

کیا کہا کہ تم اہل شوریٰ ہو امام منتخب کرو ہم تمہارے منتظر رہیں گے اگر دو دن میں ایسا نہ کیا تو ابن اثیر کے بیان کے مطابق ہم حضرات علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ کو قتل کر ڈالیں گے اس پر یہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس آئے مجبور ہو کر بیعت لینے کا وعدہ کیا صبح ہی اشتر کوفیوں کے ہمراہ اور حکیم بن جبلہ مصریوں کے ساتھ آئے طلحہؓ کو پکڑ لاکر پیش کیا چنانچہ سب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ نے اگر قاتلین عثمانؓ سے انتقام پر اصرار کیا فرمایا ابھی مجھے قدرت نہیں یہ سن کر چلے گئے مروان و بنو امیہ شام کی طرف بھاگ گئے تیسرے روز مفسدین کو مدینہ منورہ سے چلے جانے کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ بشیر نے فساد پر آمادگی ظاہر کی طلحہؓ و زبیرؓ نے بصرہ و کوفہ جانے کی اجازت طلب کی جو نہ دی گئی مغیرہ بن شعبہ نے رائے دی کہ ابھی آپ عمال عثمانؓ کو برقرار رکھیں استقلال کے بعد جو چاہیں کرنا۔ اگلے روز کہا کہ آپ جلد از جلد انھیں معزول کر دیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کل مغیرہؓ نے آپ کو نصیحت کی تھی آج دھوکہ دیا فرمایا پھر کیا رائے ہے۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مصلحت یہ ہے کہ ابھی معاویہؓ اور عثمانؓ کے عمال کو بحال رکھو تا وقتیکہ استحکام نہ ہو جائے ورنہ بنو امیہ لوگوں کو یہ دھوکہ دیں گے کہ ہم قاتلین عثمانؓ سے قصاص طلب کرتے ہیں جیسا کہ اہل مدینہ کہہ رہے ہیں اور اس طرح تمہاری حکومت درہم برہم ہو کر رہ جائے گی فرمایا میں معاویہؓ کو تلوار سے سیدھا کروں گا، عرض کی آپ بہادر ضرور ہو مگر رضا الٰہی اور جنگ میں صائب الرائے نہیں تم نے نہیں سنا کہ رسول کریم نے فرمایا تھا الحرب خدعۃ فرمایا درست ہے عرض کی میرے کہنے پر عمل کرو تو میں ایسی راہ پر چلاؤں کہ وہ انجام پر غور کرتے ہی رہ جائیں پیش پا افتادہ امور بھی نہ سمجھیں اس میں نہ تمہارا حرج ہے اور نہ کچھ گناہ ہے۔ فرمایا مجھ میں نہ تمہاری مصلحتیں ہیں اور نہ معاویہ کی۔ عرض کی اچھا تم ینبوع جا کر دروازہ بند کر لو اس سے عرب سرگرداں ہو جائیں گے آپ کے سوائے کوئی نظر نہ آئے گا ورنہ اگر تم ان لوگوں کے ساتھ اٹھو گے تو لوگ کل ہی تم پر خون عثمان کا الزام لگائیں گے فرمایا نہیں جو میں کہوں وہ کرو میں تمہیں گورنر شام مقرر کرتا ہوں عرض کی کہ معاویہؓ عثمانؓ کا بھائی اور ان کا عامل ہے اور میں تمہارا قرابت دار ہوں وہ مجھے پہنچتے ہی انتقام میں قتل کر دے گا بہتر یہ ہے کہ مکاتبت کر کے پہلے بیعت لیں۔ اس پر بھی انکار کیا گو خاموش ہو گئے حالانکہ انھوں نے جو رائے دی تھی وہ مناسب تھی اور اس کے نہ ماننے سے طوفان برپا ہو گئے حضرت علیؓ نے سب سے پہلے تمام عمال عثمانی عمال کو معزول کر کے اپنے عمال مقرر کئے مگر کوفہ والوں نے عمارہؓ کو اور معاویہؓ نے سہیل کو واپس کر دیا آپ نے فوراً ہی شام پر لشکر کشی کا ارادہ کر دیا اور زور شور سے تیاریاں شروع کر دیں مگر مکہ والوں کے حالات کا علم ہوا تو ارادہ ملتوی کر دیا۔

انتقام خون عثمانؓ کے لئے حضرت عائشہؓ کی سرگرمی

دوسری طرف یہ گزری کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بعد ادائے مناسک حج واپس ہو رہی تھیں کہ مقام سرف میں بنی لیث کے عبید بن ابی سلمہ سے شہادت عثمانؓ سن کر فرمایا واللہ عثمان مظلوم شہید ہوئے ہیں انتقام لوں گی، یہیں سے مکہ پہنچ کر وہیں لوگوں کا مجمع ہو گیا فرمایا کہ افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کے شہروں اور غلاموں اور مدینہ کے غلاموں نے ہجوم کر کے محض اس بنا پر مخالفت کر کے انھیں شہید کیا کہ انھوں نے نو عمروں کو عامل مقرر کیا تھا حالانکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا، عہد کر کے خون بہایا حرم نبوی کی حرمت پامال کی شہور حرام میں خون بہایا جس مال کا لینا جائز نہ تھا وہ لوٹا واللہ عثمانؓ کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام عالم سے افضل ہے اور عثمانؓ ایسے صاف گئے جیسے سونا میل سے۔"

اس پر عبداللہ بن عامر حضرمی عامل مکہ نے خون عثمانؓ کے انتقام لینے پر آمادگی ظاہر کی بنو امیہ بھی فوراً تیار ہو گئے جن میں ولید بن عقبہ اور سعید بن عاص بھی تھے اسی اثنا میں عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ اور یعلیٰ بن منیہ گورنر یمن چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ دینار لیکر پہنچ گئے دوسری طرف طلحہ زبیرؓ بھی مکہ پہنچے اور کہا کہ "ہم بلوائیوں کے خوف سے بھاگ کر آئے ہیں کہ وہ لوگ اخیار و شرفائے مدینہ پر مستولی ہو گئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو ہمارے ساتھ خروج کرو شام چلنے کی رائے کسی نے دی تو عبداللہ بن عامر نے کہا کہ وہاں تو معاویہؓ ہیں بصرہ چلنا کہ وہاں پر میرا کافی اثر ہے اور طلحہ کا بھی وہاں اثر ہے سب نے اس سے اتفاق کیا اور کہا کہ ایسے مدینہ والوں سے مقابلہ مشکل ہے بصرہ پر تصرف حاصل کر کے آسان ہو گا اور قاتلین سے مقابلہ کر سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا تو انہوں نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

عامر و یعلیٰ کے زر بیہ سامان سے ڈیڑھ ہزار افراد عازم بصرہ ہوئے بعد کو کل جمعیت تین ہزار ہو گئی۔

اب تک بنو امیہ کی کوئی خاص سعی مصروف کار نہ تھی حضرت عائشہ ہی انتقام لینے اور وہ بھی صرف قاتلین سے انتقام لینے پر تیار تھیں بمقام مر الظہران سعید بن العاص نے پوچھا کامیابی پر اولی الامر کسے بناؤ گے حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے فرمایا کہ ہم دونوں میں سے لوگ جسے منتخب کر لیں۔ بولے عثمانؓ کے صاحبزادے کو خلافت دی جائے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اکابر و شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر ان کے لڑکے کو حاکم بنائیں بولے تو پھر میں عبد مناف سے حکومت نکالنے کی کوشش میں تو ساتھ نہ دے سکوں گا۔ اس کے بعد خود عبداللہ بن خالد، مغیرہ بن شعبہ اور قبیلہ ثقیف کے وہ لوگ جو ان کے ساتھ تھے یہیں سے شام روانہ ہو گئے مروان ساتھ رہا۔ گورنر بصرہ نے مخالفت کی مگر معمولی جنگ کے بعد قبضہ ہو گیا اور سب نے زبیرؓ کی بیعت کر لی

عبداللہ بن سبا کی شیطنت کاری

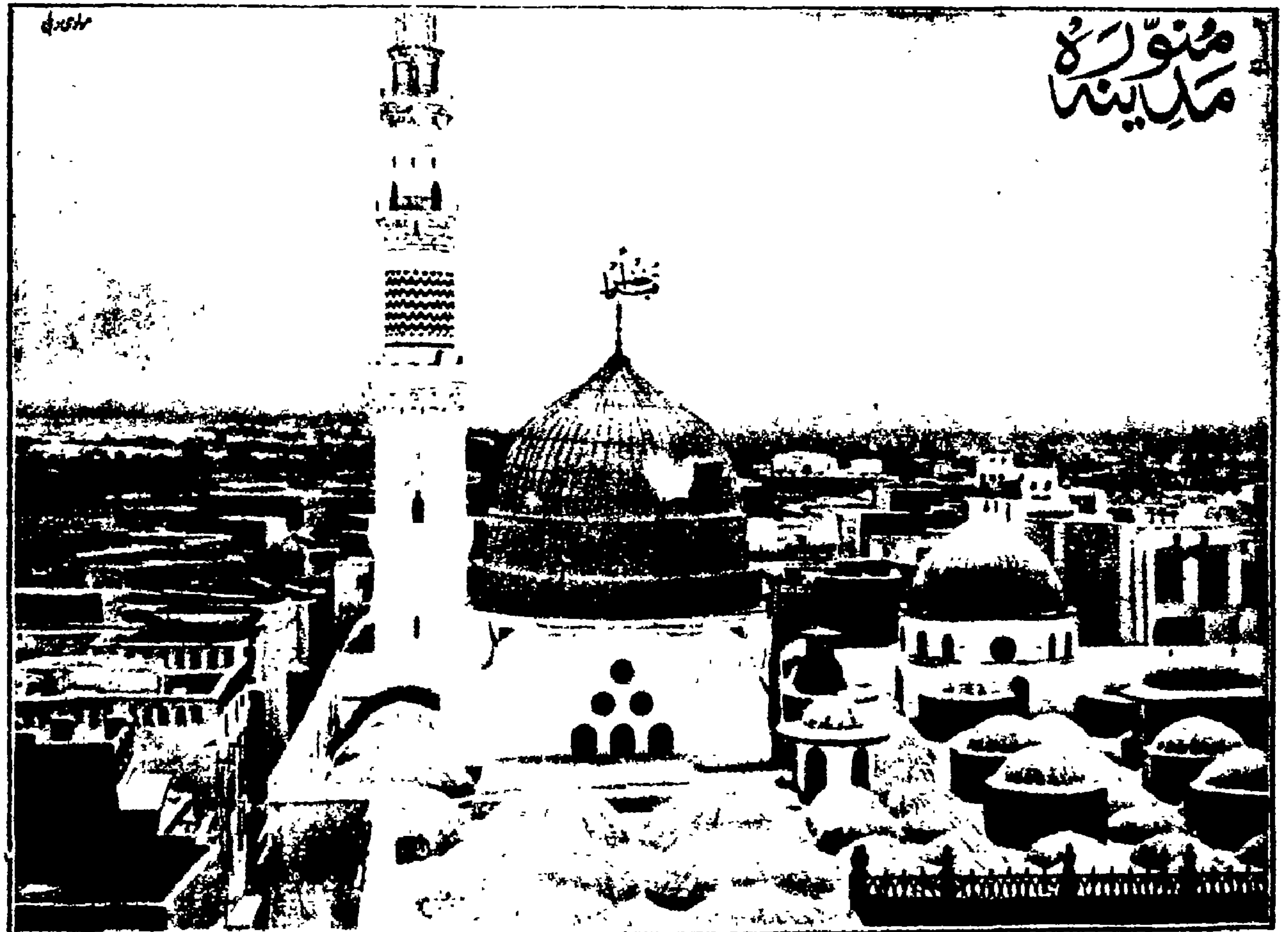
مدینہ و کوفہ میں لوگ پہلے تو تیار نہ ہوتے مگر چند روز میں حضرت علیؓ و حسنؓ کی ساعی سے دونوں جگہ سے لشکر مرتب ہو گیا اور حضرت علی عازم بصرہ ہوئے۔

اب دونوں لشکر آمنے سامنے آگئے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہ دونوں مصالحت کے خواہاں تھے باہمی گفتگو سے غلط فہمیاں رفع ہو چکی تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ جو لوگ قاتلین عثمان میں وہ لوگ میرے لشکر سے علیحدہ ہو جائیں اس پر سبائیوں کو بہت افسوس ہوا۔ انہیں عبداللہ بن سبا خالد بن ملجم اشتر، عدی بن حاتم سالم بن ثعلبہ اور شریح بن اوفی وغیرہ نے ایک جلسہ میں



(لوح نجات - ہر مرض کی دوا - موم جامہ کر کے بازو پر باندھے)




مدینہ منورہ

شهر مدینهٔ منوره



[illegible] رسول کی [illegible] جلد [illegible] چھپ کر تیار ہے

[illegible] پیشگی روپیہ بھیجنے والوں کو روانہ کی گئی ہے اور جب تک کامل نہ ہوگی صرف پیشگی روپیہ دینے والوں کو بھیجی جائیگی

[illegible] کتاب بخاری شریف قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب ہے بخاری شریف سب تو صحیح کے عربی میں ہے [illegible]
[illegible] کہ عربی کا ترجمہ حدیث تیار ہو جائے تو ان کو کیا معلوم کہ حدیث ہے یا نہیں اس لئے کہ وہ اردو خواں مسلمانوں کی [illegible]
[illegible] ایک بڑا اثر یہ ہوتا تھا کہ مختلف فرقے کے علما اپنے مسلک کے مطابق عوام کی رہبری کرتے تھے اور اس سے افتراق کا [illegible] گرم ہوتا تھا ضرورت تھی
[illegible] شائع کیا جائے۔

[illegible] کتاب ہے اور آجکل جیکہ ضروریات کے لئے بہت سامان نہیں اب بھی اس کی قیمت پچیس روپے ہے اور مترجم صرف عربی کا جاننے والا [illegible]
[illegible] حضرات ہی دے سکتے ہیں عوام کا جذبہ استفادہ خواہ کتنا ہی [illegible] ہو لیکن ہدیہ کا سوال سب سے اہم ہو جاتا تھا اس لئے اس کی [illegible]
[illegible] مولوی کی طرح ہندوستان کے گاؤں گاؤں پہنچ جائے

[illegible] ضروری غیر ضروری چھوٹی بڑی صدہا نہیں ہزار ہا کتابیں مذہبی مسائل کی چھپیں اور بکیں لیکن صحیفہ رسول کا یہ بہترین [illegible] اسلام [illegible]
[illegible] ہے ابھی تک یا تو عربی میں رہا یا ترجمہ ہوا بھی تو نسخوں کی دسترس سے بہت بلند واقعہ یہ ہے کہ اس کا چھپنا معمولی کام ہی نہیں تھا
[illegible] مثال ہوتے تھے اور مجھ جیسے حقیر تاجروں کا نہ حوصلہ نہ ان کے پاس پیسہ

وہ اپنا کام جس سے چاہتا ہے لے لیتا ہے

[illegible] قبولیت عام کا درجہ دے کر اپنی شان کی بجھ پہ کاری [illegible] اندازہ ہوتا ہے کہ بخاری شریف کے ترجمہ کا کام بھی شاید اسی حقیر ہستی سے
[illegible] خیال تھا کہ بخاری شریف کا ترجمہ اس قدر سستا شائع ہو کہ ہر مسلمان اس سے مستفید ہو سکے ہر پہلو سے کفایت کو مد نظر رکھ کر [illegible]
[illegible] روپیہ سے زیادہ ہوتی تھی بہرحال خدا کا نام لے کر چھپنے شروع کر دیا اور آج آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ اس کے دس پاروں
[illegible] ہو گئی اور دس پاروں کی کتابت ہو چکی جو روپے کی وجہ سے ابھی چھپنے شروع نہیں ہوئے اور بقیہ دس پاروں کے ترجمہ [illegible]
[illegible] ہو رہا ہے صرف [illegible] پاروں کے کاغذ اور چھپائی کا کام رہ گیا ہے اب ۲۰ ہزار خریداران مولوی اور عاشقان رسول [illegible]

[illegible] رسول کریم پر جان و مال نثار کرنے والوں کو آواز دیتا ہوں کہ اس ماہ رسول ربیع المنور [illegible]
[illegible] نیک کام میں دے سکیں تو آخرت کے ساتھ دنیا کا فائدہ بھی شامل ہے

[illegible] ہوگا کیونکہ ترجمہ گرانی اور تمام اخراجات طباعت و اشتہار [illegible] اس سے کم ہدیہ ہوتا بھی نہیں چاہئے
[illegible] بہت اعلیٰ کاغذ ہے نہایت عمدہ چھپائی ہے اور [illegible] صفحے ضخامت ہے جو تیار ہے دوسری جلد کی کتابت قریب الختم ہے ۲۴۰ صفحہ
[illegible] جلد کی [illegible] شاید ان دو تین سے بڑھ جائے [illegible] صفحے ضخامت ۳ جلدیں علیحدہ علیحدہ مجلد [illegible] کاغذ بہت اعلیٰ [illegible] اس حالت میں [illegible]
[illegible] بالخصوص اس حالت میں کہ عربی بخاری کی قیمت پچیس روپیہ ہے
[illegible] نے پیشگی پانچ روپے بھیج کر اپنا نام درج کرا لیا ہے ان کو پہلی جلد بھیجدی گئی اگر کامل تینوں جلدیں پانچ روپے میں دی جائیں گی [illegible]
[illegible] مزید وصول کر لیا جائے گا۔

[illegible] سو خریداروں کی اور ضرورت ہے تاکہ پورا اڈیشن پیشگی دینے والوں کی نذر کر دیا جائے اگر آپ اس مقدس کام میں شریک ہو کر دینی و دنیاوی [illegible]
[illegible] چاہتے ہو تو پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیجئے پہلی جلد بذریعہ رجسٹری روانہ کر دی جائے گی اور باقی جلدیں تیار ہوتی جائیں گی [illegible] بھیجی جائیں گی [illegible]
[illegible] نہیں ہے اس لئے جلد تر روپیہ بھیج دیجئے [illegible] خریدار ہونے کے بعد منی آرڈر واپس کر دئیے جائیں گے
[illegible] رعایت یہی ہے کہ جو صاحب پانچ خریدار بخاری شریف کے مہیا کریں ان کو ایک جلد مفت دی جائے گی [illegible] پچیس روپے پیشگی [illegible]
[illegible] چھ جلدیں منگانے والے ریل کے ذریعہ منگائیں ڈاک کے ذریعہ محصول ڈاک فی [illegible] خرچ ہوگے

[illegible] رسول [illegible] ہے کون [illegible] سو بھلائی [illegible] جو دین و دنیا کی بھلائی لوٹتے ہیں [illegible]

رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَّكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا
قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيْرَ ۚ قَالَتْ رَبِّ
إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ
رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلٰى ثَمُوْدَ أَخَاهُمْ
صٰلِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيْقٰنِ يَخْتَصِمُوْنَ
قَالَ يٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ
لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○
قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ مَّعَكَ ۚ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ
عِنْدَ اللّٰهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ ○ وَكَانَ فِي
الْمَدِيْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُّفْسِدُوْنَ فِي الْأَرْضِ

حمائل شریف مترجم لیجئے اور [illegible]

اور ضرور دیکھئے کیونکہ اس کی کتابت دیکھنے ہی کی چیز ہے یہ حمائل شریف پہلے ہمارے [illegible] سے نادر تھا۔ خدا کے فضل سے اب ہم اپنی سستی حمائل خریدنے میں کامیاب ہو گیا۔ آج بہت ہی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ اب اس کا ہدیہ نصف ہو گیا ہے یعنی

ڈھائی روپے کی بجائے سوا روپے میں مجلد چرمی کا

ایک حمائل شریف کے ساتھ موجود ہے اس کی کتابت ملاحظہ فرمایئے کتنی خوشنما ہے آج ہندوستان کا مشہور حصہ کی اس جگہ کوئی بھی کار گذار حمائل اتنی خوشنما دیدہ زیب حمائل لکھی گئی یا چھپی ہے اور اتنی سستی تو وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتی۔ ایک آپ میری اس سستی کی داد نہ دیں گے اس کے حروف کی خوشنمائی ایسی ہے گویا ایک ماہر استاد کے ترانے ہوں جو کانوں میں گونجتے ہیں۔ ہر ایک بوڑھا مرد اور بچہ بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ زیر و زبر حروف ہندوستان کے سابق ہر علم تفسیر حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا ترجمہ ہے جو ہندوستان کے تمام عقائد کے مسلمانوں میں بلا اختلاف مقبول ہے۔ اس ترجمہ کی خاص خوبی یہ ہے کہ قرآن مجید کے ایک ایک لفظ کے معنی تحت لفظ ہیں۔ حاشیہ پر علامات اتقان ہیں اور سورتوں کے شان نزول ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسائل اور ان کا حل احادیث سے دیا گیا ہے۔ تفسیر کے مقامات کی تشریح کے واسطے ایک کتاب کی ضرورت ہے کیونکہ کم و بیش ایک ہزار عنوان قائم کئے گئے ہیں۔ مضامین تفسیری خوبی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ کتب تفاسیر و احادیث سے حضرت مولانا محمد انوار صاحب چشتی شاگرد رشید حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علماء ہند نے تالیف کیا ہے۔ ہندوستان کے مشہور ترین خوشنویس استاد یگانہ جناب منشی عبدالغنی صاحب خلف منشی محمد شاہ علی صاحب مرحوم مہاجر کی رحمۃ اللہ علیہ نے خاندانی یادگار کے طور پر اس کو لکھا ہے۔ اس کی صحت کا یہ حال ہے کہ ایک ایک حرف پر نظر ثانی کی گئی ہے دہلی کے بڑے بڑے علماء ماہر حفاظ نے اس کی صحت میں مدد دی ہے۔ باوجود کار گذار سائز کے جلی قلم اور عربی و اردو ہر دو خط نہایت خوشنما نہایت صحیح زیر و زبر وغیرہ اپنے اپنے حروف پر دیکھ سکتے ہیں۔ آپ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھ سکتے ہیں۔ جیب میں آسانی سے آ جاتی ہے۔ مونائی کی ڈیڑھ انچ ہے ہر صفحہ پر بیل بوٹوں سے اس کی شان دوبالا ہو گئی ہے۔ ہندوستان میں اس شان کی حمائل کبھی نہیں چھپی۔ ہدیہ مجلد چرمی الفسٹری کا صرف سوا روپیہ مع محصول ڈاک۔ پانچ جلد مجلد چھ روپے دس جلد ساڑھے گیارہ روپے، علاوہ محصول ڈاک، منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

شرح مثنوی مولانا روم

از قلم مترجم علامہ مولوی عبدالرحمان صاحب راسخ۔ مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جو تمام عالم تصوف کی جان ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو تشنگان معرفت کو جام معرفت پلاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس سے دریائے عشق و محبت موجزن ہے اور [illegible] سے جذب [illegible] سیراب ہو رہے ہیں۔ کوئی صوفی یا صوفی مریدان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو۔ صوفیوں کو اس کی ضرورت، عالموں کو اس کی ضرورت، فاضلوں، لیکچراروں، فقیروں، ادیبوں کو اس کی ضرورت۔ غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اور ہر وقت اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب نکال سکتا ہے۔ پس ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کرنا ایسے فاضل اجل کا ہی کام ہے جو تصوف کے اسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ مرد حال و قال بھی ہے۔ ادھر جس کی شرح صحیح نہیں، بلکہ مولانا کے اسرار و معانی کی تفصیل ہے [illegible] حضرت مولانا روم کا تصرف ہے جو شرح کی صورت میں رونما ہوا۔ زبان کی سلاست، مکمل اشعار، لطیف تصوف، اسرار اولیاء، تذکرہ اصفیاء اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح میں موجود ہے۔ مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے بعض بعض مشکل الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا ہے۔ مشکل الفاظ کی پوری تشریح ہے۔ ہر شعر کی صرفی و نحوی ترکیب کی گئی ہے۔ ہر شعر کے مدعا، علم، بیان اور بلاغت کے پہلو میں اس کو ظاہر کر دیا ہے۔ ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی۔ اور ہر شعر کا مفصل مطلب الگ لکھا ہے۔ اور عجیب و غریب [illegible] کی گئی ہے۔ جس کا اندازہ واقف ہے کہ مثنوی کے متعلق صحیح معلوم ہونے لگتا ہے کہ بہت قرآن و حدیث [illegible] تمام اشعار کو قرآن و حدیث کے [illegible] نہایت عمدہ مجلد ہے۔ قیمت اعلیٰ مجلد صرف ایک روپیہ چھ آنے محصول ڈاک علاوہ۔ منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

سو برس کے بڈھوں کی ضرورت ہے

[illegible]ان الملک حکیم نابینا صاحب طبیب خاص سابق حضور نظام نے ۱۸ واسطے ضعیفوں ذیشو سالہ نظام المشائخ کو جو ایک قلمی نسخہ قوت عطا فرمایا ہے اس نسخہ کے نیچے یہ عبارت درج ہے،

ایک ہفتہ کے استعمال سے پیر صد سالہ مثل جوان پانزدہ سالہ کے ہوئے تا دم مرگ طاقت جسمانی بہ حضور قائم و برقرار رہے ہر روز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے بیزاری نہ ہوگی اور ایک وقت میں بیجز تین چار ۔ ۔ ۔ ۔ طبیعت کو قرار نہ ہوگا، یہ نسخہ سلسلہ خاندان حکیم سید عبداللہ خاں صاحب دہلوی شاہی میرے عم بزرگوار مولینا حکیم سید عزالدین صاحب مرحوم سے مجھ کمترین کو عطا ہوا۔ جو لطور یادگار پس ماندگان درج ہذا کیا، یہ نسخہ حقیقی و درست و صحیح میری اول عمر میں ایک وقت ملا ہوا تھا، راجگان ہندوستان سے میرے عم مرحوم کو ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ انعام و اکرام نسخہ ہذا کی بدولت ملا تھا، اور نواب سالار جنگ اول بھی چار خوراک معجون ہذا کا استعمال فرما کے جاگیر و منصب ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ عطا فرمائے تھے یہ تذکرہ بماہ جمادی الاول ۱۲۹۲ھ کا ہے، پس ماندگان کو اس کا پورا علم ہے۔

اس نسخہ سے جو معجون تیار کی جاتی ہے اس کا نام

معجون مددگار عدو

۔۔ جوانوں اور ادھیڑوں کو معجون مددگار عدو کی سات خوراکیں چار روپیہ ۔۔ میں دی جاتی ہیں (علاوہ محصول ڈاک)، لیکن اگر کوئی سو برس عمر والے صاحب منگوائیں گے تو ان سے سات خوراکوں کے صرف تین روپیہ لوں گا، اور محصول اپنے پاس سے لگا کر معجون بھیجوں گا، شرط فقط یہ ہے، کہ سو برس کے ہونے کا وہ کسی طرح سے اطمینان دلا دیں، سو برس نہ سہی نوے برس ہی سہی

نوٹ

جنہیں جریان کی شکایت ہو وہ معجون مددگار عدو نہ منگائیں، کیونکہ معجون مددگار عدو صرف قوت کی دوا ہے، جریان کے مریضوں کے لیے معجون

کایا پلٹ

منگائیں قیمت بیس خوراک [illegible] روپے علاوہ محصول ڈاک

پتہ

مینیجر نظام المشائخ نمبر اکو چہ چیلان دہلی

محمد حسین الدین صاحب مونگیر	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
مولوی محمد خان صاحب [illegible]	۲
مسٹر عبدالرحمان صاحب [illegible]	۲
عبدالکریم صاحب نواب [illegible]	۲
فضل الدین صاحب [illegible]	۲
عبدالرحمان صاحب بنگلہ [illegible]	۱
میاں [illegible] صاحب [illegible]	۲
سید محمد اسحاق صاحب [illegible]	۱
سخاوت علی صاحب بستی	۲
ایم عوض علی صاحب لاہور	۲
[illegible] صاحب بمبئی	۳
اللہ بخش صاحب [illegible]	۵
سید نظام شاہ صاحب [illegible]	۲
محمد غنی خاں صاحب بدایوں	۲
ریاض الدین احمد صاحب [illegible]	۲
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
محمد حسین اسماعیل صاحب سورت	۲
محمد عثمان صاحب [illegible]	۲
عبدالصمد صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible] بستی	۲
[illegible] حسین [illegible] صاحب [illegible]	۲
مولوی [illegible] الحق صاحب مونگیر	۲
میرزا یوسف بیگ صاحب [illegible]	۲
عبدالعلی صاحب [illegible]	۳
عبداللہ [illegible] صاحب [illegible]	[illegible]
سخاوت خاں صاحب [illegible]	۱
جناب ظہور الدین صاحب [illegible]	۲
محمد حشمت اللہ صاحب [illegible]	۲
حکیم رضا حسین صاحب [illegible]	۱
محمد [illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
جناب مولوی عبدالحنان صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب فرخ آباد	۲
مولوی [illegible] صاحب [illegible] آباد	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲

[illegible] صاحب [illegible]	
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
مولوی [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
حبیب خاں صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۱
عبدالحکیم صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] علی صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب مونگیر	۲
[illegible] حسین صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] حسین صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible] آباد	۱
[illegible] علی صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۲

ابھی بہت باقی ہیں

رسول نمبر پڑھنے سے پہلے

میری چند باتیں سن لیجیے، پھر تو آپ سیرۃ رسول کے مطالعہ میں محو ہو جائیں گے، کیونکہ

یہ حقیقت کا رسول نمبر اپنی ہی عجیب ہے کہ عاشقانِ رسولؐ کو سرشار کر دے گا، اس لیے اس سے قبل مجھے چند گذارشات مختصراً پیش کر دینی چاہییں

آپ میں سے ہزاروں ناظرین ہوں گے جو مولوی کے ابتدا سے خریدار ہیں، اور ایسے بھی ہیں، جو دو دو تین تین سال سے اعانت کر رہے ہیں، ان کو یاد ہوگا کہ مولوی کس درجہ ترقی کر رہا ہے، اور پچھلا رسول نمبر گذشتہ نمبروں سے دوگنی قیمت کا ہے

آپ میں سے ہر شخص متعجب ہوگا، کہ ایک روپیہ سالانہ چندہ میں اتنا اچھا، اور اتنے اعلیٰ مضامین کا پرچہ جس کی ایک ایک سطر بڑی بڑی محنتوں اور صرف کثیر کے بعد لکھوائی جاتی ہے اور اب جس کا سمجھنا ناممکن ہے کہ ہندوستان کا کوئی بڑا چھوٹا پرچہ اس کی صف میں نہیں آ سکتا، آخر کیونکر شائع ہو رہا ہے، آپ تو غیر اس کام سے واقف نہیں جو کاروباری دنیا سے واقف ہیں وہ عش عش کرتے ہیں، اور پھر لطف یہ کہ کوئی جماعت اس پرچہ کی معاون ہے اور نہ کسی بڑی شخصیت کی امداد کا رہینِ منت ہے نہ اس کو خاص چندہ کے علاوہ یا کتابوں کی فروخت کے نفع کے سوا کہیں سے دست غیب ہوتا ہے۔ آخر پھر وہ کونسی طاقت ہے جس نے اس کو کامیاب بنایا

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اس کارساز حقیقی کی کارسازی ہے کہ اس نے مولوی کو ایسے معاونین عطا فرمائے ہیں، جن کے قلوب میں مولوی کی الفت جاگزیں ہو گئی ہے، اور پھر وہ یہی دیکھتے ہیں کہ ان کا خادم اس پرچہ کا منتظم ان کی اعانت کو کس سلیقہ اور انتظام سے خرچ کرتا ہے، کہ آج ہندوستان کا کوئی پرچہ اس سے بہتر تو درکنار اس کے برابر بھی نہیں، اس لیے وہ اپنی محبتوں اور عنایتوں سے بیش از بیش نوازتے رہتے ہیں، اور انہوں نے ہندوستان کے ہر قصبہ، ہر تحصیل، ہر ضلع اور ہر شہر میں مولوی کو پہنچا دیا

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

میرا حساب ہوا دو نے، ہستی چھوٹی، سرمایہ کچھ نہیں، صرف خدا کی عطا کی ہوئی کچھ ہمت ہے جو کبھی کامیاب اور کبھی کبھی خطرے میں ڈال دیتی ہے، مگر قربان اس کام بنانے والے کے جو ہر رکاوٹ کو تنکے کی طرح اڑا دیتا ہے، میرے لیے کوئی نئی بات نہیں، ہر وہ شخص جس کی محنت کو خدا کا فضل کامیاب کر دیتا ہے اس کے اپنے بیگانے اس کی راہ میں مشکلات پیدا کرتے ہیں اور پھر وہ محسود خلائق بن جاتا ہے وہی صورت میرے لیے بھی پیدا ہو گئی ہے، اب یہ کارساز حقیقی کی کارسازی ہے، کہ یہ دشواریاں ہی کامیابی کا زینہ بن رہی ہیں، ورنہ فطرتاً اتنا کامیاب انسان غافل، سست، انکار اور متحیر ہو جاتا ہے یہ دشواریاں اور رکاوٹیں اس کو کام پر چست اور مستعد رہنے دیتی ہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ بھی خدا کا فضل ہے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اس مولا کی ذرہ نوازی دیکھتا ہوں کہ مولوی محرم ۱۳۲۲ ہجری یعنی پہلا پرچہ صرف ۲۴ صفحہ کا تھا، اور اب وہی مولوی محرم ۱۳۵۲ ۴۸ صفحہ کا ہے اور مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی ہیں اور پھر اس کی معنوی خوبیاں پہلے سے ہزار درجہ بلند و بالا، سیرۃ رسول کا یہ بے نظیر مرقع جو پیش نظر ہے اس کو رسول نمبر ۱۳۵۲ کم پڑھنے والے یہ پوری، گنا قیمت کا ہے، اور میرا تو قیاس ہے کہ اس سال کا رسول نمبر ہندوستان کے ہر اپنے خاص نمبر سے بہتر ہوگا، خدا کرے ایسا ہی ہو،

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

میں یہ نہیں کہتا کہ آپ مولوی کے علاوہ کوئی پرچہ نہ خریدیے، بلکہ یہ عرض کرتا ہوں کہ [illegible] کیونکہ اس کے بغیر مولوی کی اشاعت آپ کی تعداد میں ہو ہی نہیں سکتی، لیکن جب مولوی آپ کی نظروں میں محبوب اور مفید ہو تو پھر آپ سے یہ درخواست کروں گا، کہ ابھی بہت سے ایسے ہیں جنہیں مولوی شاید نہ جانتا ہو، اس لیے کوشش کرکے ہر ہر گاؤں میں مولوی کو دیجیے، اور اس طرح آپ کے ذریعہ سے خدا کا پیغام اور سیرۃ رسول کا یہ بے نظیر مرقع ہر جگہ پہنچ جائے گا، تو دنیا میں آپ کا بول بالا ہوگا، اور آخرت میں آپ انشاء اللہ مبلغین اسلام و دین کی صفوں میں ہوں گے، اور یہ چیز معمولی نہیں ہے، خدا کا پیغام پہنچانا پیغمبروں کا کام تھا اور جس سے خدا یہ کام لے لیتا ہے گویا وہ اس کو انتہائی نوازنا چاہتا ہے

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

خریداروں کا پیدا کرنا آج کل بہت آسان ہے، کیونکہ ایک تو رسول نمبر ہی خود ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے، پھر آج کل ہر شخص فضائل رسول پڑھنے کا مشتاق ہوگا، اس لیے صرف دکھانے کی دیر ہے، اور اگر آپ نے یہ رسول نمبر دکھا دیا تو ظاہری حسن و خوبی کو دیکھ کر ہی وہ لینے کے لیے آمادہ ہو جائیں گے، اس لیے میری محنت کی داد یہی ہے کہ آپ سب سے پہلی فرصت میں مولوی کے زیادہ سے زیادہ نئے خریدار مہیا کریں، ہم پہنچا دیں، انشاء اللہ آپ کی یہ محنت رائیگاں نہیں جائے گی، اور مولوی کی اشاعت کی ترقی کے ساتھ اس کی معنوی اور ظاہری خوبیاں بھی بڑھتی جائیں گی، اور خدا نے چاہا تو میری ساری وہ توقعات پوری ہو جائیں گی جو اب تک شیخ چلی کی کہانی بنی ہوئی ہیں،

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اس رسول نمبر میں بہت لاگت آ گئی، اور جس کی وجہ سے پریشانیاں بڑھ گئی تھیں، گو محبت رسول کی پریشانیاں بھی خوش نصیبوں کو ہی ملتی ہیں، لیکن میری معاشی اور جسمانی دونوں کمزوریاں مجھے بدحواس کر دیتی ہیں، ابھی سب سے بڑا فکر یہ ہے کہ یہ پرچہ [illegible] چھپوایا ہے اور [illegible] ہزار خریداروں کے چندے ختم ہو چکے ہیں خدا نخواستہ [illegible] سعادت سے محروم رہیں گے، اگر اوسط تو ہم تھوڑا رہے تو پانچ ہزار خریدار کم از کم [illegible] خریداری ترک کر دیں گے، تو گویا ۴ ہزار نئے خریدار پیدا ہوں، جب یہ رسول نمبر [illegible] لیے ہمیشہ خدا ایسے معاون پیدا کر دیتا ہے جو اس بہت کو انتہائی محنت سے [illegible] تک پہنچا دیتے ہیں، مگر یہ ایمانی یا روحانی کمزوری ہے جو انسانوں کو [illegible] دیتی ہے [illegible] ہیں یہ ادھی پونجی کی بات ہے، جو ذرا سے نقصان یا احتمال نقصان سے [illegible] ہے، بہرحال یہ کہانی اس لیے سنا رہا ہوں کہ آپ ان واقعات سے [illegible] ہو جائیں [illegible] اور میری اعانت پر مستعد ہو جائیں،

میں [illegible] کے اشتہار نہیں لیتا [illegible] اشتہار ہی کسی پرچہ کی آمدنی کا ذریعہ [illegible] اور اس کی وجہ بھی روشن ہے، تمام اخبار و رسائل کو دیکھ جائیے [illegible] بتلاتے ہیں تو ذریعہ ہی ورنہ [illegible] میری کیفیت یہ ہے کہ [illegible] اشاعت [illegible] ہوں، کہ [illegible] اور اشتہار دینے والوں کو [illegible] جنگ [illegible] کا ایک بڑا ذریعہ کھو دیا۔

[illegible]

[illegible]
[illegible] رسالہ [illegible] ہمیشہ [illegible]
[illegible] اشاعت [illegible] مدنظر [illegible]
[illegible] حاصل ہو رہی ہے کہ جا رہے ہیں ۔ کیسے قبول کر لیا اس سے [illegible]
[illegible] جانے تو یقین ہو جاتی ہے کہ بیماری، بلائیں، عزت، ذلت، نفع و نقصان سب
[illegible] ہے۔ بفضل ما تشاء

[illegible] پر غوث الاعظم نمبر ہوگا

سرد بیمبئی، حیدرآباد، اور پنجاب کے سینکڑوں
[illegible] کو مسرت ہوگی جب وہ سنیں گے کہ [illegible]
[illegible] غوث الاعظم نمبر ہوگا۔ اور اس مرتبہ نئے انداز سے سیرت غوث پاک تحریر
[illegible] صاحب کے پہلے [illegible] نذیر الحق صاحب مولوی کے لیے لکھ رہے ہیں [illegible]
[illegible] بی بی سرت [illegible] کامیابی ہو جیسی ان کی خواہش ہے۔ خدا کے فضل سے صحیح
[illegible] سروری طور پر [illegible] عجیب عجیب کتابیں اور اد کا رسالات پیش ہوئی ہیں
[illegible] مولوی کا غوث الاعظم نمبر اپنی روحانی کیفیت میں بہت بلند ہوگا۔ اور غوث پاک
[illegible] حضرت غوث اعظم سے محبت رکھتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ بڑی [illegible]
[illegible] مولوی مفت جاری کرا دیں، یہ تحفہ پیر کی روح پاک کو خوشنود کرنے اور
[illegible] کا سب سے موثر طریقہ ہے۔ جنہوں نے پچھلے سال اس پر عمل کیا تھا؟
[illegible] اس وجہ سے [illegible] کامیابی ہوئی۔

[illegible] غوث الاعظم نمبر [illegible] ان کو شائع ہو جائے گا۔ بالکل صحیح وقت میں
[illegible] اگر خدا نہ کرے پرچہ میں تاخیر ہوئی، تو اس کی وجہ محض یہ ہوگی کہ
[illegible] اضافہ ہو سکا۔ اس لیے آپ [illegible] کوشش کیجئے

[illegible] جلیب خدا کی کارفرمائی

خدا ان بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو جنہوں نے
حسن تبلیغ اسلام [illegible]
[illegible] مولوی کے [illegible] خریدار بنائے ہیں تو فقط دعا دینے والا ہوں۔ [illegible]
[illegible] سب سے بہتر [illegible] والے ادا کا [illegible] انشاء اللہ [illegible] فائز المرام ہوں گے

اسمائے معاونین	تعداد	اسمائے معاونین	تعداد
سید غوث صاحب [illegible]	۱	جناب [illegible] صاحب [illegible]	۳
[illegible] الحسن صاحب وکیل [illegible]	۱	مولوی نور محمد صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۳	[illegible] حسین صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱	مہر اختر علی صاحب [illegible]	۲
[illegible]	[illegible]	عبد الرزاق صاحب [illegible]	۱
[illegible]	۲	سید عبد الغنی صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible]	[illegible]	[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

اسمائے معاونین	تعداد
مولوی عبد الرحمن صاحب [illegible]	۳
[illegible] صاحب [illegible]	۱
منشی الٰہی صاحب [illegible]	۲
محمد مسیح الدین صاحب [illegible]	۱
حافظ شمس الزماں صاحب [illegible]	۱
سید نور علی صاحب [illegible]	۱
نور احمد صاحب [illegible]	۲
بابو ظفر حسین صاحب [illegible]	۱
عبد الکریم صاحب [illegible]	۱
محمد اختر صاحب [illegible]	۲
عبد الحی صاحب [illegible] حیدرآباد	۳
صلاح الدین صاحب محمد آباد	۲
دوست محمد شیخ محمد [illegible]	۲
منشی احمد حسین صاحب [illegible]	۴۰
عبد الخالق صاحب [illegible]	۱
شیخ علی بخش صاحب [illegible]	۱
محمد حسینی صاحب کلکتہ	۲
[illegible] شاہ صاحب [illegible]	۱
محمد مرتضیٰ صاحب [illegible]	۲
کریم اللہ خاں صاحب [illegible]	۴
[illegible]	۲
محمد یوسف صاحب [illegible]	۴
مولوی احمد حسین صاحب [illegible]	۲
محمد صالح صاحب [illegible]	۲
اسماعیل [illegible] انڈیا	۵
[illegible] صاحب [illegible]	۴
[illegible] صاحب [illegible]	۲
شیخ محی الدین صاحب [illegible]	۲
محمد حسن صاحب [illegible]	۱
محمد شفیع صاحب [illegible]	۲
حکیم عبد الرحمن صاحب [illegible]	۱
عبد العزیز صاحب [illegible]	۱
[illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]

[illegible]

اسمائے معاونین	تعداد
محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۱
عبد اللہ صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
عبد الرزاق صاحب [illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
عبد الجبار صاحب [illegible]	۱
حکیم [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۵
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
محمد [illegible] صاحب [illegible]	۱
مولوی [illegible] صاحب [illegible]	۲
امیر [illegible] خاں صاحب [illegible]	۱
[illegible] خاں صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
شیخ [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۱
شیخ [illegible] صاحب [illegible]	۲
حکیم [illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۲
سید [illegible] صاحب [illegible]	۲
محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲
[illegible] صاحب [illegible]	۲
عبد الرزاق صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible] صاحب [illegible]	۱
[illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible]	۲
[illegible]	۳

نام صاحبان	[illegible]	نام صاحبان	[illegible]	نام صاحبان	[illegible]	نام صاحبان	[illegible]
جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب [illegible]	۳	[illegible] موسیٰ رضا صاحب گلبرگہ	۲	جناب پیر شاہ صاحب کھڑک پور	۲	جناب غلام محمد صاحب [illegible]	۲
۔ عبداللہ صاحب [illegible] نگر	۵	[illegible] خاں لینڈ بادرسس [illegible]	۵	۔ منشی مولوی محمد [illegible]	۳	۔ عبدالعزیز صاحب [illegible]	۳
۔ شیخ ریاست اللہ صاحب [illegible]	۱	۔ سید احمد صاحب میرٹھ	۳	۔ فدا حسین صاحب وکیل [illegible]	۱	۔ عبدالحمید خان صاحب [illegible]	۱
۔ محمد تاجو بیگ صاحب کرنال	۱	لیسین اللہ خاں صاحب [illegible]	۲	۔ نصیر محمد صاحب [illegible]	۱	۔ مولوی محمد عثمان صاحب [illegible]	۱
۔ محمد عظیم صاحب کیمبل پور	۱	۔ صوبیدار غلام جیلانی صاحب [illegible]	۲	۔ لفٹننٹ میجر برکت علی صاحب [illegible]	۱	۔ محمد عبداللطیف صاحب [illegible]	۱
۔ طفیل احمد صاحب [illegible]	۲	۔ مولوی عبدالحکیم صاحب حسن ابدال	۴	۔ ڈاکٹر محمد یونس صاحب اشرفی [illegible]	۲	۔ قاضی غلام محی الدین صاحب [illegible]	۲
سید عبدالرؤف صاحب الہ آباد	۲	۔ محمد سعید خاں صاحب [illegible]	۲	۔ خان صاحب احمد نور خان صاحب [illegible]	۴	۔ منشی [illegible] صاحب گیا	۴
۔ محمد یوسف صاحب راولپنڈی	۱	۔ مولوی محمد حسین صاحب نواب شاہ	۳	۔ عنایت خاں صاحب [illegible]	۲	۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۲
۔ محمد جلال الدین صاحب لکھنؤ	۱	۔ عبدالقدوس صاحب سری نواس پور	۲	۔ فتح الدین صاحب [illegible]	۱	۔ عبدالرحیم صاحب [illegible]	۱
۔ شیخ محمد علی صاحب [illegible]	۱	۔ عبدالغنی صاحب [illegible]	۲	۔ عبدالاحد خاں صاحب کاشتکار [illegible]	۴	۔ عبدالمجید صاحب [illegible]	۴
مولوی عبدالرشید صاحب تحصیلدار [illegible]	[illegible]	۔ عبدالحکیم صاحب کھڑک پور	۱	۔ محمد اسماعیل صاحب فتح پور سیکری	۱	۔ مولوی محمد حسن صاحب [illegible]	۱
۔ محمد شعیب صاحب احمد آباد	۱	۔ بابو فقیر محمد صاحب کانپور	۱	۔ جناب منشی محمد فاضل صاحب [illegible]	۱	۔ سید [illegible] حسین صاحب [illegible]	۱
۔ محمد زکریا صاحب [illegible]	۲	۔ محمد عبدالستار صاحب نظام آباد	۴	۔ عبدالحق صاحب پسرور	۲	۔ سردار محمد خان صاحب [illegible]	۲
۔ محمد شریف صاحب دارجیلنگ	۱	۔ ایم خلیل الرحمٰن صاحب [illegible]	۲	۔ چودھری محمد دین صاحب [illegible]	۱۰	۔ خواجہ محمد امین صاحب [illegible]	۱۰
۔ صادق عبداللہ صاحب [illegible]	۲	۔ مولوی غوث بخش صاحب [illegible]	۱	۔ میر احمد شاہ صاحب [illegible]	۱۵	۔ میر ہدایت اللہ صاحب [illegible]	۱۵
۔ حافظ فتح الدین صاحب رائیکوٹ	۲	۔ شہاب الدین صاحب [illegible]	۲	ایس عبدالقدوس صاحب [illegible]	۳	۔ محمد بخش صاحب ملتان	۳
۔ احمد عبدالاحد صاحب [illegible]	۲	عبدالغفور صاحب بستی	۱	ایم یحییٰ رحیم صاحب ورنگل	۱	۔ شیخ برکت علی صاحب [illegible]	۱
۔ منہاج الدین صاحب گلبرگہ	۲	۔ صورت خاں صاحب [illegible]	۱	خان نظام علی صاحب کچہری	۱	۔ مولوی [illegible] حسین صاحب [illegible]	۱
۔ سید غلام محمد صاحب [illegible]	۱	حاجی نورالدین صاحب [illegible]	۱	۔ [illegible] صاحب [illegible]	۳	۔ پیر بشیر احمد صاحب حیدرآباد دکن	۳
۔ سید محمد ادریس صاحب [illegible]	۲	۔ قاری محمد خواجہ صاحب حیدرآباد	۱	۔ محمد اکرام اللہ صاحب مدراس	۲	۔ الٰہی بخش صاحب [illegible]	۲
۔ مقصود علی خاں صاحب سیتاپور	۱	۔ بندہ حسن صاحب [illegible]	۲	۔ سید محی الدین صاحب [illegible]	۲	۔ مولوی [illegible] صاحب پنشنر مونگیر	۲
میر بادشاہ صاحب ڈیرہ اسماعیل خاں	۲	۔ منشی محمد عثمان شریف صاحب [illegible]	۱	۔ محمد احمد صاحب جنرل مرچنٹ لکھنؤ	۲	۔ محمد [illegible] خاں صاحب [illegible]	۲
۔ قاضی فیاض علی صاحب [illegible]	۳	۔ عبدالحمید خاں صاحب [illegible]	۵	۔ قیوم صاحب بیجاپور	۲	۔ محمد بشیر خاں صاحب [illegible]	۲
۔ محمد فصیح احمد صاحب [illegible]	۲	۔ حافظ عبدالرحمان صاحب [illegible]	۱	۔ فضل الٰہی صاحب [illegible]	۱	۔ مولوی [illegible] الحق صاحب [illegible]	۱
۔ مولوی حکیم سید حافظ احمد صاحب لکھنؤ	۵	۔ ملا علی محمد صاحب [illegible]	۱	۔ دوست محمد صاحب مترجم [illegible]	۲	ملک محمد صاحب [illegible]	۲
۔ عبدالحکیم صاحب [illegible]	۲	۔ عبدالجبار خاں صاحب ناگپور	۱	منشی عبدالمجید صاحب [illegible]	۲	۔ مولوی قادر بخش صاحب [illegible]	۲
۔ ایس عبدالصمد صاحب [illegible]	۲	۔ محمد اکرام احمد خاں صاحب [illegible]	۴	۔ ملک محمد اسماعیل صاحب [illegible]	۲	۔ سید [illegible] الدین صاحب [illegible]	۲
۔ دوست محمد صاحب [illegible]	۲	فیض نبی خاں صاحب [illegible]	۱	۔ عبداللطیف صاحب اجمیر شریف	۵	شیخ کرم الٰہی صاحب [illegible]	۵
حاجی آغا [illegible] صاحب سوداگر فیض آباد	[illegible]	ایم اے [illegible] صاحب [illegible]	۱	۔ فیاض نور خان صاحب [illegible]	۲	شیخ [illegible] حسین صاحب [illegible]	۲
۔ امیر بخش صاحب مرچنٹ [illegible]	۲	میاں عبدالاحد صاحب شکارپور	۱	۔ فضل الٰہی صاحب راولپنڈی	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲
۔ محمد علی خاں صاحب آگرہ	۲	۔ منشی احمد خاں صاحب اجمیر شریف	۴	شیخ عبداللہ صاحب بمبئی	۴	۔ [illegible] احمد صاحب لاہور	۴
۔ محمد جعفر صاحب کراچی	۲	۔ محمد عبدالرحمان صاحب [illegible]	۲	۔ این جی مولوی محمد شریف صاحب [illegible]	۲	۔ محمد [illegible] احمد صاحب [illegible]	۲
۔ کرم الٰہی صاحب رائے بریلی	۲	۔ عوض علی خاں صاحب [illegible]	۱	ریاض الدین صاحب تحصیلدار [illegible]	۲	۔ [illegible] احمد صاحب [illegible]	۲
۔ نعیم الدین صاحب [illegible]	۱	۔ عبدالحق صاحب [illegible]	۳	۔ محمد معین الدین صاحب [illegible]	۱	۔ [illegible] صاحب [illegible]	۱
۔ یوسف حاجی موسیٰ صاحب کٹک	۲	۔ منشی محمد حنیف صاحب اجمیر شریف	۳	[illegible] محمد صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۲
۔ محمد توکل حسین صاحب نان پارہ	۱	۔ محمد موسیٰ صاحب سکرٹری [illegible]	۲	شیخ [illegible] صاحب [illegible]	۳	[illegible]	
۔ عبدالقیوم صاحب والٹیر	۲	پیرزادہ حاجی تاج محمود صاحب [illegible]	۳	جناب محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	۔ [illegible] صاحب [illegible]	۲
۔ قاضی فیض محمد صاحب [illegible]	۳	محمد حنیف صاحب [illegible]	۱	۔ غلام محمد صاحب [illegible] گجرات	۲	[illegible]	۲

[illegible]
رسول نمبر
[illegible] کا رسول نمبر بابت سنہ ۱۳۵۲ھ
جلد ۱۶ | بابت ماہ صفر و ماہ ربیع الاول سنہ ۱۳۵۲ ہجری المقدس | نمبر ۲-۳

خطبہ

[illegible] الذی قال۔ قل ان کان آباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارة تخشون کسادها ومساکن ترضونها احب الیکم من الله ورسوله وجهاد فی سبیله فتربصوا حتی یاتی الله بامره والله لا یهدی القوم الفسقین۔ واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدا [illegible] ورسوله الذی ارسله الی الناس کافة بشیرا ونذیرا۔ صلی الله علیه وعلی آله وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد

برادران اسلام۔ یہ خطبہ مقدس ربیع الاول کا ہے اس ماہ مبارک کے ساتھ [illegible] کو جو اس سے تعلق ہے وہ بتانا چاہئے [illegible] اس عالم کون و فساد میں مسرتوں کی اگرچہ کمی ہے مگر ایک ختم نہیں ہے [illegible] کے لئے بہت سی خوشیاں اور بہت سی مسرتیں پیدا کی ہیں مال [illegible] انسان بہت سی مسرتیں اور بہت سی خوشیاں حاصل کر سکتا ہے۔ اہل و عیال [illegible] بہت سی خوشیاں اور مسرت و ابنساط حاصل ہوتا ہے، دولت و اسباب [illegible] شاہانہ سے مسرت و ابنساط حاصل ہوتا ہے اور بہت سے تعلقات کے ذریعہ مختلف قسم کے [illegible] مسرت و خوشی کے ذخائر حاصل کئے جا سکتے ہیں، لیکن ان سب مسرتوں [illegible] تمام ابنساط و نشاط کے ذخیروں کی بنیاد مادی اسباب اور فانی [illegible] اسباب مسرت جہاں زائل ہوئے اسی کے ساتھ مسرت و خوشی بھی زائل [illegible] لیکن خدا نے صرف فانی مسرتیں ہی نہیں پیدا کیں بلکہ اس نے اپنے بندوں کے [illegible] حقیقی اور باقی رہنے والی مسرتیں بھی پیدا کی ہیں مگر وہ صرف ان قلوب اور ان [illegible] مخصوص ہیں جو دولت ایمان اور ذخیرہ ایقان سے مالا مال ہیں جن کے [illegible] الٰہی اور محبت نبی کی شراب سے مخمور و سرشار ہیں۔ اگر ایسے قلوب ہیں تو [illegible] مسرت کا خزانہ اور غیر فانی خوشی و ابنساط کی خبر ماہ ربیع الاول [illegible] غیر فانی اور لازوال نعمت کا ظہور غیر فانی اور لازوال مسرت ہی

حلال کر کے [illegible] اور کیا اس کائنات کے اندر محمد مصطفےٰ کی ولادت اور آپ کی بعثت سے بڑھ کر بھی اولاد آدم کے لئے کوئی لازوال اور غیر فانی نعمت ہو سکتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اس کائنات کی تمام ظلمتوں کا وجود ہی موقوف تھا وجود خاتم المرسلین کے ظہور پر کائنات کا کتم عدم سے منصہ شہود پر آنا ہی اس لئے تھا کہ اس کائنات کی آغوش میں محمد مصطفےٰ کا ظہور ممکن ہو۔ اگر اس ذات گرامی نفس قدسی کا ظہور حضرت الٰہیہ کو منظور نہ ہوتا، تو نہ یہ کائنات ہوتی اور نہ اس کے بوقلموں مظاہر، پھر اولاد آدم کے لئے ظہور قدسی سے بڑھ کر اور کونسی نعمت ہو سکتی ہے اور ایسی لازوال نعمت جس کے حصے میں آئی ہو اس سے زیادہ خوش بخت و خوش نصیب اور کون ہو سکتا ہے۔

برادران اسلام، بتلاؤ ایک انسان و بنی آدم کے لئے عموماً اور ایک مومن و مسلم کے لئے خصوصاً اس سے بڑی نعمت اس سے بڑی خوش بختی اور اس سے بڑھ کر خوش حالی اور کیا ہو سکتی ہے کہ خدا عزوجل نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے اس ذات گرامی کو اس ماہ ربیع الاول میں مولود و موجود فرمایا جس کے وجود مقدس کے ساتھ کائنات عالم کا وجود وابستہ تھا، اگر محمد رسول اللہ کا ظہور نہ ہوتا تو دنیا اور اس کی تمام فانی و غیر فانی نعمتوں سے نہ صرف یہ کہ ہم محروم رہتے بلکہ خود ہمارا وجود عدم میں گم ہوتا۔

جب حضور سرکار دو عالم کا ظہور قدسی کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے تو وہ سب سے بڑی مسرت بھی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ بنی آدم کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی و مسرت کیا ہو سکتی ہے، کہ خداوند ارحم الراحمین نے ظلوم و جہول انسان [illegible] انسان کی ہدایت و ارشاد کے لئے محمد رسول اللہ کو مبعوث فرمایا، خصوصاً اولاد آدم کی اس جمعیت اور اس گروہ کے لئے اس سے بڑھ کر نہ تو کوئی نعمت ہو سکتی ہے اور نہ کوئی مسرت جو اپنے آپ کو وابستگان دامن محمد و غلامان [illegible] اگر وہ مومن و مسلم ہیں اور ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد کی غلامی کے بغیر نجات اخروی محال ہے تو ان کو محسوس کرنا چاہئے کہ ماہ ربیع الاول کیسا مقدس و متبرک ہے جس میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور ہم پر خدا نے یہ کرم فرمایا، کہ ہم حضور کے دور میں داخل ہوئے اور اسی طرح اب یہ چند روزہ زندگی [illegible] اگر اخلاق ساتھ دیا تو [illegible] راحت و مسرت کے باغوں میں زندگی جاوید بسر کریں گے کیونکہ اگر محمد

سکو کی غلامی کا شرف حاصل نہ ہو تو وہ کبھی اعمال حسنہ کے بعد بھی جہنم سے نجات نہیں پا سکتا۔ پھر بارگاہ محمدی کی غلامی پر جس قدر بھی ہم فخر و مسرت کا اظہار کریں وہ کم ہے۔ برادران اسلام! چشم غائر سے اگر دیکھیں تو اس آسمان کے نیچے ہم سے زیادہ خوش نصیب و خوش طالع کوئی دوسری انسانی جمعیت نہیں ہے کہ باعث ایجاد کل ہادی سبل و خیرالرسل محمد رسول اللہ کی غلامی کا طوق ہماری گردنوں میں ہے۔ یہ اس امر کا ضامن و کفیل ہے کہ ہم ہمیشہ کے لئے جہنم کا ایندھن نہیں بن سکتے اور ایسے شافع محشر کا سایہ سر پر ہے کہ آتش دوزخ کے شعلے اور اس کی لپٹ ہمارے گنہگار داموں کو نہ چھو سکے۔

مگر برادران اسلام! یہ بالکل صحیح ہے کہ ہم سے زیادہ خوش نصیب اور نہ غلامان محمدی برادری سے باہر کوئی ہوگا اس غلامی پر جس قدر بھی ہم فخر و مباہات کریں وہ کم ہے مگر غلاموں پر آقا کی طرف سے کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں وہ خدمت جو اس کے سپرد کیا کرتا ہے اور غلاموں کا کام ہے کہ وہ ان ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کر کے ان کو پورا کرے اور جو خدمت اس کے سپرد ہے اس کو اس طرح خوش دلی اور مستعدی سے انجام دے کہ آقا اس سے خوش ہو اور وہ اس کی خدمت گزاری کا پروانہ لے اور سرکار کی نوازش کا سزاوار ہو۔

آج کے خطبہ میں اس امر کی طرف متوجہ ہونا ہے کہ یاد رہے اس امر کے کہ محمد کی غلامی کا شرف ہم کو حاصل ہے ہمیں اپنے قدم اور اپنے اعمال و افعال اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا ہم غلامی کا حق بھی ادا کرتے ہیں یا نہیں اگر پورا پورا حق ادا کرتے ہیں تو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اس نے یہ توفیق عطا فرمائی اور اگر حق ادا نہیں کرتے تو اپنی اس بدکرداری و بدعملی پر افسوس و ماتم کرنا چاہیئے اور خدا سے الحاح و زاری سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ قادر مطلق و مقلب القلوب ہمارے قلب میں ایسی تبدیلی پیدا کرے کہ ہم محمد رسول اللہ کی غلامی کا حق کما حقہ ادا کرنے لگیں اور ساتھ ہی خود اپنے اعمال و افعال میں تبدیلی کریں اور نگرانی رکھیں کہ ہمارا کون فعل اس شرف غلامی کو بٹہ لگانے والا ہے ایسے افعال کو ترک کر دیں اور حسن اعمال و افعال سے غلاموں کا اعتبار و اعزاز بڑھتا اور ان کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور ان کو اپنی زندگی کا جزو بنا لیں اور یہ اعمال و افعال وہی ہو سکتے ہیں جو آقا کو مطبوع اور پسند ہوں جن کے کرنے کا اس نے حکم دیا ہو اور جن سے باز رہنے کی اس نے تاکید کی ہو یعنی امور معروف و منکر، معروف پر عمل کرنا اور منکر سے بچنا یہی وہ چیزیں ہیں جن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا اعزاز و احترام بڑھتا ہے۔

ایس برادران اسلام! اس ماہ مبارک نے پھر ہم کو موقع دیا ہے کہ ایک مرتبہ غلامی محمدی کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں اور اپنی زندگیاں ان ذمہ داریوں کی بجا آوری کے لئے وقف کر دیں۔ خطبہ کے آغاز میں کتاب اللہ کی جو آیت ربیب غلطی سے اس آیت کا ترجمہ ہے کہ اے پیغمبر ان لوگوں سے کہہ دیجیے جو آپ کے حلقہ غلامی میں داخل ہو چکے ہیں کہ اگر تم کو تمہارے باپ دادا، بیٹے تمہارے بھائی تمہاری بیبیاں تمہاری برادری و کنبہ اور تمہارا مال و دولت جو تم نے محنت و مشقت سے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری کا تم کو ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے اور تمہارے محل اور مکان جن کے اندر تم عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے ہو اگرچہ تمام سامان راحت و مسرت اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ عزیز و محبوب ہے اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے تو تم کو مدد کرتی ہیں تو اللہ کے حکم کا انتظار کرو اور یاد رکھو کہ اللہ ایسے فاسقوں کو ہدایت نہیں دکھلاتا۔

اس آیہ کریمہ میں غلامان محمد کو بتلایا گیا ہے کہ تمہارے حقیقی ... اس آیہ کریمہ میں خدا تعالیٰ نے انہی لوگوں کو مخاطب کیا ہے جو محمد صاحب خدا کی غلامی کا حلقہ اپنی گردنوں میں ڈال چکے ہیں ان کو بتلایا گیا ہے کہ محمد کا غلام کہلانا آسان نہیں ہے راہ عشق و محبت ہے یہاں پہلے قدم کی شرط یہ ہے کہ

در رہ منزل لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں — شرط اول قدم آن است کہ مجنوں باشی

جب تک عشق جنون کی صورت نہ اختیار کر لے اور سب کچھ محبوب پر نثار کرنے کے آمادہ نہ ہو کوئی شخص سچے عشق کا کیسے دعویٰ کر سکتا ہے عشق کا دعویٰ تو اس کو کرنا چاہیئے جب کائنات اور اس کی ہر چیز سے محبوب محبوب تر ہو اس لئے اللہ نے عشاق محمدی و غلامان احمدی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے وہ لوگو جو باپ بیٹا بیٹیاں بیوی مال و دولت گھر بار کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ عزیز رکھو وہ تیار رہو اللہ کے حکم کا انتظار کرو یہ آگے فرمایا کہ خدا فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا یعنی یہ درجہ فسق ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے کائنات اور اس کی چیز کو زیادہ محبوب رکھا جائے اور صریحا بتلا دیا کہ تم سچے مسلم و سچے مومن ہو یعنی محمد کے غلام ہو تو پھر یہ نہ ہونا چاہیے کہ باپ بھائی بیٹا بیوی کنبہ اور مال و دولت وغیرہ کو اللہ اور اس کے رسول سے زیادہ محبوب رکھنے لگو۔

برادران اسلام! اس آیہ کریمہ پر اچھی طرح غور کرنا چاہیئے اس آیہ کریمہ میں حقیقت کے چہرے سے پردہ ہٹا دیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ صرف یہ دعویٰ کہ ہم مسلم و مومن ہیں کوئی بلند مرتبہ عطا نہیں کرتا ہاں اگر ہم مومن و مسلم کے الفاظ کا حقیقی مفہوم سمجھ کر اپنے اعمال و افعال سے ثبوت دیں تو بیشک ہم اس بلند و رفیع مرتبہ کے مستحق ہیں اور اس کا ثبوت کیا ہے یہی جو آیہ کریمہ میں بتلایا گیا ہے کہ کائنات اور اس کی ہر چیز کو اللہ اور اس کے رسول پر قربان کرنے کو تیار رہو دنیا میں جو چیزیں محترم ہیں اور انسان کو عزیز و محبوب ہوا کرتی ہیں خدائے پاک نے اس آیہ کریمہ میں ان کو گنا دیا ہے کچھ اور محبوب باتیں بھی ہو سکتی ہیں سب سے اہم یہی چیزیں ہیں اور جب ان کا نام لے لیا ان چیزوں کے بارہ میں بتلا دیا گیا کہ ایک مومن و مسلم کو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں عزیز نہیں رکھنا چاہیئے تو یہ امر ثابت ہو گیا کہ جملہ کائنات اور اس کے تمام امور اللہ کے رسول کے سامنے ہیچ ہی سمجھنا چاہیئے اور اپنے عمل سے اس کا ثبوت دینا چاہیئے اگر ایسا نہ ہو یعنی کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں ان دنیاوی مرغوبات و مطلوبات کو ترجیح دے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسے حکم کا انتظار کرنا چاہیئے۔ وہ حکم الٰہی کیا ہے وہ حکم قیامت کا دن ہے کہ اس دن اس بدبخت کو حال کھلے گا اور پتہ چلے گا کہ جن بدبختوں نے اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں مال و اولاد رشتہ کنبہ وغیرہ وغیرہ کو زیادہ محبوب و عزیز رکھا تھا وہ کیسے گھاٹے اور ٹوٹے میں رہے اور ان کے حصہ میں کیسی خسران مبین آئی اس انجام کی طرف آیہ کے آخری حصہ واللہ لا یہدی القوم الفاسقین سے توجہ دلائی گئی ہے یعنی ان کی حالت کو فسق سے تعبیر کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی فاسق قوم کو راہ ہدایت نہیں دکھاتا جو مرغوبات و مطلوبات دنیا کو اللہ اور اس کے رسول کے مقابلہ میں عزیز رکھتی ہے۔

برادرانِ اسلام! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تو جہاد فی سبیل اللہ
تھا اور اس وصف کا جو لا الٰہ الا اللہ محمد کا وصف بیان کیا گیا ہے ثبوت آسانی
سکتا تھا کہ آیا مسلم و مومن کہلانے والے اپنے اندر وہ کیفیت رکھتے ہیں کہ اللہ
کے رسول پر سب کچھ قربان کر دیں یا نہیں مگر آج جہاد بالسیف کے دروازے
محکومی و غلامی نے بند کر رکھے ہیں اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ دوسرا پیمانہ
دوسرا محک کیا ہے جس سے معلوم ہو کہ ہمیں اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ
عزیز ہے یا اس کے مقابلہ پر ہم دنیا کو اور اس کے اسباب کو محبوب رکھتے ہیں۔
برادرانِ اسلام یہ سچ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کی ترازو آج ہمارے ہاتھ میں نہیں
لیکن ایک دوسری ترازو بھی خداوند قدوس نے نازل فرمائی ہے اور وہ ترازو
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کی ہے ہم اس میزانِ الٰہی میں اپنے قلوب و ارواح
کی مومنیت کو تول سکتے ہیں اور خباثت و کثافت کو بھی ناپ سکتے ہیں اللہ اور اس کے
رسول نے ہمارے لئے کچھ احکام اتارے ہیں اور کچھ ہدایات چھوڑی ہیں اور مجموعہ کا نام
سنت ہے یہ مجموعہ جوں کا توں آج بھی موجود ہے اور ہر شخص کی دسترس کے
ہے اس مجموعہ کے اندر جو کچھ ہے اس کے اکثر حصے خصوصاً ان حصوں سے
مسلم کی روزانہ زندگی سے تعلق رکھتے ہیں تقریباً ہر ایک مسلمان واقف ہے اور
ہمیں معلوم ہے کہ کن باتوں سے اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں روکا اور منع
ہے اور کن امور کے کرنے کا حکم دیا ہے نیز ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ پاک نے اپنے
پاک میں ہمیں اپنے حبیب پاک کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اسی کتاب
اس کا بھی علم ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیسی زندگی بسر فرماتے تھے آنحضرت
کی کوئی راز نہیں سب کو معلوم ہے کہ کیا کھاتے کیا پیتے کس طرح رہتے کس طرح
کس طرح جاگتے تھے عورتوں کے ساتھ کیا برتاؤ تھا بچوں کے ساتھ کیا سلوک
بزرگوں کے ساتھ کس طرح ملتے تھے گفتگو کیونکر کرتے تھے دوستوں سے کس طرح تعلق فرماتے
یتیموں سائلوں مسافروں غلاموں ہمسایوں اور مہمانوں کے ساتھ کس طرح
آتے تھے مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں اور کافروں کے ساتھ آپ کا طرز معاشرت
اور کس طرح ان سے سلوک ہوتے تھے آپ کی عبادت گزاری کا حال بھی ہم سے
پوشیدہ نہیں ہے آپ کی سخاوت کی کیفیت بھی ہمیں معلوم ہے غرضیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
کی مقدس زندگی سے ہم جاہل نہیں ہیں خصوصاً مولوی کے قارئین کرام سے یہ توقع
ہے کہ وہ ہر سال کے رسول نمبر کے مطالعہ سے جو سیرت پاک کی تبلیغ و اشاعت کی
غرض سے نکالا جاتا رہا ہے۔ رسول پاک کی مقدس و مطہر زندگی سے واقف ہوں گے۔
پس اے برادرانِ اسلام! جب اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی میزان ہمارے سامنے
لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا وزن ہمارے پاس ہے تو ہم نہایت
کے ساتھ اپنی زندگی اور اپنے روح و قلب کے اچھے اور برے بوجھ کو تول
اور معلوم کر سکتے ہیں کہ کون پلہ بھاری اور جھکتا ہوا ہے اگر اسوۂ حسنہ کے
پیروی کے ہماری زندگیاں ہر شاخ نکلیں تو ہمیں خدائے ذوالجلال والاکرام
شکر کرنا چاہئے کہ اس رحمٰن و رحیم خدا کی توفیق بخشی سے ہم اس قابل ہوئے کہ
خدا اس کے رسول کی اطاعت کا فرض ہم پوری طرح ادا کر سکے اور اسوۂ حسنہ کی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر گامزن ہونے کی ذمہ داری
کر سکے اگر اس میزانِ عمل میں تولنے سے پتہ چلے کہ غلامی کا حق ادا کرنے سے
قاصر ہیں تو بقیہ زندگی کو غنیمت سمجھ کر تلافی مافات کی طرف متوجہ ہونا چاہئے

اور ساری توجہ اور تمام کوشش اس امر کی کرنی چاہئے کہ نہ تو صد جہان کی نظروں میں
عزو وقار پیدا ہو مگر ان کی نگاہ لطف کرم کے مستحق ہوں اور میدان حشر کو جبکہ تمام
مخلوق نفسی نفسی میں مبتلا ہوں گے حتی کہ انبیائے کرام کی زبانیں بھی کارِ عشق سے
بند کر دی ہوں گی اس وقت اس حبیب خدا و محبوب رب العالمین کی شفاعت کے
مستحق ہوں جو مقام محمود میں کھڑا امتی امتی کا نعرہ بلند کر رہا ہوگا

معشر المسلمین۔ ماہ ربیع الاول کی آمد ظہورِ قدسی کی یاد دلاتا ہے اور ہمارے فرائض
و ذمہ داریوں کی یاد کو تازہ کرتا ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے فرائض اور ذمہ داریوں
کو اس تقریب سعید کے موقع پر محسوس کریں اور عمل کی قوت کو ان فرائض کی بجا آوری
کے لئے وقف کر دیں مگر افسوس صد افسوس ان کی غفلتوں پر جو ماہ ولادت باسعادت
کی آمد پر بھی غفلت کی نیند سے بیدار نہیں ہوتے خدا تعالیٰ ہم سب پر رحم فرمائے
اور ہم سب کو توفیق عطا فرمائے کہ اس کی اور اس کے رسول کی اطاعت کو سلمانِ نجات
سمجھیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ
اما بعد۔ برادرانِ اسلام درود و سلام بھیجو اس آقائے دو جہاں پر جسکو خدا نے رحمت
عالمیان بنا کر بھیجا جسکو خدا نے بشیر و نذیر فرمایا اور رؤف و رحیم کے نام
سے یاد فرمایا اور ایسا ایسا مدثر کے خطابوں سے مخاطب فرمایا جس کی پیروی و اطاعت کو
خدا نے واجب قرار دیا اور اس کے طریقہ کو قرار دیا کہ اسوۂ حسنہ ہے یعنی بہترین نمونہ
اور درود و سلام بھیجو اس شفیع المذنبین اور انیس المؤمنین امت پر جسکو ساری عمر زیادہ
فکر امت ہی کا رہا اور جس کی شفاعت پر ہم گنہگاران امت کی آس ہے اور اگر خدا اس
کی مدنی شفیع کی شفاعت سے ہم کو محروم کر دے تو ہم کو کوئی ٹھکانا نہیں۔
اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج طیبات پر خصوصاً
خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ
علی پر جو عاشق رسول تھے اور اپنے آقا محمد رسول اللہ کے نقش قدم سے سر مو ادھر ادھر
گامزن نہیں ہوتے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب
نواسوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام پر جو عشق و اطاعت رسول
کے بہترین نمونے تھے جن کے فضائل و محامد کا شمار نہیں ہو سکتا جو جوانانِ جنت کے
سردار تھے جو دوش رسول کے سوار تھے اور جن کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ
چھوڑ کر گود میں فرط محبت سے اٹھا لیا کرتے تھے۔
اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی صاحبزادی حضرت سیدہ عالم
جناب فاطمہ زہرا پر جو تمام عورتوں کی سردار ہیں اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نہایت
درجہ مطیع و منقاد اور عاشق زار پر گرامی قدر تھیں۔
اور درود و سلام بھیجو حضرات ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ
اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب بیویاں تھیں اور درود و سلام
بھیجو تمام صحابہ کرام پر اور تمام علمائے امت و ائمہ اہلبیت اور صلحاء و اولیاء اللہ و مشائخ
طریقت پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے اے اللہ تمام مسلمانانِ عالم
کو توفیق دے کہ وہ تیرے اور تیرے حبیب پاک کے کامل طور پر فرمانبردار بن جائیں اور
تجھکو اور تیرے محبوب کو سب سے زیادہ محبوب رکھیں اوصیکم بتقوی اللہ ان اللہ
یامر بالعدل والاحسان وینھی عن الفحشاء والمنکر ادعوہ یستجب لکم

شذرات

رسول نمبر

ہر سال کی طرح امسال بھی دنیا کے سب سے بڑے اور کامل و مکمل انسان اور رسول خاتم و نبی آخر کی سیرت پاک کا مرقع شائع ہو رہا ہے۔ کسی انسان کے نام معنون نہیں کیا جا سکتا صاحب سیرت کی عظمت و قدوسیت ہر ایک انسانی اور انسانی تصور و خیال سے بالا و برتر ہے پھر وہ کونسا نام ہے جس کو یہ شرف بخشا جا سکتا ہے کہ یہ مجموعہ مقدس اس کے نام معنون کیا جا سکے کوئی دوسرا نام نہیں ہے ہاں صرف اسی ذات قدسی کا نام ہے کہ اس کے حضور میں یہ ہدیہ مختصر پیش کیا جائے اور خدا سے عرض کیا جائے کہ اے خدا اے محمد۔ تو نے آدم کی اولاد کو حکم دیا ہے کہ محمدؐ کی سیرت بہترین سیرت ہے اس لئے اس کی پیروی کرو۔ یہ ناچیز ہدیہ جو رسول نمبر کے نام سے شائع کیا جا رہا ہے اس میں تیرے حبیب پاک کی سیرت کا مرقع پیش کرنے کی حقیر کوشش کی گئی ہے اس کو قبول عام عطا فرما اپنے بندوں کے قلوب کو اس کے لئے کھول دے اور ان کی ارواح کو اس سے استفادہ کے لئے مستعد فرما دے ان کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیرے رسول کی سیرت کے اس مرقعہ کو پڑھیں پڑھائیں سنیں سنائیں اور اپنی سیرت اور اپنی زندگی کو اسی قالب میں ڈھالنے کی کوشش کریں اور اس میں تیرے بندوں کو کامیابی نصیب ہو اور ان سب کے صدقے اور طفیل میں میری عاقبت محمود فرما۔

ایک ہندو کا مشورہ

برادران ہنود کے جو مضامین اس مرقع سیرت میں آپ کی نظر سے گذریں گے ان میں ایک ہندو اہل قلم نے ہندو اور مسلمان دونوں کو یہ مشورہ دیا ہے کہ دونو قوموں کو چاہیئے کہ مذہبی جلسے کریں اور اس میں اپنے مذہب اور بزرگوں کے حالات لوگوں کو بتائیں ان سے لوگوں کو واقف کریں اس طرح دونوں قوموں کے تعلقات بہتر ہوں گے جن کی اشد ضرورت ہے۔

ہم نے سالہائے گذشتہ کے رسول نمبروں میں مسلمانوں کو ہمیشہ اس ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے اور ماہ ربیع الاول میں جو محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں ان میں غیر مسلموں کو مدعو کرنے کا ہم نے ہمیشہ مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے حقیقتاً اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان محفلوں سے دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوں اور یہ محفلیں زیادہ سے زیادہ مفید ثابت ہوں تو ہمیں اپنے موجودہ طرز عمل اور موجودہ طریق کار میں ضرور مناسب حال اور مفید تبدیلیاں کرنی پڑیں گی۔

مثلاً اس وقت یہ رواج ہے کہ گھر گھر میلاد کی محفلیں ہوتی ہیں اور ان کا پروگرام صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ایک دو گانے والے اور ایک نثر پڑھنے والا آن کر پرانے طرز کے میلاد ناموں کو پڑھنا شروع کر دیتا ہے ایک شخص کتاب کی نثر پڑھتا ہے اور بیچ بیچ میں جو نظم آتی رہتی ہے اس کو دو تین آدمی مل کر ترنم کے ساتھ پڑھتے ہیں یہ محفل ایک گھنٹہ سے زیادہ نہیں چلتی بلکہ اکثر اوقات اس سے بھی کم کیونکہ پڑھنے والوں کو کسی دوسری محفل میں بھی جانا ہوتا ہے اس لئے وہ بہت تیزی اور اختصار سے کام لیتے ہیں۔

جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کی نوعیت عموماً یہ ہوتی ہے کہ ابتدا نور محمدی کی پیدائش سے ہوتی ہے جو حضرت آدم سے لیکر حضرت عبداللہ کے صلب تک منتقل ہوتا ہے پھر بطن آمنہ میں جاتا ہے اور حضورؐ کی ولادت ہوتی ہے ولادت کے وقت جو معجزات و خرق عادات کا ظہور ہوتا ہے وہ تفصیل سے بیان کئے جاتے ہیں پھر آپکی رضاعت کے زمانہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس میں خرق عادات بیان کی جاتی ہیں آپ کا حلیہ اور سراپا بھی بیان کیا جاتا ہے جو نظم اور نثر دونوں میں ہوتا ہے میلاد خواں معراج کا بھی قصہ پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ درود شریف کے فضائل ہوتے ہیں اور زیادہ تر معجزات پڑھے جاتے ہیں عموماً اسی کا نام محفل میلاد ہوتا ہے موجودہ زمانہ میں اگر ہم زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ہرگز کافی نہیں ہے۔

کیا اور کس قسم کی تبدیلیاں ہونی چاہئیں

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر کس قسم کی تبدیلیاں ہونی چاہئیں۔ ہمارے نزدیک سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ گھر گھر انفرادی طور پر میلاد کا طریقہ بند ہونا چاہئے اس میں کوئی معتدبہ مفید اصلاح نہیں ہو سکتی زیادہ سے زیادہ اس طریقہ میں صرف اس قدر ہو سکتا ہے کہ میلاد ناموں سے اچھے بہتر قسم کے لکھے جائیں جس میں عوام کے لئے دلچسپی بھی ہو اور ان کو فائدہ بھی پہنچے۔

لیکن اجتماعی طریق پر محافل میلاد منعقد کرنے کا انتظام کیا جائے تو بہت زیادہ فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس طرح کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی گاؤں ایسا رہ سکتا جہاں کے لوگ کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا سکتے ہیں صورت یہ ہونی چاہیئے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں ایک دو جگہ محفل میلاد کا انتظام کیا جائے اور شروع ماہ ربیع الاول سے بارہ تاریخ تک روزانہ محافل کا انعقاد ہونا چاہئے اور ہر ایک محفل میں صرف ایک موضوع پر تقریریں کرانے یا مطبوعہ تقریریں کے پڑھنے کا انتظام کیا جائے مثلاً پہلے دن یہ بتلایا جائے کہ بعثت محمدی کے وقت عرب کی اور تمام دنیا کی عام حالت کیا تھی دوسرے دن آپ کی ولادت اور قبل نبوت کے حالات تیسرے دن دعوت رسالت کا آغاز غرضکہ اسی طرح بارہ دن کے بارہ موضوع مقرر کر لئے جائیں اور ان کے لئے بہتر مقرر فراہم کر کے ان سے کہا جائے کہ وہ ایک ایک یا دو دو عنوان پر خوب مفصل تقریریں کریں اور اس کے لئے پہلے سے تیاری کریں۔ اس طرح رسول مقبول کی پوری زندگی یا یوں کہئے کہ پہلوؤں پر سیر حاصل روشنی ۱۲ دن کے اندر ڈال دی جانی چاہیئے۔

ایسی محفلیں شہروں اور قصبوں کے سب مسلمان مل کر منعقد کریں اور ان کے انعقاد کا اہتمام کافی عرصہ پہلے سے کرنا چاہیئے تاکہ تقریروں کا اچھا انتظام ہو سکے مقررین کی کچھ کمی نہیں ہو سکتی اول تو یہ کہ ہر سال عربی مدارس سے سینکڑوں مولوی نکلتے ہیں یہ آخر ملک ہی میں رہتے ہیں ان سے یہ کام لیا جا سکتا ہے کے علاوہ تمام تعلیم یافتہ طبقہ اس خدمت کو باحسن وجوہ انجام دے سکتا ہے بلکہ یوں کہیے تو مولویوں سے بہت بہتر طریق پر انجام دے سکتا ہے اردو میں سیرت پاک کا بہت کافی ذخیرہ جمع ہو چکا ہے اس سے فائدہ اٹھا کر تعلیم یافتہ طبقہ نہایت عمدہ تقریریں کر سکتے ہیں۔

قصبوں اور شہروں کے علاوہ مواضعات کا یہ انتظام کرنا چاہیئے کہ قریب قریب کے دس دس بیس بیس گاؤں کا ایک ایک حلقہ بنا کر ان میں محافل میلاد کے انعقاد کا اسی طرح انتظام کرنا چاہیئے جس طرح شہروں میں کیا جائے البتہ چونکہ مسلسل دس بارہ روز دور دور کے گاؤں سے لوگ جمع نہیں ہو سکتے اس لئے صرف دو تین محفلوں کا بندوبست کرنا چاہیئے یعنی بارہ دن میں تین محفلیں چار چار دن کے فاصلہ سے اگر منعقد ہونگی تو دیہات کے لوگ آسانی کے ساتھ ان محفلوں سے مستفید ہو سکینگے۔

لیکن اس سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ ہر ایک ضلع اس مقصد کے لئے بطور خود منظم ہونا چاہیئے ضلع اور اس کی تحصیلیں مل کر دیہات کے حلقے بنا کر ان میں محفل منعقد کرنے کی بندوبست کریں کیونکہ ہمارے دیہاتی مسلمانوں سے یہ امید نہ رکھنی چاہیئے کہ وہ ابتدا میں خاطر خواہ انتظام کر سکیں گے وہ نہ تو بہ حسن و خوبی حلقے قائم کر سکیں گے اور نہ دیہات کے لوگوں کو اس پر آمادہ کر سکیں گے کہ مشترکہ محفل ہو اور اس میں سب شامل ہوں اور نہ وہ میلاد خواں اور مقرر کا انتظام کر سکیں گے اس لئے ضرورت ہے کہ ضلع اور تحصیل کی ایک کمیٹی بن جانے جو تمام ضلع میں محافل میلاد کے انعقاد کا انتظام کرے اور انتظام مذکورہ بالا طریق پر ہونا چاہیئے۔

ان محفلوں میں غیر مسلموں کو خاص طور پر مدعو کرنا چاہیئے اور ان کی خاطر تواضع کا پورا پورا اہتمام ہونا چاہیئے۔

اگر اس طرح ماہ ربیع الاول میں انتظامات کئے جائیں تو اس سے بیشمار منافع حاصل ہو سکتے ہیں مگر ایسا نہ ہو سکیگا افسوس ہے کہ اس کی طرف سے بہت کم امید ہے کیونکہ کسی منظم کام کرنے کی اہمیت مسلمانوں میں بہت ہی کم رہ گئی ہے وہ ہنگامہ آرائی کے کام تو خوب کر لیتے ہیں مگر ٹھوس اور منظم ہو کر کوئی کام ان سے نہیں ہو سکتا مولوی کے صفحات میں متعدد بار اس ضرورت کی جانب توجہ مبذول کی گئی ہے مگر ہمیں علم نہیں کہ یہ صدا ملک کے کسی گوشہ میں کوئی حرکت پیدا کرنے میں کامیاب ہوئی یا نہیں خدا تعالے ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے اور اس بے عملی کی لعنت سے نکالے جس میں تقریباً ہم دو صدیوں سے مبتلا ہیں اور جس نے دینی اور دنیاوی ہر اک لحاظ سے ہم کو قعر ذلت میں دھکیل دیا ہے؟

برادران ہنود کے مضامین

مولوی کے رسول نمبر کی یہ خصوصیت چلی آرہی ہے کہ اس میں ملک کے متعدد ہندو اہل قلم کے مضامین ہوتے ہیں یہ خصوصیت کسی دوسرے پرچہ کو اب تک حاصل نہیں تھی ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی نہایت اور معزز و متعدد حضرات کے مضامین زیب رسالہ ہیں ہم ان تمام حضرات کی خدمت میں اپنا مختصر و ناچیز ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرتے ہیں کہ ہماری درخواست پر اپنا قیمتی وقت صرف کرکے مولوی کے رسول نمبر کے لئے مضامین عنایت فرمائے ہمیں معلوم ہے کہ منشی پریم چند، لالہ دیش بندھو گپتا، ڈاکٹر لکشمی دت، ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ، مسٹر جگل کشور کھنہ اور دیگر حضرات کس قدر مصروفیت کی زندگی رکھتے ہیں اس کے باوجود مولوی کے رسول نمبر کے لئے وقت نکالنا میرے لئے نہایت درجہ موجب امتنان و تشکر ہے چنانچہ میں خلوص قلب سے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس ضمن میں منشی پریم چند صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ان کے مضمون کے بعض حصوں کے متعلق ہمیں کچھ عرض کرنا ہے منشی صاحب موصوف نے یہ مضمون جس کے متعلق ہمیں کچھ عرض کرنا ہے ایسی حالت میں لکھا ہے جبکہ آپ صاحبزادی کی علالت کی وجہ سخت پریشان اور بے اطمینانی کی حالت میں تھے مگر باوجود قلب کی اس کیفیت کے ہماری درخواست کو در خور اعتنا سمجھ کر ہم پر خاص احسان فرمایا ہے۔

لیکن آپ کے مضمون میں بعض ایسے امور آگئے ہیں جن کے متعلق اسلامی نقطہ نظر کو واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے اور اسلامی نقطہ نظر ہی نہیں بلکہ واقعات صحیحہ پیش کر دینا ضروری ہے۔

منشی صاحب نے ایک خیال یہ ظاہر کیا ہے کہ ابتدا میں انسان مظاہر پرست تھا اور ویدوں کے زمانہ سے ہی پہلے جو وحدانیت کا زمانہ تھا انسان مظاہر پرستی میں مبتلا تھا اور اس کی تائید بڑی حد تک ویدوں وغیرہ کی کہانیوں سے ہوتی ہے۔

اسلامی نظریہ اس کے خلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ ابتدا ہی خالص توحید سے ہوئی تھی مگر بعد میں مختلف وجوہ سے اس میں آمیزش ہوتی رہی اور اسی توحید کے پرچار کے لئے وقتاً فوقتاً انبیا مبعوث ہوتے رہے۔

منشی صاحب نے ایک جگہ یہ فرمایا ہے کہ محمد صاحب نے توحید کا وعظ کیا مگر بعد میں آپ کے پیرؤں نے ہی آپ کو الوہیت کی صفت سے متصف کر لیا یہاں تک کہ امام حسین کو خدائی کا درجہ دیدیا۔

اس کے متعلق گزارش ہے کہ منشی صاحب کے یہ دو خیال غلط معلومات پر مبنی ہیں مسلمانوں کا کوئی گروہ کوئی جماعت اور کوئی فرقہ محمد صلعم کی الوہیت کا قائل نہیں اور نہ کوئی آپ کو الوہیت کا درجہ دیتا ہے اور نہ امام حسین علیہ السلام کو خدا کا درجہ دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن نے اس قدر صفائی کے ساتھ محمد صاحب کے بندہ ہونے کا بار بار ذکر کیا ہے کہ کسی قسم کی تاویل وغیرہ کی بھی گنجائش نہیں مثلاً قرآن میں پیغمبر صاحب کی زبان سے کہلایا گیا ہے کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اے پیغمبر علی الاعلان لوگوں سے کہدو کہ میں تمہارا ہی جیسا انسان ہوں اس کے بعد اپنے دوسروں میں جو فرق بتلایا وہ یہ کہ یُوحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ یعنی میرے اور تمہارے درمیان صرف اتنا فرق ہے کہ مجھکو خدا کی طرف سے وحی ہوئی ہے کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے اس فقرے میں بھی دوسرے کی خدائی کا شائبہ مٹا دیا۔

کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم تو یہی ہے مگر عملاً مسلمان حضرت محمد کی ذات میں الوہیت کے لوگ بالعموم قائل ہیں مگر اس خیال میں مطلق صداقت نہیں آجتک کوئی ایک جماعت بھی حضرت محمد کی ذات میں الوہیت کی قائل نہیں یعنی نہ صرف ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر بھی کوئی جماعت اور کوئی فرقہ اس خیال کا نہ کبھی قائل تھا اور نہ آج ہے یعنی ایسا کوئی وجود ہی میں نہیں آیا جو پیغمبر صاحب کی الوہیت کا قائل ہوا ہو اور جب محمد صاحب ہی کو کسی نے خدا نہیں مانا تو بیچارے امام حسین کو کون خدا تسلیم کر لیتا امام حسین کو سب سے زیادہ شیعہ مانتے ہیں اور ان کے اندر بہت بڑی بڑی صفات کے قائل ہیں مگر شیعوں کے مختلف فرقوں میں سے ایک بھی امام حسین کی الوہیت کا نہ قائل ہے نہ اس کا مدعی ایسے افراد تو ہیں جو غلو کرکے غیر نبی کو نبی اور پیغمبر تک پہنچا دیتے ہیں مگر حضرت محمد کو یا کسی امام و پیر اور ولی وغیرہ کو خدا کے درجہ تک پہنچا دیں اس قسم کا کوئی فرقہ اسلام میں اب تک پیدا نہیں ہوا

سب سے زیادہ اس کا امکان ہندوستان میں تھا کیونکہ یہاں کے اثر سے متاثر ہوکر ممکن تھا کہ کوئی فرقہ پیغمبر اسلام کے اندر الوہیت کی صفات کا قائل ہوکر ان کی پرستش شروع کر دیتا مگر ہندوستان میں بھی آج تک کسی کو اس قسم کی جرأت نہیں ہوئی اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وحدانیت اور عبدیت کے مسئلہ کو اسلام نے اس قدر صاف اور واضح طریق پر علیحدہ علیحدہ حدود کے اندر محدود کر دیا ہے کہ ایک کی سرحد دوسرے سے کسی طرح مل ہی نہیں سکتی مسلمان دن میں پانچ مرتبہ اپنے پیغمبر کے متعلق عبدہ ورسولہ کہتے ہیں یعنی خدا کے بندے اور اس کے رسول ہر نماز میں ان کو یہ حقیقت اپنے سامنے لانی پڑتی ہے کہ محمد کو کہیں خدا نہ سمجھ لینا کیونکہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جب دن میں پانچ مرتبہ یہ پکار بلند کرنی پڑتی ہو اور پیغمبر کے بندے ہونے کا اقرار دن میں پانچ مرتبہ کرنا پڑتا ہو تو بھلا اس کی گنجائش کہاں ہے کہ محمد صلعم کی الوہیت کے لوگ قائل ہو جائیں

بہرحال منشی پریم چند صاحب کے مضمون میں یہ دو خیال غلط معلومات پر مبنی تھے اس لئے ان کی تصحیح ضروری تھی باقی منشی صاحب کے اپنے خیالات ہیں جن سے ہم کو کوئی واسطہ نہیں۔

تعلیم اور عمل

ہمیں جو تعلیم کیسی اور کس قسم کی دی گئی ہے اس کا اندازہ کسی قدر اس سوال کے جواب سے ہو سکتا ہے کیونکہ حضور روحی فداہ کا قول اور فعل دونوں ہمارے لئے دلیل راہ عمل ہیں اور اس مجموعہ میں جو کچھ ہے وہ قرآن و حدیث و سیرت مقدس کے سوا کچھ نہیں اس لئے ہر ایک مولوی یا قاری معلوم کر سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اپنی امت کے لئے کیا تھی۔ یہ معلوم ہونے اور معلوم کر لینے کے بعد ہمیں اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی پر ایک نظر ڈالنی چاہئے کہ اس مقدس تعلیم پر ہمارا عمل کیسا ہے اور کہاں تک ہے ہم بے عمل ہیں یا باعمل یا اس تعلیم کے برعکس ہمارا عمل ہے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ سب حالتیں ہم پر طاری ہیں ہم بے عمل بھی ہیں یعنی بہت سے احکام و اوامر ایسے ہیں جن پر ہم مطلق عمل نہیں کرتے اور اس کے بعد دوسرا درجہ باعمل کا ہے اور افسوس کہ اس آئینہ میں بھی ہماری صورت بہت مکروہ نظر آتی ہے اور تیسرا درجہ جو حد سے زیادہ ذلیل اور حد سے زیادہ قابل ملامت ہے اس میں بھی ہم اور ہمارا وجود باعث رسوائی بنا ہوا ہے۔

ان تینوں طرح سے نظر ڈالئے تو معلوم ہوگا کہ اوامر و احکام کی بجا آوری کے باب میں ہمارا یہ حال ہے کہ اسلام کی اصلی اور حقیقی تعلیم سے ہم نے منہ موڑ لیا ہے مثلاً اتحاد بین المسلمین اخوت اسلامی مساوات باہمدگر باہمی خیر خواہی نفع رسانی یہ ایسے احکام و اوامر ہیں جو سب کو معلوم ہیں اور روزانہ ان کی تبلیغ و اشاعت ہوتی رہتی ہے ہر ایک مولوی اور ہر ایک واعظ منبر سے اللہ اور اس کے رسول کے یہ احکام مسلمانوں تک پہنچاتا ہے مگر انفرادی اجتماعی دونوں حیثیتوں سے ہم ان احکام کی بجا آوری میں بالکل غافل اور [illegible] ہیں اور ان کی اور سینکڑوں احکام ہیں جو خود ہماری فلاح و بہبود سے متعلق ہیں ان کی طرف سے بھی ہم نے اپنی عمل کی آنکھوں کو بند کر لیا ہے

نواہی کا یہ عالم ہے کہ ان پر ہر فرد ملت دونوں حیثیتوں سے اس قدر جری ہو گیا ہے کہ دیکھنے والے یہ حکم لگاتے ہوں گے کہ ان کے لئے سب کچھ حلال کر دیا گیا ہے اور شرعی حیثیت سے ان کو کبھی امر منکر سے ہی روکا نہیں گیا

اور احکام کے برعکس ایسے امور پر اصرار کرنا جو غایت درجہ تمرد و سرکشی کا ہے اس میں بھی ہمارے قدم بہت پیچھے نہیں ہیں ہر ایک شخص جانتا ہے کہ اسلام دنیا میں خالص وحدانیت کی جڑوں کو مستحکم کرنے کے لئے آیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری عمر اسی کی تبلیغ کی اور ایسے امور سے بھی روک دیا جن سے شرک و بت پرستی کا دور سے دیکھنے والے کو شبہ بھی ہو مثلاً تصویر کشی قبروں کا اونچا بنانا اور ان پر گنبد وغیرہ تعمیر کرنا یا قبور کی تعظیم وغیرہ۔

لیکن اگر چند ہماری درگاہوں کے اعراس کو اور ان مواضع و مواقع پر جو ہماری کیفیت ہوتی ہے اس کو دیکھ کر یہ کہیں کہ مسلمانوں کے اندر بھی خالص توحید نہیں رہی اور وہ بھی اصنام پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور بجائے بتوں کے قبروں کو پوجتے ہیں ہندو اگر بتوں پر پھول پانی چڑھاتے ہیں تو مسلمان بھی قبروں پر چادر اور پھول چڑھاتے اور چراغ روشن کرتے اور اگر کی بتیاں اور بخور سلگاتے ہیں مسلمانوں کی طرف سے اور ان لوگوں کی طرف سے جو مزارات پر سب کچھ کرتے اور ماتھا جھکاتے اور مزاروں کو بوسہ دیتے ہیں ان کی جانب سے یہ کہا جائے گا کہ ہم خدا سمجھ کر ایسا نہیں کرتے اور نہ ہم ان کے اندر الوہیت تسلیم کرتے ہیں بلکہ بزرگ سمجھ کر اور یہ سمجھ کر کہ اولیا کی روح غیر فانی ہے ہم اظہار تعظیم و محبت کرتے ہیں لیکن ایک غیر مسلم آپ کی نیت اور عمل کے فرق کو کس طرح معلوم کر سکتا ہے اس کے علاوہ جو بتوں کی پوجا کرتے ہیں وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم ان پتھروں کو خدا اور پرماتما تھوڑا ہی سمجھتے ہیں بلکہ خدا کی صفات کی علیحدہ علیحدہ مورتیں ہم نے بنائی ہیں تاکہ اچھی طرح خدائی صفات کا تصور کر سکیں۔

بہرحال یہ وہ صورت ہے جو کھلے ہوئے اور صاف و صریح حکم کے برعکس ہم نے عمل شروع کر دیا ہے اور اس کو انتہائی تمرد و طغیان کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا خدا سے دعا ہے کہ مسلمان اس سے نجات پائیں اور خالص توحید کے پرستار بنیں

رفتار سیاست

اگر اس نمبر میں بھی سیاسیات حاضرہ پر اظہار خیال نہ کیا گیا اور واقعات تازہ پر روشنی نہ ڈالی گئی تو ناظرین مولوی تین مہینے پیچھے رہ جائیں گے اور ہم قطعاً یہ نہیں چاہتے کہ مسلمان سیاسیات سے بے خبر اور ناواقف رہیں کیونکہ ہم ایمانداری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں کہ ملت اسلامیہ کی فلاح نہ ہوگی۔ یہ تقاضا ہے کہ مسلمان سیاسیات کا باقاعدہ مطالعہ کیا کریں سیاسی معاملات پر بحث و خوض کیا کریں اس میں دلچسپی لیں اور صحیح طرز عمل اختیار کریں ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اگر مسلمان ہندوستان میں عزت و وقار کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہیں تو ملکی و ملی تحریکات سے الگ ہو کر نہیں رہ سکتے۔ ہم اس لئے لکھ رہے ہیں کہ شاید بعض ناظرین مولوی پر سیاسی شذرات شاق گزرتے ہوں لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جس نبی کی امت کہلاتے ہیں اور جس کا کلمہ پڑھتے ہیں اور جس کے نام لیوا غلام ہیں اس کو ایک آن کے لئے بھی سیاست سے نجات نہیں تھی بتوں سے لڑنا پڑا یہودیوں سے صلح کرنی پڑی اور بہتوں سے معاہدے کرنے پڑے ہم ہندوستان میں ایک قوم کی حیثیت سے ہیں اس لئے قومی عزت و وقار کے لئے جن باتوں کی ضرورت ہے ان سے نہ علیحدہ رہ سکتے ہیں اور نہ رہنا ہی چاہئے۔

وائٹ پیپر کے بعد

قرطاس ابیض کے بعد اب سیاسیات ملکی اس مرحلہ پر ہے کہ حکومت کی طرف سے دارالعوام اور دارالامراء کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی بنادی گئی ہے اس کا کام یہ ہوگا کہ وہ مزید ہندوستان اور انگلستان کے مختلف مفاد کے نمائندوں کی شہادت لیگی اور وائٹ پیپر میں مندرجہ تجاویز پر غور کرے گی اس کے بعد اپنی رپورٹ حکومت کے سامنے پیش کردیگی اور اس رپورٹ کی بنا پر ایک مسودہ قانون بنکر پارلیمنٹ میں پیش کیا جاوے گا۔

اس کمیٹی میں بطور اسیسر و مشیر کے چند ہندوستانیوں کو بھی نامزد کیا گیا ہے مگر ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اب آجکل اس کمیٹی کی دھوم ہے اور دسمبر تک اسی کا چرچا رہے گا۔ بہت سے لوگ اس کے سامنے شہادت دینے کے لئے بھاگے بھاگے جا رہے ہیں ہندو اور مسلمانوں دونوں کا ایک حال ہے دونوں اپنی اپنی قوموں بہتری اور اس کے حقوق کے تحفظ کا دعویٰ کرکے جا رہے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کو ابھی طرح یقین ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں کرا سکیں گے عنان اختیار دوسروں کے ہاتھ میں ہے اور بالکل وہ کیفیت ہے جو غالب نے نیش عمر کی کہی ہے یعنی ؎

رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھئے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

لیکن یہ خود غرض خود ساختہ لیڈر اس دعویٰ سے باز نہیں آتے گویا یہ بھی اپنی قوم کی قسمت کی کایا پلٹ دیں گے۔

اصل یہ ہے کہ قوم کو بیوقوف بنانا ان کا پیشہ ہے اور قوم کے نام پر خود اپنی اغراض پوری کرلی جاتی ہیں حکومت ایسے افراد کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کیونکہ ایسے ہی نمائشی افراد سے جیسے کہ مسلم لیگ کے خود ساختہ ممبر کے ہیں حکومت کی اغراض پوری ہوتی ہیں۔

بہرحال اب جو کچھ انگلستان میں ہو رہا ہے وہ بالکل ایک ڈرامہ کی صورت رکھتا ہے وائٹ پیپر میں جو کچھ شایع کیا جاچکا ہے اس سے زائد اور اس سے بہتر امید ملنے کی کوئی توقع نہیں ہے بلکہ اس امر کا اندیشہ ہے کہ چرچل پارٹی کی چیخ و پکار سے یہ بدتر نہ ہوجائے آجکل انگلستان میں چرچل اور ان کی پارٹی نے ایک طوفان برپا کر رکھا ہے ان کا مقصد نہ صرف اس قدر ہے کہ جس قدر وائٹ پیپر میں اعلان کیا گیا ہے بس اس سے زائد اور اس کے آگے قدم نہ بڑھا دیا جائے۔

لیکن موجودہ حالات میں اس اندیشہ کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ محض زبانی شور مچانے والوں کے شور و غل سے تو ہندوستان یا انگلستان کی حکومت متاثر ہو نہیں سکتی اور اس وقت جو کچھ دیا جا رہا ہے نہ بھی ان بلند بانگ دور باطن ہیچ نادانوں کی سعی کا اس میں کچھ دخل نہیں ہے بلکہ جو کچھ مل رہا ہے نہ بھی ایثار پیشہ قربانی کرنے والوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے اور چونکہ اس وقت وہ جماعت کمزور ہوگئی اس لئے کوئی امید نہیں کہ قرطاس ابیض کی تجاویز میں کوئی مفید اور بہتر تبدیلی ہوسکے گی لہذا سمجھ لینا چاہیے کہ قرطاس ابیض کی تجاویز پر مہر تصدیق ثبت ہوچکی اب اس سے زیادہ ملنے کی [illegible]

سول نافرمانی کا التوا

یہ خبر تو تمام قارئین مولوی کو مل ہی چکی ہوگی کہ گاندھی جی نے اچھوتوں کی اصلاح کے لئے ۲۱ روز کا برت رکھا یعنی سوائے نمک سے ہوئے پانی کے ہر قسم کی غذا سے پرہیز کیا تھا۔

گاندھی جی نے ۸ مئی سے اپنا برت شروع کیا اور اسی دن حکومت نے گاندھی جی کو غیر مشروط طور پر رہا کردیا گاندھی جی نے جیل سے باہر آتے ہی مقام صدر کانگریس کو ہدایت کی کہ سول نافرمانی چھ ہفتہ کے لئے ملتوی کردی جاوے اور وہ بیان شایع کیا کہ اگر حکومت نے اپنا طرز عمل تبدیل کیا اور سیاسی قیدیوں کو رہا کردیا تو پھر قوم میں سے صلح کی بات چیت شروع ہو جائے گی جہاں سے وہ ٹوٹ گئی تھی۔

لیکن حکومت نے دوسرے دن اعلان کردیا کہ سیاسی قیدیوں کو نہیں چھوڑا جائے گا اور کچھ اس قسم کا اشارہ بھی تھا کہ جب تک بالکل سول نافرمانی بند نہیں کی جاوے گی اس وقت تک قیدی نہیں چھوڑے جائینگے۔

جس وقت مہاتما گاندھی نے سول نافرمانی کے التوا کا اعلان کیا تھا تو تمام ملک نے اس کا خیر مقدم کیا اور سب یہ سمجھتے تھے کہ ملک میں امن و امان کا دور آجائیگا اور حکومت و کانگریس کے درمیان جو کشمکش جاری ہے وہ ختم ہو جاوے گی مگر حکومت نے اس کا جو جواب دیا وہ بالکل خلاف امید اور غیر متوقع تھا کسی کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ گاندھی جی نے جو امن کا قدم اٹھایا ہے اس کو اس درجہ شکوک اور معاندانہ جواب حکومت کی طرف سے دیا جائے گا۔

حکومت کا یہ طرز عمل اس بنا پر ہے کہ اس کو آرڈی ننس کے ذریعہ کی تحریک کو دبانے میں ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ یہ وہی حکومت ہے جس نے ۳۱ء میں خود آگے بڑھ کر صلح کی تھی مگر اب انکار کر رہی ہے اس کو یقین ہے کہ اس نے کانگریس کو کچل ڈالا ہے اور اب اس کے ساتھ بات چیت کرنا گویا پھر اس کو زندگی بخش دینا ہے اس لئے حکومت نے یہ روش اختیار کی ہے۔

لیکن ہمارے نزدیک نہیں بلکہ ان تمام لبرل، ماڈریٹ اور معتدل پسند لیڈروں کے نزدیک بھی جو ہمیشہ سول نافرمانی کو غلط سمجھتے ہیں اور اس کی مخالفت کا اظہار کرتے رہتے ہیں ان کے نزدیک بھی حکومت کا یہ رویہ سخت غلط تھا کیونکہ اگر آج کانگریس کا زور کم ہوگیا ہے اور تحریک سول نافرمانی کمزور پڑگئی ہے تو اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ کانگریس کوئی بڑی سیاسی جماعت نہیں ہے اور یہ کہ اس کا اثر و اقتدار ملک پر سے اٹھ گیا ہے تمام غیر کانگریسیوں کی یہ رائے ہے کہ بغیر کانگریس کے تعاون کے آئندہ ریفارم کی کامیابی بالکل غیر ممکن ہے اس کے علاوہ اگر کانگریس کے ساتھ کوئی مفاہمت نہ ہوئی تو ملک میں امن و امان کا قائم ہونا بھی محال ہے گو اس وقت کسی قدر امن نظر آتا ہے مگر یہ محض عارضی رکاوٹ ہے جیسے کہ کوئی سیلاب کسی بندش کی وجہ سے عارضی طور سے رک جائے لیکن مستقلاً اس کا رکنا بالکل محال ہے اور کچھ عرصہ کے بعد اس سے کہیں زیادہ طاقت کے ساتھ ابھر کر پھیلنے اور بربادی پھیلانے کا خطرہ ہے اس لئے آج کے عارضی سکون پر کانگریس کی شورش کو نظر انداز کردینا دانشمندی نہیں ہے بلکہ ضرورت اور دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ اگر موقع ہاتھ آئے تو شورش کو ختم کرے اور ان لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہیے جو اپنے ایثار و قربانی سے ملک میں ایک اثر و اقتدار رکھتے ہیں۔

بہرحال حکومت کے اس طرزِ عمل کو ملک کے کسی سیاسی طبقہ میں بھی پسندیدہ نظروں سے نہیں دیکھا گیا اس کا نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ سول نافرمانی پھر سے شروع کر دی جائے گو اس کا زور نہ بندھے مگر کشمکش جیتی اور ملک میں بے امنی ضرور قائم رہے گی اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ تحریک بالکل مردہ ہو چکی ہے اس لئے وہ کسی طرح چل ہی نہیں سکتی ہو سکتا ہے کہ حکومت کے اس طرزِ عمل کا اثر ملک پر یہ پڑے کہ چونکہ حکومت اب بلا وجہ کانگریس کو کچلنا چاہتی ہے لہٰذا حکومت کو اس کا موقع نہ دو یعنی ملک کی ہمدردی حاصل کرنے میں از سر نو کانگریس کامیاب ہو سکے۔

کانگریس کو کیا کرنا چاہیے

اب یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ حکومت کانگریس سے صلح نہیں کرنا چاہتی اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گاندھی جی اور کانگریس دونوں کو ایسی پوزیشن میں ڈال دینا چاہتی ہے کہ دونوں مجبور ہو کر از سرِ نو سول نافرمانی شروع کر دیں تاکہ حکومت کو ایک طرف تو یہ کہنے کا موقع مل جائے کہ دیکھئے ہم نہ کہتے تھے کہ ابھی کانگریس اور اس کے لیڈر کے سر سے سول نافرمانی کا سودا نہیں گیا اس لئے ہم نے سیاسی قیدیوں کو رہا نہیں کیا تھا اور دوسری طرف دنیا کو یہ دکھانے کا موقع ملے کہ حکومت آرڈیننس نافذ کرنے اور سختی و تشدد کی پالیسی اختیار کرنے میں حق بجانب تھی اور یہ سب کچھ اس لئے تاکہ حکومت کا یہ مقصد پورا ہو جائے کہ کانگریس جدید ریفارم میں کسی قسم کا کوئی حصہ نہ لے سکے اور اس کے تمام رہنما جیلوں میں بند رہیں تاکہ ان کی عدم موجودگی میں جدید انتخابات ہو جائیں اور اسمبلی و کونسلوں میں ایسے جی حضوری اور کمزور و خود غرض اشخاص پہنچ جائیں جن کو حسب منشا چلایا جا سکے اور وہ سرکار کے اشارہ پر ناچ سکیں۔

کانگریس کے سول نافرمانی ملتوی کرنے کے بعد بھی حکومت کی یہ ضد کہ سیاسی قیدیوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا اس کا یہی مطلب لیا جا رہا ہے کہ اس سے سرکار کا مقصد صرف یہ ہے کہ کانگریس کو جدید انتخابات میں حصہ لینے کا موقع نہ دیا جائے تاکہ وہ علیحدہ رہ سکیں اور ان کی وجہ سے کسی قسم کی پریشانی حسب منشا جدید نظام کو چلانے میں نہ اٹھانی پڑے۔

اگر یہ خیال صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہوئے کہ حکومت ہی اب یہ چاہتی ہے کہ نام نہاد سول نافرمانی جاری رہے کیونکہ اب حکومت کا فائدہ اس کے بند کرنے میں نہیں بلکہ اس کے جاری رہنے میں ہے اس لئے گاندھی جی اور کانگریس کے جو لیڈر اس وقت جیل سے باہر ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ جذبات پرستی سے علیحدہ ہو کر حالات کا مطالعہ کریں اور تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے بعد مردانہ وار قدم اٹھائیں اور ہمارے نزدیک وہ قدم یہ ہونا چاہیے کہ سول نافرمانی طویل عرصہ کے لئے بلکہ غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کر دینا چاہیے اور اس لئے ملتوی کر دینا چاہیے کہ اب اس سے بجائے کانگریس کے حکومت کو فائدہ پہنچ رہا ہے اور حکومت کی خواہش ہے کہ سول نافرمانی مر تو گئی ہے مگر نام کے لئے زندہ رہنی چاہیے ہمیں اپنے حریف کے ہاتھ پر کٹھ پتلی نہ بننا چاہیے اور اس قدر غیر سیاسی نہ بننا چاہیے کہ حریف کی چالوں کی طرف سے آنکھیں بالکل موند لیں اس وقت حکومت کی پہلی چال یہ ہے کہ کانگریس کو الجھن میں ڈال دیا جائے کہ وہ صحیح فیصلہ نہ کر سکے اور بر سر پیچ و تاب کا بھوت ان کو بر ستور سول نافرمانی کے اس جال میں پھنسائے رکھے جو تیار کیا گیا تھا دوسرے کے لئے مگر اب خود کانگریس کے ہاتھ پاؤں اس میں الجھ گئے ہیں۔

جنگ کبھی ایک ڈھنگ پر جاری نہیں رکھی جا سکتی اور کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ ایک معینہ طریقہ اور مقررہ محاذ پر جنگ کر کے کوئی شخص فتح یقینی طور پر حاصل ہی کر لیگا جنگ میں جہاں قدم آگے بڑھانے ہیں جب ضرورت کے وقت پیچھے قدم ہٹانا بھی اتنی ہی بہادری کا کام ہے جنگ میں کبھی میدان میں لڑنا پڑتا ہے اور کبھی مورچے اور خندق میں بیٹھکر کبھی دست بدست لڑنا پڑتا ہے اور کبھی دور سے گولے برسانے پڑتے ہیں غرضکہ موقع اور محل کو دیکھ کر جیسا مناسب سمجھا جاتا ہے ویسا کیا جاتا ہے یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ ایک جگہ اڑ گئے تو بس اڑ گئے خواہ دشمن اپنی ساری قوت اسی محاذ پر لا ڈالے مگر یہ ٹس سے مس نہ ہوں اور دشمن کے کمزور مقامات کی طرف دھیان نہ دیں۔

ہمارے نزدیک کانگریس کا ملک کی بھلائی اور خیر خواہی کے اعتبار سے یہ فرض ہے کہ سول نافرمانی کو ملتوی کر کے جدید انتخابات میں حصہ لے اور خود غرض ٹوڈیوں کو یہ موقع نہ دے کہ وہ اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ کر کے عملاً میدان کو انگریزی ڈپلومیسی کے حوالہ کر دیں اور اگر کچھ نفع پہنچنے کی امید بھی ہو تو اس سے ملک محروم ہو جائے اس لئے اب تذبذب کی حالت عملی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ صاف و صریح جرأت آزما قدم اٹھانے کی ضرورت ہے اور وہ قدم اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ سول نافرمانی کو ملتوی کیا جائے اور جدید کونسلوں اور لیجسلیچر پر قبضہ کا پروگرام مرتب کیا جائے۔

مولانا شریف احمد صاحب مراد پر حملہ

ناظرین مولانا شریف احمد صاحب مراد سے خوب اچھی طرح واقف و آگاہ ہیں مولانا موصوف مولوی کے قلمی معاونوں میں ہیں آپ الخلیل ہفتہ وار کے بھی اڈیٹر ہیں اس اخبار میں آپ کی لاعلمی میں شاید ایک مراسلہ شائع ہو گیا تھا جس میں بھوپال کے بعض بزرگوں کا ذکر تھا ہمارے سامنے وہ مراسلہ نہیں ہے اور نہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ کس قسم کے مضمون پر مشتمل تھا۔ بہرحال بیان کیا جاتا ہے کہ دو آدمی مولانا مراد کے مکان پر آئے اور مولانا سے ملنے کی خواہش ظاہر کی اندر گئے تو دو ایک باتیں کر کے مولانا پر حملہ آور ہو گئے حملہ ڈنڈے اور چھری یا چاقو سے کیا گیا منہ پر مولانا کے متعدد زخم آئے ناک بھی زخمی ہوئی اور اس قدر شدید زخم لگے کہ مولانا بیہوش ہو گئے عورتوں نے شور مچایا تو حملہ آور بھاگے مگر باہر سڑک پر گرفتار کر لئے گئے اور اب عدالت میں ان کا مقدمہ زیرِ سماعت ہے اس لئے ہم کچھ زیادہ نہیں کہہ سکتے لیکن یہ تو ضرور کہیں گے کہ خواہ اس مراسلہ کی نوعیت کچھ ہی ہو جو الخلیل میں شائع ہوا مگر اس کی بنا پر اس طرح قانون کو اپنے ہاتھ میں لیکر ایک ایسے شخص پر تندرست و توانا آدمیوں کا حملہ آور ہونا جو بالکل معذور و مجبور ہے اور جس کے پاؤں شل ہیں اور بغیر دوسرے انسان کی مدد کے ایک بالشت بھی اپنی جگہ سے جنبش اور حرکت نہیں کر سکتا یہ حد درجہ ننگ انسانیت فعل ہے اور اس کی جس قدر ملامت کی جائے وہ کم ہے اس لئے دل میں یہ قدرتی جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ حملہ آوروں کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے تاکہ ایسے سر پھرے لوگوں کو عبرت حاصل ہو اور آئندہ ایسے حوادث کا سد باب ہو۔ ہمیں مولانا کے ساتھ پوری ہمدردی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت عطا فرمائے اور آئندہ ایسے مصائب سے محفوظ رکھے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

ان لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے سزائے عظیم ہے یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں تو اگر یہ لوگ آپ کے پاس آویں تو خواہ آپ ان میں فیصلہ کر دیجئے یا ان کو ٹال دیجئے اور اگر آپ ان کو ٹال ہی دیں تو ان کی مجال نہیں کہ آپ کو ذرا بھی نقصان پہنچا سکیں اور اگر آپ فیصلہ کریں تو ان میں عدل کے موافق فیصلہ کیجئے بیشک اللہ تعالےٰ عدل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں اور وہ آپ سے کیسے فیصلہ کراتے ہیں حالانکہ ان کے پاس توراۃ ہے جس میں اللہ کا حکم ہے پھر اس کے بعد ہٹ جاتے ہیں اور یہ لوگ ہرگز اعتقاد والے نہیں ہم نے توریت نازل فرمائی تھی جس میں ہدایت تھی اور روشنی تھا انبیاء جو کہ اللہ تعالےٰ کے مطیع تھے اس کے موافق یہود کو حکم دیا کرتے تھے اور اہل اللہ اور علماء بھی بوجہ اس کے کہ ان کو اس کتاب کی نگہداشت کا حکم دیا گیا تھا اور وہ اس کے اقراری ہو گئے تھے تو تم بھی لوگوں سے اندیشہ مت کرو اور مجھ سے ڈرو اور میرے احکام کے بدلے میں متاع قلیل مت لو اور جو شخص خدا تعالےٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل کافر ہیں۔

تفسیر: خیبر کے اشراف لوگوں میں سے ایک شادی شدہ یہودی نے [illegible] والی یہودن سے زنا کیا چونکہ توراۃ میں سنگساری کا حکم تھا اور یہ دونوں زنا کرنے والے قوم کے معزز تھے اور یہودی ان کو بچانا چاہتے تھے اس لئے اس امید پر کہ شاید رسول اللہ صلعم ان کے معزز ہونے کی وجہ سے کچھ رعایت فرما دیں مقدمہ کو مدینہ منتقل کرا دیا اور مدینہ کے باشندوں بنو قریظہ کے یہودیوں کو لکھا کہ مقدمہ کو محمد کے سامنے پیش کرنا اگر وہ سنگساری کا حکم دیں تو نہ ماننا اور اگر سزا ہمارے رسم کے موافق تعزیر یا کوڑے مارنے منہ کالا کر کے شہر میں تشہیر کرنا یہ حکم دیں تو قبول کر لینا کیونکہ محمد کی شریعت سہل ہے ہم ان کی فتویٰ لیکر ہم عمل کریں گے تو اپنے کو تسلی ہوگی کہ ہم نے نبی کے کہنے سے ایسا کیا یہود مدینہ نے دربار رسالت میں مقدمہ پیش کرنے سے پہلے یہ مناسب سمجھا کہ کسی طرح آنحضرت کی رائے معلوم کریں کیونکہ مقدمہ پیش کرنے کے بعد جو حضور فیصلہ فرمائیں گے اس پر عملدرآمد لازمی ہے اگرچہ یہودی منشا کے خلاف ہو مگر مخالفت ناممکن ہے اسلئے بعض منافقوں کو اس راز کے دریافت کرنے کے لئے لگا دیا لیکن چونکہ وحی کے ذریعہ سے پہلے ہی حضور کو اطلاع ہو گئی تھی اس لئے یہود کو حضور کی رائے کا کچھ پتہ نہ چلا بالآخر مقدمہ حضور کے سامنے پیش ہوا اور حضرت نے توریت کے حوالہ سے مرد و عورت دونوں کو سنگسار کرنے کا حکم دیدیا یہودی کہنے لگے توریت میں رجم کا حکم نہیں ہے آخر توریت منگوائی گئی اور ایک یہودی عالم نے پڑھنی شروع کی جب آیت رجم پر پہنچا تو اسکو چھپا لیا اور ہاتھ سے ڈھانک لیا حضرت عبداللہ ابن سلام جو پہلے زبردست یہودی عالم تھے اور اس وقت مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے عرض کیا کہ حضور ہاتھ اٹھانے کا حکم دیں جب ہاتھ ہٹایا گیا تو چوری کھل گئی اور رجم کا حکم نکلا حضور نے ابن صوریا کو جو ایک زبردست یہودی عالم تھا قسم دی اور فرمایا نہیں اس خدا کی قسم جس نے حضرت موسیٰ پر توریت نازل فرمائی ہے کیا تمہارے ہاں زنا کی سزا رجم نہیں ہے ابن صوریا نے عرض کیا بیشک حکم تو یہی ہے لیکن جب ہم میں زنا کی کثرت ہونے لگی تو ہم شریفوں اور معززوں سے سنگساری موقوف کرنے لگے اور سو سو کوڑے مار کر منہ کالا کر کے شہر میں پھرانے لگے تاکہ ہماری جماعت کم نہ ہو غرض حضور نے دونوں کو مسجد کے دروازہ پر سنگسار کرا دیا اور مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ بعض علماء نے مذکورہ ذیل شان نزول بیان کی ہے حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ یہ آیات یہود کے دو زبردست فرقوں کے بارہ میں نازل ہوئی ہیں آپس میں دونوں ایک مدت تک جنگ کرتے رہے تھے جس کی وجہ سے بنو قریظہ بہت کمزور ہو گئے تھے اور بنو نضیر بہت طاقتور تھے آخر میں ان دونوں نے باہم صلح کر لی مگر اس صلح میں بجائے برابری کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ بنو نضیر میں سے جو شخص قتل ہو اس کی دیت میں قریظہ پر لازم ہے کہ دو وسق کھجور ادا کریں اور بنو قریظہ میں سے کوئی مارا جائے تو نضیر پر لازم ہے کہ ایک وسق قریظہ کو ادا کریں ایک مدت تک یہی شرط برقرار رہی جب حضور مدینہ تشریف لائے اور بعض یہودی مسلمانوں کے عہد اور طرفدار بن گئے تو مسلمانوں کی ان کے حلیف ہو گئے چند روز کے بعد قریظہ کے ایک آدمی نے کسی نضیری کو قتل کر دیا نضیر نے حسب دستور العمل سابق دو وسق بنو قریظہ سے طلب کئے قریظہ نے جواب دیا کہ اگر وہ دین کا ایک ہی دین ہے ایک ہی نسب ہے اور ایک ہی شہر میں دونوں رہتے ہیں کیا یہ ممکن ہے کہ ایک کا خون بہا دوسرے سے آدھا ہو جو پہلے ہم نے قبول کیا تھا وہ زبردستی تھا اب تو محمد یہاں آ گئے ہیں اب ہم کو اس مطالبہ کے ادا کرنے سے انکار ہے دونوں فریق میں جھگڑا ہوا اور لڑائی ہونے کے قریب ہو گئی بالآخر دونوں فریق اس پر راضی ہوئے کہ حضور اقدس جو فیصلہ فرمائیں وہی درست ہے مگر شام کو جب بنی نضیر یہ سمجھ کر آنحضرت کے پاس جانے لگے کہ شاید محمد تو ہم کو دو وسق دینے والے نہیں ہیں [illegible] تا آنحضرت کی رائے پہلے سے معلوم ہو جائے پھر اگر ہمارے موافق ہو تو مانیں ورنہ نہ مانیں چنانچہ چند منافق اس کھوج پر مقرر کئے مگر آنحضرت کو وحی کے ذریعہ سے یہود کی رائے اور ارادے معلوم ہو گئے اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی۔ بہرحال شان نزول دونوں میں سے کوئی بھی ہو آیات کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد تم کو ان لوگوں کے انکار اور سرتابی کا رنج نہ کرنا چاہئے یہ لوگ کفر میں کیسے بڑھے ہیں وہ دراصل ایمان میں داخل ہی نہیں ہوئے ان لوگوں کی عجیب حالت ہے منہ سے مدعیٔ ایمان ہیں یعنی بظاہر تو آپ کے مگر دل سے ان کو صداقت اسلام کا یقین نہیں ہے یہ منافق ہیں ان کا ظاہر کچھ ہے اور باطن کچھ اور بعض یہودی ایسے ہیں کہ دل سے ان جھوٹی باتوں کو خوب سنتے اور مانتے ہیں جو ان کے زبردست مفتری علماء اپنے دل سے گڑھ لیتے ہیں باقی تم سے یہ مکر کرنا چاہتے ہیں اور ایک دوسری قوم یعنی خیبر کے یہودیوں کے لئے سنے جاتے ہیں جو تمہارے پاس حاضر نہیں ہوتے ہیں اس کے علاوہ یہ کہ حق بات کو سنکر اس میں تحریف اور تغیر و تبدل کر لیتے ہیں توریت کے الفاظ کو ان کی جگہ سے تبدیل کرتے ہیں شرح بخاری میں ہے کہ یہود و نصاریٰ نے بہت سے الفاظ بدل ڈالے اور بجائے ان کے توریت و انجیل میں اپنی طرف سے دوسرے الفاظ داخل کر دئیے اس کے علاوہ بہت الفاظ کے معانی کو بیجا تاویل کر کے بگاڑ دیا خیبر کے یہودیوں نے ان سے کہلا بھیجا ہے کہ اگر تم کو محمد کہیں سزا ہے کہ دیا ہے [illegible] تو اس کو قبول کر لو [illegible] نہ کرنا [illegible]

کہ جسکو خدا گمراہ کرنا چاہے تو کوئی طاقت ارادہ الٰہی کو روک نہیں سکتی اور اس شخص کو گمراہی سے محفوظ نہیں رکھ سکتی یہ یہود بھی اسی گمراہ گروہ میں داخل ہیں جن کے دلوں کو خدا تعالیٰ کفر کی نجاست سے پاک کرنا نہیں چاہتا اس لئے یہ نجس اور ازلی بدبخت ہیں دنیا میں ذلیل و خوار ہیں نہایت ذلت کے ساتھ جزیہ ادا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا زبردست عذاب ہوگا جھوٹی بات تو خوب دل لگا کر سنتے ہیں حرام روزی خوب کھاتے ہیں۔ حضرت علی کا قول ہے کہ سحت کے معنے رشوت کے ہیں لوگوں نے دریافت کیا کہ رشوت تو کیا غلط حکم دینا کیسا ہے فرمایا یہ تو کفر ہے ترمذی میں ایک حدیث ہے کہ حضور نے فرمایا کہ حکم میں رشوت لینے والے اور دینے والے پر خدا نے لعنت کی ہے یہودی علماء و حکام عموماً رشوت خوار تھے انہی کی آیت میں مذمت کی گئی ہے اب اگر یہ بدکار لوگ تمہارے پاس فیصلہ کرانے کے لئے آئیں تو تمہیں اختیار ہے چاہے ان کا فیصلہ کر دو یا پہلو تہی کر جاؤ۔ یہ اختیار ابن کثیر کے نزدیک منسوخ ہے بلکہ فیصلہ کرنا واجب ہے یہی امام شافعی اور ابو حنیفہ کا قول ہے۔ اگر تم ان کے جھگڑوں کو نہیں نپٹاؤ گے تو یہ تمہارا کچھ بگاڑ نہیں سکتے اور فیصلہ کرو گے تو کرو مگر انصاف کے ساتھ شرع کے موافق بغیر رو رعایت کے فیصلہ کرنا خدا تعالیٰ منصفوں اور عادلوں سے محبت کرتا ہے اور ان کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے مگر امید نہیں کہ تمہارے فیصلہ کو وہ تسلیم کریں اور تمہیں اپنا حکم قرار دیں ان کے پاس تو خود توریت موجود ہے جس میں زنا کا حکم موجود ہے (یعنی محصن زناکاروں کو رجم کرنے کا حکم توریت میں موجود ہے) اگر تم کوئی فیصلہ کر دو اور وہ ان کی خواہش کے خلاف ہو تو فیصلہ نہ مانیں گے اور منہ پھیر کر چلتے ہوں گے کیونکہ یہ صرف زبانی ایمان کے مدعی ہیں ورنہ درحقیقت ان کا ایمان توریت پر نہیں ہے اور نہ تمہارے فیصلہ کو دل سے سچا جانتے ہیں ہم پہلے ہی توریت نازل کر چکے ہیں جس میں ہدایت اور نور بھرا ہوا ہے (یعنی سچے عقائد اور صحیح احکام کا بیان توریت میں موجود ہے) بنی اسرائیل کے انبیاء یہودیوں کو اسی کے مطابق عملدرآمد کرنے کا حکم دیا کرتے تھے علاوہ بریں حق پرست عالم اور فقہاء بھی توریت کے موافق فتویٰ دیتے تھے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں میں توریت کو محفوظ کر رکھا تھا وہ اس کی خلاف ورزی نہ کرتے تھے نہ الفاظ میں رد و بدل کرتے تھے نہ معانی بگاڑتے تھے اس کے بعد خدا تعالیٰ یہودیوں کو خطاب فرماتا ہے ارشاد ہوتا ہے اے یہودیو تم فیصلہ حق میں لوگوں سے نہ ڈرو صرف مجھ سے خوف کرو (یعنی رشوت و خوشامد سے سچی بات نہ چھپاؤ اور احکام خداوندی پر عمل کرو اور دوسروں کے فیصلہ کو سچ جانو) تم اپنے اس فعل سے باز آؤ اور لالچ میں آکر دوسروں کے لئے احکام میں تغیر نہ کرو میرے احکام کو دنیاوی مال و دولت کے عوض میں جو بالکل ہیچ ہے فروخت نہ کرو یاد رکھو جو شخص علم خدا کے خلاف احکام نافذ کرتا ہے وہ کافر ہے یعنی جو شخص عمداً خدا کے حکم کو چھپاتا ہے اور جان بوجھ کر ظلم کرتا ہے وہ کافر ہے دوسری بعض کے نزدیک کافر بمعنی ناشکر ہے۔

مقصود بیان: سوائے حق تعالیٰ کے کسی کو ایجاد کرنے کی طاقت نہیں ہدایت و ضلالت سب خدا کے ہاتھ میں ہے شرعی احکام میں تغیر و تبدل اور تحریف کرنی کفر ہے جھوٹے خوشامد کرنے والوں اور مغرور رئیسوں کی جھوٹی باتیں سننی حرام ہیں۔ رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں مکار صوفی جو زاہد گوشہ نشین بنے بیٹھے ہیں اور لوگوں کا مال ہضم کرتے ہیں اور مریدوں کی خوشامد سن کر فرعون بنے ہوئے ہیں یہ سب حرام خور ہیں۔ حکم شریعت کے اظہار میں کسی حاکم کا خوف یا کوئی مالی لالچ مانع نہ ہونا چاہئے۔

خلاصہ غرض: عذاب خدا سے ترہیب۔ توکل اور اظہار حق کی تعلیم حکمت آمیز الفاظ میں دعوت اسلام۔ خدا کی قدرت کاملہ کی طرف ایک لطیف اشارہ مخلوق کی عاجزی کا ایک باریک ترین طرز بیان میں اظہار وغیرہ

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(ترجمہ) اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض کی تھی کہ جان کے بدلے جان لی جائے آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کا بھی بدلہ ہے پھر جو شخص اس کو معاف کر دے تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا اور جو شخص خدا تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے سو ایسے لوگ بالکل ستم ڈھا رہے ہیں۔

تفسیر: گزشتہ رکوع میں بیان تھا کہ یہود نے احکام توریت میں رد و بدل کر لیا ہے سنگساری کا حکم بدل کر زنا کی سزا صرف تعزیر تجویز کر لی شرفاء اور رذیلوں کے بارہ میں رعایت کرنے لگے اس آیت میں قصاص کا بیان ہے۔ یہود عمداً اس حکم کے خلاف کرتے تھے اگر قریظہ والا کسی نضیری کو عمداً قتل کر دیتا تو قصاص لیتے اور اگر نضیری قریظی کو قتل کر دیتا تو دیت ہی لیتے قتل خطا کی صورت میں نضیری کی دیت قرظی سے دو چند لیتے تھے حالانکہ توریت میں قصاص کا حکم عام تھا امیر غریب وضیع و شریف سب اس حکم میں برابر تھے کوئی مجرم ہو سب کو یکساں سزا دینے کا حکم تھا لیکن یہود نے جس طرح خوف و طمع سے آیت رجم میں تحریف کر لی تھی اسی طرح آیت قصاص میں بھی رد و بدل کر رکھا تھا اسی مناسبت سے خدا تعالیٰ نے پہلی آیات کے بعد یہود کی ایک اور معاندانہ مخالفت اور شرعی تحریف کا یہاں تذکرہ کیا مگر چونکہ پہلے حکم میں یہود نے عمداً عناد سے خلاف کیا تھا اس لئے اولٰئک ہم الکافرون کہا اور قصاص میں ظالم و مظلوم کا کچھ انصاف نہیں کیا ہر شخص کی حسب وجاہت سزا علیحدہ قرار دی اس لئے فاولٰئک ہم الظالمون فرمایا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم نے توریت میں یہود پر لازم کر دیا تھا کہ جان کا بدلا جان اور آنکھ کا بدلا آنکھ اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں کا بدلہ برابر ہونا چاہئے علماء نے اس اخیری حصہ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ جن زخموں کا بدلا ہو سکتا ہو ان کا بدلہ لیا جائے مثلاً اگر ہاتھ کاٹ ڈالا تو ہاتھ کاٹا جائیگا اگر پسلی توڑ دی تو پسلی توڑی جائے گی اور جن زخموں کا بدلا ممکن نہ ہو تو دو عادل ثقہ آدمی جو جرمانہ تجویز کریں گے وہ ادا کرنا ہوگا اس امر میں صحابہ تابعین اور علماء امت کا اختلاف ہے کہ گذشتہ شریعتوں کے احکام ہمارے لئے بھی دستور العمل ہیں یا نہیں اس مسئلہ میں مختلف اقوال ہیں مگر جمہور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ اگر کسی سابق شریعت کا حکم ہماری شریعت میں منسوخ نہ ہوا ہو اور صحیح طور پر بغیر کسی تحریف کے منقول ہو اور خدا تعالیٰ نے ہمیں اس کے خلاف کرنے کا حکم ہی نہ دیا ہو تو ہمارے لئے واجب العمل ہے جس طرح کہ یہی آیت کریمہ ہے اس کا حکم ہمارے لئے بھی واجب الاتباع ہے) اب جو شخص

یعنی بدلا معاف کردیگا تو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا یعنی اگر بدلہ نہ لیا اور مجرم کا قصور معاف کردیا تو یہ اس کے لئے گناہوں کا کفارہ ہے خدائے تعالیٰ اس کے گناہ بھی معاف فرما دیگا زمخشری نے اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے اور حدیث سے بھی ثابت ہی ہے اور جو شخص اللہ کے نازل کئے ہوئے حکم کے موافق حکم نہ کرے گا بلکہ خدا کے حکم کی بجائے اپنی طرف کے حکم ایجاد کرے گا تو وہ ظالم ہے وہ دوسروں کی حق تلفی کرتا ہے اور اپنے اوپر ظلم کرتا ہے۔

مقصود بیان۔ قانون مساوات کی تعلیم امیر و غریب سب کے لئے یکساں اور ایک قصد کا حکم۔ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرنے پر وعید۔ برابر عوض لینے کی اجازت نہ لینے کی صورت میں بدلہ معاف کردینے کی ترغیب یہود کی سرکشی اور عناد کا بیان ختم

وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ ۖ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنجِيلِ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فِيهِ ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

ترجمہ اور ہم نے ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو اس حالت میں بھیجا کہ وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق فرماتے تھے اور ہم نے ان کو انجیل دی جس میں ہدایت تھی اور روشنی تھی اور وہ اپنے سے قبل کی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتی تھی اور وہ سراسر ہدایت اور نصیحت تھی خدا سے ڈرنے والوں کے لئے اور انجیل والوں کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اس میں نازل فرمایا ہے اس کے موافق حکم کیا کریں اور جو شخص حق تعالیٰ کے نازل کئے ہوئے کے موافق حکم نہ کرے وہ ایسے لوگ بالکل بے حکمی کرنے والے ہیں۔

تفسیر۔ گذشتہ سلسلہ آیات میں یہود کی سرکشیوں اور بیہودگیوں کا بیان تھا ان آیات میں یہود کی حریف قوم یعنی عیسائیوں کی حالت کا بیان ہے یہاں عیسائیوں کو اس بات پر ملامت کی گئی ہے کہ وہ زبان سے تو عیسائی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر یہ دعویٰ بے دلیل ہے یہ اپنی آسمانی کتاب یعنی انجیل پر عمل نہیں کرتے احکام میں تبدیلی کرتے ہیں دنیوی لالچ سے امیروں کو سزا سے بری کردیتے ہیں اور غریبوں کو سزا دیتے ہیں حالانکہ احکام الٰہی عام ہیں کوئی شخص کسی درجہ کا ہو کتاب کے موافق سزا سب کو یکساں ملنی چاہیئے مگر عیسائیوں نے باہم امتیاز اور فرق مراتب قائم کر رکھا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ عیسائیوں کو انجیل میں حکم دیا گیا تھا کہ جب محمد مبعوث ہوں تو ان پر ایمان لانا اور ان کی پیروی کرنا لیکن انہوں نے اس کو پس پشت ڈال دیا اور کچھ پرواہ نہ کی ارشاد ہوتا ہے کہ یہود کے بعد ہی ان کے قدم بقدم عیسیٰ بن مریم کو بھیجا عیسیٰ بن مریم اپنے سے پہلی کتاب یعنی توریت کی تصدیق کرتے تھے ہم نے ان کو انجیل بھی عطا کی تھی جس میں سچے عقائد بیان کئے تھے جن پر یقین رکھ کر انسان راہ راست پر آسکتا تھا اس کے علاوہ اس میں واضح اور مناسب احکام بھی [illegible]

لاتے تھے یہ انجیل توریت سے کوئی علیحدہ چیز نہ تھی بلکہ قائم توریت کی تصدیق کرتی تھی انجیل نے اگرچہ توریت کے بعض احکام منسوخ کیا لیکن پھر کہ نئی شریعت منسوخ کی صحت کی تائید ہوتی ہے اور منسوخ کرنے سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ اس منسوخ کا حکم صحیح تھا لیکن ایک خاص وقت تک تھا اس کے بعد یہ بتایا کہ انجیل توریت کی تصدیق کرتی تھی یہ بیان ہوا ہے اور احکام کے علاوہ اس میں بزرگوں اور شاگردوں کے لئے کچھ ہدایت و نصیحت کی باتیں بھی تھیں اور ہم نے تاکید کردی کہ اہل انجیل خدا کے نازل کردہ قوانین کا اتباع کریں اور انہی کے مطابق حکم دیں مگر عیسائیوں نے انجیل کے احکام کو نہ مانا اور ان پر عمل نہ کیا بلکہ جو کچھ انجیل کی تعلیم تھی اس کو مٹا ڈالا اور بجائے اس کے کچھ کا کچھ بنا لیا جو لوگ خدا کے نازل کردہ احکام کے خلاف حکم کرتے ہیں وہ نافرمان ہیں اور خدا کے حکم سے عدول کرتے ہیں۔

مقصود بیان۔ تمام آسمانی کتابیں حق تھیں ہر ایک دوسرے کی موید تھی عقائد صحیح اور احکام مرتبہ پر کار بند رہنے کا نام ایمان ہے وعظ و نصیحت خدا سے ڈرنے والوں کے لئے سود مند ہو سکتا ہے جو ازلی شقی ہیں ان کو اس سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا انجیل عام دنیا کے لئے دستور العمل بنا کر نہیں بھیجی گئی تھی بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لئے تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ کی دعوت عام نہ تھی بلکہ صرف اسرائیلی اقوام کے لئے تھی۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ ۖ فَاحْكُم بَيْنَهُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۚ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۖ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

ترجمہ اور ہم نے یہ کتاب آپ کی طرف بھیجی ہے جو خود بھی سچائی کے ساتھ موصوف ہے اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان کی بھی تصدیق کرتی ہے اور ان کتابوں کی محافظ ہے تو ان کے باہمی معاملات میں اسی بھیجی ہوئی کتاب کے موافق فیصلہ کیجیئے اور یہ جو سچی کتاب آپ کو ملی ہے اس سے دور ہو کر ان کی خواہشوں پر عمل درآمد نہ کیجئے تم میں سے ہر ایک کے لئے ہم نے خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی اور اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو تم سب کو ایک ہی امت کر دیتے لیکن ایسا نہیں کیا تاکہ جو دین تم کو دیا ہے اس میں تم سب کا امتحان فرمائیں تو مفید باتوں کی طرف دوڑو تم سب کو خدا ہی کے پاس جانا ہے پھر وہ تم سب کو جتلا دیگا جس میں تم اختلاف کیا کرتے تھے۔

تفسیر۔ گذشتہ سلسلہ آیات میں یہود و نصاریٰ کو توریت و انجیل کے اتباع کا حکم دیا گیا تھا اور فرمایا گیا تھا کہ خدا کی کتابوں میں تحریف نہ کرو حکم میں مساوات رکھو کسی کی رعایت نہ کرو اب یہاں قرآن کریم کے اتباع کا حکم ہوتا ہے کیونکہ توریت و انجیل پر عمل درآمد کرنے کا زمانہ ختم ہو گیا تھا مقصود اصلی قرآن کا اتباع تھا قرآن تمام کتب سابقہ کا ناسخ ہے اس لئے سوائے قرآن کے کسی دوسری کتاب پر عمل درآمد کرنا ناجائز ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد ہم نے تم پر بھی برحق کتاب نازل کی ہے جو اپنی سابق کتابوں کی تصدیق کرتی ہے [illegible]

صحیح بخاری شریف اردو

جو خاص طور سے مولوی کے لئے ترجمہ کرائی جارہی ہے

(بسلسلہ گذشتہ)

باب نماز میں خشوع رہنا ضروری ہے۔

۶۹۰ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ہم لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم میری توجہ اس طرف سمجھتے ہو خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے اور نہ تمہارا خشوع اور بیشک تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں۔

۶۹۱ انس بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رکوع اور سجدوں کو درست کرو میں خدا کی قسم تمہیں اپنے پیچھے سے (بھی) دیکھتا ہوں۔ اور کبھی (انسؓ) کہتے تھے کہ اپنی پیٹھ کے پیچھے سے جبکہ تم رکوع کرتے ہو اور سجدہ کرتے ہو۔

باب اس کا بیان کہ تکبیر (تحریمہ) کے بعد کیا پڑھا جائے

۶۹۲ انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ نماز کی ابتدا الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے۔

۶۹۳ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر اور قرات کے درمیان میں کچھ سکوت فرماتے تھے (ابوزرعہ کہتے ہیں مجھے خیال ہوتا ہے کہ ابوہریرہؓ نے کہا تھوڑی دیر) تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں تکبیر اور قرات کے مابین سکوت کرنے میں آپ کیا پڑھتے ہیں آپ نے فرمایا میں کہتا ہوں۔ اللھم باعد بینی وبین خطایای کما باعدت بین المشرق والمغرب اللھم نقنی من الخطایا کما ینقی الثوب الابیض من الدنس اللھم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد

باب (اس باب کے متعلق امام بخاری نے کوئی عنوان مقرر نہیں کیا)

۶۹۴ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کسوف پڑھنے کھڑے ہوئے تو آپ نے طویل قیام کیا پھر طویل رکوع کیا بعد اس کے قومہ کیا اور قومہ کو بھی طویل کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو بھی بڑھایا بعد اس کے سر اٹھایا پھر سجدہ کیا اور سجدہ کو (بھی) بڑھایا پھر سر اٹھایا بعد اس کے (دوسرا) سجدہ کیا اور (اس) سجدہ کو بھی بڑھایا پھر دوسری رکعت کے لئے آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے قیام کو بڑھایا بعد اس کے رکوع کیا اور رکوع کو بڑھایا پھر سر اٹھایا اور طویل قومہ کیا پھر رکوع کیا اور رکوع کو بڑھایا پھر سر اٹھایا اور سجدہ کیا سجدہ کو (بھی) بڑھایا بعد اس کے پھر سر اٹھایا بعد اس کے (دوسرا) سجدہ کیا (اس) سجدہ کو (بھی) بڑھایا بعد اس کے آپ نے (نماز سے) فراغت کی اور فرمایا کہ اس وقت جنت میرے قریب ہوگئی تھی حتیٰ کہ اگر میں اس پر جرات کرتا تو اس کے خوشوں میں سے کوئی خوشہ تمہارے پاس لے آتا اور دوزخ بھی میرے قریب ہوگئی تھی یہاں تک کہ میں کہنے لگا کہ اے میرے پروردگار کیا میں ان لوگوں کے ہمراہ رکھا جاؤں گا، پس یکایک ایک عورت (نظر پڑی) مجھے خیال ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس کو ایک بلی نوچ رہی تھی میں نے کہا اس کا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا یہاں تک کہ بھوک کے مارے مرگئی نہ اس کو کھلاتی تھی نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ خود کھالے نافع کہتے ہیں (ابن ابی ملیکہ نے کہا کہ زمین کے کیڑے مکوڑے جیسے چوہے وغیرہ کھالیتی)

باب نماز میں امام کی طرف نظر اٹھانا (جائز ہے) اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسوف کے بارہ میں فرمایا کہ میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک ٹکڑا دوسرے ٹکڑے کو دبا رہا ہے جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا تھا۔

۶۹۵ ابو معمر کہتے ہیں کہ ہم نے خبابؓ سے کہا کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نماز میں (کچھ) پڑھتے تھے خباب نے کہا ہاں ہم نے کہا تم کس بات سے اس کو پہچانتے تھے خباب نے کہا کہ آپ کی ڈاڑھی کے ہلنے سے۔

۶۹۶ ابو اسحاق کہتے ہیں میں نے عبداللہ بن یزید کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم سے براء بن عازب نے بیان کیا اور وہ جھوٹے نہ تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور آپ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو صحابہ کھڑے رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ لیتے

۶۹۷ عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آفتاب میں گہن پڑا تو آپ نے نماز کسوف پڑھی صحابہ نے عرض کیا کہ ہم نے آپ کو دیکھا کہ کوئی چیز آپ نے اپنی جگہ میں (کھڑے ہوکر) لی تھی پھر ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ پیچھے ہٹے پس آپ نے فرمایا کہ میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک خوشہ میں نے لینا چاہا اگر میں اس کو لے لیتا تو تم اس میں سے کھایا کرتے جب تک کہ دنیا باقی رہتی

۶۹۸ انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی بعد اس کے منبر پر چڑھ گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا پھر فرمایا کہ میں نے اس وقت جبکہ تمہیں نماز پڑھانی شروع کی جنت اور دوزخ کی مثال اس دیوار کے قبلہ میں دیکھی میں نے آج کی دن کی طرح خیر و شر کبھی نہیں دیکھا (یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا)

باب نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا (جائز نہیں)

۶۹۹ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنی نماز میں اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں پھر اس کے بارے میں آپ کی گفتگو بہت سخت ہوگئی یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اس سے باز آئیں ورنہ ان کی بینائیاں سلب ہو جائیں گی۔

باب نماز میں ادھر ادھر دیکھنا (نہ چاہیئے)

۷۰۰ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر ادھر دیکھنے کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قسم کا دستبرد ہے کہ شیطان بندے کی نماز سے کر لیتا ہے۔

۷۰۱ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک روز) ایک ایسے کپڑے پر نماز پڑھی جس میں نقش بنے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اس کپڑے کے نقوش نے مشغول کرلیا ہے اسے ابوجہم تاجر کے پاس (جس کے ہاں سے وہ کپڑا آیا تھا) لیجاؤ اور مجھے انبجانیہ[1] لادو

---

[1] انبجانیہ خاص قسم کے کپڑے کا نام ہے

ب کیا جانتے ہیں کہ ایسی بات کی وجہ سے جو نماز میں پیش آئے لاہر تو ہر
ہے نے یا کسی چیز کو دیکھے یا جہت قبلہ میں تھوک پڑا ہوا دیکھے (تو کیا کرے)
سہل کہتے ہیں کہ ابوبکر نے پھر کر دیکھا تو انہوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا

۷۰۲۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ کی جانب
میں کچھ تھوک دیکھا اس حال میں کہ آپ لوگوں کے آگے (کھڑے ہوئے) نماز پڑھ رہے
تھے پس آپ نے اس کو چھیل ڈالا بعد اس کے جب (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا کہ تم
میں سے کوئی جب نماز میں ہو تو یہ خیال رکھے کہ اللہ اس کے منہ کے سامنے ہے لہذا کوئی
شخص نماز میں اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے۔

۷۰۳۔ انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ اس حال میں کہ مسلمان نماز فجر میں مشغول تھے
کہ یکایک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے آگئے آپ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے
کا پردہ اٹھا دیا اور مسلمانوں کی طرف دیکھا اور وہ صف بستہ تھے پس آپ ہنسی سے مسکرائے
گئے اور ابوبکرؓ اپنے پچھلے پیروں ہٹنے لگے تاکہ آپ کے لئے (امامت کی) جگہ خالی کر دیں اور
خود صف میں مل جائیں کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ آپ باہر تشریف لانا چاہتے ہیں اور
مسلمانوں نے (مارے خوشی کے) یہ قصد کیا کہ اپنی نمازوں کو توڑ دیں مگر آپ نے
انھیں اشارہ فرمایا کہ تم اپنی نمازوں کو پورا کرو اور آپ نے پردہ ڈال دیا اور اسی دن
کے آخر میں آپ نے وفات پائی۔

باب امام اور مقتدی (دونوں) کے لئے تمام نمازوں میں حضر میں (بھی) اور سفر میں
(بھی) اور ان (نمازوں) میں (بھی) جن میں بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے اور ان
میں بھی جن میں آہستہ آواز سے پڑھا جاتا ہے قرأت واجب[1] ہے

۷۰۴۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ اہل کوفہ نے عمرؓ سے سعد کی شکایت کی تو عمرؓ نے
سعد کو معزول کر دیا اور عمار کو ان لوگوں کا حاکم بنایا ان لوگوں نے (سعد کی بہت
سی شکایتیں یہاں تک کہ بیان کیا کہ وہ نماز اچھی نہیں پڑھتے تو عمرؓ نے ان کو بلا بھیجا
اور کہا کہ اے ابو اسحاق یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نماز اچھی نہیں پڑھتے انھوں نے کہا
سنو میں خدا کی قسم ان کے ساتھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز کی مثل پڑھتا
تھا تو پہلی دو رکعتوں میں زیادہ دیر لگاتا تھا اور اخیر کی دو رکعتوں میں تخفیف کرتا
تھا عمرؓ نے فرمایا کہ اے ابو اسحاق تمہاری طرف ایسا ہی خیال ہے پھر عمرؓ نے ایک شخص
یا چند شخصوں کے ہمراہ کوفہ بھیجا تاکہ وہ کوفہ والوں سے سعد کی بابت پوچھیں چنانچہ
وہ گئے اور انہوں نے کوئی مسجد نہیں چھوڑی کہ جس میں سعد کی کیفیت نہ پوچھی ہو اور
سب لوگ ان کی عمدہ تعریف کرتے رہے یہاں تک کہ بنی عبس کی مسجد میں گئے تو ان
میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا اس کو اسامہ بن قتادہ کہتے تھے کنیت اس کی ابو سعدہ
تھی اس نے کہا کہ سنو جب تم نے ہمیں قسم دلائی تو (مجبور ہو کر میں کہتا ہوں کہ)
سعد لشکر کے ہمراہ (جہاد کو خود) نہ جاتے تھے اور غنیمت کی تقسیم برابر نہ کرتے تھے
اور مقدمات میں انصاف نہ کرتے تھے سعد یہ سنکر کہنے لگے کہ دیکھ میں تین بددعا
تجھ کو دیتا ہوں۔ اے اللہ اگر یہ تیرا بندہ جھوٹا ہو تو کھانے سنانے کے لئے (یہاں
وقت) اکھڑا ہوا ہو تو اس کی عمر بڑھا دے اور اس کی فقیری بڑھا دے اور اس کو
فتنوں میں مبتلا کر دے (چنانچہ ایسا ہی ہوا) اور اس کے بعد جب اس سے (اس کا

حال پوچھا جاتا تھا تو کہتا تھا کہ ایک بڑی عمر والا بوڑھا ہوں فتنوں میں مبتلا
مجھے سعد کی بددعا لگ گئی عبد الملک (راوی حدیث) کہتے ہیں میں نے اس کو
اب تک دیکھا ہے اس کی دونوں ابرو اس کی آنکھوں پر بڑھاپے کے سبب گر گئی
ہیں وہ راستوں میں لونڈیوں کو چھیڑتا ہے اُن پر دست درازی کرتا ہے۔

۷۰۵۔ عبادہ بن صامت سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اس شخص کی نماز درست نہیں ہوتی جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔

۷۰۶۔ ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ) مسجد
میں تشریف لے گئے اسی وقت ایک شخص آیا اور اُس نے نماز پڑھی بعد اس کے نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے (سلام کا) جواب دیا اور فرمایا کہ جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے
نماز نہیں پڑھی پس وہ لوٹ گیا اور اس نے نماز پڑھی جیسی کہ اس نے (پہلے) پڑھی تھی
پھر آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے فرمایا کہ جا نماز پڑھ کیونکہ تو نے
نماز نہیں پڑھی (اسی طرح) تین مرتبہ (ہوا) تب وہ بولا کہ قسم اس کی جس نے آپ کو
حق کے ساتھ بھیجا ہے میں اس سے بہتر نہیں ادا کر سکتا لہذا آپ مجھے تعلیم کر دیجئے آپ
نے فرمایا کہ جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو بعد اس کے جو تمہارے پاس قرآن
مجید ہو اس کو پڑھو پھر رکوع کرو یہاں تک کہ رکوع میں اطمینان سے ہو جاؤ پھر سر اٹھاؤ
یہاں تک کہ سیدھے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو یہاں تک کہ سجدہ میں اطمینان سے ہو جاؤ
پھر سر اٹھاؤ یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جاؤ اور اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

باب (نماز) ظہر میں قرأت (ثابت ہے)

۷۰۷۔ جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ سعد نے عمرؓ سے کہا (جواب اپنی شکایت کے) کہ میں
کوفہ والوں کو عشاء کی دونوں نمازیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مثل پڑھا
تا تھا اس سے کمی نہ کرتا تھا میں پہلی دو رکعتوں میں دیر لگاتا اور پچھلی دو رکعتوں میں تخفیف
کرتا تھا تو عمرؓ نے کہا کہ تمہاری طرف (میرا) یہی خیال ہے۔

۷۰۸۔ ابو قتادہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ
فاتحہ اور (کوئی اور) دو سورتیں پڑھتے تھے پہلی رکعت میں بڑی سورت پڑھتے
تھے اور نماز صبح کی پہلی رکعت میں (بھی) بڑی سورہ پڑھتے تھے اور دوسری رکعت میں
(اس سے) چھوٹی سورت پڑھتے تھے۔

۷۰۹۔ ابو معمر کہتے ہیں کہ ہم نے خباب سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر
اور عصر (کی نماز) میں قرآن پڑھتے تھے انہوں نے کہا ہاں ہم نے کہا کہ تم کس بات
سے پہچان لیتے تھے وہ بولے کہ آپ کی ڈاڑھی کی جنبش سے

باب (نماز عصر میں قرآن پڑھنا ثابت ہے)

۷۱۰۔ ابو معمر کہتے ہیں میں نے خباب بن ارت سے کہا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر
اور عصر (کی نماز) میں قرآن مجید پڑھتے تھے وہ بولے کہ ہاں میں نے کہا کہ تم کس بات
سے آپ کا پڑھنا جان لیتے تھے وہ بولے کہ آپ کی ڈاڑھی کی جنبش سے

۷۱۱۔ ابو قتادہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی دو رکعتوں میں سورہ
فاتحہ اور کوئی ایک ایک سورۃ دوسری پڑھتے تھے اور کبھی کبھی کوئی آیت ہمیں سنا دیتے

باب مغرب کی نماز میں قرآن پڑھنا ثابت ہے

۷۱۲۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ (میری والدہ) ام فضل نے ان (ایک مرتبہ نماز میں) سے
والمرسلات عرفا پڑھتے سنا تو کہنے لگیں کہ اے میرے بیٹے تو نے یہ سورت پڑھ کر
مجھے یاد دلا دیا کہ یہ [illegible]

[1] حنفیہ کے نزدیک مقتدی پر قراءت فرض نہیں ان کا استدلال اس حدیث سے ہے
من کان له امام فقراءة الامام له قراءة یعنی جو شخص امام کے پیچھے نماز پڑھتا
ہو امام کی قراءت اس کو [illegible]

آپ اس کو مغرب میں پڑھتے تھے

۷۱۳ مروان بن حکم کہتا ہے کہ مجھ سے زید بن ثابت نے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے کہ تم مغرب میں چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھتے ہو حالانکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بڑی سورتوں سے دو بڑی سورتیں پڑھتے سنیں۔

باب (نماز) مغرب میں بلند آواز سے پڑھنا (چاہیئے)

۷۱۴ جبیر بن مطعم کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب میں والطور پڑھتے سنا۔

باب (نماز) عشا میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا (چاہیئے)

۷۱۵ ابو رافع کہتے ہیں کہ میں نے (ایک مرتبہ) ابو ہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے اُن سے کہا کہ یہ آپ نے کیا کیا، بولے کہ میں نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے (اس سورت کے اس مقام پر) سجدہ کیا ہے لہٰذا میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا یہانتک کہ ان سے مل جاؤں

۷۱۶ عدی کہتے ہیں میں نے براء سے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر میں تھے تو آپ نے عشا کی کسی ایک رکعت میں والتین والزیتون پڑھی۔

باب عشا (کی نماز) میں سجدہ (والی سورت) کا پڑھنا (ثابت ہے)

۷۱۷ ابو رافع کہتے ہیں میں نے (ایک دفعہ) ابو ہریرہؓ کے ساتھ عشا کی نماز پڑھی تو انہوں نے اذا السماء انشقت پڑھی اور سجدہ کیا میں نے اُن سے کہا کہ یہ کیا بولے کہ میں نے اس سورت میں ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے لہٰذا میں (اس میں) ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہانتک کہ آپ سے مل جاؤں

باب عشا (کی نماز) میں قرأت پڑھنا (ثابت ہے)

۷۱۸ براء کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عشا (کی نماز) میں والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا اور میں نے آپ سے زیادہ خوش آواز یا اچھا پڑھنے والا نہیں سنا۔

باب (چار رکعت والے فرض کی) پہلی دو رکعتوں میں طول دے اور پچھلی دونوں رکعتوں میں اختصار کرے۔

۷۱۹ ابو عون کہتے ہیں میں نے جابر بن سمرہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ عمر نے سعد سے کہا کہ کوفہ والوں نے تمہاری ہر بات میں شکایت کی ہے یہانتک کہ نماز میں بھی، سعد نے کہا سنئے میں پہلی دو رکعتوں میں طول دیتا تھا اور پچھلی دو رکعتوں میں اختصار کرتا تھا اور میں (ان کی شکایت کی کچھ) پروا نہیں کرتا جبکہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی متابعت کی ہے عمر نے کہا سچ کہتے ہو تمہاری طرف ایسا ہی خیال ہو (یا یہ کہا کہ) میرا خیال تمہاری طرف (ایسا ہی ہے)

باب فجر (کی نماز) میں قرآن پڑھنا (ثابت ہے)، اور ام سلمہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (فجر کی نماز میں) والطور پڑھی۔

۷۲۰ سیار بن سلامہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے باپ ابو برزہ اسلمی کے پاس گئے اور اُن سے نمازوں کے اوقات پوچھے تو انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز جب آفتاب ڈھل جاتا تھا اس وقت پڑھتے تھے اور عصر کی ایسے وقت (پڑھتے تھے) کہ آدمی مدینہ کی انتہا تک لوٹ کر جا سکے اور آفتاب میں زردی نہ آئی ہو (سیار کہتے ہیں) اور میں بھول گیا کہ مغرب کے بارہ میں ابو برزہ نے کیا کہا، اور آپ عشا کی تاخیر میں ایک تہائی رات تک کچھ پرواہ نہ کرتے تھے اور عشاء سے پہلے سونے کو اور اس کے بعد بات کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز آپ (ایسے وقت) پڑھ لیتے تھے کہ آدمی فارغ ہو کر اپنے پاس والے کو پہچان لیتا تھا اور آپ دونوں رکعتوں یا ہر ایک میں ساٹھ آیتوں سے لیکر سو تک پڑھتے تھے

۷۲۱ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ تمام نمازوں میں قرآن پڑھا جاتا ہے پھر جن نمازوں میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (بلند آواز سے پڑھ کر) ہمیں سنایا (ان میں) ہم (بھی بلند آواز سے پڑھ کر) تم کو سناتے ہیں اور جن میں (آہستہ آواز سے پڑھ کر) ہم سے چھپایا (ان میں) ہم (بھی آہستہ آواز سے پڑھ کر) تم سے چھپاتے ہیں اور اگر سورہ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھا ہو تو کافی ہے اور اگر زیادہ پڑھو تو بہتر ہے۔[1]

باب نماز فجر کی قرأت کا بلند آواز سے پڑھنا (ثابت ہے)، اور ام سلمہ کہتی ہیں کہ ہم نے لوگوں کے پیچھے سے طواف کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (فجر کی) نماز (کعبہ میں) ادا کر رہے تھے (اور) والطور پڑھ رہے تھے۔

۷۲۲ ابن عباس کہتے ہیں کہ (ایک دن) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ہمراہ سوق عکاظ کی طرف ارادہ کر کے چلے اور (اس وقت) شیاطین کے اور آسمان کی خبروں کے درمیان میں حجاب کر دیا جا چکا تھا اور ان پر شعلے پھینکے جاتے تھے پس شیاطین اپنی قوم کے پاس لوٹ گئے قوم نے کہا تمہارا کیا حال ہے (اس مرتبہ) کوئی خبر نہیں لائے، شیاطین نے کہا کہ ہمارے اور آسمان کے درمیان حجاب کر دیا گیا اور اب ہمارے اوپر شعلے پھینکے جاتے ہیں قوم نے کہا کہ تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان کسی ایسی چیز نے حجاب پیدا کر دیا ہے جو ابھی ظاہر ہوئی ہے لہٰذا زمین کے مشرقوں اور مغربوں میں سفر کرو اور دیکھو وہ کیا چیز ہے جس نے تمہارے اور آسمانی خبر کے درمیان حجاب ڈال دیا (چنانچہ وہ لوگ اس تلاش میں نکلے) تو جو لوگ (ان میں سے) تہامہ کی طرف آئے تھے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ (اس وقت مقام) نخلہ میں تھے سوق عکاظ جا رہے تھے اور آپ (اس وقت) اپنے اصحاب کے ہمراہ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے جب ان جنوں نے قرآن کو سنا تو اس کو سنتے رہے اور کہنے لگے خدا کی قسم یہی ہے جس نے تمہارے اور آسمان کی خبر کے درمیان میں حجاب ڈال دیا پس وہیں سے جب اپنی قوم کے پاس لوٹ کر گئے تو کہنے لگے کہ اے ہماری قوم (کے لوگو) ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے جو ہدایت کی راہ بتاتا ہے پس ہم اس پر ایمان لے آئے اور (اب) ہم ہرگز اپنے پروردگار کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے پس اللہ تعالٰے نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتیں نازل فرمائیں قل اوحی الی اور آپ پر جنوں کی گفتگو کی گئی۔

۷۲۳ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جن نمازوں میں حکم دیا گیا اُن میں آپ نے قرأت کی اور جن میں حکم دیا گیا ان میں سکوت کیا اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے (کہ بھولے سے کوئی غلط حکم دیدے) اور بیشک یقیناً تم لوگوں کے لئے رسول اللہ کے (افعال و اقوال) میں ایک اچھی پیروی ہے۔

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ مقتدی پر بھی سورہ فاتحہ کی قرأۃ ضروری سمجھتے تھے صحابہ اس مسئلہ میں مختلف تھے بعض مقتدی پر قرأت کو ضروری نہ سمجھتے تھے بلکہ مکروہ سمجھتے تھے اور بعض ضروری نہ جانتے تھے نہ مکروہ اور بعض ضروری سمجھتے اسی وجہ سے جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بہت سے

کتاب الفقہ

بسلسلہ گذشتہ

جملہ اقسام کے روزے اور ان کا بیان

قضاء رمضان قضا کے روزوں کے وجوب کا سبب (چاہے وہ روزے رمضان کی قضا کے ہوں یا اور قسم کے) وہی ہوتا ہے جو ان کے واجب ہونے کا تھا اور اگر کسی عذر سے روزہ ترک ہو جائے اس کی قضا دینی فرض ہے۔

کفارہ رمضان۔ سبب وجوب کفارہ۔ کفارہ کے روزوں کے واجب ہونے سبب وہی امور ہیں جن کی وجہ سے کفارہ لازم ہوا جیسے کسی نے جھوٹی قسم کھائی اس کا کفارہ تین روزے ہیں) یا کسی کو قتل کر ڈالا کہ اس کا کفارہ دو ماہ کے روزے ہیں۔

کفارہ ظہار۔ کفارہ رمضان۔ رمضان کے ایک روزہ کا کفارہ دو ماہ کے روزے ہیں کہ برابر بلا ناغہ رکھے جائیں۔

کفارہ قتل۔ کفارہ ظہار کہ اس کے دو ماہ کے روزے ہیں۔

کفارہ یمین۔ ابھی مذکور ہوا۔

١۔ واجب (معین) یعنی وہ روزے جو کسی نے اپنے اوپر ایک خاص وقت رکھنے واجب کر لئے ہوں وہ یہ ہیں:۔

نذر معین اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص خاص دن یا مہینہ مقرر کر کے نذر کرے مثلاً کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو جمعہ کو روزہ رکھوں گا اور اگر دن یا مہینہ مقرر نہ ہو تو پھر وہ نذر غیر معین ہے۔

قسم معین۔ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص دن یا مہینہ مقرر کر کے قسم کھائے مثلاً کہے واللہ اگر میں شہر کو واپس نہ آیا تو شوال کے روزے رکھوں گا۔

واجب (غیر معین) یعنی وہ روزے جو کسی نے اپنے اوپر واجب کر لئے ہوں لیکن ادائیگی کا کوئی خاص وقت مقرر نہ کیا ہو۔ وہ یہ ہیں۔

تمتع کے روزے۔ یعنی اگر متمتع کو قربانی میسر نہ ہو تو اس کے بدلے دس روزے رکھے

... کے کفارہ کے روزے۔ یعنی احرام میں سر منڈانے کے جرم میں تین روزے رکھنے

... صید کے روزے (یعنی حرم میں شکار کرنے کے جرم کے روزے) حرم شریف میں شکار کرنے کی ممانعت ہے اگر کسی نے شکار کیا تو شکار کی قیمت تشخیص کی جائے گی قیمت کی جتنی صاع کھجور یا گیہوں آسکیں تو فی صاع کھجور یا جو کے برابر یا فی نصف صاع گیہوں کے بدلے ایک روزہ رکھا جاتا ہے۔

نذر غیر معین اس کو کہتے ہیں کہ کوئی شخص کوئی خاص دن یا مہینہ مقرر کر کے ... مثلاً اگر کہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو ایک روزہ رکھوں گا یہ نذر غیر معین ہے۔

قسم غیر معین۔ اگر اس طرح قسم کھائی ہو کہ واللہ میں مہینہ بھر کے روزے رکھوں گا ... کس وقت میں ان روزوں کو ادا کرنا ضرور نہیں۔

اعتکاف واجب کا روزہ۔ آگے ذکر کیا جائے گا۔

... یعنی وہ روزے کہ تمام سال (جب دل چاہے) رکھے جائیں سوائے اور رمضان کے اور ان ایام کے جن میں روزے رکھنے منع ہیں جن کی تفصیل دفعہ ٧ میں آئے گی۔

مستحب روزے حسب ذیل ہیں:۔

١۔ دو شنبہ و پنجشنبہ کا روزہ۔ یہ دو روزے رکھنے عامہ فقہا کے نزدیک مستحب ہیں۔

٢۔ پنجشنبہ و جمعہ و ہفتہ کا روزہ۔ اور اشہر حرمت میں یعنی محرم۔ رجب۔ ذیقعدہ ذی الحجہ یہ روزے رکھنے مستحب ہیں۔

٣۔ جمعہ کا روزہ۔ عامہ فقہا کے نزدیک مستحب ہے۔ در مختار میں ہے کہ جمعہ کا روزہ اکیلا بھی رکھا جا سکتا ہے لیکن بحر العلوم فی ارکان میں ہے کہ جمعہ کا اکیلا روزہ مکروہ ہے جب تک ایک پہلے یا پیچھے کا نہ ملالے۔

٤۔ ہر ہفتہ میں دو دن جو ان سے مناسب سمجھے اور چھ روزے رکھنے جدا جدا ہر ہفتہ میں سے دو دن مستحب ہیں۔

٥۔ ہر ماہ کے عشرے میں دو روزے۔

٦۔ ہر ماہ میں تین دن جو اپنے مناسب سمجھے۔ ارکان۔

٧۔ ایام بیض یعنی چاند کی تیرھویں۔ چودھویں۔ پندرھویں کو۔ لیکن ماہ ذی الحجہ میں چودھویں، پندرھویں اور سولھویں ایام بیض ہیں۔ ایام بیض کے بیان میں جامع الاصول میں بروایت ابن عباس لکھا ہے کہ نہ چھوڑتے تھے یہ روزے آنحضرت ایام بیض میں نہ سفر میں نہ حضر میں اور حکم فرمایا تھا آنحضرت نے صحابہ کو ان روزوں کے رکھنے کا روایت کیا اس کو ابو داؤد اور نسائی نے۔

٨۔ محرم کے روزے خصوصاً عاشورہ کا روزہ یعنی محرم کی دسویں کو مگر سنت یہ ہے کہ عاشورہ کے روزہ کے ساتھ ایک روزہ اس سے پیشتر کا بھی ملالے۔ فتح القدیر بلکہ عاشورہ کا اکیلا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ ابو قتادہ نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عاشورہ کا روزہ سال گذشتہ کے واسطے کفارہ ہے۔

٩ عاشورہ کا روزہ۔ اس کا حال محرم کے روزوں کے بیان میں گذرا

١٠ رجب کے روزے۔

١١۔ ہزاری روزہ اس کا بیان گذر چکا ہے۔

١٢۔ شعبان کے روزے۔ پندرھویں شعبان کا روزہ مستحب ہے۔ مجالس الابرار میں بروایت انس مذکور ہے کہ دریافت کیا گیا آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ کونسا روزہ افضل ہے علاوہ رمضان کے آپ نے فرمایا کہ شعبان کا واسطے تعظیم رمضان کے اور اسی لئے ایک جگہ آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تھے تمام شعبان مگر چند روز اور ایک جگہ یہ بھی آیا ہے کہ تمام شعبان روزے رکھتے تھے تو جس شخص نے شعبان کے روزے رکھے اور رمضان کو ساتھ ملا دیا تو اس نے اچھا کیا۔

١٣۔ شعبان کی پندرھویں کا روزہ ثابت بالسنہ

١٤۔ شش عید کے روزے۔ یعنی عید الفطر کے بعد چھ روزے۔ ارکان فی کیفیتہ حدیث میں بروایت ثوبان آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزے رکھے رمضان کے اور چھ روزے اس کے بعد تو اس کو تمام سال کے روزے حاصل ہوئے۔ سفر السعادت۔ الیضاح میں لکھا ہے کہ ان چھ روزوں کے متعلق جو نہی آئی ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ جب آٹھویں روز عید منائے کہ یہود سے مشابہت

ہوتی ہے اہل کتاب عید الفطر کے روز بھی روزہ رکھتے تھے تو اگر کسی نے بعد عید کے متصل چھہ روزے رکھے تو گویا نصاریٰ کے ساتھ ایک طرح کی تشبیہ ہوئی۔ مگر بعض کا خیال ہے کہ جب عید فطر کے روز روزہ نہ رکھا تو لگاتار روزے رکھنے میں تشبیہ باقی نہ رہی۔

۱۵۔ **شروع ذی الحجہ کے ۹ روزے** دیگر ترویہ کے روز یعنی ۸۔ ذی الحجہ اور عرفہ کے روز یعنی ۹۔ ذی الحجہ کو حاجیوں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے اگر کمزوری کا خوف ہو۔ ابو قتادہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ عرفہ کا کفارہ دو سال کا ہے ایک سال گذشتہ دوسرا سال آئندہ کا (شرح سفر السعادۃ) عرفہ کے دن حج میں مقام عرفہ پر روزہ رکھنا مکروہ ہے چنانچہ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ منع کیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کا روزہ رکھنے سے عرفہ میں۔ ہاں اگر کوئی شخص عرفہ میں نہ ہو تو یہ روزہ رکھنا مستحب ہے۔

۱۶۔ **عرفہ کا روزہ**۔ اس کا حال "شروع ذی الحجہ کے ۹ روزوں" کے بیان میں گذرا۔ عرفہ کے روزہ میں اگر کفارہ یا قضا کی نیت بھی کرے تو اس کا بیان گذر چکا۔

۱۷۔ **موسم گرما کے روزے** موسم گرما میں دن بڑا ہونے کی وجہ سے روزہ رکھنا ادب ہے۔

۱۸۔ **روزہ ہائے داؤدی**۔ یعنی تمام سال روزے رکھے ایک دن بیچ کرکے۔ سال میں اگر یہ روزے رکھے تو گویا تمام سال کے روزے رکھے۔

۶۔ بعض ایام کے روزے مکروہ یا ممنوع ہیں

۱۔ **عیدین کے روزے**۔ تمام سال میں پانچ روزے حرام ہیں۔ روز عید الفطر روزہ عید الضحیٰ۔ اور عید الضحیٰ کے بعد کے تین دن کے روزے۔ (مجمع البرکات) مگر فتاویٰ عالمگیری نے ان کو مکروہ میں شامل کیا ہے۔

۲۔ **ایام تشریق کے روزے**۔ ماہ ذی الحجہ میں گیارہ بارہ تیرہ ایام تشریق کہلاتے ہیں۔ اگر ان ایام ممنوعہ میں سے کسی دن روزہ رکھ لیا تو علمائے حنفیہ کے نزدیک وہ روزہ ہو جائے گا چنانچہ اگر روزہ رکھا اور توڑ دیا تو اس کی قضا دینی ہوگی۔ یہ حکم تینوں اماموں سے ظاہر روایت میں منقول ہے (عالمگیری)

۳۔ **شوال کے چھہ روزے** (شش عید) امام ابو حنیفہ کے نزدیک مکروہ ہیں خواہ برابر برابر رکھے یا متفرق طور پر۔ امام ابو یوسف کے نزدیک برابر رکھنا مکروہ ہے متفرق طور پر رکھنا مکروہ نہیں لیکن عامہ متاخرین کے نزدیک برابر برابر رکھنے میں بھی مضائقہ نہیں۔ اصح یہی ہے کہ اس میں کچھ مضائقہ نہیں۔

۴۔ **وصال کا روزہ**۔ یعنی یہ کہ تمام سال کے روزے رکھے اور جن ایام میں روزہ رکھنا منع ہے ان میں بھی رکھے ہاں اگر ان ایام میں جن میں روزہ رکھنا منع ہے افطار کر لیا تو مضائقہ نہیں (فتاویٰ عالمگیری) امام محمد نے موطا میں لکھا ہے الوصال مکروہ وھو ان یواصل الرجل بین یومین فی الصوم لا یاکل فی اللیل شیئا یعنی روزہ وصال کا مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ ملادے کوئی شخص دو دن کے روزوں کو کہ بیچ کی رات میں کچھ نہ کھاوے۔ ارکان میں صوم وصال کو حرام لکھا ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ صوم وصال نزدیک ابو حنیفہ کے جائز نہیں۔ اور محمد بن احمد بن محمد الطاہر نے مختار الفتاویٰ میں لکھا ہے کہ روزہ وصال مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ روزہ رکھے اور افطار نہ کرے اور صدر اجل حسام الدین کا یہ قول ہے کہ روزہ وصال مکروہ نہیں اگر ایام منہیہ میں افطار کرے لیکن قول اول صحیح ہے کیونکہ صوم وصال منسوخ ہے۔

برسالت مآب ہے دوسرے شخص کے واسطے درست نہیں۔

یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی شخص کئی دن تک دن رات برابر روزہ رکھے اور بیچ میں افطار کرے نہ رات میں بہتر یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن نہ رکھے۔

۵۔ **ہفتہ و اتوار کا روزہ**۔ اگر کوئی شخص ان دنوں کی تعظیم کے واسطے روزہ رکھے تو مکروہ ہے۔ ورنہ اگر تعظیم کا اعتقاد نہ کرے تو شمس الائمہ حلوانی نے کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں ہے (فتاویٰ عالمگیری)

۶۔ **نوروز کا روزہ** } اگر کسی شخص نے اس دن خاص روزہ رکھا تو مکروہ ہے اور
۷۔ **مہرگان کا روزہ** } اگر وہ دن اس کے معمولی روزہ کے دنوں میں آگیا تو مضائقہ نہیں اسی طرح اگر معمولی طور پر اس دن روزہ رکھا کرتا ہو تو روزہ رکھے ورنہ افضل یہ ہے کہ نہ رکھے کیونکہ اس خاص دن روزہ رکھنے میں اس دن کی تعظیم ہے اور یہ حرام ہے۔ یہی مختار ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں لکھا ہے۔ (عالمگیری)

۸۔ **ہزاری روزہ**۔ یعنی شب معراج کے روز روزہ۔ عوام میں اس کا ثواب بہت مشہور ہے بعض احادیث موضوعہ بھی اس کی فضیلت میں آئی ہیں لیکن کتب معتبرہ سے اس کی اصل نہیں پائی گئی بلکہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت عمر لوگوں کو روزہ ماہ رجب سے باز رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس مہینہ کی ایام جاہلیت میں تعظیم کی جاتی تھی اور عبد اللہ بن عمر اس شخص کو جو تمام رجب کا روزہ رکھتا تھا درے سے مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ کیا تم لوگ اس مہینے کے روزے رکھتے ہو جس کی کفار قریش تعظیم کرتے تھے صحیح بخاری میں ہے کہ نہیں ثابت ہے روزہ رجب کا آنحضرت سے۔ بعض علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ جو احادیث اس بارہ میں ہیں سب موضوع ہیں روایت ابن ماجہ میں بھی اور نیز صاحب سفر السعادت نے بھی اس روزہ کے متعلق نہی فرمائی ہے۔

۹۔ **صوم الدہر**۔ روزہ رکھنا تمام سال کے اس طرح کہ مہینہ میں کبھی افطار نہ کرے حرام ہے اگر بیچ میں افطار کرے (یعنی قضا دے) تو مکروہ ہے (بحر العلوم)

۱۰۔ **صوم مریم**۔ اس روزہ کا ذکر آگے آئیگا۔

۷۔ صرف رمضان کے روزے فرض ہیں باقی واجب یا نفل

۱۔ رمضان کے روزے فرض ہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کتب علیکم الصیام اور اس پر اجماع امت ہے یعنی تمام علما متفق ہیں اور اگر کوئی انکار کرے تو وہ کافر ہے۔

۱۔ **روزہ کب سے فرض ہوا**۔ رمضان کی فرضیت کے متعلق تحویل قبلہ کے دس دن بعد احکام نازل ہوئے اور وہ مہینہ شعبان کا تھا اور ہجرت سے اٹھارہ ماہ بعد۔

۲۔ **پہلے بھی کوئی روزہ فرض تھا**۔ بعض کے نزدیک اس سے پہلے کوئی روزہ فرض نہ تھا لیکن بعض کے نزدیک عاشورہ کا فرض تھا کہ بعد میں منسوخ ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایام بیض کے روزے فرض تھے۔

۳۔ **روزہ کا منکر و تارک** ہر مسلمان مکلف کے واسطے رمضان کے روزے فرض قطعی ہیں اور ان کا منکر کافر ہے اور بغیر عذر کے ان کا ترک کرنیوالا فاسق ہے (مالابدمنہ)

۴۔ **رمضان میں علی الاعلان کھانا**۔ جو شخص ماہ رمضان میں علی الاعلان بلا عذر قصداً دن کو روزہ افطار کرے تو امام کو چاہیئے کہ اس کو قتل کرا دے (قنیہ)

۲۔ **روزہ نذر معین و غیر معین واجب ہیں اور باقی روزے نفل**۔ (کنز)

۱۔ **روزہ نذر**۔ نذر کا روزہ بھی واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولیوفوا نذورہم

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

المقالة الرابعة والثلثون

(في النهي عن السخط على الله تعالى)

قال رضي الله عنه ما اعظم تسخطك على ربك وتهمتك له واعتراضك عليه وانتسابك له عز وجل الى الظلم واستبطاءك له في الرزق والغنى وكشف الكروب والبلوى اما تعلم ان لكل اجل كتابا ولكل بلية وكرب غاية ومنتهى لا يتقدم ذلك ولا يتأخر اوقات البلاء لا تنقلب فتصير عافية ووقت البؤس لا يتقلب نعمة وحالة الفقر لا يستحيل غنا فالزم احسن الادب والزم الصمت والصبر والرضا والموافقة لربك وتب عن تسخطك عليه وتهمتك له في فعله وليس هنالك استيفاء وانتقام من غير ذنب على الطبع كما هو في حق العبد بعضهم في بعض هو عز وجل منفرد بالازل وسبق الاشياء وخلقها وخلق مصالحها ومفاسدها ابتداءها وانتهاءها وانقضاءها وعاقبتها وهو عز وجل حكيم في فعله متقن في صنعه لا تناقض في فعله لا يفعل عبثا ولا يخلق باطلا لعبا لا يجوز عليه النقائص ولا اللوم في افعاله وانتظر الفرج ان عجزت عن موافقته وعن الرضاء والفناء في فعله

مقالہ چونتیسواں

(اللہ تعالیٰ پر ناخوش نہ ہونے کی تاکید)

فرمایا تیرا اپنے پروردگار سے ناخوش ہونا اور تیرا اس پر تہمت لگانا اور اس پر اعتراض کرنا اور اس کی طرف ظلم کی نسبت کرنی اور تجھے رزق دینے اور مالدار بنانے اور بلا اور سختیوں کو تجھ سے دور کرنے میں (جو) تاخیر (ہوا س) کو تیرا اللہ کی طرف منسوب کر دینا بڑا ہی دبا ہے تعجب ہے کیا تو نہیں جانتا کہ ہر شے کے لئے ایک نوشتہ ہے اور ہر بلا اور سختی کے لئے ایک نہایت اور انتہا اور آخر ہے جو نہ نہایت وانتہا وآخر نہ آگے آتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے اور بلا کے اوقات نہیں بدلتے اس طرح کہ بلائیں عافیت ہو جائیں اور سختی کا وقت (بدل کر) وقت نعمت نہیں ہوتا اور حالت فقر حالت اغنا سے نہیں بدلتی (بس) بہتر ادب کو (نگاہ رکھ) اور خاموشی کو اور صبر و رضا اور اپنے پروردگار کے ساتھ موافقت کو لازم پکڑ اور اس پر ناراض ہونے اور اس کے فعل پر تہمت لگانے سے توبہ کر کیونکہ وہاں یعنی درگاہ الٰہی میں بندہ سے انتقام پورا لینا اور بے قصور بے گناہ (کسی سے) بدلہ لینا (مثل اقتضائے) طبیعت مخلوق کے نہیں ہے جس طرح کہ (سزائے بے گناہ) حق عبد میں بعضوں کے لئے بعض میں ہوا کرتی ہے بلکہ اللہ عزوجل ازل سے (ربے ہمتا) ہے تمام اشیاء سے اول ہے تمام چیزوں اور چیزوں کی تمام مصلحتوں اور خرابیوں کو اس نے پیدا کیا پھر تمام اشیاء کی ابتدا اور انتہا کو اور ہر شے کے گذرنے اور اس کے انجام کو جان لیا ہے اور وہ (حق) عزوجل اپنے فعل میں حکیم ودانا ہے اور اپنی صنعت کو مضبوط بنانے والا ہے وہ کوئی کام عبث نہیں کرتا

حتى يبلغ الكتاب اجله فتنصرف الحالة عن ضدها بمرور الزمان وانقضاء الآجال كما ينقضي الشتاء فيسفر عن الصيف وينقضي الليل فيسفر عن النهار فاذا طلبت ضوء النهار ونوره بين العشائين اعشار الحال ان تقع في الحرام وعن ابي بكر الصديق رضي الله عنه قال كنا نترك سبعين بابا من المباح مخافة ان نقع في الجناح فعلوا ذلك توقيا عن مقاربة الحرام اخذا بقول النبي صلى الله عليه وسلم الا ان لكل ملك حمى وان حمى الله محارمه فمن حام حول الحمى يوشك ان يقع فيه فمن دخل حصن الملك فجاوز الباب الاول ثم الثاني والثالث حتى قرب من سدته خير ممن وقف على الباب الاول الذي يلي البر فانه ان اغلق عنه ولم يضره وهو من وراء ابواب من ابواب القصر ومن دونه خزائن الملك وجنده واما اذا كان على الباب الاول فغلق عنه بقي في البر وحده فاخذته الذئاب والاعداء فكان من الهالكين فهكذا من سلك العزيمة ولازمها ان سلب عنه مدد التوفيق والرعاية وانقطعت عنه حصل في الرخص ولم يخرج من الشرع فاذا ادركه الموت كان على

اور اس کے افعال آپس میں معارض نہیں اور (وہ) نہیں پیدا کرتا باطل کو کھیل سے اور جائز نہیں ہے اس کی طرف عیب و نقصان کی نسبت کرنی اور روا نہیں ہے اس کے افعال میں سرزنش کرنی بس کشائش کا انتظار کر اگر تو عاجز ہو گیا ہے اس کی رضامندی سے (موافقت) کرنے اور اس پر راضی رہنے اور اس کے فعل میں فنا ہونے سے اس وقت تک (انتظار کر) کہ نوشتہ تقدیر اپنی مدت کو پہنچ جائے اور پھر زمانہ کے گذرنے اور مدت کے پورا ہو جانے سے (تیری) حالت موجودہ اس کی ضد سے بدل جائے (تکلیف راحت ہو جائے) جیسے کہ سردی گزر جاتی اور گرمی ظاہر ہوتی ہے رات ڈھل جاتی ہے اور دن روشن ہوتا ہے اور اگر تو نے دن کے ضیاء اور نور کو رات کے شروع میں طلب کیا حضرت ابوبکر صدیق سے مروی ہے کہ ہم مباح کے ستر دروازے گناہ میں گر جانے کے خوف سے چھوڑ دیا کرتے تھے ان حضرات نے یہ احتیاط گناہ کی قربت سے بچنے کے لئے کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول پر عمل فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ ہر بادشاہ کے لئے ایک چراگاہ خاص ہے اور اللہ کی چراگاہ اس کے محارم (اس کی حرام کی ہوئی چیزیں) ہیں پھر جو شخص کہ اس چراگاہ کے اردگرد پھرے گا قریب ہے کہ اس میں جا پڑے پس جو شخص بادشاہ کی پناہ گاہ میں داخل ہوا پھر دروازہ اول سے پھر دوسرے اور پھر تیسرے دروازے سے گذرا یہاں تک کہ بادشاہ کی چوکھٹ کے قریب ہوا تو یہ شخص اس شخص سے بہتر ہے جو میدان کے متصل پہلے دروازہ پر کھڑا ہے اس لئے کہ اگر (اس پر) در بند کر دیا جائے تو دکا بند ہونا اسے کوئی ضرر نہ کرے گا کیونکہ وہ قصر شاہی کے دروازوں میں سے کئی در کے بعد ہے اور اس کے پاس شاہی خزانہ اور شاہی لشکر ہے اور اگر تو نے نور کو رات

وشیفتگی ظاہر کرکے اور ہر قسم کی ایثار و قربانی کی آمادگی دکھا کر دنیا کے سامنے یہ ثبوت بہم پہنچا دیا کہ وہ کسی خوف یا لالچ کی وجہ سے اسلام میں نہیں آئے تھے بلکہ اسلام نے ان کے قلوب و ارواح کو مسخر کر لیا تھا اور خدا کے احکام کے سامنے اپنے ظاہری و باطنی قویٰ کے ساتھ جھک گئے تھے اور انہوں نے اپنا جان و مال عزت و آبرو اور عیش و آرام سب کچھ خدا اور اس کے رسول کے ہاتھ بیچ دیا تھا۔

کرز بن جابر کا مدینہ کی چراگاہ پر حملہ اور جنگ بدر کا سنگ بنیاد

آپ معلوم کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم یہ معلوم ہونے کے باوجود کہ کفار ایک آخری زبردست جنگ کی تیاری کر رہے ہیں، مسلمانوں کو صبر و تحمل کی تلقین کرتے رہے اور اپنی عادت کے مطابق جنگ پر صلح کو اور انتقام پر درگزر کو ترجیح دیتے رہے مگر اس کا کیا علاج کہ کفار مکہ زبردستی اپنی تباہی کا سامان کرنے لگے اور عفو و درگزر رحمۃ للعالمین سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ چنانچہ کفار مکہ کا ایک سردار کرز بن جابر ایک جماعت کو ساتھ لیکر مکہ سے مدینہ کی طرف چل پڑا اور مدینہ منورہ کی متصل چراگاہ پر چھاپا مارا اور مسلمانوں کے بہت سے اونٹ پکڑ کر چلتا بنا مسلمانوں کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو انہوں نے مقام سفوان تک تعاقب کیا مگر وہ بچکر نکل گئے۔

یہ کفار مکہ کی طرف سے صاف اور کھلی ہوئی دھمکی اور اعلان جنگ تھا اور مسلمانوں کو یہ بتلانا تھا کہ دیکھو ہم تمہارے گھر میں گھس کر یوں چھاپہ مار سکتے ہیں اور تمہارے اموال کو لوٹ کر لا سکتے ہیں اور ہر تو انہوں نے یہ حملہ کرکے گویا اعلان جنگ کیا اور ادھر خفیہ سازشوں اور تدبیروں سے بھی غافل نہ تھے عبد اللہ بن ابی، مشرکین مدینہ اور یہود مدینہ کو بھی خط و کتابت کرکے اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا غرض کفار مکہ نے ہر طرح جنگ کی تیاری کر رکھی تھی اور ایک آخری فیصلہ کن جنگ پر تلے بیٹھے تھے۔

جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے شروع رمضان میں مدینہ میں یہ خبر پہنچی کہ ابوسفیان کا قافلہ ملک شام سے آرہا ہے جو مدینہ کے قریب ہو کر گذرے گا حضور صلعم کو جب یہ معلوم ہوا تو آپ نے مہاجرین و انصار کی ایک مختصر سی جماعت کو یہ حکم دیا کہ وہ اس قافلہ کو روکیں اس سے مقصود محض یہ تھا کہ کرز بن جابر کے حملہ کا جواب دیا جائے اور ان پر یہ واضح کیا جائے کہ مسلمانوں سے بگاڑ کرنا ان کی تجارت کے لئے نقصان دہ ہے اس کا مدعا بجز تخویف و تادیب کے اور کچھ نہ تھا اگر اس قافلہ کو لوٹنا یا جنگ و قتال کرنا مقصود ہوتا تو آپ پوری جمعیت بھیجتے اور پورے ساز و سامان کے ساتھ۔

کسی نہ کسی طرح قافلہ والوں کو بھی علم ہو گیا کہ مسلمان ہماری طرف آرہے ہیں اس لئے وہ کسی اور راستہ سے بچکر نکل گیا اور مسلمان واپس آگئے ابوسفیان نے راستہ ہی سے ایک شخص ضمضم بن عمرو غفاری کو اجرت دیکر مکہ دوڑا دیا کہ مسلمانوں کے حملہ کا خطرہ ہے اس لئے ہماری مدد کرو اور ہمارے اموال کو بچاؤ اس خبر کے پہنچتے ہی۔ ابوجہل ایک ہزار کی جمعیت لیکر پورے جوش و خروش اور سامان جنگ کے چل پڑا جس میں سات سو اونٹ اور تین سو گھوڑے تھے اور جس کی کمان کرنے کے لئے عرب کے مشہور بہادر اور سردار تھے مثلاً نضر بن حارث۔ ابوجہل بن ہشام، امیہ بن خلف۔ عتبہ بن ربیعہ اور عباس بن عبد المطلب وغیرہ۔ ابوسفیان کا قافلہ مکہ میں بحفاظت تمام پہنچ گیا اور ابوسفیان نے ایک آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ قافلہ مکہ میں پہنچ گیا ہے اس لئے واپس چلے آؤ مگر چونکہ یہ لشکر محض قافلہ کی حفاظت کے لئے روانہ نہیں ہوا تھا بلکہ جنگ کی پوری تیاری کرکے نکلا تھا اس لئے ابوجہل نے واپس جانے سے انکار کر دیا اور عمرو حضرمی جو قریش کا حلیف تھا اور مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا گیا تھا اس کے قتل کو جنگ کے لئے بہانہ بنا لیا اور ابوجہل مدینہ کی طرف بڑھتا چلا آیا

مہاجرین وانصار کی فداکاری

آنحضرت صلعم کو جب معلوم ہوا کہ کفار کا لشکر آپہنچا ہے جس میں عرب کے نامور بہادر اور سردار ہیں آپ نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور اپنے جاں نثار صحابہؓ سے فرمایا کہ "تمہاری طرف کہ والوں نے اپنے بہادر منتخب کرکے بھیجا ہے ان سے جنگ کرنے کے متعلق تمہارا کیا رائے ہے؟" سب اول حضرت ابوبکر صدیق اور پھر حضرت عمرؓ اور حضرت مقداد نے آمادگی اور شجاعت کا اظہار فرمایا اور کہا ہم بنی اسرائیل کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہدیا تھا کہ تو اور تیرا رب جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے تماشہ دیکھیں گے پھر دوبارہ آپ نے دریافت فرمایا کہ لوگوں کفار سے مقابلہ کرنے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس سے مقصود یہ تھا کہ انصار کا عندیہ معلوم کیا جائے کیونکہ انصار سے آپ نے اس بات پر بیعت لی تھی کہ اگر مدینہ پر کسی دشمن نے حملہ کیا تو ہم لڑیں گے مگر یہ شرط نہ تھی کہ مدینہ سے باہر جا کر بھی حملہ کریں گے سعد بن معاذ یہ بات سمجھ گئے اور کھڑے ہو کر عرض کیا کہ شاید آپ کا روئے سخن ہماری طرف ہے؟ ارشاد فرمایا کہ ہاں۔ اس پر حضرت معاذ یوں عرض گذار ہوئے "ہم آپ پر ایمان لائے ہیں آپ کو خدا کا رسول یقین کرتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خدا کا رسول ہمیں کفار سے مقابلہ کے لئے بلائے اور ہم گھروں میں بیٹھے رہیں یہ کفار تو ہمارے ہی جیسے انسان ہیں ان سے ہم کیا ڈریں گے ہم کو تو آپ حکم دیں گے کہ سمندر میں کود پڑو تو ہم بلا دریغ کود پڑیں گے جب آپ کو خوب اچھی طرح یقین ہو گیا کہ تمام مہاجرین و انصار خدا کے دین کی حمایت و حفاظت میں کمربستہ ہیں تو پھر آپ نے لشکر کی تیاری شروع کی اور روانگی کا عزم فرمایا۔

مسلمانوں کی قلت اور کفار کی کثرت

حضور صلعم نے اپنے جاں نثاروں کا جائزہ لیا تو کل تین سو تیرہ آدمی نکلے جو کفر کی طاقت کو تہس نہس کرنے چلے تھے جن لوگوں کو آپ نے صغر سنی کی وجہ سے لشکر میں نہیں لیا اور واپس جانے کا حکم دیا انہوں نے سخت منت و سماجت کے بعد مصر ہو کر اجازت حاصل کی اب ذرا ان مٹھی بھر جاں نثاران اسلام کے شیدائیوں کے ساز و سامان کی حالت ملاحظہ کیجئے اسلامی لشکر میں کل دو گھوڑے تھے جن پر حضرت زبیر اور حضرت مقداد سوار تھے ستر اونٹ تھے جن پر تین تین چار چار آدمی سوار تھے اور بعض حضرات پیدل چل رہے تھے۔

جب اسلامی لشکر مقام بدر میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ کفار نے پہلے ہی اچھی اور بلند جگہ قبضہ کر لیا ہے مجبوراً مسلمانوں کو ایک نشیب اور ریتلی جگہ پر قیام کرنا پڑا مگر پانی کے چشموں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ کفار میں سے جو شخص پانی پینے کے لئے آئے اس کو نہ روکا جائے آزادی کے ساتھ پانی لینے دو یہ تھی آپ کی شان رحم

قرآن پاک اور مسلمان

(ایک مسلسل کتاب جو مولوی کیلئے لکھوائی جا رہی ہے)

(نوشتہ حضرت مرآد مارہروی)

(گذشتہ سے آگے)

قرآن اور کیریکٹر

اصلاح اخلاق تزکیہ نفس اور دنیوی و دینی ترقیات کے لئے سب سے بہتر و برتر چیز خوف خدا ہے اور اگر بندوں کو خدا کی باز پرس اور اپنے اعمال کی سزا و جزا کا ڈر ہو تو وہ یقیناً بداعمالیوں اور اخلاقی گناہوں سے بچے رہیں گے اور نیکی و صداقت کی راہ اختیار کرکے ترقی پائیں گے ورنہ تباہ اور خوار ہوں گے برائیوں سے بچانے اور نیکیوں پر راغب کرنے کے لئے خالق اکبر انسان کے لئے ایک نہایت اعلیٰ راہ عمل تجویز کی ہے اور اس مفہوم کو صرف ایک لفظ تقوی سے ادا کرکے قرآن میں جا بجا اس پر زور دیا ہے اس میں خوف خدا، پرہیزگاری اور عمدہ چلن سب کا مفہوم موجود ہے اور اس کا مترادف لفظ اعلیٰ کیریکٹر اور اعلیٰ چال چلن ہی ہو سکتا ہے قرآن کریم نے مسلمانوں میں خدا ترسی اور کیریکٹر پیدا کرنے اور اس کی سدح پر ہونے کے لئے بہت کچھ کیا اور بیحد زور دیا ہے اور دینا چاہیئے ہی تھا اس لئے کہ تمام انسانی کامرانیوں اور ہدایت پذیریوں کا انحصار اسی پر ہے قرآن کہتا ہے کہ اللہ انھیں لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں اور دوسروں کے ساتھ نیکی کرتے رہتے ہیں ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون پر تقوی وہ اعلیٰ چیز ہے کہ یہ اپنے حامل بندے کو جملہ برائیوں اور تمام ذمائم اخلاق سے بچاتا ہے اور برا ارادہ ہوتے ہی انسان کو فوراً متنبہ کر دیتا ہے خود قرآن اس کی صداقت پیش کر رہا ہے۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طئف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون پ۹ تحقیق جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں جب ان کے قلوب میں کوئی وسوسۂ شیطانی پیدا ہوتا ہے تو وہ فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں یہی لوگ ہیں جو ہر قسم کی شرارت سے بچ سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی مدد بنتے ہیں یہ کتنا پیارا فلسفہ اور کتنی پیاری حقیقت ہے!

ذلکم وصٰکم بہ لعلکم تتقون اللہ تعالیٰ اس قرآن کے ذریعہ تمہیں نصیحت اور ہدایت کرتا ہے تاکہ تم متقی بن جاؤ، تقوی کی زیادتی وکمی ہی کو قرآن کریم نے حقیقی شرافت و نجابت کا معیار بتایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم تقوی ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو نیکی اور نیکو کاری کی طرف مائل کرتا ہے اور شرارت اور بدی سے بچاتا ہے اسی پر تمام ترقیات و عروج کی اساس و بنیاد ہے قرآن تقوی بندوں کو خدا تک بھی پہنچانے میں بھی بہترین ذریعہ ہے اور آخرت کا زاد راہ بھی ہے چنانچہ ارشاد باری ہے وتزودوا فان خیر الزاد التقوی واتقون یا اولی الالباب زاد راہ اکٹھا کرو تحقیق تقوی بہترین زاد راہ ہے اور اے عقل والو مجھ سے ڈرتے رہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواٰتکم وریشا ولباس التقوی ذلک خیر فرزند آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا جو تمہارے لئے ستر و زینت ہے اور بہتر لباس تو لباس تقوی ہی ہے۔

واقعی اس سے بہتر اور کوئی لباس ہو ہی نہیں سکتا انسان کی حقیقی پردہ پوشی پر ہوتا ہے اور کسی لباس میں ممکن نہیں۔ متقیوں پر خدائے قدوس اتنا مہربان ہے کہ وہ ان کی تعلیم کا ذمہ بھی خود ہی لیتا ہے اور فرماتا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو وہ تمہیں تعلیم دیگا، آپ تعجب کریں گے کہ خدا تعلیم کس طرح دیتا ہے یہ شے انسان میں جتنی خدا ترسی پیدا ہوتی جائے گی اتنا ہی اس کا دل صاف اور نور معرفت قبول کرنے کے قابل ہوتا جائے گا اور جب دل صاف ہو جاتا ہے اسی قدر انسان اپنی غلطیوں اور معصیت کاریوں پر متنبہ ہوتا جاتا ہے اور انھیں برا سمجھکر ان سے بچتا جاتا ہے پھر ایک وقت آتا ہے کہ معرفت کمال کو پہنچکر دل میں نور عرفان کی تجلیاں پیدا کرتی ہے غیبی آوازیں کانوں میں آنے لگتی ہیں نئے نئے نظارے قدرت کے رموز و اسرار اور آسمان کے مکنونات سے پردے اٹھ جاتے ہیں علم اشیاء کے بعد حقائق اشیاء پر نظریں پڑنے لگتی ہیں جو نگاہیں دیوار کے پیچھے بھی نہیں جا سکتی تھیں وہ پہاڑوں کے پار ہونے لگتی ہیں انسان لا انتہا طاقتوں کا سرمایہ دار بنجاتا ہے اور اس میں اتنی قوت آ جاتی ہے کہ دنیا وما فیہا کی تمام طاقتوں کو مسخر کرلے اور ملا اعلیٰ کی سیر کرے اور عالم ملکوت ولاہوت کے جلوے اور عالم انوار نظارے دیکھے۔

غرض اتقاء کے بھی مختلف مدارج ہیں ایک اتقاء مومنین کا ہوتا ہے ایک خواص کا ایک اولیائے کرام کا اور ایک انبیاء عظام کا اب جو مرتبہ اور جو درجہ بھی حاصل ہو جائے اپنی اپنی جگہ پر ہر درجہ اہم و برتر ہے اور اس سے تمام کمالات انسانی میسر ہیں اور اسی لئے قرآن کریم میں بکرات و مرات اتقاء اور خشیت ربی پر زور دیا گیا ہے واتقوا اللہ لعلکم تفلحون اللہ سے ڈرو تاکہ فلاح پاؤ فلا تخشون الناس واخشونی لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو فاللہ احق ان تخشوہ ان کنتم مومنین اگر تم سچے مسلمان ہو تو مجھ اور اللہ اس امر کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے خوف کیا جائے قرآن کی اس تعلیم اتقاء نے مسلمانوں میں وہ کیریکٹر اور وہ عظمت پیدا کر دی کہ آگے چل کر دنیا کی فرمانروائی کے اہل سمجھے گئے اور تخت و تاج کے مالک ہوئے۔

شراب اور فواحش کا انسداد

عرب کی حالت نزول قرآن کے وقت نہایت ابتر و خراب تھی قمار بازی، زنا، میخواری اور بغض و عداوت عام چیزیں تھیں کہنے کے کینے اٹھتے ہو کر شراب کے خم کے خم لنڈھاتے اور ناچ گانے، اجھلنے کودنے اور فواحش و معاصی میں گرفتار رہتے بیویوں اور بچوں تک کو جوئے میں ہار دیتے بیحیائی و فواحش میں زندگی بسر کرتے اور کسی کا خوف نہ رکھتے قرآنی تعلیمات نے ان تمام رذائل کا خاتمہ کر دیا اور انہی میخواری اور قمار بازی میں مصروف رہنے والوں کو سچا اور پختہ کار مسلمان بناکر دنیا کے اسٹیج پر پیش کیا حکم ہوا انما یرید الشیطٰن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوۃ فھل انتم منتھون، ولا تقربوا الزنٰ

انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے اندر عداوت و بغض ڈالدے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے پس کیا تم اس سے باز رہنے والے ہو یعنی ان شیطانی کاموں سے باز ہو اور زنا تو بہت ہی بے حیائی اور بہت ہی برا اور مکروہ کام ہے اس کے تو قریب ہی نہ پھٹکو" تقا اور پرہیزگاری کی تعلیم برابر ہی مل رہی تھی اس صریح اور واضح حکم نے اور زیادہ قلوب کو متاثر کیا اور مئے خواری و قمار بازی اور زناکاری جیسے جرائم کی جڑیں کٹ گئیں اس آیت کے نزول پر یہ حالت ہوئی کہ شراب کی صریح ممانعت نہ ہونے کے باوجود جو مسلمان حسب عادت قدیم شراب پیتے تھے ان سب نے یک لخت تمام آلات مئے کشی توڑ ڈالے اور اس روز مدینہ کے کوچہ و بازار میں شراب کے دریا بہہ نکلے قمار بازی یک قلم بند ہو گئی اور زناکاری نہایت مکروہ اور قبیح کام سمجھے جانے لگے آج بھی اس کے انسداد کی مساعی زور شور کیساتھ ہو رہی ہیں ٹمپرنس سوسائٹیاں پورا زور لگا رہی ہیں اس کے نتائج بد پر آئے دن زبردست تقریریں ہوتی رہی ہیں امریکہ میں یہ عملاً بند ہو چکی ہے لیکن کسی پر کوئی اثر نہیں ہوتا حالانکہ اس زمانہ کے لوگ اس درجہ بے خوف نہیں جیسے اس دور میں تھے لیکن یہ تلقین انسانی ہے اور وہ تعلیم ربانی تھی وہاں پہلے خدا کا خوف قلوب میں پیدا کر کے زمین تیار کی گئی اور پھر اس میں تخم ڈالا گیا جو مثمر بار آور ہو گیا اور یہاں محض تحریری سے ہی کام لیا جا رہا ہے جب لوگوں میں قبولیت کا مادہ پیدا نہ ہو خوف ربی قلوب کو نہ لرزائے، طبائع میں سکون و سکینت پیدا نہ ہو اس وقت تک غیر ممکن ہے کہ کوئی اثر قبول کیا جاسکے پھر ربانی تعلیم بندوں کی تلقین سے بہر کیف بہت زیادہ موثر اور بہت زیادہ نتیجہ خیز ہوتی ہے ایک آیت اور ایک حکم نے انقلاب پیدا کر دیا اور مشرکین تک کے قدم میں لغزش پیدا ہو گئی اور ابھی کچھ ایسی مدت نہ گذری تھی کہ عرب سے شراب نوشی اور قمار بازی کی بدعادات کا کلی استیصال ہو گیا اس وقت حکم ربی نے فوری قلوب کو متاثر کیا اور آج جو تلقین بھی کی جا رہی ہے اور پوری سرگرمی کے ساتھ کی جا رہی ہے وہ مخالف اثرات پیدا کر رہی ہے۔

یہی حال زناکاری کا ہوا کہ مشغلہ عرب جو قافلے تجارت کی غرض سے مصر، شام، ایران، روم و مصر اور ہندوستان تک جاتے تھے واپسی کے وقت روپیہ بکثرت ان کے پاس ہوتا تھا سامان تجارت بھی ہوتا تھا جن کی اہمیت ہی نظروں میں زیادہ ہوتی تھی یہ لوگ ان ممالک میں پہنچ کر مزے سے عیاشیاں کرتے تھے عیاشی کے سامان وہاں سے لے آتے تھے، شام و عراق کی فاحشہ اور رقاصہ عورتیں بھی ساتھ ہو لیتی تھیں اول تو یہاں خود ہی کمی نہ تھی طبائع میں بدمستیاں پہلے سے موجود تھیں ان پر جدید مغنیات اور رقاصات کی آمد اس نشہ کو اور تیز کر دیتی تھی اشعار میں ان کی تعریفیں کی جاتی تھیں بیویوں سے زیادہ ان کی عزت ہوتی اور اچھے پڑے سب ہی ان کا احترام کرتے ان سے ملاقات و گفتگو کو باعث شرف و افتخار سمجھتے رنڈیوں اور فاحشوں کے دربار عرب ہی میں قائم ہوا کرتے تھے حیا و شرم اور جنسی غیرت و حمیت کا کسی کو پاس و لحاظ نہ رہا تھا پھر مرد و عورت دونوں شراب نوشی اور زناکاری کے رسیا تھے برہنہ ہو کر طواف ہوتے اور شرابیں اڑتیں، ابتذال و معصیت کی انتہا یہ تھی کہ بڑے بڑے خاندانوں کی عورتیں بھی بگڑنے لگی تھیں اور وہ سر بازار سینہ ابھار سب بے حیا گشت کرتی پھرتی تھیں۔

لیکن قرآنی تعلیمات کا یہ کتنا بڑا اعجاز ہے کہ چند سال ہی کے اندر عرب کی کایا پلٹ ہو گئی اور ہزاروں کے بگڑے ہوئے فرشتے بن گئے اور متقیانہ اور خدا پرستانہ زندگیاں بسر کرنے لگے کیا ایسی شاندار اور فقید المثال انقلاب کی کوئی نظیر پوری تاریخ میں کہیں دستیاب ہو سکتی ہے ہم اسے جتنا بھی سراہیں کم ہے لیکن الحاد و زندقہ کے گہوارہ عظیم کا فرزند سر ملکم ڈورنٹ ہیگنس اس اصلاح و انقلاب کے متعلق جو لکھتے ہیں اور جس انداز خصوصی میں اسلام و قرآن کی اس معجزہ کاری کا اعتراف کرتے ہیں اسے بھی ملاحظہ فرمائیے:۔

"اہل عرب مئے خواری و قمار بازی کے خوگر تھے مگر قرآن کے صرف دو حکموں اور دو آیتوں نے اس رواج کو قطعیت کے ساتھ مسدود کر دیا انہیں ناقابل معافی جرم قرار دیا گیا اور یک لخت انکی بیخ کنی کر دی گئی۔"

آگے چل کر آپ نے ارض مغرب کے ایک اور فاضل اور شہرہ آفاق مورخ اور فلاسفر گبن کی تحریر کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ:۔

"مسٹر گبن صحیح کہتا ہے کہ جب عیش و عشرت پر دل للچائے اس کی تکلیف و تہدید کو بلاشبہ رندوں اور منافقوں نے اٹھا دیا ہے مگر انصاف کی رو سے اسکی تہمت اس واضع قانون پر عائد نہیں ہو سکتی یہ فعل ان کا ذاتی فعل ہے فی الحقیقت میرے نزدیک انگلستان کی کیسی خوش قسمتی ہوتی اگر دین عیسوی بھی ان جرائم کی ممانعت کرتا اور اب بھی یہ ممانعت بدستور قائم رہتی"

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں اور کس حسرت کے ساتھ لکھتے ہیں کہ:۔

"میری ناقص رائے اور محدود خیالات کے مطابق اگر شراب خواری اور قمار بازی وغیرہ کی ممانعت انجیلوں میں بھی پائی جاتی تو انسانوں کے لئے یہ بڑی مسرت انگیز بات ہوتی اور اگر حضرت عیسیٰ بعض لوگوں کے دعاوی کے اس دعوے کے مطابق کہ انھیں علم غیب حاصل تھا اور جس کا دعویٰ حضرت محمدؐ نے کبھی ہی نہ کیا تھا منشی چیزوں کی بھی ممانعت کر دیتے تو اس سے چنداں نقصان تو نہ ہوتا اور کچھ برائیاں تو نہ بڑھتیں"

سر ولیم میور ایک اور عیسائی فاضل اور بڑے ذی رتبہ انگریز عیسائی ہیں لکھتے ہیں کہ:۔

"مذہب اسلام اس امر پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا ایک ایسا درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا۔"

دیکھئے قرآن کس طرح مسلمانوں کو حیا و عفت کی تعلیم دے رہا ہے اور نیکی کی طرف انھیں راغب کرتا ہے قل للمومنین یغضوا من ابصارہم ویحفظوا فروجہم ذلك ازكى لہم ان اللہ خبير بما يصنعون۔ وقل للمومنت يغضضن من ابصارہن ويحفظن فروجہن ولا يبدين زينتہن الا ما ظہر منہا وليضربن بخمرہن على جيوبہن ولا يبدين زينتہن الا لبعولتہن تا توبوا الى اللہ جميعا ايہا المومنون لعلكم تفلحون۔ مومنوں سے کہدو کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنے اعضاء تناسلی کی حفاظت کریں کیونکہ ان کے لئے یہ چیز سب سے زیادہ مفید اور پاک بنانے والی ہے اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے واقف و باخبر ہے۔ مومن عورتوں سے بھی کہدو کہ وہ بھی اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں اور اپنے ستروں کی حفاظت کریں اور سوائے اس کے جس کا ظاہر ہونا لازمی ہے اور کوئی چیز اور اپنی زینت و آرائش دکھاتی نہ پھرا کریں اور اپنے سینوں کو اپنے دوپٹوں سے ڈھکا رہنے دیا

اور اپنی زینت اور اپنے سنگار کو اپنے خاوندوں اپنے باپ دادا اپنے خاوندوں کے باپ اپنے بیٹوں اپنے خاوند کے بیٹوں اپنے بھائیوں اپنے بھتیجوں اپنے بھانجوں اپنی عورتوں اپنی لونڈیوں ایسے خدمتگار مردوں جو جنسی معاملات سے بیگانہ ہیں ایسے لڑکوں کے سوا جو اسرار جنسیت سے ابھی واقف نہیں ہوئے اور کسی پر ظاہر نہ کریں اور اس طرف نہ چلیں اور پاؤں اس انداز سے نہ رکھا کریں کہ ان کی پوشیدہ مخفی زینت ظاہر ہو جائے اور اے مسلمانو اللہ کی طرف جھک جاؤ تاکہ تم بااقبال فائز المرام ہو۔

کتنی مختصر اور کتنی بلیغ آیت ہے اس ایک حکم اور ہدایت سے عرب میں پھیلی ہوئی تمام بےحیائیوں بےپردگیوں اور آوارگیوں کا خاتمہ کر دیا سب کی نگاہیں نیچی اور دل صاف ہو گئے ظاہر ہے کہ جب مرد و عورت دونوں کی نگاہیں نیچی رہیں گی محرکات نفسانیت و خواہش سمع و بصر کی دسترس سے باہر اور اوجھل ہوں گے زینتوں سنگاروں اور خوبصورتیوں پر نگاہیں نہ پڑیں گی دونوں کی سوسائٹیاں علیحدہ ہوں گی تو لازماً جذبات فطری میں سکون رہے گا اور رفتہ رفتہ عجلت کے ساتھ برائی و بےحیائی کی عادت کا خاتمہ ہو جائے گا نفسیاتی پہلو سے اس قرآنی آیت کی آسودں اور اعلیٰ خوبیوں پر جتنا غور کیجئے اتنی ہی حیرت بڑھتی چلی جائے گی تعلیم اور پھر اس نہج پر تعلیم کہیں آپ کو اس کی نظیر نہ ملے گی شراب خواری قمار بازی اور زناکاری و فواحش کی روک تھام کے لئے جو طریقہ تعلیم اسلام نے اختیار کیا اور جس نہج پر قرآن نے پیش کیا وہ اپنی نوعیت میں فقید النظیر ہے جو کام اسلام نے کیا وہ آج تک انسداد فواحش کے لئے دنیا کی کوئی قوم نہیں کر سکی اور نہ کر سکتی ہے آخر اسلام پھر اسلام ہے اور اس کی جو تعلیمات و تلقینات ہیں وہ ہر پہلو سے مکمل اور اعلیٰ ہیں۔

اب دیکھنا اور بتانا یہ ہے کہ دیگر مذاہب نے انسداد فواحش کے لیے کیا صورت اختیار کی اور دوسری الہامی و غیر الہامی کتب نے اس بارہ میں کیا تعلیم دی۔ وہ کون ہے جو غمزدہ یا وہ گو متاسف اور بلا سبب زخمی ہے اور کس کی آنکھوں میں سرخی ہے اسی کی جو دیر تک مے نوشی کرتا ہے اور وہ لوگ جو ملائی ہوئی شراب کی تلاش میں رہتے تھے۔ جب مے لال ہو اور اس کا عکس جام پر پڑے اور جب وہ بہتے وقت اپنی خوبی دکھلائے تو اس پر نظر نہ ڈالو کہ انجام کار وہ سانپ کی مانند کاٹتی اور بچھو کی طرح ڈنک مارتی ہے امثال سلیمان ۲۳/۲۹ تا ۳۵

اس پر وا دیلا ہے جو اپنے ہمسایہ کو شراب پلاتا ہے اور اپنی خیکسری انڈیل کے اسے متوالا کرتا ہے تاکہ اس کا ستر دیکھے۔ حبقوق ۲/۱۵ ۔۔۔ اس کے بعد نذر مے پینے کا وقت ہے گنتی ۶/۲ ۔۔۔ ایوب کے بیٹوں اور بیٹیوں نے اکٹھے ہو کر گھر میں کھانا کھایا اور شراب پی۔ ایوب ۱/۱۸ ۔۔۔ مے مسخرہ بناتی ہے مست کرنے والی ہے ہر ایک چیز کو غضب آلود کرتی ہے اور جو اس کا فریب کھاتا ہے وہ دانشمند نہیں۔ امثال سلیمان ۲۰/۱ ۔۔۔ تو ان لوگوں میں سے مت ہو اور نہ ان میں شامل ہو جو مخمور ہیں اور نہ ان میں شامل ہو جو اپنے جسم کو شہوت سے خراب کرتے ہیں کیونکہ جو شرابی اور اوباش ہیں کنگال ہو جائیں گے۔ امثال سلیمان ۲۳/۲۰ تا ۲۱ ۔۔۔ تم مے نہ پینا نہ تمہارے بیٹے ہمیشہ تک۔ یرمیاہ ۳۵/۶ ۔۔۔ منوحہ کی بیوی کو فرشتے نے لڑکے کی بشارت دیکر کہا سو خبردار رہیو اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیجیو اور ہر ایک ناپاک چیز کھانے سے پرہیز کیجیو۔ قاضیوں ۱۳/۴ ۔۔۔ اسی طرح تمتھیس ۵/۲۳ میں ہے کہ آئندہ صرف پانی ہی نہ پیا کر بلکہ معدے اور اکثر کمزور رہنے کی وجہ سے ذرا سی مے یہی کام میں لایا کر۔ پولس حضرت پولوس کے ان الفاظ نے گزشتہ کتب کی ممانعت کو بھی بیکار کر دیا اور تمام مغربی عیسائی دنیا آج تک دہریت کے ساتھ مبتلا رہی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ اب ان کی توجہات اسلامی تعلیمات کی طرف مبذول ہو رہی ہیں اور امریکہ نے اسی تعلیم کے مطابق اسے بند کیا ہے بلاشبہ ان کتب میں بھی ممانعت شراب و فواحش کا حصہ بڑی حد تک موجود ہے لیکن اسلام نے جو طرز و طریقہ اختیار کیا اور جس طرح اس برائی کا کلی انسداد کر دیا اس کی مثالیں کہیں ڈھونڈے سے بھی نہ ملیں گی۔

قرآن کریم اور انسداد غلامی

غلامی کا رواج زمانہ قدیم سے دنیا میں چلا آتا ہے اور تمام مذاہب نے ابتدا سے اسے روا رکھا۔ اسلام اور صرف اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے آ کے دنیا سے کلیتہً اور اس رسم کو مٹا دینے کی سعی و جہد کی اور قرآن نے دنیا کے سامنے ایسی تعلیم پیش کی کہ لوگ خود بخود غلاموں کو آزاد کرنے پر آمادہ ہو گئے اور جو غلام رہ بھی گئے پھر وہ غلاموں کی طرح نہیں بلکہ بیٹوں کی طرح رہے چونکہ اس کے قطعی انسداد کا حکم ایک تلاطم پیدا کر دیتا ایک طرف تو لوگ ان کی خرید پر لاکھوں روپیہ خرچ کر چکے تھے اور دوسری طرف اگر اسی وقت ان کی رہائی کے فوری احکام صادر ہوتے تو یہ غریب جاتے کہاں پناہ کہاں لیتے کھاتے کیا اس لئے اسلام نے وہ راستہ اختیار کیا جو خود غلاموں کے لئے بہتر تھا غلام رکھنے کی اجازت ہی اس شرط کے ساتھ تھی کہ اسے خاندان کے ایک فرد کی حیثیت سے رکھا جائے ان کا رتبہ برابر کر دیا مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ ان سے ہلکا کام لیں جو خود کھائیں انہیں کھلائیں جو خود پہنیں انہیں پہنائیں جب وہ بالغ ہو جائیں ان کی شادیاں کر دیں لونڈیوں کو زناکاری پر ہرگز مجبور نہ کریں ان سے بھائیوں جیسا سلوک کریں انہیں غلام کہہ کر پکاریں بھی نہیں اگر وہ معاوضہ دیکر آزاد ہونا چاہیں تو انہیں ضرور آزاد کر دیں اور جو کچھ کمائیں اس میں سے انہیں بھی حصہ دیا جائے زکوٰۃ میں سے کچھ رقم ان کی آزادی پر بھی خرچ کیا کریں پھر ان کی آزادی کو اجر عظیم کا سبب قرار دیا اور بہت سے گناہوں کا کفارہ بھی غلاموں کی آزادی کو بتایا۔

بعض مفسرین کا خیال ہے اور یہ بالکل ٹھیک اور صحیح بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں نے پورا مفہوم سمجھنے میں غلطی کی ہے ورنہ یہ تمام احکام بھی ان غلاموں کے واسطے تھے جو جنگ میں قید و غلام ہوئے مگر کچھ عرصہ کے بعد آیت ذیل سے غلامی ممنوع ہو چکی۔

فاذا لقيتم الذين كفروا فضرب الرقاب حتى اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء حتى تضع الحرب اوزارها۔

جب کافروں سے تمہارا مقابلہ ہو جائے تو گردنیں مارو یہاں تک کہ تم انہیں زخمی کر دو پھر ان کی مشکیں باندھ لو پھر اس کے بعد احسان سے یا فدیہ لیکر چھوڑ دو حتیٰ کہ جنگ اپنے ہتھیار چھوڑ دے۔

يايها النبي قل لمن في ايديكم من الاسرى ان يعلم الله في قلوبكم خيرا يؤتكم خيرا مما اخذ منكم ويغفر لكم والله غفور رحيم۔

اے نبی جو قیدی تمہارے ہاتھوں میں ہیں ان کو سنا دے کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی بھلائی دیکھیگا تو تم کو اس سے بہتر دیگا جو تم سے لیا گیا ہے اور تمہیں بخش دیگا کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔ اس حکم ربی کے بعد رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کسی کو غلام نہیں بنایا خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی جس قدر لوگ گرفتار ہوئے وہ سب کچھ فدیہ لیکر اور بعض اوقات بلا فدیہ لئے آزاد کئے جاتے رہے اسلامیوں نے غلاموں کے ساتھ جو سلوک کیا اس کی نظیر دنیا میں کہیں بھی نہیں مل سکتی۔ تجارتی غلامی کو

افسراد تو قطعیت کے ساتھ کر دیا گیا تھا لانکہ عیسائی یہودی مذاہبوں نے اسے جائز رکھا تھا اب غلاموں کے ساتھ ذرا غیر مسلموں کا سلوک ملاحظہ ہو۔

ایران کے آتش پرست اور عربی کا فراسیران جنگ کو ہی نہیں کہ مار ڈالتے بلکہ زندہ آگ میں جلا دیتے (مجمع الامثال کرملی) — ان تمام عورتوں کو بھی قتل کر دو جو مرد کی صحبت سے آشنا ہیں صرف کنواریوں کو اپنے لئے رکھو (گنتی ۱/۳۱ ۱۸۶۴) — یہود غیر یہودی اسیروں کو جلا دیتے تھے اور ذبح کر جاتے تھے، وہ غلام بنا کر شکنجوں میں رکھے جاتے تھے۔ (تاریخ قدیم) — یہودیوں کی مذہبی کتاب میں لکھا ہے کہ کوئی یہودی غلام کو آزاد نہ کرے بلکہ اپنی اولاد کے لئے ترکہ میں چھوڑ جائے (طالمود) — بدھوں میں بھی غلامی رائج تھی مو شہنشاہ چین کے گھر میں بکثرت لونڈی غلام تھے (تاریخ چین) — ہندوؤں میں بھی غلامی بکثرت رائج تھی اور یہ غلاموں کے ساتھ نہایت بیرحمانہ سلوک روا رکھتے تھے عورتوں کو اپنے تصرف میں لاتے تھے اور لونڈی غلاموں کو فروخت کر ڈالتے تھے تم اس بدکردار دشمن کو کبھی مت چھوڑو اور زنجیر ولا میں جکڑ لے (سام وید بھجن ۲۵-۲۶) — خوفزدہ اور بھاگتے ہوئے تندرست آدمیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیں (ستیارتھ پرکاش) — ہندوستان میں اسیران جنگ عمر بھر زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے اور حیوانات کی طرح ان سے کام لیا جاتا تھا (واقعات ہند مؤلفہ منشی تلسی رام) شودروں سے کھیتوں میں محنت کا کام لیا جاتا تھا اور گاؤں کے باشندوں کے تجس کام بھی انجام دیتے تھے (تاریخ ہند مصنفہ ہنٹر صاحب) — منو شاستر میں لکھا ہے غلام وہ ہے جو لڑائی میں قید ہو، وہ جو اپنی روٹی کے لئے خدمت کرے اور جو خریدا اور ہبہ کیا گیا ہو جو ورثہ میں ملا ہو اور جو بطور سزا غلام بنایا گیا ہو — ٹیکسیلا میں عورتوں کی فروخت کے لئے ایک منڈی تھی (تاریخ ہند حصہ اول) — بھائی پرمانند اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ایرین سیاح نے تحریر کیا ہے کہ ٹیکسیلا میں عورتیں فروخت کے لئے پیش کی جاتی تھیں اور جو سب سے زیادہ قیمت لگاتا تھا اسی کے حوالے کی جاتی تھیں (تاریخ پنجاب) — مرہٹوں کی حکومت میں بیگار اور غلامی کا رواج موجود تھا غلام اور خاص کر ادنیٰ قوم کی عورتوں کی خرید و فروخت بھی ہوا کرتی تھی (مرہٹوں کا عروج مصنفہ ملک راؤ) — لالہ لاجپت رائے اپنی تاریخ ہند کے حصہ اول میں لکھتے ہیں کہ ہندوؤں کے عہد حکومت میں غلام وہ لوگ سمجھے جاتے تھے جو اپنے قرضے نہ ادا کر سکیں یا دیگر ذمہ داریوں کی تکمیل ان سے نہ ہو سکی ہو یا لڑائی میں گرفتار ہوئے ہوں (صفحہ ۹۱۴) — چندر گپت جب شکار کو جاتے تھے تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری ان عورتوں کے سپرد کی جاتی تھی جو مختلف ممالک سے خرید کر لائی جاتی تھیں (تاریخ ہند لالہ لاجپت رائے) — راجہ گند ہرپ سین کے ایک پرستار سے راجہ بھوج پیدا ہوا تھا (تاریخ صفحہ ۱۰) — گرو ہرائے کے بعد رام رائے اگرچہ بڑا بیٹا تھا مگر وہ زر خرید کنیزک کے بطن سے تھا (تاریخ پنجاب کنہیا لال صفحہ ۲۲) جو عورتیں جوئے اور کشتیوں میں ہار دی جاتی تھیں انھیں گھر کا کام کاج لونڈیوں کی طرح کرنا پڑتا تھا اور ایک گھر کے متعدد بھائیوں سے بھی ہمبستر ہونا لازمی تھا۔ (وہیلر صاحب) — ملک بادشاہی کا جو آدمی سیواجی کی قید میں آتا اسے بطور غلام کے وہ اپنے اہل مملکت کو تقسیم کر دیتا (تاریخ ہند الیشری پرشاد)

بخت نصر یروشلم گیا اسے لوٹا کھسوٹا اور ہزار ہا جانیں تلف کیں پھر بھی جو بچ رہے انھیں لونڈی غلام بنا کر لے گیا (تاریخ ایران سر جان ملکم صفحہ ۷۵)

کرامول نے فتح ورو گیدہ کے بعد قتل عام کیا اور انگریز پروٹسٹنٹوں نے آئرلینڈ کے ہزاروں مردوں اور عورتوں کو غلام بنا کر بھیجا — اسی مختصر کتاب میں طوالت کی گنجائش نہیں ورنہ روسیوں قرطاجنوں اور تمام اقوام عالم کی مثالیں ہم پیش کرتے۔ سترہویں صدی ہجری تک مغرب میں شدت کے ساتھ تجارت غلاموں کی کی جاتی تھی اب قرآنی تعلیمات کے اثرات ملاحظہ ہوں جنگ بدر میں ستر قیدی گرفتار ہوئے جن میں صرف دو قتل کئے گئے اور باقیوں کو فدیہ پر رہا کر دیا گیا بعد کی جنگوں میں تمام قیدی بلا کسی معاوضہ کے آزاد کئے جاتے رہے غزوۂ بنی مصطلق میں سو گرفتار ہوئے تھے جو بلا کسی معاوضہ کے بعد کو رہا کر دیئے گئے اسی طرح میدان حدیبیہ میں اسی عدد پہاڑی مسلمانوں پر نماز کی حالت میں حملہ آور ہونے پر گرفتار ہوئے تھے لیکن ان سب کو بھی بلا معاوضہ چھوڑ دیا گیا۔ جنگ حنین میں چھ ہزار مرد و عورت اسیر ہوئے اور سب کے سب ہی بعد کو بلا معاوضہ رہا کر دیئے گئے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور خلفائے راشدین کے عہد میں کوئی شخص غلام نہیں بنایا گیا اور نہ خریدا گیا سب سے پہلے معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں غلاموں کی خریداری جائز قرار دی گئی۔ تاہم زر خرید غلام اور جنگ کے غلام اسلام میں ایسی حیثیت رکھتے تھے جو اور ممالک کی بھی دنیا یہ دیکھ کر اب تک حیران اور انگشت بدنداں ہے کہ انہی غلاموں میں اسلام کے بڑے بڑے فرمانروا، جرنیل، کرنیل، امام اور وزیر پیدا ہوئے حضرت بلالؓ ایک حبشی غلام تھے جنھیں مسلمانوں میں بڑی رفعت حاصل تھی اور حضرت عمر فاروقؓ آپ کو آقا کہا کرتے تھے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ سے کر دی تھی یہی زید تو اسلامی فوج کے سپہ سالار بھی بنائے گئے حالانکہ یہ فوج بڑے بڑے سرداران قریش پر مشتمل تھی انہی حضرت زیدؓ کے بیٹے حضرت اسامہؓ کو خلافت حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جرنیل بنا کر سلطنت روم کے خلاف بھیجا گیا مصر و ہندوستان میں غلاموں نے نہایت شان و شوکت کے ساتھ صدیوں فرمانروائی کی۔ اسلام میں حقیقی غلامی کا وجود کبھی بھی نہیں رہا محض غلط العوام کے طور پر غلاموں کا نام اسلام میں چلا آ رہا ہے ورنہ وہ مظلومانہ حالت جو عیسائیوں ایرانیوں اور ہندوستانیوں میں تھی مسلمانوں میں غلاموں کو کبھی مبتلائے مصائب نہیں رہی آج ہم انھیں غلام ہی کہہ رہے ہیں لیکن اس دور میں انھیں کوئی غلام بھی نہ کہتا تھا اور ان کے ساتھ بھائیوں جیسا سلوک ہوتا تھا۔ یہودیوں، مجوسیوں، عیسائیوں اور ہندوؤں میں جس غلامی کا رواج رہا اس کا تو مسلمانوں میں نمود بھی نہ تھا۔

انتہا یہ ہے کہ رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ غلاموں کو ہرگز ایذا نہ دو اور انھیں جو کھانا تم کھاتے ہو وہ کھلاؤ جو تم پہنتے ہو وہ پہناؤ اور فرمایا کہ بہشت میں داخل نہ ہوگا (احمد) اس کو سب سے زیادہ ثواب ملے گا جو غلاموں کو آزاد کرے [illegible] جس کے پاس لونڈی ہو وہ اس کی پرورش کرے اس سے نیکی کرے پھر اس کو آزاد کر کے اس کی شادی کر دے اسے دوگنا ثواب ملے گا (بخاری کتاب العلم) غلاموں کے ساتھ حضور کریمؐ کا سلوک ایسا تھا کہ جب زیدؓ کے باپ آزاد کرانے کے لئے آئے تو آپ رونے لگے اور کہنے لگے کہ مجھے آپ ماں باپ سے زیادہ عزیز ہیں میں باپ کے ساتھ نہیں جاتا حضرت انسؓ دس برس غلامی میں رہے لیکن اس تمام مدت میں آپ نے انھیں کبھی ایک دفعہ بھی نہیں جھڑکا حضرت بی بی فاطمہؓ کا یہ حال تھا کہ جب آپ چکی پیسنے بیٹھتیں تو قیام مساوات کے لئے اسی وقت اپنی کنیز کو بٹھا لیتیں اور باری باری اوپر نیچے سے پکڑاتیں حضرت عمرؓ کا واقعہ سلوک غلام مشہور آفاق ہے۔ غلاموں کی آزادی و اصلاح کا خیال دنیا میں سب سے پہلے قرآن کریم نے پیش کیا اور یہی بیج انیسویں صدی میں انگریزی قلوب میں جگہ پا کر غلاموں کی آزادی کا باعث بنا

جو سیاہیوں میں آتی (ہر جنگ تف اسلام) قرآن کریم کی تعلیمات دنیا اور دنیا والوں کے لئے آب حیات ہے مگر افسوس کہ خود مسلمان ہی ان سے بے بہرہ ہو چکے ہیں

مولوی

رسول نمبر

رسول نمبر

بارگاہ رسالت کا نذرانہ

مرتبہ - عبدالحمید خان

اے ز تو پر، دامن امید ما — در کرمت نعمت جاوید ما
چوں تو کشادی در جاویدیم — کے بود اندیشہ نومیدیم
گنج کشادہ کن در اہم بدہ — خواہشم آموز چوں خواہم بدہ
آنچہ بود مصلحت کار من — دور مدار از من و کردار من
تخم عمل دہ کہ بکارش برم — ابر کرم بخش کز آں برخورم
از رقمم عفو دلم شاد کن — خط امانم دہ و آزاد کن

... سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے!

از حضرت حالی مرحوم پانی پتی

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے!

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے

جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے

جس دین کے مدعو تھے کبھی قیصر و کسریٰ
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے

وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے

وہ دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہباں
اب اس کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے

جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اس دین میں خود تفرقہ اب آ کے پڑا ہے

جس دین نے تھے غیروں کے دل آ کے ملائے
اس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے

جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس میں بپا ہے

جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے

جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کی
وہ عرصۂ تیغ جہلا و سفہا ہے

جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے

ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی
دینداروں میں پر آب ہے باقی نہ صفا ہے

یاں راگ ہے دن رات تو واں رنگ شب و روز
یہ مجلس اعیاں ہے وہ بزم شرفا ہے

چھوٹوں میں اطاعت ہے نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے

دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

ہے دین کی دولت سے بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم اس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اس کی جلا ہے

جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اس قوم کی اور دین کی پانی پہ بنا ہے

گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام تری قوم کا یاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اسے دور زماں میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اس میں صدا ہے

بیڑا تھا نہ جو باد مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اس کے ہوا ہے

وہ روشنیٔ بام و در کشور اسلام
یاد آج تلک جس کی زمانہ کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرت کدے آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اس قوم کا ایک ایک گھر اب بزم عزا ہے

چاوش تھے للکارتے جن رہ گزروں میں
دن رات بلند ان میں فقیروں کی صدا ہے

وہ قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا واں نام نہ حکمت کا پتا ہے

کھوج ان کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم خدا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلوں میں نہ رجا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانہ کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

کی زیب بدن جس نے ہے پوشاک کتاں کی
اندر برف میں ڈوبی ہوئی کشتی کی ہوا ہے

زر کا ہے یاں مہر کریں جو نقد و نقصان
اور دوش پہ یاروں کے وہی گھر کا لدا ہے

دیہات ہیں پیاسے شب ہے اک راہ میں حائل
اور بیٹھ کے گھوڑا نہ ہی پاؤں تھکا ہے

تو تھی نہیں ایک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھوڑے تہ بیت چلا ہے

ہم نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ ترا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک ان سے کیا ہے

صدمہ در دندان کو ترے جن سے کہ پہنچا
کی ان کے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے

کی تو نے خطا عفو ہے ان کینہ کشوں کی
کھانے میں جنہوں نے کہ تجھے زہر دیا ہے

سو بار ترا دیکھ کے عفو اور ترحم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے

جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری
منقول ان ہی سے تری پھر مدح و ثنا ہے

برتاؤ ترے جب کہ یہ اعدا سے ہیں اپنے
اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے

کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے

امت میں تری نیک بھی ہیں بد بھی ہیں لیکن
دلدادہ ترا ایک سے ایک ان میں سوا ہے

ہر چند کہ دہر مخالف میں ترا نام
ہتھیار جوانوں کا ہے پیروں کا عصا ہے

جو خاک ترے در پہ ہے جاروب سے اڑتی
وہ خاک ہمارے لیے دارو ہے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تری ہجرت سے سعادت
کعبے سے کشش اس کی ہر اک دل میں سوا ہے

کل دیکھیے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا
اب تک تو ترے نام پہ اک ایک فدا ہے

ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر ہیں تمہارے
نسبت بہت اچھی ہے اگر حال برا ہے

گر بد ہیں تو حق اپنا ہے کچھ اور زیادہ
اخبار میں الطالح لی ہم نے سنا ہے

تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خود جاہ کے طالب ہیں نہ عزت کے ہیں خواہاں
پر فکر ترے دین کی عزت کی سدا ہے

گر دین کی جوکھوں نہیں ذلت ہو ہماری
امت تری ہر حال میں راضی برضا ہے

عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں بہاریں
اب دیکھ لیں یہ بھی کہ جو ذلت میں مزا ہے

ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حد ادب سے
باتوں سے ٹپکتا تری اب صاف گلا ہے

ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب
یاں جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

رَبِّ سَلِّم علیٰ رسول اللہ ﷺ

بشوقت جاں بلب آمد تمامی
فقم قسم یا حبیبی کم تنامی

السلام اے بلحۂ نور خدا | السلام اے شاہ صبِ العلا
السلام اے مہبط وحی الامین | السلام اے رحمۃ للعالمین
السلام اے صاحبِ الکتاب | السلام اے شافع یوم الحساب
السلام اے رونق بزم خلیل | السلام اے آں بشیر سلسبیل
السلام اے ساقی آب طہور | السلام اے پیکر تقدیس و نور
السلام اے شمع راہ اتقاء | السلام اے گمرہاں را رہنما
السلام اے پیکر صدق و صفا | السلام اے مخزن حلم و عطا
السلام اے پیشوائے مرسلیں | السلام اے فخر قوم امیں
السلام اے خاتم دور زماں | السلام اے رحمت ہر دو جہاں

تہا درود و سلام ہو آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں
ریار رسول سید نبیوں اور رسولوں کے سرتاج نیکوں اور پاکوں کے سردا
ے رحمت عالم آپ پر درود و سلام ہو، درود و سلام ہو آپ پر اے شافع
محبوب خالق اکبر، صاحب عرفان اور شیع ایمان، درود و سلام ہو آپ پر
نورِ مجسم بنکر آئینہ بشریت میں نمودار ہونے والے حسن کائنات، درود و سلام ہو
اے فخر آدم، مہبط قدسیاں، خلوت آرائے مکان لامکان اور باعث
نا و تخلیق جہاں۔

درود و سلام ہو آپ پر اے ذات حق نما کہ آپ کو خلوت میں ہمکلامی کا شرف
بچھڑے ہوئے بندوں کو خدا سے ملا یا۔

درود و سلام ہو آپ پر اے ذروں کو صحرا بنانے والے، قطروں کو ملاکر دریا بنانے
عرب کی زمین کو آسمان بنانے والے، خاک کو اکسیر بنانے والے، مس خام
ن کردکھانے والے، مشرق و مغرب پر ابر کرم برسانے والے، موت سے زلیت
والے اور زلیت کو آب و رنگ دینے والے اور گرتے ہوؤں کو تھام لینے والے۔
درود و سلام ہو آپ پر اے خاور حجاز کے درخشندہ آفتاب آپ ہی کی ذات
ازل کی زینت، ابد کی رونق، سرور کونین، رحمت دارین، محفل شہود کی رونق
بود کی لیلیٰ، ادھی ما ادھی کی بحر راز داں اور سب غایتوں کی غایت اولیٰ
اے نور مجسم رحمت عالم دو لوجہاں میں تیرا ہی رنگ و آب جلوہ ریز ہے۔
ستا دینہ آستانہ ہے جس کو قدسیوں نے چوما اور شمس و قمر نے جاروب
تو وہ آفتاب ہدایت اور نیر اعظم ہے کہ اپنی لاتعداد اور تیز کرنوں کو اقصائے
دور تک ہر ملک، ہر شہر، ہر مقام، ہر گھر، ہر پردہ اور ہر تاریکی کو منور کر دیا اپنی
اور روحانیت کو ایسا عالمگیر اور تیز کیا کہ اس کا نور تمام عارضی روشنیوں پر
گیا، ہر تاریکی منور ہو گئی اور وہ تمام جھوٹی اور مصنوعی خدائیاں جو جہالت
کے تاریک پردوں میں پرورش پا رہی تھیں تیرے قدموں پر آ پڑیں
ہو اپنے پیکر نور میں جذب کر لیا۔

(ایک مجبور کا سلام)

درود و سلام ہو آپ پر اے تاجدار یثرب و بطحا آپ ہی کی ذات اقدس
عالم روحانی اور مادی کائنات کے لئے آفتاب و ماہتاب ہے، کون و مکاں میں
آپ ہی کی حرارت و دلکشی سامان ارتقاء ہے اور آپ ہی نے قلب مومن کو
نور ایمان سے منور کیا ہے

پھوٹا جو سینۂ شب تار الست سے
اس نور اولین کا اجالا تمہیں تو ہو

اے چاند کو رخ انور سے شرمانے والے، قلب و ارواح کو منور کرنے والے
ظلمت کو گیسوؤں میں الجھانے والے شاہ کج کلاہ اور رسول العرب والعجم، آپ نے
آدمی کا بول بالا کر دیا، اپنے ہونٹوں کو ہلا کر ساری زمین کے ڈنکے درود کر دیئے،
ایوان ظلم و استبداد میں زلزلہ ڈال دیا، قیصر و کسریٰ کی بادشاہوں کو زیر و زبر کر ڈالا
اور سرکشوں و ظالموں کا ناطقہ بند کر دیا آپ نے نوع بشر کی جبین سے داغ غلامی
کو مٹایا ہے

"اور غلاموں کو زمانہ بھر کا مولا کر دیا"

آپ نے سب مخلوق کا ایک ہی کنبہ بنا دیا، خود سروں کو بے سر اور بے تاجوں کو تاجور
کیا آپ نے خود بھوکا رہکر اور پیوند لگے کپڑے پہنکر اپنے غلاموں کو کائنات ارضی
و سماوی کی کنجیاں دیدیں اور ان کو سروری و جہانداری دیدی آپ نے بادشاہی
میں فقیری کا کامل نمونہ دکھا دیا اور مالک کون و مکان ہوتے ہوئے فاقہ کشی میں
ساری عمر گذاری ہے

قدموں میں ڈھیر اشرفیوں کا لگا ہوا
اور تین دن سے پیٹ پہ پتھر بندھا ہوا

ہیں اندر سونے کے تاسلے سیم و زر و گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے جو ہا بجھا ہوا

کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

حضور ہم غریبوں، بیکسوں، عاجزوں اور مسکینوں کا سلام لیجئے، ہم گناہگار
نافرمانوں گردن کشوں اور بدکاروں کا مجرا قبول فرمایئے، بیکس اور لاچار
امت کے خیر مقدم کو نظر کرم سے ملاحظہ کیجئے، ہم آپ کے خیر مقدم اور سلام
کے لئے حاضر ہوئے ہیں ہے

سلام اے شہ کونین ذی وقار سلام
درود آپ پہ لاکھوں ہوں صد ہزار سلام

حضور آیا ہے کرنے گناہگار سلام
مراد بس یہ کرتا ہے جاں نثار سلام

اے آفتاب سپہر کرم سلام علیک
نبی امت خیر الامم سلام علیک

حضور ہماری جو کچھ حالت ہے وہ آپ سے مخفی نہیں تاہم ہم بدبختوں تباہ
حالوں اور گناہگاروں ہی کی زبانی سن لیجئے حضور آج امت عاصی مصائب
زمانہ میں گرفتار ہے ان کی عظمت و رفعت خاک میں مل گئی، کشتی اقبال بحر ادبار کا
میں ڈوب گئی اور ہماری دولت و حکومت چھین لی گئی حضور ہماری دنیا تو لٹی ہی تھی
مگر اب دولت عقبیٰ بھی لٹتی ہوئی نظر آتی ہے ہمارے قلوب نور ایمان سے منور نہیں
رہے ہماری روحیں تاریک ہو گئیں ہمارے جسمانی و روحانی قوی آپ کی لائی ہوئی شریعت
کی قید و پابندی سے آزاد ہو گئے ہم مسلمان کہلاتے ہیں مگر نام کے ہم خود بھی
اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں مگر رسماً اور دکھاوے کی۔ حضور آج ہمارا دین و ایمان

[illegible] اللہ ... حالی ہو رہی ہیں بلکہ آندھیاں چل رہی ہیں یورپ کی تمام روشنی بشریت کی نورانی روشنی کو بجھا دینا چاہتی ہے طاغوتی طاقتیں رحمانی قوتوں سے برسرپیکار ہیں خود مسلمان اسلام کی تلوار سے اسلام کا گلا کاٹ رہے ہیں اور خدا کے پسندیدہ دین پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔

اے مہبط جبرئیل! دین اسلام پر مصائب کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں اعدائے اسلام تیرے امتیوں سے محض اس وجہ سے برسرپیکار ہیں کہ وہ دنیا میں محبت و عبدیت الٰہی کا دور دورہ کر دینا چاہتے ہیں غلامی و محکومی کی زنجیروں کو توڑ دینا چاہتے ہیں غلط استبداد کے دیوتاؤں سے باغی ہو کر دنیا میں امن و امان کی فضا پیدا کر دینا چاہتے ہیں اور سب کو خدا کے قدموں سے جوڑ جانا چاہتے ہیں۔ حضور بڑھتی ہوئی آتش دشمن ہمارے اقدام تک آ پہنچی ہے، معصوبتیں جلتیں اور افزینش شبانہ روز ترقی پذیر ہوتی ہوئی حد اعتدال سے تجاوز کر چکی ہیں اور ہمیں مصائب و آلام، آفات و فسادات اور تکالیف و بلیات نے گھیر لیا ہے۔

اے خضر راہ! آپ نے ہمیں اشد شدید تاکید کی تھی کہ ہم کتاب و سنت کو مضبوط پکڑے رہیں اپنے اندر پھوٹ اور نفاق نہ پڑنے دیں ایک جسم اور ایک جان ہو کر رہیں اور آپ کے نقش قدم پر چلتے رہیں مگر ہم نے کتاب و سنت کو پس پشت ہی نہیں ڈالا بلکہ مغربی تمدن کے زیر اثر ان میں کتر بیونت کرنے لگے اور قرآن و احادیث کو اپنی مرضی کے مطابق بنانے لگے۔ پھوٹ اور نفاق نے ہم کو اپنا بنا لیا نفاق انگیزی، فرقہ بندی اور باہمی بغض و عناد ہماری طبیعت ثانیہ ہی نہیں بلکہ مذہبی علامت بن گئی اگرچہ خدا ایک نبی ایک ملت ایک اور شریعت ایک ہے مگر فہم و عمل میں سب کے الگ الگ خدا جدا جدا نبی اور علیحدہ علیحدہ شریعت ہے کہنے کو سب کا عمل کتاب و سنت پر ہی ہے مگر حقیقت میں وہ اپنے نفس اور فرقے کے پجاری ہیں ہمارے دماغ کبر و نخوت سے بھرے ہوئے ہیں، باہمی اخوت اور رحم و محبت سے کنارہ کش ہیں خود غرض ہیں ایسے اچھے کر اصول ہی کو چھوڑ دیا ؎

خدا کے دین کو فرقے سمجھ کے فرق کیا — جو اتحاد کی کشتی تھی اس کو غرق کیا

اے صدیوں کے دشمنوں کو شیر و شکر کرنے والے اور بغض و عناد کی آگ کو گلزار محبت بنانے والے آقا! ذرا گنبد خضرا سے اٹھ کر دیکھ تو سہی باہمی بغض و عناد اور فرقہ بندی کے ہاتھوں گلشن اسلام کی کیا حالت ہوئی اور شر و فساد کی تباہی کہاں تک پہنچی ہم نے نفاق کے ہاتھوں اپنی سلطنت چھوڑی اپنی شوکت و عظمت کو اپنے ہاتھوں مٹی میں ملا لیا اور غلامی کو خرید کر اپنی وہ تقویت چھوڑی جس سے ایک زمانہ لرزاں تھا۔ مختصر یہ کہاں تک ہم آپ سے اپنا دکھڑا روئیں اب تو ہمارا وجود ہی ہندوستان میں چراغ سحری نظر آ رہا ہے ؎

ضرب رکھتے ہیں طاقت کہاں تحمل کیلئے — ہونے پہ تھک چور ہیں جو آسماں کیلئے
اجڑ رہا ہے چمن خاطر خزاں کے لئے — ہوائیں گرم چلیں سیر بوستاں کیلئے
خزاں نے گلشن اسلام خوب لوٹا ہے — گلوں سے دامن فصل بہار چھوٹا ہے
بچہ ان کے بر دو خلاکت کی انتہا ہی ہے — ستم رندوں کے لئے کوئی اسرا ہی ہے
جہاں میں ان کا کوئی درد آشنا ہی ہے — مرض گئے ہیں کے مسیحا کوئی دوا ہی ہے
زمانہ میں تو کوئی صورت پناہ نہیں — حضور کیا در دولت پہ بھی پناہ نہیں

اے رحمۃ للعالمین! بیشک یہ سچ ہے کہ ہم خود اپنی ہی بداعمالیوں کے سبب تباہ ہوئے مگر مولا! ہم آپ کی امت کا قافلہ منزل مقصود تک ... گمراہ امت کو محض اپنا بنا لے۔ ہمیں عقل سمجھ اور دل کی آنکھیں دے کہ ہم تیرا آستانۂ اقبال تک پہنچ جائیں تیرے اسوۂ حسنہ پر چلیں اور محبت و اطاعت میں سرمست تیرا نام لیوا اور تیرے غلام تیرے لئے اور شریعت کے لئے اپنا جان و مال سب کچھ قربان کر دیں اور تیرے نقش پر چلنے والے پیدا ہوں۔

اے عرب کی کایا پلٹ دینے والے اور گدڑیوں کو عالم کا سلطان بنا دینے والے ہم برے بھلے جیسے کچھ بھی ہیں تیرے ہیں اور تیرے ہی رہیں گے اب بتا ہم تیرے ہو کر کہاں جائیں کس کو اپنی مصیبت سنائیں کس کو اپنی ... کے لئے بلائیں اور کس کی چوکھٹ پر اپنا سر پھوڑیں اگر تو یہی چاہتا ہے کہ ہم تباہ و برباد ہوتے رہیں اور اپنے کئے کی سزا بھگتتے رہیں تو پھر وہ کہتا کہ ... نام لیواؤں سے دنیا خالی ہو گئی۔

شاہ محمد الانبیاء! تو جانتا ہے کہ ہم جیسے کچھ بھی آخر گلشن رسالت کے پھول ہیں، گنہگار ہیں مگر وحدت کے قائل ہیں جہاں میں ہم ہی تیری نبوت کے شاہد ہیں ہمیں سے تیری شریعت کے کچھ نشان ملتے ہیں اور ہمیں سے بزم کائنات کی رونق ہے اگر ہم نہ ہوں گے تو یہ جہاں بھی نہ ہوگا۔ پس اے مس خام کو کندن بنا دینے والے آقا! آ اور اپنے گرتے ہوئے امتیوں کو تھام لے، امداد کا وقت ہے، پیاری امت کو بچا، امت عاصی پر رحم کر، اپنی منظور نظر مسلم قوم پر نظر رحمت فرما، ٹوٹے ہوؤں اور غمگساروں کو تسلی دے، دلاسا دے، اطمینان و سکون مرحمت فرما اور راہ راست دکھلا۔

اے نجات دہندہ نسل آدم، محسن جہاں اور رحمت عالم! تیرے امتیوں کی روحانی طاقتوں پر استبدادی قوتیں قابض ہیں۔ مغرب کی بدولت ہم سے مشرق تباہ ہو رہا ہے، نصاریٰ کی قید میں تیرے صدہا غلام رنج و تعب کے دن کاٹ رہے ہیں، دنیا کے گوشہ گوشہ میں ستم ہائے بے حساب ہو رہے ہیں اور ایمان کو شاد کفر کے ہاتھوں خراب ہو رہا ہے۔ بندہ اپنے امتیوں کی ایسی زبردست روح پھونک دیجئے اور ایسا جوش ایمان پیدا کر دیجئے کہ وہ نشۂ وحدت سے سرشار ہو کر غلامی کی زنجیروں کو کاٹ کر پھینک دیں اے آقا غلامی نے ہمارے اندر اخلاقی امراض پیدا کر دیئے، ہماری روحانیت کا ستیاناس کر دیا اور نہ صرف روح کو خاک میں ملا دیا یہ غلامی کی لعنت ہی ہے کہ ہم بار بار اجڑنے، برباد ہونے، تباہ ہونے اور چاروں طرف بھٹکنے کے بعد تیرے آستانۂ اقبال پر نہیں آئے۔ آقا ہمیں غلامی سے نجات دلا دیجئے پھر ان شاء اللہ یقیناً ہم آپ کے فرمان بردار غلام ہوں گے اور آپ کے نقش قدم پر چلیں گے ؎

حضور ہاتھ اٹھائیں ذرا دعا کیجئے — کرم ہو امت عاصی پہ کچھ خدا کے لئے
دعا حضور کی رہبر رہ ہدایت ہو — قلوب ان کے منور ہوں دور ظلمت ہو

مسلمو یاد رکھو ... صلوا علیٰ ... والہ میں
مصطفیٰ ما جاء الا رحمۃ للعالمین

(اڈیٹر)

دُعائے خلیل علیہ السلام اور نوید مسیحا علیہ السلام

مذاہب عالم میں خورشید رسالت کی جھلک

جہات ستہ میں زیبا ہوا عرب میں ضیا — خوشی سے بولے ملک فلک پر صلوٰۃ نبی علی محمد
ہی جو سونگی ان کی سلامی بپا ہوا بزم آفتاب — منہ کھول کے نعت گوئی سر صلوٰۃ نبی علی محمد
وہ ملے رسول برحق ملک بشر کیا شجر و حجر تک — جبال و صحرا کے گرگ دانہ صلوٰۃ نبی علی محمد

مالک دین و دنیا، علق کا باعث، دلبر خالق، باعث خلقت، منظر مخلوق قاصد رحمت، شاہد قدرت، شمع حریم وحدت، ہادی اعظم، رہبر کامل، قاسم کوثر، شافع محشر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی روحانی وعلوی کائنات کے لئے آفتاب و ماہتاب ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی صداقت کا کائنات کا ذرہ ذرہ گواہ ہے رسول شاہد کا جلوہ ہر جگہ نظر آتا ہے آفتاب نبوت کی حرارت و روشنی کہاں نہیں یعنی آپ کی نبوت و رسالت پر تمام مذہبی کتابیں اور دنیا کے تمام رشی منی اور انبیاء سابق علیہم السلام گواہ ہیں مگر فہم و بصیرت اور عدل و انصاف کی ضرورت ہے فہم و بصیرت اور عدل و انصاف ہی ایسی چیزیں ہیں جو حقائق کائنات تک رسائی کراتی ہیں ؎

عکس نمود صبح سے نور ہے پھیلا ہوا — کشتی ماہ ہے رواں فوج تجلیات میں

صرف ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی کتب سے آپ کو دکھاتا ہوں کہ پیغمبر اسلام کی صداقت ان میں بھی موجود ہے اور دونوں مذاہب کی کتابیں پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں کہ آپ رسول برحق ہیں چند ثبوت ملاحظہ ہوں۔

ہندوؤں کی مستند کلکی پران جس میں کلکی اوتار کی نسبت پیشگوئی درج ہے جس کی سند پر ہندو کلکی اوتار کے منتظر ہیں اس کتاب میں درج ہے:۔

"سنبھل دیپ میں کلجگ میں کلکی اوتار بارہویں چاند سدھی ماہ بیساکھ میں دو گھڑی دن چڑھے پیدا ہوگا اس زمانہ میں سا کھ دیپ میں عادل راجہ کا راج ہوگا اور متھرا کاشی اور قنوج میں ملیچھوں کا راج ہوگا۔ کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیش اور ماں کا نام سومتی ہوگا"

یہ پیشگوئی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پورے طور پر صادق آتی ہے اس پران میں کلکی اوتار کے باپ کا نام وشنو دیش اور ماں کا نام سومتی بتلایا گیا ہے وشنو دیش کے معنے خدا کا بندہ اور سومتی کے معنے امانتدار کے ہیں اور حضور کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا آمنہ تھا جس کے معنے خدا کے بندے اور امانتدار کے ہیں اس میں تاریخ پیدائش بھی آپ ہی پر صادق آتی ہے بارہویں چاند سدھی ماہ بیساکھ یعنی قمری مہینہ کی بارہویں اور شمسی مہینہ بیساکھ ظاہر ہے کہ جناب سرور کائنات کی پیدائش بارہ ربیع الاول مطابق ۲۰ اپریل بیساکھ میں ہی ہوئی سنبھل دیپ سے مراد ملک عرب ہے جہاں ریت بکثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ سا کھ دیپ خراسان و ایران وغیرہ کو کہتے ہیں کلکی اوتار کے ظہور کے وقت عادل راجہ کا راج ہونا بتلایا گیا ہے اس کے مطابق ظہور محمدی کے وقت نوشیرواں عادل موجود تھا اور اسی زمانہ میں قنوج وغیرہ میں ملیچھوں کا راج تھا صرف یہی نہیں بلکہ کلکی پران میں حضور کی شادی

نار حرا اور نزول وحی تک کے حالات درج ہیں۔

بودھ کلکی اوتار سری محمد رشی کی ہے

کتاب کوبل برن حصہ اول۔ اوبہاسنہ ۱۲ درشٹ کورٹ ۲ کا نڈ منتر ۱۴ صفحہ ۴۲۲ میں یہ عبارت ہے:۔

"ایک نجات دینے والا اوتار پیدا ہوگا جو ان نیچ زمین والوں کے دشمن کا اڑانے والا بڑا بہادر جوان نیچ زمین کے نام اس کا تعریف کیا گیا ہے یعنی محمد جس کے معنے تعریف کیا گیا ہیں ہندو بذریعہ لڑائی کے اپنا دین پھیلائے گا اس کے پاک دین میں دیوتا ہوں گے۔

تلسی داس جی مہاراج کی پیشگوئی

بیاس جی نے ایک کتاب پوتھی رام سنگھ رام مکتی ہے اور گو سائیں تلسی داس جی نے بزبان بھاشا اس کا ترجمہ اسی کے حاشیہ پر کیا ہے اس کے کانڈ منتر ۱۲ صفحہ ۱ پر تلسی داس جی مہاراج فرماتے ہیں:۔

یہاں نہ کچھ بات میں راکھوں	وید پران ست مت بھاکھوں
برکھ سین دس سندر موئی	نہ کر بعد نہ پائے کوئی
دیس عرب میں بھر کتھا ہوئی	سو تھل بھوم گت سنو کتھک رائی
سنو سمت ساگر ہوئی	سندر دیس تتھو سوئی
سمت بکرم کے دو دو انگا	مہاک کنس چنتر تپ گا
چینتر سلام ست جاری	تن کی تلسی ہوئی بہو بھاری
تب لگ جو سندرم چیہ کوئی	نیا ن محمد بار نہ ہوئی
ہوئے سنگ لنگ اوتارا	مہدی کہیں سنگل سنسارا
پھر سندرم تسام نہ ہوئی	تلسی بچن ست گوئی

(ترجمہ) میں اپنی جانب اور طرفداری سے کچھ نہ کہوں گا بلکہ جو کچھ وید اور پرانوں میں لکھا ہے وہی سچ سچ کہوں گا۔ دس برس تک ولایت تمام ہوگی بعد کو یہ مرتبہ کوئی نہیں پا سکیگا دیس عرب میں ایک خوشنما ستارہ طلوع کرے گا جس جگہ یہ ستارہ طلوع کرے گا وہ اچھی شان کی زمین ہوگی ان ہونی باتیں یعنی معجزے اس سے ظہور میں آئینگے، زمین میں دین کامل قائم کیا جائے گا سمت بکرماجیت کے مندروں کی تعداد کے مطابق ہوگا۔ نہایت اندھیری رات میں مثل چار آفتاب کے چمکیگا اس کے چار خلیفہ ہوں گے ان سے نسل بہت بھاری ہوگی۔ اس کے دین کے جاری رہنے تک جو خدا تک پہنچنا چاہے وہ بغیر محمدؐ کے ہرگز نہ ہوگا تب ایک مرد کامل ہوگا جہان والے اس کو مہدی کہیں گے بعد ان کے ولایت نہ ہوگی۔ تلسی داس سچ سچ کہتے ہیں۔

اناجیل اور حضرت مسیح علیہ السلام کی شہادتیں

مقدس انجیل اگرچہ اپنی حقیقت کم کر چکی تغیر و تبدل کے باعث پایہ ثبوت سے گر چکی اور انسانی ہاتھوں نے ہر طرح محرف کر دیا لیکن مروجہ اناجیل میں بھی نبوت محمدی کی تائید میں ہزاروں پیشگوئیاں ملتی ہیں چند پیشگوئیاں ملاحظہ ہوں۔

...اس پیشینگوئی میں حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں :۔ میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے (یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۶) اس عبارت میں آنے والے نبی کی دو نشانیاں بتلائی گئی ہیں ایک یہ کہ وہ نبی مددگار ہوگا۔ دوسرے یہ کہ وہ ابد تک رہے گا یہ دونوں باتیں ہمارے نبی میں پائی جاتی ہیں حقیقت میں آپ نہ صرف حضرت مسیح بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے مددگار ثابت ہوئے یعنی آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کو از سر نو زندہ کر دیا دین حق کی حقیقت کا عام اعلان کر دیا سب کو گندے الزاموں سے پاک کیا اور سب کی عزت و ناموس کو محفوظ کر دیا نیز آپ کی شریعت بھی قیامت تک رہنے والی ہے۔

دوسری پیشین گوئی: حضرت مسیح السلام فرماتے ہیں :۔ اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں (یوحنا باب ۱۴۔ آیت ۳۰)

اس پیشگوئی کے مطابق ہمارے پیغمبر صلعم کا اسم گرامی سید العرب والعجم ہے یعنی دنیا کا سردار۔ خود قرآن کریم میں ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین ہم نے آپ کو دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ پھر ارشاد ہے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اے محمد ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تیسری پیشینگوئی: لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آوے گا تو تم کو سچائی کی راہ دکھائیگا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہیگا۔ جو کچھ سنے گا وہی کہیگا اور تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا۔ (یوحنا باب ۱۶۔ آیت ۷ تا ۱۲)

اس میں آنیوالے کو سچائی کی روح کہا گیا ہے چنانچہ ہمارے سید و مولیٰ حقیقت میں سچائی کی روح تھے جس کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ آپ کے جانی دشمن اور شدید دشمن تک آپ کو صادق اور امین کہتے تھے اس میں بتلایا گیا ہے کہ آنیوالا سچائی کی راہ دکھائیگا اس وصف کو قرآن مقدس میں اللہ پاک فرماتے ہیں انک لتھدی الی صراط مستقیم اے محمد بیشک آپ سچے اور سیدھے راستے پر چلاتے ہیں۔ آنیوالے کا تیسرا وصف یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیگا جو سنے گا وہی کہیگا آنحضرت صلعم کے اندر یہ وصف بھی پایا جاتا ہے۔ صاحب لوذنہ میں مذکور ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلعم کی اونٹنی گم ہو گئی تو ایک منافق نے کہا کہ محمد کو اپنی اونٹنی کا تو پتہ نہیں کہ کہاں ہے مگر آسمانوں کی خبریں بتلاتا ہے یہ سنکر حضور نے فرمایا کہ بیشک میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اور مجھے علم نہیں مگر جو کچھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہی کہتا ہوں اس وصف کو لیجئے تو خود خدا کے قدوس یوں بیان فرماتے ہیں وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی وہ اپنی خواہش اور مرضی سے کوئی کلام نہیں کرتا مگر اس کی طرف وحی کیجاتی ہے چوتھا وصف یہ بتلایا گیا ہے کہ تمہیں آیندہ کی خبریں دیگا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا وہ سب کچھ آپ نے بیان فرما دیا احادیث تو بے شمار ہیں بیشمار پیشنگوئیاں آپ کی درج ہیں جو حرف بحرف پوری ہو گئیں اس مختصر سی گنجائش نہیں ورنہ میں چند پیشین گوئیاں بتلاتا۔ میں نے صرف یہ تین پیشینگوئیاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بطور نمونہ پیش کی ہیں ورنہ اس قسم کی بہت سی بشارتیں ملتی ہیں جن سے ہمارے نبی کی صداقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوتی ہے اور تمام پیشینگوئیوں

کے مصداق صرف ہمارے حضور ہی ٹھیرتے ہیں مگر پادری صاحبان کی حق پوشی تعصب عنا د ملاحظہ ہو وہ کہتے ہیں کہ اس قسم کے مضمون اور عبارتوں میں جس کی بشارت یشوع مسیح نے دی ہے اس سے مراد حضرت محمد نہیں بلکہ روح القدس کے بھیجنے کا وعدہ اور اشارہ ہے مسلمانوں کو اس بات سے کوئی سروکار نہیں خواہ وہ کسی کو اس کا مصداق ٹھیرائیں جو ان کی من مانی بات ہے ہمارا دعویٰ اور حقیقت ثابتہ تو یہ ہے کہ ہمارے نبی کی بشارت اناجیل مروجہ میں نہایت شد و مد کے ساتھ دیگئی ہے جس کے مصداق آپ ٹھیرتے ہیں۔ اس حقیقت اور دعویٰ کو آجتک نہ پادری صاحبان نے جھٹلایا اور نہ جھٹلا سکتے ہیں اگر وہ آفتاب کا انکار کرتے ہیں تو کرنے دو۔

اب پادری صاحبان کی اس بے بنیاد اور پھر تاویل کی حقیقت ملاحظہ ہو۔ فریقین کے نزدیک روح القدس ایک فرشتے کا نام ہے جسے جبرئیل کہتے ہیں اور فریقین کے نزدیک یہ بات بھی مسلم ہے کہ نبیوں کی ہدایت و رہبری کے لئے وہ ہمیشہ ہی آتے رہے اور آتے رہے ہیں کیا پادری صاحبان بتلا سکتے ہیں کہ کسی زمانہ میں کس قوم کی اصلاح کیلئے روح القدس آیا؟ اگر حضرت مسیح کی مراد واقعی روح القدس ہی تھی تو کیوں نہ آپ نے صاف صاف بیان فرما دیا کہ تمہاری امداد کو روح القدس آئیگا افسوس کہ پادری صاحبان کو تعصب عناد کے جوش اور اندھی تقلید میں اس بات کی خبر ہی نہیں رہتی کہ اس تاویل باطل سے تو خود ہمارا مسلمہ اصول ٹوٹتا ہے اور صاف طور پر نظر آتا ہے کہ آفتاب حقیقت کو تقلید و عناد کے غبار میں چھپایا

عیسائیو! روح القدس اور کب آئیگا

اگر بفرض محال یہی تسلیم کر لیا جائے کہ حضرت یسوع مسیح کی مراد روح القدس کے آنے کی اور کونسا بہترین موقعہ آئیگا آج دنیا میں ہر طرف اضطراب بے چینی پستی بدکاری اور فسق و معصیت شعاری کا دور دورہ ہے انسان سیلاب معصیت میں بہا چلا جا رہا ہے سرزمین یورپ پر مذہب اخلاق اور روحانیت کا قتل عام ہو رہا ہے نیکی کا فرشتہ عالم قدس کی پہنائیوں میں گم ہو گیا ہے قلوب و ارواح پر نفس شیطانی کا تسلط اور حکمرانی ہے اور نظام عالم درہم برہم ہو جانے کو ہے بتلاؤ روح القدس اور کب آئیگا کیا اس وقت جب یہ دنیا تہ و بالا ہو جائیگی! آفتاب حقیقت کے چھپانے والو کیوں اپنی عاقبت برباد کرتے ہو کیوں اپنے نفسوں پر ظلم کرتے ہو اور کیوں اپنے آپ کو ہلاکت و گمراہی میں ڈالتے ہو کیا تم کو نظر نہیں آتا کہ اس ظلم و معصیت بھری دنیا میں اگر کوئی مذہب مذہبوں کا توڑ اور بہتر گاری نیکی و پاکیزگی اور اخلاق و روحانیت کی روشنی پہنچا رہا ہے تو وہ اسلام ہے آنکھوں سے تعصب و عناد کی پٹی اتار دو اور عدل و انصاف کی عینک لگا کر دیکھو کہ یورپ میں اسلام مقبول ہو رہا ہے عیسائیت مٹ رہی ہے اسلام کے قوانین کے سامنے عیسائیت کے نظریئے ٹوٹ رہے ہیں دنیا کے تمام محقق فلاسفر عقلا اور سائنسدان اسلام کے فلسفہ معاشرت کے سامنے سرنگوں ہیں اور یورپ کے دہریئے اعلان کر رہے ہیں کہ دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا کیا یہ وہی روح القدس نہیں جس کی حضرت یسوع مسیح نے بشارت دی تھی؟ عیسائیو! حقیقت میں تم سچے تبھی اسی وقت ہو گے جبکہ محمد عربی کے آستانہ اقبال پر جھک جاؤ گے اور تمہارا نام مسیحی ہو۔ مختصر یہ کہ ہندوؤں اور عیسائیوں کی مذہبی کتابیں پکار پکار کر ہمارے نبی کی نبوت پر شہادت دے رہی ہیں اگر کوئی منصف مزاج حق انصاف کا چشمہ لگا کر بغور ملاحظہ کرے تو اس کو اپنے مذہب میں حقانیت اسلام کا خورشید چمکتا ہوا نظر آئیگا۔ تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ دو باہمی بغض و عناد پر لعنت بھیجو مذہبی تنازعات کو مٹا دو اور حق کے سبیل کو اسی بین الاقوامی مذہب میں شامل ہو جاؤ جس کی بنیاد محمد عربی نے رکھی تھی اور سب اسی کے بتلائے ہوئے ایک مرکز پر جمع ہو جاؤ یعنی یہ کہ صرف ایک ہی خدا کی

ہوئے پہلوئے آمنہؓ سے ہویدا

...ن جہاں صلعم کا عہد طفولیت

روحانی دنیا کے پیشوائے اعظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ...شرک کے تاریک ترین زمانہ میں اور مکہ معظمہ کے کفر گردہ میں پیدا ہوئے جہاں ...سو سالہ بتوں کی پوجا کی جاتی تھی اور آپ کی پیدائش ایک ایسی جاہل اور وحشی قوم ...ہوئی جس میں فطری پاکیزگی اور انسانیت کا نام تک نہ تھا، فسق و فجور کا بازار گرم ...انی ضمیر کی روشنی ظلمت معصیت میں چھپی ہوئی تھی۔ فطرت کے حسن پر بدکاریوں ...سیاہ کاریوں کے پردے ڈال دیئے گئے تھے۔ طغیان و سرکشی کے سیلاب میں ...والے بہے چلے جا رہے تھے اور جس میں جہالت، حماقت، شقاوت، بت پرستی ...ازی شراب خوری، بدکاری، غارت گری اور ہر قسم کی گندگی و بد اخلاقی کا اتنی ...ت تھی کہ اگر اس وقت کے تمام انسانوں کی بدکاریاں اور سیاہ کاریاں جمع ...ائیں تو عرب کا پلا ہی بھاری رہتا۔

...پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول کو صبح صادق کے وقت بصد جاہ و جلال اس ...یں تشریف لائے، آفاق میں نور سعادت کی بجلی کوند گئی ہر طرف رحمت کی گھٹائیں ...نیں، ارض و سما کی محفل میں لولاک لما کا شور مچ گیا نوشیرواں کے محل میں شکست ...یا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے، یا آتشکدے بجھ گئے اور کائنات کے سرتاج ...کی آغوش میں لینے کیلئے پوری وسعت کے ساتھ زمین نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے ...پیدائش کسی قسم کی آلائش نہ نکلی بلکہ خوشبو سے گھر معطر ہو گیا اور آپ مختون ...پیدا ہوئے آپ کی ماں آمنہ نے آپ کا نام احمدؐ رکھا اور آپ کے دادا عبدالمطلب ...محمدؐ لوگوں نے تعجب سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے خاندان کے مروجہ ...ں کے خلاف یہ اوکھا نام کیوں رکھا؟ جواب دیا اس لئے کہ میرا پوتا دنیا بھر ...ستائش کا شایاں قرار پائے اور پوری کائنات انسانی سے خراج تحسین ...کرے انہیں کیا خبر تھی کہ میرا پوتا واقعی دنیا کا ممدوح ثابت ہوگا اور اس ...لت و شان کے سامنے ساری کائنات سرنگوں ہوگی یہ بات قدرت خود ...زبان سے کہلوا رہی تھی کہ ایک دن یہی بچہ آفتاب رسالت بنکر مطلع عالم پر ...فروز ہوگا اور ساری دنیا اس کی ثناخواں ہوگی۔

طفولیت شرفائے عرب کا دستور تھا کہ وہ اپنے بچوں کو دیہات و قریات میں پرورش کے لئے بھیجا کرتے تھے تاکہ بچوں کی تعلیم و تربیت ...الگ ہو ان کا مستقبل شاندار ہو۔ فصاحت و بلاغت کے جوہر پیدا ہوں ...صاف اور تازہ ہوا بچوں کی صحت و تندرستی کو قائم رکھے اور وہ مضبوط و ...دل چنانچہ اسی مقصد کے لئے ہر چھٹے مہینے دودھ پلانے والی انائیں آتی ...اور بچوں کے ماں باپ سے معاملہ کر کے ان کو اپنی ذمہ داری پر لیجایا کرتی ...اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاہلیت کا عرب بچوں کی تعلیم و تربیت میں ہم سے ...بہا بہتر تھا کیونکہ انکی نگاہ میں بچوں کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری چیز تھی ...عرب والوں نے یہ سبق عرب والوں ہی سے سیکھا ہے کہ ماں باپ کی غلط محبت ...کی ماسکا بچوں کے مستقبل میں حارج نہیں ہوتی کاش ہم بھی عرب جاہلیت ...ق حاصل کریں اور اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت میں اسی اہتمام سے کام لیں جس قوم کو

اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا خیال نہیں ہوتا اس قوم کا مستقبل تاریک اور تباہ کن ہے۔

غرض ابتداءً بعد ولادت سات روز تک ابولہب کی آزاد کردہ لونڈی ثویبہ نے آپکو دودھ پلایا، آٹھویں روز حسب دستور کے مطابق قوم ہوازن کے قبیلہ بنی سعد کی ایک خاتون حلیمہ کے حصہ میں کائنات کی یہ سب سے بڑی دولت آئی کس قدر خوش نصیب تھا ہوازن کا قبیلہ جس کے باغیچہ میں عرب کا بے نظیر پھول کھلا اور کیسی قسمت والی تھی حلیمہ جس نے دنیا کی بہترین ہستی اور خدا کی امانت کو پایا حلیمہ سعدیہ سال میں دو مرتبہ آپ کو مکہ میں لاکر آپ کی والدہ کو دکھا جاتی تھیں آپکے دو برس تک حلیمہ سعدیہ کا دودھ پیا اور دو برس تک ویسے رہے یعنی کل چار سال آپ کی زیر تربیت رہے۔

آپ کے چار رضاعی بہن بھائی تھے جن کے ساتھ آپ بیحد محبت کرتے تھے اور نہایت سلوک کے ساتھ رہتے تھے حلیمہ سعدیہ فرماتی ہیں کہ میں نے جو عجیب و غریب باتیں عقل و شعور اور سلیقہ و تمیز چھوٹی سی عمر میں آپ میں مشاہدہ کیا وہ کسی اور بچہ میں نہیں دیکھا تمام اطوار نہایت شائستہ تھے عادت زیادہ صفائی پسند تھے، بچوں کی طرح گرد و غبار میں نہیں کھیلتے تھے صاف زمین میں کھیلتے تھے، روتے بہت ہی کم تھے بچوں سے لڑنے جھگڑنے اور دنگہ فساد کرنے کی بالکل عادت نہ تھی ہر وقت ہشاش بشاش رہتے تھے اور دو وقت پر پیتے تھے اور اگر کسی بہن بھائی کو روتے دیکھتے تو خود بھی رو پڑتے تھے۔

کیسے خوش قسمت تھے ریگستان عرب کے صحرا، پہاڑ، گھروندے اور ندیاں جنھوں نے کائنات کے سرتاج کو آغوش حلیمہ میں کھیلتے کودتے اور چہکتے دیکھا معصومیت کے اس خوشنما طائر کی رنگین نوائیوں پر گلشن و صحرا جھوم جھوم جاتے تھے نیم عبداللہ جس وقت اپنے مبارک اور نازک منہ سے کچھ بات کرتے تھے تو بلبل چہک اٹھتے تھے چاند سے مکھڑے پر آفتاب و ماہتاب نثار ہو ہو جاتے تھے اور آپ کی پیاری پیاری باتیں لاہوتیوں تک کو وجد میں لاتی تھیں۔

واقعہ شق صدر آمنہ کے چاند کو ماں اور دادا سے بچھڑے ہوئے دو سال ہوچکے اب آپؐ کی رضاعت و تربیت کا زمانہ ختم ہو گیا اور حلیمہ اپنی خدمات پوری کر چکی تو رب کائنات کی اس بہترین امانت کو واپس کر دینے کا خیال آیا اندیشہ فراق درد بنکر دل میں بیٹھ گیا جدائی کے غم سے دل پر چوٹ لگی اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تاہم چار و ناچار سرکار دو عالم کو ساتھ لیکر مکہ کو روانہ ہو گئیں۔

آپ حلیمہ کے پاس چار سال رہے آخر کے دو سال میں بکریاں چرانے کی سنت انبیاء بھی ادا کی کسے خبر تھی کہ آج یہ جو آمنہ کا لال چھوٹی سی لکڑی اور چادر سی صورت لے چھوٹے بکریاں چرا رہا ہے کل کو یہی بچہ عالم کا سردار دنیا کا محسن اور روحانی دنیا کا پیشوائے اعظم بنے گا رحمت عالم ثابت ہوگا کفر کے سر بفلک برج پر پرچم دین لہرائیگا انسان پرستی کے علوم و رموز کو منکشف کر دیگا سارے جہاں پر ابر کرم برسائیگا اور انسانی قلوب و ارواح پر حکومت کریگا آپ ایکدن بنی سعد کے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بکریاں چرا رہے تھے کہ واقعہ شق صدر وقوع میں آیا اس واقعہ کو حضرت حلیمہ اس طرح بیان کرتی ہیں کہ:۔

ایک روز میرے دونوں بچے میرے پاس دوڑتے ہوئے آئے اور کہا کہ آج ہمارے قریشی بھائی پر جو کچھ گذری اس کو بیان کرتے ہوئے ہماری روح کانپتی ہے اتنے سنتے ہی میں پریشان ہو گئی اور پوچھا جلدی کہو میرے کلیجہ کے ٹکڑے پر کیا گذری؟ کہا کہ ہمارے قریشی بھائی کو دو سفید پوش آدمی پکڑ کر لے گئے اور ان کا سینہ چاک کر ڈالا میں اور میرا شوہر

دونوں اس مقام پر پہنچے دیکھا کہ آپ کا رنگ فق ہے میں نے دوڑ کر گلے سے لگا لیا اور حال دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ دو سفید پوش آدمی میرے پاس آئے اور مجھکو چت لٹاکر میرا سینہ چیر کر اس میں سے کوئی چیز نکال لی حضرت حلیمہ نے دیکھا تو آپ کے جسم پر کسی زخم اور خون کا نشان تک نہ پایا انہوں نے سمجھا کہ اس پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے آپ کو زیادہ دیر تک اپنے پاس رکھنا مناسب نہ سمجھا اور آپ کو ان کی والدہ کے پاس مکہ میں لاکر ساری کیفیت سنادی آپ کی والدہ نے یہ عجیب و غریب واقعہ سنکر فرمایا کہ نہیں کوئی فکر کی بات نہیں میرا بیٹا بڑا ہی عظیم الشان مرتبہ پانے والا اور غیر معمولی انسان بننے والا ہے یہ ہر آفت اور صدمات سے محفوظ رہے گا اور خود اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا کیونکہ جب یہ میرے پیٹ میں تھا تو میں نے بہت سی بشارتیں فرشتوں سے سنیں اور بہت سی عجیب و غریب کرامتیں دیکھی ہیں۔

شق صدر میں کیا حکمت تھی

شق صدر کا واقعہ صحیح مسلم اور سیرت ہشام میں اسی طرح مذکور ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کے سینہ کو چیر کر قلب کو نکالا اس میں سے میل معاصی کو نکال دیا اور پھر علم و ایمان سے اسے پر کرکے اپنی جگہ پر رکھدیا کیونکہ قلب ہی احوال نفس مخزن اسرار اور علوم و ادراکات کا محل ہے اس واقعہ پر چند محققین نے وجوہات ذیل کی بنا پر انکار کیا ہے۔

(۱) یہ واقعہ آپ کی صغر سنی میں پیش آیا جو معجزات میں سے ہے اور نبوت سے پہلے معجزات کا وقوع ناجائز ہے (۲) اجسام کے غسل سے معاصی کا ازالہ ناممکن ہے یعنی روحانی پاکیزگی میں غسل اجسام کو کوئی دخل نہیں (۳) اللہ تبارک و تعالیٰ کسی قلب میں اپنی علم و حکمت اور نور ایمان نہیں رکھتے بلکہ یہ چیزیں اپنی قدرت کاملہ سے اسمیں پیدا کر دیتے ہیں۔

حضرت امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں ان اعتراضات کا جواب یوں دیا ہے کہ ہمارے نزدیک قبل زمانہ بعثت معجزات کا وقوع جائز ہے جس کو ارہاص کہتے ہیں جس کی مثالیں بھی موجود ہیں دوسرے اور تیسرے اعتراض کے جواب میں فرماتے ہیں۔

فلا یبعد ان یکون حصول ذلک الدم الاسود الذی غسلوہ من قلب الرسول علیہ السلام علامۃ للقلب الذی یمیل الی المعاصی و یحجم عن الطاعات فاذا ازالوہ عنہ کان ذلک علامۃ لکون صاحبہ مواظبا علی الطاعات محترزا عن السیئات فکان ذلک کالعلامۃ للملائکۃ علی کون صاحبہ معصوما

اس میں کوئی بعید از عقل بات ہے کہ وہ سیاہ خون جو قلب رسول اللہ صلعم سے دھویا گیا وہ قلب کے معاصی کی طرف رغبت کرنے اور طاعات سے رکنے کی علامت ہو اور جب اس کا ازالہ کر دیا گیا تو وہ اس بات کی علامت ہو کہ صاحب شق صدر طاعات پر ہمیشگی کرنے والا اور سیئات سے محترز رہنے والا ہے اور یہ مانند ملائکہ کے اس بات کی علامت ہو کہ صاحب شق صدر گناہ سے معصوم ہے۔

حضرت امام صاحب نے اس کے علاوہ اور بھی وجوہات لکھی ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ چونکہ آپ جن و انس کی طرف رسول بناکر مبعوث کئے گئے تھے اس لئے اللہ پاک نے آپ کے قلب مبارک سے تمام ہموم و غموم اور تنگی و ضیق کو نکالدیا تاکہ آپ اپنی بعثت کے مقصد کو بوجہ احسن پورا کریں اور آپ کا ثقاہت دنیا اور کمال آخرت ظاہر ہو جائے بہرکیف واقعہ شق صدر آپ کی کمال روحانیت پر دلالت کرتا ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ اللہ پاک نے آپ کو بچپن ہی سے عبدیت کا کمال عطا کر دیا تھا تاکہ آپ ہر طرح گناہوں اور لغزشوں سے محفوظ رہیں۔

عبد المطلب کی سرپرستی و نگرانی

جب اس طرح قدرت کا ملہ نے آپ کے اندر وہ تمام خوبیاں ودیعت کر دیں جو ایک کامل انسان کیلئے ضروری ہیں تو کچھ دنوں اپنی والدہ کے پاس آ گئے اس کے بعد جبکہ آپ کی عمر چھ سال کی تھی آپ کو اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ جانے کا اتفاق ہوا جس وقت آپ کی والدہ مدینہ میں ایک ماہ رہکر واپس مکہ جا رہی تھیں تو ابواء میں آپ کا انتقال ہو گیا اور چھ سال کی عمر میں آپ کی والدہ بھی داغ مفارقت دے گئیں۔ آپ کی پرورش و نگرانی کا کام آپ کے دادا عبد المطلب نے اپنے ذمہ لیا دو برس تک آپ اپنے دادا کی حفاظت میں رہے ابھی آپ آٹھ سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ دادا بھی رخصت ہو گئے جب عبد المطلب کا جنازہ اٹھا تو آپ چشم پر آب جنازہ کے ہمراہ تھے عبد المطلب نے مرنے سے پہلے آپ کو اپنے بیٹے ابو طالب کی کفالت میں دیدیا تھا اور خاص طور پر وصیت کر دی تھی کہ ان کی ہر طرح نگرانی اور حفاظت رکھنا اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کرنا۔

ابو طالب آنحضرت صلعم کو اپنے بچوں سے زیادہ عزیز رکھتے تھے ایک لمحہ کیلئے بھی اپنی آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیتے تھے حتیٰ کہ رات کو بھی اپنے پاس سلاتے تھے۔

آپ کی طفولیت کا زمانہ نہایت ہی عجیب گزرا صاف طور پر نظر آتا تھا کہ گویا آپ کفر و معصیت کے خزف ریزوں میں ایک گوہر شب چراغ ہیں آپ کو لڑکوں کی صحبت اور لہو و لعب کی مجلسوں سے سخت نفرت تھی اور خلوت کو زیادہ پسند کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر رذیل خصلت اور خسیس عادت سے محفوظ و مامون رکھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ چند جوانان قریش کے ساتھ ایک شادی کی مجلس میں شریک ہونے پر مجبور کئے گئے جہاں رقص و سرود کا ہنگامہ بھی تھا آپ جانے کو چلے تو گئے مگر یکایک آپکو نیند آ گئی تمام رات اسی طرح سوتے رہے یہاں تک کہ صبح کو ہی آنکھ کھلی اور اس طرح آپ اس گناہ کی مجلس سے محفوظ رہے غرض آپ کا عہد طفولیت اتنا پاکیزہ اور شاندار گذرا ہے کہ کسی قسم کی کمزوری اور آلودگی کا سایہ تک بھی نہیں پایا جاتا آپ کی عمر غالباً سات برس کی تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کی دوبارہ تعمیر شروع کی بڑے بڑے سرداران قریش اس کام میں شریک تھے چنانچہ آپ بھی اس کام میں شریک ہو کر پتھر اٹھا اٹھا کر معماروں کو دیتے تھے آپ ایک تہبند باندھے ہوئے تھا جو چلنے پھرنے اور پتھر اٹھانے میں تکلیف دیتا تھا آپ کے چچا نے تہبند کا سرا پکڑ کر جھٹکا دیا اور آپ کو ننگا کر دیا اس اچانک واقعہ سے آپ کو اس قدر شرم و حیا دامنگیر ہوئی کہ فوراً بیہوش ہو گئے اور لوگوں کے سامنے ننگے ہونے سے بچ گئے۔ ابو طالب فرماتے ہیں لم ار منہ کذبۃ ولا ضحکا ولا جاہلیۃ ولا وقف مع الصبیان یعنی میں نے آپ کو جھوٹ بولتے ہنسی مذاق کرتے جاہلیت کا کام کرتے اور بازاری لڑکوں کے ساتھ میل جول رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا آپ کے اوصاف حمیدہ کا یہ نتیجہ تھا کہ عبد المطلب ابو طالب اور تمام قریش آپ کے گرویدہ اور عاشق تھے آپ میں نیکی اور پاکیزگی کے آثار ایسے نمایاں تھے کہ بحیرہ راہب نے ان میں علامات نبوت کو مشاہدہ کر کے آپ کو سوال ... سخت نفرت تھی کہاں تک کہ شمار کیجئے وقار ضبط نفس اور تحمل و بردباری کا مادہ آپ میں حد سے زیادہ تھا وہ تمام خوبیاں اور کمالات جو کسی کامل و اکمل انسان میں ہونی چاہئیں وہ آپ میں بچپن ہی سے تھیں کفر و معصیت کے دریا میں رہ کر دامن تر نہ ہونا اور بلکہ وحشی انسانوں میں رہتے ہوئے کسی آلودگی کے نزدیک تک نہ پھٹکنا کیا یہ زبردست دلیل ہے جو کہ دنیا کے تمام انسان نہیں توڑ سکتے کہ یتیم تھے اور بوجہ یتیمی کے آپکی تربیت اور اعمال و افعال میں کچھ عیوب و نقائص ضرور پیدا ہو جانے چاہیے تھے مگر تعجب ہو کہ آپ پر کسی برا اثر نہیں پڑا ہو آپ نے بچپن میں بکریاں چرائیں شغل

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

انبیاء پر فضیلت

کلی تمدن و معاد کے اصول و عمل کے مطابق نزول سے لیکر تا ایام میلاد رسول کریم صلی اللہ علیہ ... اس فلک نیلگوں کے زیر سایہ جتنی قومیں پیدا ہوئیں زندہ رہیں اور فنا ہو گئیں ان میں سے کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں گذری جس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ازدفعہ الٰہی ہادی یا مصلح مبعوث نہ کئے ہوں انہی ہادیوں اور ریفارمروں کو شریعت کی زبان میں نبی یا پیغمبر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو خدائے برتر و توانا کا مقبول و محبوب بندہ نہ ہو اور جسے مسلمان عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہوں چونکہ یہ سبھی سب اسرار الٰہیہ کے واقف و حامل تھے یا کم از کم خدائے بزرگ کی اداشناسی کا ملکہ رکھتے تھے اس لئے ان میں سے ہر ایک نے سرور انبیاء کی بعثت کے لئے دعائیں بھی مانگیں آرزوئیں بھی کیں اور پیشینگوئیاں بھی فرمائیں۔ پڑھ جانیے اس دور کے دنیوی آئین ہی پر نظر ڈالئے وہ کونسا نظام اور دستور ہے جس کا کوئی سربراہ اور رہبر نہ ہو۔ پارلیمنٹ ہو سینٹ ہو، ٹائیں ہو، ڈسٹرکٹ ہو یا میونسپل کونسل ہو ہر جگہ آپ کو اس کا سر دھرا نظر آئے گا جماعتوں اور فرقوں میں بھی یہی چیز برابر نظر آتی ہے اور کوئی طبقہ اور کوئی قوم بھی ایسی نہ دکھائی دیگی جس میں کوئی قائد اور رہبر و سرکار نہ ہو یہی اصول جماعت انبیاء پر بھی موثر ہے اور اسی کے ماتحت ضرورت تھی کہ ان کا بھی کوئی سردار پیدا ہو چنانچہ ان کی سرداری کا شرف و افتخار رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے حصہ میں آیا اور اس خلعت سے حضور کو سرفراز فرمائے گئے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کس عظمت و شان کے نبی گذرے ہیں مگر آپ نے بھی دعا مانگی ہے کہ اے پروردگار آل اسمٰعیل میں سے ایک پیغمبر (محمدؐ) مبعوث کر جو افراد انسانی کو تیری نشانیوں اور عظمتوں سے واقف کرے انھیں کتاب و حکمت کا درس دے اور شرک کی آلائشوں سے پاک۔ بیشک اے مالک تو ہی سب سے زبردست اور تدبر کا مالک ہے ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیٰتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم انک انت العزیز الحکیم۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر پیشگوئی کرتے ہیں کہ میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں کہ میرے بعد ایک اور پیغمبر پیدا ہوگا اور اس کا نام احمد ہوگا ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اسی طرح زبور و توریت اور دیگر صحائف دینی مذہبی میں حضور سرور کائنات کی سرداری و بعثت کے متعلق بشارتیں موجود ہیں اور تعیں ہر کوئی ان کتابوں کے اوراق میں دیکھ اور پڑھ سکتا تھا۔

رحمت عالم

قرآن کریم میں خدائے قدوس فرماتا ہے کہ جو افراد بھی ایمان لے آئے ہیں رسول ان کے حق میں ایک رحمت ہے ورحمۃ للذین اٰمنوا منکم وہ اللہ کا رسول اور سب سے آخری نبی ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور میرے اور تمہارے درمیان وہ تنہا گواہ ہے اور اسی کی شہادت کلی کافی ہے کفٰی بہ شھیدا بینی وبینکم پھر آپ کی فضیلت کے متعلق ارشاد ہوتا ہے ہم ہی نے ان رسولوں میں درجات مقرر کر دیئے ہیں اور بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور بعض کے درجے بلند کر دیئے ہیں تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجٰت ایک اور جگہ فرمایا کہ مجھے

تیرے ذکر کو بلند کیا ورفعنا لک ذکرک بندوں کو مخاطب کر کے ارشاد ہوتا ہے ہم نے تمہاری ہدایت و بہتری کے لئے تم ہی میں سے رسول مبعوث کیا جس کی یہ حالت ہے کہ اگر تم پر کچھ مصائب نازل ہوتے ہیں تو ان کی تکلیف و اذیت وہ اپنے قلب کے اندر محسوس کرتا ہے اور ہر وقت تمہاری بھلائی کا خواہشمند رہتا ہے اور مومنوں پر تو وہ مہربان اور بہت ہی رحم کرنیوالا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم اور سمجھئے کیا ہو یہ تو دنیا اور دنیا کی قوموں کے لئے سراپا رحمت ہے وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین کتنا بڑا احسان ہے رب قدیر کا کہ نہ ہم معصیت کاروں اور گناہگاروں پر بھی کرم کرتا ہے نوازتا ہے اور ہماری ہدایت و رہبری کے لئے اپنے رسول کو بھیجتا ہے اور بھیجتا بھی ہے تو رحمت بنا کر ہمدردی و کرم کا مجسمہ بنا کر اس سے بڑھکر اس کی بندہ نوازی کا کرشمہ اور کیا ہو سکتا ہے۔

امتیازی شان کرم

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی جالت شان اور عظمت و تب مسلم ہے حضرت نوح علیہ السلام نو سو برس کی عمر پاتے ہیں برابر مصروف تبلیغ رہتے ہیں مگر آخر میں نظر یہ آتا ہے کہ خود آپ کا لخت جگر اور نور چشم غیر موثر رہتا ہے آپ کی نصیحت پر عمل نہیں کرتا اور کفار کے ساتھ غرق ہوتا ہے دوسرے آپ خود اپنی قوم کی سرکشیوں سے تنگ آکر قہر و جلال ربانی کو قوم کے لئے دعوت دیتے سیلاب آتا ہے اور آپ کی قوم کی قوم اس میں غرق ہو جاتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام ۱۲۰ سال کی عمر پاتے ہیں مدتوں رشد و ہدایت کے درس دیتے رہتے ہیں مگر ذرا نظروں سے اوجھل ہوتے ہیں اور قوم گوسالہ پرستی اور ناشکری میں مبتلا ہو جاتی ہے فرعون سے بچا کر نکالے ہیں اپنی قوم کو لیکر نکلتے ہیں فرعون بھی پیچھے دریا میں پھنس جاتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی منت سماجت کرتا ہے معافی مانگتا ہے مگر آپ نہیں بخشتے اور فرعون اپنی سپاہ سمیت غرق اور ذلیل ہوتا ہے پھر ان کی تبلیغی سرگرمیوں اور جدوجہد پر نظر ڈالئے بلا مبالغہ اپنی تمام عمر انہاک کار میں گذار دیں مگر کوئی قابل ذکر ترقی و کامرانی نصیب نہیں ہوئی اور ان کا دائرہ کار عمل محدود ہی رہا علاوہ ازیں تمام انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات پر غور کر جائیے ان میں کچھ شبہ اخلاقی جذبہ پر زیر سے اور ربانی جلوے نظر آئینگے مگر وہ شان اکملیت اور عالمگیری ہرگز نہ دکھائی دیگی جو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تعلیمات اسلام میں مضمر ہے اور یہ کس طرح سکتی تھی یہ سب وقتی اور ہنگامی چیزیں تھیں زمانہ اور وقت کا جو اقتضا تھا وہی ان انبیاء میں عکس نظر آتا ہے والہیت و تقید تشنتی میں بھی آپکو ہر جگہ نمایاں فرق نظر آئیگا جہاں حضرت بار بار بےچین اور نافرمانی کا اظہار کرتے ہیں یہی حضرت عیسیٰ کو بتلائے مصائب دیکھکر تڑپ بھی نہیں سکتے حضرت ابراہیم خلیل اللہ بیکسی میں سارا زمانہ بسر کر دیتے ہیں حضرت یحییٰ کے اعزا کمک سب سے پھر جاتے ہیں حضرت زکریا کو شہید کر دیا جاتا ہے اور کسی طرف سے مدد نہیں پہنچتی

اسلامیوں کی انتہا عقیدت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب ابوجہل عتبہ اور شیبہ تلواریں سونت کر حملہ آور ہوتے ہیں تو ایک طرف سے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ آگے بڑھتے ہیں اور ان تلوار و تیر کے وار کو اپنے ہاتھ اور سینوں پر لیتے ہیں دوسری طرف حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ نکلتے ہیں اور خود زخم کھا کر آپ کو بچاتے ہیں تیسری طرف سے انصار دوڑتے ہیں اور آپ کو حلقہ میں لے لیتے ہیں یہ حیثیت و الوہیت آپ کو شیدایان رسول کے سوا اور کہیں نظر نہ آئیگی کہ ہجرت ہوتی ہے یہاں حضرت علیؓ آپکی

سو انصار آپ پر جان نچھاور کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں تا مخلصانہ تبلیغ میں تمام مسلمان آپ پر
اپنی جانیں قربان کرتے رہتے ہیں اور کسی موقعہ اور کسی منزل پر بھی آپ کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔
معجزات کی یہ حالت ہو کہ جہاں ہر نبی کو جداگانہ معجزہ منفرداً فرداً اقتضائے زمانہ کے
مطابق عطا کئے گئے وہاں ہمارے آقا و مولا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ سب بحیثیت
مجموعی عطا ہوئے اور انفرادی شان بھی قائم رکھی گئی۔ معجزات انبیا میں رب قدیر نے یہ خصوصیت
رکھی تھی کہ جس زمانہ میں جس خصوصیت کو سب سے اہم سمجھا جاتا تھا اس زمانہ کا نبی اسی خصوصیت
کو لیکر مبعوث ہوتا تھا مثلاً حضرت سلیمانؑ کے زمانہ میں بادشاہی ایک مافوق الفطرت سمجھی جاتی
تھی چنانچہ آپ کو بھی اسی صفت سے متصف کیا گیا اس حد تک کہ جنہ اور ہوا تک پر آپکو
اقتدار عطا ہوا۔ حضرت داؤدؑ کے زمانہ میں جس کسی کو لحن و صوت کی آسائشیں عطا ہوتی تھیں
وہ ایک عجیب اور قابل قدر ہستی سمجھی جاتی تھی چنانچہ آپ کو بھی یہی چیز عطا ہوئی اس انتہا
تک کہ جب آپ زبور پڑھتے تھے تو پرندے اور حیوانات تک محو ہو جاتے تھے اور لوہا آپکے
ہاتھوں میں آتے ہی موم ہو جاتا تھا۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں جادوگروں کو بہت بڑی اہمیت
حاصل ہوتی تھی چنانچہ آپ کو یدِ بیضا کے ساتھ عصا بھی عطا ہوا جس سے آپ ہر وہ کام لے سکتے
تھے جس سے جادوگر بھی عاجز آ جاتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ کے وقت میں عظیم و جلیل الشان
وہی سمجھا جاتا تھا جس کی تخلیق مافوق الفطرت طریق پر ہوئی ہو اور ان کی مائیں انسانوں
کے بجائے دیوتاؤں سے حاملہ ہوئی ہوں سکندر اعظم کے متعلق بھی یہی شہرہ تھا حضرت
عیسیٰؑ پیدا ہوتے ہیں تو بن باپ کے تاکہ ان کی پیدائش کی یہ نوعیت اس زمانہ کی اقوام
کے قلوب میں ان کی عظمت قائم کرے یونانی حکمت و طب کا ستارہ بھی عروج پر تھا یہی وجہ
تھی کہ آپ کو یہ معجزہ عطا ہوا کہ جس بیمار و مریض کو ہاتھ لگا دیں صحت یاب ہو جائے حتیٰ کہ مردوں
تک کو آپ زندہ کر دیتے تھے۔

ہمارے رسول کریمؐ کے زمانہ میں عرب کے اندر زباندانی اور خطابت کو بہت عظیم سمجھا جاتا تھا
آپ پیدا ہوئے تو عرب کے بولی کے خاندان میں اور شیوخ کے گھرانے میں کہ اس طرح عام
بچوں میں آپ کی وقعت قائم کرنی مقصود تھی اس کے بعد فصاحت و زباندانی میں آپکو
وہ کمال عطا ہوا کہ لوگ انگشت بدنداں رہ گئے پڑھے لکھے کچھ نہیں مگر فصاحت و بلاغت میں
سب سے زیادہ پھر جب قرآن کریم کا نزول ہوتا ہے تو سارے عرب میں تہلکہ پڑ جاتا ہے اور
بڑے بڑے فصحا ششدر رہ جاتے ہیں۔ مکہ معظمہ میں یہ دستور تھا کہ جن لوگوں کو اپنے
کلام میں اصلاح کرانی مقصود ہوتی تھی وہ شیخ وقت کعبہ شریف کی دیوار پر آویزاں
کر آتے تھے اس وقت میں ایک عرب بہت بڑا اور مسلم فصیح سمجھا جاتا تھا وہ صبح اٹھکر آتا اور جن
کی اصلاح کر کے چلا جاتا اسے اپنی فصاحت و بلاغت میں بڑا کمال اور اس پر بڑا غرہ تھا
اور عرب فصحا نے اسے کیا کیا سمجھتے تھے ایک صحابی کو جو شوخی سوجھی تو انہوں نے سورہ کوثر
شریف جو صرف یک سطری سورۃ ہے لکھکر شب کو اسی جگہ آویزاں کر دی کہ یہ بہت بڑا استاد
نظر آتا ہے دیکھیں اس کی بڑی دھوم ہے لاؤ اسے زچ کریں اور دیکھیں کہ یہ کلام الٰہی کی سلم
فصاحت میں کیا شوشہ آرائی کرتا ہے صبح کو جب اس استاد نے اس کلام کو دیکھا تو مبہوت ہو
گیا مختصر کلام مختصر فقرے اور مختصر الفاظ ایک لفظ کو اٹھاتا ہے کہ پھر اس پر صاد بنا دیتا ہے
یہ سرا الکتاب ہے اور پھر کاٹ دیتا ہے جس لفظ کو نکالتا ہے کلام کی مدح نکل جاتی ہے اسے
یہ کمال حاصل کہ غلطی ڈھونڈ نکالے اور وہاں کلام اس سے بالا تر جب مجبور ہو گیا تو اس پر یہ لکھ
ملا گیا کہ ماھذا کلام البشر یعنی یہ کلام کسی انسان کا نہیں انسان کا ہوتا تو میں اس میں ضرور
اصلاح کر سکتا۔ سمجھ تو گیا لیکن تعصب کی شدت نے اسے "خدا کا کلام" نہ لکھنے دیا اور صرف

مکارم اخلاق سے بحث کرنے پر اکتفا کی۔

اخلاقی مکارم

آپ کے اخلاق و مکارم بھی خود ایک معجزہ کی حیثیت رکھتے تھے بڑے
بڑے جلیل القدر انبیا کی یہ حالت تھی اور یہی ہے کہ آنحضرت اپنی قوموں
کی سنگدلی اور گمراہی سے بیزار ہو کر ان کی بربادی کے لئے دعائیں بھی کی ہیں اور ان کی معصیت
کے مظاہر خود ربّ العالمین دیکھے ہیں جیسا کہ ہم اس مضمون میں کسی جگہ اشارہ بھی کر چکے ہیں
لیکن آپ کی یہ حالت رہی ہے کہ آپ نے کبھی اپنے جانی دشمنوں کے لئے بھی بد دعا نہیں کی۔ لو
جب کبھی ہجوم مصائب سے تنگ ہو کر آپ پر بد دعا کے لئے مستمندانہ زور بھی ڈالا گیا ہے
تو آپ نے یہی فرمایا ہے کہ میں بد دعا کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ دنیا کیلئے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔
پھر "رحمۃ للعالمین" کا یہ کس قدر عظیم الشان اور شاندار مظاہرہ ہے کہ اس وقت جبکہ
پوری دنیا مصائب و آلام کے چنگل میں گرفتار تھی اور صد ہزار توہمات و رسوم میں پھنسی ہوئی
اپنی ہستی تباہ کر رہی تھی قوموں کے اندر خود قوموں کو مٹانے اور مذاہب کے اندر مذاہب
کو رسوا کرنے اور مذہب والوں کو ستانے والے موجود تھے اور علم و عقل آزادی ضمیر
آزادی عمل پر گوناگوں پابندیاں عائد تھیں عورتوں کی حالت غلاموں سے اور غلاموں کی
زندگی حیوانوں سے بدتر تھی جہالت تھی اور پوری کائنات۔ و انسانیت پر افسردگی چھائی ہوئی
تھی آپ نے "ھو اللہ احد ھو اللہ الواحد القھار" کے نعرے بلند کئے اور اسے ایک خدا
ایسی اور عقوبت و آلام سے نجات دلائی۔ دنیا والوں کو پہلی مرتبہ مساوات کے نام سے
روشناس کیا پہلی بار تعلیم و تعلم کو آزادی نصیب ہوئی پہلی دفعہ عورتوں نے خود کو انسان
محسوس کیا پہلی بار انسانیت کے کانوں میں یہ پڑی کہ عدل و انصاف میں کسی بڑے
چھوٹے اور یگانے بیگانے کا امتیاز معصیت عظیم ہے سب سے پہلے یہ صدا بلند ہوئی کہ تمام
پیشوایان مذاہب عزت کے مستحق ہیں اور جملہ مذاہب میں نیکیوں کا ذخیرہ موجود ہے
اور صرف ایک خدا ہی ایک معبود ہی اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کے
آستانہ عالیہ پر سر جھکایا جائے۔

عرب کن لغویات میں پھنسا ہوا تھا یورپ میں جہالت و ظلم کی کیسی آندھیاں چل رہی تھیں
افریقہ میں کس طرح انسان حیوانوں اور ڈھوروں کے گلے بنے ہوئے تھے ارض ہند پر کفر و
امتیاز کے کتنے طوفان برپا تھے چین و ترکستان میں کس طرح انسان انسان کو کھائے
جاتا تھا جمہوریت کا نام بھی کسی کان میں نہ پڑا تھا پھر یہ انقلاب عظیم کس طرح ہوا اور ہوا تو
کیا اس انقلاب کو رحمت للعالمین کے ایک کرشمہ قدرت کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے وہ خطہ
جہاں گیلیلیو جیسا محقق محض زمین کو گول بتانے کے جرم میں جلایا جاتا ہے وہ ملک
جہاں علم محض پادریوں اور برہمنوں کی میراث بن کر رہ جاتا ہے۔ وہ علاقے جہاں انسان انسان
پر لعنت تکفیر کر رہے تھے اسلام کی روشنی سے یکایک منور ہو جاتے ہیں اسے آپ رحمتِ عالم
کا اعجوبہ کمال نہ کہیں گے تو اور کیا کہیں گے۔ اس وقت دنیا مدنیت و تہذیب میں کتنے مراحل
ارتقا طے کر چکی ہے مگر کیا کوئی اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر کہہ سکتا ہے کہ یہ سب حضور رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات ہی کی لعنائیاں نہیں۔ یورپ کو کس نے اس قابل کیا
کہ وہ دنیا میں سرفروشی کی زندگی بسر کرے جمہوریت کا مدعی زمانہ کی زبان پر کس کی بدولت
آیا مساوات و حریت کے سبق کس کے سکھائے ہوئے ہیں۔ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے غلاموں ہی نے اصیح درس نہیں دیئے کیا وہ اسلام کے پیرو ہی نہیں تھے جو عرب سے نکل کر
ہسپانیہ کے میدان میں پہنچے اور مغرب کے استاد بنے انہیں آئین دنیاداری اور طریق جہانبانی
سکھانے والے اسلام سے پیشتر جمہوریت کا نام بھی کسی نے نہ سنا تھا اکثر حکمران توحید سے پہلے دنیا مساوات
کے نام سے ہی نا آشنا تھی آج کہنے کو کوئی کچھ کہہ لے لیکن حقیقت ہر حال میں حقیقت ہی رہے
گی۔ یورپ میں فاضل پروفیسر باسورتھ اسمتھ کو بھی آخر یہ کہنا پڑا کہ اگر یہ پوچھا جائے کہ کل دنیا کو سب سے زیادہ فائدہ مسیحیت سے پہنچا یا اسلام سے تو کہنا پڑے گا کہ اسلام سے
تا قلیل عرصہ میں تمام تاریکیاں فنا کر دیں جنکو مسلمان مٹا کر گئے تھے اور اب کیا حال ہے کہ وہ ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔

مُرادیں غریبوں کی بَر لانے والا

دنیا پر نبی کریم کا سایۂ شفقت

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ذات اقدس غربت زدوں اور ناداروں کے لئے سب سے بڑا سہارا اور سب سے بڑی نعمت تھی حالانکہ افلاس اتنی بُری بلا ہے کہ اپنے گوشت پوست اور عزیز و اقارب بھی اس عالم میں ساتھ چھوڑ دیتے ہیں امداد کرنا اور کام آنا تو کجا کوئی غریب سے بات بھی گوارا نہیں کرتا اس لئے کہ اسے ایک ادنیٰ مخلوق سمجھا جاتا ہے اس سے کسی کی کوئی غرض وابستہ نہیں ہوتی اور نہ اس سے کوئی کام پڑنے اور کام نکلنے کا بظاہر کوئی امکان ہوتا ہے وہ دور تو پھر قدیم دور تھا آپ اس تہذیب و مدنیت کے مزعومہ زمانہ ہی کے تیور دیکھ اور افلاس کو نہ ہندوستان کو چھوڑ کر ربع مسکوں کے اس خطہ پر پرواز کر دو جو اس وقت سب سے زیادہ زردار اور سب سے زیادہ گہوارہ خطہ کہا جاتا ہے اور وہاں بلا مبالغہ زر و سیم اور گوہر و جواہر کے سیلاب امڈے پڑے ہوئے ہیں یعنی امریکہ اور یورپ۔ وہاں آپ کو غریب بندگان خدا کی یہ حالت نظر آنے لگی کہ گندے مکانوں اور کوڑے سے اٹے ہوئے کوچوں میں ان پر قیامت ہو گی بھوک اور پیاس ستا رہی ہو گی مگر کوئی ان کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھے گا گیس کے ہنڈولوں اور بجلی کے قمقموں کی روشنی میں صد ہا غریب اور فلاکت زدہ مر رہے ہوں گے اور کوئی انہیں گڈ ایوننگ کہنے اور سہارا دینے والا نظر نہ آئیگا۔

بلاشبہ وہاں کے امراء و روساء لاکھوں روپیہ ہسپتالوں اور غریب خانوں کی امداد پر خرچ کرتے رہتے ہیں ان کی تعلیم و تربیت کے لئے بھی بندوبست کئے جاتے ہیں مگر یہ سب کچھ امداد کے بندوں کی امداد کے لئے نہیں بلکہ حصول شہرت اور نام آوری کے لئے ہوتا ہے یہ حالت دیکھی گئی ہے کہ غیر تو پھر غیر رہے انہیں تو پھر بعد کو ہی احساس ہوتا ہے اپنوں کی یہ حالت ہے کہ ایک غریب بھائی پڑوس میں رہتا ہے برسوں خبر ہی نہیں ہوتی کہ وہ مر گیا یا جیتا ہے اس نے کچھ کھایا بھی یا نہیں اس کی اچھی گذرتی ہے یا بُری وہاں تو محض دولت کی اور غرض کی پرستش ہے پاس پیسہ ہے تو سرکار میں دربار میں اپنوں میں پرایوں میں سب میں پرستش عزت ہے خاطر داری ہے یہ نہیں تو کسی کا خیال بھی اس کی طرف منتقل نہیں ہوتا آپ نے ان مزدوروں کی حمایت و امداد کے چرچے سنے رہتے ہیں لیکن اس حمایت و امداد میں خلوص کے جذبہ کو کوئی دخل نہیں انہوں نے مجبور ہو کر اور سرمایہ داروں کے ظلم و تشدد سے تنگ آکر اپنی قوتوں کی تنظیم کر لی اپنی انجمنیں بنالیں باہم اتفاق کر لیا اور ایک قوت بن گئے اس لئے سب کو اپنے بچاؤ کی پڑ گئی اور وہ ان کی مصیبت کی تلافی کے لئے نہیں بلکہ اپنے نقصان کے اندیشے سے ان کی طرف مائل ہوئے۔

کمزوروں کی حمایت

دنیا میں ہر جگہ یہی صورت ہے کمزور اور غریب کا کوئی حامی نہیں جمعیت اقوام کمزوروں اور ضعیفوں کی حمایت کی سب سے بڑی مقتدر اور علمبردار انجمن ہے کسی کمزور کا معاملہ آجائے تو ڈٹ کر کھڑی ہو جاتی ہے ایران اور برطانیہ کے معاملہ میں ایران ہی کو دبالی آنکھیں دکھاتی رہی موصل اور عراق کے معاملہ میں ترکی ہی پر مزید ظلم اور جنگ و جدال کی دھمکیاں دی گئیں اب چین اور جاپان کا مسئلہ سامنے آیا تو ساری قلعی کھل گئی اس کی اپنی روح چین کی حمایت میں تھی مگر جب جاپان نے خائف بتلائی تو یہ دب کر بیٹھ گئی دنیا کی وہ بڑی بڑی سلطنتیں اور ان کی دوامیاں جو بزعم خود ایک جمعیت کی حمایت میں آگ اور خون کے سمندر میں کودنے اور موت کے لئے آمادہ ہو گئی تھیں سب خاموش بیٹھی ہیں اور کوئی چین کی امداد کو آگے نہیں بڑھتی مگر کمزوروں کی حمایت و امداد ہی کا جذبہ انجمن کی حمایت اور جنگ کی صورت اختیار کر گیا تھا تو اب جاپان کے مقابلہ پر خم ٹھونک کر آنے میں اسے کیا باک ہے چین غریب ہے اور جاپان امیر امیر کے لئے یا اپنی کوئی غرض ہوتی تو اس کے لئے برطانیہ و فرانس دونوں میدان میں آسکتے تھے لیکن چین کی خاطر کون مرے اور کون اپنا نقصان کرے دور نہ جائیے ہندوستان کی حالت پر ہی غور کر لیجئے ساہوکار و مہاجن امیر ہیں ان کی امداد کے لئے ہندو مہاسبھا کانگریس اور حکومت سب کمربستہ ہیں اور غریب مزارعین کی حمایت کا جذبہ کسی کے قلب کو نہیں تڑپاتا۔ سلطنت ہندو ہے کو طاقتور سمجھ کر اس کی خاطرداری کے لئے ہر وقت آمادہ کار رہتی ہے مگر مسلمانوں کے حقوق کی اسے چنداں پرواہ نہیں عام حالات یہ ہیں کہ امیر و غریب دو جداگانہ مخلوق اور دو علیحدہ طبقے خیال کئے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے معاشرتی طور پر بالکل علیحدہ ہو کر رہ گیا ہے پڑوس میں غریب رہتا ہے ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب سے تعلق رکھتا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر یہ دیکھا گیا ہے کہ باہم خون کا رشتہ بھی قائم ہے مگر اس کی مرگ و زیست کی بھی خبر نہیں لی جاتی امیر کے جنازہ میں آپ کو ہزار ہا نظر آئینگے مگر کسی غریب کے جنازہ کے ساتھ آپ کو کوئی محلہ کا تو ایک طرف پڑوسی کا رئیس بھی نہ دکھائی دیگا امراء و روساء نے مساجد میں جانا اور وہاں نماز پڑھنا اسی لئے ترک کر دیا ہے کہ وہاں غرباء کی کثرت ہوتی ہے اور ان کی معیت و صحبت ان کی شان امارت کے منافی ہے شہرت کے لئے عزت کے لئے لاکھوں خرچ کر دیئے جائینگے انجمنوں اور امدادی اداروں میں ناموری کے لئے دن تھیلیوں کے منہ کھلے رہیں گے ممبریوں اور خطابوں کے لئے ہزار ہا اڑا دیئے جائینگے مگر بہت کم ایسے قدسی نفس بزرگ ملیں گے جن کے قلوب میں غرباء کا حقیقی درد ہو اور جو یتامیٰ اور غرباء کا صحیح درد رکھتے ہوں اور ان کی امداد و اعانت کو حقیقی عزت اور حقیقی شہرت کا ذریعہ سمجھتے ہوں۔

ابر کرم کی بارش

خدائے تبارک و تعالیٰ اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مسلمانوں کو اس ضمن میں صحیح راستہ دکھایا تھا جسے چھوڑ کر وہ اس وقت بربادی و تباہی کے غار میں پڑے ہوئے ہیں رسول کریم کی یہ شان تھی کہ آپ کا ابر کرم دشت و جبل پر یکساں برستا تھا اور جن پر جتنی مصیبت ہوتی تھی اس کی امداد کا اتنا ہی جذبہ اشتداد پاتا تھا آپ غرباء اور کمزوروں کی اعانت کو جو اہمیت دیتے تھے اتنی کہ اپنے اہل و عیال تک کی ان کے مقابلے میں پرواہ نہ کرتے تھے۔

خود آپ کی چہیتی اور محبوب بیٹی حضرت خاتون جنت بی بی فاطمہ زہرا کی عسرت و تنگدستی کا یہ حال تھا کہ خود اپنے مقدس اور نازک ہاتھوں سے چکیاں پیستی تھیں خود ہی مشک سے پانی بھر کر لاتی تھیں جس سے سینہ مبارک پر نیل پڑ گئے تھے کوئی خادمہ .... بنت رسول اللہ کے گھر میں نہ تھی ایک دن آپ خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں مگر جاتی تھیں حیا و ادب سے عرض نہ کر سکیں جناب امیر نے آپ کی جانب سے عرض کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں لائی گئی ہیں ان میں سے ایک کنیز عطا کی جائے رحمۃ للعالمین فرماتے ہیں ابھی تو میں اصحاب صفہ کا بھی انتظام نہیں کر سکا جب تک ان کا بندوبست نہ ہو لے میں اور طرف توجہ نہیں کر سکتا ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی تنگدستی اور تکلیف کا ذکر کر کے ایک کنیز ملنے کی درخواست کی جس پر ارشاد ہوا کہ بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست

کر چلے ہیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے حضور اقدس سے کسی امر کی درخواست کی ارشاد فرمایا یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تم کو دوں اور اہل صفہ کو اس حال میں چھوڑ دوں کہ وہ بھوک سے اپنے پیٹ پیٹتے پھریں۔ اخلاق سیرت آپ کی پدرانہ محبت و شفقت کے شاہد ہیں مثلاً سے آپ کو عاشقانہ محبت تھی جب آپ تشریف لاتیں تو آپ فرط محبت سے کھڑے ہو جاتے پیشانی کو بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ بٹھاتے حضرت علیؓ سے بیاہی ہوئی تھیں مگر محبت و شفقت ہی آپ کی غربا پروری کے جذبہ کو پابند نہ کر سکی اصحاب صفہ کی جو ایک مفلس اور نادار جماعت تھی جن کے پاس نہ پہننے کو کپڑا تھا اور نہ کھانے کو گرد احاجت روائی کو ہمیشہ مقدم سمجھتے رہے کیا دنیا کے کسی مذہب میں کسی پیشوا کی سیرت اتنی شاندار روایات کی حامل ہو سکتی ہے اور کسی نے اپنوں کو چھوڑ کر غربا پروری کے ایسے عدیم المثال مظاہر پیش کئے ہیں۔

غربا اور مفلسوں کے ساتھ آپ اس قدر رحمت و شفقت کے ساتھ پیش آتے تھے کہ بیت دنیوی کی محرومی ان کے قلوب کو کوئی صدمہ نہ پہنچنے دیتی تھی صرف ایک بار اور وہ بھی مصلحتاً آپ سے ایک عمل اس کے خلاف ظہور پذیر ہو گیا اللہ تعالیٰ خالق اور رحیم و رحمٰن ہے اسے اپنے بندوں کا خیال ہر ذی روح اور ہر انسان سے زیادہ ہے اور ہونا چاہیے بارگاہ احدیت کو یہ مصلحت بھی ناگوار گذری اور فوراً اس پر باز پرس ہوئی بات اتنی تھی کہ آپ کے پاس چند عمائد قریش بیٹھے تھے جنھیں آپ دعوت اسلام دے رہے تھے خیال تھا کہ اگر یہ اسلام لے آئے تو اس سے بڑی تقویت حاصل ہو جائیگی اتفاق امر کہ اسی وقت ایک صاحب عبداللہ بن مکتوم جو آنکھوں سے معذور اور بہت غریب تھے دربار میں آموجود ہوئے اور وہ بھی گفتگو کرنے لگے رؤسا قریش کو یہ برابری ناگوار گذری کیونکہ یہ کبر و نخوت کے بندے تھے آپ نے ابن مکتوم کی طرف سے توجہ ہٹالی اور انہی سے مصروف گفتگو رہے اس پر سورہ عبس نازل ہوا اور اس امتیاز پر یہ ارشاد باری ہوا کہ:۔

" پیغمبر نے ترش روئی برتی اور اپنے پاس ایک غریب اندھے کو دیکھکر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اے پیغمبر! تجھے کیا خبر کہ تیری باتوں سے وہ اندھا پاک ہو جاتا یا تو اسے نصیحت کرتا تو اس سے نفع پہنچ جاتا جو بے پروا ہی سے کام لیتا ہے اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے آخر اس میں تیرا کیا نقصان ہے کہ یہ عمائد قریش اپنی ناپاکی پر رہیں اور پاک نہ ہوں۔ جو تیرے پاس دوڑا آتا ہے اور وہ خدا سے بھی ڈرتا ہے تو اس سے بے اعتنائی برتتا ہے نہیں ہرگز ایسا نہ کر دیہ نصیحت اور تعلیم عام ہے جو چاہے اسے قبول کرے اور نہ چاہے قبول نہ کرے۔"

اس سے خدائے جل جلالہ کی شان رحمانیت کا کیا دل افروز نظارہ نگاہوں کے سامنے آتا ہے ایک وہ ہی اور محروم جسے اپنے اندھوں اور اپاہجوں کی بھی دل شکنی گوارا نہیں اور ایک ہم ہیں کہ غرور و نخوت کے بندے بنے ہوئے اپنے لئے آپ جہنم کی آگ سلگا رہے ہیں جب وہ معبود برحق اپنے پیارے اور محبوب پیغمبر کی معمولی بے اعتنائی کو گوارا نہ کر سکا تو ہمارے گمراہیوں اور رعونتوں کو وہ کب بخشنے والا ہے قرآن کریم نے سب کچھ بتا دیا اعتبار مگر کتنی بدبختی ہے کہ ہم پھر بھی غفلت کی شیطانی گھاٹیوں میں پڑے ہوئے ہیں اور خدا کی اپنی ہی جیسی مخلوق کو ذلیل و خوار سمجھکر اس سے بچتے اور یہ ہے کہ اس کی تکالیف و آلام کی طرف سے بھی بے پرواہ رہتے ہیں۔

نثاران اسلام یہ غربا اور مفلس ہی تھے جو سب سے پہلے جاں نثاران اسلام بنے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب انھیں حرم شریف میں نماز پڑھنے تشریف لیجایا کرتے تھے تو رؤسا قریش ان کی ظاہری بدحیثیتی کو دیکھکر استہزاءً کہا کرتے تھے اھولاء من اللہ علیہم من بیننا یعنی یہی وہ لوگ ہیں خدا نے ہم لوگوں کو چھوڑ کر جن پر احسان کیا ہے لیکن بہت جلد انھوں نے دیکھ لیا کہ ان غریبوں ہی نے تعلیمات اسلام کے انوار اپنے سینے میں جذب کر کے قیصر و کسریٰ کے تخت الٹ دیئے اور امیر الامیر بنے۔ حضرت سعد بن وقاصؓ کے مزاج میں کسی قدر تعلی تھی اور آپ خود کو غریبوں سے بالاتر سمجھتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یاد رکھو تمہیں جو روزی اور نصرت نصیب ہوتی ہے وہ انہی کی بدولت نصیب ہو۔

ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت سلمانؓ اور حضرت بلالؓ کو جو غریب تھے ... سخت سا تھوڑا اشارہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ٹوکا اور فرمایا کہ تم نے انھیں آزردہ تو نہیں کیا اتنا سننا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ گھبرا کر ان دونوں کے پاس گئے اور معافی مانگی یہ تھی غربا پسندی کی شان اور مفلسوں کے احساسات و جذبات کی پاسداری۔

حضرت جریر بیان کرتے ہیں کہ ایک روز ہم پہلے پہر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بدوی قبیلہ مسافر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کی ظاہری حالت اس درجہ خراب تھی کہ ان میں سے کسی کے بدن پر کوئی ثابت کپڑا نہ تھا برہنہ پا برہنہ تن کھالیں بدن سے بندھی ہوئی اور تلواریں گلوں میں لٹکی ہوئی تھیں آپ ان کی اس مفلسانہ اور غریبانہ حیثیت کو دیکھکر تڑپ اٹھے بلند متاثر ہونے انتہا یہ ہے کہ فرط جذبات سے آپ کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اضطراب میں کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر آتے تھے پھر آپ نے حضرت بلالؓ کو اذان دینے کا حکم دیا اور نماز ادا کرنے کے بعد آپ نے ایک پرجوش خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے تمام مسلمانوں کو ان کی امداد کی طرف توجہ دلائی۔

کیا اس غربا پروری اور شفقت و ہمدردی کی مثالیں آپ کو کہیں اور بھی مل سکتی ہیں اور غریبوں کی شفقت کی ایسی نظیریں کس زمانہ میں کسی کو نظر آسکتی ہیں۔

ایک دفعہ ایک شخص مفلسی سے رنجور اور غربت سے دل میں ناسور لئے بارگاہ نبوت میں حاضر ہوا دیکھا کہ دور تک آپ کی بکریوں کا ریوڑ پھیلا ہوا ہے اس نے آپ سے درخواست کی کہ حضور میں بہت غریب ہوں اور کہیں روٹی کا ٹھکانا نہیں لاچار ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں آپ غریبوں کی مرادیں بر لانے والے پیغمبر مشہور تھے آپ نے بلا تکلف سب کی سب بکریاں اس کے حوالہ کر دیں وہ اس غربا نوازی کی شان کو دیکھکر انگشت بدندان رہ گیا اپنے قبیلہ میں پہنچا اور ان سے جاکر کہا کہ جلد اسلام قبول کر لو رسول کریم تو اتنے فیاض و غربا پرور واقع ہوئے کہ آپ کو مفلس ہو جانے کی بھی چنداں پرواہ نہیں ہوتی۔

ایک دفعہ عین اس وقت کہ جماعت نماز کے لئے کھڑی ہو رہی تھی ایک بدو آیا اور کہنے لگا کہ میری بہت سی حاجتیں پوری ہو چکی ہیں ایک اور رہ گئی ہے خوف ہے کہ کہیں بھول نہ جاؤں جلد اسے سن لیں اور پورا کر دیں آپ فوراً اس کے ساتھ ہو لئے پہلے اس کی حاجت روائی کی اور اس کے بعد آکر نماز ادا کی۔

آپ نے زندگی بھر غریبوں کی خدمات انجام دیں ان کی حاجتیں پوری کیں ان کی تکالیف کا خیال کرتے رہے کسی کا زہرہ نہ تھا کہ آپ کے دقت میں کسی غریب کو اُف بھی کر سکے اور کوئی کس طرح کر سکتا تھا جانتے تھے کہ ان کا والی اور حامی موجود ہے جو اتنا بھی گوارا نہیں کر سکتا کہ کوئی ان سے ترش روئی کے ساتھ بات کرے اور انھیں بُرے تیور سے دیکھے یہی وجہ تھی کہ ان میں خودداری اور احساس عزت حد سے زیادہ پیدا ہو گیا تھا اور آگے چل کر انھوں نے دنیا میں وہ کارنامے انجام دیئے جن پر ہمیشہ انسانیت کو بجا طور پر ناز ہو سکتا ہے۔

مصیبت میں غیروں کے کام آنیوالا

...ہ کا ساتھی

مصیبت وہ بری بلا ہے کہ یگانے بیگانے ہوجاتے ہیں اس لئے شعرا نے تو یہاں تک کہدیا ہے کہ انسان کا سایہ بھی مصائب میں اس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے یار دوست عزیز و قریب سب اچھے وقت .... اور اچھے زمانہ کے ساتھی ہوتے ہیں اور اسے بڑا ہی نیک مرد سمجھا جاتا جو مصیبت میں اپنوں کا شریک بنجائے جب اپنوں کی مصیبت میں اپنے شریک ہیں ہوتے تو غیروں کے کام آنا تو بڑا ہی کام اور بڑی ہی جوانمردی ہے لیکن ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان تھی کہ غیر تو غیر دشمنوں کے کام آنے میں بھی ہمیشہ جرات دکھائی ہجرت سے پیشتر مکہ معظمہ میں مسلمانوں ہی پر نہیں خود حضرت رسول اللہ پر جتنے مظالم و شدائد ہوتے رہے ان کے محض اعادہ و بیان سے انسان کا کلیجہ شق ہوتا ہے اس بے پناہ مصائب میں خباب بن ارت ایک صحابی نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ دشمنوں کے حق میں بددعا فرمایئے یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اسی طرح ایک اور موقع پر جب چند صحابہ نے اسی قسم کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں دنیا کے لئے لعنت نہیں رحمت بناکر بھیجا گیا ہوں۔

قریش نے آپ کو ایک دو ماہ نہیں پورے تین برس تک محصور کیا تھا اور اس طرح رکھا تھا کہ اس عرصہ میں آپ کے پاس غلہ کا ایک دانہ بھی پہنچ جانے کے روادار نہ تھے شقاوت یہ تھی کہ جب بچوں کے رونے کی صدائیں کانوں میں آتی تھیں تو ہنستے اور خوش ہوتے تھے لیکن جب اسی زمانہ میں مکہ معظمہ میں قحط اپنی ہولناک صورت میں نازل ہوتا ہے اور لوگ مردار کھانے اور پتے چبانے تک پر اتر آتے ہیں تو ابو سفیان آپ کے پاس پہنچتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ محمد! تمہاری قوم ہلاک ہو رہی ہے خدا سے یہ دعا کرو کہ یہ مصیبت دور ہو۔ آپ نے ذرہ برابر بھی تامل نہ کیا اور بلا عذر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور انھیں اس مصیبت سے نجات مل گئی۔

جنگ احد میں دشمنوں نے آپ کے ساتھ کیا کیا سختی نہ کی تیر برسائے پتھر پھینکے تلوار چلائیں دندان مبارک شہید کردیا جبین اقدس کو خون سے آلودہ کردیا اس سلوک پر آپ نے کسی رنج و کدورت کا اظہار کرنے کے بجائے ... دعا کی تو یہ کی خدایا انھیں معاف کرنا یہ نادان ہیں، طائف والوں نے محض جرم تبلیغ پر رسول کریم کے ساتھ کس درجہ وحشیانہ سلوک روا رکھا کتنا شہد بتاؤ کہاں پتھر برسائے اور اتنے برسائے کہ پائے مبارک لہولہان ہوگئے مگر آپ کے منہ سے بددعا کا ایک لفظ بھی نہیں نکلا، دس برس کا زمانہ منقضی ہوجاتا ہے اور اسی طائف کے قبائل دعوت اسلام کا جواب تیرو تفنگ اور سنگباری سے دیتے ہیں آپ کی آنکھوں کے سامنے آپ کے جاں نثاروں کی نعشیں تڑپنے لگتی ہیں اور ایک کے بعد دوسرا گرتا چلا جاتا ہے اس وقت صحابہ فرماتے ہیں کہ حضور ان کے لئے بددعا فرمائیں آپ فوراً ہاتھ اٹھاتے ہیں صحابہ کو ڈھارس بندھتی ہے مگر سنئے بددعا کیا ہوتی ہے "اللھم اھد ثقیف" (اہل طائف) کو اسلام نصیب کر اور انھیں دوست بناکر مدینہ لا! تیر اجابت نشانہ پر بیٹھتا ہے اور یہ سب مسلمان ہوکر مدینہ پہنچ جاتے ہیں۔

معاندین سے محبت

ہجرت کے دن قریش نے آپ کو شہید کر ڈالنے کا عزم صمیم کرلیا تھا اور اعلان ہوگیا تھا کہ جو شخص آپ کا سر مبارک ... لائیگا اسے سو اونٹ بطور انعام دیئے جائیں گے۔ سراقہ بن جعشم بھی جو اس نیت سے اپنے صبا رفتار گھوڑے پر سوار ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے آپ کے قریب پہنچے آخر آپ دو تین مرتبہ کرشمہ اعجاز دیکھکر اپنی نیت بد سے تائب ہوتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ مجکو سند امان لکھکر عطا کردی جائے آپ بلا تکلف سند لکھدیتے ہیں آٹھ سال کے بعد فتح مکہ کے موقع پر جب آپ مسلمان ہوتے ہیں تو آپ ان سے اس جرم عظیم کے متعلق ایک سوال بھی نہیں کرتے۔

یہود و نصاریٰ آپ کے جانی دشمن تھے اور قریش کے ساتھ مل کر انہوں نے رسول کریم اور آپ کے پیروؤں کو تکالیف پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ تباہ کرکے رکھدینے کیلئے انتہائی تدابیر اختیار کیں اور غداری و اشرار کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا مگر آپ کی یہ حالت تھی کہ آپ نے زمانہ جنگ و جدل میں بھی ان سے معاشرتی و تمدنی تعلقات منقطع نہیں کئے اور ان کی فائدہ رسانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی مگر آپ کی رحمت و شفقت سب پر عام رہی اور جب ضرورت پڑی آپ ان کی امداد کے لئے آگے بڑھے جب کبھی مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا ہے آپ نے ہمیشہ عدل و انصاف سے کام لیا ہے یہودیوں نے مدینہ منورہ ہی میں نہیں سارے عرب میں آپ کے خلاف کیا کیا سازشیں نہ کیں تمام عرب میں انہوں نے اسلام کے خلاف ایک آگ لگا دی اور اپنی دولت اور اپنے اثر کو مسلمانوں کی تباہی کے لئے صرف کر رکھا تھا مگر آپ نے اپنے اقتدار کے زمانہ میں بھی کبھی انھیں گزند نہ پہنچایا یہود کے ایک قبیلہ کو اس کی انتہائی شرارتوں پر جلا وطنی کا حکم دیا جاتا ہے اور ان پر انتہائی مصیبت آپڑتی ہے تو آپ کا دل درد سے بھر جاتا ہے اور آپ حکم دیتے ہیں کہ تم اپنا تمام مال و اسباب ساتھ لیجاؤ اور کوئی تکلیف نہ اٹھاؤ چنانچہ یہ مدینہ سے نکلے ہیں تو اس شان سے جس کی کوئی مثال اس زمانہ میں اور اس سے ماقبل دور میں نہیں مل سکتی۔

منافقین کی اشتعال انگیزیاں

واقعہ افک پر غور کرو منافقین نے کس درجہ اشتعال انگیز اور ہولناک شرارت کی تھی آپ کی محبوب اور چہیتی بیوی پر اتہام ہی نہیں لگایا بلکہ آپ کی ناموس پر حملہ کیا اور شدت کے ساتھ کیا کہ مدینہ کے در و دیوار سے یہ صدائیں بلند ہونے لگیں، اور گھر گھر یہی تذکرے ہونے لگے اس کا بانی مبانی رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی تھا اور آپ کو اس کا علم ہوچکا تھا ظاہر ہے کہ آپ کے قلب پر اس رسوائی عام کا کتنا برا اثر پڑا ہوگا۔ اس کے باوجود آپ نے کہا بھی تو اتنا کہا ایک مجمع عام میں کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے مسلمانو! جو شخص میرے ناموس پر حملہ کرتا ہے مجھے ستاتا ہے اس سے میری داد کون لے سکتا ہے؟ حضرت سعد یہ سنکر بیتاب ہوگئے جوش میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اٹھکر کہنے لگے کہ میں حاضر ہوں آپ مجھے اس موذی کا نام بتائیں میں ابھی اس کا سر اڑا دوں سعد بن عبادہ عبداللہ بن ابی کے حلیف تھے وہ مخالفت میں کھڑے ہوگئے اس پر دونوں کے حامی جوش میں آگئے اور قریب تھا کہ تلواریں نیام سے باہر آجائیں آپ نے یہ حالت دیکھکر دونوں کو ٹھنڈا کیا آخر واقعہ کی تردید خود خدا تعالیٰ نے کردی اور اس پر آیات نازل ہوگئیں تہمت لگانے والوں کو شرعی سزائیں دی گئیں اور عبداللہ بن ابی محض اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ اس نے تہمت لگانے کا اقرار نہ کیا تھا جب اس کی موت آئی تو آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے بھی چلے گئے، دنیا کی کسی تاریخ میں اس سلوک

اندر کریمانہ برتاؤ کی کوئی مثال بھی کسی کو ڈھونڈے نہیں مل سکتی کہ علم و خبر کے باوجود ایسے شر انگیز کو چھوڑ دیا گیا اور نہ صرف چھوڑ دیا گیا بلکہ مرنے پر بھی اس کی امداد اور اس کی بخشش و مغفرت کی سعی کی گئی ہو۔

سلاطین اور سلطنتیں آج بھی موجود ہیں نہ دشمنوں کی کمی ہے اور نہ ایسے دوستوں کی قلت مگر کبھی دیکھا ہے کہ کسی نے اپنے دشمن کو بخشا ہو اور بخشنا تو ایک طرف سزا میں بھی کوئی نرمی برتی ہو بلکہ اس کے خلاف آج ہمارے سامنے دشمنوں سے سلوک و برتاؤ کی ایسی خوفناک مثالیں موجود ہیں جن کے محض تصور سے روح کانپ اٹھتی ہے جون آف آرک کو زندہ آگ میں جھونک دیا جاتا ہے ہوائی جہازوں سے گولہ باری کرکے مزعومہ مخالفین کو فنا کیا جاتا ہے انتہا یہ ہے کہ ہڈیاں تک قبر سے نکال کر جلا کر پسوادی جاتی ہیں اس میں نہ کوئی اخلاق کو پوچھتا ہے نہ رحم کی مقتضیات کسی کے سامنے ہوتی ہیں لیکن رسول کریم کا صحیفہ اخلاق تمام آلائشوں سے بے شائبہ رہا جانتے ہو وحشی کون تھا جس نے قوت بازوئے اسلام اور آپ کے حقیقی چچا کو نہ صرف یہ کہ شہید کیا بلکہ آپ کا ایک ایک عضو علیحدہ کرکے آپ کے جگر کو ہندہ کے حوالہ کر دیا لیکن آپ نے اقتدار و قابو پاکر نہ صرف یہ کہ اسے بخش دیا بلکہ دامن اسلام میں پناہ دی اور ظلمت ناری سے نوری اور جہنمی سے جنتی بنا دیا۔

ابو سفیان کی پوری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی دشمنی میں گزری فتح مکہ تک جتنی بھی جنگیں لڑی گئیں اور اسلام کو مٹانے کے لئے جتنی سازشیں اور کوششیں ہوئیں ان کی رہنمائی بھی کرتا رہا اس کی ذات ملت کے لئے ایک مستقل خطرہ تھی اگر اس زمانہ میں یہ کسی کے ہاتھ لگ جاتا تو نہ اسے گور نصیب ہوتی اور نہ کفن اور یہ تو کیا اس کی ہڈی بوٹی کا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہتا یہ گرفتار ہوتا ہے اور اسی حالت میں دربار نبوت میں حاضر کیا جاتا ہے حضرت عمرؓ اسے قتل کرنا چاہتے اور اس کا سر اڑا دینے کی سعی کرتے ہیں مگر آپ کے حکم سے بڑھتے ہوئے قدم رک جاتے ہیں کسی حکم سزا کے سننے کے بجائے یہ انعام و اکرام کا مژدہ سنتا ہے اور اعلان ہوتا ہے کہ اس کا گھر دار الامان ہے جو اس کے مکان میں داخل ہوگا وہ بخش دیا جائے گا۔

ثمامہ بن آثال پر نوازش

قبیلہ بنو حنیفہ کا معتمد رئیس ثمامہ بن آثال محض اتفاق سے مسلمانوں کے ہاتھ پڑ جاتا ہے؟ اسلام کا شدید دشمن ہے مدت تک اودھم مچاتا ہی پھیلاتا پھرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے اس پر بھی اس کی شقاوت اور جذباتی مصروف عمل رہتی ہے تین روز تک برابر گستاخانہ جواب دیتا رہتا ہے آپ کو اس کی تکلیف پر رحم آتا ہے اس کی دشمنیوں اور شرارتوں کی طرف نظر نہیں جاتی رحمتِ مآب کی آنکھ تر ہوتی ہے کہ اس پر ایک رئیس ہے بڑا آدمی ہے مجبور ہے اور تین روز سے برابر تکلیف اٹھا رہا ہے فرماتے ہیں اس کی رسی کھول دو اسے توقع یہ تھی کہ میرے قتل کا حکم ہوگا میرا سر اڑا دیا جائے گا۔ اب جو غیر متوقع طور پر اسے رہائی کا حکم ملتا ہے تو اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں حیرت و استعجاب نقش بدیوار ہو کر رہ جاتا ہے اور اس درجہ متاثر ہوتا ہے کہ وہیں کلمہ شہادت زبان پر لاکر مشرف باسلام ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لمحہ اور ثانیہ تک آپ کی ذات آپ کے مذہب اور آپ کے شہر سے زیادہ کوئی چیز میری نظر میں مبغوض نہ تھی مگر اب یہ نہ پوچھیے کہ آپ کی ذات گرامی مجھے دنیا کی ہر چیز اور ہر نعمت سے پیاری ہے اور میرا وہی سینہ جو مدت تک آپ کی معاندت و عداوت کا گنجینہ بنا رہا ہے اب آپ کے حب و محبت کے جذبات سے مالامال ہے۔

قبیلہ بنو حنیفہ کے یہی رئیس جب مشرف باسلام ہوتے ہیں تو قریش ان کا مذاق اڑاتے ہیں اس پر آپ کو انتہائی غصہ آتا ہے اور اسی غصہ کی حالت میں قسم کھا لیتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر ایک دانہ غلہ کا بھی مکہ میں آنے دوں گا یمامہ سے جتنا غلہ آتا تھا وہ سب یمامہ ہی سے آتا تھا جب ادھر سے غلہ بند ہوگیا تو مکہ میں قحط پڑ گیا اور سارے قریش پریشان ہوگئے اب حضور کی شان ملاحظہ فرمائیے کہ وہی قریش جنہوں نے تین برس تک کھانے کا ایک دانہ نہ پہنچنے دیا تھا دوسری طرف سراسیمہ و عاجز ہوکر دربار نبوت میں پہنچتے ہیں اور اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں کا دردناک الفاظ میں ذکر کرکے استدعا کرتے ہیں کہ آپ ثمامہ کو اجازت دیں کہ وہ غلہ مکہ میں آنے دے ورنہ ہم سب فاقوں مر جائیں گے آپ کو ان کی حالت پر رحم آجاتا ہے اور یہ تصور بھی کئے بغیر کہ یہ لوگ آپ کے ساتھ کیا سلوک کر چکے تھے ثمامہ سے کہلا بھیجتے ہیں کہ غلہ پر بندش اٹھا لو اس طرح دشمنوں پر رحمت و رافت کے پھول برسائے جاتے ہیں اور اس انداز میں غیروں کے کام آتے ہیں یہ تھی شان نبوت کی شان کرم۔

حلم و برداشت

چند یہودی خدمت اقدس میں حاضر ہوتے ہیں اور ازراہ شرارت "السلام علیکم" کے بجائے "السام علیکم" کہتے ہیں جس کے معنے ہیں کہ آپ پر تباہی ہو یہ سنکر حضرت عائشہ صدیقہ کو غصہ آجاتا ہے آپ فوراً انھیں روکتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عائشہ! زبان نہ جو نرمی برتو اللہ کو نرمی پسند ہے۔

ایک یہودی آتا ہے اور آکر دربار نبوت میں شکایت کرتا ہے کہ محمدؐ دیکھو کہ فلاں مسلمان نے میرے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا ہے آپ اسی وقت اس مسلمان کو بلاتے ہیں اور بلا کر اُسے زجر و توبیخ کرتے ہیں کہ آپ کے نزدیک برا سلوک کسی کے ساتھ بھی روا نہیں یہود کی شرارتیں حد سے زیادہ تجاوز کرتی ہیں انہیں سزا بھی دی جاتی ہے تو عجیب رحم و رافت کے ساتھ ان پر اس کا بھی کچھ اثر نہیں ہوتا اور یہ غزوہ خیبر تک برابر شرارتوں میں مصروف رہتے ہیں کبھی دیوار گرا کر حضور کریم کو شہید کر ڈالنے کے منصوبے گانٹھتے ہیں کبھی قریش کے ساتھ شریک سازش ہو جاتے ہیں اور کبھی اپنے روپے اور اپنے آدمیوں سے تمام عرب میں اسلام کے خلاف بغاوت پھیلانے پر تیار ہو جاتے ہیں اور ایک دفعہ نہیں ہزار دفعہ بدعہدیاں اور معاہدہ کے خلاف برائیاں کرتے ہیں لیکن آپ ان کی ہر ضرورت پر کام آتے ہیں اور ہر خطا سے برابر درگزر کرتے چلے جاتے ہیں ورنہ اگر اس وقت اور کوئی قوم ہوتی تو انہیں ان شرارتوں اور سازشوں کے جرم میں نیست و نابود کرکے رکھ دیتے!

سر راہ ایک یہودی کا جنازہ نکلتا ہے تو آپ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے ہیں مسلسل تیرہ برس تک آپ کی مغلوبیت اور مسلمانوں کی مظلومیت کا زمانہ رہا اس دوران میں دنیا کا کوئی ایسا ظلم باقی نہ رہ گیا تھا جو آپ پر اور مسلمانوں پر نہ کیا گیا ہو آئے دن مصائب کے پہاڑ ٹوٹتے مظالم کی بجلیاں کوندتی اور شرارت کی گھٹائیں اٹھتی رہتی تھیں لوگ نیزے اور تلواریں لئے اس چراغ مصطفوی کو بجھانے اور آپ کی سر قلم کر ڈالنے کے لئے پھرتے تھے شریف مسلم عورتوں کو چھیڑا جاتا تھا غریب مسلمانوں کو بُری طرح مارا پیٹا جاتا تھا لیکن آخر کار دس برس آپ کے اور اسلام کے عروج و اقتدار کے دن تھے ایسا عروج و اقتدار کہ کسی کا یارا نہ تھا جو آپ کے سامنے اپنا سر اونچا کر سکے تمام عرب میں اسلام کا طوطی بول رہا تھا فتح پر فتح اور نصرت پر نصرت ہوتی چلی جا رہی تھی اور اسلام سیلاب کی طرح بڑھتا پھیلتا اور قیصر و کسریٰ کی فرمانروائیوں سے ٹکراتا چلا جاتا تھا لیکن آپ نے اس عہد اقتدار میں کسی سے بھی گزشتہ مظالم کے متعلق بازپرس نہیں کی۔

وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا

شفقتِ عوام رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے قلب مبارک میں ہمدردی کا اتنا وافر مادہ تھا اور آپ کسی کی مصیبت دیکھ نہ سکتے تھے اس میں اپنے پرائے اور یگانے بیگانے کی کوئی تمیز نہ تھی قریش کی سختیوں، سنگدلیوں اور ظلموں نے مسلمانوں کے دلوں میں ناسور ڈال دیئے تھے کوئی ایسا ظلم باقی نہ رہ گیا تھا جو آپ کے پیروؤں کے ساتھ روا نہ رکھا گیا ہو مگر آپ نے ان کے حق میں نہ کبھی بددعا کی اور نہ قابو پا کر ان سے انتقام لیا۔ اقوام ثقیف و ہوازن نے یکبارگی آپ کے ساتھ ایک فیصلہ کن جنگ کا عزم کر لیا اور بڑی بڑی تیاریاں کیں بنی ہلال اور بنی نضیر دو سب بڑے قبائل بھی ان کے ساتھ ہو گئے یہ وقت بہت نازک تھا مگر ان کا انجام یہ تھا جس میں مسلمانوں نے انہیں . . . . . شکست فاش دی اور آخر ان کے چھ ہزار مرد و زن قید ہو گئے۔ آخر یہ جنگی قیدی تھے اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق آپ کے سامنے دو ہی راہیں کھلی ہوئی تھیں یا تو آپ انہیں غلام بنا کر فروخت کر دیں یا ان کے سر تن سے جدا کر دیں آپ انکی مظلومی و قید و بند پر کڑھتے اور ان کی تکلیف کا غم کھا رہے تھے چاہتے تھے کہ کوئی عذر ملے اور انہیں چھوڑ دیا جائے۔

روزانہ آپ کو یہ انتظار رہتا تھا کہ ان کے قبیلہ کا کوئی وفد آئے گا۔ رہائی کی درخواست لیکر آئیگا۔ طائف والے خوفزدہ تھے کہ ہم نے رسول کریم کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے اور انہیں اور مسلمانوں کو اذیتیں دینے میں کونسی کسر اٹھا رکھی ہے جو ان سے کوئی توقع وابستہ کریں اس لئے وہ نہ آتے تھے آخر نہ رہا گیا آپ کے رحم و رأفت کا شہرہ دور دراز تک پہنچ ہی چکا تھا وہی چھ سردار جن کے ایماء و اشارہ پر طائف کے اوباشوں نے آپ پر پتھر برسائے تھے اور آپ کو لہولہان کر کے وہاں سے نکالا تھا نادم و منفعل دربار نبوی میں حاضر ہوئے اور دست بستہ معافی چاہی آپ تو منتظر تھے ہی آپ نے اسی وقت سب کو رہا کر دیا قبائل پر تو جو اس کا اثر ہوا وہ ہوا ہی سوامی ہرکاشن ویدجی اور دیگر مورخین بھی اب تک حیرت کا اظہار کر رہے ہیں چنانچہ سوامی مذکور نے اپنی کتاب سوانح حضرت محمدؐ میں لکھا ہے اور بڑے جوش کے ساتھ لکھا ہے کہ:۔

"چند منٹ کے اندر اندر چھ ہزار عورت مرد غلامی سے آزاد کر دیئے گئے اور کسی نے یہ وہم تک نہ کیا کہ یہ مسلمان نہیں ہم ان پر کیوں مہربانی کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ رحم و خیرات کا معاملہ تھا نیک اور قابل تعریف کام تھا اور اسلام ایسی خیرات میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تمیز پسند نہیں کرتا"

یہ سب رہا ہونے والے شدید دشمن اور پکے مشرک تھے مگر آپ کو اس سے کیا سروکار آپ کا ابر کرم جب برسنے پر آتا تھا تو وہ ریگستان اور میدانوں پر یکساں برستا تھا اور یگانے و بیگانے اس سے یکساں فائدہ اٹھاتے اور لطف اندوز ہوتے تھے۔

قبیلہ تمیم عرب کا ایک بڑا سرکش قبیلہ تھا اور اپنے زعم و اقتدار میں وہ کسی کی کوئی پرواہ نہ کرتا تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عاملان خراج ان سے خراج کا روپیہ وصول کرنے کے لئے بھیجے تو بگڑ گئے اور روپیہ دینے کے بجائے انہوں نے الٹا دھتا بتا دیا۔ آپ کو جو خبر ملی تو آپ نے ان کا مزاج درست کرنے کے لئے سواروں کا ایک دستہ بھیج دیا جس نے ان کے بہت سے لوگوں کو قید کر لیا قیدیوں میں بچے مرد عورت سب ہی شامل تھے بنی تمیم اب مجبور تھے اور کر ہی کیا سکتے تھے انہوں نے ایک وفد حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا جس نے بہت معذرت کی اور منت سماجت کی آپ کا تو مقصود ہو گیا تھا بندہ پرور سے ایسی عاجزی اور خوشامد ہوئی آپ کا دل بھر آیا مصیبت زدہ قیدیوں کی بیکسی کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ گیا آپ نے سب کے آزاد کئے جانے کا حکم صادر کر دیا اور وصف حکم صادر کر دیا بلکہ جہاں اس وفد کی شایان شان خاطر مدارات کی وہاں قیدیوں کو بھی انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا جس کا یہ اثر ہوا کہ یہ قبیلہ کا قبیلہ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

مشرکوں پر نظرِ مہر بنی طے عرب کا ایک مقتدر و مشہور قبیلہ تھا جس میں مشرک اور عیسائی دونوں شامل تھے۔ اس قبیلہ میں تبلیغ دین حق کے لئے چند مبلغین اسلام روانہ کئے گئے ان بدبختوں نے یورش کی دربار نبوت میں جو خبر پہنچی تو فوراً ان کی گوشمالی کے لئے ایک اسلامی دستہ روانہ کیا گیا جس کے ساتھ ایک زبردست جنگ ہوئی بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اور جو قیدی اسیر ہوئے ان میں بچے اور مرد تھے عورتیں بھی حاتم کی بیٹی بھی شامل تھی جس وقت یہ مجبور سفینہ حاتم دربار رسالت میں پہنچی آپ نے اس کی عظمت شان اور خاندانی روایات کے احترام میں اسے فوراً رہا کر دیا بیٹی بھی آخر حاتم کی تھی جس کی رگوں میں جود و سخا کے پیکر عظیم حاتم طائی کا خون موجیں مار رہا تھا اس نے عرض کی کہ اس حالت میں کہ میرے قبیلے کے بہت سے مرد و زن قید ہوں میرے لئے یہ آزادی و رہائی کیا مسرت کا باعث ہو سکتی ہے آپ اس سخی باپ کی سخی بیٹی کے یہ الفاظ سنکر بہت متاثر ہوئے اور سب قیدیوں کو اسی وقت آزاد کر دیا یہاں سے رہا ہونے کے بعد اپنے قبیلہ اور ملک میں جانے کے بجائے یہ سیدھی شام پہنچی جہاں اس کا بھائی عدی بن حاتم گرفتاری و انتقام کے خوف سے جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا بہن نے بھائی سے کہا کچھ اندیشہ نہ کرو پیغمبر اسلام رحم و کرم کا ایک جیتا جاگتا مجسمہ ہیں ان کے قلب میں یزدانی نور کی جھلک پائی جاتی ہے اپنے پرائے ان کے نزدیک یکساں ہیں اور ہر انسان کا درد وہ اپنے دل میں محسوس کرتے ہیں تم میرے ساتھ چلو عدی بہن سے یہ سنکر بہت متاثر ہوا اور دربار رسالت میں پہنچا اس نے اپنے افعال کی معافی چاہی یہاں تو دریائے رحمت و شفقت ہر وقت جوش میں رہتا ہی تھا آپ نے اسے بھی اسی وقت معاف کر دیا اور اس اخلاق اور پیغمبرانہ محبت و سلوک کے ساتھ پیش آئے کہ عدی مسحور ہو کر رہ گیا اور اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

بنو فزارہ سے معاہدہ بنو فزارہ اور بنو سلیم عرب کے دو بت پرست قبائل تھے سرکار عالمؐ نے ان سے معاہدہ کر لیا تھا اسی معاہدہ کے اتباع میں یہ قبائل محاصرہ طائف اور جنگ حنین میں شامل ہوئے فتح کے بعد سرکار دو عالم کے ایما پر کہ آپ انسانوں کی قید گوارا نہ کرتے تھے اور ان کی غلامی و تکلیف سے آپ کے دل کو صدمہ پہنچتا تھا مسلمانوں نے تو اپنے اپنے قیدی رہا کر دیئے مگر مذکورہ دونوں قبائل انہیں مفت رہا کرنے پر آمادہ نہ ہوئے ایک طرف تو درد و رحم کے جذبات کا دریا امنڈ رہا تھا اور دوسری طرف حق اور معاہدہ کی پاسداری کا معاملہ تھا آپ سے نہ رہا گیا آپ نے ان سب قیدیوں کا فدیہ اپنی جیب سے ادا کر کے انہیں رہائی دلائی۔ اخلاق و عمل کا یہ کتنا بصیرت افروز نظارہ تھا قیدیوں کی رہائی اور ایسے ہی جیسے انسانوں کی درد و تکلیف مٹانے کا سوال ہے غریب اور یتیم

قیدی سامنے کھڑے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب خیر نہیں خدا جانے کہاں جائیں گی، مارے جائیں یا انہیں اوروں کے ہاتھ جاکر فروخت ہوں زندگی غلامی میں موت سے بدتر ہوگی ان کی نگاہیں عالم یاس میں اللہ اکبر سرکار دوعالم کے چہرے پر پڑ رہی ہیں آپ بے چین ہوئے جاتے ہیں اور فتحیاب ہوکر اپنے پاس سے روپیہ دیتے اور ان کی امداد کرتے ہیں کہ جو تھوڑی دیر پہلے تک آپ کی جان کے دشمن اور خون کے پیاسے بنکر آئے تھے اور جنہیں آپکے قبیلہ اور آپ کی قوم سے کوئی تعلق نہ تھا ان کے ہم مسلک اور ہم مشرب انسانوں کی تو یہ حالت ہے کہ وہ ان پر رحم کرنے کے لئے تیار نہیں حالانکہ اُن کے ساتھ نہ ان کی کوئی جنگ تھی اور نہ اُن سے انھیں بغض تھا مگر مسلمان ساری معاندتیں اور عداوتیں بھول کر اختلاف مذہبی کے باوجود دشمن جانتے اور سمجھتے ہوئے انھیں رہا کر دیتے ہیں۔

مکہ معظمہ کی فتح

مکہ معظمہ فتح ہوتا ہے وہی مکہ جو آپکا مولود وطن تھا جہاں سے آپ راتوں رات چھپکر نکلے تھے اور جس سرزمین پر تیرہ برس تک آپ پر ظلم و جور کے سیلاب امنڈتے رہے تھے اور جہاں کے باشندوں نے درندے اور خوفناک بھیڑیے بنکر آپ کو چیر پھاڑ کر رکھدینے اور اس شمع رسالت کو بجھانے کی لرزہ خیز اور زہرہ گداز سعی و جہد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا آپ اس کے اندر آج فاتحانہ داخل ہوتے ہیں لوگ کانپ رہے ہیں عورتیں گھروں کے گوشوں میں دبکی بیٹھی ہیں بچے خوف سے زرد پڑے ہوئے ہیں اور سرداران قریش کے قلوب سینوں کے اعماق میں پڑے لرز رہے ہیں کہ دیکھئے چند لمحوں کے اندر کیا گذرتی ہے اور مکہ کی سڑکوں پر کس کس کا خون کس کس طرح دریا بنکر بہتا ہے اس دور کی روایات اور اس زمانہ کے دستور کے مطابق ان کا یہ خوف کچھ بیجا اور بیکار بھی نہ تھا رواج و دستور کے مطابق ان کی سزا تھی ہی یہ کہ ان کی گردنیں اڑا دی جائیں اور قتل عام کا حکم دیکر ان کے گھروں میں آگ لگا دی جاتی اور اس کے بعد بھی جو بدبخت جان بچے رہتے انھیں لونڈی غلام بناکر دس دس بیس بیس روپے میں فروخت کر دیا جاتا۔

لیکن مکہ میں آپ کا داخلہ بادشاہوں جیسا داخلہ نہ تھا، دشمنوں جیسا داخلہ نہ تھا، اس دور کے درندوں جیسا داخلہ نہ تھا بلکہ پیغمبرانہ داخلہ تھا آپ داخل ہوئے اور اس طرح داخل ہوئے جس طرح باد نسیم کسی گلزار میں داخل ہوتی ہے انسانوں کے خون کے بجائے رحمت عام اور عفو خاص کے سمندر بہ گئے کہیں انسان کے لہو کا ایک قطرہ بھی اس ارض پاک پر نہیں گرا اور ہستی اسلام کے یہ سب سے خونخوار دشمن سرکار دوعالم کے سایہ عطوفت و رافت میں آرام و عافیت کے ساتھ آسودہ ہوگئے منادی نے قتل عام کے حکم کے بجائے عفو عام کے حکم کی منادی کردی اس لشکر کشی میں آپ کے ساتھ ایک اور مہاجر قبیلہ بنی خزاعہ بھی شامل تھا اس کا خیال تھا کہ مکہ والوں نے سرکار دوعالم کو بڑے بڑے صدمات پہنچائے ہیں انتہائی اذیتیں دی ہیں جتنا ستایا جاسکتا ہے اتنا ستایا ہے کسی اور کو بخش بھی دیں مگر مکہ والوں کو تو ہرگز نہ بخشیں گے یہاں ضرور خون کے دریا بہیں گے اور متمول شہر ہے لوٹ مار کا بھی خوب موقع ملیگا اور بہت سا مال و دولت لیکر گھروں کو واپس ہوں گے مگر یہاں عالم ہی دوسرا نظر آیا دنیا ہی بدلی ہوئی دیکھی سنگ ہی دوسرا تھا وہ یہ دیکھکر بگڑ اٹھے کہ اور تو اور مگر ہمارے قبیلہ کے قاتلوں سے بھی انتقام نہیں لیا گیا لیکن ان کا بگڑنا اور مشتعل ہونا بے سود تھا جب آپ نے اپنے خاندان و قبیلہ کے قاتلوں سے کوئی انتقام نہیں لیا ان کی ہستی ہی کیا تھی یہ لوگ بگڑنے خوش ہونے کے بجائے جگر پکڑ کر رہ گئے۔

بڑا زبردست انقلاب تھا لوگوں پر عفو عام کے اعلان کے باوجود دہشت طاری تھی جو سامنے آتا تھا کانپنے لگتا تھا آپ نے دیکھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور بید لرزاں کی طرح کانپنے لگا۔ آپ اس نظارہ سے بہت متاثر ہوئے اور بادشاہوں کی طرح نہیں بلکہ پیغمبرانہ انداز میں فرمانے لگے:۔

"کیوں ڈرتے ہو؟ کس سے ڈرتے ہو؟ میں اور کوئی نہیں وہی محمد ہوں جس کی ماں سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی"

ایسے موقع پر فاتح اور بادشاہوں کی یہ عادت ہوتی ہے اور ہمیشہ سے دستور یہی چلا آیا ہے کہ وہ ہیبت بٹھانے اور مفتوحوں کے دلوں میں اپنی دہشت قائم کرنے کے لئے بھی ضرور طمطراق اور دبدبے سے کام لیتے ہیں اور کچھ کرنا بھی مقصود نہیں ہوتا ہے پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور کرتے ہیں۔

لیکن یہاں تو فاتح سرکار دوعالم تھے جنہیں اپنا جلال اور طنطنہ نہیں اپنا اخلاق اور اپنی شان رحمۃ للعالمینی دکھانی تھی اس لئے آپ اظہار شکوہ و جور کے بجائے پوری خاکساری کا اظہار کرتے ہیں اور علانیہ کرتے ہیں اور اس لئے کرتے ہیں کہ آپ کے قلب میں ان کا بھی درد موجود تھا آپ یہ نہ چاہتے تھے کہ مکہ والے پریشان ہوں، مصیبت میں پڑیں اور پڑیں بھی تو آپ سے زیادہ ان کے لئے کوئی کراہنے اور غم کھانے والا اور کون تھا۔ آپ اپنے سینہ میں صرف اپنوں ہی کا درد رکھتے ہوتے تو سب کچھ کر سکتے تھے یہاں تو اپنے پرائے کی کوئی تخصیص ہی نہ تھی۔

قیدیوں پر رحم

معرکہ بدر میں اور قیدیوں کے ساتھ حضرت عباس بھی قید ہوتے ہیں آپ کے چچا تھے رسی کے بندھن اتنے سخت تھے کہ آپ کی کراہ نکل جاتی تھی اور اس کراہ کی آواز جب آپ کے کان میں پڑتی تھی بیتاب اور بے چین ہو جاتے تھے رات بھر آپ کو نیند نہ آئی کبھی اندر جاتے تھے اور کبھی باہر آتے تھے اس خیال سے کہ اور مسلمانوں کے بھی اعزہ قید میں ہیں اگر رہا کرتے ہیں تو انھیں ناگوار ہوگا۔ آخر صحابہ نے اس درد کو محسوس کر لیا اور حضرت عباس کے بندھن ڈھیلے کر دیئے گئے۔ آپ کو اپنے اعزا اپنی اولاد سے بھی انتہائی محبت تھی اپنے صحابیوں اور مسلمانوں کے درد کی بھی تڑپ تھی جب تک انھیں نہ کھلا لیتے تھے خود نہ کھاتے تھے آپ بھوکے رہتے تھے مگر ان کی خوراک کا بندوبست کر دیتے تھے۔ بی بی حلیمہ نے آپ کو دودھ پلایا تھا جس وقت ان کے انتقال کی خبر موصول ہوئی ہے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضرت بی بی زینب کی علالت و بیماری نے آپ کو رات رات بھر جگایا ہے کسی کی غربت اور تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے اصحاب صفہ جو غریب تھے فقیر سے بھی بدتر حالت تھی مگر آپ ہر وقت ان کی دلداری میں لگے رہتے تھے۔ واقعہ آپ کی ذات گرامی دنیا کے لئے سب سے بڑی رحمت تھی۔

فقیروں کا ملجا ضعیفوں کا ماویٰ

فقرا و ضعفا سے محبت

کمزوری اور ضعیفی دنیا کی سب سے بڑی مصیبت ہے خدا ترس لوگ ہی کمزوروں پر رحم کر سکتے ہیں ورنہ سب طاقت کے پجاری ہیں اور ضعیفوں کا کوئی ساتھ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا اور یہ زمانہ تو بڑا خطرناک زمانہ ہے کہ علانیہ اور عام طور پر کہا جاتا ہے کہ کمزوروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں یورپ نے ایسا فلسفہ پیدا کر لیا ہے اور اب بھی ان کی کمی نہیں جو برابر تلقین کرتے رہتے ہیں کہ کمزوروں کو زندہ رہنے دو ان کو فنا کر دینا ظلم نہیں بلکہ ان کے ساتھ ہمدردی ہے ان کا فلسفہ یہ ہے کہ سمندر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا جاتی ہیں جنگلوں میں شیر گایوں اور ہرنوں کو ہڑپ کر جاتے ہیں اور بڑی سلطنتیں چھوٹی حکومتوں کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہیں یہی اصول انفرادی زندگی میں بھی برسر عمل ہے اور رہنا چاہیے یعنی جسم والا طاقتور انسان ضرور کمزور اور ناتوان انسان پر غالب آئیگا اور اس کے حق پر قبضہ جمائیگا اسی اصول کے ماتحت کمزوروں اور ناتوانوں کو فنا کر دینا ظلم و شقاوت نہیں بلکہ نیکی و نکوکاری ہے اس لئے نہ وہ زندہ رہیں گے اور نہ طاقتوروں کے ستم سہیں گے۔

لیکن یہ فلسفہ اور یہ اصول انہی دماغوں کو متاثر کر سکتا ہے جو تہذیب جدید کے سحر کے شکار بنے ہوئے ہیں یا جنہیں طاقت کی سرشاریوں نے مجذوب بنا رکھا ہے لڑنے والے ہر حالت میں لڑتے ہیں اور امن پسند ہر صورت میں امن پسندی کا ثبوت دیتے ہیں بڑی مچھلیاں ضرور چھوٹی مچھلیوں کو نگل جاتی ہے اور شیر بھی ضرور ہرنوں کو شکار کر لیتا ہے مگر اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ چھوٹی مچھلیاں اور ہرن پیدا ہی نہ ہوں اور چھوٹی فرمانرواؤں کا وجود ہی دنیا کے بسیط میں قائم نہ رہے کوئی ایک دور بھی دنیا پر ایسا نہیں گزرا جس میں طاقت اور ضعف کا وجود نمایاں نہ رہا ہو ہرن شیر نہ بنیں مگر چھوٹی مچھلیاں ضرور بڑی مچھلیاں اور چھوٹی حکومتیں ضرور بڑی فرمانروائیاں بنتی رہی ہیں ضعیفوں کو طاقت حاصل کرتے اور کمزوروں کو قوت پکڑتے دیکھنا روزمرہ کی بات ہے مسولینی، بسمارک، لینن، میکڈانلڈ، روزویلٹ، مصطفےٰ کمال، رضا شاہ پہلے کیا تھے ایک بہت معمولی انسان اور کمزور و ضعیف مخلوق ہٹلر کی پوزیشن کیا تھی آج سے بیس برس پیشتر اُسے دو وقت شکم سیر ہو کر کھانا بھی نصیب نہ ہوتا تھا مگر نہ صرف ہٹلر بلکہ مسولینی اور رضا شاہ وغیرہ کا بھی دنیا میں طوطی بول رہا ہے اور جو کل ضعیف و نادار تھے اور فلسفہ جدید کے مطابق انھیں فنا کر دینا چاہیے تھا وہ آج سب سے بڑے اور سب سے طاقتور انسان بنے ہوئے ہیں۔

اصحاب صفہ سے محبت

اصحاب صفہ کی حیثیت پر نظر ڈالو فقیروں کمزوروں اور ضعیفوں کی ایک انتہائی مظلوم و نادار جماعت تھی جسے بسا اوقات تو ایک طرف دو دو دن بھی کھانا نصیب نہ ہوتا تھا اتنے عسرت زدہ اور غریب کہ نہ بیٹھنے کو جھونپڑا اور نہ کھانے کو ٹکڑا مہینوں پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوتا تھا کسی ایک کے پاس بھی ایک کپڑے سے زیادہ نہ تھا جسے گردن سے باندھ کر گھٹنوں تک چھوڑ دیتے تھے کہ چادر اور تہمد دونوں کا کام دے فاقوں پہ فاقے گزرتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عین نماز کی حالت میں فاقہ اور بھوک کی شدت و ضعف سے غش کھا کھا کر گر پڑتے تھے اور دوسرے انہیں اٹھاتے تھے دن کو جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لایا کرتے اور ان کی فروخت سے جب کبھی چار پیسے مل جاتے تو اس سے پیٹ پالتے انھیں ساتھ دیکھ کر رؤسا قریش جھنکرتے اور کہا کرتے کہ یہی وہ مسلمان ہیں جن پر خدا نے ہم امراء کو چھوڑ کر کرم کیا ہے حالانکہ یہی وہ ہیں جو ہمارے بہادروں سے زیادہ قوی طاقت کا مقابلہ کریں گے اگر غائر نگاہ سے دیکھا جائے تو یہ بڑی حد تک مسلمانوں پر بار تھے صدقات و خیرات کے کھاتے انہی کے لئے مخصوص تھے قدیم الاسلام مسلمانوں کو ان کی امداد کرنی پڑتی تھی جو ہر انصار میں سے ایک ایک دو دو کو باری باری اپنے یہاں لے جاتے اور انہیں کھانا کھلاتے لیکن ابھی بمشکل چوتھائی صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اسی نیلگوں آسمان نے جو اُن کی خاک نشینیوں کا منظر دیکھ چکا تھا یہ تماشہ دیکھا کہ اسلام کے بہترین جنرل بہترین گورنر بہترین سفیر بہترین مفتی بہترین معلم اور بہترین تاجر سب ہی اصحاب صفہ ہیں انہی کے آگے بڑے بڑے گردن فرازوں کی گردنیں جھک رہی ہیں عرب، عراق، شام، فلسطین، بحرین، یمن اور مصر و نجد میں انہی کا حکم چل رہا ہے انہیں کے ہاتھ میں ملک کی تجارت ہے اور انہی کے قبضہ قدرت میں عنان ملک و فرمانروائی ہے ذرا غور کیجئے کہ اگر اس ابتدائی دور میں ان کی عسرت و کمزوری کے سبب انہیں فنا کر دیا جاتا یا کم از کم ان کی طرف پوری توجہ مبذول نہ کی جاتی تو دنیا کس طرح بہترین دل و دماغ سے محروم ہو کر رہ جاتی مذہب اسلام کسی انسانی دماغ یا انسانی عقل کی کارفرمائی کا ثمرہ نہیں کہ اس میں خامیاں اور کوتاہیاں ہوں یا کسی جگہ کوئی پہلو تشنہ رہ گیا ہو یہ ربانی مذہب ہے جس میں کبھی غرض مندانہ جذبہ اور کسی خاص گروہ کو دخل نہیں رہا اس میں غریب و امیر، طاقت و ضعف کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا گیا ہے بلکہ یہاں تک بتا دیا گیا کہ ان کے درجات امیروں اور طاقتوروں سے بالاتر ہیں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا ایک طرف غریب مہاجرین کا حلقہ زیب نزدکش تھے اسی اثنا میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے اور آپ تشریف لاتے ہی ان غربا کے حلقہ میں جا بیٹھے میں بھی اپنی جگہ سے اٹھا اور جا کر انہی کے پاس بیٹھ گیا آپ نے فرمایا "فقرائے مہاجرین کو بشارت ہو کہ وہ دولتمندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے" عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ سنکر ان کے چہرے خوشی اور فرط مسرت سے چمک اٹھے اور مجھے حسرت ہوئی کہ کاش میں بھی انہی میں ہوتا۔

ایک دفعہ آپ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے ایک شخص سامنے سے گزرا آپ نے ایک شخص سے جو قریب ہی بیٹھا تھا دریافت کیا کہ اس کی نسبت تمہاری کیا رائے ہے اس نے جواب دیا کہ یہ امرا کے طبقہ میں سے ایک صاحب ہیں خدا کی قسم یہ اس لائق ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو دیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو قبول کی جائے یہ سنکر آپ خاموش ہو گئے کچھ دیر کے بعد ایک اور صاحب اسی راہ سے گزرے آپ نے پھر استفسار فرمایا کہ اس کی نسبت کیا کہتے ہو عرض کی یا رسول اللہ یہ فقرائے مہاجرین میں سے ہے اور اس قابل ہے کہ اگر رشتہ چاہے تو نا پسند کر دیا جائے اور اگر سفارش کرے تو رد کر دی جائے اور اگر کچھ کہنا چاہے تو نہ سنا جائے ارشاد ہوا کہ تمام روئے زمین میں اگر اس امیر جیسے انسان ہوں تو ان سے یہ ایک فقیر و غریب بہتر ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا مجھے مسکین زندہ رکھ، مسکین اٹھا اور مسکینوں ہی کے ساتھ میرا حشر کر حضرت عائشہ صدیقہ نے استفسار کیا کہ یا حضرت یہ کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ یہ دولتمندوں سے پہلے جنت میں جائیں گے۔

پھر فرمایا اے عائشہ کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے نامراد نہ پھیرو گو چھوارہ کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو کہ یہی قبر کو روشن کرنے کے لئے کافی ہے۔ اے عائشہ غریبوں سے محبت رکھو اور انہیں اپنے سے نزدیک کرو تو خدا بھی تم کو اپنے سے نزدیک کریگا۔ عوالی میں ایک عورت رہتی تھی وہ بیمار پڑی اس کے بچنے کی کوئی امید نہ تھی خیال تھا کہ آج نہ کسی وقت مرجائیگی آپ نے لوگوں سے کہا کہ وہ مرجائے تو میں جنازہ کی نماز خود پڑھاؤں اس کے بعد دفن کیا جائے اسی رات کو اس کا انتقال ہوگیا جنازہ کی تیاری کے وقت آپ آرام فرما رہے تھے صحابہ کرام نے آپ کو اس وقت تکلیف دینی مناسب نہ سمجھی اور دفن کر دیا صبح آپ کو خبر لگی تو سنتے ہی کھڑے ہوگئے اور صحابہ کو ساتھ لیکر اور اس کی قبر پر جاکر نماز جنازہ ادا کی (صحیح بخاری)

سرپرست و مربی

اصحاب صفہ کی فقیری کے متعلق اشارات کئے ہی جاچکے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ عشق تھا آپ ہی ان کے سرپرست اور مربی تھے اور آپ ہی ان کے معلم جب آپکے پاس کہیں سے کچھ آتا تو انہیں پہلے ہی بھیج دیتے جب کہیں دعوت ہوتی تو انھیں ضرور لیجاتے اور ہر وقت انکی دلداری کرتے رہتے ان کی حالت اس قدر دردناک تھی کہ اگر آپ ان کی پندرہ بیس بار سرپرستی نہ کرتے تو ان کی زندگی کا بھی کوئی سہارا نہ تھا بالکل بے خانماں اور بے وارث تھے صرف آپ کی توجہ نے انہیں کندن بنادیا اور زندہ رکھا یہاں انتہا یہ ہے کہ آپ ان کی محبت و نگہداشت کو اولاد کی محبت و تکلیف پر سرجیح سمجھتے تھے حضرت بی بی فاطمہؓ سے آپ کو کس درجہ انتہائی محبت تھی جانتے تھے کہ بیٹی مصیبت میں ہے تکلیف میں ہے خود پانی بھرتی ہے چکی پیستی ہے فاقہ کرتی ہے بچے پالتی ہے مگر جب بیٹی نے ایک کنیز کے لئے درخواست کی تو پہلا جواب یہی تھا کہ یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ میں تمہیں دوں اور صفہ والے بھوکے مریں ابھی تو انہیں کا انتظام نہیں کرسکا ہوں پھر کون نہیں جانتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آپ کے عزیز بھائی بھی تھے اور محبوب داماد بھی مگر جب آپ بھی اسی قسم کی درخواست لیکر پہنچتے ہیں تو انہیں بھی یہی جواب ملتا ہے یہی نہیں بلکہ صحابہ کرام کو بھی ان کی طرف برابر توجہ دلاتے رہتے تھے آپ خوب سمجھتے تھے کہ اولاد اور اعزہ کو تو پھر یہ ڈھارس ہے کہ میں موجود ہوں لیکن ان نادار دلوں اور مفلسوں کا تو کوئی سہارا نہیں

عورتوں سے اچھا سلوک

عورت وہ مخلوق ہے جو دنیا میں ہمیشہ ذلیل و خوار سمجھی گئی اور ضعیف صنف ہونے کے باعث کبھی کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں کی اسلام وہ سب سے پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کی حق رسی کی اور عزت و منزلت کے دربار میں اسے برابر کی جگہ عطا فرمائی عرب میں عورتوں کے ساتھ حیوانوں سے بدتر سلوک ہوتا تھا نہ وراثت میں ان کا کوئی حق سمجھا جاتا تھا انتہا یہ ہے کہ باپ کے ترکہ کے طور پر اس کی عورتیں بھی بیٹوں میں تقسیم ہوجاتی تھیں بیٹیوں کا پیدا ہونا خوست داور باپ کی علامت تصور ہوتا تھا بعض تو اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کرآتا تھا ہند و ایران میں بھی یہی حالت تھی اور مغرب کا تو کچھ پوچھنا ہی نہیں ذرا ذرا سے قصور پر ان کی خبر کوڑوں سے لیجاتی تھی عورت کے قتل کا جرم قابل سزا نہ سمجھا جاتا تھا ہندوستان میں شوہر کی مردہ لاش کے ساتھ عورت کو بھی زندہ جلنا پڑتا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مساوات کا درجہ عطا کیا وراثت میں شریک بنایا مہر مقرر کیا اپنی جائداد کی ملکیت کا حق انہیں دلایا۔ دختر کشی کی شدید مذمت کی اور جا بجا تاکید فرمادی کہ تم میں اچھا وہی ہے جو اپنی عورتوں سے اچھا سلوک کرتا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ کا یہ قول منقول ہے کہ ہم لوگ مکہ میں عورتوں کو

بالکل ناقابل التفات سمجھتے تھے اور مدینہ میں نسبتاً ان کی قدر تھی لیکن نہ اتنی جس کی وہ مستحق تھیں حضرت اسماء بنت عمیس نے آغاز اسلام میں ہجرت کی تھی خیبر کی فتح کے بعد جب مہاجرین کی جماعت حبش سے واپس ہوئی تو آپ بھی ساتھ تھیں ایک روز آپ حضرت بی بی حفصہ سے ملنے گئیں آپ نے پوچھا یہ کون ہیں حضرت حفصہ نے نام بتایا تو حضرت عمر کہنے لگے ہاں وہ حبش والی وہ سمندر والی پھر بولے ہمارا تم سے زیادہ حق ہے اس لئے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی تھی حضرت اسماء کو سخت غصہ آیا کہ بولیں ہرگز نہیں تم لوگ رسول اللہ کے ساتھ رہتے تھے وہ بھوکوں کو کھلاتے تھے ہر طرح تمہارا خیال رکھتے تھے ہمارا یہ حال تھا کہ گھر سے دور بیگانوں اور حبشیوں میں تنگی بسر کرتے تھے لوگ ہم کو ستاتے تھے اور ہمیں ہر وقت جان کا خوف لگا رہتا تھا اسی اثناء میں رسول اللہ تشریف لے آئے حضرت اسماء سے سارا ماجرا سنکر آپ بولے عمرؓ کا حق مجھ پر تم سے زیادہ نہیں عمر اور ان کے ساتھیوں نے صرف ایک ہجرت کی اور تم لوگوں نے دو ہجرتیں کیں مہاجرین یہ سنکر جوق جوق حضرت اسماء کے پاس آتے اور رسول اللہ کے الفاظ بار بار دہرا کر ان سے سنتے حضرت اسماء کا بیان ہے کہ مہاجرین حبش کیلئے دنیا میں کوئی چیز رسول اللہ کے ان الفاظ سے زیادہ مسرت انگیز نہ ہوتی۔

نرمی اخلاق کی انتہا

ایک دفعہ قرابت کی بہت سی بیبیاں بیٹھی ہوئی سرکار دوعالم سے بڑھ بڑھ کر باتیں کررہی تھیں حضرت عمرؓ آئے تو سب اٹھکر چلدیں رسول اللہ ہنس پڑے حضرت عمرؓ نے کہا خدا آپ کو خندان رکھے آپ کیوں ہنسے فرمایا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا کہ تمہاری آواز سنتے ہی سب آڑ میں چھپ گئیں حضرت عمرؓ نے ان کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اور سرکار دوعالم سے نہیں ڈرتیں سب نے کہا کہ تم رسول اللہ کی نسبت سخت مزاج ہو۔

انجشہ نام کے ایک حبشی غلام حدی خواں تھے ازواج مطہرات سرکار دوعالم کیساتھ تھیں انجشہ حدی پڑھتے جاتے تھے اونٹ زیادہ تیز چلنے لگے تو آپ نے فرمایا انجشہ دیکھنا شیشے (عورتیں) ٹوٹنے نہ پائیں" آپ جانتے تھے کہ یہ بہت ضعیف مخلوق ہے اس لئے آپ برابر ان کی دلنوازی کرتے ان کے حقوق پر بے انتہا زور دیتے رہتے تھے آپ کی انتہائی نرمیوں نے انہیں بہت بے خوف کردیا تھا اور وہ بے محابا آپ سے مسائل پوچھتی رہتی تھیں ازواج مطہرات بھی بہت زیادہ بے تکلف ہوگئی تھیں ایکدفعہ حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ سرکار دوعالم سے بہت بلند آواز سے گفتگو کررہی ہیں بہت غصہ آیا اور آپ نے حضرت عائشہ کو پکڑ کر تھپڑ مارنا چاہا کہ سرکار دوعالم سے چلاکر باتیں کرتی ہے سرکار دوعالم فوراً درمیان میں آگئے اور عائشہ صدیقہ آڑ میں ہوگئیں حضرت ابوبکر غصہ میں بھرے ہوئے باہر چلے گئے سرکار دوعالم مسکرا کر بولے کیوں عائشہ اس وقت بچا لیا ورنہ پٹ گئی ہوتیں۔ اس کے بعد آپ ساری عمر محتاط رہیں۔

حیوانات بے زبان مخلوق ہے اپنی مصیبت کسی سے نہیں کہہ سکتی آپ کو ان کی حالت پر بھی رحم آتا تھا آپ نے زندہ جانوروں کا گوشت کاٹ کر کھانے، جانوروں کو دیر تک سواری میں باندھکر کھڑا رکھنے جانوروں کو باہم لڑانے، اونٹوں، بکریوں اور گدھوں کے داغنے کا رواج مٹایا اور فرمایا کہ جو ایسا کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت ہے آپ عموماً فرمایا کرتے تھے کہ جانوروں کو تکلیف نہ دو اور ان کے معاملہ میں خدا سے ڈرو۔ غرض ضعیفوں، عورتوں فقیروں اور غریبوں کے لئے آپ کی ذات گرامی ایک رحمت و نعمت تھی کسی کی تکلیف دیکھ

یتیموں کا والی غلاموں کا مولیٰ

یتیموں اور غلاموں پر شفقت یتیم اور غلام دنیا کی بہت بےکس اور ایک کس مپرسی مخلوق رہی ہے۔ ضعیف عورت خود ضعیف اور مرد کی امداد کی محتاج ہے وہ اپنی ذات ہی کو نہیں سنبھال سکتی تو اولاد کی پرورش کا کیا اہتمام کر سکتی ہے۔ یہ مرد ہی ہوتا ہے جو اولاد کی پرورش اور خورد و نوش کا بندوبست کرتا اور دونوں کا والی و سرپرست بنا رہتا ہے اسی لیے بن باپ کے بچے ہر زمانہ اور ہر قرن میں مجبور و بےکس سمجھے گئے ہیں۔ یہی صورت غلاموں کی تھی۔ اور نہ صرف یہ صورت بلکہ اس سے بھی بدرجہا بدتر۔ نہ ان کا گھر، نہ ملک نہ وطن نہ ماں باپ اور نہ عزیز و قریب۔ نہ کوئی سر پر ہاتھ رکھنے والا اور ان کے درد و غم بٹانے والا۔ جس زمانہ میں سرکار دو عالم مبعوث ہوئے ہیں اس زمانہ میں یتیم کو کوئی نہ پوچھتا تھا تو بن باپ کے بچوں کی کون پرواہ کرتا اور انھیں سینہ سے لگاتا۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ یتیموں کی حمایت و تربیت کو ایک عظیم کار ثواب بتایا بلکہ عملاً بتا دیا کہ یتیم قوم کا سرمایہ ہیں اور ان کی امداد فرض عینی ہے۔ آپ کی یہ حالت تھی کہ یتیموں پر سب سے زیادہ شفقت کرتے تھے اور ان کی امداد کو بڑی ضروری سمجھتے تھے۔ یتیم تو پھر یتیم ہیں آپ کو بچوں ہی سے بےحد انس تھا۔ بچے راہ میں مل جاتے تو انھیں پیار کرتے، گود میں اٹھا لیتے اور ان سے باتیں کرتے رہتے۔ سفر سے تشریف لاتے اور راہ میں بچے مل جاتے تو ان میں سے کسی کسی کو اپنے ساتھ سواری پر آگے یا پیچھے بٹھا لیتے۔ ماں اور بچے کی محبت کے واقعات سن کر آپ عموماً بہت متاثر ہوتے تھے۔ ایک دفعہ ایک نہایت غریب عورت حضرت عائشہ کے پاس آئی۔ اس کے ساتھ دو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بھی تھیں۔ اتفاق سے اس وقت پاس کچھ نہ تھا۔ ایک کھجور زمین پر پڑی ہوئی تھی، وہی اٹھا کر اسے دے دی۔ عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں کو برابر تقسیم کر دیا۔ سرکار دو عالم باہر سے تشریف لائے تو آپ نے یہ واقعہ سنا۔ بہت متاثر ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ خدائے قدوس جسے اولاد کی محبت میں مبتلا کرے اور وہ اس کا حق بجا لائے وہ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نماز شروع کرتا ہوں اور ارادہ ہوتا ہے کہ بہت دیر میں ختم کروں گا کہ دفعتہ صف سے کسی بچہ کے رونے کی آواز آتی ہے اور میں اسے مختصر کر دیتا ہوں کہ اس کی ماں کو اس سے تکلیف ہوتی ہوگی۔ آپ کی محبت و شفقت میں مسلم و مشرک اور مذہب و ملت کی کوئی تخصیص نہ تھی۔ سب بچے آپ کو محبوب تھے اور ہر قوم کے یتامیٰ کا درد آپ کے قلب میں چٹکیاں لیتا تھا۔ ایک غزوہ میں جبکہ میدان کارزار گرم تھا چند بچے جھپٹ میں آ کر مارے گئے۔ آپ کو علم ہوا تو آپ بہت افسوس کرنے لگے۔ ایک صحابی نے اس پر کہا کہ یا حضرت وہ تو مشرکین کے بچے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مشرکین کے بچے بھی تم سے بہتر ہیں۔ خبردار بچوں کو کبھی قتل نہ کرو۔ ہر جان خدا ہی کی فطرت پر پیدا ہوتی ہے"۔ ایک دفعہ آپ بچوں کو پیار کر رہے تھے کہ ایک بدوی آگیا اور کہنے لگا کہ تم لوگ بچوں کو پیار کرتے ہو میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کسی کو آج تک پیار نہیں کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر تمہارے دل سے محبت چھین لے تو میں کیا کروں۔

غلامی کی ہولناکیاں ماضی زمانہ میں غلامی اپنی پوری ہولناکیوں کے ساتھ میں موجود تھی۔ یہ گھوڑوں سے سستے تھے۔ حیوانوں کی طرح ان سے محنت لی جاتی تھی۔ جو کچھ ان کے ساتھ غضب کیا جاتا تھا مجال نہیں تھی کہ کوئی غلام اف بھی کر سکے۔ کسی کو مار دے کوئی غلام بھی جاتا تو کوئی باز پرس نہ ہوتی تھی اور یہ مسکین مخلوق انسانوں کے بھیس میں بھی حیوانوں سے بھی بدتر زندگی بسر کر رہی تھی اور یہ کچھ عرب ہی پر منحصر نہ تھا تمام دنیا میں یہ لعنت پھیلی ہوئی تھی اور کسی کو یہ استطاعت نہ ہوتی تھی کہ وہ ان کی خدمت کر کے ان کی مصیبتوں کا خاتمہ کراتا۔ دنیا میں سرکار دو عالم پہلے شخص تھے جنہوں نے اس بیمار رواج کی بیخ کنی کی نیت فرمائی، ناچیز یہ کہ یک دم یہ اور ایسی صورتیں پیش کیں کہ رفتہ رفتہ غلامی کا رواج ختم ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ ایک ساتھ اور یکلخت کوئی انقلابی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا تھا۔ اگر آپ ابتداء ہی میں اس کی ممانعت کر دیتے تو اس وقت کون سننے کے لئے تیار ہوتا۔ غلام کوئی سستی کی چیز نہ تھی بلکہ بالکل دولت کی طرح مول خرید کر مول لئے جاتے تھے جس پر قوموں کا لاکھوں روپیہ لگا ہوا تھا۔ پہلے آپ نے اصلاح حال پر زیادہ زور دیا۔ ان کے ساتھ حسن سلوک روا رکھنے کی نصیحتیں کیں۔ سلوک کی تلقین کے بعد ان کے آرام و راحت کے خیال کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد انھیں مساوات کا مرتبہ دلایا پھر غلاموں کی آزادی کو بڑا کار ثواب بتایا۔ بہت سے گناہوں کا کفارہ غلاموں کی آزادی کو قرار دیا۔ اس کے بعد حکم دیا کہ غلاموں کو غلام کہہ کر نہ بلایا جائے اور آخر الامر اس سلسلہ کو بند کر دیا۔

یہ ضرور ہے کہ یہ سلسلہ بہت بعد تک جاری رہا۔ انسان کی خرید و فروخت بھی ہوتی رہی لیکن یہ سب غلط تغیر حالات کا نتیجہ ہوتا تھا ہم اس کے ڈنک بالکل ٹوٹ گئے تھے اور بعد کو جو غلامی جاری رہی وہ اصلاً غلامی نہ رہی تھی بلکہ محض غلاموں کا نام رہ گیا تھا اس لئے کہ انھیں ہر قسم کی آزادیاں حاصل تھیں۔ ان کے لئے بڑے بڑے مناصب کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ بڑے بڑے امراء و رؤسا اپنی لڑکیاں ان سے بیاہ کر انہیں اپنا داماد بنا لیتے تھے۔ رشتہ اور ازدواج کی تمام پابندیاں اٹھ گئی تھیں۔ کہاں تک غلاموں میں بڑے بڑے مجتہد، علماء، امراء اور فلاسفر پیدا ہوئے اور انہوں نے پوری شان و شکوہ اور سطوت و جلال کے ساتھ مصر و ہند جیسے مشہور اور وسیع ممالک پر حکومتیں کیں۔ ہر قوم میں غلامی کا رواج موجود تھا۔ سب اقوام میں غلام موجود تھے اور بڑی کثرت کے ساتھ موجود تھے لیکن ایسی کسی قوم کا نام نہیں لیا جا سکتا جس کے غلام مسلمانوں کے غلاموں کی طرح سریر آرائے حکومت ہوئے ہوں اور انہوں نے پورے جاہ و جلال کے ساتھ فرمانروائی کی ہو۔ یہ شرف صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں ہی کو حاصل رہا اور ہے کہ ان کے غلام بھی دنیا کے آقا اور آقاؤں کے آقا ہوئے اور سلاطین عزیز بن کر منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور انہوں نے اپنی قابلیت اور فراست سے ثابت کر دیا کہ ہم ثقافتی گلشن اسلام کے پھول ہیں۔

غلاموں کو بھائی بنا دیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ابتدا ہی میں تاکید کر دی تھی اور اس کا برابر اعادہ کرتے رہتے تھے کہ یہ غلام تمہارے بھائی ہیں۔ جو خود کھاتے ہو وہ انہیں کھلاؤ اور جو خود پہنتے ہو وہ انہیں پہناؤ۔ آپ کو یہ بھی برا معلوم ہوتا تھا کہ غلام کو غلام کہہ کر پکارا جائے کیونکہ صدیوں کی روایات نے اس لفظ کو ذلت کے مترادف کر دیا تھا اور [illegible]

کے جذبات خودداری پر چوٹ لگتی تھی اس لئے آپؐ نے صاف طور پر فرما دیا تھا کہ کوئی غلام کو میرا غلام یا میری لونڈی نہ کہے میرا بچہ یا میری بچی کہے اور غلام بھی اپنے آقا کو خداوند ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نہ کہیں خداوند خدا ہے آقا کہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں اسی عہد کے دستور کے مطابق جو غلام آتے تھے انہیں آپ ہمیشہ آزاد کر دیتے لیکن آپ کا سلوک غلاموں کے ساتھ اتنا شاندار اور کریمانہ ہوتا تھا کہ غلام خود حضورؐ کی مفارقت کے متحمل نہ ہوتے تھے اور ماں باپ رشتہ اور قبیلہ کو چھوڑ کر آپ کی غلامی ہی کو فخر و شرف سمجھتے تھے چنانچہ جب آپؐ نے زید بن حارثہ کو آزاد کر دیا اور ان کے باپ انھیں لینے آگئے تو آپ کے چھوڑ جانے سے قطعی انکار کر دیا اور اس داستانہ رحمت پر باپ کے ظل عاطفت کو ترجیح نہ دے سکے یہ کچھ کم مظاہرہ شفقت نہ تھا کہ مرض الموت میں بھی آپ اس بیکس مخلوق کو نہ بھولے اور سب سے آخر میں یہ وصیت فرمائی کہ غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہنا ۔ ایک دفعہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر نے ایک عجمی آزاد غلام کو برا بھلا کہا آپ کو بہت ناگوار گذرا جب اس غلام نے سرکار دو عالم سے جا کر شکایت کی تو آپ نے ابوذر کو بلا کر زجر فرمایا کہ تم میں ابتک جاہلیت باقی ہے یہ غلام نہیں تمہارے بہن بھائی ہیں خدا نے تمہیں ان پر فضیلت دی ہے اگر یہ تمہارے مزاج کے موافق نہ ہوں تو انھیں فروخت کر ڈالو خدا کی مخلوق کو ستایا نہ کرو جو خود کھاؤ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ انھیں اتنا کام دو جو وہ کر سکیں اور اگر زیادہ کام دو تو خود بھی ان کی اعانت کرو ۔ ایک دفعہ یہ واقعہ ہوا کہ حضرت ابومسعود انصاری اپنے غلام کو مار رہے تھے کہ پیچھے سے آواز آئی ابومسعود تم کو اس غلام پر جس قدر اختیار حاصل ہے خدا کو اس سے کہیں زیادہ تم پر اختیار ہے ابومسعود نے مڑ کر جو دیکھا تو سرکار دو عالم تھے انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس غلام کو آزاد کیا فرمانے لگے اگر تم ایسا نہ کرتے تو آتش دوزخ تم کو چھو لیتی ۔

ایک خاندان سات افراد پر مشتمل تھا اس میں کام کے لئے صرف ایک ہی لونڈی تھی ان میں سے کسی ایک نے اس لونڈی کے تھپڑ مار دیا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ اس لونڈی کو آزاد کر دو وہ کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم سات افراد ہیں اور ان میں صرف یہ ایک ہی لونڈی ہے فرمانے لگے کہ اچھا تم اگر خدمت کی عادت ڈالو اور اس وقت تک اس سے کام لیتے رہو جب تک تم اس سے بے نیاز ہو جاؤ اس کے بعد یہ آزاد ہے ۔ ایک اور صاحب تھے ان کے پاس دو غلام تھے وہ ان کی بہت شکایت کیا کرتے تھے اور زد و کوب بھی کرتے تھے برا بھلا بھی کہتے تھے مگر وہ کسی طرح باز نہ آتے تھے مجبور ہو کر انھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت بھی کی اور اس مشکل کا علاج بھی پوچھا آپ نے جواب دیا کہ اگر تمہاری سزا ان کے قصور کے برابر ہوگی تو خیر ورنہ سزا کی جو مقدار زیادہ ہوگی اس کی برابر خدا تمہیں بھی سزا دیگا یہ سنکر وہ بیقرار ہو گئے اور گریہ و زاری شروع کر دی اور دونوں غلاموں کو اسی وقت آزاد کر دیا ۔ آپ کا یہ طریقہ دستور تھا کہ جہاں آپ نے کسی غلام پر زیادتی ہوتی دیکھی یا آپ کو اطلاع ملی تو آپ نے اس کے آقا کو عذاب آخرت سے ڈرانا شروع کر دیا اور کہہ دیا کہ اسے آزاد کر دو اور اس طرح آپ نے ہزاروں غلاموں کو آزاد کرا دیا لوگ اس خوف سے ہی غلاموں کو کچھ نہ کہتے تھے اور ان کے ساتھ بہتر سلوک کرتے تھے

ستم رانی کے نئے آئین

عجیب عجیب ظالمانہ سلوک غلاموں کے ساتھ کئے جاتے تھے اکثر ایسا ہوتا کہ آقا خوش ہو کر اپنے غلاموں کی شادیاں لونڈیوں سے کر دیتے لیکن جب خفا ہوتے تو فوراً ان میں تفریق کرا دیتے اس سے غلاموں کو سخت تکلیف و اذیت پہنچتی ۔ حضور کریم کے زمانہ میں بھی ایسا ہوا مگر اب فضا بدل چکی تھی سرکار دو عالم کا سکہ قلوب پر رواں تھا مظلوموں کا حامی اور بیکسوں کا والی پیدا ہو چکا تھا اب کوئی ڈر نہ تھا ایک شخص نے اپنے غلام کی شادی ایک لونڈی سے کر دی اور کچھ روز کے بعد انھیں علیحدگی پر مجبور کرنے لگا غلام روتا ہوا دربار نبوت میں حاضر ہوا اور وہ تمام کیفیت سنادی آپ نے منبر پر چڑھ کر خطبہ ارشاد فرمایا ۔ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ خود غلاموں کا نکاح کرتے ہیں اور پھر انھیں جدا کر دینا چاہتے ہیں نکاح و طلاق کا حق آقاؤں کو نہیں صرف شوہروں کو ہے ۔ آپ کی اس شفقت و حمایت کا شہرہ دور دور پھیل گیا غلاموں میں جرأت پیدا ہونے لگی ان کی ہمتیں بڑھ گئیں اور وہ ہر زیادتی کی شکایت رسول کریم سے جا کر کرنے لگے انتہا یہ تھی کہ کافروں کے غلام بھاگ کر آپ کے پاس آجاتے اور آپ انھیں آزاد کر دیتے تھے کرم کی انتہا یہ تھی کہ آپ مال غنیمت میں بھی ان کا حصہ لگانے لگے یہ جو غلام نئے نئے آزاد ہوتے تھے چونکہ ان کے پاس کوئی مالی سرمایہ نہ تھا اس لئے ان کی امداد لازمی تھی مال غنیمت میں سے سب سے پہلے انہی کی امداد کی جاتی تھی بلکہ معمولی حصہ تھے اس سے ان کی حالت اس قابل ہو گئی تھی کہ وہ صرف اپنا گذارا کر سکیں بلکہ اس سے چھوٹے موٹے کاروبار بھی شروع کر لیں ۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمہارا خادم تمہارے کھانے کا انتظام کرے اور اس کی گرمی اور اس کے دھوئیں کی تکلیف برداشت کرے تو تمہیں چاہئے کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ بٹھا لو لیکن اگر وہ انکار کرے تو اتنا ضرور کرو کہ اس کے منہ میں ایک لقمہ ڈال دو ۔ کس قدر محبت ہمدردی اور حسن سلوک کا ارشاد ہے کیا دنیا کا کوئی تمدن کوئی قوم اور کوئی سوسائٹی ایسی آزادانہ اور شاندار تعلیم اپنے غلام اور اپنے پیروں کے لئے کبھی پیش کر سکی ہے یہ تعلیم عام خادموں کے لئے نہیں بلکہ ان خادموں کیلئے ہے جو دنیا کی ایک انتہائی ذلیل مخلوق تھی جسے بالکل بے حقیقت سمجھا جاتا تھا اور جن کا دنیا پر کوئی حق ہی نہ سمجھا جاتا تھا اور جو کھانے کے وقت پاس بھی نہ کھڑے ہو سکتے تھے اور یہ دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل مخلوق سمجھے جاتے تھے

غلامی کا استیصال

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ جس شخص کے پاس لونڈی ہو اور وہ اس کی تربیت کرے اور اچھی تعلیم دے اور اس کے بعد اسے آزاد کر کے نکاح بھی کر لے تو اس کیلئے دو درجہ ہیں یہ وہی لونڈیاں ہیں جو ذلت و خواری کی زندگی بسر کرتی تھیں مگر اب ان کے متعلق ارشاد ہو رہا ہے کہ نہ صرف یہ کہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرو ساتھ کھلاؤ جو پہنو وہ پہناؤ استطاعت سے زیادہ کام نہ دو بلکہ انھیں تعلیم بھی دو آزاد کر دو اور اگر مزید ثواب حاصل کرنا ہو تو اس سے شادی بھی کر لو جب تعلیم اسلام سے یوں اثر کی غلام بھائی بن گئے دربار انسانیت میں ان کا رتبہ برابر ہو گیا تو فرمان صادر ہوا کہ اے مسلمانو! تمہاری شان اطاعت ذرہ برابری کے اعتبار سے یہ ہونی چاہئے کہ اگر ایک ایسا غلام بھی جس کا ان تک کٹے ہوئے ہوں تمہارا امیر بنا دیا جائے تو تم اس کی اطاعت کرو آپ نے صرف حکم ہی نہیں دیا بلکہ اپنی زندگی ہی میں اسے جامہ عمل بھی پہنا دیا آپ نے شام پر لشکر کشی کے لئے ایک فوج مرتب کی جس میں مکہ کے معزز ترین لوگ شریک تھے اور زید بن حارثہ کو اس فوج کا امیر مقرر کیا ۔ زید بن حارثہ غلام تھے اور ان کی ایک سامنے انہوں نے اپنی زندگی غلامی میں بسر کی تھی اس کے بعد آپ نے انہی زید کے فرزند حضرت اسامہ کی ماتحتی میں ایک اور جرار لشکر مرتب کیا اسامہ غلام تھے غلام کے بیٹے تھے مگر آج وہ ایک جنگی بادشاہ منصب پر فائز ہیں اب آپ اس سے غلاموں کی درجہ و اہمیت کا اندازہ لگا لیں کہ اس لشکر میں جو ایک غلام جرنیل کی ماتحتی میں تھا حضرت عمر حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عمرو بن العاص حضرت عثمان غنی حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے جلیل القدر

خطا کار سے درگذر کرنیوالا

نبی کریم کی شان عفو وکرم

محض خطاکار سے درگذر کرنا بہت معمولی چیز معلوم ہوتی ہے مگر الفاظ میں ملا اس کا ظہور بہت ہی دشوار اور ناممکن الوقوع ہے عملی الخصوص ان مواقع پر جہاں سامنے اپنے دشمنوں غیر ہوں اور غیر بھی وہ جو ایک دو دن نہیں ایک دو مہینے نہیں ایک دو سال نہیں برسوں خون کے پیاسے رہتے ہوں ایسے خطاکاروں سے درگذر کرنے کی مثالیں آپ کو کسی قوم کے صحیفہ اخلاق میں کسی ملک کی تاریخ میں اور کسی تاریخ کے اوراق میں نہیں نظر آئیں گی اور نہ آسکتی ہیں اس لئے خطاکاروں کو سزا دینا اور خوفناک مجرموں کو سولی چڑھانا قوموں اور اقتدار والوں کی قانونی ذمہ داری رہی ہے اور اس پر کبھی اور کسی زمانہ میں بھی کسی نے کسی کو نہ برا کہا ہے اور نہ ملعون کیا ہے اور کیوں کرتے اسلئے کہ انتقامی جذبہ کا پردہ پوش خطاکار کا جرم نجات ہے لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذخیرہ اخلاق میں آپ کو اس جنس کی بھی فراوانی نظر آئے گی معمولی خطاکاروں کا تو کوئی ذکر ہی نہیں انھیں بخشدینا تو دربار نبوت میں روزمرہ کی باتیں تھیں خطاکار اور ایسے خطاکار جن کے لہو سے سالہا سال گذرنے پر بھی برابر بوئے خون آرہی تھی اور جو نہ صرف سلطنت وحکومت اور آئین وقوانین وقت کے باغی تھے بلکہ جن کے دامن عمل پر فاتح مکہ کے قریبی اعزہ اور حقیقی عم اور بچی کے خون کے دھبے تھے بلکہ ایسے گھناؤنے اور مکروہ داغ تھے جسے سات سمندروں کا پانی بھی اپنی تمام فیروزیوں کے باوجود نہ دھو سکتا تھا انھیں بخش اور عین اس وقت ان کی خطاؤں اور خطاکاریوں سے درگذر کی جس وقت ضرورت مصلحت اور وقت کا اقتضا بھی اور صرف یہی ہوتا ہے کہ خطاکار تو ایک طرف غیر خطاکاروں کو بھی ڈرایا اور دہشت زدہ کیا جائے تاکہ ان کے قلوب پر آئندہ کے لئے ہیبت بیٹھ جائے اور وہ آگے چل کر کان نہ ہلا سکیں اور دبک کر سہم کر اور خوفزدہ ہو کر پرامن زندگی بسر کرنے پر آمادہ ومجبور ہو جائیں۔

فاتحانہ اعلان عفو

تاریخ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ معظمہ فتح کر لیا مکہ کا ہر مکین اور اس سرزمین کا ہر زن وفرزند تمام قدیم وجدید آئین ودستور کے اعتبار سے اسی کا مستحق تھا کہ اگر بہت رحم بھی کیا جاتا تو ان میں سے ہر ایک کو قتل کر کے ان کی لاشیں چیل وکوؤں کی ضیافت کے لئے بیابان میں ڈلوادی جاتیں اور ان کے مکانوں کاشانوں اور معابد میں شعلے بلند کر دیئے جاتے مگر اس وقت ہر فرد وبشر اور ہر زن ومرد کا سوال نہیں کہ وہ تو ایک اجتماعی ظلم کے مجرم تھے مگر فرمائیے کہ آپ اس ہندہ کے متعلق کیا کہیں گے جس نے قوت بازوئے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا حضرت حمزہ کا بیٹھکر خود مثلہ کیا ایک ایک عضو چھری سے علیحدہ کر کے رکھدیا اور جب اس کے قلب کی جلتی ہوئی آگ اس سے بھی ٹھنڈی نہ ہوئی تو اس نے آپ کا مقدس کلیجہ نکال کر کچا ہی اپنے دانتوں سے چبا ڈالا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے اس کے لئے دنیا کا آئین کیا سزا اور کونسی عقوبت کو منتخب کر سکتی ہے غالباً آپ کی سمجھ میں بھی نہ آسکے گا کہ ہندہ کو کونسی ایسی شدید سزا دی جائے جو اس کے جرم کے ہموزن ہو سکے غرض یہی عورت فتح مکہ کے دن آتی ہے اور اس طرح گستاخانہ آتی ہے کہ چہرہ پر نقاب ہوتا ہے کہ اسے کوئی پہچان نہ سکے اور چپکے سے بیعت کر کے اور پروانۂ امان لیکر رخصت ہو جاتی ہے نبوت کی چشم حق بین جو دلوں کی گہرائیوں میں اتر نے والی اور فلک الافلاک کے پردے تار تار کر کے سدرۃ المنتہیٰ کا جائزہ لینے والی تھی اس کے لئے یہ نقاب کب پردہ دار ہو سکتا تھا آپ پہچان گئے اور پہچان لینے کے باوجود نہ خود زبان سے کچھ کہا اور نہ کسی سے اس کا ذکر کیا نتیجہ یہ کہ گو وہ بھی بلا کی زیرک تھی بھی تو کوئی تبدیلی پیدا ہوئی تو دل سے اسلام قبول کیا اور حلقہ بگوش ارادت بن گئی آپ نے کہا جس وقت تو صرف اتنا کہا کہ ہندہ ہالیں نے تجھے معاف کیا مگر تو میرے سامنے نہ آیا کر کہ تجھے دیکھ کر میرے قلب پر چوٹ لگتی ہے اور تجھے چچا اور ان کی مظلومانہ موت یاد آجاتی ہے بولیے بولیے کہیئے ایسے خوفناک خطاکاروں سے درگذر کرنا کسی کا منصب ہو سکتا ہے لیکن یہ نبوت ہی کا کرشمہ اخلاق اور شان کرم تھی کہ آپ نے ایسے خوفناک مجرم کو بھی معاف کر دیا۔

وحشی حضرت حمزہ کا قاتل تھا مکہ میں غلبہ اسلام کا ظہور دیکھ کر طائف بھاگ گیا لیکن جب اہل طائف نے بھی گردن اطاعت خم کر دی تو اب اس کے لئے اور کوئی امن اور جائے پناہ باقی نہیں رہی ہر طرف مجبور ہو کر چھپتا چھپاتا اور مسلمانوں کی نگاہوں سے بچتا ہوا دربار نبوت میں پہنچا اور جسے کہیں پناہ نہ ملے تو اس کی بھی اس نے رحمت عالم کے دربار میں اپنے لئے جگہ ڈھونڈی مسلمان ہو گیا گڑگڑا کر معافی مانگی اور آپ نے اس خطاکار سے بھی درگذر کی البتہ یہ فرمایا کہ میرے سامنے نہ آیا کرنا کہ تمہیں دیکھ کر مجھے چچا کی یاد آتی ہے۔ عکرمہ ابو جہل کے بیٹے باپ کی طرح نبی کریم کے شدید دشمن تھے اور اظہار عداوت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا فتح مکہ کے بعد آپ جان بچا کر بھاگے اور یمن جا کر پناہ لی ان کی بیوی مسلمان ہو چکی تھیں اور محفل نبوت کی مے معرفت روانی کے جوش اپنی آنکھوں سے دیکھ چکی تھیں وہ خود یمن پہنچیں عکرمہ بہت گھبرائے ہوئے تھے انھیں تسکین دی مسلمان کیا اور دربار نبوت میں لے آئیں اب شان عفو ہی نہیں شان کرم ملاحظہ ہو کہ خون کا تشنہ اور برسوں کا خوفناک دشمن سامنے آتا ہے اور آپ یہ کرتے ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھتا ہے فوراً کھڑے ہو جاتے ہیں اور اس تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہیں کہ جسم مبارک سے چادر بھی سرک جاتی ہے اور فرماتے ہیں کہ اے ہجرت کرنے والے سوار تمہارا آنا مبارک ہو پوری دنیا کی تاریخ میں کوئی بھی اپنے جانی دشمن کا استقبال غلبہ کی حالت میں کر سکا ہے اور پھر وہ بھی اس جوش اور والہانہ محبت کے ساتھ نہیں اور کبھی نہیں یہ رسالتمآب کا رتبہ تھا اور بس۔

شقی ازلی کو نواز دیا

ہبار بن الاسود وہ خطاکار تھا جس کے ہاتھ سے سرکار دو عالم کی صاحبزادی کو انتہائی تکلیف پہنچی تھی آپ حاملہ تھیں اور مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جا رہی تھیں کفار نے مزاحمت کی آپکو راستہ میں جا لیا اس وقت ہبار آگے بڑھا اور بڑھکر کجاوہ میں اس زور سے اپنا نیزہ مارا کہ آپ اونٹ کی پشت سے نیچے آرہیں شدید چوٹ آئی حمل ساقط ہو گیا اور بالآخر اسی صدمہ سے پیدا شدہ علالت نے آپ کا خاتمہ کر دیا یہ کتنا خوفناک جرم تھا اس کے علاوہ اور بھی بہت سے جرائم کا ارتکاب کر چکا تھا فتح مکہ کے بعد جو لوگ اشتہاری مجرم قرار دیئے گئے تھے انہی وجوہ سے یہ ان میں شامل کر لیا گیا تھا اس نے چاہا کہ بھاگ کر ایران چلا جاؤں یک بیک قلب میں ایک بجلی کوندی اور خود بخود آستانۂ نبوت کی طرف چل کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ

میرے جرم کی ہولناکیوں نے مجھے اپنی زندگی سے مایوس کر دیا تھا اور چاہتا تھا کہ ایران کی طرف اپنی جان لیکر چلا جاؤں لیکن یک بیک مجھے حضور کے عفو و تحمل کی لمعانیاں یاد آگئیں مجھے اپنے قصور اور اپنی جہالت و وحشت کا اعتراف ہے اب میں اسلام سے مشرف ہونے آیا ہوں۔ دفعتہً باب رحمت وا ہوگیا آپ اندر داخل ہوگئے جہاں دوست و دشمن کی کوئی تمیز نہ تھی اب خطاکار خطاکار نہ تھا بلکہ دربار نبوت کا غلام بنا ہوا تھا۔

ایک دفعہ آپ جنگل میں تھک کر سو گئے اور تلوار اتار کر درخت کی شاخ میں لٹکا دی ایک مشرک اس وقت کہیں سے ادھر آنکلا اس نے دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بےخبر پڑے سو رہے ہیں اور تلوار درخت میں لٹک رہی ہے وہ آپ کا شدید دشمن تھا لپک کر تلوار اٹھالی اور زور سے گرج کر بولا محمد اب تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے آپ ایک ساتھ اللہ بیٹھے اور فرمایا اللہ یہ کلمہ کچھ اس انداز و ہیبت کیساتھ آپکے منہ سے نکلا کہ وہ مشرک کانپ اٹھا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ پڑی آپ نے جھپٹ کر تلوار اٹھالی اور فرمانے لگے بول اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے اس بدبخت کے پاس اسکا جواب کیا تھا گھبرا گیا آپ نے کہا جا میں معاف کرتا ہوں میری عادت بدلہ لینے کی نہیں۔

منافقین سے درگذر

یوں تو عرب میں ہر قوم اور ہر قبیلہ آپ کا اور مسلمانوں کا شدید دشمن تھا مگر ان میں سب سے زیادہ خطرناک دشمن منافقین تھے جو بظاہر مسلمان تھے مسلمانوں سے ملے ہوئے بھی تھے لیکن درپردہ اسلام اور اسلام والوں کی بیخکنی میں مصروف رہتے تھے اور جب ان کو موقعہ ملتا تھا مسلمانوں کو پریشان اور رسوا کرنیکا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے یہ مار آستین تھے جو گھر میں رہ کر گھر کی بنیاد کھوکھلی کرنے میں مصروف تھے حضرت رسالتمآب کو وحی کے ذریعہ ان کی شیطنت کاریوں اور شر انگیزیوں کا پورا علم ہوچکا تھا سب کچھ جانتے تھے مگر آپ خاموش تھے اور اسلئے کچھ نہ کہتے تھے کہ لوگ یہی کہیں گے کہ محمد اپنوں کو بھی نہیں بخشتے اور خود مسلمانوں کو تلوار کے گھاٹ اتروا رہے ہیں آپ نے بہت چاہا کہ ان کے قلب پاک ہوجائیں اور یہ اپنی شیطنت کاریوں سے توبہ کرکے سچے مسلمان بن جائیں لیکن ان کی قساوت قلبی انھیں راہ پر نہ آنے دیتی تھی جن کی قسمت میں سعادت اسلام لکھی تھی انہوں نے یہ جرعہ نوش فرمالیا لیکن بہت سے ایسے تھے کہ اب دریا پار ہے اور یہاں سے ہی پیاسے مرگئے ان کی طرف سے ہر روز نئی نئی خطاؤں کا ظہور ہوتا تھا کوئی دن ایسا نہ گذرتا تھا کہ یہ شرارت نہ کرتے ہوں مگر برابر انھیں معاف کرتے چلے جاتے تھے اور سب کچھ جانتے اور علم رکھتے ہوئے ان سے بازپرس نہ کرتے تھے عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین تھا۔

واقعہ افک کو جس قدر شہرت نصیب ہوئی اور گھر گھر اس کا چرچا پھیل گیا وہ سب اسی کی شرارتوں کا نتیجہ تھا جسے نبی کریم بہت اچھی طرح سمجھتے تھے مگر خاموش تھے اور کچھ نہ کہتے تھے آخر خود خدائے قدوس نے اس کی تردید میں آیات نازل کردیں اس وقت آپنے اتہام لگانے والوں کو شرعی سزائیں دلوائیں مگر عبداللہ بن اُبی کو چھوڑ دیا اور محض اس بناپر چھوڑ دیا کہ اسے اپنے جرم کا اقرار نہ تھا حضرت عمرؓ کو بار بار اس پر غصہ آتا تھا اور چاہتے تھے کہ اس کا سر اڑا دیں مگر آپ نے کبھی اس کی اجازت نہ دی اب موقعہ آتا ہے کہ آپکے تحمل ترحم و کرم کے پھول عنبر بیزیاں کرنے پر آمادہ ہوں عبداللہ بن ابی کا انتقال ہو اور آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھنے پر تیار ہوگئے خدام مسلمین نے عرض کیا کہ حضور یہ تو سب سے بڑا منافق تھا آپ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ہیں فرمانے لگے کہ اگر مجھے یقین ہوجائے کہ یہ بخش جائیگا تو میں ستر بار بھی نماز پڑھنے اور اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگنے کو تیار ہوں حالانکہ یہ وہی شخص تھا جس نے آپ کے ناموس پر شدید حملہ کیا تھا۔

یہود پر احسان

یہود نے قوت اسلام کو ضعف پہنچانے اور قریش مکہ کے ساتھ ملکر شرارتیں کرنے میں کیا کچھ نہیں کیا ان کا تمام اثر اور پوری دولت اس شر انگیزی کے لئے وقف ہوکر رہ گئی تھی مگر آپ برابر طرح دیتے رہتے تھے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کرتے رہتے تھے خیبر کی فتح کے وقت تک انہوں نے مسلمانوں کو برابر تنگ کیا اور آپ برابر انھیں معاف کرتے رہے اگر اس وقت آپ کے بجائے اور کوئی ہوتا اور یہ قوم اس کے ساتھ ایسی شرارتیں کرتی تو اس نے انھیں وقت سے بہت پہلے تباہ کرکے رکھدیا ہوتا اور تباہ بھی اس طرح کرتا کہ دنیا پر ان کا نام و نشان بھی باقی نہ چھوڑتا لیکن آپنے سب کچھ کیا اور ان کے خلاف کبھی کوئی ایسا انتقامی قدم نہ اٹھایا کہ جو ان کی ہستی پر کاری ضرب ثابت ہو اور جو ان کی شرارتوں کا ہمیشہ کیلئے خاتمہ کردے۔

ایک دفعہ انہوں نے رسول اللہ کو دعوت دی اور انھیں اپنے محلہ میں بلایا اور آپ ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک یہودی نے ایک پتھر پھینک کر آپ کا خاتمہ کر دینا چاہا وہ تو بروقت پتہ چل گیا ورنہ انہوں نے تو کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا عرب میں کوئی ایک قبیلہ بھی تو ایسا نہ تھا جس کی طرف سے آپکے خلاف شدید سے شدید سازشیں اور ظلم نہ کئے گئے ہوں مگر ایک وقت آیا کہ آپ سب پر غالب تھے سب کی جانیں سب کی آبروئیں اور سب کے مال آپ کے رحم پر تھے مگر آپ نے سب کی خطائیں معاف کردیں جو مسلمان ہوئے انھیں داخل اسلام کرلیا جنہوں نے معاہدے کئے ان سے معاہدہ کرلئے اور جنہوں نے معافیاں چاہیں آپنے انھیں معاف کردیا آپ خطائیں معاف کرنے میں فطرتاً بہت تیز تھے جہاں کسی مجرم و خطاکار کی زبان پر معافی کا لفظ آیا اور آپنے معاف کیا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کے عفو و درگذر نے جیکا وکینہ وہ سزا و خوفناک سزائیں بھی نہ کرسکیں اور نہ کرسکتی تھیں۔

آج تہذیب و مدنیت کا زمانہ ہے خطائیں کرنے اور خطاکاروں کو پکڑنے والے آج بھی موجود ہیں خوفناک دشمن تو بڑی چیز ہوتے ہیں ہمیں تو اس روشنی کے مزعومہ عہد میں کوئی ایسا بھی نظر نہیں ہوتا جو معمولی مجرموں کو بھی معاف کردے اور جہاں تک سیاسی مجرموں کا تعلق ہے انھیں تو محض شبہ ہی پر اگر پھانسیاں نہ بھی دی جائیں تو عمر بھر کے لئے جیلخانوں میں بند کردینا تو معمولی بات ہے پھر اگر ایسے مجرموں کے ساتھ جو واقعی شر انگیزی کی نیت سے سلطنت اور حکومت کے مٹانے کے درپے ہوں یہ سختی روا رکھی جائے تو بجا بھی ہے۔ غضب تو یہ ہے کہ ایسے محب وطن افراد کے ساتھ بھی جن کی نیت سلطنت کو مٹانے یا برباد کرنے یا بغاوت پھیلانے کی ہرگز نہیں ہوتی بلکہ وہ صدق دلی کے ساتھ اس امر کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ ان کے ملک کو آزادی نصیب ہو اور انکی قوم کو اغیار کی غلامی سے رستگاری نصیب ہو انھیں بھی شدید سے شدید سزاؤں کا مستحق سمجھا جاتا ہے ہمیں اس کے لئے یہاں کسی مثال دینے کی یا کسی کا نام لینے کی ضرورت نہیں اخبارات کے مطالعہ اور سیاست پر نظر ڈالنے سے یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ ایران میں صرف ایک انگریز ہی تو مارا گیا تھا اور اس مارے جانے میں سلطنت یا عوام کا کوئی ہاتھ نہ تھا مگر اس پر برطانوی قوم کے اندر کس شدت کے ساتھ جذبات پیدا ہوگئے تھے اور کس طرح علانیہ پورے ایران کو انگریز نے ایک قطرہ خون سے وزن کیا جا رہا تھا چین کے ساتھ بھی اسی قسم کی مثالوں پر کیا کچھ نہیں ہوچکا فرانس نے ایک معمولی بات پر کس طرح دمشق پر پورے چھبیس گھنٹے گولہ باری کی تھی امریکہ بھی اس وقت سب سے زیادہ مہذب سمجھا جاتا ہے مگر دیکھیے کہ اگر کوئی حبشی کسی امریکی عورت کو چھیڑ دے یا امریکہ کے کسی شہری سے لڑکر اسے زخم پہنچادے تو ان کے جذبات میں کتنا ہیجان پیدا ہو جاتا ہے اور یہ مہذب لوگ کس طرح دیوانوں کی طرح جیلخانوں پر ٹوٹ پڑتے ہیں عدالت کی سزا کا بھی انتظار نہیں کرتے

بداندیش کے دل میں گھر کرنیوالا

رسالتمآب کی کشش

دوستوں میں محبوب بنجانا اور دوستی میں مقبول بنکر رہنا کوئی ایسی ممتاز خصوصیت نہیں، یہ صفت تو عام لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے بات تو جب ہے کہ بداندیشوں اور معاندوں کے قلوب میں جگہ حاصل کی جائے جہاں عناد و کینہ کے سوا الفت کی چیز اور محبت کی گنجائش ہی نہیں ہوتی اور گنجائش تو کجا یہ حالت ہوتی ہے کہ ہر ایک سلام ہوتا ہے حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دشمنوں کو بھی اعتراف تھا کہ آپ صداقت شعار اور امین ہیں عہد طفولیت سے لیکر دور عنفوان شباب بلکہ اس وقت تک بھی جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے ہیں کبھی کذب و دروغ کا ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکلا آپ کے اخلاق کے بھی سب گرویدہ تھے مگر اس کے باوجود تعصب اور تنگدلی نے انھیں مدت تک اعتراف صداقت اور اس کی بھلائی تو ایک طرف اس کے ساتھ نیک سلوک پر بھی نہ آمادہ ہونے دیا اور آپ کی یہ حالت تھی کہ ظلم پر ظلم ہو رہے تھے سختیوں پر سختیاں کی جاتی تھیں پتھر برستے تھے پائے مبارک شہید اور پائے مبارک مجروح کر دیئے جاتے تھے عزت و ناموس پر حملے ہوتے تھے وطن سے نکال دیا پیارے اور غمخوار اعزا و اقارب پر مظالم ڈھائے مصیبتیں رکھا کھانا پینا بند کر دیا عیش و آرام حرام ہو گیا اور زندگی کے لالے پڑ گئے مگر آپ کے نورانی قلب میں ان کی طرف سے کبھی کدورت و تنفر پیدا نہ ہوا۔

جب کبھی انہیں دشمنوں میں سے کسی کو کوئی مصیبت پڑ گئی تو آپ ایک ثانیہ و لمحہ کا تامل کئے بغیر ان کی امداد کو تیار ہو گئے انھیں بڑے بڑے خوفناک مصائب سے بچایا ان کی زندگیوں کو ورطۂ ہلاکت سے نجات دلائی اور قابو پا پا کر انھیں چھوڑ دیا اور آخر وہ وقت آ گیا کہ ظالم ظلم کرتے کرتے تھک گئے اور انھیں یہ شبہ ہونے لگا کہ جس شخص کو ہم ستا رہے ہیں جس کی آئے دن پرسشیں کی جاتی ہیں اور جس کی جان لینے کی تمام تدابیر اختیار کی جاتی ہیں کہ وہ انسان ہے یا فرشتہ سمجھنے والے چند سال ہی میں سمجھ گئے تھے اور آپ کے محاسن و مکارم نے بہت سے قلوب کو مسخر کر لیا تھا مگر جن کی قسمت میں اولیت تھی وہ پہلے ہی ایمان لے آئے کچھ بعد کو آئے کچھ ایسے تھے جن کی شقاوت فتح مکہ اور عرب میں پورے غلبہ اسلام تک برابر قائم رہی اور پھر مسلمان ہو گئے اور بعض ایسی بھی بدبخت ہستیاں تھیں جن کی قسمت انھیں جہنم ہی میں لے گئی اور انہوں نے سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی اسلام کی سعادت قبول نہ کی اس طرف سے جتنے شدائد اور جور روا رکھے جاتے تھے اس طرف سے اس کے جواب میں اسی قدر اظہار کرم و ملاطفت ہوتا تھا اس سے بڑے بڑے بداندیش اور قسی القلب لوگوں کے قلوب بدل گئے اور انھیں اسلام لانے اور آپکے قدموں پر سر رکھ دینے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آیا اور آخرکار وہ آستانہ نبوت پر جھکے

قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار

عرب کا قبیلہ بنو حنیفہ وہ سخت دل اور سخت جگر قبیلہ تھا جس نے آخر تک حضرت رسالتمآب کی مخالفت کا سلسلہ جاری رکھا اس کے سینہ میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی گوشت کا لوتھڑا نہیں جس کا نام دل ہے بلکہ پتھر کا کوئی ٹکڑا اس کے بجائے رکھا ہوا ہے مسیلمہ کذاب کا خمیر مایہ بھی اسی خاک سے اٹھا تھا اور یہی سنگدلی اسے ادعائے نبوت پر آمادہ کر چکی تھی ثمامہ بن اثال اسی قبیلہ کا ایک مقتدر اور انتہائی غضبناک اور معاند رئیس تھا اتفاق سے یکبیک مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا چونکہ اس کے جرائم و شدائد کی فہرست بہت طویل اور خوفناک تھی اس لئے مسلمانوں کو بھی اس کے ہاتھ لگ جانے سے بڑی خوشی نصیب ہوئی اور ادھر اس کے قبیلہ والوں نے بھی سمجھ لیا کہ اب جان کی خیر نہیں اور پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہے جب یہ گرفتار ہو کر دربار نبوت میں حاضر ہوا تو نبی کریم نے حکم دیا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیا جائے آپ کچھ دیر بعد مسجد میں تشریف لائے اور ثمامہ سے کہا کہو اب کیا کہتے ہو اس نے بڑی گستاخی سے جواب دیا "اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو ایک خونی کو قتل کرو گے اگر احسان کرو گے تو ایک شکر گزار پر احسان ہوگا اور اگر تم زر فدیہ چاہتے ہو تو .... مانگو میں دوں گا" آپ یہ جواب سنکر اور اس کا لب و لہجہ دیکھکر خاموش ہو گئے دوسرے دن بھی یہی گفتگو ہوئی تیسرے روز بھی جب آپ نے یہی گفتگو سنی تو حکم دیا کہ اس کی رسی کھول دو اور اسے آزاد کر دو۔

مسلمان ایسے مقتدر اور خوفناک دشمن کو آزاد ہوتے دیکھکر کچھ کبیدہ سے ہوئے مگر ابھی کچھ نہ کہا اب ثمامہ کی سنیئے کہ اس خلاف توقع لطف و عنایت نے اس کے قلب میں ایک انقلاب عظیم برپا کر دیا قریب کے ایک درخت کے نیچے جا کر اس نے غسل کیا مسجد میں آیا آپ کے پاس پہنچا اور مسلمان ہو گیا عرض کی کہ یا رسول اللہ میرے قلب میں آپ کی انتہائی عداوت تھی اور دنیا میں میری نظر کے اندر آپ سے زیادہ مبغوض کوئی ہستی نہ تھی مگر اب یہ حالت ہے کہ آپ سے زیادہ دنیا میں مجھے کوئی ہستی پیاری اور محبوب ہی نہیں معلوم ہوتی کوئی مذہب بھی آپ کے مذہب سے میرے نزدیک برا نہ تھا مگر اب سب سے عزیز مجھے یہی ہے کوئی شہر بھی آپ کے شہر سے زیادہ میری نظر میں ناپسندیدہ نہ تھا مگر اب وہی مجھے سب سے زیادہ پیارا معلوم ہوتا ہے" عمیر بن وہب رسول کریم کا شدید دشمن تھا بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے جب تمام قریش بیتاب تھے تو صفوان بن امیہ نے اسی کو بیش قرار انعام کا وعدہ کر کے اس لئے مدینہ بھیجا تھا کہ وہ وہاں پہنچکر چپکے سے نعوذ باللہ آپ کا کام تمام کر دے عمیر نے اپنی تلوار زہر میں بجھائی اور مدینہ پہنچ گیا لوگوں نے اس کے تیور دیکھکر بھانپ لیا حضرت عمر نے چاہا کہ اس کی گردن تن سے جدا کر دیں مگر آپ نے روک دیا اور اسے پاس بٹھا کر اس سے بہ اخلاق باتیں کیں اور اس پر اس کا راز ظاہر کر دیا یہ سنکر عمیر سناٹے میں آ گیا لیکن آپ نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جس کا اتنا ہولناک جرم عالم آشکار ہو جائے اس کی زندگی کی کیا توقع اسکی زندگی کی بالکل توقع نہ رہی تھی لیکن خلاف توقع یہ دیکھکر کہ آپ نے اس سے کوئی باز پرس بھی نہ کی فوراً آستانہ رحمت پر جا پڑا اور انتہائی صدق دل سے اسلام قبول کر لیا اور مکہ میں جا کر اسلام کی اشاعت شروع کر دی۔

صفوان بن امیہ بھی فتح مکہ کے بعد ایمان لے آئے روس کا فاضل محقق کاؤنٹ ٹالسٹائی آپکے صحیفہ اخلاق کے انھیں جلووں سے متاثر ہو کر لکھتا ہے کہ :۔

"حضرت محمد بے انتہا منکسر المزاج رحمدل راستباز خلیق متحمل انصاف پسند اور جلیل القدر مصلح ریفارمر تھے آپکے نزدیک دنیوی مفاخرت کوئی چیز نہ تھی آپ جتنی عزت ایک دولتمند کی کرتے تھے اتنی ہی ایک غریب اور مفلوک الحال کی بھی کرتے تھے آپنے کبھی کسی غریب آدمی کو نظر حقارت سے نہیں دیکھا ہر شخص سے بڑی محبت سے پیش آتے تھے بیماروں کی عیادت کو تشریف لیجاتے تھے غریبوں کی دعوت قبول کر لیتے تھے بکریوں کا دودھ دوہ لیتے تھے اپنے کپڑوں میں آپ پیوند لگا لیتے تھے آگ سلگا لیتے تھے اپنی جوتیاں آپ گانٹھ لیتے تھے غرضکہ گھر کا ادنی سے ادنی کام کر لینے میں بھی آپ کو تامل نہ ہوتا تھا۔ میں ہی نہیں دنیا کے تمام قابل محققین جن میں انصاف پسند

میں اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت محمد کا طرزِ عمل اخلاقِ انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے اور ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں اور نہ صرف کہنے پر بلکہ یقین کرنے پر کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ و ہدایت خالص طور پر صداقت و خلوص پر سچائی پر مبنی و مشتمل تھی اور اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔"

مغربی فاضل کا اعتراف

یورپ کا ایک اور مشہور اور فاضل محقق مسٹر [illegible] لکھتا ہے اور کس شان سے لکھتا ہے کہ:-

"وہ یہ زرد رنگ کا شخص جو جنگلی ملک اور ریگستان میں پیدا ہوا تھا اپنے دل میں سب جاننے والی سیاہ آنکھوں اور اپنی شگفتہ اخلاق اور غیور و پرغرور طبیعت کے ساتھ بجائے جاہ طلبی کے کچھ اور ہی خیال رکھتا تھا وہ ایک غیر معمولی طاقتوں والی مدح رکھتا تھا ان عالی لوگوں میں سے تھا جو راستباز ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتے ہستی مطلق کا سر غلط اپنے تمام جاہ و جلال کے ساتھ اس پر کھل گیا تھا وہ صداقت و حکایت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا۔ ہم حضرت محمدؐ کے متعلق ہرگز یہ خیال قائم نہیں کر سکتے کہ وہ صرف شعبدہ باز اور تہی باطن شخص تھا نہ ہم اسے حقیر جاہ طلب اور دیدہ و دانستہ منصوبے گانٹھنے والا کہہ سکتے ہیں انہوں نے جو دنیا کو پیغام دیا بہر حال اور بہر کیف ایک سچا اور حقیقی پیغام تھا اس ہستی جلیل کے نہ اقوال ہی جھوٹے تھے اور نہ اعمال ہی خالی از صداقت تھے نہ یہ کسی کی تقلید تھی وہ حیات ابدی کا ایک نورانی پیکر تھا جو قدرت کے وسیع سینہ میں سے دنیا کو منور کرنے نکلا تھا۔"

جانتے ہو ابوسفیان کون تھا وہی جنہوں نے تیرہ برس تک ان تمام سازشوں اور منصوبوں کی رہنمائی اور رہبری کی جو اسلام اور سردار اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انتہائی ہولناک صورت میں کئے گئے سالہا سال یورشوں اور یلغاروں میں شریک رہا قریش کا سردار بنا رہا اسلام کیلئے ایک مستقل خطرہ تھا مگر دیکھئے آستانہ نبوت سے اس کے ساتھ ان سازشوں منصوبہ بازیوں اور جانفشانیوں کا کیا صلہ ملتا ہے وہ صلہ جو ایسے نازک اوقات میں دوستوں وفاداروں اور امن پسند جوشا دیوں کو بھی آج تک نہ کسی نے دیا اور نہ کوئی دے سکتا ہے، اسے پھانسی کے تختہ پر لٹکانے سولی پر چڑھانے اور اس کا سر قلم کرنے کے بجائے عفو و درگزر کا خلعت عطا ہوتا ہے نہ صرف اس کی جان بخشی کی جاتی ہے بلکہ حکم ہوتا ہے کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امان دی جائیگی غور کیجئے کہ اس سے بڑھکر اور دل میں کیسے جانفشانی اور مہر اندیشیوں کے دلیس گھر کرنے والی اور کونسی ادائیں ہو سکتی ہیں اس کا اثر یہی ہوتا تھا اور یہی ہوا کہ وہ آپ کے خدام میں داخل ہو گیا اور پوری عمر غلامی اور وفاداری میں گذار دی۔

عکرمہ کا نام آج کس کی زبان پر نہیں ابوجہل جیسے شقی ازلی کے فرزند تھے باپ کی طرح بیٹے بھی شدید دشمن تھے فتح مکہ کے وقت تک انہوں نے اسلام دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا جب غلبہ اسلام ہوا تو خوف سے کانپنے لگے جان سے ناامیدی ہو گئی زندگی کی کوئی توقع باقی نہ رہی تھی مایوسی میں کچھ نہ سوجھا اور بھاگ کر یمن پہنچے وہاں بھی چین نصیب نہ تھا ہر وقت جان کا خطرہ لگا رہتا تھا عیش و آرام حرام ہو گیا تھا اسی یاس و نومیدی کے عالم میں آپ کی بیوی جو مسلمان ہو چکی تھیں آپ کے پاس پہنچیں گھبرایا ہوا دیکھکر بہت کچھ تسکین دی چونکہ عکرمہ بہت خوفناک جرائم کے مرتکب ہو چکے تھے جانتے تھے کہ میرا بچنا اور زندہ رہنا محالات سے ہے اس لئے جانے میں تامل تھا بیوی نے بہت سمجھایا اور دلاسا دیا تو چلے آئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ایک دریائے رحمت تھا فرمانروا یا شہنشاہ نہیں پیغمبرانہ شان تھی ہمہ تن رحمت و مکرمت کی نسیم خلق اور عنبر بیز اور عنبر فشاں پھول نچھاور کرتی رہتی تھی۔ دیکھتے ہی آغوش محبت وا کر دیا اور آپ اسلام لے آئے۔

بیک وقت ہزاروں کو نوازا

یہ تو پھر انفرادی مثالیں ہیں آپ نے ایک ایک وقت میں چھ چھ ہزار فوج کے سپاہ سے قیدیوں کو چھوڑا ہے اور تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی ایسی نہیں ملتی جس سے یہ پتہ چلے کہ آپ نے کبھی جنگی قیدیوں پر تشدد کیا ہو یا انہیں لونڈی غلام بنا کر فروخت کیا ہو آپ کے ان محاسن اخلاق نے عوام ہی کو نہیں خواص ہی کو نہیں بلکہ آپ کے خونناک دشمنوں کے قلوب کو بھی بدل دیا اور اس طرح بدل دیا کہ ان کی بعد کی حالت دیکھکر کسی کو یہ باور بھی نہ ہوتا تھا کہ یہ کسی وقت میں اسلام اور سردار اسلام کے شدید و خونخوار دشمن رہ چکے ہیں آپ کے سلوک و احسان نے درندوں کو انسان اور انسانوں کو فرشتہ بنا دیا اور آگے چل کر انہوں نے اس درجہ شاندار اور پاکبازانہ زندگی بسر کی کہ دھوم مچ گئی۔

قریش جو اسلام کے شدید دشمن تھے وہ آستانہ نبوت کے خادم بن گئے اور اسلام کے بہترین فرزند ان میں پیدا ہونے لگے وہ یہود جنہوں نے فتح خیبر تک جہاز اسلام کو ڈبونے میں اپنے اثرات ہی نہیں اپنی قوت اور اپنی تنظیم سے پورا کام لیا آخر میں آپ کی کوہ وقاری انہیں بھی جھکا کر رہی ان میں جو مسلمان ہو لئے وہ قوت بازوئے اسلام بن گئے اور اسلامی جماعت میں شامل ہو کر انہوں نے پوری پاکبازانہ زندگی بسر کی ہزاروں کے بھی ہزاروں انسان دائرہ اسلام کے نیچے آگئے افراد و اقوام سے نکل کر آپ کے اخلاق و عمل کی تسخیر انگیزیاں فرمانرواؤں اور شہنشاہوں کے قلوب میں گھر کرنے لگیں۔ اور قیصر روم جیسا با جبروت فرمانروا بھی متاثر ہو کر رہ گیا۔ جب ابوسفیان قیصر روم کے دربار میں امداد و اعانت اور اس سے تخریب اسلام کی مساعی میں شرکت کی دعوت دینے کے لئے پہنچا ہے تو عجیب واقعہ پیش آیا قیصر روم نے ابوسفیان سے پوچھا کہ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہاری قوم میں جو مدعی نبوت پیدا ہوا ہے اس کی اخلاقی حالت کیسی ہے جواب ملا کہ اخلاقی حالت تو بہت اچھی ہے۔ پوچھا اس نے کبھی امانت میں خیانت کی ہے ابوسفیان نے کہا کبھی نہیں پھر سوال کیا کہ اس نے کبھی جھوٹ بولا ہے اس کا جواب بھی نفی میں تھا۔ قیصر نے پھر استفسار کیا کہ اس نے کبھی کسی پر افترا باندھا ہے یہاں بھی ابوسفیان کو گردن ہلانی پڑی۔

آخر میں قیصر روم نے ایک تقریر کی اور کہا کہ اے ابوسفیان میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے نزدیک وہ کبھی کذب و دروغ کا بھی مرتکب ہوا ہے تو تم نے جواب دیا کہ نہیں تم اس کے اخلاق کے بھی مداح ہو اسے خائن بھی نہیں سمجھتے امین جانتے ہو راستباز کہتے ہو اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ وہ جھوٹا نہیں سچا ہے اگر وہ خدا پر افترا باندھتا تو وہ آدمیوں اور انسانوں پر افترا باندھنے سے کب چوکتا۔ قیصر روم کے متعلق یہاں تک کہا ہے کہ وہ محض حضرت رسالتمآب کے حالات ہی سنکر بیحد متاثر ہو گیا تھا اگر تاج و تخت کی حرص اس پر غالب نہ آجاتی اور پادریوں کی مخالفت کا خوف اسے نہ ہوتا تو وہ ضرور اسی وقت اسلام لے آتا شاہ حبش نجاشی کی بھی یہی حالت ہوئی تھی اور بعض نے تو تحقیق کے ساتھ لکھا ہے کہ وہ مسلمان ہو چکا تھا۔

غرض یہ ہے کہ رسول کریم کے سلوک و عمل نے آپ کے بڑے بڑے خونخوار دشمنوں پتھر دل انسانوں ذی جاہ تاجداروں، قسی القلب کافروں اور فطری بداندیشوں کے قلوب میں اپنے لئے جگہ پیدا کر لی دنیا آجتک حیران ہے کہ یہ کیا معجزہ تھا جس نے عرب کی کایا پلٹ کر رکھدی، وہ حیران تھی اور حیران رہیگی اور اس وقت تک رہے گی جب

مفاسد کو زیر و زبر کرنیوالا

عالم نسوانیت پر نبی کریم کا احسان

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جب قدوم میمنت لزوم سے منصۂ شہود پر رونما ہوئے تو عرب مفاسد اور برائیوں میں بری طرح پھنسا ہوا تھا جنگ و جدل کی گھٹائیں امنڈی چھائی تھیں جہالت و وحشت کا دور دورہ تھا ہند بت دہریت کا زور تھا ذرا ذرا سی بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے تھے شراب خواری زناکاری قمار بازی اور لہو و لعب کی شدت تھی بت گری اور نفس و شیطان کی عام پرستش ہوتی تھی لڑکیاں زندہ دفن کر دی جاتی تھیں عورتوں کو حیوانات سے بدتر سمجھا جاتا تھا ایک ایک شخص جتنی عورتیں چاہتا تھا گھر میں جمع کر لیتا تھا اور مرنے پر یہ عورتیں ڈھور ڈنگروں کی طرح بیٹوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں نہ وراثت میں ان کا حق تھا اور نہ باپ اور شوہر کی جائداد کی یہ حصہ دار سمجھی جاتی تھیں اور ایک عرب پر کیا منحصر ہے اس وقت تمام ارض عالم اسی قسم کے معاصی و مصائب میں غرق تھی اور عورتیں جو آج نصف بہتر کہلاتی ہیں وہ ہر جگہ اندوہ و آلام کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کی جاتی تھیں بھری دنیا میں کوئی ان کی فریاد سننے والا اور ان کے مصائب پر چار آنسو بہانے والا نہ تھا اور اس نیلگوں آسمان کے نیچے ان پر آئے دن قہر و عتاب کی بجلیاں ٹوٹتی رہتی تھیں۔

ہندوستان، چین، عرب، روم اور ایران میں جہاں اور جس سرزمین پر دیکھو ہر جگہ عورت کو برے سے برے اور مکروہ سے مکروہ خطابات ملے ہوئے تھے کہیں اسے بچھو اور سانپ سے تشبیہ دی جاتی تھی کہیں اسے دوزخ، آگ اور موت سے ہلاک تر خیال کیا جاتا تھا اور کہیں اسے شیطان کی خالہ، بیوفا، اور مرد کو تباہ کر دینے والی کے لقب ملے ہوئے تھے ایک سیلاب بلا تھا جو اس صنف ضعیف کے خلاف امنڈا چلا آتا تھا اور کوئی نہ تھا جو اٹھے اور اٹھکر اس کی تردید کرے عورت غریب خود اتنی سہمی اور معلق بنی ہوئی تھی کہ یارا نہ تھا کہ وہ اپنی کوئی آواز بلند کر سکے آپ کو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ اسی یورپ میں جو آج تہذیب و مدنیت اور علم و ایجاد اور عقل و فراست کا ٹھیکیدار بنا بیٹھا ہے ۵۸۶ء میں مختلف ممالک کے مسیحیوں کی ایک کانگرس اس امر پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوتی ہے کہ آیا عورت میں روح بھی ہے یا نہیں اور یہ پیدا کی گئی ہے تو کس مقصد کے لئے۔ بڑے بڑے عقیل اور اس عہد کے یورپین فلاسفر اس غور و بحث میں حصہ لیتے ہیں اور اس کے بعد بوجہ کہ وہ آج کے یورپینوں کے اجداد تھے ہی کرتے ہیں تو یہ کہ "عورت ہے تو انسان ہی مگر پیدا اس لئے کی گئی ہے کہ وہ مرد کی خدمت کرتی رہے۔"

کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اس زمانہ ہی میں نہیں بلکہ اس سے پیشتر کے عہد میں عورت کو انسان بھی نہ سمجھا جاتا تھا اور سمجھا ہی جاتا تو ہندوستان میں شوہر کی مردہ لاش کے ساتھ عورت کے زندہ جلنے اور جل کر مر جانے کا دستور کبھی قائم نہ ہوتا۔

فضلائے مغرب کے آباء و اجداد کے کارنامے

ظاہر ہے کہ جب تمام عقلائے یورپ نے مل کر یہ طے کر دیا ہوگا کہ عورت صرف مرد کی خدمت ہی کے لئے پیدا کی گئی ہے تو خود غرض مرد کتنے دلیر ہو گئے ہوں گے اور ان پر کتنی بجلیاں اور نہ ٹوٹ پڑی ہوں گی۔

عورتوں کی وہ صبح صبح نجات تھی جب رسول سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپ نے عورت کو شیطان کے بجائے شیطان سے بچنے کا تعویذ قرار دیا اور فرمایا کہ عورت انسانیت کا وہ جزو اہم ہے جس کے بغیر کسی طرح اس کی تکمیل نہیں ہو سکتی آپ نے صاف و صریح الفاظ میں فرمایا کہ "جنت ماں (عورت) کے قدموں کے نیچے ہے" "ان کے ساتھ بہتر سلوک کرو" "انھیں معلق نہ چھوڑے رکھا کرو" "جو خود کھاؤ وہ انھیں کھلاؤ جو خود پہنو وہ انھیں پہناؤ" "دنیا کی بہترین نعمت ایک نیک اور صالح عورت ہے" "تم میں اچھا وہ ہے جو عورتوں کے حق میں اچھا ہے" "انھیں تکلیف نہ دیا کرو"

یہی نہیں بلکہ انھیں خلع یعنی طلاق حاصل کر لینے کا بھی حق دیا بیواؤں کی شادی کو کار ثواب فرمایا باپ بھائی اور شوہر کے ورثہ کی ترکہ میں اسے بھی ہم رتبہ شرکت کی بشارت ملی مہر اس کا حق قرار پایا اس کی جداگانہ ملکیت اور جداگانہ حیثیت قرار دی گئی مردوں کی طرح ان پر بھی علم فرض کیا گیا نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دیگر فرائض کا ان پر بھی اسی طرح اطلاق کیا گیا جس طرح مردوں پر کیا گیا تھا غرض یہ کہ عورت دنیا میں پہلی مرتبہ پہلی بار ایک ذمہ دار آزاد فرد انسانیت کی حیثیت سے دنیا کے اسٹیج پر نمودار ہوئی اور آپ نے سب سے پہلی دفعہ انھیں ان کے حقوق دلائے اور حقوق بھی قریب قریب مساویانہ یہ اتنا بڑا اور اتنا عظیم اور مہتم بالشان کارنامہ رسالت ہے جس کی کوئی نظیر اس کائنات میں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکتی۔

غور کیجئے جو حقوق دنیا اپنے پورے ادعائے حریت نسواں اور جمہوریت نوازی کے باوجود آج بھی عورت کو نہیں دے سکی وہ اسلام نے صدیوں پیشتر اسے عطا کر دیئے تھے یورپ کی عورت آج اتنی آزاد بلکہ بے عنان ہے کہ اس نے مردوں کا ناطقہ بند کر رکھا ہے اور وہ ہر شعبہ حیات میں زبردست ترقی کر رہی ہے مگر پھر بھی نہ مذہب نے اسے نوازا ہے اور نہ قانون نے اس کی پاسداری کی ہے۔ جب تک وہ کنواری ہے باپ یا خاندان کے نام کی مناسبت سے پکاری جاتی ہے مس رچرڈ اور مس غلوریس کہلاتی رہتی ہے اور جب بیاہ دی جاتی ہے تو شوہر میں جذب ہو کر مسز ہنری اور مسز فلپ بن جاتی ہے نہ اسلامی خاتون کی طرح اسے وراثت اور ترکہ میں حقوق حاصل ہیں اور نہ مہر کی حقدار ہے نہ مذہب نے اسے طلاق لینے اور علیحدہ ہونے کا حق ہی دیا اور نہ قانوناً وہ اس کی حقدار تھی اب کچھ عرصہ سے قانون نے ضرور اسے طلاق کا حق دیا ہے ہندوستان کی عورت کی بھی یہی حالت ہے ہندو چاہتے ہیں کہ ان کی عورتوں کو بھی خاص حالات میں طلاق کا حق حاصل ہو جائے مگر ان کا مذہب اسے رد کرتا ہے اور وہ اس خامی کو صرف اسلام سے اخذ کردہ روشنی ہی کے ذریعہ پورا کر سکتے ہیں دنیا کتنی ہی ترقی کر چکی مگر وہ ابھی تک اس مرتبہ پر عورت کو فائز نہیں کر سکی جس پر اسلام نے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے نامزد کر دیا تھا اسلام ہی آخری ربانی مذہب ہے جس کا مقابلہ دیگر مذاہب ہرگز نہیں کر سکتے اور مقابلہ تو کیا کریں گے جوں جوں زمانہ ترقی کرتا جاتا ہے انھیں خود اپنی خامیاں نظر آتی جاتی ہیں قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا

لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ ورحمہ یعنی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے خود تم ہی میں سے تمہارے جوڑے پیدا کئے تاکہ تمہیں تسکین حاصل ہو اور تمہارے مابین محبت و شفقت پیدا کر دی۔"

"تسکین" کے معنے ہیں راحت قلب اور سکون دل کے وہ راحت جو سارے غم و فکر کو بھلا دے پھر یہ راحت قلب محبت و شفقت سے پیدا ہو وہ تو ایک نعمت الٰہی ہے جس کا شکر انسان پر ہر اعتبار سے ہر حالت میں لازم ہے پھر جو چیز راحت قلب اور سکون روح ہو کون ہے جو اس کی تحقیر و تذلیل کر سکے اور جن کا ایمان اس آیت پر ہو سکتا ہے وہ ہرگز عورت کی تحقیر نہیں کر سکتے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی ارشاد فرمایا تھا کہ "عورتوں کی تحقیر ہرگز نہ کرو عورت گھر کی ملکہ اور اپنے شوہر کے گھر کی مالک ہے اور اپنی رعیت کے لئے ذمہ دار ہے۔"

خواتین میں احساس خودداری کی تخلیق

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک نوجوان صحابی سے پوچھا جن کا نام معاذ بن جبل تھا کہ تمہاری شادی ہو گئی ہے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں آپ فرمانے لگے کہ معاذ تمہیں چاہیئے تھا کہ تم شیطان سے بچنے کے لئے کسی عورت سے شادی کر لیتے جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تبلیغ شروع کی اور عورتوں کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ہماری حمایت میں ہیں پھر تو ان کے حوصلے بڑھ گئے ان میں خودداری اور عزت نفس کے جذبات پیدا ہونے لگے اور انھیں اسی فضل و کمال اور عرفان والی خواتین پیدا ہونے لگیں کہ اکثر مرد بھی ان سے نگاہ نہ ملا سکتے تھے۔ خود حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت سکینہ اور حضرت عائشہ اپنے زمانہ کی زبردست اور یکتائے روزگار فاضلہ اور عالمہ ہو گذری ہیں۔ علم فرض ہو ہی چکا تھا اس لئے عورتیں بھی مردوں کے دوش بدوش تعلیم حاصل کرتی تھیں ان کی مجلس ہوتی تھیں خطبات سنتی تھیں خود تقریریں کرتی تھیں روزہ رکھتی تھیں نمازیں پڑھتی تھیں اور غزوات اور جہادوں میں شریک ہو کر جنگی خدمات انجام دیتی تھیں اور خوبی کے ساتھ دیتی تھیں۔

دربار رسالت کی طرف سے ہر قسم کی جائز آزادی انھیں حاصل ہو ہی چکی تھیں خانگی معاملت کے علاوہ .... قومی معاملات میں بھی برابر حصہ لیتی تھیں۔ عورت وارشاد تبلیغ اسلام مقابلہ و جہاد تمام معاملات میں ابتدائے اسلام ہی سے عورتوں نے حصہ لینا شروع کر دیا تھا اور یہ حصہ روز بروز افزوں تر ہوتا چلا جاتا تھا۔ حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں کہ میں خود مجاہدین کا کھانا پکاتی تھی ان کے خیموں کی حفاظت کرتی تھی زخمیوں کی مرہم پٹی بھی کرتی تھی اور بیماروں کی تیمارداری بھی میرے سپرد رہتی تھی۔ حضرت ام سنان کہتی ہیں کہ جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم غزوہ خیبر پر تشریف لیجانے لگے تو میں نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور مجھے بھی لشکر کے ساتھ چلنے اور رہنے کی اجازت عطا فرمائیں میں پھٹی ہوئی مشکیں سیونگی پانی بھر بھر کر تشنگی پیاس بجھاؤں گی بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کروں گی۔

آپ نے یہ سنکر بہت خوشی کا اظہار کیا اجازت عطا فرمائی اور کہا تمہاری اللہ بہی بہنوں نے مجھے اسی قسم کی درخواست کی تھی میں نے انھیں بھی ساتھ چلنے اور شکر اسلام کی خدمات انجام دینے کی اجازت دیدی ہے۔ خود حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے جنگ احد میں ام المومنین حضرت عائشہ اور اپنی والدہ حضرت ام سلیم کو خود دیکھا ہے کہ وہ مشکیں اپنی پیٹھ پر لادے آستین چڑھائے اور ازار اونچی کئے میدان میں ادھر ادھر دوڑتی پھرتی تھیں پیاسوں کے منہ میں پانی ڈالتی تھیں اور جب پانی ختم ہو جاتا تھا اور مشکیں خالی ہو جاتی تھیں تو دوڑ کر اور بھر لاتی تھیں جوں جوں اسلام کی طاقت بڑھتی اور شوکت و قوت ترقی کرتی گئی اسی نسبت سے عورتوں کے فرائض کی گرانباریاں بھی زیادہ ہوتی گئیں اور وہ زمانہ بھی آ گیا کہ انہوں نے خود بڑے بڑے لشکروں میں شامل ہو کر بہادرانہ جنگیں لڑیں اور نہ صرف جنگیں لڑیں بلکہ خود لشکروں کی رہبری و سرداری کی اور انھیں قابلیت کے ساتھ لڑایا۔

ہر قسم کے حقوق عطا کئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا تھے اور جہاں اور جس نکتہ تک آپ کی نگاہیں پہنچ سکتی تھیں اور جو کچھ آپ سوچ اور دیکھ سکتے تھے وہ دوسرے حکما اور فلاسفروں سے ممکن نہ تھا۔ دینے کو آپ نے عورتوں کو ہر قسم کی آزادی دیدی حتیٰ کہ وہ مساجد کی عبادت گذار میدان جنگ کی سپاہی اور مجلس علم کی فاضلہ بن گئیں اور ہر شعبہ حیات میں وہ آگے بڑھنے اور ترقی کرنے لگیں۔

مگر آپ نے انھیں مرکز نسوانی سے نہ ہٹنے دیا کہ مرکز سے ہٹکر اور ٹوٹ کر ہر چیز اپنی خوبی اور رعنائی کھو بیٹھتی ہے۔ آپ نے بتایا اور جتلایا کہ رہو اپنے مرکز پر قائم اور اس پر نگاہ رکھکر جہاں تک بڑھا جا سکے بڑھو اور چار چاند لگا دو یعنی اپنی نسوانیت کو نہ بھولو اور اپنے مخصوص فرائض فطری کو پس پشت نہ ڈالو تمہارا پہلا کام قوم کے بچوں کی پرورش و تربیت اور انھیں لائق بنانا اور گھر کی دیکھ بھال اور نگہداشت کرنا ہے کہ اس سے غافل ہو نہیں اور نظام قائم رہے آپ نے انھیں تاکید کی کہ وہ آرائش کی طرف سے غافل نہوں۔ سنگار کریں۔ آپ ان قریشی عورتوں پر فخر کیا کرتے تھے کہ جو اپنا گھر ہوشمندی کے ساتھ سنبھالے رکھتی تھیں اور اپنی اولاد کی تربیت اچھی طرح کرتی تھیں۔

آپ جب کسی عورت کو اپنی زینت اور مادرانہ اور نسوانی فرائض کی طرف سے غافل پاتے تھے تو فوراً ٹوکتے تھے اس عہد کی سب سے بڑی اور سادہ زینت و آرائش یہ تھی کہ ہتھیلیوں پر مہندی لگائی جائے اور کلائیوں میں چوڑیاں ہوں۔ حضرت ام سنان کہتی ہیں کہ جب میں مسلمان ہوئی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھوں میں مہندی اور چوڑیاں نہ دیکھکر فرمایا کہ:-

"یہ کچھ مشکل ہے کہ تم عورتیں اپنے ہاتھ رنگ لیا کرو اور ہاتھوں میں چوڑیاں پہن لیا کرو خواہ وہ چمڑے ہی کی ہوں۔"

یہ ایک بہت اہم نکتہ ہے مغرب کی خواتین نے مرکز نسوانیت ہی سے ہٹکر اپنی اور اپنے مردوں کی حیات معاشری کو تباہ کر لیا ہے ان کے سنگار نسوانی سنگار نہیں ہے انھیں چوڑیوں اور مہندی سے نفرت ہے اور وہ مردانہ مشاغل اختیار کرتی اور اپنی نسوانیت کو برابر کھوتی چلی جا رہی ہیں رسول کریم نے عورت کو سب کچھ دیا مگر عورت ہی رکھا اور مغرب نے کچھ بھی نہ دیا مگر عورت کو ایک عجیب قسم کا جانور بنا کر اس سے اس کی ساری نسوانی دلفریبیاں چھین لیں۔

قبائل کو شیر و شکر کرنے والا

دنیا کا سب سے بڑا رہنمائے اعظم

اگر عالم کی رہنمائی اور رہبری اور رشد و ہدایت کا منصب جلیل اگر کسی کو عطا کیا جاسکتا ہے تو وہ ایک اور صرف ایک ہی ہستی ہوسکتی ہے جس کا نام نامی اور اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور جو بلاشبہ پیغمبر اعظم اور تمام دنیا میں منتخب انسان تھے اس لئے کہ رہنمائی کے لئے جن خصائل و فضائل کی ضرورت ہے وہ سب تنہا آپ کی ذات میں مرکوز تھے رہنما کی سب سے بڑی کامیابی اور قابلیت یہ ہے کہ وہ قوم کو متحد کردے اور اس کے مختلف عناصر میں ہم آہنگی پیدا کرکے ان کے اندر اتحاد و مقاصد کی روح حلول کردے اور اس کے بعد اسے ارتقائی بلندیوں پر فائز کرنے کی سعی کرے۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس باب میں جو معجزہ کاریاں دنیا کے سامنے پیش کیں وہ اپنی نوعیت میں بالکل لاثانی اور حد درجہ محیر العقول تھیں روئے مسکون کے اندر اب تک لاکھوں نبی، پیغمبر، ولی، رشی، منی، لیڈر، قائد اور رہنما پیدا ہوئے اور ہوتے چلے جاتے ہیں اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے رنگ میں سب ہی نے قوموں کی رہنمائیاں بھی کیں اور ان میں اتحاد پیدا کرنے میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا بلاشبہ انھیں اس مقصد میں کامیابیاں بھی ہوئیں مگر ایسی کہ ان پر کوئی ناز نہیں کیا جاسکتا اور نہ دنیا ان پر فخر کرسکتی ہے البتہ اس سلسلہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کام اتنا شاندار کارنامہ تھا جسے اپنا یا بیگانہ جس نے دیکھا تو ایک طرف اس پر سب اب تک انگشت بدنداں ہیں اور غالباً قیامت تک رہیں گے ایک ایسی قوم جو ہزاروں ہزار فرقوں میں منقسم ہو اور ہر فرقہ دوسرے فرقہ کا دشمن بنا ہوا ہو رات دن جنگ و جدل حرب و پیکار کی آئے دن گرم بازاریاں ہوں اسے متحد و متفق و متحد بنا دینا اور اتنی یکجہتی پیدا کردینا کہ وہ دشمن سے دوست اور غیر سے بھائی بن جائیں کوئی معمولی بات نہیں دنیا میں کوئی ایک مالک بھی ایسا نہیں جو اتحاد و اتفاق کی برکات کا معترف نہ ہو اور جو اسے اساس ترقی نہ جانتا ہو۔ تمام مذاہب تمام اقوام اور طبقے نہ صرف اس کے حامی ہی رہے بلکہ اس کی ضرورت بھی شدت کے ساتھ محسوس کرتے رہے لیکن یہ چیز جتنی اہم و ضروری ہے اتنی ہی نایاب ہے اور کوئی وقت بھی ایسا نہیں رہا کہ کوئی قوم اور کوئی ملت کسی اصول کا متحد ہوئی ہو اور اتحاد پایا بھی گیا تو بہت تھوڑے انسانوں میں۔

اتفاق کی ماہیت

جب کہ ضرورت ایک عالمگیر نوعیت رکھتی ہو اور پھر بھی نہ حاصل نہ ہو اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ یا تو کام کرنا نہیں آتا یا اس کی اصلیت و ماہیت کا کسی کو پوری طرح علم ہی نہیں ہوسکا ہے ہمارے نزدیک موخر الذکر وجہ قرین عقل ہے اس لئے کہ ہم نے جب غور کیا تو یہی نظر آیا کہ اسلام کے سوا کسی ایک مذہب نے بھی یہ نہیں بتایا کہ اتفاق اصل میں چیز کیا ہے اور اسے کس طرح قائم رکھا جاسکتا ہے یہ اسلام اور صرف اسلام ہی تھا جس نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی زبان مبارک سے اس کی اصلیت واضح کرائی اور بتایا کہ اتفاق کی حدود کیا ہیں دنیا میں اتفاق ضروری ہونے کے ساتھ اختلاف کس حد تک ناگزیر ہے تمدن کا یہ اولین و اہم جزو ایک عرصہ دراز سے تشنۂ تکمیل پڑا تھا اور کسی کی نظر اس نکتہ تک نہ پہنچی تھی سب سے پہلے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے اصل شکل میں پیش کیا اور ایک ایسا نظریہ سامنے لاکر رکھ دیا جو بالکل جدید [illegible]

اتفاق مشتق ہے وفق سے اس کے معنی ہیں ایک چیز کا دوسری چیز کے بالکل مطابق ہونا اور نہ صرف مطابق ہونا بلکہ باہم اس طرح مل جانا کہ کوئی تمیز نہ ہوسکے اور نہ پھر جدا ہونا ممکن ہو ظاہر ہے کہ اس مفہوم میں وہ چیز قابل عمل ہو جو قطعی غیر ممکن ہے کیونکر ممکن ہے کہ سب کے سب کی رائیں اور سب کے فوائد یکساں ہوجائیں چنانچہ اسی نظریہ کے پیش نظر اتفاق کی سعی و جہد کی جاتی تھی اسلئے کامیابی نہ ہوتی تھی اور نہ ہوسکتی تھی اس لئے کہ ممالک و اقوام میں آب و ہوا، رنگ و نسل، اخلاق و عادات، افکار، اوضاع و اطوار اور شکل و صورت کے فرق اور بڑے اختلافات موجود ہیں، موجود تھے، موجود رہیں گے اقوام تو ایک طرف افراد میں بھی یہ تباین برسرعمل ہے اور اس شدت و کثرت کے ساتھ برسرعمل ہے کہ دو شخصوں میں باہم پوری ہم آہنگی نظر نہیں آتی اور محال ہے کہ ان میں ایسا اتحاد پیدا ہوجائے کہ دونوں ہر اعتبار سے ایک نظر آنے لگیں چونکہ مفہوم و عمل دونوں چیزیں غیر فطری تھیں غیر ممکن تھیں اس لئے باوجود اس کے کہ تمام ادیان اسے ضروری و اہم سمجھتے تھے اس مقصد میں کامیاب نہ ہوسکے اور نہ وہ اپنے پیروؤں میں اتفاق کی صحیح روح پیدا کرسکے۔

اسلام کا نظریہ

قرآن کریم میں اتفاق کے لفظ کے بجائے اعتصام بحبل اللہ کے الفاظ کہے گئے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اتفاق کے مفہوم کو نئے رنگ اور نئے انداز میں پیش کیا جس کے معنے صرف یہ تھے کہ تمام افراد و اقوام ایک مرکز پر جمع ہوجائیں اس کے مقابل میں شقاق کا لفظ لایا گیا جس کے معنے مرکز سے دوری اور بعد کے ہیں اس طرح جہاں پہلے اتفاق اپنے بعید القیاس مفہوم کے اعتبار سے بالکل ناممکن العمل سمجھا جاتا تھا وہاں ایک مرکز پر جمع ہونے کا یہ جدید اصول قابل عمل آسان اور بہتر سمجھا گیا اب کسی سے یہ نہیں کہا جا رہا تھا کہ تم نیت ارادہ اور فائدہ کے اعتبار سے ایک ہوجاؤ بلکہ صرف اس پر زور دیا جا رہا تھا کہ ایک مرکز پر جمع ہوجاؤ ہر صاحب عقل اس کا اعتراف کرے گا کہ مرکزیت ہی ارتقائے عالم کی روح ہے جب تک کوئی چیز مرکز سے وابستہ رہے گی اس وقت تک اس کے اندر طاقتیں موجود رہیں گی ایک سپاہی کو دیکھو بظاہر معمولی انسان ہے اس کے اندر پولیس کی پوری قوت موجود ہے اور جب وقت آتا ہے تو سلطنت کی تمام طاقتیں اس کی حمایت پر ہوتی ہیں درخت کی ہر شاخ اسی وقت تک شاداب ہے جب تک کہ اس کا تعلق مرکز سے ہے جہاں مرکز سے ٹوٹی یا تو ڈھور ڈنگروں کا چارہ بن گئی یا خشک ہوکر آگ کی نذر ہوگئی ایک [illegible] پر چین میں ظلم ہوتا ہے اس کی آواز سارے انگلستان کو بے چین کر دیتی ہے وجہ کیا ہے یہی کہ وہ مرکز کی ایک شاخ ہے جس کی پشت پر انگلستان کی پوری طاقت کام کر رہی ہے آج بھی جن قوموں میں مرکزیت کی شان موجود ہے وہ بام ترقی پر فائز ہیں مسلمانوں میں جب تک مرکزیت رہی ان کی بھی یہ حالت تھی کہ جاوا کے ایک مسلمان کی آواز [illegible] تک کے مسلمانوں کو بے چین کر دیتی تھی مگر جب یہ صورت جاتی رہی مرکزیت باقی نہ رہی تو وہ ذلیل و منکوب ہوکر رہ گئے غرضیکہ یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا قرآن کریم نے مسلمانوں سے صرف [illegible] کہا واعتصموا بحبل اللہ یعنی سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑ لو یا بالفاظ [illegible] دیگر بتایا گیا کہ تم اپنے افکار اور نیت اور ارادہ میں ہم آہنگی پیدا کرنے کے بجائے

صرف یہ کرو کہ اللہ تعالیٰ کی اس مضبوط رسی کے ساتھ پکڑ لو یعنی قرآنی احکام پر عمل کرو۔

اب آپ سمجھ گئے کہ یہاں اتفاق قرآن پاک پر عمل کا نام ہے اس سے صاف مطلب یہ ہے کہ جب لوگ قرآنی احکام پر عمل کرنے لگیں گے تو ان کے تمام حالی مدارج اور دنیوی عروج و کمال کے لئے جس حد تک بھی اتفاق کی ضرورت ہے وہ اس میں خود بخود پیدا ہو جائے گا ظاہر ہے کہ یہ اتفاق سراسر روحانیت پر مبنی ہے اور جو اتفاق روحانیت پر مبنی ہوگا وہ ضرور کامیاب ہوگا چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے جیسا شاندار اتفاق پیدا ہوا جس کی نظیر پوری دنیا کی تاریخ میں کہیں ڈھونڈے بھی نہیں مل سکتی عرب کے تمام ہاشمی، تمام تمیمی، تمام کلبی، تمام بنو تغلب سب ایک ہو گئے۔

اختلافات معدوم کر دیئے یا تو یہ حالت تھی کہ جب جنگ چھڑ جاتی تھی تو صدیوں ختم ہونے کو نہ آتی تھی بات بات پر جھگڑے تھے اور کی امکام پر فتنے بلند ہوتے رہتے تھے قبائل کے قبائل باہم لڑتے اور خاندان کے خاندان کٹتے اور مرتے رہتے تھے اور کوئی ایک ایسا معاملہ بھی نہ ہوتا تھا جس میں یہ سب متفق ہو سکیں مگر اب یہ صورت پیدا ہو گئی کہ تمام اختلافات ہی سرے سے نابود ہو گئے اور سب بھائی بھائی بن گئے۔

جب احکام اسلام پر جوش عمل ہونے لگا سب کے سب ایک معبود برحق کے سامنے جھک گئے سب ایک صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے سب ایک خدا کے بندے ایک نبی کے امتی اور ایک ہی کتاب کے پیرو بن گئے اور فضیلت کا معیار صرف تقویٰ قرار پا گیا تو پھر اب جھگڑا ہی کیا تھا جس قرآن کی بنا پر یہ اتفاق ہوا تھا اس کے احکام سب کے لئے واجب العمل تھے سب اس کے پیرو تھے اور وہ سب کی مشترک مقدس کتاب تھی اب نیتوں ارادوں اور عملوں کی یکسانیت کا سوال ہی نہ تھا کسی سے یہ کہا ہی نہ جاتا تھا کہ تم ان امور میں ہم رنگی پیدا کرو کہا جاتا تو فوراً ہی محالات کا سوال سامنے آ جاتا اور قیاس مع الفارق کی طرح خیال منتقل ہو کر طبائع میں انتشار پیدا کر دیتا یہاں تو سب کچھ کہا جا رہا ہے اور اس انداز و نہج سے کہا جا رہا ہے کہ خیال و قیاس پر بھی بار نہ ہو اور جو صورت سامنے آئے مرد آسان سے آسان صورت میں سامنے آئے اور اتفاق ہو اور اس طرح ہو کر کسی کو جتنا بھی نہ ہو اور بلا ارادہ و نیت کے سب ایک ہو جائیں چنانچہ سب ایک ہو گئے اور اس طرح ہو گئے کہ دنیا میں کبھی نہیں ہوئے تھے اور نہ فلک نیلگوں نے اپنی اس کہنہ سالی کے باوجود کسی قرن و عہد میں یہ صورت مشاہدہ کی تھی۔

اعتصام بحبل اللہ کا سبق اس اعتصام بحبل اللہ کے سبق کے ساتھ ایک اور مفید اور عدیم المثال سبق پڑھایا گیا اور نہ صرف اس فلسفیانہ انداز سے پڑھایا گیا کہ محض طبائع محض اس تصور سے سرشار ہو کر رہ جاتی ہیں حکم دیا گیا اور اصول مقرر کیا گیا کہ محبت و عداوت وہ ذاتیات کے لئے نفسانی اغراض و مفاد اور ذاتی نقصان کے لئے نہیں بلکہ محض اللہ کے لئے ہونی چاہیے لڑو تو اللہ کے لئے اور ملو تو اللہ کے لئے جو اللہ سے محبت کرتا ہے اس سے محبت کرو جو اللہ کے احکام پر چلتا ہے اس سے محبت کرو جو اللہ سے بغض رکھتا ہے اس سے بغض رکھو جو شعائر اللہ سے عداوت رکھتا ہے اس سے عداوت کرو پھر اس کے مفہوم میں کیا ہی ایک لطیف فرق ہے یعنی یہ عداوت و محبت ارث و غیرہ سے بالکل پاک ہو اور ذرا احکام الٰہی رہے یہ نہ ہو کہ تم انتقام بغیر ذاتی غصہ کے [illegible] عداوت کرنے لگیں لہٰذا اللہ کے [illegible] نہیں یا اللہ میں [illegible] جن سے توحید کی اہانت کا پہلو نکلتا ہو

یا کوئی مسلمان نماز نہیں پڑھتا اور جرائم کا ارتکاب کرتا ہو تو لامحالہ اس کی معاشرت پر طعن بازو دی جائے اور اسی بنا پر اسے نقصان بھی پہنچایا جائے اس سے عداوت بھی کی جائے اور اس پر آوازے کسے جائیں نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ جو قدم بھی اٹھے وہ احکام الٰہی کے ماتحت اور ان کی منشا کے مطابق اٹھے اگر منشائے قرآنی یہی ہو کہ اسے نقصان پہنچایا جائے تو ضرور پہنچاؤ ورنہ کوئی قدم نہ اٹھاؤ کیونکہ اسلام سراپا امن و محبت ہے اور اس میں عداوت و عناد کو بہت کم دخل ہو۔

ان سب صورتوں اور اتحاد کی سرشاریوں میں بھی اکثر بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اور اختلاف طبائع و فوائد اور فرق عقل و رائے کی بنا پر بھی اختلافات لازماً شروع ہو جاتے ہیں جنھیں اگر بے لگام اور بے عنان چھوڑ دیا جائے تو بہت جلد عداوت اور شدید عداوت کی صورت اختیار کر جاتے ہیں اور اگر موقع اور وسعت ہو تو یہی عداوت جنگ عظیم اور فتنۂ کبیر کی شکل اختیار کر لیتی ہے اس لئے اسلام نے یہاں اختلافات کا فیصلہ بھی انسانوں اور فریقوں کے ہاتھ میں نہیں چھوڑا کہ عداوتوں کو بڑھنے اور پھیلنے کا موقع ملے بلکہ صاف طور پر حکم دیا گیا کہ ایسی شدید صورتوں میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔

یعنی اگر اختلافات شدید صورت اختیار کر جائیں اور مصالحت کی امید مفقود ہوتی نظر آنے لگے تو جھگڑا نہ فوراً عداوتوں اور انتقام پر آمادہ نہ ہو جاؤ بگڑ کر نہ بیٹھو بلکہ اپنے اختلافات خدا کے سپرد کر دو اور قرآن یا احادیث کا جو حکم ایسی صورت میں ہو اسی پر عمل کرو۔ کوئی حاکم کوئی پنچ اور کوئی سردار پنچ ہو تو اس پر جنبہ داری کا خیال بھی گزر سکتا ہے مگر اللہ اور اس کے رسول اور کتاب اللہ کی جانب تو اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا آج عہد میں سرکاری فیصلوں کی نوعیت دیکھ لو اپیل پر اپیل ہوتی اور مقدمہ مرد پر مقدمے لڑتے چلے جاتے ہیں ہزاروں روپیہ ضائع ہوتا ہے عداوتیں بڑھتی جاتی ہیں اور دشمنیاں متوارث ہو جاتی ہیں جن کا اثر خاندانوں اور نسلوں تک متعدی ہوتا ہے اسلام نے لڑائی اور جھگڑے کی تمام صورتیں ہی منقطع کر دی ہیں اور حکم دیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ مثلاً یعنی کسی نے تمہیں نقصان ہی پہنچایا ہو تم زیادہ سے زیادہ اسے اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہو لیکن اگر تم نیکی کرو اور معاف کر دو تو اس کا بدلہ تو بہت ہے اور خدائے قدوس ضرور اس کا صلہ عطا فرمائے گا اب کون ہے جو صرف انتقام کی خاطر اجر عظیم اور منشائے قدوس کو چھوڑ دے گا انتقام سے تو زیادہ سے زیادہ یہی ہو سکتا ہے کہ دل کی آگ ٹھنڈی ہو جائے مگر عفو و درگزر میں جو لطف و لذت ہے اس کا اندازہ کچھ وہی مبارک ہستیاں کر سکتی ہیں جو اس کی لذت شناس ہوں اس لذت کے علاوہ حصول ثواب بھی اور اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی اور خوشنودی بھی اسی تعلیم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عہد عظیم نے عرب کی انتقام جو طبائع کو بالکل ٹھنڈا کر دیا سینوں کی بھڑکتی ہوئی آگ بجھ گئی عداوتوں سے دل پاک ہو گئے اور سارے دنیا کی اختلافات فنا ہو کر رہ گئے اور سب مسلمان ایک تن واحد کی صورت اختیار کر گئے۔ وقت کا اتنا بڑا دشوار اور اتنا اہم پاٹ ان کا مقابلہ جو کوئی نہ کر سکا تھا اور نہ کر سکتا تھا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور ایک قلیل و مختصر زمانہ کیا آج بھی مسلمان منتشر ہیں غیر متحد ہیں ان میں اگر نظم و اتحاد پیدا کرنے کی ہزاروں صورتیں انتہا تک جاتی ہیں مگر کامیابی نہیں ہوتی اور نہ ہوگی تا وقتیکہ وہی صورت اختیار نہ کی جائے جو اسلام نے سوچی ہے پہلے مرکزیت قائم کرو اور ایک چیز سامنے لاؤ اس کے بعد خود بخود اتفاق پیدا ہو جائے گا ہمارے نزدیک ہندی مسلم اتحاد کے لئے بھی اسی اصول سے کام لیا جا سکتا ہے۔

اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا

غار حرا کا کیف و عرفان

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی نیک نفسی، صداقت شعاری اور سچائی کے باعث مکہ معظمہ میں امین مشہور ہو چکے تھے بچپن میں بکریاں چرائیں جوانی میں تجارت کی اس کے بعد ایک دولتمند اور شریف خاتون سے عقد ہو جانے کے باعث اس کشمکش معاشرہ سے ہی گویا بیفکری حاصل ہو گئی جو طفولیت سے آپ کے ساتھ رہی تھی ایک انسان اس موقعہ سے فائدہ اٹھا کر بعد میں پیر پھیلا کر عیش و سرور کی زندگی گزار سکتا اور کہہ سکتا کہ امیر الامراء بن کے رہ سکتا تھا کام کرتے یاد کرتے رہتا یہ عافیت، آرام اور عزت و شرف کی زندگی بسر کرنے کے سامان فراہم ہو گئے تھے لوگ کہتے تھے کہ اب کیا ہے مزے سے عیش کریں گے مگر ان کی پہلی حیرت یہ تھی کہ آپ اس کے بعد کچھ چپ چپ اور خاموش رہنے لگے اور لوگوں سے ملنا جلنا بہت کم ہو گیا وجہ یہ تھی کہ جوں جوں سن شریف بڑھتا جاتا تھا آپ کو زمانے کے صادق آتے جاتے تھے طلب اور شوق ایسا ہوتا ہے کہ نور کے ٹکڑے آپ کی نگاہوں کے سامنے آئے سینہ میں ایک عجیب روشنی پیدا ہو گئی قلب کا چراغ روشن ہو گیا اور آپ ایک کیف و سرور میں غرق ہو گئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کو غش تو ایک مرتبہ بھی نہ آیا لیکن سرشاری شہود میں ترقی چلی گئی۔

روحانی مدارج ارتقاء طے کرنے کے لئے ریاضات و مجاہدات کی ضرورت لازمی طور پر واقع ہوا کرتی ہے اور جب تک سکون و خاموشی کے ساتھ گوشہ نشین ہو کر تزکیہ نفس اور مراحل طے نہ کر لئے جائیں اس وقت تک قلب کی تربیت نہیں ہو پاتی یہ ریاضت ہی ہے جو یکسوئی میں انسان کے دل میں کسب ضیائے ربانی کی استعداد پیدا کرتی ہے یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام بھی تصفیہ قلب کے لئے برابر مجاہدات اور چلہ کشیاں کرتے رہے ہیں آپ بھی اس اصول روحانی سے مستثنیٰ نہ تھے آپ کو دنیا میں بڑے بڑے کام کرنے اور بڑے بڑے مدارج حاصل کرنے تھے لیکن کوئی استاد تھا اور نہ مرشد قدرت خود آپ کی رہبری کر رہی تھی اور ایزد متعال کی رحمت آپ کی تربیت نفس کی راہ نکال رہی تھی آپ خود بخود کسی طرف کھنچے چلے جا رہے تھے نہ اولاد کی طرف زیادہ توجہ تھی اور نہ پیاری اور غمگسار بیوی کی طرف بہت زیادہ مائل ہوتے تھے اکثر باہر نکل جاتے اضطراب اور گھبراہٹ میں جنگل جنگل پہاڑ پہاڑ اور گھاٹی گھاٹی گھومتے پھرتے لیکن دل نہ لگتا کسی جگہ چین نہ آتا تو گھبرا کر گھر لوٹتے حضرت بی بی خدیجہؓ حال پوچھتیں تو فرماتے کہ میں خود حیران ہوں کہ مجھے کیا ہو گیا۔ جنگل میں شجر و حجر آپ کو سلام کرتے ہر وقت دو نورانی پیکر دائیں بائیں نظر آتے اور غائب ہو جاتے اسی اثنا اور اسی تحیر و اضطراب کے عالم میں آپ ایک روز مکہ معظمہ سے باہر نکل کر پہاڑ پر جو پہنچے اور کھڑے ہو کر ادھر ادھر بغور دیکھا تو آپ کو پہاڑ کی گہرائی کی طرف ایک پگڈنڈی جاتی نظر آئی جستجو بڑھی آگے قدم اٹھایا کچھ دور ہی گئے تھے کہ پگڈنڈی زینہ کی صورت اختیار کر گئی اور اترتے اترتے آپ ایک غار کے اندر جا پہنچے جو تیرہ و تاریک تھا کچھ دیر تک کھڑے رہے نگاہ جما کر جو دیکھا تو غار سے باریک روشن نظر آیا اس کے اندر مدھم سی روشنی تھی جس میں نگاہ تھوڑا بہت کام کر سکتی تھی غور و فکر سے معلوم ہوا کہ پہاڑ کے جوف میں قدرتی طور پر ایک غار بنا ہوا ہے تعجب یہ ہوا کہ تمام ناہموار صاف اور صورت میں تھا صفائی کے علاوہ چونکہ گہرائی میں تھا اس لئے دنیا کے شور و غوغا کی آواز بھی اندر نہ پہنچتی تھی اس لئے آپ کو یہ غار بہت موزوں نظر آیا اور طبیعت خود بخود اس کی جانب کھنچنے لگی اور کیوں نہ کھنچتی کہ تجلی گاہ الٰہی یہی جگہ بننے والی تھی جہاں وصل و جمال کے ساغر روحانی چھلکنے والے تھے اور جنہیں خلعت نبوت ملنے والا تھا۔

آپ خوش خوش گھر تک پہنچے بیوی کو بتا کر غار دکھلایا اور کہا کہ دیکھو کتنا خوشنما اور کتنا موزوں خلوت خانہ ہے ذرا باہر نکلو تو بیت اللہ شریف بھی سامنے ہی نظر آتا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ یہیں بیٹھ کر اسی کے اندر خلوت گزیں ہو کر عبادت کروں گھبراؤ نہیں میں دنیا چھوڑ رہا ہوں اور نہ اہل و عیال بچوں سے قطع تعلق کر لینا چاہتا ہوں اور نہ میں اس چیز کو بہتر سمجھتا ہوں بلکہ مقصد یہ ہے کہ کچھ دن مسلسل اس میں بیٹھ کر اللہ اللہ کروں اور اپنے قلب مضطر کی تسکین کا سامان فراہم کروں تمہیں اس دوران میں زیادہ سے زیادہ چار پانچ بار میرے پاس کھانا اور پانی پہنچانا ہوگا اور کبھی کبھی میں خود بھی آکر یہ چیزیں لے جایا کروں گا وہاں غذا ہی کیا تھا آپ کی متبرک صحبت نے حضرت بی بی خدیجہؓ کو مجلا کر دیا تھا انہوں نے پوری آمادگی کا اظہار کیا اور آپ نے چلہ کشی شروع کر دی یہ تو تحقیق کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ اس غار میں کب سے کب تک مصروف چلہ رہے البتہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کا ذکر و شغل میں کافی وقت گزرتا اور ذکر خفی کرتے رہتے گھنٹوں آنکھ بند کئے مستغرق رہتے اور دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے۔

امانت ربی کی تفویض

اب وہ وقت آگیا تھا کہ آپ کے قلب و روح کی انتہائی تربیت کی بنا پر امانت ربی آپ کے سپرد ہو اور آپ خلعت نبوی سے مشرف فرمائے جائیں ایک صبح کو آپ نے دیکھا کہ ایک نورانی فرشتہ اپنے نورانی ہاتھ میں ایک نورانی ورق لئے اترا چلا آرہا ہے اس کے اترتے ہی اور آتے ہی غار روشن ہو گیا اور اتنی روشنی پھیلی کہ زمین سے آسمان تک اجالا ہو گیا یہ ورق حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں دے دیا گیا اس نورانی فرشتے نے آپ سے کہا اقرا یعنی پڑھو آپ نے جواب دیا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں غار کی تنہائی ہیبت الٰہی کا اثر حضرت جبرئیل امین کا نزول آپ پر ایک دہشت چھا گئی آپ نے غار سے نکلنا چاہا کہ حضرت جبرئیل امین نے آغوش میں لیکر آپ کو خوب بھینچا پھر دوبارہ کہا آپ نے بھی وہی جواب دیا اس پر حضرت جبرئیل پھر آگے بڑھے اور پھر آغوش میں لیکر اسی طرح بھینچا اور کہا اقرا اب بھی آپ کا وہی جواب تھا اور ہیبت چھائی ہوئی تھی اب جبرئیل امین نے سہ بارہ آغوش میں اس زور سے دبایا کہ جسم کا بند بند ہل گیا اس کے بعد چھوڑ دیا اور کہا کہ اقرا باسم ربک الذی ... ما لم یعلم اس وقت دروازہ کھل چکے تھے آپ نے ان آیات کو دہرا دیا۔

جبرئیل امین پڑھا کر اور امانت ربانی آپ کو سونپ کر غائب ہو گئے آپ کی یہ حالت ہوئی کہ دہشت سے تھر تھر کانپ رہے تھے خوف غالب تھا پسینے پر پسینے آرہے تھے وہی غار تھا اور وہی اس کی صورت مگر قدرتاً لرزہ طاری تھا جوں توں کر کے گھر پہنچے اور آتے ہی بستر پر لیٹ رہے ہوش و حواس بجا نہ تھے اسی حالت میں اپنی بیوی کو آواز دی اور گھبرا کر کہا کہ مجھے کمبل اڑھا دو مجھے کمبل اڑھا دو حضرت بی بی خدیجہؓ نے دوڑ کر عجلت سے کمبل اڑھا دیا اور دیکھا تو جسم کا رواں رواں لرز رہا ہے بوٹی بوٹی کانپ رہی ہے شدت کا بخار چڑھا ہوا ہے حواس بجا نہیں وہ بھی گھبرا گئیں چند گھڑی میں آپ کی طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو آپ نے غار حرا کی سرگذشت سنائی جبرئیل امین کے آنے بھینچنے پڑھانے کا ذکر کیا آیات یاد تھیں وہ سنائیں اور صورت کے علاوہ میں زمانے

لگے کہ اے خدیجہ مجھ پر شدید ہراس طاری ہے بہت خوفزدہ ہوں جان کے بچنے کی توقع نہیں
میں کہتا ہوں کہ میرا وقت آ گیا ہے اور اب میں زندہ نہ رہوں گا۔

غمگسار اور فکرمند بیوی نے بہت دلداری کی تسکین دی اور ہمت بندھائی اور کہنے لگیں آپ گھبرائیں نہیں خدا تعالیٰ کبھی آپ کو رسوا نہ کرے گا اس لئے کہ آپ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرتے رہے ہیں ہمیشہ سچ بولتے ہیں کبھی آپ کی زبان سے کوئی جھوٹا لفظ کسی نے نہیں سنا عیالدار لوگوں کی خبرداری کرتے رہے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع آپ کی عادت رہی ہے اور لوگوں کے بُرے بھلے وقت میں ان کے کام آیا کئے ہیں اور انسان کے آرام و تکلیف کا آپ کو بہت خیال رہا ہے۔"

اس سے زیادہ کسی انسان کی نیکی اور پاکبازی کی کیا تعریف ہو سکتی ہے جس کی زندگی عہد نبوت سے پیشتر اتنی متقیانہ اور اس درجہ بزرگانہ رہی ہو اور جس نے ایسی نیک اور حسین زندگی بسر کی ہو اس کے متعلق دنیا تحسین و آفرین کے الفاظ کے سوا اور کیا کہہ سکتی ہے۔ یہ الفاظ آپ کی رفیقۂ حیات کی زبان سے نکلے ہیں اور بیساختہ نکلے ہیں جو ہر حالت اور ہر صورت میں کسی لوث اور کسی شائبۂ غلو سے خالی خیال کئے جا سکتے ہیں بیوی سے زیادہ کسی انسان کے عادات و خصائل کا صحیح اندازہ شناس اور کون ہو سکتا ہے کیا اس سے ہر مذہب و ملت کے افراد آپ کی حیات مقدس اور سیرت طیبہ کے متعلق صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔

بہرکیف حضرت بی بی خدیجہ نے بہت کچھ تسکین دی مگر چونکہ آپ قطعاً مضطرب تھے کوئی فکر نہ فرمائیے رات آنے دیجئے میں آپ کو اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے چلوں گی ان سے کہوں گی کہ وہ آپ کی زبان سے آپ کا ماجرا سنکر اندازہ لگائیں اور بتائیں کہ یہ کیا اسرار تھا اور کیوں ایسا ہوا وہ بہت بڑے عالم ہیں جو کچھ کہیں گے سمجھ کر کہیں گے آپ کو گو نہ اطمینان ہوا آپ کو بیوی کی یہ تجویز بہت پسند آئی چنانچہ رات ہوتے ہی دونوں ورقہ بن نوفل کے مکان پر جا پہنچے حضرت بی بی خدیجہ نے کہا کہ اے ابن عم ذرا سنئے تو یہ آپ کے بھتیجے کیا کہتے ہیں اور ان پر کیا گزری ہے ورقہ بن نوفل کے اشارہ پر آپ نے غار حرا کا تمام ماجرا من وعن کہہ سنایا اور ساتھ ہی اپنی دہشت زدگی خوف اور لرزہ کا حال بھی سنا دیا ورقہ بن نوفل بوڑھے اور عیسائی مذہب کے بہت بڑے عالم تھے فوراً تہ کو پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ کوئی بات نہیں یہ نورانی فرشتہ دراصل جبرئیل امین تھے جو خدائے قدوس کی طرف سے حضرت موسیٰ پر بھی نازل ہوئے تھے کاش میں اس وقت تک زندہ اور تندرست رہتا جب آپ کی قوم آپ کے شہر سے آپ کو نکالے گی۔

رسول کریم نے استفسار فرمایا کیا میری قوم مجھے واقعی نکال دے گی ورقہ بن نوفل کا جواب اثبات میں تھا کہنے لگے بیشک ایسا ہی ہوگا کیونکہ اب تک یہی شعار رہا ہے کہ جس نے بھی نبوت و پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے اس کی قوم نے اسے نکالا ہے اور اس کی دشمن ہو گئی ہے۔

اشتیاق دیدار کی تڑپ

ورقہ بن نوفل کی باتوں سے نہ صرف یہ کہ آپ کو پورا اطمینان ہو گیا بلکہ آپ سمجھ گئے کہ واقعی وہ نورانی پیکر حضرت جبرئیل امین ہی تھے اور بچپن سے جو روشنیاں نظر آتی تھیں اور جو بعد کو ہر ذرہ دکھائی دینے لگی تھیں وہ درحقیقت فرشتے تھے اور یہ سب کچھ تمہید نبوت ہے حضرت بی بی خدیجہ کی مسرت کا بھی کوئی ٹھکانا نہ تھا آپ وہاں سے تو تشریف لے آئیں مگر اپنے کاشانہ پر پہنچ کر رسول کریم کو نبوت و پیغمبری کی مبارکباد دی اب کیا تھا ذوق و شوق کے چشمے ابلنے لگے تجلیاں بڑھتی چلی گئیں جہاں یار کا شوق بیتاب رکھنے لگا انتہا یہ تھی کہ غار حرا کی خلوت میں بھی دل دکھتا تھا یہی دل چاہتا تھا کہ روح جبرئیل امین تشریف لائیں اور محبوب حقیقی کے پیغام سنائے جائیں مگر یہ انتظار میں گھڑیاں شمار ہو رہی ہیں تین چار ماہ انتہائی بے چینیوں میں گزار دئے مگر جب پیمانہ صبر لبریز ہو گیا اور دل پر قابو نہ رہا تو آپ بے اختیار ہو گئے زندگی بے نور نظر آنے لگی اور موت کو حیات پر ترجیح دینے کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ آپ اسی مایوسی کے عالم میں پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے اور چاہتے تھے کہ ایک جھٹکے میں نیچے آ رہیں اور اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں کہ یک بیک کسی نے بازو پکڑ لیا اور آپ فوراً بچ گئے مڑ کر جو دیکھا تو حضرت جبرئیل امین کھڑے مسکرا رہے ہیں کہنے لگے یا محمد آپ اور اتنی بے چینی اور عجلت کا اظہار کر رہے ہیں یہ ٹھیک نہیں آپ ابھی سے اپنی جان عزیز قربان کرنے پر تیار ہو گئے آپ کو تو رحمۃ للعالمین اور خاتم المرسلین کے جلیل الشان منصب عطا ہونے والے ہیں اور قدرت کو آپ سے بہت سے کام لینے ہیں اور ابھی کیا ہے ابھی تو آپ کو بڑے بڑے کٹھن مراحل سے گزرنا ہے ہم کیا ہیں ہم تو حکم کے بندے ہیں جب اللہ کا حکم ہوتا ہے ہم حاضر ہو جاتے ہیں۔

لکھا ہے کہ تین برس کے بعد دوبارہ جو نزول وحی ہوا آپ چادر سے منہ اور سر لپیٹے خاموش لیٹے ہوئے تھے کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور حضرت قدوس کا یہ پیغام سنایا:۔

یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر اس کے بعد تو رحمت ہی کھل گئے نور کی بارشیں ہونے لگیں اور تواتر کے ساتھ وحی نازل ہونے لگی یہی وہ حرا تھا جس سے اتر کر آپ اپنی قوم کی طرف گئے اور حکم ربی سے اشاعت دین شروع کی کہنے کو تو ایک غار ہے مگر اس کی عظمتیں اور اس کے شرف ہزار در ہزار کاشانوں اور قصر و محل سے بڑھ کر ہیں بھلا وہ غار جہاں برگزیدہ نبی نے مدتوں مجاہدے کئے عبادتیں کیں ذکر و شغل کیا اور جہاں قرآن نازل ہوا۔ قرآن اترے اس کی جلالت شان اور اس کی تقدیس میں کیسے کلام ہو سکتا ہے یہی تو وہ غار تھا جہاں سے رشد و ہدایت کا چشمہ ابلا اور جہاں سے نور نبوت کی شعاعیں دنیا پر چمکنے لگیں اسی غار کے مشاغل ذکر و شغل کے اتباع میں ہمارے روحانی قائدین جلیل منازل سلوک و حقیقت طے کرنے اور اپنے نفس کے تزکیہ اور اپنے قلب کی صفائی کے لئے مجاہدات و ریاضات کا طریقہ اختیار کیا انہوں نے جنگلوں میں پہاڑوں میں گھاٹیوں میں غار تلاش کئے سنسان اور بے شور خلوتیں ڈھونڈیں اور ان میں چلے کھینچے۔ بعض صوفیائے کرام نے تو بارہ بارہ برس اور بیس بیس برس انہیں مجاہدات میں گزار دئے اور جن پر استغراق و کیف کا عالم زیادہ مستولی ہوا انہوں نے اپنے ہوش میں آنے تک اور جو ہوش نہ آیا تو آخری سانس تک انہیں غاروں میں زندگی بسر کر دی حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ عثمان ہارونی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت صابر کلیری حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اور حضرت بدالدین شاہ ولایت نے بھی برسوں غاروں میں مجاہدات کئے اور اذکار و اشغال میں مصروف رہے کیونکہ اکثر افراد اسے ترک دنیا کے نام سے یاد کرتے ہیں مگر یہ ترک دنیا نہیں بلکہ روحانی ترقی کا ابتدائی مرحلہ ہے جنگلوں کے سادھو اور جوگی بھی غاروں میں دھیان گیان کرتے رہے ہیں نماز تہجد کی جو عظمت ہے اس کا راز بھی یہی ہے کہ یہ اس وقت ادا کی جاتی ہے جبکہ تمام دنیا آرام میں اور پوری کائنات خواب میں ہوتی ہے خیالات

اور ایک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

قرآن کریم کی عظمت و عدیم المثالی

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم جو نسخۂ کیمیا ساتھ لائے اور جو ساتھ لائے وہ کیا تھا قرآن کریم کتاب اللہ، کلام الٰہی، واقعی یہ کیمیا ہی کا نسخہ تھا جو آپ کو غار حرا کے اندر ملا تھا دنیا میں کیمیا کے جتنے نسخے ہیں ان کی کارفرمائی زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ وہ تانبہ اور پارہ کو طلائے خالص کی صورت میں منتقل کر دیں اور ایک روپے کی دھات کو ہزار روپے ہزار قیمت کی چیز بنا دیں لیکن جو نسخہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملا اس میں یہ طاقت اور اعجاز تھا کہ اس نے گداؤں کو شاہ، حیوانوں کو انسان، فقیروں کو زمین و زمان کا مالک اور انسانوں کو فرشتہ بنا دیا اور اتنی جلد اور اتنی مختصر مدت کے ساتھ بنا دیا کہ دنیا اس کی مثال نہیں پیش کر سکتا اور عرب جو رذائل و ذمائم میں ڈوبے ہوئے تھے جن میں انسانیت کی خو بو قطعاً باقی نہ رہی تھی جن میں خطے کے مطابق تصور ترقی بھی نا ممکن کیا گیا تھا جہاں نشو و ارتقائے انسانی کے کوئی بظاہر سامان موجود نہ تھے اور جس نے یوم ابتدائے عالم سے لیکر اس عہد تک کبھی ترقی کا نام ہی نہ لیا تھا اس کی دیکھتے دیکھتے یہ حالت ہو گئی کہ پوری دنیا کا منتخب خطہ بھی قرار پایا یہیں سے تمام ممالک و بلاد پر حکومت کی جانے لگی اور یہی تمام تہذیب و تمدن اور تمام ترقیوں اور عروج کا مرکز بن گیا پھر یہی نہیں بلکہ اسی کی خاک سے مشاہیر عالم پیدا ہوئے وہ مشاہیر جن کی دماغی و عقلی کارفرمائیوں نے یونان کے فلاسفروں، ہندوستان کے ہندسیوں اور مصر کے فاضلوں کی شہرت ماند کر دی ہو اور جن کی روحانی عظمتوں نے ایک عالم کو گرویدہ بنا لیا اور یہ بھی کیا اس نسخہ نے یہاں کی خاک کے ہر ذرہ کو آفتاب بنا دیا۔

یہ اعجاز یہ کارفرمائی اور یہ اعجوبہ آفرینی کس چیز کی تھی قرآن کی اور صرف قرآن کی اس وقت پورے جزیرہ عرب میں سلسلہ حکمیات، ہندسیات، فلکیات، برقیات، طبعیات، نفسیات، معاشیات، ادبیات، مدنیات اور عملیات قرآن کے سوا اور کتاب ہی کونسی تھی اور کتاب تو پھر کتاب ہے پڑھنے لکھنے والے بھی ناپید تھے مکہ معظمہ اتنا بڑا شہر تھا ہر قوم اور ہر مذہب کے افراد یہاں موجود تھے مگر یہاں عالموں فاضلوں کا تو ذکر کیا ہے صرف سترہ آدمی خواندہ موجود تھے جو فن عربی پڑھ سکتے تھے یا تو تھی یہ حالت اور جہالت و بے علمی کی یہ فراوانی و ارزانی یا یہ حالت ہو گئی اور جو تہائی صدی گذرنے سے پیشتر ہو گئی کہ تمام عرب اور اس پورے جزیرہ نما میں مشکل کوئی شخص ایسا مل سکتا تھا جسے بے علم کہا جا سکے یا جو پڑھنا لکھنا نہ جانتا ہو۔ تہذیب و ترقی کا زمانہ کہا جاتا ہے آمد و رفت کی سہولتوں اور وسائل نقل و حمل کی آسانیوں نے دنیا کی حالت بہت کچھ بدل دی ہے تعلیم عام ہے اور اسے شاہانہ سرپرستی حاصل ہے مگر اس کے باوجود بھی کہہ سکتے ہو کہ کسی حکومت اور کسی سلطنت نے اپنی انتہائی مساعی کے باوجود صرف بیس سال میں تعلیم کو اتنا فروغ دیا ہو اور کسی ملک میں اس طرح نور علم کی شعاعیں جگمگا اٹھی ہوں۔

قرآن کریم کا اعجاز

مسلمان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے صرف ایک قرآن لیکر نکلے تھے ان کا اندوختہ علم بھی ان کی لائبریری تھی اور یہی ان کا دستور العمل اسی کی بدولت وہ دنیا اور دنیا والوں کے والی بن گئے اسی نے انہیں گداؤں سے بادشاہ نہیں شہنشاہ بنا دیا اور اسی کے صدقے میں انہوں نے زیر نگیں جہانبانی کی، آج علم معیشت و معاشیات، اور علم سیاست و ادب پر لاکھوں کتابیں موجود ہیں ہزارہا اخبار شائع ہو رہے ہیں اور ہزارہا اسکول اور کالج کھلے ہوئے ہیں مگر قرآن کریم کا اعجاز دیکھو کہ اس تنہا ایک کتاب نے وہ کام کر دکھایا جو اس دور کی صد لاکھ کتب اور صد ہزار جہاندیدہ مدارس بھی نہ کر سکے اور نہ کر سکیں گے اسی ایک صحیفہ ربانی نے انہیں دنیا کے بہترین سپہ سالار، بہترین جرنیل، بہترین مدبر، بہترین مصلح، بہترین رہنما، بہترین فرمانروا اور بہترین سیاست دان بنا دیا اور دنیا کا کوئی علم اور کوئی شعبہ ایسا نہ رہا جس میں وہ تہیدست رہ گئے ہوں۔

یہی نہیں بلکہ اور دل کی آنکھ سے دیکھو کہ عرب اور وہ عرب جن کے علوم و فنون کی ساری کائنات قرآن اور صرف قرآن ہے انکو دنیا کے شہرت یافتہ اور متمدن کہلانے والے یونانیوں، رومیوں اور مصریوں پر جا پڑتے ہیں ان کی عظیم الشان فرمانروائیاں فتح کرتے ہیں اور صدیوں تک ان پر کامیابی و کامرانی کے ساتھ حکومت کرتے ہیں نہ یہی تھوڑی دیر کے لئے ہم فرض کئے لیتے ہیں کہ فتح کوئی بڑی اور اہم ترین بات نہ تھی کیونکہ معترض کہہ سکتا ہے کہ آخر تاتاریوں میں کون سے علوم و فنون تھے انہوں نے بھی تو ایشیا سے لیکر یورپ تک تہلکہ ڈال رکھا تھا۔ ہن کونسے علم و فضل کے تھے جنہوں نے یورپ کو ہلا دیا تھا فرض کیا انہوں نے فتوحات کیں لیکن کتنی مدت کے لئے ان کی فتوحات اور اسلام کی فیروز مندیوں میں بڑا فرق و تفاوت ہے اول تو تاتاری اور ہن دونوں کی فتوحات میں پوری درندگی اور وحشت موجود تھی انہیں وحشیوں کی طرح مارنے جلانے اجاڑنے اور تباہ کرنے کے سوا کچھ آتا ہی نہ تھا جہاں پہنچے قتل عام کیا اور آگ لگا دی اور سکون سے بیٹھے تو یا تو سلطنت کھو دی یا دوسری اقوام میں جذب ہو کر رہ گئے لیکن مسلمان ہی پڑھے لکھے نہ تھے صرف ایک قرآن ہی ان کے پاس تھا انہوں نے جو فتوحات کیں وہ ان دونوں سے وسیع تر بھی تھیں اور اہم تر بھی اور بہت نمایاں اور اتنی نمایاں کہ آج بھی جس کی نظیر نہیں دیکھی جا سکتی خصوصیت یہ تھی کہ ان کے اقدامات و فتوحات میں انسانیت تھی ملوکیت نہ تھی، اور بہتر فرمایا میں وہ تعمیر مضمر تھی انہوں نے مفتوحین کے آرام و آسائش کا پورا خیال رکھا سرسبز کھیتوں، ہرے بھرے درختوں پر امن انسانوں، شہروں اور شہروں کے مکانوں اور قلعوں کو ہاتھ نہیں لگایا ان کی فتوحات میں عقل و دماغ اور دل و نیتوں کو دخل تھا نیز وہ مند ہونے اور اس طریق پر ہونے کہ یونانیوں، ساسانیوں، رومیوں اور مصریوں کی تمدنی شہرت ان کے سامنے مدہم پڑ گئی۔

قرآن والے کچھ نہ تھے اور سب کچھ تھے وہ کچھ نہ جاننے پر بھی سب کچھ جانتے تھے فلسفہ ناآشنا ہونے کے باوجود بہترین فلسفی تھے، جنگی تعلیم پر حاصل ہوتے ہوئے بھی وقت کے بہترین سپاہی ثابت ہوئے دنیا نے اس عہد میں اور اس زمانہ میں جو کچھ بڑے بڑے فلسفیوں سے بڑے بڑے کالجوں، بڑی بڑی کتابوں اور لائبریریوں سے سیکھا تھا وہ صرف ایک قرآن نے انہیں سکھا دیا تھا اور اس قدر کہ پھر کسی مزید علم کی ضرورت نہ رہی تھی روحانیت و عبادات کے ساتھ جنگ، سیاست، ملک و ملت کے اصول معاش و معیشت کے دقیق نشو و ارتقاء ملی و قومی کے آئین تہذیب و مدنیت کے علوم و شعائر اور جنگ و امن کے

... میں آگیا ضرورت صرف تعقل و فہم اور غور و تدبر کی ہے۔ قرآن میں سب کچھ موجود ہے اور یہ واحد کتاب ہے جو انسان کو فرشتہ اور گوشہ نشین بنانے کے بجائے انسان کامل بنانے کی کافی ہے جنھوں نے اس کے احکام پر عمل کیا اس کی شنوائی اور رہنمائی ہوئی راہ پر چلے وہ فائز المرام ہوئے اور جنھوں نے اس کی طرف سے غفلت برتی اور ادھر ادھر بھٹک کر جا کر دوسرے مرکز پر جا دیں وہ ناکام رہے اور ہیں یہ ہم ہی نہیں کہتے غیر مسلم مبصرین فاضلوں .... اس کتاب کا مطالعہ بنظر تعمق کیا ہے ان کا بھی یہی خیال ہے مغربی فاضل مسٹر ایچ جی ویلز لکھتے ہیں کہ:-

"قرآن کو یورپینوں نے بہت پڑھا ہے انھوں نے اپنی جہالت کے باعث اس سے ایسی باتیں منسوب کر دی ہیں جو درحقیقت اس میں موجود نہیں ہیں قرآن نے اللہ پاک کے حکم کے ماتحت اہل اسلام کو سخت مواخات و بھائی چارہ میں جکڑ رکھا ہے اور یہ مواخات ایسی ہے جو رنگ، نسل کے امتیازات سے بہت بالا ہے اور جس کے سامنے مسیحی بھائی چارہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا وہ فتوحات جنھوں نے اہل عرب کو اس قابل بنا دیا کہ وہ علم حاصلات، ہندسہ، نجوم، تعمیرات، فنون لطیفہ اور فلسفہ کو اعلیٰ مدارج پر پہنچا دیں صرف اسی وجہ سے حاصل ہوئے کہ قرآن کی تعلیم نہ صرف تحقیر(?) نے بلکہ مزید دولت و فضل و ہنر کے اشتیاق دلانے والی تھی۔" اسی طرح ایک اور مغربی فاضل لارڈ کریل لکھتے ہیں کہ:-

"قرآن عقائد و اخلاق اور نیز الہیات پر مبنی قانون و آئین کا ایک مکمل ضابطہ پیش کرتا ہے اس میں ایک وسیع جمہوریت کے تمام آئین و اصول کے لئے رشد و ہدایت کے لئے انصاف و عدالت کے لئے، فوجی تربیت و تنظیم کے لئے مالیات و مذہبیت کے لئے اور امور خانگی کے متعلق نہایت محتاط قانون سازی کے لئے بنیادیں رکھی گئی ہیں لیکن ان تمام بنیادوں کا سنگ بنیاد ذات باری کا اعتقاد ہے جس کے قبضہ قدرت میں انسانوں کی قسمتوں کی باگ ہے۔"

گوئٹے جرمن کا انتہائی قابل انسان ہو گذرا ہے اتنا قابل کہ اسے بین الاقوامی شہرت حاصل ہو چکی ہے اور تمام دنیا اس کے علم و فضل کی معترف ہے بہت بڑا شاعر بہت بڑا عالم اور بہت بڑا فلسفی تھا اس نے بھی قرآن پڑھا اور غور کے ساتھ پڑھا لکھتا ہے کہ:-

"ہم جس قدر اس کتاب کے قریب ہوتے ہیں اسی قدر وہ ہم سے دور کھسکتی ہے یعنی جتنا غور کیا جاتا ہے اس کی تعلیم اور اس کے حقائق اتنے ہی اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں وہ بتدریج ہم کو فریفتہ کرتی ہے پھر متعجب کرتی ہے فرحت آمیز تحیر میں ڈالتی ہے اور آخر کار اپنا احترام کرا کے چھوڑتی ہے۔"

یورپین فضلا کی حقیقت نگاری

موسیو سالان ریناش نے قرآن کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کرتے ہوئے اس کا دیباچہ جو لکھا تو اس میں از راہ تعصب اس پر اعتراضات جڑ دیئے جو ایک مشہور فرانسیسی مستشرق کی نظر پڑے جس کا نام ڈاکٹر موریس ہے اس نے اسی وقت ایک مضمون لکھا اور ریناش کے اعتراضات کا مسکت جواب دیتے ہوئے یہ الفاظ سپرد قلم کئے:-

"خدا خیر کی نظر سے دیکھو قرآن تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت لے ہوئے ہے یہی نہیں بلکہ میں تو بیباکانہ کہہ سکتا ہوں کہ قدرت کی ازلی عنایتوں نے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ کتاب سب سے بہتر ہی نہیں بلکہ بہترین کتاب ہے انسانی خیر و فلاح کے متعلق اس کے نغمے فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں۔ خدا نے برتر و توانا کی عظمت سے اس کا ایک ایک حرف بھرا ہے۔ قرآن علما کے لئے ایک علمی کتاب اہل لغت کے لئے ذخیرہ لغات شعرا کے لئے عروض کا مجموعہ اور قوانین و شرائع کی ایک عام انسائیکلوپیڈیا ہے تمام آسمانی کتابیں جو حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے جانی جاتی رہی ہیں ...

نازل ہوئیں کسی ایک نے بھی اس کی ایک سورۃ کا بھی مقابلہ پیش کیا۔ میرے نزدیک مسلمانوں کے لئے ان کی دس کتابیں کافی ہیں جنہیں کسی دوسری کتاب کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی وہ کونسی چیز ہے جو اس کے اندر موجود نہیں اس کی فصاحت و بلاغت پر جو انھیں سارے جہان کی فصاحت و بلاغت سے بے نیاز کئے ہوئے ہے یہ بات ظاہر ہے اور اس واقعیت کی یہ دلیل ہے کہ بڑے بڑے انشاء پردازوں اور شاعروں کے سر اس کتاب کے آگے جھک جاتے ہیں اس کے عجائبات جو روز بروز نئے نئے نکلتے اور سامنے آتے ہیں اور اس کے اسرار جو کبھی ختم نہیں ہوتے مسلم شعرا اور نثار انھیں دیکھ کر سجدہ کرنے لگتے ہیں۔"

دیکھا آپ نے اس لحہ کیمپ(?) کے متعلق مسلمانوں کا نہیں غیر مسلم کا نظریہ کیا ہے دنیا میں کوئی ایک فرد واحد بھی ایسا نہیں نکل سکتا جو اس کتاب کو خالی الذہن ہو کر بنظر امعان اس کا مطالعہ کرے اور وہ مسحور ہو کر نہ رہ جائے دنیا میں اسی فلک نیلگوں کے زیر سایہ اس کتاب نے جو معجزہ کاریاں کیں اور جس طرح ذروں کو آفتاب اور درخشاں کوہ نور بنا دیا اور قوموں اور ملکوں کی ذہنیتوں اور طبیعتوں میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اس کی نظیر ڈھونڈے بھی کسی کو کہیں ڈھونڈے نہ مل سکے گی یہ کچھ کم اعجاز ہے کہ اقتصادیات، الہیات، معاشیات، نفسیات اور سیاسیات کے جو اصول قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر مقرر و متعین کر دیئے تھے اب تک کہ صدہا گذر گئیں زمانے بدل گئے نہ وہ انسان رہے اور نہ وہ طبائع باقی ہیں مگر ان کی سود مندی ان کی ہمہ گیری اور ان کی دنیاوی افادیت(?) بدستور قائم ہے کوئی ایک دفعہ بھی ایسا نہیں گذرا کہ مسلمانوں کو ان میں کسی خفیف سے تغیر کی بھی ضرورت محسوس ہوئی ہو اب کہ زمانہ کا دباؤ سخت پڑ رہا ہے اور دیگر مذاہب کے افراد پر قرآنی اصول کے حقائق واضح ہوتے چلے جا رہے ہیں انھیں اپنے دھرم اور مذاہب کی خامیاں محسوس ہو رہی ہیں مگر شکر صد شکر کہ مسلمان جس طرح پہلے مطمئن تھے آج بھی مطمئن ہیں اور انھیں کسی مذہب کی خوشہ چینی کی ضرورت کبھی داعی نہیں ہوتی مسیحیت و ہندویت دنیا کے بڑے مذاہب ہیں جن کے ماننے والوں اور پیروی کرنے والوں کی تعداد کروڑوں افراد تک پہنچی ہوئی ہے مگر حالت یہ ہے کہ انھیں قدم قدم پر مشکلات کا سامنا ہوتا ہے مذہب پر کاربند رہتے ہیں تو دنیا ہاتھ سے جاتی ہے اور دنیا کو لیتے ہیں تو مذہب کی تخفیف ہوتی ہے ہندویت میں سمندر کا سفر، بیواؤں کا نکاح اور طلاق ممنوع ہے عورتوں کو وراثت و ترکہ میں کچھ نہیں دلایا گیا، مساوات کوئی چیز نہیں اب انہوں نے ان دشواریوں اور موانع کو محسوس کرنا شروع کیا ہے نیز ابھی اچھوت ... پیش رہا پھر ایک اور مشکل ہے کہ انھیں اپنے نقشہ مذہب کی خانہ پری کرنے کے لئے جس چیز کی ضرورت ہے وہ انھیں کہیں سے اور کسی اور مذہب سے نہیں مل سکتی الا یہ کہ اسلام سے۔ بتایئے اچھوت پن کے ارتفاع کے بعد مساوات عامہ کا رنگ وہ اختیار کریں تو کس مذہب سے! کیا عیسائیت سے، یہودیت سے، بدھ سے کہیں بھی نہ ملیگا ملیگا تو ذخیرہ اسلام ہی سے ملیگا۔ وراثت کے اصول کہاں سے مستعار لیں طلاق کا قابل عمل طریق کس سے لیں اسلام کی خوشہ چینی کے سوا کوئی چارہ نہیں افسوس صد افسوس مسلمانوں نے اپنی غفلت سے دنیا اور دنیا کی راحتوں کو خود اپنے اوپر حرام کر لیا جو منعم نے تو ہر چیز ان کے لئے وقف کر دی تھی جب تک مسلمان قرآن کے پابند رہے عظمت و اقبال ان کی کنیز بنی رہی اور جب انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا دنیا کی ہر عافیت اور ہر آسائش نے ان کی طرف سے منہ چھپا لیا۔ مسلمان قرآن اور قرآنی احکام کو اپنا رہبر بنا لیں ...

"وہ فخر عرب زیب محراب و منبر"

نبی کریم کی عبادت

ارض عالم پر بہت سے جلیل القدر پیغمبر اور انبیا مبعوث ہوئے لیکن رسول کریم صلعم کے سوا ان میں سے کوئی ایک پیغمبر اور نبی بھی ایسا نہیں گذرا جس کے متعلق صحیح طور سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس کا طریقہ عبادت اور اصول زندگی کیا تھے توراۃ شریف میں حضرت موسیٰ تک بہت سے انبیاء کرام کے حالات مذکور ہیں لیکن ان سے بھی یہ واضح نہیں ہوتا کہ ان کی عبادت کی نوعیت کیا تھی حضرت عیسیٰ کے متعلق معلوم بھی ہوتا ہے تو صرف اتنا کہ آپ کبھی کبھی دعائیں مانگ لیا کرتے تھے اور بس افسوس ہے کہ ان مذاہب کے پیروؤں نے اس خاص باب میں اپنے نبیوں اور پیغمبروں کے خاص درجہ بے اعتنائی اور بے نیازی برتی ورنہ ان کی زندگی کے اہم حالات کو نہ سہی بلکہ طریق عبادت کو ہی روشنی میں لا سکتے تاکہ دنیا کچھ اندازہ کر سکتی اور آنے والی نسلیں اس سے سبق حاصل کر سکتیں یہ شرف و سعادت صرف حلقہ بگوشان اسلام ہی کے حصہ میں آئی کہ انہوں نے اپنے پیغمبر جلیل صلعم کے طریق عبادت، نوعیت عبادت، اوقات عبادت، کیفیات عبادت، ذوق و شوق عبادت غرض ہر جزیہ کو صفحات سیرت میں محفوظ کر دیا اور آج نہ صرف ہر مسلمان بلکہ ہر مذہب کا پیرو بآسانی یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کس جذبہ و کیف کی عبادت تھی اور آپ کے معمولات زندگی کس نوعیت کے آئینہ دار تھے۔

ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم زمانہ نبوت سے پیشتر بھی کسی نہ کسی نوع کی عبادت الٰہی میں برابر مصروف رہے اور غار حرا میں مہینوں انہماک کے ساتھ عبادت گذارنے اور مراقبہ کرنے میں گذار دیئے۔ خلعت نبوت سے سرفراز ہونے کے بعد آپ کو نماز و عبادت کا طریقہ بھی سکھلایا گیا لیکن چونکہ زمانہ پر آشوب اور شدید مشکلات سے لبریز تھا اور کفار کے خوف سے ممکن نہ تھا کہ علانیہ عبادت کی جا سکے اس لئے جب وقت نماز آتا کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہاں نماز چھپ کر ادا کر لیتے ایک دفعہ آپ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کسی درہ میں اسی طرح نماز پڑھ رہے تھے کہ اتفاق سے ابو طالب ادھر آ نکلے پوچھا بھتیجے یہ تم کیا کر رہے ہو آپ نے اسی وقت چچا کو دعوت اسلام دی۔ چاشت کی نماز چونکہ قریش کے مذہب میں بھی جائز تھی اس لئے اس وقت کی نماز آپ حرم ہی میں پڑھا کرتے تھے ایک دفعہ نماز میں مصروف تھے کہ روسا قریش نے مذاق اڑانا شروع کر دیا اور ابو جہل کے اشارہ سے عقبہ نے اونٹ کی اوجھ نجاست سمیت آپ کی گردن پر ڈال دی۔ حرم میں آپ کے ساتھ پیہم گستاخیاں کی جاتی تھیں ایک مرتبہ تو ایک بدبخت نے آپ کے گلے میں پھانسی ڈال دی مگر آپ برابر اسی کیف و سرشاری کے ساتھ عبادت میں مصروف رہے۔

راتوں کی تاریکیوں میں ذوق عبادت

راتوں کی تاریکیاں آپ کے ذوق و شوق اور عبادتوں کے کیف کا خاص وقت ہوتی تھیں بعض اوقات رات رات بھر نماز میں گذار دیتے کبھی ایسا ہوتا کہ سو جاتے اور اٹھ کر نماز پڑھتے پھر مصروف عبادت ہو جاتے صبح تک یہی عالم رہتا حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نصف شب کے بعد اٹھ کر ۱۳ رکعت نماز پڑھتے حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ ۹ رکعت پڑھا کرتے تھے جس سے واضح یہ ہوتا ہے کہ راتوں کی نماز کی کوئی تعیین نہ تھی۔ پانچ وقت کی فرض نمازوں کے علاوہ آپ سنن و نوافل ۳۹ رکعت تو ضرور ہی روزانہ پڑھ لیا کرتے تھے اس طرح کہ بعد صبح چار چاشت چھ ظہر چھ عصر دو مغرب چھ عشاء تیرہ تہجد اور دو وتر۔ سفر میں آپ صبح کی دو رکعتوں کے سختی کے ساتھ پابند تھے۔

اگر کسی وقت تہجد کی کوئی سنت خلاف معمول قضا ہو جاتی تو آپ دن میں بارہ رکعتیں پڑھ لیتے تھے لیکن ان کے لئے کوئی پابندی نہ تھی۔ رمضان مبارک کا مہینہ آپ کے عبادت گذاری اور ذوق و شوق کا خاص مہینہ تھا علی الخصوص عشرہ آخر کی راتیں آپ کی بیداری ہی میں گذرتی تھیں آپ ان دنوں اعتکاف میں ہی بیٹھا کرتے تھے ازواج سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو جگا کر نماز پڑھواتے تھے سب سے زیادہ وقت مسجد میں گذارتے اور ہمہ تن نماز میں مصروف رہتے۔

شب سجود و دعائیں

تلاوت قرآن روزانہ کا معمول تھا ابو داؤد کی روایت ہے کہ تلاوت کا وقت نماز عشاء کے بعد ہوتا تھا روزانہ سورتوں کی تعداد مقرر تھی اسی کے مطابق آپ تلاوت کر لیا کرتے تھے۔ رمضان کے مہینہ میں پورے قرآن کا دورہ کرتے تھے آخری شب میں اکثر کوئی موثر سورہ یا چند آیات تلاوت کرتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ اہل بیت مصروف خواب ہوتے آپ اٹھ بیٹھتے اور دعا و مناجات میں مصروف ہو جاتے ایک شب کو حضرت عائشہؓ کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو آپ کا بستر خالی پڑا ہے اندھیرے میں ہاتھ سے ادھر ادھر ٹٹول کر جو دیکھا تو پیشانی اقدس خاک پر ہے اور آپ سربسجدہ دعا میں مصروف ہیں کبھی ایسا ہوتا کہ آپ تن تنہا اٹھ کر رات کو قبرستان چلے جاتے اور دعا و استغفار کرتے رہتے۔

جو چیز نماز کی حضوری میں خلل پذیر ہوتی اس سے آپ اکثر احتراز فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ آپ چادر اوڑھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ رکوع میں اس کے حاشیوں پر نظر پڑ گئی نماز سے فارغ ہو کر آپ نے اس چادر کو اتار دیا اور فرمایا کہ میں ایسی چادر نہیں اوڑھنا چاہتا جس سے حضوری قلب میں خلل واقع ہو۔ اسی طرح دروازہ پر ایک منقش پردہ پڑا ہوا تھا اس کے نقش و نگار پر نگاہ پڑ گئی آپ نے اسے بھی اتروا دیا کہ اس کے نقش و نگار حضوری میں خلل انداز ہوتے تھے۔

روزہ کا شغف

تکمیل روحانیت کے لئے روزہ کی اہمیت ہر مذہب کے پیشواؤں نے تسلیم کی ہے تقلیل غذا اس سلسلہ میں ضروری چیز سمجھی گئی ہے لیکن ادیان و مذاہب نے افراط و تفریط میں اس کی اہمیت و منزلت کھو دی ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو راہ اختیار کی وہ میانہ اور بہترین راہ تھی ظہور اسلام سے پیشتر عرب میں صرف عاشورہ کے روز روزہ رکھنے کا دستور تھا آپ بھی اس روز روزہ رکھا کرتے تھے اور اس کے علاوہ بھی اکثر روزہ رکھتے تھے جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورہ کے روزہ کی فرضیت نفل سے تبدیل ہو گئی آپ رمضان شریف کے علاوہ روزے پورے مہینے بہت کم رکھتے تھے البتہ شعبان کے مہینہ میں اکثر پورے مہینے کے روزے رکھ لیتے تھے گویا شعبان اور رمضان دو ماہ ایسے تھے کہ آپ برابر تیس روزے رکھتے تھے دیگر مہینوں کی یہ حالت تھی کہ روزہ رکھنے پر آتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ رکھتے ہی جائیں گے اور کوئی روزہ ہی نہیں چھوڑیں گے اور چھوڑ دیتے تھے تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اب آپ روزہ رکھیں ہی گے نہیں ہر مہینہ میں تین روز دو دو شنبہ اور ایک جمعرات کو آپ عموماً روزے رکھا کرتے تھے۔ محرم میں عاشورہ تک دس اور چھ شوال کے روزے بھی آپ ضرور رکھتے تھے۔ کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ نے متواتر بلا کھائے پئے تین تین روزے رکھے اور کہا یہ بھی ہے تو برائے نام۔

ہر لمحہ یاد الٰہی

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم صلعم کے ذوق عبادت کا یہ عالم تھا کہ کسی لمحہ کسی ساعت بھی خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے تھے

اور برابر یاد الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ ربیعہ بن کعب اسلمیؓ جن کو آپ کے آستانۂ مبارک پر پہرہ دیتے تھے ان کا بیان ہے کہ آپ کی تسبیح و تہلیل کی آواز سنتے سنتے میں اکثر تھک جاتا تھا اور مجھے نیند آجاتی تھی۔ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے، وضو کرتے، کپڑے پہنتے، سوار ہوتے، سفر میں جاتے، واپس آتے، گھر میں داخل ہوتے، مسجد میں قدم رکھتے، غرض ہر حالت میں دل و زبان ذکر الٰہی میں مصروف رہتے تھے آخر زندگی میں جب سورہ اذا جاء نازل ہوئی جس میں تحمید و تسبیح کا حکم ہے تو حضرت امہات المومنین کے بیان کے مطابق آپ ہر وقت اور ہر حالت میں زبان مبارک کو تسبیح و تہلیل میں مصروف رکھتے تھے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ یہ دعا اکثر آپ کی زبان پر جاری رہتی تھی رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الغفور اور تھوڑے تھوڑے وقفہ سے اسے برابر پڑھتے رہا کرتے تھے اکثر ایک نشست میں سو سو دفعہ آپ نے یہ دعا پڑھی ہے۔ سفر میں جبکہ انسان کا دل صحیح اور اطمینان کی حالت میں نہیں ہوتا آپ یاد الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے سواری میں بیٹھے ہوئے بھی آپ نوافل ادا کر لیا کرتے تھے اور اس کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے کہ آپ کا رخ کعبہ شریف کی جانب ہے یا نہیں سواری کا جانور جس سمت کو جا رہا ہو آپ اسی جانب رخ کرکے نماز شروع کر دیا کرتے تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ صحابہ کرام کے ساتھ مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں یا امہات المومنین کے ساتھ گفتگو میں مصروف ہیں موذن کی آواز آئی اور آپ دفعتہ اٹھ کھڑے ہوئے، رات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں صرف ہوتا تھا پھر بھی یہ حالت تھی کہ ادھر اذان نماز فجر کی آواز گوش مبارک تک پہنچی ادھر آپ بستر سے اٹھ بیٹھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ شب کے وقت آپ پر خاص طور پر ذوق و شوق کا عالم طاری ہوتا تھا کبھی کبھی آپ پوری پوری راتیں نماز میں کھڑے ہو کر گزار دیتے تھے قرآن کی سب بڑی سورتیں سورہ بقر سورہ آل عمران اور سورہ نساء پڑھتے جب کوئی خوف و خشیت کی آیت آجاتی تو پناہ مانگتے خدا سے دعا فرماتے کوئی رحمت و بشارت کی آیت آجاتی تو اس کے حصول کی دعا میں مصروف ہو جاتے۔ قرات اتنی زور سے فرماتے کہ دور دور تک آواز پہنچتی اور لوگ اپنے اپنے گھروں میں اپنے اپنے بستروں پر پڑے آپکی مبارک آواز سنتے تھے کبھی کوئی خاص آیت آجاتی تو آپ پر ایک کیف طاری ہو جاتا اور ذوق شوق میں بالکل محو ہو جاتے چنانچہ حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز میں یہ آیت پڑھی ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفر لھم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو سزا دے تو تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے اس کا اتنا اثر ہوا اور آپ اس درجہ متاثر ہو گئے کہ ساری رات یہی آیت پڑھتے رہے میں گزار دی۔ حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رات کو مجھے قسمت سے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا آپ نے قرآن کریم کی سب سے بڑی سورۃ سورہ بقر شروع کر دی میں نے سمجھا کہ آپ زیادہ سے زیادہ سو آیات تک پڑھیں گے لیکن آپ ان کو پڑھ کر اور آگے بڑھ گئے میں نے سمجھا کہ شاید آپ پوری سورۃ ایک ہی رکعت میں ختم کرنا چاہتے ہیں جب آپ نے سورۃ ختم کر لی تو میں سمجھا کہ اب آپ رکوع کریں گے لیکن آپ نے فوراً ہی سورہ نساء شروع کر دی یہ بھی ختم ہو گئی تو سورہ آل عمران شروع کر دی یہ تینوں سورتیں تقریباً سوا پانچ پارے ہوتے ہیں پھر پڑھیں بھی اس طرح کہ نہایت سکون کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر یہی نہیں ہر آیت کے مضمون کے مطابق بیچ بیچ میں تسبیح اور دعا بھی کرتے جاتے تھے اس کے بعد آپ نے رکوع کیا اور رکوع میں قیام ہی کی برابر توقف کیا پھر کھڑے ہوئے اور اتنی ہی دیر کھڑے رہے پھر سجدہ کیا اور سجدہ میں بھی اسی قدر تاخیر فرمائی۔

زید بن خالد جہنیؓ آپ کے ایک صحابی تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ آج سب حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو نماز پڑھتے دیکھوں گا نماز کا وقت جو آیا تو آپ کھڑے ہو گئے پہلے دو رکعتیں معمولی طور پر ادا کیں اس کے بعد جو دو رکعتیں پڑھیں وہ بہت ہی لمبی تھیں اور بہت دیر تک پڑھیں پھر دو دو رکعتیں کرکے آٹھ رکعتیں پڑھیں یہ بتدریج پہلی رکعتوں سے چھوٹی ہوتی گئیں سب کے آخر میں وتر ادا کئے۔ حضرت خبابؓ کی روایت ہے کہ ایک شب آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو صبح کر دی۔

معرکہ ہائے جنگ میں سجدہ ریزی

ہم بتا چکے ہیں کہ آپ کسی وقت اور کسی لمحہ بھی یاد الٰہی سے غافل نہ رہتے تھے عین معرکہ جنگ میں بھی جبکہ تیر و سنان کی چمک سے آنکھیں خیرہ ہوئی جاتی تھیں ہر طرف قیدو دار و گیر برپا تھا دونوں جہاں موت و حیات کی جنگ میں مصروف ہوتی تھیں آپ نہ صرف خضوع و خشوع بلکہ پورے اطمینان کے ساتھ ذکر الٰہی اور دعا و زاری میں مصروف ہوتے تھے پھر کیا تو یہ حال ہوتا کہ معرکہ عزوجل اپنی پیشانیوں پر بل ڈالے ہوئے لڑ رہے ہیں اور سپہ سالار کی پیشانی ہے کہ زمین نیاز پر جھکی ہوئی ہے بدر، احد، خندق، خیبر اور تبوک تمام بڑے بڑے معرکوں میں آپ کی یہی کیفیت رہتی تھی جنرلوں اور سپہ سالاروں کی تو یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ فوجوں کو لڑاتے ہوتے ہیں اور انہیں اپنی فوج اور اپنے آدمیوں کی قوت پر ناز ہوتا ہے مگر اس سپہ سالار اسلام کا اگر ناز اور بھروسہ ہے تو خدائے ذوالجلال اور اپنے متعال کی ذات احدیت و صمدیت پر ظاہری اسباب کی طرف سے بھی آپ غافل نہ رہتے تھے فوجوں کی ترتیب بھی خود ہی قائم کرتے تھے خود ہی انہیں ہدایات کرتے تھے مگر آپ کا بھروسہ کبھی اس ترتیب ان ہدایات اور فوج کی قوت پر نہ ہوتا تھا بلکہ رب قدیر کی قوت کاملہ ہی پر اصلی بھروسہ رکھتے تھے۔

بدر میں میدان کارزار قائم ہے ہر طرف انسانی خون بہہ رہا ہے اور آپ ہیں کہ خضوع اور خشوع کے ساتھ دونوں ہاتھ پھیلا کر بارگاہ ایزدی میں عرض کر رہے ہیں اے خدا اپنا وعدہ نصرت پورا کر، محویت و از خود رفتگی کا یہ عالم ہے کہ ردائے مبارک دوش اقدس سے سرک جاتی ہے اور آپکو خبر بھی نہیں ہوتی یا آپ کبھی سجدے میں گر پڑتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدایا اگر یہ چند نفوس بھی مٹ گئے تو پھر تو قیامت تک نہ پوجا جائیگا حضرت علی اسی اثنا میں کئی بار حاضر خدمت ہوتے ہیں مگر ہر بار یہی دیکھتے ہیں کہ جبین مقدس خاک پر رکھی ہوئی ہے۔ غزوہ احزاب کس درجہ خوفناک غزوہ تھا آپ اس دوران میں خود بہ نفس نفیس مبارک سے خندق کھودنے میں مصروف تھے اور زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے اللھم لا خیر الا خیر الآخرۃ فبارک فی الانصار والمھاجرۃ یعنی خدایا بھلائی صرف آخرت کی بھلائی ہے انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرما دشمن اس شدت سے حملے پر حملے کر رہے تھے کہ مسلمانوں کا اپنی جگہ سے ہٹنا خود شکست کو دعوت دینا تھا محاصرہ ۲۲ روز تک طول کھینچتا ہے سخت کشمکش کا عالم ہے مگر آپ نماز قضا نہیں ہونے دیتے اس مدت میں زیادہ سے چار وقت کی نمازیں قضا ہوتی ہیں ایک روز عصر کے وقت دشمنوں نے بڑی شدت کا حملہ کیا ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ مل سکی نماز کا وقت ہی اس گھمسان کی جنگ میں ختم ہو گیا آپ کو سخت صدمہ ہوا جو نہی حملہ رکا ہے آپ نے سب سے پہلی نماز با جماعت ادا کی ہے۔

غزوہ حنین میں بارہ ہزار فوج آپ کے ساتھ تھی لیکن پہلے ہی حملہ میں ان کے قدم اکھڑ گئے دس ہزار تیر انداز سیلاب کی طرح امنڈے ہوئے تیر برساتے آگے بڑھے چند جاں نثاروں کے سوا کوئی بھی پہلو میں باقی نہ رہا آپ سواری سے اترتے ہیں اور فرماتے ہیں میں خدا کا بندہ ہوں خدا کا پیغمبر ہوں اس کے بعد ہی بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے ہیں دو منٹ ہوا کا رخ پلٹتا

ڈرو اس سے جو وقت ہے آنے والا

خشیتِ الٰہی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تبلیغ شروع کی تو ابتدائی زمانہ سے لیکر چند سال تک آپ کی یہ تبلیغ و دعوت قلب قوم میں محض خشیت الٰہی پیدا کرنے اور انہیں یوم حساب اور خوف سے ڈرانے تک محدود رہی مکہ معظمہ میں جتنی آیات بھی نازل ہوئیں ان میں صرف ترہیب کا رنگ ہی نمایاں اور صرف عقائد ہی کی تعلیم دی گئی ہے مدت تک کوئی حکم نہیں دیا جاتا تھا بلکہ یہ اور صرف یہ کہا جاتا تھا کہ صرف ایک خدا کو پوجو اس کی وحدانیت کا اقرار کرو اس کی ذات و صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ چوری، ڈاکہ زنی اور زنا سے توبہ کرو اس لئے کہ وہی تمہارا اور اس زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے وہی تم سے تمہارے اعمال کا محاسبہ کرے گا اور قیامت کے روز تمام برائیوں اور نیکوکاریوں کا حساب لیا جائے گا جو بداعمال ہیں اور جنہوں نے برے کام کئے ہیں وہ یقیناً عذاب الٰہی کے مورد بنیں گے جہنم میں جھونکے جائینگے سزائیں پائینگے اور جو نیک ہیں اور خدا کی وحدانیت پر ایمان لا چکے ہیں اور کسی کو اس کا شریک نہیں سمجھتے وہ انعام الٰہی سے بہرہ مند ہوں گے بہشت میں جائینگے جہاں انہیں ہر قسم کے نعائم و سرور حاصل ہوں گے یوم قیامت بہت خوفناک یوم ہوگا اس روز بڑے بڑے نبی اور پیغمبر بھی پریشان ہوں گے تمام مردے اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائینگے اور دوبارہ زندگی نصیب ہوگی اللہ تعالیٰ بیشک اور بلاشبہ رحمٰن و رحیم ہیں مگر ساتھ ہی وہ منصف ہی، منتقم حقیقی بھی ہے آقا ہے۔ جبار اور قہار بھی ہے اس کے خوف سے ہر وقت ڈرتے ہی رہنا چاہئے زندگی کا کوئی ٹھکانا نہیں جب تک آنکھیں کھلی ہیں جہانتک ہو سکے نیکیاں کر لو کیونکہ اس روز وہ عالم ہراس ہوگا نہ مال و دولت کام آئیگا اور نہ بیٹے اور خاندان کے افراد کسی کی کوئی امداد کر سکیں گے۔

ظاہر ہے کہ جب تک ان میں خوف پیدا نہ کیا جائے دہشت پیدا نہ ہو اور یہ خیال پختہ نہ ہو جائے کہ کوئی ہم سے ہمارے اعمال کا محاسبہ لینے اور ہماری بداعمالیوں کی ہمیں سزا دینے والا بھی ہے اس وقت تک برائی اور بدی سے کوئی نہیں رک سکتا ساتھ ہی اس کی بھی ضرورت داعی ہوتی ہے کہ جہاں گنہگاروں کو گناہوں کی سزا کی تفصیل اور ہولناکیوں سے ڈرایا جائے وہاں نیکوں اور مومنوں کو انعامات ربی کا مژدہ اور جنت الفردوس کی بشارت دی جائے اسی لئے ایزد تعالیٰ نے پہلے پہلے تخویف و تشویق کے متعلق آیات نازل کیں اور بندوں کو ہر طرح کے اور اہم گناہوں سے جن کا تعلق اپنی ذات ہی نہیں بلکہ دوسروں کی ذات پر بھی پڑتا تھا اور جس سے فتنہ ہائے عظیم کے بیدار ہو جانے کے ہر وقت امکانات موجود رہتے تھے روکنا اور ہٹانا چاہا شراب خوری بہت بری چیز ہے مگر اس کا اثر اپنی ذات ہی تک محدود رہتا ہے قمار بازی بہت بڑا عیب ہے مگر اس میں جبر نہیں پایا جاتا اور اس دور میں اس سے یکبیک تباہ و فضول کرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ سود بہت تکلیف دہ چیز ہے لیکن ہزارہا روپے دوسروں پر پھیلا پڑا تھا لیا ت سے اس مسئلہ کا تعلق تھا دفعۃً یکبیک ان فوائد سے مدت کے جمے ہوئے بعض کا منہ پھیرنا آسان کام نہ تھا اس لئے اس وقت ان اقسام کے گناہوں کو چھوڑ دیا گیا کہ جب اہلیت و استطاعت پیدا ہو جائے گی ایمان سے بدتر اور خوفناک تر جرائم سے دامن پاک کر لئے جائینگے تو بعد میں ان کا استیصال کیا جائے گا اور چونکہ ابھی قلوب و اذہان میں پوری ہمواری پیدا نہیں ہوتی ابھی تو زمین بنجر پڑی ہوئی ہے اسلئے نماز روزہ کے بھی احکام صادر نہیں ہوئے۔

خدائے ذوالجلال کی طرف دلوں کو مائل و مصروف رکھنا بھی ضروری امر تھا اس لئے نماز کی بہت آسان اور بہت سادہ صورت اور وہ بھی پابندیوں کے بغیر ضرور پیش کر دی گئی تھی صرف صبح و شام کی نمازیں فرض تھیں اور رات میں بھی اور نماز کی فرضیت کے احکام صادر کئے گئے تھے شرک سب سے بڑا گناہ قرار دیا گیا اس لئے کہ جب تک اس برائی کا استیصال نہ ہو اور خدا کو سب سے بڑی ہستی اور وحدہ لا شریک نہ سمجھا جائے اس وقت تک کوئی قدم آگے نہیں اٹھایا جا سکتا تھا نہ بندوں کے قلوب میں اس وقت تک کوئی خوف و دہشت پیدا ہو سکتی تھی جب تک خدا کو لم یلد و لم یولد سمجھے اور غیر محدود طاقتوں کا مالک اور مالک یوم الدین خیال کرنے پر پختگی کے ساتھ آمادہ نہ ہو جائے یہ سب سے مقدم اور اہم چیز تھی اسلئے ابتدا ہی سے سب سے زیادہ زور شرک اور بت پرستی کے خلاف دیا گیا اور سب سے پہلے یہی سب سے بڑا گناہ قرار بھی تھا اس کے بعد قتل کا درجہ تھا اس سے انسانی جانوں کی اضاعت ہوتی تھی دلوں میں سنگدلی بڑھتی اور پھیلتی جاتی تھی اس کے نتیجے یہ تھے کہ ان میں قتل انسانی کے ساتھ مال جیسی اہم و عزیز چیز چھینی جاتی تھی اور وہ بھی جبر سے۔ لٹنے والوں کے دلوں میں درد اور درد کے ساتھ شدید انتقام پیدا ہوتے تھے۔

اس سے گذر کر چوری کا نمبر آتا تھا کہ اس میں محبوب اور محنت سے کمائی ہوئی دولت نہایت بے دردی سے اڑا دی جاتی تھی اس کے بعد زنا کا نمبر تھا اس کا اثر جان و مال پر نہ ہوتا مگر عزت و آبرو پر ضرور مرتب ہوتا تھا اور بعض قلوب میں تو شدید اشتعال پیدا ہو جاتا تھا پھر اس سے بے حیائی اور بے غیرتی کو ترقی ہوتی تھی جو اخلاقیات کے آبگینہ کیلئے سب سے بڑی اور سخت ٹھیس تھی اس لئے اس سے جو نتیجے کے ساتھ روکا اور ان گناہوں اور جرموں کی پاداش میں شدید باز پرس اور عذاب جہنم کی وعید سنائی گئی پھر جوں جوں قلوب میں قبولیت احکام کا مادہ پیدا ہوتا گیا دوسرے جرموں اور گناہوں سے روکا گیا اور ان کے متعلق بھی عذاب کی آیات نازل ہونے لگیں کی سورتوں اور آیات کو پڑھو اور ان کے مفہوم انداز بیان اور معانی پر غور کرو تو بسا اوقات قلب کانپ اٹھتا ہے اور ان الفاظ سے لرزہ آ جاتا ہے لہٰذا ظاہر ہے قہر و جلال ربی کا مجموعہ عذاب و عقاب کی ہولناکیوں سے لبریز ہیں اور ان میں ترہیب و تخویف کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا گیا ہے جہاں قیامت کا محاسبہ باز پرس اور گنہگاروں کے عذاب کا ذکر کیا ہے اس دہشت خیزی اس عتاب و قہر اور اس جباریت اور خوفناکی کے ساتھ کیا گیا ہے کہ سننے والوں کے جسم کا روآں روآں لرزنے لگتا ہے اور دلوں پر قدرتاً ایک ہیبت طاری ہو جاتی ہے اور اس مضمون کی سورتیں برابر موقعہ بے موقعہ نازل ہوتی رہتی تھیں اور آپ انہیں کفار کو برابر سناتے اور ڈراتے رہتے تھے۔

خوف ایزدی کا غلبہ

خود رسول کریم افضل رسل اور خاتم الانبیا اور محبوب خالص تھے مگر جانتے تھے کہ خدا پھر خدا ہے اور بندہ پھر بندہ ہے معبود حقیقی سے قریب تر تھے پر حق علم الیقین ہی نہیں حق الیقین تھا اس لئے آپ پر خود شدید خوف و خشیت کا عالم طاری رہتا تھا اور اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو کچھ نہیں معلوم کہ مجھ پر کیا گذرے گی ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ حضور آپ کے بال سپید ہونے لگے آپ نے فوراً ہی جواب میں فرمایا کہ مجھے سورہ ہود و واقعہ۔ والمرسلت اور عم یتساءلون نے بوڑھا کر دیا۔ ان سورتوں میں قیامت وغیرہ کے خوفناک حالات خوفناک انداز میں مذکور ہیں جن کے پڑھنے سے دل پر ایک دہشت عظیم قائم ہو جاتی ہے اور دنیا اور دنیا کی خست

نگاہوں میں بے اثر ہو کر رہ جاتی ہیں حضرت عثمان بن مظعون نے وفات پائی تو آپ تعزیت کے لئے تشریف لیگئے نعش سامنے رکھی ہوئی تھی ایک عورت نے نعش کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ "خدا گواہ ہے کہ خدانے تجھے نوازا" رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ تم کو کیونکر معلوم ہوا؟ بولیں "خدا نے ان کو نہیں نوازا تو اور کسکو نوازے گا" ارشاد ہوا کہ ہاں مجھکو بھی ان کی نسبت بھلائی کی توقع ہے لیکن میں پیغمبر ہو کر بھی یہ نہیں کہہ سکتا اور نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا۔ آپ کے خوف و خشیت کا یہ عالم تھا کہ جب کبھی زور سے ہوا چلتی اور آپ کسی کام میں مصروف ہوتے تو اسکام چھوڑ کر قبلہ رخ ہو بیٹھتے اور فرماتے کہ خدایا میں بھی تیری بھیجی ہوئی مصیبت سے پناہ مانگتا ہوں اور جب مطلع صاف ہو جاتا طوفان ختم ہو جاتا یا پانی برس جکتا تو آپ مسرور ہو جاتے اور خدا کا شکر فرماتے۔ ایک روز اسی قسم کا ایک واقعہ پیش آیا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے پوچھا کہ "یا رسول اللہ آپ کیوں مضطرب ہو جاتے ہیں" آپ نے فرمایا کہ عائشہ تجھے کیا معلوم مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قوم ہود کا واقعہ پیش نہ آئے جنھے بادل دیکھکر کہا تھا کہ یہ ہمارے کھیتوں کو سیراب کرنے آیا ہے حالانکہ ایسا نہ تھا وہ عذاب الٰہی تھا۔

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ جب دو ثلث رات گذر جکتی تو آپ . . . . بآواز بلند یہ فرماتے لوگو خدا کو یاد کرو، زلزلہ آرہا ہے اس کے پیچھے پیچھے آنے والا آرہا ہے موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی ہے موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم کو ہنسی کم اور رونا زیادہ آتا۔

ایک بار اعراب بادیہ کا مسجد میں اتنا ہجوم ہوا کہ آپ اس ہجوم میں پسنے کے قریب ہو گئے دم گھٹنے لگا مہاجرین جلوس سے اٹھے اور ان لوگوں کو ہٹایا جب آپ نکل آئے اور ہجوم چھٹ گیا تو آپ حضرت عائشہ کے حجرے میں تشریف لے گئے اور محض اتفاق تھا کہ تقاضائے بشری سے زبان مبارک سے بددعا پر مشتمل الفاظ نکل گئے الفاظ کا نکلنا تھا کہ آپ گھبرا گئے اور فوراً قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھا کر عرض کی کہ بار الٰہی! میں ایک انسان ہوں اگر تیرے کسی بندہ کو مجھ سے تکلیف پہنچے مجھے سزا نہ دینا؟ اسی طرح ایک دفعہ آپنے ایک تقریر ارشاد فرمائی جو نہایت موثر اور دلدوز تقریر تھی آپ نے فرمایا کہ:-

"اے معشر قریش! آپ اپنی خبر لو میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے عبد مناف میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے محمد کی بیٹی فاطمہ میں تجھکو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔

سوز و گداز کا عالم چونکہ خشیت الٰہی کا آپ پر اکثر غلبہ رہتا تھا خدا سے خود بہت ڈرتے تھے اس لئے آپ پر رقت بھی بہت جلد طاری ہو جاتی تھی اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگتے تھے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے آپ کے سامنے جب یہ آیت پڑھی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا تو آپکی آنکھوں سے بیساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ نماز میں بھی آپ پر اکثر رقت طاری ہو جاتی تھی اور آنسو نکل پڑتے تھے ایک مرتبہ سورج گرہن پڑا اور آپ نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے نماز میں ہی آپ ٹھنڈے سانس لینے لگے فرماتے تھے "خدایا تو نے وعدہ کیا ہے کہ تو میرے ہوتے لوگوں پر عذاب نازل نہ کریگا۔

آپ کے ایک صحابی حضرت عبد اللہ بن شخیر خود بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار خدمت نبوی میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ نماز میں مشغول ہیں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں روتے روتے اسقدر ہچکیاں بندھ گئیں تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ چکی چل رہی ہے یا ہانڈی ابل رہی ہے۔

ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے اثنائے سفر میں ایک پڑاؤ ملا کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے دریافت کیا تم کون ہو؟ بولے ہم مسلمان ہیں ہماری ایک عورت بیٹھی چولھا سلگا رہی تھی پاس ہی اس کا لڑکا بیٹھا ہوا تھا آگ خوب روشن ہو گئی اور بھڑک گئی تو وہ بچہ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی "آپ رسول اللہ ہیں" ارشاد ہوا بیشک! پھر اس نے پوچھا کہ کیا ایک ماں اپنے بچہ پر جس قدر مہربان ہے خدا اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں بیشک! اس نے کہا تو ماں اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی آپ پر فوراً گریہ طاری ہو گیا پھر سر اٹھا کر فرمایا "خدا اس بندہ کو عذاب دیگا جو سرکش اور متمرد ہے خدا سے سرکشی کرتا ہے اور اس کو ایک نہیں کہتا۔

ایک دفعہ آپ نے حضرت ابراہیم کی یہ دعا پڑھی رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فانہ منی یعنی پروردگار ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا۔ ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہی میری جماعت میں ہے۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ والی دعا پڑھی ان تعذبھم فانھم عبادک وان تغفرلھم فانک انت العزیز الحکیم اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر تو معاف کرے تو تو غالب و دانا ہے۔ پھر کیا تھا دونوں ہاتھ دعا کے لئے اٹھ گئے اللھم امتی امتی فرماتے جاتے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

مسلمانوں کے قلوب میں خشیت کی چنگاری

آپ کی تعلیم و تبلیغ نے مسلمانوں کے قلب کی بھی یہی حالت کر دی تھی اور وہ بھی اس امر کے باوجود کہ احکام الٰہی کے ہر طرح پابند تھے کوئی کام ان سے خلاف منشائے ربانی صادر نہ ہوتا تھا پھر بھی خشیت الٰہی سے ان کی یہ حالت تھی کہ بات بات پر دل بھر آتا تھا آیات قرآنی پڑھتے اور عذاب الٰہی کا ذکر ہوتا تو کانپ جاتے اور دیر تک آنکھوں سے آنسو بہتے۔ حضرت عمرؓ کتنے سخت مزاج بزرگ تھے عشرہ مبشرہ میں شامل تھے مگر دل میں غضب کی رقت اور طبیعت میں بلا کا گداز تھا۔ ایک شب کو چلے جا رہے تھے رعایا کی حالت دیکھتے اور اس کا اندازہ لگانا مقصود تھا عرب میں شدید قحط پڑا ہوا تھا یکایک دیکھا کہ شہر سے باہر ایک خیمہ نصب ہے اس میں کچھ چہل پہل نظر آئی بڑھکر جو دیکھا تو ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے چولہے پر ہانڈی چڑھی ہوئی ہے اور اس کے نیچے دہڑا دہڑ آگ جل رہی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کچھ پک رہا ہے آپ نے سمجھا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اتنے قحط کے باوجود کچھ وہ لوگ ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ اس پر بھی کھانا پک رہا ہے۔

آپ اندر چلے گئے اور پوچھا اے عورت تو کون ہے اور اس وقت کہ نصف شب گذر گئی ہے خیمہ میں بیٹھی ہوئی کیا پکا رہی ہے اس نے جواب دیا تو کیا نہیں وہ بھڑک اٹھی اور مشتعل ہو گئی کہنے لگی بربادی ہو عمر پر کہ خلافت تو لیکر بیٹھ گیا مگر رعایا کی تکلیف کا خیال نہیں دیکھوں گی کل روز قیامت وہ خدا کو کیا جواب دیگا۔ یہ کیا رہا ہے بچے بھوک سے تڑپ رہے تھے ان کے بہلانے کے لئے میں نے پانی بھر کر ہانڈی چڑھا دی کہ وہ تسکین رہے کہ کچھ پک رہا ہے اور ابھی بھی سو رہے ہیں یہ سننا تھا کہ آپ کی مبارک آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک دریا بہنے لگا روتے تھے اور بیساختہ روتے تھے فوراً باہر نکلے اور آٹے کی بوری خود پیٹھ پر لاد کر لائے اور جب تک اس کے بچوں کو کھلا نہ لیا آنکھ کا آنسو نہ تھما۔ حقیقت یہ ہے کہ خشیت الٰہی سب سے بڑی نعمت ہے جس کے قلب میں خشیت نہیں اس کا ایمان ضعیف ہے اور وہ روحانی ترقی نہیں کر سکتا یہی وجہ تھی کہ خدا نے ندوس نے سب سے پہلے بندوں کے قلوب میں خوف پیدا کیا اور آپ نے مسلمانوں اور کافروں دونوں کو عذاب الٰہی سے

کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

اسلام کا بول بالا

آخر وہ وقت بھی آگیا کہ فتح عرب نے ظلم و عدوان کی چھائی ہوئی گھٹائیں چھٹ گئیں جو سرد طواغیت کی طویل راتیں ختم ہوئیں اور آفتاب اسعد اسلام کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال کر پوری لعانیوں اور تجلی ریزیوں کے ساتھ نمودار ہوا اور وہ دنیا جو اکثر معاصی کی گندگیوں سے آلودہ پڑی تھی اور وہ خطہ جہاں حق و صداقت بہت شیفتگی ان ہیروں کے طوفانوں اور ہنگاموں میں دیکر رہ گئے تھے اس کی نور بیز کرنوں کی روشنیوں سے روشن منور ہوگیا۔ اب عرب لات و ہبل کی حکومت دنیا ان روفیوں سے آزاد ہو چکا تھا اور ایک خدائے واحد لا شریک کی پرستش ہونے لگی تھی اور وہ زمانہ آگیا تھا کہ ایزد تبارک و تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں سے استخلاف فی الارض کا وعدہ پورا کرے اور جہاں صد ہزار بتوں کی پوجا ہوا کرتی تھی وہاں ایک رب اور ایک ذات حی و قیوم کی پرستش ہو اور بڑی دھوم دھام کے ساتھ ہو دنیا میں بار وقت مختلف مختلف اقتدار کے پیغمبر ہو گذرے ہیں ان میں بعض سلاطین بھی مبعوث ہوئے جنہیں حکومت و فرمانروائی سے کوئی حصہ ملا تھا اور سلیمانؑ داؤدؑ اور موسیٰؑ بھی منصہ شہود پر جلوہ گر ہوئے جن کے قبضہ قدرت میں ملکوں کے خزانے اور عرب کے زر و جواہر تھے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں دونوں چیزوں اور دونوں صفتوں کی کمی نہیں تھی۔

تاہم حالت یہ تھی کہ سب کچھ ہونے کے باوجود بھی دربار نبوت میں کچھ نہ کھانے کو لطیف و لذیذ غذائیں تھیں اور تن مبارک پر خلعت شاہانہ تھا اور نہ جیب و دامن میں درہم و دینار نظر آتے تھے انتہا یہ ہے کہ کاشانہ نبوی میں بزم مستہی نہ تھا آپ کی شان عظمت دنیوی اعتبار سے قیصر و کسریٰ سے بھی کہیں زیادہ تھی لیکن اصل میں آپ گلیم پوش اور معصوم فرشتہ نظر آتے تھے اب وہ دور ہے کہ جملہ مشکلات سیاسی کا خاتمہ ہو چکا ہے عرب کے گوشہ گوشہ میں دعاۃ اسلام پھیلے ہوئے ہیں دور دراز علاقوں سے قبائل آستانہ نبوت کی طرف کھنچے چلے آرہے ہیں اور آفتاب اسلام برابر بلند ہوتا چلا جارہا ہے۔

اسلام کی سریر آرائی کا یوم اول

فتح مکہ اسلام کی شہنشاہی اور سریر آرائی کا پہلا دن تھا اور ۸ھ میں اس کی بنا قائم ہو چکی تھی لیکن ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے وقت تو کام کی پوری تکمیل ہو چکی تھی۔ یورپ کے حقیقت نا آشنا مورخوں نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں پیغمبر تھے اور مدینہ میں بادشاہ اور مکہ کی فتح کے بعد شہنشاہ لیکن آشنا نگاہیں اس شہنشاہ عرب کو اس حال میں دیکھتی تھیں کہ کوئی تمیز بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ فرمانروا ہے یا رعیت کا ایک فرد۔ آپ بلاشبہ شہنشاہی کر رہے تھے لیکن اپنی حالت یہ تھی کہ پھٹے پرانے کپڑے ہیں کھجور اور بوریا کے حجرے میں سکونت کر رہے ہیں نہ قصر و ایوان کی پرواہ ہے نہ خدم و حشم کی ضرورت نہ کوئی حاجب و دربان نظر آتا ہے اور نہ تخت و تاج دکھائی دیتا ہے نہ اس زرکی فراوانی ہے اور نہ کوئی شوکت و طمطراق ہی موجود ہے

اس سے بھی عجیب تر یہ کہ پورے جزیرہ نمائے عرب کی فرمانروائی اور جہانبانی جس سے قیصر و کسریٰ کی حکومتیں لرزہ براندام بنی ہوئی ہیں جس کی ہیبت سے ممالک و بلاد کانپ رہے ہیں جس کا نام سنکر ایران و روم کے سلاطین سراسیمہ ہو جاتے ہیں جو لاکھوں مربع میل زمین اور کروڑوں انسانوں کا مالک ہے۔ اس کی سلطنت میں دو بڑے بڑے انتظامی عہدے دار ہیں نہ دفتر داری کے محکمے ہیں قیام امن کے لئے پولیس بھی کہیں نظر نہیں آتی نہ فوج کے لئے کوئی چھاؤنی ہے نہ اہلکار دکھائی دیتے ہیں بلکہ افسر و امرائے سیاست کی کوئی جماعت ہے اور نہ الگ الگ حکام و قضاۃ ہی دکھائی دیتے ہیں وہی شہنشاہ ہے اور وہی ہر فرض و خدمت کی انجام دہی کا کفیل ہے تنہا ایک ذات ہے جو ہر چیز کی ذمہ دار ہے اور تمام بار اس کے دوش ناز پر پڑے ہوئے ہیں ہر چیز کا مالک ہے واحد مالک ہے لیکن خود کو ایک اونٹ کے بال کا مستحق نہیں سمجھتا اس کے عدل و انصاف کے سامنے اس کی جگر گوشہ فاطمہؓ اور ایک عام مجرم یکساں حیثیت رکھتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا جو مقصود تھا وہ پورا ہو چکا ہے آپ مبعوث ہوئے تھے عرض مذہب اصلاح اخلاق اور تزکیہ نفوس کے لئے نہ کہ سلطنت کرنے کے لئے اس کے علاوہ اور جتنے فرائض تھے وہ محض ضمنی اور آپ کی حیثیت رکھتے تھے اسی آپ نے فرمانروائی کے لئے کوئی انقلاب پیدا نہ کیا اور نہ وہ تعمیر ملک جو کچھ کیا ادا کرتے رہے اس سے صرف یہ مقصود تھا کہ بدامنی نہ ہو اور دعوت و تبلیغ کی راہ میں جو موانع و موانع پیدا ہوں وہ دور کر دیے جائیں۔

فرمانروایانہ ذمہ داریوں کی فراوانی

تاہم سلطنت پر سلطنت تھی سادگی ہی کے ساتھ سہی کسی حالت میں بھی تو انتظام بہرحال کرنا ہی تھا سن شریف ساٹھ برس سے متجاوز ہو چلا تھا اور چونکہ پوری زندگی اور تمام عمر شدید کشمکش اور سخت پریشانیوں فکروں اور انہماک میں گذری تھی اور اس زمانہ میں بڑی بڑی حوصلہ شکن مشقتیں اور تکلیفیں برداشت کی تھیں اس لئے آپ اور زیادہ نحیف اور بوڑھے ہوگئے تھے مگر اب ذمہ داریاں گھٹنے کے بجائے اور بڑھ گئی تھیں حکومت کا بھی پورا بار آپ کے ذمہ آپڑا تھا اور خود ہی سب کچھ کرنا ہوتا اس لئے آپ اور زیادہ مصروف رہتے تھے محصلین زکوٰۃ و جزیہ کی نامزدگی طرز تیم سے مصالحت موذنین اور ائمہ کا تعین عمال و ولاۃ کا تقرر مسلم قبائل میں جانا اور ان کی تعلیم فوجوں کی آراستگی و روانگی مقدمات کا فیصلہ قبائل کی خانہ جنگیوں کا انسداد و فودکے تعین وظائف، نومسلموں کے انتظامات مسائل شرعیہ میں افتاء، جرائم کے لئے اجرائے تعزیر اجرائے غزا مین ملک کے بڑے بڑے سیاسی انتظامات عہدیداروں کی خبرگیری اور احتساب یہ معمولی کام نہ تھے دور دور کے صوبوں میں تو اپنے گورنر بھیج دیے تھے مگر اطراف مدینہ کے فرائض آپ کے اور صرف آپ کے ذمہ تھے اس کے علاوہ جو فرائض مرکز اور تمام سلطنت سے تعلق رکھتے تھے وہ بھی آپ ہی کو انجام دینے ہوتے تھے۔

ظاہر ہے کہ اس ضعیفی میں اس بار نے آپ کے دل و دماغ کو بہت کمزور کر دیا ہوگا خیر یہ بھی امر تھا مگر نظام جسمانی تو بالکل چور چور ہو کر رہ گیا اور یہ حالت ہوگئی کہ آپ نفلیں بیٹھ کر پڑھنے لگے۔ حضرت عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتے تھے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں لیکن اس وقت جب لوگوں نے انہیں چور چور کر دیا تھا۔ آخر آپ انسان تھے کہاں تک برداشت کر سکتے تھے۔ دنیا میں دنیا والے کسی ایک انسان کی مثال بھی ایسی پیش نہیں کر سکتے جس کی پوری عمر اس درجہ گرانبار ذمہ داریوں اور ایسی حوصلہ شکن مشقتوں میں گذری ہو جو

بیک وقت اتنے کام کرنے پڑتے ہوں اور اس بے سر و سامانی میں کرنے پڑے ہوں پھر دوگونہ مشاغل ہیں دن بھر انتظامات ملکی اور رشد و ہدایات میں مصروف رہتے ہیں رات کا بڑا حصہ عبادت و مجاہدے میں گزرتا ہے۔ روزے پر روزے ہو چکے ہیں اور کھانے پینے کو بھی مفرح و مقوی غذائیں نہیں ملتیں اور آرام کے لمحے بھی بہت کم ہیں۔

سلطنتِ اسلام کا استحکام

بہرکیف کچھ ہو آپ نے اپنی زندگی ہی میں اس سلطنت و خلافت اسلامی کو اپنے ہاتھوں اتنا مضبوط کر دیا تھا اور ایک ایسا خاکہ مرتب کر دیا تھا جس کے اندر عملیت تو جو ان کی توں موجود تھی صرف رنگ بھرنے کی کسر تھی آپ نے خود ملکی انتظام کرکے بتا دیا تھا کہ انتظام اس نہج پر ہوتا رہے امیر العسکری کے تقرر کے ضوابط ابتدا ہی پیش کر دیئے تھے۔ مسائل اثنا میں جو صورت پیش ہوتی تھی اسے واضح کر دیتے تھے۔ فصل قضایا کے آئین بھی بتا دیئے تھے حکام ولاۃ کتاب، قضاۃ، محصلین زکوٰۃ و جزیہ اور پولیس اور جلا دوں کا تقرر کرکے بھی سامنے راہ پیش کر دی تھی۔

غیر اقوام سے کس طرح معاہدے کئے جاتے ہیں اور کرنے چاہئیں محاصل و مخارج کی وصولی کیونکر ہو جاگیریں کس اصول پر تقسیم کی جائیں توضیحات و فرامین کی ترتیب کیونکر عمل میں لائی جائے کس کو کہاں آباد کیا جائے۔ احتساب کس طرح ہو اصلاح بین الناس کے لئے کیا طریقے اختیار کئے جائیں۔ توضیحات و فرامین کی ترتیب کیونکر عمل میں لائی جائے۔ حکام کا امتحان کس طرح لیا جائے اور اس ضمن میں کون کون امور پیش نگاہ رہیں۔ مہمان آئیں، قبائل کی مہمانداریاں کرنی پڑیں، وفود بھیجے جائیں تو کس لئے اور کس طرح یہ سب کچھ آپ نے اپنے عمل اور اپنی مثال سے سب پر واضح کر دیا تھا ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا تھا کہ انتظامی اور فرمانروایانہ مصروفیتوں میں عبادت بھولا جائے عبادت کی صورت جوں کی توں قائم رہے معاش و معیشت کے اصول میں فرق نہ آئے سادگی اور سادہ مزاجی کی صفات افسردہ نہ ہونے پائیں۔

غرباء، بیوہ اور یتیموں اور بیکسوں کی نگہداشت اور خبرگیری میں برابر انہماک رہے ان کے حقوق اور ان کی تکلیف کو نہ بھولا جائے۔ کوئی مریض ہو اور علالت کے ہاتھوں مجبور ہو گیا ہو تو اس کی عیادت کے فرض سے غفلت نہ برتی جائے۔ جنازوں کی نماز میں شرکت ضرور ہو جنگیں پڑ جائیں تو کن کن امور کا خیال رکھا جائے۔ مفتوحین کے ساتھ کیا اور کس قسم کا سلوک روا رکھا جائے تاسیس حکومت الٰہی کے لئے غرض جن امور و آئین کی ضرورت تھی ان کا خاکہ اور عملی خاکہ آپ نے سب مسلمانوں کے سامنے واضح صورت میں پیش کر دیا تھا یہی صورت اور یہی طریق آپ نے مذہبی انتظامات میں اختیار کیا دعاۃ معلمین اسلام کے تقرر خود کرکے ان کی اہلیت و استعداد کے اندازہ لگا کر کے اور بتا دیا کہ ان کی تعلیم و تربیت بھی کس طور و طریقے کے ساتھ ہو۔ ائمہ نماز کے تقرر میں بھی جن چیزوں کے خیال رکھنے کی ضرورت ہے ان کا خیال رکھا اور ان میں جو صفات ہونی چاہئیں انھیں بر ملا سب کے سامنے پرکھا اور سب کی نگاہوں کے سامنے ان کا تقرر کیا مساجد کی تعمیر کی۔ مواقع اور ضرورت کے اندازہ کے مطابق تمام امور اختیار بھی کیں اور واضح بھی۔ موذنین کے تقرر کی اہمیت و صفت بھی سب واضح کی اور اچھی طرح واضح کی۔

عقاید و عبادات

عقائد و عبادات میں تمام ضروری امور پہلے ہی ظاہر کر دیئے گئے تھے اور جو باقی رہ گئے تھے انھیں بھی آپ نے اچھی طرح ذہن نشین کر دیا۔ طہارت، تیمم، نماز، نماز جمعہ و عیدین، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے تمام طور طریقے اپنی کمل صورت میں سکھا دیئے اور عرب بھر میں جاری کر دیئے۔ حج میں بھی اصلاحات ضروری تھیں کر دیں۔ معاملات کی اہمیت و فتنہ انگیزی کو واضح کیا اور آخری وقت میں وراثت، وصیت، وقف، نکاح، طلاق اور حدود و تعزیرات کی بھی اچھی طرح صراحت کر دی ایک ایک جزیہ اور ایک ایک چیز کو کھول کھول کر بیان کیا اور عملاً دکھا دیا۔

بتایا کہ ماکولات و مشروبات میں حلال و حرام کی تخصیص کس طرح کرنی چاہیئے اور کون کونسی چیزیں حرام ہیں اور کونسی حلال اور ہیں تو کیوں۔ سود کی حرمت پر بھی مہر لگا دی اور ہمیشہ کے لئے لگا دی۔ مسلمان پہلے ہی ہوشیار تھے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ہر عمل ان کے لئے ایک سبق تھا پھر بھی آپ سب کچھ سمجھاتے اور بتاتے رہتے تھے آخر جب اسلام مکمل ہو گیا دین کی تکمیل ہو گئی۔ کوئی چیز بتانے کہنے اور دکھانے کو نہ رہ گئی تو حجۃ الوداع کے موقعہ پر آپ ایک بلند مقام پر کھڑے ہوئے اور کھڑے ہو کر ایک طویل مگر نہایت موثر اور نصائح و حکمت سے لبریز تقریر ارشاد فرمائی جس میں تمام کسر پوری کر دی اور جو چیزیں کرنے کو رہ بھی گئی تھیں ان کا بھی اعلان کر دیا ساتھ ہی کہہ دیا کہ اب اطمینان رکھو اسلام کا بول بالا ہو چکا ہے قرآن کریم کو تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں جب تک تم اسے مضبوطی سے پکڑے رہوگے اور اس کے احکام پر چلتے رہوگے اس کے احکام و اوامر و نواہی پر کاربند رہوگے دنیا تمہاری کنیز اور دنیا والے تمہارے کفش بردار بنے رہیں گے حکم چلے گا تو تمہارا اور خطبہ پڑھا جائے گا تو تمہارا۔ دنیا والے تمہاری عزت کریں گے اور عزت و اقبال تمہارے جلو میں رہیں گے۔

اب وہ حالت تھی وہ زمانہ تھا کہ تمام جزیرۃ العرب پر لوائے اسلام لہرا رہا تھا ملک کے تمام بڑے بڑے اور قابل ذکر طبقے آستانہ نبوت پر اپنا سر جھکا چکے تھے اور جو باقی بھی رہ گئے تھے وہ اسلامیوں سے معاہدے کر چکے تھے دیگر مختلف مذاہب تھے ان کے بڑے بڑے اکابر وعائد مسلمان ہو چکے تھے اور جو اب بھی اپنے مسلک پر تھے وہ معاہد قوم اور ذمیوں کی حیثیت میں تھے جدہ سے عراق اور حدود شام سے یمن تک اسلام کا سکہ چل رہا تھا اور دنیا کی سلطنتیں جنھیں ہمسایہ سلطنت کہا جاتا تھا اسلام کے رحم پر تھیں اور اگر حقیقت پوچھئے اور غور و تحقیق کی نظر سے دیکھئے اور پھر اندازہ لگائیے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد ہی میں عرب ایک اتنی عظیم الشان اور اس قدر پر سطوت و عظمت طاقت بن چکا تھا کہ اس وقت کی دنیا میں کسی طاقت کو بھی اب تاب نہ ہو سکی کہ اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھے بلکہ دوسری سلطنتوں کو اپنی فکر پڑ گئی تھی اور پوری دنیا میں کوئی حکومت اور کوئی سلطنت اتنی قوی اور اتنی زبردست نہ تھی جتنی عرب کی حکومت تھی۔ اسلام کا سیلاب امڈا چلا آ رہا تھا اور یہ سب کچھ بیس بائیس برس کے اندر ہو چکا تھا اس کے بعد قریب قریب اتنی ہی مدت میں قیصر و کسریٰ کی سلطنتیں بھی پاش پاش ہو کر اسلامی سلطنت کا جزو بن گئیں اور ابھی پوری ایک صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اسلام یہی نہیں کہ زمانہ کی سب سے بڑی طاقت بن گیا بلکہ دنیا کے ہر حصہ پر اسی کے تخت بچھے نظر آئے اور اسی کا سکہ ہر طرف چلتا دیکھا گیا۔ یہی ایک عظیم کوشش کہ کے عظیم شہنشاہِ پیغمبری کا کارنامہ ہے اور سب سے بڑا معجزہ۔

مسِ خام کو جس نے کندن بنایا

روحانیات کی طرف راہنمائی

ایزد تبارک و تعالیٰ نے سورہ مومنون میں فرمایا ہے کہ:- قد افلح المومنون الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون والذین هم عن اللغو معرضون والذین هم للزکوٰة فاعلون والذین هم لفروجهم حافظون الا علی ازواجهم او ما ملکت ایمانهم فانهم غیر ملومین فمن ابتغی وراء ذٰلک فاولٰئک هم العادون والذین هم لاماناتهم وعهدهم راعون والذین هم علی صلوٰتهم یحافظون اولٰئک هم الوارثون الذین یرثون الفردوس هم فیها خالدون۔ یعنی وہ مومن کامیاب و فائز المرام ہیں جو اپنی نماز میں نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ حضوری قلب ادا کرتے ہیں لغو و لاطائل امور سے اعراض یا احتراز کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے رہتے ہیں فروج کی حفاظت کرتے اور زنا و بدکاری سے بچتے ہیں امانتوں کو ادا کرتے اور اپنے عہد و قول کی رعایت رکھتے ہیں اور اپنی نمازیں وقت پر ادا کرتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو جنت الفردوس کے وارث ہوں گے اور اس میں ان کا قیام ہمیشہ رہے گا۔

اس آیہ کریمہ میں روحانیت کے چھ مدارج کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہیں (۱) نماز خشوع و خضوع سے ادا کرنا (۲) لغو باتوں سے احتراز و اعراض کرتے رہنا (۳) زکوٰۃ باقاعدگی کے ساتھ دیتے رہنا (۴) زنا اور بدکاری سے بچنا (۵) امانتوں اور عہدوں کی رعایت کرنا (۶) نمازوں کو وقت پر ادا کرنا۔

یہ آیت تو ہے روحانی مدارج ارتقا کے متعلق اس میں بتایا اور واضح کیا گیا ہے کہ ارتقائے روحانی کے لئے کون کون امور ضروری اساسی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح جسمانی ترقیات کے بھی چھ ہی مدارج مقرر فرمائے گئے ہیں اور خدائے قدوس نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:-

ولقد خلقنا الانسان من سلالة من طین ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین ثم خلقنا النطفة علقة فخلقنا العلقة مضغة فخلقنا المضغة عظاما فکسونا العظام لحما ثم انشأناه خلقا اٰخر فتبارک الله احسن الخالقین۔ یعنی ہم نے انسان کو مٹی کے نچوڑ اور خلاصہ سے پیدا کیا۔ پہلے اسے نطفہ کی شکل عطا کی پھر خون کا لوتھڑا بنایا۔ پھر گوشت کے ایک ٹکڑے کی صورت دی پھر ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر کھال چڑھا کے ایک اور صورت عطا کر دی واقعی خدا بہتر پیدا کرنے والا اور بنانے والا ہے۔

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی جسمانی ترقیات کے بھی چھ ہی مدارج ہیں جن سے گزر کر یہ موجودہ اور حقیقی صورت اختیار کرتا ہے وہ مدارج یہ ہیں:-

(۱) نطفہ کی صورت میں ظاہر ہونا (۲) علقہ یعنی خون بننا (۳) مضغہ یعنی گوشت کا لوتھڑا (۴) ہڈیاں بننا (۵) ہڈیوں پر گوشت چڑھانا (۶) اس میں روح پھونک کر اسے نئی مخلوق اور انسان کی صورت عطا کر دینا۔

جسمانی و روحانی مدارج

ان ترتیب اور اس اہتمام سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ خدائے عزوجل نے جسمانی اور روحانی مدارج کی خاطر مساوی نظام عالم میں رکھے ہیں اور ان کی ترقی کے درجات مقرر کر دیئے ہیں ہر روحانی حقیقی کے مقابلہ میں ایک جسمانی درجہ موجود ہے جس طرح انسان جسمانی درجات میں ترقی کر کے بتدریج کمال جسمانی حاصل کرتا ہے اسی طرح روحانیات کا عالم ہے یہاں بھی درجات قائم ہیں جنہیں طے کر کے انسان کمال روحانی اختیار کرتا ہے اور وہ کچھ بنتا ہے اور بن جاتا ہے جس پر ملائک اور فرشتے بھی رشک کی نظریں ڈالتے اور اسے حیرت و تعجب کی نظروں سے تکتے ہیں

اب ان نکات کو سمجھانے اور ان اسرار فطری کی پردہ کشائی کرنے کے لئے ہم بیان کسی قدر مزید وضاحت سے اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں آپ یہ تو سمجھ گئے ہوں گے کہ جسمانی تکمیل کا پہلا درجہ نطفہ اور صرف نطفہ جس کی اصلیت محض اتنی ہے کہ انسان جو غذا میں غلے اور گوشت اور ترکاریاں کھاتا ہے ان سے خون بنتا ہے اور اس کا تھوڑا سا حصہ تناسلی اعضا میں داخل ہو کر یہ خون ہی نطفہ کی صورت اختیار کر لیتا ہے ظاہر ہے کہ تمام غلے ترکاریاں اور غذائی چیزیں گو پیدا اپنے تخم سے پیدا ہوتی ہیں مگر ان میں بھی نشو و نما مٹی ہی سے حاصل ہوتی ہے ورنہ تخم میں اتنی قوت اور اتنی جسامت کہاں کہ وہ اپنی حقیر نوعیت سے اتنی بڑی صورت اختیار کر لے۔ املی کا درخت کتنا عظیم کتنا بڑا اور کتنا پھیلا ہوا ہوتا ہے اس کا یہ پھیلاؤ اتنی بڑی وسعت صرف بیج کی کارفرمائی تو نہیں لامحالہ یہ ماننا پڑتا ہے کہ اس نے مٹی کے اجزا و عناصر حاصل کر کے موجودہ جسامت و ضخامت حاصل کی ہے نطفہ اور تخم کی حیثیت یکساں ہوتی ہے انسان کا تخم ہو یا کسی درخت کا وہ تمام صفات رذیلہ و حمیدہ کا حامل ہوتا ہے اور جس طرح املی کے ایک تخم کے اندر املی کی تمام صورتیں اور صفتیں پوشیدہ و مرکوز ہوتی ہیں اسی طرح انسان کے تخم یا نطفہ میں بھی انسانیت کے تمام صفات تمام خصائل اور تمام قوتیں مضمر ہوتے ہیں تاہم یہ طاقت بالکل ابتدائی صورت اور ابتدائی درجہ کی ہوتی ہے اس لئے خطرات و مہالک میں گھری ہوتی ہے غلہ اور ترکاریوں کے بیج جس طرح زمین کے ناموزوں ناہموار اور خراب ہونے کے باعث ضائع ہو جاتے ہیں اسی طرح نطفہ بھی رحم کے نقائص اور مختلف بے احتیاطیوں سے برباد ہو جاتا ہے

ٹھیک یہی شکل روحانیت کے پہلے درجہ هم فی صلاتهم خاشعون کی ہوتی ہے اس کا پہلا درجہ رقت و سوز اور خشوع و خضوع ہے یہ روحانیت کا تخم ہے جو عبودیت ہی کی زمین میں نشو و پذیر ہوتا ہے کہنے کو یہ معمولی چیز ہے مگر اسی سوز و خشوع کے اندر کامل روحانیت کے تمام خواص اور جملہ کمالات مرکوز ہوتے ہیں اگر بندہ کو اپنے رب اور اپنے خالق سے سچی محبت ہوتی ہے اور وہ تمام مناہی اور معاصی سے اپنا دامن بچا کر ریا و نمود سے ہٹ کر پورے خلوص اور وارفتگی کے ساتھ عبادت کرتا اور نمازوں میں مصروف ہوتا ہے تو لازماً اس کے قلب میں سوز و گداز پیدا ہوگا اور ہونا چاہئے ایک حقیر بندہ ایک عظیم الشان اور جلیل المراتب ہستی کے سامنے کھڑا ہے اور نہ صرف کھڑا ہے بلکہ اس کے آگے اور اس کی نگاہوں اور توجہ کے سامنے جھکتا اور سپرد ہونے کی غرض انجام دے رہا ہے جانتا ہے اور پورا ایمان رکھتا ہے کہ جس کے سامنے کھڑا ہوں وہ پوری قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے ذرہ برابر خوشنودی میں وہ اسے فرش سے اٹھا کر عرش پر پہنچا سکتا ہے اور ذرا سی لغزش میں وہ اسے تباہ و خراب بھی کر سکتا ہے اور جہنم کا ایندھن بھی بنا سکتا ہے فی الحقیقت کوئی وجہ نہیں کہ اس کے قلب میں خوف پیدا نہ ہو خوف کے ساتھ ہی عجز اور خشوع و گداز پیدا ہوگا اور عاجزانہ بار آور ہی ہوگا۔

ایمان کی قوت

مصیبت صرف اتنی ہے کہ ہم جو نمازیں پڑھتے ہیں اور [illegible] رکھتے ہیں ان کے اندر اخلاص اور ایمان کی روح نہیں ہوتی اتنی

ایک طرف تو یہ نمازیں ضائع جاتی ہیں اور دوسری طرف ان میں رقت و گداز کی حالت پیدا نہیں ہوتی ہے تو اس وقت جب ایمان قوی ہو اور یقین کے ساتھ یہ جانتے ہوئے کھڑے ہوں اور نیت باندھے ہوں کہ ہم شہنشاہ دو عالم اور خدائے وحدہ لاشریک لہ کے دربار عالی میں اور اس کی قادرانہ نظریں ہمارے تمام حرکات و سکنات پر پڑ رہی ہیں ممکن ہی نہیں کہ ایسا ہو اور پھر ہم اس دولت سے محروم رہ جائیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم افضل رسل تھے محبوب خاص تھے مگر رات رات بھر نیت باندھے کھڑے رہتے تھے آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے اور آپ پر محویت اور از خود رفتگی طاری ہو جاتی تھی کہ دنیا و مافیہا کا ہوش نہ رہتا تھا کیوں؟ اس کی وجہ یہی تھی کہ سب کچھ ہونے کے باوجود آپ کو کامل یقین تھا کہ میں بندہ ہوں اور جس کے سامنے کھڑا ہوا ہوں وہ ایک پرشکوہ اور قادر علی الاطلاق ہستی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز میں اسی لئے اس درجہ مدہوش ہو جاتے تھے کہ تیر پہلو سے کھینچ لیا گیا اور خبر نہ ہوئی کہ آپ کو رب ذوالجلال کی قدرت و کبریائی کا حتمی یقین تھا پھر اس کے سامنے کھڑے ہو کر دنیا کی کیا خبر رہ سکتی تھی یہ حصہ توبقدر ایمان و ایقان ملتا ہے۔

پھر جب ذات احدیت و صمدیت بندہ کی عجز و محبت اور شیفتگی و وارفتگی کا اندازہ لگا لیتی ہے تو اس کی طرف سے بھی کشش شروع ہو جاتی ہے اور رقت و گداز کا تخم محفوظ ہی نہیں ہو جاتا بلکہ نشو و نما پانے لگتا ہے پھر یک بیک کچھ نہیں ہوتا اور عارضی و وقتی خشوع و گداز بیکار ہوتا ہے، برگ و بار جب ہی پیدا ہوتے ہیں جب اس حالت میں دوام و استقلال پیدا ہو۔

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کی کتابیں اور ان کے پیشواؤں کے فرمودات کی ورق گردانی کر جائیے مگر کہیں اور کسی جگہ آپ کو روحانیت میں کمال پیدا کرنے کی اتنی موثر اتنی سہل اور اتنی مستحسن بات نہ ملے گی۔ ان مذاہب میں نظر آئیگا کوئی ترک دنیا کر رہا ہوگا کوئی لذات زندگی سے اعراض کرنے کی ہدایت کر رہا ہوگا کوئی جوگ لئے بیٹھا ہوگا کوئی سادھو کے روپ میں آنکھ بند کر کے دنوں مہینوں اور سالوں بیٹھے رہنے کی تاکید کر رہا ہوگا کہیں ہنیار مصروف تلقین نظر آئینگے اور کہیں راہب اپنے صوامع نہ ہوا عشائیں مصروف ہوں گے غاروں کی کندروں اور پہاڑوں کی ماندوں میں عمر گذار کر اور اپنی زندگی برباد اور دنیا خراب کر کے کسی کو کچھ ملیگا اور ہزاروں مشقتیں اور عافیت سوز تکلیفیں اٹھا کر اور ہمیشہ کے لئے اپنا عیش و آرام برباد کر کے کسی کو کچھ مل ہی گیا تو رب قدیر کی رحمت وسیع ہے اس سے کچھ بعید نہیں اور نہ یہ کچھ ایسی فخر و مباہات کی چیز ہے کہ سب کچھ جو انعاما ملا ہوا تھا برباد کر لیا اور اس کے بعد رشد و فضل کچھ کے دعوائے یکتائی کر بیٹھے۔

فطری مذہب کے فطری جوہر

اسلام فطری مذہب ہے آسان مذہب ہے ربانی مذہب ہے اس نے حصول کمالات کے جو طریقے بتائے ہیں وہ بہت آسان اور بہت معقول ہیں اس نے ترک دنیا کو حرام قطعی قرار دیا ہے بیشک مسلمانوں میں ایسے اولیاء اور ابدال ہو گذرے ہیں جنہوں نے اپنی عمریں عبادت و ریاضت میں گذار دیں اور دنیا سے عملاً بے تعلق رہے مگر اس کی ذمہ داری اسلام پر نہیں یہ ان کا ذاتی فعل تھا اور غلبہ عشق الٰہی نے انہیں دیوانہ و مدہوش بنا رکھا تھا، آئے دن کے مشاہدات ہیں کہ جب کبھی کسی کو عشق ہو جاتا ہے تو وہ اپنی زندگی تباہ کر لیتا ہے قیس و فرہاد کے عشق انسانوں کے عشق تھے مگر جذبات کی فراوانی نے انہیں دنیا سے بے تعلق بنا دیا اسی طرح عاشقان الٰہی کی حالت ہو وہ بھی عشق الٰہی میں از خود رفتہ ہو جاتے ہیں اسلام نے جو راہ پیش کی ہے وہ بر کفے جام شریعت اور برکفے سندان عشق دونوں کی حامل ہے اور یہ اعجاز صرف اسلام ہی میں نظر آتا ہے۔

حضرت غوث الاعظم، حضرت غریب نواز، حضرت سلطان نظام الدین نے مجاہدے بھی کئے، جلوہ بھی کیا اور شادیاں بھی کیں۔ لباس و گذارہ رہی ہے اور ان کا تعلق بھی نہ چھوٹا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غار حرا میں ریاضتیں کیں ذکر و شغل میں مصروف رہے تہجد کبھی قضا نہ کیا اکثر راتیں عبادت میں گذار دیں یہ تو تھا عشق الٰہی کا مظاہرہ آپکو اسی میں لذت و سرور حاصل ہوتا تھا دوسری طرف آپ نے نکاح بھی کئے بال بچے بھی ہوئے اور ملکی انتظامات اور اشاعت اسلام میں بھی مصروف رہے آپ نے مسلمانوں کو روحانیت کے حصول کا یہ سیدھا سادھا طریقہ بتایا تھا کہ جب نماز پڑھنے کھڑے ہو تو یہ خیال کرو کہ تم خدائے برتر و توانا کے سامنے کھڑے ہوئے ہو تم اسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو یہ ضرور خیال کر لیا کرو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے نماز حضور قلب کے ساتھ ادا کرو ایک طرف تو یہ بتا دیا اور دوسری طرف خداوند جل و علا کی محبت علی الخلق کو شانوں سے واضح کرتے رہے تاکہ بندوں میں اپنے آقائے حقیقی سے محبت پیدا ہو اس کے خوف سے بھی ڈراتے رہے تاکہ ان میں تقوی پیدا ہو جائے اگر ایک عامی مسلمان بھی پورے تقوی کے ساتھ خدائے ذوالجلال کو حاضر و ناظر سمجھ کر پانچوں وقت اس کے سامنے سر بسجود ہوتا رہے تو اس کے قلب میں از خود خشوع و خضوع پیدا ہو جائیگا اور اس کیفیت کا دوام و استقلال ضرور اس کی روحانیت کو عروج و ارتقا کی بلندیوں پر پہنچا دیگا۔

نمازوں میں ذوق و شوق

آیات بالا کو غور سے پڑھیے جو جو چیزیں پیش کی گئی ہیں ان میں کونسی چیز طاقت انسانی سے باہر ہو یا تو کیا ایسی بھی ہے جو طبیعت پر گراں گذرے ایسی بدبختی کا تو کوئی ذکر ہی نہیں پھر یہ سارے ہی ایسے ہیں کہ ان میں ترک دنیا کو دور کنار دنیا کو ساتھ لئے بغیر روحانی ترقی ہی ممکن نہیں یا اصول اور عدل کی رعایت وہی کرے گا جو دنیا دار ہوگا زکوٰۃ بھی وہی دیگا جو تجارت زراعت وغیرہ کے منفعت انگیز دنیوی مشاغل میں مصروف ہو لغو امور سے احتراز کی نوعیت بھی یہی ہے دنیا اور دنیا والوں میں رہے گا تو ان سے بچنے کی سعی کر یگا تقوی پر خدائے ذوالجلال اور رسول کریم نے بہت زور دیا ہے اور انھیں جا بجا اجر عظیم کی بشارت دی گئی ہے تقوی ہے کیا اس کے معنی ہیں خدا اور اصطلاحی معنی پرہیزگاری مطلب و مفہوم دونوں کا ایک ہے جو خدا سے ڈریگا وہی گناہوں سے بچیگا یعنی یہی تو تقوی ہے کہ ہم زناکاری شراب خوری قمار بازی حق تلفی اور جملہ دیگر بد اخلاقی اور جرائم تحریفی و بیباکی سے بچے رہیں جن باتوں کو گناہ قرار دیا گیا ہے ان سے کلی احتراز کریں اور جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے کریں اگر ہم ایسا کر رہے ہیں اور ساتھ ہی ایمان و یقین کے ساتھ توحید و رسالت کا عقیدہ رکھتے ہوئے نمازیں بھی پڑھ رہے ہیں تو بخشش لازمی ہے اور بخشش بھی کیسی کہ جنت الفردوس کے وارث ہمیں قرار پائیں گے۔

اگر ہم ذرا آگے بڑھ کر ان معمولی اور ہماری بہبودی کے لئے مفید پابندیوں کے ساتھ ہم نے اپنی نمازیں محبت و توجہ اور خاص ذوق و شوق کے ساتھ ادا کریں تو بیڑا پار ہے "دیدار خدا میسر ہوں یکتا ہم" والا معاملہ ہے نئی لذتوں سے آشنا ہو جائیں گے دینی و دنیوی فلاح کے ساتھ روحانی لذات و سرشاریاں بھی ہمارا حصہ ہوں گی اور ہمارے مراتب روحانی میں خود بخود ترقی ہوتی چلی جائیگی ایک مرتبہ پڑھنے خشوع و خضوع پیدا ہو جائے اور اسے دوامی صورت حاصل ہو جائے پھر یہ خود علاوہ اور مضبوط ہوتا چلا جائے گا اور رحمت کاملہ کی توجہ ارزانی ہوتی ہے تو اس پتلے کے اندر روح ہی پیدا ہو جائے گی حضرت عمرو حضرت صدیق حضرت علی نے کوئی مجاہدے نہیں کئے تھے برسوں کبھی غار اور کسی پہاڑ میں چلہ کشی نہ فرمائی تھی پھر بھی روحانیت صرف صدق و عمل سے اتنی قوی ہو چکی تھی کہ اکثر مدینہ میں کھڑے کھڑے دور دراز ملکوں کی اسلامی فوج کی حالت مشاہدہ کر لیتے تھے اور وہیں سے احکام نافذ ہو جاتے تھے پھر وہ تو تما شا مبارک دور تھا کہ اس عہد کے ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں کی روحانیت کے آئے دن ظہور پذیر ہوتے رہتے تھے آج بھی وہی کتاب ہے اور وہی اسلام اور وہی اس کی

کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا

عدل گستری کے فقید المثال کارنامے

عرب بھر میں سچی بات کہنے اور حق سننے والا کوئی ایک انسان بھی نہ تھا ہر طرف ظلمت و کفر کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں ذرہ ذرہ پر شیاطین کا تسلط تھا اخلاق انصاف مساوات اور شرافت کے جذبات ناپید ہو چکے تھے نہ غلاموں کو کوئی پوچھنے والا تھا اور نہ بیکسوں کو۔ عورتوں کے ساتھ بہیمانہ سلوک روا رکھے جاتے تھے جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا معاملہ تھا۔ شرک و جہالت کی آندھیوں نے فضا کو تیرہ و تار کر رکھا تھا عدالت و انصاف پروری کا معیار طاقت اور صرف طاقت تھی جسے چاہا لوٹ لیا جسے چاہا قتل کر ڈالا غریبوں اور بے نواؤں کی کوئی آواز نہ تھی بات بات پر تلواریں میانوں سے نکل آتی تھیں اور طوفان جہالت نے کھرے اور کھوٹے دونوں کو برابر خاک میں ملا رکھا تھا جہاں ابوجہل اور ابولہب پڑے ہوئے تھے وہیں برابر ہی حضرت صدیق اکبر حضرت عمر اور حضرت عکرمہ جیسے کندن بھی خاک جہالت میں اٹے ہوئے تھے اور کوئی نہ تھا جو اس ریگزار سے کندن کے ذرات اور ان پتھروں سے ہیرے و جواہر کو الگ کرے اور حق و انصاف کا بول بالا ہو صداقت کا چہرہ روشن کر کے دکھائے اور بتائے کہ حق کیا ہے اور باطل کسے کہتے ہیں۔

عرب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص تھے جنہیں اس گھٹا ٹوپ جہالت میں کفار نے سب سے پہلی مرتبہ "امین" کہہ کر پکارا اور اس لئے پکارا کہ آپ ہی تنہا حق کہنے حق سننے اور انصاف کرنے والے تھے جب نزاعی امور سامنے آتے فتنہ عظیم کے بیدار ہونے کا موقعہ ہوتا تو بیچ میں کون پڑے انصاف کون کرے اور پھر انصاف بھی کرے تو اس طرح کہ سب مطمئن ہو کر خوش ہو جائیں اور کسی کو جرأت مخالفت کا یارا نہ رہے اس وقت سب کی نگاہیں اٹھتی تھیں تو ہمارے آقا کی طرف اور یاد آتا تھا تو کملی پوش اور یتیم جسے انہوں نے خود ہی اس کی صداقت حق نوازیوں اور عدالت پروری کے صلہ میں امین کا خطاب مستقبل سے بالکل ناواقفی کے عالم میں دیا تھا اور یہ نہ سمجھے تھے کہ آگے چل کر انہیں ہی اس سے مقابلہ کرنا اور اسی سے خونخوار جنگیں لڑنا پڑیں گی۔

بیت اللہ کی تعمیر جدید

بیت اللہ شریف کی عمارت کہنگی اور خستگی کی صورت اختیار کرتی ہے اور سب مل کر اسے تعمیر کر لیتے ہیں مگر فطری جہالت رنگ لائے بغیر نہیں رہتی۔ حجر اسود چونکہ اس زمانہ میں بھی ایک مقدس اور قابل حرمت شے سمجھا جاتا تھا اور ہر قبیلے کی آرزو یہی تھی کہ اسے اپنی جگہ نصب کرنے کی سعادت اس کے حصہ میں آئے اس لئے ایک جھگڑا شروع ہو جاتا ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک فتنہ عظیم کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور وہ ساعت بھی قریب ہی معلوم ہوتی ہے کہ تلواریں میان سے باہر نکل آئیں اور صحن بیت اللہ ہی میں خون کی ندیاں بہنے لگیں کہ یکایک ابو امیہ بن مغیرہ کے مشورہ سے یہ فیصلہ ہوتا ہے کہ کل صبح جو شخص سب سے پہلے حرم میں داخل ہو وہی اس قضیہ کا حکم قرار پائے یہ فیصلہ بھی کوئی ایسا فیصلہ نہ تھا جس سے فتنہ کا استیصال ہو جاتا کیونکہ اندیشہ تھا کہ اگر اس وقت تلواریں نہ چلیں تو صبح چلیں گی ہر قبیلہ کے آدمیوں کی یہ تمنا تھی کہ وہی اگلے روز صبح کو سویرے ہی حرم میں پہنچیں رات بھر مکہ میں لوگ جاگتے رہے کسی کو نیند نہ آئی مگر قدرت کے انتظام میں کسے دخل ہو سکتا ہے صبح ہوتے ہوتے سب کی آنکھیں بند ہو گئیں سب کو نیند آ گئی یہ شرف سعادت تو نصیب ہونی تھی سرکار دو عالم کو وہ جاگتے کیونکر رہتے۔

صبح اٹھ کر جو دیکھتے ہیں تو تنہا ایک یتیم بزرگ حرم میں داخل ہو رہا ہے سب یک زبان ہو کر بول اٹھے کہ یہ آگیا امین وہ آگیا امین ہم راضی ہیں اسی میں یہ البتہ ہوا ہے کہ یہ اس قضیہ کا فیصلہ کرے مگر قبائل کے تعلق سے آپ ہی جانتے تھے فطرت سعیدہ میں مروت و سخاوت کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے تھے آپ کو سب کی تمناؤں اور جذبات و آرزوؤں کے پیش نظر گوارا نہ ہوا کہ تنہا آپ یا آپ کا قبیلہ ہی اس شرف سے بہرہ اندوز ہو اس لئے آپ نے بڑی دانائی و فراست سے فرمایا کہ میری دلی آرزو ہے کہ مکہ کے چاروں ممتاز قبائل اس سعادت میں برابر کے شریک ہوں آپ نے ایک چادر بچھائی اور چاروں قبائل سے ایک ایک نامور شخص منتخب کر کے ان کے ہاتھوں میں اس کے چاروں کونے تھما دیئے اور حجر اسود اس پر رکھ کر کہا کہ اب تم سب اسے اس چادر کے ذریعہ اس کی جگہ پر نصب کر دو۔ اس فیصلہ سے نہ صرف آپ کی مروت و سخاوت آپ کے انصاف و عدل بلکہ آپ کی زیرکی و فہم کی دھاک دلوں پر بیٹھ گئی اور سب نے آپ کی بہت تعریف کی۔

نازک موقعہ پر عدل کی کارفرمائی

عرب کی حالت و جہالت کا اندازہ گھر بیٹھ کر یا دور رہ کر کرنا کوئی آسان امر نہیں فضا کچھ اتنی مسموم ہو چکی تھی کہ ان کا انصاف کرنا اور حق بات کہنا بھی جان جوکھوں کا کام ہو گیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینکڑوں قبائل سے کام پڑتا تھا ان سب میں باہم شدید عداوتیں تھیں ایک کے موافق فیصلہ کیا جاتا تو دوسرا لازماً دشمن بنتا اور یہ دشمنی اشاعت اسلام کے مقصد جلیل کی راہ میں روک ثابت ہوتی اس لئے آپ کو بڑی ہوشمندی اور بڑی تالیف قلوب سے کام لینا پڑتا تھا اور بڑی حکمتوں سے انصاف کا پلہ کبھی ایک طرف جھکنے نہ دیتے۔

غور کیجئے کتنا نازک موقعہ ہے اور کیسے اہم حالات میں آپ انصاف کا دامن ہاتھ میں لئے رہتے ہیں جب مکہ فتح ہو جاتا ہے تو سارے عرب میں صرف ایک طائف ایسا رہ جاتا ہے جو اپنی گردن غرور و تکبر سے اکڑائے ہوئے ہے محاصرہ کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا صخر ایک بڑے مقتدر رئیس تھے انہیں جو یہ معلوم ہوا تو خود طائف پر یورش آور ہوئے اور اہل شہر کو اتنا دبایا کہ وہ مصالحت پر آمادہ ہو گئے یہ اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت تھی اور مسلمان بجا طور پر آپ کے بہت زیادہ ممنون تھے ادھر صخر بارگاہ نبوت میں فتح و نصرت کی اطلاع دینے آتے ہیں ادھر سے مغیرہ بن شعبہ ثقفی حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ حضور صخر نے میری پھوپھی کو قبضہ میں کر رکھا ہے آپ حکم دیتے ہیں کہ صخر ان کی پھوپھی کو ان کے گھر پہنچا دو اس کے فوراً بعد بنو سلیم آئے کہ حضور جس زمانہ میں ہم کافر تھے صخر نے ہمارے چشمہ پر قبضہ کر لیا تھا اب ہم اسلام لے آئے ہیں ہمارا چشمہ ہمیں واپس دلایا جائے آپ نے صخر سے فرمایا کہ جب کوئی قوم اسلام لاتی ہے تو اپنے جان و مال کی مالک ہو جاتی ہے اس لئے ان کا چشمہ ان کے حوالے کر دو صخر کو دونوں باتیں منظور کرنا پڑیں راوی کا بیان ہے کہ جب رسول کریم کے حکم سے صخر نے دونوں حکم منظور کئے تو میں نے دیکھا کہ رسول کریم کے چہرہ مبارک پر شرم سے سرخی آگئی کہ صخر کو دونوں معاملوں میں شکست نصیب ہوئی اور فتح طائف کا ان کو کوئی صلہ نہ ملا۔

انصاف کا حیرت انگیز مظاہرہ

یہود خیبر سے شدید اور مسلسل جنگوں کے بعد مصالحت ہو گئی اور ان کی زمین مجاہدین میں تقسیم کر دی گئی عبداللہ بن سہل کو حصہ ملا تھا آپ کھجوروں کی بٹائی کے لئے جو گئے تو ایک گلی میں کسی نے

انھیں قتل کردیا اور نعش گرا دی ہے میں ملی اور آپ کے بھائی نے دربار نبوت میں استغاثہ کیا رسول کریمؐ نے فرمایا کہ تم قسم کھا سکتے ہو کہ انھیں یہودی نے قتل کیا ہے بولے ہم نے تو اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا تو یہود سے حلف لیا جائے کہنے لگے حضرت یہود کے حلف کا کیا اعتبار ہے یہ تو سو دفعہ بھی جھوٹی قسم کھا لیں گے اور انھیں اس کا بالکل احساس نہ ہوگا خیبر میں یہود کے سوا اور کوئی قوم آباد ہی نہ تھی یقینی امر تھا کہ یہ قتل انھوں ہی نے کیا ہے مگر چونکہ کوئی عینی شہادت نہ تھی اسلئے آپ نے یہود سے کوئی تعرض نہ کیا اور خونبہا کے سو اونٹ بیت المال سے دلا دیئے۔ یہ تھی انصاف کی حالت مسلمانوں کے گھر کا معاملہ نہیں ایک غیر قوم نے قتل کیا ہے اور قتل بھی فاتح قوم کے ایک فرد کا قتل ہے قیاس غالب ہے کہ یہ یہودیوں ہی کی شرارت ہے مگر آپ ہیں کہ عینی شہادت کی عدم موجودگی میں بالکل پرواہ نہیں کرتے۔ اس عہد تہذیب میں بھی اگر کہیں کوئی ایسا واقعہ ہوتا ہے تو تمام کی قوم پر مصیبت نازل ہو جاتی ہے مصر اور ایران کے حالات ابھی پرانے نہیں ہوئے ہیں کہ وہاں ایک برطانوی کے قتل پر قاتلوں ہی کو نہیں بلکہ وہاں کی سلطنت سے گراں بار تاوان وصول کئے گئے اور انتہائی سختی کے ساتھ کئے گئے اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ جنگی جہاز بھی حرکت میں آگئے۔ رسول کریمؐ بھی چاہتے تو یہودیوں کو اس شرارت کا پورا مزہ چکھا سکتے تھے لیکن آپ پیغمبر تھے اور مسلمانوں کو تنگدلی اور تعصب کی گھاٹیوں سے نکال کر عدل و انصاف کے سبزہ زاروں میں لانا چاہتے تھے آپ نے کوئی اس کی اعتنا نہ کی۔

ابو حدرد اسلمی ایک صحابی تھے ایک یہودی کے قرضدار تھے حالت یہ تھی کہ ان کے بدن پر ان کپڑوں کے سوا جو پہنے ہوئے تھے کچھ بھی نہ تھا آپ نے یہودی سے مہلت طلب کی مگر وہ ہرگز نہ مانا اور پکڑ کر آپ کو رسول کریمؐ کی خدمت میں لے گیا رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ قرض ادا کرو صحابی نے ناداری کا عذر پیش کیا اور کچھ مہلت طلب کی رسول کریمؐ نے پھر وہی حکم دیا صحابی کہنے لگے کہ میں خیبر کی مہم پر جا رہا ہوں وہاں سے مل گیا تو میں فوراً ادا کر دوں گا اس پر بھی یہی حکم ملا کہ فوراً ادا کر دو آخر مجبور ہو گئے تو صحابی نے اپنا تہبند اتار کر اس یہودی کی نذر کیا اور سر پہ جو عمامہ بندھا ہوا تھا اسے کھول کر کمر سے لپیٹ لیا۔ اس عدل و انصاف کا یہ اثر تھا کہ یہودی جو آپ کے شدید ترین دشمن تھے اپنے مقدمات بھی فیصلہ کیلئے آپ ہی کے پاس لاتے تھے اور آپ انھیں کی شریعت کے مطابق ان کا فیصلہ کرتے تھے۔

یہودیوں میں دو قبیلے بنی نضیر اور بنو قریظہ تھے دونوں با اثر و متمول تھے اور مدینہ ہی میں رہتے تھے لیکن ان دونوں کے مابین عزت و شرافت کی ایک عجیب حد تھی کہ اگر کوئی نضیری کسی قریظی کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا تو قصاص میں وہ مارا جاتا اور اگر قریظی قتل ہو جاتا تو اس کے خون کی قیمت سو بار شتر چھوہارے تھی۔ اسلام کے عہد میں جب ایسا ہی واقعہ آیا اور قریظہ نے رسول کریمؐ کے سامنے مقدمہ پیش کیا تو آپ نے فوراً توراۃ کے آئین کے مطابق النفس بالنفس کا حکم دے دونوں قبیلوں میں برابر کا قصاص جاری کر دیا۔

عدل و انصاف کی درخشانیاں

ایک دفعہ ایک عورت نے جو خاندان مخزوم سے تعلق رکھتی تھی چوری کے جرم کا ارتکاب کیا چونکہ قریش کی بہت عزت تھی لوگ چاہتے تھے کہ یہ عورت سزا سے بچ جائے اور معاملہ دبا دیا جائے اس لئے انہوں نے کوشش شروع کر دی حضرت اسامہ بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت محبوب غلام تھے اور آپ ہی کی خدمت میں رہا کرتے تھے ان سے کہا گیا کہ آپ رسول اللہ سے سفارش کر دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت اسامہ حاضر خدمت ہوئے اور اس عورت کے لئے سفارش کی اور عرض کرنے لگے کہ آپ اسے معاف کر دیں آپ کو اس سفارش پر فوراً غصہ آگیا اور غضب آلود ہو کر کہا کہ بنی اسرائیل

کی تباہی کا سبب یہی تھا کہ آپ عدل و انصاف کے معاملہ میں بے حد محتاط تھے اور نہایت ہوشمندی سے پورے انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے کیونکہ انصاف کے معاملہ میں آپ کو کسی کا لحاظ و پاس نہ ہوتا تھا انتہا یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے ہجوم بہت تھا گرد و پیش کے بھی لوگ کھڑے ہوئے تھے اسی اثنا میں اتفاق سے ایک شخص کچھ اس طرح جھکا کہ اس کا سارا بوجھ آپ پر پڑ گیا اور لد گیا اس وقت آپ کے دست مبارک میں ایک پتلی سی چھڑی تھی آپ نے اس سے اسے ٹہوکا لگایا بالکل اتفاق تھا کہ اس لکڑی کا سرا اس کے منہ میں لگ گیا اور خراش آگئی آپ اس سے اس درجہ متاثر ہوئے کہ بیتابانہ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ اے شخص تو بھی انتقام لے تیرے خراش آگئی ہے تو میرے بھی خراش ڈال دے اس نے دست بستہ عرض کی کہ اچھا یا رسول اللہ میں نے معاف کیا اور اس سے درگذرا۔

عدل نبویؐ کی نگہت بیزیاں

آپ پر بیماری کا غلبہ تھا مرض الموت میں مبتلا تھے اسی حالت میں باہر نکل آئے اور مجمع عام میں اعلان کیا کہ اگر میرے ذمہ کسی کا قرضہ رہ گیا ہو یا قرض ہو تو وہ مجھ سے وصول کرلے یا اگر میں نے کسی کے جان و مال کو نقصان پہنچایا ہو یا کسی کی آبرو کو میرے ہاتھ سے صدمہ پہنچا ہو تو میری جان میرا مال اور میری آبرو موجود ہے مجھ سے اس دنیا میں اپنا انتقام لے لے تمام مجمع پر ایک سناٹا چھایا ہوا تھا سب دم بخود تھے صرف ایک شخص اٹھا اور اس نے چند درہم کا دعویٰ کیا جو اسے اسی وقت دلا دیئے گئے یہ تھی حضور کریمؐ کے انصاف کی حالت کیا اس شان عدل کی کوئی نظیر دنیا میں کہیں ڈھونڈے سے بھی مل سکتی ہے چونکہ مسلمان اپنے پیشوائے اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا آئین اور طریق انصاف دیکھ چکے تھے اسلئے انہوں نے بھی ان روایات کو وفاداری کے ساتھ نبھایا اور انصاف و عدل کے معاملہ میں انہوں نے کبھی رو رعایت سے کام نہیں لیا۔

اخلاق و انصاف نبویؐ کی یہی شمیم افروزیاں جنہوں نے پورے عرب کو مسخر کر لیا اور اسلام کی اشاعت کی رفتار تیز سے تیز تر ہوتی چلی گئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلمانوں ہی کو نہیں دنیا کو بتا دیا کہ کھرے اور کھوٹے میں امتیاز کس طرح کیا جاتا ہے اور نہ صرف امتیاز بلکہ یہ بھی بتا دیا کہ کھوٹا اصل میں نام ہے کس چیز کا اور کھرا کس کو کہتے ہیں کھرا وہ نہیں ہے جسے دنیا بزعم خود کھرا سمجھے بیٹھی ہے اور نہ وہ کھوٹا ہے جسے کھوٹا سمجھا جا رہا ہے کھرا وہ ہے جو اللہ سے سب سے زیادہ ڈرتا ہے اور جس کے اعمال اچھے ہیں خاندانی نسلی علمی اور مالی امتیازات کوئی چیز نہیں نہ انکی بنا پر کسی کی بخشش ہوگی اور نہ انھیں دنیا میں کوئی اہمیت دینی چاہئے کھرا وہ نہیں جو امیروں امیرزادوں اور امیروں کے احباب و اعزہ کے ساتھ رعایت کرے اور لوگوں کی سفارشیں اتنا چکرے بلکہ کھرا وہ ہے جو جب انصاف کی کرسی پر آئے تو اس کے نزدیک شاہ و گدا اور امیر و فقیر سب ایک ہوں اس وقت یہ نہ دیکھا جائے کہ اپنا کون ہے اور غیر کون اپنی قوم سے کون تعلق رکھتا ہے اور غیر قوم سے کس کو وابستگی ہے عدل و انصاف کے معاملہ میں کھوٹے وہ تھے جو ایک اللہ کے بندے ایک رسول کے امتی اور ایک کتاب توراۃ کے ماننے والے ہو کر دوسری قوم کے ساتھ تو انصاف کیا کرتے ان کی قوم ہی کے اندر نضیر اور قریظی کے لئے انصاف کے جدا آئین تھے اور ان کے یہود و قریش کے اندر بھی یہی حالت تھی آپ نے پست و بلند برابر کر دیئے اور دنیا والوں کو دکھا دیا بلکہ سکھایا کہ انصاف اس طرح ہوتا ہے اور کھرے اور کھوٹے کو اس طرح پر علیحدہ الگ کر کے رکھ دیا جاتا ہے جو چیز دنیا

عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا

عرب کا قدیم تمدن

عرب جس پر قرنوں سے جہل و جہالت کی گھٹا چھائی ہوئی تھی کوئی چھوٹا یا معمولی ملک نہیں بلکہ بہت مشہور، بہت قدیم اور بہت وسیع ملک ہے جو فرانس اور جرمنی سے چوگنا بڑا ہے طول میں بارہ سو میل اور عرض میں نو سو میل کی وسعتوں میں پھیلا ہوا ہے مجموعی رقبہ بارہ لاکھ مربع میل ہے بڑا حصہ ریگستانی صحرا ہے اور پہاڑوں کا جال بھی تمام ملک میں پھیلا ہوا ہے تاہم اس کے بعض حصے بہت زرخیز اور شاداب بھی ہیں پیداوار اچھی ہوتی ہے چاندی اور سونے کی کانیں بکثرت ہیں مورخین نے لکھا ہے کہ عرب جو تجارت کیا کرتے تھے ان میں مال تجارت زیادہ تر چاندی کا ہوتا تھا۔ برٹن صاحب نے تو مدین کی طلائی معادن پر ایک پوری کتاب لکھ ڈالی ہے اس وسیع و عریض ملک میں قدیم ترین عرب جو عرب بائدہ کہلاتے تھے وہ تو ظہور اسلام سے بہت پیشتر ہی فنا ہو چکے تھے عرب عاربہ اور عرب مستعربہ اس دور میں نشوونما پا رہے تھے اول الذکر عرب کے اصل باشندے تھے جن کا اصل مسکن یمن تھا یہ قحطان کے نام سے مشہور تھے موخر الذکر بنو اسمٰعیل یعنی حضرت اسمٰعیل کی اولاد تھے جو حجاز میں آباد تھے۔ ان کے علاوہ عرب میں تھوڑے سے یہود بھی آباد تھے جن کا پیشہ تجارت تھا یہی تین عرب کی قومیں تھیں جو متعدد قبائل کی صورت میں یمن سے شام تک پھیلی ہوئی تھیں۔

یہ ملک عہد عتیق میں متعدد متمدن حکومتوں کا گہوارہ بھی رہ چکا ہے اسلام سے پیشتر اس قطعہ ارضی میں پانچ متمدن سلطنتیں حکومت کر چکی تھیں معینی، سبائی، حضرموتی، قتبانی اور نابتی۔ معینی سلطنت جنوبی عربستان میں تھی قرن اور معین اس کے صدر مقامات تھے اس میں چھبیس حکمران ہوئے ہیں حضرت عیسیٰ سے پندرہ سو برس قبل اس کا خاتمہ ہو گیا سبائی حضرت عیسیٰ سے سات سو برس پیشتر بتایا جاتا ہے اس سلطنت کا پایہ تخت مآرب تھا اس کے بعد حمیری دور شروع ہوا اور حمیری نے مآرب پر قبضہ کر کے اسے اپنا دارالسلطنت بنا لیا اس قبضہ کا سال ۱۱۵ قبل مسیح ہے اس خاندان میں ۲۶ فرمانروا گزرے ہیں حمیر نے بعد کو یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا اسی زمانہ کے قریب حمیریوں کو شکست دے کر حبشیوں نے جنوبی عربستان میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی سبا اور حمیر کی عظمت و اقتدار کی داستانیں مسلمہ حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ بلقیس ملکہ اسی خاندان کی بیٹی تھی جرمنی کا مشہور مستشرق پروفیسر نولدکی نے بہت سی تحقیقات کے بعد لکھا ہے کہ:

"جنوبی و مغربی عرب ولادت مسیح سے ہزار سال قبل حمیر و سبا کا ملک تھا جو اپنی بارش گرما کے سبب زراعت کے لئے نہایت موزوں تھا تمدن کے اعلیٰ رتبہ پر پہنچا ہوا تھا اتنا مالدار تھا کہ یونان و روم نے "دولتمند عرب" کا خطاب دیا تھا۔ توراۃ میں متعدد عبارتیں ہیں جو سبا کی عظمت و شوکت کی شہادت دیتی ہیں چنانچہ ملکہ سبا کا حضرت سلیمانؑ سے ملاقات کا قصہ خاص طرح پر قابل ذکر ہے کتابت کا فن بھی ان میں رائج تھا۔"

نابتی حکومت شام کے متصل علاقوں میں آباد تھی جو قوم ثمود کے مترادف ہے یہ تجارت میں بہت بڑا اثر رکھتی تھی تاجدارانِ مقدونیہ کو اس کی دستبرد نے عرصہ تک پریشان رکھا خلیج عرب میں مصری جہازوں کو وہ لوٹتی رہی روما نے دبانے کی بہت کوشش کی جب نہ دبی تو انہیں مجبوری قوت سے اسے دبانا پڑا یہ قدیم سلطنتیں تھیں جو اسلام سے بہت پیشتر فنا ہو چکی تھیں ان کے بجائے یمن میں بڑے بڑے سردار رہ گئے تھے عراق میں آل منذر کا خاندان ایران کے اور شام میں غسانی خاندان قیصر روم کے زیر اثر تھا۔

عربوں کے عقائد و اعمال

عرب کی تہذیب و تمدن کے متعلق جہاں تک یمن کا تعلق ہے وہاں تک تو کوئی شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ کسی قدیم زمانہ میں بہت ترقی یافتہ ملک رہ چکا ہے اسی طرح ایران اور شام کے متصل علاقوں کے متعلق مثلاً حیرہ اور غسان یہ خیال ہو سکتا ہے کہ وہ تمدن سے خالی نہ تھے مگر دوسرے حصوں کے متعلق یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا یمن میں شہر پناہ محل اور قلعوں کے کھنڈر اب بھی موجود ہیں مآرب کے آثار بھی موجود ہیں حضرموت تک ان کے آثار چلے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ملک عرب کا یہ جنوبی حصہ حیرت انگیز اور اعلیٰ درجہ کے تمدن کا علمبردار ہو چکا ہے یورپ کے مشہور مستشرقین ہیلیوی اور گلازر وغیرہ نے آثار قدیمہ پر غور و تحقیق کے بعد اس کا اعتراف کیا ہے اور تفصیل سے حالات لکھے ہیں غرض یمن و حضرموت کے علاوہ تمام عرب میں صدیوں سے خاک اڑ رہی تھی اور تمدن و تہذیب کا کہیں نام بھی نظر نہ آتا تھا۔ قبائل اور افراد سب کے سب تقریباً بت پرست تھے اور لطف یہ ہے کہ کہتے یہ تھے کہ ہم بتوں کو خدا نہیں سمجھتے بلکہ یہ تو خدا تک پہنچنے کے وسیلے ہیں۔

یمن کا قبیلہ حمیر آفتاب پرست تھا، کنانہ چاند کو پوجتے تھے قبیلہ بنی تمیم دبران کی عبادت کرتا تھا اسی طرح قیس شعریٰ، قبیلہ اسد عطارد کی اور لخم و جذام مشتری کی پرستش کرتے تھے۔ قبیلہ ثقیف (طائف) لات، قریش و کنانہ عزیٰ، مدینہ منورہ کے اوس، خزرج اور غسان منات کی۔ دومۃ الجندل کا قبیلہ کلب وَد کی پوجا میں مصروف تھے سب سے بڑا بت ہبل تھا جو کعبہ کی چھت پر منصوب تھا قریش کی یہ حالت تھی کہ سردیوں میں اس بت کی جے پکارا کرتے تھے ہبل غضب کا تھا وہ یہ بھی کہتے تھے کہ یہ بت حاجت روا ہیں بارش برسانے ہیں قحط دور کرتے ہیں اور لڑائیوں میں فتح دلاتے ہیں بتوں میں سب سے بڑا بت منات تھا جو سمندر کے کنارے قدید کے قریب نصب تھا مدینہ کے قبائل اسی بت پر قربانی چڑھاتے تھے قبائل اوس اور خزاعہ بھی اسی بت کی پرستش کرتے تھے اس جہل و جہالت کے باوجود یہ ضرور تھا کہ اہل عرب بت پرستی کے باوجود یہ اعتقاد ضرور رکھتے تھے کہ اصلی خدائے برتر اور چیز ہے اور وہی تمام کا خالق ہے اس خالق اکبر کو وہ اللہ کہتے تھے قرآن شریف میں بھی خدائے قدوس نے سورۂ عنکبوت کی آخری آیات میں ان کے اسی مجرمانہ مرکب عقیدہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر ان سے پوچھو گے کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا اور چاند سورج کو کس نے تابعدار بنا رکھا ہے تو بول اٹھیں گے کہ اللہ نے پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خدا ہی کو خلوص کے ساتھ پکارتے ہیں پھر جب خدا انہیں نجات دلا کر خشکی کی طرف پہنچا دیتا ہے تو شرک کرنے لگتے ہیں۔

عرب کے مذاہب

ان بت پرستوں کے دوش بدوش عرب میں عرصہ سے نصرانیت، یہودیت اور مجوسیت بھی موجود تھی نصرانیت کو اچھی خاصی ترقی حاصل ہو چکی تھی انتہا یہ ہے کہ خود مکہ معظمہ میں ورقہ بن نوفل جیسے عیسائی عالم موجود تھے جو انجیل عبرانی زبان میں پڑھا کرتے تھے ان میں ایسے نصرانی بھی تھے جنہوں نے [illegible] حاصل کیا تھا۔ بنو کنانہ، حمیر، بنو حارث اور کندہ یہودی قبائل تھے مدینہ منورہ میں یہودیوں کو پورا غلبہ حاصل تھا اور انہوں نے توراۃ کی تعلیم کے لئے متعدد درسگاہیں قائم کر رکھی تھیں قلعہ خیبر کی بھی تمام آبادی یہودیوں پر مشتمل تھی امراء القیس کا ہمعصر مشہور شاعر سموئیل

یمن علویا جس کی وفاداری آج تک عرب میں مشہور بلکہ ضرب المثل ہے وہ بھی یہودی ہی تھا۔

قبیلہ تمیم مجوسی تھا اور یہ مذہب بھی کسی حد تک عرب میں اثر رکھتا تھا اس کے علاوہ ابھی ابراہیمی ہی چند افراد مشتمل تھا کہتے ہیں کہ ان پر بت پرستی کی نحوست واضح ہو گئی تھی اور توحید خالص پر عمل تھا مگر یہ گنتی کے چند آدمی تھے۔

لطف یہ ہے کہ عرب میں تمام مشہور مذاہب موجود تھے عیسائیت یہودیت مجوسیت سب ہی برسرِ عمل تھے مگر انہوں نے عرب میں کوئی اصلاح نہ کی اور دھڑلے سے بت پرستی ہوتی رہی اخلاقی اور مذہبی حالت اس درجہ خراب اور ردی ہو چکی تھی کہ تیروں پر آدمیوں کی قربانی چڑھائی جاتی تھی۔ باپ کی منکوحہ بیٹوں کو وراثت میں ملتی تھی۔ حقیقی بہنوں سے ایک ساتھ شادی جائز تھی۔ ازدواج کی کوئی حد نہ رہی تھی۔ قمار بازی، شراب خواری اور زناکاری کا رواج عام تھا عیاشی اور بے شرمی کا یہ عالم تھا کہ عرب کا سب سے بڑا نامور شاعر امرؤ القیس جو امیر بھی تھا اور شہزادہ بھی اپنے قصیدہ میں اپنی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ بدکاری کا قصہ مزے لے لیکر بیان کرتا ہے اور اس قصیدہ کو کعبہ پر آویزاں کیا جاتا ہے۔

جنگ و جدال اور حرب و ضرب میں خوفناک اور بڑے سے بڑے ظالمانہ طریقے رائج تھے دشمنوں کو زندہ جلا دینا اور پکڑ کر آگ میں پھینک دینا معمولی بات تھی مستورات کے پیٹ چاک کرڈالے جاتے تھے اور اندر کے بچے نکال کر پھینک دیئے جاتے تھے معصوم اور شیر خوار بچوں کو اچھال کر سنگینوں پر لے لینا ٹکڑے کر ڈالنا کوئی معیوب بات نہ تھی ایک قبیلہ دوسرے کو لوٹ لیتا تھا برابر ڈاکے پڑتے رہتے تھے چوریاں ہوتی رہتی تھیں عورتوں کی عزت و ناموس سرِ راہ عام پر بڑی لٹ رہی تھی۔ شہد پن فقط گفتگو عام تھا شراب پیکر لوگ برہنہ ہو جاتے تھے اور بازار ناچتے اور فحش بکتے رہتے تھے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا بات بات پر تلواریں میان سے نکل آتی تھیں کسی کے کھیت میں اونٹ گھس گیا لڑائی ہو گئی کسی کا گھوڑا آگے بڑھ گیا جنگ شروع ہو گئی ایک لڑائی نصف نصف صدی تک جاری رہتی تھی اور قبیلے کے قبیلے کٹ جاتے تھے اور نسلوں تک یہ سلسلہ برابر قائم رہتا تھا جب ایک دفعہ آگ لگ اٹھتی تھی تو پھر بجھنے ہی میں نہ آتی تھی۔

شرک و کفر کی آندھیاں

حرم مقدس میں بت بھرے ہوئے تھے ہر قبیلہ کا بت اور خاندان کا خدا جدا تھا اور کا گوران ظالموں نے بتکدہ بنا رکھا تھا کوئی بت کو سجدہ کر رہا ہے کوئی آفتاب کو کھڑا پوج رہا ہے کسی کا سر چاند کے آگے جھکا ہوا کوئی مشتری کا بندہ اور کوئی زحل کا پرستار کہیں آتشکدے میں آگ کی پوجا ہو رہی ہے تو کہیں درختوں کے سامنے ڈنڈوت کئے لوگ دکھائی دیتے ہیں ایک طوفان جہالت تھا جو امڈا ہوا تھا کفر و ضلالت کی ایک گھٹا تھی جو سارے عرب پر چھائی ہوئی تھی نہ کوئی حکومت تھی نہ سلطنت۔ نہ ریاست تھی اور نہ ریاست کے والی نہ کوئی باضابطہ لشکر نظر آتا تھا اور نہ کہیں پولیس مصروف انتظام دکھائی دیتی تھی نہ کچہریاں تھیں اور نہ عدالتیں نہ دفتر تھے اور نہ افسر نہ کوئی راعی تھا اور نہ کوئی رعایا۔ ہر شخص اپنا بادشاہ آپ تھا اپنے انتظام آپ ہوتے تھے اپنے فیصلے آپ کر لئے جاتے تھے نہ کوئی تمدن تھا نہ کوئی تہذیب دنیا میں رہتے تھے مگر دنیا کا کوئی آئین ان کے لئے نہ تھا بالکل وحشیانہ اور خانہ بدوشانہ زندگیاں بسر کی جا رہی تھیں ہر طرف تاریکی تھی اور چار سو اندھیرا۔

سر ولیم میور اپنی مشہور کتاب "لائف آف محمد" میں لکھتے ہیں اور بالکل صفائی کے ساتھ لکھتے ہیں :۔

"عیسائیوں نے عرب کو پانسو برس تک مسلسل تعلیم و تلقین کی برابر اس سعی وجہد میں معروف رہے اس کے باوجود یہ حالت تھی کہ کہیں کہیں خال خال عیسائی نظر آتے تھے یعنی بنو حارث نجران میں بنو حنیف یمامہ میں اور کچھ عیسائی بنو طے میں تھے باقی خیریت تھی .... بالآخر عرب کو دیکھئے تو من حیث المذہب اس کی سطح پر عیسائیوں کی ضعیف کوششوں کی کچھ خفیف سی موجیں لہراتی نظر آتی تھیں اور یہود کی قوت ہی کہیں بڑی شدت کے ساتھ طغیانی پیدا کرتی نظر آتی تھی لیکن بت پرستی اور بنو اسمٰعیل کے بیہودہ اعتقادات کا دریا ہر سمت سے جوش مارتا ہوا کعبہ سے آکر ٹکراتا تھا۔" (لائف آف محمدؐ جلد ۱)

غور کیجئے پانسو برس تک تو نصرانیت عرب میں مصروف تبلیغ رہتی ہے اور اس سے صدیوں پیشتر سے یہود اور موسائی سرگرم عمل ہیں مجوسیت بھی ملک سے شاہانہ صولتوں کے ساتھ بڑھتی چلی آ رہی ہے مگر عرب ٹس سے مس نہیں ہوتے اور جہاں تھے وہیں رہتے ہیں بلکہ ہم تو یہاں تک کہہ سکتے ہیں کہ عرب میں یہ مذاہب آکر بھی اپنی روایات اور خصوصیتوں کو بھول گئے اور دوسروں کی اصلاح کرنے کے بجائے خود اصلاح طلب بن گئے۔ اب اسلام آتا ہے کس شان و شوکت کے ساتھ نہیں بلکہ پوری دلگیریوں کے ساتھ آتا ہے اور اس کی انوکھی بیچارگیوں سے نڈر ہو کر سارا عرب اس پر ٹوٹ پڑتا ہے شدت سے حملے کرتا ہے پوری قوتوں سے اس کے استیصال پر آمادہ ہوتا ہے ظلم و جور اور ستم و تشدد کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رہتا اس پر پہاڑ توڑ دیئے جاتے ہیں سمندر الٹ دیئے جاتے ہیں آسمان گرا دیئے جاتے ہیں مگر وہ اپنا کام کرتے رہتا ہے ظلم کرنے والے ظلم کرتے کرتے تھک جاتے ہیں بت پرستی روتے رلاتے کر ملتمس ہو جاتی ہے۔ نصرانیت و یہودیت مقابلہ کرتے کرتے اپنے بازوؤں میں تکان محسوس کرنے لگتی ہے لیکن مظلوم اپنے دھن سے باز نہیں آتا اور اس وقت تک دم نہیں لیتا جب تک کفر کی چٹانوں کو پاش پاش نہیں کر لیتا اور بت پرستی کے پہاڑ راہ سے ہٹ نہیں جاتے اور شرک کا دیو اس کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ نہیں دیتا۔

آخر یہ کیا چیز تھی کونسی مقناطیسیت تھی اس میں کہاں کی کہربائیت اور کشش سما گئی تھی جو اس نے بیس برس میں کر کے دکھا دیا وہ عیسائیت پانسو برس میں بھی نہ کر سکی یہ دین قیم کی کارفرمائی تھی یہ حق و صداقت کا کرشمہ تھا، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ تھا یہ قرآن کریم کی معجزہ کاری تھی۔ وہی عرب جہاں جہل و قرنوں سے چھایا ہوا تھا جہاں صدیوں سے خدائے واحد کی پرستش کی رسم فنا ہو چکی تھی جو ہزار سال سے تہذیب و تمدن کا نام بھی بھول چکا تھا اور جو وحشیوں اور خانہ بدوشوں کا مسکن بنا ہوا تھا اس کی ایک قلیل ترین و قلیل مدت میں یہ حالت ہو گئی کہ وہ دنیا کے تمام ملکوں کا سردار بن گیا اس کے باشندوں کے سروں پر فرمانروائی عالم کا تاج جگمگانے لگا اس کے بدو اور اس کے جاہل زمانہ کے "افلاطونوں" اور "ارسطوؤں" کو پیچھے چھوڑ گئے اس کے تمدن اور اس کی تہذیب نے تمام اگلی پچھلی تہذیبوں اور تمدنوں کو ماند کر دیا اور اس کے بیابان چمنستان اور اس کے بنجر رشک گلزار بن گئے۔

پلٹ دی بس اک آن میں اُسکی کایا

قیام امن

عرب میں قیام امن کوہ کادی سے کم نہ تھا جو ملک کبھی سیاسی حیثیت سے ایک پرچم کے نیچے اکٹھا نہ ہوا ہو گھر گھر کا خدا اور مالک الگ الگ ہو قبیلہ قبیلہ کے رئیس جدا ہوں اور جہاں رات دن تمام تر جنگ و جدل کی باد صرصر چلتی رہتی ہو وہاں امن کے قیام کی سعی تھیں؟ گمان میں بھی تو نہیں آسکتی کتنا مشکل کام تھا اور کتنا دشوار گذار مرحلہ اور کیسی سنگلاخ گھاٹی تھی؟ سینکڑوں چھوٹی چھوٹی ٹولیاں مدام خانہ جنگیوں میں مصروف رہتی تھیں بکر و تغلب کی چہل سالہ جنگ ابھی ختم ہی ہوئی تھی اوس خزرج کے قبائل لڑ لڑ کر اپنے سرداروں کو کھو چکے تھے حضر موت کے قبائل میں جنگ و حرب کے دیوتے پوری تباہی پھیلا کر ان کا تو تقریباً خاتمہ ہی کر دیا تھا مکہ کی یہ حالت تھی کہ یہاں قریش اور بنو قیس کے مابین حرب فجار کا سلسلہ پورے زور و شور کے ساتھ جاری تھا ہر طرف جنگ تھی اور ہر سو آگ بھڑک رہی تھی کیا کوئی کرے اور کیا نہ کرے پھر ملک کا ذریعہ معاش غارتگری کے بعد صرف تجارت تھا لیکن خانہ جنگیوں میں تجارت کا پھولنا پھلنا معلوم؟ قافلے ایک ایک جگہ سے دوسری جگہ نقل و حرکت کریں تو خود مختار جرائم پیشہ پہاڑی اور صحرائی قبائل کی لوٹ اور غارتگری سے انھیں کون بچائے۔

حج کے ماہ عرب میں مقدس ماہ کہلاتے تھے مگر انہی دنوں میں چوریاں بڑھ جاتی تھیں اور جو مقصد علانیہ حاصل نہ ہو سکتا تھا وہ خفیہ طور پر حاصل کیا جاتا تھا مکہ کے آس پاس کے قبائل اسلم و غفار چوریوں میں رسوائے عام تھے اور یہ تو عرب کے نامور اور مشہور قبیلہ طے کے لچروں نے بھی چوری میں بھی پوری شہرت حاصل کر لی تھی انتہا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد بھی مدینہ اور مکہ معظمہ کا سفر خطرناک سمجھا جاتا تھا اور اب بھی لوگ ڈاکے ڈالتے رہتے تھے۔ ہجرت کے پانچ چھ برس بعد تک شام کے تجارتی قافلے آفتاب کی روشنی میں لوٹ لئے جاتے تھے خود دار الاسلام کی چراگاہیں بھی دستبرد سے محفوظ نہ تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام الحزن کے بعد مسلسل تین برس تک تمام قبائل کے سامنے خود کو پیش کرتے رہے کہ مجھے اپنی امان میں لیکر صرف اتنا موقعہ دلا دو کہ خدا کی آواز لوگوں تک پہنچا دوں لیکن کوئی حامی نہ بھرتا تھا جو مسلمان ہو بھی گئے تھے ان کے لئے سانس لینا بھی مشکل تھا ان حالات میں بغیر حفاظت کے کسی تحریک کا پھولنا پھلنا اور کامیاب ہونا انتہائی مشکل کام تھا اسلام کی مسلم مبلغین کی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہر وقت خطرہ میں رہتی تھی۔

بیرونی خطرات و مہالک

یہ تو حالت تھی اندرون ملک کی بیرونی خطرات بھی اس سے کسی طرح کم نہیں تھے ملک کے تمام سرسبز و شاداب صوبے روم و فارس کی دو عظیم الشان طاقتوں کے قبضہ میں تھے رومیوں نے حدود شام پر قبضہ کر لیا تھا اور مدینہ پر حملے کی تیاریاں کر رہے تھے آل غسان نے انکی ماتحتی قبول کر لی تھی یمن، عمان اور بحرین کے زرخیز صوبے ایرانیوں کے چنگل میں تھے جو سادہ بھی گئے تھے وہ ان کے زیر اقتدار تھے انہوں نے اندرون ملک میں بھی پیش قدمی شروع کر دی تھی ۶ھ میں شاہ ایران نے گورنر یمن کو لکھدیا تھا کہ میرے غلام کو جو حجاز میں مدعی نبوت بنا ہے گرفتار کرکے میرے پاس بھیجدو۔

یہودی قوت بھی بہت خوفناک صورت اختیار کرتی چلی جا رہی تھی جب رومیوں نے انھیں دوسری صدی عیسوی میں ان کی فلسطین و شام کی بلاد سے نام حکومت چھینکر نکالا ہے تو وہ مجبوراً حدود شام سے قلب حجاز تک پیچھے ہٹ آئے تھے اور انہوں نے شام سے مدینہ تک اپنی حفاظت کے لئے مضبوط قلعے تعمیر کرلئے تھے جو سلسلہ بسلسلہ قائم تھے یہ قلعے ان کے تجارتی پروگرام بھی تھے اور جنگی استحکامات بھی نضیر قریظہ قینقاع، خیبر، فدک، تیما اور وادی القریٰ ان کی بڑی بڑی چھاؤنیاں تھیں یہ قوم ابتدا سے تجارت پیشہ قوم رہی ہے اور ان کے مالی کاروبار کی وسعت نے جس طرح انھیں قدیم زمانہ میں ہسپانیہ اور یورپ کے پالیٹکس کے اندر خطرناک بنا دیا تھا اسی طرح وہ ان قلعوں اور چھاؤنیوں کے بل بوتے پر وہ اسلام کی قوت کو خاطر میں نہ لاتے تھے بدر کی فتح کے بعد یہود علانیہ فخر کے ساتھ کہا کرتے تھے بیچارے قریش لڑنا کیا جانیں مسلمانوں کو ہمارے قلعوں سے سابقہ پڑے تو معلوم ہو؟ آنحضرت کو متعدد لڑائیاں صرف انہی کی شرارت سے لڑنا پڑیں۔ اور بہت پریشان اور سراسیمہ رہے۔

پیچیدہ و نازک حالات

غرض عرب کی حالت اتنی نازک، اتنی پیچیدہ اور اس درجہ خراب تھی اور یہ اندرونی اور بیرونی خطرات و مہالک میں کچھ اس طرح الجھا ہوا تھا کہ اگر تائید ایزدی ساتھ نہ دیتی اور قدرت کا ہاتھ کارسازی کو آگے نہ بڑھتا تو اصلاح و تدبیر کی کوئی گنجائش ہی باقی نہ تھی اور عام انسانی مساعی سے اصلاح کا ہونا بالکل مستبعد کیا غیر ممکن نظر آتا تھا ہجرت کے بعد مسلسل آٹھ برس تک رات دن اور شبانہ روز سعی و جہد شد و مد دعوت تبلیغ و تلقین اور اصلاح عمل کا سلسلہ جاری رہا شدید سے شدید جنگیں ہوئیں بڑے بڑے معرکے پیش آئے قریش سے تصادم ہوتے رہے قبائل کی مجموعی قوت سے مقابلہ کرنا پڑا یہودیوں سے جنگیں ہوئیں جب کہیں ۸ھ میں فتح مکہ کے بعد محال نے امکان اور امکان نے واقعہ کی صورت اختیار کی۔

عرب کیوں تباہ ہو رہا تھا محض خانہ جنگیوں اور باہمی جنگ و جدال کے باعث، خانہ جنگیوں و باہمی لڑائیوں کا باعث تھی نا اتفاقی جو اس لئے برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی کہ تمام عرب مختلف قبائل خاندانوں اور نسلوں پر مشتمل تھا اور ان میں کوئی ایسی مشترک چیز نہ تھی جو انھیں ایک مرکز پر جمع کرتی سب کے مقاصد و فوائد جدا تھے ملکی قوت بھی کوئی نہ تھی کسی کا خوف تھا نہ ڈر اس لئے بات بات پر تصادم ہوتے تھے اور خانہ جنگیوں کی آگ برابر بڑھتی اور فروغ پاتی چلی جاتی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک کے اجتماع و اشتراک کے لئے اتحاد و اتفاق کے لئے ایک لنک درمیان اخوت کا ایک رشتہ قائم کیا اور انھیں ایک مرکز پر لانے اور ایک سلک اتحاد میں منسلک کرنے کے لئے ان کے سامنے اسلام کا رشتہ پیش کیا یہ رشتہ ایک بالکل عجیب رشتہ تھا جو عقل و فہم سے بالا تر تھا اس نے قائم ہوتے ہی دفعتہً خون قرابت اور نسل کے تمام رشتے اکھیڑ کر رکھدیئے سب ایک ہوگئے نہ کوئی بڑا رہا اور نہ چھوٹا پست و بلند برابر ہوگئے اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کی برقی رو سب کے قلوب میں دوڑنے اور سب کو ملانے لگی اب اتحاد کا راستہ صاف تھا ایک رشتہ زریں سامنے آگیا تھا جو اسلام میں آتے گئے وہ اس میں منسلک ہوتے گئے اور جو منسلک

گئے ان میں کوئی غیریت واجنبیت باقی نہ رہی ایک خدا ایک رسول ایک کتاب ایک
ہب ایک کلمہ پھر باہم کوئی امتیاز نہیں اس سے عرب بھر میں ایک نئی لہر دوڑ گئی۔

اتحاد کی نعمتیں و برکات

خدائے قدوس قرآن کریم میں فرماتا ہے واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداءً فالف
بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخواناً خدائے برتر و توانا کے اس احسان کو یاد کرو
کہ باہم ایک دوسرے کے دشمن تھے خدا نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور پھر اس لطف
سے تم بھائی بھائی بن گئے" یعنی اس اتحاد کو جو اسلام کے رشتہ نے ان کے
درمیان پیدا کر دیا اپنی ایک مخصوص نعمت بتایا ہے اور واقعی یہ سچ ہی سب سے بڑی نعمت اور
اس وقت کے عربوں کے لئے تو اس سے بڑھکر اور کوئی نعمت تھی ہی نہیں ان کے تمام
حسن و خصائص کو خانہ جنگیوں اور بے اتفاقیوں نے فنا کر رکھا تھا نہ انھیں سکھ کبھی کبھار
نصیب ہوتا تھا اور نہ اطمینان کے ساتھ بیٹھنا ایک مصیبت تھی جو ہر طرف سے انھیں
گھیرے ہوئے تھی ایک وبا تھی جس نے ملک کے ملک کو موت کے گھاٹ اتارنا شروع
کر دیا تھا ایک عذاب الٰہی تھا جو ان پر صدیوں سے مسلط ہو کر رہ گیا تھا اور اس طرح
کا چھایا ہوا تھا جس سے نجات اور رستگاری کی قیامت تک کوئی سبیل اور کوئی راہ نہیں تھی
اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز پوشیدہ نہیں رکھی اور حقیقت کو نقاب اٹھا کر بے نقاب
ظاہر کر دیا جا یا جا یا اور صاف و صریح الفاظ میں وضاحت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اور کیا ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ تیرے بس کا کام اور تیرے قابو کی بات نہ تھی بس
ہمارا خود ہمارا ہاتھ اور ہماری قدرت کام کر رہی تھی۔

وھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین والف بین قلوبھم لو انفقت
ما فی الارض جمیعاً ما الفت بین قلوبھم ولکن اللہ الف بینھم انہ عزیز
حکیم وہ خدا ہی ہے جس نے تیری اپنی نصرت اور مسلمانوں کے ذریعہ سے تجھکو قوت بخشی
اور اسی نے مسلمانوں کے دل باہم جوڑ دیئے اور اگر تو تمام دنیا کے خزانے بھی لٹا دیتا تو بھی
ان کے دلوں کو نہ جوڑ سکتا تھا لیکن خدا نے ان کے دل جوڑ دیئے اور باہم محبت پیدا
کر دی وہ بڑا زبردست اور حکمت والا ہے۔

بیشک صورت یہی تھی اور اس امن و اتفاق میں رب ذوالجلال کی رحمت کاملہ بالخصوص
کار فرما رہی ورنہ یہ کام کسی انسان کے قابو کا کام ہرگز نہ تھا ہجرت کے بعد آپ نے مہاجرین
انصار میں جو رشتہ اخوت قائم کیا وہ اس تائید الٰہی کے سلسلہ کی پہلی کڑی تھی جس کا
خاتمہ اس خطبہ پر ہوا جو فتح مکہ کے موقعہ پر دیا گیا تھا ایک طرف حکم ہی سے رسول کریم
بار بار تعلیم و تلقین میں مصروف تھے اور دوسری طرف قرآن کریم میں فتنہ فی الارض اور
فساد و تنازع کو نہ صرف یہ کہ ایک مکروہ و مبغوض ترین فعل قرار دیا جا رہا تھا بلکہ اس کے
لئے وعید پر وعید آرہی تھی ساتھ ہی اس جرم کے ارتکاب کرنے والوں کے لئے دنیا ہی
میں شدید سزائیں مقرر کی جا چکی تھیں اور عذاب جہنم و دوزخ سے جو ڈرایا جا رہا تھا اور
بڑی خوفناکی کے ساتھ ڈرایا جا رہا تھا۔

بدامنی پھیلانے والوں کے لئے سزائیں

حکم آچکا تھا طے ہو چکا تھا کہ رہزنی کے لئے قتل و جلاوطنی اور چوری کے لئے قطع ید کی سزا دی جائے چنانچہ رسول کریم نے ان کا سلسلہ جاری کر دیا تھا۔ جو مادہ نازل ہوئی تو اس میں خونریزی قتل اور ظلم و ستم کی کے لئے قصاص کا پورا ضابطہ موجود تھا جو لوگ دسترس قانون سے باہر تھے اور ہاتھ نہ آتے تھے ان کی سرکوبی اور قیام امن کے مقاصد کے لئے آپ نے متعدد بار دستے بھیجے اور جن

قبائل کا کام ہی رہزنی تھا ان پر بھی یورشیں کرنی پڑیں اب جبوت دو گونہ فرائض انجام
دے رہی ہے اور قدرت کو اسباب و عوامل کے پردے میں مصروف کار ہونا پڑ رہا ہے
اگر ایسا نہ ہوتا تو یہ چیز اسباب سے ایک جدا گانہ چیز بنکر محض ایک معجزہ اور اعتقادی
شئے بنکر رہ جاتی۔ رسول کریم کی تلقین و فیوض مصروف کار تھے جنہوں نے قلب کی
کثافتوں کو دور کر کے دلوں کو بالکل خدا کے سامنے کر دیا تھا سب سے بڑی اور اہم چیز بھی
دلوں کی صفائی اور خدا کا خوف ہے ورنہ قانون کہیں گھر دل اور دلوں کی تلاشی لے
سکتا ہے اور رات کی تاریکیوں اور صحرا کی سنسانیوں میں ساتھ رہتا ہے نہیں ہرگز
نہیں مگر چونکہ سب کو ایک نظام میں لینا اور ایک ضابطہ ہمیشہ کے لئے قائم کر دینا
ہے اس لئے باطن کے ساتھ ظاہر میں بھی کام ہو رہا ہے اس قانون تعزیرات سے
کہیں زیادہ قرآن کا روحانی اثر کام کر رہا تھا اور دلوں میں اتنا خوف رب الذی
اثر پذیری پیدا ہو چکی تھی کہ کسی قانون کی امداد و دستگیری کی چنداں ضرورت باقی
ہی نہ رہی تھی۔

بیرونی خطرات کا خاتمہ

قریش اور منافقین کے اضمحلال سے یہود نے اسلام کا مقابلہ شروع کر دیا ۳ ھ سے لیکر ۷ ھ تک متواتر لڑائیاں ہوتی رہیں اور نئی نئی اسلامی قوت نے ان کو پاش پاش ہوئے اور خیبر کی فتح نے ان کی سیاسی قوت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا۔ رومیوں کی قوت بہت زیادہ تھی وہ پہلے ہی جلے بیٹھے تھے مگر اقدام کا ارادہ نہ کر سکتے تھے عیسائی روسائے عرب میں سب سے زیادہ طاقتور اور بڑے ذی رضائی تھے جو رومیوں کے ہاتھ میں بالکل کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے رہ گئے۔ وائل، بکر، بہراء، لخم، جذام اور عاملہ وغیرہ قبائل عرب وہ ان کے ماتحت ہی تھے کچھ اور آزاد و نیم آزاد قبائل دومۃ الجندل جرباء اذرح، تبالہ، جرش اور ایلہ وغیرہ بھی تھے جو رومیوں کے ہم مذہب یا یہودی تھے مگر حدود عرب سے علیحدہ خیال کئے جاتے تھے تاہم یہ سب ایک قوت تھے اور حارث بن عمیر شاہ بصرے کے دربار میں دعوت اسلام کا خط لیکر چلے اور غسانیوں نے انھیں اپنے زعم و اقتدار اور حلف میں شہید کر دیا اور راستہ ہی میں سے لے لیا رسول کریم نے فوراً ایک دستہ ان کی تادیب کے لئے روانہ کر دیا غسانی ایک لاکھ کا ٹڈی دل لیکر میدان میں آئے مسلمان بھلا کہاں ڈرنے والے تھے مقابلہ ہوا مگر اس وقت فوجیں پلٹ آئیں اور عہد صدیقی میں اس لشکر نے جو حضور نبی کریم ہی نے مرتب کیا تھا غسانیوں اور رومیوں کی عظیم الشان اور زبردست قوت کو پاش پاش کر کے رکھدیا تاہم ابتدائی اقدامات کا اتنا نتیجہ تو نبی کریم کی زندگی ہی میں نکل آیا تھا کہ کب سے لبت رومہ انطاکیہ و قیام میں رومی تو مقابلے پر نہ آئے مگر غسانیوں کے سوا تمام روسا و قبائل نے رومیوں کو چھوڑ کر اسلام کی حمایت قبول کر لی اور اس طرح آپ کی حیات ہی میں اس زبردست بیرونی خطرہ کا بھی انسداد ہو گیا۔ ایران بھی بہت بڑی سلطنت تھی مگر اس سے مقابلہ کی ضرورت پیش نہ آئی اسلامی مبلغین کے پہنچتے ہی یمن حضر موت عمان اور بحرین نے اسلام قبول کر لیا اور ایرانی اقتدار خود بخود ختم ہو گیا یہ کیف دس برس کی قلیل مدت میں امن و سلامتی اور آشتی سے عرب میں پورا امن ہو گیا قبائل کی خانہ جنگیاں مٹ گئیں تمام اختلافات اور جھگڑے رام ہو گئے قریش اور یہود کی قوت فنا ہو گئی ایرانی و رومی بیرونی خطرات کا انسداد ہو گیا اور صدیوں کے بعد پہلی مرتبہ کامل امن قائم ہوا اور امن بھی ایسا جس کی تاریخ میں کوئی نظیر نہیں مل سکتی یورپین مورخ ہارگے لیوس لکھتا ہے کہ محمدؐ کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام کمل ہو گیا تھا اور ایک مذہبی و سیاسی سلطنت کی بنیاد قائم ہو گئی تھی

رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا

رسول کریمؐ کے جہاد و طریقہائے جنگ

اسلام کا بیڑا ایک مدت تک موج بلا کے خطرات میں مبتلا رہا۔ لیکن تائیدات الٰہی نے اس کی بازیگری کی اور آخر میں یہ اس درجہ مضبوط و محفوظ ہو گیا کہ اسے موج حوادث کے تمام اندیشوں سے رستگاری نصیب ہو گئی اس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس نے اقتدار پاکر بھی کسی سے انتقام نہ لیا اور نہ ستایا دیگر مذہبوں اور اقوام کو جب کامیابیاں ہوتی تھیں تو وہ دشمنوں مفتوحوں کو ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتی تھیں ان کے مذاہب نے انھیں انتقام کی آزادی دے رکھی تھی جہاں اسلامی جہاد اپنے اندر سلامتی و امن کی روح کے حامل تھے وہاں دیگر اقوام و مذاہب کے جہاد کسی صورت میں بھی ایک قیامت خیز اور تباہ کن آندھی سے کم تھے بنی اسرائیل کے جہاد کی تفصیلات پڑھ کر اور سنکر بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں قتل عام آروں سے زندہ اجسام کو چروا دینا کلہاڑیوں سے کٹوا دینا زندہ آگ میں جلوا دینا قبروں سے ہڈیاں تک نکلوا کر آگ میں ڈالدینا اور یہی نہیں بلکہ حاملہ عورتوں کے پیٹ تک پھڑوا ڈالنا معمولی بات تھی توریت کے احکام و روایات ملاحظہ فرمائیے:۔

یشوع نے شہر کے لوگوں کو بلا امتیاز زن و فرزند بالکلیت قید کر دیا (۲ سموئیل ۱۲) حضرت داؤدؑ نے لوگوں کو آروں سے چروایا۔ کلہاڑیوں سے پھڑوایا۔ اینٹوں کے جلتے پزاوے میں ڈلوایا۔ مناہم نے تمام حاملہ عورتوں کے پیٹ پھاڑ ڈالے قبرے ہڈیاں نکلواکر بحکم الٰہی جلا دیں (استثنا ۴۲/۲۲) لوقا ۲۲ باب درس میں ہے کہ مسیحؑ نے کپڑے بیچکر قتل کے لئے تلوار لینے کا حکم دیا پھر ۹ لم درس سے ظاہر ہے کہ ایک مخالف یہودی کا کان کٹوا لیا گیا۔"

اب اس کے مقابلہ میں اسلام کا سلوک اور برتاؤ دیکھیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا کہ کسی بوڑھے کسی بچے کسی کم عمر لڑکے اور کسی عورت کو ہرگز قتل نہ کرو جب کبھی مہم پر کوئی فوج بھیجی جاتی تھی تو آپؐ ہر مرتبہ سرداران فوج کو بلاکر یہی ہدایت کرتے تھے اور یہ بھی فرما دیتے تھے کہ نوکروں اور غلاموں پر بھی کبھی ہاتھ نہ اٹھانا۔

خود عرب میں حربیوں کے لئے شدید سزا کا دستور تھا اور حُجّس اور غبرا کی لڑائیوں میں قیس نے بنو ذبیان کے پاس کبھی اپنے بچے بطور ضمانت دہانت رکھ دیے تھے رئیس قبیلہ حذیفہ کی وحشت و بربریت ملاحظہ ہو کہ اس نے ان بچوں کو ایک میدان میں کھڑا کرکے تیر اندازی شروع کر دی یہ بالکل اتفاق تھا کہ ان بچوں میں سے کسی بچے کے بھی کوئی خراش نہ آئی چونکہ کلیجہ میں شعلے بلند ہو رہے تھے اس نے اگلے روز پھر یہی وحشیانہ حرکت کی اور ان سب کا کام تمام کر دیا اسیران جنگ کو بیدریغ قتل کر دیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ جب بچوں اور معصوموں پر کسی کو رحم نہ آتا تھا تو عورتوں کی پروا کیا ہو سکتی تھی۔ بنو تمیم پر ایک مخالف قبیلہ نے حملہ کیا وہ بھاگ کھڑے ہوئے صرف ایک بڑھیا رہ گئی دشمنوں نے اس پر بھی رحم نہ کیا اور پکڑ کر جلتے ہوئے الاؤ میں ڈالدیا دھواں اٹھتے اور آگ جلتے ہوئے دیکھکر اتفاق سے ایک سوار اس جانب آ نکلا اس سے پوچھا تو کون ہے اور یہاں کیوں آیا ہے اس نے کہا کہ مجھے شدت سے بھوک لگی ہوئی ہے کئی روز سے کھانے کو نہیں ملا دھواں اٹھتے دیکھا تو خیال ہوا کہ شاید کھانا ہو چنانچہ بڑھیا لے اسے بھی آگ میں جھونک دیا۔

وحشت و بربریت کی انتہا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام تھے مدینے کے لوگ پکڑ کر لے گئے ظالموں نے پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے پھر ان کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھوئے یہاں تک کہ وہ مر گئے تڑپ تڑپ کر مر گئے اسیران جنگ سے عموماً یہی سلوک کیا جاتا تھا غنیمت کے مال اور سد کو لوٹ لینا عام بات تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امور کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی۔ ایک دفعہ صحابہ کرام کے پاس رسد تھوڑی تھی بھوک سے تنگ آگئے مجبور ہو کر انہوں نے بکریوں کا ایک ریوڑ لوٹ لیا اور ان کا گوشت پکنے رکھدیا آپ کو جو خبر ہوئی تو آپ فوراً موقع پر پہنچ گئے ہاتھ میں کمان تھی ایک سرے سے سب ہانڈیاں الٹتے چلے گئے اور فرمانے لگے کہ لوٹ کا مال مردار گوشت کے برابر ہے۔ اسی لئے جنگ خیبر میں لوگوں نے یہودیوں کے جانور اور پھل لوٹ لئے آپ سخت ناخوش ہوئے اور صحابہ کرام کو جمع کرکے فرمایا کہ خدا نے تمہارے لئے یہ جائز نہیں کیا کہ اہل کتاب کے گھروں میں ان کی عورتوں کو مارو اور ان کے پھل کھا جاؤ۔

جنگ بدر میں جو قیدی گرفتار ہو کر آئے تھے انھیں آپ نے دو دو چار چار کرکے صحابہ کرام میں تقسیم کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ انھیں آرام کے ساتھ رکھو چنانچہ یہ حالت دیکھی گئی کہ صحابہؓ انھیں کھانا کھلاتے تھے اور خود کھجوروں پر بسر کرتے تھے انہیں قیدیوں میں سے ایک قیدی کا بیان ہے کہ جن صحابیؓ نے مجھے اپنے گھر میں رکھا تھا وہ روٹیاں تو میرے سامنے رکھدیتے تھے اور خود کھجوریں پر گذارہ کرتے تھے مجھے شرم آتی تھی میں روٹیاں انھیں واپس کر دیتا مگر وہ اصرار کے ساتھ مجھے کھلاتے ان ہی قیدیوں میں ایک عرب شاعر بھی تھا جو آپ کی ہجو میں شعر کہا کرتا تھا حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ حضور اس کے نیچے کے دو دانت اکھڑوا دیجئے کہ پھر یہ اچھی طرح نہ بول سکے آپ نے فرمایا کہ اگر میں اس کے عضو بگاڑوں گا تو خدا اسی طرح میرے اعضا بھی بگاڑ دیگا حاتم کی بیٹی قید ہو کر آئی تھی مگر آپ نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ رکھا اور کہا کہ تمہارے شہر کے لوگ آجائیں تو میں ان کے ساتھ تمہیں رخصت کر دوں آخر میں اسی کی درخواست پر اس کے خاندان کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا غزوہ حنین کے چھ ہزار قیدیوں کو بالکلیت رہا کر دیا اور چھ ہزار جوڑے بھی دئے جن اسیران جنگ کے پاس کپڑے نہ ہوتے تھے آپ انھیں کپڑے بھی دیا کرتے تھے کسی کو حتی المقدور تکلیف نہ اٹھانے دیتے تھے۔

جہاد و جنگ کا مقصد

اور کسی اٹھا نے دیتے اسلام میں جہاد و جنگ کا مقصد ملک گیری لوٹ مار اور انتقام تو رہا ہی نہیں اور نہ ایسی لڑائیوں کا حکم ہے یہاں تو مقصد مدافعت ظلم و ستم کا استیصال اور فتنہ و فساد کا انسداد ہے اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا یعنی لڑنے اور جہاد کرنے کی اجازت اس لئے دی جاتی ہے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور خدا سے بڑھ کر کون ان کی امداد پر قادر ہے وہ لوگ اپنے دیس اور اپنے وطن سے محض اس لئے نکالے گئے کہ انہوں نے اپنے رب کو خدا مان لیا تھا اور اگر خدا بعض کو بعض سے دفع نہ کراتا تو ضرور تھا کہ عیسائیوں کے گرجے یہودیوں کے کنیسا ترساؤں کے مندر اور مسلمانوں کی مساجد جن میں خدا کا ذکر ہوتا ہے منہدم کر دی جاتیں ان آیات سے اسلامی جہاد و جنگ کا مقصد بالکل واضح ہو جاتا ہے حکم دیا گیا ہے کہ اجازت دی جا رہی ہے کیوں اس لئے کہ ظالم ظلم کرتے رہے اور اپنی ستم آرائیوں سے باز نہیں آتے اگر خدائے ذوالجلال ایسے مواقع پر بھی ایسی اجازت نہ دے تو نتیجہ کیا ہو؟ یہی کہ

ہو گئے ان کی
مذہب ایک کلہ
اتحاد کی ز

نہ مساجد نظر آئیں اور نہ مساجد سب کو دشمن منہدم کر دیں تو
پروٹسٹ رہیں اور خدا کے نام لئے جانے کیلئے کوئی جگہ باقی
میں صراحت کر دی گئی ہے کہ اس وقت تک جہاد و جنگ
فساد کا کلی استیصال نہ ہو جائے تاکہ ھم حتی لا تکون
فتنة اس سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلامی جہاد انسداد فساد کے لئے ہے نہ کہ لوٹ مار قتل و غارتگری اور انتقام و ملک گیری کے لئے۔ جنگ و جہاد علی الخصوص اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد بھی شریک ہو اسی پر منتج ہو گی کہ خدا کے نیک بندوں کو فتوحات حاصل ہوں اور ملک پر ان کا اقتدار و اثر قائم ہو جائے۔ وہ اقتدار سے کیا کام لیں اور خدا ان سے کیا کام لینا چاہتا ہے سن لیجئے الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰة واٰتوا الزکوٰة وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر یعنی اگر ہم ان لوگوں کو زمین پر قابض کر کے انھیں اقتدار عطا کر دیں تو وہ نمازیں پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہیں گے زکوٰة دیں گے اچھے کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔"

نماز کی اقامت سے اللہ کے نام کا بول بالا ہو گا طبائع میں شرافت و تقویٰ کے جوہر پیدا ہوں گے توحید پھیلے گی۔ ایتائے زکوٰة سے غربا کی امداد ہو گی امیر و غریب طبقوں کے مابین ایک رشتہ اخوت قائم ہو کر باہم ہمدردیاں بڑھیں گی مسلمان عام طور پر لوگوں کو نیک اور اچھے کام کرنے پر مجبور کر لیں گے جس سے اخلاق پر نہایت عمدہ اثر پڑے گا۔ قلوب و دماغ کی تربیت شریفانہ کریمانہ جذبات پیدا ہوں گے۔ دنیا پھولے پھلے گی اس کے بندے آرام و آسائش کے ساتھ زندگی بسر کرینگے برے کاموں سے روکیں گے جس سے فسق و ضلالت گمراہی اور بیکاری کا سد باب ہو جائے گا خدا کے بندے امن اور سکھ کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہوں گے تمدن ترقی کرے گا اور تہذیب بڑھے گی چونکہ پیش نظر یہ بلند مقصد تھا اس لئے اسلامی جہادوں میں خوفناک اور غیر خوفناک ظلم و ستم کے جرائم نظر نہیں آتے رلانے اور رلانے کا جہاں تک حکم ہے وہ حربیوں سے متعلق ہے انہی کا مال، مال غنیمت ہے بجز بوڑھوں، بچوں، عورتوں، نوکروں اور خانقاہی خادموں سے بولنے تعرض کرنے ان کا مال لوٹنے، قتل عام کرنے، آگ لگانے، کھیتیاں اجاڑنے اور سرسبز درخت کاٹنے کا نہیں حکم کیا منع بلکہ اس کی سختی کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے۔

یہی وجہ تو ہے کہ اسلام نے جہاد و جنگ کو بھی ایک عبادت قرار دیا ہے اور اس لئے دیا کہ اس کا منشا نیک اور مفاد نوع بشری پر مبنی ہے عرب میں جو جنگیں لڑی جاتی تھیں اور لوگ بڑے شوق اور جوش سے ان میں شرکت کرتے تھے اس کی وجہ یہ اور صرف یہ تھی کہ مال غنیمت ہاتھ لگے اور اس سے مالی فائدہ حاصل ہو مگر آپ کی تلقین و تعلیم نے عربوں کی اس ذہنیت میں بھی انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور مال کی محبت ان کے دلوں سے مفقود ہو گئی ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایک شخص راہ خدا میں جہاد کرنا چاہتا ہے ساتھ ہی اسکے پیش نظر کچھ مالی فائدہ بھی ہے فرمائیے اس کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے حکم ہوا کہ ایسے شخص کو کوئی ثواب حاصل نہ ہو گا عربوں کے دل میں مال غنیمت کی محبت جمی ہوئی تھی صدیوں کے اثرات تھے انھیں یقین نہ آتا تھا انہوں نے تین مرتبہ مستفسر کو بھیجا مگر ہر بار آپ نے یہی جواب دیا۔ ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کی کہ مختلف افراد ہیں ان میں سے کوئی تو مال غنیمت کے لئے لڑتا ہے کوئی اظہار شجاعت کے لئے اور کوئی ناموری حاصل کرنے کے لئے ان میں سے کس کا جہاد خدا کی راہ میں سمجھا جائیگا آپ نے فرمایا کسی کا بھی نہیں صرف اس شخص کا سمجھا جائیگا جو محض اس لئے لڑتا ہے کہ خدا کا بول بالا ہو۔

صحیح مسلم میں ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں لڑتا ہے اور مال غنیمت لیتا ہے وہ آخرت کے ثواب کا دو تہائی حصہ اسی دنیا میں حاصل کر لیتا ہے عقبیٰ میں اس کا صرف ایک تہائی حصہ بچا

اگر مال غنیمت قطعی نہ ملے تو اُسے عقبیٰ میں پورا اجر ملے گا غزوۂ تبوک کا زمانہ تھا ایک صحابی کے پاس شرکت کے لئے سامان نہ تھا آپ مدینہ منورہ کی گلیوں میں آئے اور آواز دینے لگے کہ کوئی ایسا شخص ہے جو میرے لئے سواری کا انتظام کر دے اس کے عوض میں مجھے مال غنیمت میں جو کچھ ملیگا نصف اسے دیدوں گا ایک انصاری نے اُسے ایک اونٹ اور زاد راہ دیدیا جہاد میں ان صحابی کو کئی اونٹ ہاتھ آئے جب واپس آئے تو یہ کہنے لگے کہ اب آپ اپنا نصف لے لیں انصاری کہنے لگے کہ آپ اپنا مال اپنے پاس رکھیں مجھے اس کی ضرورت نہیں میرا مطلب متاع دنیوی سے نہیں ثواب آخرت سے تھا اس طرح آپ نے جنگ کے متعلق ذہنیتوں میں انقلاب عظیم پیدا کر کے رکھ دیا تھا۔ اب جہاد و جنگ اور کوئی دنیوی چیز نہ تھی بلکہ افضل العبادت بن گئی تھی۔ اور سب کا یہ اعتقاد ہو گیا تھا کہ جہاد سب سے زیادہ ثواب کی چیز ہے جو محض خدا کے لئے کیا جاتا ہے۔

اسلامی جوش کی میناری

اس سے عربوں کے خیالات کی دنیا کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے جو چیز اتنی مقدس و افضل ہو، جو محض رضائے الٰہی کے لئے لڑی جائے اور جس سے مقصد بے شمار ثواب آخرت کا حصول ہو ظاہر ہے کہ مجاہدین اس میں کسی بے احتیاطی، کسی منتقمانہ جوش اور کسی ظلم و ستم سے کام نہیں لے سکتے اور تاریخ اس کی شاہد ہے اور آسمان اس کا گواہ ہے۔ مسٹر جان ڈیون پورٹ لکھتے ہیں "اسلام مشرق کے لئے ایک برکت تھا۔ صلیبی جہاد و جہد کے بیہودہ اور رومن کیتھولک شاہوں کا دریائے رہائن سے لیکر انتہائے شمال تک قتل عام ہونا، نہ قتل عام کا حکم منظر تاشتم اور اس کی بیٹی ملکہ میری نے دیا۔ فرانس میں سینٹ بارتھولومیو کا قتل فرانسس اول کے عہد سے لیکر ہنری چہارم کے پیرس میں داخل ہونے تک کے قتل و عدالت مذہبی" کے حکم سے ہونے والے قتل کہ جن میں کئی دیس لاکھ باشندوں کا صلیب کا ہاتھوں مارا جانا اور وہ جنگیں جن کا سلسلہ چودہ برس تک قائم رہا ایسی مثالیں ہیں جن کی نظیریں عیسائیت سوا اور کہیں نہیں مل سکتیں" مسٹر سیل لکھتے ہیں:۔

"وہ لوگ دھوکہ کہا رہے ہیں جو اسلام کی اشاعت کو زور شمشیر کا رہین منت بتاتے ہیں یہ مذہب لوگوں نے از خود قبول کیا تھا اور اس نے خود لوگوں کے قلوب میں گھر کر لیا تھا" یورپ کا مشہور و مایہ ناز مورخ ڈاکٹر لیبان لکھتا ہے کہ:۔

"فتوحات اسلام تلوار سے نہیں ہوئیں بلکہ اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے تھے۔ اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو قدیم حاکموں سے منصف پایا اور ان کا مذہب انھیں اپنے مذہب سے بہت سادہ اور سچا نظر آیا اقوام مفتوحہ کے مذاہب و رسوم و رواج کی پوری حرمت کی جاتی تھی بہت سے نصاریٰ مسلمان ہو گئے تھے لیکن انھیں اسلام قبول کرنے کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ اسلامی حکومت میں نصاریٰ اور یہود ہر طرح برابر تھے اور انھیں سلطنت میں کل عہدے مل سکتے تھے: اسلام نے مجبوری کے عالم میں تلوار میان سے نکالی اور غزوات و جہاد کا سلسلہ شروع کیا اور ایک قلیل و قلیل مدت میں یعنی نو دس برس کے اندر ہی اندر اس نے سب کو مغلوب کر کے اتنی زبردست قوت و شوکت حاصل کر لی ہے کہ اس کے بیڑے کو کسی موج بلا کا قطعی کوئی اندیشہ نہ رہا ہر طرف اس کا طوطی بولنے لگا اس کی سیاسی عظمت اور سیاسی اقتدار بہت بڑھ گیا یہ دین الٰہی کا ایک کرشمہ تھا کہ گو اسلام کی مخالف طاقتیں ہر قسم کے خوفناک اسلحہ اور ساز و سامان سے آراستہ تھیں آدمیوں اور سامان رسد کی ان کے پاس کوئی کمی نہ تھی پھر بھی تقریباً ہر جہاد اور ہر جنگ میں انھیں شکست عظیم ہی نصیب ہوئی مسلمانوں نے اپنے جوش اور دعا ابابہ نہ فدا

اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

آنحضرت کی مذہبی رواداری

ربع مسکوں پر گھٹا ٹوپ اندھیاری طاری تھی جہالت ظلمتوں کی گھٹائیں ملط تھیں اور طرح طرح کی بجلیاں کوند اور کڑک رہی تھیں مذاہب کا مقصد یہ ہے کہ یہ بندے اور خدا کے مابین تعلق پیدا کر کے بندوں کو نیک بنائیں اور پر امن زندگی کی بنائیں استوار کریں لیکن اس کے بجائے مذاہب انسان کے لئے مزید مصیبت و اذیت کے باعث بن گئے تھے یہاں تک ہی چنداں عیب نہ تھا کہ اپنے مذہب اور اپنے مسلک کو سچا مانا جائے اور دوسروں کے راستوں اور پگڈنڈیوں کو باطل بنایا جائے لیکن قیامت تو یہ تھی کہ ہر مذہب والا اپنے مذہب کو سچا سمجھتے اور دیگر مذاہب کو باطل بتاتے ہوئے دوسروں کی تخریب و توہین پر آمادہ ہو گیا تھا اور اس جوش میں وہ یہ بھی سمجھنے لگا تھا کہ ان ادیان باطل اور ان کے بانیوں کو تباہ کر کے رکھ دینا اجر عظیم کا باعث ہے مذاہب نے ہرگز انھیں یہ تعلیم نہ دی تھی اور نہ کوئی ربانی مذہب ایسی تعلیم دے سکتا ہے حربیوں کے متعلق کیسے ہی شدید احکام ہوں مگر پر امن باشندوں کو تباہ کر دینا کسی کے نزدیک بھی مستحسن نہیں قرار پا سکتا معبدوں کے گرانے اور قربان گاہوں کی عمارتیں مذہب کی آڑ میں نکالی جاتی تھیں پھر مذہب کی باگ جن ہاتھوں میں آگئی تھی ان میں غرض مندی کی گندگی لگی ہوئی تھی انھوں نے شاہانہ اقتدار کے قیام کے لئے کتب مذہبی میں بڑی سے بڑی تحریف کر دی تھی اور اس تحریف کے بدلہ میں وہ آنے دن ایسے احکام جاری کرتے رہتے تھے جن سے خلق خدا کی آگ بجھنے کے بجائے اور بھڑکتی اور پھیلتی چلی جاتی تھی عیسائیت میں پادری بادشاہ بنے بیٹھے تھے اور ان کا اقتدار اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ سلاطین عالم تک کا زہرہ نہ تھا کہ ان کے سامنے اُف کر سکے۔

یہودیت میں بھی یہی حال تھا اور ان کے تاجدار بھی اسی رنگ میں ڈوبے ہوئے تھے انتہا یہ ہے کہ انہوں نے حضرت عیسےٰ تک کو سولی چڑھا دینے میں باک نہ کیا مسیحیت اور یہودیت بھی کسی سے کم نہ تھی پھر ستم یہ ہے کہ غیر مذاہب کے لوگوں کو زندہ جلا دینا مُردوں کے گڑھے اکھاڑ دینا ان کے معابد کو منہدم کرا دینا انھیں لوٹ لینا سب کچھ ثواب تھا اور سب کچھ روا۔ مذاہب کے ان جھگڑوں اور آئے دن کے تنازعوں سے دنیا جہنم بنی ہوئی تھی نہ یہودی آرام سے بیٹھ سکتے تھے اور نہ عیسائیوں کو سکھ کی نیند نصیب ہوتی تھی جس کا اقتدار ہوتا تھا جس کا بس چلتا تھا وہ دوسروں کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتا تھا جب تک بت پرستی کو طاقت و صولت حاصل رہی وہ یہودیت کو فنا کرتی رہی یہودیت کو موقعہ ملا تو اس نے بت پرستی اور مسیحیت پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیئے روم کی تہذیب اور روم کا تمدن مشہور عوام ہے مگر اس کے فرمانرواؤں نے کیا کچھ نہ کیا بت پرستی کے زمانہ میں یہودیت اور مسیحیت دونوں کو بری طرح پامال کرتے رہے اور جب شاہی مذہب نے عیسائیت کی قبا زیب تن کی تو یہ بت پرستوں اور یہودیوں پر آپڑا ایک طوفان تھا جو ہر سمت پھیلا ہوا تھا ایک سیلاب تھا جو برابر بڑھتا چلا آتا تھا مذاہب کیا تھے بلائے جان بن کر رہ گئے تھے۔

کچھ ایسی حالت پیدا ہو گئی تھی ذہنیتوں کے انقلاب نے کچھ ایسی صورت اختیار کر لی تھی کہ ہر قوم اور ہر مذہب کا خدا جدا جدا معلوم ہوتا تھا یہود سمجھے بیٹھے تھے کہ بنی اسرائیل ہی خدا کے نندوں کی محبوب قوم ہے مسیحیوں کا خیال تھا کہ ہم ہی اللہ تعالےٰ کے مورد عنایات ہیں جو اور مجوس بت پرستوں کی حالت ان سے بدتر تھی وہ کسی کو بھی خیال میں نہ لاتے تھے اور ان دونوں گروہوں کا مخالف سمجھ کر دونوں کی تباہی پر آمادہ اور کمانیں چڑھائے بیٹھے رہتے تھے۔

آفتاب اسلام کی ضیاباری

اسی تاریکی و ظلمت میں آفتاب اسلام پوری ضیاباریوں کے ساتھ طلوع ہوا اور یک بیک سارے جہان میں اجالا ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروؤں نے اپنی صداقت و سچائی کا دعویٰ ضرور کیا مگر ایک عجیب حق اور عجیب انداز کے ساتھ انہوں نے بت پرستی اور شرک کی مذمت پوری سختی کے ساتھ کی لعنت کی مگر ساتھ ہی نہ بتوں کی مذمت میں ایک لفظ منہ سے نکالا اور دیگر مذاہب کو برا بتایا اور برا بنایا ایک طرف صاف طور پر اعلان کیا کہ وہ مذاہب مذاہب حقہ تھے مگر اب وہ منسوخ ہو گئے اور اس منسوخی کے باوجود قابل احترام ہیں صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں کہا کہ اللہ کے رسولوں میں کوئی فرق و تمیز نہیں سب برگزیدہ نبی تھے سب کے سب مسلمانوں نے بتلایا سب کی عزت ہے نام پیا۔ زبور تورات و انجیل کو آسمانی کتابیں تسلیم کیا ان کا احترام کیا صرف اتنا کہا کہ یہ اپنی اصلی حالت پر قائم نہیں رہیں ان میں تحریف ہو چکی ہے مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کریم میں کہا گیا اور پوری صداقت نوازی اور حق نوازی کے ساتھ کہا گیا کہ یہ کوئی جدید چیز نہیں ہے انبیاء ہر زمانہ اور ہر عہد میں ضرورت کے مطابق مبعوث ہوتے رہے ہیں کوئی ایک قوم بھی ایسی نہیں جس کی ہدایت و رہبری کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کو نہ بھیجا ہو کوئی ایک ملک اور ایک امت بھی ایسی نہیں جو روحانی قانون سے خالی اور محروم رہی ہو ولکل قوم ھاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی و رہبر بھیجا گیا ہے ولکل امۃ رسول ہر امت میں ایک رسول مبعوث کیا جاتا رہا ہے اس کا دامن کرم تمام اقوام پر محیط ہے سب بندے اُسے عزیز اور پیارے ہیں اس لئے دنیا کی روحانی تربیت کا اُسے خیال رہا ہے۔

اسلام ہر مذہب کی صداقت اور ہر مذاہب کے پیشواؤں کی عظمت کرتا ہوا آیا ہے کسی کی توہین نہیں کرتا کسی کو باطل نہیں بتاتا صرف وہ باتیں کہتا ہے کہ ان مذاہب کے متبعین نے ان کی کتابوں میں ترمیم و تنسیخ کر دی ہے دوسرے یہ کہ ضرور ہیں مگر جس خدا کی طرف سے یہ نازل ہوئے تھے اسی خدا کی طرف سے اسلام نازل ہو رہا ہے سب کی عزت کرو سب کا احترام کرو کسی کو برا نہ کہو مگر چلو اسلام پر اور مذہبی چلو تو اسلامیوں کو نہ ستاؤ ان سے نہ لڑو یہ تم سے کچھ نہ کہیں گے اور نہ تم سے لڑیں گے۔ خدا محض مسلمانوں کا خدا نہیں رب العالمین ہے سب کا خیال رکھتا ہے سب کی پرورش کرتا ہے مسلمانوں کے لئے لازمی قرار دیا گیا کہ وہ تمام انبیاء پر ایمان لائیں ان کی کتابوں پر ایمان لائیں اور انھیں الہامی کتابیں کہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح کیا کہ انبیاء ایک جماعت ہیں سب خدا کے فرستادہ ہیں میں بھی انہی میں سے ہوں، آخری نبی ہوں اب میرے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول پیدا ہوگا

مذہبی پیشواؤں کی عظمت کا اعتراف

قرآن کریم میں صاف طور پر کہا ہے امن الرسول بما انزل الیه من ربه والمومنون کل امن بالله وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله یعنی رسول اس چیز پر جو اس کی طرف اتاری گئی ہے ایمان لاتا ہے اس کے رب کی طرف سے اور مومن بھی ایمان لائے ہیں سب اللہ پر اور اس کے رسول پر اس کے فرشتوں پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ہم رسولوں میں کوئی فرق نہیں کرتے سب کو قابل تعظیم تسلیم کرتے ہیں

کتنی مبارک اور کتنی مصالحت کی شانہ تعلیم ہے مسلمان اس وقت مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ تمام گزشتہ نبیوں و کتابوں پر ایمان نہ لائے اور سب کو برابر نہ سمجھے اتنا ہی تو نہیں کہا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب نبیوں میں افضل ہیں۔ افضل ہیں اور مقصود ہیں مگر ہمارا یہ نہیں بلکہ صرف اتنا واضح کیا جا رہا ہے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی اور کوئی رسول ہدایت عالم کے لئے مبعوث نہ ہوگا۔ ایک مسلمان کے قلب کی وسعت کا اندازہ کیجئے۔ وہ حضرت نوحؑ، سلیمانؑ، لوطؑ، زکریاؑ، یحییٰؑ، ابراہیمؑ، سلیمانؑ، موسیٰؑ، یوسفؑ، ہود اور عیسیٰ کو تو رسول مانتے ہی ہیں مگر لکل قوم ہاد کے ماتحت وہ سری کرشن، گوتم بدھ اور زرتشت کی بھی احترام کرنے پر مجبور ہے گویا جو شخص مسلمان ہو جاتا ہے اس پر تمام مذاہب کے پیشواؤں کی عزت لازمی ہو جاتی ہے اور وہ مذہب کسی کو برا نہ کہہ سکتا ہے اور نہ سمجھ سکتا ہے اور تمام مذاہب والے صرف ایک بزرگ اور ایک پیشوا کو مانتے ہیں مگر مسلمان سب کو مانتا ہے سب کی عزت کرتا ہے ان حالات میں ان اختلافات کے کم ہونے کو کون کہہ سکتا ہے کہ مسلمان رواداری سے خالی ہے رواداری نہ کرے گا جو سب کو مانتا ہو یا وہ کریں گے جو ایک کے سوا کسی کے نہ قائل ہوں اور نہ معترف۔

انبیاء پر سے الزامات کا ازالہ

جتنے انبیاء ہو گزرے ہیں مخالفین ان پر ضد اور شدت عناد میں شدت سے الزامات عائد کرتے رہتے تھے اور یہ چیز بھی جنگ و فساد کی وجہ بنی رہتی تھی۔ اسلام پہلا مذہب تھا جس نے ان کی گراں قدر اور پاک ہستیوں کو ان الزامات سے بری ثابت کیا اور ان کی توقیر و حرمت واضح کی چونکہ حضرت اسمٰعیل کے متعلق انجیل خاموش ہے اسلئے یہود و نصاریٰ ان کی نبوت ہی کے قائل نہیں تھے اور انھیں کچھ نہ سمجھتے تھے مگر قرآن نے ان کے متعلق انہ کان صادق الوعد وکان رسولا نبیا ارشاد فرمایا یعنی وہ وعدہ کا سچا اور رسول نبی تھا بائبل میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو شرک کی طرف رغبت ہو گئی تھی کیونکہ ان کے گھر میں مشرک بیویاں تھیں قرآن کریم میں وما کفر سلیمان کہکر اس تہمت کی بھی قطعی تردید کردی اسی طرح حضرت داؤد کو ایک سپہ سالار اوریا نامی کی بیوی کو انھیں خریدکر گھر میں ڈال لینے کے الزام سے بائبل میں متہم کیا گیا تھا اور یہ چیز ان کی خاص وجہ عداوت تھی انہ اواب کہکر انھیں بھی اس الزام سے بری ثابت کیا گیا اور فرمایا گیا کہ وہ تو ہمارا ایسا بندہ تھا جو ہر امر میں بار بار ہم سے رجوع کرتا تھا۔ اور کوئی اقدام بھی ہماری مرضی کے بغیر نہ کر سکتا تھا۔ اہل عرب اپنے مشرکانہ عقائد کا سلسلہ حضرت ابراہیمؑ سے ملاتے تھے پھر عہد نامہ قدیم میں یہ بھی لکھا ہے کہ انہوں نے تین بار جھوٹ بولا تھا اس افترا کی بھی انہ کان صدیقا نبیا کہکر پوری تکذیب کردی گئی یعنی وہ سچ بولنے والے نبی تھے اور شرک نہیں وما کان من المشرکین یہودی کہتے پھرتے تھے کہ حضرت عزیر خدا کے بیٹے تھے۔ عیسائیوں کا دعویٰ تھا کہ حضرت عیسیٰ ابن اللہ ہیں قرآن کریم نے دونوں باتوں کی تردید کردی وقالت الیهود عزیر ابن اللہ وقالت النصاری المسیح ابن اللہ ذلک قولهم بافواههم یضاهئون قول الذین کفروا من قبل۔ سورہ توبہ یعنی یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں کہ حضرت مسیح اللہ کے فرزند ہیں یہ محض باتیں ہیں جو ان کے منہ سے نکلتی رہتی ہیں یہ تو پہلے کافروں کے قول کی نقل کرتے ہیں قرآن کریم میں تطہیر انبیاء کے متعلق اس قسم کی بہت سی آیات ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ پر چونکہ بہت الزامات عائد کر دیے گئے تھے اس لئے ان کا ذکر جا بجا آیا ہے اور بار بار انھیں پاک ٹھہرانے کی کوشش کی گئی ہے غرض انبیاء پر جس قدر الزامات لگائے گئے تھے یا لگائے

جا رہے تھے قرآن کریم نے سب کی ایک ایک کر کے تردید کردی یہ وہ خصوصیت اسلام ہے جو اور کسی مذہب میں نظر نہیں آتی اور یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک احسان عظیم ہے جس سے دیگر مذاہب کی گردنیں ہمیشہ خم رہیں گی اگر اسلام جھوٹا مذہب ہوتا تو وہ دوسروں کو سراہتا ہوا نہ آتا۔ چونکہ وہ خود سچا تھا اور دنیا کو متحد کرنے کے لئے آیا تھا اس لئے اس نے سب کو سراہا اور کسی کی برائی سے کوئی تعلق ہی تعلق نہ رکھا۔

دیگر مذاہب کی خوبیوں کا اعتراف

سورہ آل عمران میں ارشاد باری ہے ومن اهل الکتاب من ان تامنه بقنطار یؤده الیک اہل کتاب میں کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ اگر تو اسے دولت کے انبار کا امین بنا دے تو وہ لے تجھکو دیں گے قلیل یا متعدد ادا فرمائیں گے اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود تھا کہ مسلمان خود اسے ہی مذہب والوں کو دیانت و امانت کا واحد اجارہ دار سمجھ کر دوسروں کو بددیانت اور بے ایمان خیال نہ کرنے لگیں۔ امانت و خیانت کسی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں ہے وہ دوسروں میں بھی پائی جاتی ہے کہنے کو یہ ایک معمولی بات ہے مگر اس قسم کے غلط خیالات قائم رہنے سے دنیا میں بڑے بڑے فتنے اٹھتے رہتے ہیں اور دوسروں کی تحقیر کا خیال پیدا ہو جاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ یہ حالات پیدا ہو جاتی ہے کہ ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں کو عموماً بد دیانت اور ناقابل اعتماد سمجھنے لگتے ہیں جس سے باہمی نفرت ترقی پکڑ جاتی ہے اور یہ خیال مستقل و مستحکم ہو جاتا ہے کہ ہمارے مذہب والوں کے سوا دوسرے مذہب والوں میں نیکی، نیک نیتی اور بھلائی کے جذبہ کا فقدان ہے اور چونکہ یہ نیکی اور نیکو کاروں سے تہی دامن ہے اس لئے اس کے وجود سے دامن ہستی پاک کر دینا ثواب عظیم ہے خیال عمل کی صورت اختیار کرلیتا ہے تنازعوں اور تنازعوں کے بعد لڑائیوں کی بنائیں استوار ہو جاتی ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلامیوں کو پہلے ہی بتا دیا گیا کہ اپنی عبادت اور اپنے مشاغل میں مصروف رہو کسی کو برا نہ کہو ان کے عمل ان کے ساتھ ہیں ان میں نیک بھی ہیں اور برے بھی۔

مذمت و بدگوئی کی ممانعت

قرآن کریم میں ارشاد باری ہوا ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن یعنی رب اور خدا کی طرف لوگوں کو دانائی و نصیحت کیساتھ دعوت دو اور بحث کا موقع ہی آ جائے تو انداز نہایت عمدہ اور احسن ہو قرآن پاک کی کتنی شاندار اور کتنی پاکیزہ ہدایت ہے اور اس پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف انسان دنیا سے بڑی کامیابیاں حاصل کر سکتا ہے بلکہ بہت سے فتنوں سے بھی محفوظ رہ سکتا ہے روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ مذہبی مباحث تو ایک طرف معمولی بحثوں میں بھی بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے اور عصبیت نسلی و قومی فوراً عود کر آتی ہے بعض لوگ چلا چلا کر بولنے اور بحث کرنے لگتے ہیں بعض کو جوش آ جاتا ہے اور بعض کو غصہ بھی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس قسم کے مباحث کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا بات جوش اور غصہ کی نذر ہو جاتی ہے اور زمانہ ہونے لگتا ہے۔ بحث کا نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر لڑائی نہ بھی ہو بدمزگی بھی پیدا نہ ہو تو چند تلخ اور ترش باتیں زبان سے نکل جانیکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دلوں میں بھی کھوٹ پیدا ہو جاتی ہے یعنی کی پوری قوم کی طرف سے خیالات خراب ہو جاتے ہیں اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کا مقصد بحث و مباحثہ سے سمجھنا اور سمجھانا نہیں بلکہ جیتنا اور دوسرے کو شکست دینا ہوتا ہے انداز گفتگو دل کی بات کو ظاہر کر دیتا ہے اور دوسرا فریق کوئی اچھا فیصلہ بجائے خود اور رنجش پیدا ہو جاتی ہے جو نفرت پر جا کر ختم ہوتی ہے اس لئے کہا گیا

بحث ومباحثہ میں نرمی و دانائی کو کسی دن بھی ہاتھ سے نہ دیا جائے۔
دعوت تبلیغ ہو یا مناظرہ ومباحثہ ان میں نرمی و لینت خوش بیانی و خوش اخلاقی برتنی چاہیئے پیش نظر یہ رہے کہ ہماری دعوت ومباحثہ سے کسی کے دل اور جذبات کو ذرہ برابر بھی ٹھیس نہ لگنے پائے نہ طعن ہو نہ تعریض نہ جوش ہو اور نہ غصہ دانائی و ملائمت سے صلح و آشتی کے جذبہ سے بحث کی جائے ظاہر ہے کہ اگر تبلیغ میں یہ صورت اختیار کی جائیگی تو دوسرے مذہب والوں پر یہ گراں نہ گذرے گی نہ اس میں وہ کوئی سبکی محسوس کرینگے اور اگر کامیابی نہ بھی ہوئی تو نفرت باہمی تو پیدا نہ ہوگی جو صدہا مذہبی جنگوں اور ہنگاموں کا باعث ہوتی رہی ہے اور جس کا کبھی کوئی نتیجہ نہیں نکلا گویا مسلمانوں کو حکم دیدیا گیا ہے کہ کسی کو تلخی سختی اور طعن و تعریض کے ساتھ اپنے مذہب کی طرف دعوت نہ دو اور اگر بحث کا موقعہ آجائے تو نہایت شریفانہ دلیرانہ [illegible] کرو مقصود [illegible] ہو کر جھگڑا نہ پیدا ہو باہم نفرت کے جذبات نہ بڑھنے لگیں اور عداوت کی بنائیں استوار نہ ہو جائیں۔

بین المذاہبی نفرت کی روک تھام

اس سے بھی آگے بڑھئیے اور دیکھئے کہ یہ حکم دیا جا رہا ہے [illegible] کے متعلق لیکن اکثر ایسی صورتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں کہ مخالف خود نعوذیت بیہودہ پن اور طعن و تعریض پر اتر آتے ہیں اس صورت میں غصہ آنا اور جھگڑا پیدا ہو جانا لازمی ہے کہ کون اسے گوارا کرے گا کہ بلا وجہ کوئی چھیڑے مذاق اڑائے اور پھر خاموش رہے غصہ آئیگا تو لڑائی ہوگی اور لڑائی سے عداوت و نفرت کا پیدا ہو جانا لازمی ہے علی الخصوص مذہبی امور میں کہ ان کی توہین بہت ہی کم اور بہت ہی مشکل سے برداشت کی جاتی ہے اور بسا اوقات اشتعال پیدا ہو ہی جاتا ہے ایسی صورتوں کے متعلق حکم ہے کہ واذا رأیت الذین یخوضون فی آیاتنا فاعرض عنہم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ۔
یعنی جب تو ان مخالفین کو دیکھے کہ وہ ہماری آیتوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے متعلق بیہودہ باتیں کرتے ہیں تو تجھے چاہیئے کہ اس طرف سے منہ پھیر لے یہاں تک کہ وہ اور باتوں میں متوجہ ہو جائیں۔ کتنی پاکیزہ اور کتنی بہتر اور محبت آمیز تعلیم ہے استہزا اور پھر مذہب کا استہزا انتہائی اشتعال اور غضبناک ہو جانیکی چیز ہے مگر ان بیہودہ اور شر انگیزیوں سے قطع تعلق کی تلقین ہے کنارہ کشی کر لینے اور جواب دینے کی اجازت کہاں جا رہا ہے تو یہ کہ بکتے ہیں تو بکنے دو تم اس کی چنداں پرواہ نہ کرو منہ پھیر لو اور اس طرح پھیر لو کہ انھیں احساس بھی نہ ہو اور یہ بکواس میں دوسری طرف متوجہ ہو جائیں اس خیال کے اشتعال کے بعد ان کے پاس بیٹھنے اٹھنے کی کوئی مخالفت نہیں منہ پھیر لینے کا حکم بھی اس لئے ہے کہ ادھر تو شدید اشتعال پیدا ہو جانے کا حکم ہے اور ادھر مزید شرارت کا امکان۔
پھر ارشاد ہوتا ہے خذ العفو وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین
عفو و درگذر کا طریقہ اختیار کر اور اگر نافہم اور بے وقوف لوگ دل لگی کے لئے تیرے دین کا مذاق بھی اڑائیں تو چنداں اعتنا نہ کر بلکہ ان سے اعراض برت۔
مقصود یہ ہے کہ بدکلامی کا جواب بدکلامی سے نہ دیا جائے ایسے اوقات میں صلاحیت اور عقلمندی سے کام لیا جائے کیونکہ جواب دینے سے فساد اور جھگڑے کا اندیشہ ہے مذہب صلح و آشتی کا پیغام لیکر آیا جھگڑے [illegible] مٹانے اور فسادات کا قلع قمع کرنے آیا ہے نہ کہ انھیں بڑھانے [illegible] کسی جگہ بد جواب دینے [illegible] کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ [illegible] طریقہ [illegible] ہدایت ہو رہی ہے بتائیے اس سے زیادہ اور [illegible] تعلیم کیا ہو سکتی ہے کیا کوئی اور مذہب بھی ایسی مثال پیش کر سکتا ہے ہر ایک اور جھگڑا [illegible]

صادر ہوتا ہے کہ ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم ان کو برا نہ کہو جنھیں یہ کافر لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ چڑ کر خدا کو برا بھلا کہنے پر اتر آئیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم بتوں لات، ہبل، منات یا آفتاب، چاند، مشتری، زحل، عطارد یا آگ کو بھی برا نہ کہو کہ یہ انھیں خدا بنائے بیٹھے ہیں امداد کے لئے انھیں پکارتے ہیں۔ انھیں پوجتے ہیں تم انھیں برا کہو گے تو یہ خدا کو برا کہیں گے تمہیں کہ تم توحید پرست اور ناموس الٰہیہ کے امین ہو برا معلوم ہوگا جوش پیدا ہوگا اشتعال بڑھ جائیگا اور اس طرح فساد ہو جائیگا خونریزی بھی ہوگی باہم نفرت اور عداوت بھی بڑھ جائے گی اور فتنہ پیدا ہو کر امن عامہ کے لئے نقصان رساں ثابت ہوگی۔
دیکھئے اسلام کس طرح بین الاقوامی اور بین المذاہبی عداوتوں، نفرتوں اور امکانات تصادم کو برابر روکتا اور ایسے راستے بتاتا چلا جاتا ہے جس سے صلح و آشتی [illegible] اور سب خواہ وہ کسی قوم و کسی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں امن و عافیت سے مل جل کر رہیں اس سے زیادہ رواداری اور اس سے زیادہ محبت نوازی کی تلقین [illegible] نظر سے [illegible] جو باہمی جنگیں ہوتی رہتی تھیں اس کا باعث بھی [illegible] مذاہب کی تعلیمات میں [illegible] عنصر شامل کر دیا گیا تھا جس سے [illegible] جذبات [illegible] اس سے جھگڑے پیدا ہونے اور جھگڑوں نے مستقل نفرت و عداوت کی صورت اختیار کر لی ایسی صورت کہ خاندان کے خاندان تو کجا قومیں کی قومیں تباہ ہو گئیں اور یہ آگ ایک دفعہ لگ گئی تو صدیوں تک بجھنے میں نہ آئی خود [illegible] تعلیم اسلام کا [illegible] کتنا مصالحانہ اور کس قدر دانائی سے لبریز ہے اس نقطہ [illegible] میں کسی مذہب [illegible] سے عداوت و نفرت کی گنجائش ہی باقی نہیں کیا مسلمان، مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا قلب ہر قسم کے بغض [illegible] سے پاک نہ ہو اسے اپنا دل صاف رکھنے کا حکم ہے ظاہر ہے کہ لڑائی جب ہی ہوگی جب [illegible] اسی صورت میں پیدا ہوں گے جب دو طرفہ دلوں میں کدورت ہو مسلمانوں سے کوئی لاکھ عداوت رکھے [illegible] اعتقاداً ان کا مذہب ہمیشہ صاف رہے گا۔

مذاہب غیر کی ہمدردی

ارشاد باری ہے لیس علیک ہداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون۔ ان کفار کی ہدایت تیرے ذمہ نہیں کہ انھیں ہر کیف [illegible] مسلمان کر ہی لے یہ اسکی مرضی پر موقوف ہے وہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ روپیہ نیک کاموں پر خرچ کروگے وہ تمہارے ہی کام آئیگا تم وہی اس لئے خرچ کرتے ہو کہ اللہ خوش ہو جو کچھ بھی تم خرچ کروگے اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا پورا بدلہ عطا کریگا اور تم کسی طرح بھی نقصان میں نہ رہوگے۔
ان آیات کی شان نزول یہ ہے کہ مسلمانوں کو چونکہ کفار سے شدید اذیتیں پہنچی تھیں اس لئے ان میں کچھ ایسے مسلمان تھے جو اپنے مشرک اور کافر رشتہ داروں کی مدد کرنا اور ان پر فی سبیل اللہ روپیہ خرچ کرنا پسند نہ کرتے تھے اس لئے ان آیات میں انھیں بتایا گیا کہ اگر مشرک یا کافر ہدایت قبول نہیں کرتے تو نہ کریں مگر مسلمانوں کا منصب ہی یہ ہے کہ ہر حالت میں محتاجوں اور غریبوں کی امداد کرے اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے ہمدردی بنی نوع انسان کا دائرہ تنگ نہیں کیا بلکہ اپنے پیروؤں کو ہدایت کی ہے کہ وہ بلا امتیاز مذہب و معاشرت اور بلا خیال ملت و قوم سب کی طرف اپنی محبت و اعانت کا ہاتھ بڑھائیں حضرت ابن عباس نے بھی اس آیت کی شان نزول یہی بتائی ہے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے کیا یہ اسلام کی پابندی و عمل کا نمایاں ثبوت نہیں کہ وہ مشرکوں اور دشمنوں کو بھی اپنے

خوانِ کرم سے محروم رکھنا گوارا نہیں کرتا۔

ارشادِ باری ہے ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع وبیع وصلوٰت ومساجد یذکر فیھا اسم اللہ کثیرا "اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ نہ ہٹاتا رہتا تو یقیناً یہودیوں کے عبادتخانے عیسائیوں کے گرجے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے منہدم کرادی جاتیں۔" یہ آیت جنگ اسلام کے سلسلہ میں نازل ہوئی تھی جس میں واضح کیا گیا کہ اسلام کی جہادات کا ایک مقصد معابد و مساجد کی حفاظت بھی ہے دنیا جانتی ہے اور تاریخ اس کی شاہد ہے کہ اسلامیوں نے دیگر مذاہب کی عبادتگاہ سمجھ کر کبھی ہاتھ نہیں لگایا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تھی کہ گرجوں اور یہودیوں وغیرہ کے عبادتخانوں کو ہرگز نقصان نہ پہنچایا جائے اور نہ مذہبی پیشواؤں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے جب کسی قوم کے معابد کو ضرر پہنچتا ہے تو اس کے قلب میں لازماً اشتعال پیدا ہوتا ہے اور اس سے بھی نہ صرف یہ کہ نفرت پھیلتی ہے عداوت بڑھتی ہے بلکہ فتنہ و فساد کے شعلے پوری شدت کے ساتھ بھڑک اٹھتے ہیں اسی لئے اسلامی جہادوں کا ایک مقاد معابد کی حفاظت بھی قرار پایا۔

پھر باہمی عداوت و عناد کا ایک یہ سبب بھی تھا کہ کسی قوم و مذہب کے لوگوں کو پکڑ کر یا دباکر زبردستی تبدیل مذہب پر مجبور کیا جاتا تھا مگر اسلام نے اس کی بھی شدید مخالفت کردی اور لا اکراہ فی الدین کی رو سے مذہبی امور میں جبر کی ممانعت کردی یہ بھی فرمایا قد تبین الرشد من الغی فمن شاء فلیکفر ومن شاء فلیؤمن "ہدایت کی راہ کھل چکی ہے اب یہ انسانوں کی اپنی مرضی ہے جس کا دل چاہے کفر پر رہے اور جو چاہے ایمان لے آئے جبر و زور کا کوئی دخل نہیں اور تبدیل مذہب کا معاملہ خود لوگوں کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا۔

دشمن کیساتھ بھی انصاف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور کس شان رحیمی و کریمی کے ساتھ فرماتا ہے ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان واتقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب!

دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کی یہ دشمنی کہ اس نے تمہیں مسجد حرام کے قریب نہیں پھٹکنے دیا تمہیں اس امر پر آمادہ کردے کہ تم اس کے ساتھ زیادتی کرو۔ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی برابر امداد کرو لیکن گناہ اور ظلم کے امور میں کبھی اعانت پر تیار نہ ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ بلاشبہ وہ ظلم و عدوان کی سزا دینے میں بہت سخت واقع ہوا ہے ایک اور جگہ حکم ہے کہ انصاف کرو خواہ مقابلہ پر اور سامنے تمہارا قریبی عزیز ہی کیوں نہ ہو۔ صاف مطلب یہ ہے کہ مسلمان کسی کے ساتھ کسی حالت میں بھی زیادتی نہ کریں اور عدل و انصاف کا دامن ہمیشہ ہاتھ میں رہے۔ غیر مذہبوں سے معاملہ ہو یا ہم مذہبوں سے، دوستوں سے ہو یا دشمنوں سے انصاف پیش نظر رہے۔ معیار یگانگت و بیگانگی اور دوستی و دشمنی نہ ہو بلکہ یہ ہو کہ نیکی کا معاملہ ہو تو دیندار ہو یا مشرک دونوں کا یکساں طور پر ساتھ دیا جائے اور ظلم و گناہ کی صورت میں خواہ اپنے ہی کیوں نہ ہوں پاس بھی نہ پھٹکا جائے۔

کتنی شاندار تعلیم ہے اور کتنا اچھا اصول اگر دنیا اس پر عمل کرنے لگے تو اس سے فتنہ و فساد کی ساری مصیبتیں دور ہوجائیں نیکی کا کام ہو تو دوست دشمن سب کی امداد پر آمادہ ہوجاؤ خیال بھی نہ کرو کہ یہ غیر کس کا ہے برائی و بدی کا معاملہ ہو تو اپنوں کو بھی ہلکا سا جواب دو دو بھی نہیں کہ اس سوال کی صرف تلقین کی گئی ہے بلکہ حکم دیا گیا ہے اور صاف کہہ دیا گیا ہے کہ ان معاملات میں خدا سے ڈرتے رہو وہ برائی اور ظلم میں امداد و اعانت کرنے والوں کو شدید سے شدید عذاب دیتا ہے وہاں یہ نہ دیکھا جائے گا کہ برائی کافر کے ساتھ کی گئی یا مومن کے وہاں تو یہ دیکھا جائے گا کہ بہرکیف برائی کی گئی اور اسی پر عذاب ہوگا اور سزا دی جائیگی اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ غیر مذہب والوں سے تعصب رکھنا ان کے ساتھ برائی و ظلم کرنا یا روا رکھنا کتنا بڑا گناہ ہے۔ کوئی مسلمان جس کے دل میں ایمان کی روشنی موجود ہے ان احکام کی موجودگی میں کسی مذہب کے پیرووں سے تعصب و برائی کر ہی نہیں سکتا نہ مسلمانوں نے کبھی کی اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کرائی جب مسلمان خود تعصب نہ کرینگے برائی و ظلم سے بچے رہیں گے تو ظاہر ہے کہ دوسری قوموں کے دلوں میں بھی ان کی محبت گھر کرے گی انتہا یہ ہے کہ اسلام تو دشمنوں اور ان دشمنوں کے ساتھ بھی جنہوں نے انہیں انتہائی اذیتیں پہنچائی تھیں ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا تھا انہیں ان کے دیس اور وطن سے نکال دیا تھا انصاف کرنے کا حکم دے رہا ہے تو خود ہی اندازہ کرلو کہ وہ عام غیر مذہب والوں کے سلسلہ میں اسے کب گوارا کر سکتا ہے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھکر بتا؟ کہ دنیا کے کسی مذہب اور کسی قوم میں اتنی روادارانہ اور ایسی بہترین بااثر تعلیم موجود ہے اور کس مذہبی پیشوا نے اس پر عمل کرکے دکھایا ہے۔

معاشری تعلقات اور غیر مذاہب

یہانتک تو عبادت تھی غیر مذاہب کے لوگوں سے تمدنی اور مذہبی اور سیاسی تعلقات کی اب دیکھنا یہ ہے کہ روٹی بیٹی کے نازک معاملہ میں اسلام نے کس حد تک فراخدلی سے کام لیا ہے۔ ارشاد باری ہے الیوم احل لکم الطیبات وطعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم وطعامکم حل لھم والمحصنات من المؤمنات والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم۔ آج تمہارے لئے تمام پاک و صاف چیزیں حلال کی گئیں اور اہل کتاب کے ساتھ کھانا بھی حلال کر دیا گیا ساتھ تمہیں ان کی پاکدامن عورتوں سے شادی بیاہ کی اجازت بھی دیدی گئی یہودیوں کے یہاں حکم ہے کہ: "نہ ان سے بیاہ کرنا اور نہ ان کی بیٹی لینا اور نہ اپنی بیٹی دینا" مسیحیت میں حضرت عیسے کا تو کوئی حکم ملتا نہیں البستہ جناب پولوس کا حکم ہے جو فرماتے ہیں تم بے ایمانوں کے ساتھ ناموافق جوئے میں نہ جتو" (قرنتھیوں ۶: ۱۴)

ہنود کی تفصیل کا تو سب ہی کو علم ہے شریعت کا انداز یہ ہے اگر کوئی نئے ہندوؤں کے ساتھ روٹی بیٹی کے مسئلہ کو حل کرسکا اول تو ان میں ذات پات کے شدید امتیازات موجود ہیں اس کے علاوہ اچھوت اور چھوت موجود ہیں جن کے ساتھ معاشری تعلقات کا قیام عذاب الیم کے مترادف ہے۔ اب اسلام کی رواداری اور دریادلی دیکھئے کہ وہ اہل کتاب کے ساتھ کھانے پینے اور شادی کرنے کی اجازت کھلے دل سے دیتا ہے اور کوئی پابندی عائد نہیں کرتا۔ کہاںتک لکھا جائے اور کس کس مسئلہ کو لیا جائے اسلام کو جس پہلو پر پرکھو گے ایک حیرت انگیز روادار مذہب پاؤگے۔ جس میں مساوات امن حریت اور شرافت و محبت کے جوہر تاباں و درخشاں نظر آئینگے اس نے دنیا کو ایک گھر اور عالم و عرب کو ایک خاندان بنادیا ہر طرف امن و محبت کی روح پھونکدی اور آن کی آن میں ہوا کا رخ ادھر سے ادھر پھیر دیا۔

کڑک تھی وہ بجلی کی یا صوتِ ہادی

تبلیغی زندگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز فی الحقیقت "بجلی کی ایک کڑاک" تھی جس کی طرف کسی ایک قوم، ایک ملت اور ایک مذہب کی نہیں ساری دنیا اور ساری قوموں کی نظریں یک بیک اٹھ گئیں اور اٹھنی چاہیئے تھیں اس لئے کہ آپ کسی ایک قوم اور ایک ملک کے لئے مبعوث ہی نہ ہوئے تھے بلکہ آپ کی بعثت کا مقصد کل دنیا اور کل قوموں کی اصلاح تھی آپ آئے تو قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (میں تم سب کے لئے رسول ہو کر آیا ہوں) پکارتے اور ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتے ہوئے آئے اور دنیا کو بتا دیا اور سنا دیا کہ میں تمام دنیا کو ڈرانے اور سمجھانے کے لئے آیا ہوں لیکون للعالمین نذیرا اسلام سے پہلے کسی نبی اور کسی رسول نے یہ دعویٰ کیا تھا اور نہ کوئی الہامی کتاب اس کی مدعی تھی وہ نبی جسے اس کی امت نے خدا کا بیٹا بتایا اس نے بھی کہا تو یہی کہا کہ میں اسرائیل کی بھیڑوں کے سوا اور کسی طرف نہیں بھیجا گیا ہوں لیکن یہ دستور ہی تھا کہ ہر قوم کی اصلاح و ہدایت کے لئے جدا جدا نبی مبعوث ہوتے تھے زمانہ اور زمانہ کے حالات بھی اسی کے مقتضی تھے مختلف قوموں میں بعد مسافت کے پہاڑ حائل تھے راستے دشوار گذار تھے آبادیاں زیادہ نہ تھیں تنہا ایک فرد ان سب کی رہنمائی و ہدایت کا کام انجام بھی نہ دے سکتا تھا جب اللہ ذو الجلال نے دیکھا اور مشاہدہ کیا کہ زمانہ کافی ترقی کر رہا ہے مستقبل قریب میں ایسی ایجادات ہونے والی ہیں کہ بعد مسافت کی مشکلات دور ہو جائیں اور سب قومیں باہم تبادلۂ خیالات کر سکیں تو اس نے اپنا آخری نبی آخری کتاب لے کر بھیجا ایسی کتاب جسکے اصول اور احکام ہی ہر قرن، ہر ملک اور ہر قوم کے لئے ہر حالت میں مفید اور کارگر ثابت ہوں سب مل کر پیغام سنیں اور سب ایک رشتہ اسلام میں منسلک ہو کر اور ایک سلک میں منسلک ہو کر سجدہ ریز عبودیت ہوں۔

دین اسلام کی تکمیل پر الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کا مژدہ سنایا گیا اور اپنی رحمت کاملہ سے ارشاد فرمایا گیا کہ ہم نے تجھے نہ صرف نبی و رسول بنایا ہے بلکہ تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ نے اپنے قول و عمل سے واضح و ظاہر کر دیا کہ آپ واقعی رحمۃ للعالمین ہیں آپ کوئی پرخاش و عناد اور علیحدگی و بعد کا پیغام لیکر نہیں آئے ہیں بلکہ محبت و رافت اور نرمی و رحمت کے مژدے سنانے آئے ہیں آپ نے اپنے پیغام اور اپنی دعوت میں اس خصوصیت کا یوں اظہار کیا تمام انبیائے سابقین کی نہ صرف حمایت کی بلکہ ان کے احترام اور ان کی تقدیس کو ملحوظ رکھا اور نہ صرف ملحوظ رکھا بلکہ اعلان کر دیا کہ میں بھی انہی کی جماعت کا ایک فرد ہوں اور اس قسم کے پیشوا ہر ملک اور ہر قوم میں پیدا ہوتے رہے ہیں میرے پیرووں پر سب کی عزت کرنا اور سب پر ایمان لانا ضروری ہے آپ نے کبھی کسی کی مذمت نہ کی ہر مذہب کی خوبیوں کا بھی اعتراف کیا اور ان کے مذہبی پیشواؤں کے متعلق جو غلط فہمیاں پھیل گئی تھیں انھیں بھی دور کیا انتہا یہ ہے کہ دشمنوں کے ساتھ بھی احسن سلوک اور شریفانہ برتاؤ کی تلقین کی اور بتوں کو برا کہنے سے پرہیز کرایا۔

مسجد میں عیسائی عبادت

اس سے زیادہ آپ کی صلح جوئی اور ہر مذہب والوں سے محبت کا اظہار کیا ہو سکتا ہے کہ نجران کے عیسائیوں کی ایک جماعت وفد کی صورت میں بحث و مناظرہ کے لئے حاضر خدمت ہوئی اتوار کا روز تھا اس دن عیسائی عبادت کیا کرتے ہیں انھیں عبادت کی ضرورت محسوس ہوئی کوئی جگہ ایسی موجود نہ تھی وہ بہت پریشان ہونے لگے آپ نے فرمایا کہ آپ گھبرائیں نہیں ہماری مسجد موجود ہے آپ شوق سے اپنے طریق پر یہیں عبادت کر لیں چنانچہ انہوں نے مسجد کے اندر اپنے طریق پر عبادت کی یہ تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و ہمدردی عوام کا مظاہرہ جو اس عہد میں ظہور پذیر ہوا جبکہ مختلف مذاہب کے پیرووں کے مابین شدید عداوت پھیلی ہوئی تھی کسی کے تصور میں آ سکتا تھا کہ غیر مذہب والوں کے ساتھ اتنی اور ایسی شانِ فراخدلی کا اظہار کیا جا سکتا ہے۔

ایک شخص آتا ہے اور مسجد میں پیشاب کرنے لگتا ہے مسلمان اسے مارنے دوڑتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ پیشاب بند نہ کرو کر لینے دو جب وہ فارغ ہو جاتا ہے تو آپ اس جگہ کو دھلواتے ہیں اور سختی کرنے کے بجائے نرمی سے کہتے ہیں کہ مسجدیں اللہ کی عبادت کرنے کی جگہ ہیں یہاں پیشاب کرنا اور کوڑا کرکٹ پھینکنا منع ہے۔ بتائیے اس سے زیادہ مخلوق خدا سے ہمدردی اور محبت کی کوئی نظیر اس مزعومہ تہذیب اور روشنی کی کہیں بھی مل سکتی ہے۔ اسی طرح چند یہودی آتے ہیں اور السلام علیکم کے بجائے السام علیکم کہتے ہیں یعنی تم پر موت طاری ہو حضرت عائشہؓ کو غصہ آ جاتا ہے اور وہ ترکی بہ ترکی انہی الفاظ کو لوٹا دیتی ہیں آپ فرماتے ہیں عائشہ نرمی سے کام لو برے الفاظ زبان پر نہ لاؤ اللہ تعالیٰ سختی کو ناپسند کرتا ہے انہوں نے کہہ دیا تو کہہ لینے دو۔ اس طرح کے سلوک آپ سے برابر ہوتے رہے اور آپ اقتدار کے باوجود مجرموں سے درگذر کرتے رہے اس لئے کہ آپ کو اپنی امنیت و محبت کا ثبوت دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا ان تک کلمۂ حق پہنچانا تھا تبلیغی زندگی میں ضرورت ہے محبت کی نہ کہ سختی کی آپ برابر نرمی و محبت سے کام لیتے رہے آپ کی تعلیم سے مکہ میں کچھ لوگ اسلام لا چکے تھے جن پر آئے دن سختیاں ہوتی رہتی تھیں مگر آپ ان شدید موانع کو کبھی خاطر میں نہ لاتے تھے برابر اپنے کام میں مصروف رہتے تھے اور جہاں اجتماع ہوتا وہاں پہنچ جاتے تھے حج کے موقع پر مکہ میں بڑا اجتماع ہوتا تھا مدینہ منورہ کے لوگ جو حج کرنے آئے تو آپ نے انہیں بھی تبلیغ کی جس کا اثر ان کے قلوب پر بہت گہرا ہوا انہوں نے جا کر مدینہ میں ذکر کیا جہاں ستر آدمی مشرف بہ اسلام ہو گئے دوسرے سال انہوں نے آپ کو مدینہ بلانا چاہا مگر آپ نے اس وقت مصلحتاً انکار کر دیا کفار کو جب یہ معلوم ہوا کہ اسلام کی شعاعیں نواح مکہ کی حدود سے تجاوز ہو کر باہر بھی نور پھیلانے لگیں تو ان کی مخالفت اور زیادہ ہو گئی انہوں نے موقعہ دیکھ کر ایک رات کے سناٹے میں جلسہ منعقد کیا اس جلسہ میں ہر قبیلے کے آدمی شریک تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس سازش سے مطلع کر دیا آپ اس رات کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کی معیت میں مدینہ منورہ کو ہجرت کر گئے کفار کو معلوم ہوا تو انہوں نے تعاقب بھی کیا مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تبلیغ موثر ہوئی اور اسلام پھیلنے لگا یہ سنکر قریش کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور انہوں نے اس شمع ایزدی کو بجھانے کے لئے مدینہ منورہ پر یلغاریں شروع کر دیں متعدد جنگیں ہوئیں اگرچہ یہ جنگیں کفار نے بڑے ساز و سامان کے ساتھ لڑیں مگر مسلمانوں نے انھیں کم تعداد کے باوجود فاش شکست دی۔

فتح عظیم

آپ کو جب فرصت ملتی آپ مسلمانوں کو دین کی تعلیم بھی دیتے اور تبلیغ میں بھی برابر مصروف رہتے آپ کا عزم و استقلال رنگ لایا اور تائید الٰہی نے رفاقت کی آپ نے اپنی بے سر و سامانی کے باوجود محض اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر مکہ فتح کر لینے کا عزم کیا اور آپ جاں نثار مسلمانوں کا لشکر لیکر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے لوگ

بدوست تارکنی شہر آپ کے قبضہ اقتدار میں آگیا مکہ بہت مشہور شہر تھا مخالفت کا گہوارہ مرکز رہ چکا تھا اس کی فتح معمولی چیز نہ تھی جو شہنشاہ حبش بھی اپنی جرار فوج کے ساتھ فتح نہ کر سکا تھا۔ اسی شہر کو ایک یتیم فتح کر لیتا ہے لوگوں پر حیرت بھی طاری تھی اور خوف بھی۔ بندہ اہل مکہ بھی تھا مدینہ منورہ کے مسلمان بھی جوش میں بھرے ہوئے تھے انھیں علم تھا کہ اس شہر والوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلسل تیرہ برس تک شدید ترین اذیتیں پہنچائی ہیں اور اس کے بعد مدینہ منورہ پر بھی برابر یورشیں کرتے رہے ہیں لہذا آج انھیں سخت سزا دی جائیگی مگر آپ بادشاہ نہ تھے پیغمبر تھے آپ کا مقصد تبلیغ تھا نہ کہ فتح و انتقام آپ نے ان شدید دشمنوں کے خلاف کوئی قدم ہی نہ اٹھایا بلکہ یہ کیا کہ ایک مجمع عام میں کھڑے ہو کر اعلان کر دیا کہ اے لوگو! آج میں ان سب قصوروں کو جو تم نے میرے حق میں کئے ہیں معاف کرتا ہوں تمھیں کوئی سزا نہ دی جائیگی اور نہ تم سے کوئی بدلہ لیا جائیگا۔

اس اعلان کو سنکر جہاں لوگوں کے دلوں کو سکون نصیب ہوا وہاں وہ دریائے حیرت میں بھی غرق ہو گئے کہ اللہ اللہ جسے ہم ستاتے رہے جس کی جان کے دشمن بنے رہے اور جسے ہم نے تباہ و برباد کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا وہ آج خود قابو پاکر اور فاتح بنکر اس شاندار عفو و کرم کا مظاہرہ کر رہا ہے اور اس آسانی کے ساتھ سب کو آن کی آن میں بخشدیتا ہے لوگوں کے اجسام پر لرزہ طاری تھا گھروں میں عورتیں دم بخود کی بیٹھی تھیں بچے گودوں میں سہمے ہوئے تھے کہ دیکھئے کیا گذرتی ہے اور کب سر اڑا دینے اور آگ لگا دینے کا حکم ہوتا ہے لیکن کوئی فاتح جنوا ایسا کرے کوئی عام انسان ہو تو ایسا حکم دے ایک پیغمبر اور پیغمبر بھی وہ جو رحمت عالم کے خطاب سے سرفراز ہو چکا ہے کب ایسا کر سکتا تھا تبلیغ میں سب سے بڑی ضرورت نرمی و اخلاق کی ہوتی ہے لیکن یہاں نرمی و اخلاق کی تو کوئی انتہا تھی ہی نہیں عمل اور تعلیم بھی ایسی ہی تھی جو دلوں کو مسحور کئے لیتی تھی لوگوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اور سب کے قلوب میں از خود اسلام کی محبت جاگزیں ہو گئی اس وقت انتقام لے لینا یا جوش کے عالم میں ان خونخوار دشمنوں کے سر اڑا دینا بہت آسان کام تھا لیکن آپ کے سامنے بلند مقصد تھا اور خوب سمجھتے تھے کہ خوف ہرگز وہ کام نہیں کر سکتا تلوار کسی حالت میں وہ کام نہیں کر سکتی جو نرمی و اخلاق کرتے ہیں۔ تبلیغ کی مد میں خوف و تشدد کا اثر بہر کیف عارضی ہوتا ہے لیکن محبت و لینت جو اثر پیدا کرتی ہے اس کے نقوش دوامی حیثیت رکھتے ہیں اس اخلاق و نرمی کا سیاسی و اخلاقی اثر پورے عرب پر پڑا اور قبائل کے قبائل اسلام قبول کرنے اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

شمشیر اخلاق کے اثرات

عرب میں کتنے ہی قبائل آباد ہوں اور ان کے مابین کتنی ہی عداوتیں ہوں تاہم باہمی تعلقات تو تھے ہی انھیں تمام امور کا علم تھا انہوں نے فتح مکہ کے بعد غور جو کیا تو انہیں اپنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے اندر حیرت انگیز پیغمبرانہ جوہر نظر آنے اور انھیں محسوس ہونے لگا کہ واقعی ہم آج تک جس کی مخالفت کرتے رہے ہیں وہ پیغمبر ہے اس کی بات سچا ہے جس کے اخلاقی و عملی جلیں وداقت مارد دونوں زمانوں میں آفتاب عالمتاب سے بھی زیادہ درخشاں ہر ظلم و مصائب کے دور میں بھی وہ اخلاق قدم اور اب کہ عرب کی فرمانروائی کا تاج اس کے سر پر ہے اس کی حالت بدستور ہے نہ پہلے کوئی تغیر تھا نہ اب کوئی تبدیلی آتا ہے ہر حالت میں خوش ہوں ایسا کا والی ہے ذاتی آرام و آسائش کی پرواہ نہیں غیروں کے غم میں گھل رہا ہے قصور والوں کو معاف کر دیتا ہے فاقوں سے گذر کرتا ہے غربت میں گذارہ کرتا ہے مصیبت میں صابر ہے اور فارغ البالی میں سخی جو کچھ ہاتھ آتا ہے سب بانٹ دیتا ہے اس خیال نے سب کو آپ کے قدموں پر لا ڈالا اور سب اسلام لے آئے۔

ذرا اس شان پیغمبری کو ملاحظہ ہو کہ جب مکہ والے تنگ آگئے تو آپ کے چچا ابو طالب کہتے ہیں کہ آپ اپنے بھتیجے کو سمجھائیں وہ سب کچھ کہے مگر ہمارے بتوں کی پرستش سے لوگوں کو نہ روکا کرے ابو طالب نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے صاف طور پر کہدیا کہ جناب آپ کے احسانات مجھ پر مزید ہیں میں آپ کا ہر طرح احترام کرتا ہوں مگر میں آپ کے لئے خدا کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا اگر آپ کو اپنا خوف ہے تو آپ مجھ سے الگ ہو جائیں اس کے بعد کفار نے ایک نہایت کارگر حربہ سے کام لیا انہوں نے ایک رئیس کو آپ کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ اے محمد اگر تجھے ثروت کی خواہش ہے تو ہم سب شہر والے تجھے معزز قرار دیتے ہیں اگر مال کی آرزو ہے تو ہم سب اپنے مال کا ایک ایک حصہ علیحدہ کر کے تجھے دیتے ہیں حکومت مقصود ہے تو ہمیں تجھے بادشاہ تسلیم کرنے میں بھی عذر نہیں اگر عورت کی تمنا ہے تو ہم اس کے لئے بھی حاضر ہیں قبیلہ کی خوبصورت سے خوبصورت لڑکی انتخاب کر لے اس سے تیری شادی کر دی جائیگی۔ مگر تبلیغ سے باز آجا" آپ یہ سنکر مسکرا دیئے اور ایک پیغمبرانہ جلال اور ملکوتی شان سے کہا کہ "تم لوگ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند بھی لاکر رکھدو تو بھی تبلیغ سے دستکش نہ ہونگا"

دنیا میں جتنی آسائشیں ممکن ہو سکتی تھیں وہ سب آپ کو ایک ایک کر کے پیش کی جاتی ہیں ہر نعمت مہیا کر دینے کا اہتمام کر لیا جاتا ہے مگر آپ پر ذرہ برابر بھی اثر نہیں ہوتا۔ عزت، دولت، حسین عورت اور سب سے بڑھکر بادشاہت اور انسان کو دنیا میں کیا چاہیئے اور اس سے زیادہ کوئی انسانی آرزو ہو بھی کیا سکتی ہے مگر آپ ان سب کو ٹھکرا دیتے ہیں اور ربانی تعلیم کی اشاعت سے جو صدہا زہرہ گداز مصائب سے لبریز تھی باز نہیں آتے۔

چشم بصیرت وا کیجئے اور دیکھئے کہ جو ترغیبات آپ کو دیگئی تھیں وہ کتنی زبردست اور پرفریب ترغیبات ہیں کتنا سخت امتحان ہے اور کتنا خوفناک جال انسان اپنی تمام انسانی قوتوں کے باوجود جس سے نکل ہی نہیں سکتا ہر عیش اور ہر نعمت موجود ہے، دنیا اپنی پوری دلفریبیوں، پوری درخشانیوں اور پوری جمال آرائیوں کے ساتھ آپ کے قدموں پر سر رکھے ہوئے ہے مگر آپ ہیں کہ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے آخر آپ کو اور کس نعمت کی ضرورت تھی اور کس انتہائی آرزو کی تکمیل کی خواہش کر سکتے تھے۔ دنیوی نعمتوں میں تو کوئی اور نعمت تصور کے نزدیک بھی باقی نہ تھی البتہ ان سب سے بالاتر ایک نعمت باقی تھی وہ خوشنودی رب قدیر تھی لیکن وہ ان کے بس کی چیز نہ تھی اور وہ صرف خدا ہی دے سکتا تھا اور وہی آپ نے حاصل کر لیا فافہم، پھر اگر آپ دولت کے بھوکے عزت کے خواہاں نازنینوں کے وصل و عیش کے طلبگار اور فرمانروائی کے متمنی ہوتے تو یہ سب چیزیں تو عملاً آپ کو مل رہی تھیں آپ ان کے لینے سے ہرگز انکار کرتے اور تبلیغ کی پرخار راہ چھوڑ کر فوراً الگ کھڑے ہو جاتے مگر نہیں جو باطل آپ کے ارادوں پر معترض ہیں ان کی آنکھیں صداقت اور سچائی کی طرف سے بند ہو چکی ہیں پھر آخری وقت میں آپ کو عملاً فرمانروائی کا منصب بھی حاصل ہو ہی گیا تھا اس سے آپ نے کونسا فائدہ اٹھایا کونسے ایوان و قصر تیار کر لئے کونسا ٹھاٹ باٹ بنا لیا پیدا کی کونسی آسائشیں اٹھالیں۔

زندگی عسرت بلکہ غربت میں گذار دی خود نہ کھایا دوسروں کو کھلایا آج بھی مبلغین موجود ہیں اور عیسائی مبلغین بلاشبہ شدید مشکلات میں کام کرتے ہیں اور اخلاق و نرمی کا دامن کسی حالت میں بھی ہاتھ سے نہیں چھوڑتے جس سے انکی بات کو وہ کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں تاہم ساتھ ہی ان کے پاس کثرت زر بھی فروغ کرنے کے لئے ہوتا ہے بفکری سے بسر کرتے ہیں سلطنتیں ان کی پشت و پناہ بنی ہوئی ہیں کوئی ان کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھ سکتا مگر یہاں تو ہر طرف دیکھا تھی ہر طرف مصیبت تھی اور لینے ہی اپنی جان کے لالے پڑے تھے آج تو ہر مذہب کی تبلیغ ابتداء سے ہوتی آئی ہے مبلغین کو مصائب و خوف کے سامنے

عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

اشاعت اسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس عہد و زمانہ میں اشاعت اسلام شروع کی ہے وہ بڑا نازک اور طوفانی بار زمانہ تھا، مخالفت و عناد کا یہ عالم تھا کہ تیرہ برس تک حج کے موقع پر تمام قبائل کے پاس جاتے اور ایک ایک سے کہتے کہ قریش مجھکو پیغام پہنچانے سے روکتے ہیں تم مجھے اپنی حمایت میں لیکر اس کا موقع دلا دو کہ میں اللہ کی آواز لوگوں کے کانوں تک پہنچا دوں مگر قریش کے ڈر سے کوئی ایک بھی حامی نہ ہوتا تھا۔ اس کے باوجود آفتاب اسلام کی کرنیں کثیف بادلوں کو چیر کر قلوب پر پڑنے لگیں اور دشمنانِ اسلام خود اشتہار اور نشر و اشاعت کا ایک گونہ سبب بن گئے جب حج کا زمانہ ہوتا تو سارے قریش عام گذرگاہوں پر خیمے نصب کر دیتے باہر کے لوگ ملنے آتے اور بعثت نبوی کے چرچے سنکر دریافت حال کرتے تو یہ قریشی کہتے کہ ہمارے شہر میں ایک بدعقیدہ شخص پیدا ہوا ہے جو ہمارے معبودوں کو برا کہتا ہے اور انتہا یہ ہے کہ لات و عزیٰ تک کی توہین کرتا ہے۔

اگرچہ جمہور عوام پر اس مخالفت کا اثر ضرور پڑتا تھا لیکن تاہم اتنے وسیع مجمع میں کچھ تو حق کے متجسس ہونے ہی چاہئے تھے چنانچہ یہ لوگ بہرکیف بہرحالت آپ سے ملتے تھے اس قبیلے کے لوگ یمن و نجد تک سے آتے تھے شعرا کا عرب پر بہت بڑا اثر تھا اتنا کہ یہ قبیلے کے قبیلوں کو جدھر چاہتے تھے جھونک دیتے تھے اس لئے خاص طور سے کوشش کی جاتی تھی کہ یہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ملنے پائیں طفیل بن عمرو دوسی مشہور شاعر کے متعلق یہی کی گئی کہ وہ آپ سے نہ ملنے پائے اتفاقاً ایک دفعہ اس نے آپ کو قرآن کریم پڑھتے سن لیا اور فوراً مسلمان ہو گیا۔ طفیل ہی کے اثر کا نتیجہ تھا کہ اس کے قبیلہ میں بھی اسلام پھیلنے لگا تاہم تمام قبیلے نے اس کی دعوت [illegible] طفیل رنجیدہ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ بددعا کیجئے آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی کہ خدایا دوس کو ہدایت دے اور ان کو بھیج دعا قبول ہوئی اور اس کے بعد تمام قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

عمرو بن عبسہ بھی آپ کی بعثت کا حال سنکر تحقیق حال کے لئے آئے تھے اور ایمان لے آئے۔

قبیلہ ازدشنوہ کے رئیس ضماد بن ثعلبہ آپ کے زمانہ جاہلیت کے دوست تھے، وہ جھاڑ پھونک بھی کر لیتے تھے آئے اور کہنے لگے تمہیں جنون ہو گیا ہے میں تمہارا علاج کروں گا آپ نے فرمایا الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ من یہدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضلل اللہ فلا ہادی لہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ ان فقروں نے ضماد پر غیر معمولی اثر کیا دوبارہ سہ بارہ پڑھوایا بالکل مسحور ہو گئے بولے میں نے کاہنوں کی باتیں سنی ہیں جادوگروں کے منتر اور شاعروں کے قصائد بھی سنے ہیں لیکن ایسا کلام میں نے کبھی نہیں سنا یہ تو دریا کی تہ تک اثر کرنے والا ہے چنانچہ انہوں نے خود بھی اسلام قبول کیا اور اپنے قبیلہ کی طرف سے بھی بیعت کر لی۔

قبیلہ غفار کا اسلام

قبیلہ غفار قریش کی شامی تجارت کے راستے میں آباد تھا جب اس میں آپ کی بعثت کا چرچا پھیلا تو حضرت ابوذر نے جو بت پرستی سے نہایت متنفر ہو چکے تھے اپنے بھائی انیس کو تحقیق تعلیم اسلام کے لئے بھیجا انہوں نے جا کر تعریف کی تسکین نہ ہوئی تو خود حاضر ہوئے مکہ میں ڈر کے مارے کسی سے پتہ نہ پوچھ سکتے تھے حرم کعبہ میں حضرت علی سے ملاقات ہو گئی انہوں نے مہمان بنا لیا مگر تین روز تک ان سے بھی پوچھنے کی ہمت نہ پڑی جب حضرت علیؓ نے خود ہی مقصد سفر دریافت کیا تو پہلے افشائے راز کا قول و قرار لیکر بتایا رسول اللہ نے اسلام کی تلقین کی اور فرمایا کہ ابھی گھر واپس جاؤ پھر جو مجھ میں کہلا بھیجوں اس کی تعمیل کرنا آپ کو جوش آ گیا اور فرمایا میں تو ابھی اور یہیں اعلان کروں گا حرم میں آئے اور زور سے کلمہ شہادت پڑھا آواز کے سنتے ہی چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے اور آپ کو مار مار کر گرا دیا حضرت عباس نے آ کر بچایا اور کہا کہ تم یہ نہیں سمجھتے کہ تمہاری تجارت کا راستہ غفار کی آبادی سے گذرتا ہے یہ اسی قبیلہ کا آدمی ہے اس وقت انہوں نے چھوڑ دیا دوسرے روز پھر یہی ہوا۔

کر کے آپ اپنے گھر گئے تو نصف قبیلہ تو اسی وقت مسلمان ہو گیا اور بقیہ نصف آپکے مدینہ پہنچنے پر ہو گیا غفار سے قریب اسلم قبیلہ تھا وہ بھی ان کے اثر سے مسلمان ہو گیا حالانکہ یہ دونوں قبیلے چوری میں بدنام تھے اور ان کو معلوم تھا کہ اسلام اس فعل سے روکتا ہے۔ قبائل اوس و خزرج کی ایک معتدبہ جماعت نے حج کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین سے اسلام قبول کر لیا اس کے بعد حضرت مصعب بن عمیرؓ داعی اسلام بنا کر مدینہ بھیجے گئے تو ان کے فیض تلقین سے دو گھرانوں کے سوا تمام شہر کے مسلمان ہو گئے آپ کے مدینہ پہنچنے پر آس پاس کے قبائل نے بھی اسلام قبول کر لیا اور قبیلہ غفار کی نصف آبادی بھی مسلمان ہو گئی معرکہ بدر کے بعد قریش اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے سلسلہ میں مدینہ آنے جانے لگے مسلمانوں سے ملنے جلنے کا اتفاق ہوا اس کا اثر بھی اچھا ہوا اور قریش میں سے بھی کچھ لوگ مسلمان ہو گئے۔

ایک دن رسول اللہ یہ آیتیں پڑھ رہے تھے ام خلقوا من غیر شیء ام هم الخالقون۔ ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون کیا یہ لوگ آپ سے آپ پیدا ہو گئے یا ان لوگوں نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا۔ یا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا بلکہ بات یہ ہے کہ ان کو یقین نہیں۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ اسیر بدر تھے انہوں نے یہ آیتیں سنیں ان کا بیان ہے کہ مجھے سنکر یہ معلوم ہوتا تھا کہ میرا دل پرواز کر گیا۔

مکہ معظمہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روم و فارس کی جنگ کے زمانہ میں روم کی فتح کی پیشین گوئی فرمائی تھی وہ ٹھیک فتح بدر کے موقعہ پر پوری اتری اور سات برس کے بعد روم کو فارس پر کلی فتح نصیب ہوئی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خلق کثیر نے اسلام کی صداقت کا اقرار کیا۔ اسی طرح اسلام تدریجاً پھیلتا اور بڑھتا رہا ۵ھ میں قریش کنانہ غطفان اسد اور دیگر قبائل نے متحد ہو کر مدینہ منورہ پر حملہ کیا اور شکست کھائی اس جنگ کا نام احزاب ہے اس شکست نے قریش کے عالمگیر فخر کو کسی قدر کم کر دیا اور جو قبائل ان کے ڈر کے باعث اسلام لانے میں متامل تھے ان کے وفود آنے شروع ہو گئے قبیلہ مزینہ، قبیلہ اشجع اور قبیلہ جہینہ بھی اسی سلسلہ میں مسلمان ہو گیا۔ قبائل اسلم، غفار، مزینہ، اشجع اور جہینہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے اسلام لے آئے اس لئے رسول کریمؐ نے ان کے لئے دعا کی۔

اشاعت اسلام کی رفتار میں سرعت

صلح حدیبیہ کے زمانہ میں کھلا موقع

مسلمانوں کو آزادانہ ملنے جلنے کا موقعہ ملا اور انہوں نے خلوت و جلوت میں ان کی تلقینات سے فائدہ اٹھایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس سے پہلے غزوات و محاربات کے باوجود جس قدر لوگ اسلام لائے تھے صرف دو برس میں یہ تعداد اس سے دگنی بڑھ گئی چنانچہ جب رسول اللہ صلعم حدیبیہ کے سال ادائے حج کے ارادہ سے مدینہ طیبہ سے نکلے تو صرف دو ہزار اشخاص آپ کے ہمراہ تھے اب دو برس کے بعد فتح مکہ کو چلے تو دس ہزار مسلمانوں کا لشکر جرار آپ کے ساتھ تھا۔ صلح حدیبیہ کا اثر تمام عرب پر محیط تھا اس نے جو قبائل قریش کے زیر اثر اور ہم عہد تھے وہ مدینہ منورہ پر بار بار حملے کی تیاریاں کرتے رہے ان کی مدافعت و معاہدہ کے لئے آپ کو کچھ نہ کچھ فوجیں بھی بھیجنی پڑتی تھیں تاہم جہاں جہاں امنیت کا خیال تھا وہاں داعیان اسلام بھیجے جانے لگے مگر ان کی حفاظت کے لئے تھوڑی بہت جماعت ضرور ساتھ کر دی جاتی تھی۔

سیرت ابن ہشام میں ہے قوم بھی کہ عرب چونکہ قریش کو تمام ملک کے سردار و پیشوا اور حضرت اسمٰعیل کی اولاد سمجھتے تھے اور یہ کعبہ شریف کے متولی بھی تھے انہوں نے ہی رسول اللہ کی مخالفت کے لئے جنگ شروع کی تھی جب قریش نے سپر ڈال دی تو سب کو یقین ہوگیا کہ اب ان میں تنہا مقابلہ و جنگ کی طاقت نہیں اور سب نے اسلام قبول کر لیا سورہ اذا جاء اسی موقع پر نازل ہوئی تھی۔ اسلام سچا اور سادہ مذہب تھا اور عرب ذہین و تیز فہم تھے ممکن تھا کہ وہ بہت جلد اسلام قبول کر لیتے مگر قریش کی خاندانی اور قومی نخوت سنگ راہ ہوگئی اب کہ یہ پتھر راہ سے ہٹ گیا تو پھر میدان صاف تھا۔

دعوت اسلام کی سرگرم مساعی

فتح مکہ کے بعد کوئی خطرہ نہ رہا اب دعاۃ اسلام یعنی مبلغین اطراف عرب میں بھیجے جانے لگے اور کوئی حفاظتی جمعیت بھی ان کے ساتھ بھیجنے کی ضرورت نہ رہی مگر پھر بھی یہ صورت رہی کہ بعض دعاۃ کے ساتھ کسی قدر فوج ضرور کر دی جاتی تھی کہ انھیں قبائل ضرر نہ پہنچا سکیں اور وہ آزادی کے ساتھ تبلیغ کر سکیں۔ حضرت خالد بن ولید یمن بھیجے گئے چونکہ وہ سپاہی اور فاتح تھے واعظ اور صاحب ارشاد نہ تھے چھ ماہ گذر گئے مگر ان کی دعوت پر کسی نے توجہ نہ کی۔ جب علی رضہ کا تقرر ان کی جگہ عمل میں آیا تو تمام ملک مسلمان ہوگیا حضرت خالد قبیلہ بنی جذیمہ کے پاس بھی اسی مقصد دعوت اسلام کے لئے بھیجے گئے تھے لیکن جب انہوں نے کشت و خون کیا اور آنحضرت کو خبر ہوئی تو آپ کھڑے ہوگئے اور دونوں ہاتھ قبلہ رخ اٹھا کر کہا خدایا میں خالد رضہ کے فعل سے بری ہوں۔ حضرت علی بھیجے گئے تو انہوں نے ایک ایک کا خون بہا ادا کیا حتی کہ جو کتے مارے گئے تھے ان کا بھی خون بہا دیا گیا اور کسی کو کوئی شکوہ نہ رہا یہ تھی اشاعت اسلام کی شان کہ جبر تو ایک طرف کسی پر خفیف سا زور بھی گوارا نہ تھا۔

اسی اثنا میں جو علاقے زیر اثر آ چکے تھے وہاں سے زکوٰۃ اور جزیہ وصول کرنے کے لئے عمال بھیجے جاتے تھے مگر یہ اس پایہ کے لوگ ہوتے تھے کہ ان کا زہد و تقدس مسلم ہوتا تھا۔ تحصیل مال بھی کرتے تھے اور دعوت اسلام بھی دیتے تھے چنانچہ حضرموت میں زیاد بن لبید، صنعاء یمن میں خالد بن سعید و مہاجر بن امیہ، یمن کے قبیلہ طے میں عدی بن حاتم، بحرین میں علاء بن حضرمی، زبید و عدن میں حضرت موسیٰ اشعری اور ذوالکلاع حمیری میں جریر بن عبداللہ بھیجے گئے تھے ان سب کا تقدس و تقویٰ مسلم تھا۔ تحصیل مال بھی کرتے تھے اور دعوت اسلام بھی دیتے تھے جریر مشہور صحابہ ہیں ذوالکلاع حمیری یمن کے سلاطین کے خاندان سے تھے ایک موقع پر ایک لاکھ آدمیوں نے انھیں سجدہ کیا تھا۔ جریر کی دعوت پر جب مشرف بہ اسلام ہوئے تو اس خوشی میں چار ہزار غلام آزاد کئے۔

رؤسائے عرب میں اسلام

نجران میں مغیرہ بن شعبہ، عمان میں عمرو بن العاص اور ابنائے فارس میں وبر بن یحنس کا تقرر مخصوص اشاعت اسلام کے لئے ہوا تھا کچھ رؤسائے قبائل بھی ایسے تھے جو کچھ عرصہ بارگاہ نبوت میں قیام کر کے کچھ تعلیم حاصل کر لیتے تھے اور پھر انہیں دعوت اسلام کے مقصد کے لئے ان کے قبائل ہی میں واپس کر دیا جاتا تھا اس طرح دعوت اسلام اور ان مبلغین کی سعی و جہد سے اسلام ہر جگہ تیزی کے ساتھ پھیلنے لگا سنہ ۹ھ تک حجاز کے کل کل باشندے مسلمان ہو چکے تھے فتح مکہ سنہ ۸ھ میں ہوا ہے۔ سنہ ۱۰ھ میں اسلام کا اثر ایک طرف بحرین، یمامہ، عمان، اور یمن اور دوسری طرف عراق و شام کی حدود تک وسیع ہو گیا یہ علاقے وہ اہم اور تاریخی علاقے ہیں جہاں اسلام سے پیشتر عربوں کی بڑی بڑی حکومتیں قائم تھیں اور اس وقت بھی وہ روم اور فارس کی دو بڑی سلطنتوں کے زیر سایہ تھیں تاہم اسلام ہر جگہ پھیلا اور تلوار و سنان کو ہاتھ لگائے بغیر ہر جگہ اس نے اپنا علم بلند کر دیا۔

اعرابِ یمن کا اقتدار

یمن پورے عرب میں سب سے زیادہ زرخیز اور شاداب صوبہ ہے قدیم زمانہ سے تجارت و تمدن کا گہوارہ رہا ہے سبا و حمیر کی عظیم الشان حکومتیں یہیں قائم ہوئی تھیں ولادت نبوی سے کچھ پیشتر سنہ ۵۲۵ء میں حبشی عیسائیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا لیکن ولادت نبوی کے چند سال بعد اہل ایران نے اس پر تسلط جما لیا ان کا گورنر یہاں حکومت کرتا تھا یمن والے قحطانی تھے اور داعی اسلام حضرت اسمٰعیل ؑ کی اولاد تھے پھر یمنیوں کو اپنے قدیم جاہ و جلال اور تمدن و تہذیب کا بڑا غرہ تھا جسے تمام عرب تسلیم کرتا تھا پھر سیاسی حیثیت سے وہ ایران کے ماتحت تھے باشندوں کا مذہب عمومیت کے ساتھ یہودیت یا مسیحیت تھا ہر طرف یہودی اور عیسائی پھیلے ہوئے تھے یہاں کے دو قبائل دوس اور اشعر پہلے ہی اسلام لا چکے تھے یمن میں ہمدان سب سے با اثر اور کثیر التعداد اور بڑا قبیلہ تھا جو حضرت علی ؓ کی دعوت پر اسلام لے آیا تھا۔ یمن کا ایک اور قبیلہ مذحج نے پہلے تو حضرت علی ؓ کی دعوت پر مقابلہ کیا اور اس کے بعد خود بخود مسلمان ہو گیا۔ یمن میں فارس و ایران کے جو لوگ مستقل قیام پذیر تھے وہ ابنا کہلاتے تھے۔ وبر بن یحنس نے انھیں دعوت اسلام دی اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔

تمام یمن میں تبلیغ کا کام کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کو متعین کیا یہ حضرات ہر ضلع اور ہر شہر میں پہنچے چلتے وقت آپ نے انہیں جو ہدایتیں تعلیم فرمائیں وہ اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان کے ذہن نشین رہنی چاہئیں آپ نے فرمایا کہ :-

سہولت سے کام لینا، سخت گیری نہ کرنا، لوگوں کو خوشخبری سنانا، نفرت نہ دلانا، مل کر کام کرنا۔ تمہیں ایسے لوگ ملیں گے جو پہلے سے کوئی مذہب رکھتے ہوں گے جب ان کے پاس پہنچو تو پہلے ان کو توحید اور رسالت کی دعوت دینا جب اسے تسلیم کر لیں تو کہنا کہ خدا نے تم پر روزانہ پانچ وقت کی نماز بھی فرض کی ہے جب یہ بھی مان لیں تو چن چن کر اچھی چیزیں نہ لے لینا مظلوموں کی بددعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ حائل نہیں۔

نجران میں تبلیغ

نجران عیسائیت کا مرکز تھا یہ علاقہ یمن کے پاس ہی ہے یہاں دعوت اسلام کے لئے مغیرہ بن شعبہ متعین ہوئے

تھے عیسائیوں نے قرآن کریم پر اعتراضات شروع کر دیئے یہ جواب نہ دے سکے اور واپس چلے آئے اس کے بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خط لکھا کہ اگر تمہیں اسلام قبول نہ ہو تو اسلام کی سیاسی اطاعت قبول کرو اور جزیہ دو۔ نجران والوں نے اپنے مذہبی پیشواؤں اور راہبوں کی جماعت کو استفسار حال کے لئے مدینہ بھیجا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے بحث کی اور حضور نے رواداری کا یہ شاندار مظاہرہ کیا کہ انہیں مسجد ہی میں اپنے طریق پر نماز پڑھنے کی اجازت دیدی۔ نجران مکہ معظمہ سے یمن کی طرف سات منزل پر ایک وسیع ضلع کا نام ہے یہاں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا جسے وہ کعبہ ہی کہا کرتے تھے اور حرم کا جواب سمجھتے تھے عرب میں عیسائیوں کا کوئی مرکز اس کے ہمسر نہ تھا یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا اور اس کے اوقاف کی آمدنی دو لاکھ سالانہ تھی (معجم البلدان)

نجران میں نصاریٰ کے علاوہ مشرکین کی بھی کچھ آبادی تھی قبیلہ بنو حارث ایک بت مدان کو پوجتا تھا حضرت خالد کی دعوت سے یہ مسلمان ہو گئے۔

یمن والوں نے چونکہ بغیر کسی ترغیب و ترہیب کے خلوص دل سے اسلام قبول کیا اس لئے آپ نے ان کے لئے خاص طور پر دعا کی اور فرمایا کہ ،، ایمان اہل یمن کا ایمان ہے اور دانائی یمن کی دانائی ہے"

بحرین میں اشاعت اسلام

بحرین ایران کی حکومت میں داخل تھا۔ عرب کے قبائل زیادہ تر اس میں آباد تھے بحرین وائل عبدالقیس اور تمیم ان میں بہت با اثر خاندان تھے عبدالقیس کے قبیلہ میں سے منقذ بن حبان تجارت کے لئے نکلے راہ میں مدینہ پڑتا تھا وہاں ٹھیرے رسول اللہ کو معلوم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کر لی اور قرآن سیکھ لی واپس ہوئے تو چند روز تک کسی پر اظہار نہ کیا ایک روز بیوی نے انہیں نماز پڑھتے دیکھ کر ان کے والد منذر بن عائذ سے شکایت کی لیکن تھوڑی دیر کے بحث و مباحثہ کے بعد منذر بھی مسلمان ہو گئے رسول کریم نے جو قرآن منقذ کو عنایت کیا تھا وہ سب لوگوں کو سنایا گیا سب نے اسلام قبول کر لیا مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلا جمعہ جس مسجد میں پڑھا گیا وہ بحرین کی مسجد تھی جو جواثی میں واقع ہے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد ان لوگوں نے چودہ اشخاص کی ایک سفارت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں بھیجی افسر منذر بن الحارث تھے قافلہ کاشانہ نبوت کے قریب آیا تو یہ لوگ بیتابانہ سواریوں سے کود پڑے اور رسول اللہ کے ہاتھ چومے منذر کو پاس ادب ملحوظ تھا انہوں نے قیام گاہ پر جا کر کپڑے بدلے اور بخدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ بحرین ہی کے علاقہ میں ایک مقام ہجر ہے یہاں ایران کی طرف سے ایک شخص سیبخت نامی حاکم تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام خط لکھا اس پر اس نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ سنہ ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علاء حضرمی کو بحرین میں تبلیغ اسلام کے لئے مامور کیا اس وقت اس صوبہ کا گورنر منذر بن ساوی تھا حضرت علاء کی تبلیغ سے اس نے اسلام قبول کر لیا اور اس کے ساتھ تمام عرب اور کچھ عجم جو یہاں مقیم تھے سب کے سب مسلمان ہو گئے۔

عمان و شام میں اسلام

عمان بھی عرب کا ایک مشہور اور متمدن شہر تھا یہاں موتی نکالے اور فروخت کئے جاتے تھے

اس پر ایک قبیلہ ازد کا قبضہ تھا جیفر و عبد جو جلندی کے بیٹے تھے یہاں کے رئیس تھے سنہ ۸ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو زید انصاری اور حضرت عمرو بن العاص کو تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا ابو زید بزرگ حافظ قرآن تھے دونوں کے پاس مواعظ کے خطوط تھے یہ یہاں کے رؤسا کے پاس گئے اسلام پیش کیا سمجھایا ان کے قلوب میں ربانی نور کی کرنیں پھیل گئیں اور مسلمان ہو گئے مسلمان ہو کر یہ خود مبلغ اسلام بن گئے اور انہوں نے اس دین قیم کی توسیع کی کوشش کی چنانچہ خدا کا فضل تھا اور ان کی بھی جد و جہد سے وہاں کے تمام کے تمام عرب مشرف باسلام ہو گئے۔

اطراف شام بہت معمور اور زرخیز علاقے تھے اور چونکہ ادوار اور آبادی کی کثرت نے ایک بہت اہم اور متمدن بنا دیا تھا یہاں عربوں کی متعدد ریاستیں تھیں معان اور اس کے اضلاع پر فروہ بن عمرو کی فرمانروائی تھی مگر چونکہ اس زمانہ میں رومیوں کا اقتدار عروج پر تھا اور ان کی سلطنت دور دور تک پھیلتی ہوئی عرب کے حدود تک پہنچ گئی تھی اس لئے یہ ریاستیں بھی قیصر روم کے زیر اقتدار تھیں اور فروہ ان کے عامل اور گورنر سمجھے جاتے تھے انہیں بھی فروغ اسلام کی خبریں پہنچنے لگیں جس سے ان کو تعلیمات اسلام کا شوق پیدا ہوا اور وہ تحقیقات حال کرتے ہی قلب متاثر ہو گیا اور خلوص دل سے اسلام قبول کر لیا جب اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے تو آپ نے اظہار اسلام و عقیدت کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کے طور پر ایک خچر اور کچھ تحائف ارسال کئے۔

رومی عیسائی تھے اور ان میں اسلام کی طرف سے شدید تعصب پیدا ہو گیا تھا انہیں علم ہوا کہ فروہ نے اسلام قبول کر لیا تو بےحد غضبناک ہوئے کہ ہمارا گورنر ہو کر یہ شوخ چشمی انہوں نے فوراً ایک دستہ فوج بھیج کر انہیں گرفتار کر لیا اور سولی چڑھا دیا جس وقت انہیں سولی چڑھائی گئی اس وقت ان کی زبان پر عربی کا ایک شعر جاری تھا جس کے یہ معنے تھے کہ وہ مسلمان سرداروں کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ میرا جسم اور میری جان اور میری عزت سب پروردگار کے نام پر نثار ہے۔ حضرت خباب کی بھی یہی حالت تھی کفار چاروں طرف سے سنگینیں لئے کھڑے تھے اور ان کی ایذا ان کے جسم میں چبھو رہے تھے۔ خباب محمد کی برائی کر دو ابھی چھوڑ دیں گے وہ مسکراتے اور سرشار شوق یہ پڑھتے ہوئے پھانسی پر لٹک گئے عرب اور شام کے درمیان جذام بلی اور عذرہ وغیرہ قبائل آباد تھے ان میں تبلیغ کے لئے حضرت عمرو بن العاص مامور ہوئے تھے افسوس ہے کہ بعد کے مسلمانوں نے تبلیغ کی طرف سے غفلت برتی ورنہ اگر ان ساعی کا سلسلہ جاری رہتا تو آج تقریباً تمام دنیا مسلمان ہو چکی ہوتی اب بھی دین وہی ہے اور وہی اسلام اگر آج بھی انہی طریقوں اور اسی جوش سے تبلیغ کی جائے تو بہت کام ہو سکتا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے اس بھولے ہوئے فریضہ مذہبی کو پھر یاد کریں اور مصروف عمل ہو جائیں۔

نئی اک لگن سب کے دلوں میں لگا دی

قبائل کا جوش اسلام

مکہ کا فتح ہونا تھا کہ سارے عرب میں اور عرب کے قبائل میں ایک بے پناہ جوش پیدا ہو گیا۔ سب کے دل میں ایک نئی لگن لگ گئی۔ مکہ بت پرستی کا مرکز کفر کی شکوہ و قوت کا گہوارہ اور سرداران قبائل کا گزشتہ تعاون کے مقابلہ نے قبائل کے جوش پر ایک بند لگا رکھا تھا جب انہوں نے محسوس کیا کہ مکہ کا ایک کا ہم پوش تیمیر نے قریش کے پہاڑ کو پاش پاش کر دیا تو وہ سمجھنے لگے کہ اسلام واقعی ربانی مذہب ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے پیغمبر ہیں ان کی تعلیم ہی سچائی و سادگی کا مظہر نظر آئی اور ان کے قلوب جوش سے بھر گئے یہ نہیں کہ انھیں یہ اندیشہ تھا کہ اگر ہم نے اسلام نہ قبول کیا تو ہمارا بھی وہ انجام ہوگا جو مکہ کا ہوا یا ہم پر یورش کر دی جانے گی یا زبردستی لادا جائیگا اور ہمیں قید و بند کے مصائب برداشت کرنے پڑیں گے ان کے سامنے پیغمبر والوں کی مثال موجود تھی کہ انھیں باوجود شدید مقابلہ و شرارت کے اسلام پر مجبور نہیں کیا گیا جزیہ کی شرط یا دوسرے طریقوں سے وہ مصالحت کر کے آرام و عافیت کے ساتھ رہ سکتے تھے کوئی اندیشہ نہ تھا کوئی خطرہ نہ تھا کسی مصیبت و تباہی کا تصور ہی ذہن میں قائم نہ ہو سکتا تھا ان پر صرف دعوت اسلام اور صداقت دین کا اثر تھا البتہ وہ اتنا ضرور سمجھ گئے تھے کہ اب انھیں اسی حالت میں نہ چھوڑا جائیگا وہ اسلام کے خلاف برسر عمل رہ چکے ہیں یا تو انھیں اسلام قبول کرنا ہوگا یا ان کی سیاسی قیادت و عظمت تسلیم کر کے جزیہ دینا ہوگا کچھ نہ کچھ کرنا ضرور ہے اور کچھ کئے بن چارہ نہیں۔

چنانچہ وفود آنے شروع ہو گئیں قبائل کے وفود بارگاہ نبوت میں حاضر ہو ہو کر داخلہ نئے اسلام قبول کرنے اور سر اطاعت جھکانے لگے۔ بنو حنیفہ، بنو اسد، بنو سعد، بنو تمیم، ازد، طے، ہمدان، سلاطین حمیری، اور بنو تمیم ملک عرب کے سب سے زیادہ با اثر مقتدر اور طاقتور قبائل تھے ان سب کی سفارتیں دربار رسالت میں آئیں گو اکثر کا مقصد یہی ہوتا تھا کہ حقیقت اسلام سے واقف ہو کر اسلام لے آئیں مگر بادشاہان عرب کی سفارتیں بھی تھیں جو رسول کریم کو محض سیاسی و ملکی حیثیت سے ان سے معاہدہ کر لینا چاہتی تھیں ان کا ورود ۹ھ اور ۱۰ھ میں ہوا ان سالوں سے پیشتر بھی مختلف قبائل کی طرف سے کچھ سفارتیں آئی تھیں اور انھیں کا اثر تھا کہ وہ قبائل مسلمان ہو گئے تھے۔

دربار رسالت کے خطیب و شعرا

۹ھ میں عرب کے قبیلہ مزینہ کے چار سو اشخاص کی سفارت دربار نبوت میں پہنچی اور اسلام قبول کیا، بنو تمیم کے وفد اور سفارتیں بڑی شان و شکوہ کے ساتھ آئیں عربی فخر و غرور کا نشہ سر میں سمایا ہوا تھا رسول کریم گھر میں تشریف رکھتے تھے آستانہ اقدس پر جا کر آواز دی کہ محمد باہر آؤ۔ آپ تشریف لائے تو کہنے لگے کہ ہم آپ سے مناظرہ کرنے کے لئے آئے ہیں آپ نے اجازت دے دی مشہور خطیب عطارد بن حاجب جسے نوشیرواں کے دربار سے حسن تقریر کے صلہ میں کمخواب کا خلعت عطا ہوا تھا کھڑے ہو کر ایک پر زور تقریر کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

”خدا کا شکر ہے جس کے الطاف کی بدولت ہم صاحب تاج و تخت خزانہ ہائے گرانبہا کے مالک اور مشرق کی تمام قوموں سے معزز تر ہیں آج ہماری برابری کون کر سکتا ہے جس کو ہماری ہم رتبگی کا دعویٰ ہو وہ یہ خصائص اور اوصاف گنائے جو ہم نے گنائے ہیں“ عطارد یہ تقریر کر کے بیٹھ گیا۔ رسول کریم کے اشارہ پر حضرت ثابت بن قیس نے جواب میں ایک معرکہ آرا تقریر کی جس کا ماحصل یہ ہے کہ:۔

”وہ اس خدائے ذوالجلال کی تعریف جس نے آسمان و زمین کو مخلوق کیا، ہم کو بادشاہت عطا کی اپنے بندوں میں سے بہترین بندے کو رسالت کے لئے منتخب کیا جو سب سے زیادہ شریف النسب سب سے زیادہ راست گفتار اور سب سے زیادہ شریف الاخلاق ہے وہ تمام عالم کا انتخاب تھا اسی لئے خدائے برتر و توانا نے اس پر کتاب نازل کی اس نے لوگوں کو دعوت اسلام دی تو سب سے پہلے مہاجرین اور ان کے بعد ہم انصار نے اس پر لبیک کہا ہم لوگ انصار الہی اور وزرائے رسالت ہیں۔ تقریریں ہو چکیں تو اشعار کی باری آئی تمیم کے مشہور شاعر زبرقان بن بدر نے قصیدہ پڑھا جس کے جواب میں دربار رسالت کے شاعر حسان بن ثابت نے ایک برجستہ قصیدہ پڑھا۔ زبرقان جو مقرر و خطیب تھا کہ اس کی تقریر حاضرین کو حیرت زدہ بنا دیتی تھی ایک روایت میں ہے کہ اسی کی ایک تقریر سنکر آپ نے کہا تھا کہ ان من البیان لسحرا یعنی بعض بعض تقریر دل پر جادو کرتا ہے۔ آخر میں سب نے تسلیم کر لیا کہ دربار رسالت کے خطیب و شاعر ہمارے خطبا و شعرا سے افضل ہیں پھر سب نے اسلام قبول کیا۔

بنو سعد کا جوش دینی

بنو سعد کی سفارت کی سادگی و طرز ادا بہت دلچسپ و عجیب تھی اس کی طرف سے ضمام بن ثعلبہ سفیر ہو کر آئے اونٹ کو عین صحن مسجد میں بٹھا دیا پوچھا تم میں محمد کس کا نام ہے لوگوں نے اشارہ سے بتایا اس نے پاس آ کر کہا اے عبد المطلب کے بیٹے! مجھے تم سے کچھ باتیں پوچھنا ہیں لیکن سختی کے ساتھ پوچھوں گا ناراض نہ ہونا ارشاد ہوا شوق سے پوچھو کہنے لگا اپنے خدا کی قسم کھا کر کہو کیا تم کو خدا نے تمام دنیا کے لئے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر قسم دلا کر پوچھا کیا تم کو خدا نے پنجوقتہ نماز کا حکم دیا ہے“ اسی طرح روزہ حج، زکوٰۃ کی نسبت پوچھا آپ برابر ہاں کرتے جاتے تھے جب سب احکام سن لئے تو کہا کہ میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے اور مجھ کو میری قوم نے بھیجا ہے میں جاتا ہوں اور جو تم نے بتایا ہے میں اس سے ایک ذرہ نہ کم کروں گا اور نہ زیادہ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو اس نے فلاح پالی۔

ضمام نے جا کر اپنی قوم سے کہا کہ لات و عزیٰ کوئی چیز نہیں“ لوگوں نے کہا کہ کیا کہتے ہو جنون تو نہیں ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم نہ وہ کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ ضرر میں تو خدا اور محمد پر ایمان لاتا ہوں“ ان کی مختصر تقریر کا یہ اثر تھا کہ شام ہونے سے پہلے تمام قبیلہ کا قبیلہ زن و مرد اور بچے سب مسلمان ہو گئے۔

شہنشاہ عرب اور بڑھیا

یمن کے نہایت مشہور قبیلہ اشعری نے بھی اپنا وفد بھیجا ۵۰ اشخاص خیبر میں باریاب ہوئے دوس بھی عرب کا مشہور قبیلہ تھا اس کی طرف سے حضرت طفیل سفیر بنکر حاضر ہوئے اس قبیلہ میں زنا کا رواج بہت تھا متامل ہونے کہ قبول اسلام کے بعد اس زندگی سے محروم ہو جائیں گے آخر سب مسلمان ہو گئے اور اسی خاندان ہجرت کر کے مدینہ آ رہے نجران کا ایک اور نہایت معزز خاندان بنو حرث تھا کعبہ اکثر لوگوں میں غالب رہا تھا رسول اللہ نے وجہ دریافت کی تو بتائی کہ ہم ہمیشہ متفق ہو کر رہا کرتے تھے اور کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے یہ بھی مشورہ میں آکر فردکش ہو گیا قبیلہ طے کے رئیس زید الخیل اور عدی تھے ان کے حدود حکومت یمن میں الگ الگ تھے اول الذکر زمانہ جاہلیت کے مشہور شاعر خطیب خوش جمال فیاض اور بہادر تھے چند معزز اشخاص کے ساتھ دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے اور زید الخیر کا خطاب پایا۔ عدی بن حاتم مذہباً عیسائی اور اپنی قوم کے سردار تھے سلاطین

عیسائی طرح انہیں آزادی کا جو تحفہ ملا تھا بھاگ کر شام چلے گئے تھے مسلمان بہن کے بھانے پر دربار نبوت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا رسول کریم کے ساتھ گھر جا رہے تھے راستہ میں ایک بڑھیا مل گئی اس نے آپ کو روک لیا اور کسی کام کے متعلق دیر تک آپ سے گفتگو کرتی رہی عدی خود رئیس تھے چھوٹے رئیسوں کا دربار دیکھے ہوئے تھے آپ کو حیرت ہوئی کہ عرب کا شہنشاہ ایک بڑھیا کے ساتھ مساوات سے پیش آتا ہے اسی وقت خیال ہوا کہ یہ شخص بادشاہ نہیں ہے رسول کریم گھر میں تشریف لائے تو چمڑے کا ایک گدا تھا اسے عدی کی طرف بڑھا دیا۔ حضور کے بچھونے پر بیٹھے آپ نے پوچھا تم اپنی قوم سے مرباع لیتے تھے یہ تو تمہارے مذہب نصرانیت میں جائز نہیں۔ پھر فرمایا کہ خدا کے سوا اور کوئی خدا ہونے نہیں پھر پوچھا خدا سے کوئی بڑا ہے بولے نہیں آپ نے فرمایا یہودیوں پر خدا کا غضب نازل ہوا ہے اور عیسائی گمراہ ہو گئے ہیں۔ غرض عدی نے اسلام قبول کر لیا آپ نے عدی کے خیال کے متعلق یہ بھی فرمایا کہ عدی تو مسلمانوں کی غریبی کی تحقیر کرتا ہے یاد رکھ وہ زمانہ قریب ہے کہ کسریٰ کی دولت انہی کے کاشانوں میں آئے گی۔ آپ کی سخاوت کا اثر ان پر بھی تھا ایک دفعہ ان سے ایک شخص نے سو روپے مانگے بولے کہ تو حاتم کے بیٹے سے اس قدر حقیر رقم مانگتا ہے ہو بخدا ہرگز دوں گا۔

قبیلہ ثقیف کا سر آستانہ نبوت پر

قبیلہ ثقیف طائف کا بہت ہی مقتدر اور متمول اور بااثر قبیلہ تھا اس وقت طائف پر انہیں لوگوں کا قبضہ تھا جن میں ایک عروہ بن مسعود ہے جو اتنے عقیل اور ذی اثر سمجھے جاتے تھے کہ کفار مکہ کہا کرتے تھے کہ کلام الٰہی اترنا تو ان پر اترتا۔ رسول کریم طائف سے واپس گئے اور محاصرہ اٹھایا تو مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی آپ راہ میں آ ملے اور اسلام قبول کر کے واپس گئے اور لوگوں کو دعوت دینے لگے جنہوں نے انہیں بہت برا بھلا کہا صبح کا وقت تھا اپنے بالاخانہ پر کھڑے ہو کر جب انہوں نے اذان دی تو ہر طرف سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی اور آپ شہید ہو گئے عروہ کا خون رائیگان نہیں گیا صخر بن عیلہ رئیس احمس یہ سنکر کہ رسول کریم طائف کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں کچھ سوار لیکر فوراً روانہ ہوا مگر آپ واپس تشریف لیجا چکے تھے تاہم اس نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور آخر مجبور پایا کہ اہل طائف قبول اطاعت مشرف بہ اسلام ہو گئے آپ بہت خوش ہوئے اور احمس کیلئے دس بار دعا فرمائی۔ چند روز کے بعد اہل طائف نے مشورہ کیا کہ تمام عرب اسلام لا چکا اب ہم تنہا کیا کر سکتے ہیں چنانچہ ایک سفارت بھیجے جانے کے متعلق فیصلہ ہو گیا۔ سفیر مدینہ پہنچے تو مسلمان اس قدر مسرور ہوئے کہ پہلے مغیرہ بن شعبہ خوشخبری سنانے کو دوڑے سرداران طائف کا مشہور رئیس امیر الوفد تھا۔ یہ لوگ صحن مسجد میں خیمے لگا کر فروکش ہو گئے رسول کریم انہیں برابر تبلیغ کرتے عشاء کے بعد ان کے پاس تشریف لیجاتے کھڑے کھڑے ان سے باتیں کرتے رہتے قریش کی طرف سے جو اذیتیں پہنچائی تھیں ان کا ذکر کرتے رہتے وغیرہ کی لڑائیوں کی تفاصیل بھی بیان کرتے بالآخر انہوں نے اسلام پر آمادگی ظاہر کر دی لیکن یہ شرطیں پیش کیں (۱) زنا ہمارے لئے جائز رکھا جائے کیونکہ ہم میں سے اکثر مجرد رہتے ہیں اس لئے ان کو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں (۲) ہماری قوم کا تمام کاروبار اور ذریعہ معاش سود ہے اسلئے ہمیں سود خوری کو جائز اور بحال رکھنے کی اجازت ضرور ہونی چاہئے (۳) ہمارے شہر میں انگور کثرت سے پیدا ہوتا ہے شراب ہمیں نہ روکا جائے کیونکہ ہماری سب سے بڑی تجارت اور کاروبار اسی کی تجارت ہے۔ آپ نے تینوں شرطیں نامنظور کر دیں انہوں نے جواب دیا اچھا ہم ان شرطوں کو واپس لیتے ہیں لیکن ہمارے سب سے بڑے بت اور معبود منات کے متعلق کیا ارشاد ہے آپ نے فرمایا کہ وہ توڑ ڈالا جائے گا یہ سنکر انہیں بڑا تعجب ہوا

اور کہا کہ لوگوں کے خدا نے منظر کیا تو ہم کیا کہیں اگر ہمارے معبود کو معلوم ہو جائیگا کہ اس کے توڑنے کا ارادہ ہے تو وہ تمام شہر کو ہلاک کر دیگا حضرت عمرؓ یہ سنکر غضبناک ہو گئے اور کہا تم لوگ کس قدر جاہل ہو منات صرف ایک پتھر ہے ان لوگوں نے کہا عمر ہم تمہارے پاس نہیں آئے اس کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہم منات کو ہاتھ نہیں لگا سکتے آپ جو چاہیں کریں لیکن ہم کو اس عبادت سے معاف رکھا جائے یہ درخواست آپ نے منظور کر لی۔ ان لوگوں نے نماز، زکوٰۃ اور جہاد سے بھی معافی کی درخواست کی نماز سے تو معافی کسی حالت میں ممکن ہی نہ تھی کہ وہ ہر روز پانچ دفعہ ادا کرنے کی چیز ہے لیکن زکوٰۃ سال بھر کے بعد واجب ہوتی ہے اور جہاد فرض کفایہ ہے اس بنا پر اس وقت ان دونوں پر مجبور نہیں کیا گیا کیونکہ ظاہر ہوتا تھا کہ جب وہ اسلام قبول کر لیں گے تو رفتہ رفتہ خود ان میں صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ کو یہ کہتے سنا کہ جب یہ اسلام لے آئینگے تو زکوٰۃ بھی دینے لگیں گے اور جہاد بھی کرینگے۔ ابھی دو برس بھی نہ گذرنے پائے تھے کہ تمام ثقیف اسلام لے آئے سفارت واپس چلی گئی تو رسول کریم نے ابو سفیان اور مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا کہ شرائط کے موافق طائف کے صنم اعظم لات و منات کو جا کر توڑ آئیں۔ مغیرہ نے بتکدہ گرانا شروع کیا تو مستورات روتی ہوئی ننگے سر گھروں سے نکل آئیں اور یہ اشعار پڑھتی جاتی تھیں "لوگو پست ہمتوں نے بتوں کو دشمنوں کے سپرد کر دیا اور معرکہ آرائی نہ کر سکے۔" دونوں میں کیفیت الازرد۔ ابھی کی عام عادت تھی قبیلہ ثقیف کے نامور سردار غیلان بن سلمہ کی دس بیویاں تھیں اس نے احکام اسلام کے مطابق صرف چار پر اکتفا کر لی۔

حمیری سلاطین کی اولاد کا اسلام

یمن میں اسلام ابتدا ہی میں پہنچ چکا تھا اس قبیلہ کے تیرہ آدمی دربار نبوت میں حاضر ہوئے عرض کی کہ ہمارا ملک بہت دور ہے اور درمیان میں کفار مضر کی آبادیاں ہیں ہم اشہر حرم کے سوا اور مہینوں میں نہیں آ سکتے چند ایسی باتیں تلقین فرمائیے جن پر ہمیشہ عمل کریں اور اپنے اہل وطن کو بھی ان کی تعلیم دیں ارشاد ہوا کہ میں تم کو چار باتوں کا حکم دیتا ہوں خدا کو ایک جانو، نماز پڑھو، روزہ رکھو اور خمس دو اور چار باتوں سے منع کرتا ہوں دبا، حنتم، نقیر، مزفت یہ چار قسم کے برتن ہوتے تھے جن میں کھجور کی شراب بنائی جاتی تھی آپ کی یہ عادت تھی کہ جس قبیلہ میں جو مخصوص عیب ہوتے تھے ان کے پند و موعظت میں انہی کا ذکر خصوصیت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے لوگوں کو تعجب تھا کہ حضور نے نقیر کا مخصوص طور پر ذکر کیوں کیا انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ نقیر کے متعلق آپ کو کیا معلوم ہے ارشاد ہوا ہاں کھجور کی موٹی لکڑی کو اندر سے کھود کر تم اس میں ڈالتے ہو جب ابال کم ہو جاتا ہے تو اسے پی کر اپنے بھائیوں پر تلوار چلاتے ہو۔ اتفاق سے وفد میں ایک صاحب ایسے تھے جن پر یہی واقعہ گذرا تھا ان کی پیشانی پر تلوار کا نشان تھا وہ شرم سے چھپائے ہوئے تھے۔ حمیر میں اب مستقل حکومت تو رہی نہ تھی ان کی اولاد نے چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کر لی تھیں اور برائے نام بادشاہ کہلاتے تھے یہ لوگ خود تو نہ آئے مگر قاصد بھیجکر اطلاع کر دی کہ ہم نے اسلام قبول کر لیا ہے حضر موت یمن کے اضلاع میں ہے یہاں بنی کندہ خاندان کی حکومت تھی اس وقت اس کا حاکم اشعث تھا ان کی طرف سے اسی سوار اس شان و شوکت کے ساتھ آئے کہ حبرہ کی چادریں جن کے سنجاف حریر کے تھے کاندھوں پر ڈالے ہوئے تھے یہ اسلام لے آئے تھے آپ نے حریر کی ممانعت کی تو انہوں نے چادریں پھاڑ پھاڑ کر پھینک دیں بنو فزارہ جو ایک سرکش قبیلہ تھا اس نے بھی ایک سفارت بھیجکر اسلام قبول کر لیا نجران کے نصاریٰ کے وفد نے بہت بحث و تمحیص کی یہ قیاصرہ روم کو اپنا پشت

ایک آواز نے سوتی بستی جگا دی

دعوت اسلام کا آغاز

جب مکہ میں دعوت اسلام کا آغاز ہوا۔ اور آپ نے پہلی آواز بلند کی تو بت کی بنا پڑی پہلی آنکھیں کھل گئیں اور قرنوں کی سوئی بستی نے کروٹ لینی شروع کر دی آپ کا مقصد تبلیغ حضرت مسیح کی طرح محض دعوت تبلیغ یا حضرت کلیم کی طرح صرف اپنی قوم کو مصر سے لیکر آنا نہ تھا بلکہ آپ خاتم انبیا تھے عرب ہی میں رہکر پہلے عرب کی سوئی بستیوں کو جگانا اور پھر یہیں سے ساری دنیا کو سیراب کرنا مقصود تھا اسلئے راہ میں شدید مشکلات آکھڑی ہوئیں اور پوری تدبیر و تدریج سے آپ کو کام لینا پڑا نبوت کا راز افشا کرنا بھی معمولی کام نہ تھا اس لئے آپ نے اس کے لئے سب سے پہلے ان بزرگ ہستیوں کو منتخب کیا جو آپکے عادات و خصائل اور حرکات و سکنات کے پر تجربے کے ساتھ آپکی ہمدردی بھی کر سکتی تھیں چنانچہ اپنی حرم محترم حضرت خدیجہ اپنے آغوش تربیت میں پلے ہوئے بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے آزاد کردہ اور بندہ خاص غلام زیدؓ اور حضرت ابوبکر صدیق سے جو برسوں سے فیضیاب خدمت تھے اس راز کا اظہار کیا حضرت ابوبکرؓ دولتمند ماہر انساب صائب الرائے اور فیاض تھے اور ایمان لانے کے وقت بھی آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے اصحاب کبار میں سے حضرت عثمانؓ حضرت زبیرؓ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت سعد بن وقاصؓ سب نے انہی کی ترغیب سے اسلام قبول کیا تھا ان کی وساطت سے چپکے چپکے یہ چرچا اندر لوگوں میں بھی پھیلا اور مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ ان سابقین اولین میں عمارؓ خبابؓ حضرت عثمانؓ عبدالرحمن بن عوفؓ حضرت سعد بن وقاصؓ طلحہؓ ارقمؓ سعید بن زیدؓ عبداللہ بن مسعودؓ عثمان بن مظعون ابو عبیدہؓ اور صہیب رومی زیادہ ممتاز ہیں۔ ہنوز محرمان خاص کے سوا کسی کو پتہ نہ دیا جاتا تھا نماز کا وقت آتا تو رسول کریم کسی پہاڑ کی گھاٹی میں چلے جاتے اور وہاں نماز ادا کرتے چاشت کی نماز آپ البتہ حرم میں ادا فرماتے کیونکہ یہ نماز قریش میں بھی جائز تھی تین برس تک آپ نہایت رازداری کے ساتھ تبلیغ کرتے رہے اس کے بعد حکم ہوا فاصدع بما تؤمر جو حکم دیا گیا ہے اسے علانیہ طور پر انجام دو۔ وانذر عشیرتک الاقربین۔ اور اپنے نزدیک کے خاندان والوں کو خدا سے ڈرا۔

اب کیا تھا آپنے کوہ صفا پر چڑھکر پکارا یا معشر قریش! لوگ جمع ہوئے تو آپنے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے عقب سے ایک لشکر آرہا ہے تو کیا تم اس کا یقین کروگے سب نے کہا کہ بیشک کیونکہ ہم نے ہمیشہ سے سچ بولتے دیکھا ہے تو آپنے فرمایا تو میں یہ کہتا ہوں کہ اگر تم ایمان نہ لاؤگے تو تم پر شدید عذاب نازل ہوگا۔ یہ سنکر لوگ سخت برہم ہوگئے چند روز کے بعد آپ نے تمام خاندان عبدالمطلب کو جمع کیا۔ حمزہؓ، ابوطالبؓ، عباسؓ سب شریک تھے سب نے کھانا کھایا اس کے بعد آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا کہ میں وہ چیز لیکر آیا ہوں جو دین اور دنیا دونوں کی کفیل ہے اس بار گراں کو اٹھانے کے لئے کون میرا ساتھ دیگا۔ تمام مجلس خیافت میں ایک سناٹا چھا گیا دفعۃً حضرت علیؓ نے اٹھکر کہا گو میں سب سے کم عمر ہوں تاہم میں آپکا ساتھ دوں گا مسلمانوں کی تعداد چالیس سے تجاوز ہوچکی تھی آپ نے حرم کعبہ میں جاکر توحید کا اعلان کیا کفار کے نزدیک حرم کی یہ سب سے بڑی توہین تھی دفعۃً ہنگامہ ہوگیا ہر طرف سے لوگ ٹوٹ پڑے رسول کریمؐ کے ربیب حارث بن ابی ہالہ گھر میں تھے خبر پاکر بچانے کو دوڑے لیکن ہر طرف سے ان پر اتنی تلواریں پڑیں کہ وہ بیں شہید ہوگئے۔ اسلام کی راہ صداقت میں یہ پہلا خون تھا۔

قریش کی مخالفت و عناد کے وجوہ

مکہ کی عزت کعبہ کی وجہ سے اور قریش کا اقتدار کعبہ کے مجاور و کلید بردار ہونیکے باعث تھا چونکہ ہرسال بڑا اجتماع ہوتا تھا حج کو بکثرت لوگ آتے تھے ان کے اہتمام اور انتظام قیام کے بندوبست کے لئے متعدد مناصب پیدا ہوگئے تھے جو نہایت اہم اور منفعت انگیز سمجھے جاتے تھے اور ان کے باعث عرب میں ان منصب داروں کی بڑی عزت کی جاتی تھی کوئی خیمہ و خرگاہ کا مہتمم تھا کوئی کلید بردار کسی کے سپرد غریب حجاج کی خبرگیری تھی اور کسی کو حجاج کو پانی پلانے کا کام سپرد تھا کوئی مہتمم خزانہ تھا اور کوئی فوجداری کا فیصلہ کرنے والا مختلف خاندانوں کو یہ عہدے تفویض تھے آغاز اسلام میں جو لوگ قریش کے رؤسائے اعظم تھے اور جن کی عظمت و اقتدار کا ارتسام کرنا تھا وہ ابوسفیان، ابولہب، ابوجہل، ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل اور عتبہ بن ربیعہ تھے ابوسفیان حضرت معاویہؓ کے باپ تھے اور ان کے والد بھی حرب فجار میں سپہ سالار رہ چکے تھے ابوجہل اپنے قبیلہ کا سردار تھا ولید بن مغیرہ قریش کے رئیس اعظم اور حضرت خالد کے والد تھے عاص بن وائل سہمی حضرت عمرو بن العاص کے باپ اور نہایت دولتمند کثیر الاولاد اور صاحب اثر تھے اور عتبہ امیر معاویہ کے نانا اور نہایت شریف الطبع اور صاحب ریاست تھے اور بھی بااثر لوگ تھے مگر سب سے بڑے یہی تھے خاندان ہاشم اور خاندان بنو امیہ برابر کے حریف تھے اور دونوں میں مدت سے رقابت چلی آتی تھی خانہ کعبہ میں اس وقت ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے جن میں سب کا خدائے اعظم ہبل تھا یہ بت خدائی کر رہے تھے خیر و شر بارش جنگ اور اولاد کے مالک سمجھے جاتے تھے مذہبی مخالفت ہی کچھ کم فتنہ انگیز نہیں ہندوستان ہی کے اندر مذہبی مخالفت کتنی نازک صورت اختیار کرلیتی ہے حالانکہ یہ زمانہ اور ہے پھر اگر بت پرستی اور اس بت پرستانہ خدائی طلسم ہی الٹ جاتا ہے تو پھر قریش کی ساری عظمت خاک میں مل جاتی ہے اس لئے جس حد تک نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا اس لئے اسی حد تک خونخوار جنگ اسلام کی مخالفت کی۔

قریش کا خیال تھا کہ نبوت اگر ملتی بھی تو مکہ یا طائف کے کسی رئیس کو ملتی وقالوا لولا نزل هذا القرآن على رجل من القريتين عظيم وہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر قرآن کو اترنا تھا تو ان دو شہروں (مکہ و طائف) میں سے کسی رئیس اعظم پر اترتا۔ عرب میں ریاست کے منصب کے قابل وہی سمجھے جاتے تھے جو دولت اور کثرت اولاد میں فائق ہوں رسول کریم میں دونوں باتیں نہ تھیں۔ شاہ حبش عیسائی تھا اور چونکہ وہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے آیا تھا اس لئے قریش کو عیسائیوں سے بالطبع نفرت تھی اور وہ پارسیوں کو ان کے مقابلہ میں زیادہ پسند کرتے تھے جنگ روم میں ایران کو فتح ہوئی تو قریش نے بڑی خوشی منائی مگر سورہ روم میں یہ روم کی فتح کی پیشین گوئی کردی گئی انہیں خیال ہوا کہ عیسائیت اسلام کے روپ میں ہم پر مسلط کی جارہی ہے خاندانی رقابتیں بھی برسر عمل تھیں عبدالمطلب نے اپنے زور و اثر سے بنو ہاشم کا پلہ بھاری کردیا تھا لیکن بعد میں یہ حالت نہ رہی ابوطالب دولتمند نہ تھے عباس دولتمند تھے لیکن فیاض نہ تھے ابولہب بدچلن تھا چنانچہ بنو امیہ کا اقتدار بڑھنے لگا اب رسول کریم کی نبوت میں بھی بنو امیہ کو اپنی رقابت اور اپنے اقتدار و عظمت کے خاتمہ کے جراثیم چھپے نظر آئے اس لئے اس قبیلہ کی طرف سے سب سے زیادہ مخالفت ہوئی بدر کے سوا تمام لڑائیاں ابوسفیان ہی نے

رہیں اور وہی ان کا رئیس بن کر رہا مخالفت مذہب کے پردہ میں کی جاتی تھی مگر بڑی وجہ یہی خاندانی رقابت اور کعبہ کی تولیت کے قیام کا مسئلہ تھا۔

قبیلہ بنو مخزوم کو بھی بنو امیہ کے بعد بنو ہاشم سے ہمارہی کا دعویٰ تھا۔ ولید بن مغیرہ اسی خاندان کا رئیس تھا اس لئے بھی شدت سے مخالفت کی قریش میں شدید یا غلاقیاں بھی پھیلی ہوئی تھیں آپ اس کی شدت سے مخالفت کرتے تھے قرآن مجید میں ان بدکرداروں کی شان میں برابر آیات نازل ہوتی رہتی تھیں گو طریقہ بیان عام تھا لیکن لوگ اردے سن کو سمجھ جاتے تھے کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ وہ سن رکھے کہ اگر وہ باز نہ آیا تو ہم اس کی پیشانی پکڑ کر گھسیٹیں گے جو کہ جھوٹی اور خطاکار ہے ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذلک زنیم ان کان ذا مال و بنین اور اس شخص کے کہنے میں نہ آنا جو بات بات پر قسم کھاتا ہے، آبرو باختہ ہے، طعن ہے چغلیاں لگاتا ہے لوگوں کو اچھے کاموں سے روکتا ہے حد سے بڑھ گیا ہے بد ہے تند خو ہے اور ان سب باتوں کے ساتھ جھوٹا نسب بتاتا ہے اس لئے کہ وہ مالدار اور لڑکوں والا ہے۔ اسی طرح سورہ مدثر میں ایک آیت ہے جس کے معنے ہیں مدہم کو اور اس کو تنہا چھوڑ دو میں نے اسے پیدا کیا پھر بہت سا مال دیا بیٹے دیئے سامان دیا پھر چاہتا ہے کہ ہم اسے اور دیں ہرگز نہیں وہ ہماری آیتوں کا دشمن ہے۔"

یہ خطاب ولید بن مغیرہ کے ساتھ ہے جو قریش کا سردار تھا اور یہ الفاظ اس شخص کی زبان سے ادا ہو رہے تھے جسے ظاہری جاہ و اقتدار حاصل نہ تھا۔

پھر بھی مخالفت کی سب سے بڑی وجہ جو تمام قریش اور تمام عرب کے لئے عام تھی وہ بتوں اور بت پرستوں کی تکذیب و تخریب کا عزم تھا اور دین کے متعلق کہا جا رہا تھا انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جھنم تم اور جن چیزوں کو تم پوجتے ہو سب دوزخ کے ایندھن ہوں گے۔

قریش و کفار میں شدید اشتعال

تمام قریش اور تمام کفار عرب بت پرستی کی اس توہین و تذلیل پر نعل در آتش بنے ہوئے تھے اور شدید اشتعال پیدا ہو چکا تھا سب بڑا یہ اندیشہ تھا کہ کہیں پورے عرب میں ایک خوفناک جنگ عظیم کی بنائیں استوار نہ ہو جائیں اور خونریزیوں کا ایک سلسلہ لا متناہی شروع نہ ہو جائے عرب کی عام حالت یہ تھی کہ مقتول کا قبیلہ بلا کسی تحقیق کے انتقام کو کھڑا ہو جاتا تھا اور جب تک بدلہ نہ لے لیا جاتا یہ آگ فرو نہ ہوتی تھی قریش سمجھتے تھے کہ اگر رسول کریم کو قتل کر دیا تو بنو ہاشم خون کا انتقام ضرور لیں گے اور پھر کہ ایک سلسلہ جنگ میں مبتلا ہو جائے گا پھر بہت سے قبیلوں کے لوگ مسلمان ہو چکے تھے کہ کس کس کو ماریں اور قتل کریں اور کس کس قبیلہ کے انتقام کے مورد بنیں وہ پہلے ہی خانہ جنگیوں سے تباہ ہو چکے تھے اور حرب فجار کے بعد بہت عاجز آ چکے تھے اس لئے علانیہ قتل سے بھی ڈرتے تھے اور اشتعال بھی برابر بڑھتا چلا جا رہا تھا۔ جو لوگ بالطبع شریف النفس تھے انہوں نے معاملہ کو صلح و آشتی سے طے کرانا چاہا پہلے سفارت عبدالمطلب کے پاس گئی وہ اس کے بعد ابوطالب کی خدمت میں اس میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ، ابوسفیان، عاص بن ہشام ابوجہل، ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل وغیرہ شامل تھے کہنے لگے کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہم کو احمق ٹھیراتا ہے ہمارے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے اس لئے یا تو تم درمیان سے ہٹ جاؤ یا تم بھی میدان میں آؤ کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔ ابوطالب نے محسوس کر لیا کہ حالات نازک صورت اختیار کر چکے ہیں اور میں تنہا مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں نے رسول کریم سے کہنے لگے وہ جان عم میرے اوپر اتنا بار نہ ڈالو کہ میں اٹھا نہ سکوں آپ کے جذبہ اخلاص و محبت پشت پناہ بھی تھے آپ کو اس کا رنج ہوا اور پھر بولے "اگر یہ میرے دونوں ہاتھوں پر سورج اور چاند کو بھی لا کر رکھ دیں جب بھی اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا اس سے ابوطالب بھی متاثر ہو گئے اور کہنے لگے کہ جا کوئی شخص تیرا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

قریش قتل کا ارادہ تو نہ کر سکے مگر ویسے برابر اذیتیں پہنچاتے رہے سلسلہ میں گفت و شنید اور پیشکشیں ڈالیں جو زبانیاں کہیں تنگ و عاجز آ گئے کہ عتبہ بن ربیعہ قریش کی طرف سے آیا اور کہا کہ "محمد کیا چاہتے ہو؟ کیا مکہ کی ریاست کسی بڑے گھرانے میں شادی، کیا دولت کے ذخائر، کیا مکہ کی حکومت۔ ہم سب پر راضی ہیں لیکن ان باتوں سے باز آ جاؤ جواب میں آپ نے قرآن کریم کی چند آیات پڑھ دیں قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد فاستقیموا الیہ واستغفروہ الخ (ترجمہ): قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ اندادا ذلک رب العالمین اے محمد کہدے کہ میں تم جیسا آدمی ہوں مجھ پر وحی آئی ہے کہ تمہارا خدا بس ایک خدا ہے بس سیدھے اس کی طرف جاؤ اور اسی سے معافی مانگو۔ کہدے کیا تم اس خدا کا انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں یہ زمین پیدا کی اور تم اس کے شریک قرار دیتے ہو یہی سارے جہان کا سردار ہے پروردگار ہے۔ اب سنئے عتبہ چپ چاپ اٹھا ہے تو وہ عتبہ ہی نہ تھا حالت بالکل بدلی ہوئی تھی اس نے قریش سے جا کر کہدیا کہ محمد جو کلام پیش کرتے ہیں وہ شاعری نہیں کوئی اور ہی چیز ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ تم انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کیونکہ اگر وہ کامیاب ہو کر عرب پر غالب آئیں گے تو اس میں تمہاری ہی عزت ہے ورنہ عرب ان کو خود فنا کر دے گا قریش نے یہ رائے منظور نہ کی۔

حضرت حمزہؓ و حضرت عمرؓ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمام میں حضرت حمزہؓ کو آپ سے خاص محبت تھی بہادر تھے قریش کے رؤسا صحن حرم میں الگ الگ دربار جا کر بیٹھا کرتے تھے حضرت حمزہؓ ان کے پاس بیٹھتے تھے سب کا یہ اثر تھا سب لوگ ان کی قدر و منزلت کرتے تھے ابوجہل نے ایک دفعہ رسول کریمؐ کے ساتھ گستاخیاں کیں کنیز نے حضرت حمزہؓ سے سب کچھ کہہ دیا آپ غصہ سے بیتاب ہو گئے اور تیر و کمان لے کر حرم میں آئے اور ابوجہل سے کہا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اس وقت تو جوش حمایت میں اسلام قبول کر لیا بعد کو پچتائے کئی روز کے بعد فیصلہ کر لیا کہ یہی دین سچا ہے دو ہی چار روز کے بعد حضرت عمرؓ بھی اسلام لے آئے۔ واقعہ یہ ہوا کہ آپ کے بہن بہنوئی اسلام لے آئے تھے۔ آپ رسول کریمؐ کے قتل نعوذ باللہ کے ارادے سے نکلے راہ میں یہ خبر لگی وہیں سے مڑے دونوں کو مار مار کے لہولہان کر دیا آخر بہن بولیں کچھ کر و اب تو اسلام چھوٹ نہیں سکتی۔ اس کا بہت اثر ہوا آپ نے قرآن کے اجزاء منگا کر پڑھے تو دیکھا یہ لکھا ہے سبح للہ ما فی السموات والارض وھو العزیز الحکیم زمین و آسمان میں جو کچھ ہے خدا کی تسبیح پڑھتا ہے اور خدا ہی غالب اور حکمت والا ہے ایک ایک لفظ پر قلب مرعوب و متاثر ہوتا چلا جا رہا تھا یہاں تک کہ جب آپ اس آیت پر پہنچے امنوا باللہ ورسولہ خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ تو بے اختیار پکار اٹھے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارقم کے مکان میں پناہ گزیں تھے حضرت عمرؓ نے دستک دی چونکہ شمشیر بکف تھے مسلمانوں کو اندیشہ ہوا لیکن حضرت حمزہ بولے آنے دو مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کر دوں گا" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دامن پکڑ

کر کہا عمر کس ارادے سے آیا ہے۔ نبوت کی پر جلال آواز نے انھیں کپکپا دیا عرض کیا ایمان لانے کے لیے۔ رسول کریم بیساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور اس زور سے نعرہ تکبیر بلند ہوا کہ مکہ کی پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ ان کے اسلام لانے سے دفعتاً حالت بدل گئی مسلمانوں نے علانیہ کعبہ شریف جاکر نماز پڑھی۔ عمرؓ کو حضرت عاص بن وائل نے اپنی پناہ میں لے لیا تھا۔

غربائے اسلام پر برق ستم کی تڑپ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ کو ان کے قبیلوں نے اپنے حصار حفاظت میں لے لیا اب قریش کا غیظ و غضب ہر طرف سے سمٹ کر ان غریبوں پر ٹوٹ پڑا جو بے یار و مددگار تھے ان میں کچھ غریب الوطن تھے جو دو تین پشت سے مکہ میں آ رہے تھے کچھ مزدور قبائل کے لوگ تھے کچھ کنیزیں اور غلام تھے انھیں بری طرح ستانا شروع کیا قریش چاہتے یہ تھے کہ چالیس پچاس مسلمان پھر ان میں شامل ہو جائیں اسی میں ان کی شان تھی ان کے قتل سے پھر مظلومین کا نام تاریخ میں رہا جاتا نقصان میں ایسے ہی لوگ تھے جن کا دل اس پر جلتا تھا کہ باپ دادا کا رعنا خاندان برہم ہو جاتا ان کے آباؤ اجداد کی تحقیر کی جاتی ہے ان کے معبودوں کی عظمت مٹی جا رہی ہے یہ لوگ حسرت و افسوس کر کے رہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے دماغوں میں خلل آگیا ہے عتبہ اور عاص بن وائل اسی قسم کے لوگ تھے لیکن ابوجہل اور امیہ بن خلف کو حقیقتاً سخت انتقام کا جوش تھا۔ جبر و ظلم کی انتہا اور ہولناکی یہ تھی کہ غریب مسلمانوں کو پکڑ کر تپتی ریت پر لٹایا جاتا اور اوپر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ لوہے سے داغا جاتا حضرت خباب بن ارت لوہار تھے قریش نے ایک روز کوئلے جلا کر زمین پر بچھا دیئے اور ان پر انھیں چت لٹا دیا ایک شخص چھاتی پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ کوئلے نیچے ہی ٹھنڈے ہو گئے آپ کی پشت اس سے بالکل سفید ہو گئی تھی۔

حضرت بلال امیہ بن خلف کے غلام تھے ٹھیک دوپہر کے وقت امیہ ان کو جلتی بالو پر لٹاتا اور پتھر کی چٹان سینہ پر رکھ دیتا اور کہتا کہ اسلام سے باز آ ورنہ یونہی گھٹ گھٹ کر مر جائے گا جب اس پر بھی قدم کو لغزش نہ ہوئی تو گلے میں رسی باندھ کر لونڈوں کے حوالہ کیا وہ انھیں شہر کے اس سرے سے اس سرے تک گھسیٹتے پھرتے تھے مگر ان کی زبان پر اَحَدٌ اَحَدٌ ہی رہتا تھا۔ حضرت عمارؓ بھی غلام تھے انھیں بھی گرم گرم بالو پر لٹایا جاتا تھا اور اس قدر مار پڑتی کہ بیہوش ہو جاتے تھے ان کے والدین کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا تھا۔ حضرت سمیہؓ آپ کی والدہ تھیں اسلام لانے کے جرم میں ابوجہل نے انھیں برچھی سے مار کر ہلاک کر دیا حضرت یاسرؓ آپ کے والد تھے وہ بھی اسی طرح ہلاک ہو گئے۔ حضرت صہیبؓ کے ساتھ بھی انتہائی جابرانہ سلوک روا رکھے گئے۔ حضرت فکیہہؓ صفوان بن امیہ کے غلام تھے حضرت بلال کے ساتھ اسلام لائے۔ ایک دفعہ ان کے سینہ پر اتنا بھاری پتھر رکھ دیا کہ زبان باہر نکل پڑی۔ رسیاں پاؤں میں باندھ کر گھسیٹا جاتا، گرم بالو پر لٹایا جاتا۔ لبینہ حضرت عمرؓ کی کنیز تھیں حضرت عمرؓ مارتے مارتے تھک جاتے تھے اور پھر مارتے تھے کہتے تھے اسلام نہ لاؤ گے تو خدا اس کا انتقام لیگا۔ زنیرہؓ بھی کنیز تھیں۔ ابوجہل نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔ نہدیہ اور ام عبیس بھی کنیز تھیں جنہوں نے سخت سے سخت اذیتیں سہیں۔

حضرت ابوبکرؓ کی یہ کمال شیفتگی اسلام تھی کہ حضرت بلالؓ عامر بن فہیرہؓ، لبینہؓ، زنیرہؓ، نہدیہؓ اور ام عبیسؓ کو بڑی قیمت پر خرید ا اور آزاد کر دیا ان غریبوں کے بعد نمبر ان لوگوں کا تھا جو آزاد و با اختیار تھے وہ ستائے گئے۔ حضرت عثمانؓ کبیر السن اور صاحب جاہ و اعزاز تھے اسلام لانے پر ان کے چچا نے انھیں رسی سے باندھ کر مارا حضرت زبیرؓ کو اسلام لانے پر چچا نے ایک چٹائی میں لپیٹ دیا اور ان کی ناک میں دھواں

پہنچایا۔ حضرت عمرؓ کے چچا زاد بھائی سعید بن زید اسلام لائے تو حضرت عمرؓ نے انھیں رسیوں سے باندھ دیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے منہ پر قریش نے اتنے طمانچے مارے کہ زخم ہو گئے۔ جاں نثاران اسلام کو اذیتوں اور مظالم کا تو خوف نہ تھا مگر وہ فرائض مذہبی آزادی کے ساتھ بجا نہ لا سکتے تھے اور قرآن شریف تک بآواز بلند نہ پڑھ سکتے تھے۔

حبش کو ہجرت

آخر ۵ سنہ نبوی میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایما سے گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی اور حبش چلے گئے۔ حبش قریش کا تجارتی مرکز تھا وہاں مسلمان آرام سے رہنے لگے مگر قریش نے گراں بہا تحائف کے ساتھ وہاں بھی سفارت بھیجدی نجاشی شاہ حبش نے دربار میں مسلمانوں کو بلایا حضرت جعفرؓ نے ایک موثر تقریر کی نجاشی بولا کہ جو کلام الٰہی تمہارے پیغمبر پر اترا ہے کہیں بھی سناؤ حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم شریف کی چند آیات پڑھیں نجاشی پر رقت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسو نکل آئے پھر کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں سفارت کو یہ کہکر واپس کر دیا تم جاؤ میں ان مظلوموں کو واپس نہ دوں گا دوسرے روز عمرو بن العاص نے دربار میں رسائی حاصل کر کے کہا کہ حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسٰی کے متعلق کیا اعتقاد رکھتے ہیں مسلمانوں کو تردد ہوا کہ نجاشی عیسائی ہے حضرت عیسٰی کے ابن اللہ ہونے سے انکار کرتے ہیں تو ناراض ہو جائے گا حضرت جعفرؓ نے کہا کچھ ہو سچ بولیں گے دربار میں بلائے گئے تو جواب میں کہا کہ ہمارے پیغمبر نے بتایا ہے کہ حضرت عیسٰیؑ خدا کے بندے اور پیغمبر اور کلمۃ اللہ ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھا لیا اور کہا کہ واللہ تم نے جو کہا عیسٰی اس تنکے کی برابر بھی اس سے زیادہ نہیں ہیں۔ بطریق درباری بھی برہم ہوئے مگر نجاشی نے پرواہ تک نہ کی کل تراسی مسلمان چند مرتبہ میں ہجرت کر کے حبش گئے۔

شدید قید و مصیبت

ادھر حضرت حمزہؓ اور حضرت عمرؓ اسلام لے آئے ادھر نجاشی نے پناہ دی اسلام پھیلتا نظر آیا چنانچہ قریش نے باہم معاہدہ کر کے خاندان بنی ہاشم کو شعب ابوطالب میں جو ایک درہ تھا اور بنو ہاشم کی ملکیت تھی محصور کر دیا کہ جب تک وہ محمدؐ کو قتل کے لیے پیش نہ کریں ان سے نہ کوئی تعلق رکھے اور نہ کھانا دے سلسل تین برس تک اس قید میں شدید مصائب اٹھائے آخر انہی لوگوں کو رحم آگیا کچھ مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اور ان کی کوشش سے سب کو نجات ملی اس عرصہ میں ہشام عامری چھپے چوری کچھ غلہ بھیج دیتا تھا مسلمانوں نے پتے چبا چبا کر گذر کی یہ واقعہ ۱۰ سنہ نبوی کا ہے۔ اسی زمانہ میں معراج بھی ہوئی اور نماز پنجگانہ بھی فرض ہوئی چند روز بعد ہی حضرت ابوطالب اور حضرت خدیجہؓ کا انتقال ہو گیا حضرت ابوطالب بڑے شفیق چچا تھے ایک دفعہ بیمار ہوئے کہنے لگے بھتیجے تجھے خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اس سے دعا نہیں مانگتا کہ مجھے اچھا کر دے آپ نے دعا کی اور وہ اچھے ہو گئے ابوطالب بولے "خدا تیرا کہنا مانتا ہے"۔ آپ نے فرمایا کہ "چچا آپ بھی اس کا کہنا مانیں تو وہ بھی آپ کا کہنا مانے"۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن فرمایا کرتے تھے اب کفار کو کس کا ڈر تھا پوری بیباکی کے ساتھ ستاتے تھے راہ میں ایک شقی نے فرق مبارک پر خاک ڈالدی گھر آئے تو آپ کی صاحبزادی دھوتے دھوتے روتی تھیں آپ کہنے لگے کہ "جان پدر روؤ نہیں خدا تیرے باپ کو بچا لیگا"۔ اہل مکہ سے مایوس ہو کر آپ طائف گئے یہاں بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر رہتے تھے طائف میں لوگوں نے بازاریوں کو ابھار دیا جنہوں نے آپ پر پتھر برسائے کہ آپ کی جوتیاں خون سے تر ہو گئیں جب آپ زخموں سے چور ہو کر بیٹھ

جاتے تو پھر بازو پکڑ کر کھڑا کر دیتے اور پھر پتھر مارتے گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے طائف سے آپ نخلہ میں آئے پھر حرا میں تشریف لے گئے اور مطعم بن عدی کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھکو اپنی حمایت میں لے سکتے ہو مطعم نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا اس کے بعد آپ نے مکہ اور مختلف میلوں میں جانا شروع کیا مگر ابولہب ساتھ لگا رہتا تھا اگر آپ قبیلوں، میلوں اور بازاروں میں پہنچکر برابر تبلیغ کرتے رہتے تھے اور شدید اذیتیں سہتے تھے کبھی گردن میں چادر ڈال کر گھسیٹی جاتی تھی کبھی اونٹ کی نجاست اوپر ڈال دی جاتی تھی کہیں گالیاں پڑتی تھیں اور کسی جگہ ہنسی اڑائی جاتی تھی۔

ابوجہل، ابولہب، اسود بن عبد، حارث بن قیس، ولید بن مغیرہ، امیہ ابی بن خلف، ابوقیس بن فاکہہ، عاص بن وائل، نضر بن حارث، زبیر بن امیہ، عدی بن حمرا، عاص بن سعید اور عقبہ وغیرہ آپ کی دشمنی میں بہت سرگرم تھے یہ سب آپ کے بہت قریب تھے اور ان میں سے اکثر صاحب جاہ و اقتدار تھے سب کچھ ہوا اور ہوتا رہتا تھا مگر آپ نے کبھی کسی کے لئے بھی بد دعا نہیں کی۔

موقع حج پر تبلیغ و دعوت

حج کے موقعہ پر بھی آپ مختلف قبائل کو برابر دعوت اسلام دیتے رہتے تھے وہ قبائل مدینہ میں بہت کامیاب ہوئی اور وہاں مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتا رہا جس سے قریش کو شدید اندیشہ پیدا ہو چلا تھا اور وہ اس سے بہت فکرمند رہتے تھے۔ مدینہ والوں کا اصرار برابر بڑھ رہا تھا کہ آپ ہمارے یہاں تشریف لے آئیں اور وہاں ہمارے سر آنکھوں پر ہیں قبیلہ دوس بھی استدعا کر رہا تھا کہ آپ ہمارے قلعہ میں ہجرت کر کے چلے آئیں دوسرے جاں نثاران اسلام بھی اس قسم کی درخواستیں پیش کرتے رہتے تھے لیکن کارساز قضا نے یہ سعادت انصار کے لئے مخصوص کی تھی قریش نے دارالندوہ میں ایک اجلاس عام منعقد کیا اس میں ہر قبیلہ کے رؤسا و عمائد و افراد شریک تھے جنہوں نے مختلف رائیں پیش کیں کسی نے کہا کہ محمد کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کر دیا جائے، کوئی بولا جلا وطن کر دینا چاہیئے یہ سزا کافی ہے ابوجہل نے کہا ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص کا انتخاب کر کے سب ایک جگہ جمع ہو جائیں اور مکان کا محاصرہ کر کے سب تلواروں سے محمد کا خاتمہ کر دیں اس صورت میں ان کا خون تمام قبائل پر منقسم ہو جائیگا اور آل ہاشم تنہا ان کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اس پر سب کا اتفاق ہو گیا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حکم الٰہی کے منتظر تھے آپ کو بذریعہ وحی اس کا پتہ لگ گیا قریش اپنی تجویز کے مطابق محاصرہ کئے پڑے تھے کہ یک بیک انھیں نیند آگئی اور آپ چپ چاپ گھر سے نکل کر مدینہ منورہ پہنچ گئے قریش کو علم ہوا تو انہوں نے تعاقب بھی کیا مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے مدینہ منورہ میں آپ کا استقبال پوری شان اور پورے جوش کے ساتھ کیا گیا یہاں امن و آرام تو نصیب ہو گیا مگر نئی نئی مشکلات سامنے آکھڑی ہوئیں بیرونی قبائل کا تو صرف کوئی خوف نہیں رہا لیکن یہاں مسلمانوں ہی میں ایک منافقین کی جماعت پیدا ہو گئی دوسرے یہودیوں کی خوفناک شرارتوں سے مقابلہ پڑ گیا اور کچھ عرصہ کے بعد ہی لڑائیوں اور جنگوں کا سلسلہ قائم ہو گیا اس کے باوجود بھی آپ برابر دعوت اسلام میں معروف رہے، سلاطین عالم کو دعوت اسلام دی مختلف فرمانرواؤں کو خطوط لکھوائے متعدد قبائل سے معاہدے ہو گئے اور سب سے بڑی چیز یہ کہ یہودیوں کی زبردست اور عظیم الشان طاقت کی چٹان اسلام سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی یہودیوں کی اقتدار و عظمت کی دھاک تمام عرب پر بیٹھی ہوئی تھی ان کے پاس دولت و زر کے خزانے بھرے پڑے تھے علم و فضل میں بھی ملک میں امتیاز خاص حاصل

تھا ان کے مدارس بھی قائم تھے تجارت بھی ان کے ہاتھ میں تھی اور بڑے بڑے مستحکم قلعوں کے بھی مالک تھے اور بہادر و شجاع بھی فتح خیبر پر ان کی سیاسی عظمت و حیثیت کا خاتمہ ہو گیا اس سے بھی زیادہ نمایاں ثمر یہ تھا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمرو بن العاص نے اسلام قبول کر لیا۔

صلح حدیبیہ کے بعد حضرت خالدؓ نے مکہ سے نکل کر مدینہ کا رخ کیا راستہ میں حضرت عمرو بن العاصؓ ملے پوچھا کدھر کا قصد ہے بولے اسلام لانے جا رہا ہوں آخر کب تک؟ عمرو بن العاص نے کہا کہ ہمارا بھی یہی ارادہ ہے چنانچہ دونوں بارگاہ نبوی میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے۔ یہ دونوں بزرگ مکہ کے چوٹی کے رئیس اور شیوخ و عمائد کے بیٹے تھے ابتدائے اسلام میں ان کے خلاف معرکہ آرا رہے بڑے بہادر اور ذی وقار لوگ تھے اسلام نے ان کے وقار کو قائم رکھا عہد خلافت میں ایک (خالدؓ) نے شام کا ملک قیصر سے چھین لیا اور دوسرے (عمرو بن العاص) مصر کا فاتح ہوا کچھ ہی دنوں بعد ایک اور عظیم الشان رئیس یعنی حضرت ابوسفیان مع امیہ ابی ابن خلف کے بیٹے تھے حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

فتح مکہ

آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ مکہ کا ایک یتیم اور بیکس کے ساتھ وطن سے نکالا ہوا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم فاتحانہ حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا اور خلیل بت شکن کی یادگار، بتوں اور بت پرستی کی آلائش سے پاک ہو گئی جس کے آغوش میں (۳۶۰) بت شکن تھے آپ نے تمام بتوں کو نکلوا دیا اور جتنی تصاویر منقوش تھیں وہ سب مٹا دیں اس کے بعد آپ نے ایک پرشکوہ اور ایمان افروز خطبہ دیا اور فرمایا کہ "ایک خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور تمام جتھوں کو توڑ دیا۔ ہاں تمام مفاخر، تمام انتقام، خونبہائے قدیم سب میرے قدموں کے نیچے ہیں صرف حرم کعبہ کی تولیت اور حجاج کو آب رسانی اس سے مستثنیٰ ہیں۔ اے قوم قریش۔ اب جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا تمام لوگ آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں قبیلوں اور خاندانوں کی تخلیق محض شناخت اور باہمی پہچان کے لئے ہے نہ کہ کسی شرف و افتخار کے لئے سب سے زیادہ شریف وہ ہے جو سب سے زیادہ نیک اور پرہیزگار ہے" دنیا پر اسلام کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس نے مساوات عام قائم کر دی شریف و ذلیل شاہ و گدا اور عربی و عجمی کا امتیاز اٹھا دیا اور اعلان کر دیا کہ سب برابر ہیں اور ہر شخص ترقی کر کے انتہائی درجہ پر پہنچ سکتا ہے خطبہ کے بعد آپ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جباران قریش اور رؤسائے شہر سامنے تھے ان میں وہ بھی تھے جن کے تیغ و سنان نے پیکر قدس کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں۔ وہ بھی تھے جنہوں نے اسلام کو مٹانے، آپ کے راستے میں کانٹے بچھانے آپ کی ایڑیاں لہولہان کرنے اور جس طرح ممکن ہو تنگ کر کے رکھدینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جلتی ہوئی ریگ پر لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے رحمت عالم نے ان کی طرف دیکھا اور ایک پرجلال لہجہ میں پوچھا تم کو کچھ معلوم ہے میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں۔ یہ لوگ اگرچہ شقی و بیرحم تھے لیکن مزاج شناس تھے پکار اٹھے اخ کریم و ابن اخ کریم یعنی تو شریف بھائی ہے اور شریف برادر زادہ ہے ارشاد ہوا لا تثریب علیکم الیوم اذھبوا فانتم الطلقاء تم پر کچھ الزام نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو، اس طرح دعوت اسلام پوری ہو گئی اور صدیوں کی سوئی ہوئی بستی (مکہ)، بلکہ تمام دنیا کو رسول کریم نے جگا کر رکھدیا۔

زمانہ کے بگڑے ہوؤں کو بنایا

قبائل انصار کی تربیت و اصلاح

مدینہ منورہ ۔ قبائل کا گھر بنا ہوا تھا یہاں کے اعیان و اشراف سب کی حالت یکساں تھی اور سب معاصی و معائب کے دریاؤں میں غوطے لگا رہے تھے یہاں بہت قدیم زمانہ میں یہود آکر آباد ہو گئے تھے اور اُن کے قلعہ اور آبادیاں شہر اور اطراف میں دور دور تک قائم ہو گئی تھیں ان کے بعد مشہور "سیلاب عرم" کے دبائے سے خوف زدہ ہو کر انصار بھی یہیں چلے آئے جو اوس و خزرج دو بھائیوں کی اولاد تھے یہود کے اقتدار و دولت نے انھیں ان سے معاہدہ پر مجبور کیا مگر ایک مدت کے بعد یہود نے ان کے خاندان کو بڑھتا اور پھیلتا دیکھ کر بلا وجہ پیش بینی معاہدہ توڑ دیا اور اپنا ڈنکہ بجانے لگے ان میں ایک فرمانروا پیدا ہوا جو نہایت بدکار و عیاش تھا اس نے حکم دے رکھا تھا کہ جو دوشیزہ بیاہی جائے وہ پہلے اس کے شبستان عیش میں پہنچائی جائے سب مجبور تھے اور کسی کو انکار کی جرات نہ ہوتی تھی اس کے زمانہ میں انصار کا سردار مالک بن عجلان تھا اس کی بہن کی شادی کا وقت آیا تو عین اس روز کہ شادی ہونے والی تھی وہ گھر سے نکل اور اپنے بھائی کے سامنے سے بے پردہ گذری مالک کو بہت غیرت آئی اور بہن کو بہت ملامت کی اس نے نہایت ذہانت کے ساتھ جواب دیا بیشک یہ بُرا ہے لیکن کل جو پیش آنے والا ہے وہ اس سے بھی بُرا ہے تیر نشانہ پر بیٹھا بہن کی تدبیر کارگر ہوئی اور مالک نے غیرت کے جوش سے لبریز ہو کر رئیس مدینہ فطیون کو قتل کر دیا اس طرح کہ جب مالک کی بہن دلہن بنکر فطیون کی خلوت گاہ میں گئی تو مالک بھی زنانہ کپڑے پہنکر سہیلیوں میں شامل ہو گیا اور ساتھ گیا اور فطیون کو قتل کر کے شام کو بھاگ گیا شام میں غسانیوں کی حکومت تھی اور ابو جبیلہ حکمران تھا اس نے مالک سے یہ حالات سنے تو وہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ آیا اوس اور خزرج کے رؤسا کو بلا کر خلعت دیے اور پھر یہود کے رؤسا کی دعوت کی اور دعوت ہی میں ایک ایک کو مع فطیون سمیت قتل کرا دیا اس سے یہود کا زور ٹوٹ گیا اور انصار نے پھر طاقت حاصل کر لی۔

مدینہ کی خانہ جنگیاں

مدینہ اور عوالی مدینہ میں انصار نے کثرت سے چھوٹے چھوٹے قلعے بنائے ایک مدت کے بعد اوس اور خزرج میں خانہ جنگیاں شروع ہو گئیں سب سے آخری اور خونریز جنگ بعاث تھی جس میں دونوں خاندانوں کے نامور لڑ لڑ کر ختم ہو گئے۔ انصار اتنے کمزور ہو گئے کہ قریش کے پاس انھیں حلیف بنا لینے کے لیے سفارت بھیجی مگر ابو جہل نے معاہدہ نہ ہونے دیا یہ لوگ سخت بت پرست اور دائم اخلاق کے اعتبار سے بہت پست تھے اہل عرب کی تمام جہالتیں اور پست فطرتیاں ان میں موجود تھیں مگر یہود کے قرب نے انھیں ایک پیغمبر موعود کے آنے کا یقین دلا دیا تھا یہود علم و فضل اور دولت میں بہت ممتاز تھے اس لئے انصار کو گونہ رقابت کے باوجود ان کے فضل و کمال اور دولت و عظمت کا اعتراف کرنا پڑتا تھا اور مجبوراً کرنا پڑتا تھا کسی کے اولاد نہ ہوتی تو وہ منت مانتا تھا کہ اس کا بچہ زندہ رہے گا تو وہ یہودی بنا دیا جائے گا انہی میں ایک مشہور سپہ سالار اور شاعر سوید بن صامت تھا اس کے ہاتھ کہیں سے امثال لقمان کا نسخہ آگیا جس کو اس نے کتاب آسمانی سمجھ لیا جب وہ حج کو گیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا سے ملے اس نے امثال لقمان پڑھکر سنائی آپ نے فرمایا میرے پاس اس سے بہتر چیز ہے چند آیات قرآنی پڑھیں سوید معتقد ہو گیا گو وہ بھی جنگ بعاث میں مارا گیا مگر اپنی اسلام پرستی کا اثر انصار پر چھوڑ گیا اوس خزرج سے شکست کھا چکے تھے اس نے ان کی طرف سے سفارت قریش کو حلیف بنانے کے لئے مکہ معظمہ بھیجی ایاس بن معاذ کو رسول کریم نے چند آیات قرآنی پڑھکر سنائیں وہ مجسم بن گیا مگر امیر سفارت نے پورا کام نہ بننے دیا ایاس بھی جنگ بعاث میں کام آیا مگر اس کا بیان ہے کہ مرتے وقت اس کی زبان پر تکبیر جاری تھی۔ سلسلہ نبوی میں بزمانہ حج آپ خزرج کے چند اشخاص سے ملے اور قرآنی آیات سنائیں انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہود کہیں ہم سے اولیت میں بازی نہ لیجائیں پھر یہ چھ کے چھ اشخاص اسلام لے آئے جن میں رافع بن مالک اور قطبہ بن عامر بھی شامل تھے دوسرے سال بارہ اشخاص نے بیعت کی آپ نے احکام اسلام سکھلانے کے لئے مصعب بن عمیر کو ساتھ کر دیا یہ مدینہ کے ایک نہایت معزز رئیس حضرت اسعد بن زرارہ کے یہاں مقیم ہوئے گھروں پر جا جا کر دعوت اسلام دیتے اور قرآن سنانا شروع کیا رفتہ رفتہ شہر قبا سے مدینہ تک گھر گھر اسلام پھیل گیا قبیلہ خزرج کے کام سے فارغ ہو کر مصعب قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کے پاس پہنچے پہلے انہوں نے نفرت کا اظہار کیا مگر آیات قرآنی سنتے ہی پتھر کا دل موم ہو گیا ان کا اسلام تمام قبیلہ کا اسلام تھا اگلے سال ۷۲ اشخاص نے جنہوں نے بیعت کی ان سے آپ توحید و رسالت کے اقرار کے بعد چوری، زنا، قتل اولاد اور افترا کے مرتکب نہ ہونے اور آپ کی ہر اچھی بات ماننے کی بیعت لیتے تھے مدینہ میں اسلام کی روشنی پھیلنی شروع ہو گئی اور سوا ان کے دو تین قبائل مسلمان ہو گئے تو آپ نے مسلمانوں کو ہجرت کی اجازت دیدی اور رفتہ رفتہ صحابہ کی اکثریت ادھر پہنچ گئی۔

مواخاۃ اسلام کا عدیم النظیر مظاہرہ

جب شہر والوں کو سرکار دو عالم کے ورود مسعود کی خبر پہنچی تو ایک غلغلہ تکبیر بلند ہوا۔ ہر طرف سے لوگ جوش مسرت سے لبریز ہو کر پیشوائی کے لئے نکلے ہتھیار سجا سجا کر استقبال کے مدینہ منورہ تک دو رویہ جاں نثاروں کی صفیں تھیں راہ میں انصار کے خاندان آتے تھے ہر قبیلہ سامنے آ کر عرض کرتا حضور! یہ گھر ہے یہ مال ہے جان ہے آپ جائے خیر دیتے شہر قریب آیا تو یہ جوش کا عالم تھا کہ خاتونان مدینہ چھتوں پر نکل آئیں اور گانے لگیں "چاند نکل آیا ہے۔ کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر شکر ادا ہے" جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگیں معصوم بچے دف بجا بجا کر سرشار عالم میں گیت پڑھ رہی تھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہی میں مسجد تعمیر کی آپ نے اخلاق کا طریقہ اختیار کیا۔ وہی انصار جو چار دن پہلے تک بیٹھتے تھے جو خانہ جنگیوں میں اپنا سارا اقتدار تباہ کر چکے تھے اپنے نامور سردار کٹا چکے تھے اور جو شرک میں حلال و حرام کی تمیز سے قطعاً بیگانہ ہو چکے تھے بلکہ اتفاق و یکجہتی کا نام ہی بھول چکے اب نے طور اسلام سے سرشار ہو کر اخوت و اتحاد کا وہ شاندار اور فقید المثال نمونہ دنیا کے سامنے کرتے ہیں کہ ایک زمانہ اسی وقت انگشت بدنداں ہو کر نہیں رہ گیا بلکہ آج بھی ان کی شاخ حیرت استعجاب کے صدہا آشیانوں سے گھری ہوئی ہے مہاجرین کے لئے انصار کا گھر مہمان خانہ تو بن ہی گیا تھا مہاجرین خود نہ چاہتے تھے کہ اس خیرات پر بسر کریں ان میں خوشحال و متمول بھی تھے لیکن وطن سے بے گھر ہو کر چلے آئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے مابین رشتہ اخوت قائم کرا

اور ایک جلسہ طلب کرکے اس میں انصار سے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں مہاجرین کی تعداد اس وقت ۴۵ تھی پھر آپ نے مہاجرین اور انصار میں سے دو دو کو بلاکر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو اور واقعی اب وہ بھائی بھائی تھے انصار نے مہاجرین کو گھر لیجاکر ایک ایک چیز کا جائزہ دیکر آدھا بانٹ دیا آپ کا ہے سعد بن الربیع جو عبدالرحمٰن بن عوف کے بھائی قرار پائے ان کی دو بیویاں تھیں عبدالرحمٰن سے کہا کہ ایک کو میں طلاق دیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیجئے لیکن انہوں نے احسانمندی کے ساتھ انکار کر دیا۔

نخلستان ہی ان کی دولت تھی مہاجرین تجارت پیشہ تھے وہ کھیتی کے فعل سے ناواقف تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے انکار کیا انصار نے کہا سب کام ہم خود انجام دے لیں گے جو کچھ پیداوار ہوگی اس میں نصف حصہ مہاجرین کا ہوگا آپ نے اسے منظور کر لیا۔ یہ رشتہ بالکل حقیقی رشتہ بن گیا تھا جب کوئی انصاری مرجاتا تو اس کا نصف حصہ علیحدہ کر دیا جاتا اور بھائی بند محروم رہتے جنگ بدر کے بعد جب مہاجرین کو اعانت کی ضرورت نہ رہی تو آیت نازل ہوئی واولوا الارحام بعضہم اولی ببعض یعنی ارباب قرابت ایک دوسرے سے زیادہ حقدار ہیں۔

سنہ ۴ھ میں بنو نضیر جلا وطن ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو بلاکر کہا کہ مہاجرین نادار ہیں اگر تمہاری مرضی ہو تو یہ مقبوضات تمہارے ان کو دیئے جائیں اور تم اپنے نخلستان واپس لے لو انصار کا جذبہ ملاحظہ ہو عرض کرتے ہیں ہمارے نخلستان ان بھائیوں کے قبضہ میں ہی رہنے دیجئے اور نئے بھی انہیں کو عنایت کر دیجئے۔ انصار کا یہ ایثار صفحہ تاریخ کا بہترین مرقع ہے جس پر انسان ہمیشہ ناز کریں گے۔

مہاجرین کی غیورانہ شان

اب مہاجرین کی غیرت و بے نیازی ملاحظہ کیجئے جب سعد بن الربیع حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اپنی ہر چیز نصف نصف دینے پر آمادہ ہوتے ہیں تو آپ فرماتے ہیں کہ خدا یہ سب آپ کو مبارک کرے مجھکو تو آپ صرف بازار کا راستہ بتلا دیجئے انہوں نے ساتھ جاکر مشہور بازار قینقاع کا راستہ بتا دیا عبدالرحمٰن نے کچھ گھی اور کچھ پنیر خرید اشام تک خرید و فروخت کی کچھ دنوں میں اتنا سرمایہ ہو گیا کہ شادی کر لی۔ رفتہ رفتہ ان کی تجارت کو وہ ترقی ہوئی کہ ان کا اسباب تجارت سات سو اونٹوں پر لدکر آتا تھا جس دن مدینہ میں پہنچا دھوم مچ جاتی تھی۔ حضرت عثمانؓ قینقاع کے بازار میں کھجور کی خرید و فروخت کرنے لگے ان کے ساتھ بعض اور صحابہ نے بھی دوکانیں کھول لی تھیں حضرت ابوبکرؓ کا کارخانہ مقام سنح میں تھا آپ کپڑے کی تجارت کرتے تھے حضرت عمرؓ بھی تجارت میں مشغول ہو گئے تھے اور شاید ان کی تجارت کی وسعت ایران تک پہنچ گئی تھی۔ اور صحابہ نے بھی اسی قسم کی چھوٹی بڑی تجارتیں شروع کر دی تھیں۔ خیبر کی فتح پر مہاجرین نے یہ نخلستان انصار کو واپس کر دیئے اسی طرح انصار نے مہاجرین کو مکانات کے لئے افتادہ زمینیں بھی دیدی تھیں جن کے پاس زمین نہ تھی انہوں نے اپنے مسکونہ بھی دیدیئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ مواخات قائم کیا اور کچھ پیغمبرانہ ذہانت و کمال کے ساتھ کہ آج بھی جب غور و تامل سے نظر آتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے اس رشتہ اتحاد میں مذاق و خصوصیات طبیعت کا پورا لحاظ رکھا گیا حضرت ابوحذیفہ عتبہ بن ربیعہ قریش کے رئیس اعظم کے فرزند تھے اس مناسبت سے انھیں قبیلہ اسہل کے سردار عباد بن بشر کا بھائی قرار دیا گیا حضرت ابوعبیدہ جراح حضرت سعد بن معاذ کے بھائی بنائے گئے دونوں میں ایثار کا وصف انتہا ہی کو پہنچا ہی تھا اول الذکر نے غزوہ بدر میں اسلام سے مقابلہ میں آنیوالے باپ کو قربان کر دیا اس قابلیت کے انسان تھے کہ آگے چل کر قائم مقام ہوئے مؤخر الذکر

قبیلہ اوس کے رئیس اعظم تھے عرب میں حلیف کا رشتہ اخوت و اخوت کے برابر ہوتا تھا اس نے غزوہ بنو قریظہ میں اپنے بارسو قرنقی حلیفوں کا اسلام پر نثار کر دیا حضرت سلمان فارسی ابو درداء عمار بن یاسر اور حذیفہ بن یمان مصعب اور ابو ایوب حضرت بلال وغیرہ میں یہ وحدت موجود تھی جس کی بدولت نہ صرف شاگرد بلکہ استاد بھی شاگرد سے اثر پذیر ہو سکتا تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف مدینہ آئے تو بے سروسامان تھے حضرت سعد بن ربیع کی صحبت میں جا میرالامراء تھے دولت و امارت کے بلند مرتبہ پر پہنچ گئے گویا اس رشتہ میں صرف مہاجرین کے گذارہ ہی کا خیال نہ تھا بلکہ یہ بھی لحوظ رکھا گیا تھا کہ ایک دوسرے کو تربیت دے سکے اور دونوں اس باہمی تعلق سے فیضیاب ہو سکیں۔

انصار و مہاجرین میں انتہائی اخوت اور محبت پیدا ہو گئی تھی بحرین فتح ہوا تو رسول کریم نے انصار سے کہا کہ میں اسے انصار میں تقسیم کر دینا چاہتا ہوں انہوں نے عرض کیا کہ پہلے ہمارے بھائی مہاجرین کو اتنی ہی زمین عنایت فرمائیے تو ہم لینا منظور کریں گے۔

یہودی قبائل کی خوفناک سازشیں

مدینہ اور اطراف مدینہ میں یہود قینقاع بنو نضیر اور بنو قریظہ تین بہت بڑی بہادر اور متمول قبائل تھے ان میں سب لوگ بالعموم زمیندار و دولتمند تجارت پیشہ اور صناع تھے اسلحہ کے ذخائر بھی کثرت رکھتے تھے مدینہ کے قرب و جوار میں بھی تھے ملکی تجارتی و فنی نا اقتدار کے ساتھ لوگوں پر ان کا مذہبی و علمی اثر بھی تھا وہ ایک مدت سے ہی حکمرانی کر رہے تھے انصار نے مدینہ آکر حریفانہ اقتدار پیدا کر لیا تھا مگر جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں کہ جنگ بعاث نے ان کی قوی طاقت توڑ دی اور اب دہ یہود کی ہمسری کے ہرگز دعویدار نہ رہے تھے انصار ویسے ہی مشرک اور جاہل تھے اس بنا پر وہ یہود کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور ان کی تہذیب و شائستگی کے ابتدا سے معترف تھے جب دولت و علم و مذہب سب کچھ موجود ہو اور اقتدار انسانی بھی حاصل ہو جائے تو عظمت و اقتدار مسلم ہو جاتا ہے یہودی ملکی شہرت پر روپیہ دیتے تھے قبائل ان کے مقروض رہتے تھے ان کے پاس قلعوں اور برجوں کی بھی کثرت تھی رسول کریم نے آکر ان سے معاہدہ کر لیا مگر انہوں نے اسلام کو اپنے اقتدار کے لئے ضرب اور خطرہ سمجھکر معاہدہ توڑ دیا اور ایک خطرناک عنصر کی صورت اختیار کر گئے انصار کمزور تو ہو ہی گئے تھے یہ انھیں خاطر میں لاتے تھے اور کوئی ایسے لوگوں کو خاطر میں لاتا ہے جن کے بال بچے اور مستورات تک ان کے پاس روپیہ کے عوض میں رہن ہوں۔

ان کے اندر امتداد زمانہ سے اخلاقی ذمائم بھی کثرت پھیل گئے تھے انتہا یہ تھی کہ رئیس یہود کعب بن اشرف کے پاس ان کے ایک انصاری دوست کچھ روپیہ قرض لینے گئے تو صاف کہدیا کہ اپنی مستورات کو میرے پاس رہن رکھدو اسی طرح یہ انصاریوں کے مال و دولت اور جائداد اور اولاد پر تصرف جماتے چلے جاتے تھے بیرحمی سے سود لیتے تھے وہ دو چار ذرہ کے لئے بچوں کو بھی سر سے مروڑاتے تھے۔ زنا و بدکاری کی بھی کثرت تھی چونکہ امراء اس کے زیادہ مرتکب ہوتے تھے اس لئے سنگساری کی سزا دروں کی سزا میں تبدیل کر لی گئی تھی اس پر یہ ستم ظریفی کہ امراء سے کچھ بازپرس نہ تھی اور غرباء سزا پاتے تھے اس خطرناک بدنظمی نے فطرۃ بدکاری پیدا کر دیا اسلام کے آنے سے ایک طرف بڑھتی ہوئی یہودیت کی پیش بند لگا تو دوسری طرف انصار کی حالت سنبھلنے سے انہیں یہودیوں کے چنگل قرضہ سے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہوا اس پر طرہ یہ ان کے اخلاقی ذمائم پر قرآن کریم میں نکتہ چینی شروع ہوگئی تھی اور پیغمبر علیہ السلام نے فرائض امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے یہ کسی آن بھی قاصر نہیں رہ سکتی تھی قرآن میں ان کی پردہ دری پر جا بجا آیتیں نازل ہوئیں سماعون للکذب اکالون للسحت وہ جھوٹ باتوں کو سننے والے اور مال حرام کے بڑے کھانے والے ہیں وغیرہ

کثیرا منہم یسارعون فی الاثم والعدوان اور تو ان میں سے اکثر کو دیکھیگا کہ گناہ اور تعدی کی طرف بڑی تیزی سے بڑھتے ہیں۔ واخذہم الربوا وقد نہوا عنہ واکلہم اموال الناس بالباطل اور چونکہ یہ سود خواری کرتے ہیں حالانکہ ان کو سود سے منع کر دیا گیا تھا اور چونکہ یہ لوگوں کا مال خورد برد کرتے ہیں" اس سے یہودیوں اور جوش پھیلا اور انہوں نے نہ صرف یہ کہ سازشیں شروع کردیں بلکہ رسول کریم کو اذیتیں دینے پر بھی بری طرح آمادہ ہوگئے۔

مدینہ سے یہودیوں کا اخراج

یہود کی یہ حالت تھی کہ سلام علیکم کے بجائے السام علیکم کہتے تھے یعنی تم پر موت طاری ہو مسلمانوں میں ایک جماعت منافقین کی پیدا ہوچکی تھی اس کے سردار عبداللہ بن ابی تھے جنہیں در پردہ طور پر انہوں نے ملا لیا تھا رفتہ رفتہ یہ حالت ہوگئی کہ یہودی منافقین اور قریش تینوں مل گئے اور رسول کریم کو رات کو گھر سے نکلنا اندیشہ ناک ہوگیا اور سازشیں برابر ترقی کرتی رہیں پہلے بنو قینقاع مقابلہ پر کھڑے ہوئے ایک انصاری عورت کی یہودیوں نے سر بازار بے حرمتی کی ایک مسلمان نے غیرت سے بیتاب ہوکر اس یہودی کو ہلاک کر دیا یہودیوں نے مل کر اسے شہید کر دیا رسول کریم ان کے پاس گئے تو کہنے لگے کہ ہم قریش نہیں جو ڈر جائیں ہم سے مقابلہ ہوگا تو ہم دکھادیں گے لڑائی کس کا نام ہے" نقض عہد یہ پہلا تھا مجبوراً ان کا محاصرہ کیا پندرہ روز کے بعد عاجز آ کر حلیف عبداللہ بن ابی کے فیصلہ کے مطابق یہ شام کی طرف جلاوطن کر دیئے گئے کل سات سو افراد تھے یہود کا ایک متمول اور بہت بڑا ادیب و مشہور شاعر کعب بن اشرف قتل کر دیا گیا کیونکہ یہ قریش سے ملا مقتولین بدر کے مرثیے لکھ کر ابو سفیان کو انتقام پر ابھارا پھر اس نے مدینہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشیں کیں اور بہت خطرناک بن گیا۔ یہود بنی نضیر بھی انتہائی شرارت پر آمادہ تھے بالاخانہ سے پتھر گرا کر آپ کو شہید کرنے کی سازش کی رسول کریمؐ نے ان سے معاہدہ کرنا چاہا مگر یہ اس پر آمادہ نہ ہوئے البتہ بنو قریظہ نے معاہدہ ضرور کر لیا تجدید پیغام بھیجا کہ آپ تین عالم لیکر آئیں ہمارے احبار سے مباحثہ کریں اگر انہوں نے اسلام قبول کر لیا تو ہم بھی قبول کر لیں گے ادھر آپ راضی ہوئے ادھر انہوں نے یہودیوں کو تمام اسلحہ سے مسلح کرکے تیار کر دیا کہ آتے ہی آپ کو قتل کر دیں۔ بنو نضیر کی سرکشی کی وجہ یہ تھی کہ وہ مضبوط قلعوں میں پناہ گزیں تھے جن کا فتح کرنا آسان کام نہ تھا عبداللہ بن ابی نے کہلا بھیجا تھا کہ اطاعت نہ کرنا بنو قریظہ تمہارا ساتھ دیں گے میں بھی دو ہزار آدمی بھیج دوں گا۔ ان کا یہ کہنا بے سود ہوا ان کا محاصرہ کر لیا گیا پندرہ روز بعد انہوں نے اس شرط پر ہتھیار ڈال دیئے کہ ہم اپنا سب مال و اسباب لیکر کسی طرف کو نکل جائیں بنو نضیر نکلے تو اس شان سے کہ جشن کا دھوکہ ہوتا تھا ساتھ ساتھ باجہ بج رہا تھا اونٹوں پر سوار تھے عورتیں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں مرد فاخرانہ طور پر بیٹھے تھے کہ اس شان و شوکت کی سواری انہوں نے دیکھی نہ تھی ان کے مشہور سردار سلام بن ابی الحقیق۔ کنانہ بن الربیع اور حیی بن اخطب خیبر

قریش یہود کی خوفناک سازش

سلام کنانہ اور حیی مدینہ سے نکل کر مکہ پہنچے اور قریش سے کہنے لگے کہ ہمارا ساتھ دو تو ہم اسلام کا استیصال کر سکتے ہیں وہ تو تیار ہی بیٹھے تھے انہیں آمادہ کرنے کے بعد قبیلہ غطفان کے پاس گئے اور انہیں خیبر کے نصف محاصل ہمیشہ دیتے رہنے کے وعدہ پر جنگ کے لئے آمادہ کیا غطفان نے اپنے حلیف قبیلہ بنو اسد کو لکھکر تیار کر لیا قبیلہ بنو سلیم سے قریش کی قرابت تھی انہوں نے انہیں ساتھ لیا اور بنو سعد کا قبیلہ یہود کا حلیف تھا غرض قریش یہود غطفان بنو اسد بنو سعد اور بنو سلیم وغیرہ دس ہزار کا لشکر جرار لیکر مدینہ پر اس شدت سے حملہ آور ہوئے کہ زمین دہل گئی اسلام کی تاریخ میں یہ نہایت نازک وقت تھا باہر سے حملہ ہو رہا تھا اندر بنو قریظہ اور منافقین موجود تھے بنو قریظہ کو معاہدہ یاد دلایا تو کہا کہ ہم نہیں جانتے محمد کون ہے اور معاہدہ کیا چیز ہے اس معرکہ کی تصویر خود خدا نے قرآن میں کھینچی ہے یعنی جبکہ دشمن اوپر کی طرف اور نشیب کی طرف سے آپڑے اور جب آنکھیں پھٹ گئیں اور کلیجے منہ میں آگئے اور تم خدا کی نسبت طرح طرح کے گمان کرنے لگے تو مسلمانوں کی جانچ کا وقت آگیا اور وہ زور زور سے لرزنے لگے" ایک ماہ تک شدید محاصرہ رہا مگر آنحضرت نے جو خندق کھودی تھی اس کے پار نہ آسکے مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ تین تین دن فاقہ سے گذر گئے خود رسول کریم کی ایک دن گھمسان میں مسلسل چار نمازیں قضا ہوئیں پتھروں اور تیروں کی بارش دن بھر ہوتی رہتی تھی آخر خدا نے غیبی امداد کی ہوا کا طوفان آگیا اتنا شدید کہ خیموں کی طنابیں اکھڑ گئیں چولہوں پر دیگچے الٹ جاتے تھے رسد کی بھی قلت ہوگئی ایک غطفانی رئیس نعیم بن مسعود مسلمان ہو چکے تھے کسی کو اس کی اطلاع نہ تھی انہوں نے یہود و قریش میں پھوٹ ڈلوا دی محاصرہ کی طوالت نے محاصرین کو اکتا دیا پہلے ابو سفیان رسد کی کمی سے گھبرایا فوج اس کے ساتھ روانہ ہوگئی اور اس جنگ عظیم کا قدرت نے خود فیصلہ کر دیا ارشاد ربانی ہے "مسلمانو خدا کے احسان کو یاد کرو جب تم پر فوجیں آپڑیں تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور فوجیں بھیجیں جو تم کو دکھائی نہیں دیتی تھیں" اور خدا نے کافروں کو غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ انہیں کچھ ہاتھ نہ آیا اور مسلمانوں کو لڑنے کی نوبت نہ آنے دی۔

قوت یہود کا خاتمہ

جنگ احزاب سے فارغ ہوتے ہی آپ نے حکم دیا کہ ابھی ہتھیار نہ کھولیں اور قریظہ کی طرف بڑھیں اب بھی اگر یہ صلح و آشتی سے فیصلہ کر لیتے تو رحمت عالم کے دریائے رحمت کے جوش کو کوئی نہ روک سکتا تھا مگر یہ تو مقابلہ کا فیصلہ کئے بیٹھے تھے جب حضرت علیؓ ان کے قلعوں کے پاس پہنچے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علانیہ گالیاں دیں ان کا محاصرہ کر لیا گیا جو تقریباً ایک ماہ تک رہا آخر انہوں نے درخواست کی کہ ہمارے حلیف سعد بن معاذ جو فیصلہ کر دیں گے ہمیں منظور ہوگا ہم کہہ چکے ہیں کہ عرب میں کسی کا حلیف ہونا تعلق نسبی سے بڑھ کر تھا آپ اس کے رئیس اعظم بھی تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ درخواست منظور کر لی انہوں نے تورات ہی کے احکام کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ تورات کا حکم ہے کہ پہلے محصورین کو پیغام صلح دے مان لیں تو سب غلام ہیں نہ مانیں تو لڑنے والوں میں سے مردوں کو تو قتل کر دیا جائے باقی سب مال غنیمت ہیں۔ حیی بن اخطب جو سارے فتنوں کا بانی تھا جب مقتل میں لایا گیا تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا اور کہا "خدا کی قسم مجھے اس کا افسوس نہیں ہے کہ میں نے تیری عداوت کیوں کی بات یہ ہے کہ جو شخص خدا کو چھوڑ دیتا ہے خدا بھی اسے چھوڑ دیتا ہے" قریظہ کی ایک عورت بھی بڑے سکون کے ساتھ قتل ہوئی اور آخر وقت تک حضرت عائشہ صدیقہ سے ہنس ہنس کر باتیں کرتی رہی۔ اس طرح ان کے چار سو افراد کے سر قلم کر دیئے گئے ان بدبختوں سے آپ نے حفاظت جان و مال کی حفاظت کا معاہدہ کر کے ان کا رتبہ برابر کر دیا بنو نضیر کی جلاوطنی پر پھر تجدید معاہدہ کی تاہم جنگ احزاب میں انہوں نے شرکت کی ازواج مطہرات جس قلعہ میں حفاظت کے لئے بھیجی گئی تھیں اس پر عین نازک وقت میں حملہ آور ہوئے حیی بن اخطب جیسے باغی اعظم کو ساتھ لائے اور ہر بار سرکشی دغا پر آمادہ رہے اس لئے اس خطرناک عنصر کی تطہیر کئے بغیر کوئی راہ نکالنی مشکل تھی یہودی اب بھی سکون سے نہ بیٹھے خیبر کو انہوں نے مرکز بنا کر پھر قریش اور قبائل میں مقابلہ کی آگ بھڑکانا شروع کر دی اور غطفان کو ساتھ لیکر مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف ہوگئے خیبر میں ان کی عظیم طاقت مجتمع ہو گئی مگر آپ نے پہلے ہی بڑھ کر پیش قدمی کر دی اور شدید مقابلہ کے بعد خیبر فتح ہو گیا جس کے بعد ان کی سیاسی ہیبت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی مگر پھر بھی یہ شرارتیں برابر کرتے رہے جس کے باعث عہد خلافت عمرؓ میں انہیں یہاں سے بھی جلاوطن کیا گیا ان کی تمام جائدادیں بحال رہیں

بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا

سلاطین عالم کو دعوتِ اسلام

صلح حدیبیہ کے بعد کسی حد تک سکون و اطمینان ہوا اور افق پر جو تیرہ و تار گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں وہ ایک حد تک چھٹ گئیں۔ آپ پیغمبر تھے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اپنے فریضۂ عمل سے غافل نہ رہ سکتے تھے۔ ایک دن آپ نے صحابہ کا ایک جلسہ طلب کیا اور ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا کہ خدا نے برگزیدہ انسانوں کو مجھے پوری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ دیکھو حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی طرح اختلاف نہ کرنا بلکہ متفق رہنا۔ جاؤ اور میری طرف سے پیغام حق ادا کرو۔ اس کے بعد آپ نے شہنشاہ عجم، عزیز مصر، قیصر روم اور رؤسائے عرب کو دعوت اسلام کے خطوط لکھے۔ ظاہر ہے کہ یہ بہت مغرور، بہت متکبر، بہت جلیل القدر اور بہت ذی حشم انسان تھے اور تاج و تخت کی عظمتوں نے انہیں کس قدر غافل و بے راہ بنا رکھا ہو گا۔ جب عوام کی حالت ہی بد سے بدتر تھی اور اخلاقی رذائل و معاصی میں ڈوبے پڑے تھے تو بادشاہ تو پھر بادشاہ ہی تھے۔ اقتدار حکومت ان سے جو بھی کراتا کم تھا۔ آپ کو علم تھا اور خوب جانتے تھے کہ مذہب کے قبول کرنے اور ساتھ لگ جانے والے اکثر غربا ہی ہوتے ہیں۔ پھر بھی یہ حقیقت ہے کہ رحمت ایزدی کا بادل جب برسنے پر آتا ہے تو پہاڑ، دشت، گلزار اور کوہ و دمن کی کوئی تخصیص نہیں رہتی۔ کثرت کی بات اور ہے لیکن یہ مشاہدہ ہے کہ ایک غریب تنہائی گمراہی میں مبتلا ہو سکتا ہے اور ایک امیر ہر لمحہ خدا سے ڈرتا اور لرزتا رہتا ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ وہ جسے چاہے سعادت و تقویٰ اور شرف ایمان عطا کرے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب بندے ہیں۔ سب اچھے کاموں سے وہ یکساں خوش ہوتا ہے، سب برے کام اس کی نظر میں برے ہیں۔ ہر وہ ہستی بڑی ہو یا چھوٹی، امیر ہو یا غریب، جو مبتلائے معاصی ہے قابل رحم ہے اور ایک ایسے بحر بیکراں میں ڈوبنے والی ہے جس سے اس کا حسن عمل ہی اسے پار لگا سکتا ہے۔ رسالت مآب کو علم تھا کہ آئندہ دنیا میں کیا پیش آنے والا ہے اور گناہوں کو کیسی کیسی شدید سزائیں دی جائیں گی۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ان گنہگاروں پر بہت رحم آتا تھا اور آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح یہ اس تباہی اور جہنم کا ایندھن بننے سے محفوظ ہو جائیں اور اس صراط مستقیم پر پڑ لیں جو نجات و رستگاری کا واحد راستہ ہے۔ اسی لئے آپ جب اپنے کام کا ایک حصہ مکمل کر چکے تو آپ نے پہلی فرصت میں سلاطین عالم کی راہ نمائی کی سعی کی اور انہیں دعوت اسلام بھیجی۔

شہنشاہ ایران کو نامۂ دعوت

خسرو پرویز شہنشاہ ایران کے دربار میں دعوت اسلام کا خط لیکر عبداللہ بن حذافہ بھی روانہ ہوئے۔ قیصر روم کی بارگاہ میں پہنچنے کی خدمت حضرت دحیہ کلبی کو تفویض کی گئی۔ حضرت حاطب بن بلتعہؓ عزیز مصر کی طرف تشریف لے گئے۔ نجاشی کی خدمت میں نامۂ پیغمبر پہنچانے کا کام حضرت عمرو بن امیہؓ کے سپرد ہوا۔ رئیس حدود شام حارث غسانی کے پاس حضرت شجاع بن وہب الاسدی بھیجے گئے۔ حضرت سلیط بن عمرو بن عبد شمس کو ملک یمامہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ شہنشاہ ایران کے نام دعوت اسلام کے خط میں مرقوم تھا: خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے۔ محمد پیغمبر کی طرف سے کسریٰ رئیس فارس کے نام۔ سلام اس شخص پر جو ہدایت کا پیرو ہو اور خدا اور پیغمبر اسلام پر ایمان لائے اور یہ گواہی دے کہ خدا صرف ایک خدا ہے اور یہ کہ خدا نے مجھ کو تمام دنیا کا پیغمبر مقرر کر کے بھیجا ہے تاکہ ہر زندہ شخص کو خدا کا خوف دلاؤں۔ تو اسلام قبول کر تو سلامت رہیگا ورنہ مجوسیوں کا وبال تیری گردن پر ہوگا۔

خسرو پرویز بڑی سطوت و جبروت کا فرمانروا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں دربار ایران کو جو شکوہ و عظمت حاصل ہوئی تھی اس سے پہلے کسی تاجدار کو نصیب نہ ہوئی تھی۔ عجم کا قاعدہ یہ تھا کہ سلاطین کو جو خطوط لکھے جاتے تھے ان میں عنوان پر پہلے بادشاہ کا نام ہوتا تھا لیکن نامۂ مبارک میں پہلے خدا کا نام تھا اور پھر عرب کے دستور کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مرقوم تھا۔ خسرو پرویز نے اس طرز تحریر کو اپنی شان و جلالت کی تحقیر سمجھا اور بولا کہ "میرا غلام ہو کر مجھکو یوں لکھتا ہے"، اور پھر نامۂ مبارک کو چاک کر ڈالا۔ نہ صرف چاک کر ڈالا بلکہ خسرو پرویز نے باذان گورنر یمن کے نام فرمان بھیجا کہ کسی شخص کو حجاز بھیجکر اس مدعی نبوت کو گرفتار کر کے میرے دربار میں بھیجدو۔ باذان کے حکم سے دو شخص بابویہ اور خرخسرہ مدینہ آئے اور عرض کی کہ شہنشاہ عالم کسریٰ نے آپ کو بلایا ہے۔ اگر تم تعمیل نہ کروگے تو وہ تم کو اور تمہارے ملک کو برباد کر دیگا۔ آپ نے فرمایا کہ تم واپس جاؤ اور کہدینا کہ اسلام کی حکومت کسریٰ کے پایۂ تخت تک پہنچے گی اور اللہ نے اس کی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہ لوگ پیغام پہنچانے یمن آئے تو خبر آئی کہ اس کے بیٹے شیرویہ نے خسرو پرویز کو قتل کر دیا۔

شاہ مصر کے نام مکتوب

عزیز مصر نے آپکے خط کے جواب میں بڑی بے تکلفی سے یہ خط لکھا کہ: "محمد بن عبداللہ کے نام مقوقس رئیس قبط کی طرف سے۔ سلام علیک کے بعد میں نے آپ کا خط پڑھا اور اس کا مضمون و مطلب سمجھا۔ مجھکو اس قدر معلوم تھا کہ ایک پیغمبر آنے والے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا تھا کہ وہ شام میں ظہور کریں گے۔ میں نے آپ کے قاصد کی عزت کی اور دو لڑکیاں بھیجتا ہوں جن کی مصر کی قوم (قبطیوں) میں بہت عزت کی جاتی ہے۔ ساتھ ہی میں آپ کے لئے کپڑا اور سواری کا خچر بھی بھیجتا ہوں۔" ان دونوں لڑکیوں میں ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ تھیں جو حرم نبوی میں داخل ہوئیں اور دوسری سیرین تھیں جو حضرت حسان کی ملک میں آئیں۔ جو خچر بھیجا گیا تھا اس کا نام دلدل تھا۔ جنگ حنین میں آپ اس پر سوار تھے۔ طبری نے لکھا ہے کہ ماریہ اور سیرین دونوں حقیقی بہنیں تھیں جو حاطب بن بلتعہؓ کی تلقین سے اسلام لے آئی تھیں۔ مقوقس بھی بہت جاہ و جلال کا فرمانروا تھا۔ اس نے نامۂ مبارک اور قاصد دربار رسالت کی عزت تو بہت کی مگر بایں ہمہ وہ اسلام نہیں لایا۔

روم و ایران کی جنگ

ایرانیوں نے چند سال پیشتر بلاد شام پر حملہ کر کے رومیوں کو عظیم الشان شکست دی تھی اور اس قدر کچلا تھا کہ ان کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ قریش کو عیسائیوں سے بالطبع نفرت تھی اور نفرت تھی کہ ان کے بادشاہ ابرہہ نے کعبہ گرانے کے لئے ایک جرار لشکر لیکر مکہ پر حملہ کیا تھا۔ اسی قصے سے یہ ان سے نفرت چلے آتے تھے۔ جب رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ ہوئی اور اس میں رومیوں کو مسلسل شکستوں کا سامنا کرنا پڑا تو قریش نے اس پر بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا تھا۔ اس لئے بھی کہ رومی عیسائی تھے اور اس لئے بھی کہ مشرک قوم کو فتح حاصل ہوئی تھی۔ کفار مذاق کرتے تھے کہ دیکھو بت پرستوں نے اہل کتاب عیسائیوں کو کیسی شکست دی۔ چونکہ اس مذاق میں اسلام کتاب ماننے والوں کی رسوائی اور بتوں اور بت پرستوں کی فتح

کا پیدا ہوا تھا اس لئے غیرت ربانی جوش میں آگئی سورہ روم نازل ہوئی جس میں یہ پیشین گوئی کی گئی تھی کہ چند سال یا بعد رومیوں کو فیصلہ کن فتح نصیب ہوگی وہ وقت ایسا تھا رومی کچھ اس بُری طرح پامال ہوئے تھے ان کی حالت اتنی زبوں دزار ہو چکی تھی کہ بظاہر پھر اس کے احیا کی کوئی توقع باقی نہ رہ گئی تھی دوسرے ایرانیوں کا آفتاب عظمت و اقبال خط استوا پر چمک رہا تھا اور کوئی یہ نہ کہہ سکتا تھا کہ انہیں رومی کبھی نیچا دکھا سکیں گے یہی وجہ تھی کہ کفار نے اس پیشینگوئی کو بعید از قیاس سمجھ کر مذاق اڑایا لیکن جب فتح نصیب ہوئی اور غیر ممکن ممکن بن گیا تو کفار میں حیرت پیدا ہوئی اور بہت سے لوگ محض اسی صداقت اسلام سے متاثر ہو کر ایمان لے آئے۔

ہرقل قیصر روم اس فتح کی مسرت و شادمانی پر شکرانہ ادا کرنے کے لئے حمص سے بیت المقدس آیا ہوا تھا اور اس شان و عظمت کے ساتھ آیا تھا کہ جہاں چلتا تھا لوگ زمین پر فرش اور فرش کے اوپر پھول بچھاتے جاتے تھے شام میں ایک عربی خاندان غسانی کی حکمرانی تھی جس کا پایہ تخت اس زمانہ میں بصریٰ تھا جو آجکل حوران کہلاتا ہے اور دمشق کے علاقہ میں ہے حارث غسانی تخت شام پر سر یر آرائے حکومت تھا حضرت دحیہ کلبی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک بصریٰ ہی میں حارث غسانی کو دیا جس نے اسے بجنسہٖ بیت المقدس بھیجدیا قیصر ہرقل نے خود دیکھتے ہی کہا کہ اگر یہاں عرب کا کوئی شخص مل سکے تو اُسے بلالاؤ اس وقت اتفاق سے رئیس مکہ ابو سفیان تجارت عرب کے ساتھ غزہ میں مقیم ہے قیصر کے آدمی انہیں بلانے گئے ہرقل نے بڑے اہتمام کے ساتھ دربار منعقد کیا تخت کے چاروں طرف بطارقہ قسیس اور رہبانوں کی صفیں قائم کیں اور اہل عرب کو مخاطب کر کے کہا کہ تم میں سے اس مدعی نبوت کا رشتہ دار کون ہے ابو سفیان بولا "میں ہوں" پھر دونوں میں حسب ذیل مکالمہ ہوا:۔

قیصر۔ مدعی نبوت کا خاندان کیسا ہے؟ ابو سفیان۔ شریف ہے۔ قیصر۔ اس خاندان میں کسی اور نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا؟ ابو سفیان۔ نہیں۔ قیصر۔ اس خاندان میں کوئی بادشاہ بھی گذرا ہے؟ ابو سفیان۔ نہیں۔ قیصر۔ جن لوگوں نے یہ مذہب قبول کیا ہے وہ کمزور لوگ ہیں یا صاحب اثر؟ ابو سفیان۔ کمزور لوگ ہیں۔ قیصر۔ اس کے پیرو بڑھ رہے ہیں یا گھٹ رہے ہیں؟ ابو سفیان۔ بڑھتے جاتے ہیں۔ قیصر۔ کبھی تم لوگوں نے اس کے متعلق جھوٹ کا بھی تجربہ کیا ہے؟ ابو سفیان۔ نہیں۔ قیصر۔ وہ کبھی عہد و اقرار کی بھی خلاف ورزی کرتا ہے؟ ابو سفیان۔ ابھی تک تو نہیں کی اب جو نیا معاہدہ ہوا ہے اس میں دیکھیں کہ وہ اپنے عہد پر قائم رہتا ہے یا نہیں؟

قیصر۔ تم لوگوں نے کبھی اس سے جنگ بھی کی؟ ابو سفیان۔ جی ہاں کی ہے؟ قیصر۔ نتیجہ جنگ کیا رہا؟ ابو سفیان۔ کبھی ہم غالب رہے اور کبھی وہ۔ قیصر۔ وہ کیا سکھاتا ہے؟ ابو سفیان۔ کہتا ہے کہ ایک خدا کی عبادت کرو کسی اور کو خدا کا شریک نہ بناؤ نماز پڑھو، پاکدامنی اختیار کرو، سچ بولو اور صلہ رحم کرو۔

قیصر روم کے قلب کی اثر پذیری

اس گفتگو کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعہ کہا کہ:۔

تم نے اس کو شریف النفس بتایا، پیغمبر ہمیشہ اچھے خاندانوں سے پیدا ہوتے ہیں تم نے کہا کہ اس کے خاندان میں سے آج تک کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ یہ خاندانی خیال کا اثر ہے، تم تسلیم کرتے ہو کہ اس خاندان میں کوئی بادشاہ بھی نہیں ہوا اگر ایسا ہوتا تو میں سمجھتا کہ اسے بادشاہت کی ہوس ہے۔ تم مانتے ہو کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا جو شخص آدمیوں سے جھوٹ نہیں بولتا وہ خدا پر کیونکر جھوٹ باندھ سکتا ہے، تم کہتے ہو کہ کمزوروں نے پیروی کی ہے، پیغمبروں کے پیرو ہمیشہ غریب لوگ ہی ہوا کرتے ہیں۔ تم نے تسلیم کیا کہ مذہب ترقی کرتا جاتا ہے، سچے مذہب کا یہی حال ہے کہ برابر بڑھتا جاتا ہے۔ تم تسلیم کرتے ہو کہ اس نے کبھی فریب نہیں کیا، پیغمبر کبھی فریب نہیں کرتے تم کہتے ہو کہ وہ نماز تقویٰ کی ہدایت کرتا ہے اگر یہ سچ ہے تو میری قدم گاہ تک اس کا قبضہ ہو جائے گا مجھکو یہ ضرور خیال تھا کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے لیکن یہ خیال نہ تھا کہ وہ عرب میں پیدا ہوگا میں اگر وہاں جا سکتا تو خود اس کے پاؤں دھوتا اس کے بعد حکم دیا کہ رسول اللہ کا خط پڑھا جائے

نامۂ رسالت کے الفاظ یہ تھے:۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمدؐ کی طرف سے جو خدا کا بندہ اور اس کا رسول ہے یہ خط ہرقل کے نام ہے جو روم کا رئیس اعظم ہے اسکو سلام جو ہدایت کا پیرو ہے اس کے بعد میں تجھکو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اسلام لا تو سلامت رہیگا۔ خدا تجھکو دگنا اجر دیگا اور اگر تو نے نہ مانا تو اہل ملک کا گناہ تیرے اوپر ہوگا اے اہل کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے وہ کہ ہم خدا کے سوا کسی کو نہ پوجیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کو چھوڑ کر خدا نہ بنائے اور تم نہیں مانتے تو گواہ رہو کہ ہم ماننے والے ہیں۔"

قیصر نے ابو سفیان سے جو گفتگو کی تھی اس سے بطارقہ اور اہل دربار سخت برہم ہو چکے تھے نامہ مبارک پڑھے جانے کے بعد اور بھی برہم ہوئے یہ حالت دیکھکر قیصر نے اہل عرب کو دربار سے اٹھوا دیا اور گو اس کے دل میں نور اسلام آچکا تھا لیکن تاج و تخت کی محبت میں وہ روشنی چمک کر رہ گئی

فرمانروائے حبش پر گریہ طاری ہوگیا

نجاشی شاہ حبش کو آپ نے دعوت اسلام کا جو خط بھیجا تھا اسکے جواب میں اس نے لکھا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ خدا کے سچے پیغمبر ہیں حضرت جعفر طیار جو ہجرت کر کے گئے تھے وہ بھی وہیں موجود تھے نجاشی نے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی نجاشی اپنے بیٹے کو ساٹھ مصاحبوں کے ساتھ بارگاہ رسالت میں عرض نیاز کے لئے بھیجا لیکن جہاز سمندر میں ڈوب گیا اور یہ سفارت ہلاک ہوگئی رسول کریم کی زوجہ محترمہ حضرت ام حبیبہؓ کا مہر بھی چار سو اشرفیاں اپنے پاس سے ادا کیا آپ ان سے نجاشی کے حالات اکثر پوچھتے رہتے تھے۔ رؤسا عرب کو دعوت اسلام کے جو خطوط بھیجے گئے تھے ان کے جواب مختلف انداز سے مختلف آئے۔ ہوذہ بن علی رئیس یمامہ نے لکھا کہ تم جو باتیں کہتے ہو وہ بہت اچھی ہیں اگر حکومت میں کچھ میرا بھی حصہ ہو تو میں تمہاری اقتدا کے لئے تیار ہوں اسلام ملک گیری کے لئے نہیں آیا تھا آپ نے فرمایا کہ زمین کا ایک ٹکڑا بھی ہو تو میں نہیں دوں گا۔

حارث غسانی جو حدود شام کا رئیس تھا اور رومیوں کے ماتحت اطراف کے عربوں پر حکومت کر رہا تھا نامہ پڑھ کر بہت برہم ہوا فوج کی طیاری کا حکم دیا مسلمان اس حملہ کے برابر منتظر رہے تھے موتہ اور تبوک کی لڑائیاں اسی سلسلہ میں شروع ہوئیں کچھ ایسے تھے کہ انہوں نے اسلام کا اعتراف کیا مگر تاج و تخت راہ میں حائل رہے اور بد بخت تھے وہ قہر ربانی کے مورد ہوئے مگر بہت سے رؤسا مشرف باسلام ہوئے تھے اس اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کی دعوت تبلیغ کتنی موثر اور کتنی عالم گیر تھی اور آپ نے اپنی زندگی میں اس دولت ابدی کو عام کرنے میں ہر ممکن سعی سے کام لیا شام و ایران و مصر و یمامہ گو اس وقت اس سعادت سے محروم رہ گئے لیکن وہ یہ خالص اسلامی ممالک بن گئے اگر قیصر روم کو اس وقت تاج خطرہ میں نظر آتا تھا تو بطارقہ و رہبان کی مخالفت الگ تھی لیکن دنیا نے اسی وقت اسلام لے آتا تو پھر کیفیت ہی

سبق پھر شریعت کا انکو پڑھایا

اسلام کی تکمیل

گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی انتہائی مصروفیت اور بے حد تکالیف میں گزری اور کفار کی اذیتوں اور یورشوں نے دم نہ لینے دیا مگر پھر بھی آپ جس مقصد کے لئے مبعوث ہوئے تھے اُسے آپ نے بہر صورت مکمل کیا اور ایسا مکمل کیا کہ اس کے بعد اس میں کسی اور اضافہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی قرآن نے جو کچھ بتایا اس کو سکھایا اور شریعت کی راہ دنیا کے سامنے پیش کی وہ اپنی نوعیت میں عدیم النظیر و فقید المثال ہے رسول کریم صلعم خود اس کے معلم بنے اور نہ صرف زبان بلکہ عمل سے اسلامیوں کو سب کچھ بتا گئے بعد کو جو صدہا کتب تفاسیر لکھی گئیں فرزندان توحید کے لئے وہ کوئی اساسی چیز نہیں ہیں حقیقتاً قرآن ہماری رہبری و رہنمائی کے لئے کافی ہے۔

رسول کریم صلعم نے بتایا کہ اسلام کی بنیادیں پانچ ہیں اقرار توحید، اقرار رسالت، نماز روزہ و حج زکوٰۃ اور سب عبادت کے ارکان ہیں۔ عملی عبادت ہیں۔ باعتبار شریعت نماز سب سے اہم اور سب سے مقدم شئے ہے جسے رسول کریم صلعم نے بجا طور پر معراج المومنین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اس فریضہ ربانی کی ادائیگی کے لئے طہارت اور پاکی ضروری شرط ہے نماز اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب جسم اور لباس پاک ہو اسلام میں طہارت کو بڑی اہمیت حاصل ہو اتنی کہ اس کے بغیر انسان کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی دوسرے وحی میں جو آیات نازل ہوئیں انہی میں طہارت کا حکم بھی دیا گیا ہے و ثیابک فطہر و الرجز فاہجر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں کپڑے کی طہارت سے دل کی طہارت اور ناپاکی سے بت پرستی مراد لی ہے لیکن ظاہر ہے کہ جب اندرونی پاکی کو اتنی اہمیت دی جاتی ہے تو ظاہری پاکی کس قدر لازمی چیز سمجھی گئی ہوگی ایک چھینٹ اور میلے پانی کے ایک قطرہ سے کپڑے اتنے ناپاک ہو جاتے ہیں کہ ان سے فریضہ ربانی ادا نہیں کیا جا سکتا۔

پھر وضو بھی فرضیت کا درجہ رکھتا ہے جس کا طریقہ آغاز وحی ہی میں حضرت جبرئیل امین نے آپ کو سکھا دیا تھا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ آپ ہجرت سے پیشتر بھی نماز سے قبل وضو کیا کرتے تھے۔ لیکن اس کا حکم بذریعہ وحی مدینہ منورہ ہی میں صادر ہوا یا ایہا الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوہکم و ایدیکم الی المرافق و امسحوا برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین یعنی جب نماز کیلئے کھڑے ہو تو منہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھو لو سر پر مسح کر لو اور ٹخنوں تک پاؤں دھو ڈالو۔ ابتدا میں لوگوں کی حالت یہ تھی کہ نہایت عجلت اور سرعت کے ساتھ وضو کرتے تھے کچھ حصے خشک ہی رہ جاتے تھے ایک دفعہ آپ کسی سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے کچھ لوگ چھوٹ کر آپ کے پاس پہنچے جلد جلد ہاتھ منہ دھو لیا ایڑیاں کچھ بھیگیں اور کچھ خشک رہ گئیں آپ کو برا اور ناگوار معلوم ہوا اور فرمایا ان ایڑیوں پر دوزخ کی پھٹکار ہے وضو کو کامل کرو اس وقت سے وضو کے تمام فرائض کی ادائیگی لازمی ہو گئی ابتدا میں ہر نماز سے قبل وضو کرنا لازمی تھا لیکن آخر میں مسلمانوں پر جبر ہونے کے خیال سے ہر وقت وضو کا کرنا لازمی نہ رہا جس کا اعلان آپ نے علانیہ فتح مکہ کے وقت فرمایا تیمم کی اجازت ۶ھ میں ہوئی جب پانی نہ مل سکتا اس کے استعمال سے کسی بیماری کے پیدا ہونے یا بڑھنے کا خطرہ ہو تو تیمم پر اکتفا کر لینی چاہیئے۔

فریضہ اول اسلام

نماز اتنا اہم فرض ہے کہ بعثت نبوی کے ساتھ ہی اس کا حکم آ گیا وربک فکبر اپنے رب کی بڑائی بیان کر اس بڑائی اور تکبیر کے بیان سے مقصد نماز ہی ہے ابتدا میں سلسلہ تین برس تک علانیہ نہیں ہوئی کہ کفار کے خوف سے کوئی علانیہ نماز نہیں پڑھ سکتا تھا دعوت اسلام بھی مخفی رہی تھی اس لئے صرف رات کو صبح تک نماز پڑھنے کا حکم تھا دن کی کوئی نماز فرض نہ ہوئی تھی سورہ مزمل شریف میں اس کی تصریح موجود ہے کہ اے کملی اوڑھ کر سونے والے رات کو تھوڑی دیر کے سوا ساری رات اللہ کے نماز پڑھا کر یعنی آدھی رات تک یا اس سے بھی کچھ کم یا اس سے کچھ بڑھا دے اور قرآن ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ہم تم پر عنقریب ایک بھاری بات ڈالنے والے ہیں رات کا اٹھنا نفس کو خوب زیر کرتا ہے اور یہ وقت اس کے لئے زیادہ مناسب بھی ہے دن کو تجھے زیادہ مشغل رہتا ہے اپنے پروردگار کا نام لے اور سب سے ٹوٹ کر اسی کا ہو رہ۔

اس کے بعد صبح و شام کی دو دو رکعتیں اور فرض ہوئیں واذکر اسم ربک بکرۃ و اصیلا و من اللیل فاسجد لہ و سبحہ لیلا طویلا صبح و شام خدا کا نام لیا کر اور رات کے وقت دیر تک اس کو سجدہ کیا کر اور اس کی تسبیح بیان کر۔ حضرت عائشہ کا بیان ہے کہ رات کو دیر تک نماز پڑھنے کا حکم ایک سال تک قائم رہا اس کے بعد اس کی فرضیت قائم نہیں رہی آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ کرام بھی اسی طرح نماز پڑھا کرتے تھے نماز پڑھتے پڑھتے ان کے پاؤں بھی سوج جاتے تھے۔ اس کے بعد حکم ہوا ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ و طائفۃ من الذین معک الخ تیرا پروردگار جانتا ہے کہ دو تہائی رات سے کم اور آدھی رات اور تہائی رات تک نماز پڑھا کرتا ہے خدا ہی رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے اس نے جان لیا کہ تم اس کو گن نہیں سکتے تم پر اس نے مہربانی کی اب جتنا تم آسانی سے قرآن نماز میں پڑھ سکو پڑھو اس نے جان لیا کہ تم میں بیمار بھی ہوں گے مسافر بھی ہوں گے جو خدا کی روزی ڈھونڈنے کو سفر کریں گے اور لوگ خدا کی راہ میں سفر جہاد کریں گے۔ بس اب جتنا ہو سکے تم بھی پڑھ لو۔

نماز نفل کے تہجد ہو جانے کے بعد فجر، مغرب اور عشا تین وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفا من اللیل دن کے دونوں ابتدائی و انتہائی کناروں میں (یعنی فجر و مغرب) اور تھوڑی رات گزرنے کے بعد نماز پڑھا کرو۔

معراج شریف نبوت کے پانچویں سال میں ہوئی اسی میں پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوئیں اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشہودا و من اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک نماز کے اوقات زوال آفتاب سے لیکر ظلمت شب تک ہیں ظہر، عصر، مغرب، عشا اور صبح کی نمازیں سب جمع ہوتے ہیں اور رات کو تہجد پڑھ یہ تیرے لئے مزید ہے" گو اوقات بڑھ گئے مگر رکعت دو ہی رہیں مدینہ منورہ پہنچنے کے بعد جب نسبتاً سکون ہوا تو دو کے بجائے چار رکعتیں فرض ہو گئیں۔

احکام کی تدریج

صلاحیت و سکون کے اعتبار سے ہر قسم کے احکام تدریجاً نازل ہوتے رہتے تھے یہی صورت نماز کی تھی پہلے اگر نماز میں آنکھیں اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ لیا کرتے تھے آخر رسول کریم نے فرمایا یہ کیسے لوگ ہیں کہ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کرتے ہیں۔ ایک مدت تک بحالت

وہی کہ مسلمانوں کو نماز پڑھنے میں اگر کوئی کام یاد آ جاتا تھا تو نماز ہی میں کسی سے کہدیتے تھے کوئی سلام کرتا تھا تو نماز پڑھتے ہی اس کا جواب دیدیتے تھے پاس پاس کے آدمی نماز میں باتیں بھی کر لیا کرتے تھے سنہ ھ میں مہاجرین حبش واپس آئے انہوں نے سلام کیا مگر جواب نہ ملا فراغت نماز کے بعد رسول کریم صلعم نے فرمایا کہ خدا نے برتر و توانا نے نماز میں بات چیت کو منع فرمایا ہے اس کے بعد نماز میں بات چیت بالکل بند ہو گئی ایک دفعہ فرمایا کہ نماز تسبیح و تکبیر اور قرأت کا نام ہے اس میں بات چیت جائز نہیں۔ تشہد کا جو طریقہ اب ہے وہ پہلے نہ تھا حدیثوں میں مذکور ہے کہ رسول کریم نماز میں چھوٹے بچوں کو کندھے پر چڑھا لیتے اور سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے دوسری رکعت میں پھر چڑھا لیتے حضرت عائشہ باہر سے آتیں دروازہ کھٹکھٹاتیں تو اسی حالت میں آپ کنڈی کھول دیتے۔ آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ نماز سراپا خضوع و خشوع و مراقبہ و محویت بن گئی قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون یعنی فلاح پانیوالے وہ ہیں جو خشوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں یا تو یہ حالت تھی کہ شام سے تجارت کا قافلہ آیا تو دس بارہ آدمیوں کے سوا جس قدر لوگ نماز میں شریک تھے اٹھکر قافلہ کی طرف دوڑے اور یا یہ عالم نظر آنے لگا اور حضور کی تربیت نے یہ جوش اور یہ ذاتیت پیدا کر دی کہ ایک صحابی عین نماز کی حالت میں تین دفعہ تیر کا زخم کھاتے ہیں لیکن نماز نہیں توڑتے جو سورۃ انہوں نے شروع کر رکھی ہے اس کی لذت معنوی درد زخم سے بہت زیادہ محسوس ہو رہی ہے اس سے بھی زیادہ تر یہ کہ حضرت عمر فاروق نماز میں زخم کھا کر گر جاتے ہیں تڑپتے ہیں یہ قیامت خیز منظر سب کے سامنے ہے لیکن جماعت میں سے کوئی ایک شخص بھی مڑ کر نہیں دیکھتا کیونکہ خشیت الٰہی اور محویت کا عالم جو دلوں پر طاری ہے وہ انھیں کسی طرف متوجہ ہونے ہی نہیں دیتا یا تو مسلمانوں کے حق میں یہ نازل ہوا تھا واذا راو تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا و ترکوک قائما یا اب یہ شرف عطا ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ ہی نے ان کی شان میں فرمایا رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ جمعہ اور عیدین کی نماز یں بھی مدینہ منورہ میں قائم ہوئیں۔

روزہ کی اہمیت و فرضیت

پہلے اسلام میں صرف عاشورہ کا روزہ فرض تھا سنہ ھ میں رمضان شریف کے روزے فرض ہو کر یہ نفل رہ گیا یہ روزہ یہود کے یہاں بھی فرض تھا ان کی یہ حالت تھی کہ نماز عشا کے بعد کچھ نہ کھاتے تھے ہو عورت کے ساتھ ہمبستری بھی منع تھی پہلے مسلمانوں میں بھی یہی طریق جاری رہا آخر یہ آیت نازل ہوئی احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم و کلوا و اشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر روزہ کی راتوں میں تمہارے لئے عورتوں سے لطف اٹھانا حلال کر دیا گیا ہے جب تک صبح کی سپید لکیر رات کی سیاہ لکیر سے الگ نہ ہو جائے تم کھاتے پیتے رہو کیونکہ اسلئے کہ خدا اپنے بندوں کے لئے آسانی چاہتا ہے۔ عرب میں گرمی بہت پڑتی تھی اور وہ اس کے خوگر بھی نہ تھے اس لئے اول اول ان پر روزہ بہت شاق گذرا اس لئے بتدریج حکم نازل ہوئے رسول کریم جب مدینہ تشریف لائے تو سال میں تین روزے رکھنے کا حکم دیا پھر روزے کی فرضیت نازل ہوئی تو ہر شخص کو یہ اختیار رہا کہ جس کا جی چاہے روزہ رکھے اور جس کا نہ چاہے نہ رکھے اور وہ اس کے بدلے ایک غریب کو کھانا کھلا دے جب طبائع خوگر ہو گئیں تو فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ کا حکم نازل ہوا جب رمضان آئے تو ہر شخص روزے ضرور رکھے اب بھی بیماروں اور مسافروں کے لئے یہ سہولت قائم رہی کہ وہ روزہ قضا کر دیں یہودیت اور نصرانیت میں رہبانیت کی بڑی فضیلت تھی مگر اسلام اس طلسم کو توڑ دینا چاہتا تھا ایک دفعہ رسول کریم نے سفر میں دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بھیڑ لگی ہوئی ہے وہ لوگوں نے اس پر سایہ کر رکھا ہے پوچھا کیا معاملہ ہے معلوم ہوا شدید گرمی میں اس نے روزہ رکھنے کی فضیلت حاصل کی ہے آپ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کچھ ثواب کا کام نہیں۔ آپ نے صوم وصال سے بھی منع فرمایا یعنی بلا روزہ افطار کئے دوسرا روزہ رکھ لیا جائے روزہ کا مقصود اسلام میں خود کو تکلیف میں ڈالنا نہیں بلکہ تزکیہ نفس تھا خود رسول کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص روزہ میں جھوٹ فریب نہیں چھوڑتا خدا کو اس کی فاقہ کشی کی کوئی حاجت نہیں۔

زکوٰۃ و صدقات کے احکام

ابتدائی زمانۂ ہجرت میں مسلمانوں اور علی الخصوص مہاجرین میں سخت فقر و فاقہ کا عالم تھا احادیث میں صحابہ کرام کے فقر و فاقہ کے جو حالات درج ہیں وہ اسی زمانہ کے ہیں اسی بنا پر حکم تھا کہ جس شخص کے پاس ضرورت سے جو کچھ زیادہ ہے وہ سب خیرات کر دینا چاہیئے ورنہ عذاب ہو گا چنانچہ یہ آیت نازل ہوئی الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ پھر آیت نازل ہوئی یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا خیرات کریں کہدو جو کچھ مصارف ضروری سے بچ رہے بہت سے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ اچھی چیزیں رکھ لیتے تھے اور بیکار یا ردی چیزیں خیرات میں دیتے تھے اس پر حکم ہوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض اپنی کمائی میں سے اور اس چیز میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین میں سے پیدا کی اچھا حصہ خیرات دو۔ مزید تاکید کے لئے حکم ہوا کہ جو شخص اپنی محبوب چیز خیرات میں دیگا اسے ثواب نہ ہو گا۔ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔

اب خیرات و صدقات کی طرف عام رغبت کا یہ عالم تھا کہ غریب لوگ جن کے پاس کچھ بھی نہ تھا وہ صرف اسلئے بازار جاتے اور مزدوری کرتے اور بوجھ اٹھا کر لوگوں کے گھروں میں پہنچاتے کہ مزدوری لے کر خیرات کر دیں ابھی تک زکوٰۃ کی فرضیت پر کوئی حکم نازل نہ ہوا تھا فتح مکہ کے بعد یہ فرض ہوئی تو اس کے مصارف مقرر و معین کئے گئے آپ نے تمام ممالک مفتوحہ سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے محصلین زکوٰۃ مقرر کئے اور اس کے مصارف کی تفصیل بیان کی گئی انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیھا الخ یعنی زکوٰۃ ان مصارف کے لئے ہے فقرا، مساکین، زکوٰۃ وصول کرنے والے، مؤلفۃ القلوب، غلام جنھیں آزاد کرانا ہے مقروض، مسافر اور خدا کی راہ میں یہ خدا کا فرض ہے اور خدا علیم و حکیم ہے۔

آئین حج میں ترمیم و اصلاح

حج بھی فتح مکہ ہی کے بعد فرض ہوا حج زمانہ کفر میں بھی ہوتا تھا لیکن خدا نے تعددیس کی تقدیس و تسبیح کے لئے نہیں بلکہ رسم کے لئے بت پرستی کے لئے اور اپنے آبا و اجداد کے مفاخر بیان کرنے کے لئے صفا و مروہ کا طواف کیا ہی نہ جاتا تھا لوگ زادراہ لیکر نہ چلتے تھے قربانی ہوتی تھی مگر جانوروں کا خون کعبہ کی دیواروں پر ملتے تھے کعبہ شریف کا طواف تمام مرد و زن برہنہ ہو کر کرتے تھے حدود حرم میں آ کر سب اپنے اپنے کپڑے اتار ڈالتے تھے اسلام نے یہ سب طریقہ موقوف کر کے اسے پاکیزہ صورت دی۔ جہاں عبادت کے یہ طریقے بتائے جا رہے تھے وہاں مناہی و معاصی سے بھی شدت کے ساتھ روکا جا رہا تھا قتل و خونریزی ڈاکہ زنی چوری زنا، غیبت، جھوٹ طنز افترا بدعہدی وغیرہ جرائم سے روکا جا رہا تھا۔ قمار اور شراب شرک بت پرستی کو معصیت کبریٰ بتایا جا رہا تھا یہاں بھی تدریج سے کام لیا گیا شراب آہستہ آہستہ حرام کی گئی اور ان جرائم کو ایک منظم ضابطہ کی صورت عطا کر کے ان کی سزائیں مقرر کی گئیں اخروی عذاب سے ہی ڈرایا گیا اور دنیوی طور پر بھی سزائیں مقرر کر دی گئیں چنانچہ جوں جوں ضروریات پیش آتی جاتی تھیں شائستگی و تہذیب میں اضافہ ہوتا جاتا تھا نئی نئی صورتیں سامنے آتی تھیں تنازعات نئی نئی شکل اختیار کرتے تھے ان کے متعلق قرآنی آیات سے مسائل و احکام مستنبط کئے جاتے تھے اس سلسلہ احادیث کا ایک بڑا ذخیرہ اسلام کے دامن میں موجود ہے اور قرآن کے بعد وہ ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت ہے حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی ہی میں مسلمانوں کو آتنا بتا گئے جس کے بعد کسی اور چیز

حقیقت کا گر اُن کو ایک ایک بتایا

عقل و اعتقاد کا امتزاج

کسی مذہب کی سب سے بڑی خوبی اور سچائی کی دلیل یہ ہے کہ جہاں وہ ایک طرف انسانوں کو نہایت کے بلند مراتب پر فائز کرتا ہو اخلاقی محاسن و عادات سے مجلیٰ بناتا ہو وہاں اس میں یہ خصوصیت بھی پیدا ہو کہ اس کی تعلیمات نہ خلاف عقل ہوں اور نہ اس قدر پیچیدہ کہ انسان انھیں سمجھ ہی نہ سکے یہ نہ ہو کہ محض حکم بتا کر دیئے گئے ہوں اور جابجا یہی کہا گیا ہو کہ یہ کر دا اور وہ نہ کرو کمال تو یہی ہے کہ اس کے تمام احکام کا فلسفہ آسان اور سمجھ میں آنے والا ہو اس میں عقل آرائی سے کام لیا جا سکتا ہو اور کوئی امر مبہم نہ چھوڑ دیا گیا ہو اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کا ہر حکم اور ہر اصل انسانیت کے فائدہ کے لئے ہو اور کوئی ایسی پابندی نہ ہو جس سے عوام و خواص تکالیف میں مبتلا ہوتے ہوں یا ان کی آزادیٔ عمل میں فرق آتا ہو جو ہر زمانہ اور ہر عہد کی ضروریات کے لئے مکمل ہو۔ ہندویت کو دیکھئے کہ اس نے ذات پات کے امتیازات کو پیدا کر کے اور اچھوت پن کو قائم رکھ کر ہندوؤں کے لئے کتنی شدید مشکلات پیدا کر دی ہیں اور انسانوں کا ایک کثیر حصہ حیوانوں اور جانوروں سے بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ طلاق کا حکم نہ ہونے سے ہندو خواتین کتنی شدید اذیتوں میں گرفتار ہیں جو ان کے عقد ثانی پر پابندی زندگی اخلاق پر کتنا برا اثر ڈال رہی ہے وراثت میں عورتوں کا کوئی حصہ مقرر نہ ہونے سے کتنی شدید نا انصافیاں عمل میں آ رہی ہیں بحری سفر پر قیود نے ہندوؤں کو کس درجہ مجبوری میں گرفتار رکھا اور وہ اس عہد میں اپنی تمدنی اور معاشرتی خرابیوں کی اصلاح کیلئے کس طرح اسلام کی پناہ لینے پر مجبور ہیں۔

عیسائیت کتنا پھیلا ہوا مذہب ہے مگر غور کر کے دیکھئے کہ اس نے عورتوں کو کتنا بے بس بنا رکھا ہے شادی ہوتے ہی وہ اپنے مال اپنی جائداد حتیٰ کہ اپنے نام تک سے محروم ہو جاتی ہے وراثت میں اس کا کوئی حصہ نہیں خاوند سے کسی صورت میں وہ علیحدہ نہیں ہو سکتی قانون نے ضرور اس کی پشت پناہی کی لیکن اس طرح کہ وہ اور تباہ ہو گئی اور ہوتی چلی جا رہی ہے مسیح اول ہے کہ جب تک انسان کی سرشت بذریعہ کفارۂ مسیح پاک نہ ہو جائے اس طرح کوئی اس کا بوجھ نہ اٹھائے تو وہ کوئی ترقی نہیں کر سکتا انسان نہایت ہی ناقص فطرت سمجھ لیا گیا ہے نجات یافتہ اور غیر نجات یافتہ لوگوں کی تقسیم خدا کے ہاتھ سے پہلے ہی پیدائشی طور پر ہو جاتی ہے جو عیسائیوں والے گھروں میں پیدا ہوتے ہیں وہ قطعی نجات یافتہ ہوتے ہیں جو کفارے پر ایمان نہیں لاتے وہ جہنمی ہیں۔ بدھ مذہب بھی اسی قسم کی پابندیوں میں گرفتار ہے ہندوستان کی ہی بات ہے۔

یہودیوں میں مذہب کا یہ استبداد کہ حضرت موسیٰ کے بعد سے لیکر آج تک کچھ نہ کہا اور نہ اس عرصہ میں کسی پیغمبر کے قریب جاؤ۔ عیسائیت کے خلاف طلاق کی یہ آسانی کہ بلا وجہ بے سبب جب چاہا عورت کو چھوڑ دیا اور دوسری شادی کر لی پھر اس غریب عورت کو بلاوجہ اور بے قصور چھوڑ دی گئی ہے کوئی پوچھتا نہیں اور مطلقہ عورت سے شادی کرنا ممنوع ہے اپنے مذہب والوں کے علاوہ اور سب مذہب والے ان کے نزدیک معتوب ہیں۔

احکام اسلام کی معقولیت

اب اسلام کے اصول ملاحظہ ہوں صاف موجود ہے کہ کوئی انسان کسی دوسرے انسان کے بار کا متحمل نہیں ہوگا نہ اپنا بوجھ آپ اٹھاتا ہے نہ کسی کی نیکی اس کے اپنے کام آ سکتی ہے ہر انسان خواہ وہ کسی کے گھر میں پیدا ہوا ہو صحیح فطرت لیکر آتا ہے اس کے آئندہ کے افعال اسے نجات یافتہ یا غیر نجات یافتہ بنا دیتے ہیں قدرت کی ہر شے کی طرح انسان کی فطرت بھی ہر نقص سے مبرا ہے ایک مسلمان آزادی کے ساتھ جہاں چاہے جا سکتا ہے ہر پاک و صاف آدمی کے ساتھ پاک و صاف کھانا کھا سکتا ہے ان میں ذات و پات کی کوئی تمیز نہیں ان میں شریف سمجھا جاتا ہے جس کے عمل اچھے ہوں یہاں بزرگی و شرافت کا معیار نسب نہیں اعمال ہیں شاہ و گدا سب ایک صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں آقا و غلام کی کوئی تمیز نہیں مرد بلا وجہ عورت کو طلاق نہیں دے سکتا عورت کو اگر سخت تکلیف ہے یا زوجین میں اختلاف مزاج نازک صورت اختیار کر گیا ہے تو عورت بھی اس سے عزت کے ساتھ علیحدگی اختیار کر سکتی ہے اور پھر جہاں چاہے وہاں شادی کر سکتی ہے بیوہ لڑکی کے عقد کا بھی حکم ہے انھیں شوہر اور والدین کے ترکہ سے حصہ ملتا ہے وراثت میں شریک ہیں مردوں کی طرح تعلیم ان پر بھی فرض ہے یہ اپنی جائداد کی آپ مالک ہیں آپ لین دین کر سکتی ہیں یہ وہ حقوق ہیں جو آج اس اونچا تہذیب و شائستگی کے باعث یورپ بھی اپنی عورتوں کو نہیں دے سکا۔ مذہب اسلام کے اوراق اس وقت دنیا کے سامنے کھلے ہوئے ہیں مگر کوئی نہیں جو سینہ پر ہاتھ رکھ کر یہ کہہ سکے کہ اس کا کوئی ایک اصول اور ایک حکم بھی ایسا ہے جو موجودہ تہذیب و مدنیت سے ٹکرا سکے بلکہ وہ ترقی کا سنگ بنیاد ثابت ہوا اس کے ہر حکم اور اصول میں صد ہزار حکمتیں اور بے شمار مفاد انسانی پوشیدہ ہیں۔

دیگر مذاہب کی عقل سے بیگانگی

ہندویت کے توہم اور خلاف عقل عقائد اور عیسائیت کی تثلیث پرستی بدھ دھرم کے اصول زیادہ تر ایسے ہیں جس میں یا تو عقل انسانی کام نہیں کر سکتی اور کبھی تو اسے ممنوع قرار دیا گیا ہے ہمیں عقائد سے بحث نہیں مگر کوئی یہ تو بتا دے کہ ہندویت کے اس حکم میں کہ اس نے ایک طبقہ انسانی کو اچھوت بنا دیا عیسائیت کے اس حکم میں کہ اس نے عورتوں کو ہمیشہ کے لئے ناقابل فسخ طریق پر مردوں کے دامن سے باندھ دیا یہودیت کے اس امر کہ اس نے مطلقہ عورت کو مکروہ ترین عورت قرار دیا اور بدھوں کے اس طریق کو کہ نجات بھیک کا پیالہ ہاتھ میں لئے نصیب ہی نہیں ہو سکتی دنیا کو کیا فوائد پہنچے اور آیا یہ دنیا کی انسانیت کے لئے مفید ہیں یا مضر؟ اسلامیوں کے پردہ پر آج بھی کم ہیں اور کوتاہ نظر لوگ شدت کے ساتھ اعتراض کرتے ہیں مگر زمانہ خود ان پر اس حکم کی سود مندیاں بھی تدریجاً واضح کرتا چلا جا رہا ہے وحدانیت کے عقیدے پر ایک نظر ڈال لیجئے دیگر مذاہب نے کتنے خدا بنا رکھے ہیں کوئی بتوں کو اصل بنائے ہوئے ہے کوئی آگ کی خدائی پر ایمان رکھتا ہے کوئی آفتاب پرست ہے اور کسی نے اس کے اولاد ثابت کر کے ایک کے ساتھ تین تین کی پرستش شروع کر رکھی ہے۔

یہ تو مسلمہ اصول ہے کہ انسان کسی ہستی کے سامنے فطرۃً سر جھکانے پر مجبور ہے اور دنیا اور نظام دنیا خود کسی خالق کے وجود کا شاہد عادل ہے لیکن غور تو کیجئے اور عقل سے کام لیجئے کہ یہ طریق بہتر ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے تراشے ہوئے بتوں کو خدا مان کر پوجتے پھریں تین تین ہستیوں کو خدا کہیں بہتر یہ ہے کہ ایک بالاتر ہستی اور ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی کے سامنے سجدہ ریز عبودیت ہوں عیسائیوں نے ایک خدا کے تین خدا بنائے تھے تو زرتشتیوں نے دو بنائے اور ایک کے ہاتھ میں خیر اور دوسرے کے ہاتھ میں شر کی لگ ڈور دی قرآن کریم نے کتنے مختصر اور بلیغ الفاظ میں ان خداؤں کی کثرت کے قلعہ پر ضرب لگائی ہے لو کان فیہما الٰہۃ الا اللہ لفسدتا اگر آسمان و زمین میں کئی کئی خدا ہوتے تو ان میں فساد پیدا ہو جاتا کتنی سہل لیسیر الفہم اور عقل میں آنے والی بات ہے سادہ حکومت و حکمرانی کا ہے ایک ملک میں دو یا زیادہ حکمرانوں کی موجودگی فسادات پر منتج ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی تا جب

یہاں دو حکمران اتفاق سے نہیں رہ سکتے ایک گھر میں یہ ممکن نہیں ہے تو پوری کائنات پر حکمرانی کرنے والے اگر متعدد ہوتے تو اختیارات کا یہ تصادم ضرور فساد کا باعث ہوتا۔

حقائق کی صحیح تعلیم

اسلام نے جہاں تبلیغ دین کا حکم دیا ہے وہاں بھی پوری دانائی سے کام لیا گیا ہے صاف کہا ہے ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ یعنی حکمت کو خدا کی اور خدا کے دین کی طرف دعوت دو تو دانائی اور صاف الفاظ میں دو اس اصول میں عقل و فرزانگی کے کتنے جوہر پوشیدہ ہیں روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ عام مباحث میں بھی اگر ذرہ برابر تلخی یا جوش سے کام لیا جاتا ہے تو فساد نہیں ہو مگر دلوں میں کدورت ضرور پیدا ہو جاتی ہے اور افادہ کے بجائے اصل مقصد کو نقصان پہنچتا ہے عقل سے کام لینے کے لئے انسان کو اور مذاہب کی طرح مجبور نہیں کیا جا رہا بلکہ اس پر زور دیا جا رہا ہے نہ صرف بحث و تمحیص بلکہ تبلیغ دین میں عقل و فرزانگی کی ضرورت جتائی گئی بلکہ یہاں تک بھی کہا جا رہا ہے وکاین من آیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وھم عنہا معرضون زمین و آسمان میں رب ذو الجلال کی بیشمار نشانیاں پھیلی ہوئی ہیں انسان انھیں دیکھتے ہیں اور پرے گزرتے ہیں مگر ان پر نہ غور کرتے ہیں اور نہ متوجہ ہوتے ہیں؟ کیا اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ اسلام خود انسان کو غور و فکر اور حکمت و دانائی سے کام لینے کی خود ہدایت کرتا ہے۔ ولہ من فی السموات والارض زمین و آسمان کی کوئی چیز خدا کے قانون و آئین سے باہر نہیں۔ اس آیت میں کتنی وسعت سے یہی کہا جا رہا ہے کہ یہ نظام عالم صرف ایک وحدہ لاشریک لہ کی دین ہے اور اس کی طاقت اتنی عظیم اور اتنی وسیع ہے کہ دین و دنیا و ما فیہا کی ہر شے کو اپنے حیطہ اقتدار میں لئے ہوئے اور اپنے ضابطہ و قانون میں جکڑے ہوئے ہے اسلام نہ یہ کہتا ہے کہ ہندویت اور یہودیت کی طرح دشمنوں کو تباہ کر کے رکھ دو اور نہ عیسائیت کی طرح یہ کہتا ہے کہ کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ رسید کرے تو تم دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دو۔ دونوں امور فطرت انسانی کے خلاف اور انتہائی نقطوں پر پہنچے ہوئے ہیں ایک میں انتہائی تشدد و سختی کی بو آتی ہے اور ظلم و ستم کے بڑھنے اور انسانیت کے تباہ کر دینے کی ترغیب ہے دوسرے میں انتہائی نرمی مضمر ہے ایک انسان کو سخت متشدد بناتا ہے اتنا کہ وہ ایک قدم بھی آگے بڑھانے بغیر ظلم و تعدی کی سرحد میں پہنچ جاتا ہے دوسرا انسان کو اتنا نرم کرتا ہے کہ وہ اپنی جگہ سے بال برابر بھی سرکے بغیر بزدلی کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے اسلام نے اس معاملہ میں نہایت دلفریب اعتدال قائم رکھا ہے اور جو کچھ کہا ہے اس میں فطرت انسانی کے تمام رجحانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے انسانوں کی رہنمائی کی ہے اصلاح جذبات کا کتنا شاندار مظاہرہ ہے کہ نہ تو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ جو تمہارے ایک گھونسا مارے اسے بیشک تم اس کے دس گھونسے مار دو کہ اکثر حالت اشتعال میں بھی ہوا کرتا ہے اور نہ یہ تلقین کی جا رہی ہے کہ جب کوئی حملہ آور دیکھو تو اس کے سامنے گڑگڑاؤ اپنے تئیں کو بزدلوں اور کمزوروں اور بے غیرتوں کا یہی وطیرہ ہے۔

حکم ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ برائی کا بدلہ برائی ہے لیکن اگر معاف کر دیا جائے تو اس کا اجر اللہ دیگا۔ آپ پر ظلم ہوا ہے آپ کے ساتھ برائی کی گئی ہے آپ کی طبیعت میں اشتعال ہے تو آپ ضرور بدلہ انتقام لیں مگر اتنا ہی جتنا کہ انصاف آپ سے سکتے ہیں اتنا ہی نقصان پہنچائیں جتنا کہ آپ کو پہنچایا گیا اگر آپ حد سے بڑھ گئے تو آپ پر ظلم کی وہ دفعات عائد ہو جائیں گی اور اگر آپ نے معاف کر دیا اور بدلہ کی طاقت رکھتے ہوئے بھی بدلہ نہ لیا تو یہ بڑے ثواب کا کام ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دیگا کتنی عمدگی اور خوبی کے ساتھ نیکی کی تعلیم کی گئی ہے

ایک شخص کسی کا دانت توڑ دیتا ہے اور دوسرا شخص جوش میں آکر نہ صرف کئی دانت توڑ دیتا ہے بلکہ سر بھی پھاڑ دیتا ہے اس پر پھر پہلا شخص اور اس کے ساتھیوں کو اشتعال پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ بڑھ چڑھ کر بدلہ لیتا ہے اس طرح دلوں میں تکدر بھی بڑھتا ہے اور عداوت کی بنائیں استوار ہوتی چلی جاتی ہیں اور اگر دانت کے بدلے دانت اور آنکھ کے بدلے آنکھ کا اصول رکھا جائے تو پھر شکوہ اور اشتعال کا کوئی موقعہ ہی نہیں رہتا اور اگر معاف ہی کر دیا جائے تو اس کی شہرت بھی ہوتی ہے اور ثواب بھی ملتا ہے اور جھگڑے بھی معدوم ہوتے ہیں نیکی اور حسن سلوک کا یہ کتنا بہتر فلسفہ اور کتنی اعلیٰ تعلیم ہے۔

مالیات و اقتصادیات کے گر

مالیات و اقتصاد کے توازن کے ہم گر میں اس وقت کائنات انسانی کے حیات کی کلید ہے مگر تمام مذاہب اس کی مذمت کرتے آئے ہیں مسیحیت کہتی ہے کہ مالدار لوگ آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ بدھ دھرم کہتا ہے کہ جب تک بھیک کا پیالہ ہاتھ میں نہ لیا جائے نجات ہی نہیں ہو سکتی ہندو مت میں بھی سنیاس اور تیاگ کو بہت بڑا درجہ حاصل ہے غرض دیگر مذاہب میں کمال روحانیت اس وقت تک پیدا ہی نہیں ہو سکتا جب تک دنیا اور دنیا کے عیش ترک نہ کر دیئے جائیں۔ اور یہ چیز فطرت انسانی کے خلاف ہے انسان دنیا میں دنیا کو برتنے اور یہاں کام و آرام کے لئے آیا ہے نہ کہ پہاڑوں اور جنگلوں میں حیوانوں جیسی زندگی بسر کرنے کے لئے اسلام نے فطرت کے اس اصل کو ہر حالت میں پیش نظر رکھا ہے اور بتایا ہے کہ دنیا چھوڑ کر روحانی کمال پیدا کرنا کوئی کمال نہیں اور نہ ساری دنیا ایسا کر سکتی ہے کمال تو یہ ہے کہ دنیا کے مشاغل اور الجھاؤ میں پھنسے ہوئے اور پھنسے رہ کر کمال حاصل کیا جائے اسلام کہتا ہے کہ ترک دنیا حرام ہے تجرد اور دنیا سے متنفر انسان کی ستر رکعت اور دنیا دار انسان کی دو رکعت ثواب میں یکساں ہیں دولت بھی پیدا کرو اور شادیاں بھی کرو مگر خدا کو نہ بھولو۔

افراط و تفریط سے بچانے کے لئے کہا گیا ہے کلوا واشربوا ولا تسرفوا کھاؤ پیو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرو مالی ترقی کے بہترین اور موثر ترین راز اسی ایک آیت میں مضمر ہیں اب اگر کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ضرورت سے زیادہ ہی نہیں بلکہ بے ضرورت بھی روپیہ اڑانا شروع کر دیتے ہیں انہیں "مبذر" اور "اخوان الشیاطین" بتایا گیا ہے پھر ایک جگہ بالکل کوزہ میں دریا بند کر دیا گیا ہے ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطہا کل البسط نہ بے انتہا بخیل بنو اور نہ بے انتہا سخی اور میانہ چال چلو۔ کیا مالیات کے متعلق کسی مذہب نے ایسی مفید اور ایسی بے مثال تعلیم دی ہے اگر مسلمان ان اصولوں پر عمل کرتے تو انہیں کبھی فلاکت و مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

غرور و تکبر کتنی بری بلا ہیں جس سے مغروروں کو بھی نقصان پہنچتا ہے اور دوسروں کو بھی کراہت پیدا ہوتی ہے اور انسانوں میں انسانیت کے رشتہ کے باوجود بعد پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے اسلام نے اس کی بھی سخت تنقیص کی ولا تمش فی الارض مرحا ان اللہ لا یحب کل مختال فخور زمین پر اکڑ کر نہ چلو کیونکہ اللہ تعالیٰ مغروروں کو دوست نہیں رکھتا گویا اسلام ترقیات، اخلاقیات، مالیات، اقتصادیات اور علمیات سب کے اصول نہایت خوبی اور فیاضانہ انداز سے بتاتا چلا جاتا ہے جبر و استبداد کی مذمت، ظلم و عدوان کا استیصال، غلامی کی توبیخ، فساد و بداخلاقی کی تخریب، اخلاق حسنہ کی تلقین، مساوات کی تعلیم، زکوٰۃ کے ذریعہ امراء و غرباء میں رشتہ انسانیت کا استحکام، انسانیت و نسوانیت کا احترام، جذبات میں اعتدال پیدا کرنے کی سعی اور ترقی کے گر اگر کسی مذہب نے بتائے ہیں تو

کھلے تھے نہ جو راز اب تک جہاں پر

جہل و بے خبری کی عالمگیر تاریکی

تمام دنیا میں ایک تاریکی پھیلی ہوئی تھی ہر طرف اور ہر ملک میں ظلمت و جہالت کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں جدھر دیکھو انسان حیوانوں کی طرح زندگی بسر کر رہے تھے نہ کوئی تہذیب تھی نہ کوئی تمدن، نہ کوئی سلیقہ تھا نہ معیار۔ افق پر ظلم و عدوان کی بدلیاں پھیلی ہوئی تھیں وحشت و بربریت کی آندھیوں نے پوری فضا کو مکدر بنا رکھا تھا اور انسانیت کی رسوائی پر پوری کائنات قہقہے لگا رہی تھی دنیا یہ سمجھتی ہی نہ تھی کہ زندگی کس طرح گزاری جاتی ہے آسمان و زمین ہیں کیا؟ چاند سورج کیوں مخلوق کئے گئے ان کا پیدا کرنے والا کوئی ہے بھی یا نہیں! کوئی پتھروں کو کھڑا کئے پوج رہا ہے کسی نے بتوں کو تراش کر آپ ہی اپنا خدا بنا رکھا ہے کسی نے انہیں خیر و شر دونوں کا مالک بنا رکھا تھا کوئی ان صنموں سے بید لرزاں کی طرح لرزتا تھا کہ کہیں بستی تباہ کر کے نہ رکھ دیں ان کی طرف سے ہم پر بلائیں مسلط نہ ہو جائیں قحط نہ نازل ہو شہروں پر آفت نہ نازل کر دیں پجاریوں اور جنتریوں نے جلب زر کے لئے ایک دنیا کو احمق بنا رکھا تھا وہ خوب جانتے تھے کہ اگر ہم ان بتوں کو مافوق العادۃ قوتوں اور طاقتوں کا حامل نہ ثابت کریں گے تو دنیا اور دنیا والوں پر ہمارا اثر قائم ہو گا نہ ہمیں کوئی پوچھے گا اور نہ کوئی ہمیں کچھ دیگا۔ لوگوں کے قلوب میں نئے نئے وہم اور جدا جدا قیاس قائم کئے جاتے تھے اتفاق یا کسی ارضی و سماوی انقلاب سے کوئی نیک یا بد انقلاب رونما ہوتا تھا تو اسے فوراً بتوں اور بتوں کی طاقتوں کی مہربانی یا قہرمانی سے موسوم کر دیتے تھے اور ایسی باتیں لاتے کہ مخلوق خدا کسی طرح ان کے جال سے نہ نکل سکتی تھی کہیں سیلاب آگیا غضب ہو گیا۔ فلاں لغزش کا نتیجہ ہے دیوتا ناراض ہو گئے کہیں اولے پڑ گئے دیوتا حاکم کو غصہ آ رہا ہے اور کیوں آیا ہے اس لئے کہ تم لوگوں نے [illegible] دیوتاؤں اور بتوں کی طرف سے اپنی توجہ ہٹالی ہے کہیں آگ لگ گئی بت نے اس کی طرف قہر کی نگاہ ڈالی تھی۔ کوئی جہاز سمندر کی موجوں کی غضبناکیوں کا شکار ہو رہا ہے اس کے بچنے اور گرداب سے نکلنے کی کوئی توقع باقی نہیں رہتی ہے ہر طرف یاس ہی یاس ہے وہ ہیبت ناک موجیں اپنا منہ کھولے پھنکارتی ہوئی اس کی طرف بڑھ رہی ہیں موت و حیات کی کشمکش جاری ہے طوفان خیز اور طوفان بار آندھی چل رہی ہے بادبان شکستہ ہو چکے ہیں انسانی تدبیر کچھ کام نہیں کرتی عقل و دماغ کی کارفرمائیاں افسردہ ہو چکی ہیں اور ہر طرف اضطراب و ہراس پھیلا ہوا ہے اتفاقاً موسم ٹھیک ہو گیا طوفان رک گیا آندھیاں تھم گئیں گرداب فنا سے جہاز نکل گیا اور لوگ عافیت و آرام کے ساتھ گھروں میں پہنچ گئے بتکدوں میں گئے چڑھاوے چڑھائے ڈنڈوت ہوئی پجاری بولے ٹھیک ہے اس روز اسی وقت ہم نے بڑے بت کے تیور بدلے ہوئے دیکھے تھے اس کی آنکھوں میں قہر و جلال کا رنگ نمایاں تھا ہم سمجھ گئے تھے کہ کوئی نہ کوئی بلا نازل ہونے والی ہے دیکھا نہ بھائی یا نہ بھلا ہمارا قیاس صحیح ہم نہ کہتے تھے کہ اب کچھ نہ کچھ ضرور ہو کر رہے گا کہیں نہ کہیں ضرور آفت آئیگی وہی ہوا بھیا جو بے جی ٹھیک کہتے ہو تم سے زیادہ ان بتوں کے مزاج سنگین کا ادا شناس اور کوئی ہو بھلا کہاں سکتا ہے

اب کیا ہے گھر گھر چرچا ہو گیا فلاں صنم کدہ کے فلاں دیوتا جی بڑے زبردست ہیں فلاں بجرے کو سمندر میں ڈبو ہی دیا تھا وہ تو کچھ دیا کی نظر ہو گئی ورنہ ایک بھی سلامت واپس آتا کیا کہ یہ لوگوں کی بدولت ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے [illegible] جیسے کرم [illegible]

سب دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں دیوتاؤں کو کوئی خوش بھی نہیں کرتا اگر کسی کو پروا بھی نہیں ہوتی اور ہوتی تو ایسے پاپ کیوں ہوتے [illegible] اس دنیا میں کیوں نہ پھیلتے کسی کے دل میں جھجک پیدا نہیں ہوتی کسی کا دماغ کام نہیں کرتا کوئی نہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے اس میں اصلیت بھی ہے یا نہیں اسے حقیقت سے کتنا تعلق ہے پتھر اور پتھر بلکہ ایسی مورتی جو حس و حرکت سے بھی خالی ہو کیسی قوت اور کیسی طاقت کی مالک ہو سکتی ہے ہر طرف سے سب کچھ [illegible] ہی کی آوازیں آتی ہیں جو بتوں کی قہرمانی طاقتوں پر اعتقاد اور بڑھ جاتا ہے اور پہلے سے زیادہ شدت و شکر کے ساتھ پوجا ہونے لگتی ہے اور تو کیا چاروں طرف [illegible] اور پجاریوں کے انبار لگ جاتے ہیں لوگ بیوقوف بنتے ہیں اور پجاری [illegible] اڑاتے ہیں وہم پھیلتے ہیں اعتقاد بڑھتے بڑھتے چلا جاتا ہے خبریں پھیلتے پھیلتے پھیلی چلی جاتی ہیں اور دنیا کے چپے چپے پر بت پرستی کا ڈنکا بجنے لگتا ہے۔

انسان کی فطرت میں جھکنے اور کسی طاقت کے سامنے سر جھکانے کا مادہ فطرۃً موجود تو ہے ہی جھکنا خدا کے سامنے چاہئے تھا جو ان کا اور تمام مخلوق کا خالق ہے مگر جھک رہا ہے اپنے بنائے ہوئے بتوں کے آگے یونان میں اس شرک و کفر کی بجلیاں پوری شدت کے ساتھ کڑکنے اور کوندنے لگتی ہیں تو حضرت ذکریا مبعوث ہوتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہتے ہیں ان میں کچھ نہیں کیا تم جیسے فلسفی بڑے بڑے عقلمند ہو اسباب و علل کے رشتے رات دن جوڑتے اور قائم کرتے رہتے ہو ذرا سوچو تو اور غور تو کرو کہ کسے پوجنا چاہئے تھا اور کس کے سامنے جھکنے لگے [illegible] نشین ظلمت سے بدتر کس ابتذال کی گہرائی میں گر پڑے ہو مگر کوئی نہیں سنتا کوئی پرواہ نہیں کرتا یہ جاہلیت کا اثر تھا اصلاح حق کے لئے نہیں اپنے قیام اقتدار کے لئے ان کا دشمن بن جاتا ہے اور بدمعاشوں کا ایک گروہ [illegible] آرہ سے اگلی گردن مبارک پر [illegible] دیتا ہے حضرت سقراط پیدا ہوتے ہیں سمجھاتے ہیں بتلاتے ہیں صحیح راستہ دکھاتے ہیں [illegible] ظلمات و گمراہی کے جنگل سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں مگر کوئی نہیں سنتا کوئی پرواہ نہیں کرتا کسی کے کان اس آواز حق کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ساعت آجاتی ہے کہ دشمنان حق و صداقت جام زہر لے آتے ہیں وہ جسم جس میں زہر [illegible] آپ اسے بلا تکلف پی جاتے ہیں اور جان [illegible] کے سپرد کر دیتے ہیں

عرب کی وحشت و بہیمیت — خدا کے گھر میں بت

مکہ معظمہ میں کعبہ وہاں تو امر اعتقاد کے باوجود [illegible] گھروں میں [illegible] بت دیکھنے تھے حرم کعبہ میں تین سو ساٹھ ۳۶۰ بت رکھے گئے تھے اور بعض بت پرستی کا یہ رنگ تھا کہ زمانہ جاہلیت میں قریش کی سرداری کا انحصار حاصل ہو گیا تھا اور دوسرے لوگ بتوں کی پرستش اور پوجا کے لئے آتے تھے سر جھکاتے تھے اور نذرانے چڑھاتے تھے سال میں ایک بار حج کے موقعہ پر مکہ میں عظیم الشان اجتماع ہوتا تھا اتنا بڑا اجتماع جس کی کوئی نظیر اس ملک میں نہیں مل سکتی تھی بیک وقت کئی لاکھ افراد کا اجتماع ہوتا تھا اس اجتماع کے انتظام و اہتمام کے لئے وہاں بڑے بڑے عہدے قائم ہو گئے تھے کسی کے سپرد [illegible] کا انتظام تھا کوئی طعام و قیام کا بندوبست کرتا تھا کوئی نذرانوں کا نگران کار تھا کوئی دیگر انتظامی امور انجام دیتا تھا کچھ ہو یا نہ ہو یہ بھی ناموس ملک کی رسوائی [illegible] کے لئے یہ اجتماع بڑی آمدنی اور بڑی منفعت کا ذریعہ بنا ہوا تھا دولت جاہ اقتدار اور سرداری سب کچھ اسی صنم کدہ اعظم اور اس بت پرستی کے استحکام پر [illegible] اور عرب نہیں بلکہ پوری دنیا کو شرک و ضلالت سے پاک کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اگر قریش انہیں کامیاب ہونے دیتے تو اپنے نزدیک وہ اپنے پاؤں میں آپ کلہاڑی مارتے اور اپنے اقتدار کی چٹان پر ضرب لگاتے اسی لئے انہوں نے مخالفت کی اور اس شدت اور [illegible]

سالہا کی گردہ ظلم و عدوان کے مصداق کے یکروتاز مشہور ثابت ہوئے ان کی آنکھیں باطن کی دلفریبیوں تک پہنچ سکیں نہ عقل و دماغ دونوں ماؤف تھے انھوں نے محض ظواہر امور پر نظر ڈالی اور اسی بنا پر زور شور کے ساتھ مخالفت شروع کر دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی ہوا کلدانیوں نے بھی بت پرستی کی حمایت میں عراق کے اندر کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا یورپ بھی عالم میں تھا روم کی مشہور تہذیب بت پرستی کی آلائشوں میں بری طرح لتھڑی ہوئی تھی اس نے یہودیت اور مسیحیت کو اپنے وقت میں خوب دل کھول کر ستایا ہندوستان کے پجاری گوناگوں اقسام کے نافع ہوئے تھے بتوں کی پرستش یعنی مظہر پرستی انسانیت کی رسوائی تحقیر کے انتہائی نقطہ پر پہنچ گئی تھی درختوں کی پوجا ہوتی ہے سانپوں کی پرستش کی جاتی تھی دریاؤں کا بت پرستانہ احترام ہوتا تھا ستارے پوجے جاتے تھے آفتاب و ماہتاب کے پوجنے والے زندہ تھے آگ کو معبود سمجھا جاتا تھا خیر و شر کے خدا الگ بنائے تھے اتنے خدا پیدا ہو چکے تھے کہ ان کا کوئی حد و شمار باقی نہ رہا تھا۔

آئین حیات سے ناواقفیت

یہ تو تھی اعتقادات اور عبادات کی حالت، تمدن اور معاشرت کے اسرار کا بھی کوئی ذوق نہ رہا تھا کسی کو دنیا اور انسانوں کی طرح رہنا بھی نہ آتا تھا خانہ بدوش اور وحشی قبائل تھے ان کے متعلق تو کچھ کہنا اور لکھنا ہی فضول ہے ان کی زندگیاں تو ویسی زندگیاں تھیں جیسی بھیڑیوں اور بگھیلوں کی زندگیاں ہوتی ہیں لیکن جن میں دولت تھی تہذیب تھی اقتدار تھا عقل تھی وہ بھی نرے وحشی اور حیوان تھے برو کے تھے تو اس طرح جیسے شیر آبادیوں پر جا پڑتا ہے باہمی لڑتے تو بر سر جنگ ہو جاتے تھے بھیڑیوں بھیڑیوں میں جنگ چھڑ جاتی تھی انسانوں کا گوشت انسان کھا جاتے تھے مبالغہ نہیں خود یورپ میں کچھ ترکی قیدی مہذب مسیحیوں کے ہاتھ لگ گئے ان ظالموں نے ان بیکس قیدیوں کو ذبح کیا اور فوج نے ان کے کباب تل کر اور سیخوں پر لگا کر کھائے۔

زیادہ عرصہ نہیں گذرا گذشتہ صدی ہی کا واقعہ ہے کہ میکسیکو میں چند تولہ سونا چرانے کے معمولی جرم میں گوری قوم کے گورے لوگوں نے کالے لوگوں کو شکاری کتوں سے پھڑوا دیا ہسپانیہ والوں نے پیرو کے کسی حاکم کو نہیں بادشاہ کو بھڑکتی آگ پر الٹا لٹکا دیا۔ رومیوں میں معتوب افسروں کو آگ میں جلانے کی سزا اکثر دی جاتی تھی دشمنوں کے ساتھ ہر قسم کی سختیاں ہر قسم کے تشدد روا رکھے جاتے تھے اور اب بھی کئے جاتے ہیں انتہا یہ ہے کہ اس تہذیب و روشنی کے زمانہ میں جذبات کی اشتعال انگیزی کی انتہا پذیری کے خوفناک منظر ہماری آنکھوں کے سامنے آئے دن پیش ہوتے رہتے ہیں۔ اپنے ہی جیسے انسانوں پر رحم کرنا ممنوعات میں داخل ہو گیا ہے۔ رچرڈ شیر دل انگلستان کا مشہور فرمانروا کہ کھیوں کو نہیں پر امن آبادی کے پر امن انسانوں کو گرفتار کرتا ہے اور اپنے لشکر میں بھا کر ان سب کو بلا قصور و بے گناہ تلوار کے گھاٹ اتار دیتا ہے ایک مہذب قوم کا مہذب جنرل ایک قوم اور مشہور قوم کے رہنما سے مرنے اور شہید ہونے کے بعد بھی انتقام لیتا ہے اور اس کی ہڈیاں اس کے مدفن سے نکلوا کر چکی میں پسوا کر ان کی راکھ دریائے نیل کے سپرد کر دیتا ہے۔ فرعون کے زمانہ میں مصر کی تہذیب مشہور تھی مگر نرینہ بچے ہمیشہ قتل کر دیئے جاتے تھے اور عورتوں کو زندہ رکھ لیا جاتا تھا وہ خود خدا بن بیٹھا تھا اور لوگوں سے علانیہ سجدے کراتا اور اپنی خدائی منواتا تھا۔

مہذب رومیوں کی بربریت

روم کے انسانوں کے پیچھے مرغوں کے جھوں کی طرح لڑاتے اور ان کے زخموں کا تماشہ دیکھنے کے لئے تیار کرتے تھے انھیں ہزاروں انسانوں کے مجامع میں لڑایا جاتا تھا کسی کی آنکھ پھوٹتی تھی کسی کا دانت ٹوٹتا تھا کسی کا سر پھٹتا تھا کسی کی آنتیں باہر نکل پڑتی تھیں اور ایک جتھا دوسرے جتھے کو اس وقت چھوڑتا تھا جب اس کا دم نکل جاتا تھا اور لاشہ تڑپ کر ٹھنڈا ہو جاتا تھا کھانے پینے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہ تھی جو ملتا تھا ہڑپ کر جاتے تھے پاک و صاف کی کوئی تمیز نہ تھی پہننے کا کوئی سلیقہ نہ تھا علم مخصوص گروہ کی میراث بن گیا تھا عیسائیوں میں پادریوں میں اور ہندوؤں میں برہمنوں کے گھرانے علم کے لئے مخصوص تھے ایک ہی قوم کے متعدد طبقے اور فرقے ایسے تھے جو ذہنا تحصیل علوم سے روک دیئے گئے تھے اور وہ علم کے پاس بھی نہ پھٹک سکتے تھے کیونکہ خود مقدس علماء نے اس راہ میں مذہبی احکام کی سنگین دیواریں کھڑی کر دی تھیں اور اگر کوئی اس قسم کی غلطی کا ارتکاب بھی کرتا تھا تو اسے شدید سزا کا مرتکب سمجھا جاتا تھا ہندوؤں نے اس امر میں خاص اہتمام کیا تھا انھوں نے اپنی قوم کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور چار ذاتیں جدا الگ مقرر کر دی تھیں برہمن پجاری اور مذہب و علوم کے وارث قرار دیئے گئے تھے کھتریوں کے سپرد فاتحانہ جنگ کا کام کیا گیا ویش کے حصہ میں تجارت آئی اور اچھوت خدمت کے لئے وقف کئے گئے غرض علم بھی دولت بھی چند طبقوں کی ملک اور ملکیت ہو گئی۔

عالم نسوانیت میں زلزلے

عالم نسوانیت کی حالت انتہا درجہ ذلیل تھی نہ تاریخ اس پر ظلم و جہالت کی بجلیاں ٹوٹ پڑی تھیں عورت کی زندگی جہاں بھی لونڈی بنی ہوئی تھی اور جس سر زمین میں بستی تھی وہیں آسمان موجود ہو جاتا تھا یہ ہر جگہ ستائی جاتی تھی ہر گھر میں ستائی جاتی تھی ہر ملک میں ستائی جاتی تھی سلوک تھا نہ غلامانہ اور حیثیت تھی نہ وحشیانہ نہ اسے عبادت سے غرض تھی اور نہ مذہب سے بے زبانوں کی طرح زندگی بسر کرتی تھی عورت ہونا ہی ایک مصیبت بن گیا تھا پیدا ہوتے ہی اس سے نفرت شروع ہو جاتی تھی بیدرد باپ اپنی لخت جگر کو ایسا بیکار سمجھتا تھا کہ گڑھا کھود کر دیتے ہی زندہ دفن کر آتا تھا اور وہ دم گھٹ کر مر جاتی تھی ایک ایک مرد ایک ایک وقت میں جتنی عورتوں کو چاہے رکھ سکتا تھا اور بیٹے نکاح میں لا سکتا تھا اور عورت آہ نہیں کر سکتی تھی مرتے دم تک یہی اختیار تھا کہ وہ جب چاہے جس عورت کو چھوڑ دے کوئی اس کا حامی نہ تھا کوئی مرد کو اس ظلم سے نہیں روک سکتا تھا اس کا کام یہ تھا کہ وہ رات دن مرد کی خدمت کرے بچے جنے ان کی پرورش کرے گھر کا کام کاج کرے اور زبان نہ ہلائے۔

ذرا ذرا سے قصور پر انھیں بری طرح مارتے تھے گھر سے نکال دیتے تھے چونکہ اس کی حیثیت غلاموں جیسی تھی اس لئے شوہروں کو انھیں فروخت کرنے مارنے سختی کے ساتھ کام لینے اور ہر کسی سے زدوکوب کرنے کا اختیار حاصل تھا انتہا یہ ہے کہ بیوی کے قتل کے جرم میں کسی کو پھانسی نہیں ہوتی تھی اور پھانسی کیا باز پرس بھی یکسر موقوف ہو چکی تھی لوگ سمجھتے ہی نہ تھے کہ عورت نصف مخلوق ہے اور دنیا کی مسرتیں بیوی کی ایک مسکراہٹ میں مضمر ہیں ہر ملک میں اس کے لئے بدتر سے بدتر نام موجود تھے کہیں اسے شیطان کی خالہ کہا جاتا تھا اور کہیں سانپ اور بچھو سے تشبیہ دی جاتی تھی یونانیوں کی عقل اور ان کا فلسفہ مشہور ہے مگر انھوں نے بھی اس کی عزت نہیں قائم کی کہیں کسی پر اس کے کوئی حق ہی نہ تھے ہندوستان ہی کو دیکھو بیوی مجبور تھی کہ وہ شوہر کے مرنے پر اس کی لاش کے پاس بیٹھ کر خود کو بھی چتا کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کی نذر کر دے زندگیاں بالکل وحشیانہ تھیں جو نیک تھے وہ دنیا کو چھوڑ کر غاروں کنیاؤں اور جنگلوں میں مصروف عبادت ہو گئے تھے اور جو دنیادار تھے ان کا مایۂ عیش یہی تھا کہ شراب کباب میں زندگی گذرے خوبصورت لونڈیاں ہوں اور کمزوروں کو لوٹ کر روپیہ فراہم کر لیا جائے زنا قماربازی شراب خوری دھوکہ دغا اور فریب کی کثرت تھی اور کسی پر راز حیات نہ کھلتا

پڑھائے تمدن کے بانی سب اُن و

دنیا کا مصلح اعظم

ارض عالم رحمت سے مصلح پیدا ہوئے اور مادرگیتی نے بڑے بڑے لیڈروں کو جنم دیا اور ہر قرن اور ہر عہد میں اصلاح ملک و قوم کا جذبہ بیدار رکھنے والے پیدا ہوتے رہے ان میں وہ قدسی نفس ہستیاں بھی ہیں جو انبیا کی صف میں کھڑی ہیں وہ بھی ہیں جو اولیاء اللہ کے نام سے مشہور ہیں وہ بھی ہیں جو دنیا دار کہلائے اور لیڈر کے نام سے موسوم کئے جاتے ہیں اور وہ بھی ہیں جنھوں نے نظام ملک میں بڑے بڑے انقلاب پیدا کر دئے حضرت ابراہیم حضرت عیسیٰ حضرت نوح حضرت موسیٰ حضرت سید عبدالقادر جیلانی الدین جیلانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سلطان صلاح الدین ایوبی شیر شاہ سوری حضرت گوتم بدھ سری رامچندر سری شنکر اچاریہ سری کرشن مہاراج گرو گوبند سنگھ جی ۔ سولین نوتھر والٹیر روسو ۔ واشنگٹن ۔ ڈیک ۔ امیر عبدالرحمٰن ۔ سرسید مولانا محمد علی لالہ لاجپت رائے' پنڈت مدن موہن مالوی' اور گاندھی جی سب مصلحین میں شامل ہیں سب نے اپنے اپنے وقت اور اپنے اپنے دائرہ عمل میں کم و بیش گرانقدر خدمات انجام دی ہیں ۔ اب دیکھنا ہے کہ اصلاح کا فلسفہ کیا ہے اور مصلحین کن بزرگوں کو کہتے ہیں اور اصلاح کس طرح کی جاتی ہے اور خود مصلحین کو کن عزائم و صفات کا ہونا چاہیئے ۔

اصلاح کہتے ہیں قوم و ملک کے ذمائم و قبائح کو دور کر کے انسانوں کے صحیح راستہ بتلانے کو جو یہ خدمات انجام دیتے یا دینے کی سعی عمل میں لاتے ہیں وہ مصلح کہلاتے ہیں مصلحین کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی تعلیم کا نمونہ آپ ہوں عزائم قوی اتنا رادہ بلند رکھتے ہوں' قربانی کا مادہ بدرجہ اتم رکھتے ہوں خوش خلق نیک نفس ہوں تحریر و تقریر پر پوری قدرت رکھتے ہوں اور تعصب و تنگدلی سے ان کا سینہ بالکل صاف ہو ۔

اصلاح تمام ذمائم اخلاق اور تمدنی معاشری اقتصادی سیاسی جنگی اور ملکی دینی امور کی کی جاتی ہے وہ بھی مصلحین ہی کی صف میں شامل ہیں جنہوں نے کسی ایک شعبۂ حیات کو لیا اور اس کی اصلاح کی اصلاحی امور کا دائرہ بہت وسیع ہے غلامی وا متیازات نسلی و ملکی کا انسداد وحشیانہ و جاہلانہ رسوم کا انسداد تزکیہ نفوس تصفیہ قلوب جمہور ملک قومیت و مذہب کے تنگ رہ امتیازات کو مٹا کر سب کا ایک مرکز پر لے آنا مختلف عناصر میں اتفاق و یکجہتی پیدا کرنا عورتوں کی اصلاح ۔ تعلیم کی عمومیت صنعت و تجارت کی ترویج امن و صلح کی روح پھونکنا ظلم و جور کا انسداد میخواری قمار بازی زناکاری' فواحش کبر و رعونت' چوری' غمازی' بددیانتی' بدعہدی اور تعصب کا ارتفاع خدا سے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جوڑنا اور ان میں صداقت شعاری اور راستبازی کی صفات حسنہ پیدا کرنا یہ امور اصلاحی امور ہیں ۔

جو امور اس وقت عالمگیر اصلاحی نوعیت رکھتے ہیں وہ مساوات عامہ، عالم انسانی کا اتحاد عمومیت تعلیم، نسلی و مذہبی فسادات کا ارتفاع اور اخلاقی و مذہبی احیا ہیں یہ چیزیں عالمگیر نوعیت رکھتی ہیں اور کسی ایک شہر اور ایک ملک اور ایک براعظم کو نہیں پوری دنیا کو ان کی ضرورت ہے اور رہی ہے اپنی اپنی حیثیت کے متعلق کام سبھی نے کیا مگر دیکھنا اور غور کرنا ہے کہ کس کا کام کتنا اہم' کتنا مفید اور کتنا دشوار تھا ۔ دنیا میں اور جتنے مصلح اور ریفارمر پیدا ہوئے ان کے سامنے ایک قوم اور ایک ملک تھا یا انہوں نے جو اصلاحیں کیں وہ اس زمانہ کی ضروریات و احتیاجات کے اعتبار سے کیں ۔

عالمگیر اصلاح

لیکن ہمارے آقا و مولا سرور کائنات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کام کیا وہ ساری دنیا کے لئے کیا جو اصلاحیں کیں وہ کسی خاص عرب تک ہی نہیں ساری دنیا کو ضرورت تھی جو تعلیم پیش کی وہ ایک قوم اور ایک ملک کے لئے نہیں پوری دنیا اور پورے عالم کے لئے تھی پھر آپ نے جس ملک سے اصلاح کا نقشہ سنبھالا وہ ملک تمدنی معاشری مذہبی' اخلاقی' سیاسی' انتظامی' اقتصادی روحانی اور علمی اعتبار سے بالکل صفر کی حیثیت رکھتا تھا اس کی کوئی کل بھی سیدھی نہ تھی کوئی ایک شعبہ بھی ایسا نہ تھا جو بگڑا ہوا نہ ہو صدیوں اور قرنوں سے یہاں کوئی مصلح پیدا نہ ہوا تھا نہ کوئی راعی تھا نہ عالم نہ انتظام تھا نہ حکومت نہ بیداری تھی نہ زمین سرسبز نہ علم تھا نہ تہذیب انسانی اخلاق و انسانی کی انتہائی گہرائیوں تک پہنچے ہوئے تھے جہالت و بے علمی نے ان کی عقول اور دماغوں پر مہر ثبت کر رکھی تھی دنیا میں جن افعال بد یا برائی کا لفظ احاطہ کر سکتا ہے اور جتنی چیزیں بری ہو سکتی ہیں وہ سب ان میں موجود تھیں اور اس کثرت و شدت کیساتھ موجود تھیں کہ ان کی اصلاح و ترقی کی طرف سے زمین و آسمان مایوس ہو چکے تھے گم گشتہ انسانیت میں وحشت و بربریت اور برائیوں کی دنیا میں بسی ہوئی تھیں ۔

اس پر طرہ یہ کہ سخت متعصب سخت مغرور' سرکش' ظالم' بیرحم' سنگدل' جاہل اور سخت بے رحم ناقص ہوئے تھے ۔ ۔ ۔ ۔ اختیار کے نام سے بے بہرہ تھے جانتے ہی نہ تھے کہ حکومت کیسی ہوتی ہے اور کسی کا حکم کس طرح چلتا ہے ۔

یہ تو تنہا عرب کی حالت تھی بیرونی دنیا کا نقشہ بھی کچھ کم خوفناک نہ تھا جتنے مذاہب تھے وہ ایک دوسرے کی تخریب میں لگے ہوئے تھے جتنی ذریتیں تھیں وہ باہم دست و گریباں رہتی تھیں ایک مذہب کے افراد دوسرے مذہب والوں کے خون کے پیاسے بنے ہوئے تھے ہر شخص یہی سمجھتا تھا کہ میرا ہی مذہب سچا ہے اور نجات بخشش کا ٹھیکہ دار اسی کا مذہب اور اسی کا دین ہے اتنا ہی ہوتا اور اسی حد تک رہتے تو بھی چنداں برائی نہ تھی مصیبت تو یہ تھی کہ ایک دوسرے کو باطل اور معصیت کار سمجھ کر اس کے درپے تخریب بنا رہتا تھا اور نہ صرف درپے تخریب بنا رہتا تھا بلکہ اس کی تخریب و تباہی کو عین ثواب سمجھتا تھا دہی سلطنت کتنی مہذب سلطنت سمجھی جاتی تھی مگر جب تک یہ بت پرست بنی رہی اس نے یہودیوں اور عیسائیوں پر عرصۂ حیات تنگ رکھا جب دین مسیحی اختیار کر لیا تو بت پرستوں کے لئے ایک قہری بجلی اور یہودیوں کے لئے ایک عذاب الٰہی بن گئی گرجے کنیسے اور معابد عام طور سے تباہ کر دئیے جاتے تھے ایک مذہب والے دوسرے مذہب والوں پر قابو پا جاتے تھے تو انھیں زندہ جلا ناگرم لوہے سے داغنا ان کا قتل عام کرنا ان کی مقدس کتابوں کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر لٹانا ثواب عظیم جانتے تھے اور یہ سب کچھ زمانہ جنگ ہی کے لئے نہ تھا بلکہ امن کے زمانہ میں بھی برابر یہی برتاؤ امن سے رکھا جاتا تھا بخت نصر اعظم اور ٹیٹس کی تباہ کاریوں اور مذہبی جلادیوں کی دلدوز داستانیں اور عبرتناک حکایتیں بیت المقدس کی دیواروں اور یہودیوں سے پوچھو ۔

نجران اور شام میں عیسائیوں پر بھی اسی طرح پہاڑ ٹوٹتے رہے ہیں عیسائیوں نے ہسپانیہ میں اور حروب صلیبیہ میں بھی اپنی وحشت و بربریت اور مذہبی درندگی و قساوت کا جو افسوسناک مظاہرہ کیا تھا اور جیسا اس انسانیت کے ساتھ کیا تھا کہ جس سے فرعونوں کی ہڈیاں بھی اپنی قبروں کے اندر حرکت میں آگئی ہونگی نجران میں یہودی فرمانروا نے بھی عیسائیوں کو زندہ آلاؤ میں ڈال دیا تھا ہندوستان میں بدھ مذہب والوں نے جب برہمنوں کے مقابلہ کے لئے شمشیر نیام سے نکالی اور پھر سری شنکر اچاریہ اٹھے تو انہوں نے ان کو بھی

نیز ملک پر رکھ لیا۔ انسان کی ہزار و پنجاہ سالہ عظمت و وسعت آبادی کو دیکھتے دیکھتے فنا کر کے رکھ دیا۔ راجپوتانہ میں سات ہزار مینیوں کی کھالیں بیک وقت کھنچوائی گئیں۔ غرض ہر جگہ اور ہر ملک میں اسی قسم کی آندھیاں برابر آتی رہتی تھیں اور پھر قیامت یہ تھی کہ اس ظلم کو کوئی ظلم نہیں ثواب سمجھا جاتا تھا۔ مذہب و پیشوایان مذہب اور کتب مقدس کی توہین معمولی اور عام چیز بن گئی تھی۔

عقائد مذہبی کی اصلاح

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا مذہب اور نیا دین لیکر آئے تھے لیکن آپ کی دانائی اور فرزانگی ملاحظہ ہو کتنا شاندار مظاہرہ تھا کہ آپ نے اس جدید دین کو جدید نہیں کہا اور بتایا کہ میں ملت ابراہیمی کے احیاء کے لئے آیا ہوں اور میری شریعت چونکہ اب ہمیشہ دنیا کے لئے ہے اسلئے حسب ضرورت قیامت تک کے لئے اس میں اہم ترامیم کر دی گئی ہیں میں کوئی غیر نہیں بلکہ انبیائے قدیم کی جماعت ہی کا ایک رکن ہوں اور اگر مذاہب تو دوسرے مذاہب کی تخریب و تکذیب کر رہے تھے مگر اسلام سب کی تصدیق اور سب کی عزت کرتا ہوا آیا اور نہ صرف عزت کی بلکہ ان کے پیشواؤں پر از راہ معاندت جو الزامات عائد کئے جانے لگے تھے انھیں بھی ان پر سے دور کیا اور یہ کہکر مذاہب عالم کی صداقت پر مہر جواز ثبت کی کہ خدائے ذوالجلال کے سب بندے ہیں اسے سب کی بہتری و ہدایت کا خیال ہے اور وہ برابر ہر قوم اور ہر ملک میں اپنے برگزیدہ بندوں کو رشد و ہدایت کے لئے مامور کرتا رہا ہے لکل امۃ اجل ولکل قوم ھاد ظاہر ہے کہ جب اسلامیوں کا عقیدہ یہ ہوگا کہ ہر قوم میں اللہ کی طرف سے ہدایت کرنے والے بھیجے گئے ہیں اور اس کے رسولوں میں کوئی تفریق پیدا کرنا معصیت ہے تو وہ ہرگز دیگر مذاہب والوں کی تخریب و تکذیب پر کبھی بآسانی آمادہ نہ ہوں گے لا نفرق بین احد من رسلہ۔

کہاں تو دنیا کے یہودی ہندو، مجوس، عیسائی ہرقل، آتش پرست خسرو پرویز اور بت پرست ٹیٹس اور بخت نصر دوسرے مذاہب کی بنیادیں اکھاڑ کر پھینک رہے تھے اور کہاں رسول کریم نے وہ انقلاب پیدا کر دیا کہ آپ کے غلام سلطان صلاح الدین سلطان محمد فاتح اور شہنشاہ اورنگ زیب ان کے حامی نظر آئے آپ نے مسلمانوں کو تعلیم دی کہ دین کے معاملہ میں کسی پر جبر نہ کرو۔ لا اکراہ فی الدین تمام مذاہب کے پیشواؤں کا احترام کرو۔ تمام کتب مقدسہ کو بھی کتابیں سمجھو تمام مذاہب کو سچا جانو کسی سے تعصب نہ کرو دنیا کا کوئی ایک مذہب اور کوئی ایک مذہبی مصلح بھی اتنی عظیم الشان اصلاح اور اتنی جلیل القدر تعلیم کی کوئی مثال پیش کر سکتا ہے نہیں ہرگز نہیں آپ نے صاف بتا دیا کہ صرف اتنی بات ہے کہ لوگوں نے دیگر مذاہب کی کتابوں میں حسب منشا ترمیم و تنسیخ کر دی ہے اور وہ مذہب اپنی اصلی حقیقی صورت میں قائم نہیں رہے مگر ان کی صداقت مسلمہ ہے گویا جو چیز لڑائی اور جھگڑے عظیم کا باعث اول بنی ہوئی تھی آپ نے اسے معدوم کر کے رکھ دیا۔

مساوات عامہ

آپ کی دوسری اصلاح یہ تھی کہ آپ نے نسل و رنگ اور قومیت کے سارے اختلافات فنا کر ڈالے اور دنیا کو قولاً نہیں عملاً بتا دیا کہ تمام نسل انسانی ایک گھرانا ہے جس میں چھوٹے بڑے کالے گورے اور شریف و ذلیل کی کوئی تفریق نہیں اقوام و قبائل کی تفریق محض شناخت اور پہچان کے لئے ہے شرافت و ذلالت کے امتیاز کے لئے شریف وہ ہے جس کے عمل اچھے ہوں ان کے پیٹ سے کوئی شریف و ذلیل پیدا نہیں ہوتا۔

اس وقت دنیا کی یہ حالت تھی کہ ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے اندر صدہا تفریقات اور امتیازات موجود تھے اور دیگر مذاہب میں یہ امتیاز بدقسمتی سے آج بھی موجود ہیں۔ ہندوؤں میں اچھوتوں کے سائے تک سے پرہیز کیا جاتا ہے عیسائیوں میں کالے گورے کی تفریق موجود ہے امریکہ و یورپ میں امیر و غریب سرمایہ و مزدوری اور خاندان کے امتیازات موجود ہیں مگر اسلام ان سے بری ہے یہاں محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں ایک حبشی غلام زادہ اسامہ ہاشمی و قریشی عساکر کا جنرل مقرر ہوتا ہے ایک اور غلام حضرت زید سے آپ اپنی پھوپھی زاد بہن کی شادی کر دیتے ہیں ایک ہی لباس میں ایک ہی احرام میں شاہ و گدا امیر و غریب اور چھوٹے بڑے حج کرتے ہیں حضرت بلال حبشی حضرت عمر بن خطاب جیسے جہانبان خلیفہ سے آقا کا خطاب حاصل کرتے ہیں اور انھیں جب شادی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو بڑے بڑے قریشی خاندان شریف ان سے نسبت دامادی کا شرف حاصل کرنے کے لئے بے تابانہ آگے بڑھتے اور اپنی لڑکیاں پیش کرتے ہیں اور قرار دیا آپ نے یہاں تک رواداری سے کام لیا ہے کہ اجازت دیدی ہے کہ اہل کتاب کی لڑکیوں سے شادی بیاہ بھی کر سکتے ہو اور پاک و مطہر کھانا ہو تو ایک دستر خوان پر بیٹھ کر کھا بھی سکتے ہو حالانکہ یہ وہ حق ہے جو دوسری اپنی قوم کے افراد اور عامیوں کو بھی نہیں دے سکیں یہ کتنی بڑی اور کتنی شاندار اصلاح ہے اور اسلام کا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم کا اصول آج بھی دنیا بھر کے لئے ایک درس بصیرت بنا ہوا ہے۔

غلامی کا استیصال

اس وقت غلامی کا بھی عام رواج تھا جو بدقسمتی سے ۱۸۳۳ء تک اس دنیا میں قائم رہا جنگ میں جو لوگ گرفتار ہوتے تھے خواہ وہ شریف ہوں یا رذیل عام طور سے غلام بنا لیے جاتے تھے اکثر لوگ بھی ادھر ادھر سے انسانوں کو پکڑ کر اور غلام بنا کر فروخت کر دیتے تھے یہ دنیا کی سب سے بڑی لعنت تھی اور غلام تمام انسانی آسائشوں اور آسانیوں سے محروم ہو جاتا تھا اور نہ صرف اس کے ہاتھ پاؤں بلکہ جسم و جان تک دوسرے کے ہاتھ فروخت ہو جاتی تھی مجال نہ تھی کہ اف بھی کر سکے نوبت کو برا کھانا اور برا کپڑا ملتا تھا بات بات پر مار پڑتی تھی حتیٰ کہ ان کا قتل بھی معمولی اور کوئی جرم کی بات نہ تھی وہ بھی حیوانوں کی طرح یہ اپنے آقاؤں کی خدمت کرتے رہتے تھے گرچہ کام انگلستان نے ۱۸۳۳ء اور فرانس نے ۱۸۴۹ء میں کیا وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھٹی صدی عیسوی ہی میں مکمل کر دیا تھا دنیا بھر میں یہ لعنت پھیلی ہوئی تھی اور کسی کے تصور میں یہ نہ آتا تھا کہ یہ ایک ظلم عظیم ہے اور اس کا انسداد ہونا چاہیے آپ نے رفتہ رفتہ اس ظلم کا خاتمہ بھی اپنی زندگی ہی میں کر دیا ظاہر ہے کہ غلام جائداد کی حیثیت رکھتے تھے لاکھوں روپیہ ان کی خریداری پر صرف ہو چکا تھا اور اس کا انسداد فوری نہیں ہو سکتا تھا اس لئے آپ نے بڑے تدبر اور کمال دور اندیشی کے ساتھ اس راہ پر خار میں قدم بڑھایا ابتدا میں یہ نہ کہا کہ غلامی کے رواج کو یکسر ترک کر دو بلکہ یہ فرمایا کہ جو خود کھاؤ وہ غلاموں کو کھلاؤ اور جو خود پہنو وہ غلاموں کو پہناؤ پھر ان سے حسن سلوک کی تاکید کی پھر کہا گیا کہ ان سے استطاعت سے زیادہ کام نہ لو پھر ارشاد ہوا کہ یہ تمہارے بھائی ہیں ان کی شادیاں کر دیا کرو پھر یہاں تک کہا گیا کہ انھیں غلام اور کنیز کہکر بھی مت پکارو بلکہ اپنا لڑکا یا لڑکی کہکر پکارو کہ استعداد زمانہ نے اس نام کو ذلت کے مترادف بنا دیا ہے اور اس کا احساس خود داری کو ٹھیس لگتی ہے اور جو کچھ کمائیں اس میں سے کچھ حصہ انھیں بھی ہو کہ دیا نہیں آپ نے غلاموں کی آزادی کو مختلف گناہوں کا کفارہ اور بڑے ثواب عظیم کا کام بنایا اور آخر میں خدائے قدوس نے یہ آیت نازل کر دی حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء یعنی جب لڑائی میں تم انھیں زخمی کر دو اور شکست ہو تو اس کے بعد یا تو انھیں احسان رکھ کر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو اس کے ما بعد کبھی کوئی غلام نہیں بنایا گیا۔ آپ نے خود چھ چھ ہزار غلام بنے ہوئے قیدی چھوڑے اور اس شان سے چھوڑے کہ سب کچھ

اور جاوید بھی اپنے پاس سے عطا کیں یقیناً سلاطین اسلام نے بعد کو بھی اپنی غلط فہمی یا غلط روی سے اس طریق کو جاری رہنے دیا مگر ان کی حیثیت میں زمین و آسمان کا انقلاب برپا ہو گیا تھا اور پھر اسلام کے غلام عیسائیوں کے ایسے غلام نہیں رہے بلکہ وہ غلام رہے کہ آج آقاؤں کو بھی ان کی قسمتوں پر رشک آتا ہے اسلام کے غلام چنا کے زمانہ دار اور اسلامیوں کی دامادی کے شرف سے مشرف ہوئے انہوں نے عظیم الشان سپہ سالار یاں کیں گورنر بنے فلاسفر اور حکما ہوئے اور مصر و ہند میں ان کی آئینی عظیم الشان اور پر سطوت فرمانروائیاں قائم ہوئیں کہ انھوں نے جابران عالم کے منہ پھیر دیئے اور دنیا کو اپنی ہیبت و جلالت شان سے برسوں لرزہ براندام رکھا اس زبردست اصلاح عالم کے لئے دنیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمیشہ ممنون احسان رہے گی۔

عالم نسوانیت کی اصلاح

اس عہد میں نہ صرف عرب بلکہ تمام کرۂ ارض پر عورتیں انتہائی بدبختیوں اور مصیبتوں میں پڑی زندگی بسر کر رہی تھیں عرب میں باپ کی بیویاں بیٹوں میں تقسیم ہو جاتی تھیں اس وقت پھیلی دنیا میں کوئی ایک ملک اور ایک قطعہ بھی ایسا نہ تھا جہاں ان کی حالت بہتر ہو نہ ترکہ میں انہیں کچھ ملتا تھا اور نہ وراثت میں ان کا کوئی حصہ تھا اور ہوتا کیونکر جب انھیں دنیا شیطان کی آلہ کار سانپ اور بچھو سے زیادہ زہریلی طوفان ہو اندھی اور موت سے بدتر اور بے وفا و دغا باز کے نام سے موسوم کر رہی تھی اور حیران تھی کہ خدا نے اسے پیدا کیوں کیا ہے اور کیا یہ آیا اس میں روح بھی ہے یا نہیں مرد کو پورا اختیار تھا کہ وہ اپنی بیوی کو جس طرح چاہے رکھے جسے چاہے دیدے حتیٰ کہ اگر وہ اسے قتل بھی کر ڈالے تو اسے اس جرم میں کوئی سزا نہ ہوتی تھی بھیڑ بکری کی طرح رد و بدل کی جاتی تھی۔

رات دن مرد کی خدمت کرنا بچے پالنا اور غلاموں کی طرح ذلت کے ساتھ رہنا اس کا کام تھا ہندوستان میں عورت کے لئے حکم تھا کہ وہ اپنے شوہر کی نعش کے ساتھ بیٹھ کر خود کو چتا کے شعلوں کی نذر کر دے مرد برا ہو یا بھلا بیمار ہو یا ظالم عورت اس سے علیحدہ نہ ہو سکتی تھی لیکن مرد کو ہر وقت یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ جب چاہے بلا وجہ نکال کر اسے گھر سے نکال دے یا اس پر اور کئی عورتیں لے آئے عبادات و معاملات میں بھی اسے کوئی دخل نہ تھا اور نہ وہ خرید و فروخت اور بیع و شری میں حصہ لے سکتی تھی اسلام کا ابر بہار گھر کر آیا تو اس نے عالم نسوانیت کے خشک چمن کو بھی سیراب کر دیا اور دنیا میں سب سے پہلی مرتبہ ان کے حقوق قائم کئے اور اس کی اہمیت دنیا پر منکشف کی ارشاد ہوا کہ تم تو عورتوں کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتے مگر یہ چیز وہ ہے کہ اس کے بغیر مرد اور مرد کے بغیر عورت ایک تن عریاں کی حیثیت رکھتی ہے عورتیں مردوں کا اور مرد عورتوں کا لباس ہیں لباس کے اس استعارہ ہی میں عورت کی اہمیت و عظمت کا راز پوشیدہ ہے ھن لباس لکم و انتم لباس لھن حقوق کے متعلق بھی صاف تصریح کر دی اور تصریح کیا کر دی بلکہ دونوں کو ایک سطح میں لا کھڑا کیا اور اسے جس کے دنیا اور دنیا والوں پر کوئی حقوق ہی نہ سمجھے جاتے تھے مکمل مساوات کا رتبہ دیدیا اور کہہ دیا کہ مردوں کے عورتوں پر حقوق اتنے ہی ہیں جتنے کہ ان کے عورتوں پر ہیں یہ نہیں کہا گیا کہ عورت ہونے کی وجہ سے ان کے حقوق بھی کم کر دیئے ورنہ وراثت میں بیٹے کا حصہ بیٹی سے دگنا رکھا گیا ہے مگر اس کی تلافی دوسری جگہ پوری کر دی گئی اس طرح کہ وہ شوہر سے مہر کی بھی حقدار ٹھہرائی گئی اگر غور سے دیکھا جائے تو ایک حساب سے وہ مرد سے بھی اچھی رہی اس کی تمام ضروریات کا متکفل مرد قرار دیا گیا وہ کہے اور یہ صرف کرائے تہائی حصہ یہ باپ کے یہاں سے لیگی دو تہائی شوہر کا گھر میں آگیا اور شوہر کی بہن جو تہائی لیگی تھی اس کی کسر اس کی بیوی نے پوری کر دی اور بیوی کی شوہر نے پھر شوہروں کو حکم دیا گیا کہ وہ بیویوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف و عاشروھن بالمعروف عورت کو اگر تکلیف ہو تو خلع حاصل کر سکتی ہے بیوہ ہو جانے پر وہ دوسری شادی کر سکتی ہے اپنے نام جائداد رکھ سکتی ہے باپ اور شوہر کی جائداد کی حصہ دار ہے یہ وہ حقوق ہیں جو اسلام نے بخشے جو آج بھی کسی مذہب اور کسی قوم نے عورتوں کو نہیں دیئے۔

اسلام نے سب کچھ کیا تمام حقوق عطا کر دیئے آزادی عطا کی مگر معاذ اللہ انہیں بیچ معاشرہ میں رکھنے پیدا کرنے اور استعدادوں کے جوہروں سے محروم کرنے جیسا کہ آج مغرب میں ہو رہا ہے خالق فطرت کے جلال انسان کی فطرت کی گہرائیوں سے نا واقف تھا اس نے انھیں سب کچھ دینے اور عطا کرنے کے بعد بھی مردوں کو ان پر فضیلت اور تحکمانہ حقوق عطا کئے وراسے عطا کے کہ ان کے بغیر وہ ان ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکتے تھے جو ان پر عائد کی گئی تھیں پھر جب وہ ان کے نان نفقہ کے ذمہ دار ہیں جو عطا کرتے ہیں تو اتنے اختیار کچھ بیجا بھی نہیں فخر مردوں کو بھی تو .... مردوں کا کام کرنی ہی پڑتی ہے اگر وہ بالکل ہی آزاد کر دی جاتی اور مردوں کو تادیب و تہذیب اخلاق ہی نہ دیئے جاتے تو وہ مغرب کی عورت کی طرح تباہ ہو جاتی ساتھ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں پر بند دیا کہ وہ اپنے اندر مردانہ خصائل پیدا نہ کریں ہر حالت میں عورت ہی رہیں اور اپنی نسائیت کو ترک نہ کریں آپ عورتوں کو مہندی لگانے اور چوڑیاں پہنے رہنے کی ہمیشہ تلقین کرتے رہتے تھے اور اس کوتاہی پر ناراضگی کا اظہار بھی کرتے کہ نسوانیت کھو کر یہ کہیں تباہ نہ ہو جائیں کسی قوم کی تہذیب و مدنیت کے صحیح اندازہ کا معیار یہ ہے کہ اس نے عورتوں کو کتنے حقوق دے رکھے ہیں اور ان کی حیثیت کیا ہے اس اعتبار سے اسلام سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور متمدن مذہب ثابت ہوگا۔ دختران اسلام عابد و زاہد عالم و تاجر امیر اور خدمت گار سب کچھ ہیں اور اس کے باوجود بھی عورت ہیں کوئی ہے جو اتنی زبردست اصلاح کا حریف بن سکے۔

عمومیت تعلیم

کسی ایک مذہب نے بھی علم و فضل کو اتنا عام نہیں کیا جتنا کہ اسلام نے کیا عیسائیوں میں ہندوؤں میں یہودیوں میں ان کے مذہبی پیشوا اور مخصوص طبقے علوم و فنون کے ٹھیکہ دار بنے ہوئے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اجارہ کو توڑ دیا تعلیم عام کر دی اور ہر عورت اور ہر مرد پر تعلیم کا حاصل کرنا فرض قرار دیا گیا حکم دیا گیا کہ علم و حکمت گمشدہ پونجی ہے چین جیسے دور دراز ملک میں بھی نصیب ہو تو پہنچو اور اسے حاصل کرو صدیوں دنیا کی یہ حالت رہی ہے کہ مشاہیر عالم محض فلسفیانہ اسرار کی چہرہ کشائی کے جرم میں قتل کئے جاتے رہے ہیں گیلیلیو جیسا ماہر فلکیات یورپ میں اور ہائی پیشیا جیسی فاضلہ زندگی مصر کے بازاروں میں گھسیٹ کر موت میں تڑپا دی گئی ہندوستان میں، اچھوتوں کو اس سے بالکل محروم کر دیا گیا اور اس کی عمومیت تو کہیں بھی باقی نہ رکھی گئی مگر اسلام نے ہر چیز پر غور کرنے اور ہر نکتہ اور تمام موجودات پر عقل آرائی کی تلقین کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا ہی میں مسجد کے اندر صفہ کی یونیورسٹی قائم کر دی اور خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پرنسپل بنے اس یونیورسٹی کے طلبا پہلی صدی ہجری کے ربع اول ہی میں اتنے کامل نکلے کہ انہوں نے بڑے بڑے صوبوں اور ملکوں پر پوری قابلیت کے ساتھ فرمانروائیاں کیں جرار لشکروں کے سپہ سالار بنے دنیا کے بہترین تجار ثابت ہوئے اور میدان علم و تعلیم میں ایک زمانہ کو پیچھے چھوڑ کر اس سرعت سے آگے بڑھے کہ فلک کی آنکھ کھلی کی کھلی رہ گئی اور دیکھنے والے متحیر رہ گئے۔

حیات نبوی ہی میں ہر مسلمان کے گھر میں علم کی روشنی پھیل گئی تھی بچہ بچہ تعلیم حاصل کرتا تھا ہر عورت علم کے دریائے شیریں سے سیراب تھی آقا غلام امیر و غریب اور شاہ و گدا سب تعلیم حاصل کرتے تھے اور کیوں نہ کرتے جبکہ علم کو ہر دو نبوی نعمت اور فضیلت دیگئی تھی اس کے حصول کو ثواب عظیم بتایا گیا تھا اور اسلامی تحریک پڑھنے والوں اور عالموں کی سیاہی کو شہیدوں کے خون سے برتر مرتبہ کہا گیا تھا مسلمان دنیا کی وہ پہلی قوم ہے جن کے یہاں علم کو پہلی مرتبہ عمومیت و عظمت حاصل ہوئی جنہوں نے تمام شعبہ ہائے علوم پر ترقی کی بلکہ یا تحقیق ہی سے بہلا دنیا نے جب سیکھا جن کے بیان میں سونے سے لکھیں اور جو ہر ایک کے استاد و معلم بن گئے کوئی ایک مذہب اور ایک قوم تو ایسی بتا دو جس نے اسلام سے پیشتر علم کو عزت و منزلت کی مسند پر بٹھایا ہو مگر اس کی شمعیں روشن کی ہوں اور اسے عبادت و ریاضت کے ہم پلہ قرار دیا ہو نہ بتا سکو گے اور قیامت تک نہ بتا سکو گے۔

تمدنی اصلاح

قیام امن کو آپنے سب سے زیادہ اہمیت دی اور ایسے اصول وضع کر دیئے جو ہر قسم کے فتنہ و فساد کے استیصال اور انسداد کے متکفل تھے آپ نے اسے قتل انسان سے بھی زیادہ شدید گناہ بتایا دیگر مذاہب بشمول ایات مذاہب اور متبعان مذاہب کے ابطال و تکذیب سے منع کر دیا کہ ہمیشہ یہ چیز ہی فتنہ و فساد کا سبب اول بنی رہی ہے جھگڑوں، تنازعوں اور خرخشوں کو روکا انتقام کی ایک حد مقرر کی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا فمن عفی و اصلح فاجرہ علی اللہ کا اصول پیش کیا یعنی جس کے ساتھ برائی و بدی کی جائے اسے حق ہے کہ اتنی ہی برائی اس کے ساتھ کرے اتنا ہی نقصان اُسے پہنچائے جتنا کہ اُسے پہنچ چکا ہے اور اگر وہ معاف کر دے تو اس کو اس عفو و درگذر کا اجر بارگاہ ربانی سے ملیگا۔ کسی نے کسی کا دانت توڑ دیا ہے تو وہ بھی دوسرے کا دانت ہی توڑ سکتا ہے یہ نہیں کہ وہ جوش میں آکر اس کی آنکھیں ہی پھوڑ ڈالے یا تصویر عجز بنکر اس کے سامنے اپنی پوری بتیسی کر دے کہ لے بھائی جتنے دانت تیرا جی چاہے توڑ دے بداعتی کیسے پیدا ہوتی ہے اسی طرح کہ ایک دوسرے کے ایک طمانچہ مارتا ہے دوسرا اس کے دو رسید کرتا ہے پھر پہلا اس سے بھی بڑھکر چڑھکر بدلہ لینے کی سعی کرتا ہے اسلئے فتنہ و انتقام کی آگ برابر سلگتی اور پھیلتی چلی جاتی ہے۔

جو لوگ سرکش اور بد باطن ہوں ان سے اتنا ہی بدلہ لو اور جن کے متعلق خیال ہو کہ انہوں نے نقصان تو پہنچا لیا بدی تو کر لی مگر اس پر نادم ہیں تو انھیں معاف بھی کیا جا سکتا ہے اور اس معافی کا اجر بارگاہ ربانی سے ملیگا غرض جذبات میں اعتدال پیدا کرنے کی انتہائی سعی کی گئی کہ حد سے بڑھ جانا اور صدگرو کاروباری جو دیانتی دھوکہ اور فریب کو عذاب الٰہی کا باعث بنایا اور حقوق عباد کھکرا دیا۔ بدعہدی غبن سب و شتم غیبت بدگوئی طعن و تعریض خیانت اور تغلب وغیرہ کو معصیت عظیم قرار دیا قمار بازی اور شراب خواری کا انسداد کر دیا سود سے روکدیا سرمایہ داروں اور فرزندوں امیروں اور غریبوں کے تصادم کو روکنے کے لئے زکوٰۃ و صدقات کو جاری کیا زنا و بدکاری کے ارتفاع کیلئے تمدنی سہولتیں بہم پہنچائیں چار نکاح کی اجازت دی ناموافقت مزاج کی صورت ناگزیر میں دونوں کو دونوں سے علیحدہ ہو جانے کی اجازت دی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تصریح کر دی تہمت زنا کو جرم قرار دیا چوری کی سزا قطع ید اور قاتل کی سزا قتل مقرر کی قتل کی سزا قتل ہی قرار دی مگر چونکہ انسانی جان کا احترام اور مدعا مقتول کے درد کا احساس بھی پیش تھا اس لئے ساتھ ہی یہ اجازت بھی دیدی کہ اگر ورثائے مقتول چاہیں تو خونبہا لیکر قاتل کو معاف کر دیں سود کی لعنتوں سے دنیا کو بچا لیا حکم دیا کہ عورتیں سنگار کر کے اور بن سنور کر اپنے حسن و شباب کی دلفریبیاں نمایاں کرتی ہوئی باہر نہ نکلیں مرد و عورت دونوں اپنی نظریں نیچی رکھیں یغضوا من ابصارھم و یحفظوا فروجھم کہ اس سے فواحش پیدا ہوتے ہیں نیت بگڑ جاتی ہے فتنے پیدا ہوتے ہیں اور زنا کی ترغیب و تحریص کا امکان ہے ناپ تول اور فرید و فروخت کے آئین مقرر کئے افراد و اقربا کے مقابلے میں بھی انصاف کی تاکید کی اور یہانتک کہدیا گیا کہ خواہ کوئی دشمن ہی ہو مگر عدل سے کام لو اور تعصب کو پاس نہ پھٹکنے دو غرض ایسا ضابطہ معین و مقرر کیا جس پر کاربند ہو کر کوئی خرابی پیدا ہی نہ ہو سکے۔

اخلاقی اصلاح

فاستبقوا الخیرات نیکی میں سبقت کرو تخلقوا باخلاق اللہ خود کو ربانی اخلاق سے آراستہ کرو ارحموا فی الارض یرحمکم من فی السماء تم زمین والوں پر رحم کرو آسمانوں میں تم پر رحم کیا جائے گا واعفوا واصفحوا عفو و درگذر سے کام لو احسن کما احسن اللہ الیک نیکی کرو جس طرح اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ نیکی کی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم برابر اسی قسم کی تعلیم دیتے اور غصے جوش کینے حسد ریا نمود اور اسی قسم کے پست جذبات اور نا محمود اخلاق سے روکتے رہے، خلق و مروت جود و سخا عفو و درگذر نیکی و حسن و سلوک (میر ضیم) و فراخدلی پر برابر زور دیتے رہے کمزوروں اور غریبوں سے نیک برتاؤ بڑوں کے ادب چھوٹوں پر شفقت والدین کے احترام بیگانوں اور یگانوں سے مروت کے گرانقدر سبق دیئے ارشاد فرمایا کہ تم میں اچھا وہ ہے جسکے اخلاق اچھے ہیں جو اپنے گھر والوں اور ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہے نرمی و ملینت کو بڑا درجہ عطا کیا زبان کی حفاظت پر خاص زور دیا کہ اس سے بڑے بڑے نہ مندمل ہونے والے زخم پڑ جاتے ہیں۔ دیانتداری و معاملات کی اہمیت جتائی تمام سفلی جذبات کو دبایا اور جذبات عالیہ کو بیدار کیا کبر و رعونت غرور نسبی فخر، مذاق اڑانے آوازے کسنے پھبتیاں کہنے ہنسی اڑانے، غیبت کرنے کسی کے راز دریافت کرنے کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے پاک و صاف رہنے کی تاکید کی اور قوم کی قوم کو ایک اخوت و تعاون کے رشتہ میں منسلک بنا دیا۔

معاشرتی اصلاح

معاشرتی حقوق پر خاص زور دیا کہا گیا ماں باپ کی عزت کرو ان کے دکھ درد کا خیال کرو کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے صلہ رحمی کرو یعنی رشتہ داروں سے لطف و محبت کے ساتھ پیش آؤ ضرورت کے وقت ان کی دستگیری کرو۔ زکوٰۃ میں ان کا حق مقدم سمجھو ان سے قطع تعلق کرنے والے کو قطعی دوزخی بتایا بڑے بھائی کو باپ کی برابر بڑی بہن کو ماں کی برابر چھوٹے بھائی اور چھوٹی بہن کو اولاد کی برابر بتایا اسکی خالاؤں کو ماموں چچا وں کو باپ اور خالاؤں پھوپھیوں بھتیجیوں اور بھانجیوں کو ماں کے درجہ میں رکھا ہمسایوں کو عزیزوں کی برابر قرار دیا اور حکم دیا کہ ہمسایہ عورت سے مقاربت ستر عورتوں سے مقاربت کے جرم کی برابر ہے اس کی اولاد و ملازموں کو بھی یہی حیثیت دی حتی کہ جس کا ہمسایہ اس سے تکلیف میں ہو اسے جنت کی خوشبو سے بھی محروم قرار دیا بیویوں کو شوہر کی اطاعت اور نگہداشت مال کا حکم دیا اور مردوں کو ان سے اچھے سلوک اور اچھی معاشرت کا۔ غیر اقوام کے مشرکہ مذہبی رسوم کے اختیار کرنے والے کو جہنمی فرمایا کہاں تک ذکر کیا جائے کوئی ایک شعبہ حیات بھی تو ایسا نہیں جس میں آپ نے انقلاب انگیز اصلاح نہ کی ہو۔ کیا اس سے وسیع دنیا میں کسی ایسے مصلح اور ریفارمر کا نام بتا سکتے ہو جس نے تمام اصلاح کے اشتے کامیاب انقلاب برپا کئے ہوں۔ یہ جامعیت اگر کہیں مل سکے گی تو وہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ذات میں ملے گی۔

زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلان

بعثتِ نبوی سے پیشتر دنیا کی حالت

جس زمانہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے ہیں اس وقت دنیا کی حالت ناگفتہ بہ تھی ذمائم اخلاق نے طبائع میں پوری طرح گھر کر لیا تھا اور ہر طرف ظلمت و تاریکی کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں کوئی ملک کوئی قوم اور کوئی مذہب ایسا نہ تھا جس کی کشتی حیات بطلان و طواغیت کی موجوں پر نہ تیر رہی ہو اور انسانوں کی بستیاں ظلم و بربریت کے شکنجوں میں نہ کسی ہوئی ہوں ہند و سندھ چین و جاپان تاتار ایران شام عراق عرب و مصر مراکش و بربر اور یورپ و جزائر ہر خطہ عالم کی حالت روز بروز بد تر صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی اور پوری دنیا "صہبائے بطلان" سے مخمور بنی ہوئی تھی۔

عرب میں تمدن و شہریت کے آثار تک مفقود تھے انسانیت و شائستگی کے جوہر تک فنا ہو چکے تھے حیوانیت و بربریت کے سفلی جذبات نے انسانیت کے احساسات کو پوری طرح مغلوب کر لیا تھا جس متنفس پر نظر پڑتی تھی وہ وحشت و درندگی کا پیکر نظر آتا تھا بات بات پر لڑنا مرنا اور قتل و غارت کا بازار گرم کر دینا نہ صرف یہ کہ یہاں کے باشندوں کا ایک دلچسپ مشغلہ بن گیا تھا وہ اس میں لذت اور فرحت و مسرت محسوس کرتے تھے

حرب بسوس

حرب بسوس ارضی عرب کا وہ معارکۂ عظیم ہے جس میں تقریباً ستر ہزار افراد خاک و خون میں تڑپے اور ان کی نعشوں کو تڑپتے ہوئے اسی نیلگوں آسمان نے دیکھا جو آج بھی ہمارے سروں پر شامیانہ کی طرح تنا ہوا ہے اور جس کی شہادت آج بھی ہر روز وقت سحر طلوع ہونے والا آفتاب دے سکتا ہے حرب و جنگ کسی زمانہ اور زمانہ کی وحشت و شائستگی سے متعلق نہیں جنگیں بربریت نے بھی لڑیں اور تہذیب نے اور ان کا سلسلہ کسی نہ کسی رنگ میں اس وقت تک برابر قائم رہے گا جب تک یہ دنیا اپنے اسی آب و رنگ کے ساتھ قائم ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس آگ اور خون کے کھیل کے اسباب و بواعث کیا ہیں حرب بسوس کی اساس و بنیاد محض اتنی تھی اور صرف اس بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرے تھے کہ ایک شخص کا اونٹ کسی کے کھیت میں جا گھسا تھا کھیت والی عورت نے اس اونٹ کو مارا طبائع کی گندگی اور وحشت کا یہ مظاہرہ تھا کہ اونٹ والے نے فوراً مشتعل ہو کر اس عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی اب کیا تھا بارود میں چنگاری جا پڑی اور جنگ کا ایک سلسلہ لا انتہا شروع ہو گیا۔

کہنے کو یہ جنگ بکر اور تغلب دو عرب کے قبیلوں میں ہوئی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کی لپیٹ میں عرب کے قریب قریب تمام قبائل آ گئے اور ۴۹۴ء سے لیکر ۵۳۴ء تک مسلسل جنگیں ہوتی رہیں اسی جنگ کے متعلق حالی مرحوم نے اپنے عدیم المثال اور شہرۂ آفاق مسدس کے اس بند میں اشارہ کیا ہے

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی ‏ صدی جس میں آدھی انہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی ‏ تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ ‏ کرشمہ اک ان کی جہالت کا تھا وہ

حرب داحس

عرب کی ایک اور مشہور جنگ حرب داحس کے نام سے مشہور ہے اس کی بنیاد بھی کچھ اہم نہ تھی بات اتنی تھی کہ گھوڑ دوڑ ہو رہی تھی جس میں ایک شخص کا گھوڑا داحس آگے بڑھا جاتا تھا یہ دیکھ کر ایک شخص آگے آیا اور اسے بھگا دیا پھر کیا تھا سارے عرب میں شعلۂ جنگ بھڑک اٹھے اور خون کا ایک دریا بہ نکلا عرب کی حالت ہی کچھ ایسی تھی کہ دو افراد کا باہمی تنازعہ قبائل کا تنازعہ بن جاتا تھا اور خاندان کے خاندان اس میں برابر شامل ہوتے چلے جاتے تھے تاوقتیکہ خون کا بدلہ نہیں لے لیا جاتا تھا جگر کی آگ بجھتی ہی نہ تھی باپ بیٹے کو وصیت کر جاتا تھا کہ فلاں شخص ہمارا دشمن ہے اس سے ضرور انتقام لینا اسی طرح سلسلہ بعد نسل برابر جاری رہتا تھا چند ماہ کے سوا سال کے تمام مہینوں میں جنگ برابر جاری رہتی تھی بات بات پر ہمارا چنگاریاں اڑتی رہتی تھیں مسدس حالی میں اس کے لائق مصنف نے قبائل عرب کی اس افتاد طبع کا نقشہ کیسے موثر اور صریح الفاظ میں کھینچا ہے لکھتے ہیں اور کیا خوب لکھتے ہیں؎

کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا ‏ کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا ‏ کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یونہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

اخلاقی عیوب کی فراوانی

شراب و ساغر اور زنا، و فواحش کی وہ فراوانی تھی کہ الاماں! مرنے پر قبروں کے اوپر شراب کے مٹکے رکھ دیئے جاتے تھے کہ روح پیاسی اور تشنہ نہ رہے بعض قبائل تو زنا کے لئے مشہور تھے کوئی اسے عیب نہ سمجھتا تھا بلکہ اسے ہنر سمجھ لیا گیا تھا پھر ان کے عاشقانہ جذبات اور ہوسرانی کی تختۂ مشق عموماً وہی عورتیں ہوتی تھیں جو ان کی قریبی رشتہ دار ہوتی تھیں اس سے بھی چار قدم آگے بڑھ کر یہ بکرتے تھے کہ وہ اپنی اس عشق اور ہوس رانی کی حیا سوز داستانیں علم و مجامع میں بڑے فخر کے ساتھ پیش کیا کرتے تھے اور اپنی ظلمتوں کی عریاں تصویر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں انہیں ذرہ برابر تامل نہ ہوتا تھا نئے نئے دستور تھے اور نئے نئے آئین اہل عرب کے نزدیک وہ شخص بزدل، رذیل اور کمینہ سمجھا جاتا تھا جس نے کبھی کسی کے ساتھ عشق نہ کیا ہو اور اس نے کسی عورت کے ساتھ ناجائز تعلقات قائم نہ کئے ہوں عورتیں اور مرد عام طور پر آزادی سے ملتے جلتے تھے برہنہ طواف ہوتے تھے رقص و سرود کی صحبتیں نہایت حیا سوز ہوتی تھیں مکر و دغا رہزنی ڈاکے اور قتل و غارت ان کے دلچسپ مشاغل تھے۔

راہ میں اتفاق سے کوئی مسافر تنہا سفر کرتا تو نہ صرف یہ کہ اسے لوٹ لیا جاتا بلکہ اسے غلام بنا کر فروخت کر دیا جاتا تھا کنوؤں اور چشموں کو گھاس پھونس سے اس لئے چھپا دیتے تھے کہ مسافروں کو پانی نہ ملے وہ پیاس سے تڑپ تڑپ کر مر جائے اور مغرب و جوار کے لوگوں کے ہاتھ اس کا مال آ جائے لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے سوتیلی ماؤں کو بیوی بنا لیتے تھے قمار بازی اور شرک کی وبا عام تھی غرض یہ ہے کہ پورے عرب میں ایک تاریکی چھائی ہوئی تھی اور باطل پرستی کا تندرو اندھا طوفان سیلاب کے مظالم نے کمزوروں

اور ضعیفوں پر زندگی حرام کر رکھی تھی جس کی لاٹھی اس کی بھینس والا مضمون تھا۔

بھارت ورش کی جہالتیں

ہندوستان کی حالت بھی کچھ بہتر نہیں تھی اور ہر قسم کے عیوب و نقائص عام تھے جنگ مہابھارت یہاں کے باشندوں کی وحشت و جہالت کا ایک زندہ کرشمہ تھی اس جنگ میں برعظیم ہند کے تمام راجے اور مہاراجے شریک تھے جن میں ایک کثیر تعداد تباہ ہوگئی اور ملک میں خون کے سمندر قائم ہوگئے اس کی بنیاد محض خانگی اور زن کی امور تھے ایک خاندان کے افراد اور ایک بزرگ کی اولادیں شروع ہوئی اور پورے ملک کے گلشن اجاڑ دیئے دیوی دروپدی کی چادر کا سبھا میں کھینچنا اور برسرِ دربار اسے برہنہ کرنا کتنا شرمناک واقعہ تھا اور اس سے یہاں کے لوگوں کی جہالت و وحشت کا کتنا بھیانک ثبوت ملتا ہے۔ سری رام چندر جی کو ظالم بہت بدنازوں سے جو جنگ عظیم لڑنی پڑی وہ بھی اپنی خونناکی میں کچھ کم نہ تھی رام چندر جی مہاراج کیسی پاکبازانہ زندگی گزار رہے تھے بن باس لئے ہوئے ہیں کسی کو یاد ہے نہ کوئی حامی مگر ظالم نفس پرست راون سیتا جی کے حسن و جمال کی تعریف سن کر اس درجہ دیوانہ ہوتا ہے کہ اخلاق اور شرافت کے کاشانوں کو یکلخت آگ لگا دیتا ہے اور انھیں تنہائی میں اٹھا لے جاتا ہے۔

یہ سیتا جی کی شرافت و نیکی تھی کہ وہ بدبخت ان پر دست درازی نہ کر سکا۔ اس کے بعد کیا کچھ نہیں ہوتا راون کی بہن کی ناک کٹتی ہے شمالی ہند جنوبی ہند کی افواج میدان میں اترتی ہیں اور سیلون کا ملک کا ملک جلا کر خاک سیاہ کر دیا جاتا ہے راجہ کنس کے حالات بھی کچھ کم افسوسناک نہیں یہ سب کچھ باطل پرستی کے کھلے شواہد ہیں شرک کی یہ حالت تھی کہ یہاں ۳۳ کروڑ دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی اور سب اپنے اپنے اوتاروں کی مورتیاں بنا کر اپنے مندروں میں رکھ لی تھیں اور ان کے سامنے مخلوق پڑی ڈنڈوت کرتی رہتی تھی ایک دنیا کی دنیا کو شودر کا خطاب دیکر ہمیشہ کے لئے ان کی قسمتوں پر مہر لگا دی تھی اور انسانوں کو انسانوں سے اس درجہ نفرت پیدا ہو گئی تھی کہ ایک دوسرے کو کتے اور بلی سے بدتر سمجھنے لگا تھا۔ جانوروں اور حیوانوں سے بھی محبت کی جا سکتی تھی مگر انسانوں اور اپنے ہی جیسے انسانوں کے سائے تک سے پرہیز کیا جاتا تھا اور ہندوستان کے تمام اصلی باشندے کروڑوں باشندے تعبد غلامی کی خوفناک زنجیروں میں مذہباً جکڑ دیئے گئے تھے مساوات و انصاف کا کہیں نام نہ تھا قمار بازی حلال کر دی گئی تھی مہاراجوں پر دہرے سے جوا کھیلا جاتا تھا اونچے اونچے گھرانوں تک میں اس بداخلاقی نے اپنا گھر کر لیا تھا اور عوام تو عوام خواص اور حکمران تک اپنی ناموس اور اپنی بیویوں تک کو داؤ پر لگا دیتے تھے عورتوں کی کوئی عزت نہ تھی دختر کشی کا رواج یہاں بھی موجود تھا بیواؤں کو اپنے شوہر کی مردہ نعش کے ساتھ چتا پر بیٹھ کر جلنا پڑتا تھا۔

مغرب کی شیطنت پرستی

وہ یورپ جسے آج اپنی تہذیب پر ناز ہے اس کی حالت ہندوستان سے بھی بدتر تھی وحدانیت کی جگہ تثلیث پرستی نے لے لی تھی اور ایک خدا کی جگہ تین خدا بنا لیئے تھے ہندوستان میں جوگ کو اہمیت حاصل ہو گئی تھی تو یہاں رہبانیت نے اڈا جما لیا تھا پوپ اور راہب علوم کے مالک بن بیٹھے تھے اور مالک بھی ایسے کہ کسی کو یارا نہ تھا کہ ان کے معتقدات اور اعتقاد کے خلاف زبان مخالفت دراز کر سکے عورتوں کو کوئی درجہ ہی حاصل نہ تھا ہر قسم کے عیب اخلاقی موجود تھے جنگوں کے سلسلے جب قائم ہو جاتے تھے تو صدیوں ختم ہونے میں نہ آتے تھے وحشت و جہالت اور درندگی و بربریت کا وہ دور دورہ تھا کہ الامان حکمران اور رؤسا محض اپنی تفریح کی خاطر انسانی پٹھوں کو مرغوں کی طرح لڑاتے اور ان کے رقص بسمل کا تماشا دیکھ کر خوش ہوتے تھے شراب و زنا کی کثرت تھی۔

ایران میں ایک خدا کے بجائے ساری طاقت کے دو خدا تجویز کر لئے گئے تھے نیکی کے خدا کا نام یزدان اور بدی کے خدا کا نام اہرمن تھا آگ کو مظہر الوہیت سمجھا جاتا تھا اور ملک کے آتشکدے برابر روشن رہتے تھے۔ ایک مزدکی طبقہ پیدا ہو گیا تھا جس نے مساوات کے پردے میں باطل کو ترقی دینی شروع کر دی تھی اس نے دولت اور عورت کو عام استعمال کی چیز قرار دیا تھا اور کہتے تھے کہ یہ چیزیں کسی فرد واحد کا حق یا ملکیت نہیں ہر شخص ہر کسی عورت سے اور دولت سے لذت اندوز اور بہرہ مند ہو سکتا ہے اس نے اور طوفان مچا رکھا تھا اور زنا نے عمومیت اختیار کر لی تھی چین اور جاپان اور سیام میں حضرت کنفیوشس کی تعلیم نسیاً منسیا ہو چکی تھی بدھوں کے جو اصول تھے انھیں بھی لوگ بھول چکے تھے جا بجا حضرت بدھ کے زرین بت ان کے مندروں میں رکھے ہوئے تھے گھنٹے بجانے کے ساتھ عبادت ہوتی تھی اور حضرت بدھ کو خدا کا درجہ بدھوں کی نظروں میں حاصل کر چکے تھے بدھ سادھوؤں کا ایک بڑا گروہ ہر جگہ قائم ہو چکا تھا جسے بھونگی کہتے تھے ان کی بسر اوقات دوسروں کی کمائی پر تھی۔

اس تعلیم نے لوگوں کی ہمتوں کو پست اور قوائے عمل کو مضمحل کر دیا تھا اس لئے کہ انھیں سکھایا اور بڑھایا ہی یہ جاتا تھا کہ دولتمند آسمانی بادشاہت میں داخل نہ ہو سکیں گے افریقہ غلاموں کی کان سمجھا جاتا تھا اور حبش کے غلام دنیا کے ہر حصہ پر پائے جاتے تھے جس سمندر میں دیکھو حبشی غلاموں سے لبریز جہاز موجوں پر تیرتے نظر آتے تھے ان کی زندگیاں بالکل تاریک تھیں نہ ان کا کوئی مذہب تھا اور نہ آئین۔ نہ کوئی تہذیب تھی اور نہ یہ معاشرتی طور طریق سے آگاہ تھے ہر طرف ظلمت تھی اور ہر طرف اندھیاری یہی حالت اور یہی ڈھنگ ہر ملک ہر بلاد اور ہر قطعہ زمین کے تھے کہ عین اس وقت سے

یکایک ہوئی رحمت حق کو حرکت

بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت

آفتاب رسالت اپنی پوری لعانیوں اور درخشانیوں کے ساتھ افق حجاز پر طلوع ہوا اور دیکھتے دیکھتے اقصائے عالم میں روشنی اور نور کی چادریں بچھ گئیں تاریکیاں معدوم ہو گئیں ظلمت و بربریت کی گھٹا ٹوپ بدلیاں چھٹیں اور ہر سمت اجالا ہو گیا فتنہ و فساد، فسق و فجور زندقہ و الحاد، شرک و توہم، بداخلاقی و بدوضعی اور وحشت و درندگی کے طوفان فنا ہو گئے انسانیت و شائستگی کا بول بالا ہوا، توحید کا ڈنکا ہر طرف بجنے لگا غلاموں کو آزادیاں ملیں عورتوں کی منزلت قائم ہوئی عدل و مساوات کا دور دورہ ہو گیا علوم و فنون نے عروج اور تہذیب و شائستگی نے فروغ حاصل کیا اور بندوں اور خدا کا ٹوٹا ہوا رشتہ پھر جڑ گیا۔

مئے حق سے محرم نہ تھی بزم دوراں

افق ہسپانیہ پر اسلام کا طلوع

ہر طرف اندھیرا تھا اور ہر سمت تاریکی! کہیں روشنی کا نمود تک نظر نہ آتا تھا دنیا غفلتوں اور معصیتوں میں ڈوبی ہوئی تھی حق و صداقت کے چہرے پر صدہا نقاب پڑ چکے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ بزم دوراں میں کوئی ایک بھی مئے حق کا محرم نظر نہ آتا تھا یہ حالت تھی کب! اس وقت جبکہ ابھی رسالت کا چاند بدلیوں میں پنہاں تھا اور اس کی چاندنی نے اس خاکدان ارضی پر کھیت نہیں کیا تھا ایشیا یورپ افریقہ اس وقت کے یہی معلوم و باخبر تھے اور انہی کا نام دنیا اور انہی کا اسم عالم تھا مگر سب کے سب انبیائے کرام اور ہادیان عظام کی تعلیمات کو بھول کر باطل پرستی کے شکار ہو چکے تھے اور ان کے کام و دہن کو احساس بھی نہ رہا تھا کہ بادہ توحید اور شربت حق کی لذات کس درجہ کیف انگیز اور سرور انگیز تھیں یہاں ہم بڑے دائرہ سے نکل کر ایک مختصر دائرے میں آتے ہیں اور بڑے بڑے خطۂ ارضی کو چھوڑ کر ایک ایسے خطۂ عالم کی سیر کو نکلے ہیں جسے اسلام سے پیشتر دنیا میں یا یورپ میں بجز اس کے کوئی اہمیت حاصل نہ تھی کہ وہ بھی اس کا ایک حصہ اور زمین کا ایک شاداب ٹکڑا تھا اور جسے دنیا والے اسپین یا ہسپانیہ کے نام سے پکارتے اور موسوم کرتے تھے۔

نام کچھ ہو اور اُسے اہمیت حاصل ہو یا نہ ہو مگر یہ حقیقت اور مسلّم حقیقت ہے کہ یہ ایک زرخیز شاداب اور سیر حاصل ٹکڑا تھا اور اس کا محل وقوع کچھ ایسا موزوں اور مناسب واقع ہوا تھا کہ اگر لائق دماغ اس کی ترقی کے لئے مل جاتے تو یہ حور بن جاتا جب سے دنیا قائم ہوئی اور آفتاب نے چمکنا شروع کیا اسی وقت سے یہ ہسپانیہ یا اسپین بھی دنیا کے نقشہ میں موجود تھا بت پرستوں، یہودیوں، عیسائیوں سب نے اس پر باری باری حکومت کی اور شاداب کی مگر حق یہ ہے کہ کوئی قوم اور کوئی مذہب اس کے جوہر عریاں نہ کر سکا اور نہ کر سکتا تھا اس لئے کہ جوہر عریاں اسی وقت ہوتے ہیں جبکہ انھیں عریاں کرنے والے ہاتھ برسر عمل ہوں متذکرہ اقوام و مذاہب میں چونکہ یہ طاقت نہ تھی یہ ہنر نہ جانتے تھے دین الٰہی کے سچے اصول ان کی رہبری کیلئے موجود نہ تھے اس لئے ہسپانیہ والے ترقی نہ کر سکے مگر جب انھیں دین الٰہی کے سچے پیرو اور سچے کارکن مل گئے تو ان کی تمام خفتہ طاقتیں بیدار ہو گئیں اور یہ سر آمد روزگار بنکر منظر عام پر آئے

قبل از اسلام ہسپانیہ کی حالت

اسلام سے پیشتر ہسپانیہ کی حالت صد درجہ ابتر تھی فتنہ و فساد اور جدال و قتال کے سلسلے تواتر کے ساتھ قائم رہتے تھے اور ان کا خون بات بات پر بہتا رہتا تھا جس نے ملک کے امن و امان کے تار کاشانے اجاڑ رکھے تھے۔

حکومت بھی ایسے لوگوں کے نصیب ہوتی تھی جو یکسر استبداد تھی اور ان کی فلاح و بہبود سے دنیا کے دیگر تاجداروں کی طرح انہیں کوئی تعلق نہ تھا مصنوعات پر اس نے اتنے محاصل عائد کر دیئے تھے اور اتنے ٹیکس لگا دیئے تھے کہ صنعت و حرفت کا ملک میں خاتمہ ہو چکا تھا اور صناع کساد بازاری اور حکام کی سختیوں سے تنگ آ کر ہر قسم کا کاروبار ترک کر چکے تھے ظاہر ہے کہ جب صنعت و حرفت کی تباہی و بربادی کا یہ عالم ہوگا تو تجارت کیا خاک ترقی کرے گی چنانچہ تجارت بھی اپنی خراب حالی اور استبداد کی وجہ سے آخری سانس لے رہی تھی اور ٹیکسوں کی بھرمار نے اسے بھی جان کنی میں مبتلا کر رکھا تھا اور یہی زراعت اس کی حالت بھی بد سے بدتر صورت اختیار کرتی چلی جاتی تھی کیونکہ مزارعین کی خدمات زر خرید غلاموں کے سپرد کر دی گئی تھیں ان غلاموں کو بھلا زراعت کی ترقی سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی نہ ان کی زمین تھی اور نہ انھیں اس کا کچھ اجر ملتا تھا اس طرح زراعت بھی ہلاکت میں تھی۔

راعی کی سختیاں رعایا کے قلوب میں بالعموم نفرت کے جذبات پیدا کر دیا کرتی ہیں یہی صورت ہسپانیہ میں ہوئی ان کا نتیجہ بغاوتوں اور شورشوں کی صورت میں برآمد ہونے لگا اور دونوں کے تعلقات حد درجہ کشیدہ ہو گئے ہزار انسانوں کے خون دریا بنکر بہ گئے اور سال کے بارہ مہینے شورشیں رہنے لگیں غضب یہ تھا کہ امراء کا طبقہ غریبوں اور ضعیفوں کا خون چوسنے کے لئے ہر طرح آزاد تھا اور وہ ان کے ساتھ جو سلوک چاہتا تھا روا رکھتا تھا۔

اللہ کے بندوں کا جوش عمل

لوائے اسلام حجاز کی حدود سے نکلکر شمالی افریقہ تک پہنچ گیا تھا اور فتوحات کی سیلاب بنکر بڑھتی چلی آرہی تھیں طرابلس، المغرب، الجزائر، ٹیونس، اور مراکش میں اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی اور ہر طرف مینہ برس رہا تھا ملک آباد رعایا خوش حال اراضی سرسبز اور لوگ مطمئن و بلا مال ہسپانیہ والے ان پر رشک کرتے تھے اور ان کی کثیر تعداد نقل وطن کر کے ان حصوں میں آبسی تھی جب ان جتھوں کی طاقت کافی ہو گئی تو انہوں نے فرزندان اسلام پر زور دیا کہ وہ ان کے بھائیوں کو بھی اپنی سرپرستی میں لیں اور انھیں ظلم و استبداد کے چنگل سے نجات دلائیں آخر ان کی اور ہسپانوی رعایا کی پیہم درخواستوں اور استدعاؤں پر مسلمانوں نے ہسپانیہ کو فتح کر لیا اور یورپ کے اس حصہ میں بھی پرچم اسلام لہرانے لگا مسلمان نفس کے بندے نہیں اللہ کے بندے تھے ان کی امیدی و رہنمائی کیلئے قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ موجود تھا ان کا دستور العمل انسانی نہیں ربانی دستور العمل تھا اس سلطان کے ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی یہاں کے جنگل گلزار اور زمینیں سبزہ زار بن گئیں جہاں پہلے خارستان اپنے نوکیلے کانٹوں کے ساتھ موجود تھے وہاں اب پھولوں کی بھینی بھینی خوشبوئیں مشام جان کو شاد کام کرنے لگیں اور ترقی کے اسباب کھل گئے مسلمانوں نے وہاں قدم رکھتے ہی تمام سنگین محاصل اور جلا گراں بار ٹیکس منسوخ کر دیئے ہر شخص کی استطاعت اور وسعت کا ادا یگی کے انداز کے لئے ایک مستقل اور باقاعدہ محکمہ قائم کر دیا محصل کے بجائے تمام زیر کاشت اراضی پر لگان مقرر کر دیا اور عیسائی یہودی مسلمان سب کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا پھر وصولی لگان میں حد درجہ نرمی و لینت سے کام لیا جو لوگ معذور و مجبور تھے یا جو مذہبی پیشوا تھے انھیں جملہ ٹیکسوں اور محاصل سے بری کر دیا امراء و رؤسا کو غرباء اور ضعفاء پر جو اقتدار اور ظالمانہ تفوق حاصل ہو گیا تھا اُسے یکسر موقوف کر دیا اور اب اسلامی دور میں کسی کو یہ منصب حاصل نہ رہا کہ وہ کمزوروں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے۔

اسلامی نظام عمل کے حیرت انگیز نتائج

اس طرح زمین کو ہموار اور جھاڑ جھنکار سے صاف کرکے انہوں نے تمام ملک میں امن وامان کے شاندار زبردست انتظامات کئے۔ اہم مقامات پر فوجی چھاؤنیاں قائم کی گئیں شہروں میں پولیس کا اہتمام کیا قصبات میں تھانے اور دیہات میں چوکیاں بنائیں پولیس کا محکمہ اتنا منظم اور منضبط تھا کہ شاذونادر ہی کبھی افواج کو بلانے کی ضرورت واقع ہوتی تھی۔ پورا امن قائم رہتا تھا مجرمین کی ہمتیں پست ہوگئی تھیں۔ جرائم کی تعداد گھٹ کر صفر کے درجہ پر آگئی پہلے سر راہ قافلے لٹ جاتے تھے مگر اب کوئی خطرہ نہ رہا۔

نظام حکومت اس عمدگی اور خوبی نظم کے ساتھ قائم کیا کہ نہ صرف ہسپانیہ بلکہ یورپ کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں گو کہنے کو یہ طرز حکمرانی ایک مطلق العنان فرمانروائی تھی خلیفہ کو پورا اقتدار اور کامل اختیار حاصل تھا اور واقعی وہ جو چاہے کر سکتا تھا لیکن اسلام کا بادشاہ اللہ کا بندہ تھا نفس کا بندہ نہ تھا خدا سے ڈرتا تھا اس کی عنان شیاطین کے نہیں خدائے برتر وتوانا کے ہاتھ میں تھی وہ اپنی مطلق العنانیوں اور آزادیوں کے باوجود شریعت غرائے اسلامیہ کا پابند تھا۔ اس لئے وہ اپنے اختیارات کاملہ کے استعمال میں خدا سے ڈرتا تھا اور جو حکم دیتا تھا وہ خدا ترسی کے ساتھ دیتا تھا۔ علی الخصوص کے لئے خلیفہ اسلام نے کاروبار سلطنت متعدد وزراء کے ہاتھ میں دے رکھا تھا اسی طرح ہر صیغہ اور ہر محکمہ کا افسر اعلیٰ جدا جدا تھا اور ان سب کے کام کی نگرانی خود خلیفہ اسلام کرتا تھا یہ نہ تھا کہ ہوشمند اقتدار میں کسی غفلت یا غلطی کا ارتکاب کرسکیں غیر مسلم رعایا کے حقوق کے تحفظ کے لئے اہم صیغوں میں ایک افسر کا علیحدہ تقرر ہوتا تھا جو "کاتب الزمان" کے نام سے موسوم تھا تمام عہدے اور ملازمتیں محض قابلیت اور لیاقت کے اعتبار سے پُر کی جاتی تھیں اور ان میں کسی مذہب وخیال کی کوئی تمیز نہ تھی۔ مختلف ممالک میں سفارت کے عہدے اکثر غیر مذاہب کے لائق افراد کے سپرد تھے۔

نظام حکومت کی بلند پائیگی

جہاں تک تاریخی اوراق کا مطالعہ کیا گیا ہے وہاں تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہسپانیہ میں حکومت اسلام کامل طور پر منظم تھی اور تمام ضروری محکمے برسر عمل رہتے تھے۔ صیغہ مال، صیغہ عدالت عامہ، صیغہ خارجہ، صیغہ تعلیم، صیغہ افواج، صیغہ حساب وکتاب اور صیغہ تربیت جیسے اہم محکمے بھی قائم تھے۔ عام مقدمات کی سماعت کے لئے ہر جگہ مجسٹریٹ موجود تھے جنہیں "صاحب المدینہ" یا "القاضی" کہتے تھے ہسپانی اب تک اپنی زبان میں مجسٹریٹوں کو "القیدا" کہتے ہیں۔ صدیاں گذر چکی ہیں مگر ابھی تک ہسپانیہ میں عربی مصطلحات جزوی تغیر کے ساتھ برابر مستعمل ہوتی ہیں جنگی بیڑہ کے افسر کو امیر البحر کہتے تھے جسے اب تک ہسپانی امیرال اور برطانی ایڈمیرل کہتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ عہدہ سب سے پہلے دنیا میں مسلمانوں ہی نے قائم کیا تھا۔ اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ کا اعلیٰ افسر صاحب الاشغال کہلاتا تھا ہسپانی آج بھی اسے الگوازل کہتے ہیں رات کے وقت چوروں اور ڈاکوؤں کی سرکوبی وگرفتاری اور ان کی دستبرد سے لوگوں اور شہریوں کی حفاظت کے لئے سرکار کی طرف سے چوکیدار مقرر ہوتے تھے جو رات بھر کتوں اور شمعوں کو لئے کوچہ وبازار میں گشت کرتے رہتے تھے یہ انتظام اتنا بہتر اور اتنا نتیجہ خیز تھا کہ آج بھی اس کی کوئی نظیر نہیں مل سکتی چور اور رہزن انسانوں پر حملہ آور ہوسکتے ہیں دھوکہ سے ان پر ڈا کرسکتے ہیں۔ مگر سدھے اور سکھائے ہوئے کتوں سے ان کا بچنا تقریباً ناممکن تھا۔

فن تعمیرات سے عربوں کو خاص شغف تھا انہوں نے ہسپانیہ میں بھی اس کا عدیم المثال مظاہرہ کیا اور ایسی ایسی پرشکوہ اور فقید النظیر عمارات بن گئے جنہیں دنیا دیکھ کر اس وقت بھی عش عش کرتی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی۔

اسلامی شکوہ وشان کے نظارے

ہسپانیہ میں فرزندان توحید نے متعدد شاندار شہر آباد کئے قرطبہ اور غرناطہ کو آباد کرکے عروس البلاد بنا دیا اور ان میں وہ لاثانی اور خوبصورت عمارات، محلات الزہرا اور جامع مسجد وغیرہ بنائیں جن پر نظر پڑتے ہی ایک محویت طاری ہو جاتی ہے تفریح کے لئے پُرفضا باغات اور چمن بنائے جہاں عوام کا صبح وشام ہجوم رہتا تھا جن میں بیٹھنے قیام کرنے کا معقول انتظام تھا نہ صرف یہ بلکہ یہ قیمتی پھلدار درختوں اور گراں بہا نکہت بیز پھولوں سے مرصع تھے جو مختلف ممالک سے منگوا کر یہاں نصب کئے گئے تھے تفریح گاہوں میں روشیں بنانے اور وہ بہ سڑکیں قائم کرنے اور ان پر کنارے کنارے قرینہ سے پھولوں کے گملے رکھنے پر آج تہذیب کو بہت ناز ہے لیکن یہ سب کچھ اسلامیوں کی نفاست طبع اور نفاست پسندی کی ایجادات ہیں اس دور میں روشوں پر سنگین گلکاریاں بھی ہوتی تھیں جا بجا فوارے بھی چھوٹتے رہتے تھے اور چھوٹی چھوٹی خوشنما نہروں کا انتظام بھی ضرور ہوتا تھا اور ہسپانیہ میں نویں صدی عیسوی میں یہ سب کچھ موجود تھا اور اس وقت موجود تھا جبکہ دنیا کے کسی حصہ پر بجز اسلامی دنیا کے سوا اس کا رواج نہیں پایا جاتا تھا جو چیز ہسپانیہ میں پورے عروج کے ساتھ نویں صدی میں موجود تھی اور جس کا مظاہرہ قرطبہ پورے شکوہ وجلال کے ساتھ کر رہا تھا وہ پیرس میں چودھویں اور انگلستان میں سولہویں صدی میں رائج ہوئی اور وہ بھی ابتدائی صورت میں اور مسلمانوں سے سیکھ کر قرطبہ کی سڑکوں پر فٹ پاتھ بھی تھے روشنی کا بھی اعلیٰ انتظام تھا اور نہروں کی تو وہ کثرت تھی کہ محلات اور بڑے بڑے مکانات تک میں جاری تھیں۔

قرطبہ کا طول ۲۴ اور عرض ۶ میل تھا جس کے اندر دس ہزار خوبصورت نہریں بنی ہوئی تھیں فصیل کے باہر بھی آبادی برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی اس کا ہر ہر آراستہ وپیراستہ تھا اور فارغ البالی کا یہ عالم تھا کہ کسی ایک فرد بشر کا بھی گذر ہوتا تو ایک طرف غریب سے غریب شخص کے پاس رہنے کو مکان اور سواری کا گھوڑا موجود رہتا تھا ضروریات زندگی کی فراوانی اور ارزانی تھی بیکاری کا نام ونشان تک نہ تھا صنعت وحرفت بڑی ترقی پر پہنچ گئی تھی تجارت روز افزوں عروج پر تھی زراعت کے نشوونما تھا اور باغات کی کثرت نے ملک کے ملک کو گلزار بنا رکھا تھا گرد وپیش کے سلاطین وفرمانروا اس جہتمیات ان حکومت کے تصور سے لرزہ براندام رہتے تھے اور سرکشوں اور باغیوں کو جرأت نہ تھی کہ وہ اس طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں دربار کا شکوہ وجلال دیکھ کر سفرائے دول عالم کے حواس بجا نہ رہتے تھے ہسپانیہ میں مسلمانوں نے زراعت ترقی دی تھی نئی نئی تحقیقاتوں اور تجربات اور آب رسانی کے انتظام سے بنجر زمینوں تک کو شاداب کر دیا ایک ایک سال میں چار فصلیں پیدا ہونے لگیں شکر سوتی اور زعفران کی پیداوار یورپ میں انہیں کی رہین منت ہے رہی علوم وفنون کی ترقی وہ ایک علیحدہ مستقل باب کی محتاج ہے مختصر یہ ہے کہ یورپ نے سب کچھ ہسپانی مسلمانوں ہی سے سیکھا اور "سچ تو یہ ہے" کہ ان متوالوں نے بزم دوراں میں نئی بہار پیدا کردی۔

اچھوتا تھا توحید کا جام ابتک

عبادتِ الٰہی کا فلسفہ

اسلام سے بیشتر بھی دنیا میں بہت سے نبی پیدا ہوئے اور اس کے بعد بھی ان میں اکثر و بیشتر ایسے مذاہب تھے انہوں نے انسان و بندہ کا تعلق قائم رکھنے اور انسانوں کو وحدہ لاشریک لہ کی چوکھٹ پر سجدہ ریز بنانے کے لئے انتہائی مساعی سے کام بھی لیا مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ توحید کا جام حقیقی معنوں میں بعثت نبوی تک "اچھوتا" ہی رہا اور دنیا کے کام و دہن اس "صہبائے خاص" سے اسی وقت لذت اندوز ہوئے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پیش کیا ہمیں اعتراف ہے کہ حضرت شیث حضرت داود حضرت یونس حضرت زکریا حضرت ادریس حضرت نوح حضرت لوط حضرت موسیٰ حضرت یوسف حضرت عیسیٰ حضرت بدھ، حضرت کرشن، حضرت نانک وغیرہ نے بھی اپنے اپنے وقت میں شراب توحید کا جام اپنی اپنی قوموں کے سامنے پیش کیا اور لوگوں کو وحدانیت کے معانی و اسرار سے آگاہ بنانے کی سعی کی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس بادہ توحید کے جرعہ کش جیسے پیدا ہونے چاہئیے تھے ایسے کبھی پیدا نہ ہو سکے یہ شرف و سعادت سردار انبیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے تھی کہ شراب توحید کی سرشاریاں عام ہوں اور جہاں دیگر امتوں کے خواص بھی تہ تک نہ پہنچنے پائے تھے وہاں امت نبوی کے عوام بھی رمز شناس حقائق نظر آئیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے ہیں کہ میری امت کے علماء کا درجہ اتنا بلند و عظیم ہے جتنا بنی اسرائیل کے انبیا کا درجہ تھا اس کا بھی یہی مطلب ہے جس کی صراحت اوپر کی گئی ہے۔

عبد و معبود کا تعلق

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے ظاہر ہے کہ جن و انس کی تخلیق عبادت اور محض عبادت کے لئے ہوئی ہے لیکن اکثر مذاہب نے عبادت الٰہی اور عبد کا مفہوم اپنے پیروؤں کے سامنے غلط طریق پر پیش کیا ہے اور بعض کی تعلیم تو بالکل ناقص اور بعض کی غیر مکمل ہے کسی کی تعلیم خشک اور بے کیف ہے اور کسی کی دلچسپیوں سے معرا کسی میں انتہائی نرمی پائی جاتی ہے اور کسی میں انتہائی سختی جہاں نرمی و آسانی ہے وہاں اس کے اثرات بہت جلد معدوم ہو جاتے ہیں اور جہاں سختی ہے وہاں یہ حالت ہے کہ اس کا کماحقہ ادا ہونا مشکل ہے۔

کسی مذہب میں آٹھ روز کے اندر صرف ایک مقررہ دن نماز ادا کر لینی ہی عبادت ہے اور اسی کو کافی سمجھ لیا گیا ہے کسی ملت کے پیرو صبح و شام طلوع و غروب آفتاب کے وقت تھوڑا پانی پیکر اور آنکھیں بند کر کے خاموش بیٹھ جاتے ہیں اور اسے عبادت تصور کرتے ہیں کچھ اور ہیں جو ہفتہ میں چند مرتبہ چند دعائیہ کلمات یا بھجن پڑھ لیتے ہیں اور اسی کو عبادت سمجھے بیٹھے ہیں ایک جماعت ایسی ہے جو کسی گوشہ عزلت میں بیٹھکر مسلسل تصور اور مراقبہ کو عبادت خیال کرتی ہے کوئی طبقہ دھونی رما کر بیٹھنے اور چاند سورج آتش، کواکب وغیرہ میں جلوہ الٰہی دیکھنے کو عبادت خیال کرتی ہے ہمیں بھی اس کا اعتراف ہے کہ یہ طریقہ ہائے عبادت بھی کسی نہ کسی حد تک مفید اور نفع بخش ضرور ہیں مگر ان سے وہ فوائد ہرگز مترتب نہیں ہوتے جو عبادت سے ہونے چاہئیں اور نہ وہ ذوق و شوق پیدا ہوتا ہے جسے روح عبادت کہہ سکتے ہیں عبادت کے معنے تو دراصل اظہار عبودیت اور بندگی کے ہیں اور وہ ان طریقوں سے بھی ہو جاتا ہے لیکن عبادت اصل میں وہ ہے جس سے دل میں خشوع و خضوع پیدا ہو محبت و شیفتگی کے جذبات نشو و نما پذیر ہوں اور دل کو اپنے آقائے حقیقی کی عبادت میں ذوق و شوق خاص ہو۔

دین و دنیا کی آمیزش

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ بندہ اللہ کا بھی رہے اور دنیا کا بھی نہ دین دنیا کے لئے بھلایا جائے اور نہ دنیا ہی چھوڑی جائے خداوند دو عالم نے کوئی چیز بیکار نہیں پیدا کی ہے دنیا کی تخلیق بھی بیفائدہ نہیں مقصد یہ ہے کہ دنیا بھی آباد رہے اور مالک حقیقی کی عبادت بھی ہوتی رہے اب غور کیجئے یہود، ہنود، برہمو، عیسائی، زردشتی اور سکھ وغیرہ جو عبادت کرتے ہیں وہ کس حد تک دین و دنیا کے امتزاج کی کفیل ہے ان عبادات میں کیا کیا نقائص موجود ہیں اور اگر ان مذاہب کے اصول پر عمل کیا جائے تو انسان دنیا کو نہیں نبھا سکتا یہ جام و سندان باختن کا رنگ اگر نظر آئیگا تو صرف اسلام میں۔

ہمارے نزدیک دیگر مذاہب کے پیروؤں کی سب سے بڑی اور اہم غلطی یہ ہے کہ انہوں نے عبادت کو مقصود بالذات شئے سمجھکر اسے فرائض زندگی سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے اور اس دور کے مسلمان بھی بدقسمتی سے اس غلطی کے شکار ہو کر پستی و تنزل کی گہرائیوں میں گرتے اور ڈوبتے چلے جا رہے ہیں عبادت کی جو شکلیں مذہب نے قائم کر دی ہیں وہ محض انہی کو عبادت تصور کرتے ہیں اور عام خیال یہ ہے کہ بھجن پڑھ لینا، مراقبہ کر لینا، تصور ربانی میں کچھ دیر خاموش بیٹھ جانا، دھونی رما کر خدا سے لو لگانا، نمازیں پڑھنا، روزہ رکھنا وغیرہ ہی محض عبادت ہے جب تک مسلمان اس غلطی کی پہنائیوں میں نہ پھنسے تھے اس وقت تک ان کی ترقی مسلسل اور ان کی عظمت یقینی تھی اور وہ عبادات میں صحیح لطف اور کیف بھی حاصل کرتے تھے مگر جب انہوں نے اپنے شعائر مذہبی اور دین کی اصلی تعلیم کو ترک کیا اس وقت سے وہ تباہ حال ہو گئے۔

عبادات اسلام کا صحیح مفہوم

اسلام کے نزدیک عبادت کا مفہوم اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ بندہ اپنے آقائے حقیقی کے احکام و اوامر کو بلا چون و چرا بجا لائے اور تمام نواہی اور معاصی سے اجتناب کلی برتے غور کرنے کی جگہ ہے کہ ایک ملازم روزانہ اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوتا رہے اور ایک دو مرتبہ نہیں پانچ پانچ سات سات وقت حاضر ہوتا رہے اور حاضر ہو کر اس کے سامنے دست بستہ ہو، سلام کرے اور اس کی نوازشوں اور عنایتوں کو سراہے مگر نہ اس کے احکام کی پرواہ کرے نہ اس کی خدمات اطاعت مندی کے ساتھ ادا کرے اور نہ اس کا کہنا مانے تو کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ وہ آقا اپنے اس ملازم سے خوش ہوگا یہ بھی نہ سہی اگر وہ کام میں غفلت ہی کرے اور اس کے احکام میں سے کچھ احکام کی بجا آوری کے متعلق سرکشی اختیار کرے تو کیا وہ اس کی کوئی پرواہ کرے گا اسے بھی جانے دیجئے وہ اپنے آقا کے سامنے جاتا ہے مگر اس حالت میں کہ میلے اور گندے کپڑے ہیں پاؤں مٹی سے لتھڑے ہوئے ہیں جلد جلد بے پروائی کے ساتھ دو چار نمر یعنی کلمات کہکر چلدیتا ہے تو اسے اس سے نفرت نہ ہوگی اچھا اسے بھی ترک کیجئے یہ ملازم آقا کے تمام لوازم نوکری خوش اسلوبی سے انجام دیتا ہے مگر حاضری کے وقت

سے قبل پہلے یہ آقا کے جو ایک احکام کی تنقیص کر چکا ہے اس صورت میں کیا توقع ہو سکتی ہے کہ آقا اس ملازم پر محبت کی نظر ڈالے گا۔

یہی صورت عبادت کی ہے جب تک یہ جملہ شرائط کے ساتھ ادا نہ کی جائے اس وقت تک اس کی مقبولیت کی کوئی امید نہیں کی جا سکتی ایک شخص ہے جو نماز تو پنجگانہ ادا کرتا ہے مگر اس کے دل میں عبادت کے اندر خشوع و خضوع پیدا نہیں ہوتا تو یہ عبادت عبادت کاملہ ہرگز نہ کہلائیگی اور اگر کہیں یہ بھی خیال پیدا نہیں ہوا کہ خدائے قدوس کے سامنے کھڑا ہوا ہے یا ذات باری کی نظر اس پر پڑ رہی ہے یا خیالات ادھر ادھر منتشر ہو رہے ہیں یا عجلت کے ساتھ بے پروائی سے ارکان نماز ادا کئے جا رہے ہیں جو کچھ زبان پر ہے دل کو اس کی خبر ہی نہیں تو رب اکرم کے کرم اور جذبہ نوازی کی زیبائی خود سری ہے کہ وہ جس طرح چاہے بندوں کو نوازے اور جو چاہے عطا کرے مگر بظاہر اس نماز کی مقبولیت کی کوئی بعید ترین توقع بھی نہیں رکھی جا سکتی ایسی کیونکر جا سکتی ہے جبکہ پڑھنے والے کو یہ پتہ ہی نہیں کہ اس کی زبان سے کیا نکل رہا ہے اور وہ کیا دعا مانگ رہا ہے کیا کہہ رہا ہے کس سے کہہ رہا ہے کس کی تکبیر و تہلیل تمہید و تحمید میں مصروف ہے رکوع و سجود کے مقاصد کیا ہیں اور کس کی بارگاہ عظمت و جلال میں دست بستہ کھڑا ہوا ہے۔

غور کیجئے اور اپنے اور مسلمانوں کے قلوب کی دنیا میں پہنچ کر تجسس کیجئے کہ آجکل کے مسلمان کس حد تک ان چیزوں کا خیال رکھتے ہیں۔

جانے دیجئے ایک شخص ہے وہ تصور بھی قائم کر لیتا ہے اور یہ سمجھتا بھی ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز عبودیت ہے مگر ظاہری تطہیر کا خیال نہیں کرتا جاسں پاک نہیں تو اس کی نماز کے بھی قبول ہونے کی توقع عبث ہے ظاہری گندگیاں تو بہت چھوٹی چیزیں ہیں مگر باطنی لوث ان سے زیادہ عبادت میں اہمیت رکھتے ہیں جھوٹ، غیبت، فریب، دغا، ریا، غرور، خود پسندی وغیرہ باطنی گندگیاں ہیں جو عبادت کو اپنی موجودگی میں بے اثر اور بے کیف کر دیتی ہیں رہے ظلم و ستم، چوری، ڈاکہ زنی، شرک و زنا اور رشوت و بیئوتی یہ اعمال تو انتہائی خوفناک اور موجب غضب الٰہی ہیں ہم نے دیکھا ہے اور ہمارا آئے دن کا تجربہ ہے کہ اچھے اچھے علم و دانش اور جبہ و عمامہ کے افراد نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ بھی دیتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں حج بھی کرتے ہیں مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ان عبادات و احکام کی روح کو ضایع کر دیتے ہیں۔ نماز میں خشیت و محویت ندارد۔ زکوٰۃ میں نمود و نمائش کا جنون۔ روزہ میں تقدس کے اظہار اور نزاکت طبع کا خیال و امنگیر حج میں شہرت کا تصور۔

مزید افسوس اس امر کا ہے کہ بہت سے لوگ ان مقدس چیزوں کو بھی اپنی دینداری کا اشتہار بنا لیتے ہیں اور غضب یہ ہے کہ پھر خیال کرتے ہیں کہ بس جنت ہماری میراث ہو گئی اور اب ہمیں آزادی ہے کہ ہم جو چاہیں کریں وہ سب کچھ کرتے ہیں گویا جاب پسان کی نظر میں نہیں رہیں۔

نماز کی کارفرمائیاں

نماز معراج المومنین ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق بندہ کو اپنے رب کا سب سے زیادہ تقرب نماز کی حالت میں ہوتا ہے لیکن وہ نماز ایسی نماز نہیں جیسی اس زمانہ میں محض سر سے بوجھ اتارنے کے لئے پڑھی جاتی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے حافظ

علے الخمس باکمال طھورھا ومواقیتھا کانت له نورا و برھانا یوم القیامة ومن ضیعھا حشر مع فرعون وھامان یعنی جس نے طہارت جسمانی و روحانی اور وقت کی پابندی کے ساتھ پنجوقتہ نماز ادا کی قیامت کے روز اس کے لئے ایک نور اور حجت ہوگی اور جس نے اسے ضایع کیا اس کا حشر فرعون اور ہامان کے ساتھ ہوگا۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جسمانی اور روحانی ہر دو قسم کی پاکی اور نظافت لازمی شے ہے۔

نماز کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد باری ہے کہ یہ فواحش و منکرات سے انسان کو روک دیتی ہے۔ آجتک کتنے ایسے نمازی ہیں جو منکرات سے اپنے دامن بچائے رکھتے ہوں۔ بس جس نمازی اور پابند صوم و صلوٰۃ کو آپ دیکھیں کہ وہ مناہی و منکرات سے ملوث ہے سمجھ لیجئے کہ اس کی نماز نماز نہیں محض ریا اور اس کی ظاہری شکل ہے لیکن ہاں جو شخص طہارت جسمانی و روحانی کے ساتھ نماز ادا کرے اور یہ تصور کر کے پڑھے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں خدائے تبارک و تعالےٰ کے سامنے کھڑا ہے جو قادر علی الاطلاق ہے تو یقیناً اس کے قلب میں خشیت پیدا ہوگی محبت پیدا ہوگی، محویت پیدا ہوگی اور وہ کبھی ظاہری اور باطنی گندگیوں کو لیکر اس دربار میں حاضر ہونے کی جرأت نہ کر سکے گا اور بہت جلد یہی خشیت و محبت اسے تمام رذائل اخلاق اور معاصی و مناہی سے پاک اور مبرا کر دیگی۔

جام توحید کی سرشاریاں

دربار الٰہی میں خدائے وحدہ لاشریک کے سامنے حاضر ہونا اور پنجوقتہ اپنے عجز و عبودیت اور اس کے عظمت و جلال کے تصور کے ساتھ حاضر ہونا اس کے قلب کی دنیا میں انقلاب پیدا کر دے گا اسے ہر نماز کے وقت خیال آئے گا کہ اس کے سامنے جاتا ہے بندہ بنکر جاؤں اور اس کے تمام احکام کی پابندی کرتا رہوں تاکہ وہ مجھ سے خوش ہو اس طرح اسے لازماً احکام خداوندی اسلام کی تفاصیل کی جستجو ہوگی اور جملہ امور کی پابندی کو لازمی قرار دیگا پھر اسلام میں جیسا کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ عبادت صرف روزہ و نماز ہی سے مخصوص و محدود نہیں یہاں جملہ امور دنیا ہی کی پابندی عبادت کا درجہ رکھتی ہے ایک شخص اکل حلال کے حصول کے لئے بال بچوں کی پرورش کے لئے قوم اور ملک کی عزت کے قیام کے لئے دن بھر محنت کرتا روپیہ پیدا کرتا اور جمع بھی کرتا ہے تو یہ سب کچھ اس کی عبادت تصور ہوگا۔ ایک اور شخص ہے جو محض خوشنودی ربانی کی خاطر ہر شخص سے اخلاق و محبت سے پیش آتا ہے غربا پروری اور شرافت نفسی ہی سے کام لیتا ہے اور کبر و ریا اور دغا، و فریب سے بچتا ہے تو یہ سب اعمال عبادت متصور ہونگے اس میں راز یہ ہے کہ اس طرح بندہ اور مسلمان کو ہر حرکت اور ہر عمل میں اللہ تعالےٰ اور اس کی وحدانیت و عظمت کا خیال رہے گا اور یہ خیال اور نماز کی خشیت و محبت کبھی کسی لمحہ بھی اسے توحید پرستی سے جدا نہ ہونے دیگی اور وہ مسلمان بنتے ہی ایک کامل انسان بنکر زندگی بسر کرے گا عبادت و توحید کا یہ تصور آپ کو اسلام کے سوا اور کہیں نظر نہ آئیگا اسی لئے حالی مرحوم نے لکھا ہے کہ اس وقت تک "جام توحید" کی یہ دولت "محرم نہ ہوئی تھی دیگر ادیان مذہب میں" یہ چیز نہیں کاش مسلمان سچے مسلمان بنیں اور اس صرد خمہ و فلسفہ پر غور کریں۔

خمِ معرفت کا تھا منہ خام ابھی تک

عشق و عرفان کی گلپاشیاں

"معرفت الٰہی" کہنے کو ایک معمولی لفظ ہے اور اصطلاحاً یہ "اللہ کے پہچاننے" کے معانی میں استعمال ہوتا ہے مگر اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کے اندر عجائب و سرور کی ایک دنیا پنہاں ہے معرفت اور گیان دھیان کے مدعی بہت سے ہیں اور تمام مذاہب میں کسی نہ کسی حد تک اس کا وجود اور اس کے کچھ طریقے مقرر ہیں مگر معرفت کی جو شان اسلام میں نظر آتی ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ملتی حقیقت میں یہ لفظ ترقیات کے لئے بولا جاتا ہے ہندو میں روحانی ترقیات کے لئے بڑے بڑے پاپڑ بیلنے اور بڑے بڑے مصائب و شدائد اٹھانے پڑتے ہیں سادھوؤں کا طبقہ اس ترقی اور اس شوق کے لئے وقف ہے اس زمانہ میں بھی اچھے اور کمال پذیرفتہ سادھوؤں کی کچھ نہ کچھ تعداد موجود ہے مگر پہلے زمانہ میں ان کی اچھی خاصی تعداد موجود ہوتی تھی اور وہ بہت نیک اور پاکبازانہ زندگی بسر کرتے تھے۔

لیکن انھیں اپنے نزدیک معرفت حاصل کرنے اور ترقی روحانی کی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے بڑی طول طویل راہ سے گزرنا اور بڑی پُرخار راہیں طے کرنا پڑتی تھیں سادھوؤں کے لئے لازمی تھا کہ وہ دنیا کو قطعی طور پر ترک کر کے جوگ دھارن کریں دوسروں کی کمائی یا جنگل کی جڑی بوٹیوں اور پھلوں پر ان کا گزارہ ہو۔ اف نفس اور لذائذ دنیوی سے دور راہبانہ اور خاموش زندگی بسر کریں عزیزوں رشتہ داروں اور بال بچوں سے کوئی تعلق نہ رکھیں مجرد رہیں گیروانہ رنگ کے کپڑے پہنیں کوئی سامان اپنے پاس نہ رکھیں اور عملاً دنیا سے علیحدہ ہو جائیں دنیا سے علیحدہ ہونے اور ایک تنہا ویران بے عمل اور خاموش زندگی اختیار کرنے کے بعد وہ جو راستہ ان کا گرو ان کے سامنے پیش کرے وہ اختیار کریں یعنی یا تو خیالات دھونی رما کے ایک جگہ بیٹھے رہیں خواب و آرام سے کوئی سروکار نہ رکھیں اور پرماتما کا تصور کر کے بیٹھ جائیں یا وہ اپنا ایک ہاتھ اونچا کر کے ایک جگہ کھڑے رہیں اور اس کو خشک کر دیں یا ایک ٹانگ پر آنکھ بند کئے کھڑے رہیں یا کسی غار میں جا بیٹھیں یا کسی درخت کی شاخ سے لٹک جائیں چونکہ تصور ہمہ تن قائم رہتا ہے ہر وقت ایشور کا دھیان رکھتے ہیں اور لذات دنیوی و نفسانی کو قطعی ترک کر دیتے ہیں اس لئے انھیں ایک حد تک کمال حاصل ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں وہ ہو جاتا ہے اور جن میں مادہ ہوتا ہے ان کے قلب میں بعض اوقات انتہائی شدائد کے بعد روشنی بھی پیدا ہو جاتی ہے علاوہ یہی ان کی معراج ترقی ہے۔

رہبانیت اور جوگ

عیسائیوں میں بھی روحانی ترقی کے اکتساب کے لئے تجرد اور ترک علائق لازمی ہے اور انھیں بھی ہندو سادھوؤں کی طرح بڑی پُرمشقت راہوں سے گزرنا پڑتا ہے گرجاؤں کے حجروں، تہ خانوں اور پہاڑوں کے غاروں میں بیٹھ کر انھیں برسوں عبادتیں کرنی پڑتی ہیں اور مدت ہائے دراز کے بعد نفس کشی ان کے اندر کچھ آب و رنگ پیدا کر دیتی ہے لیکن جہاں تک ہمارے مطالعہ کا تعلق ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ روحا[illegible]

توحید کا صحیح رنگ نہ تھا اس لئے یہ قربانیاں تو کر سکے مگر ان کے راہب ہندو سادھوؤں کے رتبہ کو نہ پہنچ سکے۔

یہود میں بھی اسی قسم کی مشقتیں اور جد و جہد کا سلسلہ قائم رہا ان کے رہبان نے بڑے بڑے شدائد برداشت کئے ترک دنیا اور تجرد ان کے یہاں بھی لازمی امر رہا انھوں نے اس کی بدولت ترقی کی اور اچھی ترقی کی جس کا باعث یہ تھا کہ توحید پرستی کی حد میں داخل ہو چکے تھے اور عیسائی تثلیث کی گھاٹیوں میں گم ہو رہے تھے برما میں بھی بھکشوؤں کا ایک کثیر ہجوم موجود ہے یہ مذہب ابتداً توحید پرست رہا لیکن بعد کو یہ بھی حضرت بدھ کے بت کے پجاری بن گئے ان کے بھکشوؤں میں بھی تجرد و ترک دنیا لازمی چیز رہی ہے انھوں نے بھی مشقتیں کیں اور دھیان گیان میں اپنے تمام اوقات صرف کئے اس کے بعد انھوں نے روحانی ترقی بھی حاصل کی قلب میں روشنی بھی پیدا ہوئی اور یہ ہندو سادھوؤں کے لگ بھگ پہنچ گئے۔

اسلام کے اولیا

لیکن اسلام نے معرفت کا جو طریقہ بتایا اور اسلام کے بزرگوں اور اولیاء نے عرفان ربانی میں جو کمالات حاصل کئے ان کی نظیر آپ کو کہیں ڈھونڈے سے بھی نہ ملے گی اور اس لئے نہ ملے گی کہ ان کا طریقہ الہامی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے رہبر اعظم کا بتایا ہوا تھا اسی لئے اس میں دین و دنیا کا امتزاج ایک کیف، ایک سرور اور ایک ذوق موجود تھا ہندو سادھوؤں عیسائی راہبوں یہودی احبار اور بدھ بھکشوؤں کی طرح اسلام کے اولیائے کرام اور عارفین عظام کے لئے تجرد و ترک دنیا و ترک علائق کی غیر فطری قیود نہ تھیں اسلام خواہشات مذمومہ مضر کو روکنے کے لئے آیا تھا اس کا یہ منشا نہ تھا کہ وہ جائز اور فطری جذبات پر پابندیاں عائد کرے زنا کو خواہش مذموم کہہ سکتے ہیں لیکن عقد و شادی کے ذریعہ فطری اقتضا کا پورا کرنا ہر اعتبار سے ایک مستحسن فعل ہے کسی ناجائز طور پر روپیہ لینے یا کسی کی کمائی پر منحصر ہو کر بیٹھ جانے کو تو برا کہا جا سکتا ہے لیکن خود دن بھر محنت و مشقت کر کے چار پیسے کمانے کو کوئی ہوشمند بھی برا نہیں کہہ سکتا بلکہ ایک عزلت نشین اور گوشہ تنہائی میں متمکن انسان کی نماز عبادت بڑی اہمیت رکھتی ہے مگر کیا اس کی عبادت اس شخص کی عبادت نماز کا مقابلہ کر سکتی ہے جو چند در چند دنیوی ٹنٹوں اور بال بچوں کے جھنجھٹوں میں پھنسا ہو، نہیں اور ہرگز نہیں۔

اسلام میں کمالات روحانی پیدا کرنے کے لئے مراقبہ، ریاضت کی ضرورت تسلیم کی گئی ہے اور وہ بھی صرف اتنی مدت کے لئے جس میں تزکیہ نفس ہو سکے ہمارے اولیائے کرام نے بڑے بڑے مجاہدے اور بڑی بڑی ریاضتیں کیں انھیں بعض اوقات غاروں اور جنگلوں کی تنہائیوں میں بھی فروکش رہنا پڑا لیکن یہ سب ابتدائی مراحل تھے اور اکثر حالت میں عشق الٰہی اور عرفان ربانی نے ان پر جذب کا عالم طاری کر رکھا تھا اسلام میں ترک دنیا اور جوگ حرام ہے اور دنیا میں رہ کر اور دنیا کے جھگڑوں میں ہمارے اولیائے عظام نے وہ کمال پیدا کر لیا جو آج تک کوئی نہ کر سکا تھا بظاہر ان کے اجسام گوشت و پوست کے معلوم ہوتے تھے لیکن اصلاً ان کے تمام عناصر کثیف اور معدوم ہو چکے تھے انھیں پوری معرفت حاصل ہو چکی تھی روح کو غذا ہو چکی [illegible]

کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

شرف رسالت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علانیہ لوگوں سے کہا تھا کہ ساری عظمتیں اور عزتیں صرف خدا کے لئے ہیں مجھے کسی پر کوئی خاص فوقیت حاصل نہیں اس لحاظ سے بندہ ہونے کی حیثیت سے سب انسان برابر ہیں البتہ مجھکو اتنی بزرگی ضرور حاصل ہے کہ میں جہاں اس کا بندہ ہوں وہاں اس کا رسول بھی ہوں اور فرائض رسالت ادا کرتا ہوں رسالت کیا ہے عبد و معبود اور بندہ و خدا کے درمیان ایک رشتہ ہے جس سے اہم کام سر انجام پاتے ہیں اور قوموں کی اصلاحیں عمل میں آتی ہیں جب خدائے قدوس کو اپنے بندوں کی اصلاح و فلاح مقصود ہوتی ہے تو وہ اپنی تعلیم کو عام کرنے اور انسانوں کو راہ نجات دکھانے کے لئے اپنے کسی مخصوص بندہ کو منتخب کر لیتا ہے اور اسی کے ذریعہ اصلاح کا کام لیتا ہے انسانوں میں رسولوں اور نبیوں کو رہبری عالم کے اعتبار سے ہمیشہ اور ہر زمانہ میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے اور ابتدا سے یہ لوگ وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے اور اس وقت کی ضروریات کے مطابق تعلیم دیتے رہے ہیں۔

ان بزرگوں میں بعض بزرگ محض "نذیر" ڈرانے والے تھے ان پر کوئی وحی نازل نہیں ہوئی صرف ارتقائے ربانی کے ذریعہ یہ لوگوں کو راہ راست دکھاتے رہے بعض نبی تھے جن کے فرائض اول الذکر سے اہم تھے اور ان کا دائرہ عمل بھی کسی قدر وسیع تھا ان میں جو بزرگ زیادہ جلیل القدر تھے ان پر کتابیں بھی نازل ہوئیں لیکن ان کی شریعت اور ان کی تعلیم محض وقتی اور متعلقہ زمانہ کے مطابق تھی جب زمانہ بدل گیا تو ان کی شرائع بھی منسوخ ہو گئیں حضرت داؤد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ صاحب کتاب بزرگ تھے اور انہوں نے اپنی اپنی قوموں کی اصلاح بھی کی انسان چونکہ ضعیف پیدا ہوا ہے وہاں بڑا سرکش اور متمرد بھی ہے جب یہ اپنے آقائے حقیقی سے سرکشی کرنے سے باز نہیں آیا تو انبیاء و رسل تو پھر بندے اور اپنے ہی جیسے انسان تھے یہ کب ان کی بزرگی و عظمت اور رسالت و نبوت کا اعتراف کرنے والا تھا اس لئے رب قدیر کی طرف سے بطور نشان رسالت معجزات کی قوت اور خاص خاص صفات بھی عطا ہوتی رہیں جن میں زمانہ کے مذاق کا رنگ موجود تھا۔

انبیاء کے محاسن خصائص

حضرت داؤد کو خوش الحانی حضرت یوسف کو حسن اور حضرت ابراہیم کو فراست ایمانی عطا ہوئی حضرت موسیٰ کے وقت میں چونکہ سحر و ساحری کو بڑی اہمیت و شہرت حاصل تھی اس لئے آپ کو ید بیضا اور عصا عطا ہوا حضرت عیسیٰ کا زمانہ وہ زمانہ تھا کہ اس دور میں دیوتاؤں سے پیدا ہونے والے اور محیر العقول کام کرنے والوں کو بڑے احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اس لئے آپ بلا باپ کے پیدا کئے گئے اور آپ کو مسیحائی کے کرشمے عطا ہوئے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زمانہ کے تقاضے کے مطابق فصاحت و بلاغت میں امی محض ہونے کے باوجود خاص مرتبہ دیا گیا اور قرآن کریم ایسی زبان میں اتارا گیا جو زمانہ کی فصاحت و بلاغت کا منہ بند کر دینے والی تھی اس سے مقصود یہ تھا کہ لوگ ان کے سامنے اپنا عجز تسلیم کریں اور ان کی عظمت و جلالت شان کو مسلم سمجھ کر انھیں مامور من اللہ خیال کرنے لگیں اور اصلاح کا کام سہولت اور خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہو سکے۔

آقائے دوجہاں کی فضیلت

آپ یہ تو سمجھ گئے کہ رسالت ایک عطیہ ربانی ایک فیضان ایزدی اور ایک منصب خداوندی ہے اور یہ بزرگ آقائے حقیقی کی زیر ہدایت بندگان خدا کی رہبری و رہنمائی کے فرائض انجام دیتے ہیں جب دنیوی رہبر وقتاً فوقتاً باعزت و تکریم ہوتے ہیں تو دینی رہنماؤں کی عظمت کا کیا کہنا ہے اور یہی رسالت کی عظمت کا راز ہے بھلا یہ کچھ کم شرف و امتیاز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندہ کو اپنی رحمت و کرم کے لئے مخصوص کر لے اسے اس سے ہمکلامی کی سعادت حاصل ہو اور وہ اس کی طرف سے رہبری عالم کے منصب پر فائز ہو۔ پھر حضرت سید کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ آپ کسی ایک قوم اور کسی ایک ملک کی اصلاح کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کی اصلاح و تعلیم کے لئے مبعوث ہوئے اور ایک ایسی شریعت و کتاب لیکر آئے جو تاقیام قیامت نافذ العمل رہے گی اور جسے مکمل نظام حیات کہا جاتا ہے۔

خدائے برتر تعالیٰ اگر چاہتا تو رسالت کے منصب اور اصلاح و تعلیم کے کام کے لئے ملائکہ کی جماعت کو منتخب کر سکتا تھا اور جن سے یہ کام لے سکتا تھا دیگر ذرائع اختیار کر سکتا تھا اور غیبی صدائیں موثر ہو سکتی تھیں لیکن اس نے جو طریقہ ہدایت اختیار کیا بلاشبہ وہ نہایت اعلیٰ نہایت کارگر اور بدرجہ غایت فطری ہے اس لئے کہ انسان اتنا تلقین و نصیحت سے ہرگز نہیں سیکھتے جتنا وہ عمل سے سیکھتے ہیں پھر عمل بھی اپنے ہی جیسے انسان کا عام رہنما اور قائد تو محض کسی ایک فن میں رہنمائی و رہبری کر سکتے ہیں لیکن رسول اور انبیاء انسان کی تمام جسمانی و روحانی اصلاح میں کام کر جاتے ہیں جو اور کسی طریق سے ہرگز نہ ہو سکتا تھا ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قلیل و مختصر مدت میں دنیا کے اندر جو انقلاب عظیم پیدا کیا اور جس طرح ایک بگڑی اور اجڑی ہوئی قوم کو فرش ذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھا دیا اس کی کوئی مثال اور کوئی نظیر زمانہ ملکی کو ڈھونڈے بھی نہیں ملیگی سر ولیم میور لکھتے ہیں کہ:-

"حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تعجب انگیز اور عظیم الشان کام کیا شرک و بت پرستی کے خلاف جہاد عظیم برپا کر دیا اس وقت تک حیات روحانی کبھی ایسی برانگیختہ نہ ہوئی تھی اور نہ کسی مذہب میں اس قدر جوش پایا جاتا تھا جیسا دین اسلام میں نظر آیا۔ پورا عرب کفر و ضلالت اور بدرسمی و بداعمالی میں غرق تھا لیکن آپ نے اسے شوکت و عزت کے تخت پر بٹھا دیا"

ایک میور صاحب ہی پر کیا منحصر ہے ہر قوم اور ہر ملک کے مشاہیر و فضلا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کام کی عظمت اور رسالت کی منزلت کا اعتراف کیا ہے ظاہری عظمتوں اور رسالت کی کارفرمائیوں پر تبصرہ کیا بھی جا سکتا ہے لیکن اس کی باطنی عظمتوں اور سرشاریوں پر اظہار خیال آسان نہیں یہ ایک اتنی اہم اور اس درجہ بلند و سرشار چیز ہے کہ اس پر اہل باطن ہی کچھ لکھ سکتے ہیں مختصراً یہ کہ ان کا وجود مسعود سراپا نور ہوتا ہے عرفان ربانی کی وہ لذات انھیں حاصل ہوتی ہیں جن کا کوئی تصور بھی قائم نہیں ہو سکتا جو کیف و سرشاریاں اور جو لطف انھیں معرفت الٰہی میں میسر ہوتے ہیں ان کی لذات آفرینیاں

ہر ایک قبلۂ کج سے مُنہ اُنکا مُڑا

غیبت وبدگوئی کے متعلق سرورِ کائنات کی تعلیم

مسلم امر ہے کہ بعثت نبوی کے وقت عرب کی حالت نہایت ابتر اور لوگوں کے اخلاق نہایت خراب تھے آپ نے گوناگوں مشکلات کے ہجوم میں اصلاح و ہدایت کا کام شروع کیا ہر برائی سے انہیں روکا ہر بدی سے انہیں بچایا اور "ہر قبلۂ کج" سے ان کا منہ موڑ دیا اور دیکھتے دیکھتے یہ عالم نظر آیا کہ جو لوگ اور جو افراد اخلاقی اعتبار سے بدترین تھے وہ فرشتے بن گئے اور نیکیوں کو ان کی ذات پر خود فخر و مباہات کا موقع ملا عرب میں میخوشی قمار بازی زناکاری ڈاکہ زنی چوری جملہ رذائل اعمال اور غیبت بہتان طرازی ریاکاری غرور و تکبر خود پسندی و خود ستائی حسد و کینہ بغض و عناد اور ظلم و بربریت تمام ذمائم اخلاق موجود تھے۔

ظاہر ہے کہ یہ سب امور نقصان رساں معاشری امن و امان اور تمدنی عافیت و آسائش کو تباہ کرنے والے ہیں اس لئے آپ نے ان کی شدید مذمت کی اور اپنے پیروؤں کے دامن اخلاق و عمل کو ان دھبوں سے بچایا اس مختصر مضمون میں جملہ ذمائم اخلاق پر تو اظہار خیال کی گنجائش نہیں سردست ہم غیبت پر کچھ لکھنا اور اس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پیش کرنا چاہتے ہیں اس لئے کہ یہ بداخلاقی بادی النظر میں تو بہت معمولی اور غیر اہم نظر آتی ہے لیکن اس سے انسان کی معاشری اور تمدنی زندگی پر بہت ناگوار اثر پڑتا ہے امن و امان خطرے میں پڑ جاتا ہے اور دلوں میں وہ کدورت پیدا ہوتی ہے جس کا دور ہونا دشوار ہو جاتا ہے حالانکہ آپ انہی کی اصلاح و ارتفاع کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

غیبت کی چھپی ہوئی نشتر کاریاں

حضرت سلیمان بن جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے استدعا کی کہ آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے رسول اللہ نے فرمایا کہ "جب اپنے کسی بھائی سے ملو تو خندہ پیشانی سے ملو اور اس کی غیبت نہ کرو" پھر فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی کے عیوب کو چھپاتا ہے اللہ تعالےٰ قیامت کے روز اس کے عیوب چھپائیگا کتنی اہم اور نفع خیز نصیحت ہے اور کتنے ثواب کا کام اگر انسان نیک نیتی اور محض اللہ کے خوف سے کسی کے عیوب کی پردہ پوشی کرے تو ذات باری ضرور اسے انعام دے گا اور بہترین انعام یہی کہ اللہ تعالےٰ بھی اس کے عیوب کا پردہ پوش بنے گا اور قیامت میں اسے رسوائی سے بچائیگا لوگ تو غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور اس برائی و معصیت کو عملاً کوئی اہمیت نہیں دیتے لیکن اصلاً یہ اتنی شدید معصیت اور اتنی خوفناک ہوتی ہے کہ رسول کریمؐ نے صاف الفاظ میں اس کے متعلق فرمایا کہ "غیبت زنا سے بھی زیادہ شدید جرم ہے" الغیبۃ اشد من الزنا ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کی غیبت نہ کرے ورنہ وہ ہلاک ہوگا لا یغتب بعضکم بعضا فتھلکوا۔

اسلام ایک پر امن مذہب ہے اور اس کے تمام اوامر و نواہی میں صلح و امن فلاح دنیا اور استیصال مفاسد کا راز مضمر ہے اور ہر قدم پر اس کی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے باہمی محبت و اخوت کی تلقین و ترقی اس کا شعار ہے اور یہی چاہتا ہے کہ دنیا والے امن و محبت سے رہیں جنگ و جدال فتنہ و فساد اور تمام ذمائم و قبائح کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے ہم کہتے ہیں اور بلامبالغہ سچ کہتے ہیں کہ دنیا اسلامی اصول پر وفاداری کے ساتھ عمل پیرا ہونے کا عزم کر لے تو کرۂ ارض سے فتنہ و فساد کے تمام جراثیم فنا ہو جائیں غیبت بھی اسی قسم کی معصیت و برائی ہے اور اس سے بچے رہنے سے نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی امن و امان کو بہت بڑی تقویت حاصل ہوتی ہے اور تمدن و معاشرت کی اکثر پیچیدگیاں اور دنیا کی بیشتر الجھنیں اور پریشانیاں یکسر دور ہو جاتی ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس برائی کی شدت کے ساتھ مخالفت کی جس سے باہم تکدر طبع کا امکان ہو یا کسی ناگواری کے پیدا ہونے کا خدشہ نظر آئے غیبت سے یہی نہیں کہ دلآزاری ہوتی ہے ایک شخص کو تکلیف پہنچتی ہے اسے برا معلوم ہوتا ہے بلکہ اس سے بنی نوع انسان کے احساسات محبت اور جذبات اخوت کو نقصان پہنچتا ہے دلوں میں کینہ و بغض کے جذبات پیدا ہونے لگتے ہیں اور اکثر و بیشتر یہ مفاسد عظیم کا باعث بنجاتی ہے۔

عیب چینی کی عادت کا فلسفہ

غیبت کیا ہے یہی کہ کسی کے پیچھے اس کی بس غیبت اس کی برائی کی جائے اس کے حسب و نسب میں نقص نکالے جائیں اس کے اخلاقی و جسمانی عیوب کو الم نشرح کیا جائے اس کی عادات کی کمزوریوں پر بدنیتی کے ساتھ روشنی ڈالی جائے اس کے چھپے ہوئے عیوب یا گذشتہ برائیوں کو سامنے لایا جائے ظاہر ہے کہ جب کسی کی عدم موجودگی میں اس کے نقائص اور اس کی کمزوریوں کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے گا تو سننے والوں کے قلوب میں اس کی جانب سے نفرت پیدا ہوگی وہ اس سے بچنے کی سعی کریں گے اس کے متعلق ان کے خیالات خراب ہو جائیں گے اسے کسی نہ کسی حد تک اس سے نقصان بھی پہنچے گا پھر منہ سے نکلی ہوئی بات ہمیشہ پرائی ہوتی ہے جو کچھ کہا گیا ہے وہ پردۂ راز میں تو رہے گا نہیں اور اسے بھی کسی نہ کسی طرح اس کا پتہ چل جائے گا اور پتہ چلتے ہی اس کے قلب میں بھی تکدر پیدا ہو جائے گا محبت و اخوت کے جذبات کمزور پڑ جائینگے اور اس کی دلی کدورت اور اس کے بعد مختلف دلوں کی نفرت بہت سے دلوں کو خراب کرے گی اور باہمی تصادم، باہمی اشتعال اور باہمی عناد کے قوی امکانات پیدا ہو جائینگے یہی امکانات آئندہ چل کر خطرناک صورت اختیار کر لیں گے اور ایک روز یقیناً کوئی فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔

انہی امکانات اور انہی اندیشوں کی بنا پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو غیبت کے معاملہ میں سختی کے ساتھ روکا ہے اور نہ صرف روکا ہے بلکہ اسے زناکاری جیسے شدید معصیت سے بھی بدتر اور زشت تر اور موجب ہلاکت قرار دیا ہے اور اب آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ غیبت سے آئندہ چل کر کتنے نقصان پیدا ہوتے ہیں کتنے دلوں کو تکلیف پہنچتی ہے اور کتنی محبتیں فنا ہو کر تعلقات باہمی کو خوفناک اور ضرر رساں بنا دیتی ہیں کوئی شخص بھی بآسانی اپنی تحقیر و رسوائی برداشت نہیں کر سکتا اور غیبت

لازماً تحقیر و رسوائی اور توہین و ذلت کا باعث ہوتی ہے پھر اس سے دو دو یا چند دنوں ہی کے مسموم ہونے کا اندیشہ نہیں یہ سلسلہ جتنا بڑھتا جائے گا اس کا دائرہ جتنا وسیع ہوگا اتنا ہی یہ مدنیت و معاشرت کے لئے نقصان رساں ثابت ہوگا چونکہ اسلام تمدن و معاشرت کے جملہ پہلوؤں پر روشنی ڈالتا اور جزئیات تک کو لیتا ہے اس لئے اس نے غیبت کے زہریلے اثرات کو بھی بھانپا اور اس کے انسداد و اعدام کی بھی کامیاب سعی کی۔

نفس پرستی کا المناک مظاہرہ

بعض لوگ بے تکلفی کیا تھ کہدیتے ہیں کہ ہم کوئی غیبت نہیں کر رہے ہیں اور جو کچھ پیچھے کہہ رہے ہیں اسے منہ پر بھی کہہ سکتے ہیں لیکن آخر کیوں کسی کی برائی اور مذمت یا عیب چینی سے فائدہ ہی کیا ہے فائدہ کچھ نہیں اور نقصان صریح اور بدیہی ہے پھر کیوں اس کا ارتکاب کیا جائے اور بیٹھے بٹھائے اچھے دل برے کئے جائیں۔

حضرت ابو امامہ باہلی نے کتاب "الترغیب و الترہیب" میں لکھا ہے کہ قیامت کے روز جب لوگوں کو ان کے اعمالنامے سپرد کئے جائینگے اور ان کے ہاتھ میں آئینگے تو ان میں سے بعض لوگ ایسے ہوں گے کہ انھیں اپنے ان اعمالناموں میں بعض وہ نیکیاں نظر آئیں گی جو انہوں نے دنیا میں نہ کی ہوں گی یہ متعجب ہوں اور خدائے برتر و توانا سے دریافت کرینگے کہ بار الہا یہ کیا واقعہ ہے ہم نے تو یہ نیکیاں کی ہی نہیں یہ ہمارے اعمالناموں میں درج کیونکر ہوگئیں اس وقت انھیں بتایا جائے گا کہ یہ نیکیاں وہ نیکیاں ہیں جو تمہارے غیبت کرنے والوں کے اعمالناموں سے نکال کر تمہارے اعمالناموں میں درج کردی گئی ہیں۔" اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ غیبت ایک ایسی خوفناک معصیت ہے جو نہ صرف یہ کہ غیبت کرنے والے کے اعمالنامے کی سیاہی بڑھاتی اور اس کے ذریعہ گناہ لکھاتی ہے بلکہ وہ غیبت کرنے والے کی کی ہوئی نیکیوں کو بھی تباہ کردیتی ہے اور وہ خسرۃ الدنیا والآخرہ کا مصداق بنکر رہ جاتا ہے دنیا میں یہ بدلہ ملا کہ اس کے دشمن زیادہ ہوگئے بدمزگیاں اور ناگواریوں کی فراوانی نے زندگی بے کیف اور پرانکار بنادی اور آخرت میں گناہوں کی زیادتی کے علاوہ نیکیوں سے بھی محروم رہ گئے حالانکہ یہ گناہ ایک ایسا گناہ تھا جس کے کرنے سے اسے کوئی لذت اور کوئی فائدہ بھی حاصل نہ ہوا تھا۔

ایک دفعہ حضرت امام حسن بصری کو معلوم ہوا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے آپ یہ سنکر مکدر ہونے کے بجائے اور خوش ہوئے اور اتنے خوش ہوئے کہ آپ نے اس کے نام اسی وقت ہدیہ بھیجا یا اور ساتھ ہی کہلا بھیجا کہ تم نے مجھکو آپ ہی اپنی نیکیاں میرے حوالہ کردی ہیں اس لئے میں بطور شکریہ و سپاس یہ ہدیہ آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔" آج کون ہے جو اس علم و بصیرت کا حامل ہو ہزار ہا مسلمان آپ کو ایسے ملیں گے جن کے شب و روز غیبت میں گذرتے ہیں اور انھیں یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ وہ کس خوفناک محرومی کے از خود مرتکب ہو رہے ہیں۔

غیبت اور فطرت کا تضاد

کہا جا سکتا ہے کہ آخر غیبت کے اندر ایسا کونسا مہر پوشیدہ ہے جو اسے زنا جیسے سنگین اور حیا سوز گناہ سے بھی شدید تر بنا دیتی ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ غیبت کرنے والا بلا کسی فائدہ کی توقع کے محض نفس و شیطان کی خوشنودی کے لئے دوسروں کی تحقیر کرتا ہے اور بیٹھے بٹھائے بلا وجہ تمدن و معاشرت کے مقتضیات کو نقصان پہنچا کر اس رشتہ اخوت و محبت کی جڑیں کاٹتا ہے جو اسلام اور اسلامیوں کا خدا مسلمانوں کے مابین قائم کرچکا ہے اور قائم رکھنا چاہتا ہے اس لئے لازمی و ضروری تھا کہ اسے شدید گناہ قرار دیا جاتا چور چوری کرتا ہے ڈاکو ڈاکہ ڈالتا ہے مگر روپیہ کے حصول کے لئے زانی زنا کرتا ہے تو اس کے پیش نظر ایک لذت ہوتی ہے لیکن غیبت کرنے والے کے برعکس کے سامنے اپنے نفس کی نزہت کے سوا کونسا فائدہ ہوتا ہے جو یہ مقصد ربانی کی مخالفت پر کمربستہ ہو جاتا ہے ایسے احمق اور سرگشتہ عاصی کو جو سزا بھی دی جائے وہ کم ہے

غیبت کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً اپنی بڑائی اور بلندی کا آرزو مند ہے اولوالعزم اور نیکبخت انسان تو اپنے اعمال کے ذریعہ اپنی عظمت اور بڑائی کے سامان فراہم کرلیتے ہیں اور ان کا توشہ عمل اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے مگر اکثر بے عمل اور کم ہمت افراد محض اس لئے دوسروں کی برائی کرتے ہیں کہ اس سے ان کی اچھائی کا پہلو نکلتا ہے جب ایک کی برائی کی جارہی ہوگی تو یقیناً اس سے یہی مفہوم ہوگا کہ برائی کرنے اور برائی سننے سے نسبتاً اچھا آدمی ہے۔ غیبت کرنے والا اسی لئے غیبت کرتا ہے اور غیبت سننے والا اسی لئے غیبت سنتا ہے دونوں اس میں اپنی بڑائی سمجھتے ہیں تعریف اس لئے نہیں کی جاتی کہ اس سے تعریف کرنے والے کو یہ احساس ہوگا کہ میں اس شخص سے جس کی تعریف کی جارہی ہے فروتر ہوں اور سننے والا بھی اسے اسی لئے نہ سنے گا کہ اس کے اندر اسے بھی اپنی پستی نظر آئیگی محض اسی مصنوعی بڑائی اور بلندی کے جنون نے ہزار ہا کیا لاکھوں مسلمانوں کو نہ محض یہ کہ شکار معاصی بنا رکھا ہے بلکہ وہ زندگی میں بھی گونا گوں مشکلات اور اپنی اس حرکت کے باعث چند در چند سراسیمگیوں میں پھنسے رہتے ہیں۔

سب سے زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ یہ مرض اتنا عام ہو گیا ہے ہمارے بڑے بڑے علما تک بھی اس کے شکار بنے ہوئے ہیں کوئی گھر کوئی جلسہ اور کوئی صحبت تو اس سے مسلسل طور پر خالی ہے ہی نہیں لیکن غضب یہ ہے کہ مساجد کے اندر عبادت کے اوقات میں اور مواعظ قرآنی میں بھی غیبت موجود ہوتی ہے بلاشبہ آج مسلمانوں کے اندر جو خانگی اور قومی تنازعات بکثرت پھیلے ہوئے ہیں ان کی وجہ زیادہ تر یہی غیبت ہے اور زبان کے اس گناہ ہی نے ان کے انتشار اور تفرق کو بڑھا رکھا ہے اپنوں کی برائیاں غیروں سے زیادہ کی جاتی ہیں بڑے بڑے دیندار لوگ سے کی جاتی ہیں جہاں چار آدمی جمع ہوئے عورتیں اور بچے اکٹھے ہوئے اور کسی نہ کسی کی بیٹھے بٹھائے برائی شروع ہوگئی تعریف کرنا تو شاذ ہی کوئی پسند کرے گا اور کی بھی جائیگی تو بہت مختصر الفاظ میں لیکن برائی اور غیبت پر گھنٹے صرف ہو جائینگے قرآن کریم میں اس گناہ کو اپنے بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کاش مسلمان غور کریں اور غیبت کو معصیت عظیمہ سمجھکر اس سے کلی اجتناب برتیں کہ اس میں فلاح و بہبود انسانی کے ہزار ہا راز مضمر ہیں۔

اعترافِ صداقت

یعنے

غیر مسلم مشاہیر کے تازہ ارشادات جو مولوی کو خاص طور سے عنایت ہوئے

دہریت، توحید اور بت پرستی

کی

ابدی جنگ و جدل

(ملک کے مشہور انشا پرداز منشی پریم چند صاحب اڈیٹر ہنس کے قلم سے)

ابتک تاریخ کی جو قدیم ترین یادگاریں ملی ہیں وہ ہڑپا اور موہن جو دارو کی کھدائیوں میں ہی برآمد ہوئی ہیں، ان یادگاروں نے تاریخ کی مستند شہادتوں کو تقریباً دو ہزار سال اور پیچھے کر دیا ہے میسر یا اور مصر کی تہذیب اس کے ہزاروں سال بعد کی ہے، یونان اور روم اور اسلام تو مقابلۃً حال کے تاریخی واقعات ہیں، وید کے زمانہ کو ابتک قدیم مانا جاتا تھا چار پانچ ہزار سال قبل کی بات ہے، موہن جو دارو یقیناً اس سے دو اور ڈیڑھ ہزار سال قبل کی تاریخ کی شہادت پیش کرتا ہے، وید کا زمانہ توحید کا زمانہ تھا، وید میں مورتی پوجا کا ذکر نہیں ہے، مگر موہن جو دارو کی شہادتیں شیو کی عبادت سے متعلق ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شیو اور چاند کی عبادت عام طور پر مروج تھی، پہلے یہ عام طور پر تسلیم کیا جاتا تھا کہ مصر میں رسم الخط کا ایجاد ہوا اور وہ تصاویر پر مشتمل تھا، اور یہی رسم الخط اسی کے نکلے ہوئے خیال کئے جاتے تھے، مگر موہن جو دارو میں جو رسم الخط دستیاب ہوا ہے، وہ ان تصاویر سے بالکل علیحدہ ہے، اس کا مخرج اس زمانہ کے مذہبی عقائد تھے اور روحانی احساسات، اور اب اس خیال کے لئے کافی گنجائش ہے کہ یونانی اور سومن رسم الخط کی ابتدا بھی شیو اور چاند کی عبادت سے ہوئی، کہ بت اور سا ئپرس کے قدیم رسم الخط ان سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں، ان شہادتوں سے یہ امر ثابت ہوتا ہے، کہ ویدکی قدیم توحید کے قبل بھی شیو اور چاند کی عبادت موجود تھی، جب تک اس سے قبل کی شہادتیں نہ ملیں ہمیں یہ باور کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہوتا، کہ انسانی تہذیب کی ابتدا اصنام پرستی سے شروع ہوئی، اور قرین قیاس بھی معلوم ہوتا ہے، کیونکہ توحید کا خیال انسانی ادراک اور ذہنی ارتقا کے بلوغ کا نشان ہے، انسان نے جب آنکھیں کھولیں تو وہ فطری عجائبات اور مظاہر کو دیکھ کر متاثر ہوا، سورج اور چاند سے روشنی ملتی تھی، ابر سے بارش، انہی سے فصل، اس لئے یہ فطری امر تھا، کہ وہ ان مظاہر کو ہی اپنی قسمت کا مالک اور کائنات کا خالق سمجھے، ان چیزوں کا بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے، یہ اس کی ابتدائی ذہنیت کے لئے مشکل بات تھی، وید کا دورِ توحید یقیناً اس مظاہر قدرت کی عبادت کے بعد وجود میں آیا۔

یہ توحید ممکن ہے کئی صدیوں تک اپنی خالص صورت میں قائم رہی ہو، مگر انسان ظاہر پرست واقع ہوا ہے، کم سے کم عام طبقہ کی نسبت یہ امر مسلم ہے۔ رفتہ رفتہ اس میں آمیزشیں اور اختراعیں ہونے لگیں اندر، وشنو، سرسوتی وغیرہ نمودار ہوتے، پہلے تو یہ ایک ہی مطلق کی صفات مختلفہ کے تمثلات تھے، غالباً آگے چل کر بالذات دیوتا بن گئے، پھر رفتہ رفتہ کا دور شروع ہوا، اور خاص عبادت میں رسوم اور قربانیوں کا اتنا دخل ہوا، کہ توحید پس پشت نیچے چھپ گئی، یگیوں میں قربانیاں ہونے لگیں، وید کے زمانہ میں شراب اور گوشت کا استعمال ہوتا تھا، آریوں کو دنیا کے فانی اور عارضی ہونے کا مطلق اندیشہ نہ تھا، اور دنیا کی نعمتوں سے بدرجہ اتم فیض اٹھانا چاہتے تھے، اور دعاؤں میں ہوتا تھا یہی نعمتیں طلب کرتے تھے، ان کے یگیہ بھی زیادہ تر انہی نعمتوں کے حصول کے لئے کئے جاتے تھے۔

آخر یہ قربانیاں اس کثرت سے ہونے لگیں، اور مذہب کے پردہ میں شراب خوری اور گوشت خوری کی دبا اتنی عام ہو گئی، کہ انسان کے اندر جو ایک طبعی طاقت مستور ہے اور جو ہمیشہ اسے اعتدال اور صحت کی جانب مائل کرتی ہے اس نے سر اٹھایا، عوام میں ان خونخوارانہ رسوم کے خلاف ایک جذبہ پیدا ہوا اور اس کا اظہار گوتم بدھ کے ظہور سے ہوا گوتم بدھ اہنسا کے اصول کے بانی تھے اور الوہیت کے متعلق انہیں اعتقاد نہ تھا، تکمیل نفس ان کے عقیدہ کا خاص جزو تھا اور اس کے لئے رہبانیت ایک لازمی شے تھی، بدھ بذات خود منکر نہ تھے، ان کے ہمعصر مہابیر سوامی نے بھی جین مذہب جاری کیا، رہبانیت اور اہنسا تکمیل نفس ان کے دائرہ کی بھی خصوصیات تھیں، ویدک دھرم میں رہبانیت کو دخل نہ تھا، مگر بدھ اور جین مت کے پیروؤں نے الحاد کو اپنا خاص اصول بنا لیا اور بالاعلان مادیت کی تعلیم دینے لگے، لیکن مادیت اور دہریت کو جزو حیات بنانے کے لئے جس علمی فلسفیانہ احساس کی ضرورت ہے وہ عوام میں مفقود تھی، اس لئے بدھ یا جین مذہب عوام میں اپنے پاکیزہ اصولوں کے ساتھ قائم نہ رہ سکا، پیروؤں نے جین مندر اور بدھ وہار اور خانقاہیں تعمیر کیں اور جو مذہب وجود خدا سے منکر تھا، اس کے پیرو بت پرست بن گئے اور بدھ کی مورتیں اتنی کثرت سے تعمیر ہونے لگیں، کہ بدھ بگڑ کر بت بن گیا، جین مت تو مغربی ہندوستان تک محدود رہا، بدھ کے منادوں نے اپنے عقیدہ کو سماٹرا، جاوا، جاپان، چین، وسط ایشیا عرب وغیرہ ممالک میں لے گئے اور کئی صدیوں تک اس مذہب کا ساری دنیا پر تسلط رہا، اس کے بعد یروشلم میں حضرت عیسیٰ مبعوث ہوئے، حضرت عیسیٰ نے بڑی حد تک بدھ کی رہبانیت اور تکمیل نفس کو قائم رکھا، مگر توحید میں ان کا کامل اعتقاد تھا، ادھر ہندوستان میں شنکر اچاریہ نے تنکیر کے خلاف آواز بلند کی اور ویدک دھرم اور بدھ مذہب میں ترمیم کر کے ویدانت کی بنا ڈالی جو خالص توحید کا مؤید تھا، اس طرح یکبارگی پھر توحید کا سکہ جاری ہوا، ہاں یہ خالص توحید نہ تھی، حضرت عیسیٰ کی توحید میں تثلیث کا عنصر شامل تھا، ویدانت کی توحید میں دیوتاؤں کا، یوں وہ دھرم کی صنم پرستی اس درجہ رائج ہو چکی تھی کہ اب چھوٹے بڑے ہزاروں دیوتا نکل آئے، شیو کی قدیم عبادت پھر جاری ہوئی، بدھ کی جگہ وشنو نے لی، اور بعد کو رام اور کرشن الوہیت کی صفات سے مکمل سمجھے جانے لگے، اور آج تک وہی کیفیت جاری ہے، چھٹی صدی عیسوی میں

حضرت محمدؐ نے عرب میں خالص توحید کا نعرہ بلند کیا۔ غالباً عربوں میں بدھ مذہب اپنی بگڑی صورتوں میں موجود تھا، ایران میں زردشت کی آتش پرستی مروج تھی، اسلامی توحید نے آناً فاناً ان دو نو عقیدوں کا خاتمہ کردیا۔ مگر جن ممالک میں توحید کسی نہ کسی صورت میں موجود تھی وہاں اسے زیادہ کامیابی نہ ہوسکی، چنانچہ ہندوستان اور یورپ میں وہ بہت زیادہ مقبول نہ ہوسکا، وسط ایشیا، عرب، ایران، مصر وغیرہ ممالک میں جہاں نہ ویدانت پہنچ سکا تھا نہ انجیل وہ عام مذہب ہوگیا، عیسائیوں کی شراب خوری کو اس نے حرام قرار دیا اور اسلئے عوام میں اور زیادہ مقبول بنا دیا، اس کی تبلیغ میں ملک گیری بھی شامل تھی، اس لیئے جہاں اسلامی فتوحات ہوئیں، وہاں اسلام شاہی مذہب تسلیم کرلیا گیا اور شاہی اقتدار کم وبیش اسکی اشاعت میں معاون ہوا۔ مگر اسلامی توحید میں بھی آمیزش ہونے لگی اور عوام میں شخصی معبود کی جانب جو ایک خاص میلان ہے وہ یہاں بھی نمودار ہوا۔ محمد صاحب یا ان کے ممتاز مقلدین کے مجسمے تو مسجدوں میں ممکن نہ ہوسکے، لیکن حضرت محمد کی ذات میں الوہیت کے لوگ بالعموم قائل ہیں، یہانتک کہ ایک طبقہ حضرت حسین کو خدائیت کا درجہ دیتا ہے، اور آج ہزاروں مزار اور مقبرے اور روضے مرجع عام بنے ہوئے ہیں اور لوگ اُنھیں اتنا ہی مقدس اور متبرک سمجھتے ہیں جتنا ہندو اپنے دیوتاؤں کو یا عیسائی اپنی تثلیث کو، آریہ سماج ابھی حال کی چیز ہے، اور سکھ دھرم بھی بہت پرانا نہیں ہے دونو خالص توحید پر مبنی ہیں، دونو مورتی پوجا کے مخالف ہیں، لیکن سوامی دیانند کی تصویر ہر ایک آریہ سماجی کے لیئے باعث تعظیم واحترام ہیں، اور سکھوں کے گردوارے مندروں اور ٹھاکردواروں سے کم متبرک نہیں سمجھے جاتے۔ اور ہم کوئی وجہ نہیں سمجھتے، کہ کیوں نہ بزرگان قوم اور پیشوا کا احترام کیاجائے، اگر بت پرستی اس اعتبار سے معیوب ہے کہ عوام اسے اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ لیتے ہیں، تو توحید بھی کیوں نہ معیوب ہو، اگر عوام اسے اپنی نجات کا ذریعہ قرار دے لیں،

نجات انسان کی تکمیل نفس ہی ہے اور عالمگیر اخوت میں، اور بت پرستوں میں اسی طرح بہترین دل ودماغ کے نفوس پیدا ہوئے ہیں، جیسے وحدت پرستوں میں، اور اسی طرح دہریت، توحید اور بت پرستی میں ازل سے جنگ جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی چنانچہ روس میں دہریت کا زور اسی استحکام کے ساتھ شروع ہوا ہے جیسے کسی زمانہ میں توحید کا دور شروع ہوا تھا، اور ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ وہ سیلاب صرف روس تک محدود نہ رہیگا، بھی تعلیم یافتہ طبقہ قریب قریب ہر ملک میں مذہب کو محض ایک رسمی چیز سمجھتا ہے جسمیں اعتقاد اور ایمان کی گنجایش نہیں، فلسفہ اور مذہب میں بھی امتیاز ہے کہ ایک استدلال پر قائم ہے اور دوسرا اعتقاد پر، اسپین میں حال میں جو انقلاب ہوا ہے وہ روس کے انقلاب کے ہی نقش قدم پر چلا ہے، اور کلیساؤں اور معبدوں کی تحقیر اس کا خاص جزو ہے تاریخ شاہد ہے کہ اس کے قبل بھی دہریت کے دور آئے ہیں، اور کم وبیش اسی جرءت کی شان کے ساتھ، مگر انسانی فطرت نے اسے ہمیشہ کے لیئے قبول نہ کیا، ہماری فطرت خاص ضرورتوں میں تو انتہا اُن پر جاتی ہے، لیکن خیر الامور اس کا اصولی ہے، اور کوئی دعوے کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتا، کہ روس کی لامذہبیت ہمیشہ قائم رہے گی بہت ممکن ہے کہ اس کے بعد مذہب کا دوسرا سیلاب اسی زور شور سے لئے، وحدت پرستوں نے کیا دہریت کی بیخ کنی میں کم جانفشانیاں کیں۔ لیکن اس کے باوجود آج دہریت کا دائرہ وسیع ہوتا جا رہا ہے، یہ ازلی جنگ ہے اور اسی طرح ہمیشہ قائم رہے گی جتنے عقیدے اور مذہب ہیں ابتداً یہ سب ہی حالات حاضرہ میں اصلاح اور تجدید کے علم بردار تھے۔ مگر حالات پر عالمگیر فتوحات پانے کے قبل ان کا دور ختم ہوگیا، اور خود ایک فرقہ یا عقیدہ بن کر رہ گئے، اس کی لامذہبیت ان بدعتوں کی منت کش ہے جو مذہب کے نام پر قوم میں ادنیٰ واعلیٰ کا امتیاز پیدا کرتی ہیں، فطرت انسانی اس امتیاز کی متحمل نہیں ہوسکتی یہی مساوات بدھ کی کامیابی کا خاص سبب تھی جو در اصل انقلاب تھا عیسیٰ کو بھی اسی اخوت نے مقبول عام کیا، اور حضرت محمدؐ بھی اسی اخوت کی بنا پر کامیاب ہوئے مگر یہ اخوتیں ادنےٰ اور اعلیٰ کے افتراق کو بہت عرصہ تک روک نہ سکیں بادشاہتیں پیدا ہوئیں، امرا پیدا ہوئے، اونچے نیچے، نیچے بنے، اور وہ اخوت عملاً فنا ہوگئی، روس کی لامذہبیت اسی اخوت کی تازہ ترین کوشش ہے، بودھ عیسائیت یا اسلام نے اسی اخوت کو انسانی فطرت پر چھوڑ دیا، احکام جاری کرکے اس کی مضبوط کرنی چاہی، مگر وہ احکام ملکی یا سیاسی احکام نہ تھے اس لیے انکی پابندی ذاتی اور شخصی کیفیات پر مبنی تھی، اہل اعتقاد تو اس پر عمل کرتے تھے، لیکن انکی پرواہ نہ کی جاتی تھی، روس نے سیاسی بنا پر اس اخوت کو سنبھالنے کا فیصلہ کیا ہے اور جب تک وہ اسے نبھا سکے گا وہ زندہ رہیگا جونہی اسمیں ضعف آئیگا بالشویک شیرازہ بکھر جائیگا، اور کوئی دوسری طاقت جو اس اخوت کو از سر نو جاری کرنے کی دعویدار ہوگی، سکہ جمالے گی،

حضرت محمدؐ اور اتحاد

از جناب ڈاکٹر بدھ ویر سنگھ صاحب دہلوی

ہندوستان بدقسمتی سے ہندو مسلم تعلقات اتنے کشیدہ ہوگئے ہیں، کہ ہم انکی وجہ سے سچائی کا ٹھیک اندازہ نہیں لگا سکتے

مسلمان اہل ہنود کے بزرگوں کی زندگیوں میں بجائے ان کے وصف دیکھنے کے کوئی نہ کوئی خرابی ڈھونڈھنے کی کوشش کرتے ہیں، علیٰ ہذا القیاس ہندو اس جستجو میں رہتا ہے کہ کہیں حضرت محمد صاحب کی زندگی میں کوئی نقص ملے اور پھر اس کا عام ڈھنڈورہ پیٹیں، نتیجہ اس کا یہ ہوا ہے کہ گذشتہ بیس سال میں ہندو اور مسلمان دونوں کی طرف سے اس قسم کا لٹریچر شائع ہو رہا ہے جسمیں ایک دوسرے کے بزرگوں پر گند پھینکا گیا ہے لیکن ذرا غور سے دیکھا جائے تو اس علت سے کسی فریق کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے، بلکہ برائی ڈھونڈھنے والے نکتہ چین لوگ برائی کی اشاعت کرتے کرتے خود برے بن جاتے ہیں، در اصل بات یہ ہے کہ ہر قوم ہر مذہب، اور ہر فرقہ میں جو بزرگ ہستیاں گذری ہیں، انمیں ضرور کچھ ایسی خصوصیتیں پائی جاتی ہیں، کہ جس کی وجہ سے کروڑوں اور لاکھوں انسان انکی پرستش کرتے ہیں اور ان کے معتقد ہیں، جو لوگ اصولاً و مذہباً ان کے معتقد اگر نہ ہوں تو بھی وہ انکی زندگی کے حالات سے کافی سبق حاصل کرسکتے ہیں،

حضرت محمد صاحب جن کے جنم دن کے موقعہ پر یہ نمبر شائع ہو رہا ہے کی زندگی کے بہت تھوڑے حالات اس مضمون کے لکھنے والے کی نظر سے گذرے ہیں، پھر بھی انکی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت محمد دنیا کی بڑی بھاری ہستیوں میں سے ایک تھے انہی کی تپسیا کا یہ پھل ہے کہ اسلام دنیا کے ہر حصہ میں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حضرت کی زندگی کی سب سے بھاری فتح ہے، کہ آج تک اسلام میں جذبہ برادرانہ [illegible] یعنی ہر مسلمان کو بلا لحاظ امیری وغریبی برابر سمجھنے کا جذبہ عملاً موجود ہے۔ دنیا کے ہر مذہب کے لوگ اسلام سے یہی سبق سیکھ سکتے ہیں،

اسلام میں ایک اور چیز جو بہت نمایاں طور پر ہر ایک کا دھیان اپنی طرف کھینچتی

ہے وہ روپیہ کا معاملہ ہیں جو مسلمانوں پر پابندیاں عاید کی گئی ہیں وہ ہے۔ بولشوزم کے سربراہ لینن کو روس میں انقلاب عظیم پیدا کرنے کی جو سہرا ہے، جب حضرت کی سوانح عمری پڑھی، تو کہا کہ اگر حضرت محمد ہمارے گورنمنٹ ہوتے تو میں حضرت کو خدا مان لیتا،

مسلمانوں کے سامنے حضرت محمد کی زندگی ثابت کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت ہے، کہ وہ حضرت کی زندگی کو بغور پڑھیں اور اسے اپنی زندگی میں ڈھالنے کی کوشش کریں، اگر تمام مسلمان کاش حضرت کی زندگی پر قدم بقدم چلنے والے ہوتے تو نہ صرف مسلمانوں کی مسائل تکالیف معدوم ہو جاتیں اور غربت کافور ہو جاتی، بلکہ ہندوستان جیسا ملک آزاد ہو جاتا اور صدیوں سے جو غلامی کی تکالیف ہم لوگ برداشت کر رہے ہیں ان سے نجات مل جاتی اس مبارک موقعہ پر حضرت کی مدح میں خراج تحسین ادا کرتے ہوئے میں ہندوستان کی ان دو بڑی قوموں ہندو و مسلمانوں سے استدعا کرونگا، کہ وہ تعصب کو چھوڑ کر ایک دوسرے کے بزرگوں کی زندگیوں کا مطالعہ فرماویں، اور ایک دوسرے کے جذبات کی قدر کرنا سیکھیں

خدا ایک ہے، ہندو اور مسلمان دونوں کا مالک ہے، آپ اسے اللہ کہیں ہم اسے ایشور کہیں، آپ رحیم کہیں ہم رام کہیں، مگر ہے تو وہ ایک ہی، ہم اس کے بندے ہونے کی حیثیت سے بھائی بھائی ہیں، آپ کے بزرگ ہمارے لئے قابل تعظیم ہیں، اور ہمارے بزرگ آپ کے لئے ہم پھر لڑیں کیوں، محبت سے رہیں، آیئے اس قابل تعظیم ہستی محمد کے نام پر باہمی محبت اور رواداری کا سبق سیکھیں،

بزرگوں کا جنم دن

ٹھنڈے دل اور نیک نیتی سے مطالعہ کی ضرورت

از قلم مسٹر جگل کشور صاحب کھنری، اے ایل ایل بی وکیل دہلی

معلوم نہیں یہ کیا مصیبت ہے کہ مذہب اور دھرم کی اصل باتوں پر جب غور کیا جاتا ہے اور بانیان مذاہب کی زندگی کو دیکھا جاتا ہے تو اسمیں کوئی ایسی بات لڑائی جھگڑے کی نظر نہیں آتی، مگر اس کے باوجود دنیا میں مذہب کی وجہ سے جسقدر خون خرابہ ہوا ہے اور جس قدر لڑائی جھگڑے ہوئے ہیں اور ہوتے رہتے ہیں اتنے اور کسی وجہ سے نہیں ہوئے، خصوصاً ہمارے بھارت ورش میں تو ناممکن ہے کہ کوئی سال خیریت سے بغیر لڑائی بھڑائی اور قتل وغارت کے گذر جائے،

جہانتک مجھے معلوم ہے اور اسمیں شک نہیں، کہ میری معلومات بہت محدود ہے پھر بھی اپنی محدود معلومات کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں، کہ کوئی مذہب بھی یہ نہیں کہتا، کہ انسان سے نفرت کرو یا صرف وہی انسان زندہ رہنے کا حق رکھتے ہیں، جو کسی خاص مذہب کے ماننے والے ہیں، باقی سب واجب القتل ہیں اور اپنے سے مختلف عقیدہ رکھنے والوں سے امن و صلح کے ساتھ نہ رہنا چاہئے، بلکہ ان سے ہمیشہ لڑتے جھگڑتے ہی رہنا اور لڑائی جھگڑے کے حیلے بہانے تلاش کرتے رہنا چاہئے، صرف خود ہی عبادت کرنا چاہئے اور دوسروں کو عبادت نہ کرنے دینا چاہئے، اگر وہ اپنے طریقہ پر عبادت کریں، تو ان سے لڑنا چاہئے یہ باتیں کسی مذہب پستک میں نہیں ملیں، لیکن اس واقعہ سے کوئی انکار نہیں کرسکتا، کہ یہی باتیں ہیں، جنپر ہر سال لڑائی جھگڑے ہوتے رہتے ہیں،

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر یہ کیوں ہوتا ہے، دھرم اور مذہب کے ٹھیکیدار پھر کیوں آپس میں ایک دوسرے کا گلا کاٹتے رہتے ہیں، اور کیوں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں،

میرے خیال میں من جملہ دیگر وجوہ کے ایک وجہ یہ بھی ہے اور بہت اہم وجہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب اور بانیان مذاہب کا منصفانہ اور بے لاگ ہو کر مطالعہ نہیں کرتے اور جو لوگ مطالعہ کرتے ہیں وہ مولوی اور پنڈت صاحبان ہیں، جو نکتہ چینی اور اعتراض جڑنے کی غرض سے ایک دوسرے کے مذاہب کا مطالعہ کرتے ہیں، اور بانیان مذاہب کی زندگی اور انکی تعلیم پر بھی اسی نقطہ نظر سے غور کرتے ہیں، کہ مناظرے اور شاستراتھ میں بحث و مباحثہ کے اندر فریق مخالف پر حملہ کرنے کا موقعہ ملے، چنانچہ ان لوگوں کی نگاہوں میں ایک دوسرے کے مذاہب میں کوئی خوبی اور کسی قسم کی کوئی اچھائی نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس ان کے نزدیک دوسرے مذاہب برائیوں اور گندگیوں کا مجموعہ ہیں اور یہ دھرماتما لوگ رات دن اسی قسم کا پرچار اپنی اپنی کمیونٹی میں کرتے رہتے ہیں، اور برائیاں ہی برائیاں بیان کرتے رہتے ہیں۔ اس کا قدرتی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اس قسم کے پرچار سے عوام کے دلوں میں دوسرے مذاہب اور دوسرے مذہب کے بزرگوں کے خلاف نفرت اور گھرنا ملوث پیدا ہو جاتی ہے، اس کا ہماری روزمرہ کی زندگی پر پڑتا ہے، باوجودیکہ ایک ملک ایک شہر ایک قصبہ اور ایک محلہ کے رہنے والے ہیں، اور جہینوں برسوں سے نہیں بلکہ صدیوں سے ایک جگہ رہتے ہیں، اور دل کی صفائی کے ساتھ ایک دوسرے سے نہیں ملتے بلکہ الگ تھلگ رہتے ہیں، اور دوسرے ایک دوسرے کے مذہبی مراسم کو دیکھکر ملاؤں اور پنڈتوں کی پیدا کی ہوئی ذہنیت کے مطابق ان پر نکتہ چینی کرتے ہیں، مسلمانوں کو ہندوؤں کے تمام مذہبی مراسم میں صرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے مذہبی مراسم میں وحشت اور بے رحمی نظر آتی ہے، دیا اور پریم کا کوئی چنہ اور علامت نہیں نظر آتی، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایک ہی ملک کے اندر دو قومیں رہتی ہوں اور صدیوں سے رہتی چلی آتی ہوں، مگر ایک دوسرے سے ایسی اجنبی اور بیگانہ ہوں، کہ ایک دوسرے کے مذہب سے اپنی جہالت کی بنا پر ناواقف ہی نہیں بلکہ نفرت کرتی ہوں، اور بات بات پر آپس میں لڑ پڑتی ہوں، ایک دوسرے کا سر پھوڑ دیتی ہوں، یہانتک کہ ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتی ہوں،

ملک میں اتحاد کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں، اسی اتحاد کے لئے ۱۹۲۴ء میں مہاتما جی نے ۲۱ روز کا برت بھی رکھا تھا، اور اسی زمانہ میں ایک کانفرنس بھی ہوئی تھی بہت سے ریزولیوشن بھی پاس ہوئے تھے مگر ان ریزولیوشنوں کا کوئی اثر نہیں ہوا اور ہندو مسلم فساد بند نہیں ہوئے، یہانتک کہ بیچارے مہاتما جی کو ملک کی رہنمائی چھوڑ کر سابرمتی آشرم میں جاکر بیٹھنا پڑا تھا۔

یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ ہم نیک نیتی کے ساتھ ایک دوسرے کے مذاہب کا مطالعہ نہیں کرتے اور نہ ایک دوسرے مذہب کے بزرگوں کی زندگی پر وچار کرتے ہیں اور اگر کرتے ہیں تو بری نیت اور برے مقصد سے اس لئے نتائج بھی برے ہی نکلتے ہیں

میں نے اسی خیال سے مولوی کے رسول نمبر کے لئے کچھ لکھنے کی ہمت کی ہے، کہ مولوی کے صفحات کے ذریعہ سے مسلمانوں سے اپیل کروں کہ وہ اگر چاہتے ہیں، کہ حضرت محمد کی تعلیم اور آپ کی زندگی کا غیر مسلم بھی مطالعہ کریں، تو ان کو دو باتیں کرنی چاہئیں اول تو اسلامی تعلیم اور بانی اسلام کی زندگی غیر مسلموں تک پہنچانے کا انتظام کریں کیونکہ مسلمان غیر مسلموں سے یہ امید نہیں کر سکتے کہ غیر مسلم، اسلامی تعلیم اور بانی اسلام کے حالات دریافت معلوم کرنے کے لئے عربی فارسی پڑھیں گے، آسان اردو اور ہو سکے تو ہندی زبان میں اسلامی تعلیم اور حضرت محمد کی زندگی کے حالات کثرت سے شایع کریں، اور غیر مسلم انہوں تک پہنچائیں،

دوسری بات یہ ہے کہ اگر مسلمان چاہتے ہیں، کہ غیر مسلم نیک نیتی کے ساتھ اسلام کی تعلیم اور بانی اسلام کی زندگی کا مطالعہ کریں، تو مسلمانوں کا یہ مقصد اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جب وہ بھی مذہب ہنود و فلاسفی، ہندو ویدانت اور ہندو بزرگوں کی زندگی کے حالات کا اسی نیک نیتی سے مطالعہ کریں جس نیک نیتی سے وہ چاہتے ہیں کہ دوسرے ان کے مذہب اور ان کے پیغمبر صاحب کی تعلیم اور زندگی کا مطالعہ کریں،

اگر ایسا نہ ہوا، اور جو کیفیت اس وقت ہندو مسلمانوں کی ہے، اور جس طرح وہ رات دن آپس میں جھگڑتے رہتے ہیں بدستور جاری رہی تو اس کا نتیجہ ہندوستان میں بھی وہی نکلے گا، جو یورپ میں نکلا بلکہ اس سے بھی بڑھ کر روس میں نکل رہا ہے، یعنی مذہب سے بیزاری اور آخر میں اس کے خلاف پرزور جہاد، چنانچہ آج کل بھی سینکڑوں ہزاروں نوجوان مذہب سے برگشتہ ہیں اور علانیہ اپنی لامذہبی کا اعلان کرتے رہتے ہیں، چنانچہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں ۲۲ یا ۲۳ لاکھ آدمیوں نے اپنا مذہب لامذہبی لکھوایا ہے، اور یہ تو ان کی تعداد ہے جن کے اندر زیادہ جرات ہے اور سوسائٹی کی الجھنوں کی پرواہ نہیں کی، اور لاکھوں ایسے موجود ہیں جو اپنی قصوروں کی وجہ سے لامذہب بن چکے ہیں، مگر سوسائٹی کے نظام کے خوف سے اس کا اظہار اور اعلان نہیں کر سکتے۔ اگر بغیر اظہار نام اور پتہ کے صرف مذہب شماری کی جائے تو بہت بڑی تعداد لامذہب لوگوں کی نکلے گی، اور اس میں ہر ایک فرقہ کے لوگ شامل ہوں گے یا وجودیکہ بوڑھا نہیں ہوں، پھر بھی مذہب کے خلاف میرے اندر باغیانہ خیالات نہیں ہیں، اور میرا اعتقاد یہ ہے کہ مذہب کے ذریعہ بہت زیادہ انسانی برائیوں کی اصلاح ہو سکتی ہے اور وہ برائیاں اور وہ خرابیاں جو قانون کے ذریعہ بھی دور نہیں ہو سکتیں ان کا انسداد مذہب ہی کے ذریعہ ہو سکتا ہے، البتہ میں اس کا قائل نہیں ہوں کہ صرف ہندو دھرم یا صرف اسلام یا صرف ویدک دھرم یا صرف عیسائیت ہی اس لوک اور پرلوک دونوں کی نجات مکتی کا ذریعہ بن سکتا ہے اور دوسرا نہیں، اسی دعوے کے ساتھ سارے جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں، اور ہر ایک فرقہ اپنے مذہب کی برتری اور دوسرے مذہب کی تنقیص کو اپنا مقدس فرض سمجھ کر انجام دینے لگتا ہے،

بلکہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ سب مذاہب اچھے اعمال کرنے کی ہدایت کرتے ہیں، برائیوں سے روکتے ہیں اور سب مذاہب میں روحانی تسکین کا سامان اور اعلیٰ اخلاقی زندگی بسر کرنے کا ذخیرہ موجود ہے جس کو جس مذہب کی گود میں روحانی تسکین و تسلی مل سکے اس کے لئے وہی مذہب سب سے اچھا ہے،

حضرت محمد صاحب کی تمام دنیا کے بانیان مذہب میں یہ خصوصیت ہے کہ ان کی تعلیم اور انکی زندگی پر سب سے زیادہ اعتراضات کئے گئے ہیں اور ہندوستان میں یہ تمام اعتراضات یورپ کے ذریعہ پہنچے عیسائی علما اور مصنفین اور پادریوں نے بڑی موٹی موٹی کتابیں حضرت محمد کے خلاف لکھ ڈالی ہیں اور عیسائیت پھیلانے کی جو سوسائٹیاں ہیں، انہوں نے اسلام اور محمد صاحب کے خلاف کتابوں کو خوب اشاعت دی ہے اور انکا خوب پروپاگنڈہ کیا ہے اور انہی کی کوششوں سے ہندوستان میں اسلام اور محمد صاحب کے خلاف فضا پیدا ہوئی، آریہ سماجیوں نے انہی مشنری عیسائیوں کے اعتراضات لے کر اپنی زبان میں اور اپنے ڈھنگ پر پیش کر دیا ہے،

لیکن اسی کے ساتھ یہ خصوصیت بھی حضرت محمد صاحب کو ہی حاصل ہے، کہ ایک جماعت کے ہم مذہبوں نے محمد صاحب کا نقص بھی پیش کیا ہے اور نکتہ چینوں یا دشمنوں کے جوابات دیئے ہیں، اور محمد صاحب کی تعریف کی ہے

ادھر خود مسلمانوں نے ان کے جوابات دیئے ہیں، غرضیکہ موافق اور مخالف لٹریچر کا ایک کثیر انبار جمع ہو گیا ہے جو دنیا کے کسی رشی منی، پیغمبر اوتار کے متعلق نہ لکھا گیا نہ شائع ہوا۔

اس کے دو سبب ہوئے اول تو یہ کہ صرف عیسائیت ہی اسلام کی حریف تھی اور تمام دنیا میں مذہبی اور سیاسی حیثیت سے عیسائیت کو اسلام کا مقابلہ کرنا پڑا اور تقریباً ہر جگہ اسلام کے مقابلہ پر عیسائیت کو شکست کھانی پڑی اس لئے عیسائی پنڈتوں کی جانب سے اسلام اور محمد صاحب کے خلاف خوب دل کھول کر پروپاگنڈا کیا گیا،

دوسری وجہ یہ ہے کہ دنیا کے تمام کے تمام بانیان مذاہب میں صرف محمد صاحب ہی کی زندگی کے متعلق نہایت صحت کے ساتھ تفصیلی اور جزئی حالات تک ملتے ہیں، کیونکہ مسلمانوں نے بڑے اہتمام سے محمد صاحب کی ہر بات اور ان کے ہر ایک فعل کو محفوظ رکھا ہے، شاید خود محمد صاحب نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ میری زندگی کی پیروی کیا کرو یا قرآن شریف میں ہے کہ محمد صاحب کی زندگی بہت بڑھیا زندگی ہے اس کی پیروی کرنی چاہئے، اس لئے مسلمانوں نے محمد صاحب کی زندگی کے سب واقعات ایک ایک کر کے جمع کر لئے ہیں، چنانچہ آپ کی لائف دیکھنے سے پتہ چل سکتا ہے کہ محمد صاحب کس طرح زندگی بسر کرتے تھے، کیسے اخلاق تھے، کیسی عادتیں تھیں، کس طرح لوگوں سے ملتے تھے، کس طرح باتیں کرتے تھے، کیا برتاؤ مسلمانوں سے تھا، کیا غیر مسلمانوں سے تھا، گھر کے اندر کس طرح رہتے تھے، بیوی بچوں کے ساتھ کیسی زندگی بسر کرتے تھے، کیا کھاتے تھے، کیا پہنتے تھے، گھر کیسا تھا، گھرداری کا سامان کیسا تھا، غرضیکہ چھوٹی سے چھوٹی اور معمولی سے معمولی باتیں تک بھی مسلمانوں نے کتاب کی صورت میں جمع کر لیں، اعتراض کی نیت سے اتنے بڑے ذخیرہ کو آدمی دیکھے گا تو کچھ نہ کچھ اس کو مل ہی جائیگا، جس کو وہ اپنے طریقہ سے صورت بگاڑ کر پیش کر سکے،

لیکن اسی طرح اگر کوئی شخص نیک نیتی کے ساتھ محمد صاحب کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہے تو اس کے لئے بھی بے حد سامان موجود ہے اور وہ اس مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے، کہ فی الواقع محمد صاحب دنیا کے بہت بڑے آدمی تھے اور انہوں نے دنیا کو بہت کچھ فائدہ پہنچایا۔

جہانتک آپ کی زندگی کا تعلق ہے ان کی لائف کے مطالعہ سے تو یہی پتہ چلتا ہے، کہ ساری عمر نہایت سادہ زندگی بسر کی کسی قسم کا عیش و آرام نہیں کیا، حالانکہ ایک وقت وہ بھی محمد صاحب پر آیا کہ سارا جزیرۃ العرب محمد صاحب کے قبضہ میں آگیا تھا اور آپ پورے حجاز کے بادشاہ ہو گئے تھے، ہزاروں لاکھوں روپیہ آپ کے پاس آتا تھا مگر اس کے باوجود آپ کی حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، وہی کھجور کے جھونپڑے میں رہنا، وہی پیونددار کپڑے پہننا، وہی جو وغیرہ کی روٹی کھانا، وہ بھی پیٹ بھر کر نہیں ٹاٹ پر سونا، اپنے کپڑے خود دھو لینا اپنی جوتی خود گانٹھ لینا، اپنے لئے کوئی امتیاز جائز نہ رکھنا، نہ مسند، نہ گاؤ تکیہ، نہ دربان، نہ چوبدار، زمین پر سب کی برابر بیٹھنا اور اس طرح کہ جس نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا، وہ پہچان نہیں سکتا تھا کہ اس مجمع میں محمد صاحب کون ہیں

اس کے علاوہ اخلاق و عادات ایسے تھے کہ جو سخت اور کٹر قسم کے آپ کے دشمن تھے وہ بھی محمد صاحب کے اعلیٰ اور بلند اخلاق اور مضبوط پاکیزہ کیرکٹر کے قائل تھے، ساری عمر میں کسی دشمن سے دشمن نے بھی آپ پر کوئی ایسا الزام نہیں لگایا جو آپ کی سیرت و اخلاق کے متعلق ہو، آپ کو امین اور صادق کے لقب سے پکارتے تھے، گو محمد صاحب کے ہم قوم اور ہم وطن آپ کی جان کے دشمن تھے اور بار بار آپ کو قتل کرنے کی سازشیں

ہیں، مگر کسی شخص کے اندر یہ جرأت نہیں پیدا ہوئی، کہ وہ محمد صاحب پر اس الزام کے علاوہ کوئی دوسرا الزام لگا سکے کہ وہ مورتی پوجا کا کھنڈن اور بت پرستی کو برا کہتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ بادشاہ حبش کے سامنے جب ابو سفیان نے یہ درخواست پیش کی، کہ مکہ کے لوگ جو مسلمان ہو کر حبش میں ہجرت کر گئے ہیں ان کو آپ اپنے ملک سے نکال دیجیے، تو بادشاہ حبش کے دریافت کرنے پر بھی کوئی الزام محمد پر وہ نہیں لگا سکے یہاں تک کہ بادشاہ حبش نے خود کرید کرید کر پوچھا کہ فلاں عیب تو نہیں ہے، فلاں عیب تو نہیں ہے۔ مگر ابو سفیان کو مجبوراً انکار ہی کرنا پڑا، یہ ابو سفیان وہی شخص ہے، جس نے محمد صاحب کو نقصان پہنچانے بلکہ آپ کی تباہی و بربادی یہاں تک کہ قتل کرانے میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ دشمنی اور عداوت ہی کی وجہ سے عرب سے حبش گیا تھا، تاکہ بیچارے وہ مسلمان جو ان لوگوں کے ظلم سے عاجز اور مجبور ہو کر اپنا دیس چھوڑ کر حبش چلے گئے ہیں، ان کو وہاں سے بھی نکلوا دے، جنہیں اس کو کامیابی نہیں ہوئی، ایسے آدمی کی شہادت نہایت معتبر ہے اس کے علاوہ خود عیسائی معترضین اور نکتہ چینوں نے بھی محمد صاحب کے کیرکٹر پر کوئی الزام نہیں لگایا اور ان کے چرتر اور زندگی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہے، محمد صاحب پر جو کچھ بھی الزام لگایا ہے وہ ایک تو کثرت ازدواج کا ہے اور دوسرا جہاد کا۔

ان دونوں الزاموں کے جواب خود بعض منصف مزاج عیسائی پنڈتوں نے دیئے ہیں اور مسلمانوں نے تو پورے زور شور کے ساتھ ان کے جوابات لکھے ہیں۔ مجھے اس وقت ان الزاموں اور جوابوں سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ ایسا کون انسان مل سکتا ہے جس پر اعتراض و الزام نہ لگایا جا سکے۔ میں تو صرف یہ کہہ رہا تھا، کہ محمد صاحب کی زندگی اور آپ کے اخلاق و عادات اور کیرکٹر کا مطالعہ کرنے سے اس امر میں کوئی شبہ نہیں رہ جاتا، کہ آپ بہت بڑی ہستی تھے اور دنیا میں آپ کا بہت ہی اونچا استھان تھا، اب اگر آپ کی تعلیم اور طرز تعلیم کو دیکھا جائے تو انسان پر حیرت چھا جاتی ہے کہ تنہا ایک شخص نے عرب جیسے ملک کے باشندوں کو جو اس وقت بدترین حالت میں تھے کیسا سدھار کیا، کہ جو پستی کے گڑھے میں پڑے ہوئے تھے اور جن پر ہر قسم کی جہالت اور مورکھتا چھائی ہوئی تھی، جن کا چرتر جانوروں کا سا تھا، اور جو بھیڑیوں اور شیر چیتے جنگلی درندے جانوروں کی طرح آپس میں لڑا کرتے تھے جو بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے جو مذہب کے قاعدے اور کسی قانون کے پابند نہیں تھے، ڈاکہ چوری بے ایمانی، جنگ و جدال ہی ان کا پیشہ تھا، تمام ملک چھوٹے چھوٹے قبیلوں میں تقسیم تھا، اور یہ قبیلے آپس میں رات دن لڑائی میں مصروف و مشغول رہتے تھے، اتحاد و اتفاق کا نام صدیوں سے ان کے کانوں میں نہیں پڑا تھا، ایک دوسرے کے سخت ترین دشمن تھے، ہر وقت ایک دوسرے کی گھات میں لگے رہتے تھے، موقعہ ملا ایک دوسرے کی عورتیں، ایک دوسرے کے مویشی ایک دوسرے کا مال و اسباب لوٹ لے گئے، علوم و فنون کے نام سے ان کے کان بالکل نا آشنا تھے، معمولی لکھنا پڑھنا بھی ہزاروں میں سے ایک کو مشکل سے آتا تھا غرض یہ کہ عربوں کی حالت اس وقت ایسی تھی، کہ دنیا کے پردے پر کوئی قوم ان سے زیادہ جاہل ان سے زیادہ وحشی، ان سے زیادہ سنگدل ان سے زیادہ گمراہ اور ان سے زیادہ اخلاقی برائیوں میں مبتلا نہ تھی۔

مگر محمد صاحب کی سدھار کی قابلیت کو دیکھو، کہ انہی وحشیوں اور جاہلوں کو جو ایک دوسرے کے دشمن تھے کس طرح کل ۲۳ سال کی تھوڑی سی مدت میں ان کو ایک جھنڈے کے نیچے لا کر کھڑا کر دیا، دشمنوں کو دوست بنا دیا، تمام خرابیوں اور برائیوں سے توبہ کروا دی۔ کل تک جن کا پیشہ ڈکیتی چوری قتل و غارتگری تھا وہ مہذب انسان بن گئے جو کسی قانون اور قاعدے کے پابند نہ تھے وہ ایک قانون کے پابند تھے جس نے کمزور طاقتور، امیر و فقیر، اونچے اور نیچے سب کو ایک درجہ اور ایک مرتبہ کا بنا دیا تھا۔ ایسی ایکتا پیدا کی، کہ شیر اور بکری واقعی ایک گھاٹ پر پانی پینے لگے مساوات ایسی قائم کی کہ اونچی ذات والوں کا فخر و غرور سب کے برابر کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہونے پر فخر کرنے لگا۔ کالے گورے عربی عجمی کی تمیز مٹا دی۔

۲۳ سال کی مدت کو دیکھو اور اس انقلاب کو دیکھو جو محمد صاحب نے پیدا کر دیا آپ کے اس کارنامے کو دیکھتے اور ٹھنڈے دل سے اس پر غور کرنے کے بعد ناممکن ہے کہ محمد صاحب کی عظمت اور آپ کی بڑائی دل میں اپنی جگہ نہ پیدا کرے

یہ کیسی حیرت انگیز بات ہے کہ جو ملک دنیا میں سب سے بدتر حالت میں پڑا ہوا اور جس کے باشندوں کا شمار حقیقتاً انسانوں میں نہیں ہوتا تھا، وہ ملک اور وہ قوم صرف ایک شخص کی کوششوں سے صرف تئیس سال کی مختصر مدت کے اندر اس قدر بدل گئی کہ جانوروں سے انسان اور انسان سے دیوتا بن گئے۔ جو کسی شمار و قطار میں نہیں تھے وہ دنیا کو ہدایت کا سبق دینے لگے، جن کا پیشہ قتل و غارت تھا وہ حکمران بن گئے اور دنیا کے تاج و تخت ان کے قدموں پر نثار ہونے لگے، جن پر جہالت سایہ فگن تھی وہ علم کی مشعل ہاتھ میں لے کر دنیا کو علوم کا درس دینے لگے، یہ حیرت انگیز انقلاب کیا محض انسانی کوششوں سے ہو سکتا ہے، بیشک کہ خدا کی طرف سے اس انسان پر برکت اور نصرت نازل نہ ہو، یہی وجہ ہے کہ میں محمد صاحب کو خدا کا خاص مقبول بندہ کہتا ہوں، جن کو خدا نے اپنا ایک مشن پورا کرنے کے لئے بھیجا جس کی اس وقت ضرورت تھی اور محمد صاحب نے اس مشن کو پورا کیا اور کامیاب بنایا۔

آزادی کا فرشتہ

(از جناب ڈاکٹر لکشمی دت صاحب سابق ایڈیٹر مسافر آگرہ)

بے شک وہ دن مبارک تھا، مقدس تھا، متبرک اور پاک تھا جس دن توہمات باطلہ کی تاریکی، جہالت کے اندھکار اور باطل پرستی کے اندھیرے کے اندر سرزمین عرب پر حضرت محمد صاحب نے جنم لیا، آزادی کے فرشتہ نے زمین پر پاؤں رکھا یعنی مظلوموں، بیکسوں بے بسوں کا سہارا اور حقیقی سہارا آ گیا، مسلمان آنحضرت کو کسی ہی نگاہ سے دیکھیں مجھے نہیں حق حاصل ہے، مجھے ان کے عقائد سے کوئی جھگڑا نہیں لیکن میں نے جہاں تک بھی احادیث و دیگر اسلامی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے، جہاں تک قرآن شریف کی آیات کے حقیقی مطالب کو جاننے کی کوشش کی ہے، اور جہاں تک آنحضرت کی زندگی اور زندگی کے مختلف پہلوؤں کو سمجھنے کی سعی کی ہے میں یہی سمجھا ہوں کہ وہ دنیا کی غلامی کو گوناگوں زنجیروں سے آزاد کرانے آئے تھے، نجات دلانے آئے تھے اور زبردستوں کے پنجۂ ستم سے مظلوموں بیکسوں بے بسوں کو چھڑانے آئے تھے بے شک وہ گرے ہوئے انسان کو اٹھا کر دوبارہ انسانیت کے بلند تخت پر بٹھانے آئے تھے، گرے ہوئے انسانوں نے اپنے بلند رتبہ کو بھول کر اینٹ پتھر اور سونے چاندی کے بے جان بتوں کے روبرو سر خم کر دیئے تھے۔ لوگ کائنات کے مالک کی بجائے خود کائنات کی پرستش کو نجات کا ذریعہ سمجھنے لگے تھے، دولتمند غریبوں کے خون پر پرورش پا رہے تھے، زبردست زیردستوں کو اپنا شکار سمجھتے تھے، اخوت و مساوات، جماعت

جانت انسانی کے اوصاف سے باہر ہو چکے تھے ان حالات میں خدائے ذوالجلال نے سرزمین عرب پر، اس اس گھٹا ٹوپ تاریکی میں ڈوبی ہوئی سرزمین عرب پر ایک روشنی بھیجی، ایک چمکتا ستارہ بھیجا، انسانی شکل میں ایک فرشتہ بھیجا، جس نے گرے ہوئے کو اُٹھا لیا، ڈوبے ہوؤں کو بچا لیا۔ اس اس جس نے اندھیرے میں بھٹکتے ہوئے انسانوں کو روشنی دکھلا دی، مظلوموں بے کسوں اور بے بسوں کو پنجہ ستم سے نجات دلائی، اور بھولوں کو راہ مستقیم دکھائی، مگر کن کن مصائب آفات و تکالیف کا مقابلہ کرکے! تواریخ شاہد ہے کہ شاید ہی کوئی مصیبت اس سرزمین پر ایسی ہو جس نے اولوالعزمی شجاعت و ہمت مردانہ کے اس پتلے کے راستے میں قدم نہ رکھا ہو، اپنے خویش و اقارب بیگانے ہوگئے، لوگوں نے دیوانہ پاگل و سودائی بنا دیا۔ تین تین دن پیٹ سے پٹی باندھے فاقہ کشی کی حالت میں پڑے رہے، لیکن بالآخر استقلال نے پست ہمتی، شکستہ دلی، مایوسی پر فتح پائی اور وقت آیا کہ وہی مجنون وہی دیوانہ اور وہی سودائی شہنشاہان عالم سے خراج عقیدت حاصل کرنے میں کامیاب ہوا، دنیا کے کروروں انسانوں کی گردنیں اس کے قدموں پر جھک گئیں، کیا یہ ایک معمولی انسان کے کارنامے قرار دیئے جا سکتے ہیں، کیا اتنے زبردست انقلابات محض اتفاق سے کسی شخص کے ہاتھ آسکتے ہیں، میرا جواب نفی میں ہے اور مجھے یہ ماننے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں، کہ حضرت محمد صاحب ایک مہاآتما تھے اور جن مشکلات، جن آفات اور جن ناموافق حالات میں انہوں نے اپنی ضمیر کی آواز کے موافق اہالیان عرب کا سدھار کیا وہ قابل ستائش ہی نہیں بلکہ قابل تعظیم تھا، آج سے چودہ سو برس پہلے عرب کے نیم وحشیوں کو وحدت کا پیغام سنانا، عرب کے ریگستانوں میں ایک وحدہ لاشریک کے نام کا ڈنکا بجانا اور زبردستوں کو زیردستوں کے پنجہ ستم سے چھڑا کر مساوات کے درجہ پر لانا بے شک کسی انسان کے لئے آسان کام نہیں تھا اور یقیناً وہ ہستی دنیا کی بلند ترین ہستیوں میں شمار کی جائیگی جس کی اولوالعزمی، شجاعت و بلند خیالی نے انسانی جماعت کے ایک بڑے حصہ کو یوں توہمات باطلہ سے نجات دلائی۔

محمد صاحب کا ایک سب سے بڑا کارنامہ

ازجناب پنڈت رگھبر دیال صاحب نیالوی

میں اپنا انسانی فرض سمجھتا ہوں، کہ محمد صاحب کی نسبت اپنے ناچیز خیالات کا اظہار کروں اگرچہ آپ کے حالات زندگی کے متعلق میری معلومات نہایت ہی محدود ہیں، تاہم دنیا میں آکر آپ نے جو اصلاحات کی ہیں وہ ساری دنیا میں مشہور ہیں جن سے آپ کی شخصیت کے متعلق اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور میرے مضمون کا ماخذ محض آپ کے مشہور کارنامے اور اصلاحات ہیں ناظرین میرے مضمون میں کوئی علمیت او تحقیق تلاش نہ کریں میں تو صرف محمد صاحب کی نسبت چند موٹی موٹی باتیں بتاکر اپنا انسانی فرض پورا کرنا چاہتا ہوں

یاد رہیئے کہ ایک غیر مسلم کا وہ نقطہ نظر نہیں ہو سکتا جو ایک مسلمان کا ہوتا ہے یا ہونا چاہئے، میرا نقطہ نظر تو یہ ہے کہ محمد صاحب ان چند مہاپرشوں میں سے ہیں، جنہوں نے دنیا کے اندر انسانوں کی ہمدردی و اصلاح میں بڑے بڑے کام کئے ہیں، جنکی وجہ سے وہ انسانوں میں مقبول ہوئے اور عزت کی نظر سے دیکھے گئے، میرا تو اپنا عقیدہ ہے کہ اگر کوئی شخص انسانوں کی بھلائی اور خیرخواہی کا درد اپنے سینہ میں رکھتا ہے، سارے انسانوں کو محبت و رواداری کی نظر سے دیکھتا ہے اور آپس میں پریم و محبت کی تعلیم دیتا ہے، وہ وہ تعریف کئے جانے کا مستحق ہے، کیونکہ انسانوں کی بھلائی اور خیرخواہی ایک ایسا بڑا کام ہے جس کے لئے خدا نے اپنے خاص بندوں کو بھیجا۔

میں اپنے ناقص مطالعہ کی بنا پر اتنا ضرور جانتا ہوں، کہ آپکے دل میں انسانی درد تھا جس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے نہ ماننے والوں کے مقابلہ میں ہمیشہ نرمی اور اخلاق کا برتاؤ کیا، اور اونچ نیچ کو مٹانے کی تعلیم دی، اور نہ صرف تعلیم دی۔ بلکہ اس کا ایک ایسا عملی نظام پیش کر دیا، کہ مسلمانوں کو چاروناچار اس پر عمل پیرا ہونا پڑتا ہے، آپ نے ذات پات کے تمام بندھنوں کو توڑ پھینکا، اور ایک نادر اصول قایم کر دیا، کہ جو اخلاق والا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہی عزت اور مرتبہ والا ہے

محمد صاحب جس دیس میں پیدا ہوئے، وہ ذات پات کے بندھنوں میں جکڑا ہوا تھا، عرب قوم اونچ نیچ کے جنجال میں پھنسی ہوئی تھی۔ وہ ایک دوسرے پر ذات پات کی وجہ سے گھمنڈ کرتے تھے، اور وہ ایک دوسرے کو ذلیل و خوار سمجھتے تھے، مگر محمد صاحب نے ایسا عملی قدم اُٹھایا کہ تھوڑے عرصہ میں سب کو ایک کر دیا۔ غلام اور آقا میں کوئی تمیز نہ رہی، میرا تو یہ خیال ہے کہ آپ کا صرف یہی ایک کام ایسا ہے جس پر آپکی جتنی تعریف کی جائے کم ہے، اگر آپ اور کچھ نہ کرتے صرف یہی ایک کام آپکو دنیا کا مہاپرش اور مصلح ثابت کرنے کے لئے کافی تھا، ذات پات کے بندھنوں کو توڑنا اور عرب جیسے وحشی انسانوں اور قبیلوں کو ایک کر دینا، کوئی آسان کام نہیں تھا، بلکہ پہاڑوں سے ٹکرانا تھا، مگر آپ نے یہ کام ایک تھوڑے سے عرصہ میں ہی کر دکھایا۔ اور آپ کو اپنے مشن میں عظیم الشان کامیابی نصیب ہوئی،

آپ کی تعلیم کا عملی پہلو یہ ہے، کہ آپ نے نماز کی ادائیگی کے لئے جو اصول و قواعد مقرر کئے ہیں، ان میں مساوات کی پوری شان پائی جاتی ہے، نماز باجماعت کے اندر تمام امیر و غریب کالے گورے، عالم جاہل، اور شیخ سید سب ایک ساتھ برابر برابر کھڑے ہو کر اپنے خدا کے سامنے جھک جاتے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں ہوتا کہ کسی کو روک دے یا اپنی جگہ سے ہٹا دے جس وقت مسلمان عید کی اور جمعہ کی نماز اکٹھا ہو کر ایک امام کے پیچھے یکساں حرکتوں کے ساتھ ادا کرتے ہیں، تو وہ محمد صاحب کے اصول مساوات کا بہترین منظر ہوتا ہے، اور دیکھنے والے کے دل پر اثر کرتا ہے، اور وہ محمد صاحب کے اصولوں اور کارناموں کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا، جنہوں نے غیر معمولی تنگی سے کام لے کر عرب کی تاریک زمین میں ایک عظیم الشان انقلاب کر دکھایا۔

سنسار کی بھلائی میں آپ نے یہ وہ کام کیا ہے جس پر ساری دنیا کو آپکا احسان ماننا چاہئے کہ آپ نے دنیا میں آکر انسانیت کو قایم کیا، اگرچہ مساوات کا اصول محمد صاحب ہی سے مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ وہ اصول ہے جس کی ہر زمانہ اور ہر دور کے مصلحوں نے اشاعت کی لیکن چونکہ آپکو جن مشکلات اور حالات کا سامنا تھا وہ کسی اور روحانی مصلح کو نہیں پیش آئے اس لئے ان کو کامیاب ترین مصلح کہا جا سکتا ہے

اسلام کے بانی کی قوت و تاثیر

(از جناب سردار رام سنگھ صاحب گیانی امرتسری)

اگر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، تو ہم زمانہ گذشتہ کے مسلمانوں کے کارناموں کو دیکھ کر اسلام کے بانی کی تعلیم کا اندازہ لگا سکتے ہیں، کہ آپ کیسے تھے اور آپ نے دنیا میں آکر کیا کچھ کیا یہ تو مسلمان ہی جان سکتے ہیں، کہ انکی اصل تعلیمات کیا ہیں، اور آپکا دنیا کے انسانوں

میں کیا درجہ ہے، ہر شخص کو اپنا مذہب پیارا ہوتا ہے اور وہ اپنے مذہب کے بانی کو اونچے سے اونچا درجہ دیتا ہے، اور اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے، کہ اپنے مذہب کے بانی کو دوسروں میں مقبول بنائے اور اچھے رنگ میں دکھائے، مگر اس بات کا فیصلہ کہ وہ در اصل خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوا بھی تھا یا نہیں، اس بات پر منحصر ہے کہ اس کی زندگی کے حالات کا گہری نظر سے مطالعہ کیا جائے اس کو اپنے اپنے مذہب وعقل کے معیار پر جانچا جائے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ بانی مذہب کی زبان سے پوری پوری واقفیت بہم پہنچائی جائے۔

مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ مجھے بانی اسلام کے حالات اور مذہب اسلام سے اتنی ہی واقفیت ہے، کہ جتنی ایک غیر مسلم کو ہو سکتی ہے تاہم جتنا کچھ میں محمد صاحب کی نسبت جانتا ہوں اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہوتا ہے، کہ آپ ایک ایسی قوت و تاثیر کے مالک تھے کہ جتنی مخالفت اور دشمنی کی گئی ہے، گئے آپ کو کچھ نہ کچھ ضعف ضرور پہنچا، اور آپ دل ہوتے، حالانکہ آپ نے سخت سے سخت مصائب ومشکلات کو برداشت کیا، مگر اپنے مذہب کا پرچار ایک دن بھی بند نہیں کیا۔

عرب کے بڑے بڑے سردار جو آپ کے مخالف اور دشمن تھے جب وہ آپ کو تکلیفیں دے دے کر تنگ آ گئے تو مجبور ہو کر آپ کے چچا ابو طالب کے پاس گئے اور کہنے لگے، کہ تمہارا بھتیجا ہمارے بتوں کی برائی بیان کرتا ہے اور ہمارے مذہب کو برا بتلاتا ہے یہ بات اب ہم برداشت نہیں کر سکتے اس لئے آپ اس کو روکیں کہ وہ اس حرکت سے باز آ جائے ورنہ ہم اس کو قتل کر دیں گے، اور آپ ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے، آپ کے چچا یہ بات سنکر پریشان ہو گئے اور ان کو اپنی جان کا فکر پڑ گیا، اور محمد صاحب کو بلا کر کہا، کہ عرب کے سردار بہت بگڑے ہوئے ہیں، مجھ کو تمہاری اور اپنی زندگی خطرہ میں معلوم ہوتی ہے، بہتر ہے کہ تم اپنے مذہب کا پرچار بند کر دو، ورنہ میں تمہاری کوئی مدد نہ کرونگا۔ یہ وقت آپ کے استقلال کے امتحان کا تھا، اور نہایت نازک تھا، مگر آپ نے کوئی پرواہ نہیں کی اور کسی قسم کے خوف اور بے دلی کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیا، اور کہا اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر بھی لا رکھیں تو اپنے کام کو نہیں چھوڑ سکتا، خواہ میری جان جائے یا رہے،

اس سے آپ کا زبردست استقلال اور کمال قوت ظاہر ہوتی ہے، اگر آپ ایسا زبردست استقلال اور قوت نہ دکھلاتے، تو یقیناً آپ کو اپنے مشن میں کبھی کامیابی نصیب نہ ہوتی، آپ کی زندگی میں یہ چیز ایسی ہے جس سے ہم بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں، دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کے حالات معلوم کرنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم ان کے حالات زندگی سے اپنے کام اور فائدے کی باتیں حاصل کریں، خواہ وہ اچھی اور کام کی باتیں کسی انسان میں ہوں، نصیحت اور فائدے کی بات میں مذہب حائل نہیں ہونا چاہئے، کہ ہم دوسرے مذہب کے بانی کی اچھی بات بھی کیوں قبول کریں، یہ سخت غلطی اور تنگ دلی ہے ایسا نہیں ہونا چاہئے

دنیا مشکلوں اور مصیبتوں کا گھر ہے، اور دنیا کا کوئی انسان ایسا نہیں جس کو مصائب ومشکلات سے دوچار نہ ہونا پڑتا ہو، مگر ان سے گھبرانا نہیں چاہئے، بلکہ پورے استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کرکے اپنی زندگی اور مشن کی راہوں کو صاف کرنا چاہئے اگر انسان اس بات پر عمل کرے تو دنیا کی کوئی مشکل ایسی نہیں جو آسان نہ ہو سکتی ہو، کامیابی اور ترقی کا یہ وہ اصول ہے، جس پر دنیا کی بڑی بڑی قومیں چل رہی ہیں اور یہی سبق ہمیں محمد صاحب کی زندگی سے ملتا ہے، اور سچ پوچھو تو آپ نے زبردست استقلال اور اعلیٰ ہمت کا نمونہ دکھا کر انسانی ترقی اور کامیابی کی راہیں کھول دیں، اور اس اصول کی بنیاد رکھدی کہ

مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ۔ مرد باید کہ ہراساں نشود

بھارت واسیو، آج ہندوستان میں آزادی کی جنگ ہو رہی ہے محمد صاحب کی زندگی سے ہمت واستقلال کا سبق لو اور غلامی کی زنجیروں کو کاٹ دو۔

سوامی محمد نے عرب دیش میں کیا کچھ کر دکھایا

(از جناب لالہ کیسر داس جی فنو کوٹی شاہ پور)

سنسار کی دھارمک اور اتہاس کی پستکیں بتاتی ہیں، کہ جب جب سنسار کی ناستکتا اور پاپی قوتوں نے شانتی اور پوتر جیون کے راستے بند کئے اور سنسار کو سدا چار کرماؤں سے محروم کیا تب تب آکاش سے گیان بل اور برہم ودیا کا سندیسہ آیا اور جگت کو روشنی کی ونا داری بھگت، شکتی سروپ اوتار یا رشی کو جگت کے ادھار کے لئے بھیجا جن کے مجزا سبدوں نے پشٹ ساں پاپیوں کو کرم یوگی بنایا، اسی نیم کے مطابق مہابلوان محمد کا ظہور ہوا، جن کا ظہور عرب دیش میں ایشور بھگتی اور شانتی کا پیام ثابت ہوا۔

عرب کی دھرتی پرنا پر کارکے اتیاچار ہو رہے تھے، ہر طرف پاپی شکتیوں کا زور تھا، اور جگت جگت کی ناستکتا ایشور سے یدھ کر رہی تھی، پریتم پیارے محمد نے جنم لے کر عرب کے منوشت کے دو تیوں پر دھاوا بول دیا، اور تھوڑے سے عرصہ میں مہاپاپیوں کو کرم یوگی بنا دیا آپ نے ایسی شوربیرتا دکھلائی، کہ سنسار کے اتہاس میں سنہری شبدوں میں لکھی ہوئی رہے گی پشٹ ساں پاپی ایشوری گیان اور آتم بل کے مالک بن گئے اور ہر طرح کی پوترتا حاصل کر لی، سوامی محمد نے عرب دیش میں جو کچھ کر دکھایا اس اوستھا کی سنسار میں اپما ہی نہیں ملتی، عرب دیش سے پاپ کا ناش کرنا کوئی آسان کام نہ تھا مگر سوامی محمد نے یہ بھی کر دکھایا

سوامی محمد نے عرب دیش کی جو کایا پلٹ کی اور پتھروں کو انسان بنایا اس کا پتہ اس تاریخی واقعہ سے لگتا ہے، کہ سندر سروپ محمد کے ایک غلام جعفر طیار نے حبش کے بادشاہ کے راج سبھا میں ایک تقریر کرکے اپنی پوترتا یوں بیان کی۔

اے بادشاہ ہم جاہل تھے، بتوں کی پرستش کرتے تھے، اور مردار کھاتے تھے، نہ ہم میں حیا تھی نہ قریبیوں کے حقوق کی پاسداری کا خیال تھا، ہم میں انسانیت اور ایمانداری کا شائبہ تک نہ تھا، ہم اپنے ہمسایوں کے حقوق تک نہ پہچانتے تھے اور نہ ہم میں کوئی قانون اور قاعدہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا، اور ہمارے لئے رسول مبعوث کیا جس کے حسب ونسب صدق ودیانت اور تقویٰ و پرہیزگاری سے خوب واقف تھے اس نے ہم کو توحید کا سبق دیا اور ایک خدا کی طرف بلایا، اسی کی عبادت کرنے کی تلقین کی اور ہمیں پتھروں کی پوجا سے منع کیا، اس نے ہمیں سچ بولنے کا حکم دیا، اور کہا کہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ امانت میں خیانت نہ کرے، وعدہ ایفا کرے، کمزوروں پر رحم کرے گناہوں سے دور رہے اور برائیوں سے بچے اس کے علاوہ اس نے ہمیں جھوٹ بولنے یتیموں کا مال کھانے اور عورتوں پر جھوٹے الزاموں کے لگانے سے روکا، اور نماز روزہ کی تلقین کی۔ (تاریخ اسلام)

اس کے علاوہ محمد صاحب نے ایشور بھگتی تپسیا، شوربیرتا، شوشیلتا اور سنتوش جیسے گنوں کی سکشا دی، اور ان کو پوتر جیون بخشا اپنے گنوں سے سارے عرب دیش اور اپنے پرائے کو موہت کر لیا، اور پریم و محبت کے دریا بہا دیئے،

ہم ایسے اوچیہ آتما کی مہما کیا کریں، اشو بہادیتی ہے، ایسے مہان کے گن ورنن جیسا ہمیں چاہئیے نہیں کرسکتی ہے، رشی ور آپ کے گنوں پر اپنے بیگانے سب موہت ہو رہے ہیں، ایسے پریتم پیارے سندر ساجن اور سندر سروپ کو پرنام

محمد صاحب کے چرنوں میں عقیدت کے پھول

(جناب سردار ہرنام سنگھ صاحب لدھیانہ)

عرصہ سے ہندو مسلم اتحاد کی کوشش کی جارہی ہے، مگر جتنی زیادہ اس امر کی جدوجہد کی جاتی ہے اسی قدر دونو قومیں علیحدہ ہوتی جارہی ہیں، اور ایک دوسرے کے خلاف نفرت وحقارت اور بغض وعناد کے جذبات روز بروز ترقی پذیر ہیں، سوال یہ ہے، کہ آخر ہندو مسلم اتحاد کیوں نہیں ہوتا، اور کیوں دونو قومیں ایک دوسرے کا سر پھوڑتی رہتی ہیں، میری سمجھ میں تو یہ بات آتی ہے، کہ دونو قوموں نے اپنے اپنے مذہب کا گہری نظر سے مطالعہ نہیں کیا، اور اگر کیا تو کچھ سبق حاصل نہیں کیا، اگر ہم اپنے اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے محبت ورواداری کا ثبوت دیتے اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں، بزرگوں، رشیوں، منیوں، اوتاروں اور پیغمبروں کو عزت کی نگاہوں سے دیکھتے تو حالت یہاں تک نہ پہنچتی، اگر ہم مذہبی پیشواؤں کی عزت کرنا سیکھ لیں، تو تھوڑے عرصہ میں دونو قوموں کے تعلقات خوشگوار ہوسکتے ہیں،

انسان اپنی محبوب چیز کی نسبت کوئی برائی سننا نہیں چاہتا، اور مذہب سے زیادہ انسان کو کوئی چیز عزیز نہیں، وہ اپنی جان دے سکتا ہے مگر مذہب کے خلاف کچھ نہیں سننا گوارا کرتا، مگر ہمارے ہندوستان میں آئے دن ایک دوسرے کے مذہب کے خلاف گندے مضامین اور نفرت انگیز لٹریچر شائع ہوتا رہتا ہے اور ایک دوسرے کے مذہبی پیشواؤں کے خلاف الزام تراشے جاتے ہیں اور ان کو ایک مکروہ صورت میں پیش کیا جاتا ہے، پھر بھلا دونو قوموں میں اتحاد کیونکر ہو، جب انکی زبان وقلم سے مذہب اور مذہبی بزرگوں کی عزت ہی محفوظ نہیں،

پس ضرورت ہے کہ دونو قومیں اپنے اپنے مذہبی بزرگوں کی لائف کا گہری نظر سے مطالعہ کریں، اور ان کو پبلک میں انتہائی رواداری اور پاکیزگی کے ساتھ پیش کریں اس کی ایک صورت یہ ہے کہ وہ اپنے بزرگوں کے جنم دن منائیں جلسوں میں ایک دوسرے کو مدعو کریں، اخبارات ورسائل میں مضامین لکھیں اور ایک دوسرے کے خیالات کے ظاہر کرنے کا موقعہ دیں، اسی ضرورت کے ماتحت میں اپنا یہ مختصر سا مضمون سپرد قلم کر رہا ہوں، مگر میں پہلے ایک غلط فہمی دور کردینا ضروری سمجھتا ہوں،

عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے اگر ہم کسی مذہب کے بزرگ کی اچھائی اور بزرگی تسلیم کرینگے تو اس سے ہماری مذہبی شان اور اقتدار کو دھکا لگے گا، کیونکہ اصول یہ بنالیا گیا ہے کہ اپنے مذہبی پیشوا کی شان اور بڑائی اسی میں ہے کہ دوسرے کے مذہبی پیشوا میں کوئی نقص نکالا جائے اور اس کی برائی کی جائے، گویا ان ناسمجھوں نے اپنے رشیوں منیوں اور پیغمبروں کی عزت وبزرگی کی بنیاد دوسروں کی برائی پر رکھی ہے بجائے خود ان میں کوئی اچھائی نہیں، ایسے لوگوں کو پتہ نہیں، کہ جو عزت دوسرے کی بے عزتی پر قائم ہو وہ سب سے بڑا عیب اور نقص ہے، اور اچھائی اور بزرگی وہی ہے جو بجائے خود قائم وبرقرار ہو، لہٰذا ہندو مسلمانوں کو اپنے اپنے دماغ سے اس خیال کو نکال دینا چاہئیے اور یاد رکھنا چاہئیے کہ اپنی اچھائی اور سچائی دوسروں کی برائی پر مت رکھو اور اپنی اچھائی اور سچائی دوسروں کے سامنے بیان کرو، مگر دوسروں کی برائی سے کوئی سروکار نہ رکھو، کسی کے عقائد اور مذہبی جذبات کو ٹھیس نہ لگاؤ، ہر شخص کو اپنا عقیدہ پیارا ہے اور اس کے لئے زندہ رہنا اور مرجانا چاہتا ہے، تمہارا فرض ہے کہ ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرو تا کہ اتحاد ویگانگت کی روح پیدا ہو، اسوقت ملک کو سیاسی، اقتصادی، اخلاقی اور تمدنی ترقی کے لئے، اگر کسی چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے تو وہ ہندو مسلم اتحاد ہے، جس کے بغیر ملک ایک انچ بھی آگے نہیں بڑھ سکتا،

ہندو مسلم اتحاد کو سب سے زیادہ جس چیز نے ضعف پہنچایا ہے، وہ اسلام کی تلوار کا چرچا ہے اور جہاد کا مسئلہ ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ اسلام جبر وسختی کی جگہ اور تلوار نہیں بلکہ امن کا پیغام ہے جس کا ثبوت یہ ہے، کہ اس مذہب کا نام ہی اسلام ہے، جس کے معنی صلح وسلامتی کے ہیں، جو شخص اسلام کو جبر وسختی کا حامی سمجھتا ہے وہ اسلام کے معنی کی تردید کرتا ہے، خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان، قرآن کی جو آیتیں اس بات کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں، کہ اسلام جبر وسختی کا حامی ہے، اگر ان کا مفہوم وہی ہے جس کو معترضین نے سمجھا ہے تو واقعی اسلام سختی کا حامی ہے، ورنہ صداقت سے منہ موڑنا ہے، میرے خیال میں انکا وہ مفہوم نہیں جو بنائے اعتراض ہے، کیونکہ اس صورت میں اسلام کے معنوں کی تردید خود اسلام سے ہوتی ہے، اور میرے نزدیک قرآن ایسی متضاد بیانی نہیں کرسکتا، اگر ایسا ہوتا تو اسے ایسی مقبولیت حاصل نہیں ہوتی، اور ہر شخص ایسے صاف وصریح متضاد بیانی سے متنفر ہوجاتا۔

جہانتک میں نے ایک غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے اسلام کو سمجھا ہے اس کی بناپر میں کہہ سکتا ہوں، کہ اسلام میں تلوار کا استعمال اسی طرح ہوتا رہا جیسا کہ دنیا کی ہر قوم اپنے مذہب کی حمایت میں کرتی رہی، کیونکہ ہر قوم اور مذہب کی بقا کا قدرتی انحصار تلوار پر ہی ہے، پس اسلام کو تلوار کا دنیا سے جاہے، ہاں اگر کبھی مسلمانوں نے اپنے مذہب کے خلاف تلوار کا استعمال کیا ہو، اور جبر وسختی کو روا رکھا ہو تو از روئے عقل وانصاف مذہب اس بات کا ذمہ دار نہیں، اگر الزام ہے تو مسلمانوں پر نہ کہ اسلام پر، مسلمانوں نے اگر کبھی تلوار کا غلط استعمال کیا تو اپنے مذہبی احکام کی توہین وتحقیر کی۔

میرے اس خیال کی تائید محمد صاحب کی لائف سے بھی ہوتی ہے، آپ کی زندگی کے واقعات بتلاتے ہیں، کہ جبتک آپ اپنے وطن مکہ میں رہے تلوار کا استعمال نہیں کیا، مگر جب مدینہ میں چلے گئے تو اسوقت البتہ آپ نے جنگیں کیں اور تلوار اٹھائی، ساتھ ہی یہ بھی نظر آتا ہے، کہ آپ نے مکہ کو فتح کیا، تو اپنے دشمنوں سے انتقام نہیں لیا، بلکہ سب کو معاف کردیا، غیر مسلموں سے معاہدے کئے ان کو مذہبی آزادی دی، قیام امن کی خاطر کوششیں کیں اور غیر مسلموں سے تعلقات رکھے،

آپ نے اپنی طرف سے کبھی فتنہ وشر کی ابتدا نہیں کی بلکہ امن واتحاد آپ کی زندگی کا اولین اصول تھا، ہمیشہ صلح کو جنگ پر ترجیح دی، آپ اپنے ہمسایہ اور ہموطنوں سے سلوک ورواداری کا برتاؤ کرتے تھے بے کس ومظلوم انسانوں کی خدمت کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتے تھے، مظلوم خواہ کسی مذہب وفرقہ سے ہوتا آپ اس کی حمایت فرماتے اور ظالموں سے نفرت کرتے تھے یہ ساری باتیں ثابت کرتی ہیں، کہ اسلام امن ورواداری کا مذہب ہے، اور وہ مسلمانوں کو اجازت دیتا ہے، کہ وہ غیر اقوام سے اتحاد اور معاہدے کریں

محمد صاحب کی زندگی میں امن و اتحاد کا ایک ایسا اعلیٰ نمونہ ملتا ہے کہ جس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ وہ یہ کہ ایک جنگ کے موقعہ پر آپ نے مسلمانوں کے مفاد اور اسلام کی شان کو خطرہ میں ڈالکر مکہ والوں سے معاہدہ کر لیا، اور امن و اتحاد کی خاطر مسلمانوں کے مفاد قربان کر دیئے۔ مگر اس کا نتیجہ آخر میں یہ نکلا کہ یہ معاہدہ اسلام کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوا۔

کاش مسلمان بھائی اپنے نبی کی اس اتحاد پسندی کی تقلید کریں اور وسیع الخیالی اور رواداری کا ثبوت دیں میرا خیال ہے کہ جس روز مسلمانوں نے اپنے نبی کی لائف کا مطالعہ کیا اور اس کو حالات حاضرہ سے مطابق کیا تو وہ اپنے طرز عمل میں تبدیلی کرینگے اور قومیت و وطنیت کو پس پشت نہ ڈالیں گے۔ اسلام کا بانی حب الوطنی، اخوت انسانی، امن و آشتی اور اتحاد و یکجہتی کا علمبردار تھا۔ اس کے طرز عمل سے انحراف کرنے والے کے لئے اسلام میں کوئی جگہ نہیں، اور نہ ہی اس کے دل میں اپنے نبی کی کچھ محبت و عقیدت ہے۔

مہاپرشوں میں ایک مہاپرش

از بی۔ ایس۔ اندھا واہوشیارپور

میری سمجھ میں نہیں آتا، کہ جب سارے دھرم نیک کرموں کی تعلیم دیتے ہیں، ست کرم کرنے کی ہدایت کرتے ہیں، تپ کرنا سکھلاتے ہیں اور برے کرموں سے روکتے ہیں، اور تمام نبی منی اور پیر پیغمبر مکتی کا راستہ دکھلاتے ہیں، تو پھر اختلاف اور جھگڑا کس بات کا ہے سب کو ایک ہی نظر سے دیکھنا چاہئے، تاکہ کسی کے مذہبی بزرگوں کی توہین نہ ہو، اور کسی انسان کا دل نہ دکھے، میں اپنے اس مختصر سے مضمون میں آپ کو دکھاتا ہوں، کہ سارے نبی منی اور پیر پیغمبر نیک کرموں کی ہدایت کرتے تھے اور برے کرموں سے روکتے تھے،

"اے لوگو، اپنی ساری قوتیں کل بنی نوع انسان کی بہبودی کو بڑھانے میں لگا دو محبت اور یگانگت تمہارے آپس کے تعلقات کی خاص خصوصیتیں ہیں، تمہارے دل کی حرکت تمام انسانی قلوب کی حرکت کے ساتھ ہم آہنگ ہو" (رگوید)

جو شخص تمام مخلوقات کو محبت کے لائق اور اپنی ذات کے برابر سمجھتا ہے جس کے خیالات اور ایوں میں سارے سنسار کی بھلائی ہے وہی نجات حاصل کرتا ہے) منو

نیکی کی لو لگاؤ، ایماندار اور دلیر بنو، راست کرداری اور صداقت کی زندگی بہشت اور مسرت کی کنجی ہے، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہئے، مہاتما بدھ

"ہماری زندگی ایک دریا ہے، نیکی انسان گھاٹ ہے، سچائی اس کا پانی ہے، اخلاقی عادات اس کا کنارہ ہے، رحم اسکی لہریں ہیں، اچھے لوگ ایسے ہی دریا میں غوطہ لگاتے ہیں" (وتار)

جب تک یہ جسم تندرست ہے اور موت کے آنے میں کچھ دن باقی ہیں نیک کام کئے جاؤ، بدی سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں، عفو، رحم، پاکیزگی اور سچائی اختیار کرو (چانکیا)

نیک اعمال کرنے کی کوشش کرو، نیکی کے بغیر کوئی راحت حاصل نہیں ہو سکتی قتل، چوری، بہتان، بیرحمی فریب، شرانگیزی اور مخاصمانہ جذبات ترک کردو، شنکراچاریہ

سچ بولو، مغلوب الغضب نہ ہو جاؤ اور نیکی اختیار کرو (یودہ)

حرص سے بڑھ کر کوئی بدی نہیں، بدباطنی سے بڑا کوئی گناہ نہیں، راست کرداری سے بہتر کوئی ریاضت نہیں نیک طینتی سب سے بڑی طاقت ہے، (بھرتری ہری)

اب اس کے مقابلہ میں محمد صاحب کی سکشا بھی دیکھو:

آپ نے بتلایا، کہ سب انسانوں کی پیدائش ایک شخص سے ہوئی سب خدا کی پیدا کی ہوئی ہیں، خدا کی عبادت کرو، اسی سے محبت کرو، اسی سے ڈرو، اسی سے ہر چیز طلب کرو اللہ کے نزدیک مرتبہ والا وہ ہے جو نیک عمل کرتا ہے، سچ بولو چاہے اپنے رشتہ داروں ہی کے خلاف بولنا پڑے، سب انسانوں سے محبت کرو، اچھا آدمی وہ ہے، جو انسانوں کی خدمت کرے، غرض آپکی ساری تعلیم یہی ہے کہ نیک باتیں اختیار کرو اور بری باتوں سے بچو،

آپ بھی وہی باتیں بتلاتے ہیں جو پچھلے رشی منی اور اوتار بتلاتے رہے مگر آپ میں پرماتما نے ایسی شکتی اور گیان بل دیا تھا کہ آپ نے جو دھرم مشن جاری کیا تو اس کے لئے پیش کیا اس پر اپنے ماننے والوں کو چلا بھی دیا، اور سارے عرب کی کایا پلٹ دی آپ نے پاپیوں کے ساتھ جنگ کئے پتھر سمان انسانوں کو گیانی انسان بنا دیا، اور اپنے مشن میں آپ کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی،

آپ میں ایسے گن تھے جن کو دیکھ کر اپنے پرائے موہت ہو جاتے تھے، آپ نے دنیا میں بڑے بڑے کام کئے، بڑی بڑی اصلاحیں کیں اور انسانوں کو انسان بننے کا رستہ بتلایا آپ نے اپنے ماننے والوں کو خدا کی عبادت کے آسان طریقے بتلائے جنپر مسلمان آسانی کے ساتھ ہر وقت عمل کر سکتے ہیں، اور یہ بات مجھے بڑی پسند آئی، ایسے مہاپرش کی جتنی مہما کی جائے کم ہے جس نے انسانوں کی بھلائی کے لئے اپنا عیش و آرام چھوڑا، ہر طرح کی قربانی کی اور بڑے بڑے دکھ اٹھائے، مگر کسی دوسرے کا دل نہیں دکھایا، محمد صاحب کو اپنے مشن میں جسقدر کامیابی ہوئی وہ اس لئے اور بھی زیادہ قابل تعریف ہے کہ اس نے ساری دنیا کو فیض پہنچایا،

محمد صاحب کا علمی دنیا پر احسان

از جناب ماسٹر شنکر داس صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی بی ہائی اسکول لاہور

محمد صاحب جس ملک میں پیدا ہوئے اور جہاں آپ نے اپنا اصلاحی کام شروع کیا، وہاں علم اور عقل کا نام و نشان تک نہ تھا، وہم پرستی اور بے علمی کی کالی گھٹا چھائی ہوئی تھی، عرب والوں کا نہ کوئی تمدن تھا اور نہ کوئی قانون معاشرت، نہ خود کوئی انکا تمدن تھا، اور نہ کسی دوسرے تمدن کا اثر سایہ پڑا تھا، زمانہ ان سے ناآشنا تھا، اور وہ زمانہ سے ناواقف تھے۔ ایسی جاہل اور وحشی قوم کے اندر ایک یتیم بچہ پیدا ہوا جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ امی یعنی ان پڑھ تھا جس نے نہ کبھی قلم ہاتھ میں لیا اور نہ کسی استاد سے ایک لفظ تک پڑھا، وہ یتیم بچہ اسی قوم و ملک میں جوان ہو کر اور اپنی عمر کے چالیس سال گذار کر دنیا کے سامنے ایک علمی کتاب پیش کر دیتا ہے اور اس کے سامنے سارا عرب جھک جاتا ہے،

ایک ان پڑھ کی لائی ہوئی کتاب پر محمد کے ماننے والوں نے عمل کیا اور وہ کچھ سے کچھ ہو گئے پہلے کچھ نہ تھے مگر اس پر عمل کر کے سب کچھ بن گئے ان کا ایک مستقل تمدن معاشرت بن گیا، اور انہوں نے اپنے علمی چشموں سے دوسروں کو سیراب کر دیا، ہندوستان میں گئے تو یہاں اپنے تمدن کی بہاریں دکھلائیں، اسپین میں پہنچے تو وہاں اپنے تمدن یادگار چھوڑ آئے۔ تاریخ نے آجتک اس معمہ کو حل نہیں کیا، کہ یہ بات کیا تھی، کہ ایک امی ایسی کتاب لائے جو ایک قوم و ملک کی کایا پلٹ دے۔ اس کا سبب خواہ کچھ ہی ہو اس سے کوئی سروکار نہیں، ہاں یہ بات ہم مانتے ہیں کہ قرآن ایک علمی کتاب ہے

جس کے ماتحت مسلمانوں نے بہت کچھ ترقی کی اور اپنی علمی یادگاریں چھوڑیں، مسلمانوں کے علمی کارناموں سے قریب قریب تمام قومیں کچھ نہ کچھ متاثر ہوئیں خصوصاً انگریزوں اور دیگر یوروپین قوموں نے تو مسلمانوں سے بہت کچھ فیض حاصل کیا، جس کا اعتراف خود محقق انگریز موزخین کو ہے،

اگر یورپ کے سائنس داں اور فلاسفر اسلامی تعلیمات سے ایجادات و اختراعات کے اصولی نکتے حاصل نہ کرتے تو شاید آجکل یہ علمی دنیا نہ ہوتی اور تہذیب و تمدن کی ترقی یہاں تک نہ پہنچتی، مسٹر مکندی لال بی۔ اے، بیرسٹر ایٹ لانے کچھ عرصہ ہوا ایک مضمون رسالہ سرسوتی الہ آباد میں شایع کیا تھا، اور جس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے،

نو وارد مسلمان بادشاہوں نے بھی دستکاری کی طرف خوب دھیان دیا، اُنہوں نے ہندو کاریگروں اور مصوروں کو نوکر رکھا اور ان سے نئے محل، مسجدیں اور مقبرے بنوائے ہندوستان میں فن تعمیر کا نیا باب شروع ہوا، اور آج کل جو مشہور عالم محل، مسجدیں، مقبرے اور قلعے ہندوستان میں نظر آتے ہیں وہ اسلامی تہذیب ہی کا پھل ہیں، ہماری نگاہ میں سب سے زیادہ اثر اسلامی حکومت کا ہندوستان کی مصوری اور فن تعمیر پر پڑا اور اس سے فائدہ ہی ہوا، ہندوؤں کا فن مصوری قریباً مفقود ہی ہو چکا تھا، نئے نئے محل قلعے اور بڑی بڑی عمارتیں، بت اور مندر بننے بند ہو چکے تھے، اگر مسلمان یہاں نہ آتے، تو ہنر مندی قطعی مفقود ہو جاتی،

لٹریچر کی ترقی بھی مسلمانوں کے عہد میں بہت ہوئی، البیرونی نے جو احسان دنیا اور ہندوستان پر لٹریچر کے ذریعہ کیا اس کا ذکر مختصراً کر چکے ہیں، کئی مسلمان بادشاہ خود بھی صاحب تصنیف تھے، اور ان میں سے اکثر کے درباروں میں کئی ایک ادیب اور شاعر رہتے تھے، اس زمانہ کے مشہور مسلمان، ادیب حسن دہلوی، منہاج السراج، ضیا برنی، اور مولانا عمرانی تھے، کئی مسلمان پنڈت، سنسکرت کے بہت بڑے فاضل تھے سنسکرت میں قومی اور مذہبی لٹریچر کی اسوقت بڑی ترقی ہوئی، کئی اعلیٰ پایہ کے ناٹک بھی لکھے گئے، مادھاچاریہ کا ریم سوتر یا تہہ سارتھی مشر کی کرم میاما، جے دیو کا گیت، گووندچے سنگ سوری کا ہمیہ مدہون اور حسین شاہ کے وزیر روپ گوسوامی کے ملتاوھو کی تصنیف اسی زمانہ میں ہوئی، وگیانیشور کی مت الکشرا اور جیموت داہن کے والئے بہاگ بھی اسی زمانہ میں لکھی گئی، کلہن نے اپنے مشہور تواریخ بھی اسلامی عہد میں تصنیف کی، جین مذہب کے عالموں نے بھی کئی کتابیں لکھیں، جنیں سے مشہور مصنف ہیم چندر ہے،

ہندی زبان کی تنظیم بھی اسلامی عہد میں ہوئی اسوقت کے مسلمانوں میں سب سے مشہور فاضل امیر خسرو کی تصانیف میں ہندی کے کئی لفظ پائے جاتے ہیں،

اس مختصر سے مضمون میں ان تمام امور کی گنجائش نہیں، جن کی ترقی یا آغاز مسلمانوں کے آنے سے لے کر پندرہویں صدی کے آخر تک ہوئی، پس وہ زمانہ بھارت کی پستی، اور تنزل کا زمانہ تھا۔ بلکہ اٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا، ہندو تہذیب بوسیدہ طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی اسے بیرونی رگڑ کی سخت ضرورت تھی، اور وہ ضروری دوائی جو ہندوستان کو کمزور سے مضبوط بنائے وہ مسلمانوں کے حملوں اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہو گئی۔

آج کل کے مغربی علماء ہندوستان کے اس زمانہ کا مقابلہ موجودہ ترقی یافتہ ممالک سے کرتے ہیں، لیکن اگر ہم اسوقت کے ہندوستان کا مقابلہ اسی زمانے کے یورپ سے کریں تو پروفیسر ایشری پرشاد کے الفاظ میں ہمیں ناظرین کو یاد دلانا ہوگا، کہ "اس وقت یورپ میں رومن کیتھولک لوگوں نے بڑے ظلم اور سختیاں کیں، خیالات کی آزادی

اور مذہبی حریت کا تو گلا ہی گھونٹ دیا گیا تھا، مگر مسلمان اس بات میں مغربی اقوام سے کہیں بڑھ کر تھے، جس وقت اسپین کے بادشاہ فلپ دوم نے اعلان کیا تھا، کہ آزاد خیال لوگوں پر حکومت کرنے سے حکومت نہ کرنی ہی اچھی ہے

قدرتی طور پر سوال ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں علم پروری تحقیق و تدقیق کا خیال کس چیز نے پیدا کیا، عرب کی جو حالت تھی وہ ہم بتلا چکے اور تاریخیں یہ بتلاتی نہیں، کہ انہوں نے کسی مہذب قوم سے فیض حاصل کیا اس زمانہ میں تو قریب قریب تمام پرانے تمدن مٹ چکے تھے، سو اس سوال کے جواب میں کہا جا سکتا ہے کہ ہو نہ ہو، یہ ظرف مسلمانوں میں قرآن ہی نے پیدا کی، جس کو دنیا کے سامنے ایک امی نے پیش کیا تھا، پس مضمون نگار صاحب کا علمی دنیا پر یہ بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے اپنے کلام کے ذریعہ مردہ تہذیبوں اور مردہ علموں میں جان ڈالی۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے مسلمانوں نے اپنی شاندار روایات کو بھلا دیا ہے، ان میں قومیت وطنیت کے وہ جذبات نہیں رہے جن کے زیر اثر پچھلے مسلمانوں نے ہندوستان کو اپنا دیش سمجھتے ہوئے اس کی فلاح و بہبود میں بدل و جان کوشش کی، اور اس ملک پر بڑے بڑے احسان کئے، ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی سابقہ روایات کو قایم رکھیں

بُت شکن حضرت محمد

(از قلم سوامی رامانند جی سنیاسی)

حضرت محمد صاحب کو دیوانہ وار خدا اور حق کی تلاش تھی اور انہوں نے اپنے تمام وجود کو اس کی راہ کے سپرد کر دیا تھا۔ انہوں نے اپنے جسم کو اللہ کی رضا اور مرضی کا ایک آلہ سمجھا تاکہ اس کے ارشاد اور احکام کی تعمیل کے لئے مخلوق کو رغبت دلا سکیں

ان کی نظروں میں انکی جبلی نیکی، خدا کی عنایت کی نشانی تھی اور غلطیاں گوشت اور پوست کے ڈھانچے کی کمزوریاں، ان کی تمام زندگی خالق کے احکام کی بجا آوری کی ایک سراپا تصویر تھی اور ان کو یہ گوارا نہیں تھا کہ خود ان کے اہل قبیلہ قریش بت پرستی کر کے اس مالک کائنات کی توہین کریں، جوں جوں قریش کی مخالفت بڑھتی گئی توں توں وہ بت پرستی کے کٹر دشمن بن گئے۔

جب خدا نے ان کو سیاسی طاقت عطا کی، تو انہوں نے کسی قبیلہ یا حاکم سے صلح کی پہلی شرط بت پرستی کا خاتمہ رکھی اور جب کبھی کسی قبیلہ یا قوم نے توہمات کے خوف سے بتوں کو توڑنے سے پرہیز کیا، تو سب سے پہلے انہوں نے پیش قدمی کر کے بتوں کو مسمار کیا، حتی کہ مکہ کو فتح کے بعد انہوں نے خانہ خدا میں اسوقت جانا گوارا نہ کیا، جبتک کہ پہلے تمام بت توڑ نہ دیئے گئے،

جس دین کے آدمی اور رہبر اعظم بت پرستی کے اتنے کٹر مخالف اور دشمن تھے آج وہ قوم دوسرے پر تو بت پرستی کے الزام دیتی ہے، لیکن خود ہزاروں خانقاہ اور قبور پر نیاز دیتی ہے، عرس منعقد کرتی ہے، ہندوؤں کی عقل پتھر پوجتے پوجتے پتھر بن گئی ہے اور مسلمانوں کی عقل بھی یہی صورت اختیار کر رہی ہے کسی بھی صورت میں بت پرستی وحدانیت کے اصول کے خلاف ہے اہل اسلام اسوقت ایک قسم ہی میں دو متضاد اصولوں کی پیروی کر رہے ہیں، جو ان کو تباہی کے گڑھے میں دھکیل رہے ہیں، اب بھی وقت ہے کہ مسلمان اپنے رہبر اعظم کی وحدانیت کے

اصول کا خیال کر کے گمراہی کی پیروی سے قطعاً پرہیز کریں۔

عملی ریفارمر

(جناب لالہ دیش بندھو جی گپتا ڈائرکٹر روزانہ اخبار تیج کے قلم سے)

تین سال سے مسلسل مجھ کو یہ عزت دی جا رہی ہے کہ محمدؐ صاحب کے جنم دن کے تہوار کے سلسلہ میں رسالہ مولوی کا جو اسپیشل نمبر نکلتا ہے اسمیں میرا حصہ بھی ہوتا ہے

باوجودیکہ میری معلومات بہت محدود ہے اور ہر سال جب مولوی کے اڈیٹر صاحب کا تقاضہ مضمون کے لئے ہوتا ہے، تو اس کے لئے حضرت محمدؐ کی لائف پر نظر ڈالنی پڑتی ہے، پھر بھی اس محدود و مختصر معلومات کی بناپر میں یہ ضرور کہہ سکتا ہوں، کہ محمدؐ صاحب کی لائف کے مطالعہ سے مجھ پر جو اثر پڑتا ہے وہ یہ کہ محمدؐ صاحب عملی ریفارمر یا اسلام کی اصطلاح میں عملی پیغمبر تھے، جو تمام چیزوں پر عملی نقطہ نظر سے نگاہ ڈالتے تھے اور جب کبھی کوئی اصلاحی قدم آپ بڑھانا چاہتے تھے تو اس کے عملی پہلوؤں پر نظر ڈال لیتے تھے، کہ کن صورتوں میں یہ اصلاح کامیاب ہو سکتی ہے محض تھیوری اور نظریہ کے پیچھے نہیں پڑے رہتے تھے۔ اور نہ محض آئیڈیل کے لئے عملی حقیقت سے چشم پوشی کرتے تھے،

معلوم نہیں، کہ میں اپنا مافی الضمیر اور مطلب واضح طور پر بیان کر سکا ہوں یا نہیں، میرا مقصد یہ ہے کہ محمد صاحب کی لائف پر جس قدر غور کیا جاتا ہے، یہ معلوم ہوتا ہے، کہ آپ کے پیش نظر یہ حقیقت رہتی تھی، کہ قوم کی اصلاح اور جاتی سدھار کے لئے وہ چیز پیش کرنی چاہئے جس کا وقتی طور پر تقاضا ہو اور صرف اسی حد تک قدم بڑھانا چاہئے جس حد تک عملی ہو اور اسمیں آسانی سے کامیابی ہو سکے۔ خواہ وہ قدم جو اٹھایا گیا ہے وہ اپنی آخری صورت میں مکمل نہ ہو، مثلاً غلامی کے انسداد کے بارے میں محمد صاحب نے بہت کچھ کوشش کی اور غلاموں کو آزاد کرنے اور غلاموں کے ساتھ بہتر اور اچھا سلوک کرنے کی بہت زیادہ ہدایات محمدؐ صاحب نے جاری کیں، اور غلاموں کو آزاد کرنے کا بہت بڑا ثواب بتلایا، اور بہت سے گناہوں کے پرائشچت کا طریقہ غلام آزاد کرنیکو بتایا ان سب ہدایتوں سے معلوم ہوتا ہے، کہ آپ دنیا سے غلامی کی لعنت کو دور کرنا چاہتے تھے، مگر چونکہ عملی نقطہ نظر سے آپ کو اس وقت یہ ممکن نظر نہیں آیا، کہ اک دم قانوناً غلامی کو بند کر دیں، اس لئے صرف اس حد تک آپ نے قدم اٹھایا جس حد تک کہ اس وقت ممکن العمل نظر آیا،

چونکہ غلامی ایک عالمگیر مرض تھا، اس لئے جبتک کہ کوئی بین الاقوامی معاہدہ نہ ہوتا اس کا کلیتہً انسداد ممکن نہ تہا، مگر محمدؐ صاحب نے اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں کی کہ اسوقت اگر اس کا مروانش نہیں کیا جا سکتا، تو جتنا کچھ بھی ہو سکتا ہے اتنا ہی ہو جانا چاہئے، آپنے یہ نہیں کیا ... ... چونکہ اس وقت غلامی کا سروانش کرنا ناممکن ہے، لہذا اس کو ہاتھ ہی نہ لگایا جائے، یا باوجودیکہ یہ یقین تھا کہ موجودہ حالات میں غلامی کا انسداد کلیتہً ممکن نہیں ہے، پھر بھی صرف ایک نظریہ اور تھیوری کے طور پر پیش کر کے خاموش ہو جاتے، آپ نے یہ نہیں کیا، بلکہ وقت اور حالات کو دیکھ کر جس قدر ممکن العمل نظر آیا اتنی اصلاح کی طرف قدم بڑھا کر اسمیں کامیابی حاصل کی،

محمدؐ صاحب دنیا میں ایک کامیاب ریفارمر کی حیثیت سے مشہور ہیں، اور اسمیں کوئی شبہ نہیں، کہ محمدؐ صاحب کو اپنی زندگی میں اصلاح در یفارم اور سدھار میں جو کامیابی حاصل ہوئی وہ بہت کم ریفارمروں کو انکی اپنی زندگی میں ایسی کامیابی حاصل ہوئی ہوگی، اور میری ناچیز رائے میں اس کامیابی کی بڑی وجہ یہی تھی کہ محمدؐ صاحب محض تھیوری اور نظریہ کے پرستار نہ تھے بلکہ وہ عملی حیثیت سے کاموں پر نظر ڈالتے تھے۔

حضرت محمدؐ صاحب کی اسی ایک خصوصیت سے ہم بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی زندگیوں کو بھی کامیاب بنا سکتے ہیں اور اپنے ملک و قوم کی بھی بہت کچھ خدمت کر سکتے ہیں، اسمیں شک نہیں، کہ ایک درجہ نظریہ اور تھیوری کا بھی ہے، مگر عملی دنیا میں تو عمل ہی کی پوچھ گچھ اور اسی کی قدر و قیمت ہے،

میں نے اوپر صرف ایک غلامی کی مثال دی ہے، حالانکہ مجھے تو محمد صاحب کی تمام زندگی میں یہی روح نظر آتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ محمد صاحب کا اپنے مشن میں کامیابی کا راز اسی عمل میں تھا، آپ بذات خود بھی سراپا عمل تھے اور ان تھک عملی آدمی تھے، خواہ کیسی ہی سخت دشواریاں اور مشکلات ہوں، مگر آپ نے کبھی ہمت نہ ہاری اور لگاتار اپنے مشن کے لئے کام کرتے رہے، اور رات دن بس ایک ہی دھن تھی اور وہ تھی مشن میں کامیابی کی دھن تھی اس کے لئے رات دن کام کرتے رہتے تھے جو دشواریاں پیش آتی تھیں ان کو ہنسی خوشی سے عبور کرتے تھے اور مخالفوں کی مخالفت اور انکی ایذا رسانی سے دل برداشتہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اپنا قیمتی وقت ان کو برا بھلا کہنے اور بددعا دینے میں صرف کرتے تھے،

اسی طرح حضرت محمدؐ نے خدا کا ایک سیدھا سادہ تخیل اہل عرب کے سامنے پیش کیا جسمیں فلسفہ وغیرہ کی آمیزش نہ تھی، جس سے دماغ الجھن میں پڑتے ہیں اور طرح طرح کی بحثیں نکلتی ہیں، آپ کے سامنے عرب کی آبادی تھی جو مورتی پوجا کرتی تھی، اور علم و فن سے محروم تھی آپ انکو وحدت کا سبق پڑھانا چاہتے تھے اور آپ کی خواہش تھی، کہ آپ کی ساری قوم بت پرستی کو چھوڑ کر خدا پرست بن جائے، چنانچہ آپ نے ایک خدا کا پرچار شروع کیا، اور بغیر کسی فلسفیانہ موشگافیوں سے علیحدہ ایک پرسنل گاڈ کا تخیل لوگوں کے سامنے پیش کیا، کیونکہ یہ تخیل قابل قبول تھا۔ فلسفے کی الجھنوں میں لوگوں کو نہیں ڈالا، نتیجہ کامیابی کی صورت میں نکلا۔

محمدؐ صاحب کی زندگی کے مطالعہ سے دوسری بات جو واضح ہوتی ہے وہ یہ کہ آپ نہایت مستقل مزاج اور عزم و ارادہ کے نہایت پختہ اور راسخ انسان تھے، اور یہ کیفیت اس لئے پیدا ہو گئی تھی، کہ آپ کو اپنے مشن کی سچائی کا کامل یقین تھا، جبتک اپنے مقصد کے حق و صداقت پر مبنی ہونے کا یقین نہ ہو اسوقت تک ایسا آہنی عزم پیدا نہیں ہوتا جو دنیا کی سخت ترین آہنی مخالفتوں کا سامنا کر سکے، محمدؐ صاحب کے اندر دونوں باتیں تھیں، انہیں پرماتما پر اعتماد و بھروسہ اور لا انتہا یقین تھا، اور اس امر کا بھی یقین تھا کہ پرماتما ہی کے حکم کے مطابق وہ مشن ماتر کا سدھار کر رہے ہیں اور آپ کو پرماتما ہی کی طرف سے سدھار کا کام سپرد کیا گیا ہے، جس شخص کو یہ یقین ہو کہ اس کو خدا نے فلاں کام کے لئے مقرر کیا ہے، اس کے اندر کتنا جوش اور اس کے ہمت میں کتنا اتساہ ہوگا، اور اس کے ارادوں اور اس کی کوششوں میں جو اپنے عقیدہ کے مطابق خدائی مشن کے لئے وہ کرتا ہوگا، کس قدر درڑھتا ہوگی، مزید براں وقتاً فوقتاً خدائی آواز اس کی اس کے مشن میں رہنمائی بھی کرتی رہتی ہو، تو اس انسان کی قوت عمل اور عزم راسخ کا کیا ٹھکانا ہو سکتا ہے۔

چنانچہ یہ تاریخ کی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دنیا میں جتنے مہاپرش گذرے ہیں اور انہوں نے کوئی اپنا مت پیش کیا ہے، اور اسمیں ان کو کوئی قابل ذکر کامیابی

ہوئی ہے، تو غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اس مہاپرش کا سینہ اپنے مشن کی سچائی سے بھرا ہوا تھا، اور اس کے سَت ہونیکا پورن وشواش تھا تب ہی ان کو سپھلتا پراپت ہوئی

حضرت محمد صاحب کے اندر اپنے مشن کی سچائی کا پورن وشواس ہی تھا، اور آپ بہت بڑے عزم اور پختہ ارادہ کے مہاپرش بھی تھے، جس کام کو شروع کیا ساری عمر رات دن اس کو کرتے رہے، سوتے جاگتے، اُٹھتے بیٹھتے، گھر میں سفر میں جس جگہ بھی آپ ہوتے تھے، وہاں اپنے مشن ہی کا کام کرتے رہتے تھے، مخالفوں نے ہر قسم کی مخالفتیں کیں، ہر طرح کی مشکلات آپ کے راستہ میں پیدا کیں، اور طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالیں یہانتک کہ تکلیفیں اور اذیتیں پہنچا پہنچا کر وطن سے نکلنے پر مجبور کر دیا، قتل کی کوششیں کیں مال و دولت حسن اور بادشاہت کا لالچ دیا، مگر حضرت محمدؐ پر کسی بات کا کوئی اثر نہیں ہوا، اور آپ برابر اپنے مشن کو کامیاب بنانے میں لگے رہے اور نتیجہ یہ نکلا کہ آپ اپنے مقصد میں بڑی حد تک کامیاب ہوئے، کہ دنیا میں بہت کم ریفارمر اپنی زندگی میں اس قدر کامیاب ہوئے ہونگے،

ہم سب ہندوستانی حضرت محمدؐ کی لائف سے بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اس پر عمل کر کے اپنے دیش اور جاتی کی خدمت کر سکتے ہیں ۔

آخر میں مجھے اس قدر اور عرض کر دینا ہے کہ میں نے اڈیٹر صاحب رسالہ مولوی کے حکم کی تعمیل بہت جلدی میں کی ہے، میں آج ہی بمبئی جا رہا ہوں، اس لئے اور بھی بہت سے کام کرنے تھے بمشکل تھوڑا وقت نکال کر یہ چند سطور حوالہ قلم کی گئی ہیں مجھے اعتراف ہے، کہ میری معلومات اسلام اور محمدؐ صاحب کی لائف کے متعلق بہت محدود ہے، اور برادران وطن ایک غیر مسلم سے یہ امید ہی نہیں رکھ سکتے، کہ وہ مسلم نقطہ نظر اور مسلم عقائد کو پیش نظر رکھ کر حضرت محمدؐ صاحب کی زندگی پر روشنی ڈال سکتا ہو اس لئے کوئی ایسی چیز ہو جو مسلم نقطۂ نظر سے ٹھیک نہ ہو، تو میں آشا کرتا ہوں کہ مجھ کو معاف کر دیا جائے گا

دنیا کا ایک بہتر انسان

از قلم مسٹر پریم سہائے صاحب بی اے، سابق اسیر قید فرنگ دہلوی

دنیا میں بہت سے رشی منی، اوتار ریفارمر اور پیغمبر گذرے ہیں اور ان کا وجود ہر ملک اور ہر قوم میں ملتا ہے مگر ہم دیکھتے ہیں، کہ ایک مذہب والا دوسرے مذاہب والے بزرگوں کی بے عزتی کرنے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے، اور انہیں برا بتلانے اور بُرا ثابت کرنے میں اپنا سارا زور لگاتا ہے، یہ بات بڑے جھگڑے فساد والی اور بیوقوفی کی ہے کہ کسی مذہب کے بانی اور بزرگ کو بری نگاہ سے دیکھا جائے جبکہ کوئی مذہب بھی یہ تعلیم نہیں دیتا، کہ دوسرے مذہب کے بانیوں اور بزرگوں کو برا سمجھو،

اگر ہندو مسلمان جو ہمیشہ ایک دوسرے کا سر پھوڑتے رہتے ہیں، اور ان میں مذہبی و سیاسی جنگ جاری رہتی ہے، وہ ایک دوسرے کے مذہب کے پیغمبروں اور بزرگوں اور اوتاروں کی عزت کو اپنا شستر کرم سمجھ لیں تو مذہب بدنام نہ ہو اور دونوں قومیں امن چین کی زندگی بسر کرنے لگیں، میں اسی جذبہ کے ماتحت یہ اپنا ناچیز مضمون سپرد قلم کر رہا ہوں ہمیں چاہئے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہب کے پیغمبروں کی اچھی باتوں سے نصیحت حاصل کریں، دنیا کے اچھے انسانوں اور مذہب کے بانیوں میں جو چیز سب میں نظر آتی ہے وہ استقلال اور قوت برداشت ہے اور سب سے پہلا سبق جو ایک انسان کو اس دنیا میں حاصل کرنا چاہئے وہ یہی ہے، کیونکہ یہ دنیا دکھوں اور تکلیفوں کا گھر ہے، عیش و آرام اور سکھ تھوڑا ہے اور مصیبت و تکلیف زیادہ، اگر مصیبت و تکلیف کو برداشت کرنے کی قوت انسان اپنے اندر پیدا کر لے تو پھر یہی دنیا جو دکھوں کا گھر کہی جاتی ہے، سکھ و آرام کا سورگ بن جائے

جب میں نے اسی اصول کو سامنے رکھ کر مشہور مذہب کے بانیوں کی تاریخ کو دیکھا تو نظر آیا، کہ دنیا میں جس قدر بھی رشی منی، اوتار، پیر پیغمبر گذرے وہ سب دنیا کو اخلاقی تعلیم دیتے تھے، خدا کی پرستش کرنے کے طریقے بتلاتے تھے اس خدمت کے مقابلہ میں چاہئے تو یہ تھا کہ دنیا کے لوگ انکی عزت کرتے، ان کے مشکور ہوتے اور اسطرح خود دنیا میں عیش و آرام کی زندگی بسر کرتے، مگر یہ نہیں ہوا، لوگوں نے بجائے عزت کی انکی بے عزتی کی، طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، بڑی بڑی اذیتیں دیں، اور ان کو موت کے گھاٹ اتارنے کی کوششیں اور منصوبے کئے، خدا کے نیک بندے ایسی ایسی امتحان گاہوں اور تکلیفوں سے گذرے جن کے خیال سے انسان کے بدن پر لرزہ طاری ہوتی ہے، دشمنوں کی اذیتوں کے علاوہ خدا کا پیغام دینے والوں کو بھوک پیاس اور فقر و فاقہ کی مصیبتوں سے گزرنا پڑا، مگر اسلام کے بانی کو جن مصیبتوں اور تکلیفوں کا سامنا ہوا، وہ اپنی نظیر آپ ہے، آپ کو جن سخت سے سخت مصیبتوں اور دکھوں میں سے گذرنا پڑا، انمیں سے شاید کوئی بھی نہیں گذرا۔

آپ اگرچہ روم و ایران کی بادشاہتوں کے فتح کرنے والے تھے اور بادشاہی خزانے آپ کے سامنے پڑے تھے مگر آپ نے بادشاہوں کی طرح عیش و آرام کرنے کی بجائے بھوک پیاس اور غریبی کو ہنسی خوشی سے برداشت کیا، آپ کے پاس مال و دولت کی کمی نہ تھی، مگر آپکے نظر تا مال و دولت اور دنیا کے عیش و آرام سے کوئی دلچسپی نہ تھی، اسی طرح اگر آپ کے ماننے والے آگے چلکر مال و دولت کی طمع نہیں کرتے، تو ہندو مسلمانوں کی ایسی تفریق قایم نہ ہوتی جو اب ہے

محمد صاحب کی زندگی میں بہت سا حصہ ایسا نظر آتا ہے، کہ آپ کو پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہ ہوا، صبح سے لے کر شام تک مال و دولت لٹا دیتے تھے، مگر شام کو گھر میں فاقہ ہو جاتا تھا، اکثر آپ نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے اور اس حالت میں رہنے کو اچھا سمجھا، کیونکہ وہ اپنی امت پر اپنے وجود کو بہینٹ چڑھانا چاہتے تھے اور خود بھوکے رہ کر دوسروں کا پیٹ بھرنا چاہتے تھے، جبھی تو آپ دنیا کے بہتر انسان تھے کہ دوسروں کی راحت کے لئے اپنے آپ کو تکلیفوں کے سمندر میں ڈالدیا، آپ کی نبی نوع انسان کے لئے بڑی قربانی ہے،

ایک دفعہ آپ کے پاس بہت سا مال آیا جسمیں بعض لونڈیاں بھی گرفتار کر کے لائی گئی تھیں، آپ کی بیٹی فاطمہ نہایت غریبی اور تنگی میں بسر کرتی تھیں، یہانتک کہ چکی پیستے پیستے ہاتھ میں گٹے پڑ گئے تھے، ان کو جب معلوم ہوا، کہ بعض لونڈیاں گرفتار ہو کر آئی ہیں آپ نے اپنے والد بزرگوار محمد صاحب سے فرمایا کہ ایک لونڈی گھر کے کام واسطے مجھے بھی دیدیجے، تو محمد صاحب نے اس کے جواب میں چند کلمے پڑھنے کے لئے بتلا دیے کہ تمہارے لئے یہ بہتر ہیں،

ایک دفعہ آپ کے مشہور صحابی عمر فاروق آپ سے ملنے کے لئے گئے آپ ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے جس سے بدن پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے، عمرؓ نے اس حالت کو دیکھا تو سخت صدمہ ہوا۔ ... ... ادھر گھر میں دیکھا، تو کوئی سامان نظر نہ آیا، اسپر عمر رونے لگے، آپ نے رونے کا سبب پوچھا، تو کہا کہ دنیا کے بادشاہ تو گدے

تجوریں بہ ہوتیں اور بڑی بڑی دولتیں جمع کرتیں، اور آپ خدا کے رسول ہوکر ایسی تکلیف اور غریبی میں رہیا، آپ نے فرمایا میرے لئے یہی حالت بہتر ہے

جس شخص کے پاس وہ دولت ہی نہ ہو اس کو تو مجبوراً فقر و فاقہ میں زندگی بسر کرنی پڑتی ہے مگر کمال تو یہ ہے کہ مال و دولت کے انبار میں خوشی و کھلائی جائے اور ہوتے ساتے بھوک پیاس کی تکلیف خوشی سے برداشت کی جائے اور تکلیف کو آرام سمجھ لیا جائے۔ یہی صبر و استقلال کا اعلیٰ نمونہ اور خدا پرستی کا شاندار جذبہ ہے۔

آپ نے محمدؐ صاحب کی غریبی اور بھوک پیاس کی حالت دیکھ لی۔ اب آپ کا دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و استقلال کا نمونہ دیکھنا ہو تو وہی حالتیں ہیں جنہیں اس کا نمونہ دیکھا جا سکتا ہے، ایک تو بھوک پیاس دوسرے دشمنوں کے مقابلہ میں صبر و تحمل، سو میشوری مذاہب میں محمدؐ صاحب کا درجہ اس معاملہ میں بہت اونچا ہے۔ جنکو دشمنوں سے صدے زیادہ اذیتیں دیں اور آپنے اُن کو کمال صبر کے ساتھ برداشت کیا اور ان سے بدلہ لینا تو درکنار کبھی ان کے حق میں بد دعا بھی نہیں کی، اور نہ کوئی حرف شکایت زبان پر آیا، آپنے پتھروں سے اپنے جسم کو زخمی کرالیا، اور ایک جنگ میں دانت بھی تڑوالئے۔ مگر کیا مجال کہ دشمنوں کے حق میں بد دعا کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو اپنے خدا پر کامل بھروسہ اور یقین تھا، کہ وہ مجھے دشمنوں کے ہاتھوں قتل نہ ہونے دیگا۔ اور خدا پر کامل بھروسہ اور یقین رکھنا ہی وہ اصل استقلال ہے جس کے سامنے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ٹھہر سکتی اور بالآخر خدا کے سچے پرستار کا بول بالا ہو کر رہتا ہے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے، کہ آپ ایک سایہ دار درخت کے نیچے سو رہے تھے اور تلوار کو اطمینان کے ساتھ اسی درخت پر لٹکا دیا، ایک دشمن نے آپ کو بے خبر سوتے ہوئے دیکھا اور خوش ہوا، کہ آج اس کو قتل کرنے کا خوب موقع مل گیا، اس نے قریب آکر تلوار درخت پر سے اتار لی اور آپ کو جگا کر بولا "اے محمد اب بتا میرے ہاتھ سے تجھ کو کون بچائیگا، آپنے نہایت اطمینان سے جواب دیا کہ مجھ کو تیرے ہاتھ سے بچانے والا اللہ ہے، یہ الفاظ سنکر اس شخص کا دل کانپ گیا، اور تلوار ہاتھ سے گر پڑی، آپ نے فوراً تلوار کو اٹھا لیا، اور کہا اب تجھ کو میرے ہاتھ سے کون بچائیگا، اس نے لاچار ہو کر کہا کہ "مجھ کو آپ کے سوا کوئی اور بچانیوالا نہیں، آپ نے کہا تو بھی وہی کہہ جو میں نے کہا تھا، وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ آپ کے صحابیوں کی ایک جماعت آگئی، اور آپ نے اس کو یونہی معاف کردیا، اس قسم کے بے شمار واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں، کہ آپ نے اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں معاف کر دینے سے کام لیا، آپ کی یہی نرمی اور خصوصیت تو آپ کو گروہ مصلحین میں ایک امتیازی درجہ دیتی ہے اور ایک ایسا اعلیٰ نمونہ قایم کرتی ہے جس کی روشنی میں انسان بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

جو لوگ دنیا کو مصیبتوں کا گھر سمجھتے ہیں جن کی کمریں غم و فکر سے ٹوٹی ہوئی ہیں جو دنیا میں اپنے وطن اور قوم کی خدمت کرکے نام بنانا چاہتے ہیں، جو سچائی کے پرستار ہیں اور جو دکھوں سے گھبرائے ہوئے ہیں، ان کو چاہئے کہ وہ محمدؐ صاحب کے صبر و استقلال سے سبق حاصل کریں، کیونکہ انسانوں کی خدمت اور خدا کی مخلوق سے محبت کا راستہ محمدؐ صاحب کی زندگی دکھاتی ہے۔

منی آرڈر کی کوپن پر اگر آپ اختصار سے لکھیں تو کئی آدمیوں کے پتے لکھے جا سکتے ہیں، اور آدھے خط کی برابر مضمون آجاتا ہے اس لئے ہمراہ کارڈ بھیجنے کی ضرورت نہیں، یہ اسراف ہی ہے اس کے علاوہ کبھی کبھی خط غائب ہو جاتا ہے تو منی آرڈر بلا تعمیل کے پڑا رہتا ہے۔

جہالت کی تاریکی میں علم کی روشنی

(از جناب پنڈت گوری شنکر صاحب عمرؔ کنگر)

محمد صاحب کے جنم سے پہلے قریب قریب تمام دنیا پر اندھیرا چھایا ہوا تھا اور بجائے علم کے وہم کی پوجا ہو رہی تھی، پرانے علوم اور تہذیب و تمدن کے نقوش مٹ رہے تھے۔ اوہام کا دور دورہ تھا، ایسے وقت میں آپ نے عرب میں جنم لیکر دنیا کے علمی کارناموں کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا۔ اس بارے میں آپ کی تعلیم ہے، کہ ایک عالم کی روشنائی شہید کے خون سے بہتر ہے، گویا ایک عالم کا وجود اس شخص سے بہتر ہے جو اپنے ملک و وطن کی خدمت میں مارا جائے۔

ایک جگہ آپ فرماتے ہیں، کہ اگر تحصیل علم کے لئے تمہیں چین بھی جانا پڑے تو وہاں جاکر علم حاصل کرو، نیز آپ نے ان لوگوں کے لئے دعا فرمائی ہے جو علم حاصل کرکے اوروں کو سکھاتے ہیں، چنانچہ آپ فرماتے ہیں، ایک شخص جب تک علم حاصل کرتا ہے وہ جہاد میں رہتا ہے، مسلمانوں نے اپنے رسول کے اس ارشاد کو سامنے رکھ کر بڑے بڑے علم حاصل کئے اور دنیا کے مردہ علوم میں جان ڈالی، مسلمانوں میں بڑے بڑے عالم فلاسفر، سیاح اور مورخ گذرے ہیں، جن سے دنیا کو بہت فیض پہنچا، چونکہ محمد صاحب نے پڑھانے والوں کو صحیح علم دیا تھا، اس لئے ان میں صحیح عمل پیدا ہو گیا، اور انہوں نے اسلام کے پھیلانے میں تعلیم و تبلیغ سے زیادہ کام نہیں لیا، عرب والوں کے دماغوں کو جہل و وہم سے پاک کرنا اور انہیں علم کی روشنی بہم پہنچانا آسان کام نہیں تھا، مگر محمدؐ صاحب نے یہ کام نہایت آسانی سے کر دکھایا۔

آپ کی عظمت اور بڑائی میں اس وقت اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے، جبکہ ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک مہذب اور ترقی یافتہ سوسائٹی کی پیداوار نہ تھے، ایسے شخص کا علمی کتاب پیش کرنا اور علمی باتیں قابل حیرت ہے، اگرچہ عیسائی موٗرخوں نے محمد صاحب کے علمی کمال کو چھپانے کیلئے یہ بات بنائی ہے، کہ آپ کو ایک عیسائی راہب نے تعلیم دی تھی، اور اس کے صلاح و مشورہ سے آپ نے قرآن کو بنایا تھا، مگر عقل اس بات کو تسلیم نہیں کرتی، نیز اسلام کی تاریخ سے اس کی تصدیق ہوتی ہے، اگر آپ نے کسی سے تعلیم حاصل کی ہو اور کسی کے صلاح و مشورہ سے قرآن بنایا ہوتا، تو یہ بات چھپی نہیں رہتی، آپ کے دشمن جو ہر وقت آپ کی دشمنی اور اسلام کی بیخ کنی میں سرگرم رہتے تھے، وہ ضرور اس بات کو مشہور کرتے اور اسی پر دنیا کا سارا زور خرچ کرتے، چونکہ اسلام کی بیخ کنی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی پروپیگنڈہ نہیں تھا، پس جب تک عقل اور تاریخ سے اس بات کی تائید نہ ہو اس وقت تک آپ کی علمی شان کو کوئی ضعف نہیں آسکتا۔ اور آپ نے جہالت کی تاریکی میں جو علم کی روشنی پھیلائی ہے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ محمد صاحب کی ہستی جو سورج کی طرح روشن ہے کوئی داغ نہیں لگا سکتا، اور آپ کے کارناموں پر کوئی پردہ نہیں ڈال سکتا۔

البتہ تعصب ایک بہت بُری ہے کسی کی شہرت اور اچھائی کو نقصان پہنچانا اور خواہ مخواہ کسی کی عزت کو گھٹانا یہ دوسری بات ہے اس کا کوئی علاج ہی نہیں، مگر میرے نزدیک تعصب ایک ایسی ہلاکت میں ڈالنے والی اور جہالت میں رکھنے والی چیز ہے جو علم و عقل کی دشمن ہے جو انسان متعصب ہے وہ اندھیرے میں رہنے والی چمگادڑ ہے، ایسا انسان اپنے علم و عقل کو زیادہ نہیں کر سکتا، اور تاریخ سے کوئی فائدہ حاصل

نہیں کر سکتا۔

جب ہم یورپ کے ناشک فلاسفروں، موجدوں اور سائنس دانوں کے علم کا نام لیوں کے گیت گاتے ہیں اور انکی تعریف و توصیف کی گنجایش اپنے دل میں رکھتے ہیں، تو محمد صاحب نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ کہ انکی علمی روشنی کی تعریف نہ کی جائے جنہوں نے دنیا کے مردہ علموں کو زندہ کیا۔

محمد صاحب کی وطن پروری

(از جناب لالہ بنا لال صاحب کپور دہلوی)

اسلام کے بانی کی زندگی میں مجھے جو چیز سب سے زیادہ پیاری لگتی ہے، وہ آپکی وطن پروری ہے جہاں سے ہمارے مسلمان بھائی بہت کچھ سبق حاصل کر سکتے ہیں۔ وطن پروری میں آپ کا ایک مشہور مقولہ ہے۔ "وطن کی محبت ایمان کی علامت ہے" یعنی مسلمان وہی ہو سکتا ہے جو وطن پرور ہو، اور جو اپنے وطن کی خدمت کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے اور وطن سے غداری نہ کرے،

یہ تو آپ کا قول ہے، اب اسی کے مطابق آپ کا عمل بھی دیکھئے

ابھی آپ کی تھوڑی ہی سی عمر تھی کہ آپ ایسی مجلس میں شامل ہوئے جو آپ کے ملک والوں نے اس لئے منعقد کی تھی، کہ ملک میں امن کی فضا پیدا کی جائے اور بدامنی کو دور کیا جائے، آپ نے اس مجلس میں شریک ہو کر دوسرے ممبروں کی طرح اپنے ملک کی خدمت کی، ملک کا امن بحال کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی، اور اس کی بہتری و بہبود کے لئے ہمیشہ سرگرمی دکھاتے رہے، آپ کو اپنے ملک والوں سے بہت محبت تھی، اگرچہ انہوں نے آپ کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دیں۔ آپ کے قتل کے منصوبے کئے اور ہر طرح کی بے عزتی کی، لیکن اسی محبت کے تقاضہ سے آپ نے کبھی انکی ہلاکت و بربادی نہ چاہی آپ دل ہی دل میں تو کڑھتے تھے، کہ وہ کیوں آپ کے مذہب کو نہیں مانتے، مگر ان کے نقصان کے روادار نہ تھے، ملک والوں کی محبت ہی کی وجہ سے آپ ان سے جنگ کرنے کے لئے رضامند نہ ہوتے تھے، اور صلح کو ہمیشہ جنگ پر مقدم رکھتے تھے، اپنی طرف سے حتی الامکان جنگ کی ابتدا نہ کرتے تھے

ایک دفعہ آپ کو عرب کے سرداروں نے ملکر بائیکاٹ کر دیا، اور سب نے ملکر اتحاد کر لیا، کہ کوئی شخص آپ سے اور آپ کے خاندان والوں سے تعلق نہ رکھے اس معاہدہ کے مطابق آپ اپنے خاندان کے ساتھ ایک پہاڑی میں پناہ گزین رہے اور بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں، مگر جب مکہ میں سخت قحط پڑا، تو یہی دشمن آپ سے دعا کرانے کے لئے آئے، اور کہا کہ اے محمد آپ کے وطن والے بڑی پریشانی اور تکلیف میں ہیں، چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے بلبلا رہے ہیں، آپ اپنے خدا سے بارش کی دعا کریں، آپکی دعا سے خوب بارش ہوئی جس سے قحط دور ہو گیا

جب آپ کے وطن والوں نے آپ کو بہت تنگ کیا اور قتل کا فیصلہ کر لیا، تو آپ خدا کے حکم کے مطابق اپنے ایک صحابی ابوبکر کو ساتھ لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جاتے وقت آپ نے مکہ کی طرف منہ کیا اور رو کر فرمایا کہ اے میرے محبوب وطن میں تجھ سے جدا ہو رہا ہوں، لوگ مجھے یہاں ٹکنے نہیں دیتے اس لئے میں مجبوراً تجھے چھوڑ رہا ہوں،

جب تک آپ مکہ میں رہے، تو یہاں کے لوگوں سے سلوک و محبت کے ساتھ رہے اور ملک کی خدمت کرتے رہے، جب ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو آپ مدینہ کی خدمت کرتے رہے، مدینہ جاتے ہی آپ نے امن کی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی دوسرے مذہب والوں سے امن و آزادی کے معاہدے کئے، یہودیوں کے ساتھ تعلقات قائم کئے، اور مسلمانوں کو یہودیوں کا دوست بنا دیا

آپ کو اپنے وطن والوں سے جو محبت تھی اس کے سینکڑوں واقعات اسلام کی تاریخ میں ملتے ہیں، مگر اس ایک واقعہ سے اندازہ لگائیے، کہ جنگ میں مکہ کے کچھ قیدی آپ کے پاس پیش کئے گئے جو ہر طرح قتل اور سزا کے مستحق تھے آپ نے ان کی بابت حکم دیا کہ ان کو آرام سے رکھا جائے، چنانچہ اس حکم کے مطابق ان کے ساتھ مسلمانوں نے ایسا ہی سلوک کیا جس کی نظیر ملنی مشکل ہے، مسلمان خود تو کھجوریں کھا کر گذارا کرتے تھے، اور ان کو اپنا کھانا کھلا دیتے تھے، اسی طرح جن لوگوں کے پاس کپڑے نہ تھے ان کو کپڑے دلوائے اور ہر طرح آرام و آسایش سے رکھا۔ ان قیدیوں میں ایک شخص تھا جو آپ کے خلاف لیکچر دیا کرتا تھا، اور لوگوں کو آپ کی دشمنی پر ابھارا کرتا تھا، لوگوں نے کہا، آپ اس کے دو دانت اکھڑوا دیں، تاکہ یہ پھر آپ کی مخالفت میں لیکچر نہ دے سکے۔ آپ نے فرمایا کہ اگرچہ میں خدا کا نبی ہوں، مگر خدا کے انتقام سے ڈرتا ہوں، اس واسطے میں اس کو کوئی تکلیف دینا نہیں چاہتا،

کاش ہمارے مسلمان بھائی اپنے نبی کی اس وطن پروری اور ملک والوں کی ساتھ محبت اور رواداری سے سبق حاصل کریں، اور اسی طرح ہندوستان کی فلاح و بہبود اور آزادی میں دل و جان سے کوشش کریں، دعا ہے پرماتما ان کو عمل کی توفیق دے

محمد صاحب کی سادہ زندگی

از جناب حکیم انبا لال صاحب متھرا نواسی

محمد صاحب کی نسبت بہت کچھ الزام اور برائیاں تراشی گئی ہیں، اور انکی زندگی کو معمولی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے، مگر میں سمجھتا ہوں کہ بانیان مذاہب میں آپ کو غیر معمولی اہمیت و وقعت نہ دینا اور انکی اچھائیوں سے آنکھ موند لینا سخت ناانصافی اور ظلم ہے، اگر انصاف کوئی چیز ہے اور اچھے کو اچھا تسلیم کرنا، کوئی بری بات نہیں، تو میں کہونگا کہ محمد صاحب کی سادہ زندگی اور دنیا سے بے تعلقی دیکھ کر اقرار کرنا پڑتا ہے کہ آپ دنیا کے بہترین خدا پرست انسان تھے دنیا میں ہوتے ہوئے بھی دنیا سے بے تعلق تھے اور یہ وہ خوبی ہے جس میں سوائے رشیوں منیوں کے ان کا اور کوئی شریک نہیں ہو سکتا

لباس عموماً آپ کا نہایت سادہ اور مختصر ہوتا تھا، جو قمیص، تہمد اور عمامہ ہوتا تھا قمیص کے اوپر کبھی کبھی چادر اور جبہ بھی پہنتے تھے پاجامہ آپ نے نہیں پہنا اگو اس کو پسند کیا، ہمیشہ تہمد ہی باندھتے تھے، جوتیاں عموماً چپل ہوتی تھیں، پھٹے ہوئے کپڑے خود سیتے تھے، کوئی کپڑا اپنے بدن سے اس وقت تک نہ اتارتے تھے جب تک کہ اسمیں کئی کئی پیوند نہ لگالیں

لباس کی سادگی کا یہ حال تھا، اب غذا کی سادگی بھی سن لو۔

آپ کی غذا بہت سادہ تھی، جو کا آٹا بے چھنا کھاتے تھے، اونٹ بھیڑ بکری کا گوشت بہت پسند تھا، کھجوریں، سرکہ، دودھ اور شہد آپ کی مرغوب غذا تھی، شوربہ میں چوری ہوئی روٹی بھی کھاتے تھے، کبھی پیٹ بھر کر روٹی نہ کھاتے تھے، معمولی غذا بھی آپ کو میسر نہ آتی تھی، فاقے پر فاقے کئے اور اکثر روزے رکھا کرتے تھے،

چونکہ آپ کو دنیا اور دنیا کے عیش و آرام سے نفرت تھی، اس لئے آپ امیروں اور مالداروں سے پرہیز کرتے تھے، آپ کی صحبت میں غریب ہی رہتے تھے، صرف آپ کی زندگی ہی غریبی اور فاقہ گزاری میں نہیں گزری، بلکہ آپ کے متقدوں کا بھی یہی حال تھا، آپ نے اپنے ساتھ والوں کے سامنے اپنے لئے کوئی امتیاز نہیں رکھا تھا، مثلاً نماز جنگ، پر بیٹھنا، معمولی طریقہ جھونپڑیوں میں رہتے سہتے تھے، کسی پر اپنی حکومت نہیں جتاتے تھے کسی پر ناراضگی اور غصہ نہ کرتے تھے، اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر کام کرتے تھے۔ اور امیری وعیش و آرام کا آپ کی زندگی میں پتہ بھی نہیں ملتا،

وہی انسان غریبی و تنگی میں زندگی بسر کرتا ہے جس کو مال و دولت میسر نہ ہو مگر جب میں اسلامی تاریخ میں یہ دیکھتا ہوں، کہ آپ آخر عمر میں سارے عرب کی دولت کے مالک تھے تو میری حیرانی کی کوئی انتہا نہیں رہتی، کہ ایسے دنیا سے بے تعلق انسان کو کیونکر فریبی اور جھوٹا سمجھ لیا گیا، انسان مکر و فریب اس لئے کرتا ہے کہ اس کے ذریعہ دنیا کمائے، اگر جب آپ نے دنیا پر لات ماری، تو پھر آپ کے مکر و فریب سے کیا غرض سمجھی جاسکتی ہے، جو شخص بادشاہی میں غریبی کے ساتھ زندگی گزارے، وہ یقیناً خدا پرست ہے، دوسروں کے لئے اس کی زندگی خدا پرستی کا ایک اچھا نمونہ ہے، جس کے مطابق اپنی زندگی کو بنانا اپنے پرائے سب کا فرض ہے،

آج یورپ سے جو ہوا آرہی ہے، اس نے بھارت واسیوں کو آرام طلب، عیش پرست، فیشن کا دلدادہ اور فضول خرچ بنا دیا ہے، جس سے ہندوستان کی دولت کا ستیاناس ہو رہا ہے، غریبی بڑھ رہی ہے، روپیہ کھنچ کھنچ کر غیر ممالک کو جا رہا ہے، بجائے اس کے کہ ہندوستانیوں کا روپیہ اچھے کاموں اور ملک کی بہتریوں میں خرچ ہو [illegible] افلاس و بے کاری دن بدن ترقی پر ہے، اور فیشن کے ہاتھ ہندوستانی ہر طرح تباہ و برباد ہو رہے ہیں، شاندار زندگی فیشن پرستی ہی ہے، جس کی وجہ سے ملک میں افلاس کا دیوتا حکمرانی کر رہا ہے، اگر ہندوستانی اپنے اپنے مذہب کے بانیوں کی سادہ زندگی کا مطالعہ کریں، اور اسی کے مطابق عمل کریں تو پھر کبھی افلاس کا دور دورہ نہ ہو، ضرورت ہے کہ ہر ہندوستانی محمد صاحب کی سادہ زندگی سے سبق حاصل کرے

کیا میں اپنے وطنی بھائی مسلمانوں سے یہ درخواست کر سکتا ہوں، کہ وہ اپنے نبی کی سادہ زندگی سے اپنی پر تکلف افلاس میں لے جانیوالی حالت کی اصلاح کریں ان کا فرض تھا، کہ وہ اپنے نبی کی پیروی میں کھدر کا استعمال کرتے اور بدیشی کپڑے کے نزدیک بھی نہ جاتے مگر افسوس کہ انہوں نے صحیح معنوں میں اپنے رسول کی تابعداری کا حق ادا نہیں کیا بلکہ انہوں نے کھدر کو بھی ایک فرقہ وارانہ رنگ دیدیا جو ہمارے ملک کی انتہائی بدقسمتی ہے اور مسلمانوں کے لئے شرم کی بات ہے، کہ اور تو اور وہ خود اپنے نبی کی سادہ زندگی سے ہی کوئی سبق حاصل نہ کریں اور انگریزوں کی پیروی کرتے ہوئے اپنی دولت کا ستیاناس کرتے ہیں

ہمارے مسلمان بھائیوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ فیشن پرستی اور بدیشی چیزوں کے استعمال کی وبا ان کی معاشرت کی جڑیں کھوکھلی کر رہی ہے بدیشی چیزوں کا دلدادہ کبھی اپنی آمدنی و خرچ میں توازن قائم نہیں کر سکتا، کیونکہ مغربی تمدن اور فضول خرچی دونوں چیزیں لازم و ملزوم ہیں، یہ ہو ہی نہیں سکتا، کہ بدیشی چیزوں کا استعمال کرنیوالا سادہ زندگی بسر کر سکے، البتہ یہ بات دیسی اشیاء کے استعمال سے ہی حاصل کر سکتا ہے، کیونکہ دیسی اشیاء کا استعمال سادگی اور بے تکلفی کی عادت ڈالتا ہے

اگر مسلمان اپنے نبی کی سادہ زندگی سے کوئی سبق حاصل نہیں کرتے، اور یورپ کی سرپرستی و امداد کرتے ہوئے بھارت ماتا کی چھاتی پر مونگ دلتے ہیں، تو ہمیں اپنے معترض ہونے کا کوئی حق نہیں وہ اپنے نفع و نقصان کے خود مالک ہیں، وہ جانیں ان کا کام، مگر مجھے ان کے ملکی بھائی ہونے کی حیثیت سے ضمنی محبت اور خیر خواہی ہو سکتی ہے اس کی بنا میں علی الاعلان کہتا ہوں، کہ آج مسلمان دیسی اشیاء کا استعمال کر کے، سادہ زندگی بسر کرنا، اور ملک کی خیر خواہی کرنا نہیں چاہتے، تو آئندہ چند سال کے اندر مسلمان اس حقیقت کو محسوس کرنے پر مجبور ہونگے، کہ اقتصادی اور سیاسی شعبہ زندگی اپنی رفتار ترقی کو زیادہ تیز کرنے اور سکھ چین کی زندگی بسر کرنے کے لئے دیسی اشیاء کا استعمال اور سادہ زندگی لازمی ہے، سادہ زندگی بسر کئے بغیر اقتصادی اور سیاسی لائنوں میں ترقی غیر ممکن ہے

میں اپنا یہ خیال کیوں ظاہر کر رہا ہوں، اور کیوں مسلمانوں کو سادہ زندگی بسر کرنے کی ترغیب دے رہا ہوں اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستانی مسلمانوں کی ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان کی نجات جس چیز پر منحصر ہے وہ دیسی چیزوں کا استعمال اور سادہ زندگی بسر کرنا ہے، پرماتما مسلمانوں کو عمل کی توفیق دیں،

پریم کی شکتی

(بابا پرمانند اداس کبیر پنتھی برہانہ نواسی کے قلم سے)

پرنام اس پوتر جیون، پریم مورت، شکتی سروپ، پرشوتم مہا پران کو جس کی پریم لیلا سننے اور اس کے سندر کرتب کے درشن کرنے کو اس سمے سنسار میں سب ہی نر ناری ابھلاشی ہیں،

پرنام اس موہن مورت جگت جوتی عرب دیش کے اس راج کمار کو جس نے عرب دیش کا اتیاچار روکنے کے لئے محمد روپ دھارن کیا اور جس کا پرگھٹ ہونا سنسار کے لئے شانتی کا سندیسہ تھا،

پرنام اس سمپورن شکتی، موہن مورتی، سندر سروپ، سندر ساجن میٹھے بول والے پریتم پیارے کو جس نے اپنے پرائے سب موہت ہوئے اور جس کے گیان بل نے جگت گرو کو پرگھٹ کیا،

عرب دیس کے راجکمار کی پرجا سنسار میں چالیس کروڑ بتائی جاتی ہے، یہ محمد صاحب کی پریم شکتی کا ثبوت ہے، یہ آپکی پریم شکتی ہی تھی جس نے شتروں یا بیریوں کو شدھ کر کے بالکل پوتر بنا دیا، جو تپت اور راکشس تھے وہ ایشور بھگت بن گئے جو پاپ میں ڈوبے ہوئے تھے وہ پریم و محبت میں ڈوب گئے آپ نے پریم کی ایسی منی بجائی، کہ کروڑوں کی جگہ پریم اور راستے لی، مدت کے بیری متر بن گئے جنگل کپٹ کا نام تک نہیں رہا، اور بیمار روح شرشٹ سنسار کی بیرا کو اپنا دھرم سمجھنے لگے،

آپ نے عرب نواسیوں کو پریم کا امرت پلا کر سنسار پر بہت بڑی کرپا کی ہے اگر آپ پریم کی جگہ تلوار کے زور سے اپنا دھرم پھیلاتے تو عرب کا ایک ہی راکشس آپکا متر نہ ہوتا، کیونکہ زور اور طاقت سے کوئی جتا و ہاری دل کے سنگھاسن پر براجمان نہیں ہو سکتا، اور کسی کے ہردے کا مالک نہیں بن سکتا، بلکہ سنسار میں اس کے خلاف ایک عام نفرت پھیل جاتی ہے اور اس کے سب بیری ہو جاتے ہیں، حالانکہ آپ پریمیوں کے ہردے کے مالک تھے، بھلا تلوار میں یہ شکتی کہاں کہ کوئی شخص دل کے سنگھاسن پر براجمان ہو جائے اور سنسار کے چالیس کروڑ منشوں کے ہردے پر حکومت کرے،

محمد صاحب نے سنسار کے سامنے جو قرآن کے نام کی پستک پیش کی، وہ پریم پتر تھا جس سے بیریوں کو اپنا بنا لیا، وہ کاغذوں کی کتاب نہ تھی بلکہ کام دیو کا سنبش

تھا جس سے پریم کے سنہرے تیر نکل نکل کر سنسار کے کلیجہ کو چھید رہے تھے،

پرنام ایسے پریتم پیارے کو جس کے راستے میں کانٹے بچھائے گئے، جس کا بائیکاٹ کیا گیا، جس کو پربھو کا سندیسہ دینے کے جرم میں دیس نکالا دیا گیا، جب وہ اپنے پیارے دیس میں فاتحانہ داخل ہوا تو سرکش بیریوں کو معاف کر دیا، اور اپنے دل میں کوئی چھل کپٹ نہیں رکھا۔

پرنام اس میٹھے بول بولنے والے پریتم پیارے کو جس کے بیری اس کے قدموں پر گر کر اس کے میٹھے بولوں کی وجہ سے اس کے سب سے بڑے جاں نثار ہو کر مرے اور آج اس کے سارے سنسار میں ان سچائی کے میٹھے بول بولنے والے سجن کے گیت گائے جا رہے ہیں،

ان کو پرنام اور ان کی نگری کو نمسکار جو چالیس کروڑ منشوں کے دل کے سنگھاسن پر براجمان ہوا۔

مساوات کا علم بردار

(از جناب لالہ شیو نارائن صاحب بھٹناگر ایڈیٹر روزانہ وطن دہلی)

آج دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان حضرت محمد صاحب کا یوم ولادت منا رہے ہیں، جو آنحضرت کو اپنا آقا و مولا کہتے ہیں، اور ان کے نام پر اپنی جان عزیز تک قربان کرنا ثواب دارین سمجھتے ہیں، پیغمبر اسلام کی عظیم شخصیت کا اندازہ اس چیز سے نہیں لگایا جا سکتا، کہ انکی زندگی میں انکی کیسی قدر و منزلت کی گئی، زندگی میں تو دنیا نے کسی ریفارمر کی بھی قدر نہیں کی بلکہ اس کا درست معیار یہ ہے کہ رفتار زمانہ کے ساتھ انکی تعلیم کا اثر بڑھ رہا ہے یا گھٹ رہا ہے، اگر حضرت محمد صاحب کو اس کسوٹی پر پرکھا جائے، تو ہر ایک غیر متعصب شخص کو انکی عظمت و بزرگی کا لوہا ماننا پڑے گا، حضرت محمد صاحب ایک جاہل قوم میں پیدا ہوئے جس کی راسخ الاعتقادی مخالفت کی تاب نہیں لا سکتی تھی، جہاں ذرا ذرا سی بات پر انسانی خون کا دریا بہا دینا معمولی کھیل تھا جہاں انسانوں خصوصاً صنف نازک کے ساتھ وحشیانہ سلوک ہوتا تھا، اور جس کی سب سے بڑی خصوصیت آپس میں لڑ بھڑ کر تباہ ہوتا تھا، حضرت محمد صاحب نے اپنی قوم کی مجلسی خرابیوں کا گہرا مطالعہ کیا، اور انہیں دور کرنے پر آمادہ ہو گئے، اپنے بیگانوں نے مخالفت کی، تمام زمانہ دشمن ہو گیا، وطن میں پناہ نہ ملی لیکن اس مرد خدا کے عزم صمیم میں فرق نہ آیا، جوں جوں مشکلات و مصائب بڑھتی گئیں، ان کی پائے ہمت میں استقلال آتا گیا، کسی نے سچ کہا ہے ؎

پھر تا ہے سیل حوادث سے کہیں مرد کا منہ

شیر سیدھا تیرتا ہے وقت رفتن آب میں

آخر وہ دن آیا کہ حق کو باطل پر فتح حاصل ہوئی، بڑے سے بڑے مخالفوں کی گردنیں جھک گئیں، اور آنحضرت کی بزرگی کو عام طور پر تسلیم کر لیا گیا، اس وقت حضرت محمد صاحب نے سوسائٹی کے بکھرے ہوئے شیرازہ کو درست کر کے ایسا مجلسی نظام باندھا جس کی آج تک دنیا میں کہیں نظیر نہیں ملتی، اسلام کی عظیم الشان فتوحات کا راز اسی مجلسی نظام میں تھا، اور آج بھی اسلامی طاقت کا سبب اس کے غیر معمولی مجلسی نظام میں پوشیدہ ہے حضرت نے اس مجلسی نظام کی بنیاد مساوات پر رکھی تھی، آپ نے خود کو ہمیشہ معمولی بندگان توحید کی صف میں پیش کیا، ان کے ساتھ ایک جماعت میں نماز پڑھی، ایک ہی دستر خوان پر کھانا کھایا، ایک فرش پر بیٹھ کر دینی و دنیاوی مسائل کا حل کیا، اس عملی تعلیم کا اثر ان کے پیروؤں پر اس قدر گہرا پڑا، کہ حضرت عمر صاحب جیسے فاتح مجلسی حیثیت میں ایک معمولی کلمہ گو کے مساوی تھے اس سلسلہ میں مجھے دہلی کا ایک واقعہ یاد آگیا، کچھ عرصہ ہوا شاہ کابل جامع مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے، جامع مسجد کا صدر دروازہ شاید خاندان مغلیہ کی تباہی کے بعد پہلی مرتبہ امیر حبیب اللہ کے لئے ہی کھولا گیا تھا، مسلمانوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ مسجد کا وسیع صحن ہی نہیں بلکہ پریڈ کے میدان تک مسلمان ہی مسلمان نظر آتے تھے جو شاہ کابل کے ساتھ نماز پڑھنے کے شوق میں جمع ہوئے تھے، ممبر کے قریب پہلی صف میں شاہ کابل کی بغل میں ایک معمولی بہشتی بھی کھڑا ہو گیا، ارباب بست و کشاد نے اس بہشتی کو وہاں سے پیچھے ہٹ جانے کو کہا، بہشتی نے کہا، یہ تو خدا کا گھر ہے یہاں شاہ و گدا مساوی ہیں، اس پر شاہ کابل نے کہا درست کہتا ہے اسکو یہیں کھڑا رہنے دو،

ایسے واقعات بادی النظر میں معمولی ہوتے ہیں، لیکن ان کا اثر عوام پر ایسا گہرا پڑتا ہے، کہ بے عمل مولویوں کے ہزار ہا وعظ جن میں تمام قرآن شریف دوہرایا جاتا ہے اس کے سامنے بے کار ثابت ہوتے ہیں یہ اسلام کی مساوات ہی ہے جس نے ایک دنیا کو کشش کر لیا تھا، اور آج بھی کشش کر رہا ہے، اگرچہ مقابلہ کرنا بعض اوقات ناخوشگوار ہوتا ہے لیکن میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ہندو دھرم اور عیسائی مذہب مساوات میں اسلام سے کوسوں پیچھے ہیں، بیسویں صدی مساوات و آزادی کا زمانہ بتلایا جاتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں، کہ آزاد ممالک میں بھی مجلسی مساوات، اسلامی مساوات کا پاسنگ بھی نہیں ہے بیسویں صدی کے علمبردار مساوات روسی پیر و لینین کی زندگی کے روزمرہ کے واقعات اس وقت دنیا کے حافظہ میں تازہ ہیں لیکن حضرت محمد صاحب سے جو روایات وابستہ ہیں ان میں سے ایک ایک کے سامنے لینن کی تمام زندگی کے مجموعی واقعات بھی ہیچ ہیں، ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں نے جب تک مساوات کے بنیادی اصول کو مد نظر رکھا، ان کا اقبال دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا گیا لیکن جب اس ملک کی آب و ہوا کے اثر سے اس پر عمل کرنا بند کر دیا گیا، تو وہ حرف غلط کی طرح صفحہ عالم سے غارت ہو گئے،

گذشتہ پچاس سال کی مردم شماری کی رپورٹ پر سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کی تعداد غیر معمولی رفتار سے بڑھ رہی ہے اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان ہندوؤں کی نسبت زیادہ بچے پیدا کرتے ہیں، بلکہ اس کا حقیقی سبب یہ ہے کہ اسلامی مساوات غیر مسلموں کو کشش کر کے انکی تعداد بڑھا رہی ہے، بعض حضرات کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ لیکن میں اسے تسلیم نہیں کرتا، اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اسلام کے پھیلانے میں بعض اوقات تلوار سے بھی کام لیا گیا ہے اسلام کی عالمگیر ترقی کا راز تلوار میں نہیں بلکہ اس کے مجلسی مساوات میں ہے، اس کی قوت جاذبہ میں ہے، اور میری رائے ہے حضرت محمد صاحب کی ایسی تعلیم ہے جو مجھے دنیا کی کسی دوسری زندہ سوسائٹی میں نظر نہیں آتی عظیم شخصیت ہمیشہ وسعت پذیر ہوتی ہے مفید تعلیم کا حلقہ اثر روز بروز بڑھتا جاتا ہے، حضرت کی تعلیم میں مجھے یہ خوبی محسوس ہوتی ہے کہ اس سے انکی عظمت کا سکہ میرے قلب پر بیٹھا ہوا ہے،

نظمیں اور نعتیں

ذروں میں ترا پرتو تاروں میں نور تیرا

جناب ابوالجمال سید محمد عبدالرؤف صاحب اختر آزاد کوڑا جہان آبادی

ہر شے میں نور تیرا ہر جا ظہور تیرا
ہر ایک لب پہ چرچا نزدیک و دور تیرا
کیوں کر ترے دیکھنے کو بالائے طور جائیں
ہر ایک شے میں جب ہو ظاہر ظہور تیرا
جو عقل سے ہیں عاری وہ منحرف ہیں تجھ سے
قائل ہے صدق دل سے ہر ذی شعور تیرا
معمور سارا عالم تیری تجلیوں سے
ذروں میں ہے ترا پرتو تاروں میں نور تیرا
محروم کون ہے یاں فیض اتم سے یا رب
جلوہ فگن جہاں میں ہر جا ہے نور تیرا
اعمال گو برے ہیں، افعال گو زبوں ہیں
ہر آسرا ہے مجھ کو رب غفور تیرا
دیدار سے ہوں تیرے آنکھیں مری منور
یا رب مجھے میسر قرب و حضور تیرا
ہے ذات ہی سے تیرے دیر و حرم کی رونق
بابِ جہیم تری ہے قصر حور تیرا
آزاد کی بھی یا رب دے بخش سب خطائیں
اس پر بھی اب کرم ہو رب غفور تیرا

رباعی

حب نبی ضرور ہے عشق خدا کے بعد
نعت رسول فرض ہے حمد خدا کے بعد
مخلوق میں نہیں ہے کوئی ہمسر و عدیل
سب سے بڑی ہے ذات محمد خدا کے بعد

رسول پاک

تضمین بر نظم جناب حضرت جوش ملیح آبادی

(از مصور جذبات نور لدھیانوی)

اے وہ بشر کہ باعث رونق ہفت کشوری
اے وہ بشر کہ موجب زینت بزم سروری
اے وہ بشر کہ ہے قبا چہرا اولے دلبری
اے وہ بشر کہ پھونک دی بزم نشاط کافری
ریشہ خوف بن گیا رقص بتان آذری

کے ترانے سوز سے چھیڑی جو تار ساز کی
پردہ راز میں نہ پھر رہ سکی بات راز کی
اور ہی شان ہو گئی اللہ رے حجاز کی
خشک عرب کی خاک سے لہریں اٹھیں بلندی
قلزم ناز حسن میں آت رے تری شناوری

تجھ سا کوئی جمیل ہے اور نہ کوئی جمیل ہے
تو بخدا ہے بے مثال اور تو بے عدیل ہے
تو ہے بشارت کلیم، آرزوئے خلیل ہے
تیری پیمبری کی یہ سب سے بڑی دلیل ہے
دشت نوردوں کو دیا تو نے شکوہ قیصری

باعث فخر دو جہاں بندہ نواز تیری ذات
راحت جان عاشقاں تیری نگاہ التفات
تیرے ہی دم سے جلوہ گر ہوں رونق بزم شش جہات
لحن سے تیرے منتظم پست و بلند کائنات
تان سے تیرے منضبط گردش چرخ چنبری

تو نے صدائے حق بلند کی جو خلاف کفر کے
ختم ہوئے تمام تر رقص و طواف کفر کے
بھید جو تھے چھپے ہوئے کھل گئے صاف کفر کے
تیرے سخن سے دب گئے لاف و گزاف کفر کے
تیرے نفس نے سرد کی گرمی سحر سامری

نیر اسلام

مصور جذبات نور لدھیانوی

آج خود روتا ہے اور دکھ کو رلاتا ہے مجھے
کھینچ کر درد کی تصویر دکھاتا ہے مجھے
اپنے ماضی کی تہیں یاد دلاتا ہے مجھے
خواب دیرینہ کی تعبیر دکھاتا ہے مجھے
آہ اک درد بھرا قصہ سناتا ہے مجھے
حالت قوم پہ دو اشک بہاتا ہے مجھے
بخت خوابیدۂ مسلم کو جگاتا ہے مجھے
یعنی بگڑی ہوئی حالت کو بتاتا ہے مجھے
کام لینا ہے تو لینا ہے دعا سے مجھ کو
آج کچھ مانگنا ہے اپنے خدا سے مجھ کو

یاد ایام کہ خوش بخت تھے دل شاد تھے ہم
نصرت دین کی اک تازہ ترین یاد تھے ہم
ماہر علم تھے ہم صاحب ایجاد تھے ہم
فن کے استاد جو تھے ان کے بھی استاد تھے ہم
یاد ایام کہ تا شاد نہ تھے شاد تھے ہم
آج کی طرح نہ برباد تھے آباد تھے ہم
خوف گلچیں تھا، نہ صرف غم صیاد تھے ہم
صورت سرو چمن دہر میں آزاد تھے ہم
وہ بھی دن تھے کہ ہر اک بول تھا بالا اپنا
تھا سیہ خانہ عالم میں اجالا اپنا

ہم وہی ہیں کہ جو بچھڑوں کو ملا دیتے تھے
اور ڈوبے ہوئے بیڑوں کو ترا دیتے تھے
بد دعا کوئی جو دیتا تو دعا دیتے تھے
صبر کا نقش ہر اک دل پہ بٹھا دیتے تھے
ہم وہی ہیں کہ جو روتوں کو ہنسا دیتے تھے
ہم وہی ہیں کہ جو بگڑی کو بنا دیتے تھے
اوج پر خاک نشینوں کو بٹھا دیتے تھے
خاک کی چٹکی کو اکسیر بنا دیتے تھے
کبر و نخوت کو زمانہ سے مٹایا ہم نے
دہر کو درس مساوات پڑھایا ہم نے

ہم ہیں بد خلق کو خوش خلق بنانے والے
عدل و انصاف ہر انساں کو سکھانے والے
بھر کے جام مے توحید پلانے والے
شعلۂ کفر و ضلالت کو بجھانے والے
ہم ہیں قرآن کی تفسیر بتانے والے
ہم ہیں پیغام خداوند سنانے والے
بھولے بھٹکوں کو رہ راست پہ لانے والے
ہم ہیں معبود سے بندوں کو ملانے والے
دل پژمردہ انساں کو کھلایا ہم نے
اور غلاموں کو بھی سلطان بنایا ہم نے

عہد جس کام کا کرتے رہے کر دیتے تھے
راہ حق میں سر میدان ہی سر دیتے تھے
اپنے منظر یہ کی داد اہل نظر دیتے تھے
جز تحسین کا ہمیں اہل ہنر دیتے تھے
کوئی کرتا تھا طلب سیم تو زر دیتے تھے
مانگنے والوں کو ہم لعل و گہر دیتے تھے
گل امید سے ہم جھولیاں بھر دیتے تھے
ادھر اللہ سے لیتے تھے ادھر دیتے تھے
وہ بھی دن تھے کہ ثنا خواں تھا زمانہ اپنا
اہل عالم کی زبان پر تھا فسانہ اپنا

ہم پہ ایام مصیبت اگر آجاتے تھے — ہم تڑپتے تھے نہ روتے تھے نہ چلاتے تھے
کام ہم صبر سے لیتے تھے نہ گھبراتے تھے — یادِ حق سے دلِ بیتاب کو بہلاتے تھے
تفرقہ ظلم و ستم پہ کہیں سن پاتے تھے — دل ہمارا کہ جو ٹھنڈا سا بھی تھی تڑپ جاتے تھے
لوٹ کھاتے کبھی طور نہیں بجاتے تھے — بیکس و بے بس و لاچار کا غم کھاتے تھے

دل سے مظلوم رعایا کی نگہبانی کی
داد دی ہم نے زمانہ میں جہانبانی کی

تھا اگر دو ہیں جیئے ہم حق سے تو بیزار نہ تھے — حق کے دلدادہ تھے باطل کے پرستار نہ تھے
ماسوا کی مت لیئے پندار نہ تھے — دشمن قوم نہ تھے ملک کے غدار نہ تھے
کسی مثل پو ظالم و عیار و ستمگار نہ تھے — فاسق و فاجر و مکار و ریاکار نہ تھے
ہائے اس طرح سے رسوا سر بازار نہ تھے — جس قدر آج ہیں اتنے تو گنہگار نہ تھے

مے توحید سے لبریز تھا ساغر اپنا
سینکڑوں بار رہ حق میں کٹا سر اپنا

حاکم وقت تھے ہم صاحب توقیر تھے ہم — ہم جہانبان و جہاندار و جہانگیر تھے ہم
نصرتِ عزباء و مساکین کے دلگیر تھے ہم — اور بیوہ اور یتیموں کے خبرگیر تھے ہم
کون کہتا ہے کہ منت کشِ تقدیر تھے ہم — مائل عمل تھے ہم صاحب تدبیر تھے ہم
غیر منصف کے لئے غیرت شمشیر تھے ہم — عدل و انصاف کی خود بولتی تصویر تھے ہم

حاکم وقت کے بیٹے سے بھی ہو تی جو خطا
اس کو بھی درد کی ملتی تھی سنگین سزا

تھا یہ سب کچھ اسی اک مرد خدا کے باعث — منبع لطف و کرم بحر سخا کے باعث
ساقی کوثر و محبوب خدا کے باعث — سایۂ ذات احد شاہ ہدیٰ کے باعث
ہاشمی نسب شہ ارض و سما کے باعث — مصدر لطف ازل عین عطا کے باعث
موجب زینت معراج و دنیٰ کے باعث — یعنی اس صاحب لولاک لما کے باعث

ہاں وہی قید جہالت سے چھڑایا جس نے
آدمی حضرت انساں کو بنایا جس نے

وہ کہ کہتی ہے جسے افضل و اعظم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے اکرم و ارحم دنیا
وہ کہ کہتی ہے جسے نور مجسم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے نیر اعظم دنیا
وہ کہ کہتی ہے جسے ذرے کا ہمدم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے مونس آدم دنیا
وہ کہ کہتی ہے جسے ذات مکرم دنیا — وہ کہ کہتی ہے جسے رحمت عالم دنیا

رہبر خضر تو بلی، حامی موسیٰ بھی وہی
حسن یوسف بھی وہی ہے وہ مسیحا بھی وہی

وہ گنہگاروں کو دوزخ سے بچانے آیا — شعلۂ نار جہنم کو بجھانے آیا
ڈنکہ توحید کا عالم میں بجانے آیا — فتنۂ کفر و ضلالت کو دبانے آیا
وہ جو روٹھے بندوں کو ملانے آیا — اور باطل کی پرستش سے چھڑانے آیا
نوع انسان کی بگڑی کو بنانے آیا — ڈوبتی کشتئ امت کو بچانے آیا

آیا اس شان سے اوڑھے ہوئے کالی کملی
وہ جلالی و جمالی وہ نرالی کملی

مژدۂ بخشش امت وہ سنانے والا — اور حقداروں کو حق ان کا دلانے والا
غم و اندوہ سے انساں کو چھڑانے والا — بے وفاؤں کو وفادار بنانے والا
خود سروں کو سبق عجز پڑھانے والا — سرکشوں کو رہ حق میں جھکانے والا

امتیاز نسب و نسل مٹانے والا — ایک ہی سطح پہ ہر قوم کو لانے والا

یہ نہ جسے بادشہ ارض و سما کہتے ہیں
ہاں خدا تو نہیں محبوب خدا کہتے ہیں

وہ غریبوں کا غم و رنج گھٹانے والا — وہ امیروں کو مساوات سکھانے والا
وہ ضعیفوں کو توانائی دلانے والا — اور بچوں کو محبت سے بلانے والا
اپنے سینے سے یتیموں کو لگانے والا — اور مسکینوں کا دکھ درد بٹانے والا
کرکے احسان نہ احسان جتانے والا — وہ خدا کے لئے گھر اپنا لٹانے والا

غمگساری کا ہو کیا اس سے زیادہ امکاں
ہوئے امت کے لئے اس کے نوا سے قرباں

لایا قرآن کی صورت میں خدا کا پیغام — بھر کے دنیا کو پلائے مے توحید کا جام
سر باطل پہ چمکتا رہا شمشیر صمصام — حق پرستی کا سبق اس نے دیا صبح و شام
سرنگوں کفر کا جھنڈا کیا تو ڑے اصنام — اہل ایمان کو سکھلائے سجود اور قیام
استقامت میں عمل کے رہے ہم جب تک کام — محو تا زیست رہے سوچا نہ صد حیف انجام

اسی باعث سے تو ہم شان کو کھو بیٹھے ہیں
جس قدر ہنستے تھے اب اتنا ہی رو بیٹھے ہیں

روگ کچھ ایسا لگا بیٹھے ہیں جان کو اب ہم — کچھ سمجھتے ہی نہیں سود و زیاں کو اب ہم
کھو چکے علم کے اس گنج گراں کو اب ہم — اور بلبل بیٹھے ہیں کچھ طرز فغاں کو اب ہم
خود مٹانے لگے ہیں نام و نشاں کو اب ہم — خود کو خود چھوڑ چکے تاب و تواں کو اب ہم
دیکھتے ہی نہیں حالات عیاں کو اب ہم — بھول بیٹھے ہیں خداوند جہاں کو اب ہم

نالہ پا بیٹھے نفس اے دل دلگیر نہیں
آہ موجود ہے پر آہ میں تاثیر نہیں

ہم میں ایمان کی پہلی سی حرارت نہ رہی — وہ عبادت وہ طلاوت وہ جلالت نہ رہی
طاقت و ہمت و جرأت وہ شجاعت نہ رہی — وہ حکومت وہ کرامت وہ فضیلت نہ رہی
شان و شوکت نہ رہی عزت و حرمت نہ رہی — وہ دیانت وہ صداقت وہ تجارت نہ رہی
وہ عقیدت وہ محبت وہ مودت نہ رہی — وہ مروت وہ اخوت وہ حمیت نہ رہی

حال سے بے حال بنا طور ہی بے طور ہوئے
پہلے کچھ اور تھے اب اور سے کچھ اور ہوئے

اے خدا پھر سے ہرا نخل تمنا ہو جائے — پھر سے یہ غنچۂ امید شگفتہ ہو جائے
پھر تموج یہ ایماں میں ہویدا ہو جائے — پھر سے یہ قطرۂ ناچیز بھی دریا ہو جائے
صدقے اس شان کریمی کے کچھ ایسا ہو جائے — ذرۂ خاک بھی ہمدوش ثریا ہو جائے
ہاں یہ پھر سے دل مسلم میں وہ پیدا ہو جائے — جس سے اک بار زمانہ تہ و بالا ہو جائے

اوج رفعت میں فزوں سب سے ہو شان اسلام
پھر ہر اک قصر پہ لہرائے نشان اسلام

شمع ازلی سے پھر ہر سمت اجالا کر دے — ظلمت کفر کو یارب تہ و بالا کر دے
بخت بیدار طفیل شہ والا کر دے — شوق مدینہ کو دنیا سے نرالا کر دے
چشم حیرت زدہ کو نرگس شہلا کر دے — پھر مسلمانوں کے ہر بول کو بالا کر دے
شاہ کو شان کے شایاں و بالا کر دے — سر نے اکبار سے پھر ادنیٰ کو اعلیٰ کر دے

گوش شنوا کو سنا دے وہی آواز کہن
اسی مضراب سے پھر چھیڑ دو ہی ساز کہن

عرب کا چاند

از جناب خلیق صاحب راشدی بربان پوری

چار جانب جب گھٹا چھائی تھی کفر کی چھائی ہوئی ۔ سارا عالم تھا نمونہ پردۂ ظلمات کا
بت پرستی بت پرستوں کی تھی پھیلائی ہوئی ۔ نقشہ نقشہ میں نظر آتا تھا منکرات کا
نور ایماں کی ضیا انساں سے کوسوں دور تھی
کیا نظر آتا کہ ہر چشم خرد بے نور تھی

جب جہاں میں حق دیا ملائک نہ تھا کوئی ۔ اپنی گمراہی کی خود رہبر بنی تھی ہر نظر
جب نواؤں سے تہا اپنی بصد ذوق کا شا ۔ حقیقت کے کیف میں گم بار تہا کوئی بشر
جب تھا خالی ہر ربط دل نغمۂ توحید سے
جب نہ کوئی واسطہ تھا کلمۂ توحید سے

جب نہ تھی اسلام کی کچھ وقعت دہر میں ۔ ہر طرف پھیلا ہوا تھا جاہلیت کا سماں
جب نہ تھی روشن کوئی شمع ہدایت دہر میں ۔ کار فرما تھیں جہاں میں کفر کی تاریکیاں
جب تھی عالمگیر ظلمت انتہائی کفر کی
ذرہ ذرہ پر جہاں کے بھر رہی تھی تیرگی

دفعتاً چمکا ہوا بدر نبوت جلوہ گر ۔ مشرقی پہلو عرب کا روشنی سے مطلع تھا
اس کے جلووں نے کیا ظلمت کو فرد میں نظر ۔ ہر بشر کا قصر ہستی نور سے معمور تھا
اس کی ضو سے بارش انوار تھی چاروں طرف
تیرگی دوش زمین پر بار تھی چاروں طرف

رہ گئیں سمٹ اپنا منہ لیکر کفر کی تاریکیاں ۔ عالم کثرت میں تابندہ ہوا وحدت کا نور
شش جہت میں ہر طرف رحمت کی چھائی بدلیاں ۔ مومنوں کے دلوں میں پیدا ہوگیا کیف سرور
بادۂ توحید پیکر جو مشتاق ہر بشر
تیرگی کفر کا جاتا رہا دل سے اثر

غرق ہو کر رہ گئی ظلمت فضائے نور میں ۔ مستعد ہر جوں پہ بحر مطلع انوار تھا
تھی بہار نغمۂ وحدت فضائے نور میں ۔ مرکز سرکار صحرا رشک صد گلزار تھا
رحمت حق کی زمیں پر کوندتی تھیں بجلیاں
کر رہا تھا ہر طرف نور خدا ضو پاشیاں

ہر یک شتاب سب ذرے زمیں کے ہوگئے ۔ نور یزدانی کے جلووں کی ضیاباری ہوئی
دور پردے ہر نگاہ دوربیں کے ہوگئے ۔ کلمۂ توحید کی پھر گرم بازاری ہوئی
دین حق کے سامنے ہر دین باطل ہوگیا
کثرت انوار کا مامن ہر اک دل ہوگیا

خمسہ بر غزل قدسی

از جناب محمد اسرائیل خاں صاحب کامل کرولی ضلع بجنور

مرحبا سید کونین رسول عربی ۔ من فدائے تو شوم اے شہ شاہ لقبی
کیسی تفسیر ہے والقیل کی گیسوئے نبی ۔ دیکھ کر اس رخ زیبا کو یہ پڑھتے ہیں سبھی
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہے یہی حسن جو مطلوب خدا ہوتا ہے ۔ سینۂ عشاق یہی وجہ شفا ہوتا ہے
دل مجھ کو جب دھیان سما رہتا ہے ۔ جذبۂ شوق میں یوں گرم نوا ہوتا ہے
من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چہ جمال است بدیں بوالعجبی

اے مسیحائے دو عالم تب ہجراں کب تک ۔ شکوۂ بخت و گلۂ گردش دوراں کب تک
مضطرب ہوں کرو کیا لیں یہ رخ باکی تک ۔ شدت سوز محبت کے یہ ساماں کب تک
چشم رحمت بکشا سوئے من انداز نظر
اے قریشی لقبی ہاشمی و مطلبی

مال صدیق وا بس ما قسر نی کہ صدقہ ۔ عمر و حیدر و عثمان غنی کا صدقہ
سننے سرکار حسین ابن علی کا صدقہ ۔ ان کے اس جود کا او تشنہ لبی کا صدقہ
ما ہمہ تشنہ لبانیم و توئی آب حیات
لطف فرما کہ ز حد میگذرد تشنہ لبی

ایام جہالت

از جناب منشی محمد صدیق حسن صاحب منشی دہلوی

کفر کی چھائی ہوئی تھی ہر طرف گہری گھٹا ۔ چل رہی تھی شرک کے عالم میں ہر سمت ہوا
گمرہی میں سر سے پا تک ہر بشر تھا مبتلا ۔ تھی غبار جہل سے تاریک دنیا کی فضا
لات و عزیٰ کی پرستش میں ہر اک سرشار تھا
نام معبود حقیقی سے ہر اک بیزار تھا

ہو چکا تھا ہر بشر کے دل پہ کثرت کا اثر ۔ مٹ چکا تھا اک کلام وحدی وحدت کا اثر
چپے چپے پر نمایاں تھا ضلالت کا اثر ۔ ہر جگہ ہوتے عیاں تھا کبر و نخوت کا اثر
سارا عالم بادۂ تکفیر سے مخمور تھا
نور ایماں ہر بشر کے قلب سے کافور تھا

رات دن تھا رہتا تھا سب کو فقط عورت ہی کام ۔ با وضو شی سے نعلق عیش و عشرت ہی کا کام
ہر گھڑی ہر وقت بدکاری کی عادت ہی کا کام ۔ باتوں باتوں میں جہالت اور عداوت ہی سے کام
دشمن جانی تھا ہر اک دہر میں تعلیم کا
مادہ باقی کسی میں بھی نہ تھا تفہیم کا

ہو چکا تھا ہر بنی انسان کا ناقص دماغ ۔ مطلقاً گل ہو چکا تھا عقل و دانش کا چراغ
مٹ چکا تھا صرصر تکفیر سے ایمان کا باغ ۔ کوئی لے سکتا نہ تھا کثرت میں وحدت کا سراغ
بت پرستی ہو رہی تھی دہر میں کس زور سے
گونجتا تھا سارا عالم گمرہی کے شور سے

غرق بحر معصیت تھے چہ اناث و چہ ذکور ۔ اُجہل کی ظلمات میں تھا گل ہدایت کا وہ نور
چھپ گیا تھا وہ جو رہا تھا مائل فسق و فجور ۔ الغرض ان آنکھ انسانیت کو سوں تھی دور
آفتاب علم ابر جہل میں روپوش تھا
بادۂ غفلت سے ہر اک عقل کا فاموش تھا

ہر بزم آزاری جفا جوئی تھا دنیا کا چلن ۔ پائمال بغض تھی صلح و اخوت کا چمن
ہستی امن و سکون تھی شائی سرد و فتن ۔ قتل و غارت ہو رہا تھا پیشۂ ہر مرد و زن
آدمیت سوز فعلوں سے بشر مسرور تھا
نشۂ و حقانیت میں سارا عالم چور تھا

عہد رسالت

طور بنسل کا بہت ہی ہوگیا جب ناگوار　　یک بیک دریائے فضل حق ہوا بس جوش
اک بشر پیدا کیا ایسا خدا نے نامدار　　جو کہ آیا اس جہان تار میں انوار بار

گلشن عالم کی تنظیم و حفاظت کیلئے
راہ گم کردہ جماعت کی ہدایت کے لئے

ہر طرف سے غل اٹھا فخر رسالت ہے یہی　　ہادی حق مانع کفر و ضلالت ہے یہی
مخبر صادق یہی مختار جنت ہے یہی　　کل جہاں کے واسطے رحمت ہی رحمت ہے یہی

باعث تکوین دو عالم یہی انسان ہے
ناز ہے جس پر خدا کو وہ اسی کی شان ہے

اس کی آمد سے گھٹا رحمت کی ہر سو چھا گئی　　وہ جو آیا باغ میں فصل بہاری آ گئی
اسکی ہیبت سے شرارت کی فضا مرجھا گئی　　دیکھ کر اس کو عروس معصیت شرما گئی

درس ہر اک شخص کو دینے لگا اسلام کا
جا بجا اڑنے لگا پرچم خدا کے نام کا

مٹ گئی مذموم تر رسم دیرینہ دختر کشی　　ہو گئی معدوم مطلق رہزنی غارت گری
باہمی جنگ و جدل سے اب کو نفرت ہو گئی　　آدمیت آ گئی جو حیوانیت جاتی رہی

ہو گئی اصلاح دنیا نسخہ تہذیب سے
مل گئی سب کو رہائی بندش تخریب سے

اس کے قول و فعل کا قائل زمانہ ہو گیا　　ناوک اخلاص کا ہر دل نشانہ ہو گیا
نام نامی ہر کہہ ومہ کا ترانہ ہو گیا　　عام لطف عام کا گھر گھر فسانہ ہو گیا

دوست و دشمن اس کے حسن خلق کا دم بھرتا تھا
سارے عالم میں یہ شہرہ قاف تا قاف تھا

جا کے باطل کو دین حق کا شیدا کر دیا　　مشرکوں کو آن تا حق میں ہم آہنگ کر دیا
گمرہوں کو دین فطرت کا مقلد کر دیا　　اپنے بدگویوں کو شیدا اسے حامد کر دیا

اس کا دستور العمل معمول عالم ہو گیا
زخم گمراہی کو مسیحا بخش مرہم ہو گیا

وہ غریبوں کا معاون بیکسوں کا دستگیر　　وہ مددگار یتامی و مساکین و اسیر
شان اس کی بے مثال اور اسکی ہے نظیر　　اس کے آگے سرنگوں رہتے تھے سلطان و وزیر

اس کے ممنون کرم شاہان با عزت و وقار
اس کے مرہون عنایت سرکشان نابکار

راہ حق کی ہر مصیبت خوشی سے سہتا تھا وہ　　انتہائی صبر و استقلال سے رہتا تھا وہ
انتشار دین حق کیلئے مرنے میں ہنستا تھا وہ　　نقش ہو جاتی تھی دل پر بات جو کہتا تھا وہ

وقف صد آلام تھا حق کی حمایت کیلئے
جان کی پروا نہ تھی دین کی اشاعت کیلئے

حوصلہ کا دریا سے سخاوت اس قدر تھا جوش پر　　خدمت عالی میں آتا جس قدر بھی مال و زر
فی سبیل اللہ دیدیتا تھا وہ نیکو سیر　　اپنے خورد و نوش پر اصلا نہ کرتا تھا نظر

بھوک کی شدت میں تھی عادت شاہ زمن
باندھ لیتا تھا وہ اپنے پیٹ پر سنگ گراں

لاشیئم نکہت موئے رسول

از پیرزادہ شیر محمد صاحب عاجز صدیقی ساکن گھانگھر ضلع فیروزپور

اے صبا چل مجھے سوئے رسولؐ　　تاکہ دیکھوں جلوۂ روئے رسولؐ
میں یہ سمجھوں آ گیا فردوس میں　　ہو مرا مسکن اگر کوئے رسولؐ
اے نسیم صبح میں بیہوش ہوں　　لاشیئم نکہت موئے رسولؐ
ہے ہلال چرخ بھی ان پر فدا　　ایسے ہیں خوشتر وہ ابروئے رسولؐ
سورۂ والیل آئی وصف میں　　اس قدر ہے شان گیسوئے رسولؐ
سر جھکا کر ہو گئے منکر مطیع　　دیکھ کر وہ خلق نیکوئے رسولؐ
سب گلوں میں گلشن آفاق کے　　ہے سمائی نکہت بوئے رسولؐ
سرو کے دل میں یہی ہے ولولہ　　دیکھے ہر دم قد دلجوئے رسولؐ
کرتے تھے بیکس کی خدمت رات دن　　تھی ہمیشہ بس یہی خوئے رسولؐ
چاند نے چہرہ چھپایا ابر میں　　شب کو جب کی مدحت روئے رسولؐ
دیکھئے قسمت مجھے کب لے چلے　　رہتی ہے ہر دم نظر سوئے رسولؐ
ہے یہی تریاق بھی اکسیر بھی　　گر ملے خاک در کوئے رسولؐ
دین و دنیا میں بڑا ذی جاہ ہے　　جس کو قسمت سے ملا کوئے رسولؐ

پاسبانی کرتے ہیں عاجز ملک
کیا عجب ہے رتبۂ کوئے رسولؐ

روضہ کی تری چوکھٹ ہو اور سر ہمارا

(از جناب محمد شفیع صاحب کلیم منشی فاضل گورنمنٹ اسکول اٹک)

رحمت کی اک نظر اے چارہ گر خدارا　　تیرے سوا ہے اب کون سہارا
الفت میں تیری مولیٰ رہتا ہوں مضطرب دل　　پھرتا ہوں مہدکی میں گلیوں میں مارا مارا
خدمت میں چاہتا ہوں دن کی تیرے محمد　　دنیا کا چھوڑ بیٹھا ہوں کاروبار سارا
اے کاش کے وہ دن ہوں منہ ہند کا پیکر　　روضہ کی تیری چوکھٹ ہو اور سر ہمارا
جز تیرے در کی خدمت اور یاد خالق کل　　ہم میں نہ کام کرنے کا ہو کوئی سہارا
چوکھٹ کو چومتے ہیں تیری شہان عالم　　بیٹھا ہے سب کے دل پر سکہ شہا تمہارا
نکلے عرب سے خادم جب تیغ لیکے تیری　　ہلے میں ایک جیتا ایران و روم سارا
سمجھے اگر حقیقت دنیا کی چھوڑ دولت　　خادم کی تیرے شان ہو افزوں زمانہ والا

فانی کلیم ہوں میں اے کاش تیرے غم میں
امت میں تیرا عاشق اور تو ہے مرا پیارا

متاع جان و دل اے کاش ہو صدقے محمدؐ کے

از نثار احمد صاحب نثار

دل و جاں دونوں ہیں سو جان سے صدقے محمدؐ کے　　نظر آئیں خدایا مجھکو بھی جلوے محمدؐ کے
تمنا ہے یہی جب نزع کے آثار پیدا ہوں　　خدا کا ذکر دل میں لب پہ ہوں کلمے محمدؐ کے
مری بگڑی ہوئی تقدیر دم بھر میں سنور جائے　　متاع جان و دل اے کاش ہو صدقے محمدؐ کے
نہیں مخصوص شمع گل کی ہی ادر چاند تاروں کی　　نظر آتے ہیں ہر شے میں مجھے جلوے محمدؐ کے
فنا رنج و غم سے قلب مضطر مطمئن کر دے　　خدایا چاہتا ہوں تجھ سے صدقے محمدؐ کے
صدائے میں لن ترانی کی جگہ پر لن ترانی کی　　اگر ہوں طور پر جلوہ نما جلوے محمدؐ کے

نہ کیونکر عالم بالا کا رتبہ اور بالا ہو   جھکے ہیں عرش وکرسی ہر جگہ نقشے محمد کے
نقلا اک مصر کی بازار ہی میں ذکر یوسف تھا   تعالیٰ ہو جہاں تک ہوتے ہیں چرچے محمد کے
بھروسا کچھ نہیں ہر دم کا اسے اللہ ایسا ہو   مری ہر سانس چلتی ہی رہیں کلمے محمد کے
نہ چھوٹے است جانے کو دم بھر کوئی حالت میں   زہے رحمت کہ دونوں جہاں صدقے محمد کے
حبیب حق للعالمین شمس الضحیٰ کہہ کر   پکارا ہے اللہ حق نے کیا رتبے محمد کے
تسلی اک ذرا ہو جائے ان مشتاق آنکھوں کی   کہیں ہی ہو کچھ لوں میں اے خدا جلوے محمد کے
کہیں ہو جائیں ہم بھی ان کے ادنیٰ جانثاروں میں   سمائیں اپنے سر میں بھی کہیں سودے محمد کے
ہمارا نقد جاں تو اس کے قابل ہو نہیں سکتا   خدائی جس کی گاہک ہے وہ ہیں سودے محمد کے
ملائک فرش سے آتے ہیں جو کہٹ چومنے ان کی   بشر سمجھے گا کیا اسرار رتبے محمد کے

اندھیری قبر اپنی ہو گئی یکبار گی روشن
نثار کے لئے نظر تربت میں جب جلوے محمد کے

کہ ہزاروں سجدے ہیں جبہ سا سر راہ منزل ناز میں

(از جناب لسان الحسان علامہ ضیا القادری البدایونی)

وہ تجلیاں سر عرش کی نظر آئیں ارض حجاز میں   کہ نشان سجدہ چمک اٹھا سر راہ فرق نیاز میں
مرے تاجدار کرم نما دم ہو یہ چشم پوشی کرم ترا   کہ ایک فرد گناہ ہے سر شیشہ نماز میں
سرے طور جا کے گئی چاندنی بنے ذرہ ذرہ چاند میں   تھے ہزاروں جلوے دبے ہوئے تری اک تبسم ناز میں
یہ کمال جو ہے حسن تھا رخ مصطفیٰ کے جمال کا   کہ صفات و ذات سب آئینہ بہ جلوت آئینہ ساز میں
یہ گدائے خاک نشین کہاں کرے خواہش ادم و جاں   کہ ہزاروں جنتیں گرد ہیں رہ تاجدار حجاز میں
وہ جمال شمع لقا جو ہوا فدا نظر آشنا   ہوئیں سب حقیقتیں آئینہ جو نہاں تھیں حسن مجاز میں
سر عرش ہی نہ رہے جدا قدم حضور سے یہ گرا   رہیں مقام محمدی پہ جبیں ہو غلام شکل ایاز میں
ہے کمال جادہ قرب کہ گدا اپنی شان نیاز کا   کہ ہزاروں سجدے ہیں جبہ سا سر راہ منزل ناز میں
مرے شوق دید کا سلسلہ تھا کہیں نہ ہو مختصر   کہ عیاں وہ عارض حق نما ہے نقاب لطف مجاز میں
دل بادہ خوار میں مدتوں تب ہو خادم لا طلب   یہ سرور نشۂ معرفت ہو شراب جام حجاز میں
میں ازل سے بادہ پرست ہوں کہ گرانے ساقی عشق   سر قدم مست الست ہوں کہ ہوں رنگی مجلس ناز میں

یہی آرزو ہے کہ اے خدا در مصطفیٰ پہ مرے ضیا
ہو شمع عشق کے پاس ہی مری قبر ارض حجاز میں

ہے خاک بھی تو میاں کیمیا مدینے کی

(از نتیجہ فکر امیر احمد صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ بکسنی ماشداڑ)

ہوائیں اچھی ہوا ہے ہوا مدینے کی   فضائیں اچھی فضا ہے فضا مدینے کی
مریض عشق نے پائی دوا مدینے کی   شفا ملی تھی تو کیسی شفا مدینے کی
ہوا ہے دل کے لئے دل ربا مدینے کی   فضا ہے جاں کے لئے جانفزا مدینے کی
غذائے روح ہے قلبی غذا مدینے کی   دوائے قلب ہے جانی دوا مدینے کی
جو یاد دل میں ہو وصل عطا مدینے کی   فضا ہے آنکھوں میں اے مرحبا مدینے کی
گلی گلی ہے جو خلد آشنا مدینے کی   تو اینٹ اینٹ ہے مشک وحنا مدینے کی
جو کیاری کیاری ہو جنت نما مدینے کی   کلی کلی ہے مشک آشنا مدینے کی
ہمارے دل کی کلی ہے کلی کلی واللہ   جو صبح صبح کو آئی صبا مدینے کی
وہاں کا پانی ہے آب حیات سے بڑھ کر   ہے خاک بھی تو میاں کیمیا مدینے کی

جنت ہے طیبہ کی قبلہ تمہارے قبلہ   ہے سمت کعبہ ہی کعبہ نما مدینے کی
بقا تو دردِ زبان قول حضرت رحیاں   خدا وہ بادہ دکھائے فضا مدینے کی

ہے لاجواب یہ نسخہ علاج بالغذا کا
بقا بقا ہی بقا ہے فضا مدینے کی

دور کر دیتے ہیں درد و غم دل رنجور سے

(از جناب غلام محمد صاحب موزوڈ بائی گورنمنٹ پریس آگرہ)

دل ہے روشن مصطفیٰ کے عارض پُر نور سے   کیا غرض ہو شمع سے مطلب کیا چراغ طور سے
غیر ممکن ہے کوئی بندہ ہو ہمسر آپ کا   آپ کو پیدا کیا خالق نے اپنے نور سے
آپ کے شمع رخ روشن کے جو پروانے ہیں   کیا غرض جنت سے ان کو کیا قصور و حور سے
رکھتے ہیں جو خوف حق چلتے ہیں ہر قول پر بھی   ہوں گے وہ محفوظ خوف سے سر بسر
ہوگی ذات احمدی اس روز شفیع عاصیاں   آئیں گے جن و بشر نظر کل انبیا مجبور سے
ذرہ ذرہ میں درخشاں ہے جمال احمدی   عالم بالا بھی روشن ہے انہیں کے نور سے
آپ ہی درمان بہار و حسن ہیں واللہ ہیں   دور کر دیتے ہیں درد و غم دل رنجور سے

بالیقیں حاجی مرے ایمان کی کہتے ضیا
دل ہو روشن گر نبی کے چہرہ پر نور سے

خلق کے ہادی خلق کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم

(از جناب سید مرتضیٰ حسن صاحب دعا بدایونی)

خلق کے ہادی خلق کے رہبر صلی اللہ علیہ وسلم
سب سے اعلیٰ سب سے بہتر صلی اللہ علیہ وسلم

سید والا سید برتر صلی اللہ علیہ وسلم
مالک دنیا شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم

حور و ملک ہیں جن و بشر ہیں سب ہیں آپ کے تابع فرماں
ان کے ان کے سب کے افسر صلی اللہ علیہ وسلم

فرش کے اوپر عرش کے نیچے کوئی نہیں ہے کوئی نہ ہوگا
تم سے اعلیٰ تم سے اعلیٰ تم سے بڑھ کر صلی اللہ علیہ وسلم

صورت اچھی سیرت اچھی عادت اچھی خصلت اچھی
نور خدا ہیں آپ سراسر صلی اللہ علیہ وسلم

خلق کے حامی خلق کے والی خلق کے آقا خلق کے مولا
میرے مالک میرے سرور صلی اللہ علیہ وسلم

دشمن کی بھی بات نہ ٹالی کیا ان سب پر چشم کرم تھی
خلق مجسم رحم سراسر صلی اللہ علیہ وسلم

نبیوں کے سردار تمہیں ہو دینوں کے مختار تمہیں ہو
سب ہیں خادم تم ہو افسر صلی اللہ علیہ وسلم

آفت میں ہوں مشکل میں ہوں وقت مدد ہے خلق کے والی
سن لیجئے دکھ دردِ غم اک جان مضطر صلی اللہ علیہ وسلم

مالک دنیا مالک عقبیٰ مالک دوزخ مالک جنت
تاج شفاعت آپ کے سر پر صلی اللہ علیہ وسلم

تیرے سوا اے سب کے آقا کوئی نہیں دنیا میں دعا کا
چھوڑ کے جائے کہاں وہ یہ در صلی اللہ علیک وسلم

ہاتھ خالی بابِ رحمت سے کوئی پھرتا نہیں

(جناب محمد رضوان علی خاں رضوان ضیائے بدایونی)

ہاتھ خالی بابِ رحمت سے کوئی پھرتا نہیں
مدینہ منگتا بھر نہ لیا کیوں تری گھر میں گیا نہیں

یوں مدینہ سے جدا جنت میں ان لگتا نہیں
خلد میں لطف بہار گنبد خضرا نہیں

سب نبی میں عرش رفعت ہیں سبک مانا نہیں
بجز محمد کوئی نوشاہ شب اسرا نہیں

جشنہ موسیٰ کے لئے تھے لن ترانی کے حجاب
من رانی کہنے والے سے کوئی پردہ نہیں

کس کو ہوگی جب نہ ہوگی لاج میری آپ کو
حشر میں میرا کوئی پرساں مرے مولا نہیں

دیکھ کر معجزہ نمائی اس لب جاں بخش کی
مائل اظہار اعجاز لب عیسیٰ نہیں

قبلۂ عالم ہے کعبہ ہو مگر کعبہ مرا
آپ کے در کے سوا ہی قبلہ کعبہ نہیں

سب کے سر پر ہے تو اے ظل خدا سایہ فگن
تجھ پہ ہے اللہ کا سایہ ترا سایہ نہیں

ترک ہو دم بھر یہ رضوان شغل نعت مصطفےٰ
دم زدن لیس بہر خدا معلوم کیا ہے کیا نہیں

دیگر

مصحف رخ کعبہ ابروئے جانان دیکھکر
قبلہ رو مصروف سجدہ ہو نہیں قرآن دیکھکر

جلوۂ مہر مبیں بدر تک پہنچی نقاب
خواب میں شان جمال ماہ کنعان دیکھکر

اے مسیحا کی بشارت اے خیال دلنواز
دل میں آ جا اضطراب درد پنہاں دیکھکر

سایۂ دامان رحمت چھا گیا سر پر مرے
شرم عصیاں سے مجھے سر در گریباں دیکھکر

کشتی اعمال کو ڈوبنے کی ہے تلاش
موج محشر قلزم رحمت کا طوفان دیکھکر

شافع محشر نے بخشی محشر میں بخشش کی نوید
جوش تقصیرات پر مجھکو پشیماں دیکھکر

ہے شب تاریک میں صبح کا نور ظہور
منہ اجالا ہے رخ سلطان خوبان دیکھکر

عدہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ یاد ہے
کیا کروں میں لے فرشتوں فرد عصیاں دیکھکر

نغمۂ نعت نبی لب پر ہے رضوان باربار
خلد میں رنگ بہار باغ رضوان دیکھکر

دیگر

خیال مصحف روئے نبی جب دل میں پنہاں تھا
مرے آغوش میں سینہ مرا سینہ میں قرآن تھا

تمہارا حسن صورت مطلع انوار یزداں تھا
تمہارے رخ کا آئینہ جمال ماہ کنعاں تھا

شبستان ازل میں نیا جلوہ یوں نمایاں تھا
عرب کا چاند تو مسند نشین بزم خوباں تھا

جنون عشق لیلیٰ میں عجب حال پریشاں تھا
گریباں پرزے پرزے یا شکستہ چاک داماں تھا

فرشتے وہ جبریل امیں کو سوں رہے پیچھے
شب اسریٰ حریم عرش جلوہ گاہ انساں تھا

تری شاہی کے صدقے چار یا پنجتن پیارے
ترے دو نوجواں تھے جنت فردوس پر قربان تھا

تمہاری آواز نے توحید حق عالم میں پھیلا دیا
تمہارا ہر قول تھا خطبہ احکام قرآں تھا

حضور داور محشر میں پہنچا اس لئے حاضر ہوں
بغل میں دفتر اعمال سر پر بار عصیاں تھا

بہار خلد کی تصویر کھینچی نعت میں دم سے
کلام نعت رضوان دلکش گلزار رضوان تھا

جوارِ حبیبِ خدا چاہیے

(از جناب نثار احمد خاں صاحب نثار دہلوی)

مجھے درد دل کی دوا چاہیے
غبار در مصطفےٰ چاہیے

نہ قبلہ نہ قبلہ نما چاہیے
نبی کا مجھے نقش پا چاہیے

مجھے دونوں عالم سے کیا چاہیے
سہارا فقط آپ کا چاہیے

یہی میری جنت یہی میری راحت
مدینے کی مجھکو فضا چاہیے

غلامان احمد میں داخل ہیں یا نہ
یہی مجھکو روز جزا چاہیے

ہو نظارہ حاصل ترے در کا مجھکو
نہ کچھ مجھکو اس کے سوا چاہیے

یہی میرا کعبہ یہی میرا قبلہ
ترے در کا سجدہ کیا چاہیے

تصور ترے زلف اور رخ کا مولیٰ
مجھے روز صبح و مسا چاہیے

فضائے مدینہ بہار مدینہ
مجھے خلد میں اے خدا چاہیے

شفیع دو عالم جناب محمد
مجھے ذکر صبح و مسا چاہیے

گدا ہی ترے باب عالی کا ہر دم
مجھے اے شہ دوسرا چاہیے

شب غم نہ میری ہے پروا نہیں
ترا دامان عبدالدجیٰ چاہیے

جگر تیغ ابرو سے گھائل ہوا
لب زخم سے مرحبا چاہیے

مجھے خلد کی کوئی پروا نہیں
جوار حبیب خدا چاہیے

نثار اپنے دل کو جو کرتا ہے روشن
تجھے وصف شمس الضحیٰ چاہیے

امت کے گناہوں کا دفتر دھلوا دیا کملی والے نے

(جناب ملا نصیر صاحب آزاد غازی پوری)

جب نور نبوت عالم میں چمکا دیا کملی والے نے
تاریکی کفر میں جلوۂ حق دکھلا دیا کملی والے نے

جو نقش ہدایت ہی بہا تھا مجھے دیا کملی والے نے
بھیا دل سنگدلان خوب فرما دیا کملی والے نے

ہو کعبۂ حق معمور یہ ٹوٹے اصنام کر لئے نور
شیرازۂ کفر و ضلالت دیں بکھرا دیا کملی والے نے

جو لا الٰہ الا اللہ کہہ کے زبان مبارک سے
توحید کا سکہ عالم پر بٹھلا دیا کملی والے نے

جو تیرے ہی پیچھے کر تھے آخر جو خلق الٰہی نے
ان سنگدلوں کو بھی صفت سکھلا دیا کملی والے نے

اے آزاد محزون خاطر ماتین کو رو رو کر آخر
امت کے گناہوں کا دفتر دھلوا دیا کملی والے نے

راحت عاشقاں درود شریف

سید الاحامد مولانا حسرت موہانی

مونس بیکساں درود شریف
راحت عاشقاں درود شریف

طالبان وصال کو ہر دم
چاہیے برزباں درود شریف

میری جانب سے ان کے پاس تک
لے چلے ارمغاں درود شریف

وہ بھی یارب جو دل ہوں کسی میں
کہ پڑھیں ہر گھڑی ہمکاراں درود شریف

یہ بھی اک فیض عشق ہے ورنہ
ہم کہاں اور کہاں درود شریف

شوق تمام حضرت کا حسرت
بن گیا ترجمان درود شریف

ہر راز سے واقف　　ہر رمز کا عارف　　اسرار کا کاشف

(۲)

اس وقت کی حالت　　طاری تھی جہالت　　تھی صفت عداوت

سفاک تھے انساں　　تھے بدتر حیواں
ظلمت کی گھٹائیں　　باطل تھیں ہوائیں
بیگانوں پہ مائل　　تھے حق کے نہ قائل

چمکا جو نبی وہ نور　　ظلمت ہوئی کافور　　عالم ہوا معمور

(۳)

جو کرتے عداوت　　ان پر بھی تھی شفقت　　ہر اک سے تھی الفت

بیکس کا تھا یاور　　گمراہوں کا رہبر
گرتے کو سنبھالا　　مفلس وہ ہمارا
وہ شافع عصیاں　　منابخشندہ دوراں

وہ نور ہدایت　　تفسیر حقیقت　　تھا شمع طریقت

(۴)

اک خاص وہ بندہ　　نبیوں سے مبرا　　ہر خوبی میں یکتا

وہ یوسف کنعاں　　یہ ماہ درخشاں
انبہ تھی زلیخا　　عالم ہلا شیدا
اسری یہ شاں　　تھا خلیفۂ یزداں

مرغوب خدا تھے　　محبوب خدا تھے　　مطلوب خدا تھے

(۵)

الکرمت والا　　یعنی شب اسرا　　تھا شکر خدا کا

رفرف پہ تھے مرکوب　　سج دھج میں بہت خوب
وہ صاحب لولاک　　طے کر کے سب افلاک
سدرہ سے جو گزرے　　تو عرش پہ پہنچے

مقصود تھا موجود　　ساجد تھا نہ مسجود　　احمد ہی محمود

(۶)

اے چشم بصیرت　　ہے باعث عبرت　　یہ درس حقیقت

عاشق تھے وہ ایسے　　ملت پہ فدا تھے
ایسا تو ہو غمخوار　　ذلت نہیں درکار
ممکن نہیں تمثیل　　امت کی ہو تکمیل

ہے شافع محشر　　وہ ساقی کوثر　　بہتر سے بھی بہتر

(۷)

یہ ساغر خستہ　　ہے ہجر کا خستہ　　تصویر سراپا

ہر عیب بھرا ہے　　دنیا سے تھکا ہے
اس درجہ ہے پرخطا　　ہے مستحق تادیب
محتاج کرم کا　　ہے بندہ تمہارا

بلند بچا لے　　دامن میں چھپا لے　　او گیسوؤں والے

زمزمۂ نعت

(از جناب ... صاحب ہاشمی بریلوی - بھوپال)

اے جلوۂ سبحانی تو ہے قاصد رحمانی - اے مقصد حقانی - اے طالب یزدانی

اے امی لقب والے - عالم کا نبی تو ہے
اے امی لقب [illegible] - محبوب نبی تو ہے
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

محبوب خدا کا تو - مرغوب خدا کا تو - مطلوب خدا کا تو - منسوب خدا کا تو

تو جلوۂ ربانی - تو خلق خدائی ہے
تو خلق کی تکمیل - تو فضل الٰہی ہے
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

دیا عزت ہے تو باعث برکت ہے - تو باعث خلقت ہے - تو باعث رحمت ہے

نور و نبی [illegible] - ہے واسطۂ ملت تو
تو دافع جہالت ہے - [illegible] تو
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

کونین میں اعلیٰ تو - کونین کا دولہا تو - کونین کا مجتبیٰ تو - کونین کا ماوا تو

تو گوہر یکتا ہے - ہے نخل منور تو
تو پھول [illegible] - خورشید منور تو
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

موسیٰ کا تو ہے یدبیضا - یوسف کی تو رعنائی - عیسیٰ کی مسیحائی - ایوب کی شکیبائی

ہر اک میں ترا جلوہ - ہے نور الٰہی تو
ہر شے میں تو ہی چمکا - محبوب الٰہی تو
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

وحدت کا سبق تو نے - الفت کا سبق تو نے - اخوت کا سبق تو نے - عزت کا سبق تو نے

محبوب خدا تو نے - دنیا کو دیا آکر
مطلوب خدا تو نے - دنیا کو دیا آکر
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

انسانوں میں بہتر تو - عالم کا ہے رہبر تو - نبیوں کا ہے افسر تو - ہے شافع محشر تو

بے رنگ کو دکھا جلوہ - ہے نور الٰہی تو
بے رنگ پہ کرم آقا - ہے فضل الٰہی تو
اے فخر نبی آدم - اے فخر نبی آدم

نغمۂ نعت

از خامہ رنگین منشی فاضل محمد یعقوب صاحب ... بریلوی ہیڈ مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام ... پورہ اندور

وہ شمع شبستاں　　وہ نخل گلستاں　　... خوباں

تھی زلف معنبر　　واللیل سراسر
والشمس والقمر　　تھا عارض انور

[illegible]

جھتے دل ... گرگئے

... کی اعلان ... فرمایا ہے

[illegible]

رسالہ نمبر ... کا ... [illegible]

[illegible]

بہر حال آپ سے میری کوشش ... ہے، سال ... خواہش ... قبولیت ... ہو گئی ہے، لیکن جب آپ کے ... والد طلب ہوں ... کے خیال سے نہیں ... بلکہ واقعی ... آپ کے قلب پر اثر ... اس کی رو سے ... رسول کا ... اس ... صاحب ... کی طرف سے ... سکتا ہے، ایک ... دیکھئے اور رسالہ ... مولوی کے ... کا ... ترے ... تو بھی یہ ... دور ... کسی ... کام ... ہے،

اب یہ زمانہ ایک ... تیرا ... سالانہ کہاں سے ... سب آپ ہی ... سکتے ہیں اور غور کریں ... دیکھئے ... بغیر ... کیسے طور سے مولوی کی ... آپ کے ... ہوں، اور آپ اس ... کا خیال ہی دل میں بٹھالیں، میں ... کی ... اور صرف یہ چاہتا ہوں کہ جب ... آپ کو

کسی کتاب کی ضرورت ہو تو آپ خط لکھنے کے بعد پتہ پر صرف حمیدیہ پریس دہلی یا دفتر رسالہ مولوی لکھدیا کیجئے

جہاں سے آپ کتابیں منگا سکتے ہیں وہیں سے حاصل کرکے آپ کو ... اور ... اس قدر کفایت سے کہ آپ حیران رہ جائیں،

میں ہندوستان کے ہر تاجر کے مقابلہ میں ... کی کوشش کرتا ہوں ... کسی اخبار و رسالہ میں کوئی ... رعایت کا اعلان ہوتا ہے تو ... اپنا اشتہار ... اپنا ... فروخت ... بیشک اسی رعایت سے اور اگر اس میں بھی کفایت کی کوئی صورت نکل آئے تو مزید رعایت ... نہیں کرتا ... رعایت کا ... اعلان ... کو کسی جگہ اور کسی طریق سے ... دفتر اس کو ... نہیں ...

حمیدیہ پریس ... کسی ... اگر آپ نے کتاب کی قیمت ایک روپیہ ... اور اس کے ... ہے کہ ... یہ کتاب ... پھر آپ کی ... وہ کتاب ... جائے گی، اور آپ ... کہ آپ کے دفتر والے ... آپ کو کیا خبر کہ آپ کا ... آپ کی ... نقصان کر رہے ہیں،

میں بہت ... ہوں ... چند ... ہے اگر کسی ... کوئی ایسا ... رعایت ... اشتہار ... آپ نے کسی ... مولوی کی ... کتاب کی ... ہو تو آپ ... نقصان ... بہر حال مولوی کا دفتر کوشش ... ہے کہ ... مولوی ... [illegible]

رؤف الرحیم

رسول اللہ کے سب سے بڑے عاشق میلاد نامہ ... کے
کون ہے جو رسول کریم کا شیفتہ نہیں ہے، جانتا ہے کون
ہے جو والہانہ انداز میں جو ش نہیں لگتا، عاشق
رسول حضرت ابوالکلام امیر دہلوی جو عشق رسول
میں چاہتے کچھ نہ پڑھے ... زندگی کا اصل
کتاب رؤف الرحیم کو عوام کی ... لائے ہیں،
ذہنیے اور آنکھوں سے لگائیے، پڑھیے اور ...
اضطراب محبت، آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیگا
پھر ایک ایک صفت میں وہ وہ نکتے بتلائے ہیں
کہ رسول کریم کا ہر عاشق پھڑک پھڑک جائے
... صفحات مجلد، رعایتی ... محصولڈاک ۲

رعایت نمبر محبوبی

کس کا دل چاہتا ہے کہ اپنا روپیہ ضائع کرے ... فقط ایک آنے
ہے کہ مفت نہیں لینا چاہتا، رسول نمبر ... گذشتہ تمام ایسے نمبروں
سے اس سال دو گنا خرچ ہوا ہے، اور یہ پرچہ بھی ایک ہی روپے میں شامل ہے
جس کی لاگت ... ہے، روپے کا کام روپے سے چلتا ہے، اتنا روپیہ دینا ہے
کہ ہوش پران ہیں، کہانی تو بڑی ہے، مختصر یہ ہے کہ آپ کی زندگی بخت
نوبت ہے، مجھے کتابیں خریدیے، میرا کام بن جائیگا، اور آپ کا بھی فائدہ ہے

پانچ روپے کی کتابیں طلب فرمایئے تو محصولڈاک کی رعایت، اب
ذرا محصولڈاک پر نظر ڈالیے تو آپ کو اس رعایت پر تعجب
ہو جائیگا، مجبوری سب کچھ کرا دیتی ہے

آمنہ کا لال

[illegible] حضرت علامہ
... کی کتاب ... سال سے
... محفل میلاد کی مجالس میں
میں پڑھی جاتی ہے اور وہ بھی غیر مسلم
... سے کتاب مسلمانوں
علمی تعلیم ... ہے، کتاب پڑھیے
ہیں ... ایک ... ہیں جو
... ساتھ ساتھ ... میں
کہ حال میں میلاد ... کا بہترین ...
والی ... انتخاب بہت محنت سے ہوا ہے
قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ۳ ... کل ...

میلاد نامہ
از حضرت خواجہ حسن نظامی

ایک سو اڈیشن شائع ہو چکے ہیں ۲۳۲ صفحہ کی کتاب
جامعیت ... بیانات ہیں، فضیلت، اعتبار
میلاد حضور کے زندگی کے حالات، ولادت آنحضرت
اور طفولیت سے شادی تک کے حالات ہیں اس کے
بعد دوسرا حصہ رسول بھی شروع ہوتا ہے جس کتب قدیم
کی بشارتیں، معراج، غریب مسلمانوں پر ستم، ہجرت
حمزہ کا اسلام، حضرت عمر کا اسلام ...
ہجرت، جہاد کے ... حالات حضرت عائشہ
کا واقعہ اور امہات المؤمنین کے حالات، فتح مکہ
اور رسول کی سوادلی ... وفات رسول تک
کے حالات ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ۳

سیرۃ نبوی

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل نوکچی
سیرت کی لکھی ۴ ... صفحوں کی مجلد کتاب ... میں
چھپی ہوئی ہے کاغذ بھی اعلی درجہ کا ہے اس کی قدر
یہ ہے کہ یہ مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں
سات سو چار مضامین ہیں اور ہر ایک سیرت رسول
کا ایک واقعہ ہے ... واقعات رسول
کریم کی زندگی کا اس کتاب سے معلوم ہو جاتے ہیں
تعلیم و تربیت کے جب اصول ہیں مد نظر رکھے
گئے ہیں اس کتاب کو والیان ریاست سے لیکر
غربا تک سب نے پسند کیا ہے ...
... قیمت ... محصول ۳

سیرۃ الحبیب

بہاولپوری فاضل محمد حبیب اللطیف صاحب کی تصنیف ہے
مولوی صاحب موصوف نے قرآن شریف سیر تواریخ
احادیث صحیحہ سے نہایت آسان ... اردو میں
ترجمہ کر کے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف
صالحین کے طریقے پر عجیب دلکش پیرایہ میں مسلسل طور
پر تصنیف کیا ہے، احادیث و آیات کے ساتھ ہی ...
تراجم و حوالے نقل کئے ہیں ...
کے آسان ... ہونے کی بنا پر
اس کی بہترین ... اور نہایت
عمدہ تقریظیں لکھی ہیں، بہت موثر کتاب ہے
قیمت ۱۲ محصولڈاک ۳ کل ...

فخر کائنات

سیرت کے مضمون ... میلاد کی محفلوں میں مفت
تقسیم کرنے کی کتاب، صاحب خیر حضرات تبرک
کی بجائے یہی کتاب تقسیم کرتے ہیں اور بہترین ...
کا ہے اس کتاب میں حضور صلعم کی زندگی کے ...
تمام حالات مختصر طور سے بیان ہوئے ہیں، علامہ
مسعود الرحمان ندوی کی لکھی ہوئی ہے جس کی تعریف
میں علامہ عبدالماجد بدایونی اور ...
رطب اللسان ہیں، قیمت ایک جلد ۳ ...
کی ... جلدیں ... ہیں،
سو جلدوں میں رعایت ... کر کے مفت
تقسیم کی جائے

بڑی سوانح عمری رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان، صحت
تاریخ، خوبی کاغذ، صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت
ممتاز ہے، تاریخ عرب اور میلاد رسول سے ...
تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں
عاشق رسول مصنف نے ... والہانہ انداز میں
لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ بے حد بصیرت افروز
ثابت ہوتا ہے ...
... مگر اس کا مطالعہ
ایک حیات دیتی ہے ... جوش پیدا کر دیگا
ضخامت ... صفحات قیمت اصلی ...
رعایتی قیمت مجلد ۱۲ محصول ۹

پانچ دلنواز مولود

مولود شہید بڑا ہی موثر و والہانہ میلاد نامہ
نظمیں بہت دلکش واقعات سچے ... صفحات
مولود طیش یہ مولود لطف عبارت اور
صحت بیان میں بہت ممتاز ہے ۴۸ صفحات
مولود جدید یہ ... کا مولود ہے
عبارت مرتب ... نظمیں اچھی ہیں ... صفحات
مولود سعدی چھوٹا سا میلاد نامہ ... صفحات
مولود دلپذیر نہایت شستہ عام فہم
زبان میں نہایت دلپذیر انداز میں لکھا ہوا مولود
ان سب کی ضخامت ... صفحات ہیں،
قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ... کل ...

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر بڑا مشہور میلاد نامہ ہے ...
نظمیں زبان ... ہیں، اشعار بیان بہت
ہی دلچسپ ... عورتیں بہت شوق سے
پڑھتی ہیں، قیمت ...

زیور ایمان یہ خالص عورتوں کی زبان میں
ہے بہت دلچسپ انداز ہے، صاف ...
ہے ... نظمیں ... بہت دلنواز
ہیں، عورتوں کے لئے ... نصیحتیں بھی ہیں
عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق و شوق سے
پڑھا جاتا ہے، قیمت ... صفحات ...
مجلد ہیں، دونوں کی قیمت ... محصولڈاک ...

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک
جس قدر نبی مبعوث ہوئے ... ان کا قرآن شریف
میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہے ... مستند
احادیث سے مستنبط ہے ... صفحوں کی مجلد کتاب
ہے ... حالات ... عجیب و غریب ...
[illegible] اہم ترین ... اس کتاب
... کے مختصر بیانات کے ...
میں امت محمدی کی ...
... کی ... ضخیم کتاب
... قیمت مجلد ... رعایتی ۱۲
محصولڈاک ۹ ... کل ...

[illegible]

شمائل ترمذی

نبی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص مبارکہ
عربی میں [illegible] امام ترمذی [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] یہ کتاب چھپی ہے سب سے افضل
ہے۔ [illegible] رسول کا کون مشتاق نہیں ہے
خصائل عالیہ کا کون پسند نہیں ہے، اور
کون نہیں چاہتا کہ اپنے آقا اور مولا کی سچی تصویر
پیش نظر رہے۔ یہ کتاب مجلد [illegible]
[illegible] ہے، کیونکہ بہت ہی پسندیدہ
ہے [illegible] اعلیٰ کاغذ عمدہ چھپائی
قیمت ایک روپیہ محصول [illegible] کل [illegible]

اسوۃ النبی

[illegible] اس کتاب میں
[illegible] اسلام کے [illegible] روایات جو رسول
کریم [illegible] مختلف کتابوں میں لکھے گئے ہیں
یکجا [illegible] کئے گئے ہیں۔ اس کتاب سے رسول
کریم کی [illegible] شخصیت کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ بڑے
بڑے [illegible] جنہوں نے اسلام کے سلسلے
میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی تھی، مجبور ہو کر جب [illegible]
کریم کے حال لکھنے میں تو انہیں بے ساختگی سے حضور
کی اعلیٰ شخصیت کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ یہ کتاب
انہی اقوال و بیانات کا مجموعہ ہے
قیمت ۵ محصول ڈاک ۵ کل ۱۰

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے [illegible]
کی سوانح عمری ہے۔ اس کتاب میں تعدد ازدواج
کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم
کی ازواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ
جواب ہے۔ اس کتاب میں حضرت عائشہ اور
حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط [illegible]
ہے۔ کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی
ہے۔ ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں
میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے، کیونکہ رسول اللہ
کی ازدواجی زندگی ایسی [illegible] ہے جس سے [illegible]
[illegible] قیمت ۱۲ محصول [illegible]

بارہ مجالس

[illegible] کتاب [illegible]
بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید
[illegible] (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت
(۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ
رسول اکرم (۸) محبت رسول (۹) فضائل
و اخلاق و حسن معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت
(۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات
کربلا۔ یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے، [illegible]
[illegible] میں سب سے بہتر کتاب ہے۔ اس کی خوبی یہ
ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی
سے پڑھ لیتے ہیں۔ قیمت مجلد ۱۲ محصول [illegible]

سیدہ کا لال

اس [illegible] علامہ راشد الخیری کا لکھا ہوا
شہادت نامہ [illegible] اسلامی قصہ پڑھ کر
سخت سے سخت دل ہل جاتے ہیں۔ اور [illegible]
حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت [illegible]
[illegible]
انگیز حالات جب مولانا کے قلم سے لکھے گئے ہوں
تو [illegible] سخت سے سخت دل انسان [illegible]
دعویٰ [illegible] کہ اس کتاب کا ایک باب بھی [illegible]
پڑھ لیگا یقیناً [illegible] کربلا [illegible]
[illegible] جو شخص [illegible] کتاب ختم [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

بڑا شہادت نامہ

۳۰۰ صفحہ کی [illegible] کتاب ہے [illegible] وفات رسول
سے یزید کے انجام تک پوری تاریخ لکھی گئی ہے [illegible]
[illegible] کہا گیا ہے کہ [illegible]
[illegible] ہے، جابجا [illegible]
شہادت حسین پر اتنی بڑی کتاب [illegible]
کے علاوہ دوسری نہیں ہے۔ [illegible]
[illegible] روایات [illegible]
[illegible]
اور [illegible] اس کتاب کو بہت ہی عقیدت [illegible]
پڑھتے ہیں [illegible] فروخت ہوتی ہیں
قیمت مجلد ایک روپیہ [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

محرم نامہ

ابن علی [illegible] و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی
کا لکھا ہوا شہادت نامہ [illegible]
سے شہادت حسین علیہ السلام تک تمام حالات [illegible]
[illegible] یہی وہ کتاب ہے [illegible]
[illegible] شیعہ و سنی ہر دو فرقہ [illegible]
مقبول ہے، یہی وہ کتاب ہے جو پچھلے چند سال
میں بارہ ہزار سے زیادہ چھپی اور ہاتھوں ہاتھ
فروخت ہوئی۔ حضرت خواجہ صاحب کی تصانیف
میں اس کتاب کا [illegible] زبان [illegible]
کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں بھی [illegible] سکتی ہے [illegible]
[illegible] مقبول ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

یزید نامہ

حضرت خواجہ حسن نظامی

اس میں [illegible] بیانات ہیں بنی امیہ کی دنیاوی
[illegible] پر انہوں نے جو کچھ [illegible] کیا [illegible]
حسین سے انتقام [illegible] مختار کی حکومت ابن زیاد کا
انجام [illegible] محمد بن حنفیہ کی [illegible]
مختار کی شہادت مصعب بن زبیر کی شہادت
امیر معاویہ کا حال، یزید کا حال، معاویہ بن یزید
کا حال، مروان بن الحکم، عبدالملک بن مروان
ولید بن عبدالملک، سلیمان بن عبدالملک [illegible]
بنی امیہ کے حالات۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]
یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی ہے کہ شاید کوئی
[illegible] زیادہ چھپی ہے

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے
جو واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ [illegible]
کئے گئے ہیں [illegible]
تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے
یزید کی تخت نشینی [illegible]
[illegible] حضرت امام حسن کو زہر دیا جانا [illegible]
امام مظلوم کی [illegible]
[illegible] شہادت [illegible]
[illegible] کربلا کی نہایت [illegible] تاریخ ہے [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

خونی منظر

مولانا [illegible] حسین کا لکھا ہوا [illegible] کربلا کا [illegible]
شہادت امام کے [illegible]
ہے انداز بیان بہت ہی موثر ہے [illegible] صفحات کی
[illegible]
خون کربلا [illegible]
[illegible] رسول کے [illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible] دونوں کتابیں اور
[illegible] محصول ڈاک [illegible]

الزہرا

علامہ راشد الخیری کی مشہور و معروف کتاب،
بنت رسول سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا کے حالات
جس خوبی سے بیان کئے ہیں کوئی اور کتاب [illegible]
نظیر نہیں [illegible]
الزہرا [illegible]
[illegible] الزہرا افسانہ نہیں
بنت رسول کے حالات [illegible]
[illegible]
قیمت [illegible] محصول [illegible]

برگزیدہ نبی

کے برگزیدہ حالات، مولانا [illegible] کی
لکھی ہوئی مقبول ترین کتاب رسول کریم کی
[illegible]
[illegible] چند جلدیں [illegible] ہیں، چونکہ اب
یہ نہیں چھپ سکی اس لئے نایاب ہے [illegible]
رسول صرف قرآن سے [illegible]
[illegible]
اگر سیرت رسول [illegible]
[illegible]
قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

تاریخ اسلام حصہ ۱

مصنفہ مولوی عبدالرزاق صاحب شرق ... پہلی جلد ... صفحے کی ہے اس میں اسلام سے قبل عرب کے ... حالات ... وفات ... کی ... کے ... مستند ... اہم ... ملک عرب کی تاریخ ... حالات ... ضروری ... جاہلی ... سالت ... اسلام کی ... ذکر ... ہجرت ... سال ... غزوات ... سرایا ... نبوت ... معجزات ... اسلام ... اسلام کی دینی تعلیم ... خطبہ ... شمائل ... وفات ازواج مطہرات ...

۲۹۲ صفحات قیمت ... محصول ڈاک ...

تاریخ اسلام حصہ ۲

اس میں حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان ذوالنورین و حضرت علی کے عہد خلافت کے ... حالات ... ہونے کے علاوہ مسئلہ خلافت کی تشریح ... خلافت کے اصول ... خلافت کے ... خلافت ... کی تاریخ ... علاوہ ازیں ... ترقی اسلام اور ... فتوحات کے ... بیان کرنے کے ... اختلافات ... حالات و تمدن و خلافت راشدہ کے عہد ... کے جغرافیائی حالات بھی ... صفحات

قیمت فی جلد ... محصول ڈاک ...

تاریخ اسلام حصہ ۳

[illegible]

تاریخ اسلام حصہ ۴

[illegible]

تاریخ اسلام حصہ ۵

[illegible]

تاریخ مکہ معظمہ

[illegible]

تاریخ مدینہ

[illegible]

تاریخ حریت اسلام

[illegible]

تاریخ سلاطین عثمانی

[illegible]

تاریخ الامت

[illegible]

تاریخ حبیب الٰہ

[illegible]

تاریخ القرآن

[illegible]

بڑی سوانح غوث پاک

اسلام تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث اعظم کی بڑی سوانح عمری و دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدت مند نہ ہوں، آج تک جس قدر ان کی تصانیف [illegible] شہرت کی اردو زبان میں نہیں چھپی تھی، [illegible] اس کتاب میں جو اسی وجہ سے اس کا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لے کر وصال تک کے حالات ہیں، خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے،
قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک [illegible]

چہل زیب اولیا

کرام کے حالات ان کی کرامات ان کے خوارق، ان کی تعلیمات ان کی طالبانہ تبلیغ، اسلام، ان کے اسرار و رموز باطنیہ، ان کی الوہیت کا انکشاف کتب سے ہوتا ہے اس کتاب کا نام تذکرۃ الاولیا ہے، یہ وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں، ان میں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی، حجاز کے بھی ہیں، اور یمن کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور مغرب کے بھی، یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کی عملی آئینہ ہے بڑی تقطیع ضخامت [illegible] صفحات
قیمت [illegible] مجلد [illegible] روپیہ محصول ڈاک [illegible]

سیرۃ المعین

حضرت خواجہ اجمیری کے حالات زندگی، آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا عدیم النظیر مجموعہ، ساحروں کا اپنی روحانی قوت سے مقابلہ کر کے نیچا دکھانا اور ہندوؤں کا جوق جوق اسلام میں داخل ہونا آپ کی کرامات، ریاضات، مجاہدات کا والہانہ تذکرہ، آپ کے دربار میں شاہوں کی بے بسی اجمیر شریف کے تاریخی حالات اور بہت سے نادر واقعات، آپ کی مجالس [illegible] معرفت اقوال ایسی طرز کی نوکی کتاب ہے، عرس شریف کے موقعہ پر یہ کتاب ہزارہا زائرین کے ہاتھوں میں ہوتی ہے قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

بابا فرید گنج شکر

اس کتاب میں آپ کا خاندانی حالات ولادت مولد، لقب گنج شکر کے چند اقوال [illegible] میں شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کرنا خواجہ قطب الدین کاکی سے ارادت، مجاہدہ، چلہ معکوس خواجہ اجمیری کی جانشینی، قاضی شہر کا یہ چند آپ کو قتل کی سازش کرنا، اور خود ہی ہمزا تبلیغ [illegible] ایک جوگی کا سینکڑوں چیلوں سمیت مسلمان ہونا، خواجہ کلیری اور خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کا خلافت حاصل کرنا، آپ کا وصال کرامات، مکاشفات، عبادات، عقائد، ملیہ [illegible] وغیرہ قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

سیرت صابر کلیری

کون ایسا شخص ہے جو سرزمین کلیر میں، آرام فرمانے والے خواجہ علاء الدین احمد صابر کے نام نامی سے واقف نہیں اس کتاب میں آپ کے ماں باپ کے حالات طریقت، تربیت، مجاہدات اپنے مرشد بابا فرید گنج شکر کا یا [illegible] تقسیم کرنا اور [illegible] دکھانا، لقب صابر پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا [illegible] کلیر کی بدسلوکی آپ کے [illegible] کرامت کا ظہور کلیر کا تباہ ہونا، حالت جذب [illegible] [illegible] خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی کا آپ سے خلافت حاصل کرنا، آپ کا وصال [illegible] قیمت [illegible]

الغزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی، امام الاتقیا والاصفیا امام محمد غزالی کی سوانح حیات، آپ جس پایہ کے بزرگ ہوئے ہیں اسلام و خواص [illegible] شریعت و طریقت کی جنگ میں ہیں اگر دوست ہوتے ہیں، امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت مقدم ہے، یہ وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ [illegible] کو نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب ہے جو امام غزالی کے سوانحات علمی اور تصوفی رنگ میں پیش کرتی ہے، یہ کتاب بار بار چھپ چکی ہے
قیمت فی جلد ایک روپیہ رعایتی [illegible] محصول [illegible] ضخامت کافی ہے

حیات مولانا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو بہی لوگ واقف ہوں گے، جنہوں نے شرح مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے، لیکن ان کے حالات زندگی بہت کم عجیب نہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ مستی آپ کی لائف سے ہی ہو یدا ہے سوانحات کے ساتھ ساتھ قابل مصنف نے مثنوی کا جیدہ اقتباس بھی لیا ہے، قیمت ایک روپیہ رعایتی [illegible]

حیات سعدی

یہی گلستان کی شمیم بوستان کی تراوٹ کرنے کا معلم خواجہ سعدی شیرازی جس کے تصوف فلسفہ، اخلاق، آداب نے لاکھوں مشرق والوں کو بام عروج پر پہنچایا، اور وہی شیخ سعدی جن کی گلستان بوستان آج بھی ولیسی ہی شاداب ہے جیسی آج سے چھ سو برس پہلے تھیں، یہ کتاب انہیں کی لائف ہے اور علامہ شبلی کی تصنیف ہے ممدوح نے اس کتاب میں شیخ سعدی کے چیدہ خصائص اور مخصوص تعلیم وغیرہ کا بیان بہت ہی خوش اسلوبی سے کیا ہے، پڑھنے سے ہی اندازہ ہوگا، قیمت [illegible] رعایتی [illegible] محصول [illegible]

حیات حافظ

شیراز کے اس مست سرخوش کا جیسا تھا ساقی [illegible] سرشار صہبائے خواجہ حافظ شیرازی [illegible] کی بجائے [illegible] کہا گیا ہے، یہ کتاب ان کی سوانح عمری ہے علامہ شبلی نے لکھی ہے، اس میں حافظ شیرازی کے سب حالات ہیں اور ان کے کلام کا انتخاب اور ان کا مطالعہ [illegible] اس کتاب کو پڑھنے کے بعد حافظ کی شخصیت کا اندازہ ہوتا ہے [illegible] بلکہ ایک [illegible]
قیمت [illegible] رعایتی [illegible] محصول [illegible]

بیان خسرو

محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین [illegible]
[illegible]
شاعری، ان کی ایجاد [illegible] حالات [illegible] اس کتاب [illegible] یہ کتاب [illegible]
قیمت [illegible] رعایتی [illegible] محصول [illegible]

امام ابو حنیفہ

[illegible] سلاطین [illegible] کی نسبت [illegible] کے حالات [illegible] علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف [illegible] اور فقہی مسائل کے [illegible] [illegible]
قیمت [illegible]

حضرت جعفر طیار

یعنی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر عم زاد اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حقیقی بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی دلآویز سوانح عمری جس میں اسلام کی [illegible] [illegible]
قیمت [illegible] محصول [illegible]

الفاروق

کیا سلاطین مقتدر کیا ہم ... جو ... میں کیا ہے۔ انہیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مختصر حالات ہیں ... [illegible]

الہ [illegible]

[illegible]

ال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا ... لکھنوی، تاریخی ناولوں میں ... مرحوم کو شہرت ... دلنشینی جو ان کی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو، اس کتاب میں ... ذیل مشاہیر کے حالات ہیں۔ محمود ... [illegible]

قیمت ... [illegible]

سیرۃ عمرو بن العاص

[illegible]

نامور خواتین عالم

[illegible]

شہید البرامکہ

[illegible]

پانچ مقدس ہستیاں

[illegible]

ساوتری

[illegible]

لیڈی حلیمہ خانم

[illegible]

بیگمات شاہان اودھ

[illegible]

دینی معلومات کامل

یہ قریب سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور [illegible] کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے۔ امام محمد یوسف علیہ حضرت امام ابوحنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان سلیس اور مربوط ترجمہ ہے یہ کتاب اہم فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں، اس میں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیع و شریٰ، لباس، نکاح، وراثت، فوجداری، دینی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت، غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے مسائل شرعی احکام اس کتاب میں نہ ہوں قیمت مجلد [illegible]

بہشتی زیور کامل

مجلد چرمی یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس میں گیارہ حصے ہیں، حصہ الف بے اور کچھ عقائد حصہ دوم وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ سوم زکوٰۃ، حج، قربانی حصہ چہارم طلاق و نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ حصہ پنجم معاملات حقوق، معاشرت زوجین حصہ ششم اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ہفتم اصلاح رسوم مروجہ شادی و غمی حصہ ہشتم نیک بیویوں کی حکایتیں حصہ نہم ضروری ادویہ علاج حصہ دہم دنیاوی ہدایتیں حصہ یازدہم مردوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جلد میں ہیں ضخامت ۹۰۰ صفحات قیمت اصلی [illegible] رعایتی مجلد چرمی صرف [illegible] روپے محصول [illegible]

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین نو ترجمہ مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو غرضیکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب ہی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ اڈیشن مصنف ممدوح نے غلطیوں سے پاک کر کے چھپوایا ہے نماز کے لئے اس سے بہتر شاید ہی کوئی کتاب ہو [illegible] قیمت ۱۰ محصول [illegible]

نماز عاشقان

اس نماز میں سے مختلف وہ دعائیں خاص خاص پڑھتے ہیں، عاشقوں کی نماز یہ ہے کہ عشق الٰہی [illegible] البتہ مناجاتیں بھی کرتے ہیں، اور دعا معمولی کی مناجاتیں ہر نماز کے بعد پڑھتے ہیں، یہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کی مرتبہ مناجاتیں کی کتاب ہے، جس میں ہر روز ہر نماز کے لئے مخصوص عربی دعائیں، مخصوص اردو مناجاتیں ہیں، عاشقان پاک ہر نماز کے ساتھ اس کا ورد فرما کر انتہائی لذت یاب ہوتے ہیں، یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا، مجلد کتاب ہے قیمت ۱۰ محصول ۶ کل ایک روپیہ

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں نماز خصوصی کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھ کر چھپوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو اڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز جس میں نمازیوں اور بے نمازوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز نبوی کتاب جس میں نماز کے پڑھنے کی ترکیب (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز کی کتب جس میں آنحضرت صلعم کی [illegible] یہ سب کتابیں مجلد ہیں اب پانچوں یکجا مجلد ہیں اور رعایتی قیمت [illegible] محصول [illegible]

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فائدے پنہاں ہیں جو ایک شخص کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز اچھے انسانوں کی اچھی ضروریات کو کس طرح پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک [illegible] المیال مصری عالم کی اعلیٰ کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا ترجمہ ہے قیمت [illegible] محصول [illegible]

تین دینی کتابیں

۱۔ چہل حدیث ضروری عقائد بہت آسان زبان میں تاکہ سب بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ لیں کاغذ چھپائی بہت اعلیٰ [illegible] صفحات

۲۔ اقوال الرسول جس میں قرآن اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لئے اصلاح سنت کی مفید ترا احادیث کا صحیح ترجمہ، روزمرہ کی کام کی باتیں

۳۔ عقائد حقہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب عقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی فلسفی بحثوں کو ایسے آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے اور عورتیں بھی سمجھ لیں، قیمت اصلی [illegible] ایک روپیہ رعایتی [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کے ساتھ دنیاوی معلومات بھی آگاہ کرنے والی اردو کی شاندار کتاب ہے مسلمانوں کی زندگی کے ڈھائی سو دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب میں دکھلائے گئے ہیں جس کے علاوہ اسلامی تمدن اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزانہ پیش آنے والی اسلامی ضروریات خواہ ان کا تعلق کسی حالات سے متعلقات سے ہو غرضیکہ خواہ کچھ بھی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب اس کتاب میں قیمت [illegible] رعایتی ڈیڑھ روپیہ محصول [illegible]

عبادت کا مقصد

یہ نہیں ہے کہ انسان صرف [illegible] نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہ ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہو جائے اور اس کا ہر قدم اطاعت خداوندی میں اٹھے، یہ بات آپ کو کتاب اسلام کی اقتصادی معاشرت سے معلوم ہو گی عبادت کا مقصد ایک دینی کو اچھا مسلمان، کامل انسان، اچھا دوست، اچھا شوہر، لائق بیٹا بیٹی، بہترین شہری، مختصر یہ کہ [illegible] دنیا میں امن قائم کرنے والا فرد ہو جائے اس کا ہر فعل عبادت اور ہر سانس اطاعت خداوندی میں ہو گا۔ اگر ہر مسلمان [illegible] یہی عبادت کا مقصد ہے قیمت [illegible] محصول [illegible]

اسلامی عبادت

کا امتیاز کسی اور مذہب و ملت کی عبادت سے کیا ہے یہ جاننا ہے اگر آپ معلوم کرنا چاہیں تو کتاب "اسلام اور عبادت" منگا کر پڑھئے اس میں روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی غایت بیان کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ عبادت سے صرف جسم کا ہی نہیں [illegible] مسلمانوں کو کس طرح دینی و دنیاوی فائدے [illegible] یہ کتاب ڈاکٹر سید احمد صاحب [illegible] کی تصنیف ہے جن کا [illegible] [illegible] [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

اسلامی میاں بیوی

کیسے ہوتے ہیں، اور کیونکر ہو سکتے ہیں، وہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہو گا، آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے مطابق چلیں، ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند بننا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

گھر کا مولوی

یہ ملک کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا [illegible] صاحب کی مرتبہ ہے اس میں [illegible] تمام ضروری مسائل [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

تفسیر ام الکتاب

[illegible] تفسیر ہے [illegible] علیم [illegible] ہوتی ہے، کوئی مسلمان ایسا [illegible] گا جس کو سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے [illegible] ہو گا کہ اس میں کیا کیا اسرار [illegible] اس کتاب [illegible] کے متعلق [illegible] بیانات ہیں [illegible] دوسو صفحوں [illegible] اولیاء اللہ کی وہ [illegible] اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد [illegible] حضرت مولانا مولوی احمد سعید [illegible] حنفیہ [illegible] کی آئینہ دار ہے اور [illegible] ہیں۔ ... صفحات قیمت [illegible] بارہ کے [illegible] محصول ڈاک [illegible]

تفسیر [illegible]

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورۂ فاتحہ کی تفسیر ہے [illegible] حقیقت میں [illegible] سے متعلق [illegible] حسب [illegible] نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس [illegible] کے متعلق [illegible] اسلام [illegible] کی روشنی میں [illegible] اور جنات، انسان [illegible] کلام کی فطری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت [illegible] اور سائنس [illegible] حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول [illegible] قرآن مجید [illegible] مضامین [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

[illegible]

[illegible]

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت [illegible] کے ساتھ [illegible] قرآن میں جس قدر آیات آئی ہیں ان کی تفسیر [illegible] کا بیان، شیطان کی سوانح عمری [illegible] کی کیفیت، شیطان کی دشمنانہ قوت، شیطان کی [illegible] اصطلاحیں [illegible] کی تحقیق [illegible] جا بجا تفسیری نکات ہیں جن سے مطلب [illegible] فہم ہو گئے ہیں، آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان [illegible] دلچسپ ہو گئی ہے جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

[illegible] القرآن

[illegible] تفسیر [illegible] حضرت خواجہ [illegible] فاروقی [illegible] اعلیٰ کا [illegible] کے لئے [illegible] ہے۔ خواجہ صاحب [illegible] مسلمانوں کی موجودہ حالت زار [illegible] کا سبب صرف یہ ہے کہ انہوں نے [illegible] زندگی ترک کر دی ہے [illegible] مسلمان [illegible] میں [illegible] کا وجود [illegible] خواجہ صاحب نے قرآن حکیم [illegible] نہایت [illegible] اور دلکش [illegible] پیش کیا ہے اور عمل و فکر کی دعوت [illegible] صفحات قیمت [illegible] روپیہ محصول [illegible]

البیان

یعنی تفسیر سورۂ آل عمران، جامعہ اسلامیہ نے [illegible] اہتمام سے طبع کرایا، خواجہ عبدالحی فاروقی [illegible] موصوف کی سالہا سال کی محنت [illegible] ہے اور نئی روشنی کی نئے تعلیم یافتہ [illegible] ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر یہ تفسیر لکھی گئی ہے [illegible] ہر ہر قدم پر استدلال عقلی [illegible] مثال جدید ہیں، اور انداز بیان بہت [illegible] خوش اسلوب عام فہم ہے۔ ہزاروں [illegible] سائنس کے مسائل کا آسان [illegible] اردو میں، کاغذ، کتابت، چھپائی بہت ہی [illegible] قیمت [illegible] روپے [illegible] محصول [illegible]

عبرت

یعنی تفسیر سورۂ یوسف زیر اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ [illegible] ہزار ہا خوبی طباعت و کاغذ کے ساتھ [illegible] ہے، اور خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی کی بہترین تفسیر ہے، مستند تفسیر سورۂ یوسف [illegible] [illegible] بعض وہ از کار [illegible] کے سوا کچھ نہیں، یہ تفسیر سورۂ یوسف [illegible] [illegible] میں ہزار ہا معارف اور صدہا [illegible] پنہاں ہیں اور جس کے پڑھنے [illegible] اور ایمان میں تازگی پیدا ہوتی ہے، بہت خوب [illegible] ہے اور [illegible] ہونے کے [illegible] قیمت [illegible] صفحات قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

برہان

یعنی تفسیر سورۂ نور، زیر اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ [illegible] اعلیٰ [illegible] کے لحاظ سے بہت [illegible] ہے خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی کی اعلیٰ قابلیت کا نمونہ ہے، یہ تفسیر گو مختصر ہے لیکن اپنی جامعیت [illegible] کے لحاظ سے [illegible] نہیں ہے، اس میں پردہ کی بہت [illegible] بحث ہے [illegible] زنا اور تہمت کے جرائم کی تفصیل اور وعیدیں ہیں، انداز بیان [illegible] سہل دلچسپ اور ذہن نشین ہے، یہ [illegible] کی [illegible] تفسیر ہے [illegible] معلوم ہو گی [illegible] قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

ذرّے

یعنی تفسیر [illegible] زیر اہتمام جامعہ ملیہ اسلامیہ [illegible] چھپائی [illegible] حضرت خواجہ عبدالحی صاحب فاروقی [illegible] [illegible] [illegible] کر سکتے ہیں [illegible] [illegible] حقائق و معارف پر غور و فکر [illegible] [illegible] صفحات قیمت [illegible] روپیہ محصول [illegible] کل [illegible]

تفسیر موضح القرآن

[illegible] حضرت مولانا شاہ [illegible] [illegible]

تفسیر بست سورہ

[illegible] کی [illegible] پانچ وقت [illegible] [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

جواہر القرآن

قرآن کریم [illegible] [illegible]

معجز نما بارہ سورہ

[illegible] [illegible] قیمت [illegible]

مناجات مقبول

ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب۔ دعاؤں کی
مقبول کتاب ہے اس میں سات دن کی اردو ترجمہ
بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے ...
انبیاء عظام کی قبولیت دعا کی ... پھر قرآن
شریف سے سات دن کی ادعیہ کریم ...
ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا
[illegible]

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر
ہے لیکن شرط ہے کہ اس کے ...
ساتھ پڑھی جائے۔ اس کے اوصاف ...
[illegible]

مجموعہ اعمال قرآنی

[illegible]

قرآنی دعائیں

[illegible]

پیغمبری دعائیں

[illegible]

صحیفہ قدسی

[illegible]

زیارت رسول

[illegible]

تسخیر القلوب

[illegible]

دوائیں دعائیں

[illegible]

اوراد وظائف

[illegible]

فالنامہ ناصری

[illegible]

خواب نامہ صدیقی

[illegible]

اعمال کی چھ کتابیں

یہ اعمال کی وہ چھ کتابیں ہیں جنکو حضرت شاہ حسن ثقافی نے تبلیغ کے لئے پسند فرمایا ہے اسمیں حسب ذیل اعمال ہیں:

اعمال مجربہ سورہ فاتحہ مع موکل و زکوٰۃ
اعمال مجربہ آیۃ الکرسی مع موکل و زکوٰۃ
اعمال مجربہ سورہ یاسین مع فوائد و نقوش
اعمال مجربہ سورہ مزمل شریف مع فوائد
اعمال مجربہ سورہ اخلاص مع تسخیر و حب
اعمال مجربہ سورہ والشمس مع حب و بغض

یہ کتابیں الگ الگ بھی مل سکتی ہیں۔ بڑی مجرب ہیں اور زود اثر و سہل ہیں محصول [illegible]

عملیات مشائخ

[illegible]

(۱) حضرت محبوب سبحانی (۲) حضرت خواجہ حسن بصری (۳) حضرت شیخ الاسلام امام غزالی (۴) سلطان الہند خواجہ [illegible] (۵) حضرت بہاء الدین نقشبندی (۶) سلطان طریقت ربانی مجدد الف ثانی (۷) حضرت خواجہ معین الدین چشتی (۸) حضرت مخدوم علی احمد صابر (۹) حضرت بابا فرید گنج شکر (۱۰) خواجہ نظام الدین اولیاء (۱۱) حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۲) حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی

عملیات درج کرنے سے قبل ان کے مختصر حالات دیئے ہیں۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

رسول اکرم کے عملیات

[illegible]

کنز الحسین

[illegible]

کتاب التعویذات

یعنی علاج روحانی از حضرت المفسرین زبدۃ المحدثین نواب محمد صدیق حسن خان صاحب

یہ بڑی تقطیع کے [illegible] صفحہ کی کتاب ہے اور اسمیں ہر مرض کا روحانی علاج ہے اس کے علاوہ قرآن شریف کی تمام سورتوں کے اعمال و تعویذ ہیں۔ اس کے کوئی ایک بھی دینی یا دنیوی ایسی ضرورت نہیں ہوگی جس کا عمل، وظیفہ یا تعویذ اس کتاب میں نہ ہو۔ مصنف کی قابلیت، تبحر علمی اس کتاب کے صحیح اور مجرب ہونے کی ضامن ہے۔ ہر عمل تیر بہدف ہے اور ہر جائز ضرورت اس کتاب [illegible]

عملیات غوثیہ

سوانح عمری حضرت غوث پاک اسمیں حسب ذیل عنوان ہیں: ولادت، نسب، تحصیل علم، بغداد تشریف جانا، محی الدین ہونا، حلیہ و اخلاق، کرامات، وصال، اولاد، شجرہ قادریہ، فضائل درود شریف، زیارت رسول کا عمل، اسم اعظم شریف ہفت [illegible] دفع مرض، دافع کرب، برائے حاجت، دفع خوف، دیوانگی کا تعویذ، دفع فاقہ [illegible] [illegible] حاجات [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

عملیات صابریہ

[illegible]

عملیات باقی

[illegible]

احسن الوظائف

[illegible]

تازیانہ غفلت

[illegible]

زبدۃ النصائح

[illegible]

گیارہ مجالس

[illegible]

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا نامہ گار ہے وہ گناہوں سے توبہ ... مرنے کے وقت کا کسی کو خبر نہیں اس سے پہلے ... آپ کتاب توبہ ضرور پڑھیے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت، توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر ... توبہ کی ضرورت، توبہ کا شرعی ثبوت، توبہ کے بعد کی حالت ... [illegible]

قیمت ... [illegible]

مرنے کے بعد

[illegible]

خاموش تبلیغ

[illegible]

حقائق اسلام

اس کتاب میں ... [illegible] ... اور اسلام کے محاسن کو نہایت ... دلائل و براہین کے ساتھ ثابت کیا گیا ہے ... خدا تعالیٰ کے وجود ... حضرت محمد ... قرآن مجید کے منزل من اللہ ہونے کے متعلق بہت سے عقلی دلائل لکھے گئے ہیں ... [illegible] ... بہت مقبول اور مدلل نقلی و عقلی ہے۔

قیمت رعایتی ... محصول ... [illegible]

انیس الوارثین

[illegible]

چار تعلیم نسواں

[illegible]

سات تاریخی

[illegible]

دس زنانہ بستہ

[illegible]

آٹھ اسلامی کتابیں

[illegible]

سات اخلاقی کتابیں

[illegible]

سلسلہ تعلیم الاسلام

[illegible]

اسہل القرآن

[illegible]

یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا مقبول عام بہترین قاعدہ ...

تعلیم الاطفال

... حل

کریم اللغات

عربی کا معلم

مرآۃ العربیہ

علم التصریف

اردو خط و کتابت

آسان مضمون نویسی

مقالات نیاز

موڈرن انگلش ٹیچر

علم القواعد

مجربات طبی

مسیح الملک حکیم اجمل خان صاحب اور مولانا
جناب حکیم نورالدین صاحب بہیروی کے شاگرد
رشید اور طب پنجاب یونیورسٹی کے سند یافتہ
[illegible] اپنے سالہا سال کی محنت و تجربہ
سے مرتب کیا ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس قابل
نے سر سے پاؤں تک کل امراض کا مفصل حال
اُن کی تشخیص کا طریقہ ان کا علاج بہت ہی سہل
طریقہ سے لکھا ہے جس سے ہر شخص بلا کسی حکیم کی
امداد کے خود نسخہ تجویز کر کے اور اپنے خرچ و اتا سب کا
علاج کر سکتا ہے [illegible] سب سے بہتر کتاب
چاہیے [illegible] قیمت [illegible]

[illegible] بچوں [illegible]

[illegible] بچوں کے [illegible] کا [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] ان کو تو دو چار
پیسے [illegible] کرتے ہیں، یہ کتاب [illegible]
غریبوں کی بڑی خدمت کر سکتے ہیں اس کتاب
میں [illegible] کے نسخے ہیں وہ نسخے [illegible]
اور غریبوں کو مفت تقسیم کر دیں، افضل [illegible]
خدمت الناس رسول کریم کا فرمان ہے یہ کتاب ایک
ہے [illegible] ضرورت ہو ہر گھر میں رہنی چاہئے [illegible]
اگر علاج کی ضرورت ہی پڑے تو فقط [illegible]
[illegible] ۲۲۴
صفحات قیمت [illegible] محصول [illegible]

محافظ الصبیان

بچوں کی حفاظت بچوں کی تندرستی اور صحت کے
لئے ہر ماں باپ ہر وقت جواب دہ ہے لیکن اپنی
لاعلمی اور عدم واقفیت کی وجہ سے بچوں کی جان کے
اکثر خود موجب ہو جاتے ہیں، محافظ الصبیان
کتاب منگا لیجئے جو وہ اس کی ہدایت پر عمل
کیجئے [illegible] اور حفظ ما تقدم کا خیال کیجئے، تو
آپ کے گھر کی بیماریاں خود بخود کم ہو جائیں گی
اور جو بچہ ذرا سا بھی بیمار ہوگا آپ ابتدا ہی سے
اس کا علاج کر لیں گے اس کتاب میں یونانی اور
انگریزی دونوں علاج ہیں اور حفظ ما تقدم کی ہزاروں
ترکیبیں ہیں، قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

صحت النساء کامل

عورتیں جوانی یا عہد شباب میں مردوں کے مقابلہ میں
[illegible] کمزور ہوتی ہیں اور ان کے حفاظت کے
ہر وقت کارگار رہتی ہیں اسی کا کچھ نہ کچھ حال
مردوں سے ملتا ہے، مگر مردوں کی خودغرضیاں
[illegible] کے دوسری طرف [illegible] ہی نہیں کرتیں
اور ابتدائی افراط و تفریط کے سلسلہ میں غریب
عورتیں ایسے امراض میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ بالآخر
انہیں موت سے دوچار ہونا پڑتا ہے یا زچہ بچہ
بیمار ہو جاتے ہیں تو دونوں کی طرف سے جو بیمار ہو
ہوتی ہے اس کی ایک دنیا واقف ہے یہ کتاب ان
تمام امراض کا علاج ہے قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

استاد روزگار

یہ وہ خاص کتاب ہے کہ جس مصنف نے خلق
خدا کی بھلائی کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت
کے علم [illegible] تجربہ کر کے درج کئے ہیں، [illegible]
[illegible] کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے شربت اچار،
[illegible] کے نسخے، ڈاکٹری نسخے، صابنوں کا
صاف کرنا، [illegible]
بوٹ پالش، رنگ بنانا، سیاہیاں بنانا، [illegible]
[illegible] کے کام، آتشبازی بنانا، فوٹوگرافی،
[illegible] صاف کرنا وغیرہ وغیرہ فنون کے طریقے درج
ہیں، اس کتاب کو خرید کر [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] روپیہ محصول [illegible]

اسرار صنعت

جب لاہور یا نیوں سے آپ مضطرب ہوں اور
حالات کی کوئی راہ سمجھ نہ آئے تو ایک روپیہ
بھیج کر یہ کتاب منگا لیجئے، اس کے بعد اپنی
جیب کا جائزہ لیجئے، اگر آپ کسی بڑے شہر
میں ہیں تب بھی چھوٹے قصبہ میں ہیں تب
بھی یہ کتاب آپ کی یکساں مدد کرے گی، اور آپ کا
جتنا بڑا سرمایہ جو بھی ہوگا اس کے مطابق یہ
کتاب کام بتا دے گی غرضکہ اس کتاب کے ذریعہ
آپ ایک روپیہ سے لیکر ہزاروں تک اپنا
سرمایہ [illegible] لگا سکتے ہیں،
قیمت [illegible] مجلد [illegible] محصول [illegible]

تعلیم موٹر

۰۰ صفحہ کی کتاب اور [illegible] میں موٹر کے ہر پرزہ
کا فوٹو موٹر چلانے والے اور [illegible] کے لئے ایسی
مفید کتاب جس کو سمجھ لینے کے بعد صرف [illegible]
کی ضرورت رہتی ہے، معلومات مکمل ہو جاتی
ہے موٹر [illegible] اور موٹر [illegible] دونوں کے لئے
از بس ضروری کتاب ہے اس کتاب کے ذہن
نشین ہونے کے بعد شاید ہی کبھی ایکسیڈنٹ ہو
کیونکہ اس کا ماہر پرزوں کی آواز سے سمجھ
جاتا ہے کہ گاڑی میں اس وقت کیا خرابی
ہے، تھوڑی سی جلدیں ہیں،
قیمت ایک روپیہ [illegible] محصول [illegible]

موٹر کا استاد

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلا حصہ علم موٹر کار [illegible]
صفحات دوسرا حصہ [illegible] صفحات [illegible]
میں مضامین کی تین چار سطروں میں [illegible]
کہ یہ کتاب پاس ہو تو ولایت تک موٹر کی
معلومات کی اس سے زیادہ تفصیل نہ ملے گی
اس کو موٹر [illegible] ہر موٹر کا
کارخانہ کی موٹر [illegible] ہی اس کتاب
سے ہو سکتی ہے، [illegible] کہ موٹر مکینک تک
[illegible] کتاب کو [illegible]
[illegible] اور انگریزوں تک میں مقبول ہوئی
قیمت [illegible] روپے محصول ڈاک [illegible]

روح انجینیری

جن انجینئروں نے اس کتاب کو پڑھا ان کو کہا یا
ان کو کہنا ہی نہیں ہوا، کیونکہ اس کو سامنے
رکھا اور تعمیرات کا پورا تخمینہ بنا لیا، اس کتاب
میں فن تعمیر کی پوری معلومات ہے [illegible]
[illegible] ہے، اردو زبان میں اس مسئلہ کی
پہلی کتاب ہے جس میں علاوہ تعمیری کام اور [illegible]
[illegible] کے تعمیرہ مسائلوں کے نقشے ہیں
ہیں ۰۰ صفحہ کی کتاب ہے [illegible]
[illegible] کی ضرورت باقی نہیں
[illegible] قیمت صرف [illegible] ایک روپیہ [illegible]
محصول ڈاک مرکل دو روپیہ

دائی

دیہات میں جب زچہ اور بچہ کی جان خطرہ میں
ہوتی ہے اس وقت اس چھوٹی سی کتاب کی قدر
ہوتی ہے، جب گھر میں [illegible] ہیں، تو یہ کتاب
بھی ہونی چاہئے، اس میں حسب ذیل مضامین [illegible]
پیٹ کی [illegible] دائی کی [illegible]
[illegible] نال کاٹنا، [illegible]
[illegible] نال کاٹنا، [illegible]
[illegible] ہاتھ پاؤں [illegible]
[illegible] بچہ کو سینہ کی ترتیب [illegible]
[illegible] پیٹ [illegible]
[illegible] کتاب ہے قیمت [illegible] محصول [illegible]

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا
پکانے کی بہترین اور [illegible]
[illegible] دہلی کا دستر خوان وہ سہل اور
آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے [illegible]
چھوٹی بچیاں [illegible] اور مرد بھی کھانا پکا
[illegible] کہتے ہیں اور [illegible]
[illegible] کتاب ہے [illegible]
[illegible] مقبول ہے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

تاریخ نجد

نجدیوں کا مسکن، [illegible] کا وطن، وہ جہاں
کے خیالات عاشق تن ہوتے ہیں، [illegible]
تاریخ اور اس جگہ کی تاریخ [illegible]
[illegible] کل حالات پر قبضہ کر کے کتاب ہے [illegible]
کا ایک [illegible] ہے
[illegible]
[illegible] ان کے [illegible]
ان کا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مساوات المسلمین

غرض یہ زعم کرنے والے مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد کیسے شرمسار ہوں گے جب ... کا خیال پیدا ہوا کہ قوم قریش ... خاندانی وجاہت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا، تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے ... ہندوستان میں مسلمانوں کے ... جو اہمیت نہ ہوا، اور پیشہ ... اپنی ... ذلیل ... نیک دامن ... ہیں اور یہاں کے مسلمان ... شدہ ... کتاب ایسے ... کی ... اسلام ... [illegible] قیمت ... محصول ...

عالمگیر غازی

ہندوستان کا وہ ... شہنشاہ ہندوستان ... اسلامی ... خالص ... زندگی بسر کرنے والا نامدار شہنشاہ حضرت ... غازی ... سوانح عمری ... غازی عالمگیر کے ... ہے اس کتاب میں ... حالات ... سوانح حیات بیان کرنے کے علاوہ متعصب ... خیال متعصبین کی تمام غلط اتہامات کی تردید ... تردید ہے اس خیال سے کہ عوام کو حضرت عالمگیر غازی کی سیرت سے واقفیت ہو جائے ... سوانح عمری کی قیمت ... [illegible]

درس معاشرت

معاشرت کی اصلاح کے سلسلے میں ... افسانوں کا مجموعہ ایسی موثر ... ہر افسانہ اپنی جگہ ایک ... ہر افسانہ اسلامی طرز معاشرت کی ... ہے۔ افسانوں کے عنوانات ہیں ... کی ... شہید ... کے ... شادی، تقدیر کی گردش ... کی بربادی، خدا کی ... احساس ... اور محبت، ایثار کا پھل

ہر افسانہ موثر و شیریں ... علم ہے، قیمت ... [illegible] محصول ...

دامن باغبان

ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے ... افسانوں کا مجموعہ ... شائع ہوا ہے ... ہے کہ ... دلکش ... افسانہ ... ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی دلنشین ... افسانہ ... کسی مصنف ... قیمت ایک روپیہ محصول ...

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط، یہ شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت ... خطوط کا مکمل ... ہے جو ... میاں بیوی اپنے جذبات عشق کو قرطاس پر لاتے ہیں، ان کا دیکھنا کہ ہر خط ایک افسانے کی طرح دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے ہر جملہ میں محبت کی ... ہیں ... قیمت ... محصول ...

ولایتی مرغیان

یہ کتاب ابھی چھپی ہے اس میں ولایتی مرغیوں کی پرورش، ان کی شناخت، ان کا ... اور دیکھ بھال کی پوری ہدایتیں ہیں، نیز مرغیوں کا علاج اور ان کی بیماریاں ... کی علامتیں ان کے حفظ ما تقدم کی تدابیر اور مستند نسخے اس کتاب میں ہیں، نیز ... کے طریقے، اور تجارت کے راستے اور اس سلسلہ کے بہت سے گر بتلائے گئے ہیں گو مختصر کتاب ہے لیکن کارآمد ہونے کے لحاظ سے بڑی بڑی کتابوں پر سبقت لے گئی ہے، قیمت ... محصول ...

آغاز اسلام

بچوں کے لیے سیرت رسول کی کتاب جو علامہ شبلی نے ... بچوں کے ... سلاست ... دلچسپ ... مستند سیرۃ رسول ہے، بچے بڑے شوق سے اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور ... اسلامیہ مکاتب میں داخل نصاب ہے یوں سمجھئے کہ یہ بچوں کا میلاد ... میلاد رسول سے وفات رسول تک کے حالات ہیں اس کتاب کے پڑھنے کے بعد ... واقف ہو سکتا ہے، قیمت ... محصول ...

ڈاکو راہب

یہ کتاب ... کا ... عنوان ہے علامہ شرر ... کا لکھا ہوا ناول ... ڈاکوؤں کا نظارہ دیکھنا ہو تو اس کتاب کو ... تو اس کتاب کو پڑھئے ... دیکھنی ہو تو یہ کتاب پڑھئے ... قیمت ... محصول ...

عملیات چشتیہ

یہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے عملیات ... کا ... تعلیم و تربیت، بیعت ... عملیات کا ... [illegible]

عملیات ہجویری

... حضرت داتا گنج بخش ... حضرت داتا صاحب ... بیعت کا حال، لاہور میں آمد، وصال ... صاحب، عملیات ... [illegible]

رفیق نسواں

عورتوں اور بچیوں کی رفیق ... کتاب ہے اس میں ... مضامین ہیں ... وقت ... علم ... اصلی خوبصورتی ... اور شرافت ... [illegible]

ولیوں کے حالات

مولوی عبدالرحمٰن صاحب ... کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور ... کے لئے ... بہت اچھی ہے ... غوث پاک، حضرت ... خواجہ معین الدین چشتی، حضرت ... حضرت امیر خسرو ... حضرت ... [illegible]

تاریخ شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی
کی وہ مقبول کتاب ہے جس کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں
ہاتھ فروخت ہو چکی ہے یہ حصہ شاہان
تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اس
زمانہ میں ہندوؤں کا شکست پاش پاش ہوا
[illegible] دلکش منظر اس
میں بے نظیر تھا۔
مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کا نام ہی اس
کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے [illegible]
مولوی اس کو بہت پسند کریں گے۔
قیمت [illegible] محصول [illegible]

[illegible] کربلا

حضرت خواجہ حسن نظامی [illegible]

[illegible]

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا

مولانا حبیب الرحمن صاحب [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] دنیا میں اسلام [illegible] ... افریقہ کی [illegible] ... ہزارہا میل کی مسافت [illegible] ... اسلام کی عالمگیر رواداری اور [illegible] ... قیمت تین روپیہ محصول [illegible]

ہدایۃ الہدایۃ

مصنفہ حضرت امام محمد غزالی، ترجمہ اردو اس میں
[illegible] مفصل بیان ہے [illegible]
[illegible] علم کا منشا، آداب طہارت، آداب
[illegible] نماز [illegible]
اجتناب [illegible] کا بیان [illegible]
معصیت، اور [illegible] کا مسلمانوں میں
[illegible] کتاب [illegible]
الاسلام کا [illegible]
[illegible] اور حقوق العباد [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

سیرت امام ربانی

[illegible] حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی
[illegible] فاروقی [illegible] اسلامی کے
حالات [illegible]
[illegible] تحصیل علم اور [illegible]
[illegible]
[illegible] اکبر [illegible] جہانگیر [illegible]
مکتوبات کی [illegible] اور وفات کے [illegible]
حالات [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

ہدایت الطالبین

[illegible] طریقت [illegible]
لطائف عشرہ، دائرہ امکان [illegible]
[illegible] نسبت [illegible]
[illegible]
باطن، سیر آفاقی و انفسی [illegible]
[illegible] ولایت [illegible]
توحید وجودی [illegible]
لاہوت، جبروت، ناسوت [illegible]
میں [illegible]
قیمت [illegible]

تذکرہ اولیائے ہند

[illegible] اولیائے کرام [illegible]
[illegible] اس کتاب میں ہے [illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] حالات و کرامات [illegible]
[illegible]
[illegible]
اس کتاب کے ذریعہ [illegible]
[illegible]
قیمت [illegible]

عروس سمرنا

[illegible] سمرنا کی [illegible]
[illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] اور سمرنا کی فتح [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کتاب [illegible] خواتین کی
[illegible]
[illegible] سمرنا کی فتح اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
قیمت [illegible]

مسند عالی

[illegible]

بیکس و مظلوم عورت

[illegible] عورت [illegible]

[illegible]

فردوس آسیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

قرآن مجید

[illegible]

عورت کی ...

[illegible]

کیف و جلت

[illegible]

... بے دردی

[illegible]

بہار شباب

[illegible]

ایرانی کوک شاستر

شباب جاودانی کا ... ہے تو لذت شباب یعنی ایرانی
کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم
ہوگا ...
[illegible]
قیمت ایک روپیہ محصول ...

کشمیری کوک شاستر

یہ تجربات بوعلی سینا کا مشہور یہ کتاب ...
بوعلی سینا کے وہ اثر اور مجرب نسخے جو کئی مدت تک
... بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل
کر کے ... شائع کر دیئے گئے ہیں۔ اگر آپ ہمیشہ جوان ...
[illegible]
ہمیشہ جوانی حاصل کر کے عیش کی زندگی بسر کرنے کے
خواہشمند ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ اپنی
... پر لطف و مسرت کی زندگی ...
غالب رہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے
تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل کیجئے بہت
سی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت ... محصول ڈاک ...

شاہی کوک شاستر

[illegible]

دور شیریں جوانی

[illegible]

افشائے راز نہاں

[illegible]

رشیا کی کوک جھول

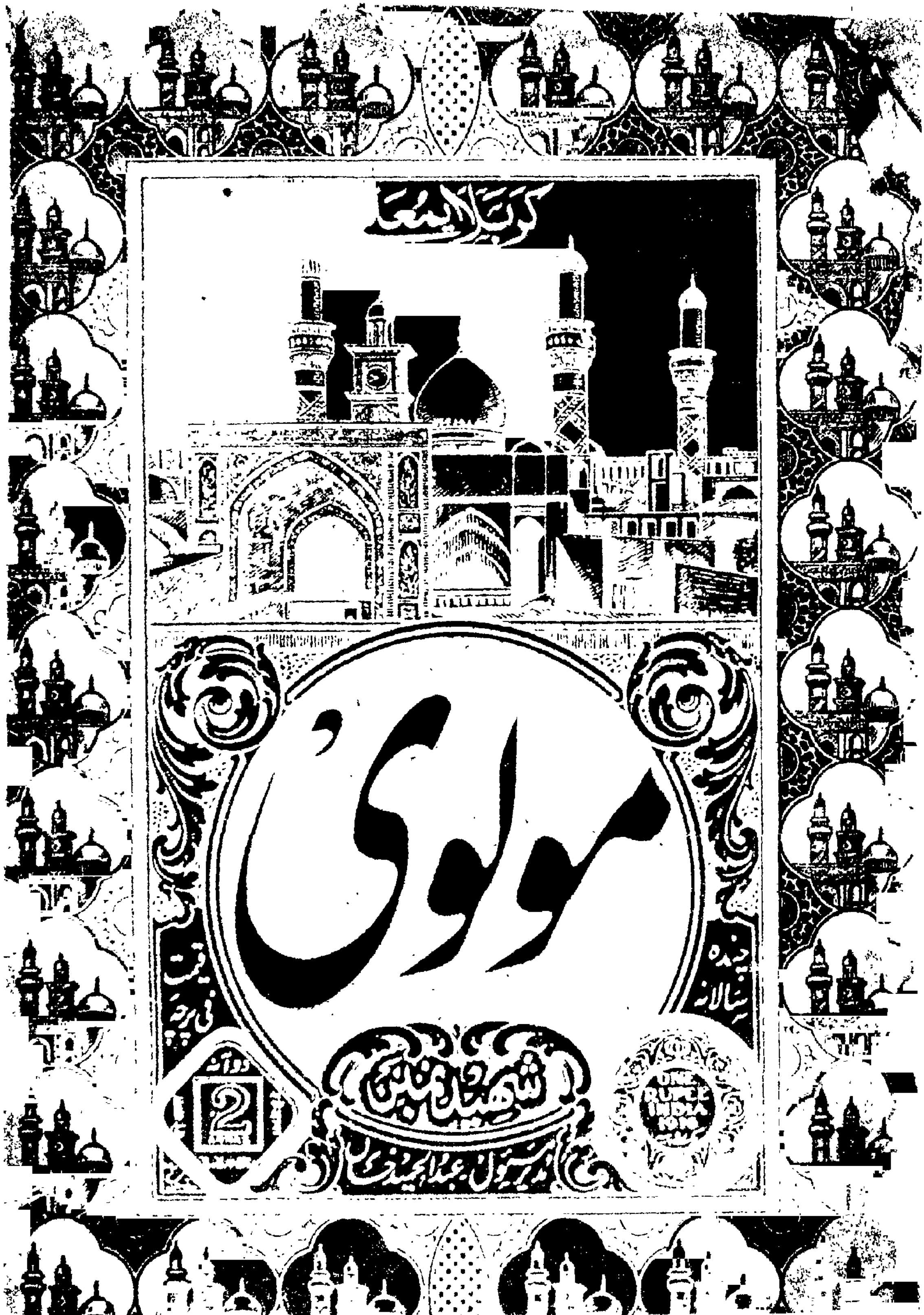
[illegible]

اندلس کی شہزادی

[illegible]

تین دلچسپ

[illegible]


کربلا معلیٰ
مولوی
شہید نمبر
مدیر مسئول عبدالحمید خاں
چندہ سالانہ
قیمت فی پرچہ
2
ONE RUPEE INDIA

کارخانہ دواخانہ

فدائے ملک و ملت حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب

زیر سرپرستی مسیح الملک حکیم جمیل خانصاحب خلف حضرت مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم

فریدآباد (متصل دہلی) منتقل کرنے میں کون سے وجوہات کارفرما ہیں

وہ جذبات ہمدردی جو معالج کے سینہ میں دکھیا مریضوں کیلئے موجزن ہونے چاہئیں

تفصیل

۱۔ بیماری کے لئے فریدآباد کی ہوا بمقابلہ دہلی بہت زیادہ مفید و مؤثر ثابت ہو چکی ہے

۲۔ جڑی بوٹیاں اور بہت سی خالص چیزوں کے مہیا کرنے کے ساتھ تمام ادویات کو اپنے طور پر دواخانے کی زیرنگرانی کاشت کرا کے لاکھوں روپے کی بچت کرنا

۳۔ تمام ادویات کو دھوکہ کی چکی سے بچانا

۴۔ ادویات بہتر سے بہتر اور کم سے کم لاگت پر مرکبات تیار کر کے جو کچھ بچایا جا سکتا ہے اس کو ۳۰ فی روپیہ کی صورت میں مریضوں کو واپس دینا

لہٰذا

اپنے دیرینہ دوستوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب مرحوم کے خاص الخاص مجربات تازہ ترین اور ۳۰ فی روپیہ رعایت سے اس کارخانہ سے براہ راست حاصل کریں اور مفصل حالات مرض لکھ کر مرض دادویات تجویز کرائیں مکمل فہرست مجربات مفت ملتی ہے، اور دوائیں خوشنما ڈبوں میں ملتی ہیں ۳۰ فی روپیہ ان قیمتوں میں مجرا دیا جائے گا۔

اجملین۔ عام کمزوری کو دور کرتا اعصاب کو قوت دیتا خصوصیت کے ساتھ اعضاء رئیسہ کو قوی کرتا، خون صالح پیدا کر کے نئی زندگی پیدا کرتا اور قوت مردمی کو امساک کے ساتھ عروج کمال پر پہنچاتا ہے۔ مکمل علاج ۔۴ خوراک قرص کی شیشی

قیمت پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

اجملین۔ بے عنوانیوں غلط کاریوں اور کثرت .... نے اگر جریان پیدا کر دیا ہو، پیشاب سے قبل یا بعد قطرہ آتا ہو، نہایت درجہ کمزوری نے ناکارہ کر دیا ہو تو یہ قرص زندگی کو زندگی کہلانے کا مستحق بنا دے گی، جریان سے نجات حاصل کرنے کی بہترین دوا ثابت ہوئی ہے۔ مکمل علاج چالیس قرص پانچ روپے علاوہ محصول ڈاک

طلاء اجمل۔ عضو مخصوص کی ہر قسم کی کمزوریوں کو خواہ وہ بے عنوانیوں غلط کاریوں یا کثرت .... کی وجہ سے ہوں دور کر کے جید طاقتور بنا دیتا ہے اور قدرتی طریقہ پر ایک خاص قوت امساک پیدا کر کے قابل فخر مرد بنا دیتا ہے۔

قیمت مکمل علاج چار روپے علاوہ محصول ڈاک

طلاء اجمل۔ غلط کاریوں بدعنوانیوں اور کثرت .... کی وجہ سے اگر رگ پٹھے ناکارہ ہو کر آپ بیکار ہو چکے ہوں تو اس کا استعمال کیجئے اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھئے کہ بہت جلد آپ کے تمام نقائص دور ہو کر آپ قابل فخر مرد بن جائیں گے۔

مکمل علاج کی قیمت چار روپے علاوہ محصول ڈاک

قرص آرام۔ ہمیشہ کیلئے قبض کو دور کرتے ہیں، معدہ کو قوی کر کے اجابت باقاعدہ کرتے ہیں، بھوک بڑھاتے ہیں، چالیس قرص کی شیشی دو روپیہ علاوہ محصول ڈاک

پتہ یہ لکھیے

مینیجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان فریدآباد ضلع گوڑگانوہ متصل دہلی

میدان جنگ میں نماز جمعہ	حضرت عبداللہ و محمد بن عقیل	حضرت علی اکبر میدان شہادت میں	امام عالی مقام کا رجز	جانوروں کا ظلم امام انام پر	لاشہ کی کرامات
دشت کربلا میں خاندان رسالت	حضرت زینب کے صاحبزادے	شیر خدا کے پوتے کا رن	طوفان ظلم میں مظلومیت کی کشتی	بے حیا اشقیاء نے سینہ کو زخمیوں سے	دمشق میں اہل بیت کا ورود
کا پہلا شہید	بھائیوں کے بعد بھتیجے	پیاسا فرزند باپ کے پاس	بیدینوں کی پیش قدمی	لاشۂ اطہر کی پامالی	فرق مبارک کیا تنہا گستاخی
اولاد حضرت عقیل	حضرت قاسم بن حسن کی شہادت	مادر اکبر کا بین	لب تشنہ بآب اندر	اہل بیت کو لوٹ لیا گیا	دمشق سے مدینہ کی واپسی
اولاد حضرت جعفر طیار	حضرت عبداللہ بن حسن کی شہادت	تنہا شہید	خیمۂ عالی میں دوبارہ ورود	عابد بیمار کے قتل کا ارادہ	مظلوم و بیکس اہل بیت مدینہ میں
حضرت امام حسن کی اولاد	حضرت احمد بن حسن کی شہادت	مظلومیت کا مرقع جانگزا	امام دوسرا ہجوم اشقیا میں	شہدا کے لاشوں پر بہنوں کی گفتگو	سیدہ زینب رسول کے روضہ پر
اولاد حضرت علی علیہ السلام	شیر خدا کے بیٹوں کی باری	امام تشنہ کام خیمۂ اہل بیت میں	معرفت الٰہی کا مرقع خاک کے	ننگے پاؤں قافلہ کوفہ میں	اسوۂ حسینی
حضرت امام کے فرزند	حضرت عباس علمدار کی جانثاری	امام مظلوم کی دعا	فرش پر	شہدائے کربلا کی تدفین	برق انتقام اور قاتلین اہل بیت
حضرت عبداللہ کی شہادت	روتے ہیں حضرت عباس کو۔	بیت الشرف خاص سے نکلے شہ عالم	دم واپسیں اور ایک جانگداز منظر	شہدائے کربلا کے سر نیزوں پر	آل محمد کا انجام
حضرت محمد ابن مسلم کی شہادت	سقائے سکینہ کی شہادت	اہل بیت کرام پر امام عالی مقام	طاقۃ الکبریٰ	ابن زیاد کا دربار اور اہل بیت	عمر سعد کا عبرتناک حشر
حضرت جعفر بن عقیل کی شہادت	مرد مومن کو مشکل بھی جاتا ہے	کا آخری سلام	آل عبا کی آخری مناجات	ابن زیاد کا خطبہ فصیح	شمر کی موت کتوں سے بدتر
حضرت عبدالرحمن بن عقیل کی	فرزند حسین کی رخصت	سب کچھ لٹا چکے ہیں اور رنج نہیں	دعائے امام آغوش اجابت میں	بندی چلی ہے شام کو آل رسول کی	ابن زیاد کو سولی ہاتھ پاؤں کاٹکر

یہ سب تربیت مضامین اسسے نظر کتاب شہادت کی جو ۱۳۵۳ کی بہترین یادگار ہے اگر آپ دل میں آل اطہار کی محبت ہے اگر آپ کے قلب میں ایثار حسین کی عزت ہے اگر آپ آقائے نامدار محمد صلعم کے آخری پیام کی عزت کرتے ہیں تو آل رسول کے اس حق پرور کارنامہ کو حرز جاں بنایئے۔ خود پڑھیئے، گھر والوں کو سنایئے تاکہ ہر قلب میں حب اہل بیت کا دریا روشن ہو جائے عمر مع محصول ڈاک یہ مجموعہ مفت کے برابر ہے، اگر آپ نے فوراً نہیں منگایا تو شاید یہ اڈیشن آپ کو نہ مل سکے۔ ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

صفر ۱۳۵۳ کے پرچہ کا انتظار نہ فرمائے اب ۱۲ ربیع الاول کو رسول نمبر آئیگا

جو صفر و ربیع الاول ۱۳۵۳ کا مجموعہ ہو گا

۱۳۵۳ کا رسول نمبر کیسا ہونا چاہیے

یہ چیز مشورہ طلب نہیں بلکہ سوچنے کی طلب ہے، یہ تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ سیرت رسول کا یہ شاندار مرقع جو مولوی کے رسول نمبر کے نام سے شائع ہوتا ہے ہندوستان بھر میں عدیم النظیر ہے اور یہ بھی آپ کے علم میں ہے کہ خدا کے فضل خاص سے مولوی کا ہر قدم پچھلے ہر قدم سے بہتر اٹھتا ہے اور اللہ کو منظور ہے تو وہ ناظرین میں جوش عمل ایسا پیدا کرے گا، کہ میری ساری توقعات پوری ہو جائیں گی، جی چاہتا ہے کہ اس مرتبہ یہ نذرانہ عقیدت ناظرین مولوی کی طرف سے ایسا پیش ہو، کہ پچھلے تمام نمبروں سے بڑھ جائے ضخامت بھی زیادہ ہو کاغذ بھی بہتر ہو، چھپائی بھی خوبصورت رنگ ہو مضامین بھی بہت اعلیٰ پیمانہ کے ہوں اور سب شاہیر اہل قلم سے لکھوائے جائیں، مقامات مقدسہ کے فوٹو بھی ہوں، لیکن تنہا میرا یہ خیال شیخ چلی کی تعمیر سے زیادہ وقیع نہیں، ایک مزدور کی کیا طاقت کیا، چونا ہے بڑی بات ہے، یوں تو مولا کی بے نیازی اس کا کرم اس کی بخشش پل بھر میں ذرہ کو آفتاب کر دے اور ناظرین مولوی کے قطرہ کو دریا کر دے، ساڑھے اکیس ہزار کا یہ خدائی لشکر تو سب کچھ کر سکتا ہے، صرف دل سے تہیہ کر لینا شرط ہے،

کچھ بھی مشکل نہیں صرف اتنا ہو جائے کہ رسول نمبر میں لوگوں کو وی پی جانا چاہئے وہ وی پی نہ منگائیں بلکہ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں کیونکہ وی پی طیاری کے بعد ہو گا اور اس کا پتہ **ایسا** بیس ربیع الاول کے آخر میں وصول ہو گا، اور اخراجات سب پہلے ہوتے ہیں، تھوڑے سے روپوں کا کام ہو تو کچھ نہ کچھ انتظام کر لیا جائے، لیکن رسول نمبر کی لاگت اگر فی پرچہ بھی لگائی جائے تو دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہو جاتے ہیں، ضرورت اسی ہے، علاوہ بریں منی آرڈر بھیجنے میں ہر کا فائدہ ہی ہے، وی پی چھ پیسہ میں پہنچے گا، اور منی آرڈر چار میں آ جائیگا (۲) منی آرڈر تین روپے کا کہ ایک اپنا اور دو جدید خریداروں کا، لیکن اس کے لئے بڑی محنت کی ضرورت ہے دوسرے کی جیب سے پیسہ نکلوانا بہت مشکل ہے اور آپ دل پر رکھ لیں تو کچھ بھی بات نہیں (۳) جن حضرات نے بعد معاونت کا ارادہ ترک کر دیا ہو وہ اس رسول نمبر کی خاطر ان دو ماہ میں کم از کم ایک روپیہ ہی بھیج دیں یقین کیجئے کہ کتابی صورت میں ایک روپیہ کو رسول نمبر فروخت کیا جائے تو بازار میں ہاتھوں ہاتھ بک جائے، صرف قدردان اور عاشقان رسول کی ضرورت ہے، آپ حضرات تو ایک روپیہ میں رسول نمبر بھی لیتے ہیں اور دس پرچے اور بھی

اس اعلان کے ساتھ ہی اگر آپ چندہ روانہ کرنا شروع کر دیں تو رسول نمبر کی طیاری میں بہت سہولت ہو جائے قدیم خریداروں کو نمبر خریداری معہ آمد و رفت پر ضرور لکھنا چاہیئے، ورنہ ان کو جدید خریدار سمجھ کر نیا نام درج ہو جائے گا اور پرانے نمبر کا وی پی چلا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ وہ واپس ہو گا، تو پھر ہر کا نقصان ہو گا اور روپے نہ رہ جائیں گے، اسی لئے نمبر خریداری ضرور لکھئے، جن بھائیوں کو رسول نمبر وی پی جائے گا، ان کو اطلاع ہو جائے گی، لیکن اگر وہ اطلاع سے پہلے ہی منی آرڈر بھیج دیں تو پہلے اطلاع دی کہ کہیں وی پی نہ چلا جائے، بہرحال روپیہ اگر بروقت مل جائے تو بہت کام بن جائے، اطمینان کے ساتھ کام ہو، روپیہ کا کام کفایت سے ہو اور پرچہ بھی وقت پر شائع ہو جائے

معاونین کے نام بہت ہو گئے ہیں اس مرتبہ ضرور شائع ہوتے لیکن شہید نمبر کی ضخامت بڑھ گئی، اور وہ درج ہونے سے رہ گئے امید ہے کہ رسول نمبر میں شائع ہو جائیں گے خدا ان کو اجر عظیم دے جو خدا کے اور اسلام کے کام میں مدد دیتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کی کوشش اور صدقہ میں مولوی کی اشاعت ساڑھے اکیس ہزار ہے

خدمت گزار عبدالحمید خان

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون

شاہ است حسینؑ	رسالہ مولوی دہلی	سر داد نہ داد
بادشاہ است حسینؑ	کا	دست در دست یزید
دین است حسینؑ	شہید نمبر سنہ ۵۳ھ	حقا کہ بنائے
دین پناہ است حسینؑ		لا الہ است حسینؑ

جلد ۱۹ — بابت ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۵۳ھ — نمبر ۱

خون شہادت کے چند المناک نقوش

نوشتہ حضرت مولانا شریف احمد صاحب ...

حادثہ فاجعہ کربلا

حضرت سید الشہداء امام حسینؑ کی شہادت کبریٰ کا واقعہ اپنی نوعیت میں جس درجہ اندوہناک و الم خیز اور دلدوز ہے اتنا ہی انقلاب انگیز نیز آفاق اور انتہائی سازشوں کاوشوں اور غلط فہمیوں میں الجھا ہوا ہے تیرہ سو صدیوں کا طویل زمانہ منقضی ہو گیا لیکن آج تک دنیا اس شہادت اور اس سانحہ عظیم کے صحیح اسباب و علل کی تعبیر میں متفق نہ ہو سکی اور آج تک کیا بلحاظ اسباب کیا بلحاظ حکمت متفق نہ ہو سکے گی جتنا بعید از قیاس اسی قدر کار خیالات و نتائج کہ یہ سانحہ شہادت اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے اور جتنی عظیم الشان اور پرشکوہ شہادت یہ ہوئی اس کی کوئی ایک نظیر بھی دنیا اپنے یوم ابتداء سے لیکر اس وقت تک پیش نہ کر سکی۔ یہ شہادت کوئی وقتی حادثہ تھا اور نہ اسے محض تفاوت قلبی معرکہ آرائی اور فساد طبعی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ شہادت نہ صرف فرزندان توحید کے لئے باعث عبرت و بصیرت ہے بلکہ دنیا کی ہر قوم اور ہر ملت بھی سرمۂ بصیرت سے اپنی آنکھوں کو کھولے ہوئے آگے بڑھے تو وہ بھی اس سے بہت کچھ حاصل کر سکتی ہے۔

سب سے زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ اتنی نتیجہ خیز اور اس درجہ سبق آموز شہادت محض کھیل تماشوں، ماتمی باجوں اور رسمی آنسوؤں کے طوفان کی نذر ہو کر رہ گئی ہے سب کی نظریں سطح پر پھیلی رہتی ہیں اور بہت کم نگاہیں ایسی ہیں جو تہ تک اترتی ہیں محض یہ ایک سانحہ عظیم ہی مسلمانوں کو بہت کچھ سکھا سکتا تھا بشرطیکہ وہ اس سے کچھ سیکھنے اور سمجھنے کی کوشش کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ ہر طرف ایک عام بے حسی پھیلی ہوئی ہے، عالمگیر غفلت کا استیلاء ہے زبردست رسمی پردے پڑے ہوئے ہیں سیکھے کون؟ اور سمجھے کوئی کس طرح؟ بہرکیف ہم اس پر ابتداء میں کوئی تبصرہ اور کوئی اظہار خیال کئے بغیر آگے کے لئے چلو پھر حقیقت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس شہادت کبریٰ کے اسباب و علل پر ایک اجمالی نظر ڈالتے ہوئے واضح کرنا چاہتے ہیں کہ فرزندان توحید اور حلقہ بگوشان اسلام کو اس سے کیا سبق حاصل کرنا چاہیئے۔

مخاصمت نسلی کی کرشمہ کاریاں

آج دنیا نسل اور مجرم کی نوعیت ... اور معاندوں سے بیگانہ نہیں ہوا ہے یہ بتلانے کی بھی چنداں ضرورت نہیں کہ مخالفت نسلی کی نوعیت و حقیقت کیا ہوتی ہے اور اس کے دامن میں کتنے محشر خرام فتنے پوشیدہ ...

میدان جنگ میں نماز جمعہ | حضرت عبداللہ بن مسلم بن عقیل | حضرت علی اکبر میدان شہادت میں | اللہ ... کا رجز
وقت کربلا میں خاندان رسالت کا پہلا شہید | حضرت زینب کے صاحبزادے بھائیوں کے بھتیجے | شیر خدا کے پوتے کا رن
اولاد حضرت عقیل

... ارض ... قدس ... ہی ...
... کرنے ... میں نہیں اس سو سال کے اندر ہی ... بات نہیں ...
... میں ... باقی نہیں ... سرکی جبلی اور
تو بھر دی جاتی ہے اتنی ہی یہ بڑھتی اور شدید تر ہوتی جاتی ہے اور جتنی اس کی طرف سے بے پروائی اور بے خیالی برتی جائے اتنی ہی یہ کمزور اور ضعیف ہوتی رہتی ہے جس طرح اس کی توقیر انتہائی خوفناک صورت اختیار کرتی ہے اسی طرح اس کا ضعف ہی ایک روز اس کی موت پر منتج ہوتا ہے پوری دنیا اس لعنت میں ہمیشہ گرفتار رہی ہے اور اب تک گرفتار چلی آتی ہے لیکن عرب میں تو اس نے ایک اندوہناک اور قیامت خیز صورت اختیار کرلی تھی اور قبیلہ قبیلہ کے خون کا پیاسا بنا رہتا تھا نوبت یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ایک درخت کی دو شاخیں ایک صدف کے دو موتی اور ایک پیٹ کے دو بچے باہم خوفناک دشمن بن جاتے تھے اور ان سے ولولہ خیز اور تلاطم افزا حرکات صادر ہوتی تھیں وہ معرکہ قائم ہوتے تھے وہ جنگیں لڑی جاتی تھیں کہ بہنوں اور ساتوں وطن کی سرزمین لالہ رنگ بنی رہتی تھی اور انسانوں کے قلب ان کے سینوں میں پڑے دہلا کرتے تھے۔

مذہب غریب کا تو نام تعصب کے لئے زمانہ بھر میں بدنام ہے لیکن نسلی تعصب نے جو تباہیاں پھیلائی ہیں وہ سب سے زیادہ وحشت خیز اور ہولناک رہی ہیں پھر نسل رنگ اور مذہب کا تو نام ہی ہے حقیقت میں جنگ دولت واقتدار کے لئے ہوتی ہے انسان نسل رنگ اور مذہب کی تو آڑ لیتا ہے جس طرح مطلب نکل سکتا ہے نکالتا ہے اور جس ذریعہ سے بھی غرض پوری ہو سکتی ہے پوری کرتا ہے بنو امیہ اور بنو ہاشم میں دیرینہ عداوت تھی بنو امیہ اقتدار کے خواہاں تھے لیکن بنو ہاشم کا اقتدار اتنا مسلط ہو چکا تھا کہ ان کا کوئی قابو نہ چلتا تھا آخر انہیں حضرت عثمان کی شہادت کا عذر مل گیا ان کی مخاصمت دیرینہ کی چنگاریاں شعلہ زن ہو گئیں اور اس کے پردہ میں آ کے آخر بالآخر انہوں نے اقتدار حاصل کیا اور اس جذبہ شدت کی انتہا یہ تھی کہ انہوں نے بنو ہاشم کے اس دور میں بہترین خلق انسان کے گلے پر خنجر رکھنے میں بھی دریغ نہ کیا۔ سانحہ عظیم تاریخی اعتبار سے بھی عدیم المثال نوعیت کا حامل ہے ضرورت ہے کہ حالات شہادت منضبط تحریر میں لانے سے پیشتر ان پر ایک نظر ڈالی جائے اور واضح کیا جائے کہ مخاصمت نسلی نے کب سے شروع ہو کر اور نشوونما پا کر اپنا دامن پھیلایا۔

بنو امیہ اور بنو ہاشم کی معاندت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

... کہا جاتا ہے کہ ان کے ... لڑائی اپنی نیابت باہم
سمجھا جاتا ہے عبد مناف ... کہ جب یہ پیدا ہوئے لڑائی اپنی نیابت باہم ...
... تھا اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ جب یہ پیدا ہوئے تو ان ... اسی وقت تلوار سے جدا کیا گیا ...
جڑی ہوئی تھیں جنہیں عبد مناف نے اسی وقت ... کا ... اس وقت کے کاہنوں نے ...
سے ایک کا نام ہاشم اور دوسرے کا امیہ رکھا اس وقت پیشگوئی کر دی تھی کہ ان دونوں ... اتنے کھلے ... اسی وقت پیشگوئی ... دونوں کی اولاد ... جائے ...
... خود ہی ... کہ آپ ... کی یہ پیشینگوئی اتفاق تھا کہ لفظاً لفظاً پوری ہوئی اور اس طرح کے ساتھ پوری ہوئی کہ اجسام سے خون کے فوارے اور آنکھوں سے آنسو کے دریا بہ گئے۔

عبد مناف اپنے عہد میں بہت بڑے سنوی اقتدار اور ذی اثر فرد گزرے اور کعبہ معلیٰ کی تولیت انہی کے قبضہ میں تھی جس کے باعث یہ قبائل میں عام عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے جب ان کا انتقال ہوا تو ... و امیہ دونوں بھائیوں میں پہلی مرتبہ تولیت کعبہ کے متعلق جھگڑا پیدا ہوا قریش میں انتخابی جوش پیدا ہو گیا لیکن ہاشم کا رسوخ واثر قوم میں بہت تھا چنانچہ انہی کو اس جلیل القدر عہدہ کے لئے منتخب کر دیا گیا امیہ نے اپنے انتخاب کے لئے شدید اور جانبازانہ کوششیں کی تھیں اس لئے انہیں اپنی ناکامی کا سخت رنج ہوا اور اس رنج نے بہت جلد ہاشم کی مخالفت معاندت کی صورت اختیار کر لی۔

ان دونوں بھائیوں کے انتقال کے بعد بھی عناد وفساد کی آگ فرو ... امیہ کے بیٹے حرب اور ہاشم کے بیٹے عبد المطلب کے قلوب میں یہی آگ ... رہی اور باہم آویزشوں کا سلسلہ برابر قائم رہا اب وہ وقت آ گیا تھا کہ آفتاب ... طلوع ہو اور بنو امیہ کو اپنے حوصلے نکالنے کا علانیہ موقع ملے اعلان ... کے ہوتے ہی بنو امیہ کے گھروں میں گھی کے چراغ جل گئے اور وہ سمجھے کہ ... بنو ہاشم کو تباہ و ذلیل کرنے کا وقت آ گیا ہے چنانچہ حضور سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی مخالفت ومعاندت میں بنو امیہ پیش پیش رہے اور حالات کو سازگار ... انھوں نے عامۃ الناس کو اس خاندان کے خلاف بھڑکانے اور انھیں ایذا پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ابو سفیان بن حرب مرد میدان بن کر آ گیا معاندت کی انتہا یہ تھی کہ اس نے حضرت ام المومنین بی بی خدیجہ ... کی بھی ... قبرستان میں دفن ہونے کی شدت کے ساتھ مخالفت کی جو ... رکھا ہوا تھا اور بنو امیہ کے افراد پوری شقاوت کے ساتھ کہتے جاتے تھے کہ انھوں نے چونکہ اپنے آبائی مذہب سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اس لئے ... ہرگز اس قبرستان میں داخل نہ ہونے دیا جائے گا۔

معمولی بات نہ تھی ہوشمند لوگوں کے سمجھانے اور فہمائش وتفہیم سے ... قبرستان ہی میں دفن ہو گئیں مگر بنو امیہ خاندان بنو ہاشم کے افراد کو ...

[illegible] مقصد تھا [illegible]
وظلمت کی گھٹاؤں کی ہر طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی اس مخالفت سے شدید صدمہ پہنچا۔

ابوسفیان کی معاندانہ کارفرمائیاں

مذہبی پیشواؤں مرسلین من اللہ اور انبیاء ورسل کی مخالفتیں تو ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہیں لیکن جس شدت کے ساتھ عرب میں عموماً اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی گئی اور آپ کی ایذا رسانی کے لئے جس جس طرح سرتوڑ جدوجہد عمل میں لائی گئی اس کی مثال ونظیر سے تاریخ کائنات کے صفحات بالکل تہی ہیں ضرور ان مخاصمتوں، سازشوں اور ایذارسانیوں میں مذہبی اثرات بھی مصروف کارفرمائی تھے لیکن بنو امیہ اور بنو ہاشم کی دیرینہ عداوت بھی پورے جوش سے سرگرم عمل تھی۔

بنو امیہ خوب سمجھتے تھے کہ اعلان نبوت اگر کامیاب ہوگیا تو بنو ہاشم کے اقتدار کو صورت دوام حاصل ہوجائیگی بنو امیہ کی گردنوں میں بنو ہاشم کی غلامی کا طوق ابدی طور پر پڑ جائیگا اور ان کی سالہا سال کی مساعی ذلت ورسوائی ہو کر رہ جائینگی اور اس سیلاب کا مقابلہ دنیا کی کوئی قوت نہ کرسکے گی یہی وجہ تھی کہ وہ پورے جوش سے رسالت کی مخالفت کررہے تھے اور جتنی ایذائیں انکی طاقت سے پہنچ سکتی تھیں وہ پہنچاتے تھے ہر شرارت وشیطنت میں پیش پیش رہتے تھے اور ابوسفیان نے مکہ معظمہ میں ایک بااقتدار سردار کی صورت اختیار کرلی تھی یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ابوسفیان کی جوانی تک بنی امیہ میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہیں گزرا تھا جسے کوئی امتیازانہ اور خاص اقتدار حاصل ہوا ہو لیکن حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دعویٰ پیغمبری کے بعد اس کی انتہائی شہرت آور مخالفت نے اسے ایک امتیازی رتبہ عطا کردیا۔ بدر کی لڑائی جو کفر واسلام کی پہلی جنگ تھی ابوسفیان ہی کی شرارت سے رونما ہوئی۔

جنگ احد میں تو اس نے اور اس کی بیوی ہندہ نے خوفناک پارٹ ادا کیا بلکہ اس کی بیوی ہندہ اس سے بھی چار قدم آگے نکل گئی اس نے اپنے غلام وحشی سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت امیر حمزہ کو بری طرح شہید کرایا اور خود اسی نے ان کی شہادت کے بعد ان کا کلیجہ نکال کر اپنے دانتوں سے چبا ڈالا۔ اس سے زیادہ وحشت وبربریت کی مثال دنیا میں شاذ ہی مل سکے گی اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ بنو امیہ کو بنو ہاشم سے کتنی شدید ونفرت عداوت تھی اور وہ جوش انتقام میں کوئی کمینہ سے کمینہ حرکت بھی ایسی نہ تھی جسکے ارتکاب میں شامل ہوسکتے ہوں یہ ہندہ یزید کی دادی تھی جس کے حکم سے امام حسین شہید کئے گئے۔

مختصر یہ کہ ابوسفیان نے فتح مکہ تک ایڑی سے لیکر چوٹی تک کا زور لگایا کوئی تیر ایسا نہیں چھوڑا کوئی دقیقہ سعی اٹھا نہیں رکھا لیکن شمع نبوت

کو [illegible] ہوئی تھی آخر ابوسفیان کو بھی جھکنا پڑا اور فتح مکہ کے بعد اس کا سر آپ کے قدموں پر گرا۔

سردار بنی امیہ کا سر بنو ہاشم کی چوکھٹ پر

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ برس تک مکہ میں اور تقریباً آٹھ برس تک مدینہ منورہ میں کفار قریش اور بنو امیہ کی مخالفتوں کا مقابلہ کرتے رہے آخر وہ وقت بھی آگیا کہ آپ دس ہزار کا لشکر جرار لیکر فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو آپ مکہ کے چار میل کے فاصلہ پر ایک جگہ خیمہ زن ہوگئے شام ہوچکی تھی رات کی تاریکی دن کی روشنی پر برابر غلبہ پاتی چلی جاتی تھی کہ افواج اسلامیہ میں مغرب کی اذان کی پرشکوہ صدائیں گونجیں اور ساتھ ہی چراغ روشن ہوگئے مکہ والوں کے کانوں میں لشکر اسلام کی یلغار کی بھنک تو پڑ ہی گئی تھی۔ ابوسفیان بہت مضطرب اور بے چین ہوگیا جب نہ رہا گیا تو وہ ان شمعوں کی تابانی کے سراغ میں نکل کھڑا ہوا تھا اسی خیال میں چلا جارہا تھا کہ اثنائے راہ میں آپ کے حضرت عباس مل گئے جو اس ارادہ سے مکہ کی طرف چلے تھے کہ شاید کوئی ایسا پیغامبر مل جائے جسکے ذریعہ سے ابوسفیان سے کہلا بھیجوں کہ تیری تمام تدابیر کا دفتر الٹ چکا تیری تمام جدوجہد کی بساط درہم برہم ہوگئی کل سپیدہ سحری کے طلوع سے پیشتر مجاہدین اسلام کی تلواریں بے نیام ہوکر حق وباطل کا آخری فیصلہ کردیں گی اس بلد امین کی قسمت مسلمانوں کے دامن کے ساتھ جو اس سرزمین مقدس سے اپنی جان لیکر انتہائی مصائب ونوائب کے طوفان میں بھاگے اور ہجرت پر مجبور ہوئے تھے جو کل تک گردن زدنی اور کشتنی تھے وہ طلوع آفتاب کے ساتھ ہی فاتح اور نہ صرف تیری بلکہ تیرے تمام ہمنواؤں اور رفیقان کار کی جانوں عزتوں اور مال واسباب کے مالک ہوں گے۔ خیریت اسی میں ہے اور بہتر یہی ہے کہ ہوشمندی سے کام لے اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے آستانہ عالیہ نبوت پر اپنی وہ گردن جھکادے جو بیس برس سے برابر اکڑی ہی رہی اور سر جھکانے کی آرزو ہی کرتی رہی۔ اس پیشانی کو سامنے اگر رگڑ جس میں غرور ونخوت قساوت وبربریت کے صدہا داغہائے زبوں چمک رہے ہیں۔

یہ ملاقات دو مقابل حریف اور معاندانہ کے دو ممتاز قائد اور سردار کی ملاقات تھی ایسی سرداروں کی جو نسلاً بعد نسلاً ایک دوسرے کے خون کے پیاسے چلے آرہے تھے ایک نے عمر بھر عداوتوں اور ایذارسانیوں کے لئے خود کو وقف کئے رکھا انتہائی خوفناک سزاؤں کا استحقاق پیدا کرلیا تھا اور دوسرا فخر قریش مردوں اور سر چشمہ کا بیک عالم بنو ہاشم سے تعلق رکھتا تھا اور جسکی نجابت وعظمت کی درخشانی اس سے زیادہ اور کیا سرور انگیز ہوسکتی تھی کہ وہ اپنے قلب میں اس دشمن کی تباہیوں کی آرزو میں پرورش کرنے کے بجائے اسکی فلاح وبہبود کی فکر میں منہمک ہے اور ایک ایسے وقت میں منہمک ہے جبکہ دوست بھی دشمن ہوجایا کرتے ہیں۔ یہ فرق کفر اور اسلام کا فرق تھا۔

بہر کیف حضرت عباسؓ نے ملتے ہی ابو سفیان کو وہیں بٹھا دیا جو سوچ کر چلے تھے ابو سفیان کو کسی قدر اندیشہ اور خوف ضرور تھا جو دشمنوں کو ہوا ہی کرتا ہے لیکن یہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ خاندان بنو ہاشم کا گل سرسبد اور پیغمبر جلیل دس ہزار لشکر جرار کا ایک سیلاب ساتھ لئے ہوئے پہلوئے مکہ میں خیمہ زن ہو چکا ہے اور آج اسکی قسمت نے جو روشنی کہانی تھی وہ لشکر اسلام کی روشنی تھی ادھر حضرت عباسؓ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے اور ادھر ابو سفیان کے حواس باختہ ہو گئے وہ مبہوت ہو کر رہ گیا کچھ دیر تو اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا اس کے بعد اس نے اپنے منتشر حواس کو جمع کر کے کہا کہ تو پھر آپ ہی کوئی تدبیر بتائیے کہ کیا کیا جائے اور میرے لئے اب کونسی راہ عمل ہے حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ تمہیں دربار رسالت ہی میں پناہ مل سکتی ہے وہیں قصور معاف ہو سکتے ہیں خچر پر سوار ہو جاؤ اور میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ میں تمہیں لئے چلتا ہوں اثنائے راہ میں انہیں حضرت فاروقؓ مل گئے انہوں نے ابو سفیان کو ذرا شناخت کر لیا اور آپ نے وہیں قتل کر دینا چاہا لیکن حضرت عباسؓ خچروں کو ایڑ لگا کے آگے نکال لے گئے حضرت فاروقؓ سمجھتے تھے کہ ابو سفیان دشمن اسلام ہے اور اس کی پوری زندگی اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی میں گذری ہے اس لئے اُسے زندہ چھوڑ دینا مزید فتنوں کو بیدار کرنا ہے اس لئے آپ بھی تعاقب میں روانہ ہو گئے اور بارگاہ نبوت میں پہنچ کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ شرارت و شیطنت کا پتلا اس وقت خود جال میں آ گیا ہے مجھے اجازت دیجئے کہ میں ابھی اس کا سر قلم کر دوں ابو سفیان کے جسم پر لرزہ طاری تھا حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ نہیں میں ابو سفیان کو اپنی پناہ میں لے چکا ہوں۔

حضرت عمرؓ کے قلب پر اس کی شیطنت کاریوں کا اتنا اثر تھا کہ آپ نے پھر ابو سفیان کے قتل کی اجازت طلب کی اس پر حضرت عباسؓ کہنے لگے عمرؓ اگر تمہارے خاندان کا کوئی آدمی ہوتا تو تم اس کے قتل میں نہ اتنی جلدی کرتے اور نہ اتنا اصرار۔ حضرت عمر فاروقؓ کہنے لگے کہ عباسؓ مجھے تمہارے اسلام لانے کی اتنی مسرت و شادمانی ہوئی تھی جتنی مجھے اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی بھی نہ ہوتی ان دونوں بزرگوں میں ابھی تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم صادر فرما دیا کہ ابو سفیان کو ایک رات کی مہلت دی جاتی ہے اور عباسؓ اسے اپنے خیمہ میں اپنی حفاظت میں رکھیں۔

اس ایک شب کے اندر ابو سفیان نے لشکر اسلام کے اندر رہ کر اسلامی مساوات و حریت کے ایسے شاندار مظاہر دیکھے کہ اس کا قلب ہیبت اسلام سے اس کے سینے کے اندر کانپنے لگا اور وہ اتنا متاثر ہوا کہ صبح ہوتے ہی اُس نے اپنے اسلام کا اعلان کر دیا اور اس طرح بظاہر ہمیشہ کے لئے بنو امیہ اور بنو ہاشم کی پشت ہا پشت کی عداوت کا خاتمہ ہو گیا جو [illegible] کمال کے حامل ہو گئے جبکہ بنو امیہ اس خاندان کے غلام بن گئے تھے اب مدینہ کی تمام عزتیں اور جملہ احترام بنو ہاشم کے لئے وقف تھے اور عرب کا ہر قبیلہ اور ہر خاندان اس خاندان والا دودمان کی غلامی کو باعث صد فخر و شرف سمجھتا تھا

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ جہاں بنو امیہ نے معاندت بنو ہاشم میں کوئی ہولناک سے ہولناک ظلم اٹھا نہ رکھا تھا وہاں خاندان بنو ہاشم نے اقتدار پا کر ہر موقع پر انعام و اکرام کی بارشیں کیں ابو سفیان کون تھا؟ طلق اور دشمن زادہ لیکن اس دشمن کو پناہ کون دے رہا ہے؟ وہی جس کا یہ خونخوار دشمن رہا

عہد رسالت اور بنو امیہ

اسلام نسلی اور قومی تعصبات سے بالاتر رہا ہے یہاں تو الحب للہ والبغض للہ کی کارفرمائی ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقکم کی حکومت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عہد رسالت میں ایسا معلوم ہوتا تھا کہ نہ صرف بنو ہاشم و بنو امیہ بلکہ جملہ قبائل کی طبائع میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو گیا ہے یا تو یہ حالت تھی کہ حسب و نسب پر فخر عربوں کی فطرت میں داخل تھا قبیلہ قبیلہ میں اعلیٰ و ادنیٰ کی تمیز موجود تھی یا یہ صورت پیدا ہو گئی کہ حضرت بلال حبشی قوم سے تعلق رکھتے تھے غلام تھے اور غلام زادہ بھی نہ صورت تھی نہ وجاہت نسبی امتیاز رکھتے تھے اور نہ شرف نہ پاس دولت تھی اور نہ علوم و فنون سے بہرہ ور تھے مگر ؎

جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں — جا کے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھل کر
کہ میں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں — یہ بھی سن لو کہ نہیں پاس مرے دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہو — ہو کوئی جس کو بھی میری قرابت منظور
گرد نہیں چونکہ یہ کچھ بھی تمہیں دل سے منظور — جس طرف اس حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
عہد فاروقؓ میں تا حشر ان کو ہوئی انکی وفات — یہ کہا حضرت فاروقؓ نے بادیدۂ تر
اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اٹھ گیا آج نقیب چمن پیغمبر
اس مساوات پہ ہے مفخر اسلام کو ناز — شکر ہو جس کی مساوات کو [illegible]

کسی کا منہ نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے حسب و نسب پر فخر کر سکے اپنے خاندانی مفاخر بیان کر سکے یا اپنی فراوانی دولت و ثروت پر ناز کی جرأت کر سکے عداوتوں اور مخاصمتوں کا زنگ قلب سے دھل گیا تھا سینے کی طرح صاف ہو گئے تھے اور بڑے چھوٹے کی کوئی تمیز کہیں نہ پائی جاتی تھی ہندہ نہ صرف یہ کہ ایک خوفناک مجرم تھی قتل جیسے اشد شدید جرم کا ارتکاب کر چکی تھی قتل اور قتل بھی شہنشاہ دو عالم کے محترم و محبوب چچا کا بلکہ اس نے ان کا کچا جگر چبا لیا تھا اور لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے تھے علاوہ بریں خاندان بنی امیہ سے تعلق رکھتی تھی وحشی بھی اسی خاندان بنی امیہ کا غلام تھا جس نے ہندہ کی تحریک سے حضرت امیر حمزہ کو اپنی چھری سے شہید کیا تھا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ان کے بڑے سے بڑے جرم معاف کر دیئے تھے اور فتح مکہ کے وقت نہ صرف ابو سفیان [illegible]

ہوئی ہے کہ اعلان عام کر دیا جاتا ہے کہ جو شخص اس کے گھر میں داخل ہو جائے اسے امان ہے۔ کیا تاریخ اس امر کی کوئی شہادت پیش کر سکتی ہے کہ دنیا میں کسی نے اپنے خونخوار دشمن کے ساتھ اس درجہ چشم پوشانہ سلوک کیا ہو مگر آپ نبی تھے اور آپ کو یہ ثابت کرنا تھا کہ اسلام دلوں کی تمام عداوتوں کو مٹا دیتا ہے۔

رسول ہاشمی کے دامان کرم میں جہاں ایک عالم پناہ لے رہا تھا وہاں بنو امیہ کو بھی جگہ مل گئی اور اس وقت اس امر کا کوئی خیال نہیں کیا گیا کہ یہ بنو امیہ وہی افراد ہیں جو کئی نسل سے برابر خاندان بنو ہاشم کے بدترین دشمن چلے آتے ہیں دشمنی کیسی محبت کی پینگیں بڑھنے لگیں رشتہ داریاں قائم ہوگئیں رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالۂ عقد میں ابو سفیان کی بیٹی حضرت ام حبیبہ داخل ہوئیں اور آپ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی بنو امیہ سے بیاہی گئیں یہ اعزاز کوئی معمولی اعزاز نہ تھا مگر اس کے باوجود بھی امویوں کے دل صاف نہیں ہوئے اور ان کے قلوب میں رشک و حسد کی آگ اندر ہی اندر سلگتی رہی ہم یہ نہیں کہتے کہ سب امویوں میں یہی جذبہ کام کر رہا تھا ان میں نیک طبیعت انسان بھی تھے لیکن کثرت ایسے ہی افراد کی تھی اور وہ خاندان بنو ہاشم کا عروج و وقار دیکھ دیکھ کر اندر ہی اندر جلتے اور سلگتے تھے اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ منافق تھے یا پکے اور سچے مسلمان نہ تھے بات یہ تھی کہ وہ عزت و شرف کا مستحق خود کو سمجھتے تھے اور نسلی عناد نے ان سینوں کو بالکل پاک نہ کیا تھا۔

نبی کریم کی جانشینی کا معاملہ

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری دفعہ زیارت بیت اللہ سے واپس ہوئے تو یکایک علیل ہو گئے اور بخار ترقی کرتا چلا گیا آپ کو کچھ افاقہ ہوا ہی تھا کہ آپ نے جنگ روم کے لئے لشکر کی تیاری کا حکم دیدیا اور حضرت اسامہ بن زید کو سالار لشکر مقرر کر دیا اس لشکر میں اکثر جلیل القدر صحابہ کرام حضرت اسامہ کے ساتھ کر دیئے گئے تھے صرف حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ تیمار داری کے لئے روک لئے گئے تھے کسی کو خیال بھی نہ تھا کہ رسول کریم کا آخری وقت ہے لیکن خلاف توقع آپ کی بیماری نے نازک صورت اختیار کرلی آخر آپ نے اپنے مکان سے نکل کر ایک خطبہ دیا جس میں مسلمانوں کو مغفرت کے عذاب سے ڈرایا جنت کی بشارت دی اور فرمایا کہ غرور اور تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور عاقبت کی کامیابی متقیوں کے لئے ہے آخر میں آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں خدا کے سپرد کرتا ہوں اور اسی سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضور کریم نے کچھ پرائیویٹ وصیتیں کیں اور فرمایا کہ میرا جنازہ میری قبر کی منڈیر پر رکھ کر کچھ دیر کے لئے الگ ہو جانا تاکہ ملائکہ نماز جنازہ پڑھ لیں اس کے بعد پہلے مرد نماز پڑھیں اور پھر عورتیں مجھے غسل بھی میرے خاندان کے افراد دیں کہ یہ حق انہی کو پہنچتا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس حضور کریم نے پانچ چھ دینار رکھوا دئے تھے ان کے متعلق بھی حکم دیا کہ وہ خیرات کر دیئے جائیں تاکہ کوئی ترکہ ایسا باقی نہ رہے جس پر کسی جھگڑے کی اساس قائم ہو آپ بہت جلد ہو گئے اور بستر سے اٹھنے کے قابل بھی نہ رہے تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم دیا کہ مسجد نبوی میں میری جگہ وہ فرائض امامت انجام دیں ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بہت کچھ کہا کہ میرے باپ بہت رقیق القلب ہیں وہ یہ فرائض انجام نہ دے سکیں گے آپ حضرت عمرؓ کے سپرد یہ خدمت کر دیں لیکن آپ نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ انہیں یہ خدمت انجام ادا کرنی ہوگی اور وہی امامت کریں اسی دوران میں آپ کو کچھ افاقہ ہوا اور آپ عین نماز کے وقت گھر سے مسجد نبوی میں تشریف لائے حضرت ابوبکرؓ نے بحیثیت امامت پا مذہبی ہی تھی آپ نے اور پیچھے ہٹ جانا چاہا کہ حضور کریم ہی امامت کریں مگر آپ نے اشارہ سے منع فرما دیا کہ آپ ہی امامت کرتے رہیں اور خود حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اقتداء میں نماز ادا کی۔

اس سے صاف اور غیر مشتبہ طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ آپ اپنا صحیح جانشین حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی کو سمجھتے تھے اگر آپ کے حکم امامت کو کوئی اہمیت نہ بھی دی جائے حالانکہ دی جانی چاہیئے کہ یہ امامت بھی مسلمانوں ہی کی امامت تھی اور آپ نے حضرت عمر فاروقؓ پر بھی آپ کو اس معاملہ میں فوقیت دی تھی تو بھی آپ کا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی امامت میں مقتدی کے طور پر نماز پڑھنا بہت بڑی اور بہت اہم بات تھی نماز کی امامت اپنی نوعیت میں انتہائی اہم چیز ہے وہی مسلمان امامت کر سکتا ہے جو تمام مقتدیوں سے ہر اعتبار سے افضل ہو نماز بہرکیف ایک اہم ترین فریضہ اسلامی ہے۔ اور نماز کو دنیوی امور پر بہت بڑی فوقیت حاصل ہے جس بزرگ جلیل کے متعلق حضور کریم اپنی جانشینی امامت کا حکم صادر فرمائیں اور اس کے اقتداء میں نماز بھی پڑھ لیں کیونکہ یہ ثبات ہوش و حواس کہا جا سکتا ہے کہ اس کا انتخاب منصب خلافت کے لئے غلط تھا۔

حضور کریم آخر ایک جلیل القدر نبی تھے جب آپ نے سب سے بڑا اعزاز آپ کو عطا کر دیا اور امامت میں آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا تو منصب خلافت تو پھر اس سے فروتر ہے امامت دیدینا ایک طرح سے گویا خلافت عطا کرنا تھا۔

بخاری شریف حدیث میں سب سے معتبر اور مستند کتاب مانی جاتی ہے اور اس کے بعد مسلم کا درجہ ہے ان دونوں کتابوں میں یہ روایت موجود ہے کہ وفات کے آخری وقت میں حضور کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی عائشہؓ سے فرمایا کہ اپنے باپ بھائی کو بلاؤ کہ میں تمہارے باپ کے حق میں خلافت نامہ لکھ دوں پھر آپ ہی فرمانے لگے کہ رہنے دو اس کی چنداں ضرورت نہیں کہ خدا تعالیٰ کی مشیت اور مرضی بھی یہی ہے اور مسلمان ان کے سوا کسی اور دوسرے کو

اپنا خلیفہ اور سردار منتخب نہیں کریں گے۔" انہی کتابوں میں حضرت جبیر بن مطعم سے یہ روایت مروی ہے کہ ایک عورت دربار نبوت میں حاضر ہوئی اور کچھ عرض معروض کی آپ نے فرمایا پھر آنا اس نے کہا کہ میں اگر آپ کو نہ پاؤں تو پھر کس کے پاس جاؤں ارشاد فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاس آنا اس قسم کی متعدد احادیث صحیحین میں مذکور ہیں۔

اب اگر کوئی یہ خیال کرے کہ یہ احادیث موضوع ہیں تو جو اصول احادیث کے لئے بزرگوں نے مقرر کر دیئے ہیں ان پر یہ پوری اترتی ہیں اور اس اعتبار سے ان میں کوئی ابہام و اشکال موجود نہیں ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ احادیث غلط مشہور کر دی گئیں اور اس لئے مشہور کر دی گئیں کہ حضرت علی خلافت سے محروم رہ جائیں اور حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت کو تقویت حاصل ہو تو قصہ ہی تمام ہو جاتا ہے اور تعلیمات اسلام پر گونہ حرف آتا ہے کہ مسلمان اس وقت اتنے مکر و فساد اور دور از اخلاق تھے کہ نبوت کی ۲۳ سالہ تلقین کے بعد بھی اپنے لئے نہیں بلکہ دوسروں کے لئے جھوٹ بول سکتے تھے اور عین اس وقت بول سکتے تھے جبکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بند ہوئے کچھ مدت بھی نہ گذرنے پائی تھی پھر بھی حکم امامت باقی رہ جاتا ہے اور یہ حکم اس وقت دیا گیا تھا جبکہ خاندان نبوت کے دو جلیل القدر بزرگ حضرت علی رض اور حضرت عباس موجود تھے نماز کی امامت ہی کچھ اہم چیز نہ تھی بلکہ اگر نگاہ غور سے دیکھا جائے تو یہ ایک حد تک دنیوی خلافت سے ملزوم تر تھی حضرت علی کو مدینۃ العلم کا خطاب مل چکا تھا اور امامت انہی کو ملنی چاہیئے تھی لیکن نہیں آپ جانتے تھے کہ نماز کی امامت بہت بڑی چیز ہے مشیت خداوندی تو حضرت ابوبکر رض کے لئے ہے اگر امامت کا حکم حضرت علی رض کے لئے دیدیا گیا تو آپ کا یہ حکم سند بن جائیگا اور بنو ہاشم اسی بنا پر خلافت کے منصب کے مدعی بن جائینگے۔

دین کی امامت دنیا کی امامت کے لئے ایک قطعی اور حتمی سند ہے چنانچہ ابن سعد حضرت حسن ہی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رض نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد غور کے بعد ہماری سمجھ میں یہ حقیقت آگئی کہ انہوں نے اپنی جگہ حضرت ابوبکر صدیق رض کو امام بنایا تھا پس جس شخص کو حضور کریم نے ہمارے دین کی امامت کے لئے منتخب کیا وہ دنیا کے لئے بھی کافی ہونا چاہیئے اس لئے کہ اگر آج ہماری نظروں میں دین و نماز کی اہمیت نہ ہو لیکن اس عہد کے مسلمان اس کی اہمیت کو خوب سمجھتے تھے۔

پھر حضرت امام اشعری کے قول کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رض اس وقت تمام مہاجرین و انصار سے زیادہ عالم قرآن تھے اور ظاہر ہے کہ قوم کی امامت وہی بزرگ بہترین طریق پر کر سکتا ہے جو علم قرآنی میں ید طولیٰ رکھتا ہو حضرت ابوبکر صدیق کی امامت میں ایک دو نمازیں ادا نہیں کی گئیں کہ اس امامت کو کوئی اتفاقی امر خیال کرے بلکہ انہوں نے پوری تیرہ نمازیں پڑھائیں اس سے پیشتر ہر نماز کی امامت ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کرتے رہے تھے۔

فضائل حضرت صدیق اکبر

ہم حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت علی رض میں سے کسی ایک بزرگ کو بھی ذاتی حیثیت سے اپنی رائے کے مطابق کوئی فوقیت نہیں دے سکتے کہ دونوں بلند پایہ اور جلیل القدر بزرگ ہیں اور اس ضمن میں ہم اسے زبان سوء ادبی کے مترادف سمجھتے ہیں البتہ حقائق دنیا کے سامنے ہیں محض بھائی یا داماد ہونا یا خاندان نبوت سے تعلق رکھنا خلافت و امامت کے لئے کوئی سند نہیں کہ نبوت کوئی ورثہ نہیں نہ کوئی دنیوی چیز ہے کہ باپ کا حق بیٹا پائے یہ ایک سماوی چیز ہے ویسے اسی خاندان میں حضرت عباس رض بھی موجود تھے اور ایسے ہی کچھ شخص کو خوت و خویشی کی متعدد نسبتیں حاصل تھیں مگر انہیں کوئی امتیاز حاصل نہ ہوا حضرت علی نے ضرور اپنی خدمات عمل اور روحانیت و علم سے اپنا پیدا کیا اور نبوت کے دست و بازو بن گئے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رض کی تو کون ہے جو غیر وقیع پا کر وقیع کر سکے آپ رشتہ داروں میں سے حضور کریم کے خسر تھے عاشق رسول تھے سب سے پہلے اسلام لائے تھے رفیق غار ثور تھے ہجرت میں آپ کے ساتھ گئے تھے تمام مصائب و آلام میں شریک رہے اور اس وقت سے اسلام اور پیغمبر اسلام کی خدمات جانبازانہ ادا کر رہے تھے جبکہ حضرت علی نے ابھی ہوش بھی نہ سنبھالا تھا صدیقیت کے خطاب سے سرفراز ہو چکے تھے اپنی جان آبرو اور مال سب کچھ اسلام کے لئے وقف کر چکے تھے۔

کوئی ایک کمی اور ایک خامی بھی آپ کے اندر موجود نہ تھی جس وقت لوگ حضرت علی کی جلالت مرتبت پر بحث کریں اس وقت حضرت ابوبکر صدیق کی عظمت پر بھی ایک نظر ڈال لیا کریں کہ آپ نے کس طرح پیغمبر اسلام اور اسلام پر تن من دھن نثار کر دیا علاوہ ازیں نہایت نیک طبع، شریف النفس، سیر چشم، بلند فطرت، فیاض، خدا کار، ہوشمند، صائب الرائے اور فہیم بزرگ تھے معمر تھے اور ابتدا سے ایک کار رہ چکے تھے کون سی کمی ایسی تھی جو آپ کے اندر موجود تھی اور جس کی وجہ سے آپ کا انتخاب غلط ہوا ایک فوقیت ضرور حضرت علی رض کو حاصل تھی کہ آپ خاندان بنو ہاشم اور خاندان نبوت کے چشم و چراغ تھے لیکن اسلام کی برتری کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس نے خاندانی اور حسبی و نسبی شرف کو کبھی کوئی خاص اہمیت نہ دی دوسری وہی بات ہے کہ نبوت کوئی میراث نہیں اور نہ حضور کریم کو جو منصب خسروی و خلافت عطا ہوا تھا وہ از خود یا بہ سعی خود حاصل ہو گیا تھا بلکہ محض عطائے خداوندی تھا۔

جو لوگ خلافت کے متعلق یا جانشینی پیغمبر اسلام کے متعلق حضرت علی رض کا حق فائق قرار دیتے ہیں وہ اس نکتہ کو نہیں سمجھتے کہ خلافت کوئی ملوکیت و ملوکانہ شاہی نہیں کہ وہ میراث کے طور پر تقسیم ہوتی پھرتی، یہ خلیفہ ربانی تھا جسے خدا نے [illegible] اس خدمت کا اہل سمجھا یہ بھی نہیں ہوا کہ آپ کے بعد حضرت علی خلیفہ ہو جاتے اور آپ ان کے حق میں خلافت نامہ لکھ جاتے تو اس وقت [illegible] کہتی کہ آپ کی ساری جد و جہد، قربانی اور فرمانبرداری کے بعد تھی اور اسلام کی [illegible]

حضرت ابو بکر صدیق کی تعریف میں جو کچھ شرف حاصل ہوا اور جس کی بنا پر معاندین اسلام تک حضور کریم کی تعریف و ستائش پر مجبور ہو جاتے ہیں اور اسلام کی برتری و عظمت کا اعتراف کرتے ہیں پھر اس کا موقعہ نہ رہتا اور عوام ہر گز یہ نہیں کہہ سکتے کہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کا نظام جمہوری ہے سردار اسلام کا انتخاب ہر زمانے اسلام کے ہاتھ میں رکھا گیا ہے یہ کوئی برداشت نہیں لیکن حضرت علی کے انتخاب کے بعد اسلام اور مسلمین سے یہ شرف چھن جاتا ہوا اور آج وہ دنیا میں مورد مطاعن بنے ہوتے۔

آفتاب نبوت کا غروب

۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں بروز دوشنبہ بوقت دوپہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا اور دوسرے روز دوپہر ہی کے وقت وفات سے پورے چوبیس گھنٹہ بعد آپ اپنے حجرہ میں مدفون ہوئے آپ کی وفات کے وقوع کے بعد اول ہی میں انتخاب خلیفہ کا مسئلہ چھڑ گیا سب سے پہلے انصار نے اقدام عمل کیا انہوں نے فوراً سقیفہ بنو ساعدہ میں اپنا ایک جلسہ عام منعقد کیا اور کچھ دیر کے مشورہ کے بعد وہ حضرت سعد بن عبادہ انصاری سے بیعت خلافت پر آمادہ ہو گئے حضرت ابو بکر صدیق اس سعی انتخاب کی خبر پاتے ہی مہاجرین کی ایک جماعت کو اپنی معیت میں لیکر اس معاملہ کی روک تھام کے لئے اس طرف روانہ ہو گئے ادھر حضور نبی کریم کی وصیت کے مطابق آپ کے رشتہ داروں حضرت عباس اور حضرت علی وغیرہ نے آپ کو غسل دیا غسل سے فراغت پانے کے فوراً بعد صحابہ کرام میں ایک نیا انقلاب پیدا ہو گیا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق اس اثنا میں انصار کو سمجھا بجھا کر واپس آ گئے تھے آپ نے فرمایا اختلاف کی کوئی ضرورت نہیں میں نے خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ ہر نبی اسی جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں اس کی روح قبض ہوئی ہے صحابہ کرام نے یہ سنتے ہی اطمینان کا سانس لیا اور فرش کو اٹھا کر وہیں حجرہ عائشہ میں قبر کھود کر تیار کی گئی لوگ جنازہ قبر کی برابر رکھ کر حضور کی وصیت کے مطابق الگ ہو گئے کہ ملائکہ نماز جنازہ ادا کریں اس کے بعد پہلے مردوں نے نماز جنازہ ادا کی اور جب مرد نماز جنازہ پڑھ کر علیحدہ ہٹ گئے تو عورتیں آئیں اور انھوں نے اور لڑکوں نے نماز پڑھی جس وقت حضرت ابو بکر صدیق انصار کے جلسے میں پہنچے ہیں اس وقت خلیفہ کے انتخاب کا مسئلہ قریب التکمیل تھا۔ انصار بھی حضرت ابو بکر صدیق کی بہت عزت کرتے تھے انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی عرض کیا کہ ہم اپنے لوگوں میں سے ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں تاکہ انتظام امت قائم رہے اس پر حضرت ابو بکر صدیق نے کھڑے ہو کر مجمع عام کے سامنے ایک بصیرت افروز اور معرکہ آرا تقریر ارشاد فرمائی اور کہا کہ:

"بھائیو میں کیا ایک دنیا جانتی ہے کہ تم بڑی چیز ہو بڑی فضیلت کے حامل ہو ایک بے کسی و مصیبت کے وقت اللہ کے رسول اور اُن کے رفقاء مہاجرین کی امداد و خدمت کا فریضہ شرف حاصل کر چکے ہو دین قیم اور ملت بیضا کو تمہاری ذات سے بڑے بڑے فائدے پہنچے تم اس وقت اسلام کے قوت بازو بنے جس وقت اللہ کے سوا اور کوئی اس کا حامی نہ تھا ہم مہاجرین ہی تمہارے ممنون کرم ہیں ہمارے ساتھ بھی تم نے مصائب و نوائب کے وقت وہ کیا جو بھائی بھی بھائی کے ساتھ نہیں کر سکتا تمہاری عزت و بزرگی تمہاری خدمت و قربانیاں اور تمہاری محبت و اخوت کا ہمارے دل پر گہرا اثر ہے خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے ساتھ حسن سلوک کی وصیت کر گئے ہیں ہم تم سب کی عزت کرتے ہیں اور تمہاری بزرگی کا ہمیں اقرار ہے لیکن رسول کریم نے الائمہ من القریش فرما دیا ہے اس لئے خلافت و امامت قریش اور صرف قریش کا حق ہے اس لئے تمہیں چاہیئے کہ تم خلافت و امامت قریش ہی میں رکھو اور اپنے محبوب پیغمبر کے منشا کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ ورنہ تمہارے اس اقدام سے صدہا خوابیدہ فتنے بیدار ہو جائینگے اور امت کے اندر فساد برپا ہو گا۔"

انصار کا فقید المثال ایثار

حضرت ابو بکر صدیق کی یہ تقریر سنکر مجمع پر ایک سناٹا چھا گیا مگر چند لمحہ کے تامل کے بعد انصار میں سے حباب بن المنذر نے فرمایا کہ "اچھا تو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک امیر مہاجرین میں سے ہو اور ایک انصار میں سے" اس پر حضرت عمرؓ کو تاب نہ رہی اور آپ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ تم موجود تھے تمہارے سامنے ہی حضور کریمؐ نے مہاجرین کو یہ وصیت نہیں کی تھی کہ وہ انصار کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہیں انصار کو کوئی ایسی وصیت نہ کی تھی کہ وہ بھی مہاجرین کے ساتھ مراعات روا رکھیں دونوں کو ایک ہی قسم کی وصیت و ہدایت کی گئی ہوتی تو دونوں میں سے دو امیر ہو سکتے تھے انصار کو مخاطب کیا جاتا تو ضرور انصار ہی میں سے خلیفہ ہوتا وصیت کی گئی تو صرف مہاجرین کو جس کا صاف مطلب و منشا یہ ہے کہ آپ کو اللہ کی طرف سے علم تھا کہ عنان اقتدار مہاجرین کے ہاتھ میں ہوگی اسی لئے مہاجرین ہی کو مخاطب کیا گیا کہ وہ اقتدار پا کر کہیں انصار کے مکارم اخلاق کو بھلا نہ دیں۔

یہ دلیل اپنی نوعیت میں بالکل قطعی اور حتمی تھی لیکن حضرت حباب اس سے مطمئن نہ ہوئے انھوں نے قطع کلام کر کے کچھ پر جوش اور گرم باتیں شروع کر دیں حضرت ابو عبیدہ نے دونوں کو روکا اسی دوران میں ایک اور سردار انصار حضرت بشیر بن سعد کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ:

"بے شک وہ تمہیں فضول و عبث ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ قریش سے تھے اور وہی خلافت کے مستحق ہیں اور انہی کا حق مقدم ہے ہم نے نصرت اسلام کی خدمات انجام دیں ہم سابق الایمان بھی ہیں لیکن ہم جو مشرف با اسلام ہوئے اور نبی کریم کی نصرت و امداد پر تیار ہو گئے یہ سب کچھ خوشنودی رب قدیر کے لئے تھا اور اسلئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو جائے ہم اپنی خدمات کا کوئی معاوضہ نہیں لینا چاہتے اور نہ خلافت و امامت کے معاملہ میں ہم مہاجرین سے کوئی جھگڑا پسند کرتے ہیں ہمارے لئے اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی کافی ہے۔"

اس [illegible] میں ایمان و ایقان اور ایثار و خلوص کی جو تڑپ پنہاں تھی وہ اثر کئے بغیر نہ رہی تمام انصار متاثر ہو گئے حباب بن المنذرؓ نے ضرور یہ کہا کہ بشیر تم نے اس وقت گو تم کو کچھ تو خوف سے کام لیا پست حوصلگی دکھائی بنا بنایا کام خراب کر دیا لیکن بشیر کا سینہ انوار ربانی سے رشک طور بنا ہوا تھا آپ وہ کچھ کہہ چکے تھے جو کہنے والے کچھ ہی لوگ نکلتے ہیں حکومت و اقتدار ایسی چیز ہے کہ اس کی خاطر انسان سب کچھ بھول جاتا ہے اس کے مقابلہ میں انسان کا مستقل رہنا بہت بڑی قوت ایمانی کا کام ہے حضرت بشیرؓ نے جواب دیا کہ حباب تم غلط سمجھے ہو میں نے کسی کم ہمتی و بزدلی کا ثبوت نہیں دیا مگر ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے ایک ایسی قوم سے خلافت کے متعلق جھگڑا کرنا جو ہر طرح اس کی مستحق ہو مجھے نہ گوارا ہے اور نہ اسے مناسب سمجھتا ہوں جب نبی کریمؐ خود قریش کی خلافت کے متعلق فرما گئے ہیں تو پھر ہمارا کچھ کہنا بالکل فضول ہے چنانچہ انصار نے بھی بشیر سے اتفاق کر کے خلافت سے دست برداری کا اعلان کر دیا اور یہ ثابت کر دیا کہ ان کی خدا پرستی و ایثار میں وہ ایمانی رنگ موجود ہے جسے نفس شیطانی کی کوئی تحریک فنا نہیں کر سکتی تاریخ عالم میں اس خلوص اس قوت ایمانی اور اس روحانی کمال کی مثالیں اگر کہیں مل سکتی ہیں تو صرف اسلام ہی میں مل سکتی ہیں اس موقع پر انصار نے اپنی خدا ترسی و للہیت کا جو مظاہرہ کیا اس پر قیامت تک دنیا وجد کرتی رہے گی۔

حضرت صدیق کا انتخاب

مہاجرین و انصار کا نزاع دور ہوتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ نے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اس وقت دو شخص ہیں اور قابل ہیں حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابو عبیدہ موجود ہیں وقت کا اقتضاء یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کسی ایک کو اسی وقت منتخب کر لیا جائے ان دونوں بزرگوں نے بھی شان ایثار دکھائی اور فوراً کہا کہ لوگو یہ نہیں ہو سکتا حضرت صدیق مہاجرین میں سب سے افضل ہیں غار ثور میں آپ ہی نے نبی کریمؐ کی رفاقت کے گرانقدر فرائض انجام دیئے تھے امامت نماز میں بھی نبی کریمؐ کی جانشینی کی خدمات آپ ہی کے سپرد ہوئیں اور نماز سب سے افضل فریضۂ دین ہے پس آپ کے ہوتے ہوئے ہم میں کون ہے جو اس منصب عظیم کا مستحق ہو اتنا کہنے کے بعد حضرت عمرؓ نے بیعت کے لئے اپنا ہاتھ بڑھا دیا ساتھ ہی حضرت ابو عبیدہؓ اور اسکے بعد حضرت بشیر بن سعد نے بیعت کر لی ان کا بیعت کرنا تھا کہ تمام مہاجرین و انصار نے بیعت کر لی صرف ایک سعد بن عبادہ اور ان مہاجرین نے بیعت نہیں کی جو اس مجلس میں موجود نہ تھے لیکن شام ہونے سے پہلے پہلے حضرت سعدؓ نے بھی بیعت کر لی۔

حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے چالیس روز تک اس وجہ سے بیعت نہ کی کہ انہیں شریک مشورہ کیوں نہیں کیا گیا۔ ابو سفیان اموی نے اس دوران میں حضرت علیؓ سے کہا کہ عجیب بات ہے آپ کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ ہو جائیں حق آپ کا اور خلافت ملے انہیں یہ کتنی ناانصافی ہے چپ نہ رہیئے اپنا ہاتھ بڑھائیے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اور اگر آپ کو مقصود ہوگا تو میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ آپ کی حمایت میں کھڑا ہوں گا اور سواروں اور پیادوں سے مدینہ کی سرزمین کو پاٹ دوں گا لیکن یہاں خلافت کی کسے پرواہ تھی ابو سفیان سمجھتا تھا کہ خلافت آخر بادشاہت ہے اور اس کے ہاتھ سے نکلنے کا قلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یقیناً ہوگا کہ شہنشاہ دو عالم کے حقیقی وارث آپ ہی تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس کا رنج نہ تھا کہ خلافت ہاتھ سے نکل گئی اور فرمانروائی عرب کا تاج ہاتھ سے جاتا رہا بلکہ صرف اس کا خیال تھا کہ وہ شریک مشورہ نہ ہوئے حضرت علی کا روحانی مرتبہ اتنا بلند تھا کہ ان کے سامنے دنیوی خلافت و خسروی کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی اور نہ ان کی یہ شان تھی کہ آپ اس کا قلق کرتے اور آپ دربار نبوت کے ادا شناس تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ خلافت کے اہل حضرت ابوبکرؓ ان سے زیادہ ہیں اور انہیں امامت نماز کی جانشینی خود نبی کریمؐ عطا فرما چکے ہیں جب اتنی اہم و افضل چیز حضرت ابوبکر صدیق کو مل گئی تو خلافت دنیوی کیا چیز ہے آپ نے ابو سفیان کو نہایت سخت جواب دیا اور فرمایا کہ تو مجھے گمراہ کرنا اور بہکانا چاہتا ہے اور یہ آرزو رکھتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک خوفناک فتنہ پیدا ہو جائے جا مجھے تیری ہمدردی اور نصرت کی ضرورت نہیں۔

ابو سفیان اموی یہ جواب پا کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں بذات خود آپ کی خلافت سے کوئی تکدر رکھتا ہوں اور نہ مجھے آپ کے استحقاق افضلیت پر کوئی اعتراض ہے بلکہ میں تو یہاں تک کہنے کے لئے تیار ہوں کہ یہ انتخاب ہر اعتبار سے بہتر و مناسب ہوا البتہ شکوہ یہ ہے کہ ہم لوگ نبی کریمؐ کے رشتہ دار تھے لیکن آپ نے ایسے اہم معاملہ میں ہمارے مشورے کو ضروری نہ سمجھا اور بیعت لے لی اگر اس وقت آپ ہمیں بلا لیتے اور شریک مشورہ کر لیتے تو کوئی بات نہ تھی آپ کی بزرگی مسلم ہے ہم سب آپ ہی کو رائے دیتے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ کیا کہتے ہو اور کیا سمجھتے ہو مجھے رسول کریمؐ کے رشتہ دار اپنے قرابتداروں سے زیادہ محبوب و عزیز تر ہیں لیکن کیا جائے موقع ہی ایسا نازک تھا فتنہ سر اٹھا چکا تھا میرے لئے ضروری ہو گیا کہ میں سقیفہ میں پہنچوں اور اسے دبا دوں میں وہاں بیعت لینے ہرگز نہ گیا تھا اور نہ کسی سے اس کی درخواست کی تھی لوگوں نے خود مجھ سے بیعت کی وقت اتنا کم اور موقع اتنا نازک تھا کہ اگر اس وقت بیعت ملتوی رکھی جاتی تو شدید فسادات برپا ہو جاتے ابو سفیان لاجواب ہو کر چلے آئے۔

کوئی کچھ کہے مگر جن کی نظر واقعات پر ہے وہ ہرگز اس عجلت و انتخاب کو حرف شکایت زبان پر نہیں لا سکتے۔ عرب صدیوں سے گہوارہ جہالت میں رہا تھا اور اس کی فطرت تخریبی اسے بے چین بنائے ہوئے تھی قبائل نیا نیا ایمان لائے تھے وہ تو کہیے نبی کریمؐ کی ذات گرامی موجود تھی جس نے سب کو قابو کر رکھا تھا اب کہ سردار عرب دنیا سے رحلت کر گیا اور کوئی اتنی ذی اثر ہستی

انے نہ رہی تھی تو میدان صاف تھا اور پچھلی طبائع کار فرمائی پر آمادہ تھیں ان باہمی رنجشوں اور دلوں کے دبے ہوئے جذبات کے ابھرنے کا موقعہ مل گیا تھا کیونکہ اب ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ اور کوئی مانع کار نہ تھا مادی جذبات روحانیت پر غالب آنے کے لئے تیار تھے سینوں میں دل چھپے تھے کہ اب دل کے حوصلے پورے کئے جائیں انہیں کسی عذر اور بہانہ کی تلاش تھی وہ تو یہ کہیے کہ اللہ اپنے دین کا خود محافظ ہے اس لئے یہ کشتی حوادث کے تھپیڑوں سے محفوظ رہ گئی ورنہ اسی وقت خانہ جنگی کا اتنا شدید اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ اسلام کا بیڑہ اسی سیلاب کی نذر ہو کر رہ جاتا حضرت ابوبکر صدیق کی مستعدی اور حضرت عمر کا تدبر و فراست بروئے کار آ گیا اور انہوں نے لوگوں کو کچھ سوچنے سمجھنے اور کرنے کا موقعہ دیئے بغیر خلیفہ کا انتخاب کر لیا۔

حدیث قرطاس اور آغاز نزاع

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے جو حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ نبی کریم کے انتقال کے وقت لوگ کاشانہ نبوت میں جمع تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ کاغذ لاؤ میں تمہیں ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو اس پر حضرت عمر رض نے کہا کہ اس وقت حضور کریم پر بیماری کا غلبہ ہے درد و کرب طاری ہے ہمارے لئے کتاب اللہ کافی ہے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر دو فریق ہو گئے ایک مصر تھا کہ کاغذ ضرور منگانا چاہیئے کہ حکم نبوی کی تعمیل ضروری ہے دوسرے فریق کا اصرار تھا کہ آپ کو تکلیف دینا فضول ہے ہمارے لئے قرآن اور صرف قرآن کافی ہے اس اختلاف پر بحث و گفتگو میں کچھ شور ہوا حضور کریم پر مرض کا غلبہ تھا ناراض ہوئے اور فرمایا "اٹھ جاؤ میرے پاس سے چلے جاؤ" معمولی امر تھا دونوں کے عذرات صحیح تھے۔

لیکن آگے چل کر یہی نزاع ایک خطرناک صورت اختیار کر گیا اور سنی و شیعہ دو فرقے ہو گئے شیعہ حضرات اہل سنت والجماعت پر یہ الزام عائد کرتے ہیں

(۱) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تحریر مرقوم کرنا چاہتے تھے وہ ضرورت دینا کے متعلق تھی اور آپ کو اس سے روکنا ایک صریح تخلف کے مترادف تھا۔

(۲) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تحریر مرقوم کرنا چاہتے تھے اس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ مقرر کرنا چاہتے تھے اس لئے حضرت عمر وغیرہ نے تحریر نہ لکھنے دی۔

لیکن یہ تمام الزامات بے اصل ہیں اس لئے کہ اگر آپ واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بنانا چاہتے اور یہ امر ضروری ہی ہوتا تو آپ اپنی زندگی ہی میں اس کی تکمیل کر جاتے اور کاغذ کی بھی چنداں ضرورت نہ تھی اور آپ کو کاغذ مانگنے کے بجائے زبان مبارک سے ہی ارشاد فرما دیتے کہ میرے بعد منصب خلافت حضرت علی کو عطا ہو حضور کریم کوئی معمولی انسان نہ تھے اور کوئی بادشاہ نہ تھے کہ لاعلمی میں موت آ جاتی اور جانشینی کا معاملہ اتفاقی موت سے لاینحل اور باعث نزاع رہ جاتا بلکہ آپ مرسل من اللہ اور سردار انبیاء تھے اور جو کچھ کرتے تھے وہ اللہ کی ہدایت سے کرتے تھے اگر اللہ کا حکم ہی ہوتا تو آپ تبلیغ حق سے کبھی باز نہ رہتے جس ذات واحد نے قرآن کو ہمیشہ کی رہبری کے لئے اتارا ہیں ایک نبی کو مبعوث کیا تھا وہ ضرور اس وقت بھی رہنمائی کرتا مگر وہ جانتا تھا کہ اس کے بندوں میں اس کا صدیق موجود ہے اور وہ بہترین طریق پر اس کے بندوں کی رہنمائی کرے گا پھر جن لوگوں کو مخاطب کیا گیا تھا ان میں حضرت علی رض اور حضرت عباس جیسے نبوت کے رکن رکین موجود تھے ان میں کون بجز فرمان نبوی کی تعمیل سے رک سکتا ضرور تھا کہ انہوں نے حضرت عمر رض کے الفاظ حسبنا کتاب اللہ کو ٹھیک سمجھا اور خاموشی اختیار کی کاتب وحی حضرت علی تھے کسی نے نہیں روکا تھا آپ تو فوراً قلم اور کاغذ لیکر حاضر خدمت ہو جاتے۔ یہ بھی ثابت ہے کہ یہ بات حضور کریم نے اپنی رحلت سے پانچ روز پیشتر کہی تھی اس وقت نہ سہی اس مدت پنجروزہ میں حضرت علی اس کی تکمیل کر سکتے تھے اور اگر یہ امر ضروری خیال کیا جاتا تو حضور کریم بھی خود اس اثناء میں اس کی تکمیل کر دیتے اس وقت آپ ناراض ہو گئے تھے لیکن اس کے بعد بھی تحریر کے لئے کافی وقت تھا حضرت علی کی نہ قدرت کم تھی اور نہ اثر کم ان کا اثر اور رسوخ حضرت عمر فاروق رض سے بھی زیادہ تھا پھر آپ خود جید صحابی اور دلیر واقع ہوئے تھے اور آپ سے ہرگز یہ توقع نہ کی جا سکتی تھی کہ آپ حضرت عمر یا کسی دوسرے سے ڈر جاتے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تحریر ضروری نہ تھی اسے سب سمجھتے تھے رہا آپ کا کاغذ طلب کرنا تو یہ ایک اضطراری کیفیت تھی کیونکہ آپ کو امت سے بے حد محبت تھی اور آپ بنظر احتیاط شفقت ایسا کرنا چاہتے تھے شیعہ حضرات تسلیم کریں یا نہ کریں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ پانچ روز کی بقیہ مدت میں بھی ایک دفعہ جانشینی کا مسئلہ پیش ہوا لیکن آپ نے صاف فرما دیا کہ میرے لئے تحریر سے مشاہدہ حق بہتر ہے۔

پھر حضرت عبداللہ بن عباس سے ہی صحیح بخاری میں یہ روایت موجود ہے کہ لوگوں نے حضرت امیر سے استفسار کیا کہ نبی کریم کی طبیعت کیسی ہے جواب دیا الحمد للہ اب تو کچھ افاقہ ہے حضرت عباس نے اسی وقت حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تمہیں کچھ خیال بھی ہے کہ نہیں کہ حضور کریم عنقریب رحلت فرمائے عالم بقا ہونے والے ہیں کیونکہ میں اولاد عبدالمطلب کے چہروں پر موت کی علامات پہچان سکتا ہوں اور پہچان لی ہیں اس علالت سے ان کی جان بری ممکن نہیں ان کا وصال ضرور ہو جائیگا اور اس وقت تو غیر کا تابع ہوگا چلو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر جانشینی کی بابت دریافت کریں اور عرض کریں کہ آپ ہمارے حق میں وصیت کر دیں لیکن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس پر راضی نہ ہوئے اور صاف فرمایا کہ میں آپ سے ہرگز خلافت نہ طلب کروں گا اس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور نہ حضرت علی کو اس کی آرزو تھی اگر نبی کریم کا یہی مقصد ہوتا تو آپ کو دنیا کی کوئی طاقت اس ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتی تھی جو لوگ حضرت ابوبکر رض اور حضرت عمر رض پر الزام لگاتے ہیں اور الزام کیا ان کے یہاں تو "سقیفہ سازی" کی ایک مستقل اصطلاح قائم ہو گئی ہے۔

مسئلہ خلافت اور اسلام کا مقتضا

جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمرؓ کو اس سلسلہ میں مورد الزام گردانتے ہیں اور حضرت علیؓ کی حمایت محض اس وجہ سے کرتے ہیں کہ وہ خلافت سے اس وقت محروم رہ گئے وہ دراصل حضرت نبی کریم اور حضرت علیؓ کے پایۂ شناس نہیں ورنہ وہ کبھی ایسے الفاظ اپنی زبان سے نہ نکالتے وہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نبی کریم کی جانشینی بھی کسی دنیوی بادشاہ کی جانشینی تھی جس کی محرومی کے باعث اظہار تحسر رہ سکتا ہے اور جس میں دنیوی دخل نہ فریب دخل ہو سکتا ہے بادشاہوں کے متعلق تو یہ ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے کہ وہ آخری وقت پر مجبور ہو گئے اور اپنی جانشینی کے معاملہ میں کچھ نہ کر سکے جیسا کہ شاہجہاں اور اورنگ زیب کے وقت میں ہوا اور اکثر بادشاہوں کے زمانہ میں ہوتا رہا اور اس لئے ہوتا رہا کہ جانشینی کے امیدواروں کو اپنے انتخاب کی صورت میں ہر طرح کے عیش و آرام اور سکون و مسرت کی توقع ہوا کرتی ہے اور جب یہ توقعات ختم ہو جاتی ہیں تو انھیں قدرتاً رنج پہنچتا ہے اسلام کی خلافت کوئی ملوکیت نہیں اور نہ خلیفہ کو یہ اقتدار حاصل ہوتا ہے کہ وہ بیت المال سے روپیہ لیکر اپنے ذاتی عیش و آسائش پر صرف کر سکے بلکہ الٹی ذمہ داریاں عاید ہو جاتی ہیں اس کی آرزو محض جوش خدمت انام کے لئے ضرور ہو سکتی ہے اور بس۔

خلافت اسلامی کیا ہے؟ یہی کہ قرآن کے احکام ہی سلطنت کا قانون ہوں خلیفہ آئین ربانی کے اجراء و نفاذ میں ساعی رہے اللہ کی مخلوق کو اللہ کی چوکھٹ پر جبہ سائی کے لئے مجبور کرے لوگوں کو برائی سے روکے اور بھلائی پر آمادہ کرے خلیفہ اسلام مجبور ہے کہ لوگوں کو شریعت پر عامل بنائے اور مسلمانوں میں امن و نظم قائم رکھے پھر چونکہ اسلام کے اندر کسی منصب و امامت کے لئے مفاخر خاندانی، وجاہت آبائی اور شرافت قومی کی ضرورت نہیں بلکہ معیار فضیلت صرف تقویٰ ہے قوم اور قبیلہ کی قید نہیں جو زیادہ متقی اور دیندار ہے وہی اس کا اہل ہے اس لئے یہ کہنا غلط ہے کہ خلافت حضرت علیؓ کا حق تھا ہم نے دیکھا ہے کہ شیعہ لوگ یہ نہیں کہتے کہ حضرت علی زیادہ قابل تھے اور خلافت ایک زیادہ قابل ہستی کو ملنے کے بجائے ایک نا اہل کو مل گئی بلکہ وہ تو خاندانی اور رشتہ کے اعتبار سے حضرت علیؓ کے حق کو فائق گردانتے ہیں اگر یہی ہے تو پھر حضرت معاویہ کیا الزام ہے اور یزید کیوں مطعون کیا جاتا ہے ان کا قصور یہی تو ہے کہ باپ نے اپنی خلافت بیٹے کو دینی چاہی اور بیٹے نے اسے اپنا حق سمجھ کر بیعت نہ کرنے والوں پر جبر و ظلم کیا۔

اسی بنا پر امیری کہہ سکتے ہیں کہ جب طرفداران علی خود یہ کہتے ہیں کہ خلافت اس لئے حضرت علیؓ کا حق تھا کہ خاندانی اعتبار سے وہ داماد تھے تو یزید کا حق کیوں نہ تھا کہ وہ اپنے آبائی حق پر جھگڑا کرتا اب رہی یہ بات کہ خود نبی کریم نے الائمۃ من القریش فرمایا ہے اور اس سے خاندان کا نہیں تو اپنی قوم کا حق تو ضرور ثابت ہوتا ہے لیکن یہ اس لئے ہرگز نہیں فرمایا گیا تھا کہ آپ اپنی قوم کو نوازنا چاہتے تھے بلکہ اس لئے کہا گیا تھا کہ عرب میں سب سے ذی اثر قوم قریش ہی تھی سارا عرب صدیوں سے اس قوم کی عزت کرتا چلا آ رہا تھا کعبہ شریف کی تولیت کا شرف اسی کو حاصل تھا قبائلی عناد عرب میں بہت زیادہ تھا اگر خلیفہ کسی دوسرے اور غیر قبیلہ سے منتخب ہوتا تو شدید فتنے پیدا ہو جاتے قریش ملوکی کو کبھی گوارا نہ کرتے دیگر قبائل تو قریش کے احترام کے عادی ہو چکے تھے مگر قریش عادی نہ تھے یہ قوم تھوڑی ہی کنبہ کا افراد اور عرب میں اپنے اثر سے نظام قائم رکھ سکتی تھی دوسرے نبی کریم کی صحبت و قربت کے باعث ان کے اندر بڑے بڑے فضائل پیدا ہو گئے تھے اس لئے نسبی اعتبار سے نہیں بلکہ بر بنائے فضیلت ایسا فرمایا گیا تھا۔

مختصر یہ کہ اسلامی خلیفہ کی خصوصیت "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" کی بجا آوری اور تقویٰ ہونی چاہیئے یہاں فلاں ابن فلاں کوئی چیز نہیں یہی جمہوریت ہے یہی قابل تعریف شئے ہے اسی پر اسلام کو فخر رہا اور آج اپنی اسی جمہوریت پر تہذیب ناز کر رہی ہے اگر خلافت حضرت علی کرم اللہ کا اسی وقت مل کر موروثی رنگ اختیار کر جاتی تو نہ صرف عربوں بلکہ دنیا کو یہ کہنے کا موقعہ مل جاتا کہ رسول کریم کی تمام سعی و جہاد اور جملہ قربانیاں حصول شاہی کے لئے کی تھیں۔

نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے زمانہ آیندہ کی جزوی باتوں تک سے مطلع کر دیا تھا معمولی انسان نہ تھے بلکہ صاحب وحی نبی تھے آپ نے اپنی زندگی میں جزوی ہدایتیں تک دیں آپ چاہتے تو بیماری سے بیشتر ہی حضرت علیؓ کے انتخاب کے متعلق بھی ہدایت دے سکتے تھے اور دنیا کی کوئی قوت آپ کی اس ہدایت سے نہ روک سکتی تھی لیکن بات دہی ہے کہ اگر آپ خود مسلمانوں کو انتخاب کے متعلق ہدایت دے جاتے تو جمہوریت کی شان کہاں رہتی مسلمانوں کی رائے کی آزادی کہاں باقی رہتی اگر آپ حضرت ابوبکرؓ کو بھی منتخب کرتے تو بھی جمہوریت نامزدگی بنجاتی اور عام مسلمان بے اختیار رہتے منشاء ربانی اور رضائے نبوی یہی تھی کہ مسلمان اپنا خلیفہ و امام خود منتخب کریں اس معیار و اصول پر دیکھا جائے تو حضرات شیعہ کا اعتراض بالکل لغو و فضول ثابت ہوتا ہے صحیح طریق حکومت یہ ہے کہ مسلمان اپنا خلیفہ آپ منتخب کریں یا یہ ہے کہ وہ نامزد شدہ ہو اور جمہور کو اس انتخاب میں کوئی دخل حاصل نہ ہو۔

پھر اگر یہ کہا جائے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے خلافت کے حصول کیلئے کوئی سازش کی اور واقعی ایسا ہوتا بھی تو انہیں کون مانع تھا کہ وہ اپنی اولاد میں سے کسی کو اپنا جانشین مقرر کر جاتے لیکن تاریخ گواہ ہے اور دنیا جانتی ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے جانشین کا معاملہ رائے عامہ پر چھوڑ دیا اور ان کے بعد بھی کسی کی نظر ان کی اولاد پر نہ گئی مسلمانوں نے جسے آپ اہل اور مناسب سمجھا اسے منتخب کر لیا۔

فرزندان توحید کو جس چیز پر ناز ہے شیعہ حضرات اسی کو ایک برائی اور ظلم کے نام سے موسوم کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ اسلام نے مسلمانوں کے اندر بیت ضمیر حریت

رائے اور حریتِ خیال کی لازوال بنیاد کی دنیا میں عدالت کا طریقہ موقوف
کرسکا۔ [illegible]
اور ایک انقلابِ عظیم برپا کر دیا لیکن شیعہ حضرات کی دعا ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریمؐ کے بعد ہی سب کی نظریں عریاں ہوگئیں اور تو اور خود آپ کے اجل صحابہ جنکی ساری عمر حضور رسالت مآبؐ کی صحبت و رفاقت میں گذری تھی سازشوں حق تلفیوں اور حصولِ اقتدار کی کوششوں میں مصروف ہوگئے انتہا یہ ہے کہ انھوں نے خاندانِ نبوت سے مخالفت شروع کر دی حضرت علیؓ کو چھوڑ دیا اور ہر موقعہ پر بزدلی کا اظہار کیا گویا اُن کے اعتراض کی زد بلاواسطہ حضور رسالت مآبؐ کی تبلیغ پر پڑتی ہے۔

غور کیجئے کتنا نازک وقت ہے حضور کریمؐ وصال پا چکے ہیں کوئی سر دست موجود نہیں رہا کسی کی جانشینی کا اعلان نہیں ہوا ابھی نعش اطہر دفن بھی نہ ہونے پائی تھی کہ جھگڑے شروع ہو گئے انصار نے جلسہ انتخاب بھی منعقد کر لیا اس وقت اگر حضرت ابو بکر صدیقؓ مسجد نبوی میں موجود رہتے تو ادھر انتخاب ہوکر ایک فتنہ کا باعث بن گیا ہوتا اور اگر کہا جائے کہ یہ جلسہ بھی ایک سازش ہی کی کڑی تھی کہ حضرت علیؓ خلیفہ نہ ہونے پائیں تو اگر حضرت علیؓ خلیفہ ہو جاتے تو عرب پر اس کا کیا اثر پڑتا اول تو بنو ہاشم اور بنو امیہ کی عداوتیں زندہ ہو جاتیں دوسرے کی بے لوث تبلیغ بدنام ہو جاتی غیر کے انتخاب سے دنیا پر کتنا بڑا اثر پڑا کہ مسلمان آزاد ہیں اور انتخاب کے معاملہ میں ان کے سامنے کسی رشتہ قرابت اور وراثت کی کوئی پابندی نہیں ہوتی جسے مناسب سمجھتے اور بزرگ جانتے ہیں اُسے منتخب کر لیتے ہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ عام ہاشمیوں کو یہ انتخاب گراں ضرور گذرا کہ بربنائے بشریت وہ اقتدار اپنے ہی ہاتھ میں رکھنا چاہتے تھے۔

حضرت صدیقؓ کی خلافت

انتخاب کے دوسرے روز حضرت ابو بکر صدیقؓ نے تجہیز و تکفین نبوی سے فراغت حاصل کرکے مسجد نبوی کے ممبر پر عام بیعت لی اور اس کے بعد مجمع عام میں فرمایا کہ "بھائیو اور عزیزو! قرعۂ انتخاب میرے نام پر پڑ چکا ہے اور گو میں تم میں سے کسی ایک سے بہتر و افضل نہ تھا مگر میں تمھارا سردار مقرر کر دیا گیا ہوں لیکن میری سرداری قیصر و کسریٰ جیسی سرداری نہیں کہ کسی کو میرے کام میں مجال دم زدن نہ ہو خوب سمجھ لو کہ تمہارے اندر جو قوی ہے وہ میرے نزدیک اس وقت تک کمزور اور ضعیف ہے جب تک کہ میں ضعیف کا اس سے اس کا حق نہ دلوا دوں اور جو تم میں ضعیف ہے وہ میرے نزدیک قوی ہے تا وقتیکہ میری اعانت سے اُسے اس کا حق نہ مل جائے دیکھو ایک بات اور ہے جہاد سے کبھی تساہل نہ برتنا اس طریقہ کو ہرگز ترک نہ کرنا اور کہو جو قوم جہاد کو چھوڑ دیتی ہے وہ دنیا میں خوار و ذلیل اور رسوائیوں کی نذر ہو جاتی ہے راستی اور راست روی امانت ہے اور کجروی و کذب بیانی خیانت جب تک میں اللہ اور اللہ کے رسولؐ کا فرمانبردار ہوں اسی وقت تک تم پر میری اطاعت فرض و واجب ہے اور جب مجھے ایسا کرتے نہ دیکھو بلا تکلف میری اطاعت سے انکار
کیونکہ اس وقت میری اطاعت [illegible]
سیدھے راستہ پر چلا دو۔"

کتنی بصیرت افروز اور جذبۂ ایمان سے ڈوبی ہوئی تقریر ہے اس وقت ۳۳ ہزار صحابہ کرام کا مجمع تھا اور کسی ایک نے بھی صدائے مخالفت بلند نہ کی اگر رائے عامہ اس انتخاب کے خلاف ہوتی تو کیا اتنے بڑے مجمع اور ہجوم میں سے کوئی ایک آواز بھی مخالفت میں بلند نہ ہوتی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ تو ہو گئے مگر رسول کریمؐ کے انتقال کی خبر نے ہر طرف ایک شور بپا کر دیا تھا اور یہ حالت تھی کہ جدید الایمان قبائل بغاوت پر آمادہ بیٹھے تھے اور سارے عرب میں غدر و فساد کی چنگاریاں اڑ رہی تھیں جس کا ایک نتیجہ تو یہ ہوا کہ بہت سے قبائل نے زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا چونکہ حالات نے بہت نازک صورت اختیار کر لی تھی اس لئے بڑے بڑے صحابہ نے رائے دی کہ مناسب یہ ہے کہ سر دست اس باب میں خاموشی اختیار کی جائے لیکن حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ اس وقت میرے سامنے مصالح نہیں سنت نبوی کی تکمیل ہے کچھ ہو اگر عہد رسالت میں زکوٰۃ کے طور پر ایک تسمہ بھی آتا ہوگا اور وہ نہ آئیگا تو میں اس کے لئے جہاد کروں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا اللہ تعالیٰ نے مدد کی اور آپ نے جملہ مخالفین زکوٰۃ اور باغیوں کو زیر شمشیر مطیع و منقاد بنایا خلافت اسلامیہ کو بہت استحکام بخشا اور تمام اندرونی فتنوں سے اُسے پاک کر دیا آخر دو برس چار ماہ کی خلافت کے بعد آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال کیا زمانہ علالت میں آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کو طلب فرما کر کہا کہ اگر میں حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کردوں تو کیا تم اسے گوارا کر لو گے اور کوئی اعتراض تو نہ ہوگا انھوں نے جواب دیا بہتر تو ہے مگر اتنی بات ہے کہ وہ ذرا سخت مزاج ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ ان کی سختی اسی وقت تک کی ہے جب تک میں زندہ ہوں جب خود ان پر بار پڑے گا تو درست ہو جائینگے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مہاجرین و انصار اور حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا اور ان سے مشورہ لیا سب نے حضرت عمرؓ کے حق ہی میں رائے دی حضرت ابو بکرؓ نے حضرت عثمانؓ کو حکم دیا کہ خلافت نامہ لکھو سب خاموش رہے مگر حضرت طلحہؓ نے کہا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت عمرؓ نے آپ کے زمانہ میں کیسی کیسی سخت گیریاں کی ہیں اب آپ انہی کو خلیفہ مقرر کر رہے ہیں اور دنیا سے جاتے ہیں خدا کو کیا منہ دکھائیگا۔" حضرت ابو بکرؓ نے جواب دیا کہ:-

"میں خدا سے کہوں گا کہ خلقت میں جو شخص سب سے بہتر تھا میں اسے خلیفہ بنا کر آیا ہوں۔" اس پر وہ بھی خاموش ہو گئے اور حضرت عمرؓ کی خلافت عام طور پر تسلیم کر لی گئی۔

حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کی خلافت

حضرت عمرؓ عہد صدیقی میں

اپ حکومت کے طور پر کام کرتے رہے تھے اور آپکو حکمرانی کا خوب تجربہ ہو گیا تھا آپ کا عہد خلافت بہت شاندار گذرا اور اسلامی فتوحات دور دور تک وسیع ہو گئیں اور شام و ایران آپ ہی کے زمانہ میں فتح ہوئے ہاشمیوں کے دلوں میں شکوہ و شکایت کی جو چنگاریاں سلگ رہی تھیں وہ فاروقی جلال و ہیبت کی وجہ سے شعلہ زن نہ ہو سکیں کسی قبیلہ کو بھی جرأت نہ تھی اور نہ ہو سکی کہ وہ آپ کے عہد خلافت میں چون و چرا کر سکے آپ ہی کے عہد خلافت میں اسلام ایک پر شکوہ اور زبردست سلطنت کی صورت اختیار کر گیا آخر حضرت عمر رض کو ایک پارسی غلام نے مسجد میں بری طرح مجروح کر دیا اور دس سال پانچ ماہ کی عظیم الشان اور پر سطوت حکومت و فرمانروائی کرنے کے بعد یہ آفتاب غروب ہو گیا اور اس کے غروب کے ساتھ امن عامہ اور اقتدار اسلامی کو بھی شدید صدمہ پہنچ گیا۔

جلسہ انتخاب کا انعقاد

حضرت عمر رض اپنے وقت کے ایک پایہ ناز فرمانروا اور سیاست دان لاثانی جمہوریت نواز اور زبردست قومی حکمران تھے جب آپ کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی اور اپنا جام حیات چھلکتا نظر آیا تو آپ نے کسی ایسے شخص کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق غور کیا جو مسلم شیرازہ کو بکھرنے نہ دے پھر آپ نے سوچا کہ مناسب یہی ہے کہ انتخاب کا معاملہ رائے عامہ پر چھوڑ دیا جائے سب سے پہلے آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض کو دعوت دی اور فرمایا کہ میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ کو اپنا جانشین مقرر کر جاؤں وہ بہت دوراندیش تھے انہوں نے اسی وقت یہ عاقلانہ جواب دیا کہ میں آپ ہی سے مشورہ لیتا ہوں کہ کیا میں خلافت مسلمین کے منصب کو قبول کر لوں۔

حضرت عمر رض نے کہا اچھا ٹھہریئے اور حضرت عثمان رض، حضرت علی رض، حضرت زبیر بن العوام رض، حضرت سعد بن وقاص رض اور حضرت طلحہ ابن عبدالرحمٰن کو بلوائیے میں یہ خدمت ان میں سے کسی کے سپرد کر دوں گا کیونکہ حضور نبی کریم ان سے بہت خوش تھے اور یہ بزرگ بار خلافت اٹھا لینے کی پوری اہلیت بھی رکھتے ہیں آپ ان میں سے کسی ایک کو منصب خلافت کے لئے منتخب کر لیں حضرت طلحہ رض تو باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے باقی چاروں اصحاب تشریف لے آئے حضرت عمر رض نے انہیں مخاطب کر کے کہا کہ میں آپ چاروں میں سے کسی ایک کو منصب خلافت کے لئے نامزد کرنا چاہتا ہوں خود کسی کی طرف اشارہ نہیں کرتا اور نہ کسی کا نام لینا چاہتا ہوں آپ سب بزرگ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رض کے مشورہ سے باہم کوئی ایک فیصلہ کر لیں اور کسی ایک بزرگ کو نامزد کر لیں جسے آپ نامزد کر دیں گے میں اسی کو خلیفہ منتخب کر دوں گا اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ جب تم میں سے کوئی خلیفہ منتخب ہو جائے تو انصار کا خاص خیال رکھے کیونکہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے رسول کریم کا ساتھ دیا ہے اور بیشمار خدمات انجام دی ہیں جو غیر مسلم تمہاری رعایا ہیں ان کی حفاظت بہتر کرتے رہنا اور جو وعدے کئے جائیں انہیں پورے کرنا۔

اس کے بعد حضرت علی رض کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا کہ اے علی اگر تم خلیفہ ہو جاؤ تو بنی ہاشم کو مسلمانوں پر مسلط نہ کر دینا آپ نے یہی حضرت عثمان رض سے کہا کہ اگر تمہیں خلافت مل جائے تو کہیں بنی امیہ کو مسلمانوں پر فروغ و فوقیت نہ دینا حضرت زبیر رض اور حضرت سعد رض سے یہی کہنے لگے کہ آپ لوگ خلیفہ ہو جائیں تو بنی زہرہ کو دوسرے مسلمانوں سے نہ بڑھا دینا اور سب کے حقوق کی یکساں رعایت کرنا کچھ لوگ یہ بھی کہنے لگے کہ آپ خود ہی کسی کو نامزد کر دیجئے بعد کا جھگڑا نہ رہے آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح زندہ ہوتے تو میں انکو خلافت دیتا کہ ان کی نسبت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ عالم ہیں اور خدا کی محبت میں پکے ہیں۔

ایک اور شخص بھی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ کو خلافت کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے فرمایا چپ خدا تجھے غارت کرے تو نے یہ مشورہ خدا واسطے ہرگز نہیں دیا اور نہ اس میں ملت ہی کا کوئی فائدہ ہے صرف مجھے خوش کرنے کے لئے یہ کہا جو شخص (عبداللہ ابن عمر) اپنی بیوی کے طلاق کے معاملہ میں ٹھیک فیصلہ نہ کر سکتا ہو وہ مسلمانوں کا کیا خاک فیصلہ کرے گا۔ اس وقت سب اٹھ گئے دوسرے وقت جب جلسہ ہوا تو آپ نے ان پانچوں اصحاب سے پوچھا کہ آپ نے باہم کیا فیصلہ کیا ان لوگوں نے عرض کی کہ اگر ہم لوگوں میں سعید بن زید بھی شریک کر دیئے جائیں تو مناسب ہے لیکن سعید اسی قبیلہ عدی سے تعلق رکھتے تھے جس کے چشم و چراغ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس قبیلہ کا ایک آدمی کافی ہے۔ اب کسی اور کو لینے کی ضرورت نہیں البتہ ان چاروں بزرگوں کے فضائل میں آپ کے سامنے خود ہی بیان کئے دیتا ہوں کہ آپ کو انتخاب میں آسانی ہو حضرت علی اور حضرت عثمان رض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں حضرت زبیر رض بھی ان کے اقرباء میں شامل ہیں حضرت طلحہ رض وہ شخص ہیں نبی کریم نے طلحۃ الخیر کا خطاب دیا تھا۔ میں بذات خود ان میں سے کسی ایک کو بھی دوسرے پر فضیلت نہیں دے سکتا آپ لوگ خود ہی فیصلہ کر لیں اور اپنے میں سے کسی ایک کو خلافت کے لئے نامزد کر لیں لیکن جو کچھ کیا جائے عجلت کے ساتھ کیا جائے اور اس میں تین روز سے زیادہ نہ لگیں۔ اس کے فوراً بعد آپ نے حضرت طلحہ انصاری کو بلا کر حکم دیا کہ تم پچاس انصار اپنے ساتھ لیلو اور جب تک خلافت کا فیصلہ نہ ہو اس وقت تک برابر بیت المال کی حفاظت کرتے رہو آپ نے یہ بھی فرمایا کہ جب کا اتفاق ایک آدمی پر ہو جائے اور ایک مخالفت پر مصر ہے تو اسے قتل کر دینا تاکہ فساد کے دروازے بند ہو جائیں پھر آپ نے ۔ ... ... اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ میں تجھے رائے دہی کا حق دیتا ہوں تو بھی مشورہ میں شریک ہو لیکن یہ حق صرف مشورہ کا حق ہے رائے دہی کا حق ہے یہ نہیں کہ تو خلیفہ منتخب ہو جائے حضرت مقداد بن اسود رض ان مشورہ کرنے والوں کے نگران کار مقرر کئے گئے

اُن تقریرات کے بعد حضرت عمرؓ نے جا رہی بزرگوں کو طلب فرمایا حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے دریافت کیا کیا رائے ہے جاؤں یا نہ جاؤں؟

حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ ہرگز نہ جاؤ مجھے معلوم ہے کہ حضرت عمرؓ بنی ہاشم کو خلافت نہ دیں گے اگر تم نہ گئے تو ہم یہ تو کہہ سکیں گے کہ انتخاب کے وقت بنو ہاشم میں سے کوئی موجود نہ تھا حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ مجھ سے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ میں اس وقت اپنے دوستوں کا ساتھ چھوڑ دوں اس پر حضرت عباس نے کسی قدر کبیدگی کے ساتھ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پیشتر بھی تمہیں سمجھایا تھا اور کہا تھا کہ اس وقت موقع ہے ان سے دریافت کر لو کہ خلافت کا منصب کس کو ملیگا تم نے میرا کہا نہ کیا پھر میں نے وفات نبوی کے بعد زور دیا کہ رسول کریم کے جنازہ کو تھوڑی دیر کے لئے چھوڑ کر باہر آؤ اور خلافت کا انتظام کرو تم جنازہ کے پاس ہی بیٹھے رہے اور گھر سے نہ نکلے اور دوسروں نے خلافت پر قبضہ کر لیا اب سمجھا رہا ہوں کہ حضرت عمرؓ کے پاس نہ جاؤ تم نہیں سنتے اب تمہیں اختیار ہے میرا جو فرض تھا میں نے ادا کر دیا تم جاؤ تمہارا کام جانے۔

کاشانہ عائشہؓ کا اجلاس

حضرت عائشہ رضہ کے حجرہ میں مجلس انتخاب کا وہ مہتم بالشان اجلاس منعقد ہوا جس میں دنیائے اسلام کی قسمت کا فیصلہ ہونے والا تھا دروازہ پر پہرہ لگ گیا اور حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ وغیرہ دروازہ پر بیٹھ گئے لیکن حضرت سعد بن وقاصؓ نے اس بناپر انھیں دروازہ سے اٹھوا دیا کہ کہیں جمہور کا یہ خیال قائم نہ ہو جائے کہ یہ لوگ بھی جلسۂ شوریٰ میں شریک تھے حضرت عبدالرحمن بن عوف کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اچھا اب آپ یہ فرمائیے کہ آپ میں کون ایسا ہے جو خلافت سے دستکش ہونے کے لئے تیار ہے جو کوئی بھی خلافت سے دستکش ہو جائیگا اسی کو یہ حق بھی عطا کر دیا جائیگا کہ وہ ان امیدواروں میں سے جسے لائق سمجھے اسے خلیفہ مقرر کرے اس پر اجلاس میں ایک سکوت چھا گیا کسی طرف سے کوئی صدا بلند نہیں ہوئی آخر تھوڑی دیر کے تامل کے بعد پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف اٹھے اور فرمانے لگے کہ میں خلافت سے دست بردار ہوں اور اگر آپ اجازت دیں تو میں انتخاب خلیفہ کی خدمت ادا کرنے کو تیار ہوں۔

سب نے اس پر اظہار اتفاق کیا لیکن حضرت علیؓ خاموش رہے حضرت عبدالرحمن نے حضرت علیؓ سے خود ہی استفسار کیا آپ کیوں خاموش ہیں اپنی رائے کا اظہار فرمائیں حضرت علیؓ فرمانے لگے سب کی رائے سے اتفاق تو مجھے بھی ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ شرط یہ ہے کہ آپ جو فیصلہ کریں گے وہ بالکل بے لوث ہوگا حضرت عبدالرحمن نے اس کا اقرار صاف الفاظ میں کیا اور فرمانے لگے اب آپ بھی اس امر کا اقرار کر لیں کہ میں جس امیدوار کو

منصب کو ... گا کہ آپ اس کی مخالفت نہ کریں گے اور سب میری تائید کریں گے باہم عہد و پیمان ہو گئے سب نے اسے منظور کر لیا چونکہ بحث و تمحیص میں شام ہو چکی تھی اس لئے اجلاس دوسرے روز کے لئے ملتوی ہو گیا۔

دوسرے روز پھر جلسہ منعقد ہوا اور حضرت عبدالرحمن بن عوف سب سے استصواب رائے کرتے رہے آخر آپ نے فرمایا کہ میں علیحدہ حجرہ میں بیٹھتا ہوں اور ایک ایک امیدوار کو بلا کر اس کی رائے دریافت کرتا ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا سب سے پہلے آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور دریافت کیا کہ آپ کا دعویٰ یہ ہے کہ آپ بنو ہاشم کے سردار ہیں اور نبی کریم کی دامادی کا حق رکھتے ہیں بیشک یہ درست ہے اور مجھے آپ کی فضیلت کا اعتراف ہے مگر یہ فرمائیے کہ آپ اپنے بعد کسے سب سے زیادہ مستحق خلافت اور اہل سمجھتے ہیں حضرت علیؓ نے بلا تکلف جواب دیا کہ حضرت عثمان غنیؓ کو اس کے بعد حضرت عبدالرحمن نے حضرت عثمان غنیؓ کو بلایا اور پوچھا کہ آپ اپنے جو مناقب و فضائل بیان کرتے ہیں وہ تو صحیح ہیں مگر یہ فرمائیے کہ اگر آپ کو خلافت نہ مل سکے تو آپ کسے حقدار سمجھیں گے بولے حضرت علیؓ کو، حضرت زبیر اور حضرت سعدؓ نے بھی اپنے بعد حضرت عثمان غنیؓ کو مستحق بتایا۔

اب معاملہ صاف تھا حضرت عبدالرحمن بن عوف معاملہ کی تہ کو پہنچ گئے تھے سب کی رائے دریافت کر چکے تھے آپ حجرہ سے باہر تشریف لائے اور کہا کہ مجھے استصواب و تحقیق سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ خلافت دو بزرگوں حضرت عثمان غنیؓ یا حضرت علیؓ میں سے کسی ایک کو ملنی چاہیئے صرف ایک رات کے غور کی مہلت دیجئے کل میں ان دونوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا۔ اس کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

بنی امیہ کی سازش و دجل

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جو نازک صورت حالات پیش آگئی تھی اور جسے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے تدبر و فراست نے اپنی کارفرمائی سے سنبھال لیا تھا وہی صورت اب پیش تھی بنو امیہ کئی پشتوں سے اقتدار عام کے حریص و طلبگار چلے آتے تھے اور سازش و آورد سے اقتدار ان کی فطرت میں داخل ہو چکی تھی جوڑ توڑ کے مدت سے خوگر تھے حضرت ابو سفیان ایمان ضرور لے آئے تھے اور صیقل اسلام نے ان کی فطرت کی بہت کچھ جلا بھی کر دی تھی مگر فطرت اور موروثی عادات بلی مسلم طور پر حیات انسانی میں بہت موثر رہے ہیں سب کچھ ہوا مگر بنو امیہ کی طبائع نہ بدلی تھیں اور وہ عادتاً جوڑ توڑ اور حصول اقتدار کی سعی و جہد میں برابر مصروف رہتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضہ کے انتخاب پر بھی حضرت ابو سفیانؓ نے حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت علیؓ کو باہم متصادم کرنا چاہا محض اس لئے کہ یہ دونوں لڑیں اور حریف بیسلا و س

انہیں یہ کہنے کا موقع ملے کہ ان دونوں میں صلاحیت عمل نہیں اور عنان اقتدار کسی طرح پھر ان کے ہاتھ میں آ جائے مگر دونوں بزرگوں کی بے لوثی اور ایثار نے ان کی کوئی پیش نہ چلنے دی حضرت صدیق اکبرؓ کا عہد ایک مختصر عہد تھا اور یہ تمام زمانہ مخالف اسلام فتنوں کے دبانے اور خلافت اسلامیہ کو مستحکم بنانے میں صرف ہو گیا اس کے بعد جو دور آیا وہ عہد فاروقی تھا کس کی مجال تھی جو ان کی ہیبت و سطوت کے سامنے سر اٹھا سکتا لیکن اب میدان صاف تھا اور اموی فطرت اپنی کارفرمائی کے لئے آزاد تھی جب انہوں نے دیکھا کہ معاملہ سمٹ سمٹا کر بنو ہاشم اور بنو امیہ پر آ گیا ہے تو ان کا ہر فرد مصروف عمل ہو گیا اور انہوں نے اقتدار بنو ہاشم پر ضرب لگانے اور عنان اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے کی والہانہ مساعی کا سلسلہ پوری شدت کے ساتھ شروع کر دیا۔

ساتھ ہی یہ لوگ یہ بھی اچھی طرح سمجھتے تھے کہ اب مسلمان بہت منضبط و ہوشیار ہو چکے ہیں بنو ہاشم کو اپنے اندر سردار انبیاءؐ کے پیدا کرنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے پوری دنیائے اسلام ان کے اس شرف و احترام کے سامنے سر جھکاتی ہے اس لئے کھلم کھلا مقابلہ کیا گیا تو لازماً ناکامی ہوگی اسلئے انہوں نے سازشوں خفیہ تدبیروں اور چالاکیوں سے کام لینا شروع کر دیا بنو ہاشم میں ایسے لوگ ضرور تھے جنھیں اقتدار حاصل نہ ہونے کا رنج تھا وہ اقتدار چاہتے تھے مگر ناحق سمجھ کر کسی کے مقابلہ میں وہ جوڑ توڑ اور ریشہ دوانیوں سے بالکل پاک تھے اور ہونا چاہیے کیونکہ وہ اپنا معاملہ صاف سمجھتے تھے ان میں خلوص و للہیت کے جوہر بھی موجود تھے۔

مہلت کی رات بڑی سرگرم رات تھی بنو ہاشم اور بنو امیہ دونوں اس خیال میں تھے کہ ہمارا امیدوار کامیاب ہو جائے حضرت علیؓ نے اسی شب کو حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ سے مل کر طے کر لیا تھا کہ یہ دو بزرگ انھیں کی رائے دیں گے اور ان کے اس اقرار سے حضرت علیؓ کا پہلو بہت مضبوط اور یقینی ہو گیا تھا اکثر رائے حاصل ہو گئی تھی ادھر حضرت عبدالرحمن بن عوف بھی عزم آہنی کے پر خلوص اور ایثار پیشہ بزرگ تھے اور سب سمجھتے تھے کہ یہ کسی کے اثر میں آنے والے نہیں اول نے فیصل شدہ مہلت شب میں سرداران قبائل سے علیحدہ علیحدہ مشورے کئے ان میں بنو امیہ کے سرداروں کی حیثیت سے حضرت ابو سفیان اور حضرت عمرو بن العاص بھی تھے حضرت ابو سفیان نے حضرت عبدالرحمن بن عوف سے جو یہ سنا کہ مقابلہ حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کے مابین رہ گیا ہے تو وہ سیدھے حضرت عمرو بن العاص کے مکان پہ پہنچے اور سارا ماجرا سنا کر کہنے لگے کہ میں حضرت عثمانؓ کے حق میں رائے دے آیا ہوں کہ وہ اپنے قبیلہ ہی سے تعلق رکھتے ہیں مگر مجھے ایک اندیشہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بہت نرم مزاج اور سادہ لوح انسان ہیں نشیب و فراز بہت کم سمجھتے ہیں مبادا بات بگڑ جائے اور بنو امیہ کے ہاتھ میں عنان اقتدار آتے آتے کہیں بنو ہاشم کے پاس نہ پہنچ جائے اور حضرت علیؓ کامیاب نہ ہو جائیں۔

حضرت عمرو بن العاص آخر بنو امیہ ہی سے تھے جوڑ توڑ اور تدبیر و عمل میں ید طولیٰ رکھتے تھے کہنے لگے آپ کوئی فکر نہ کریں میں ابھی اس کا بندوبست کئے لیتا ہوں چنانچہ آپ گھر سے اٹھے اور سیدھے حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچے کہا "علیؓ آپ میرے قدیم دوست ہیں میں آپ کی خلافت کا پورا مؤید ہوں میں نے محسوس کیا ہے کہ نہ صرف حضرت عبدالرحمن بن عوف بلکہ اکثر سرداروں نے آپ کے حق میں اظہار رائے کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے مشورہ کے مطابق عمل کریں تاکہ کوئی خلاف صورت نہ پیدا ہو جائے حضرت علیؓ بھی بے لوث اور سیدھے اور سچے انسان تھے آپ حضرت ابو العاص کی اس گہری چال کو نہ سمجھ سکے اور بے تکلفی و سچائی کے ساتھ فرمایا کہ میں بھی آپ کو اپنا دوست ہی سمجھتا ہوں آپ پر پورا اعتماد کرتا ہوں آپ جو رائے دیں گے اس پر عمل کروں گا حضرت علیؓ کا عندیہ لیکر حضرت عمرو بن العاص نے کہا کہ آپ بھی جانتے ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف سچے اور ایسے انسان ہیں جن کے قلب و زبان میں ہمیشہ مطابقت رہی ہے جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں کل وہ آپ کو خلافت دیتے وقت اقرار کرائیں گے کہ میں خدا اور رسول اور گزشتہ دونوں خلفاء کے طریقہ پر کام کروں گا آپ کہیں فوراً اقرار نہ کر لینا ورنہ بنا بنایا معاملہ بگڑ جائیگا اور سارا اس کا یہ اثر پڑے گا اور حاضرین بھی یہی سمجھیں گے کہ آپ اقتدار و خلافت کے بھوکے اور حریص ہیں بلکہ جواب میں یہ کہنا کہ میں ان شرائط کے پورا کرنے کا عہد نہیں کر سکتا البتہ اپنی بساط کے موافق حتی الامکان ان کی تکمیل کی سعی کروں گا اس سے آپ کی صاف دلی ظاہر ہوگی اور آپ ہی کو خلافت مل جائیگی" یہ بچھا دل کو لگتی ہوئی بات تھی تہ کو نہ پہنچ سکے جھٹ اقرار کر لیا اور فرمایا کہ میں ایسا ہی کروں گا یہاں سے اطمینان کر کے حضرت عمرو بن العاص حضرت عثمان غنیؓ کے پاس پہنچے حضرت علیؓ سے تو ملاقات کا ذکر نہیں کیا جانتے تھے کہ یہ بھی راستباز بزرگ ہیں کسی فریب کو پسند نہ کریں گے بلکہ یہ کہا کہ میں آپ سے ایک بات کہنے آیا ہوں اگر عمل کرنے کا وعدہ کرو تو کہوں حضرت بولے کہئے تو میں ضرور عمل کروں گا کہا کہ کل جب عطائے خلافت کے وقت آپ کے سامنے شرائط پیش کی جائیں تو آپ انھیں فوراً بلا شبہ تسلیم کر لیجئے اور کوئی پس و پیش نہ کیجئے حضرت عثمانؓ نے منظور کر لیا

انقطاعی فیصلہ کا دن

تیسرا دن تھا جمہور آخری فیصلہ کا بےچینی کے ساتھ انتظار کر رہے تھے مسجد نبویؐ میں کثرت اجتماع سے کہیں تل دھرنے کو جگہ نہ تھی سپیدۂ سحری نمودار ہوتے ہی نماز کے بعد حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ کو بلایا اور فرمایا کہ بھائی کیا پوچھتے ہو مجھے ساری رات اس فکر میں نیند نہ آئی کہ جو کام میرے سپرد ہوا ہے کہیں اس کی تکمیل میں مجھ سے کوئی لغزش نہ ہو جائے امیدوار خلافت چونکہ آپ بھی تھے اب یہ فرمائیے کہ آپ اپنا حق کس کو دیتے ہیں اور کس کے حق میں دستبردار ہوتے ہیں پہلے اجلاس میں تو ان دونوں بزرگوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے متعلق اظہار خیال کیا تھا مگر اس موقع پہ کیا کہ ہم

ں حضرت علی کے حق میں دو ستبردار ہوتے ہیں اور ان ہی کو انہی مانے
ہیں۔ اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے حضرت علیؓ اور حضرت
ؓ دونوں کو اپنے حجرہ میں بلوایا جب دیکھا کہ مسجد نبوی میں پورا اجتماع
ہا تو آپ نے منبر پہ کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب خلافت کے دو امیدوار رہ گئے
ہم تو اپنا خاص مشورہ ختم کر چکے آخری فیصلہ مشورہ عام سے ہوگا۔
رت عمار بن یاسر نے کھڑے ہو کر تحریک کی کہ خلافت حضرت عثمانؓ کو
ہیئے حضرت مقداد نے اس کی تائید کر دی حضرت عثمانؓ کے بھانجے
د اللہ بن سعد بن سرح نے تحریک کی کہ خلافت حضرت عثمان کو ملنی چاہیے
اپنی رائے انہی کے حق میں دیتا ہوں یہ شخص مسلمانوں میں معتوب تھا
نکہ عہد رسالت میں مرتد ہو چکا تھا اور اس کے قتل کے احکام بھی صادر
چکے تھے مگر وہ کسی تدبیر سے بچ گیا تھا اب جو اس نے صحابہ کرام کے مجمع عظیم
زبان کھولی تو حضرت عمار بن یاسر کو غصہ آگیا اور بولے مرتد
رائے دینے کا کیا حق ہے تجھکو مسلمانوں کے معاملے سے کیا سروکار
ں پر بنی مخزوم کے ایک شخص نے حضرت عمارؓ کو گالی دیدی بنی ہاشم
بھی طیش آگیا انہوں نے تلواریں میان سے نکال لیں اور اسے سب و شتم
شروع کر دی۔

حضرت سعد بن وقاصؓ نے کھڑے ہو کر جھگڑے کو روکا اور حضرت عبد الرحمٰن
عوف سے کہا کہ عجلت کیجئے ورنہ بڑا فساد برپا ہو جائیگا دیر نہ کیجئے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف فوراً کھڑے ہو گئے اور فرمایا خاموش رہئے میں
فیصلہ کرتا ہوں اس کے بعد آپ نے حضرت علیؓ کو پاس بلایا اور ان کا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر فرمایا۔ اقرار کرو کہ میں مسلمانوں کی کتاب و سنت اور
دو خلفاء کے طریق عمل کے مطابق کریں گے حضرت علیؓ نے حضرت عمرو بن
عاص کے مشورہ کے مطابق کہا کہ میں کوئی اقرار نہیں کر سکتا مگر حتی الامکان
سعی کروں گا اور خدا سے مدد چاہوں گا کہ وہ مجھے ان جلیل امور کی تکمیل
کی توفیق عطا کرے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور تمام مجمع یہ سنکر ششدر
و انگشت بدندان رہ گیا سب سناٹے میں آگئے حضرت عبد الرحمٰن نے ہاتھ
چھوڑ دیا کہ ہم ایسا کمزور خلیفہ نہیں چاہتے پھر حضرت عثمان کا ہاتھ پکڑ کر
یہ اقرار لیا انہوں نے صاف الفاظ میں ہر بات کا عہد کر لیا حضرت عبد الرحمٰن
نے اسی وقت ان کی بیعت کر لی اور ساتھ ہی حاضرین نے بیعت شروع کر دی
حضرت علیؓ حیران رہ گئے صرف یہ الفاظ زبان سے نکلے "مکر، فریب، چال"
آپ نے جلسہ سے جانے کا قصد کیا حضرت عبد الرحمٰن نے کہا آپ جاتے
کہاں ہیں حضرت عثمان سے بیعت کیجئے آپکو یاد نہیں خدائے تعالیٰ
فرماتا ہے "جو عہد کو توڑتا ہے اپنے نفس پر وبال لاتا ہے" آپ مجھے حکم بنا چکے ہیں
اور وعدہ کر چکے ہیں کہ میں تمہیں جو حکم دونگا مانو گے اب میرا فیصلہ تو یہ ہے کہ حضرت
عثمانؓ کی بیعت کرو حضرت عمرؓ نے بھی صاف فرما دیا تھا کہ جو شخص تیرا حکم
نہ مانے بعد اتفاق عام سے علیحدہ ہو کر مخالفت کرے اس کو قتل کر دیا جائے
یہ سنکر حضرت علیؓ نے بھی حضرت عثمان سے بیعت کر لی۔

حضرت علیؓ شیر خدا تھے بہادر تھے دلیر و شجاع تھے اثر و رسوخ کے مالک
تھے کثرت رائے ان کے ساتھ تھی حضرت زبیر اور حضرت سعد ان کے حق
میں دستکش ہو چکے تھے اگر آپ چاہتے اور ذرا اشارہ کرتے تو اس وقت
ایک خوفناک فساد برپا ہو جاتا فریب بالکل آشکارا تھا دغا ظاہر تھی سب کچھ
کیا جا سکتا تھا لیکن نہیں آپ نے حکم کے فیصلے کے آگے سر جھکا دیا مسلمانوں
میں کسی فتنہ و فساد کو پسند نہ کیا اور فوراً بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا بعض
اس لئے کہ آپ اقتدار کے حریص نہ تھے محض خدمت مسلمین کے جوش میں
خلافت چاہتے تھے آپ نے بیعت کسی خوف و ہراس کی وجہ سے نہیں کی
بلکہ اپنے وعدہ کی پابندی اور اس وقت رائے عامہ کا رجحان دیکھ کر کی۔

حضرت عثمان کی خلافت

حضرت عثمانؓ کی خلافت میں بڑی بڑی فتوحات ہوئیں لیکن

جیسا کہ ہم تصریح کر چکے ہیں حضرت عثمان بحد نرم مزاج سادہ لوح اور اقربا نواز
واقع ہوئے تھے اتنے کہ آپ کی یہ صفات کمزوری کی حد تک پہنچ گئی تھیں اس
کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ دوسروں کے آلہ کار بن گئے اور اپنی اقربا نوازی اور نیکی کے
جوش میں وہ وہ کچھ کر گئے جس سے دنیائے اسلام میں خوفناک فتنوں نے
جگہ پالی اور آپ کے کمزور اور سیدھے پن سے بنو امیہ کو اپنے وہ تمام حوصلے پورے
کرنے کا موقع مل گیا جن کی تکمیل کے لئے وہ کئی نسلوں سے مضطرب تھے حضرت
عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کو تاکید کر دی تھی کہ خلافت حاصل ہونے پر اپنے قبیلہ
کے افراد کو دوسرے قبائل پر حاوی نہ کر دینا مگر ان کی اقربا نوازی نے بنو امیہ کے تسلط
عام کی صورت اختیار کر لی بنو امیہ کے اکثر افراد نہایت چالاک ہوشیار اور جوڑ توڑ
کے عادی تھے انہوں نے آپ کے سیدھے پن سے بہت فائدہ اٹھایا جسے وہ
اقربا نوازی سمجھتے رہے وہ دراصل اقربا نوازی نہ تھی بلکہ فتنوں کو بیدار
کرنا تھا لوگوں نے دیکھا کہ بنو امیہ عثمانی خلافت سے خوب خوب فائدے اٹھا
رہے ہیں ذرا ذرا سی باتوں اور شکایتوں پر دیگر قبائل کے عامل اور گورنر
علیحدہ کر دیئے جاتے ہیں اور ان کی جگہ جو تقرر ہوتا ہے وہ بنو امیہ کا ہوتا
ہے مروان ایک شریر النفس شخص ان کا نائب بن گیا اور ان کے مزاج میں اس
نے پورا دخل پا کر سیاہ و سفید کا مالک بن گیا جس کا ایک نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت
و سرداری کے تمام عہدے بنو امیہ کے لئے مخصوص کر دیئے گئے۔

صحابہ کرام سب کچھ دیکھتے مگر اطاعت امیر کے خیال سے کچھ نہ کہتے تھے
لیکن جب مفسد اور بد باطن عبداللہ ابن سعد جو حضرت عثمانؓ کا بھانجا تھا اور
جسے بجرم ارتداد خود نبی کریم نے قتل کا حکم دیا تھا مصر کا گورنر بنا دیا گیا تو صحابہؓ
کو یہ بات بہت ناگوار گذری مروان جیسے شریر النفس شخص کا سکرٹری بننا بھی
ان کے تنفس کا باعث بن چکا تھا اور حضرت عمرؓ کے مقرر کردہ عامل برابر

معزول ہوتے چلے جارہے تھے یہ واقعات ایک اضطراب عظیم کا باعث بن گئے صحابہ کرام حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ادھر سمجھا بجھا کر جاتے ادھر مروان پھر ان کے کان بھر دیتا اور آپ کی ساری افہام و تفہیم غلط ہو کر رہ جاتی۔

حضرت ابوذر غفاری کی جلاوطنی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ وہ بزرگ تھے جنھیں حضور نبی کریم سے عشق تھا اور آپ خود ان کی ناز برداری کیا کرتے تھے نہایت صاف گو اور بیباک انسان تھے باطل دیکھ کر ضبط نہ کر سکتے تھے اور حق بات کہنے میں کسی کی رعایت نہ کرتے تھے علانیہ ٹوک دیتے تھے ایک جہاد پر افواج روانہ کی جا رہی تھیں ان کے عشق رسول اور خدا پرستی کے پیش نظر ان افواج کی سرداری میں حضرت ابوذر غفاری کا نام لکھ دیا گیا کہ برکت رہے انہیں اس کے سوا کوئی کام نہ تھا اس لئے حضرت معاویہ کے ساتھ کر دیئے گئے کہ افواج کو لڑائیں تو وہ اور افسری لیں نام رہے حضرت ابوذر کا۔ حضرت معاویہ بہت پسند اور دلدادۂ عیش و سرور تھے شام میں ان کی بے حد عزت کی جاتی تھی حضرت ابوذر کی یہ حالت تھی کہ وہ عام مجمعوں اور صحبتوں میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیتے تھے اور نصیحت کرنے لگتے تھے اس سے حضرت معاویہ کو خفت و ندامت ہوتی تھی مگر کرتے کیا بے قابو تھے سرداری میں نام کو انہی کا تھا ان کی اطاعت فرض تھی دل میں بہت جز بز ہوتے کہ ایک معمولی آدمی اور مجھے یوں ٹوکتا ہے حضرت ابوذر ان کی گورنری کا بھی کوئی خیال نہ کرتے تھے ذرا کوئی لغزش دیکھی اور چیخ کر کہنے لگے کیا غضب کرتے ہو شرم نہیں آتی خدا کا حکم بھول گئے۔

جب مجبور ہو گئے اور ناک میں دم آگیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک عرضی لکھ کر بھیجی کہ یہ ملک شام ہے لوگ میری عزت کرتے ہیں مگر مجھے بات بات پر ٹوکتے اور گرفت کرتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو چاہیئے تھا کہ وہ حضرت معاویہ ہی کو ڈانٹتے کہ تم کیوں ایسی بات کرتے ہو جو ٹوکنے کی نوبت آئے ان کی عادت ہی یہ ہے کہ وہ معصیت و لغزش کو نہیں دیکھ سکتے دین و شرع کے خلاف ذرا سی بات دیکھتے ہیں تو بیتاب ہو جاتے ہیں اور اگر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو کہنا ضروری ہی تھا تو یہ لکھتے کہ آپ لوگوں کے سامنے حضرت معاویہ کو کچھ نہ کہا کریں تخلیہ میں سمجھا دیا کریں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس خیال میں تھے کہ اب بھی عہد رسالت ہے میں ٹوکا دوں گا تو میری دلداری کی جائیگی لیکن انکو یہ خبر نہ تھی کہ ناز اٹھانے والے اب دنیا میں نہیں دیکھا تو یہ حکم سامنے رکھا تھا کہ فوراً واپس چلے آؤ۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم پڑھکر بہت ملال ہوا شامی اہل کو بہت خوشی ہوئی حضرت امیر معاویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو سفر خرچ دینا چاہا مگر وہ ایسے بکدر ہوئے کہ پیادہ پا چل کھڑے ہوئے اور مدینہ پہنچ گئے خیال ہوگا کہ سامنے جاؤں گا تو شاید حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ احساس ہو ان الفاظ کو سنا کر آپنے حضرت معاویہ سے کیوں ایسا سلوک کیا؟ اب تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو تاب نہ رہی فرمانے لگے میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا مریگا لہٰذا اجازت دیجئے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور کسی تنہا مقام پر جا کر زندگی بسر کر دوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تب بھی کچھ خیال نہ ہوا اور کچھ بکریاں اور خرچ دیکر رخصت کر دیا حضرت ابوذر ایک معمولی سی بستی میں جاکر رہنے لگے اور وہیں رہگزائے عالم بقا ہوئے۔ صحابہ کرام دیکھ چکے تھے کہ رسول کریم حضرت ابوذر سے کتنی محبت کرتے تھے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی جبیں پر سو تیوری دیکھی تو انھیں سخت صدمہ ہوا اور وہ بہ اثر دلخستہ ہو گئے اسی اثنا میں منیٰ کا واقعہ پیش آگیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہاں دو رکعت پڑھا کرتے تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعت ہی ادا کیں اس پر ملک بھر میں شور مچ گیا کہ حضرت عثمان خلاف عمل کر رہے ہیں جب دلوں میں جوش اور تکدر ہوتا ہے تو معمولی معمولی باتیں اثر کر جاتی ہیں اور وہ بہت بڑی معلوم ہوتی ہیں یہی چیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں نظر آتی ہے انگوٹھی کے کنوئیں میں گر جانے کی بنا غلط کیا ہے مگر اسی سے لوگوں میں ایک جوش پھیل گیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہری انگشتری تھی جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منتقل ہوتی ہوئی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قبضہ میں آگئی تھی آپ ایک کنوئیں کے پاس کھڑے پھرا رہے تھے کہ اتفاقاً وہ انگشتری کنوئیں میں جا گری بہت تلاش کی ہر چند کوشش کی مگر انگشتری کا پتہ نہ چلا اس پر مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان غنی کی خلافت خدا اور خدا کے رسول کو منظور نہیں۔

گورنر مصر کا فتنہ

عبداللہ بن سبا ایک یہودی نو مسلم تھا جو بہت بڑا عالم و چالاک شخص تھا اور محض سلطنت کو نقصان پہنچانے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا پہلے اس نے اپنے فریب کارانہ تقدس اور نمائشی خدا پرستی و زہد و عبادت سے فرزندان توحید کو متاثر کیا پھر عام طور سے کہنا شروع کر دیا کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں وہ دوبارہ ظہور فرمائینگے ہمارے نبی کریم تو حضرت عیسیٰ سے بڑا مرتبہ رکھتے ہیں اسلئے وہ بھی دوبارہ ظہور فرمائینگے اس عقیدہ کو قبولیت عام کا درجہ حاصل ہو جانے کے بعد اس نے دوسرا شوشہ یہ چھوڑا کہ ہر پیغمبر کا ایک وصی ہوا کرتا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی حضرت علی ہیں اس لئے خلافت انہی کو ملنی چاہیئے تھی چند ہی روز بعد یہ عقیدہ بھی عالمگیر حیثیت اختیار کر گیا عبداللہ بن سبا کوفہ، بصرہ، شام اور فسطاط ہر جگہ پہنچا اور اپنے متبعین پیدا کئے اس کے مکر کو کوئی نہیں سمجھا چونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جوش پھیل رہا تھا اس لئے حضرت علی کی حمایت میں رائے عامہ پیدا ہو گئی اور مصر میں ان عقائد نے بہت زور پکڑ لیا۔

ادھر تو یہ صورت پیدا تھی اور حضرت علی کے حامیوں کی تعداد برابر بڑھتی چلی جا رہی تھی ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن سعد بن سرح کو مصر کا گورنر

رکر دیا جو حضرت عثمانؓ کا بھانجہ اور عہد رسالت کا مرتد تھا مسلمان بڑی ہی برافروختہ تھے کہ کفار سے ایک مقابلہ ہو گیا اس موقعہ پر اس عبداللہ نے بڑے بڑے فاضل صحابہ کی توہین کی کہ تمھیں فن حرب سے کیا سروکار صحابہ کرام کو اس سے بہت رنج پہنچا اور انھوں نے اسی وقت کہا کہ یہ تیرا قصور نہیں بلکہ گورنر مقرر کرنے والے حضرت عثمانؓ کی تقصیر ہے ہم ابھی سے سمجھ گئے یہ کہکر وہ چلے گئے۔

مدینہ منورہ میں اجتماع عظیم

شورش و اضطراب کی خبریں برابر مدینہ پہنچ رہی تھیں اور افق پر بادلوں کا ہجوم ہوتا چلا آرہا تھا موسم حج بھی قریب آگیا تھا حضرت عثمانؓ نے وقت اور موقع کی نزاکت دیکھکر تمام صوبہ کے عاملوں اور گورنروں کے نام حکم نامے صادر کر دیئے کہ وہ اس سال حج کے موقعہ پر ضرور شریک ہوں جب سب اکٹھے ہو گئے تو حضرت عثمانؓ نے اعلان عام کیا کہ جسے کوئی شکایت ہو وہ پیش کرے لیکن یہ موقع ہی ایسا نہ تھا کہ کوئی زبان شکوہ دراز کرتا سب خاموش رہے اسکے بعد جلسکی کارروائی شروع ہوئی اور فتنہ و فساد کے امکانی وقوع کے متعلق مشورہ و اظہار خیال کیا جانے لگا حضرت عثمانؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ جہانتک میرا خیال ہے فتنہ تو ضرور برپا ہو کر رہیگا میں نہیں چاہتا کہ اس کا دروازہ ہونے کا باعث میں بنوں اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں نے جمہور عوام کی فلاح و بہبود کے خیال کو کبھی پس پشت نہیں ڈالا اور ہمیشہ ان کے سود و فائدے کی فکر میں رہا ہوں۔

حج سے فارغ ہو کر جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو وہاں ایک جلسہ خصوصی طلب کیا گیا جس میں حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت معاویہؓ اور حضرت زبیرؓ کے نام قابل ذکر ہیں سب سے پہلے حضرت معاویہؓ نے تقریر کی اور فرمایا کہ بلاشبہ آپ سب حضرات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی امت کے سرپرست اور صاحب رائے اور ارباب حل و عقد ہیں آپ نے حضرت عثمانؓ غنی کو خلیفہ منتخب کیا اور بلا رو رعایت منتخب کیا اب ان کا ضعیفی کا عالم ہے بوڑھے ہو چکے ہیں لیکن بدقسمتی سے ان کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں لوگوں میں چرچے ہیں نئے نئے الزامات عاید کئے جارہے ہیں اگر آپ بھی کوئی فیصلہ اس ضمن میں کر چکے ہیں تو مناسب یہی ہے کہ اس وقت آپ اس کا اظہار کر دیں اور اگر کوئی شکایت ہو تو بیان کر دیں آخر میں میں یہ بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر کسی کو خلافت و امارت کی آرزو ہے تو یاد رکھے کہ اسے پشت دکھانے اور راہ فرار اختیار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہوگا۔

آخری فقرہ ان بزرگوں کو بہت ناگوار گذرا حضرت علیؓ آخر شیر خدا تھے آپ نے حضرت معاویہؓ کو اسی وقت ڈانٹ بتائی اور فرمانے لگے کہ دل تو چاہتا ہے کہ اس کا جواب دوں مگر ادب مانع ہے حضرت معاویہ خاموش ہو گئے ان کے بعد حضرت عثمان غنیؓ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ

بلاشبہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے اپنے اعزہ و اقارب کی جنبہ داری نہ کی اور اپنی احتیاط کوشی کے باعث وہ انھیں نظر انداز کرتے اور برسر اقتدار بنانے سے گریز فرماتے رہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قرابتداروں کا خیال رکھتے تھے اور حتی الامکان ان کی امداد بھی فرماتے تھے رہا میں تو میرے عزیز و اقارب غریب نادار افراد ہیں اس لئے میں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں اور یہ کوئی برائی نہیں پھر بھی اگر آپ اس صحبت میں میرے اس طرز عمل کو غلط اور ناجائز ثابت کر دیں تو میں اس سے دستبردار ہونے کو تیار ہوں۔

ایک بزرگ نے اسی موقع پر آپ کو ٹوکا اور کہا کہ آپ جائز نہیں ناجائز فائدہ پہنچاتے ہیں مثال کے طور پر آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپ نے ابن سعد کو پورے کا پورا مال غنیمت عطا کر دیا حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہرگز نہیں میں نے تو اسے صرف خمس یعنی پانچواں حصہ دیا ہے اور اس کی مثالیں عہد صدیقی و فاروقی میں موجود ہیں۔ ایک اور صاحب اٹھے اور کہا کہ آپ نے تمام ذمہ دارانہ عہدے اور نفع خیز منصب اپنے رشتہ داروں کو تفویض کر رکھے ہیں حضرت معاویہؓ کو ملک شام کا امیر بنا رکھا ہے کوفہ کی حکومت حضرت مغیرہ بن شعبہ سے چھین کر حضرت سعید بن العاص کو بخشدی گئی ہے بصرے کے امیر حضرت ابو موسیٰ اشعری تھے آپ نے انھیں بلا قصور معزول کر دیا اور انکی جگہ اٹھا کر حضرت عبداللہ بن عامر کو سونپ دی گئی ہے۔

حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا یہ کونسی بری بات ہے اسی طرح متعدد اعتراض کئے گئے اور آپ سب کے جواب دیتے چلے گئے۔ حضرت معاویہ بڑے ہوشیار و مدبر تھے وہ جلسہ کا رنگ دیکھکر دلوں کی حالت بھانپ گئے اور تنہائی میں حضرت عثمانؓ سے کہنے لگے کہ مجھے تو آپ کی زندگی خطرہ میں معلوم ہوتی ہے آپکے متعلق جمہور عوام کے خیالات ٹھیک نہیں اضطراب بڑھ رہا ہے فرمایئے تو میں آپ کو شام لیچلوں ورنہ یہاں تو مجھے آپ کی جان کا خطرہ معلوم ہوتا ہے یا پھر مجھے حکم دیں کہ میں آپ کی حفاظت کے لئے ایک لشکر بھیجدوں حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ میں مدینہ والوں کو پریشان کرنا نہیں چاہتا اسکے بعد آپ حسبی اللہ و نعم الوکیل کہکر خاموش ہو گئے اس کے بعد حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس گئے اور یہ کہکر کہ اگر کوئی ناگوار صورت پیدا ہو جائے تو آپ خیال رکھیں اور امداد کیلئے تیار رہیں عازم شام ہوئے۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف پہلی یلغار

عبداللہ بن سعد بن سرح کے الفاظ نے صحابہ کرام کے دلوں کو بہت صدمہ پہنچایا تھا انہوں نے مشورہ عام کے بعد ایک بہت بڑی جماعت تیار کی جو عجلت کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہوئی گورنر مصر نے سرعت کے ساتھ اس کی اطلاع مدینہ بھیجدی تھی مدینہ کے

قریب دو جاسوسوں نے ان کے ارادوں کا پتہ لگا کر حضرت عثمانؓ کو مقصد واقعہ سے مطلع کر دیا حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو بلا کر سارے حالات بیان کر دیئے اور اُن سے مدد و اعانت کے طلبگار ہوئے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ کیا جائے آپ احتیاط و ہوشمندی سے کام ہی نہیں لیتے آپ نے بیت المال کا سارا روپیہ اپنے اعزہ و اقارب کو تقسیم کر دیا حالانکہ یہ جائز نہیں آپ نے مروان کو پندرہ ہزار درہم دیدیئے اور خالد بن اسید کو اکٹھے پچاس ہزار درہم بخشدیئے آپ کو اس کا کوئی حق تھا حضرت عثمانؓ نے جواب دیا مجھے تسلیم ہے کہ مینے ایسا کیا مگر انھیں محتاج و مفلس سمجھکر روپیہ دیا بیت المال تو ہے ہی غربا و مستحقین کی امداد و اعانت کے لئے حضرت علیؓ نے فرمایا محتاجوں اور محتاجوں اور مفلسوں کو کوئی اتنی بڑی رقوم نہیں دیا کرتا اگر یہ غریب بھی تھے تو انھیں ضرورت کے موافق دیا جاسکتا تھا اس طرح خزانہ لٹانے کا کیا محل ہو؛

حضرت عثمانؓ کہنے لگے بہتر ہے میں یہ رقوم اپنے پاس سے بیت المال میں جمع کر دوں گا یہ سنکر حضرت علی اور سب گرامی قدر صحابہ فرمانے لگے کہ اب ہمیں جو شکایت تھی رفع ہو گئی ہم تمہارے ساتھ ہیں حضرت عثمانؓ نے مطمئن ہو کر مسجد نبوی میں ایک جلسہ عامہ منعقد کیا اور فرمایا کہ لوگو مصر اور کوفہ کے یہ مفسد لوگ فتنہ و فساد برپا کرنے اور مجھے معزول کرنے کے لئے آئے ہیں ساتھ ہی آپ نے اپنے دو جاسوسوں کو شہادت میں پیش کیا اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اسلام نے غدر و فساد کی سزا قتل مقرر کی ہے اس لئے ان کا قتل کر دینا جائز ہے۔ جب ان مصریوں کوفیوں اور بصریوں نے حضرت علیؓ کو یہ کہتے اور اجل صحابہؓ کو ان کی تائید کرتے سُنا تو وہ سمجھ گئے کہ ہم تو ان کی حمایت میں کھڑے ہوئے ہیں اور یہ ہمارے قتل کا فتویٰ دیر ہے ہیں نیز انھیں صحابہ کرامؓ کے اس اتفاق سے گونہ خوف پیدا ہوا اور وہ جیسے آئے تھے ویسے ہی واپس چلے گئے۔

خلیفہ اسلام پر دوسری یلغار

اس وقت تو لوگ واپس ہو ہی گئے تھے مگر جو ہم نے آتے ہی مفسد پھر جمع ہو گئے اس مرتبہ ان کی جمعیت بہت بڑی تھی اور سب کے پاس ہتھیار تھے ان کی طرف سے دو قاصد مسجد نبوی میں آئے اور کہا کہ ہمارا اور کوئی مقصد نہیں ہم تو حضرت عثمان غنیؓ کے اعمال کی بابت پوچھنے کے لئے آئے ہیں یا تو وہ توبہ کریں نہ تو ہم انھیں معزول کر کے ٹلیں گے حضرت عثمانؓ نے پھر حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی امداد چاہی اور صورت حالات سے آگاہ کیا ہونکی خدمت انہی کے سپرد کر دی موقعہ نازک تھا باغیوں کی جمعیت کافی تھی مقابلہ کیا جاتا ہے تو مسلمانوں کا خون بہتا ہے اور خاموش رہنے میں تو وقار اسلام و ملت پر ضرب پڑتی ہے انھیں بھی بڑی پریشانی تھی بہر کیف سعی کی گئی اور بڑی مشکل سے افہام و تفہیم کے بعد انھیں رخصت کیا اور یہ بلا دوسری دفعہ بھی مذکورہ بالا بزرگوں کی سعی و تدبیر سے ٹل گئی۔

حضرت عثمان غنیؓ کا سکرٹری مروان جھٹ میدان میں آکودا حضرت عثمان غنیؓ کے پاس پہنچکر کہنے لگا کہ آپ کی خلافت تو برائے نام رہ گئی ہے عنان اقتدار اصلاً حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کے ہاتھ میں ہے انھیں اور مدینہ والوں کو گھمنڈ ہو گیا ہے کہ فتنہ بزور حکومت نہیں دبا بلکہ ہم نے دبایا ان کی نظروں میں آپ کی کوئی وقعت ہی نہیں رہی مناسب وقت یہ ہے کہ کل آپ ایک اور جلسہ طلب کریں اور اس میں صاف صاف کہدیں کہ میں بزور شمشیر ہر فتنہ کو فرو کر سکتا ہوں مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ میرا کوئی شریک کار ہوتا ہے یا نہیں حضرت عثمان سادہ لوح بزرگ تو تھے ہی مروان کی باتوں میں آگئے اور دوسرے دن مسجد نبوی میں جلسہ کر کے مروان نے جو سکھایا تھا وہی کہدیا اور مفسدین کی بہت مذمت کی۔

اتنا سننا تھا کہ لوگوں کے قلوب میں ایک آگ سی لگ گئی ایک شخص نے اٹھکر کہا کہ عثمانؓ توبہ کر آپ نے آسے ڈانٹا کہ تو کون ہوتا ہے مجھے توبہ کی ہدایت کرنے والا اس پر جلسہ میں ایک عام جوش پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے یہی صدائیں بلند ہونے لگیں کہ عثمانؓ توبہ کر عثمان توبہ کر یہ حالت تھی کہ کوئی ایک متنفس بھی آپ کو امیر المومنین کہکر مخاطب کرتا تھا نام ہی لیتے تھے جوش مخالفت کا یہ رنگ دیکھکر حضرت عثمان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور کہنے لگے کہ لے اللہ تو ہی میرا حامی و ناصر ہے میں تیری بارگاہ عالیہ میں توبہ کرتا ہوں یہ کہکر آپ گھر میں تشریف لے گئے دوسرے روز صبح کو حضرت علیؓ ان کے پاس گئے اور فرمانے لگے کہ یہ آپ کو ہو کیا گیا ہے ہم فتنوں کو دباتے اور جھگڑا مٹاتے ہیں اور آپ پھر ایسی بات کہدیتے ہیں کہ فتنے بیدار ہو جائیں آپ کو تو یہ کہنا چاہئے تھا کہ میں انسان ہوں اور انسان ہی سے غلطیاں سرزد ہو جایا کرتی ہیں اگر مجھ سے کوئی لغزش ہوئی ہے تو مجھے معاف کر دو لیکن آپ تو مروان کے کہنے پر چلتے ہیں وہ جو سمجھا دیتا ہے وہی کرتے ہیں یہ آپ کی آبرو ہی نہیں جان تلف کر رہے گا۔ ایک طرف تو آپ نے عبداللہ بن سعد مرتد کو آسمان پر چڑھا رکھا ہے اور دوسری طرف مروان جیسے راندہ درگاہ نبویؐ کو آپ اپنا نفس ناطقہ بنائے ہوئے ہیں اور یہی نہیں تیسری طرف معاویہ کو جو ہر شہ دلار کھا ہے حضرت عثمانؓ نے فرمایا اچھا بھائی اب میں ایسا نہیں کروں گا چنانچہ اگلے روز جو جلسہ منعقد ہوا اس میں حضرت عثمانؓ نے صاف و صریح الفاظ میں اپنی خطاؤں کا اقرار کیا اور توبہ کی بنو ہاشم کو حضرت عثمانؓ کی خلافت و ذات سے کد ہو تو ہو لیکن حضرت علی برابر ان کی پشت پر بنے رہے اور آپ نے اس کا خیال بھی نہیں کیا حضرت عثمانؓ کی توبہ سے آپ بہت خوش ہوئے اور ایک زبردست خطبہ

یوں کو نصیحت کی کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب کہ امیر المومنین اپنی غلطیوں کا اعتراف اور معذرت کرتے ہیں تو ہم سب کو بھی لازم ہے کہ ان سے درگذر کریں اور ان کی اطاعت کو فرض سمجھیں جمہور مطمئن ہو گئے بلکہ ایک جماعت نے حضرت عثمان کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت بھی کی اور اطاعت کا اقرار کیا

مروان کی شرارتیں اور حضرت علیؓ کی نصیحت

مروان کی فطرت اور جبلت بھلا اسے کب نچلا بیٹھنے دینے والی تھی وہ حضرت عثمان کے خلاف جمہور عوام کا جوش اور حضرت علیؓ کا اقتدار دیکھکر انگاروں پر لوٹ رہا تھا اس نے جو اقرار لغزش اور توبہ کی خبر سنی تو بہت بھنایا حضرت عثمانؓ کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت علی تو آپ کو بے آبرو کرنا چاہتے ہیں انھیں تو آپ سے اس روز سے بغض چلا آتا ہے جب سے آپ حصول خلافت میں کامیاب ہوئے ہیں آپ ان کی چال میں آ گئے اور اپنی غلطیوں کا علانیہ اقرار بھی کر لیا دیکھ لیجئے کہ ایک جماعت پھر باہر کھڑی ہے اور فساد برپا کرنا چاہتی ہے اور آپ سے ملنے آئی ہے مروان سکرٹری تھا ان کی افتاد طبع سے آگاہ تھا انہوں نے بلا تامل و تحقیق مروان کے کہنے کا یقین کر لیا اور حکم دیدیا کہ اچھا جاؤ اور انھیں اندر نہ آنے دو۔

مروان فوراً دروازہ پر آیا اور جو لوگ کھڑے تھے انھیں نہایت سخت و سست الفاظ کہکر دروازہ سے نکال دیا۔ لوگ اس سلوک پر بہت برہم ہوئے حضرت علیؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ تو فرماتے تھے حضرت عثمانؓ تائب ہو گئے انھوں نے تو ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا مروان کو گالیاں دلوائیں اور ہمیں دھکے دیکر نکلوا دیا حضرت علیؓ بہت برافروختہ ہوئے اور غصہ میں بھرے ہوئے حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لے گئے فرمایا میں حیران ہوں خدا جانے آپ کو کیا ہو گیا ہے جو چاہتا ہے آپکی مہار اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اور آپ اسی طرف چلنے لگتے ہیں میں نے آپکو اتنا سمجھایا کہ مروان آپ کو کنوئیں میں پھینک کر رہے گا مگر آپ کی سمجھ میں نہیں آتا لیجئے یہ میرا آخری سلام ہے آپ جانیں اور آپ کا کام اب میں آپ کے دروازہ پر قدم نہ رکھوں گا۔

حضرت علیؓ یہ کہکر چلے گئے تو حضرت عثمانؓ کی بیوی حضرت نائلہ نے آپ کو سمجھایا کہ حضرت علیؓ ٹھیک فرماتے ہیں مروان بڑا خود غرض ہے وہ آپ کی کیا امداد کر سکتا ہے اسے پوچھتا کون ہے حضرت علی کا تو عوام پر بہت بڑا اثر ہے اور انہی سے آپ کو بہت بڑی امداد مل سکتی ہے حضرت بی بی نائلہ کے سمجھانے سے حضرت عثمان غنی نے حضرت علیؓ کو پھر بلوایا مگر آپ نے آنے سے انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ میں آپ کے گھر نہ آنیکا عہد کر چکا ہوں حضرت عثمانؓ خود تشریف لے گئے اور فرمانے لگے کہ اے ابوالحسن مجھے دشمنوں میں تنہا چھوڑ رہے ہیں میں آپ کے دامن میں پناہ لیتا ہوں بھولا پن اور سادہ لوحی ملاحظہ فرمائیے کہ جو مروان کہتا ہے وہ بھی مان لیتے ہیں اور جو حضرت علیؓ کہتے ہیں اس کے کہنے پر بھی کاربند ہو جاتے ہیں لیکن حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ آپ برابر مروان کے کہنے پر چل رہے ہیں آپ کو یہ گوارا نہیں کہ آپ مروان کو علیحدہ کر دیں ایسی حالت میں میرا دخل دینا فضول ہے میں آپ کے معاملہ میں کچھ نہیں کر سکتا اس پر حضرت عثمانؓ کے دل کو رنج پہنچا اور آپ کبیدہ ہوکر وہاں سے چلے آئے

مروان کا جعلی مکتوب

وقت چوکا تھا تقدیر برسر پیکار تھی مروان کو علیحدہ کرنے کی تحریک اور سمجھنے تو کس طرح کوئی کوشش کارگر نہیں ہوئی مروان نے اس دفعہ یہ کھیل کھیلا کہ سب کیا کرایا خاک میں مل گیا اور وہ فتنہ بیدار ہوا جو آپ کی جان لئے بغیر نہ ٹلا جن مسلمانوں کو حضرت علیؓ نے سمجھا بجھا مدینہ سے ٹالا تھا اور جو ایک قافلہ کی صورت میں مصر جا رہے تھے انھیں اثنائے راہ میں ایک شتر سوار ملا جو تیزی اور سرعت کے ساتھ مصر کی طرف جا رہا تھا انھیں شبہ ہوا تلاشی جو لی تو اس کے پاس ایک مکتوب نکلا جو گورنر مصر کے نام تھا اور اس میں لکھا تھا کہ جب یہ لوگ مصر پہنچیں تو ان کو گرفتار کر کے ان کے سر قلم کر دو اور ایسی عبرتناک سزائیں دو کہ پھر کسی کو فتنہ پردازی کی جرات نہ ہو سکے اس خط نے جلتی آگ پر تیل کا کام کیا خط انھیں کے متعلق تھا پڑھتے ہی مشتعل ہو گئے اور سب الٹے پاؤں واپس ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا خط دکھایا حضرت عثمانؓ نے فرمایا یہ خط میں نے ہرگز نہیں لکھا اور نہ مجھے اس کی خبر ہے البتہ مہر میری ہے اب بھی کچھ نہیں بگڑا تھا وہ کہنے لگے کہ یہ اور غلطی ہے آپ اپنی مہر کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے جو چاہتا ہے اس سے کام لے لیتا ہے آپ کی بے احتیاطی سے ہماری تو جانیں ہی گئی تھیں ہم سمجھ گئے کہ یہ شرارت آپ کے سکرٹری مروان کی ہے اسے ہمارے حوالے کر دیجئے پھر ہمیں آپ سے کوئی تعرض نہ ہوگا حضرت عثمانؓ نے مروان کو حوالہ کرنے میں تامل کیا۔ جمعہ کے روز حضرت عثمانؓ نے منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو فساد نہ کرو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فساد کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے اور فرمایا ہے کہ اس قسم کے لوگ مدینہ آکر فساد کریں گے انھیں قتل کر دینا چاہیئے ایک صحابی اس حدیث کی تصدیق کرنے کھڑے ہوئے مگر ایک مدینہ کے سردار حکیم نے زبردستی پکڑ کر انھیں بٹھا دیا۔ دوسرے صحابی تصدیق کے لئے اٹھے مگر انھیں بھی کسی نے بولنے نہ دیا۔ چاروں طرف سے پتھر برسنے لگے حضرت عثمان ان کی ضربات سے بیہوش ہو کر گر پڑے رسول کریم کا عصا ہاتھ سے گر پڑا جسے ایک شخص نے اٹھا کر توڑ ڈالا حضرت علیؓ مسجد میں موجود تھے آپ سے ضبط نہ ہو سکا اور حضرت حسنؓ کو حکم دیا کہ تم جا کر ان کی مدد کرو اور فسادیوں کو ہٹا دو حضرت حسنؓ نے بمشکل فسادیوں کو ہٹایا اور لوگ بمشکل اٹھا کر آپ کو گھر میں لے گئے حضرت

عثمان کو اس بغاوت کی اطلاع ہوئی تو آپ نے ان کا بہت شکریہ کہلا بھیجا اور دعائیں دیں۔

بنو امیہ کو تو حضرت علیؓ سے فطری کاوش تھی ادھر تو یہ فساد ہو رہا تھا ادھر بنو امیہ نے کہا کہ یہ سب حضرت علی ہی کی سازش کا نتیجہ ہے اس لئے انہوں نے حضرت علیؓ پر یورش کر دی اور بہت کچھ برا بھلا کہا مگر آپ نے انہیں اس کا کوئی جواب نہ دیا اور خاموشی کے ساتھ مسجد سے اٹھ کر گھر میں چلے گئے

حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ

فساد و شورش کی خبریں پاکر حضرت عثمانؓ نے تمام مروان بنی امیہ اور مختلف صوبوں کے گورنروں کو حکمنامے ارسال کر رکھے تھے کہ وہ اپنی فوجیں لیکر جلد مدینہ پہنچ جائیں مگر ان کے آنے سے پیشتر ہی مفسدوں کا قابو چل گیا اور انہوں نے رسول اکرم کے داماد سلطنت اسلامیہ کے فرمانروا خلافت ملیہ کے تاجدار بادشاہ اور بوڑھے وضعیف العمر حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور اس شدت کے ساتھ کیا کہ آب ودانہ تک بند کر دیا مجبور ہو کر حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے امداد کی پھر درخواست کی۔

حضرت علی سچے اور مخلص مسلمان تھے آپ حضرت عثمانؓ کی یہ بیچارگی دیکھکر بہت کڑھے اور وقار خلافت کی یہ رسوائی دیکھکر آپ کے آنسو نکل پڑے آپ نے فوراً چند قاصد باغیوں کے پاس بھیجے اور کہلا دیا کہ جو حرکت تم کر رہے ہو خلاف اسلام ہے دانہ پانی ہرگز بند نہ کرو جھگڑے سے درگذر کرو اور واپس لوٹ جاؤ جب ضبط نہ ہو سکا تو اس خطرناک اور جان جوکھوں کے موقعہ پر اٹھکر خود حضرت عثمان کے مکان پر تشریف لے گئے اور دانہ پانی بھجوایا حضرت علیؓ سے حضرت عثمانؓ نے ساری سرگذشت بیان کی تو حضرت علی نے دریافت کیا کہ جو خط آپ کی طرف سے منسوب کیا جا رہا ہے وہ کیسا ہے؟ کیا ہے؟ حضرت عثمانؓ نے اس سے اپنی بالکل لاعلمی ظاہر کی اور قسم کھا کر کہا کہ مجھے تو اس کا قطعی علم نہیں مروان اس وقت بھی باز نہ آیا اور گفتگو میں دخل دینا چاہا لیکن اب آخری وقت میں حضرت عثمانؓ نے اسے دھمکایا کہ کمبخت خاموش رہ یہ ساری آفت تیری ہی بیباکی ہوئی ہے مروان اس ڈانٹ سے دم بخود رہ گیا اور خاموشی کے ساتھ وہاں سے باہر چلا آیا۔

حضرت علیؓ نے باغیوں کے چار سرغناؤں کو اندر بلایا حضرت عثمانؓ نے ان کے سامنے قسم کھائی لیکن انہوں نے جواب دیا کہ جب آپ اپنی مہر کی حفاظت نہیں کر سکتے تو خلافت کیا خاک کریں گے بہتر یہ ہے کہ آپ ابھی اپنے عہدے سے دست بردار ہو جائیں حضرت عثمانؓ نے جواب دیا کہ مجھے یہ منصب خدا کی طرف سے عطا ہوا ہے میں اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا اور ہرگز ایسا نہ کروں گا حضرت علیؓ نے رنگ بدلا دیکھکر یہ خیال کیا کہ اگر میں یہیں بیٹھا رہا اور کوئی خونریزی ہو گئی تو بنو امیہ مجھی پر تہمت لگا دیں گے اسلئے آپ وہاں سے اٹھکر چلے آئے۔

یہ وقت بہت نازک اور خطرناک تھا اکثر صحابیوں نے اپنے دروازے بند کر لئے تھے ہر طرف ایک اضطراب پھیلا ہوا تھا پھر بھی حضرات حسنین رضہ اور حضرت زبیرؓ نے بڑی جرات دکھلائی حضرت عثمان کی نرم دلی اس وقت بھی برسر عمل تھی ایک ایک سے کہتے تھے کہ آپ اپنی جان میرے لئے خطرہ میں نہ ڈالیں اور مجھے تنہا چھوڑ دیں پھر بھی بعض پرجوش صحابیوں سے ضبط نہ ہو سکا حضرت مغیرہ بن الاخنس رضہ بلوائیوں پر ٹوٹ پڑا اور لڑکر شہید ہو گئے حضرت ابوہریرہ نے بھی مقابلہ کیا لیکن حضرت عثمان غنی نے انھیں اندر بلوا کر روک دیا حضرت علی رضہ حضرت زبیر رضہ اور حضرت طلحہ رضہ کو بھی لڑنے سے برابر روکتے رہے حضرات حسنین برہنہ تلواریں لئے دروازہ پر کھڑے ہوئے تھے اور کسی کو اندر داخل ہونے دیتے تھے۔

یہ محاصرہ اٹھارہ دن اور بعض اقوال کے مطابق مسلسل ۴۹ دن قائم رہا بلوائی آخر عبداللہ بن سبا کے پیرو تھے اور ایسے سنگدل کہ کسی طرح باز نہ آتے تھے اور پوری قساوت وسفاکی کے ساتھ جان دینے اور جان لینے پر تیار تھے۔

داماد رسول کی بے گور و کفن لاش

مروان نے گھر کے اندر صف بندی کر رکھی تھی جب حالات سے بالکل مایوسی ہو گئی حضرت حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کے صاحبزادے راتدن نگرانی پر متعین رہے اور کسی طرح بھی باغیوں کو اندر نہ داخل ہونے دیا آخر محمد بن ابی بکر اور ان کے دو ساتھی ایک انصاری کے گھر میں خاموشی کے ساتھ داخل ہوئے اور پشت کی دیوار سے اندر کود گئے پھر کیا تھا باغی اندر گھس آئے وہاں مروان اور حضرت عثمانؓ کے غلاموں میں خوب تلوار چلی مروان شدید مجروح ہو کر گرا لوگوں نے مردہ سمجھکر چھوڑ دیا مگر زندگی تھی کہ بچ گیا یہاں سے فارغ ہو کر باغی حضرت عثمان رضہ کے حجرے میں داخل ہو گئے حضرت عثمان مظلومی اور بیکسی کی ایک المناک تصویر بنے بیٹھے تھے اور مصروف تلاوت تھے کہ محمد بن ابی بکر نے دوڑ کر آپ کی ریش مبارک پکڑ لی حضرت عثمان نے کہا کہ اگر تیرا باپ یہ حالت دیکھتا تو کبھی گوارا نہ کرتا محمد بن ابی بکر رضہ نے ڈاڑھی چھوڑ دی اور گھر سے باہر نکل گئے مصر کے ایک اور شخص کنانہ نے چاہا کہ چھری مارے لیکن لوگوں نے روکا کہ مت مارو ہمیں ان کے خون سے کچھ حاصل نہ ہوگا پھر حضرت عثمان سے کہنے لگے کہ اب بھی وقت ہے کہ خلافت سے دستبردار ہو جاؤ آپ نے جواب دیا کس کی طاقت ہے جو مجھے خدا کی دی ہوئی چیز واپس لے سکے اس پر کنانہ نے کان کی جڑ میں چھری ماری خون کا فوارہ ابلا اور چند

بولے یہ آیت فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم پر گرنا جس پر شہید اور سواء اسی وقت اندر داخل ہوئے اور تلوار سے حضرت کا کام تمام کر دیا ایک شخص نے حضرت نائلہ کی چادر پکڑ کر کھینچی آپ نے فرمایا کہ میرا زیور لیلو مجھے بے ستر نہ کرو پھر آپ کو مٹے پر چوٹیں اور پکار کر کہا لوگو امیر المومنین شہید ہو گئے شہادت کی خبر مشہور ہوتے ہی حضرت علی دوڑے ہوئے آئے اور اپنے صاحبزادوں حسنؓ و حسینؓ سے ڈانٹ کر کہا کہ میں نے تمہیں مامور کر کے نہ کہا تھا کہ خود شہید ہو جانا مگر حضرت عثمان پر آنچ نہ آنے دینا مگر تم کھڑے رہے مگر وہ مجبور تھے لوگ پشت کی طرف سے اندر داخل ہو گئے اور خبر بھی نہ ہوئی

ذرا یہ دلدوز منظر ملاحظہ فرمایئے کہ وہ گھر جس میں شہنشاہ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں دلہن بنکر آئیں جہاں نبی کریم بیادہ پا تشریف لے جاتے رہے اور جو فرمانروائے اسلام کا کاشانہ رحمت بنا رہا آج قتل گاہ بنا ہوا ہے جہاں مشک و عنبر اور گلاب و عبیر کو چھڑکے جانیکی آرزو رہتی تھی وہاں خون کے فوارے ابل رہے ایسا جو شخص کل تک روم و ایران کی قسمت کے فیصلے کیا کرتا تھا سنگدل باغیوں نے آج خود اس کا فیصلہ کر دیا ہے جس دار الامارہ سے تاجداران عالم کو تہدیدی مکتوب لکھے جاتے تھے وہاں آج یہ عالم ہے ایک نعش ہے جو بے گور و کفن پڑی ہوئی ہے، ایک پر شکوہ انسان ہے جو خاک و خون میں تھڑا پڑا ہے جس گھر کی طرف ہیبت و جلال سے نگاہیں بھی نہ اٹھتی تھیں وہ آج عاسیوں بازاریوں اور مفسدوں کا جولانگاہ بنکر رہ گیا ہے جس کی دنیا عزت کرتی تھی آج وہی ٹھکرایا جا رہا ہے جس کے ہاتھ میں کروڑوں انسانوں کی جانیں تھیں آج وہ اپنی جان بھی نہیں بچا سکا کسی غریب کے جھونپڑے میں بھی جس طرح کوئی نہیں گھس سکتا اس طرح امیر المومنین کے گھر میں لوگ گھسے اور جنھیں وہ اپنی ایک گردش چشم میں فنا کر سکتا تھا اور جس کا ایک نعرہ جہاد انھیں فنا کے گھاٹ اتار سکتا تھا انہی نے آج اسے زخمیوں سے چور نگ کیا۔

جس بی بی محترمہ کی عزت صد ہزار بہ دگیاں عفاف سے بھی گراں تر تھی اور جس کے جسم پاک پر اشعۂ آفتاب کو بھی مس کرنے کی جرأت نہ ہوتی تھی ایک ناہنجار اسے چھوتا ہے اور ڈاکوؤں کی طرح اسکے سر سے چادر کھینچتا ہے ایک خانہ مست غریب کا جنازہ بھی امن و وقار سے گذر جاتا ہے مگر شہنشاہ روم و ایران اور خلیفہ اسلام کے جنازہ پر راستہ بھر پتھر برستے ہوئے جاتے ہیں ایک عسرت زدہ کی نعش بھی اولین ساعت میں دفن کر دی جاتی ہے مگر اس کی نعش جو اس وقت کی معمورہ دنیا کے بیشتر حصہ کا واحد مالک سمجھا جاتا تھا تین روز بے گور و کفن پڑی رہتی ہو قرآن کریم کو جمع کرنے والا بیر معونہ کو یہود سے خرید کر وقف عام کر دینے والا سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا داماد دو بیاہی ذی النورین کے شرف خطاب سے ممتاز کی حالت دیکھو کہ باغیوں کے ہاتھوں میں بے بس ہے جس کی ایک آواز پر لاکھوں

تلواریں بے نیام ہو جاتیں تھیں آج اس کی کوئی ذرہ برابر کوئی بھی ایک مدد کو تیار نہ ہوا جس نے ہمیشہ دنیا والوں پر زر کیا اس پر ایک لوگ تھے کے لئے بھی دینار صرف کرنے کے لئے تیار نہ ہوئی جو لاکھوں شہروں اور محلوں کا مالک تھا آج کوئی دو گز زمین بھی دفن ہونے کے لئے نہیں دیتا اور اس کا جنازہ یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہوتا ہے کیا یہ کچھ کم عبرت کا مقام ہے کہ خلیفۂ اسلام کے جنازہ کے ساتھ چار آدمیوں سے زیادہ نہ جا سکے۔

یہی نہیں کہ ظالم و باغی لوگوں کا دل قتل کر کے دل ٹھنڈا ہو جاتا بلکہ وہ ایک مجرم بانی کے بیٹے کو اجازت دیدیتے ہیں کہ وہ آج خلیفۂ اسلام سے الہیں امیر المومنین سے نہیں ان کی لاش سے بدلہ لے یہ بدبخت ازلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کی نعش کے پاؤں پکڑ لے ایک گرز سے میت کی پسلیوں کو چور چور کر ڈالے یہ شقی و شیطان برابر گرز مارتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ یہ وہ شخص ہے جس نے ایک کتے کی جان کے عوض میں میرے باپ کو مار ڈالا تھا سیاہ قلب بلوائی اس شدت سے جنازہ تک پر پتھر برسا رہے تھے کہ لوگ جنازہ چھوڑ چھوڑ کر بھاگ بھاگ جا رہے تھے یہ نہ خیال کیجئے کہ یہ بلوائی جمہور مسلمین سے تعلق رکھتے تھے اور عام مسلمانوں نے اپنے امیر المومنین کے ساتھ یہ وحشیانہ سلوک روا رکھا یہ لوگ بالعموم وہ فتنہ پرداز لوگ تھے جو عبد اللہ بن سبا کے پیرو تھے جو اسلامی قبا پہنکر قوت اسلام کا شیرازہ منتشر کرنے پر تلا ہوا تھا یہ ضرور ہے کہ اس میں علم مسلمان بھی تھے اور ایسے لوگ اپنے جوش میں بلوائیوں کے شریک ہو گئے تھے جنھیں انکی خلافت و طرز حکومت سے شکایات پیدا ہوئی تھیں مگر زبردست اکثریت عبد اللہ بن سبا کے پیروؤں کی تھی۔

حضرت عثمانؓ کا اس سے زیادہ اور کوئی قصور نہ تھا کہ وہ بیحد نرم دل اور اقربا نواز تھے اور بس اس کے سوا اور کوئی ایسی شکایت نہ تھی جسے جرم کی صورت دی جائے اور جسکی بنا پر ان کے شہید کرنے کو لوگ آمادہ ہو جائیں پھر بلوائی جس عذر کو بنائے پرخاش بنا کر شورش آرا ہوئے تھے اسکے متعلق یہ بھی تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ حضرت عثمانؓ کا نہیں بلکہ مروان کا قصور تھا انہیں کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ خلیفہ اسلام سے بجبر معزولی کی درخواست کرتے اور اس قدر خوفناک جرم کے مرتکب ہوتے وہ تو حضرت عثمانؓ کی نرمی تھی ورنہ اگر وہ چاہتے تو وقوع حوادث سے پیشتر ہی ان کا خاتمہ کر دیتے لیکن ان کی یہ نیکی ہی تھی کہ انکی جانیں بچ گئیں انہوں نے اپنی جان خنجر جانِ آفریں کے سپرد کر دی مگر کسی کی جان لینے پر خود آمادہ نہ ہوئے

حضرت علیؑ کا فقید المثال ایثار و خلوص

بنو امیہ کے متعلق توبہ کھلی ہوئی حقیقت تھی کہ وہ عقل و تدبر اور فراست و رائے میں کامل تھے لیکن ہاشمیوں کو صرف اپنے خاندان رسول ہونے پر بڑا فخر تھا اور وہ علم

کی تکمیل خدا کے سپرد کر دیئے تھے حالات پہلے ہی نازک صورت اختیار کر چکے تھے اور شیاطین ازراہ عناد ان شورشوں کا الزام بھی حضرت علی پر عائد کرتے رہتے تھے حضرت عثمان کی خلافت کے دردناک انجام نے انھیں نکار و پریشان کر دیا اس لئے کہ نہ صرف یہ کہ ان کی شہادت سے ان کا اقتدار ختم ہوا بلکہ انہیں نظر آیا کہ اب ان کا حریف خاندان برسر اقتدار ہونے والا ہے حضرت عثمان کی شہادت کے وقت تو یہ اپنے اپنے گھروں میں دبکے بیٹھے رہے اور اتنا بھی نہ ہوا کہ بزور شمشیر ہی ان کی نعش کو جلد دفن کر دیتے اور جنازہ کو امن و خاموشی سے گذرنے دینے کا اہتمام کر دیتے مگر اب جو انھیں حضرت علی خلیفہ ہوتے نظر آئے تو پھر ان کے سینوں پر سانپ لوٹنے لگا علاوہ ازیں حالات اتنے خراب ہو چکے تھے کہ اب خلافت کی آرزو وہی کر سکتا تھا جسے صرف طمع اقتدار ہو تاہم صورت یہ تھی اور کتنی افسوسناک صورت تھی کہ اب بھی یہ نہ ہوا کہ حضرت علیؓ بلا اختلاف فوراً خلیفہ مقرر ہو جاتے بلکہ ایسی ابتری پھیلی ہوئی تھی کہ سات روز تک دنیائے اسلام کی مسند خلافت خالی پڑی رہی اور انتخاب نہ ہو سکا یہ ضرور ہے کہ اگر حضرت علی محض اقتدار خلافت کے آرزومند اور حریص ہوتے تو آپ پہلے روز ہی منتخب ہو جاتے لیکن یہ انکو منظور نہ تھا کہ بلا استصواب رائے عامہ آپ کوئی قدم اٹھائیں اور قدم اٹھانا تو ایک طرف آپ نے تو اس کانٹوں کے بستر پر آرام فرمانے سے قطعی انکار ہی کر دیا۔ جمہور اپنی جگہ انتخاب امام کے لئے مضطرب و بیتاب تھے لیکن اکابر کے اندر اختلاف پڑا ہوا تھا مسلمانان مصر کی ایک جماعت حضرت علیؓ کے پاس آکر مصر ہوئی کہ آپ خلافت منظور کر لیں ہم ابھی آپ سے بیعت کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن حضرت علیؓ علیؓ تھے گلشن اسلام کے اس گل سرسبد کی نگاہ بھی ایسی چیزوں کی طرف نہ اٹھ سکتی تھی اور علی الخصوص ان حالات میں کہ خدمت مسلمین کے امکانات بعید ہو چکے ہوں اور صرف اقتدار اور نام ہی نام رہ گیا ہو آپ نے پورے ارشاد کے ساتھ فرمایا کہ لوگوں میں تو اختلاف پڑا ہوا ہے مسلمانان کوفہ چاہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ خلیفہ ہوں بصرہ والوں کا رجحان حضرت طلحہؓ کی طرف ہے شام والے حضرت معاویہ کے حامی ہوں اور یہ تینوں بزرگ اپنی اپنی جگہ اہل بھی ہیں اور انتخاب کے آرزومند بھی ایسی حالت میں مجھے زیب نہیں دیتا کہ میں اپنی طرف سے اقدام کروں مجھے تو خلافت کی آرزو ہے بھی نہیں البتہ یہ ضرور کہتا ہوں کہ اگر اتفاق ہو گیا تو مجھے عذر نہ ہوگا سر دست میں اس خدمت کو قبول کرنے سے قطعی انکار کرتا ہوں آپ جسے خلیفہ منتخب کر لیں گے میں اسی کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔

اس کے بعد مدینہ منورہ کے اکابر نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہی درخواست کی حضرت علیؓ نے انھیں بھی یہی جواب دیا اور فرمایا کہ آپ لوگ حضرت عمرؓ کے زمانہ کی طرح باہمی مشورہ سے کسی ایک شخص کو خلافت کے لئے چن لیں میں اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا اور اس کا اسی طرح اطاعت گذار رہوں گا جس طرح اب تک پہلے خلفاء کا اطاعت مند رہا ہوں میں خود بننا نہیں چاہتا مجھے مجبور نہ کرو حضرت مالک اشتر بھی ان ہی لوگوں میں تھے یہ اور ان کے ساتھ اور بزرگ یہاں سے اٹھ کر حضرت زبیر اور حضرت طلحہؓ کے پاس پہنچے لیکن انہوں نے بھی صاف انکار کر دیا اس کے بعد یہ جمعیۃ انصار کے پاس گئی اور ان سے کہنے لگی کہ آپ اپنی جماعت میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے انصار کہنے لگے کہ ہم حضرت علی کی موجودگی میں ایسا نہیں کر سکتے ان کے سوا کوئی بھی مستحق خلافت نہیں ان لوگوں نے کہا کہ حضرت علی تو مانتے ہی نہیں انصار نے جواب دیا چلو ہم بھی تمہارے ساتھ اور ان سے قبولیت منصب خلافت کی استدعا کرتے ہیں چنانچہ ایسا ہی کیا لیکن حضرت علیؓ نے پھر بھی انکار کر دیا۔ اب طے یہ ہوا کہ مسلمانوں کو مل کر ایک عام مشورہ میں کسی قطعی فیصلہ کا اظہار کرنا چاہیئے چنانچہ مسجد نبوی میں ایک اجتماع ہوا حضرت علیؓ نے اس میں تقریر کی اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ مجھے خلافت ہرگز منظور نہیں آپ سب بھائی جسے خلافت عطا کر دیں گے اور نامزد کریں گے میں اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا جب باہر کے لوگوں نے بہت عاجزی کی تو آپ نے جواب دیا کہ آپ عمائدین صحابہ کو جمع کر کے ان سے درخواست کریں کہ ان میں سے کوئی یہ عہدہ قبول کرے چنانچہ ایک جماعت حضرت سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے خلافت قبول کرنے کی درخواست، انہوں نے انکار کیا تو یہ لوگ حضرت سعد بن زیدؓ کے پاس گئے اور ان کے یہاں سے حضرت عمر کے دولت خانہ پر آئے مگر ان میں سے کسی نے بھی اس منصب کے قبول کرنے کی حامی نہ بھری مجبور ہو کر پھر یہ لوگ حضرت علی کی خدمت میں پہنچے حضرت امیر نے ارشاد فرمایا کہ اب تم تمام صحابہ کرام کو جمع کرو منادی کر دی گئی تمام صحابہ کرام مسجد میں جمع ہو گئے حضرت زبیر و حضرت طلحہ نہیں آئے انھوں نے یہ پیام بھیجا کہ سب لوگ جسے خلیفہ منتخب کر لیں گے ہم بھی اسی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں گے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ان کی شمولیت کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا پھر لوگ بلانے گئے جواب ملا کہ آج سب مسلمان بیعت کر لیں کل ہم کر لیں گے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اچھا معاملہ کل ہی پر رکھئے ... ... لوگوں نے اصرار کیا کہ نہیں ہم کل جدید خلیفہ کی امامت میں نماز پڑھیں گے کہ کل جمعہ ہے حضرت علیؓ نے پھر وہی کہا یہ سنکر حضرت مالک بن اشتر اور حضرت حکیم بن جبلہ کھڑے ہو گئے کہ ہم ان دونوں کو ابھی بلا کر لاتے ہیں چنانچہ حضرت مالک بن اشترؓ نے حضرت طلحہ کے پاس جا کر کہا کہ آپ یہ کیا کر رہے ہیں مسلمان بار بار آپ کے پاس آتے ہیں اور آپ ایک نہیں سنتے اختلاف بڑھتا چلا جا رہا ہے اٹھئے اور میرے ساتھ مسجد میں چلئے تاکہ مسلمان اس کشمکش سے نجات پائیں اور کوئی صورت بہتری پیدا ہو حضرت زبیرؓ سے بھی یہی کہا یہ لوگ کچھ تو حالات سے اور کچھ ان کے اصرار و تیور سے مجبور ہو گئے اور مسجد میں آ گئے حضرت علیؓ نے کہا

میں تو اس منصب خلافت کو قبول کرنا نہیں چاہتا آپ دونوں مجھ سے بہتر طریق پر یہ خدمت انجام دے سکتے ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں آپ میں سے ایک کے ہاتھ پر بیعت کروں۔ حضرت طلحہؓ کی طرف آپ نے خصوصیت سے اشارہ کیا اور فرمایا ہاتھ بڑھائیے کہ میں آپ سے اسی وقت بیعت کروں میرے خیال میں آپ ہی زیادہ مستحق ہیں۔

حضرت طلحہؓ بولے معاذ اللہ اے ابوالحسن جہاں آپ موجود ہوں، آپ کا درجہ افضل ہو، علم فراواں ہو وہاں میری کیا مجال ہے کہ خلیفہ بنوں اس پر حضرت مالک بن اشتر نے بلند آواز سے حضرت علیؓ کو پکارا کہ ہاتھ بڑھائیے اور جلد بڑھائیے چنانچہ سب سے پہلے حضرت طلحہؓ نے ان سے بیعت کی اس کے بعد حضرت زبیرؓ پھر حضرت سعید بن سعد بن ابی وقاص نے پھر حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے پھر محمد بن ابی بکر پھر تمام اصحاب رسول نے۔ خواص کی بیعت کے بعد عوام کا نمبر آیا تو سب سے پہلے عوام میں حضرت مالک بن اشتر نے بیعت کی اور ان کے بعد حکیم بن جبلہ الغرض بنی امیہ کے چند افراد کے سوا جو شام کی طرف بھاگ گئے تھے سب نے بیعت کر لی بیعت کے وقت حضرت زبیرؓ نے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ حضرت علیؓ قاتلان حضرت عثمانؓ سے ضرور انتقام لینگے اور آپ نے اس کا وعدہ بھی کر لیا تھا۔

حضرت علیؓ کی خلافت

حضرت علیؓ خلیفہ تو منتخب ہو گئے مگر فضا مشکلات سے لبریز تھی اور مدینہ کے سینہ پر سانپ لوٹ رہا تھا اور وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کے انتقام کی آڑ میں بنو ہاشم کو بالعموم اور حضرت علیؓ کو بالخصوص نیچا دکھانے کا تہیہ کر چکے تھے حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی المناک شہادت نے پورے عرب کیا بلکہ سارے دنیائے اسلام میں ایک تہلکہ ڈال دیا تھا جتنا زیادہ اضطراب حضرت عثمانؓ کی اقربا نوازی اور مروانی شرارت سے پھیلا تھا اس سے کہیں زیادہ بے چینی حضرت عثمانؓ کی شہادت سے پھیل گئی بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ کی طرف سے بھی "قصاص قصاص" کی صدائیں پیہم بلند ہونا شروع ہو گئیں اور سب کی زبان پر یہی الفاظ اور سب کے دماغوں میں یہی خیال تھا چنانچہ دوسرے ہی دن حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے نامدار اور با اثر بزرگ حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچے اور کہنے لگے کہ ہم نے آپ سے اس شرط پر بیعت کی تھی کہ آپ قاتلین عثمان سے قصاص لیں اگر آپ نے اس میں تامل کیا تو ہماری بیعت فسخ ہو جائیگی حضرت علیؓ نے یہ کہکر انہیں اطمینان دلایا کہ ابھی بلوائیوں کا زور ہے مگر میں بہت جلد اس کا انتظام کروں گا پہلے خلافت کو تو مستحکم کر لوں تیسرے ہی روز آپ نے حکم صادر فرمایا کہ کوفہ مصر اور بصرے کے لوگ مدینہ منورہ سے چلے جائیں کہ ان کی موجودگی امور خلافت و حکومت کی تکمیل میں مانع ہو رہی ہے مگر یہ لوگ خاندان اہل بیت کی محبت و حمایت کے مدعی تھے مگر انہوں نے اس حکم سے سرتابی کی اور واپس جانے سے صاف انکار کر دیا۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ ہمیں کوفہ اور بصرہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں ہم وہاں جا کر لوگوں کے خیالات کی اصلاح کرینگے حضرت علیؓ کو ان کی اس فوری اجازت طلبی پر شبہ ہوا اس لئے آپ نے حکم دیدیا کہ یہ دونوں بزرگ مدینہ منورہ سے باہر نہ جانے پائیں چوتھے روز آپ نے حضرت عثمانؓ کے مقرر کئے ہوئے گورنروں اور عاملوں کے متعلق ایک حکمنامہ لکھا کہ یہ لوگ معزول کر دیئے جائیں حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مخالفت کی اور کہا کہ میرے نزدیک آپ کی یہ حکمت عملی درست اور صحیح نہیں ایک تو آپ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو پابند کر چکے ہیں اور اب آپ یہ حکم صادر فرما رہے ہیں اس سے بہت بے چینی پیدا ہو جائے گی آپ نے حضرت مغیرہ کی اس رائے کو تسلیم نہیں کیا پانچویں روز انہی مغیرہؓ نے ہمزاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کی موجودگی میں اپنی پہلی رائے کے خلاف اظہار رائے کیا اور کہا کہ آپ کو گورنروں اور عاملوں کے عزل میں سرعت و عجلت سے کام لینا چاہیئے ان کے جانے کے بعد حضرت عبداللہ کہنے لگے کہ حضرت مغیرہ نے آج جو رائے دی ہے وہ فریب کا رنگ لئے ہوئے ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پھر آپ ہی مشورہ دیں کہ مجھے اس موقع پر کیا کرنا چاہیئے انھوں نے جواب دیا کہ ابھی خاموش رہیئے ورنہ بنو امیہ مدینہ والوں کو مشتعل کر دینگے اور اس سے شیرازہ خلافت پراگندہ ہو کر رہ جائیگا حضرت علیؓ نے کہا کہ معاویہ کو تو میں نوک شمشیر سے سیدھا کر لوں گا، انہوں نے جواب دیا کہ آپ بہادر اور شجاع ضرور ہیں مگر بمصداق الحرب خدعۃ بعض اوقات بہادری سے کام نہیں چلا کرتا تدبیر و حکمت کی بھی ضرورت ہوا کرتی ہے اگر آپ میری رائے کے مطابق عمل کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو آپ کو ایسی تدبیر بتاؤں گا کہ بنی امیہ ششدر اور بے بس رہ جائینگے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں آپ کی رائے پر عمل کرنے کا عہد تو نہیں کر سکتا کیونکہ میں نہ آپ جیسی عادات کا حامل ہوں اور نہ معاویہ جیسی چالاکیوں کا خوگر۔

بنو ہاشم ہر اعتبار سے لائق اور ذہین اور حکومت کے اہل تھے مگر ایک خامی ان میں یہ تھی کہ یہ تدبیر سیاست اور ڈپلومیسی کی پرواہ نہ کرتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ خاندان رسالت کے ارکان و افراد ہونے کے باعث لوگ ہمارا خیال کرینگے ہمیں کسی جوڑ توڑ کی ضرورت کیا ہے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جمہور عوام میں ان کی بیحد عزت تھی لوگ ان کا خیال و لحاظ کرتے تھے اگر ان کا کوئی حریف نہ ہوتا اور حریف بھی نہایت عیار تو یہی بہت کامیاب ہوتے اور ان کا اقتدار بھی جوں کا توں قائم رہتا اور یہ صاف دل اور خدا پرست اور اپنے نسبی افتخار پر مطمئن اور ادھر بنو امیہ عقل کے

تدبیر اور جوڑ توڑ میں کامل پالیٹکس اور ڈپلومیسی میں یہ اپنا ثانی نہ رکھتے تھے برسوں کی بات پہلے سوچ لیتے تھے اور سال بھر کے بعد جو کام کرنا ہوتا تھا اس کی تدابیر میں آج ہی مصروف ہو جاتے تھے حرب و جنگ اور مقابلہ کے مواقع پر ہر حیلہ و فن کو جائز سمجھتے تھے اور اس سے کام لیتے تھے دنیا کی سمجھ ان میں خوب تھی اور حق یہ ہے اور دنیا اسے تسلیم کرتی ہے کہ اس خاندان نے بڑے بڑے لائق اور مدبر لوگ پیدا کئے اور انہوں نے اسلام کی خدمات بھی انجام دیں اور کامیاب بھی ہوئے یہ نہیں کہ لوگ بنی امیہ کی حکمت عملیوں کو سمجھتے نہ تھے خوب جانتے تھے اور وہ بنو ہاشم کے فروغ و اقتدار کے بھی خواہاں تھے لیکن بنی امیہ کی زبردست تدابیر اور سیاسی داؤ پیچ کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ جاتی تھی اور جب وقت آتا تھا تو دنیا یہ دیکھ کر حیران رہ جاتی تھی کہ مدعیان محبت اہل بیت ہی حریفوں کی صف میں کھڑے ہوئے ہیں یہ صرف ان کی تدابیر ملکی اور پالیسی کا کرشمہ تھا۔

بنو امیہ کو علم تھا اور اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت عثمان کی شہادت میں نہ ... ... نہ حضرت علی کا ہاتھ ہے اور نہ ان کی قوم کی کوئی دخل تھا بلکہ حضرت علی نے اپنی استطاعت کے موافق ان کے تحفظ و حمایت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا اور ہر موقعہ پر ہر فتنہ کو دبایا ہے لیکن اس کے علانیہ اعتراف میں ان کا نقصان تھا ہاتھ سے نکلے ہوئے اقتدار کی واپسی میں حرج واقع ہوتا تھا اور حریف خاندان بازی لے جاتا تھا اس لئے انہوں نے دیدہ و دانستہ یہ مشہور کر دیا اور نہ صرف مشہور کر دیا بلکہ شدت کے ساتھ پروپیگنڈا بھی شروع کر دیا کہ حضرت عثمان حضرت علی کے اشارہ پر شہید ہوئے ہیں اس لئے انہیں سے انتقام لینا چاہئے۔

یہ اسی پروپیگنڈے کی ایک کڑی تھی جو حضرت معاویہؓ نے شام میں یہ دستور مقرر کر دیا تھا کہ ہر جمعہ کو مسجد میں حضرت عثمانؓ کے خون کا بھرا ہوا کرتا مجمع کے سامنے پیش کیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ تمہارے خلیفہ کو حضرت علیؓ نے شہید کر دیا ہے تاکہ ان کے لئے خلافت کا راستہ صاف ہو جائے اور حضرت عثمانؓ صرف خلیفہ ہی نہ تھے بلکہ نبی کریم کے داماد اور یار غار بھی تھے۔

لوگوں کے قلوب سے حضرت علی کی نسبی مفاخرت و عظمت کا گہرا اثر مٹانے کے لئے یہ بھی جا بجا کہا جاتا تھا کہ حضرت علی اگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد بھائی اور داماد تھے تو حضرت عثمانؓ بھی تو کچھ غیر نہ تھے انہیں تو ایک صاحبزادی بیاہی گئیں لیکن ان کے حبالہ عقد میں تو دو صاحبزادیاں آئیں بارگاہ نبوت سے ذی النورین کا خطاب پایا اور عمر بھر رسول کریم کی رفاقت کرتے رہے بات کتنی ہی بے اصل اور جھوٹ ہو لیکن اگر بار بار کہی اور دہرائی جائے، اس کی صورت میں دہرائی جائے اور پورے تسلسل و تنظیم کے ساتھ دہرائی جائے تو اس کا اثر ہو کر ہی رہتا ہے اور اسی کو پروپیگنڈا کہتے ہیں جس کے عالمگیر اثرات کی موجودہ تہذیب اور روزمرہ کے واقعات شاہد ہیں۔

جنگ جمل

حضرت بی بی عائشہ کا بھی فرزندان توحید پر بڑا اثر تھا ایک تو آپ مسلمانوں کے نزدیک ماں کا رتبہ رکھتی تھیں پھر نبی کریم کی محبوب بیوی تھیں اور ذہانت و دانائی اور علم و عقل میں امتیازی درجہ رکھتی تھیں آپ حج کے لئے مکہ معظمہ روانہ ہوئیں تو مدینہ منورہ میں حضرت عثمانؓ غنی کے خلاف ایک عام شورش پھیلی ہوئی تھی اور دستبرداری خلافت کا مطالبہ زور شور کے ساتھ کیا جا رہا تھا آپ حضرت عثمانؓ سے صاف الفاظ میں فرما گئی تھیں کہ آپ کو رائے عامہ کا احترام کرنا چاہئے اور مسلمانوں کی خواہش کے مطابق خلافت سے دستبردار ہو جانا چاہئے۔

کچھ بھی ہو پھر بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ رفاقت نبوی کا شرف حاصل کئے ہوئے تھیں پرخلوص اور نیک دل بی بی تھیں دل میں کچھ نہ تھا واقعات پر نگاہ لگا دیا تھا اب جو انہوں نے سنا کہ حضرت عثمان پوری قساوت و سنگدلی کے ساتھ شہید کر دیئے گئے تو ان کے قلب کو شدید صدمہ پہنچا اور پہنچنا چاہئے تھا کیا اسے تو کوئی بھی ہوشمند گوارا کر سکتا تھا اور نہ یہ چاہتا تھا غضب یہ ہوا کہ واپسی پر راستہ میں پہلے جو لوگ ملے وہ حضرت علیؓ کے شدید مخالف تھے بنو امیہ اپنی ذہانت و ہوشیاری سے ایسے مواقع کی تلاش میں رہتے تھے انہوں نے خوب رنگ آمیزی کے ساتھ ان کے سامنے شہادت عثمان کا واقعہ بیان کیا۔ حضرت علی کی طرف سے ان کا خیال یک لخت بدل گیا اور اندیشہ ہوا کہ جب انہوں نے حضرت عثمان جیسے بزرگ سے یہ سلوک روا رکھا اور ان کے مناقب و فضائل اور ان کی محبت رسول اور قرابت و منزلت کا کوئی پاس نہ کیا تو اب کہ عنان اقتدار ان کے ہاتھ میں ہے میرا کیا خیال کریں گے اور ممکن ہے کہ مجھے بھی تکلیف پہنچے اور کوئی خطرہ پیش آئے اتفاق کی بات ہے کہ انہیں حضرت علیؓ سے ایک شکایت بھی تھی خیال ہوا کہ شاید ان کا دل میری طرف سے صاف نہ ہو شکایت بھی یہ تھی کہ ایک دفعہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی عائشہ سے کچھ کبیدہ خاطر تھے تو حضرت علی نے غصہ میں یہ مشورہ دیا تھا کہ آپ انہیں طلاق دیدیجئے آپ کو ان سے اچھی عورتیں مل جائیں گی آپ کا رنج کرنا فضول ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان کی برأت کی اور انہیں پاکدامن و بے گناہ ثابت کیا جس سے نبی کریم کا دل تو صاف ہو گیا مگر حضرت علیؓ سے حضرت عائشہ کو یہ بات [illegible]

کہ انھوں نے ایسا مشورہ کیوں دیا چنانچہ آپ نے جب لوگوں سے شہادت عثمانؓ کا حال سنا تو بیتاب ہو گئیں زار زار روئیں اور کہا کہ "واللہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید ہوئے ہیں اس کا انتقام لونگی" اور آپ خوف اندیشہ و خطرہ کی بنا پر مدینہ واپس آنے کے بجائے مکہ معظمہ ہی واپس چلی گئیں۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو بھی اپنی پابندی اور کوفہ و بصرہ جانے کی مخالفت کے حکم سے کچھ تکدر پیدا ہو گیا تھا اس پر لوگوں نے ان کے خوب کان بھرے اور انھیں یا اثر بنا کر اپنا حامی بنا لینے کی پوری سعی کی اسلئے وہ بھی سکہانے پڑھانے میں آکر حضرت علیؓ سے برگشتہ ہو گئے اور دل ہی دل میں رنج رکھنے لگے اسی دوران میں انھیں یہ معلوم ہوا کہ حضرت عائشہؓ مکہ معظمہ واپس چلی گئیں اور انتقام کی تیاریوں میں مصروف ہیں تو انہوں نے دوسری مرتبہ حضرت علیؓ سے مکہ معظمہ جانے کی اجازت طلب کی حضرت علیؓ بالکل بےخبر تھے اور واقعات کی اس جدید رفتار کا انھیں قطعی علم نہ تھا انہوں نے اجازت دیدی اور یہ دونوں بزرگ بھی حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ گئے حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ آپ کیوں چلے آئے کہنے لگے کہ مدینہ کے نیک اور شریف لوگوں پر بلوائی مسلط ہو گئے ہیں ان کے خوف سے چلے آئے ہیں ان کے کہنے پر انھوں نے بھی آمادگی ظاہر کر دی مروان گو سخت مجروح ہو گیا تھا مگر زندگی تھی صحت ہو گئی اور وہ بھی تمام بنو امیہ کو لیکر مکہ پہنچ گیا یہ حضرت تو تھے ہی نفرتاً شہرہ اور حضرت علیؓ کے مخالف انہوں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر شہادت عثمانؓ کے واقعات کچھ ایسے دردناک لہجہ میں بیان کئے اور مظلومی و بیکسی کی ایسی تصویر کھینچی کہ حضرت عائشہؓ اور مشتعل ہو گئیں اس نے گویا یہ ثابت کر دیا کہ جو کچھ ہوا حضرت علیؓ کے اشارہ سے ہوا۔ مکہ کے حاکم عبداللہ بن الحضرمی نے بھی حضرت عائشہؓ کے ارادہ کی خبر سنکر انکی خدمت میں باریابی حاصل کی اور کہا کہ میں ہر طرح آپ کے ساتھ ہوں اور حضرت علیؓ سے مقابلہ کروں گا۔

اب کیا تھا بنی امیہ کا پروپیگنڈا کامیاب ہو گیا تھا مکہ میں ان کا اجتماع تھا سب سے پہلے حاکم مکہ کے ہاتھ پر لڑنے کی آمادگی کی بیعت کی ان کی دیکھا دیکھی اور لوگوں نے بھی بیعت شروع کر دی اور سارا مکہ حضرت علیؓ کے خلاف ہو گیا حضرت عبداللہ بن عامر سابق گورنر بصرہ اور حضرت یعلیٰ سابق گورنر یمن نے بھی بیعت کر لی منادی عام کو سنکر اطراف و جوانب کے لوگ بھی جوق جوق آکر شریک ہو گئے۔

لشکر عظیم کی حرکت

جب سب انتظام ہو گیا تو حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے عرض کی کہ آپ پھر بزرگ ہیں اور خاتون ہیں آپ کا مقابلہ ٹھیک نہیں آپ بصرہ چلئے ہم وہاں لوگوں کو آمادہ کر دینگے اور وہ اور ہم سب مل کر مقابلہ کرینگے حضرت عائشہؓ رضامند ہو گئیں اور یہ لشکر عظیم بصرہ کی طرف روانہ ہوا چند منازل قطع کرنے کے بعد مروان بن الحکم کی شرارت پھر برسر کار آئی یہ تو کہیں چوکتا ہی نہ تھا اس نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ سے دریافت کیا یہ تو بتائیے کہ کامیابی پر خلیفہ کسے منتخب کیا جائے گا انھوں نے جواب دیا کہ جسے لوگ پسند کرینگے وہی خلیفہ منتخب کر لیا جائیگا یہ سنکر حضرت سعید بن العاص بولے کہ ہم یہاں انتخاب خلافت کے لئے نہیں آئے انتقام کے لئے آئے ہیں ہم حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص لیں گے مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ خلافت حضرت عثمانؓ کے فرزند کو دی جائے ان دونوں بزرگوں نے کہا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ مہاجرین کے تجربہ کار اور بوڑھے لوگوں کو چھوڑ کر نوعمر بچوں اور لڑکوں کو خلافت کا منصب عطا کیا جائے اس پر یہ بگڑ گئے اور واپس چلدیئے ان کے ساتھ حضرت مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن خالد بھی ہو لئے اور لشکر آگے بڑھا۔

حضرت علی کی تشویش وسعی

کہ مکہ معظمہ میں تو یہ حالات پیدا ہو گئے تھے اور مخالف تباہی خلافت اور عزل حضرت علیؓ کا پورا اہتمام کر چکے تھے مگر حضرت علیؓ کو کچھ خبر نہ تھی اب جو یکایک علم ہوا تو قدرتاً آپ کو بہت فکر دامنگیر ہوئی آپ نے مدینہ والوں کا ایک جلسہ طلب فرما کر صورت حالات بیان کی مگر یہ لوگ یہ سنکر خاموش ہو گئے کہ مخالف لشکر میں حضرت عائشہؓ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے بزرگ شامل ہیں ان میں سے کسی ایک نے بھی ان کے خلاف تلوار اٹھانے کی حامی نہ بھری تین روز گذر گئے حضرت علیؓ برابر تقریریں کرتے اور کہتے تھے کہ آپ لوگوں نے مجھ سے بیعت کی ہے میری وفاداری کا عہد کیا ہے آپ کو یہ بھی علم ہے کہ شہادت عثمانؓ سے میرا کوئی تعلق نہیں پھر آپ کیوں بیوفائی پر آمادہ ہیں اور میرا ساتھ نہیں دیتے حضرت عائشہؓ کو تو محض فریب دیکر لوگوں نے میرے خلاف کھڑا کر دیا ہے۔

سب کچھ کہتے تھے مگر کوئی جواب نہ ملتا تھا سخت پریشانی تھی آخر ایک شخص حضرت زیاد بن طلحہؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں حاضر ہوں آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہاؤں گا ان کا یہ کہنا تھا کہ سارا مجمع کھڑا ہو گیا اور سب نے امداد دینے کا اسی وقت اقرار کر لیا حضرت علیؓ نے تیاریاں شروع کر دیں۔

حضرت عائشہ کی افواج میں مخالفت

حضرت عائشہؓ کا لشکر عظیم منازل کرتا ہوا بصرہ کی طرف چلا جا رہا تھا کہ ایک مقام حواب پر کتوں نے بھونکنا شروع کیا حضرت عائشہؓ چونک پڑیں پوچھا اس مقام کا نام کیا ہے نام سنا تھا کہ آپ نے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کو بلا کر کہا کہ میں

واپس جاتی ہوں مجھے حدیث یاد آگئی کہ حضور کریم نے فرمایا تھا کہ میری ایک بیوی پر حواب کے کتے بھونکیں گے اور وہ اس وقت ناحق پر ہوگی معاذ اللہ وہ میں نہ ہو جاؤں۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے کہا کہ رہنما نے غلط کہا یہ وہ مقام نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ نہ سہی مگر کتے تو بھونکے پھر میں عورت ہوں مجھے لڑائی سے کیا سروکار جب آپ کسی طرح راضی ہی نہ ہوئیں تو طبل جنگ بجوا دیا گیا کہ حضرت علیؓ کی فوج آگئی اور آپ مجبور ہو گئیں۔

اس لشکر میں راستہ ہی میں کئی بار خلافت و سرداری کی بھی بحث چھڑی اور حضرت طلحہؓ نے ایک دفعہ صاف الفاظ میں کہہ بھی دیا کہ میں یا زبیر اس سے بھی حضرت عائشہؓ کو مایوسی ہوگئی تھی کہ ابھی سے خلافت اور سرداری لشکر کے متعلق یہ جھگڑے ہیں تو یہ لشکر کیا خاک لڑے گا مگر غلطی ہو چکی تھی . . .

. . . اور حالات نے مجبور کر دیا تھا اب واپسی کا موقعہ نہ رہا تھا اس لئے آپ کو خاموشی اختیار کرنی ہی پڑی۔

حضرت عائشہؓ بصرہ پہنچیں تو یہاں عجیب کیفیت دیکھی ایک ہلچل مچی ہوئی تھی کوئی حضرت علیؓ کو حق پر بتا رہا تھا اور کوئی حضرت عائشہؓ کی امداد کو ضروری سمجھتا تھا بصرہ کا حاکم عثمان بن حنیف بھی ایک کشمکش خیال میں مبتلا ہو کر رہ گیا تھا ایک خیال آتا تھا کہ میں حضرت علیؓ کا نوکر ہوں دوسری طرف حضرت عائشہؓ اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کی بزرگی کا بھی خیال تھا اس نے لوگوں کے میلان طبع کا جو اندازہ لگایا تو معلوم ہوا کہ ان کا رجحان حضرت عائشہؓ کی طرف ہے وہ مجبور ہو گیا اور لڑائی کا حکم دیدیا۔

باپ بیٹے کی بصیرت افروز بحث

حضرت علیؓ نے بھی بہت جلد انتظام کر کے بصرہ کی طرف روانگی کا قصد کر دیا لیکن روانہ ہوتے وقت حضرت حسینؓ گریاں و نالاں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ بابا جان مجھے آپ کی جان عزیز کے متعلق شدید اندیشے پیدا ہو گئے ہیں اور آپ مجھے کچھ تنہا نظر آتے ہیں جس روز حضرت عثمانؓ محصور ہوئے میں نے آپ کو باہر چلے جانے کا مشورہ دیا مگر آپ نے نہ سنا پھر جب وہ شہید ہو گئے تو میں نے عرض کی کہ آپ اس وقت تک گھر میں رہیں جب تک تمام مسلمانان عالم آپ کے ہاتھ پر بیعت نہ کر لیں آپ نے اسے بھی قبول نہ کیا پھر میں کہتا ہوں کہ اگر زبیرؓ و طلحہؓ آپ کی بیعت سے برگشتہ ہو گئے تو ہو جانے دیجئے آپ نہ بولئے جو کریں گے اس کا نتیجہ بھگتیں گے حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں تو خود گوشہ محصوری کی حالت میں تھا باہر کیونکر جاتا میرا حصار ان کے حصار سے بھی سخت تر تھا دوسری بات کا جواب یہ ہے کہ ہمیں مسلمانان عالم سے کوئی غرض نہیں ہمارا حصر و انحصار تو مہاجرین اور رسول اللہ کے صحابیوں پر ہے اور انصار پر انہوں نے بیعت کر لی جو ہر طرح کافی تھی رہا حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کا معاملہ تم کہتے ہو نہ خود قاتل عثمانؓ سے نبٹ لیتے تمہیں علم نہیں مجھ سے ہی عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کیا جا رہا ہے آج

انہیں سزا دی جا رہی ہے کل مجھے دی جائے گی اس لئے تو میں نے پیشقدمی ضروری سمجھی مسلمانوں کو فساد ہی سے بچانا بھی تو میرا فرض ہے گھر میں بیٹھے رہنا مناسب نہیں۔

میں تو مدت سے خانہ نشین ہوں رسول اکرمؐ کا وصال ہوا تو گھر ہی میں رہا حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہو گئے تو ان کی بیعت کر لی اس کے بعد حضرت عمرؓ سے بیعت کی حضرت عثمانؓ کے انتخاب میں بھی میں نے کوئی چون و چرا نہیں کی حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو ایک ہفتہ تک گھر میں چھپا بیٹھا رہا لیکن یہ بار میری گردن پر رکھا گیا ہے تو میں مردوں کی طرح اس خدمت کو انجام دوں گا اور تمام فتنہ و فساد کو دلیرانہ روکوں گا اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔

حریف لشکر میں فساد

بصرہ کی یہ حالت تھی کہ اس کے گورنر عثمانؓ بن حنیف اپنی افواج لئے مقابلہ کے لئے سامنے آگئے تھے اور دوسری طرف حضرت عائشہؓ کا لشکر تھا۔ حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں اور حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ ان کے پاس کھڑے ہوئے تھے ان تینوں نے زبردست تقریروں میں خون عثمانؓ کا انتقام لینے پر زور دیا اس کے فوراً بعد حضرت جاریہؓ نے بڑھ کر حضرت عائشہؓ سے کہا سب کچھ سہی مگر آپ حرم رسولؐ ہیں اور اس طرح علانیہ آپ کا میدان میں مخلوق کے سامنے چلا آنا شہادت عثمانؓ سے بھی شدید تر واقعہ ہے۔ بنی سعد کے ایک اور شخص نے بڑھ کر حضرت زبیرؓ و طلحہؓ سے کہا آفریں آپ نے حضرت رسول اکرمؐ کی رفاقت کا خوب حق ادا کیا آپ کی عورتیں گھروں میں بیٹھی ہیں اور حرم رسول اللہ کو آپ بیچ بازار میں لائے ہیں اس سے بہتر طریقہ حق رفاقت ادا کرنے کا اور ہو ہی کیا سکتا ہے۔ مجمع پر ایک سناٹا چھا گیا کسی کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا اسی اثنا میں بصرہ کی سپاہ کے ایک شخص نے بڑھ کر حضرت عائشہؓ کی فوج پر حملہ کیا دونوں فوجوں میں لڑائی شروع ہوگئی مگر اس روز کوئی ہلاک نہیں ہوا دوسرے دن کی جنگ میں بہت سے آدمی مارے گئے حضرت عائشہؓ سخت مغموم ہوئیں اور فرمانے لگیں لڑائی بند کر دو میں خون کا بدلہ لینے آئی ہوں نہ کہ خون بہانے بہتر یہ ہے کہ صلح کر لی جائے حاکم بصرہ نے جواب دیا حضرت زبیرؓ و طلحہؓ نے بیعت علیؓ فسخ کی ہے مصالحت نہیں ہو سکتی جب تک یہ آپ سے علیحدہ نہ ہوں حضرت عائشہؓ نے جواب دیا کہ وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت مالک بن اشتر کے خوف سے بیعت کی تھی پھر بھی میں اس امر کی تحقیقات کرتی ہوں کہ بیعت واقعی بوجہ خوف کی گئی ہو گی تو تمہیں بصرہ خالی کرنا ہو گا نیز اس دوران میں نصف بصرہ تمہارا قبضہ اور نصف پر ہمارا قاصد مدینہ پہنچے مگر وہاں چار آدمیوں کے سوا کسی نے شہادت نہ دی بصرہ میں جو یہ خبر پہنچی تو مسجد کے اندر ہی فساد ہو گیا لڑائی لگی حاکم بصرہ کے محافظ سپاہی قتل کر دیئے گئے اور وہ خود بھی گرفتار ہو گیا۔

زبیرؓ اور طلحہؓ چاہتے تھے کہ اُسے قتل کر دیں مگر حضرت عائشہؓ نے منع کیا کہ بوڑھا آدمی ہے رسول اللہ کا صحابی ہے اسے قتل نہ کرو آخر اس کی تنی ڈاڑھی نوچ کر اُسے رہا کر دیا گیا اور اس نے اسی حالت میں پہنچ کر حضرت علیؓ سے سارا قصہ بیان کیا۔

دنیا کی سب سے مقدس جنگ

حضرت علیؓ تیار تو بیٹھے ہی تھے مگر دل سے یہ چاہتے تھے کہ بلا یونہی ٹل جائے تو بہتر ہے اس لئے کہ دونوں طرف گرامی قدر بزرگ ہیں اور حقیقی علمبردار اسلام اور اکابر صحابہؓ کی باہمی جنگ اسلام و ملت کے لئے عظیم نقصان کا باعث ہوگی حضرت عثمان بن حنیف جو پہنچے اور بصرہ پر حریف لشکر کے قبضہ کی جو خبر سنی تو آپ مجبور ہو گئے اور آپ نے ایک طرف تو حضرت حسنؓ کو سامان حرب لانے کے لئے کوفہ بھیجا اور دوسری طرف حضرت محمد بن ابی بکر کو حضرت ابی موسیٰ اشعری گورنر کے پاس روانہ کیا کہ وہ اپنی فوجیں لیکر بصرہ پہنچ جائے حضرت ابو موسیٰؓ نے تعمیل حکم سے یہ کہکر انکار کر دیا کہ حضرت عثمانؓ کا انتقام بہرکیف ضروری ہو ساتھ ہی انھوں نے لوگوں کو حضرت علیؓ کے برخلاف بھڑکانا شروع کر دیا اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن عباسؓ گئے اور انھوں نے جاکر بہت سمجھایا نہ مانے تو حضرت عمار بن یاسر کے بھیجنے کی تجویز قرار پائی اس پر حضرت مالک بن اشتر بولے ان لوگوں میں سے کوئی بھی اُسے سیدھا نہ کر سکے گا مجھے بھیجئے میں چند لمحوں میں اُسے درست کروں گا چنانچہ یہ بھی ساتھ کر دیئے گئے حضرت عمار بن یاسرؓ نے بہتیرا سمجھایا مگر وہ اپنی روش سے باز نہ آئے۔

کوفہ کی مسجد میں تو جلسہ ہو رہا تھا اور گورنر کوفہ کو سمجھایا جا رہا تھا ادھر مالک بن اشتر سیدھے اس کے مکان پر پہنچے اور سارے اسباب پر قبضہ کر لیا جس غلام نے بھی مقابلہ کیا اُسے مار کر نکال دیا ابو موسیٰ کو خبر لگی گھبرائے ہوئے گھر پہنچے اور یہ قبضہ دیکھکر حیران رہ گئے بولے آپ کی یہ کیا حرکت ہے مالک بن اشتر نے کہا او منافق! تو اس محل کا کون ہوتا ہے یہ حضرت علیؓ کی ملکیت ہے جن کا تو نوکر تھا اب کہ تو ان سے باغی ہو گیا ہے تو تجھے اس سے کیا سروکار اس لئے یہ تجھ سے چھین لیا گیا۔ مالک بن اشتر جیسے شخص سے لڑنے کی طاقت ابو موسیٰ میں کہاں تھی عاجزی سے کہنے لگے کہ اچھا ایک رات تو مجھے اس محل میں رہنے کی اجازت دیدیجئے مگر مالک بن اشتر نے اجازت نہ دی آخر یہ مطیع ہو گیا اور اس کے مطیع ہوتے ہی سارا کوفہ مطیع تھا سب نے حضرت علیؓ کی حمایت میں اپنی کمریں باندھ لیں اور بیس ہزار جرار فوج کا لشکر بصرہ کی طرف روانہ ہو گیا دوسری طرف حضرت علیؓ بھی فوجیں لئے ہوئے چلے آئے اور بصرہ کے قریب دونوں لشکروں کے پڑاؤ پڑ گئے۔

اسلامی تاریخ کی یہ جنگ بھی اپنی نوعیت میں ایک نرالی جنگ تھی جس میں دنیائے اسلام کے تمام ممتاز و اکابر صحابی جمع تھے اور ملت بیضا کے پاس جتنے بھی جواہر درخشندہ تھے وہ سب بصرہ کے سامنے اکٹھے تھے جن بزرگوں کی جرأت و جلادت کی دھاک چاروں طرف عالم پر بیٹھی ہوئی تھی جن کے نام سے دنیا کانپ اٹھتی تھی جن کی شمشیر خارا شگاف نے ایران و روم کی قسمتوں کا فیصلہ کر دیا تھا جن کی ہیبت سے تاجداران عالم اپنے کاشانوں میں بیٹھے لرزا کرتے تھے اور جن کے تقدس و عظمت میں ملائکہ مقربین میں بھی کوئی نہ تھا وہ سب بصرہ پر سمٹے تھے اور اس لئے اکٹھے تھے کہ ایک دوسرے کا خون بہائیں نیتیں سب کی درست تھیں دل سب کے صاف تھے عناد و فساد سے سب کے سینے پاک تھے پھر بھی مقابلہ تھا کشمکش تھی اور تصادم ایک طرف یہ تھے حضرت علیؓ جگر گوشۂ رسولؐ حضرت فاطمہ زہراؓ کے شوہر نبی کریم کے بھائی ممالکت روحانی کے تاجدار دنیائے اسلام کے واحد خلیفہ دین علم و عمل کی خدمات و خصائص کی بھرپور ہستی حضرات حسنینؓ جو مرد دنیا و دین کے لحاظ سے فخر دو عالم کے عمزاد بھائی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ جو علوم و تفسیر قرآن میں ید طولیٰ رکھتے تھے دوسری طرف بھی دیکھئے کہ سامنے حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبوب ترین حرم نقید المثال مخدرہ حضرت عائشہؓ جن کی پاکی و تطہیر کی گواہ خود قرآن کریم کی آیات ہیں اور جن کی فضیلت سے احادیث نبوی بھری پڑی ہیں حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ جن کے جنتی ہونے کی بشارت خود نبی کریمؐ دے گئے تھے جو اپنی عظمت و بزرگی اپنے علم و وقار اپنے زہد و فراست میں شہرہ آفاق تھے ہی نہیں ان مقابل لشکروں میں اہل بدر بھی تھے مہاجرین بھی انصار عظام بھی نامورانِ اسلام بھی تھے اور وہ تھے جن سے بہتر جن سے بڑھکر اور جن سے زیادہ راستباز، متقی صالح، صدیق، نیکوکار، نیک نفس، شریف الطبیعت، فیاض، سیر چشم، حوصلہ مند، اولو العزم، دیندار، خدا پرست، عارف، قطب، ولی اور غوث اور کوئی کس وقت کی دنیا میں موجود نہ تھا اور نہ شاید قیامت تک ہوگا۔

اب فرمایئے کہ آپ کس کو برا کہیں گے؟ کس کی جانبداری کریں گے؟ کسے حق پر بتلایئے گا؟ کس کو قصوروار ٹھہرا دیں گے؟ اور کس کے متعلق کیا رائے ظاہر کریں گے؟ لڑائی ضرور ہے مگر قدسیوں کی لڑ رہے ہیں مگر یہ تو از روئے ہیں، میدان جنگ میں آئے ہوئے ہیں اختلاف کا بازار گرم ہے مگر انوار ربانی کی ان پر بارشیں ہو رہی ہیں ہم تو یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اللہ کی کارستانی تھی اور وہی یہ تماشے اپنے بندوں کو دکھا رہا تھا تاہم معصیت کا رحق و ناحق کا کیا فیصلہ کر سکتے ہیں اور ہماری کیا مجال ہے جو ہم ان میں سے کسی ایک کے خلاف بھی کوئی لفظ زبان سے نکالیں۔

آج ہی نہیں اس وقت بھی لوگ حیرت میں تھے ایک شخص نے حضرت علیؓ سے استفسار کر ہی دیا کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ تو فرماتے ہیں کہ ہم

محض خوشنودی رب قدیر کے لئے خروج کیا ہے آپ کے نزدیک شہادت عثمانؓ کے انتقام کے لئے ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک ان کے پاس دلیل ہے وہ شخص پھر کہنے لگا اچھا آپ کے پاس بھی شہادت عثمانؓ کے انتقام میں تاخیر کی کیا دلیل ہے فرمایا ہے اور ہونی چاہیئے جب کوئی امر قطعی اور حتمی نہ ہو اور حقیقت دریافت کرنا مشکل ہو اصلیت مشتبہ ہو تو فیصلہ عجلت سے نہیں احتیاط سے کرنا چاہیئے۔ دیکھا آپ نے تقویٰ اور تقدس اور خلوص و صداقت کا مظاہرہ یقیناً یہ دونوں بزرگ فریق جنگ جنتی ہیں جب حضرت علیؓ تنہا کسی کو قصور وار نہیں ٹھیراتے تو ہماری کیا مجال ہے کہ ہم کسی کے خلاف زبان کھول سکیں۔

بزرگوں کی بزرگانہ لڑائی

بہرکیف جب دونوں طرف سے صف بندی ہوگئی اور دونوں مقدس محترم لشکر مقابلہ کے لئے تیار ہوئے تو حضرت علیؓ نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم لوگوں میں سے جو لوگ حضرت عثمانؓ کی شہادت میں شریک رہ چکے ہیں وہ لشکر سے علیحدہ کھڑے ہو جائیں میں خود سب کو جانتا ہوں مگر اس وقت کسی کا نام لینا نہیں چاہتا سمجھنے والے خود ہی سمجھ لیں حضرت علیؓ فوج میں ایسے آدمی تقریباً پانچ تھے یہ حکم سنتے ہی سب لوگ سناٹے میں آگئے یہ تو سمجھتے تھے کہ حضرت علیؓ ان کے حامی و یاور ہیں مگر معاملہ برعکس نکلا خاص بات یہ ہے کہ ان ہی لوگوں میں حضرت مالک بن اشتر بھی تھے جو یہی نہیں کہ نہایت بہادر و مدبر تھے بلکہ انہوں نے ابتدا سے لیکر اس وقت تک ہر موقعہ پر حضرت علیؓ کی حمایت کی تھی اور حمایت تو درکنار بلکہ ان کے اقتدار میں ان کی حسن تدبیر اور جرأت و جلادت کا بہت بڑا حصہ تھا۔ بیشمار خدمات انجام دے چکے تھے اور بڑی حد تک دست و بازو بنے رہے تھے لیکن حضرت علیؓ نے حق کے مقابلہ میں ان کی اور ان کی خدمات گرامی کی بھی چنداں پرواہ نہ کی۔

دیکھا آپ نے اسے کہتے ہیں حمایت حق اور جوش شریعت نوازی غرض سب لوگ لشکر سے علیحدہ کھڑے ہوگئے اور مشورہ کرنے لگے کہ اب ہمارے لئے صورت عمل کیا ہو کیونکہ اگر صلح ہوئی بھی تو اس شرط پر ہوگی کہ ہم سب لوگوں کو قصاص میں قتل کر دیا جائے ہماری موت تو یقینی ہے اور جھگڑا ہوا بھی تو بھی اس لئے مناسب ہے کہ کسی دوسرے ملک کا رخ کریں حضرت مالک بن اشتر فطرتاً بہت جری اور سخت مزاج تھے وہ برہم ہو کر بولے کہ اتنی گرانقدر خدمات کا انعام موت اور تیسے کیوں ہو آؤ بڑھ کر حضرت علیؓ ہی کا خاتمہ کر دیں جب ہم ابھی جان چھڑکیں اس کا برتاؤ ہمارے ساتھ اس قدر دلشکن اور صدمہ فرسا ہو ایسے شخص کا تو قتل ہی کر دینا بہتر ہے۔

لوگ کہنے لگے کہ مشکل تو اس سے بھی حل نہیں ہوتی حضرت علیؓ کو قتل کرکے ہیں کیا ملیگا حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ کھڑے ہو جائینگے اور وہ ان کا بھی بدلہ ہم سے لیں گے ہماری تو ہر طرح مشکل ہے نہ حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر جاتے نہ اس آفت سے دوچار ہونا پڑتا۔ مالک اشتر بولے تو اب مناسب یہ ہے کہ الگ کھڑے ہو کر تماشہ دیکھو جو فریق بھی مغلوب نظر آئے اس کی طرف ہو کر لڑنا تاکہ ہماری بروقت اعانت اسے ممنون بنا کر ہمارا پیچھا چھوڑنے پر آمادہ کر دے اس رائے کو سب نے پسند کیا اور وہ علیحدہ صف بنا کر کھڑے ہوگئے وہ دن تو یونہی گذر گیا رات کو ایک شخص حضرت طلحہؓ کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے ہزار آدمی دیدیجئے میں حضرت علیؓ پر شبخون مارنا چاہتا ہوں حضرت طلحہؓ کوئی معمولی انسان نہ تھے جو اس پر راضی ہو جاتے فرمانے لگے خبردار پھر ایسی بات نہ کہنا حضرت علیؓ کوئی غیر مسلم فرمانروا نہیں جن کے ساتھ یہ مکر روا رکھا جانے میں تو خود ساعی ہوں کہ کسی طرح یہ خونریزی وقوع میں نہ آئے اور مصالحت کی کوئی صورت نکل آئے اسی طرح حضرت علیؓ کے پاس لوگ آئے اور انھوں نے شبخون مارنے کی اجازت طلب کی آپ بھی بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ جانتے ہو مقابلہ پر کیسے کیسے بزرگ ہیں اور ان کے کیا فضائل ہیں۔

یہ تھی ان بزرگوں اور قدسیوں کے دل کی حالت لڑتے تھے مگر حق کی خاطر ایک کو دوسرے کا وقار اور علو منزلت کا پورا لحاظ تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ اللہ کے واسطے لڑتے تھے اور اللہ کے واسطے لڑتے تھے نفسانیت اور طمع کو اس میں کوئی دخل نہ تھا جن کے ایمان قوی ہوتے ہیں اور جو اللہ سے ڈرتے ہیں ان کے خلوص کا یہی عالم ہوتا ہے اور باطل کی طرف ان کا کوئی قدم نہیں اٹھتا دونوں طرف سے مصالحت کی گفتگو جاری تھی اور کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوتا تھا دوسرا روز بھی اسی طرح گذر گیا تیسرے روز حضرت علیؓ خود میدان جنگ سے باہر نکلے اور حضرت زبیر اور حضرت طلحہؓ کو آواز دی کہ سامنے آیئے اور دو بدو گفتگو کیجئے چنانچہ یہ بزرگ بھی سامنے آگئے دونوں کے گھوڑوں کے منہ سے منہ ملے ہوئے تھے اور گفتگو ہو رہی تھی حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرے پاس آپ سے لڑنے کی اور آپ کے پاس مجھ سے لڑنے کی عند اللہ اور اصلاً کوئی وجہ نہیں ہے اور آپ باہم رشتہ دار ہیں آپ کی گردن میں میری اطاعت بیعت کا حلقہ پڑا ہوا ہے دونوں نے ایک رسول کے پیچھے نماز پڑھی ہے ایک دین ہے اور ایک قرآن آپ نے ہمیشہ میرا خون بہانا حرام سمجھا اور میں بھی یہی خیال کرتا رہا لیکن اب کیا دنیا بدل گئی جو آپ میرا خون بہانا اور مجھ سے لڑنا حلال سمجھتے ہیں حضرت طلحہؓ نے جواب دیا کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کے خلاف لوگوں کو فراہم کیا اور انھیں شہید کرایا۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ یہ بالکل غلط ہے میرا اس شہادت میں کوئی ہاتھ نہیں اور آپ تو میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں۔ حضرت طلحہؓ نے فرمایا کر چکے ہیں مگر وہ وقت نازک تھا تلوار گردن پر تھی

غلط تھا مالک بن اشتر کہتا ہے کہ تمہیں مجبوری تھی تلوار کی دھار پر بیعت ہوئی آپ کی طرف سے جبر نہ سہی مگر آپ کے بلوائی حامیوں کی طرف سے تو جبر ہوا۔ یہ بھی سہی لیکن بیعت بھی تو شہادت عثمان رضہ کے انعقاد سے مشروط تھا ہمارا خیال ہے کہ آپ شہادت عثمان میں بالواسطہ یا بلا واسطہ شریک تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا بہت بہتر تو اب فیصلہ یہ ہے کہ ہم دونوں ہاتھ میں ہاتھ دیکر کھڑے ہو جائیں اور خدا سے دعا کریں کہ جس نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہو کرایا ہو یا اس سے خوش ہوا ہو اس پر لعنت بھیج پھر دیکھیں لعنت کس پر کس پر آتی ہے اور کسے سزا ملتی ہے حضرت طلحہؓ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ اس کے بعد حضرت علی حضرت طلحہ کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے فلاں مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپ اور نبی کریم دونوں اس طرف سے گذرے نبی کریم مجھے دیکھکر مسکرائے اور میں بھی ہنسنے لگا آپ نے اس وقت کہا حضرت علی کو اس طرح ہنسنے کا موقع نہ دیجئے تو نبی کریم نے فرمایا تھا کہ:۔
اے زبیر اس روز سے ڈر کہ تو حضرت علی پر فوج لیکر چڑھے گا اور تو اس روز ظالم ہو گا حضرت زبیرؓ نے یہ سنکر سر جھکا لیا اور کہا بیشک میں بھول گیا تھا مجھے یاد ہوتا تو میں ہرگز یہ حرکت نہ کرتا پھر زار زار رونے لگے اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں آپ سے جنگ نہ کروں گا اور گھوڑے کی باگ پھیر کر سیدھے حضرت عائشہ رضہ کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ میری ہمت تو نہ ہے کہ شہنشاہ روم کے سامنے بھی پست نہ ہوئی مگر اب حق کے مقابلہ میں نہیں لڑ سکتا۔

حضرت عائشہ رضہ نے حضرت طلحہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضہ سے یہ واقعہ بیان کیا مورخ الکامل نے حضرت زبیر سے کہا لطف تو جب تھا کہ لوگ آپ کے پاس آتے اور آپ فرماتے کہ میں مسلمانوں سے لڑنا برا سمجھتا ہوں مگر جب آپ خود حضرت عائشہ رضہ کو آمادہ کرکے لائے میں اور بہت سے مسلمانوں کو قتل کرا چکے تو آپ پہلو تہی کرتے ہیں لوگ یہی کہیں گے کہ آپ ڈر گئے حضرت طلحہؓ نے بھی سمجھایا قسم کھانے کے عذر پر حضرت طلحہ نے کہا کہ ایک غلام آزاد کر دیا بہرکیف مصالحت کی گفتگو منقطع

قاتلان عثمانؓ کی کرشمہ کاریاں

وہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کی شہادت میں شریک تھے پھر گھبرا گئے مشورہ کیا کہ صلح ہوا چاہتی ہے اگر ایسا ہوا تو اسی میدان میں ہماری لاشیں تڑپتی نظر آئیں گی۔ اس لئے مصالحت نہ ہونی دینی چاہیے اس لئے انہوں نے اپنی فوج کے تین حصے کئے اور سپیدۂ سحری نمودار ہونے سے پہلے ہی تین طرف سے حضرت عائشہ کی فوج پر حملہ کر دیا حضرت عائشہ کی فوج نے سمجھا کہ حملہ حضرت علی کی فوج کی طرف سے ہوا ہے اس لئے انہوں نے بھی مقابلہ شروع کر دیا مالک بن اشتر نے حضرت علی سے کہا تھا کہ ہم نہ کہتے تھے کہ یہ لوگ غدار ہیں جب حکومت وقت کے خلاف کھڑے ہو گئے تو ان کا اعتبار کیا فضول ہے دیکھئے وقت پڑ رہا کی انہی کی خاطر آپ نے ہمیں اپنے لشکر سے جدا کیا تھا اب جو ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اپنی جان نثاری کا ثبوت دیں آپ حقیقت سے لاعلم تھے اجازت دیدی دوسری طرف کچھ لوگوں نے حضرت عائشہؓ کو بھڑکایا حضرت علیؓ نے پھر بھی صلح کی ایک سعی کی اور مسلم بن عبداللہ کو قرآن دیکر بھیجا کہ میدان جنگ میں اسے بلند کر دے حضرت طلحہ رضہ شک میں پڑے تھے اور اس قدر غضبناک تھے کہ انہوں نے جوش میں آکر تلوار سے مسلم کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور جس دوسرے شخص نے اس قرآن کریم کو اٹھایا اسے بھی قتل کر دیا دونوں حقیقت سے لاعلم تھے اور ایک دوسرے کو نہ صرف یہ کہ برا کہہ رہے تھے بلکہ غداری کا الزام لگا رہے تھے آخر لڑائی کا زور بندھ گیا لشکروں کی تعداد تھوڑی نہ تھی بلکہ دو طرفہ باہتر ہزار انسان مصروف جنگ تھے خون کی ندیاں بہ گئیں زور شور سے تلوار چلنے لگی سر کٹنے لگے اور تلواروں نے بلند ہو ہو کر صحابہ کے سروں کا فیصلہ کرنا شروع کر دیا لڑائی کی عین شدت و طرزنج کے وقت حضرت عائشہ نے آواز دی کون ہے جو تم میں سے حرم رسول کے اونٹ کی مہار سنبھالے سعد بن سعدؓ نے دوڑ کر مہار پکڑ لی حضرت عائشہؓ نے ان کے ہاتھوں میں قرآن کریم دیا اور فرمایا کہ کوفہ والوں سے کہو اس کی لاج رکھیں اور لڑائی بند کر دیں۔ کعب آگے بڑھے اور صلح کا پیام دینا چاہا قاتلان عثمان ہوشیار اور چوکنے تھے انہیں اندیشہ ہوا کہ صلح ہو جائے گی اور ہماری جانوں پر پھر آفت آئیگی اس لئے مالک بن اشتر نے بڑھکر ایک ہاتھ مارا اور حضرت کعبؓ کے دو ٹکڑے کر دیئے کعب تین بھائی تھے تینوں باری باری صلح کا پیام لیکر آئے اور مالک کے ہاتھ سے تینوں مارے گئے یہ دیکھکر حضرت عبداللہ بن زبیر گھوڑے سے اترے اور مالک بن اشتر پر حملہ کیا مالک بن اشتر بھی بہت بہادر تھا یہ دیکھکر فوراً گھوڑے سے کودا اور حضرت عبداللہ کو زخمی کر دیا اور ان کی پیٹھ لگ گئے وہ زخمی تھے اس لئے دب گئے اور آواز دی کہ مالک نے مجھے مار ڈالا جونہی لوگ انہیں بچانے کو دوڑے مالک لشکر میں گھس گیا حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیر بڑی دلیری کے ساتھ فوج کو لڑا رہے تھے اور اس کا دل بڑھا رہے تھے۔

حضرت علیؓ نے بلند آواز سے کہا کہ ہماری قسمت کی خوبی ہے کہ جنگ مسلمانوں سے ہو رہی ہے اور مسلمانوں کا خون مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے بہہ رہا ہے خدا جانے اس کا انجام کیا ہو لیکن اتنا خیال رکھو کہ کسی کو جان سے مارنے کی سعی نہ کرو کوئی بھاگے تو پیچھا نہ کرو اگر کوئی بھاگ نکلے تو اس کا مال نہ لو البتہ جو تم پر حملہ کرے اس کا جواب کلمہ بہ کلمہ دو۔ یہ آواز حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کے گوش زد ہوئی تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے بھی اپنی فوج میں یہی منادی کرا دی۔

حضرت زبیرؓ و طلحہؓ کی شہادت

جس سے ڈرتے تھے وہ شام

شب فرقت بھی سامنے آگئی حضرت طلحہؓ کی ساق مبارک میں ایک تیر آکر ترازو ہوگیا اور خون بہنے لگا آپ بلا کے جری اور صاحب ہمت بزرگ تھے ظہر کے وقت تک تو آپ نے اس کی پرواہ نہ کی اور برابر گھوڑے پر سوار لڑتے رہے لیکن خون کے زیادہ بہ جانے سے طاقت نے جواب دیدیا آپ بصرہ کی طرف روانہ ہوئے اور ایک ویرانے میں اسی زخم کی تکلیف میں جان دی حضرت طلحہؓ کے جاتے ہی حضرت زبیر بھی پھر گئے لیکن واپسی میں ایک شخص عمرو بن جرموز نے تعاقب کیا اور یکایک ایسا برچھا مارا کہ آپ گر پڑے اس نے اسی وقت سر قلم کرلیا اور اسے لیکر خوش خوش حضرت علی کی خدمت میں باریاب ہوئے حضرت علیؓ نے سر دیکھکر بیحد افسوس کیا آنسو نکل پڑے اور فرمایا کہ تجھے دوزخ کی بشارت ہو اس پر عمرو جل گیا اور کہنے لگا کہ اے علی تم بھی امت کے لئے ایک عجیب بلا ہو اگر تمہارا ساتھ دیتے ہیں تمہارے دشمنوں سے لڑتے اور انھیں قتل کرتے ہیں تو تم ہمیں دوزخی بناتے ہو اور اگر ساتھ نہیں دیتے تو بھی جہنمی کہکر پکارتے ہو آخر کریں تو کیا کریں۔

حضرت عائشہ صدیقہ کو بھی ان دونوں بزرگوں کے میدان جنگ سے ہٹ جانے کا بہت افسوس تھا اور کہتی تھیں کہ خیر حضرت طلحہ تو زخم لگنے کی وجہ سے گئے مگر حضرت زبیر کیوں چلے گئے پھر فرمانے لگیں کچھ پرواہ نہیں تنہا لڑوں گی اور ساتھ ہی آپ بڑی جرأت و شجاعت کے ساتھ لڑائی میں مردوں سے بازی لے گئیں اور اپنے اونٹ کو صفوں کے وسط میں لیکر کھڑی ہوگئیں فرزندان توحید نے اپنی ملکہ اور حرم رسول کی یہ جرأت دیکھی تو ان کا جوش جاں نثاری فراواں ہوگیا اور پروانوں کی طرح آپ کے گرد جمع ہونے اور مرنے لگے حضرت علیؓ نے یہ جوش دیکھکر مالک بن اشتر سے کہا کہ جب تک حضرت عائشہؓ کا اونٹ سلامت ہے اس وقت تک لڑائی کا خاتمہ نہ ہوگا کسی تدبیر سے اسے ٹھکانے لگانا چاہیئے مالک بن اشتر نے نہایت بہادری سے کام لیکر اونٹ کی مہار پکڑنے والے کو قتل کردیا مگر جوش کا ایک سمندر ابلا ہوا تھا مسلمانوں نے اس کی چنداں پرواہ نہ کی وہ برابر شہید ہوتے تھے اور دوڑ دوڑ کر مہار پکڑتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ میں ہوں فلاں ابن فلاں یا ام المومنین! آپ برابر شاباش دیتی جاتی تھیں بہتر آدمی اسی طرح مالک نے شہید کر ڈالے۔ آخری مہار پکڑنے والے نے کہا ام المومنین آپ کو رحم نہیں آتا کہ تمہارے کتنے بچے تمہاری مہار پکڑنے پر خاک و خون میں لوٹ چکے ہیں مالک بن اشتر نے موقع پاکر اونٹ کے ایسا بھرپور ہاتھ مارا کہ وہ زخمی ہوکر گر پڑا اسی وقت محمد بن ابی بکرؓ اپنی بہن عائشہؓ کو سنبھالنے دوڑے اور کجاوہ میں ہاتھ ڈال حضرت عائشہؓ کو اٹھالیا حضرت عائشہ جوش غضب سے بیتاب ہوگئیں اور بولیں جلے وہ ہاتھ جسنے اس جسم کو ہاتھ لگایا جسے رسول خدا کے سوا آج تک کسی نے مس نہیں کیا تھا حضرت محمد بن ابی بکر نے کہا بہن میں ہوں تمہارا بھائی دعا کرو کہ یہ ہاتھ نہ دنیا میں جلے اور نہ آخرت میں حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اس کا شکر ہے اے بھائی کہ تو سلامت ملا اس کے بعد حضرت عائشہؓ کا کجاوہ دوسرے اونٹ پر رکھا گیا اور ان کو شہر میں واپس لائے۔

اب کیا تھا لڑائی ختم ہوگئی اور حضرت علیؓ فتحمند ہوئے لوگوں نے مال غنیمت لوٹنا اور تقسیم کرنا چاہا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا خبردار یہ مسلمانوں کا مال ہے تمہارے لئے یہ ہرگز جائز نہیں اس کے بعد حضرت علیؓ حضرت عائشہؓ کے پاس اندر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ خدا ہماری اور تمہاری خطاؤں کو معاف کرے حضرت عائشہؓ نے کہا آمین۔ اس جنگ میں حضرت علیؓ کے لشکر کی تعداد بیس ہزار تھی جس میں سے تین ہزار آدمی مقتول ہوئے حضرت عائشہؓ کی فوج کی تعداد تیس ہزار تھی جس میں سے تیرہ ہزار جانوں کا اتلاف ہوا۔ لڑائی کوئی معمولی لڑائی نہ تھی بلکہ ایک عظیم الشان خوفناک اور حد درجہ تاسف خیز جنگ تھی جو خود مسلمانوں کے مابین ہوئی مسلمان ہی مارے گئے اور مسلمانوں ہی کو شدید نقصان پہنچا محض ایک غلط فہمی کی بنا پر سولہ ہزار فرزندان توحید کا خون پانی بنکر بہ گیا اور سب سے زیادہ نقصان یہ ہوا کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ جیسے نامورانِ اسلام اس مبارک اور غیر مسعود جنگ کی نذر ہوگئے۔

یہ لڑائی مسلمانوں کے لئے اپنے اندر کتنے بصیرت افروز اور عبرتناک سبق لئے ہوئے ہے محض ایک لگائی بجھائی اور غیر حقیقی باتوں نے کتنا عظیم نقصان کرا دیا کیسے کیسے مقدس اور نیک نفس بزرگ غلط فہمیوں کے شکار ہوکر اور میان سے تلواریں نکال کر میدان جنگ میں آ کھڑے ہوئے اور وہ کچھ ہوا جو ہرگز نہ ہونا چاہیئے تھا خلافت اسلامیہ کی سطوت و شکوہ کو بھی اس سے گزند نقصان پہنچا نظم حالات بگڑ گیا اور لوگوں کے دلوں پر بھی اس کا نہایت افسوسناک اثر مترتب ہوا۔

حضرت علیؓ نے اس کے بعد حضرت عائشہؓ کو عورتوں کے ایک رسالہ کے ساتھ مردانہ لباس زیب تن کراکر مدینہ منورہ بھیجدیا حضرت عائشہ سلام اللہ ناراض ہوئی تھیں کہ حضرت علیؓ نے مجھے نامحرم مردوں کے ساتھ مدینہ بھیجا لیکن جب یہ مدینہ جاکر انھیں معلوم ہوا کہ رسالہ مردوں کا نہیں عورتوں کا تھا تو آپ مطمئن و مسرور ہوئیں اس جنگ کو جنگ جمل اس لئے کہتے ہیں کہ عربی میں اونٹ جمل کا مترادف ہے حضرت عائشہؓ اونٹ پر سوار تھیں اسی نسبت سے اس کا نام جنگ جمل ہوگیا۔

جنگ صفین

وہی حضرت عمرو بن العاص جنہوں نے مکر و فریب دیکر حضرت عثمانؓ کو حضرت علیؓ کے مقابلہ میں خلافت دلوائی تھی اور جو تدبر و سیاست میں اس وقت اپنا ثانی نہ رکھتے تھے حضرت عثمانؓ کے

عبداللہ اور محمد اپنے دونوں بیٹوں کو ساتھ لیکر مدینہ منورہ سے چلے گئے تھے اور شام پہنچکر بیت المقدس میں سکونت گزیں تھے اور وہیں بیٹھے ہوئے نہ صرف یہ کہ وہ دنیائے اسلام کے اہم واقعات کی خبریں سنتے رہتے تھے بلکہ رفتہ رفتہ حالات کا مطالعہ پورے غور و خوض کے ساتھ کرتے تھے جب آپ نے سنا کہ جنگ جمل میں حضرت علی کو پوری کامیابی ہوئی اور اب حضرت معاویہ رضہ حضرت عثمان رضہ کے انتقام کے لئے اُن سے مخالفانہ جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں تو آپ نے اپنے دونوں بیٹوں سے استصواب کیا کہ اب کیا صورت اختیار کی جائے میرا ارادہ تو یہ ہے کہ میں حضرت معاویہؓ کے پاس چلا جاؤں اور جو نزاع پھیلا ہوا ہے اس میں دخیل ہوکر اس کا خاتمہ ہمیشہ کے لئے کرادوں۔

بڑے بیٹے عبداللہ نے تو یہ رائے دی کہ آپ برابر گوشہ نشین رہیں ان جھگڑوں میں نہ پڑیں تاوقتیکہ مسلمان خود کسی ایک خلیفہ پر اجماع نہ کرلیں مگر محمد بن عمرو بن العاص نے کہا آپ معمولی انسان نہیں آپکا شمار عمائدین عرب میں ہے جب تک آپ خود اس معاملہ میں دخل نہ دیں گے کوئی فیصلہ نہ ہو سکیگا حضرت عمرو بن العاص نے دونوں کا مشورہ سنکر صاف الفاظ میں تسلیم کیا کہ عبداللہ کے مشورہ میں دین کی بھلائی ہے اور محمد کا مشورہ ماننے میں دنیا کی بہتری کا راز مضمر ہے یہ جانتے اور سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی آپ نے دنیا کو دین پر ترجیح دی اور بیت المقدس سے اٹھکر سیدھے دمشق جا پہنچے امیر معاویہ نے آپ کو اپنا مشیر بنا لیا اور ان کی تشریف آوری کو نیک فال سمجھا حضرت عمرو بن العاص نے پہلا مشورہ یہ دیا کہ آپ سر جمعہ کو حضرت عثمان رضہ کا خون سے بھرا ہوا کرتہ لٹکانے کا سلسلہ اب بند کردیں کہ اس کے تسلسل سے مسلمانوں کا جوش ٹھنڈا پڑ جائیگا اور وہ اس نظارہ کے عادی ہو جائینگے البتہ کبھی کبھی ایسا کرسکتے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس کے بعد حضرت معاویہ نے جنگ کی تیاری شروع کردی۔

جنگ جمل کے وقوع سے پیشتر خلافت کے مدعی حضرت علی، حضرت زبیر رضہ حضرت طلحہ رضہ اور حضرت معاویہ تھے جنگ جمل نے حضرت زبیر رضہ اور حضرت طلحہ رضہ دو لائق اور نامور فرزندان اسلام و عربیوں کو آغوش موت میں سونپ دیا اور اب مقابلہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ میں رہ گیا حالانکہ آخر اموی تھے انہوں نے مخالفانہ پروپیگنڈے کے طوفان برپا کر رکھے تھے اور شام کے بچہ بچہ کو حضرت عثمان رضہ کے انتقام پر آمادہ کر رکھا تھا نام تو تھا انتقام کا مگر اصلی غرض خلافت پر قبضہ کرلینا تھی جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی کامیابی کی خبر نے معاویہ کو چراغ پا کردیا تھا وہ شامی نوجوانوں کو لیکر میدان میں آ گئے لشکر شاہی اس شان سے آگے بڑھا کہ سب سے آگے تو حضرت عمرو بن العاص کا غلام وردان پچیس ہزار جرار افواج لئے ہوئے تھا۔ اس کے پیچھے یگانۂ روزگار مدبر حضرت عمرو بن العاص تھے اور سب سے آخر میں حضرت معاویہ رضہ

دوسری طرف حضرت علی رضہ زیاد بن نصر اور شریح بن ہانی کو آٹھ ہزار کی جمعیت دیکر پہلے سے آگے بھیج دیا تھا اور اس کی کمک کے لئے تین ہزار بہادر مشہور تیغ زن مالک بن اشتر کی زیر قیادت علیحدہ کردئیے تھے یہ لشکر بہت جلد و جلد فرات کو عبور کرتا ہوا حدود شام میں پہنچ گیا لشکر علی رضہ کی یہ جرأت و جلادت دیکھکر حریف کا حوصلہ پست ہوا اور معاویہ نے ایک ماہر فن حرب ابوالاعور سلمی کو ہراول بناکر آگے بھیجا جس کی پہلی ٹکر مالک بن اشتر سے ہوئی مالک بن اشتر بلا کی ہمت رکھتا تھا اس نے میدان میں پہنچتے ہی ابو الاعور کو للکارا کہ فوج لے تو چلا آرہا ہے سامنے آ اور دو دو ہاتھ دکھا اس کی ہمت نہ ہوئی مگر دونوں طرف کی فوجوں میں معمولی جھڑپ ہوگئی دوسرے دن صبح ہوتے ہی ابوالاعور کترا کر دوسری طرف نکل گیا اور پانی پر قبضہ کرلیا حضرت علی رضہ نے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ میں فرات کے پانی کے لئے لڑنا نہیں چاہتا اسے آزاد رکھا جائے عمرو بن العاص کی رائے کے مطابق یہ معاملہ طے ہوگیا حضرت علی رضہ نے سب سے پہلے معاویہ کو لڑائی سے باز رہنے کی نصیحت کی مگر جب وہ باز نہ آئے تو لڑائی چھڑ گئی اور بہت خون ہوا محرم کا مہینہ گویا عرب میں تعطیل کا مہینہ ہوتا ہے دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے محرم کے ختم پر حضرت علی رضہ نے پھر خونریزی بند کئے جانے کا پیام دیا حضرت علی رضہ کے سفیر کی تقریر پر معاویہ نے غضب آلود ہوکر کہا تو مجھے ان کے اثر و اقتدار سے ڈراتا ہے جانتا ہے کہ میں ابن حرب ہوں میں حضرت عثمان رضہ کے قتل کا انتقام لینے آیا ہوں جس میں ان کا کوئی ہاتھ نہ تھا تو انہوں نے قاتلان عثمان کو اپنے لشکر میں پناہ کیوں دے رکھی ہے پہلے انھیں ہمیں دیدیں پھر صلح ہوگی۔

سفیر بولا آپ تو قاتلان عثمان رضہ میں حضرت عمار بن یاسر کا بھی نام لیتے ہیں بھلا ہم ایسے جلیل القدر صحابی کا خون ناحق کیونکر گوارا کرلیں معاویہؓ نے کہا حضرت عثمان رضہ کے مقابلہ میں عمار کی کیا ہستی ہے جو ان کا خیال کیا جائے اس کے بعد معاویہؓ کی سفارت آئی ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ آپ حضرت عمر رضہ کے زمانہ کی طرح مسلمانوں کو مشورہ عام کا اختیار دیدیجئے تاکہ ہم لوگ مل کر آپ کو یا معاویہ کو اپنا امیر منتخب کرلیں حضرت علی رضہ کو جلال آگیا اور فرمایا تم سفارت لائے ہو یا اپنی تجویزیں پیش کرنے آئے ہو اس وقت خلافت کی بحث کیا ہے اور معاویہؓ کیا حق رکھتے ہیں کہ وہ خلافت جیسے بڑے رتبہ کی امید کریں اسلام میں معاویہ کا کوئی مرتبہ نہیں رسول خدا کے نزدیک جن لوگوں کی عزت تھی وہ وہ لوگ تھے جو سب سے پہلے اسلام لائے جنھوں نے انتہائی مصائب و مشکلات میں جان و مال سے ان کی مدد کی

ان کے ساتھ مکہ سے ہجرت فرمائی ان تمام مہاجرین و انصار نے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور مجھے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کا خلیفہ تسلیم کر لیا ہے۔ معاویہ کو مسلمانوں سے ایسا تعلق ہی کیا ہے وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جو مجبوراً اور دباؤ کی وجہ سے مسلمان ہوئے اس باپ کے بیٹے ہیں جو نیچی طبیعت کے آدمی تھے اُس ماں نے اُنھیں جنم دیا ہے جو اسلام میں کلیجہ کھانے والی کے نام سے مشہور ہے کیا ایسا شخص مسلمانوں کی امارت اور اسلام کی خلافت کا خواستگار ہے اور اُسے حق پہنچتا ہے کہ وہ پاک مذہب کی سرداری کی آرزو اپنے قلب میں پرورش کرے آج میں ایک دفعہ تمھیں جماعت اسلام میں شرکت کی دعوت دیتا ہوں سفارت برہمی کا اظہار کر کے چلی گئی اور حضرت علیؓ نے صف بندی شروع کر دی اور لڑائی شروع ہو گئی مگر ایک ہفتہ تک کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوا۔ ساتویں روز آپ دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر فتح و نصرت کی دعا مانگی اور دیر تک بہ آواز بلند بارگاہ ربانی میں التجائیں کرتے رہے مسلمان جوش سے از خود رفتہ ہو گئے حضرت علیؓ نے انھیں اس وقت یہ تعلیم دی۔

فن حرب کے اصول کی ماہرانہ تلقین

فرمایا! اُستوار اپنی صفوں کو ٹھیک رکھو جوشن پوش آگے رہے دشمن پر تلوار مارو تو حربہ کے وقت پیروں کے پنجے کے بل کھڑے ہو جاؤ اس سے زخم گہرا پڑیگا اپنے بچانے سے زیادہ اپنے دوسرے بھائی کے بچانے کا خیال رکھو ہر شخص یہی سمجھتا رہے کہ لڑائی کا دارو مدار اسی پر ہے ساری فوج ہی بھاگ کھڑی ہو تو پرواہ نہ کرو حملہ آوری کے وقت آنکھیں اونچی رکھو کہ یہ دلیری کی علامت ہے بھاگنے کی ہرگز کوشش نہ کرو کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے کہ موت اور لڑائی سے بھاگنا بیفائدہ ہے اسلئے کہ بھاگنے سے موت ٹل نہیں سکتی۔

اس روز بڑی شدت کی جنگ ہوئی مگر فیصلہ نہ ہوا۔ دوسرے روز عمرو بن العاصؓ نے حکم دیا کہ حریف کی فوج پر ایک رخ سے زیادہ زور دیا جائے اس سے ان کے قدم اکھڑ جائینگے اور ان کے بھاگتے ہی دوسرے بھی بھاگ نکلیں گے یہی ہوا اور حضرت علیؓ کی فوج کا دایاں بازو بھاگ نکلا بہتیرا پکارا مگر کسی نے نہ سنا تو آپ نے قلب اور بائیں بازو کو اشارہ کیا کہ وہ بائیں بازو کو سنبھالیں مگر یہ دونوں خاموش کھڑے رہے اور کسی نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی وقت نہایت نازک اور موقعہ بے انتہا تشویشناک تھا مگر علیؓ علیؓ تھے آپ کو جلال آ گیا جوش میں گھوڑے سے کود پڑے تلوار گھسیٹ لی اور فرمایا مجھے تمہاری ضرورت نہیں میں اکیلا ہی لڑنے کو کافی ہوں یہ کہا اور دشمنوں پر ٹوٹ پڑے حضرت علیؓ کے اس اقدام عمل نے ہمتوں کو تازہ کر دیا سارے لشکر میں ایک ولولہ پیدا کر دیا سب سے پہلے حضرت امام حسنؓ حضرت امام حسینؓ اور ان کے بھائی حضرت محمد بن حنیفہ گھوڑوں سے کود پڑے اور تلواریں سونت کر باپ کے پہلو میں پہنچ گئے ان کے بعد سرداروں نے پیشقدمی کی اب کیا تھا دلوں میں ایک آگ لگ گئی تھی حضرت علیؓ ایک بپھرے ہوئے شیر کی طرح صفیں کی صفیں چیرتے ہوئے نکلے چلے جاتے تھے ان کے بیٹوں نے شامیوں کے کشتوں کے پشتے لگا دیئے آخر حضرت علیؓ چاروں طرف دشمنوں کے اندر گھر گئے پہلے آپ کو حضرت امام حسنؓ نے متنبہ کیا مگر آپ نے جواب دیا کہ میں موت سے ڈرنے والی ہستی نہیں ہوں مالک بن اشتر نے جو حضرت علیؓ کو اس عالم دیکھا تو بیتاب ہو گیا جوش میں زرہ بکتر بھی اُتار کر پھینکدی اور تلواریں چلاتے اور دشمنوں کو خاک و خون میں لٹاتے ہوئے شامی فوج کے قلب میں گھس گئے یہ دیکھکر فوج بھی حریف پر ٹوٹ پڑی اور آن کی آن میں شامی بھاگنے لگے اور معاویہ شہید ہوتے ہوتے بچے مگر حضرت عمار بن یاسر شہید ہو گئے جس کا حضرت علیؓ کو از حد رنج ہوا لڑائی کا سلسلہ ابھی شدت کے ساتھ جاری تھا۔ حضرت علیؓ نے آواز دی کہ اے معاویہ کیوں مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے سامنے آ کر میں اور تو لڑ کر باہم فیصلہ کر لیں عمرو بن العاص نے از راہ مزاح آواز کسا چاہیئے آپ کی طلبی ہے مردانگی تو یہ ہے کہ خود سامنے جا کر اس پکار کا جواب دو۔ معاویہ جانتے تھے کہ حضرت علیؓ شجاعت و دلیری میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اور ان کے سامنے جانا خود موت کو دعوت دینا ہے اس لئے صاف الفاظ میں اعتراف کیا کہ میں اتنا احمق نہیں ہوں کہ حضرت علی کے سامنے چلا جاؤں مجھے علم ہے کہ جو ان کے سامنے گیا زندہ واپس نہیں ہوا شام ہونے کے باعث لڑائی بند ہو گئی مگر دوسرے روز بھی شامیوں کا یہی انجام ہوا۔ معاویہ تو پہلے ہی بھاگ نکلے تھے وہ تو افسروں نے لُٹ تک کے لئے فوج کو سنبھال لیا آفتاب ڈھلتے ہی شامی افواج کی ہمتیں پست ہو گئیں اس وقت معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ اب بھی کوئی تدبیر باقی ہے ہمارا نام و نشان اس میدان میں مٹنا مقرر تھا عمرو بن العاص نے تیکھا نہ روزگار رہبر تھا اور عقل و تدبیر میں اپنا جواب نہ رکھتا تھا بولا گھبرایئے نہیں ایسی تدبیر کام لوں گا کہ حضرت علی کی فتح شکست سے مبدل ہو کر رہ جائیگی اور آپ بغیر لڑے ہی کامیاب ہو جائینگے چنانچہ عمرو بن العاص نے حکم دیا کہ شامی افواج قرآن مجید نیزوں سے باندھکر بلند کریں۔ حضرت علیؓ کی فوج نے قرآن مجید دیکھکر تلواریں میان میں ڈال لیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس بولے کہ لڑائی تو ہو چکی اب کر شروع ہوا ہے حضرت علیؓ بولے تلوار کے خوف سے یہ فریب کیا گیا ہے تم کچھ پرواہ نہ کرو تھوڑی دیر ہی میں ہم سب کا خاتمہ کئے دیتے ہیں لیکن فوج نے لڑنے سے صاف انکار کر دیا کہ جب قرآن کریم کا واسطہ دیا جائے تو ہم کیسے لڑ سکتے ہیں لہٰذا اب اگر آپ نے ہمیں قرآن کریم پر حملہ کا حکم دیا تو ہم آپ کے خون کو حلال سمجھینگے آپ مالک بن اشتر کو بھی واپس بلالیں ورنہ پھر آپ کی خیر نہیں مالک بن اشتر کو جو آواز دی گئی تو اس نے کہا یہ واپسی کا کونسا موقع ہے گردنیں تو کٹ چکیں

اب ... جب ہم تم لڑائی ختم کئے دیتا ہوں مالک واپس ہو کر کہا کہ تم لوگ بڑے احمق ہو دیکھ لینا اب تمہیں عراق دیکھنا نصیب نہ ہوگا عراقی مشتعل ہوگئے اگر اس وقت حضرت علیؓ درمیان میں نہ آگئے ہوتے تو انھوں نے مالک کا خاتمہ ہی کر دیا ہوتا پوچھا گیا کہ شامی کیا چاہتے ہیں جواب ملا صلح۔ دو ثالث مقرر ہونے چاہئیں ہم اپنی طرف سے عمرو بن العاص کو ثالث مقرر کرتے ہیں آپ کسی دوسرے کو بنالیں۔

فریب کا المناک مظاہرہ

حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن عباسؓ کو مقرر کرتا ہوں اعتراض ہونے پر مالک بن اشتر کا نام لیا گیا کہا گیا یہ تو قاتلان عثمان میں سے ہیں لیکن جب حضرت ابی موسیٰ اشعری کا نام لیا گیا تو فوراً منظور کر لیا گیا۔ حضرت علیؓ کو یہ گوارا نہ تھا مگر اپنی جماعت کی رائے دیکھکر خاموش ہوگئے صلحنامہ لکھا گیا کہ دونوں لشکر واپس ہوں اور فریقین کے ثالث آٹھ ماہ کے غور و خوض کے بعد جو جمہور مسلمین کے مشورہ سے جو فیصلہ کریں وہ ہر دو فریق کو منظور ہوگا اس طرح جنگ صفین جیسی عظیم الشان جنگ کا ایک عجیب فریب پر خاتمہ ہوا جس میں شامیوں کی تعداد اسی ہزار اور عراقیوں کی تعداد ۱۵۰ ہزار تھی اور جس میں کہ چالیس ہزار مسلمانوں کی جانیں ضائع ہوئیں گویا جنگ جمل اور جنگ صفین دونوں جنگوں میں ۷۵ ہزار مسلمان صرف مقتول ہوئے مجروحین کی تعداد کا اندازہ لگانا مشکل ہے ظاہر ہے کہ ان کی تعداد بھی لاکھ ڈیڑھ لاکھ سے کم نہ ہوگی۔

کیا یہ امر صد درجہ افسوسناک نہیں کہ دو ڈھائی لاکھ مسلمانوں کا یہ خون کفار و اغیار کے مقابلہ میں نہیں بلکہ مسلمانوں ہی کے مقابلہ میں بہا اور پھر بھی کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہوا۔ اگر اتنی قوت اغیار کے مقابلہ پر لائی جاتی اور فتوحات اسلام کے لئے اتنی قربانیاں عمل میں لائی جائیں تو بلاشبہ دنیا کا نوّے فیصدی علاقہ مسلمانوں کے قبضہ میں آجاتا۔ ابھی روم روس اور وسطی و جنوبی یورپ شمال و مغرب میں اور چین اور ہندوستان مشرق میں فتح کرنے کے لئے پڑے ہوئے تھے کہ مسلمانوں میں اشرار کی شرارت سے یہ اندوہناک تصادم شروع ہوگیا اور اغیار کے کاشانوں میں شادیانے بجنے لگے۔

آٹھ ماہ کی مدت منقضی ہونے پر دومۃ الجندل میں ہر فریق کی طرف سے چار چار سو آدمی اکٹھے ہوئے عمرو بن العاص اور ابو موسیٰ اشعری نے خلوت میں مشورہ کرکے طے کر لیا کہ دونوں کو معزول کرکے کسی تیسرے شخص کو خلیفہ منتخب کر لیا جائے عمرو بن العاص کو تو حضرت علیؓ سے کاوش ہونی ہی چاہئیے تھی لیکن ابو موسیٰ اشعری کا دل بھی حضرت علیؓ کی طرف سے صاف نہ تھا ہم واضح کر چکے ہیں کہ یہ کوفہ کے گورنر تھے اور اس حالت میں بھی انہوں نے حضرت علیؓ کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا اور لوگوں کو بھڑکا نا شروع

کر دیا تھا اس کے بعد مالک بن اشتر نے انھیں معزول کیا تھا ان کے دل میں یہ خلش موجود تھی اور اسی لئے یہ حضرت علیؓ کے مخالف تھے اسی لئے انھوں نے حضرت علیؓ کے نمائندہ ہونے کے باوجود یہ طے کیا تھا جب عام جلسہ میں تقریر و اعلان کا وقت آیا تو عمرو بن العاصؓ نے کہا کہ میری تو یہ جرأت نہیں کہ ابو موسیٰ اشعری جیسے لائق بزرگ سے پہلے تقریر کر دوں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ عمرو بن عاص کی فریب کاریوں کے نبض شناس تھے انہوں نے ابو موسیٰ کے کان میں چپکے سے کہا کہ کہیں اس کے فریب میں نہ آجانا پہلے انھیں تقریر کر لینے دو ابو موسیٰ بولے نہیں میرا ان کا پہلے ہی مشورہ ہو گیا ہے کوئی فریب کی بات نہیں چنانچہ کھڑے ہوگئے اور ثالث کی حیثیت سے کھڑے ہو کر صاف کہدیا کہ میں نے حضرت علی اور معاویہ دونوں کو معزول کیا مسلمان اب کسی تیسرے شخص کو خلیفہ منتخب کر لیں ابو موسیٰ بیٹھ گئے تو عمرو بن العاص نے کہا کہ میں نے حضرت علیؓ کو معزول کیا اور ان کی جگہ معاویہ کو مقرر کیا کہ وہی حقیقی طور پر مستحق خلافت ہیں یہ سنتے ہی ابو موسیٰ جھلا گئے اور برا بھلا کہنے لگے اور کہا کہ تو نے خلوت میں مجھ سے کیا اقرار کیا تھا اور مجمع عام میں خلاف کہہ رہا ہے بڑا مکار ہے۔ عمرو بن العاص اپنا کام کر چکا تھا خاک و خس رہا تمام شامی لشکر شام چلے گئے اور معاویہؓ کو خلافت کی مبارکباد دی

حضرت عمرو بن العاص کی فتنہ آشوب تقریر

اسی عمرو بن العاص نے حضرت علیؓ کو پہلے دھوکہ دیکر حضرت عثمانؓ کو خلیفہ منتخب کرایا تھا اور اسی نے آج معاویہ کی خلافت کی اساس قائم کردی آپ کہیں گے کہ مسلمانوں نے اسے مانا کیوں؟ لیکن عمرو بن العاص یکتائے زمانہ مدبر و شاطر سیاست تھے برسوں کی بات پہلے سوچ لیتے تھے اور نتائج پر نظر ڈال کر زبان کھولتے تھے انھوں نے پہلے ہی سمجھ لیا تھا کہ مسلمان نہیں مانیں گے لیکن ان کے نہ ماننے سے کچھ نہ ہوگا جلسہ ثالثی کوئی میدان جنگ تو نہیں کہ فوراً جنگ چھڑ جائیگی دوسرے ہر شخص اپنی رائے کا مختار ہے معاملہ ٹلنے سے امیر معاویہ برابر شام پر قبضہ جمائے رہیں گے اور جو شکست انھیں ہو چکی ہے اس کا نتیجہ کچھ نہ برآمد ہوگا اور دوبارہ لڑنا کوئی آسان امر نہیں اس لئے کہ مقابلہ مسلمانوں سے ہے چنانچہ یہی ہوا اور عمرو بن العاص امیر معاویہ کی شکست کو فتح بنا لے گئے آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ شہادت عثمانؓ سے لیکر امیر معاویہ کے مستقل خلیفہ بن لے تک ہر بڑے چھوٹے میں اس فقید المثال امویٰ مدبر و جرنیل کا ہاتھ رہا اس کی تدابیر اتنی بے پناہ اور لا علاج ہوتی تھیں کہ ان کا کوئی توڑ ہو ہی نہیں سکتا تھا ان کی ضرب پڑتی تھی تو کارگر ہی ہو جاتی تھی بلا کے شاطر تھے شکست کو فتح اور فتح کو شکست بنا دینا ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا اس ایک ہی مدبر نے ایک دفعہ نہیں متعدد مرتبہ مسلمانوں اور بلاد اسلامیہ کی قسمت کے فیصلے کر دئیے اور

اور اس نے پھر مرتبہ بنو ہاشم اور حضرت علیؓ کو شکست دی اور ایسی دی پھر کر اٹھنے نہ دیا۔

وگ کرزن، برہان، لارڈ مجانسج اور لسمارک کی چالوں پر عش عش کرتے ہیں لیکن جو عمرو بن العاص کو سوجھتی تھی وہ انھیں بھی تا قیامت نہیں سوجھ سکتی پھر لطف یہ ہے کہ سب کچھ کیا دنیائے اسلام میں بڑے بڑے انقلاب برپا کرا گئے پھر بد نامی سے بھی صاف بچ گئے کیا انہوں نے اور بدنام ہوئے وہ سرے خبر نہیں کہ وہ خزینہ قدرت سے کس غضب کا دماغ لیکر آئے تھے حضرت علی جیسے عقیل و دانا کو فریب دیکر حضرت عثمانؓ کو خلافت انہوں نے دلوائی حضرت معاویہ انہی کی تدابیر سے خلیفہ بنے میدان صفین میں حضرت علیؓ کی فتح کو شکست انہوں نے بنایا دومۃ الجندل میں بڑے بڑے عقلا رکو یہ چل دے گئے لطف یہ ہے کہ تمام مسلمان تابع تھے اور پھر ایسی چال چلتے تھے کہ سب دیکھا کہا جاتے تھے کوئی تلوار سے سلطنت لیتا اور دلاتا ہے اور انہوں نے تدبیر سے لی اور دلائی پھر سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کی مخالفت انہوں نے کی انہی حضرت نے مسجد نبوی میں حضرت عثمان کو برا بھلا کہنے کی ابتدا کی ان کی بہن کو طلاق انہوں نے دی لوگوں کو علانیہ جوش دیکر ان کے قتل پر آمادہ کیا اور پھر یہی حضرت امیر معاویہ کے معاون بنکر حضرت علیؓ سے خون عثمانؓ کا انتقام لینے کو اٹھ کھڑے ہوئے معاویہ تو مفت میں بدنام ہو گئے ساری کارفرمائیاں اور توڑ جوڑ انہی حضرت کے تھے کچھ ایسی طبیعت اور ایسا دماغ پایا تھا کہ کوئی انہیں سمجھ ہی نہ سکا اور سمجھنے کی کوشش کی بھی تو کچھ سمجھ میں نہ آیا اسے کہتے ہیں تدبر، ملکی سیاست، ڈپلومیسی اور جوڑ توڑ۔

اگر درمیان میں ان کا ہاتھ نہ ہوتا تو امیر معاویہ کو حضرت علیؓ کے مقابلہ میں کبھی فروغ حاصل نہ ہو سکتا تھا امیر معاویہ نے اسی لئے انھیں اپنا وزیر بنا لیا اور پھر مصر کی گورنری کا جلیل القدر منصب عطا کیا مشکل یہ ہے کہ ہم انھیں برا بھی نہیں کہہ سکتے کہ اسلام و مسلمین پر ان کے احسانات بھی ہیں اور عام حالات میں دین و ملت کو انھوں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے مصر انہی کی تلوار نے فتح کیا تھا پھر رسول اکرم کے صحابی ہیں۔

خوارج کا ظہور

عمرو بن العاص کی تدبیر و شاطرانہ چال سے بنا بنایا کھیل بگڑ گیا فیصلہ کچھ بھی نہ ہوا چالیس ہزار فرزندان توحید کی جانوں کا تلاف بھی ہوا اور عداوت و عناد جوں کا توں رہا کوفہ میں کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ سے اصرار کیا کہ معاویہ نے دغابازی کی ان سے پھر مقابلہ کیجئے تو آپ نے یہ کہا صاف انکار کر دیا کہ میں نے تو صفین ہی میں تم سے کہدیا تھا کہ قرآنوں کا بلند کرنا فریب ہے لڑتے جاؤ اور فتح کرو مگر تم میری اور جانباز مالک بن اشتر کی جان لینے تک پر آمادہ ہو گئے اور میرے حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا اب کہ میں عہد کر چکا ہوں لڑنا نہیں چاہتا کیوں مسلمانوں کا خون بہاؤں پہلے تو تعمیل حکم سے انکار کیا اور اب باغی ہو گئے کہ حضرت علی چونکہ معاویہ کو سزا نہیں دیتے جس کی حکمرانی خدا کے حکم کے علی رغم الف ہے اس لئے یہ کافر ہیں اور انھیں قتل کر دینا چاہیئے اس خیال کے کئی ہزار آدمی تھے جو پوشیدہ طور پر نہروان چلے گئے ان کی تعداد بارہ ہزار بتائی جاتی ہے آخر میں لوگوں کے اصرار پر آپ نے معاویہ سے لڑنے کا ارادہ بھی کیا لیکن آپ کو خبر لگی کہ خارجی ان کی غیبت میں کوفہ لوٹ لینے کا عزم کئے ہوئے ہیں اس لئے پہلے آپ نے ان کی سرکوبی ضروری سمجھی اور انھیں صفین میں حکم نہ ماننے کی سزا نہروان میں اس طرح ملی کہ یہ سب کے سب حضرت علیؓ کی تلوار کے شکار ہو گئے جنہوں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی صرف وہی تھوڑے آدمی بچ گئے۔

حضرت شیر خدا کے خلاف ریشہ دوانیاں

معاویہ سمجھتے تھے کہ حضرت علی پھر مقابلہ کریں گے وہ خلیفہ ہیں اور ان سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے اس لئے انہوں نے ان کی خانگی مشکلات کے دوران ہی میں ان کے گورنروں کو توڑنا اور مختلف صوبوں میں آدمی اور روپیہ بھیجکر بغاوتیں کرانا شروع کرا دیا مصر میں محمد بن ابوبکر گورنر تھے ان کے خلاف معاویہ بن خدیج سے بغاوت کرا دی جو اس کنانہ کا باپ تھا جس نے حضرت عثمانؓ کو چھری مار کر شہید کیا تھا انتقام عثمان لینا چاہیئے تھا اس سے اور اس کے بیٹے کنانہ سے مگر لیا گیا حضرت محمد بن ابوبکرؓ سے یہی نہیں کہ کنانہ قاتل عثمانؓ کے باپ کو خلاف اٹھا کیا ہو بلکہ اس کی امداد و کمک پر عمرو بن العاص کو بھیجا اور ان دونوں نے مل کر محمد بن ابوبکر کو بڑی بیرحمی کے ساتھ شہید کر دیا اور مصر عمرو بن العاص کے قبضہ میں آ گیا مالک بن اشتر محمد بن ابوبکر کی امداد لئے ہوئے مصر جا رہے تھے کہ انھیں راستہ ہی کے ایک گاؤں میں خفیہ پیغام بھیجا کر زہر دلوا دیا۔

غرض اتنی مشکلات پیدا ہو گئیں کہ کوئی چارۂ کار نہ رہا اور معاویہ نے دمشق میں بیٹھکر حضرت علی کو چین نہ لینے دیا مصر پورا نکل ہی گئے کوفہ اور بصرہ والے جن کی خاطر حضرت علیؓ نے کوفہ کو دار الخلافہ منتخب کیا تھا ان کی یہ حالت تھی کہ وہ بالکل کے نہیں لاتوں کے یار تھے عین وقت پر لڑائی سے انکار کر دیتے تھے کہنا ہی نہیں مانتے تھے مشکلات اور کثیر التعداد مسلمانوں کی خونریزی اور خدا پرستی و عرفان حق نے آپ کو بہت رحم دل بنا دیا تھا سختی کرتے نہ تھے اس لئے یہ اور شیر ہو گئے تھے مکر و فریب کو بھی جائز نہ سمجھتے تھے اس لئے ان کی مخالفت کا سارا زمانہ جنگوں اور فسادوں ہی میں گذر گیا اور حقیقت یہ ہے کہ انھیں امیر معاویہ کی سرکوبی کا نہ موقعہ ملا اور نہ فرصت اگر حضرت علیؓ سختی سے کام لیتے

اور کہنا نہ ماننے والوں کو اس کی شدید سزائیں دیتے اور پہلے سے انھیں دبا کر رکھتے تو بہت پہلے معاویہ کی شرانگیوں اور خود معاویہ کا استیصال کر دیتے اور پھر کربلا کا وہ حادثہ عظیمہ بھی پیش نہ آتا جس نے نہ صرف یہ کہ دنیائے اسلام کو ہلا کر رکھدیا بلکہ قیامت تک کے لئے مسلمانوں میں دو حریف فرقے شیعہ اور سنی پیدا کر دیئے جس میں آجتک گو نہ جنگ ہی اور جب موقعہ ملا ہے تلوار چلی ہے۔

حضرت علیؓ کی شہادت

نہروان میں جنگ صفین کے بعد وہ لوگ حضرت علیؓ سے ناراض ہو کر اور نیا عقیدہ لیکر گئے تھے اور جنکی تعداد تقریباً بارہ ہزار بتائی جاتی ہے انکی ایک کثیر تعداد تو حضرت علیؓ کی شمشیر خارا شگاف کی نذر ہو چکی تھی پھر بھی بھاگ بھوگ کر کچھ لوگ بچ گئے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ اب دنیا میں خدا اور صرف خدا کی حکومت ہے خلیفہ و امام کوئی نہیں مسلمانوں میں خلافتوں کے جو جھگڑے چھڑ گئے ہیں اور جن میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہ رہا ہے ان کے باعث صرف حضرت علیؓ اور امیر معاویہؓ اور عمرو بن العاصؓ ہیں اگر ان تینوں کو ٹھکانے لگا دیا جائے تو امن ہو جائیگا اور پھر کسی امن پسند مسلمان کو اپنا امام بنا لیا جائیگا چنانچہ کوفہ کی مسجد میں تین خارجیوں نے بیٹھکر انھیں قتل کرنیکا عہد کیا۔

یہ لوگ بالکل پوشیدہ معاند رہتے تھے کوفہ میں ایک خارجی عورت قطام نامی رہتی تھی جو حسن و جمال میں خاص امتیاز رکھتی تھی اس نے یہ عہد کر لیا تھا کہ جو شخص بھی مجھے تین ہزار درہم مہر ایک لونڈی ایک غلام دیگا اور حضرت علیؓ کا سر کاٹ کر لائیگا میں اسی سے اپنا عقد کر دونگی۔ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی بھی کوفہ کے محلہ میں بنی کندہ میں رہتا تھا اسے قطام سے عشق ہو گیا بہ اصرار یہ طے پایا کہ درہم و غلام کی شرط منسوخ صرف سر علیؓ لا دیا جائے میں تیری ہو جاؤنگی چنانچہ عبدالرحمٰن نے حضرت علیؓ کے قتل کا کام اپنے ذمہ لیا تینوں نے قتل کے لئے جمعہ کا روز اور ایک تاریخ مقرر کر لی دمشق میں معاویہؓ پر حملہ ہوا مگر وہ مجروح ہو کر اچھے ہو گئے۔ عمرو بن العاص کے اس روز قولنج کا درد تھا وہ مسجد میں نہ آئے ان کے بجائے ایک اور شخص قتل ہوا۔

عبدالرحمٰن بھی دو اور ہمراز دوستوں کو لیکر صبح اندھیرے ہی مسجد میں جا بیٹھا اور حضرت علیؓ کے مسجد میں داخل ہوتے ہی سر پر تلوار ماری دونوں ساتھی تو بھاگ گئے مگر عبدالرحمٰن گرفتار ہو کر قتل ہوا تینوں عہد کرنے والوں میں سے ایک بھی نہ بچا یہ اللہ کی قدرت تھی کہ معاویہؓ اور عمروؓ تو بچ گئے اور حضرت علیؓ شہید ہو گئے تلوار زہر آلود تھی اور زخم بھی کاری پڑا تھا آخری وقت میں لوگوں نے عرض کیا کہ ہم آپ کے بعد حضرت حسنؓ سے بیعت کرینگے لیکن حضرت علیؓ نے جواب دیا تم جانو تمہارا کام مجھے چکا پڑا رہنے دو میں اس وقت کسی اور کام میں مشغول ہوں میری توجہ نہ ہٹاؤ حضرت علیؓ دنیائے روحانیت کے بھی تاجدار تھے اور صاحب ولایت تھے اس وقت باطنی امور کی تکمیل میں سرگرم تھے تھوڑی ہی دیر بعد آپ کا وصال ہو گیا اور دنیا سے ایک بہترین خدا دوست شجاع، سیر چشم اور مستجمع الصفات انسان اٹھ گیا۔

حضرت امام حسنؓ کی خلافت و شہادت

حضرت علیؓ کے بعد لوگوں نے حضرت حسنؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی اور اصرار کیا کہ آپ معاویہؓ سے مقابلہ کریں آپ چونکہ نہایت دلیر اور شجاع ہونے کے ساتھ ہی نہایت خدا پرست اور دنیوی خرخشوں سے گونہ متنفر بزرگ تھے باپ کے ساتھ بڑے بڑے معرکوں میں داد جوانمردی دیکر اہل فرزندان توحید کا خون اپنی آنکھوں سے بہتا دیکھکر بہت بیزار و متاثر ہو چکے تھے اسلئے آپ نے خلافت ہی کو چھوڑ دینا چاہا کہ وقت نازک ہے کوئی کام تو ہو نہ سکے گا البتہ نانا کی امت کا خون ہوگا آپ نے امیر معاویہؓ کے پاس پیام بھیجا کہ اگر آپ میرے خاندان کے لئے معاش و احترام کا وعدہ کریں اور میرے بزرگ باپ پر لعنت بھیجنے کا وہ طریقہ موقوف کر دیں جو آپ نے شام میں عرصہ سے جاری کر رکھا ہے تو میں خلافت سے دست بردار ہو جاؤنگا آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لونگا امیر معاویہؓ نے جواب دیدیا کہ میں اس سے زیادہ کوئی وعدہ نہیں کر سکتا کہ آپ کے سامنے حضرت علیؓ کی بےحرمتی نہ ہونے دونگا چنانچہ آپ نے شر مٹانے کے لئے خلافت سے دستبرداری دیدی۔

عمرو بن العاص نے امیر معاویہ سے کہا کہ یہ موقعہ ہے کہ حضرت معاویہؓ کے کوفہ سے مدینہ جانے سے پیشتر ایک عام تقریر کرا دی جائے جس میں آپ کی خلافت کی تائید و توثیق کی جائے۔ معاویہؓ نے کہا کہ اس سے فائدہ کیا پہنچ سکتا ہے لوگ خود ہی جانتے ہیں کہ ان میں خلافت کی اہلیت نہیں اور نہ انھیں تقریر کرنی آتی ہے آخر معاویہؓ نے عمرو بن العاصؓ کی بات مان لی اور جمعہ کے روز حضرت حسنؓ سے عرض کیا کہ کچھ فرمایئے حضرت حسنؓ رونق منبر ہو گئے اور فرمایا کہ یہ دنیا ہیچ ہے اور ہر چند فنا ہو جانے والی ہے اب تمھیں ایسے لوگوں سے سابقہ پڑنے والا ہے جو اہل اور مقتدر لوگوں کے ہاتھ میں نہیں میں خیال کرتا ہوں کہ شاید یہ تمہارے لئے فتنہ ہو اور چند روز کی بہار۔ معاویہؓ گھبرا گئے اور فرمایا حسنؓ ختم کیجئے بس تقریر ہو چکی حضرت حسنؓ مدینہ جا کر خاموش زندگی بسر کرنے لگے مگر معاویہ کا برابر اندیشہ لگا رہا کہ مبادا ان کی طرف سے کسی وقت کوئی فتنہ برپا ہو اس لئے انہوں نے حضرت حسنؓ کی بیوی جعدہ بنت محمد الاشعث سے سازش کی کہ اگر انھیں زہر دیدو تو اپنے بیٹے یزید سے تمہاری شادی کر کے تمھیں ملکۂ عالم بناؤنگا اور انعام و اکرام سے مالا مال کردونگا چنانچہ اس نے معاویہ کا بھیجا ہوا زہر شربت میں گھول کر پلا دیا جس کے اثر سے حضرت حسنؓ شہید ہو گئے جب یہ عورت امیر معاویہؓ کے پاس انعام لینے گئی اور عقد کی طالب ہوئی تو امیر معاویہؓ نے کہا کہ جب تو پیغمبر خدا کے نواسہ جیسے شوہر کی نہ ہوئی اور انھیں زہر دیدیا تو اور کسی کی تجھ سے کیا توقع ہو سکتی ہے یہ کہا اور قتل کروا دیا اب کیا تھا امیر معاویہ کے لئے میدان صاف تھا گھر بیٹھے اور بیٹا

رہے خلافت مل گئی تمام خرخشے مٹ گئے اب یہ دنیائے اسلام کے واحد مالک تھے۔

انسانی آرزوؤں کی کوئی انتہا نہیں ایک کے بعد ایک پیدا ہوتی چلی ہی جاتی ہے جتنی پوری ہوتی ہیں اتنی ہی اور پیدا ہو جاتی ہیں خود مختار خلیفہ ہو کر امیر معاویہؓ کو خیال آیا کہ اب میں بوڑھا ہو چکا ہوں زندگی ختم ہونے والی ہے خلافت رہی ہو تو چند سال اس کے بعد پھر حسب دستور انتخاب ہوگا اور قوی امکان ہے کہ خلافت پھر بنو ہاشم میں پہنچ جائے اور حضرت امام حسینؓ خلیفہ ہو جائیں اس لئے انہوں نے ایک نئی جدوجہد کی بنا قائم کی اور یہ کوشش شروع کر دی کہ مسلمانوں سے انتخاب کا طریقہ ہی اٹھ جائے اور اس کی جگہ وراثت کو مل جائے یہ بات بھی کوئی آسان نہ تھی مگر جب اقتدار اور ملکی عنان ہاتھ میں ہو تو کیا نہیں ہو سکتا مشکلات ضرور پیش آئیں مگر کامیاب ہو گئے۔

اسلام میں خوفناک بدعت کا ظہور

اسلام ایک آزاد مذہب تھا سب کو آزاد رکھنا چاہتا تھا اور اپنے جمہور کو مذہبًا یہ آزادی عطا کر دی تھی کہ وہ جسے چاہیں اپنا امیر منتخب کر لیں اور جب اسے غلط راہ پر گامزن دیکھیں تو ٹوک دیں اور نہ مانیں تو معزول کر دیں اس طریق حکومت میں سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہمارا اقتدار امیر جسے خلیفہ اور بادشاہ کہہ سکتے ہیں نشۂ اختیار سے بدمست ہو کر مطلق نہیں کر سکتا اور نہ خود کو مطلق العنان سمجھ کر من مانی کارروائیاں کر سکتا ہے بلکہ وہ خود کو جمہور کا خادم ہی سمجھتا رہتا ہے اور جو قدم اٹھاتا ہے احتیاط اور دور اندیشی کے ساتھ اٹھاتا ہے ذات کا نہیں قوم کا فائدہ مدنظر رکھتا ہے خزانہ اس کے تعیشات اور فوج اس کے قیام سطوت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ جمہور کی خدمت کیلئے ہوتی ہے بادشاہ اور امیر جب خود مختار ہوتے ہیں تو مخلوق خدا پر ایک عالم ہیبت طاری ہو جاتی ہے کسی کو اسے ٹوکنے کی جرأت نہیں ہوتی وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کی دیکھا دیکھی امراء میں بھی اقتدار، عیش پرستی کے جراثیم پیدا ہو جاتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ یہ لعنت ہر کہ ومہ میں سرایت کر کے دنیا میں ایک سیلاب معصیت وعدوان جاری کر دیتی ہے دیکھ لیجئے آج دنیا کی کیا حالت ہے اور عصیان وعناد کی کیسی کیسی آندھیاں اٹھ رہی ہیں۔

بخلاف ازیں جب بادشاہ و امیر کو بازپرس اور معزولی کا کھٹکا لگا رہتا ہے تو وہ خود بخود اپنی اصلاح کی طرف راغب ہو جاتا ہے کہ جمہور کا خیال اس کی طرف سے خراب نہ ہونے پائے اس کے تقدس وخدا پرستی کا اثر قدرتًا امراء میں سرایت کرتا ہے اور ان میں ہوتا ہوا جمہور تک پہنچ جاتا ہے ایک تو یہ قدرتی اثر اس پر اعتماد امیر، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خلقت نیکی کی طرف مائل رہتی ہے اور اس کے فکر وخیال کی آزادی سلب ومعدوم نہیں ہونے پاتی خلافت راشدہ میں جب تک کہ انتخاب کا طریق رائج رہا اور خلفاء کو جمہور کے سامنے جوابدہ اور ذمہ دار سمجھتے رہے اس وقت تک سب کچھ ہوا مگر جمہور میں کبھی

عام بداعمالی وعصیان کی کثرت نہ ہونے پائی ہر شخص بہادر تھا اور آزادانہ حق بات کہنے میں کسی کو باک نہ تھا انتہا یہ ہے کہ حضرت ابوذر غفاری امیر معاویہ کو بڑی بڑی عظیم الشان صحبتوں میں لغزش کرتے دیکھ کر فورًا ٹوک دیتے تھے اور اگر حضرت عثمان غنی کی نرمی اور سادہ لوحی انہیں اس وقت امیر معاویہؓ کی حمایت پر آمادہ نہ کر دیتی تو ہر گورنر وعامل کے ساتھ صدہا ابوذر لگ جاتے اور کسی عامل وحاکم کو خود سری اور بداعمالی کی جرأت نہ ہوتی۔

پھر یہ معاویہ کے ساتھ اس وقت کی نرمی ہی کا نتیجہ تھا کہ آگے چل کر انکی ہمتیں بڑھیں اور اتنی بڑھیں کہ انکی ذات سے دنیائے اسلام میں نہ صرف یہ کہ صدہا فتنے برپا ہو گئے بلکہ انتخاب کا بہترین طریقہ حکومت ہی ہمیشہ کے لئے ختم ہو کر اسلام ومسلمین کی کمزوری کا باعث بنا اللہ کی طرف سے فرزندان توحید کا خاص فریضہ "امر بالمعروف اور نہی عن المنکر" مقرر کیا گیا تھا اس کی تکمیل بوجہ احسن اسی وقت تک دنیا میں ممکن ہے جب تک صلاح کی پشت پر کوئی قوت ہو جب امیر خود اس پر کار بند ہوگا تو جمہور کی بھی ہمت بڑھیگی لیکن جب امیر خود ہی اس کے خلاف ہو تو پھر عامہ کی کیا ہمت پڑ سکتی ہے ان کے عمل میں خود سستی پیدا ہو جائیگی ایک کانسٹیبل ہو وہ لوگوں کو قمار بازی اور مار پیٹ سے روکتا ہے اور اگر وہ نہیں رکتے تو پوری حکومت برطانیہ کی قوت اس کی پشت پناہی کو موجود ہوتی ہے گویا ایک کانسٹیبل کے اندر پوری سلطنت کی قوت موجود ہے اس لئے لوگ ڈرتے ہیں اور رک جاتے ہیں یہی حالت خلافت راشدہ میں اخلاقیات مذہبیات اور معاشیات میں جب کوئی مسلمان کسی کو برا کرتے یا لغزش کھاتے دیکھتا تھا بلا تکلف روک دیتا تھا کیونکہ ایک طرف تو اسے اللہ کی طرف سے یہ حکم ملا ہوا تھا کہ جب برا کام ہوتے دیکھو تو بزور روک دو ورنہ زبان سے سمجھاؤ یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے دل سے برا سمجھو اس عمل میں بھی مراتب ایمان مقرر کر دیئے گئے تھے بزور روکنا قوی ترین ایمان پر دلالت کرتا تھا اور محض دل سے برا سمجھنا ضعیف ترین ایمان کا مظاہرہ تھا۔

مسلمانوں میں قوت ایمانی بدرجہ اتم موجود تھی اس لئے وہ ہر برائی کو بزور روک جاتے تھے دوسری طرف اسکی پشت پر خلافت اسلامیہ کی قوت ہوتی تھی لوگ سمجھاتے تھے جانتے تھے کہ اس کے اندر پوری حکومت اسلام کی قوت ہے چونکہ بزور روکنے کا حکم دیا ہے اسلئے زوردار خلیفہ کی بھی ضرورت تھی حضرت عثمانؓ نرم دل ہونے کے ساتھ سادہ لوح بھی تھے اس لئے وہ یہ نکتے بہت کم سمجھتے تھے اور سمجھتے بھی تھے تو جو لوگ ان کے مشیر تھے وہ ان کی نیک نفسی سے فائدہ اٹھا کر سمجھنے نہ دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں اس دور سے کمزوری ایمان پیدا ہو چلی رہے حضرت علیؓ تو آپ نقید المثال شجاع و جری ہونے کے ساتھ سادہ لوح نہ سہی لیکن نرم طبیعت رحم دل اور بخشنے والے بھی تھے پھر ان کا دور مصائب ومشکلات سے گھرا رہا سچے انصار اور با اثر معاون جو ہو سکتے

تھے وہ اموی چالوں اور سازشوں سے پہلے ہی علیحدہ ہو کر جنگ جمل میں ختم ہوگئے اور وہ تنہا رہ گئے۔

حضرت ابوبکر صدیق رض اور حضرت عمر فاروق رض نے سیاست و احتساب کے مواقع پر اپنے جگر گوشوں تک کی بھی رعایت نہ کی حضرت عمر رض نے اپنے نور چشم تک کو دُروں سے پٹوا کر مروا دیا پھر کس کی ہمت تھی جو نافرمانی کرتا غلط مشورہ یا غلط راہ پر ڈالنے کی سعی کرتا تو اپنی جان کھوتا مسلمان انکی ہیبت سے لرزتے تھے پھر ان کے مشیر حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت سعد بن وقاص حضرت ابوعبیدہ بن الجراح حضرت علی رض حضرت زبیر رض اور حضرت طلحہ رض جیسے مشیر تھے۔ حضرت عثمان رض خود نرم اور مشیر ملے تو مروان معاویہ عبداللہ بن سعد بن سرح جیسے جو خود غرض تھے ان پر بالکل حاوی ہوگئے تھے تاہم حضرت علی رض حضرت زبیر رض اور حضرت طلحہ رض نے انھیں ہر نازک وقت پر بچایا اگر انکا مشورے دیتے اسی وجہ سے یہ ایک مدت تک بچے رہے اور اگر یہ امویوں کے ہاتھوں میں نہ آجاتے اور مذکورہ بزرگوں کے مشورہ پر عمل کرتے رہتے اور اسلام کا یہ خیال نہ قائم ہونے دیتے کہ ان سے وہ لوگ جو خود غرض اور جدید الاسلام ہے خوب خوب فائدہ اٹھا رہے ہیں تو ان پر ہرگز یورش نہ ہوتی لیکن حضرت علی رض کو تو زمانہ ہی برا خوب ملا اس وقت خلیفہ ہوئے جب مخالف اقتدار حاصل کرچکے تھے اور جو ساتھ تھے ان میں بھی نافرمانی کی روح پیدا ہوگئی تھی عین وقت پر دھوکہ دیدیتے تھے کوئی ایک بھی باا ثر مشیر باقی نہ رہا تھا سازشوں کے جال چپہ چپہ گھر گھر کے اندر پھیلے ہوئے تھے مسلمانوں میں گونہ فرقہ بندی پیدا ہوگئی تھی چار خیال کے لوگ ہر بلاد علاقہ میں موجود تھے اور وہ خود خلیفہ اسلام پر اتہامات لگا لگا کر وقار خلافت کو تباہ کر رہے تھے سختی کرتے ہیں تو فرزندان اسلام کا خون بہتا ہے اور وہ بھی گونہ بمقصود نہیں کرتے لوگ عین وقت پر لڑنے تک سے انکار کردیتے ہیں کرتے تو کیا کرتے پھر بھی اگر انھیں کچھ مہلت و وقت مل جاتا تو کرتے مگر اجل نے فرصت ہی نہ دی اگر آپ اس سال اور زندہ رہ جاتے تو آپ سب کو سیدھا کر لیتے کیونکہ نرمی کے ساتھ آپ بہادر بھی تھے اور حضرت عثمان رض کی طرح نہ سادہ لوح تھے اور نہ کسی جماعت کے ہاتھ میں چلے گئے تھے حضرت حسن رض کا زمانہ حضرت علی رض کے زمانہ سے بھی خراب تھا باپ کے دور کی حالت دیکھ چکے تھے سمجھے کون خرخشے میں پڑے اسلئے آپ پہلے ہی الگ ہوگئے امیر معاویہ نے مقتضیات اسلام کی تو چنداں پرواہ نہ کی وہ بنو ہاشم کے امکانی اقتدار، اموی فطرت اور اولاد کی محبت سے متاثر ہوکر خلافت کو خاندانی اور موروثی چیز بنا لینے پر آمادہ ہوگئے اور مرتے مرتے بھی جسم اسلام پر ایک چرکہ لگا ہی گئے اور خلافت کو ملوکیت انہی حضرت نے بنایا۔

بیٹے کی بیعت باپ کی موت

امیر معاویہ جانتے تھے میری آنکھیں بند ہوجائیں

پھر تو یزید کو کوئی خلیفہ منتخب کرنے سے رہا اور نہ اب بنو امیہ میں عمرو بن العاص کے سوا کوئی قابل شخص باقی رہ گیا ہے اور اس سے مسلمان ناراض ہیں اور نتیجۃً خلافت بنو ہاشم ہی میں چلی جائے گی اس لئے انھوں نے اپنی زندگی میں ہی یزید کو خلیفہ منتخب کرا کے کام مکمل کر لینا چاہا اب بھی مسلمانوں میں حریت عمل باقی تھی اور وہ عہد کا بہت پاس کرتے تھے ملوکیت ہوگئی مگر بیعت کا طریق صدیوں تک برابر جاری رہا بہر کیف جب امیر معاویہ رض نے یزید کو خلیفہ بنانا چاہا تو زیاد بن ابوسفیان ہی نے گھر میں مخالفت کی کہ وہ ہرگز اس کا اہل نہیں ہر وقت لہو لعب اور سیر و شکار میں مصروف رہتا ہے۔ زیاد اس مشہور بیٹے کا باپ تھا جس کا نام عبیداللہ بن زیاد تھا اور جس کے حکم سے حضرت امام حسین رض کربلا میں بے آب و دانہ شہید ہوئے اتنی بات ضرور ہے کہ زیاد ابوسفیان کا صلبی بیٹا نہ تھا بلکہ اس کی دوسری بیوی کے بطن سے تھا۔

امیر معاویہ رض نے یہ کہکر ٹال دیا کہ بار پڑے گا تو آپ سنبھل جائیگا حضرت امام حسین رض حضرت عبداللہ بن زبیر رض حضرت عبداللہ بن عمر رض اور حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رض کے سوا تمام ممالک اسلامیہ کے مسلمانوں نے معاویہ کی کوشش بلیغ اور خوف اقتدار سے بیعت کرلی معاویہ کو بڑی فکر تھی انہوں نے ورنہ اگر انھیں سمجھایا مگر ان میں سے ہر ایک نے اپنی بیعت کو باقی تینوں کی بیعت پر منحصر کرکے ٹال دیا کچھ دنوں بعد ہی معاویہ کا آخری وقت آگیا انھوں نے یزید کو بلا کر کہا کہ دیکھ بیٹا میں نے بڑی سعی و جہد سے تیری بیعت لی ہے خدا اور رسول ص کے حکم اور سیرت حضرت ابوبکر رض کے مطابق حکومت کیجیو یزید نے تڑاق سے جواب دیا سیرت ابوبکر رض سے مجھے سروکار نہیں کتاب و سنت کے مطابق عمل کروں گا۔ اس کے بعد معاویہ نے کہا اچھا سیرت فاروقی سیرت عثمان رض پر عمل کرنا جواب ملا ہرگز نہیں مجھے حکومت کے لئے کتاب و سنت کافی ہے اس پر معاویہ رض نے ٹھنڈا سانس بھرا اور کہنے لگے کہ میں تجھے دنیا کا شہنشاہ تو بنائے جا رہا ہوں مگر مجھے نظر آرہا ہے کہ تو میری امیدوں کے خلاف عمل کریگا خیر تیری مرضی مگر اتنا اور سن لے کہ چار آدمیوں نے تیری بیعت نہیں کی حسین رض سے یقیناً تیری جنگ ہوگی ایسا ہو تو انھیں قتل نہ کرانا کہ ہماری ان کی قرابت ہے عبداللہ بن زبیر رض سے بھی جنگ ہوگی موقعہ لگے تو اسے زندہ نہ چھوڑ یہ وہ بڑا مکار ہے باقی دونوں گوشہ نشین بزرگ ہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

یزید اتنی بات سنکر باپ کو اسی حالت میں چھوڑ کر سیر و شکار کو چلا گیا۔ اور جس کی خاطر معاویہ رض نے ساری عمر دوسروں کے صبر سمیٹے اور کلیجوں میں ہاتھ ڈال ڈال کر حکومت قائم کی مرتے وقت اس نے باپ کے منہ میں ایک قطرہ پانی کا بھی نہ ڈالا۔ امیر معاویہ نے نوے برس کی عمر میں انتقال کیا حقیقت یہ ہے کہ امیر معاویہ دنیا کے بہترین مدبر و سیاست داں تھے نرم دل بھی تھے زور و سختی کی حکومت پسند نہ کرتے تھے ان کا قول تھا کہ نرمی کی حکومت میں بڑا

مزہ ہے جیسی اطاعت دلجوئی کرنے سے ہوتی ہے جبر سے نہیں ہوتی عمر بھر کسی کو گالی نہیں دی ہیبت و رعب کا یہ عالم تھا کہ ایک دو مصر کے بڑے بڑے نامور سردارات ان کی ملاقات کو آئے تو مجلس بجانہ رہے اور سامنے آتے ہی منہ سے "السلام علیک یارسول اللہ" نکلا۔ حضرت عمرؓ کہا کرتے تھے کہ اگر رومیوں کو اپنے قیصر اور ایرانیوں کو اپنے کسریٰ پر فخر ہے تو اہل عرب اپنے معاویہ پر فخر کرسکتے ہیں البتہ اتنی بات ہے کہ انہوں نے زندگی بھر دنیا کو دین پر مقدم سمجھا اور اقتدار و حکومت کی خاطر ملت اسلامیہ میں برابر فساد برپا کرتے اور آگ لگاتے رہے۔

روداد کربلا

یہ مطول تحریر محض ایک تمہیدی حیثیت رکھتی ہے اور اس وقت تک جو کچھ کہا اور لکھا گیا ہے اس کی غرض و غایت محض اتنی تھی کہ آپ کو سمجھا دیا جائے کہ سانحۂ کربلا کے وقوع کے لئے کیسے اسباب فراہم ہورہے تھے اور وہ کون سے اندوہناک سامان تھے جن سے غمکدۂ حسینؑ کی آرائش کی جاتی رہی ایسی رات جسے دیکھکر سرور کے بجائے حزن والم کے طوفان امنڈ آئینگے اور قلب میں اندوہ و غم کی آندھیاں چلنے اور اٹھنے لگیں گی حادثۂ کربلا عشاق ازلی کے لئے ایک مژدۂ روح افزا سے کم نہیں کہ "دبخاک و خون غلطیدن" کی "خوش رسم" الٰہی کی ڈالی ہوئی ہے اور خدائے برتر و توانا ایسے "عاشقان پاک طینت" پر صبح ازل سے ابر ہائے رحمت برساتا اور انھیں اپنے آغوش کرم میں جگہ دیتا چلا آیا ہے تاہم اسے ہی جانے کہ اس میں کس بلا کا درد اور کس غضب کا نور بھرا ہوا ہے اس کے نقش و نگار پر نظر پڑتے ہی آنکھیں خونبار مژگاں نم اور قلب دو نیم ہوکر رہجاتا ہے۔

صدیاں گذر گئیں قرنہا قرن ختم ہوتے چلے گئے۔ ظاہری ماتم بھی سال بسال ہوتا ہے مگر ہوکر ختم ہوجاتا ہے لیکن دل کا ماتم جگر کا درد اور کلیجہ کی ٹیس کسی وقت بھی کم نہیں ہوتی ظاہری ماتم کرنے والے تو کرایہ پر بھی مل جاتے ہیں لیکن یہ ماتم وہ ماتم ہے جو اصلاً اور حقیقۃً ظواہر غم سے بے نیاز ہے دل اعماق سینے میں پڑا سر پٹکتا ہے، جگر پہلو میں جل جلکر ختم ہوتے رہتے ہیں مظلومی کربلا کے ماتم سے کوئی ایک قلب اور ایک جان بھی محروم نہیں ہر زمانہ اور ہر دور میں اس پر ماتم اور حقیقی ماتم کرنے والے پیدا اور موجود رہنا تو ایک طرف کثرت نہیں بلکہ ہمہ گیری کے ساتھ موجود ہے شیعوں کو اپنے سیلان اشک اور سینہ کوبی پر ناز ہے لیکن وہ کیا جانیں کہ ہر مسلمان اسی درد سے تڑپتا اور ہر قلب اس حادثۂ محزنہ پر روتا ہے اور روتا رہے گا مسلمان تو مسلمان آپ کسی سخت سے سخت غیر مسلم کے سامنے یہ سدا و الم رکھدیجئے تڑپ نہ اٹھے تو سہی۔

یہ ماتم رسوم و آئین حروف و الفاظ اور سعی و خیال سے بے نیاز ہے اور درد انتہا شدید اور تڑپ اتنی زیادہ ہے کہ کوئی اس سے متاثر ہوئے بغیر رہ ہی نہیں سکتا۔ انتہا یہ ہے کہ یزید جیسا ظالم بھی ایک دفعہ تو مظلومی خانوادۂ رسالت دیکھکر بیتاب ہو ہی گیا اور وہ لوگ اہل دنیائے اندوہ کے خاص کار فرما ارباب تھے اور جنہوں نے اپنی تلواریں اس سیلاب خون میں ڈبوئی تھیں وہ بھی روئے اور ایسے روئے کہ ذرشتہ اہل بھی انھیں بحر اشک سے رہائی نہ دلا سکا ابتک آپ یہ داستان گو نہ سکون کے ساتھ سنتے رہے ضرور چند مرحلوں پر آپ کا کلیجہ پھٹا ہوگا اور دل کی دھواں آنسو بنکر آنکھ سے نکلا ہوگا مگر اب آپ اپنا دل و کہانے اور جگر سنبھالنے کے لئے تیار ہوجائیں کہ آقائے نامدار سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کی لرزہ خیز ابتلا و ل ہول انگیز اذیتوں جگر پاش جان کنیز تیل اور صبر سوز مظلومیوں کے تذکار درد شروع ہوتے ہیں انھیں آپ پڑھیں اور سنیں اور جس طرح بھی بڑھا اور سنا جائے پڑھیں اور سنیں۔

اللہ اکبر اس خاک سنگدار سے اٹھایا گیا تھا ان ہستیوں کا خمیر مایہ جو جیتی جاگتی اور کھلی آنکھوں میدان میں آئیں اور انہوں نے نواسۂ رسول پر شمشیر ظلم اٹھائی ساری کے فعام و اشر سے امت کو سیراب کرنے والے کی اولاد کے حلق پر خنجر چلایا دشمنوں کی گردن پر ہاتھ چلاتے ہوئے بھی قلب کانپ جاتا ہے ایسے مواقع اندوہ پر غیر بھی گھبرا اٹھتے ہیں مگر کربلا میں رسول اللہ کے نواسوں پر جو کیا انہوں نے کیا مسلمانوں نے کیا ان کا کلمہ پڑھنے والوں نے کیا اندھے نہ تھے آنکھیں کھلی ہوئی تھیں بہرے نہ تھے کانوں میں آوازیں پہنچتی تھیں مجنون و دیوانے نہ تھے سوچ اور سمجھ سکتے تھے خدا کو خدا اور رسول کو رسول سمجھتے تھے اس سے بھی واقف نہ تھے یہ خبر بھی عام تھا جانتے تھے کہ یہ شفیع روز جزا اور سالار امت کے لخت جگر ہیں پھر بھی اندھے ہوگئے بہروں سے بدتر ثابت ہوئے پاگلوں سے زیادہ پاگل نکلے کیا کہا جائے اسکے سوا کہ نفس و شیطان نے دل کی کائنات پر حملہ کیا اور اس شدت و جوش کے ساتھ کیا کہ دولت و ایمان کے جتنے خزینے تھے بیک آن سب کے سب لٹ گئے نہ ان کے پاس عقل رہی اور نہ ایمان لیکن ایسا تو ہیدین اور کافر بھی نہیں کرتے غیر بھی رحم کرجاتے ہیں مگر کیا کہا جائے کہ جہنم کو کسی ثقیل ترین نوالے کی ضرورت تھی قدرت کو دکھانا تھا کہ انسان کیا ہے اور جب یہ ضلالت و گمراہی کی طرف بڑھتا ہے تو اس حد تک بڑھ سکتا ہے جس حد تک یزید و ابن زیاد و ابن سعد اور شمر بڑھ گئے۔

اس کے بعد گمراہی و خودکشی نہ ہر باییوں کی اور نہ کوئی حد ہے اور نہ ہوسکتی ہے کہ ایک جست میں دین اور دنیا دونوں تباہ کرلیں خانوادۂ رسالت کو بھی بے چراغ کیا اور بدبختوں نے اپنے دونوں گھر بھی اجاڑ لئے یہ لوگ مسلمان تھے ہم جیسے غافل و جاہل انکا نہیں صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے

ب و پاکباز تھے زمانہ قرب رسول میں پیدا ہونے کے باعث گویا ان
ماؤں سے لالا مال تھے صحابہ و تابعین کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھے پھر
ن ان کی حالت بگڑی اور ایسی بگڑی کہ یک بیک عرش عزت سے فرش
ت پر آگرے اور وہ کچھ کر گئے جس سے بدتر اور کوئی کام ہو ہی نہ سکتا تھا
سلئے اللہ کے خوف سے ہر وقت ڈرتے ہی رہنا چاہئے خدا جانے کیا انجام
و اور شیطان و نفس کا اغوا ہم سے کیا کرائے۔

یزید کی شیطنت کاریاں

ذرا اس متعلد کتاب و سنت
یزید کا اتباع قرآن و سنت

ملاحظہ فرمائیے کہ جس نے باپ سے وعدہ کیا تھا کہ کتاب و سنت کی پیروی ضرور کروں گا مگر کسی کی سیرت کی پیروی نہ کروں گا سر بر خلافت پر متمکن ذرا اتباع کتاب و سنت کا ثبوت یہ دیا کہ جن عورتوں سے بروئے قرآن نکاح جائز نہیں انھیں اپنے لئے حلال کئے ہوئے اور بہت نہیں تو تھوڑی ہی شراب تو ضرور پی لیتا ہی آپ تو نماز پڑھتا نہیں مگر دوسروں کو نماز کی پابندی کا حکم ضرور دیتا ہے سیر و شکار میں وقت صرف کرتا ہے نہ خدا سے ڈرتا ہے نہ رسول سے کوئی تعجب بھی نہیں دودمان بنی امیہ کا چشم و چراغ ہے بڑے باپ کا بیٹا ہے دولت خلافت چھپر پھاڑ کر نصیب ہوئی ہو بڑے دادا کا پوتا ہے جسنے عمر بھر حضرت رسالت مآب کو آزار پہنچائے اس دادی کی گود میں پرورش پاکر جوان ہوا ہے جو دنیائے اسلام میں "جگر چبانے والی" کے نام سے شہرت پا چکی ہے اس حسن و صفات کے خلیفہ سے جو اعمال بھی سرزد ہوں کم ہیں اللہ جو بھی کر گزرے تھوڑا ہے۔

دادا نے نانا کی جان لینے کی وحشیانہ مساعی کیں پوتے کو چونکہ خلافت کا طرہ اپنی قبا میں آویزاں رکھنے کا شرف حاصل ہو چکا ہے اسلئے وہ نواسے کی جان لینے میں کامیاب ہو گیا ہم جہنم کے اس شہریار کی شان میں کیا زبان کھول سکتے ہیں برے کو برا کہا جا سکتا ہے لیکن جس نے برائی کے سوا کوئی شکل ہی نہ ہو اور برائی بھی ایسی جس کے طول و عرض و عمق کا کوئی اندازہ ہی نہ لگایا جا سکتا ہو اس کے متعلق کہا بھی جائے تو کیا کہا جائے حضرت سر پر آرائے حکومت ہوتے ہی بارگاہ شیطنت میں باریاب ہوگئے اور سر پر تاج رکھتے ہی یزید ہوش سے باہر ہو گیا اور گورنر مدینہ کو یہ تاکیدی حکم بھیجا کہ تم فوراً حسینؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبدالرحمن بن ابوبکرؓ سے میری بیعت لو اور انکار کریں تو قتل کر دو عبداللہ بن زبیرؓ ہوشیار آدمی تھے ٹال گئے اور رات کو چپکے سے مکہ معظمہ چلے گئے حضرت امام حسینؓ نے جواب دیا سب لوگوں کو بلاؤ وہ بیعت کر لیں گے تو میں بھی کر لونگا غرض چالوں نے ٹال دیا اور امام حسینؓ بھی خفیہ طور پر مکہ تشریف لے گئے عبداللہ بن زبیرؓ نے مکہ معظمہ پہنچ کر جنگ کی تیاری کی اور لشکر یزید کے سپہ سالار کو شکست دیکر مار ڈالا حضرت امام حسینؓ نے ان کی شرکت نہ فرمائی اور ایک علیحدہ مقام پر ٹھہرے۔ اگر ان کے دل میں آرزوئے اقتدار ہوتی تو اس سے بہتر رہنے کا اور کون موقعہ ہو سکتا تھا لیکن الحمد آپ کے دل میں اس کا کوئی تصور بھی پیدا نہ ہوا تھا۔

کوفی حوصلوں میں جوانی کی لہر

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی فتح و نصرت کی خبر سنکر

کوفہ والوں کو بھی پھر پھری آئی حضرت حسینؓ کو ایک مکتوب لکھا آپ کی موجودگی میں کسی کا حق نہیں کہ وہ خلافت کا دعوی کرے ہمیں تو یہ ہرگز گوارا نہیں کہ فرزند رسول ہم میں زندہ موجود ہوں اور یزید جیسا فاسق و فاجر ہم پر اپنا حکومت ہو ہم آپ کی امداد کو تیار ہیں وقت ہے کہ آپ علم بلند کیجئے کوفہ اس وقت ایک عظیم الشان شہر تھا اور اس میں اتنی طاقت موجود تھی کہ یہ جس کے ساتھ ہو جاتا اس کی فتح یقینی تھی حضرت امام حسینؓ کو اس بستی ان کی حمایت سے ایک گونہ حوصلہ تو پیدا ہوا لیکن آپ حضرت امیرؓ کے ساتھ ان کی بیوفائیاں دیکھ چکے تھے اور جانتے تھے کہ یہ ثابت قدم نہ رہیں گے اس لئے آپ نے مشورہ کر کے پہلے اپنے بھائی مسلم بن عقیل کو خفیہ طور پر بھیجا اور سمجھا دیا کہ اگر ان میں یہ ہمت دیکھیں کہ وہ یزید کی دولت مند حکومت سے مقابلہ کر سکتے ہیں تو بیعت لے لیں اور غور سے دیکھیں کہ ان کے ارادے کیا ہیں۔

حضرت مسلم بن عقیل چپ چاپ کوفہ تشریف لے گئے اور پوشیدہ طور پر ایک محب رسول کے گھر میں اتر پڑے کوفہ والوں کو جو یہ خبر ہوئی تو یہ دفعتاً فوج جوق جوق آنے اور قدم چومنے لگے پہلے ہی روز ایک دن کے اندر اندر بارہ ہزار کوفیوں نے حضرت مسلم بن عقیل کے ہاتھ پر امام حسینؓ کی بیعت کر لی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جوش عقیدتمندی کا ایک سیلاب ہے جو امنڈا چلا آرہا ہے مسلم بن عقیل کیا اس وقت کیسا ہی ہوشمند و ہوشیار انسان ہوتا دھوکے میں پڑ جاتا آپ نے اسی روز بھائی کو ساری کیفیت لکھدی اور تحریر کیا بارہ ہزار انسانوں نے تو صرف ایکدن میں بیعت کی ہے اور ایک لاکھ مسلمان بیعت کے لئے تیار ہیں۔ آپ کے تشریف لاتے ہی حلقہ بگوش ہو جائینگے موقعہ اچھا ہے پس و پیش کی ضرورت نہیں فوراً تشریف لے آئیے۔

حضرت مسلم بن عقیلؓ نے تو عجلت سے کام لیا تھا مگر حضرت امام حسینؓ نے پھر دانائی اور دور اندیشی سے کام لیا کہ فوراً تیار نہ ہوئے اور واقعات کی رفتار دیکھتے رہے جن دو سرداروں نے یہ خطوط مکہ معظمہ پہنچایا انھوں نے بھی پورا یقین دلایا ان دونوں کے واپس ہوتے ہی پچاس آدمی اور کوفیوں کا پیام لیکر آ گئے اور اصرار کیا کہ اب دیر کا وقت نہیں تامل نہ کیجئے کوفے جان نثاری کے لئے تیار ہیں حضرت امام حسینؓ نے پھر بھی تامل کیا اور فرمایا تم چلو میں سامان درست کر لوں بہت جلد آتا ہوں ساتھ ہی آپ نے کوفیوں کے مکتوبات کے جوابات بھی لکھ دیئے اور خاموش ہو کر بیٹھ

گئے چند روز بھی نہ گزرے تھے کہ کوفیوں کی تیسری جماعت بھی آگئی اور انھوں نے اتنا اصرار اور اتنی عجلت کی کہ آپ مجبور ہو گئے اور آپ کو فوری تیاری کرنی پڑی۔

سید الشہداء کا عزم کوفہ

غور فرمائیے ایک دن میں دیکھتے دیکھتے بارہ ہزار جوان والے مرنے اور اپنی جان نثار کرنے کا عہد کر لیتے ہیں کسی دباؤ، کسی کوشش اور کسی اثر کی وجہ سے نہیں اپنی مرضی سے اور عہد بھی کس سے فرزند رسول ؐ سے پھر پیامات پر پیامات آتے ہیں مکتوب پر مکتوب پہنچتا ہے سفارت پر سفارت آتی ہے آپ تامل کرتے ہیں مگر ادھر اصرار بڑھتا ہے زور دیا جاتا ہے اس صورت میں جو ایک شخص با ثبات ہوش و حواس کر سکتا ہے وہی آپ نے کیا اور آپ کو فوراً ہی ابتک وہم و گمان بھی نہیں کہ حالات میں فوری انقلاب ہو جائیگا اور یہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ اتنے جوشیلے اور عقیدتمند لوگ یک بیک برگشتہ ہو جائینگے یزید خلیفہ سہی لیکن اس میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ ایک لاکھ کے جرار لشکر کے مقابلہ کی تاب لا سکے یہ بھی خیال نہ تھا کہ اتنی کثیر التعداد خلقت پر کوئی موثر زور پڑ سکتا ہے اور پڑے بھی تو بے نتیجہ کیا ایک لاکھ کا دبا لینا اور فوری دبا لینا کوئی آسان امر تھا اور واقعہ بھی یہی ہے کہ اگر یہ لوگ مستقل مزاج رہتے ثابت قدمی دکھاتے تو یزید کی حکومت الٹ کر رکھ دینا کوئی مشکل امر نہیں بہت آسان بات تھی حضرت امام حسینؑ کو اس صورت میں نہ کوئی اندیشہ ہوا اور نہ ہو سکتا تھا آپ نے خود کوئی تحریک نہیں کی لوگ خود آمادہ ہوئے ہیں اور بےنظیر المثال جوش کا مظاہرہ کیا ہے۔

علاوہ ازیں عالم کی مثالیں موجود ہیں تاریخ عالم گواہ ہے کہ جہاں ایک لاکھ انسان مسلح ہو کر کسی سلطنت کے خلاف کھڑے ہو گئے ہیں تاج حکومت ٹھوکر میں نظر آتا دیکھا گیا ہے ایک لاکھ کی طاقت کوئی معمولی طاقت نہیں ہوتی بلکہ ایک خوفناک اور بے پناہ طاقت ہوتی ہے پھر کوفہ ہی سے نہیں بصرہ سے بھی پوری امداد کی توقع تھی جب اتنے بڑے اور عظیم الشان مرکز اسلامی اور اہم ترین صوبے مخالفت کا تہیہ کر لیں اور کر لیتے تو یزید تو چند لمحے بھی تخت پر نہ رہ سکتا تھا یہ تو بدلے وقت کی بات تھی کہ ہوا کا رخ یکا یک پلٹ گیا ورنہ اسی وقت یزید یوں اور شامیوں کی ہڈیوں کا بھی کہیں پتہ نہ لگتا اور آپ ضرور خلیفہ منتخب ہو جاتے۔

بصرہ والوں سے بھی اخلاص و اعانت کی پوری توقع تھی اور اس عہد میں بصرہ ایک اہم اسلامی صوبہ تھا اس لئے آپ نے بصرہ والوں کو بھی چلتے چلتے لکھدیا کہ آپ لوگ بھی مجھے کوفہ میں آکر ملیں کوفہ کے حاکم نعمان بن بشیر تھے جو بہت نیک مزاج انصاری اور نبی کریم ؐ کے صحابی تھے حضرت امام حسینؑ کی آمد آمد کی خبر سنکر بنی امیہ کے کچھ آدمی ان کے پاس پہنچے اور کہا کچھ خبر ہے کہ مسلم بن عقیل کوفہ میں دھڑا دھڑ بیعت لے رہے ہیں اور امام حسینؑ بھی چند دنوں میں پہنچنے والے ہیں ایک طوفان عظیم برپا ہوا چاہتا ہے مناسب یہی ہے کہ آپ مسلم بن عقیل کو گرفتار کر کے قتل کر دیں اور جن جن افراد نے بیعت کی ہے انھیں شدید سزائیں دیں ورنہ وہ وقت دور نہیں کہ سلطنت اسلامی ہاتھ سے نکل جائے گا۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ لوگ کہتے ہیں درست سہی مگر مسلم بن عقیل خود کام خفیہ طور پر کر رہے ہیں اس لئے انھیں علانیہ گرفتار کرنا اور سزا دینا میرے نزدیک مناسب نہیں اور نہ مصلحت کا یہ تقاضا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت نعمان خاندان رسالت ؐ سے محبت رکھتے تھے اور اس کے عروج کے دل سے آرزومند تھے اس لئے انھوں نے ٹالنے کے لئے یہ جواب دیا ورنہ آپ چاہتے تو سب کچھ کر سکتے تھے بنی امیہ کے آدمی یہ دیکھکر مایوس ہوئے اور انھوں نے ساری کیفیت بلا کم و کاست یزید کو لکھ بھیجی اور ساتھ ہی لکھا کہ حالات نے نہایت نازک صورت اختیار کر لی ہے اگر فوراً کوئی انسدادی و تہدیدی قدم نہ اٹھایا گیا تو میدان ہاتھ سے نکل جائیگا اور کچھ بنائے نہ بنے گا۔ ہم نے نعمان بن بشیر کے بھی سارا معاملہ گوش گذار کیا لیکن انہوں نے کوئی توجہ مبذول نہ کی۔

یزید پر سراسیمگی کا عالم

یزید کے پاس جو یہ اطلاع پہنچی تو حواس باختہ ہو گیا پیروں تلے کی زمین نکل گئی۔ بہت پریشان ہوا اور پریشانی کی بات ہی تھی ملی ہوئی سلطنت ہاتھ سے جا رہی تھی فوراً اپنے باپ کے وقت کے ایک ہوشمند اور صائب الرائے مشیر سرجون کو خلوت میں طلب کیا اور اس سے سارا ماجرا بیان کر کے مشورہ لیا واقعی سرجون بہت ہوشیار و مدبر تھا۔

اس نے کہا کہ واقعی وقت بہت نازک اور معاملہ نہایت اہم ہے اگر اس وقت ذرہ برابر بے پروائی سے کام لیا گیا تو سلطنت یقیناً ہاتھ سے نکل جائیگی اگر آپ زیاد بن ابو سفیان اور اس کے خاندان سے خوش نہیں کیونکہ آپ کے والد نے زیاد کو اپنے باپ ابو سفیان کا بیٹا اور اپنا بھائی بتایا تھا اور آپ نے اس وقت اسے پسند نہ کیا تھا کہ ایک غلام بچہ آپ کے دادا سے منسوب ہو مجھے یہ بھی علم ہے کہ زیاد نے آپ کی خلافت کی بھی اسی بنا پر مخالفت کی تھی لیکن بحکم مصالح وقت کام انہی لوگوں سے چل سکتا ہے اور زیاد کے بیٹے کے سوا اس وقت اس بگڑے ہوئے معاملہ کو اصلاح پذیر کرنے والا کوئی اور نظر نہیں آتا میرے نزدیک اس وقت مناسب وقت یہی ہے کہ آپ اپنی مخالفت کو تو اپنے دل میں رکھیں اور کوفہ و بصرہ دونوں کی گورنری عبید اللہ ابن زیاد کو عطا کر دیں وہ سخت آدمی ہے اس طوفان کو آناً فاناً دبا دیگا ورنہ آپ کی سلطنت آپ کے ہاتھ سے یقیناً نکل جائیگی کیونکہ یہ خطرہ ایک شدید ترین خطرہ ہے۔

یزید اس وقت سخت پریشان تھا فوراً راضی ہو گیا عبید اللہ ابن زیاد کو بصرہ کی گورنری کا پروانہ لکھوا کر حکم دیا کہ مسلم بن عقیل اور اگر حسینؑ ابن علیؓ کوفہ میں پہنچ گئے ہوں تو دونوں کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیجدے اور اس جلد

میں جو کام زیادہ مناسب ہے، اس میں لگ جاتے۔ ابن زیاد اس وقت بصرہ میں تھا جس وقت اسے یہ خط ملا اسی وقت یہ خبر بھی ملی کہ امام حسینؓ کا قاصد بصرہ والوں کے نام کوئی پیغام لیکر آیا ہے اس نے فوراً ایک جلسہ منعقد کیا اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں زیاد کا بیٹا ہوں اور وہ جس درجہ سخت آدمی تھا اس سے بھی تم بے خبر نہیں اگر تم میں سے ایک نے بھی حسینؓ ابن علیؓ کی حمایت میں قدم اٹھایا تو سمجھ لو کہ جان و مال دونوں کی خیر نہیں میں خود تو ان کا قصہ پاک کرنے کے لئے کوفہ جاتا ہوں اور بصرہ پر اپنے بھائی کو حاکم بنائے جاتا ہوں اس کی اطاعت میں سرگرم رہنا اور مجھے اپنے سے دور نہ سمجھنا اس کے فوراً ہی بعد اس نے قاصد کو برسر جلسہ مروا دیا۔

عبیداللہ بن زیاد کی کوفہ کو روانگی

عبیداللہ بن زیاد آندھی کی طرح اڑ کر کوفہ پہنچا اس وقت کوفہ میں حضرت امام حسینؓ کی آمد آمد تھی مغرب و عشاء کے مابین چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے ایک غلام کی معیت میں ابن زیاد نے شہر میں قدم رکھا لوگ سمجھے کہ حضرت امام حسینؓ تشریف لے آئے چاروں طرف سے سلام ہونے لگے یہ بدبخت ازلی بلا کا شقی القلب تھا یہ آوازیں سنکر کباب ہی تو ہو گیا کچھ جواب نہ دیا اور سیدھا باب حکومت میں پہنچا حضرت نعمانؓ نے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا اور یہ سمجھکر کہ حضرت امام حسینؓ تشریف لے آئے اوپر سے پکار کر کہدیا کہ اے ابن رسول تشریف لیجائیے یزید یہ شہر آپ کو ہرگز نہ دیگا میں نہیں چاہتا کہ آپ میرے عہد حکومت میں قتل کئے جائیں اس وقت ابن زیاد نے چہرہ سے نقاب اٹھایا اور کڑک کر کہا دروازہ کھول کہ میں ابن زیاد ہوں حضرت نعمانؓ نے فوراً دروازہ کھولدیا شہر میں جنگل کی آگ کی طرح یہ خبر پھیل گئی حضرت مسلم بن عقیل کو جو معلوم ہوا تو آپ کوفہ کے ایک رئیس ہانی بن عروہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔

ابن زیاد کے جہنمی اعلانات

سپیدۂ سحر طلوع ہوتے ہی ابن زیاد نے ایک جلسہ عام منعقد کر کے ایک شرربار تقریر کی اور کہا کہ جانتے ہو میں کون ہوں زیاد کا بیٹا وہ بھی انتہائی خونریز شخص تھا اور میں بھی جلاد سے کم نہیں مجھے سب علم ہے کہ کس کس نے مسلم بن عقیل سے بیعت کر لی ہے مجھے ان کے ناموں اور مکانوں تک کا پتہ ہے اس وقت تو سب کو امان دیتا ہوں بیعت فسخ کر دو یزید کی اطاعت کا عہد کر لو وہ تمہارا خلیفہ ہے ورنہ ایک ایک کو چیکو رکھدوں گا اس ایک تقریر ہی نے کوفیوں کے ہوش اڑا دیئے اور وہ کانپنے لگے اس کے بعد اس نے رئیس کوفہ ہانی کو بلایا اور دیکھتے ہی کہا یہ خود اپنی موت کو آپ دعوت دیتا ہے خیریت اسی میں ہے کہ مسلم بن عقیل کو میرے سامنے پیش کر ہانی کے انکار پر غضبناک ہو کر اس نے ایک گرز مارا اور قید کر دیا پہلا موقع تھا خبر پاتے ہی اس کے قبیلہ کے لوگوں نے مار دیں

سو نفت لیں اور قلعہ پر دھاوا بولدیا یہ دیکھ کر ابن زیاد نے دروازہ بند کر لیا اور اوپر سے تیر چلانے شروع کر دیئے۔

اب بھی وقت تھا اگر کوفہ والے ہمت کرتے اور ثابت قدم رہتے تو ابن زیاد کی دھمکیاں بھی کسی کو نہ ملتیں اور یزید کی خلافت ہی خاتمہ ہو جاتا لیکن ان کی بزدلی اور بیوفائی سامنے آگئی ابن زیاد کی کمزوری کا احساس کرتے ہوئے بھی ڈر گئے وقت گیا تھا شہادت مقدر تھی شام کو جو دیکھا تو وہاں تنہا ایک مسلم بن عقیل کو کھڑا پایا اور سب رہ فرار اختیار کی مسلم بن عقیل کی بیکسی و مایوسی کس درجہ دردناک اور الم انگیز ہے کہ یہ تو سر اطراب ندارد ان کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے کا عہد کر رہے یا یہ حالت ہوئی کہ پہلے نماز ہی میں سب ساتھ چھوڑ دیا جائیں تو کہہ سر جائیں نہ کوئی مونس اور غمخوار نہ کوئی ٹھکانا اور نہ کوئی آب و دانہ کی خبر لینے والا آخر آپ ایک بڑھیا کے دروازہ پر بیٹھ گئے تھکا آپکے انتظار میں تھی اس نے رحم کھا کر ان کی استدعا پر ایک رات کے لئے انھیں پناہ دیدی اس کے بیٹے کو جو پتہ لگا اس نے صبح ہی ابن زیاد کو خبر کر دی فوج آگئی انھوں نے مقابلہ کرنا چاہا مگر سپاہیوں نے کہا کہ لڑنا فضول ہے ہم آپکو امان دلادینگے انہوں نے تلوار پھینکدی مگر سامنے ہوتے ہی ابن زیاد نے انھیں ہانی کے ساتھ قید میں رکھے جانے کا حکم دیا حضرت مسلم بن عقیل کی گرفتاری کی خبر سنکر کوفیوں کو پھر جوش آیا اور اس مرتبہ اکٹھے دس ہزار آدمیوں نے ہانی اور مسلم کو چھڑانے کے لئے پرزور حملہ کیا ابن زیاد نے دونوں کے سر کٹوا کر دیوار کے نیچے پھنکوا دیے۔

کوفیوں کی رگ حمیت جوش میں لانے کے لئے یہ حرکت کافی سے زیادہ تھی حملہ آوروں کی تعداد بھی حکومت کی فوج سے بہت زیادہ تھی لیکن اس شہر والوں کی قسمت میں تو دائمی ذلت لکھی ہوئی تھی یہ جوش میں آنے کے بجائے اور خوفزدہ ہو گئے اور کٹے ہوئے سر دیکھتے ہی بدحواس اور سراسیمہ ہو کر بھاگے ہمارے نزدیک شہادت امام حسینؓ کی ذمہ داری سب سے زیادہ کوفیوں کی بزدلی و بیوفائی پر عاید ہوتی ہے حکومت کے پاس کافی فوج ہوتی یا اس کی بنیادیں پوری طرح استوار ہو گئی ہوتیں تو بھی کوئی بات نہ تھی یہ جانتے ہوئے کہ ابن زیاد کے پاس چند ہزار جوانوں کے سوا اور کوئی طاقت نہیں دارالخلافہ دمشق کی یہ حالت ہے کہ اس کی قوت ہی کوفہ کی قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتی نہ اس کے پاس کوئی جدید اور مہلک ترین ہتھیار ہیں تلوار اور نیزے جو اس کے پاس ہیں وہ ان کے پاس بھی ہیں سب شہید ہو گئیں اور بیک وقت ایک لاکھ نہ سہی تو پچاس ہزار مسلح جوان تو ضرور میدان میں لا سکتے ہیں اور یہ اتنی خوفناک قوت ہے جو اس وقت ابن زیاد و یزید دونوں کو تباہ کر سکتی ہے جو ایک شہر کا فسادی عنصر کر سکتا ہے ان سے وہ بھی نہ ہو سکا مکہ میں کوئی ایسی طاقت نہیں مگر مکہ والوں نے جو کچھ کیا کوفہ والے سامان جنگ سے مسلح ہونے کے باوجود بھی نہ کر سکے

اگر دنیائے اسلام کے کسی اور شہر میں یہ واقعہ ہوتا تو اسی وقت ایک طوفان برپا ہو گیا ہوتا مگر یہ لوگ تو ایسے کم ہمت اور بزدل نکلے کہ انہیں بار بار مواقع حاصل ہوئے لیکن یہ کچھ بھی نہ کر سکے اور کسی ایک موقع پر بھی جم کر بہادرانہ جنگ نہ لڑے تباہ ہو جاتے مٹ جاتے اپنی جانیں قربان کر دیتے مگر فرزند رسول کو بچاتے۔

جہاں تک تاریخ سے پتہ چلتا ہے انہوں نے قربانی و اظہار جرأت دونوں سے احتراز و اجتناب برتا اور ان کی اس بزدلی ہی سے یزید و ابن زیاد کی ہمت بڑھی اور کربلا کا حادثۂ محزنہ پیش آیا جو ان کی پیشانیوں پر قیامت تک کے لئے کلنک کا ٹیکہ لگا گیا یہ لوگ جس طرح باتوں کے مرد تھے اگر میدان کے بھی مرد نکلتے تو یقیناً حضرت امام حسینؑ کو کامیابی و بہتری نصیب ہوتی اور یزید کی قوت پاش پاش ہو جاتی کتنی بے غیرتی اور بے حسی ہے کہ مسلم خون میں نہلائے پڑے ہوئے ہیں غریب الوطنی میں انتہائی شقاوت کے ساتھ ذبح کر دیئے جاتے ہیں اور یہ اس محترم مہمان کی گرفتاری و شہادت دونوں کو گوارا کر لیتے ہیں اور اُن کے لئے خون کا ایک قطرہ بھی گرانے کیلئے ایک لمحہ کو بھی تیار نہیں ہوتے ایسے بزدلوں اور بدبختوں کی موجودگی میں ابن زیاد جو بھی کرتا کم تھا اور اُس نے جو اس کا دل چاہا کیا

گلزار فاطمی کے دو پھول

حضرت مسلم کے دو کمسن بچوں کی شہادت کا واقعہ اس سے بھی زیادہ دردناک حقائق سے مملو ہے یہ دونوں چمن نبوت کے دو جلوے تھے ان مصائب زدہ معصوموں کو خبر بھی نہ تھی کہ بابا جان خنجر ظلم کے شکار ہو گئے قاضی شریح کے گھر میں پوشیدہ رہے جس نے انھیں ایک قافلہ کے ساتھ مدینہ بھیجنا چاہا گو قافلہ آگے نکل گیا یہ بیکس یتیم اپنی نامرادی و قسمت کو روتے ہوئے پیچھے رہ گئے ابھی انکی عمر ہی کیا تھی غور کرنے ہوئی تھی اور یہ زمین و آسمان کو حسرت سے کھڑے تک ہی رہتے تھے کہ شقی ازلی ابن زیاد کے سرنگیوں نے پہنچ کر انھیں رسیوں سے جکڑ لیا موذی ابن زیاد نے انھیں ایک تاریک کوٹھری میں بند ہوا کر ڈلوا دیا یہ بدنصیب ظلمت شب میں پڑے زار و قطار رو رہے تھے کہ ایک محافظ محبس نے رحم کھا کر چھوڑ دیا اور ایک انگشتری دیکر کہا کہ قادسیہ چلے جاؤ وہاں میرے ایک بھائی کو دکھا دینا وہ تمھیں مدینہ پہنچا دیگا۔

یہ نونہالان چمن نبوت کیا جانیں کہ پیادہ پا سفر کس طرح ہوتا ہے اور قادسیہ کس دشت غربت کا نام ہے چلتے چلتے شام ہو گئی یہ دونوں خوف کے مارے بہتے ایک درخت کے خلا میں چھپکر اور لیٹ کر بیٹھ رہے رات اور دونوں نے نظلوم کی رات آنسوؤں میں ڈوب ڈوب کر آنکھوں میں کاٹی برابر ہی ایک چشمہ اُن کے آنسوؤں کی طرح بہ رہا تھا سپیدۂ سحر نمودار ہوا تو ایک کنیز پانی بھرنے آئی اس کے استفسار پر ان ظلم زدہ معصوموں نے اپنی روداد غم رو رو کر سنا دی اس کی مالکہ صدق خاتون تھی کنیز نے یہ جاکر

وہ سنکر بیتاب ہو گئی بلوا لیا چمکارا دلاسا دیا اور رات ہوئی تو ایک کوٹھری میں سلا دیا۔

مصیبت و خوف میں نیند کسے آتی ہے آنکھ جھپکی ہی تھی کہ ایک خواب دیکھکر چونک پڑے اور زار زار رونے لگے ان کی صدائے درد سے اس رحم دل عورت کے شوہر کی آنکھ کھل گئی بیوی سے سب کچھ پوچھ لیا تھا کہ وہ بھی تھا اور ابن زیاد کا گرگا بھی صبح سے ان کی تلاش میں سرگرداں تھا شقاوت اس کے چہرے پر کھیل رہی تھی بجائے اس کے کہ تڑپ اٹھتا خوش ہو گیا۔ شیطانی ہنسی ہنستا ہوا کوٹھری میں گیا اور ان بیکس یتیموں کے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا باہر نکال لایا انہوں نے خوف و دہشت سے لرزتے ہوئے ننھے ننھے ہاتھ جوڑے گھر کی بیوی کی طرف منہ کر کے منتیں کرنے لگے اچھی اماں ہمیں بچاؤ یہ ہمیں مار ڈالیگا۔ بیوی کا کلیجہ شق ہو گیا شوہر کے پاؤں پر گری منت سے کہا کہ ان معصوموں نے کسی کا کیا بگاڑا ہے۔ زمین کانپنے لگی آسمان تھرا گیا لیکن تو بہ! کوئی کا دل پتھر تھا وہ پتھر جو جہنم کا ایندھن ہیں کچھ اثر نہ ہوا اسی طرح کھینچتا ہوا ابن زیاد کے پاس لے گیا جسکے حکم سے مسلم کے یہ دونوں لعل فرات کے کنارے تپتے ریت پر کھڑے کر کے قتل کر ڈالے گئے ایک کے سامنے ایک کی لاش تڑپی پھر دونوں فرات کے پانی میں ہم آغوش ہو کر بہ گئیں۔

حضرت سید الشہداء کا سفر کوفہ

دشت کربلا کا شہید ستم دشت کا سالار آرہا ہے

دین قیم پر اپنا گھر بار لٹا دینے اور اللہ کی راہ میں سب کچھ قربان کر دینے والا کوفہ کی طرف نہیں کربلا کی طرف جا رہا ہے اس لئے جا رہا ہے کہ وہ دنیا والوں کو دکھائے کہ سلطنت کی ہیبت سے نہ ڈرنے والے رسول کے گھرانے کے شب چراغ حق کی حمایت اور باطل کی مذمت و توبیخ میں کتنے سرگرم ہیں ایک معمولی عقل و فرزانگی کا انسان بھی یہ سمجھ سکتا ہے کہ جو قوم زندگی بھر عناد و فساد کے کھیل کھیلتی رہی ہو وہ کبھی اپنی نہیں بن سکتی پھر حضرت امام حسینؑ تو بہت جلیل القدر بزرگ تھے سب کچھ جانتے اور سمجھتے تھے آپ کو اچھی طرح خیال تھا کہ کوئی بھروسے کے قابل نہیں لیکن اب تو ہی راہ عمل میں جنگ یا بیعت یزید بیعت یزید کی صورت میں آپ کے لئے پورا اطمینان اور جملہ عیش موجود تھے اور جنگ یزید کی صورت میں پوری تباہی اور جملہ برباد یا ملکیں ایک فاسق و فاجر کی بیعت کرنا حضرت امام حسین جیسے جلیل القدر بزرگ کے منصب رفیع کے منافی اور باطل پرستی کے مترادف تھا اور وہ بیعت کرنے کے معنی ہی جنگ کے تھے حکم قتل وصول ہو ہی چکا تھا مکہ میں رہتے تو اور کوفہ جاتے تو جنگ بہر کیف ہر نوع لازمی تھی جو نافہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ آرزوئے خلافت میں کوفہ روانہ ہوئے وہ شدید غلط فہمی میں مبتلا ہیں بفرض محال آپ مکہ ہی میں رہتے تو کیا یزید آپ سے بیعت لئے

یا جنگ کئے بغیر مانا جا آمادہ چال ہیچ الیسا آ پڑی تھی کہ بیعت کر نہ سکتے تھے اور لڑے بغیر چارہ نہ تھا۔

آپ نے سوچا کہ کوفی بلا رہے ہیں ساتھ دیا تو یزید کی غاصبانہ خلافت تباہ کر کے علم صداقت بلند کر دوں گا اور نہ دیا تو وہاں لڑتا اور شہید ہو جانا مکہ میں رہنے اور شہید ہو جانے سے گونہ بہتر ہے سرزمین بیت اللہ کی بےحرمتی نہ ہوگی اور مکہ کی مقدس گلیوں میں مسلم خون دریا بنکر تو نہ بہیگا یہی وجہ ہے کہ آپ کوفہ جانے پر آمادہ ہو گئے آپ کی تشریف بری کا ارادہ کا مژدہ تھا کہ مکہ معظمہ میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا اور شہر مکہ کے بڑے بڑے عقلاء اور فضلاء آپ کو سمجھانے اور اس ارادہ سے روکنے کی سعی کرنے آئے اور کہا کہ آپ کوفیوں کے قول و قرار پر نہ جائیے یہ فطرتاً بے وفا اور دغا باز ہے آپ کے والد محترم کے ساتھ انہوں نے کیا کیا جو آپ ان سے توقع رکھتے ہیں آپ نے جواب دیا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں مگر اب اس کے سوا کوئی چارہ کار ہی نہیں مکہ مکرمہ میں تو خونریزی مجھے کسی صورت میں بھی گوارا نہیں ہو سکتی اور یہاں رہا تو ضرور خونریزی ہوگی میرے نانا م فرما چکے ہیں کہ مکہ میں خونریزی ہوگی میں ہی کیوں ان احادیث کا مصداق بنوں یزید سے آپ کو یہ امید ہوگی کہ وہ مجھے یہاں چین سے بیٹھنے دے مجھے تو ہرگز توقع نہیں اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں جلد از جلد مکہ سے نکل جاؤں۔ عبداللہ ابن عباس بڑے بوڑھے تھے بولے یا ابن رسول اللہ آپ کوفیوں کے ہاتھوں اپنے والد محترم کا حال دیکھ چکے ہیں ان کے ساتھ انہوں نے زندگی بھر بیوفائیاں کیں انہوں نے مدینہ چھوڑ کر کوفہ میں کیا کیا حاصل کیا جو اب آپ مکہ چھوڑ کر حاصل کر لیں گے ان کے وعدوں قسموں اور خطوں کا کوئی اعتبار نہیں بڑے مکار بندوں میں آپ نے جواب دیا درست تو مسلم بن عقیل نے بھی اطمینان دلایا ہے اور یہ نہ بھی سہی تو اور کوئی صورت ابھی تو نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اچھا تو عید کا مہینہ تو گذر جانے دیجئے۔ جواب دیا اب تاخیر فضول ہے مجھے تو قوی اندیشہ ہے کہ یزید ضرور حملہ کرے گا اور میری وجہ سے خانہ خدا کی بےحرمتی ہوگی حضرت عبداللہ ابن عباس نے کہا کہ اچھا اہل و عیال کو تو ساتھ نہ لیجائیے اور پھر کہتا ہوں کہ اگر بارہ ہزار کوفیوں نے استقامت و سچائی کے ساتھ بیعت کی ہوتی تو یہ تعداد تھوڑی نہیں اب تک خود کیوں خاموش بیٹھے ہیں تو چاہئے تھا کہ یہ یزید پر حملہ کر دیتے اور اس کی طاقت کو پاش پاش کر کے آپ کو بلاتے اور یہ جو وہ اب تک خاموش ہیں مجھے تو اس کی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ وہ ڈرتے ہیں اور آپ کو آگے رکھنا چاہتے ہیں اسکے پاس تو فوج اور خزانہ اور سلطنت ہے آپ کے پاس کیا ہے جو یہ وہاں جائیں گے میرے نزدیک تو یہ ایک دن بھی اسکے حریف نہ بن سکیں گے

اور وقت پر آپ کو دھوکہ دیں گے کہیں ایسا تو نہیں ہے جیسا میں سن رہا ہوں کہ عبداللہ بن زبیر نے آپ کو بھی پٹی پڑھائی ہو کہ آپ یہاں سے جا کر وہاں شہید ہو جائیں اور ان کی خلافت و اقتدار کا راستہ صاف ہو جائے۔

حضرت امام حسینؓ نے کہا کہ اچھا میں غور کرتا ہوں اتنے میں عبداللہ بن زبیرؓ بھی تشریف لے آئے اور کہنے لگے کہ بھائی لوگ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سفر کوفہ کا مشورہ دیا ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ جائیں لائیے ہاتھ میں ابھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کو تیار ہوں اس کے بعد میں خود آپ کے لئے لڑوں گا میری صلاح تو یہی ہے کہ آپ مکہ نہ چھوڑیں حضرت امام نے جواب دیا کہ میری وجہ سے خانہ خدا کی بےحرمتی ہوگی اس لئے میں اب یہاں نہیں رہ سکتا یہ کہا اور آپ نے کوچ کر دیا مکہ معظمہ کے باہر عمرو بن سعید بن العاص حاکم مکہ سامنے آگیا اور کہنے لگا کہ میں آپ کو نہ جانے دوں گا اور نہ مانیں گے تو مقابلہ کروں گا آخر اس نے زیادہ اصرار نہ کیا اور آپ کو راستہ دیدیا۔

حرمین شریفین کو آخری سلام

خاندان رسالت کا سالار امت کا سردار بیکسوں کا والی دردمندوں کا سہارا مکہ سے رخصت ہو رہا ہے اور اس طرح رخصت ہو رہا ہے کہ پھر آ کے اس کی صورت دیکھنی نصیب ہوگی اور نہ دعا کے موزونی چہرہ کا نظارہ کر سکے گا آف کہ میں ایک کہرام ہے ہر شخص ابن رسول اللہ کی مفارقت سے پژمردہ نظر آ رہا ہے کعبہ سیاہ چادر اوڑھے ہوئے حسرت سے ایک ایک کا منہ تک رہا ہے اور بزبان حال حضرت شبیر کو خدا حافظ کہہ رہا ہے کعبہ شریف ہی پر نہیں در و دیوار پر ایک ماتم کا عالم طاری ہے ہر طرف ایک ویرانی برس رہی ہے چرند پرند سال بچے تک خاموش ہیں آسمان چپ ہے اور زمین مبہوت اور رسول نہ ہو شبیہ رسول جدا ہو رہی ہے اور اس طرح جدا ہو رہی ہے کہ پھر کبھی نہ ملے افسوس حسرتا! واحسرتا!!

اعدا نے شہ یثرب و بطحا کو ستایا — بیکس کو نبی زادہ کو تنہا کو ستایا
یاں بیٹھے بٹھائے شہ والا کو ستایا — افسوس عجب تارک دنیا کو ستایا

اس گوشہ نشیں پر یہ تعدی نہ روا تھی
کیا قبر پیمبر کے مجاور کی سزا تھی

غل تھا شہ ابرار خدا حافظ و ناصر — رانڈوں کے مددگار خدا حافظ ناصر
اے خلق کے سردار خدا حافظ ناصر — محتاجوں کے غمخوار خدا حافظ و ناصر

دکھ فاقوں کے غربت کے الم کس سے کہیں گے
مشکل کوئی اب ہوگی تو ہم کس سے کہیں گے

غرض ہر طرف ایک حزن و الم و حرمان کی افسردگیاں چھائی ہوئی تھیں

اور آپ رخصت ہو رہے تھے سارا کنبہ اور سب بال بچے ساتھ تھے صرف اپنی ایک خورد سال بچی فاطمہ صغرا ساتھ نہ تھی اسے اس کی بیماری کے باعث یہیں چھوڑ دیا تھا کمسنی، ماں باپ کی مفارقت، کلیجہ منہ کو آگیا بیمار صغرا پچھاڑے کھانے لگی، بیقرار ہوگئی تڑپنے لگی ایک ساتھ اٹھکر رخصت ہونے والے ناز بردار باپ کا دامن پکڑ لیا اور رو کر کہا کہ بابا جان اللہ کے لئے خدا کے واسطے مجھے تنہا نہ چھوڑو اکیلا نہ رکھئے دو بیمار ہوں بستر علالت پر پڑی ہوئی ہوں اچھا میرا دل نہ دکھایئے مجھے بھی لیجایئے آپ سے جدا ہوکر دور رہکر میں کیونکر جیوں گی کس طرح دن کاٹوں گی کسے پکاروں گی کس کے گلے میں محبت سے باہیں ڈالوں گی کون مجھے دلاسا دیگا کون پچکارے گا کون شفقت سے سر پر ہاتھ رکھیگا۔ بابا جان پیارے بابا جان میری دعا تم ہو تمھیں دیکھتی ہوں تو جیتی ہوں تم بغیر کیا جیوں گی بہن بھائی بھی تمہارے ساتھ ہیں ہائے اسمیں تنہا اور بالکل تنہا رہی جا رہی ہوں دادا جان کی محبت کا واسطہ آپ ہی بتائیں کبھی اکیلی رہی ہوں کبھی آپ نے تنہا چھوڑا ہے۔

اچھا میں ہاتھ جوڑتی ہوں منت کرتی ہوں جاتے ہو تو جاؤ مگر مجھے میرا قصور تو بتاتے جاؤ بیمار ہوں تو جرم نہیں، خطا نہیں، آپ کی لخت جگر ہوں آپ کی گودوں میں پلی ہوں، کھیلی کلکاریاں ہیں مسکرائی ہوں رحم کیجئے اپنی جانی اپنی بیٹی کو ساتھ ہی لیجایئے۔ باپ اور پھر حضرت حسین جیسا شفیق باپ دل بھر آتا ہے کلیجہ میں ہوک اٹھتی ہے بیقرار ہو جاتے ہیں اور بیقرار ہوکر سینہ سے لگا لیتے ہیں۔

گھر میں تمھیں چھوڑوں دل یہ نہیں لگو گوارا — لیجاؤں تو بچنا نہیں ممکن ہے تمہارا
کوئی تم سے زیادہ نہیں پیارا — مجبور ہوں بے بحر نہیں اب کوئی چارہ
فرقت میں سدا نالہ و فریاد کرونگا
اللہ ملا کا جو منزل پہ تمھیں یاد کرونگا

معصوم سیدہ کی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتی ہیں جسم کانپنے لگتا ہے آواز بھرا جاتی ہے مٹھیاں بند ہو جاتی ہیں یہ دیکھکر حضرت بی بی شہر بانو ملا سمجھاتی ہیں مگر سیدہ کس کی سنتی ہے کس کی مانتی ہے اس پر ایک کرب ایک بیقراری ایک بے چینی طاری ہے۔

تھراتی ہوئی اٹھ کے گری شہ کے قدم پر — کی عرض کہ مر جاؤنگی بابا سبط پیمبر
تنہائی میں بابا مرا دل ہلے گا کیونکر — سب بیٹیاں ہیں کیا میں نہیں آپکی دختر
بے آپ کے یا شاہ نہ اس گھر میں رہونگی
اچھا میں کنیزوں ہی کے ہمراہ رہونگی

سب رونے لگیں سنکے یہ بیمار کی تقریر — چلائیں سکینہ کہ میں صدقے ترے ہمشیر
گھبرائے یہ فرمانے لگے حضرت شبیر — تم بیٹی کو سمجھاؤ ذرا اے بانوئے دلگیر
[illegible]
دن چڑھتا ہے اور آج کی منزل بھی کڑی ہے

یہ سنتے ہی بس ماں کی تو چھاتی بھر آئی — چلائی وہ ناشاد کہ ہے ہے مری جائی
زینب نے کہا گھر سے نکلتا ہے یہ بھائی — مر جانے سے کچھ کم نہیں صغرا کی جدائی
گھر لٹتا ہے کس طرح قیامت نہ بپا ہو
پہلا ہے یہ غم آگے خدا جانئے کیا ہو

آغاز سفر میں تو یہ ماتم ہے یہ کہرام — کیا دیکھیں دکھاتا ہے اس آغاز کا انجام
جنگل ہو کہ بستی ہو کہاں راحت و آرام — ماں روئیگی بیٹی سے بچھڑ کر سحر و شام
بستی بھی ہے جنگل جو کلیجہ نہ ہو بر میں
بھولیگی نہ چھوڑ گئے اکیلا جسے گھر میں

بیقرار صغرا اب جدائی سے جلتی ہوئی صغری اندیشہ مفارقت سے نڈھال صغری جواب دیتی ہے۔

تب کیا مجھے آیا کہ پیام اجل آیا — جو ہو مری راحت کی بنا میں خلل آیا
چھوڑا مجھے سب نے جو سفر کا محل آیا — کیا خوب مرے نخل تمنا میں پھل آیا
دل سخت کیا ماں نے مجھے غم ہے اسی کا
سچ ہے کہ نہیں کوئی زمانہ میں کسی کا

تنہائی میں رونے سے اتر جائیگی یہ تپ — ہاں درد بھی اب سر میں مرے ہوگا نہیں اب
تڑپا ہوگی تو جائیگی یہ اعضا شکنی سب — بہتر یہی ترکیب ہے لکھو یہی انسب
کم ہوگی حرارت الم و رنج و محن میں
غم کھانے سے آجائیگی طاقت مرے تن میں

سب چاہنے والے ہیں کریں کس کی شکایت — بابا کی یہ تقریر ہے بہنوں کی یہ صورت
چھوڑا نہیں بس پھوپھی اماں کی محبت — بولیں پھوپھی جان بھی واہ ری قسمت
فرقت کا الم میرے کلیجہ کو چھری ہے
سب اچھے ہیں لوگو مری تقدیر بری ہے

عاشق مرے شوہر میں بھیا کے ہیں واری — دو دن سے خبر بھی نہیں لی آکے ہماری
قاسم کو غرض کیا جو سنیں گریہ و زاری — میں کون ہوں سکینہ ہے چچا جان کو پیاری
اللہ تو ہے گر کوئی غمخوار نہیں ہے
سنتی مری بجز مقبر کو دشوار نہیں ہے

بیمار صغری کی چیخوں سے جگر پاش پاش ہو جاتے تھے ایک کہرام مچا ہوا تھا مگر مجبوری تھی آخر آپ نے (حضرت امام حسین رضی) نے فرمایا بیٹی گھبراؤ نہیں تمہارے مرض کے بڑھ جانے کے اندیشے سے تمھیں چھوڑے جا رہا ہے جس وقت صحت ہوگی فوراً بلا لوں گا۔

مدنی نانا کو الوداعی سلام

اس کے بعد آپ مدینہ منورہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو گئے ادب اور محبت عرض کیا۔ پیارے نانا تمہارا لاڈلا حسین جاتا ہے اور تمہارا نام لیتا ہوا جاتا ہے۔ سلام نانا جان سلام، سلام اے میرے شفیق و محبت کرنے والے

سلام!! بیکسوں کے حامی سلام، مصیبت زدوں کے والی سلام، مسکینوں کے غمگسار سلام! جاتا ہوں اور بیابان غربت میں قدم رکھتا ہوں کسی کی حسرت نہیں رہی کوئی آرزو نہیں رہی جس نے آپ کے آغوش محبت میں پرورش پانے کا شرف حاصل کر لیا ہو اسے اور آرزو ہی کیا رکھنی ہے دنیا کا وہ کونسا شرف ہے جس سے میں محروم رہا۔ نواسہ سردار انبیاء میرا نانا، خاتون جنت میری ماں، مدینۃ العلم میرے باپ!! آپکے نواسہ کو خلافت کی آرزو نہیں حکومت کی تمنا نہیں تمنا ہے تو یہ ہے کہ آپ کی امت کو راہِ راست پر دیکھوں! کلیجہ کٹتا ہے جب مسلمانوں کی محرومی قسمت پر نگاہ کرتا ہوں کچھ نانا جان خاندان رسالت کے چاند کو گہن نہ لگاؤں گا باطل کے آگے سر نہ جھکاؤں گا۔ قلق ہے کہ میری آنکھیں روضۂ اطہر کے آخری دیدار سے محروم چلیں تاہم بعید نہیں میں سب کچھ دل کی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ نانا جان آپ گواہ رہیں دشمنوں نے مجھے آپ کے قدموں سے جدا کیا بیت اللہ میں بھی نہیں رہنے دیا آپ کے پیارے نواسے کے سر قلم کئے جانے کا حکم نافذ ہو چکا ہے کوفی بلا رہے ہیں جانتا ہوں کہ ان سے چشم امید فضول ہے بابا جان کے ساتھ کیا کیا جو میرے ساتھ کریں گے۔ مگر اصرار کرتے ہیں بلاتے ہیں، تو جاتا ہوں۔ کچھ تو آپ کے نام لیوا نکل ہی آئیں گے۔ اچھا نانا جان! نہ ہی جاؤں کوفہ کا رخ نہ کروں۔ تو کہاں جاؤں کہاں رہوں دشمن مجھے کہیں رہنے بھی نہیں دیتے ہیں نہ ساتھ دیں گے نہ ہی دغا کریں گے کریں یہ سر باطل کے سامنے تو نہ جھکیگا۔ کٹ جائیگا۔ مگر یزید جیسے فاسق کی اطاعت نہ کریگا سر دیدوں گا آپ کی لاج رکھوں گا مگر دنیا کو جیتے جی یہ کہنے کا موقعہ تو نہ دوں گا کہ رسول خدا کے نواسہ نے بھی بیعت کر لی۔

نانا جان! مجھے تلواروں اور نیزوں کے بنے بلایا جا رہا ہے اور اس حال میں بلایا جا رہا ہے کہ نہ آپ کا سایہ میرے سر پر ہے اور نہ باپ کا نہ کوئی بھائی ہے اور نہ حقیقی دوست! جن پر مجھے ناز تھا وہ دنیا میں نہیں رہے جنھوں نے مجھے چکیاں پیس پیس کر پالا تھا وہ جنت الفردوس کی مکین بن گئیں۔ نانا جان میری بیچارگی حد سے زیادہ فزوں ہو گئی ایک مزدور کو چین نصیب ہے ایک جاہل اس آسمان کے نیچے جہاں چاہے بلا خلش بس رہ سکتا ہے غیر مسلم بے فکری سے زندگی بسر کرتے ہیں لیکن نہ مجھے چین ہے اور نہ قرار ہے نہ وطن میں سکون نصیب ہوا اور نہ پردیس میں کوئی صورت آرام نظر آتی ہے نانا جان دیکھ لیجئے یہ حالت ہے آپ کے اس نواسہ کی جس کی آنکھ پر آپ بے چین ہو جاتے تھے جسکے آنسو آپ دیکھ نہ سکتے تھے اچھا سلام، الوداع اے شہنشاہ دارین الوداع! الوداع!!

حضرت شبیر کا قافلہ

کنعان محمد کے حسینوں کا سفر ہے خورشید نقاب زہرہ جبینوں کا سفر ہے

چھٹتا ہے وطن گوشہ نشینوں کا سفر ہے ایک دن کا نہیں کوچ مہینوں کا سفر ہے

گھر چھوڑ کے بن کے بسانے کو چلے ہیں گلرو چمن دہر سے جانے کو چلے ہیں

گردش ہے اب اور فاطمہ زہرا کا قمر ہے

ایک ایک قدم راہ میں لٹ جانے کا ڈر ہے

بستی ہے نہ رستہ میں کہیں سایۂ شجر ہے درپیش ہے سختی کہ پہاڑوں کا سفر ہے

گرمی میں گرفتار محن ہوتے ہیں شبیرؓ

بچے لئے آوارہ وطن ہوتے ہیں شبیرؓ

حضرت شبیرؓ کے ساتھ اہل و عیال اور وابستگان دامن دولت کے علاوہ حسب ذیل افراد تھے۔ پانچ اخیافی بھائی حضرات عباس عثمان محمد عبداللہ اور جعفر۔ تین بھتیجے یعنی حضرت امام حسنؓ کے صاحبزادے۔ حضرت قاسم عبداللہ عمر۔ دو بھانجے یعنی حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے صاحبزادے حضرت عون اور محمد تین عمزاد بھائی یعنی فرزندان حضرت عقیل بن ابی طالب عبداللہ عبدالرحمن جعفر۔ کہا جاتا ہے کہ تمام اہل قافلہ کی تعداد دو سو بارہ تھی جس میں ۲۲ پھول چمنستان رسالت کے تھے۔

خاندان رسالت کا یہ قافلہ ذی الحجہ ۶۰ھ کو مکہ سے روانہ ہوا حج کا زمانہ تھا حضرت شبیرؓ حج کو چھوڑ کر جانے والے نہ تھے مگر وقت نازک تھا اور یہی اندیشہ تھا کہ حج ہی کے روز آپ احکام یزید کے ماتحت نہ صرف یہ کہ گرفتار ہو جائیں گے بلکہ خون کی ندیاں بہ جائیں گی۔ مکہ معظمہ سے کوئی ایک منزل ہی گئے ہوں گے کہ راستہ میں یمن کے خراج کثیر کا مدینہ لیجاتے ہوئے ایک قافلہ ملا حضرت امام حسینؓ نے لیکر اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور کہا کہ یزید کا اس پر کوئی حق نہیں ملازمین یزید خوف و دہشت کی وجہ سے کچھ نہ بول سکے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ ضبط نہ کر سکے تو پھر بھاگے ہوئے آئے اور سامنے ہوتے ہی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے فرمایا بھائی مجھے تیور برے نظر آتے ہیں خدا کے لئے نہ جاؤ کوفہ والے بزدل اور بیوفا کوفے والے کس کے ہوئے ہیں ان پر کوئی اعتبار نہیں تمہارے بعد اسلام کا کیا لطف رہے گا کیوں میری زندگی بھی بے کیف بناتے ہو۔

حضرت امام حسینؓ کی آنکھیں بھی پر نم ہو گئیں اب کچھ مدینہ سے لئے راہ عمل ہی کونسی باقی ہے کوفہ مخدوش ہے تو مکہ معظمہ میں کونسا امن ہے جہاں رہوں گا دشمن مجھے ڈھونڈ نکالیں گے بیعت کروں گا نہیں پھر جب موت یقینی ہی ہے تو مکہ معظمہ میں کیوں خونریزی کراؤں دیکھوں کوفہ میں رہکر شہید ہوں قضا الٰہی سے کسی کو مفر نہیں جو اللہ کو منظور ہے وہ ہو کر رہے گا اے میرے بھائی تم تو ہمراز و ہم مشرب ہو مجھے تو خود اپنی شہادت نظر آ رہی ہے کسی سے نہ کہا مگر تم سے چھپانا فضول ہے کیا میرے نانا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت میرے فرزند حسینؓ کے خون کی پیاسی ہے اور دریائے فرات کے کنارے شہید کیا جائیگا۔

دوسری مرتبہ یہ فرمایا تھا کہ میرا فرزند میرے بعد سرزمین طف میں شہید ہوگا

ہیں ہیں! بھائی عبداللہ تم تو رونے لگے! ارے تمہاری تو ہچکیاں بندھی جا رہی ہیں کیسی کم ہمتی کا اظہار کرتے ہو۔ شہدا کی موت موت نہیں زندگی ہے عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کیا کروں دل نہیں مانتا نہ جاؤ حضرت شبیرؓ مسکرائے جو محرم اسرار نہیں ہیں وہ ایسا کہیں تو بجا ہی ہے شہادت کی آرزو کرنا چاہیئے یا اس سے بھاگنا پھر قضائے الٰہیہ سے چاہے بھی تو نہیں بھاگ سکتا۔ سنو! یزید کی ہستی کیا ہے جو مجھے ہاتھ لگا سکے کوفہ والے کیا زہرہ رکھتے ہیں جو مجھے گزند پہنچا سکیں ایک اشارۂ چشم میں تباہ کیے جا سکتے ہیں لیکن ہم کون ہیں امر الٰہی میں چون و چرا کرنے والے جو معبودِ حقیقی کو مقصود ہے ہم اسی پر راضی ہیں تم سے یہ کہہ بھی دیا کہ ہم دونوں دنیائے روحانیت میں یکساں پرواز کر رہے ہیں لو کسی سے کیا کہوں لو کیا سمجھاؤں جاؤ واپس جاؤ اب ہماری تمہاری ملاقات جنت میں ہو گی صبر کرنا کسی سے ذکر نہ کرنا اسرار الٰہیہ کا اعلان و اظہار نامحرموں سے درست نہیں۔

حضرت عبداللہ کی آنکھوں میں ایک چمک پیدا ہوئی غور سے دیکھا اور پھر سر جھکا کر واپس چل دیئے ظاہر میں کچھ کہیں اور تمہیں در حقیقت یہ ہے کہ حضرت شبیرؓ کے لئے تاج شہادت ملائکہ مقربین پہلے ہی سے تیار کر رہے تھے اور آپ کو اس کا علم ہو چکا تھا، تاہم آپ ظواہر اسباب کی مطابقت میں عمل پیرا تھے اور راز کی کوئی بات زبان پر نہ لاتے تھے اور آگے بڑھے تو عرب کا مشہور شاعر فرزدق مل گیا اس نے زمین ادب چومی سلام کیا آپ نے پوچھا کوفہ کا کیا حال ہے کہنے لگا دل آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں دشمنوں کے ساتھ ہیں اور قضا کا فیصلہ آسمان کے ساتھ ہے۔

حضرت شبیرؓ شوق شہادت میں سرشار سرعت کے ساتھ بڑھے چلے جا رہے تھے کہ مقام ثعلبیہ میں پہنچے یہاں بکر اسدی سے ملاقات ہوئی اس نے دیکھتے ہی کہا کہ ان بچوں کی حالت پر رحم کیجئے اور واپس چلے جائیے ابن زیاد نے آپ کی گرفتاری و قتل کے لئے عمر ابن سعد کو متعین کر دیا ہے جو قادسیہ میں پڑا ہوا آپ کا انتظار کر رہا ہے مسلم اور ان کے کاشانۂ آرزو کے دونوں گرانبہا موتی خاک و خون میں لٹا دیئے گئے آپ کو بھائی اور بھتیجوں کی شہادت کی خبر سن کر قدرتاً شدید صدمہ پہنچا آنکھیں پرنم ہو گئیں مگر صبر کیا اور ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئے یہ رات آپ کی بڑی بے چینی کے ساتھ بسر ہوئی اور ہونی ہی چاہیئے تھی۔

کوفہ میں یزیدی فوج کا پھیلاؤ

ابن زیاد نے یزیدی فوجوں کو نہ صرف کوفے میں بلکہ اطراف میں پھیلا رکھا تھا اور تمام ناکوں اور گھاٹیوں پر مسلح جوان متعین تھے حضرت شبیر کسی طرح کوفہ میں داخل نہ ہو سکیں اور راستہ ہی میں ان کا کام تمام کر دیا جائے حضرت مسلم کے بھائی ان کی شہادت کی خبر سن کر بہت افروختہ ہوئے اور انہوں نے بھی عہد کر لیا کہ اب واپس نہ ہوں گے یا انتقام لیں گے یا یہیں شہید ہوں گے

صبح کو آپ اور آگے بڑھے تھے کہ ایک دیکھا کہ سامنے گرد اڑ رہی ہے اور گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازیں آ رہی ہیں گرد کا پردہ اٹھا تو معلوم ہوا کہ حضرت حر بن یزید تمیمی۔ فوج کا ایک دستہ ساتھ لئے بڑھے چلے آ رہے ہیں حر خاندان رسالت کے دوست اور ایک راستباز و باایمان آدمی تھے سامنے آتے ہی ادب سے جھک کے سلام کیا اور کہا کہ حضور آگے نہ بڑھیں اور فوراً واپس تشریف لے جائیں کیونکہ عمر و سعد پیچھے ایک عظیم لشکر لئے چلا آ رہا ہے اور کوفہ پورا کا پورا آپ سے برگشتہ ہو چکا ہے اور یہ حالت ہے کہ کوئی ایک متنفس بھی ایسا نہیں جو آپ کی حمایت میں کھڑا ہو سکے۔

حر نے اتنا اصرار کیا کہ آپ نے گھوڑے کی باگیں پیچھے موڑ دیں لیکن یہ پیچھے مڑنا ہی آگے بڑھنے ہی کے مترادف تھا جتنا چلتے تھے اتنا ہی بڑھتے تھے کہ آپ ایک مقام پر پہنچے وہاں گھوڑا خود بخود رک گیا آپ نے پوچھا اس مقام کا نام کیا ہے جب ملا طف آپ نے الحمد للہ کہا اور وہیں پڑاؤ ڈالنا چاہا آپ پڑاؤ ڈالنے ہی والے تھے کہ عمر و سعد پہنچ گیا آپ یہ دیکھ کر اپنے ساتھیوں کو جن میں ۳۲ فوجی جوان تھے اور ۲۷ خاندان کے افراد صف بندی کا حکم دیا عمر و سعد نے آگے بڑھ کر کہا حسینؓ ابن علیؓ سلام علیک میں جانتا ہوں کہ خلافت کے مستحق اور حقیقی صلاحیت کے حامل آپ ہی ہیں لیکن قدرت کو یہ منظور نہیں اس نے تاج یزید کے سر پر رکھا ہے آپ کے والد سے بھی خلافت نہ ہو سکی ان کی ساری زندگی جھگڑوں اور خرخشوں میں کٹی پھر آپ سے کیا ہو سکے گی اور آپ یزید کی جرار فوج سے کیا مقابلہ کر سکیں گے مناسب یہی ہے کہ اس ارادہ سے دستکش ہو جائیے میں یہ تو یقینی طور پر نہیں کہہ سکتا کہ فتح و فیروز مندی آپ کو نصیب ہو گی یا یزید کو لیکن خونریزی ضرور ہو گی۔

حضرت امام اور عمر و سعد کی گفتگو

ارض کربلا کوفہ سے کوئی دس میل کے فاصلہ پر لب فرات واقع ہے اب تو یہاں ایک بڑا شہر آباد ہے لیکن اس وقت یہ غیر آباد ریگستان تھا البتہ اس کے قرب و جوار میں کچھ چھوٹے چھوٹے دیہات ضرور تھے جن میں چند قبائل آباد تھے اسی میدان میں حضرت شبیرؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پڑے ہوئے تھے آپ نے عمر و سعد کی تقریر سن کر کہا کہ میں تین باتیں پیش کرتا ہوں اور محض خونریزی سے بچنے کے لئے اسے تیرے سامنے رکھتا ہوں۔ اولاً مدینہ واپس جانے اور رہنے کی اجازت دی جائے تاکہ بقیہ زندگی عبادت الٰہی میں بسر کروں۔ ثانیاً کسی دوسرے ملک کو نکل جانے کی اجازت دی جائے تاکہ وہاں جہاد کروں اور وطن اختیار کروں ثالثاً مجھے اجازت دی جائے کہ میں خود دمشق یزید کے پاس چلا جاؤں لیکن یہ تیسری چیز کچھ زیادہ پایۂ اعتبار نہیں رکھتی۔

عمر و سعد بھی ہو گیا اور کہا بہتر ہے میں ابن زیاد کو رپورٹ کرتا ہوں جو جواب ملیگا اس کی اطلاع آپ کو کر دوں گا جانتے ہو یہ عمرو سعد کون تھا یہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے فرزند ارجمند جنکی پوری زندگی جہاد و فتوحات میں گذری جن کی شمشیر خارا شگاف نے ایران کی قسمت کا فیصلہ کر دیا اور جنہوں نے عراق و ایران جیسے ممالک کو فتح کر کے خلافت اسلامیہ کے قدموں پر ڈالدیا اور جن کی ساری زندگی خدا پرستی اور خدا دوستی میں گذری وہی باپ یہاں یہ بیٹا پیدا ہوا یزید کے دربار میں پہنچا اور دین کو دنیا کے ہاتھ فروخت کرنے پر آمادہ ہو گیا اور وہ بھی اتنے ارزاں داموں کا علاقہ رے کی حکمرانی کی طمع میں اپنے رسول کے نواسہ پر لشکر لیکر چڑھ آیا۔

کئی روز تک دونوں لشکر آمنے سامنے پڑے رہے عمرو سعد نے ساری کیفیت ابن زیاد کو لکھ بھیجی اس شقی ازل نے کہا کہ جب تک حسین ابن علی آگے بڑھ کر ہاتھ پر یزید کی بیعت نہ کریں اس وقت تک کوئی گفتگو بیکار ہے عمرو سعد نے جو ابن زیاد کا جواب سنایا تو آپ سخت برہم ہوئے اور فرمایا ابن زیاد کی ہستی کیا ہے جو میری بیعت کی تمنا اپنے دل میں پرورش کر رہا ہے یزید قرابتدار تھا تو بس جب چاہوں اس کے پاس جا سکتا ہوں وہ کون ہوتا ہے جو پہلے مجھے اپنے پاس بلاتا ہے عمرو سعد نے پھر رپورٹ کی اس میں کوئی شقتہ لگ گیا ابن زیاد نے پھر وہی لکھا اور ساتھ ہی عمرو سعد کو بھی ایک ڈانٹ بتلائی کہ میں نے تجھے سلانے کے لئے متعین کیا تھا یا مصالحت کی گفتگو کرنے کے لئے اس خط کے پہنچتے ہی دونوں میں سے ایک کام کر یا تو حسین لا یا ان کے سر کو ساتھ ہی قاصد سے کہدیا کہ اگر عمرو سعد میرا حکم پڑھتے ہی لڑنے کو کھڑا ہو جائے تو خیر ورنہ اسے اسی وقت قید کر کے میرے پاس بھیجدے پھر میں اس کی جگہ دوسرا سردار مامور کر دوں گا۔

پیچھے ہی پیچھے شمر ذی الجوشن کو یہ لکھکر بھیجا عمرو سعد کا رویہ مجھے مشتبہ معلوم ہوتا ہے اس نے اس خدمت پر مامور ہوتے وقت ہی حیلے حوالے کئے تھے مگر جب میں نے اسے رے کا علاقہ دینا منظور کیا تو بمشکل راضی ہوا مجھے اب بھی اس کی نیت اچھی نہیں معلوم ہوتی تو جا اور اگر اسے سہل انگاری کے ساتھ کام کرتے دیکھے تو تو اس کا سر کاٹ لا میں نے قاصد سے کہدیا ہے مگر اس کے قید ہونے میں یہ اندیشہ بھی ہے کہ کہیں ہم آپس ہی میں نہ کٹ مریں اور خونریزی شروع نہ ہو جائے تو نے یہ خدمت انجام دے لی تو تجھے رے کا علاقہ دیدوں گا۔

شمر بولا منظور ہے مگر ایک شرط ہے وہ یہ کہ میری ایک بہن حضرت علیؓ کے نکاح میں تھی اس سے چار بیٹے ہیں عبداللہ، جعفر، عثمان، عباس اگر حسین ابن علی گرفتار ہو جائیں تو یہ چھوڑ دیئے جائیں ابن زیاد نے منظور کر لیا لیکن اس بدبخت و ابلیس کی شیطنت ملاحظہ فرمائیے کہ گو رشتہ داری کا تعلق رکھتا ہے اور رے کے علاقہ کی حکومت کی طمع میں اپنے بہنوئی کے بیٹے کا سر کھینچتا ہے دنیا میں ایسے ہی سعید ہیں جو دنیا کی خاطر علانیہ دین کو فروخت کرتے ہیں اور انھیں نہ دنیا کی رسوائی کا خیال ہوتا ہے اور نہ روز قیامت کی باز پرس کا۔

اندوہ و مصائب کی گھٹاؤں کا ہجوم

ابن زیاد کا تو سر پھیر چکا عمر بن سعد رونے کے لئے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اب میں مجبور ہوں اور مجھے انتقام اسنا د آچکے ہیں گریز کرتا ہوں تو ملازمت سے جاتا ہوں حضرت امام حسینؓ نے غور کے لئے ایک دن کی مہلت اور طلب کی جو دیدی گئی صبح کو قاصد پہنچا تھا شام کو شمر پہنچا اس نے جو سنا کہ ایک روز کی مہلت اور دیدی گئی تو وہ بہت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ میں تو ایک لمحہ کی مہلت بھی نہیں دینا چاہتا اگر تجھ میں ہمت نہیں تو الگ ہٹ فوج مجھے دے کہ میں مقابلہ کرتا ہوں ابن زیاد نے ساتھ ہی یہ حکم بھیجا تھا کہ فرات پر فوراً قبضہ کر لیا جائے اور حسین ابن علی کو اسی طرح پیاسا مارا جائے جس طرح ان کے باپ علی نے حضرت عثمانؓ کو پیاسا مارا تھا چنانچہ عمرو سعد نے اسی وقت عمرو بن الحجاج کی زیر قیادت پانچ سو سوار بھیج دیئے تھے جنہوں نے فرات کے پانی پر قبضہ کر لیا تھا حضرت امام کو جو خبر ہوئی تو آپ نے اپنے بھائی حضرت عباسؓ کو پچاس آدمیوں کے ساتھ پانی لینے بھیجا کہ کل جنگ ہو گی روانگی کے وقت تکلیف نہ ہو مگر وہاں لڑائی ہوئی اور پچاس کے پچاس آدمی ستمگار دون فوج یزید نے پانی لینے کی کوشش کے جرم میں شہید کر ڈالے اور صرف حضرت عباسؓ تنہا مگر مجروح واپس ہوئے اللہ اکبر ایک وہ زمانہ تھا کہ ایک کو پانی دیا جاتا تھا تو دوسرے کی پانی کے آواز پر وہ اس کی طرف پیالہ بڑھا دیتا تھا اور ابھی وہ اس سے منہ تک بھی نہ جانے پاتا تھا کہ تیسری اور آواز آتی تھی اور پیالہ ادھر چلا جاتا تھا اور اس طرح ساتوں اس تشنگی کے مارے ہوئے اس اسلامی ایثار کا شاندار مظاہرہ کر کے پیاسے ہی راہی ملک بقا ہوتے تھے اور بیس پچیس سال کے بعد ہی مسلمانوں کی فطرت میں یہ المناک انقلاب برپا ہو جاتا ہے کہ مسلمان مسلمانوں کو نہیں بلکہ خانوادہ رسول کو پیاسا مارنے کا تہیہ کرتے ہیں۔

عرب کی گرمی جھلس دینے والی دھوپ تپتی ہوئی ریت العطش کی پکار چھو سال بچوں کا ساتھ اور ترس کسی کو نہیں آتا مسلمانوں کو پانی کے بدلے آب شمشیر پلاتے ہیں اور کسے؟ ساقی کوثر کی اولاد کو! کیا گذری ہو گی اس مظلوم و مقدس قافلے پر جس کے ارکان پیاس سے بیتاب ہو رہے تھے جبھی سنا ہو گا کہ پانی نہیں ملا اور نہ ملنے کی کوئی امید رہی ہماری ذرا دیر کی پیاس میں کیا حالت ہوتی ہے پھر وہ تو ملک ملک عرب تھا جہاں کی گرمی اور پیاس قیامت خیز ہوتی ہے ان اللہ کے پیاروں نے یہ دلدوز اور حوصلہ

فرسا مصیبت و اذیت جس طرح برداشت کی اور جس صبر سے پیاس کو برداشت کرکے بیٹھے رہے وہ انہی کی ہمت تھی کہ کسی کی ابرو پر بل بھی نہ آیا اور کسی کو ایک بد دعا بھی نہ دی۔

صبح الم کی پہلی شعاع خونیں

دسویں محرم کی تھی اور جمعہ کا دن کہ آفتاب عالمتاب کانپتا اور یزیدیوں کے لشکر کو قہرناک شعاعوں سے دیکھتا ہوا طلوع ہوا۔ آسمان دم بخود کھڑا تھا اور زمین خاموش کہ حضرت سید الشہداء نے سرشاران شوق شہادت کے سامنے کھڑے ہو کر یہ فرمایا کہ "بیشک و بلاشبہ تم لوگ حق رفاقت ادا کر چکے اب بازی جسمانی اذیت سے گذر کر جانی تباہیوں پر آگئی ہے مجھے تو چلتے وقت وہم و گمان بھی نہ تھا کہ یہ وقت آئیگا اور تمہاری ان اذیتوں کو میں اپنی کھلی آنکھوں دیکھوں گا فوج اعداء کا شمار اور اندازہ بہت زیادہ ہے اور تم گنتی کے چند افراد ہو جنگ کا نتیجہ مظلومانہ موت کے سوا اور کچھ نہیں حق و باطل کے معرکہ و تصادم میں ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے اور یہی کچھ ہوتا نظر آرہا ہے میں تو اپنی حیات مستعار آج حیات آفریں کے سپرد کرنے والا ہوں زندگی سے ہاتھ اٹھا چکا ہوں رہے تم تو تمھیں میں اس وقت اپنی بیعت سے آزاد کرتا ہوں جس کا جہاں دل چاہے چلا جائے تم سے کسی کو کوئی معاندت نہیں۔ انھیں تو اپنے رسول کے نواسہ کے سر کی ضرورت ہے جسے میں پیدا کر دوں گا میں تو دنیا میں حاجتمندوں کی ضرورتیں پوری کیا کرتا رہا ہوں انھیں بھی محروم نہ رکھوں گا۔

اس ارشاد عالی کو سنکر سب از خود رفتہ و بیقرار ہو گئے اور تمام رفیقان دشت غربت و مظلومی نے جواب دیا کہ آپ نے بیشک ہمیں آزاد کر دینے آزادی دیدی لیکن کیا ہم سے یہ ممکن ہے کہ ہم اپنے نبی کریم کے نواسہ کو اس دیار الم میں تنہا چھوڑ کر چلے جائیں آخر مرنا اور اللہ اور اس کے رسول کو منہ دکھانا ہے آپ کو اور آپ کے بچوں کو اکیلا چھوڑ کر اپنی جانیں لیکر بھاگنا ہمارا منصب نہیں ہم سب آپ پر قربان ہوں گے ایک ایک جان آپ کے بابرکت قدموں پر فدا ہو گی جب تک ہم زندہ ہیں مجال کس کی ہے زہرہ کس کا ہے جو آپ کی طرف نگاہ بھر کر بھی دیکھ سکے ہم تھوڑے ہیں ہوا کریں موت تھوڑوں کو بھی آئے گی اور بہتوں کو بھی پھر کوئی وجہ نہیں کہ موت آتی ہے تو آپ کے قدموں میں کیوں نہ آئے"

اس کے بعد لوگوں نے پرجوش اور فلک شگاف نعرے لگائے اور اللہ اکبر کی غلغلہ انداز صدائیں اس شدت و شکوہ سے بلند ہوئیں کہ ساری فضا گونج اٹھی مصیبت میں کوئی ہمدردی کے دو لفظ بھی کہدے تو دل بھر آتا ہے مصیبت اور پھر حضرت شبیرؑ کی مصیبت جس کا محض تصور ہی انسان تو انسان پہاڑوں کے جگر شق کر دینے کو کافی ہے آپ کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور فرط تاثر سے آواز بھرا گئی اور فرمایا ہمارے دوستو اور وفا کیش رفیقو! اللہ

تمہاری عاقبت بخیر کرے اور تمہاری جانبازی و فداکاری بروز حشر مقبول ہو۔

سردار بنی طے کی پیشکش

حضرت شبیرؑ اسی عالم میں کھڑے ہوئے کارساز قدرت کی نیرنگیوں کا مشاہدہ فرما رہے تھے کہ قبیلہ بنی طے کا ایک سردار طرماح بن عدی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی شاہا مجھے تو خبر ہی نہ تھی میں تو کوفہ میں ایک کام کو آیا تھا یہاں آکر آپ کے الم جانگزا کی جگر سوز داستان سنکر صبر و شکیب کی عنان ہاتھ سے چھوٹ گئی اور از خود رفتگی و ماتم کے عالم میں اٹھا ہوا آپ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا ہوں آپ ہمارے آقا ہیں غضب ہوا کہ آپ نے کوفیوں پر اعتماد کرکے اس طرف باگیں اٹھائیں بہرکیف اب بھی کچھ نہیں بگڑا آپ میرے ساتھ چلے میں چلیے میں بیک وقت پانچ ہزار آزمودہ کار جوان آپ کے ساتھ کر دوں گا جو آپ کے قدموں پر اپنی جانیں نثار کر دیں گے آپ نے فرمایا اپنے رفقائے کار کو تنہا اس دشت الم میں چھوڑ کر میں کیونکر جا سکتا ہوں۔ ساتھیوں نے عرض کی آپ ضرور تشریف لیجائیں ہماری چنداں پرواہ نہ کریں آقا موجود ہے تو غلام ہزار ہو جائینگے حضرت شبیرؑ نے جوش میں فرمایا احمق ہوئے ہو دنیا بال بچوں اور احباب ہی کے دم سے ہے جب یہ نہیں تو زندگی بیکار اور جینا بیکار ہے اور میں نے تو رات ہی نانا جان کو خواب میں دیکھا ہے فرماتے تھے حسین فکر نہ کر آج ہی رات کو تو میرے پاس آجائیگا پھر اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے اور انہوں نے عرض کی آقا! اگر ہم بھی شہید ہو گئے تو آپ ہمیں ساتھ لیکر جنت الفردوس میں قدم رکھیں فرمایا قسم ہے رب العزت کی کہ تمہارے بغیر ایک قدم بھی نہ اٹھاؤں گا سردار بنی طے یہ باتیں سنکر مایوسانہ واپس ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ خیموں کے اردگرد خندق کھود کر جلد تیاری کر لی جائے اور اس میں آگ روشن کر دی جائے کہ اعدا قریب نہ آسکیں اس کی فوراً تعمیل کر دی گئی۔

برق ستم و قہر کی تڑپ

شمر لعین یہ دیکھ کر ردیف صفوں سے آگے نکل آیا اور کہا حسینؑ خوب کیا۔ یہاں بھی آگ اور وہاں بھی آگ! جیسا کہ تیرا باپ علیؑ آگ میں گیا۔ صرف اسی ایک فقرہ سے اس بدبخت و ظالم کے کفر و تسفل کی گہرائی معلوم ہو سکتی ہے حضرت شبیرؑ نے جواب دیا گھبراتا کیوں ہے تاخیر نہیں ہے تجھے جلد ہی معلوم ہو جائیگا کہ کون جہنم کا ایندھن بنتا ہے فدا کاروں کو بھی قدرتاً اس گستاخی پر طیش آیا وہ پہلے تیر سے اسے عجلت کے ساتھ جہنم کی حکومت پر بھیج دینا ہی چاہتے تھے کہ آپ نے روکا اور فرمایا ٹھہرو! ٹھہرو!! جلدی نہ کرو میں نہیں چاہتا کہ ابتدا میری طرف سے ہو۔

یہ حضرت شبیرؑ ہی کا حوصلہ تھا کہ مصائب و نوائب کی قہرباریوں کی گھنگھور گھٹاؤں کے ہجوم میں ہمت و سکون کے ساتھ مصروف انتظام تھے ورنہ ایسی حالت میں کہ

سامنے دشمنوں کا ٹڈی دل جان لینے کے لئے کھڑا ہو موت کا سامنا ہو اہل و عیال پاس ہوں خیموں کا پتہ بھی پانی ہو جاتا ہے گرمی کا موسم دھوپ کی تیزی، ریت پر خندق کی آگ کی لپٹ بال بچوں اور خیموں نالیوں پہ تشنگی غالب ہوتی پیاس کی تکلیف ہونے لگی ضبط نہ ہو سکا اور یک لخت اندر سے گریہ وزاری کی دردناک صدائیں بلند ہوئیں آپ اس وقت دوسرے کام میں مشغول تھے یہ آوازیں آپ کو گو نہ ناگوار ہوئیں آپ نے فوراً ایک شخص کو بلا کر پیام دیا کہ اس گریہ وزاری کو بند کراؤ دشمن قریب ہے وہ اسے ہماری شدت تکلیف پر محمول کرے گا اور شیر ہو جائے گا اور ہمارے بھی حوصلے پست ہو جائیں گے حقیقت بھی یہی ہے کہ تنہا میدان جنگ کے ہنگاموں میں جان دے دینا اور بات ہے لیکن شیر خوار بچوں اور پردہ دار بیویوں بہنوں اور بھانجیوں کے دلدوز مصائب اور شدید چیخوں کے مابین جان دینا اور نہ صرف یہ بلکہ اپنے لخت جگر کو اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے خاک و خون میں تڑپتے دیکھنا اور پھر ضبط کر جانا ہر ایک کا کام نہیں بشریت کیا چیز انسانیت بھی اس کی متحمل نہیں ہو سکتی حضرت شبیرؓ نے کسی عیش و عروج اور نشاط و اقتدار کے لئے یہ کڑیاں نہیں جھیلیں بلکہ محض اللہ اور حق کی خاطر یہ جگر سوز اور جانگسل اذیتیں برداشت کرتے رہے دنیا میں بڑے بڑے ہمت والے بڑے بڑے شجاع اور بڑے بڑے دلاور گزرے ہیں لیکن ان جانکندنیوں، ان اذیتوں اور ان دل شکنیوں کے سامنے میں جس نے اپنی ہمت و استقامت کو قائم رکھا ہو ایسا ایک بھی نہ ملیگا۔ کہیں نہ ملیگا۔ ملیگا تو صرف خانوادۂ رسالت میں میدان کربلا میں دشت فرات میں، حسین کا۔ لوگوں نے ماتم تو بہت کیا بہت سینہ کوبی کی مگر اس شیر بیشۂ اسلام کی فقید المثال استقامت اور بے نظیر شجاعت و حق نوازی سے سبق لینے اور کچھ حاصل کرنے والا ایک بھی پیدا نہ ہوا حضرت شبیرؓ کی یہ مظلومانہ بیکسی مسلمانوں کو رلانے کے سوا کچھ اور بھی تو بتانا چاہتی ہے رونے والے تو سب ہیں مگر کچھ سننے اور کچھ سیکھنے والا کوئی نہیں۔

رونے والیوں کو منع کر کے آپ نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور دعا کی کہ بار الٰہا جنہوں نے میری بیعت توڑی مجھ سے دغا کی ہے انہیں عجلت کے ساتھ سزا دے اور اس عہد شکنی پر ان کی خبر لے؟ دعا مانگنے کے فوراً بعد حضرت شبیرؓ نے اپنے ساتھیوں کی صف بندی شروع کی گھوڑے سے اتر کر اونٹنی پر سوار ہوئے ادھر ادھر چار دیکھا دائیں بائیں ۷۲ اہل بیت اور ۴۰ رفیقوں کو آراستہ کیا اس کے بعد آپ صف ہائے اعدا کے قریب گئے اور ان کے سامنے تقریر کرنے ہی والے تھے کہ یکایک خیموں سے پھر عورتوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں گوش زد ہوئیں انتہائی بے تابی سے بے ہاتھ ٹوٹ چکے تھے خورد سال بچے پیاس سے تڑپ رہے تھے زبانیں شدت تشنگی سے باہر نکل پڑی تھیں [illegible]

کوئی قطرہ نصیب ہوا تھا خاندان کی تباہی زن و بچہ کی رسوائی بیماری اور موت سامنے تھی ریگستان میں مرنے اور مرنے والوں پر رونے کے لئے بیٹھے ہوئے تھے انسان ہی تو تھے بچے ہی تو تھے عورتیں ہی تو تھیں یہ عورتیں بھی کون نازپروردہ شاہی گھرانے کی عیش و عشرت میں گزارتے ہوئے کبھی تکلیف دیکھی نہ تھی اور دیکھی تو ایسی کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے آنسو کس طرح نہ نکلتے صبر کیونکر آتا ضبط کس طرح کیا جاتا، سینہ پر پتھر کی سل رکھتے تھے مگر نہ رکھی جاتی تھی سانس بند کر لیتے تھے نہ ہوتا تھا بہت ضبط کیا مگر نہ برداشت اندوہ میں ہوش کسے تھا کثرت حزن نے ہوش و حواس کھو دئیے تھے نازو ادا کی غم نے دل و جگر کو پہلے ہی مجروح و بیتاب کر رکھا تھا ستانا تو تب، تحمل ہوتا کس طرح؟

لیکن آپ کو اس وقت یہ نالہ و شیون ناگوار گزرا کیونکہ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے سچ کہا تھا کہ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے جانا ٹھیک نہیں علی اکبر جاؤ انہیں منع کرو اور کہو کہ آج اور صبر کرو کل دل کھول کر رو لینا علی اکبرؓ تو ادھر روانہ ہوئے اور آپ نے اعداء کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ظالمو جانتے ہو کہ آج اس دشت غربت میں کون ہے اس نبی کا نواسہ جو نبیوں کا سردار تھا اس باپ کا بیٹا جو تمہارے رسول کا بھائی اور سابق الاسلام تھا اس ماں کا فرزند جو تمہارے رسول کی لخت جگر تھیں جو جانتا ہے وہ سن لے اور جو نہیں جانتا وہ جان لے اس حدیث کے خود رسول کریم کی زبان مبارک سے سننے والے ایک دو نہیں ہزاروں ہیں کہ رسول کریم نے یہ فرمایا تھا کہ حسنؓ و حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہیں یعنی میرے جنتی ہونے کی بشارت موجود ہے میں وہ ہوں جس نے کبھی نماز ترک نہیں کی، عہد شکنی نہیں کی کسی کا دل نہیں دکھایا کبھی جھوٹ نہیں بولا آج حضرت عیسیٰؑ کا گدھا بھی زندہ ہوتا تو عیسائی اس کی عزت کرتے حضرت موسیٰؑ کی کوئی نشانی بھی دنیا میں موجود باقی رہ گئی ہوتی تو یہود اسے اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے لیکن دیکھو تم جو کہ بہترین امت کہلاتے ہو اور تمہارے رسول کا نواسہ تمہارے سامنے زندہ موجود ہے اور تم اس کی خدمت کے لئے نہیں اس کے قتل کے لئے جمع ہوئے ہو، تمہیں خدا کا ڈر ہے نہ رسول اللہؐ سے شرم میں نے زندگی بھر میں کسی کا خون نہیں بہایا نہ مجھ پر کسی کا قرض ہے اور نہ قصاص پھر میرے خون کو تم حلال سمجھتے ہو۔ میں اب تو ایک تارک الدنیا شخص ہوں مدینہ منورہ میں اپنے نانا کے مزار پر خاموش بیٹھا ہوا یاد الٰہی میں مصروف تھا لیکن دشمنوں نے مجھے وہ چھوڑنے پر مجبور کر دیا کہ مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ شریف میں عبادت کرنے لگا تو تم کوفی آگے بڑھے مجھے خط پر خط لکھے سفارت پر سفارت بھیجیں اور اصرار کر کے مجھے کوفہ بلایا لیکن میں آگیا ہوں تو میرا سر کاٹنے کی فکر میں ہو اور تم میں یہ حر جو شامی ظلم کا ایک پیکر بنا ہوا سامنے کھڑا ہے اچھا میں آج تم سے وہ کہتا ہوں [illegible]

بہ نیل کے لئے رخصت مانگتا ہوں اگر تم مجھ پر ایمان لانا نہیں چاہتے تو نہ سہی مجھے یہ اجازت دیدو کہ میں تمہارے پاس سے چلا جاؤں میری مدد نہیں کرتے تو مجھے قتل بھی نہ کرو مجھے راستہ دیدو کہ میں بیت اللہ شریف یا مدینہ منورہ جا کر بیٹھ جاؤں اور وہیں اپنی بقیہ زندگی گذاروں اس کے بعد آخرت میں معلوم ہو جائے گا کہ حق کس کا تھا؟

جگر گوشہ بتول کی دعا

تقریر ایسی ولدوز اور لہجہ اتنا موثر تھا کہ پتھر بھی سنتے تو پانی ہو جاتے لیکن ان شقیا سے دولت ایمان پہلے ہی سلب ہو چکی تھی اور تمام حسنات محو ہو چکے تھے ان پر اب اثر ہوتا کسی ایک نے بھی جواب نہ دیا۔ حضرت شبیرؓ نے جب انتظار کر کے فرمایا الحمد للہ شکر ہے کہ میں نے حجت تمام کردی اور جو میرا حق تھا ادا کر دیا اس کے بعد جن کے خطوط موصول ہوئے تھے ان کے نام لیکر پکارا اور جب انہوں نے ان مکتوبات سے قطعی اور صاف انکار کر دیا تو آپ نے ان کے مکتوبات نکال نکال کر بآواز بلند پڑھوائے اور سنوائے جن میں دل ہوتے تو اثر ہوتا کوفیوں کی طرف سے یہ سرزنہ انہ جواب ملا کہ اچھا تمہیں ہی سہی ایسا کیا بھی تھا تو برا کیا تھا اب معاملہ صاف تھا آپ نے دست مبارک اٹھائے اور بارگاہ ربانی میں بخشوع وخضوع یہ دعا کی کہ خداوندا جتنی مصیبت مجھ پر پڑی ہے وہ تجھ پر روشن ہے شدید سراسیمگی میں مبتلا ہوں میری قوت جواب دے رہی ہے اس حالت میں تو ہی میرا وارث ہے اور تو ہی میرا حامی میرا انجام تیرے ہی ہاتھ میں ہے اے رحمت والے شان والے کرم والے کارسازی دکھا۔"

یہ دعا کرتے ہی آپ اونٹ سے اتر پڑے اور گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے رفقا کی صفیں دیکھیں اور دشمن کے حملے اور ابتدا کا انتظار کرنے لگے۔

چند لمحے ہی گذرے تھے کہ سامنے سے ایک شخص عبداللہ بن جون نکل کر آیا اور اس بدبخت نے آتے ہی کہا بشارت ہو دوزخ کی اے حسینؓ اسے کہتے ہیں ختم اللہ علی قلوبھم علیہم الصلوٰۃ اور یہ تھے اس آیت قرآنی کی تفسیر کے پیکر جو اندھے اور بہرے اور دل کے مجذوم ہو کر اپنے رسول اللہ کے نواسے کو بالکل بے قصور و معصوم جانتے ہوئے بھی دوزخ کی بشارت دیتے ہوئے نکلتے ہیں حیران ہیں کہ ہم ان مردودوں کے لئے کون سے الفاظ لکھیں اور قیاس میں نہیں آتا کہ جہنم کے کون سے درجہ میں ان کو جگہ ملیگی حضرت شبیرؓ کی زبان سے ابھی اتنا ہی نکلا تھا کہ خدا تجھی کو جلائے کہ دفعتاً اس کا گھوڑا بھڑکا اور دوڑ کر شعلہ زن خندق میں گرا اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں جل کر خاک سیاہ ہو گئے۔

حضرت حُر کی رفاقت

اس کے بعد حُر بن یزید دشمن کی صف سے نکل کر آئے اور آتے ہی کہا السلام علیک یا ابن رسول اللہ حضرت امام نے پوچھا کس ارادہ سے آیا ہے کہا جان نثاری کے لئے آپ کے دشمنوں سے لڑ کر جان دینے کے لئے حضرت شبیرؓ نے فرمایا بہتر! اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ شمر لعین یہ دیکھتے ہی بیتاب ہو گیا غصہ سے کانپنے لگا اور عمرو سعد سے کہنے لگا عجلت کرو یہ سب لوگ ایک ایک کر کے حسینؓ کی صفوں میں چلے جائینگے اتنا سنتے ہی عمرو سعد نے ایک تیر حضرت شبیر کے لشکر کی طرف پھینکا اور کہا لوگو گواہ رہنا پہلا تیر جس نے چلایا ہے وہ عمرو سعد ہے اس کے فوراً ہی بعد دو آدمی میدان میں آئے جن میں ایک زیاد کا غلام تھا اور دوسرا ابن زیاد کا آزاد کردہ تھا مقابلہ کرنے والوں کو آواز دی جواب میں حضرت شبیرؓ کے لشکر سے حبیب بن المطہر اور بریر بن الحصین نکلے حضرت شبیرؓ نے کہا کہ پہلے تم سردار ہو اور یہ غلام ہیں تمہاری شان یہ نہیں کہ تم غلاموں سے مقابلہ کرو مگر وہب بن عبداللہ کلبی باہر نکلے اور فرمانے لگے میں دونوں کو تنہا ہی کافی ہوں اور ایک ہی وار میں دونوں کے سر اڑا دیئے حضرت شبیرؓ کے لشکر سے نعرۂ تکبیر بلند ہوا۔

لشکر حریف سے ایک شخص سالم نکلا اور اس نے جھپٹ کر وہب کے ایک تلوار ماری جس کی ضرب سے ان کا بایاں بازو کٹ کر گر پڑا وہب نے ایک ہی ہاتھ سے بھرپور وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور پھر نعرۂ تکبیر بلند ہوا اس کے بعد لشکر شبیرؓ سے بریر بن الحصینؓ اور لشکر اعدا سے یزید بن معقل نکلے موخر الذکر ہیبت سے کانپنے لگا اور اسی حالت میں قتل ہو گیا کعب بن جابر الازدی نے حریف لشکر سے نکل کر حضرت بریر بن الحصینؓ کو شہید کر دیا عمر ابن قرظہ بھی شہید ہو گئے جن کا بھائی حریف لشکر میں تھا وہ اپنے بھائی کی شہادت دیکھ کر بیتاب ہو گیا برافروختگی کے عالم میں باہر نکل کر کہنے لگا اے کذاب تو نے میرے بھائی کو بہکا کر ساتھ ملایا اور اسے قتل کرا دیا۔ نافع بن ہلال نے آگے بڑھ کر فرمایا دنیا کے کتے شرم نہیں آتی رسول کریم کے نواسے کو گالیاں دیتا ہے زبان سنبھال کر بول یہ کہا اور ایک ہی وار میں اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اللہ کی شان ہے ایک ہی وقت ایک بھائی جنت میں جاتا ہے اور دوسرا جہنم میں پہنچتا ہے حضرت حر نے میدان میں آتے ہی اپنا تلوار سے بہت سے اشقیا کو جہنم پہنچایا یہ حالت تھی جدھر نکل جاتے تھے صفایا کر دیتے تھے۔

یہ جرات و سرشاری دیکھ کر عمرو سعد گھبرا گیا اور اس نے حکم دیا کہ اسے گھیر کر ختم کر دو چنانچہ ہر طرف ان پر نرغہ ہو گیا اور حضرت حر بہادرانہ لڑتے ہوئے شہید ہو گئے اب حریف نے سوچا کہ بنی فاطمہؓ سے مقابلہ آسان نہیں یہ تو اپنی جان سے ہاتھ دھو کر لڑ رہے ہیں ایک ایک کو مقابلہ پر بھیجنے کا سلسلہ جاری رہا تو یہ سب کو ختم کر کے رکھدیں گے اور لشکر کا لشکر تباہ ہو جائیگا اس لئے مناسب یہ ہے کہ ساری فوج مل کر انھیں پیس ڈالے اس مشورہ پر فوراً عمل کیا

لی بات تھی صرف تین گھوڑے زندہ رہے ایک حضرت شبیرؑ کا اور دو دونوں صاحبزادوں کے۔ گیا شامیوں کے حلق کے دل بھی خاک پر لوٹ پڑے اور اس شدت سے تیر برسائے کہ حضرت شبیرؑ کے لشکر کے جتنے گھوڑے تھے سب شہید ہو گئے اور

اب کیا تھا فوج اعدا چیونٹیوں کی طرح حضرت شبیرؑ کے لشکر پر ٹوٹ پڑی ریگستان تھا آتشی گرد اٹھی اور اوس کی آنچ اور پرائے کی تمیز نہیں رہی گھمسان کا رن پڑا کشتوں کے پشتے لگ گئے اسی طوفان میں قیس لعین نے خیمہ کی جانب رخ کیا حضرت شبیرؑ کے ایک رفیق نے تاک کر ایسا تیر مارا کہ اس کا گھوڑا اوپر تلے ہو گیا اور یہ لعین اوندھے منہ گرا معرکہ کا بازار گرم تھا خون کے فوارے ابل رہے تھے زخمیوں کی پکار اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی اتنے میں نماز کا وقت آگیا حضرت شبیرؑ نے کوفیوں سے کہا نماز پڑھنے تک لڑائی روک دو مگر وہاں اللہ کسے یاد تھا کسی نے پرواہ بھی نہ کی اور حضرت شبیرؑ کو نماز خوف ادا کرنی پڑی نماز ختم کر کے جو دیکھا تو آپ کی جماعت کا تقریباً خاتمہ ہو چکا تھا آپ نے چاہا خود آگے بڑھ کر حملہ کر دیں مگر ایک جانثار نے عرض کی سرکار جب تک ہم زندہ ہیں آپ کو رن میں نہ جانے دیں گے ابھی ہمیں اور فدا ہو لینے دیجیے ان بزرگ کا نام زہیرؓ تھا یہ کہہ کر آگے بڑھ کر حملہ کر دیا ایسا حملہ جس نے بڑوں بڑوں کے منہ پھیر دیئے اور سینکڑوں کو اکیلے جہنم میں پہنچایا۔ اس کے بعد تو یہ عالم ہو گیا کہ آپ کا ایک ایک جانثار سامنے آتا سلام کرتا اور اجازت لیکر اور سینکڑوں کو خاک و خون میں ملا کر شہید ہو جاتا اور آپ ہر ایک سے کہتے شاباش تم چلو میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے ہی آتا ہوں یہاں تک کہ سب جنت کو سدھار گئے کوئی لڑنے والا نہیں رہا اب نوبت خود سرکار اور سرکار کے بچوں اور بھائیوں پر آگئی۔

چمن فاطمی کا نونہال میدان کارزار میں

حضرت شبیرؑ نے خیمہ میں آکر کہا جتنے رفیق تھے وہ حق جاں نثاری ادا کر گئے اب میں جاتا ہوں اور شرف سعادت حاصل کرتا ہوں اس پر ایک ماتم مچ گیا اور سب نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ہم زندہ بیٹھے رہیں اور آپ ہماری آنکھوں کے سامنے شہید ہوں حضرت علی اکبر بولے ابا جان کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ میں یتیم ہو کر دشمنوں کے پنجہ میں گرفتار ہوں اور رسوا کیا جاؤں مجھے اجازت معرکہ آرائی عطا ہو آپ نے بچشم پرنم اجازت عطا کر دی علی اکبر سیدھے اپنی والدہ ماجدہ حضرت شہربانو کے پاس گئے اور سر جھکا کر خاموش کھڑے ہو گئے ؎

ماں کو منانے کیلئے بالک ہائے میں کھڑے   شوق رہ جنگ کا تھا بھاگنے میں کھڑے
ہاتھ جوڑے ہوئے گردن کو جھکائے ہیں کھڑے   ماں سے مرنے کیلئے آنکھ چرائے ہیں کھڑے

ماں نے پوچھا بیٹا کیا ضرورت ہے کیا کہتے ہو علی اکبر بولے میدان وغا میں جانے کی اجازت چاہتا ہوں ؎

یہ سخن سنتے ہی فرزند سے ماں ہو گئی سرد   دھیان آیا کہ جدا ہوتا ہے پسر مہر نبرد
مردنی پھر گئی چہرہ پہ اٹھا سینہ میں درد   دیکھ کر منہ بیٹے کا کانپنے لگی پھر کر دم سرد
تیرے بچھڑنے کی تو دل کی ہے کیا مرضی لگا   پھر نہ رخصت کا کبھی کہنا کہ مر جاؤں گی

علی اکبر اس پر مغموم ہو جاتے ہیں تو حضرت شہربانو فرماتی ہیں ؎

بولی ہاں ہو گئی آمدہ میرے پیارے بیٹا   کہہ دو آتی ہیں یہ باتیں تمہاری بیٹا
باپ پیارا تمھیں ماں نہیں پیاری بیٹا   دکھ یاں پہنچے نہیں فکر ہماری بیٹا
یہ بڑھاپے کا تو کیوں چاہتے ہو
پالنے والی کو برباد کیا چاہتے ہو
علی اکبر مری جنت کی طرف دیکھ آئی   اونہ ماری مری بستی کو نہ ویران کرو
چھوڑ کر ماں کو نہ تم کوچ کا سامان کرو   پھر فدا ہو جیو بیٹے مجھے قربان کرو
مرتے جیتے نہ تم گھر سے نکالو بیٹا
اپنی مادر کا جنازہ تو اٹھا لو بیٹا

بہر کیف بمشکل تمام ماں نے صبر کی سل سینہ پر رکھ کر اپنے نوجوان بیٹے کو ناموس ملت پر شہید ہونے کی اجازت دیدی اس وقت علی اکبرؑ پر ایک سرشاری کی کیفیت طاری تھی اور شوق شہادت سے مخمور تھے ؎

غل پڑ گیا کہ شوق سے اکبر کا کوچ ہے   نورِ نبی چلا مہ انور کا کوچ ہے
شہزادہ شبیہ پیمبر کا کوچ ہے   گلزار مصطفےٰ کے گل تر کا کوچ ہے
اس کربلا میں کون سی کرب و بلا نہیں
کتنے نونہال جو پھولا پھلا نہیں
حلقے سے بیکسوں کے جو نکلا وہ آفتاب   ہمراہ تھے سپر کے ماہ فلک جناب
بڑھنے لگا فرس پہ تو دل کو رہی نہ تاب   گھبرا کے شہ نے ہاتھ بڑھایا سوئے رکاب
تڑپا جو دل تو ہاتھوں کو حضرت کے تھام کے
سر رکھ دیا پسر نے قدم پر امام کے

معمولی بات نہیں ماں کی مامتا کی ماری ماں جانتی تھیں کہ میرا لاڈلا اب واپس نہیں آئیگا حضرت شبیرؑ بھی سمجھتے تھے کہ شہادت کے لئے اپنے نوجوان بیٹے کو بھیج رہا ہوں سفر کیا ہی کتنا تلخ اور المناک ہوتا ہے پھر سفر اور سفر آخرت اور ننھے ہی نوجوان اور تندرست و چاق و چوبند اولاد کا بس دل کی جو حالت ہوئی اس کا اندازہ صاحب اولاد ہی کر سکتے ہیں پوری دنیا نگاہوں میں تاریک ہو کر رہ گئی اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا آگیا۔

اور مظلوم کے بڑے بیٹے حضرت علی اکبرؑ نے میدان میں نکلتے ہی ایک پر شور رجز پڑھا تلوار میان سے کھینچی باپ کو سلام کیا اور گھوڑے کو ایڑ لگا کر لشکر اعدا میں گھس گئے کس باپ کے بیٹے تھے اور کس شیر الٰہی کے شیر تھے دشمن کے لشکر میں ایک طلاطم مچ گیا صفیں کی صفیں درہم برہم کر دیں بجلی کی سرعت سے دوڑتا اور اشقیا کی جانوں کا فیصلہ کرنا شروع کر دیا اس جوش اور اس پھرتی سے لڑ رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک برق تڑپ رہی ہے اور بحر و بر میں ایک تلاطم برپا ہے بہتوں کے پر صاف

کر دیئے جدھر تلوار پڑتی تھی سو تن کا فیصلہ کرتی ہوئی بڑھتی تھی۔

مبالغہ نہیں حقیقت ہے کہ اس نوجوان علی اکبرؑ نے حریف کے لشکر پر تو برتو بارہ حملے کئے اور ان میں دشمنوں کی صف بندی کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا بڑے بڑے شمشیر زن اور بڑے بڑے پہلوان عراقی شیث بطلوہ یحیوا سی کی تلوار سے بیک آن واحد شہر یار جہنم بن گئے۔

کوئی ہزار پیادے پھر بھی تن تنہا ہے اکیلا اکیلا ہے ایک شقی ازلی کو سینہ مبارک پر نیزہ مارنے اور مردود سرمنقذ ابن سعد کو پیچھے سے عین اس وقت سر اطہر پر تلوار کی بھرپور ضرب لگانے کا موقع مل ہی گیا حضرت علی اکبر یک لخت زمین پر آگرے اور آفتاب امید سیاہ ہو کر رہ گیا حضرت شبیرؑ کا دل ٹکڑے ٹکڑے رہ گئے خیمہ میں ایک کہرام مچ کر رہ گیا ؎

لاکھوں سے معرکے تپش آفتاب میں   دو دن کی پیاس سے تجھے مارا شباب میں

حضرت علی اکبرؑ کے بعد عبداللہ بن مسلم اور جعفر جعفر بن عقیل سینکڑوں کے سر و تن کا فیصلہ کر کے شہید ہو گئے اب حضرت شبیرؑ اور آپ کے پانچ بھائیوں عبداللہ جعفر عثمان اور محمدؑ کے اور حضرت قاسم علی اصغر و علی اوسط کے کوئی زندہ نہ رہا پانچوں بھائی ہاشمی شجاعت کے جوہر دکھاتے اور صف ہائے اعدا میں ہلچل ڈالتے ہوئے شہید ہو گئے تو قاسم ابن حسنؑ نے اپنی کمسنی کے باوجود جسم نازک پر اسلحہ سجائے حضرت شبیرؑ نے روکا تو انہوں نے خدا کی قسم دلائی کہ مجھے نہ روکئے مجھکو ناناجان کی زیارت کا ارمان ہے ضرور لڑوں گا!

غنچہ باغ فاطمیؑ

چمنستان رسالت کے بڑے بڑے بہار آفرین اور نکہت بیز پھول پامال ہو چکے تو اسی گلزار کا ایک غنچہ قاسمؑ میدان میں آیا عمر ہی کیا تھی کھیل کود کے دن تھے لیکن رگوں میں ہاشمی خون دوڑ رہا تھا جوش آہی گیا نہ ضبط ہو سکا چلا گیا اور جاتے ہی شامی فوج سے مخاطب ہو کر کہا بچہ سمجھ کر نہ ہنسو گلشن ہاشمی ہی کی کلی ہوں بلا دس پانچ کی جان لئے شہید نہ ہوں گا باتیں کیا بناتے ہو ظالمو میری کمسنی پر رحم آرہا ہے کمبختو تمہیں رحم سے کیا سروکار آؤ آؤ! جلد آؤ! میرے بھائیوں عزیزوں اور بزرگوں کا کلیجہ پاش پاش کیا ہے میرا بھی دل چھید ڈالو مجھے بھی ناناجان کی زیارت کا شوق میدان میں لے آیا ہے آج نہ سہی کل لوگ کہیں گے اس خاندان جلیلی کے بچے بھی بہشت کے شوقین نکلے وہ بھی لڑے اور مسکراتے ہوئے شہید کر دیئے گئے۔

قاسم کمسن و خورد سال بچہ تو تھا مگر خوب لڑا بیباکانہ لڑا دلیرانہ لڑا اور تو کہیں ہاتھ پڑ نہ سکتا تھا باہیں نازک اور چھوٹی تھیں مگر گھوڑے کو بڑھا بڑھا کر اپنے نیزے سے بیسیوں چہرے مجروح کر ڈالے ایک جہنمی عمرو بن سعد الازدی نے اس غنچہ گلستان نبوت کو بھی مسل ڈالا حضرت شبیرؑ دوڑ کر نعش اٹھا لے گئے آپ کا گھوڑا زخمی ہو کر رہ گیا اور پیادہ پا رہ گئے۔

شیر کربلا کی معرکہ آرائی

بی بی فاطمہؑ کا باغ اجڑ چکا

نہ کوئی نہال باقی رہا اور نہ پھول غنچے بھی پامال ہو گئے اور سارے پھول بھی ایک ایک کر کے مسل ڈالے گئے بھرے کا بھرا گلشن دستبرد ستم کی نذر ہو گیا نہ ڈالی رہی اور نہ کوئی پنکھڑی ایک حضرت شبیرؑ سرو کی طرح تنہا کھڑے کے کھڑے خاموش رہ گئے خدا ہی جانتا ہے کہ اس انجمن کی ویرانی و نامرادی پر دل کی کیا حالت ہو گی سینہ چاک دل دو نیم اور جگر پاش پاش نہ جینے میں لطف اور نہ آنکھ کھولنے میں سکون دیکھیں تو کسے دیکھیں اور بات کریں تو کس سے کلیجہ کٹ گیا جگر کے ٹکڑے منتشر ہو گئے دنیا نگاہوں میں تاریک ہر طرف اندوہ و غم کی تاریکی حلق خشک چہرہ پژمردہ زندہ بشکل مردہ ایک بیک جھرجھری آئی شوق شہادت اور قوت ایمانی نے جھٹکا دیا نظر اٹھائی تو ایک طرف جوان بھائیوں کی نعشیں لہو لہان پڑی تھیں اور دوسری طرف بر شباب داماد بیکر علی اکبر خون میں نہایا ہوا انتظار فردوس میں مشغول تھا آپ نے سب طرف دیکھا آپ کی طرف دیکھنے والا خدا کے سوا کون رہ گیا تھا حضرت امام زین العابدین علیل تھے بیمار بچھونے پر کراہ رہے تھے باپ کی یہ اس بائستگی اور کرب و اندوہ دیکھ کر دبے پاؤں اٹھے بچھونے سے ہتھیار لگائے اور نگاہ بچا کر یک بیک سامنے آکھڑے ہوئے سلام کیا اور رن میں جانے کی اجازت طلب کی انسان تھے پہلو میں دل رکھتے تھے مگر وہ دل جو اندوہ و کرب کی ٹیس زخموں سے نڈھال ہو چکا تھا عابد بیمار کو تیار اور قربان ہونے پر آمادہ دیکھ کر دیوانگی غم کے عالم میں چیخ پڑے اے روکو نہ جانے دو اس سے نسل چلے گی بی بی فاطمہؑ کا نام دنیا میں باقی رہے گا جواب دینے والا اور روکنے والا بیواؤں اور بیکس عورتوں کے سوا کون تھا وہ خود جواب دینے قابل نہ تھیں ان پر کوہ غم کا دباؤ پڑ گیا تھا سکتہ کے عالم میں تھیں آنکھیں کھلیں چہرے زرد مگر زندہ کسی نہ کسی طرح حضرت بی بی ام کلثومؑ دوڑیں اور بیمار عابد کو جبراً روک لیا۔

حضرت شبیرؑ نے اسی وقت فرمایا لاؤ میرے عبداللہ علی اصغر کو لاؤ اپنی گود میں لیلوں پیار کر لوں اچھی طرح دیکھ لوں دل بھر کر دیکھ لوں حضرت شہربانوؑ نے دوڑ کر علی اصغر کو آغوش میں دیدیا والہانہ پیار کرتے رہے اور اسی طرح پیار کرتے ہوئے باہر آ گئے بچہ شیرخوار بچہ بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو رہا تھا حلق خشک تھا آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے آپ سے نہ رہا گیا کوفیوں سے کہنے لگے مجرم ہوں تو میں قصور ہے تو میرا ہے شیرخوار نے کیا بگاڑا ہے دیکھو تو ننھی سی جان پیاس سے بیتاب ہے زبان میں کانٹے پڑ گئے ہیں اس کے حلق میں ڈالنے کے لئے تو پانی کے دو قطرے دیدو کوئی انسان ہوتے پہلو میں دل اور دل میں درد رکھتے تو تڑپ جاتے لیکن جو شیاطین سے بھی ممکن نہیں وہ انہوں نے کیا اور پانی کے بجائے ایک تیر مار کر اس کا حلق چھید دیا جسے ابھی ابھی پیار کیا جا رہا تھا جس کی آخری آرزوئے دیدار پوری کی جا رہی تھی وہ گود ہی میں تڑپنے لگا اور تڑپتے

ہی تڑپ کے باپ کے سینہ پر سر رکھکر جان دیدی۔

حضرت شبیرؑ کے دلپر جو گذری جگر ہی جو ناسور پڑا کلیجہ میں جو ہوک اٹھی ہوگی وہ جانیں یا خدا لیکن ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ ضعف انتہا کو پہنچ گیا جتنی ہو سکتی ہے وہ پہنچ گئی حضرت شبیرؑ کی رگوں میں تناؤ پیدا ہوا اور سانس میں ڈھیلا پن پیدا ہوا روح تحلیل سی ہونے لگی یہ ننھا سا چراغ بھی بجھ گیا اسی وقت اللہ سے صبر و استقامت کی دعا مانگی اور لاشہ بھی خاموشی کے ساتھ جوان نعشوں کے پاس جاکر رکھدیا اس کے بعد حضرت شبیرؑ حرم میں تشریف لے گئے اور جسم مبارک پر ہتھیار سجانے لگے ہرطرف ایک کہرام مچ گیا۔

روتے ہوئے حرم میں گئے قبلۂ انام — تڑپی ہوئے لخت جگر کے قبا تمام
رخ زرد دل میں درد بدن سوختہ تمام — طاقت نہ قلب میں نہ بدن میں ہی کچھ نام
یہ درد تھا بکا میں کہ دل کو کڑے ہوتے تھے
یہ حال تھا کہ رونے پہ دشمن بھی روتے تھے

فرمایا شہ نے ماں سفر ناگزیر ہے — آؤ گلے لگو کہ یہ صحبت اخیر ہے
اب آرزوئے تربت خدائے قدیر ہے — تنہا ہیں ہم سپاہ مخالف کثیر ہے
طے ہو یہ مرحلہ جو اعانت خدا کرے
جس کا نہ کوئی دوست ہو بی بی وہ کیا کرے

سنکر مصیبت پدر بیکس و حزیں — بولیں بلائیں باپ کی لیکر وہ نازنیں
تکلو بلا کے بن سے کہیں یا امام دیں — آقا سوا حضور کے میرا کوئی نہیں
صدقے مدینہ کو چلو یا نجف چلو
للہ ساتھ لیلو مجھے جس طرف چلو

روتے ہوئے وہاں گئے شاہ خوشخصال — دیکھا کہ غش میں خاک پہ بکھرے ہوئے ہیں بال
شبیرؑ جھکے یہ پکارے بصد ملال — اے شہربانو ہوش میں آؤ یہ کیا ہے حال
سچ ہے فلک نے تم کو بڑے صدمے دئے ہیں
صاحب اٹھو ہم آخری رخصت کو آئے ہیں

سنکر صدا حسینؑ کی چونکی وہ نوحہ گر — کی عرض سر جھکا کے قدم پر بچشم تر
تنہا حضور آئے ہیں باندھے ہوئے کمر — صاحب کہاں ہے منتوں والا مرا پسر
ایسے نہیں جو دکھ میں جدا ہوں وہ باپ ہے
اپنی مرادوں والے کو میں مانگی آپ سے

اے جان فاطمہ مرا پیارا کہاں گیا — سیدانیوں کی آنکھ کا تارا کہاں گیا
ہاں بولو اپنے سرو سہی قد کو دیکھ لوں — اک بار پھر شبیہ محمد کو دیکھ لوں
یہ غش میں خطا آئی ہیں میں اشکبار ہوں — ان کی خطا نہیں ہے میں تقصیروار ہوں
بائی ہوں ان کی آپکی خدمتگزار ہوں — اب رحم کیجئے کہ بہت بیقرار ہوں
تکلیف گرچہ ہوگی شہ مشرقین کو
لے آئیے ستا کے مرے نور عین کو

تھیں یہ سخن کے کہتے تھے شاہ بحروبر — یارب جدا نہ ہو کسی ماں سے جواں پسر

بانو کے بیاں کہاں ہے وہ مہ سیما — ہمشکل مصطفیٰ تو گئے فاطمہ کے گھر
ہر دکھ میں صبر کرتے ہیں جو حق شناس ہیں
جسنے تمہیں دیا تھا وہ اب اُسکے پاس ہیں

جاتے ہیں ہم وہیں کہ جہاں پر وہ لالہ فام — دینا جو اپنے لال کو دینا ہو کچھ پیام
سنکر یہ ذکر ہوش میں آئی وہ نیک نام — سمجھی کہ گھر تباہ ہوا اب چلے امام
خنجر سے حلق شاہ کے کٹنے کا طور ہے
بستی اجڑ کے تخت الٹنے کا دور ہے

دامن پکڑ کے شاہ کا بولی وہ دلفگار — اے ابن فاطمہ یہ کنیز آپ پر نثار
بعد آپ کے جو لوٹنا ہیں ستم شعار — بیٹھے کہاں یہ بیکس و غمگین و سوگوار
کچھ حق میں اس کنیز کے فرماتے جائیے
صاحب کسی جگہ مجھے بٹھلاتے جائیے

میں وہ ہوں جو کہ قید میں آئی تھی یا امام — مشہور ہوں کنیز امام فلک مقام
پاس آپکے ہے ناکہ کیا قبلۂ انام — گر قید ہو گئی تو کہیں گے یہ خاص و عام
بندی چلی ہے شام کو آل رسولؐ کی
دیکھو یہی بہو ہے علیؑ و بتولؑ کی

فرمایا شہ نے حافظ و ناصر ہے ذوالجلال — زہراؑ کی بیٹیوں کی رہے تم شریک حال
زینب کو دیکھو سر پہ نہ بھائی نہ دونوں لال — صاحب تمہارے ساتھ ہے عابد خوشخصال
بے وارثوں کا وارث و والی اللہ ہے
دیکھو ڈگے نہ پاؤں کہ مشکل کی راہ ہے

لو الوداع لاش پہ اب آکے رو لیو — لیکن نہ خاک اڑا کے نہ چلا کے رو لیو
زانو پہ سر کو شرم سے جھکا کے رو لیو — قبر رسول پاکؐ پہ ہاں جا کے رو لیو
لٹنے میں صبر شکر تباہی میں چاہیے
رونا بشر کو خوف الٰہی میں چاہیے

الغرض حضرت شبیرؑ سب کو تسکین و تسلی دیکر اور معروف شیون و آہ چھوڑ کر خیمہ سے باہر چلے آئے اور میدان جنگ کا رخ کیا۔ دن ڈھل چکا ہے آفتاب عالمتاب حضرت شبیرؑ کے نظارہ دیدار کے لئے جھکتا ہے شام سے پہلے فلک پر شفق نمودار ہے دھوپ خوف و افسردہ سے زرد پڑ گئی ہے فضا خاموش ہے اور آسمان چپ سناٹے میں کھڑا یہ ہولناک اور جانسوز تماشہ دیکھ رہا ہے۔

نرالے میدان کا نرالا اسیر

دنیا میں رلانے جانا اور یہ سمجھکر جانا کہ ہم مر جائینگے اور زندہ نہ لوٹیں گے ضرور کوئی ایسا نیا اور انوکھا منظر نہیں جو چشم فلک نے صدیوں میں کبھی نہ دیکھا ہو کیونکہ کبھی ایسے مایوس نظارے بھی دنیا کے سامنے آئے ہیں۔ لیکن اٹھیئے اور تاریخ عالم کا ایک ایک صفحہ الٹ ڈالئے ایک ایک سطر پڑھ ڈالئے اور اوراق حیرت دیکھ جائیے یہ جنگ یہ قیامت خیز منظر آپ کو کبھی کسی زمانہ میں بھی کسی فضا میں بھی نظر نہ آئیگا جو آپ نے کربلا میں دیکھا اور جو کا رسانہ قدرت نے فرات کے کنارے دکھایا

دنیا میں بڑی بڑی اندوہناک موتیں ہوئیں بڑے بڑے دلدوز سانحہ رونما ہوئے بڑی بڑی ظلم و ستم کی صورتیں دیکھی گئیں مگر نہ دیکھی گئی تو ایسی جیسی صورت پاک حضرت شبیر کی تھی آگ میں زندہ جھونک دینے شہتیروں ستونوں سے باندھ کر آگ لگا دینے کو ٹھوں میں چنوا دینے زندہ کو توپ دم کرانے ایک ایک عضو کاٹ کر رکھ دینے اور گوناگوں عذاب سے مرنے اور مارنے کی مثالیں بھی دنیا میں موجود ہیں لیکن نہیں ہے اور نہیں ملے گی تو کہیں ایسی دہشت انگیز و دہشت بار مثال جیسی حضور شبیر رض کی گرانمایہ و گرانقدر ہستی نے میدان کربلا میں پیش کی اور اس شان سے پیش کی کہ پتھر کے جگر پانی ہو کر بہ گئے۔

شہنشاہ دو عالم کا نواسہ، مدینۃ العلم شیر خدا کا لخت جگر سلطنت اسلامیہ کے وارث و فرمانروا کا نور چشم تاجدار ایران کی شکوہ و سطوت کا امین ناز و نعمت کا پروردہ بہترین خلائق اور اس وقت کی دنیا کا افضل ترین انسان فریب و دغا میں پھنستا ہے دوست دشمن ہو جاتے ہیں اور اپنے غیر بنکر دھوکہ دیتے ہیں عرب کا تپتا ہوا ریگستان مئی جون کے مہینے کا آفتاب خط استوا پر اپنی پوری حرارتوں تمازتوں اور التہاب آرائیوں کے ساتھ چمک ہی نہیں رہا آگ برسا رہا ہے یہاں ہزاروں نہیں لاکھوں بھیڑیوں اور انسان نما درندوں کے ہجوم میں آ جاتا ہے آنکھوں کے سامنے ایک ایک کر کے تمام دوست اور جملہ رفیق کٹ جاتے ہیں گھر والوں کی باری آتی ہے تو عزیز بھانجے، محبوب بھتیجے پیارے بھائی اور لاڈلے بیٹے سب باری باری جاتے ہیں اور جام شہادت نوش کرتے ہیں آغوش شفقت کی نشانی ایک شیر خوار رہ جاتا ہے وہ گود ہی میں تیر جفا کا نشانہ بنتا ہے اور سینہ پر سر رکھ کے دم توڑ دیتا ہے۔

ایک طرف جاں نثاروں کی لاشیں پیکر حسرت بنی پڑی ہیں دوسری طرف بھائی بھتیجے خون میں نہائے پڑے ہیں تیسری طرف جوان بیٹوں کی لاشیں بے گور و کفن پڑی دنیا کو نگاہوں میں تاریک بنا رہی ہیں چوتھی جانب سراپردۂ عفاف بھاوجیں، بہنیں، بھتیجیاں، بیٹیاں اور بیبیاں تشنگی سے بیقرار حزن و اندوہ سے نڈھال و شیون و فغاں سے نیم مردہ نظر آ رہی ہیں جنھوں نے کبھی اپنے کاشانۂ راحت سے قدم باہر نہ نکالا تھا اور جو یہ جانتی ہی نہیں کہ مصیبت کے سیلاب کیونکر آتے ہیں تباہی و ہلاکت کے گرداب میں جہاز کس طرح پھنستا ہے اور اذیت و تکلیف کی زندگی کیسی ہوتی ہے؟

یہ جانتے ہیں کہ ان پردگیان عفاف کا حامی و ناصر زیر آسمان کوئی نہیں خیمے لٹ گئے، قید ہو گی، دشمن ستائیں گے بری طرح پیش آئیں گے ان کے دکھے ہوئے دل دکھیں گے یہ ایک ایک کا منہ تکیں گی اور کوئی انھیں تسلی دینے والا نہ ہوگا خواریاں ہونگی ذلیل کی جائیں گی یہ سمجھتے ہیں کہ میں جا کر اب واپس نہ لوٹوں گا اور ان بیکسوں پر حزن و اندوہ کے اور پہاڑ ٹوٹ پڑیں گے کس کی ہمت ہے کہ اپنا چور چور قلب پاش پاش جگر لیکر ان بیکس و دل شکستہ غم نصیبوں کو اس مصیبت میں چھوڑ کر قدم اٹھائے اور وہ بھی مرنے کے لئے شہید ہونے کے لئے [illegible]

دو آنسو گرانے کیلئے لیکن یہ حضرت شبیر رض کا حوصلہ تھا کہ حق اور راہ حق کی خاطر دنیا کے انتہائی عذاب و عقاب برداشت کئے سب کچھ دیکھا سب کچھ سنا اور سب کچھ برداشت کیا پر اف تک نہ کی۔

ہولناک مصائب اور ہولناک جنگ کی ہولناکیاں

غور کیجئے جس وقت آپ نے لشکر نصیب [illegible] کو گریاں و نالاں چھوڑ کر آخری قدم اٹھایا ہوگا میدان میں پڑی ہوئی جوان و نوبہار لاشوں پر نظر ڈالی ہوگی اور تین دن کے بھوکے پیاسے آگے بڑھے ہوں گے اس وقت آپ کے قلب کا کیا حال ہوگا پتھر کے جگر ہوتے تو پانی ہو کر بہ جاتے دریاؤں کے اعماق میں قلب ہوتا تو پانی میں شعلے بھڑک اٹھتے فضائے بسیط میں کوئی حس پیدا ہوتی تو بجلیاں تڑپنے لگتیں اور کوئی دوسرا انسان ہوتا تو دیوانہ ہو گیا ہوتا سارے حیات فنا ہو جاتے بیٹھتا تو بیٹھا رہ جاتا نہ سنبھل سکتا کھڑا ہوتا تو کھڑے ہو کر قدم نہ اٹھا سکتا، دیکھتا تو دیکھتا رہ جاتا غم سا غم تھا اور اذیت سی اذیت! نہ ایسی مصیبت صاعقہ بنکر کسی پر گری اور نہ گر سکتی ہے اور نہ ایسی تکلیف کسی پر پڑی اور نہ اس کی عشر عشیر تکالیف میں بھی کوئی اپنے ہوش و حواس برقرار رکھ سکتا ہے ایک پیکر صبر پاس وفا کے ایک مجسمہ تھے المدحزن کے ایسی بڑی تھی کہ اٹھائے نہ اٹھتی تھی مظلومیاں بھی ہوتی ہیں پر نہ ایسی مصیبتیں بھی آتی ہیں پر نہ اتنی قہرمان شکل میں گھر بھی لٹتے ہیں مگر نہ اس بربادی و جانبازی کے ساتھ۔

بس یوں سمجھئے کہ حضرت شبیر رض کے گھر سے قدم اٹھاتے ہی زمین و آسمان تھرانے لگے فرشتوں کی دنیا میں ایک تہلکہ پڑ گیا فضا کانپنے لگی اور کائنات کی زبان پر الامان آ گیا رونے کو تو زمین و آسمان روئے، شجر و حجر روئے، بحر و بر روئے جن و انس روئے ہم بھی روتے ہیں دنیا روتی ہے اور روتی رہے گی لیکن رونے والے سمجھتے کہ یہ ہوا کیا کس جرم میں ہوا؟ کس طرح ہوا؟ کیونکر ہوا؟ اور ہوا بھی تو برداشت کیسے کیا گیا دل کیوں نہ پھٹ گیا جگر پاش پاش ہونے سے کیسے رہ گیا اور اس سے کیا سبق ملتا ہے کیا سبق لینا اور کیا سبق سیکھنا چاہیئے کاش مسلمان سیکھیں جانیں اور سمجھیں کہ ماتم کرنے اور رونے سے یہ جاننا اور سیکھنا کہیں بہتر ہے۔

شیر ہاشمی کی گرج

غرض یہ ہے کہ حضرت شبیر تین شبانہ روز کے بھوکے پیاسے سب کو گریاں و نالاں چھوڑ کر سینہ پر صبر کی گرانبار سل رکھے ہوئے یکہ و تنہا میدان جنگ میں آ گئے اور آتے ہی پر جوش الفاظ میں للکارا کہ ظالمو! اب رحم والو میں بھی آ گیا کہ نبی فاطمہ رض کی کشتی شکستہ کا آخری آدمی ہوں [illegible] خنجر آزمائی کر لو اور اپنے قلب کی جتنی [illegible] ارمان ہیں اب انھیں بھی پوری کر کے اپنے سلگتے ہوئے کلیجے اور جلتے ہوئے جگر کی آگ بجھا لو آؤ! آؤ!! دیر نہ کرو!!! تامل کیا ہے بڑھو لڑو مارو اور مردو جرات دکھاؤ اور دیکھو سامنے کھڑا ہوں آپ کی اس پر رعب و جلال للکار سے اشقیا کے کلیجے کانپ گئے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا کوئی ہیبت سے آگے نہ بڑھا لیکن [illegible]

پھر دل کا غلبہ بڑھنے لگا حضرت شبیرؓ پھرے ہوئے شیر کی طرح جھپٹے اور خود صف اعدا میں گھس گئے دیکھتے ہی دیکھتے میمنہ اور میسرہ دونوں کو الٹ کر رکھ دیا جدھر رخ کرتے تھے لوگ کائی کی طرح پھٹ جاتے تھے جس پر تلوار اٹھتی تھی وہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے رہتی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تیز رفتار مچھلی ہے جو سمندر میں سرعت کے ساتھ پھر رہی ہے اور جدھر جاتی ہے نکل جاتی ہے چلی جاتی ہے آفتاب کی شعاعوں میں تلوار اٹھتی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک بجلی ہے جو فضا میں کوند رہی ہے اور اس کی تڑپ سے سینکڑوں جانوں کا خاتمہ ہوتا چلا جا رہا ہے جتنے آدمی بھی سامنے آ گئے بچ کر نہ گئے جو بھی زد پر آگیا وہ ختم ہو کر رہ گیا آپ کے بھی زخم پر زخم لگ رہے تھے جسم مبارک لہو لہان ہو رہا تھا لیکن آپ اس شان و شکوہ کے ساتھ ڈٹے اور حملے کئے جاتے تھے کہ دشمنوں پر ہیبت طاری ہو گئی حیران تھے سراسیمہ تھے ہزاروں تھے مگر سمجھ نہ چلتا تھا کہ کیا کریں اور کس طرح اس شیر بیشۂ رسالت پر قابو پائیں سامنے جاتے ہیں تو مرتے ہیں چھوڑتے ہیں تو اپنی خیر نہیں عجیب پریشانی کا عالم تھا بڑے بڑے سردار سامنے پڑنے کے نام سے کانپتے اور پہلو بچا کر نکل جاتے تھے۔ فوج اشقیا بار بار کٹتی جاتی تھی اور یہ اندیشہ پیدا ہو چلا تھا کہ کہیں اس شیر غرّان کی جرأت و جلادت فیصلہ سے پہلے فیصلہ کر دے لوگ اس کی جرأت و جلادت سے مرعوب ہو جائیں لشکر والے دل چھوڑ کر بھاگ نہ نکلیں اور حقیقت یہی ہے کہ لوگوں کی ہمتیں پست ہو چلی تھیں اور وہ سامنے آنے سے ڈرتے تھے۔

یکایک آپ پر تشنگی کا غلبہ ہوا زخموں کی کثرت اور جسم مبارک سے خون نکلنے کے باعث زبان پر کانٹے پڑ گئے اور ضعف محسوس ہونے لگا آپ فوراً سنبھلے اور تشنگی فرو کرنے کے لئے فرات کی طرف چلے لشکر اعدا میں ایک شور برپا ہو گیا کہ یہ تشنگی اور ضعف کے عالم میں تو اس شکوہ و شان سے لڑ رہا ہے اور اگر کہیں پانی کے چند قطرے اس کے حلق میں پہنچ گئے تو یہ ہم سب کا خاتمہ ہی کر دیگا اور پھر خدا جانے کیا افتاد پڑے لیکن آپ کو روکنا بھی تو آسان نہ تھا لوگ یہ بکتے جھکتے ہی رہ گئے کہ آپ ہزاروں کے پرے چیرتے اور صفیں الٹتے ہوئے فرات پر پہنچ گئے اور چاہا کہ ایک چلو بھر کر پی لیں پانی لبوں تک بھی نہ پہنچا تھا کہ ایک بدذات نے ایسا تاک کر تیر مارا جو آپ کے دہن مبارک میں گھس گیا پانی ہاتھ سے گر گیا بڑی مشکل سے حضرت شبیرؓ نے تیر نکالا اور کہا خدایا تیرے سوا کون ہے جس سے فریاد کروں میرا تو دنیا میں تیری ذات کے سوا کوئی بھی نہیں رہا۔"

خون منہ سے جاری تھا آپ برابر کلی کر کے تھوک رہے تھے کہ یکایک عمرو بن سعد سامنے آیا اور مقابلہ کرنا چاہا منشا یہ ہے کہ ابن زیاد کے سامنے جا کر فخر کے ساتھ کہہ سکوں کہ جسکا مقابلہ ہر کوئی نہ کر سکا اس کے مقابلہ میں میں آیا حضرت شبیرؓ نے فوراً تلوار سونت لی اور کہا او مردود میرے سامنے سے ٹل جا ایک طرف یہ

اس درجہ کی کاہی طرف نہ ہو سکا عمرو بن سعد الشامی پھر گیا اور سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا شمر ذی الجوشن کے پیادہ پا لشکر کو اشارہ کیا جنہوں نے یکلخت حضرت شبیرؓ کو یلغار کر کے نرغہ میں لے لیا لیکن آپکی شجاعت و ہیبت نے اس دستہ فوج کے ہوش پراگندہ کر دیئے اور بار بار تلواروں سے ان کے ہوش غائب کر دئیے اور چند لمحہ کے اندر ہی یہ رسالہ بھاگ نکلا عمرو بن سعد نے شمر سے کہا سچ بتا تم نے آج تک کوئی ایسا بہادر بھی دیکھا ہے جس کے سب کنبہ والے، لخت جگر بچے اور یار و مددگار مارے گئے ہوں اور خود اس کے جسم پر بکثرت زخم ہوں مگر میدان سے منہ نہ پھیرتا ہو بلکہ مخالف فوج کے چھکے چھڑا دیتا ہو۔ حضرت شبیرؓ سچ دل گردے کے بہادر ہیں۔

جب دیکھا کہ تنہا حضرت شبیرؓ کشتوں کے پشتے لگا رہے ہیں اور سوار پر سوار کٹ کٹ کر برابر گر رہے ہیں تو دشمنوں میں اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی اور انہوں نے دل توڑ کر ایک آخری پرزور اور طوفان خیز حملہ کیا اور شمر نے چند سو پیادے لیکر آپ کو حصار میں لے لیا اور لشکریوں سے للکار کر کہا کہ دیکھو شبیرؓ بچنے نہ پائیں گھیرے رہو اور وار پر وار کئے جاؤ کہنے کو مقابلہ کر رہا ہوں تلواریں چلاؤ، نیزے مارو تیر چلاؤ۔

حضرت شبیرؓ بھی شجاعانہ کھڑے ہو گئے اور اس حصار میں ہی پھر پھر کر چاروں طرف وار کرتے اور دشمنوں کو زخم پہنچاتے رہے اسی اثنا میں زرعہ بن شریک نے حضرت شبیرؓ کے بائیں بازو پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ بایاں ہاتھ کٹ کر الگ جا گرا آپ نے چاہا کہ ایک جست ہی میں اس کا خاتمہ کر دیں مگر جسم مبارک سے خون اتنا بہہ چکا تھا کہ ہمت و طاقت نے جواب دے دیا ضعف پیاس و تھکن نے بالکل بے دم کر دیا اسی حالت میں بدبخت سنان بن انس نے ایسا نیزہ مارا جو سینہ کو چیرتا ہوا پشت کے پار ہو گیا جب اس ظالم نے نیزہ کھینچا تو ساتھ ہی روح بھی کھنچ آئی سنان نے چاہا کہ سر بھی کاٹ لے لیکن ہیبت سے کانپنے لگا اور ہاتھ نہ اٹھا خولی ابن یزید نے بڑھ کر حضرت شبیرؓ کا سر کاٹ لیا۔

اشقیا لعین نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ شہنشاہ دو عالم کی نعش مبارک کی بھی بے حرمتی کی لاش کے کپڑے اتار کر بالکل برہنہ کر دیا اور اس برہنہ جسم نازنین پر گھوڑے دوڑا دیئے جس کے صدمے سے بدن چور چور ہو گیا اشکی شان ہے کہ جس جسم مبارک کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سینہ سے لگایا کرتے تھے اور جسے جگر گوشہ رسولؐ نے اپنا دودھ پلا کر پرورش کیا تھا وہ گھوڑے کی ٹاپوں میں روندا جائے یہ اتنا بڑا اور عظیم الشان گناہ تھا کہ آسمان کانپ گیا زمین تھرا گئی اور آفتاب نے اپنا منہ چھپا لیا حضرت شبیرؓ کے تنہا ایک جسم پر ۵ ہزار زخم تلوار اور نیزوں کے تھے اور ۳۰۰ تیروں کے اور ہر زخم سے خون بہہ رہا تھا مگر آخر وقت تک برابر لڑتے رہے اور ہاشمی جرأت و جلادت و علو ہمتی بہت ہی کے ایسے شاندار نقشے دنیا کے سامنے پیش کر گئے جیسے دنیا نے کبھی نہ دیکھے تھے عمرو بن سعد سرنگوں ہو گیا اور جس ... اس کے نیچے ... کے قریب پہنچے

لگوانے گویا زمین کا قلب فرط غم سے خون ہو گیا تھا اور ادھر عمرو سعد کے لشکر کے ہاں چراغ جل گئے تھے اور گھی کے دیئے روشن ہوئے لشکر میں شادیانے بجنے لگے۔

شمر وہاں سے دوڑا اور دوڑ کر خانوادۂ نبوت کے خیمے میں پہنچا یہاں بیکس حال نصیب پردگیان عفاف آپ ہی غم سے نڈھال اور شدت تشنگی و جوع سے محزون و بیجان پڑی تھیں ان وحوش کی یلغار سے مبہوت ہوکر رہ گئیں شمر سفاک کی چادریں اتارلیں اور زیور چھین لئے وہ روتی تھیں چلاتی تھیں تو یہ ہنستا تھا قہقہہ لگاتا تھا اور ہاتھ اٹھا اٹھا کر کہتا تھا کہ وہ پڑے ہیں تمہارے حامی اور وارث اب دنیا میں کوئی تمہارا ناصر و مددگار نہیں تم ہماری لونڈیاں ہو اور اب تمہیں ہماری خدمت کرنی ہوگی۔

آقازادیاں غلام زادوں کے چنگل میں

یہ تھا طلب ان ماؤں کی جو سارے عالم کی آقازادیاں تھیں یہ ان کی بیکسی کا وقت تھا جن کا نانا سارے جہان کے بیکسوں کا حامی تھا آج ان کا خیمہ لٹ رہا ہے وہ بے پردہ کی جا رہی ہیں اور اس ریگستان میں گھبرا گھبرا کر دیکھتی تھیں کہ کوئی ایک تو ان کا حامی پیدا ہو اور انھیں اس عذاب الیم سے رہائی دلائے اتنے میں شمر کی نظر امام زین العابدین پر پڑی چاہتا تھا کہ ان کا بھی کام تمام کر دے مگر عمرو سعد نے روکا کہ جنگ ختم ہو چکی اب یہ ابن زیاد کا اختیار ہے کہ جسے چاہے رکھے اور جسے چاہے لشکر کوفی نبی فاطمہ کو قید کر کے فتح کے شادیانے بجاتا ہوا کربلا سے اس شیطانی شکوہ و شان سے رخصت ہوا کہ سب سے آگے حضرت شبیرؓ کا سر مبارک تھا جسے خولی نیزے پر چڑھائے ہوئے تھا پیچھے پیچھے اونٹ تھے جن کی برہنہ پیٹھوں پر رسیوں میں بندھی اور جکڑی ہوئی خواتین خاندان رسالت بے پردہ بیٹھی ہوئی تھیں جس وقت یہ قافلہ کوفہ کے بازاروں سے گذرا ہے ہزارہا تماشائی اس قیامت خیز اور اندوہناک تماشہ دیکھنے کے لئے کھڑے تھے لوگ چھتیں اور کوٹھے زن و مرد سے بھرے پڑے تھے حضرت زینبؓ نے جو بازار والوں کو سرگرم تماشا دیکھا تو ایک جگر پاش اور دردناک آواز میں کہا کہ آؤ آؤ دیکھو ہماری سیر دیکھو ہمارا تماشہ کرو ہم اور کوئی نہیں ہم وہی ہیں جنھیں تمہارے رسول نے تمہارے سپرد کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ان کی پیروی کرو گے تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ سامنے۔ دیکھو ہمارے نانا اور تمہارے رسولؐ کے نواسے کا سر ہے جو فاطمہ زہراؓ کا فرزند اور حضرت علی شیر خدا کا لخت جگر تھا۔ ہم۔ اسی کی بیوی بہنیں اور بیٹیاں ہیں جن کو اسیر بنایا گیا ہے اور بے پردہ تمہارے سامنے بازاروں سے نکالا گیا ہے دیکھو دیکھو! ہمارا تماشہ دیکھو کہ اس سے بڑھکر تماشہ دنیا میں نہ ہوگا۔ میں علی شیر خدا کی بیٹی ہوں اور میرے وہ ہاتھ آج رسیوں میں بندھے ہیں جو تمہاری دعا کے لئے وقف رہا کرتے تھے کل قیامت کے روز اللہ کے سامنے میری ماں فاطمہؓ اپنے حسینؑ کا قت

پھر اکثر لپک کر کھڑی ہو گئی اور فریاد کرنے لگی اس وقت کی سیر بھی خوب سیر کی کرو کرو اس تماشہ کی آرزو ہی کرو۔"

خلقت یہ لفظ سن رہی تھی اور زار زار رو رہی تھی بعض کی ہچکیاں بندھی ہوئی تھیں اور کچھ لوگ ایسے تھے جو چیخیں مار مار کر رو رہے تھے لیکن کسی کی جرأت نہ تھی جو بنی امیہ کے خوف سے کوئی اقدام کر سکے اور امداد کو قدم اٹھائے کہتے ہیں کہ جس روز حضرت شبیرؓ شہید ہوئے ہیں اس رات کو حضرت ام سلمہؓ اور بعض مقتدر صحابہ کرامؓ نے نبی کریمؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ گھبرائے ہوئے ہیں سر و ریش کے بال خاک سے اٹے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک شیشہ ہے پوچھا گیا تو جواب ملا کہ آج صبح سے حسینؓ اور ان کے رفقاء کا خون جمع کر رہا ہوں۔ یہ بھی روایت ہے کہ اس روز زمین و آسمان نے خون کے آنسو بہائے جس ہیچ کو الٹتے اندر سے خون کا فوارہ ابلتا اور جس پتھر کو الٹتے اسکے نیچے سے تازہ خون نکلتا جس وقت سر شبیرؓ کا گشت بازاروں میں کرایا جا رہا تھا تو رسول کریمؐ کے ایک صحابی حضرت زید ابن ارقمؓ اپنے بالاخانے پر قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف تھے اور سورہ کہف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا تو حضرت شبیرؓ کے سر مبارک سے بزبان فصیح یہ صدا بلند ہوئی کہ میرا قصہ اصحاب کہف کے قصے سے بھی عجیب تر ہے۔

قیامت منظر کی قہرناکیاں

ابن زیاد مردود نے اس فتح شیطانی کی مسرت میں بڑی شان کا دربار کیا تھا تمام امراء درجہ بدرجہ بیٹھے تھے خواتین اہلبیت رسیوں میں بندھی ہوئی سامنے کھڑی تھیں کہ سر مبارک ایک طشت میں رکھکر سامنے لایا گیا ابن زیاد نے ایک چھڑی دندان مبارک پر مارنی شروع کی اس پر رسول اللہؐ کے صحابی حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا "خبردار گستاخی نہ کر چھڑی ہٹا کہ میں نے ان دانتوں پر خود نبی کریمؐ کو بوسہ دیتے دیکھا ہے" ابن زیاد جھلا گیا بولا تیرے بڑھاپے اور صحابیت کا پاس نہ ہوتا تو ابھی مزا چکھا دیتا یہ کہا اور دربار سے نکلوا دیا۔ ابن زیاد نے حضرت زینبؓ سے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ تمہاری تمنائیں خاک میں مل گئیں حضرت زینبؓ نے جواب دیا خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر پیدا کیا اور ہر دو جہان کی پاکیزگی عطا فرمائی۔ ابن زیاد بولا دیکھا بھی خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا حضرت زینبؓ نے جواب میں ایک آیت پڑھ دی جس کا ترجمہ یہ ہے ان پر قتال فرض کیا گیا تھا اس لئے وہ مقتول ہوکر اپنی آرامگاہوں میں چلے گئے۔" اتنے میں ابن زیاد نے حضرت عابدؓ کو دیکھکر حکم دیا کہ اسے اسی وقت قتل کر دو کہ نسل حسینؓ سے ایک مرد بھی زندہ باقی نہ رہے۔

حضرت زینبؓ کو تاب نہ رہی اور شیرنی کی طرح گرجیں کہ کس کی طاقت ہے جو اس بے گناہ بچے پر ہاتھ اٹھائے۔ اے لعین کیا ہمارے بزرگوں سے تیر

آبا و اجداد کو اسی سے مسلمان کیا تھا کہ تو ان کی نسل منقطع کر دے۔ یہ دیکھنا کہ بے وارثوں کا لٹا ہوا قافلہ ہے ابھی شیر خدا کی بیٹیاں زندہ ہیں قسم ہے حضرت فاطمہؓ کے دودھ کی کہ عابد بیمار کی گردن کٹنے سے پہلے تیرے دربار کی سرزمین خون میں نہا جائیگی"۔ ابن زیاد یہ پرجلال الفاظ سنکر سہم گیا دربار برخاست کر کے ابن زیاد مسجد میں گیا اور منبر پر چڑھ کر فتح کا شکر ادا کرنے کے بعد اس نے حضرت شبیرؓ کی مذمت شروع کر دی اس پر ایک بزرگ حضرت عبداللہ بن عفیف کو یارائے ضبط نہ رہا اور بولے او دشمن خدا تو جھوٹا تیرا باپ جھوٹا تجھے جس نے کوفہ کا امیر بنایا وہ جھوٹا اور اس کا باپ جھوٹا مرتد ابن زیاد نے اسے سولی دیدی چنانچہ اور مسلمان اسی روز محبت اہل بیت کے جرم میں شہید ہوئے۔

فاطمی قیدی دربار یزید میں

ابن زیاد کو دہشت پیدا ہوئی کہ کہیں اہل بیت اطہار کی مظلومی و الم نصیبی دیکھکر اہل کوفہ بھڑک نہ اٹھیں اور بغاوت نہ پھیل جائے اس لئے اس نے بہت جلد ان محترم اسیران شاہی کو دمشق روانہ کر دیا راہ میں جدھر سے یہ قافلہ گذرتا تھا ہزارہا مسلمان اس غمناک نظارہ کے دیکھنے کو جمع ہو جاتے تھے آخر یہ لوگ دمشق پہنچ گئے یزید ایک تخت زرنگار پر دربار میں بیٹھا ہوا تھا جب حضرت سید الشہداءؓ کا سر سامنے لایا گیا اور قیدی پیش ہوئے تو یزید نے کہا۔ خدا اس لونڈی بچہ ابن زیاد کو غارت کرے میں نے اسے حسینؓ کے قتل کا حکم کب دیا تھا" بشیر بن مالک نے سر مبارک ایک طلائی طشت میں رکھکر پیش کیا کہ مجھے سونے چاندی سے لاد دے کہ میں نے اسے قتل کیا جو بہترین خلائق تھا یزید نے غضبناک ہو کر اور یہ کہکر اس کا سر اڑا دیا کہ جب تو انھیں بہترین خلائق سمجھتا تھا تو پھر شہید کیوں کیا۔

یزید نے اپنی چھڑی دندان مبارک پر مارنی شروع کی حضرت سمرہؓ نے ٹوکا کہ گستاخی نہ کر یزید نے انھیں یہ کہکر دربار سے نکلوا دیا کہ تم بے عقل بڈھے نہ ہوتے تو تمھیں ابھی قتل کرا دیتا قیصر روم کا سفیر بولا حیرت ہے کہ مسلمانوں نے اپنے رسول کے نواسہ کو ایک تو شہید کیا اور پھر اس وقت اس کے کٹے ہوئے سر پر چھڑیاں ماری جا رہی ہیں یزید بولا اگر تو ایک غیر مذہب ملک کا سفیر نہ ہوتا تو ابھی قتل کرا دیتا سفیر نے جواب دیا تو یہ کیوں نہ کہو کہ تمہارے رسول میں فرزند رسول کی عظمت ایک سفیر سے بھی کم ہے مگر تم کس منہ سے خود کو مسلمان کہتے ہو یزید شرمندہ ہو کر خاموش ہو گیا اسی طرح ایک یہودی نے اعتراض کیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔

دربار برخاست ہوا تو حضرت امام زین العابدینؑ نے منبر پر چڑھ کر ایک سکتہ ڈالا اور تہلکہ افگن خطبہ پڑھا جس سے مسجد میں ایک شور ماتم برپا ہو گیا اور ہر طرف سے صلوٰۃ بر محمدؐ و آل محمدؐ کی صدائیں گونجنے لگیں بنی امیہ کے چہرے شدت خوف سے زرد پڑ گئے یزید نے موذن کو حکم دیا کہ اذان کہو تو موذن نے پرجلال انداز میں "اشہد ان محمدا رسول اللہ" کہا حضرت امام کھڑے ہو گئے اور موذن سے کہا کہ تجھے اس نام پاک کی قسم ذرا رک جا اسی حالت میں آپ نے یزید سے پوچھا کہ سچ بتا کہ محمد رسول اللہ میرے باپ محترم ہیں یا تیرے اگر میرے ہیں تو بول کہ تو نے انہیں بیدردی سے کیوں شہید کیا اور میرے نانا کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان کے ناموس کو کوفہ و دمشق کے کوچہ و بازار میں کیوں تشہیر کرایا اتنا کہا اور عالم بیتابی و جوش میں اپنا پیراہن تار تار کر کے "ہائے یا حسینؑ" کا نعرہ لگایا اور اس کرب و درد سے روئے کہ سارے مجمع کے اندر ایک کہرام مچ گیا لوگ چیخیں مار مار کر رونے لگے۔

یزید یہ جوش اور یہ حالت دیکھکر دہشت سے کانپنے لگا جلد نماز ختم کرائی اور محل میں جاکر روپوش ہو گیا۔ یزید واقعات محزنۂ کربلا ہی سے گھبرایا ہوا تھا اس کا ضمیر خود اس پر لعنت بھیج رہا تھا دمشق کا اضطراب دیکھکر اس کے حواس اور جاتے رہے اور اس نے مناسب یہی سمجھا کہ اس قافلہ کو جلد سے جلد شام سے بھیجدے چنانچہ اس کے حکم سے نعمان بن بشیر کی زیر قیادت جن کے ساتھ تین سو سوار تھے اس قافلہ کو بحفاظت تمام مدینہ منورہ بھیجدیا گیا۔

فضائے مدینہ میں کہرام

مدینہ منورہ میں پہلے ہی یہ اندوہناک اطلاعات پہنچ چکی تھیں اور صحابہؓ و صحابیات کا شدت غم و حزن سے برا حال تھا بنی ہاشم کے کاشانوں میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی حضرت عباسؓ کی آنکھوں سے آنسو تھمنے میں نہ آتے تھے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا جگر پاش پاش تھا حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے منہ سے آہیں برابر نکلتی تھیں ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کا دل لٹ کر رہ گیا حسرت کا پیکر بنا ہوا تھا حضرت محمد حنیفہ بن حضرت علیؓ ماہی بے آب کی طرح غم کے انگاروں پر کروٹیں بدل رہے تھے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ غصہ و غم سے پیچ و تاب کھا رہے تھے اور انہوں نے اسی لمحہ سے ارادہ کر لیا تھا کہ یزید لعین کو اس حرکت شیطنت بار کا مزہ چکھا دوں گا یہ حالت تھی کہ بنی فاطمہؓ کا بیکس و تباہ حال قافلہ پہنچ گیا ایک شور ماتم برپا ہو گیا اور در و دیوار سے شیون و زاری کی آوازیں سنائی دینے لگیں روضہ نبوی پر بی بی زینب کی نظر جو پڑی تو برسوں میں گویا ایک وارث کی صورت نظر آئی تو چیخ پڑیں کہ "نانا جان آپ کا سلالۂ کنبہ کربلا میں شہید ہو گیا۔ ہم یونہی نہیں آئے اپنی بیکسی و مظلومی کی فریاد لیکر آئے ہیں نانا جان میرے ہاتھ تو دیکھو رسیوں کی رگڑ سے نیل پڑ گئے ہیں شمر شقی و ملعون شمر نے میری سکینہ کے پھول سے رخسار طمانچے مار مار کر سرخ کر دیئے۔

سروں سے چادریں اتار لی گئیں بے پردہ گشت کرایا گیا اور دیکھو ہماری مصیبتیں جدا تمہارے سجاد پر ہو گئیں ہائے آپ خواب راحت میں ہیں [illegible]

کو پیار ہوئے گے فرماتے تو بولے تو کیا تھا مثلاً کسی اور دن کا نام ہے یہ تو تھا نہ تھی جو ہم پر گزر گئی ابھی اور کس دن کا نام قیامت ہے کچھ سنتے نہیں آپ کے پیارے نواسے کو بس کی معصومانہ پکار آپ کو بیتاب کر دیتی تھی لعینوں نے ظالموں نے مار ڈالا آپ کا نواسہ مارا تین دن کا بھوکا پیاسا مارا شہید کیا برہنہ کیا لاش گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلوا دی گئی سر کاٹ لیا نانا جان باغ کا بلبل اجڑ گیا بہار گلشن پر خزاں چھا گئی سنتی ہوں کہ آپ بھی وہاں خون جمع کرتے پھر رہے تھے اور آپ گئے اور اپنی زینب نہ ملے آ کے گلے نہ لگایا کچھ تو بولیے بس بہت کچھ تو سکون ہوتا سنا نانا جان قسم ہے آپ کو اپنی عظمت اور اپنی رسالت کی کہ ہماری فریاد سنو اور میرا دکھ دیکھو۔"

حضرت ام کلثوم نے "یا جداہ" کا نعرہ مارا اور بیہوش ہو گئیں حضرت شہربانو تو بندی رہیں اور وہ ذکر روضہ اقدس سے لپٹ گئیں اور لپٹ کر کہا خاندان رسالت کی بہو بیٹیوں اور کربلا کے میدان میں اپنا سہاگ لٹا کر زیر دولت بر ماتم ہونی ہول غربیہ ہے اور فریاد ہی ایک بیوہ کی ایک ماند کی ایک بیکس بندی کی غرض ہر طرف ایک کہرام تھا ہر آنکھ سے اشک جاری تھا ہر لب پر فریاد تھی فریاد بھی نہ فریاد جس سے سینے پھٹتے تھے اور جگر پاش پاش ہوئے جاتے تھے !!

آنسوؤں کا یہ سیلاب! اشک خونیں کا یہ طوفان!! پارہ ہائے جگر کی یہ تڑپ!!! کبھی سکون پذیر ہوئی زخموں پر کھرنڈ جمے مگر ظاہر نہ باطن نہ صرف خانوادۂ رسول اکرمؐ کے بلکہ سواد اعظم امت کے زخم ناسور بن گئے ایسے ناسور جن کی سوزش نے یہی نہیں کہ یزید ابن زیاد عمر وسعد اور شمر کے جامۂ حیات کو پھونک کر رکھ دیا خاندان زنیمگی ننگ سہیل پر گئی بنکر گری بلکہ اس قبیلہ کے قبیلہ حکومت کی حکومت اور جمعیت کی جمعیت کو راکھ کا ڈھیر اور مٹی کا ایک تودہ بنا کر رکھ دیا ان کی قبریں کھدیں ہڈیاں نکال جلائی گئیں ان پر دستر خوان بچھائے گئے کھانے کھائے گئے اور دنیا میں نہ کوئی نام لینے والا رہا اور نہ لحد پر چراغ جلانے والا

ربع مسکوں میں پھر جائیے اور گیتی کی سیر کو جائیے زمین کے ذروں .... اور آسمان کے ستاروں میں ڈھونڈ جائیے لیکن اس نسل کا کوئی ایک بھی ایسا افتادہ نہ ملیگا جو دو پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنی دو آنکھوں سے دو آنسو بہائے اور ان کی تباہیوں اور بربادیوں کی گرد پاٹنے دو لرزتے ہوئے ہاتھوں سے دو پھول تو چڑھا دے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ویسے خدا کی باتیں خدا جانے لیکن اتنا دنیا بھی جانتی ہے اور ہم بھی جانتے ہیں کہ بہتر تھے ان سے ابو جہل ابولہب اور سرداران کفار قریش جنہوں نے جو کچھ کیا کھلم کھلا کیا اور شرک و کفر کی حالت میں کیا اور بدتر تھے وہ لوگ جن کی زبانوں پر کلمہ، پیشانی پر سجدوں کے نشان منہ میں روزے تھے مگر سروں میں سودائے حکومت اور دلوں میں خلیفہ پرست بن رکھے تھے منافق تھے ایسے منافق جو کفر سے بڑھ کر نہیں تو اقرب الی الکفر ضرور تھے سینے میں ل رکھتے تھے مگر تاریک اور چہرہ پر آنکھیں رکھتے تھے اور وہ مثلاً بعض کے مصداق تھے کہنے کو صحابی تھے دلوں میں ایمان ہونا چاہیے تھا لیکن جب "قوت ایمانی" کا مظاہرہ طاقت شیطنت کاری کے ساتھ انہوں نے کیا اس پر تو کفر و شرک بھی دس ہزار مرتبہ شرمندہ ہو کر لعنت بھیج رہا ہے۔

مسلمانوں میں آج چودہ صدیاں گزر جانے پر بھی اس آئین و مشرب کے مسلمان شاید چند ہی ڈھونڈے نہ مل سکیں گے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے تو ایک طرف ان کے غلاموں اور غلام زادوں کی تحقیر بھی گوارا کریں لیکن اللہ ہی جانتا ہے کہ ان کے سینوں میں قلب ہی تھے یا نہیں اور تھے تو وہ کس سنگ خارا کے بنے ہوئے تھے کہ انہوں نے اپنی آنکھوں گلزار نبوت کی پامالی دیکھی اور قصاب بنکر پوری قصابی و شقاوت کے ساتھ ان گردنوں پر خنجر پھیرے جو بوسہ گاہ رسول خدا تھیں چند روزہ زندگی انہوں نے خریدی تو اتنے مہنگے دام دیئے کہ دنیا میں آج تک کسی نے نہ دیئے ہوں گے ان میں حرص دنیا اور خواہش عز و جاہ کے سوا ایمان کا تو کوئی ذرہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا حیرت تو یہ ہے کہ دنیا میں ظلم بھی ہوئے ہیں اور گناہ بھی لیکن ایسا ظلم ایسا گناہ اور اتنی قہر یا شیطنت کی تو مثل ملنی ہی نہیں مل سکتی۔

ان کی زندگیوں میں آگ لگی ان کی عزتیں خاک میں ملیں ان کے تخت اوندھے ہوئے آسمان سے ان پر لعنت برسی اور جب تک دنیا قائم ہے لعنت برستی رہے گی" کوئی کافر بھی تو ان کے کارنامہ ہائے شیطنت پر لعنت کئے بغیر نہیں رہ سکتا مظلوم کی آہ اور اہل بیت کی دعا کبھی خالی گئی تھی جو جاتی جانتے تھے سمجھتے تھے لیکن ازلی شقاوت اور ابدی بدبختی نے نہ کچھ سمجھنے دیا اور نہ کرنے دیا غیروں کو کچھ نہ کچھ کہتے ہی آئے ہیں مگر اپنوں کا اپنوں کے ساتھ یہ سلوک اور یہ وحشیانہ و سفاکانہ برتاؤ تو ازل سے تا آخر دنیا میں پہلی بات" اور پہلا اقدام" تھا دمشق میں قبر یزید کی وحشت ویرانی بتا رہی ہے کہ اس کے مکین کی کیا حالت ہے آنسوؤں کے بجائے پیشاب گرتا ہے اور پھول کے بجائے پتھر برستے ہیں بنی امیہ کا دنیا میں نہ کوئی نام لیوا رہا اور نہ پانی دیوا مگر بنی فاطمہؓ کے مزار جگمگا رہے ہیں جنہوں نے بادشاہت چھینی ان کے پاس ابدی لعنت کے سوا کچھ بھی نہ رہا اور جن سے چھینی گئی وہ زندگی میں بھی بادشاہت کرتے رہے اور مرنے کے بعد بھی حکومت کر رہے ہیں مظلوم جنت الفردوس میں مصروف گلگشت ہیں اور ظالموں کی حکومت کے ساتھ ان کی نسل اور ان کا نام بھی مٹ گیا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یہ تھا قدرت کا انتقام۔

میدانِ کربلا میں سعادت و شقاوت کے حیرت انگیز مظاہر

"شقاوت و سعادت" کے انتہائی و آخری مناظر پیش ہو گئے اور اللہ نے دکھا دیا کہ انسانیت کے "احسن الی التقویم" اور "اسفل السافلین" دونوں مادے موجود ہیں۔ انسان اگر برائی کی طرف جھکے تو وہ اتنا جھک سکتا ہے جتنے کہ ابن زیاد و شمر و یزید جھکے اور نیکی و ملکوتیت کی طرف بڑھے تو اتنا بڑھ سکتا ہے جتنے حضرت شبیر بڑھے ایک نے قساوت و شیطنت کی انتہا کر دی اور دوسرے صبر و للہیت کو آخری حد تک پہنچا دیا قدرت ربانی بھی بے نیازی کے ساتھ اپنے خلیفہ اور اپنے بندوں کی شقاوت و سعادت کے مظاہر و تماشے دیکھتی رہی اگر امتحان مقصود نہ ہوتا تو آسمان و زمین حجر و شجر کوہ و کاہ اس وقت خاموش نہ کھڑے رہتے سمندر ابل پڑتے زمین شق ہو جاتی آسمان پھٹ پڑتے کہ جگر گوشۂ رسول کا سر کٹنا اس کی نعش مبارک کا گھوڑوں کی ٹاپوں سے کچلا جانا اور خاندانِ نبوت کی پردگیان عفاف کا طوق و رسن میں برہنہ سر نکلنا معمولی حوادث نہ تھے لیکن اس استغنا و بے نیازی کے بعد صاعقۂ قہر ربانی کی گرج پیدا ہوئی برق انتقام ایزدی بطش شدید بنکر تڑپی اور یزید و لشکر یزید کے جامہائے حیات کو خاکستر کر گئی۔

خدائے مقدس ظالموں کو ڈھیل بھی دید یا کرتا ہے واملی لھم کہ شاید تا کہ حجت تمام کر کے انھیں پوری اور ہولناک سزا دے اور اسکی شان عدل پر حرف نہ آئے یزید اب لھم قلوب لا یفقھون بھا کے مصداق تھا اس کی آگ شیطانی سرعت کے ساتھ بھڑکنے لگی تھی اس کے دل کی سیاہی اس کی چشم و عقل کی حجاب بن گئی تھی نواسۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرانے کے بعد اس نے حرمین شریفین کی انتہائی بے حرمتی کی حرم شریف کی عزت عرب جاہلیت میں بھی انتہائی حد پر رہی عرب جاہل تھے وحشی تھے خونخوار تھے مگر حرم شریف کا احترام کرتے تھے اور یہاں پہنچتے ہی اپنی عداوتوں اور عناد وں کو بھول جاتے تھے مگر یہ شقاوت کا داغ بھی یزید ہی کے نصیب کا تھا کہ جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ انتقام سید الشہداء کے لئے کھڑے ہوئے تو اس نے ایک لشکر جرار مکہ معظمہ بھیجا جس خانۂ خدا کے اندر جانوروں سارقوں اور ڈاکوؤں کا مارنا بھی ہمیشہ سے حرام سمجھا جاتا رہا تھا اس کے اندر اس نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو محصور کر کے منجنیقوں سے پتھر برسائے غلاف کعبہ شریف کو آگ لگائی صحابہ کرام کو خاک و خون میں لٹایا مسجد نبوی میں اس کے لشکر کے گھوڑے بندھے بھلا ان بدبختوں کو مسلمان کرمی کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے اور ان پر لعنت کو برا بتا سکتا ہے۔

حجت پوری ہو چکی اور قدرت کا دست انتقام بڑھا یزید حمص پہنچ گیا وہاں اس کے قولنج کا درد خاص مظلومی بنکر اٹھا یہ درد جتنا شدید ہو سکتا ہے اور جتنی تکلیف اور کرب اس میں ہوتی ہے اس کے تصور سے بھی کلیجہ کانپتا ہے اگر مسلسل اٹھتا ہے تو دس پانچ منٹ میں انسان کا خاتمہ ہو جاتا ہے یزید تین روز تک تڑپا مگر موت نہ آئی اور پورے عذاب الیم کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ کو پورے عذاب کے بعد دنیا سے تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

اسی کرب و اذیت میں اس نے اپنے بیٹے معاویہ کو بلایا وصیتیں کرنی چاہیں تخت سپرد کیا لیکن معاویہ کے منہ سے بیساختہ ایک چیخ نکلی اور یہ کہکر باہر کی طرف دوڑ گیا کہ جس سلطنت کی بنائیں سبط پیمبر کے خون سے استوار کی گئی ہوں اسے قبضہ میں رکھنے کی مجھ میں ہمت نہیں یزید بہت تڑپا بہت ہی سر مارا مگر اس کو اصحابیات نہیں ہی اسیلئے بجبر تخت پر متمکن کیا لیکن اس پر بیٹھتے ہی اس کے منہ سے پھر چیخ نکلی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اٹھکر بھاگا اور محلسرا میں ایسا گیا کہ پھر نہ نکلا آخر بڑے اور شیطان مروان کو حکومت مل گئی جسنے خلیفہ ہوتے ہی یزید کی بیوی کو اپنے تصرف میں لے لیا۔

یہ وہی سلطنت تھی جسے اپنی نسل میں رکھنے کے لئے امیر معاویہ نے سیکڑوں چالیں چلیں دھوکے اور فریب سے کام لیا حضرت شیر خدا سے جنگ کی خلافت کو ملوکیت بنایا ہزارہا مسلمانوں کا خون بہایا اور پھر اس کے بیٹے یزید نے اہل بیت اطہار کے خون سے اس کی آبیاری کی لیکن سلطنت یہ بھی ایسی ہی تاریخ میں لکھا ہے کہ یزید کی یہ حالت تھی کہ درد سے مچھلی کی طرح تڑپتا تھا پیاس کی شدت تھی پانی پیتا تو نشتر بنکر لگتا نسل یزید سے تو سلطنت اس کی جان کے ساتھ ہی نکل گئی بنی امیہ میں ضرور ۱۳۲ھ تک حکومت رہی وہ خلفائے سریر آرائے حکومت ہوئے جن میں ایک حضرت عمر بن عبد العزیز کے سوا کوئی خلیفہ ایسا نہیں ہوا جس نے دین کو دنیا پر مقدم رکھا ہو چھ سال کے اندر اندر یزید کی نسل سے اور پون صدی گذرنے سے بیشتر بنی امیہ سے نہ صرف یہ کہ تخت و تاج چھن گیا بلکہ ان کی نسل ہی منقطع ہو گئی عباسی خلیفہ نے تخت حکومت پر بیٹھتے ہی یہ حکم دیا کہ بنی امیہ کا کوئی ایک بچہ بھی زندہ نہ رہنے دیا جائے چنانچہ بنی امیہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کئے گئے ان کی قبریں تک اکھڑوا دی گئیں اور طبری کی روایت کے مطابق یزید کی ہڈیاں قبر سے نکلوا کر جلوا دی گئیں جو پہلے کام نکل چکی تھیں جب حکومت کے نشے ہی میں ایسی حرکات کی تھیں اس کا لطف یزید چند سال بھی تو نہ اٹھانے پایا جتنے روز جیا چین سے حکومت کرنی نصیب نہ ہوئی اور عین شباب کے عالم میں کہ عمر ابھی ۳۳ برس ہی کی تھی تڑپ کر مر گیا۔

صاعقۂ انتقام کی کڑک

مختار ثقفی اس بلا کا بیٹا تھا جسے حضرت عمر نے گورنر عراق مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ یزید کو خاندان رسالت پر خونناک

ظالم کا مزہ چکھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو اس نے ان کے لشکر میں شامل ہو کر بہت جرأت و شجاعت کا اظہار کیا اسے توقع تھی کہ بصرہ کی نہیں تو کوفہ کی گورنری تو اس کو ضرور دی ان خدمات کے سلسلہ میں مل جائیگی لیکن جب حضرت عبداللہ بن عمر بصرہ کے اور ایک اور بزرگ کوفہ کے حاکم متعین ہو گئے تو اسے بہت ناگوار گزرا گو نہ مایوسی ہوئی اقتدار کی آرزو تو دل میں موجزن تھی ہی اس نے تدبیر یہ کی کہ حضرت محمد حنیفہ رض ابن حضرت علی رض کے داعی کی حیثیت میں کھڑا ہو گیا اپنی پرجوش تقریروں سے مسلمانوں کو حضرت سید الشہداء کے قصاص پر آمادہ کرنے لگا۔

جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا لیکن پھر بھی حادثہ محزن کربلا اپنی نوعیت میں اتنا شدید تھا کہ پوری دنیائے اسلام اس سے کانپ اٹھی تھی اور مسلمانوں کے جگر خون اور آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں وہ ایک ساتھ کھڑے ہو گئے اور اس جوش سے کھڑے ہوئے کہ چند دنوں میں اس کے ساتھ ایک کثیر جمعیت ہو گئی اس سے پیشتر ۶۵ھ میں سلیمان بن صرد خزاعی بھی انتقام کے لئے کھڑا ہو کر کچھ لوگوں کو کیفر کردار کو پہنچا چکا تھا لیکن مختار کے کھڑے ہونے میں ایک باضابطگی تھی اجازت لیکر کھڑا ہوا تھا اور خود بہادر اور شمشیر زن تھا اور ابھی تازہ تھے ۶۶ھ میں یہ جو میدان میں آیا تو ایک تہلکہ مچا دیا ابراہیم بن مالک اشتر کی بیعت اور حضرت محمد حنیفہ رض کی اجازت نے اس کی حیثیت بہت وقیع اور مضبوط کر دی پھر تو یہ حالت تھی کہ سیلاب جو امنڈا ہے تو رکے نہ رکتا تھا مروان خود اپنے کاشانہ راحت میں بیٹھا ہوا لرز رہا تھا

مختار نے چن چن کر حضرت سید الشہداء رض کے حملہ آوروں کو قتل و غارت کرنا شروع کیا اس نے نہایت تحقیق کے ساتھ پہلے ایک فہرست مرتب کرا لی تھی جس میں صراحت کے ساتھ درج تھا کہ فلاں شخص نے آوازہ چست کیا تھا فلاں نے خنجر بھونکا تھا فلاں نے پیراہن اتارا تھا اور فلاں فلاں لشکر اعدا میں شامل تھے یہ فہرست عبداللہ بن کامل نے مرتب کی تھی۔

یہ حالت تھی کہ گروہ کے گروہ رسیوں اور زنجیروں میں جکڑے ہوئے مختار کے سامنے آتے تھے جلاد برہنہ شمشیر تیار کھڑے رہتے تھے اور مختار انھیں گوناگوں عذاب سے قتل و غارت کرتا تھا صبح سے شام تک یہی صورت رہی مقتل میں خون کا دریا موجیں مارنے لگا قیس، طہران، بشیر، اسود، عمرو بن الحجاج شاق بن الحسن برابر آتے اور قتل ہوتے رہے حرملہ بن کاہل کی گردن پر یک وقت سیکڑوں تیر برسا دیئے گئے کہ اس نے اصغر معصوم کی گردن پر تاک کر تیر مارا تھا اور حلقوم مبارک چھید دیا تھا۔ خولی بن یزید کے ہاتھ پاؤں باری باری سے کٹوا کر اسے زندہ آگ کے الاؤ میں جھونک دیا گیا اسی نے حضرت شبیر رض کا سر نیزہ پر چڑھایا تھا اور اسے لیکر ابن زیاد کے پاس گیا تھا شمر لعین کو بھالے رکھکر اور عذاب دیکر تلوار کے گھاٹ اتارا گیا۔ عمرو بن سعد

[illegible]

تڑپتی ہوئی لاش دیکھ چکا تو اس کا سر اڑا دیا گیا کہ سالار لشکر یہی تھا اور کہا گیا کہ اپنے بیٹے کی لاش تڑپتی دیکھ اور سوچ کہ حضرت شبیر کو علی اکبر اور علی اصغر رض کی شہادت کا کتنا صدمہ ہوا ہو گا ابن زیاد بھاگ گیا تھا اور اس نے ایک جمعیت اکٹھی کر لی تھی اسے ابراہیم بن مالک اشتر نے سات ہزار فوج لیکر موصل کے قریب گھیر لیا اس نے بچنے کی بہتیری راہیں چاہیں مگر نہ دیکھیں آخر مقابلہ کیا اور عین معرکہ میں مارا گیا ابھی سینے میں سانس اٹکی ہوئی تھی کہا ہم نے پاس جا کر کہا دیکھا ظلم کا بدلہ! تھوڑی دیر بعد تجھے اور معلوم ہو گا کہ اعمال کا محاسبہ کرنے والی طاقت کوئی بھی ہو اور منتقم حقیقی کس طرح اپنی بطش شدید میں ظالموں کو لیتا ہے۔

اس کا سر کاٹ کر کوفہ لایا گیا اور مختار کے سامنے اسی جگہ رکھا گیا جہاں چھ سال پیشتر حضرت شبیر رض کا سر مبارک رکھا گیا تھا۔ کتنی عبرت کا مقام ہے کہ کل جہاں ابن زیاد فاتحانہ اور ابلیسانہ غرور میں سرشار حکمران بنا ہوا حضرت شبیر رض کے سر سے مذاق کر رہا تھا وہیں اس کا متکبر سر رکھا ہوا تھا ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را   چنداں اماں نہ داد کہ شب را سحر کند

آج بھی زندگی کے لئے انسان کیا کچھ نہیں کرتا اور خدا کو بھول جاتا ہے۔ یہ معمولی واقعہ نہیں آپ ان اشقیا پر لعنت بھیجئے اور انھیں غضبناک نگاہوں سے دیکھنے سے پیشتر اپنے اعمال کا بھی محاسبہ کریں اور اللہ سے ڈریں وقت عقل بگڑنے دیر نہیں لگتی ایمان کا قائم رہنا ہی بہت بڑی دولت ہے جو تائید ایزدی کے بغیر بیحد مشکل ہے۔ انسان ترغیبات کے ہجوم میں گھرا ہوا ہے یہ بدبخت بھی مسلمان تھے رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے تھے فریضہ نماز ادا کرتے تھے لیکن نفس و شیطان نے انھیں ایک آن میں ابوجہل کے درجہ میں پہنچا دیا خدا سے ہر وقت ڈرتے رہنا چاہیئے اور توبہ کرتے رہنا چاہیئے کہ وہ انجام بخیر کرے کسی کو نہیں پتا کہ کل کیا ہونا ہے بڑے بڑے اتقیا ولیوں کی موت مرے ہیں اور بڑے بڑے بزرگوں کی موت ابلیسانہ ہوئی ہے دنیا بہت بڑی عبرت گاہ ہے جس نے چند لمحوں کے لئے بھی آنکھیں بند کر لیں وہ تباہ ہو کر رہ گیا۔

عبرتگاہ عالم کا عبرتناک تماشا

مختار کے سامنے ابن زیاد کا سر کاٹ کر لایا گیا تھا اور چھ سال پیشتر اسی تاریخ کو حضرت شبیر رض کا سر اس شقی ازلی کے سامنے رکھا گیا تھا۔ محرم ۶۷ھ کو ابن

لکھا ہے کہ مختار کے ہاتھوں کم و بیش ۴۸ ہزار نفوس کے سر کاٹے گئے اور حملہ آوروں میں سے کوئی بھی زندہ نہ بچ سکا مختار کی تلوار ان اشقیا کے لئے درحقیقت ایک قہر خداوندی تھی جس سے بچنے کی کوئی صورت ہی نہ تھی مقتول بہت روتے تھے کا

[illegible]

...ے کوئی صحرا بانی نہ پی تھی۔

...لی کچھ لوگ اپنی جانیں بچا کر ادھر ادھر بھاگ گئے تھے اور وہ مختار کے
...جا بیکا سزائی کے تختۂ مشق بننے سے بچ گئے تھے لیکن قضا کی سختی سے
...وہ نہ بادشاہ تھا نہ وزیر نہ حاکم تھا اور نہ امیر وہ تو قہر ربانی کی ایک
...ت تھی ایک بندہ تھا جس سے وہ اپنا کام لے رہا تھا پھر بچنا اور نہ بچنا
...یں نہ رکھتا تھا انسان انسان سے بچ سکتا ہے لیکن قہر ربانی سے کہاں
...سکتی ہو اور کون پناہ دے سکتا ہے جو لوگ بھی حضرت شبیرؓ کے
...کرنے میں شریک تھے سب ہی عذاب و عقاب کے ساتھ مارے گئے کوئی
...نہ سکا جابر بن یزید ازدی وہ ابلیس تھا جس نے شہادت کے بعد حضرت
...کا عمامہ تحفے کے طور پر اپنے سر پر رکھ لیا تھا یہ بھاگا لیکن پاگل ہو کر
...وجہ دیہات میں بکتا اور اپنا سر گراتا پھرتا تھا آخر زنجیروں میں بند ہے
...بند ہے زنجیروں ہی سے سر پھوڑ کر اس نے جان دی۔

...عبدالرحمن بن حصین نے خیمہ پر حملہ آور ہو کر لوٹ مار کی تھی اور اس لوٹ
...قمیص لی تھی وہ پہن لی تھی اسے شدت کے ساتھ برص ہو گئی اور اسی
...میں تڑپ کر مرا اسود بن حنظلہ نے حضرت شبیرؓ کی شمشیر پر قبضہ جمایا تھا
...ہی ہو گیا تمام بدن پھوٹ گیا اور کتوں سے بدتر موت نصیب ہوئی۔
...اور شقی تھا جس کی شقاوت و قساوت کا یہ عالم تھا کہ جب اہل بیت اطہار
...پیاس سے بلکتے روتے تو یہ ہنس ہنس کر کہتا کہ تم تو رسول کریمؐ کے فرزند
...ین و آسمان کے مالک ہے پھر کیوں جواب کیوں تمہارے لئے آسمان سے
...کوئی قطرہ بھی نہیں ٹپکتا حضرت شبیرؓ کے زخموں پر یہ نمک پاشی تھی
...کی زبان سے بیساختہ نکل گیا اے خدا اسے پیاسا مار چنانچہ اس پر تشنگی کا غلبہ
...ہوا یہ حالت تھی کہ جتنا پانی پیتا تھا اتنی ہی پیاس اور بڑھتی تھی اور
...نی ہونٹوں سے جلا جاتا تھا حتیٰ کہ العطش العطش کہتا ہوا مر گیا۔

...ا کی لاشوں پر بیکسی کا شیون

حضرت عابدؓ نے شام پہنچ کر سب سے
...م یہ کیا کہ آپ شہدائے کربلا کی لاشیں دفن کرنے کے لئے کربلا سے معلے
جس وقت آپ نے سرزمین کربلا میں قدم رکھا ہے اس وقت جو دل کی حالت
...ہ خدا ہی جانتا ہے جگر پاش پاش اور آنکھیں پرنم تھیں دنیا نگاہوں میں
...ب تھی قدم رکھتے کہیں تھے اور پڑتا کہیں تھا کلیجے کے ٹکڑے اڑے جاتے
...اور چہرہ مبارک پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں طبیعت بگڑ بگڑ جاتی تھی دل
...رہا تھا۔ ~

...رتھیں کہ آئے حرم قتل گاہ میں | تاریک آسمان و زمیں تھا نگاہ میں
...ن تھے شکل کعبہ لباس سیاہ میں | گیسو کھلے تھے سوگ شہید آلہ میں

اور میں جو شاہزادیاں منہ ڈھانپے ہانپتے
لاش حسینؓ رو گئی بس کانپ کانپ کے

یوں خاک پہ پڑا تھا مرقع نبیؐ | اصحاب [illegible]
بے گور اور کفن تھے شہیدان کربلا | کوئی کسی کی لاش پہ جو بیکس نہ تھا

افتادہ خاک پر تھا سلیمان کا خاتمہ
پر جبرئیل کا تھا وہ دامان فاطمہ

عابد پدر کی لاش پہ ہونے لگے نثار | پوچھا صحابہ سے باپ کے زخموں کا شمار
بولے کہ کیا ہوا الاخ اصغر کہ کہاں | اصغر کو پیار کر چلے فرمائیے مجھ کو جواب

فرمائیے غلام تمہارا انہیں ہوں میں
بیکس یہ دونوں بیٹے ہیں پیارا انہی نہیں

مقتل سے آئے نہر پہ روتے ہوئے حرم | دیکھا سکینہ بیٹی ہے کہ یک ہاتھ علم
اور لوٹتا ہے لاشہ عباس دمبدم | عابد نے دفن لاش چچا کی بچشم نم

صدمہ ہوا ہر ایک کے دل بیقرار پر
رکھ دی حرم نے مشک سکینہ مزار پر

حضرت عابدؓ نے تمام شہداء کو اہتمام خاص سے وہیں دفن کر دیا حضرت شبیرؓ کے سر مبارک کے متعلق بہت اختلاف ہے اور ہونا چاہئے کہ وہ دمشق پہنچ چکا تھا زمانہ بہت پر آشوب تھا کوئی آنکھ سے دیکھتا بھی تو کہہ نہیں سکتا تھا اور دروغ و فریب کے صدہا امکانات پیدا تھے معرکہ کربلا کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر اور یزید کی جنگ چھڑ گئی کسی کو پوری تحقیق کا ہوش نہ رہا۔ کوئی مورخ لکھتا ہے کہ حضرت عابد سر مبارک دمشق سے مدینہ منورہ لے آئے تھے اور وہیں مدفون ہوا ایک روایت ہے کہ سر مبارک قاہرہ میں دفن کیا گیا چنانچہ اس مقام جامع راس سیدنا الحسین کی عالی شان عمارت اب بھی موجود ہے اور سر مبارک کے مرقد کا گنبد نہایت خوبصورت بنا ہوا ہے جس پر کئی لاکھ روپے صرف ہوئے ہیں، کوئی مورخ عسقلان میں مزار مطہر بتاتا ہے۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ سر مبارک خزانہ دمشق میں محفوظ تھا سلیمان بن عبدالملک بن مروان نے اپنے عہد حکومت میں اسے جامع دمشق میں دفن کرا دیا چنانچہ یہاں مرقد راس امام اب تک موجود ہے اور یہی آخری روایت صحیح ہی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ یزید نے سر مبارک کو واپس دینا یا کہیں بھیجنا خطرناک سمجھا ہو گا اور ڈرا ہو گا کہ کہیں عوام میں جوش نہ پھیل جائے اور اسے خزانہ میں محفوظ و مقفل کر کے اپنے گرگوں سے مشہور کرا دیا ہو گا کہ سر مبارک قاہرہ یا عسقلان میں مدفون ہے تاکہ ایک طرف تو مدینہ منورہ میں جوش پیدا نہ ہو سکے دوسری طرف دمشق کی طرف لوگوں کی توجہات ہٹ جائیں تیسری طرف کسی خاص جگہ کے عدم تعین کے باعث لوگوں کا اجتماع ہو کر سلطنت کے لئے خطرناک اور تباہ کن نہ ثابت ہو۔

بدبختی انسانی کی کرشمہ کاری

خاندان نبوت کو تباہ کرنے والا اور نواسہ رسول کو ذبح

کرانے والا خاتون نان رسالت کو شاہراہ عوام پر نکالنے والا اور جگر گوشۂ زہرا کے سر سے کھیلنے والا شقی ازلی یزید کے متعلق بعض بزرگوں نے اسلام کی رعایت کی بنا پر لکھا ہے کہ اس پر لعنت بھیجنے میں تامل کرنا چاہیے بہتر ہے اس کی نہیں تو اسلام کی عزت تو ہمارے قلب کے گوشوں میں جلوہ گر رہتی ہے لیکن یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہمارا قلب اسے کنارے بہتر نہ سمجھے زبان اور راہ احتیاط خاموش رہ سکتی ہے کہ زبان کو برے الفاظ کا خوگر نہ بنانا چاہیے لیکن اس سے یزید لعین کی برأت ہرگز ہی نہیں ہو سکتی اہم ہم خدا و مسعود کے خوف سے کانپ کر بہ امر مجبوری اثبات حق کے لئے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ حضرت امیر معاویہ بھی ہمارے نزدیک بار پرس محشر سے ہرگز نہ بچ سکیں گے اور ان کی پکڑ بہی سخت ہوگی اس لئے ایک کو ذاتی اور دوسرے کو سیاسی علم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام کے شہید کرنے والوں پر عتاب کا اظہار کیا ہے کہا جا سکتا ہے کہ امیر معاویہ نے قصاص عثمان میں حضرت شیر خدا سے جنگ کی اور یزید پلید نے اس وقت اقدام کیا جب کوفیوں کی بیعت کا حال سن لیا

بجا اور درست! لیکن کیا امیر معاویہ کو حضرت شیر خدا سے زیادہ درد حضرت عثمان کا ہو سکتا تھا اس کا تعلق تو صرف نسلی تھا حضرت شیر خدا تو قرابت قریبی رکھتے تھے پھر معاویہ جانتے تھے کہ یزید فاسق و فاجر ہے اور یہ ضرور ایک روز رسول کریم کو ستائیگا پھر بھی انہوں نے اس کی بیعت لی اور کسی کا نہیں یہ امیر معاویہ ہی کا بیان ہے کہ نبی کریم نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے فرمایا تھا کہ میرے حسین کے قاتل میرے اور خدا کے دشمن ہیں میں نے اپنے بیٹے یزید سے کہہ دیا ہے کہ میں نے خود حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جبرئیل امین نے مجھے بتا دیا ہے کہ تمہاری امت تمہارے حسین کو شہید کرے گی اور اس کا قاتل لعین امت ہوگا۔" غور کیجئے اس سے معاویہ کا جرم اور یزید کی شقاوت کتنی گھناؤنی اور کیسی شکل اختیار کر لیتی ہے کہ اس نے سب کچھ جانتے اور سمجھتے ہوئے کیا اور انتہائی شرمناک اور رسوائی خیز طریقہ پر کیا اور نار جہنم اور باز پرس محشر بالکل بھول گیا اور یہ حرکت تو اتنی شدید اور مکروہ ہے کہ لاعلمی میں بھی دکھ وقوع پذیر ہو جاتی تو بھی اس کی ہولناکی کم نہ ہوتی ؎

برمنند واقعہ اے ظالم خدا ناترس
خواست حاکم و پیغمبرست دعوی گیر

بیا ببیں کہ چہا کردہ بجائے حسین
چگونہ سید ہی انصاف جزائے حسین

منصب شہادت کی رفعت و بلندی

مسیح ملت بیضا شہید نہر فرات
بیان میں کیسے ہوں مولا تری علو صفات

ہے تیری خاک لحد عنبر و کل اکلیات
کہ جزو نقش رسول کریم ہے تیری ذات

شہادت ... منصب نبی اور رتبہ ہے ... صاحبان اعمال

پیاروں کے لئے مخصوص ہے جو چیز بظاہر موت نظر آتی ہے وہی بباطن حیات ہوتی ہے اور حیات بھی وہ جسے دوام عیش حاصل ہوتا ہے اور جس میں جمال یزدانی اور دیدار ربانی کی تجلیاں ہر وقت ضیا افگن رہتی ہیں مال و متاع دنیوی میں سب سے عزیز تر شے انسانی جان ہے جسے اللہ کی راہ میں جانثار نے سر ہی نذر کر دیا اپنے خون سے وضو کیا اور سر کو تن سے جدا کر کے سجدہ میں پھر رکھ دیا اس پر بھی اکرام نہ ہوں کہ یہ تو وہ رتبہ جلیل ہے جس کی آرزو بڑے بڑے انبیاء و اولیاء کو رہی ہے شہید ذات حق کا مشاہدہ اور عین الیقین حاصل کر کے وجود الٰہیہ کی شہادت دیتا ہے اور حیات دوام حاصل کرتا ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون دوسری جگہ ارشاد ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ یعنی جانباز راہ مولا میں محض اس کی خوشنودی کے لئے جان دیتے ہیں انہیں مردہ تصور نہ کرو تمہیں علم و شعور نہیں تم ان کی زندگی کا احساس نہیں کر سکتے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں اور حیات جاوداں کے ساتھ زندہ ہیں اور عیش و سرور کے لطف اٹھا رہے ہیں۔"

اس راز کو یوں سمجھئے اور اس حقیقت پر اس طرح نظر ڈالئے کہ مسلمان بندہ ہے اور بندہ بھی ایسا جس کے پاس اقرار بندگی کے بعد اپنی کوئی چیز تو نہیں رہ جاتی اور نہ اسے حق ہوتا ہے کہ پھر وہ کسی چیز کو اپنا کہہ سکے اور اپنا بتا سکے نہ اولاد اس کی اپنی اولاد ہوتی ہے نہ وقت اپنا وقت ہوتا ہے نہ مال اپنا مال ہوتا ہے کیونکہ وہ تو سب کچھ اقرار ایمان کے ساتھ ہی جنت کے عوض میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بیچ کر چکا ہوتا ہے گویا کلمہ توحید پڑھتے ہی وہ اپنی کسی چیز کا مالک نہیں رہتا لیکن اللہ تعالیٰ کی بیع بھی عجیب قسم کی بیع ہوتی ہے وہ سب کچھ بیع لیکر اور خرید کر انسان ہی کے پاس چھوڑ دیتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے کہ میرا بندہ میری چیزوں میں خیانت تو نہیں کرتا ان کا بیجا استعمال تو نہیں کرتا ان پر ناجائز تسلط تو نہیں جماتا اور یہ نہیں کرتا کہ وہ ان فروخت اور بیع کی ہوئی چیزوں کو اپنا سمجھ بیٹھے اولاد و مال کو وہ بہ اوقات مختلف لیتا دیتا رہتا ہے لیکن کبھی ایسا وقت آتا ہے کہ وہ سب سے عزیز چیز جان کا طالب ہوتا ہے اور اس معاملہ آ جاتا ہے اس وقت بہت سے کمزور انسانوں کے قدم میں لغزش آ جاتی ہے وہ تکمیل عہد پر تیار نہیں ہوتے اور بیع کی ہوئی چیزوں کو واپس دینے میں چون و چرا کرتے ہیں لیکن پھر بھی ایسی بزرگ ہستیاں بھی اور صادق ہستیاں ہر زمانہ میں موجود رہی ہیں جو خریدار کی عظمت و جلال اور کی اہمیت و منفعت کے واقف ہوتے ہیں اور ایک طلب پر اپنی ...

مال اور اپنی جان عزیز تک بے تکلف اس کے حوالے کر دیتا ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ کا یہی مطلب اور یہی معنی ہیں دوسرے الفاظ میں ایمان کے معنے ہر وقت سب کچھ قربان کر دینے پر آمادہ رہنے کے ہیں جس نے چون وچرا کی اس میں ایمان کہاں! ۵

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا۔

مسلمان بہت سے ہیں کون ہے جو خود کو مسلمان نہیں سمجھتا لیکن سوچئے تو کتنے ایسے ہیں جو جان و مال اپنے مال کو بھی خدا کا مال اور اپنی اولاد کو اللہ کی چیز سمجھتے ہوں اگر انسان اس ایک آیت اور ایک اس راز کو سمجھ لے تو زندگی کی صد ہزار مشکلات سے آپ نجات پا جائے اور اس کا قدم کبھی لغزش نہ کھائے جب ہم خود غلام ہیں کسی چیز کے مالک نہیں سب کچھ جنت کے عوض رکھ کے حوالے کر چکے ہیں تو پھر ہم نفس کی فکر میں اور عبث اپنی جان کھپاتے ہیں اس کی چیزیں ہیں اس کے حکم کے ماتحت صرف و خرچ کریں آنکھ اس کی ہے اس نے نامحرموں کی طرف آنکھ اٹھانے سے منع کر دیا کوئی ہماری تو چیز ہی نہیں کہ جس طرح چاہا استعمال کیا منع کیا ہے تو نہ دیکھنا چاہئے جان اور مال میں تجارت میں باغات میں نقصان ہوا ہوا کرے ہمیں غم حرمان کی کیا ضرورت ہے جس کی چیز تھی اس کے پاس گئی اولاد مر گئی کیوں روئیں ہمیں چیخنے پکارنے ماتم کرنے کا حق کیا ہے ہم اس کے تھے ہی کون رہی ممتا اور محبت وہ اسکی پرورش کے بار کو آسان کرنے کے لئے دی گئی ہو نہ کہ اس لئے کہ آپ اس کے ذریعہ اس کی چیز کو اپنا بنالیں مال و اولاد تو پھر ثانوی چیز ہے ہم خدا ہی کے ہیں، بندے ہیں آقائے حقیقی کے حکم میں چون و چرا کیسی!

مصائب آتے ہیں آتے رہیں لیکن بدبخت ہیں جو مصائب سے گھبرائیں۔ ہم غلام ہیں اس مولا کے! اس آقا کے۔ اس مخدوم کے جو ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ مہربان ہے بندہ کی، غلام کی تکلیف دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے واللہ رؤف بالعباد کوئی مصیبت آئے کوئی تکلیف ہو تو اضطراب کیوں کریں ممکن ہے کہ آقا آزما رہا ہو کہ بندہ نے جسم کو اعضاء کو، جان کو اپنا تو نہیں سمجھ لیا ہماری چیز کو اپنی چیز تو نہیں سمجھ بیٹھا یہ بھی ممکن ہے کہ آقا کی اس میں کچھ مصلحت ہو ماں باپ استاد بھی تو اصلاح و بہتری کے لئے سزا دیتے ہیں کسی آرزو کسی مقصد میں ناکامی کا صدمہ کیوں ہو ہم نادانوں کو مصلحت قانی رضا دذی کا کیا علم بچہ چاند کے لئے روتا ہے چراغ کو ہاتھ میں لینے اور انگارہ پکڑ لینے کے لئے گریہ وزاری کرتا ہے مگر ماں کب اس کی یہ آرزو پوری ہونے دیتی ہے خلاصہ کلام یہ کہ اسلام نام ہے خودی کے ایک مسلسل ایثار و قربانی کے نظام کا اس زنجیر کی آخری کڑی اور انتہائی سر و جان کا ایثار ہے اور اسی کا نام شہادت ہے۔

یہ شہادت مرتبہ ایمان کی آخری سرحد ہے نبوت کے بعد انسان کے لئے اس سے بلند تر کوئی درجہ اور کوئی مرتبہ نہیں لیکن شہادت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جو اپنا سر دے وہی شہید کہلائے گو عرف عام میں شہید اسی کو کہتے ہیں اور اسی کی عمومی صورت ہے بہرحال عربی میں شہید کے معنے یہ ہیں جس کے لئے کوئی غیب نہ ہو جو جان دیکر شہید ہوتا ہے اس کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے یہی کہ وہ عبدیت میں کامل ہو اللہ کی فرمانروائی اور اپنی بندگی پر کامل یقین رکھتا ہے اور یہ درجہ کمال بالعموم اولیائے کرام کو حاصل ہوتا ہے وہ اپنے کشف اور باطنی قوت سے وہ خود برائے العین ذات حق کا مشاہدہ کر لیتے ہیں اور جب چیز آنکھ کے سامنے آگئی تو کوئی چیز ظنی و احتمالی نہیں رہی اس لئے انہیں بھی شہید ہی کہا جا سکتا ہے جو عبدیت میں کامل ہو وہ یقیناً شہید ہے جیسا کہ باری تعالیٰ فرماتا ہے والذین امنوا باللہ ورسلہ اولئک ہم الصدیقون والشہداء عند ربہم۔

تاہم پھر بھی ایک فرق رہ جاتا ہے یہ شہادت خفی ہے شہادت جلی وہ ہی ہے جبکہ راہ حق میں سر دینا پڑے اور انسان تمام عواقب امور کو سوچ سمجھکر میدان میں قدم رکھے۔

روحانی ترقی کے آخری درجہ ہی کا نام مرتبہ نبوت ہے یہاں پہنچکر انسان اتنا کامل ہو جاتا ہے کہ دوسروں کو بھی کامل بنا سکتا ہے اور کلام کے حاصل کرنے کی طاقت کا حامل ہو جاتا ہے جس کی تاب دوسرے انسان نہیں لاسکتے لیکن یہ مرتبہ سعی و کوشش کا رہین منت نہیں فطری اور وہبی ہوتا ہے البتہ صدیقیت اور شہادت کے درجے جو اس سے اتر کر ہیں تو انسان اس سے حاصل کر لیتا ہے شہید شہادت میں جو لطف حاصل کرتا ہے اور جن مراتب علیا پر فائز ہوتا ہے ان کا احساس عام لوگ اور عام افراد نہیں کر سکتے یہ اتنی پرکیف اور سرشار چیز ہے کہ انبیاء اور اولیاء تک کو اس کی آرزو رہی ہے حضرت شبیر نے روحانیت میں بھی مقام بلند رکھتے تھے اور تسلیم و رضا کے پیکر تھے آپ شہادت کی اور اس کی فائز المرامیوں سے واقف تھے عشق الٰہی کا غلبہ تھا بشر تھے جسمانی تکلیف تو غیر ممکن تھا کہ نہ ہوتا لیکن آرزوئے شہادت اور عشق الٰہی چیز ان فانی چیزوں کی پرواہ نہ کرتے تھے اور نہ کی جانتے تھے کہ یہ سب امانت ہے اور اب اس کی سپردگی کا وقت آگیا ہے چنانچہ آپ نے سب کچھ برضا و رغبت جان آفرین کے سپرد کر دیا۔ اولاد مال عیش و آرام جان غرض سب کچھ نثار کر دیا اور سرخرو ہو کر بارگاہ ربانی میں پہنچے۔ فی الحقیقت واقعہ شہادت اپنی اندوہناکی اور جگر سوزی میں انتہائی الم انگیز ہے

لیکن مسلمانوں کے لئے یہ فخر کیا کم ہے کہ ان کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نواسہ دنیا میں عبدیت کا ایک ایسا مظاہرہ کر گیا جو اپنی نوعیت میں لاثانی تھا دیکھنے والی آنکھ واقعہ محزن کربلا میں یہ نہیں دیکھتی کہ وہاں کس پر کیا گزری بلکہ یہ دیکھتی ہے کہ کن زہرہ گداز حالات میں کس نے رضا و تسلیم کے حیرت افروز اور عدیم المثال نظارے پیش کئے اور حضرت شبیر رضی اللہ عنہ نے عبدیت کاملہ کا کیا زبردست اور ایمان افروز مظاہرہ کیا ہے

بہ دہوا شکوہ مصداق نص ذبح عظیم	بہ خلق اسوۂ صبر و رضا سلام علیک
تو بدا و ج کرامت خدائے تو جانم	تو صدر بزم امامت شہا سلام علیک
بہ حفظ مقصد دیں جاں نثار فرمودی	غریب و بیکس و بے آشنا سلام علیک

فضائل و کرامات کا موقع

سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ الیم ایسا نہیں کہ اس پر سے بے نیازانہ نظر گذر دی جائے اور محض ماتم و سوگواری کے اظہار سے یہ سمجھ لیا جائے کہ ہمارا فریضہ عقیدت ختم ہو گیا یہ شہادت ہرگز کوئی مادی پہلو نہیں رکھتی اور نہ اس کی اتنی حقیقت ہے کہ آپ خلافت اپنا حق سمجھتے تھے اس حق کے حصول کے لئے ایک جانفشانی کی اور اعداء نے آپ کو حق پر سمجھتے اور جانتے ہوئے بھی پوری قساوت و شقاوت کے ساتھ ذبح کر دیا اور چونکہ آپ مظلومانہ موت سے دوچار ہوئے اس لئے ان کی مظلومی پر جزع و فزع اور ماتم و شیون درست ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ روحانی دنیا میں چونکہ شہادت فضائل و کمالات کی ایک اہم ترین جزو ہے اور نبوت کبریٰ میں اس کا ہونا لازمی امر تھا اور اگر اس وقت شہادت واقع ہوتی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو جاتے تو یقیناً امت مرحومہ میں ایک انتشار عظیم پیدا ہو جاتا اس لئے تکمیل اس طرح کر دی گئی کہ حضور کریم کے عزیز ترین نواسہ کو تاج شہادت پہننا پڑا گویا حضرت شبیر کی شہادت فضائل نبوت کی گونہ تکمیل تھی ہے

ہیچ ملت بیضا شہید لہر فرات	ہے تیری خاک لحد غمزدوں کو آب حیات
بیاں کس سے ہوں مولا ترے بلند مقام	کہ جزو نفس رسول کریم ہے تری ذات
تری شہادت کبریٰ عجب شہادت ہے	تتمہ شرف منصب رسالت ہے

نیز اس شہادت نے دنیا پر واضح کر دیا کہ حق و باطل اور روحانیت و مادیت کی جنگ کن عواقب پر ختم ہوتی ہے اور جب اس قسم کے معرکے ہوتے ہیں تو گو بادی النظر میں تھوڑی دیر کے لئے حق مضطرب نظر آنے لگتا لیکن بالآخر فتح حق ہی کی ہوتی ہے اور باطل خاک نامرادی میں دفن ہو کر رہ جاتا ہے کہ آج حضرت شبیر رضی اللہ عنہ کے ثنا خوان اور غلام کروڑوں ہیں مگر یزید پلید پر ہر طرف سے پھٹکار پڑ رہی ہے اور کوئی ایک زبان بھی ان کی حمایت میں کھلنے کی جرأت نہیں کر سکتی ہے

چیست اخلاص آنکہ از خود جدا	جان وعقل ساختی فدائے او ہر فنا
ہر کہ صابر نیست لائق یار نیست	دعوی عشق کسے پندار نیست

یزید فاسق تھا، فاجر تھا اس کی بیعت سے بوجہ اصحاب عامہ نہیں ہو سکتی تھی ایسے شخص کے ہاتھ پر بیعت کر لینا یقیناً معصیت عظیم تھا کیونکہ یہ ناممکن تھا کہ فرزند رسول کریم ایک فاسق و معصیت کار کی اطاعت کا اقرار کرے جبکہ حکم قرآنی فاصبر لحکم ربک ولا تطع منہم آثما او کفورا اپنے رب کے حکم کی تعمیل اس شان کے ساتھ کر کہ اگر تجھے اس کی تعمیل میں تکالیف و شدائد کا مقابلہ کرنا پڑے تو اظہار اضطراب نہ ہو بلکہ صبر و استقلال کا پیکر بن کر کھڑا ہو جا اور خواہ کچھ ہی ہو سر پر آرے کیوں نہ چل جائیں لیکن کسی معصیت کار اور ناشکرے کی اطاعت نہ کر اس صریح حکم کی موجودگی میں ناممکن تھا کہ حضرت شبیر رضی اللہ عنہ یزید کی اطاعت پر راضی ہو جاتے آپ نے صد ہزار جگر سوز مصائب و نوائب برداشت کئے سر کٹوا دیا مگر ایک معصیت کار کی اطاعت پر رضامند نہ ہوئے ہے

شاہ است حسینؓ بادشاہ است حسینؓ	دین است حسینؓ دین پناہ است حسینؓ
سر داد نہ داد دست در دست یزید	حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؓ

فضائل آل اطہار

حضرت سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب حد سے سوا ہیں جن کی تعریف خود رب تعالیٰ کرے ان کی عظمت و جلالت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے آیۂ تطہیر یذھب عنکم الرجس ویطھرکم تطھیرا اہل بیت اطہار ہی کی شان میں نازل ہوئی تھی قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ انہی کے لئے آیا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث پڑھئے اور پھر ان اہل بیت مطہر کی بزرگی و بلندی مرتبت کا اندازہ کیجئے جنہیں میدان کربلا میں تختۂ مشق مظالم و آلام بنایا گیا جن کے سروں سے دو پٹے اتار دیئے گئے اور جن کی لاشیں گھوڑوں کی ٹاپوں سے کھوندی اور پامال کی گئیں

"خدا کی دوستی کی وجہ سے مجھے دوست رکھو اور میری محبت کی وجہ سے اہل بیت کو دوست رکھو" "لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ جو محمد کی اولاد کی محبت میں جان دے گا اس کی نوا تمام ایمان کامل پر ہوگا محمد کی اولاد کی دوستی پر مرنا نجات کا ذریعہ ہے" (کشاف)

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب اللہ دوسری اپنی عترت جب تم ان دونوں کو مضبوط پکڑے رہو گے گمراہ نہ ہو گے"

"اور جس نے میری اولاد پر ظلم کیا اس پر جنت یقیناً حرام ہے" "حسنین جوانان جنت کے سردار ہیں" "حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے اے اللہ جو حسین کو دوست رکھتا ہے اسے تو بھی دوست رکھ" (ترمذی)

عزیز خون کی عزیز بہار

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرات حسنین سے اس درجہ محبت تھی کہ ان کے رونے کی آواز سنتے تو بیتاب ہو جاتے انہیں کندھوں پر بٹھا لیتے پیار کرتے اور ذرا سی تکلیف ہوتی تو بے چین ہو جاتے حضور نبی کریم صلی اللہ

وسلم کو علم تھا کہ آپ کے پیارے نواسے آپ کی امت کے اشقیا ہی کے ہاتھوں ہی شہید ہوں گے۔ حضرت ام الفضل فرماتی ہیں کہ ایک روز میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں امام حسینؓ کو لئے ہوئے حاضر ہوئی اور آپ کی گود میں دیدیا۔ دیکھتے ہی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا مجھے ابھی جبرئیل امین نے خبر دی ہے کہ میرے اس فرزند کو میری امت شہید کرے گی اور یہی نہیں بلکہ مجھے سرخ مٹی بھی لاکر دکھائی" (بیہقی) حضرت ام المومنین ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک روز بچپن میں امام حسنؓ اور امام حسینؓ دونوں میرے مکان میں کھیل رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل امین نے حضرت امام حسینؓ کی شہادت کی خبر کے ساتھ تھوڑی سی مٹی بھی دی جو آپ نے مجھے دیکر کہا کہ جب یہ سرخ ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا شہید ہو گیا چنانچہ میں نے اُسے شیشی میں بند کر کے رکھ لیا اسے برابر دیکھتی رہتی تھی ۱۰ محرم کو جب تک یہ مٹی اصلی حالت پر تھی لیکن زوال آفتاب کے وقت شیشی پر معلوم ہوتا تھا کہ خون بہ رہا ہے میں رونے لگی اور کوشش کر کے دل کو سنبھالا کچھ دنوں بعد اطلاع آگئی کہ دس محرم الحرام کو حضرت امام شہید ہو گئے" (شواہد نبوت)

فرمایا کہ میں ایک ابلقی کتے کو دیکھتا ہوں جو میرے اہل بیت کے خون میں منہ ڈال رہا ہے" (ابن عساکر) حضرت خطیب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشنگوئی فرمائی کہ میری ہجرت کے ساٹھ سال کے بعد حضرت امام شہید کر دیئے جائیں گے نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ حضرت علی رضہ کو بھی علم تھا حضرت شبیرؓ کو بھی علم تھا چنانچہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ایک روز جو میں دربار نبوت میں حاضر ہوا تو نبوت مآب کے آنسو جاری تھے دریافت کرنے پر جواب دیا کہ ابھی ابھی جبرئیلؑ امین بتا گئے ہیں کہ میرا حسینؓ دریائے فرات کے کنارے شہید ہوگا" چنانچہ جب آپ جنگ صفین میں موضع نینوا میں پہنچے تو بے ساختہ زبان سے یہ لفظ نکل گئے کہ دامن صبر کو ہاتھ سے نہ دینا (تہذیب التہذیب)

حضرت شبیرؓ جس وقت میدان کربلا میں پہنچ گئے تو آپ نے اپنی چھوٹی بہن حضرت ام کلثوم رضہ سے فرمایا کہ تو جانتی ہے یہ وہ سرزمین ہے جہاں پدر بزرگوار نے خواب میں مجھے ایک دریائے خون کے اندر تیرتے دیکھا تھا اور میری جانب مخاطب ہو کر کہا تھا جس دن یہ واقعہ پیش آئیگا اس روز کیا کرو گے میں نے اسی وقت ادب سے گردن جھکا کر عرض کی تھی کہ میں اس ابتلا و آزمائش میں اللہ پر بھروسہ کر کے صبر کروں گا دریائے خون میں تیروں گا اور ضرور صبر کروں گا (سیرت حسین)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

مجھے مقتل حسینؓ کی خبر دی گئی مٹی دکھادی گئی قاتل کا نام اور نشانیاں دکھادی گئیں۔ خدا کی قسم جس قوم میں حسینؓ مقتول ہوگا وہ قوم اس کی امداد نہ کرے گی ظالموں کو اس سے منع کریگی اللہ تعالیٰ اُن کے دلوں اور سینوں میں تفرقہ ڈال دیگا اور ان کے بدترین دشمنوں کو اُن پر مسلط کرے گا" (ابن عساکر)

یہ تھی شہادت حسینؓ کی منزلت کہ اس کی اطلاع کے لئے جبرئیل امین مامور کئے گئے۔ مارنے والوں اور مرنے والوں سب کو سب کچھ معلوم تھا لیکن ایک طرف سیلاب شقاوت بڑھ رہا تھا اور دوسری طرف دنیوی اسباب و علائق میں الجھے ہوئے قدم شوق شہادت میں تسلیم و رضا کے ساتھ اٹھ رہے تھے ایک طرف تلواریں بلند تھیں دوسری طرف سر جھکا ہوا تھا۔

حضرت شبیرؓ سوچ سمجھ کر جان بوجھ کر خون میں کود پڑے کہ زمین اور آسمان تھرا گئے اور ملائکہ کا کلیجہ کانپ اٹھا یعنی شہادت کی رات کو حضرت ام المومنین ام سلمہ رضہ اور دیگر معتقد صحابہ کرامؓ نے رسول کریم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر گرد پڑی ہوئی ہے ریش مبارک بال خاک میں اَٹے ہوئے ہیں اور ایک ہاتھ میں ایک شیشہ لئے ہوئے ہیں۔ فرمانے لگے کیا کہوں آج صبح سے حسین اور اُس کے رفقا کا خون جمع کرتا پھرتا ہوں اللہ اکبر کیا شان ہے اور کیا عظمت یہ مادی دنیا کی باتیں نہیں عالم روحانیت کے کاروبار ہیں۔ لخت جگر کا خون کسے پیارا نہیں ہوتا اور کون جان سکتا ہے کہ اس روز نبوت مآب کے قلب پر کیا گذری ہوگی۔ سوئے بیٹھے جزع و فزع کر لے ماتم و شیون بلند کرنے سے کوئی نتیجہ نہ تھا وہ وہاں گزر لے یہاں تک برآمد ہوا اور نہ ہو سکتا ہے شیر بیشہ فاطمی کی زندگی ہمیں بزدلی و اشک فشانی نہیں سکھاتی بلکہ حق پسندی حق نوازی حق دوستی ہمت و حوصلہ ایثار و قربانی صبر و ثبات استقلال و استقامت جلالت و شجاعت اور عشق ربانی و قوت ایمانی کے ایسے سبق دیتی ہے کہ اگر ہم انھیں ازبر کر لیں تو دارین کے نعائم ہمارے ہی نصیب ہو جائیں ہم ہی فرمانروا ہوں اور ہم ہی فرمان پذیر۔ اھدنا الصراط المستقیم کی دعا مانگنے والو صراط الذین انعمت علیہم کی تفسیر پر غور کرو انعام پانے والے یہی شہدا و صدیق و انبیاء ہیں اس کی آرزو ہے تو چشم باطن وا کرو قدم سعی بڑھاؤ حق کی رسی پکڑو اور انعام کے اہل بنو کہ سعادت تمہارے سرمدی کا راز اسی میں پوشیدہ و مضمر ہے۔

سیدہ کا لال

(از مسعود جمیل سلامہ راشد الخیری مدظلہ)

تصویر غم اور ماتم زمانے میں جو مولانا ممدوح کی لکھی ہے اس سے ذیادہ ادب داں واقف ہے لیکن کتاب سیدہ کے لال میں حضرت ممدوح نے تو یہ کمال کیا ہے کہ اس کتاب کی ایک سطر بھی سخت سے سخت قلب اور پتھر سے پتھر دل کا آدمی بھی بغیر خون کے آنسو بہائے نہیں پڑھ سکتا۔ کتاب حال ہی میں تیار ہوئی ہے اور ملک کے ہر گوشہ میں پھیل رہی ہے۔ کتاب کے اندازہ کے لئے اس کے چند ٹکڑے نقل کرتا ہوں اس سے پوری کتاب کا اندازہ کر لیجیے اس کی ضخامت ۲۰۰ صفحے کے قریب ہے اور قیمت عمر محصول، کل ۱۲ منیجر عصمت پرنٹنگ دہلی سے ملتی ہے

بی بی زینب کے بچوں کی شہادت

شہر بانو خاموش کھڑی پھر رہی تھیں انجل رہی تھیں کہ سیدہ کے لال نے بہن سے فرمایا زینب اٹھو بابا کی شمشیر، بھائی حسن کی کمان، نانا جان کا عمامہ لاؤ اور بھائی کی صورت دل بھر کر دیکھ لو اب یہ نظر نہ آئے گی اور دشمن میدان سے واپس نہ آنے دینگے بی بی زینبؑ بھائی کے قدموں میں گر پڑیں اور کہا۔

اس نازک وقت میں کہ عرش بریں ہل اور آسمان کانپ رہا ہے بہن اپنے بھائی کے حضور میں ایک التجا پیش کرتی ہے امید ہے کہ علی کا لال اور دکھی ماں کا بچہ بہن کا سوال رد نہ کرے گا؟

امام حسین علیہ السلام نے فرمایا "زینب کیا کہتی ہو" بی بی زینبؑ کی نظریں نیچی تھیں آنکھ اٹھائی اور رو کر کہا۔

حسینؑ بھیا تکلیف کے وقت صدقہ دیا جاتا ہے حدیث صحیح ہے کہ صدقہ بلا کو ٹالتا ہے میری آرزو ہے کہ عون و محمد کو اس وقت بابا جان پر قربان کر دوں شاید یہ بلا ٹل جائے بھائی یہ بچے نہیں، تو بھائی تو بہن کے بڑے بڑے ارمان رہتے ہیں اس وقت زینب کے بچوں کو میدان کی اجازت دیکر اس کا دل رکھ لے بھیا اس وقت میرا سفارشی کوئی نہیں ہے ماں اور باپ دونوں کا سایہ سر سے اٹھ چکا بھائی حسنؑ بھی اسد کے پیارے ہو گئے آج ہماری کشتی کے ناخدا تم ہو قیامت کے روز زینب کس منہ سے اس باپ کی خدمت میں حاضر ہو گی بھائی حسینؑ خدا کا واسطہ نہ رہو اماں کی روح کا صدقہ میرے بچوں کو مرنے کی اجازت مرحمت ہو جب سے اصغر کی شہادت دیکھ چکے میرے بچے پیچھے پیچھے پھر رہے ہیں کہ اماں جان ہمیں میدان کی اجازت دلوا دیجئے میں خاموش ہوں ان کا منہ تک کر چپکی ہو جاتی ہوں بھیا یہ مجھ سے زیادہ تیری صورت کے عاشق ہیں سمٹے ہوئے بیٹھ رہتے ہیں اور جدھر جاتی ہوں سایہ کی طرح میرے ساتھ رہتے ہیں اگر کسی طرح ان کو میدان کی اجازت مل جائے یہ دیکھئے میرے پیچھے کھڑے رو رہے ہیں اتنا کہکر بیٹیوں کو عون و محمدؑ ماموں کے قدموں میں گر پڑے اور کہا کہ ہم ماں کے پیٹ سے اس لئے پیدا نہیں ہوئے تھے کہ ہم زندہ رہیں آپ پر مصیبت آ جائے اور ہم کھڑے دیکھتے رہیں جنت قیمت لگ گئی ہے اور ہم سنیں ماموں جان ہماری آبرو نہ گرایئے دیکھئے ہم کو میدان کی اجازت دیجئے ہم کو بھانجے نہیں غلام سمجھئے اور ہم کو قربان ہونے کا حکم دیجئے دل کے سہارے ہوئے بچوں کو کھلا دیجئے دیکھئے ہمارے ہتھیار سب تیار ہیں ہم اپنے چھوٹے چھوٹے تیروں اور نیزوں سے دشمن کو منہ تو دیکھا دینگے اور جب تک ان تمام کا لیف کا بدلہ لے لیں گے ہماری زندہ صورت آپکو نظر آتے گی خدا کا واسطہ رحم فرمایئے اور ہماری درخواست منظور کیجئے۔

اب بی بی زینب آگے بڑھیں اور دونوں بچوں سے کہا کہ ماموں کے کلیجہ سے لگ کر آخری سلام کر دو اس کے بعد بھائی سے عرض کیا بھیا میرے کلیجے کے ٹکڑے تمہاری شجاعت پر حرف نہ لائینگے یقین رکھو ان کی وجہ سے علی کے نام پر بٹہ نہ لگے گا میں کسی قابل نہیں ہوں اس وقت میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں کہ قربان کرتی بہن کی یہ ناچیز قربانی قبول ہو۔

امام حسینؑ کی آنکھ سے آنسو کی لڑیاں جاری تھیں انہوں نے بچوں کو سینہ سے چمٹایا لبوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

زینب جو جو کچھ نہ دیکھا تھا ان آنکھوں سے سب کچھ دیکھ لیا ماں اور باپ کے بعد بھائی حسن کا جنازہ دیکھ چکا سامنے گزان ہاتھوں نے قبر میں اتارا ابھی وہ آنسو بہ رہے ہیں زینب تجھکو بھائی پر رحم نہیں آتا کس دل سے اجازت دوں۔

کیا ماموں دنیا میں اس لئے پیدا ہوا تھا کہ گلشن ہرا کے پھول چن چن کر آگ میں جھونکے دل ہے پتھر نہیں سچ ہے جو گذر رہی ہے اس کا جاننے والا خدا کے سوا کوئی نہیں زینب مجھ پر رحم کرو ان کو بلوں نے ابھی دنیا کا کیا دیکھا ان کے دل پھوٹے چلے کے ہیں ان کو دنیا میں رہنے دے ماموں کے گھر میں اس وقت موت کے سوا کچھ نہیں ان کو جانے دے کہ خاموشی کے ساتھ گھر چلے جائیں اور دنیا کی بہار دیکھیں۔

امام حسین کی تقریر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ بی بی زینب کا دل بھر آیا اور بھائی کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا۔

حسینؑ میرے زخمیوں پر نمک نہ چھڑک کس کے بچے اور کیسے بچے عون و محمد تیرے غلام ہیں ان کا خون جو تجھ پر گرے گا سر پر رکھونگی اور آنکھوں سے لگا دونگی ان کی موت جو تجھ پر قربان ہو کر آئے گی میری زندگی ہو گی اگر یہ خود میدان کے واسطے بیقرار نہ ہوتے تو عمر بھر ان کی صورت نہ دیکھتی آج میری کمائی ٹھکانے لگتی اور باپ نے آخر وقت جو وصیت کی تھی اس کی تعمیل کرتی ہوں مجھے ان کی شادی کا ارمان تھا مگر اس سے بڑھکر اور کیا شادی ہو گی یہ ارمان پورا ہوتا ہے اجازت دے کر اپنے بچوں کو دولہا بناؤں اور رن میں بھیجوں۔

امام حسینؑ بہن کی اس تقریر پر خاموش ہوئے تو بی بی زینب نے دونوں بچوں کو بھائی کے قدموں پر ڈال دیا اور کہا کہ ماموں کا شکریہ ادا کرو کہ تمہاری قربانی قبول کی اٹھو اور میرے ساتھ آؤ

اس وقت خیمہ میں سناٹا تھا کہ عمر و سعد نے آواز بلند کہا علی کی شجاعت کہ بہر خاک ہوئی کہ کوئی میدان میں نہیں آتا کیا ہم خود ہی خیمہ میں گھس آئیں بی بی زینبؑ نے علی اکبر سے کہا تم جواب دو کہ ناموس رسول کو جانے والے ابھی زندہ اور جوہر شجاعت دکھانے والے موجود ہیں۔

بچوں کے کپڑے اپنے ہاتھ سے بدلے چھوٹے چھوٹے ہتھیار ان کے جسم پر لگائے اور کہا عون و محمد خوش نصیب ہوں میں اگر تم جیسے نیک بچے میرے پیٹ سے پیدا ہوئے مگر دیکھو بھوک پیاس میں کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکل جائے اعدا میں یہ بات کہی کہ معلوم ہو کہ تم کون ہو خبردار! خبردار اماں زینب کا نام زبان پر نہ آنے پائے صرف اتنا کہنا کہ ہم حسینؑ کے غلام ہیں اور ہماری ماں بی بی فاطمہ اور شیر خدا کی لونڈی ہے ان کی شفقتوں کا بدلہ ہماری ماں کے پاس یہی تھا کہ ہم کو امام پر نثار کر دیا۔

بچو! میں نادم ہوں کہ اپنے بھائی کو میدان جنگ میں بھوکا پیاسا شہید ہونے بھیج رہی ہوں جس وقت دونوں بچے خیمہ کے دروازہ پر پہنچ کر ماں کے آخری سلام کو جھکے تو دل کا عجب ہی عالم تھا مگر ضبط سے کام لیکر ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر گلے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا دنیا کی مائیں بچوں کو پردیس سدھارنے کے وقت دعا دیتی ہیں کہ جس طرح پیٹھ دکھائی اسی طرح منہ دکھاؤ مگر عون و محمد کی ماں یہ کہتی ہے کہ جاؤ زندہ جاؤ اور شہید ہو کر آؤ سر لیکر جاؤ اور سر کٹا کر آؤ دیکھو میرے الفاظ یاد رکھنا عمر و سعد کو یہ پتہ نہ چلے کہ تم زینب کے بچے ہو اچھا بچے کے کاندھوں جاؤ اور سدھارو رخصت۔

فلک پیر نے دنیا کے سخت سے سخت مصائب پر قہقہے لگائے ہیں مگر آسمان و زمین خاموش تھے جس وقت زینبؑ کے بچوں کی صدائے تکبیر سے میدان کربلا گونج اٹھا عمر و سعد نے سامنے آکر کہا میں یہ تو سمجھ گیا کہ تم زینبؑ کے بچے ہو مگر تمہاری اٹھتی جوانیوں پر مجھے نہ معلوم کیوں رحم آرہا ہے اور دعا دیتا ہوں کہ صبح سے اب تک بلاغ ہوا تمہارے ساتھیوں پر ترس کھا رہا ہے اگر تم حسینؑ کا ساتھ چھوڑ کر ادھر آجاؤ تو تمہارے واسطے دنیا بھر کی نعمتیں موجود ہیں اور اگر یہ پسند نہ کرو تو جاؤ اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں اجازت دیتا ہوں جاؤ اپنی ماں سے کہدو کہ عمر و سعد نے ہم کو آزاد کر دیا۔

دونوں کے دونوں اتنا سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے اور کہا ظالم عمر و سعد ہم کو امامت کا بھانجا بنکر امامت کی ریاست کرو ہم امام حسینؑ کے غلام ہیں اور ہماری اماں بی بی فاطمہ اور شیر خدا کی لونڈی ہے مگر جب ہمارے آقا زادہ پر ہی رحم نہ آیا اور پانی تک پیاسا لگا کر اپنی سنگدلی دکھائی تو ہم پر کیا رحم آئیگا ہم تین روز سے بھوکے اور پیاسے ہیں اور ہماری عمریں بھی بارہ سال سے زیادہ نہیں لیکن تجھ جیسے بیسیوں کو جہنم میں پہنچا کر اپنے آقا پر نثار ہونگے یہ کہکر ایک طرف سے عونؑ اور دوسری طرف سے محمدؑ نے حملہ کیا ننھی ننھی تلواریں بجلی کی طرح جس سر پر چلیں خاکستر کرتی ہوئی ہوا کی طرح نکل گئیں عمر و سعد نے اپنی فوج سے خطاب کیا کہ تین روز کے بھوکے پیاسے بچوں کو اب تک تہ تیغ نہ کر سکے تو مل کر حملہ کرو اور دونوں کا خاتمہ کر دو ابھی عمر و سعد کی تجویز ختم نہ ہوئی تھی کہ دونوں خود ہی لشکر میں گھس کر عمر و سعد کے سر پر پہنچے اور عون نے کہا کہ ہم نے جو کہا تھا وہ کر دکھایا اگر تیرے علم کا ابھی مزہ چکھنا باقی ہے یہ کہکر چاہتے تھے وار کریں مگر دونوں طرف سے تلواروں کی باڑ سر پر گری اور زینب کے لال خون میں لال ہو گئے عمر و سعد نے چلا کر کہا بچوں کا طریقہ جنگ طرز گفتگو اور ادائے ہر بتاتی ہے کہ علیؑ کے نواسے ہیں جو کہ پیاسے ہیں خون میں تر بتر ہیں لیکن چہرہ پر شکن نہ آیا۔ بانو شکوہ نہیں ہو خدا کا شکر کرو ان کا باپ کتنا

حسینؑ آئے اور بچوں کی لاشیں اٹھا دیں اور ان کی ماں سے کہا عمر و سعد کہتا ہے کہ دو زینبؑ اور شہر بانو بیدار ہو جاؤ امام حسینؑ خیمہ سے باہر کھڑے تھے عمر و سعد کی آواز جس وقت بی بی زینبؑ کے کان میں پہنچی تو آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا امام حسینؑ بہن کو دیکھنے آئے تو شکر کر رہی تھیں بھائی نے کہا زینب بہت لپٹا کر آنکھ سے لگایا پھر بہن کو گلے لگا لیا اور کہا۔

"زینبؑ تیرے بچے رخصت ہو گئے"

بی بی زینب کے ٹھنڈے سانس کے ساتھ زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے حسینؑ تم پر سو واسطے رونے کا نہیں شکر کا مقام ہے مجھے میسر نہیں تم کر رہی ہوں کہ جو نعمت شکر یہ اس خدا کا ادا کیا جس نے آج مجھے سرخرو کیا اور مجھے اپنے بچے بیٹے جو میرے بھائی پر نثار ہو گئے۔ امام حسینؑ نے حضرت عباسؑ سے کہا بھائی آؤ بچوں کی لاشیں اٹھالائیں کہ بیجا ہوا تھا امام حسینؑ بچوں کی لاشیں لئے گئے اور بی بی زینب نے استقلال سے دو گانہ ادا کیا سجدہ میں گریں اور کہا۔

تو ناتمہ نواز ہے تو نے دیکھا کہ دونوں بچے تیرے نام پر تیرے رسول کی امت کے بیدردی سے قتل کئے گئے میں نے ان کو بھوکا پیاسا تیری راہ میں کٹوا دیا ان کی لاشیں حاضر ہیں جس صبر کی توفیق دے اور دل پایاب پتھر رکھے کہ جو کچھ رہی ہے اس کو برداشت کروں دعا کر رہی تھیں کہ بچوں کی لاشیں خیمہ میں آئیں تو بھائی نے کہا:۔

زینب تیرا ارمان پورا ہوا تیرے بچے جن کی شادی کا تجھ کو ارمان تھا دولہا بنکر سامنے آگئے کیوں زینب [illegible] اس وقت کیا گذر رہی ہوگی جن کو ان ہاتھوں سے پال کر اتنا کیا تھا ان ہی سے ان کی لاشیں اٹھائیں بچے نہیں بڑے تھے کہ عمر و سعد اور اس کا لشکر عش عش کر رہا ہے قربان اس منہ جس نے کہا کہ ہم حسینؑ کے بھانجے نہیں غلام ہیں میرے بچو تم کو سرہد کہیں تمہاری لاشیں کو آنکھوں سے لگاؤں حسینؑ کے غلام نہیں کلیجہ کے ٹکڑے تھے ماموں جہاں نوازی کا حق نہ ادا کر سکا مگر تم نے زینبؑ کے دودھ کا حق ادا کر دیا کہ نانا جان کی امت تمہارے نام پر فدا ہو گئی ہے زینب اپنے بچوں کو عروس جوڑا پہنا اور ان کی برات تیار کر ماموں ان کی دلہن بیاہ لائے۔

بی بی زینبؑ خاموش کھڑی بھائی کی تقریر سن رہی تھیں جب امام عالی مقام خاموش ہوئے تو کہا بھیا اب تم باہر چلے جاؤ میں ان بچوں سے باتیں کر اور اپنی محبت بخش دوں اور ان سے کہدوں کہ ان کا بیکسانہ معاف کرنا اور جس سختی اور ترشی سے وداع کیا تھا اس کی شکایت نانا جان سے نہ کرنا امام حسینؑ باہر چلے گئے تو بی بی زینب بچوں کے سرہانے بیٹھ گئیں جس سے خوب جانتی تھیں اور کپڑے شور بشور تھے چند لمحہ غور سے دیکھنے کے بعد ایک چیخ مار کر بیہوش ہو کر لاش پر گریں۔

عون و محمد تمہارا قاتل عمرو سعد نہیں زینبؑ ہے جس نے اپنی آنکھ کے سامنے تم کو گردن پر چھری پھیری علی لاڈیاں جاؤ عمر و سعد کو سلام کہنا کہ جن بچوں کو چھری کی پھاڑی نہ لگائی تھی آج تو نے ان کو خون میں ڈبو دیا تیری مراد پوری ہو اور عون و محمد دونوں کو دائیں بائیں پہلو میں لٹا کر لوریاں دیں جو بہت ماں کی گود سے چمٹتے تھے جو تنک تنک کر ان کے ہاتھوں سے زرا سکتے تھے ان کی لاشیں اس وقت ماں کے سامنے پڑی تھیں عمر و سعد میں نے

ل بڑی مصیبت سے پالے تھے راتوں کی میٹھی نیندیں ان پر قربان کی تھیں اور دن کے آرام و لطف ان پر نچھاور کرکے اتنا بڑا کیا تھا عمرو سعد نے سر آ اور جس بچے میں ناسور ڈالے ہیں اس میں تلوار بھونک دے کہ آج ایک دفعہ اپنے دونوں معصوموں کے برابر پھر لیٹ کر آخری لوریاں دیدوں عون و محمد میں تمہاری ماں نہ تھی دودھ پلانے والی انا اور پرورش کرنے والی کھلائی تھی میں نے تم کو اپنے بھائی کے گھر سے اس وقت لیا جب بھوک و پیاس نے جان پر بنا دی تھی بھول خطا دا زینب کا شکریہ ادا کرنا اور ظالم تعالیٰ کا قصور معاف کر دو سلام کر چکے تھے پاؤں دبا چکے تھے تو ساری عمر کی دعائیں دیتی تھی آج ماں کے حکم پر جانیں نثار کر گئے اب کیا دعا دوں۔

یہ کہکر بی بی زینب بچوں کے بیچ میں لیٹیں اور کہا جس سینہ سے دودھ پیا آؤ اس سے ایک دفعہ لپٹ جاؤ پہلے چھوٹے کے منہ پر ہاتھ پھیر کر اس کا خون اپنے منہ پر ملا اس کے بعد بڑے کی طرف مڑ کر کہا۔ میرا بچہ محمد کربلا کے میدان پر تیرے سر دے جب رات کے وقت سوتے میں ڈر جاتا تھا تو چمٹا لیتی تھی اب اگر چونکے تو ماں کے بدلے گلے سے لگا لیجو ظلم و ستم سے نہ ڈرنا بچہ جنگل بیابان میں تیرے حوالہ کرتی ہوں اب ہچکی بند ہوئی تو اٹھکر چاروں طرف پھریں اور چھوٹے کی آنکھوں سے ہاتھ لگا کر کہا ماں ان ننھے ننھے ہاتھوں کے نثار گئی عمرو سعد کو دکھا دیا کہ میدان جنگ میں بہادر کس طرح جان دیتے ہیں دفعتاً کچھ خیال آیا اور بھائی کو بلا کر کہا کیوں بھائی بچوں سے کوئی خطا تو نہیں ہوئی اگر کوئی لفظ خلاف مزاج زبان سے نکل گیا ہو تو معاف فرما دیجئے میں نے منع کر دیا تھا کہ ہرگز ہرگز یہ نہ کہنا کہ ہم امام کے بھانجے ہیں امام حسینؑ بہن کو لپٹ کر رونے لگے اور کہا زینب تیرے بچے تیرے حکم کی پوری تعمیل کر گئے دشمنوں نے ہر چند پوچھا مگر وہ یہی کہتے تھے کہ دنیا سے سہارا ہے کہ ہم آپ کے غلام ہیں زینب تیرے بچے کلیجہ پر ایسا داغ دے گئے کہ اب زندگی کا ہر لمحہ وبال ہے۔

یہ سنکر بی بی زینبؑ مسکرائیں بچوں کے منہ چومے اور بھائی سے کہا بیچئے بھائی اور میرے چاند سے ٹکڑوں کو دفن کر دیجئے عمرو سعد سے آ کہہ دیجئے کہ زینب کے بچے تجھکو علی کے خون کا رنگ دکھا گئے تو نے جن بچوں کو خون میں نہلا کر دنیا سے رخصت کیا یہ میری عمر بھر کی کمائی تھے اب زینب کی گود خالی ہے وہ ہاتھ جھاڑ کر بیٹھی اور منتظر ہے اس وقت کی جب تیری تلوار یا تیر اس کا خاتمہ کرے اور ان بچوں سے ملا دے جن کو تو نے کربلا کے میدان میں ماں کے سینہ سے چھڑایا ہے۔

شہادت حضرت علی اکبر

قاسم کی شہادت پر عمرو سعد نے قہقہہ لگا کر امام حسینؑ کو آواز دی کہ بہن کے بچے دفن ہو چکے اور اب بھائی کا بچہ دم توڑ رہا ہے امام حسینؑ آگے بڑھے بھتیجے کی لاش بھائی کے برابر دفن کرنے کے بعد خیمہ میں پہنچے تو قیامت بچی ہوئی تھی میدان کے واسطے علی اکبر ہتھیار لگا چکے تھے سب سے پہلے شہر بانو نے امام کی صورت دیکھکر اپنے آنسو پونچھے اور کہا۔

میرے بچے نے روتے روتے آنکھیں سجا لیں ان کے دل میں رہ رہ کر ہوک اٹھتی ہے کہ بابا کے بھائی کے چھوٹے چھوٹے بچے بازی لے گئے اور یہ ابتک چوڑیاں پہنے گھر میں بیٹھا ہے امام حسین نے شہر بانو کی درخواست سنکر ٹھنڈا سانس بھرا اور کہا اکبر کو اجازت دینے کا اختیار مجھکو نہیں ہے مجھ سے زیادہ حق زینب کا ہے جس نے ننھی سی جان کو پال پیں [illegible]

ٹکڑے ابھی اپنے خون میں نہلا چکی ہے اگر اکبر زندہ رہے تو ان کے زخم پر مرہم ہوگا ورنہ میں نہ ہوں گا لیکن تم دیکھو گی اور دیکھنا پڑے گا کہ بنت علی میدان کربلا میں بھتیجے کی لاش سے چمٹ چمٹ کر مر جائیگی اس نے اپنی راتوں کی نیند اور دنوں کا آرام اس معصومیت پر نثار کئے ہیں اب اس جوان شیر کو موت کے منہ میں ڈالنا ناشاد زینب پر ایسا ظلم ہوگا جس کے خیال سے اولاد والے تڑپ اٹھینگے

ابھی یہ تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ بی بی زینبؑ ہاتھوں میں ایک تھیلی سی لیکر آئیں اور بھائی سے کہا میاں بیوی نے اکبر کو میدان کی اجازت دیدی۔ بھائی اچھا کیا مجھ بدبخت کی خدمت کا کچھ تو خیال کیا ہوتا مگر میں کہتی جو تیار ہونے سے پہلے مجھ سے اجازت لینے میں تو خفا ہونے والی تھی مگر خدا گواہ ہے کہ دم بھر کو بھی آنکھ سے اوجھل ہو جاتا ہے تو دیوانی ہو جاتی ہوں اور دل میں ہزاروں وہم پیدا ہو جاتے ہیں بھیا! تم نے بدنصیب بہن کی خدمت کی میدان کربلا میں اچھی قدر کی! مجھے خبر نہ تھی کہ جس اکبر پہ جان نثار کر رہی ہوں یہ زینب کا نہیں حسینؑ کا بچہ ہے اور اس کی مختار میں نہیں شہر بانو ہیں لو بیگم یہ مجھ سے اپنے بچے کے کپڑے سنبھا لو اس میں اس وقت کے کپڑے اور شلوکے بھی ہیں جب یہ ناداں میری گود میں تھے اور بات بھی کرنی نہ آتی تھی شہر بانو اس پوٹلی میں اکبر کے بچپن کے چھٹے ہوئے ہوئے ہیں جو ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتی ہوں اور جب اس کے بچپن کا خیال آتا ہے تو اس کو دیکھکر وہ وقت یاد کر لیتی ہوں جب گھٹنوں چلتا تھا میں نے اس کے قدم قدم پر جان لٹا کر اس دن کو جوان نہ کیا تھا کہ تم دونوں ماں باپ رن کی اجازت دو اور ناشاد زینب سے جو ماں اور پھوپھی نہیں کھلائی ہی ہو دریافت بھی نہ کرو بھائی کربلا کے میدان نے مجھے بتا دیا کہ اپنے اور دوسرے کے پیٹ میں کیا فرق ہوتا ہے پالنے والی میں تھی اور میدان میں بھیجنے والی تم تمہیں اچھا میاں جاؤ خدا حافظ و ناصر۔

یہ کہکر بی بی زینب نے ایک تعویذ سا گلے سے اتار کر دیا اور کہا لو بیوی یہ اپنے بچے کے بتیس کے بتیس دودھ کے دانت گن لو ان موتیوں کو میں چن کر روز آنکھوں سے لگاتی تھی جب سے اس در کے سیاہ ہوا چاہتے تھے تمہاری تھی کئی دفعہ ارادہ کرتی تھی جب ایک آدھ دفعہ وہ بھی سو لیے میں منہ چوم لیتی تھی لو بچہ بھی تمہارا اور دانت بھی تمہارے۔

اب بی بی زینب نے علی اکبرؑ کی طرف دیکھا اور کہا۔ اکبر ماں باپ گلے لگا کر رخصت کریں گے اور زینب بلائیں لیکر اس کے بعد بنت علی کی آواز نہ نکل سکی بلائیں لینے کو ہاتھ آگے بڑھا رہی تھیں کہ ایک چیخ ماری یہ کہکر گریں اور بے ہوش ہو گئیں حسین کس دل سے میرے لال کو میدان کی اجازت دی ارے ابھی تو بدبخت پھوپھی زندہ ہے۔

بی بی زینب کو ہوش میں لانے کی ہر چند کوشش کی جب ہوش نہ آیا تو شہر بانو نے علی اکبرؑ سے کہا "پانی اور ٹھنڈی ہوا میسر نہیں پھوپھی کے منہ پر منہ رکھ دو تمہاری خوشبو سے ہوشیار ہو جائینگی علی اکبر نے بہت ضبط سے کام لیا مگر پھوپھی کے پاس پہنچتے ہی دل بگڑ گیا اور رو کر کہا۔ اماں جان اکبر کا منہ اس قابل نہیں کہ پھوپھی اماں کے منہ پر رکھ دوں یہ کہا اور گلے میں ہاتھ ڈال کر سینہ پر سر رکھ دیا بی بی زینب نے آنکھ کھولی سر کو خاموشی سے بوسہ دیکر کہا۔

جاؤ میرا [illegible]

لال نے ہتھیار سجائے باپ نے اجازت دی پھوپی گود میں لیکر جانے لگی دو عمود یعنی کی گردن تیغ تبر سے بار کر پہنچے تو بچہ پہونچ گئے ہو کر بچے

علی اکبر پر ایک خاص کیفیت طاری تھی پھوپی کی زبان سے یہ سنتے ہی چمٹ لپٹ گئے زبان سے کچھ نہ کہا مگر ہچکی بندھی ہوئی تھی اور ہاتھ جڑے ہوئے بچہ کے لپٹتے ہی ماں کی آگ بھڑکی امام اور شہر بانو دونوں زار و قطار رونے جب بی بی زینب نے اکبر کو اپنی گود میں چھپایا اور کہا عون و محمد کی موت آنکھوں کی ٹھنڈک تھی اس وقت بھی خوش تھی اور اس وقت بھی خوش ہوں کہ قیامت کے روز عزت سے اللہ کی خوشی سے بڑھ کر اور عاجزی سے لپٹ لپٹ کر اماں اور ابا سے کہونگی کہ حسین کی مصیبت پر عمر بھر کی کمائی یہ ہی دونوں لال تھے جو نثار کر دیئے گئے مگر کیا کروں تیری جان سے میرا تیرا بال بھی بیکا ہوا تو قیامت برپا کر دوں گی۔

اس وقت امام حسینؑ نے آگے بڑھ کر بی بی زینبؑ کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا دنیا میں ماں ہو تو تم اور بہن ہو تو تم، تم نے ماں کے بعد جو کیا جو کوئی بہن نہ کرے گی مگر اب اس آخری لمحہ میں تمہاری گفتگو نے بدن کے رونگٹے کھڑے کر دیئے جس روز سے اکبر کو تمہاری گود میں دیا اس روز سے کبھی اس کے معاملہ میں بھائی یا بھاوج نے دخل نہ دیا۔ بچی تمہارا ہم بھی تمہارے ہونے اجازت نہیں دی تمہارے صاحبزادے اتنی دیر سے آگے پیچھے پھر رہے ہیں جب انھوں نے قدموں میں سر رکھا تو میں نے کہدیا مجبور نہیں بدنصیب پھوپی پر رحم کرو دونوں آنکھوں کے تارے گئے ابھی اب تم کو دیکھکر زندہ ہے گی ورنہ تمہاری شہادت زینب کی موت ہے جب یہ نہ مانے تو میں نے صاف کہدیا کہ تمہاری اجازت کا مجھکو اختیار نہیں تم جاؤ اور پھوپی جانے زینب خدا شاہد ہے میں نے تیرے اکبر کو اجازت نہیں دی میا جائی حسینؑ سے بدگمان نہو۔

زبانیں اب بند ہوگئیں اور علی اکبر نے پھوپی کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا چند لمحہ یہی حالت طاری رہی خدا معلوم اکبر کی نگاہ میں کیا تھا کہ ماں کا دریا ابل پڑا زینب نے پیشانی کو بوسہ دیکر کہا اچھا جاؤ۔

اتنا سنتے ہی کربلا کا پردیسی جوان پھوپی کے قدموں میں گرا ہوا تھا جب بی بی زینب نے سر اٹھا کر کہا بسم اللہ کرو اکبر نے جھک کر قدموں کو بوسہ دیا تو بی بی زینب سے پھر ضبط نہ ہوسکا اور کہا

اکبر ابھی تو چند گھنٹے بھی نہیں گذرے کہ بھری گود دیکھتے ہی دیکھتے خالی ہو چکی اب کیا دکھا دو گے۔

یہ کہکر بی بی زینب نے بھاوج کو گلے سے لگا لیا اور کہا بس اب ان کی آرزو پوری ہونے دو کہ سادات کا نام پردۂ دنیا سے مٹ جائے اس کے بعد اکبر کا ہاتھ پکڑا اور کہا جن ہاتھوں سے عون و محمد کو خیمہ سے نکال کر خون میں نہلانے کو بھیجا تھا ان ہی ہاتھوں سے اکبر کو باہر نکالتی ہوں مگر ان جوانوں کو بھیجکر خاک پر لیٹ گئی تھی تم کو بھیجکر خیمہ پر کھڑی قدرت کا تماشہ دیکھونگی۔

علی اکبر روانہ ہوئے عمر سعد آگے بڑھا اور ہنس کر کہا اکبر مجھے تیری جوانی پر رحم آتا ہے ابھی ابھی حسن کی یادگار کو خاک میں ملا چکا ہوں اب تم کیوں زندگی سے بیزار ہو پانی تم کو میسر نہیں غذا تم کو نصیب نہیں آؤ میری فوج میں آؤ جہاں ہر طرح راحت میسر ہے آؤ اور ان نعمتوں کا لطف اٹھاؤ الحمد سبھی منت

لگانے لگی میدان جنگ میں جو راہیں تم نے اختیار کیں اور تمہارے پچھلی بڑی بیکس کر دیا وہ ہار گئے یزید کی ضرب ہوں بد بھی یزید کا ابھی ابھی بجلی بن زیاد کا پروانہ خوشنودی آیا ہے کہ تم سب کا قلع قمع کرتے ہی عراق عرب کی تمام حکومت پر قابض ہو جاؤ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم جیسا سمجھدار آدمی ایک ایسے شخص کی حمایت میں جو خلیفہ وقت کا باغی ہو جس پر خدا کی طرف سے جنت حرام ہو چکی ہو کیا لیگا۔ میرا عدل دیکھو میری سخاوت پر نظر ڈالو اور میرے کرم کے گیت گاؤ کربلا دیکھا اس شخص کی اولاد ہونے کے جو بادشاہ وقت سے بھڑا ہوا ہے محض اپنے اختیار سے معاف کرتا ہوں کہ اگر تم تصور کے طلبگار ہو گے تو تم کو معاف کر دوں گا۔

ممکن ہے عمر سعد کچھ اور کہتا مگر علی اکبر کو تاب نہ رہی اور انہوں نے کہا تو نے پروانہ خوشنودی کے نشہ میں اپنا مالک جھوم جھوم کر لالا یا تیری بکواس ایک ہجو ہے اکواس انسان سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہم تیرے رحم و کرم کے محتاج نہیں تو سمجھتا تھا کہ یہ سر جو تلوار کے آگے بھی خدا کے سوا دوسرے کے سامنے نہ جھکے بیہودہ تلوار جس نے عرب و عجم میں اپنا ڈنکا بجا دیا پانی کے دو گھونٹوں پر جھک جائیگی اور فاقوں کی تکلیف اور زبانیں پر جو کلمۂ توحید میں مستغرق ہیں یزید کا نام آئیگی لا حول ولا قوۃ عمر سعد! برداشت ومصائب ہمارا موروثی شیوہ ہے تو نے سب کچھ سمجھا مگر یہ نہ سمجھا کہ فقر و فاقہ ہمارا خاندانی جوہر ہے اور خاندان رسالت کا بچہ بچہ اس بساط کا بادشاہ ہے عمر سعد ہم نے تجھکو نہیں تاریخ کو ایک ایسا تماشہ دکھا دیا جو ہمارے ساتھ ہی ختم ہو گیا ہے دنیا میں نہیں کہ اب نوجوان کی امت دنیا کو یہ جو ہر دو بارہ دکھلائے ہری بھری کو نیپلیں تیروں سے تاراج ہوئیں لیکن زبان پر اف تو درکنار آنکھ میں میل بھی نہ آیا عمر سعد اگر تو عون و محمد کے جسم دیکھتا تو تجھے معلوم ہوتا کہ ان کے چہروں پر صبر و شکر کی بارش ہو رہی ہے تیری آنکھیں بلند ہوتیں تو دیکھتا کہ فضائے آسمانی میں قدرت کی بہترین مخلوق ان معصوم روحوں کے استقبال کو ہاتھ بڑھا رہی تھی تو نے سنے فرشتوں کی آوازوں میں وہ آسمانی صدائیں نہ سنیں جو مرحبا کے نعروں میں فرشتوں کی زبان سے ادا ہو رہی تھیں تو دنیا کو دیکھ چکا اور اس کا نقد کے پرنے کو پڑا عمر سعد کے بلاغ بلاغ ہے اب ذرا دین کو بھی دیکھ اور کلام الٰہی پر غور کر عراق کی حکومت کا مقابلہ قہر الٰہی سے کر ہمارے صبر کے ساتھ اپنے مظالم کو تول اور دین پر خاتم النبیین پھرنے والے ذرا آسمان کی طرف نظر اٹھا اگر رشتہ ادبی تیرے واسطے کافی نہیں تو کائنات خلق تیرے سامنے فنا و بقا کے مسئلہ کو حل کر رہی ہے آفتاب کی یہ شدت تھوڑی دیر بعد ختم ہوگی اور رب ذوالجلال کی آغوش میں چاند کلکاریاں مارے گا ہم اس وقت نہ ہوں گے مگر تو اپنے فتح و نصرت کے غلغلوں میں کان لگا کر سنیو زمین کے ذرہ ذرہ سے فنا کی صدائیں بلند ہونگی جس وقت چاند ماہتاب دم توڑے گی اس وقت کا سماں تجھکو بتلائیگا کہ عراق کی حکومت کب تک باقی رہیگی۔

حصول مسرت کی کوشش انسان کا جائز حق ہے مگر تو بدبخت تھا کہ اس سعی میں ایسی بے ایمانی کی جس پر تا قیامت دنیا مرتے العمر روئیگی ہمارا صبر اور تیرا ستم حسین کا تحمل اور یزید کا ظلم اہل بیت کا استقلال اور ابن زیاد کی خونریزی دنیائے اسلام کی مستقل یادگار رہیگی تو مجھکو ان چیزوں پر مائل کر رہا ہے جن پر ہم لات مار چکے ہیں عمر سعد قسم ہے خدائے رب العزت کی بھوک اور پیاس اور ہجو بھی تیری ناپاک

بیان سے میں نے تیرے باپ کے متعلق جو کچھ سنا اس کا بہترین فیصلہ یہ ہے کہ تو میدان جنگ میں میرے سامنے آجا میں تجھکو حق و باطل کا مزہ چکھا دوں اور تیری بات پوری کی پوری سنا دوں۔

تو مجھکو موت سے ڈراتا ہے اے سعد بخت یہ عین زندگی ہے اگر تو فرات کو میرے قدموں میں بہا دے جب بھی میرا دعویٰ رد نہ کیا جائے گا اور تیرے در پر لعنت برسائے گی عمر سعد ایک بھوک اور پیاس کیا یہ جسد خاکی جس وقت خون میں نہائیگا اس وقت بھی ہوکے ہر قطرہ سے حسین کی صدا بلند ہوگی نابکار زبان روک اور ہمت ہے تو سامنے آ میں تجھکو بتا دوں کہ حسین و یزید میں کیا فرق ہے۔

اس تقریر کا جواب وہی ایک تیر تھا جو عمر سعد نے یہ کہکر پھینکا کہ یہ خدائی فیصلہ ہے اب تیغ حیدری چمکی اور متواتر پانچ آدمی ایک ایک کرکے فنا ہوئے تو شمر نے عمر سعد سے کہا تیغ بے پناہ شکست مگر حق یہ ہے کہ کسی میں ہمت نہیں کہ علی کے پوتے کا مقابلہ کر سکے اتنے عرصہ میں دو شقی اور ختم ہو چکے تھے علی اکبر کی تلوار نے یزیدیوں کو جیتے جی آگ کے مزے بتا دیئے جس طرف رخ ہوتا تھا شہزادہ تھا لاشوں پر لاشیں گرنے لگیں حتیٰ کہ عرف بن سلیمان مقابلہ کو نکلا اور کہا میں اس عرف کا بیٹا ہوں جسکے تیرے دادا نے قتل کیا عمر اس آرزو میں ختم ہوئی کہ علی کے بعد حسن یا حسین سے اس خون کا بدلہ لوں آج خدا خدا کرکے یہ موقع میسر ہوا ہے کہ میری آنکھیں تجھکو خون میں تر بتر دیکھیں اور یہ ہاتھ جن کی طاقت کا جواب دینا غیرت ہی ممکن نہیں تیری گردن مروڑ دیں ہتھیار پر فخر ہے تو وار کر اور کشتی پر ناز ہے تو بسم اللہ ابن حسین جواب دینا چاہتے تھے کہ کرکے بڑھنے نے تلوار کا وار اس زور سے کیا کہ بایاں کندھا زخمی ہوگیا اور خون بہنے لگا عمر سعد کے لشکر سے یہ آواز بلند ہوئی کہ علی اکبر آج عرف و علی کی لڑائی کا فیصلہ ہے عرف نے علی کو زخمی کیا اب حسین کو بلاؤ کہ اگر باپ کی مدد کریں علی اکبر نے عمر سعد سے کہا نابکار زبان روک اور ایسے الفاظ زبان سے نہ نکال یہ کہکر سیدھے ہاتھ سے عرف کے سینے میں برچھا مارا ہر چند عرف نے سپر پر روکا اور بچنے کی کوشش کی مگر چشم زدن میں برچھا آر پار تھا اس کے بعد زخمی ہاتھ سے ابن حسین نے ایسی تلوار ماری کہ عرف کا سر زمین پر آ رہا جس کو برچھے پر اٹھا کر علی اکبر نے کہا۔

عمر سعد اب بتا فیصلہ کس کے حق میں ہوا یہ تماشا شیر خدا نے دکھایا تھا اس کا ایک شمہ تو نے غلام علی کے ہاتھ سے دیکھ لیا یاد رکھ کہ پہرے کے پہرے ختم کر دونگا تو پانی کو کہتا ہے اے ستم شعار ہماری پیاسیں ختم ہو گئیں ورنہ یہ زخمی ہاتھ تیری تمام جمعیت کے مقابلہ میں فرات سے پانی لاتے تو ہماری طاقت دیکھ چکا مگر میرا دل اس وقت خوش ہوتا جب تو سامنے آتا اب اگر کوئی اور جنگجو ہے تو بھیج دے۔

عمر سعد نے سب کی طرف دیکھا مگر عرف کا حشر دیکھکر سب کے دل ٹھنڈے ہو گئے تھے اسلئے کوئی آگے نہ بڑھا عمر سعد نے دبی دل سے کہا تو بس میں خود چلتا ہوں مگر جب اس کا جواب فوج نے کچھ نہ دیا تو اس نے کہا اچھا سب مل کر حملہ کر دو چنانچہ ایک پورے دستہ نے علی اکبر کو گھیر لیا اس پر بھی ابن حسین کی تلوار جدھر جاتی تھی آگ و خون کے دریا بہا دیتی تھی عمر سعد نے یہ دیکھکر چار دستے منتخب کئے اور کہا تمہارے واسطے اس سے زیادہ کیا شرم کی بات ہوگی کہ ایک شخص نے اتنوں کو قتل کر دیا اور تم ہزاروں اس کو مار نہیں سکے اب ایک متفقہ حملہ حسین کے چاند پر ہوا اور چاروں طرف سے تلواریں پڑنے لگیں یہاں تک کہ عمر سعد باواز بلند کہا

"حسین آؤ! علی اکبر کی لاش مبارک ہو"

امام حسینؑ ان کی لاش خیمہ میں لائے تو پیشانی سے جیتا جیتا خون نکل رہا تھا بی بی زینبؑ دروازہ میں کھڑی تھیں چہرہ پر خون کی تیلیاں بہتی دیکھکر کہا بھائی لاؤ میرے دولہا کو میری گود میں وہ جوان ہو گئے تھے پیار کرتے شرم آتی تھی اس وقت جی بھر کر لپٹوں گی عمر سعد سے کہدے مجھے کہ قیامت کے روز اسی طرح علی اکبر کو ساتھ لیکر تا ہاں کو دکھاؤں گی یزید اور ابن زیاد کے حکم سے عمر سعد نے میرے بچے کے خون کا سہرا باندھا ہے یہ ہوگی دلہن اکبر سیاں کے سہرے کی لڑیاں ہیں مجھے خبر نہ تھی کہ اس چاند کو میدان کربلا کے لئے جوان کر رہی ہوں۔

خدا کے لئے کوئی عمر سعد سے پوچھکر کس دل سے اس پھول سے ملی پر تلوار چلائی اے سنگدل عرب کے قصائی بھیڑوں کو بھی پانی پلا کر ذبح کرتے ہیں تو نے علی کے پوتے کو پیاسا بکری کے برابر بھی نہ سمجھا۔

اب بی بی زینب کی حالت ردی ہوگئی بچہ کا خون اپنے ہاتھ میں لیکر منہ پر ملا اور بھائی سے کہا بسم اللہ کیجئے بیاہئے بس اب زندگی کے ارمان پورے ہوئے اکبر کے بیاہ کا سہرا ابھی دیکھ لیا اب کیا باقی رہا امام حسینؑ نے بہن کے سر پر ہاتھ رکھا اور گلے سے لگایا اور فرمایا۔

زینبؑ صبر کا وقت ہے صبر و شکر کے سوا دوسرا لفظ زبان سے نہ نکلے عمر سعد نے مجھ سے کہا تھا کہ علی اکبر نے میدان جنگ میں یہ الفاظ کہے تھے کہ مددگار دنیا حسین پکارے گا زینب علی اکبر چلا تھا آخر وقت جب تلوار لگ کر پڑی تو باپ باپ پکارتا زمین پر گرا آنکھیں تمہارے انتظار میں کھلی ہوئی ہیں میں سلا اس کے سامنے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر صرف اتنا کہا کہ صبر و توفیق عطا فرما اس وقت تک اکبر کی کھلی ہوئی آنکھوں کو پیار نہیں کیا اب تمہارے سامنے پیار کرتا ہوں کہ آخری لمحہ بھی باپ کی یاد میں سے بچی زینب میں نے پہلی آواز نہ سنی ورنہ چیخ جاتا اور زمین میں گرنے نہ دیتا شہربانو کی حالت ناقابل بیان تھی بی بی زینب کو جکڑ آ گئے وہ یہ کہکر لاش پر گریں۔ پھوپی ان کھلی ہوئی آنکھوں کے قربان گئی۔

آفتاب نصف النہار پر تھا جب دس وقت کے بھوکے اور تین دن کے پیاسے حسین ابن علی نے جوان بیٹے کی لاش کے چہرہ پر منہ رکھکر یہ کہا اور دفن کر دیا۔

کہ علی اکبر بیٹا پھوپی کے لال تمہارے باپ پر نثار ہوکر تمہارے پہلو میں سوتے ہیں حسین کے ساتھی ایک ایک کرکے رخصت ہونے کو ہیں اس دنیا میں تھوڑی دیر کا مہمان ہے خدا معلوم اس کو قبر کہاں نصیب ہوگا اور ہو یا نہ ہو میدان کربلا کے شہید تیرے سپرد ہیں طبل جنگ بج رہا ہے اب مرد کی صورت خیمہ میں اللہ ہی اللہ ہے میدان کی اجازت تم کو میں نے دی اب تم مجھکو دو۔

محرم نامہ

اس میں رسول اللہ سیدی و مولائی حضرت خواجہ حسن نظامی نے لکھا ہو شہادت نامہ حسینی وصال رسول کے بعد شہادت حسین علیہ السلام تک تمام حالات بشرح و بسط پیچ ہیں۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں تعصب کو ذرا بھی دخل نہیں اور شیعہ سنی ہر دو فرقوں میں یکساں مقبول ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جو پچھلے چند سال میں بارہ ہزار سے زیادہ چھپی اور ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوئی حضرت خواجہ صاحب کی تصنیفات میں اس کتاب کا بڑا درجہ ہے زبان ایسی صاف ہے کہ ہندوستان کے ہر طبقہ میں سمجھی جا سکتی ہے اور بہت ہی مقبول ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۴ر

شہید کربلا

اس کتاب میں شہادت امام حسین علیہ السلام کے سب واقعات نہایت تحقیق و تدقیق کے بعد درج کئے گئے ہیں اور ابتدا سے لے کر انتہا تک سب دردناک تاریخ کو نہایت ترتیب کے ساتھ بیان کیا ہے یزید کی تخت نشینی سے اس دردناک باب کا تعلق ہو گیا ہے حضرت امام حسین کو شہید کیا جانا۔ کرخ طرف امام مظلوم کی روانگی، کوفیوں کی غداری، خاندان کا ایک ایک کر کے چن چن کر جام شہادت پلانا اہل بیت پر مظالم یہ کتاب کربلا کی نہایت دردناک تاریخ ہے۔ آخر میں حضرت خواجہ حسن نظامی کے نثر کے مرثیے تو غضب کے ہیں۔ قیمت ۸ر محصول ڈاک ۲ر

مظلوم کربلا

حضرت امام حسین علیہ السلام کا واقعہ شہادت یوں تو ہزاروں کتابوں میں موجود ہے لیکن کتاب مظلوم کربلا اپنی نوعیت میں واحد ہے فخر سادات مولانا سید سردار علی صاحب صابری کے جذبات کا مجموعہ ایسے ہوش کہ جس میں ایسے ہیں کہ پڑھنے والے کی آنکھوں سے آنسو رواں کر دیتی ہے۔ ۵۰ صفحوں کی کتاب چھا ایک ہے۔ جید آرٹ پیپر پر کئی مقدس مکانوں کی عکسی فوٹو بھی شامل ہیں۔ مثلاً روضہ حضرت علی، مجر روضہ سیدنا علی، روضہ حضرت امام حسن، بارگاہ امام پر عزاداری، شہر کربلا، قبہ دیگر حضرت امام شہید مقدس مکانین ... قیمت ۸ر محصول ڈاک ۲ر

اُمت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول اکرم کی ذات پر اعتراض کرتے ہیں ان کا جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی بہت مبسوط سوانح حیات درج ہے۔ کتاب پڑھ کر معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں کتنا امن ہو گا جہاں جہاں بیویاں جھگڑا رہا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازواج کی زندگی ایسی تھی جس سے افلاس بھی پاس نہ آتا تھا ... قیمت صرف ۱۲ر محصول ڈاک ۲ر

رؤف الرحیم

لٹریچر کے کتب خانہ میں میلاد نامے کو پڑھ کر دل ... ہو جاتا ہے رسول کریم کا شیفتہ نہیں ہو جاتا اور کون ہے جو والہانہ انداز میں جو مضامین لکھتا عاشق رسول حضرت ابو الکمال ماہر وہی جو عشق رسول میں اپنا سب کچھ لٹا کے صوفیانہ زندگی کا اصل کتاب رؤف الرحیم کو عوام کے لیے لائے ہیں۔ اچھوتی اور انوکھی ہے لکھے ہیں پڑھئے اور جوش دیکھئے یہ اضطراب محبت آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملے گا۔ پھر ایک ایک سنت میں وہ وہ نکات بتلائے ہیں کہ رسول کریم کا ہر عاشق پھڑک جائے گا۔ ضخامت مجلد ... قیمت روپیہ محصول ۴ر

آمنہ کا لال

اردو زبان کا سب سے بہتر مولود شریف حضرت علامہ راشد الخیری کی تازہ تصنیف جس کا کئی سال سے انتظار تھا۔ اب بڑی بیگمی عورتوں کی مجالس میلاد میں یہی کتاب پڑھی جاتی ہے اور وہ اپنی غیر مسلم سہیلیوں کو بڑے ذوق سے یہ کتاب سناتی ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ مرد بہت شوق سے یہ کتاب پڑھتے ہیں کیونکہ اس میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو خلاف عقل کہا جائے۔ تبلیغ کے ساتھ ساتھ تلقین بھی آمنہ کے لال میں مولانا ممدوح کا بہترین کیکٹو ہے آمنہ کے لال میں واقعات کا انتخاب بہت محنت سے ہوا ہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۲ر

سیرت طیبہ

یہ مولوی فاضل محمد عبد التواب صاحب کی تصنیف ہے۔ مولوی صاحب ممدوح نے قرآن شریف تفسیر و تواریخ و احادیث صحیحہ سے نہایت آسان اور سلیس اردو میں ترجمہ کر کے حضور پر نور کے واقعات زندگی کو سلف صالحین کے طریقہ پر عجیب دلکش پیرایہ میں سلسلہ وار قلمبند کیا ہے۔ احادیث و آیات کے ساتھ ہی بالمقابل ترجمہ و حوالے نقل کئے ہیں۔ اس وجہ سے علمائے کرام نے اس کے آسان عام فہم ہونے نیز صحیح و مستند ہونے کی بنا پر اس کی بہترین سے تعریف کی اور نہایت عمدہ تقریظیں لکھی ہیں۔ بہت موثر و پر کیف کتاب ہے۔ قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۲ر کل ...

سیرۃ نبوی مجلد

حضرت خواجہ حسن نظامی کی لکھی ہوئی بالکل نئی کتاب سیرۃ رسول ... سیرت نبوی مجلد کتاب ... رنگ میں چھپی ہوئی ہے کاغذ بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ خاص جدت یہ ہے کہ ہر مضمون ایک صفحہ کا ہے گویا اس کتاب میں سات سو چار مضامین ہیں اور ہر صفحہ سیرت رسول کا ایک واقعہ ہے اس طرح ۷۰۴ واقعات رسول کریم کی زندگی کے اس کتاب سے معلوم ہو جاتے ہیں تعلیم و تربیت کے جدید اصول بھی مد نظر رکھے گئے ہیں۔ اس کتاب کو والیان ریاست نے اور ترکی تک نے پسند کیا ہے۔ متعدد مقامات پر ترجمے بھی ہوئے ہیں۔ قیمت صرف دو روپیہ محصول ڈاک ...

بڑی سوانح رسول مقبول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان محنت تاریخ اور خوبی کا غذ صفائی چھپائی کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس کتاب میں عاشق رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ حد درجہ پر لطف ہے۔ کتابت کشادہ پڑھیں تو آپ نے رسول مقبول کی صد ہا سوانح عمریاں پڑھی ہوں گی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی طبیعت میں ایک خاص جوش پیدا کر دے گا۔ ضخامت ۵۰۰ صفحات۔
قیمت صرف مجلد ... محصول ڈاک و کل ...

پانچ دلنواز مولود

مولود دلنشین بڑا ہی موثر و والہانہ میلاد نامہ نظمیں بہت دلکش واقعات سچے ... صفحات
مولود طیش یہ مولود لطف عبارت اور صحت بیانات میں بہت ممتاز ہے ۴۸ صفحات
مولود جدید یہ جدید طرز کا مولود ہے نہایت موثر ہے اور نظمیں اچھی ہیں ۸۰ صفحات
مولود سعدی چھوٹا سا میلاد نامہ ۵۲ صفحات
مولود دلپذیر نہایت سلیس و عام فہم زبان میں نہایت دلپذیر انداز میں لکھا ہے مولود ان سب کی ضخامت ۴۰۰ صفحات ہیں ایک ہی جگہ مجلد ہیں قیمت ایک روپیہ محصول ...

عورتوں کے میلاد نامے

میلاد اکبر یہ مشہور میلاد نامہ عورتوں کی والہانہ نظمیں زبان مذہبی اور دلچسپ انداز بیان بہت ہی دلچسپ ہے انداز ہے صاف لکھائی چھپائی بھی عمدہ ہے عورتیں بہت شوق سے پڑھتی ہیں قیمت ۴ر
زیور ایمان یہ خاص عورتوں کی زبان میں ہے بہت دلچسپ انداز ہے صاف لکھائی چھپائی ہے منظوم ہے نعتیں، منقبت، غزلیں بہت دلنواز ہیں عورتوں کے لیے سدا بہار تحفہ ہیں یہ میلاد عورتوں کی مجالس میں بہت ذوق و شوق سے پڑھا جاتا ہے قیمت ۴ر ۳۲ صفحات دونوں کا مجلد اور ان دو جلد کی قیمت نہیں لی جاتی ہر محصول ...

فخر کائنات

سیرت کے جلسوں میلاد کی محفلوں میں مفت تقسیم کرنے والی کتاب صاحب خیر حضرات شیرینی کی بجائے یہی کتاب تقسیم کرتے ہیں اور یہ بہت مفید کام ہے اس کتاب میں حضور سرور عالم کی زندگی کے تقریباً تمام حالات مختصر طور سے بیان ہوئے ہیں۔ علامہ سید و الرحمان ندوی کی لکھی ہوئی ہے جس کی تعریف میں علامہ عبد الماجد دریابادی اور مولانا ظفر علی خاں وغیرہ نے لکھا ہے۔ قیمت ۲ر ایک جلد تین آنہ ایک روپیہ کی ۸ جلدیں اور پانچ روپیہ کی سو جلدیں۔ سو جلدوں میں رعایتاً ... کہ مفت تقسیم کی جائے۔

تاریخ اسلام کامل

حصہ اول بعثت رسول کریم سے سو برس پہلے سے لے کر وفات رسول کریم تک مستند و مبسوط ۲۹۲ صفحات حصہ دوم خلفائے راشدین کے حالات مع ترقی اسلام و جنگ بیت المقدس تا خلافت معاویہ ۲۸۰ صفحے حصہ سوم خلفائے بنی امیہ کے حالات مع حادثہ کربلا و شہادت امام حسین بشرح و بسط ۲۸۰ صفحات حصہ چہارم خلفائے بنی عباس مع حکومت مصر و غیرہ ۲۲۲ تا ۷۰۰ ہجری مستند حالات ۹۰۰ صفحات حصہ پنجم خلافت سلاطین آل عثمان تا حکومت ابن سعود وغیرہ ۳۴۴ صفحے کامل مجلد جرمی قیمت ساڑھے تین روپے محصول الگ

تاریخ حبیب اللہ

مولانا نے کرم کے حالات ہر طبقہ اور ہر خیال کے لوگوں نے لکھے ہیں کسی نے خوارق کو اہمیت دی ہے بعض نے معجزات کو بالکل ناپید کیا ہے بعض نے ضعیف و موضوع روایات سے بزم میلاد کو گرم کیا ہے لیکن علمائے دیوبند سے جس عالم نے سیرت حبیب پر قلم اٹھایا ہے اس نے ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی روایات اور ہر واقعہ کو بغیر سند لیے اور تحقیق کئے نہیں لکھا ان واقعات میلاد ناموں میں کوئی روایت اور کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جس پر ذرا بھی شک عاید ہو سکے۔ مذکورہ کتاب اسی اہمیت کو ملحوظ رکھ کر لکھی گئی ہے ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت رعایتی مجلد دس آنے محصول ۶ر

تاریخ حریت اسلام

جس میں زمانہ رسالت، عہد خلافت راشدہ، عہد خلافت بنی امیہ، خلافت عباسیہ، عہد بنی امیہ اندلس، سلجوقیہ، دولت ہسپانیہ، غزنویہ کے علاوہ مصر، ترکی، الجزائر، مراکش، فرمانروایان ہند، خاندان غلامان، خلجی، سوریان، مغلیہ، غوری، مسلمان بادشاہان دکن و سندھ و کشمیر کے عہد ہائے گزشتہ کے راست باز و حق پرست بزرگوں کے حیرت خیز جرأت آفرین اور دلیرانہ انگیز استقلال اور جوش ایثار کے حریت آموز حالات اور عدل و انصاف و حریت و مساوات کا مجلد کتاب پانچ سو قیمت چار محصول ۱۱ رکل ہے

تاریخ مدینہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ایک نادر ہے مدینہ منورہ میں روضہ اقدس ہے روضہ نبی کا نہ کوئی مسلمان ہے جسے آقا نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان کو جستجو رہتی ہے اسے شہر مدینہ کی تاریخی حالات پڑھنے کو ملیں لہٰذا ہم نے عہد قدیم تاریخ کا مستند کتاب مدینہ منورہ کے حالات اخذ کر کے یہ کتاب کرائی ہے حضور رسالت کے عہد مبارک سے موجودہ سلطان ابن سعود تک کے تمام حالات کا مجموعہ بہت تفصیل کتاب ہے قیمت ۱۰ محصول

تاریخ القرآن

معلومات قرآنی کے سلسلہ میں اردو زبان میں کوئی کتاب بہتر نہ تھی جیسا کہ مولوی سید ابو الحسن علی نے حال ہی میں شائع کیا ہے اس کتاب کے مؤلف مولانا سید نذیر الحق صاحب مؤلف کتاب الاسلام میں بہت اعلیٰ کا ذوق طبع ہے تو دعویٰ ہے کہ معلومات قرآنی کے سلسلہ میں تاریخ القرآن سے بہتر کوئی کتاب ابھی تک شائع نہیں ہوئی اگر آپ کو قرآن پاک سے کوئی تعلق ہے تو اس کتاب کو پڑھنا بھی ناگزیر ہے۔ بلا تکلف دیکھنے ہی سے معلوم ہوگی یہ نہ معلوم ہو کہ قرآن پاک کا لطف اسی میں ہے کہ پہلے تاریخ القرآن پڑھی جائے قیمت ۱ر محصول ۲ ر کل ۱۰

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو الفاروق میں کیا ہے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پیدا نہیں ہوا نوشیرواں کی فرضی روایات پر غش غش کرنے والو ذرا اس عادل فاروق کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات کے ماننے والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی مساوات کی شان تو دیکھو بیت المقدس کی فتح کے دن کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ جمہوریت کے حامی بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ۶۲ صفحے قیمت ۱۲ر

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اس میں ابتدا میں تاریخ عرب حالات عہد رسالت مختصر خاندان بنی امیہ اندلس کا عہد حکومت اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ کمال عروج و زوال خاندان برمکی ہارون رشید کے نجی حالات زبیدہ خاتون ملکہ ہارون کی اور عروج اسلام کے حیرت انگیز واقعات بہت مستند تاریخی کتب سے اسی لئے ہزاروں نسخے فروخت ہو چکے ہیں ۲۲۴ صفحے قیمت پہلے عہر تھی اب بارہ آنے ہے۔

امام ابوحنیفہ

کے حالات پڑھنے مسلمان کیلئے ضروری ہیں جن کی نسبت وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب علیہ الرحمۃ کے حالات اور دقیقہ رسی معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے۔ فقہ تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں حقیقت میں امام موصوف کا بہترین نمونہ یہی ہے۔ ضخامت ۱۶۰ صفحے قیمت ۶ر چھ آنے محصول ۶ر

سیرۃ غوث پاک کلاں

آسان تصنیف کے افسانہ حضرت پیران پیر غوث پاک کی ہستی سے کون واقف نہیں اور دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبدالقادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہیں آپکی کتاب اس قدر مفصل حالات بڑے ہی پیرایہ اور زبان میں نہ چھپے تھے جیسے کہ اس کتاب میں ہیں اسی وجہ سے کتاب جلد ہی غوث پاک کے کرامات و تعلیمات ... میں آپ کی ولادت سے ... وصال تک کے حالات میں نہ صرف معتبر کرامات بہت مفصل ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی و کاغذ ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک ۱۳ ر کل ۳

شاہ جیلان

یا مجموعہ مجالس غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے جو آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس نے پہلی مرتبہ شائع کی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) حالات شیخ (۳) کرامت و منقبت، خوشبو، حلیہ مبارک و لباس (۴) تعلیم و تربیت آپ کی تحصیل علم و سیاحت و عبادت (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازدواج اور اولاد وغیرہ۔ ضخامت ۸۸ صفحات قیمت چھ آنے محصول ڈاک ۶ر

کفرستان کے تین ولی

۱ حضرت خواجہ معین الدین اس میں آپکی پیدائش ہندوستان میں آمد، تبلیغی سرگرمیاں، کرامات، ساحروں سے مقابلہ اور دیگر فنون فتح دین اسلام وغیرہ۔

۲ حضرت بابا فرید گنج شکر آپکے خاندان کے حالات لقب کی وجہ، خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت، چلہ، تبلیغ دین، کرامات کا ظہور، اور عجیب حیرت خیز حالات۔

۳ سیرت صابر کلیری آپ کے ابتدائی حالات مجاہدات مرشد کا لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا۔ صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف لیجانا اور عجیب کرامات کا ظہور۔ تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ر

پانچ مقدس ہستیاں

۱ سرتاج انبیاء یعنی رسول کریم کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۶۷ صفحے

۲ صدیق الرسول رفیق رسول سیدنا ابوبکر کے حالات نہایت دلچسپ ضخامت ۶۲ صفحے

۳ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروق کی زندگی کے دلچسپ حالات جن کو پڑھ کر ایمان تازہ ہوتا ہے

۴ جامع القرآن سورتوں اور آیتوں کی ترتیب دینے والے حضرت عثمان کے حالات

۵ سیرت خاتون زہرا حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے حالات ان میں ایک ہی جلد میں ۱۴۴ صفحات سب کی مجلد قیمت ۱۲ر محصول

اسلامی تعلیم مجلد

[illegible] اسلامی کی ایک مستند اور مقبول عام کتاب جسے [illegible] سید محمود [illegible] نے کمال محنت سے مرتب [illegible] فقہ اسلامی اور آسان طرز بیان میں [illegible] اس کا درجہ بہت بلند ہے جس کو ملک کے [illegible] اب تک جو [illegible] انہوں نے کسی اور ای مضمون میں [illegible] ضرورت محسوس کی ہو وجہ ہے کہ ملک میں [illegible] شہرت ہو گیا اپنی آسانی کے لئے علمائے کرام [illegible] اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسائل [illegible] واقفیت بہم ضروری ہے اور [illegible] معلومات کے لئے یہ کتاب بہت ضروری [illegible] قیمت مجلد تین روپے محصول ۱۰ر

بہشتی زیور کامل مجلد

مجلد جس نہایت اعلیٰ یہ خوبصورت کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں الف ب تا [illegible] کچہ عقائد حصہ وضو فماز اور زنانہ کے مسائل حصہ روزہ قربانی حصہ طلاق نکاح جیز [illegible] وغیرہ حصہ معاملات حقوق معاشرت [illegible] حصہ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ اصلاح رسوم رجہ شادی [illegible] حصہ [illegible] حصہ ضروری اور مفید علاج حصہ [illegible] حصہ مردوں کے لئے خاص خاص مسائل سب ایک جگہ مجلد [illegible] ضخامت [illegible] صفحے قیمت مجلد [illegible] روپے محصول ڈاک [illegible]

نماز کی پانچوں مجلد

پانچ کتابیں نماز حافظہ کی خوبصورت اور [illegible] کو [illegible] میں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت [illegible] عجیب غریب کتاب ہے [illegible] نماز اس میں نماز [illegible] کی جو [illegible] سنائی ہیں (۳) نماز کی کتاب اس میں تمام نماز [illegible] کی ترتیب [illegible] نماز یوں کی [illegible] یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کا خوب ترغیب [illegible] (۵) [illegible] کی کتاب اس میں [illegible] یہ سب کتابیں چھپ گئی ہیں ایک ساتھ منگا لے میں مجلد ایک روپیہ

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر [illegible] کی پابندی ہے لیکن [illegible] بیں جو آپ [illegible] کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز [illegible] انسان کی کیسی ضروریات کس حد تک پوری کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں [illegible] کی عملی [illegible] درج ہے اور [illegible] کیا ہے [illegible] عمل [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] فائدہ [illegible] نصیب ہوتی ہے ایک ہے [illegible] حضرت علامہ [illegible] الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ [illegible] قیمت [illegible] آنے محصول [illegible]

تفسیر سورہ فاتحہ

[illegible] اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں [illegible] مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع [illegible] ہے اس میں [illegible] مضامین ہیں [illegible] قرآن کی تفسیر شیطان اور سائنس خدا کی [illegible] عقلی دلائل اسلامی عقائد کی روشنی میں [illegible] نجات انسان [illegible] ہے اور مجید ہی [illegible] کی فطری [illegible] خدا [illegible] کا عقلی ثبوت [illegible] کے بعد زندہ ہو کر [illegible] اور سائنس [illegible] حقیقت نجات کی راستہ صداقت رسول [illegible] بد آجتک [illegible] ہے [illegible] قیمت دس آنے محصول [illegible]

تفسیر اعوذ باللہ مجلد

یہ کتاب استعاذہ [illegible] شیطان [illegible] کی سالہا سال [illegible] اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت [illegible] جو شیطان کی بابت قرآن شریف کے اندر جس قدر آیات ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کلیات شیطان کی [illegible] آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی [illegible] شیطان کی مکاریاں اور [illegible] تخلیق آدم سے تا [illegible] اس میں [illegible] جس سے مطلب [illegible] حضرت [illegible] کے اقوال سے بیان کو [illegible] کی گئی ہے [illegible] قیمت مجلد دس آنے [illegible] ڈاک [illegible] کل [illegible]

تفسیر موضح القرآن

اردو تفسیر کے مرتب اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی کی [illegible] کا شاندار کارنامہ [illegible] جس کو ہر [illegible] مفسر اپنے لئے شمع رہنما [illegible] اب بھی [illegible] اس کو [illegible] ہیں [illegible] اور بہت سی [illegible] قرآن شریف کی تفسیر اور کوئی [illegible] بڑی تقطیع کے [illegible] صفحوں کی تفسیر [illegible] ہے کہ جلد کی قیمت ساڑھے چار روپے سے ایک پیسہ کم نہیں ہوئی اب رعایتی مجلد ساڑھے تین روپے محصول ڈاک [illegible]

تفسیر سورہ یٰسین

یہ تفسیر [illegible] میں لکھی گئی ہے [illegible] ہے [illegible] کے لئے [illegible] تفسیر [illegible] عبد [illegible] کی تفسیر القرآن سے مستنبط [illegible] عجیب غریب [illegible] میں [illegible] کیا گیا ہے کہ [illegible] تفسیر [illegible] بہت [illegible] مفصل [illegible] ایک [illegible] کو بہت تفصیل [illegible] بیان کیا گیا ہے [illegible] ہے [illegible] رسالہ [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

ہفت رنگا ہفت سورہ

[illegible] ہفت سورتیں [illegible] رنگ کی تصویر [illegible] سات رنگ [illegible] رنگ [illegible] کا غذ [illegible] ترجمہ کی [illegible] زرد رنگ کے تصویری [illegible] جس میں بہت [illegible] کا غذ [illegible] تک [illegible] آخر میں [illegible] جلد [illegible] قیمت ۱۲ر محصول [illegible]

مناجات مقبول مجلد

[illegible] صفحہ کی [illegible] حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] کی مقبول کتاب [illegible] سات [illegible] کی اردو نظم [illegible] بہت ہی موثر مناجات [illegible] اور [illegible] حکایات [illegible] قرآن شریف سے سات [illegible] حضرت مولانا اشرف علی [illegible] استعاذہ [illegible] بعد استعاذہ [illegible] ترجمہ [illegible] بیان [illegible] سے [illegible] قیمت ۲ر محصول ۲ر

دلائل الخیرات

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر [illegible] کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ [illegible] اس کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لئے [illegible] دلائل الخیرات کا عامل [illegible] اس کی [illegible] ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کا عامل رسول خدا [illegible] کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے [illegible] نعت کے [illegible] وظائف و اوراد کے سلسلہ میں [illegible] کتاب کو بڑی اہمیت [illegible] صفحات کی [illegible] کتاب [illegible] ڈاک [illegible] کل [illegible]

معجز نما پنجسورہ مجلد

[illegible] ہے [illegible] پنج سورہ [illegible] صفحہ کا تھا اور [illegible] اس میں ہفت روزہ مناجات [illegible] علاوہ اور بہت سی [illegible] شامل ہوئی ہیں ترجمہ [illegible] حضرت مولانا شاہ رفیع الدین [illegible] نہایت عمدہ کا غذ بہت ہی اچھا [illegible] فضائل سیرۃ [illegible] حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب [illegible] سورہ یٰسین سورہ فتح الرحمٰن واقعہ [illegible] مزمل کہف [illegible] قیمت مجلد ۱۲ر محصول [illegible]

ایموری کاغذ والے خوشخط مترجم قرآن مجید با تفسیر مجلد

مطابق سستے قرآن شریف کا کاغذ نہ ہوتا ہے اس لیے چکنا دبیز کاغذ اس سے ڈیوڑھی قیمت کا ہوتا ہے اور وہ کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے مجلد و باتفسیر بہترین کاغذ والا قرآن شریف ہم نے ہی دیا، اس کا کاغذ ایموری فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے، اب آپ میں سے فلسکیپ کا غذ تو ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا، اور اچھا الو کا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا، اب تصور کیجیے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ جو ہو سکتا ہے ویسا اس قرآن شریف کا کاغذ ہے چاہیے تو یہ تھا، کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اتنی نسبت سے بہت زیادہ ہوتا، لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے، کہ وہ بہتر سے بہتر اور قیمتی سے قیمتی قرآن شریف ناظرین مولوی کے لیے سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس لیے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی تجویز ہے اس کی ضخامت ۸۲۴ صفحات مع مقدمہ یعنی فلسکیپ کاغذ کا تقریباً ایک ریم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہوں گے کہ اچھا کاغذ دور و پے فی ریم ملتا ہے

ابتدا میں ۴۰ صفحات کا مقدمہ بھی ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے، ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان سے بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہے۔

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصول ڈاک علیحدہ

دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ
اور البتہ آزمائیں گے ہم تم کو ساتھ ایک چیز کے ڈر سے اور بھوک سے اور کمی
مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ
مالوں سے اور جان کے سے اور پھلوں کے سے اور خوشخبری دے صبر کرنے والوں کو
الَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ
وہ لوگ کہ جبکہ پہنچتی ہے ان کو مصیبت کہتے ہیں تحقیق ہم واسطے اللہ کے ہیں اور
اِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ
تحقیق ہم طرف اسی کی پھر جانے والے ہیں یہ لوگ اوپر ان کے ہے درود ان کے

موضح القران

…پہلن سے اشارت ہے … بنیاد میں محنت اٹھاؤ … صبر بھی اختیار کرو، … صفا اور مروہ دو پہاڑ … مکہ کے شہر میں عرب … لوگ حضرت ابراہیم … وقت سے ہمیشہ حج کرتے … ہے ہیں لیکن کفر کے وقت … اکثر غلطیاں پڑ گئیں تھیں … ان پہاڑوں پر دو بت

خوشخط پنجسورہ

مترجم مجلد خاشدہ

یہ مولوی سے نصف تقطیع کا پنجسورہ ہے جس کے ۲۰۰ صفحات ہیں خوشخط قلم ہے، ترجمہ ہے حسب ذیل سورتیں اور دعائیں ہیں، سورہ یسین، سورہ فتح، سورہ رحمن، سورہ واقعہ، سورہ ملک سورہ نوح، سورہ مزمل، سورۃ النبا، سورہ کہف، سورہ تبارک یہ دس سورتیں ہیں، جن کے ابتدا میں طواف وادخال ہیں، پھر ہفت ہیکل، ترجمہ بہشت قفل، دعائے امن، دعائے تلقین، دعائے تپ اور متفرق دعائیں ہیں اس کے بعد دعائے گنج العرش ہے، پھر درود اکبر، نود و نہ اسمائے باری تعالیٰ واسماء الحسنیٰ مانا د درود شریف، دعائے دفعیہ وبا، دعائے حاجات وغیرہ

یہ جلی قلم کا وہ سورہ ہے جو آسانی سے پڑھا جا سکتا ہے، خوبی یہ کیا وجو ملتے صفحات ہونے کے بہت سستا ہے، خیال تو فرمائیے ۲۰۰ صفحات کی ضخامت، خاشدہ مترجم، مجلد مضبوط اور قیمت فی جلد صرف چھ آنے محصول ڈاک، دس جلد مجلد صرف تین روپے اس سے زائد کوئی رعایت نہیں دس جلد کا

[illegible]

نصف ہدیہ میں بہترین قرآن مجید اب بھی مل سکتا ہے

بہ شواری ایک

اب بھی مشکل ہے اب دہلی کی تیز ہاہر دوکان والی بھی ختم ہو گیا ہے۔ نقش ... ایک ... جس ... ہر ... جو ... یہ ... تو ... لیگا
یہ حال کی جاتیگا یہ وہ مشہور و معروف قرآن شریف ہے جو بلا مبالغہ ۔۔ ایک روپیہ کا ہدیہ ہو چکا ہے اور اس کی طلب بڑھ رہی ہے اسمیں دو ترجمے ہیں اول ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین
ہے اور دوسرا حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا، اور تفسیر تو اتنی کمل، پر از معلومات اور جامع ہے کہ اسوقت کسی قرآن مجید میں اتنی تفسیر نہیں ہے ابتدا میں سو صفحات کا ایک مقدمہ ...
...قرآنی معلومات ہیں بہ حیثیت مجموعی جب یہ قرآن شریف مجلد چرمی خاص طور سامنے ہوتا ہے تو کسی طرح عقل باور نہیں کرتی کہ اس کی لاگت پانچ روپے سے زیادہ ہی کم ہوگی اب جبکہ
... کے ساتھ اس کا ہدیہ مجلد چرمی کامل دو ... روپے کہا جائے تو سوچنا بھی ہدیہ ہو وہ تھوڑا ہے اور حیرت کن ہے قیمت مجلد ... محصولڈاک ایک روپیہ کل ہے صرف دو ... عطور کہ

موت کے وقت فرشتے

ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے تو اس کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے نفس پاکیزہ جو کہ پاک ...

الکتٰب حتّٰی اذا جاءتھم رسلنا یتوفّونھم قالوا

لکھے ہوئے ... یہاں تک کہ جب آوینگے ان کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے ان کو کہیں گے
... یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتوں انکی جان قبض کرنے آویں گے تو کہیں گے

این ما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلّوا عنّا و

کہاں ہیں جنکو تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے ... اور
وہ کہاں گئے جن کی تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ غائب ہوگئے ہم سے ... سب غائب ہو گئے

بہترین طبع کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف عمدہ نصف قیمت میں مجلد پشتہ چرمی

حیرتناک رعایت ڈیڑھ روپیہ میں ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو، ابتدا میں معلومات قرآنی کے ... کے لئے ایک مقدمہ ہو جو ... مولوی رسالہ کے صفحوں پر اصفحہ ہو، کاغذ بھی خوب دبیز خوب سفید ہو چھپائی بھی صاف ہو، کتابت بھی خوبصورت ہو اور حاشیہ شدہ بھی ہو، ایک چرمے کی جلد بھی ہو اور پھر ڈیڑھ روپے میں ہو، آپ ہی بتلائیے کہ ہر شخص کیا نہ حیرت میں رہ جائے۔ یہ قرآن شریف تو مقدم ہے سستے قرآنوں سے بڑا گیا چار لئے تو فقط ایک قرآن پڑھنے کے ہی جاتے ہیں پھر لکھائی چھپائی کاغذ جلد سب کو تجربہ تو کیجئے حیرت ہوتی ہے رمضان شریف تو اب تک سب سے زیادہ دیا جو تلے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۲ پانچ جلدیں سات ... کی لگی ہی ... پانچ جلد کا محصولڈاک کم ہوتا ہے روپے دس لئے جو ہوتا ہے اس لئے پانچ یا زیادہ جلدیں ریل کے ذریعے طلب فرمائیے ریل سے کم ہے قیمت اور ... زیادہ خرچ کا منی آرڈر ہی ... ایک سطر کا نمونہ دیکھئے

واتّبعوا ما تتلوا الشیٰطین علٰی ملک سلیمٰن وما

اور پیروی کرنے لگے اس چیز کی جو پڑھتے تھے شیطان ... وقت سلیمان کے ... اور نہیں

یعنی یہودیوں نے اپنے دین اور کتاب کا علم چھوڑ دیا اور لگے علم سحر کی تلاش کرنے سحر لوگوں میں دور سے رائج ہوا یہ کہ حضرت سلیمان کے وقت ہی اور

چوتھائی حاشیہ شدہ قرآن شریف بجلد ۸ سیپارہ

قرآن مجید اس کا قلم بلا مبالغہ اتنا ہی جلی ہے

بلکہ اس سے بھی زیادہ

کتابت اس سے زیادہ شاندار ہے، صرف قلم کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ... ایک صفحہ ... ڈیڑھ صفحہ ... سفید کاغذ ہے بہت صاف چھپا ہوا ہے۔ بچوں، عورتوں، کمزور نگاہ والے ... کے لئے یہ بہت ... سپارہ قرآن شریف نہیں چونکہ الفاظ الگ الگ ہیں اس لئے بڑی آسانی سے صحیح پڑھا جا سکتا ہے ابھی چھپ کر آیا ہے، رمضان میں آتا تو ختم ہو جاتا اب جلد آئیندہ رمضان تک کیا معنی اس سے بہت پہلے ختم ہو جائے گا۔ آخر میں علامہ ... قرات کے بیان کے ساتھ ... کامل ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ علاوہ صرف ایک روپیہ محصولڈاک ۳ ... ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

اوراد وظائف مخدوم

چھلیانوالی گشت جب سب طرف سے مایوس ہوکر اور دنیا کے اسباب گم ہوکر اپنا مقصد بھی نہ پاکر دنیا میں ان کی گشت اور مجبور ہوکر بیٹھ جاتے اور دنیا میں کسی گوشے سے مقصود ہو جاتی ہے انسانی ہستی اپنے سہری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد وظائف ہے یہی انسانی مشکلات کا آخری زینہ ہے یہاں سے وہ سامان ملتی ہے جس سے محبوب انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک حالت میں ہوتے ہیں غرض ان کی کرامات اوراد میں مشہور ہے ان میں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے۔ قیمت دس آنے محصول چھ آنے کل ایک روپیہ۔

صحیفہ قدسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہوگیا اسم اعظم خدا کا وہ پاک نام ہے جس کے ذریعہ ایک معاشرہ پہنچتی ہوا۔ اس کا عمل وعمال ہوکر جو دیا ہے وہ کرکے ہوتی ہے۔ اسم پاک ہی ہے جس نے ہزاروں بیکسوں کی فریاد سنی ہے جس نے بڑے بڑے مقدمات جتوائے ہیں جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے جا ملایا جس میں بہت سے تخت سے تخت والوں کو محروم کیا جس نے ہزاروں مایوس ہر نصیبوں کو اچھا کیا یہ تو نقد فائدہ ہے اور قرض کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رضائے مولا ملتی ہو۔ قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ ر کل ۱۴ ر

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات لا ثانی از علامہ عصر شاہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت امور ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مفصل اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسا معاملہ نہیں چھوڑا جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو۔ امراض کی شفا ہر بلیات کی دفاع ہے مقدمات کی جیت ہے کشائش رزق ہے غرض کے وظیفے ہیں تسخیر کے نقش ہیں ۱۲۰ صفحہ کی کتاب ہے مجلد ہے کاغذ اعلیٰ ہے اصل قیمت ۱۲ ر ہے اور اب تو یہ کتاب ۶ ر میں ملتی ہے محصول ۶ ر کل ۱۲ ر

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ایسا ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا چھا لکا ہو دوست آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر اس میں جو کچھ ہے اس کے عامل بن جائیں اس کتاب کا منتر کرنا ... مرد کا مطیع کرنا آقا و افسر کا یا ماتحت اور حاکم کا ... اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے ایک نہایت درجہ عجیب غریب کتاب ہے ہزاروں ... ختم ہوگئی ہے قیمت ۸ ر محصول ۶ ر

پانچ برگزیدہ صوفی

۱- سرتاج اولیا یعنی رسول کریم کی سوانح عمری اسلامی زبان میں عجیب انداز بیان میں ۶۶ صفحے۔

۲- مولانا روم جن کی مثنوی ہست قرآن در زبان پہلوی مع انتخاب شرح مثنوی قیمت ۸ ر

۳- حافظ شیرازی یہی شیراز کا صاحب کرامات شاعر جس کے دیوان کا فال نامہ صحیح ترہے قیمت ۳ ر

۴- شیخ سعدی جن کی گلستان اور بوستان آج تک ویسے ہی مہک رہے ہیں قیمت ۳ ر

۵- امیر خسرو مؤثر الزمان صوفی شاعر جن کی زندگی عجیب پر عرفانی تھی قیمت ۳ ر

پانچوں ایک وقت منگائیں تو مع محصول ۱۱ ر

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام حنفی خطبے ہیں جو صرف ۶ ماہ میں مولوی ... کے ذریعہ سے چار ہزار ... مساجد میں پڑھے جانے لگے یہی وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے سنت والجماعت متفق ہوگئے ہیں کیونکہ ان میں پہلے عربی خطبہ میں پھر خطبہ کے متعلق وعظ ہیں اور آخر میں نظم ہے خطبہ ثانی اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں کی بہت بڑی ضرورت رفع ہوگئی اس کتاب میں ہر ماہ کے پانچ خطبے ہیں اس کے علاوہ دو خطبے عیدین کے ہیں بہت دلنشین عام فہم انداز بیان ہے خطبہ تین طرح کا ہے عربی پورا اردو پورا منظوم قیمت ڈیڑھ روپے ۱ر

دفتر کا مولوی وعظ سعید

یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اس میں ایک سات وعظ ایسے ہیں جن میں تمام امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی بخل طمع ظلم سلسلہ غیبت زنا لواطت غرضکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور مذمت ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی و برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگوا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کردیا جائے تو بہت ہی اچھا اثر ہو قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۸ ر

بارہ مجالس مجلد

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اس میں حسب ذیل بارہ مجالس ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پرکھنے (۳) توحید الٰہی (۴) ثبوت رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوہ رسول محترم (۸) محبت رسول (۹) فضائل واخلاق بعض معاشرت (۱۰) اسلامی وحدت (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ تھوڑی اردو جاننے والے بھی آسانی سے پڑھ لیتے ہیں قیمت مجلد ۱۲ ر محصول ۶ ر

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کونسا عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں ہونا چاہتا کہ اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز امت رسول کریم نے اٹھائے ۷۰ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور دلفریب سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک بہت عجیب ٹکڑا ہے۔

قیمت چھ آنے محصول ڈاک ۶ ر

مقالات غوث سبحانی

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات و مقالات جو حضرت کے معتقدین کیلئے جس قدر اہم اور قابل عمل ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان تعلیمات و ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر پہنچا دیا جائے تاکہ حضور کی عظمت کا اندازہ ہونے کیلئے اس لئے مقالات غوثیہ کو جو کہ اکثر پڑھتے اور غوث پاک کے نام لیوا حضور کی تعلیمات سے واقف ہیں بغیر ترجمہ اور پڑھ نہیں سکتے یہ فتوح الغیب کا صاف سلیس ترجمہ ہے اور اکثر مقامات میں ہر جگہ آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے قیمت بہت کم ہے ۸۰ صفحات ہیں اور قیمت صرف ۸ ر محصول ڈاک صرف ۶ ر

ملفوظات خواجہ اجمیری

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیاء خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف ہے اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے تعلق کا تذکرہ ہے خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں حضرت خواجہ اجمیری کی ہر مجلس کے حالات قلمبند ہیں پھر ... حضرت خواجہ اجمیری کے ... مقالات ہیں اس میں عجیب و غریب عارفانہ حقائق ہیں عبادات تعلقات معاملات ہر چیز پر عجیب تبصرہ ہے کہ پڑھ کر روح وجد کرنے لگتی ہے۔ ۱۴۰ صفحات قیمت ۸ ر محصول ڈاک ۶ ر

شرح مثنوی مجلد

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو تمام عالم تصوف کی جان ہے یہی کتاب ہے جس نے عالم طریقت کو علم معرفت سے ملایا یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیا نے تصوف میں شرق و غرب اور شمال و جنوب کو سیراب کیا ... صوفی ہمانی ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو مولانا روم کی ضرورت خاص ... [illegible] ... ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھر میں اس کی ضرورت ہے ... صفحات قیمت مجلد پورے ... صرف ... محصول ڈاک ۱۰ ر

زنانہ بستہ مجلد

دس علمی بچوں کا گلدستہ یعنی دس بیش بہا کتابوں کا مجموعہ (۱) سیر اسلام کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) سائنس کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پرورش کی کتاب (۱۰) اصل جیسا کہ کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے اپنی بچیوں کو خود اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کام سیکھ لے اور نقصان سے بچے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے ایک ہی جگہ مجلد ہر قیمت ایک روپیہ محصول ۸/

چار تسلیم نسوان

حور گون زنجیوں کیلئے بے نظیر مکالمہ اور مذہبی بیٹی ۱۰۔ اسوہ پاک کی صفتیں یعنی پیغمبر ؐ کی حالات مقدس عورتوں میں مشہور خواتین ۲ ۳ کی طرح ۳۔ ان کے احسانات نبیوں کی مقدس عادات اور کارنامے عورتوں کی مخصوص صیات مذہبی ۴ پیچھے ۳ بیان اسلام قرآن مریم کے حالات زمین؛ اگلے والی چیزیں اور اخلاقی سبق وغیرہ ۴ پیچھے ۴۔ تعلیم اور طریقہ زندگی بیاس زیور جہان داری دیانت اور حکایات کا طریق زندگی چاروں کتابیں ۲۰۰ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت رعایتی دس آنے محصول ۸/

ہندی ـ لیجۂ ہم

جنہوں نے چتا پاس پنڈتوں مذہبی آریوں سے مباحثہ کیا بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی یہ بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو العلم مولانا حسن الدین خاں صاحب نے بطرز ناول سوال و جواب سو صفحات میں بیان قلمبند کیا ہے کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے قیمت رعایتی ۱۰/ محصول ۷/

ساوتری

ایک ہندو خاتون کی داستان جو تبلیغی مقاصد کیلئے بہت مفید ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ایک ہندو عورت مذہب فلسفہ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گئی اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح مصائب برداشت کئے اور وہ کیسی بے مثال عورت تھی کہ آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہے اور معاصرین نے اس کی خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں۔ قیمت چھ آنے محصول ۶/

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب یعنی فارسی بول چال ہو جیسے پنجاب یونیورسٹی علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی محنت کے بعد فارسی زبان کے اردو میں لکھا ہے شروع میں کتاب یعنی فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھ کر جملے بنانا بتایا ہے نمونے عرضیاں چٹھیاں تیمارداری اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو ترجمہ کے ساتھ رعایتی ۱۲/ محصول ڈاک ۶/

شرح کریما

حضرت خواجہ شیرازی کی مقبول کتاب کریما کو ہر مسلمان بچہ جانتا ہے اخلاقی پند و نصائح کے مضامین اس سے بہتر جامع کسی اور کتاب میں نہیں شرح کریما میں پہلے فارسی اشعار ہیں ان کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ ہے اس کے بعد مشکل الفاظ کے معانی پھر لغات مشکل کی تحقیق درج ہے پھر مضمون کی شرح آسان اردو میں ہے اور پھر قرآن و حدیث سے تطابق اور ساتھ ہی بتا دیا گیا ہے کہ اخلاقی حکایات درج ہیں بچوں کو نیک چلن اور عالی خیال بنانا ہے تو یہ کتاب ضرور پڑھنے ۱۲۰ صفحات قیمت پانچ آنے۔

عربی کا بہترین رسالہ

سہل کر کے زبان عربی کا الجھنا الی ختم کر کے مقصد تمام وہ والی ہے یہ کتاب یہ کتاب سبق عربی سکھانے والی کتابوں کا عطر ہے اور صفحات میں جو صرف صفحات کا مجموعہ ہے فاضل مولف نے اس قدر سہل انداز میں اس کو مرتب کیا ہے کہ طبیعت ملکی ہو کے تھوڑی سی محنت اجتماع کے ساتھ ایک سبق روزانہ پڑھ لیں ختم کرنے تو عربی ضرور آ جائے گی اس کے ابتدا میں سات طرح و لطف ہے جس میں ایک گردان بھی رٹنی نہیں پڑتی اور صرفیوں کی نحوی یاد جوں سگاں کی تردید اسی کتاب سے ہوتی ہے اس کتاب کے پڑھنے کے بعد تمام عربی کی کتابیں خود بخود حل ہو جاتی ہیں قیمت ۱۲/

انگلش ٹیچر

ایک مہینے کا کورس انگریزی سکھانے کا مجموعہ ہے اور ماہر نے ایسا کہ اگر کوئی پڑھا ہوا ہے یا بی سی ڈی پڑھنے والا اگر غور اور محنت سے ایک سبق روزانہ پڑھے اور یاد کرے تو ساتویں دن وہ چھوٹی موٹی چیزیں لکھ سکتا ہے اتنا مختصر کورس اور کسی کتاب کا نہیں ہے چونکہ تعال میں چھپی ہوا اس لئے قابل مصنف نے بڑی محنت اور اپنی ذہنیت کو دخل کر کے مرتب کیا ہے تاکہ سمجھ دار وہ ماغ ہو تو وہ صرف ایک مہینہ میں اتنی ضرورت کے لائق انگریزی آ جائے گی ۱۲۰ صفحات قیمت ۸/

پریکٹیکل انگلش ٹیچر

معہ ٹیچر راہنما مصنف جناب سید احمد امام ترمذی ایم اے ایل ایل بی فاضل ایم ایس سی وس کتاب میں آٹھ باب ہیں پہلا الفبٹ یعنی انگریزی حروف کس طرح بنتے جاتے ہیں دوسرا باب حروف تہجی یعنی ضرب کیونکر لکھتے ہیں باب تین ناون متعلق مثل شخص کرائی گئی ہے باب لغت پڑھانا باب فقرے بنانے اور سمجھنے کے اصول باب ترجمہ کرنے کی صورتیں باب اردو سے انگریزی بنانا باب خط و کتابت وغیرہ صرف اس کتاب کے ایک ماہ میں انگریزی لکھنی پڑھنی آ جاتی ہے یہ عملی کتاب ہے خیالی نہیں قیمت ۱۲/ محصول ۶/

یسرنا القرآن قاعدہ

قرآن شریف پڑھانے کا مقبول اور بہترین طریقہ جو ہر سال لاکھوں بچوں کو سکھایا جاتا ہے اور جو مدرس اس طریقہ سے واقف ہیں وہ اسی کو منگاتے ہیں اس کی ساخت عمدہ ہے اس میں سب سے پہلے حرکات بتائی گئی ہیں یعنی زبر زیر پیش وغیرہ اور حروف مرکبات کی پہچان لینے کے بعد مرکبات کی مشق کی ضرورت نہیں رہتی مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں بچہ بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے ضخامت ۴۸ صفحات قیمت ۳/ ایک روپے کے آٹھ محصول ۲/ جلد سے ۲/ اور آنہ فی ۱۹/

جادو بیانی

یہ وہ شہر ہے جس نے کو صحیح بدل دیں لاؤ ایسی لکھے رنگ میں مجمع کو متعدد بار اور مجمع ہوئے تند مزاج کو برف کر ڈالا جادو بیانی کوئی جنتر منتر نہیں جو نہ مل سکے اچھے الفاظ ہی جادو بن سکتے ہیں تو ہر ایک شخص ساحر بن سکتا ہے اور ایک ایک حرف ساحر مکمل کیلئے ہو سکتا ہے کتاب جادو بیانی منگا لیجئے اس کو پڑھیے اس کی باتوں کو سوچ سمجھے اور دیکھئے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز تقریر کیا تھا تھوڑے ہی دن بے تکلف دوستوں میں مشق کیجئے پھر مرد میدان بلکہ باہر نکل آئیے۔ قیمت ۸/ محصول ۶/

اتالیق انشا

یہ کتاب اس غرض سے لکھی ہے کہ طلبا مضمون نویسی کے قواعد سے واقف ہو جائیں اور مختلف قسم کے مضامین لکھ سکیں جو مضامین امتحانوں میں اکثر آتے ہیں یا استعمال کے لئے جو ضروری سمجھے گئے ہیں ان میں لکھ دئیے گئے ہیں پہلے اس میں بتایا ہے پھر انشا کے اصول بیان ہوتے ہیں جو مضمون کی ابتدا میں کیسے لکھے جائیں مضمون اس طرح ختم کرنا چاہئے مختصر مفصل خاکہ تمہید غرض کہ مضمون نویسی کے سلسلہ میں یہ کتاب گویا جادو ہے جو ایک ہی دن میں تمام مضمون نگار بنا دیتی ہے صفحات قیمت ۶/

مذہبی معلومات کے لئے ہزاروں کتابیں نہیں پڑھئے صرف ایک کتاب پڑھ لینا ہی کافی ہے

وہ کتاب ہے لباب الاسلام

اردو زبان میں [illegible] ایک کتاب ہے جس میں [illegible] اور اتنی معلومات [illegible]

[illegible] یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا اڈیشن [illegible]

[illegible] اسلامی معلومات [illegible]

یہ ۱۲۰۰ صفحے کی مجلد کتاب ہے [illegible]

[illegible] کتابت شدہ کتاب [illegible] مذہب [illegible]

[illegible] دنیا کے مشہور مذاہب [illegible]

اسلام دنیا میں [illegible]

اسلام اور اسکی تعلیمات کے متعلق [illegible]

[illegible] اس کتاب کی ابتدا [illegible] حقوق [illegible] کھانا پینا لباس اور تفریق

روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ کا بیان ہے اور بہت مفصل [illegible] معاملات [illegible]

ہدایات اوامر و نواہی ہیں، پھر اسلامی اخلاق و آداب [illegible] واقعہ یہ ہے کہ پورا اسلامی

[illegible] ۱۲۰۰ صفحات [illegible] جلد میں مل جاتا ہے

کتب خانہ اس ایک کتاب میں ہے [illegible]

میرے متعلق تو آپ کہہ سکتے ہیں [illegible] کے متعلق کیا فرمائیں گے جنہوں نے اس کتاب کو پڑھا اور کہا

جناب ابو محمد محمد یعقوب صاحب [illegible]

[illegible] کتاب لباب الاسلام [illegible]

[illegible] کتاب لباب الاسلام کو اپنے ایمان اور اپنی جان [illegible]

[illegible] لباب الاسلام کا ایک نسخہ اپنے گھر میں [illegible]

[illegible] اور اسلامی دنیا [illegible]

اسلامی توحید، اسلامی معاشرت [illegible]

اور معتدل طریقہ سے [illegible]

جناب محمد حفیظ اللہ صاحب [illegible]

دیکھ کر بہت مسرت ہوئی [illegible]

[illegible]

جناب حکیم عبد الحمید صاحب [illegible]

فی الواقع زمانہ حاضرہ [illegible]

ہوں، ایک گزارش [illegible] اول اڈیشن [illegible] آپ کے اعلان [illegible]

[illegible] اضافہ [illegible]

[illegible] کتاب منگوا [illegible]

جناب برکت علی صاحب [illegible] کتاب لباب الاسلام [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے [illegible]

[illegible] پہلا اڈیشن [illegible] خامیاں باقی ہیں [illegible]

[illegible] صاحب [illegible]

[illegible] صاحب الگ [illegible]

[illegible] اگر یہ [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] لباب الاسلام [illegible] کتاب [illegible]

[illegible] والله المستعان

[illegible] مولوی عبد العزیز صاحب [illegible] اگر آپ [illegible] ایک کتب [illegible]

[illegible] کتاب لباب الاسلام [illegible]

[illegible]

ضخامت ۱۲۰۰ صفحات قیمت فی جلد مجلد چرمی [illegible]

ملنے کا پتہ منیجر حمیدیہ پریس دہلی

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کانوں سے کرنایت پور سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے کہ ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ ۴۴ سال سے منگوا کر طب و ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں، جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے جس کے

ہزارہا سرٹیفکیٹ ہمارے پاس موجود ہیں

قوت رفتہ کی واپسی، قوت مردمی کی بحالی اور تمام اقسام کے پیشاب کے امراض کے لئے نہایت مفید

الکسیر اعظم

اصلی سلاجیت اصلی

[illegible] دینے والی اپنی دوا نہیں [illegible] ایک غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال [illegible] پیشاب [illegible] کی کمزوری نامردی [illegible] وہ طاقتور رہتا ہے اس کے استعمال [illegible] سے پیشاب کی جلن، کرک [illegible] ہر قسم کے ریاحی درد، ہاتھ پاؤں [illegible] اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور اثر رکھتا ہے۔

[illegible] سلاجیت [illegible] نیز عورتوں کی کمزوری [illegible] کی خاص دوا ہے۔

[illegible] ہماری سلاجیت [illegible] تندرست رہیگا [illegible]

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے دس تولہ کی قیمت [illegible] روپے [illegible] بیس تولہ [illegible] آٹھ روپے محصولڈاک
چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپے اسی تولہ یا ایک سیر تیس روپے علاوہ محصولڈاک

Himalaya Depo
Haldwani U.P.

پتہ: ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

تصدیق

[illegible] تحریر فرماتے ہیں [illegible] آپ ارسال کردہ سلاجیت تیز اور مقوی ثابت [illegible] بہترین چیز ہے

[illegible] محبوب المطابع دہلی میں چھپا



مدیر مولانا [illegible] خان

صرف چار سو بھائی اور شریک ہو سکتے ہیں

بخاری شریف کی اشاعت میں ۶۰۰ بھائی تو شریک ہو چکے ہیں صرف ۴۰۰ بھائیوں کے لیے اور گنجائش ہے
تب یہ اڈیشن پورا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جب دوسرا اڈیشن چھپے گا تب دیکھا جائے گا۔ حسنة الدنیا
والآخرہ کی صحیح مثال بخاری شریف اردو کی طباعت و اشاعت ہے۔ اجر آخرت تو ظاہر ہے اور دنیاوی فائدہ
یہ ہے کہ تین جلدیں کامل کی موٹی بہت اعلیٰ کاغذ نفیس [illegible] تینوں جلدیں مجلد چرمی [illegible] اور قیمت
پیشگی دینے والوں کے لیے صرف پانچ روپے علاوہ محصولڈاک
پانچ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیج دیجئے۔ پہلی جلد تیار ہو کر فوراً بھیج دی جائے گی، اور غالباً دوسری جلد بھی
اس پرچہ کے شائع ہونے تک طیار ہو جائے تو دونوں جلدیں فوراً ارسال ہوں گی اور تیسری جلد جب تیار ہوگی وہ بذریعہ
جلدوں کا محصولڈاک وصول کرنے کے لیے وی پی بھیجی جائے گی، جلدی کیجئے ۴۰۰ سے زائد گنجائش ہی نہیں ہے
منیجر مولوی دہلی

منیجر رسالہ "مولوی" پوسٹ بکس نمبر ۶ دہلی

انتباہ:- آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے اس کے حوالہ کے بغیر کسی شکایت کی تعمیل نہ ہو سکتی ہے نہ ہوگی + منیجر

سچے دواخانے کی کامیاب مجرب اور اچھی دوائیں

سچے دواخانہ کی کامیابی کا راز صرف یہی ہے کہ وہ اپنی بہترین دواؤں کو باوجود واقعہ کے کسی بڑے مشہور حکیم سے مضبوط نہیں کرتا، وہ اپنے حکیم کی محنت دیانتداری اور خدا کے بھروسے پر [illegible] رکھتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے ایک معمولی اشتہار سے اس کی دوائیوں کی دھوم مچ گئی۔ اگر خدانخواستہ آپ کو دوا کی ضرورت ہو تو پھر سچا دواخانہ سب سے بہتر دوا ساز ہے [illegible]

برساتی

یہ گولیاں باہ اور ہاضم۔ برسات کے موسم میں جبکہ قدرتی رطوبات غذا کو ہضم نہیں ہونے دیتیں اور اکثر اوقات استسقا پیدا ہو جاتا ہے، یہ گولیاں ان فاضل رطوبات کے اثر کو زائل کر کے غذا کے تحلیل کرنے میں بہت مدد دیتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر غذا ہی تحلیل ہو کر صحیح جزو بدن نہ ہو تو انسانی زندگی بہت کچھ خطرے میں پڑ جاتی ہے، اس لئے برساتی بلا ضرورت بھی استعمال کرنی چاہئے، ہر کھانا کھانے کے بعد ایک گولی کھا لیجئے، [illegible] طبیعت بشاش رہے گی، اور معدہ کا [illegible] ہو جائے گا۔ ۳۰ گولیاں قیمت ایک روپیہ محصولڈاک ہر کل ۳

مقوی

یہ نہایت ہی مفید دوا ہے، قوت مردانہ کے لئے ایک بے بہا تحفہ ہے، اعصاب کی تمام کمزوریوں کو دور کر کے ایک نئی قوت اعصاب کو پہنچاتا ہے، گردوں کو قوی کرنے کے لئے بھی ایک اچھی چیز ہے، مادہ تولید پیدا کرنے میں ایک خاص اثر رکھتا ہے، اور بقائے نسل انسانی کی وہ قوت جو بیماری یا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے یا کثرت جماع یا جسم میں خون کم ہو جانے کی وجہ سے کم ہو جاتی ہے اس کو بہت جلد اصلی حالت پر لا کر تروتازہ بنا دیتی ہے، یہ قرص ہمارے دواخانے میں خاص اہتمام سے تیار کئے جاتے ہیں، اگر مستقل فائدہ اٹھانا ہو تو کم از کم چالیس روز تو استعمال کیجئے، ان میں ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر غذا اس کی وجہ سے صحیح جزو بدن ہو جاتی ہے، ہر کھانا کھانے کے بعد ایک گولی کھانی چاہئے۔ قیمت ۴۰ گولی [illegible] کے لئے ہیں، قیمت چھ روپے، محصولڈاک ہر کل [illegible]

جریان بند

جریان بڑا موذی مرض ہے اور ۹۹ فیصدی [illegible] یہ ایک خطرناک مرض ہے جو [illegible] ختم کر دیتا ہے اور جس طرح گھن لکڑی کو نقصان پہنچاتا ہے بالکل اسی طرح یہ مرض انسان کے دل، دماغ اور معدہ، جگر کو ضعیف و ناتوان کر کے [illegible] پیدا کر دیتا ہے اور مریض کو صرف شکایت خیال کرنے یا شرم و لحاظ کی وجہ سے اپنی صحیح حالت طبیب سے بیان [illegible] اپنی صحت کو تباہ اور برباد کر لیتے ہیں، [illegible] لطف زندگی [illegible] ہو جاتے ہیں، اگر [illegible] سرعت، رقت یا کثرت احتلام کی شکایت ہے یا [illegible] کمزوری محسوس ہوتی ہے، طبیعت [illegible] نہیں رہتی، یا کمر میں ہلکا ہلکا درد رہتا ہے، یا دماغی کام کرنے سے تکان ہو جاتی ہے تو آپ [illegible] یہ دوا [illegible] ذاتی رسالہ [illegible] جان و آبرو سے [illegible] حاصل کیجئے، یہ قرص [illegible] باہ تمام شکایتوں کو دور کرنے میں مفید ثابت ہوئے ہیں اور ہر موسم میں استعمال کئے جاتے ہیں، مرد عورت دونوں کے لئے یکساں مفید ہیں [illegible] گولیاں استعمال کرنے سے [illegible] صرف ایک قرص صبح گرم دودھ کے ساتھ استعمال کی جائے۔ ۳۰ گولیاں ڈھائی روپے محصول [illegible]

ممسک اعظم

یہ کوئی بڑے مبالغے کا نام نہیں ہے، لیکن جو بھی قوت کو ضرور بڑھاتی ہے، یہ بھی قرص یا گولیاں ہیں، قوت مردانہ کی کمزوری مثلاً سرعت جیسی ناخوشگوار شکایت کو دور کرتی ہے، اکثر ممسک دوائیں [illegible] ہوتے ہیں، لیکن نشہ آور چیزیں ہمیشہ نقصان پہنچاتی ہیں، ہماری یہ گولیاں اس قسم کے مضر اثرات سے محفوظ ہیں، ایک گولی سے دو گولی تک ضرورت سے دو گھنٹہ پہلے دودھ کے ساتھ کھائیں، اور پھر لطف و مسرت کا تماشہ دیکھیں، ان گولیوں میں خوبی یہ ہے کہ دماغی انتشار بھی قائم رکھتی ہیں، ممسک ہے جس میں خاص اجزا شامل ہیں، اور کچھ زیادہ قیمتی بھی نہیں ہیں۔ قیمت دس گولی ایک روپیہ محصول ہر کل ۳

طلائے خاص

طلا کا رواج اس لئے ہے کہ جو نقصان پیدا ہو جاتے ہیں اور مردانہ قوت کمزور ہو کر جو لاغری وغیرہ ہو جاتی ہے ان تمام خرابیوں کو دور کرنے کے لئے اس طلا کے فوائد بہت ہی اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اگر سن و سال کی وجہ سے قوت مردمی میں کمی اور کمزوری محسوس ہو تو بھی یہ طلا بہت جلد ضعف باہ کو دور کر دیتا ہے اور مرد کو صحیح معنی میں مرد بنا دیتا ہے، جو لوگ شباب میں حرکات ناشائستہ کے مرتکب ہو کر اپنی زندگی برباد کر چکے ہیں انکی پھر سے کامرانی زندگی کا [illegible] کے لئے ایک بہترین طلا ہے، ضعف مردمی خواہ کسی عنوان سے ظاہر ہوئی ہو یہ طلا مفید [illegible] رہے، صرف دو ہفتہ استعمال کر کے دیکھئے، اگر [illegible] تا قیام [illegible] جاری رہ سکے۔ دو ہفتہ کے استعمال کے لئے ڈھائی روپے محصول [illegible]

چاق چوبند

یہ قرص مقوی اعصاب، عام کمزوری خواہ کسی وجہ سے ہو اس کو دور کرنے میں اکسیری اثر رکھتے ہیں، دل و دماغ اور جگر کو قوی کرتے ہیں، کمزوری قلب یا خفقان یا کسی قوت کی شکایت ہو تو یہ گولیاں استعمال کیجئے۔ یہ گولیاں ذہنی کام کرنے والے اور دماغ کے کارکنوں کے لئے بہت مفید ہیں۔ وہ لوگ جو تکان جسم دور کرنے کے لئے برانڈی استعمال کرتے تھے اب انہی گولیوں کو استعمال کرتے ہیں کیونکہ ان کا اثر دیرپا ہوتا ہے اور توانائی خود کرتے ہیں [illegible] زندگی کی حفاظت اور قوت کی بقا اگر روپے سے زیادہ قیمتی ہے تو ان گولیوں کو [illegible] کیجئے، طاقت ہے تو جوانی ہے، طاقت ہے تو زندگی ہے، جب اعصاب ہی مردہ ہو گئے تو پھر کیا رہ گیا، مگر ضرورت اس کی ہے کہ طاقت کم ہونے سے قبل اس کے مقابلہ کو پورا کر لیں تاکہ اپنی مدت حیات کے بعد بھی آپ ویسے ہی چاق و چوبند ہوں جیسے کہ پہلے تھے۔ قیمت ۴۰ گولی چار روپے محصول ہر کھانے کے بعد ایک گولی پانی کے ساتھ

قبض کشا

یہ مرض پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور قبض بیٹھے بٹھائے انسانی جسم کی پوری مشین [illegible] سے خراب ہو جاتی ہے، اس لئے آپ سب سے پہلے اس کا فکر کیجئے، کبھی قبض نہ ہونے دیجئے۔ قبض کشا گولیاں ہمارے دواخانے کی سب سے زیادہ کامیاب ہیں، قبض دور کرنے میں مفید اور زود اثر ہیں، یہ قرص پیٹ کے درد کو روکتے ہیں، معدے کی گرانی کو دور کرتے ہیں، بھوک لگاتے ہیں، دائمی قبض دور کرنے کی بے نظیر دوا ہے، دو قرص نیم گرم پانی کے ساتھ سوتے وقت کھائیے۔ ۳۰ گولیاں قیمت [illegible]

قرص سوزاک

سوزاک خواہ پرانا ہو یا نیا دونوں حالتوں میں مفید ہیں، پیشاب کی سوزش اور تکلیف کو دور کرتے ہیں، پیشاب کی نالی میں جو خراش یا زخم ہو اس کو صاف کر کے مندمل کرتی ہیں، اگر خدانخواستہ آپ کو یہ مرض موجود ہو تو سب دواؤں کو چھوڑ کر یہ دوا منگائیں اور شافی مطلق کی شان کا تماشا دیکھیں [illegible] پرہیز [illegible] کے ساتھ [illegible] گولی قیمت [illegible]

پتہ سچا دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۱۳۰ دہلی

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا ہے

جلد ۱۷ | بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۵۲ھ | نمبر ۵

خطبہ

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ واشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ادعا مالموحدین بہ ولذلک قال اللہ تعالیٰ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الدین النصیحۃ افضل الاشغال خدمۃ الناس وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا اما بعد

درود و سلام کے بعد برادران اسلام!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس و مطہر زندگی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک لمحہ امت کی بہبودی ... میں صرف ہوتا تھا اور ہر وقت آپ کے پیش نظر امت کی صلاح و فلاح ... آپ مبعوث ہی اسی لئے کئے گئے تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد ہی ... اپنی امت اور دنیا بھر کے انسان ہر دو نقطہ نظر سے کامیاب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مختصر لفظوں کے اندر ہماری توجہ بھی اس طرف مبذول فرما دی ہے کہ ہر ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان اور امت اسلام کے متعلق کیا فرض ہے۔

حضور کا ارشاد ہے کہ الدین النصیحۃ یعنی دین خیر خواہی ہے یعنی کمال دین یہ ہے کہ ایک انسان دوسرے انسانوں کی خیر خواہی چاہے یعنی دوسرے کی بھلائی چاہے نصیحت کے معنی خیر خواہی کے ہیں خیر خواہی کے متعدد مدارج ہیں پہلا درجہ تو زبانی خیر خواہی کا ہے یعنی کسی کو اچھی طرح صلاح دینا نیک مشورہ دینا اس کی مدد کرنا نفع اور نقصان سے آگاہ کر دینا دوسرا درجہ عملی خیر خواہی کا ہے مگر اس کے لئے عملاً کرنا اپنا وقت اپنی طاقت اپنا اثر اور اپنی دولت بھی اس کی فلاح و بہبود کے لئے صرف کرے اور تیسرا درجہ یہ ہے کہ ان سب امور کے علاوہ اپنا سب کچھ دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے قربان کر دے یہ سب سے بڑا اور سب سے بلند درجہ ہے

یہ مرتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر ایک شخص کے حصہ میں خلقت و تعدیت نہیں آیا کرتی یعنی
ہر کسی کے واسطے ... نہیں

اور یہی وہ شغل ہے جس کی نسبت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
افضل الاشغال خدمۃ الناس

تمام مشاغل سے افضل و بہتر شغل انسانی خدمت ہے اور اگر اسی شغل میں کوئی اپنی پوری طاقت تمام دولت اور جاہ تک قربان کر دے تو اس کے مرتبہ اور اس کی بزرگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اگر خدمت خلق و خیر خواہی بنی نوع انسانی کا یہ جذبہ خلوص و صداقت پر مبنی ہوتا ہے تو ایسے افراد خلق کے مرجع بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قلوب ان کے لئے کھول دیتا ہے اور اس کے بندے پروانہ وار اس کے گرد پھرنے لگتے ہیں اور راہ ہدایت و سعادت حاصل کرتے ہیں۔

بہرحال خدمت خلق و خیر خواہی مخلوق ایک سعادت ہے جس کے حصہ میں آئے وہ جتنا فخر و مباہات کرے کم ہے۔

برادران اسلام! اب ہمیں اپنے احوال کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں تک اس معیار پر پورے اترتے ہیں اور آیا ہماری زندگی کا کچھ حصہ اس افضل الاشغال میں صرف ہوتا ہے یا نہیں جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ... خیر خواہی کا نام دیا ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا ایک نصیحت یا محض زبانی ... اور ایک فی لاکھ بھی ایسے افراد نہیں ہیں جن کی عملی زندگی کا ہر ... یا اپنے وقت کا کچھ حصہ محض لوجہ اللہ خدمت خلق پر صرف کرتے ہوں۔

جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے نصیحت و خیر خواہی کے مختلف مراتب ہیں اور ہر ایک کے ساتھ کچھ شرائط ہیں کہ اس کے مراتب اور درجے کے اندر وہ اخلاص بھی جلوہ گر ہو کے اندر بہت کم ہیں یعنی زبانی نصیحت کرنے والے خیر خواہی چاہنے والوں کی بھی تعداد زیادہ تو ہے اور جو لوگ ہیں وہ محراب و منبر سے نصیحت کرتے ہیں مگر خود ان کا دامن عمل خالی ہوتا ہے جو کچھ باتیں کرتے ہیں اور قال قال رسول اللہ صلعم تو ان کی زبانوں پر ہوتا ہے مگر ان کے قلوب اس سے ناآشنا ... اور قلب ... ہوتے ہیں اور ان کے اندر خدمت خلق و خیر خواہی ملت کا کوئی مخلصانہ جذبہ اور کوئی سچی تڑپ نہیں ہوتی وہ محض پیشہ ور واعظ ہوتے ہیں اور ان کے پیش نظر طلب منفعت اور کسب زر و مال ہوتا ہے نتیجہ زبان سے نکلتے ہیں اس لئے ان کے دل سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لئے اس زبانی نصیحت فرمائی و وعظ گوئی کا اطلاق لوگوں کے قلوب پر اثر نہیں ہوتا ایسے ہی پیشہ ور بے عمل بلکہ بدعمل واعظوں کی نسبت عارف شیرازی فرماتے ہیں ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند

ایسے واعظ نصیحت کر کے ملک و قوم کو کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں ان پیشہ ور واعظوں کو نظر انداز کر کے دیکھا جائے الدین النصیحۃ پر عمل کرنے والے عام مسلمانوں میں تو یہ زبانی نصیحت فرمانوں کا حال ہے اس سے اگر آگے بڑھئے اور عملی خیر خواہان امت

و ملت کا جائزہ لیجئے تو یہی قحط الرجال نظر آئے گا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کسی قوم و ملت کی یہ انتہائی بدنصیبی ہے کہ اس کے اندر ایثار پیشہ اور مخلص بہی خواہان ملت کا فقدان ہو اور تمام افراد ملت صرف انفرادی مشاغل اور ذاتی اغراض ہی میں منہمک رہتے ہوں اور اپنی ملت و قوم اور خلق خدا کے سود و بہبود کی ان کو مطلق پرواہ نہ ہو ایسی ملت آج نہیں تو کل اور جلد نہیں تو دیر سے ضرور قعر ذلت میں گر گئی۔

قرآن حکیم نے بھی مسلمانوں کے لئے ایک ایسی جماعت اور ایک ایسے گروہ کی ضرورت بتلائی ہے جو خیر و فلاح کی طرف لوگوں کو دعوت دیتی رہے اچھے کاموں کی طرف اور برے کاموں سے روکے چنانچہ ارشاد ربانی ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر اے مسلمانوں تمہارے اندر خود تمہیں میں سے ایک گروہ ایسا ہونا چاہئے جو خیر کی طرف دعوت دے اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اس آیت میں صاف طریق پر بتلایا گیا ہے کہ مسلمانوں کو ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو خالصاً لوجہ اللہ خادم خلق اللہ کے بندوں کو بھلائی اور بہتری کی راہ دکھلائے اور برائی و بدی کے راستہ پر چلنے سے روکے قرآنی الفاظ ہیں یدعون الی الخیر خیر کا لفظ عام ہے اور نہایت ہی وسیع المعنے خیر بہتری اور بھلائی کی ہر صورت پر حاوی ہے خواہ یہ بہتری اور بھلائی کسی نوعیت کی ہو اور کسی شکل پر مبنی ہو لفظ خیر کے اندر داخل ہے خواہ وہ دینی بہتری و بھلائی ہو یا سیاسی و اقتصادی ہو خواہ اخلاقی بہتری ہو یا معاشرتی و تعلیمی یہ سب لفظ خیر کے وسیع معنی و مفہوم میں شامل ہیں مثلاً آپ ایک جاہل خاندان کی تعلیم حاصل کرنے کی ترغیب دیں اور اس کو حصول علم کی راہ دکھلائیں تو آپکا یہ فعل یدعون الی الخیر میں داخل ہوگا۔ اسی طرح کسی شخص کو اگر آپ کسی اچھے کام کی طرف راغب کریں تو یہ یدعون الی الخیر میں ضرور گنا جائے گا ایک خاندان ہے جو افلاس کی مصیبت میں مبتلا ہے اور افلاس کے جو نتائج ہیں ان سب کا ظہور اس خاندان پر ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے یعنی افلاس کے لوازم میں سے جہالت توہم پرستی مذموم اخلاق و عادات بد معاشرت و صحبت بد یہ سب معائب افلاس کے ساتھ ساتھ آتے ہیں ایک خاندان ان سب معائب کا شکار ہے آپ نے کوشش کرکے اس خاندان کے افراد کو دولت پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی اور حصول دولت کے ذرائع ان کو بتلائے اور ان کے راستہ میں جو مشکلات اور موانع تھے آپ نے ان کو ان کے راستے سے دور کیا اور سہولتیں بہم پہنچائیں یا تنگ کر کچھ عرصہ کے بعد آپ کی مساعی سے یہ خاندان افلاس اور اس کی پیدا کردہ برائیوں سے نجات پا گیا اور اس کے اندر علم بھی آگیا اخلاق بھی سنور گئے اعمال و افعال بھی نیک ہو گئے آپ کی ان مساعی کا نام یدعون الی الخیر ہوگا۔

برادران اسلام! ہم کو اپنے اس مقام پر غور کرنا ہے کہ کیا ایسی مقدس دینا اور التعظیم جماعتیں اور افراد موجود ہیں جن کی ضرورت خدا و ند حکیم کی طرف سے ہم کو بتلائی گئی ہے اگر غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ صحیح معنوں میں اور صحیح قسم کی جماعتیں جو یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کی صفت میں داخل ہوں نہ ہونے کے برابر ہیں اور افسوس اس امر کا ہے کہ نہ تو اس قسم کی منظم جماعتیں ہیں اور نہ بہت سے افراد ایسے ہیں جن کے مجموعہ پر جماعت یا گروہ کا اطلاق ہو سکے اور اگر بعض مقامات پر مختلف ناموں سے جماعتیں موجود بھی ہیں جو خیر خواہی ملت و خدمت خلق کی مدعی ہیں تو وہ بہت کم حکم آیت یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کے مطابق رہ کر ترقی پر لگی نہیں ان کی وجہ یہ ہے کہ خلوص و للہیت سے قطعی دامن ہیں اور نمود و نمائش اور شہرت و عزت ان کا مقصد ہے اور بعض اوقات دوسرے اغراض مذموم ایسی جماعتوں کی تہ میں ہوتے ہیں خالص خیر خواہی ملت و خدمت گزاری خلق کے لئے دینی جماعتیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اور پھر ذرا ملت اسلامیہ کی وسعت کو دیکھو کہ وہ ہندوستان کے ایک ایک گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے اور نام برآور دہ جماعتیں انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں جن کے نام سے بھی دیہات کے مسلمان واقف و آگاہ نہ ہوں گے پھر جو غریب و ناتعلیم یافتہ مفلس و بے سہارے مسلمان دور دراز دیہات و قصبات میں آباد ہیں ان کے لئے یدعون الی الخیر والی جماعت کونسی ہے اور مسلمانوں کی جہاں چھوٹی سی چھوٹی آبادی بھی ہو وہاں یدعون الی الخیر کی جماعت ضرور ہونی چاہئے جو مسلمانوں کی بہتری و بھلائی کے لئے قائم رہتی رہے۔

برادران اسلام! اگر مسلمانوں کی جماعت غور سے دیکھی جائے تو بہت ہی افسوسناک نظر آئیگی زندگی کے جتنے شعبے ہیں سب میں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے آپ مذہبی حالت کو بچشم غائر دیکھئے کس قدر زبوں و زار ہے کہ بیان نہیں کی جا سکتی دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جن کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ مذہبی لوگ ہیں یہی نماز روزہ کے پابند داڑھیاں رکھنے والے ہیں ترشوانے والے نیم ساق پاجامہ پہننے والے اور پیشانیوں پر نماز کی گٹہ رکھنے والے ایسے لوگوں کو پابند شریعت کہا جاتا ہے۔

دوسرا گروہ ہے جو نماز روزے کا پابند نہیں داڑھی رکھتا بھی ہے منڈاتا بھی ہے۔ کپڑے ہر قسم کے پہنتا ہے یہ جماعت پابند شریعت نہیں کہلاتی عام طور پر مسلمانوں کو انہی دو گروہوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے لیکن حیرت کا مقام ہے کہ جو گروہ پابند شریعت کہلاتا ہے حقیقتاً اس کی حالت بھی نہایت ناگفتہ بہ ہوتی ہے۔ باوجودیکہ وہ نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہے لیکن اخلاقی حالت نہایت پست ہوتی ہے نماز انسان کے اندر شریف ملکات پیدا کرتی ہے اور فحش و منکر سے انسان کو روکتی ہے قرآن حکیم میں ہے ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر یعنی نماز فحش اور منکر سے باز رکھتی ہے گویا نماز کی یہ صفت ہے کہ وہ نمازی کو فحش و منکر سے باز رکھتی ہے۔

مگر برادران اسلام! آپ اپنے خدائے علیم و خبیر کو گواہ کرکے فرمائیے کہ کیا آجکل کے نمازیوں کی حالت اس آیت کے مطابق ہے جس میں نماز کی صفت فحش و منکر سے باز رکھنا بتلایا گیا ہے اگر ایمانداری سے ہم جواب دیں گے تو لامحالہ ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آجکل کی نمازیوں کی حالت وہ نہیں ہے جس کا ذکر آیت مذکورہ میں کیا گیا ہے اسی طرح روزہ کی صفت لعلکم تتقون بیان کی گئی ہے یعنی رمضان کے روزے انسان کو متقی اور پرہیزگار بناتے ہیں تقویٰ بہت وسیع المعنی اور وسیع المفہوم قرآنی و شرعی اصطلاح ہے لفظی ترجمہ تو ڈرنے اور پرہیز کرنے کے ہیں مگر شرعی اصطلاح کا وسیع مفہوم یہ ہے کہ انسان جو قدم اپنی زندگی میں اٹھائے اور جو عمل اور جو فعل بھی اس سے سرزد ہو اس میں وہ خدا سے خوف کرے یعنی یہ خیال رکھے کوئی کام کرے کہ خدا کے نزدیک یہ فعل کیسا ہے اگر وہ فعل اور وہ عمل خدا تعالیٰ کے نزدیک اچھا نہیں ہے تو اس سے بچے اور پرہیز کرے گویا متقی ہونے کے یہ معنے ہوئے کہ اس سے رضائے الٰہی کے خلاف کوئی کام سرزد نہ ہو اوامر کا پابند اور نواہی سے یکسر نفور ہو مطلب یہ ہوا کہ روزہ انسان کو اس قسم کا انسان بنا دیتا

کہ وہ باہر تقویٰ کے خلاف قدم نہیں اٹھاتا اور تمام ایسے اعمال و افعال سے اجتناب کرتا ہے جسکے متعلق یہ شبہ بھی ہو کہ خدا اور اس کی ناراضی والی شریعت خلاف ہے۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسا کیوں نہیں ہے یعنی جب نماز اور روزہ کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ وہ فحش اور منکر سے باز رکھتی اور متقی بناتی ہے تو اس زمانہ میں جو نمازی اور روزہ دار ہیں ان کے اندر ان صفات کا جلوہ ہمیں کیوں نظر نہیں آتا اور کیوں ان لوگوں میں صحیح قسم کا تقویٰ نہیں پیدا ہوتا اور کیوں فحش و منکر سے ان کے دامن محفوظ نہیں رہتے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کلام ربانی میں نماز اور روزے کی جو صفات اور ان کا جو اثر بیان کیا گیا ہے وہ غلط ہو یہ تو محال ہے ان کی صفت اور ان کا اثر تو یقیناً وہی ہے جو قرآن حکیم میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ خدا اور اس کا کلام غلط نہیں ہو سکتا۔

پھر جب یہ طے شدہ امر ہے کہ خدا نے نماز اور روزے کی جو صفات بیان کی ہیں وہ حق ہیں اور آجکل کے نمازیوں اور روزے داروں میں ان کا کوئی اثر نظر نہیں آتا تو عقل ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم تسلیم کریں کہ جن شرائط کے ساتھ نماز روزہ کی عبادتیں ہمیں ادا کرنی چاہئیں ان شرائط کے مطابق وہ ہم نماز ادا کرتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں اگر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کریں اور اس طرح نماز میں کھڑے ہوں کہ ہم اسی بارگاہ الٰہی میں حاضر ہیں ہمارا قلب ہمارا دماغ اور ہماری روح تمام تر اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور ماسوی اللہ کا خطرہ بھی دل میں باقی نہ رہے تو لازمی طور پر ایسی نماز کا وہی اثر ہم پر مرتب ہوگا جو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے چنانچہ ایک واقعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے کہ کسی جہاد میں آپ کے پاؤں میں تیر لگا لوگوں نے اس کو نکالنے کی کوشش کی مگر اس میں اس قدر درد و تکلیف ہوتی تھی کہ قابل برداشت نہ تھی آخر حضرت علی نے فرمایا کہ جب میں نماز میں ہوں اس وقت یہ تیر پاؤں سے نکال لیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور بغیر کسی دقت کے تیر نکال لیا گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر بھی نہ ہوئی یہ تھی وہ نماز جس کی صفت حق جل و علا نے بیان فرمائی ہے نہ کہ یہ نماز جو ہم پڑھتے ہیں جس کے متعلق مولانا روم نے فرمایا ہے:

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر ... ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چنانچہ حالت یہ ہے کہ ہم باوجودیکہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روزہ بھی رکھتے ہیں مگر اسی کے ساتھ ہر قسم کے فحش و منکر میں مبتلا ہیں ہر قسم کی بداخلاقیوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور ہر نوع کی بدکرداریاں ان کے دامنوں سے وابستہ رہتی ہیں۔

صرف مذہبی ہی حالت ایسی نہیں ہے بلکہ اخلاقی معاشرتی اقتصادی ہر قسم کی زندگی اسی طرح تباہ حال ہے مگر کوئی نہیں جو الدین النصیحۃ پر عمل کرکے ان کی خیر خواہی کرے کوئی نہیں جو افضل الاشغال خدمۃ الناس کا قدر شناس بنکر ان کی خدمت کرے اور کوئی نہیں جو ارشاد الٰہی و لتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینہون عن المنکر کی تعمیل کرے اور اس ملت مسلمہ کو دعوت خیر دے جو زندگی کے ہر شعبہ میں خیر سے محروم ہو گئی ہے اور امر معروف سے دور و مہجور اور منکر سے متصل و قریب ہو گئی ہے۔

پس اے برادران اسلام ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم میں ایسے لوگ پیدا ہوں اللہ ہم ان کی دعوت خیر کو لبیک کہیں ہمارے اسلاف کی جماعت نے بہتر سمجھی کہ ان کے اندر ایسی جماعتیں موجود تھیں جو خاص طور پر امت مسلمہ کی خیر خواہی کا فرض انجام دیا کرتی تھیں اور ان کو خیر کی دعوت دیتی رہتی تھیں امر معروف کی طرف بلاتی اور امور منکر سے روکتی رہتی تھیں اور ملت ان کے کلام اور ان کی صدا کو گوش ہوش سے سنتی تھی جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دین اور دنیا کی سطوت و سرفرازی سے بہرہ ور اور ہمکنار رہتی بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم و نفعنا و ایاکم بالآیات و الذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ و نشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ

امابعد- درود و سلام بھیجو اس ہادی برحق محمد رسول اللہ پر جس نے ہم کو یہ ہدایت فرمائی کہ ہر ایک دوسرے کی خیر خواہی کیا کریں اور خلق کی خدمت کو افضل الاشغال فرما کر کسب سعادت کا موقع مرحمت فرمایا۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی حضرت امام حسن حضرت امام حسین حضرت فاطمہ زہرا حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت حفصہ اور حضرت حمزہ و حضرت عباس پر کہ یہ تمام بزرگان دین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے تھے اور ایک دوسرے کو نصیحت کرتے رہے خدمت خلق ان کا شعار تھا اور لوگوں کو دعوت خیر دیتے تھے اچھائیوں کا حکم کرتے اور برائیوں سے روکتے رہتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو بقیہ عشرہ مبشرہ حضرت سعد حضرت سعید حضرت طلحہ حضرت زبیر حضرت ابوعبیدہ اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف پر اور تمام صحابہ کرام اور ائمہ اہل بیت عظام و مشائخ طریقت و علمائے شریعت پر جن کا مسلک و مشرب مسلمانوں کی خیر خواہی و خدمت تھی اور جو دعوت الی الخیر امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل پیرا تھے۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق دے کہ وہ ایک دوسرے کی خیر خواہی کو اپنا شعار بنائیں خدمت خلق کی اہمیت کو محسوس کریں اور اس افضل و بہتر شغل کو اختیار کریں اور اے خدا اے قادر و مختار مسلمانوں کے اندر وہ جذبہ اور وہ کیفیت پیدا کر کہ وہ تیرے احکام کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں اور اپنی زندگیاں یکسر مطابق کتاب و سنت کے مطابق بنالیں اور ان کے اندر ہر جگہ امر معروف و نہی منکر کے فرائض انجام دینے والی اور خیر و بھلائی کی طرف امت کو دعوت دینے والی جماعتیں قائم فرما دے تاکہ وہ تیرے احکام کی تبلیغ و اشاعت کریں اور تیرے رسول کے فرامین گھر گھر پہنچائیں اور لوگوں کو خیر کی طرف بلائیں۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ یامر بالعدل و الاحسان و ایتاء ذی القربیٰ و ینہیٰ عن الفحشاء و المنکر و البغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم و ادعوہ یستجب لکم و لذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ و اولیٰ و اعز و اجل و اہم و اتم

شذرات

آزاد علاقہ پر بمباری

یکم اگست سے سرحد کے آزاد قبائل میں سے بعض پر حکومت ہند کے احکام کے مطابق فضائے آسمانی سے بمباری کی جا رہی ہے ابتک متعدد مرتبہ ان قبائل کے مواضعات اور بستیوں پر بمباری کی جا چکی ہے۔

اس بمباری کی یہ وجہ بیان کی گئی ہے کہ علیزئی قبیلہ کے اندر تین اشخاص پوشیدہ ہیں جو قبائل کے اندر شاہ نادر خاں کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے تھے اس قبیلہ سے انگریزی حکومت نے مطالبہ کیا کہ تم ان تینوں پناہ گزین مجرموں کو نادر خاں بادشاہ یا حکومت ہند کے حوالہ کر دو چونکہ قبیلہ مذکور ان تینوں اشخاص کو حاضر کرنے سے قاصر ہے اس لئے یہ فرض کر کے کہ مذکورہ اشخاص اسی قبیلہ کی پناہ میں ہیں اور قبیلہ ان کو دینا نہیں چاہتا ان پر یہ کہکر بمباری شروع کر دی گئی کہ اگر ۲۴ گھنٹہ کے اندر تم نے پناہ گزینوں کو حوالہ نہ کیا تو تمہاری پوری آبادی پر بمباری شروع کر دی جائے گی چنانچہ اس وقت تک متعدد دفعہ بمباری کی جا چکی ہے بعض سالم گاؤں بالکل برباد و تباہ ہو چکے ہیں

اس وقت تک جس قدر خبریں آئی ہیں ان میں اتلاف جان کی کوئی خبر نہیں آئی لیکن ایسی سخت بمباری سے کہ گاؤں کے گاؤں اور بستی کی بستی تہس نہس ہو گئی لوگوں کو شبہ ہوتا ہے کہ اگر تباہ شدہ مکانوں کا ملبہ ہٹایا جائے تو ممکن ہے کہ اس کے نیچے سے لاشیں برآمد ہوں۔

بمباری خواہ کسی قصور میں ہو تمام تہذیبوں اور شائستگیوں کے خلاف ایک وحشیانہ اور بربرانہ فعل ہے بین الاقوامی لیگ نے سول آبادی پر بالخصوص غیر مصافی غیر جنگی شہریوں پر فضائے آسمانی سے بمباری کرنے کو ممنوع اور ناجائز قرار دیا ہے لیکن یہ کیسی بوالعجبی اور کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ اس دور تہذیب و شائستگی میں صرف اس تصور پر کہ کسی آزاد قبیلہ میں دو تین افراد پناہ گزین ہیں جو کسی دوست حکومت کے خلاف پروپیگنڈا کرتے ہیں اور اس قبیلہ کے یہ گمان ہے کہ اس نے انکو پناہ دی ہے ان پر چند گھنٹوں کا نوٹس دیکر بمباری کرنا کس قدر نامنصفانہ اور وحشیانہ فعل ہے۔

واضح ہو کہ یہ قبیلہ جس پر بمباری ہو رہی ہے سرکشی کا اظہار نہیں کر رہا ہے یعنی وہ یہ نہیں کہتے کہ جن پناہ گزینوں کی آپ مطالبہ کر رہے ہیں ہم ان کو نہیں دیں گے تم سے جو کچھ ہو سکے وہ کر لو بلکہ وہ غریب یہ کہتے ہیں کہ اب وہ پناہ گزین یہاں نہیں ہیں بلکہ یہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے ہیں اسلئے ہم ان کو حاضر کرنے سے معذور ہیں اس کے معنے یہ ہوئے کہ وہ سرتابی و سرکشی نہیں کر رہے ہیں ممکن ہے کہ حکومت کی اطلاع یہ ہو کہ وہ اشخاص ابتک اسی قبیلہ میں روپوش ہیں قبیلہ مذکور بہانہ کر رہا اور جھوٹ بول رہا ہے لیکن اس سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ وہ سرکشی و تمرد کا اظہار نہیں کر رہا یہ کہنے میں کہ "ہمارے یہاں وہ اشخاص تھے تو مگر اب کہیں چلے گئے ہیں یہاں نہیں ہیں" اور اس میں کہ "ہاں ہمارے پاس وہ پناہ گزین ہیں مگر ہم نہیں دیں گے جو تم سے ہو سکے وہ کر لو" ان دونوں اقوال میں بڑا فرق ہے اگرچہ ہمارے نزدیک اس دوسری صورت میں بھی بلا امتیاز زن و مرد بوڑھے اور جوان معذور و مجبور قصوروار اور بلاقصور سب پر بمباری کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے لیکن ملکی نقطۂ نظر سے شاید ایک فیصدی اس صورت میں جائز کہا جا سکتا مگر جب صورت دوسری ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کے ملزم ہمارے پاس نہیں ہیں تو اس صورت میں بمباری کرنا تو حد درجہ نامناسب اور قابل ملامت ہے۔

عذر گناہ بدتر از گناہ

یہ کس قدر بارد عذر ہے کہ بمباری سے قبل ۲۴ گھنٹہ کا نوٹس اس قبیلہ والوں کو دیدیا جاتا ہے جس پر بمباری کی جاتی ہے۔ سوال یہ ہو کہ آیا اس قسم کا نوٹس کس غرض سے دیا جاتا ہے اگر اس کی غرض یہ ہے کہ اس گاؤں اور بستی کے لوگوں کی جان و مال کو نقصان نہ پہنچے اور وہ اپنی جان و مال لیکر بھاگ جائیں تو یہ دو حال سے خالی نہیں یا تو قبائل کو اپنی جان اور مال کے بچانے میں کامیابی ہوتی ہے یا باوجود ۲۴ گھنٹے کے نوٹس کے ان کو نقصان پہنچتا ہے اگر نقصان نہیں پہنچتا تو بمباری بیہودہ اور فضول ہے اس بیہودہ بمباری کا قبائل پر کیا اثر پڑے گا اور کیوں ہندوستانی خزانہ کا روپیہ بیکار آگ اور دھوئیں میں برباد کیا جاتا ہے اور اگر جان و مال کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ بھی ظاہر ہے کہ نقصان صرف قصورواروں ہی کو نہ پہنچتا ہوگا بلکہ بے قصوروں کو بھی نقصان پہنچتا ہوگا یہ صورت قابل اعتراض و قابل نفرین و ملامت ہے۔

پھر ۲۴ گھنٹہ کے نوٹس کے معنے یہ تو نہیں ہیں کہ کسی بستی کے تمام عورت و بوڑھے بچے اندھے لولے لنگڑے اپاہج اور ہر قسم کے معذور و مجبور اپنا اپنا مال و اسباب لیکر نکل بھاگنے میں ضرور ہی کامیاب ہوتے ہوں گے جس وقت وہ بھاگ رہے ہوں گے اس وقت ہوائی جہاز کیا ان کے سروں پر نہ منڈلا رہے ہوں گے کہ وہ کہاں جا رہے ہیں ۲۴ گھنٹہ کی قلیل مدت میں کیونکر کسی بستی کے تمام افراد اپنا نقد و جنس و اسباب خانہ داری لیکر فرار ہو سکتے اور کسی محفوظ جگہ میں پناہ گزین ہو سکتے ہیں ہمارے نزدیک یہ بہت دشوار اور بہت مشکل ہے اور اگر وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی بمباری سے کیا فائدہ اور کیوں بیکار روپیہ برباد کیا جا رہا ہے۔

بہرحال کوئی شکل و صورت کیوں نہ ہو لیکن حکومت کی یہ پالیسی نہ صرف مسلمانوں کے نزدیک بلکہ تمام ہندوستانیوں کے نزدیک سخت قابل اعتراض ہے کیونکہ اس طرح چند آدمیوں کے قصور کی سزا میں کسی بستی کی پوری آبادی کو سزا دینا اور سزا بھی جرمانہ وغیرہ کی نہیں بلکہ بمباری کی جس سے سخت ہلاکت و بربادی پھیلتی ہے انتہا درجہ انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے حکومت کی اس پالیسی سے خصوصیت کے ساتھ مسلمانوں کے دلوں میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور عام طور سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ بمباری حکومت ہند کی فارورڈ پالیسی کا نتیجہ ہے اور وہ یہ چاہتی ہے کہ آزاد قبائل کو غلام بنا لیا جائے۔ کوئی ہندوستانی اور کوئی مسلمان حکومت کی اس پالیسی کی حمایت نہیں کر سکتا صدیوں سے جو مسلمان قبائل آزادانہ زندگی بسر کر رہے ہیں ان کو غلام بنایا جائے اور ان کی آزادی ختم کر دی

جلسہ اوران کے علاقہ پر قبضہ کر لیا جائے۔

ہمیں امید ہے کہ حکومت فوراً اپنے غلط اقدام کو واپس لیگی اور مسلمانوں کو مزید شکایت کا موقع نہ دیگی کیونکہ اس سلسلہ میں پہلے ہی مسلمانوں کے قلوب برطانوی و انگریزی حکومت کی طرف سے دکھے ہوئے ہیں اور اسلامی ممالک کے ساتھ جو طرز عمل اس کا رہا ہے اس کی تلخ یاد ذہنوں سے دور نہیں ہوئی۔

غلط مخالفت

ہماری بدبختیوں میں سب سے بڑی بدبختی اور بدنصیبی یہ ہے اور ہمیشہ رہی ہے کہ اصلاح امت و ترقی ملت کا کوئی کام ہم نے بروقت نہیں کیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملت اسلامیہ دوسری ملتوں سے پسماندہ ہو کر رہ گئی اور افسوس یہ ہے کہ اگر فلاح و بہبود ملت کی کوئی تحریک شروع بھی ہوئی تو اکثر و بیشتر اوقات نام نہاد ملاؤں مولویوں نے مخالفت کرکے شدید نقصان پہنچایا ہے چنانچہ انگریزی تعلیم کے لئے جب بیچارے سرسید مرحوم نے آواز بلند کی اور مسلمانوں سے کہا کہ اپنے بچوں کو انگریزی تعلیم دلاؤ ورنہ زمانہ ان کو حرف غلط کی طرح مٹا دیگا اور بغیر انگریزی تعلیم کے اسلامی جلیسا بنیاد وقار قائم نہیں رکھ سکتا اور اگر اس سے انحراف و اجتناب کیا تو ہمارا یہ اقلیم سے مسلمان پیچھے رہ جائینگے اور ملکی مناصب میں ان کے لئے جگہ نہ رہے گی اور زندگی کے ہر ایک شعبہ میں پسماندگی ان کو قعر ذلت میں گرا دیگی۔

ضرورت تو اس امر کی تھی کہ زمانہ کے کروٹ بدلتے ہی ہم بھی ملت کو مشورہ دیتے کہ وہ بھی لباس تعلیم آراستہ کر جدید سازو سامان سے آراستہ ہوکر ترقی کی دوڑ میں شامل ہو جائے مگر ہمارے علمائے کرام کچھ نہ پوچھیے اور غریب سرسید کے ہمنوا اور نہ صرف ان کے خلاف کفر و فسق کے فتوے دینے شروع کر دیئے بلکہ سرے سے انگریزی تعلیم ہی کے دشمن ہو گئے اور اس کے ناجائز و حرام ہونے کا فتویٰ دیدیا اور نہایت جوش و خروش کے ساتھ اس کے خلاف پروپیگنڈا شروع کر دیا عوام پر علماء اور مولویوں کا آج بھی کافی اثر ہے اور آج سے ۵۰ سال قبل تو علماء کی آواز صدائے آسمانی اور بمنزلہ وحی اور الہام کے سمجھی جاتی تھی نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ سرسید کی آواز کی طرف متوجہ ہوئے مگر بہت کم توجہ کے ساتھ اگر علماء سرسید کی آواز کا ساتھ دیتے تو انگریزی تعلیم کے حاصل کرنے کا جوش و خروش عام طور پر پھیل جاتا اور مسلمان مستعدی و تندہی کے ساتھ انگریزی تعلیم کی طرف متوجہ ہو جاتے اور آج ہمیں یہ روز بد دیکھنا پڑتا کہ زندگی کے ہر ایک شعبہ میں ہمسایہ قوم سے پیچھے ہیں یہ پسماندگی صرف اسی وجہ سے ہوئی کہ ہم تعلیم میں پچاس سال پیچھے رہ گئے اور دوسرے ہم سے آگے بڑھ گئے اور ان کا بڑھنا قدرتی امر تھا اب رات دن نوحہ خوانی کرتے رہتے ہیں کہ ہندو علم شعبوں پر حاوی ہوگئے ہیں انکو حاوی ہو ہی جانا چاہئے تھا جبکہ مقتضیات زمانہ کے حصول میں وہ آپ سے پچاس سال آگے تھے۔

گو ایک طویل عرصہ تک انگریزی تعلیم کے خلاف مولوی لوگ پروپیگنڈا کرتے رہے مگر زمانہ کے اسٹیم رولر نے سب کو پیس کر رکھدیا اور جو مخالف تھے ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ واقعی بغیر انگریزی تعلیم کے امت کے وقار اور ملت کے اقتدار کو محفوظ نہیں رکھا جا سکتا اب ہم دیکھتے ہیں کہ انہی مولویوں کی اولاد کالجوں اور اسکولوں میں تعلیم حاصل کر رہی ہے جو انگریزی تعلیم کی حرمت کا فتویٰ دے چکے تھے اصل بدبختی ہماری یہ ہے کہ ہماری کچھ ایسی مت ماری گئی ہے کہ صحیح وقت پر صحیح کام کا آغاز ہی نہیں کرتے اور اگر کوئی شروع کرتا ہے تو فوراً ملا صاحبان کی طرف سے اس کی مخالفت شروع ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قوم اجتماعی طور پر صحیح وقت پر کام کر کے اس کے نتائج حاصل کرنے سے محروم رہ جاتی ہے۔

جس طرح انگریزی تعلیم کی مخالفت کی گئی اسی طرح سیاسیات میں حصہ لینے کی مخالفت کی گئی اور اس گناہ کی ابتدا خود سرسید نے کی نیت بہرحال نیک ہی ہوتی ہے سرسید مرحوم کی بھی نیت بہت اچھی تھی مگر اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سیاسیات میں مسلمان اور بھی زیادہ پسماندہ و درماندہ رہ گئے ہندو قوم کی جو پالیسی آج سے چالیس سال پہلے تھی مسلمان اب اس پر عمل پیرا ہیں ہمیں یقین ہے کہ جس طرح آج پوری قوم کو اپنی اس حماقت پر افسوس ہو رہا ہے کہ کیوں انگریزی تعلیم کی مخالفت کی اور کیوں نہ صحیح وقت پر صحیح طریق سے تعلیم حاصل کی اسی طرح سیاسیات کے موجودہ طریق عمل پر بھی ہمیں تھوڑے عرصہ کے بعد افسوس کرنا پڑے گا اور ہم بہت جلد محسوس کریں گے کہ موجودہ طرز عمل نے ہم کو سیاسی اعتبار سے بھی کمزور اور پسماندہ حالت میں ڈالدیا ہے کیونکہ اس وقت کی ہماری سیاست یہ ہے کہ ہندو ہمارے مخالف ہیں ہم حکومت کا ساتھ دے رہے ہیں اور چونکہ حکومت کے آلۂ کار بن گئے ہیں اس لئے کچھ سیاسی مراعات ہمیں دے رہی ہے جنہیں ہم نے اسی کے اشارہ پر اپنے قومی مطالبات بنا لیا ہے حالانکہ حقیقتاً ان کے حاصل ہو جانے سے مستقبل میں ملت کو کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچیگا البتہ آج اس سے اشخاص و افراد ضرور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اٹھا جائینگے لیکن جس طرح انگریزی تعلیم کی مخالفت کرنے کی غلطی کا آج ہمیں اعتراف کرنا پڑا ہے اور جنا استشار پوری قوم اس وقت کی مخالفت کو غلط اور تباہ کن بتلا رہی ہے اسی طرح تھوڑے عرصہ کے بعد سیاسی طریق کار کے متعلق بھی ہمیں اپنی ہلاکت آفرین غلطی کا احساس ہوگا اور علانیہ اس کا اعتراف کرنا پڑیگا۔

افسوس ہے کہ رشتہ کلام الجھ گیا اور اصل موضوع سے قلم دور نکل گیا کہنا یہ تھا کہ جیسی انگریزی تعلیم کی مخالفت کرکے ہم کو پچھتانا پڑا ہے اسی طرح اب پھر ہم نے لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی مخالفت کرنی شروع کر دی ہے اور اس سلسلہ میں بھی ہمیں اپنی حماقت کا ایک دن ماتم کرنا پڑیگا آنجہانی گوکھلے نے لڑکوں کی جبریہ تعلیم کا بل امپیریل کونسل میں پیش کیا تھا تو اس وقت بھی یہ شرف مسلمانوں کو حاصل ہوا تھا کہ انہوں نے اس کی مخالفت کی تھی خدا خدا کر کے لڑکوں کی جبریہ تعلیم کا نفاذ شروع ہو گیا ہے اگرچہ بعض بعض ملا نے اب بھی شور مچاتے رہتے ہیں مگر ان کی سند میں اب ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔

لیکن لڑکیوں کی جبریہ تعلیم کی مخالفت بعض حلقوں سے ہونی شروع ہوئی ہے اس کے موثر ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ عام مسلمانوں کے جذبات کو بھڑکانا اس سلسلہ میں بہت آسان کام ہے اور مولوی لوگ بہت آسانی کے ساتھ یہ کہکر عوام کے اندر شورش برپا کر سکتے ہیں کہ مسلمان لڑکیوں کا ناموس خطرے میں پڑ جائے گا پردہ اٹھ جائیگا لڑکیاں کرسٹان بن جائینگی وغیرہ وغیرہ بہرحال یہ نہایت تباہ کن اور افسوسناک ذہنیت ہے اور اگر سنجیدہ لوگوں نے اس قسم کی آوازوں کو ابتدا میں دبا نہ دیا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اس وقت بھی مسلم لڑکیاں تعلیم میں دوسری اقوام سے پسماندہ ہیں جبریہ تعلیم کے نفاذ اور مسلمانوں کا اس سے اعراض کرنے کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ ہمسایہ قوم کی عورتیں بھی مردوں کی طرح تعلیم میں بازی لے جائینگی آج ہم محسوس نہ کریں مگر وہ وقت بہت قریب آ رہا ہے کہ جس طرح لڑکوں کی تعلیم

ہم آج ماتم کرتے ہیں اسی طرح لڑکیوں کی تعلیم کے لئے افسوس اور ماتم کرنا پڑیگا اور اس وقت کا افسوس بالکل بیکار ہوگا۔

اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

مولانا حسرت موہانی ہماری ملت کے ملیۂ ناز فرزند ہیں اور ان چند نفوس میں سے ہیں جن سے خواہ کسی کو کسی وقت کتنا ہی اختلاف رائے کیوں نہ ہو مگر مولانا کے خلوص و للہیت اور بے غرضی و بے لوثی کا ہر ایک شخص قائل ہے اور قائل رہے گا۔ ہمیں بارہا مولانا حسرت کی رائے اور پالیسی سے اختلاف کرنا پڑا ہے مگر اس کے باوجود ہمارے دل میں مولانا کی عزت و وقعت میں کبھی فرق نہیں آیا۔

گزشتہ چند سال مولانا پر ایسے گزرے ہیں کہ ہمیں آپ کی آراء سے شدید اختلاف کرنا پڑا ہے مگر جب کبھی بھی اظہار اختلاف کے لئے ہمارا قلم اٹھا اسی وقت یہ خیال بھی دامنگیر ہوا کہ ہماری یہ کوشش فضول ہے اس وقت مولانا کا رنگ طبیعت یہی ہے بہت ممکن ہے کہ جلد ہی خود مولانا ہی کی زبان اور قلم اس کی تردید شروع کر دے۔

آجکل مولانا حسرت موہانی نے ایک مزدور پارٹی قائم کی ہے اور جا بجا اس کی شاخیں قائم فرما رہے ہیں (یہاں سے چند ماہ قبل ایک انڈیپنڈنٹ پارٹی آپ نے قائم فرمائی تھی جس کے صدر شیخ حسین قدوائی ہیں۔

اس مزدور پارٹی کا پروگرام یہ ہے کہ وہ جدید کونسلوں وغیرہ پر قبضہ کرے یہ پارٹی ہندو مسلم کی تمیز سے بالاتر ہے اور ہمیں یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے کہ مولانا نے پھر اپنے قدیم مسلک کی طرف رجوع کر لیا ہے چنانچہ چند دن ہوئے متھرا میں تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ گزشتہ چند برسوں میں جو ہندو مسلم اتحاد کی جتنی کوششیں کی گئیں وہ سب رائیگاں گئیں ہندوؤں کو منایا گیا تو مسلمان روٹھ گئے اور مسلمانوں کو منایا گیا تو ہندو روٹھ گئے ہندو اور مسلمان رضامند ہو گئے تو سکھ بگڑ گئے غرض اسی الجھن میں یہ مسئلہ پڑا رہا اور سلجھنے کی کوئی صورت نہ نکلی۔

اب مولانا نے یہ جو مزدور پارٹی قائم فرمائی ہے اس کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ یہ دشوار مسئلہ صرف اسی طرح حل ہو سکتا ہے کہ مذہبی اور عقائد کی بنا پر پارٹیاں قائم ہونی چاہئیں مثلاً مزدور پارٹی کسان پارٹی ساہوکار پارٹی شہریوں کی پارٹی اور دیہاتیوں کی پارٹی وغیرہ وغیرہ ان پارٹیوں میں ہندو مسلمان سکھ وغیرہ تقسیم ہو جائیں گے اگر اس قسم کی پارٹیاں قائم ہو جائیں تو ہندو مسلم مسئلہ خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مولانا کا یہ ارشاد بالکل صحیح ہے یہی ایک حل ہے اور اس کے سوا ہندوستان کی بدقسمتی کا کوئی دوسرا حل نہیں ہے کانگریس اور قوم پرور مسلمان طویل عرصہ سے یہی چلا رہے ہیں کہ مذہب کی بنا پر حقوق کی طلب یا تقسیم کا اصول تباہ کن ہے اور جس قدر تحفظات بھی مسلمان نصور دیں گے وہ تحفظات ان کو حاصل ہوتے جائیں گے وہ کمزور ہوتے جائیں گے کیونکہ اپنی قوت بازو پر بھروسہ کرنے کی بجائے حکومت کی عطا کردہ مراعات پر بھروسہ ہوگا جو کمزوری کی بنیادی اینٹ ہے بہرحال ہمیں خوشی ہے کہ مولانا نے اپنا پرانا مسلک از سر نو اختیار کر لیا خدا کرے اس کو دوام و استقلام حاصل ہو اور ایسا نہ ہو کہ کچھ دنوں کے بعد اس کو بھی چھوڑ کر کوئی نئی راہ نکال لیں اور ہمیں کہنا پڑے "اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی"

سر یعقوب کا ارشاد

سر محمد یعقوب صاحب مراد آبادی اسی لحاظ سے بہت زیادہ قابل قدر و قابل تعریف بزرگ ہیں کہ آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں بہت زیادہ ترقی کی ہے اور جہاں تک اپنی ذات کا تعلق ہے اپنے آپ کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا ہے آج سے چند سال قبل کسی کو وہم گمان بھی نہ تھا کہ آپ اس قدر جلد خطاب سے سرفراز ہو جائیں گے مسلم جماعت کے طفیل صدر میں آپ سیاسیات میں نمایاں ہوئے مگر استاد پیچارہ اپنی جگہ ہی پر رہا اور شاگرد دیکھتے دیکھتے "سر" ہو گیا اور مالی منافع کے ذرائع بھی کافی مہیا کر لئے اور آجکل حکومت کی عنایت فرمائیوں کے سلسلہ میں لندن اور دیگر بلاد یورپ میں ہیں۔

سر محمد یعقوب صاحب ان ذی ہوش اصحاب میں سے ہیں جنہوں نے ہمیشہ کی تلقین کی کہ اور کانگریس اور ہندوؤں اور قوم پرور مسلمانوں کو صرف گالیاں دیں اور اس رفعت و عظمت تک رسائی حاصل کر لی ہے۔

بہرحال آجکل آپ انگلستان تشریف لے گئے ہیں وہاں سے واپسی پر حسب عادت ایک مختصر قصیدہ وزیر اعظم اور وزیر ہند کی شان میں بھی چلتے چلاتے ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنے ہم وطنوں کو صبر و خاموشی کی تلقین کرتا ہوں اگرچہ ہمارے قومی مطالبات پورے ہوتے نظر نہیں آتے لیکن پھر بھی ہمیں وزیر اعظم اور وزیر ہند کی نیک نیتی اور خیر خواہی پر اعتماد اور بھروسہ رکھنا چاہئے۔

کوئی سر یعقوب صاحب سے پوچھے کہ حضرت جب مطالبات پورے ہوتے آپ کو بھی نظر نہیں آتے تو پھر آپ کیوں اپنے ہم وطنوں کو یہ مشورہ دے رہے ہیں کہ وہ صبر اختیار کریں اس وقت تو آپ کو یہ مشورہ دینا چاہئے تھا کہ جو کچھ کر سکتے ہو کر گزرو کہ بغیر اس کے کچھ امید نہیں مگر آپ نے اس کے بجائے صبر کی تلقین فرما دی اس ارشاد سے آپ کو تو ضرور فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن غریب ہم وطنوں کو تو اس سے کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

رہا جناب وزیر اعظم اور وزیر ہند پر اعتماد اور بھروسہ رکھنے کا ارشاد تو ہمارے نزدیک اس ارشاد سے تو بہتر یہ تھا کہ آپ اپنے ہم وطنوں سے فرماتے کہ وزیر اعظم اور وزیر ہند پر نہیں بلکہ خدا سے مدد اور اصلی استعانت و استمداد پر اعتماد کرو اور اپنی قوت بازو پر بھروسہ لیکن مصیبت یہ ہے کہ اگر اس قسم کے مشورہ دینے کے آپ عادی ہوتے تو محمد یعقوب سے سر یعقوب کیسے بن جاتے اور اگر آئندہ کی راہ کھلی رکھنی ہو تو ایسے مشورہ ہی بہتر ہیں انشاء اللہ ابھی تو آپ کو بہت ترقی کرنی ہے۔

منجے کی تازہ بکواس

سر گوکل لال سیتلواڈ کس قدر صحیح فرمایا ہے کہ منجے اور جیکر ہی وہ اشخاص ہیں جنہوں نے ہندو مسلم مفاہمت کے راستہ میں ہمیشہ روڑے اٹکائے۔

آجکل آپ بھی انگلستان تشریف لے گئے ہیں اور اس حیثیت سے کہ گویا ہندو قوم کے تنہا محافظ آپ ہی ہیں اور آپ اگر نہ جاتے تو ہندو قوم تباہ و برباد ہو گئی ہوتی حال میں جناب گاندھی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ اس وقت ہندو مسلم کے لئے کچھ کام کرنا ہندوؤں کے لئے سخت مضرت رساں ہوگا اور اس کے معنی مکمل شکست کے ہوں گے اس کی بجائے ہمیں مسلسل اور متواتر لڑتے ہی رہنا چاہئے۔

مشورہ نہایت معقول ہے اس لئے کہ اگر ہندو مسلم مفاہمت ہو جائے تو پھر ڈاکٹر منجے کو کون پوچھے گا ڈاکٹر منجے تو اسی وقت تک ڈاکٹر منجے اور ہندو سبھا کے کرتا دھرتا ہیں جب تک لڑائی جھگڑے کی بنیاد قائم ہے جہاں اس کا کوئی فیصلہ ہو گیا پھر ڈاکٹر صاحب کو کوئی نہیں پوچھے گا کہ آپ کون بزرگ ہیں کیونکہ آپ اسی ہندو مسلم تعصبات اور فسادوں کے سلسلہ میں بر سر عام آئے ہیں آپ کی پوزیشن قومی پلیٹ فارم پر کچھ بھی نہ تھی ایک سب اسسٹنٹ سرجن یعنی پستے رہتے

کے معیار ڈاکٹر ہیں آپ کو خاص ہندوؤں کے نقطۂ نظر سے بھی کوئی خاص جذبہ نہیں ہیں آپ نے ہمیشہ مسلمانوں کو گالیاں دے کر ترقی کی ہے اسی غرض سے آپ گول میز کانفرنس وغیرہ میں ہر مرتبہ شریک کئے گئے کیونکہ ایسے لوگ اسکے کام کے سے زیادہ مفید اور کون ثابت ہو سکتا ہے ایک طرف ڈاکٹر منجے دوسری طرف ڈاکٹر شفاعت احمد خاں لیکن ڈاکٹر شفاعت احمد خاں ایک تعلیم یافتہ آدمی تو ہیں۔

بہر حال ڈاکٹر منجے کی ساری زندگی مسلمانوں کو گالیاں دینے میں بسر ہوئی وہ کیونکر برداشت کر سکتے تھے کہ پنجاب کے ہندو مسلمان اور سکھ کوئی فیصلہ کر لیں کیونکہ جہاں پنجاب کا قضیہ طے ہوا پھر سمجھنا چاہئے کہ ہندو مسلم قضیہ کی گتھی سلجھ گئی اور بقیہ مسائل نہایت آسانی سے طے ہو جائیں گے مگر سوال یہ ہے کہ اس کے بعد ڈاکٹر منجے کیا کریں گے اس وقت تو ہندو مسلمانوں کے لڑانے کا مقدس کام وہ انجام دے رہے ہیں اگر اس غرض کے انجام دہی کی ضرورت نہ رہی تو بیچارے ڈاکٹر صاحب کے لئے کیا کام باقی رہ جائے گا آپ کو کانگرس کے کام سے کوئی دلچسپی نہیں کانگرس کے پلیٹ فارم پر قدم رکھنے کے معنے جیل یاترا کے ہیں اسی مصیبت سے بچنے کے لئے تو ڈاکٹر صاحب یہ پاپڑ بیلے تھے اور ہندو مسلم قضیہ کے اکھاڑے میں کودے تھے کہ یہ بالکل محفوظ میدان ہے یہاں آؤ بھگت کافی ہے زیادہ ہندو ہی پوجیں گے اور سرکار بھی اپنی ضرورت کے لئے دست شفقت پھیرے گی اور جیل کا بھی کوئی کھٹکا نہیں ہے اس سے زیادہ اچھا کام اور پیشہ اور کونسا ہو سکتا تھا۔

لیکن ڈاکٹر منجے کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس قسم کی بدنام اور مذموم سیاست کا دور دورہ ہمیشہ قائم نہیں رہیگا اور ہندو قوم کو آپ زیادہ عرصہ تک آپنے دام فریب میں مبتلا نہیں رکھ سکتے ایسے آثار و علائم صاف نظر آ رہے ہیں کہ ہندو قوم کے نوجوان خصوصاً اور عام ہندو بھی یہ سمجھنے لگے ہیں کہ آپ کی تنگ نظرانہ پالیسی خود ہندو قوم کے لئے بھی کچھ مفید نہیں ہے اور آپ کی شورش پسندی جو ہندو مسلم قضیہ میں ہے یہ اپنے حلوے مانڈے کے لئے ہے نہ کہ ہندو قوم کی بہتری کے لئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب تک اس قسم کے اشخاص و افراد کو بیجا عزت دی جاتی رہے گی اور خود قوم اور ملک کی طرف سے ان کی حوصلہ شکنی نہ ہوگی اس وقت تک یہ لوگ اپنی مضرت رسانی سے باز نہیں آ سکتے اور کیوں آئیں کہ بغیر کسی قسم کے ایثار و قربانی کے عزت و دولت دونوں حاصل ہوتی ہیں وہ ان کو چھوڑ کر دو سری راہ اختیار کریں تو ہو سکتا ہے پھر یہ اور مصائب و آلام میں مبتلا ہوں جیسا کہ کانگریس کا حال ہے۔

جاپان اور ہندوستان اور برطانیہ

جاپان کے سوتی

چند مہینے گذرے جاپان کے سوتی مال پر مزید محصول عائد کر دیا گیا تھا کیونکہ جاپانی سستا کپڑا ریشمی کپڑے کی طرح اس قدر سستا آنے لگا ہے کہ کوئی کپڑا کسی ملک کا ہی جاپانی کپڑے کا سستے پن میں مقابلہ نہیں کر سکتا اب جاپان سے ایک وفد آیا ہے کپڑے اور روئی کے تاجروں کے نمائندے ہیں یہ گورنمنٹ ہند سے ملاقات کریں گے اور کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی معاملہ جاپان اور ہندوستان کا ہے لیکن یہ خبر دلچسپی سے خالی نہیں کہ جونہی جاپانی ڈیلیگیٹوں کے آنے کی خبر شائع ہوئی لنکاشائر اور مانچسٹر کے تاجروں کے پیٹ میں چوہے دوڑنے لگے اور انہوں نے بھی ہندوستان کی طرف کوچ کر دیا ہے اور اس قدر عجلت اور تیز رفتاری سے کام لیا کہ جاپانی وفد سے پہلے پہنچ گئے ان کی اور حکومت ہند کو اطلاع

دی کہ جاپانیوں سے ملنے سے قبل ہم سے مل لیا جائے۔

چونکہ یہ معاملہ مشتبہ تھا اور طرح طرح کے شبہات پیدا ہو گئے تھے یعنی یہ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ برطانوی مفاد پر ہندوستانی مفاد کو قربان نہ کر دیا جائے چنانچہ حکومت ہند کو رفع شک کے لئے اعلان کرنا پڑا کہ برطانوی تاجر ہند کی امور میں کوئی خاص حق نہیں رکھتے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ جاپانیوں سے پہلے ان کو حکومت ہند سے گفتگو کرنے کا موقع دیا جائے۔

جاپانی کیوں آ رہے ہیں یہ ایک سوال ہے جس کا جواب نہایت آسان ہے یعنی یہ کہ اپنے فائدے کے لئے آ رہے ہیں ان کی کوشش یہ ہو گی کہ کوئی ایسا معاہدہ حکومت ہند سے ہو جائے جس سے وہ ہندوستان میں اپنی مصنوعات خصوصاً کپڑا اور نہ بھی سوتی کپڑا بھیج سکے اور محصول بہت کم ہو۔

ہم کوئی ماہر اقتصادیات نہیں ہیں اس لئے تجارت درآمد و برآمد کے متعلق کوئی ایسی رائے ظاہر نہیں کر سکتے جو غلطی کہی جا سکے لیکن معمولی عقل جس چیز کا تقاضا کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ کسی ملک سے بھی نہیں کرنا چاہئے جس کا نتیجہ یہ نکلے کہ ہمارے ملک میں باہر سے سونا اور چاندی کم آئے اور باہر کے ملکوں میں ہمارے مال سے زیادہ جانے چاہئے تو یہ تھا کہ ایسا معاہدہ ہو کہ ہمارے یہاں سے دولت کم جائے اور آئے زیادہ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہئے کہ برابر سرابر رہیں اور گھاٹا نہ اٹھانا پڑے۔

جاپانی ہوں یا لنکاشائر والے انگریز ہوں یا کسی کو بھی یہ اجازت نہ ملنی چاہئے کہ وہ بلا روک ٹوک اور غیر مشروط طور پر اپنی مصنوعات سے ہندوستانی بازاروں کو پاٹ دیں اور جو معاہدہ بھی ہو وہ اس اصول کے ماتحت ہونا چاہئے کہ ہندوستان کی صنعت کو نقصان نہ پہنچے کوئی ایسی صورت نکالنی چاہئے کہ جو چیزیں کہ ہندوستان میں تیار ہوتی ہیں وہ اگر باہر سے آئیں تو اس ہندوستانی صنعت سے زیادہ اور نہ اتنی سستی نہ فروخت ہو سکیں۔ اور دوسرا اصول یہ ہونا چاہئے کہ جتنا مال کوئی ملک خریدے اتنا ہی ہم اس کا خریدیں اس سے زائد نہیں۔ اور تیسرا اصول یہ ہونا چاہئے کہ کسی خاص ملک کے ساتھ کوئی خاص رعایت نہ برتی جائے۔

اصل یہ ہے کہ گذشتہ چند ماہ ہوئے جو جاپانی سوتی کپڑے پر مزید محصول عائد کیا گیا تھا اس کے متعلق سیاسی اور تجارتی دونوں حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ بہ نسبت ہندوستان کے لنکاشائر کا مفاد زیادہ مد نظر رکھا گیا ہے اور برطانیہ کے سوتی کپڑے کو مزید محصول سے مستثنیٰ رکھنا اس نے اس شبہ کو قوی کر دیا کہ لنکاشائر کا مفاد مد نظر ہے نہ کہ ہندوستان کا اور اب چونکہ برطانوی اور لنکاشائر کے ڈیلیگیٹ بھی آ رہے ہیں اور ان کی خواہش یہ ہے کہ وہ گورنمنٹ سے جاپانی ڈیلیگیٹوں سے پہلے ملاقات کریں اس سے شبہ اور بھی قوی سے قوی تر ہو گا کہ کہیں ہندوستان کے مفاد کو لنکاشائر کے مفاد پر قربان نہ کر دیا جائے بہر حال جو معاہدہ بھی ہو وہ ہندوستان کے براہ راست مفاد کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے ایسا نہ ہو کہ نتیجہ میں لنکاشائر کا مفاد کو دبنا پڑے اور اس کی وجہ سے اچھے شرائط پر جاپان سے معاہدہ نہ ہو سکے اور جاپانی مال سے اسی طرح ہندوستانی کے بازار بھرتے رہیں۔

گاندھی جی کا تازہ برت

گاندھی جی کو اچھوتوں کے لئے کام کرنے کی جیل کے اندر سے اجازت مل ہوئی تھی جس وقت کہ آپ کو رہا کیا گیا تھا اب دوبارہ گرفتاری پر گاندھی جی نے پھر اس

اس کیلئے درخواست دی کہ ان کو وہ سہولتیں پھر پہنچائی جائیں جو پہلے حاصل تھیں تاکہ وہ ہریجنوں کے متعلق حسب دستور سابق کام کر سکیں۔ یکم اگست کو یہ درخواست گاندھی جی نے کی تھی مگر ۱۴ اگست تک کوئی جواب حکومت کی طرف سے موصول نہیں ہوا حالانکہ درمیان میں ایک یا دو مرتبہ مہاتما جی نے یاددہانی بھی کی آخر کار ۱۶ اگست سے گاندھی جی نے برت رکھنے کا اعلان بھی کر دیا کہ یا تو مطالبہ پورا کیا جائے ورنہ وہ بھوک ہڑتال کر کے جان قربان کر دیں گے۔ اور بھوک ہڑتال شروع کر دی۔

اس کے بعد گورنمنٹ نے جو سہولتیں پہلے دے رکھی تھیں ان میں کچھ قطع برید کر کے گاندھی جی کو بھیج دیں گاندھی جی نے ایک نظر دیکھ کر ان پر طمانیت کا اظہار کیا اور برت کھول دینے کا ارادہ بھی ظاہر کیا مگر جب دوبارہ حکومت کی پیشکردہ سہولتوں کو گاندھی جی نے دیکھا اور غور کیا تو انہوں نے محسوس کیا کہ ان کو ہریجن کام میں ان مراعات سے پوری آسانی حاصل نہ ہوگی اور جس طرح آزادی کے ساتھ جس کام کو وہ کرنا چاہتے ہیں وہ ان شرائط کے ساتھ نہیں کر سکتے اس لئے برت نہیں کھولیں گے۔

چنانچہ آج کہ ۲۲ اگست ہے گاندھی جی کے برت کو ساتواں روز ہے اور اب انکو جیل سے نکال کر ہسپتال میں پہنچا دیا گیا ہے اور حکومت نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ جو سہولتیں ہم نے دی ہیں وہ اس کے نزدیک ہریجن کام کے لئے کافی ہیں اور سابقہ سہولتیں جو دی گئی تھیں وہ اب نہ دی جائیں گی کیونکہ اس وقت تو گاندھی جی غیر میعادی مدت کیلئے بغیر مقدمہ چلائے نظر بند رکھے گئے تھے مگر اب معمولی سزا یافتہ قیدی ہیں جو سہولتیں دی گئی ہیں وہ بھی بہت زیادہ ہیں۔

اب اس کے معنی یہ ہیں کہ یا تو حکومت جھکے اور گاندھی جی کا مطالبہ منظور کرے یا گاندھی جی اپنا مطالبہ ترک کر دیں اور اگر دونوں میں سے کوئی نہ ہو تو گاندھی جی جان دیدیں اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہی ہے کہ ادھر حکومت نے جو شرائط پیش کی تھیں وہ گاندھی جی کے نزدیک ناکافی ہیں اور گورنمنٹ کے نزدیک وہ کافی ہیں اور گاندھی جی نے اپنے مطالبہ کے لئے جان کی بازی لگا رکھی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ گاندھی جی کا انتقال ہو جائے۔

یہ تو تھے واقعات ہماری رائے اس واقعہ کے متعلق یہ ہے کہ یہ ایک ایسا اہم مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے گاندھی جی نے جان کی بازی لگا دی ہے گو یہ صحیح ہو کہ ان شرائط کی وجہ سے خاطر خواہ کام ہریجنوں کے متعلق گاندھی جی نہ کر سکیں مگر باوجود ان رکاوٹوں کے ایک حد تک کام ہو سکتا ہے پھر ایسا معاملہ نہیں ہے کہ اس کے لئے جان کی بازی لگا دی جائے خصوصاً ایسی قیمتی جان جیسی کہ گاندھی جی کی ہے جس سے بہت سی امیدیں ملک کی وابستہ ہیں۔

لیکن دوسری جانب حکومت کا رویہ سخت قابل اعتراض اور اس لحاظ سے مضحکہ خیز بھی ہے کہ یہی گاندھی جی جن کو چار مہینے قبل اسی جیل میں وہ سہولتیں دے رکھی تھیں جو آج وہ چاہتے ہیں اسکا انکار رہی ہے اور اصولی طور پر آج بھی حکومت نے ان کو یہ حق دے رکھا ہے کہ وہ جیل میں رہ کر ہریجن کے متعلق کام کریں تھوڑے پیمانہ پر سہولتیں بھی دی ہیں اور یہ بھی تسلیم شدہ امر ہے کہ گاندھی جی سے یہ اندیشہ نہیں ہے کہ وہ ان سہولتوں کا ناجائز فائدہ اٹھائیں گے پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ایک ذرا سی بات پر حکومت ضد کر رہی ہے اور ایک ایسی قیمتی جان کو نہایت حقیر اور غیر اہم مطالبہ کے لئے خطرہ میں ڈال رہی ہے جس کا ضائع ہو جانا یقینی امر ہے اگر حکومت اپنی ضد پر اڑی رہی اور گاندھی جی کی جان کا ضائع ہونا معمولی نقصان نہیں ہے اس سے تمام ملک میں ایک خطرناک قسم کا غصہ اور ہیجان پیدا ہو جائے گا اور دور رس ناخوشگوار اثرات پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

ہم نہایت صفائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ حکومت کی یہ ضد ملک کے کسی حصہ میں بھی پسندیدگی کی نظروں سے نہیں دیکھی جا رہی ہے اور ہمیں امید ہے کہ جو غلط قسم کی پالیسی حکومت نے اختیار کر رکھی ہے اب اس کو ترک کر کے اپنی دانشمندی کا ثبوت دے گی ورنہ دلوں کی تلخیاں اور بڑھیں گی اور راعی و رعایا میں غم و غصہ کی خلیج زیادہ وسیع ہو جائے گی۔

انفرادی سول نافرمانی

جنوری کے گذشتہ پرچہ میں گاندھی جی اور وائسرائے کی جو خط و کتابت ہوئی تھی جو پونا کانفرنس پر ہم تفصیلی بحث کر چکے ہیں کہ گاندھی جی کی درخواست ملاقات کو ٹھکرا دینے کے معنی یہ تھے کہ گاندھی جی پھر جیل چلے جائیں کیونکہ وہ اپنے پہلے ہی بیان میں کہہ چکے ہیں لہذا اب ہماری بھی یہی رائے ہے کہ اگر حکومت کا خیال ہے کہ ملک کے موجودہ حالات کو پیش نظر رکھ کر سول نافرمانی غیر معین عرصہ کے لئے بند کر دینا چاہئے تھی

مگر خواہ ہماری یہ رائے کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہو لیکن حالات و واقعات بتلا رہے تھے کہ وائسرائے نے ملاقات سے انکار کر کے خود ہی ایسی صورت پیدا کر دی ہے کہ ملک کو امن و اطمینان مطلق حاصل نہ ہو کیونکہ یہ ہر شخص جانتا ہے کہ جب تک گاندھی جی جیل میں ہیں اور جب تک کانگریس کی طرف سے خاتمہ جنگ کا اعلان نہیں ہوتا اس وقت تک صحیح اور حقیقی امن و سکون کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی خواہ سول نافرمانی کی تحریک بالکل ہی فیل کیوں نہ ہو جائے اور عام لوگ جیل جانا خواہ بالکل ہی بند کر دیں مگر یہ حقیقت ہے کہ گاندھی جی کا وجود جب تک جیل میں رہے گا ملک کے اندر بےچینی و اضطراب ضرور موجود رہے گا۔

ہم جب موجودہ حالات میں اجتماعی سول نافرمانی کے بند کرنے کا مشورہ دے چکے ہیں تو بھلا انفرادی سول نافرمانی کے جاری رکھنے کو کیونکر جائز کہہ سکتے ہیں ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ جب حالات اس قدر بدل گئے ہیں تو مساعدت احوال کی امید منقطع ہو گئی ہے تو کیوں جرأت آزمانہ قدم اٹھانے سے گریز کیا گیا اور کیوں نہ صاف کہہ دیا گیا کہ چونکہ اس وقت حالات مساعد نہیں ہیں اس لئے سول نافرمانی کی تحریک بند کی جاتی ہے اور اس کی بجائے حالات کے مطابق دوسرا پروگرام پیش کیا جاتا ہے اگر اس قسم کا قدم اٹھایا جاتا تو آج جو جمود کی کیفیت پیدا ہو گئی ہے وہ ہرگز نہ ہوتی اور ملک کے سامنے ایک ایسا پروگرام ہوتا جس پر ضعیف و توانا کمزور و طاقتور سب مل کر عمل کر سکتے تھے اور زندگی و حرکت ملک میں پیدا ہو سکتی تھی افسوس ہے کہ طویل عرصہ تک اس قسم کی حرکت کی اب کوئی توقع نہیں ہے سوائے اسکے کہ سوراج پارٹی کی طرح کوئی جدید پارٹی قائم ہو جائے اور وہ میدان میں آکر جدید پیدا شدہ حالات کے مطابق کام شروع کرے۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گزشتہ)

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل نے سات باتوں کی نصیحت کی مسکینوں سے محبت رکھوں۔ اپنے سے کم مرتبہ کو دیکھوں اونچے کی طرف نظر نہ کروں۔ صلہ رحم کروں کسی سے کچھ سوال نہ کروں۔ حق بات کہوں اگرچہ تلخ ہو۔ دین میں کسی کی ملامت سے خوف نہ کروں لاحول ولا قوۃ الا باللہ بہت پڑھا کروں، اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ یہ پانچوں اوصاف خدا کی مہربانی و عنایت ہیں خدا جس کو چاہتا ہے اپنا فضل عطا کرتا ہے اس کا فضل وسیع ہے اور وہی خوب جانتا ہے کہ کون شخص اور کونسی قوم کس لائق ہے۔

مقصود بیان:۔ خدا اور صرف خدا سے محبت کرنے کی تعلیم۔ مسلمانوں کو باہم میل و ملت اور باہمی اتحاد کا حکم۔ دشمنان دین کو نہایت سختی کے ساتھ منع کرنے کی ہدایت۔ راہ خدا میں جان و مال صرف کرنے کے متعلق ارشاد دینی امور میں کسی ملامت گر کی ملامت سے متاثر ہونے کی ممانعت۔ آئندہ واقعات کی پیشین گوئی اور اسلام کی ترقی کی خبر۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝

ترجمہ:۔ تمہارے دوست تو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے اور جو شخص اللہ سے دوستی رکھیگا اور اس کے رسول سے اور ایماندار لوگوں سے سو اللہ کا گروہ بلاشک غالب ہے۔

تفسیر:۔ حضرت عبداللہ بن سلام نے جو پہلے زبردست یہودی عالم تھے اور پھر مسلمان ہو گئے تھے، ایک مرتبہ آنحضرتؐ سے عرض کیا کہ یا رسول ہم کو ہماری قوم نے چھوڑ دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرما دیا گیا کہ تم کو خدا اور رسول کی دوستی کافی ہے جو تم کو چھوڑ دیں تم کچھ پرواہ نہ کرو۔ محمد بن اسحاق کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام آیتیں حضرت عبادہ بن صامت کے بارہ میں نازل ہوئیں جبکہ انہوں نے یہود سے بیزاری اور خدا اور رسول کی محبت کا اظہار کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؓ کی شان میں نازل ہوئی قصہ یہ ہوا کہ ایک سائل مسجد میں گھستا ہوا آیا حضرت علی رکوع کی حالت میں تھے آپ نے رکوع کی حالت میں اپنی انگوٹھی انگلی سے اتار کر اس کو دیدی۔ بہر صورت مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی دوست خدا ہے اس کا رسول ہے اور وہ مومن بندے ہیں جو باقاعدہ خشوع و خضوع سے نماز ادا کرتے ہیں اور رکوع کی حالت میں صدقہ خیرات کرتے ہیں یا یہ مطلب ہو کہ باقاعدہ نماز ادا کرتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور مسلمانوں کی سی نماز پڑھتے ہیں یہود کی طرح نماز نہیں پڑھتے جس کے اندر رکوع نہیں ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جو شخص اللہ رسول اور مومنوں کو دل سے اچھا جانتا ہے اور دل سے ان سے محبت کرتا ہے خدا اس کی مدد کرتا ہے کیونکہ خدا کا گروہ ہمیشہ غالب رہتا ہے اور اسی کو فلاح دارین حاصل ہوتی ہے خواہ دنیا میں کبھی کافر غالب ہو جائیں مگر حقیقی غلبہ مسلمانوں کو ہی حاصل ہوتا ہے حق ہمیشہ باطل پر غالب رہتا ہے کیونکہ دنیا ایک راستہ ہے موت پر جاکر یہ راستہ ختم ہوتا ہے لہذا غلبہ کا نتیجہ جس کو حاصل ہوا وہی غالب ہوا اور باقی سب فانی۔

مقصود بیان:۔ نماز باقاعدہ ادا کرنی چاہیے خصوصاً رکوع نہایت اطمینان اور اعتدال کے ساتھ ہونا چاہیے مطلب یہ کہ عبادت و پرستش خدا ہر شخص پر لازم ہے غریبوں اور مسکینوں کو صدقہ و خیرات اور فرضی زکوٰۃ دینی چاہیے اور ان کا افلاس دور کرنا چاہیے یعنی مالی ہمدردی کرنی چاہیے مذکورہ بالا صفات والا فرقہ ہمیشہ غالب رہتا ہے وغیرہ۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُوًا وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ اتَّخَذُوهَا هُزُوًا وَلَعِبًا ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُونَ ۝

ترجمہ:۔ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو اور جب تم نماز کے لئے اعلان کرتے ہو تو وہ لوگ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ بالکل عقل نہیں رکھتے۔"

تفسیر:۔ جب اذان ہوتی اور مسلمان نماز شروع کرتے تو یہود کہتے کہ یہ کھڑے ہوئے ہیں خدا کرے کہ انہیں کھڑا ہونا نصیب نہ ہو اور جب مسلمانوں کو رکوع و سجدہ کرتے دیکھتے تھے تو ہنسی اور مذاق اڑاتے تھے اسی طرح ایک نصرانی تھا جب اذان میں اشہد ان محمدا رسول اللہ سنتا تو کہتا حرق الکاذب یعنی خدا کرے یہ جھوٹا جل جائے ایک شب ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ اور اس کے اہل و عیال سب سو رہے تھے ایک نوکر گھر میں آگ لیکر آیا ایک چنگاری گر پڑی نصرانی اس کا گھر اور سب گھر والے جل بھسم ہو گئے۔ محمد بن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد حضور کعبہ کے اندر داخل ہوئے بلال ہمرکاب تھے حضور نے بلال کو اذان دینے کا حکم دیا اور بلال نے اذان دی ابو سفیان حارث بن ہشام اور عتاب کعبہ کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ایک نے کہا فلاں شخص کیا بزرگ اور خوش نصیب تھا کہ اس بیہودہ و ناگوار آواز سننے سے

پہلے مرگیا دوسرا بولا واللہ اگر میں جانتا کہ وہ حق پر ہے تو اس کی پیروی کرتا ابو سفیان بولا کہ بھائی میں تو کچھ زبان سے نکال نہیں سکتا ورنہ یہ سنگ ریزے میرے قول کی ان کو خبر دیدینگے یعنی میرے قول کی حضرت کو خبر پہنچ جائے گی تھوڑی دیر کے بعد حضرت اندر سے باہر تشریف لائے اور فرمایا مجھے معلوم ہو چکا جو تم نے باتیں کہیں ہیں ان سے واقف ہوں اس کے بعد حضور نے تمام باتیں بتادیں کہ تم یہ کہہ رہے تھے عتاب و حارث مسلمان ہوگئے ابو محذورہ کہتے ہیں کہ مسلمان ہونے سے پہلے ہم نے ایک مقام پر مؤذن کی اذان سنی تو ہم لوگوں نے اسکی آواز پر مذاق اڑانا شروع کیا الخ رفاعہ بن زید اور سوید بن حارث منافقوں نے منافقانہ اظہار اسلام کیا تھا اور بعض مسلمان ان سے اختلاط رکھتے تھے آیت مذکورہ میں اس اختلاط اور ربط و ضبط کی ممانعت ہوگئی بہر صورت آیت مذکورہ کی شان نزول میں سے قبل اس قسم کے بہت سے واقعات ہوئے تھے جن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ اے مسلمانو تم کافروں کو اور ان اہل کتاب کو دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے اگر تم سچے مسلمان ہو تو خدا کا خوف کرو ان سے موالات توڑ دو جب تم لوگوں کو نماز کے لئے پکار رہا ہے یعنی اذان کہتے ہو اور لوگ آکر نماز میں مشغول ہوتے ہیں تو یہ لوگ نماز کا مذاق اڑاتے ہیں ہنسی بناتے ہیں ایسی بیہودگی اس لئے ہے کہ یہ لوگ نادان اور بے عقل ہیں حقیقت سمجھنے کی ان میں قابلیت نہیں ہے۔

مقصود بیان کسی حکم شریعت کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ جہالت و نافہمی خدا کا عذاب ہے کفار سے ترک موالات کرنی چاہیے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَأَنَّ أَكْثَرَكُمْ فَاسِقُونَ ۝ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِنْ ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللَّهِ ۚ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ ۚ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۝

ترجمہ:۔ آپ کہئے کہ اے اہل کتاب تم ہم میں کونسی بات معیوب پاتے ہو بجز اسکے کہ ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور اس پر جو ہمارے پاس بھیجی گئی ہے اور اس پر جو پہلے بھیجی جاچکی ہے باوجود اس کے کہ تم میں اکثر لوگ ایمان سے خارج ہیں آپ کہئے کہ کیا میں تم کو ایسا طریقہ بتلادوں جو اس سے بھی خدا کے ہاں پاداش ملنے میں زیادہ برا ہو وہ ان اشخاص کا طریقہ ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے دور کردیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنادیئے ہیں اور انہوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں۔

تفسیر:۔ ایک مرتبہ حضور اکرم کی خدمت میں ابو یاسر نافع غذی بن عمر اور بعض دیگر اکابر یہود حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ اے محمد آپ کس چیز پر ایمان لائے ہیں آپ نے فرمایا اللہ پر اور تمام انبیاء ابراہیم اسمٰعیل اسحٰق یعقوب موسیٰ عیسیٰ علیہم السلام پر حضرت عیسیٰ کا نام سنکر یہودی کہنے لگے کہ ہم عیسیٰ کو نہیں مانتے اور جو شخص عیسیٰ کو مانے ہم اس کو بھی نیک نہیں سمجھتے ہماری رائے میں تمہارے دین سے بدتر کوئی دین نہیں ہے اس وقت یہ آیت اتری ارشاد ہوتا ہے کہ اے محمد ان سے کہدو کہ تم ہم میں سوائے اسکے کیا عیب نکالتے ہو کہ ہمارا ایمان خدا پر قرآن پر اور گذشتہ آسمانی کتابوں پر ہے اور ہم یہ بھی یقین رکھتے ہیں کہ تمہاری جماعت میں سے اکثر لوگ نافرمان ہیں بس صرف اتنی وجہ سے ہمارا دین تمہاری رائے میں بدترین دین ہے آؤ میں تم کو ان فرضی عیب والوں سے بدترین فرقہ بتاؤں جو خدا کے ہاں بے حد سزایاب ہو چکا ہے جس پر خدا اپنی پھٹکار کرچکا ہے جن پر خدا کی مار پڑچکی ہے جن میں سے شیطان کے پجاری رہ چکے ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ کردیا تھا وہ فرقہ یہود ہی ہے اس کا ٹھکانا بہت ہی برا ہے اور اس سے زیادہ دنیا میں کوئی گمراہ فرقہ نہیں ہے یہود یہ خود اس بات کے قائل ہیں کہ روز شنبہ جو عبادت کے لئے خدا کی طرف سے مقرر کردیا گیا ہے بنی اسرائیل نے اس کی نافرمانی کی اور عذاب خدا میں مبتلا ہو کر بندر اور سور ہوگئے یہ بھی بیان لینا ضروری ہے کہ جو لوگ بندر اور سور کی شکل پر ہوگئے تھے ان کی نسل منقطع ہوگئی اور وہ خود تین دن میں ذلیل و خوار ہو کر ہلاک ہوگئے۔ مسلم و ابو داؤد میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے ایک مرتبہ رسول اللہ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ یہ بندر و سور انہی یہود کی نسل میں جو مسخ ہوگئے تھے فرمایا نہیں۔ اللہ نے جب کسی قوم کو ملعون کرکے مسخ کیا تو پھر اس کی نسل ہرگز باقی نہیں رہی اور یہ بندر و سور تو خدا کی مخلوق ہیں پہلے سے موجود تھی جب اللہ تعالےٰ نے یہود پر غضب نازل کیا تو ان کو بھی مسخ کرکے بندروں اور سوروں کی شکل کردیا حاصل مطلب یہ ہے کہ اے اہل کتاب تم ہمارے دین پر کیا طعن کرسکتے ہو ہمارا دین صرف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں کرتے تم ہم میں کیا عیب نکال سکتے ہو ذرا اپنی خبر لو تم سے بدتر کون ہوگا کہ شیطان کی پرستش تم نے کی خدا کی نافرمانیاں تم نے کیں اور اس وجہ سے ملعون ہو کر سور و بندر ہوگئے تم سے زیادہ گمراہ و سرکش اور جہنم کا مستحق کون ہوسکتا ہے۔

مقصود بیان ۔ مسلمانوں کو صحیح عقائد کی تعلیم، حق تعالیٰ کی فرمانبرداری، حدود شرعیہ پر کاربند رہنے کی ہدایت، اہل کتاب کی سرکشی و نافرمانی کی صراحت، اسلام کے روشن عقائد کی طرف بہ لطف ایما وغیرہ۔

وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ ۚ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۝ وَتَرَىٰ كَثِيرًا مِنْهُمْ يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝

ترجمہ:۔ اور جب یہ لوگ تم لوگوں کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے حالانکہ وہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کرتے چلے گئے اور اللہ

نہ ڈھب جانتے ہیں جسکو یہ پوشیدہ رکھتے ہیں علاوہ ازیں ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو وہ لوگ گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام بُرے ہیں ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بُری ہے۔

تفسیر:- یہ آیات گذشتہ آیات کا تکملہ ہیں گذشتہ آیات میں یہود کی بعض نافرمانیوں کا بیان تھا یہاں ان کی دیگر سرکشیوں کی تصریح ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اے اہل ایمان جب منافق یہودی تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں مسلمان ہیں حالانکہ کفر ہی کو لیکر آئے تھے اور کفر ہی کو لیکر چلے گئے نہ آنے سے پہلے مسلمان تھے نہ آنے کے بعد تمہاری صحبت کا ان پر کچھ اثر پڑا کہ مومن ہو جاتے ظاہر میں ایمان کے دعویدار ہو گئے مگر ان کے دلوں میں نفاق بھرا پڑا ہے جس کو خدا خوب جانتا ہے دیکھو بہت یہود جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے میں کیسی جلدی جلدی کرتے ہیں اور حرام خوری میں کیسی تیزی دکھاتے ہیں کس قدر رشوتیں لیتے ہیں ان کے یہ اعمال اور یہ حرکات بہت ہی بُرے ہیں اور فقط یہ ہی نہیں کہ عوام صرف نافرمان ہوں بلکہ ان میں سے چھوٹے بڑے سب گناہ کرنے پر یکساں دلیر ہو گئے ہیں ان کے علماء اور خدا پرستی کا دعویٰ کرنے والے لوگ بھی تو ان کو دروغ بافی اور حرام خواری سے منع نہیں کرتے ان علماء و احبار کی یہ حرکتیں ہی بہت بُری ہیں۔ حاصل مطلب یہ ہے کہ عوام تو سرکش و نافرمان تھے علماء اور اہل دانش لوگ بھی رشوتیں لیکر حق گوئی سے باز رہتے ہیں سب فرقہ کا فرقہ گمراہی میں مبتلا ہے اور آوا کا آوا خراب ہے۔

حضرت علیؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو تم سے پہلے لوگ معصیت اور گناہوں کی وجہ سے برباد ہو گئیں علماء و فقہاء ان کو منع نہ کرتے تھے جب نافرمانی انتہا کو پہنچ گئی تو خدا کے قہر میں گرفتار ہو گئے لہذا تم کو چاہیئے کہ بلا نازل ہونے سے پہلے تم لوگوں کو نیکی کی ہدایت اور بُرائی سے ممانعت کرو یاد رکھو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کسی کی روزی نہیں کاٹ سکتا اور نہ کسی کی موت کو وقت سے پہلے لا سکتا ہے (ابو حاتم و ابو داؤد) حضرت جریر صحابی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا جس قوم میں کوئی شخص گناہ کرتا ہو اور لوگ اس کو باوجود قدرت رکھنے کے نہیں روکتے ان کو خدا تعالیٰ موت سے پہلے عذاب میں ضرور مبتلا کرے گا (ابن ماجہ ابو داؤد) **مقصود بیان**:- خدا کی نافرمانی سے انسان عذاب دنیوی اور تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے دین میں سستی اور کوتاہی کرنی حرام ہے جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو دین کی پابندی کی ہدایت کی جائے علماء و فقہاء کو لازم ہے کہ لوگوں کو بُری باتوں سے منع کریں اور نیکی کی ہدایت کریں ورنہ عذاب خداوندی میں مبتلا ہوں گے علماء و مشائخ کا صرف یہ ہی کام نہیں کہ اپنی کشتی سنبھال کر بچا لیں بلکہ ڈوبتوں کو نکالنا بھی ان کا فرض ہے وغیرہ۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُولَةٌ ؕ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ؕ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ؕ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

ترجمہ:- اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بند ہو گیا ہے ان ہی کے ہاتھ بند ہیں اور اپنے اس کہنے سے یہ رحمت سے دور کر دیئے گئے بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں جس طرح چاہتے ہیں خرچ کرتے ہیں اور جو مضمون آپ کے پاس آپ کے پروردگار کی طرف سے بھیجا جاتا ہے وہ ان میں سے بہتوں کی سرکشی اور کفر کی ترقی کا سبب ہو جاتا ہے اور ہم نے ان میں باہم قیامت تک عداوت و بغض ڈال دیا جب کبھی لڑائی کی آگ بھڑکانا چاہتے ہیں حق تعالیٰ اس کو فرو کر دیتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتے۔

تفسیر:- اللہ تعالیٰ نے توریت میں یہودیوں کو مخصوص طور پر ہدایت کر دی تھی کہ جب محمد مبعوث ہوں تو تم ان پر ایمان لانا اور ہر طرح سے مدد کرنا لیکن جب آنحضرت مبعوث ہوئے تو علماء یہود نے خوف کیا اور خیال کیا کہ اگر ہم ان کی تصدیق کریں گے تو ہمارے سب مرید مسلمان ہو جائیں گے اور ہماری آمدنی و پیری جاتی رہے گی یہ خیال کر کے توریت میں سے حضور کے تمام احوال و صفات کو بدل ڈالا اور مریدوں کو اسلام سے روکا نتیجہ یہ ہی ہوا جس کا ان کو خوف تھا یعنی جن گناہوں کی پاداش میں خدا تعالیٰ نے ان کو افلاس میں مبتلا کیا اور اس قدر تنگ حال کیا کہ فاقہ مرنے لگے اس وقت خدا نبی قینقاع کے سردار فنحاص اور شاس بن قیس وغیرہ کہنے لگے کہ خدا کے ہاتھ نعوذ باللہ بند ہو گئے خدا بخیل ہو گیا کہ ہم کو روزی نہیں دیتا اس وقت مذکورہ آیت نازل ہوئی ارشاد ہوتا ہے کہ یہودی نفاق تو کرتے ہی ہیں اور حرام خوار بھی ہیں اس کے علاوہ خدا کی شان میں بھی گستاخی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بکڑ گئے ہوئے ہیں اور خدا بخیل ہو گیا ہے ہم کو رزق نہیں دیتا اس کے بعد بطور عتاب کے ارشاد ہوتا ہے انہی کے ہاتھ بند ہو جائیں اور ان پر پھٹکار رہے خدا کے ہاتھ بند نہیں ہیں اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں رازق علی الاطلاق ہے جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے جس کو جتنا چاہتا ہے دیتا ہے ید کے معنی عربی زبان میں مختلف ہیں قدرت، نعمت، مدد، ملک، سخاوت، ہاتھ وغیرہ امام ابو الحسن اشعری کے نزدیک یہاں پر ید سے مراد ہاتھ ہے مگر خدا کے ہاتھ وغیرہ کی ماہیت کوئی نہیں جانتا کہ کس طرح کا ہاتھ ہے نہ اس کی حقیقت کا تصور کسی کے دماغ میں آسکتا ہے کیونکہ وہ مشابہت مخلوق سے پاک ہے ہاں اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ مخلوق کے ہاتھ سے اور اس کا چہرہ مخلوق کے چہرہ سے اور اس کی آنکھ مخلوق کی آنکھ سے بالکل مغائر اور الگ ہے مخلوق کے اعضاء کے ساتھ اس کو بالکل مشابہت نہیں امام غزالی اور جمہور محدثین کا یہی مذہب ہے۔ فرقہ مجسمہ یہود وغیرہ قائل ہیں کہ خدا کے ایسے ہی ہاتھ ہیں جیسے مخلوق کے اور ایسے ہی دیگر اعضاء ہیں جیسے ہمارے نعوذ باللہ من ذلک مطلب یہ ہے کہ خدا مالک ہے مختار ہے نہ بخیل ہے نہ مجبور جس کو چاہتا ہے دیتا ہے جتنا چاہتا ہے دیتا ہے کسی کو اس کی مرضی میں دخل نہیں کوئی اس کی شان میں چون و چرا کرنے کا حق نہیں رکھتا یہودیوں کو نہ ماننے کی نسبت ان سے ارشاد ہوتا ہے تو ان کی

صحیح بخاری شریف اردو

(سلسلہ سابقہ)

باب۔ سجدہ کرنے کی فضیلت کا بیان)

۴۵۷۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ کیا ہم قیامت کے دن اپنے پروردگار کو دیکھیں گے آپؐ نے فرمایا کیا تم شب بدر میں چاند کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جب اس کے اوپر ابر نہ ہو ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں آپؐ نے فرمایا تو کیا تم آفتاب کے دیکھنے میں شک کرتے ہو جبکہ اس کے اوپر ابر نہ ہو ان لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں آپؐ نے فرمایا بس تم اسی طرح اپنے پروردگار کو دیکھو گے قیامت کے دن لوگ زندہ کرکے اٹھائے جائینگے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو دنیا میں جو جس کی پرستش کرتا تھا وہ اس کے پیچھے ہو لے چنانچہ کوئی ان میں سے آفتاب کے پیچھے ہو لے گا اور کوئی ان میں سے چاند کے پیچھے ہوئیگا اور کوئی ان بتوں کے پیچھے ہوئیگا اور یہ (ایمانداروں کا) گروہ باقی رہ جائے گا اور اسی میں اس کے منافق بھی شامل ہوں گے پس اللہ (اس صورت میں جس کو وہ نہیں پہچانتے) ان کے پاس آئے گا اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے (ہم تجھے نہیں جانتے) ہم اس جگہ کھڑے رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا پروردگار ہمارے پاس آ جائے اور جب وہ آئے گا ہم اسے پہچان لیں گے پھر اللہ عزوجل ان کے پاس (اس صورت میں) آئیگا (جس کو وہ پہچانتے ہیں) اور فرمائے گا کہ میں تمہارا پروردگار ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہاں تو ہمارا پروردگار ہے پس اللہ انہیں بلائیگا اور جہنم کی پشت پر پل بنا کر ایک راہ نکالی جائے گی تو تمام پیغمبر جو اپنی امتوں کے ساتھ (اس پل سے) گزریں گے ان میں سے پہلا میں ہوں گا اور اس دن سوا پیغمبروں کے کوئی بول نہ سکے گا اور پیغمبروں کا کلام اس دن اللّٰھم سلّم سلّم ہوگا[۱] اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کے مشابہ آنکڑے ہوں گے کیا تم لوگوں نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں صحابہ نے عرض کیا ہاں آپؐ نے فرمایا تو وہ سعدان کے کانٹوں کے مشابہ ہوں گے سوا اس کے کہ ان کی بڑائی کی مقدار سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا وہ آنکڑے لوگوں پر ان کے اعمال کے موافق چلیں گے تو ان میں سے کوئی کوئی اپنے عمل کے سبب دوزخ میں گر کر ہلاک ہو جائے گا اور کوئی ان میں سے (مارے زخموں کے) ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا بعد اس کے نجات پائیگا یہاں تک کہ جب اللہ دوزخیوں میں سے جس پر مہربانی کرنا چاہے گا تو اللہ فرشتوں کو حکم دیگا کہ جو لوگ اللہ کی پرستش کرتے تھے وہ نکال لئے جائیں چنانچہ فرشتے انہیں نکال لیں گے اور فرشتے انہیں سجدوں کے نشانوں سے پہچان لیں گے اور اللہ نے (دوزخ کی) آگ پر حرام کر دیا ہے کہ وہ سجدہ کے نشان کو کھائے پس ابن آدم کا کل جسم آگ کھا لیگی سوا سجدوں کے نشان کے آگ سے وہ نکالے جائینگے (اس حال میں کہ) وہ سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کے اوپر آب حیات ڈالا جائے گا تو (اس کے پڑنے سے) وہ ایسے نو بکلائیں گے جیسے دانہ سیل کے بہاؤ میں اگتا ہے بعد اس کے اللہ بندوں کے درمیان میں فیصلہ کرنے سے فارغ ہو جائے گا اور ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان میں باقی رہ جائے گا اور یہ تمام دوزخیوں سے باعتبار دخول جنت کے آخر ہوگا اس کا منہ دوزخ کی طرف ہوگا کہیگا کہ اے میرے پروردگار میرا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دے کیونکہ مجھے اس کی ہوا نے زہر آلود کر دیا ہے اور مجھے اس کے شعلہ نے جلا دیا ہے اللہ فرمائے گا کہ کیا عنقریب تو ایسا تو نہ کرے گا کہ اگر تیرے ساتھ یہ احسان کر دیا جائے تو تو اس کے علاوہ اور کچھ مانگے وہ کہیگا تیری بزرگی کی قسم نہیں پھر اللہ عزوجل کو اس بات پر جس قدر وہ چاہے گا عہد میثاق دیگا پس اللہ اس کا منہ دوزخ کی طرف سے پھیر دیگا پھر جب وہ جنت کی طرف منہ کرے گا اس کی تروتازگی دیکھیگا تو جس قدر اللہ اس کا چپ رہنا چاہے گا وہ چپ رہے گا بعد اس کے کہے گا کہ اے پروردگار مجھے جنت کے دروازہ کے پاس بڑھا دے تو اللہ اس سے فرمائے گا کہ کیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کئے تھے کہ اس کے سوا جو تو مانگ چکا اور کچھ سوال نہ کرے گا وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار میں تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ ہوں گا تو اللہ فرمائے گا کہ عنقریب اگر تجھے یہ بھی عطا کر دیا جائے تو ایسا تو نہ ہوگا کہ تو اس کے علاوہ اور کچھ سوال کرے وہ عرض کرے گا کہ تیری بزرگی کی قسم نہیں میں اس کے سوا سوال نہ کروں گا پھر اپنے پروردگار کو جس قدر قول و قرار وہ چاہے گا دیگا پس اللہ اس کو جنت کے دروازہ کے پاس بڑھا دے گا پس جب اس کے دروازہ پر پہنچ جائیگا اور اس کی شگفتگی اور تازگی اور سرور جو اس میں ہے دیکھیگا تو جتنی دیر اللہ اس کا چپ رہنا چاہے گا چپ رہے گا بعد اس کے کہیگا کہ اے میرے پروردگار مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ عزوجل فرمائے گا کہ اے ابن آدم تیری خرابی ہو تو کس قدر عہد شکن ہو گیا تو نے اس بات پر قول و قرار نہ کئے تھے کہ اس کے سوا جو تجھے دیا جا چکا ہے اور کچھ نہ مانگے گا وہ عرض کرے گا کہ اے میرے پروردگار مجھے اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر پس اللہ اس کی باتوں سے ہنسنے لگے گا بعد اس کے اس کو جنت میں جانے کی اجازت دیگا اور فرمائے گا کہ خواہش کر (جہاں تک تجھ سے ہو سکے) چنانچہ وہ خواہش کرنے لگے گا یہاں تک کہ اس کی خواہشیں ختم ہو جائینگی تو اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا کہ یہ یہ چیزیں اور مانگ اس کا پروردگار اسے یاد دلانے لگے گا یہاں تک کہ جب اس کی خواہشیں تمام ہو جائینگی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تجھے یہ بھی دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ اور بھی یہ حدیث سن کر ابوسعید خدری نے

[۱] ترجمہ (اے اللہ ہماری امت کے لوگوں کو سلامت رکھ اے اللہ سلامت رکھ یعنی وہ سلامتی کے ساتھ اس پل سے پار اتار دے) ۱۲

ابوہریرہ سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس مقام پر) یہ فرمایا تھا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ تجھے یہ اور اس کے ساتھ اس کے دس مثل دیئے جاتے ہیں، ابوہریرہ بولے کہ مجھے اس حدیث میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف آپ کا یہی قول یاد ہے کہ تجھے یہ (بھی) دیا جاتا ہے اور اسی کے مثل اس کے ساتھ (اور بھی) ابوسعید فرماتے ہیں کہ میں نے خود آپ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تجھے یہ اور اس کے دس مثل اس کے ساتھ دیئے جاتے ہیں۔

باب سجدوں میں (مرد کو) چاہیئے کہ اپنے دونوں پہلو کو دور رکھے اور پیٹ کو زانو سے علیحدہ رکھے۔

۷۵۷ عبداللہ بن مالک ابن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان میں اس قدر کشادگی رکھتے تھے کہ آپ کی بغلوں کی سپیدی ظاہر ہوتی تھی۔

باب سجدہ میں چاہیئے کہ اپنے پیروں کی انگلیاں قبلہ رخ رکھے اس کو ابوحمید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے

باب جب کوئی شخص اپنا سجدہ پورا نہ کرے (تو اس کی نماز نہ ہوگی)

۷۵۸ حذیفہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ نہ اپنا رکوع پورا کرتا ہے اور نہ اپنا سجدہ پس جب وہ اپنی نماز ختم کر چکا تو اس سے حذیفہ نے کہا کہ تو نے نماز نہیں پڑھی اور (ابووائل کہتے ہیں) مجھے خیال ہے کہ حذیفہ نے یہ بھی کہا کہ اگر تو مر جائے گا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف طریقہ پر مرے گا۔

باب (سجدہ سات ہڈیوں کے بل ہونا چاہیئے)

۷۵۹ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سات اعضا کے بل سجدہ کرنے کا حکم فرمایا ہے اور یہ کہ بالوں کو نہ پکڑے اور نہ کپڑے کو (وہ سات اعضا یہ ہیں) پیشانی دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے دونوں پیر۔

۷۶۰ ابن عباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم سات ہڈیوں کے بل سجدہ کریں اور نہ بالوں کو روکیں اور نہ کپڑے کو۔

۷۶۱ عبداللہ بن یزید کہتے ہیں کہ ہم سے براء بن عازب نے بیان کیا اور وہ جھوٹے آدمی نہیں ہیں وہ کہتے تھے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم نے دیکھا کہ جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے تو کوئی شخص ہم میں سے اپنی پیٹھ نہ جھکاتا تھا یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتے تھے۔

باب ناک کے بل سجدہ کرنا (ضروری ہے)

۷۶۲ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سات ہڈیوں کے بل سجدہ کروں پیشانی کے بل اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور پیروں کی انگلیوں کی طرف اشارہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ کپڑوں کو اور بال کو نہ سمیٹیں۔

باب کیچڑ میں (بھی) ناک کے بل سجدہ کرنا (ضروری ہے)

۷۶۳ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ ابوسعید خدری کے پاس گیا اور میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمارے ہمراہ درخت کی طرف کیوں نہیں چلتے تاکہ ہم حدیث بیان کریں پس وہ نکلے ابوسلمہ کہتے ہیں میں نے کہا کہ مجھ سے بیان کیجئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے شب قدر کے بارہ میں کیا سنا ہے وہ بولے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار رمضان شریف کے پہلے عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا پس جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ جس کی آپ جستجو کرتے ہیں (یعنی شب قدر) وہ آپ کے آگے ہے لہذا آپ نے درمیانی عشرہ میں اعتکاف کیا اور ہم نے بھی آپ کے ہمراہ اعتکاف کیا پس جبرئیل آپ کے پاس آئے اور کہا کہ جس کی آپ جستجو کرتے ہیں وہ آپ کے آگے ہے پس بیسویں رمضان کی صبح کو آپ خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ جس نے نبی کے ساتھ اعتکاف کیا ہو وہ دوبارہ پھر کرے کیونکہ میں نے شب قدر کو دیکھ لیا لیکن میں اسے بھول گیا اور اب صرف (اتنا یاد ہے کہ) وہ اخیر عشرہ میں طاق رات میں ہے اور میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا میں مٹی اور پانی میں سجدہ کر رہا ہوں اور اس وقت تک مسجد کی چھت کھجور کی شاخ کی تھی اور (اس وقت) ہم آسمان میں کوئی چیز (ابر وغیرہ) نہ دیکھتے تھے کہ ایک ٹکڑا بادل کا آیا اور ہم پر پانی برسا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی یہاں تک کہ میں نے کیچڑ کا نشان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی اور آپ کی ناک پر دیکھا یہ آپ کے خواب کی تصدیق تھی۔

تیسرا پارہ ختم ہو گیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چوتھا پارہ شروع ہوا

باب نماز میں کپڑوں کا گرہ دینا اور ان کا باندھ لینا (تاکہ ستر نہ کھلنے پائے جائز ہے) اور جس شخص نے اس خوف سے کہ اس کا ستر کھل جائے گا اپنا کپڑا اپنی طرف سمیٹ لیا (اس نے اچھا کیا)

۷۶۴ سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھتے تھے اور وہ اپنے تہبندوں کو چھوٹے ہونے کے سبب سے اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے ہوتے تھے تو عورتوں سے کہہ دیا گیا تھا کہ تم اپنے سر نہ اٹھانا یہاں تک کہ مرد سیدھے ہو کر بیٹھ جائیں۔

باب (نماز میں) بال نہ سمیٹے

۷۶۵ ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو (خدا کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا تھا کہ سات ہڈیوں کے بل سجدہ کریں اور نماز پڑھتے ہیں، نہ اپنے بال سمیٹیں اور نہ کپڑا۔

باب سجدوں میں دعا اور تسبیح (کیا پڑھنی چاہیئے)

۷۶۶ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اپنے رکوع اور اپنے سجود میں کہا کرتے تھے سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلي حکم قرآن کی تعمیل کرتے تھے۔

ف قرآن کریم میں سورہ اذا جاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ تسبیح تحمید کیا کرو استغفار کیجئے

باب - دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (چاہیئے)

۷۶۷ - ابو قلابہ سے روایت ہے کہ مالک بن حویرث نے (ایک دفعہ) اپنے دوستوں سے کہا کہ کیا میں تمہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بتلاؤں ابو قلابہ کہتے ہیں وہ وقت کسی فرض نماز کا نہ تھا پس وہ کھڑے ہو گئے پھر انہوں نے رکوع کیا اور تکبیر کہی بعد اس کے اپنا سر اٹھایا اور تھوڑی دیر کھڑے رہے بعد اس کے سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا بعد اس کے سجدہ کیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر اٹھایا (پس) انہوں نے ہمارے ان شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی جیسی نماز پڑھی ایوب کہتے ہیں کہ وہ ایک بات ایسی کرتے تھے کہ ہم نے اور لوگوں کو اسے کرتے ہوئے نہیں دیکھا تیسری یا چوتھی رکعت میں بیٹھتے تھے (مالک بن حویرث کہتے ہیں کہ) ہم اسلام لانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کی خدمت میں قیام کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جانا تو اس اس طرح سے اس اس وقت میں نماز پڑھا کرنا پس جب نماز کا وقت آ جائے تو تم میں سے کوئی اذان کہدے اور تم میں کا بڑا تمہاری امامت کرے۔

۷۶۸ - براء کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سجود اور آپ کا رکوع اور آپ کا بیٹھنا دونوں سجدوں کے درمیان میں قریب برابری کے ہوتا تھا۔

۷۶۹ - انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں اس بات میں کمی نہ کروں گا کہ تمہیں ویسی ہی نماز پڑھاؤں جیسی کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ ہمیں نماز پڑھاتے تھے ثابت کہتے ہیں کہ انس بن مالک ایک بات ایسی کرتے تھے کہ میں نے تم لوگوں کو وہ بات کرتے نہیں دیکھی وہ جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تھے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا کہ وہ (سجدہ کرنا) بھول گئے اور دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے تھے کہ کہنے والا کہتا کہ وہ دوسرا سجدہ کرنا بھول گئے:

باب - سجدوں میں (مرد کو چاہیئے کہ) اپنی دونوں کہنیاں (زمین) پر نہ بچھائے اور ابو حمید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ (زمین پر) رکھدیئے نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ ان کو سمیٹے ہوئے تھے۔

۷۷۰ - انس بن مالکؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سجدوں میں اعتدال کرو اور تم میں سے کوئی شخص اپنی دونوں کہنیاں زمین پر کتے کی بچھانے کی طرح نہ بچھائے۔

باب - جو شخص اپنی نماز کی طاق رکعت میں پہلے سیدھا بیٹھ جائے بعد اس کے کھڑا ہو۔

۷۷۱ - ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مالک بن حویرث لیثی نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو (دیکھا) دیکھا کہ جب آپ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تھے تو جب تک سیدھے نہ بیٹھ جاتے تھے کھڑے نہ ہوتے تھے۔

۷۷۲ - ابو قلابہ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرث ہمارے پاس آئے اور ہمیں ہماری اس مسجد میں نماز پڑھائی اور انہوں نے یہ کہدیا کہ میں تمہیں نماز پڑھاتا ہوں لیکن میں نماز پڑھنا نہیں چاہتا بلکہ میں تمہیں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کس طرح نماز پڑھتے دیکھا ایوب کہتے ہیں میں نے ابو قلابہ سے کہا کہ مالک بن حویرث کی نماز کیسی تھی وہ بولے کہ ہمارے ان شیخ یعنی عمرو بن سلمہ کی نماز کے مثل ایوب کہتے ہیں کہ وہ شیخ پوری تکبیر کہتے تھے اور جب اپنا سر دوسرے سجدے سے اٹھاتے تھے تو بیٹھ جاتے تھے اور زمین پر ٹیک جاتے تھے بعد اس کے کھڑے ہوتے تھے۔

باب - (چاہیئے کہ) دو رکعتوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہے اور ابن زبیر اپنے اٹھنے میں تکبیر کہتے تھے۔

۷۷۳ - سعید بن حارث کہتے ہیں کہ ہمیں ابو سعید نے نماز پڑھائی تو جس وقت انہوں نے اپنا سر (پہلے) سجدے سے اٹھایا اور جب سجدہ کیا اور جب انہوں نے (دوسرے سجدے سے) سر اٹھایا اور جب دو رکعتوں سے (فراغت کر کے) اٹھے تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور کہا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی دیکھا ہے۔

۷۷۴ - مطرف کہتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک مرتبہ نماز پڑھی تو ہم نے ان کو دیکھا کہ) جب وہ سجدہ کرتے تھے تکبیر کہتے تھے اور جب دو رکعتوں سے اٹھتے تھے تکبیر کہتے تھے بعد سلام پھیرنے کے عمران نے میرا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ بیشک اس شخص نے ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی نماز پڑھائی یا یہ کہا کہ بیشک اس شخص نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد دلا دی۔

باب - تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ اور ام درداء اپنی نماز میں مرد کی نشست کی طرح بیٹھتی تھیں اور فقیہہ تھیں۔

۷۷۵ - عبداللہ بن عمرؓ کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمر کو دیکھتے تھے کہ جب وہ نماز میں بیٹھتے تھے تو چار زانو بیٹھتے تھے تو میں نے بھی ایسا ہی کیا اور میں اس زمانہ میں کمسن تھا تو مجھے عبداللہ بن عمر نے منع کیا اور کہا کہ نماز کا طریقہ تو یہی ہے کہ تم اپنا داہنا پیر کھڑا کر لو اور بایاں دوہرا کر لو میں نے کہا آپ جو ایسا کرتے ہیں بولے کہ میرے پیر (کمزور ہو گئے ہیں) مجھے اٹھا نہیں سکتے۔

۷۷۶ - محمد بن عمرو بن عطا سے روایت ہے کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو ہم لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کا ذکر کیا ابو حمید ساعدی بولے کہ مجھے تم سب سے زیادہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز یاد ہے میں نے آپ کو دیکھا کہ جب آپ نے تکبیر (تحریمہ) کہی تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں شانوں کے محاذی کئے اور جب آپ نے رکوع کیا تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں پر جمالئے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیا اور جس وقت آپ نے اپنا سر رکوع سے اٹھایا تو سیدھے ہو گئے یہاں تک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ پر چلی گئی اور جب آپ نے سجدہ کیا تو دونوں ہاتھ اپنے زمین پر رکھدیئے نہ ان کو بچھائے ہوئے تھے اور نہ سمیٹے ہوئے تھے اور اپنے پیر کی انگلیاں آپ نے قبلہ رخ کر لی تھیں پھر جس وقت آپ دو رکعتوں میں بیٹھے تو اپنے بائیں پیر پر بیٹھے اور داہنے پیر کو کھڑا کر لیا پھر جب آخری رکعت میں بیٹھے تو آپ نے اپنا بایاں پیر آگے کر دیا اور دوسرے پیر کو کھڑا کر لیا اور اپنی نشستگاہ کے بل بیٹھے۔

لہ یہ شافعیہ کا مذہب ہے کہ پہلی اور تیسری رکعت کے سجدوں کے بعد بیٹھ کر اٹھنا مسنون ہے اس کو جلسہ استراحت کہتے ہیں حنفیہ کے نزدیک یہ جلسہ مسنون نہیں دلائل دونوں کے کتب فقہ میں مذکور ہیں ۱۲

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

مطلب یہ ہے کہ اگر پورے دس روز حیض آچکا ہے اور سحری کے وقت ختم ہونے تک فارغ ہو گئی تب تو روزہ رکھ لے اور اگر دس روز سے کم حیض آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ سحری کا وقت ختم ہوا چاہتا تو روزہ اس کے ذمہ نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں نہانے کا وقت اور اس کے بعد ایک ساعت اور شمار کیا جائیگا گویا دس روز سے کم حیض کی صورت میں ایسے وقت بند ہونا چاہئے کہ نہا کر فارغ ہو کر ایک ساعت اور مل جائے تب سحری کا وقت ختم ہو تو روزہ اس پر واجب ہوگا ورنہ اس کی بھی قضا دینی ہوگی۔

۴- دوران حیض میں روزہ کی نیت کرلی۔

اگر دوران حیض میں روزہ کی نیت کی تھی اور صبح کو (یعنی سحری کے وقت) حیض بند ہو گیا اور روزہ رکھ لیا تو یہ روزہ صحیح ہے (عالمگیری)

۵- پیاس و بھوک کی شدت کی وجہ سے عقل زائل ہونے کا خوف ہو۔ (دیکھو دفعہ ۵)

(۱) اگر روزہ میں پیاس یا بھوک سے ہلاک ہو جانے یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے جیسے اگر لونڈی کو کام کی وجہ سے ایسی تھکن ہو جائے کہ ہلاکت کا خوف ہو یا جیسے کسی شخص کو بادشاہ کے حکم سے گرمی کے موسم میں پکڑ کر دھار میں بچا دیں اور اس وجہ سے اس کو ہلاک ہونے یا عقل کے زائل ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دے۔

(۲) اگر کسی مشقت کی وجہ سے مثلاً بہت پھرنے چلنے یا کام کی زیادتی کی وجہ سے روزہ میں پیاس بہت لگی اور افطار کر لیا۔ تو کفارہ لازم ہوگا مگر بعض کے نزدیک صرف اس روزہ کی قضا ہی دینی ہوگی اور بقالی نے اسی پر عمل کیا ہے۔

۶- سخت بڑھاپے کی وجہ سے (جیسا کہ شیخ فانی کی صورت میں)

۱- شیخ فانی وہ شخص ہے جو بوجہ بڑھاپے کے ہر روز کمزور ہوتا چلا جائے یہاں تک کہ مر جائے (فتاوی عالمگیری)

۲- شیخ فانی جو روزہ نہ رکھ سکے اس کو جائز ہے کہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو کھانا دے (جیسا کہ کفارہ کی صورت میں کیا جاتا ہے) جو حکم بڈھے آدمی کے واسطے ہے وہی بڑھیا عورت کے واسطے بھی ہے۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲) ۲

امام مالک کے نزدیک فدیہ اس پر واجب نہیں ہے۔

۳- اگر شیخ فانی فدیہ ادا کرلے کے بعد روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو فدیہ کا حکم باطل ہو جائے گا اور اس پر روزے واجب ہو جائینگے کیونکہ فدیہ ہمیشہ معذور رہنے کی صورت میں تھا۔

۷- نفل روزہ کسی خاص عذر سے قبل زوال افطار کر سکتے ہیں اور بعد زوال صرف والدین کی نافرمانی کے خوف سے۔ اور جب روزہ واجب افطار نہیں کر سکتے۔

ضیافت نفل روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے افطر واقض یوما مکانہ (افطار کرو اور اس کی قضا بعد میں دو) (ہدایہ)

(۲) افطار جائز ہے زوال سے پہلے۔ رازی نے کہا ہے کہ نفل روزہ بغیر عذر توڑنا جائز نہیں یہ کافی میں لکھا ہے اور یہی اصح ہے جیسا کہ محیط سرخسی میں لکھا ہے یہی ظاہر روایت بھی ہے جیسا نہر الفائق میں لکھا ہے امام ابو یوسف اور امام محمد سے مروی ہے کہ ضیافت بھی روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے یہ کافی میں لکھا ہے فقہا نے کہا ہے کہ مذہب صحیح یہی ہے کہ اگر دعوت کرنے والا ایسا شخص ہو کہ اگر اس روزہ دار کے ضیافت میں آجانے ہی سے خوش اور راضی ہو جائے اور کھانا نہ کھانے سے اس کو رنج نہ ہو تو روزہ نہ توڑے اور اگر جانتا ہے کہ اس کو کھانا نہ کھانے سے رنج ہوگا تو روزہ توڑ دے اور بعد میں قضا کرے۔ شمس الائمہ حلوائی نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں سب سے بہتر قول یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو بھروسہ ہے کہ وہ قضا رکھ سکیگا تو اپنے مسلمان بھائی کی دل آزاری دور کرے اور روزہ توڑ دے اور اگر یہ بھروسہ نہیں کہ قضا رکھ سکیگا تو روزہ نہ توڑے۔ اگرچہ روزہ نہ توڑنے میں مسلمان کی دل آزاری ہی ہو یہ حکم اس حالت میں ہے کہ جب ایسا موقع زوال سے پہلے واقع ہو لیکن زوال کے بعد کسی صورت میں روزہ نہ توڑے ہاں اگر والدین کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑ دے۔ (عالمگیری)

۳- ضیافت روزہ واجب توڑنے کے واسطے عذر نہیں ہے۔ (نہایہ)

۴- جیسا مہمان کے واسطے ضیافت روزہ توڑنے کے واسطے عذر ہے ایسا ہی میزبان کے واسطے ہے۔ (شرح وقایہ)

۸- غازی اگر جانتا ہو کہ رمضان میں دشمن سے لڑیگا اور روزہ رکھنے میں اس کو ضعف کا خوف ہو تو اس کو روزہ توڑنا

جائز ہے۔ پھر اگر لڑائی کا اتفاق نہ ہوا تو اس پر کفارہ واجب ہوگا کیونکہ لڑائی میں قوت حاصل کرنے کے واسطے پہلے کھانا کھانے کی ضرورت پڑتی ہے مرض کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا (عالمگیری)

۹- بعض اور عذروں کی وجہ سے۔

اگر کوئی مفلس خرچ کی وجہ سے محتاج ہو اور اس کا پیشہ ایسا ہے کہ اگر اس کے ذریعہ سے کمائے تو روزہ کو نقصان پہنچتا ہے اور روزہ توڑنا پڑتا ہے تو جب ایسا نقصان اس کو پہنچ جائے اور وہ بیمار ہو جائے جب روزہ توڑ سکتا ہے اس سے پہلے اس کو روزہ توڑنا حرام ہے۔ (عالمگیری)

۱۱- ماہ رمضان کی اطلاع نہ ہونے پر روزے کس طرح رکھے

جس شخص کو کافر قید کر کے لے گئے ہوں اور اس کو معلوم نہ ہو کہ رمضان کا مہینہ کب شروع ہوا اور کب ختم ہوا تو حسب ذیل طریق پر روزے صحیح ہوں گے اور گر

چاہیئے کہ مہینہ کا اندازہ اٹکل پر لگائے۔

۱۔ اگر روزے ماہ رمضان سے پہلے رکھے گئے تو فرض روزے

ادا نہ ہوں گے۔ (عالمگیری)

۱۔ اگر کوئی شخص دارالحرب میں تھا اور وہاں اس کو ماہ رمضان ٹھیک نہ معلوم ہوا اور اس نے کئی سال اٹکل پر رمضان کے روزے رکھے اور ہمیشہ اصلی ماہ رمضان سے پہلے رکھتا رہا تو سال اول کے روزے بالاتفاق ادا نہ ہوں گے ہاں دوسرے سال کے روزے پہلے سال کی قضا واقع ہوں گے اور تیسرے سال کے روزے دوسرے سال کی قضا بشرطیکہ اس نے یہ نیت کی ہو کہ میں رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور کسی اور نیت سے ادا نہ ہوں گے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

۲۔ اگر روزے ماہ رمضان کے بعد رکھے گئے اور ایام تشریق

اور عید میں نہ آئیں کیونکہ ان دنوں میں روزے رکھنا حرام ہے اور نیت روزہ کی رات سے کی تو روزے ادا ہو جائینگے مگر شرط یہ ہے کہ۔

حالت	رمضان	دوسرا مہینہ	حکم
۱۔ اگر شوال میں واقع ہوئے تو اگر اس سال	رمضان تیس دن کا تھا	اور شوال ۳۰ دن کا تھا	تو ایک دن کا روزہ اس کو بطور قضا اور دینا ہوگا۔
〃	اُنتیس 〃	〃 انتیس 〃	〃 〃 〃
〃	تیس 〃	〃 〃	تو دو دن کے روزے 〃 〃
〃	اُنتیس 〃	〃 تیس	تو کسی دن کا روزہ نہیں بنا ہو
ب۔ اگر ذیقعدہ میں واقع ہوئے تو اگر اس سال رمضان اور کسی اور مہینہ میں ا	رمضان ۳۰ دن کا تھا	اور وہ مہینہ ۲۹ دن کا تھا	تو کسی دن کی قضا لازم نہیں
〃	۲۹ 〃 〃	۲۹ 〃 〃	〃 〃
〃	〃 〃 〃	۳۰ 〃 〃	〃 〃
〃	۳۰ 〃 〃	۳۰	تو ایک دن کا روزہ اس کو بطور قضا اور دینا ہوگا
ج۔ اگر ذی الحجہ میں واقع ہوئے	۳۰ 〃 〃	ذی الحجہ ۳۰	تو چار دن کے روزے بطور قضا اور دینے ہونگے
〃	۲۹ 〃 〃	۲۹ 〃 〃	〃 〃
〃	〃 〃 〃	۳۰	تو تین دن 〃 〃
〃	۳۰ 〃 〃	۲۹	پانچ دن 〃 〃

۳۔ ان روزوں میں قضا کی نیت نہ کی جائے تو کیا کہ اس

نے یہ نیت کی ہے کہ جو رمضان کے روزے اس پر فرض ہیں وہ ادا کرتا ہوں۔

۱۔ قضا کی نیت کی گئی۔ اگر کسی نے ۱۹۳۳ء میں رمضان کے روزے نہ رکھے پھر اس کی قضا کی نیت سے ایک مہینہ کے روزے رکھے اور وہ سمجھتا تھا کہ جو ۱۹۳۴ء کے رمضان کے روزے رکھنے رہ گئے تھے تو امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ یہ جائز ہے اگر اس ایک مہینہ کے قضا روزے رکھنے میں یہ نیت کی کہ میں رمضان ۱۹۳۴ء کے روزے رکھتا ہوں اور وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ اسی سال کے رمضان کے روزے رکھنے رہ گئے تھے تو امام ابوحنیفہ نے کہا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے

۱۲۔ روزہ کی نذر ماننا یعنی روزہ واجب کے احکام

۱۔ نذر کا روزہ وہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ذمہ کوئی روزہ رکھنا واجب کرے۔

نذر کے روزے کے واجب ہونے کا سبب نذر مان لینا ہے (ہدایہ)

۲۔ اگر نذر اس طرح کی کہ اگر میرا قصور معاف ہو جائے گا تو میں اتنے روزے رکھوں گا تو جب تک اس طرح نہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ اتنے روزے واجب ہوں گے تب تک روزہ واجب نہ ہوں گے یہ موجب قیاس ہے اور استحسان یہ ہے کہ کسی طرح کہے واجب ہو جائینگے۔ (عالمگیری)

۳۔ اگر روزہ کی نذر کو کسی شرط پر موقوف کیا تو اس شرط کے موجود ہونے سے پہلے اس نذر کا ادا کرنا بالاجماع جائز نہیں۔ عالمگیری

۴۔ اگر نذر کے روزوں کے واسطے کوئی مہینہ معین کیا اور اس مہینہ سے پہلے روزے ادا کر دیئے تو جائز ہے نزد امام اعظم۔ عالمگیری

چنانچہ اگر اس طرح کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ رجب کے روزے رکھوں مگر اس کے بدلے ربیع الاول کے روزے رکھ لئے تو امام ابویوسف کے نزدیک جائز ہے اور یہی قول امام ابوحنیفہ کا ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک جائز نہیں۔ (عالمگیری)

۵۔ جتنے دن کے روزے رکھنے کی زبان سے کہکر نذر مانی ہے اتنے دن کے رکھنے ہوں گے اگر برابر برابر رکھنے کی مانی ہو تو ایسا کرنا ہوگا اور سلسلہ توڑ دینے سے دوبارہ شروع کرنے ہونگے ہاں اگر متفرق روزے رکھنے کی نیت کی ہو

تو برابر رکھ سکتا ہے (۱) اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک یا دو یا تین روزے رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اتنے دن کے روزے رکھے اور جب چاہے جب رکھے۔ (عالمگیری)

۲۔ اگر کسی نے اس طرح نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک دن کا روزہ رکھوں مگر زبان سے نکل گیا کہ ایک ماہ کے روزے رکھوں گا تو مہینہ بھر کے روزے رکھنے واجب ہوں گے کیونکہ نذر کے حکم میں قصد و غیر قصد برابر ہیں۔ عالمگیری

۳۔ اگر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک یا دو یا تین روزہ برابر برابر رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہو اتنے دن کے برابر برابر رکھنے ہوں گے۔ اگر بیچ میں روزہ توڑ دیا تو از سر نو سب رکھنے ہوں گے۔

۴۔ اگر کسی نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے میرے ذمہ واجب ہے کہ ایک یا دو یا تین روزہ متفرق طور پر رکھوں تو جتنے دن کی نذر مانی ہے اگر اتنے دن کے روزے برابر برابر رکھے تو جائز ہے۔ عالمگیری

۶۔ اگر کسی دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تھی کہ اس روز نہ رکھا یا وہ روز ایام ممنوعہ میں سے تھا یا اس روز کسی اور واجب کا روزہ رکھ لیا تو اس کی قضا دے۔

اگر نذر مانی کہ فلاں دن روزہ رکھوں گا اور اس روز کسی اور واجب کا روزہ رکھ لیا مثلاً رمضان کی قضا یا کفارہ کا تو وہ روزہ اس واجب کا ہوگا اور نذر کے روزہ کی قضا دینی لازم ہوگی یہی صحیح ہے۔ اگر نذر اس طرح کی کہ اب جو پنجشنبہ آئیگا اس کا روزہ رکھوں گا اور اس روز روزہ نہ رکھا تو اس کی قضا پھر رکھنی ہوگی۔ اگر موسم کی شدت مثلاً سخت گرمی کی وجہ سے روزہ رکھنے سے مجبور ہو تو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور سردی کے موسم میں اس کی قضا دے۔ (فتح القدیر)

۵۔ اگر عورت کو بیچ میں روزہ رکھنے کی حالت حیض آئے تب بھی از سر نو روزہ رکھنے ہوں گے (۱)

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گذشتہ)

مقالہ چھتیسواں

اور کتاب و سنت کو اپنا پیشوا بنا اور دونوں میں تامل اور تدبر کے ساتھ دیکھ کتاب و سنت کی گہرائیوں میں جا اور دونوں پر عمل کر اور قیل و قال اور ہوس پر فریفتہ نہ ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (ہمارے) رسول تمہارے پاس جو چیز لائے ہیں اس کو لو اس پر عمل کرو اور جس سے منع کریں اس کو چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو اور رسول کی مخالفت نہ کرو (اس طرح) کہ جو چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اس پر عمل کرنا چھوڑ دو اور ہرگز اپنے نفس کے لئے کوئی عمل اور کوئی عبادت حق نہ بناؤ (اپنی طرف سے بدعت ایجاد نہ کرو) جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کے حق میں فرمایا جو راہ راست سے گمراہ ہو گئی تھی اور رہبانیت کو ان اہل کتاب نے ایجاد کیا تھا اللہ نے فرمایا ہم نے ان پر رہبانیت کو فرض نہیں کیا تھا پھر بیشک اللہ نے اپنے نبی کو پاک کیا اور باطل سے آپ کو جدا رکھا اور فرمایا آپ خواہش نفس سے کچھ نہیں فرماتے ہیں مگر آپ کا کلام وحی ہے جو آپ کی طرف بھیجی گئی یعنی جو چیز کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (دین و شریعت سے) تمہارے پاس لائے ہیں اور تم کو سناتے ہیں (وہ ان کی خواہش اور نفس سے نہیں ہے بلکہ ہماری جانب سے ہے بس ان کی پیروی کرو پھر اللہ عزوجل نے فرمایا اے ہمارے رسول کہدو کہ اے ایمان والو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع و میری پیروی کرو اللہ تم کو دوست رکھیگا بس بیان کر دیا اللہ تعالیٰ نے کہ محبت الٰہی کا راستہ صرف رسول اللہ کے قول و فعل کا اتباع ہے نہ اس کے برخلاف نہیں ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسب کرنا میرا طریقہ ظاہر ہے اور توکل کرنا میری حالت (باطن) ہے یا جیسا کہ بعبارت دیگر آپ نے کہا تو بس اے طالب تو نبی صلعم کی سنت اور آپ کی حالت کے درمیان میں ہے اگر تیرا ایمان ضعیف ہے تو بس تیرے لئے کسب کرنا ہے جو آپ کی سنت ہے اور اگر تیرا ایمان قوی ہے تو تیرے لئے توکل کرنا ہے جو آپ کی حالت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور بس تم اللہ ہی پر توکل کرو اپنے تمام کاموں کو اسی کو سپرد کرو اور فرمایا اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بس اللہ اس کے لئے کافی ہے اور فرمایا اللہ توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے بس بہ تحقیق اللہ نے تجھے توکل کرنے کا حکم فرمایا اور اس پر تجھے تنبیہ کی جس طرح کہ اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توکل کا امر فرمایا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص کوئی ایسا کام کرے گا جس کی صحت پر ہمارا حکم نہیں ہے بس وہ عمل (اس شخص کا) باطل ہے یہ حکم آپ نے رزق اور اعمال اور اقوال سب کو شامل ہے واضح ہو کہ آپ کے سوا ہمارے لئے قیامت تک کوئی نبی نہیں ہے جس کی ہم متابعت کریں اور نہ قرآن کے سوا ہمارے لئے کوئی کتاب ہے جس پر ہم عمل کریں بس کتاب و سنت ان دونوں کے باہر نہ جا ورنہ تو ہلاک ہو جائیگا پھر تیری خواہش اور شیطان تجھے ہلاک اور گمراہ کر دیں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا خواہش کی پیروی مت کر پھر یہ تجھے اللہ کے راستہ سے گمراہ کرے گی بس ہر آفت سے سلامتی کتاب اور سنت کے ساتھ وابستہ رہنے میں اور ہلاکی ان دونوں کے ماسوا میں ہے اور کتاب و سنت کے عمل کرنے سے بندہ ولایت اور ابدالیت اور غوثیت کے مقام پر ترقی کرتا ہے۔

مقالہ سینتیسواں ۳۷

(حسد کی برائی)

فرمایا اے مومن! میں تجھے تیرے پڑوسی کا حاسد کیوں دیکھتا ہوں اس کے کھانے پر اور اس کے پینے اور پہننے پر اور اس کے نکاح کرنے اور اس کی سکونت پر اور تو حسد کرتا ہے اس کی تونگری اور اپنے مولیٰ کی دی ہوئی نعمتوں اور اس کی قسمت میں رجو خوش قسمتی کہ میرے مولیٰ نے اسے بخشش کی ہے تصرف کرنے پر کیا تو نہیں جانتا کہ حسد ان چیزوں (کی قسم) سے ہے جو تیرے ایمان کو ضعیف کرتا اور تجھے اپنے مولیٰ کی نظر رحمت سے گرا دیتا اور تجھے اس کا دشمن و مخالف بنا دیتا ہے کیا تو نے حدیث قدسی (جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے) نہیں سنی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حسد کرنے والے میری نعمت کے دشمن ہیں اور کیا تو نے یہ ارشاد نبوی نہیں سنا کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے پھر تو اے مسکین اس اپنے ہمسایہ کی کس چیز پر حسد کرتا ہے آیا اس کی قسمت پر جو اسے ملی ہے، یا اپنی قسمت پر اگر تو اس کی قسمت پر حسد کرتا ہے (جو) اس کے لئے ہے اور خدا نے اسے دی جیسا کہ اللہ عزوجل کے اس قول سے ثابت ہے ہم نے ان کے درمیان ان کے اسباب معیشت کو حیات دنیا میں تقسیم کر دیا ہے تو بس تو نے اس پر ظلم کیا کیونکہ وہ تو وہ شخص ہے جو اس نعمت میں کہ مولیٰ نے اس پر فضل و بخشش فرمائی اور اسی کے لئے اس نعمت کو مقدر کیا اور اس میں اس کے سوا کسی کے لئے حصہ نہیں رکھا تصرف کرتا ہے پھر تجھ سے زیادہ ظالم تجھ سے زیادہ بخیل اور تجھ سے زیادہ احمق اور کم عقل کون ہوگا کہ دوسرے کے حصہ پر حسد کرتا ہے اور اگر تو اپنے نصیب پر حسد کرتا ہے تو تو نے نادانی کی انتہا کی کیونکہ تیرا نصیب تیرے غیر کو ہرگز نہ دیا جائے گا اور نہ وہ تجھ سے تیرے غیر کی طرف منتقل ہوگا حاشا بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے... میرے نزدیک حکم نہیں بدلتا اور نہ میں اپنے بندوں کے لئے ظالم ہوں بیشک اللہ تجھ پر کبھی ظلم نہیں کرے گا اس طرح کہ تجھ سے اس چیز کو چھین لے جو تجھے دی ہے اور تیرے لئے مقدر کی ہے پھر یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ چیز تیرے غیر کو دیدے بس تیرا کسی پر حسد کرنا یہ تیری نادانی ہے اور اپنے بھائی پر ظلم کرنا ہے اپنے بھائی پر حسد کرنے سے تیرے لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ تو زمین پر حسد کرے جو معدن و کان ہے خزانہ قیمتی معدنیات اور گڑے ہوئے مالوں کی اور انواع طلا و نقرہ اور جواہرات کی ان اشیاء کی جن کو قوم عاد و ثمود کے اگلے بادشاہوں اور فارس کے کسریٰ اور اعظم

کے قیصر نے جمع کیا اور حسد کرنے میں نہیں ہو تیری مثال مگر اس شخص کی سی جس نے ایک بادشاہ کو اس کے غلبہ و حشمت اور لشکروں کے ساتھ دیکھا اور بادشاہ کی طرف زمین کے خزائن و محاصل کو لاتے اور جمع کرتے دیکھا اور طرح طرح کی لذتوں و لذات و شہوات کے ساتھ بادشاہ کو ناز و نعم میں پرورش پاتے ہی دیکھا مگر اس نے ان چیزوں پر بادشاہ کے لئے تو حسد نہ کیا بلکہ اس نے ایک جنگلی کتے کو دیکھا جو اس بادشاہ کے کتوں میں سے ایک کتے کی خدمت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کھڑا رہتا ہے اور اسی کے ساتھ شب گذارتا اور صبح کرتا ہے پھر شاہی مطبخ سے شاہی کتے کا جھوٹا بچا ہوا خراب کھانا اس جنگلی کتے کو دیا جاتا ہے جسے وہ بااندازہ کفایت کھالیتا ہے پھر یہ شخص اس جنگلی کتے پر حسد کرنے اور اسے دشمن سمجھنے لگا اور اس کے مرنے اور ہلاک ہونے کا خواہشمند ہوا اور زہد اور دین اور قناعت کی جہت سے نہیں بلکہ خبث کمینگی اور کم ظرفی کے سبب اس جنگلی کتے کی جگہ پر قائم ہونے اور جھوٹا کھانے میں اس کا جانشین ہونے کی آرزو کرنے لگا تو کیا زمانہ میں اس شخص سے زیادہ احمق اور نادان اور جاہل کوئی مرد ہوگا اے مسکین اگر تو جان لے کہ تیرا پڑوسی عنقریب کل قیامت کے دن درازی حساب سے کس چیز کو پہنچے گا اگر اس نے اس کی دی ہوئی نعمت پر اس کی اطاعت نہیں کی ہے اور اس نعمت سے اس کا حق ادا نہیں کیا اس کا حکم بجا نہ لایا اور اس کی منع سے اس کی دی ہوئی نعمت میں باز نہ رہا اور اس نعمت سے خدا کی طاعت و عبادت میں اس نے مدد نہ لی تو وہ ایسی حالت کو پہنچے گا کہ قیامت کے دن آرزو کرے گا کاش اس نعمت سے اسے دنیا میں ذرہ برابر بھی نہ دیا جاتا اور وہ کسی نعمت کو کبھی کسی دن نہ دیکھتا کیا تو نے اس قول کو نہیں سنا جو حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اصحاب بلا کے ثواب کو دیکھ کر جماعتیں قیامت کے دن یہ آرزو کریں گی کاش ان کا جسم دنیا میں چھریوں سے کاٹا جاتا بس تیرا پڑوسی کل اپنی درازی حساب اور جھگڑے اور دنیا میں نعمت سے اپنے نفع اٹھانے کے سبب قیامت کے دن پچاس ہزار برس آفتاب کی گرمی میں اپنے کھڑے رہنے کو دیکھ کر آرزو کرے گا کاش کہ دنیا میں وہ تیری جگہ مصیبت کا مارا ہوتا مگر تو اس دن ان تکالیف و آفات سے علیحدہ عرش کے سایہ میں اکل و شرب کرنے والا ناز و نعمت یافتہ اور آسودہ و فرحاں و شادماں رہے گا دنیا کے شدائد تنگی و آفات اور محتاجی پر صبر اور اچھی قسمت پر ہر حالت میں راضی رہنے کی وجہ سے اور تیرے لئے دنیا میں حق ایزدی کو اس نے تدبیر و حکم کیا تھا مثلاً تیری ذلت و تیرے غیر کی عزت تیری تنگی غیر کی فراخی تیری بیماری غیر کی تندرستی تیری محتاجی غیر کی تونگری ان سب امور میں اپنے پروردگار کی مرضیات سے تیرے موافق رہنے کے سبب تو زیر سایۂ عرش اس قدر راحت و انعام یافتہ ہوگا بس اللہ ہمیں اور تمہیں ان لوگوں سے بنائے جنہوں نے بلا پر صبر اور نعمتوں پر شکر کیا اور اپنے تمام کام کو مالک زمین و آسمان پر چھوڑا اور اسی کے سپرد کیا۔

مقالہ اڑتیسواں

(جو بات اپنے میں نہ ہو اس کا دعوی نہ کرنا)

فرمایا جس نے اپنے مولا کا کام صدق و خلوص کے ساتھ کیا وہ اس کے غیر سے صبح و شام ہر وقت بیزار رہا کرتا ہے اے قوم اس چیز کا دعوی نہ کرو جو تمہیں حاصل نہیں خدا کو ایک جانو اور اس کا شریک نہ ٹھیراؤ اور قضا و قدر کے تیروں کا نشانہ بن جاؤ جو تقص ملامت کے لئے تم پر پھینکے جائیں شکر تمہیں قتل کر لیں کیونکہ جو شخص خدا کی محبت میں ہلاک ہوتا ہے اس کا اجر خدا پر ہے اور جس کا اجر خدا پر ہو اس کا عوض بھی خدا کی ذات ہے جب کہ وہ ذکر و یاد پر واجب ہو جاتا ہے۔

مقالہ انتالیسواں

(عناد۔ نفاق۔ اتفاق کی تشریح)

فرمایا کسی چیز کو خواہش نفس کے دخل کے ساتھ حکم الہی کے بغیر لینا گمراہی اور اللہ کی مخالفت کرنا ہے اور خواہش نفس کے بغیر حکم پروردگار سے کسی شے کو لینا مرضی مولی سے موافقت اور اتفاق کرنا ہے اور اسے چھوڑ دینا اور نہ لینا یا اور نفاق ہے۔

مقالہ چالیسواں

از مرۂ روحانیین میں داخل ہونے کی تفسیر

فرمایا روحانیین (انبیاء و اولیاء اللہ) کی جماعت میں داخل ہونے کی آرزو طمع اور امید نہ کر جب تک کہ تو اپنے تمام احکام بشری کی مخالف اور اپنے تمام جوارح اور اعضا سے جدا ہو جائے اور یہاں تک کہ تو اپنی ہستی سے اپنے حرکات و سکنات سے اپنے سننے دیکھنے اور بولنے اور پکڑنے اور چلنے سے اور اپنے عمل و عقل سے بالکل خالی ہو جائے اور تیرے اندر وجود روح کے قبل تجھ سے جو چیزیں ہوں جو اعضا سے تھیں اور نفخ روح کے بعد تجھ میں جو چیزیں رہ گئیں اور اس عقل سے پائی گئیں وہ ان سب سے تنہا ہو جائے کیونکہ یہ سب چیزیں تیرے لئے تیرے معبود کا حجاب ہیں جب تو روح خالص بن گیا تو سر السر اور غیب الغیب ہوگا اور مرتبہ فنا فی الذات کو پہنچے گا اور اپنے سر باطن میں تو یقیناً سب چیزوں سے جدا ہو جائے گا اور تمام اشیاء کو اپنے مطلوب و مقصود کے مخالف اور اس کے دیدار کا حجاب اور اس کے جلوۂ جمال کے لئے ظلمت و تاریکی ماننے والا ہوگا جیسا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فرمایا بیشک یہ سب اصنام میرے دشمن ہیں مگر اللہ رب العالمین میرا دوست ہے اور انہوں نے بتوں کی نسبت فرمایا ہے بس تو بھی اپنے تمام وجود اور اجزا اور تمام خلق کو اپنے پندار میں اصنام سمجھ ان میں سے کسی شی کی تابعداری نہ کر اور نہ ان میں سے کسی کی فرمانبرداری کر تب اس وقت تو امور اور علوم لدنیہ کا ان کے عجائب و غرائب کا امین بنا دیا جائے گا اور تکوین و خرق عادات و پیدائش اشیاء کی قدرت جو قبیل قدرت الہیہ سے ہے اور جو قوت کہ مومنین کو بہشت میں ہوگی تجھے دنیا ہی میں سپرد کی جائے گی پھر تو اس حالت میں ایسا ہوگا گویا کہ تو مرنے کے بعد زندہ کر دیا گیا ہے جیسے کہ آخرت میں زندہ کیا جائے گا اور تیرا کل وجود قدرت الہیہ کا مظہر ہو جائے گا اب اس وقت تو اللہ سے سنے گا اللہ سے دیکھیگا اللہ سے بولے گا اللہ سے پکڑیگا اللہ سے چلیگا اللہ سے سمجھے گا اور اللہ سے قرار پائے گا اور اسی سے آرام لیگا پھر تو اللہ کے ماسوا سے اندھا اور اللہ کے غیر سے بہرا ہو جائے گا اور حدود شرع کی حفاظت اور امر و نہی کو لازم رکھنے ہوئے تو کسی غیر حق کو موجود نہ دیکھیگا اگر شرعی حدود سے کوئی شے تجھ میں کم ہو جائے تو تو آگاہ ہو جا کہ تو فتنہ میں ڈال دیا گیا ہے اور شیاطین تجھ سے کھیل رہے ہیں بس اس وقت تو حکم شرع پر پلٹ آ اور اس سے جا لگ ہو اور اپنے سے ہوا و ہوس کو

تاریخ اسلام

(بسلسلہ سابقہ)

حیات و ممات

سبیل اللہ جو ہو کر کمر بستہ | لیا ہو جس مجاہد نے شہادت گاہ کا رستہ
وہ فرض کر چکے لشکر کے ارماں | بشارت حق اللہ کرتا ہو اقبال ہو میدان میں
اس مادہ کو خاک و خون میں تڑپا کر | وہ گر جائے اگر میدان میں تیر اجل کھا کر
پہنچ جاوے اس سے اپنی منزل مقصود پا لی ہو | یہ اس کے خون کی سرخی نہیں چہرہ کی لالی ہے
وہ زندہ ہے کبھی ماتم نہ کرنا چاہئے اس کا | بہت مسرور ہے وہ غم نہ کرنا چاہئے اس کا

پس جو لوگ مسلمانوں کو دن رات اغیار کی کثرت تعداد اور قوت سے ڈراتے ہیں اور مسلمانوں کو اجنبی اقتدار کے قدموں پر گراتے ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کے بدترین دشمن ہیں وہ اسلامی روایات کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور اسلامی غیرت و حمیت اور شجاعت و بسالت کو ذلیل و رسوا کرتے ہیں جنگ بدر نے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کو سبق دیدیا ہے کہ ان کو اغیار کی کثرت تعداد اور قوت سے مرعوب نہیں ہونا چاہئے اور حفظ ملت کے لئے جاں سپاری کیلئے ہر وقت کمربستہ رہنا چاہئے۔

آمدم برسر مطلب جب مکہ میں کفار کی ہزیمت کی خبر پہنچی تو گھر گھر صف ماتم بچھ گئی اور رونا پڑ گیا۔ آنحضرت صلعم نے مال غنیمت کو ایک جگہ جمع کرایا اور عبد اللہ بن کعب کے سپرد کر دیا۔ پھر حضرت عبد اللہ بن رواحہ اور زید بن حارث کو فتح کی خوشخبری دیکر مدینہ کو روانہ کر دیا۔ یہ خبر مدینہ میں ۱۷ رمضان المبارک کو ایسے وقت پہنچی جبکہ لوگ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلعم اور زوجہ عثمان غنی کو دفن کر رہے تھے آنحضرت صلعم مقام بدر سے روانہ ہوکر مقام صفرا میں پہنچے اور مال غنیمت کو حکم الٰہی کے مطابق بحصہ مساوی تقسیم کر دیا اسیران جنگ میں سے نضر بن حارث کی گردن مارنے کا حکم دیا یہاں سے روانہ ہوکر آپ مقام عرق الظبیہ میں پہنچے یہاں عقبہ بن ابی معیط کی گردن مارنے کا حکم دیا اس کے بعد آپ لشکر کو پیچھے چھوڑ کر تیزی کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہوگئے آپ کے ایک روز بعد لشکر اور قیدی بھی پہنچ گئے

حضرت مصعب بن عمیر کا جذبۂ اسلام

جب قیدی مدینہ میں پہنچ چکے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ میں ان کو تقسیم فرما دیا اور تاکید کر دی کہ ان کے ساتھ نیک سلوک کریں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیں اور نہ کوئی جبر و سختی کریں۔ قیدیوں میں ایک شخص ابو عزیز بن عمیر بھی تھے جو حضرت مصعب بن عمیر کے حقیقی بھائی تھے ابو عزیز کہتے ہیں کہ جب مجھے بدر سے گرفتار کرکے مدینہ کی طرف لا رہے تھے تو میں انصاریوں کی ایک جماعت کے زیر حراست تھا جب یہ لوگ کھانا کھانے بیٹھتے تو مجھے روٹی دیدیتے اور خود کھجوریں کھا کر گذارا کرتے جب ہم مدینہ پہنچے تو میں ابی یسر انصاری کے حصہ میں آیا میرے بھائی مصعب بن عمیر نے ابی یسر انصاری سے کہا کہ اس کو خوب اچھی طرح حفاظت سے رکھنا اور خوب سختی کرنا اس کی ماں بڑی مالدار ہے معقول فدیہ دیگا میں نے یہ معاملہ سنکر اپنے بھائی سے کہا کہ دائم بھائی اچھی خیر خواہی کر رہے ہو اپنے حقیقی بھائی سے مصعب بن عمیر نے فرمایا کہ اب میرے بھائی تم نہیں ہو بلکہ میرا بھائی یہ ہے جو تمہاری حفاظت کر رہا ہے غرض یہ کہ ابو عزیز کی ماں نے چار ہزار درہم دیکر رہائی دلوائی۔

اسیران بدر کے متعلق رسول خدا صلعم نے مسجد نبوی میں صحابہ سے مشورہ فرمایا کہ کیا کرنا چاہئے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ جس کا عزیز ہے اسی کے حوالہ کر دیجئے تاکہ وہ اس کو قتل کرے میرے عزیز مجھے دیجئے کہ میں ان کو قتل کر دوں تاکہ مشرکوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کی محبت قرابتداری کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے اور اسلام کے مقابلہ میں تمام رشتے ہیچ ہیں حضرت ابوبکر صدیق نے یہ رائے دی کہ فدیہ لیکر سب کو چھوڑ دیا جائے تاکہ مسلمانوں کو مالی امداد پہنچے اور ہم ساز و سامان جنگ درست کر سکیں اور ممکن ہے کہ ان کی نسلوں میں سے کوئی مسلمان ہو جائے آنحضرت صلعم نے ابوبکر صدیق کی رائے پسند فرمائی جو اپنا فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ان کو ویسے ہی رہا کر دیا اور جو مالدار تھے ان کے لئے کم از کم فدیہ ایکہزار چار ہزار درہم لیا اور عزیز ... کو چھوڑ لیا نیز جو نادار تھے اور فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے ان کو کہا گیا کہ مدینہ کے دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دو تو آزاد ہو جاؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت زینبؓ کا ہار ابو العاصؓ کے فدیہ میں

زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی تک مکہ میں اپنے شوہر ابو العاص کے یہاں تھیں جب انہیں اپنے شوہر کی اسیری کا حال معلوم ہوا تو فدیہ میں اپنے گلے کا ہار جو ان کی ماں ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی یادگار تھا بھیجا جس وقت رسول خدا صلعم نے یہ ہار دیکھا تو آبدیدہ ہوگئے اور صحابہ سے فرمایا کہ اگر مناسب سمجھو تو یہ ہار زینب کو واپس کر دو کیونکہ یہ اس کی ماں کی یادگار ہے صحابہ نے بخوشی اس کو منظور کیا اور ابو العاص یونہی چھوڑ دیئے گئے یہ مکہ میں آئے اور حضرت زینبؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں بھجوا دیا اور اس واقعہ کے چھ برس بعد مسلمان ہوگئے۔

اس واقعہ سے مسلمانوں کی جمہوریت کا ایک عمدہ سبق ملتا ہے جس سے شخصی استبداد و حکمرانی کی جڑ کٹتی ہے باوجود اس کے کہ رسول خدا صلعم خدا کے رسول ...... اور مالک کون و مکان تھے اور صحابہ آپ پر کبر دانہ وار فدا تھے آپ کے کسی حکم اور مشورہ سے انحراف نہیں کر سکتے تھے مگر پھر بھی آپ معمولی معمولی باتوں میں بھی صحابہ سے مشورہ کر لیا کرتے تھے کیونکہ جمہوریت اور صلاح و مشورہ ہی ایک ایسی چیز ہے جسے تعمیر ملت کے کام بحسن و خوبی سرانجام پاتے ہیں اور ہر قسم کی ترقی و کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

ابو لہب کسی وجہ سے مکہ میں ہی رہ گیا تھا جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا بدر میں کفار کی ہزیمت اور بڑے بڑے سرداروں کے مقتول ہونے کی خبر سے اس کے دل پر ایک ایسا زبردست صدمہ ہوا کہ ایک ہفتہ کے اندر ہی مر گیا۔

صفوان بن امیہ کی سازش اور اسلام کا کرشمہ

صفوان بن امیہ کا باپ امیہ اور بھائی علی دونوں جنگ بدر میں مارے گئے تھے اس لئے اس کو کفار کی شکست کا حد سے زیادہ صدمہ تھا اور اس کے سینہ میں جوش انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے عمیر بن وہب کو خفیہ طور پر تیار کیا کہ محمد (صلعم) کو جاکر کسی طرح قتل کر دے عمیر زہر میں بجھی ہوئی ایک تلوار لیکر مدینہ کو روانہ ہوگیا یہ ارادہ کی تکمیل کی فکر میں پھر رہا تھا کہ اتفاقاً حضرت عمر رض مل گئے ان کو عمیر کے اس طرح یہاں مدینہ میں پھرنے سے کچھ شبہ ہوا اور آپ اس کو پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے رحمۃ للعالمین نے فرمایا عمیر کو چھوڑ دو پھر اس کو قریب بلایا اور نہایت نرمی اور اخلاق کے ساتھ دریافت کیا کہ عمیر کہو یہاں کس ارادہ سے آئے عمیر نے کہا میرا بیٹا قید یوں میں ہے میں اس کو رہا کرانے آیا ہوں آپ نے فرمایا سچی بات کیوں نہیں کہتے تم کو صفوان نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے اور پھر خفیہ مشورہ کی کیفیت ساری بیان کی یہ بات سنکر عمیر دم بخود رہ گیا اور پکار اٹھا کہ بیشک آپ خدا کے سچے رسول ہیں اور کلمہ شہادت پڑھکر سچے دل سے مسلمان ہوگئے۔

اسی ماہ رمضان المبارک میں جو جو مشہور واقعات ہوئے وہ یہ ہیں رمضان کی آخری تاریخوں میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نمازیں اور قربانی بھی واجب ہوئی نیز اسی سال آنحضرت صلعم کی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے ہوا اور آپ نے ذوالنورین کا لقب پایا اور اسی سال حضرت فاطمۃ الزہرا کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہوا۔

غزوہ سویق

جنگ بدر کے بعد کفار کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے بلکہ ان کے دلوں میں انتقام کی آگ اور بھی زیادہ مشتعل ہوگئی چنانچہ ابوسفیان دو سو سواروں کی جمعیت لیکر بارادہ قتل و غارت مکہ سے روانہ ہوگیا مدینہ کے قریب پہنچکر کھجوروں کے ایک باغ میں آگ لگادی اور دو مسلمانوں کو قتل کر دیا جو کاشتکاری کے کام میں مصروف تھے اس حملہ کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہنچی اور آپ مسلمانوں کو لیکر مقابلہ کے لئے نکلے مگر کفار کے پیر کہاں ٹکتے جو مجاہدین اسلام کا مقابلہ کرتے اس لئے وہ حواس باختہ ہوکر ایسے فرار ہوئے کہ اپنے ستوؤں کے تھیلے بھی وہیں چھوڑ گئے تاکہ بوجھ ہلکا ہو جائے اور بھاگنے میں آسانی ہو آنحضرت صلعم نے مقام کدر تک کفار کا تعاقب کیا اور جا بجا ستوؤں کے تھیلے پڑے پائے اس واقعہ کا نام اسلامی تاریخ میں غزوۂ سویق مشہور ہوا کیونکہ عربی زبان میں ستو کو سویق کہتے ہیں یہ واقعہ ۲ ہجری کے ماہ ذی الحجہ میں واقع ہوا۔

ہجرت کا تیسرا سال

فتح بدر کے بعد عبداللہ بن ابی کے لئے اس کے سوا چارہ نہ تھا کہ اپنی امید دل کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہکر ظاہری طور پر اسلام قبول کرے بعد ازاں بھی اندر ساز شیں کر کے اپنے انتقام کی آگ بجھائے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لفظاً ہو اسلام قبول کر لیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی اسی پر مجبور کیا اور مکہ والوں اور یہودیوں سے ساز باز شروع کی مدینہ کے یہودی پہلے ہی سے مسلمانوں کے دشمن تھے اور اسلامی اقتدار کی ترقی کا جذبہ اپنے سینوں میں رکھتے تھے فتح بدر سے ان کی دشمنی اور عداوت میں اور بھی ترقی ہوئی یعنی کفار مکہ، عبداللہ بن ابی، اس کی جماعت اور مدینہ کے یہودی اب متفقہ طور پر اسلام کی دشمنی پر کمربستہ ہوگئے تدبیریں سوچنے لگے اور اندر ہی اندر ساز شیں کرنے لگے

کعب بن اشرف یہودی تو مدینہ سے مکہ میں آگیا تھا تاکہ مکہ والوں کو انتقام و دشمنی پر ابھارے یہاں آکر اس نے یہ وطیرہ اختیار کیا کہ مقتولین بدر کے نوحے لکھنے اور لوگوں کو سنانے شروع کر دیئے اپنے اشعار سنا سنا کر لوگوں کو انتقام پر ابھارتا تھا اور ان کو غیرت دلاتا تھا جب مکہ میں مسلمانوں کے خلاف آتش انتقام کو خوب بھڑکا دیا اور ان کے سینوں میں آگ لگادی تو پھر مدینہ میں آگیا اب یہاں یہ روش اختیار کی کہ مسلمانوں کی ہجو میں اشعار کہنے شروع کر دیئے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ کے یہودی اور منافقوں نے پورے زور و شور اور اہتمام کے ساتھ اسلام دشمنی کا کام اپنے ہاتھ میں لیا یہودیوں کا حوصلہ تو یہاں تک بڑھا کہ عام طور پر بدزبانیوں کا سلسلہ شروع کر دیا۔ حضور صلعم کی مجلس میں آکر تمسخر آمیز اور بیہودہ کلمات بکنے لگے السلام علیکم کی جگہ السام علیکم (تم پر موت آئے) کہتے اور راعنا کی جگہ راعینا وغیرہ ناشائستہ الفاظ استعمال کرتے اس کے علاوہ منافقوں اور یہودیوں سے دوسری روش یہ اختیار کی کہ بظاہر مسلمان ہو جاتے اور کچھ دنوں کے بعد مرتد ہو جاتے اس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان اسلام سے متنفر اور بدظن ہو جائیں اور ان کے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا ہو جائیں غرض اس طرح یہودیوں نے مسلمانوں کے لئے نئی نئی مشکلات اور خطرات کا دروازہ کھول دیا مگر مسلمانوں کا صبر و تحمل دیکھئے کہ یہ تمام باتیں دیکھتے تھے اور اپنے نبی کے حکم کے بغیر کچھ نہ کر سکتے تھے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کی مجلسوں اور مجمعوں میں جاتے اور وعظ و نصیحت کرتے کہ دیکھو معاہدہ پر قائم رہو ملک میں بدامنی اور فساد مت پھیلاؤ ورنہ ابوجہل اور عتبہ کی طرح اپنے کئے کی سزا بھگتو گے اور اس کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا مگر سب بیہودہ آپ کو سخت و سست کہتے اور خوب تمسخر اڑاتے یہودیوں نے کہا کہ قریش مکہ تدبیر جنگ سے ناواقف تھے اگر ہم سے مقابلہ کرو گے تو معلوم ہوگا اس کے مقابلہ میں حضور صلعم کا اسوۂ حسنہ اور رحمت و رافت دیکھئے کہ یہ تمام باتیں خندہ پیشانی سے سنتے اور وعظ و نصیحت سے راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے غرض آپ حتی الامکان عفو و درگذر سے کام لیتے رہے اور اپنی طرف سے ہر طرح معاہدہ کو نباہا اور تمام باتوں کو صبر و سکون سے سنا۔

بنی قینقاع کی جلاوطنی

بتلایئے ایسی حالت میں کونسی ایسی طاقت تھی کہ ایسے شریر بد ذات اور نالائق لوگوں کے مقابلہ میں عفو و درگذر سے کام لیتی یہ بانئے اسلام کی شان رحمۃ للعالمینی تھی کہ آپ نے تحمل سے کام لیا اگر یہودی انسان ہوتے تو احسان مانتے اور اسلام دشمنی سے باز آجاتے مگر لاتوں کے بھوت باتوں سے کب مانتے ہیں آخر خود اپنے ہاتھوں سامان بربادی فراہم کر لئے۔

ایک روز بنی قینقاع کی بستی میں کوئی میلہ تھا اس میں ایک انصاری عورت دودھ بیچنے کے لئے گئی وہاں میں ایک یہودی سنار کی دکان پر بھی چلی گئی کوئی زیور خریدنا تھا نابکار سنار نے اس انصاری عورت کو چھیڑا اتفاق سے

ایک انصاری بھی ادھر آنکلے انہوں نے اس ناشائستہ حرکت کو دیکھ کر عورت کی [illegible] کی اتنے میں اور یہودی آگئے اور آتے ہی انصاری پر حملہ کردیا ادھر کچھ انصاری بھی اپنے بھائی کی امداد کو پہنچ گئے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ انصاری اور یہودی مارے گئے دوسرے یہودیوں کو خبر لگی تو وہ بھی مسلح ہو کر آگئے اور رسول کریم صلعم بھی صحابہ کو لیکر پہنچ گئے یہودیوں کو آمادہ قتال پایا تو مقابلہ ہوا نوبت یہاں تک پہنچی کہ یہودی مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے قلعہ میں محصور ہوگئے پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ پر مسلمان قابض و متصرف ہوگئے اور تمام یہودیوں کو گرفتار کرلیا جن کی تعداد سات سو تھی۔

اسیران جنگ کے متعلق عرب کا عام دستور یہ تھا کہ وہ سب بلا دریغ قتل کردیئے جاتے تھے اس دستور کے مطابق یہودیوں کو یقین ہوگیا کہ ہم بالضرور قتل کئے جائینگے مگر دربار نبوت میں یہ بربریت کہاں تھی وہاں تو ہمیشہ کے لئے دریچہ رحمت کھلا ہوا تھا عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین ان یہودیوں کا دلی ہمدرد تھا اس لئے اس نے باصرار سفارش کی کہ ان کو صرف جلاوطن کردیا جائے اتنی سزا ان کے لئے کافی ہے آپ نے اس سفارش کو قبول کرلیا اور حضرت عبادہ بن صامت ان کو خیبر تک نکال آئے۔

اسلام سے پہلے عرب میں جنگ و صلح کا کوئی قانون اور اصول نہیں تھا اس سے زیادہ وحشت و بربریت اور کیا ہوگی کہ اسیران جنگ بلا دریغ قتل کردیئے جاتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ کے وہ اصول و قوانین منضبط فرمائے جن پر آج مہذب دنیا کی متمدن حکومتیں چل رہی ہیں۔

کعب بن اشرف کی شرارتوں اور سازشوں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اس شخص نے اب اور بھی زیادہ شرارت شروع کی مسلمان عورتوں کے نام عشقیہ اشعار کہنے لگا اور آنحضرت صلعم کے قتل کی تدبیریں اور سازشیں کرنے لگا حضور کو معلوم ہوا تو آپ نے صرف اتنا کیا کہ ذرا احتیاط برتنے لگے جب اس کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو ایک صحابی محمد بن مسلمہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس شریر کو قتل کردوں آپ نے اجازت دیدی انہوں نے قتل کردیا۔

جنگ اُحد

جنگ بدر کے بعد مکہ میں ابوسفیان سردار سمجھا جاتا تھا اس کی بیوی ہندہ کا باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے تھے اس نے ابوسفیان کو غیرتیں دلائیں اور ایسی لعنت و ملامت کی کہ ابوسفیان پوری توجہ اور قوت کے ساتھ جنگی تیاریوں میں مصروف ہوگیا جو نفع اسے ملک شام کی تجارت میں ہوا تھا اس نے وہ سب جنگ کے ساز و سامان میں لگا دیا دیگر قبائل کو شریک جنگ کرنے کے لئے رجز خواں بھیجے گئے کہ وہ لوگوں کو جنگ پر آمادہ کریں چنانچہ قریش کے تمام حلیف قبائل بنو کنانہ اہل تہامہ اور مکہ کے حبشی غلام بھی شریک جنگ ہوگئے غرض مکہ والے پورے ایک سال زور و شور کے ساتھ جنگی تیاریاں کرتے رہے اور چار ہزار جنگجو نبرد آزما بہادروں کا لشکر ماہ شوال کی ابتدائی تاریخوں میں مکہ سے روانہ ہوگیا جس میں سرداران قریش کی لڑکیاں اور عورتیں بھی شامل تھیں تاکہ اپنے شوہروں اور عزیزوں کے قاتلوں کو قتل ہوتے ہوئے دیکھیں شعرا بھی تھے کہ وہ بہادروں کے دلوں کو گرماتے رہیں مردوں کا سردار ابوسفیان اور عورتوں کی سپہ سالار اس کی بیوی ہندہ تھی اسی لشکر میں جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام وحشی بھی شامل تھا جو نیزہ چلانا خوب جانتا تھا جس کا نشانہ بہت کم خطا جاتا تھا جبیر بن مطعم نے کہا کہ اگر تو نے حمزہ کو قتل کردیا تو میں تجھے آزاد کردوں گا اسی طرح ہندہ نے کہا کہ اگر تو نے میرے باپ کے قاتل حمزہ کو قتل کردیا تو میں تجھے اپنا زیور اتار کر دیدونگی مختصر یہ کہ اس جوش و خروش اور ساز و سامان کے ساتھ یہ لشکر روانہ ہوا اور مدینہ کے مقام پر پہنچ گیا۔

مسلمانوں کی مجلس مشاورت

جس وقت مدینہ میں اس لشکر کے آنے کی خبر پہنچی تو رسول خدا صلعم نے ایک مجلس مشاورت منعقد کی اور صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کفار کا مقابلہ مدینہ میں رہکر کرنا چاہئے یا باہر نکل کر عبداللہ بن ابی نے رائے دی کہ مدینہ میں رہکر مقابلہ کرنا چاہئے مگر اس کا دلی منشا یہ تھا کہ اچھا ہے کفار مکہ یہاں آکر مسلمانوں کی قوت توڑ دیں اور اکثر صحابہ اور خود حضور صلعم کی بھی رائے تھی کہ مدینہ میں بیٹھکر مدافعت کی جائے لیکن نوجوان پرجوش صحابہ نے اصرار کیا کہ مدینہ سے باہر نکل کر صف آرا ہو جانا چاہئے تاکہ دشمن کو ہماری کمزوری کا احساس نہ ہو آپ نے اسی رائے کو پسند فرمایا اور کثرت رائے بھی اسی طرف تھی یہ ۱۴ شوال جمعہ کا دن تھا اس کے بعد آپ نے نماز جمعہ ادا فرمائی پھر گھر میں تشریف لے گئے اور وہاں سے زرہ پہنکر اور مسلح ہو کر نکلے اس واقعہ کی نسبت اللہ پاک فرماتے ہیں وہ بھی وہ وقت یاد کرو جب تم صبح ہی صبح اپنے گھر والوں سے نکلے اور مسلمانوں کو ٹھکانوں پر بٹھلاتے تھے۔ بعد نماز جمعہ آپ ایک ہزار صحابہ کی جمعیت لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے اور مدینہ میں ابن ام مکتوم کو نمازوں کی امامت کے لئے چھوڑ گئے ابھی آپ مدینہ سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہی گئے ہوں گے کہ عبداللہ بن ابی اپنے تین سو آدمیوں کو لیکر واپس مدینہ چلا گیا اس خیال سے کہ مسلمانوں میں اس سے ابتری اور بددلی پیدا ہوگی مگر بہانہ یہ کیا کہ چونکہ میری رائے پر عمل نہیں کیا گیا اس لئے میں واپس ہوتا ہوں ان تین سو منافقوں کے جدا ہونے سے مسلمانوں کی تعداد سات سو رہ گئی ان میں سے بھی آپ نے چھوٹی عمر کے لڑکوں کو واپس کردیا غرض آپ مدینہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر احد کی پہاڑی کے دامن میں شام کے وقت پہنچ گئے چونکہ کفار پہلے ہی سے خیمہ زن تھے چونکہ شام ہو گئی تھی اس لئے رات خاموشی سے کٹ گئی اگلے روز ۱۵ شوال بروز شنبہ ۳ھ کو میدان کارزار گرم ہوگیا۔

لشکر اسلام احد کی پہاڑی کو پس پشت رکھکر خیمہ زن ہوا تھا عقب سے دشمن بآسانی حملہ آور ہو سکتا تھا اس لئے رسول خدا صلعم نے پچاس آدمیوں کی ایک جمعیت کو عبداللہ بن جبیر انصاری کی سرکردگی میں پشت کی ایک گھاٹی پر متعین کرکے تاکید کردی کہ خواہ لشکر اسلام پر کچھ ہی گذرے مگر اس گھاٹی کو کسی حالت میں نہ چھوڑنا آپ نے اس خطرہ کو ایک فوجی ہوشیار سردار اور مآل اندیش سپہ سالار کی طرح پہلے ہی محسوس فرما لیا تھا جس سے آپ کا کمال تدبر ظاہر ہوتا ہے اس کے بعد آپ نے صفوف جنگ کو آراستہ کیا میمنہ پر زبیر بن العوام کو اور میسرہ پر منذر بن عمرو کو مقرر فرمایا امیر حمزہ کو مقدمۃ الجیش مقرر فرمایا حضرت مصعب بن عمیر کو علم دیا اور اپنی تلوار حضرت ابودجانہ کو دی یہ اس تلوار کو سر سے بلند کئے ہوئے میدان جنگ میں پھرتے تھے دوسری طرف کفار کی صفوف اس طرح آراستہ تھیں سواروں کی [illegible] خالد بن ولید کو میمنہ پر متعین کیا سو سوار عکرمہ بن ابی جہل کو دیکر میسرہ پر مقرر کیا بنو عبدالدار کے حصہ میں علمبرداری آئی لشکر کفار میں دو سو گھوڑے تھے اور تین ہزار کا لشکر ہر طرح ساز و سامان سے آراستہ تھا [illegible] سردار عتبہ بن ربیعہ تھا غرض مسلمان تعداد کے لحاظ سے چوتھائی سے بھی کم

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو خاص مولوی کے لئے لکھوائی گئی ہے

(نوشتہ حضرات مارہروی)

(گذشتہ سے پیوستہ)

قرآن اور عورتوں کی حالت کی اصلاح

نزول قرآن سے پیشتر عورتوں کی حالت نہایت قابل افسوس تھی ازدواج پر کوئی قید نہ تھی جتنی عورتیں جو چاہتا کر لیتا اور جب چاہتا چھوڑ دیتا۔ سوتیلی ماں متعدد حقیقی بہنوں خالہ پھوپی بھانجی اور بھتیجی تک سے نکاح ہو جاتے تھے ہرقل قیصر روم کے گھر میں اس کی بھتیجی ہی تھی ایرانیوں میں تو ماں بہن سے بھی نکاح ہو جاتے تھے بیوہ عورتیں ورثہ کی طرح تقسیم ہو جاتی تھیں لوگ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے قرآن کریم نے دنیا میں سب سے پہلے اس مظلوم طبقہ کی بازیگری کی اور انھیں مردوں کی ماں بہن بنایا۔ ولطف سے وہاں کی قرآن میں ارشاد باری ہے

والمحصنٰت من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتٰب اللہ علیکم و احل لکم ما وراء ذٰلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسٰفحین فما استمتعتم بہ منھن فاٰتوھن اجورھن فریضۃ و لا جناح علیکم فیما تراضیتم بہ من بعد الفریضۃ ان اللہ کان علیما حکیما

اور دوسروں کی منکوحہ عورتیں بھی تم پر حرام ہیں مگر وہ عورتیں جو تمہارے قبضہ میں آ گئی ہیں تم پر اللہ کا یہ حکم ہے۔ تم پر حلال ہے کہ تم اپنے مالوں سے شہوت پرستوں کی طرح نہیں بلکہ پارساؤں کی طرح عورتوں سے شادی کرو پھر جن عورتوں سے تم تمتع حاصل کر چکے ان کا مقررہ مہر انھیں ادا کرو اور البتہ اگر رضامندی سے کچھ کمی بیشی ہو جائے تو کوئی گناہ نہیں تحقیق اللہ تعالے علیم و حکیم ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا و لا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ و عاشروھن بالمعروف فان کرھتموھن فعسٰی ان تکرھوا شیئا و یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا

اے ایمان والو تمہارے لئے جائز نہیں کہ زبردستی عورتوں کے مالک بن جاؤ انھیں اس نیت سے نہ روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے انھیں دیا ہے اس میں سے کچھ واپس لیلو تاوقتیکہ انہوں نے کوئی صریح بیحیائی نہ کی ہو اور ان سے نیکنامی کے طریق پر گذران کرو اگر تم ان سے کراہت رکھتے ہو تو یاد رکھو کہ ممکن ہے کہ تم ایسی بات سے کراہت کرتے ہو جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت بھلائی رکھی ہے۔

و لھن مثل الذی علیھن بالمعروف و للرجال علیھن درجۃ واللہ عزیز حکیم۔ عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ویسے ہی ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں یہ ضرور ہے کہ مردوں کو عورتوں پر کچھ فضیلت حاصل ہے اور اللہ تعالے زبردست حکمت والا ہے۔ للرجال نصیب مما اکتسبوا و للنساء نصیب مما اکتسبن جو مردوں نے کمایا وہ مردوں کا حصہ اور جو عورتوں نے کمایا وہ عورتوں کا حصہ ہے نزول قرآن سے پیشتر عورتوں کو خاوندوں، رشتہ داروں اور والدین کے ترکہ سے حصہ بھی نہیں دیا جاتا تھا قرآن نے ان کا ترکہ مقرر کیا وراثت کا حصہ دار بنایا اور اپنی کمائی اور اپنی اور اپنی آبائی جائداد کا تو انھیں اسی طرح مالک قرار دیا جس طرح کہ مرد مالک ہوتے ہیں عورتوں کا حصہ مردوں سے نصف ضرور رکھا لیکن ساتھ ہی نہ مہر کی بھی حقدار قرار دیگئیں اس لئے اس کی کسر ادھر پوری ہو گئی ایرانیوں میں عورت کی حالت باپ ہی کے گھر میں غلاموں جیسی تھی وہ اپنی کمائی کو فروخت بھی کر سکتے تھے عیسائیت کی حالت دیکھنی ہو تو اس مہذب زمانہ ہی کے یورپ میں دیکھو بیوہ اپنے خاوند پر نہ گزارہ کا دعویٰ کر سکتی ہیں نہ اپنی آبائی اور ذاتی پیدا کردہ جائداد کو اپنی مرضی کے مطابق کام میں لا سکتی ہیں کوئی معاہدہ کسی سے نہیں کر سکتیں جو کچھ وہ خاوند کی زندگی میں کمائیں وہ ان کے خاوند کا مال متصور ہوتا ہے۔

تعدد ازدواج پر بھی پابندی عائد کر دی اور طلاق کو اشد ضرورت کے وقت جائز قرار دینے کے باوجود اسے نہایت مبغوض اور کریہ چیز بتایا گیا طلاق کے بارہ میں یہودیوں میں یہ افراط تھی کہ مرد جب چاہے بلا کسی وجہ کے طلاق دیدے جیسا کہ حضرت موسیٰ فرماتے ہیں کہ جب کوئی طلاق دینی چاہے طلاق نامہ لکھدے پھر یہ جبر کہ کوئی اس سے شادی نہ کرے۔

اخبار ۱۹ میں لکھا ہے کہ دوشیزہ حضرت بیجرمت اور مطلقہ سے شادی نہ کی جائے۔" عیسائی اور بت پرست قوموں میں یہ تفریط تھی کہ طلاق کا فقدان تھا البتہ زنا کے جرم میں طلاق دی جا سکتی تھی یہ دونوں صورتیں معاشرت و تمدن کے لئے برباد کن تھیں یہودیوں والی شرطیں عورت محض ایک مصیبت زدہ مخلوق تھی اور دوسرے میں مایوس و معلق اسلام نے اعتدال کی راہ اختیار کی ایک طرف طلاق کو انتہائی مکروہ اور قابل نفرت چیز قرار دیا اور دوسری طرف نباہ کی عدم صورت اور عدم موافقت مزاج کی انتہائی صورت میں اسے جائز بھی رکھا لیکن اس طرح کہ مرد و عورت کے مستقبل پر کوئی اثر نہ پڑے مجبوراً جان ملٹن نے بائبل سے طلاق کا جواز ثابت کرنے کی سعی کی ہے پر طلاق کی روک کے لئے بھی مختلف جید گیان پیدا کر دیں مقصد یہ تھا کہ زندگی اتفاق و محبت سے بسر ہو نتیجہ یہ ہوا کہ جہاں یورپ میں طلاق کی نہایت کثرت ہے وہاں مسلمانوں میں شاذ ہی اس کی مثالیں ملتی ہیں دیکھ لیجئے اسلامی احکام کتنے ابدی و فطری ہیں جنھیں کبھی بدلنے اور تبدیل کرنے کی ضرورت واقع نہیں ہوتی حالانکہ عیسائیوں اور منتقل کو اپنے مذہبی احکام کے خلاف طلاق پر عمل کرنا پڑ رہا ہے بائبل سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ سلیمان کی سات سو سے زائد بیویاں تھیں اور تین سو حرم تھیں (اسلاطین ۱۱) حضرت داؤد کی ۹۹ بیویاں تھیں یہودیوں عیسائیوں نے تو شتیوں جنود ایضا تمیں کثرت ازدواج کی علادہ تھے۔ شاہ قسطنطین اور خسرو پرویز وغیرہ [illegible]

کے جانشینوں کی بہت سی بیویاں تھیں منکوحہ بیویوں کے علاوہ یہود و عرب لونڈیوں کو مسکہ طریق پر رکھ لیتے تھے یونان اور عرب کے اقطاع میں یہ بھی دستور تھا کہ ایک عورت متعدد خاوند کر سکتی تھی ہندوستان میں کو ر جاہ ڈلی میں یہی رسم رائج تھا قرآن نے اسے بھی بند کیا ہر قسم کی غیر منکوحہ عورتوں کو رکھنا حرام قرار دیا اور صرف چار تک اس کی حد مقرر کی اور وہ بھی انصاف کی کڑی شرط کے ساتھ یورپ نے ایک عورت کی موجودگی میں دوسری عورت کرنا جرم قرار دیا ہے مگر یہ بھی فطرت کے خلاف ہے اور اس سے زناکاری کو تقویت حاصل ہوتی ہے گویا قرآن پہلی کتاب اور اسلام پہلا مذہب تھا جس نے عورتوں کی جداگانہ ہستی تسلیم کی وراثت میں اس کا حق مقرر کیا اس کے حقوق کی تصریح کی اس سے نیکی اور حسن سلوک کے تاکیدی احکام نافذ کئے مرد اور عورت کے حقوق کی بہترین تعریح کی اور ایسے طریقے تجویز کئے جن سے دونوں کی زندگی عیش و آرام کے ساتھ بسر ہو سکے۔

قرآن اور طریق تمدن

عرب میں وحشت و بربریت، سرکشی و جہالت اور لغویت و بے سلیقگی عام تھی نہ سلام نہ مصافحہ اور نہ معانقہ گھروں میں مرد عورت بے ستر رہتے جس کے گھر میں چاہتے بے دھڑک گھس جاتے سلام ذلت کے مترادف سمجھا جاتا دوسروں کی تحقیر اور حسب و نسب پر فخر عام بات تھی قرآن کریم نے اس لغویت و وحشت کا خاتمہ کر کے انھیں تہذیب و تمدن کے آئین سے آشنا کیا

آداب مجلس۔ یا ایہا الذین امنوا اذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا یفسح اللہ لکم و اذا قیل انشزوا فانشزوا "اے ایمان والو جب تم سے مجلس میں کہا جائے کہ بیٹھنے کو کشادہ کر دو تو کھل کر بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشائش پیدا کرے گا اور جب کھڑے ہونے کو کہا جائے تو کھڑے ہو جاؤ یعنی آداب مجلس کا خیال رکھو اور میر مجلس جو کہے اسے مانو اور اس پر عمل کرو۔

لباس کی ضرورت۔ یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سوآتکم و ریشا و لباس التقوی ذلک خیر ذلک من آیات اللہ لعلہم یذکرون۔ اے فرزند آدم ہم نے تمہارے لئے لباس بنایا ہے جو تمہاری ستر پوشی بھی کرتا ہے اور تزئین کے کام بھی آتا ہے لیکن سب سے بہتر لباس تو تقویٰ ہے یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے تاکہ تم اس پر غور کر کے عمل بھی کرو اور اس کی نعمتوں کا ذکر بھی۔

خذوا زینتکم عند کل مسجد "نماز کے لئے اچھے کپڑے پہنا کرو۔ یعنی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے تمہاری ستر پوشی اور زینت جسمانی کے لئے لباس پیدا کیا ہے۔ ضرور ہے کہ سب سے بہتر لباس تو تمہارے اخلاقی محاسن ہی ہیں جن کی موجودگی میں کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ انسان نیک اور صاحب صفات ہے تو اس کی کسر یا ق پر کسی کی نگاہ بھی نہ پڑے گی تاہم پھر بھی لباس ایک نعمت ہے جس کو پہنکر ایک شان پیدا ہوتی جب مساجد میں جایا کرو تو اچھا لباس پہنکر جایا کرو لیکن یہ ہے کہ برے لباس میں اچھا انسان بھی برا معلوم ہوتا ہے اور لباس سے انسان میں ایک قسم کی شان اور خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے اس طرح گویا لباس کے اچھے رکھنے اور زینت سمجھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

آداب معاشرت یا ایہا الذین امنوا لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلہا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون۔ فان لم تجدوا فیہا احدا فلا تدخلوھا حتی یوذن لکم و ان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم و اللہ بما تعملون علیم۔ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم و اللہ بما تعملون علیم لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیہا متاع لکم و اللہ یعلم ما تبدون و ما تکتمون۔ "اے ایمان والو اپنے گھر والوں کے سوا غیروں کے گھروں میں داخل نہ ہوا کرو تاوقتیکہ تم ان سے پوچھ نہ لو اور گھر والوں کو سلام نہ کر لو تمہارے لئے یہی بہتر ہے سمجھو اور عمل کرو اور اگر تمہیں ان کے گھروں میں کوئی نہ ملے تو اندر نہ جاؤ تاوقتیکہ تمہیں اندر جانے کی اجازت نہ دی جائے اور اگر تم سے واپس جانے کو کہا جائے تو واپس چلے آیا کرو تمہارے لئے بہتر اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے البتہ جن مکانوں میں تمہارا اسباب رکھا ہو اور ان میں کوئی نہ رہتا ہو وہاں چلے جایا کرو اور جو کچھ تم ظاہر یا مخفی طریق پر کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے اچھی طرح واقف ہے"

کتنی بہتر اور مہذبانہ نصائح ہیں جن کے ہر لفظ سے شائستگی مترشح ہے

نفاق اور ظاہرداری۔ ان المنافقین فی الدرک الاسفل من النار و لن تجد لہم نصیرا۔ "تحقیق وہ لوگ جن کے قول و فعل میں یکسانیت نہیں یعنی دل میں کچھ ہوتا ہے اور زبان پر کچھ وہ دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ڈالے جائیں گے اور اس حالت میں ان کا کوئی مددگار و معاون نہ ہوگا"

ان المنافقین ھم الفاسقون وعد اللہ المنافقین و المنافقات و الکفار نار جہنم خالدین فیہا۔ "جو نفاق اور شافقت سے کام لینے والے ہیں وہی بدعہد و بدکار ہیں اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور عورتوں سے دوزخ کا وعدہ کیا ہے تا اس میں ہمیشہ رہیں گے

ان الذین لا یرجون لقاءنا و رضوا بالحیوۃ الدنیا و اطمانوا بہا و الذین ھم عن ایتنا غافلون۔ اولئک ماواھم النار بما کانوا یکسبون "جو لوگ ہمارے دیدار کا یقین نہیں رکھتے اور دنیاوی زندگی سے راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں اور جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں ان کا ٹھکانا ان کے اعمال کے سبب آگ میں ہوگا"

نفاق ضعف ایمان، ضعف اعتقاد، ضعف عمل اور عزم و قول کے ضعف کے ہم معنی ہے ریاکاری اور پالیسی اسی کے مترادف ہے ایسے لوگوں کو متنبہ کیا گیا ہے کہ اس حرکت و معصیت کی سزا جہنم ہے آجکل بھی ایسے لوگ ہیں جو اول درجہ کے ریاکار ہیں ریاکار آدمی کے پیش نظر آخرت و انجام نہیں ہوتا بلکہ محض دنیا ہوتی ہے اور وہ تھوڑی سی فوائد کے حصول کے لئے لوگوں سے جھوٹ بولتا، چکنی چپڑی باتیں کرتا جھوٹے یقین دلاتا اور ہر طرح اپنا کام نکالتا ہے دنیوی زندگی کے عیش سے مطمئن ہوتا ہے ایسے لوگوں کو سختی کے ساتھ

شبہ کیا گیا ہے۔

صبر وسچائی اور قرآن

قرآن کریم میں ارشاد باری ہے ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقانتین والقانتات والصادقین والصادقات والصابرین والصابرات والخاشعین والخاشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصائمات والحافظین فروجھم والحافظات والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما

تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مومن مرد اور مومن عورتیں فرماں بردار مرد اور فرمانبردار عورتیں سچے مرد اور سچی عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عجز و نیاز کرنے والے مرد اور عجز و نیاز کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں پاکدامن مرد اور پاکدامن عورتیں اللہ تعالے کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں جتنی بھی ہیں سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے آخرت اور عقبیٰ میں تو انھیں درجات ملیں گے ہی لیکن دنیا نے دیکھا اور یہی بنگلوں اور آسمان اور اس پر تمام چمکنے والے ستارے شاہد ہیں کہ ان بزرگوں نے اپنی زندگی ہی میں کتنے بڑے مراتب پائے آج بھی جو مسلمان اپنے اندر یہ جوہر جذب کرلیں تو خدائے برتر و توانا انھیں ضرور عیش و کامرانی سے دوچار اور راحت و عروج کی شادکامیوں سے بہرہ ور کریگا اس لئے کہ اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہوا کرتا۔

قرآن اور اخلاقی ذمائم

ارشاد باری ہے قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے بدکاریوں اور فواحش کو حرام کیا ہے خواہ یہ فواحش علانیہ طور پر کئے جائیں یا خفیہ طریق پر گناہ ہو نا واجب سرکشی کے متعلق بھی یہی حکم ہے یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اے ایمان والو اللہ تعالے اور اس کے رسول کریم اور تم میں سے جو صاحب حکم ہو اس کی اطاعت کرتے رہو اس حکم اور قرآنی امر نے ان مفسدہ پرداز اعراب میں نیکی اور نیکو کاری کی ایک زبردست روح پیدا کردی جو ہمیشہ فتنہ و فساد میں مبتلا رہتے تھے اور شرارت و بغاوت جن کا شعار عمل تھا اور جو اطاعت و فرمانبرداری کے نام سے بیگانہ تھے قرآن نے تمام ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام قرار دیدیا اور اطاعت و فرمانبرداری کو ضرورت ظاہر کرکے صحیح امن اور اطاعت وانقیاد کا جذبہ پیدا کردیا۔

ساتھ ہی حسبی و نسبی فخر و مباہات کے سلسلہ کی بھی مذمت کردی اور اسے صرف شناخت اور پہچان کا ذریعہ قرار دیکر یہ حقیقت واضح کردی کہ شریف وہ نہیں جس کے آباؤ اجداد شریف تھے بلکہ شریف وہ ہے جو شریفوں جیسے عمل کرتا ہے اور متقی ہے یاایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکر وانثیٰ وجعلنٰکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم ان اللہ علیم خبیر۔

عرب اقوام انتقام و قصاص میں بہت حساس اور تیز تھیں غلام کے قتل کے بدلے میں آزاد کو عورت کے بدلے میں مرد کو اور اپنے مرد کے بدلے میں جب تک مخالف قبیلے کے دو مردوں کو قتل نہ کرلیتی تھیں دم نہ لیتی تھیں پھر مخالف قبیلہ اسی طرح انتقام کی تاک میں رہتا تھا کبھی کبھی شاذ ایسا بھی ہوتا تھا کہ قاتل یا قاتل قبیلہ سے بدلہ یا مال لے لیا جاتا تھا قرآن کریم نے اس لغویت کی بھی اصلاح کی لیکن پورے دانشمندانہ طریقہ سے قصاص کو تو فرض بتایا کہ یہ اقتضائے فطرت تھا کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ لیکن اس کی تشریح و صراحت میں ایک نکتہ پیدا کردیا اور نوعیت قصاص بتادی ولکم فی القصاص حیٰوۃ یااولی الالباب لعلکم تتقون۔

قتل کے عوض میں قصاص تو فرض ہے مگر جاہلیت کے زمانہ کا قصاص نہیں کہ جو مل گیا اُسے بدلے میں پکڑ کر قتل کردیا بلکہ جو قاتل اور مجرم ہے اسی کو قتل کیا جائے فمن عفی لہ من اخیہ شیء میں یہ صراحت بھی کردیگئی کہ اگر مقتول کے وارث کچھ فدیہ لے چکے یا خوشی سے معاف کرچکے تو پھر انتقام کے جذبات ٹھنڈے ہوجانا چاہئیں اور اسی فیصلہ پر عمل ہونا چاہیئے انسان کی جان کی حرمت اور تحفظ کا بھی خیال رکھا گیا ہے اور قصاص کا بھی مگر یہ چیز ورثائے مقتول پر چھوڑ دیگئی ہے کہ وہ خود معاف کرینگے تو دل صاف رہیں گے اور امکانات شر و فساد مسدود ہوجائینگے

فطرت کے تاروں میں قرآن کریم کا ایک نغمہ

(از علامہ محمد عثمان صاحب تا تلیط)

قرآن حکیم بانی فطرت کی کتاب ہے وہ فطرت کی باتیں بتاتی ہے اور براہ راست انسانی فطرت سے اپیل کرتا ہے۔ ایک انسان قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے اور کچھ نہیں سمجھتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں اور ان زیر تلاوت آیات کا کیا مطلب ہے لیکن کسی مقام پر وہ جھجک کر ٹھہر جاتا ہے اس کو ایک چیز مرغوب اور پسند آجاتی ہے وہ اس پر نگاہ جماتا ہے غور کرتا ہے اور بلا خر غیر محسوس طریقہ پر وہ چیز اس کے قلب پر اثر کرتی ہے اور اس کے دماغ کے پردوں کو ہلا دیتی ہے وہ نہیں جانتا کہ میں نے کیا پڑھا اور کیا سمجھا لیکن وہ اپنے قلب و دماغ میں ایک کیفیت ایک سرور محسوس کر رہا ہے وہ اپنی اس کیفیت کو زبان سے ادا نہیں کر سکتا مگر اس کی موجودگی سے بھی انکار نہیں کر سکتا آؤ ہم بتائیں کہ اس نے کیا چیز محسوس کی اور کس چیز نے اس کے مضطرب قلب پر ضرب لگائی وہ کیفیت وہ سرور اور وہ لذت اور وہ شعور فطرت کا وجد ہے فطرت کی آواز ہے اور فطرت کا نغمہ ہے جس کو اس کی روح سن رہی ہے اور وہ خود ایک ایسی لذت محسوس کر رہا ہے جس کی ترجمانی کے لئے زبان میں طاقت نہیں یہ ہے وہ فطرت جس سے براہ راست قرآن نے اپیل کی ہے اور اس کی زبان پر قفل چڑھا کر اس کی ہستی کو سراپا لذت بنا دیا۔

قرآن فطرت سے اپیل کرتا ہے اور یہی وہ اپیل ہے جو زبان کو خاموش مگر روح کو ہمہ تن گوش بنا دیتی ہے یہی وہ کیفیت ہے جو قرآن کریم کے تلاوت کرنے والے پر ابر نو بہار کی طرح چھا جاتی ہے۔

غور کرو! ایک شخص قرآن حکیم کی آیات سے لذت اندوز ہوتا ہے گو وہ ان کے معانی اور مطالب بیان نہیں کر سکتا مگر ان کے اثر سے وجد ہو جاتا ہے اور ضمیر اندر سے گواہی دیتا ہے کہ اس کی کوئی کھوئی ہوئی چیز مل گئی۔

(۲)

یہ تو ایک وجدانی کیفیت ہے جو تلاوت قرآن عزیز سے طاری ہوتی ہے اب ذرا آنکھ کھول کر اور زبان سے کام لیکر قرآن حکیم کی فطری تعلیم کا جائزہ لو قرآن حکیم کی سطر سطر میں انسانی فطرت کی بستیاں نظر آئیں گی اسکے اجزاء ہوئے دیار کی دل فریبیاں نظر آئیں گی اس کو وہ چیز محسوس ہوگی جسکو وہ زبان سے بیان بھی کر سکتا ہے اور اس کا پورا نقشہ الفاظ میں کھینچ کر رکھ سکتا ہے وہ ہے قرآن حکیم کا اسلوب بیان اس کا طرز استدلال اس کے حکیمانہ اقوال اور اس کا وہ بے نظیر نظم و ترتیب جس پر نظم و ارتباط کا کامل مفہوم ختم ہو جاتا ہے۔

(۳)

سب سے پہلے خدا کے وجود کو لو کیونکہ بد قسمت انسان جہاں اور گمراہیوں اور تاریکیوں میں مبتلا ہے وہاں اس کو اپنے صانع اپنے خالق اور اپنے مربی کے وجود میں بھی شک ہو جاتا ہے اور وہ مصنوع اور مخلوق ہونے کے باوجود اپنے صانع اور خالق کا انکار کر بیٹھتا ہے اور فطرت کی آواز اوہام و ظنون میں فراموش ہو جاتی ہے قرآن کریم نے ایسے منکرین کے لئے جو طرز استدلال قائم کیا ہے وہ اپنی نوعیت ہمہ گیری اور تاثر و گیرائی کے اعتبار سے ایسا نادر اور معنوی حسن کا مظہر ہے کہ

ادراک سوائے ان لوگوں کے اور کوئی نہیں کر سکتا جو قلب سلیم اور فہم ثاقب کے مالک ہیں اور جن کے قلب صافی پر ملاء اعلیٰ کے نقوش منعکس ہوتے رہتے ہیں یہاں مثال کے طور پر باری تعالیٰ کے وجود کے اثبات پر صرف ایک آیت لکھی جاتی ہے جو خدا کے منکروں کو لا لیٹن نہیں بلکہ حقائق و دلائل کا پورا آفتاب دکھا رہا ہے ارشاد باری ہے۔

ام خلقوا من غیر شیٔ ام ہم الخالقون۔ — کیا یہ لوگ بغیر خالق کے یونہی پیدا ہو گئے ہیں یا وہ اپنے نفسوں کے آپ ہی خالق ہیں؟

اب ذرا قرآن حکیم کے اس استدلال اور فطری اسلوب بیان پر غور کرو کہ ایک سمجھنے والے کے دل پر کیسی زور کی چوٹ پڑ رہی ہے اور اس کے فہم و دانش کی کل کائنات کو کس طرح مسخر کر لیا گیا ہے۔

(۴)

پہلی چیز تو یہ بیان فرمائی کہ جو لوگ صانع اور خالق کی ہستی کے منکر ہیں وہ اپنے گرد و پیش مصنوعات و مخلوقات کا ایک لا متناہی سلسلہ دیکھ رہے ہیں اور وہ خود بھی مصنوع و مخلوق ہیں، وہ خود بتائیں کہ بغیر خالق کے مخلوق بغیر صانع کے مصنوع بغیر موثر کے متاثر اور بغیر متحرک کے حرکت کس طرح منصہ شہود پر آسکتی ہے اگر دنیا میں اور دنیا کی لا متناہی اشیاء میں ایک بھی ایسی مثال مل جائے جو اپنے بنانے والے کے بغیر خاص شکل و صورت میں نمودار ہو گئی ہو تو بیشک تم انکار واجب الوجود میں حق بجانب قرار دیئے جا سکتے ہو اور تمہارا یہ عذر قبول و مسموع ہوگا کہ بغیر کاریگر کے بھی کوئی شے بن سکتی ہے لیکن اگر باوجود تلاش و جستجو کے تم کو ساری کائنات میں ایک مثال بھی نہ ملے جو تمہارے خیل کی دستگیری کرے تو بتاؤ باری تعالیٰ کے نہ ماننے میں تمہارے پاس کونسی دلیل ہے جس کو تم قلب کی پوری تقویت کے ساتھ اور فطرت کا کامل گواہی کے ہمراہ پیش کرتے ہو؟ غور تو کرو جب ایک روٹی بھی بغیر پکانے والے کے نہیں پکتی جب ایک گلاس بھی بغیر کسی بالارادہ ہستی کے پانی سے نہیں بھرا جا سکتا اور جب ایک اینٹ بھی کسی صانع کے بغیر بنائی جا سکتی تو بتاؤ کہ ام من خلق السموات والارض یہ آسمان اور یہ وسیع و عریض زمین یہ سمندر اور یہ پہاڑ یہ سورج اور یہ چاند یہ چرند پرند اور یہ انسان یہ کھانے کی چیزیں اور یہ استعمال کرنے کے لئے مسلمہ کائنات خود بخود بن گئی؟ کیا پھولوں کا حسن اس کا خود پیدا کردہ ہے؟ کیا اس کی بھینی بھینی خوشبو اور اس کے زرد سرخ اور سفید رنگ اتفاقات کا نتیجہ ہیں اور کیا اتفاقات میں یہ تسلسل یہ ارتباط اور یہ دوام بھی باقی رہتا ہے؟ ام خلقوا من غیر شیٔ ام ہم الخالقون! کہ کیا تم بغیر کسی برتر ہستی کی منشا کے خود بخود پیدا ہو گئے ہرگز نہیں ہرگز نہیں

الله الذی خلق السموات والارض بغیر عمد ترونها والله الذی خلق لکم من الانعام	اللہ ہی نے آسمان اور زمین کو بغیر کسی سہارے کے پیدا کیا اور اس چیز کو تم خود دیکھتے ہو! اور اللہ ہی نے تمہارے فائدہ اور زندگی

نہ اُنا

	کے لئے زمین سے طرح طرح کی چیزیں
	بنائیں۔
ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعًا۔	اسی نے تمہارے لئے زمین کی کل چیزیں پیدا کیں
ھو الذی جعل لکم من الشجر الاخضر نارًا فاذا انتم منہ توقدون	خدا ہی نے درختوں میں سے تمہارے لئے آگ پیدا کی جس کو تم کھانا پکانے اور دیگر ضروریات کے لئے سلگاتے ہو۔

———— (۵) ————

ام خلقوا من غیر شیءٍ سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ بغیر کسی صانع اور خالق کے کوئی مصنوع جلوہ گر نہیں ہو سکتی۔ اب بھی اگر خدا کی ہستی سے انکار ہے تو بتاؤ ام ھم الخالقون یعنی ہر چیز اپنے وجود کی آپ خالق ہے؟ کیا یہ سچ ہے کہ پتھر نے خود اپنے آپ کو پیدا کیا؟ انسان نے خود اپنے وجود کو ہست کیا؟ آسمان و زمین اپنے وجود کے آپ خالق ہیں؟ اگر یہ چیز ہے تو بتاؤ ایک ہی چیز ایک ہی وقت خالق بھی ہو اور مخلوق بھی صانع بھی ہو اور مصنوع بھی کیا فاعل اپنے فعل پر تقدم نہیں رکھتا؟ فرض کرو جس وقت تم نے اپنے وجود کو بنایا تو بنانے والے بھی تم اور بننے والے بھی تم اور وہ بھی ایک وقت معین میں اگر الف نے الف کو بنایا تو الف کا وجود مقدم ہوا اور تم کہتے ہو کہ ایک ہی وقت میں الف فاعل بھی ہے اور مفعول بھی صانع بھی ہے اور مصنوع بھی دیکھو ایک ہتھوڑا تمہارے سامنے رکھا ہے کیا اس ہتھوڑے کو اسی ہتھوڑے نے بنایا ہے جو خود اکیلا ہے ہرگز نہیں انسانی عقل ایک لمحہ کے لئے بھی ایک ہی چیز کو اپنے نفس کا خالق نہیں مان سکتی پس ثابت ہوا کہ نہ پہلی صورت صحیح ہے اور نہ دوسری یعنی نہ تم بغیر کسی بنانے والے کے خود بخود بن گئے اور نہ تم نے آپ اپنے وجود کو بنایا لہذا اب یہی صورت قائم اور ثابت رہی کہ تمہارا کوئی نہ کوئی خالق اور صانع ہے جس نے ایک خاص ہیئت و ترکیب اور شکل و صورت کے ساتھ بنایا اور اس میں آلات و جوارح پیدا کر کے ان کو کام کرنے کے قابل بنا دیا۔

ھو الذی خلقکم فی بطون امھاتکم لا تعلمون شیئًا وجعل لکم السمع والابصار والافئدۃ لعلکم تشکرون ○	اسی نے تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں پیدا کیا اور تمہاری یہ حالت تھی کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے پھر اسی نے تمہارے جسم میں کان پیدا کئے آنکھیں بنائیں اور دل لگا دیا تا کہ

[illegible]

———— (۶) ————

قرآن حکیم نے یہ استدلال صرف اللہ تعالیٰ کے وجود پر کیا ہے جس میں ایک دلربائی اور کشش ہے اور جو اس قدر اوفق بالطبع ہے کہ فطرت کی آواز اس سے ہم آہنگ ہو جاتی ہے گو یا ضمیر اس دلیل کو اس طرح قبول کر لیتا ہے جس طرح عاشق اپنے محبوب کی اداؤں کو اپنے سینہ میں بٹھا دیتا ہے۔ یہ ہے وہ قرآن حکیم کا فطری بیان جس کی طرف شروع مضمون میں اشارہ کیا گیا اور جس کا ادراک کر کے انسان اس ہستی کے سامنے گر جاتا ہے جس کو کائنات کی ہر چیز سجدہ کرتی ہے۔

قرآن حکیم کے اس اسلوب بیان اور حسن ترتیب کے ساتھ ذرا اس کے اختصار

[illegible]

مسائل میں سے اہم مسئلہ ہے جس کو ان اہل منکرین یا اہل تحقیق کی عدالت میں ان کا واجب الوجود عقیدہ کو پاش پاش کیا جا رہا ہے ضرورت تھی کہ اس موضوع پر ایک ضخیم اور مطول کتاب تصنیف کی جاتی مگر قرآن عزیز زیادہ نہیں بولتا دقیق فلسفیانہ اور ناقابل فہم دلائل پیش نہیں کرتا بلکہ سیدھے سادے دو لفظوں میں انسانی ضمیر کو پکڑ لیتا ہے اور اسی سے دو باتیں دریافت کر کے اسی پر فیصلہ چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے استفت قلبک اپنے دل سے فتویٰ لو وہی منصف ہے اس اہم مقدمہ کا فیصلہ وہی کرے گا لطف اسی میں ہے کہ مجرم خود اپنے خلاف فرد جرم لگائے اور ایک قاتل اپنے محضر قتل پر دستخط ثبت کر دے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون	تمہارے ہی نفس میں وہ حقیقت پوشیدہ ہے جس کا تم انکار کرتے ہو بشرطیکہ تم بصیرت سے کام لو
اقرأ کتابک کفٰی بنفسک الیوم علیک حسیبا	تم اپنے نفس کی کتاب کا خود مطالعہ کرو وہی تمہارا فیصلہ کر دے گی۔

———— (۷) ————

میں شروع سے کہتا آ رہا ہوں کہ قرآن حکیم کا طرز کلام مناظرانہ اور مجادلانہ نہیں ہے وہ انسان کی آنکھ کان اور زبان سے خطاب نہیں کرتا بلکہ اس کا خطاب براہ راست قلب و ضمیر سے ہوتا ہے یہ خطابت کا وہ اسلوب ہے جو قلب کو کائنات کی گہرائیوں میں گم کر دیتا ہے اور جو ہمیشہ کے لئے دلائل اور مباحث کی صف لپیٹ کر رکھ دیتا ہے۔

دنیا میں جادو یا سحر کی تاثیر ضرب المثل مانی گئی ہے اور جب کسی کے کلام میں تاثیر کا سمندر موجیں مارتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس کے کلام میں جادو ہے کفار عرب جو قرآن عزیز کے اول مخاطب ہیں، وہ بھی سحر یا جادو کی بے پناہ اور غیر معمولی تاثیر کے قائل تھے جب انہوں نے قرآن کو سنا اور اس کی تاثیر کو نہ جھٹلا سکے تو انہوں نے قرآن کو سحر یا جادو کہہ دیا گو کفار عرب قرآن کو جادو کہہ کر اس کی مذمت کیا کرتے تھے مگر ان کی مذمت میں بھی قرآن کی حقیقت اور جوہریت جلوہ گر ہے یعنی انہوں نے قرآن کو جادو اور پیغمبر اسلام کو جادوگر کہہ کر اس کا اعتراف کر لیا کہ قرآن اپنی تاثیر اور گیرائی میں وہ درجہ رکھتا ہے جس کا مفہوم سوائے لفظ جادو کے اور کسی لفظ سے ادا نہیں کیا جا سکتا یہ ان کی غلطی تھی کہ وہ قرآن کو جادو سمجھ بیٹھے کیونکہ ان کے نزدیک جادو کے سوا کسی کلام میں اتنا اثر ہو ہی نہیں سکتا تھا جو اس کلام کا مقام بنتا ہے گو انہوں نے غلطی کی اور فاش غلطی کی مگر اس غلطی میں بھی وہ نادانستہ ایک سچی حقیقت کا اعتراف کر گئے گو زبان پر انکار رہتا مگر ضمیر پر قرآن کا اعتراف پوشیدہ تھا۔

وجحدوا بھا واستیقنتھا انفسھم ظلمًا وعلوًا	گو انہوں نے ظلم و عداوت کی وجہ سے قرآن کا انکار کیا مگر ان کے نفوس نے یقین اور اعتراف کی چاشنی محسوس کر لی۔

———— (۸) ————

اس بیان سے یہ مقصود نہیں ہے کہ قرآن حکیم سے وجود باری تعالیٰ کا اثبات کیا جائے بلکہ منشا یہ ہے کہ قرآن عزیز کے اس اسلوب پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے جو اس کتاب حکیم کا طغرائے امتیاز ہے اور جو دنیا کی دیگر کتابوں میں خط امتیاز کھینچ دیتا ہے یہ اسلوب بیان انسانی دماغ کی اختراع نہیں ہو سکتا کیونکہ عالم الغیب

[illegible]

کیسی ہے اور اس کا منشا کس طرح پورا کیا جا سکتا ہے قرآن حکیم نے اپنے بیان اور طرز استدلال میں جو طرز و ہیئت اختیار کی ہے وہ انسانی فطرت کے نشیب و فراز کے عین مطابق ہے گویا قرآن حکیم کو بانیٔ فطرت نے فطرت ہی کے سانچے میں ڈھال کر انسانوں کو اس کا مخاطب بنایا ہے وجود باری کے علاوہ ہر موضوع ہر مسئلہ اور ہر حقیقت اس فطرت کی آئینہ دار ہے۔

(۹)

اس سے آگے چلئے اور دیکھئے کہ وجود باری تعالیٰ کے بعد توحید الٰہی کا اثبات قرآن عزیز و حکیم نے کس پر حکمت استدلال کے ساتھ کیا ہے توحید الٰہی کا موضوع اسلام کا مہتم بالشان موضوع ہے جس پر اسلام کی کل کائنات گردش کرتی ہے دنیا میں باری تعالیٰ کے منکرین کی تعداد مشرکین اور متعدد آلہہ کے قائلین سے بہت کم ہے اس لئے قرآن عزیز نے توحید کے اثبات پر اپنے خاص اسلوب بیان کو ختم کر دیا ہے۔ توحید کے اثبات میں قرآن عزیز جو طرز اختیار کرتا ہے اس کا منشا بھی انسان کی فطرت اور ضمیر ہی ہے اس خصوص میں بھی اس نے دقیق اور علم الکلام کے مباحث و دلائل سے پرہیز کیا ہے اور وہ طریقہ اختیار کیا ہے جو انسان کے ہر فرد کی فکری استعداد کے مطابق ہے چنانچہ فرمایا۔

لو کان فیھما آلھۃ الا اللہ لفسدتا۔	اگر آسمان و زمین کا خدا ایک نہ ہوتا بلکہ ایک کے سوا کوئی اور بھی خدا ہوتے تو یہ دونوں کار کبھی کے برباد ہو جاتے۔

بتائیے کیا یہ دلیل ایسی ہے کہ جس کو عقلا اور ارباب علم ہی سمجھ سکیں؟ یہ وہ استدلال ہے جس کو ایک فلاسفر اور ایک دہقانی برابر سمجھ سکتے ہیں اور ان دونوں کی فطرت ایک ہی کیفیت کے ساتھ اس کا اعتراف کرتی ہے۔

فرمایا کہ اگر دو خدا ہوتے تو یہ نظام عالم کبھی کا فساد و تخریب کی نذر ہو گیا ہوتا کیونکہ ہر ایک خدا مستقل خدا ہوتا اور دوسرے کے اثر سے بالکل خالی ہوتا اور کامل اختیارات کے دونوں مالک ہوتے اس صورت میں دونوں کا ایک ہی ارادہ اور منشا ہوتا باطل ہے ورنہ وہ خود مختار نہیں رہتے اب یا تو ہر ایک خدا کی مخلوق جدا جدا ہوتی اور ہر خدا کی مخلوق پر دوسرے کو کوئی اقتدار و اختیار نہ ہوتا اس صورت میں دونوں خدا اپنی اپنی جگہ ناقص ٹھہرتے کیونکہ خدا تو وہی ہے جس کو قدرت کاملہ اور اختیارات کاملہ حاصل ہوں یا یہ صورت ہوتی کہ تمام مخلوقات میں دونوں خدا مشترک ہوتے اور شریک ہونے کی حیثیت سے وہ ہر چیز پر اقتدار رکھتے لیکن ظاہر ہے کہ جس چیز میں بھی اشتراک ہو گا اس میں تملیک مشترک نہ ہو گی یعنی مالک تو ایک ہی ہو گا لیکن استعمال و اقتدار میں دونوں شریک ہوں گے مالک تو وہی خدا ہو گا جس نے اس چیز کو پیدا ہی کیا ہو گا اس لئے ایک خدا مالک رہا مگر دوسرا خدا اس قادرانہ صفت سے محروم ہو گیا۔

(۱۰)

نظام عالم کی ترتیب بتا رہی ہے کہ یہ نظام کائنات ایک ہی کاریگر کے فعل کا نتیجہ ہے ورنہ یہ نظام اور یہ مرتب وجود قائم نہ رہتا۔

اثبات توحید کے بعد ابطال شرک پر جو اسلوب قرآن حکیم نے اختیار کیا ہے وہ بھی وہی ہے جس کا مندرجہ بالا سطور میں اظہار کیا گیا مثلاً ایک جگہ حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا ابطال ان الفاظ میں کیا گیا ہے

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل و امہ صدیقۃ کانا یاکلان الطعام	مسیح تو سوائے رسول کے اور کچھ بھی نہیں تھے اور بھی پیغمبر پہلے گذر چکے ہیں ان کی ماں بھی نیک تھی اور وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے۔

اور اگرچہ یہ ایک سیدھی غذا ہے جو روحانی مریض کے معدہ و فکر میں ہضم ہو جاتی ہے تو اس کو ذرا بھی تکلیف نہیں ہوتی پہلے تو یہ ظاہر کر کے کہ مسیح صرف اس کے ایک رسول ہیں حضرت مسیح کی الوہیت کو بیخ و بن سے اکھیڑ کر پھینک دیا اس پر جو دلیل پیش فرمائی بس وہی فطرت اور ضمیر کی آواز ہے جس کو میں پیش کر رہا ہوں وہ دلیل یہ ہے کہ جس کو عیسائی خدا سمجھتے ہیں وہ تو کھانا کھایا کرتا تھا یعنی وہ اپنے وجود کو قائم رکھنے کے لئے کھانے اور پینے کا محتاج تھا اور جو شخص اپنی بقا کے لئے غلہ پانی مٹھائی ترکاری وغیرہ کا محتاج ہو وہ خدائی کے لائق کس طرح ہو سکتا ہے۔

پھر حضرت مسیح کے ساتھ ان کی والدہ صدیقہ کو ملا کر یہ بھی ظاہر کر دیا کہ جس طرح حضرت مریم انسان اور کھانے پینے کی محتاج تھیں اسی طرح حضرت مسیح بھی انسان ہی تھے یہ کیا کہ حضرت مریم کھانا کھا کر خدا نہیں مگر حضرت مسیح کھانے پینے کے محتاج ہوتے ہوئے خدا بن گئے!

ھو الذی یطعم ولا یطعم خدا تو دوسروں کو کھلاتا ہے کیونکہ وہ خالق ہے مگر خود نہیں کھاتا کیونکہ وہ مخلوق نہیں اور جو مخلوق نہیں وہ محتاج بھی نہیں

قرآن عزیز کی اس دلیل کو جس خوبی کے ساتھ ایک فلاسفر اور علم النفس کا ماہر سمجھ سکتا ہے اسی طرح ایک دہقانی اور ان پڑھ بھی سمجھ سکتا ہے اور اس پر دلیل کی لطافت میں کوئی فرق نہیں آتا۔

یہ ہے قرآن حکیم کا اسلوب بیان جو اس کی ایک ایک سطر سے نمایاں ہے اور جو اس قدر دلکش ہے کہ پڑھنے والے کی فطرت اس کو فوراً قبول کر لیتی ہے۔

تنزیل من رب العالمین نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین۔	یہ قرآن رب العالمین کی طرف سے نازل شدہ ہے جو بذریعہ جبرئیل امین آپ کے قلب

مبارک پر نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ غافل بندوں کو بیدار کریں قرآن کریم کا مبلغ ہے اور قرآن قلب اور فطرت انسانی سے ہی اپیل کرتا ہے۔

عبد و معبود کے تعلقات اسلام میں

(از حضرت مولانا مولوی مطلوب الرحمن صاحب نگرامی)

مذہب اسلام ظاہری و باطنی صوری اور معنوی خوبیوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے کہ دنیا کی تاریخ جس کی مثال لانے سے عاجز ہے یہ تمدن یہ تہذیب یہ طریق معاشرت یہ اصول معیشت یہ حسن سیرت یہ پاکیزگی اخلاق یہ یگانگت یہ محبت یہ اتحاد یہ اتفاق جس کی تعلیم اسلام نے دی ہے کیا کسی مذہب میں اس کی کوئی نظیر مل سکتی ہے اعمال کو چھوڑیئے عقائد ہی کی اصلاح انبیاء و مرسلین کا تعارف ملائکہ کی تعریف حشر و نشر کی تفصیل جزاء اعمال کی توضیح اور یہی نہیں بلکہ خود خدا کے تصور اور خدا اور خدائی کے رابطہ و علاقہ کی تشریح خالق و مخلوق کے تعلق عبد و معبود کے درمیانی رشتہ کی وضاحت جیسی کچھ اسلام نے کی ہے کیا کہیں اور بھی موجود ہے درانحالیکہ اسی رشتہ کی تصدیق و توثیق ایمان کی علامت اور اسی کا قطع و فسخ کفر کا پیش خیمہ ہے۔

یہودیوں کے یہاں بھی صفات خداوندی کے تذکرے موجود ہیں لیکن انسانوں کے لئے ان صفات کا تعلق بس خدا سے منادت کے غیظ و غضب اس کی شان جباری اور صفت قہرمانی کے اظہار کے علاوہ اور کیا ہے۔

عیسائیوں کے یہاں بھی اوصاف الٰہی ہیں لیکن اولاد آدم کے معاصی پر باپ کی ندامت و پشیمانی کے سوا کسی دوسرے تعلق کا پتہ نہیں چلتا ہے پر شارع اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لائے ہوئے مذہب اسلام میں خدا کی صفات اور خدا اور اس کے بندوں کے تعلقات پورے شرح و بسط اور پوری تشریح و تفصیل کے ساتھ موجود ہیں کہ جنھیں دیکھ کر بندہ خدا کی خدائی کا صحیح لطف اٹھا سکتا ہے۔

اسلام میں خدا کا اپنے بندوں کے ساتھ تعلق صرف قہر و قہاریت یا رحم و کرم ہی تک محدود نہیں بلکہ یہودیوں کا جبار و قہار اور عیسائیوں کا رحیم و کریم اسلام کے لئے ایک ہی ذات ہے جبار و قہار بھی ہے رحمٰن و رحیم بھی، شدید العقاب بھی ہے اور غفار و مناف بھی اور اس پر بس نہیں وہی خالق و مالک بھی ہے وہی رب و معبود بھی وہی جلاتا ہے وہی بلاتا ہے اسی کے ہاتھ بیماروں کی شفا بھی ہے اور تندرستوں کی بیماریاں بھی اسی کے بس میں ذلتیں بھی ہیں اور سرفرازیاں بھی، وہی ہے کہ ہر غائب جس کے علم میں حاضر اور ہر پوشیدہ جس کے حضور میں ہویدا ہے وہ دل کی ہر کھٹک کو سنتا اور پلک کی ہر حرکت کی خبر رکھتا ہے کائنات کا ہر تغیر اسی کی مرضی کے موافق اور عالم کا ہر انقلاب اسی کی مشیت و حکمت کے مطابق عمل میں آتا رہتا ہے دنیا کا ہر بڑا اور چھوٹا امیر و فقیر ہر عالم و جاہل اس کا محتاج اور وہ ان میں سے ہر ایک سے غنی اور ہر ایک سے بے نیاز۔

خدا کی صفات اور بندوں کے ساتھ اس کے تعلقات کا یہ مختصر خاکہ وضاحت و صراحت کے ساتھ خود خدائی کتاب قرآن مجید میں موجود ہے جس میں وہ کہیں خلق و ایجاد کی شان میں ظاہر ہوا کہیں عالم یوم معاد بن کر سامنے آیا کہیں گنہگاروں کے گناہ بخشے کہیں منکروں و جاحدوں کے سر کچلے کہیں زندوں کو مردہ کیا کہیں مردوں کو زندہ کر دکھایا کہیں عبرت و بصیرت کے لئے دل آویز قصے سنائے کہیں اپنے انعام و اکرام کے دفتر کھولے غرضکہ ہر صورت اور ہر شکل سے اپنی معبودیت اور بندوں کے ساتھ اپنے تعلق کی ازلیت و ابدیت کا یقین ان کے دلوں میں اتار دیا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ سورہ فاتحہ کو لیجئے ہر ہر حرف خدا کے تعلق اور اس کے مضبوط و مستحکم رشتہ کا آئینہ ہے رب العالمین سارے عالم کا پالنہار و پروردگار اگر ہے تو وہی الرحمن الرحیم بندوں کے ساتھ مہر و کرم اگر ہے تو اسی کی شان ہے مالک یوم الدین قیامت کے دن عقاب و ثواب کا مالک اگر کوئی ہے تو وہی ہے بندوں کو عبادت اگر کرنی چاہئے تو اسی کی کرنی چاہئے اپنے کاموں میں اعانت اگر چاہئے تو اسی سے مانگنی چاہئے تعلق خداوندی کے اس اجمال کی تفصیل خود خدا اپنے تعلقات کا اظہار اپنے کلام میں یوں فرماتا ہے۔

یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناءً وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلوا اللہ اندادا وانتم تعلمون (سورہ بقرہ) اے لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے والے لوگوں کو پیدا کیا عجب نہیں کہ تقویٰ و پاکیزگی قلب کی لطافت سے بہرہ اندوز ہو وہ تمہارا پروردگار ہی ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش اور آسمان کو سقف بنایا اور آسمان سے پانی برسا کر تمہارے رزق کے لئے پھل پیدا کئے لہٰذا کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور تم جانتے ہو۔

تقریباً اسی مضمون کو دوسرے الفاظ میں آگے چل کر بیان فرمایا گیا ہے۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء فسوٰھن سبع سموات وھو بکل شیء علیم تم کیسے خدا کے ساتھ کفر کرتے ہو درانحالیکہ تم بیجان تھے پس اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا پھر وہی تم کو مارتا ہے اور وہی تم کو پھر زندہ کرے گا پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی کل کائنات پیدا کی پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا پس سات آسمان بنائے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔

آپ نے دیکھا کہ خدا نے اپنے بندوں کے ساتھ اپنے کیا کیا تعلقات بتلائے ہیں اور پھر کس طرح اس کی تفصیل فرمائی ہے کہ بندوں کی پیدائش ہو تو اس کی، ان کا جینا اور مرنا ان کا کھانا اور پینا سب کچھ اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا زمین کی کل کائنات اللہ نے اپنے بندوں کے لئے خلق فرمائی ہے یہ درحقیقت تعلقات عبد و معبود اور خدا کی ذرہ نوازی کی جھلک ہے ان بندوں کے ساتھ اس کے الطاف و عنایات کا ایک عجیب منظر ہے یہ بہتے ہوئے دریا اور ابلتے ہوئے چشمے یہ لہلہاتا ہوا سبزہ یہ اونچی اونچی پہاڑیاں یہ گھنی اور گنجان جھاڑیاں یہ تناور درخت یہ خوشرنگ و خوشبو پھول پتیاں یہ چرند یہ پرند یہ نباتات یہ جمادات سب کچھ خدا نے انسان ہی کے عیش و آرام کی خاطر پیدا کیا یہاں تو صرف زمین اور اسی کی کائنات کا ذکر ہے لیکن ایک دوسری جگہ وسخر لکم ما فی السموات

تالارض جیسا ارشاد ہوا ہے یعنی زمین اور اس کی کائنات ہی پر کیا منحصر ہے آسمان و زمین میں جو کچھ ہے وہ سب کا سب معبود نے عبد ہی کی خاطر خلق فرمایا۔

ان دونوں آیتوں کے مفہوم کو جس میں زمین و آسمان کی ساری چیزوں کی تخلیق کی غرض و غایت کا انتساب انسان کی طرف کیا گیا ہے تفصیل کے ساتھ ملاحظہ فرماتے چلئے سورۂ نحل میں ارشاد ہے:۔

خلق السموات والارض بالحق تعالیٰ عما یشرکون یقیناً اللہ ہی نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور وہ بلند ہے ان چیزوں سے کہ جنھیں لوگ اس کا شریک بناتے ہیں۔ والانعام خلقها لکم فیها دفء ومنافع ومنها تاکلون اسی اللہ نے چوپایوں کو پیدا کیا جن کی کھالوں میں تم لوگوں کے لئے جڑاول ہے اور دوسر بہت سے منافع و فوائد ہیں اور انھیں میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔

ولکم فیها جمال حین تریحون وحین تسرحون اور انھیں چوپایوں میں تمہارے لئے زینت ہے جب ان کو شام کے وقت چرا کر واپس لاتے ہو اور جب صبح کے وقت چرانے کے لئے لے جاتے ہو۔

وتحمل اثقالکم الی بلد لم تکونوا بالغیه الا بشق الانفس ان ربکم لرءوف رحیم اور وہی چوپائے تمہارے بوجھوں کو ایک شہر سے دوسرے شہر تک پہنچاتے ہیں جہاں تک ان کو تم نہیں پہنچا سکتے تھے لیکن بڑی مشقت سے بیشک تمہارا پروردگار بڑا ہی مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوها وزینة ویخلق ما لا تعلمون۔ اور اسی خدا نے گھوڑے خچر اور گدھے بھی پیدا کئے تاکہ تم اس پر سوار ہو اور وہ تمہارے لئے زینت ہوں اور وہ بہتیرا ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے جن کو تم نہیں جانتے

پھر آگے ارشاد ہوتا ہے۔ هو الذی انزل من السماء ماء لکم منه شراب ومنه شجر فیه تسیمون اسی خدا نے آسمان سے پانی نازل فرمایا کہ جس میں کچھ تمہارے پینے کے لئے ہے اور اسی میں کچھ پانی ایسا ہے جس سے درخت سیراب ہوتے ہیں جنھیں تم اپنے مویشیوں کو چراتے ہو۔

ینبت لکم به الزرع والزیتون والنخیل والاعناب ومن کل الثمرات ان فی ذلک لآیة لقوم یتفکرون وہی خدا پانی کے ذریعہ سے تمہارے لئے کھیتی زیتون چھوہارے انگور اور ہر قسم کے پھل پیدا کرتا ہے اور اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانی ہے۔ وسخر لکم اللیل والنهار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون وما ذرأ لکم فی الارض مختلفا الوانه ان فی ذلک لآیة لقوم یذکرون اور تمہارے لئے رات اور دن آفتاب و ماہتاب اور ستاروں کو اپنے حکم سے مسخر فرما دیا ہے اور ان چیزوں میں عقل رکھنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں اور جو چیزیں تمہاری زمین میں اگائی ہیں ان کے مختلف رنگ ہیں اس میں ارباب غور و فکر کے لئے بڑی نشانی ہے۔ وهو الذی سخر البحر لتاکلوا منه لحما طریا وتستخرجوا منه حلیة تلبسونها وتری الفلک مواخر فیه ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون اور وہی ہے جس نے دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے نکال کر مچھلی کا تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے وہ زیور نکالو جس کو تم پہنتے ہو اور تم کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ وہ پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں اور اس نے یہ بھی دریا کو تمہاری تسخیر میں دیدیا ہے تاکہ اس کے فضل کی جستجو کرو اور تاکہ خدا کا شکر کرو۔

والقی فی الارض رواسی ان تمید بکم وانهارا وسبلا لعلکم تهتدون وعلامات وبالنجم هم یهتدون اور اس نے زمین میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے تاکہ زمین تمہیں لیکر کسی طرف مائل نہ ہو جائے اور نہریں پیدا کیں راستے بنائے تاکہ تم راستہ پر چلو اور نشانیاں بنائیں تاکہ تم راستہ پر چلو اور نشانیاں بنائیں اور لوگ ستاروں کے ذریعہ سے بھی راستہ معلوم کرتے ہیں۔

اسی سورہ نحل میں آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے:۔

والله انزل من السماء ماء فاحیا به الارض بعد موتها ان فی ذلک لآیة لقوم یسمعون اور اللہ ہی ہے جس نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس کے ذریعہ سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا بیشک اس میں ان لوگوں کے لئے جو کچھ سنتے سمجھتے ہیں ایک بڑی نشانی ہے؛ وان لکم فی الانعام لعبرة نسقیکم مما فی بطونه من بین فرث ودم لبنا خالصا سائغا للشاربین۔

اور یقیناً تم لوگوں کے لئے چوپایوں میں غور و فکر کا مقام ہے کہ ہم ان کے پیٹوں میں سے جس میں کہ گوبر اور خون ہے دودھ نکال کر تم کو پلاتے ہیں اور وہ دودھ بھی کیا دودھ ہے خالص دودھ ہے اور پینے والوں کے لئے آسانی سے حلق کے نیچے اتر جانے والا۔ سورۂ مومنون میں ارشاد ہے:۔

وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکناه فی الارض وانا علی ذهاب به لقادرون۔ فانشانا لکم به جنات من نخیل واعناب لکم فیها فواکه کثیرة ومنها تاکلون وشجرة تخرج من طور سیناء تنبت بالدهن وصبغ للآکلین۔ اور ہم نے اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا پھر ہم نے اس کو زمین میں ٹھیرایا اور ہم اس پانی کو بہا لے جانے پر بھی قادر ہیں۔ پھر اسی پانی سے ہم نے تمہارے کھجور اور انگور کے باغ پیدا کئے کہ تمہارے لئے ان میں بہت سے میوے ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو اور ہم نے اس درخت کو پیدا کیا جو طور سینا میں پیدا ہوتا ہے اور کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اگتا ہے؛

سورۂ فرقان میں ہے:۔

وهو الذی جعل لکم اللیل لباسا والنوم سباتا وجعل النهار نشورا وهو الذی ارسل الریاح بشرا بین یدی رحمته وانزلنا من السماء ماء طهورا لنحیی به بلدة میتا ونسقیه مما خلقنا انعاما واناسی کثیرا اور اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات کو پردہ پوش بنایا نیند کو راحت و آرام قرار دیا اور دن کو جیتے پھرنے کے لئے مقرر کیا وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے ہوا کو خوشخبری بنا کر بھیجا اور ہم نے آسمان سے پاک اور صاف پانی برسایا تاکہ اس کے ذریعہ سے ہم مردہ زمین کو زندہ کریں اور اپنی مخلوق میں چوپایوں اور انسانوں کو سیراب کریں۔

ان آیات کو دیکھنے کے بعد خدا کے وہ تعلقات جو وہ اپنے بندوں کی مادی دنیا کے ساتھ رکھتا ہے پوری وضاحت کے ساتھ سامنے آ جاتے ہیں اور بخوبی معلوم ہو جاتا ہے کہ عالم مادہ کے یہ سارے کیفیات جن سے آئے دن ہم اپنی زندگی میں بیش از بیش فوائد حاصل کرتے ہیں دراصل ہمارے معبود نے ان کی تخلیق ہمارے ہی لئے فرمائی ہے لیکن کیا معبود کے تعلقات عبد کے ساتھ صرف اس کی دنیا مادی تک ہی محدود ہیں؟ نہیں بلکہ جس طرح بندوں کی مادیات سے اسے تعلق ہے اسی طرح اسے ان کی روحانیات سے بھی ایک ازلی رشتہ اور ابدی علاقہ ہے

قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے کریم نے جسم انسانی کی راحت و آرام کی خاطر جو اہتمام فرمایا ہے اس سے کہیں زیادہ اس کی کائنات روحانی کی نشو و نما اور زیبائش کی فکر کی ہے ارشاد ہوتا ہے :-

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلال مبين۔ اللہ نے مومنین پر بڑا احسان فرمایا کہ انہی میں ایک رسول انہیں کی جنس میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر آیات قرآنی کی تلاوت فرماتے ان کا تزکیہ نفس کرتے اور ان کو قرآن اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں اگرچہ یہ لوگ اس سے قبل کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔"

ایک دوسری جگہ اسی روحانی تعلق کا اظہار یوں فرمایا جاتا ہے :-

اذكروا نعمة الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا۔ اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب تم سب آپس میں دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کر دی اور تم سب آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔ وكنتم على شفا حفرة من النار فانقذكم منها كذلك يبين الله لكم آياته لعلكم تهتدون۔ تم لوگ ایک آگ کے گڑھے کے کنارے تھے پس اللہ نے تم کو اس سے نکالا اور وہ تمہارے لئے ایسے ہی نشانیاں ظاہر فرماتا رہتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اسی طرح قرآن پاک میں جگہ جگہ احکام یا انعام کی صورت میں خدا نے اپنے بندوں کی کائنات روحانی کے ساتھ اپنے رشتہ اور علاقہ کا اظہار فرمایا ہے غرض یہ کہ بندوں کی مادی زندگی ہو یا روحانی اسلامی تعلیم کے مطابق ہر آن ان کا معبود ان کی نصرت و دستگیری کرتا اور ان کی ہر حالت میں وہی ان کے کام آتا ہے جس معبود کا اپنے بندوں کے ساتھ یہ تعلق ہو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ بندے بھی زندگی کے ہر ہر لمحے میں اسے یاد رکھیں اور خلوت و جلوت ظاہر و باطن امارت و غربت صحت و علالت کسی حالت میں بھی اس کے دھیان سے غافل نہ ہوں زندگی ہو تو اسی کے لئے اور موت ہو تو اسی کی راہ میں چنانچہ خداوند کریم کی جانب سے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو ہدایت فرمائی جاتی ہے

قل ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين اے رسول صلعم فرما دیجئے کہ میری نماز اور میری عبادت میری زندگی اور میری موت سب کچھ اس اللہ کے لئے ہے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔"

رسول اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری زندگی اسی گزری ہوئی آیت کا نمونہ تھی ایک طرف تو آپ کے عمل نے مسلمانوں کے لئے یہ اسوہ حسنہ قائم کر دیا کہ ہر کام رضائے الٰہی کے لئے کریں اور دوسری طرف اپنی زبان حقیقت ترجمان سے مسلمانوں کے لئے لائحہ عمل تعلیم فرمایا کہ جس پر عمل کر کے انسان بندگی کے اس مرتبہ تک پہنچ سکتا ہے جس کو اگر معرفت کی آخری منزل کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا جبکہ بندہ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سوتے جاگتے کسی آن اور کسی شان میں بھی اپنے پروردگار سے غافل نہیں رہ سکتا احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ فرمائیے تو پتہ چلتا ہے کہ روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے کس کس طرح حلقہ بگوشان اسلام کو اپنے مبارک عمل یا پاکیزہ ارشاد کے ذریعہ معبود کے ساتھ اپنی بندگی و بیچارگی کے تعلقات کو قائم کرنے کی ہدایت کی ہے چنانچہ

سب سے پہلے اسی کو ملاحظہ فرمائیے کہ معبود کے ذکر اس کی کبریائی کے تذکرہ اس کی رحمت و رافت کے صرف زبانی اقرار کو شارع اسلام نے کس قدر قیمتی قرار دیا ہے اور مسلمان بندوں کو کیونکر اس کے ذکر کی ہدایت کی ہے۔ ایک شخص دربار نبوی میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے کہ :-

مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجئے جس کو میں مضبوطی کے ساتھ حاصل ہو جاؤں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے۔"

اسی ترمذی کی دوسری روایت ہے :-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال میں سے سب سے اچھے عمل کی خبر نہ دوں جو تمہارے معبود کے نزدیک تمہارا پاکیزہ ترعمل ہے جو تمہارے درجات کو بڑھانے والا ہے اور تمہارے لئے سونے چاندی کی زکوٰۃ دینے اور میدان جہاد میں اگر مرتے اور دشمنوں کو مارنے سے بہتر ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ضرور آپ نے فرمایا وہ عمل اللہ کا ذکر ہے۔

یہاں تک تو صرف ذکر الٰہی کا سوال تھا اب یہ ملاحظہ ہو کہ پیغمبر اسلام نے اس کا اہتمام فرمایا ہے کہ بندہ کا دینی و دنیاوی ہر عمل اس کی ہر جنبش اور ہر حرکت کا آغاز خدا ہی کے نام اور اسی سے استعانت نام پر ہو اور یہ سب اس لئے کہ اسلام اور خدا فراموشی میں کبھی دور کا رشتہ بھی پیدا نہ ہو سکے۔

براء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں چند ایسے کلمات نہ بتلا دوں جن کو تم سوتے وقت کہہ لیا کرو پس اگر تم اس رات میں مر گئے تو تمہاری موت اسلام پر ہوگی اور اگر زندہ اٹھے اور صبح کر لی تو اجر جزیل اور فضل عظیم کے مستحق قرار پاؤ گے پھر فرمایا کہا کرو

اللهم اسلمت نفسي اليك ووجهت وجهي اليك وفوضت امري اليك رغبة ورهبة اليك لا ملجا ولا منجا منك الا اليك آمنت بكتابك الذي انزلت ونبيك الذي ارسلت (ترمذی)

اے خدا وند میں نے اپنی جان تیرے سپرد کی اور تیری ہی طرف متوجہ ہوا اور اپنا معاملہ تیرے ہاتھوں میں دے دیا تیری بخشش کی امید پر اور تیرے عذاب کے خوف سے اور میں نے تجھی پر بھروسہ کیا تجھ سے بچ کر سوائے تیری طرف کے اور کہاں جائے پناہ ہے میں تیری اس کتاب پر جس کو تو نے نازل کیا اور تیرے اس نبی علیہ السلام پر جس کو تو نے بھیجا ایمان لایا۔"

عین اس وقت جبکہ دن بھر کی محنتوں سے تھکا ہوا خدا کا بندہ اپنے اعضاء میں از سر نو چستی و چالاکی پیدا کرنے کے لئے کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہے اس کے لئے شارع اسلام نے یہ ادعیہ برگزیدہ ہونے کلمات تعلیم فرمائے ہیں جن کی بظاہر اس کے سوا اور کچھ مقصد نہیں کہ آرام کے وقت بھی معبود کی کبریائی اور اپنی بیچارگی کا اعلان کر کے رشتہ عبودیت میں ایک مضبوط کڑی کا اور اضافہ کر دیا جائے رات بھر آرام کی نیند سونے کے بعد جب یہ خدا کا بندہ بیدار ہوتا ہے پھر اسی کے ذکر کی تلقین کی جاتی ہے جس کا نام لیکر وہ چند گھنٹے پیشتر سویا تھا۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابیوں کو تعلیم فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے جب کوئی صبح کو بیدار ہو تو اسے چاہئے کہ کہا کرے :-

اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۔ اے خدا تیرے نام کے ساتھ ہم نے صبح کیا اور تیرے نام کے ساتھ شام کیا تیرا ہی نام لیکر جیتے اور تیرا ہی نام لیکر مریں گے اور تیری ہی طرف ٹھکانہ ہے۔"

صرف سونے ہی پہ کیا موقوف ہے ہر کام کے آغاز میں معبود کا نام زبان پر اور اس کی قدرت و عظمت کا یقین دل میں ہونا ضروری ہے مثلاً اگر عبد مسلم سفر کا ارادہ رکھتا ہے تو پہلے معبود ہی کے بھروسہ پر اور اسی سے استعانت طلب کرتے ہوئے اسے اپنا قدم گھر کے باہر نکالنا چاہیئے کیونکہ اس کے رہنما روحی فداہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا عمل یہی تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے لئے نکلتے تو فرماتے

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِى السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِى الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اَصْحِبْنَا بِنُصْحِكَ وَاقْلِبْنَا بِذِمَّةٍ اَللّٰهُمَّ ازْوِلَنَا الْاَرْضَ وَهَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ۔ اے خدا سفر میں تو ہی ساتھی ہے اور میرے بعد گھر بار بال بچوں کا تو ہی نگہبان ہے اے خدا سفر میں اپنی عنایت کے میرے ساتھ رکھ اور بخیر و خوبی واپس لا اے خدا اس سفر کو جلد طے کرا دے اور ہم پر سفر کو آسان فرما دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَاٰبَةِ الْمُنْقَلَبِ اے خدا میں تیرا سہارا لے کر سفر کی مشکلات اور کسی آفت میں گرفتار ہو کر لوٹنے سے پناہ مانگتا ہوں۔" یہی بندۂ مسلم سفر کرتا ہوا جب کہیں قیام کرے تب بھی معبود کو نہ بھولے بلکہ اسی کا نام لیتا رہے اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوا جہاں ٹھیرنا ہو ٹھیرے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت و خوشخبری کے پردے میں اسی کی ہدایت فرمائی ہے۔ خولہ بنت حکیم سلمیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ "جو شخص کسی جگہ اثنائے سفر میں بغرض قیام اترا اور اس نے یہ کہہ لیا کہ میں اللہ تعالےٰ کی صفات کاملہ کے واسطے سے اس شر سے پناہ مانگتا ہوں جو پیدا کیا گیا تو جب تک وہ شخص کوچ نہ کرے گا اور مقیم رہے گا اس کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

یہ ارشاد نبوی بڑی حکمت پر مبنی ہے ایک جانب تو رشتۂ عبودیت کی توثیق ہو رہی ہے اور دوسری جانب حفاظت و صیانت کی خوشخبری دیکر بندے کو رشتۂ عبودیت کے قائم کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے۔ یہی مسافر جب اپنا سفر ختم کرکے اپنے مکان واپس آئے اس وقت بھی وہ معبود ہی کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو کتب احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یوں ہی مسطور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی سفر سے تشریف لاتے تو فرماتے "ہم لوگ صحیح و سلامت واپس آئے ہم گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں اور اس کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں۔"

سفر تو بڑی چیز ہے گھر سے باہر نکلے بازار میں سودا سلف لینے جائیے تو بھی اس کے بیان سے غافل ہو جیئے اس سلسلہ میں بھی رسول صلعم کا قول اور عمل ملاحظہ فرماتے چلئے۔ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لاتے تھے تو فرماتے تھے۔ "میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں اسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے خدایا میں تیرا واسطہ دیکر پناہ مانگتا ہوں اس امر سے کہ میں جادۂ حق سے پھسل جاؤں یا گمراہ ہو جاؤں یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہل و نادانی کی باتیں کروں یا میرے ساتھ جہالت برتی جائے۔"

یہ تو عمل رسول تھا جو قول رسول ہی کے مانند ہر مسلمان کے لئے قابل عمل ہے اب بازار جانے آنے کے لئے ارشاد نبوی یوں مذکور ہے:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بازار میں داخل ہوا اور اس نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں ہے سلطنت اور تعریف اسی کے لئے ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ زندہ ہے کبھی نہیں مرے گا خیر اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تو اللہ اس کے لئے ہزار لاکھ نیکیاں لکھیگا اور ہزار ہا ہزار برائیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹائے گا اور ہزار گنا اس کا مرتبہ بلند کرے گا۔"

زندگی کا وہ کونسا لمحہ ہے کہ جس میں خدا کے مسلمان بندے کو اس سے غافل رہنے کی فرصت دیگئی ہے اور حیات مسلم کا وہ کونسا حصہ ہے جس میں اسے خدا فراموشی کا ادنی سے ادنی موقع مل سکتا ہے عبد مسلم کا اپنے معبود کے ساتھ یہ تعلق سونے جاگنے سفر و حضر ہی کی کیفیات تک محدود نہیں بلکہ زندگی کے ہر لمحہ اور حیات مستعار کی ہر گھڑی میں وہ اپنے معبود ہی کی عزت و عظمت کا کلمہ پڑھتا ہوا نظر آئے گا کھانے پینے کی کوئی دعوت ہو یا بے تکلف احباب کی بزم، خلوت کا گوشۂ تنہائی ہو یا جلوت کی رنگینئ بزم کہیں بھی اس کے ہاتھوں سے معبود کی رضا جوئی کا سررشتہ جدا نہیں ہوتا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ کھانا کھلاوے اُسے کہنا چاہیئے کہ اے اللہ اس کھانے میں ہمارے لئے برکت دے اور ہم کو اس سے اچھا کھانا کھلا۔

یہ تو اس وقت کے لئے ہے جب وہ کھانا شروع کرے کھانے سے فراغت پر اُسے کیا کرنا چاہیئے اس کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یوں مذکور ہے:

حضرت ابی امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ ارشاد فرماتے حمد بے پایاں تعریف پاک اور مبارک تعریف اللہ کے لئے ہے نہ اس کی اطاعت سے منہ موڑا جا سکتا ہے اور نہ اس سے بے پروا ہوا جا سکتا ہے اے اللہ تو ہی ہم سب کا پروردگار ہے۔"

مجلس احباب گرم ہے خدا کا ایک مسلمان بندہ جو اس مجلس کے ایک رکن کی حیثیت رکھتا ہے وہ مجلس سے اٹھنے کا ارادہ رکھتا ہے اس کے لئے بھی تسبیح و تحمید کے یہ الفاظ احادیث میں مذکور ہیں

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ پاک ہے تو اے اللہ اور تیری حمد کے ساتھ میں شروع کرتا ہوں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی دوست یا عزیز و قریب سفر کے لئے تیار ہے اور یہ اسے رخصت کر رہا ہے تو اس وقت بھی اسے معبود ہی پر اعتماد کلی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی

کو رخصت کرتے تو فرماتے ۔

"تیرا دین تیری امانت ہے (جس سے مراد اہل و عیال بھی ہو سکتے ہیں) اور تیرا آخری عمل میں اس کے سپرد کرتا ہوں"

ابھی تک جو کچھ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے وہ عبد مسلم کے اُن مشغول لمحات کا ذکر تھا جن میں وہ کسی کام کے آغاز یا انجام پر بطور شکر نعمت یا طلب اعانت اپنی عبودیت اور معبود کی عظمت کا اقرار کرتا رہا ہے لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جب کسی کام میں مشغول ہو تب ہی معبود کی حمد و ثنا میں رطب اللسان ہو بلکہ اکثر کائنات کے تغیر اور فضائے عالم کی تبدیلیوں پر بھی اسے کلمات استعانت و اطاعت کے ادا کرنے کی عمل ہدایت فرمائی گئی ہے چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ ارشاد فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے کہ ہوا میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے اور اس نے آندھی کی شکل اختیار کر لی ہے تو فرماتے ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَخَيْرِ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس آندھی کی خیر کا جو اس کے اندر ہے اور جس خیر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اور پناہ مانگتا ہوں تیرے واسطے سے اس کے شر سے اور اس شر سے جو اس کے اندر ہے اور جس شر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے"

حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل کی کڑک کی آواز سنتے تو ارشاد فرماتے ۔

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ

اے اللہ ہم کو اپنے غضب سے نہ مار اور اپنے عذاب سے ہلاک نہ کر اور ہم کو اس سے پہلے کہ تیرا عذاب اور غضب ہو محفوظ کر لے"

افق سما پر جب ہلال طلوع ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْيُمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ

اے اللہ ہم پر اس چاند کو سعادت و ایمان کے ساتھ طلوع فرما سلامتی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرما اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے"

آپ نے دیکھا کہ ایک مسلمان بندہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے جیتے کیونکر صرف خدا کی حمد و تعریف اور اسی کی ثنا و صفت میں رطب اللسان رہتا ہے اور زندگی کے کسی لمحہ میں بھی وہ معبود کی عظمت و قدرت کے خیال سے غافل نہیں ہوتا ۔

ہر مذہب اپنی صداقت و حقانیت کا مدعی ہے اور ہر ایک کا یہی دعویٰ ہے کہ اسی کی اتباع معرفت الٰہی کی راہ بتاتی ہے لیکن کیا اسلام کے سوا کوئی اور مذہب ہے جس نے الکٹ ملوک عبد و معبود کے رشتوں کو اس طرح جوڑ دیا ہو جیسے تلوار کی تیز دھار بجوم اتکا ۔ یا زر و جواہر کا انبار کہ ایک ہی تو اپنی ںمکا خدا سے بندگی اور بندہ دل کی جاں رگ کے یہ تعلقات جو اندر دل کو بے درپے ریاضتوں سے بھی حاصل نہیں ہوتے ایک مسلمان محض اپنی زبان کی حرکت و یکر حاصل کر سکتا ہے اور یہی وہ مذہب ہے جس نے شریعت کی راہ سے طریقت کی کٹھن منزلیں طے کرا دیں اور انسان کو معرفت و حقیقت کے وہ مناظر دکھلائے جس پر فرشتوں کو بھی رشک آئے ۔

مذہب

از جناب زبدۃ الحکماء حکیم عبد الحمید بھٹائی

مذہب کے معنے راستہ کے ہیں جس پر انسان چلتا ہو لیکن اصطلاح میں مذہب ایمان اور عقل کے ضابطہ یا دستور العمل کا نام ہے اور اس کے مفہوم میں کسی فوق العادۃ اور ورا الکائنات مدبر منتظم مرتبی برادر جابر ہستی کا تعلق رکھنا بھی شامل ہے۔

دہریے یا لاادری کہلاتے ہیں کوئی نہ کوئی مذہب ہوتا ہے یعنی ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ خدا کو نہیں مانتا یا اس میں شک کرتا ہے لیکن عرف عام ایسے لوگوں کو لامذہب کہتے ہیں اور ہمارا مطلب اس سے یہ ہوتا ہے کہ یہ شخص خدا کو نہیں مانتا اس کی وجہ یہی ہے کہ خدا کا اعتقاد مذہب میں داخل ہے۔

مذہب میں کسی نہ کسی قوت مدبرہ کا ماننا ضروری ہے خواہ وہ وشنو یا ہو یا اہالوئی ہو یا اللہ انگریزی میں مذہب کے لئے لفظ ریلیجن ہے یہ لاطینی سے نکلا ہے اس کے لغوی معنے ہیں یعنی اپنے آپ کو کسی ہستی کے ساتھ وابستہ کر دینا چونکہ انسان اپنے آپ کو ایک ہستی سے وابستہ کر دیتا ہے اس لئے یہ لفظ ٹھیک ہے۔

مذاہب عالم کی بنیاد

اس میں شک نہیں کہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں ان کی بنیاد نیک نیتی سے ڈالی گئی ہے گو قبل نے کچھ بیہودہ رسم و رواج کو مذاہب میں داخل کر کے ان کی اصلی حقیقت کو کھو دیا تاہم اس کا الزام بانیان مذاہب پر عائد نہیں ہو سکتا وہ سب یقیناً بنی نوع انسان کے محسن تھے اور ان سب کی تعظیم کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے۔

ہندوستان اور مذہبی تخیل

ہندوستان کو عموماً مذہب کا شیدائی کہا جاتا ہے اور بعض کی طرف اس کو اس کی جہالت کا سبب قرار دیتے ہیں ہم اس کو کسی طرح بھی تسلیم نہیں کر سکتے اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ مذاہب کے پیرو ہی گناہ کبیرہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ بہ نگاہ خدا کا خوف ہوتا ہو جو اعلی حق تلفیاں عمل میں آتی ہیں اس کی ذمہ داری مذہب پر نہیں بلکہ بڑی حد تک کورانہ تقلید اور جہل مرکب پر ہے ورنہ مذہب تو امن عامہ اور اخلاق حمیدہ کی تعلیم دیتا ہے۔

ہندوستان کی بدقسمتی یہ ہے کہ اس نے مذہب کے دائرہ عمل کو محض مذہبی فرائض تک محدود رکھا ہے اور دنیاوی امور میں اس کے پیروؤں کا رویہ بالکل برعکس ہے۔

مذہب اور دنیاوی امور

یہ ایک غلط خیال ہے کہ دین اور دنیا متضاد امور ہیں اور بیک وقت ان کا حصول محال ہے اصل میں یہ تخیل عیسائیت بدھ ازم وغیرہ نے دنیا کے سامنے پیش کیا اور ہمارے بعض مسلمان بھائی بھی اسی لے میں کہنے لگ گئے ہیں

ہم خدا خواہی و ہم دنیائے دوں — ایں خیال است و محال است و جنوں

حالانکہ اس شعر میں مرشد روم نے دنیا سے مجتنب رہنے کا درس دیا اور اس کی تشریح بھی کر دی ہے

چیست دنیا از خدا غافل بدن — نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ہمارا فرض بھی یہی ہے کہ ہم دنیا کے دھندوں سے منہ موڑ کر دینے

خیر کے متلاشی ہوں کیونکہ اسلام جس مذہب کا میں معتقد ہوں اس کی تعلیم یہ ہے کہ اگر ہم پیغمبر خدا کی اور دیگر عطیات خداوندی سے پورا استفادہ حاصل نہیں کرتے تو ہم خالق کے ناشکر گذار ہیں جب مذہبی تعلیم کا دنیاوی امور میں ہمارے دلوں پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا اور ہم اخلاق اور دیگر خصائل میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھتے ہم اپنے نفس امارہ اور دیگر خواہشات میں قابو نہیں پا سکتے خواہشات حیوانی کو دور نہیں کر سکتے تو دیندار رہنا تو درکنار انسان بننا ہی مشکل ہے دنیوی فرائض دین سے جدا نہیں مذہب میں اصول حفظان صحت علم الاخلاق حقوق العباد اصول معاشرت وغیرہ بعض نظام دنیوی اور حیات انسانی قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

مذہبی رنگ میں ان کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی ہے اور ہر شخص ان کی پابندی پر مجبور ہے مگر افسوس ایسا نہیں ہوتا۔ عالم بے عمل جاہل مطلق سے زیادہ قابل ملامت ہے آخر الذکر کو اپنے فرائض کا احساس نہیں اول الذکر کو احساس ہے مگر پھر بھی طرز عمل برعکس ہے یہ ایک ناقابل معافی قصور ہے اگر ہم خدا کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں تو یقیناً ہمارے دنیاوی اعمال میں لغزش نہیں آ سکتی اگر ہم واقعی موت کو یقینی اور برحق جانتے ہیں تو بدی کا ارتکاب ہرگز نہیں کر سکتے مگر ہم نے مذہب کے دائرے کو بالکل محدود کر دیا ہے اور وہ صرف چند رسوم کا نام رہ گیا ہے۔

لارڈ ایبری کی رائے

مذہب دنیاوی اشغال میں ہمارے چال چلن کا راہ نما ہماری حرکات و سکنات کا امین ہے آسودگی کے زمانہ میں ہمارا محافظ ہے اور مصیبت میں موجب راحت ہے شکایت کفر میں ہمارا معاون خطرے میں پناہ اور رنج میں مشفق ہے۔

فنش کا قول

مذہب محض اس مشغولیت کا نام نہیں جو اوقات مقررہ پر رکن ارکان دین ادا کرنے میں عمل میں لاتے ہیں بلکہ یہ ایک دستور روح ہے جو ہمارے خیالات و افعال میں جاگزیں ہو کر ان کو اعلیٰ اور برتر بنا دیتی ہے ایک سچے مذہب میں ناقابل عمل باتیں نہیں ہو سکتیں نہ بیہودہ قیاس مسائل کا طومار ہو سکتا ہے اس کا حرف حرف انسانی فطرت کے لئے ہوگا اور انسان جس طرح عقبیٰ کے نفع کے لئے اس کی پیروی کریگا اسی طرح دنیاوی بہبودی بھی اس کی تقلید سے پیدا ہوگی کیوں کہ دنیا تو مزرعۂ آخرت کا ہی نام ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہود کو خطاب

یہ حکم جو آج میں تمہارے روبرو بغرض تعمیل پیش کر رہا ہوں نہ تو تم سے پوشیدہ ہے نہ بعید بلکہ بہشت میں ہے کہ تم کہنے لگو کون وہاں جائے تاکہ ہم اس کی سند لا کر عمل پیرا ہوں میرے حکم کے الفاظ بہت قریب ہیں یعنی تمہاری زبان پر ہیں تمہارے دل میں کہ تم ان پر عمل کر سکو مذہب کی بنا اعتقاد راسخ پر ہے

سلٹن کا قول

اگرچہ اس نے مبالغے کام لیا ہے لیکن پھر بھی ان کا قول لطف سے خالی نہیں کہتا ہے۔

وہ لوگ محض فتنہ و فساد مٹانے کے لیئے ہر مذہب حق ہونے کا اعتراف کرنے لگتے ہیں حالانکہ اعتقادات میں اس قدر اختلاف ہے کہ دنیا میں تین شخص بھی ایسے نہ ملیں گے جو تمام مذہبی امور میں یکساں اعتقاد رکھتے ہوں۔

شک کو بنیاد تصور کیا جاتا ہے اور ایسی شک نہیں کہ گلستان فطرت کے طلسم ایسے ہی ہیں جو انسان کو مبہوت بنا دیتے ہیں مگر بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا ہمارے دل کو کافی احساس ہے مگر زبان سے ادا نہیں ہو سکتیں کیونکہ زبان دلی خیالات کے اظہار کرنے کا ایک ناقص آلہ ہے۔

مذہب اور فلسفہ

مذہب اور فلسفہ میں یہی فرق ہے کہ مذہب انسان کو بتاتا ہے اور کسی ما وراء الکائنات وجود کو ماننے پر مجبور کرتا ہے اگر کسی مذہب میں خدا کی تعلیم نہ ہو تو وہ مذہب سوسائٹی فرقہ یا معاہدہ بن کر رہ جائے گا کیونکہ خدا کا تخیل ہی ایسی چیز ہے جو انسان کو مذہبی ارکان کا پابند بنا سکتا ہے۔

فلسفہ بھی انسان کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے لیکن مذہب ایک قدم آگے بڑھتا ہے اور کہتا ہے اجرہ عند ربہ یہ بات فلسفہ نہیں کر سکتا انسان کمزور ہے اور وہ طبعاً ایک طاقتور ہستی سے رشتہ جوڑنا چاہتا ہے خدا کو ماننا بھی اسی لئے ہے کہ وہ اس کی نگہبانی کرے اگر خدا میں یہ صفت نہ ہو تو وہ زیوس ارسطو تھالیس یا فریوس کی طرح ہو جائے۔

مذہب اور سائنس

سائنس جس کا منتہائے نظر یہ ہے کہ کائنات کا مطالعہ کیا جائے اور قوائے فطرت انسانی پر جو اثر ہو رہا ہے اس سے استفادہ کریں کو عیسائیت بدھ ازم ہندو ازم اور دیگر مذاہب سائنس کے ساتھ ٹکرائے اور بڑھتے سیلاب کے سامنے ٹھہر نہ سکے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں ان مذاہب کے پرستاروں نے مذہب ہی سے قطع تعلق کر لیا اور فلسفہ کو اپنا بنایا اور اپنی کم مائگی کی وجہ سے تمام دنیا کے مذاہب کو اپنے مذاہب پر قیاس کر لیا جس پر تحریکات جدید اور برہمو سماج آریہ سماج ہندوستان میں سوشیلزم نیچرلزم کیمونزم یا سلیوزم ممالک یورپ میں ایک بین دلیل ہیں اور یہ لوگ اپنی تنگ نظری کی وجہ سے بجائے اس کے کہ ایسے مذہب کو تلاش کریں جو ان کی تسلی کر دے مذہب ہی کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور بعض اپنے اپنے خیالات کو صحیح مسلک قرار دیتے ہیں۔

لیکن اسلام ہمارا اسلام جس کا میں مدعی ہوں سائنس اور اس کے منتہائے نظر کے لیئے خود طریق کار تجویز کرتا ہے۔ قرآن پاک خدا کا قول ہے کہ سائنس خدا کا فعل ہے اور ان دونوں میں تضاد نا ممکن ہے عیسائیت میں جو نزاع مابین مذہب اور سائنس قائم ہوئی اس کا بانی آگسٹن ہے۔

مذہب کیوں بدنام ہو رہا ہے

روح جسم خاکی کا راہ نما ہے اور اس کا تعلق خاص ذات پاک سے ہے گویا روح مثل آفتاب کے ہے اور نفس مثل ابر کے ہے ہر رات دن کا مشاہدہ ہے کہ جب ابر آفتاب سے ہٹ جاتا ہے تو دھوپ تیز ہو جاتی ہے اور جب ابر کے بہت اس کے درمیان آ جاتے ہیں تو دھوپ کی تیزی کم ہو جاتی ہے لیکن آفتاب کی اصل صفات میں اس عارضی حجاب سے کوئی خرابی واقع نہیں ہوتی یہی حالت عنصر انسان کی ہے کہ جب تک مادیت کا دور دورہ رہتا ہے روحانی اثر کمزور پڑ جاتا ہے اور جب اس کے برعکس ہوتا ہے تو مثل آفتاب کے وہ بھی اپنی اصل قوت میں جلوہ نما ہوتی ہے فی زمانہ مادہ پرستی اس کے لازمی نتائج تنگ ظرفی خود غرضی حرص حسد ترقی پذیر ہیں اور ان حالات میں فضا سے کمالات تاریک اور یہی ہے کہ فطرت کے حسن حقیقی اور نزاکت پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

مذہب کی حقیقت

ہر فرد انسانی کو چاہیئے کہ وہ مذہب کی حقیقی معنی سمجھے اور مذہب کی غرض و غایت پر غور کرے اچھا مذہب وہ روحانی نور ثابت ہوتا ہے جو جس و غایت کا حامی ہے نسل انسانی کی ترقی اور امداد باہمی کا موید ہے اور ہر قسم کے پیشواؤں کی عزت کرنا سکھاتا ہے اور بنی نوع انسان کے مابین الفت و محبت کے تعلقات برقرار رکھنا چاہتا ہے کامل مذہب میرے نزدیک اگر کوئی ہے تو اسلام اور ہمارا اسلام ہی ہے محیط کل ہونا اس امر کی بین دلیل ہے جس کا رب اپنے آپ کو رب المسلمین نہیں بلکہ رب العالمین کہتا ہے اور جس کے مقدس بانی حضور پر نور فداہ ابی و امی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرسل الی المسلمین نہیں ہیں بلکہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین تمام جہانوں کے لیئے رحمت کا مصداق ہیں۔

مذہبی تحقیقات کی مختصر تاریخ

ازمنہ وسطیٰ میں عموماً لوگ مذہبی معلومات اپنے مذہب تک محدود رکھتے تھے اور لازمی نتیجہ یہ تھا کہ لوگوں میں تعصب زیادہ ہوتا تھا جب یورپ کو پوپ کی غلامی سے رہائی حاصل ہوئی تو وہاں مذہبی تحقیقات کا دروازہ کھل گیا بدقسمتی سے ہندوستان میں ہندو پنڈتوں اور جاہل مولویوں نے ایسی تنگ نظری میں ہندو مسلمانوں کو پھانس رکھا تھا کہ انھیں انیسویں صدی تک نکلنا نصیب نہ ہوا۔

بہرحال اہل مغرب نے بوقت کاہن زندگی اور مبلغین کے زیر اثر آزادانہ اور اس سلسلہ میں بہت سی کتابیں تصنیف کیں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ موازنہ مذاہب شوق لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو گیا جب انگریز ہندوستان میں آئے تو تبلیغ اور موازنہ مذاہب کا خیال بھی ساتھ لائے۔

رفتہ رفتہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں بھی ان دونوں چیزوں کا رواج ہو گیا میں مسکاگو والے مشہور پارلیمنٹ آف ریلیجنز قائم ہوئی اس کے تین سال بعد میں ہی سنہ ۱۸۹۶ء میں ایک مشترکہ جلسہ مذاہب ہوا۔

دنیا کے مشہور مذاہب

دنیا میں چند مذہب مشہور ہیں ہندو ازم مجوسیت، یہودیت، عیسائیت، اسلام۔ ان میں صرف ایک بدھ ایسا ہے جس میں خدا کا ذکر نہیں اور وہ بدھ مت ہے یہی وجہ ہے کہ عام مورخ بدھ مت کو مذہب نہیں بلکہ مت کہتے ہیں اور اسے ایک فلسفیانہ نظام سمجھتے لیکن چونکہ انسان مجبور ہے کہ وہ کسی نہ کسی ہستی کو اپنے اوپر یا کائنات پر حکمران یہی وجہ ہے کہ بدھ مت کے ماننے والوں نے گوتم بدھ کو خدا مان لیا۔

اسلام اور اس کا پیام

میرے دوستو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اسلام دنیا پر ایک ہی پیام لیکر آیا تھا اور وہ یہ کہ انسانیت سیکھو!

نوٹ: مسلمان اپنے زمانہ عروج میں تحقیق مذاہب میں یقیناً مشغول رہتے تھے اور غیر کو بری نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے بلکہ اس فن میں یورپ ان ہی کے خیالات سے متاثر ہوا اور یورپ کی آزاد مذہبی تحریک کا والد انہی سے مستعد لیا اس فن میں علامہ عبدالکریم شہرستانی کی الملل والنحل میرے دعوی میں بطور دلیل پیش ہو سکتی ہے۔

وے عناصر کو ایک سلک میں منسلک کر دے لیکن آہ! آج اسلام بدف ملامت بنا ہوا ہے اور اس کے ماننے والے اپنے فرائض سے غافل ہیں سب جانتے ہیں اور سب کہتے ہیں کہ مذہب کا مقصد قیام امن ہے۔

لیکن صد ہزار افسوس کہ آج مذہب ہی نسل انسانی کے امن کی تباہی کا باعث ہو رہا ہے اسی بنا پر الحاد پرست کہتے ہیں کہ ہم کو مذہب کی ضرورت نہیں۔

پھر کیا واقعی مذہب اپنی اصلیت کے لحاظ سے باعث فساد ہے۔ خدا کی قسم ہرگز نہیں مذہب کبھی بھی باعث فساد نہیں ہو سکتا اسلام کے متعلق تو میں علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں کہ یہ دنیا میں پیغام امن لیکر آیا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ آج اسلام کی اصلی روح مجروح ہے اور جس چیز کو آج نوجوان دیکھ کر اسلام سے نفرت کرتے ہیں وہ چند رسموں کا مجموعہ ہے وہ ایک قالب ہے جس میں روح نہیں آج چند ناسمجھ اور خود غرض ملاؤں اور جاہل فقیروں اور پیروں نے اسلام کو بچوں کا کھیل بنا لیا ہے اور چند رسموں کا نام اسلام رکھ لیا ہے۔

علمائے ربانی اور صوفیان با اخلاص اس سے مستثنیٰ ہیں اور انہی کی برکت ہے کہ آج بھی دنیا میں نور اسلام موجود ہے میں ان کا ادنیٰ ترین خادم ہوں!

جب تک علمائے حق اور اصحاب صدق و صفا کامل عزم و استقلال کے ساتھ جاہل صوفیوں اور ملاؤں کا دام تزویر چاک نہیں کر دیتے بلاشبہ فضائے عالم مکدر رہے گی اور نسل انسانی کو امن نصیب نہ ہوگا۔

یاد رہے اسلام صرف چند معاشرتی اور تمدنی رسموں کا نام نہیں بلکہ وہ ان سب چیزوں سے بالاتر ایک مکمل اور اکمل لائحہ عمل ہے جو انسان کو دین و دنیا میں عروج و ترقی کے انتہائی منازل طے کرا دیتا ہے اور حالی اور دنیوی ترقیوں کی شاہراہوں کا منبع حقیقی ہے ؎

چیست اسلام؟ شاہراہ نجات نکتہ امتیاز موت و حیات
چیست اسلام؟ علم را پر و بال نوبہار حدیقہ اعمال
چیست اسلام؟ جلوہ ریز قلوب مشرق و مغرب و شمال جنوب
چیست اسلام؟ فطرت ازلی لفظ مرج محیط لم یزلی
چیست اسلام؟ شاہد توحید معنی نسخہ ادب تمہید

بارش اور قرآن کریم

(از جناب مولوی طیب علی عبدالرسول صاحب)

بادلوں کی قسمیں

سائنس والوں نے بادلوں کو کئی قسموں پر تقسیم کیا ہے لیکن بعض معتبر سائنسٹسٹوں نے صرف چار قسمیں بیان کی ہیں (۱) سرس یہ پہلی قسم ہے اس کا ترجمہ سحاب جعد یا سحاب طخاف کیا گیا ہے یہ ابر نفس کی طرح گھونگھر والے یا مرغ کے نرم پروں کی طرح سفید اور باریک ہوتے ہیں اور باریک ہونے کے سبب بلند سے بلند پہاڑ سے بھی اونچائی پر پہنچ جاتے ہیں ایک شخص نے ان بادلوں تک پہنچنے کی سعی کی غبارہ میں بیٹھکر ۲۰ ہزار فٹ کی بلندی تک اڑا مگر ان بادلوں تک نہ پہنچ سکا یہ بادل چونکہ بہت بلندی پر ہوتے ہیں اس لئے سطح زمین پر ہوا جس سمت کو چلتی ہے اس کی مخالف جانب میں حرکت کرتے ہیں جدید تحقیقات سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ یہ بادل برف کے نہایت چھوٹے چھوٹے ذروں سے مرکب ہوتے ہیں کیونکہ جب یہ بادل ہمارے اور آفتاب یا ماہتاب کے درمیان حائل ہوتے ہیں تو مخصوص رنگ کے ہالے نظر آتے ہیں اور یہ اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ابر میں برف کے اجزا موجود ہیں قرآن کریم نے بادلوں کی بہت سی قسمیں بیان کی ہیں ان میں سے جو قسم مذکورہ بالا ابر جعد سے بہت مطابقت رکھتی ہے وہ "مزن" ہے اہل لغت نے "مزن" کے معنی ابر سفید کے بیان کئے ہیں اور مذکورہ بالا ابر بھی سفید ہوتا ہے قرآن کریم میں جس جگہ ابر مزن کا ذکر ہے وہ حسب ذیل ہے افرأیتم الماء الذی تشربون ءانتم انزلتموہ من المزن ام نحن المنزلون لو نشاء جعلناہ اجاجا فلولا تشکرون (ترجمہ) بھلا دیکھو تو سہی جو پانی تم پیتے ہو کیا تم نے اس کو اتارا ہے مزن سے یا ہم ہیں اتارنے والے اگر ہم چاہیں تو اس کو کھاری کر دیں پس تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر اپنے مختلف انعامات اور احسانات کا ذکر فرمایا ہے اور اسی سلسلہ میں اس پانی کا بیان کیا ہے جو مزن سے نازل ہوتا ہے اللہ فرماتا ہے کہ یہ میرا احسان ہے جو تمہیں ایسا خوشگوار پانی پلاتا ہوں اور اگر چاہوں تو اس کا مزہ تلخ کر دوں کہ تم ہرگز پی نہ سکو۔

سائنس نے بادل کی دوسری قسم کا نام اسٹرےٹس رکھا ہے عربی میں اس کو مخلط یا مطبق کہتے ہیں بعض ماہرین سائنس نے عربی میں اس کا نام عارض تجویز کیا ہے یہ ابر خطوط یا طبقات کی طرح نظر آتے ہیں افق کے قریب ہوتے ہیں اور غروب آفتاب کے وقت آفتاب کے سامنے حائل ہو جاتے ہیں قرآن مجید نے ابر کی اس قسم کا ذکر اس آیہ کریمہ میں ارشاد فرمایا ہے اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خلالہ (ترجمہ) اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادلوں کو پھر اس کو پھیلاتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو کر دیتا ہے تہ بہ تہ پس تو دیکھتا ہے کہ نکلتا ہے مینہ اس کے درمیان میں سے۔ اس آیہ کریمہ میں اس ابر کا نام جس کو سائنس نے ابر مخلط مطبق یا عارض کہا ہے سحاب کسف بتلایا گیا ہے کسف کا لفظ بادل کی نوعیت کو بخوبی ظاہر کرتا ہے کہ وہ بادل تہ بتہ ہے کسف کے یہ معنی مختلف لغتوں میں مرقوم ہیں اور مترجمین قرآن نے بھی اس لفظ کا یہی ترجمہ کیا ہے۔

بادل کی تیسری قسم کا نام انگریزی میں کیومولس ہے اس قسم کے بادلوں سے ایسا دکھائی دیتا ہے گویا بادلوں کا انبار لگا ہوا ہے یہ بادل نہایت کثیف اور گہرے ہوتے ہیں یہ سب کچھ ہوتا ہے مگر ان میں پانی اتنا نہیں ہوتا جو زمین پر برسے بادل اس وقت نظر آتے ہیں جب بارش ہو چکنے کے بعد سورج چمکتا ہے اردو کی سائنس کی کتابوں میں کیومولس کے مرادف دو لفظ لکھے ہیں ایک متراکم اور دوسرا غمام اگرچہ یہ دونوں لفظ قرآن مجید میں واقع ہوئے لیکن کیومولس کا مرادف اور ہم معنی لفظ غمام صحیح ہے کیونکہ قرآن کریم میں کہیں لفظ رکام مستعمل ہوا ہے اس سے وہ بادل مراد ہیں جو تہ بتہ ہوتے اور برستے بھی ہیں حالانکہ کیومولس کی تعریف تو یہ ہے کہ وہ برستے نہیں ہیں جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ان میں پانی اتنا قلیل ہوتا ہے کہ وہ برسیں تو کیا برسیں لفظ غمام کیومولس کا صحیح ترجمہ ہے لفظ غمام خود معنی خیز ہے کہ غمام سے مراد ہیں جو آسمان پر گھرے ہوئے ہوں زمین پر سایہ فگن ہوں مگر ان کا برسنا ضروری نہ ہو قرآن کریم میں یہ لفظ کئی جگہ وارد ہوا ہے ان میں سے ایک یہ ہے وظللنا علیکم الغمام اور ہم نے تم پر سایہ کیا ابر کا، غمام سے صرف سایہ ہوتا ہے اور کیومولس کی تعریف ہے کہ وہ سایہ فگن ہونے کے سوا پانی نہیں برسا۔ اس آیت کے علاوہ اور آیتوں میں بھی لفظ غمام آیا ہے وہاں بھی وہی ابر مراد ہے جو صرف سایہ کا مقصد پورا کرتے ہیں۔

بادلوں کی چوتھی قسم کا نام نمبس ہے بعض لوگوں نے اس کا ترجمہ حامل الماء اور بعض نے ممطر کیا ہے نمبس وہ بادل ہیں جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں ان کا رنگ سیاہ یا خاکی ہوتا ہے زمین کے قریب ہوتے ہیں یہ برسنے والے بادل ہیں اور جب برسنے کے بعد غائب ہو جاتے ہیں اس وقت آسمان پر نقرئی دل نظر آتی ہیں قرآن مجید نے اس قسم کے بادلوں کا نام عارض ممطر رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے فلما راوہ عارضا مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا (ترجمہ) تو جب انہوں نے دیکھا اس (عذاب) کے بادل کو اپنی وادیوں کے سامنے تو کہنے لگے کہ یہ عارض ممطر یعنی برسنے والا بادل ہے حالانکہ وہ ایک عذاب نازل کرنے والا بادل بھیجا گیا تو چونکہ وہ عارض ممطر کے مشابہ تھا اس لئے انہوں نے سمجھا کہ یہ ابر تو وہ ہے جس سے ہمیشہ پانی برسا کرتا ہے۔ بالا چار قسموں کے علاوہ قرآن کریم میں بادلوں کی اور قسموں کا بھی ذکر ہے جو ذیل ہے۔ سحاب المسخر خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے والسحاب المسخر بین السماء والارض اور بادل جو گھرا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان یہ بادل وہ ہیں جو آسمان میں گھرے رہتے ہیں مگر برستے نہیں ہیں کیونکہ پانی برسنے کا ذکر کیا ہے پھر ہواؤں کے پھیلانے اور ہواؤں کے چلانے کے بعد سحاب المسخر کا بیان کیا ہے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ سحاب المسخر نہیں برستے چنانچہ پوری آیت حسب ذیل ہے ان فی خلق السموات والارض

واختلاف اللیل والنهار والفلک التی تجری فی البحر بما ینفع الناس وما انزل الله من السماء من ماء فاحیا به الارض بعد موتها وبث فیها من کل دابة وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السماء والارض لآیت لقوم یعقلون ○ بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کی ادل بدل میں اور جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لیکر جو نفع دیتی ہیں لوگوں کو اور پانی میں جس کو اتارا اللہ نے آسمان سے پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے اور پھیلا دیئے اس میں ہر قسم کے جانور اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل میں جو گھرا ہوا ہے آسمان اور زمین کے درمیان ان سب میں نشانیاں ہیں۔ اس آیت میں لفظ مسخر اس لئے فرمایا کہ بادل کی بالعموم خاصیت برسنے کی ہے مگر حکم الٰہی کا پابند ہو کر جو بادل پانی نہیں برساتا اس کا نام سحاب مسخر رکھا ہو۔

سحاب ثقیل اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وهو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنه لبلد میت فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات (ترجمہ) اور وہی ہے جو مژدہ لانے والی ہوائیں بھیجتا ہے اس کی رحمت کے آگے یہاں تک کہ جب ہوائیں اٹھا لاتی ہیں ثقیل بادلوں کو تو ہم انھیں ہانک دیتے ہیں مردہ شہر کی جانب پھر ہم اتارتے ہیں بادل سے پانی پھر نکالتے ہیں پانی سے ہر طرح کے پھل۔ اس آیۂ کریمہ میں غور و تدبر کرنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ ابر ثقیل وہ بادل ہے جو پانی سے گراں بار ہو اور اس سے جو پانی برستا ہے وہ خشک زمینوں کو سرسبز اور درختوں کو بارآور کرتا ہے یعنی اس بادل کے پانی سے کھیتی ہری ہوتی ہے اور درختوں میں پھل لگتے ہیں۔

سماء مدرار قرآن کریم میں لفظ سماء مختلف معانی میں مستعمل ہوا ہے جس کو ہم کسی اور مضمون میں بیان کریں گے یہاں ہم بادلوں کے اقسام بیان کرنے میں اس لئے عرض کرتے ہیں کہ قرآن میں لفظ سماء بادلوں کے معنے میں بھی وارد ہوا ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ویا قوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوة الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں وہ بھیجے گا تم پر سماء مدرار (خوب برسانے والا بادل) اور تم کو زیادہ دیگا قوت پر قوت اور اعراض مت کرو مجرم رہ کر۔

اس آیۂ کریمہ سے صبح روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ سماء مدرار وہ بادل ہے جو خوب برستا ہو اور جس سے قوموں کی ہر قسم کی حالت مضبوط اور قوی ہو جاتی ہو اس سے تالاب اور چشمے بھر جاتے ہیں اناج اور پھل کی پیداوار ہوتی ہے اور اس طرح انسانوں کی زندگی آسودگی اور فارغ البالی سے بسر ہوتی ہو۔

سحاب رکام یا سحاب مرکوم سورۂ نور میں اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے الم تر ان الله یزجی سحابا ثم یؤلف بینه ثم یجعله رکاما فتری الودق یخرج من خلله وینزل من السماء من جبال فیها من برد فیصیب به من یشاء ویصرفه عن من یشاء یکاد سنا برقه یذهب بالابصار کیا تم نے نہیں دیکھا کہ خدا ہی بادلوں کو چلاتا ہے پھر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے پھر ان کو تہ بتہ کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ بادل میں سے مینہ نکل کر برس رہا ہے اور آسمان میں جو ڈالوں کے پہاڑ ہیں ان سے اولے نازل کرتا ہے تو جس پر چاہتا ہے اس پر برسا دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے ہٹا رکھتا ہے اور بادل میں جو بجلی ہوتی ہے اس کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دیتی ہے۔

اس آیت پر عمیق نگاہ ڈالئے تو صاف روشن ہوگا کہ یہ سحاب رکام وہ بادل ہے جو بہت سے بادلوں سے مل کر آسمان کو گھیر لیتا ہے اور وہ منظر پیش کرتا ہے جسے گھنگھور گھٹا کا چھانا کہتے ہیں ان بادلوں میں سے پانی برستا ہے کبھی اولے برستے ہیں اور کبھی بجلی چمکتی ہے ایک اور مقام پر خدا تعالیٰ نے اس بادل کو سحاب مرکوم بھی فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم ترجمہ:- اور اگر دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا تو کہنے لگیں کہ سحاب مرکوم ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنان ملت معجزہ طلب کیا کرتے تھے کہ آسمان سے کوئی ٹکڑا اگرا کر دکھلائیے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو لوگ کبھی قبول نہ کرتے بلکہ یہ کہتے کہ یہ تو سحاب مرکوم ہے یعنی وہ تہ بتہ غلیظ ابر ہے جو بارش برسانے کو ظاہر ہوا ہے ہمارے خیال میں سحاب رکام یا سحاب مرکوم کی اس قدر تشریح کافی ہے۔

معصرات یہ وہ بادل ہیں جو زور شور سے برستے ہیں اور ایسے وقت پر برستے ہیں کہ فصل کو بڑا فائدہ پہنچتا ہے اور کھیتیاں ہری ہو جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج به حبا ونباتا وجنت الفافا اور نچوڑنے والی بدلیوں میں سے پانی کا ریلا نازل کیا تاکہ ہم اس سے دانہ اور سبزہ نکالیں اور لپٹے ہوئے باغات۔

آیۂ مندرجۂ بالا سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ معصرات وہ بادل ہیں جن سے زور شور کے ساتھ پانی برستا ہو اور اس پانی سے اناج اور سبزہ پیدا ہوتا ہے اور جو پانی باغوں کو سرسبز و شاداب بنا دیتا ہے۔

مندرجۂ بالا سطور کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہوگا کہ قرآن کریم نے سائنس کی بتلائی ہوئی بادل کی قسموں کے علاوہ اور بہت سی قسمیں بیان کی ہیں اور ایسی خوبی سے بیان کی ہیں کہ جو لوگ اس علم میں کچھ بھی مہارت رکھتے ہیں وہ قرآن کریم کے ارشادات پڑھ کے بیحد محظوظ ہوں گے۔

اب ہم اس بات پر غور کریں کہ جو پانی بادلوں سے برستا ہے اس کا کیا حشر ہوتا ہے کہاں جاتا ہو اور کہاں جا کر ٹھہرتا ہے سائنس کی تحقیقات یہ ہے کہ جو پانی برستا ہے وہ تین صورتوں میں تقسیم ہو جاتا ہے ایک حصہ تو بخارات بنکر اڑ جاتا ہے ایک حصہ زمین میں جذب ہو جاتا ہے ایک حصہ دریاؤں اور نالوں میں چلا جاتا ہے اور ان کے واسطوں سے سمندر میں پہنچ جاتا ہے۔

قرآن مجید نے ان مطالب کو نہایت لطافت کے ساتھ بیان کیا ہے سورۂ رعد میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے انزل من السماء ماء فسالت اودیة بقدرها فاحتمل السیل زبدا رابیا ومما یوقدون علیه فی النار ابتغاء حلیة او متاع زبد مثله کذلک یضرب الله الحق والباطل فاما الزبد فیذهب جفاء واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذلک یضرب الله الامثال ○ اسی نے آسمان سے مینہ برسایا پھر اس سے

پنچا اپنے اندازے کے مطابق نالے بہ نکلے پھر پانی پر پھولا ہوا جھاگ آگیا اور جس طرح زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے آگ میں تپاتے ہیں اس میں بھی ایسا ہی جھاگ ہوتا ہے اسی طرح خدا حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے سو جھاگ رسوکھ کر زائل ہوجاتا ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے اس طرح خدا مثالیں بیان فرماتا ہے۔

اس آیہ مبارکہ میں خدا تعالےٰ نے کئی حقائق کا ذکر فرمایا ہے ارشاد کیا ہے کہ پانی آسمان سے برستا ہے دوسری نالوں میں بہ جاتا ہے بڑے نالوں میں زیادہ اور چھوٹے نالوں میں کم ایک حصہ پانی کا کف بنکر نمایاں ہوتا ہے پانی میں جب ہوا کی آمیزش ہوتی ہے تو کف بنتا ہے اور جب گرمی پڑتی ہے تو جھاگ بخارات بنکر اڑ جاتا ہے کیونکہ اس پر تپش آفتاب کا اثر جلد ہوتا ہے جس وقت زیور بناتے وقت سب دھات کو تپایا جاتا ہے تو جھاگ اٹھتی ہے اور وہ آگ کی حرارت سے جل کر اڑ جاتی ہے یہی حال پانی کے جھاگ کا ہوتا ہے پانی جو زمین میں جذب ہوجاتا ہے وہ انسان کو فیض پہنچاتا ہے۔

خدا تعالےٰ سورۂ زمر میں ارشاد فرماتا ہے الم تر ان اللہ انزل من السماء ماء فسلکہ ینابیع فی الارض ثم یخرج بہ زرعا مختلفا الوانہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اس نے اتارا آسمان سے پانی پھر اس کو چلایا چشموں زمین کے اندر پھر نکالتا ہے اس سے کھیتی کہ گوناگون ہیں اس کے رنگ۔

اس آیہ کریمہ کا مفہوم دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ مینہ کا پانی زمین کے اندر جذب ہوجاتا ہے اور اس سے چشمے وجود میں آتے ہیں اور جس سے مختلف قسم کی کھیتیاں پیدا ہوتی ہیں۔

سورۂ مومنون میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وانزلنا من السماء ماء بقدر فاسکنہ فی الارض وانا علی ذھاب بہ لقادرون اور ہم نے اتارا آسمان سے پانی اندازہ کے ساتھ پھر اس کو ٹھیرایا زمین میں اور ہم اس کو لیجانے پر قادر ہیں۔

اس آیہ کریمہ کا مطلب صاف ہے کہ آسمان سے جو پانی برستا ہے وہ زمین کے مختلف مقامات مثل تالاب دریا سمندر اور کنوئیں وغیرہ میں جاکر ٹھیر جاتا ہے اور جس طرح خداوند عالم پانی کو مذکورہ بالا مقامات میں جمع فرمادیتا ہے اسی طرح اس کو پھر بخارات کی صورت میں یا کوئی اور طریقہ سے نابود بھی کرسکتا ہے۔

خدا تعالےٰ سورۂ داریات کی ابتدا اس طرح فرماتا ہے والذاریات ذروا فالحاملات وقرا (ترجمہ قسم ہے ان ہواؤں کی جو پانی اور گرد کے ذروں کو بکھیر کر اڑا دیتی ہے اور پھر بھاری بادلوں کو اٹھاتی ہیں)

ان آیتوں کا مفہوم یہ ہے کہ ہوا پانی اور گرد کے ذرات کو اڑا کر بکھیر دیتی ہے اور بادلوں کو اٹھانا بھی ہوا کا کام ہے اس سے سائنس کی وہ تحقیق صحیح ثابت ہوتی ہے کہ پانی کچھ حصہ بخارات بنجاتا ہے ہم نے اوپر کی سطروں میں قرآن کریم اور سائنس کی کتابوں سے بیان کیا ہے کہ بادلوں کی کتنی قسمیں ہیں اور بادلوں سے جو پانی برستا ہے وہ کہاں جاتا ہے اب اس پر غور کریں کہ قرآن کریم نے بارش یا مینہ کی کتنی قسمیں بیان فرمائی ہیں اور ان کے کیا کیا اوصاف ذکر کئے ہیں اس بارہ میں ہم ذیل میں متعدد آیتیں پیش کرتے ہیں اور ہر آیت کی ضروری تشریح کرتے ہیں تاکہ ناظرین کرام اس بحث کو آسانی سے سمجھ سکیں۔

بارش کی اقسام حسب ذیل بارش ہو جب برستی ہے تو آسمان پر ایسی گھنگھور گھٹا ئیں چھا جاتی ہیں اور ایسی تاریکی محیط ہوتی ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا بادل گرجتے ہیں جن سے ایسی ہولناک آوازیں آتی ہیں کہ انسان کانپنے لگتے ہیں بجلی اس طرح تڑپ تڑپ کر چمکتی ہے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے سورۂ بقر میں ایک مثال بیان کرتے ہوئے اس قسم کی بارش کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ملاحظہ ہو ارشاد ہوتا ہے۔

او کصیب من السماء فیہ ظلمت ورعد وبرق یجعلون اصابعہم فی اذانہم من الصواعق حذر الموت واللہ محیط بالکفرین ٥ یکاد البرق یخطف ابصارہم کلما اضاء لہم مشوا فیہ (ترجمہ) یا ان کا حال بارش جیسا ہے جو آسمان سے اتری اور جس میں اندھیرے ہیں اور گرج اور بجلی ہے وہ انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اپنے کانوں میں کڑاک کے مارے موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو قریب ہے کہ بجلی اچک لیجائے ان کی آنکھیں ذرا چمکی ان پر تو اس میں چل لئے۔

اس آیہ مبارک میں لفظ صیب قابل غور ہے جس مادہ سے یہ لفظ بنا ہے اسی سے لفظ مصیبت بھی مشتق ہے پس معلوم ہوا کہ یہ بارش انسانوں کیلئے ایک پیغام مصیبت ہے۔

موسلا دھار بارش ہم نے جہاں بادلوں کے اقسام بیان کئے ہیں وہاں سماء مدرار یعنی موسلا دھار بارش برسانے والے بادل کا ذکر کردیا ہے اب یہاں موسلا دھار بارش کے بارہ میں چند آیات کریمہ حوالہ قلم کرتے ہیں۔ کوئی شخص اگر یہ اطلاع دے کہ فلاں مقام پر کل موسلا دھار بارش ہوئی تھی تو سامعین فوراً سمجھ جائیں گے کہ کس قدر زور شور سے پانی برسا تھا اس لئے ہم یہاں اس عام فہم لفظ کی مزید تشریح کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔

لفظ مدرار موسلا دھار بارش کا مراوف ہے قرآن کریم میں یہ لفظ کئی مقامات پر وارد ہوا ہے چنانچہ سورۂ انعام میں ارشاد ہوتا ہے وارسلنا السماء علیہم مدرارا (ترجمہ) اور ہم نے برسایا ان پر مینہ موسلا دھار)

سورۂ ہود میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوۃ الی قوتکم ولا تتولوا مجرمین (ترجمہ) اور اے قوم گناہ بخشواؤ اپنے رب سے پھر توبہ کرو اس کی جناب میں وہ بھیجیگا تم پر موسلا دھار مینہ برسانے والا بادل اور تم کو زیادہ دیگا قوت پر قوت اور اعراض مت کرو مجرم ہوکر)

سورۂ نوح میں ایک آیہ مبارک یوں وارد ہے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم جنت ویجعل لکم انہرا (ترجمہ) تو میں نے کہا کہ مغفرت چاہو اپنے رب سے بیشک وہ بڑا بخشنے والا ہے کہ بھیج دیگا تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش اور تمہاری امداد فرمائے گا مال اور بیٹوں سے اور کرے گا تمہارے لئے باغات اور کردیگا تمہارے لئے نہریں۔

مندرجہ بالا تینوں مقامات کو بغور پڑھیے اور اس کے ترجمہ کو تامل سے مطالعہ کیجئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ موسلا دھار بارش خدائے کریم کی رحمت ہے جو توبہ واستغفار کی وجہ سے نازل ہوتی ہے اس بارش سے انسانوں کو تقویت ملتی ہے باغات سرسبز ہوتے ہیں نہریں چلتی ہیں اور یہ سب باتیں نوع انسانی کیلئے از حد مفید ہیں۔

اولوں کی بارش پانی کے بخارات کچھ پانی ہی کی شکل منجمد ہوکر نیچے برسے

بلکہ جب فضا میں طوفان برپا ہوتا ہے اور گرد ہوا میں کوئی خاص کیفیت پیدا ہو جاتی ہے تو بخارات جم کر اولے کی صورت میں برسنے لگتے ہیں یہ اولے نہایت سخت اور کروی شکل کے ہوتے ہیں جن کی مقدار ختخاش کے دانے سے لیکر انڈوں کے برابر ہوا کرتی ہے بلکہ بعض وقت نارنگی کے برابر بھی ہوتے ہیں یہ اکثر گرمی کے موسم میں گرا کرتے ہیں اور جاڑے کے موسم میں شاذ و نادر۔ یہ زیادہ تر دن کو برستے ہیں اولوں کی حقیقت اب تک برابر دریافت نہیں ہوئی ہے عام طور پر گرم ہوا میں سرد ہوا آ کر یکایک آ جانے سے اولوں کی تکوین ہوتی ہے گویا گرم ہوا کی ... سرد ہو کر ابخرات کو منجمد کر دیتی ہے اور اس طرح اولے بن جاتے ہیں۔ سائنس کی ایک کا اقتباس ہے۔ قرآن کریم نے اولوں کی بارش کو پتھروں کی بارش سے بیان فرمایا ہے اولوں میں حجریت ہوتی ہے اسلئے ان کو پتھر کہنا بالکل صحیح ہے سورہ اعراف میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وامطرنا علیہم مطراً فانظر کیف کان عاقبۃ المجرمین اور ہم نے برسایا ان پر پتھروں کی مینہ سو دیکھ کیا ہوا گناہگاروں کا انجام اسی طرح سورہ ہود میں اللہ تعالے فرماتا ہے فلما جاء امرنا جعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود ترجمہ پھر جب آپہنچا ہمارا حکم تو ہم نے کر دیا اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور اس پر پتھر برسائے جو تہ بتہ تھے۔

سورہ حجر میں یوں ارشاد ہوتا ہے فاخذتہم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک آواز نے سورج نکلتے پھر ہم نے اس بستی کو کر ڈالا اوپر تلے اور برسائے ان پر پتھر کنکر کے۔ سورہ نور میں اللہ جل شانہ نے اولوں کا ذکر تفصیل سے فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار ترجمہ اور وہ اتارتا ہے آسمان کے ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں اولے پھر ان کو ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اور اس کو ہٹا دیتا ہے جس سے چاہتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک ایک بجائے آنکھوں کو۔ مندرجہ بالا آیات کریمہ میں چند الفاظ قابل شرح ہیں اول لفظ سجیل پر غور کریں اہل لغت نے اس کو سنگ گل کا معرب بتایا ہے اور اس کے معنے پتھر یا کنکریاں بیان کئے ہیں ہم نے سجیل کے معنے اولوں کے لئے ہیں کہ آسمان سے اولے برستے ہیں۔ سورہ حجر کی آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش دن کے وقت ہوتی ہے سائنس کے منقولہ بالا اقتباس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے سورہ حجر کی اسی آیہ مبارکہ سے یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے کہ جب اولوں کی بارش ہوتی ہے تو اس سے پیشتر ایک ہولناک آواز پیدا ہوتی ہے۔ مندرجہ بالا تمام آیتوں کا مطالعہ کرنے سے صاف روشن ہوتا ہے کہ اولوں کی بارش دراصل ایک ہولناک عذاب ہے جس سے انسان اور حیوان ہلاک ہو جاتے ہیں اور بستیاں اور کھیتیاں ویران اور برباد ہو جاتی ہیں۔ اب سورہ نور کی مندرجہ بالا آیت پر غور فرمائیے اس میں دو لفظ قابل توجہ ہیں جبال اور برد جبال کا آسمان پر ہونا شاید بادی النظر میں تعجب خیز نظر آئے مگر اس کے اصل معنی یہ ہیں کہ آسمان میں برف منجمد ہو جاتا ہے اور یہ برف اولوں کی شکل میں برستا ہے برد کے معنوی معنے اولا کے ہیں اور ہر لغت میں اس کے یہی معنے بیان کئے گئے ہیں۔ قبل اسکے کہ ہم آیۂ مذکورہ کے معنی و مطلب کو بیان کریں سائنس کی ایک کتاب سے اولوں کے بارہ میں چند سطریں نقل کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ

"برف نام ہے پانی کے جمے ہوئے ابخرات کا یہ ابخرات جب ہوا میں بلند ہوتے ہیں تو بارش کے بادل بننے کے عوض برف کے بادل بن جاتے ہیں۔"

اولے بالعموم الائچی کے دانوں کے برابر ہی ہوا کرتے ہیں کبھی انڈے کے برابر ہوتے ہیں کبھی تو ان کی سلیں کی سلیں گرتی ہیں جس سے ہزاروں جانور جو میدانوں میں چرتے رہتے ہیں اور صدہا انسان مر جاتے ہیں۔ پس جب کہ سوائے برف کے بادل بنتے ہیں اور ان سے برف کی سلیں اور چٹانیں زمین پر گرتی ہیں تو برف کے بادل یا ان سلوں کے مجموعہ کو اگر پہاڑ کہا گیا ہو تو بالکل بجا اور درست کہا گیا ہے اور سائنس کی تحقیقات کے بالکل مطابق ہے۔

اولوں کو حجر یا پتھر کہنے میں ایک اور راز پوشیدہ ہے وہ یہ کہ اولوں میں تبلر یا بلوریت کی خاصیت ہوتی ہے اس بات کے کما حقہ سمجھنے کے لئے بلور یا بلوریت کی حقیقت کو پہلے معلوم کر لینا چاہئے اکثر اشیا مثلاً نمک، مصری اور بلور وغیرہ میں تبلر کی خاصیت پائی جاتی ہے یعنی وہ ایک خاص قسم کی مسدس شکلوں کو بخود اختیار کر لیتے ہیں پانی میں بھی یہی خاصیت ہے جو نمک اور بلور میں پائی جاتی ہے یعنی جب پانی جم کر برف بن جاتا ہے تو برف کے سب ٹکڑے مسدس یعنی شش پہلو ہوتے ہیں اگرچہ برف کے تمام ٹکڑوں میں شکل مسدس عام اور مشترک ہوتی ہے مگر یہی مسدس شکلیں ایک ہزار مختلف نمونوں میں پائی جاتی ہیں۔

ایک اور سائنس کی کتاب میں بلوریت کے متعلق حسب ذیل تشریح مرقوم ہے
"جب برف کے ٹکڑے آسمان سے گرا کرتے ہیں اگر ان کو قریب سے دیکھو تو ہر برف کے ستارہ میں چھ کرنیں نظر آئیں گی یہ سب کرنیں پانی کے چھوٹے چھوٹے ذروں سے بنتی ہیں یہ اس مخفی اور پوشیدہ قوت کا کرشمہ ہے جسے قوت تبلر کہتے ہیں قوت تبلر کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ بلور جیسے شش پہلو ہوتا ہے اکثر جمادات میں بھی یہی خاصیت ہوتی ہے پس وہ قوت جو ان سب کو مذکورہ بالا اشیاء کو شکل مذکورہ سے مخصوص کرتی ہے یا یوں کہو کہ بلور کی طرح شش پہلو بناتی ہے اسکو قوت تبلر کہتے ہیں"

بارش کے قطرے سیدھے گرا کرتے ہیں لیکن جب اولے گرتے ہیں تو آسمان سے قلابازیاں کرتے ہوئے نیچے آتے ہیں اور کبھی ادھر اور کبھی ادھر گرتے ہیں۔

سائنس کے مندرجہ بالا اقتباسات کو مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کا اولوں کو پتھر کہنا بالکل صحیح ہے اول اس لئے کہ وہ پتھر کی طرح سخت ہوتے ہیں دوسرے اس لئے کہ ان میں بلور کی طرح تبلر ہوتی ہے یعنی مسدس شکل کے ہوتے ہیں یا صاف زبان میں کہئے کہ اولے شش پہلو ہوتے ہیں ان وجوہ کی بنا پر قرآن مجید نے اولوں کو سجیل حجارہ سے نامزد کیا ہے ان مباحث پر غور و تامل کے بعد اب قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیتوں کی پھر تلاوت فرمائیے سورہ حجر میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے فاخذتہم الصیحۃ مشرقین فجعلنا عالیہا سافلہا وامطرنا علیہم حجارۃ من سجیل پھر ان کو پکڑا ایک ہولناک آواز نے سورج نکلتے پھر ہم نے اس بستی کو کر ڈالا تہ و بالا اور ان پر برسائے پتھر سجیل کے خدائے مکرم نے سورہ نور میں اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالی ہے ارشاد ہوتا ہے وینزل من السماء من جبال فیہا من برد فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عن من یشاء یکاد سنا برقہ یذہب بالابصار وہ اتارتا ہے آسمان کے ان پہاڑوں سے جو آسمان میں ہیں اولے پھر ان کو ڈال دیتا ہے جس پر چاہتا ہے

اداس کو ہنسا دیتا ہے جس سے چاہتا ہے قریب ہے کہ اس کی بجلی کی ایک چمک
اچک لیجائے آنکھوں کو، مندرجہ بالا آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اولوں کی
بارش ایک عذاب الٰہی ہے جس سے بستیاں اور کھیتیاں غارت ہوتی ہیں۔

غیث امساک باران اور خشک سالی کے بعد جب مخلوق پانی کے لئے سخت احتیاج میں ہو اس اثناء میں جو بارش نازل ہوتی ہے اس کا نام غیث ہے سورہ شوریٰ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا وینشر رحمتہ وھو الولی الحمید اور وہی ہے جو اتارتا ہے بارش اس کے بعد کہ وہ ناامید ہو چکے تھے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے ولی و حمید ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے ارشاد کیا کہ قحط کے بعد پھر ایسا سال آئیگا جس میں خوب بارش ہوگی اور پھلوں کی خوب پیداوار ہوگی سورۂ یوسف میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے ثم یاتی من بعد ذلک عام فیہ یغاث الناس وفیہ یعصرون پھر آئیگا اس کے بعد ایسا برس جس میں مینھ برسائے جائینگے اور لوگ اس میں شیرہ نچوڑیں گے، غیث اور یغاث ایک ہی مادہ غاث کے مشتقات ہیں، سورۂ حدید میں بھی غیث نامی بارش کا ذکر ہے ارشاد ہوتا ہے کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ (ترجمہ) مانند غیث کے کہ بھلی لگتی ہو اس کی پیداوار کفار کو۔ مندرجہ بالا آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جو بارش خشک سالی قحط اور امساک باران کے بعد برسے اور اس سے خوب پیداوار ہو اس کو

ودق لغت میں ودق باران شدید کو کہتے ہیں قرآن کریم کی اصطلاح میں ودق وہ بارش ہے جو ہوا الموسم کہ آنے سے برستی ہو اور جہاں جہاں برستی ہو وہاں کے باشندے اس کے نتائج کا خیال کر کے اظہار مسرت کرتے ہیں اس لئے کہ اس سے اناج اور پھل کی بکثرت پیداوار ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس قسم کی بارش کا دو جگہ ذکر فرمایا ہے چنانچہ سورۂ روم میں ارشاد ہوتا ہے اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء کیف یشاء ویجعلہ کسفا فتری الودق یخرج من خللہ فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ہم یستبشرون (ترجمہ) اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو پھر وہ اٹھا لاتی ہیں بادل کو پھر اس کو پھیلاتا ہے آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور اس کو تہ بہ تہ کر دیتا ہے پس تو دیکھتا ہے کہ مینہ نکلتا ہے اس کے درمیان میں سے پھر جب اس کو پہنچا دیتا ہے جس پر چاہتا ہے اپنے بندوں میں تب ہی وہ لوگ خوشیاں مناتے ہیں" دوسرا مقام سورہ نور میں حسب ذیل ہے الم تر ان اللہ یزجی سحابا ثم یؤلف بینہ ثم یجعلہ رکاما فتری الودق یخرج من خللہ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ چلاتا ہے بادل کو پھر ان کو ملا دیتا ہے پھر ان کو رکھتا ہے تہ بہ تہ پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو نکلتا ہوا بادل کے بیچ میں سے" ان دونوں آیتوں سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ودق وہ بارش ہے جو موسم کے مطابق ہوتی ہو اس سے پیداوار ہوتی ہے اور لوگوں کی خوشی کا باعث بنتی ہے۔

ماء صبا یہ وہ بارش ہے جو اعتدال کے ساتھ برستی اس سے اناج اور میوے پیدا ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ سورۂ عبس میں ارشاد فرماتا ہے انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا متاعا لکم ولانعامکم [illegible] انگور اور

ترکاری اور زیتون اور کھجور اور گنجان باغات اور میوہ اور چارہ تمہارے اور تمہارے چوپایوں کے لئے۔

ماء ثجاجا لفظ ثجاج کے معنے اس بارش کے ہیں جو زور شور سے ہوتی ہے اور جس سے اناج اور نباتات کی پیداوار ہوتی ہو اور باغات میں درختوں کی اس قدر نشو و نما ہوتی ہو کہ وہ گنجان ہو جاتے ہیں سورہ نبا میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وانزلنا من المعصرات ماء ثجاجا لنخرج بہ حبا ونباتا وجنت الفافا اور اتارا بادلوں سے پانی بہنے والا تاکہ نکالیں اس کے ذریعہ سے غلہ اور سبزی اور باغ لپٹے ہوئے" آیت مذکورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماء ثجاج وہ بارش ہے جو زور شور سے ہو اور جس سے اناج اور پھل پیدا ہوں اور باغوں کے درختوں میں وہ بالیدگی آئے کہ ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے نظر آنے لگیں۔

ماء منہمر یہ وہ بارش ہے جو موسلا دھار بارش سے کہیں زیادہ زور شور سے برستی ہو جب یہ برستی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور بادلوں میں شگاف پڑ گئے ہیں اس کی مزید تفصیل عرض کرنے سے کے پہلے ہم قدرت کے ایک قانون کا عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

گرمی کے موسم میں کنوؤں کا پانی کم ہو جاتا ہے مگر جب بارش کا زمانہ قریب آتا ہے اور آسمان پر ابر چھا جاتا ہے اس وقت کنوؤں اور چشموں میں پانی بڑھ جاتا ہے خواہ بارش ہو یا نہ ہو اور جب بارش ہونے لگتی ہے تو ان میں پانی کی افزائش ہو جاتی یعنی جس قدر بارش زیادہ ہوگی اسی تناسب سے کنوؤں اور چشموں میں پانی زیادہ خواہ ان کنوؤں میں بارش کا پانی گرے یا نہ گرے چنانچہ اس حقیقت کو خداوند عالم نے سورۂ قمر میں حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ مذکور کرتے ہوئے بیان کیا ہے ففتحنا ابواب السماء بماء منہمر وفجرنا الارض عیونا فالتقی الماء علی امر قد قدر" تو ہم نے کھول دیئے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی سے اور بہا دیئے زمین سے چشمے تو پانی مل گیا ایک امر پر جو مقدر ہو چکا تھا۔

موسلا دھار بارش سے مخلوق کو فیض پہنچتا ہے اور یہ بارش خدائے کریم کا ایک احسان اور رحمت ہے اس کے برخلاف ماء منہمر وہ بارش ہے جس سے دنیا میں طوفان بپا ہوتا روئے زمین پانی سے بھر جاتی ہے عمارتیں غرقاب ہو کر منہدم ہو جاتی ہیں حیوانات انسان ہلاک ہو جاتے ہیں باغات اور کھیتیاں تباہ و ویران ہو جاتی ہیں یہ بارش خداوندی نہیں بلکہ ایک قہر الٰہی ہے جیسا کہ حضرت نوح کے عہد میں یہ عذاب نازل ہوا جو طوفان نوح سے مشہور و معروف ہے۔

لفظ منہمر ہمر سے مشتق ہے اس کے کئی معنی ہیں شاخ کے دفعتہً ٹوٹنے کے بارش ہونے ہلاک ہونے یا غصہ میں آنے کے ہیں ان معانی کو پیش نظر رکھنے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ماء منہمر وہ بارش ہے جو غضب الٰہی سے بغتۃً نازل ہو جس کے نتیجہ ہلاکت اور تباہی کے سوا کچھ اور نہ ہو انہمار جو مادہ مذکورہ سے مشتق اس کے معنے ہیں شکستہ و ویران ہونا پانی کا گرنا اور آنسو کا بہنا اور درخت کا لاٹھی کے مارنے سے گرنا۔ ان معانی پر تامل کیجئے تو معلوم ہوگا کہ اس بارش دنیا تباہ و ویران ہوتی ہے جیسے کوئی شخص غصہ میں کسی درخت پر لاٹھی مارے سب پتے یک دفعہ جھڑ جائیں اور اس تباہی کو دیکھ کر انسان کی آنکھ آنسو تو تعجب کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ ماء منہمر ایک ہلاکت خیز اور طوفانی بارش ہے جس سے مخلوق ہلاک اور بستیاں برباد ہو جاتی ہیں۔

فلسفۂ عالم پر اسلام کا احسان

(از جناب مولوی منہاج الدین صاحب عالی اسلامی)

یہ ناقابل تردید واقعہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب طرح طرح کی تاریکیوں اور جہالتوں میں مبتلا تھا تہذیب الاخلاق کا یہ عالم تھا کہ اپنی عورتوں کے ساتھ زنا کرنے کے واقعات فخریہ اپنی اونچی زبان میں قصیدہ در قصیدہ کہہ جاتا تھا۔ تدبیر المنزل (خانہ داری) کی کیفیت یہ تھی کہ کوئی والد مولود کے حقوق سے واقف نہ تھا جو بچیاں پیدا ہوتیں انہیں قتل کر دیا جاتا تھا گھروں میں دو بھائی بات بات پر لڑ مرتے اور اسی کا سلسلہ دو قبیلوں یا گروہوں میں تقسیم ہو کر اس طرح پھیل جاتا تھا کہ صدیوں زمین انسانی خون سے لالہ زار بنی رہتی تھی سیاست مدنیہ (ملکی انتظامات) ایسی تھی کہ ملک میں بجائے امن و امان کے سرگشتہ عرب میں جنگ و جدال کے نقارے گرج رہے تھے اور خدا کی اشرف مخلوق جانوروں کی طرح حلال کی جا رہی تھی۔

مگر اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ برائیوں کے یہ خصائص محض عرب ہی میں پائے جاتے تھے بلکہ یہ حصۂ زمین پر ادبرگیتی کے ان قرنوں کا عجیب و غریب حال تھا جسے اشرف المخلوقات کہتے ہیں انگلستان میں برٹن جیسی بیمانہ صنعت قوم آباد تھی فرانس میں قتل و قتال کا بازار گرم تھا جرمنی روس اٹلی وغیرہ کا بھی یہی حال تھا اور خود ہندوستان میں بستا اس کی طرح عفونت کی گنگا بہ رہی تھی لیکن اس وقت اور ملکوں سے نسبتاً یونان کو جو خوبی و فضیلت حاصل تھی وہ اس کے اس فلسفہ سے ظاہر ہے۔

فلسفہ (حقائق موجودہ کا واقعی علم جس نے نفس کو کوئی اعلیٰ فائدہ بھی حاصل ہو) جس کو حکمت بھی کہتے ہیں پہلے اس کی تقسیم یوں ہوئی۔ حکمت عملیہ (موجودات کے وہ علم و عمل جن کا وجود انسان کی قدرت میں ہو) حکمت نظریہ: (وہ موجودات کا علم جن کا وجود انسانی قدرت و اختیار سے بالاتر ہے) پھر ان دونوں (حکمت علمیہ و نظریہ) کی تین تین قسمیں ہوئیں۔ حکمت عملیہ تہذیب الاخلاق (شخص واحد کے مصالح کا علم) حکمت علمیہ تدبیر المنزل (جماعت کے مصالح کا علم جس کا تعلق ایک گھر سے ہو) حکمت عملیہ سیاست مدنیہ (ایسی جماعت کے مصالح کا علم جس کا تعلق ایک شہر یا ملک سے ہو) حکمت نظریہ الٰہیہ (ایسی اشیا کا علم جو اصلاً مادہ کی محتاج نہیں) حکمت نظریہ ریاضیہ (ایسی اشیا کے احوال کا علم جو وجود خارجی میں مادہ کی محتاج ہوں مگر وجود ذہنی میں نہیں) حکمت نظریہ طبعیہ (ایسی اشیا کے احوال کا علم جو وجود خارجی و ذہنی دونوں میں مادہ کی محتاج ہوں) حکمت کی ان چھ قسموں کے علاوہ اور بھی بہت سی قسمیں ہیں جن کا ایک لامتناہی و بے شمار سلسلہ قسم در قسم ہوتا ہوا چلا گیا ہے لیکن ہمیں صرف حکمت عملیہ کی ان تین قسموں کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے جس کو تدبیر منزل تہذیب اخلاق سیاست مدنیہ کہتے ہیں۔

اس کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یونان نے مذکورہ بالا حکمت عملیہ کی تینوں قسموں کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا؟ کتنی ترقی دی؟ اور کہاں کہاں اس کا اثر پھیلا؟ جواب میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ عرب، چین، فرانس، روس، جرمنی، ہند وغیرہ میں تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مدنیہ کا کوئی حصہ تو کیا موجود ہوتا خود یونان ہی ان تینوں کا عملی نمونہ دکھلانے سے قاصر تھا۔

چونکہ عرب اور ملکوں سے بہت زیادہ درندگی میں مبتلا تھا اور جس میں بدترین آباد تھیں وہ علی العموم ایسی تھیں جن سے انسانیت کے تمام اوصاف سلب ہو چکے تھے اور ان پر درندگی و بہیمیت نے قبضہ کر لیا تھا لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی قوم پر اس کے بد اعمالیوں سے عفونت کا بادل ٹوٹ ٹوٹ کر برس جاتا ہے اور اس کا پانی خس و خاشاک کی طرح انسانی خصائل حسنہ کو بہا صاف کر دیتا ہے تو مشیت کو حرکت ہوتی ہے اور پھر وہ ایک ایسا معلم عظم پیدا کر دیتی ہے جس کی نگاہ اور جس کی تعلیم انسانیت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچا دیتی ہے پس گو دنیا کے ممالک میں اس وقت عام طور پر ایسی باتیں باقی تھیں جن کی اصلاح ضروری تھی لیکن اس عمومیت میں جو خصوصیت عرب کو حاصل تھی وہ کسی دوسرے ملک کو نہ تھی اس ملک میں جب حد درجہ کی برائی پیدا ہو گئی تو مشیت کی آنکھوں نے گوشۂ چشم التفات سے دیکھا اور ایک ایسا برگزیدہ انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا کر دیا جس نے دنیا میں قدم دھرتے ہی نظری فلسفہ کی دولت کو عام طور پر بانٹا جس کی تفصیل اجمالی یہ ہے:۔

تہذیب الاخلاق۔ انسان میں ایک ایسی مخصوص قوت بھی ہے جس کے باعث آسانی سے افعال صادر ہونے کی استعداد و قابلیت موجود ہے اور یہ ایسا عام لفظ ہے جس میں اچھی بری دونوں باتیں شامل ہیں اس قوت کا وہ پہلو جس سے اچھے اچھے افعال صادر ہوں اخلاق ہے اور اس کا دوسرا پہلو قبیح۔

(۱) جہاں بری اور فحش باتیں کسی عیب میں داخل نہ تھیں وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقربوا الفواحش فواحش یعنی بری باتوں کے قریب نہ ہو۔

(۲) جہاں زنا کرنا فخر سمجھا جاتا تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشہ زنا بری بات ہے اس کے قریب نہ ہو۔

(۳) جہاں چوری درحقیقت گویا آبائی پیشہ تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا السارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما چوری کرنے والا خواہ مرد ہو یا عورت اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔

(۴) جہاں خطا کی معافی نہ تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا خذ العفو عفو کی عادت ڈالو۔

(۵) جہاں جہالت عزت تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا واعرض عن الجاہلین جاہلوں سے اعراض کرو۔

(۶) جہاں بے حیائی تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا قلیلضحکوا قلیلا کم ہنسو۔

تدبیر المنزل:۔ خانہ داری جو حقیقت میں معاشرت کے لیے جزو لازم ہے اس میں والد و مولود کے حقوق ہیں۔

(۱) جہاں والدین کے ساتھ نیکی اور خدمت کرنی ایک نامعلوم شے تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا بالوالدین احسانا۔

(۲) جہاں باپ کے مرنے کے بعد ماں (سوتیلی) شوہر بیوی کی طرح حلال ہو جاتی تھی وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء جن عورتوں سے تمہارے باپ نے نکاح کیا وہ تم پر حرام ہیں۔

(۳) جہاں اولاد کی تعلیم و تربیت کی کیا کیا جب بیس برس کا (لڑکی) پیدا ہوتی تو بے رحم باپ اس کو قتل کر ڈالتا جیسے اس نے اپنی کوکھ سے انسان کا بچہ نہیں سانپ کا بچہ جنا تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تقتلوا اولادکم تم اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

سیاست مدنیہ:- ملکی انتظامات بھی ایک ضروری چیز ہے ملک کی ترقی و تنزل کی بلندی اسی پر موقوف ہے اور حقیقی امن و امان کا واحد طریقہ یہی سیاست ہے جس ملک میں سیاست کی روح نہیں وہ ملک ہمیشہ بدامنی کی جسمانی بیماریوں میں مبتلا رہے گا۔

(۱) جہاں ہمیشہ نفاق کے شعلے بھڑکتے رہتے وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولا تفرقوا آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔

(۲) جہاں اتحاد و اتفاق نہ تھا وہاں اسلام نے یہ احسان کیا ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر تمہیں چاہیئے ایک گروہ ہو جاؤ تاکہ بلاؤ نیکی کی طرف لوگوں کو۔

اس تفصیل اجمالی کے بعد جو حقیقت سامنے آتی ہے اس کے متعلق کیا کہا جائے کہ عرب کیا ہو کر رہ گیا۔ خود فلاسفہ نے جب دیکھا کہ حکمت عملیہ کی یہ تینوں (تہذیب الاخلاق تدبیر المنزل سیاست مدنیہ) قسمیں انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہیں اور عقلاً اس سے بہتر تعلیم نہیں ہو سکتی تو وہ ان کو اپنی کتابوں سے حکمت عملیہ کا اتنا حصہ (تہذیب الاخلاق تدبیر المنزل سیاست مدنیہ) یہ عذر کرتے ہوئے نکال دیا ان الشریعة المصطفویة قد فرطت الوطر علی وجه اکمل والنہ شریعت محمدیہ نے اس ضرورت کو بہترین طریقہ پر اور انتہائی تفصیل سے پورا کر دیا۔

ایک نادر تحفہ یعنی وہ قرآن مجید مترجم و مفسر

مترجم و مصدقہ و مفسرہ

محدث اعظم حکیم الامت حضرت علامہ مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب محدث مد ظلہ

جس کا ہر مسلمان کے گھر میں ہونا بہت ضروری ہے

سبحان اللہ کیا چھپائی ہے اور کیا لکھائی ہے ایک ایک حرف موتی کی طرح جڑا ہوا ہے دہلی میں پچھلے سال سے ایسا قرآن شریف نہیں چھپا یقین کیجئے کہ اس کو دیکھ کے بعد بہتر سے بہتر چھپے ہوئے قرآن شریف کو آپ بھول جائیں گے حمیدیہ پریس دہلی سے جو لوگ قرآن شریف منگاتے ہیں وہ اچھی طرح واقف ہیں کہ ہمارے اشتہار میں کبھی مبالغہ نہیں ہوتا بلا مبالغہ اور تعلی کے قرآن مجید اس سے بہتر قرآن شریف میری نگاہ سے نہیں گزرا۔

آپ اس کو نہیں خریدا تو یقین کیجئے کہ بہت ہی افسوس ہوگا اس میں حسب ذیل محاسن و خوبیاں ہیں (۱) مولوی اشرف علی صاحب کا ترجمہ ہے اور ایسا ترجمہ جس کی انہوں نے خود تصدیق فرمائی ہے (۲) دوسرا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے (۳) حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن و بیان القرآن ہے جو ایک حد تک کامل ہے (۴) ہر پارہ نئے صفحہ سے شروع ہوتا (۵) دہلی کے سب سے بڑے خوشنویس کی عربی لکھی ہوئی ہے (۶) ترجمہ منشی ریاض الدین شیرین رقم کا لکھا ہوا ہے (۷) اعراب یعنی زیر زبر پیش بالکل اپنے صحیح موقعہ پر لگے ہوئے ہیں صحت حضرت حافظ الحافظین علامہ احمد علی صاحب کی ہے (۹) اس کے علاوہ سات حفاظ و قراء نے اس کی مزید صحت کی ہے (۱۰) ایک ترجمہ لفظی ہے تاکہ عربی الفاظ کے معنے لفظ بلفظ معلوم ہو اس سے عربی پڑھنے میں بہت مدد ملتی ہے تمام مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے جو آیت چاہیں فوراً نکال لو (۱۲) ضروری مقامات کا شان نزول مطابق صحاح ستہ (۱۳) حضرت مولانا احمد صاحب کے ترجمہ کی سند خود حضرت ممدوح کی لکھی ہوئی ہے (۱۵) ہر صورت کے متعلق نقش و تعویذات جو اولیائے کرام کے معمول ہیں (۱۶) تعبیر نامہ خواب (۱۷) قرآن شریف سے فال نکالنے کی ترکیب (۱۸) فضائل القرآن (۱۹) سورتوں کے خواص اور ان کے پڑھنے کے طریقے (۲۰) ایک آیت کا دوسری آیت کے ساتھ ربط (۲۱) الزامات کی تردید (۲۲) کلام اللہ کو معقول طور پر ثابت کیا ہے کہ یہ خالص الہامی اور منزل من اللہ ہے (۲۳) بہشت اور دوزخ کے بیانات قرآن کی آیتوں کے اقتباس سے (۲۴) تخلیق عالم آفرینش کا ذکر قرآن شریف کے حوالہ سے (۲۵) قبل از اسلام عرب کی کیا حالت تھی اور قرآن کریم نے کیونکر ان کی کایا پلٹی (۲۶) قرآن شریف پڑھنے کے اوصاف و برکات (۲۷) قرآن شریف پڑھنا کیوں زیادہ اجر کا مستحق ہے (۲۸) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات (۲۹) رسول اکرم کی ہجرت اور کفار کی ایذا رسانی کا ذکر (۳۰) غزوات نبوی اور ان کی برکات جن کا سورہ انفال اور توبہ میں ذکر ہے (۳۱) وفات سرور کائنات (۳۲) خلافت راشدہ میں قرآن کی تحریر کیا تھی (۳۳) قرآن شریف کی پیشگوئیوں کا پورا ہونا (۳۴) فضائل حفظ سورہ (۳۵) تلاوت قرآن کے فضائل (۳۶) قرآن شریف پڑھنے اور پڑھانے کے فضائل (۳۷) قرآن مجید کی تلاوت کے ظاہری آداب (۳۸) قرآن مجید کی تلاوت کے باطنی آداب (۳۹) خواص القرآن (۴۰) قرآن مجید کتنے دنوں میں ختم ہونا چاہیئے (۴۱) اصطلاح سنہ (۴۲) وہ آیتیں جن کو غلط پڑھنے سے کفر لازم آتا ہے (۴۳) خواص تعویذات قرآن شریف (۴۴) تقطیع ۲۲×۳۰ کاغذ بہت سفید (۴۵) مرض کی دوا قرآن ہے (۴۶) چھپائی ایسی دیدہ زیب کہ دہلی کے موجودہ عام قرآنوں سے بدرجہا بہتر (۴۷) صحت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ باوجود کوشش کے ابتک ایک غلطی کی بھی اطلاع نہیں ملی (۴۸) جلد نہایت مجلد جری بخت (۴۹) خاص طور پر ولایتی کپڑے سے منڈھا ہوا ہے (۵۰) سب بڑی خوبی یہ ہے کہ باوجود ترجمہ اور تفسیر ہونے اور بہترین مجلد جری کامل ساڑھے تین روپے مع محصولڈاک صرف کل للعہ۔ اب ذرا غور فرمائیے کہ اتنے اوصاف کے ساتھ اتنے کم ہدیہ کا قرآن پاک اگر آپ کے پاس نہیں ہے تو کس قدر کمی ہے آپ کو یہ قرآن ضرور منگانا چاہیئے کیونکہ یہ ایڈیشن بھی ختم ہو رہا ہے اور ہمارا خیال ہے کہ آئندہ پرچہ میں اگر تیسرا ایڈیشن تیار ہو گیا تو اشتہار ہوگا ورنہ نہیں اپنے احباب سے بھی تذکرہ کیجئے نمونہ علیحدہ نہیں ہے قرآن شریف ہی منگائیے اگر نا پسند ہو تو واپس کر دیجئے اور صرف خرچہ دام وصول کر لیجئے اس سے زیادہ اس کے اوصاف کی اور کیا ضمانت ہوگی۔ ملنے کا پتہ

مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

ہندوؤں اور مسلمانوں میں کیسے صلح ہو سکتی ہے

(از جناب مولوی سعید نذر الحق صاحب مصنف کتاب لا اسلام)

یہ ایک حقیقت ثابتہ ہے کہ جب تک ہندوستان کی مختلف ملتوں کے درمیان اتحاد یعنی حصول آزادی کے لئے اشتراک عمل نہ ہوگا ہندوستانیوں کو سوراج کی ہوا تک بھی نہیں لگ سکتی خصوصاً جب تک ہندو مسلم اتحاد نہ ہوگا غلامی کی زنجیریں سخت اور پنجۂ استبداد کی گرفت مضبوط تر ہوتی جائیگی اور جس روز ہندو مسلم اتحاد ہو گیا اسی روز ہندوستان کا نقشہ کچھ سے کچھ ہو جائے گا حصول آزادی کی راہ میں جس قدر موانعات و مشکلات حائل ہیں وہ یک لخت دور ہو جائینگی ایوسیاہ کے بادل پھٹ جائینگے اور آفتاب آزادی طلوع ہو کر مطلع ہند کو بقعۂ نور بنا دیگا غرض یہی ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس پر ہندو مسلم زعماء کو اپنی تمام تر توجہ مرکوز کر دینی چاہئے اور تمام کاموں کو چھوڑ دینا چاہئے ورنہ پھر کسی ہندو یا مسلمان کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آزادی کا لفظ اپنی زبان پر لائے اور جذبات حریت کی توہین و تذلیل کرے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض نیک نیت سرگرم ہندو مسلم زعماء قیام اتحاد کی کوششوں میں مصروف ہیں اگرچہ ان کو بار بار ناکامی اور مایوسی کا سامنا ہوتا ہے اور ہندوستان کا جہاز امید نفاق و شقاق اور نا امیدیوں کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتا ہے مگر شیدائے آزادی کے یہ مجنون ہیں کہ اپنی دیوانہ سری کو چھوڑتے اور مایوس ہونے میں نہیں آتے یہی ایک شعاع امید ہے جو ہندوستانیوں کے دل کو ڈھارس بندھا رہی ہے اور یہ امید لگی ہوئی ہے کہ شاید کبھی ہندو مسلم اتحاد ہو جائے مگر بالفعل تو دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ جتنی زیادہ کوششیں اتحاد و یگانگت کی ہو رہی ہیں اسی قدر ساحل مقصود سے بعد ہوتا جا رہا ہے اگر یہی لیل و نہار ہیں تو یہی ہوتا ہے کہ ایک نہ ایکدن ہندوستان کی یہ دو بڑی بڑی قومیں ہمیشہ کے لئے ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر اجنبی اقتدار کے قدموں پر آرہیں گی اور آزادی کی خواہش گوشۂ نامرادی میں دفن ہو کر رہ جائیگی۔

عجب تماشا ہے کہ ہر طرف یہی چرچا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد ہونا چاہئے وقت کی اہم ترین ضرورت یہی ہے اور ہندو مسلم زعماء کوششیں بھی کر رہے ہیں مگر نیتوں میں خلوص و ایثار نہیں کہتے سب ہیں مگر کرتا کوئی نہیں۔

ہندو مسلم اتحاد کی ناکامی کی وجہ

ہمارے بعض غیر ذمہ دار ہندو مسلم زعماء کی یہ بناوٹ ہی یعنی ذمہ دارانہ نفاق پرور اور فتنہ انگیز روش ہے کہ جب کبھی قیام اتحاد کی کوششیں ناکام ہوتی ہیں تو وہ اس ناکامی کی ذمہ داری ایک دوسرے پر ڈالدیتے ہیں اور خود ہر طرح بری الذمہ ہو جاتے ہیں عوام الناس حیران رہ جاتے ہیں کہ کس کو حق بجانب سمجھیں اور کس کو الزام دیں یہی چیز ہے جس نے قیام اتحاد کی کوششوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے

اصل معاملہ میں میری ناقص رائے تو یہ ہے کہ وطن پرور ہندو مسلم زعماء نے ابھی اپنی اپنی قوم کی رائے عامہ پر قبضہ نہیں پایا ہے اور جو اثر و اقتدار رکھتے ہیں ان میں اتنی ہمت و جرأت نہیں کہ وہ اپنی قوم کی رائے عامہ

کو ٹھکرا کر باہمی طور پر کوئی سمجھوتہ کر لیں میں بلا خوف و تردید کہتا ہوں کہ اگر کا دہی ہی اپنے خداداد اثر و رسوخ سے کام لیکر اپنی قوم کو ذرا سے ایثار پر آمادہ کر لیں تو آج ہی ہندو مسلم اتحاد ہو سکتا ہے اور یہ گتھی جس کی عقدہ کشائی سے ناخن تدبیر عاجز آچکے ہیں آسانی کے ساتھ سلجھ سکتی ہے۔

میں نے ابھی آپ کو بتلایا ہے کہ واقعہ ابھی ہندو مسلم اتحاد کے لئے پیدا نہیں ہوئی ہے اور یہ خواہش صرف زبانوں پر ہے اور دل خالی ہیں اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ یہ صورت حال کیوں ہے گو میں ہوش سنبھالنے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوؤں اور مسلمانوں نے اپنی اپنی صحیح پوزیشن کو نہیں سمجھا ہے اور ان کے دماغوں میں نفاق و شقاق کے جو جراثیم اجنبی اقتدار نے بھر دیئے ہیں وہ ابھی دماغوں سے زائل نہیں ہوئے ہیں ضرورت ہے کہ دونوں قوموں کے سامنے ہر ان کی صحیح پوزیشن رکھ دی جائے لہذا میں پہلے ہندوؤں کو مخاطب کرتا ہوں اور ان سے غور و فکر کی امید کرتا ہوں

ہندوستان کے ہندوؤں کے نام

جنگ آزادی کے سپاہیو! تمہیں اپنی بھارت ماتا سے جو محبت و انسیت ہے اور آپنے اس کی زنجیریں کاٹنے میں جو مصائب و آلام سہے ہیں ان کا ہمیں بصدق دل اعتراف ہے اور ہم بدل و جان ان کی قدر کرتے ہیں آپ کی وطن پرستی میں کوئی کلام نہیں مگر ساتھ ہی مجھے یہ بھی کہنے دیجئے کہ آپ نے مسلمان بھائیوں سے مغائرت و اجنبیت برتکر کما حقہ اپنی وطن پروری کا ثبوت نہیں دیا تم نے آجتک مسلمانوں کو اچھوت اور ملیچھ سمجھا اور بارہا نفرت و حقارت کا ثبوت دیا جس کے جواب میں قدرتی طور پر مسلمان بھی آپ سے نفرت برتنے لگے ممکن ہے آپ کو اس میں کلام ہو اس لئے میں ایک چیز آپکے سامنے لاتا ہوں کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو ملیچھ سمجھکر ان کے ہاتھ کا کھانا پینا چھوڑ دیا مگر وہ برابر آپ کے ہاتھ کا کھاتے پیتے رہے اس سے بڑھکر آپ کی مغائرت اور نفرت برتنے کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

اگر آپ مسلمانوں سے پیار و محبت بڑھاتے تو ان میں کھان پان کا سلسلہ پیدا کرتے اور ان کو غیر و اجنبی نہ سمجھتے تو یقیناً قیام اتحاد کی راہ میں جو مشکلات آج حائل ہیں وہ ہرگز نہ ہوتیں کاش اب بھی آپ مسلمانوں سے کھان پان شروع کر کے اپنی وطن پرستی کا ثبوت دیں۔

بھارت واسیو! تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ مسلمان یہاں لوٹ مار کرنے اور یہاں کی دولت سمیٹنے نہیں آئے تھے بلکہ آپ کو پیغام حق سنانے آئے تھے اس ملک کو اپنا وطن سمجھا اس ملک کی دولت کو اسی ملک کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ کیا اور یہاں کی معاشرت و تمدن پر بہت بڑا احسان کیا مسلمانوں کی ورود مسعود کے وقت جو حالت اس ملک اور اس ملک کے باشندوں کی تھی وہ محتاج بیان نہیں اسلامیوں کی بدولت جو حیرت انگیز انقلاب اس ملک میں ہوا اور اس ملک کی مذہبی اقتصادی اور سیاسی زندگی میں جو تغیر رونما ہوا اس کا حال

مشہور ہندو لیڈروں اور تاریخ دانوں کی زبانی سنیئے اور مسلمانوں کے احسانات بیکراں کا اندازہ لگایئے۔

ہندوستان پر مسلمانوں کے احسانات خود ہندوؤں کی زبانی

بنگال کے مشہور ہندو لیڈر بابو بپن چندر پال صاحب لکھتے ہیں "مسلمان اس ملک میں فاتح بن کر آئے مگر برطانوی نکلش کے خلاف انہوں نے ہندوستان کو بہت جلد اپنا وطن بنا لیا اور تھوڑے ہی سالوں کے باشندوں میں اور ان میں کوئی چیز مابہ الامتیاز نہ رہی یہ مسلمانوں کی انتہائی ہمدردی ایثار اور جفاکشی کا جذبہ ہی تھا جس نے ہندوستان جیسے عظیم الشان ملک کی مذہبی زندگی اور خیالات میں انقلاب عظیم پیدا کر دیا اور ایک فاتح کی حیثیت سے اس ملک میں داخل ہو کر ہزاروں نفوس کی معاشرت و تمدن کو متاثر کئے بغیر نہ چھوڑا۔"

شریمتی سروجنی نیڈو صاحبہ فرماتی ہیں "اسلام کی حریت و جمہوریت آج سبق لینے کے لائق ہے ملک گیری اسلام کا حقیقی مقصد نہ تھا اس کا اصلی مقصد تو حریت و آزادی کی اشاعت عمومی اور غلامی کا استیصال عربوں نے صرف ملک اور زمینیں ہی فتح نہیں کیں بلکہ دل و دماغ فتح کئے ہیں۔ اسلام نے ہمیں ایک ایسی پیاری زبان (اردو) بخشی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی ایک غیر فانی یادگار رہے گی" (اخبار دکیل ۲۶ جنوری ۱۹۳۰ء)

سر پی سی رائے مشہور ہندو سائنسدان فرماتے ہیں:- "مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے کے کچھ ہی اسباب کیوں نہ ہوں موجودہ زمانہ میں وہ اس ملک کے اصلی باشندے اور مادر وطن کے حقیقی سپوت اسی طرح ہیں جس طرح ہندو۔ ہندو مسلم صدیوں سے اس ملک میں بھائی کی طرح رہتے چلے آئے ہیں ان کی زندگی ان کے مفاد اور ان کی خواہشات باہم اس طرح مل جل گئی ہیں کہ ان کا علیحدہ کرنا دشوار ہے ہوا اب یہ کہنا بیہودہ ہے کہ ہندوستان مسلمانوں کی سوتیلی ماں ہے اور ان کے حقیقی مفاد و تعلقات کسی اور ملک سے وابستہ ہیں" (اخبار نجات بجنور ۱۵ فروری ۱۹۳۰ء)

پروفیسر ٹی ایل وسوانی ایم اے ایک سندھی ہندو فاضل فرماتے ہیں:- "یہ کہنا ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں کہ ہندوستانی کے خیال و نیز طرز معاشرت میں اسلام نے نمایاں اضافہ کیا ہے اس مذہب نے ہندوستان میں قومیت کی بنا ڈالی اور اس خطہ زمین کے فلسفہ شاعری فن تعمیر و دیگر علوم و فنون کو اپنی غیر معمولی ذہانت و ذہانت سے چار چاند لگا دیئے" (اخبار مسلم راجپوت امرتسر ۱۹ جولائی ۱۹۲۹ء)

مسٹر مکندی لال بی اے بیرسٹر ایٹ لا نے ایک طویل مضمون رسالہ "سرسوتی" الہ آباد میں شائع کیا تھا جو حقائق سے لبریز ہے اس کے چند جملے میں یہاں نقل کرتا ہوں۔ "ہندوستان میں مسلمانوں کے ورود کا زمانہ بھارت کی پستی اور تنزل کا زمانہ نہ تھا بلکہ اٹھنے اور ترقی کرنے کا تھا۔ ہندو تہذیب بوسیدہ و طاقت اور زندگی سے خالی ہو چکی تھی اور اسے بیرونی مدد کی ضرورت تھی وہ کمزوری و ناتوانی جو ہندو قوم گروہ سے منسوب ہے وہ مسلمانوں کے آنے اور یہاں حکومت کرنے سے حاصل ہوئی"

اسی قسم کے اور بھی سینکڑوں اقتباسات دیئے جا سکتے ہیں جن سے اسلامی عہد کے برکات اور مسلمانوں کی وطن پرستی مانند آفتاب کے ظاہر ہوتی ہے مگر عدم گنجائش کے باعث میں صرف انہی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ہندو بھائیو! ان اقتباسات سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مسلمانوں کا اس ملک میں آنا اس ملک کے لئے کس قدر بابرکت اور نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوا ان احسانات نے اس ملک کی زبوں حالی اور پستی کو کیسے دور کر کے اس ملک کو اسفل السافلین سے نکال کر عروج و ترقی کے بلند مینار تک پہنچایا اور کس طرح اس ملک کو اپنا وطن بنا کر اس کی تاریکی ظلمت جہالت وحشت نحوست اور ادبار کو اپنی پاک نفسی اور بے لوث خدمات سے دور کیا۔

ہندو بھائیو! باوجود ان باتوں کے جب آپ کی طرف سے یہ سنا جاتا ہے کہ مسلمان غیر ملکی ہیں انہیں ہندوستان سے کوئی ہمدردی نہیں انہوں نے آج تک ملک کی کوئی خدمت نہیں کی وہ حقوق حقوق کے الفاظ زبان پر کیوں لاتے ہیں اور ان سے نفرت و حقارت کا برتاؤ دیکھا جاتا ہے تو کلیجہ شق ہوتا ہے کہ یہ ساری خدمات اور احسانات اور یہ ان کا صلہ خدارا انصاف کیجئے کیا یہی مسلمان اجنبی اور غیر ہیں جنہوں نے اس ملک کے تمدن و معاشرت کو کہیں سے کہیں پہنچا دیا اگر آپ ذرا انصاف سے کام لیتے تو آپ کو اقرار کرنا پڑتا کہ جتنی خدمت اس ملک کی ہم مسلمانوں نے کی ہے وہ ابھی تک اور کسی کے حصہ میں نہیں آئی جو احسانات بیکراں مسلمانوں نے اس خطہ زمین پر کئے وہ کسی اور قوم سے ممکن نہیں اور مسلمانوں کی یہی خدمات جلیلہ ہیں جو انہیں اس ملک کا جائز وارث اور حصہ دار ثابت کرتی ہیں۔

کیا اخلاق اور انسانیت کا تقاضا نہیں کہ ایسے جلیل القدر محسنوں سے رشتہ اتحاد قائم رکھا جائے ان سے ہمیشہ کے لئے عہد وفا باندھا جائے اور ان سے عدل و انصاف کے ساتھ رواداری اور محبت کا سلوک کیا جائے ہندوستان کا تاریخ نویس نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار کر رہا ہے کہ کب آپ اپنے محسنوں کی طرف صلح و محبت کا ہاتھ بڑھاتے ہیں میں یہ ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ آپ پر محسن کشی اور احسان فراموشی کا الزام عائد کیا جائے۔

ہندو بھائیو! آپ ہندوستان میں با اختیار ہیں سیاسیات، اقتصادیات ہر محکمہ اور ترقی کی ہر لائن میں ہم سے آگے بڑھے ہوئے ہو اور ہم ہر طرح آپ سے پیچھے ہیں اگر مسلمان آپ سے بدظن ہوں اور آپ سے مطمئن نہ ہوں تو یہ ایک فطری چیز ہے ان کو حق بجانب سمجھا جا سکتا ہے لیکن اگر آپ مسلمانوں سے غیر مطمئن ہیں تو یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آتا آپ کا تو حق تھا کہ اگر مسلمان اپنے جائز حقوق سے زیادہ بھی کچھ مانگتے تو آپ ہنسی خوشی سے دے دیتے مگر یہ کیا ہے کہ آپ جائز حقوق دینے میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں۔

میں تفصیلات میں پڑے بغیر صرف ایک چیز آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں تھوڑا عرصہ ہوا کہ ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ دہلی میں علیحدگی سندھ کے خلاف قرار داد منظور کی گئی تھی حالانکہ یہ وہ مسئلہ ہے جس پر اصولاً تمام سیاسی جماعتیں متفق ہو چکی ہیں خود کانگریس بھی علیحدگی کے اصول کو تسلیم کر چکی ہے مگر آپ کے بعض افراد ہیں کہ اس کے خلاف برابر چیخ رہے ہیں بھلا بتلایئے یہ کہاں کا انصاف اور اصول پرستی ہے کیا تیا ملک کی کوششوں کا تقاضا یہی ہونا چاہئے کہ ایک مسلمہ اور فیصل شدہ چیز کے خلاف

طوفان بے تمیزی برپا کر دیا جائے یہی ذہنیت تو ہے جو ہندو مسلم اتحاد نہیں ہونے دیتی اور ہندوستان کے مستقبل کو تاریک بنا رہی ہے۔

ہندو بھائیو! چند ملازمتوں اور چند عہدوں کے لئے ہندو دلنوازی کی عادت ترک کر دو ورنہ حق پسند ہندوستانی یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ صرف آپ کی زبان وطن پرستی کا دعویٰ کرتی ہے مگر دل وطن پرستی کے جذبات سے خالی ہے مسلمان آپ سے انصاف اور ہمدردی کا متمنی ہے کیونکہ اس کی قسمت کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے اگر آپ اس سے نفرت برتیں گے اور اس کے جائز حقوق دینے میں بخل کریں گے تو آپ انہیں ہندوستان میں علیحدہ سلطنت بنانے اور جداگانہ قوت پیدا کرنے کے لئے مستعد پائیں گے پھر مادر وطن کو جو نقصان پہنچے گا اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوگی۔

ہندو مسلم اتحاد کے فقدان کا ہی باعث ہے کہ آج حکومت گاندھی جی کی درخواست صلح کو انتظار سے ٹھکرا رہی ہے اگر گاندھی جی مسلمانوں کو ساتھ ملا کر متحدہ و متفقہ صورت میں صلح کی گفت و شنید کرتے تو وہ حکومت کے غرور کے مقابلہ میں اپنے آپ کو اتنا بے بس نہ پاتے اور ہندوستان کو ذلیل و خوار نہ ہونا پڑتا اگر آپ نیک نیتی سے ہندو مسلم اتحاد کی داغ بیل ڈالدیں اور اس مشکل کا حل تلاش کر لیا جائے تو ساری مایوسیاں دور ہو سکتی ہیں آج ہی ملک کے اندر ایک تازہ روح پیدا ہو سکتی ہے اور آج ہی حکومت کے استغنا و تکبر میں لچک آ سکتی ہے ابھی وقت ہے کہ سابق غلطیوں کی تلافی کی جائے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے کی دل سے کوشش کی جائے اور اشتراک عمل کی روح پیدا کی جائے۔

اگر آپ برا نہ مانیں تو مجھے کہنے دیجئے کہ آپ نے جو ابھی تک بے نیازانہ روش برتی ہے اس کی علت یہ ہے کہ آپ مسلمانوں کو چھوڑ کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں آپ ہر مسئلہ کو ایک مخصوص جماعتی نقطۂ نظر سے دیکھنے کے عادی ہوتے جا رہے ہیں آپ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ آپ تنہا سرگرم مسابقت ہو سکتے ہیں یہی تو وجہ ہے کہ آپ مسلمانوں سے مغایرت کلی برت رہے ہیں دیکھنے میں آ رہا ہے کہ کانگریس جو آج کوئی اقدام کرتی ہے تو وہ ہندوستان کے مشترکہ قومی مفاد کے لئے نہیں ہوتا بلکہ خالص ہندو مفاد کے لئے ہوتا ہے تو بتلائیے ایسی صورت اور ذہنیت کی موجودگی میں کیونکر قیام اتحاد کی کوششیں بار آور ہو سکتی ہیں

ضرورت ہے کہ آپ تنگ دلی کی ذہنیت کا ثبوت نہ دیں مسلمانوں پر اعتماد کریں اپنی ہمت و ارادہ کو بلند کریں ان سے محبت و رواداری کا سلوک کریں اور عدل و انصاف کو ہاتھ سے جانے نہ دیں اگر آپ نے مسلمانوں سے پیار و محبت بڑھایا تو مسلمانوں کو اپنا سب سے بڑا ہمدرد و خیرخواہ پاؤ گے مسلمان جانباز سرفروش اور اپنے محسنوں کا ہمدرد ہوتا ہے اور اسے پیار و محبت سے خریدا جا سکتا ہے بس اب دیر کیا ہے مسلمانوں کی طرف دست صلح بڑھاؤ

ہندوستان کے مسلمانوں کے نام

مسلمانو! تم بہترین امت ہو خدا نے تم کو دنیا میں اس لئے بھیجا ہے کہ دنیا میں حق و صداقت کا بول بالا کرو اعلاء کلمۃ اللہ میں سرگرم ہو اور دنیا کے کونے کونے میں پیغام حق پہنچا دو تم دنیا کے امن کے محافظ نظام عالم کے رہبر اور بنی نوع انسان کے ہمدرد ہو اور تمہارا نہ صرف اخلاقی اور انسانی فرض ہے بلکہ مذہبی فرض ہے کہ مظلوموں بیکسوں غریبوں یتیموں بیواؤں اور دکھیاروں کی امداد و دستگیری کرو بنی نوع انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلاؤ اسلام نے تمہیں اخلاق کی تعلیم دی ہے حق پسندی کی تلقین کی ہے جور و ظلم مکر و فریب اور بے انصافی سے محترز رہنے کی ہدایت فرمائی ہے اور عدل و انصاف کو تم پر فرض کر دیا ہے اور تم دنیا میں سب سے بے پناہ عظیم المرتبہ قوم بن کر آئے ہو خدا کی مخلوق کو نیکی اور صلح و سلامتی کا سبق پہونچانے والی ہو۔

حق پر استواری مسلمانوں کا وصف خصوصی ہے

تم دنیا میں بلا شرکت غیرے حق کے علمبردار ہو حق پرستی تمہارا شیوہ ہے حق پر آنا رہنما تمہاری بہترین امتیازی خصوصیت ہے تم اپنی جان دے سکتے ہو شیروں کا مقابلہ کر سکتے ہو پہاڑوں سے ٹکرا سکتے ہو دریاؤں کو پایاب کر سکتے ہو اور سولی کے تختوں پر مسکرا سکتے ہو مگر حق و صداقت سے انحراف والی رنگینی برداشت نہیں کر سکتے اور اگر کبھی اس سے منحرف نظر آنے لگو تو سمجھ لو کہ آپ سے روح صداقت جاتی رہی حق پرستی اور صداقت شعاری ہی کا نتیجہ تھا کہ دنیا تمہارے قدموں پر جھکتی تھی کیونکہ دنیا کی نظر میں حق سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں جب اسے کسی کے حق پرست ہونے کا یقین ہو جاتا ہے تو اسے اپنے سر آنکھوں پر بٹھاتی ہے پس حق کو پہچاننا حق کو قبول کرنا اور حق پر استوار رہنا تمہارا سب سے بڑا فرض اور امتیازی وصف ہے اگر یہ چیز تم سے جاتی رہے تو پھر تمہارا اسلامی جسم بے روح ہو جاتا ہے اور پھر دنیا میں تمہارا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

مذکورہ بالا فرائض کی بجا آوری کے لئے تمہارے آباؤ اجداد یہاں ہندوستان میں آکر آباد ہوئے تھے اور پھر اسی سرزمین کی فلاح و بہبود کے لئے انہوں نے اپنی تمام توجہ اور قوت صرف کی اپنے خلق و مروت سے یہاں کے باشندوں کے نہ صرف جسموں کو بلکہ قلوب و ارواح تک کو مسخر کیا اپنے لطف و کرم سے دریائے محبت و رواداری کے گلشن کھلائے اور دولت و ثروت اپنے بیگانے سب پر ابر کرم بن کر برسے اگر وہ یہاں کے باشندوں سے محبت و رواداری کا سلوک نہ کرتے اور اس ملک کو اپنا وطن نہ بناتے تو ان کو اتنا عروج نہ حاصل ہوتا غرض یہ ملک جیسا تمہارا ہے ایسا ہی ہندوؤں کا ہے اس ملک میں تم ہزار سال سے رہتے سہتے آ رہے ہو اور تمہیں یہیں رہنا ہے تمہارے آباؤ اجداد یہیں آرام فرما ہیں تمہارے بڑے بڑے صوفیا اور علما اسی خاک کے ذروں میں آفتاب و ماہتاب بن کر چمک رہے ہیں اور تمہارے تمدن و معاشرت کی پرشوکت و عظمت یادگاریں یہیں قائم ہیں اور تمہارا مرنا جینا اسی ملک سے وابستہ ہے پس اس ملک کی ترقی اور فلاح کا بار سب سے زیادہ تمہارے حصہ میں آتا ہے۔

وطن سے محبت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے

اسوۂ رسول کی روشنی میں تمہارا فرض ہے وطن کی مصنوعات اور وطن کی تیار کردہ اشیا کا خریدنا اور ان کا ترقی دینا تمہارا اولین فرض ہونا چاہیئے اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھو کہ

مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

اسلام کا مطمح نظر کوئی صوبہ یا ملک فقط نہیں بلکہ اس کا مقصد ساری دنیا کی نجات ہے تمہاری ہمدردی کا دائرہ تمام ملکوں اور قوموں کے لئے وسیع ہے تم غیر مذاہب کے پیروؤں کے ساتھ رواداری سے پیش آنے کے ذمہ دار ہو دنیا کے امن کے محافظ ہو اور تمام انسانوں کی آبادی اور ان

کے حقوق کی محافظت تمہارا فرض ہے۔ دنیا نے تمہاری سیر چشمی، فیاضی، دریا دلی اور مسالمت کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کو قائم رکھو۔

بزدل مفکرین کا گمراہ کن فلسفہ

اس وقت ہندوستان پر ایک اجنبی زبردست قوت قابض ہے جس کی موجودگی میں ہندوستان کی ترقی اور فلاح ایک موہوم امید ہے اسلئے ہندوستان کی سچی خدمت کرنے والوں کا لازمی طور پر اس قوت سے تصادم ہو جاتا ہے اور تصادم کی صورت میں بہت سے مصائب و آلام کا سامنا یقینی ہے یہی وجہ اس قوت کے خوف اور اپنے مفاد کو خطرہ کی وجہ سے ہمارے بزدل مفکرین اور خود غرض رہنما یہ فلسفہ چھانٹا کرتے ہیں کہ مسلمان وطن کا نام بھی زبان پر نہ لائیں کیونکہ مسلمان خدا پرست ہیں نہ کہ وطن پرست لیکن یہ الفاظ سراسر بے معنی اور پر فریب ہیں اور خطرات و مصائب سے بچنے کا محض ایک بہانہ ہیں کیونکہ مسلمانوں کی خدا پرستی ہی وطن پرستی کی صورت اختیار کرتی ہے وطن کے ساتھ "پرستی" کا لفظ نہایت ہی گمراہ کن اور بے حقیقت ہے مسلمان جتنا زیادہ خدا پرست ہوگا اتنا ہی زیادہ وہ ہمدرد بنی نوع انسان ہوگا اور اقوام عالم کی نجات و رہبری کا فرض ادا کرے گا اور یہی اس کی وطن پرستی ہے۔

اگر بزدل مفکرین اور غلامی پسند رہنماؤں کے الفاظ میں کچھ بھی حقیقت ہوتی تو اس کے مطابق عمل بھی دیکھنے میں آتا مگر نہیں تو ان کی خدا پرستی کسی صورت سے بھی نظر نہیں آتی بہت اچھا جناب آپ مسلمان ہیں خدا پرست ہیں اسلام اور مسلمانوں کے بہت بڑے ہمدرد ہیں اور وطن کا بت توڑنا چاہتے ہیں مگر بندہ نواز یہ تو بتلائیے کہ آپ کی مسلمانی کس چیز سے ظاہر ہوتی ہے خدا کے لئے آپ کیا کام کر رہے ہیں خدا کی راہ میں آپ نے کتنے مصائب جھیلے ہیں کون کونسی جانی اور مالی قربانیاں دی ہیں اور آپ کی خدا پرستی کا کیا ثبوت ہے اگر آپ برا نہ مانیں تو میں عرض کروں گا کہ آپ کی خدا پرستی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ آپکو کبھی احکام اسلام پر چلنے کی اور خدا کے سامنے سجدہ ریز ہونے کی توفیق نہیں ملی ہمیشہ شریعت اسلامیہ کے احترام کو انگریزی اقتدار پر قربان کرتے رہے اور اپنے آقاؤں کی رضامندی کے لئے دن کے چار بجے روزے کھولتے رہے اس سے بڑھکر آپ کی خدا پرستی کا کیا ثبوت ہوگا۔

ہم آپ کی خدا پرستی کو خوب جانتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ یہ لفظ صرف اپنی بزدلی و بے عملی چھپانے کے لئے بولا کرتے ہیں تاکہ آپ کی اسلام دشمنیوں اور غلامانہ ذہنیتوں پر پردہ پڑا رہے۔

ہندوستان کی آزادی ممالک اسلامیہ کی آزادی ہے

مسلمانو! آزادی حاصل کرنا اور آزاد رہنا تمہارا مذہبی فرض ہے اسلام اور غلامی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی مسلمان بحیثیت مسلمان ہونے کے سوائے خدا کے کسی کا غلام نہیں ہو سکتا اور اگر ہو تو سمجھ لیجئے کہ اس کے اسلامی جسم سے تڑپ روح نکل چکی ہے خدا کے فضل سے تم اسلامی برادری کے ایک رکن ہو تم تمام دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ رشتۂ اتحاد میں منسلک ہو دنیا کے مسلمانوں کا دسواں حصہ تمہارا ہے تمہاری تعداد ہندوستان میں اتنی ہے جتنی اور کسی آزاد اسلامی سلطنت میں بھی نہیں اگر کسی آزاد اسلامی سلطنت میں آٹھ کروڑ مسلمان ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی ہندوستان کی غلامی سے ممالک اسلامیہ غلام ہیں اور اگر ہندوستان آزاد ہو جائے تو ممالک اسلامیہ آزادی کے ساتھ آزاد ہو سکتے ہیں کیونکہ تمہاری تقویت دنیائے اسلام کی تقویت ہے لہٰذا تمہارے اوپر ہندوستان کی آزادی کا فرض ہندوؤں سے زیادہ ہے۔

ضرورت یہ ہے کہ تم طاقتور بنو اور اپنی تنظیم کرو اور ہندوستان کی آزادی کی سر توڑ کوشش کرو تمہیں ہندوؤں کی اکثریت سے خوف دلایا جاتا ہے کہ سوراج ملا اور ہندوؤں نے تمہیں بے دکار ہضم کیا بزدلی کا یہ وہ زہر ہے جس سے تم ہلاک ہو جاؤ گے ہندوؤں کی اکثریت سے خوف کرنا اور اس بہانہ غلامی پر قناعت کئے رہنا اسلام اور مسلمانوں کی انتہائی توہین و تذلیل ہے اگر تمہارے آباؤ اجداد کی نظروں میں قلت و کثرت کوئی چیز ہوتی تو اسلام عرب سے ایک انچ بھی آگے نہ بڑھتا اگر تم انشاء اللہ حقیقی مسلمان بن جاؤ تو خدا کی قسم دنیا بھر کی تمام طاقتیں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتیں خدا سے ڈرنے والا کسی کی طاقت و کثرت سے مرعوب نہیں ہو سکتا یہ تمہارے ایمانوں کی کمزوری ہے کہ تم ہندوؤں کی کثرت و طاقت سے مرعوب ہو اگر تم انشاء اللہ پانچ کروڑ ہوتے ہوئے بھی اتنے کمزور ہو کہ ہندو تمہیں کھا جائیں گے تو سمجھ لو کہ آج سے تم مر چکے اور اس تباہی سے تمہارے مصلح بھی نہیں بچا سکتے اگر تم ہندوؤں سے حقوق کی بھیک مانگ کر اور ان کے رحم و کرم پر جینا چاہتے ہو تو بیشک وہ تمہیں ضرور کھا جائیں گے کیونکہ دنیا میں ایسے بھک منگوں بزدلوں اور کمزوروں کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

مسلمانو! کان کھول کر سن لو اور اچھی طرح یاد رکھو کہ اگر تم دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہنا چاہتے ہو اور ممالک اسلامیہ کی ترقی و آزادی چاہتے ہو تو ہندوستان کے مسلمانوں کو مضبوط اور طاقتور بنا دو اور ہندوستان کے مسلمان اس طرح مضبوط نہیں بن سکتے کہ وہ ہندوؤں سے ہمیشہ کی دشمنی خرید لیں مجاہدۂ حریت سے پہلو تہی کر کے چند ہمیں کے بلوں میں جا گھسیں اور اسمبلی و کونسلوں کی چند ممبریوں اور کرسیوں کے بھروسہ پر جئیں تم اگر مضبوط بن سکتے ہو تو ایثار و قربانی اور خود داری کا ثبوت دینے مجاہدۂ حریت میں حصہ لینے اور ہندوؤں سے اتحاد کرنے سے اگر تم اپنی ہمسایہ قوم سے الگ برسر جنگ رہے تو مضبوط کیا خاک ہو گے اور دبا دئیے جاؤ گے اور اپنے ساتھ ممالک اسلامیہ کی گرفت بھی مضبوط کر دو گے پس اگر آپ ہندوستان اور ممالک اسلامیہ کی آزادی و ترقی چاہتے ہیں اور طاقتور ہونا چاہتے ہیں تو لازمی طور پر دو باتیں کرنی پڑیں گی آپس میں مسلمانوں کی تنظیم اور ہندوؤں سے اتحاد۔

کہا جاتا ہے کہ ہندو تمہارے دشمن ہیں اور ہندوستان میں ہندو راج قائم کرنا چاہتے ہیں اگر واقعی ہندو تمہارے دشمن ہیں تو انگریز کون سے تمہارے دوست ہیں جو ہندوؤں سے بھاگ کر انگریزوں کی گود میں گھسے جاتے ہو ہندو صرف تمہارا دشمن ہے مگر انگریز دنیائے اسلام کا دشمن ہے ہندو تمہاری طرح سے بے دست و پا ہے اور تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا مگر انگریز دنیائے اسلام کا گلا گھونٹ رہا ہے اور اگر سچ پوچھو تو تمہارے دشمن نہ انگریز ہیں اور نہ ہندو بلکہ تم خود اپنے دشمن آپ ہو اور تمہارا دوست نہ ہندو نہ انگریز تم نے اسلامی احکام سے منہ موڑا ہے اور خدا سے غداری کی ہے اس لئے ...

تمہاری دشمن ہے اور کفر تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینا چاہتا ہے۔

مختصر یہ کہ تمہاری فلاح و بہبود اور ترقی و آزادی اسی بات میں منحصر ہے کہ شاہان اسلام کی طرح ہندوستان کو اپنا وطن سمجھو۔ تمہاری تمام ہمتیں اس کے لئے بیدار ہو جانی چاہئیں اور ہندوؤں سے جیسے ہی ہو سکے اتحاد کر لینا چاہئے اگر وہ تمہارے جائز اور واجبی حقوق دینے میں بخل کرتا ہے تو کوئی پرواہ نہ کرو اور ان سے کہہ دو کہ ہم مسلمان ہیں خدا پرستی ہمارا شیوہ ہے اور سارے جہان کا درد ہمارے سینہ میں ہے ہم اپنے جائز حقوق اپنی طاقت سے حاصل کریں گے، اپنے حقوق نہ چھوڑیں گے نہیں اور تمہارے حقوق پر نظر نہ ڈالیں گے۔

مسلمانو! حقیقت یہ ہے کہ اگر تم چند ملازمتوں اور ممبریوں کے بجائے خدا پر اعتماد کرنا سیکھ لو اپنی قوتوں کو منظم کرو باہمی تنظیم و اتحاد سے طاقتور بن جاؤ تو ہندو بیچارا کیا چیز ہے دنیا کی کوئی طاقت تمہارے حقوق نہیں دبا سکتی دعا ہے کہ خدا تمہیں عقل و سمجھ عطا کرے تمہیں حقیقی مسلمان بننے کی توفیق دے اور تمہارا حامی و ناصر ہو۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہندو مسلم اتحاد کا ایک معتدل حل بیان کر دیا جائے۔

ہندو مسلم اتحاد کا ایک معتدل حل

واقعہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو مسلمانوں پر اعتماد نہیں اور مسلمانوں کو ہندوؤں پر اعتماد نہیں بس تمام جھگڑوں کی جڑ یہی ہے اگر دونوں قوموں میں ایک دوسرے پر اعتماد ہو اور نیتیں صاف ہوں تو ایک دن میں اتحاد ہو جائے اور اگر یہ نہیں تو اگر سینکڑوں قابل عمل حل بھی پیش کئے جائیں تو کچھ بھی نہیں علاوہ ازیں اتحاد کیسے ہو کہ مسلمان اپنے مطالبات پر اڑے ہوئے ہیں اور ہندو اپنی جگہ قائم ہیں مسلمان کہتا ہے کہ اس کے مطالبات اقل ترین ہیں ان میں سے کمی کی گنجائش نہیں ہندو کہتا ہے کہ مسلمان جائز حقوق سے زیادہ مانگتے ہیں نہ ہندو جھکتا ہے اور نہ مسلمان اس میں بھی تیسری پخ یہ لگ گئی کہ سکھوں کے مطالبات حد سے زیادہ ہیں ہندو اور سکھ دونوں مل کر مسلمانوں کے مقابلہ میں ایک ہو جاتے ہیں۔

جھگڑے کی دوسری بنا یہ ہے کہ مسلمان جہاں اقلیت میں ہیں وہاں زائد حقوق مانگتے ہیں اور جہاں اکثریت میں ہیں وہاں اپنی اکثریت قائم رکھنا چاہتے ہیں اسی طرح جہاں ہندو اقلیت میں ہیں وہاں وہ بھی مسلمانوں کی دیکھا دیکھی زائد حقوق مانگتے ہیں داد و دہش کا یہ اصول ہی سرے سے غلط ہے مثلاً مسلمانوں کی پوزیشن دیکھئے جہاں وہ ۲۵ فیصدی ہیں وہاں اگر ان کو چالیس فیصدی حقوق بھی مل جائیں تب بھی وہ اقلیت میں ہی ہیں پھر ایسی بے معنی چیز پر کیوں اصرار کیا جائے ہماری سمجھ میں بس ایک ہی اصول ہونا چاہئے جس سے تمام جھگڑے ختم ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہندوستان بھر میں ہر قوم کو آبادی کے لحاظ سے حقوق دیئے جائیں کسی قوم کو ذرہ برابر رعایت نہ ملے۔

اب رہ گیا طریق انتخاب کا جھگڑا، اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ انتخاب نہ جداگانہ ہو اور نہ مشترک ہر قوم کے لئے آبادی کے لحاظ سے نشستیں محفوظ کر دی جائیں اور پھر انتخاب مشترک رکھا جائے بس ہندو مسلم اتحاد کی یہی صورت ہو سکتی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں۔

ہندو مسلمانو! خدارا جلدی متحد ہو جاؤ اب بھی وقت ہے کہ اپنے انجام و مآل کو دیکھو اگر تم یونہی کٹتے مرتے رہے تو نہ ہندوؤں کا بھلا ہوگا اور نہ مسلمانوں کا اجنبی طاقت کے گھر سے ہیں پھر اجنبی اقتدار کا قانون لٹکا ہے اور تمہارے سر نتیجہ جو کچھ ہوگا ظاہر ہے۔

ہمارے اندر ا ب تک مولانا محمد علی اور سی آر داس جیسے معاملہ فہم، دوراندیش متحمل بردبار رہنماؤں کی ضرورت ہے اگر یہ بزرگ ہستیاں ہم میں ہوتیں تو یقیناً ملک کی حالت دوسری ہوتی مگر افسوس کہ وہ ہم میں نہیں اور اس وقت تمام حضرت العلامہ مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا ابوالکلام آزاد گاندھی جی اور پنڈت مالویہ پر پڑتی ہیں اگر یہ محترم رہنما ان تمام دیگر امور کو چھوڑ کر اپنی تمام تر توجہ اس مسئلہ پر مرکوز کر دیں تو یقیناً اس مسئلہ کا تصفیہ ہو سکتا ہے اور اگر ان رہنماؤں کے سوا ہندو و مسلمانوں کی دوسری ہستیاں بروئے کار آئیں تو قیامت تک بھی ہندو مسلم اتحاد نہیں ہو سکتا دیکھئے یہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کب ہندو مسلم اتحاد کی جانفزا خبر آتی ہے اور کب بدقسمت ہندوستان کی غلامی کی زنجیریں کٹتی ہیں۔

شرح مثنوی مولانا روم

از مولوی سید علامہ مولوی محمد عبدالرحمٰن صاحب راسخ مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو تاج عالم تصوف کی جاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنہ کامان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کی اس کی ضرورت عالموں کو اس کی ضرورت فاضلوں لیکچراروں مقرروں اور بزرگوں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی ضرورت رہتی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے ذوق اپنے اپنے خیال کے مطابق اس سے مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ مفید کتاب کی شرح کو ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل نے جو تصوف کے اسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ صاحب حال و قال ہے لکھا ہے جس کی شرح شرح نہیں بلکہ مولانا روم کے اسرار صوفیہ کی تفصیل ہے اور واقعہ یہ ہے کہ روم کا تصوف و فلسفہ کی صورت میں موجود ہے زبان کی سلاست بر محل اشعار کیف تصوف اسرار و لیاقت تذکرۃ الصحابہ اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح میں موجود ہے مثنوی کا ہر شعر اعلیٰ بعض مشکل الفاظ کو زیر و زبر لگا کر لکھا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح ہے ہر شعر کی صرفی و نحوی ترکیب کی گئی ہے ہر شعر کے اندر علم بیان اور علم بدیع کے جو محاسن مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا گیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور با محاورہ بھی اور ہر شعر کا مفصل مطلب لکھا گیا ہے اور عجیب و غریب عرفانی تشریح کی گئی ہے جس کا اندازہ اس قدر ہو سکتا ہے کہ مثنوی کے متعلق یہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ ہست قرآن در زبان پہلوی جا بجا بلکہ تقریباً تمام اشعار کو قرآن و حدیث کے حوالہ سے منطبق کیا ہے بڑی تقطیع کے پانچ سو صفحوں کی ضخامت مع جلد نہایت دیدہ زیب قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۲ ارکل عام

مینیجر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی سے طلب فرمایئے

دنیا میں مسلمان کہاں ہیں؟

(از حضرت مولانا مولوی سید عبد الرؤف صاحب ناظر کتب خانہ دیوبند)

مسلمان تو دنیا میں بہترین امت بنا کر بھیجے گئے تھے ان کو ایک کتاب مقدس قرآن مجید دی گئی تھی جو ان کی دینی و دنیوی رفعت و برتری کی کفیل و ضامن تھی اللہ دنیا میں ان کی زندگی کا مشن یہ تھا کہ وہ اقوام عالم کی نجات و رستگاری میں سرگرم عمل رہیں مگر افسوس صد ہزار افسوس کہ دیکھتے ہیں یہ آرہا ہے کہ ہم نے احکام اسلامی سے منہ موڑ لیا ہے ہم خدا کی نافرمانی پر دلیر ہو گئے جیسے جیسے انکی طاقت گھٹتی جاتی ہے ہی احکام شرعیہ کا احترام نہ رہا قوانین اسلام کی علانیہ خلاف ورزی ہونے لگی محرمات شرعیہ اور ممنوعات مذہبیہ پر بلا روک ٹوک کے عمل ہونے لگا برسر بازار زنا کے اڈے قائم ہیں جس کی زینت اس قوم کی مستورات ہیں جنہوں نے اقوام عالم کو پاکیزگی حیات کا نور دیا تھا شراب کی دکانیں کھلی ہوئی ہیں جن کی رونق اس قوم کے بدبخت افراد سے جنہوں نے دوسری قوموں کے افراد کو تنزل و تسفل کی گہرائی سے اٹھا کر اخلاق و روحانیت کے بلند مینار پر پہنچایا تھا۔

آہ یہ کیسی جگر خراش حالت ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی روایات مذہبی جوش اور مذہبی احساس باقی نہیں رہا مسلمانوں کے پاس اس عہد غلامی میں اپنی روایات کے بقا، اپنی تہذیب کے تحفظ شریعت اسلامیہ کے احترام اور احکام اسلامی پر عمل کرنے کے لیے اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو صرف فدا کاری کا جذبہ جان نثاری کا مادہ، ذوق عمل اور قوت ایمانی لیکن صد ہزار افسوس نہایت ملامت کے ساتھ ان تہیدستی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے ہم نے اپنے سکوت و جمود سے اپنی شاندار روایات کو خاک میں ملا دیا ہم مومن ہو کر طاقت اور غیر آئینی قوت سے ڈرنے لگے قربانی سے جی چرانے لگے اور عمل کے نام سے موت آنے لگی ہمارے اندر سے ذوق عمل رخصت ہو گئی اور ہمارا اسلام صرف کتابوں میں بند اور زبانوں تک محدود ہے۔

نتیجہ دین فراموشی شریعت اسلامیہ سے آزادی اور احکام اسلامی سے روگردانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم جتنے بلند تھے اتنے ہی پست ہو گئے ہم دنیا کے حکمران تھے لیکن آج اغیار کے محکوم ہیں اگر ہمارے دماغ پر ذہنی غلامی مسلط ہے تو دوسری طرف اجسام جبر و استبداد کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں ایک طرف علماء سوء اور مکار پیروں کی مذہبی غلامی نے ہمارے سینوں کو ذوق عمل اور قوت ایمانی سے خالی کر دیا تو دوسری طرف شاطران سیاست کی غلامی نے ہمارا اندوختہ سلف ایک ایک کر کے چھین لیا اس پر مزید تباہی و بربادی یہ کہ سرمایہ پر قانع ہیں ہماری مذہبی اور قومی زندگی اغیار کے دست کرم کی محتاج ہے ہماری مردہ اور غلامانہ ذہنیت نے انگریز کے مفاد کو اسلام کے مفاد پر مقدم سمجھنے پر مجبور کر رکھا ہے ہمیں اسلامی مفاد کی بجائے برطانوی مفاد عزیز ہے ہم نے احکام خداوندی کی بجائے انگریزی احکام کی تعمیل ضروری اور لازمی سمجھی ہوئی ہے مرضیات انگریز مرضیات الٰہی پر مقدم ہیں انگریز کی رضا مندی و خوشنودی کے لیے خدا اور اس کے رسول کی ناراضگی کی مطلق پرواہ نہیں۔

یہی غلامی اور غلامانہ ذہنیت ہے جو ہمیں تنزل و تسفل کے گڑھے سے نکلنے نہیں دیتی اور ہم دنیا میں ہر طرح ذلیل و رسوا ہیں اور ہمارے اندر مذہبی جوش اور دینی احساس پیدا نہیں ہوتا چونکہ شریعت اسلامیہ کے مجرموں اور قوانین خداوندی کی خلاف ورزی کرنے والوں کی موجودہ تمدن نے پشت پناہی کی ہے مغربی تہذیب نے ان کی حوصلہ افزائی کی ہے حکومت کی طرف سے کوئی باز پرس نہیں اگر کوئی اپنے مذہبی احکام کے احترام میں کسی شرابی، زانی اور جواری سے آنکھیں ملانا اور اس کی اصلاح کرنا چاہے تو قانون آزادی کا ڈنڈا اس پر پڑتا ہے اور مذہبی مجرموں کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہے اس لیے تھیٹر و سینما آباد ہیں اور شراب خانوں میں رونق ہے اور زنا کی بازار لگا ہوا ہے مگر مسلمانوں کی دینی مجلسیں ویران انجمنیں برباد اور مسجدیں بے چراغ ہیں نہ مذہب سے کوئی دلچسپی ہے اور نہ مذہب والوں سے کوئی ہمدردی ہے ہم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دنیا میں ذلیل و رسوا ہیں۔

ہم اب نہ ہیں کہ اپنا ۔۔ ہے منہ پڑے تعر ذلت میں
فضیلت ایک ہی اسلاف کی ہم میں نہیں باقی
یہ جینا کیا جینا ہے یہ ذلت کیسی ذلت ہے
نہ دنیا کا شرف باقی نہ رسم و راہ دین باقی
ہمارے جسم پژمردہ دماغ افسردہ دل مردہ
غم ایام سہنے کو ہے اک جان حزیں باقی

ہم زندہ ہیں مگر مردہ سے بدتر کہنے کو ہم زندہ ہیں مگر اپنے نفسوں کے لیے معصیت و سیاہ کاری کے لیے خدا اور اس کے رسول کے لیے نہیں قوم کے لیے ہم مردہ سے بدتر ہیں دنیا کی زندہ قوموں کے لیے ہماری زندگی کا کوئی ثبوت نہیں ہم زندہ ہیں مگر پستی، عیش پرستی کے لیے اور اس بیماری کا کسی کو علم نہیں ایک زمانہ تھا کہ مسلمان کا نام صفت اقلیم کو لرزا دیتا تھا اب یہ وقت ہے کہ وہ اپنے مذہبی شعائر اور عبادت گاہوں کا تحفظ بھی نہیں کر سکتے۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تیرہ سو سال پہلے اس زمانہ کے مسلمانوں کے متعلق فرمایا تھا لا یبقی من الاسلام الا اسمہ ولا یبقی من القرآن الا رسمہ یعنی ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن صرف رسمی طور پر باقی رہ جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جس کے متعلق حضور نے پیشین گوئی فرمائی تھی یہی وہ نامبارک زمانہ ہے جس سے صحابہ نے پناہ مانگی ہے اور یہی وہ زمانہ ہے جس میں الحاد اور روحانیت کا برسر بازار قتل عام ہو رہا ہے اور جس کے متعلق صحیح طور پر کسی نے کہا ہے ؎

رہا دین باقی نہ اسلام باقی
اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

جراثیم معصیت جب کسی قوم و ملک میں غلامی مسلط ہو جاتی ہے ایثار و قربانی کا نام نہیں رہتا اور غلامی پر قناعت کر لی جاتی ہے تو پھر ان کے دلوں اور دماغوں میں قناعت و حریت کے جراثیم پیدا ہو جاتے

اثم و معاصی کی کثرت ہو جاتی ہے اور قوم کی قوم ذلیل بنا دی جب سنفلال اور بغض محکومیت کے جذبات سے محروم ہو جاتی ہے اس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ایسی بزدل نامرد ناپاک اور نا اہل قوم کی تذلیل کے لئے ایک مانہ اٹھ کھڑا ہوتا ہے یا آخر زمانہ اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔

قرآن کریم کی اصطلاح میں انہی جراثیم استبداد معصیت کا نام شیطان ہے اور اس کے تسلط کا زمانہ یہ ترین زمانہ ہوتا ہے اس کے متعلق ارشاد باری ہے ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین خدا کی یاد سے جو غافل ہو جاتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو ہی اس کا ساتھی ہوتا ہے۔

آہ آج یہی حال مسلمانوں کا جراثیم استبداد نے ان کی اسلامیت کو نا کردیا وہ خدا کی یاد سے غافل ہو گئے دین کی طرف سے مر گئے شیطان ہم پر مسلط ہو گیا اور وہی ہمارا ساتھی ہے۔

ہمارے تنزل و تسفل کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اغیار جب دنیا کو معدوم سمجھتے ہیں ہماری تذلیل کرنے پر بیباک ہیں اور ہماری موت و زندگی پر ہنس رہے ہیں۔ ع خندہ زن کفر است بر اسلام ما

آؤ اب اپنے اسلام کے متعلق برنارڈ شاہ کا فتویٰ سنو اور اگر کچھ شرم و غیرت ہے تو چاہ ندامت میں ڈوب مرو تاکہ بد طینتوں، کور باطنوں اور سنگ دلوں کے ہاتھوں خدا کا دین تو ذلیل و رسوا نہ ہو اور ہماری ذلت و رسوائی ہم تک ہی محدود رہے۔

سنگاپور کے عربی اخبار الہدیٰ کے نامہ نگار نے شہرہ آفاق آئرش اہل قلم اور افسانہ نگار مسٹر برنارڈ شاہ سے مل کر اسلام کے متعلق چند سوالات کئے جن کا آپ نے نہایت خندہ پیشانی اور وسیع القلبی کے ساتھ جواب دیا نامہ نگار اور مسٹر موصوف کے درمیان حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

نامہ نگار: میں نے اسلام کی تعریف میں آپ کا ایک مضمون ابھی حال میں پڑھا ہے میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ واقعی طور پر اسلام کو کیا سمجھتے ہیں!

برنارڈ شاہ: اسلام آزادی، دستور، ذہنی حریت، تجارت اور صنعت و حرفت کا مذہب ہے مزید برآں اسلام شریفوں کا مذہب ہے۔

نامہ نگار: جب آپ اسلام کو ایسا اچھا مذہب سمجھتے ہیں تو پھر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیوں نہیں کرتے خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ آپ بیک وقت اشتراکی بھی ہیں اور شریف بھی۔

برنارڈ شاہ: بیشک میرا یہی دعویٰ ہے اور لوگ بھی یہی دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اشتراکی ہوں لیکن مجھے نہیں معلوم کہ آیا میرا اور لوگوں کا یہ دعویٰ واقعی صحیح بھی ہے یا نہیں۔

نامہ نگار: لیکن آپ نے اپنی انگلش کتابوں میں لوگوں کو یہی ترغیب دی ہے کہ لوگ شریف آدمی بنیں۔

برنارڈ شاہ: خیر ان باتوں کو جانے دیجئے اب یہ تو بتلایئے کہ دنیا میں کتنے مسلم ہیں جو اپنی تعلیمات پر خود عمل کرتے ہیں

نامہ نگار: کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اسلام تمام دنیا میں پھیل جائے گا؟

برنارڈ شاہ: ہرگز نہیں، کیونکہ دنیا میں اور بہت سی تحریکیں ہیں جو ممکن ہے کہ اسلام کی ترقی کو روک دیں لیکن یہ ضرور ہے کہ اسلام کے ماننے والوں کی تعداد باقی تمام غیر مذاہب کے ماننے والوں سے زیادہ بڑھ جائے گی مگر ہاں ایک اور بات بھی ہے جسے بھولنا نہیں چاہیئے۔

نامہ نگار: وہ کیا بات ہے!

برنارڈ شاہ: وہ بات یہ ہے کہ اسلام ایک الگ چیز ہے اور مسلمان الگ چیز اسلام اچھا ہے مگر مسلمان کہاں موجود ہیں۔

نامہ نگار: کیا آپ کے خیال میں اجتماعی نقطۂ نظر سے مسیحیت اسلام کا مقابلہ کر سکتی ہے۔

برنارڈ شاہ: بالکل نہیں، میرے خیال میں کسی مذہب کا بھی اجتماعی نظام اتنا مکمل نہیں جتنا اسلام کا اجتماعی نظام ہے

نامہ نگار: لیکن اب قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان بیدار ہونے لگے ہیں

برنارڈ شاہ: مگر کس ملک میں کہاں؟

نامہ نگار: ممالک عرب میں۔

برنارڈ شاہ: وہاں کے تمام مسلمان عرب قوم کے افراد ہیں اور ان کی تحریک قومی تحریک ہے نہ کہ اسلامی۔ اسلام اسی وقت بیدار ہوگا جب مسلمان صرف اسلام کی بنیادوں پر جدوجہد کریں گے

نامہ نگار: مسلمان مبلغ یورپ اور امریکہ میں اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں ان کے بارہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟

برنارڈ شاہ: بیشک یہ مسلمان مبلغ ہمدردی کے مستحق ہیں لیکن مجھے یقین نہیں ہے کہ مسلمان عیسائیوں کی طرح وسیع پیمانہ پر تبلیغ اسلام کر سکیں گے مسلمانوں کی کوئی ایک تبلیغی انجمن کسی معمولی سی مسیحی انجمن کی برابری نہیں کر سکتی۔

اس مکالمہ میں خط کشیدہ عبارت خاص طور پر قابل توجہ ہے مسلمانوں کو شرم و عبرت سے کام لینا چاہیئے اور برنارڈ شاہ کی نصیحتوں پر عمل کرنا چاہیئے کیا مسلمان اب بھی حقیقی مسلمان بننے یعنی اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہ کریں گے اور کیا وہ اب بھی خواب مرگ سے بیدار نہ ہوں گے۔

مسلمانو! خدارا بیدار ہو جاؤ جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہا ہے تم بہت کچھ سو چکے زمانہ تمہیں

یہ سونے کا وقت نہیں دنیا کی تمام قومیں بیدار ہیں اور میدان ترقی میں سرپٹ دوڑ رہی ہیں مگر صرف تمہیں ہو کہ سو رہے ہو اور اگر بیدار ہوتے ہو تو خانہ جنگی و نفاق کی آگ لگا دیتے ہو تم اپنی آنکھوں سے ملت مسلمہ کی تباہی دیکھتے ہو اور اغیار سے اپنی ذلت و رسوائی کے طعنے سن رہے ہو مگر تمہاری پیشانی پر بل تک نہیں آتا تمہاری غیرت اسلامی میں جوش نہیں آتا تمہارے خون میں حرارت پیدا نہیں ہوتی تمہارے تغافل نے تمہاری تہذیب، تمہاری روایات تمہارے مذہب، تمہارے تمدن اور تمہاری اقتصادیات پر نہایت برا اثر ڈالا ہے اور تمہیں تباہ کر ڈالا ہے مگر تمہاری حیثیت ایک عضو معطل سے زیادہ نہیں تم کسی طرح بھی خواب غفلت سے بیدار ہونے میں نہیں آتے اور تمہاری آنکھیں نہیں کھلتیں اور تم اپنے فرائض کو نہیں پہچانتے جب تمہیں زمانے کے انقلابات و اقوام عالم کی بیداری، حوادث و آلام اور مصائب و مشکلات بھی بیدار نہ کر سکے تو قدرت نے تمہیں ٹھکرا دیا اور زمانے نے ہماری نااہلیت ا

نالائقی کا فیصلہ صادر کر دیا۔ جو تم آج بہادر شاہ کی زبان سے سن رہے ہو۔

اب قوم کی تباہی کا مرثیہ پڑھنے کا وقت نہیں ہے

مسلمانوں کی تباہی و بربادی اور تنزل و تسفل کا مرثیہ پڑھتے ہوئے ایک صدی گزر گئی ہے اب مرثیہ خوانی کا وقت ختم ہو گیا

اب جتنی مرتبہ قوم کے تنزل کی داستان دہرائی جائے گی اپنا اور مسلمانوں کا قیمتی وقت ضائع کیا جائے گا اور کچھ حاصل نہ ہوگا صرف عمل درکار ہے عمل ہی سے قومیں زندہ ہوا کرتی ہیں نہ کہ محض باتیں بنانے سے مسلمانوں کے عمل کرنے کے لئے اخبارات، رسائل اور تصنیف و تالیف میں کافی سے زیادہ ذخیرہ موجود ہے اب جتنے زیادہ مضامین لکھے جائیں گے وہ زیادہ سے زیادہ بے محل ہوتے جائیں گے کیونکہ مضامین نے مسلمانوں کو دماغی عیاش کر دیا ہے وہ مضامین محض اپنے ذوق کی تسلی کے لئے پڑھتے ہیں ان میں زبان کا چٹخارہ اور نئی نئی باتیں اور حقائق و معارف دیکھنا چاہتے ہیں۔ میرا بس چلے تو میں ہندوستان کے تمام ایڈیٹروں، مضمون نگاروں، واعظوں اور لیڈروں

سے پر زور درخواست کروں کہ وہ اب مضامین لکھنا اور تقاریر کرنا چھوڑ دیں بلکہ قوم کے سامنے خود عملی نمونہ بنکر آئیں ورنہ مسلمانوں کی رہنمائی اور وبہبودگی کا دم بھرنا چھوڑ دیں۔

مسلمانو! بس اب جاگو اور اب تک جو کچھ سن چکے ہو اس پر عمل کر دو یہ وقت ہے باتیں بنانے کا نہیں ورنہ یہی کہنا پڑے گا ؎

سحر کا گجر بھی بجا تم نہ جاگے ... باہر شور ہے جاگ جا تم نہ جاگے
گئی صبح کاذب ہوئی صبح صادق ... مگر پھر ذکر خدا تم نہ جاگے
یہ کیا خفتہ بختی ہے کاہے خواب بازو ... کہ افسوس وقت دعا تم نہ جاگے
نئی روشنی پر یہ اندھیرا ہے ... چراغ سحر ہی بجھا تم نہ جاگے
سحر کیسی اور ذکر کیا دوپہر کا ... غضب ہو کہ دن ڈھل چکا تم نہ جاگے
لئے خوب خراٹے پھیلا کے پاؤں ... یہاں تک کہ دن بھی چڑھا تم نہ جاگے
زمانے بازو تمہارا اکھڑا کر ... جگایا تمہیں بارہا تم نہ جاگے
ترا خواب شیریں کا آخر کریا دا ... تمہیں پھر بھی یہ کیا ہوا تم نہ جاگے
نتیجہ ہے اس خواب راحت کا زحمت ... پڑا وقت سر پر پڑا تم نہ جاگے

کیا آپ کو نماز پڑھنی آتی ہے

ضرور آتی ہوگی کیونکہ آپ مسلمان ہیں یہ ممکن ہے کہ آپ نماز کی حقیقت سے واقف نہوں اور آپ کو یہ نہ معلوم ہو کہ اللہ والوں کی نماز کیسی ہوتی تھی اس ضرورت کیلئے حسب ذیل کتابیں منگائیے پھر آپ نماز قضا کرنے پر قادر نہ ہوں گے۔

نماز کی حقیقت اس کتاب میں نماز کی حقیقت اور فلسفہ کا بیان ہے کہ پڑھنے والے پر اس قدر اثر پڑتا ہے کہ مبہوت ہو جاتا ہے اور خود بخود نماز کا شائق ہو جاتا ہے قیمت ۲؍

ترغیب نماز نماز کی حقیقت پڑھنے کے بعد اول تو آپ کو خود شوق ہوگا اس پر مزید تاکید حق جل و علا کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے اور بھی ایسی فضائل کو دیکھئے تو سبحان اللہ ایک ایک نماز کے بدلے میں ہزار ہزار نیکیاں اور ترغیب پابندی کی وعیدیں تاکید نماز کے لئے یہ دونوں کتابیں پڑھنے کے بعد ترک نماز کی مجال نہیں قیمت ۴؍

نمازوں کا بیان جب نماز پڑھنے کا دل شائق ہو جائے گا اور خدا کی دیسی ہی دل رزاں ہو پھر نماز کی ترکیب پڑھئے اور بچوں کو پڑھائیے اور بڑوں کو سمجھائیے تاکہ گھر کا گھر نمازی ہو جائے اس کتاب میں نماز پڑھنے کی پوری ترکیب ہے قیمت ۴؍

اعمال بخشش جب نماز پڑھنے لگیں تو اس کے چھوٹے چھوٹے مسائل بھی معلوم کیجئے اس لئے کہ بعض اوقات بہت تھوڑی سی لغزش سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اس کتاب میں طہارت اور نماز کے تو ترتیب وار تمام مسائل ہیں روزہ حج زکوٰۃ کے مسائل بھی یکجا ہیں تاکہ دوسرے ارکان سے بھی واقفیت ہو جائے بہت عمدہ کتاب ہے۔ قیمت ۲؍

نمازیوں کی کہانیاں نماز تو پڑھتے ہیں اس کے مسائل پر بھی عبور ہو گیا لیکن ذرا یہ تو دیکھئے کہ اللہ کے نیک نمازی پڑھتے ہیں جن کی نمازیں ان کی تھیں اور وہ نمازیں جنہیں دونوں کی برتری دیتی تھیں دین ہی نہیں دنیا کے بھی ہزاروں فائدے اس میں مضمر ہیں یہ کتاب عورتوں کو ضرور پڑھائیے کیونکہ اس میں کہانیاں ہی سلسلے وار ہیں اور بچے اس کو شوق سے پڑھیں گے قیمت ۶؍

یہ سب کتابیں اگر ایک ہی وقت منگائیں تو مجلد اور مجلد کی قیمت ہی نہیں لی جائیگی قیمت پانچوں مجلد ایک روپیہ

سب کتابوں کے ملنے کا پتہ: مینیجر حمیدیہ پریس دہلی

منادوں اور واعظین کو بشارت

ملک کی موجودہ ضروریات کو دیکھتے ہوئے اور اس لحاظ سے کہ اسلام کی تمام معلومات اردو زبان میں چھپ گئی اب وعظ کسی خاص طبقہ کے لئے مخصوص نہ چاہئیے حمیدیہ پریس دہلی نے ایک نہایت ہی آسان اور بہت جامع مجموعہ وعظ کا کتابی صورت میں چھپوایا ہے

وعظ سعید ہے اور شیریں مقال واعظ عالم باعمل حضرت مولانا مولوی محمد... صاحب خلیفہ باب سرکار آصفیہ نے اس کو واعظ گویوں اور مبلغوں کی آسانی کے لئے مرتب لکھا ہے نیز واعظوں کی آسانی کے لئے ایسی ترتیب قائم کی گئی ہے کہ اس کتاب کے ایک مطالعہ کے بعد معمولی اردو خواں بھی بہترین تبلیغی خدمات انجام دے سکتا ہے اس میں امراض روحانی حرص حسد حب دنیا تکبر چوری تہمت بدگمانی، بخل، طمع، غصہ، غلط زبانی زنا، لواطت وغیرہ سود، سوال، ریاشات وشوکت جتانا، ظلم، شراب، غیبت، مزامیر، نفاق، نفاق، نوحہ، خودپسندی، حق العباد وغیرہ کے متعلق لکھا ہے ساتھ ہی حمیدہ کی ترغیب، احسان، اکل حلال، امانت، آنکھ، ایمان، تسبیح، صلوٰۃ التسبیح، توبہ، تحمل، توکل، تہجد، صبر، خوف، حج، فضائل و مسائل قربانی وغیرہ و ترغیب زیارت منورہ فضائل درود شریف بسم اللہ شریف و ادا درجب ربیع الاول، روزہ شریف ذکر و اذکار، استغفار۔ اتفاق بینین گریہ یا ل سرکار دو عالم و پیشہ تجارت ملک بعد زہد سخاوت طریقت سنت دعا کے آداب شعبان کے فضائل رجب برا شکر و صبر صراط مستقیم، جنت دوزخ علم و عمل عدل و عبادت فقر و فکر قانع نہ کلمہ طیبہ پانچوں کلمے لڑکوں کی تربیت محبت باری تعالےٰ متقی مراقبہ نماز ونماز فضائل غرضکہ اس میں ۱۰۷ بیان ہیں جو آیات قرآنی اور احادیث سے مزین ہیں حکایات الصالحین سے بیان کو مزین اور عام فہم کیا ہے جس سے لطف دوبالا ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ ہر حکایت اور ہر قصہ خود اپنی جگہ ایک وعظ کی کتاب ہے اور بہت رہی وجہ ہے وعظ سکھانے والی کتابوں میں یہ کتاب بہت ہی ممتاز ہے اس کی ضخامت ۵۰۰ صفحات کے قریب ہے چونکہ یہ رفاہ عام کے لئے ہے اس لئے اس کی قیمت بھی آگے بہا رہے ہیں اعلیٰ مجلد کی قیمت صرف عہ ہے ۱۱ محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں

ملنے کا پتہ:۔ حمیدیہ پریس دہلی

کانگریس کمیٹیوں کے توڑ دیئے جانے کے بعد

قوم پروروں کو کیا کرنا چاہیئے

(از ادارہ مولوی)

ناظرین مولوی کو اخبارات کے ذریعہ معلوم ہو گیا ہوگا کہ کانگریس کے قائم مقام صدر مسٹر آنے نے مہاتما گاندھی کے مشورہ سے تمام کانگریس کمیٹیاں توڑ دی ہیں اور اجتماعی سول نافرمانی بند کر کے صرف انفرادی سول نافرمانی کے جاری رکھنے کا اعلان کیا ہے یعنی سول نافرمانی اب کسی نظام کے ماتحت نہیں کی جائے گی نہ اس کے لئے کوئی نظام بنایا جائے گا بلکہ اب اس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کا جی چاہے اور وہ یہ محسوس کرے کہ مجھے سول نافرمانی کرنی چاہیئے بس وہ جا کر قانون کی خلاف ورزی کرے ہر شخص اپنا آپ لیڈر ہوگا اور اپنا آپ رہنما کسی قسم کی کوئی پابندی نہ ہوگی ہر ایک شخص آزاد ہوگا اور کسی قسم کی راز داری بھی نہیں برتی جائیگی کانگریس کمیٹیاں توڑ کر صرف آل انڈیا ڈکٹیٹر اور صوبجات کے ڈکٹیٹر رہیں گے جہاں کہیں ممکن ہو سکے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو سکے تو اس کی بھی ضرورت نہیں واضح ہو مسٹر آنے کے اعلان کے اس حصہ سے گاندھی جی کو اختلاف تھا یعنی وہ یہ چاہتے تھے کہ آل انڈیا اور صوبجاتی ڈکٹیٹرشپ بھی توڑ دی جائے اور ہر قسم کی مطلق العنانی کا دروازہ کھول دیا جائے مگر مسٹر آنے چونکہ ضابطے کے مطابق آل انڈیا کے صدر ہیں اور انہی کو تمام اختیارات حاصل ہیں اس لئے گاندھی جی کچھ کر نہ سکے اور صرف آل انڈیا اور صوبجاتی ڈکٹیٹرشپ باقی رہ گئی اور سب کچھ ختم کر دیا گیا۔

اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو سول نافرمانی نہ کریں وہ کانگریس والے تعمیری کام کر سکتے ہیں۔

ہم اس اعلان کے حسن و قبح پر یہاں تفصیل بحث نہیں کرنی چاہتے کیونکہ اس کے لئے بہترین جگہ شذرات کے کالم ہیں لیکن اس قدر ضرور عرض کریں گے کہ کانگریس کمیٹیوں کا توڑنا نہ تو قاعدہ کے مطابق تھا اور نہ مناسب اور مفید ہو کیونکہ کانگریس کمیٹیوں کے توڑنے کے بعد تعمیری کاموں کے لئے ملک کو ایک جدید نظام قائم کرنا پڑے گا اور کوئی جدید نظام مقرر کرنا اور تمام ملک کے اندر اس کو وسعت دینا اور اس نظام کو با اثر اور طاقتور بنانا یہ آسان کام نہیں ہے۔

لیکن بہر حال تیر کمان سے نکل چکا ہے اگر مستقبل قریب میں کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ کانگریس کمیٹیاں پھر سے قائم کر دی جائیں تو کسی نئے آرگنائزیشن اور نظام کے قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اگر یہ فیصلہ قائم رہے تو سوچنا پڑے گا کہ وہ لوگ جو سول نافرمانی میں حصہ لینا نہیں چاہتے خواہ کسی وجہ سے بھی ہو وہ کیا کام کریں اور کس نہج پر اور کن ذرائع سے کام کریں۔

یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ اس وقت ملک سول نافرمانی کے لئے ہرگز تیار نہیں ہے ہم اس وقت اس امر سے بحث نہیں کرنی چاہتے کہ سول نافرمانی صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا ہے یا نہیں کیونکہ اس حقیقت پر بحث کرنا سخت مشکل ہے جو لوگ ملک میں سول نافرمانی کو صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا سمجھتے ہیں ان کے نقطۂ نظر سے قانونی مشکلات کی وجہ سے بحث کرنا سخت دشوار ہے اگر ان کا نقطۂ نظر پیش کیا جائے اور اس کے دلائل بھی پیش کئے جائیں تو آرڈیننس کی تلوار فوراً چمکنے لگے گی اس لئے اس موضوع پر ہم اس سے بحث نہیں کی جا سکتی۔

لیکن خواہ سول نافرمانی صحیح ذریعہ حصول مقاصد کا ہو یا نہ ہو یہ بالکل امر واقعی ہے کہ موجودہ فضا ملک کی سول نافرمانی کے موافق نہیں ہے اور ملک اس کے لئے تیار نہیں معلوم ہوتا کہ اس تحریک کو چلا کر اس کے نتائج کو برداشت کرے اگر ملک اس کے لئے تیار ہوتا تو آرڈیننس کی موجودگی خود تحریک کو تقویت دینے کے لئے ایک بڑا سبب ہے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تحریک تو آج بھی چل سکتی ہے مگر اس قدر سخت آرڈیننس کی موجودگی میں کیسے چل سکتی ہے وہ حقیقتاً اس حقیقت کو کیسے فراموش کر دیتے ہیں کہ آرڈیننس کا وجود اور آرڈیننس کی سخت گیری و ہمہ گیر گرفت خود ایک قوی اور طاقتور محرک ہونا چاہیئے تحریک کے چلنے کے لئے اگر اس محرک کے باوجود تحریک نہیں چلتی تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ملک حکومت کے ذرائع اور طاقت کا سول نافرمانی کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور ہمارے نزدیک خواہ کوئی ذریعہ کتنا ہی موثر کیوں نہ ہو اور حصول مقاصد کا کیا ہی یقینی ذریعہ کیوں نہ ہو لیکن اگر ملک اس کا رہنما نہیں ہوتا اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہے تو اس سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

مثلاً دہلی سے لاہور پہنچنے کا سب سے اچھا بہتر اور جلد پہنچانے والا ذریعہ ریل اور موٹر ہے آپ ایک قافلہ سے کہتے ہیں کہ تم اگر لاہور پہنچنا چاہتے ہو تو ریل پر یا موٹر پر سوار ہو جاؤ لیکن قافلہ والا سواریوں کے استعمال سے انکار کر دے تو یقینی طور پر اس قافلہ کے لئے دونوں سواریاں غیر مفید اور فضول ہو جاتی ہیں کیونکہ ان کا افادہ اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے جب استعمال کی جائیں اور جس کو لاہور پہنچنا ہے وہ اس کو استعمال کریں اس مثال سے سول نافرمانی کا موجودہ حالات میں غیر مفید ہونا اچھی طرح ثابت ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سول نافرمانی خواہ کس قدر مفید ذریعہ اور کم از کم قربانی کا ذریعہ حصول مقصد کے لئے ہو مگر یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس وقت ملک اس حربہ کو استعمال کرنے کے لئے آمادہ اور تیار نہیں ہے۔

پھر اب کیا کیا جائے کیا باوجود اس حقیقت نفس الامری کے کہ سول نافرمانی کی تحریک لوگوں کو اپیل نہیں کرتی عوام اور [illegible] اس میں حصہ لینے کے لئے تیار نہیں ہیں پھر بھی اس کا جاری رہنا ہی سب سے بڑا کام ہے اور خواہ وہ کس کثرت کے ساتھ اس میں ستیہ گرہ کی طرح حصہ نہ لیں اور شریک نہ ہوں پھر بھی مٹھی بھر نہیں ہی کا اور چند لیڈر دل ایمان کے ساتھ تھوڑے سے کام کرنے والوں کا جیل میں رہنا اس مقصد کو ہم سے قریب کر دیگا؟ ہمارے نزدیک ہرگز ملک انفرادی سول نافرمانی سے اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکتا جبکہ اجتماعی سول نافرمانی ہی کامیاب

نہیں ہو سکی گو ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ اجتماعی سول نافرمانی اگر بہت زیادہ عرصہ تک جاری رہتی تب بھی وہ حصول مقصد میں ناکام رہتی لیکن موجودہ صورت حال یہ ہے کہ جب اجتماعی سول نافرمانی کامیاب نہیں ہو سکی یعنی ملک نے اس کا ساتھ نہیں دیا تو انفرادی سول نافرمانی کیونکر کامیاب ہوگی اور اس کا ملک کیا ساتھ دیگا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ تنہا گاندھی جی ہی جیل میں رہیں گے تو ملک کے اندر سکون و اطمینان کی فضا پیدا نہیں ہو سکے گی اور دلوں میں اضطراب اور بےچینی برابر قائم رہے گی مگر اس سے ہم کسی فوری نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے اور نہ کسی فوری مضرت اور نقصان کو روک سکتے ہیں حکومت کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس نے جو رویہ اختیار کر رکھا ہے اس سے ملک میں اضطراب برابر قائم رہے گا لیکن وہ یہ بھی خوب جانتی ہے کہ اس قسم کا اضطراب مستقبل قریب میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا اور وہ اپنے ارادوں کو عمل کا جامہ پہنا سکتی ہے۔

اب کیا کرنا چاہیئے

اس وقت حالت یہ ہے کہ ملک میں کوئی طاقتور اور باثر اس قسم کی جماعت ہی نہیں ہے جو انتہا طور پر جدوجہد کرے اور قانون کے اندر رہ کر حکومت کا مقابلہ کر سکے لبرل جماعت صرف چند لیڈروں کا نام ہے جس میں بہت سے قابل افراد ہیں وہ نہایت قابلیت کے ساتھ بحث کر سکتے ہیں تقریریں بھی کر سکتے ہیں اخبارات میں مضامین بھی لکھ سکتے ہیں اور اخبار نویسوں کو انٹرویو بھی بہت زور کے ساتھ دیتے ہیں مگر یہ سب کچھ آرام کرسیوں پر بیٹھ کر یا کسی آراستہ ہال میں اس سے باہر کچھ بھی نہیں۔ حکومت بھی جانتی ہے کہ یہ سب لیڈر ہیں اور جتنی ان کی تعداد ہے اس سے بھی کم ان کے متبع ہیں لبرل جماعت اس قدر کمزور ہے کہ اس سے کچھ بھی امید نہیں کی جا سکتی۔

اس جماعت کے علاوہ ہندوستان کے طول و عرض میں کوئی دوسری جماعت ایسی نہیں ہے جو پابند قانون رہ کر بھی حکومت اور اس کی چیرہ دستیوں کا مقابلہ کر سکے کانگریس توڑ دی گئی اور اس کی جاری کردہ تحریک انفرادی سول نافرمانی مردہ اور ناکامیاب ہے اور مستقبل قریب میں اس سے کسی قسم کی امید نہیں ہو ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ گو کانگریس کو اپنی مقصد میں کامیابی نہیں ہوئی مگر اپنی تحریک سے جس قدر عام بیداری ملک میں اس نے پیدا کر دی ہے وہ اس امر کی ضرور ضامن ہے کہ آئندہ دس سال بعد کانگریس کی آواز اس سے زیادہ طاقتور ہوگی جتنی کہ ۱۹۲۱ء و ۱۹۳۰ء میں ثابت ہو چکی ہے لیکن سوال تو اس وقت کا ہے آج کیا کیا جاوے کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہا جائے اور حکومت کو اجازت دیدی جائے کہ جو چاہے کرے کوئی آواز اس کے خلاف بلند نہ ہو اور کوئی طاقت اس کی بےعنوانیوں کی مزاحم نہ ہو سکے کیا صرف دو ہی راستے ہیں یا تو تمام کوششیں اور سول نافرمانی کی جائے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو خاموش بیٹھ رہا جائے اور کچھ نہ کیا جائے ہم سمجھتے ہیں کہ یہ پالیسی خودکشی کی ہے اور اس سے شدید نقصان ملک کو پہنچنے کا اندیشہ ہے۔

پھر یہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر موجودہ حالات میں کیا کیا جائے ہمارے نزدیک سب سے بہتر تو یہ ہے کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ طلب کیا جائے اور اس میں یہ فیصلہ کیا جائے کہ ہر قسم کی سول نافرمانی کو غیر معین عرصہ کے لئے یا جب تک مناسب حالات پیدا ہوں اس وقت تک کے لئے ملتوی کر دیا جائے اور تعمیری پروگرام کا ایک ریزولیوشن پاس کیا جائے جس میں ہندو مسلم اتحاد، سودیشی کی ترقی، ملک میں سیاسی بیداری اور اصلاحات جدیدہ کی مخالفت رکھی جائے اور چند اسی قسم کی اور چیزیں داخل پروگرام کی جائیں تاکہ اس جماعت کے افراد کو پوری مصروفیت رہے۔

اگر یہ ممکن نہ ہو سکے یعنی آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس نہ ہو سکے اور وہ سول نافرمانی کو بند کر کے تعمیری پروگرام نہ پیش کرے تو پھر مجبوراً کوئی دوسری آل انڈیا جماعت بنانی پڑے گی اور ایک نیا نظام قائم کرنا پڑے گا تاکہ اس کے ذریعہ سے ملک میں تعمیری کام کیا جا سکے اور جدید اصلاحات میں کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مطلق العنانی کے نتائج بد سے ملک کو بچایا جا سکے۔

نئی جماعت قائم کرنے کی ضرورت اس لئے ہے کہ کانگریس معطل ہو چکی ہے سول نافرمانی جب تک بند نہ ہو حکومت کانگریس کمیٹیوں کو کوئی کام بھی نہ کرنے دیگی اور کانگریس کے سوا کوئی ایسی جماعت اس وقت موجود نہیں ہے جو آل انڈیا بھی ہو اور فرقہ وارانہ جماعت نہ ہو یوں تو مسلم کانفرنس مسلم لیگ اور ہندو مہاسبھا ئیں موجود ہیں مگر ان کو آپس میں لڑنے ہی سے فرصت نہیں ہے یہ مشترکہ مفاد اور ملک کی خدمت کیا انجام دے سکتی ہیں اور ان کا اگر کچھ اثر ہے بھی تو اپنے فرقوں ہی پر ہے ان کی آواز ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں نہیں گونج سکتی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ جماعتیں خود غرضوں کے قبضہ میں ہیں اور ان کے ذاتی اغراض و مفاد کبھی ان کو مردانہ وار حکومت کے مقابلہ پر ڈٹ کر کھڑے ہونے کی اجازت نہ دینگے یعنی یہ بزدل اور کم ہمت و خود غرض جماعتیں قانون کی حد میں رہ کر بھی حکومت کی ناواجب کارروائیوں کے خلاف کوئی زوردار آواز بلند نہیں کر سکتیں پھر ان کا حلقۂ اثر محدود اور ان کا زاویہ نگاہ بھی محدود۔

اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر کانگریس میدان عمل میں نہیں آ سکتی تو ایک نئی جماعت قائم کی جائے مگر یہ جماعت کسی ایک فرقہ و قوم کی نہیں بلکہ تمام فرقوں کی یعنی ایسی جماعت ہونی چاہیئے جس میں ہر ایک فرقہ کے ترقی پسند ایثار پیشہ اور خود غرضی سے بالا اور پاک اخلاص دار افراد شامل ہوں وہ تمام کانگریسی جو جیلوں سے باہر ہیں اور باہر رہنا چاہتے ہیں ان کو اسی نئی جماعت میں شامل ہو جانا چاہیئے اگر کانگریسی اصحاب اس جماعت میں شامل ہو گئے تو اس کا یہ نتیجہ نکلیگا کہ یہ جماعت بہت جلد ایک طاقتور اور باثر جماعت کی صورت میں منتقل ہو جائے گی کیونکہ کانگریس کا نظام جو سارے ہندوستان پر حاوی ہے اسی وجہ سے ہے کہ کانگریس مین یعنی جو کانگریس میں حصہ لیتے ہیں ان کی کافی تعداد ہر جگہ موجود ہے اور چونکہ کانگریس کمیٹیوں کی معطلی کی وجہ سے کانگریس والے بیکار ہیں اس وجہ سے وہ فوراً اسی جماعت میں شامل ہو جائینگے اور ان کی شرکت سے اس جماعت کو کافی اقتدار حاصل ہو جائے گا کیونکہ ان کی قربانیوں کا ملک پر خاص اثر ہے۔

جیسے خیالات رونما ہوئے ہیں ہر طرف سے یہ صدائیں بلند ہو رہی ہیں کہ کانگریس کا جدید اصلاحات کو بائیکاٹ کرنا سخت نقصان دہ ہوگا اور اس کا نتیجہ یہ نکلیگا کہ انگلستان اور ہندوستان دونوں جگہ رجعت پسندوں کا زور ہو جائے گا لیکن فی الحال تو کانگریس سے یہ توقع نہیں کہ سول نافرمانی بند کر کے جدید پروگرام پر عمل کرنے کا اعلان کرے لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ کانگریسی حضرات تعمیری کام کرنے کے لئے اسی قسم کی ایک جماعت قائم کریں جیسی کہ پنڈت موتی لال نہرو اور حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے سوراج پارٹی قائم کی تھی [illegible]

کے اندر رہکر ہی قائم کرنی چاہیئے جیسا کہ سوراج پارٹی تھی یہاں یہ ہوسکتا ہے کہ اس پارٹی میں اور جماعتوں اور افراد و اشخاص کو شریک ہونے کی دعوت دی جائے مگر یہ پارٹی یا جماعت ہونی چاہیئے کانگریس ہی کی ایک شاخ۔

بہرحال اب وقت آگیا ہے کہ ایک ایسی جماعت بنائی جائے جو تعمیری کام کرے اور ملک کو اس نقصان سے بچائے جو جدید اصلاحات سے اس صورت میں پہنچ سکتا ہے کہ اچھے اور محب وطن و ایثار پیشہ لوگوں کی بجائے خود غرض اور خوشامدی لوگ جدید اصلاحات پر قابض ہو جائیں۔

ہمارے نزدیک جلد سے جلد کسی مرکزی مقام پر کانگریس والوں کو جمع ہونا چاہیئے اور اس میں ملک کی دوسری جماعتوں اور مقتدر اشخاص کو بھی مدعو کرنا چاہیئے اور جمع ہوکر ایک پارٹی قائم کرلینی چاہیئے جس کا نام کانگریس سوراج پارٹی ہو اس کے مقاصد میں ملک کی آزادی بنیادی مقصد ہو اور ایسے ذرائع ہوں جو موجودہ حالات میں اختیار کئے جاسکتے ہوں اور ایک مفصل و مدلل پروگرام بنانا چاہیئے جس پر عمل کیا جاسکے اور جس کا ملک اور قوم ساتھ دے ایسا پروگرام بنانے سے کوئی فائدہ نہیں جس پر عمل نہ ہوسکے اور ملک اس کا ساتھ نہ دے جیسا کہ اس وقت سول نافرمانی کا حال ہے۔

اصلاحات کا بائیکاٹ خودکشی ہے

اس نئی پارٹی کے پروگرام میں یہ ضرور ہونا چاہیئے کہ اگر اصلاحات اس قابل ہوں کہ ان پر عمل کیا جائے تو پارٹی ان پر عمل کرے گی اور اگر اس قابل نہ ہوں تو ان کی مضرت سے ملک کو محفوظ رکھنے کی کوشش کرے گی۔

تمام حالات کو پیش نظر رکھکر دیکھئے تو معلوم ہو جائیگا کہ جدید اصلاحات کی طرف سے بے نیاز ہو جانا اور ان کا بائیکاٹ کرنا کسی طرح دانشمندی میں داخل نہیں ہے اس لئے کہ محض کانگریس کے بائیکاٹ کر دینے سے مکمل بائیکاٹ نہیں ہوتا اگر صورت حال یہ ہوتی کہ کانگریس کے بائیکاٹ کرنے سے ملک میں ایک متنفس بھی ان میں حصہ لینے کے لئے نہ ملتا تو بیشک یہ حربہ کامیاب ہوتا مگر یہاں حالت یہ ہے کہ ہندو مسلمان سکھ اور دوسرے فرقوں کے سیکڑوں اور ہزاروں آدمی ایسے موجود ہیں جو دوڑ کر اور سر کے بل گرکر اسمبلی اور کونسلوں میں جا بیٹھیں گے اور جدید اصلاحات میں حصہ لیں گے اور جن لوگوں نے بائیکاٹ کیا ہے ان کو گالیاں دیں گے کہ یہ بیہودہ شوریدہ سر لوگ ہیں جن کے سامنے سوائے تخریب کے کچھ نہیں اور انہوں نے ہمیشہ ملک کو نقصان ہی پہنچایا کبھی کوئی تعمیری کام انہوں نے نہیں کیا اور حکومت ان ہی لوگوں کو ملک کا نمائندہ کہے گی جیسا کہ آج موجودہ اسمبلی اور کونسلوں کو حکومت کی طرف سے نمائندہ جماعت کہا جاتا ہے اور ان کے پاس کردہ آرڈیننسوں کو ملک کے منتخب کردہ نمائندہ اسمبلی اور کونسلوں کے پاس کردہ قوانین بتلایا جاتا ہے حالانکہ یہ امر واقعہ ہے کہ کانگریس کے بائیکاٹ نے یہ صورت پیدا کی ہے کیونکہ سوراج پارٹی اور اس کے ساتھ نیشنلسٹ پارٹی نے واک آؤٹ کیا تھا اور اسمبلی اور ہندوستان بھر کی کونسلوں کو چھوڑ کر باہر نکل آئے تھے اور دوبارہ جب انتخاب ہوا تو اس پر کانگریس نے بائیکاٹ کر دیا یعنی اپنی طرف سے بائیکاٹ کر دیا یعنی اپنی طرف سے امیدوار کھڑے نہیں کئے تھے اور کانگریس کے اعلان بائیکاٹ کی وجہ سے لبرل اور دوسرے اچھے اور آزاد خیالات کے لوگ اسمبلی اور کونسلوں کے انتخاب میں کم کھڑے ہوئے اس لئے خوشامدیوں اور خود غرضوں کو موقع مل گیا اور کامیاب

ہوگئے ان کو نمائندہ کہنا نمائندگی کی توہین کرنی ہے مگر حکومت ان کو نمائندہ تسلیم کرتی ہے اور دنیا بھر میں ڈھنڈورا پیٹتی ہے کہ عوام کی نمائندہ جماعت ہے جس نے آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیدی ہے۔

اگر آئندہ بھی بائیکاٹ جاری رکھا گیا تو اس کا نتیجہ بھی یہی نکلیگا کہ صوبہ کی کونسلوں اور مرکزی مجلس قانون ساز میں نہایت گھٹیا قسم کے حکومت پرست خوشامدی اور خود غرض بھر جائینگے اور حکومت کے اشارہ پر ناچتے رہیں گے اور گورنروں کو ان اختیارات سے کام لینے کی ضرورت نہ پڑے گی جو ان کو دئیے گئے ہیں بلکہ خود وزیروں ہی کے ہاتھوں سے اپنی منشاء کے مطابق کام لے لیں گے اور دنیا پر ظاہر کیا جائیگا کہ سب کچھ ہندوستانیوں ہی کے ہاتھوں سے انجام پا رہا ہے۔

لہذا جدید اصلاحات کے سلسلہ میں اب بائیکاٹ کی غلطی کو ہرگز دوہرانا نہ چاہیئے بلکہ انتخابی جد و جہد میں شریک ہوکر اسمبلی اور کونسلوں پر قبضہ کرلینا چاہیئے اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ اگر کانگریسی کوئی جماعت قائم کریں اور اپنے ساتھ ہر فرقہ کے ترقی پسند عنصر کو شامل کرلیں تو ان کے مقابلہ پر کوئی شخص کامیاب نہیں ہوسکتا چنانچہ اس کا ثبوت اس امر سے مل سکتا ہے کہ جہاں کہیں میونسپلٹی اور کارپوریشن وغیرہ میں کانگریس کی طرف سے انتخاب میں لیا گیا وہاں پہلی اکثریت کانگریس کے نامزد امیدواروں کی کامیاب ہوئی کلکتہ کارپوریشن کے انتخاب میں باوجود کانگریس والوں میں عدم اتفاق تھی یعنی دو مختلف پارٹیاں کھڑی ہوئی تھیں لیکن باوجود بہت بڑی اکثریت سے دونوں جماعتیں کامیاب ہوگئیں اور اس وقت کارپوریشن کانگریس والوں کے ہاتھ میں ہے اسی طرح ابھی حال میں ایک ہفتہ ہوا کہ صوبہ متوسط میں کسی جگہ میونسپلٹی کا انتخاب ہوا اس انتخاب میں ۲۸ میں سے ۲۷ کانگریس والے حاصل کرلی ہیں۔ واضح ہو کہ اس میں مسلمان نشستیں بھی تھیں یعنی کم از کم ۵ یا ۶ مسلمان نشستیں بھی ہونگی مطلب یہ ہے کہ کانگریس کی طرف سے مسلمان بھی غیر کانگریسی مسلمانوں کے مقابلہ پر کامیاب ہوئے اور اس کی کھلی ہوئی وجہ یہ ہے کہ کانگریس میں جو مسلمان شامل ہیں ان کی قربانیوں سے کون انکار کرسکتا ہے بیچارے تحریک خلافت سے لیکر آجتک برابر جیل میں جا رہے ہیں اور چکیاں پیس رہے ہیں ان کے مقابلہ پر وہ لوگ کیسے کامیاب ہوسکتے ہیں جو رات دن حکومت کی خوشامد کرتے رہتے ہیں۔

بہرحال گفتگو یہ تھی کہ اگر قوم پروروں کی جماعت انتخاب میں کھڑی ہو تو وہ بہت بڑی اور بھاری اکثریت لیکر ہر جگہ کامیاب ہوسکتی ہے اور تمام صوبجاتی اور مرکزی مجالس واضع قوانین پر قوم پروروں کا قبضہ ہوسکتا ہے اور وہ بغیر کسی دوسری جماعت کی امداد کے تمام صوبوں اور مرکز میں اپنی وزارت قائم کرسکتے ہیں اور اس کے ذریعہ اپنے ملک کی خدمت کرسکتے ہیں۔

ایک معترض اعتراض کرسکتا ہے کہ جدید اصلاحات میں ظاہر ہی کیا رکھا ہے جس پر عمل کرکے ملک کو کوئی نفع پہنچایا جاسکے اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ نفع کا خیال چھوڑ کر نقصان سے بچانے کے لئے قوم پروروں کو ان کونسلوں پر قبضہ کرنا چاہیئے اور خود غرض خوشامدیوں کو موقع نہ دینا چاہیئے کہ وہ ذاتی اغراض و مقاصد کی قربانگاہ پر ملک کے مفاد کو بھینٹ چڑھا دیں۔

لیکن ہمارے خیال میں جدید انتخابات میں حصہ لینے اور کونسلوں وغیرہ پر قبضہ کرنے میں کئی فائدے ہیں اول فائدہ یہ ہے کہ کم از کم ہم گورنروں کو من مانی

ے سلسلہ میں آزادی اور قوم پرستی کا پیغام پہنچا سکیں گے کیونکہ جدید
میں تین کروڑ رائے دہندگان ہوں گے اور ہر ایک رائے دہندہ تک
ن ہے اس طرح ایک عظیم الشان پروپیگنڈا ہو جائے گا اس سے
ی پیدا ہوگی سینکڑوں جلسے ہوں گے ہزاروں تقریریں ہوں گی سینکڑوں
ں گے ہزار ہا مضامین اور لاکھوں پوسٹر اشتہار ، ٹریکٹ اور ہینڈ بل شایع
س سے ملک کے اندر ایک نئی زندگی پیدا ہوگی آزادی کا پیغام اور آزادی
گھر گھر پہنچ جائیگے۔

کے بعد جب کونسلوں اور اسمبلی پر قوم پرستوں کا قبضہ ہو جائے گا تو گورنروں
یں اور گورنر جنرل کو مرکز میں وزارت قائم کرنے کے لئے قوم پرستوں
ے گا کیونکہ انہی کی اکثریت ہوگی ہر حال تمام صوبجات اور مرکز میں قوم
وزارتیں قائم ہو جائینگی جن کے معنے یہ ہوں گے کہ قومی اور ملکی نقطہ نظر
وں کا کام ہوگا جو وزارت کے ماتحت ہوں گے اور گورنر کو جو بے تحاشا
دیئے گئے ہیں اگر ان کے استعمال ہوں اس کو وقتاً فوقتاً پیش آنے کی کیونکہ
لمت کرے گا تو وزارت فوراً استعفٰی دیدیگی اور چونکہ کونسل میں اکثریت
ٹی کی ہوگی اس لئے کونسل میں سے دوسری کسی پارٹی کی بھی وزارت قائم
نتیجہ یہ ہوگا کہ یا گورنر کو پھر قوم پرور لیڈروں کے سپرد قلمدان وزارت کرنا
پھر کونسل وغیرہ کو توڑ کر گورنر سب کچھ اپنے ہاتھ میں لے لیگا ان دونوں
یں ملک کا فائدہ ہے اول الذکر صورت میں گورنر کو قوم پرور وزارت کے
ماننا پڑے گا اور آیندہ بیجا مداخلت سے گورنر کو اجتناب کرنا پڑے گا اور
رت میں اصلاحات کا مقصد فوت ہو جائے گا اور مطلق العنانی کا
ہوگا جس سے ملک میں ایجی ٹیشن پیدا ہوگا اور صحیح قسم کی آزادی کے
پیدا ہوگی بہر حال اس صورت میں ایجی ٹیشن کی بنیادیں مضبوط ہو نگی
یہ محسوس کرے گی کہ جن لوگوں کو کونسلوں میں بھیجا گیا تھا نہ خود غرض
ہر وانہ وار انہوں نے گورنر اور اس کی مطلق العنانی کا مقابلہ کیا پھر اگر وہ
لی دوسرا پروگرام ملک کے سامنے رکھیں گے تو ملک ان کے ساتھ
دےگا۔

ت اگر قوم پروروں نے اس دفعہ بھی اصلاحات کا بائیکاٹ کر دیا
کانگریسی جو اب سول نافرمانی کے حق میں نہیں ہیں اور جیلوں سے باہر
ں نے اصلاحات کے سلسلہ میں کوئی قدم نہ اٹھایا تو یہ ایک قسم کی
متراوف ہوگا کیونکہ قوم پروروں کی جماعت ایک طویل عرصہ کیلئے
میدان سے غیر حاضر ہو جائے گی اور حکومت اپنی پسند کردہ جماعت
کو مواقع بہم پہنچائے گی کہ وہ آگے بڑھیں اور ملک کو جدھر کسی طرز
گمراہ کن پروپیگنڈا سے متاثر کریں اور چونکہ میدان خالی ہوگا جو خود
اور جماعتیں آگے بڑھ جائینگی اور اسمبلی اور کونسلوں میں پہنچ جائیں گی
نتیجے دیکھنا دشوار ہوگا اور حکومت انہی کو نمایندگان ملک کہکر ان
اپنے مقاصد پورے کرے گی اور کوئی تحریک اور کوئی متحرک جماعت
مقابل نہ ہوگی اس لئے تردید یعنی موثر تردید نہ ہو سکے گی۔
لئے ہم پورے وثوق کے ساتھ اس رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ قوم پروروں
ے مصلحاً کانگریسیوں اور ان کے ہمدردوں کے لئے میدان عمل میں

نکلنا چاہئے اور صاف طور پر اعلان کر دینا چاہئے کہ ہم ہرگز ہرگز خود غرض اشخاص اور جماعتوں کو اس کا موقع نہ دیں گے کہ وہ اپنی ذاتی و شخصی اغراض کی قربان گاہ پر ملک و ملت کے مفاد کو قربان کر دیں ہم جدید انتخابات میں حصہ لیں گے اور ملک کو جس قدر ممکن ہو سکے گا جدید اصلاحات کے ذریعہ فائدہ پہنچائینگے اور گورنروں اور گورنر جنرل کی مطلق العنانی سے جو مضرت اور نقصان ملک کو پہنچ سکتا ہے اس کو روکیں گے۔

اگر قوم پروروں نے انتخابات میں حصہ لیا تو ان کی کامیابی تو یقینی ہے اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ کانگریسیوں کے مقابلہ پر مشکل کسی کو کامیابی ہو سکتی ہے اور جب بھاری اکثریت کے ساتھ کونسلوں اور اسمبلی میں قوم پرور پہنچ جائینگے تو اس جھوٹے پروپیگنڈے کی خود بخود تردید ہو جائے گی جو ایک عرصہ سے کیا جا رہا ہے کہ کانگریس ملک کی اکثریت کی نمایندہ جماعت نہیں ہے بلکہ وہ بھی منجملہ بہت سی سیاسی جماعتوں کے ایک جماعت ہے زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ سب سے بڑی جماعت ہے اس جھوٹے پروپیگنڈے کی قلعی تو یہ ہو جائے گی اور دنیا پر یہ حقیقت منکشف ہو جائے گی کہ کانگریس تو بہت بڑی چیز ہے اس کا صرف ایک حصہ جس نے انفرادی سول نافرمانی میں حصہ نہیں لیا اس کی ہر دلعزیزی کا یہ حال ہے کہ انتخابات میں اسکو مجموعی طور پر بھاری اکثریت کے ساتھ کامیابی ہوئی ہے یعنی عام سیاسی جماعتوں اور اشخاص و افراد کے مقابلہ پر اس کو اکثریت حاصل ہوئی ہے جس کے صاف معنے یہی ہیں کہ ملک بحیثیت مجموعی اس جماعت کی پشت پر ہے اب تک جو ملک و ملت کے لئے قربانیاں کرتی رہی ہے ان لوگوں اور جماعتوں کے ساتھ نہیں ہے جو صرف زبانی ہی دعوے کرتے رہتے ہیں اپنی ملت کے لئے انہوں نے کبھی کوئی قربانی نہیں کی اور نہ ملک کے لئے اور جب کانگریس کے ایک حصہ کی ہر دلعزیزی کا یہ حال ہے تو اگر پوری کانگریس انتخابات میں حصہ لیتی تو نتائج اور بھی زیادہ واضح اور شاندار نکلتے۔

بہرحال اگر قوم پروروں نے انتخابات میں حصہ لیا تو ان کی کامیابی یقینی ہے اور کامیابی کی صورت میں ساری دنیا پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ ہندوستان کے اندر واقعتہً سیاسی جماعت صرف کانگریس ہی ہے جس کا انتہائی اقتدار مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک پھیلا ہوا ہے اور ملک و ملت جس کی پشت پر ہے۔

اس انتخابی جدوجہد ہی پر اس جماعت کا کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اور بہت سے تعمیری کام بھی ہو سکتے ہیں جن سے نہ صرف ملک ہی کو فائدہ پہنچیگا بلکہ قوم پرور جماعت کے اثر و اقتدار میں بھی روز افزوں اضافہ و ترقی ہوگی۔

ہمیں امید ہے کہ بہت جلد قوم پرست ہندو مسلمان اور سکھ کسی مرکزی مقام پر جمع ہو کر جدید حالات کی روشنی میں جدید پالیسی پر غور کریں گے اگر اس موقع پر جرأت و دلیری سے کام نہ لیا گیا تو آیندہ دس سال سیاست قوم پروروں کے اثر سے بالکل خالی رہے گی۔

نوٹ:۔ آپ کا نمبر خریداری آپ کے پتہ کے شروع میں درج ہے خط و کتابت کے وقت اس کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ شکایت کی تعمیل ناممکن ہو۔ (مینیجر)

انتقادات

سیرت محمد علی

"سیرت محمد علی" کے نام سے ایک ضخیم کتاب جامعہ کی طرف سے شایع ہوئی ہے جو پانسو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے اور مولانا محمد علی کی متعدد تصویریں ہیں کاغذ طباعت بہترین ہے قیمت تین روپیہ ہے اور مکتبہ جامعہ ملیہ قرول باغ دہلی سے ملتی ہے۔

مولانا محمد علی کی سوانح حیات کے نام سے اس وقت تک متعدد کتابیں شایع ہو چکی ہیں مگر اس کے باوجود ایک ایسی تصنیف کی پھر بھی ضرورت تھی جو کسی ایسے قلم سے لکھی جاتی جو مولانا محمد علی سے زیادہ واقف و آگاہ ہوتا اور گذشتہ بیس سالہ ہندوستان کی تاریخ سے بھی کماحقہ واقف ہوتا اور صرف سطحی معلومات ہی نہ ہوتی بلکہ صحیح و حقیقی حالات و واقعات کا ایک حد تک ذاتی علم ہوتا۔

اخبارات میں جس وقت یہ اعلان نکلا کہ مولانا عبدالماجد بی۔ اے دریابادی کی نگرانی میں مولانا محمد علی کی لائف لکھی جا رہی ہے تو ہمیں بیحد خوشی ہوئی تھی کیونکہ مولانا عبدالماجد صاحب ایک اچھے مصنف ہیں اور مولانا محمد علی سے شدید قسم کی عقیدت رکھتے ہیں اور کم و بیش بارہ پندرہ سال قبل سے ہندوستان کی سیاسیات کا مطالعہ بھی کر رہے ہیں اور اپنے دامنوں کو شرارت سے بچا کر ایک حد تک سیاسیات میں حصہ بھی لے چکے ہیں یعنی اودھ خلافت کمیٹی کے صدر رہ چکے ہیں ہفتہ وار سچ کے ایڈیٹر ہیں جو سیاسیات پر بھی بحث کرتا رہتا ہے ایسے شخص کی نگرانی میں مولانا محمد علی کی جو سیرت لکھی جائے گی خیال تھا کہ وہ ہمہ وجوہ قابل اطمینان ہوگی۔

مگر اب کہ سیرت محمد علی شایع ہو گئی ہے اور ہمارے سامنے ہے تو اس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ جو توقعات تھیں وہ پوری نہیں ہوئیں اور خلاف توقع بہت سی ایسی باتیں اس میں شامل کر دی گئی ہیں جو ایسے زعیم ملت کی لائف میں شامل نہ ہونی چاہیئے تھیں جیسے کہ مولانا محمد علی مرحوم تھے۔

اس کتاب کے مصنف اگرچہ رئیس احمد صاحب ہیں اور اس میں شک نہیں کہ محرر سطور وہی ہوں گے مگر حقیقت میں اس کے مصنف عبدالماجد صاحب ہی ہیں کیونکہ سیرت محمد علی کی ایک سطر بھی بغیر ان کی مرضی و منشا مبارک کے نہیں لکھی گئی کتاب کا خاکہ ہی انہوں نے تیار کر کے دیا ہوگا اور واقعات کی ترتیب اور زبان اور رنگ انتساب بتلا رہے ہیں کہ فی الحقیقت یہ کتاب عبدالماجد صاحب کی ہے اور اس لحاظ سے اس کتاب کے محاسن و معائب کی تمام ذمہ داری عبدالماجد صاحب دریابادی پر ہی عائد ہوتی ہے۔

یہ کتاب اگرچہ ساڑھے پانچسو صفحات پر ختم کی گئی ہے مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مولانا محمد علی کے سوانح حیات کے بہت سے ضروری ابواب پھر بھی تشنۂ تکمیل رہ گئے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ غیر ضروری چیزوں کو غیر ضروری حد تک اطناب دیدیا گیا ہے ورنہ بیس بائیس سالہ زندگی کے لئے ساڑھے پانسو صفحات کم نہیں تھے کیونکہ مولانا محمد علی کی پبلک زندگی کی عمر اسی قدر تھی۔

عموماً سیرت کے معنے آجکل یہ لئے جاتے ہیں کہ جسکی سیرت لکھی جائے اس کی [illegible] سب پر روشنی ڈالی جائے مگر ابھی تک ہندوستان خصوصاً مسلمانوں کے اندر یہ بات نہیں پیدا ہوئی وہ اگر سوانح حیات اور سیرت کسی کی مرتب کرتے ہیں تو حق عقیدت کا لحاظ کر کے مصنف پر سوائے تعریف اور مدح و ثنا لکھنے کے اور کچھ واجب اور فرض ہی نہیں ہے اس لئے وہ صاحب سیرت کی کمزوریوں اور اس کے عیوب سے متعلق بحث نہیں کرتے گویا وہ معصوم پیدا ہوا تھا اس نے اپنی زندگی میں کوئی نہ غلطی کی نہ کمزوری دکھائی اور نہ کوئی غیر صحیح قدم اٹھایا مولانا محمد علی کی لائف بھی اسی اصول کے ماتحت لکھی یا لکھوائی گئی ہے اور عبدالماجد صاحب دریابادی کا رنگ طبع ہر ایک سطر سے ظاہر ہے۔

اگر صرف یہی اصول پیش نظر تھا کہ مولانا مرحوم کی لائف ایک مدح نامہ کی شکل میں شایع ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہ تھا کیونکہ کسی شخص کی یہ خواہش نہیں ہو سکتی کہ مولانا محمد علی کے اندر جو بیشمار خوبیاں اور محاسن تھے ان کے ساتھ ان کی کمزوریاں اور ان کی لغزشیں اور غلطیاں بھی پڑھیں اور سنیں ہر شخص ایسی کتاب شوق سے پڑھ لیگا جس میں شروع سے آخر تک مولانا محمد علی کی تعریف ہی تعریف ہو اور اس کو پڑھ کر خوش بھی ہوگا گو اس قسم کی کتاب سے "سیرت نگاری" کا فرض ادا نہ ہوگا۔

لیکن سیرت محمد علی کے نام سے جو کتاب عبدالماجد صاحب نے لکھوا کر شایع کی ہے وہ صرف مدح نامہ محمد علی نہیں ہے بلکہ مذمت و ملامت نامہ مسلم علماء و زعماء ہے اس کتاب میں شاید ہی کوئی مسلم لیڈر اور عالم ایسا ہو جس پر طعن و طنز نہ کیا گیا ہو اسی طرح مسلم جماعتوں پر لعن و طعن کیا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کتاب کی تالیف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر لیا گیا تھا کہ اس کتاب میں مسلمان علماء و زعماء کی مٹی پلید کر دی جائے چنانچہ جمعیت علماء سے جو اختلاف مولانا محمد علی کو آخر وقت میں بعض مسائل پر پیدا ہو گیا تھا اس کا تذکرہ حد درجہ ناشائستہ انداز میں کیا گیا ہے اور جمعیت العلماء کے صدر و ناظم یعنی حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب قبلہ اور جناب مولانا مولوی احمد سعید صاحب کے ساتھ تمام جماعت علماء پر لعن و طعن کیا گیا ہے اور پوری جماعت کی تحقیر و توہین پر کتاب کا ایک حصہ مشتمل ہے چنانچہ اس سے متاثر ہو کر معاصر الجمعیۃ کو پندرہ سولہ مقالات سپرد قلم کرنے پڑے جو انتہائی شریفانہ انداز میں لکھے گئے ہیں اور واقعات سے مدلل و مبرہن ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

صرف جمعیت العلماء اور اس کے ارکان ہی ہدف ملامت نہیں بنے بلکہ وہ تمام افراد و اشخاص جن کو مولانا مولوی محمد علی مرحوم سے کبھی اختلاف رہا یا مولانا مرحوم کو کسی سے اختلاف ہوا اس کی مٹی ضرور پلید کی گئی ہے یہاں تک کہ اس سلسلہ میں [illegible] اور وسعت مشربی سے کام لیا گیا ہے کہ عبدالماجد صاحب کو جس کسی سے کوئی شکایت کبھی پیدا ہوئی ہے اس کی بھی مٹی خراب کی گئی ہے مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد سے مولانا عبدالماجد صاحب کو دیرینہ بغض ہے چنانچہ ان کے خلاف بہت کمینے حملے اس کتاب میں کئے گئے ہیں اگرچہ ان مواقع پر ان کا نام نہیں لیا گیا مگر اس مقام کی عبارت پڑھ کر ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ فیض ماجدی کی یہ تلوار کس

بتلائی گئی ہے واقعہ یہ ہے کہ فلسفہ جذبات یا فلسفۂ اجتماع کی تالیف کے سلسلہ میں "حظ و کرب" کی اصطلاح کے مقابلہ پر الہلال میں "لذت و الم" کی سفارش کی گئی تھی اس مسئلہ کو عبدالماجد صاحب نے ایک خاص صورت دیدی تھی اور الہلال میں اسی سلسلہ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں غالباً کسی قدر شوخ اور پر مذاق انداز میں عبدالماجد صاحب سے نوک جھوک تھی اور ان سے کہا گیا تھا کہ اگر علمی ذوق ہے تو اس قدر زود رنجی کا شیوہ چھوڑنا پڑے گا وہ تاریخ اور آج کا دن ہے کہ عبدالماجد صاحب مولانا ابوالکلام آزاد سے قلبی بغض رکھتے ہیں اور اس کا اندازہ آج بھی ہر شخص عبدالماجد صاحب سے مولانا ابوالکلام کے متعلق گفتگو کر کے کر سکتا ہے اسی بغض و کینہ کا مظاہرہ نہایت کمینگی کے ساتھ اس کتاب میں کیا گیا ہے۔

مولانا ابوالکلام کے علاوہ بھی مشکل سے کوئی بچا ہوگا جس سے مولانا محمد علی سے اختلاف کرنے کا گناہ سرزد ہوا ہو اور اس پر کیچڑ نہ پھینکی گئی ہو مثلاً مولانا ابوالکلام آزاد۔ ڈاکٹر انصاری چودھری خلیق الزماں مولانا عبدالقادر قصوری مولانا مفتی کفایت اللہ مولانا احمد سعید مولانا عبدالباری رحمۃ اللہ علیہ مولانا ظفر علی خاں اور خدا معلوم کتنے اصحاب ہیں جن پر زبان طعن دراز کی گئی ہے چنانچہ عبدالماجد صاحب کو خود بھی کتاب کا یہ نقص اس قدر نمایاں طور پر محسوس ہوا کہ کتاب میں اپنے نام سے جو صفحات تکملہ کئے ہیں ان میں اس نقص کی طرف اشارہ کر کے بدتر از گناہ عذر کرنا پڑا ہے اور رئیس احمد صاحب کو بھی اس بارہ میں معذرت کرنی پڑی ہے کہ یہ ناگوار فرض محض سیرت نگاری کے فرض کو محسوس کر کے ادا کرنا پڑا حالانکہ سیرت نگاری کے فرض سے اگر سبکدوش ہونا ضروری ہوتا تو اس قسم کا مدح نامہ نہ لکھا جاتا اور مولانا محمد علی کو معصوم فرشتہ نہ دکھایا جاتا بلکہ مولانا محمد علی جو تھے وہی ان کو دکھایا جاتا اگر بایں ہمہ اس کتاب کے لکھنے سے مقصد ہی دوسرا تھا یعنی یہ کہ تمام لیڈر اور تمام علما کی دھجیاں بکھیری جائیں اور ان کو حقیر و مبتذل صورت میں پیش کیا جائے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ مولانا محمد علی کی لائف یہ فرض کر کے لکھی گئی ہے کہ ہندوستان میں جو سیاسی مذہبی ملی تحریک شروع ہوئی اور جو اچھا کام بھی اجتماعی حیثیت سے ہوا ہے وہ صرف مولانا محمد علی کی وجہ سے ہوا یعنی صرف انہی کی ایک ذات واحد تھی جس نے سب کچھ کیا اور کسی نے کچھ نہیں کیا اور اگر کچھ آدمیوں نے کچھ کام کئے تو ان کی حیثیت محض دالشیر ولنٹیر کی سی تھی۔

کسی زمانہ میں الحمد للہ رب العالمین کا ترجمہ یہ کرایا جاتا تھا کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے جو پروردگار ہے عالموں کا اور مولوی صاحب اس کی تفسیر یہ بیان کیا کرتے تھے کہ دنیا میں خواہ کوئی شخص قابل تعریف کام کرے اس کام کی تعریف اور اس کام کے کرنے والے کی تعریف نہ ہوگی بلکہ اللہ تعالیٰ رب العالمین کی تعریف ہوگی جس نے اس کو پیدا کیا پالا پرورش کیا اور اس کام کرنے کی عقل و فہم دی مثلاً لوہار کوئی مشین بنائے جو بہت اچھی اور مفید ہو تو لوہار قابل تعریف نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ ہوگا جس نے لوہار کو ایسی مشین بنانے کی عقل و توفیق عطا فرمائی اور یہ نہ کہا جائیگا کہ سب تعریف ثابت ہے واسطے لوہار کے جس نے مشین بنائی یعنی لوہار کی نسبت دور کر دی جائے گی کیونکہ حقیقت میں اس کا وجود کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔

اسی طرح عبدالماجد صاحب دریابادی نے اس کتاب کو اس قاعدہ کلیہ کے تحت لکھوایا ہے کہ "سب تعریف ثابت ہے واسطے مولانا محمد علی کے جو کرنے والے ہیں کاموں کے اور نہیں کیا کوئی کام کسی دوسرے نے سوائے مولانا محمد علی کے۔"

اس ذہنیت کے ماتحت جب کسی شخص کی سوانح حیات لکھی جائیگی تو ظاہر ہے کہ قدم قدم پر لوگوں کی توہین و تذلیل ہوگی چنانچہ اس کتاب کا یہی حال ہے کہ مولانا محمد علی کی مدح و ستائش کے جوش میں ان کے تمام ساتھی کام کرنے والوں کی قدم قدم پر تحقیر و تذلیل کی گئی ہے جس کا احساس عبدالماجد اور رئیس احمد دونوں کو ہے اور دونوں نے اس کی معذرت کی ہے جو عذر گناہ بدتر از گناہ ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر دانستہ لوگوں کی توہین و تذلیل مقصود نہ ہوتی تو تمام واقعات اور مولانا محمد علی کی پوری پوری تعریف و توصیف بھی ہو سکتی ہے اور جن کی توہین و تذلیل اس کتاب میں دانستہ کی گئی ہے اس سے بھی بچا جا سکتا تھا مگر جب ایک مقصد یہ ہو کہ مولانا محمد علی کے تمام معاصرین کی توہین و تذلیل کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا جائے تو کیسے ممکن تھا کہ اس سے بچنے کی کوشش کی جاتی اور محترم قائدین ملت اور علماء اسلام کی پگڑیاں نہ اچھالی جائیں لطف یہ ہے کہ اس کتاب میں جہاں کہیں مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی کا ذکر یا نام آیا ہے انتہائی حسن عقیدت اور تعظیم کے ساتھ لیا گیا ہے کہیں محترم اڈیٹر صاحب سچ ہے کہیں عبدالماجد صاحب مدظلہ کہیں مولانا عبدالماجد دریابادی اور شاید بعض جگہ حضرت مولانا عبدالماجد صاحب بھی ہے۔ لیکن اسکے مقابل ڈاکٹر انصاری مولانا ابوالکلام مولانا ظفر علی خاں مولانا عبدالباری صاحب مرحوم مولانا حسین احمد صاحب اور دوسرے بزرگوں کا نام اور وہ حالات پڑھیے جن میں ان کا ذکر ہے یا ان کی طرف اشارات ہیں تو آپکو معلوم ہوگا کہ نام نہاد مصنف سیرت محمد علی کی نظر میں ان بزرگوں کی وقعت و عزت اتنی بھی نہیں جتنی کہ عبدالماجد صاحب کی ہے حالانکہ عبدالماجد صاحب ابھی تک کسی خفیف سے خفیف خطرہ کے بھی قریب نہیں گئے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا اور مجاہدین دین حنیف کی صف میں اور محفوظ رہکر یا تجربی یا جوجی تو توں کے خلاف بہت کچھ کر جہاں خطرہ کی خفیف جھلک بھی نظر آئی چپ سادھ کر بیٹھ گئے مطلب یہ عبدالماجد صاحب کو ان بزرگوں سے کوئی نسبت ہی نہیں جنہوں نے راہ دین میں قربانیاں کی ہیں طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت کئے ہیں اور ابتک ہیں مگر انکی تو قدم قدم پر توہین و تذلیل کی گئی ہے اور عبدالماجد صاحب کے برابر قابل احترام نہیں سمجھا گیا مگر عبدالماجد صاحب کا اس طرح سے ذکر کیا گیا ہے کہ مولانا محمد علی کے بعد قابل پرستش عبدالماجد صاحب ہی کی ذات ہے۔

اس کتاب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ واقعات غلط سلط لکھے گئے ہیں بعض واقعات کی صورت مسخ کر دی گئی ہے مثلاً ایک واقعہ پنڈت موتی لال نہرو کا لکھا گیا ہے کہ انہوں نے صوبہ سرحد اصلاحات کے خلاف اسمبلی میں ہاتھ ہی اٹھایا! اور آداری ہی واقعہ یہ ہے کہ اسمبلی میں صوبہ سرحد اصلاحات کا مسئلہ پیش ہوا تو موتی لال جی سے شفیع داؤدی وغیرہ نے کہا کہ اس سوال کو کا سوال بنا لیا تھا پنڈت جی نے کہا کہ پارلی کے اندر ہر خیال کے لوگ ہیں اس لیے ہر شخص کو حق ہے کہ جو رائے چاہے دے یہ بالکل غلط ہے کہ انہوں نے اصلاحات صوبہ سرحد کی مخالفت کی بہرحال اسی قسم کی غلط بیانی ہے یہ کتاب ہے اور اس کو شائع کر کے فتنہ کا ایک دروازہ کھول دیا گیا ہے اور اس کی تمام تر ذمہ داری عبدالماجد صاحب پر عائد ہوتی ہے ہمارے خیال میں اس کی اشاعت روک دینی چاہیئے اور دوسرا ایڈیشن صحیح واقعات کے ساتھ شائع ہونا چاہیئے جو اکابر علما و زعماء پر لعن طعن سے خالی ہو۔

پٹھان کا بیٹا

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

روہیلکھنڈ اینڈ کمایوں ریلوے پر بہیلانی سے کچھ آگے جوگراجپور ایک چھوٹا سا ریلوے اسٹیشن ہے۔ آر کے آر کی یہ شاخ چونکہ جنگل میں گھستی چلی گئی ہے اس لئے اس پر جتنے اسٹیشن ہیں تقریباً سب کے سب انہی لوگوں کے کام آتے ہیں کہ جو یا تو جنگل کا ٹھیکہ لیکر اسے کٹوا رہے ہوں یا جنھیں شکار کا شوق گھر پر آرام سے نہ بیٹھنے دے اور ہر فرصت کے وقت جنگل میں کھینچ لے جائے۔

اس سے پیشتر جوگراجپور کے اسٹیشن پر آدمیوں کا اتنا بڑا مجمع کسی نے کبھی دیکھا تھا اور اگرچہ ضلع کے کلکٹر بلکہ کمشنر بھی اکثر اس نواح میں شکار کی غرض سے آتے رہتے تھے مگر یہی اسٹیشن پر اتنی بھیڑ کبھی نہ ہوئی تھی قصبہ کا ایک ایک بچہ اور بوڑھا اور عورتیں اور مرد سب اسٹیشن پر موجود تھے اور اس اجتماع کا باعث یہ تھا کہ گذشتہ شب میں قصبہ میں ڈاکہ پڑا تھا اور قصبہ کے رئیس اعظم عبدالرحمن خاں ڈاکوؤں سے مقابلہ کرتے وقت ایک ڈاکو کی گولی سے ہلاک ہو گئے تھے اور اس وقت ان کی لاش بریلی بھیجی جا رہی تھی تاکہ اپنے خاندانی قبرستان میں دفن کی جا سکے۔

عبدالرحمن خاں اگرچہ بہت بڑے رئیس تھے اور بالعموم اس درجہ کے رئیس گاؤں والوں کے لئے بہت کچھ تکلیف کا باعث ہوا کرتے ہیں لیکن وہ کچھ ایسے بھلے آدمی تھے کہ کبھی کسی کو ان سے بھلائی کے سوا برائی نہ پہنچی یہی وجہ تھی کہ سارا کا سارا گاؤں ان کی اس ناگہانی موت پر سچے دل سے ماتم کر رہا تھا ان کی عمر کوئی اڑتالیس سال کی تھی لیکن ابھی تک بالکل جوان معلوم ہوتے تھے بہادر ایسے تھے کہ جب ان کے یہاں ڈاکہ پڑا اور شور و غل سے ان کی آنکھ کھلی تو فوراً اسی طرح نہتے ڈاکوؤں کو پکڑنے کے لئے باہر نکل آئے اور ایک ڈاکو کو پکڑ ہی لیا مگر اس کے ساتھی نے کچھ ایسا سچا نشانہ لگایا کہ گولی ان کے دل پر بیٹھی اور اسی وقت کلمہ پڑھ کر دم توڑ دیا۔ ڈاکوؤں کا یہ گروہ کچھ عرصہ سے اس علاقہ میں آیا ہوا تھا اور اس وقت تک سات وارداتیں ہو چکی تھیں۔ آس پاس کے دیہات میں فیروزا ڈاکو کے نام سے لوگ کانپتے تھے اسی جوگراجپور میں دو مہینے پہلے ایک ڈاکہ ڈال چکا تھا اور اس موقع پر لالہ گردھاری لال اور ان کا جوان بیٹا دونوں کام آئے تھے یہ کچھ عجیب بات تھی کہ جہاں جہاں اس نے ڈاکے ڈالے تھے وہاں قتل بھی ضرور ہوئے تھے اور اس وقت تک صرف اسی نواح کے گیارہ آدمی ان ڈاکوؤں کے ہاتھوں اپنی جانیں کھو چکے تھے۔ پولیس بڑی سرگرمی کے ساتھ مصروف تفتیش تھی اور فیروزا کی گرفتاری کے لئے ایک معقول رقم بھی انعام کے طور پر پیش کی جا چکی تھی لیکن فیروزا کچھ ایسا چھلاوہ تھا کہ کسی طرح کسی کے ہتھے چڑھتا ہی نہ تھا خفیہ پولیس کی امداد کے باوجود کبھی پولیس والوں کو اس کی نقل و حرکت کی خبر نہ لگنے پاتی تھی اور وہ ایک آندھی کی طرح جب چاہتا تھا آجاتا تھا اور سیلاب کی طرح غارتگری اور تباہی پھیلا کر نکل جاتا تھا۔ لوگوں میں طرح طرح کی روایتیں مشہور تھیں کوئی کہتا تھا کہ وہ نیپال کے علاقہ میں رہتا ہے اور وہیں سے آکر ڈاکے ڈالا کرتا ہے، کسی کا بیان تھا کہ وہ ترائی میں بود و باش رکھتا ہے اور کوئی اسے سندر بن میں پناہ گزین بتایا کرتا تھا۔ بزدل اور ضعیف الاعتقاد لوگ اکثر یہ بھی کہا کرتے تھے کہ میاں اسے کون پکڑ سکتا ہے اس کے پاس تو سکندر شاہ صاحب کا تعویذ ہے۔ پیلی بھیت شاہجہاں پور اور بریلی میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی اور پولیس کے افسروں کو رات کی نیند حرام ہو چکی تھی۔

عبدالرحمن خاں کی لاش کو رخصت کرنے کے لئے یوں تو تمام گاؤں آیا ہوا تھا اور ہر شخص غمگین و اشکبار تھا لیکن سب سے زیادہ قابل رحم حالت ان کے نوجوان لڑکے کی تھی جس کا نام عبدالمنان تھا جو اگرچہ خود بھی زخمی تھا لیکن باپ کے غم میں اپنا زخم کیا خود اپنے آپ کو بھی بھول گیا تھا سر و بازو شکستہ عبدالمنان باپ کی لاش کے پہلو میں بیٹھا تھا اور اس کی سمجھ میں کچھ نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہو گیا اس کی نگاہیں زمین پر گڑی ہوئی ضرور تھیں وہ نہ کسی چیز کو دیکھ رہا تھا اور نہ کوئی خاص خیال اس کے دل میں تھا اس کی عمر کوئی تئیس کی تھی اور وہ بھی باپ ہی کی طرح تندرست و توانا تھا اس نے اسی سال علیگڈھ یونیورسٹی سے بی۔ اے پاس کیا تھا اور اب وہ اپنی چھٹی کا زمانہ گذارنے اور شکار کھیلنے کے لئے گھر آیا ہوا تھا۔

پیلی بھیت پہنچنے اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جانے کے بعد عبدالمنان کی حالت میں کوئی فرق نہ پڑا وہ اب بھی اسی طرح غم و رنج کی ایک زندہ تصویر تھا دوستوں نے اس کا دل بہلانے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ ان سے بہت چاہا کہ کسی طرح اس کا غم غلط ہو جائے لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے وہ ہر وقت کسی گہری سوچ میں مبتلا رہتا تھا اور استغراق کا یہ عالم تھا کہ لوگوں سے بولنا چالنا تک چھوڑ دیا تھا اپنے دوستوں سے اگر کبھی وہ گفتگو کرتا بھی تھا تو وہ بھی فیروزا کے متعلق ہوتی تھی اور بار بار اس کی زبان سے یہ فقرہ نکلا کرتا تھا کہ آخر یہ پولیس کس مصرف کی ہے جبکہ وہ چار مہینے کی مسلسل کوششوں کے باوجود ایک مجرم کا پتہ نہیں لگا سکی اور وہ مجرم بھی کہیں روپوش نہیں ہو گیا ہے بلکہ یہیں ان کے سر پر موجود ہے اور مزے سے ڈاکہ زنی کرتا رہتا ہے۔

ایک روز نہ معلوم منان کو کیا خیال آیا کہ وہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ اب میں خود اپنے باپ کے قاتل کا پتہ لگا کر اسے پھانسی دلاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ واقعی آپ کا دل بھی چاہتا ہوگا اور اس میں کچھ ہرج بھی نہیں ہے لیکن آپ ابھی بالکل نوجوان ہیں اور ان ڈاکوؤں کی شرارتوں کا آپ کو ذرا بھی تجربہ نہیں ہے اس لئے اندیشہ ہے کہ انھیں گرفتار کرنے کی بجائے کہیں آپ خود ان کے ہاتھوں میں نہ پڑ جائیں فیروزا جہاں تک مجھے معلوم ہو سکا ہے بہت ہی بے رحم آدمی ہے اور واللہ دوسروں کی جان لینے میں ذرا سا بھی تامل نہیں ہوتا۔

منان۔ یہ صحیح ہے کہ پولیس افسروں کی طرح تو ہوشیاری کے ساتھ میں کام نہ کر سکوں گا لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ پولیس افسروں کے دل میں وہ جوش نہیں ہو جو میرے دل میں ہے اس لئے بہت ممکن ہے کہ میں کامیاب ہو جاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ آپ کی مرضی میں اپنے ماتحتوں کو ہدایت کر دوں گا کہ ہر موقع پر آپ کا خیال رکھیں اور ضرورت ہو تو آپ کو مدد دیں لیکن میں ایک مرتبہ پھر آپ

یہی کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس جھگڑے میں نہ پڑیں اور الگ ہی رہیں تو بہتر ہے۔ فیروزا بہت ہی غیر معمولی قابلیتوں کا انسان ہے اور ہمارے محکمہ کے بہترین افسر بھی اس کی عیاریوں سے پریشان ہو چکے ہیں اس وقت تک یہی بھی نہیں معلوم ہو سکا ہے کہ اس کی جائے پناہ کہاں ہے کیونکہ وہ اس قدر ہوشیار ہے کہ قصبوں اور دیہاتوں میں وہ کسی سے قطعاً ذرا سا بھی تعلق نہیں رکھتا اور یہ واقعہ ہے کہ کسی شخص کو اس کے خلیہ تک نہیں معلوم ہو یہ بالکل ممکن ہے کہ وہ معمولی شریفانہ لباس پہنکر روزانہ مجھ سے یا میرے ماتحت افسروں سے ملاقات کر جاتا ہو انہی سب باتوں کو پیش نظر رکھکر میں آپ کو منع کرنا چاہتا ہوں آئندہ جیسی آپ کی مرضی ہو۔

منان۔ میں اس بیش قیمت مشورے کے لئے سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن میں کیا کروں میری رگوں میں خالص افغانی خون ہے جو ہیجان میں آچکا اور اب اس میں اس وقت تک سکون نہیں پیدا ہو سکتا کہ جب تک یا تو میں اپنے باپ کے قاتل سے انتقام نہ لے لوں یا پھر خود موت ہی ہمیشہ کے لئے میرے دوران خون کو منجمد کر دے جن مشکلات کا آپ نے ذکر کیا وہ سب میرے پیش نظر ہیں لیکن میرا دل کہتا ہے کہ میں ضرور کامیاب ہوں گا جس رات کو ہمارے یہاں ڈاکہ پڑا تھا میں نے فیروزا کی شکل کسی نہ کسی حد تک دیکھی تھی اور میرا خیال ہے کہ اگر سامنا ہو گیا تو میں اسے پہچان سکوں گا میں اپنی حفاظت کے لئے ریوالور اپنے ساتھ لے جاؤں گا اور اگر ضرورت پڑی تو انھیں بے دریغ استعمال بھی کروں گا آپ سے صرف یہی درخواست ہے کہ آپ اپنے پولیس افسروں کو ہدایت فرما دیں کہ میری اطلاع وہی پر وہ سستی سے کام نہ لیں اور جلد سے جلد اس جگہ پہنچ جائیں کہ جہاں میں انھیں بلاؤں۔

سپرنٹنڈنٹ۔ بہتر ہے میں انتظام کر دوں گا۔

منان۔ شکریہ۔

منان نے مصنوعی بالوں کی جٹائیں سر پر باندھیں، مصنوعی داڑھی اور مونچھیں لگائیں، گیروا رنگ کے کپڑے پہنے ایک تانبا سا چمٹا ہاتھ میں لیا اور جنگل کی طرف چل دیا اس نے سوچا کہ قریب کے جنگلوں میں فیروزا کو تلاش کرنا فضول ہے کیونکہ اگر وہ یا اس کا گروہ کہیں قریب میں رہتا ہوتا تو دیہات کے باشندے کبھی نہ کبھی ضرور انھیں دیکھتے لیکن پولیس ایک ایک گاؤں والے سے پوچھ چکی تھی اور ہر ایک نے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا اور یہی کہا تھا کہ ہم نے انھیں کبھی نہیں دیکھا جنگل میں داخل ہو کر اس نے شمال کا رخ کیا اور تھوڑا آگے بڑھکر دریائے سارا کے کنارے کنارے اپنا سفر جاری رکھا اگر کبھی کوئی آبادی نظر پڑ جاتی اور وہاں کچھ کھانے کو مل جاتا تو خیر ورنہ اکثر جنگل کے پھلوں پر اور دریا کے ٹھنڈے اور میٹھے پانی پر گذارا ہوا کرتا جنگل کے وہ حصے زیادہ گھنے اور آبادیوں سے بہت دور نظر آتے انہی میں وہ بے خوف و خطر گھس جاتا اور کبھی کبھی اپنا راستہ چھوڑ کر دریا سے کئی کئی کوس دور ہو جاتا اور ہر ایسے مقام کو خوب اچھی طرح دیکھتا کہ جو بظاہر بہت بھیانک اور خوفناک نظر آتا ہو وہ کبھی رات بھر سفر کرتا کبھی دن میں کبھی حد سے زیادہ گھنے جنگل میں گھس جاتا اور کبھی کھلے میدانوں میں آجاتا تھا اور اس طرح مسلسل دو مہینے سفر کر کے اس نے جنگل کا ایک ایک کونا چھان مارا لیکن فیروزا اور اس کے گروہ کا کہیں پتہ نہ لگنا تھا نہ لگا اثنائے سفر میں جہاں کہیں کوئی آبادی آجاتی تو گاؤں والے اسے سادھو مہاراج رسیدہ فقیر سمجھکر اس کے پاس آتے اور اپنی اپنی مرادیں بیان کر کے وہ ان سب کی تسلی اور تشفی کر دیا کرتا اور باتوں باتوں میں فاکو فیروزا کے گروہ کے متعلق حالات بھی دریافت کر لیتا لیکن بجز اس کے کہ کبھی کبھی کسی گاؤں میں اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ گاؤں بھی فیروزا کی تاخت کا شکار بن چکا ہے اور کوئی بات ایسی نہ معلوم ہو سکی کہ جس سے کچھ بھی پتہ چل سکتا۔

منان کی حالت ہوا گندمی رنگ دھوپ کے اثر سے اب تانبے کی طرح سیاہی مائل ہو گیا تھا روزانہ دو دو اور تین تین مرتبہ دھلتے رہنے والا جسم اب ہر وقت خاک میں اٹا رہتا تھا اور مصنوعی جٹائیں اور مصنوعی داڑھی اس کے سلجھے ہوئے بال جان بن گئی تھی مانند لغم میں پلا ہوا منان علیگڑھ کا گریجویٹ اور بہت نازک نرمین ہونے کے باوجود دو برس دو مہینے سے ہر قسم کی شدید ترین تکلیفیں ہنسی اور برداشت کر رہا تھا اور اسی دھن میں لگا ہوا تھا کہ کسی طرح اس ڈاکو کا پتہ لگا لے جو اس کے باپ کا قاتل ہے پیادہ پائی اور بھوک پیاس کی تکلیفوں کے ساتھ جنگل کے جانوروں کا ہر وقت خوف سب ایسی چیزیں تھیں کہ منان کے بجائے اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور اب تک بہت پہلے اپنے ارادے سے باز آجاتا لیکن منان اپنی دھن کا پکا اور ارادہ کا مضبوط تھا وہ یہ فیصلہ کر کے گھر سے چلا تھا کہ یا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا یا اسی مقصد کی خاطر اپنی جان دے دیگا۔

شمال کی طرف بڑھتے بڑھتے تقریباً دو مہینے کے بعد وہ کوہ ہمالہ کے دامن میں پہنچ گیا اور اس نے دیکھا کہ پہاڑ کے نشیب و فراز کی وجہ سے وہاں بکثرت ایسے مقام موجود ہیں کہ جہاں اس قسم کے مجرموں کی بڑی بڑی جماعتیں مدتوں پوشیدہ رہ سکتی ہیں وہ ایک پہاڑ پر چڑھا اور جب اس کی چوٹی پر پہنچا تو اس نے دیکھا کہ وہاں سے وہ بہت دور تک آس پاس کی گھاٹیوں کو دیکھ سکتا ہے اس لئے اس نے ارادہ کر لیا کہ چند روز اسی چوٹی پر بیٹھ کر دیکھے ایک تارک الدنیا فقیر کی طرح وہ بڑے اطمینان کے ساتھ وہاں بیٹھ گیا اور گرد و پیش کے منظر سے دل بہلانے لگا اس چوٹی پر دو ہی رہا تھا اسے تیسرا روز تھا کہ علی الصباح ایک کوہستانی دہقان اس کے پاس آیا اور اس کے پیروں کو ہاتھ لگانے کے بعد بیٹھ گیا۔

منان۔ کیوں بچہ کیا چاہتا ہے؟

دیہاتی۔ مہاراج کے درشن کرنے بس سب کچھ مل گیا میری اور کوئی اچھا نہیں ہے۔

منان۔ اچھا بابا مالک تیرا بھلا کرے گا۔ بچہ تیرا گھر کہاں ہے۔

دیہاتی۔ یہاں سے کوس بھر پر ایک گاؤں ہے۔

منان۔ کوئی بڑا گاؤں ہے؟

دیہاتی۔ مہاراج آپ چلیں چل کر دیکھ لیں وہیں اشنان کر کے کچھ بھوجن بھی کر لیں اور سب گاؤں والوں کو درشن بھی دیدیں۔

منان۔ دسکار ساد ہو کا بھوجن کرنا کیا ہاں چلو چلکے تمہارا گاؤں دیکھ لیں دیہاتی آگے ہو لیا اور منان اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ پہاڑ کا دشوار گذار اور ناہموار راستہ اور پھر جنگل بر فت دشواری دونوں آگے پیچھے چلے جا رہے تھے کہ یکایک پہاڑی کا ایک چھوٹا سا خم طے کرتے ہی انھوں نے دیکھا کہ ایک شیر سامنے کھڑا ہے۔

جنگل کا یہ حسین طاقتور اور تنومند بادشاہ رات بھر اپنے غار میں آرام کرنے کے بعد اب ناشتہ کرنے کے لئے برآمد ہوا تھا اور پہاڑ کی گھاٹی میں بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کس طرف کا رخ کرے وہ اچانک رسیدہ انسانوں کو آتے دیکھکر اس نے ایک ادائے خاص کے ساتھ اپنا سر اٹھایا اور ماں پر ایک طائرانہ نظر ڈالی دیہاتی شیر کو دیکھتے ہی خوفزدہ ہو کر چیخا اور منان کی آڑ لیکر غیبا پگڈنڈی کی بائیں سمت کو نیچے بہت دور تک اترتا

چلا گیا لیکن [illegible] وہ بھی رک کر مڑا اور
اور کچھ خوف اور کچھ حیرت کے ساتھ اس شاندار جسیم جسم کو دیکھنے لگا جو تقریباً تین گز کی لمبائی میں زمین سے اٹھا ہوا تھا اور اس کے کان کھڑے تھے اور جسم پر حرکت نہ ہونے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کے رگ و ریشہ میں کوٹ کوٹ کر طاقت بھری ہوئی تھی تب شیر نے منان پر اپنی نظر جمائی اور اس کے حلق سے ہلکی ہلکی غرانے کی سی آواز نکلنی شروع ہوئی منان کو بھی اب ہوش آیا اور نہایت آہستگی اور خاموشی کے ساتھ اس نے اپنی کمر سے ریوالور نکالا اور پورے اطمینان کے ساتھ اچھی طرح شست لیکر گھوڑا اس وقت دبا دیا جب شیر اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ ہوا تھا گولی بالکل صحیح نشانہ پر بیٹھی اور فوراً آواز بھی منہ سے نکلے بغیر شیر اسی جگہ گر کر ڈھیر ہو گیا۔

بے پروائی کی ادا کے ساتھ منان نے ریوالور پھر کمر میں لگا لیا اور چاروں طرف اس کم بخت دیہاتی کو تلاش کرنے لگا جو اسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ گیا تھا ریوالور کی آواز نے اسے بھی اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور منان نے دیکھا کہ نیچے کھڈ میں کھڑا ہوا نتیجہ معلوم کرنے کا منتظر ہے منان نے اسے آواز دی اور بتایا کہ شیر مر چکا ہے تب وہ پھر بمشکل اوپر چڑھا اور شیر کے قریب آ کر اس کی جرأت اور اس کی نشانہ بازی کی بہت تعریف کرنے لگا

"مہاراج آپنے تو آج بڑے پن کا کام کیا یہ شیر آدمیوں پر لاگو ہو گیا تھا اور کئی مزدوروں اور لکڑہاروں کو کھا گیا تھا آپ نے اس پاس کے سارے گاؤں والوں پر بڑا بھاری احسان کیا"

منان۔ بچہ میں نے تو کسی پر بھی احسان نہیں کیا ہے اپنی جان بچانے کے لئے میں نے اسے مارا اگر میں اسے نہ مارتا تو وہ مجھے مار ڈالتا۔

دیہاتی (تعجب سے) ہیں! مگر مہاراج آپ کی بندوق کہاں ہے جس سے آپنے اسے مارا!

منان۔ (مسکرا کر) ہماری جیب میں ہے۔

دیہاتی (حیرت سے) جیب میں! بندوق جیب میں کیسے آ گئی!

منان۔ چھوٹی سی بندوق ہے جسے پستول کہتے ہیں۔

باتیں کرتے ہوئے دونوں جب اس پہاڑی سے نیچے اتر آئے تو منان نے دیکھا کہ پہاڑ کی بالکل جڑ میں ایک چھوٹا سا مستطیل میدان جو اندازاً سو گز مربع ہو گا درختوں سے بالکل صاف ہے اور اس کے سامنے جنگل شروع ہو جاتا ہے جو اس مقام پر بہت زیادہ گھنا اور بالکل تاریک ہے منان ایک کوس سے زیادہ راستہ طے کر چکا تھا اور یہاں پہنچ کر اسے توقع تھی کہ گاؤں نظر آ جائے گا لیکن جب اسے کہیں آبادی کا کوئی نشان نظر نہ آیا تو اس نے پوچھا:

"تمہارا گاؤں ابھی کتنی دور ہے"؟

دیہاتی۔ مہاراج! بس اب ہم پہنچ گئے سامنے پیڑوں کی آڑ میں گاؤں والوں کی جھونپڑیاں ہیں۔

منان بے فکری اور اطمینان کے ساتھ آگے بڑھا اور جب وہ دونوں میدان کو طے کر کے جنگل کے بالکل قریب پہنچ گئے تو دیہاتی یکایک رکا اور اس نے ایک ایسے لہجہ میں کہ جس میں ادب یا تعظیم کا شائبہ تک نہ تھا کہا۔

"مہاراج تمہارے پاس پستول کہاں سے آیا؟ سادھوؤں کے پاس ایسی چیزوں کا کیا کام؟ مجھے شک ہوتا ہے کہ کہیں تم کوئی ڈاکو تو نہیں ہو ہم نے تو کبھی کسی مہنت یا سادھو کو پستول اور بندوق رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور پھر تمہارا نشانہ بھی ایسا پکا کہ ایک ہی فیر میں اتنا بڑا شیر ڈھیر ہو گیا اور سانس تک نہ لیا۔

منان۔ اس کے جیسے بھولے انداز سے چونکا ہو کر بابا فقیر کے پاس سب کچھ ہوتا ہے

اگر تم [illegible] اپنے پاس [illegible] جیسے جنگلوں اور پہاڑوں میں [illegible]

دیہاتی نے تین مرتبہ آہستہ آہستہ سیٹی بجائی اور اس کے بعد نہایت کرخت لہجہ میں کہا "میرا نام فیروزا ہے مجھے دھوکہ دینا آسان کام نہیں ہے میں خوب جانتا ہوں کہ تم خفیہ پولیس محکمہ کے [illegible] ہو اور سادھو کا بھیس بنا کر مجھے گرفتار کرنے آئے ہو جس روز تم [illegible] کے جنگل میں تھے میں نے اسی روز تمہیں بھانپ لیا تھا اور اس وقت سے اب تک برابر تمہارے پیچھے پیچھے پھر رہا ہوں مجھے ابھی تک پورا یقین نہیں تھا اسی لئے آج تمہیں یہاں بہلا کر لایا تھا کہ تمہاری جامہ تلاشی لیکر معلوم کروں گا کہ تم کون ہو مگر اب اس کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے پاس ریوالور کا ہونا اور تمہارے نشانہ کا اتنا صحیح ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تم پولیس کے افسر ہو۔

منان۔ (مسکرا کر) بابا تو کیسی باتیں کر رہا ہے ہم تو سادھو لوگ ہیں اسی طرح مارے مارے پھرتے ہیں یہ پہاڑی اچھی معلوم ہوئی تو [illegible] ادھر آ گیا تم فیروزا ہو تو ہمیں کیا اور کوئی اور ہو تو ہمیں کیا ہم کیا جانیں کہ فیروزا کون ہے سادھوؤں کو اس طرح دق کرنا اچھا نہیں ہوتا۔

فیروزا۔ چندا!

چندا کو آواز دینے پر منان نے مڑ کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ سات آدمی دیہاتی لباس میں اس کے پیچھے کھڑے ہیں اور انہیں میں سے ایک آگے بڑھ کر فیروزا کے پاس آیا

فیروزا۔ دیکھو چندا یہ بہت بڑے انسپکٹر صاحب ہیں انہیں بہت اچھی طرح سے رکھنا ایسا نہ ہو کہ یہ تمہاری قید سے نکل بھاگیں اور ہاں پہلے ان کا پستول تو لیلو (منان سے مخاطب ہو کر) انسپکٹر صاحب خیریت اسی میں ہے کہ چپکے سے پستول دے دیجئے۔

منان۔ بابا تو کیوں دیوانہ ہوا ہے فقیروں سے دل لگی کرتا ہے مجھے پستول لینا ہے تو لیلے۔

فیروزا۔ (مسکرا کر) اچھا پستول تو [illegible] کچھ اور باتیں کرنا چندا نے اپنے آدمیوں کو بھی اشارہ کیا اور خود بھی آگے بڑھا تاکہ منان کو اپنی حراست میں لے لے منان کسی قدر دیہاتی کی طرف کو گھوما اور تھوڑا پیچھے کو بھی ہٹ گیا اور اس طرح چندا اور اس کے ساتھی ایک جانب اور چندا اور فیروزا سامنے کی طرف اس سے تقریباً دس قدم پر ہو گئے اسی ایک لمحہ پر فیروزا نے کہا

بابا جیسی [illegible] میں انسپکٹر ونسپکٹر کوئی نہیں ہوں میں ایک غریب سادھو ہوں [illegible] سمجھانے سے تمہیں کچھ نہیں ملیگا پستول مجھے بلرام پور کے راجہ صاحب نے دیا تھا کہ جنگل میں سینکڑوں بلاؤں کا سامنا ہوتا رہتا ہے اور ایسے ہی موقعوں کے لئے اپنے پاس رکھتا ہوں"

چندا۔ (ڈانٹ کر) بدمعاش کہیں کا! باتیں بنائے جاتا ہے پستول نکال کے نہیں دیتا (اپنے آدمیوں سے) پکڑ لو یہ ایسے نہیں دیگا [illegible] مگر اس پستول کا [illegible] ایک بہت قد آور اور طاقتور شخص تھا اور اس کی صورت ہی ایسی ڈراونی تھی کہ معمولی آدمی تو اسے دیکھ کر ہی ڈر جاتا ایک ظالمانہ مسکراہٹ کے ساتھ پورن آگے بڑھا لیکن منان نے کسی قدر پیچھے ہٹ کر کہا۔

"بابا تم کوئی ہمیں ہاتھ مت لگاؤ ہم پستول اپنے آپ لئے دیتے ہیں"

یہ کہکر اسنے اپنے کپڑوں کے اندر ہاتھ ڈالے اور دونوں ہاتھوں میں ایک ایک پستول لیکر فیروزا سے کہا۔

"میں ہرگز ہرگز پولیس کا افسر نہیں ہوں لیکن اتنا بزدل بھی نہیں ہوں کہ اپنے پستول یونہی بے لڑے بھڑے تمہیں دے دوں اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو

جدھر سے آئے ہو ادھر ہی چلے جاؤ یہ دونوں ریالوں بھرے ہوئے ہیں اور میرے نشانہ کا حال تمہیں معلوم ہی ہو چکا ہے اب اگر کسی نے میری بات کے خلاف قدم بڑھایا تو گئے کی موت مارا جائے گا۔

فیروزا اور اس کے ساتھی کچھ دیر تو متحیر سے رہ گئے لیکن وہ سب کے سب جنگ آزمودہ ڈاکو تھے اسلئے صرف ایک لمحہ کے بعد وہ سب منان کی طرف دوڑے اور چاہا کہ اسے لاٹھیوں سے مار کر گرا دیں مجبوراً منان کو فائر کرنا پڑا۔ وہ فائر کرتا جاتا تھا اور جنگل کے اندر کی طرف بھاگتا جاتا تھا سب سے پہلے پورن کے گولی لگی اور اس کے گرنے سے کئی ایک ڈاکوؤں کی ہمت پست ہو گئی دوسری گولی چندا کی ٹانگ میں لگی اور وہ بھی بیکار ہو کر رہ گیا فیروزا اور باقیماندہ پانچ ڈاکوؤں میں سے تین بڑی ہوشیاری کے ساتھ درختوں کی آڑ لیتے ہوئے منان کا تعاقب کرتے رہے جنگل کے اندر تقریباً ایک میل گھس جانے کے بعد منان کو پھر موقع مل گیا اور اس نے ان میں سے ایک کو اور گرا دیا فیروزا کے غصہ کی کوئی انتہا نہ تھی وہ گالیاں دیتا جاتا تھا اور برابر منان کے پیچھے اس امید میں چلا آ رہا تھا کہ جب کارتوس ختم ہو جائیں گے تو اسے پکڑ لوں گا منان بھی آتنا بیوقوف نہ تھا کہ اس بات کو سمجھ نہ سکتا اس نے بھاگتے ہی بھاگتے اپنی پیٹی میں سے کارتوس نکال کر ریوالور کو پھر بھر لیا تھا وہ اگر چاہتا تو فیروزا اور اسکے ساتھیوں کا بآسانی کام تمام کر سکتا تھا۔ لیکن اس کی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح وہ آبادی کے قریب پہنچ جائے تاکہ پولیس کو اطلاع کرنے میں آسانی ہو۔

تقریباً دو میل آگے بھاگنے کے بعد اس نے دیکھا کہ تھوڑی دور پر جنگل کے خاتمہ کے آثار نظر آ رہے ہیں لیکن پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھنے پر معلوم ہوا کہ فیروزا اور اسکے ساتھی غائب ہیں فیروزا کو اس کوٹھی کا علم تھا اور جب اس نے دیکھا کہ اس کا دشمن اس کوٹھی تک پہنچ جائے گا تو اس نے تعاقب چھوڑ دیا اور پلٹ گیا۔ آج پہلی مرتبہ منان نے فیروزا کی شکل اچھی طرح دیکھی اور اس کی جائے پناہ کا کچھ یونہی سا اسے پتہ چلا

دامن کوہ کے اسی میدان میں کہ جہاں فیروزا نے اپنے آپ کو منان پر ظاہر کیا تھا ایک غریب گھسیارا بیٹھا ہوا پسینے سے گھاس چھیل رہا ہے ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اور دھوپ کی تیزی سے گھبرا کر جنگل کے تمام جانور سایہ دار درختوں کے نیچے یا پہاڑ کے غاروں میں جا کر چھپ گئے ہیں ہوا چل رہی ہے لیکن بہت کافی گرم ہے اور آخرکار گرمی سے پریشان ہو کر گھسیارے نے بھی ایک عظیم الشان درخت کے سائے میں پناہ لی جس کے سایہ کا دور آ جاتا تھا کہ کئی پلٹنیں بیک وقت اس کے نیچے پناہ گزیں ہو سکتی تھیں قریب ہی میں ایک کنواں تھا گھسیارے نے اپنا لٹیا اور ڈول کندھے سے اتاری پانی بھر کر پیا اور ہری ہری گھاس پر لیٹ گیا گھسیارا اگرچہ بظاہر آرام کرنے کے لئے لیٹا ہوا تھا لیکن اس کی نگاہ برابر سامنے والے پیپل کے درخت پر تھی جو خشک ہو کر زمین سے تقریباً پانچ فٹ کی اونچائی پر ٹوٹ گیا تھا اور اب اس کی گذشتہ عظمت وشان کی یادگار صرف ایک کھوکھلا تنہ باقی رہ گیا تھا جس کا دہانہ اندازاً دو ہاتھ کا ہوگا گھسیارے کی نگاہیں اس کھوکھلے تنے پر تھیں تو اس نے دیکھا کہ اس میدان میں اسی قسم کے کئی کھوکھلے تنے کھڑے ہیں وہ اٹھ کر بیٹھا تھوڑی دیر تک کچھ غور کرتا رہا اور پھر آخر اٹھ کر قریب کے خشک درخت کے پاس گیا یہ گھسیارا فی الحقیقت عبدالمنان تھا جسے خیال ہو گیا تھا کہ ضرور یہی میدان ڈاکوؤں کی جائے پناہ ہے کیونکہ اسے یاد تھا کہ گذشتہ موقع پر فیروزا نے سیٹی بجائی تھی اور چند ڈاکو کہاں سے ایک دم نمودار ہو گئے

[illegible]

سے بجائی گئی تھی کہ دور تک اس کی آواز نہیں جا سکتی تھی اور قریب میں وہ دیکھ رہا تھا کہ اس میدان میں سوائے ان چند کھوکھلے درختوں کے اور کوئی جگہ ایسی نہ تھی جہاں کوئی چھپ سکے اس نے اچک کر اس کھوکھلے تنہ کے اندر جھانکا تو اسے اس کی جڑ میں ایک غار کا دہانہ سا نظر آیا اور اب اس کے شکوک یقین سے بدل گئے کئی مرتبہ اس نے ارادہ کیا کہ اس تنہ کے اندر گھسے اور اس غار کا پتہ لگائے لیکن ہمت نہ پڑی اور وہ واپس اپنی جگہ پر آ کر لیٹ رہا۔

بہت دیر تک اس کے خیالات میں یہی الجھن رہی اور آخرکار وہ یہ کہتا ہوا اٹھا کہ ڈر ڈر کر بیٹھے رہنے میں پڑے بغیر کامیابی کی توقع فضول ہے اور اس کھوکھلے درخت کے تنہ پر چڑھ کر اندر اتر گیا جو دہانہ اسے نظر آیا تھا وہ درحقیقت ایک سرنگ تھی جس میں بڑی دور سے مدھم سی خفیف روشنی پہنچانے کا انتظام کیا گیا تھا سر سے پاؤں تک پسینہ میں تر دل میں ڈرتا ہوا اور ریوالور کا کندہ نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے منان آہستہ آہستہ آگے کو بڑھتا چلا گیا سرنگ بالکل سیدھی نہ تھی بلکہ اس میں بہت ہی پیچ و خم تھے تقریباً دو سو گز راستہ طے کرنے کے بعد اس نے دیکھا کہ سرنگ یکا یک بہت چوڑی ہو گئی ہے اور جس جگہ وہ کھڑا ہے وہ گویا ایک زمین دوز کمرہ ہے جس کی لمبائی اور چوڑائی چار چار گز سے زیادہ نہ تھی اس کمرہ میں روشنی کا انتظام راستہ کی بہ نسبت بہت زیادہ تھا اور منان نے دیکھا کہ ایک طرف کونے میں پانچ بند صندوقیں دیوار سے لگی کھڑی ہیں اور ہر صندوق کے اوپر ایک پیٹی کارتوسوں کی لٹکی تھی کمرہ میں اس سامان کے سوا اور کچھ نہ تھا اور اسے اچھی طرح دیکھ لینے کے بعد منان نے وہ بند صندوقیں اور پیٹیاں کندھوں پر لادیں اور بہ احتیاط تمام سرنگ سے نکل کر باہر آیا اور یہ سب چیزیں اس نے اس غار میں لیجا کر چھپا دیں جس میں وہ گذشتہ دو روز سے ٹھہرا ہوا تھا۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے پہلے اچھی طرح ادھر ادھر نگاہ کی اور پھر ہمت کر کے دوسرے سوکھے ہوئے تنہ کے اندر کود گیا جو اندر سے کھوکھلا تھا اور جس کی جڑ میں بھی اسی طرح سرنگ کا دہانہ نظر آ رہا تھا یہ سرنگ نسبتاً زیادہ روشن تھی اور کچھ دور چل کر معلوم ہوا کہ اس میں سے دہنے اور بائیں کو کئی ایک راستے بنے ہوئے ہیں وہ کسی پر نہ مڑا بلکہ سیدھا چلا گیا لیکن جب وہ سرنگ چوڑی ہونے لگی اور اس نے اندازہ کیا کہ اب کمرہ قریب ہی ہوگا تو اسے کسی آدمی کی سی آہٹ معلوم ہوئی اور ٹھٹک کر رہ گیا اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگا اور سر سے پاؤں تک ٹھنڈا پسینہ آ گیا اس کو پتہ ہوا کہ کوئی اس کی طرف کو آ رہا ہے اور جب اسے یقین ہو گیا کہ ضرور کوئی آدمی ہے تو اس نے جیب سے بجلی کی مشعل نکال کر بائیں ہاتھ میں لی اور داہنے ہاتھ میں ریوالور لیکر تیار ہو گیا آنے والا بڑی احتیاط کے ساتھ آہستہ آہستہ منان کی طرف آ رہا تھا اور جب دونوں میں درمیان صرف تین چار گز کا فاصلہ رہ گیا تو دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا بلکہ دونوں طرف سے بجلی کی مشعلیں روشن ہوئیں اور فوراً ہی پانی کی طرح ان سے روشنی نکل کر باہر آئی اور دونوں چہروں پر پڑی منان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے دیکھا کہ اس کے سامنے فیروزا ڈاکو کی بجائے ایک نہایت ہی حسین و جمیل نوجوان لڑکی کھڑی ہوئی ہے۔

"تم کون ہو اور یہاں کیسے آئے" لڑکی نے گھبراتے ہوئے تحکمانہ لہجہ میں پوچھا۔

منان۔ سرکار میں چارہ بیچنے والا ہوں گھاس چھیلنے آیا تھا۔

لڑکی۔ چارہ والوں کے پاس بجلی کے لیمپ بھی ہوتے ہیں؟ تمہاری صورت بھی چارہ والوں سے [illegible]

مناّن ۔ اگر میں چار نہیں ہوں تو آپ بھی ڈاکو کی بیوی نہیں ہو سکتیں۔

لڑکی ۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ میں ڈاکو کی بیوی نہیں ہوں

مناّن تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ میں چار یا گھسیارا نہیں ہوں

لڑکی (کسی قدر نرم لہجہ میں) تو پھر آپ کون ہیں اور یہاں کیوں آئے ؟

مناّن ۔ پہلے آپ بتائیے کہ آپ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچیں

لڑکی ۔ میں اپنے حالات آپ کو نہیں بتا سکتی۔

مناّن ۔ آپکے حالات اس حد تک تو مجھے معلوم ہیں کہ آپ کا کسی نہ کسی طرح کا تعلق فیروزا ڈاکو اور اس کے گروہ سے ہے یہ بھی معلوم ہے کہ یہ اور اسی طرح کی اور سب سرنگیں ڈاکوؤں کے چھپنے کے مقامات ہیں اور اب جبکہ مجھے اس قدر معلوم ہے اور پھر بھی آپ اپنے حالات مجھ سے چھپانے کی کوشش کر رہی ہیں تو پھر آپ نے یہ کس طرح توقع کر لی کہ میں اپنے حالات آپ کو بتا دوں گا آپ مجھ پر اعتبار کیجئے تو میں بھی آپ پر اعتبار کر سکتا ہوں۔

لڑکی ۔ (کچھ سوچکر) یہ سب باتیں آپ کو معلوم ہیں تو اب میرا انھیں چھپانا فضول ہے میں اسی فیروزا کی لڑکی ہوں جس کا نام ابھی آپ نے لیا تھا اور میرا نام زہرہ ہے

زہرہ !........ زہرہ ! کس قدر پیارا نام ہے۔

اچھا اب میں بھی آپ کو بتا ہی دوں میرا نام عبدالمنان ہے اور آپکے والد نے گذشتہ موقع پر جو گراجپور میں ڈاکہ ڈالا تھا تو بے خطا اور بے قصور میرے والد کو جو بالکل نہتے تھے بندوق کا نشانہ بنا دیا تھا میں نے بہت دنوں تک انتظار کیا کہ پولیس مجرموں کا پتہ چلائے لیکن جب ادھر سے مایوسی ہوئی تو خود ان کی تلاش میں نکلا اور اب یہاں تک آ پہنچا ہوں۔

لڑکی (خوفزدہ ہوکر) تو تم میرے والد کو گرفتار کرا دو گے ؟

مناّن ۔ اگر میں ایسا کر دوں تو کیا کچھ برا ہوگا ؟ تمہارے والد نے نہ معلوم اس وقت تک کتنے گھر ویران کر دیئے اور کتنی عورتوں کو بیوہ اور کتنے بچوں کو یتیم بنا دیا انھیں شاید معلوم نہیں کہ وہ کس قدر سنگ دل بیرحم اور ظالم ہے ورنہ شاید تم اس کے ساتھ رہنا بھی پسند نہ کرتیں۔

لڑکی ۔ مگر ابا نے تو ہمیشہ مجھ سے یہی کہا کہ میں خود کبھی ڈاکہ نہیں ڈالتا ہوں میرے پاس آدمی ہیں وہ جا کر ڈاکہ ڈالا کرتے ہیں۔

مناّن ۔ اس نے تمھیں اسی لئے دھوکہ میں رکھا کہ اسے ڈر تھا کہ تم اس سے نفرت کرنے لگوگی۔

لڑکی (کچھ سوچکر) یہ تو بہت برا ہوا ابا نے بہت برا کیا مگر پھر بھی ...... اچھا کچھ نہیں میں کچھ نہیں کہتی جو آپکے جی میں آئے وہ کیجئے آخر آپ کے بھی تو والد ہی کی جان گئی ہے آپ کو اپنے والد سے بڑی محبت تھی جب ہی تو اس طرح اپنی جان پر کھیل کر یہاں آئے سب بچوں کو اپنے باپ سے ایسی ہی محبت ہوا کرتی ہے مجھے بھی ابا سے بہت محبت ہے مگر مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ ایسے برے آدمی ہیں۔

مناّن (افسوس کے لہجہ میں) مجھے افسوس ہے کہ میں نے ان کے حالات بیان کر کے تمہارے دل کو رنج پہنچایا میں تمھیں یقین دلاتا ہوں کہ جہاں تک میرا اور میرے باپ کی جان کا تعلق ہے میں انھیں تمہاری خاطر سے معاف کرنے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن ان کی گرفتاری اس لئے ضروری ہے کہ وہ تمام خلق اللہ کے لئے مصیبت کا باعث بنے ہوئے ہیں اور اگر وہ اسی طرح آزاد رہے تو خدا ہی جانے کتنے خاندان ان کے ہاتھوں برباد ہو جائینگے تمہارے دل کو بیشک سخت صدمہ ہوگا لیکن اگر تم ایمان اور انصاف پر

تو تم خود اپنے ہاتھ سے اپنے باپ کو پکڑ کر پولیس کے حوالہ کر دوگی۔

لڑکی ۔ (کمزور آواز سے) جس شخص نے اتنے خون کئے ہیں وہ ضرور سزا کا حقدار ہے میرے دل کو چاہے کتنا ہی صدمہ کیوں نہ ہو مگر میں تمھیں ہرگز ہرگز نہ روکوں گی تم شوق سے انھیں گرفتار کرا دو آج تین روز سے وہ اپنے تمام ساتھیوں کو لیکر پھر کسی جگہ ڈاکہ ڈالنے گئے ہیں اور مجھ سے آج آنے کو کہہ گئے تھے جب تم آئے ہو تو میں یہی سمجھی تھی کہ وہ آ گئے لیکن شاید وہ آ گئے اُن کے آنے سے پہلے اگر تم کوئی تدبیر کر لینا چاہتے ہو تو کر لو ابا آجتک کبھی نہیں ہوا ہے کہ جس دن کے لئے وہ مجھ سے کہہ گئے ہوں اس دن نہ لوٹ کر آئے ہوں میرے خیال میں وہ شام تک ضرور آ جائینگے ۔

مناّن ۔ تم واقعی بہت شریف اور باایمان ہو میں ابھی جاکر پولیس کو اطلاع کرتا ہوں مگر وہ جلد سے جلد بھی آئی تو کل صبح تک یہاں پہنچے گی تم اپنے باپ سے اس وقت تک میرے آنے کا ذکر تو نہیں کرو گی (مناّن نے تجسس آمیز نگاہوں سے زہرہ کی طرف دیکھا)

زہرہ ۔ نہیں میں ان سے کچھ نہیں کہوں گی مجھے اب ان سے نفرت ہوتی جا رہی ہے مجھے بڑی شرم معلوم ہو رہی ہے کہ میرا باپ ڈاکو ہے اور اس نے آدمیوں کو قتل کیا ہے۔

مناّن ۔ (محبت آمیز لہجہ میں) اس میں تمہارے لئے شرمندہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے تمھیں تو آجتک یہ بات معلوم ہی نہ تھی اچھا وقت کم ہے اور اب مجھے سرنگ میں کسی کے پاؤں کی آہٹ معلوم ہوئی اور مناّن اور زہرہ نے گھبرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور پھر دونوں نے بجلی کے بلب کا رخ آنے والے کی طرف کر دیا۔

خون میں تر بتر، شکستہ حال، ننگے سر، گردی سے ہاتھ اور پاؤں کے زخم بند ہے ہوئے فیروزا ڈاکو لنگڑا لنگڑا کر سرنگ میں آتا نظر پڑا ایک کی بجائے بجلی کے دو لیمپ روشن دیکھ کر اس کا ماتھا ٹھنکا اور اس نے زہرہ کو آواز دی۔

زہرہ ! یہ دوسرا کون آدمی ہے ؟

قبل اس کے کہ زہرہ کچھ جواب دے مناّن خود آگے بڑھا۔

"میں وہ شخص ہوں کہ جس کے باپ کو تم نے بے گناہ اور بیقصور جوگراجپور میں قتل کیا تھا اور میں وہ شخص ہوں جو سادھو بنکر اس علاقہ میں تمہاری تلاش میں آیا تھا اور جسے تم پولیس کا افسر سمجھکر اپنے یہاں قید کرنے کے لئے اس جگہ تک لائے تھے اور میں وہ ہوں جو اس روز تمہارے کئی آدمیوں کو زخمی کر کے نکل گیا تھا آخر میں نے تمہارے چھپنے کی جگہ کا پتہ لگا لیا اور اب تم اور تمہارا سارا گروہ میرے قبضہ میں ہے میری تمنا تھی کہ اگر تم کہیں اکیلے مجھے ملتے تو تم سے مقابلہ کر کے اپنے باپ کا بدلہ لیتا لیکن افسوس کہ تم اب ملے تو ایسے حال میں کہ زخموں سے چور چور ہو رہے ہو، زخمیوں پر ہاتھ اٹھانا مردوں کا شیوہ نہیں ہے اسلئے میں تمہیں معاف کرتا ہوں اور جیسے دیتا ہوں اب پولیس اور تم جانو"

فیروزا نے بہت غور سے دیر تک مناّن کی صورت دیکھی اور پھر کچھ سوچکر کہا ۔

"تم بیشک شریف اور بہادر ہو میں بھی شریف تھا اور بہادر ہوں دنیا نے مجھ پر ایسے ایسے ظلم کئے کہ میں ان کی تاب نہ لا سکا لوگوں نے میرے ساتھ ایسی ایسی بے ایمانیاں کیں کہ مجھے انسانوں ہی سے نفرت ہو گئی اور مجبور ہو کر میں نے یہ پیشہ اختیار کر لیا مجھے واقعی انسانوں سے نفرت تھی اور کسی آدمی کی جان لیتے وقت مجھے اتنا سا بھی افسوس نہ ہوتا تھا کہ جتنا کسی مچھر کو مار دینے سے ہوتا ہے ۔ میں دولت کا لالچی نہیں تھا میں نے لاکھوں اور کروڑوں روپے اپنے اس پیشہ کے ذریعہ سے پیدا کئے لیکن سب دوسروں کو دید یئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا میں صرف اسلئے ڈاکو تھا کہ مجھے انسانوں سے نفرت تھی اس سے پہلے کبھی پولیس کو میرے ارادوں کی اطلاع نہ ہو سکی اور کبھی میں گرفتار کر لی

آدمی ہی گرفتار نہیں ہوا لیکن اب شاید میرا آخری وقت آگیا ہے اور تم نے میری چھپنے کی جگہ معلوم کرلی اور پھر میرا ایک ساتھی شمر تھا انعام کے لالچ میں پولیس سے مل گیا یہاں سے دس کوس پر ایک گاؤں ہے جس پر ہم نے ڈاکہ ڈالنا چاہا تھا مگر شمر نے پولیس کو خبر کردی تھی اور بہت سی پولیس اور فوج ہم سے پہلے ہی آکر چھپ رہی تھی ہم پہنچے تو انہوں نے ہمیں گھیر لیا اور بڑا سخت مقابلہ ہوا ہم پانچ آدمیوں کے علاوہ مشکل سے اپنی جان بچائی اور جنگل میں گھس گیا میرا ایک بازو ٹوٹ گیا ہے ٹانگ میں ایک بہت بڑا زخم ہے اور چھوٹے موٹے زخم تو نہ معلوم کتنے تمام بدن پر ہیں میرا خیال تھا کہ یہاں پہنچکر مجھے پناہ مل جائیگی اسی طرح مرتا گرتا جس طرح بھی ہو سکا یہاں آکر پہنچا لیکن معلوم ہوا کہ اب میرا وقت آپہنچا ہے زہرہ سے مخاطب ہوکر زہرہ بیٹی ذرا سا پانی دو پیاس کے مارے میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے ہیں دیوانی بیگم! یہ زہرہ میری لڑکی نہیں ہے (زہرہ چونک پڑی) یہ مرزا منظر شکوہ کی لڑکی ہے جو نجیب آباد کے نواح میں رہتے تھے۔ آہ! مجھے وہ وقت یاد ہے کہ میں نے اس کی والدہ پر قبضہ کرنے کے لئے انھیں اپنے ہاتھ سے قتل کیا زہرہ اس وقت صرف چھ مہینے کی تھی اس کی والدہ یہاں اس کی آوازیں گھبرائی کو میں زبردستی اٹھا لایا مگر وہ ایسی صاحب عصمت تھی کہ راستہ ہی میں چھری مار کر اس نے اپنا خاتمہ کرلیا۔ میری جیسی ناپاک طبیعت سے یہ کچھ بھی بعید نہ تھا کہ میں اسی وقت زہرہ کا بھی گلا گھونٹ کر پھینکدیتا لیکن اس کی آنکھوں میں مجھے ہمیشہ اس کی ماں کی تصویر نظر آیا کرتی تھی اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کی ماں سے درد کرا مجھے بھی محبت تھی میں نے اس چھ مہینے کی جان کو اپنے کلیجہ سے لگاکر رکھا اور جو تکلیفیں اس کے لئے میں نے اٹھائی ہیں وہ شاید اس کی ماں بھی نہ اٹھا سکتی۔

بھائی عبد الخالق! میں جانتا ہوں کہ تم بہادر اور شریف ہو یہ میرا آخری وقت ہے کل صبح تک بھی میں زندہ نہیں رہ سکتا اگر ایک ذلیل ڈاکو پر اور اگر اپنے

باپ کے قاتل پر تم اس کے آخری وقت میں یہ احسان کرنا پسند کرو تو میں زہرہ کا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں دینا چاہتا ہوں یہ نیک اور معصوم چھوٹی بہن کی طرح پالا ہے تم اس کی قدر کرسکتے ہو تم اسے آرام پہنچا سکتے ہو اور تم اسے خوش رکھ سکتے ہو میرا دل اندر سے کہہ رہا ہے کہ تم میری درخواست کو رد نہ کروگے (التجا آمیز نگاہوں سے منان کی طرف دیکھنے لگا)؛

منان۔ بھائی جوش آتا ہے تمہارے حالات سنکر میرے دل پر بڑا اثر ہوا ہے اگر تم اپنے گزشتہ افعال پر اب بھی سچے دل سے نادم ہو تو دنیا میں تمہیں سزا ملے لیکن خداوند کریم ضرور معاف کردیگا۔

فیروزا۔ کیا مجھ جیسے گنہگار کو بھی؟

منان۔ اس کی شان کریمی سے کوئی بات بھی بعید نہیں ہے۔

فیروزا نے اپنے اس ہاتھ کو دیکھا جس میں پستول تھا اور اس کے بعد زہرہ اور منان سے مخاطب ہوکر کہا:۔

میں پولیس والوں کے ہاتھوں بے عزت ہوکر اسپتال میں ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا نہیں چاہتا خدا تم دونوں کو خوش و خرم رکھے یہ کہکر پستول کی آواز سے تمام سرنگ گونج گئی منان نے گھبرا کر زہرہ کو اپنی طرف کھینچا اور وہ بھی ڈرکر اس سے لپٹ گئی ہوش و حواس درست ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ فیروزا سامنے پڑا دم توڑ رہا تھا۔

زہرہ اور منان سرنگ سے باہر نکلے اور جلد سے جلد انہوں نے تمام واقعات کی اطلاع پولیس میں کردی پولیس نے سب سرنگوں کی تلاشی لیکر کچھ ہتھیار اور برآمد کئے اور انھیں بند کرادیا پھر آگے ڈاکے میں پولیس نے فیروزا کے گروہ میں سے بہت سے ڈاکوؤں کو گرفتار کرلیا تھا اور ان سے پوچھ پوچھ کر باقیوں کو بھی گرفتار کرلیا گیا۔

منان نے گھر پہنچکر زہرہ کو اپنے گھر کی ملکہ بنایا اور پھر موقع پر اس کا بھی شکر ادا کیا کہ خطرات میں پڑے بغیر کامیابی کی توقع فضول ہے۔

رضائے الٰہی کے شیدائی

اگر بندہ نوازی میں کہیں یکجا دیکھنا چاہتے ہیں، تو رسالہ مولوی کے خریداروں دیکھئے جو محض رضائے الٰہی کے لیے مولوی کی ترقی اشاعت کرتے ہیں۔ اور خود مجھے اتنا فکر نہیں جتنا ان کو فکر ہے، وہ تو مولوی کا خرچ ہی آنکتے ہیں، ورنہ اتنے معاونین کی موجودگی میں مولوی کا سرمایہ ہزاروں کا نقد ہوتا، لیکن اب بھی یہ کیفیت ہے کہ اس کی تمہید سستی ہر وقت سوہان روح ہے، وجہ کیا ہوئی ہے کہ رسالہ کی آمدنی و خرچ میں تین سو روپے ماہوار سے زائد کا نقصان ہے، اب یہ کمی اشتہارات کتب سے پوری ہونی چاہئے کتابیں کم بکتی ہیں اور اس کی وجہ یہی کیا ہوئی ہے، کہ مولوی ہی میں اتنا سالہ مہیا کیا جاتا ہے کہ وہ کتابوں سے خاصہ بے نیاز ہوجاتے ہیں، اب یہ کمی پوری ہو تو کیسے، یا تو آپ اس کی کوئی تدبیر بتلائیے یا پھر کتابیں خریدیئے یا دوسروں سے خرید والیئے، جو کام میں خود کرسکتا ہوں اس کے لیے نہیں کہا کرتا، اور جو میرے بس کا نہ ہو تو اس کے لیے لے دیکے آپ ہی معاونین ہیں، اور کس سے کہہ سکتا ہوں، سو پچاس روپے ماہوار کی بات ہوتی تو چند معاونین مخصوص کی اعانت سے لیتا، اب اتنی خطیر رقم تو آپ سب مل کر ہی پوری کرسکتے ہیں، یا پھر آپ لوگ مشورہ دیجئے کہ ان حالات میں مجھے کیا کرنا چاہئے کیونکہ خرچ کا بار بڑھ رہا ہے گھٹنے کی کوئی صورت نہیں۔

مجھ سے زیادہ مولوی کی ترقی پسند کرنیوالے

یہ وہ ہیں جن کی کوشش کی وجہ سے مولوی اب اکیس ہزار چھپ رہا ہے، خدا ان کا حافظ و ناصر ہو جیسے یہ مولوی اور خدا کے دین کے نگہبان و ناصر ہیں، اجر عظیم عطا کرے، اور ان کی اللہم حصل مرادھم بالخیر

نام معاونین	تعداد	نام معاونین
جناب شمس الدین صاحب ایڈیٹر	۴	جناب غلام محمد صاحب [illegible]
" یاسین حسین خان صاحب حیدرآباد	۲	" چودھری برکت علی صاحب [illegible]
" سعید الرحمان صاحب جوناگڑھ	۳	" نذیر محمد صاحب پیر [illegible]
" عبدالقادر صاحب بڈہ بیگر	۱	" عبدالغفور صاحب ملید داڑھ
" حکیم مولوی محمد عالم صاحب [illegible]	۲	" محمد فخر الدین صاحب فخر نظامی
" محمد رب نواز صاحب [illegible]	۲	" شیخ عبدالرحمان صاحب سکندر [illegible]
" منشی عبدالخالق صاحب اولادی گنج	۳	" جان محمد صاحب تاجر [illegible]
خان بہادر نواب محمد ابوبکر خانصاحب داؤد [illegible]	۵	" عبدالستار صاحب ناگور
منشی عبدالصمد صاحب پٹنہ	۲	" سید فخر الدین صاحب [illegible]
محمد علی صاحب [illegible] نمبر ۱۴۲ [illegible]	۲	" سید سردار علی شاہ صاحب [illegible]
عبدالحق صاحب [illegible]	۲	" شیخ قاسم صاحب [illegible]

نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد	نام معاونین	تعداد
جناب ممتاز احمد صاحب ہیڈ کلرک لکھنؤ	۲	جناب امیر احمد صاحب شملہ	۵	جناب ڈاکٹر محراب خاں صاحب لکھنؤ	۱	جناب شرف الدین صاحب [illegible]	۳
" عبدالہادی صاحب اکیاب	۲	" حبیب قادر صاحب [illegible] پور	۳	" سلامت اللہ صاحب لاہور	۱	" چودھری محمد علی صاحب [illegible]	۱
" برکت اللہ صاحب جودھ پور	۱	" عبدالکریم صاحب کیمبل	۱	" محمد شفیع صاحب [illegible]	۴	" افتخار حسین صاحب [illegible]	۱
" مولوی سید جمال الدین صاحب [illegible]	۱	" صوفی [illegible] صاحب [illegible]	۱	" حاجی ظفریاب حسین صاحب [illegible]	۲	" محمد [illegible] الدین صاحب [illegible]	۳
" غلام معین الدین صاحب [illegible]	۱	" فیض الدین صاحب جودھ پور	۲	" محمد رفیق صاحب [illegible] پور	۱	" محمد شریف صاحب [illegible]	۱۰
" منشی عبدالکریم صاحب [illegible]	۱	" فتح الدین صاحب [illegible]	۲	" محمد نسیم صاحب [illegible]	۲	" حاجی عبدالحکیم صاحب [illegible]	۲
" عبداللطیف صاحب کلکتہ	۱	" سید بارک علی صاحب [illegible] کرنال	۱	" عبدالحق صاحب [illegible]	۱	" حیدر زماں صاحب اجمیر شریف	۲
" بادی علی صاحب [illegible] پور	۵	" عبدالغنی صاحب [illegible]	۱	" محمد عظمت اللہ صاحب کانپور	۸	" عبدالغفور خاں صاحب [illegible] پور	۲
" منشی احمد حسن صاحب ہیڈ محرر [illegible]	۲۴	" عبدالرحمٰن صاحب [illegible]	۱	" شیخ عبداللہ صاحب [illegible]	۲	" محمد شریف صاحب [illegible] پورہ	۲
" سید اسرار احمد صاحب [illegible] نگر	۳	" احمد یار خاں صاحب [illegible]	۱	" محمد فیاض حسین صاحب [illegible] غازی [illegible]	۴	" قمر الزماں صاحب [illegible]	۳
" قاضی معین الدین احمد صاحب آگرہ	۱	" بابو احمد دین صاحب [illegible]	۴	" جناب حکیم فضل احمد صاحب لائل پور	۲	" سید عبدالعزیز صاحب رضوی	۲
" عبدالرحیم صاحب [illegible]	۱	" محمد ظہیر الدین صاحب گجرات	۱	" میاں [illegible] شاہ صاحب [illegible]	۲	" سید عالم شاہ صاحب [illegible]	۲
" محمد نواز صاحب [illegible]	۵	" احمد علی صاحب الٰہ آباد	۱	" محمد رفیق الحسن صاحب کلکتہ	۲	" برکت علی صاحب [illegible]	۱
" مولوی عبدالغفور صاحب خزانچی [illegible]	۵	" [illegible] علی صاحب پٹواری بہاولپور	۳	" سید حامد علی صاحب [illegible]	۴	" شیخ ایم عبداللہ صاحب [illegible]	۱
" احمد علی خاں صاحب [illegible] آباد	۱	" محمد ایوب صاحب کلرک [illegible]	۲	" اختر محمد صاحب بارہ بنکی	۱	" منشی محمد یعقوب صاحب [illegible]	۲
" منشی احمد داد صاحب سورت	۲	" محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۴	" تاج الدین صاحب [illegible]	۳	" عبدالرحمٰن صاحب [illegible]	۱
" ایس ایم حنیف صاحب اجمیر شریف	۲	" حاجی محمد قمر الدین صاحب سہسرام	۲	" مولوی اسمٰعیل صاحب [illegible]	۳	" سید بشیر حسن صاحب [illegible]	۲
" زمان ایم ڈاکٹر صاحب بمبئی	۱	" سید معین الحق صاحب [illegible]	۳	" ڈاکٹر حبیب احمد صاحب [illegible]	۱	" بابو محمد حسن صاحب کراچی	۲
" رحمت اللہ صاحب [illegible]	۳	" حافظ نصیر صاحب [illegible]	۲	" سید امیر علی صاحب وکیل [illegible]	۵	" محمد حسین صاحب [illegible]	۲
" شفیع احمد خاں صاحب چتوڑ	۴	" چودھری جلال الدین صاحب لاہور	۳	" سید محمد غوث صاحب [illegible]	۱	" فقیر محمد صاحب پٹواری [illegible]	۱
" فضل محمد صاحب [illegible] کوٹ [illegible]	۶	" محمد اسمٰعیل صاحب فیروزپور	۲	" بشیر الدین خاں صاحب آبکاری انسپکٹر	۱	" حافظ [illegible] صاحب [illegible]	۱
" ناظم [illegible]	۲	" محمد خلیل صاحب کلرک مراد آباد	۶	" عبدالرحمٰن خاں صاحب [illegible]	۱	" اسمٰعیل بن یعقوب صاحب [illegible]	۳
" احمد حسین صاحب کانسٹیبل گونڈہ	۳	" محمد یوسف خاں صاحب [illegible]	۴	" سید محمد احمد نواز شاہ صاحب [illegible]	۳	" سید محمد ابوالخیر صاحب [illegible] علی گڑھ	۱
" مستری اسمٰعیل صاحب [illegible]	۲	" محمد یعقوب خاں صاحب [illegible] پور	۳	" ایس [illegible] صاحب [illegible] لاہور	۱۰	" سید [illegible] شاہ صاحب [illegible]	۳
" محمد رضا حسین صاحب بارہ بنکی	۵	" محمد نواب علی صاحب ردولی	۲	" [illegible] علی خاں صاحب [illegible]	۳	" محمد عظمت اللہ صاحب انصاری	۳
" [illegible] صاحب [illegible]	۲	" سید پیر بادشاہ میاں صاحب [illegible]	۴	" ایم شفیع احمد صاحب چتوڑ	۳	" حافظ احمد الدین صاحب [illegible]	۲
" مولوی نبی بخش صاحب [illegible]	۴	" حکیم آل حسن صاحب فتح پور	۱	" ایم عظیم خاں صاحب مدراس	۳	" مرزا عزیز بیگ صاحب [illegible]	۲
" محمد [illegible] صاحب کراچی	۲	" محمد عبداللطیف صاحب امرتسر	۲	" سید رفیق الحسن صاحب [illegible]	۳	" فضل الٰہی صاحب [illegible]	۲
" خانصاحب محمد ابراہیم صاحب [illegible]	۲	" عبدالحکیم صاحب ہیڈ [illegible] پور	۴	" عبدالغنی صاحب [illegible]	۴	" شیخ داود صاحب [illegible] بمبئی	۳
" سید محمد امین صاحب غازی پور	۳	" عبدالرحمٰن صاحب [illegible]	۲	" غلام رسول صاحب [illegible]	۲	" سید قاسم صاحب [illegible]	۱
" محمد برکت اللہ صاحب الور	۴	" سید فخر الدین صاحب وکیل [illegible]	۲	" سید توقیر احمد صاحب [illegible]	۲	" خواجہ محمد [illegible] صاحب حیدرآباد	۳
" [illegible] محمد صاحب [illegible]	۴	" شبیر حسن صاحب [illegible]	۳	" عبدالرحیم صاحب [illegible]	۲	" [illegible] صاحب [illegible] آباد	۳
" [illegible] حسین صاحب [illegible] پور	۲	" مفتی شوکت علی صاحب [illegible]	۵	" شیخ غلام مرتضیٰ صاحب [illegible]	۵	" مولوی محمد بخش صاحب [illegible]	۲
" حافظ عزت اللہ صاحب [illegible]	۲	" محمد دین صاحب [illegible]	۳	منشی ظفر علی صاحب ہیڈ محرر لکھنؤ	۱	" محمد یوسف صاحب [illegible]	۳
" [illegible] مرتضیٰ خاں صاحب [illegible]	۲	" ڈاکٹر احمد حسن صاحب لکھنؤ	۲	" عبداللہ صاحب [illegible]	۱	" قاضی محمد یوسف صاحب [illegible]	۱۰
" وارث علی صاحب [illegible] پور	۲	" محمد یعقوب صاحب [illegible] پور	۱	" حکیم محمد حنیف صاحب [illegible]	۱	" مولوی کریم الدین صاحب [illegible]	۲
خطیب سید احمد حسین صاحب [illegible]	۲	" [illegible] علی صاحب [illegible]	۲	" سید محسن صاحب آگرہ	۱	عبداللطیف صاحب [illegible]	۲
مولانا عبدالقدوس صاحب فرید پور	۱	" اختر حسین صاحب کانپور	۲	" محمد شجاعت حسین صاحب [illegible]	۱	سید شاہ [illegible] الرحمٰن صاحب [illegible]	۲

نام معاون	تعداد
جناب شیخ حشمت علی صاحب منگرولی	۲
،، حکیم محمد مقبول صاحب گاذریل	۲
،، حاجی شکور اللہ صاحب کالکتارا	۴
،، منشی کرم الٰہی صاحب رام نگر	۲
،، قدرت علی خاں صاحب ہردوئی	۲
،، محمد عبداللہ صاحب جنڈیالہ	۴
،، دوست محمد خاں صاحب اجمیر	۲
،، غلام نبی صاحب حیدرآباد	۲
،، دوست محمد خاں صاحب اجمیر	۳
،، غلام نبی صاحب حیدرآباد	۲
،، محمد اسلم صاحب نواب گنج	۴
،، محمد حسین صاحب اندور سٹی	۲
،، عبدالحمید صاحب محرر پالن پور	۲
،، حیدر خاں صاحب گلبرگہ	۳
،، غلام محی الدین صاحب دوکاندار	۱
،، سید امتیاز علی صاحب رائے بریلی	۲
،، محمود خاں صاحب شاہ جہان پور	۱
،، عبدالمجید صاحب فرز بٹھنلہ	۱
،، سید محمد سعید صاحب الہ آباد	۳
،، عبداللطیف صاحب بنگلور	۲
،، محمد ادریس باڑہ	۲
،، محمد عظمت اللہ صاحب انصاری کانپور	۲
،، محمد معین الدین صاحب جہر گنج پورنیہ	۱
،، علی محمد خاں صاحب دھنولہ	۲
الٰہی بخش صاحب ڈیرہ جات	۴
،، محمد افضل احمد صاحب دربار شریف	۳
،، سید ضمیر علی شاہ صاحب لاہور	۳
،، محمد طاہر صاحب سب انسپکٹر سوجت روڈ	۲
،، سید محمد شاہ صاحب قاضی شہر بمبئی	۴
،، یوسف بن ابراہیم صاحب پٹیل اجمیر	۱
،، دوست محمد خاں صاحب نینی تال	۴
،، عنایت اللہ صاحب چارسدہ	۲
،، جمعدار غلام احمد صاحب وانہ	۲
،، کالو خاں صاحب رنگریز وزیرآباد	۱
،، اعجاز حسین صاحب بھنسلہ	۱
کنور مصطفیٰ خاں صاحب کچاہن روڈ	۲
منشی محمد اسلم صاحب پرگی	۲
مولوی محمد حسن صاحب مندر گڑھ	۳

نام معاون	تعداد
جناب محمد اشرف صاحب نیزانی	۲
،، بابو حبیب اللہ صاحب مغل پورہ	۳
،، بابو محمد حنیف صاحب کونشہر	۱
،، محمد اشرف خاں صاحب موتی پور	۲
،، محمد خاں صاحب فورٹ سنڈیمن	۱
،، محمد فاضل خاں صاحب لکھنؤ	۲
،، چودھری عبدالرحمان صاحب حافظ آباد	۴
،، مولوی غلام نبی صاحب کوہیسر	۱۰
،، میرزا غلام نبی صاحب اندور	۱
،، اکبر علی صاحب رحیم یار خاں	۳
،، بابو احمد بخش صاحب لاہور	۲
حکیم محمد ضمیر صاحب غازی پور	۲
،، میر احمد صاحب موضع لانڈیا	۱
،، میاں جان صاحب ٹیلر جہانسی	۱
،، شیخ امیر بخش صاحب سراج دین وزیرآباد	۲
،، رحمت اللہ صاحب عدن	۴
عمر دراز خاں صاحب دستری	۱
مولوی برکت علی صاحب وزیرآباد	۲
سید عبدالرحمان صاحب داروغہ جمرت آباد	۲
وحید اللہ صاحب نگھاس	۱
،، سید اسحاق صاحب کالا ڈیرہ	۱
،، میر احمد حسین صاحب منگرول	۴
،، حکیم عامل شاہ صاحب شاہ آباد	۲
،، محمد عبدالستار صاحب مانچور	۴
،، رحیم خاں صاحب نصیرآباد	۲
،، سید سجاد علی صاحب بنگا گاؤں	۲
،، بابو محمد میاں صاحب الہ آباد	۱
،، ممتاز احمد صاحب جے پور	۱
،، غلام علی صاحب پوسٹ ماسٹر پاپڑیاں	۲
،، امانت علی صاحب ہیڈ ماسٹر نوکھر	۳
،، علی شیر صاحب لائن مین کول پور	۱
،، بابو انتظام علی صاحب لاکھیری	۲
،، محمد نصیر الدین صاحب امین	۱
،، مولوی محمد ابراہیم صاحب سانہ	۱
،، غلام الدین ریاض الدین سوہا گیور	۵
،، محمود شاہ صاحب شاہ جیونہ	۵
،، محمد اسماعیل صاحب لاہور	۲
،، سید عبدالعزیز صاحب کا ڈیری	۱

نام معاون	تعداد
جناب مولوی عبدالرشید صاحب بھوپال	۲
،، ثناء اللہ صاحب کیمبل پور کیمپ	۴
،، مولوی غلام نبی صاحب دیرہ گام	۲
،، حافظ عبدالشکور صاحب بشن پور	۱
،، محمد بشیر صاحب ابو العلائی	۱
،، ایس محمد سلیمان صاحب رائے پور	۱
،، عبدالقادر صاحب مہو	۱
،، محمد یاسین صاحب زگران	۱
،، لال محمد صاحب زرگر بانسواڑہ	۴
،، محمد شفیع صاحب دیانگا نگا	۱
،، محمد نور الہدیٰ صاحب ولدار نگر	۳
،، مولوی نور الدین صاحب بھٹہ	۲
،، عبدالعلی صاحب گولہ ہزاری بلٹ	۱
،، بابو قادر بخش بی اے ایس ایم پٹنہ	۵
،، عزیز الرحمٰن صاحب رحمان لاج	۱
،، سید منظور احمد صاحب بہاری ابراہیم	۲
،، سید ولی صاحب بردستی بیٹ بلاری	۱
،، بابو قادر بخش صاحب بی اے ایس ایم	۵
،، محمد شفیع صاحب دینانگر	۱
،، جناب سیف اللہ شاہ صاحب گڑگ	۱
،، غلام محمد ولد احمد صاحب مدری نگر	۴
،، میر محی الدین صاحب نواگرا	۱
،، سید عبدالقادر صاحب کنزکرٹر	۳
،، ملک عطا محمد صاحب لاہور	۴
،، حکیم عالم علی صاحب بجرت پور	۱
،، محمد ابراہیم صاحب نینی تال	۴
،، امانت علی صاحب قلعہ دیدار سنگھ	۲
،، محمد نعمت اللہ صاحب حیدرآباد	۱
،، محمد افضل صاحب کارندہ ہوتی	۳
،، شہاب الدین صاحب قریشی نابل پور	۱
،، تیغ احمد صاحب شیر گبائی	۳
،، مولوی برکت علی صاحب وزیرآباد	۲
،، میر ابراہیم علی صاحب شاہ آباد دکن	۳
،، مولوی مولوی دلو صاحب سیوی	۲
،، محمد اکرام الدین صاحب جہانسی	۲
،، محمد خلیل خاں صاحب غازی پور	۴
،، ایم عبدالرحمان صاحب نارووند	۱
،، قاضی محمد امین صاحب شکار پور	۲

نام معاون	تعداد
جناب عظیم احمد صاحب بریلی	۳
،، مولوی سید محمود احمد صاحب مرادآباد	۳
،، ابراہیم محی الدین صاحب میسور	۱
،، میم غلام جیلانی صاحب حیدرآباد	۵
،، عبدالرحمان صاحب میاں چنوں	۲
،، حکیم عبدالسلام صاحب بنارس	۴
،، قادر بخش صاحب سکندرآباد	۱
،، عبدالکریم صاحب کریوالہ	۱
،، محمد ادریس صاحب سوناہنہ بھیبا	۱
بی جی صاحب ادہونی	۲
،، محمد حبیب اللہ صاحب غازی پور	۲
،، محمد نبی خاں صاحب بریلی	۲
،، محمد عظیم صاحب گارڈ بریلی	۳
،، محمد احفاظ الرحیم صاحب جبل پور	۳
،، محمد حسین ملتفع صاحب بمبئی	۱
،، امام خاں صاحب دیول گھاٹ	۱
،، ملک یار محمد حسین صاحب	۱
،، یعقوب صاحب نگینہ والہ پونہ	۱
،، وزیر احمد صاحب امروہا	۱
،، سراج الدین صاحب کراچی	۱
،، کریم بخش صاحب بھاگل پور	۱
،، محمد یوسف صاحب فتح پور	۱
،، صدیق احمد صاحب رانیتیج	۱
،، حافظ نبی رضا صاحب سیتاپور	۵
،، میرزا عزیز بیگ صاحب امین گنج	۲
،، سید آل حسن صاحب رائے بریلی	۲
منشی بشارت حسین صاحب مرزاپور	۱
،، احمد اللہ صاحب شملہ	۳
،، حاجی کریم بخش صاحب جھنگ	۵
،، ایم ایس فاروقی صاحب	۳
،، شیخ مدار بخش صاحب الہ آباد	۲
،، شیبان علی صاحب ڈرائیور لکھنؤ	۲
،، سید احمد حسین صاحب گیا	۲
،، محمد اشفاق احمد صاحب دیوریا	۴
،، آدم خاں صاحب	۲
حافظ محمد اسماعیل صاحب	۲۰
،، بیرام خاں صاحب پشاور	۲
ابھی بہت باقی ہیں، باقی آئندہ	

قرآن مترجم کا نمونہ دیکھ لیں ... جیسا لکھا ہے ویسا ہی ہوگا، اشتہار میں مبالغہ نہیں ... تاجران

آسان دید قرآن مترجم

ایک صفحہ مولوی کے دو صفحہ کی برابر، قلم اتنا جلی جتنا آپ نے اکثر نمونہ اشتہار میں دیکھا ہوگا، ترجمہ اتنا ہی جیسے اوپر کی مولی سطر، کاغذ اس سے بھی زیادہ مضبوط جتنا مولوی کا ٹائٹل، لیکن کاغذ کا رنگ مصری ہے، یعنی گلابی مائل، اور مضبوط و چکنا ہے، اس لیے چھپائی بھی خوب روشن ہے میں ایک نمبر کی عینک لگاتا ہوں لیکن پانچ ... فاصلے سے متن بلا عینک پڑھ لیتا ہوں ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے حاشیہ پر تفسیر ہے، مجلد چرمی پشتہ و ... ... ہدیہ چار روپے ہیں اور محصول ڈاک ... کل ...

معجز نما متوسط بدو ترجمہ

تقطیع مولوی کے صفحہ کے برابر ہے، دو ترجمہ اور کامل تفسیر ہے، کاغذ مولوی نور محمد صاحب نے اس کے لیے جرمنی سے خاص طور سے منگایا ہے، چھپائی بہت اعلیٰ ہے ایک ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا اور دوسرا مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ بہت مفصل ہے ابتدا میں ایک طویل مقدمہ ہے، ایک ہزار صفحہ کی ضخامت ہے، کاغذ اچھا چھپائی اچھی بالکل صحیح یہی خوبیاں ہوتی ہیں اور وہ سب ہیں، خاشدہ ہے، چمڑے کی نقرئی کار جلد ہے، پہلے اس ترجمہ کا ہدیہ تھا ... چار روپے ہے محصول ڈاک ... کل ...

دو ترجمہ والا خوشنما

اس کی تقطیع بھی مولوی کے برابر ہے دو ترجمے عربی کی کتابت دہلی کے اعلیٰ خوشنویس منشی صلاح الدین صاحب کی ہے اس لیے اس کا حسن بہت بڑھ گیا ہے ترجمہ اول مولانا شاہ رفیع الدین کا دوسرا ترجمہ ثانی مولوی اشرف علی صاحب حاشیہ پر موضح القرآن ابتدا میں حضرت خواجہ حسن نظامی کا لکھا ہوا مقدمہ ضخامت ... صفحہ کے قریب ... کاغذ سفید اعلیٰ خاشدہ مجلد چرمی نقرئی کار ہدیہ ساڑھے تین روپے۔ اور یہی قرآن شریف بلا خاشدہ کپڑے کی جلد کا بھی ہے وہ ... روپے میں ملتا ہے محصول ڈاک ... کل ...

بیشمار خوبیوں والا مترجم

... یادگار کتابت ... جب تک ... ہے جیسا ملیگا تو سو روپے میں بھی نہیں ملیگا، مرحوم منشی قاسم علی صاحب کا لکھا ہوا ... پیدا ہونگے نہ ایسا لکھا جائیگا، تقطیع مولوی کے ... ایک انچ بڑی، ترجمہ ... مولوی اشرف علی صاحب کا حاشیہ پر شان نزول ابتدا میں چالیس صفحہ کا مقدمہ، کاغذ بھی بہت اعلیٰ چکنا ایسا جیسا مولوی کا ٹائٹل ... خاشدہ ... نہیں ہے ... صفحہ سے زیادہ ضخامت ہے اور بہت ہی اچھا چھپا ہے قیمت ڈھائی روپے محصول ڈاک ایک روپیہ کل ساڑھے تین روپے

معجز نما حمائل مترجم

یہ مولوی نور محمد صاحب کی مشہور و معروف حمائل ہے اس کا کاغذ بھی انہوں نے جرمنی سے منگایا ہے تقطیع مولوی کے صفحہ سے آدھی ضخامت ایک ہزار صفحہ سے ... ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ میں بسیط تفسیر مع مترادفات قرآن ابتدا میں ایک ... مقدمہ، نہایت اعلیٰ چھپائی ہے اور چونکہ کاغذ بہت اچھا ہے اس لیے چھپائی اور خاشے اس کو بہت ہی دیدہ زیب بنا دیا ہے ... روپے ہدیہ میں پہلے ... دس ہزار ہدیہ ہوئی، اب مجلد چرمی کا ہدیہ ساڑھے تین روپے ہے ... محصول ڈاک کل ... روپے

چالیس خوبیوں والی متوسط

معمولی چھپائی، اچھا کاغذ، مولوی سے نصف تقطیع، کتابت ایک ایسی خاتون کی جو دو اسلامی ریاستوں ... ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، ابتدا میں ... صفحہ کا مقدمہ ضخامت ایک ہزار صفحہ سے بھی زیادہ۔ خاشدہ ہے واضح کتابت ہے حاشیہ پر تفسیر بھی خاصی ہے، پہلے اس کا ہدیہ چار روپے مدت رہا ہے اور ہزاروں ہدیہ ہوئیں، اب اس کا ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈھائی روپے ہے محصول ڈاک ... کل سوا تین روپے، جلدیں تھوڑی سی ہیں، جلد منگا لیجیے

کارڈ ساز مترجم حمائل

پوسٹ کارڈ کے برابر صفحہ، کاغذ اعلیٰ سفید، کتابت منشی عبد الغنی صاحب استاذ الاساتذ، ترجمہ مولانا شاہ عبد القادر صاحب کا بامحاورہ، چھپائی صاف حاشیہ بطرز جدید عالیجناب علامہ مفتی عبد الرزاق صاحب فاضل کا لکھا ہوا بہت دلچسپ و دلنشین ضخامت ... صفحہ کے قریب کتابت اتنی واضح کہ باوجود چھوٹی تقطیع ہونے کے صاف اور آسانی سے پڑھی جا سکتی ہے، مجلد چرمی نقرئی کار ہے، خاشدہ نہیں ہے ہزارہا ایک گئی اور بہت مقبول ہوئی، قیمت سوا روپیہ ... محصول ڈاک ... کل ... بہت ہی تھوڑی جلدیں باقی ہیں

خوشنما مترجم حمائل

تقطیع ... انچ طول ... انچ عرض، کاغذ بہت اعلیٰ کتابت منشی صلاح الدین صاحب کی، ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب کا، حاشیہ مولوی عبد الماجد صاحب ناظم جمعیۃ علماء دہلی کا، چھپائی بہت ہی دیدہ زیب، خاشدہ اور عنابی، مجلد چرمی کامل نقرئی کار، چھوٹی تقطیع ہے نہ بڑی بہت موزوں ہے اور پڑھنے میں کتابت کی خوشنمائی کی وجہ سے بہت سہولت ہوتی ہے، سفر میں بہت کام دیتی ہے پہلے اس کا ہدیہ چار روپیہ تھا اور چار روپے میں ہزاروں ہدیہ ہوئی، اب اس کا ہدیہ تین روپے محصول ڈاک ... کل ...

بلا ترجمہ سولہ سطری متوسط

تقطیع مولوی کے برابر، پندرہ سطریں، قلم ... موٹا، چھپائی ہر قرآن سے بہتر، ایسا اچھا قرآن ... کے پڑھنے کے لیے ... نہیں چھپا، یہ ... ہے کہ یہ قرآن شریف اپنی آپ نظیر ہے، اس کی کتابت میں یہ خوبی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف الگ الگ ہے اور اعراب بالکل ٹھیک لگے ہیں اس لیے نہ تو یہ غلط پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کے دماغ پر کوئی بار پڑتا ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجیے اس سال میں صرف ... ہدیہ کیا ہے، اب اس کے دام بھی کم ہو گئے ہیں مجلد چرمی کامل ایک روپیہ ... محصول ڈاک ...

بلا ترجمہ نہایت آسان قرآن

تقطیع مولوی کے برابر ہے، پندرہ سطریں، قلم متوسط، چھپائی بہت ہی دیدہ زیب ہے اس کی نمایاں اور لاجواب خصوصیت اس کی کتابت ہے جو اپنا تاریخی درجہ رکھتی ہے یہ قرآن شریف بھی منشی محمد قاسم صاحب مرحوم کا لکھا ہوا ہے سبحان اللہ کیا کتابت ہے دیکھتے ہی سے آنکھوں میں نور آتا ہے، افسوس کہ مرحوم کی یہ آخری یادگار ہے، اس کے ختم ہونے کے بعد یہ قرآن شریف کسی قیمت کو نہیں ملے گا، ... مجلد چرمی ایک جلد سوا روپیہ (...) پانچ جلدیں ... اور دس جلدیں مجلد چرمی دس روپے محصول ڈاک ...

بلا ترجمہ ... القرآن ...

تقطیع گیارہ انچ طول ساڑھے سات انچ عرض کتابت ہر لفظ خوب علیحدہ علیحدہ قلم خوب جلی گویا اتنی بڑی تقطیع میں شاید چودہ سطریں ہیں کاغذ بہت مضبوط اور چکنا و سفید، چھپائی خوب سیاہ، سورتیں نہایت خوشنما ہیں اور عورتوں اور ضعیف مردوں کے لیے بہت خصوصیت سے مفید مطلب ہے چونکہ ہر لفظ الگ ہے اس لیے تلاوت سہل تر ہوتی ہے اور صحیح پڑھا جاتا ہے، ہدیہ مجلد چرمی پشتہ بہت مضبوط، جلد ہونے ... روپے، ... کاغذ کا ڈیڑھ روپیہ لیکن ... کاغذ ... محصول ڈاک ...

بلا ترجمہ جرمنی مطبوعہ

تقطیع مولوی سے آدھی، کاغذ بھی جرمنی کا ہی چھپائی بھی جرمنی کی، جلدیں بھی جرمنی کی بنی ہوئی، خوشنما چھپائی، کاغذ کے لحاظ سے سمجھ لیجیے ہندوستان بھر میں جواب نہیں، سورت کا سب سے زیادہ خوشنما ٹائپ کی بھی ہوئی، بلاد اسلامیہ میں صرف یہی رائج ہے ہم نے بھی ہزاروں ہدیہ کیا، اس کا پہلے ہدیہ ڈھائی روپے تھا، لیکن ایک سال سے سستا کر دیا ہے، یہ قرآن شریف تو ایسا ہے کہ پڑھ ہی نہیں سکتے دیکھنے ہی سے آنکھوں میں نور اور دل میں سرور پیدا ہوتا ہے قیمت سوا روپیہ ... محصول ...

جو اپنے بس میں نہیں وہ خدا کے بس میں ہے۔ جب سب طرف سے مایوسی ہو تو ان کتابوں کے ذریعہ لیجئے دل سے بندہ ہو کیا نہیں ملتا

دلائل الخیرات محشی چرمی

جب قدر دلائل الخیرات آج تک چھپی ہیں یہ ان سب سے ہر اعتبار سے ممتاز ہے اس لئے کہ حضرت العلامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند کی مجوزہ اور مرتبہ ہے اس کی چھپائی اور کاغذ بہت اعلیٰ ہے اور حاشیہ اس کا سب سے مابہ الامتیاز اس دلائل کی خصوصیت ہے مفتی صاحب چونکہ بہترین محدث ہیں اس لئے اس کی تمام ادعیات صحاح کا نچوڑ ہیں۔ ان دعاؤں اور درودوں نے ہزاروں کی تمنائیں پوری کیں، اس کی ادعیات اور حاشی پڑھ کر ایک عجیب کیف طاری ہو جاتا ہے قیمت مجلد چرمی سوا روپیہ محصولڈاک ۔/

دلائل الخیرات مترجم

دلائل الخیرات حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ اس کو پڑھا جائے ان کے اوصاف اثرات بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کہیں نہیں اٹکی رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بتایا ہے کہ اس کے عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتے ہیں، پھر بھی اکیلی شہرت کیا کم ہے، وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہے ۲۴۴ صفحات مترجم مستند قیمت دس آنے محصولڈاک ۔/ کل ۔/

معجز نما پارہ سورہ مجلد

جدید اڈیشن مع ہفت احزاب یہ نیا اڈیشن بھی نکل چکا ہے، پہلا نمبر ۲۰۸ صفحہ کا ہے اور یہ ۲۲۴ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت، درود مناجات خانواد چشتیہ کے علاوہ اور بہت سی مجرب دعائیں شامل کی ہیں، ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین اور خواص و فضائل و اعمال سورہ ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تفصیل سے لکھی صفت ہے، کاغذ چھپائی مناسب علیٰ ہے اسمیں حسب ذیل سورتیں ہیں، سورۂ یاسین، فتح، رحمان واقعہ، ملک، مزمل، کہف خلق اور ناس ہفت ہیکل شش قفل وغیرہ قیمت پارہ تلف محصول ۔/

جواہر القرآن مجلد

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے ظاہری و روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے۔ قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں ہے اور حوائج دینی اور دنیوی کے حصول کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں سے غواصی کر کے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کیجئے جمعہ کے دن کے لئے تحمیدات ہفتہ کے لئے استغفار اتوار کو تسبیحات، پیر کو آیات قل منگل کے لئے تسلیمات بدھ کو تکبیرات اور جمعرات کو دعوات قیمت مجلد ۔/ محصولڈاک ۔/ کل ۱۳/

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب جو کہ مقبول کتاب ہے اول سات دن کی اردو نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی اور کلام کی مجرب دعائیں ہیں جنکو حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استخارہ مسنون، پھر دعائے بعد استخارہ شجرہ امدادیہ نظم مترجم، درود شریف منظوم ترجمہ مولوی اشرف علی صاحب بڑی موثر انداز میں بیان کی گئی ہیں، قیمت مجلد چھ آنہ محصولڈاک ۔/ کل ۱۲/

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی مع تعویزات لاثانی از حضرت علامہ اشرف علی صاحب، حضرت مولانا کے تبحر علمی اور واقفیت اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ہے آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا مداوا اس کتاب میں نہ ہو امراض کی شفا ہے بلیات کی دفع ہے، مقدمات جیت ہے، کشائش رزق ہے، حب کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقش ہیں ۱۲۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ اس قدر مقبول و حاجت روا ہے کہ ہزاروں بکتی ہے، قیمت ۔/ محصولڈاک ۔/ کل ۱۲/

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعا کیوں نہیں قبول ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپ کی ہر دعا مقبول ہے، اگر آپ بے اولاد ہونگے تو صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو زردار ہونگے بے یار ہیں تو مددگار ملیں گے، فراق کشیدہ ہیں تو صاحب وصال ہونگے پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے، غرضکہ آپ کے ہر مدعا کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں، کیونکہ اسمیں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی مقبول و موثر ہے، قیمت ۔/ محصولڈاک ۔/ کل ۱۲/

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف رسول پاک کی دعائیں، آثار سلف اور بزرگان دین کے مجرب معمولات سے اثر والے وظائف لکھے گئے ہیں جن کے مقبول ہونے میں آج تک کسی کو شبہ نہ ہوا ہوگا اسمیں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی اور زیادہ وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگی ہیں اور ازواج و اصحاب کو حضور نے تلقین کیں، خدا کی اپنی رسولوں کو تلقین کی ہوئی دعائیں جس قدر بھی موثر ہوں کم ہیں، اسی لئے یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ نکلتی ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۔/ کل ۱۴/

تفسیر و اعمال آیۃ الکرسی

اس کتاب کے ذریعہ اسم اعظم معلوم ہو گیا، اسم اعظم خدا کا وہ گرامی نام ہے جس کے ذریعہ ایک دنیا تسخیر ہو سکتی ہے اور اس کا عامل وہ عامل ہے جو چاہے وہ کر سکتا ہے، یہ وہ اسم پاک ہے جس نے ہزاروں مبتلائے حزن و غم کو اسے ہوئے مقدرات جگا دیئے جس نے سینکڑوں ناکام تمنا عاشقوں کو آغوش مراد سے جا ملایا جس نے سیروں سخت سے سخت حاکموں کو دم بھر میں پانی کر دیا جس نے ہزارہا مایوس مریضوں کو اچھا کیا، یہ تو نقد فائدہ ہے قرض کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے رشتہ مولا ملتی ہے قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۔/

اوراد و وظائف

مع دو جلیل القدر بنام مجموعہ

جب سب طرف سے مایوسی ہو گئی ہو اور دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں انسانی تگ و دو بیکار ہو کر رہ جائے، راحت و اطمینان کی گھڑیاں عنقا ہو جائیں انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی نجات کا آخری ذریعہ ہے، یہیں سے وہ شاہراہ ملتی ہے جہیں مجبور انسان اور تھکے ماندے زمانہ بیکسی کی حالت میں ہوتے ہیں، قرآنی کلمات الٰہی لعاب میں مضمر ہیں انہیں بہت خصوصیت مخزوں جانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت لاجواب ہیں، قیمت دس آنے، محصولڈاک ۔/

عملیات باقی

مع مجموعہ خواجہ

اسمیں ہندوستان کے مشہور بزرگ حضرت خواجہ خواجہ باقی باللہ نقشبندی کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد سے آپ کی مرادیں پوری ہو جائینگی یہ کتاب نہایت کوشش سے بعد کثیر کئی ہی مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے بعض کتابیں تو مشکل تمام ہم دستیاب ہوئیں اسمیں وہ اعمال اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیوں کے پاس محفوظ تھے، یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں کے ساتھ شاید ہی کوئی اور کتاب اپنے اثرات اور خوبیوں کے لحاظ سے مل سکے ہر عمل کامیاب اور ہر تعویذ تیر بہدف قیمت آٹھ آنے محصولڈاک ۔/

چار ولیوں کے اعمال

اور انکی سوانح عمریاں اور تیر بہدف مجرب وظائف

۱۔ عملیات غوثیہ، ابتدا میں سوانح و حالات دیئے ہیں اور باقی کتاب میں مجرب عملیات و تعویزات ہیں

۲۔ عملیات چشتیہ اسمیں اول خواجہ معین الدین چشتی کے حالات اس کے بعد مجرب عملیات ہیں

۳۔ عملیات صابریہ ابتدا میں حالات و حضرت صابر اور پھر بہترین صدہا عملیات ہیں

۴۔ عملیات ہجویری یہ وہ عملیات ہیں جو حضرت داتا گنج بخش کے بہت مجرب ہیں، ۔۔ صفحات ہر ایک کی قیمت چار آنے ہے اگر یکجا منگائیں تو مجلد ملے گی اور مجلد کی قیمت صرف ایک روپیہ

جاہل بھی جو رسالہ عبادت عالم اور اسلام سے واقف مسلمان کی ایک سال کی عبادت کے برابر نہیں ہوتی، آپکو عالم بننے کا شوق ہو تو پڑھئے

اسلامی تعلیم مجلد

فقہ اسلامی کی وہ مستند اور مقبول عام کتاب جسکو مفتی سید محمود الوری نے کمال محنت سے مرتب فرمایا فقہ اسلامی اور آسان طرز ادا میں اپنی آپ نظیر اس کا درجہ بہت بلند ہے جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہو جو وہ ہے انہوں نے کسی مولوی سے کسی مسئلہ پر فتوی لینے کی ضرورت محسوس نہ کی یہی وجہ ہے کہ ملک میں اس کا شہرہ ہو گیا، اپنی آسانی کے لئے علمائے کرام بھی اسے زیر مطالعہ رکھتے ہیں اگر آپ مسلمان ہیں تو مذہب سے واقفیت بھی ضرور ہے اور مذہب کی معلومات کے لئے یہ کتاب نہایت ضروری ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ۲ر

بہشتی زیور کامل

مجلد جرمنی نہایت اعلیٰ، یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں حصہ الف بے تے اور تجوید حصہ ۲ دو میں طہارت اور نماز کے مسائل، حصہ ۳ زکوٰۃ، حج، قربانی، حصہ ۴ طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ، حصہ ۵ معاملات، حقوق معاشرت زوجین، حصہ ۶ اصلاح باطن تہذیب اخلاق حصہ ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی وغمی حصہ ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں حصہ ۹ ضروری اور مفید علاج حصہ ۱۰ دنیاوی باتیں، حصہ ۱۱ مردوں کے لیے خاص مسائل یہ سب ایک جگہ مجلد ہیں ضخامت ۷۰۰ صفحہ قیمت مجلد جرمنی دو روپے محصول ڈاک عہ کل ۲ ؎

دینی تعلیم مکمل

یہ تین سو چالیس صفحوں کی کتاب مطلب اور فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا نہایت سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ہے، یہ کتاب ام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی اردو کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں۔ اسمیں طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح و طلاق، حقوق آداب معاشرت بیع و شری، لباس، شکار، دیوانی فوجداری دینی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت جنت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔ قیمت مجلد عہ محصول ۸ر

عبادت کا مقصد

یہ نہیں ہے کہ انسان روزہ نماز پڑھ لیا کرے بلکہ عبادت کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان خدا کے اخلاق سے متصف ہو جائے اور اس کا ہر قدم اطاعت خداوندی میں اٹھے، یہ بات آپ کو اسلام کی امتیازی معاشرت سے معلوم ہو گی، کہ عبادت کا مقصد ایک آدمی کو اچھا مسلمان، کامل انسان، اچھا دوست عمدہ شوہر لائق بیٹا بیٹی، بہترین شہری، غمخوار پڑوسی اور دنیا میں امن قائم کرنیوالا فرد ہو جانے کا نام ہے عبادت اور ہر سانس طاعت خداوندی میں ہوگا، اگر ہر مسلمان اسلامی زندگی بنا لے تو یہی عبادت ہے۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک ۴ر

نماز کی پانچوں مجلد

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی پسماندگی کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں، اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں، کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب غریب کتاب ہے (۲) ترغیب نماز اسمیں نمازیوں اور بے نمازوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز ونکی کتاب اسمیں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے، (۴) نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) عقائد کی کتاب اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے، یہ سب کتابیں پانچ کی ہیں ایک ساتھ منگانے میں مجلد ایک روپیہ

معلومات نماز

نئی تشریحات کے ساتھ بالکل نئے انداز میں نماز کو بہترین عبادت ثابت کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اگر صحیح معنوں میں نماز پڑھی جائے تو وہ انسان کو بہترین انسان بنا دیتی ہے عنوان فہرست یہ تھا مذہب اسلام، عبادت و حکمت، احکام، عبادت کے منافع، ثمرات حیات، ثمرات دنیا، ثمرات آخرت تارک نماز، فضیلت نماز، نماز کے طبی فائدے امتیازی عبادت، مقصد نماز، نفلی عبادت نماز کے وقتوں کا قرآن سے ثبوت بے نمازیوں کی کہانیاں، نماز قرآن میں، نماز کے فضائل اس کے بعد تمام نمازوں کا بیان ۲۰۰ صفحے قیمت آٹھ آنے

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو، غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر بڑے چھوٹے مسئلہ سے واقف ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجیے، کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے یہ ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے۔ ۲۵۰ صفحات قیمت مجلد دس آنے ۱۰۱ محصول ڈاک ۵ر کل آٹھ

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ہماری زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت زدہ ہو جائیں گے کہ نماز کیسے انسانوں کی جبلی ضروریات کو کس طرح پورا کرتی ہے، اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائدہ الٰہی نصیب ہوتی ہے ایک جلیل القدر مصری عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ سو صفحات قیمت چھ آنے محصول ۲ر

نماز اور مسائل جمعہ

مسلمانوں کے جنت روزہ، اجتماع دینی کا فلسفہ نماز جمعہ کے متعلق پوری مذہبی سیاسی اور معاشرتی معلومات مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتاب الاسلام کی لکھی ہوئی کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب کے پڑھنے کے بعد اندازہ ہوگا کہ جمعہ کی کیا فضیلت ہے اور نماز جمعہ کی شرکت خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب و اصول سے ادا کیا جائے تو کس درجہ ہماری قومی ترقی کا موجب ہے اس کے علاوہ سب مسائل بھی ہیں، قیمت صرف چار آنے محصول ڈاک ۳ر اس لئے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر وہ خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہو عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جب اسکے آداب کے ساتھ کی جائے یہ کتاب حضرت امام محمد غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اور اسمیں حسب ذیل ابواب ہیں، علم کا منشا، آداب طاعت، آداب عبادت آداب نماز، اٹھنے بیٹھنے کے آداب گناہوں سے اجتناب، اعضاء کے گناہ، دل کے گناہ، کن کن خصائل کا مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے ضخامت ۱۴۴ صفحات قیمت چار آنے اور کتابوں کے ساتھ منگائیے

تفسیر بست سورہ مجلد

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری پانچ وقت نصیب ہوتی ہے، صرف اسی سے نماز دنیا زہوتے ہیں، لیکن ہم ہی کہ ذرا خبر نہیں ہم نے کیا کہا اور اس نے کیا سنا مقررہ حرکتیں کی منہ پر ہاتھ پھیرے سلام پھیر دیا، نماز میں عام طور سے جو سورتیں پڑھی جاتی ہیں یہ انکی تفسیر ہے، یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز کا لطف آ جائیگا، کیونکہ ہر وہ نکتہ نماز پڑھنے میں ذہن نشین ہوگا جو اس کتاب میں ہے واقعہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں، کہ آپکی نماز نماز ہو جائے تو تفسیر بست سورہ ضرور منگائیے ۲۰۰ صفحات مجلد کی قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۵ر

تفسیر سورۂ فاتحہ

یہ کتاب اگرچہ بظاہر سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے لیکن حقیقت میں مذہب اسلام سے متعلق ایک جامع تفسیر ہے اسمیں حسب ذیل مضامین ہیں، نئی روشنی میں قرآن کی تفسیر، شیطان اور سائنس، خدا کی ہستی کے عقلی دلائل اسلامی عقائد کی روشنی میں، ملائکہ اور جنات انسان قادر ہے اور مجبور بھی انبیائے کرام کی نظری طاقتیں، عذاب قبر کا عقلی ثبوت مرنے کے بعد زندہ ہونا، دلی اور سائنس روح کی حقیقت، نجات کا راستہ، صداقت رسول قرآن مجید آج تک کیوں محفوظ ہے غرضکہ ایسے بیش بہا مضامین ہیں قیمت دس آنے محصول ۴ر

سوانح رسول مقبول

اپنی جامعیت اپنی سلاست بیانی صحت
فوں کا مذ، معانی مطالب کے لحاظ سے بہت
ہے تاریخ عرب اور میلاد رسولؐ سے لیکر
لف کے حالات بشرح و بسط درج ہیں آپ
یں عاشق رسولؐ مصنف نے ایسے والہانہ انداز
ہلے کہ اس کا مطالعہ صد بصیرت افروز
ثابت کرتا ہے۔ یوں تو آج رسول
کی صدہا سوانح عمریاں پڑی ہونگی لیکن
مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص حصہ
ہے گا ضخامت ۵۰۰ صفحے قیمت بہت
ت ۱۲ محصولڈاک ۹ کل ۵ر

سوانح غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر غوث پاک کی یہ سوانح عمری دنیا کا کونسا گوشہ ہے جہاں محبوب سبحانی حضرت عبد القادر جیلانی کے عقیدتمند موجود نہ ہوں آجتک اس انداز سے اس قدر مفصل حالات بڑے پیر اردو زبان میں نہیں چھپے تھے جیسے اس کتاب میں چھپے ہیں اسی وجہ اس کا پہلا ایڈیشن غوث پاک کے پروانوں نے ہاتھوں ہاتھ لے لیا اس کتاب میں آپ کی ولادت سے لیکر وصال تک کے حالات ہیں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل لکھی ہیں نہایت اعلیٰ چھپائی اور کاغذ ہے۔ قیمت مجلد تین روپے محصولڈاک ۱۲ کل تین روپے بارہ آنے

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریمؐ تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کو مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیاء کے حالات سے ظاہر ہے کہ عجیب و غریب معارف سے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور ان کا اجر سے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم کتاب اور ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت ۱۲ محصولڈاک ۹ کل ۵ر

شاہ جیلاں

بارہ مجالس، یہ غوث الاعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید نذیر الحسن مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے، آپ غوث پاک کے پہلے ہیں اس کی بارہ مجالس بڑی مستند ہیں (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس اور خلق (۵) آپکا تحصیل علم ریاضت عبادت (۶) آپکا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیاء پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج اور اولاد، ضخامت ۸۸ صفحات قیمت چھ آنہ محصولڈاک ۲ر

...یانوے بڑے ولی

حالات انکی کرامات ان کے خوارق انکی
ت انکی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اور
اسرار باطنیہ، انکی الوہیت کا انکشاف
کتاب سے ہوتا ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ
ت ہیں، اس کا نام تذکرۃ الاولیاء ہے
اب جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات
ہندوستان کے بھی ہیں عراق کے بھی
کے بھی ہیں اور ایران کے بھی، مشرق قریب
ں اور عرب کے بھی، یہ کتاب خدا رسیدہ
کا کامل آئینہ ہے بڑی تقطیع کی ۔۔۔ صفحات
کی ہے قیمت مجلد ڈیڑھ روپیہ محصول

سات سو اولیاء ہند

قبرستان ہند میں ۷۰۰ اولیائے کرام تو ایسے مدفون ہیں جنکا حال اس کتاب میں ہے یہ ایک تیمور رسہ خاندان کے چشم و چراغ کی لکھی ہوئی کتاب ہے اور اسمیں حالات و کرامات کے ساتھ اقوال اولیاء کا بھی وہ خزانہ شامل ہے جو شاید اور کہیں بھی نہ ملے یہ کتاب اپنی جگہ خود صاحب عظمت ہے کیونکہ ایک ہندو پریس نے اس کو پہلے پہل چھاپا اور مالا مال ہوگیا۔ اگر یہ کتاب مسلمانوں کے مطالعہ سے گذریگی، تو ان کے دماغ چکدار سیروں تیر ہو جائیں گے، اس کی قیمت چار روپے کی تھی اب ساڑھے تین روپے میں ملتی ہے محصولڈاک ۱۴

قبرستان کے جنتی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین، آپکی پیدائش ہندوستان میں آمد، تبلیغی سرگرمیاں کرامات ساحروں سے مقابلہ اور یدخلون فی دین اللہ افواجا
۲۔ حضرت بابا فرید گنجشکر، آپکے خاندانی حالات، لقب کی وجہ، خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت، چلہ، تبلیغ دین، کرامات کا ظہور اور ہجرت
۳۔ سیرت صابر کلیری، آپکے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا لنگر تقسیم کرنا، اور خود نہ کھانا صابر کا لقب پانا، خرقہ خلافت حاصل کرنا، کلیر تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور، تینوں کی قیمت صرف ایک روپیہ محصولڈاک

قریبوں کے حالات

مولوی عبد الرحمن صاحب شوق امرتسری کی لکھی ہوئی کتاب بچوں اور عورتوں کیلئے ۱۲۰ صفحات بہت اچھی چھپی ہوئی اسمیں حسب ذیل ولیوں کے حالات ہیں، غوث پاک، حضرت اویس قرنی حضرت خواجہ معین الدین چشتی، حضرت علاء الدین صابر، خواجہ حسن بصری، حضرت مالک بن دینار حضرت خواجہ فرید گنجشکر، حضرت امیر خسرو، حضرت نظام محبوب الٰہی، حضرت شیخ شرف الدین بو علی قلندر حضرت بایزید بسطامی حضرت جنید بغدادی حضرت ابراہیم ادہم حضرت مسلم، ابو داؤد و دانی قیمت صرف ۷ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۳ر

...ت کی مائیں

...دات الخیری کی تصنیف ہے از واج مطہرات
...انح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج
...لہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم
...تعدد ازواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں انکا
...دندانشکن جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ
...حضرت خدیجہ کی لائف بہت معیاری ہے اور
...ت آفرین ہے، کتاب پڑھنے ہی سے اس کی
...معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں یہ کتاب بہت
...ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہو
...رسول اللہؐ کی ازدواجی زندگی ایسی تھی کہ
...انکا اتباع بلا شک زندگی کو جنت بنا دے قیمت ۱۲ر محصول

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سرتاج انبیاء، یعنی رسول کریمؐ کی سوانح عمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۲۴ صفحے
۲۔ صدیق الرسول، رفیق رسول سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے حالات نہایت دلچسپ موثر ہو ہو صفحے
۳۔ فاروق الاسلام حضرت عمر فاروقؓ کی پر زندگی کے دلچسپ حالات عورتوں اور بچوں کی سمجھ کے لائق
۴۔ جامع القرآن، عورتوں اور بچوں کی دلچسپی کو ملحوظ رکھ کر حضرت عثمانؓ کے حالات لکھے گئے ہیں
۵۔ سرتاج نہرا، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ جنت کے حالات اور نیک میاں بیوی کی پر خلوص زندگی ۲۴۰ صفحات سب یکجا مجلد قیمت ۱۲ر محصول

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار اور واقف اسرار نہانی بزرگ کے حالات قیمت ۶ر
۲۔ مولانا روم، جنکی مثنوی کو ہست قرآن در زبان پہلوی، مع انتخاب شرح مثنوی قیمت ۶ر
۳۔ حافظ شیرازی وہی شیراز کا صاحب فن شاعر جسکے دیوان کا فالنامہ صحیح ترہے قیمت ۶ر
۴۔ شیخ سعدی جنکی کریما گلستان اور بوستاں آجتک ویسے ہی مہک رہے ہیں، قیمت ۶ر
۵۔ امیر خسرو، موجد الزماں صوفی صافی جنکی زندگی عجیب پر عرفات تھی، قیمت ۶ر پانچوں ایک وقت میں منگائیں تو ۱۴ر محصول

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے مسلمانوں کیلئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی تقلید وہ فخر کرتے ہیں، ان کے حالات سے بیخبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے، سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں، مناظروں اور دقیق دینی مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ مایہ الامتیاز فن ہی ہے ضخامت ۴۰۰ صفحے قیمت صرف ۶ر جیسے کئی محصول ۶ر

اپنی پسند کا احساس ہو اور شوق ہو [illegible] تو پڑھئے آپ یہ کتابیں پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ [illegible] اور دنیا سمجھئے !!

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جاننے کیلئے الفاروق پڑھیں۔ جس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں۔ یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا۔ نوشیروان کی فرضی روایات عدل پر عش عش کرنے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو، جب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں۔ مساوات مساوات کے مدعی ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان مساوات تو دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے۔ مگر کس طرح غلام سوار اور آقا مہار بردار۔ جیورت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھیے ۲۶۰ صفحہ مجلد ۱۲/

الہارون

خلفائے عباسیہ میں جلیل القدر بادشاہ ہارون رشید کی سوانح حیات اس میں ابتدائی تاریخ و حالات عہد رسالت شجرہ نسب خاندان بنی امیہ کی تاریخ اس کے بعد عباسیوں کی تاریخ ہارون رشید کی تخت نشینی ہارون رشید کا زمانہ خلافت، کمال عروج، زوال خاندان برمکی، ہارون رشید کی خلافت کا آخری زمانہ اور وفات ہارون رشید کے نجی حالات خاتون ملکہ ہارون کی زندگی اور عروج ارتقاء اسلام کے نتیجہ واقعات فتوحات ۴۰۰ صفحات قیمت اس کی پہلے تو کبھی تین روپے بھی، اب بارہ آنے محصول ڈاک ۵/ کل ۱۳/

المامون

عباسیوں کا عظیم الشان اولو العزم بادشاہ ہارون رشید کا جانشین، اس میں تاریخ عروج اسلام کے دل افروز واقعات ہیں، مامون کی ولادت تخت نشینی اندرونی خانہ جنگی، سپاہیوں کا قتل، عراق کی تباہی دیگر گورنروں کا بغاوت کرنا، بغاوت کا فرو فتوحات ملکی، جزیرہ صقلیہ کی فتح، وسعت سلطنت خراج تعلیمی منتظم لڑائی مسلمانوں جہاں افزائی اراکین سلطنت، عہدہ، ذوق علمی، طرب افزا مجالس اور خلیفہ مامون کے عہد کے صدہا واقعات از علامہ شبلی مرحوم ۴۴۰ صفحات قیمت چھ آنے محصول ڈاک ۵/ کل ۱۱/

غازی صلاح الدین اعظم !

کی سوانح عمری ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح عیسائیوں نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح صلاح الدین غازی نے مٹھی بھر مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی شکست و بربادی کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے آئیں گے جن سے آپ کا مجاہدانہ جوش جو مدتوں سے سرد ہو چکا فی الفور گرم ہو جائے گا۔ اور آپ میں حریت و آزادی کا ایک خاص ولولہ پیدا ہو جائے گا کتاب کے شروع میں غازی موصوف کا فوٹو بھی ہے یہی وہ کتاب ہے [illegible] ہے۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک ۵/ کل ۹/

ٹرکی کے ۳۷ خلیفہ

دیکھئے تو کس طرح سلطان عثمان خان اول نے اپنی بے کسی کی حالت سے نکل کر سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی، اور کس طرح مسلمان ترکوں کی مجاہدانہ بہادری بھلی پھولی، عیسائیوں اور دیگر دشمنان اسلام کا مقابلہ کیا، عیسائی سلطنتوں نے اس اسلامی سلطنت کو ملیا میٹ کر دینے کیلئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے جس بہادری سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز ہے۔ ایک طرف دنیا کے عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین، آخر فتح حق کو ہوئی اس کتاب میں ۳۷ بادشاہوں کے حالات ہیں اور ترکان احرار کا تذکرہ بھی ہے اور فوٹو بھی ہیں قیمت صرف دو روپے

شاہان تغلق

یہ حضرت مولانا اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی کی وہ مقبول کتاب ہے جو آئینہ حقیقت نما کے نام سے ہزاروں فروخت ہو چکی ہے۔ یہ حصہ جو شاہان تغلق کی تاریخ ہے بہت مقبول ہے کیونکہ اس اہم زمانہ میں ہندوؤں کا شکست پاش پاش ہوا اور یہ خلوت نی دین المسرا فواجا کا دلکش منظر اس عہد میں بے نظیر تھا

مولانا اکبر شاہ خاں صاحب کا نام ہی اس کتاب کے اہم ہونے کی بڑی ضمانت ہے اور ناظرین مولوی اس کو بہت پسند کریں گے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۵/ کل ۱۱/

شامی جہاد

یہ علامہ واقدی کی تاریخ شام کا ترجمہ فتوح الشام سے ماخوذ ہے اس کا انداز بیان بہت دلچسپ ہے کیونکہ حضرت خواجہ حسن نظامی کی تالیف ہے اور اس کے انداز بیان میں ہی وہ جادو ہے جس سے غیرت اسلامی جوش میں آجاتی ہے، شام فتح کرنے کے سلسلہ کے صدہا ولولہ انگیز واقعات اس کتاب میں ہیں، پانچسو صفحہ کی ضخیم کتاب ہے اگر آپ کو ابتدائے عروج اسلام کا سچا نقشہ دیکھنا ہے تو یہ کتاب منگائیے واقعہ یہ ہے کہ اس کو ختم کئے بغیر نیند حرام ہو جاتی ہے۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ ۸/ محصول ڈاک ۵/

گروہ مشاہیر

مصنفہ مولانا اثر لکھنوی، تاریخ کا مطالعہ میں جو مولانا مرحوم کو شہرت ملی ہے وہ یگانہ ہے اور تحریر کی دلکشی جو ان کی تصانیف کو میسر ہے شاید ہی کسی دوسرے مصنف کو حاصل ہو اس کتاب میں حسب ذیل مشاہیر کے حالات ہیں محمود ایاز، علی بیگ، ابن حزم، قوم چنگیز، ہرقل، ابو الحکم، ابن منیر، حسان بن ثابت، افلاطون، بیضی مال، الپ ارسلان، میر علی شیر نوائی ان مشاہیر کے حالات پڑھنے سے معلومات میں اضافہ ہونے کے ساتھ لطف لٹریچر بھی ہے، قیمت ۸/ رعایتی ۷/ محصول ڈاک ۵/ کل ایک روپیہ تین آنے

لیڈی حلیمہ خاتون

جنہوں نے بڑے بڑے پچاس پنڈتوں اور دو جی کیلوں سے مباحثہ کیا، بارہ روز مناظرہ رہا آخر میں اسلام کی فتح ہوئی اور لیڈی موصوف نے اپنی بقیہ زندگی تبلیغ کے لئے وقف کر دی بالکل سچا واقعہ ہے جس کو ابو السلم مولانا محمد حسن الدین خاموش نے بطرز سوال و جواب دو سو صفحات میں سلسلہ مباحثہ قلمبند کیا ہے، کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ شروع کرنے کے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا اور کھانا پینا اور نیند تک حرام ہو جاتی ہے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہر شخص مناظر ہو سکتا ہے قیمت رعایتی ۱۰/ محصول ڈاک ۵/ کل ۱۵/

ساوتری

ایک ہندو خاندان کا سچا افسانہ جو تبلیغی مقاصد کے لئے بہت مفید ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ کس طرح کا ایک ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزاروں مصائب برداشت کئے اور باوجود دیکھ لوہے سے داغے جانے کے بھی آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ تمام ہندوستان میں مقبول ہے اور معاصر صحائف اور اہلحدیث نے خاص طور پر اچھی تنقیدیں لکھی ہیں اہل خیر حضرات اس کو مفت تقسیم کرتے ہیں قیمت چھ آنے محصول ۵/

نامور خواتین

جنہوں نے اپنے حسن عالمتاب کی بادشاہی کی سلطنت قدموں میں روندیں، جنہوں نے بہادروں اور شجیعوں کی تلواریں کند کر دیں، جنہوں نے وارفتہ حسن لیلیٰ کے جیسے جانباز اپنی چاندسی صورت پر قربان کرا ڈالے۔ اس کتاب میں ۳۰ ایسی خواتین کے حالات ہیں جن کے نام یہ ہیں: زبیدہ خاتون، ام البنین، رابعہ بصریہ، محمد، زبیدہ، رابعہ شامیہ، شہد الکاتبہ علیہ بنت مہدی، قطر الندی، خیزران بنت التسمی، ام ہانی مریم، فاطمہ فقیہہ، فاطمہ نیشاپوریہ، ولنجا ملکہ بلقیس، ملکہ سبا، ملکہ زنوبیہ، ام ابان مخشیہ وغیرہ مجلد ۱۲/ محصول ۵/ کل ۱/

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑوا دیا اور عیسائیوں نے چھین لیا اس وقت یہاں کا کیرکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے دغا نہیں کرتے تھے، اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے اس پر حملہ کیا، تو انہوں نے وطن عزیز کی خاطر ملک پر جان قربان کر دی جہاں عیسائی سپہ سالار مارے جاتے تھے وہاں ایک پیر و اپنے ملک اندلس کی جان بچانے کی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے، کیونکہ مولانا راشد الخیری مد ظلہ العالی کی تصنیف ہے قیمت ۸/ محصول ڈاک ۵/ کل ۱۳/

مذہبی انسان بنیے مسلمان پابند رو ایماندار مسلمان بننے میں ہی زندگی کا لطف ہے یہ کتابیں پڑھیے اور انکو راہ پر لائیے

گھر کا مولوی (مجلد)

مجلد ۔۔ صفحہ کی یہ وعظ کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے اسمیں ایک سو سات وعظ ہیں جنمیں تمام امراض روحانی مثلاً حسد، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، ظلم، غصہ، غمازی، زنا، لواطت، ترشکہ ترتیب وار تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور مذمت ہیں، نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی، اخلاق حسنہ کے متعلق بہت سے وعظ ہیں۔ اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک وعظ بیان کر دیا جائے، تو بہت فائدہ ہو، قیمت ڈیڑھ روپیہ

بارہ مجالس

وعظ کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب ہے اسمیں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پروانے (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل رسول (۷) اسوۂ رسول کریم (۸) محبت رسول (۹) فضائل اخلاق حسن معاشرت (۱۰) اسلامی دور (۱۱) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۲) واقعات کربلا یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اسکی خوبی یہ ہے کہ بہت ہی تھوڑی اردو جاننے والے بھی بہت آسانی سے پڑھ لیتے ہیں، قیمت مجلد ۱۲ر، محصولڈاک ۵ر

میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیسے بن سکتے ہیں، یہ آپ کو کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہوگا۔ آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں، ایک اچھی بیوی کا اچھا خاوند بھی بن سکتا ہے۔ جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے یا اسلامی قانون ایک ایسا عمدہ ہوگا جس سے آئندہ نسلیں بہتر ہونگی، دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوگا، آپ دونوں کے فرائض تفصیل سے بتائے گئے ہیں اسلئے ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہوگی قیمت ۸ر محصولڈاک ۶ر کل ۱۴ر

تازیانۂ شیطان

یعنی شرح تعوذ، اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کیساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارہ میں قرآن شریف میں جتنی آیات آئی ہیں انکی تفسیر و مطالب کا بیان، شیطان کی سرگزشت آدم علیہ السلام کی تخلیق، شیطان کی دشمنانہ قوت شیطان کی مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم سے تا ایندم اسمیں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو گئے ہیں آنحضرت کا صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی جس سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے مجلد کتاب ۲۰۸ صفحات قیمت دس آنے محصول ۴ر

تعزیرات دوزخ

اس کا دوسرا نام تنبیہ الغافلین ہے یہ کتاب پڑھ کر پھر گناہوں کا ارتکاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا کام ہوگا۔ اللہ کی وعیدات سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اسمیں حسب ذیل بیانات ہیں: تارک بیان، تارک نماز، تارک سنت، شرک، گناہ کبیرہ، تقدیر کا بیان دنیا کی دوستی اور اس کی محبت، قیامت کا بیان رمضان کا بیان، حج کا بیان، خاوند بیوی کا بیان، جھوٹ، کذب، حسد، دشمنی، تکبر، غرور نیک و بدخلق، نیک لوگوں کے قصے، توبہ کرنا سود کھانے والوں کا حشر، شراب کا بیان جنت و دوزخ کا بیان، ۲۴۰ صفحات کی کتاب ۱۲ر محصول ۶ر

اسلامی زندگی

مسلمانوں کو دینی معلومات کیساتھ دنیاوی تعلیمات سے آگاہ کرنیوالی اردو کی تنہا کتاب ایک مسلمان کی زندگی کے دو ہی دینی اور دنیاوی پہلو اس کتاب میں دکھلائے گئے ہیں اس کے علاوہ اسلامی تمدن، اسلامی معاشرت اور زندگی میں روزانہ پیش آنیوالی اسلامی ضروریات خواہ ان کا عبادات سے تعلق ہو یا معاملات سے تعلقات ہو یا فرائض سے خواہ کچھ بھی ہو اس کتاب میں موجود ہے ایک مسلمان کے پیدا ہونے سے لیکر مرنے تک اور مرنے کے بعد تک جن باتوں کا جاننا ضروری ہے وہ سب اس کتاب میں ہیں، قیمت ڈیڑھ روپیہ

زبدۃ النصائح

ترجمہ کتاب حکیم روحانی منبہات ابن حجر عسقلانی یہ وہ مشہور و معروف کتاب ہے جسکا ترجمہ تقریباً سب زبانوں میں ہو چکا ہے اسمیں صحابہ کرام کے اقوال اور بزرگان دین کے اقوال اہل یقین کے بعض اقوال پہلا باب اسمیں ہر نصیحت میں دو باتوں کا ذکر ہے دوسرا باب اسکی ہر نصیحت میں تین باتوں کا ذکر ہے اسی طرح اسکے دس باب ہیں اور ہر باب میں جو نصیحت ہے اسمیں چار یا پانچ چھ سات۔ آٹھ نو دس تک نصیحتیں ہیں اور ایسی ایسی انمول باتیں ہیں جو آپ نے ابتک نہ سنی ہونگی ۲۰۰ صفحات۔ قیمت صرف ۱۲ر محصولڈاک ۶ر

خاموش تبلیغ

ملت اسلامیہ آج جس نازک دور سے گذر رہی ہے اس سے ہر شخص واقف ہے مسلمانوں کا افلاس روز بروز بڑھ رہا ہے مسلمان غیر شرعی مراسم کے باعث تباہ ہو رہے ہیں، اور کروڑوں روپیہ غیر مسلم لیجاتے ہیں جا بجا کے حالات سے متاثر ہو کر مولانا احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند نے ایک دستور العمل لکھا ہے اس کتاب میں اصول تجارت مسئلہ سود، ہندو مسلم اتحاد کی حقیقت، الحرب کی تعریف شادی و غمی کے مراسم، بنکوں کے سود کا حکم، انگریزی تعلیم، اسلامی تبلیغ پر مفصل بحث ہے قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶ر

مرنے سے پہلے (توبہ)

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں کی توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اس لئے آپ کتاب توبہ منگا کر پڑھ لیجے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کی ضرورت، توبہ کا عملی ثبوت۔ توبہ کے بعد کی حالت۔ توبہ کیوں کی جائے، توبہ ہی تمام دنیا سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائینگی مرا ہر بال منور ہو جائیگا، اور اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کرکے مرنے تو جنت عقبیٰ کی راحت ہے قیمت دس آنے محصول چھ آنے۔

مرنے کے بعد (کیا ہوتا ہے)

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کیلئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات کی کتاب یہ ہے، مختصر فہرست مضامین یہ ہے: فلسفہ دوزخ، فلسفہ روح، تناسخ، حقیقت موت، عیادت، سکرات موت، تلقین، جسم سے روح کی پرواز، حضرت آدم کی وفات، ایمان و کفر، نیک روحیں علیین، ابرار، مقربین، برا خاتمہ، بری روحیں، سجین، کفار کی ارواح، سوال و جواب منکر نکیر، عالم برزخ عذاب و ثواب، قبر کا عذاب تجہیز و تکفین، نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر وہ جو بزرگ اولیاء کے وفات کے بعد وہ جو بڑے اولیاء کو بتلائی قیمت ۱۲ر

مساوات المسلمین

فخر و نسب پر غرور کرنیوالے مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد کیسے شرمسار ہیں جب انہوں نے حضور کا فرمان پڑھا کہ اے قوم قریش اللہ نے تمہاری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا، تمام انسان آدم کی نسل سے اور آدم مٹی سے بنے تھے ہندوستان میں مسلمانوں کے رائج رسم بھی ایسے ابتک اٹھا نہ ہوا۔ اور بڑے باپوں کے بیٹے اپنی بے وجاہتی کو نسب کے دامن میں چھپانے اور بیچارے مسلمان بھی برہمن شودر بننے لگا اس کتاب نے ایسے مغروروں کی پول کھولدی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے، قیمت چھ آنے

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جسپر آپ قابو چاہتے ہیں، وہ دل کسی کا ہو مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، محکوم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو، بہر حال یہ سمجھئے کہ آپ اس پر قابو حاصل کر لیں گے، اگر آپ نے تسخیر القلوب منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اس کے عامل بن جائیں۔ احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کا مطیع کرنا، اپنے نفس پر قابو پانا صفات کا منتخب کرنا، فیصلہ کرنا اس کتاب کے ادنیٰ کے لئے سولہ باتیں ہیں نہایت دلچسپ عجیب و غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی ہے، قیمت ۸ر محصول ۶ر

غالباً آپ کو اس بات کی ضرورت ہے کہ بچوں اور عورتوں کو اسلامی تعلیم دیں، آپ ہی اپنے بچوں اور عورتوں کے لیے اسلامی تعلیم دیجئے

دس زنانہ بستہ

دس علمی پیولوں کا گلدستہ یا دس جیتی جاگتی کتابوں کا مجموعہ (۱) بسم اللہ کی کتاب (۲) کہانیوں کی کتاب (۳) کھیل کی کتاب (۴) لکھنے کی کتاب (۵) نماز کی کتاب (۶) کھانا پکانے کی کتاب (۷) تندرستی کی کتاب (۸) تہذیب کی کتاب (۹) پرھنے کی کتاب (۱۰) اصلی جہیز۔ جو کتاب جس مضمون پر شروع کی ہے اس کو مکمل کر دیا ہے اپنی بچیوں کو ضرور اس کتاب کی تعلیم دیجئے تاکہ وہ گھرداری کے تمام کاموں سے واقف ہو جائے اور ساتھ ہی مذہبی معلومات سے بیگانہ نہ رہے۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۴ر

آٹھ اسلامی کتابیں

بچوں کی مذہبی معلومات بڑھانے کے لیے آسان کتابیں ہیں۔ پہلی، اللہ کی نعمتیں، جنتیں، ملائکہ وغیرہ کا بیان۔ دوسری، ایمانیات، عقائد، وضو، تیمم، اذان وغیرہ۔ تیسری، نماز کی پوری تفصیل، اور نماز کے مسائل۔ چوتھی، مرنے کے بعد اور جینے کے حالات کا بیان۔ پانچویں، زکوٰۃ کا بیان، اور روزہ کا پورا بیان۔ چھٹی، حج کا بیان اور حقوق کا بیان۔ ساتویں، ارکان ایمان، ارکان اسلام مختصر۔ آٹھویں، حقوق العباد، توکل اور گناہ وغیرہ۔ آٹھوں کی ضخامت ۲۰۴ صفحے۔ قیمت یکجا جلد سوا روپیہ، محصول ۱۰ر

سات اخلاقی کتابیں

اس میں حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں، اور ہر کتاب اور توں کے لیے بہترین اصلاحی ہے۔ مرتبۃ المستورات، عورتوں کی مذہبی معلومات۔ التربیۃ الاولاد بچیوں کو ادب سکھلانے کے لیے۔ اتفاق فائدہ داری، مضمون نام سے ظاہر ہے۔ کھانا پکانا، ہمیشہ کام آنے والی کتاب۔ ہنر آموزی، مختلف ہنروں کی بابت۔ لیڈی ڈاکٹر، اس میں مخصوص نسوانی امراض کا علاج ہے۔ اخلاقی گیت، مضمون نام سے ظاہر ہے۔ کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملتی سب یکجا مجلد ہے ۲۰۴ صفحات۔ قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر

پانچ سلسلہ تعلیم

جس کو مسلمانوں کی مذہبی تعلیم کے لیے حضرت مفتی محمد کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا ہے۔ اس کے پانچ حصے ہیں۔ اول قاعدہ جو بچوں کے لیے۔ پہلا حصہ جس میں عقائد کا بیان، تین وطہارت۔ دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان۔ تیسرا حصہ، اس میں عقائد اور نماز کا بیان۔ چوتھا حصہ جس میں زکوٰۃ، حج اور حقوق العباد وغیرہ۔ اب تک ان رسائل کی شہرت اور قبولیت کا یہ حال ہے کہ شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو۔ پانچوں حصے ایک جگہ مجلد۔ قیمت فی جلد مجلد ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ر

تین دینی کتابیں

۱۔ چالیس پیغمبروں کے حالات بہت آسان زبان میں تاکہ بچے عورتیں کم پڑھے لکھے مرد آسانی سے پڑھ سکیں کاغذ چھپائی اعلیٰ ۸۰ صفحات

۲۔ اقوال الرسول بچوں اور عورتوں اور کم پڑھے لکھے مردوں کے لیے صحاح ستہ کی منتخب ترا احادیث کا صحیح ترجمہ روزمرہ کی باتیں ۹۲ صفحات

۳۔ عقائد حنفی۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی کی کتاب العقائد کا بہت آسان ترجمہ قابل مترجم نے بڑی محنتوں کو آسان طریقہ پر ترجمہ کیا ہے کہ بچے عورتیں بھی سمجھ لیں۔ قیمت ہر سہ جلد صرف دس آنے مجلد ہے محصول ڈاک ۶ر

تین عربی والے قاعدے

۱۔ اسہل القرآن، یہ عربی اور اردو دونوں کا قاعدہ ہے ۴۸ صفحہ کی ضخامت ہے ابتدا میں ٹھیک ترتیب لفظ دیئے ہیں، اور قیمت ۳ر ہے پانچ

۲۔ یسرنا القرآن۔ قرآن شریف پڑھنے کا یہ قاعدہ جس کے پڑھ لینے کے بعد چھ مہینے میں ابتدائی کے بچے قرآن شریف خود دیکھ کر پڑھ لیتا ہے قیمت ۳ر

۳۔ ختم القواعد۔ عربی پڑھانے کا ایسا قاعدہ جس کا اندازہ مکتبی بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھ کر اس قدر سہل ہے کہ اور کوئی قاعدہ اس کے مقابلہ کا نہیں دیکھا گیا۔ قیمت ۱ر دس کے ۱۷ یا تو ایک روپیہ کے منگالیجیے یا اور کتابوں کے ساتھ

دو اردو کے قاعدے

۱۔ عام فہم قاعدہ اردو پڑھانے کا ایک عجیب و غریب قاعدہ ہے ۲۴ صفحے کی ضخامت ہے مع تصاویر ہے، بہت چھپا ہے اور بہت مقبول ہو گیا۔ اس میں اردو پڑھانے کا طریقہ ہے جس میں اچھے استادوں کے لیے بڑی آسانی ہے قیمت ۱ر

۲۔ معلم الاطفال، بڑا سرکہ الآفاق سبز قاعدوں میں یکتا، بڑی خوبی اس میں یہ ہے کہ اگر مفرد الفاظ شروع میں ہیں تو آخر تک سبق میں ان کو دہرایا گیا ہے تاکہ خوانندگی بڑھنے کی حاجت ہی نہیں رہتی اور بار بار وہ الفاظ ذہن نشین ہوتے رہیں۔ قیمت ۱ر ایک روپیہ کے ۲۰

مرقاۃ العربیہ

ایک مدت سے یہ غلط خیال قائم ہو گیا ہے کہ عربی حاصل کرنا مشکل ہے مرقاۃ العربیہ ایسی خیال کو دور کرنے کے لیے لکھی گئی ہے۔ لائق مصنف نے مضامین کی ترتیب اس خوش اسلوبی سے قائم کی ہے کہ بغیر کسی اعلیٰ استاد کی مدد کے اس کتاب سے عربی سیکھ سکتے ہیں، تمام کتب میں کوئی بات ایسی نہ ملے گی جس کے سمجھنے میں دقت ہو، نیا دیا ہر ہر سبق عربی قواعد کے لیے ایک نہایت صاف اور سہل الفاظ میں قاعدہ کا ذکر ہے اور جس میں بہت سی مثالوں سے اس قاعدہ کی تشریح ہے۔ ہر سہ جلد کی قیمت عمر ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک علاوہ

معلم عربی

ہر مسلمان کی دلی خواہش ہے کہ وہ عربی اتنی ضرور جان جائے جس سے وہ قرآن کو سمجھ کر پڑھ سکے اگر صاف نہ بھی معلوم ہوں تب بھی الفاظ کے معنی تو معلوم ہو جائیں۔ عربی پڑھنے کا قدیم طریقہ بہت طویل تھا، اس کے ابتدائی صرف و نحو ہی جی چھڑا دیتی ہے۔ معلم عربی میں صرف و نحو کے طویل سلسلہ میں چھوڑ کر اس انداز پر عربی پڑھنے کا طریقہ بتایا گیا ہے کہ ہر شخص اگر تھوڑے تامل سے ایک سبق روزانہ پڑھ لے تو تین مہینے میں وہ خاصا قرآن کا مفہوم سمجھنے لگے اور اس کے بعد نماز میں کیسی پر کیف ہوتی ہیں اس کا اندازہ کیجئے۔ قیمت ۸ر محصول ۴ر

مونسٹر انگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں وہ پہلے سے ہر مہینہ اعلان ہوتا ہے کہ خط پڑھیئے تین مہینے میں انگریزی آ جائے گی اور حقیقت یہ ہے کہ آ رہی ہے اسی وجہ سے ہر مہینہ صدہا کتابیں فروخت ہوتی ہیں، اور اسی انداز سے برابر بکتی رہی ہیں، اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو بغیر استاد کی مدد کے آپ انگریزی پڑھنے کا کام بخوبی چلا لیں گے، اب تو یہ اشتہار ہی نہیں دعوے ہے کیونکہ اس کے خلاف شکایت نہیں ملی یہ وہ طلسمی کتاب ہے کہ جن کے پاس پہنچ گئی وہ یقیناً کامیاب ہوا ہے ۲۳۴ صفحے قیمت ایک روپیہ

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سیکھ بولنا آ جاتا ہے یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی سے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے دو فاضل حضرات نے سالہا سال کی محنت سے فارسی زبان کو اردو میں ڈھالا ہے، شروع کتاب میں فارسی کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو کے ساتھ جمع کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ہزاروں کی تعداد میں لکھے گئے ہیں اس کے علاوہ ہر قسم کے کاروباری خطوط کے نمونے، عرضیاں، بیٹیاں، تجارتی اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں درج ہیں۔ قیمت ۱۲ر محصول ۶ر

کریم اللغات مجلد

فارسی زبان کے ۲۰ ہزار الفاظ کے لغات کی یہ کتاب آپ کو غیر ہی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو آپ روزمرہ بولتے ہیں لیکن ان کے معنی سے ناواقف اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہو جاتا ہے پڑھے لکھے لوگوں میں جب اس کی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا افسوس آتا ہے اتنی بڑی بات کے لیے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے، جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے دو چار مہینوں میں آپ کی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں اور برجستہ الفاظ آ جائیں گے مجلد ۴۰۰ صفحات قیمت ۱۲ر

عورت کی معلومات سے بے بہرہ ہر مرد کی ازدواجی زندگی ناکام رہتی ہے۔ آپ [illegible]

عورت با تصویر

پہر لگا [illegible] جن کی رعنائیاں دیکھنے سے پہلے [illegible] کہ تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں اس کتاب میں یورپ و امریکہ کی بہترین مشق کا ری کا خاکہ کھینچا گیا ہے۔ عورت نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے، عورت کے پوشیدہ [illegible] جسم عورت کی فطرت [illegible] عورت کا ترتیب عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی [illegible] عورت کی زندگی کے متعلق کوئی بات پوشیدہ بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ہو [illegible] کے قریب فوٹو وغیرہ تصاویر ہیں قیمت دو روپیہ

شب عروسی کا تحفہ

پڑھ لینے کے بعد شب عروسی کی سب باتیں معلوم ہو جائیں گی شب عروسی کے وقت عموماً دوست لوگ کچھ نہ کچھ تحفہ دیا جاتا ہے۔ اگر آپ اپنے دوستوں کو ایسے موقعہ میں کوئی بہترین تحفہ دینا چاہتے ہیں تو صرف یہ کتاب دیجئے۔ شب عروسی اصلی [illegible] زندگی کا پہلا ورق ہے یا تکمیل [illegible] کا نام عروسی کی پہلی سیڑھی ہے اگر اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس زینہ پر قدم رکھا جائے گا، تو وہ ایسا کامیاب قدم ہو گا کہ انسان کی یہ فطری مسرت ہمیشہ ہمیشہ برقرار رہے گی۔ قیمت ایک روپیہ ہے جو اس کے منافع پر سود و صد قہ ہے محصول [illegible]

لذت شباب

شباب [illegible] بہتر ہو تو لذت شباب [illegible] کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ شباب کو موسم بہار کس طرح برقرار رکھ سکتے ہیں، عورت کے تعلقات کیا ہیں جن کی ملکہ کو کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار شباب کس طرح وقت خزاں ہوتا ہے، شباب کی روشنی ہوتی دیوی کس طرح فنی ہے عورت اگر عورت کو اور مرد اگر مرد سے اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں، لذت شباب میں سرستانی شباب کو حیات تازہ بخشنے کے لیے صد [illegible] مجرب ہیں۔ مع فوٹو بلاک ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

شب نامچہ عروسی

ایک مست [illegible] شب نامچہ ہے سہاگ کی چند [illegible] افسانوں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے بھر نکلتے ہیں، یہ صرف چند [illegible] کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرت کے راز اسی کتاب سے معلوم ہوتے ہیں، جنسی اور جنسی معلومات۔ یہ شاید ہی کوئی دوسرہ کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں [illegible] کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی [illegible] دولہا کے ساتھ آنکھیں بھی لطف اندوز قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

شب عروسی کے افسانے

وہ لذیذ کتاب ہے جو شب عروسی کے تمام لذائذ کو یکجا جمع کرنے میں کامیاب ہوئی ہے اس [illegible] نام عروس تو یہ کتاب کے نام سے ہی [illegible] ہے کہ یہ کتاب کیسی ولادیز ہو گی اور واقعہ یہ ہے عروس [illegible] ہی ہے یہ کتاب جس [illegible] لذت معطر جذبات کی آئینہ دار ہے، شب عروسی کے متعدد افسانے [illegible] آجاتے ہیں جتنے افسانے ہیں اتنے ہی طریق [illegible] اس زندگی کی سب سے بہترین [illegible] زندگی کا [illegible] قیمت ایک روپیہ محصول [illegible]

سہاگن کا سہاگ

سات سہیلیوں کا جھرمٹ، سات مست شباب لذیذ راتوں کی لذیذ داستانیں، ان میں سب عجیب ہے جو تخیل کی لذت میں ہو سکتا ہے، پہلیوں کی پر لطف نوک جھونک، محلات لکھنؤ کی خاص زبان ہے شب عروسی کی داستانیں، ازدواجی زندگی کے اہم ترین پوشیدہ راز غرضیکہ سہاگن کا سہاگ دنیا کے [illegible] میں اپنے طرز کی انوکھی کتاب ہے جس کو شادی کے جلسہ میں سات دلہنوں نے بیان کیا بڑی لذت یاب اور پر کیف کتاب ہے متعدد حسین فوٹو بھی ہیں، قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک [illegible]

دوشیزہ کی ڈائری

ایک دوشیزہ نازنین کے دل میں کس قسم کے پوشیدہ جذبات پیدا ہوتے ہیں، شادی سے پیشتر کیا [illegible] کرنا چاہتی ہے شادی کے بعد اس کے لئے کن باتوں کا علم ضروری ہے حسن شباب کی حفاظت کس طرح کی جاتی ہے اور دوشیزہ کی پر کیف زندگی میں عیش و مسرت کی بہار کس طرح لوٹی جاتی ہے، ان تمام باتوں کا جواب آپ کو دوشیزہ کی ڈائری میں ملیگا ایک مست شباب دوشیزہ کی زبان سے ان تمام پوشیدہ جذبات کی کیسی تصویر کھینچی گئی ہے فوٹو بلاک کے متعدد حسین و جمیل تصویر [illegible] کتاب کی زینت ہیں اور اضافہ کر دیا ہے۔ قیمت دو روپے

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفریں لذت اسی وقت ہو سکتی ہے جبکہ تم اس کے حسن و جمال کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو۔ اولاد کی [illegible] ہے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں جاتی ہے بلکہ غریب والدین کے لئے [illegible] سوہان روح ہوتی ہے اور [illegible] ولادت سے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول انگریزی طبی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت [illegible] ہو جائے گی اور یقین کیجئے کہ اولاد کی پیدائش اختیار میں ہو جائے گی۔ قیمت ایک روپیہ [illegible]

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں انتہائی [illegible] چونکہ مرد اور [illegible] عورت سے مواصلت [illegible] کیف افزا [illegible] دنیا کی [illegible] بنا دیا ہے یوں تو عورت کی لذت دنیا میں [illegible] ہزاروں ہستیاں ایسی موجود ہیں جو عورت [illegible] کی بہاروں میں مشاہدہ کرتے [illegible] ہیں [illegible] زندگی [illegible] بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شبہائے [illegible] اس وقت تک حاصل کیا جا سکتا ہے [illegible] عالم ہے اور لااعتبار نہ ہو یہ کتاب مواصلت کا [illegible] پیمانہ چھلکتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے [illegible]

بہار شباب

جنسی کتابوں میں یہ [illegible] اسلوب بیان کو انتہا رہا ہے وہ جذبات کی سچائی ہے۔ یہ جنسی مطالعہ کے لئے خواہ کتنی ہی لذیذ کیوں نہ ہو، لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس میں انسان جوانی و جوانی کو قابو میں رکھ کر چاہتا ہے، کہ یہ الفاظ قائم رہے، بہار شباب میں آپ ہی [illegible] جو انکی پر کیف زندگی کو دوام کرنے کے [illegible] حفظ ما تقدم کی ہزاروں باتیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک [illegible]

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تیار ہوا ہے [illegible] اس کتاب [illegible] لذت شباب کے جوہر عورت کو [illegible] اس کے [illegible] کے [illegible] [illegible] محصول [illegible]

دوشیزہ کی جوانی

[illegible] بہار پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا [illegible] اس کتاب سے ہو گا، جو طلوع شباب کے [illegible] ہیں وہ وہ عجیب باتیں بیان کی [illegible] کیفیات معلوم کر کے ششدر رہ جائیں [illegible] نوجوان مرد جب شادی کی منزل میں قدم [illegible] تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ [illegible] جذبات [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

بے مثال جو بیسویں صدی کا والقرآن سبحان الذی کتنا قیمو

کاش میرے پاس روپیہ ہوتا اور میں سب خرید لیتا مقبولیت کی جھلک اس ہدیہ پڑھنے والے اس ترجمہ چالیس صفحہ کا مقدمہ

کاغذ چکنا سفید اور بہت ہی اعلیٰ ہے

[illegible]

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ باخانت دہ ڈبائی روپے محصول ڈاک جودہ آنے چھپائی سیاہ چکدار حمیدیہ پریس دہلی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ

الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ

نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اِهْدِنَا

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ

اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

منزل ۱

[illegible]

ہم نے [illegible] ۔۔۔ حسین نے جان قربان کر دی

واقعہ شہادت امام حسین [illegible] کے بعد

تاریخ نے فی صدی شیعہ نہیں سنی بیان کیا [illegible] حمایت حق کا وہ فقید المثال کارنامہ ہے کہ دنیا اپنی آفرینش سے آج تک [illegible] واقف نہیں۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے شہادت کی [illegible] اس کی تفصیلات مستند طریقہ پر پیش کی ہیں [illegible]

[illegible] کا مولوی "شہید نمبر" [illegible]

اور تاریخ شہادت کا ایسا بے نظیر مجموعہ [illegible]

حسینؑ کی حمایت آج بھی آپ کر سکتے ہیں

اس کا جواب بھی انشاء اللہ [illegible] ہو گئی ہے۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ حسین علیہ السلام [illegible] شہادت [illegible] حمایت ہے کہ مستند واقعات شہادت کی تبلیغ کریں۔ تاکہ لوگ حمایت حق کے راستہ پر آ جائیں اور اس زمانہ میں حسین علیہ السلام کی حمایت ہو۔

ہر زمانہ میں حسینؑ پر درود پڑھنے والو، حمایت حسین کا وقت آ گیا ہے

اٹھو اور مولوی کے شہید نمبر کو ہندوستان کے [illegible]

۱۳۵۵ھ کا سب سے بہتر شہادت نامہ

مولوی کا شہید نمبر ہی انشاء اللہ ہو گا۔ حق کی حمایت، [illegible] اور مال و اولاد کی خدا کی راہ میں قربانی کا سب سے بڑا نمونہ [illegible]

[illegible] مولوی کے شہید نمبر میں ہے شہید نمبر [illegible] شہادت کی تاریخ بتانے گا شہید نمبر وفات رسول کے بعد سے شہادت حسین تک کی اسلامی تاریخ ہے شہید نمبر واقعات کربلا کی [illegible] مستند کتاب ہے شہید نمبر کا ایک ضمیمہ [illegible] ممکن ہو گا۔ اس لئے یہ سب کے لئے نہیں، مولوی کے لئے نہیں [illegible] امام کے [illegible]

ایک خریدار اور بنا کر اس کا چندہ [illegible] حضرت امام کی [illegible] صاحب مقدرت حضرات نے [illegible] ایسے حضرات کو ایک روپیہ کے بارہ پرچے ملیں گے۔ شہید نمبر نمونتاً مفت کسی کو روانہ نہیں ہو گا، اس لئے نمونتاً [illegible]، شہید نمبر کی فہرست مضامین ملاحظہ فرمائیے

[illegible] کربلا	حضرت عثمان کی خلافت	بزرگوں کی بزرگانہ لڑائی	[illegible] کا پہلا اعلان	[illegible] امام کی [illegible]
[illegible] نسلی کی کرشمہ سازیاں	حضرت ابوذر غفاری	قاتلان عثمان کی کرشمہ کاریاں	[illegible] کو الوداعی سلام	[illegible]
[illegible] امیہ اور بنو ہاشم	[illegible] کا فتنہ	حضرت زبیر و طلحہ کی شہادت	حضرت امام کا سفر کوفہ	[illegible] منظر کی [illegible]
[illegible] سفیان کی معاندت	مدینہ منورہ میں اجتماع	[illegible]	[illegible] کو آخری سلام	[illegible]
[illegible] بنی ہاشم کی چوکھٹ پر	حضرت عثمان کے خلاف [illegible]	[illegible] حضرت علی کی واقفیت	[illegible] کا [illegible]	[illegible]
[illegible] رسالت اور [illegible]	خلیفۂ اسلام پر دوسری یلغار	[illegible] کا [illegible]	حضرت امام اور [illegible]	[illegible] انتقام کی [illegible]
[illegible] کریم کی جانشینی	مروان کی شرارتیں	خوارج کا ظہور	[illegible]	[illegible] کا انجام [illegible]
[illegible] حضرت صدیق اکبر	مروان کا جعلی مکتوب	حضرت [illegible] کے خلاف سازش	[illegible] و مصائب کا [illegible]	[illegible]
[illegible] بیعت کا [illegible]	حضرت عثمان کے گھر کا محاصرہ	حضرت علی کی شہادت	[illegible]	[illegible]
[illegible] کا حیرت انگیز ایثار	[illegible] رسول کی بے گور و کفن لاش	حضرت امام حسن کی خلافت و شہادت	[illegible]	[illegible]
[illegible] صدیق کا انتخاب	حضرت علی کا خلوص و ایثار	اسلام میں [illegible] کا ظہور	[illegible] کی ترتیب	[illegible]
[illegible] قرطاس اور آغاز نزاع	حضرت علی کی خلافت	[illegible] کی بیعت اور [illegible] کی موت	[illegible]	[illegible]
[illegible] خلافت اور اسلام کا انتخاب	[illegible]	معرکۂ کربلا	حضرت [illegible] امام پر	[illegible]
[illegible] صدیق اکبر کی خلافت	لشکر [illegible] کی حرکت	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] حضرت عثمان کی خلافت	حضرت علی [illegible]	[illegible]	[illegible] کی شہادت	[illegible]
[illegible]	حضرت عائشہ [illegible]	یزید کی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	دنیا کی سب سے [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

مولوی

ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس دہلی کوچہ چیلاں سے شائع ہوتا

جلد ۱۸ | بابت ماہ ذی الحجہ [illegible] ہجری | نمبر ۶

خطبہ

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدی اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اما بعد قال اللہ تعالیٰ فی القرآن المبارک ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین۔ وقال اللہ تعالیٰ لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم وقال اللہ تعالیٰ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ ورسولہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وعلی عباد اللہ الصالحین۔

یا معاشر المسلمین۔ اس رب کعبہ اور پروردگار ابراہیم کی حمد و ثنا کرو جس نے اپنے بندے اور ہمارے آقائے نامدار تاجدار مدینہ کے جد امجد ابراہیم کو امتحان و آزمائش میں ڈال کر ان کے اخلاص کو ہرکھا اور یہ کہہ کر دونوں باپ بیٹوں ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ کو مدارج علیا سے سرفراز فرمایا اب امتحان میں پورے اترنے کے بعد قیامت تک کے لئے ان کی یادگار قائم کر کے ان کی تبعیت ہم پر واجب کر دی اور درود و سلام بھیجو اس نبی برحق پر جس کی بعثت کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے کی ربنا وابعث فیھم رسولا منھم یتلوا علیھم ایٰتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم

برادران اسلام کامل سال بھر کے بعد وہ یوم سعید و مبارک آگیا جو ہزاروں برکتوں اور آسمانی رحمتوں کا گہوارہ ہے اور جو آج سے چار ہزار سال قبل کے دو برگزیدہ بندوں کے اعمال حسنہ اخلاص و افعال احسان کی یاد تازہ کرتا ہے جنہوں نے اس کے راستے میں اپنی سب سے زیادہ محبوب چیز و متاع کو قربان کرنے پر رضامندی کا اظہار کر دیا اور صرف رضامندی ہی نہیں سیدنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے لخت جگر حضرت سیدنا اسمٰعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے پیشانی کے بل زمین پر لٹا دیا قریب تھا کہ باپ اپنے بیٹے کے گلے پر چھری پھیر کر اس کو راہ میں قربان کر دیتے کہ غیرت خداوندی جوش میں آئی اور اخلاص ابراہیمی پر اس

پر تصدیق ثبت کر دی گئی کہ ونادیناہ ان یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا انا کذلک نجزی المحسنین۔

برادران اسلام۔ عید الضحیٰ جو ہر سال اپنا سایہ ہم پر ڈالتی ہے یاد دلانے آتی ہے کہ ہم بھی اسی راہ پر چل کر خدائے ابراہیم کے ان الطاف و افضال کے مستحق بنیں جو فضل و عطا چار ہزار سال قبل خدائے رحمٰن و رحیم نے اپنے بندوں ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام پر نازل فرمایا تھا۔

برادران اسلام ہم ہر سال عید اضحیٰ کے موقع پر قربانیاں کرتے ہیں مگر اس قربانی کی اصل حقیقت سے بہت کم لوگ واقف و آگاہ ہیں اور جو آگاہ ہیں وہ قربانی کی حقیقی روح کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں حالانکہ قرآن حکیم نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ کی پوری تفصیل دے کر آگاہ کر دیا ہے کہ قربانی کا کیا مطلب ہے اور کس قسم کی قربانی ہمیں کرنی چاہئے اور وہ کونسی قربانی ہے جو بارگاہ الٰہی میں اجر و جزا کی مستحق ہے اور جو فضل و عطائے خداوندی کا دروازہ کھول دیتی ہے۔

حضرات! قربانی جو آج ہم میں سے بہت سے لوگ کریں گے اس کی تاریخ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ نے ایک فرزند کی دعا کی آپ کی وہ دعا قبول ہوئی اور خدا نے ایک بردبار نیز زندگی بشارت دی بشرناہ بغلام حلیم چنانچہ بڑھاپے میں حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے اور جب وہ بڑے ہو کر سن رشد کو پہنچے تو حضرت ابراہیم نے خواب دیکھا کہ وہ اپنے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں آپ نے صبح اٹھ کر اس خواب کی تعمیل دنبوں کی قربانی کی دوسری دفعہ پھر سیدنا ابراہیم نے یہی خواب دیکھا اور صبح اٹھ کر آپ نے اور زیادہ اونٹوں کی قربانی کی تیسری مرتبہ جب پھر آپ نے یہی خواب دیکھا تو آپ کو یقین ہو گیا کہ یہ خداوندی حکم ہے اور قربانی فرزند ہی کا حکم دیا گیا ہے چنانچہ باپ بیٹے کی قربانی کرنے پر آمادہ ہو گیا سیدنا ابراہیم نے خواب کا سارا قصہ بردبار بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام سے بیان فرمایا اور کہا یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک حضرت اسمٰعیل نے جواب دیا یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین اے پدر بزرگوار آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے پورا کیجئے اگر خدا نے چاہا تو آپ مجھ کو صابر پائیں گے بزرگ و مقدس باپ نے بیٹے کا یہ جواب سن کر ان کو زمین پر لٹا دیا اور چھری رکھ دی قریب تھا کہ باپ کی چھری بیٹے کے گلے پر چل کر رشتہ حیات منقطع کر دے کہ قربانی کے مقبول ہونے کی بشارت قد صدقت الرؤیا

[illegible]

برادرانِ اسلام! [illegible] اور جب وہ اپنے لختِ جگر کی گردن پر چھری چلانے کو تیار ہو گئے تو معلوم ہوا کہ وہ اپنا سب کچھ حق کے لئے قربان کر چکے ہیں تو حضرت اسماعیل کو ذبح ہونے سے بچا لیا کیونکہ معلوم ہو گیا کہ سیدنا ابراہیم ہیں اللہ ہی کے لئے ہیں ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین یعنی میری نماز اور زندگی و موت سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے۔

اللہ اور اس کے بندے کے درمیان جو بلند نیاز کا واقعہ گذرا اس میں خدا کو حضرت ابراہیم کی یہ ادا سرفروشی اور جاں نثاری پسند آئی اس لئے اس نے دین حنیف اور ملت ابراہیمی کے پیرو اور متبعین پر قیامت تک کیلئے سنت ابراہیمی واجب کر دی۔

برادران اسلام! آج جو قربانیاں ہم کریں گے وہ سیدنا ابراہیمؑ ہی کی سنت کی پیروی میں کریں گے مگر ہمیں صرف ایک جانور کی گردن پر چھری پھیرنے ہی کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ تنہا ایک جانور کے حلال کرنے سے قربانی کا وہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے وترکنا علیہ فی الآخرین کا مقصد یہ ہے کہ سیدنا ابراہیمؑ کی پیروی ہم پر فرض کی گئی ہے اس پیروی کے معنے یہ نہیں ہیں کہ صرف ایک جانور کو ذبح کر کے ہم فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں بلکہ ابراہیمی سنت کی پیروی کے یہ معنے ہیں کہ اللہ کے لئے اپنے دل کو غیر اللہ سے پاک کریں اور تمام ماسوی کی قربانی کریں جس طرح سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے راستے میں بیٹے کو قربان کر دیا تھا اسی طرح ہمیں اللہ ہی کے لئے اخلاص و صداقت سے اپنے دلوں کو معمور کریں انہیں کی طرح غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر صرف اسکی محبت اور اس کی رضا جوئی کو دل میں جگہ دیں اور اللہ کی محبت کے سوا جتنی محبتیں بھی ہوں ان سب کے گلے پر چھری پھیر دیں حضرت ابراہیمؑ نے اولاد کو بھی اللہ کے حکم کے سامنے عزیز نہیں رکھا اور جب آپ کو یقین ہو گیا کہ قربانی کا حکم اسکی طرف سے دیا جا رہا ہے تو بیٹے کے گلے پر چھری پھیرنے میں ایک لمحہ کی بھی آپ نے دیر نہیں کی حالانکہ یہ وہی فرزند محبوب تھا جس کی آپ نے آرزو کی تھی اور جو بڑھاپے میں آپ کے ہاں پیدا ہوا تھا اور جس سے آپ کو حد سے زیادہ محبت تھی مگر اللہ کے راستے میں زن و فرزند کی کیا حقیقت ہے آپ نے اللہ کے حکم کے آگے گردن جھکا دی۔

پس اے برادران اسلام!

اگر ہم بھی قربانی کرنی چاہتے ہیں تو ہمیں اخلاص ابراہیمی اور تسلیم و رضائے خلیل اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے اور جانور کے گلے پر چھری پھیرتے وقت اپنے نفس کو سامنے رکھنا چاہیئے قربانی کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم گویا اس کا اعلان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت سیدنا ابراہیمؑ کی طرح ہم نے اللہ کی محبت کے سوا سب تمناؤں سب کی محبتوں اور سب کے انتہائی الفت کو دل سے نکال کر پھینک دیا اب اللہ کے سوا ہمارے دل میں کسی کی محبت باقی نہیں رہی اگر اللہ کے لئے قربانی نہ کی بلکہ محض نمود و نمائش کے لئے جانور ذبح کیا تو ایسی قربانی سے کیا حاصل ہو گا کیونکہ خدا تو [illegible]

[illegible] اللہ کی محبت میں ہر شے قربان کرنے کا حوصلہ [illegible] قربانیاں [illegible] مقبول ہوں گی جو خالصۃً لوجہ اللہ کی جاتی ہیں۔

برادران اسلام!

قربانی کا اصلی ثواب اور نیکی کے حصول کی جو خاص منزل ہے وہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک محبوب ترین شے اللہ کے راستے میں قربان نہ کی جائے چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم اس وقت تک نیکی اور ثواب کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اللہ کے لئے وہ چیز قربان نہ کر دو جس کو تم عزیز اور محبوب رکھتے ہو حضرت ابراہیم خلیل المرتبت نبی تھے اس لئے ان کو فرزند کی قربانی کا حکم دیا گیا تھا کہ فرزند سے بڑھ کر اور کوئی چیز انسان کو عزیز و محبوب نہیں ہوتی لیکن اولاد کی محبت کو اللہ کی راہ میں قربان نہیں کر سکتا [illegible] لیکن جانوروں کی قربانی کا حکم دیا گیا مگر اس قربانی میں بھی نہ قربانی باعتبار ثواب اور نیکی کے زیادہ مرتبہ کی ہے جو عزیز و محبوب ہو سکتی ہے کہ جانور کی قربانی بھی عزیز و محبوب ہو سکتی ہے سوال ہے جانور جانور سب برابر ہیں مگر نہیں ایک وہ جانور جسے آپ شوق سے پالیں اور اس کی خدمت کریں اس کی نگہداشت کریں اور ایک اسی وقت بازار سے خریدے ہوئے جانور میں بہت فرق ہو گا جس جانور کو بازار سے خرید کر آپ قربانی کریں گے اس سے آپ کو علاقہ اور واسطہ نہ ہو گا مگر جسے آپ پالیں اور خوشی سے پالیں اور ایک عرصہ تک اس کی خدمت کرتے رہیں اس سے لازمی طور پر آپ کو ایک تعلق اور علاقہ پیدا ہو جائے گا اور اس کی گردن پر چھری پھیرتے ہوئے آپ کا دل دکھے گا اس سے معلوم ہوا کہ آپ کو وہ عزیز ہے ایسے جانور کی قربانی یقیناً موجب اجر و احسان اور باعث ثواب ہے یا مثلاً زن و فرزند کے بعد انسان کو مال سب سے زیادہ عزیز ہوتا ہے اب اگر انسان زیادہ سے زیادہ قیمت دیکر جانور خریدے اور اس کی قربانی کرے تو وہ قربانی کم قیمت کے جانور کی قربانی سے بہتر ہو گی اس لئے بھیڑ بکری وغیرہ کی قربانی گائے کی قربانی سے افضل ہے کیونکہ گائے میں سات حصے ہوتے ہیں اگر سات بکرے خریدے جائیں تو ان کی مجموعی قیمت گائے کی قیمت سے بڑھ جاتی ہے پھر بکریوں کی قربانی میں مال زیادہ صرف ہوتا ہے اور مال انسان کو محبوب و عزیز ہوتا ہے اس لئے گائے کی قربانی کا ثواب بکریوں کی قربانی سے کم ہوتا ہے۔

برادران اسلام!

آج ہم قربانیاں کریں گے یہ قربانیاں اللہ کے واسطے ہونی چاہئیں اور جو سلسلہ لگا چکے کہ یہ خلیل اللہ کی سنت ترک ہو جانے کے عذاب میں ہمیں مبتلا کر دے کہ پھر کہیں خلیل اللہ کی سنت [illegible] ہو سکتی ہے آپ حیران ہوں گے کہ [illegible] سنت خلیل کو ترک [illegible] سکتی ہے [illegible] قربانی کا [illegible] اللہ کے [illegible] اللہ کے سوا کسی کے لئے ہم قربانی نہیں کر [illegible] اللہ کے سوا کسی کی محبت [illegible] [illegible]

... [illegible] ایک قسم کا شرک ہوگا یعنی کوئی طرح ہو [illegible]
کا [illegible] ہے صرف ایک طرح کی خوشی تو موجب ثواب ہے یعنی اللہ
کے لئے قربانی کی جائے اور اس سے نفس کو خوشی ہو باقی دوسرے جتنے
طریقے ہیں وہ یا تو ایک قسم کے شرک ہیں یا گناہ۔ اللہ قربانی کے ثواب کو
زائل کرنے والے مثلاً اپنے ہمسایوں اور عزیزوں میں نام و نمود اور عزت
بڑھانے کے لئے قربانی کرنا اس سے نفس خوش ہوگا مگر یہ قربانی اللہ کے
لئے نہ ہوئی اسی طرح کسی کی دل آزاری کے لئے قربانی کرنی تاکہ دوسرے
کا دل دکھے اور اس کو صدمہ پہنچے یہ بھی اللہ کے لئے قربانی نہ ہوئی بلکہ
ہندوؤں کی دل آزاری کے لئے ہوئی یہ بھی ایک قسم کا شرک ہوا کہ اللہ
کو چھوڑ انسان کی دل آزاری کے لئے قربانی کی جائے۔ بلکہ قربانی کے وقت صرف
خلوص نیت ہو یعنی محض رضائے الٰہی کے لئے کی جائے

پس اے برادران اسلام! اگر تم سنت خلیل کی پیروی کرنی چاہتے ہو
اور اپنی قربانی سے ثواب اور نیکی حاصل کرنی چاہتے ہو تو صرف اللہ کے
لئے قربانی کرو اور رضائے الٰہی کی طرف دھیان بھی مت کرو نہ کسی کی دل آزاری
کرو اور نہ دل دکھاؤ۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری قربانیاں اس پاک و مقدس
جذبہ کے ماتحت بہت کم ہوتی ہیں جس پاک جذبہ کی کارفرمائی سنت
ابراہیمی کی پیروی میں اللہ تعالیٰ کو مطلوب ہے اور جس کی نسبت خدائے
ابراہیم نے فرمایا ہے کہ وترکنا علیہ فی الاخرین سنت ابراہیمی
کا اتباع اس لئے ہم پر واجب کیا گیا ہے کہ ہم اپنے اندر جس قدر ہو سکے
اللہ اور صرف اللہ پاک کے لئے ابراہیمی ایثار اور اسمٰعیلی تسلیم و رضا کا جذبہ
پیدا کریں اگر اس میں ہم کو مکمل کامیابی حاصل نہیں ہوتی اور ہمارے
دلوں کے اندر جذبۂ مقدس ابراہیمی کی کوئی شعاع جلوہ فرما نہیں ہوتی
تو ہماری قربانیاں محض ایسی قربانیاں رہیں گی جن کی اللہ کے یہاں کوئی
حقیقت اور وقعت نہیں۔

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر
و لله الحمد اقول قولی هذا واستغفروا فانه هو الغفور
الرحیم انه تعالیٰ جواد کریم ملک برؤف الرحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد لله حمداً کثیراً طیباً والصلوٰۃ والسلام علیٰ
نبیه محمد المصطفیٰ وعلیٰ اله وصحبه وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً
الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر
ولله الحمد۔

اما بعد۔ درود و سلام بھیجو سید الکونین سردار دو عالم قریشی آدم
محمد رسول اللہ پر اور آپ کے جملہ آل و اصحاب خصوصاً خلفائے راشدین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ
اور حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ پر جو ملت ابراہیمی کے درخشندہ ستارے
تھے اور جو سنت ابراہیمی و خلیلی کے سچے متبع تھے اور جنہوں نے اللہ کے [illegible]
میں قربانیاں [illegible]

[illegible] کے [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] کر دیا تھا
اور درود و سلام بھیجو ازواج مطہرات خصوصاً حضرت
عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو صرف اللہ تعالیٰ کی
کے لئے قربانی کرتی تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو حضرت فاطمہ رضی اللہ
عنہا پر جو رسول اللہ کی لخت جگر تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ پر جو
اپنے نانا رسول اللہ اور جد امجد ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت اسمٰعیل
کے نقش قدم پر چل کر اپنی جانوں کی اللہ کے راستے میں قربانیاں [illegible]
اور درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے محترم چچاؤں
حمزہ اور حضرت عباس پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرتؐ کے جملہ مجاہدین
و حنین و خندق و تبوک پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ پر۔

اور درود و سلام بھیجو ائمہ اہل بیت اور درود و سلام بھیجو ائمہ فقہا
ابوحنیفہ رح امام مالک رح امام شافعی رح اور امام احمد حنبل رح پر جن کی سعی
کوشش سے قربانی کے مسائل ہمارے لئے آسان ہو گئے۔

اور درود و سلام بھیجو غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور خواجہ
معین الدین اجمیری جو اتباع سنت خلیل کے ذریعہ اس جلیل القدر مرتبہ
پر فائز ہوئے۔

اور اے اللہ تمام امرائے اسلام و شاہان اسلام کی مدد کر اور ان کو
طاقت و توفیق عطا فرما کہ وہ دین حنیف کو تقویت دیں اور قوت عطا کر
کفر کی طاقتوں سے مغلوب نہ ہوں اور دشمنان دین خدا اور اعدائے اسلام
و مسلمین کو خاسر و ناکام رکھیں۔

اور اے اللہ تمام مسلمانوں کو توفیق عطا کر کہ وہ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ
کی پیروی کریں اور ان کے دلوں کو اخلاص ابراہیمی اور تسلیم و رضائے اسمٰعیلی سے
معمور کر دے ان کے دلوں سے غیر اللہ کی محبت نکال کر اپنی محبت ڈال دے۔

الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله والله اکبر الله اکبر ولله الحمد
عباد الله اتقوا الله وتوبوا الی الله فان الله هو التواب الرحیم
ان الله یأمر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ
وینهیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون ۰
اذکروا الله یذکرکم وادعوه یستجب لکم ولذکر الله تعالیٰ
اعلیٰ واولیٰ واعز واجل واهم واعظم واکبر۔

شذرات

حکومت ہند کا بجٹ

کسی ملک کا بجٹ اس ملک کی اقتصادی [illegible] حالت کا آئینہ ہوا کرتا ہے اور ہر ہمدرد حکومت کا فرض یہ ہوا کرتا ہے کہ اس کا بجٹ متوازن ہو یعنی آمدنی کے برابر خرچ ہو۔ یہ ہو کہ آمدنی کم اور خرچ زیادہ ہو اور اس کو پورا کرنے کیلئے جدید ٹیکس لگا دیئے جائیں یا پرانے ٹیکسوں میں اضافہ کر دیا جائے یا پھر قرض لیکر خرچ پورا کیا جائے یہ سب صورتیں دیوالیہ پن کی ہیں اور ملک کی اقتصادی حالت کو خراب کرنے والی اور آخر کار اس ملک کو تباہی کے غار میں دھکیل دینے والی ہیں لیکن اگر بجٹ اس قسم کا مرتب کیا جائے کہ خرچ آمدنی سے کم ہو اور ٹیکس ملکی مصنوعات پر کم کیا گیا ہو اور خرچ ملکی مصنوعات اور بیوپار کی بجائے زیادہ تر غیر ملکی درآمد پر ٹیکس لگا کر آمدنی پوری کی گئی ہو تو ایسا بجٹ ملک کی خوشحالی کا آئینہ دار کہا جاتا ہے اور بجٹ کی جو خرچ کی مدیں ہیں ان کو بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ کس قسم کے کاموں پر کس قدر روپیہ خرچ کرنے کی تجویز کی گئی ہے اگر فوج وغیرہ پر کم اور رفاہ عام کے کاموں پر زیادہ خرچ کیا جائے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ حکومت ہمدرد عوام ہے ورنہ نہیں۔

اب اس نظریہ کے ماتحت حکومت ہند کے بجٹ کو دیکھنا چاہیئے اگلے سال کا بجٹ جو اسمبلی میں پیش کیا گیا ہے اس اصول پر ٹھیک اترے تو اسمبلی کا فرض ہے کہ اس کو پاس کر دے ورنہ مسترد کر دینا چاہیئے اگرچہ موجودہ اسمبلی اگر بجٹ کو مسترد بھی کر دے تو اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ وائسرائے کو اختیار حاصل ہے کہ وہ محض اپنے حکم سے بجٹ کو پاس کر دے تاہم اگر اسمبلی صحیح فیصلہ کر دے تو وہ اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیگی پھر ذمہ داری اس پر نہ رہے گی بلکہ وائسرائے پر عائد ہو جائیگی اور اگر غلط قسم کے بجٹ کو اسمبلی نے جس میں ہندوستان کے نمائندے موجود ہیں پاس کر دیا تو اس کے یہ معنی ہونگے کہ خود ملک کے نمائندوں نے اپنے ملک کے ساتھ غداری کی۔

موجودہ بجٹ بالکل غلط قسم کا بجٹ ہے اور اس سے ملک کو نقصان پہنچنے کے سوا ذرہ برابر کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا اگرچہ بظاہر متوازن بجٹ پیش کیا گیا ہے یعنی آمدنی اور خرچ برابر دکھلایا گیا ہے مگر اس کی حقیقت یہ ہے کہ بعض ملکی مصنوعات پر ٹیکس لگا کر ان کی ترقی خطرہ میں ڈالدی گئی ہے اور انگلستان کے کپڑے پر ۵ فیصدی ٹیکس کم کر کے پارچہ بافی کی دیسی صنعت کو نقصان پہنچایا گیا ہے بجٹ پر تفصیلی بحث تو مولوی کے صفحات میں ہو ہی نہیں سکتی لیکن ناظرین مولوی کو اس کا علم ہو جانا چاہیئے کہ فوج کا سفید ہاتھی بدستور حکومت ہند کے بجٹ کی سب سے بڑی رقم ہضم کر گیا ہے اسی طرح وہ تمام اخراجات جن پر سالہا سال سے ہندوستان اعتراض کرتا چلا آتا ہے بدستور موجود ہیں الغرض ہندوستان کا روپیہ بیدردی سے خرچ کیا گیا ہے یہ بجٹ بالکل حکومت نے اپنے مفاد کو پیش نظر رکھکر بنایا ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ بناتی ہے اور ہندوستان کے مفاد کو نظر انداز کیا ہے جیسا کہ وہ ہمیشہ کرتی رہی ہے اور ایک اجنبی غیر ہمدرد حکومت کیا کر سکتی ہے۔

دیسی شکر پر محصول

مثلاً ہندوستان میں جب ہندوستانی شکر [illegible] تھی اس کا بیشتر حصہ باہر سے آتا تھا [illegible] ہندوستان کی ضرورت کے مطابق ہندوستان میں شکر بنائی جا سکتی تھی مگر حکومت ہند کا رویہ ہمدردانہ ہو چنانچہ سالہا سال کی [illegible] کے بعد حکومت ہند نے یہ فیصلہ کیا کہ چھ سات سال تک وہ بیرونی شکر پر کافی محصول لگائیگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیسی شکر باہر کی آئی ہوئی شکر کا مقابلہ کر سکتی تھی اور نقصان کا کوئی اندیشہ نہ تھا چنانچہ سرمایہ داروں نے شکر سازی کے کارخانے کھولنے شروع کر دیئے اور باہر کی شکر آنی کم ہو گئی اگر یہ صورت قائم رہتی تو بدیشی شکر کی درآمد چند دنوں کے بعد بالکل بند ہو جاتی اور پھر اس کا خطرہ باقی نہ رہتا کہ دیسی شکر کی صنعت تباہ ہو جائیگی مگر حکومت ہند نے اپنے وعدے کے خلاف دیسی شکر پر بھی محصول لگا دیا ہے اور اس طرح اپنے خسارہ کے بجٹ کی کمی پوری کی ہے اس کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ دیسی شکر کی صنعت خطرہ میں پڑ جائے اور تمام کارخانے فیل ہو جائیں اور اس سے ایک طرف کسانوں اور مزدوروں کو نقصان پہنچے اور دوسری طرف سرمایہ داروں کا سرمایہ تباہ ہو جائے جو آخر کار ہندوستان ہی کا ہے اور اس کی بربادی ہندوستان ہی کا نقصان ہے یہ چیز اس سال کے بجٹ کی ایک غیر ہمدردانہ خصوصیت ہے اور جس سے اس بجٹ کی نوعیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ اسمبلی اس قدر نالائق ممبران پر مشتمل ہے کہ جو کچھ بھی حکومت پیش کرتی ہے جب تک کہ خود حکومت اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ چاہے یہ ممبران کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے اور حکومت کی پیش کردہ ہر تجویز پاس ہو جاتی ہے چنانچہ پہلی اسمبلی اور یہی ممبران ہیں جنہوں نے آرڈیننسوں کو قانون کی شکل دیدی ہے اور کوئی ایسی تجویز نہیں ہے جو حکومت کی طرف سے پیش کی جاتی ہو اور وہ پاس نہ ہو جاتی ہو ایسی لغو اسمبلی اور ایسے خود غرض ممبران اسمبلی سے یہ امید رکھنی فضول ہے کہ وہ اس غلط اور ہندوستان کے لئے مضر بجٹ کو ٹھکرا دیں گے اور اس کی تمام ذمہ داری اپنے کندھوں سے اٹھا کر وائسرائے کے کندھوں پر ڈال دینگے چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ بعض صحیح قسم کے ممبروں کی پیش کردہ ترمیمیں [illegible] بجٹ میں پیش کر رہے ہیں وہ سب گرتی چلی جا رہی ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ آخر کار تقریباً وہی بجٹ بجنسہٖ پاس ہو جائیگا جو حکومت نے پیش کیا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس کا علاج کیا ہے اس کا ایک ہی جواب ہے کہ آئندہ [illegible] موجودہ [illegible] ممبروں کا [illegible] جائے پھر دوبارہ اس کو منتخب نہ کرنا چاہیئے اور نئے امیدواروں میں سے اس امیدوار کو ترجیح دینا چاہیئے کہ جس کا طرز عمل [illegible] کی زندگی خدمت خلق کے لئے وقف ہو اور جس نے قومی و ملکی خدمت کی ہو یا اس راہ میں اس کی کچھ قربانیاں [illegible] اور کچھ خدمات ہوں۔

کانگریس اور آئندہ انتخابات

کانگریس نے ۱۹۳۰ء میں [illegible] اسمبلی کا بائیکاٹ [illegible] کونسلوں اور اسمبلی کے [illegible] کانگریس کے [illegible] [illegible]

ہی سکتے ہوتے ہیں یہ بائیکاٹ کی پالیسی شاید اس زمانہ کے لئے موزوں ہو سکے جس زمانہ میں کانگریس کی تحریک سول نافرمانی جاری تھی اور اس کا زور تھا لیکن اب کہ وہ تحریک مختلف اسباب اور وجوہ کی بنا پر بند ہو چکی ہے کونسلوں اور اسمبلی کا بدستور بائیکاٹ جاری رکھنا کسی طرح مفید پالیسی نہیں کہی جا سکتی اس کا ایک نتیجہ تو یہی نکل چکا ہے کہ آرڈی نینس قانون بن گئے دوسرا یہ نکل رہا ہے کہ بنگال گورنمنٹ اور ہندوستان نہایت سخت قسم کے قوانین وحشت انگیزی کے انسداد کے نام سے پاس کراتی چلی جا رہی ہے جس سے عوام اور بے گناہ لوگوں کی جان غضب میں پڑ گئی ہے اس کے علاوہ وہی حکومت جو چاہتی ہے اسمبلی کے ذریعہ کرا دیتی ہے کانگریس کے بائیکاٹ کا نتیجہ یہ ہے کہ نہایت خود غرض لوگ اسمبلی اور کونسلوں میں پہنچ گئے ہیں اور اپنی اغراض کی وجہ سے حکومت کے چشم و ابرو کے اشارہ پر چلتے رہتے ہیں اگر اس حالت کو جاری رکھنا ملک کے لئے مفید ہے تب تو خیر اور اگر موجودہ حالت ملک اور قوم کے لئے غیر مفید بلکہ مضر ہے تو کانگریس والوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی موجودہ تعطل اور اسمبلی وغیرہ کے بائیکاٹ کی پالیسی پر نظر ثانی کریں اور یہ فیصلہ کریں کہ آئندہ انتخابات میں وہ حصہ لیں گے اور اسمبلی پر قبضہ کر کے اس لعنت سے اس کو نجات دلائیں گے جو اس پر اب مسلط ہے اور ہندوستان کی پیشانی سے کلنک کا یہ ٹیکہ دور کر دیں گے کہ ہندوستان ہی کے نمائندے اس کی غلامی کے بندھن مضبوط کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ ۲۰ مارچ کو کانگریسی لیڈروں کی ایک کانفرنس دہلی میں ہونے والی ہے جس میں موجودہ صورت حال پر غور کیا جائے گا اور یہ طے کیا جائے گا کہ یہی کیفیت قائم رہنے دی جائے یا اس میں کوئی ایسی تبدیلی کی جائے جو وقت اور زمانہ کے مطابق ہو اور جس کے ذریعہ ہم ملک کے اندر بیداری اور زندگی پیدا کر سکیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اب حالات نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے کہ انتخابی اداروں کے بائیکاٹ کو جاری رکھنا نہ صرف غیر مفید بلکہ مضر ہے اور اب مقتضائے حالات یہ ہے کہ ان اداروں پر فوراً قبضہ کیا جائے اور صحیح قسم کے لوگ وہاں پہنچ کر حکومت کا مقابلہ کریں ہمیں یہ تو امید نہیں ہے کہ مہاتما گاندھی کونسلوں اور اسمبلی پر قبضہ کرنے کے حق میں ہو جائیں گے لیکن وہ اس قدر سمجھدار ضرور ہیں کہ جو کانگریس والے کونسلوں میں جا کر حکومت سے مقابلہ کرنے کی پالیسی کے حق میں ہیں ان کی مخالفت نہیں کریں گے کیونکہ وہ ایک سے زائد بار اپنے اس خیال کا اظہار کر چکے ہیں کہ کچھ نہ کرنے سے یہی بہتر ہے کہ کونسلوں میں جا کر لڑائی لڑی جائے اور یہ بھی کہہ چکے ہیں کہ سول نافرمانی کے بعد جنگی پروگرام اگر کوئی ہے تو وہ یہی ہے کہ کونسلوں میں جا کر حکومت کا مقابلہ کیا جائے بہرحال موجودہ حالات میں ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ رہنے سے یقیناً یہ بہتر ہے کہ اسمبلی میں جا کر حکومت سے لڑا جائے اس سے ملک میں ایک طرح کی بیداری اور زندگی پیدا ہوگی۔

بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب تک جدید آئین سامنے نہ آ جائے اس وقت تک داخلہ کونسل کا سوال نہ چھیڑنا چاہئے مگر یہ خیال اس وجہ سے غلط ہے کہ اگر انتخابات سے تھوڑے عرصہ قبل ہی اس کا فیصلہ کیا گیا تو پھر پوری طرح کونسلوں وغیرہ پر قبضہ نہیں ہو سکے گا کیونکہ جب تک کافی عرصہ پہلے تیاری نہ کی جائے اس وقت تک یہ توقع نہ رکھنی چاہئے کہ پوری کامیابی حاصل [illegible] جائے گی یا نہیں [illegible] لینا ضروری ہے مگر یہ فیصلہ نہ کیا جائے کہ وہاں جا کر [illegible] پالیسی اختیار کی جائے گی یا نہیں بلکہ یہ فیصلہ جدید آئین کے سامنے آ جانے کے بعد کیا جائے۔

اس کے علاوہ ہماری تو یہ پختہ رائے ہے کہ موجودہ اسمبلی پر آئندہ انتخاب کے موقعہ پر قوم پروروں کو دوبارہ قبضہ کر لینا چاہئے اگرچہ اس اسمبلی کے اختیارات کچھ بھی نہیں ہیں مگر پھر بھی ہمیں اسی اسمبلی میں بیٹھ کر حکومت کو بتلا دینا چاہئے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور قوم پروروں کے نکلنے کے بعد جو بیہودگیاں اس اسمبلی نے کی ہیں ان پر خط تنسیخ کھینچ کر یہ ثابت کر دینا چاہئے کہ موجودہ ممبران اسمبلی ملک کے حقیقی نمائندے نہیں تھے۔

بہرحال چونکہ موجودہ اسمبلی کا ایک مرتبہ ابھی انتخاب ہونے والا ہے اس لئے اس دفعہ اسمبلی پر قوم پروروں کو ضرور قبضہ کرنا چاہئے اور موجودہ ممبران نے ملک کے ماتھے پر اپنی خود غرضیوں سے جو کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے اس کو دھونے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے۔

مسٹر جناح اور مسلم لیگ

مسلم لیگ ایک عرصہ سے نہایت بے جان جماعت بن چکی تھی اول تو اس کا نظام ہی حد درجہ کا غیر جمہوری ہے جس کی وجہ سے وہ کبھی صحیح معنوں میں مسلمانوں کی نمائندہ جماعت نہیں بنی لیکن اگر اس کو نظر انداز بھی کر دیا جائے تو جب سے مسٹر جناح نے اس کو چھوڑا اور محمد یعقوب صاحب مراد آبادی کے قبضہ میں لیگ آئی اس وقت سے اس کی حالت اور بھی ردی ہو گئی یعقوب صاحب کو سر کا خطاب حاصل کرنا تھا انہوں نے اپنی اغراض کی تکمیل کے لئے مسلم لیگ کو آلہ کار بنا لیا یہ مقصد تب ہی حاصل کیا جا سکتا تھا کہ آزاد خیال اور قوم پرور مسلمانوں کو مسلم لیگ سے نکال دیا جائے چنانچہ یعقوب صاحب نے اپنی سکرٹری شپ کے زمانہ میں آزاد خیال اور قوم پرور مسلمانوں کو چن چن کر نکال باہر کیا اور حکام پرست و خود غرض لوگوں کو جن کی کوئی پبلک حیثیت کچھ بھی نہ تھی ممبر بنا ڈالا اور ان کے ذریعہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے وہ سب کچھ کرا ڈالا جو حکومت چاہتی تھی اس طرز عمل کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلم لیگ کمزور ہوتی گئی یہاں تک کہ ایک مسلم لیگ کی دو مسلم لیگیں بن گئیں اور دو سال تک ملک میں دو مسلم لیگوں کے نام سے مضحکہ خیز کارروائیاں شائع ہوتی رہیں اور دونوں اپنے کو اصلی اور دوسری کو فرضی بتلاتی رہیں ظاہر ہے کہ اس کا نتیجہ اس کے سوا اور کیا نکل سکتا تھا کہ مسلم لیگ بالکل ہی بے حیثیت اور بے حقیقت ہو کر رہ جائے چنانچہ یہی ہوا۔

تین سال کے بعد مسٹر جناح ولایت سے واپس تشریف لائے تو ہر طرف سے یہی صدائیں بلند ہونے لگیں کہ مسٹر جناح کو پھر سے مسلم لیگ کی رہنمائی قبول کرنی چاہئے اور اپنی جاذب شخصیت سے اس کے اندر پھر سے جان ڈال کر اس کو ایک زندہ مسلم جماعت بنا دینا چاہئے اس عرصہ میں آغا خاں نے یہ ترکیب چلنی چاہی تھی کہ مسلم لیگ کو اپنی نام نہاد مسلم کانفرنس میں مدغم کر دیں مگر ان کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

بہرحال جب مسٹر جناح سے زیادہ اصرار کیا گیا کہ مسلم لیگ کی صدارت قبول

زیادہ [illegible]
لیکن اتفاق رائے سے مگر [illegible] منتخب کریں جناح [illegible] کی [illegible]
دہلی مسلم لیگ نے مسٹر جناح کو صدر منتخب کر لیا اور دہلی مسلم لیگ ایک ہو گئیں نیز مسٹر جناح نے یہ بھی شرط کی تھی کہ یعقوب صاحب جنرل سکرٹری بنا دیا تھا وہ [illegible] ہیں چنانچہ اب امید ہے کہ دہلی کی [illegible] ہو جائے گا اور مسلم لیگ پھر از سر نو ایک قابل توجہ جماعت بن جائیگی اور سرکار کا سایۂ عاطفت اس کے سر سے اٹھ جائیگا۔

واقعہ یہ ہے کہ گو مسٹر جناح ایک اعتدال پسند ریفارمر ہیں اور ہمیں ان کے بہت سے خیالات اور افکار و آرا سے اتفاق نہیں ہے مگر اس حقیقت سے کسی شخص کو انکار نہیں ہو کہ مسٹر جناح ایک ایماندار اور بے لاگ و بے غرض مسلم رہنما ہیں انہوں نے آجتک اپنی ذات کے لئے عہدے یا خطابات کوئی چیز طلب نہیں کی حالانکہ اگر وہ چاہتے تو بڑی سے بڑی چیز جو ابتک کسی ہندوستانی کو حکومت کی طرف سے مل چکی ہے مسٹر جناح کو وہ مل سکتی تھی مگر ان کی زندگی شاہد ہے کہ انہوں نے حکومت کی عطایا کی طرف کبھی التفات نہیں کیا وہ نہ کسی عہدے کے طلبگار ہوئے اور نہ کبھی کسی خطاب کے خواہشمند ہوئے حالانکہ ان کے اندرونے اور وہ لوگ جن پر مسٹر جناح نے بہت شفقت رکھا وہ آج سر کے خطاب سے ملقب ہیں مثلاً سر محمد یعقوب یہ حضرت مسلم لیگ کے سکرٹری تھے اور مسٹر جناح نے ان کو نمایاں کیا غرض یہ ہے کہ اگر مسٹر جناح چاہتے تو بڑے سے بڑا عہدہ اور بڑے سے بڑا خطاب ان کو آج سے سالہا سال قبل مل چکا ہوتا مگر انہوں نے ان چیزوں کی جانب کبھی التفات نہیں کیا اور مسٹر جناح مسٹر جناح ہی رہے اور ان کے چیلے سر ہو گئے ان وجوہ کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ مسٹر جناح ایک ایسے شخص ہیں وہ ایک مضبوط سیرت کے انسان ہیں اور آجکل کے خود غرض رہنماؤں کی طرح نہیں ہیں ہمیں امید رکھنی چاہئیے کہ مسٹر جناح کی صدارت سے مسلم لیگ میں پھر جان پڑ جائیگی۔

بے رحم ساہوکار اور مظلوم کسان

کسانوں پر جو ہندوستان کی ریڑھ کی ہڈی ہیں

اول تو ویسے ہی لگان کا اس قدر بار ہے کہ تو بہ بھلی دنیا میں یہ کہیں نہیں کیا گیا کہ آمدنی کا دو تہائی کسی شخص سے لے لیا جائے خواہ کسی کا کوئی پیشہ ہو مگر پانچ دس پندرہ فیصدی سے زیادہ ٹیکس کسی سے نہیں لیا جاتا لیکن غریب کسان ہے اس کی گاڑھے پسینے کی کمائی میں سے دو تہائی لے لیا جاتا ہے ایک تہائی تو حکومت کے خزانہ میں چلا جاتا ہے اور ایک تہائی زمیندار کی جیب میں چلا جاتا ہے اس کے بعد جو کچھ بچتا ہے وہ ساہوکار کی نذر ہو جاتا ہے آدھی یا ان زمینداروں [illegible] حکومت ہی آدھے سے زیادہ لگان کی صورت میں وصول کر لیتی ہے حالانکہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ جس طرح اور طبقوں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے یا مختلف قسم کی مصنوعات پر ٹیکس لگایا جاتا ہے اسی طرح آمدنی کو سامنے رکھکر کسانوں پر ٹیکس لگنا چاہیئے موجودہ طریقہ مالگذاری و لگان کا سخت ظالمانہ اور بے رحمانہ ہے بہرحال ایک طرف تو لگان ہی غریب کسان کی کمر توڑ دینے کے لئے کافی ہے اس پر مزید ظلم ساہوکار کا سودی قرضہ ہے کسان کی جان کے لئے یہ بے رحم ساہوکار ایک ایسی بلا ہے کہ کسان کو کسی طرح

[illegible]

سود پہ سالانہ [illegible] ہے کہ جو [illegible] مالگذاری وصول کرتی ہو تو اس سے ڈیوڑھا سالانہ وصول کرتے ہیں یعنی حکومت کو جو [illegible] سالانہ کسانوں کی زمینوں سے ہے اور ساہوکار [illegible] اس سے اندازہ لگایئے کہ کس قدر قرض ہوگا یہ قرض اصل جب [illegible] سود در سود بڑھکر یہاں تک پہنچا ہے یعنی سود در سود اصل میں شامل ہوتا رہا اور قرض کو بڑھاتا رہا یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ غریب کسان کبھی بھی اس قرض کے بار سے سبکدوش نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ ان کے کھیتوں میں [illegible] سونا پیدا ہو جائے۔

ہر ایک اچھی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ایسی صورت میں کسانوں کی مدد کرے اور ان کو اس مصیبت سے نجات دلائے مگر یہاں چونکہ ایک اجنبی حکومت ہے اس لئے وہ ابتک اس طرف متوجہ نہیں ہوئی تھی حالانکہ اسے بہت پہلے اس مشکل مسئلہ کو حل کرنا چاہئیے تھا اس سلسلہ میں سب سے پہلی چیز یہ تھی کہ حکومت ایک قانون کے ذریعہ [illegible] اس قرض کو ساقط کر دیتی جن کا سود اصل رقم سے زائد مہاجن وصول کر چکے ہیں اور بجائے اصل رقم کے باقی وہ تمام رقم سود در سود کے ظالمانہ طریقہ سے بڑھی ہے سب ناجائز قرار دی جاتی اور آیندہ کے لئے شرح سود مقرر کر دی جاتی کہ اس سے زائد شرح پر سودی قرض دینا جرم ہوگا اور اگر جرم نہ بھی ہو تو ناجائز ہوگا یعنی ناقابل وصول لیکن ان میں سے ابتک کچھ نہیں ہوا اور نہ مستقبل قریب میں ایسی امید ہے ہاں پنجاب گورنمنٹ کی توجہ البتہ اس طرف متوجہ ہوئی ہے اور سنا گیا ہے کہ کوئی قانون بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس سے کسانوں کو مہاجنوں کے ظلم سے نجات دلانا مقصود ہے اگرچہ ابھی تک تفصیلات کا پتہ نہیں چلا مگر اتنا معلوم ہوا ہے کہ کوئی ایسی عدالت بنائی جائیگی جو قرض خواہ اور قرضداروں کے جھگڑے کا فیصلہ کریگی اور اس کا فیصلہ آخری فیصلہ ہوگا لیکن ہمارے نزدیک اس سے کچھ بھی مشکل حل نہ ہوگی بلکہ اس کا حل اگر ہو سکتا ہے تو اسی طرح کہ ساہوکار کے ان تمام قرضوں کو ناجائز قرار دیدی جائیں جن کا سود اصل سے زائد وصول ہو چکا ہے اور یہ کہ [illegible] پر جس قدر اصلی قرض ہے جو ساہوکار نے اپنی جیب سے دیا ہے صرف اس کو اس صورت میں واجب الوصول قرار دیا جائے کہ اس کا سود اصل کو نہ پہنچ [illegible] ادا ہو چکا ہو اور آئندہ کے لئے اس پر سود ناجائز قرار دیدیا جائے تا کہ قرضہ نہ بڑھے اگر اس قسم کا قانون بنا دیا جائے تو کسانوں کی حالت کسی قدر سنبھل سکتی ہے ورنہ اور کوئی صورت نہیں ہمیں امید ہے کہ حکومت ہند اور تمام پنجابی [illegible] صوبجاتی حکومتیں اس طرف توجہ مبذول کرینگی۔

ملازمتوں میں فرقہ وارانہ نمائندگی

روزانہ ہر ایک صوبہ [illegible] اور صوبہ کے تمام [illegible]

دفاتر میں یہ سوال اٹھتا رہتا ہے کہ ملازمتوں میں مختلف فرقوں کی تناسب آبادی کے لحاظ سے نمائندگی ہونی چاہیئے اور جب اس قسم کا سوال اٹھتا ہے تو ایک جماعت کی طرف سے اس کی مخالفت ہوتی ہے اور جو لوگ اس قسم کا سوال اٹھاتے ہیں ان کو فرقہ پرست کہکر بدنام کیا جاتا ہے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ملازمتیں [illegible] قابلیت ہی اصل معیار ہونا چاہیئے اور

سیاست قابلیت کی دوسری چیز معیار نہیں بنائی جا سکتی مگر [illegible] ہے اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ ہر ایک جگہ کے لئے [illegible] نہیں ہو سکتا نہ ہر ایک جگہ کے لئے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ کی ضرورت ہے بلکہ ہر ایک شعبہ میں مختلف درجہ اور مختلف قابلیت کے آدمیوں کی ضرورت ہے اس لئے ہر ایک نوعیت اور صنف ملازمت کیلئے ایک معیار مقرر کر دینا چاہیئے مثلاً چپراسی انٹرنس پاس لیا جا سکتا ہے اب اس معیار کے مطابق ہر ایک فرقہ کی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے چپراسیوں کو بھرتی کر لینا چاہیئے اس طرح نہ تو متعلقہ کام میں کوئی حرج اور رکاوٹ پیدا ہوگی اور نہ کسی کو شکایت کا موقع ملے گا۔

(۲) یہ ہے کہ کسی وجہ سے جو فرقے پہلے سے ملازمتوں میں غالب آ چکے ہیں جب انکی تعداد میں دوسرے فرقوں کے آنے کی وجہ سے کمی واقع ہوتی ہے تو وہ شور مچانے لگتے ہیں انسان کا شور مچانا ہی فطرتی ہے اور جو لوگ [illegible] حاصل کرنے میں ناکام رہتے ہیں ان کا شور مچانا بھی فطرتی امر ہے لیکن سمجھدار اور منصف مزاج لوگوں کا فرض ہے کہ وہ صورت حال کو سامنے رکھکر ہر ایک فرقہ کے واجبی حقوق کی نگہداشت کریں اور محض یہ کہکر نہ ٹال دیا کریں کہ فلاں متوقع فرقہ وارانہ نمائندگی کا سوال پیدا کرنا فرقہ پرستی ہے کیونکہ یہ ایسی فرقہ پرستی ہے جو محض فرقہ پرستی کہتے رہنے اور اس کی مذمت کرتے رہنے سے نہیں جا سکتی بلکہ اس کے دور کرنے کی ایک صورت ہے کہ سب کے ساتھ انصاف کیا جائے اور کسی فرقہ کی کسی شعبہ میں اجارہ داری نہ قائم ہونے دی جائے۔

حکومت سرحد کی سنگدلی

فخر افغان خان عبدالغفار خاں جو صوبہ سرحد کے ایک لیڈر ہر دلعزیز رہنما ہیں اور جو اپنے بھائی ڈاکٹر خان کے ساتھ ہزاری باغ جیل میں نظر بند ہیں ان کے بیٹے خان عبید اللہ خان کو تین سال کی سزا دی گئی تھی اور یہ سزا کسی قصور کی بنا پر نہیں بلکہ جس طرح سارے ہندوستان میں دفعہ ۱۰۸ کی رو سے ضمانت طلب کی جاتی ہے اور اگر ضمانت نہ دینے کی صورت میں زیادہ سے زیادہ ایک سال کی سزا دی جاتی ہے اسی طرح کی ایک دفعہ کے ماتحت صوبہ سرحد میں ضمانت مانگی جاتی ہے اور ضمانت نہ دینے کی صورت میں تین سال تک کی سزا دی جاتی ہے چنانچہ اسی طرح خان عبید اللہ خان گذشتہ سال سے ملتان جیل میں مقید ہیں اور ملتان میں آتے ہی ان کو بخار رہنے لگا تھا یہاں تک کہ اس نے دق کی شکل اختیار کرلی خان عبید اللہ خان کسی اخلاقی جرم کے مرتکب نہیں ہوئے بلکہ سیاسی مجرم ہیں اس لئے انسانیت کا تقاضہ تو یہ تھا کہ جونہی دق کی شکایات پیدا ہوئی تھیں حکومت ان کو فوراً رہا کر دیتی لیکن اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو بہتر آب و ہوا اور بہتر معالجہ کی سہولتیں مہیا کرتی مگر حکومت نے ایسا نہیں کیا پہلے ملتان سے سیالکوٹ تبدیل کر دیا تھا مگر اب پھر سیالکوٹ سے ملتان کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور ملتان جیل میں بھی ایسے وارڈ میں ان کو رکھا گیا ہے جس میں تپ دق کے مریض رہتے ہیں [illegible] یہ ہیں کہ ان کو ان اخلاقی مجرموں کے ساتھ رکھا گیا ہے جو دق میں مبتلا ہیں ان تمام بے تمیزیوں اور زیادتیوں کے خلاف عبید اللہ خان نے بھوک ہڑتال کر دی ہے جس کو آج ایک مہینہ ہوگیا ہے ایک تپ دق کا مریض ایک مہینہ تک کچھ نہ کھائے اور نہ سوائے پانی کے کوئی مدد سرکار [illegible] پہنچے تو اس کا کیا حال ہوگا بہرحال اس بھوک ہڑتال سے [illegible] صوبہ سرحد [illegible] ملتان [illegible] تبدیل کرنے کے لئے تیار نہیں ایسی حکومت ہو کہ اس پر حکومت صوبہ سرحد کی جیل میں قیامت کی جائے تو ٹھیک ہے اگر خان عبید اللہ خان کا اسی حال میں انتقال ہوگیا تو یہ ایسا کلنک کا ٹیکا ہوگا جو صوبہ سرحد کی حکومت کی پیشانی سے کبھی نہ دور ہوگا اور اس سے صوبہ سرحد کے اندر اس قدر غم و غصہ کی آگ پھیل جائیگی کہ اس کا بجھانا دشوار ہو جائیگا اس لئے بہتر یہی ہے کہ حکومت سرحد جھوٹے اقتدار کا خیال ترک کرکے ان کو رہا کردے۔

حکومت بنگال اور تحریک دہشت انگیزی

سوراج کے صفحات پر بارہا تحریک دہشت انگیزی کے متعلق اظہار خیال کیا جا چکا ہے اور ہمیشہ ہم نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ یہ تحریک کسی نقطۂ نظر سے بھی مفید نہیں ہے خود وہ لوگ جو دہشت انگیزی کو جائز قرار دیتے ہیں انکی بھی رائے یہ ہے کہ اس کے ذریعہ [illegible] سیاسی پروپیگنڈا ہوتا ہے اس سے زیادہ کے وہ لوگ بھی قائل نہیں ہیں اگر ان کے اس خیال کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تب بھی یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ اب جس درجہ پر ہندوستان کی سیاسی تحریک پہنچ گئی ہے اس درجہ میں دہشت انگیزی بالکل غیر ضروری ہی نہیں بلکہ مضر اور نقصان دہ ہے چنانچہ کھلا ہوا نقصان یہ ہے کہ انسداد تحریک دہشت انگیزی کے نام سے حکومت بنگال انسداد [illegible] تشدد سے کام لیکر ہر قسم کی سیاسی تحریک کو کچل رہی ہے بہرحال ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ تحریک دہشت انگیزی کسی حیثیت سے بھی مفید نہیں ہے بلکہ سخت مضر ہے اس لئے ہم ہمیشہ نوجوانوں سے یہ اپیل کرتے رہتے ہیں کہ وہ اس غلط راستہ کو چھوڑ دیں!

لیکن اسی کے ساتھ اس تحریک کے انسداد کے نام سے جو شاید کسی کا تشدد طرز عمل حکومت بنگال نے اختیار کر رکھا ہے وہ حد درجہ قابل اعتراض اور سخت غیر جمہوری و مستبدانہ ہے جو لوگ اس تحریک میں ملوث ہوں انکے ساتھ ضرور قانونی کارروائی کیجئے مطلق العنانی کو قانون بنا کر نہیں بلکہ عام قوانین کے ذریعہ اور ایسے سخت گیر قوانین بنا کر ان سے کام نہ لیجئے جن سے بے گناہ بھی تکلیف اور اذیت پہنچے اور عوام کی آزادی نقل و حرکت پر پابندی عائد ہو اور اخبارات کا گلا گھونٹا جائے اس وقت بنگال میں جو کچھ حکومت کی طرف سے ہو رہا ہے وہ ہرگز قابل ستائش نہیں ہے۔

معارف القرآن

(سلسلہ گذشتہ)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللّٰهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهٗٓ
اَيْدِيْكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ ۚ
فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ
مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا
عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ
مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ۭ
عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ۭ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ۭ
وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ تعالیٰ قدرے شکار سے تمہارا امتحان کرے گا جن تک تمہارے ہاتھ اور نیزے پہنچ سکیں گے تاکہ اللہ تعالیٰ معلوم کرے کہ کون شخص اس سے بن دیکھے ڈرتا ہے سو جو شخص اس کے بعد حد سے نکلے گا اس کے واسطے دردناک سزا ہے۔ اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جبکہ تم احرام میں ہو اور جو شخص تم میں سے اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جائے اور خواہ کفارہ مساکین کو دے دیا جائے اور خواہ اس کے برابر روزے رکھ لئے جائیں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالیٰ نے گذشتہ کو معاف کردیا اور جو شخص پھر ایسی ہی حرکت کرے گا تو اللہ تعالیٰ انتقام لیں گے اور اللہ تعالیٰ زبردست ہیں انتقام لے سکتے ہیں۔

تفسیر: مقاتل بن حیان نے کہا ہے کہ عمرۂ حدیبیہ کی سال احرام کی حالت میں صحابہ کرام جارہے تھے اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ مقاتل بن حیان اور مقاتل بن سلیمان دو مقاتل ہیں جن علماء نے مقاتل بن حیان کو ضعیف کہا ہے انہوں نے مقاتل بن سلیمان کے شبہ میں کہا ہے ورنہ یحییٰ بن معین ابو داؤد [illegible] سے علماء نے مقاتل بن حیان کی توثیق کی ہے۔ مقاتل بن حیان صحیح مسلم کے راویوں میں ہیں سفر حدیبیہ کے وقت شان نزول اس آیت کی [illegible] اس شان نزول کی روایت [illegible] کہ اس عمرہ کے سفر میں [illegible] علامت امتحان کے طور پر [illegible] صاحب احرام صحابہ کو بہت سے جنگلی جانور نظر آتے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ ان جانوروں کے نظر آنے کے وقت [illegible] عذاب الٰہی سے ڈر کر کون شکار کے [illegible] حکم کی [illegible] پابندی نہیں کرتا [illegible] ایک شکار" اس کا مطلب یہ [illegible] جنگل [illegible]

سانپ چھوٹے جانور ہاتھ سے پکڑے جاسکتے ہیں اور بڑے نیزے کے ساتھ ہاتھ کا [illegible] لفظ فرمایا اگرچہ احرام کی حالت میں ہر ایک طرح کے ہتھیار سے شکار منع ہے لیکن عرب کے لوگ اکثر نیزے سے شکار کھیلا کرتے تھے اس لئے خاص طور پر نیزے کا ذکر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے علم یا اللہ تعالیٰ کی جانچ پڑتال کا ذکر جہاں کہیں قرآن شریف میں آیا ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اپنے علم ازلی میں اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو جس طرح ٹھہرا رکھا ہے [illegible] دنیا میں [illegible] اسی طرح ہو جاوے ورنہ ازل سے [illegible] علم [illegible] کوئی چیز باہر کسی وقت نہیں ہے۔ آگے فرمایا کہ اس شکار کی ممانعت کے حکم کے بعد جو کوئی اس کی پابندی نہ کرے گا اس کو عقبیٰ میں سخت عذاب بھگتنا پڑے گا۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم [illegible] کی حدیث [illegible] کا حاصل یہ ہے کہ ابو قتادہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۂ حدیبیہ کے سفر سے پہلے کسی جگہ کچھ کام کو بھیجا تھا جہاں سے وہ بغیر احرام باندھے کے آئے اور حدیبیہ کے لشکر میں آکر اترے اتنے میں ان کو ایک گورخر جنگل میں نظر آیا جس کو دیکھ کر جلدی سے اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے اور اپنا نیزہ [illegible] لینا بھول گئے اس کے بعد انہوں نے چند دفعہ [illegible] صحابہ سے نیزہ اٹھا کر دے دینے کو کہا لیکن احرام کے لحاظ سے ان صحابہ نے ابو قتادہ کی مدد سے صاف انکار کردیا اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں جو جانچ تھی اس میں صحابہ کرام اس قدر ثابت قدم رہے کہ خود شکار کھیلنا تو درکنار دوسرے شکاری کی مدد کی بھی انہوں نے جرأت نہ کی۔ شروع سورہ کی آیت غیر محلی الصید وانتم حرم کے سیاق [illegible] اگرچہ آئندہ کی آیت کے نازل ہونے سے پہلے احرام کی حالت میں شکار کا منع ہونا [illegible] لیکن وہاں شروع سورہ کی آیت میں تفصیل نہ تھی کہ اگر حالت احرام میں کوئی شخص شکار کھیل بیٹھے تو اس کا کیا حکم ہے اس لئے آئندہ کی آیت میں تاکید کے طور پر شکار کی ممانعت کو دوبارہ ذکر فرما کر حالت احرام میں جو شخص شکار کھیل بیٹھے اس کا حکم بیان فرمایا اس حکم کا حاصل یہ ہے کہ احرام کی حالت میں اول تو شکار کی ممانعت ہے اور جو احرام کی حالت کو یاد رکھ کر کوئی شخص شکار کھیل بیٹھے تو اس کی سزا یہ ہے کہ جس قسم کے جنگلی جانور کا شکار کیا ہے اسی قسم کا شہری چوپایوں میں سے ایک جانور خرید کر حرم میں اس کی قربانی کرے مشابہت کے لحاظ سے جنگلی اور شہری جانوروں کی [illegible] ہوں گے یا اس وقت کا حکم تھا اب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] جو قسم [illegible] ہے تو اس کے [illegible] ہوگا مثلاً ہرن کی مشابہت بکری سے [illegible] ہے [illegible] اس میں [illegible] کی ضرورت نہیں ہاں جہاں ایسا نہ ہو وہاں [illegible] قرار دینے چاہئیں [illegible] تو اکثر سلف کا یہ قول ہے کہ شکاری کو [illegible] قربانی کا جانور خرید کر [illegible] حرم میں اس کی قربانی کرے [illegible] مساکین [illegible] قرار دے کر [illegible]

پیدائشی صورت و سیرت میں بکری سے مشابہ ہے جہاں یہ بات ممکن نہ ہو تو پھر قیمت کے اندازے کا م لیا جائے گا اس مسئلہ میں سلف کا جو اختلاف ہے اس کی تفصیل بڑی کتابوں میں ہے آگے فرمایا احرام کی حالت میں شکار کھیلنے والے شخص کی یہ سزا اس لئے قرار دی گئی ہے کہ شعائر کے کا خمیازہ بھگت لیوے اور پھر ایسا کام نہ کرے ہاں اس منا ہی کے حکم سے پہلے جو کچھ ہو چکا وہ اللہ تعالے کے نزدیک قابل معافی ہے لیکن حکم منا ہی کے بعد جو کوئی منا ہی کا کام کرے گا اور اس دنیوی سزا کا کچھ اثر اس پر نہ ہوگا اور دیکھو شکر دنیوی سزا کے بعد بھی ایسا کریگا اور کرکے اس سے توبہ نہ کریگا تو دنیوی سزا کے علاوہ اللہ تعالے ایسے شخص سے اور بھی بدلہ لیوے گا اور اللہ تعالے بدلہ لینے میں ایسا زبردست ہے کہ اس کے بدلہ لینے کی کوئی روک نہیں کر سکتا۔

معتبر سند کی سہل بن سعد کی حدیث مسند امام احمد کے حوالہ سے ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک چھوٹا گناہ مثل ایک سوکھی لکڑی کے ہے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے گناہ مثل لکڑیوں کے ڈھیر کے ہیں اور لکڑیوں کے ڈھیر میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اس مضمون کی نسائی میں عبداللہ بن مسعود کی اور ابن ماجہ میں حضرت عائشہؓ کی بھی روایتیں ہیں حضرت عائشہ کی روایۃ کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے یہ حدیثیں آیۃ ومن عاد فینتقم اللہ منہ کی گویا تفسیر ہیں۔ آیتوں اور ان حدیثوں کو ملانے سے یہ مطلب پیدا ہوا کہ بے پروائی سے جو شخص گھڑی گھڑی حالت احرام میں شکار کھیلتا رہے گا اس کو عقبیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہیئے۔ ابو قتادہ کی حدیث جو اوپر گزری مسلم کی روایۃ میں یہ لفظ اس میں زیادہ ہیں کہ جب صحابہ نے اس ابو قتادہ کے بھیجے ہوئے گوشت کے کھانے کی اجازت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چاہی تو آپ نے اجازت دینے سے پہلے احرام والے صحابہ سے یہ بات دریافت کی کہ تم لوگوں نے شکار کے وقت شکار کے بتلانے کی یا اور کسی طرح کی مدد تو ابو قتادہ کو نہیں دی جب ان لوگوں نے جواب دیا کہ نہیں ہم نے کسی قسم کی کوئی مدد ابو قتادہ کو نہیں دی اس جواب کے بعد آپ نے ان احرام والے صحابہ کو شکار کے گوشت کھانے کی اجازت دی اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح احرام کی حالت میں شکار کا کھیلنا منع ہے اسی طرح شکاری کی ہر طرح کی مدد بھی منع ہے احرام والے شخص کی خاطر سے غیر احرام والا کوئی شخص شکار مارلے تو وہ گوشت بھی احرام والے شخص کو منع ہے چنانچہ معتبر سند سے مسند امام احمد اور ابن ماجہ میں ابو قتادہ کی جو حدیثیں ہیں ان میں اس کا ذکر ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۞ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۞ اعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞ مَّا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۞

(ترجمہ) تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا ہے انتفاع کے واسطے اور خشکی کا شکار پکڑنا تمہارے لئے حرام کیا گیا ہے جب تم حالت احرام میں ہو اور اللہ تعالے سے ڈرو جس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اللہ تعالے نے کعبہ کو جو کہ ادب کا مکان ہے لوگوں کے قائم رہنے کا قرار دیا اور عزت والے مہینوں کو بھی اور حرم میں قربانی ہونے والے جانور اور ان جانوروں کو بھی جن کے گلے میں پٹے ہوں یہ اس لئے کہ تم اس بات کو جان لو کہ بیشک اللہ تعالے تمام آسمانوں اور زمین کے اندر کی چیزوں کا علم رکھتا ہے اور بیشک اللہ تعالے سب چیزوں کو خوب جانتے ہیں۔ تم یقین جان لو کہ اللہ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور اللہ تعالے بڑی رحمت اور مغفرت والے ہیں رسول کے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور اللہ تعالے سب جانتے ہیں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ رکھتے ہو"

تفسیر - اوپر ذکر تھا کہ احرام کی حالت میں جنگل جانوروں کا شکار منع ہے ان آیتوں میں فرمایا کہ دریائی جانوروں کا شکار حالت احرام میں بھی جائز ہے دریا لفظ کے معنوں میں یہاں دریا، نالے، تالاب سب داخل ہیں کیونکہ ان سب جگہ مچھلی کا شکار احرام کی حالت میں جائز ہے دریائی جانوروں میں سے کون کون سے جانور حلال ہیں یہ بڑا اختلافی مسئلہ ہے۔ جو مچھلی کسی طرح کے شکار میں مری ہوئی ہاتھ آوے اس کے حلال ہونے میں علماء کا اختلاف نہیں ہے ہاں جو مچھلی خود مر کر پانی کے اوپر آجاتی ہے اس کے حلال ہونے میں اختلاف ہے جس کی تفصیل ہر ایک مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہے۔ مسند امام احمد، سنن اربعہ، موطا وغیرہ میں ابو ہریرۃؓ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دریا کا پانی پاک ہے اور پانی کا مردار جانور مثلاً مچھلی حلال ہے۔ بخاری، ترمذی، ابن خزیمہ وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس حدیث سے ان علماء کے قول کی بڑی تائید ہوتی ہے جو از خود مری ہوئی مچھلی کو حلال کہتے ہیں طعامہ کی تفسیر اکثر علماء نے اسی از خود مری ہوئی مچھلی کو قرار دیا ہے اور بعض علماء نے طعام کی تفسیر اس مچھلی کو قرار دیا ہے جو نمک لگا کر سکھائی جاتی ہے جنگلی جانوروں کے شکار کی ممانعت تاکید کے طور پر اس سورہ میں تین جگہ آئی ہے پہلی آیت غیر محلی الصید وانتم حرم میں پھر آیت "یا ایہا الذین لا تقتلوا الصید وانتم حرم" میں اور پھر ان آیتوں میں اور پھر فرمایا کہ اے مسلمانوں اللہ تعالے کے احکام کی نافرمانی سے ڈرو کیونکہ حشر کے دن ہر نیک و بد کی جوابدہی کے لئے تمہیں اللہ تعالے کے روبرو کھڑا ہونا پڑے گا مسند بزار اور طبرانی کے حوالہ سے معاذ بن جبل کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار باتوں کی جوابدہی کے لئے ہر شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالے کے روبرو دیر تک کھڑا رہنا پڑے گا ایک تو تمام عمر کن کاموں میں مصروف رہا دوسرے یہ کہ جوانی میں کیا کیا۔ تیسرے یہ کہ روپیہ پیسہ کیونکر کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ چوتھے یہ کہ دین کی جو باتیں سیکھیں ان پر کیا عمل کیا۔ یہ حدیث آیت کے ٹکڑے واتقوا اللہ الذی الیہ تحشرون کی گویا تفسیر ہے احرام حج یا عمرہ کی نیت سے کعبہ میں جانے کیلئے باندھا جاتا ہے اس لئے احرام کے اور احرام کے شکار کے ساتھ کعبہ کا ذکر بھی فرمایا۔

تجرید بخاری شریف اُردو

بسلسلہ گذشتہ

کتاب الصلوٰۃ

ب جمعہ کے دن اس حالت میں کہ امام خطبہ پڑھ رہا ہو چپ رہنا چاہیئے اور اگر کوئی شخص اپنے پاس والے سے کہے چپ رہو تو اس نے بھی لغو حرکت کی اور سلمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ناقل ہیں کہ جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو مقتدی کو چاہیئے کہ چپ رہے۔

۸۷ ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو اپنے پاس والے سے یہ کہے کہ چپ رہ تو بیشک تو نے لغو حرکت کی۔

باب ۔ وہ ساعت جو جمعہ میں ہے جس میں دعا مقبول ہوتی ہے کتنی دیر تک رہتی ہے۔

۸۷ ۔ ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن کا ذکر کیا تو فرمایا کہ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اس کو جو مسلمان بندہ پائے اور وہ کھڑا ہوا نماز پڑھ رہا ہو اور اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو وہ چیز ضرور دیدیگا اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اس ساعت کی کمی بیان کرنے کے لئے اشارہ فرمایا۔

باب ۔ اگر نماز جمعہ میں لوگ امام سے علیحدہ ہو کر بھاگ جائیں، تو امام اور ان لوگوں کی نماز جو باقی رہ گئے جائز ہے۔

۸۷ ۔ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ اس درمیان میں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ کچھ اونٹ شام کی طرف سے آئے جو غلہ لادے ہوئے تھے تو لوگ ان اونٹوں کی طرف متوجہ ہو گئے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی واذا راوا تجارۃ او لھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما۔

باب ۔ نماز جمعہ کے بعد اور اس سے پہلے نفل نماز پڑھنا ثابت ہے یا نہیں

۸۷ ۔ عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور بعد ظہر کے دو رکعتیں اور بعد مغرب کے دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھتے اور عشا کے بعد (بھی) دو رکعتیں (پڑھتے) اور جمعہ کے بعد نہ پڑھتے تھے یہاں تک کہ اپنے گھر لوٹ آتے اس کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

باب اللہ عزوجل کا قول فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ الی مطلب یکتلیے

۸۷ ۔ سہل کہتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی جو اپنی نہر پر جو اس کے کھیت میں تھی چقندر بویا کرتی تھی پس جب جمعہ کا دن ہوتا تو وہ چقندر کی جڑیں اکھیڑ لیتی اور انھیں دیگ میں ڈال دیتی پھر اس پر ایک مٹھی جو پیس کر ڈال دیتی تو چقندر کی جڑیں اس کا گوشت بن جاتیں اور ہم لوگ جب جمعہ کی نماز سے لوٹتے تو اس عورت کو جا کر سلام کرتے پس وہ اس کھانے کو ہمارے قریب کر دیتی اور ہم اسے چاٹ کر کھا لیتے اور ہم اس کے اس کھانے کے سبب جمعہ کے دن کی آرزو کیا کرتے تھے۔

۸۷۷ ۔ سہل بن سعد سے یہی روایت دوسری سند سے مروی ہے اور اس میں اتنی عبارت زیادہ ہے کہ سہل نے کہا کہ ہم نہ قیلولہ کرتے اور نہ کھانا کھاتے مگر بعد جمعہ کے۔

باب ۔ جمعہ (کی نماز) کے بعد قیلولہ کرنا سنت ہے۔

۸۷۸ ۔ حمید کہتے ہیں میں نے انس سے سنا وہ کہتے تھے کہ ہم جمعہ کے دن سویرے نماز پڑھ لیتے تھے بعد اس کے قیلولہ کرتے تھے۔

۸۷۹ ۔ سہل کہتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جمعہ کی نماز پڑھتے تھے بعد اس کے قیلولہ ہوتا تھا۔

نماز خوف

باب نماز خوف کا بیان اور اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح الی قولہ عذابا مھینا۔

۸۷۹ ۔ شعیب کہتے ہیں میں نے زہری سے پوچھا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی (پڑھی ہے یعنی نماز خوف تو وہ بولے کہ مجھ سے سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر کہتے تھے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کیا تو ہم دشمن کے مقابل جا پڑے پس ہم نے ان لوگوں کے لئے صف بندی کی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو ایک گروہ آپ کے ساتھ کھڑا ہوا اور ایک گروہ دشمن کے سامنے رہا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والوں کے ہمراہ ایک رکوع کیا اور دو سجدے بعد اس کے وہ لوگ جو آپ کے ساتھ نماز میں شریک تھے، اس گروہ کی جگہ پر چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی اور وہ آئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکعت ان کے ساتھ پڑھی اور دو سجدے کئے بعد اس کے سلام پھیر دیا پھر ہر شخص ان میں کا کھڑا ہو گیا اور اس نے ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے اپنے واسطے کر لئے۔

باب ۔ نماز خوف پیادے اور سوار دونوں حالتوں میں پڑھی جا سکتی ہے، پیادہ سے مراد کھڑا ہوا آدمی۔

۸۸۰ ۔ ابن عمر سے مجاہد کے قول کے مثل منقول ہے جبکہ مسلمان اور کافر باہم گتھ جائیں اور ابن عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنی بات زیادہ روایت کی ہے کہ اگر دشمن اس سے زیادہ ہوں تو کھڑے اور سوار جس طرح ممکن ہو، پڑھ لیں۔

باب ۔ چاہیئے کہ نماز خوف (کی حالت) میں ایک دوسرے کی پاسبانی کرے۔

۸۸۱ ۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم (نماز خوف پڑھانے) کھڑے ہوئے اور لوگ آپ کے ہمراہ ایستادہ ہوئے پس آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کے ہمراہ تکبیر کہی اور آپ نے رکوع کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے

ہمراہ رکوع کیا پھر آپ نے سجدہ کیا اور لوگوں نے بھی آپ کے ہمراہ سجدہ کیا بعد اس کے آپ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوگئے تو جو لوگ آپ کے ساتھ سجدہ کر چکے تھے وہ اٹھ گئے اور انہوں نے اپنے بھائیوں کی پاسبانی شروع کی اور وہ دوسرا گروہ آیا اور انہوں نے آپ کے ہمراہ رکوع کیا اور سجدہ کیا اور یہ سب لوگ نماز میں تھے مگر ایک دوسرے کی پاسبانی کرتا تھا۔

باب۔ قلعوں کے محاصرہ اور دشمن کے مقابلہ کے وقت نماز (کس طرح) پڑھنا چاہیے اور اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر فتح کے آثار ہوں اور وہ لوگ نماز پر قادر نہ ہوں تو ہر شخص اپنی نماز اشارہ سے پڑھ لے اور اگر اشارہ پر بھی قادر نہ ہو تو نماز کو (آخر وقت تک) موخر کردیں یہاں تک کہ لڑائی تمام ہو جاوے یا امن ہو جائیں تو دو رکعتیں پڑھیں پھر اگر بالکل وقت ہی جاتا ہو اور قادر نہوں تو ایک رکوع اور دو سجدے کرلیں اور اگر اس پر بھی قادر نہ ہوں تو تکبیر کہہ لینا ان کو کافی نہوگا اور وہ نماز کو امن حاصل ہونے تک موقوف رکھیں اور مکحول بھی اسی کے قائل ہیں اور انس بن مالک کہتے ہیں کہ میں تستر کے قلعہ کے محاصرہ میں فجر کی روشنی کے وقت پہنچا اور لڑائی کی آگ بھڑک رہی تھی تو مسلمان نماز پڑھنے پر قادر نہ ہوئے لہٰذا ہم لوگوں نے نماز نہیں پڑھی مگر دن چڑھ جانے کے بعد (جب دن چڑھ گیا) تو ہم نے فجر کی نماز ابو موسیٰ کے ساتھ پڑھی پھر وہ قلعہ ہمارے لئے فتح ہو گیا انس بن مالک کہتے ہیں کہ اس نماز کے بدلے قضا پڑھ لینے کی عوض میں دنیا و مافیہا بھی اگر ملے تو مجھے خوشی نہو۔

۸۸۲ جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ خندق کے دن عمرؓ کفار قریش کو برا کہتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے بھی خدا کی قسم ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی جابر کہتے ہیں پھر آپ بطحان کی طرف تشریف لے گئے آپ نے وضو کیا اور بعد آفتاب غروب ہو جانے کے عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔

باب۔ طالبؑ (مطلوب) دونوں کی نماز سواری پر اور اشارہ سے (جائز ہے) اور ولید کہتے ہیں کہ میں نے اوزاعی سے شرحبیل بن سمط اور ان کے ساتھیوں کی پشت سواری پر نماز پڑھ لینے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے جبکہ (نماز کے) فوت ہو جانے کا خوف ہو اور ولید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے استدلال کیا کہ آپ نے ایک مرتبہ صحابہ سے (کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے) آپ نے فرمایا، مگر بنی قریظہ میں (پہنچکر)

۸۸۳ ابن عمر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب جنگ احزاب سے لوٹے تو ہم سے فرمایا کہ کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں (پہنچکر) تو بعض لوگوں کو عصر کا وقت راستہ ہی میں آگیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ ہم تو پڑھ لیتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے منع کرنے سے یہ مقصود نہ تھا پھر یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی گئی تو آپ نے کسی پر خفگی نہیں فرمائی۔

باب۔ لڑائی اور لوٹ کے وقت تکبیر کہنا اور صبح کو اندھیرے میں جلد نماز پڑھ لینا (ثابت ہے)۔

۸۸۴۔ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھی پھر سوار ہوئے اور فرمایا اللہ اکبر خربت خیبرؑ انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین پھر وہ لوگ گلیوں میں دوڑتے ہوئے نکلے اور کہنے لگے محمد و الخمیس (راوی) نے بیان کیا کہ خمیس کے معنی لشکر، پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان پر غالب آئے تو آپ نے جنگ کے لوگوں کو قتل کر دیا اور بچوں عورتوں کو قید کر لیا (پھر جب تقسیم غنیمت ہوئی) تو صفیہ، دحیہ کلبی کو ملیں اور بالآخر میں وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں پھر آپ نے ان سے نکاح کیا اور ان کی مہر (ان کی) آزادی کو آپ نے قرار دیا (عبدالعزیز نے ثابت سے کہا کہ اے ابو محمد کیا تم نے انس سے پوچھا تھا کہ آپ نے صفیہ کا کیا مہر باندھا تو ابو محمد بولے کہ آپ نے انہیں کو ان کا مہر بنایا تھا عبدالعزیز کہتے ہیں یہ کہکر ابو محمد مسکرائے۔

کتاب العیدین

باب۔ عیدین کے بارے میں اور ان کے زینت کرنے کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے۔

۸۸۵۔ عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ عمر نے ایک استبرق (یعنی ریشم) کا بنا ہوا کا جبہ جو بازار میں بک رہا تھا لے لیا اور اس کو لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ خرید لیجئے اس سے عید کے لئے اور قاصدوں کے لئے زینت کیا کیجئے تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو اس شخص کا لباس ہے جس کو (آخرت میں) کچھ حصہ نہ ہو پھر جس قدر اللہ نے چاہا عمر ٹھیرے رہے بعد اس کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دیبا کا حلہ بھیجا تو عمر اس کو لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تو اسی شخص کا لباس ہے جس کو (آخرت) میں کچھ حصہ نہ ہو اور آپ نے مجھے یہ جبہ بھیجا تو ان سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو بیچ ڈالو اور اس سے اپنا کام نکالو۔

باب۔ عید کے دن پھری گتکا کھیلنا جائز ہے۔

۸۸۶۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس دو لڑکیاں تھیں جو بعاثؑ کے گیت گا رہی تھیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لیٹ رہے اور آپ نے اپنا منہ پھیر لیا پھر ابوبکر آئے اور انہوں نے مجھے ڈانٹا اور کہا کہ شیطانی آلات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ ان کو چھوڑ دو پھر جب آپ غافل ہو گئے تو میں نے ان دونوں لڑکیوں کو اشارہ کیا وہ چلی گئیں اور عید کے دن حبشی لوگ پھری گتکا کھیل رہے تھے تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خواہش کی یا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم دیکھنا چاہتی ہو میں نے عرض کیا ہاں تو آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا میرا رخسار آپ کے رخسار پر تھا اور آپ یہ فرماتے تھے کہ کھیلے جاؤ اے بنی ارفدہ یہاں تک کہ جب میں تھک گئی تو آپ نے مجھ سے کہ بس میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا تو جاؤ۔

لہ طالب وہ شخص ہے جو کسی کا تعاقب کرتا ہو اور مطلوب وہ جس کا تعاقب کیا جاتا ہو۔

لہ یہ خیبر کے لوگ مزدوری [illegible] حضرت کو دیکھ کر کہنے لگے کہ محمد اور لشکر بھی موجود [illegible] کے آگئے۔ لہ بعاث اسلام سے پہلے قبیلہ اوس و خزرج میں ایک جنگ عظیم ہوئی تھی جو چند برس تک قائم رہی پھر اسلام کے بعد اس جنگ کا سلسلہ ختم ہوا اور اسلام نے ان دونوں [illegible]

لبابُ الفقہ

(سلسلہ گذشتہ)

کا بالعموم

علمائے حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ اول تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ایک دفعہ روز شک میں طلوع آفتاب کے بعد ایک اعرابی نے آکر گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھا تھا تو آپ نے حکم دیا جس نے کچھ کھا لیا ہے اس کو چاہیئے کہ باقی حصہ روزہ میں کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا ہے اس کو چاہیئے کہ روزہ رکھے (اس طرح گویا زوال سے پہلے روزہ کی نیت ہوئی) اور جو حدیث شافعی نے پیش کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قدر دیر میں نیت کرنے سے روزہ کی فضیلت کم ہو جاتی ہے یا اس سے مطلب یہ ہے کہ ماہ رمضان تو روزہ ہی کے واسطے ہے تو دن کے اول حصہ میں امساک اس نیت کی ذیل میں آکر جو کہ بعد میں کی جائے روزہ بن جائیگا مگر یہ نیت نصف روز سے زیادہ میں ہونی چاہیئے (کیونکہ روزہ کے بڑے حصہ میں ہوئی تو گویا کل روزہ میں ہوئی) اور یہ اس وجہ سے ہے کہ روزہ ایک رکن واحد ہے یعنی کل روزہ صبح سے شام تک ایک مسلسل عبادت ہے اور نیت اس واسطے کی جاتی ہے کہ خدا تعالے کے واسطے اس کو عبادت کے طور پر پیش کریں نہ اس کو بھوک پیاس ہی رہنے دیں۔ تو نیت جبکہ کل روزہ کے شروع میں نہ ہو سکے تو روزہ کے بڑے حصہ میں کر لی جائے اور نماز اور حج کی اور بات ہے ان میں کئی رکن ہوتے ہیں لہذا شروع ہی میں نیت کی جاتی ہے کہ نیت سب ارکان سے پہلے ہو ہاں روزہ قضا کی اور بات ہے اس کے واسطے نیت رات سے ضرور ہے کیونکہ وہ دن روزہ قضا کے واسطے مخصوص تو نہیں ہے جس دن قضا کا روزہ رکھ رہا ہے جیسا کہ رمضان کے دن رمضان کے روزوں کے واسطے مقررہ ہیں تو اس طرح سمجھو کہ رمضان تو فرض روزوں کے واسطے مقررہ ہے اور ایام نفل روزوں کے واسطے تو ان ایام کو عارضی طور پر قضا رمضان کے واسطے مصروف کرنا پڑا ہے تو ضرور ہوا کہ نیت رات سے کی جائے کہ اس دن کو قضا کے روزہ میں لگائے اب رہا یہ امر کہ اگر بعد زوال کے روزہ کی نیت کی جائے تو درست ہوگی یا نہ ہوگی تو چونکہ روزے کے بڑے حصہ میں واقع نہ ہوگی کیونکہ زوال کے بعد آدھا روزہ گذر چکا لہذا اغلب یہی ہے کہ روزہ درست نہ ہو یاد رہے کہ روزہ رمضان اور روزہ نفل کے واسطے وہ نیت معتبر رہے گی جو صبح سے زوال تک کی جائے اور مختصر قدوری اور جامع صغیر میں یہی لکھا ہے کہ اگر زوال سے پہلے نیت کر لی جائے تو صحیح ہے کیونکہ روزے کے بڑے حصہ میں نیت واقع ہو جائے گی اور یہ کل دن پر حاوی ہوگی۔ اور نصف روز صبح صادق سے وقت استوا تک لیا جائے گا تو نیت وقت استوار سے پہلے ہونی چاہیئے پھر یہ بھی یاد رہے کہ اس حکم میں مسافر اور مقیم اور تندرست اور بیمار برابر ہیں لیکن امام زفر کہتے ہیں کہ مسافر اور بیمار کو رات سے نیت کرنی چاہیئے۔

امام شافعی کے نزدیک فرض روزہ میں رات سے نیت کرنی شرط ہے۔

اگر نیت دن کے نصف پہر یا اس کے بعد کی جائے تو روزہ رمضان ...

معین میں جائز نہ ہوگی۔

اگرچہ دوران روزہ میں نیت دن میں بھی کرلی جاوے مگر افضل یہی ہے کہ نیت کو معین کرے۔

روزہ کی نیت رات سے کرنی افضل ہے کہ روزہ کا پہلا حصہ بھی نیت ہی سے ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا صیام لمن لم ینو الصیام من اللیل (جو رات سے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا روزہ نہیں ہے)

قضائے رمضان اور کفارہ رمضان اور کفارہ یمین اور نذر غیر معین کے روزوں کی نیت روزہ شروع کرنے سے پہلے ہی کرلی چاہیے یعنی طلوع صبح صادق سے پہلے کہ

قضائے رمضان اور کفارہ رمضان و کفارہ یمین میں یہ شرط ہے کہ رات سے نیت کرے (اول رات سے آخر وقت طلوع فجر کے قریب) اور نیت کو معین کرے (کہ کفارے یا قضا کے واسطے کرتا ہوں) اور نذر کے روزے کا بھی یہی حکم ہے اس نذر کے روزہ کا جس میں دن معین نہ کئے ہوں۔ قضائے رمضان اور کفارہ کے روزوں کے واسطے رات سے نیت کرنی ضرور ہے کیونکہ اس کا وقت معین نہیں ہے۔ لہذا ضرور ہوا کہ روزے سے پہلے اس روزہ کو معین کر دے۔

اگر فجر طلوع ہونے کے بعد قضا کے روزہ کی نیت کی تو قضا صحیح نہیں بلکہ روزہ نفل ہو جائے گا اور اس کو توڑنے سے قضا لازم ہوگی

نفل روزہ کی نیت قبل دوپہر کرے نہ بعد دوپہر

دلیل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ روزہ دار نہیں ہوتے تھے تو گھر میں آکر دریافت فرماتے تھے کہ کچھ کھانے کو ہے تو اگر کہا جاتا تھا کہ نہیں تو آپ فرماتے تھے تو پھر میرا روزہ ہے اور اگر کہا جاتا تھا کہ ہے تو آپ کھا لیتے تھے حالانکہ روزہ کی نیت کر چکے تھے۔ (رواہ مسلم)

۱- امام مالک کا خیال ہے امام مالک کے نزدیک روزہ نفل کے واسطے بھی نیت رات سے کرنی شرط ہے۔

دلیل۔ یہ پیش کی گئی ہے کہ رمضان کے علاوہ اور دنوں میں جو روزہ ہے وہ روزہ نفل ہے جیسا کہ رمضان میں شروع روزہ روزہ فرض ہے لہذا رمضان کے علاوہ اور دنوں میں اگر امساک کیا گیا تو وہ موقوف رہے گا آخر نیت کرنے پر جیسا کہ امساک رمضان کے دنوں میں آخری وقت کی نیت پر

اگر بعد زوال کسی روزہ کی نیت کی جائے اگرچہ وہ روزہ نفل ہی ہو وہ نہیں۔ شافعی کہتے ہیں کہ جائز ہے اور روزہ نفل صحیح رہیگا اور جس وقت نیت کرے گا اس وقت سے روزہ دار مانا جائیگا کیونکہ ان کے نزدیک روزہ نفل غیر ہے اور اپنی خوشی پر منحصر ہے اور ممکن ہے کہ بعد زوال ہی روزہ رکھنے کو دل چاہے لیکن شرط یہ ضرور ہے کہ امساک شروع صبح ہی سے ہو لیکن ہمارے علماء یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ ہم یہ صورت میں کہ کوئی شخص روزہ نفل کی نیت کرے

سے ... روزے سے پہلے پہلے تو وہ روزہ دار شمار کیا جائے گا شروع دن سے کیونکہ روزہ ایک عبادت ہے اور اس کا فائدہ نفس امارہ کو زیر کرنا اور مارنا ہے اور یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی لیکن اس امساک سے کہ صبح صادق سے شام تک ہے تو نیت اس کے واسطے اس کے بڑے حصہ میں ہونی چاہیئے (یعنی اگر نیت زوال سے پہلے کی جائے اور نصف روزہ سے زیادہ میں نیت کی جائے گی تو بڑے حصہ میں ہوگی۔

اگر عورت نے دوران حیض میں روزہ کی نیت کی اور پھر صبح ہونے سے پہلے پاک ہو گئی تو نیت صحیح رہی اور روزہ ہو گیا۔

اگر رمضان میں دن کے اول حصہ میں کوئی شخص مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہوا اور زوال سے پہلے روزہ کی نیت کر لی تو یہ روزہ صحیح رہے گا۔

نیت کے واسطے جو حکم ہے وہ مسافر اور مقیم اور بیمار اور تندرست سب کے واسطے ہے امام زفر کے نزدیک بیمار اور مسافر کو رمضان کے روزہ کی نیت رات سے کرنی چاہیئے۔

اگر رمضان میں رات میں یا دن میں بیہوش ہو گیا تو اگر زوال سے پہلے افاقہ ہو گیا اور نیت کر لی تو جائز ہے مجنون کا بھی یہی حکم ہے۔

اگر نماز پڑھ رہا ہو اور دل سے روزہ کی نیت کرے تو صحیح ہے نماز فاسد نہ ہوگی۔

ایک روزہ میں دو نیتیں کرنے کا نتیجہ

اگر ایک ہی روزہ میں دو مختلف قسم کے روزوں کی نیت کی جو حکم میں یا فرض ہونے میں برابر ہیں اور ایک دوسرے پر ترجیح نہیں ہے تو دونوں باطل ہو جائیں گے ہاں اگر ایک کو دوسرے پر ترجیح ہے تو جس کو ترجیح ہے وہی صحیح رہے گا

اگر قضائے رمضان	نذر	کی نیت کی تو	روزہ قضائے رمضان کا ہوگا
〃 نذر معین	نفل	〃 〃	〃 نذر معین 〃 〃
〃 〃	کفارہ	〃 〃	〃 〃 〃 〃
〃 قضائے رمضان	کفارہ ظہار	〃 〃	قضائے رمضان 〃
〃 قضائے بعض رمضان	نفل	〃 〃	〃 〃 〃 نزد امام
〃 کفارہ واجب	〃	〃 〃	کفارہ واجب 〃
〃 کفارہ ظہار	کفارہ قتل	〃 〃	نفل کا ہوگا بالاتفاق
〃 قضائے رمضان	〃	〃 〃	〃 〃 〃 〃
〃 〃	کفارہ قسم	〃 〃	〃 〃 〃 〃

(کذا) اگر عرفہ کے دن عرفہ کے روزہ کی نیت بھی کرے اور قضا یا نذر یا کفارہ کے روزہ کی نیت بھی کرے تو بعض علماء کے نزدیک دونوں قسم کے روزے پورے ہوں گے۔ کذا فی الحموی۔

روزہ کا وقت کب سے کب تک ہے

روزے کا وقت طلوع صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر ثم اتموا الصیام الی اللیل کھاؤ اور پیو رمضان کی راتوں میں یہاں تک کہ صبح کی سفید لکیر سیاہی سے ظاہر ہو جائے پھر ختم کرو روزے کو رات تک" دو خطوں سے مطلب دن کی اور رات کی سیاہی (یعنی صبح صادق کی روشنی)

روزے کا صحیح وقت وقت الصوم من طلوع الفجر الثانی الی غروب الشمس یعنی طلوع فجر ثانی کے وقت سے غروب آفتاب تک

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ روزے کے شروع ہونے کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے پر ہے یا اس کے روشن ہونے پر۔

اوقات روزہ و نماز تراویح و سحری

روزہ کا شروع صبح صادق کے ہے اور روزہ کا ختم آفتاب کے غروب ہونے پر ہے جبکہ مغرب کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے۔ نصف روزہ نصف دن نہیں ہوتا بلکہ نصف دن سے کچھ قبل نصف روزہ ہو جاتا ہے کیونکہ نصف دن تو طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے اور روزہ میں صبح صادق تا طلوع آفتاب بھی شامل ہے۔

تراویح کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جبکہ شفق آفتاب غروب ہو جائے یعنی جب عشاء کا وقت شروع ہو اور اختتام تراویح صبح صادق سے پہلے پہلے ہے۔

سحری کا وقت بھی صبح صادق کے نمودار ہونے تک ہے۔

رمضان میں روزہ توڑ کر کیا اخفائے روزہ لازم ہے؟

(۱) جو شخص رمضان میں علی الاعلان بلا عذر قصداً دن کو روزہ افطار کرے تو امام کو چاہیئے کہ اس کو قتل کرا دے۔ اسی طرح در مختار کے باب ما یفسد الصوم میں لکھا ہے ولو اکل عمدا شهرة بلا عذر یقتل یعنی جو شخص رمضان میں دن کو قصداً بلا عذر علی الاعلان اور بیباکانہ تو قتل کر دیا جائے۔

(۲) مسافر اور مریض کے واسطے رمضان میں بالاتفاق ظاہر کھانا جائز ہے۔

(۳) حیض والی عورت کے لئے اس امر میں اختلاف کیا گیا ہے کہ رمضان میں ظاہر کھا دے یا پوشیدہ بعض کا خیال ہے کہ ظاہر کھائے مگر بعض کا خیال ہے کہ پوشیدہ کھائے۔

دن کے باقی حصہ کا روزہ

جس شخص کو رمضان میں صبح کے وقت ایسا عذر پیش آیا کہ روزہ کے واسطے مانع تھا یا اس کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا مباح تھا پھر وہ عذر زائل ہو گیا اور ایسی حالت ہوئی کہ اگر وہ حالت صبح کو ہوتی تو روزہ واجب ہوتا مثلاً نابالغ لڑکا دن میں کسی وقت بالغ ہوا۔ یا دن میں کسی وقت کافر مسلمان ہوا یا مجنون کو افاقہ ہوا یا حیض والی عورت کو طہر ہوا یا مسافر اپنے گھر آیا اور روزہ رکھنے کے لائق ہیں تو ان پر واجب ہے کہ جس قدر دن کا حصہ باقی ہے اس میں ممنوعات روزہ کو نگاہ رکھیں۔ عالمگیری

قاعدہ:۔ جس شخص پر روزہ صبح کے وقت واجب تھا اس لئے کہ وجوب کا سبب اور روزہ کی اہلیت موجود تھی اگرچہ روزہ دار نہ رہ سکا مثلاً کسی نے عمداً روزہ توڑ دیا یا شک کے روز صبح کو کچھ کھا لیا پھر ظاہر ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا یا سحری کھاتے وقت یہ گمان ہوا کہ فجر طلوع نہیں ہوئی مگر بعد میں معلوم ہوا کہ فجر طلوع ہو چکی تھی تو ان پر واجب ہے کہ باقی میں روزہ داروں کی مشابہت اختیار کریں اور جو چیزیں روزہ میں منع ہیں ان سے پرہیز کریں۔

(عالمگیری)

مقالات غوث الاعظم

(بسلسلہ گزشتہ)

اور ان کے اندر وہ پریشانیاں زیادہ ہوجاتی ہیں اور اپنے حصہ کے علاوہ جو حصے کہ ان کی قسمت میں نہیں ہیں ان کی طرف محتاجی ان دلوگوں) کی بڑھ جاتی ہے اور جو حصہ کہ ان کے پاس ہیں وہ یہ لوگ (ان کو حقیر اور صغیر اور قبیح سمجھتے ہیں اور دوسروں کے حصہ کو اپنے قلوب میں بڑا اور اچھا دیکھتے اور سمجھتے اور اس کو طلب کرنے لگتے ہیں ان کی عمریں گھٹ جاتی ہیں اور ان کی قوتیں سست ہوجاتی ہیں اور ان کے سن وسال بڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے مال ختم ہوجاتے ہیں اور ان کے جسم تھک جاتے ہیں اور ان کی پیشانیاں عرق عرق ہوجاتی ہیں اور ان کے نامۂ اعمال سیاہ ہو جاتے ہیں گناہوں کی کثرت سے اور ان حصول کی تلاش میں بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے اور احکام الٰہی کے ترک ہوجانے سے تو بھی وہ (دوسروں کے) یہ حصے نہیں پاتے اور ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ دنیا سے خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں نہ ادھر کے رہتے ہیں نہ ادھر کے۔ خسر الدنیا والآخرہ دنیا کا بھی خسارہ اٹھاتے ہیں اور آخرت کا بھی انہوں نے ان چیزوں میں اللہ کا شکر ادا نہیں کیا جنھیں اللہ نے ان کے حصے میں انھیں دیا تھا اور اس طرح ان سے اللہ کی عبادت میں (مدد) مدد لیتے اور دوسروں کے حصوں سے جو چیز چاہتے تھے انہوں نے اس کو بھی نہیں پایا بلکہ حاصل کرنے کی بجائے انہوں نے اپنی دنیا و آخرت کو ضائع کر دیا بس یہی (وہ) لوگ ہیں جو "بدترین مخلوق" ہیں اور از روئے عقل و بصیرت یہ لوگ اجہل اور احمق ہیں اور خسیس ترین (اشخاص میں) سے ہیں۔ اگر وہ قضا پر راضی رہتے اور عطائے پروردگار پر قناعت کرتے اور احسن طاعت حق بجا لاتے تو بیشک ان کے پاس دنیا کے حصے بغیر مشقت کے بغیر آجاتے پس اس کے بعد خدائے برتر و بزرگ کے جوار رحمت میں ان کو منتقل کیا جاتا جہاں سے قریب وہ اپنی ہر مراد ہر آرزو کو پا لیتا۔ اللہ تعالی ہمیں اور تمہیں ان لوگوں میں کرے جو قضا پر راضی ہوئے اور اپنے سوال کو اس کے مطابق بنایا اور رضا اور حفظ حال اور ان چیزوں کی توفیق کے خواستگار رہے جن کو اللہ دوست رکھتا ہے اور جن سے کہ وہ راضی ہے۔

مقالہ چونواں

(زہاد و زہد کی تعریف)

فرمایا جو آخرت کو چاہتا ہو اس پر واجب ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے اور جو اللہ کو چاہتا ہے اس پر واجب ہے کہ آخرت کو چھوڑ دے پس دنیا ہے کو ترک دنیا آخرت کے لئے اور ترک آخرت اپنے پروردگار کے لئے کرے پھر جب تک اس کے قلب میں باقی رہے گی کوئی شہوت شہوات دنیا سے اور کوئی لذت لذات دنیا سے یا تمام اشیاء کی راحات میں سے طلب کسی راحت کی جیسے کہ ماکول و مشروب اور ملبوس اور نکاح اور سواری اور سکونت اور حکومت اور ریاست کی اور ... اور طلب فنون علم سے کہ ... عبادات خمسہ کے ما فوق کی ...

روایات حدیث کی اور سند اور مختلف ہفت قرات کے ساتھ قرآن کی اور نحو اور لغت اور فصاحت و بلاغت کی اور آرزو زوال فقر و محتاجی اور حصول غنا و تونگری کی بلائیں اور آفتیں دور ہونے کی عافیت اور آرام آنے کی فی الجملہ نقصان کے جانے اور نفع کے آنے کی تو ان میں سے کسی طلب و خواہش کے ہوتے ہوئے، وہ شخص ہرگز زاہد حق نہیں ہے کیونکہ ان اشیاء میں سے ہر ایک میں لذات نفس اور موافقت ہوائے نفس اور راحت طبع اور محبت طبع ہے اور یہ کل چیزیں (از قبیل) دنیا ہیں جن میں وہ اپنی بقا کو پسند کرتا ہے اور ان چیزوں سے دنیا میں سکون و طمانیت حاصل ہوتی ہے پس مومن کو یہ سزاوار ہے کہ ان سب کو قلب سے نکال دینے کی کوشش کرے اور ان کے (دل سے) دور کر دینے اور ان کی جڑ نکال دینے کے لئے اپنے نفس کی گرفت کرے تا کہ ان میں سے کسی چیز کی محبت، قلب میں چھپا رہے کی تھوڑی جو سنے کے بار نہیں، باقی نہ رہے اور اس (زہد حق) کا زہد دنیا خالص ہو جائے جب اس کا زہد پورا ہو گیا تو غم اور پریشانیاں دا س کے، دل سے اور تنگی (اس کے باطن سے نکل جائیگی اور آرام اور خوشی اور انس رب) آ جائیگا جیسے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زہد دنیا میں قلب اور جسم کو راحت دیتا ہے پس جب تک ان میں کا کوئی شئے قلب میں باقی رہے گی اس میں غم اور پریشانیاں اور خوف و ترس (یہ سب) قائم رہیں گے اور ذلت اس کے لئے لازم ہوگی اور اللہ عزوجل اور اس کے قرب سے تہ بہ تہ اور کثیف حجاب قائم ہوگا اور یہ سب پردے نہیں کھلیں گے جب تک کہ کمال درجہ زوال حب دنیا نہ ہو جائے گا اور پورا قطع علائق نہ ہو جائے گا اور زہد فی الدنیا کے بعد مومن، پھر زہد آخرت کو اختیار کرے اور آخرت کے بڑے درجے اور بلند منزلیں حور و غلمان اور قصر اور بالاخانے باغ اور سواری اور لباس اور زیور اور کھانا اور پینا اور ان کے سوا وہ چیزیں جو اللہ نے اپنے مومن بندوں کے لئے جنت میں تیار رکھی ہیں (ہرگز طالب نہ ہو) اور اللہ سے اپنے عمل پر کسی اجر و ثواب کا دنیا و آخرت میں (قطعاً وقاطبۃً) طالب نہ ہو (تو) ایسی حالت میں پھر وہ اللہ کو اپنی جانب سے رحمت اور فضل کے طور پر اس کا پورا پورا اجر دینے والا پائے گا اور اللہ اسے اپنا مقرب اور نزدیک تر بنا لے گا اور اس پر لطف فرمائے گا اور طرح طرح کے الطاف و احسان کے ساتھ اس سے اپنا تعارف کرائے گا جس طرح کہ اپنے رسل و انبیا اور اولیا اور خواص اور احباب عارفین کے ساتھ اس کی عادت جاری ہے اور بندہ (اس وقت) اپنی آخر حیات تک ہر روز اپنے کام میں ترقی پر رہے گا۔ اس کے بعد آخرت میں ایسی چیزوں کی طرف منتقل کیا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی قلب بشر پر خطرہ گزرا (اور یہ) ایسی چیزیں ہیں جن کے سمجھنے سے عقلیں کوتاہ و نادر عاجز ہیں (اور) ... (بقیہ بیان ... عبارتیں قاصر ہیں)

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

قبیلہ بنی نضیر کی ایک سازش

یہودیوں کا مشہور قبیلہ بنی نضیر قبیلہ بنو عامر کا حلیف تھا اور ادھر مسلمانوں سے بھی ان کا معاہدہ تھا اس لئے جناب سرور کائنات صلعم نے یہ خونبہا دینے کے بارے میں بنی نضیر سے صلاح و مشورہ کرلینا بھی ضروری سمجھا چنانچہ آپ خود ان کے محلہ میں تشریف لے گئے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر اور حضرت علی بھی گئے۔ بات چیت ہوئی اور بنی نضیر بظاہر خونبہا میں شرکت کرنے کے لئے تیار ہوگئے حضور سے کہا کہ آپ قلعہ کی دیوار کے سایہ میں تشریف رکھیں اور ہم لوگوں کو بلانے اور فراہم کرنے میں مشغول ہوتے ہیں غرض یہ قریبی لوگوں کو فراہم کرنے اور بلانے کے بہانے ادھر ادھر چلدیئے اور اپنی سازش میں مشغول ہوگئے۔

ان لوگوں نے آپ کو قلعہ کی منڈیر پر ایسی جگہ بٹھایا تھا کہ ایک بڑا پتھر دیوار کی طرح کھڑا ابھار رکھا تھا بنی نضیر کے لوگوں نے آپ کو یہاں بٹھا کر مشورہ کیا کہ اب آپ پر قلعہ پر چڑھکر اوپر سے پتھر دھکیل دینا چاہیئے تاکہ محمد (صلعم) اپنے تمام ساتھیوں سمیت اس کے نیچے کچلے جائیں چنانچہ اس سازش کے مطابق ایک شخص عمرو بن حجاش بن کعب اس ارادہ سے اوپر چڑھا کہ وہ پتھر گرائے مگر وہ ابھی اپنے ارادہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا تھا کہ خدائے قدوس علام الغیوب نے بذریعہ وحی حضور کو یہودیوں کے اس منصوبہ کی خبر دیدی اور آپ فوراً وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو لیکر مدینہ کو روانہ ہوگئے۔ یہ دیکھکر یہودیوں نے آپ کو بلانا چاہا مگر حضور نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے مگر میرے خدا نے مجھکو بچالیا اب یہ بھی امید رکھتے ہو کہ میں تم سے بات چیت کروں یہودیوں نے اپنے اس فعل پر نہ اظہار ندامت کیا اور نہ اس سے انکار کیا غور کیجئے یہ لوگ کیسے بد باطن اور شریر تھے اور اسلام کے خلاف کیسی کیسی شرارتیں کرتے تھے۔

بنو نضیر کا محاصرہ

مدینہ میں پہنچکر آپ نے یہودیوں کے نام پیغام بھیجا کہ چونکہ تم نے پہلے عہد نامہ کو اپنے ہاتھوں توڑ دیا ہے اس لئے اب نئے سرے سے معاہدہ کرو مگر انہوں نے عہد نامہ کرنے سے صاف انکار کردیا اس پر حضور نے ان سے کہا کہ اگر تم عہد نامہ نہیں لکھتے تو دس دن کے اندر اندر جلا وطن ہو جاؤ اور کسی دوسری جگہ چلے جاؤ بنو نضیر نے اس سے بھی انکار کیا اور لڑائی پر مستعد ہوگئے۔ دنیا کا کون ایسا اندھا انسان ہے جو حضور کے اس فعل کو ظالمانہ قرار دے مگر سچ یہ ہے کہ یہودیوں کی شرارت اور اسلام دشمنی کے مقابلہ میں اس سے زیادہ نرم اور مناسب سلوک ہو ہی نہیں سکتا تھا غرض جب یہ لوگ کسی بات پر بھی رضامند نہ ہوئے کوچ اور ذرا جلد آنحضرت صلعم کو بھی لڑائی پر آمادہ ہونا پڑا اور آپ نے صحابہ کو لیکر ان پر چڑھائی کردی مگر یہودیوں میں اتنی جرأت کہاں تھی جو فرزندان اسلام کا مقابلہ کرتے وہ تو بس سازشیں ہی کرنا خوب جانتے تھے اس لئے بنو نضیر قلعہ بند ہوگئے آپ نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا یہ محاصرہ پندرہ یوم تک رہا اسی محاصرہ کے دوران میں منافقوں اور ان کے سردار عبداللہ بن ابی نے یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تم قلعہ سے باہر نکل کر میدان میں مسلمانوں کا مقابلہ کروگے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں ہم تم سب مل کر مسلمانوں کو شکست دینگے اور اگر تم جلا وطن ہونا قبول کروگے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی جلا وطنی اختیار کرینگے۔

بنو نضیر جلا وطن ہوگئے

بنو نضیر کے حوصلے تو اس پشت پناہی سے بڑھ گئے مگر وہ مسلمانوں کے مقابلہ میں کچھ نہ کرسکے آخر پندرہ دن کے محاصرہ اور مقابلہ کے بعد یہودی جلا وطن ہونے پر آمادہ ہوگئے آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ اچھا اگر تم یہی چاہتے ہو تو سوائے ہتھیاروں کے تم اپنا تمام مال و اسباب لیجا سکتے ہو چنانچہ وہ اپنا تمام مال و اسباب اونٹوں پر بار کرکے لے گئے اور چلتے وقت خود ہی اپنے گھروں کو مسمار کرگئے اور یہاں سے جلا وطن ہوکر کچھ تو خیبر میں جاکر آباد ہوگئے اور کچھ ملک شام میں چلے گئے اب ان کا جو بقیہ مال و اسباب رہ گیا تھا وہ حضور نے مہاجرین میں تقسیم کردیا انصار میں سے صرف دو شخصوں حضرت ابو دجانہ اور سہل بن حنیف کو اس مال غنیمت میں سے حصہ ملا کیونکہ یہ بہت مفلس اور غریب تھے یہودیوں میں سے دو شخص یامین بن عمیر اور سعید بن وہب مسلمان ہوگئے اور اس غزوہ کا نام غزوۂ بنو نضیر مشہور ہوا اور یہ ماہ ربیع الاول ۴ھ ہجری یعنی جنگ احد سے پورے چھ مہینے بعد کا واقعہ ہے۔

بنو محارب اور بنو ثعلبہ کی شرارتیں

یہ دونوں قبیلہ غطفان کی شاخیں ہیں ان کے متعلق حضور کو متواتر خبریں پہنچیں کہ وہ شرارتیں اور سازشیں کر رہے ہیں اور حملہ کی تیاریوں میں مشغول ہیں آپ اس حملہ کی مدافعت اور روک تھام کے لئے ان کے مقابلہ کو روانہ ہوگئے اور مدینہ میں حضرت عثمان بن عفان کو عامل مقرر فرماگئے اس مقابلہ میں آپ کے ساتھ چار سو صحابی تھے بنو محارب اور بنو ثعلبہ ایک نخلستان میں جمع ہوئے تھے جب انہیں اسلامی لشکر کی آمد کا علم ہوا تو وہ منتشر ہوگئے اتفاق سے کوئی معرکہ نہیں ہونے پایا۔ اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع ہے جو ماہ جمادی الاول ۴ھ میں واقعہ ہوا تھا اس غزوہ کا نام غزوہ ذات الرقاع اس لئے رکھا گیا کہ پہاڑی اور پتھریلی زمین میں سفر کرنے کی وجہ سے اکثر صحابہ کے پاؤں زخمی ہوگئے تھے جس کی وجہ سے غازیان اسلام نے پاؤں میں کپڑے لپیٹ لئے تھے۔

۴ھ کے مشہور واقعات

حضرت زینب سے نکاح

زمانہ جاہلیت میں کہ والدین بھی ان نیک اور اخلاقی سند سے تحصیل یافتہ میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ تربیل کیا ہے لیپا لکوں کو اپنا ہی بیٹا سمجھا

نبی بیویوں [illegible] نفس تھے اس کے بیان کرنے کے لئے تو ایک مستقل دفتر درکار ہے جس سے ہم اس جگہ نظر انداز کرتے ہیں ہاں اتنا ضرور سمجھ لیجئے کہ اسلام دنیا کے لئے امن و سلامتی اخوت و مساوات کا پیغام رحمت لیکر آیا تھا اور آپ نے دنیا میں انسانی اخوت کو قائم کر کے انسانیت کبریٰ کا بول بالا کرنا تھا اس کی راہ میں سب سے بڑا بگاڑ یہی رسم تھی کہ ایک تو مکہ والے اپنے منہ بولے بیٹوں کو اپنا صلبی بیٹا سمجھتے تھے دوسرے وہ غلاموں سے نفرت کرتے تھے اسلام نے نسلی فخر و غرور کو تو یہ کہکر خاک میں ملا دیا ان اکرمکم عند الله اتقاکم یعنی تم میں سے بزرگ اور معزز تو وہی ہے جو متقی اور پرہیزگار ہو علمی حیثیت سے تو اسلام نے زندگی کا یہ معیار پیش کر کے انسانیت کبریٰ کا بول بالا کر دیا تھا مگر ضرورت تھی وہ اس علم کے مطابق عمل بھی کریں تاکہ تعلیم مکمل ہو جاتی اسلام دیگر مذاہب کی طرح باتونی مذہب تو ہے نہیں وہ تو علم کے ساتھ عمل بھی لایا ہے اور علم و عمل کی روشنی میں تمدن و معاشرت انسانی کو مضبوط چٹانوں اور بنیادوں پر قائم کرتا ہے اس لئے اس نے اس اصول مساوات کے مطابق بنی نوع انسان کے لئے ایک نمونہ بھی دیا اس اجمال کی تفصیل سنئے۔

حضرت زینب رسول کریم صلعم کی قریبی رشتہ دار تھیں ان کے ساتھ آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید سے حضرت زینب کا نکاح کر دیا تھا تاکہ غلاموں سے نفرت دور ہو اور مساوات کا ایک عملی نمونہ قائم ہو حضرت زید کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی سے آزاد کر کے اپنا بیٹا بھی بنا لیا تھا اس شادی کی مکہ والوں میں بہت چرچا ہوا اور قوم کے رواج کے مطابق حضرت زینب زید کو آزاد شدہ غلام سمجھ کر ان سے نفرت کرنے لگیں حضور سرور کائنات صلعم نے ہر چند سمجھایا کہ کیا کوئی آدمی غلام نہیں ہو سکتا مگر ان کی نفرت کم نہ ہوئی اور نا اتفاقی دن بدن بڑھنے لگی چنانچہ زید نے تنگ آکر حضرت زینب کو طلاق دے دی اور رسول اللہ نے زینب کا رنج دور کرنے کے لئے خود ان سے نکاح کر لیا اور مکہ والوں کے اس رواج کو توڑ دیا کہ کسی کو بیٹا کہہ دینے سے وہ بیٹا بن جاتا ہے دیکھا آپ نے خدائے علام الغیوب نے اپنے حبیب سے اس نکاح کو کرا کر کیسی بری رسم کو توڑا ہے اور کیونکر علاج کا استعمال کیا ہے مگر برا ہو اس تعصب اور کور باطنی کا کہ رسول اللہ کی آفتاب سے زیادہ روشن اور بے داغ زندگی میں اور کوئی بات قابل نکتہ چینی تو نظر نہیں آتی مگر آریہ اور عیسائی حضرت زینب کے نکاح پر اعتراض کر کے اپنی بے عقلی جہالت تعصب بے مغزی اور خبث باطنی کا ثبوت دیا کرتے ہیں اور اس طرح اپنے دل کی بھڑاس نکال لیا کرتے ہیں حضرت زینب کا اسی سال انتقال بھی ہو گیا۔

رسول اللہ نے عبرانی زبان سیکھنے کا حکم دیا

اسی سال رسول کریم صلعم نے حضرت زید بن ثابت کو حکم دیا کہ وہ یہودیوں کی عبرانی زبان سیکھیں چنانچہ انہوں نے چند دنوں میں یہ زبان سیکھ لی اس واقعہ سے ہمارے علماء کو عبرت حاصل کرنا چاہئے کہ جو لوگ انگریزی و دیگر قوموں کی زبان سیکھنے کو معیوب سمجھتے ہیں انہیں چاہئے کہ اس حکم سے غیر قوموں کی زبان سیکھنے کا مسئلہ لینا چاہئے۔

اسی سال حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ام سلمہ سے نکاح کیا ان کے شوہر جہاد میں شہید ہو گئے تھے ان کو لا ولدی کی تکلیف تھی اس کے بعد ان کی پریشانی جاتی رہی اسی سال ماہ شعبان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور رسول اللہ کو آپ کی ولادت کی بے انتہا خوشی ہوئی اسی سال شراب حرام ہوئی اسی سال عبداللہ بن عثمان یعنی آنحضرت صلعم کے نواسے نے بعمر چھ سال وفات پائی اس کی وفات کا سبب یہ ہوا تھا کہ مرغ نے آنکھ میں چونچ مار دیا تھا جس کی تکلیف سے جانبری نہ ہو سکی اسی سال زینب بنت خزیمہ کا انتقال ہوا اور فاطمہ بنت اسد یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی والدہ نے بھی اسی سال انتقال کیا۔

غزوہ بدر صغریٰ

ابو سفیان جنگ احد میں یہ کہہ گیا تھا کہ آئندہ سال مقام بدر میں مسلمانوں سے لڑائی کریں گے گویا یہ آئندہ سال کے لئے اعلان جنگ تھا جسکو مسلمانوں نے منظور کر لیا تھا منافقین مدینہ جو دن رات مسلمانوں کی بربادی کے منصوبے سوچتے رہتے تھے اور طرح طرح کی سازشیں کرتے رہتے تھے ان کو فکر ہوئی کہ کہیں ابو سفیان لڑائی کا وعدہ نہ بھول جائے یا پوری قوت کے ساتھ جنگ کی تیاری نہ کرے اس لئے انہوں نے نعیم بن مسعود کو مکہ بھیجا کہ وہ مکہ جا کر قریش کو مستعد کر دے اور ان کے دلوں میں جوش انتقام بھر دے چنانچہ یہ مکہ میں پہنچا اور ابو سفیان کو جنگ کی طرف توجہ دلائی اس سال مکہ میں قحط سالی تھی ابو سفیان نے کہا کہ ہم جنگ کی تیاری میں مصروف ہیں مگر تم مدینہ جا کر یہ چال چلو کہ مسلمانوں سے ہماری زبردست جنگی تیاریوں کو کہو تاکہ وہ ہماری عظیم الشان تیاریوں سے مرعوب ہو جائیں اور ڈر کے مارے مدینہ ہی سے نہ نکلیں اگر تم نے یہ کام سرانجام دیا تو بہت بڑا کام کرو گے جس کے صلہ میں تمہیں بیس اونٹ انعام دوں گا۔ نعیم مدینہ میں پہنچا اور خوب بڑھا چڑھا کر قریش کی تیاریوں کا اگلا حال سنایا ایک تشویش پیدا کر دی مسلمان یہ خبریں سن کر ذرا فکر مند ہو گئے حضرت عمر فاروقؓ نے جب مسلمانوں کی اس کمزوری کا حال دیکھا تو آپ حضور سرور کائنات کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ کیا آپ خدا کے سچے رسول نہیں ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ ہم کافروں کی تیاری کا حال سنکر گھبرائے ہوئے ہیں حضور علیہ التحیۃ والتسلیم نے فرمایا کہ کچھ پرواہ نہیں اگر میرے ساتھ ایک بھی مسلمان نہ ہو گا تو میں خدا کے حکم سے اکیلا ہی کفار کے مقابلہ میں نکلوں گا۔

اس کے بعد آنحضرت صلعم نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور آپ ڈیڑھ ہزار جاں نثار صحابہ کی جمعیت ہمراہ لیکر بدر کی جانب روانہ ہو گئے اور مدینہ میں عبداللہ بن رواحہ کو عامل مقرر فرما گئے اس مرتبہ آپ نے اپنے لشکر کا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد کیا کل فوج میں دس گھوڑے تھے ادھر جب ابو سفیان کو آنحضرت صلعم کی روانگی کا حال معلوم ہوا تو وہ اگرچہ لڑائی سے جان بچانا چاہتا تھا مگر بادل ناخواستہ اسکو نکلنا پڑا اور مکہ سے دو ہزار کا لشکر جرار لیکر وہ بھی چل پڑا مگر خشک سالی کی وجہ سے اس کے لشکر کو سامان خورد و نوش پورا کافی مقدار میں میسر نہ تھا اور سوائے ستو کے ان کے پاس کچھ نہ تھا اس واسطے اس لشکر کا نام جیش السویق مشہور ہوا۔

مسلمان اور قرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور سے مولوی کیلئے لکھوائی جا رہی ہے

مالی استحکام اور قرآن پاک

چونکہ تمام دنیوی امور میں دولت کی سب سے زیادہ کارفرمائی ہے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اساس عالم اسی پر قائم ہے اس لئے قرآن نے اس کے جائز حصول اور اس کی سودمندی پر بہت مفید روشنی ڈالی اور ظاہر کیا کہ دینی اور دنیوی برکات بڑی حد تک اسی پر مبنی ہیں اور اسے فضول اور بیکار سمجھ کر ضائع نہ کرنا چاہیے ارشاد باری ہے ولا تجعل یدك مغلولة الى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا "نہ تو اپنے ہاتھ اپنی گردن ہی میں ڈالے رکھو اور نہ اسے بالکل کھول ہی دو کہ تو ملامت کی اتنا اور تنگ حال اور پریشان ہو کر بیٹھ جائے" یعنی نہ تو دولت کے معاملہ میں بخل اور اتنی تنگدلی سے کام لے کہ تیرا ہاتھ کسی کو دینے ہی کے لئے نہ اٹھے اور نہ یہ جمع کرتا اور بیکار اس کا انبار لگاتا چلا جائے اور اتنی دریا دلی پر اتر آئے کہ دھڑا دھڑ ایسی ضرور اور مفید چیز کو لٹانا اور تقسیم کرنا شروع کر دے اور خود پریشان اور مفلس ہو کر بیٹھ جائے۔

کتنی مختصر بلیغ اور بہتر تعلیم ہے اور دولت کی عظمت اور کارفرمائی اور تقسیم و صرف کے متعلق کیا اعلیٰ اور بہتر فلسفہ پیش کیا ہے نزول قرآن کریم سے پیشتر بیشک دنیا میں کوئی مذہب ہی دولت کو کوئی وقعت نہ دیتا تھا بلکہ عیسائی مذہب تو دولت کو بُرا اور ایک عذاب سمجھتے اور دولتمندوں کی تنقیص ہی کرتے رہتے تھے۔

متی انجیل باب ۶ آیات ۲۰، ۲۱ میں ہے کہ "اپنے لئے مال آسمان میں جمع کرو جہاں کیڑا نہ چیونٹی اسے خراب کرے نہ چور وہاں سے ہاتھ صاف کریں جہاں مال ہے وہاں دل ہے" یعنی دنیا میں مال ہوگا تو دل دنیا میں لگا رہیگا اور اگر اسے آسمانوں پر جمع کرے گا تو دل وہیں خدا سے لگا رہے گا۔

متی باب ۱۷ آیات ۱۶ تا ۲۴ میں ہے کہ "ایک دولتمند نے حضرت مسیح کے پاس رہنا اور خدائی بادشاہت میں داخل ہونا چاہا اسے حکم دیا گیا کہ تمام مال و اسباب لٹا ڈال تب میرے ساتھ رہ" یعنی مالدار خدائی بادشاہت میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ بدھوں میں بھی گدائی اور بھیک کے ٹکڑے کو عظمت حاصل ہے ہندو، جینی اور مجوسیوں کی بھی اسی قسم کی تعلیم و تلقین ہے۔

قرآن حکیم نے دولتمندی کی تنقیص و مذمت تو کجا اسے ایک اعلیٰ درجہ کی نعمت قرار دیا اور ساتھ ہی عقل کے ساتھ صرف کیا اور بتایا کہ دولت ایسی چیز نہیں جسے بیدردی کے ساتھ ضائع کر دیا جائے یا بیوقوفوں کی تحویل میں دیدی جائے ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قياما یعنی دولت ایسی چیز نہیں جسے بیدردی کے ساتھ ضائع کر دیا جائے اور اسے بیوقوفوں کو دیدیا جائے اسے تو خدا نے قدوس نے تمہارے قیام و قوت کا ذریعہ بنایا ہے۔

اسی طرح اس کی اہمیت اور اساسی و بنیادی عظمت واضح کر کے اس کے صرف و خرچ کا نہ صرف بہترین اور مناسب و موزوں طریقہ بتایا جس کی صراحت پہلی آیت میں کی گئی ہے کہ نہ تو اتنی خست برتو کہ تحقیق اور ضرورتمند لوگ پانی نہ دیجائے اور اتنے اللے تللوں سے کام لو اور کل خود محتاج ہو کر دوسروں کے دست نگر بن جاؤ پھر دولت کی تباہی و بربادی کے دو ہی اسباب ہیں یا تو ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے یا بالکل بے ضرورت روپیہ اڑایا جائے ایک شخص کی ضرورت حیثیت کے مطابق دس روپے میں پوری ہو سکتی ہے اور وہ اس کی تکمیل پر بارہ روپیہ خرچ کرے تو یہ اسراف ہے فضول خرچی ہے اس کے متعلق حکم ہے کہ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان الله لا يحب المسرفين کھاؤ پیو مگر فضول خرچی نہ کرو اس لئے کہ خدائے قدوس فضول خرچ لوگوں کو پسند نہیں کرتا اس سے واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ حسب حیثیت کھانے پینے کو منع نہیں کرتا اللہ تعالیٰ نے دیا ہے تو ضرور فائدہ اٹھاؤ اور آرام کرو مگر بے ضرورت اور فضول ایک پائی خرچ نہ کرو اس لئے کہ روپیہ حیات دنیوی میں بہت اہمیت رکھتا ہے اور ایسی چیز نہیں ہے کہ اسے بیکار اور اس نعمت کو بے قدری کے ساتھ اڑایا جائے اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ دیکھو یہ بات اور یہ حرکت ہمیں پسند نہیں اس آیت کی فصاحت و بلاغت پر تبصرہ کرنے کو ایک دفتر چاہیے غور کیجئے تین الفاظ ہیں مگر کتنے جچے تلے اور کتنے پر معانی کھاؤ پیو۔ فضول خرچی نہ کرو کوئی اشکال نہیں کوئی ابہام نہیں پھر مسلمان اس پر عمل پیرا نہیں ہوتا اور صرف اس ایک حکم ہی سے اعراض کا نتیجہ ہماری تباہی کی صورت میں مترتب ہو رہا ہے۔

ایک اور شخص جو بالکل بے ضرورت روپیہ خرچ کرتا ہے اور فضولیات، لغویات اور فواحشات میں روپیہ اڑاتا ہے ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی اور ناشکری کی بات تھی اس لئے اس پر شدید ناراضگی کا اظہار کیا گیا اور حکم ہوا ولا تبذر تبذيرا ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين "بلا ضرورت خرچ نہ کرو اس لئے کہ بلا ضرورت خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اللہ کا بہت ناشکرا ہے"

یہ کتنی اعلیٰ اور کتنی نفیس تعلیم ہے کیا کوئی اور مذہب اس ضمن میں قرآنی تعلیمات کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

قرآن اور دین و دنیا

قرآن کریم کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ یہودی اور عیسائی دونوں کی ترقیات کو صرف مذہبی اور روحانی اور دنیاوی ترقی کو قطعاً نہیں قرار دیتا۔ عیسائیوں میں ہر وقت تک روحانی ترقی کو غیر ممکن بتایا گیا ہے جب تک رہبانیت و تجرد کی زندگی اختیار نہ کی جائے بدھوں میں بھی فقیری ہی کو لازمہ ترقی روحانیت خیال کیا گیا ہے ہندوؤں میں بھی جب تک سنیاس نہ لیا جائے وہ روحانی مراحل طے کر ہی نہیں سکتے

غرض [illegible]
سمجھے بغیر روحانی ترقی کی کوئی تکمیل دنیا کے ساتھ ممکن نہیں اگرچہ قرآن نے اس بنیادی تعلیم کے پیچھے [illegible] سب سے پہلی بنیاد یہی [illegible] روحانی اور دنیوی ترقی کو دوش بدوش رکھا تھا مگر اس اعتدال اور اشتراک عمل تعلیم سے بعد نے مسلمانوں میں روحانی اور دنیاوی دو طبقے پیدا کر دیے اس سے سب بڑا نقصان یہ پہنچا کہ طبائع ایک ہی طرف جھک کر ایک ہی قسم کے اعمال ہو کر رہ گئیں اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ روحانیت کا مآل فقط صوم و صلوٰۃ مجاہدہ ریاضت اوراد و وظائف اور سجدہ مصلیٰ کا ہو کر رہ گیا دنیا اور معاملات دنیا سے علانیہ بے پرواہی برتی جانے لگی اور چونکہ ان چیزوں میں نہ تو کچھ رنگ اور نہ ہی شان نمایاں تھی اس لئے دنیا والوں نے بھی اسے مقدس سمجھا اور کم فہموں کی طرف سے دنیا اور دنیاداری کی مذمت ہونے لگی۔

کچھ اور مدت کے بعد یہ کہا جانے لگا کہ دنیا مسلمانوں کے لئے ہے ہی نہیں بلکہ کافروں کے لئے ہے انہیں تو جو کچھ ملیگا جنت میں ملیگا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا اور دنیا کے مشاغل سے تنفر بڑھنے لگا اور رفتہ رفتہ اسباب ترقی بند ہونے لگے مختلف آیات کی غلط تصریح کی جانے لگی عوام میں جو چیز اور جو خیال ایک دفعہ تقویت پکڑ جائے اس کا استیصال بہت دشوار ہوتا ہے تاہم اس وقت کے بھی بعض روشن خیال اور ذی فہم علماء و صلحاء کو اس کا احساس تھا چنانچہ امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ:-

اور اخروی سعادتوں کا انحصار دنیوی زندگی ہی پر ہے اس لئے اس کی مذمت ہرگز نہیں کی گئی اور جہاں دنیا اور حیات دنیا کی مذمت بھی کی گئی ہے وہ کفار کی زندگی ہے کیونکہ ان کی زندگی اعمال صالحہ کی برکات سے خالی ہوتی ہے نیکوں اور مومنوں کی زندگی کو لہو و لعب کبھی نہیں قرار دیا جا سکتا۔

جس آیت میں حیات دنیوی کو لہو و لعب قرار دیا گیا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ کافروں کی زندگی بری اور قابل مذمت ہے (حضرت ابن عباسؓ)

خدائے قدوس فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض کما استخلف الذین من قبلہم ولیمکنن لہم دینہم الذی ارتضی لہم ولیبدلنہم من بعد خوفہم امنا تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کرتے رہے ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ ان لوگوں کی طرح زمین کی خلافت و سلطنت ضرور عطا کرے گا جنہیں ان سے پیشتر عطا کی گئی تھی اور جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے اس کو ان کے لئے مستحکم کرے گا اور خوف و خطر کے بعد انہیں امن و سکون عطا کرے گا۔

ان الارض یرثہا عبادی الصالحون ان فی ہذا لبلاغا لقوم عابدین الذین ان مکناہم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونہوا عن المنکر خلافت و سلطنت کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے اس میں بیشک عابدوں کو بشارت پہنچا دینا ہے اگر زمین میں ہم ان کے قدم جما دیں تو یہ لوگ نماز پڑھتے رہیں گے اور زکوٰۃ بھی دیں گے اور لوگوں کو اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیں گے اور ناجائز کاموں سے روکیں گے۔

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین عزت اللہ تعالیٰ اور رسول [illegible] ہو گئے ہیں۔ وکان حقا علینا نصر المؤمنین (اور مومنوں کی امداد کرنا ہمارا فرض ہے) انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشہاد ہم دنیا میں بھی پیغمبروں اور ایمان والوں کی مدد کرتے ہیں اور روز حشر بھی ان کی مدد کریں گے۔

للذین احسنوا فی ہذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور ان کی عاقبت تو اس سے کہیں بہتر ہوگی۔ فاتہم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین انہیں دنیا میں بھی اچھا بدلہ دیا اور آخرت میں بھی اچھا اجر دیگا اور اللہ تعالیٰ بھلائی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے ولقد مکنکم فی الارض وجعلنا لکم فیہا معایش قلیلا ما تشکرون ہم نے تمہیں دنیا میں رہنے بسنے کے لئے جگہ دی اور اسی میں تمہاری زندگی اور بسر اوقات کے سامان فراہم کر دیئے لیکن تم ان انعام و اکرام کا شکر بہت کم ادا کرتے ہو۔ وامددنکم باموال وبنین ویمددکم باموال وبنین ویجعل لکم انہارا۔ مال اور اولاد سے ہم تمہاری مدد کریں گے پھر تمہارے لئے باغ لگائیں گے اور نہریں جاری کریں گے۔ یا ایہا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم مسلمانو! اگر تم خدا کے دین کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور دشمنوں کے مقابلے میں تمہیں مضبوط و ثابت قدم رکھے گا۔ واورثکم ارضہم ودیارہم واموالہم وارضا لم تطؤہا اور ان کی زمین اور ان کے مال اور نیز اس زمین و جگہ کا جس میں تم نے قدم تک نہ رکھا تھا تمہیں کو مالک بنایا۔ ولینصرن اللہ من ینصرہ اور جو اس کی مدد کرے گا اللہ بھی اس کی مدد ضرور کرے گا۔

آیات بالا سے واضح ہے کہ خلافت و سلطنت مال و اولاد اور دنیوی عروج و اقبال اعمال کی روحانی ترقی کے ثمر کے طور پر حاصل ہوتے ہیں اور یہ نعمتیں نیکوں اور صالحوں کو خدائے قدوس کی طرف سے بطور بخشش عطا ہوتی ہیں خدا نے بار بار وعدہ کیا ہے اعمال صالحہ کے بدلے میں مسلمانوں کو سلطنت و امارت مال و زر اور اولاد و عزت و شوکت دی جا رہی ہے اور ایک جگہ تو قرآنی احکام نماز ہی اور ادائے زکوٰۃ اور قیام صلوٰۃ کے صلہ میں سلطنت و امارت کے عطا کی بشارت دی ہے اور پھر ایک روایت میں ان تمام چیزوں کو نعمائے الٰہی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اب غور کیجئے کہ آخر دنیا داری دنیا سلطنت و امارت دولت و ثروت اور اولاد و عزت کے سوا اور کیا ہے اگر واقعی دنیا بری چیز ہے تو انہیں تو اللہ تعالیٰ اپنی نعمت بتا رہا ہے اور ان کے عطیہ کی بشارت دے رہا ہے پھر کوئی کس طرح ان نعمائے الٰہی کی تنقیص کر سکتا ہے جن کی مذمت یا بالفاظ دیگر دنیا کی مذمت نعمائے ربی کی ناشکری ہے اور کوئی صاحب ایمان مسلم ہرگز اس کی برائی پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔

پھر خدا نے مومنین صالحین کو فتح و نصرت اور غلبہ عطا کرنے کا بھی قرآن کریم میں وعدہ کیا ہے اور وضاحت کر دی ہے کہ اگر تم ایمان پر قائم رہو اور نیک عمل کرتے رہو تو سربلندی و سرفرازی تمہارا ہی نصیب بن کر رہے گی ولا تہنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین۔

مگر یہ ہے اور یہ اس وجہ سے کہ حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم الغالبون ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ہم الغالبون ۵

یہ خدائی جماعت ہے اور آخرالامر اسے ہی کامیابی حاصل ہوگی اور یہی غالب رہے گی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کا دوست ہو کر رہے گا وہی حزب اللہ میں شامل ہے اور یہی جماعت غالب ہوگی؛ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز وکان حقا علینا نصر المومنین وان جندنا لہم الغالبون خدا فیصلہ کر چکا ہے کہ ہم اور ہمارے پیغمبر ضرور غالب ہو کر رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ قوی اور زبردست ہے۔

ایمان والوں کی امداد کرنا ہم نے اپنا فرض قرار دے لیا ہے ہماری فوج ہی کامیاب ہوگی یعنی اسلام ہی غالب رہے گا۔ ذرا آیت کے تیور ملاحظہ ہوں۔ فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین اگر تم میں سے مستقل مزاج اور ثابت قدم رہنے والے سو ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب رہیں گے اور اگر اس صفت و خاصیت کے افراد ایک ہزار ہوں گے تو وہ خدا کے حکم سے دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ تعالیٰ صابروں اور ثابت قدم رہنے والوں کا ساتھی ہے۔"

یہ کوئی کہہ رہا ہے آپ اسے دعا اور بشارت تعبیر کیجیے۔ اب اگر ناکام رہیں اور دنیا میں ہمیں کوئی اقبال مندی نصرت نصیب نہ ہو تو اس میں ہمارا اور صرف ہمارا ہی قصور ہے اللہ تعالیٰ کا کہنا اور فرمانا کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔

پھر اللہ تعالیٰ اصول شرعیہ فرماتا ہے سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ ہم عنقریب تمہاری ہیبت کافروں کے قلوب میں ڈال دیں گے اس لیے کہ ان کافروں نے شرک کیا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب رکھے۔

واذ قال موسی لقومہ یا قوم اذکروا نعمة اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا واٰتاکم ما لم یؤت احدا من العالمین، فاٰمنت طائفة من بنی اسرائیل وکفرت طائفة فایدنا الذین اٰمنوا علی عدوھم فاصبحوا ظاھرین۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ بھائیو اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسانات کیے انہیں یاد کرو کہ اس نے تم میں بہت سے پیغمبر پیدا کیے اور تمہیں بادشاہت اور سلطنت عطا کی اور وہ نعمتیں عطا کیں جو دنیا میں کسی کو عطا نہیں کی گئی تھیں چنانچہ بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لے آئی مگر ایک جماعت برابر کفر پر قائم رہی جو جماعت ایمان لائی تھی ہم نے اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں اس کی امداد کی اور آخرالامر کامیاب بھی وہی رہے۔ ولقد مننا علی موسی وھارون ونجیناھما وقومھما من الکرب العظیم ونصرناھم فکانوا ھم الغالبون ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بہت احسانات کیے انہیں اور ان کی قوم کو بڑی مصیبت (فرعون کی غلامی) سے نجات دی اور فرعون کے مقابلے میں ان کی امداد کی اور آخرکار وہی لوگ کامیاب اور فائز المرام و غالب رہے۔

الم یروا کم اھلکنا من قبلھم من قرن مکناھم فی الارض ما لم نمکن لکم وارسلنا السماء علیھم مدرارا وجعلنا الانھار تجری من تحتھم فاھلکناھم بذنوبھم وانشانا من بعدھم قرنا آخرین کیا ان لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کیا کہ ہم نے پیشتر کتنی ایسی قوموں کو ہلاک کر کے رکھ دیا جن کی جڑیں ان کے ملک میں ہم نے ایسی مضبوطی کے ساتھ قائم کر دی تھیں کہ تمہاری ابھی تک ایسی قوی قائم نہیں کی گئی۔ ہم نے ان پر آسمان سے موسلا دھار پانی برسایا اور نیچے سے پانی کا سوتہ جاری کر دیا پھر ہم نے ان کے گناہوں کی سزا میں انہیں ہلاک و تباہ کر دیا اور جب وہ برباد ہو چکیں تو ان کی جگہ اور قومیں پیدا کیں۔ ان کے متعلق ارشاد ہوتا ہے فرماتا ہے کہ ولو ان اھل القری اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکات من السماء والارض ولکن کذبوا فاخذناھم بما کانوا یکسبون۔ اگر ان شہروں اور بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم آسمانوں اور زمین سے ان پر برکات و حسنات کے دروازے کھول دیتے لیکن ان لوگوں نے ہمارے پیغمبروں کی تکذیب کی تو ہم نے انہیں ان کے افعال کی سزا میں دھر لیا۔"

ان آیات میں یہ خیال نہایت صفائی سے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے صرف یہی چاہتا ہے کہ وہ توحید و رسالت پر ایمان لائیں ان کے نصیحتوں کی تکذیب نہ کریں نیک عمل کرتے رہیں اگر وہ ایسا کرتے رہیں تو وہ ہر قسم کی نعمتیں ان پر نازل کرے گا سلطنت، امارت اور ہر نوع کے آرام انہیں دے گا اور اگر وہ ایسا نہ کریں گے تو ان کا بھی نتیجہ وہی ہوگا جو ان سے پہلی امتوں اور قوموں کا ہوا جنہیں بہت بڑا اقتدار حاصل تھا اور خیال نہ گمان ہی نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ کبھی برباد بھی ہو سکتی ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت پکڑا تو آن کی آن میں تباہ کر کے رکھ دی گئیں۔ دور کیوں جائیے خلافت امیہ، خلافت بنو عباس، خلافت امویہ ہسپانیہ، خاندان مغلیہ، سلجوقیہ مسلمان ہی خاندان تھے ان کے عروج و اقبال کے زمانہ میں کون کہہ سکتا تھا کہ یہ مقتدر اور پرشکوہ فرمانروائیاں اتنی جلد تباہ و برباد ہو کر رہ جائیں گی پھر بدھوں کی وسیع حکومت اور رومیوں کی پرشوکت سلطنت کے وقت میں کون یہ حکم لگا سکتا تھا لیکن جب تک ان کے ارکان و اعضا کے اعمال اچھے رہے ان کا اقتدار قائم رہا جب ان کی بداعمالیاں حد سے فزوں ہو گئیں تو قہر الٰہی نے انہیں آلیا اور آج کوئی آنسو بہانے والا نظر نہیں آتا کہ ان کی لحد پر کھڑے ہو کر کوئی چار آنسو بہائے بخلاف ازیں ایمانداروں اور اس کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والوں کو اس نے پورا عروج و اقتدار عطا کر دیا فرعون جیسے باجبروت فرمانروا کے کھنڈروں پر بنی اسرائیل کے محلات تعمیر کیے۔ اللہ تعالیٰ نے تاکید کے ساتھ مثالیں دے دے کر بتاتا اور فرماتا ہے کہ دیکھو ایمان و عمل کا دامن نہ چھوڑنا جب تک اس پر کاربند رہو گے اس وقت تک توفیق ربانی تمہارا ساتھ دے گی اور جب تم اس صراط مستقیم سے ہٹے تو اسی طرح برباد کر دیے جاؤ گے جس طرح تم سے پہلی مقتدر قومیں برباد کی جا چکی ہیں وہ صاف و صریح الفاظ میں فرماتا ہے کہ فتح و غلبہ ہم انہی کو عطا کرتے ہیں جو سچے اور صالح مسلمان ہیں اور ہم سے ڈرتے ہیں پھر ان کی باتیں مسلمانوں اور ایمان لانے والوں سے جو وعدے کیے گئے تھے اور کافروں کو جو انتباہ ہوا تھا اس کا زندہ نتیجہ دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور چند سال ہی میں دیکھ لیا یہ وعدے کسی ابھرنے اور بڑھنے والی جماعت سے نہیں کیے گئے تھے بلکہ اس جماعت سے اس وقت کیے گئے تھے جو بہت قلیل بہت مغلوب اور اس وقت روٹیوں کو محتاج تھی اور اپنی جانوں کو سلامت ادھر ادھر پریشان پھر رہی تھی اور جس کے [illegible]

ایک حملہ اور ایک یلغار میں فتح کر دینے کا وعدہ فرمایا کہ قدرت نے کر دکھایا ۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ ابھی چوتھائی صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اسلام کا پرچم اقبال بڑے بڑے فرمانروایان روئے زمین کے محلات کے کنگروں پر لہرا رہا تھا اور ان کے غلبہ و فتوحات کی دنیا بھر میں دھاک بیٹھی ہوئی تھی بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو وہ چاہتا ہے وہ کرتا ہے۔ وہی سچا، اس کا کلام بھی سچا اور اس کے وعدے بھی سچے اور اس کی وعیدیں بھی درست۔

سورہ روم میں غلبہ روم کی جو عظیم الشان اور انقلاب انگیز پیشگوئی کی گئی تھی وہ کس وقت کی گئی تھی اس وقت کی گئی تھی جبکہ خسرو پرویز ... رتا اور طلا و ولایات کو مغلوب و منکوب کرتا اور فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا چلا جا رہا تھا یہ پیشگوئی سن کر کفار ہنستے تھے لیکن وعدہ الٰہی جو کہہ چکا تھا وہ ہر حالت میں ہونا اور ہو کر رہنا تھا اور وہی ہوا دس سال کے اندر اندر محاذ ساسانی سمندر رفا کوش ہو گیا بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور پرویز شیر خوار قتل نصیب ہو کر مارا گیا اس کا اقتدار خاک میں مل گیا نخیر بینوا اور بے سرو سامان مسلمان کیانی سلطنت کے وارث ہو گئے اور اس کی ساری دولت اور ساری عظمتیں مسلمانوں اور صالح ایمانداروں کے قدموں پر لوٹنے لگیں اس سلسلہ عظیم کے آخری تاجدار یزدجرد نے اسی انقلاب سے متاثر ہو کر پوری حسرت و نامرادی کے عالم میں یہ کہا تھا ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار — عرب را بجائے رسید است کار
کہ تاج کیاں را کند آرزو — تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

اگر وہ اس وقت بھی حقیقت کی گہرائیوں پر نظر ڈالتا اور سوچتا سمجھتا تو اسے معلوم ہو جاتا کہ یہ نتیجہ ہے کیانیوں کی بداعمالیوں اور ایماندار مسلمانوں کی نیکی اور جادۂ مستقیم پر گامزنی کا۔ ازل سے یہی ہوتا آیا ہے اور قیامت تک یہی ہوتا رہے گا بداعمال بندے اور قومیں تباہ ہوتی رہیں گی .... صالح اور نیک اعمال بندے اور قومیں سرسبز ہوتی اور انعامات الٰہی سے سرفراز ہوتی چلی جائیں گی۔ غور کیجیے کہ خدائے برتر و توانا نے کن لوگوں کو نوازنے اور انعامات نوازنے کی ...

سے بہرہ اندوز کرنے کا وعدہ فرمایا ہے اور کن امور کو موجب انعام قرار دیا ہے۔ صرف صالح مومنین کو گویا ایمان و عمل ہی باعث عظیم عطا ہوتا ہے اور صرف نیک عمل مسلمان اس کے مستحق ہیں پھر دنیاوی نعمتوں میں بھی انھیں نوازنے کا صاف وعدہ ہے ترقی دنیا کی ہو یا روحانی ہو اس کے لئے شرط و استعداد صرف ایمان و عمل ہے۔ کہیں خدائے قدوس نے دولت، مال، زر، اولاد، اچھے لباس اور اچھی معاشرت کو برا نہیں بتایا اگر بتاتا تو ایک طرف بلکہ جائز زینت کو بھی حلال کر دیا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تو یہ حالت تھی کہ اگر آپ کسی دولتمند مسلمان کو برے حال میں رہتے اور برے کپڑے پہنے دیکھتے تو فوراً زجر کرتے۔ اسی طرح جب آپ نے سنا کہ کچھ ایسے مسلمان بھی پیدا ہو گئے ہیں جو دنیا کو یک گونہ ترک کئے ہوئے ہیں اور صائم الدہر اور قائم اللیل ہیں تو آپ نے انھیں بھی انتباہ کیا خدائے قدوس نے پہلی عیسائیت کی رہبانیت کو برا بتایا اور فرمایا کہ یہ ان کی خود ایجاد کردہ رسم ہے۔

اسلام میں رہبانیت اور ترک دنیا کو حرام قرار دیا گیا تھا لیکن یہ مسلمانوں کی بدبختی تھی کہ انھوں نے دنیا کی مذمت شروع کر دی جس کی وجہ وہ دنیوی ترقیات کی طرف سے غافل ہو گئے اور سب سے زیادہ مسرت گوشہ نشین بزرگوں ہی کی کی جانے لگی اس کا خمیازہ ہم آج بھگت رہے ہیں۔ کتنے تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو دنیوی ترقی کو انعام اور ایمان و عمل صالح کا ثمرہ بتائے اور مسلمان اس سے اعراض برتیں رب کریم نے تو ہمیں جس دعا کے مانگنے کی ہدایت کی ہے اس میں بھی دنیا کو مقدم رکھا ہے یعنی ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار۔ اے رب قدیر ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت عطا کر اور آخرت میں بھی خیر و برکت عطا فرما اور دوزخ کی آگ سے ہمیں محفوظ رکھ۔ تمام آیات کی ترتیب یہی ہے دنیا کی ترقی و خیر و برکت تو وہ اہم چیز ہے جسے عمل نیک کے عوض میں خدا نے عطا کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ یہاں تک تو ہم نے قرآن کریم کی وہ آیات پیش کی ہیں جن میں دنیاوی ترقی و عروج کو مومنین کی علامت و نشانی قرار دیا گیا ہے لیکن اب ہم چند ایسی آیات پیش کرتے ہیں جن میں فقر و مسکنت کو غضب الٰہی بتلایا گیا ہے۔

مسلمانوں کا مقصدِ حیات

کلام مجید میں انسان کی پیدائش کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون یعنی نہیں پیدا کیا جن اور انسان کو مگر اپنی عبادت کے لئے علانیہ ظاہر عبدیت کے معنی محض رسمی طور پر نماز ادا کرنا اور ماہ رمضان کے روزے رکھنا یا ایک گوشہ میں بیٹھکر تسبیح پڑھنا وغیرہ لیتے ہیں اور جس شخص نے پانچ وقت روزانہ جماعت کے ساتھ رسمی نمازیں ادا کرلیں اور رمضان میں روزے رکھ لیئے اور باقی اوقات تسبیح پڑھنے میں بسر کئے اس نے گویا اپنا فرض عبدیت کما حقہٗ ادا کر دیا۔ اب اس کو اپنا اور کوئی انسانی فرض ادا کرنے کی ضرورت نہیں لیکن "عبادت" یعنی فرائض عبدیت ادا کرنے کے یہ معنی صحیح نہیں ہیں کیونکہ اگر انسانی زندگی کا مقصد محض رسمی نماز روزہ ہوتا تو کلام مجید میں انسانی زندگی کی رہنمائی کے واسطے روزہ اور نماز کے احکام کے علاوہ دیگر احکام ہی نہ ہوتے مگر ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کلام مجید میں نماز و روزہ کے احکام کے ساتھ دیگر احکام بھی موجود ہیں جو احکام نماز کے مقابلہ میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جیسے نکاح، طلاق، تقسیم ترکہ، [illegible] آئین تعلقات باہمی، قوانین جنگ، اکل شرب اور سزائے جرائم وغیرہ کلام مجید میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کے متعلق تفصیلی احکام کا موجود ہونا اور نماز کے متعلق پوری تفصیل کا نہ ہونا اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ان کے نزدیک فرائض منصبی نماز کے تفصیلی ارکان سے کم اہمیت نہیں رکھتے اس سے ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں ہے کہ نماز روزہ اور تلاوت وغیرہ غیر ضروری چیزیں ہیں بلکہ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ یہ عبادات انسان کو نیک زندگی بسر کرنے کی طرف راغب کرنے کے ذرائع ہیں نہ کہ اس کی زندگی کا مقصد چنانچہ کلام مجید میں اس کو اس طرح واضح کیا گیا ہے اتل ما اوحی الیک من الکتٰب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر (ترجمہ) کتابوں سے جو کچھ تم پر ظاہر کیا گیا ہے اس کو پڑھو اور نماز کو قائم رکھو تحقیق نماز فحش اور بدی سے بچاتی ہے اور تحقیق خدا کا ذکر بہت بڑی چیز ہے اور اسی طرح روزے کے احکام میں فرمایا یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات (ترجمہ) اے ایمان والو روزہ تمہارے لئے فرض کیا جیسا کہ تم سے قبل لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم برائی سے بچو کچھ مقررہ دنوں کے واسطے۔ ان دونوں آیتوں میں نماز اور روزے کا مقصد بتا دیا گیا ہے کہ یہ تم کو فحش بدی اور برائیوں سے بچانے کے ذریعہ ہیں لہٰذا معلوم ہوا کہ انسانی زندگی کا مقصد فحش بدی اور برائیوں سے بچنا ہے یعنی نیکی کی زندگی بسر کرنا ہے اور نماز روزہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے دو ذریعے ہیں نماز اور روزہ کے متعلق ہم تفصیلی بحث علیحدہ علیحدہ نماز اور روزے کے عنوان سے کریں گے اس لئے ہم اس مقام پر لیعبدون کے معنی کو دیگر عقلی اور نقلی دلائل کی مدد سے روشنی میں لانے کی کوشش کریں گے۔

کائنات میں جتنی چیزیں پیدا کی گئی ہیں خدا نے ان کی پیدائش کا ایک مقصد مقرر کیا ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے قوانین فطرت بنائے ہیں اور ہر ایک چیز ان قوانین فطرت کے مطابق اپنے مقصد آفرینش کی تکمیل کی طرف گامزن ہے مثلاً چاند، سورج، ستارے، درخت، پانی، ہوا وغیرہ ہر ایک اپنے مفوضہ کام میں مصروف ہے چاند، سورج اور ستارے چونکہ ہم سے اتنی دور ہیں کہ ہم کو ان کی اندرونی حالت کا ابھی پورا علم حاصل نہیں ہوا ہے لیکن درخت، پانی، ہوا وغیرہ ہم سے قریب تر ہیں اس لئے ہمیں ان کے متعلق کم از کم اتنا ضرور معلوم ہو گیا ہے کہ وہ کس قانون کی پابندی کرتے ہیں مثلاً پانی کے واسطے یہ قانون ہے کہ وہ گرمی سے بھاپ کی شکل میں تبدیل ہو کر اوپر کی طرف اڑتا ہے اور وہاں ٹھنڈک پاکر مختلف صورتوں میں منجمد ہو کر پھر زمین ہی کی طرف گر پڑتا ہے اسی طرح درختوں کے متعلق یہ قانون فطرت مقرر ہے کہ وہ زمین، ہوا اور پانی سے اپنی خوراک حاصل کریں اور سورج کی گرمی سے بڑھیں، [illegible] پھلیں اور یہ دونوں چیزیں یعنی پانی اور درخت بالآخر حیوانی زندگی کے واسطے مفید ثابت ہوں لہٰذا درخت اور پانی کے واسطے خدا کی عبادت یہی ہے کہ وہ ان قوانین فطرت کی جو ان کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں ہمیشہ پابندی کرتے ہیں۔

چنانچہ کلام مجید میں ان چیزوں کی قوانین فطرت کی پابندی کو سجدہ اور تسبیح وغیرہ کے الفاظ سے ظاہر کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے والنجم والشجر یسجدان "ستارے اور درخت سجدہ کر رہے ہیں" اور فرمایا وللہ یسجد ما فی السمٰوٰت وما فی الارض من دابۃ یعنی جو کچھ آسمان اور زمین میں چلنے والی شے ہے خدا کو سجدہ کر رہی ہے اور سورہ یٰسین میں فرمایا کل فی فلک یسبحون یعنی آسمان کی تمام چیزیں تسبیح پڑھ رہی ہیں۔

ان آیات میں ستاروں اور درختوں اور آسمان و زمین کے درمیان جتنی چیزیں ہیں ان سب کے لئے خدا نے سجدہ اور تسبیح کے الفاظ استعمال کئے ہیں لہٰذا ہم [illegible] ہے کہ ان چیزوں کا سجدہ یا تسبیح سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ وہ اپنے اجزائے ترکیبی کے امتزاج یا اختلاط کے اثرات و مظاہرات کو قوانین فطرت کے ماتحت [illegible] طور پر ظاہر کر رہے ہیں اسی طرح انسان کے لئے بھی اپنے اجزائے ترکیبی کے امتزاج و اختلاط کے اثرات و مظاہرات کو قوانین فطرت کے ماتحت مکمل طور پر ظاہر کرنا اس کی طبیعت کا تقاضا ہے لیکن اتنا فرق ضرور ہے کہ دیگر اشیاء میں چونکہ عقل اور قوت ارادی نہیں ہے اس لئے وہ اپنے اجزائے ترکیبی کے تاثرات کو موقع اور محل کے اعتبار سے ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہیں یعنی ان کے واسطے یہ [illegible] ہے کہ وہ کبھی ان تاثرات کو ظاہر کریں اور کبھی نہ کریں وہ موقع اور بے موقع ان کے ظاہر کرنے پر ہمیشہ مجبور ہیں اور اس سے ان کا ان اثرات کو موقع اور بے موقع ہر وقت اور ہر جگہ ظاہر کرنا سجدہ یا تسبیح یا عبودیت ہے مگر چونکہ انسان کو عقل اور قوت ارادی بھی عطا ہوئی ہے اس لئے اس کے واسطے اپنے اجزائے ترکیبی کے تاثرات کو عقل کی رہنمائی کے ماتحت ظاہر کرنا اس کے لئے عبودیت یا عبادت ہے مثلاً [illegible] میں ایک زندگی کا [illegible] یا ایک چیز [illegible]

زندہ انسان عقل ... [illegible]
کے نفل کی نیت یا انسانی حاجت کی تکمیل پیدا نہیں کرے گی کیونکہ اس میں نفس
اور قوت ارادی شامل نہیں ہے لہٰذا اس کا یہ فعل خدا کی فرمانبرداری یا عبادت میں شامل نہیں
ہے اسی طرح انسان کے اجزائے ترکیبی کا یہ اثر ہے کہ اس کو بھوک اور پیاس لگتی
ہے اس کو اپنے بھائی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر ہمدردی پیدا ہوتی ہے اس کو اپنی
بہادری اور فیاضی کے دکھانے کی خواہش ہوتی ہے لیکن اگر وہ اپنی بھوک اور
پیاس بجھانے کے لئے دوسروں کی چیز بلا اجازت بزور دستی استعمال کرے یا اپنی ہمدردی
فیاضی اور بہادری کی خواہشات پوری کرنے کے لئے کسی واجب القتل قیدی کو
قید خانے کی دیوار توڑ کر چھڑا لائے اور اس کو اپنی حفاظت میں لے لے تو اس کا یہ فعل
عبادت میں شمار نہیں کیا جا سکتا البتہ اگر وہ جائز طریقوں سے اپنی قوت بازو کے
ذریعہ سے اپنی روزی تلاش کرتا ہے یا کسی کمزور اور بے گناہ انسان کو کسی ظالم کے
ظلم سے بچاتا ہے تو اس کے یہ تمام فعل عبادت میں شمار کئے جائیں گے کیونکہ اس
کے اول الذکر افعال عقل کی رہنمائی کے ماتحت سرزد نہیں ہوئے اور آخر الذکر
عقل کی رہنمائی کے ماتحت سرزد ہوئے۔

بہرحال جب بےجان چیزوں کے اجزائے ترکیبی کے امتزاج کے تاثرات
خدا کے نزدیک سجدہ یا تسبیح یا با لفاظ دیگر عبادت خیال کئے جاتے ہیں تو کوئی وجہ
نہیں معلوم ہوتی کہ جاندار مخلوق اور خاص کر انسان کے وہ افعال جو اس کے اجزائے
ترکیبی کے امتزاج کے تاثرات سے عقل سلیم کی رہنمائی کے ماتحت ظہور پذیر ہوتے ہیں
خدا کے نزدیک سجدہ یا تسبیح یا عبادت خیال نہ کئے جائیں دیگر جاندار مخلوق اور انسان
کے اجزائے ترکیبی میں سوائے عقل کے اور کوئی فرق نہیں لہٰذا طبعی طور پر ان دونوں مخلوق
کی عبادت میں بھی سوائے اس کے اور کوئی فرق نہیں ہو سکتا کہ اول الذکر کا اپنے طبعی
رجحانات اور فطری خواہشات کو بلا عقل اور بغیر فکری طریق پر بے تکلف پورا کرنا عبادت
ہے اور آخر الذکر کا ان کو عقل و شعور کی رہنمائی کے ماتحت پورا کرنا عبادت ہے عقل
انسانی اسی بات کو تسلیم کر سکتی ہے اور یہی کلام مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے بھی ثابت
ہوتا ہے ورنہ ستارے اور درخت اور جو کچھ زمین و آسمان کے درمیان ہے
ان کے واسطے سجدہ اور تسبیح کرنے کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بالکل بے
معنی ہو جاتا ہے اس لئے ہم کو لازمی طور پر یہی ماننا پڑے گا کہ جس طرح سے سجدہ اور
تسبیح کے الفاظ دیگر مخلوقات اور جاندار مخلوق کے فطری اور طبعی افعال کے واسطے
بطور استعارے کے استعمال ہوئے ہیں اسی طرح سے انسان کے ان فطری اور طبعی
افعال کے واسطے جو اس سے عقل سلیم کی رہنمائی کے ماتحت سرزد ہوتے ہیں یہی الفاظ
یا اسی قسم کے دوسرے الفاظ مثلاً عمل صالح محسن اور متقی وغیرہ استعمال ہوئے ہیں
اور ان تمام الفاظ کا یہی مطلب ہے کہ انسان اپنے اجزائے ترکیبی کے امتزاج کے
تاثرات کو عقل کی رہنمائی کے ماتحت ظاہر کرے ... [illegible] عناصر و اشیاء
وغیرہ فطری طور پر اپنی حالت کو بے نقص اور کامل رکھنے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ
ایک دوسرے کے ساتھ اثر اندازی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھ سکیں
مثلاً ... [illegible]

ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور فضا میں ... [illegible] صاف ہو جانے کی یہی کیفیت ...
ہے کہ وہ اپنے آپ کو صاف کرنے کے لئے گردوں کی نالیوں میں سے گل کر ... [illegible] کی
... [illegible] شامل ہو کر صاف ہو جاتا ہے اور پھر ... [illegible] کے ذریعے سے
اپنی مکمل حالت میں رہ پائیگا اسی طرح انسان کا بھی یہی فرض منصبی یا حق عبودیت
ہے کہ وہ اپنی حالت کو مکمل بنانے کی کوشش کرے تاکہ اپنے جذب و جذب کی ذی
حیات اور غیر ذی حیات مخلوق کے ساتھ اثر اندازی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری
رکھ سکے چونکہ دیگر عناصر و اشیاء وغیرہ کے اجزائے ترکیبی محض مادی یا جسمانی ہیں
لہٰذا ان کا ہر ایک فعل بغیر ارادے اور بغیر شعور کے ہوتا ہے اور اس لئے نفع کے
ساتھ نقصان بھی پہنچتا ہے لیکن برخلاف اس کے انسان کے اجزائے ترکیبی میں علاوہ
مادی یا جسمانی اجزا کے دماغی اور اخلاقی اجزا بھی شامل ہیں اس لئے جب تک انسان
اپنے مادی یا جسمانی اجزا کے ساتھ دماغی اور اخلاقی اجزا کو بھی خاص مناسبت کے
ساتھ کامل بنانے کی کوشش نہ کریگا اس وقت تک وہ مکمل انسان نہیں ہو سکتا
کیونکہ جیسا کہ اوپر ثابت کیا گیا ہے ہر ایک چیز اسی وقت مکمل ہوتی ہے جبکہ اس کے
تمام اجزائے ترکیبی ایک خاص مناسبت کے ساتھ اس کے اندر موجود ہوں اور جب
انسان اپنے تمام اجزائے ترکیبی کو مکمل بنا لیگا تو یہ لازمی بات ہے کہ وہ اپنی ذمہ
داری کو محسوس کر لیگا اور اس کا ہر فعل انسانی جماعت کے فائدے کے واسطے
ہوگا لہٰذا انسان کو اپنی جسمانی، دماغی اور اخلاقی تینوں قسم کی قوتوں میں کمال
حاصل کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ وہ جماعت انسانی کا بہترین رکن اسی وقت
بن سکتا ہے جبکہ اس کی یہ تینوں قسم کی قوتیں مناسب کمال حاصل کریں تاکہ
ایک قوت دوسری قوت سے رہنمائی حاصل کر سکے اور ایک دوسرے کی رہنمائی کے
ذریعے سے ان سے وہی افعال سرزد ہوں جو جماعت انسانی کے زیادہ سے زیادہ
افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچا سکیں۔

اگر کسی جماعت انسانی یا ایک ملک کے باشندوں کے اکثر افراد کا اس
کلیہ پر عمل ہے یعنی ان کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب طور پر ترقی
یافتہ ہیں اور وہ اپنی جماعت کے زیادہ سے زیادہ آدمیوں کو زیادہ سے زیادہ
فائدہ پہنچانے کی کوشش کرنا ہی اپنا مقصد آفرینش یا خدا کی فرمانبرداری سمجھتے
ہیں تو قانون فطرت یا منشاء الٰہی کے مطابق وہی جماعت انسانی یا قوم عزت اور
حکومت کے ساتھ دنیا میں قائم رہے گی اور جس قوم کے اکثر افراد کا عمل اس کے خلاف
ہے وہ قوم یا تو اول الذکر قوم کی غلامی کرے گی یا فنا ہو جائے گی۔ یورپ کی اقوام
کے اکثر افراد کا اس کلیہ پر عمل رہا ہے اور ان کی جسمانی، دماغی اور اخلاقی حالتیں مناسب
طور پر ترقی یافتہ ہیں اور وہ بھی نوع انسان کے فائدے کے واسطے رات دن
نئی نئی قسم کی ایجادوں، تجربوں اور تحقیقاتوں میں اپنی جانیں قربان کرنا مقصد
آفرینش اور خدا کی عبادت تصور کرتے ہیں تو قانون فطرت یا منشاء الٰہی کے مطابق
وہی قومیں آج عزت کی زندگی بسر کر رہی ہیں، دنیا پر حکومت کر رہی ہیں چنانچہ
کلام مجید میں یہ بات نہایت واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے ان الذین
آمنوا والذین ھادوا والنصٰری والصابئین من آمن باللہ
والیوم الآخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف
علیھم ولا ھم یحزنون۔ ترجمہ کوئی انسانی جماعت خواہ مسلمان ہو یہودی ہو نصرانی ہو یا صابی
ہو جو کوئی بھی خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے اعمال صالح ہیں تو ان ...

کہ اس کے رب کی طرف سے بڑے بڑے اجر دیے جائیں گے اور اُن کو کسی قسم کا
کوئی خوف ہے اور نہ رنج ہے۔

اس آیۂ کریمہ سے ظاہر ہو گیا کہ اجر صرف عمل صالح کا ملتا ہے اور عمل صالح کی تعریف سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ انسان اپنی جسمانی و دماغی اور اخلاقی قوتوں کو معیار زمانہ کے مطابق مکمل بنائے اور اپنے قرب و جوار کی ذی حیات اور غیر ذی حیات مخلوق کے ساتھ اثر آفرینی اور اثر پذیری کا عمل صحیح طور پر جاری رکھے یا بالفاظ دیگر زیادہ سے زیادہ مخلوق کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے بعض لوگ اس جگہ یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ اس آیت میں جو خداوند تعالیٰ نے اجر دینے اور خوف و رنج سے محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے اس کا تعلق اس دنیا سے نہیں ہے بلکہ آخرت سے ہے تو ایسے معترضین کی تشفی کے لئے ہم کلام مجید کی دوسری آیتیں پیش کرتے ہیں جن میں اسی دنیا میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا گیا ہے یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین یعنی اللہ اپنے پختہ قول کے ساتھ ایمانداروں کو حفظ و امن کے ساتھ اس دنیا میں قائم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی قائم رکھیگا لیکن جو ظالم ہیں ان کو خدا گمراہ رکھتا ہے اس آیت میں تو صاف الفاظ میں اسی دنیا میں حفظ و امن کے ساتھ قائم رکھنے کا وعدہ ہے اور اگر اس آیت سے بھی تسلی نہ ہو تو ایک دوسری آیت میں یہ بات بالکل صاف کر دی گئی ہے کہ جس قوم کے عمل صالح ہوں گے وہی قوم اس دنیا میں حکومت کرے گی چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی تم میں سے جو لوگ خدا پر ایمان رکھتے ہیں اور عمل صالح کرتے ہیں ان کے ساتھ اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین پر خلیفہ (بادشاہ) بنائے گا جیسا کہ ان سے قبل خلیفہ بنایا" اس آیت سے تو اس بات کے یقین کر لینے میں کسی قسم کے شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ عمل صالح کا اجر اسی دنیا میں ملتا ہے اور وہ حکومت کی شکل میں دیا جاتا ہے اور حکومت ہی کی شکل میں دیا گیا ہے اور پھر دوسری آیتوں میں کلام مجید نے یہ بھی جتا دیا ہے کہ جو قوم عمل صالح نہیں کرے گی وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گی اور اس کی جگہ دوسری قوم لے لے گی جیسا کہ ارشاد ہوا ثم جعلنکم خلئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون یعنی پھر ہم نے ان کی تباہی کے بعد تم کو زمین میں خلیفہ بنایا تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو اور پھر اس کے بعد دوسری آیت میں تبلایا کہ اگر تم بھی عمل صالح نہ کرو گے تو ہلاک ہو جاؤ گے ۔ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا یعنی اس نے موت و حیات کے قانون کو اس نے جاری کیا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون عمل صالح کرتا ہے کیونکہ وہی قوم ہلاک ہوگی جو عمل صالح نہیں کرے گی جیسا کہ فرمایا فھل یھلک الا القوم الفاسقون یعنی کیا سوا فاسق قوم کے کوئی اور قوم بھی ہلاک ہو سکتی ہے

ایسی صاف اور بین آیات کی موجودگی میں کوئی سمجھدار مسلمان جو کلام مجید کو الہامی کتاب مانتا ہے اور اس کو اپنی رہنمائی کا ذریعہ ماننا چاہتا ہے یہ نہیں کہہ سکتا کہ کلام مجید میں انسان کی پیدائش کے مقصد کو جو لیعبدون کے لفظ سے ظاہر کیا گیا ہے اس کے معنی رسمی عبادات نہیں بلکہ عمل صالح ہے لہٰذا جب کلام مجید سے یہ بات ثابت ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد عمل صالح ہے اور جن

نے عمل صالح کئے ان کو اس دنیا میں حکومت بخشنے اور برتری عطا کرنے میں اجر دینے کا وعدہ فرمایا اور جو عمل صالح کریں گے خدا ان کو حکومت اور عزت بخشے گا اور آخرت میں بھی اجر دیگا اور جو اس کے خلاف کریں گے وہ تباہ و برباد ہو جائیں گے تو پھر ہمیں اس بات کے یقین کر لینے میں کونسی وجہ مانع ہو سکتی ہے کہ مذہب ہماری اسی دنیا میں رہنمائی کے لئے آیا ہے اور ہم کو وہ اصول بتلاتا ہے جو جماعت انسانی کی اجتماعی ترقی اور بہبودی کے واسطے قطعاً لازمی ہیں اور جن کو مذہب کی اصطلاح میں نیکی عبادت، احسان، اتقا یا عمل صالح کہتے ہیں اور جن کی خلاف ورزی کو ہلاکت لازم آجاتی ہے۔

ہم اس مقام پر انسان کی اجتماعی ترقی اور بہبودی کے صرف چند ابتدائی اور بنیادی اصولوں پر بحث کریں گے سب سے پہلا اصول انسانی ترقی کا یکجہتی یعنی مل کر کام کرنا ہے اگر کسی جماعت انسانی کے اندر افتراق و انشقاق ہے تو وہ جماعت زیادہ عرصے تک اپنی ہستی قائم نہیں رکھ سکتی قانون فطرت یا احکام الٰہی کے مطابق اس کو نیست و نابود ہونا چاہیے چنانچہ کلام مجید نے اس اصول کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور تفرقہ مت ڈالو لیکن کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ اس کلام خدا کے اس حکم پر عمل ہے جو عمل صالح یا مقصد آفرینش کی محض ابتدائی کڑی ہے آج وہ قوم جس کا شیرازہ ہمیشہ بکھرا رہا اور جس کی بدولت وہ ہمیشہ بیرونی اقوام کی محکوم رہی اپنے تفرقات مٹانے کی کوشش کر رہی ہے اور ایک مرکز پر مجتمع ہو رہی ہے لیکن برخلاف اس کے مسلمانوں کی جماعت میں روز نئے نئے فرقے پیدا ہوتے جاتے ہیں جو ایک دوسرے کی تکفیر و تکذیب کو ہی عمل صالح اور فرض عبدیت سمجھتے ہیں اور اس طرح سے اپنے مرکز سے دور ہو کر اپنی طاقت کو کمزور کر رہے ہیں اور برابر خدا سے اجر کے متوقع بھی ہوتے ہیں حالانکہ کلام مجید نے صاف الفاظ میں یہ فرما دیا ان اللہ یامر بالعدل والاحسان یعنی اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ دوسروں کے ساتھ انصاف اور احسان کرو اور ہم اس کے خلاف دوسروں کے ساتھ محض ناانصافی ہی نہیں بلکہ ظلم کرتے ہیں۔

عمل صالح کی دوسری کڑی علم حاصل کرنا ہے اور چونکہ علم ہر زمانہ میں ترقی کر رہا ہے اس لئے کوئی انسانی جماعت جب تک وہ اپنے زمانہ کے تمام علوم حاصل نہ کرلے گی اور ان سے فائدہ نہ اٹھائے گی اس وقت تک وہ اپنی ہستی کو عزت کے ساتھ قائم نہیں رکھ سکتی مگر گزشتہ اسلام کے علما علم کو محض منقولات یا ان معقولات کے اندر محدود سمجھتے ہیں جو چوتھی یا پانچویں صدی ہجری تک دیگر زبانوں سے عربی زبان میں منتقل ہو چکے تھے گویا توپ بندوق کے زمانہ میں وہ اپنے پرانے تیر و تلوار سے کام لینا چاہتے ہیں اور موٹر کاروں اور بجلی جہازوں کا مقابلہ چھکڑے اور بیل گاڑی سے کرنا چاہتے ہیں ظاہر ہے کہ ان فرسودہ اور زنگ آلود آلات سے وہ دنیا حاضرہ کی کشمکش حیات میں کس طرح کامیاب ہو سکتے ہیں کلام مجید میں علم کو نیکی سے تعبیر کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا یعنی جس کو حکمت دی گئی اس کو بڑی نیکی دی گئی اور پھر سورۃ آل عمران میں فرمایا ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنھار لآیات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلی جنوبھم

کہا کہ اہل شوریٰ [illegible] اگر وہ دونوں بیعت نہ کریں تو ان کی [illegible] حضرت علیؓ نے طلحہ و زبیر کو طلب کیا [illegible] حضرت علیؓ کے پاس آئے مجبور ہو کر بعد حضر بیعت کا وعدہ کیا [illegible] اشتر [illegible] کے ہمراہ اور حکیم بن جبلہ مصریوں کے ساتھ آئے طلحہ کو [illegible] لا کر پیش کیا چنانچہ سب نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

حضرت زبیرؓ و حضرت طلحہؓ نے کہا قاتلین عثمانؓ سے انتقام لیا جائے آپ نے فرمایا ابھی مجھے قدرت نہیں [illegible] مروان و بنو امیہ شام کی طرف بھاگ گئے تیسرے روز مفسدین کو مدینہ منورہ سے چلے جانے کا حکم دیا مگر انہوں نے انکار کر دیا اور اس کے ساتھ ہی شر و فساد پر آمادگی ظاہر کی طلحہؓ و زبیرؓ نے بصرہ و کوفہ جانے کی اجازت طلب کی جو نہ دی گئی مغیرہ بن شعبہ نے رائے دی کہ ابھی آپ عمال عثمانؓ کو برقرار رکھیں استقلال کے بعد جو چاہا ہو کرنا۔ اگلے روز کہا کہ آپ جلد از جلد انہیں معزول کر دیں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ کل مغیرہؓ نے آپ کو نصیحت کی تھی آج دھوکہ دیا فرمایا پھر کیا رائے ہے۔

ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مصلحت یہ ہے کہ ابھی معاویہؓ اور عثمانؓ کے عمال کو بحال رکھو تا وقتیکہ استحکام نہ ہو جائے ورنہ بنو امیہ لوگوں کو یہ دھوکہ دیں گے کہ ہم قاتلین عثمانؓ سے قصاص طلب کرتے ہیں جیسا کہ اہل مدینہ کہہ رہے ہیں اور اس طرح تمہاری حکومت درہم برہم ہو کر رہ جائے گی فرمایا میں معاویہؓ کو تلوار سے سیدھا کروں گا۔ عرض کی اگرچہ بہادر ضرور ہو مگر لڑائی اور جنگ میں صائب الرائے نہیں تم نے نہیں سنا کہ رسول کریم نے فرمایا تھا الحرب خدعۃ فرمایا درست ہے عرض کی میرے کہنے پر عمل کرو تو میں ایسی راہ پر چلاؤں کہ وہ انجام کار پر غور کرتے ہی رہ جائیں پیش پا افتادہ امور بھی نہ سوچیں اس میں نہ تمہارا حرج ہے اور نہ کچھ گناہ ہے۔ فرمایا مجھ میں نہ تمہاری مصلحتیں ہیں اور نہ معاویہ کی۔ عرض کی اچھا تم ینبوع جا کر دروازہ بند کر لو اس سے عرب سرگرداں ہو جائیں گے آپ کے سوا کوئی نظر نہ آئے گا ورنہ اگر تم ان لوگوں کے ساتھ اٹھ گئے تو کل ہی تم پر خون عثمانؓ کا الزام لگائیں گے فرمایا نہیں جو میں کہوں کرو میں تمہیں گورنر شام مقرر کرتا ہوں عرض کی کہ معاویہؓ عثمانؓ کا بھائی وارث ناطر ہے اور میں تمہارا قرابتدار ہوں وہ مجھے پہنچتے ہی انتقام میں قتل کر دیگا بہتر یہ ہے کہ مکاتبت کر کے پہلے بیعت لیں اس پر بھی انکار کیا تو خاموش ہو گئے حالانکہ انہوں نے جو رائے دی تھی وہ مناسب تھی اور اس کے نتائج سامنے آ گئے فسادات برپا ہو گئے حضرت علیؓ نے سب سے پہلے تمام عمال عثمانی کو معزول کر کے اپنے عمال مقرر کئے مگر کوفہ والوں نے عمارہ کو اور معاویہؓ نے سہل کو واپس کر دیا آپ نے فوراً ہی شام پر لشکر کشی کا ارادہ کر لیا اور زور شور سے تیاریاں شروع کر دیں مگر مکہ والوں کے حالات کا علم ہوا تو ارادہ ملتوی کر دیا۔

انتقام خون عثمانؓ کے لئے حضرت عائشہؓ کی سرگرمی

دوسری طرف یہ گزری کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ بعد ادائے مناسک حج واپس آ رہی تھیں کہ مقام سرف میں بنی لیث کے عبید بن ابی سلمہ سے شہادت عثمانؓ کی خبر سنی کہا انا للہ و انا الیہ راجعون عثمانؓ مظلوم شہید ہوئے میں انتقام لوں گی [illegible]

تک یہاں جو میں لوگوں کا مجمع ہو گیا فرمایا کہ افسوس ہے کہ اطراف و جوانب کے شہروں اور مفسدوں اور مدینہ کے غلاموں نے ہجوم کر کے محض اس بنا پر انھیں شہید کیا کہ انھوں نے نوعمروں کو عامل مقرر کیا تھا حالانکہ یہ کوئی نئی بات نہ تھی پہلے بھی ایسا ہو چکا تھا بدعہدی کر کے خون بہایا حرم نبوی کی حرمت یا ماہ کی شہر حرام میں خون بہایا جس مال کا لینا جائز نہ تھا وہ لوٹا واللہ عثمانؓ کی ایک انگلی بلوائیوں جیسے تمام عالم سے افضل ہے اور عثمانؓ ایسے صاف گئے جیسے سونا میل سے۔"

اس پر عبداللہ بن عامر حضرمی عامل مکہ نے خون عثمانؓ کے انتقام لینے پر آمادگی ظاہر کی بنو امیہ بھی فوراً تیار ہو گئے جن میں ولید بن عقبہ اور سعید بن عاص بھی تھے اسی اثنا میں عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ اور یعلیٰ بن منیہ گورنر یمن چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ دینار لیکر پہنچ گئے دوسری طرف طلحہ و زبیر بھی مکہ پہنچے اور کہا کہ ہم بلوائیوں کے خوف سے بھاگ کر آئے ہیں کہ وہ لوگ اخیار و شرفائے مدینہ پر مستولی ہو گئے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ خروج کرو شام چلنے کی رائے کسی نے دی تو عبداللہ بن عامر نے کہا کہ وہاں تو معاویہؓ ہیں بصرہ چلنا کہ وہاں پر میرا کافی اثر ہے اور طلحہ کا بھی وہاں اثر ہے سب نے اس سے اتفاق کیا اور کہا کہ ایسے مدینہ والوں سے مقابلہ مشکل ہے بصرہ پر تصرف حاصل کر کے آسانی ہو گا اور قاتلین سے مقابلہ کر سکیں گے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے کہا تو انہوں نے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

عامر و یعلیٰ کے بہم پہنچائے سامان سے ڈیڑھ ہزار افراد عازم بصرہ ہوئے بعد کو کل جمعیت تین ہزار ہو گئی۔

اب تک بنو امیہ کی کوئی خاص سعی معروف کار نہ تھی حضرت عائشہؓ بھی انتقام لینے اور وہ بھی صرف قاتلین سے انتقام لینے پر تیار تھیں چنانچہ سعید بن العاص نے پوچھا کامیابی پر اولی الامر کسے بناؤ گے حضرات طلحہؓ و زبیرؓ نے فرمایا کہ ہم دونوں میں سے لوگ جسے منتخب کر لیں۔ بولے عثمانؓ کے صاحبزادے کو حکومت دی جانی چاہئے فرمایا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اکابر شیوخ مہاجرین کو چھوڑ کر ان کے لڑکے کو حاکم بنائیں بولے تو بنی عبد مناف سے حکومت نکالنے کی کوشش میں تو ساتھ نہ دے سکوں گا۔ اس کے بعد خود عبداللہ بن خالد و مغیرہ بن شعبہ اور قبیلہ ثقیف کے وہ لوگ جو ان کے ساتھ تھے یہیں سے شام روانہ ہو گئے مروان ساتھ رہا۔ گورنر بصرہ نے مخالفت کی مگر معمولی جنگ کے بعد قبضہ ہو گیا اور سب نے زبیرؓ کی بیعت کر لی

عبداللہ بن سبا کی شیطنت کاری

مدینہ و کوفہ میں لوگ پہلے تو تیار نہ ہوتے تھے مگر چند روز میں حضرت علیؓ و حسنؓ کی ساعی سے دونوں جگہ سے لشکر مرتب ہو گیا اور حضرت علیؓ عازم بصرہ ہوئے۔

اب دونوں لشکر آمنے سامنے آ گئے حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ دونوں مصالحت کے خواہاں تھے باہمی گفتگو سے غلط فہمیاں رفع ہو چکی تھیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ جو لوگ قاتلین عثمانؓ ہیں وہ لوگ میرے لشکر سے علیحدہ ہو جائیں اس پر سبائیوں کو بہت افسوس ہوا۔ انہیں عبداللہ بن سبا، خالد بن ملجم، اشتر، عدی بن حاتم، سالم بن ثعلبہ اور شریح بن ادنی وغیرہ نے ایک جلسہ میں

اسلام کا ایک رکن اعظم

از جناب مولوی عبدالعزیز صاحب

عید الضحیٰ کا تکمیل حج پر امتنان و مسرت کا عملی اظہار ہوتا ہے اس لحاظ سے عید الضحیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین حنیفی کی یادگار ہے۔ عید الضحیٰ کے ... مسلمان جشن مسرت منا کر خلیلی جذبات کے حصول کی کوشش کرتے ہیں اور ... ذریعہ المال اور ذی استطاعت مسلمان ابراہیم خلیل اللہ جیسے معمار کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مرجع عالم مکہ معظمہ کی زیارت سے دلوں میں اسلام ... علیہ التحیۃ والسلام کی محبت و عظمت دلوں میں پیدا کرتے ہیں۔

ہر ملک، ہر قوم اور ہر زمانہ میں دستور رہا ہے کہ مقدس مذہبی مقامات ... سے روحانی مسرت اور خیر و برکت حاصل کی جائے اور مذہبی بزرگوں کی یادگار منائی جائے کیونکہ مذہبی خیالات کو زندہ رکھنے اور بزرگوں کی یادگار ہمیشہ روزگار رکھے جانے کی اس سے بہتر اور کوئی صورت نہیں کسی قوم کی روحانیت اور اخلاق و روحانیت کے جوہر انہیں سے کھلتے ہیں وہ کہیں خود تو زندگی ... مسرت کے ساتھ مذہبی خیالات کو زندہ رکھتی اور مذہبی بزرگوں کی یادگار کو قائم رکھتی ہے۔ جب تم کسی قوم کی مذہبی زندگی اور شیفتگی کا اندازہ لگانا چاہو تو سب سے پہلے یہ دیکھو کہ وہ مذہبی خیالات کے زندہ رکھنے اور مذہبی بزرگوں کی یادگار منانے میں کس قدر سرگرم ہے۔

ان امور بالا کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اب اسلام کی رہنمائی اور شان عظمت دیکھو کہ وہ اس بارہ میں کیا انتظام کرتا اور کیا تعلیم دیتا ہے سنو اور غور سے سنو کہ حج اسلام کا ایک رکن اعظم ہے اور ایسی عظیم البرکت عبادت ہے جو جامع ... اساسیہ کی اساس و بنیاد ہے اس کے شعائر و مناسک میں محبت و انقیاد و تسلیم کی روح کار فرما ہے جو اسلام کی جان اور ایمان کا دماغ ہے۔

حج کی فرضیت اور اس کی اہمیت و عظمت

نماز، روزہ اپنی اپنی جگہ نہایت ہی اہم اور چشمہ خیر و برکت عبادتیں ہیں اور تصفیہ باطن کی ... بہترین صورتیں ہیں مگر صرف بدنی عبادتیں ہیں، بدن کو اپنا عیش و آرام قربان کرنا پڑتا ہے مال قربانی کی سعادت سے محروم ہیں اور زکوٰۃ صرف مالی عبادت ہے ... جسم کی لذت اطاعت سے ناآشنا مگر حج کی خصوصیت اور عظمت یہ ہے کہ وہ بدنی اور مالی دونوں طرح کی عبادات کا مجموعہ ہے چونکہ اس میں جان و مال دونوں کی قربانی ہے اسلئے حج جہاد کا مشابہ اور ہم پلہ ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔

حج ہر مستطیع مسلمان پر عمر میں صرف ایک بار فرض ہے اور اس سے زیادہ ... ہو جائے تو وہ نور علیٰ نور کا مصداق ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتا ہے

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا	اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج فرض ہے اس پر جو اس تک راہ پا سکے۔

مسلم میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ہم کو خطبہ سنایا اور کہا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض ہے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ آپ خاموش رہے اس نے تین بار یہی سوال کیا آپ نے فرمایا اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال فرض ہو جاتا اور یہ تم سے نہ ہو سکتا۔

ایک اور روایت میں ہے:۔

فالحج مرة فمن زاد فتطوع	حج عمر میں ایک بار فرض ہے جو اس سے زیادہ کرے وہ نفل ہے۔

اسی طرح حج کی فرضیت اور اس کی اہمیت و عظمت کے بیان سے قرآن و حدیث مملو ہیں اور قرآن و حدیث نے مسلمانوں پر حج بیت اللہ کو فرض کر دیا ہے۔

تارکین حج

اطاعت شعار اور سچے ایماندار کے لئے تو قرآن کی ایک آیت یا رسول اللہ کی ایک حدیث کافی ہے مگر بے عمل اور نافرمان مسلمان کے لئے سارا قرآن اور احادیث کا تمام دفتر بیکار ہے دیکھئے پنجوقتہ نمازوں کے پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں کم و بیش سات سو جگہ آیا ہے مگر پھر بھی ہمارے مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اسی طرح فرضیت حج قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے قطعی طور پر ثابت ہے مگر بے عمل، نافرمان اور سرمایہ دار مسلمان پھر بھی حج بیت اللہ کا فرض نہیں ادا کرتے ایسے لوگوں کے لئے قرآن حکیم نے یہ وعید سنائی ہے:

ومن كفر فان الله غني عن العلمين اور جو نہ مانے تو اسی کا نقصان ہے کیونکہ خدا تو تمام عالم سے بے نیاز ہے یعنی جو کوئی اس بات کو نہ مانے کہ حج بیت اللہ فرض ہے تو اللہ کو کچھ پرواہ نہیں کیونکہ وہ تمام جہان سے بے پرواہ ہے اگر خدا کے نافرمان باغی اور مال کے پجاری مسلمان حج نہیں کرتے تو نہ کریں مگر قیامت کے روز تو اس سرمایہ پرستی اور نافرمانی کا مزہ مل ہی جائے گا۔

عکرمہ سے روایت ہے کہ جب حج کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل اسلام، یہود، نصاریٰ، صابئین، مجوس اور مشرکین سب کو جمع کیا اور فرمایا کہ اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس تم حج کیا کرو۔ مسلمانوں نے تو اپنے رسول کے حکم کو بسر و چشم منظور کر لیا اور باقی ادیان کے لوگوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم کعبہ پر اعتقاد نہیں رکھتے ہم نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور نہ اس کا حج کریں گے اسپر خدا نے مذکورہ بالا حکم نازل فرمایا۔

اب جو مالدار مسلمان توفیق ہوتے ہوئے حج نہیں کرتے ان کو خود غور کرنا چاہیئے اور فیصلہ کرنا چاہیئے کہ وہ مذکورہ بالا ادیان میں سے کون سے دین میں داخل ہونا چاہتے ہیں اگر وہ مذکورہ بالا وعید کو ذرا بغور دیکھیں گے تو لرز جائینگے اور نافرمانی کے عذاب کی لعنت سے چلا اٹھیں گے ایسے مسلمانوں کو حضور کا یہ ارشاد بھی ذہن نشین کر لینا چاہیئے۔

ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کو کسی واقعی حاجت نے یا کسی ظالم نے یا کسی سخت مرض نے نہیں روکا اور وہ بے حج کئے مر گیا تو اس کو اختیار ہے خواہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی۔"

یعنی جو شخص حج کی استطاعت رکھتے ہوئے حج نہ کرے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ آہ ان مسلمانوں کا قیامت کے دن کیا حشر ہوگا جو ...

اور زندہ مردہ پیروں کی زیارت بڑے ذوق شوق سے نیاز مندی کے ساتھ کرتے ہیں رسم ورواج میں ہزاروں روپے برباد کرکے گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہیں جو لہو ولعب میں اپنی دولت پانی کی طرح بہادیتے ہیں جو اگر بیری بچہ کی شادی ہو تو اور ضیافتوں کے سلسلے میں پیسے کے بند کھول دیتے ہیں اور جو شادی کی فضولیات کرنے میں عالم کی قرضہ لات مدد دیتے ہیں مگر حج کرتے ہوئے موت آتی ہے۔

مکہ معظمہ کی فضیلت و بزرگی

مکہ معظمہ دنیا میں وہ پہلا گھر خدا کا ہے جہاں سے ہدایت و سعادت کا چشمہ پھوٹا۔ جسے ابراہیم خلیل اللہ اور اسمعیل ذبیح اللہ جیسے بزرگ معماروں کے ہاتھوں بننے کا شرف حاصل ہوا تھا ؎

اسی کو ازل میں مشیت نے تاکا ÷ کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

اسی وہ مقدس گھر ہے جسکی شان میں اقبال مرحوم فرماتے ہیں ؎

دنیا کے بتکدے میں پہلا وہ گھر خدا کا

اللہ پاک فرماتا ہے: ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین. بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے وہ برکت والا ہے اور جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔

حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ لوگوں کی عبادت کیلئے سب سے پہلے کون گھر بنایا گیا؟ آپ نے فرمایا کہ مسجد الحرام۔ پھر اس کے بعد بیت المقدس. کسی نے پوچھا ان دونوں کے درمیان کتنے دنوں کا وقفہ ہے آپ نے فرمایا چالیس سال کا۔

بیت المقدس کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی ولادت سے ایک ہزار سال پہلے بنایا تھا جس کا زمانہ خانہ کعبہ کی تعمیر سے چالیس برس بعد ہے۔ غرض پہلی بات تو خانہ کعبہ کی فضیلت میں اللہ پاک نے یہ بیان کی ہے کہ وہ دنیا کے بتکدے میں پہلا گھر خدا کا ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس میں خدا نے بڑی خیر و برکت رکھی ہے باوجودیکہ وہ ایسے بیابان میں ہے جہاں سرسبزی شادابی اور دلچسپی کا کوئی سامان نہیں لیکن ہر قسم کا میوہ اور ہر قسم کے پھل وہاں کھنچا چلا جاتا ہے لوگوں کے دل اس کی طرف مائل ہیں دنیا جہان کے منہ اس کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ اسی گھر خدا کا ذکر ہوتا ہے۔

مکہ کیلئے حضرت ابراہیمؑ کی دعا

اس سے بڑھکر اس گھر کی خیر و برکت اور ہدایت کیا ہو سکتی ہے کہ من دخلہ کان امنا جو اس کے اندر داخل ہوا وہ قتل یا دشمنوں کی ایذا وغیرہ سے امن میں ہو جاتا ہے تمام قبائل عرب خانہ کعبہ کی تعظیم و تکریم پر متفق رہے کیونکہ وہ اسکو خدا کا گھر جانتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں وحشی عربوں کی قتل و خونریزی کی جو کیفیت تھی اس سے تاریخ اسلام جاننے والے بخوبی واقف ہیں انسان کی جان لینا ان کے لئے معمولی بات تھی ذرا ذرا سی بات پر قبیلے کے قبیلے کٹ مرتے تھے ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کا جانی دشمن تھا مگر باوجود اس کے جب یہ لوگ خانہ کعبہ کی تعظیم پر امن بحال رہا کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ خانہ کعبہ کے اندر اپنے باپ بھائی کے قاتل سے قصاص لے [illegible] خانہ کعبہ کی تعظیم [illegible] سے چلی آتی ہے اور اس کی حرمت [illegible]

سب سے زیادہ عجیب بات تو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی دعا کا اثر آج تک [illegible] "اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی بعض اولاد کو تیرے محترم گھر کے پاس ایک ایسے جنگل میں لا بسایا ہے جہاں کھیتی باڑی نہیں ہوتی اے ہمارے پروردگار اس لئے کیا ہے کہ یہ لوگ یہاں نماز کو قائم کریں سو تو بعض لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور انہیں پھلوں سے روزی عطا کر تاکہ یہ شکر کریں۔"

اس دعا کی قبولیت کا عالم دیکھئے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی عقیدت و نیاز مندی کا مرکز ہے اس وقت دنیا میں شاید ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گذرتا ہوگا کہ لوگ اسکی طرف منہ کئے نماز نہ پڑھ رہے ہوں۔

مکہ کی وجہ تسمیہ

ثابت ہوا کہ مکہ کی فضیلت و بزرگی خیر و برکت اور ہدایت ہمارے سامنے ہے خانہ کعبہ کا حضرت ابراہیم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے جن کی یادگار ہر سال عید الاضحی کے موقع پر منائی جاتی ہے۔ مکہ کی وجہ تسمیہ میں اختلاف ہے بعض کا قول ہے کہ یہ مک سے مشتق ہے جسکے معنے ازدحام کے ہیں چونکہ مکہ میں حج کے دنوں میں طواف کے لئے لوگوں کا ازدحام ہوتا ہے اور [illegible] اسلئے اسے مکہ کہتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ مکہ کو مکہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ظالموں کے ظلم کو دفع کرتا ہے چنانچہ جب کبھی کسی ظالم نے بری نیت سے مکہ پر چڑھائی کی خدا نے وہیں اس کی گردن توڑ کر رکھ دی خواہ وہ مسلمان تھا یا کافر۔

مکہ کی امنیت پر اعتراض

ہم نے مکہ کی امنیت اور حرمت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس پر نہایت بڑا اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو اس کا کیا جواب ہے کہ خود حضور صلعم نے مکہ کو تلوار کے زور سے فتح کیا سلطان ابن سعود کی حکومت سے پہلے بدو حاجیوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے اس کے علاوہ بہت سے ظالم حکام نے اپنے اپنے عہد میں خانہ کعبہ پر سنگ باری کی حتی کہ بعض نے خانہ کعبہ پر منجنیق تک لگا دیا اور اس کی بے حرمتی کی۔

اول اعتراض کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لمحہ کے لئے بھی خانہ کعبہ کی حرمت نہیں اٹھائی فتح مکہ کے روز آپ نے عام منادی کرادی تھی کہ جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوکر اس کا دروازہ بند کر لیگا اس کو امن ہے اور جو ابو سفیان کے گھر میں آجائیگا اس کو بھی امن ہے اس سے بھی زیادہ یہ کہ جب ابوسفیان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انصار کے علم بردار سعد بن عبادہ کا یہ قول بیان کیا کہ "آج کا دن لڑائی کا دن ہے اور آج کعبہ کی حرمت توڑ دی جائیگی" تو حضور نے فرمایا کہ سعد نے غلط کہا آج کا دن وہ دن ہے جس میں خدا تعالیٰ کعبہ کی عظمت و حرمت کو قائم کریگا اور آج کا دن وہ دن ہے جس میں کعبہ پر نیا غلاف چڑھایا جائیگا۔" دوسرے اعتراض کے جواب میں علامہ عبدہ مصری فرماتے ہیں کہ خانہ کعبہ میں داخل ہونے والے شخص کے امن پر ہونے کے یہ معنے نہیں کہ لوگ اس کو ایذا پہنچانے پر قدرت نہیں پا سکتے بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ خدا نے ان کے دل میں اس کی تعظیم کا احساس پیدا کر دیا ہے اور بد خلق جو کارروائی کرتے ہیں وہ اسے جائز نہیں سمجھتے بلکہ اور گناہوں کی طرح اسے بھی گناہ خیال کرتے ہیں۔ بہرحال کعبہ کی حرمت و عظمت برقرار ہے۔

حضرات آپ نے خانہ کعبہ کی فضیلت و بزرگی [illegible]

... اور یہاں آنحضرت ﷺ کی ... رضائے الٰہی ...
کی ہو سکا وہاں پیش ہوئی۔

اے مسلمانو اگر تم نے ابتک خانہ کعبہ کی زیارت نہیں کی تو تم بہت بدنصیب بدبخت اور نامراد ہو تمہارے سینے حب اسلام سے خالی ہیں تم اپنے خدا کے نہیں بلکہ دولت اور عیش و آرام کے پجاری ہو اور تمہاری دولت قیامت کے روز تمہیں سانپ بچھو بنکر ڈسے گی اگر تمہیں بصیرت و عرفان سے کچھ بھی حصہ ملا ہے تو اس گھر کی زیارت کو سر کے بل جاؤ جس کو ابراہیم خلیل اللہ نے بنایا اور جہاں سے تمہیں دولت ایمان ملی اور تم شفیع عاصیان کی امت میں شمار ہو کر بہترین امت کہلائے۔

حج کے فرض ہونے کی شرائط یہ ہیں۔ اسلام، عقل، بلوغ، استطاعت (آمدورفت کے اخراجات) زاد راہ و سواری۔ صحت ضروری ہے۔ عورتوں کے لئے خاوند یا دوسرے محرم کا ہونا۔ حج کرنے کے تین طریقے ہیں قران، تمتع، افراد۔ قران کے معنے ہیں کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کے لئے ایک ہی دفعہ نیت کر لینا۔ تمتع یہ ہے کہ میقات سے تو صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ پہنچکر طواف و سعی وغیرہ کر کے احرام کھولڈالے اور پھر مکہ سے حج کا احرام باندھے۔ افراد یہ ہے کہ میقات سے صرف حج کا احرام باندھے۔

قران افضل ہے یا تمتع: اس بارہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اقوی قول یہ ہے کہ جو شخص اپنے ساتھ قربانی لے جائے اس کے لئے قران افضل ہے اور جو قربانی ساتھ نہ لے جائے اس کے لئے تمتع افضل ہے اب اوقات حج بھی سن لیجئے۔ عمرہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں جب جی چاہے اور جس دن ہو زیارت سے فیضیاب ہوئے مگر حج کے دن معین ہیں اول یوم الترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ، دوسرے یوم عرفہ یعنی ۹ ذی الحجہ تیسرے یوم النحر ایام تشریق یعنی ۱۰-۱۱-۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ۔

مقامات حج

وہ مقامات جہاں حاجی حج کے اعمال و شعائر بجا لاتے ہیں یہ ہیں مکہ، منیٰ، وادی محسر، مزدلفہ، وادی عرفہ اور عرفات مکہ تو مشہور و معروف ہے۔ منیٰ مکہ سے ایک فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے یہاں بہت سے مناسک حج ادا ہوتے ہیں اس مقام کا نام منیٰ اسلئے رکھا گیا ہے کہ یہاں خون بہت بہایا جاتا ہے اور یہ حدود حرم میں داخل ہے۔ وادی محسر یہ حدود حرم میں تو داخل ہے مگر مشاعر میں نہیں ہے یہاں چونکہ اصحاب الفیل ہلاک ہونے ... تھک کر بیٹھ گئے تھے اس لئے اس کو وادی محسر کہتے ہیں اور یہ منیٰ اور مزدلفہ کا برزخ ہے۔ مزدلفہ یہ منیٰ اور عرفات کے درمیان تقریباً نصف راستہ پر واقع ہے یہ حرم ہی ہے ... اجتماع اور قرب کے ہیں یہاں چونکہ حاجی جمع ہوتے ہیں اس لئے اس کا نام مزدلفہ رکھا گیا۔ وادی عرفہ یہ حدود حرم سے خارج ہے اس جگہ ... عرفات ... یہ وہ مقام ہے کہ تقریباً تمام فرائض حج ... حرم سے باہر ہیں۔ یہاں حاضری حج کا رکن اعظم ہے اگر کوئی وقت مقررہ پر یہاں نہ پہنچ سکے تو اس کا حج نہیں ہوتا۔

باقی احرام، مناسک حج اور طریقہ حج ہر ایک کتاب میں موجود ہیں ان کے بیان کرنے کی چنداں ضرورت نہیں

حج کے فضائل

... حد شمار سے باہر ہیں اسلام کی یہ ... جامع ہے جسکے فضائل بیان کرنے کیلئے ایک دفتر ...

... فضائل ... اسلام ...
... کئے گئے ہیں ... فضیلت دور کیا ... تاہم فضائل حج جو کثرت سے ساتھ معلوم و ثابت ہیں ان میں سے ایک پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے کسی نے پوچھا کہ بہترین عمل کونسا ہے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا اس نے پوچھا اس کے بعد فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اس نے پوچھا اس کے بعد فرمایا حج مقبول۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اللہ کے لئے حج کرے اور اس میں جماع اور فسق و فجور سے محترز رہے تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ سے عمرہ تک تمام پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور مقبول حج کا ثواب جنت ہے۔

حج میں اللہ پاک نے بہت سے دینی و دنیوی فوائد رکھے ہیں جنکے حصول کے بعد مسلمان صحیح معنوں میں دین و دنیا کے مالک بن سکتے ہیں مگر بہت کم ہیں حاجی جو حج کے فوائد سے کما حقہ واقف ہوں مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ حج محض عبادت نہیں اس میں بیشمار دینی و سیاسی حکمتیں مخفی و مستتر ہیں کیا حج کے ذریعہ ایک بڑا اقتدار، علاوہ دیگر روحانی فوائد ... یہ بھی ہے کہ میدان عرفات میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو پیغام محبت پہنچائے ... کو ملا دے بیگانوں کو یگانہ بنا دے اور تمام عالم اسلام میں رابطہ ... کو مضبوط کر دے، مختلف قوموں مختلف نسلوں مختلف زبانوں ... اور مختلف ملکوں کے اشخاص کو دین واحد کی وحدت میں شامل کر دے۔

اسلام کا شاندار اور مایۂ ناز اصول مساوات ہے جسکے اثر سے آج دنیا کی ساری قومیں محروم ہیں صرف مذہب اسلام ہی ہے جو بنی نوع انسان میں علمی و عملی رنگ میں مساوات قائم کر کے اخوت کبری کا عملی ... باقی تمام دنیا کے مذاہب اس شاندار تعلیم سے نا آشنا ہیں ... حج سے یہ مقصد بھی بخوبی حاصل ہو جاتا ہے حج کے دنوں میں سب امیر و غریب اور شاہ و گدا ایک ہی لباس میں ایک ہی حالت میں ایک ہی جگہ پر اور ایک ہی خیال میں خدائے واحد کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام امتیازی تفریق مٹ کر اخوت و مساوات کا ایک محیر العقول نظارہ دنیا کے سامنے ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں حج سے سیر و سیاحت تجربہ، اکتساب معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اس سے باہم تعاون و تناصر کا مقصد بھی حاصل ہوتا ہے جس پر مسلمانوں کا سیاسی اقتدار اور شوکت اسلام موقوف ہے ... حج سے ... نتیجہ خیز ... ہیں اور اس کو ... اقتدار میں ... جاتے ہیں۔

یہ تو تھے دنیوی فوائد باقی دینی منافع ان سے بہت زیادہ ہیں مثلاً گناہوں کی معافی اور دخول جنت۔ اللہ تعالی مسلمانوں کو عقل و بصیرت عطا فرمائے کہ وہ ان دینی و دنیوی فوائد و منافع سے تمتع ... شوکت اسلام ... مسلمانوں کی ... پھر اللہ ...

آمین یا رب العالمین

خلیل اعظم کا ایثار

(نوشتہ مولوی سید عبدالرؤف صاحب ناظم کتب خانہ ادبیہ دہلی)

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ اِلّا اللّٰہ وَاللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد۔ الحمد للّٰہ الذی خوّتنا بالحج والضحی والصلوٰۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد ن المصطفٰی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

دین حنیف کے علمبردارو! خوش ہو جاؤ کہ یہ مبارک و مقدس مہینہ حج کی عید قربانی کی عید اور سال کے آخری مہینہ کی عید کا ہے عید الضحیٰ کے دن جس ایثار و قربانی اور فدویت و جاں سپاری کے ایسے ایسے شاندار اور بصیرت افروز اسباق ملیں گے کہ روح وجد کرنے لگے گی اور سینے میں سوئے ہوئے جذبات جوش مارنے لگیں گے۔

آپ نے عشق و محبت کی بہت سی داستانیں سنی ہونگی لیلیٰ مجنوں کی تپش و بیقراری کے مناظر دیکھے ہوں گے شیریں و فرہاد کی دلدوز نظمیں و سرگذشتیں مزے لے لیکر پڑھی ہونگی اور اسی طرح بہت سے فراق و وصال کے مناظر محبت و مودت کے مظاہرے قلب کو تڑپا دینے والے واقعات اور محویت و فنائیت کی بولتی چالتی تصویریں دیکھی ہونگی مگر آپ نے محویت و فنائیت اور اطاعت و انقیاد کی وہ تصویر بھی دیکھی ہوگی جو ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے جس کی گہرائی کشش روحانی جاذبیت، شگفتگی اور ربانی پرتو ح انسانی فریفتہ و شیفتہ ہے جس پر حقیقت شناس قلب رکھنے والی ہستی ہزار جان سے قربان ہے اور جس کی دلفریبیوں پر دنیا کی تمام دلکشیاں اور دلفریبیاں نثار ہیں۔

او لذت دل سے نا آشنا مسلمانو! کبھی تم نے خیال بھی دوڑایا کہ تم عید الضحیٰ کے روز کس کی یادگار مناتے ہو اور کیوں ایک جگہ جمع ہو کر رب بے نیاز کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہو؟ آہ! تم نے سب کچھ سوچا مگر یہی نہیں سوچا جسکے سوچنے سمجھنے میں تمہاری زندگی اور ترقی تھی۔

آؤ میں تمہیں وہ داستان اطاعت و انقیاد سناؤں جسکو سنکر تم کسی اور ہی دنیا میں پہنچ جاؤ گے اور تمہاری عقل کی آنکھیں کھل جائینگی اور راز ملیگا تم کو کس قدر تنویر اور منبع نور کے قریب پہنچا دیگی جسکو اس مادہ پرست دنیا میں ابراہیم خلیل اور اسمٰعیل ذبیح اللّٰہ کے ہاتھوں سے ظہور پذیر کیا تھا جو آج تک افق عالم پر ضیاء ریز ہے جس کی تجلیوں سے کروڑوں دل کسب نور کر رہے ہیں جسکی نورانی شعاعیں پردہ ہائے ظلمت کو چاک کر کے بادیہ ظلمت کی رہبری کر رہی ہیں اور جسکی تنویر سرمدی کی چمک دمک کو گھٹا اور کرنے حقیقی روشنی کی تڑپ پیدا کر دی ہے۔

اسے عشق حقیقی کی لذتوں سے بے خبر انسانو! آنکھ کھولو اور دل کے کانوں سے سنو جس نظر دل سے دیکھو مگر جہاں دل کی آنکھیں ... ظلمت کا پردہ ... نگاہیں ... [illegible]

اور عالم لاہوت کی سیر کرتے رہو۔

ولادت مسیح سے دو ہزار سال قبل کی دنیا

آج سے ہزاروں سال پہلے کی دنیا کی، ضلالت و گمراہی اور روحانیت کے عروج و زوال کے بارہا بہت سے مناظر دیکھے ہیں لیکن حضرت مسیح سے دو ہزار سال قبل کی حالت کچھ اور ہی تھی سنئے:-

عرب میں دریائے فرات کے ساحل پر ایک شہر "اُور" آباد ہے جسکی تہذیب و تمدن کا سکہ تمام دنیا پر بیٹھا ہوا ہے انسان اشرف المخلوقات پر تمام بدبختیاں گمراہیاں، تفرقہ، تنگدلی، کجیاں، جہالت و وحشت کی تباہ کاریاں اور نفس کی سرکشیاں مسلط ہیں بادہ گمراہی و سرکشی کی طغیانی میں بہا چلا جا رہا ہے عرب میں ایک زبردست دیو قوت و مکا تمدن پھیلا ہوا ہے اور تاج سلطنت ایک شخص کے جو دے خدا کُشی کے سر پر غرور پر رکھا ہوا ہے جس کا نام نمرود ہے۔

آجکل کی طرح ہر طرف تہذیب و ترقی کا دور دورہ ہو رہا ہے، شائستگی و تمدن کی پکار ہے بڑی بڑی فوجیں مادی قوت و شوکت کے اظہار کے لئے آراستہ ہیں بڑی بڑی کوٹھیاں اور شاندار عمارتیں مادی دلفریبی سے جاذب توجہ بنی ہوئی ہیں ہر طرف علوم و فنون کے چرچے ہو رہے ہیں اور تنگ نظری و بت پرستی نے ہر گھر کو تنگ بنا دیا ہے معبودان باطل کا معبد بنا رکھا ہے۔

ایک طرف تو مادی شان و شوکت کا یہ عروج ہے کہ تہذیب و تمدن علوم و فنون، ترقی و تقدم، صنعت و حکمت اور دولت و حکومت کا سیلاب امڈا ہوا ہے دوسری طرف ملک اس زمانہ کی طرح اخلاق اور روحانیت کا خزاں دیدہ چمن بنا ہے ہدایت و سعادت کے چشمے خشک ہو چکے ہیں نیکی اور پاکیزگی کی کھیتیاں پامال ہو کر ویران ہو چکی ہیں امانت و دیانت کے باغوں میں خاک اڑ رہی ہے عدل و انصاف کے خزانوں پر ظلم و استبداد نے قبضہ کر لیا ہے مادی حکومت نے روحانی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر رکھا ہے خالق و معبود سے سرکش بندوں کا رشتہ ٹوٹ چکا ہے اور وہ گردنیں جو اکیلے اور بے خدا کے حضور میں جھکنی چاہئیں تھیں وہ مصنوعی اور جھوٹی خدائیوں کے سامنے خوشی سے جھکی ہوئی ہیں گمراہ اور بدبخت انسان ستاروں اور سیاروں کو خدا بنائے بیٹھا ہے اور حقیقی انسانیت اس پر لعنت و ملامت کے تیر برسا رہی ہے۔

اب ذرا تخیل کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں آجائیے اور کلدانیوں کا حال سنئے جن کی تہذیب و ترقی کا اس زمانہ میں اسی طرح شہرہ اور چرچا تھا جس طرح آج انگریزی تہذیب و تمدن کا۔

کلدانیوں کا تہذیب و تمدن

شہر اُور کلدانیوں کی آبادی کا مرکز تھا، یہ وہ تحت تھا جس زمانہ کا حال ہم بیان کر رہے ہیں اس زمانہ میں کلدانیوں کی سلطنت عروج پر تھی ... تہذیب ... علوم و فنون، ریاضیات ... [illegible]

حویلیوں پر بنا کرنا وغیرہ تھا اس خاندان کے سلاطین آگ میں کہا ہوئی ملی کی تختیوں پر اپنے قوانین تعزیرات، مذہبی عقائد اور احکام کندہ کرائے تھے اور پتھروں پر بھی ان کے عقائد منقوش تھے بکلد انی حضرت ہود کی شریعت کے متبع اور دعویدار تھے اور ان کو اپنا نبی تسلیم کرتے تھے۔

حضرت ابراہیمؑ کی ولادت باسعادت

مذکورہ بالا فضا میں اور اس قوم میں اللہ پاک اپنے ایک خاص بندہ کو پیدا فرماتے ہیں جو آنکھیں کھولتے ہی پکارتے ہیں:۔

"میں تمہاری ان باطل پرستیوں اور گمراہیوں سے بیزار ہوں میں مظاہر فطرت کا پجاری نہیں بلکہ فاطر السموات والارض کے سامنے سر جھکا نیوالا ہوں" جھوٹوں اور باطل پرستوں کے اندر ایک سچ کی اس آواز نے ایک تہلکہ ڈال دیا اور قلوب وارواح کی دنیا میں یہ آواز صداقت گونج اٹھی۔

حضرت ابراہیمؑ حضرت ہودؑ کے دوسرے بیٹے "فلج" سے پانچویں پشت میں پیدا ہوئے آپ کے والد کے اسم گرامی کے متعلق علمائے اسلام میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام رازیؒ کے نزدیک آپ کے والد کا نام "آذر" تھا مگر علامہ آلوسی حنفی صاحب تفسیر روح المعانی کی تحقیق یہ ہے کہ آپ کے والد کا نام "تارخ" تھا اس باب میں یہی بات صحیح ہے کہ آپ کے والد کا نام آذر نہیں بلکہ تارخ تھا آذر مشرک اور تارخ موحد تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے آذر کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور سمجھایا کہ وہ بتوں کی پوجا نہیں بلکہ اپنے خالق و معبود رب العالمین کی بندگی و عبادت اختیار کرے۔

حضرت ابراہیمؑ اور باپ کو دعوت حق

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ان حضرات نے تبلیغ کا کام پہلے اپنے گھر سے شروع کیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی اور آپ نے بڑے ادب نہایت موثر مدلل اور دلنشیں پیرایہ میں بت پرستی کی تردید کی اور خدا پرستی کی دعوت دی ارشاد ہے:۔

یابت لم تعبد ما لا یسمع ولا یبصر ولا یغنی عنک شیئا	اے باپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتا ہے جو نہ سن سکے نہ دیکھ سکے اور نہ تیرے کچھ کام آسکے۔
یابت انی قد جاءنی من العلم ما لم یاتک فاتبعنی اھدک صراطا سویا۔	اے باپ مجھکو بیشک خدا کی طرف سے وہ علم ملا ہے جو تجھکو نہیں ملا تو میرا کہا مان میں تجھے سیدھے رستہ پر لگا دوں گا۔
یابت لا تعبد الشیطن ان الشیطن کان للرحمن عصیا	اے باپ شیطان کو نہ پوج کچھ شک نہیں کہ شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے۔
یابت انی اخاف ان یمسک عذاب من الرحمن فتکون للشیطن ولیا	اے باپ میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تجھے رحمان کی طرف سے عذاب پہنچے پھر تو شیطان کا ساتھی ہو جائے۔

کیسا اور کیسے سیدھے سادے اور دلنشیں الفاظ ہیں جو کے نقطہ نقطہ سے

سعادت و ہدایت کا نور ابل رہا ہے اور جس کا ایک ایک لفظ مستقیم کی طرف ہدایت و رہنمائی کر رہا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے نورانی وعظ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے

حق تعالیٰ کا مقصود اس قصہ کو بیان کرنے سے مشرکین عرب کو الزام دینا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم کسی آسمانی اور عقل و ضمیر کی پکار سننے کے لئے تیار نہیں جو ہمارے آبائی مذہب کے خلاف ہو اور ہم کسی آسمانی مذہب کے لئے اپنے آبائی مذہب اور باپ دادا کی تقلید نہیں چھوڑ سکتے اس کے مقابلہ میں گویا اللہ پاک نے ان کے جواب میں فرمایا کہ اگر تم اپنے باپ دادوں کی تقلید ہی کرنے پر مصر ہو تو تمہارے دادوں میں حضرت ابراہیمؑ ہی تو تھے جو سب زیادہ اعلیٰ و اشرف اعلم اور عاقل و دانا تھے ان کی تقلید کرو دیکھو انہوں نے کس طرح اپنے آبائی مذہب کی دھجیاں بکھیریں، کیونکر آبائی تقلید کی زنجیروں کو توڑا انہوں نے کیسے بت پرستی سے نفرت و برأت کا اظہار کیا، کس حق پرستی کے ساتھ حق و صداقت کے مقابل اپنے باپ کے دین کو ترک کیا اور کس خوبصورتی کے ساتھ اپنے باپ کو سمجھایا۔ پس بیوقوفو! تم جو اپنے بزرگوں کی تقلید کے مدعی ہو دعوی ہی تمہارا جھوٹا ہے تم محض ہٹ دھرم ضلالت پسند اور گمراہ لوگ ہو اور تمہارا کوئی اصول نہیں اگر تم اپنے اس دعوے میں ہی سچے ہو تو اپنے سب سے بڑے بزرگ حضرت ابراہیمؑ کی تقلید کرو یہ کیا کج بینی اور گمراہی ہے کہ بدوں کے اعمال و افعال کو بھی دلیل ٹھہراتے ہو اور نیکوں سے اجتناب کرتے ہو۔

پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مذکورہ بالا اقوال سے ثابت ہوا کہ دلیل کا اتباع فرض ہے اور بلا دلیل اور اپنے باپ کی بھی تقلید نہیں کرنی چاہئے تبلیغ پہلے اپنے گھر سے شروع کرنی چاہئے حق و صداقت کے مقابلہ میں باپ تک کا ادب اور رشتہ کوئی چیز نہیں اور جب تک ایک مسلمان آبائی مذہب اندھی تقلید اور رسم و رواج کی مضبوط زنجیروں کو توڑ کر احکام شرع پر نہ چلے اپنے اسلام کا ثبوت نہیں دے سکتا۔

مسلمان وہی ہے جو دلیل کا اتباع کرے

پس مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ حقیقت میں سچا مسلمان وہ ہے جو حق و صداقت کے مقابلہ میں باپ کی بھی پرواہ نہ کرے اور رسم و رواج و آبائی تقلید کی زنجیروں کو توڑ کر خدائی احکام پر چلے آج کل حنفی مسلمان ایسے ہیں جو اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دیتے ہیں اور دلیل کا اتباع کرتے ہیں دیکھنے میں تو یہ آرہا ہے کہ جس مذہب نے دنیا میں علم پھیلایا عقل و دانش سے انسانوں کو نجات دلائی رسم و رواج کا قلع قمع کیا آبائی تقلید کے قلعوں کو مسمار کیا اوہام و بیہودہ باتوں اور عقیدوں کا تختہ الٹ کیا اور اپنے متبعین کے قلوب و دماغ کو عمل و مستقیم بنایا آج اس مذہب کے ماننے والے اوہام و خرافات آبائی تقلید رسم پرستی اور غیر عقلی باتوں کی کیچڑ میں دھنسے ہوئے ہیں اور اپنے مذہب کو [illegible] اگر کسی مسلمان کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی کوشش کی جائے اور اسے دعوت حق دی جائے احکام شرع کی پابندی کی [illegible]

برعت سے ... [illegible] ... کہ اپنے سوا
و علم و عقل دنیا میں آج ہی نئے نئے عقلی منطق اور فلسفہ پر ہے ... سے پیدا ہوتے
رہتے ہیں۔ یہ بات پہلے کتنی عقل اور منطق سے بنیر سمنی اور ہم کو اپنے اپنے دعا ہی
کے طریقے اور معرفت پر قائم رہیں گے۔

مسلمانو! اگر واقعی تم دین حنیف کے تبع اور علمبردار ہو تو دلیل کا اتباع
اور ظنون و اوہام سے اپنے قلوب کو صاف کرو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا جواب

غرض حضرت ابراہیم علیہ الصلٰوۃ والسلام نے ہر چند بت پرستی کی تردید کی اور
اپنے والد ماجد کو سمجھایا کہ وہ بتوں کی پوجا نہ کرے بلکہ اپنے پالنے والے
کی بندگی اختیار کرے مگر جب قلب و دماغ پر آبائی تقلید کے پردے پڑ جاتے ہیں
اور انسان باپ دادوں کے طریقوں پر اندھا دھند چلنے کی ٹھان لیتا ہے تو
پھر کوئی نصیحت اثر نہیں کرتی اور عقل و ضمیر کی کوئی آواز نہیں سنی جاتی بلکہ
ایسی آواز گمراہی اور شقاوت میں اور زیادہ سختی اور استحکام پیدا کر دیتی ہے
چنانچہ آنحضرت کے والد نے ان ہدایات کے جواب میں پرلے درجہ کی شقاوت
بدمزاجی اور بیجا سختی سے کام لیا۔ قولہ تعالٰی۔

قال اراغب انت عن الهتی یا ابراهیم لئن لم تنته لارجمنک واهجرنی ملیا۔	اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں ضرور تجھ کو سنگسار کر دوں گا اور مجھ سے ایک عرصہ کیلئے دور ہو جا

ذرا ملاحظہ فرمائیے ایک طرف سے تو وہ نرمی اور دلسوزی ہے جو آپ نے ملاحظہ
فرمائی اور دوسری طرف سے یہ سختی درشتی اور سخت کلامی ہے۔ اور احسان فراموش
انسان کیا اس محسن اعظم اور ہمدرد اکبر کی ہمدردی کا یہی صلہ اور انعام ہے اس
مجالس مقدس وجود نے تیرے سامنے جام صحت پیش کیا مگر تو نے ٹھکرا دیا۔

پیارے ابراہیم خلیل اللہ کی زبان سے تنا و اجتا کا دلکش مناظرہ

ایک حقیقت شناس قلب رکھنے والی مبارک و مسعود ہستی کی یہ داستان معرفت کس قدر دلفریب اور
دلکش ہو کر بادیہ معرفت کے اس بے ساز قافلہ سالار موحدان اور علمبردار ان
عاشقان الٰہی کے سرتاج جناب ابراہیم علیہ السلام نے ہوش سنبھالتے ہی اپنی
حقیقت بین نظروں سے فنا و بقا کو دیکھ کر دنیا کے تمام ماہرین فلسفہ نفسیات کو
حیران و ششدر کر دیا ذرا آپ کی فطری پاکیزگی غیر متزلزل دماغ مستقیم نظر اور حقیقت
آشنا قلب کی نور افشانی تو دیکھئے کہ جب آپ نے ہوش سنبھالا اور کفر و شرک کی
گھنگھور تاریکی میں حقیقت تک پہنچنا چاہا تو دنیا اپنی پوری رعنائی و دلربائی کے
ساتھ آپ کے سامنے آگئی چاند اور ستاروں کی نور افشانیوں نے چاہا کہ آپ کو
گم کر دیا اور نور بصیرت کے سامنے مادی ظلمات کی چادر پڑ گئی مگر حضرت ابراہیم
حقیقت شناس نظر بھلا کہاں رکنے والی تھی۔ مادی ظلمات کے پردوں کو تار
تار کر کے جب نظر دوڑائی تو جھوٹے پیکر ... کو پاش پاش کرتے ہوئے اپنی قوم کو
اعلانیہ توحید دی ...

فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی فلما افل قال لا احب الافلین فلما رای القمر بازغا قال هذا ربی فلما افل قال لئن لم یهدنی ربی لاکونن من القوم الضالین فلما رای الشمس بازغة قال هذا ربی هذا اکبر فلما افلت قال یا قوم انی بری مما تشرکون ۰	جب اس پر شب کی تیرگی چھا گئی تو ایک تارہ کو دیکھا کہا کہ یہ میرا رب ہے جب وہ تارہ غروب ہو گیا تو کہا کہ میں تو ہو جانے والی ہستیوں کو دوست نہیں رکھتا پھر جبکہ چاند چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہی میرا رب ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو کہا اگر اے پروردگار تو مجھے ہدایت نہ دیگا تو میں گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا پھر جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا یہی میرا پروردگار ہے یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو آواز بلند کہا

کہ میں ان چیزوں سے بیزار ہوں کہ جن کو تم شریک مانتے ہو۔

جملہ مادیات کی نور افشانیوں اور دلفریبیوں کی موجودگی میں تجلیات الٰہی کا اقرار
کرنا اور عارضی روشنیوں سے نور حقیقی تک پہنچنا کچھ آسان کام نہ تھا مگر اس فلسفہ
نفسیات کے حل کرنے والے نونہال دماغ نے چٹکی بجاتے ہیں یہ معمہ حل کیا۔ فنا کو
بقا کو پانا یہ وہ راز معرفت ہے جسے گرویدگان حقیقت پر سب سے پہلے حضرت ابراہیم
علیہ السلام پر آشکار کیا فنا سے بقا کو پانا ہی وہ عشق حقیقی ہے جس کی لذت
عاشقان الٰہی سے پوچھو دنیا و مافیہا کو بھول جاؤ گے اور روح مستانہ وار
جھومنے لگے گی غرض آپ نے تمام مادی چیزوں سے بیزاری کا اظہار کر کے خدائے
وحدہ لاشریک سے اپنی گرویدگی اور پیوستگی کا اعلان کر دیا۔

انی وجهت وجهی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔	میں سب طرف سے پھر کر اور سب کو چھوڑ کر صرف ایک خدائے وحدہ لاشریک کا ہو گیا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں سے نہیں؟

اسرار حق و صداقت کی کیسی علمبرداری ہے، کتنی بلند ہمتی کس قدر عالی
حوصلگی اور قوت عزم ہے کہ عقل انسانی عش عش کر اٹھتی ہے اے علمبردار حق و
صداقت اور اے عاشقان الٰہی کے سرتاج بے انتہا درود و سلام ہو تجھ پر تو نے
وحدت الٰہی اور کلمہ توحید کی وہ بلند اور مستحکم عمارت تعمیر کی جو دنیا کے بقا تک
فنا کا منہ نہ دیکھ سکے گی اور جہاں سے کفر و شرک میں پھنسی ہوئی روحوں کو
پاکیزگی و طمانیت کی وہ لازوال دولت مل رہی ہے جس کے مقابلہ میں قارون
کے کروڑوں خزانے ہیچ اور خزف ریزے ہیں۔ اللھم صل علی حبیبہ
وخلیلہ وبارک وسلم۔

عبدیت الٰہی انتہائی فداکاریوں اور عزم آزمائیوں کے روپ میں

عبدیت کے رشتہ کی انتہائی ادائیں ہمیشہ قربانیوں فداکاریوں جاں سپاریوں
اور عزم آزمائیوں کے روپ میں ظاہر ہوتی رہی ہیں انبیاء علیہم السلام اور
خدا کے پیاروں کی مقدس زندگیاں اور تاریخ بتلاتی ہے کہ خدا کے
برگزیدہ افراد پیار کا جذبہ عشق و محبت الٰہی جتنا زیادہ قوی اور صادق ہوا

اور جس کا علاقۂ بندگی و عبدیت جس قدر زیادہ [illegible] و مستحکم ہوتا اس کی [illegible]
و ابتلا مصائب و شدائد اور قربانی و ایثار کا ہجوم اس پر ہوا۔ دنیا میں جس قدر
دعویداران بندگی و عبدیت اور علمبرداران حق و صداقت ہوئے ہیں ان سب
کو جب مراتب تعلق و بندگی خوب خوب جانچا اور پرکھا گیا نازِ خدائی نے ہمیشہ
ان سے کٹھن، ہمت شکن اور [illegible] راہ قطع کرائی قدرت نے ہمیشہ ان کو
مصائب و آلام کے ہجوم میں ثابت قدم رہتے دیکھنا چاہا ہے اور ان کے سر گردن
کو خنجر و شمشیر کے نیچے دیکھنا پسند کیا ہے!

جب ایک سالک عشق و محبت کا علاقہ اپنے محبوبِ حقیقی سے مستحکم و مقبول ہو جاتا
ہے تو پھر بارگاہ کبریائی میں سوائے جان مال اور اولاد کے اور کوئی تحفہ قبول
نہیں کیا جاتا بلکہ اپنے نفس اور خواہشات نفس کی گردن پر کمال انقیاد کی
چھری چلانی پڑتی ہے اور پھر سب کچھ اس راہ میں قربان و نثار کر دینا پڑتا ہے

کمال بندگی و عبدیت کا رازِ عز و شرف

عبدیت بندگی کا عز و شرف اسی میں ہے کہ فانی علاقوں اور انسانی تعلقات میں سے کٹ کر اور کٹ کٹ کر خاک و خون میں ملے اپنے گوشت و استخوان کو حوالہ پراگندگی و نذر مصیبت و ذلت کرے اور ہر محبت و تعلق جان آفرین کے نذر کر دے لسانہ انداز میں اس شعر کو پڑھے ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت | سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی
جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی | حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یہ راز بندگی اور فلسفۂ شان کبریائی نرا تخیل ہی تخیل نہیں بلکہ یہ حقیقت کبریٰ ہے جس پر تاریخ عالم شاہدِ عدل ہے مگر یہ راز باریک فکروں تیز ذہنوں اور روشن دماغوں کے سمجھ لینے زبانوں سے بیان کر دینے اور بیان کو حسن خطابت سے مرصع بنا دینے کا نہیں بلکہ اس راز بندگی اور فلسفۂ شان خدائی کے لئے خون کے تڑپتے ہوئے فدایانہ اعمال اور جودوں کے منتشر و آغشتہ بخاک و خون قطعات جسم نمایاں کرنے کی ضرورت ہے اس راز سے کچھ وہی آشنا ہو سکتے ہیں جن کے دل مصفّٰی اور روحیں مجلّٰی ہیں۔

آپ نے ابتک جو کچھ سنا اور جتنا مضمون پڑھا اگر اس کو عمل دنیا میں دیکھنا ہو اور اگر اس کا مجسمہ و پیکر عمل دیکھنا ہو تو آؤ نخل عید الاضحیٰ کا پردہ شرف اٹھائیں اور اسی عید کے حقیقی داعیات عمل اور دریچۂ کمال میں ان مبارک و مقدس صورتوں کا جلوہ ڈھونڈ نکالیں اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مقدس سیرت میں مذکورہ تخیل کو عمل کے آسمان پر دیکھیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا دعویٰ اسلام آزمائش و ابتلا کی کسوٹی پر

پیارے خلیل اللہ نے اپنے محبوب و معبودِ حقیقی کی لگن اور عشق و محبت میں اعزا چھوڑ دیئے اقربا سے منہ موڑ لیا وطن اور قوم سے بیزار ہو گئے اور آبائی تقلید کے قعر ضلالت سے ایک ہی جھلانگ میں وحدت الٰہی اور کلمۂ توحید کی بلند سطح پر جا پہنچے اور دعویٰ کر دیا
انا اول المسلمین میں پہلا مسلمان ہوں اور میں ہر طرف سے کٹ کر محض ایک ہی ذات وحدہٗ لاشریک لہ کا ہو گیا ہوں یہ دعویٰ آسان نہ تھا

[illegible]
اور اسلام خلیل محبت [illegible]
کو ایک حقیقی جھلک نذر کر رہا ہے۔

مگر چونکہ درمیان اسلام و عشق و محبت الٰہی کے دعویداروں کو کٹھنا و قربانی کی راہ پر لے جانا تھی تصویر کھینچی تو جو [illegible] دل میں جان تھا اور قلوب و ارواح کی دنیا میں ایک ہلچل اٹھ کر ہمیشہ کے لئے آفتاب تک کے لئے عاشقان الٰہی کے لئے نمونہ بن جائیں اس لئے کمال عبدیت اور خلیلیت کا اقتضا تھا کہ آپ پر مصائب و آلام، رنج و محن اور ابتلا کا ایسا ہجوم ہو کہ قلوب انسانی تھرا اٹھیں اور سینوں میں اضطراب و بیتابی کی آگ لگ جائے چنانچہ ایسا ہوتا تھا اور ہو کر رہا کیا آپ نے سنا نہیں ؎

عشق آں شعلہ است کہ چوں بر فروخت | ہر چہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

اگر اس پر آتشی دیوانے قلبی کیفیت و شعلۂ محبت اور جذبات عشق الٰہی سے محیّر العقول اور ولولہ انگیز مناظر دیکھئے۔

شعلۂ عشق آتشِ نمرود کی شکل میں

دیکھنے والوں نے یہی دیکھا سننے والوں نے یہی سنا اسی جذبۂ عشق الٰہی نے آتش نفس و ہوا کے ساتھ مل کر آتش نمرود کی شکل اختیار کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو شعلہ زن نمرود کی سرکش لپٹوں میں ڈال دیا گیا ظاہری آنکھوں نے دیکھا کر آگ کی لپٹوں نے آپ کا استقبال کیا لیکن باطنی آنکھوں اور روشن دل نے معلوم کیا کہ وہ جلا دینے والی اور جسم کو خاک سیاہ کر دینے والی آگ نہ تھی بلکہ گلزار فائز المرامی اور گلستان راحت گوارا تھا۔

بھلا جذبۂ عشق الٰہی کے سامنے بچاری آگ کی کیا پیش جاتی تھی ورنہ اس کی کیا مجال تھی کہ آپ کے جسم کا ایک بال بھی جلانے اگر گستاخ و بے ادب آگ کچھ شرارت کرتی تو قیامت آ جاتی اور یہ آگ آتش جہنم میں جھونک دی جاتی لہٰذا ارشاد باری ہوا۔

قلنا یانار کونی بردا و سلاما علی ابراھیم | اے آگ ابراہیمؑ پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جا

یہی ہوا کہ آتش نمرود نے انداز گلستاں پیدا کر لیا اور سلامتی کا سبق دیا آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایمان پیدا آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

قربانی کی انتہائی منزل

ابھی تو بہت سی منزلیں [illegible] انتہائی منزل ابھی سامنے تھی جس کے بعد خلعت خلت عطا ہو نیز الاعتقاد اور اعمال اخلاص و فدا کاری کی سند ملنے والی تھی یہی منزل تو وہ منزل تھی جس پر کہیں شفقت مادری راہِ حق میں حائل تھی کہیں لومۃ لائم کہیں خوف انحراف فرزند کی آزمائش تھی کہیں اور یہی وہ منزل تھی جس پر رضا و خوشنودی الٰہی کا تمغہ ملنے والا تھا اسی پر رحمت و فضل کے دروازے [illegible] تھا

الغرض محبت کا اشارہ ہوا کہ جان و مال اور [illegible] سب کچھ تمام مادی تعلقات کو قطع کر دیا اور دنیا کی محبت کو [illegible] لخت جگر نور نظر پیارا اکلوتا فرزند کہ وقار [illegible] پیارے اسمعیل اللہ کی راہ میں [illegible]

جن کے ... [illegible]

قربان کر دینے کا حکم ہوا اگر وہ بھی بصورت خواب لیکن جاں نثار عقل و خرد کے پرستار نہ تھے بلکہ خدا کی محبت میں بچھ جانے والے تھے۔ ان اشارات پر اپنی قربانیوں اور جانوں کو پیش کر دینے میں ہی اپنی نجات، فلاح و بہبود کا ذریعہ سمجھنے والے تھے۔ اس کا حل یہ جو کہ ایک محبوب کا اشارہ اور دلگیر کا اپنا بچہ عاشق کے لیے امتحان محبت کے لیے سخت قربان کا کام ہوتا ہے دیکھنے والو غور سے دیکھو اور عزت کی آنکھوں سے دیکھو کہ خلیلی جذبات کے سامنے مادیت و پدریت کے تمام شکنجہ ہائے الفت ٹھنڈے پڑ گئے اور رضائے الٰہی کی جاوید نعمت کی خواہش شفقت پدری کی فانی الفت پر غالب آ گئی اور معصوم بچے اور دل کے سہارے کو خدائی بشارت سنا دی۔

یا بنی انی اری فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تری۔ اے عزیز بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا تجھے اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں بس تیری کیا رائے ہے؟

آخر اسمٰعیلؑ بھی اسی باپ کا بیٹا تھا جس نے دنیا سے قربانی کو آباد کیا۔ وہ کون تھا ابراہیمؑ کا لخت جگر خلیل اللہ کا قرۃ العین، گلزار ملت کا نونہال اور گلدستہ رسالت کا وہ پھول جس کی خوشبو سے اطاعت و انقیاد کے پھولوں کو مہکایا۔ خدائی بشارت اور اشارۂ الٰہی کے سامنے گردن اطاعت ....

.... جھکا کر عاشقان ایثار پیشہ کو یہ سبق دیا۔

یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللّٰہ من الصابرین۔ اے پدر بزرگوار آپ کو حکم ہے جس کے لیے آپ مامور ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ مجھے صابر پائیں گے

اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کا نہ اضطراب ہے نہ بے چینی نہ خوف ہے نہ اندیشہ ہے اور نہ ہراس۔ خدا کے منظور نظر ہو جانے پر فخر و ناز ہے اور قربانگاہ حق کی طرف قدم بڑھانے کا بے پایاں جذبہ۔ اگر باپ ہو تو ایسا اور بیٹا ہو تو ایسا جس پر کہ شان انسانی کو ناز ہے اور انسانیت کا سر غرور آسمان سے ٹکرا رہا ہے۔ ملت مسلمہ کے نونہالو اور مسلم نوجوانو! اسی کو خدا کی راہ میں مر مٹنا ہی آسمان عزت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکنا ہے اور دوسری قوموں کے نوجوان تمہاری پرستش کریں گے۔ بھولنے والو خدا کی قسم دیکھو وہ کیسا باپ تھا جو اپنے لخت جگر کو ذبح کر دینے پر آمادہ ہے عشق الٰہی کا جوش اور دھڑکنے والا دل وہ پیکر صبر ہے جو عزم و ارادہ کی الفت میں ایسی ہلاکت خیز آزمائش ہو چکی ہو اور روحانیت کے مقابلہ میں مادیت نے کیسی ذلیل شکست کھائی۔

بچوں کی اندھی محبت میں کفر و شرک جیسا اعمال کرنے والی اور خدا کو بھول جانے والی ماؤ! آؤ اور قربانگاہ حق کا تماشہ دیکھو۔ بڑھیا ماں پر پیار بھرے آنکھوں کا سماں ایک دوامی نظر کا ثبات ہے اور حسرت بھری زبان حال سے اس کو قربانگاہ حق کی قربانی کی عزت سے باخبر کرتے ہوئے مادرانہ جذبات سے صبر و سکون کی التجا کرتی ہے اور رضائے الٰہی کے حصول کے لیے خواہش و تمنا کا اظہار کرتے ہوئے قربان گاہ حق تک جانے کی اجازت دیتی ہے۔

خدا کا سچا [illegible]

اور نوع انسان کا قدیمی دشمن ابلیس لعین یہ دیکھتا ہے کہ ان دو برگزیدہ مقدس

... [illegible] ... سے گویا ... تیاری ... [illegible] ... قربانگاہ حق کی طرف ... [illegible] ... پر چلانے کی ... کی رہنمائی ... ادھر انسان دنیا میں ابدی قربانی کی بنیاد رکھنے والے بیکران عمل بنی نوع انسان کے سامنے یوں سعادت کی راہیں کھلتا جا رہا ہے، وہ دیکھتا رہا اور اپنے قدیمی پیشہ رہزنی و گمراہی پر کمر بستہ ہو گیا۔ پہلے باپ کے دل میں محبت پدری اور شفقت فرزندی کا جوش ابھارا۔ پھر ممتا کی آنکھیں ٹھنڈی رکھنے والی ماں کے سامنے بیقرار آرزوئیں اور امیدیں پیش کیں اور پھر بیٹے کے سامنے تمتعات و لذائذ دنیا کے خوشنما مناظر جوانی کی امنگیں اور انسانی جذبات اور موت کے خوفناک منظر پیش کیے۔ مگر بادۂ توحید سے سرشار اور حکم الٰہی پر قربان ہو جانے والوں کے سامنے کچھ پیش نہ گئی۔ دونوں باپ بیٹوں نے قربانگاہ حق کی راہ لی اور یہ لعین خائب و خاسر ہو کر پہاڑوں میں جا چھپا۔

جب بندہ کا تعلق اپنے معبود سے استوار ہو جاتا ہے اور محبت حقیقی دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور ایک انسان بادۂ توحید سے سرشار ہو جاتا ہے تو پھر ابلیس لعین کی اس کے سامنے دال نہیں گلتی اور ہمیشہ یونہی منہ کی کھانی پڑتی ہے۔

راہِ حق میں ذبحِ عظیم کا ولولہ انگیز منظر

عید قربان منانے والو اور دین حنیف کے علمبردارو! ذرا بصیرت کی آنکھوں سے دیکھو اور دل کے کانوں سے سنو مشیت کا دیوانہ اور مسرور خلیل امتثال امر الٰہی کے لیے کمربستہ ہے۔ اصغر زمین قربان ہو جانے کے لیے سربکف ہے اور خلیل اپنے لاڈلے معصوم بیٹے اسمٰعیل کو بھیڑ بکری کی طرح زمین پر لٹا دیتا ہے۔ ہاتھ میں خنجر تسلیم و رضا ہے اور دل میں شفقت پدری کا سر قلم کر دینے کی تمنا۔ اور ہر اسمٰعیل کے سامنے باپ کا دلفریب بھولا اور مقدس چہرہ اور بوڑھی چال بتلا کیا تو نے کبھی ایسا جگر دوز منظر دیکھا؟ اور تو مادیت جواب دے کیا تو نے کبھی روحانیت کا یہ ولولہ انگیز سماں دیکھا؟ ہرگز نہیں۔ بس اے پست و ذلیل مسلمان! تو ہی بتلا کیا تو بھی راہ حق میں یہی جذبۂ قربانی رکھ سکتا ہے؟ ہرگز نہیں اگر تو ہر سال عید الاضحٰی سے قربانی کا یہی جذبہ اور سبق حاصل کرتا تو تمام ارضی و سماوی کنجیاں تیرے قدموں میں ہوتیں اور تو یوں ذلیل و خوار نہ ہوتا۔

الغرض بیٹے کو خدا کی راہ میں پچھاڑ دینے والے باپ کے دل میں شعلۂ محبت پدری کے بھڑک اٹھنے کا خیال ہے۔ وہ قربانی میں سنگ لرزاں ہو جانے کا خوف دامنگیر ہے اور محبت و شفقت کے سمندر میں تموج و طغیانی کا اندیشہ اس لیے آنکھوں پر پٹی باندھ لیتا ہے اور نہایت تیزی و مستعدی کے ساتھ زمین ناز کے گلے پر آبدار چلا دیتا ہے۔ دنیاوی محبت و شفقت چلا اٹھی کہ ...

خدایا آج میرے خلیل نے مجھے اس بری طرح ذبح کر کے رکھ دیا۔ زمین و آسمان میں زلزلہ آ گیا، راہ حق سے منحرف ہو جانے والے جذبہ کی آنکھیں پتھرا گئیں۔ زمین پر بسنے والے حیوانات، نباتات اور جمادات کو اس عشق اور سچی قربانی کو دیکھ کر شکستہ ہو گیا۔ عالم افلاک میں ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہو گیا۔ ملاء اعلیٰ کے بسنے والے مقدس کروبیوں میں ایک سبیل سی مچ گئی اور ساکنان ارض و سما نے متفق اور یک زبان ہو کر غل مچایا کہ اسے رب قدیر اور اے غنی حمید تیرا خلیل تیری محبت کے نشے میں چور ہو کر اپنی تمام عمر کی دولت لٹائے دیتا ہے

اور معصوم بچے کے گلے پر خنجر تسلیم و رضا چلائے دیتا ہے
اور جب انسانیت اور خلیلیت نے ذبح عظیم پائی تو رحمت کبریائی جوش
میں آئی اور مشیت ایزدی کی ذرہ نوازی نے آگے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور آواز آئی۔
یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا اے ابراہیم تم نے اپنے خواب کو پورا
انا کذلک نجزی المحسنین کر دکھایا ہم احسان و اخلاص اور کو
یوں ہی بدلہ دیا کرتا ہوں۔
تسلیم و رضا کی اس بیتابانہ آرزو اور شوق شہادت میں چونکہ قوموں کی حیات
ملی کا راز مضمر تھا اس لئے رسم قربانی کی یادگار کے لئے ذبح عظیم کا فدیہ دیکر
چھوڑا گیا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا شوق شہادت پورا نہ ہونے پایا۔
آپ نے ذبح عظیم کا منظر دیکھ لیا اب یہ بھی معلوم کر لو کہ انفرادی و اجتماعی
تعمیر میں قربانی کی کیا ضرورت اور اہمیت ہے۔

بقائے حیات کا حقیقی راز

سال کے سال عید قربان سے مسلمانوں کو جو سبق ملتا ہے اس
کو مسلمانوں نے سمجھنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نہیں کی اگر سمجھا
تو صرف یہ کہ اس سے مقصود فقط یہ بات ہے کہ ہم ایک جانور کو اللہ کی راہ
میں قربان کر کے اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں اس لئے ضروری ہے کہ
ہم قربانی کا مفہوم و مطلب بیان کر دیں۔ دراصل قربانی نام ہے خدا ئی تعلق
کے لئے دنیاوی تعلقات کو منقطع کر دینے کا جس کا اثر دنیاوی زندگی میں
کوشش جد و جہد عالی ہمتی بلند خیالی حلم و بردباری اور سکینت ہے اور یہی
چیزیں بقائے حیات اور فلاح انسانی کا سنگ بنیاد ہیں اسلام نے ان کو
بہترین صفات حسنہ قرار دیا ہے ان پر عمل پیرا ہونے کو بقائے زندگی کی
اولین اور آخری شرط قرار دیا ہے گویا یہ سمجھنا چاہئے کہ حیات انفرادی و
اجتماعی کی بہترین ضمانت اس جذبۂ قربانی یا جذبۂ صدیر موقوف ہے۔
عید قربان منانے والے مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ قربانی اس
کائنات میں کامیابی اور فائز المرامی کی سب سے پہلی اور سب سے آخری منزل
ہے عمل کا کوئی گوشہ کاروبار کا کوئی دائرہ اور تمدن و معاشرت کا کوئی
میدان ایسا نہیں جس حصول مرام کی سب سے بڑی شرط قربانی نہ ہو گویا یوں
سمجھئے کہ یہ کائنات کا نظام قربانی کی بدولت چل رہا ہے موقعہ نہیں
ورنہ میں بیشمار شواہد و نظائر پیش کر کے بتلاتا کہ دنیا کا کارخانہ کیونکر قربانی
کی بدولت چل رہا ہے مختصر طور پر اتنا جان لیجئے کہ علم و عمل کے ہر دائرہ میں
آپ کو یہی حقیقت جلوہ گر نظر آئیگی اور ہر جگہ آپ دیکھیں گے کہ زندگی کی سب سے
ضروری اور عام ترین شئے قربانی ہے۔

قربانی دینے کا مدعا کیا ہے

عید اضحیٰ ابراہیمی و اسماعیلی قربانی کی یادگار ہے اور ذبح عظیم کی
عملی تصویر ہے اور ہر سال ایثار ابراہیمی کی یادگار منائی جاتی ہے لیکن
ہر مسلمان کے لئے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کیا محض گوشت کی تقسیم اور
خوردن کا سامان اس یادگار کے منانے کے لئے کافی ہو گیا عید اضحیٰ کے کوچ
جشن کا مقصود و مدعا محض یہ ہے کہ امت مسلمہ ہر سال اچھے اچھے کپڑے
پہن لے اور گوشت کھا لے؟ ہرگز نہیں۔ اصل غرض و غایت اس جشن

سے یہ تھی کہ اس روز تمام فرزندان توحید ان واقعات ایثار و قربانی
کی یاد تازہ کریں جن کا منظر اللہ کے دو بندوں نے آج سے پانچ ہزار سال
منیٰ کی پہاڑیوں میں دکھایا تھا اور اس روح ایثار و قربانی سے کہ
کرنا کیوں ضروری ہے؟ اس لئے کہ یہی روح قوموں کی تعمیر اور عروج کا
سبب اور ملک کی تقویت و استحکام کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ یہی مقصود قربانی
واقعہ کے ساتھ تو یہی مشابہت حاصل ہوتا ہے اگر یہ مشابہت حاصل نہ
ہوئی تو تمام گوشت خوریاں اور خوش لباسیاں بیکار اور لایعنی ہیں۔
قربانی دینے والو! اور اللہ کی راہ میں ایک جانور کے گلے پر چھری پھیرنے
والو کان کھول کر سن لو کہ رب بے نیاز تمہارے گوشت و خون کا بھوکا نہ
بلکہ وہ کسی اور ہی چیز کا خواہاں ہے سنو۔
لن ینال اللہ لحومھا و لا اللہ تک تمہاری قربانیوں کا گوشت
دماءھا و لکن ینالہ التقویٰ خون نہیں پہنچتا بلکہ اس تک تو صرف
منکم تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔
وہ تو صرف تقویٰ کا خواہاں ہے اس کے دربار میں صرف اسی کی پوچھ
اور اس کے بغیر تمام اعمال بیجان ہیں تقویٰ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے احکام
کی دلی شوق و رغبت کے ساتھ بجا آوری اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربا
و ایثار کا وہی جذبہ جس کی سب سے بڑی نمائش حضرت ابراہیم اور حضرت اسمٰعیل
علیہما السلام نے کی تھی دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ کلی طور پر خدا کا ہو
اور اس کی راہ میں سخت سے سخت رنج و محن کا خندہ پیشانی کے ساتھ مقا
کرنا مقصود تقویٰ ہے۔
الغرض عید الاضحیٰ کی قربانی گوشت خوری اور بیہودہ خون کا نام نہیں بلکہ
اس کا مدعا یہ ہے کہ ہر قربانی دینے والے کے دل میں یہ حقیقت اور جذبہ پیدا
اور یہ بیٹھ جائے کہ جس طرح وہ آج ایک جانور کو خوشی خوشی اللہ کی راہ میں
قربان کر رہا ہے اسی طرح بوقت ضرورت اپنی گردن خدا کی راہ میں کٹانے
کے لئے تیار ہو گا اگر قربانی کرنے والے میں ایثار و فدویت کی یہ روح پیدا
نہیں ہوئی تو حقیقت میں اس کی قربانی قربانی نہیں۔

اسلامی ارکان اور روح ایثار و قربانی

مسلمانوں کو سال کے سال صرف قربانی کے ذریعہ ایثار و فدویت اور جہاد
فی سبیل اللہ کا سبق نہیں دیا جاتا بلکہ
قوموں کی زندگی کا یہ سرمایہ اسلام کے
ہر رکن اور ہر حکم میں پایا جاتا ہے اگر آپ ذرا غور سے کام لیں تو آپ کو معلوم ہو
کہ مسئلہ توحید میں نماز با جماعت میں اور عیدین وغیرہ وغیرہ ہر عقیدے اور
عبادت میں ایثار و فدویت اور جہاد فی سبیل اللہ کی روح کار فرما ہے
اور اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے اس سرمایہ اور خزانہ کا بڑے سے بڑا
سامان جمع کر دیا ہے مگر افسوس کہ مسلمان اس درس سے ناآشنا اور
ایثار و قربانی کی قدر و قیمت سے بے بہرہ ہو گئے آج ان سے بڑھ کر کوئی قوم
ان خصائص ضروریہ حیات سے محروم نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ غلام و محکوم
اور پست و ذلیل ہیں۔
جس قوم کی زندگی کا دستور العمل یہ ہو کہ اس کو تقسیم اور تفہیم قدم

قربانی، ایثار، فدویت اور جہاد کا سبق ملتا ہو حق و صداقت کی خاطر صعوبات و شدائد برداشت کرنے کے قابل بنایا جاتا ہو اس کو اٹھتے بیٹھتے جہاد کی ایک موثر دعوت ملتی ہو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شے سے بے پرواہ ہر خطرے سے بے خوف اور ہر اندیشے سے فارغ ہو جانیکا خیال دماغوں میں مستحکم کیا جاتا ہو اور جس قوم کے بچے اس اصول حیات اور فلاح انسانی کی آغوش میں پرورش پائیں اس کے استقبال کے لئے دنیا کی کونسی کامیابی فائز المرامی سربلندی اور برتری بڑھ کر اپنے دروازے نہ کھولیگی مگر آہ کہ مسلمانوں نے حقائق اسلامیہ اور اسلام کے بتلائے ہوئے اصول حیات پر نہ چلنے کی قسم کھالی بقائے حیات اور فلاح انسانی کے وسائل و ذرائع سے آنکھیں بند کرلیں شریعت مطہرہ کو بالائے طاق اٹھا کر رکھ دیا اور ارکان اسلام کی روح حقیقی سے بالکل بے بہرہ ہوگئے اسلئے ضرورت ہے کہ مسلمان خواہ کہیں ہوں وہ عیدالاضحیٰ کے ساتھ نئی اور حقیقی زندگی کا پیمان استوار کریں۔

عیدالاضحیٰ منانے والو اور اسلام کے دعویدارو! اس پیغام حیات کو خود سمجھو عمل پیرا ہونیکی کوشش کرو اور دوسرے مسلمانوں کو سمجھا کر زندہ اور حقیقی مسلمان بنانے کی کوشش کرو۔ مسلمانوں کو ہر سال قربانی کے ذریعہ جہاد کا سبق دیا جاتا ہے اور بقائے حیات و فلاح انسانی کا حقیقی راز ذہن نشین کرایا جاتا ہے اور بتلایا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو اللہ کی راہ میں اپنی عزت و آبرو اور جان و مال سب کچھ قربان کرنیکے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہئے۔ یہی وہ پیغام حیات ہے جسکو سمجھ کر اور جس پر چل کر مسلمان زندہ اور کامیاب ہو سکتے ہیں اور دنیا کو ایک ڈوبے ہوئے بیڑے کے ابھرنے کا سماں دکھا سکتے ہیں۔

پس جب آپ قربانی کے دنیوی اور روحانی نتائج و فوائد اور برکات و ثمرات سن چکے تو اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس قربانی کے اس قدر حیرت انگیز نتائج و اثرات ہوں تو اس کی اہمیت و عظمت کا کیا ٹھکانا ہوگا ظاہر ہے کہ قربانی کی ضرورت بھی اسی قدر اہم اور اشد ہوگی میں سمجھتا ہوں کہ قربانی ایک ایسی اہم چیز ہے جو انسانوں اور حیوانوں کے درمیان ایک حد تمیز قائم کرتی ہے اسی کے ذریعہ انسانوں کا عمل ان کو معراج کمال تک پہنچاتا ہے اور قربانی ہی انسانیت کی غرض و غایت ہے۔

قربانی کا فلسفہ

قدرتی طور پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر وہ کیا وجوہ ہیں کہ جنکی بنا پر بقائے حیات اور فلاح انسانی کا ذریعہ قربانی کو قرار دیا گیا ہے اور ابتدائے آفرینش سے دنیا کی زندگی اور ترقی اسی پر منحصر ہے سو بلاشبہ یہ عالم منقلب ہے تغیر و حوادث کا آماجگاہ ہے اور کائنات کا ذرہ ذرہ جو ہر لحظہ بدلتا ہے قانون قدرت اور علمی اصول یہ ہے کہ دنیا کی ہر ایک چیز موجودہ اور ناقص و ناتکمیل حالت سے نکل کر دوسری حالت اور بہتر و مکمل صورت اختیار کرنے کی متمنی ہے مگر اس کے لئے ضروری ہے کہ موجودہ حالت کے امکانات آئندہ کی خاطر چھوڑ دے اور اپنے آپ کو خطرات و مصائب کے حوالہ کردے طبعی دنیا کی کیفیت یہ ہے کہ کسی چیز کا وجود ہی پیدا نہیں ہوتا جب تک اس کی بدولت ایک چیز دوسری کی حالت میں تغیر نہ کیا جائے۔ ایک چیز بگڑتی ہے اور دوسری بنتی ہے غرض فطرت کی ہر چیز کا ارتقاء اسی ایک مرکزی اصول کے ماتحت ہے۔

میں نے اس اصول ارتقاء کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی ہزار ہا مثالیں دی جاسکتی ہیں بلکہ بیشمار شواہد و نظائر پیش کئے جاسکتے ہیں مگر میں خوف طوالت نظر انداز کرکے آگے بڑھتا ہوں۔

عید قربان جذبات ابراہیمی کی یادگار ہے

ہم نے ناظرین کے سامنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات ابراہیمی قربانی، ایثار اسمٰعیلی، ایمان کی حقیقت رکھدی ہے اب آئیے اور دیکھ لیجئے کہ چونکہ شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت کی بنیاد ملت ابراہیمی پر تعمیر کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے اس لئے آپ نے بھی اپنی امت کو حصول رضائے الٰہی کی خاطر قربانی کی یاد تازہ کرائی تاکہ امت کے ہر فرد سے صدق و اخلاص ابراہیمی اور ایثار و قربانی اسمٰعیلی کی خوشبو آئے اور ہر کلمہ گو کا نور ایمان ابراہیمی نور سے مشابہ ہو جائے پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ قربانی کرتے وقت جذبات ابراہیمی کا خیال رکھیں کیونکہ دل کے پاکیزہ جذبات کا نام تقویٰ ہے جو اسلام کی جان ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں محبوب و مقبول ہے۔

اگر مسلمان عید قربان کو جذبات ابراہیمی کی تازہ یادگار قرار دیں اور ان کی قربانی سے ابراہیمی قربانی کی خوشبو آنے لگے اور شمع آزر پر پروانہ وار قربان ہونے کے لئے دل و جان اور ظاہر و باطن سے تیار رہیں اور نور ایمان سے ان کے سینے لبریز ہو جائیں تو حضرت حق جل مجدہ ان کی پشت و پناہ ہوں گے باری تعالیٰ ان کی تائید و نصرت فرمائیگا زمین و آسمان کی رحمتیں، برکتیں اور سعادتوں کے خزانے ان پر کھول دیں گے پھر ایسے سرفروش غازیان اسلام جس میدان زندگی و ترقی میں قدم رکھیں گے کامیابی و فائز المرامی ان کے قدم چومیگی ہر میدان میں فتح و نصرت کا سہرا انہیں کے سر ہوگا دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکیگی اور ان کا شمار دنیا کی غالب اور حکمران قوموں میں ہوگا پھر تو دنیا میں چالیس کروڑ نہیں چالیس سو بھی ہوں گے تو ان سے زمین و آسمان تھرا اٹھیں گے۔

مسلمانو! آؤ اس عشرہ ذی الحجہ کو تکبیرات، تہلیلات، ذکر الٰہی اور قربانیوں کے ذریعہ نئی اور حقیقی زندگی کے ساتھ منائیں جذبات ابراہیمی کی یاد تازہ کریں اپنے معبود و خالق کے ساتھ پیمان اطاعت استوار کریں مسلمانوں کی بہبود اور دین حقہ کی سربلندی کیلئے ایثار و قربانی کریں تفرقہ اور فسق و فجور کی لعنتوں اور غلاظتوں سے آزاد اور پاک ہو جائیں کہ دین حنیف یہی ہے۔ فرقہ بندی اور تکفیر و تفسیق کے جھگڑوں کو ملیا میٹ کردیں کہ مسلمانوں کی سربلندی و کامرانی کا راز اسی میں مضمر ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا مضبوط ارادہ کرلیں دین و ایمان کا تقاضا یہی ہے کہ وجاهدوا في الله حق جهاده هو اجتباكم وما جعل عليكم في الدين من حرج ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفي هذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس فاقيموا الصلوة واتوا الزكوة واعتصموا بالله هو مولاكم فنعم المولى ونعم النصير اللہ تعالیٰ کی راہ میں اسی طرح جدوجہد کرو جو جہاد کرنیکا حق ہے اسی نے تم کو برگزیدہ کیا اور دین میں تمہارے لئے کوئی تنگی نہیں یہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پیشتر سے اور اس قرآن میں تاکہ رسول تم پر گواہ ہو اور تم لوگوں پر گواہ ہو پس نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور اللہ کا دامن مضبوطی سے پکڑو وہی تمہارا مولا ہے پھر کیا ہی اچھا مولا اور کیا ہی اچھا مددگار ہے" مسلمانو! ان ہدایات خداوندی کو حرز جاں بناؤ اور دین و دنیا کے مالک بن جاؤ کہ عید قربان کا یہی سبق ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔ واللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔

رہتی اور دنیا انھیں بہت جلد بھلا دیتی لیکن خدا پرستی، عشق ربانی، کمال روحانی اور ان کے استقلال عدیم المثال نے انھیں غلام سے آقا بنا دیا۔
اب غور کیجئے اور سوچیے کہ عزت و شہرت حضرت بلالؓ کی ذات کی ہے یا ان کی خدا پرستی ان کے استقلال اور ان کے عشق ربانی کی ان کی ذات ذاتی حیثیت سے کیا قابل وقعت تھی جو بات ان کی ذات میں فطری طور پر موجود تھی وہ تمام انسانوں میں پائی جاتی تھی کس کے دو ہاتھ نہیں کس کے دو پاؤں نہیں کس کو بولنا نہیں آتا کوئی چیز بھی وجہ امتیاز نہیں، وجہ امتیاز صرف ان کے اوصاف حمیدہ انہی کے تتبع کی ضرورت ہے انہی کی یاد گار قابل ہونی چاہیئے اور انہی کی تقلید کر کے نسلیں کمالات حاصل کر سکتی ہیں عروج و ارتقا حاصل کر سکتی ہیں شہرت پا سکتی ہیں مختصر الفاظ میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ صرف "عمل" ہی بڑا ہو سکتا ہے اور اسی کی بڑائی سے اس کے حامل کے اندر بھی اضافی اور نسبتی بڑائی آ جاتی ہے پس ساری بڑائیاں ساری عظمتیں اور سارا احترام و شرف جو دنیا میں کیا جا سکتا ہے وہ یا تو خدا کے لئے ہے یا پھر خدا کی سچائی اور اس کے قرار دیئے ہوئے اعمال حسنہ کے لئے ہے خود انسان کی ذات کا اس میں کوئی حصہ نہیں ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم کا یہی مطلب ہے اور الحمد للہ رب العالمین کے بھی یہی معنی ہیں۔
اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ صاف الفاظ میں فرماتا ہے یریدون ان یحمدوا بما لم یفعلوا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان کی تعریف و توصیف ان اعمال کے لئے کی جائے جو انہوں نے نہیں کئے ....
.... یعنی لوگ اپنے نشۂ پندار میں اسی امر کے آرزومند رہتے ہیں کہ کریں تو کچھ بھی نہیں لیکن ان کی تعریف ضرور کی جائے دیکھو دنیا میں کیا ہو رہا ہے، اقتدار والوں کی آرزوئیں کیا ہوتی ہیں امراء کیا چاہتے ہیں جنھیں خدا نے "اعمال حسنہ" کی توفیق دی ہے وہ تو اپنی تعریف سے بے نیاز ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم کوئی چیز نہیں کوئی حیثیت نہیں رکھتے ہمارے اندر کوئی چیز قابل تعریف ہے بھی تو وہ فطری نہیں ذاتی نہیں اللہ کی توفیق سے حاصل ہو گئی ہے اس پر ہمیں خود خدا کا شکر ادا کرنا چاہیئے نہ کہ خود اپنی تعریف کے متمنی ہوں اور جن کے پاس کوئی اندوختہ عمل نہیں ہوتا وہ تعریف و ستائش کے خواہاں رہتے ہیں کرتے کچھ نہیں اور چاہتے سب کچھ ہیں ہوتا کچھ نہیں اور قلب میں آرزوئیں پرورش کرنے بیٹھ جاتے ہیں۔

مشاہیر پرستی

مشاہیر پرستی ایک عالمگیر حیثیت اختیار کئے ہوئے ہے لیکن جو چیز مقصد کے اعتبار سے نہایت ہی پر از سعادت تھی عظیم المنفعت اور اہم حیثیت تھی اسی میں دنیا نے غلطی کی اور شدید غلطی کی ہے اور قریب قریب تمام قوموں نے اس راہ میں ٹھوکر کھائی ہے ایسی ٹھوکر جس نے ہدایت کو ضلالت اور نعمت کو خسران عظیم بنا دیا انسانوں کی کوئی نوع خاص اس سے مستثنائی نہیں بلکہ یہ ایک اور عالمگیر غلطی ہے کہ وہ ہر چیز کو اس کی روح کے لئے اختیار کرتا ہے لیکن آگے چل کر وہ اس کے جسم کی پرستش کرنے لگتا ہے مشاہیر پرستی کا بھی اصل مقصد تو اعمال حسنہ کی یاد اور نیکی و صداقت کے عملی نمونوں کی پیروی و اتباع کے لئے قائم رکھنا تھا لیکن نتیجہ بالعموم یہ نکلا کہ اعمال کی یاد تو فوت ہو گئی اور صرف اشخاص و شخصیتوں اور ناموں کی پوجا ہونے لگی یعنی ذریعہ مقصود بالذات بن کر رہ گیا اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی اور حقیقت سے اس قدر بعد اور نسیان ہو گیا کہ ہر شخص محض رسم و نام کی عظمت و پرستش ہی پر قانع ہو گیا اکثر یہی ہوا ہے کہ اعمال کی جگہ افراد اور اشخاص کی پرستش محض نے مدتوں ہی نسلوں کے بعد انسان کو بت پرست بنا دیا ہے اور مشاہیر پرستی دنیا میں بہت زیادہ بت پرستی کا باعث ہوئی ہے۔
بنی اسرائیل نے کیا کیا پتھر ہی کی پرستش شروع کر دی عرب جاہلیت میں حالانکہ اہل عرب اللہ کو اللہ کہتے اور اللہ جانتے تھے بیت اللہ شریف کو خانہ خدا سمجھتے تھے پھر بھی انہوں نے اس کے اندر بت رکھے ان کی پرستش شروع کی اور اس شدت سے کی کہ وہ اللہ کو بھول گئے اور انہی کو غیبی طاقتوں کا حامل سمجھنے لگے عیسائیوں میں نہ صرف حضرت عیسیٰؑ بلکہ صلیب تک کی پوجا شروع ہو گئی ہندوؤں نے بھی شیوجی مہاراج، رامچندر جی اور سری کرشن جی کو پوجا اور ان کے بتوں کے سامنے سر خم کر دینا شروع کر دیا اسلام میں بھی پہلے پہل زیارت قبور سے اسی لئے منع کیا گیا تھا کہ کہیں یہ امت بھی اگلی امتوں کی طرح قبوروں کی پوجا شروع نہ کر دے قارئین کرام کو اس سلسلہ میں ہمارے خیالات کا علم ہے ہم ایک سے زیادہ بار یہ لکھ چکے ہیں اور اس پر زور دے چکے ہیں کہ مزارات و قبور پر فاتحہ، حصول عبرت اور کسب تعلیم کے لئے جانا تو واقعی بڑی برکت و سعادت کا باعث ہے لیکن حاجت روائی کے لئے جانا خصوصاً عام لوگوں کا مستحسن نہیں ہم جانتے ہیں اور اچھی طرح جانتے ہیں کہ اولیائے کرام کا تصرف بعد انتقال و وصال بھی قائم رہتا ہے اور قبور سے فیض پہنچتا ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اولیائے کرام دنیا میں لوگوں کی مرادیں پوری کرنے اور ان کی حاجتیں بر لانے اور ان کی دعائیں کرنے کے لئے مخلوق و مبعوث نہیں ہوئے تھے اسلئے مبعوث ہوئے تھے کہ وہ امت رسول کو گمراہی و ضلالت سے نکالیں انھیں حق دوستی، حق ورزی اور خدا پرستی کی تعلیم دیں اور ان کی روحانی تکمیل کریں۔
ان کی دعائیں ضرور قبول ہوتی ہیں کہ مستجاب الدعوات بزرگ ہوتے ہیں لیکن ان میں اور نبی کے لئے اتنی قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ وہ جو چاہیں وہ ہو جائے اور جو کرنا چاہیں اللہ سے کرا لیں لیکن یہ قوتیں اور یہ کمالات انھیں کوئی قابل پرستش چیز نہیں بنا دیتے وہ بندے ہیں اور ہر حالت میں بندے ہیں اور یہ قوتیں بھی ان میں اسی وقت تک قائم رہ سکتی ہیں جب تک کہ ان میں عبودیت کاملہ کے جوہر ہیں یہ سب چیزیں ثانوی حیثیت رکھتی ہیں اصل چیز وہی ہے جس کے متعلق ہم نے اشارہ کیا تھا جو لوگ کسی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہوں یا جنھیں روحانیت میں کوئی دخل حاصل ہو چشم باطن کھلی ہو عقائد مضبوط ہوں اسے اختیار ہے کہ وہ صاحب مزار کے سامنے اپنی احتیاج بھی پیش کرے اور اس سے استمداد و کمک چاہے کہ اس کے لئے گمراہی کا خطرہ نہیں مگر یہ سب کچھ بھی بصیغۂ راز ہی رہنا چاہیئے عوام کی آنکھیں تو بینا نہیں ہیں نظر محدود ہوتی ہے اور وہ مزارات پر جا کر منتیں ماننا شروع کر دیتے ہیں جس سے گمراہی کے اندیشے پیدا ہو جاتے ہیں اور ہر لحظہ توحید کی طرف سے ان کی نگاہیں برابر ہٹتی چلی جاتی ہیں۔

قرآن کریم اور یادگار

قرآن کریم نے اس حقیقت کو ایک جامع لفظ اسوۂ حسنہ کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اسوہ کسی فکر، کسی وصف، کسی خاصہ اور کسی عمل کے ایسے نمونے کو کہتے ہیں جسے اس کی پیروی اور نقل کے لئے سامنے رکھ لیا جائے اور مقصود ہو کر اس کی سی باتیں، اس کی سی فکر اور اس کا سا عمل اپنے اندر بھی پیدا ہو جائے تعلیم محض بیکار ہے جب تک اس تعلیم کے زندہ نمونے بھی دنیا کے سامنے نہ ہوں اس حقیقت پر کوئی عمل پیرا ہو یا نہ ہو لیکن اس سے انکار کسی کو بھی نہیں ہو سکتا کہ جو اثر طبائع انسانی پر انسانی نمونۂ عمل کا پڑتا ہے وہ محض شنسانی تعلیم سے ہرگز نہیں ہو سکتا اخلاق کی کتابیں اب بھی موجود ہیں عادات اور عائلی اقوال کا قانون آج بھی ہر جگہ نافذ العمل ہے حکماء کی حکیمانہ نصائح سے دفتر کے دفتر سیاہ پڑے ہیں لیکن ان کا اثر کیوں نہیں ہوتا جرم کی کثرت کیوں روز افزوں ہے۔ بدوں کا شمار نیکیوں سے کیوں بڑھتا جاتا ہے؟ اس لئے اور محض اس لئے کہ تعلیم تو موجود ہے مگر اس تعلیم کا کوئی نمونہ سامنے نہیں۔

غور کیجئے اور بصیرت کی آنکھ کھول کر دیکھئے کہ یہی قرآن تو تھا جس نے قرون اولیٰ کے فرزندان توحید کو فرش ذلت سے اٹھا کر عرش عزت پر بٹھا دیا تھا غلاموں کو بادشاہ بنا دیا تھا اور شرابیوں اور قماربازوں کو فرشتے اور بردوں اور بت پرستوں کو قطب بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا۔ اب قرآن بھی ہے حدیث بھی ہے تفسیر بھی ہے فقہ بھی اور صد ہزار دیگر مذہبی اور اخلاقی کتب کا ذخیرہ بھی موجود ہے لیکن کیا بات ہے کہ اب نہ کوئی بلال پیدا ہوتا ہے اور نہ زبیر اور نہ کوئی صہیب پیدا ہوتا ہے اور نہ سلمان ہی تاکہ اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآنی تعلیم کا ایک زندہ و متحرک نمونہ موجود تھے اور تعلیم اور نمونہ دونوں کی کارفرمائی نے گنتی کے ماہ و سال میں عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

اس کے بعد جوں جوں نمونہ ہلکے تعلیم کا رنگ ہلکا ہوتا گیا تعلیم کی بے اثری نمایاں ہوتی گئی اور آج یہ حالت ہے کہ مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے ہیں اور اسلام چند رسمیات کے مجموعہ کا نام ہو کر رہ گیا ہے دنیا میں ایک نہیں اس کی صد ہزار مثالیں موجود ہیں کہ جن بزرگوں کی زندگی کے اندر زندگی کا بہترین نمونہ موجود تھا اور جن کے اعمال حیات اسوہ کا حکم رکھتے تھے انہوں نے نمونہ بنکر نہ صرف یہ کہ افراد بلکہ اقوام عالم کے اعمال کی دنیا کو پلٹ کر رکھ دیا یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت خلق کے لئے صرف کتابوں اور شریعتوں ہی کے نزول پر صد رہا اکتفا نہیں کی بلکہ ان کے ساتھ انبیاء و رسل کا عملی نمونہ بھی دکھلا دیا جس تعلیم پر عمل پیرا ہونے کی لوگوں کو تعلیم دیتے تھے اس کا عملی پیکر خود ان کی مطہر زندگی ہوتی تھی حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضور نبی کریم کے اخلاق و اعمال کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے کان خلقہ القرآن فرما کر اسے مطمئن کر دیا یعنی اگر تم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق و اعمال معلوم کرنا چاہتے ہو تو قرآن پڑھ لو۔

کیا اس کا صاف مطلب یہ نہیں کہ اگر ایک طرف قرآن نازل کیا گیا تو دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا عملی پیکر بنا کر بھیجا گیا گویا قوۃ اور فعل دونوں موجود تھے چراغ بھی تھا اور چراغ کی روشنی بھی جس میں ایک کا تعلیم اور دوسرے کا عمل نام پڑا اسی لئے کتاب کے ساتھ سنت کی پیروی کو لازمی قرار دیا گیا دونوں لازم ہیں دونوں ضروری ہیں اور دونوں مرسل من اللہ ہیں [illegible]

کہہ سکتے ہیں اور لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کا یہی مطلب ہے ملت حنیفی کے مؤسس اولین حضرت ابراہیمؑ کے لئے بھی یہی لفظ استعمال کیا گیا قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراہیم والذین

اعمال مقدسہ کی یادگار

اعمال مقدسہ کی یادگار قائم کرنے کا مقصد بھی یہی اسوۂ حسنہ تھا یعنی جن لوگوں نے کسی پاک اور اعلیٰ عمل کا بہترین نمونہ اپنی زندگی میں پیش کیا ہے ان کی یادگار باقی رکھی جائے تاکہ اگلی نسلوں کے سامنے ان کے اعمال کی یاد بھی تازہ ہوتی رہے اور اس کا نمونہ انسانوں کو خدائے واحد کی طرف دعوت دے۔ مشاہیر پرستی، دنیا کی ایک قدیم و محبوب رسم تھی قرآن کریم نے پہلی مرتبہ اس کی حقیقت واضح کی اور اس کی غلط آلودگیوں کو علیحدہ کر کے اس کی روح کو لیا اس نے یادگاروں کے لئے اینٹ اور چونے کی عمارتوں کے قیام کو روا نہیں رکھا بت بنانے اور مجسمے قائم کرنے کی مذمت کی کیونکہ یہ انسانیت کا ایک گھناؤنا داغ ہے نہ اس نے میلوں اور قومی تقریبوں کے قیام کو جائز رکھا اور اس لئے جائز نہیں رکھا کہ یہ چیزیں کہیں ظاہر پرستی و رسوم پرستی کا ذریعہ نہ بن جائیں یادگار کی معنویت مفقود نہ ہو جائے اور حقیقت پرستی کی راہ سے لوگ بھٹک نہ جائیں مختصر یہ کہ اسلام نے تذکار و یادگار کے ان تمام رسمی اور ضلالت آمیز طریقوں سے انکار کر دیا جو عام دنیا نے اختیار کئے تھے سوال ہو سکتا ہے کہ جب قرآن نے بتوں مجسموں عمارتوں میلوں اور قومی تہواروں ہر چیز کو نارسوم قرار دیا پھر اس نے خود اس کے قیام کے لئے کیا کیا کہ شاہد و اسلاف کے اعمال حسنہ کی یادگار کی اہمیت سے تو اسے بھی انکار نہیں۔

سنئے اس نے ایک خاص اور معنوی اعتقاد و بناکر دلوں کی پہنائیوں میں راسخ کر دیا ایک دعا بتلا دی اور حکم دے دیا کہ اسے دن اور رات میں پانچ مرتبہ دربار خداوندی میں حاضر ہو کر یکسوئی اور توجہ کے ساتھ پڑھا کرو اور یہی نہیں کہ پانچوں وقت پانچ دفعہ پڑھا کرو بلکہ ان اوقات میں جتنی رکعتیں بھی پڑھو ان میں سے ہر رکعت میں پڑھو اور اللہ تعالیٰ کی تحمید و تقدیس کے بعد اس سے التجا کرو کہ

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین یعنی اے رب تو برتر واقعی تمام ستائشوں اور تعریفوں کا مستحق تو ہی ہے تو ہی تمام دنیاؤں اور تمام مخلوقات کو رزق و حیات پہنچانے اور پالنے والا ہے تو اتنا مہربان ہے کہ صد ہزار خطاؤں کو بھی معاف کر کے اپنے آغوش رحمت میں لے لیتا ہے صد درجہ مہربان اور کرم کرنے والا ہے تو ہی روز قیامت مختار کل کی صورت میں سریر عزت پر جلوہ گر ہو گا اور اپنے بندوں کے اعمال کا محاسبہ کرے گا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے امداد مانگتے ہیں، تو ہمیں سیدھی راہ چلا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے اپنے انعام و اکرام کی بارشیں برسائیں ان لوگوں کے راستہ پر نہ چلا جن پر تیرا قہر و عتاب ہوا یا جو گمراہ ہو گئے۔

غور کیجئے کیا آپ کو یہ نہیں بتلایا اور سکھایا جا رہا کہ تو ہمیں سچائی صداقت شجاعت سیر چشمی اور کریمانہ اوصاف بتلا کر بلکہ صرف اس پر اکتفا کی جاتی ہے کہ تو اے معبود برحق ہمیں چند انعام یافتہ بندوں کے راستہ پر چلا کتنا جامع و بلیغ فقرہ ہے جس میں جملہ خوبیاں اور تمام اوصاف شامل ہیں قرآن کریم ہی کی سورہ نساء میں صاف الفاظ میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ جب ہماری زبان سے صراط الذین انعمت علیہم کا فقرہ نکلے تو تخیل میں کون بزرگ ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین [illegible]

مشاہیر ہی لوگ ہو سکتے ہیں اور انہی کی تقلید و پیروی کر کے انسان دارین کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ درحقیقت یہی وہ یادگار ہے اور یہی مشاہیر پرستی کی حقیقت ہے جسے دنیا کی جملہ اقوام نے تلاش کیا لیکن ڈھونڈ کر بھی نہ پا سکیں۔

اسلام نے مشاہیر پرستی کو یا ضرور مگر اس کے تمام رسوم و اباطیل کو چھوڑ کر لیا مشاہیر پرستی کی اصل حقیقت کو سامنے لاؤ وہ کیا ہے؟ اور وہ یہی اور صرف یہی ہے کہ لوگوں کو نیکی کی تحریک ہو اور ان کی یادگار دیکھ کر ان کے اندر بھی انہی جیسے کام کرنے کا جوش پیدا ہو۔ وہ یہ کہ محض ان کے ناموں کو زندہ رکھا جائے قرآن نے اینٹ اور پتھر کی اور علاقوں اور بتوں کے قیام کی طرف سے نظریں ہٹا کر ان انسانوں کی طرف توجہ دلائی جو انعام یافتہ تھے یعنی جو انسان راہ سعادت اختیار کرنا چاہتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ انعام یافتہ لوگوں کی یاد کو ہر روز اپنے سامنے لائے اور ان کے عقائد و اعمال کے نمونے کو کبھی فراموش نہ کرے یہ وہ نادر روزگار طریقہ تھا جو تمام انسانی سعادتوں کا ضامن تو ضرور تھا لیکن خطرات و وساوس سے بالکل پاک تھا اور جس کی کوئی نظیر کوئی قوم آج تک پیش کر سکی اور نہ کر سکے گی۔

رواداری اسلام کی شان

کہا جا سکتا ہے کہ جب تک تعین اعمال نہ ہو کسی کا نام سامنے نہ آئے اس وقت تک تذکرہ میں کوئی جوش اور کوئی ولولہ پیدا نہیں ہو سکتا ضرور واشنگٹن و لینن کا نام لینے سے ان کے کارنامہائے عمل کی یاد تازہ ہو جاتی ہے لیکن حضرت ابراہیم کے اسم گرامی کے ساتھ ان کی قربانیوں حضرت موسیٰ کے نام کے ساتھ ان کی سرفروشانہ جدوجہد حضرت محمد صلعم کے نام نامی کے ساتھ ان کے عدیم النظیر خلق و غفر حضرت ابوبکر صدیق کے نام کے ساتھ ان کے صدق و وفا حضرت عمر کے ساتھ ان کی رعایا پروری و احتساب حضرت جعفر طیار کے نام کے ساتھ ان کی خدا پرستی و جانبازی اور حضرت زبیر کے ساتھ ان کی حق نوازی و سعادت اندوزی کی یاد تازہ نہیں ہو جاتی دنیا کے جو کون سے اعمال حسنہ ہیں جو انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین کی گرانمایہ زندگیوں میں مرکوز و پنہاں نہیں پھر قرآن کریم میں کوئی بیان تشنہ نہیں گیا قصص قرآنی درحقیقت "انعمت علیہم" کی تفسیر ہیں ان چار مقدس جماعتوں میں سے ہر جماعت کے اعمال صالحہ جا بجا پوری تشریح و صراحت کے ساتھ بیان کر دیئے گئے ہیں۔

پھر اسلام کی یہ رواداری و شان ملاحظہ کیجئے کہ دنیا کی ہر قوم اپنے ہی بڑوں کو یادگار کا مستحق سمجھتی ہے امریکہ میں آپ کو امریکن مشاہیر ہی کے مجسمے نظر آئیں گے کسی جگہ نپولین کے مجسمے نہ ملیں گے انگلستان میں گوئٹے کا کوئی پیکر سنگی دکھائی نہ دیگا فرانس کی فضا میں ملٹن کی کوئی یادگار موجود نہیں روس میں لینن ہی کے بت ملیں گے، جرمنی میں آپکو والٹیر اور روسو کی ایک تصویر بھی نہ ملیگی جاپان میں کسی ایک یورپین، یورپ میں کسی ایک ایشیائی، ہندوستان میں کسی ایک ترکی اور اطالیہ میں کسی ایک امریکی کا اسٹیچو بھی نہ دیکھو گے اور دیکھو گے کس طرح جبکہ دنیا کی کوئی قوم بھی دوسری قوم کے بڑوں اور بزرگوں کو قابل اتباع نہیں سمجھتی گو گوئٹے، ڈانٹے، ہومر، لینن، نٹشے اور شکسپیئر عالمگیر شہرت کے انسان تھے لیکن ان کے اپنے ملک کے سوا کسی اور ملک میں نہیں اور کسی جگہ بھی کوئی یادگار نظر نہ آئے گی یہ کتنی تنگ نظری اور کوتاہ بینی ہے۔

اسلامی طریقہ یادگار

لیکن اسلام ہی مستقبل کی قوم مشاہیر ہوں اور کیا اعمال حسنہ کو پیروی و تقلید کے لئے منتخب کرتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ ان کے نمونوں کو سامنے رکھو اور سب کے بڑے کا مول، بڑی نیکیوں اور بڑی اولوالعزمیوں چراغ ہدایت سمجھو حضرت عیسیٰ جیسے عیسائیوں ہی کے نبی نہیں مسلمانوں کے بھی حضرت موسیٰ یہود کے نبی نہیں فرزندان توحید کے بھی انبیاء ہیں اسلامی عقائد کے مطابق کوئی ایک قوم بھی ایسی موجود نہیں بہت ممکن ہے کہ مصری کرشن اور سری رامچندر جی بھی نبیوں میں ہوں گو قرآن کریم میں ان کا نام نہیں لیا لیکن یہ تو بتا ہی دیا گیا ہے کہ کوئی قوم مرسلین من اللہ سے خالی نہیں رہی مسلمان کسی صداقت کی تلاش میں متعصب اور تنگدل نہیں وہ ہر قوم بزرگوں کی تعظیم کے لئے مامور ہیں اور ان کی روزمرہ کی دعاؤں میں ہر بزرگ کی توفیق اتباع کی التجا موجود ہے اس کے علاوہ ایک امتیاز ہے وہ یہ کہ مادی یادگاریں تو سال میں ایک مرتبہ یا زیادہ سے زیادہ چند خیالات کو اس طرف منتقل کرا سکتی ہیں اور لوگ اکثر بے خیالی میں ان پر سے گذر جاتے ہیں لیکن اسلام نے اپنے پیروان کو مجبور کیا ہے کہ دن رات ہر نماز میں پوری یکسوئی توجہ اور عاجزی کے ساتھ انھیں یاد کر لیا اس سے بہتر یادگار کے قیام اور اس سے استفادہ و استفاضہ کا بہترین طریقہ کون ہے بدقسمت ہیں وہ مسلمان جو اس طرف توجہ نہیں کرتے نماز سے غفلت برتتے ہیں اور اس دعا کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔

سید الشہداء کی یادگار

دنیا جانتی ہے کہ اسلاف پرستی ہی کی بنا پر مسلک اور نامور قوم کے مجسمے بنائے اور کئے جاتے ہیں اور انھیں اسی لئے نصب کیا جاتا ہے کہ ان کے ذریعہ خواص و عوام کو ہمیشہ مشاہیر کی یاد دلائی جائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت ملے۔

اسٹیچو یا مجسموں کی تیاری و نصب کا طریقہ کوئی نیا طریقہ اور یہ رسم نہیں شاہد ہے کہ حضرت نوح کے زمانہ میں بڑے بڑے اور نامور لوگوں کے متعدد مجسمے تیار ہو چکے تھے اور نہ صرف تیار ہو چکے تھے بلکہ ان کی علانیہ پرستش بھی شروع ہو گئی تھی اس قسم کی مادی یادگاروں کے قیام کا ایک لازمی نتیجہ تھا اس زمانہ کے بعد بھی ہر دور اور ہر قوم میں جاری رہا۔

آخر مصر و یونان کا دور آیا اور ان ممالک نے ان مجسموں پر تمدن و تہذیب کی آب و رنگ چڑھا کر انھیں اور بھی شاندار اور نظر فریب بنا دیا یہی وجہ ہے آپ کو بلاد و امصار میں نظر آ رہا ہے اور تہذیب و تمدن کے دیوتاؤں کی جو نمائش ان مجسموں کی شکل میں ہو رہی ہے اس میں یونان ہی کی قدیم تہذیب کا رنگ نمایاں ہے۔ مصر میں اہرام اسی جذبے کے نمونے ہیں ہندوؤں کی مذہبی کتب بھی تصویروں اور بتوں کی جو نمائش نظر آ رہی ہے اس میں بھی بڑی حد تک اسی کی جھلک ہے یہ تو صرف اسلام ہی تھا جس نے سب سے پہلے دنیا میں اس جڑ پر ایک کاری ضرب لگائی لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ وہی اسلام مشاہیر پرستی کے اس مسلک کو اور مجسمہ پرستی طریقہ کو انتہائی پامالی سے یاد کیا اور اس کی نامی کے پیروؤں نے حضرت سید الشہداء امام حسین کی یادگار کا اتنا عجیب اور خیر ظریفانہ نقشہ تیار کیا جس پر اغیار ہمیشہ ہنستے اور اپنے افسوس کرتے رہے۔

تعزیہ داری کی حقیقت

(نوشتہ جناب مولانا [illegible] صاحب ارہروی)

تعزیہ داری کی وبا ہندوستان میں عام ہے اور ہر سال اس پر مسلمانوں کا کروڑ روپیہ برباد ہو جاتا ہے گو اسے مذہب سے کوئی تعلق نہیں لیکن اسے مذہبی حیثیت ہی دیدی گئی ہے اور مذہبی شان ہی سے مناتے ہیں اور کسی کو یہ احساس بھی نہیں ہوتا کہ یہ رسم خلاف شعائر اسلام ہے اور اس سے دین و دنیا کے خسران عظیم کے سوا اور کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا دیا جاتی ہے کہ ایک دو دن نہیں پورے دس دن تک تعزیہ داری کا شور رہتا ہے کہیں مہندی نکلتی ہے کہیں علم کبھی براق نکلتا ہے اور کبھی تخت، بانس کی کھپچیوں اور کاغذ کی پٹیوں پر ہزاروں روپیہ نثار کر دیا جاتا ہے۔

ہماری آج تک سمجھ میں نہیں آیا کہ تعزیہ داری میں احترام کا کونسا عنصر موجود ہے مذہبًا تو اس کی کوئی اصل نہیں رسمًا اس کی حیثیت ایک بدعت سے زیادہ خیال نہیں کی جا سکتی یہ صریحًا ایک بت پرستی ہے اگر کوئی فرق ہے بھی بشرطیکہ اسے فرق کہا جائے تو یہ ہے کہ بت دیوتاؤں اوتاروں رشیوں اور نامعبودوں کی سنگین مورت ہیں اور تعزیئے اور علم مقبروں مزاروں اور ضریحوں کی نقل۔ نقل کی حیثیت سے دونوں برابر ہیں بابرکت دونوں کو سمجھا جاتا ہے، مرادیں دونوں سے مانگی جاتی ہیں منتیں دونوں کی مانگی جاتی ہیں چڑھاوا دونوں پر چڑھتا ہے یہ حضرت سید الشہداء کی یادگار ہے یا بت پرستی اللہ بچا اور کیا بزرگ خدا اسے اچھی نظر سے دیکھ سکتے ہیں اور اس بدعت کے جاری کرنے والوں سے خوش ہو سکتے ہیں۔

تعزیہ داری کی تاریخ

مشہور کیا ایک حقیقت ہے کہ تعزیئے حضرت سید الشہداء کے روضہ کی نقل ہیں اور نقل بھی ایسی جسکے متعلق یہ تصور کر لیا گیا ہے کہ ان میں ان کی روح مطہر موجود ہوتی ہے اگر بتوں میں کرامات و خرق عادات تسلیم کئے جاتے ہیں تو تعزیوں میں بھی بالکل یہی صورت ہے، اگر بت انسانوں ہی کے تراشے ہوئے ہوتے ہیں اور انسان ہی ان اپنی بنائی ہوئی چیزوں میں کرامات کے وجود کو مانتے ہیں تو تعزیوں کی بھی بعینہ یہی صورت ہے۔

اب سنئے اس کی اصل نہ عہد رسالت سے اور نہ زمانہ صحابہ سے اور نہ وقت شہادت حضرت امام حسینؓ سے بلکہ کئی صدیاں گزر جانے اور خلفائے امیہ و عباسیہ کا تخت اقبال الٹ جانے کے بعد اس کی بنا قائم ہوئی ہے تاریخ دان افراد واقف ہیں کہ سلطان تیمور کس شان و سطوت کا شہنشاہ تھا سلطان ضرور تھا لیکن علماء و فضلاء کی قدر اس کے دل میں چنداں نہ تھی مذہب و مذہبیات سے بھی بے پروائی برتتا تھا اور ذاتی مقاصد کے مقابلہ میں کسی چیز کو اہمیت نہ دیتا تھا اہل لشکر کی دلجوئی و دلداری کو ہمیشہ مقدم رکھتا تھا لشکر میں ہر فرقہ و ہر خیال کے لوگ موجود تھے اور نہ صرف لشکر میں شیعہ بھی موجود تھے بلکہ اس کے امراء وزراء میں اور بیگمات میں بھی ان کی کچھ تعداد موجود تھی یہ دور مسلمانوں کے اقبال کا دور تھا [illegible] شیعہ حضرات ہر سال کربلائے معلی کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔

رفتہ رفتہ تیموری فتوحات کا دائرہ ارض ہند تک وسیع ہو گیا اور ان کے باعث لشکر کے ہندوستان میں قیام اور سلطنت و جنگ کے انتظام کے باعث یہ ضرورت داعی ہوئی کہ تمام شیعہ امراء و اہل لشکر اپنے اپنے مرکز سے دور ہو گئے تھے اور سالانہ کربلائے معلی کا جانا موقوف کر دیں چنانچہ احکام نافذ ہو گئے تیمور جیسے سلطان کا یہ کام تھا کسی کی مجال تھی جو اس کے احکام کی خلاف ورزی کرتا تاہم جب پرانی عادت میں کمی آگ ایک دفعہ سلگ گئی تو اس کا بجھنا مشکل ہو جاتا ہے شکایات بڑھنے لگیں خفگیاں شروع ہو گئیں سلطان تیمور تک بھی شیعوں کے اس اضطراب کی خبریں پہنچیں تیمور کو اہل لشکر کی دلجوئی بھی منظور تھی اور وہ انہیں زیارت کی اجازت بھی نہیں دے سکتا تھا۔ آخر اس کے زیرک شکوں کی آگ کو فرو کرنے کی یہ تدبیر سوچی کہ بڑے بڑے نامور ماہرین کو کربلائے معلی بھیجکر روضۂ امام حسین کی ایک تصویر منگوائی جائے اور پھر اس کے مطابق اس کی ایک نقل بنا کر لشکر میں رکھدی جائے تاکہ وہ اس کی زیارت کرکے زیارت کربلائے معلی کا ثواب لشکر ہی میں بیٹھے بیٹھے حاصل کر لیا کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شیعہ حضرات اس نقل کی زیارت کو کربلائے معلی کی زیارت سمجھنے اور باعث ثواب خیال کرنے لگے۔

بعض نے یہ لکھا ہے کہ سلطان تیمور خود کربلائے معلی گیا گھوڑے سے اتر کر پیادہ پا چلا زیارت کی تبرک لایا جب یہ کربلائے معلی کے قریب پہنچکر گھوڑے سے اترا ہے اور ادب و احترام کے باعث اس نے پیادہ پا چلنا شروع کیا ہے اس وقت چند زوار نے منع کیا کہ ایسا نہ کیجئے اسی وقت قرآن سے فال دیکھی گئی تو سامنے آیا فاخلع نعلیک آگے یہاں ہیں یہ بتا دینا بھی ضروری ہے کہ تیمور مذہب سے کتنا ہی بے پروا ہی لیکن وہ اولیاء اور مجذوبوں کے تصرفات و فیوض کا بہت معتقد و قائل تھا جہاں جاتا تھا وہاں کے بزرگوں کے مقابر کی ضرور زیارت کرتا تھا اور کم ملے ہو کر دعا مانگتا تھا سلطان بایزید یلدرم کے مقابلہ کو روانہ ہوتے وقت اس نے ایسا ہی کیا تھا مرتے دم تک اس کا یہی وطیرہ عمل رہا اس کی اس عادت و عقیدت کے پیش نظر یہ خیال درست نہیں کہا جا سکتا کہ اس نے بعض شیعوں کی دلجوئی اور پالیسی کے طور پر کربلائے معلی میں پہنچکر تعظیمی طریقہ اختیار کیا اس کی یہ قدیم اور پرانی عادت تھی جب وہ تمام بزرگوں کے مزارات کی تعظیم کرتا تھا تو کیا وجہ نہیں کہ کربلائے معلی میں اس سے کسی عقیدت کا اظہار ہوا اسے بعض ایک پالیسی خیال کیا جائے۔

ہمارے نزدیک اس کے اس فعل و عمل میں دونوں امور شامل تھے اس کی عقیدت و ذہنیت اور شیعوں کی دلجوئی۔

بہرکیف اس نے یہ فعل کتنی ہی عقیدت و محبت یا مصلحت و تدبر کے پیش نظر کیا ہو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ آگے چل کر ایک بہت بڑے فتنہ اور زبردست بدعت کا سبب بن گئی [illegible] ایک مشہور مقولہ اور مسلم حقیقت ہے جو فعل کسی بادشاہ کی طرف سے پسندیدگی کا مستحق ہو [illegible] کر لیتا ہے رعایا بھی [illegible] اچھا سمجھا [illegible] تیمور خود

روضہ حضرت سیدالشہداء کی نقل کی زیارت کرتا اور اسے باعث ثواب سمجھتا تھا اس کے اس نقل و عمل کی تقلید وفادار رعایا کی طرف سے ہونی لازمی تھی پھر حضرت سیدالشہداء کی مظلومی جملہ فرقہ ہائے اسلام کے نزدیک مسلم تھی اور شیعہ و سنی دونوں ان کی عزت و حرمت و محبت کو جزو ایمان سمجھتے تھے اس لئے وجہ اختلاف و معارضت تو ہو ہی نہیں سکتی تھی البتہ بروئے شریعت اس طریقہ کو بدعت اور خلاف اسلام ضرور کہا جا سکتا تھا مگر علماء کو کوئی وقعت نہ دیتا تھا اس کا نتیجہ جو ہونا چاہئے تھا وہ ہوا رفتہ رفتہ عوام بھی اسی رنگ میں رنگ گئے اور شہر بشہر قصبہ بقصبہ سیدالشہداء کی نقل محرم کے دنوں میں تزک و احتشام کے ساتھ نکلنے لگی جس کا نام تعزیہ پڑ گیا گھر گھر تعزیئے بنے کوچہ کوچہ سے نکلے ذہین طبائع نے اس میں گو ناگوں ایجادیں کیں جو کہ [illegible] صورت اختیار کر گئی سیدالشہداء آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے اور شہید تھے شہداء و اولیاء کا تصرف مسلم تھا چونکہ تعزیئے بھی روضہ ہی کے نقل تھے یاروں نے اس سے بھی کرامات منسوب کر دیں ان پر چڑھاوے چڑھنے لگے ان کی زیارتیں باقاعدہ طور پر ہونے لگیں ان سے مرادیں مانگی جانے لگیں ان سے کرامات منسوب ہوئیں اور ان کے آگے سر جھکائے جانے لگے اور یہ وبا آج تک برابر ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے ایک بات اور بھی ہے کہ عوام ہنگامہ پرست ہوتے ہیں تعزیہ داری میں ایک ہنگامہ بھی تھا اور ایک رونق بھی پھر بھلا عوام اس کی طرف کیوں نہ متوجہ ہوتے شیعوں نے تو اسے مذہبی صورت دیدی مگر سنیوں نے بھی اسے غنیمت سمجھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے چار پیسے دیئے تھے انہیں اپنی دولت کے مظاہرے اور انہیں اپنی امارت کی شان دکھانے کا ایک موقعہ ہاتھ آگیا۔

جب ایک رسم ایک دفعہ ملک میں پھیل جاتی ہے تو پھر اس کا انسداد آسان امر نہیں ہوتا اس کے بعد ہر صدی میں ایسے بزرگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اسے بند کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے اور اس لئے نہ ہو سکے کہ شیعہ اسے اپنا مذہبی اعتقاد سمجھ چکے تھے وہ اسے دھوم دھام کے ساتھ نکالتے تھے ان کو دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی لطف اٹھاتے رہے رسم اور پھر مذہبی شان کی رسم جنگ کا کوئی مذاق نہ تھا لوگوں کی بھی توجہ تو ہوئی مگر جب یہ رسم جڑ پکڑ چکی تھی تو گویا اب اسے رکوانا ایک مذہبی مداخلت کے مترادف تھا اس لئے وہ بھی خاموش ہو رہے ملک میں شیعہ عنصر نہ ہوتا تو وہ کچھ کر سکتے تھے لیکن عوام کی ہمدردی اور تعزیہ داری کی مقبولیت و محبت کے مقابلہ میں اتنا بہت دشوار کام تھا اور کوئی آسانی سے اس کا حریف نہ بن سکتا تھا۔

شیعہ اور تعزیہ داری

شیعہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تیمور شہنشاہ تھا اور کوئی بزرگ تھا اور نہ اس کا کوئی فعل عامۃ المسلمین کے لئے حجت بن سکتا تھا لیکن بن گیا اور اس کی بدولت تماشے اور ہنگامے پسند یوں نے اسے مقبولیت عام کی سند عطا کر دی لہٰذا شیعہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ کوئی مذہبی چیز ہے جو کچھ ہوا تھا وہ ایک ضرورت کے لئے ہوا تھا اور جب ضرورت رفع ہو گئی تو اسے بھی بند ہو جانا چاہئے تھا مگر جہالت سامنے آ گئی ہوئی اور ایک وقتی ضرورت کی چیز کو دوامی صورت دیدی گئی اور انتہائی بے دینی کے ساتھ [illegible] واقعہ یوں جانے لگا کہ یہ مذہبی رسم ہے۔

کہا جا سکتا ہے کہ یہ فرقہ سنت والجماعت طریق پر ہیں [illegible] اس خیال کا اظہار کرتا ہے

ہیں مگر خود سنی کتب [illegible] مصنف شیعہ ہیں ان کی تحقیق بھی یہی ہے کہ تعزیہ داری کی رسم کا [illegible] نہیں ثبوت ہے جس نے ضرورتاً اس رسم کو جاری کیا مذہبی رسم تو وہی ہو سکتی ہے جو مجتہد مذہب ہو اور مذہب کے ساتھ ساتھ پیدا ہوئی ہو۔

مولوی خیر اللہ احمد [illegible] ایک شیعہ بزرگ ہیں آپ نے اپنی کتاب [illegible] میں تعزیہ اور اس کے متعلقات پر تفصیلی نظر ڈالی ہے اور اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ تعزیہ روضہ حضرت سیدالشہداء کی نقل ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ ہم لوگ چونکہ دور دراز ہیں اس لئے تعزیہ دیکھنے سے روضہ مبارک اور واقعات کربلا یاد آئیں گے اور جہاں تک ہو سکے گا آقائے مظلوم کے مصائب یاد کر کے عزاداری و سوگواری کریں گے پھر کہتے ہیں کہ اگر تمام اعمال محرم موقوف کر دیئے جائیں تو کیا اس کے چند برس کے بعد عوام الناس شہادت امام اور ظلم لشکر یزید سے بالکل ناواقف نہ ہو جائیں گے۔

ہم ابتدا میں کہہ چکے اور بتا چکے ہیں کہ یادگاروں کے قیام کا فلسفہ کیا ہے؟ [illegible] نے اسے کس صورت میں لیا اور کس طرح گمراہی میں پڑ گئی اور اسلام نے اسے لیا تو کس بہتر اور نرالے طریق پر لیا ہے نزدیک... جو کچھ لکھا گیا ہے یہ سب کچھ قرآن کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے [illegible] تو دیکھیں صاحب قبلہ سے یہ الفاظ نکلے کہ اعمال محرم کے موقوف کر دینے سے چند سال میں عوام الناس شہادت امام کو بھول جائیں گے یا اسلام کے نزدیک یادگار کا یہ طریقہ ہی سرے سے غلط ہے جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں ان خلاف شرع طریقہ ہائے یادگار ہی کی لعنت ہے جو آج ہندوستان پر مسلط ہے وہی بات کہ اس طرح سال میں ایک نمایاں ہی کر لیا تو کیا ہوا بہتر تو یہ ہے کہ ہر روز یاد کیا جائے یہ اسی طریق سے ممکن تھا جو اسلام نے اپنے پیروؤں کو سکھایا اور جس کی طرف سورہ فاتحہ میں اشارہ موجود ہے۔

سنی اور تعزیہ داری

ہمارے شیعہ بھائی تو تعزیہ داری سے معاذ اللہ امام حسین اور مظالم لشکر یزید کو یاد کرتے ہیں مگر سنی کیوں ایسا کرتے ہیں کیا انہیں بھی ضرورت ہے کہ وہ ان مظالم کو یاد کریں اور نقل روضہ امام حسین کو بازاروں میں لئے پھریں جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا لشکر یزید نے جو کچھ کیا اس کے نتائج وہ دوسری دنیا میں بھگت رہا ہو گا اور بھگتے گا ہم پر سیدالشہداء کی جو یاد فرض ہے وہ نماز کے ذریعہ کر سکتے ہیں لیکن سنی تعزیہ دار بھی بتائیں تو کیا ان پر یہ بھی کوئی فرض ہے کہ وہ کسی کے مظالم ہی یاد کرتے پھریں اور اس کا ماتم کریں [illegible] ان تو یہ چیزیں قطعاً ناجائز ہیں ظاہر ہے کہ اگر سنی ایسا کریں گے تو ان کے قلوب میں اپنے ہی بھائیوں کی طرف سے نفرت پیدا ہو گی شیعہ بھائیوں کا تو مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ان کی طرف سے نفرت پیدا کریں اور اگر وہ چار قدم اور آگے بڑھ جائیں تو بلا تکلف کہا جا سکتا ہے کہ وہ یہ نفرت پیدا کر کے اپنے فرقہ کو بڑھا رہے ہیں اور دوسروں کو ظالم ثابت کریں مگر سنی لوگ کیوں ان کے شریک ہوتے [illegible] پر کیوں کلہاڑا مارتے ہیں ان کے اعتقاد کی رو سے کسی کے خلاف نفرت پیدا کرنا ہی ناجائز [illegible] اپنا ایمان بھی خراب کرتے ہیں اور شرک و بدعت کی معصیت کے بھی مرتکب ہوتے ہیں۔

ماتم و عزا

[illegible] محرم میں کیا ہوتا ہے [illegible] کے ساتھ تعزیئے [illegible] ماتم کئے جاتے ہیں بلکہ نذر و شور کے ساتھ ماتم کیا جاتا ہے [illegible] سے مرثیئے پڑھے جاتے ہیں اور عورتیں [illegible]

ددحقیقت آنسو بہانے جا سکتے ہیں بہائے جاتے ہیں۔

شیعہ جماعتیں نہ صرف یہ کہ ماتم کرتے اور تمام سوگوارانہ رسوم ادا کرتے ہیں بلکہ آج تک بہت بڑے ثواب کا باعث سمجھتے ہیں اور ساتھ ہی یزید اور ملک شام پر لعنت بھیجتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ وہ جس پر لعنت بھیجتے ہیں یہ سب کچھ اسی کی ایجاد ہے اور اس رسم کی سب سے پہلی بنا اسی کے گھر میں پڑی تھی جس پر صدیوں سے برابر لعنت بھیجی جاتی ہے لیکن کیا شیعوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ ایک دشمن اہل بیت کی رسم کو اختیار کریں اور قیامت تک اس کی پیروی واجب سمجھیں کیا کوئی شیعہ صاحب بتا سکتے ہیں کہ ان کے اعتقاد کے مطابق جو شخص قاتلان حسین علیہ السلام کا اول درجہ کا دشمن ہو اسکی بنا کردہ رسم پر اس سختی کے ساتھ عملدرآمد کرنا کیا تمسک روا اور باعث ثواب ہو سکتا ہے۔ اگر کہا جائے تو ہم شیعوں کی مستند کتابوں کا حوالہ دیکر ثابت کر سکتے ہیں کہ ماتم و نوحہ خوانی کی اولیت مجلس یزید اور صرف یزید ہی تھا "جلاء العیون" میں ملا باقر مجلسی شیعی لکھتے ہیں کہ جب اہل بیت اطہار کا قافلہ کوفہ سے منازل طے کرتا ہوا دمشق پہنچا تو یزید کی بیوی ہندہ دختر عبداللہ بن عامر بیتاب و بے چین ہو گئی اس سے ضبط نہ ہو سکا وہ اہل بیت اطہار کی مظلومی اور بیکسی و مصائب کا صدمہ ناگہانی دیکھکر غم کے انگاروں پر لوٹنے لگی اور اس کی یہ حالت ہوئی کہ برہنہ سر بے پردہ مجلس یزید میں چلی آئی یزید یہ دیکھکر اپنی جگہ سے اٹھا وہ خود اس سانحہ عظیم سے بیحد متاثر تھا اور عجلت سے بڑھکر اس کے سر پر کپڑا ڈال دیا اور کہنے لگا کہ جا گھر میں جا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند اور لخت جگر پر نوحہ خوانی اور گریہ و زاری کر کیونکہ ابن زیاد نے اس کے معاملہ میں عجلت و زیادتی کی ورنہ میں اس کے قتل پر راضی نہ تھا۔

پھر لکھتے ہیں کہ "جس وقت اہل بیت اطہار یزید کے محل میں داخل ہوئے تو بعض نہایت تلق ہوا کلیجے منہ کو آ گئے۔ فرط غم میں یزید کی گھر والیوں نے زیور اتار پھینکے ماتمی لباس پہن لیا اسی وقت نوحہ خوانی اور گریہ و زاری شروع کر دی جس کا سلسلہ تین روز تک قائم رہا خود یزید کے ہاتھ میں ایک رومال تھا رو رہا تھا اور آنسو بہہ رہے تھے جنہیں وہ اس رومال سے برابر پونچھتا جا رہا تھا۔"

"ناسخ التواریخ" جیسی مستند کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ اس نے اہل بیت اطہار کے متعلق حکم دیا کہ انہیں میرے محل میں پہنچا دو اور ہندہ بنت عامر کے پاس لیجاؤ جب یہ سب اندر گئیں تو اندر سے صدائے گریہ و ماتم بلند ہوئی جس کی آواز باہر تک پہنچتی تھی یزید کے ہاتھوں میں ایک رومال تھا جس سے وہ اپنے آنسو پونچھتا جاتا تھا اس نے یہ بھی حکم دیدیا کہ خواہ یہ یہیں رہیں یا مدینہ منورہ چلے جائیں چنانچہ بعد کو یزید نے اہلبیت کو تمام ہدیہ منورہ بھیجدیا" "جلاء العیون" میں یہ بھی لکھا ہے کہ جب یہ تمام قافلہ مدینہ منورہ جانے لگا تو شام میں جتنے قریش و بنو ہاشم تھے انہوں نے ماتم کی اجازت چاہی یزید نے منظور کر لیا اور سب نے سات روز شور کے ماتم کیا یہ دوسرا ماتم تھا جو یزید کی اجازت سے شام میں ہوا۔

ماتم عاشورہ اور مختار ثقفی

اب تک جو دونوں ماتم ہوئے وہ یزید سے متعلق تھے اس کے بعد جو شخص خون حسین کا انتقام لینے کے ساتھ لیکر کھڑا ہوا وہ مختار ثقفی ہے اس نے سب سے پہلے کوفہ میں عاشورہ محرم کے روز ماتم کی رسم مذموم کی بنا ڈالی اس نے جناب امیر کی کرسی اور تابوت سکینہ کی صورت سے ایک تشکل شروع کرائی یہ جب کسی مہم پر جاتا تو یہ ان کرسی اور تابوت سکینہ کو صف جنگ میں ... [illegible]

جوانوں کے ساتھ اپنی کمین مضبوط اور نصرت کا سبب سمجھی اس نے کہا تھا کہ ہمارے درمیان یہ تابوت تابوت بنی اسرائیل کی طرح ہے اس میں خود حضرت بی بی سکینہ موجود ہیں جس کی وجہ سے ملائکہ ہماری اعانت و امداد پر نازل ہوں گے چونکہ مختار ثقفی نے نہ خود حضرت امام حسین کے شہید کرنے والوں سے انتقام لینے کے لئے کھڑا ہوا اس لئے لوگوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا تھا ایک طرف تو نیچ کی طاقت و جوش کا عالم دوسری طرف اس قسم کے اعتقاد کا نشر و اعلان عوام کی سادہ لوحی نے بہت جلد قبول کر لیا اور جوش میں عواقب پر کسی کی نظر نہ گئی اس طرح تابوت کی رسم عام ہو گئی اور عاشورہ کے روز ماتم بھی ہونے لگا حالانکہ یہ کرسی درحقیقت حضرت امیر کی کرسی نہ تھی بلکہ جیسا کہ علامہ شہرستانی نے بھی لکھا ہے کہ وہ ایک پرانی کرسی تھی جس پر مختار نے خوب آراستگی کر کے اور ریشمی غلاف چڑھا کر یہ مشہور کیا تھا کہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وشتقات سے ملی ہے "تحفہ اثنا عشریہ" میں اتنا اور لکھا ہے کہ یہ کرسی جناب امیر کی نہ تھی بلکہ طفیل بن جعدہ بن ہبیرہ مخزومی کی وہ کرسی تھی جسے اٹھا لایا تھا اس جب مختار عاشورہ کی بنیاد کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ اس کا موجد مختار تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص نہایت چالاک تھا اور اس سے ایسی حرکتیں سرزد ہوئی تھیں کہ عوام اس سے شدید ناراض ہو گئے تھے "جلاء العیون" میں بھی صاف لکھا ہے کہ یہ مختار ہی تھا جسکے گھر میں سب سے پہلے حضرت مسلم بن عقیل چھپے ہوئے لیکن عرب کی روایات کا اس نے کچھ احترام نہ کیا اور نہ حضرت مسلم کی اس نے کوئی امداد کی بلکہ الگ کھڑا ہو تماشہ دیکھتا رہا یہی نہیں بلکہ اس سے اور بہت شدید اور نفرت انگیز حرکات کا صدور ہوا۔"

"مجالس المومنین" میں مرقوم ہے اس نے اپنے چچا سعد بن مسعود سے کہا کہ اور دیگر کہا کہ آپ حضرت سید الشہداء کو کسی فریب سے پکڑ کر یزید کے حوالہ کر دیجئے حضور کو جو صدمہ و ضرر پہنچا اس میں اس کا زبردست ہاتھ تھا جناب امیر کے لخت جگر شہدا اسی کے ہاتھ سے شہید ہوئے جس کی وجہ سے حضرت امام زین العابدین اس سے بہت عمر ناراض رہے اور اس قدر خفا تھے کہ جب اس نے چالیس ہزار آپ کو بطور نذرانہ پیش کئے تو آپ نے انہیں بھی قبول نہ کیا اس نے حضرت سید الشہداء کی امامت سے بھی انکار کر دیا تھا اس ناراضگی اور عوام کے طعن سے اس کا اثر دور کرنے کے لئے کہ اس پر ہر نماز کے بعد لعنت بھیجی جاتی تھی اس نے مختلف صورتیں اختیار کیں کبھی کرسی کا مظاہرہ اور کبھی تابوت کا؛ ساتھ ہی کثرت سے یہ بھی تقسیم کرنا شروع کر دیا پھر ظاہر یہ تھی کہ وہ انہیں جنگ میں اپنی جماعت اور اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے رہے کہ اہلبیت کا مخالف نہیں ہے اور ان کا انتقام لینے کے لئے کھڑا ہوا ہے چنانچہ اس کا یہ مقصد پورا ہوا اور اس سے لوگوں کو گو کہ ہمدردی پیدا ہو گئی چنانچہ حضرت امام باقر سے ایک روایت منسوب کر کے علانیہ کہا جانے لگا کہ مختار کو برا نہ کہو کہ اس نے ہمارے قاتلوں کو قتل کیا ہمارے شہداء کا بدلہ لیا اور مصیبت و افلاس میں ہماری مالی امداد کی والتفیع المتعال۔

ماتم و شیون کی تنظیم

اہنگ جو کچھ ہوتا رہا اس میں پھر عمومیت اور باقاعدگی نہ تھی اور اس چیز نے عالمگیر حیثیت اختیار نہ کی تھی پھر تو اس سے کہ وہ عہد پھر ایک مبارک عہد تھا اور لوگ آج شیعوں کی خلاف شریعت کھتے تھے اور کے علاوہ خود ... [illegible]

کا یہ عہدِ اقبال تھا جس میں امراء بالخصوص سلطنت و حکومت کے حامل تھے اور خلفاء
اور خلیفہ کو دو چار حکومت کے مسندِ خلافت دیتے تھے لیکن استقلال زمانہ سے
یہ صورت قائم نہ رہی بنو عباس کا اقتدار گردش سے بدل گیا اور یہ حالت پیدا
ہو گئی کہ سرِ حکومت بغداد پر جو خلیفہ متمکن ہوتا تھا اس کی حیثیت ایک کٹھ
پتلی سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور وہ اغیار کے اشارہ چشم و ابرو پر رقص کرتا رہتا تھا۔
دیلمی خاندان کو اپنی معارف پروری اور عالمانہ سطوت کے لئے تاریخ اسلام
میں شہرت ہے اور اس نے اپنے عہدِ اقبال میں ملت کو بہت فائدے پہنچائے
تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی شیعیت نے نقصان بھی بہت پہنچایا خلفائے
عباسیہ پر اس خاندان کا زبردست اقتدار مستولی ہو گیا تھا اور اس کے
فرمانروا ہی خلفاء کے پردے میں فرمانروائی کر رہے تھے ان کے برسرِ اقتدار آنے
سے بغداد میں شیعہ سنی کشمکش نے نہایت نازک صورت اختیار کر لی تھی احمد
معز الدولہ دیلمی نے حکم دیا کہ بغداد میں عشرۂ محرم نہایت شکوہ و شان اور
دھوم دھام سے منایا جائے چنانچہ رسمِ ماتم جاری ہو گیا اور تبرا وغیرہ بھی شروع
ہو گیا (تاریخ ابن خلدون)

"کامل ابن اثیر" میں لکھا ہے کہ معز الدولہ دیلمی نے حکم دیا اور بڑی سختی کے
ساتھ حکم دیا کہ ۱۰ محرم ۳۵۲ھ کو تمام بازار اور سارے کاروبار بند رہیں کوئی خرید و
فروخت نہ ہونے پائے لوگ نیل کا لباس پہنیں عورتیں بال کھولے ہوئے اور
گریبان چاک کئے ہوئے نوحہ کرتی اور سینہ پیٹتی ہوئی باہر نکلیں اور مختلف
گروہوں میں تقسیم ہو کر زور شور کے ساتھ ماتم کریں مرد بھی ان جلوسوں میں
حصہ لیں چنانچہ محرم ۳۵۲ھ میں یہی ہوا۔ تمام مورخ اس امر پر متفق ہیں کہ
ماتم و شیون کی باقاعدہ بنا معز الدولہ ہی نے ڈالی۔ سید امیر علی مرحوم نے بھی
"اسپرٹ آف اسلام" میں صاف لکھا ہے کہ معز الدولہ ہی وہ پہلا شیعی فرمانروا
تھا جس کے حکم کے ماتحت دنیائے اسلام کی تاریخ میں پہلی دفعہ باقاعدگی و
نظم کے ساتھ ماتم ہوا اور کاروبار بند کر کے کھانا پکانے اور خرید و فروخت کرنے کی ممانعت
کر دی گئی اور عاشورہ کے دن تمام بازار اور کاروبار بند رہے۔ ماتم حسین کیا ہوا
اور عورتیں برہنہ سر اور پریشان مو شاہراہوں پر ماتم کرتی ہوئی نکلیں عید غدیر
بھی اسی تاجدار کی ایجاد ہے اب حکومت کی قوت و شوکت شیعیانی کو موجود
تھی پھر کس کا ڈر تھا لوگوں کے حوصلے بڑھ گئے اور عاشورہ کے روز شدت
و شکوہ سے ماتم ہونے لگا ماتم و سوگواری کی رسم اسی تاریخ اسی سنہ اور اسی
عہد کی یادگار ہے۔

اس کے بعد تیمور کے زمانہ میں اس رسم کے ساتھ تعزیہ داری کی رسم نے
مل کر اس عمل کو پیدا کر دیا اب جو مہندی الم تخت گہوارہ وغیرہ کی رسوم رائج
ہیں یہ رفتہ رفتہ ایجاد و رائج ہوتی گئیں اور آج تک ان کا سلسلہ بدستور موجود ہے۔

اندوہ وغم کے خسائر اخلاقی

ہر شخص کو علم ہے اور اس میں کوئی ابہام کا اشکال بھی
نہیں کہ مذہبی مسئلہ اسی عمل و رسم کو حاصل ہو سکتی ہے جو نبی کے ساتھ پیدا
ہو تمام سنی و شیعی تواریخ و کتب اس امر پر شاہد ہیں کہ عشرۂ محرم میں جو کچھ
ہوتا ہے اسے عہدِ رسالت سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہو سکتا ہے پھر یہ ایسی
[illegible] کے متعلق [illegible] بہت خاموشی ہو ماتم و شیون شریعت اسلام میں قطعی

حرام ہے علاوہ دینی ضرر ہونے کے جو نقصانات [illegible] ضرر ہوتا ہے اس [illegible]
یہ ہے کہ ماتم و شیون کے ذاتی نقصانات کیا ہیں؟ پہلے یہ کہ اس سے انسان کا
قلب کمزور ہوتا ہے اعصاب پر اثر پڑتا ہے، صحت کو نقصان پہنچتا ہے اور
ایک عام افسردگی طاری ہو جاتی ہے دوسرے سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ
اس سے انسان کی ہمت ٹوٹ جاتی ہے اور اس کی روحانی و اخلاقی قوتوں
کو شدید ضرر پہنچتا ہے۔

انسان کسی چیز کے گم ہو جانے اور اس سے محروم ہونے ہی پر روتا ہے یا
شدید مصائب پر آنسو بہانے لگتا ہے۔

اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ موت کوئی ایسی چیز نہیں جس پر ماتم کیا جائے یہ ایک
یقینی چیز ہے اور دارِ فنا سے دارِ بقا کی طرف انتقال کا نام ہے کوئی متنفس بھی
امرِ الٰہی کے بغیر مر نہیں سکتا ہم اس کے بندے ہیں بندوں کو کوئی حق نہیں
پہنچتا کہ وہ آقا کے امر پر ماتم و شیون کی صف آراستہ کریں اللہ کی چیز تھی اس
نے لے لی اس پر مظاہرۂ غم کیا معنی رکھتا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ ہی نے سکھایا اور
بتایا ہے کہ ایسے مواقع پر بندوں کو چاہئے کہ [illegible] للہ وانا الیہ
راجعون پڑھ کر صبر کریں جس کے معنے یہ ہیں [illegible] ہی کے ہیں اور اسی کی
طرف رجوع کرتے ہیں۔ اب رہ گیا قلبی صدمہ جو جدائی اور مفارقت دائمی پر قدرتاً
ہو جاتا ہے یہ قابلِ معافی ہے مگر حکم یہی ہے اور اجر اسی پر ملتا ہے کہ انسان
اسے مشیتِ ایزدی سمجھ کر صبر کرے اور جزع فزع میں مصروف نہ ہو رہی شہادت
کی موت! یہ تو ایک انعامِ الٰہی ہے حضرت امام حسین کی کتنی بڑی خوش نصیبی
اور علو بختی تھی کہ آپ کو درجۂ شہادت نصیب ہوا اور ایک بلند مرتبہ پر فائز ہوئے
کیا یہ رنج و افسوس کا مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو ان پر اپنے انعام و اکرام کی بارش
کرے اور ایک درجۂ بلند عطا فرمائے اور ہم اس پر اظہارِ حزن و ملال کریں یہ ناشکری
و ناسپاسی کا ایک انتہائی المناک مظاہرہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کیا محبانِ اہل بیت
یہ چاہتے ہیں کہ حضرت سید الشہداء کو یہ مقامِ رفیع نصیب نہ ہوتا اور جو کچھ ہوا
وہ برا ہوا اگر شہادت کوئی اچھی چیز ہے تو اس پر شیون و ماتم فضول چیز ہے محبت کا
اقتضا تو یہ ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اگر یہ کہا جائے کہ کسی کو نفسِ
شہادت پر رنج و اعتراض نہیں بلکہ اس کی قلق انگیز نوعیت اور اہل بیت اطہار کی
مظلومی و مصائب پر رنج و افسوس کا اظہار کرتے ہیں تو یہ بھی کوئی وجہ موجود نہیں
ہو سکتی اس لئے کہ قرآن کریم میں اللہ جل جلالہ فرماتا ہے کہ ہم انسان کو خوف و ہراس
فقر و فاقہ نقصانِ اموال و جان اور خسارہ باغ و کاشت کے مختلف طریقوں سے
آزمائیں گے اور جو لوگ اس سلسلہ میں آنے والے مصائب و نوائب پر صبر کریں گے
اور نزولِ مصائب کے وقت کہیں گے کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ ہی سے رجوع
کرتے ہیں تو ہم اس صبر پر بڑی نعمت اور بڑا ثواب عطا کریں گے حضرت سید الشہداء
اور اہل بیت اطہار کا منصب چونکہ رفیع تھا اس لئے ان کی آزمائش ہوئی
اور ایسی ہوئی کہ آزمائش کے تمام ذرائع [illegible] ان پر بیک وقت ختم کر دیئے
گئے دنیا جانتی ہے کہ یہ بزرگ ان عجیب آزمائشوں میں پورے اترے انہوں
نے انتہائی مصائب برداشت کئے مگر اف نہ کی اور راضی برضا رہے اگر ان کا
جان بچانا مقصود ہوتی تو بہ آسانی بچ سکتے تھے [illegible] کے
لئے اجتماع [illegible] ان [illegible] لیکن [illegible]

پاس دا شان سے بھا اور ها نبری کر کا بار کہا مہ حق کی حمایت کیلئے بہ
گئے اور اس راہ کے دلخراش مصائب کو جس صبرو شکر سے برداشت کیا وہ انہی کا حصہ تھا
مال و جان اور جس شکیب و ایثار سے انہوں نے برداشت کیا وہ انہی کا حصہ تھا
کے ماحول اور پیرو دل کو تو اس پر ناز ہونا چاہیئے اور آنکھ بڑھ کر کہنا چاہیئے
اس بزرگ جلیل کے پیرو ہیں جو صرف بہتر نفوس کی مختصر جماعت لیکر
ہزار سے لڑ گیا حق و راستی کے مقابلہ میں اس نے کسی اندوہ و حرمان اور خوف
مصائب کی ذرہ برابر اعتنا نہ کی دلیرانہ بڑھا دلیرانہ لڑا دلیرانہ مصائب اٹھائے
دلیرانہ جان جاں آفریں کے سپرد کر گئے حق پروری وفا پسندی صبر و استقامت
ہمت و الہیت قربانی و ایثار تسلیم و رضا اور للہیت و خلوص کے وہ مقدس
مثال و عدیم النظیر مظاہر دنیا کے سامنے پیش کر گیا جن کی مثال کائنات ارضی
تا قیام قیامت ڈھونڈے سے بھی نہ ملیگی۔

ان مجاہدین اسلام اور دلیران ملت کے پیروؤں کے لئے یہ زیب دیتا ہے کہ
ان کے مصائب اور ان کی عالی قدر قربانیوں پر ماتم و شیون کرنے بیٹھ جائیں
ان کا دکھنا اور کسی کے مصائب و نوائب پر کرلا حتا اور جلیر ہے اور اس پر دہاڑیں
سینہ کوبی اور چوڑیاں توڑنا اور دیگر اگر اس حقیقت پر ہمارے شیعہ بھائی
خالی الذہن ہو کر غور کریں تو اس کے ذائم ان کے سامنے ہی بیک نظر آجائیں
مصیبت تو یہ ہے کہ جو رسم ایک وقت ایک جوش اور ایک اتفاق کے طور پر
رائج ہوئی تھی آج اسے مذہبی رسم کا درجہ عطا کر دیا گیا ہے اور اب اس سے دامن چھڑا
نا مشکل ہے۔

صدیاں گذر گئیں کہ یہ بدعت ہندوستان میں زور شور کے ساتھ جاری ہے اور
کسی طرح بند ہونے میں نہیں آتی۔

ہمارے نزدیک جب تک اس کے انسداد کے لئے والہانہ سعی و جہد کا رشتہ
نہ سنبھالا جائے گا اور چند جلیل القدر بزرگ قربانیوں کے لئے تیار نہ ہو جائینگے
اس وقت تک اس کا استیصال مشکل کیا بلکہ غیر ممکن ہے اس سلسلہ میں اولین
کام یہ ہونا چاہیئے کہ سنیوں کو روکا جائے اور پوری کوشش و سعی کے ساتھ روکا
جائے جب اسلام کا یہ سب سے بڑا فرقہ اس رسم کے بوجھ سے نجات پا جائیگا تو بہت ممکن
ہے کہ شیعہ بھائی بھی اس کی لغویت سے آگاہ ہو کر اسے ترک کر دیں گے کیونکہ تعزیہ
داری کی رونق کے اصلی باعث سنی ہیں اور ان کی شمولیت ہی اُس کے ترک و اختتام
کا باعث بنے ہوئے ہیں۔

تی نظارے

وہ منظر کتنا اندوہناک بلکہ نہ شرمناک و مضحک ہوتا ہے
جبکہ عین دوپہر کے وقت تمازت آفتاب میں ماتمیوں کی ٹکریاں
برہنہ سر اور برہنہ پا اور برہنہ جسم بال کھولے ہوئے سینہ پیٹتے اور حسین حسین کہتے
ہوئے نکلتے ہیں اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی جاتی بلکہ ہر جلوس کے ساتھ
چند افراد آہنی زنجیریں بھی ہاتھ میں لئے ہوئے ہوتے ہیں جن میں تیز دو نشتر
لگے ہوئے ہوتے ہیں تھوڑی دیر چل کر اور ٹھیر کر ایک ایک آدمی بڑھتا
ہے اور حسین حسین کہکر اس زنجیر کو زور زور سے اپنی پشت پر مارتا اور اسے لہولہان
کر لیتا ہے دنیا والے ان کا مضحک تماشے دیکھتے اور ہنستے ہیں کہ اچھے خاصے معقول
اور مہذب لوگ اس وقت مجسم وحشت بنے ہوتے ہیں چہرہ سے خوفناک ہے
سینہ سرخ پڑا ہوتا ہے یا اکھیلے ہوئے ہیں ایک لنگوٹی کے سوا جسم پر کوئی کپڑا

[illegible] اور وحشت کے زخموں سے خون بہ رہا ہے۔

اسلام دنیا میں لغویات اور لایعنی رسوم کو مٹانے آیا تھا اس نے بال نوچنے
رو نے پیٹنے اور ہر قسم کے پر شور ماتم کو حرام قرار دیا تھا یہود عیسائی ہنود مجوس
اور دیگر غیر مسلم اور ان کی عورتیں مرنے والوں کے ماتم میں ایک ہنگامہ شیون
قائم کر دیتی تھیں یہ سر اور چہرہ کے بال نوچ نوچ کر بکھرا لیتے تھے عورتیں بے خود
دیوانی ہو جاتی تھیں اور ہفتوں تک مرنے والے کے گھروں سے نالہ و شیون کی صدائیں
بلند ہوتی رہتی تھیں اس کے مقابلہ میں اسلامی طریقہ کتنا مہذب اور کتنا شائستہ
تھا اور اس سے کتنی خدا پرستی مترشح تھی کہ جنازہ جا رہا ہے تو ایک سکوت اور خاموشی
چھائی ہے اور مرنے والے کے گھر جائیے سب وقار و سکون کی تصویر بنے بیٹھے ہیں
نہ کوئی شور ہے اور نہ ہنگامہ نہ چیخ ہے نہ پکار نہ بال نوچے جا رہے ہیں اور نہ بین
ہو رہے ہیں بہت ہوا تو آنکھوں سے چند قطرات اشک ٹپک کر رہ گئے اور بس کتنا مہذب
اور شائستہ طریق تھا اور اسلام نے کتنے بہترین آئین سکھائے تھے۔

آج بھی دنیا میں شائستہ اور غیر شائستہ دونوں قسم کی قومیں موجود ہیں اور دونوں
میں اموات بھی ہوتی ہیں وحشیوں اور تہذیب نا آشنا اقوام میں جب کوئی موت ہوتی
ہے تو گویا ایک طوفان ماتم برپا ہو جاتا ہے اور ہفتوں ایک شدید اور سوگ کا سلسلہ قائم
رہتا ہے چین اور افریقہ کی وحشت آبیوں کو نظر انداز کر دیجئے کہ یہ دور کی باتیں ہیں
آپ اپنی ہمسایہ قوم ہنود ہی کے ان طبقوں کے دستور ماتم پر ایک نگاہ ڈال
لیجئے جو تعلیم و تمدن میں پسماندہ ہیں بلاشبہ بین ماتم سینہ کوبی شور بکا گریہ و
زاری بھدا اور چیخ و پکار کے وہ مناظر نظر آئینگے کہ آپ کو گھن اور تنفر پیدا ہو جائے
گا اس کے مقابلہ میں آپ انگلستان امریکہ اور جرمنی وغیرہ میں دیکھئے تو آپ کو دوسری
دنیا دکھائی دیگی۔

مرنے والے کا غم سب ہی کرتے ہیں ہر سینہ میں دل اور دل میں محبت ہوتی ہے
لیکن وہاں آپکو کوئی شور اور کوئی شیون نظر نہ آئیگا ہر آنے والا اور تعزیت کی رسم
ادا کرنے والا آکر خاموش بیٹھ جائیگا البتہ اس کے بازو پر ایک سیاہ کپڑا ماتمی نشان
کے طور پر ضرور بندھا ہوگا بس یہی ان کی تعزیت اور یہی ان کی ہمدردی! ان کے
یہاں اسے بجا معیوب سمجھا جاتا ہے کہ ایک تو مرنے والے کے غم میں مرنے والے کے اعزا
و اقارب کا جگر آپ ہی پاش پاش ہو رہا ہے سیلاب اشک امڈا رہا ہے دل بے خود غم ہو
اور محبت بری طرح متاثر ہو رہی ہے اس پر آپ جائیں اور ان کے چرکے لگائیں سنبھلے
ہوئے دل کو بیچین کریں اور سکون پائی ہوئی طبیعت میں ہیجان پیدا کریں اور واقعی
ہے بھی ٹھیک ہمدردی یہ نہیں کہ روتے ہوئے کو اور رلایا جائے اور غمزدہ دل کو مزید
غم دیا جائے عزیز و احباب غم بٹانے کے لئے ہوتے ہیں نہ کہ غم بڑھانے کے لئے لیکن
جو ہم نے تو ہمدردی کا نام "جنون" اور جنون کا نام "ہمدردی" رکھ لیا ہے ہمارے ہاں
تو ثواب و ہمدردی یہی ہے کہ ایک لمحہ کے لئے جگر کی آگ کو بجھنے نہ دیا جائے
ایک ثانیہ کے لئے بھی دل بیقرار سکون پذیر نہ ہو اور ہو تو اسے یاد دلا دلا کر اور آگ
بھڑکا بھڑکا کر یاد دلایا جائے اور رلایا جائے جتنی بہت ہو قوت ماتم عزا میں صرف کیجاتی
ہے اور جتنا خون شیون و فریاد میں جلایا جاتا ہے اس کا عشر عشیر بھی اگر ان کے
اسوۂ عمل کے اتباع میں جلایا جائے تو اس سے صد ہزار گونہ فوائد مترتب ہو سکتے
ہیں ایمان قوی دل میں قوت اور حوصلہ یہی وہ چیزیں ہیں جو کسی ملت کی نجات کا ذریعہ
بن سکتی ہیں اور یہی وہ سبق ہے جو شہادت کا طرطرہ کربلا ہمیں دے رہا ہے۔

مسائل قربانی و عید الاضحیٰ

(نوشتہ حضرت مولانا مولوی شیخ محمد ریاست علی صاحب قدوائی قادری حیدرآبادی)

حضور رسالتمآب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم نحر یعنی عید الاضحیٰ کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور تحقیق قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں کھروں بالوں سمیت آئیگا اور قربانی کرنے والے کی نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائیگا پس اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائیگا۔

اور فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے پس چاہیئے کہ قربانی نہایت خوشی اور فراخدلی کے ساتھ کرے اس کو ایک قسم کا بوجھ اور تاوان اور نقصان نہ سمجھے۔

اور فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کرو کیونکہ بعد حشر وہ پل صراط پر تمہاری سواری کے کام آوینگے۔

اور ارشاد فرمایا کہ جسکو قربانی کرنے کی مقدرت ہو اور پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے عیدگاہ میں بھی نہ آوے۔

مسئلہ قربانی ہر مسلمان مقیم صاحب نصاب ذی استطاعت یعنی جسکے پاس ۷½ تولہ سونا یا ۵۲½ تولے چاندی ہو یعنی ایسا شخص ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو واجب ہے قربانی کرنے میں مال نصاب کا مثل مسئلہ زکوٰۃ کے سال بھر قائم رہنا ضرور نہیں ہے **مسئلہ** اگر کوئی شخص مال نصاب کے موجود نہ ہونے پر بھی قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر شریعت اسلام نے اس کو تکلیف نہیں دی ہے اگر جی چاہے کرے ثواب ہے نہ جی چاہے نہ کرے عذاب اور گناہ نہیں **مسئلہ** نابالغ یتیم صاحب نصاب کی طرف سے اس کا ولی قربانی کر سکتا ہے **مسئلہ** جس شخص کو قربانی کرنا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کرنے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن ترشوائے بعد قربانی یہ کام کرے مگر یہ کام فرض، واجب اور سنت نہیں ہیں اگر ان پر عمل کریگا ثواب کا مستحق ہوگا ورنہ گناہگار نہ ہوگا۔ **مسئلہ** جو شخص قربانی کرنے کا مقدور نہیں رکھتا اس کو چاہیئے کہ یکم ذی الحجہ یعنی چاند دیکھنے کے بعد سے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کٹوائے بعد نماز کے سر منڈوائے اور ناخن کٹوائے تو اس کو قربانی کا ثواب ملیگا۔ **مسئلہ** قربانی اپنے گھر کے سب لوگوں کی طرف سے کرنا ضروری نہیں ہے لیکن کرے تو جائز ہے **مسئلہ** اگر کسی شخص نے اپنے کسی مرے ہوئے عزیز کی طرف سے بلا وصیت کے خواہ ماں باپ ہی کیوں قربانی کی تو جائز ہے اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اگر مرحوم نے وصیت کی ہے تو اس میں سے کھانا منع ہے تمام گوشت فقرا و مساکین کو تقسیم کر دینا چاہیئے۔ **مسئلہ** جو لوگ صاحب نصاب تو نہیں ہیں مگر وہ قربانی کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر قرض ادھار لیکر خواہ قرض سودی ہو یا بلا سود کسی طرح کا ہو قربانی کرنا جائز نہیں ہے نہ ضرورت ہے **مسئلہ** قربانی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ بعد نماز سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ سورج غروب ہونے سے پہلے تک ہو سکتی ہے اس کے بعد نہیں اگر کسی معقول وجہ سے بارہ غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی نہ کر سکا تو اب وہ قربانی کا جانور یا قیمت خیرات کرے قربانی کا ثواب پائیگا **مسئلہ** جس شہر میں عید الاضحیٰ کی نماز ہو وہاں کے رہنے والے قبل نماز پڑھنے کے قربانی نہیں کر سکتے ایسے لوگوں کو نماز پڑھنے کے بعد قربانی کریں۔ مگر جو لوگ دوسری جگہ سے نماز پڑھنے آئیں اور ان کے یہاں نماز نہیں ہوتی بعد طلوع آفتاب نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر سکتے اس کے بعد نماز کے واسطے جائیں **مسئلہ** چونکہ بقرعید کے دن مثل عید کے صبح سے بقرعید تک کچھ کھانا پینا منع ہے اس لئے جو شخص نماز پڑھنے کے قربانی کرے اس کو چاہیئے کہ پہلے جو کچھ کھائے وہ قربانی میں سے کھائے اور اگر تا شام قربانی نہیں کر سکتا تو جو چاہے کھائے پیئے سوا حرام چیزوں کے **مسئلہ** بکرا بکری مینڈھا بھیڑ وغیرہ دنبی ایک سال کا ہونا چاہیئے مگر مینڈھا یا دنبہ عمر میں ایک سال سے کم ہے مگر بوجہ اپنی فربہی کے ایک سال کا معلوم ہوتا ہو تو قربانی کیا جا سکتا ہے۔ نر ہو یا مادہ گائے بیل بھینس بھینسا دو سال کا اور نر ہو یا مادہ اونٹ پانچ سال کا ہونا چاہیئے اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں **مسئلہ** ان مذکورہ جانوروں کے سوا اور کسی جانور کی اگرچہ وہ ذبیحہ حلال ہو قربانی جائز نہیں **مسئلہ** بکرا بکری مینڈھا بھیڑ وغیرہ اور دنبی ایک سال ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے مگر گائے بیل بھینس بھینسا اونٹ اور اونٹنی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مگر سب کی نیت قربانی ہی کی ہو حصہ گوشت لیکر فروخت کرنے کی نیت نہ ہو ورنہ کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی سب ہی کی قربانی باطل ہو جائیگی البتہ اگر کوئی شخص بہ نیت عقیقہ شامل ہونا چاہے تو اس کو شریک کیا جا سکتا ہے **مسئلہ** قربانی کے تمام شریک دار گوشت کو تول کر تقسیم کریں۔ اندازاً یا ڈھیریوں پر [illegible] لگا کر تقسیم کرنا جائز نہیں ہے **مسئلہ** قربانی کا گوشت (خواہ حصہ کا ہو یا [illegible] جانور کا) تین حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ محتاجوں فقیروں مسکینوں یتیموں بیواؤں کو تقسیم کرے اور دو حصوں میں خود بھی کھائے اور اپنے عزیزوں دوستوں کو بانٹے **مسئلہ** قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیئے کوئی اعضا اس کے خراب نہ ہوں بیمار، کمزور، لاغر اتنا ہو کہ مذبح تک نہ جا سکے یا کانا اندھا یا کان ناک دم سینگ تہائی یا کوئی اور عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہوا نہ ہو یا جس کے کان یا تھن سرے سے پیدا ہی نہ ہوئے ہوں یا بھیڑ بکری وغیرہ کا ایک تھن اور گائے بھینس اونٹنی کے دو تھن خود سوکھ گئے یا علاج سے سکھا دئے گئے ہوں اور ان سے دودھ نہ اتر سکتا ہو اس قسم کے تمام جانوروں کی قربانی درست نہیں لیکن اگر کوئی جانور پیدائشی منڈا ہو یا کسی جانور کا اس قدر سینگ ٹوٹا ہو کہ اندر کا گودا ثابت ہو ایسے جانوروں کی قربانی درست ہے اور خصی جانور بھی قربانی کیا جا سکتا ہے **مسئلہ** قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے اگر خود نہ کر سکے تو کسی اور سے قربانی کرنے کا [illegible]

ئے اور جب جانور ذبح کرنے [illegible] سامنے [illegible]

سامنے موجود ہونے کے قربانی جائز نہیں۔ **مسئلہ** عمر کے بڑے ہوئے جانور کی قربانی میں بہ نسبت دبلے کے جانور کی قربانی کے ثواب زیادہ ہے لہذا جہاں تک ممکن ہو فربہ کا پلا ہوا جانور قربان کرکے زیادہ ثواب حاصل کرے **مسئلہ** قربانی کے جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کو کھلا پلا کر ذبح کرنا چاہیے **مسئلہ** جو شخص قربانی کا جانور ذبح کرے اس کو باوضو ہو کر ذبح کرنا چاہیے اور جانور کو تھامنے والا بھی باوضو ہو **مسئلہ** ذبح کرتے وقت جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائے اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر قربانی کی دعا پڑھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہوا تیز چھری سے جلد ذبح کر دے اور جانور کو تھامنے والا بھی اللہ اکبر کہتا رہے قربانی کی دعا یہ ہے إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ أَكْبَرُ

مسئلہ بعد قربانی ذبح کرنے کے اگر قربانی اپنی طرف سے کی ہو تو یہ دعا اس طرح پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ وَحَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور اگر کسی دوسرے ایک شخص کی طرف سے قربانی کی ہو تو یہ دعا اس طرح پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ وَحَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور فلاں فلاں کی جگہ نام قربانی کرنے والے اور اس کے باپ کا لے اس طرح پر کہ جیسے عبدالرحیم ابن عبدالکریم، غرضکہ اسی طرح پر جو قربانی کرنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام ہو لے **مسئلہ** قصاب کو مزدوری گوشت یا کھال کی قیمت میں سے نہیں دینا چاہیے البتہ بطور دستانہ یا بطور محتاجی کے گوشت دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ غریب اور محتاج ہو **مسئلہ** قربانی کی کھال کی قیمت مسجد کے کسی کام میں صرف نہیں ہو سکتی کیونکہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہے۔ کھال کی قیمت تو ایسے لوگوں کو دینا چاہیے جو اس کا مالک ہو کر حسب مرضی خود صرف کر سکے۔ پس مناسب ہے کہ فقیر، محتاجوں، یتیموں، مسکینوں اور محتاجوں بیواؤں کو دے دینا چاہیے قربانی کے جانور کا بچا ہوا دانہ چارہ اور رسی بھی خیرات کر دینا چاہیے۔ **تنبیہ** چونکہ اسلام نے ہمیں رواداری کا سبق پڑھایا ہے اور کسی کی دل آزاری کو جائز نہیں رکھا اور نہ اسلام میں نام و نمود اور ریاکاری درست ہے اس لئے کوئی قربانی کے جانوروں کو نمائش کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کرکے ذبح کو نہ جائے کیونکہ اس سے ریاکاری کا بھی ثبوت ہوتا ہے اور نام و نمود کا بھی اور دوسروں کی دل آزاری بھی ہوتی ہے اور رواداری بالکل غائب ہو جاتی ہے بعض جہلاء کی وجہ سے کشت و خون اور ہلاکت کے اسباب پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور خود [illegible]

لے اگر قربانی میں سات آدمی شریک ہوں اور سب ہی کا ایک شخص ذبح کرنے والا ہو تو بجائے [illegible]

قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے [illegible] فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا
بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ وَأَحْسِنُوا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ

لوگو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال خرچ کرتے رہو اور اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور لوگوں سے احسان کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اسلام نے اپنے متبعین کو سوائے مدافعانہ جنگ کے جارحانہ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی یعنی جنگ میں اپنی طرف سے پہل کرنے کی اجازت نہیں دی اگر کوئی اور شخص تم سے جنگ چھیڑ دے تو تم اس سے بھی آمادہ جنگ ہو جاؤ اور اپنے کو بچانے کے واسطے جنگ کر سکتے ہو۔ نام و نمود اور ریاکاری کے متعلق بروایت حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ جس نے نماز پڑھی دکھانے کو اس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا دکھانے کو اس نے بھی شرک کیا اور جس نے صدقہ کیا دکھانے کو اس نے بھی شرک کیا پس ہر مسلمان کو ایسے کاموں سے بچنا چاہیے کہ جس میں شرک کے شبہ کا بھی احتمال ہو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرما دے۔

چونکہ اوپر سے بیان قربانی کا چلا آرہا تھا اس سلسلہ میں میں نے قربانی کے مسائل بیان کر دیئے اس کے بعد اب میں کچھ احکام اور مسائل عیدالاضحیٰ کے بیان کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ۔

عید قربان کو عیدالاضحیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قربانی کی جاتی ہے اور عربی لغت میں اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو بطور قربانی کے اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے پس اسی نسبت سے اس کا نام عیدالاضحیٰ ہو گیا جو لوگ اس کو عیدالضحیٰ کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں کیونکہ عیدالضحیٰ کے معنے ہیں صبح کی عید، تو عیدالفطر بھی صبح ہی ہوتی ہے اس کو بھی عیدالضحیٰ کہنے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا چاہیے مگر نہیں ہے بلکہ دونوں عیدوں کے نام نسبتی ہیں اور اسی نسبت سے ان کے نام رکھے ہیں مثلاً رمضان شریف کے بعد والی عید میں چونکہ فطرہ یعنی صدقہ فطر دیا جاتا ہے اس وجہ سے اس کا نام عیدالفطر ہوا اور عید قربان میں قربانی کی جاتی ہے اس میں بکری بکرا گائے وغیرہ قربان کئے جاتے ہیں جن کو عربی میں اضحیہ کہتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام عیدالاضحیٰ یا عید قربان یا بقرہ عید ہو گیا عرب میں یہ مثل یعنی کہاوت بولی جاتی ہے ضحی فلان بشاة او بقرة من الاضحية یعنی فلاں شخص نے قربانی کی بکری یا گائے ذبح کی پس اس عیدالاضحیٰ کو عیدالضحیٰ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ ایک مہمل اور بے معنی بات ہے عیدالاضحیٰ سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ جس طرح عیدالفطر کے دن حجامت بنوانا ناخن ترشوانا اور قربانی کرنے والے ان دونوں باتوں کو نہ کریں غسل کرنا مسواک کرنا عمدہ پاک و صاف جو مقدور ہو کپڑے پہننا سر اور داڑھی کے بالوں میں تیل لگانا کنگھی کرنا آنکھوں میں سرمہ لگانا بالوں میں خوشبو یعنی عطر وغیرہ لگانا عیدگاہ یا بصورت مجبوری عیدگاہ نہ ہونے کی وجہ سے شہر یا محلہ کی مسجد میں یا جو جگہ نماز کے واسطے مقرر کی گئی ہے نماز پڑھنے کے واسطے بعد وضو مقدور کے پیدل جانا جاتے وقت راستے میں خلاف عیدالفطر کے بلند آواز سے تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر [illegible] کہتے ہوئے چلنا کہ تکبیر عیدگاہ تک [illegible]

عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے مکان کو واپس آنا وغیرہ باتیں سنت ہیں اسی طرح یہ تمام باتیں عید الاضحیٰ میں بھی سنت ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں فرق صرف اتنا ہے کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ میٹھی چیز کھا لینا چاہئے مگر عید الاضحیٰ کے دن تا وقتیکہ نماز نہ پڑھ لے کچھ بھی کھانا جائز نہیں چاہئے قربانی کرے یا نہ کرے دونوں کے واسطے ایک ہی حکم ہے عید الفطر کے دن عیدگاہ جاتے وقت راستہ میں تکبیر آہستہ آہستہ کہنا چاہئے لیکن عید الاضحیٰ میں بلند آواز کے ساتھ کہنا چاہئے عید الفطر کی نماز بغیر معقول شرعی عذر دوسرے دن جائز نہیں ہو سکتی لیکن عید الاضحیٰ کی نماز بغیر کسی عذر کے ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ سے لیکر ۱۲ تاریخ تک ہو سکتی ہے بالکل جائز ہے۔

عید الفطر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے اور یہ عید ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو منائی جاتی ہے اور اس عید کا نام بوجہ صدقہ فطر دینے کے عید الفطر نام ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ بھی ہے کہ جو لوگ رمضان شریف کے پورے مہینے کے روزے رکھ کر رہتے تھے وہ لوگ اس عید کو روزہ افطار مانتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام عید الفطر ہوا اور عید الاضحیٰ میں چونکہ قربانی ہوتی ہے اور قربانی کے جانور کو اضحیہ کہتے ہیں اس وجہ سے اس عید کا نام عید الاضحیٰ یا عید قربان یا بقرہ عید ہو گیا ان اختلافات کے سوا دونوں عیدوں میں کوئی فرق نہیں ہے **مسئلہ** جس طرح عید الفطر کی دو رکعت نماز اور اس کا خطبہ (اسی ہو یا ثانی) سننا واجب ہے اسی طرح عید الاضحیٰ کو بھی نماز اور خطبہ واجب ہے بغیر خطبہ سنے ہوئے عیدگاہ سے جانا نہ چاہئے ورنہ گناہ ہوگا اور جس وقت خطبہ ہونے لگے بالکل خاموش ہو کر سننے بات کرنا منع ہے بلکہ اگر کوئی دوسرا شخص باتیں یا کانا پھوسی کرنے لگے تو اس کو آواز سے منع بھی نہ کرے ہاں اشارہ سے منع کرنے میں مضائقہ نہیں اگر دور پر ہونے کی وجہ سے خطبہ سنائی نہ دیتا ہو تب بھی خاموش رہنا چاہئے خطبہ سننے کا ثواب برابر ملیگا **مسئلہ** نماز عیدین (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے لئے جماعت شرط ہے جماعت [illegible] کرے جہاں کہیں شہر میں کہیں کئی جگہ نماز ہوتی ہو تو نماز کی قضا بھی نہیں ہے۔ البتہ اگر تین جگہ ہو کہیں نماز نہ ملی ہو اور ان میں سے کسی میں نماز پڑھا نے اور خطبہ پڑھنے کا ہو اور ابھی نماز کا وقت بھی باقی ہے تو علاوہ اس جگہ کے جہاں نماز ہو چکی ہے دوسری جگہ جماعت سے نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے **مسئلہ** عیدین کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے دوپہر ہونے کے پہلے تک ہے اس درمیان میں جس وقت چاہئے پڑھی جا سکتی ہے بہ نسبت نماز عید الفطر کے عید الاضحیٰ کی نماز ذرا جلدی ہونا بہتر ہے کیونکہ جو لوگ قربانی کرنے والے ہیں ان کو کھانے میں دیر ہوگی اس لئے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت میں سے کھائیں گے لہذا قربانی کرنے کے بعد گوشت پکانے میں بہت عرصہ ہو جائے گا **مسئلہ** سال میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے۔ ایک عید الفطر کا دن اور بقر عید کی دس تاریخ یعنی بقر عید کے دن۔ اور اس کی ۱۱ تاریخ ۱۲ تاریخ اور ۱۳ تاریخ غرضکہ ان تاریخوں میں روزہ حرام ہے۔ البتہ یکم ذی الحجہ سے ۹ ذی الحجہ تک روزے رکھے جا سکتے ہیں بلکہ ۹ ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن کے روزہ کا بہت ثواب ہے لیکن چونکہ نفل کا ایک روزہ رکھنا یہودیوں سے مشابہت ہے کیونکہ وہ ایک ہی روزہ رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو دو روزے ایک آٹھ تاریخ کو اور دوسرا ۹ تاریخ کو عرفہ کو رکھنا چاہئے **مسئلہ** عیدگاہ یا جو جگہ نماز کے واسطے مقرر ہو وہاں بعد نماز فجر کے سوا قضا سنت و فرض فجر کے کوئی نماز نفل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

تنبیہ نماز عیدین کے نیز مسبوق وغیرہ کی نماز کے طریقے بذریعہ رسالہ مولوی ماہ شعبان ۱۳۳۰ ہجری میں عرض کر چکا ہوں لہذا اس کو مزید معلومات کے واسطے دیکھنا چاہئے **مسئلہ** ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک جن کو ایام تشریق کہتے ہیں ہر نماز فرض با جماعت کے بعد یہ تکبیر کہنا چاہئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْد۔

اشارات عبرت

(از حضرت مولانا سید ابو الاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ماہنامہ ترجمان القرآن)

گذشتہ ۵ دسمبر کی ابتدا میں امریکہ کے قانون تحریم خمر کی تنسیخ کا باقاعدہ اعلان ہو گیا اور تقریباً چودہ برس کے بعد نئی دنیا کے باشندوں نے پھر خشکی سے تری کے حدود میں قدم رکھا۔ جمہور امریکہ کی صدارت پر مسٹر روزویلٹ کا آنا خشکی پر تری کی فتح کا پہلا اعلان تھا۔ اس کے بعد اپریل ۱۹۳۳ء میں ایک قانون سے ۳.۲ فی صدی الکحل کی شراب کو جائز کیا گیا اور چند مہینے گزرے تھے کہ دستور جمہوریہ امریکہ کی اٹھارویں ترمیم ہی منسوخ کر دی گئی جس کی رو سے ریاستہائے متحدہ کے حدود میں شراب کی خرید و فروخت، درآمد و برآمد اور ساخت و پرداخت حرام قرار دی گئی تھی۔

قانون کے ذریعہ سے اخلاق و معاشرت کی اصلاح کا یہ سب سے بڑا تجربہ تھا جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اٹھارویں ترمیم سے پہلے کئی سال تک اینٹی سیلون لیگ رسائل و جرائد، خطبات، تصاویر، میجک لینٹرن، سینما اور بہت سے دوسرے طریقوں سے شراب کی مضرتیں اہل امریکہ کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کرتی رہی اور اس تبلیغ میں اس نے پانی کی طرح روپیہ بہایا۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ تحریک کی ابتدا سے لیکر ۱۹۲۵ء تک نشر و اشاعت پر ساڑھے چھ کروڑ ڈالر صرف ہوئے اور شراب کے خلاف جس قدر لٹریچر شائع کیا گیا وہ تقریباً ۹ ارب صفحات پر مشتمل تھا۔

اس کے علاوہ قانون تحریم کی تنفیذ کے مصارف کا جس قدر بار گذشتہ چودہ سال میں امریکی قوم کو برداشت کرنا پڑا ہے اس کی مجموعی مقدار ۱ر۴۵۰۰۰۰۰۰ پونڈ بتائی جاتی ہے اور حال میں ممالک متحدہ امریکہ کے محکمۂ عدل نے جنوری ۱۹۲۰ء سے اکتوبر ۱۹۳۳ء تک کے جو اعداد و شمار شائع کئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قانون کی تنفیذ کے سلسلہ میں ۲۰۰ آدمی مارے گئے ۵۳۴۳۳۵ قید کئے گئے ۷۰۰۰۰۰۰ پونڈ کے جرمانے عائد کئے گئے اور ۴۴۰۰۰۰۰ پونڈ مالیت کی املاک ضبط کی گئیں۔

جان و مال کے یہ ہولناک نقصانات صرف اس لئے برداشت کئے گئے کہ بیسویں صدی کی اس "مہذب" قوم کو جس کا آفتاب علم و دانش نصف النہار پر پہنچا ہوا ہے ام الخبائث کی بیشمار روحانی، اخلاقی، جسمانی اور مالی مضرتوں سے آگاہ کیا جائے اور محفوظ رکھا جائے لیکن تحریم سے پہلے کئی سال اور تحریم کے بعد کئی سال کی مسلسل کوششیں جن میں حکومت امریکہ کی طاقت بھی شریک تھی امریکی قوم سے [illegible] کے [illegible] عالم کا سب سے بڑا اصلاحی تجربہ [illegible] ہوتا ہے۔

تحریم خمر کی یہ ناکامی [illegible] دنیا [illegible] کی [illegible] فریب [illegible]

ترمیم کے منظور کرنے کی باعث ہوئی تھیں وہ اب شخصوں سے بدل گئی ہیں؟ کسی نئے علمی انکشاف نے ان خیالات کو غلط ثابت کر دیا ہے جو پہلے قائم کئے گئے تھے؟ برعکس اس کے آج پہلے سے بھی زیادہ وہ تمام تجربات کی حقیقت تسلیم کی جاتی ہے کہ طبی، عمرانی، ذہانت [illegible] اور ایسے ہی دوسرے اخلاقی مفاسد اس ام الخبائث کے [illegible] دار ہیں اور یہ افراد و اقوام کے اخلاق، صحت، معیشت اور معاشرت کی تباہی [illegible] اس کا بڑا حصہ ہے لیکن اس کے باوجود جس چیز نے آج امریکہ کو [illegible] قانون واپس لینے اور حرام کو حلال کر دینے پر مجبور کر دیا وہ صرف یہ ہے کہ امریکہ کی عظیم اکثریت کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہ ہوئی [illegible] جس کے دوش [illegible] ایک چودہ برس پہلے جس چیز کو حرام کیا تھا اب اس کو حلال کرنے پر اصرار کرنے لگی۔

جہاں تک ہم کو معلوم ہے شراب خواری کے نقصانات سے کسی بڑے سے بڑے حامی شراب نے بھی کبھی انکار نہیں کیا اور نہ کبھی مخالفین تحریم نے شراب کے محاسن کی کوئی ایسی فہرست پیش کی جو اس کے قبائح کے مقابلہ میں کچھ بھی وزن رکھتی ہو۔ جس وقت امریکن کانگریس کے سامنے رائے عامہ کی تائید سے اٹھارویں ترمیم پیش ہوئی تھی اس وقت خشکی اور تری کے درمیان پوری طرح موازنہ کر لیا گیا تھا اور انہی تمام مضرتوں اور خطرات کا لحاظ کرتے ہوئے کانگریس نے وہ ترمیم منظور کی تھی۔ ۴۸ ریاستوں نے اس ترمیم کی توثیق کی تھی، دار النواب اور مجلس شیوخ نے اس ترمیم کے مطابق قانون تحریم پاس کیا تھا۔ یہ سب کچھ امریکی قوم کی مرضی سے ہوا اور جب تک تحریم کا معاملہ تلخی ذائقہ اور زبان تک رہا قوم خوش خوش اس کی تائید کرتی رہی مگر جونہی کہ یہ تحریم عالم [illegible] سے آئی تعلیمات امریکہ کا رنگ بدل گیا۔ ام الخبائث کے بغیر کچھ [illegible] رات بسر کرتے ہی دنیا کی سب سے زیادہ متمدن، ذی علم، ذی ہوش، حقائق پسند اور ترقی یافتہ قوم دیوانی ہو گئی اور اس نے جوش جنون میں وہ حرکتیں شروع کر دیں جن سے شبہ ہوتا تھا کہ یہ قوم مشرقی شاعری کے خیالی عاشقوں کی طرح فی الواقع اپنا سر پھوڑ ڈالے گی!

اجازت یافتہ شراب خانوں کے بند ہوتے ہی تمام ملک میں خفیہ شراب خانے قائم ہو گئے جن میں قانون کی گرفت سے بچ کر شراب بیچی جاتی تھی اور خریدنے کے عجیب عجیب طریقے اختیار کئے جاتے تھے۔ کسی شخص کا [illegible] وقت [illegible] کسی خفیہ شراب خانہ اور اس کے مقررہ اشارے کا پتا بتا دینا ایک خاص مہربانی کا فعل سمجھا جاتا تھا۔ پہلے حکومت ان شراب خانوں کی تعداد، ان کی شراب کی نوعیت اور ان میں آنے جانے والوں کے حالات [illegible] کی نگرانی کے [illegible] اس لئے

[illegible] ترمیم [illegible] سے بھی زیادہ ہوگئی ان میں ہر قسم کی بدترین شرابیں فروخت ہونے لگیں جو صحت کے لئے نہایت درجہ مضر تھیں اور ان میں کمسن لڑکوں اور لڑکیوں کی تعداد روز بروز بہت زیادہ بڑھ گئی جس کے ہلاکت خیز نتائج سے ریاستہائے متحدہ کے اہل فکر میں عام اضطراب پیدا ہوگیا۔

اٹھارہویں ترمیم کی برکت سے امریکہ میں شراب کی قیمت پہلے سے کئی گنی زیادہ ہوگئی اس طرح سے فروشی کا پیشہ ایک بڑی منفعت پیشہ بن گیا اور ہزاروں لاکھوں آدمی اسی کا کاروبار کرنے لگے خفیہ مے خانوں کے علاوہ بکثرت پھیری لگانے والے مے فروش پیدا ہوگئے جو گویا پھرتے چلتے مے خانے تھے یہ لوگ مدرسوں، دفتروں، ہوٹلوں، تفریح گاہوں سے گزر کر لوگوں کے گھروں تک پہنچ کر شراب بیچتے اور نئے نئے گاہک پیدا کرنے لگے کم سے کم اندازہ یہ ہے کہ دور ماقبل تحریم کی بہ نسبت بعد تحریم کے زمانہ میں امریکہ میں مے فروشوں کی تعداد دس گنی زیادہ ہوگئی۔

شہروں سے گذر کر دیہات تک میں یہ کاروبار پھیل گیا تھا اور گاؤں گاؤں شراب کشید کرنے کے خفیہ کارخانے قائم ہوگئے تھے تحریم سے پہلے امریکہ میں صرف کل سکے اجازت یافتہ کارخانوں کی تعداد کل چار سو تھی تحریم کے بعد سات سال کے اندر ۷۹۴۳۷ کارخانے گرفتار ہوئے ۹۳۸۳۱ بھٹیاں پکڑی گئیں۔ پھر بھی شراب نوشی کے کاروبار میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی محکمہ تحریم کے ایک سابق کمشنر کا اندازہ ہے کہ ہر کل کارخانوں اور بھٹیوں کا صرف دسواں حصہ بمشکل پکڑا جاسکتا ہے۔

اس طرح شراب کی مقدار میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا تخمینہ کیا گیا ہے کہ تحریم کے زمانہ میں امریکہ کے باشندے ہر سال ۲۰ کروڑ گیلن شراب پی جاتے تھے یہ مقدار استعمال قبل تحریم کی مقدار سے بہت زیادہ ہے۔

پھر جو شراب اس قدر کثیر مقدار میں استعمال کی جاتی تھی وہ حد درجہ خراب اور مضر صحت تھی اطباء کا بیان ہے کہ اس چیز کو شراب کے بجائے زہر کہنا زیادہ صحیح ہے اس کے حلق سے اترتے ہی معدے اور دماغ پر اس کے زہریلے اثرات مترتب ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور دیر تک اعصاب اس سے متاثر رہتے ہیں اس کے نشے میں انسان کسی خوش باشی اور خوش فعلی کے مطلب کا نہیں رہتا بلکہ اس کی طبیعت مردہ ہنگامہ آرائی اور ارتکاب جرم کی جانب مائل ہو جاتی ہے۔ اس قسم کی شرابوں کی کثرت استعمال نے اہل امریکہ کی جسمانی صحت کو تباہ کر ڈالا مثال کے طور پر شہر نیویارک کے اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریم سے پہلے ۱۹۱۸ء میں جہاں الکحل کے اثر سے بیمار ہونے والوں کی تعداد [illegible] اور مرنے والوں کی تعداد ۲۵۲ تھی وہاں ۱۹۲۶ء میں بیمار ہونے والوں کی تعداد گیارہ ہزار اور مرنے والوں کی تعداد ساڑھے سات ہزار تک پہنچ گئی ان کے علاوہ جو لوگ بالواسطہ شراب کے اثرات سے متاثر ہو کر ہلاک یا دائم رنجور ہوئے ان کی تعداد کا اندازہ نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح جرائم خصوصاً بچوں اور نوجوانوں کے جرائم میں بھی غیر معمولی اضافہ ہوا۔ امریکہ کے ججوں کا بیان ہے کہ [illegible] کی تعداد [illegible] ہوتے ہوئے جب کہ [illegible] تعداد دس سے بڑھ گئی تو اس کی تحقیقات کی گئی اور ثابت ہوا کہ [illegible] سے نوبالغوں کی مجرمانہ [illegible] میں سال بسال زیادہ ترقی ہوتی جارہی ہے حتیٰ کہ بعض شہروں میں [illegible] سال کے اندر دو سو فی صدی اضافہ ہوا ہے ۱۹۲۴ء میں امریکہ کے کمانڈر ایڈمرل [illegible] نے بیان کیا کہ اس وقت امریکہ کے ہر [illegible] آدمیوں میں سے ایک آدمی جرائم پیشہ ہے اور دس سال کے قتل کے جرائم میں تین سو فی صدی اضافہ ہوا ہے۔

غرض چودہ سال کے اندر امریکہ میں تحریم خمر کے جو نتائج ظاہر ہوئے ان کا خلاصہ: قانون کا احترام دلوں سے اٹھ گیا اور سوسائٹی کے ہر طبقہ میں خلاف ورزی قانون کی بیماری پھیل گئی ہے۔

تحریم خمر کا اصل مقصد بھی حاصل نہ ہوا بلکہ اس کے برعکس یہ چیز حرام ہونے کے باعث اس سے بھی زیادہ پی جانے لگی جتنی حلال ہونے کے زمانہ میں پی جاتی تھی۔

قانون تحریم کی تنفیذ میں حکومت کا اور خفیہ طریقہ سے شراب خریدنے میں رعایا کا بے حساب مالی نقصان ہوا۔ اور اس کے معاشی حالات تباہ ہوگئے۔

اس پر مزید امراض کی کثرت، صحت کی بربادی، شرح اموات میں اضافہ، اخلاق عامہ کا فساد، سوسائٹی کے تمام طبقات خصوصاً نوخیز نسلوں میں فواحش اور قبائح کا بکثرت پھیلنا ہونا اور جرائم میں غیر معمولی ترقی۔

یہ نتائج اس ملک میں حاصل ہوئے جو بیسویں صدی کے روشن ترین زمانہ میں مہذب ترین ملک سمجھا جاتا ہے جس کے باشندے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ ہیں جن کے دماغ علم و حکمت کی روشنی سے منور ہیں جو اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے کی پوری صلاحیت رکھتے ہیں۔

یہ نتائج اس حالت میں ظاہر ہوئے جبکہ کروڑہا روپیہ صرف کر کے اور لاکھوں رسالے اور کتابیں شائع کر کے تمام قوم کو شراب کے نقصانات سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔

یہ نتائج اس کے باوجود ظاہر ہوئے کہ امریکی قوم کی ایک بڑی اکثریت تحریم کی ضرورت کو تسلیم کر چکی تھی اور تحریم کا قانون اس کی مرضی سے پاس ہوا تھا۔

پھر ان نتائج کا ظہور ایسی حالت میں ہوا جبکہ امریکہ کی عظیم الشان سلطنت بیسویں صدی کی بہترین تنظیم کے ساتھ کامل چودہ سال تک شراب نوشی اور شراب فروشی کا قلع قمع کرنے پر تلی رہی۔

جب تک یہ نتائج ظاہر نہ ہوئے تھے حکومت اور جمہور کی اکثریت شراب کو حرام قرار دینے پر متفق تھی اس لئے شراب حرام ہوگئی مگر جب معلوم ہوا کہ قوم کسی طرح شراب چھوڑنے پر راضی نہیں ہے اور زبردستی شراب چھڑانے کا نتیجہ پہلے سے بھی خراب نکلا ہے تو اسی حکومت اور جمہور کی اکثریت نے شراب کو حلال کر دینے پر اتفاق کر لیا۔

اب ذرا ایک نظر اس ملک کی حالت پر ڈالئے جو [illegible] سو برس پہلے کے تاریک ترین زمانے میں [illegible] ایک ملک [illegible]

[illegible] نہیں بجز جاہلوں کا شعار الجھن پر ہوا اور وہ بھی ایسے کہ آج کل کے سماری ان سے زیادہ علم رکھتے ہوں گے مگر وہ زمانے کے تعلیمی اور سائل یکسر مفقود و حکومت کی نظام بالکل ابتدائی حالت میں اور اس کو قائم ہوئے چند سال سے زیادہ نہ ہوسکے تھے استدراں کا حال یہ کہ شراب کے عشق ان کی زبان میں شراب کے تقریباً ڈھائی سو نام پائے جاتے ہیں جس کی مثال شاید دنیا کی کسی زبان میں نہ ملے گی یہ شراب کا تو ان کے غیر معمولی شغف کا ثبوت ہے اور اس کا مزید ثبوت ان کی شاعری ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور لازمۂ حیات سمجھی جاتی تھی۔

اس حالت میں وہاں شراب کا مسئلہ پیش ہوتا ہے اور رسول خدا سے پوچھا جاتا ہے کہ اس کے بارہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ آپ فرماتے ہیں کہ خدا کا [illegible] ہے۔

يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس واثمهما اكبر من نفعهما	تجھ سے شراب اور جوئے کے بارہ میں سوال کرتے ہیں ان سے کہہ کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے فائدے بھی ہیں مگر ان کا گناہ ان کے فائدہ سے زیادہ ہے۔

یہ حکم نہ تھا بلکہ شراب کی حقیقت بتائی گئی تھی کہ اس میں اچھائی اور برائی دونوں پہلو ہیں مگر برائی کا پہلو غالب ہے اس تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ قوم کے [illegible] لوگوں نے اسی وقت سے مے خواری چھوڑ دی مگر اکثریت بدستور شراب کی خوگر رہی۔

دوبارہ شراب کے بارہ میں حکم پوچھا گیا کیونکہ بعض لوگ نشے کی حالت میں نماز پڑھتے اور غلطیاں کر جاتے تھے اس پر رسول خدا نے اپنے خدا کی طرف سے [illegible] سنایا۔

يا ايها الذين آمنوا لا تقربوا الصلوة وانتم سكارى حتى تعلموا ما تقولون	اے ایمان لانے والو! نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ نماز تم کو اس حالت میں پڑھنی چاہیے جبکہ تم جان سکو کہ کیا کہہ رہے ہو۔

یہ سنتے ہی لوگوں نے پینے کے لیے اوقات مقرر کر لیے اور عموماً [illegible] کے درمیان یا عشاء کے بعد شراب پی جانے لگی تا کہ نشے کی حالت میں نماز کی نوبت نہ آئے یا نشہ کی وجہ سے نماز نہ ترک کرنی پڑے۔

شراب کی اصل مضرت ابھی باقی تھی نشے کی حالت میں لوگ لڑ جھگڑ پڑتے [illegible] نوبت آ پہنچتی تھی اس لیے پھر خواہش کی گئی کہ شراب [illegible] میں صاف اور قطعی حکم بتایا جائے۔ اس پر یہ ارشاد ہوا۔

يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. انما يريد الشيطان ان يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلوة فهل انتم منتهون واطيعوا الله واطيعوا الرسول واحذروا فان توليتم فاعلموا انما على رسولنا البلاغ المبين۔	اے ایمان لانے والو! شراب اور جوا اور بت اور پانسے یہ سب شیطان کی ساختہ پرداختہ گندگی ہیں لہٰذا تم اس گندگی سے پرہیز کرو امید ہے کہ اس پرہیز سے تم کو فلاح نصیب ہوگی۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت اور بغض ڈال دے اور تم کو خدا کی یاد اور نماز سے روک دے تو کیا یہ معلوم ہو جانے کے بعد تم باز آ جاؤ گے؟ اور خدا کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور بچتے رہو لیکن اگر تم نے سرتابی کی تو جان لو کہ ہمارے رسول کا کام صرف احکام کو صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

بس حکم کا آنا تھا کہ وہی عرب جو شراب کے رسیا اور خمر کے عاشق تھے اس چیز کے نام پر جان دیتے تھے یکایک اس سے نفور ہو گئے۔ تحریم شراب کی منادی سنتے ہی شراب کے مٹکے توڑ دیئے گئے مدینے کی گلیوں میں شراب کے نالے بہہ گئے۔ ایک محفل میں مے نوشی ہو رہی تھی اور دس گیارہ اصحاب شراب کے نشے میں چور تھے اتنے میں تحریم کی منادی کی آواز ان کے کان میں پہنچی اسی نشے کی حالت میں حکم دیا گیا کہ فوراً شراب کا دور رک گیا اور مٹکے توڑ ڈالے گئے۔ ایک اور شخص کا بیان ہے کہ وہ شراب پی رہا تھا منہ سے پیالہ لگا ہوا تھا کسی نے آکر تحریم خمر کی آیت پڑھی پیالہ اس کے ہونٹ سے الگ ہو گیا اور پھر ایک قطرہ بھی حلق کے نیچے نہ اترا۔ اس کے بعد جس کسی نے شراب پی اس کو جوتوں، لکڑیوں، لات گھونسوں سے پیٹا گیا پھر چالیس کوڑوں کی سزا دی گئی پھر اس جرم کے لیے اسی کوڑوں کی سزا مقرر کر دی گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عرب سے مے خواری کا نام و نشان مٹ گیا اور اسلام جہاں جہاں پہنچا اس نے قوموں کو شراب سے پاک اور پرہیزگار بنا دیا حتیٰ کہ آج بھی جبکہ اسلام کا اثر بہت ضعیف ہو چکا ہے دنیا میں کروڑوں انسان ایسے بستے ہیں جو کسی قانونی تحریر اور کسی نظام تعزیری کے بغیر شراب سے کلی اجتناب کرتے ہیں۔ مسلمان قوم میں اگر مردم شماری کی جائے کہ مے خواروں کی تعداد کا فی صدی اوسط کیا ہے تو شاید یہ قوم اب بھی دنیا کی تمام قوموں سے زیادہ پرہیزگار پائی جائے گی پھر اس میں جو لوگ شراب پیتے بھی ہیں وہ بھی اس کو گناہ سمجھتے ہیں دل میں اپنے فعل پر نادم ہوتے ہیں اور اکثر وقت توبہ کر کے تائب ہو جاتے ہیں۔

عقل و حکمت کی مملکت میں آخری فیصلہ تجربہ و مشاہدہ پر منحصر ہوتا ہے جس کی شہادت کبھی جھٹلائی نہیں جا سکتی اب آپ کے سامنے ایک تجربہ امریکہ کا ہے اور دوسرا تجربہ اسلام کا دونوں کا فرق بالکل ظاہر ہے اور یہ آپ کا کام ہے کہ ان کا تقابل کر کے اس سے سبق حاصل کریں۔

امریکہ میں برسوں تک شراب کے خلاف تبلیغ کی گئی کروڑوں روپیہ اس کی مضرتوں کے اعلان و اشتہار پر صرف کیا گیا فن طب سے اعداد و شمار کی شہادتوں سے عقلی استدلالات سے اس کے جسمانی اخلاقی معاشی [illegible] اس طرح ثابت کئے گئے کہ ان سے انکار نہیں کیا جا سکتا تصویروں کے ذریعہ سے شراب کی مضرتیں برائی العین مشاہدہ کرا دی گئیں اور پوری کوشش کی گئی کہ لوگ خود اس کی مضرتوں کے قائل ہو کر اس کو چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جائیں پھر جب [illegible] قوم کی [illegible]

تحریم کا فیصلہ کیا اور اس کے لئے قانون پاس کیا یا پھر حکومت نے دس برس تک حکومت نے جو اس وقت دنیا کی عظیم ترین طاقتوں میں سے ہے اس کی خرید و ساخت پرداخت درآمد و برآمد کو روکنے کے لئے اپنی ساری قوتیں صرف کر ڈالیں مگر قوم دار وہ قوم جو اس وقت تعلیم یافتہ اور روشن خیال قوموں کی صف اول میں ہے اس کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئی اور جب قوم آمادہ نہ ہوئی تو چودہ پندرہ برس کی قلیل مدت ہی میں قانون حرام کو پھر حلال کر دینے پر مجبور ہو گیا دوسری طرف اسلام میں شراب کے خلاف کوئی پروپیگنڈا نہیں کیا گیا نشر و اشاعت کا ایک پیسہ بھی صرف نہ ہوا کوئی انٹی سیلون لیگ قائم نہیں کی گئی اللہ کے رسول نے بس اتنا کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے شراب حرام کر دی ہے اور جو نہی کہ یہ حکم اس زبان سے نکلا تمام قوم شراب سے باز آگئی اور ایسی باز آئی کہ جب تک وہ اسلام کے قانون ہی پر اس کا مطلق کسی طرف سے تری کی جانب توجہ کرنا ممکن نہیں ہے پھر یہ تحریم ایسی تحریم نہیں ہے جس کو کسی تحلیل سے بدلا جا سکتا ہو اگر تمام عالم کے مسلمان بالاتفاق شراب کی تائید میں ووٹ دیں تب بھی یہ حرام کبھی حلال نہیں ہو سکتا۔

آپ اس عظیم الشان تفاوت کے اسباب پر غور کریں گے تو اس سے چند ایسی باتیں معلوم ہوں گی جو نہ صرف شراب کے معاملہ میں بلکہ قانون و اخلاق کے تمام مسائل میں ایک اصول کلیہ کا حکم رکھتی ہیں۔

سب سے پہلی بات یہ ہے کہ نظام حیات انسانی کی تنظیم میں اسلام اور مغربی قوانین کا انحصار سراسر انسانی رائے پر ہے اس لئے وہ نہ صرف اپنے کلیات بلکہ ہر ہر جزئیہ میں عوام یا خواص کی رائے کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہیں اور انسانی رائے کا خواہ عوام کی ہو یا خواص کی، حال یہ ہے کہ وہ ہر آن انسانی ایسال اور مختلف خارجی اسباب و عوامل اور علم و عقل کے تغیر پذیر احکام سے جو ضروری نہیں ہے کہ ہمیشہ صحیح ہوں، متاثر ہوتی رہتی ہے ان تاثرات سے آراء و افکار میں تغیر واقع ہوتا ہے اس تغیر سے لازمی طور پر اچھے اور برے صحیح اور غلط جائز اور ناجائز حرام اور حلال کے معیارات بدلتے رہتے ہیں اور ان کے بدلنے کے ساتھ ہی قانون کو بھی بدل جانا پڑتا ہے اس طرح اخلاق اور تہذیب کا کوئی پائیدار مستقل ناقابل تغیر معیار قائم ہی نہیں ہونے پاتا انسان محض قانون پر عمل ہی کرتا ہے اور قانون کا کون انسانی زندگی پر اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی نوآموز آدمی موٹر چلا رہا ہو اور اس کے ناآزمودہ کار ہاتھ بے قاعدگی کے ساتھ اسٹیرنگ کو کبھی ادھر اور کبھی ادھر گھما رہے ہوں اس کی ان بے قاعدہ گردشوں کا نتیجہ یہ ہو گا کہ موٹر کی حرکت بھی بے قاعدہ اور غیر مستقیم ہو گی وہ استقلال کے ساتھ کسی ایک متعین راستہ پر نہ چل سکے گی اور جب وہ تیز رفتاری سے چلے گی تو خود چلانے والے حضرت ہی پہ اس کا اثر پڑے گا کبھی وہ سیدھے راستہ پر ہوں گے اور کبھی ٹیڑھے راستہ پر کبھی کسی گڑھے میں جا گریں گے کبھی کسی دیوار سے ٹکرائیں گے اور کبھی نشیب و فراز کے دھکے کھا ئیں گے۔

بخلاف اس کے اسلام میں قانون و اخلاق کے کلیات تمام تر اور جزئیات بیشتر خدا اور رسول کے مقرر کئے ہوئے ہیں انسانی رائے کو ان میں ذرہ برابر دخل نہیں ہے اور جزئیات میں کسی حد تک دخل ہے بھی تو وہ صرف اس قدر ہے کہ زندگی کے تغیر پذیر حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ہم ان کلی احکام اور جزئی نظائر سے جب موقع ہے جزئیات مستنبط کرتے رہیں جن کو لازماً اصول شرع کے مطابق ہونا چاہیے اس الٰہی وضع قانون کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے سیاسی اخلاقی اور تہذیبی کا ایک مستقل

[illegible]
[illegible]
کیا گیا ہے [illegible] حلال کر

اس میں ایک دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ دنیوی قوانین انسانی زندگی کے لئے ضوابط بنانے اور اخلاق معاشرت اور تمدن کی اصلاح کرنے کے لئے ہمیشہ اس کی محتاج رہتی ہیں کہ ہر جزئی معاملہ میں پہلے عوام کو اصلاح کے لئے راضی کریں پھر قوانین کی جانب قدم بڑھائیں اس سلسلہ میں یہ بات بھی ہر دفعہ اپنے نفاذ کے لئے عامۃ الناس کی رضا پر منحصر ہوا کرتی ہے اور جس اصلاحی یا تنظیمی قانون کا نفاذ عوام کی رضا کے خلاف کر دیا گیا ہے بعد میں جزا بہت ہیاب منسوخ کیا جاتا ہے نہ صرف امریکہ کا تجربہ بلکہ تمام دنیا کے تجربات اس پر شہادت دے رہے ہیں اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیوی قوانین در حقیقت اصلاح اخلاق و معاشرت کے معاملہ میں قطعاً ناکارہ ہیں کیونکہ جن لوگوں کی وہ اصلاح کرنا چاہتے ہیں انہی کی رضا پر ہر حال اس کی عملی حیثیت ہی کے زیر اثر ہے ان کا نفاذ منحصر ہے۔

اسلام نے اس اشکال کو ایک دوسرے طریقے سے حل کیا ہے اور آپ غور کریں گے تو معلوم ہو گا کہ اس مشکل کا حل بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے وہ تمدن و معاشرت اور اخلاق کے مسائل کو چھیڑنے اور قوانین شریعت کی اطاعت کا مطالبہ کرنے سے پہلے انسان کو دعوت دیتا ہے کہ خدا اور اس کے رسول پر اور اس کی کتاب پر ایمان لے آئے یہ بات یقیناً اس کی رضا پر منحصر ہے کہ وہ ایمان لائے یا نہ لائے مگر جب وہ ایمان لے آیا تو اس کی رضا و عدم رضا کا کوئی سوال باقی نہ رہا اب خدا کی طرف سے اس کا رسول جو حکم بھی دے اور خدا کی کتاب جو قانون بھی مقرر کرے وہ اس کے لئے واجب الاطاعت ہے اس ایک اصول کے قائم ہو جانے کے بعد شریعت اسلامی کے تمام قوانین اس پر نافذ ہوں گے اور کسی جزئی یا کلی مسئلہ میں اس کی رضامندی یا نارضامندی کا دخل نہ ہو گا یہی ہے کہ امریکہ میں جو کام کروڑوں بلکہ اربوں روپے کے صرف اور بے نظیر تبلیغ و اشاعت اور حکومت کی زبردست کوششوں کے باوجود نہ ہو سکا وہ عالم اسلامی میں خدا کی جانب سے رسول خدا کی صرف ایک منادی سے ہو گیا۔

تیسری سبق آموز بات یہ ہے کہ کوئی انسانی جماعت خواہ کتنی ہی علوم و فنون کی روشنی سے بہرہ ور ہو اور خواہ عقلی ترقیات کے آسمان ہی پر کیوں نہ پہنچ جائے اگر وہ قوانین کی تابع فرمان نہ ہو اور ایمان کی قوت نہ رکھتی ہو تو کبھی ہوائے نفس کے چنگل سے نہیں نکل سکتی اس پر خواہشات نفسانی کا غلبہ اتنا شدید رہے گا کہ جس چیز پر اس کا نفس مائل ہو گا اگر اس کی مضرتیں اگر آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر کے دکھا دی جائیں اگر اس کے خلاف سائنس دلیل پر استدلال عقل کے مجموعے کو بھی مہیا کر دیا جائے اگر اس کے مقابلہ میں اعداد و شمار کی بھی شہادت پیش کر دی جائے جو علم و حکمت کی نگاہ میں ہرگز جھوٹی نہیں ہو سکتی، اگر انسانی ہلاکتوں کے تجربات و مشاہدات نمایاں کر دی جائیں تب بھی وہ کبھی اپنے نفس کے عشق کو نہ چھوڑے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی معاشرت اخلاق میں کوئی اور اس کے تمدن کی تعمیر کا منبع علم ہیں بلکہ اس میں اتنی طاقت بھر دینا کہ وہ نفس پر غالب آ جائے نہ علم کے بس کی بات ہے اور نہ عقل و خرد کی یہ کام صرف ایمان کے اور کسی قوت کے ذریعہ سے انجام نہیں پا سکتا۔

مشرق و مغرب کا زبردست تصادم

محاربات صلیبی

عہد وسطیٰ کے اہم ترین واقعات میں محاربات صلیبی کو خاص شہرت و اہمیت حاصل ہے۔ یہ وہ تباہ کن جنگیں ہیں جو یورپ کی طرف سے شام پر کی گئیں اور جن میں مغرب و مشرق کا ہولناک تصادم ہوا بلکہ درحقیقت مغرب کے جلیل القدر تاجداروں کا مشرقی فرمانرواؤں سے باہم آویزش کا موقع ملا جو گیارہویں اور تیرہویں صدی میں [illegible] صلیبی جنگجوؤں کا یہ سیلاب لاکھوں کی تعداد میں یورپ سے مشرق کی طرف امڈا اور ایک مدت مدید تک اس نے دنیا کے عظیم الشان خطوں کو جنگ کا [illegible] بنائے رکھا چنانچہ اس جنگ میں ہزارہا انسانوں کا خون بہا بلکہ یہاں مشرق و مغرب باہم ٹکرائے اور مغرب کی حیات عمومی پر اس کا زبردست انقلابی اثر پڑا اس لئے تاریخ یورپ ہی میں نہیں بلکہ تاریخ عالم میں ان جنگوں کو ایک مشہور خطیر اور اہمیت تامہ حاصل ہو گئی۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے انتقال کے بعد ہی ساتویں صدی میں عربوں نے شام فتح کر لیا تھا اور بیت المقدس جو عیسائیوں کا مذہبی مرکز ہے ان کے قبضہ و تسلط میں آگیا تھا۔ تاہم عرب ان مقامات کا پورا ادب و احترام کرتے تھے ڈاکٹر جیمس ہاروی رابنسن مشہور امریکی مورخ نے بھی اپنی تاریخ یورپ میں اس کا اعتراف کیا ہے اور غیر مبہم الفاظ میں کہا ہے کہ مسلمان عیسائی مقامات مقدسہ کے عزت و احترام میں عیسائیوں کے برابر کے شریک تھے اور عیسائی زائرین کو یہاں آنے اور بلا روک ٹوک عبادت کرنے کی اجازت حاصل تھی۔

مسلم فرمانرواؤں کا انحطاط

ملت اسلام کا ایک سرفروش مجاہد سلاجقہ ترک، میدان میں آرہا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ خلافت عباسیہ کے قویٰ مضمحل ہو چکے تھے بغداد کے سریر حکومت پر ایک شاہزادہ برائے نام متمکن تھا سلاجقہ نے اس کو بہر طرف اپنا تسلط جمانا [illegible] شروع کر دیا اور شام و عراق میں سیاہ سفید کے مالک بن گئے مصر میں فاطمی حکومت کا آفتاب اقبال پر خط استوا سے [illegible] مائل غروب ہو چکا تھا اور اس کی حکومت کا ستارہ ڈوب رہا تھا اس پر طرہ یہ کہ سلاجقہ اور ان میں مذہبی اختلافات کے جھگڑے اٹھے اور سلاجقہ کتنے ہی دلیر اور بہادر ہوں لیکن ظاہر ہے کہ باہمی اختلاف کمزوری اور ضعف کا باعث ہوتا ہے ان جانبازان اسلام کی جو توجہ [illegible] اسلام کی سربلندی کی طرف مبذول ہونا چاہئے تھی وہ زیادہ تر فاطمیوں کے مقابلے میں صرف ہونے لگی جس سے عیسائیوں کو تقویت مل گئی۔

سلاجقہ کے [illegible] اسلامی سرفروشی اور خدمت ملت کا جذبہ پورے عروج پر تھا اس لئے وہ [illegible] فتوحات کا دامن برابر وسیع سے وسیع تر ہوتا گیا [illegible] نے آگے بڑھ کر رومی فرمانروا کو شکست دی اور ایشیائے کوچک پر بھی قابض و مسلط ہو گئے اس فتح مندی کے سلسلہ میں چونکہ ان کا قبضہ قلعہ نیسیا پر بھی ہو گیا تھا جو قسطنطنیہ کے عین مقابل واقع ہے [illegible] ایک [illegible]

جاتی تھی۔ عیسائیوں کی نگاہوں کے سامنے آخری [illegible] ۱۰۸۱ء تا ۱۱۱۸ء ایک طاقتور فرمانروا تھا اس نے تخت نشین ہوتے ہی اس خطرے کے استیصال اور سلاجقہ کے اخراج کی سعی کی لیکن اسے بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ترکوں کا مقابلہ کوئی آسان کام نہیں۔ بتاریخ امیر علی

تاریخ عالم کا مؤثر خطبہ جنگ

قرون وسطیٰ میں یورپ اور ایشیا [illegible] مغرب کی عملداری میں بیت المقدس پر مسلم قبضہ و تسلط صلیبی کانٹے کی طرح کھٹکتا تھا اور وہ یہ دیکھ کر اکثر مضطرب ہوتے رہتے تھے کہ ارض مقدس اور حضرت عیسیٰ کا گہوارہ زندگی مسلمانوں کے دائرہ حکومت میں شامل ہے گو بقول رابنسن عیسائیوں کو یہاں ہر قسم کی آزادی حاصل تھی لیکن تعصب اس امر کا روادار نہ تھا کہ مسیحیت کے نجات دہندہ کی قبر بیدین مسلمانوں کے نجس ہاتھوں میں رہے ادھر [illegible] نے سلاجقہ کی پامالی کو اپنے بس کا روگ نہ سمجھ کر پوپ اربن دوم سے امداد کی التجا کی ادھر ایک راہب جناب پطرس ۱۰۹۵ء میں زیارت سے لوٹ کر ان کی خدمت میں پہنچے اور زائرین کے مفروضہ مصائب کی [illegible] اس جوش کے ساتھ پیش کی کہ پوپ کی [illegible] آنکھیں بھی آنسوؤں سے تر ہو گئیں پوپ نے مارچ ۱۰۹۵ء میں اٹلی کے شہر پیاسنزا میں ایک مجلس منعقد کر کے حضرت مسیح کا وہ پیام جو حضرت پطرس راہب کے ذریعہ موصول ہوا تھا عیسائی دنیا کو سنایا۔

نومبر ۱۰۹۵ء میں بمقام کلیرمونٹ واقع فرانس میں ایک دوسرا اجتماع ہوا یہ اجتماع تاریخ میں ایک لازوال شہرت کا سرمایہ دار ہے اس میں پوپ اربن دوم نے ایک معرکہ آرا تقریر کی جس کے دوران میں فرمایا کہ:-

"فوجی سردارو اور سرفروش سپاہیو! باہم آویزش کے مشغلہ کو ترک کر دو اور فوراً اب اپنے ہم مذہبوں کی امداد کے لئے مشرق کی طرف بڑھو۔ جہاں گستاخ ترکوں نے اودھم مچا رکھا ہے اگر جلد ان کی خبر نہ لی گئی اور ان کو تھام نہ لیا گیا تو وہ اپنی حکومت خدا کے وفادار بندوں پر اور زیادہ وسیع و قوی کر لیں گے میں کہتا ہوں اور مسیح ہی سے کہتا ہوں کہ ہمارے شافع محشر کے مقبرے پر نجس ہاتھوں کا قبضہ ہے تمہارے مقامات مقدسہ کو یہ مسلمان نہ صرف یہ کہ خراب و ناپاک کر رہے ہیں بلکہ ان کو [illegible] کی نگاہ سے بھی دیکھتے ہیں جاؤ اور انہیں آزاد کراؤ"

ساتھ ہی آپ نے جوش دلانے اور جذبات بھڑکانے کے بعد یہ ترغیبی الفاظ بھی ارشاد کئے کہ:-

"فرانس کی حالت یہ ہے کہ وہ اپنی ساری اور پوری آبادی کے لئے اتنا پیدا کرنے سے قاصر ہے جتنا کہ اس کی ضروریات زندگی کے لئے کافی ہو بخلاف اس کے ارض کنعان و مقدس سرزمین کی زرخیزی کا یہ عالم ہے کہ وہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں اور تمام ضروریات زندگی کی کثرت اور بھرمار ہے جلد جلد تیار ہو جاؤ بیت المقدس کی شاہراہ پر قدم ڈال کر ترکوں سے ارض قدس کو چھین لو [illegible]"

پوپ نا بجلنے والا جنگ میں مصروف ہو جاؤ گے اس جنگ میں ہی
میں شرکت کو مستعد ہو … اور مجرموں کو بھی معاف
کر کے کہا کہ … اب یہ جلتے ہی انہیں اے حضرت عیسیٰ کے سپاہی بن جاؤ …
سے کہا کہ یہی سفر تمہارے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا ایک تو زمانہ دوسرا پوپ
کی شخصیت اور اس پر ایسی زبردست … دالی تقریر نے نہ صرف
اس اجتماع میں بلکہ سارے یورپ میں آگ لگا دی۔

پوپ اربن کا جوشِ مذہبی

حاضرین نے بلند آواز میں کہا کہ یہی خدا کی مرضی ہے۔ پوپ بہت موقعہ شناس اور نفسیات انسانی کا ماہر تھا اس نے فوراً کہا کہ بس یہی جملہ صلیبی جنگجوؤں کا رہنما رہنا چاہیے مشرق کی طرف روانہ ہونے کے لئے جو افراد کمربستہ ہوئے ان میں ضرور کثرت بہادر اور مذہبی انسانوں کی تھی لیکن ایسے ایسے مجرم بھی تھے جو مزید دولت کی طمع میں چل کھڑے ہوئے تاکہ شام پہنچ کر وہاں اپنی کوئی ریاست قائم کر سکیں جو دنیا سے تنگ منشائی اور نیا میدان ہاتھ میں آنے کے شوق میں رخت سفر باندھ لیا جھگڑے اور گھر کی ذمہ داریوں سے گھبرانے والوں کو تو ساتھ ہونا ہی تھا مجرم بھی اپنے گناہوں کی پاداش اور اپنے جرموں کی سزا سے بچنے کے لئے لشکر میں شامل ہو گئے۔

دیندار مسلمانوں کی طرح دیندار عیسائیوں کا یقین کامل تھا کہ اگر اس جنگ میں مارے گئے تو سیدھے جنت میں جائیں گے کلیسا کی طرف سے شریک جنگ ہونے والوں کے لئے قرضوں کا سود معاف کرا دینے اور ان کی جائدادوں کو رہن رکھ دینے کا بھی اعلان ہوا ان کے بال بچے کلیسا کی حفاظت میں لے لئے گئے اور جس نے انہیں تکلیف دینے اور ستانے کی کوشش کی اسے فوراً خارج البلد کر دیا گیا اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یورپ میں مسلمانوں کے خلاف کتنی زبردست روح دفعتاً پیدا ہو گئی اور اس یلغار نے کس قدر ہردلعزیزی و اہمیت حاصل کر لی۔

پہلی صلیبی جنگ

یورپ والے جنگ صلیبی جنگجوؤں کی تعداد کا اندازہ پانچ لاکھ کرتے ہیں مسٹر گبن تین لاکھ بتاتے ہیں لیکن سید امیر علی ان کی تعداد سات لاکھ بتاتے ہیں اس میں یورپ کے بڑے بڑے جانباز شہزادے اور امراء بھی شامل تھے آخر یہ سیلاب عظیم مذہبی جذبہ سے سرشار مشرق کی طرف روانہ ہوا جس وقت ہنگری پہنچا تو ان کی وحشت جوش اور دیوانہ حرکات سے تنگ آکر اہل ہنگری نے اس لشکر پر دھاوا بول دیا اور بہت سے صلیبی جنگجو یہیں ٹھکانے لگ گئے کچھ ترکوں نے تلواروں پر دھر لئے لیکن چونکہ جوش مذہبی تھا اس لئے عقیدت مند گروہ سدراہ قسم کے مصائب گرسنگی فاقہ کشی اور سفر و علالت کی تکالیف اٹھا کر ارض قدس تک پہنچ جانے کی برابر سعی کرتا رہا۔

نئی مصیبت یہ پڑی کہ جب یہ لشکر جوں توں کر کے قسطنطنیہ پہنچ گیا تو یونانیوں سے اس کی مخالفت ہو گئی گو ان دونوں میں مذہبی اشتراک موجود تھا مگر نسلی اعتبار سے یہ ان صلیبیوں سے اتنے ہی دور تھے جتنے کہ ترک … بڑے بڑے سردار ضرور موجود تھے مگر سب لشکر تربیت یافتہ تو نہ تھا مذہبی جوش سے لوگ دیوانے بنے ہوئے تھے مزاجوں میں خونخواری اور سفاکی کے ساتھ غرور بھی پیدا ہو گیا تھا یہ بھلا کسی کا احترام و ادب کیا ملحوظ رکھتے

… اسے … ایک … شہنشاہ ایلکسیس کے … کا ملک اٹھا لے … ان پہاڑی … پر حملہ کر دیا جانے پر … دارالحکومت کے … میں … تھا اس سے اور نقصان پہنچا ان صلیبیوں نے وحشیانہ مظالم کا تصور بھی اس شمال میں قائم ہو سکتا ہے کہ یونانی ہنگری آسٹوی ان کے ہم مذہب تھے مگر جو گزند گئے وہاں کے باشندوں کو اس درجہ تختۂ مشق ستم بنایا کہ وہ حملہ کرنے پر مجبور ہو گئے دوسری جانب شہنشاہ ایلکسیس کی خود نوشتہ تاریخ کے اوراق ان کے ظلم و جبر کے شاہد ہیں یہ تاریخ اس نے اسی زمانہ میں لکھی تھی اس نے ان صلیبیوں کے ظالمانہ طرز پر … اچھی طرح واضح کیا ہے کہ یہ لوگ بھیڑیوں سے بدتر تھے

رومی شہنشاہ کا اضطراب

شہنشاہ ایلکسیس نے انہیں بلایا تو اس لئے تھا کہ وہ ان کی امداد سے … کوچک کو دوبارہ فتح کرے اور سلاجقہ ترک کو پسپا ہونے پر مجبور کرے مگر اس نے دیکھا کہ اس لشکر کے سردار اپنے دماغوں میں نیا سودا لئے ہوئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس کی سلطنت کے اندر اپنی جداگانہ ریاستیں قائم کر لیں نیز وہ اس شہنشاہ کو بھی اپنا مفتوح ہی سمجھنے لگے تھے اور اس کا بالکل احترام نہ کرتے تھے ایسے حالات سے بہت بیزار ہوا اور یونانیوں کو بھی ان سے کوئی تعلق نہ رہا آرمینیا البتہ ان کی امداد کی شہر … امداد سے فتح ہوا اس کے بعد … نصف اور شہر انطاکیہ کو فتح کرنے میں گذر گیا اس کے بعد ہی سرداروں میں جنگ شروع ہو گئی نارمن بوہیمنڈ اور کاؤنٹ آف طولوس کے مابین مفتوحہ شہروں پر قبضہ رکھنے کے بارے میں شدید ہنگامہ برپا ہوا جس میں اول الذکر کامیاب ہوا اور موخر الذکر طرابلس کے ساحل پر ایک ریاست قائم کرنے کے کام میں مصروف ہو گیا۔

مسلمان تو خیر بیدین ہی کہلاتے تھے مگر ان دینداروں میں بھی وحشت و بربریت اور قتل و نہب کے جو مظاہرے کئے گئے وہ حد درجہ بہیمانہ تھے ۱۰۹۹ء کے موسم بہار میں ہوا عیسائی بیت المقدس پر چڑھ دوڑے مسلم فرمانروا اپنی مخالفتوں اور کردیوں کا شکار بنے ہوئے تھے تاہم جو کچھ بن پڑا ہے جہاں تک ہو سکا انہوں نے ان محاصرین کا مقابلہ کیا اور پورے … تک بہادری کے ساتھ لڑتے رہے جب عیسائی کسی طرح شہر کو فتح نہ کر سکے اور انہیں رسد پہنچنے کا بھی کوئی امکان باقی نہ رہا تو ایک طرف تو انہوں نے محصورین کو امن دینے کے وعدے کرنے اور دوسری طرف چاروں طرف سے حملے کر کے چند برج قبضہ میں کر لئے اس لئے کہ یورپ میں ایک عظیم … جوش پیدا ہوا تھا آخر بڑی مشقت تمام شہر کو فتح کر لیا۔

صلیبی جنگجوؤں کی وحشت و بربریت

… اس جنگ میں … کچھ ذیل … وحشت و بربریت اور ظلم و سفاکی کا ثبوت … اس … جب کہ … شہر ہو چکے تھے صلیبی لشکر … ہر … انسانی گوشت کی … جس میں … نے مسلمان

کے گزشتہ ... کھنے کی گرجا میں مسلمانوں کی قربانی پیش ہوتا
آیا قتل ہوا جس عد ... ... گئے تو ان کو دیکھ اور ... لوٹے
صفایا کر دیا تمام ... ... ہیں کہ ایک ... کے صحن میں
بیک وقت شہر ... مسلمان ... ... گئے ... ... کے بالوں
تک گئے ان کے گھوڑے گھٹنوں گھٹنوں تک اسلامی خون کے دریا میں
غرق تھے۔

ڈاکٹر جیمس ... جیسی مشہور امریکی مورخ نے بھی لکھا ہے کہ صلیبی جنگ جوؤں کی فوج تشای سے ... اور انہوں نے باشندگان شہر کو بے تحاشا قتل کیا۔

شام میں لاطینی سلطنت کا قیام

بیت المقدس کی فتح کے بعد یہاں چار لاطینی ریاستیں قائم ہوگئیں ایک انطاکیہ طرابلس کے گرد و پیش کا ملک اور بیت المقدس۔ یہ بیت المقدس کی لاطینی سلطنت نوے برس تک قائم رہی اور اس میں نو فرمانروا ہوئے ... میں اس کا خاتمہ ہوا۔

ان فتوحات کی خبر سنکر صلیبیوں کا ایک اور سیلاب ... میں یورپ سے چلا لیکن یہ راستہ ہی میں فنا ہوگئے اور بہت ہی کم بیت المقدس تک پہنچ سکے گو اس لاطینی سلطنت کی وسعت تقریباً ۵۰۰ میل طویل اور ۵۰ میل عریض تھی لیکن سلاجقہ کی خانہ جنگیوں نے انہیں ان کے اخراج کی طرف متوجہ ہی نہ ہونے دیا یہاں ... مارکس الوفیا نائٹوں کے طبقے جنگی حیثیت ... کر کے مسلمانوں کے لئے وبال جان بنے رہے۔

دوسری صلیبی جنگ
مسیحیوں کی ناکامی

شہر ایڈیسہ مشرق میں عیسائیوں کا ایک اہم سرحدی مرکز تھا پچاس برس کے بعد عماد الدین اتابک زنگی نے ... میں اسے فتح کر لیا ... میں یہ مجاہد انتقال کر گیا اور تخت حلب پر اس کا فرزند رشید نور الدین محمود متمکن ہوا عیسائیوں نے اس انقلاب کی اطلاع پاکر مسلمانوں کی محافظ فوج کو قتل کر دیا اور شہر کے فرزندان توحید پر قتل و غارت کا بازار گرم کر کے ... صاف ... نور الدین برق و باد کی طرح ... اور ... شہر کو پھر فتح کر لیا اس فتح و نصرت ... بڑھے ہوئے جوش کو اور بڑھا دیا اور جہاں پہلے پادری پطرس کھڑا ہوا تھا وہاں اس دفعہ سینٹ برنارڈ میدان میں اترا اور اس نے اپنی بے نظیر فصاحت سے ہر طرف جوش کے طوفان پیدا کر دیے

کانراڈ سوم شہنشاہ جرمنی ... ... ہونے پر رضا مند ہو ... سینٹ برنارڈ تھا اس کے ... میں ... تقریر کی ... ... کے اقوال ... قوت ... ایسی خوفناک ... ... کے سامنے ... کو ... کیا اور شرکت ... ہم پر رضا مند ... کی ... ... اس پر ...

ایلینا اور شہنشاہ جرمنی لوائی کر صلیبیوں کا عظیم لشکر اس طرف روانہ ہوئے لیکن اس لشکر کی حالت کیا تھی مشہور اسپکٹر کی معتبر آواز ... کی زبان سے سنئے وہ لکھتے ہیں کہ:

"اس صلیبی لشکر میں ... کی کثرت ضرور تھی لیکن تمام شر انگیز ... بھرے پڑے تھے تمام ... کو ... اور ... اس میں شامل ہو گئے۔"

اب بھی کچھ شک ہو تو آپ خود سینٹ برنارڈ کی شہادت پڑھیے تو جو اس مہم کا روح رواں اور ... لکھتا ہے کہ:

"اس انبوہ کثیر میں شہوت پرست مذہب کی توہین کرنے والے، قاتل، لٹیرے، دغا باز اور بد معاش بکثرت اچھے لوگ شامل تھے یہ وہ عناصر تھے جن کا یورپ سے نکل جانا ہی مفید تھا اور فلسطین میں ... "

ظاہر ہے کہ اس اخلاق کے لوگوں سے کچھ بھی توقعات وابستہ نہیں کی جا سکتیں جن جن راستوں سے یہ ٹڈی دل کا سیلاب گزرا اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر تباہی اور بربادی پھیلاتا گیا۔ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں یہ جنگ فوجی نقطہ نگاہ سے شدید نقصان اور تکلیف دہ ناکامی پر منتج ہوئی اور یہ لوگ خائب و خاسر واپس گئے۔

تیسری صلیبی جنگ
سلطان صلاح الدین کی شہرۂ آفاق جنگ

رفتہ رفتہ واقعات نے پلٹا کھایا اور ملت اسلام کا سپوت اور دنیائے نیست ... کا تاجدار سلطان صلاح الدین ایوبی سریر آرائے حکومت ہوا اس نے دیکھا کہ عیسائیوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے اور یورپ کا جوش سیلاب عظیم بنکر اسلام کو مشرق سے مٹانے کی فکر میں لگا ہوا ہے اس لئے یہ دلیر ... سلطان خدائے برتر کا نام لیکر اٹھا اور عیسائیوں سے کئی خونریز معرکوں کے بعد ... میں بیت المقدس فتح کر لیا اس سے پرستاران صلیب میں ہلچل مچ گئی اور تین جلیل القدر فرمانروا۔ فریڈرک اول شہنشاہ جرمنی، فلپ آگسٹس شہنشاہ فرانس اور رچرڈ اول شہنشاہ انگلستان بذات خود جنگی فوجیں لیکر بیت المقدس کی طرف بڑھے نیز کاؤنٹ ہنری اور ... کے بہت سے دیگر امراء بھی شریک مہم ہوئے۔ ادھر تو روپیہ رسد اور افواج کی یہ کثرت تھی ادھر تنہا ایک صلاح الدین جس کی حکومت محض دو چار ہی صوبوں تک محدود تھی لیکن اس مایۂ ناز فرزند اسلام نے اس شوکت و جلال سے یورپ کے اس بحر ذخار اور تینوں شہنشاہوں کا مقابلہ کیا کہ ان کے چھکے چھڑا دیئے اور ہزارہا عیسائیوں کو خاک و خون میں ملا دیا اور تمام لشکر کا سامان کرتا سب کو ... اور ... پہنچ کر دشمنوں کے دستوں کو ملیا میٹ کرتا یہاں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی اور عیسائی اخلاق کا ... مقابلہ کیا جائے۔

مسلم و عیسائی تعلیم کا صحیح مقابلہ

ظاہر ہے کہ عشق و جنگ میں ہر قسم کی بد اخلاقی روا رکھی جاتی ہے لیکن اسلام نے ... میدان جنگ میں اخلاق کو ... رکھا ...

جو جہالت میں [illegible] رقت پھیلی، یہودیوں [illegible]
تمام مسیحی لوگوں کو جنت کی نااعت اور [illegible] کو برباد کر کے
صلاح الدین ایوبی ؒ چونکہ اسلامی تعلیمات کا مجسمہ تھا اس لئے آپ نے
یہ حالت تھی اسلامی احکام کی پاسداری کی عیسائیوں نے بیت المقدس فتح کر کے
مسجد اقصیٰ کو گرجا بنا لیا اور اس کے گنبد پر صلیب چڑھا دی تھی مسلمانوں کا
گوشت پکا پکا کر خوب کھایا تھا ہر جو ملے یہاں کا گوشت ہانڈیوں میں چڑھایا تھا
گلیوں اور کوچوں میں خون بہا تھا ان مرد اور بچے بوڑھے جا اور بچے قتل کر کے
ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور خوب تباہ کیا تھا یہاں تک کہ ایک مسجد اقصیٰ
کے صحن میں ستر ہزار مسلمان شہید کر ڈالے تھے لیکن جب سلطان صلاح الدین
نے ۲ اکتوبر ۱۱۸۷ء مطابق ۲۷ رجب ۵۸۳ھ میں جمعہ کے روز ایک زبردست
معرکہ کارزار کے بعد بیت المقدس کو فتح کیا تو ایک قطرہ خون بھی نہ گرنے دیا کسی
کو دکھ نہ دیا کسی کو نہ لوٹا اور جنہوں نے شہر سے نکلنا چاہا انھیں مال و اسباب
سمیت نکلنے دیا وہ کتنا موثر نظارہ تھا کہ جب سینکڑوں عیسائی اپنا اسباب
اور مال اپنے سروں پر رکھے اپنے اعزا و اقارب کے ساتھ سلطان کی جان و مال
کو دعا دیتے ہوئے چلے جا رہے تھے۔

سلطان ان کے نکلنے کے وقت خود موجود تھا کہ کوئی مسلمان پہلے صدموں
کے جوش اور انتقام میں کسی پر ہاتھ نہ اٹھا سکے جنہوں نے شہر میں رہنا گوارا
کیا انھیں شہر میں رہنے دیا محاربین میں سے جو لوگ گرفتار ہو گئے تھے وہ
بھی باپ بھائیوں اور بہنوں کی سفارشوں پر رہا کر دیئے گئے سب سے زیادہ اثر انگیز
نظارہ وہ تھا کہ سلطان کی آنکھیں پرنم ہو گئیں یہ دیکھ کر بیٹے اپنے ضعیف
اور اندھے باپوں کو اپنے کندھوں پر بٹھا کر دروازے سے لیجا رہے تھے۔
سلطان نے اس پر خدائے بزرگ و توانا کا شکر ادا کیا اور سجدہ میں گر پڑا اسلئے
کہ اسے تعلیمات اسلامی کی صحیح پیروی کا موقعہ ملا یہی نہیں ان آخری محاربین
سے بھی اس کا سلوک نہایت شریفانہ رہا جس وقت رچرڈ بیمار ہوا ہے تو سلطان
نے اسے ہر قسم کی طبی امداد بہم پہنچائی اور برف کا سرد پانی بھجواتا رہا اپنے لوگوں کی
شہادت میں نظر انداز کر دو تاریخ یورپ کا مؤلف خود اس امر کا معترف ہے کہ
مسلم اور عیسائی محاربین کے تعلقات نہایت شریفانہ تھے اور سلطان ان
شہسواروں کے جذبات کا پورا احترام رکھتا تھا۔

یہ تیسری جنگ پورے پانچ سال تک جاری رہی یورپ کے ان فرمانرواؤں
اور زبردست تاجداروں نے اپنی پوری قوتیں بیت المقدس فتح کرنے کی
کوشش میں صرف کر دیں لیکن اس وقت مقابلہ پر سلطان صلاح الدین تھا
اس سلطان کی کوئی کوشش نہ چلی تمام فوجیں تباہ ہو گئیں فریڈرک شہنشاہ جرمنی
تو ڈوب مرا۔ فلپ شہنشاہ فرانس ناکامی کا داغ اپنی پیشانی پر لئے ہوئے پیرس
واپس گیا رچرڈ شہنشاہ انگلستان نے کچھ مدت وضعداری کو نبھایا آخر مجبور ہو کر اس
نے سلطان کے اخلاق سے فائدہ اٹھایا اور مصالحت کی درخواست کر کے صلح نامہ مرتب
کر لیا اس صلحنامہ کی [illegible] یافا اور صور تو عیسائیوں کے قبضہ میں رہنے
دیے گئے باقی تمام شہر جن میں عیسائیوں کے مقامات مقدسہ بھی شامل تھے
مسلمانوں ہی کے قبضہ میں رہے۔

بقیہ صلیبی جنگیں اس دفعہ بیت المقدس پر ۵ سو برس تک

سلطان [illegible]
کو ملک شام کی [illegible] فریڈرک ثانی شہنشاہ جرمنی نے سلطان مصر
کے بھتیجے [illegible] سے ایک صلحنامہ کے ذریعہ جس کی شرائط
اور [illegible] استقلال کر کے بیت المقدس اور چند دیگر شہر حاصل کر
جو کام کوئی جنگ [illegible] صلح سے انجام پذیر ہو گیا [illegible]
میں ملک [illegible] کے بھتیجے ملک ناصر نے بیت المقدس اور دیگر شہروں
کو فتح کر لیا اس وقت [illegible] تک یہ مقدس سرزمین مسلمانوں کے قبضہ
میں رہی اور عیسائی مایوس ہو کر بیٹھ گئے۔

درمیانی زمانہ میں صلیبیوں کی لڑائیاں مصریوں سے ہوتی رہیں اور یہ قاہرہ
اور مصر میں شکست کھا کر بھاگتے رہے اور آخر میں حوصلہ ہار کر بیٹھ رہے
گذر چکی تھیں یورپ فرش ذلت سے اٹھ کر عرش عزت پر متمکن ہو چکا تھا اور جدید
سائنس کی روشنی نے مذہبی معتقدات کو بھی کمزور کر دیا تھا اور عام طور پر کہا
جاتا تھا کہ وہ دور جہالت گذر گیا وہ تعصب ختم ہو گئے اب یورپ انصاف پرست
ہے اور اسے اپنی ترقی سے کام رہ گیا ہے لیکن یکایک ۱۹۱۱ء میں جنگ طرابلس
اور ۱۹۱۲ء میں جنگ بلقان کے شعلے بھڑکے اس وقت پھر افسردہ صلیبی جذبات
میں روح پیدا ہوئی لیکن ترکی کے چند صوبوں کو علیحدہ کر کے پھر سرد ہو گئی
اس کے بعد محاربہ عظیم کا تنور گرم ہوا ۱۲ جون ۱۹۱۶ء کو شریف
مکہ نے بغاوت کا اعلان کیا اس طرح پھر صلیبی روح عود کر آئی ۲۹ جون ۱۹۱۷ء
میں جنرل ایلنبی نے محاذ بیت المقدس کی کمان اپنے ہاتھ میں لی اور جنوب سے
بڑھ کر ۳۱ اکتوبر ۱۹۱۷ء کو بیرشبع پہنچ گیا۔ نومبر کے مہینے میں غزہ، عسقلان
اور یافہ لیکر ۸ دسمبر کو بیت اللحم اور ۹ دسمبر کو بیت المقدس کے دروازہ پر
آپہنچا۔ اور ۱۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کو شہر میں داخل ہوا۔

اس پر نہ صرف برطانیہ بلکہ تمام یورپ میں بڑی مسرت کا اظہار کیا گیا اور لوئڈ
لائڈ جارج نے جنرل ایلنبی کی فتوحات کو صلیبی فتوحات قرار دیکر اس پر بہت
زیادہ اظہار تفاخر کیا۔

عیسائیت اور تلوار

ہمیں تو یورپ شمشیر کے ذریعہ اسلام پھیلانے کا الزام دیتا ہے اور مذہب اسلام
کو یورپین مورخ مذہب شمشیر کہتے اور کہنے سے نہیں شرماتے لیکن غور نہیں
کرتے کہ یہ لڑائیاں کس مقصد عظیم کے لئے لڑی گئیں اور کس جرم پر مسلمانوں کے
خلاف یورپ کی متحدہ قوت آتش جنگ اور [illegible] کو جلاتی رہی کیا یہ
لڑائیاں ملک گیری کے لئے لڑی گئیں، سیاسی مقاصد کے لئے لڑی گئیں
اشاعت تہذیب کے لئے لڑی گئی تھیں [illegible]
[illegible]
کے کفارے کے لئے مصلوب ہوا تھا مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیں جنگ کا
باعث محض راہب پطرس اور پیشوایان کلیسا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

دو سو ... [illegible] ... مسلمانوں
کا خون بہا اور ... [illegible] ... حقیقت
ہی کے سر ... مسلمان ... [illegible] ... مسلمانوں
کو ان جنگلوں میں ... کے اندر ... [illegible] ... ملک
تباہ کر کے ... ضرور محسوس ... [illegible] ...
کے نام پر انہوں نے دنیا میں بدامنی اور فساد پھیلایا ... [illegible] ...
مسلمانوں ہی کے ... [illegible] ... شکستیں اور
خوفناک تباہیاں اٹھانا پڑیں۔

فرزندانِ اسلام کی جرأت و جلالت

آج مسلمان کتنے ہی گئے گزرے ہوں تباہ حال ... [illegible] ... ان کے سر پر افلاس و نکبت کا سایہ چھایا ہو لیکن یہ حقیقت اور مسلم حقیقت ہے کہ وہ جب سے منصۂ شہود پر نمودار ہوئے انھوں نے دنیا کو دکھا دیا کہ مردِ میدان شجاعت یہی ہیں اور جانبازی و سرفروشی، سرفرازی و سربلندی، جرأت و جلالت اور شمشیر زنی و خنجر آزمائی میں ارضِ عالم پر کوئی قوم ان کی مد مقابل پیدا نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے تاریخ کی شہادت موجود ہے ... [illegible] ... مسلمانوں نے کبھی شاذ ہی اپنی مجموعی طاقت سے دنیا کی کسی قوم کے خلاف جنگ کی ہو لیکن اس چودہ صد سالہ دور میں بارہا ان پر قوموں کی طرف سے مجتمع ... [illegible] ... یورشیں کی گئیں اور ان کی مجموعی طاقت نے ... ہندوؤں اور فرنگی طاقت نے ان کا استیصال کر کے دیکھ لیا قرنِ اول ... [illegible] ... متحدہ طاقتیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں ایران ... سب ... [illegible] ... ان پر ٹوٹ پڑا اور ارضِ عرب ... [illegible] ... لاکھوں انسانوں کے ... ٹڈی دل کی طرح ان پر آ پڑے لیکن ... [illegible] ... ان کے چھکے چھڑا دیئے بڑے بڑے ... [illegible] ... معمولی ... یا مختصر قطعات ... [illegible] ... آب کر کے رکھ دیئے۔

چنگیزی فتنہ ... [illegible] ... کس قدر دہشت خیز تھیں ان ظالموں کی ... [illegible] ... طاقت سے ساری دنیا کانپ اٹھی تھی ... [illegible]

[illegible] ... شکستیں دی ہیں ... [illegible] ... نے ان کے ... [illegible] ... کر دیا کہ دنیا میں شکستیں بھی ... حقیقت رکھتی ہیں اور ... مقابلہ کی ٹھان لیں تو پھر سارا عالم بھی ان کے سامنے ہیچ ہو کر رہ جاتا ہے۔

ہندوؤں کی مجموعی طاقت سے تصادم

سلطان محمود غزنوی، سلطان شہاب الدین غوری اور محمد بن قاسم کے مقابلے میں پورے ہندوستان کی طاقت آ گئی لیکن کوہِ اسلام سے ٹکرا کر خود ہی پاش پاش ہو گئی آخری دور میں مرہٹے جیسی جانباز قوم جیسی سرفروش اور ... [illegible] ... تمام ... کو ساتھ لے کے تین لاکھ سوار ... پانی پت میں لے آئی اس کے ساتھ جوان جاٹ اور راجپوت سب ہی ... [illegible] ... تھے لیکن احمد شاہ ابدالی کے ... ہزار بے سروسامان لشکر نے انھیں روئی کی طرح دھنک کر پھینک دیا اور گھروں اور ... [illegible] ... تک ان کا تعاقب کرتے چلے گئے اور یہ نوبت کر دی کہ کوئی گھر ایسا نہ رہا جس سے اس شکست پر نوحہ و ماتم کی صدائیں بلند نہ ہوئی ہوں۔

خدائی وعدہ غلط نہیں ہو سکتا قرآن کریم میں خدائے قدوس نے مسلمانوں سے وعدہ کر لیا ہے کہ اگر تم سچے مسلمان بنے رہے اور اسلام کے اصولوں کی پیروی کی تو تم ہی دنیا کے فرمانروا اور خلیفہ ... بنکر رہو گے اور دنیا والے تمہارے ہی ... رہیں گے مسلمان اللہ کے شیر ہیں اور آج یہ کتنے ہی گرے ہوئے کیوں نہ ہوں لیکن جب اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو ان کا مقابل دنیا میں کوئی ... [illegible] ... نہیں ... [illegible] ... زمانہ میں غازی ... [illegible] ... غازی کمال پاشا، غازی انور پاشا اور آقائے رضا شاہ ... [illegible] ... حیات ... اور مولانا محمد علی مرحوم کے سوانح حیات مطالعہ کرو اور ترکانِ احرار کی ... [illegible] ... دیکھو۔ سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ مسلمانوں سے اسلام رخصت ہو رہا ہے اور یہی ان کی پسماندگی کا واحد سبب ہے اگر مسلمان آج سچے مسلمان بن جائیں اور اسلام اور قرآن کریم کو اپنا رہبر بنائیں اور خدا کے فرمانبردار بندے بن جائیں تو دنیا پھر ان کی لونڈی ہو گی۔ مسلمانوں کو کسی نے برباد نہیں کیا اور نہ ان کو کوئی طاقت برباد کر سکتی ہے افسوس کہ وہ خود اسلام سے ہٹ کر برباد ہو رہے ہیں۔

پیامِ حریت

مولوی سید ... [illegible]

[illegible] ... اسلام ... [illegible] ... مسلمانوں ... [illegible] ... مولوی ... [illegible]

جہد للحیات

(جناب ... قلیقی)

ایک کاروانی زندگی کے تجربات

منبط کرمل ہیں کاجنک آ ... جیل سے طلبہ بسم اللہ

دہلی ۱۷ ستمبر ۱۹۳۰ء

پیارے زاہد۔

ایک عظیم الشان شہر کا آفتاب ایک چوبیس سالہ میانہ قامت معقول صورت نوجوان کو طلوع آفتاب سے غروب تک تلاش معاش میں صد بد مارا مارا پھرتا ہوا دیکھ رہا ہے آفتاب آہستہ آہستہ اپنی مسافت طے کر کے پردۂ مغرب میں روپوش ہو جاتا ہے سوختہ سامان نوجوان مایوسانہ قدموں کے ساتھ لوٹ کر تھکا ہارا اپنے حجرۂ تاریک میں تار پڑ رہتا ہے۔

یہ عظیم الشان شہر دار السلطنت دہلی ہے۔ اور وہ برگشتہ و حیران نوجوان تمہارا کلیم صرف کلرکی کی امید اور اتنی مصیبت توبہ۔ توبہ۔

میں نے تم سے چلتے وقت وعدہ کیا تھا کہ وقتاً فوقتاً تمہیں اپنے حالات سے مطلع کرتا رہوں گا چنانچہ میں پہلی فرصت سے فائدہ اٹھا کر تمہیں مخاطب کر رہا ہوں۔ دن بھر کی کوچہ گردی کے باعث اگرچہ تکان سے خستہ ہو رہا ہوں لیکن دماغی حزن نے دل کی رفتار کو بے ترتیب کر دیا ہے جس کا لازمی نتیجہ بے خوابی ہے اور میں بیخوابی کے ان لمحات کو تمہیں خط لکھ کر بہترین مصرف میں لا رہا ہوں!۔

میں نے دنیا کے دریائے بے پایاں میں اپنی کشتی حیات کو کچھ شیریں امیدوں اور خوشگوار توقعات کے ساتھ نہیں چھوڑا ہے۔ یہ خراب آباد گیتی کبھی میرے لئے راحتوں اور مسرتوں کا سرچشمہ نہیں بنی عشرت کے دیوتا کی تبسم آمیز عنایت مجھ پر کبھی نہیں ہوئی تمہیں معلوم ہے میری زندگی کیسی دشواریوں میں بسر ہوئی ہے کن حالات میں میں نے اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری کیا اور کن تفکرات کے ہجوم میں میں نے ایم۔ اے کیا۔ ظاہر ہے کہ مجھ جیسے خوگر آلام کا دل ناکامیوں سے ٹوٹ نہیں سکتا کیونکہ میری زندگی کی ساری تعمیر ہی ناکامیوں پر ہے اس سے میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں قنوطی ہوں نہیں برخلاف اس کے مجھ میں رجائیت کا مادہ ضرورت سے زیادہ ہے میں تو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ناکامی صرف اسی وقت زیادہ جانکاہ ہوتی ہے جبکہ ہم خواہ مخواہ بغیر دلیل طفلانہ توقعات قائم کر لیتے ہیں اور یہ کہ جب تن "ہمہ داغ داغ" ہو تو نہ مرہم کی گنجائش ہوتی ہے نہ ان داغوں میں کسی جدید داغ کا اضافہ کوئی نمایاں احساس پیدا کر سکتا ہے۔ غالب کا کثیر الذکر شعر ہے

رنج کا خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

اس جذبے کی ایک غیر مکمل تشریح کرتا ہے جس کی اگر مزید وضاحت چاہتے ہو تو اس شعر میں تلاش کرو ؎

کشتگان عشق کی پوچھے ہے کیا قبر
ہم لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے

"یہ تمہارا خلاف جو مجھے اپنے وطن سے پھرتے ہوئے نا کام و نامراد دوست نے روانہ کیا تھا۔

کلیم شروع ہی سے جو ہونہار تھا لیکن تھا بدقسمت ہمیشہ سے بدنصیب اتنی بجبہ، تقدیر کی ... گرفت اور اہا کیا تی اعقیت کبھی ایسی تباہ کن قوت کا دنیا میں وجود ہے؟ کیا دراصل کارزار زندگی میں فتح و شکست اسی پر موقوف ہے؟ بیشک اس جنگ میں تو ہم قوی دل و قوی ارادہ ... فتح و شکست کو زیر کر سکتے ہیں پھر کیا اس جیون کی جنگ میں ہم ہر کڑی کو غیر متزلزل صحت کی مدد سے جیت حاصل نہیں کر سکتے کہ سکتے ہیں ... اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں کے بعد بھی ہم احساس آسانی کے نہ رہ سکیں۔

کلیم نے بارہ سالہ تعلیمی مدت کسی موہوم مستقبل اور آئندہ کے خوشگوار سراب پر پھینک کر ختم کر دی تھی اس کا خیال تھا کہ کوئی معقول ملازمت نہ ملی تو کوئی کلرکی تو کہیں گئی نہیں لیکن اب وہ محسوس کر رہا تھا کہ اس کا کسی دفتر میں کلرک ہونا بھی اسی قدر دشوار ہے جس قدر دہلی کا بادشاہ بننا۔ وہ زمانہ شباب میں عین زمانہ شباب میں اس سے محبت کی پری ہی روٹھ گئی ہاں مایوسی کی ... اور بدنصیبی کی چڑیلوں سے اس کی روز ملاقات ہوا کرتی تھی۔

اس کے بعد اس کا دوسرا خط تھا۔

میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ رنج و تعب میں احساس رنج "دمڑے کو مارے شاہ مدار" کے مصداق ہے حساس لوگ اسی وجہ سے پامال الم ہو کر جلد اپنی زندگی ختم کر لیتے ہیں میری حساسیت سے تم خوب واقف ہو لیکن تعجب ... میرے اس ارتقا پر اظہار حیرت کرو گے کہ پیہم ناکامیوں کے باوجود میرا روحانی الک شری کی ذلیل خدمت سے اب تک ... رنج و احساس کرتا ضرور ہوں لیکن اس کے تعقل کو زیادہ برقرار نہیں رہنے دیتا میں اپنے اندر ایسی قوت پیدا کر رہا ہوں جس سے اس کمزوری پر بھی غالب آسکوں اور میرے اعصاب میری عروق میرے دل و دماغ تفکر و رنج و حزن سے اسی قدر نا آشنا ہو جائیں جیسا ایمان کفر سے نابلد ہے لیکن ... کا ایک یہ ہے کہ وہ قوی ترین جس ... غضبناک خواہش جس کے لئے کسی نے لفظ "شہرت" وضع کر رکھا ہے بہت ہی ... دکھ دہی کا ثبوت دیتا ہے اپنی تباہ سامانی میں ... جذبات میں اپنی ابلیسانہ تحریص ہیں ... ہونا چاہئے پھر اس کی سکون گیری کے لئے ... اس قدر سہل الحصول کہ ایک چڑیا کو پکڑنے کے لئے تو دام ... "بجام" دیا ... ہر دوستی ... کی چنداں ضرورت نہیں لیکن ... شب تنہائی کے لطیف لطف کر سکتا ہے ... امکان مصیبت کے باوجود ... کی چنداں ضرورت نہیں ...

سننے کے بعد جو اثر جس شخص پر ہوتا ہے وہ الگ الگ ہوتا ہے یہ بات بالکل درست
لوگ شخص کو بھی تصوف وغیرہ کے اثرات اگر لیا جائے ہیں تو وہ صرف
انسان کو معطل کر دیتے ہیں یا انسان کے علاوہ اسکو کچھ اور بنا دیتے
اور میرا طریق عمل یہ تھا کہ رد عمل رسالہ بھی بنا دیگا۔

ات کرتا میں نے بڑی خشک بحث کا آغاز کر دیا۔ شہوانی باتیں کرتا کرتا اور کہہ
گیا تو ایک اور طرف صاحب معاشرتی زندگی .... تو ترک کے بیچ
ہو کر میں اس میں بہی ناکام رہا اگرچہ ناکامی ناشوہان وغیرہ کے ....
میں آئی ہوئی تھیں ہیں لے ہی لیکن ان کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ ان کی
کچھ عرصہ تک تو وہ فرعون صفت ملکہ کی طرح مجھے ستاتی رہیں مجھے
خوب پامال کیا مگر میں بھی ان سے کچہری کا دعویٰ کرتا رہا جہاں تو میں
پینسٹھ کی داستان سنا۔ ہر تقاضا سنو لیکن فرمایا نام نہیں بتاؤنگا
یہ وہ ایسی بستی تھی جو ایک جوان کے معاشرہ کے لئے زیادہ پر لطف ہو اقع
کرنے کا وعدہ نہیں کر سکتی تھی مجھے ایک کارخانہ میں عارضی جگہ مل گئی
انی سرگرم ہو دیکھتے ہوا ہملے کر کے اگر کارخانہ میں نوکری کی تو کیا غضب
۔ آپ بھی عجیب آدمی ہیں کارخانہ میں نوکری نہیں کرتا تو کیا کرتا دفتر
کی سے تو مایوس ہو چکا تھا ابھی ابھی آپ اسراف تاسف کر رہے تھے
ہی ملی تو بغیر تنخواہ کے کیا آپکے خیال شریف میں ؟ ایں جانب بغیر
کے لارہے جناب!

سلسلہ کارخانہ کی دو حسین وجوان لڑکیاں تھیں اور ان ذات سے گرفتار
الوطیور سنا ہی آزادی حاصل تھی کہی ہر طرح ہنوز ان کو شعور پیدا
تھا کارخانہ کے نوجوان منیجر صاحب جنہوں نے

"کتب خانہ چند کا نچ الشت"

ایک رجعت زدہ ذہانی تھی جس سے ندرت نے لڑکی پر بیٹے ہوئے تھے تنخواہ
روپے ماہوار ملتی تھی تعلیم بالکل پست تھی ذاتی اصول کچھ نہیں رکھتے تھے
سے مجھے انسان کے سامنے مرعوب ہو جاتے تھے تو باتوں کی بحث
بد کی تعلیم کا لازمی نتیجہ تھی۔ ان باتوں سے تم ہر شخص کے کردار و سیرت
اندازہ لگا لو شہوانی جذبات کا جہاں تک تعلق ہے تمام بنی نوع اس میں
ساں ہیں لیکن اس کے طریقہ استعمال میں مشترک نہیں ایک اس ہیبت
ت کے طور پر استعمال کرتا ہے اور ایک ہیبت پرستی انسانیت کو غائب
ہے مقصد یہ ہے کہ منیجر صاحب ان لڑکیوں کا حسن اطوار مگر پسند کیسے آپ
پر مضمون لکھے اور ان کے شہوانی رجحانات ذہن نے نسوانی اخلاق و اقدار
کمال ہے؛ حاصل کرنے میں کس قدر کامیاب ہوگئے تھے۔

اب مجھے یہاں وہ پہلی نصیحت کے بجائے اصلاحی کہہ بیٹھے وہ میں کرتی
ہیں ہوں لیکن ہماری ساری تفصیل کو دہرانے سے ایک طرح کا نتیجہ ضرور
لیا کرتا ہوں خیر اگر لڑکی یہ سب کر لے پڑھ لکھ جائے تو ذلت ہے پر دگی سے
ساتھ مغلوب ہو جاتی ہیں کہ وہ ہر طرح کا .... سے رجحان کے پیٹے
اور خوار ہوتے ہوئے ہوں کا لطف اٹھانے کی کوشش کرنے لگتی ہیں۔
لڑکی کا مادہ .... جہ جو آپ کی ایک نظر میں معصوم
بتاصہ اقدار .... ان کے ....

متعلق نظریۂ زندگی کو تباہ کر دیتا ہے یہ رہے میری نظر میں مردوں کے گروہ پڑھے
میں عملی کر جاتی ہیں جس کا نتیجہ بہت جلد بالکل ظاہر ہو کر آتا ہے لیکن وہ پھر بھی
زندگی کے عمیق مقاصد کو سمجھنے کی کسی قدر صلاحیت رکھتی ہیں اور انا کہہ تو کچھ
با قاعدہ اصول حیات بھی رکھتی ہیں خواہ وہ طلب عیش ہی ہو مگر ہندوستانی
خواتین جو کوئی با قاعدہ اصول زندگی نہیں رکھتیں اور جن پر محض جذبہ تقلید کا
تسلط ہوتا ہے بہت زیادہ نقصان اٹھاتی ہیں عام طور سے مجھے پہلی کے
دو نتیجے ہیں اچھے اور برے اور برا نتیجہ زیادہ ممکن ہے جس کی وجہ میں بیان کر
کر چکا ہوں عام مشاہدہ احساسات میں تمام انسان برابر ہیں لیکن قومی تاثرات
میں اختلاف ہے فرانسیسی زیادہ حساس ہوتے ہیں اور انگریز کم اسی طرح ہندوستانی
عورت درد آشنا زیادہ ہوتی ہے اور حقائق ناآشنا کم پھر چونکہ انگریزی میں
اپنی ایک نمایاں شان رکھتی ہے ہر شے سر سے پاؤں تک اس پر اپنا اثر ڈالتی ہے
اور وہ سب کا اثر قبول کر کے ایسی نظر آتی ہے جیسے بچوں کے حساب کی کاپی
جس پر بیک وقت سوالات بھی درج ہوتے ہیں ہندسے بھی ہوتے ہیں
الف بے تے بھی ہوتی ہے اور عجیب و غریب شکلیں بھی ہندوستانی عورتوں
کو بے پردگی کی تعلیم دینے کے حامی حضرات کو لازم ہے کہ پہلے وہ ان کے اندر
حقیقی نسائیت کو جگائیں ان کو صحیح معنی میں عورت بنا سکیں ان کو پہلے
وہ باتیں بتائیں جو لوازمات نسائیت میں سے ہیں ورنہ وہ ایک غیر مکمل
رقاصہ ایک ناقص مغنیہ اور ایک آوارہ بے پردہ عورت کے سوا کچھ نہ بن سکیں
گی ذرا سوچنے کی بات ہے یورپین عورت نے موجودہ تعیشات کتنے عرصہ کے
بعد اختیار کیے ہیں اور اس سے قبل اپنی شخصیت زندہ رکھنے کے لئے وہ کن
کن نسوانی ضروریات میں درک تام حاصل کرنے کی سعی کرتی رہی ہے جب وہ
کامیاب ماں جیسی کہ وہ دنیا میں مشہور ہے؛ ایک صحیح کار منیجر اور اتالیق
اطفال ہستی بننا سیکھ چکی تو اس نے ان تعیشات رقص و سرود کی جانب
توجہ کی وجہ کیونکہ رقص و سرود زیادہ لذت بخش و منفعت بخش نہیں؛ اور کتنا دردانگیز
انگیز ہے اس نے اپنی زندگی کے اہم مقاصد کو فراموش کر کے اپنے کو عیش کا
دلدادہ بنا لیا) لیکن اگر اب بھی ضرورت پڑے تو وہ اپنے کو قابل ماں وشاید
ابھی بیوی تو نہیں، ثابت کر سکتی ہے اب دیکھئے ہندوستانی خواتین کہ وہ
ایک دم بغیر تکمیل نسائیت کے ان مدارج تک پہنچ جانا چاہتی ہیں جن تک پہنچنے
میں یورپ کی عورت نے تقریباً ایک صدی تک کشمکش جاری رکھی تھی آپ خود
سوچ لیجئے کہ اس سعی تکمیل کا کیا نتیجہ ہوگا وہ وہی غیر مکمل رقاصہ ناقص
مغنیہ اور بے پردہ آوارہ عورت بنی رہ جائے گی۔

خیر تو اس سمع خراشی کا مقصد یہ تھا کہ نازو مالک کارخانہ کی صاحبزادی
منیجر صاحب کی کم علمی ان کے پست کردار ان کے رکیک خیالات اور ان کی بے
اصول زندگی کو اپنی غیر مکمل نسائیت کی وجہ سے نہ سمجھ سکی کرتے تھی ان کی
التفات اگرچہ حقیقتہً ہیچ تھی، یہ یاد رکھو کہ ایک برا مرد بھی عورت کو خوش کر سکتا
ہے لیکن ایک بری عورت مرد کو بالکل خوش نہیں کر سکتی لیکن اس کے ساتھ
ہی عورت جب اپنے کو مرد کے سپرد کر لیتی ہے تو وہ اپنی تمام ذات کے سپرد کرتی
ہے مرد اپنی ذات کا ایک حصہ محفوظ رکھتا ہے کہ عورت کے آغوش میں ....
....

ایسی قابل محبت بنا کر پیش کی تھی کہ وہ ان کو قابل التفات [illegible]
نے عورت کی مکرہ بالا کمزوری کی حفاظت کے لئے اس کو ایک اور تجربہ یا ہو
وہ یہ کہ وہ مرد سے سوچ کر بس ذرا سوچ کر محبت کرتی ہے اور جب سوچنے کے بعد بھی
کرتی ہے تو وہ لازوال ہوتی ہے۔ منیجر صاحب ناز و سے مردانہ سرگرمی کے ساتھ
جیسی کہ مرد کی عادت ہے وہ بہت جلد مائل بہ محبت ہو جاتا ہے، محبت کر رہے
تھے اور ناز و اپنے نسوانی بچاؤ سے ان کی محبت کو جانچ رہی تھی جس کو میں نے غلطی
سے التفات سے تعبیر کیا ہے، یہ تھے ان دونوں کے تعلقات جب میں کارخانہ
میں داخل ہوا تھا۔

تم کو معلوم ہے نابرا! کہ میں نے صانع حقیقی کے ہاتھوں بنائے جانے میں تمام
لوگوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ وقت لیا ہے اس کے تم بارہا معترف رہ چکے ہو
نگاہیں خواہ نسوانی ہوں خواہ مردانہ مجھ تک پہنچتی ضرور ہیں اور بالخصوص نسوانی
آنکھیں تو میری دور تک متعاقب رہتی ہیں چنانچہ ناز و کی حسین آنکھیں بھی
کئی دن سے میرا برابر تعاقب کیا کرتی تھیں جن کی ساحری قوت نے مجھے چند
بار ٹھکرا دیا تھا۔ چند روز بعد اس کی دلکش آنکھوں میں تبسم شیریں ایک حسین
راز کی شکل میں مجھے نظر آنے لگا تھا ایسا راز جس کو اگر ناز و اپنے کسی محبوب دلدار
سے اختیار کی کوشش کرتی تو قلبی کیفیات اس کا حل ہوتا اور اگر میں اس
راز کو کسی خواب میں تبدیل کر دینے پر قادر ہوتا تو اس کی تعبیر شاید—
شاید محبت ہوتی تم متحیر نہ ہو میرے رفیق۔ ہاں میں نے اس لڑکی کو از خود چاہنا
شروع کر دیا تھا میں اس کو اس وقت سے دل دے چکا تھا جب اس نے ایک
نگاہ غلط انداز بھی مجھ پر نہ ڈالی تھی۔

پریم یا محبت کی شکلوں کو نہ آنسو دھو سکتے ہیں نہ آہیں ان کو جلا سکتی ہیں میں
اشک و آہ دونوں سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی امکانی کوشش کرتا رہتا تھا اور ناز و کے
نگاہی پیام کو ایک خود ساختہ بے حسی کے ساتھ اپنی آنکھوں کی پیالیوں میں جمع
کر لیتا تھا اس کے بعد آنکھوں ہی کی راہ سے اس کو پی جاتا لیکن اس پر ہمیشہ یہ
ثابت کرنے کی کوشش کرتا کہ اس پریم رس کو میں نے پھینک دیا ہے۔

محبت اپنی معصوم سعی کے ساتھ مجھے اپنے ہمراہ قبر میں لے گئی تھی چنانچہ اب
میں جس قسم کی محبت کا بالمعرفہ یب کہا رہا تھا وہ بالکل دنیاوی اور مادی قسم کی
تھی وہ محبت جو شاعر کے دماغ میں سے جست لگا کر ایک اکھڑ فلسفی کے دماغ
میں جا پہنچی ہو یعنی بعد ناز و حسن مع اپنی زیبائی و رعنائی کے ایک لذیذ خیال کی
قیمت میں گراں نہ تھی۔ رہا تقدس تو اپنے عنفوان شباب میں ہم بھی ایسی مقدس
محبت کے بہت خواب دیکھ چکے تھے اب تو ایک بیوی کی ضرورت تھی اور بیوی
بھی دولتمند! اگر بغیر اس شرعی بندھن کے بھی یہ عشق رسوا کار کسی حسین کا فر کو
میرے آغوش اشتیاق میں پہنچا دینے کا وعدہ کر سکتا تو مجھے احتراماً اس کے وعدہ
کا پاس کرنے میں دریغ نہیں ہو سکتا تھا۔

ناز و کچھ عرصہ کے بعد معدود انجانے ہندوستانی عورت کی طرح اس
کشمکش میں پڑ گئی کہ ان میں سے بہتر حسن ہو یا یہ مرد ہو [illegible]
یہاں کے سامنے منیجر صاحب کی نئی بیاہی بیوی موجود تھی اس کے ساتھ
ساتھ صاحب کی بہت کچھ کمی کے ساتھ ان کو ناز و کے ساتھ طرز عمل ہی پر کچھ
کچھ تم سے آدمی نہیں [illegible] تنہا اپنے حسن صورت کے بل بوتے

[illegible]
[illegible] محبت [illegible] اس کی حفاظت [illegible]
اچھا نہیں کیا تھا لیکن اس کے باوجود اس کی [illegible]
فراغ سینہ بہت [illegible] بیرونی [illegible]
کیا کرتی تھیں کہ ناز و کو [illegible] حسین ترین کار
الفت کی سیر [illegible] محبت کر چکی تھیں [illegible]
کا رنگ کا ہر رس کا [illegible] ان آنکھوں میں [illegible]
مقدس محبت کی تجلیات کا اندازہ لگایا کرتا تھا وہ دراصل [illegible]
کا خطرہ تھا لیکن غلط تھا جب میں نے اس کی [illegible] آنکھوں سے
ہمیشہ عالم [illegible] کی [illegible] روح سے پناہ [illegible]
دل دھڑکی ان شہوانی نگاہوں سے گڑگڑا اٹھتا میں [illegible] ایسی
دوسرا انجام ناگن ہے غیر مکمل بے پردہ عورت جب ساختگا اقدام [illegible]
قسم کی حرکت اس سے سرزد ہو گی یورپ میں تو یہ کام بغلطی معیوب ہی [illegible]
ہے اس لئے اس کا ذکر فضول ہے۔

"آپ کو کیا تنخواہ ملتی ہے؟" ناز و نے ایک روز دریافت کیا میں متواتر
کام کر کے پسینہ سکھا رہا تھا ناز و کے والد بھی اس کے ہمراہ تھے لفظ تنخواہ
پر وہ چونک پڑے اور بیل وغیرہ قریب مزدوروں کی حالت سے بے خبر
انسان کی آنکھوں میں میں نے رحم کی موج خفیف دیکھی "تو کیا دان کو ملتی
ہی کہاں ہے یہ تو تین [illegible] بغیر تنخواہ کے کام کر رہے ہیں" ناز و کے
باپ نے میری جانب دیکھ کر کہا "اچھا کل سے تمہارے آٹھ آنے روزانہ
کئے" مالک کارخانہ نے اپنے جبا [illegible] پر فخریہ ناز کرتے ہوئے
جھک کر آداب بجا لایا ناز و کی آنکھیں پہلے تو میری غلطی معلوم کر کے
حقارت سے دیکھنے لگیں اس کے بعد ان میں سے رحم [illegible] کا ساز [illegible] لیکن
زہر خیرہ پر نمودار ہونے لگا "یہ بہت چالاک آدمی ہے ہمارے کارخانہ میں
سب سے زیادہ خوا [illegible]" مالک کارخانہ چلتے وقت اپنی بچی سے کہتے
تھے۔ ناز و نے ایک بار پھر کچھ جلدی سے پیچھے مڑ کر دیکھا اس بار نگاہوں کو
نے لباوت استغنا [illegible] کی تہ میں گم کر دیا۔

"آپ خوب انگریزی پڑھے ہوئے ہیں [illegible] ادا کیجئے" ناز و
ایک روز ناز و کی یہ مختصر تحریر [illegible] میرے [illegible] صرف [illegible]
ہے [illegible] حال [illegible] کے بعد [illegible] ایک
تک کے لئے میں ان کی [illegible] محروم رہا لیکن
چند روز بعد اتفاق کی بات [illegible] اس کر
کو دور کر دیا۔

واقعہ یہ ہوا کہ [illegible]
[illegible] ناز و کی
[illegible]
[illegible]
اور غلط [illegible]
[illegible]

اس وقت میں [illegible] ہو سکے تھے۔

"آ جانے دو" کہا کہ "دو [illegible] ان کو آ جانے دو۔" باپ اور بیٹی نے ابھی [illegible] کیا۔

میں مالک کا [illegible] کی کرسی کی پشت تھامے [illegible] انہوں نے مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا چنانچہ میں کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

تم نے [illegible] ادھ کٹا ناگ [illegible] دیکھی ہے؟ بس میں بھی اس وقت کرسی پر [illegible] بیٹھا تھا۔ میرا گریبان کھلا ہوا تھا جس میں سے میرے گورے اور فراخ سینے کی سفید جلد جس پر پسینہ اور جسم کے اندر کے چند چکنے قطرات نے ایک چمکیلا پالش کر دیا تھا صاف نظر آ رہی تھی۔ ہاتھ پاؤں تک گرد آلود تھے جن میں سخت کام نے چند بڑی بڑی خراشیں پیدا کر دی تھیں جن کی [illegible] مرہم کے عوض خاک اور مٹی سے کر لی گئی تھی۔

بجلی کا پنکھا جب میرا پسینہ خشک کر چکا تو میں نے اپنی بوسیدہ آستین سے پیشانی پر سے میل کی تہہ کو صاف کیا اور ہتھیلیوں پر سے بھی میل کی تہیاں اتارنے لگا۔ ہیڈ کلرک اپنے فرض میں قاصر رہنے کے باعث اور منیجر صاحب اپنے [illegible] کم علمی کے افشا ہو جانے کے سبب سخت آپے [illegible] تو بے [illegible] تھے اور پھر [illegible] دینے کو [illegible] تھے گویا [illegible] سے بہتر عبارت ان کے دماغ میں آ رہی ہے۔ نازو کی نگاہیں مسلسل میری جانب تھیں وہ میرے بازوؤں کی ابھری ہوئی مچھلیوں کو دیکھ رہی تھی وہ میری قوی ہتھیلیوں کی [illegible] رگوں کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی نگاہیں میری بلند [illegible] وہ پیشانی کی جانب تھیں جس پر ابھی تک میل کا قشقہ لگا ہوا تھا۔

"منیجر صاحب ان کو یہ فائل دے دیجیے"، مالک کارخانہ نے ۳۰، ۴۰ منٹ بعد کہا۔

منیجر صاحب نے بہت اچھا کہہ کر کاغذوں کا پلندہ میرے آگے رکھ دیا اور اس کو [illegible] کر کے اس انداز سے دیکھنے لگے گویا اب یہ پورا مسودہ لکھ [illegible] کی اپنے میں قابلیت [illegible] کاغذات چند فرموں سے متعلق تھے جن سے لین دین، حساب کتاب وغیرہ کا کچھ جھگڑا تھا لیکن ایک عرصے سے [illegible] نہ پہنچنے سے معاملات الجھ گئے تھے۔

میں نے آدھ گھنٹے میں تمام کاغذات کا مطالعہ کر لیا [illegible] کاغذ کو [illegible] بہت دیر سے [illegible] اس نقصان کو [illegible] کر [illegible] کے سامنے [illegible] مسودہ تیار کر کے [illegible] صاحب کی خدمت میں [illegible]

ہیڈ کلرک [illegible]

کا جواب دینے کا میری سمجھ میں ہوں کہ اپنی [illegible] آپ نے [illegible] پر نئی [illegible] جس اس کا کب [illegible] ہو سکتا تھا۔ [illegible] سے مجھے [illegible] تھے مجھے [illegible] مسودہ بالاتفاق پاس کیا گیا جو دوسرے روز سے ہی [illegible] اور ہی [illegible] کا کام۔ اتنا ضرور ہوا کہ میں [illegible] صاحب کی نظروں [illegible] وقت ضرور [illegible] یہاں منیجر صاحب اور میرے اسباب کی جنگ تھی جس [illegible] ہوا اگر ایک ماہ میں یہاں اور جاتا تو مجھے [illegible] صاحب کا پرائیویٹ سکرٹری بننے کا فخر حاصل ہو جاتا لیکن [illegible] نازو کی شکل میں منتقل ہو کر مجھے پامال کر رہی تھی [illegible]۔

میں وہ [illegible] دفتر اور جا چکا تھا اور حق المحنت کے طور پر [illegible] مل بھی چکے تھے ہیڈ کلرک اور منیجر صاحب بھی [illegible] صاحب کی نگاہ سے گر چکے تھے اور میں اپنے اسباب کی مدد سے بلندی کی جانب بڑھتا چلا جا رہا تھا لیکن آہ اس ایک لغزش نے جس کو صوفی [illegible] محبت کہتے ہیں مجھے پست کر دیا۔ اگر محبت کوئی شے ہے تو بہت ہی ذلیل شے ہے۔ محبت انسان کو کچھ نہیں دیتی۔ [illegible] کے قانون میں گنجائش نہیں کہ انسان بیک وقت کامیاب زندگی کا مالک بھی بنا رہے اور محبت بھی کرتا رہے۔

نازو کی ایک ذرا سی غلطی نے میری اس وقت کی ترقی زندگی کو منتشر کر دیا۔ یہ کہ ایک [illegible] میں خلاف معمول [illegible] دفتر میں طلب کیا گیا۔ میں اپنی عادت کے مطابق مطمئن دل اور پرسکون بشرے سے کمرے میں داخل ہوا لیکن وہاں کے سین نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیے۔ نازو کے والد کے ہاتھ میں ایک موٹا سا بید تھا اور ان کی آنکھیں غصے سے باہر نکلی ہوئی تھیں چہرے کے عضلات تنے ہوئے تھے اور نازو ایک پر بریدہ قمری کی طرح ان کے سامنے [illegible] ہوئی زار و قطار رو رہی تھی۔ یہ نظارہ مجھے آمادہ ترحم کرنے کے عوض [illegible] کرنے لگا میں خدا جانے کس خیال سے متوحش سا ہو گیا۔

کمرے میں اس وقت بجز باپ بیٹی کے اور کوئی نہ تھا۔ میز پر بیٹھے ہوئے کاغذ کے اوپر ایک طویل عبارت کا خط پڑا ہوا تھا جس پر [illegible] صاحب کی نظریں پڑی تھیں اور وہاں سے اکتساب غیظ کر کے نازو پر اُبل پڑتی تھیں۔ میرے آتے ہی انہوں نے غیر معمولی گرجدار آواز میں چند کلمات نفرت ادا کیے جن کو وفور غصہ میں اس قدر جلد جلد کہا گیا کہ میں ٹھیک طور پر ان کو نہ سمجھ سکا۔ اس کے بعد انہوں نے میز پر رکھے ہوئے خط کو براہ راست میرے منہ پر کھینچ مارا اور کانپتے ہوئے بولے "یہی تمہاری تعلیم ہے جس پر [illegible] تھے ہوا سی میں سوراخ کرتے ہو؟ "سوراخ؟" میں نے [illegible] کارخانہ میں ... [illegible] میں سوراخ کیا ہے اور کیسی ......"

میں نے خط کو زمین پر سے اٹھا کر [illegible] مفہوم سمجھے ہوئے کہا "یہ زبان [illegible] شریف [illegible] کرنے کی [illegible] اچھا" "تم [illegible]" اور وہ غصے سے کانپنے لگے۔ میں نے [illegible] معاملہ کچھ گڑبڑ ہو [illegible] جس کی افسوس مجھے اب تک [illegible] چنانچہ [illegible] شروع کر دیا۔ آہ [illegible]

محبت نامہ لکھا تھا جس میں پہلے تو اپنی نسوانی کمزوری اور جوانی کی گرفت کے باعث بہکنے بھٹکنے میری سرد مہری کی شکایت کی تھی اس کے بعد آگے جاکر جذبات کی رو میں ایسی بہی کہ خدا کی پناہ۔ ایک کوہ آتش فشاں تھا کہ پھٹ پڑا ایک سیلاب تھا کہ الٹ پڑا مجھے خوب بھلا برا کہنے کے بعد اس نے نہایت علاوت سے محبت کی دعوت دی تھی اور آخر میں شعر سرائی! خط مجھ تک پہنچانے سے قبل غدار حامل نے نازو کے باپ کو دے دیا تھا جس کا نتیجہ اس وقت پیش لگا ہوا تھا۔

خط کو غور سے پڑھنے سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ نازو خود مجھے اپنی محبت میں پھانس رہی تھی نہ کہ میں نے فاسقانہ اقدام کیا تھا ہر مشورہ اس کی جانب سے تھا ہر تجویز اس کی پیش کردہ تھی حتیٰ کہ محبت بھی اسی کی پیش کردہ تھی لیکن سرپھرے والدین اپنی جھوٹی عزت کی حفاظت کرنے کے لئے اس موقع پر مرد ہی کو ملعون کیا کرتے ہیں۔ عجیب لطف تھا، جب محترم پرائیویٹ صاحب نے اپنی قرۃ العین کو آزادی بخشدی تھی تو اس کے معاشقہ پر استبداد قائم رکھنا کیوں جائز سمجھتے تھے؟ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ

خوبان نعمت چیدہ اند و منع سائل کردہ اند

ابھی تو ان کو بہت سے سائلین ہوس کار سائلیں سے سابقہ پڑنے والا تھا میں تو پھر بھی بیگناہ تھا!

اگر میں اپنے مقدمہ کی وکالت کرتا تو با سانی تمام الزامات سے اپنے کو بری ثابت کر سکتا تھا لیکن اس کے بعد نازو کی پوزیشن جس قدر نازک اور قرین تباہی ہو جاتی اس کا اندازہ تم خود لگا لو چنانچہ میں نے تمام جرم الفت کو اپنے سر لینے کا تہیہ کر لیا اور کذب کی بابرکت قوت کے ذریعہ نازو کی شخصیت اور اس کے نسوانی وقار کی ان الفاظ سے حفاظت کی:۔

"بیشک مجھ سے غلطی ہوئی اس غلطی پر آپ جس قدر برافروختہ ہوں کم ہے میں کمبخت آوارہ صحبتوں میں بیٹھ کر اپنا چال چلن تو نہیں لیکن عادتیں بگاڑ چکا ہوں میں سمجھتا ہوں دل نے آپ کی بھولی صاحبزادی پر ڈورے ڈالنے کی خود جرأت کی تھی اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے آپ مجھ سے ناراض ہوں یا نوکری سے نکال دیں بالکل بجا ہے پہلے میں نے ہی نازو کو خط لکھا تھا۔ فرار......"

"بس ایک لفظ نہیں۔ تو۔ تو۔ تم۔ بہت۔ ذ۔ و۔ بدمعاش ہو نکل جاؤ میرے کارخانہ سے اسی وقت چلتے" نازو کے والد نے میرے الفاظ سے طیش ہو کر کہا۔

"بہت اچھا۔ یہ چلا لیکن گذارش ہے کہ اس غیظ انگیز واقعے کے جس قدر تاریک اثرات آپ محسوس کریں جس قدر اس حرکت کو آپ رکیک و سفیہانہ سمجھ سکیں مجھ بیجئے اور ان سب کا بار میری گردن پر بڑے زور سے رکھ دیجئے لیکن نازو کے متعلق کوئی خیال۔ برا خیال قائم نہ کیجئے" یہ الفاظ کہتا ہوا میں چلدیا دھکی جھنجھ غم آلود سسکیوں کی آواز آئی اور شکستہ لہجہ میں نازو بولی "ابا کلیم بہت اچھے آدمی ہیں" "چپ ابا کی بچی" پرائیویٹ صاحب نے غصہ میں اپنی بیٹی کو ڈانٹ بتا کر کہا۔

"زاہد کہ نازو کی زندگی تباہ نہ ہوئی بخیر صاحب اس کی شادی چنانچہ اس واقعہ سے باخبر ہو کر وہ بھی مجھے نفرت کرنے لگے

اور نازو کے متعلق کوئی برا خیال قائم کر کے [illegible] ہم ایک دولتمند بیوی کے ہاتھ سے جاتا رہا ماتم کرتے ہوئے رخصت ہوئے یہ تھا ہمارا معصوم و نامعلوم رومان جس کا معاشقہ۔ کاش نازو نے مجھ سے تقدس مآب محبت کی ابتدا کی ہوتی اس کی تو اس کا انتقال کی راس محبت ہوتی نہ میرے صائب خیالات میں تذبذب کی کمزوری پیدا ہوتی۔

خیر جناب ہم کارخانہ سے دھکے کھا کر نکلنے کے بعد بہت دنوں تک ادھر ادھر خاک چھانتے پھرے۔ ذرا سا اگر انسان ہر سمت سے غلط الذہن ہو کر اپنے کو ایک ایسی سطح تک بلند کرنے میں کامیاب ہو جائے جہاں احساس نیچی معدوم ہو جائے تو اس کے اندر کتنی قوتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ میں پست ہی کتنا ہی بسطا ہی ہوں لیکن طبیعت اتنا ہو گیا ہوں کہ اب پابلیوں کو خاطر میں نہیں لاتا ہوں اب رنج و غم سے اکتانے کے عوض گرداب بلا میں کود جایا کرتا ہوں اور مصیبتوں و آلام کی چٹکیوں سے اس طرح لطف لیتا ہوں جس طرح ایک ہاتھی کسی گڑھے میں چھوٹی چھوٹی چیونٹیوں سے کاٹے جانے میں لطف لیتا ہے لیکن اتنا بڑا جثہ پیدا کرنے کے لئے اور اپنے کو اس قدر سخت بنانے کے لئے بڑی ریاضت کی ضرورت ہے۔

ہماری بدحالی کی ایک حکایت سنئے پیسے جیب میں ختم ہو چکے تھے تمام کرصاف فاقہ نظر آ رہا تھا سوچ رہا تھا کہ کیا کروں ایک جھٹکا والے کی دکان پر پہنچا اور سلام کھینچ مارا۔ انہوں نے بغیر اپنے کام سے سر اٹھائے کچھ گنگنا دیا۔

"نوکری چاہتا ہوں" میں نے اظہار مدعا کے طور پر کہا

"معاف کرو بابا آگے جاؤ" انہوں نے مجھے فقیر سمجھ کر کہا۔

"معافی کیسی؟ میں آپ سے بھیک مانگ رہا ہوں کچھ" میں نے ابرو پر بل ڈال کر کہا۔

"تو پھر؟" دکاندار نے پہلی بار اپنی چندھیائی آنکھوں سے مجھے دیکھ کر پوچھا۔

"میں تو نوکری چاہتا ہوں"

"نوکری کہاں" وہ سنجیدگی سے بولا۔

"کیوں کیا دنیا سے رخصت ہو گئی" میں نے کہا۔

"نوکری وکری یہاں نہیں ہے"

"آپ کو معلوم ہے کہ میں ایم۔ اے پاس ہوں" میں نے سینہ تان کر کہا۔

"ہو گے" اس مختصر جواب سے انہوں نے میری تذلیل کرتے ہوئے کہا

"ہو گے کیا معنی؟ ہوں جناب۔ اس وقت ہوں" میں نے شور مچا کر کہا۔

"شور نہ مچاؤ۔ بھاگ جاؤ"

"کیا لیکر؟" میں نے چند خوبصورت بوٹوں کی طرف نظر جما کر کہا۔

"جا سکتے ہو یا نہیں۔ ہو شرما کر گردن ناپی جائے تمہاری" انہوں نے مجھ کو گھور کر کہا۔

"اچھا چلدیئے۔ لیکن اس وقت سے ڈریئے جب میں یہاں کا مالک ہو کر آؤں گا" یہاں سے باعزت رخصت ہو کر میں ایک مرد و کبابی پر گیا اور اس کی دکان پر گیا۔

"تسلیمات بندہ نواز"

"آیئے" دکاندار نے مجھے گاہک سمجھ کر [illegible]

"کوئی وہ چیز ہی ہوگی آپ کے ہاں [illegible]

[illegible]

"جی؟" انہوں نے میرا مطلب نہ سمجھتے ہوئے دریافت کیا۔

"فقط ایک سوال ہوگا" میں نے بات کا پہلو بدل کر کہا۔ انہوں نے لڑکے کو آواز دی جو باغ میں کھڑا تھا۔

"یہ جناب کا صاحبزادہ ہے؟" میں نے دریافت کیا۔

"آپ ہی کا ہے" انہوں نے انداز بے نیازی سے فرمایا۔

"میرا؟ میرا! خدا نہ کرے۔ مجھے زیادہ ستانے میں نہ گھسیٹئے اسی طرح میں ناکردہ گناہ۔ ایک رضا کار خانہ کی صاحبزادی سے کچھ تعلقات کے شک کی بنا پر نکالا گیا ہوں اب آپ بھی مجھ پر خواہ مخواہ چھڈا۔۔۔۔۔"

"خفا کہیں کا۔ آئندہ یہاں سے دفع ہو" اس نے گھبرا کر کہا۔

"یہ چلے بالغرض ہم یہاں سے ہی رخصت ہوئے اس کے بعد تم کو معلوم ہے میں نے کدھر کا رخ کیا؟"

ایک طوائف کے کوٹھے کا۔ یہی جان معروف استراحت تھیں میں نے کہا سنتی ہو! وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور مجھے شکستہ حال کو اس طرح دیکھنے لگی گویا میں اس کا مدت سے بچھڑا ہوا بھائی تھا۔

"آپ دیکھ کیا رہی ہیں؟" میں نے پوچھا

"کہئے آپ کا مقصد کیا ہے؟" انہوں نے دریافت کیا۔

"ہم بڑے نیک ہیں نہیں نوکری چاہتے ہیں۔ ذرا مجھے نوکر رکھ کر دیکھئے کیسے پارساؤں کو گناہ کرواتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے ملک میں چند ایسے شرمیلے جوانوں کی ایک جماعت موجود ہے جو علانیہ داد عیش دینے سے شرماتی ہے اور ایک رہبر کی متلاشی ہے جوان کو اس دلچسپ منزل تک چپکے سے پہنچا دیا کرے میں اس قسم کی خدمت نہایت عمدگی سے انجام دے سکتا ہوں ہاں تو تنخواہ کیا دیجئے گی آپ مجھے؟"

"بخشو مجھے۔ میں نے تم جیسے بہت سے لفنگے چلا دیئے ہیں جیسے جاؤ تم جلد یہاں سے منہ کالا میاں سے ایسا چھوڑوں گی کہ صورت نہ پہچانی جائے"

"لا حول ولا قوۃ۔ اس میں خفا ہونے کی کیا بات تھی یہ تو ایک معاملہ داری کی بات چیت تھی" میں کالو میاں سے خوف کھا کر زینے سے نیچے اترتے ہوئے کہا کہ اگر رنڈی کے مکان پر پٹ گئے تو ہمیشہ کے لئے گئی عزت چنانچہ وہاں سے بھاگے۔

رستے میں آکر میں نے سب سے پہلے تو اپنے والدین کو برا بھلا کہا اس کے بعد کالج کے تمام اساتذہ پر تبرا بھیجا پھر حکومت کو کوسا۔ لعنت ہے اس تباہ کن نصاب پر عجیب امر ہے آج ہندوستان میں ہر احمق قوم کو اپنی درسگاہ کھولنے کی سوجھتی ہے جس میں دہی یونیورسٹیوں کے کلرک گر کورس کے علاوہ اور کوئی معقول تعلیم نہیں ہوتی آتا خیال تو کسی کو صنعت گاہ کھولنے کا نہیں آتا اجتماعی طور پر ہندوستان میں ابھی ایک بھی مہتم بالشان دار الحرفت نظر نہیں آتا جہاں بدقسمت نوجوان ہندو سیکھ کر بعد کو [illegible] اگر بھیک ہی کو دیں [illegible] چند جھوٹی جھوٹی حرفت کا [illegible] [illegible] مقصد [illegible] بیکاری [illegible] اپنی آمدنی [illegible] [illegible]

[illegible] سے کوئی [illegible] نہیں [illegible] سے تنگ مصنوعات کی اور اس کے چند بولا کا دھاوں کا ذخیرہ [illegible] میں ہے جو قریب قریب ہند کے ۲-۳ کے قریب لڑکا صنائع بنانے کے لئے بالکل کافی ہیں میں نے اپنی عمر کے قیمتی سال انگلستان کی غیر سود مند تعلیم میں برباد کئے اگر ملک میں کوئی کالج دارالحرفت ہوتا اور پیکار اقتدر حکومت [illegible] اس بے صرف کا نوآموز لیٹوں کی کرچیں بیکاش معاش مارا مارا [illegible]

مسٹر ہرٹ جو ہندوستانی مصنوعات کا ایک بہت بڑا تاجر ہے اپنے عجیب و غریب کارناموں کو بڑے فخر سے بیان کرتا ہے وہ بھی بدقسمتی سے انگریز ہے اس نے اپنی زندگی کی ابتدا پھیری لگانے سے کی تھی اس کے بعد بمبئی میں کسی دکان پر ایک معمولی سا ملازم ہوگیا تھا اور بڑھتے بڑھتے اب اپنے موجودہ مرتبہ تک جا پہنچا۔ یورپ شیشوں کی ساحرانہ کرشمہ سازیوں سے اس قدر تنگ آگیا ہے کہ اتنی بھی بھولی چیزوں کو وہ دست قدرت کا بیش بہا تحفہ سمجھتا ہے۔ مسٹر ہرٹ کہتے ہیں میں نے چند دری کے دو پیٹ انگلینڈ میں فروخت کئے کہ ہندوستان ان کی خواہش میں جا چکا تھا۔ انہیں ایک بہت معروف ایکٹریس میری دکان پر آئی جس کو بہت سی اشیا میں نے دکھائیں پیش کیں اور دو چار چوندڑی کے دوپٹے بھی دیئے جن کو اس نے پسند تو بہت کیا لیکن ان کا مصرف نہ سمجھ سکی میں نے اس سے درخواست کی کہ ان کو کسی تماشے میں ایک بار ضرور استعمال کرے چنانچہ ایکٹریس نے [illegible] میں سوتے وقت اس کو اوڑھ لیا بس پھر کیا تھا سوتے وقت چوندڑی کا دوپٹہ اوڑھنا انگلینڈ میں فیشن ہوگیا سارا لندن میری دکان پر الٹ پڑا اسی طرح ایک مرتبہ ایک کارخانہ دار نے مراد آبادی اگالدان میرے پاس انگلینڈ روانہ کر دیئے کہ میں ان کو بھی یورپ میں فروخت کروں انگلینڈ والے پان تو کھاتے نہیں ہیں سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ان کا کیا کروں آخر ایک تدبیر سمجھ میں آئی ان کو ہندوستانی گلدان کے نام سے فروخت کیا اور اس قدر بکے کہ ان میں ایک بھی نہ رہا اور اس شخص نے ایک ستم ظریفی یہ کی کہ مٹی کے پیپر دان کو ہندوستانی جا کلیٹ کر کے خوب بیچا۔ انسان میں کام کرنے کا ڈھنگ ہونا چاہیئے وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اب میں چاروں سمت سے مایوس ہوچکا تھا آخر میں نے سوچا کر مر ہی کیوں نہ جاؤں لیکن ہمت مرداں نے کہا کہ تیری بلا بزدلوں کا شیوہ ہے مل کر کام کر میں تیری امداد کرونگی چنانچہ میں جوتا سینے کے اوزار اور پالش کی ڈبیا لیکر ایک فوج کی چھاؤنی کے قریب جا بیٹھا اب میں کوئی کام کا میابی کی توقع اور مایوسی کے خوف کے ماتحت نہیں کیا کرتا تھا بلکہ اس لئے کرتا تھا کہ مجھے کرنا ہے کام کو ایک شغلہ یا ایسا مشغلہ جس کا دوسرا نام فرض بھی ہو سکتا ہے سمجھ کر کرتا تھا میں جوتوں میں جس عزم و ارادہ سے ٹانکے لگاتا تھا وہ میری قوت ارادی کی استواری کا عین ثبوت ہوا کرتے مجھے صبر برکامت سے وصلہ استواری عزم و ثبات پیدا ہوا تھا کسی کام کو بیکار کے طور پر نہیں کرتا تھا گورے اپنے جوتوں پر پالش کراتے تو اس قدر [illegible] کہ گویا میں پیدا اسی لئے ہوا تھا جوتے اس عمدگی سے سیتا کہ ہر لگنے ہوئے ٹانکے کہیں گلنے کا نام نہ لیتے میرے اہلاروں کے اس ہمارک ثبات نے آخر کار مجھے کو ایسا ذلیل

کیا کہ انہوں نے کبھی مجھے اپنا جوتا خود چمکانے کی اجازت نہیں دی۔

تم تعجب کرو گے کہ ایک ماہ کے بعد جو میں نے اپنی کمائی کا جائزہ لیا تو وہ سلطان دہلی سے کچھ اوپر تھی جو ان بچوں کے نام کر دی کہ جو مستقل تھے اور خوب فیل ہو کر اجرت دیتے تھے پھر میری انگریزی کی اعلیٰ قابلیت سے ایسے مرعوب سے تھے کہ اوقات فرصت میں بھی میرے پاس آکر بیٹھ جایا کرتے تھے میں نے دوسرے مہینے میں سو روپے سے کچھ زیادہ کمایا اب تو پورا بڑا [illegible] آدمی بن گیا۔

بچہ بیان وقت ایسا دور تھا جس میں مجھے احساس شخصیت کچھ نہ رہا تھا میں اپنی تعلیم کے زعم باطل کو اپنے نسلی تفاخر کو سب کو بھلا دیا تھا انسان اس پیشے سے شریف و ذلیل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس عالم اسباب میں اگر اس کو خود سب کچھ بننا پڑتا ہے۔ چند ہندوستانی طلباء شریف صورت موچی کو تعجب سے دیکھتے تھے اور مذاق بھی اڑاتے تھے مگر میں پرواہ نہیں کرتا تھا کیونکہ اس پر یہ وقت ان پر بھی ایک روز آئیگا پیشہ بذات خود کوئی ذلیل نہیں ہے یہ تو پیشہ والے لوگوں کی اپنی حرکات ہیں جو ان کو بدنام کر دیا کرتی ہیں۔ تم دیکھو گے کہ جتنے فیض رساں اور کام کے پیشے ہیں مثلاً بھنگی، بہشتی، نائی، دھوبی، موچی، کنجڑا، قصائی وغیرہ سب ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو ان پیشوں کے لئے ہرگز موزوں نہیں پیشوں نے ان لوگوں کو ذلیل و بدمعاش نہیں بنا رکھا ہے بلکہ ان کی اپنی جاہلانہ حرکات نے ان پیشوں کو رسوا کر دیا ہے۔

میں اس وقت اس سطح تک پہنچ گیا تھا جہاں ماضی کے تمام الم انگیز اثرات مستقبل کی پرفریب توقعات اور حال کے پرصعوبت احساسات میرے لئے کچھ نہ رہے تھے میں نے اپنی پچھلی زندگی کو ایک بوسیدہ داستان رفتہ کتاب کی طرح گردش میں ڈال دیا تھا میں اس زمانے میں [illegible]، دوستوں اور عزیزوں کے طعن و طنز کی مطلق پرواہ نہیں کرتا تھا مجھے اپنے باپ کی پوزیشن، اپنے تعلیمی [illegible] وغیرہ کا کچھ احساس نہ رہا تھا۔ [illegible] سوچو تو سہی کہ انسان ایسا بھی ہو جاتا ہے یعنی اس کے تمام احساسات فنا ہو جاتے ہیں لیکن میں بھی اسی قسم کا ایک مردہ تھا جو ہر اعتبار سے مرا ہوا تھا لیکن کام کرنے کو زندہ تھا ایک متحرک مردہ تھا جو کام کرتا رہتا تھا ایک [illegible] مشین تھی جو اپنے کام میں لگی رہتی تھی خواہ اس سے جو وسیلہ چاہو [illegible]

[illegible] کرتا تھا لیکن [illegible] حالت [illegible]
کب [illegible] اگر [illegible] پیدا ہو [illegible]
[illegible] اپنے [illegible] کمال [illegible]
پیدا ہونے کی ضرورت تھی اور مجھے اب ایک [illegible]
فی الوقت آئندہ کی توقعات [illegible]
تک میں سب کچھ بھلا چکا تھا [illegible]
ملنا شروع ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی مجھے احساس [illegible] ہونا شروع ہوا جس نے میرے سرگرم کار ارادوں کو کامیاب بنا دیا۔

دفاتر کے تھکے ہوئے لوگ میرے سامنے سے گذرتے تھے جن کے چہروں سے اضمحلال، تکدر، تکان اور بیزاری کے آثار ہویدا ہوتے تھے جو زندگی کی شاہراہ کو دفتر ہی کی دنیا تک محدود کر چکے تھے میری دنیا۔ میری کاروبار کی دنیا ان سے وسیع تر تھی میں سب کچھ کرنے کے لئے آزاد تھا اور وہ صرف ایک کام، وہ بھی سو سو طرح کی پابندیوں کے ساتھ کرنے پر مکلف تھے۔

اوقات فرصت میں میں نے جوتا بنانا بھی سیکھ لیا تھا اور چھ ماہ کی شدید محنت سے اس قدر ہوشیار کاریگر ہو گیا تھا کہ میرے بنائے ہوئے جوتے دیکھکر لوگ دنگ رہ جاتے تھے وہ جوتے نہیں تھے بلکہ میرے عزم و ارادہ کے نمونے تھے جن کو لوگ تعریف سے پیروں میں پہنا کرتے تھے اور جن کو میں پیروں میں پامال ہوتے دیکھ کر صرف اس وجہ سے خوش ہوتا تھا کہ میں نے ان [illegible] کی جانب سے قبضہ کرنا شروع کیا تھا۔

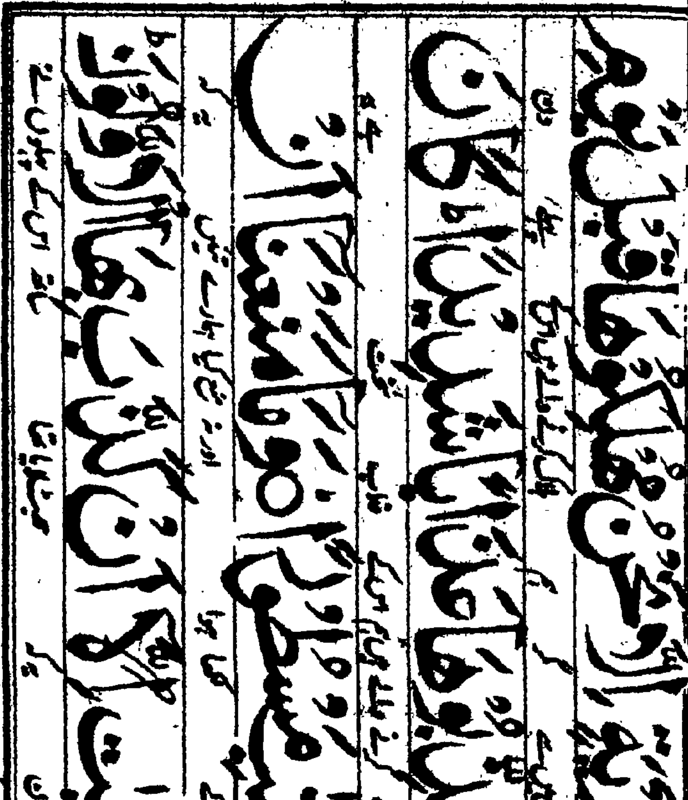
اب میں اپنی تمام کامرانی و کامیابی کی طویل داستان کو کہاں تک سناؤں تین سال میں میں نے جوتے کے زور سے اس قدر روپیہ کمائی کر خود ایک بہت بڑی فرم کا مالک بن گیا اس فرم کو قائم ہوئے آج دس سال ہو گئے جس میں تقریباً دو سو آدمی کام کرتے ہیں اور جس کا واحد مالک ہی تمہارا محبوب کے آغوش میں پلا ہوا کلیم ہے خدا کے فضل سے روپیہ بھی بہت ہے اور اولاد بھی ہے میں نے [illegible] عہد کر لیا ہے کہ اپنے بچوں کو ہرگز ہرگز اسکول یا کالج میں داخل کر کے ان کی عمر برباد نہ کروں گا اگر کالج میں داخل کرا دیا تو [illegible] کارخانہ، جوتے والے کی دکان اور طائف کے کوٹھے ان کا بھی منتظر رہے گا۔

[illegible]

... ہوتا ہے اس سے ... قرآن شریف ... بہت ... کاغذ ... چھپا ہے ...

... کاغذ ... قرآن شریف ... کاغذ ...

... اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی ...



سے بہت زیادہ ہوتا لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت ہے کہ وہ بہتر سے بہتر اور قیمتی سے قیمتی قرآن شریف ... کے ... سستے ... اس ... قرآن شریف کا ہدیہ بھی ... اس کی ضخامت ۷۰۰ صفحات ... کاغذ ولایتی گلیز کا ... ایک قرآن ... میں لگتا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ ... روپیہ فی ... لگتا ہے

ابتدا میں ۰ ... صفحات کا مقدمہ بھی ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے ... حضرت مولانا ... صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی ... سمجھ علوم ہوجاتے ہیں اس ... عربی ... ہوجاتی ہے۔ حاشیہ پر تفسیر ... القرآن ہے۔

ہدیہ مجلد چرمی ... تین روپیہ ... حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

چوب قلم برا نجنوہ

مترجم ... مجلد ...

... کا مجموعہ ... چوب قلم ... مترجم ... سورہ یٰسین، سورہ فتح، سورہ رحمٰن، سورہ واقعہ ... سورہ نوح، سورہ مزمل، سورۃ النبا، سورہ کہف ... دعائے ... دعائے ... دعائے ... مستوق ... دعائے ... معہ ... اسماء ... استاد ... شریف ... دعائے ... معاملات وغیرہ ... کا ... سائز ... ہے ... نہایت ... خوش ... مترجم ... حمیدیہ ... مجلد ... ہدیہ ...

[illegible]

نصف صدی میں جو ترجمہ قرآن مجید ...

[illegible]

الکتٰب حتّٰی اذا جاءتھم رسلنا یتوفونھم قالوا

[illegible]

این ما کنتم تدعون من دون اللہ قالوا ضلوا عنا و

[illegible]

موت کے وقت فرشتے

ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے اس کے پاس فرشتے آتے ہیں، اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہو تو فرشتے کہتے ہیں کہ اے نفس پاکیزہ جو کہ بدن پاکیزہ ...

بڑی تقطیع کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف

حیرتناک رعایت ... ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو ابتدا میں معلومات قرآنی ...

[illegible]

واتبعوا ما تتلوا الشیٰطین علی ملک سلیمٰن وما

اور پیروی کرتے ہیں اس چیز کی جو پڑھتے تھے شیطان ... وقت ... سلیمان کے ... اور نہیں

[illegible]

بچوں کیلئے جو بے قلم با ترجمہ الگ الگ ... اولاد

قرآن مجید اس کا قلم بلا مبالغہ اتنا ہی جلی ہے

[illegible]

دینی معلومات ...

[illegible]

مسلم ... دنیا

[illegible]

نماز کی پاکٹ کتابیں

[illegible]

نماز کے طبی فائدے

[illegible]

تفسیر تبت سورہ مجلد

[illegible]

تعلیم الکتاب

[illegible]

تفسیر اعوذ باللہ مجلد

[illegible]

تفسیر سورہ یاسین

[illegible]

معجزہ نما مجموعہ

[illegible]

ہفت رنگ عکسی مجموعہ

[illegible]

مناجات مقبول مجلد

[illegible]

جواہر القرآن مجلد

[illegible]

آداب عبادت

ترجمہ اسلام علامہ محمد غزالی کی کتاب کا آسان سلیس ترجمہ جسمیں سب ہی آداب ہیں، نیند، صبح اٹھنا، پاخانہ جانا، وضو کے آداب، غسل کے آداب، تیمم، مسجد کا داخلہ، طلوع آفتاب سے زوال تک کے کام، تمام نمازوں کے آداب، امامت واقتدا کے آداب، جمعہ کے آداب، روزہ، زکوٰۃ کے آداب، گناہوں سے اجتناب، کھانے کے آداب، مستحبات کا بیان، مذہب کے ساتھ آداب محبت ومعاشرت، نیز مخلوق کے ساتھ معاملات کا بیان اس میں بیان ہیں۔ اطاعت کے آداب [illegible] صفحات [illegible] قیمت ۳ر

نماز و مسائل جمعہ

مسلمانوں کے بہت سے مقتدر اخبارات دینی کا خیال ہے جمعہ کے متعلق ہر ایک بات بیان ہو، مولوی سید نذیر الحق صاحب مصنف کتب اسلام کا لکھا ہوا کتاب اور اس کتاب سے مسلمانوں کی معلومات میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگا، اس کتاب [illegible] ہے جمعہ نماز جمعہ کی شرکت، خطبہ اگر اس کو صحیح ترتیب اصول سے ادا کیا جائے تو کس درجہ بلند قومی ترقی کا موجب ہو سکتا ہے اس کے علاوہ نماز جمعہ کے تمام مسائل ہیں، یہ کتاب تو ایسی ہے کہ مساجد میں مفت تقسیم کریں۔ قیمت ۴ر

بہشتی زیور کامل مجلد

کامل جلد ہے جس میں حصہ [illegible] کیا ہے، حصہ اول، حصہ دوم، حصہ سوم، عبادت و معاملات کے مسائل، حصہ چہارم، قرآنی حصہ، طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ، حصہ پنجم معاملات، حقوق، معاشرت، حصہ ششم اصلاح باطن، تہذیب اخلاق، حصہ ہفتم رسوم مروجہ شادی وغمی، حصہ ہشتم بیبیوں کی حکایتیں، حصہ نہم ضروری اور مفید علاج، حصہ دہم ضروری باتیں، حصہ یازدہم مردوں کے لئے خاص مسائل، یہ سب ایک جلد میں ہیں۔ صفحات [illegible] قیمت مجلد [illegible]

قرآنی دعائیں [illegible]

آپ کی دعائیں قبول ہونے کے لئے یہ کتاب دعا مانگنے کے طریقوں سے واقف ہیں، اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو یقیناً کہ قبولیت سے آپ کی ہر دعا مقبول ہو، اگر آپ بیمار ہوں گے تو صحت یاب ہو جائیں گے، غریب ہیں تو صاحب مال ہوں گے، پریشانیاں ہیں تو دور ہو جائیں گی، غرض کہ آپ کی ہر مراد پوری ہو گی کیونکہ اس میں قرآن پاک کی آیت ہی مجرب دعائیں ہیں، مقبول و موثر کتاب ہے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک [illegible]

اوراد و وظائف مجموعہ [illegible]

جب سب طرف سے مایوسی ہو جائے اور دنیا کی آس شکستہ ہو جائیں، انسانی تدبیر کی دو ہی صورت ہے باعث راحت و اطمینان کی گھڑیاں مفقود ہو جائیں، پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہ انسانی مشکلات کا آخری زینہ ہے جس سے وہ سہارا لیتی ہے۔ مجبور انسان اور شہنشاہ زمان سب ایک ساتھ ہیں، فقرا کی کرامات اور اوراد و وظائف میں مضمر ہیں ان میں بہت خصوصیت ہے [illegible] جہاں گشت کرتی ہے، ہزار ہا ہو چکی ہے۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک [illegible]

تسخیر القلوب

پیارے [illegible] پیارا [illegible] کسی کا ہو، مرد کا ہو، عورت کا ہو، خاوند کا ہو، بیوی کا ہو، حاکم کا ہو، دوست کا ہو، آشنا کا ہو، چھوٹے کا ہو، بزرگ کا ہو، ہم وعدہ سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کر سکیں گے، اگر آپ نے تسخیر القلوب منگا کر اس میں جو لکھا ہے اس پر عامل بن جائیں، احباب کا مسخر کرنا، زن و مرد کو مطیع کرنا، آقا و افسر پر قابو پانا، مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کے لئے معمولی بات ہے، ایک نہایت دلچسپ [illegible] کتاب ہے ہزار ہا فروخت ہو چکی ہے۔ قیمت [illegible]

فالنامہ ناصری [illegible]

پہلا اڈیشن [illegible] صفحات کا تھا، اب نیا اڈیشن [illegible] صفحے کا ہے اور اس میں علم قیافہ کا اضافہ ہوا ہے، ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اگر اس کا انجام نیک نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے، اس میں حضرت [illegible] کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ قرۃ الانبیا، فالنامہ پیغمبران، فالنامہ اولیائے کرام، فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ، فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے، یہ فالنامہ بہت مقبول ہے اس میں [illegible] جواب [illegible] دیگر فالنامہ میں نہیں۔ قیمت ۸ر محصول ۸ر

مجموعہ عملیات [illegible] مجلد

کمالات فرقانی ساحری [illegible] حضرت شاہ اشرف علی صاحب حضرت مولانا [illegible] اور اسکی تصنیف اسرار ربانی کا کوئی مقابل نہیں ہے، آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دینی و دنیاوی ضروریات میں ایک بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی ہے جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو، امراض کی تفصیلات کی [illegible] ہے، مقدمات کی جیت، ترقی رزق، حب کے وظیفے ہیں، تسخیر کے نقش ہیں۔ [illegible] صفحہ کی کتاب بڑی مجلد ہے [illegible] اصلی قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

کھر کا مولوی مجلد

یہ وعظوں کی بے نظیر کتاب ہے، حضرت مولانا [illegible] صاحب کا مرتب کیا ہوا جس میں ایک سو سات وعظ ہیں، جس میں تمام امراض روحانی، حرص، حسد، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، غصہ، غیبت، زیان، زنا، [illegible] تمام مصائب انسانی کے متعلق مواعظ [illegible] نیز [illegible] انعام الٰہی اور برکات [illegible] کے متعلق بہت سے وعظ ہیں، اگر اس [illegible] شکر [illegible] جمعہ کے ایک ایک وعظ بیان کریں [illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

بارہ مجالس مجلد

وعظوں کی آسان اردو میں سب سے پہلی کتاب اس میں حسب ذیل بارہ مجلسیں ہیں، (۱) ہستی باری تعالیٰ (۲) توحید کے پہلو (۳) توحید الٰہی (۴) نبوت و رسالت (۵) ختم نبوت (۶) فضائل وعمل (۷) رسول اکرم (۸) محبت رسول (۹) فضائل اخلاق (۱۰) معاشرت (۱۱) اسلامی وحدت (۱۲) اسلام میں عورت کے حقوق (۱۳) واقعات کربلا، یہ بہت ہی مقبول کتاب ہے اور آسان وعظوں میں سب سے بہتر کتاب ہے اس کو [illegible] بہت تھوڑا علم جاننے والے بھی آسانی [illegible] قیمت مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

شرح مثنوی مجلد

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو کہ عالم معرفت کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو تشنگان طریقت کو جام معرفت پلاتی ہے، یہی وہ کتاب ہے جس نے [illegible] [illegible] حصہ [illegible] چونکہ کتاب ہے مستحق ہے [illegible] اس کی فرصت، [illegible] [illegible] صفحات مجلد کتاب قیمت [illegible]

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ملفوظات و مقالات کی [illegible] حضور کے متعلق [illegible] جس قدر اہم اور مقالات [illegible] کا انتخاب ہے کہ [illegible] [illegible] تاکہ حضور کی تصنیف [illegible] مقالات [illegible] غوث پاک کے [illegible] [illegible] [illegible]

تبلیغی ملفوظات خواجہ

[illegible]

شہادت حسین مجلد

[illegible]

شہید کربلا

[illegible]

الفاروق مجلد

[illegible]

امام ابوحنیفہ مجلد

کے حالات پڑھنے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ ہم ان کی نسبت سے فخر کرتے ہیں۔ ان کے حالات کو بے خبر رہنا نہایت ہی ناموزوں ہے۔ سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں، مناظروں اور وقیقہ رسی کو معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے۔ فقہ کی تدوین کے سلسلے میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ امتیاز فن ہے۔ ضخامت ۱۰۰ صفحات
قیمت مجلد آٹھ آنے محصول ڈاک

برگزیدہ صوفی مجلد

[illegible]

چھیانوے اولیا

[illegible]

تذکرہ اولیائے ہند

[illegible]

بڑی سوانح عمری [illegible]

[illegible]

میلاد اکبر مع نعت جدید

[illegible]

شاہ جیلان

[illegible]

کفرستان کے تین ولی

[illegible]

عورت

پھولوں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے
والا مجبوناز کے پوشیدہ رازوں سے واقف
ہو جانے اور یقیناً اسی صحت میں
ممکن ہے جب آپ کتاب عورت پڑھ لیں
اس کتاب میں ڈاکٹر مریکی بہترین تحقیقات کو
حل کر پیش کیا ہے عورت کی نسوانی زندگی کے کل
فوٹو عورت کے پوشیدہ اعضا جسم کی فطرت
عورت کی تربیت عورت باغ حسن کی [illegible]
غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات
ایسی نہیں جو اس کتاب میں بیان نہ ہو
مع رنگین فوٹو ہیں۔ قیمت صرف [illegible]

لیف مواصلت

دنیائے لطف مسرت کو لذت کیف [illegible]
جیسا ایک مرد اور جوان [illegible]
اور یہی وہ کیف افزا ہے جس پر [illegible]
راز ہو یہ تو فطرت کی بسیط دنیا میں [illegible]
ایسی [illegible] صرف [illegible] فطرت پر دنیا کی
آبادی میں اضافہ کرتے چلے جاتے ہیں لیکن
یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں [illegible]
کیف پر مشتمل حیات اس [illegible] حاصل کیا جا
سکے جو زندگی حیات کا نام ہے بالاشیاز ہو یہ کتاب
مواصلت کو اسی سبب بہا دیتی ہو جہاں لذت
ہی لذت ہے قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک ۶ر

بہار شباب

[illegible] کتاب [illegible] میں سلسلہ بیان کو [illegible]
[illegible] جذبات کی [illegible]
[illegible] کتنی ہی عمر کیوں [illegible]
اس پروگرام کے ماتحت جس کے [illegible]
جوانی دیوانی کو قابو میں رکھکر چاہتا کہ [illegible]
قائم ہو جائے بہار شباب میں یہ سب ہی [illegible]
جوانی کی پر کیف زندگی اور اس کا [illegible]
نوجوانوں کیلئے مجرب طریقے قاعدے نسخے ہدایات
حفظ ماتقدم کی ہر لرہ باتیں غرضکہ [illegible]
کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیتی ہے۔
قیمت ایک روپیہ محصول ڈاک کل [illegible]

دل حبیب

فرصت کے اوقات میں اخلاقی ناول پڑھئے

ناول حبیب [illegible]
میں چھ سو صفحات ہیں [illegible]
[illegible]
اگر [illegible]
[illegible]
محصول ڈاک [illegible]
محصول ڈاک [illegible]

[illegible] صفحات
شوہر پرست [illegible]
[illegible] ۴۸
[illegible] ۴۸
[illegible] ۹۶
محبت [illegible] ۹۶
ستارہ اقبال [illegible] ۴۸
تصویر عشق [illegible] ۴۸
[illegible] ۱۹۰
کلید گم شدہ [illegible] ۲۲۴
[illegible] ۸۰
[illegible] ۴۸
مسرت کے پھول [illegible]
[illegible] ۱۲۸
[illegible] ۹۶
[illegible] ۱۴۰
[illegible] ۴۸
[illegible] ۲۱۶
[illegible] ۱۰۰
[illegible]
[illegible]

لذت شباب

شباب والی کی متمنی ہو تو لذت شباب یعنی
[illegible] کا مطالعہ کیجیے جس سے آپ کو
معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ تک کس طرح قائم
رکھ سکتے ہیں عورت کے تاثرات کیا ہیں جس کی
ملک کس طرح لطف اندوز ہونا چاہیے گلزار
شباب کس طرح وقت خزاں سے قبل شباب کی [illegible]
ہوئی بیوی کس طرح عورت اگر عورت ادھو
اگر مرد اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے [illegible]
[illegible] میں لذت شباب میں سرستان
شباب کو تازہ رکھنے کیلئے صدہا مجرب نسخے بھی ہیں
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک ۶ر

افشائے راز نہان

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب جو ایسی عجیب چیز
کہ آپ نے اس دلچسپ موضوع پر شاید کوئی کتاب نہ
دیکھی ہوگی جس میں ہزار دو سو کنواریں اور بیاہی
عورتوں کی نفسانی خواہشات کے حالات خود انکی
قلم کے لکھے ہوئے امریکہ کی ایک [illegible] عورت نے
یکجا کر کے کتابی صورت میں شائع کئے اور امریکہ
میں ایک [illegible] مچادی اب اسکا ترجمہ ہو گیا ہے خدا
جانے کیسے کیسے لوگ اسکے مطالعہ میں محو ہیں ہر وقت
بند ہونیکا خطرہ ہے اسلئے جلد منگا لیجئے اس کی
مقبولیت کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ ۶ ماہ میں
دو ہزار فروخت ہو چکی قیمت [illegible] محصول ۶ر

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ جو اس نے سہاگ
کی چند راتوں کا منظر اور کیف انگیز الفاظ میں
ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں [illegible]
ہیں یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ
ہی نہیں بلکہ ازدواجی مسرتوں کا [illegible]
کتاب سے معلوم ہوتے ہیں اتنی دلچسپ [illegible]
معلومات سے پر شاید ہی کوئی دوسری کتاب ہو
شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پر کیف [illegible]
کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی فوٹو بھی ہیں تاکہ
دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی لطف
اندوز ہوں۔ قیمت [illegible] محصول ڈاک ۶ر

شاہی لول تالستر

جو بادشاہوں کیلئے تیار ہوا [illegible] ہے اس میں
[illegible] نے لذت کے [illegible] کو ایسے انداز
میں پیش کیا ہے کہ وہ [illegible]
کے ذہن میں ہوتی ہیں [illegible]
بھی نہیں [illegible] عورت کے
[illegible] عورت ہی لذت ثابت کی [illegible]
[illegible] قوت [illegible]
کیلئے [illegible] ہزاروں مرتبہ [illegible]
کے سلسلے میں [illegible] بیان کئے ہیں
وہ [illegible] لاکھوں [illegible]
زیادہ [illegible] ہیں قیمت [illegible] محصول ڈاک ۶ر

دوشیزہ کی جوانی

جب بہار آتی ہے تو اسکے جذبات کا اندازہ
اس کتاب سے ہوگا جو طلوع شباب کے نام سے مشہور ہیں
دو عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات
معلوم کر کے ششدر رہ جائیں ایک نوجوان
جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے
مطالعہ کے بعد گر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات
سے آگاہ ہو کر اسکے باغ حسن کی خوشہ چینی کرے [illegible]
[illegible] لذات دونوں کو ایک [illegible]
[illegible] ایسی مستور دنیا ہوگی جو [illegible]
جنت نازل ہوگی۔ بہت سی تصویریں ہیں۔
قیمت [illegible] محصول ڈاک ۶ر

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط [illegible] محبت میں ڈوبی
ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت سے لبریز خطوط کو
لکھنا سکھاتی ہے جو سچے عاشق بیان [illegible]
جذبات عشق کو قرطاس پر لاتے ہیں ان کا
دلچسپ خیال ہے کہ ہر ایک خط دلچسپ افسانہ کی طرح
دلچسپ اور محبت سے لبریز ہے ہر خط میں محبت کی
داستان [illegible]
[illegible] ہیں یہ مقبول کتاب ہے جس کی [illegible]
[illegible]
[illegible] بیوی کے دل جوڑ دیتے ہیں۔
قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

[redacted]

مولوی

مدیر محمد عبدالحمید خاں



قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب

بخاری شریف

جس کا دوسرا اڈیشن حمیدیہ پریس میں چھپ رہا ہے [illegible] ہی یہ اڈیشن مل سکیگا۔ اس لئے فوراً اپنا نام درج کرالیجیے دیر نہ کیجیے۔

بخاری شریف احادیث نبی کریم کی سب سے بڑی اور مستند کتاب ہے۔ [illegible] بخاری شریف قرآن پاک کے بعد مقدس ترین کتاب ہے۔ [illegible] ہندوستانی مسلمان ایک فی ہزار بھی نہیں۔ پھر ان کو کوئی بھی عربی کا جاننا [illegible] قرآن کو کیا معلوم کریں [illegible] اردو خوان مسلمانوں کی قسمتیں [illegible] مختلف فرقے کے علماء اپنے مسلک کے مطابق [illegible] ضرورت تھی کہ بخاری شریف کا اردو ترجمہ شائع کیا جائے

بڑی بخاری

بخاری شریف بہت قیمتی کتاب ہے اور آج کل جبکہ مطبوعات کے لئے بہت آسانیاں ہیں اب بھی اس کی قیمت ۲۵ روپیہ اور مترجم مصری کا ۹۰ روپیہ [illegible] کہنے والا ہی [illegible] سوال ہے اہم ہو جاتا ہے [illegible] ضرورت ہے کہ مسلم برادران کو اس کی خرید میں آسانی مہیا کی جائے۔

بڑا کام تھا [illegible] اس کا پورا ترجمہ شائع کریں [illegible] انتخاب حدیث کو بخاری کا [illegible] تجرید شائع کی [illegible] کسی نے شائع نہیں کیا۔ [illegible] بہت بڑا تھا۔

الحمد للہ آپ کا [illegible] اس میں کامیاب ہو گیا۔ اور اس کے ناظرین نے عشق رسول میں میری مدد فرمائی۔ [illegible] بخاری شریف کا پورا ترجمہ تھا اس لئے [illegible]

بڑی بخاری میں بڑی خوبی یہ ہے کہ اس نے رسول کریم کے کسی قول کے کسی جزو کو بھی [illegible] نہیں چھوڑا ہے [illegible] کسی حدیث کا بھی [illegible] کیا [illegible] ہزار صفحات میں [illegible] اور تعداد میں دس ہزار کے قریب مستند احادیث ہیں

پہلا اڈیشن

[illegible] اس کی قیمت دس روپیہ تھی۔ البتہ جن لوگوں نے پیشگی [illegible] حقیقت [illegible] کام ہو گیا [illegible] قبول فرمایا [illegible] بڑا اعلان [illegible] ایک ہزار [illegible] اس نیک مقصد میں شریک ہو جائے [illegible] اس اڈیشن میں [illegible] ایک ہزار روپیہ کے قریب ترجمہ وغیرہ میں خرچ ہوا [illegible] تقسیم کر دیا ہے۔ اور اس اڈیشن میں

ایک ہزار جلدیں ان بھائیوں کو چار روپے میں دی جائینگی جو پیشگی روپیہ

[illegible]

اس پتہ پر روانہ کیجیے محمد عبدالمجید مدیر مولوی دہلی

خطبات حیات

اردو نظم و نثر کے بے نظیر جمعہ کے موثر خطبے

حالات حاضرہ کے مطابق [illegible] ہندوستان کی ہر مسجد میں [illegible] حیات تازہ پیدا کر دیتے [illegible] خطبہ کا مقصد محض یہ ہے کہ [illegible] بہترین [illegible] زندگی کا ایک پیغام [illegible] اس لئے [illegible] مسلمانوں کی حیات دینی و دنیوی کو [illegible] کامیاب بنانے کے لئے یہ خطبات مرتب کئے ہیں [illegible] کی وجہ سے مجلد چار سو صفحات کی کتاب ہے اور قیمت [illegible]

فہرست خطبات دوازدہ ماہ

محرم

١۔ ماہ محرم الحرام کے اوصاف
٢۔ مظلوم کی کامل تصویر
٣۔ سلطنت [illegible]
٤۔ اسلامی سال محرم سے شروع

صفر

١۔ ضرورت مذہب
٢۔ مقصود الٰہی
٣۔ اسلامی توحید
٤۔ تردید شرک

ربیع الاول

١۔ مشرکانہ عقائد کی تردید
٢۔ شرک کے [illegible]
٣۔ بانی اسلام کی عظمت
٤۔ مجالس میلاد کی اصلاح

ربیع الثانی

١۔ اتباع سنت اور سلف
٢۔ اتباع رسول [illegible]
٣۔ رسم و رواج کی لعنت
٤۔ اہل سنت [illegible] کا امتیاز

جمادی الاول

١۔ کفایت شعاری و اسراف
٢۔ اسلام اور مال و دولت
٣۔ اسلام اور [illegible] دولت کو [illegible]
٤۔ توکل اور قناعت

جمادی الثانی

١۔ بزرگان دین [illegible]
٢۔ حضرت [illegible]
٣۔ [illegible]
٤۔ [illegible]

رجب

١۔ معجزات انبیاء علیہم السلام
٢۔ واقعہ معراج شریف
٣۔ معراج جسمانی تھی یا روحانی
٤۔ مومنوں کی معراج

شعبان

١۔ فضیلت صلوٰۃ
٢۔ شعبان المعظم کی فضیلت
٣۔ طہارت و پاکیزگی
٤۔ اسلام اور اخلاقی زندگی

رمضان

١۔ رمضان [illegible] کی فضیلت
٢۔ روزہ [illegible]
٣۔ زکوٰۃ و خیرات و صدقات
٤۔ [illegible] تراویح، اعتکاف

شوال

١۔ [illegible]
٢۔ اسلامی جہاد
٣۔ جہاد کے فضائل [illegible]
٤۔ حقوق والدین

ذی قعدہ

١۔ حقوق [illegible]
٢۔ قوم کا مستقبل بچوں کی تربیت ہے
٣۔ اسلامی پردہ
٤۔ تعلیم نسواں اور حقوق نسواں

ذوالحجہ

١۔ [illegible]
٢۔ [illegible]
٣۔ [illegible]
٤۔ [illegible]

[illegible] دہلی سے منگائیے

اردو زبان میں مذہبی معلومات کی سب سے بہتر آپ کی جوتی

کتاب الاسلام

ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے

مناظرہ کی کتاب نہیں ہے۔ یہ فرقہ [illegible] تعصب کی [illegible] ہے۔ یہ حنفیوں کا [illegible]

کتاب میں کسی فرقہ کی تنقید نہیں کی گئی بلکہ اختلاف صرف فروعات میں ہے اور جہاں جس صورت پیدا ہوئی ہے بیان بتلا دیا ہے کہ فلاں فرقہ [illegible] اس کو مانتا ہے۔ اس لئے حنفیوں کے علاوہ دوسرے لوگ بھی اس سے مذہبی معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اردو زبان میں تنہا یہی ایک کتاب ہے جس میں ضروری اسلامی معلومات [illegible] ہے اور اتنی معلومات [illegible] کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا اڈیشن صرف تین مہینے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس میں خدا بھی مبالغہ [illegible] ہو سکتا جو پڑھ لینے کے بعد بھی اتنی اسلامی معلومات نہیں ہو سکتیں جو صرف اس کتاب کے پڑھ لینے سے ہو سکتی ہے۔ یہ **بارہ سو صفحات** کی مجلد کتاب ہے جو سات سال کی محنت [illegible] کی ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ فاضل مؤلف نے پوری تحقیقات سے کتاب مرتب کر دی اور ہزاروں روپے کی بربادی کا مطلق خیال نہ کیا۔ اس میں اول وہ فواید اسلام کی تفصیلات سے پہلے بتلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کب سے ہے۔ مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے۔ دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے۔ مذہب بدمذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے۔ دو مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور ان کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں۔ اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے۔ اسلام دنیا میں کب سے اور اس میں کب تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے۔ دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراض ہیں ان کے کیا جواب ہیں۔ اسلام اور اس کی تعلیم کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے۔ اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک اس پر عمل پیرا ہیں۔ اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور وہ کب اور کیسی ہیں۔ یہی تقدیم بہار اس کتاب کی ابتدا میں ہیں جو چار سو صفحات میں گئے ہیں۔ پھر عقائد اس کے بعد عبادات پھر معاملات متفرق ہدایات۔ اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات پر [illegible] ہیں ہے۔ کاغذ کتاب کا بہت اعلیٰ ہے جلد معتبر و مضبوط ہے۔ کپڑے کی جلد بنی ہوئی ہے۔ اور قیمت صرف چار روپے ہے جو دو آنے محصول ڈاک میں جمع ہوتے ہیں۔ پچھوپیں [illegible] منگا لیجئے

مزید تعارف کے لیے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اس میں چار سو صفحات تک مذہب اسلام کے سچے ہونے کے نقلی اور عقلی دلائل ہیں۔ یہ سب صفحات پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کبھی مرتد نہیں ہو سکتا اور دوسرے مذہب کا پیرو اسلام کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے اور ایسا ہوا ہے۔

باب ۲ عقائد اس میں حسب ذیل مباحث ہیں۔ اہل سنت۔ اسلام کے بنیادی عقائد۔ ایمان کل۔ ذات و صفات باری تعالیٰ۔ توحید۔ شرک۔ عرش۔ ردائے الٰہی۔ کرسی۔ افعال الٰہی۔ نبوت۔ رسالت۔ انبیائے سابقین۔ رسول کریم کی فضیلت۔ ختم نبوت۔ معجزات۔ معراج۔ فرشتے۔ مسئلہ تقدیر۔ حشر و نشر۔ عذاب و ثواب۔ قیامت۔ ظہور مہدی۔ دجال۔ دجال کے اثرات۔ مہدی کے اولیا [illegible] سب پر عقائد کا بیان بہت وضاحت سے ہے اور یہ سب بیانات ۷۹ صفحات تک گئے ہیں۔

باب ۳ عبادات اس میں حسب ذیل مباحث بہت تفصیل سے ہیں۔ تقلید کی ضرورت۔ امام اعظم کی افضلیت۔ فقہ کی تعریف اور ائمہ اربعہ کے کمالات۔ ائمہ اربعہ کے حالات۔

طہارت کا بیان۔ ہر مذہب کی طہارت سے مقابلہ۔ طہارت جسمانی۔ مریض کا وضو۔ وضو کے فرائض و واجبات۔ سنن۔ مستحبات اور وضو شکن صورتیں۔ غسل نجاست۔ حیض۔ نفاس۔ پانی کی حفاظت اور طہارت کے پورے پورے مسائل پھر تیمم کے مسائل۔ موزوں پر مسح۔ نجاست کی پوری تفصیل۔ استنجا۔ اور طہارت و نجاست کا پورا پورا بیان ہے۔ اس کے بعد نماز کا بحث بڑا مفصل بیان ہے جس کے چند عنوان یہ ہیں۔ نماز کے صدود۔ نماز کی ترغیب۔ نماز کی فرضیت۔ تارک صلوٰۃ کا حشر۔ نماز با جماعت کا شرف۔ خطبہ۔ خطیب کی ضرورت۔ حالات حاضرہ کے مطابق نماز کے احکام۔ اوقات کے مسائل۔ نماز کی بیرونی شرطیں۔ قبلہ کے احکام۔ نیت کے مسائل۔ نماز کے فرائض و واجبات۔ سنن۔ قیام و قرأت کے مسائل۔ رکوع و سجود کے مسائل۔ نماز پڑھنے کا حنفی طریقہ۔ خلاف نماز اغلاط قرأت کے مسائل۔ نماز کی لوٹنے کی [illegible] امامت کے مفصل مسائل۔ امام سجدہ کا ارتکاب مسجد میں منع ہے۔ جماعت کے احکام و مسائل۔ مسبوق مدرک لاحق۔ بنائے نماز کے مسائل۔ سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ۔ وتروں کا بیان۔ نفلی مشہور نمازیں بارہ مہینوں کی خاص خاص نمازیں۔ نماز تراویح بالتفصیل۔ قرآن خوانی کی اجرت۔ کسوف خسوف۔ سجدہ سہو کے مسائل۔ سجدہ تلاوت۔ سجدہ شکر۔ نماز جمعہ خطبہ کا مفصل بیان۔ نماز عیدین مع صدقہ فطر وغیرہ کا بیان۔ نماز مسافر کا بیان۔ مریض کی نماز جنازہ کا مکمل بیان۔ عیادت قبر تک کے حالات۔ زیارات اولیاء کی زیارت۔ سوگ و فاتحہ کا بیان۔ شہیدوں کا بیان مکمل۔

حج کا بیان۔ حج کے تمدنی و اجتماعی فوائد۔ حج کے تجارتی فائدے۔ کن لوگوں پر حج فرض ہے۔ حج کو جانے کی شرطیں۔ ارکان حج مفصل۔ حج کے ارکان و فرائض۔ مسائل۔ زیارت رسول۔ مسائل متفرقہ بہت مفصل بیان۔

روزہ کا بیان اہل کتاب پر روزہ روزہ کی تاریخ۔ روزہ کے روحانی فوائد۔ روزہ کا امتحان [illegible] روزہ کی [illegible] رمضان کے روزے۔ رویت ہلال۔ نیت روزہ۔ مفسدات و مکروہات۔ روزہ کفارہ وغیرہ۔ قضا روزہ۔ بوڑھے روزہ [illegible] اور غیر مسلم [illegible] کے مسائل [illegible]

کے متعلق نادرہ معلومات۔ اعتکاف کا بیان۔ شب قدر کا بیان۔ عید کا چاند دیکھنا۔

زکوٰۃ کا بیان۔ اسلام میں سوشلزم کا پہلا آئین۔ زکوٰۃ کیوں فرض ہے۔ دنیا کی ساری املاک قوم کی املاک ہے۔ غریبوں کو سرمایہ دار کی محبت کیونکر ہو۔ مصارف زکوٰۃ۔ بے محل صرف سے خرابیاں۔ زکوٰۃ کس کو لینی جائز۔ بھیک مانگنا کفر کے برابر ہے۔ انسداد گداگری۔ قرابتداری مقدم ہے۔ اسباب زکوٰۃ۔ سونے چاندی کی زکوٰۃ۔ اسباب تجارت کا حساب۔ قرض پر زکوٰۃ کا حساب۔ یہ سب مضامین اس کتاب کے ۲۰۲ صفحات تک گئے ہیں۔

باب ۴ معاملات۔ نکاح۔ تعریف۔ فرائض۔ شرائط۔ خطبہ۔ بیوی کو گھر میں لانا۔ ولیمہ۔ متعہ۔ موقت۔ ولایت۔ اجازت۔ کفو۔ مہر کا تعین۔ تنہا مفوضہ۔ خلوت صحیحہ۔ مہر کی کمی بیشی۔ فساد نکاح۔ حقوق زوجیت۔ کافر کا نکاح۔ مرتد۔ نکاح ذمی۔ حربی۔ غلام لونڈی۔ بیویوں میں عدل۔ رضاعت۔ نسبی اولاد [illegible] اور مسائل متفرق مسائل۔

طلاق۔ طلاق رجعی۔ بائن۔ مغلظہ۔ تفویض۔ طلاق و کالت۔ شہود۔ مرض۔ رجعت کا بیان۔ حلالہ۔ ایلاء۔ خلع۔ قبول خلع وغیرہ۔ ظہار۔ کفارہ۔ لعان کا بیان۔ عنین کا بیان۔ عدت کا بیان۔ سوگ۔ ثبوت نسب۔ بچوں کی پرورش۔ نفقہ اور متفرق مسائل۔

کتاب الحقوق۔ حقوق اللہ۔ حقوق النبی۔ حقوق خلفاء راشدین۔ صحابہ کرام۔ اولیاء عظام۔ مجتہد۔ والدین۔ اولاد۔ بچوں کے دوست احباب۔ عورت کے حقوق۔ رسول معصوم کا سلوک اہل قرابت کے حقوق۔ صلہ رحم۔ ہمسایہ۔ یتیم۔ مہمان۔ سوالی۔ باہم حقوق مسلم۔ ایک دوسرے ادائے حق۔ حق تلفی زیادتی۔ مزدور کا حق۔ مالک و غلام کے حقوق۔

ذبائح قربانی۔ شکار۔ صدقہ عقیقہ کے مسائل۔ **کھانا پینا** اور اس کے متعلق تمام مسائل۔ لباس۔ معاشرت کی سادگی اور سنجیدگی کے فوائد و ثواب۔

متفرق ہدایات اس میں صدہا ہدایات اور نواہی ہیں۔

باب ۵ اخلاق و آداب نفس امارہ۔ لوامہ۔ مطمئنہ۔ اخلاق۔ لذات۔ ایصال ثواب۔ امانت و دیانت۔ کشادہ روئی۔ شجاعت۔ صبر و ہمدردی۔ وطنی تربیت۔ اخلاق اسلام۔ معالم۔ مومن۔ تسلیم۔ ملاقات کے آداب۔ مسجد کے آداب۔ نماز پڑھنے۔ استنجا۔ مسجد کے آداب۔ نماز جمعہ۔ مریض وغیرہ کے آداب۔ بہت سے صفحات میں گئے ہیں۔

باب ۶ تصوف و ریاضات مجاہدات۔ اسلام اور رہبانیت۔ صوفیائے کرام۔ حقیقت۔ فقر۔ زہد۔ رہبانیت۔ روحانی اشغال۔ مراقبہ۔ تصور کی حقیقت۔ ذکر و اشغال۔ اعمال کی تفصیل۔ بیعت۔ مریدی۔ ختم۔ جنت و دوزخ۔ مرنے کا طریقہ۔ متعلق برزخ۔ یہ سب مضامین ۱۲۰۰ صفحات میں۔ کاغذ۔ قیمت۔ جلد۔ محصول

پتہ دفتر رسالہ [illegible] دہلی

[illegible]

[illegible] دکھائی کی ماہی میں [illegible]
[illegible] اپنی نوک قلم میں کسری [illegible]
[illegible] کو دیکھ رہا تھا اور سمجھ رہا تھا [illegible]
[illegible] یہ کیفیت [illegible]
[illegible] نقصان ہوا اور [illegible] یہاں ہی کیا تھا بہر حال آپ کے
[illegible] ہزار [illegible]
[illegible] اپنی غلطی سے دو سو [illegible]
[illegible] جو مولوی کے [illegible]
[illegible] مولوی کے ۲ ہزار [illegible]
[illegible] زبردست ہے اور اس کا
[illegible] تو فقط [illegible]

اندازہ کی ایک [illegible] کرنے لگے [illegible]
[illegible] اعتماد کر لیا خیال تھا کہ اس مرتبہ [illegible]
[illegible]

غوث پاک سے محبت کرنے والے [illegible]

[illegible]

[illegible] کی کامیابی کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعداد	اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین	تعداد	اسماء معاونین
۲	[illegible] صاحب بمبئی	۱	[illegible] انصاری [illegible]	۲	[illegible]
۸	عبد الصمد صاحب [illegible]	۳	[illegible]	۱	[illegible] صاحب [illegible]
۱	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	رسول احمد صاحب [illegible]	۲	[illegible] حسین صاحب [illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲	غلام [illegible] صاحب [illegible]	۳	[illegible] صاحب [illegible]
۱	[illegible] محمد صاحب مظفر گڑھ	۲	[illegible] علی صاحب [illegible]	۲	[illegible] حسن صاحب [illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible]	۳	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	عبد الوحید خان صاحب [illegible]
۳	[illegible] صاحب [illegible]	۳	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۳	[illegible] حسن صاحب [illegible]
۲	[illegible] صاحب [illegible] پور	۳	محمد [illegible] صاحب [illegible]	۲	سید محمد امین صاحب [illegible]
۲	فضل حسین صاحب [illegible]	۲	[illegible] صاحب [illegible]	۲	حاجی محمد اسماعیل صاحب [illegible]
۳	ابو الحسن صاحب [illegible]	۳	[illegible] صاحب [illegible]	۲	محمد [illegible] صاحب [illegible]
۳	نذیر علی صاحب [illegible]	۳	سید محمد شفیع صاحب [illegible]	۲	حکیم [illegible] حسین صاحب [illegible]
۲	سید مبارک علی صاحب [illegible]	۲	سلطان علی صاحب [illegible]	۱	حافظ محمد حنیف صاحب [illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد	نام معاون	تعداد
جناب سید سرمیاں صاحب تپلاڈو	۵	جناب محمد یعقوب صاحب جہلم پور	۴	خلیفہ شیخ علاء الدین صاحب [illegible]	۱	جناب محمد اسمعیل خان [illegible]	۱	جناب حکیم [illegible] صاحب [illegible]	۲
" عبد الغفار صاحب پڈاپورم	۲	" ذکاء احمد صاحب [illegible]	۲	" عزیز الرحمان صاحب اعظم گڑھ	۲	" سید علی حسن صاحب نرکٹیا گنج	۱	" محمد حبیب خاں صاحب [illegible]	۳
" سید فخر الدین صاحب گلبرگہ	۳	" مختار احمد صاحب گورکھپور	۲	" محمد وسیع صاحب بہرائچ	۲	" سخاوت اللہ صاحب [illegible]	۲	" ایم ایچ انصاری [illegible]	۳
" عابد علی خاں صاحب عزت نگر	۳	خلیفہ شیخ احمد صاحب حیدرآباد	۴	" محمد عبد العلیم صاحب [illegible]	۳	" محمد نبیل احمد بیگ صاحب [illegible]	۲	" اشرف علی صاحب [illegible]	۲
" حافظ سید عثمان صاحب [illegible]	۳	" امیر حمزہ صاحب آصف آباد	۲	" ممتاز خاں صاحب شیخوپورہ	۱	" ایم ایس احمد حسین صاحب [illegible]	۳	" محمد الدین صاحب [illegible]	۱
" مولوی عبد الرشید صاحب کلکتہ	۳	" محمد زماں خاں صاحب [illegible]	۵	" کبیر احمد صاحب رائے بریلی	۲	" محمد یاسین الدین صاحب [illegible]	۳	" محمد یوسف فیروزپور	۲
" نذیر احمد صاحب روڑکی	۲	" ایم اے ستار صاحب رائچور	۴	" غلام قاسم صاحب مین پوری	۱	" اسمٰعیل خاں صاحب جے پور	۲	" منظور علی صاحب بریلی	۳
" غلام مرتضی صاحب چھتاری	۲	" محمد صدیق صاحب [illegible]	۳	" سید ثواب علی صاحب چالیس گاؤں	۲	" حبیب الرحمان صاحب [illegible]	۴	" محمد اسمٰعیل صاحب بریلی	۱
" کریم بخش صاحب [illegible] آباد	۲	" محمد اعظم صاحب [illegible]	۲	" محی الدین صاحب سوپور	۱	" محمد سلیمان صاحب پرتاب گڑھ	۱	" ولی داد صاحب پشاور	[illegible]
" عبد السلام صاحب لکھنؤ	۲	" اللہ دیا صاحب لندن	۲	" عبد الجلیل صاحب کلکتہ	۲	" ٹیکر ماسٹر صاحب جھانسی	۱	" سید محمد ہاشم صاحب جہلم	۲
" محمد سلیمان صاحب مونگیر	۳	" ملک محمد صاحب جھنگ	۲	" محمد قدرت اللہ خاں اجمیر	۳	" بشیر احمد صاحب [illegible]	۲	" محمود شاہ صاحب سرگودھا	۸
" عبد الستار خاں [illegible]	۳	" محمد شریف صاحب [illegible]	۸	" تاج محمد صاحب ستارہ	۱	" شکیل احمد صاحب چونیاں	۲	" عصمت اللہ صاحب [illegible]	۳
" حاجی شہاب الدین صاحب ہریا	۲	" محمد رضا حسین صاحب [illegible]	۵	" محمد سلطان صاحب ہردوئی	۲	" علی محمد صاحب [illegible]	۴	" احمد حسین صاحب [illegible]	[illegible]
منشی رفیع احمد خاں صاحب امروہہ	۲	" پیر محمد خاں صاحب مظفر گڑھ	۴	" عبد الوہاب صاحب [illegible]	۲	" محمد روشن خاں صاحب [illegible]	۴	" غلام حسین صاحب [illegible]	۲
حاجی علی خاں صاحب رائے بریلی	۱	" محمد حبیب احمد صاحب [illegible]	۲	" عبد الجلیل صاحب کلکتہ	۲	" محمد عثمان صاحب سکھر	۳	" محمد اسمٰعیل صاحب [illegible]	۱
قاسم میاں اکبر میاں صاحب [illegible]	۲	شیخ فتح محمد صاحب [illegible]	۲	" تاج محمد صاحب ستارہ	۱	" مولوی محمد رزاق صاحب [illegible]	۲	" غلام نبی صاحب [illegible]	۱
" عبد اللطیف صاحب لوکو اجمیر	۱	" فیاض حسین صاحب [illegible]	۲	" محمد سلطان صاحب ہردوئی	۲	" سید محمد صاحب بمبئی	۵	" عبد الحکیم صاحب بدایوں	۲
" قمر الدین رسول میاں صاحب ڈبھوئی	۱	سید تقی خان صاحب [illegible]	۳	" محمد عبد الوہاب صاحب [illegible]	۲	" حافظ محمد احسان صاحب [illegible]	۲	" اصغر انصاری صاحب [illegible]	۲
" قیم بیگ صاحب سردار پورہ	۱	" اللہ دسایا صاحب ملتان	۳	" عبد الوہاب صاحب [illegible]	۲	" محمد اسلم صاحب بارہ بنکی	۳	" عبد الرؤف صاحب [illegible]	۲
" رفیع احمد صاحب [illegible]	۱	" محبوب نبی صاحب بہاولپور	۲	" عبد الحق صاحب [illegible]	۲	" شاہ میر خاں صاحب کلکتہ	۳	" حاجی نصر اللہ خاں [illegible]	۲
" محمد رفیع صاحب [illegible]	۲	" برکت علی صاحب گوجرانوالہ	۳	" عبد المجید صاحب لکھنؤ	۱	" مشتاق احمد صاحب [illegible]	۱	" بچو بابو صاحب لکھنؤ	۲
" محمد حسین خان صاحب سکھر	۳	" نبی شریف صاحب حیدرآباد	۱	" احمد نواز صاحب ڈیرہ اسماعیل خان	۲	" صدیق احمد صاحب حصار	۳	" رمضان علی صاحب [illegible]	۳
" مولوی محمد علی صاحب نوشہرہ	۳	" میرزا ہاشم بیگ جھانسی	۲	" سید محمد کاظم صاحب وکیل [illegible]	۲	" فیاض حسین صاحب [illegible]	۳	" محمد قاسم صاحب بیانہ	۳
" عبد الرحیم صاحب [illegible]	۲	" بیگم ای ذکریا صاحب بمبئی	۲	" محمد شفیع صاحب [illegible]	۲	" عبد الغنی صاحب جے پور	۳	" محمد بخش صاحب [illegible]	۲
" عبد الغفور صاحب تربیلہ	۳	" محمد علی گل صاحب فیروزپور	۳	" ظہور احمد صاحب صوفی محمود آباد	۴	" جمیل الدین صاحب [illegible]	۲	" غلام حیدر خاں [illegible]	[illegible]
حشمت علی صاحب [illegible]	۳	شیر محمد صاحب ہردوئی	۲	" عبد الخالق صاحب لشکر	۱	" خواجہ بو تراب صاحب حیدرآباد	۱	" عنایت بیگ صاحب [illegible]	۲
مرزا منظور العزیز بیگ لائل پور	۴	" ابراہیم صاحب احمد آباد	۲	" محمد اقبال صاحب گوجرہ	۱	" عزیز احمد صاحب گوجرانوالہ	۱	" محمد ولی صاحب کانپور	۲
ملک علی محمد صاحب [illegible]	۳	" امداد خاں صاحب [illegible]	۴	" محمد قاسم بیگ صاحب [illegible]	۲	" امتیاز علی صاحب فتح پور	۳	" محمد خاں صاحب اجمیر	۲
سید سراج الدین صاحب عثمان آباد	۳	بابا صلاح الدین صاحب راولپنڈی	۲	" محمد ابراہیم صاحب احمد آباد	۵	" سید قربان علی صاحب [illegible]	۲	" حبیب احمد صاحب اسلام نگر	۳
مولوی نتھے خاں صاحب [illegible]	۲	" علی گوہر خاں صاحب لائلپور	۲	شیخ ابو محمد صاحب [illegible]	۱	سید مظہر احمد صاحب [illegible]	۱	" امیر حسین صاحب [illegible]	۲
" ریاض احمد صاحب دتیا	۲	" اسد علی صاحب کوئٹہ	۱	خان غلام احمد صاحب [illegible]	۴	" کبیر احمد صاحب [illegible]	۲	" عبد المجید خاں صاحب [illegible]	۳
" محمد نصیر صاحب [illegible]	۱	" محمد صدیق صاحب بلاسپور	۲	" محمد ثناء اللہ صاحب صفی پور	۱	" میرزا مرتضی بیگ [illegible]	۳	" عبد المجید خاں صاحب [illegible]	۳
" محمد اسماعیل صاحب فیروزپور	۳	" تفضل حسین صاحب [illegible]	۲	" الٰہی بخش صاحب پشاور	۱	" حاجی اسمٰعیل حاجی احمد [illegible]	۲	" منشی حبیب اللہ صاحب [illegible]	۲
" ممتاز خاں صاحب [illegible]	۳	" میرزا حسن بیگ صاحب سیالکوٹ	۳	مبارک علی صاحب لشکر	۲	" محمد شعیب صاحب [illegible]	۲	" محمد خاں صاحب [illegible]	۲
" سید حبیب صاحب حیدرآباد	۴	" انوار الحق صاحب انبالہ	۳	" محمد محسن علی صاحب بھوپال	۲	" [illegible] خاں صاحب	۴	" محمد علی محمد [illegible]	۳
عبد الشکور صاحب کانپور	۴	" ہدایت النبی صاحب [illegible]	۲	محمد محسن علی صاحب بھوپال	۲	" ابو بکر خاں صاحب [illegible]	۵	" سید محمد صاحب [illegible]	۲
" سید مظہر علی صاحب [illegible]	۴	" نذیر محمد صاحب لاہور	۲	محمد دانشمند صاحب [illegible]	۲	" رفیق احمد صاحب کٹک	۲	" محمد [illegible]	۳
" نور محمد صاحب وڈھوان	۳	" عبد المجید خان صاحب اجمیر	۲	محمد رب نواز صاحب [illegible]	۲	" عبد اللطیف صاحب لکھنؤ	۲	" [illegible] حسین صاحب [illegible]	۳
" رمضان علی صاحب بھوپال	۳	" ظہور احمد صاحب الہ آباد	۲	" منشی بدر الدین صاحب کلکتہ	۲	اور بی صاحب کانپور	۲	" حافظ عطاء الحق جہان آباد	۲
" نظیر حسین صاحب [illegible]	۲	محمد احمد اللہ صاحب ہردوئی	۲	" محمد شریف صاحب [illegible]	۸	" ایم اے غنی صاحب [illegible]	۲	" [illegible] حسین صاحب [illegible]	۳
" عبد الرحیم صاحب بہاولپور	۲	" عبد العزیز صاحب کوہاٹ	۲	" مستری محمد ممتاز صاحب [illegible]	۱	" ایم اے حمید صاحب [illegible]	۳	" غلام رسول [illegible]	۲
" عبد العزیز صاحب راولپنڈی	۲	" عبد الوہاب صاحب [illegible]	۳	" امیر الدین صاحب [illegible]	۱	" عبد الشکور صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۳
" اصغر علی خاں صاحب جے پور	۲	" عبد العزیز صاحب [illegible]	۲	سید عبد الاحد صاحب مدراس	۱	" محمد [illegible] صاحب حیدرآباد	۳	[illegible]	۵
" محمد خلیل صاحب مراد آباد	۱	" مولوی ابو بکر خاں صاحب [illegible]	۴	" ابو القاسم صاحب [illegible]	۱	" فتح محمد صاحب [illegible]	۲	[illegible]	۲
" نظیر حسین صاحب جالندھر	۳	پیر شوق علی صاحب [illegible]	۵	" سید عبد الحلیم صاحب [illegible]	۱	" حکیم سید [illegible]	۲	[illegible]	۲
" حیات علی صاحب [illegible]	۲	" علاء الدین صاحب [illegible]	۱	" نور العابدین صاحب پٹنہ	۱	[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]

سب سے زیادہ مقبول ترجمہ والا عجز نما قرآن مجید لفظ بلفظ ہدیہ

پانچ روپے کی بجائے ڈھائی روپے میں مجلد چرمی کامل بالتحت اللفظی

[illegible] مولوی [illegible] صاحب کا مشہور و معروف قرآن شریف [illegible] روپیہ کا ہدیہ چکا ہے اور اس کی طلب برابر بڑھ رہی ہے اور حسب اس کا [illegible] اس وقت تک اتنا طلب ہوا کہ پچھلے پانچ سال میں بھی اتنا ہدیہ نہیں ہوا [illegible] اول ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا اور دوسرا حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا اور تفسیر [illegible] قرآن مجید [illegible] صفحات کا ایک مقدمہ [illegible] قرآنی معلومات [illegible] جب یہ قرآن شریف مجلد چرمی [illegible] ہدیہ مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

موت کے وقت فرشتے

[illegible]

الْكِتٰبُ مُحْتَجًى إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوٓا

أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ قَالُوا۟ ضَلُّوا۟ عَنَّا

بڑے سائز کا ایک ترجمہ والا قرآن شریف ہدیہ ڈیڑھ روپیہ میں مجلد چرمی

حیرتناک رعایت ڈیڑھ روپیہ میں ترجمہ والا قرآن شریف جس کے حاشیہ پر تفسیر موضح القرآن ہو، ابتدا میں معلومات قرآنی کے لئے ایک مقدمہ بھی ہو، جلی قلم بھی ہو، مولوی [illegible] کاغذ بھی بہت نفیس دبیز اور چکنا ہو خوب سفید ہو، چھپائی بھی صاف ہو کتابت بھی خوبصورت ہو اور [illegible] چرمی پشتہ کی جلد بھی ہو اور ان سب خوبیوں کے بعد ڈیڑھ روپیہ ہدیہ بھی ہو، آپ ہی بتلائیے کہ ہر شخص کیوں متحیر نہیں رہ جاتے، یہ قرآن شریف تو مقدم سب قرآنوں سے بڑھ گیا [illegible] ایک قرآن پر صرف [illegible] پھر [illegible] کاغذ جلد سب کا تجزیہ تو کیجیے [illegible] سب سے زیادہ [illegible] ہدیہ مجلد چرمی پشتہ ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک [illegible] پانچ جلدیں سات روپے کی [illegible]

وَٱتَّبَعُوا۟ مَا تَتْلُوا۟ ٱلشَّيَـٰطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَـٰنَ ۖ وَمَا

با ترجمہ چوبی قلم شاذ قرآن شریف ہدیہ ۲ روپے

جس قرآن کا قلم بلا مبالغہ اسی قدر موٹا اور خوشنما ہے

[illegible]

خطبہ

الحمد للہ الذی قال قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ وقال اللہ تعالیٰ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر البشر سید الکونین محمد رسول اللہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم۔

حمد وثنا بیان کرو اس خدائے رحمن رحیم کی جو اپنے بندوں پر حد سے زیادہ مہربان اور بے انتہا بندہ نواز اور بندہ پرور ہے جس نے اپنے بندوں کو ضلالت وگمراہی سے بچانے کے لئے اپنے رسول اور پیغمبر بھیجے اور وقتاً فوقتاً ان پر اپنے صحائف اور کتب نازل فرمائیں تاکہ انسان اس دنیا میں منشاء الٰہی کے مطابق زندگی بسر کرکے دین اور دنیا کی سربلندی و سرفرازی حاصل کرے اور غلط راستہ پر پڑ کر خسر الدنیا والآخرہ کا مصداق نہ بنے۔

اور درود وسلام بھیجو اس آقا پر جو دو جہان سرور کون ومکان حضرت محمد رسول اللہ ہیں جو اللہ کے دین کی تکمیل کے لئے خاتم الانبیا بنا کر اس دنیا میں بھیجے گئے تاکہ خود عمل کرکے دنیا کو بتلا دیں کہ اللہ پاک اپنے بندوں سے کس قسم کی زندگی بسر کرانا چاہتا ہے تاکہ انسانی خلقت کا حقیقی مقصد پورا ہو اور اس کے بندے ٹھیک خدائے لایزال کی مرضی کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں۔

برادران اسلام! آج کے خطبہ کا موضوع اتباع کتاب وسنت ہے اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم آپ کی توجہ مولوی کے رسول نمبر کی طرف دلاتے ہیں یقیناً اب تک آپ اس کو پڑھ چکے ہوں گے اور آپ کی نظر سے از سر نو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سیرت پاک گذر چکی ہوگی اور حیات طیبہ کے تمام تابناک اور ضیا بار پہلوؤں پر جو روشنی رسول نمبر میں ڈالی گئی ہے وہ اب ہماری نگاہوں کے سامنے ہے اب ہم کو غور یہ کرنا ہے کہ سیرت پاک کا جو مقدس مرقع ہمارے ہاتھوں میں ہے اس سے کچھ ہم بھی اپنی زندگیوں کے لئے سبق حاصل کر سکتے ہیں اور اپنی سیرتوں میں کوئی بہتر اور خوشگوار تبدیلی کر سکتے ہیں یا نہیں کیونکہ مولوی کا وہ جو ہر سال جو صرف زر کثیر رسول نمبر کے نام سے سیرت رسول کا مرقع شائع کرتا ہے اس کا مقصد صرف یہی تو ہے کہ ہم جو اپنے آپ کو غلامان محمد کہتے ہیں اپنے آقا کی سیرت اقدس سے سبق حاصل کریں اور اپنی زندگیوں اور سیرتوں میں اسوۂ حسنہ کے مطابق تغیر وانقلاب پیدا کریں۔

برادران اسلام! اور مولوی کے رسول نمبر پر پھر نظر ڈال جائیے اور غور سے دیکھئے کہ کیا اس کے ہر ایک مضمون آپ کو اپنی زندگی کے سنوارنے کے لئے ایک اہم اور روشن سبق نہیں ملتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن سے لیکر وفات تک کے حالات پر غور کیجئے ہر قدم پر اپنی زندگیوں کو بہتر زندگی بنانے کے لئے ایک روشن سبق ملتا ہے۔ اپنے بچوں کی تربیت اگر اس عنوان پر کریں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بچپن کا تھا اور جس میں کامیابی حاصل کریں کیا ہم ہمارے بچے دنیا کی تمام قوموں کے بچوں سے زیادہ خوش نصیب نہ ہوں گے۔

اس کے بعد ہمیں اپنے آقا ومولا کی مقدس جوانی پر نظر ڈالنی چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ رسول پاک کی جوانی کیسی تھی اور باوجودیکہ آپ منصب نبوت پر اس وقت تک سرفراز نہیں فرمائے گئے تھے مگر حضور کی فطرت صحیحہ وصالحہ نے آپ کو جوانی میں کیسا اٹھایا اور آپ کی جوانی کس قسم کی تھی اور ہمارے لئے حضور کے اس عہد مبارک میں کیا کیا اسوۂ حسنہ موجود ہیں۔

برادران اسلام! آپ نے مولوی کے رسول نمبر میں دیکھا ہوگا کہ حضور کیسے جہان صالح تھے کہ تمام قریش نے آپ کو "امین اور صادق" کا لقب دے دیا تھا اور اسی خطاب سے وہ حضور کو مخاطب کیا کرتے تھے۔

امین اور صادق یہ دونوں الفاظ اپنے معنی ومفہوم کے اعتبار سے بہت جامع اور وسیع ہیں امین کے معنی صرف اسی قدر نہیں ہیں کہ انسان امانت میں خیانت نہ کرے یعنی اگر کوئی کسی کے پاس کچھ جمع کر دے تو جوں کی توں لوٹا دے اس میں خیانت نہ کرے اس میں شک نہیں ظاہر میں یہی معنے اس لفظ کے معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقتاً اس مختصر لفظ کے بہت وسیع معنے ہیں۔ امین کے یہ معنے ہیں کہ انسان اپنی زندگی کے تمام فرائض اور واجبات میں امین ہو یعنی اس پر خدا کی طرف سے جو ذمہ داریاں عائد کی گئی تھیں اور جس قدر فرائض کی بجا آوری اس کے ذمہ کی گئی ہے ان سب کو پوری امانت اور دیانت کے ساتھ ادا کرے اور ان کی بجا آوری میں کوتاہی نہ کرے اپنے قول وفعل کے لحاظ سے بہت وسیع ہیں ہر صفت پر پورا اترنا اس کا [illegible] کرنا اور یہ صفت اس طرح داخل سرشت ہو جاتی تھی اس کے خلاف سرزد ہونے کا امکان ہی نہ تھا اس کے تمام اقوال وافعال ہی ایسے ہوں گے وہ صدق [illegible] پر مبنی ہوں گے [illegible] ایسے ہی امین وصادق تھے کہ فطرت [illegible] فرائض وواجبات ادا کئے تھے اس کو کامل امانت کے ساتھ ادا [illegible] [illegible]

[illegible] اور جو نبی کریم [illegible]
لئے پکارے گئے اور اس دشمن نے آپ کی امانت و صداقت کا اعتراف
کرنے کے سوا اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا جبکہ وہ آنحضرت کی دشمن
ہو چکا تھا یعنی نبوت پر سرفراز ہو چکنے کے بعد بھی قریش حضور کو
صادق و امین ہی کہتے اور سمجھتے تھے اور ان صفات کے بھی زبان طعن
دراز نہیں کی۔

برادران اسلام! ہمیں آنحضرت کے اس اسوۂ حسنہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور زندگی کے تمام شعبوں کے اندر اور جملہ فرائض یعنی [illegible] حیات زندگی کے سلسلہ میں ہمیں اپنے رسول اقدس کے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں صادق و امین بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سچ بولو سچ سوچو اور سچ پر عمل کرو پھر دیکھو کہ تمہارا دین اور تمہاری دنیا سنورتی ہے یا نہیں اور امین بنو یعنی پوری امانتداری کے ساتھ ان فرائض کو ادا کرو جو تم پر عائد کئے گئے ہیں یعنی صرف فرائض شرعی ہی نہیں بلکہ تمام انسانی فرائض کو اس طرح ادا کرو جس طرح کہ ان کا حق ہے یعنی اگر ہم اپنی ابتدائی زندگی ہی میں ان صفات صدق و امانت سے اپنے آپ کو متصف کر لیں تو الله دین و برکات علوی کا جو سلسلہ کاروبار پر جو تنزل ہوا اس سے اگر تھوڑی دیر کے لئے قطع تعلق کر لیں تو دنیاوی سربلندی و سرفرازی ان صفات کے ذریعہ اس قدر حاصل ہو سکتی ہے کہ دنیا ہمیں دیکھ کر حیران رہ جائے۔

برادران اسلام! [illegible] جب آپ صدق و امانت کے پیکر بن جائیں گے تو دنیا والے کس قدر آپ پر بھروسہ کرنے لگیں گے اور آپ کے قول و فعل پر لوگوں کو کس قدر اعتماد قائم ہو جائے گا آپ کی زبان سے جو لفظ نکلے گا وہ پتھر کی لکیر ہوگی اور آپ کی زبان کا ہر لفظ [illegible] فیصل کا حکم رکھیگا آپ کے قول پر شک کا گمان بھی نہ ہوگا اس [illegible] یقین ہی کا فائدہ ہوگا غرضکہ جب صدق و امانت کی صفات سے متصف ہو جائیں گے تو پھر دنیا کے [illegible] کے دروازے ہمارے لئے کھل جائیں گے اور ہر قسم کی عزت مندی و سربلندی ہمارے حصہ میں آ جائیگی

برادران اسلام! رسول اکرم [illegible] علیہ [illegible] حیات کے [illegible] شباب [illegible] بتاؤ اس عمر میں جہاں ایک [illegible] اخلاق کی پاکیزگی [illegible] عالم تھا کہ [illegible] آپ کو امین و صادق کے لقب سے پکارا گیا [illegible] ابتدا ہی سے کسب معاش کے لئے تجارت [illegible] فرمایا تھا اور [illegible] حضور کے پاس [illegible] آنحضرت کے پاس [illegible] امانت کی [illegible]
[illegible]

[illegible] صفات کی کشش تھی کہ [illegible] خدیجہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا سرمایہ آپ کے سپرد کر دیا اور نفع میں شریک ہو گئے اور انہی صفات کا اثر تھا کہ حضور کے [illegible] تجربہ کار تاجروں سے بھی زیادہ نفع ہوا۔ اس اسوۂ حسنہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہمیں بھی کسب معاش کے لئے تجارت کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور صدق و امانت کی صفات سے کام لیکر ہمیں کامیابی حاصل کرنی چاہئے۔ اس کے بعد آپ کی سوانح اقدس کے اس حصہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے جو حضرت خدیجہ سے نکاح کے بعد شروع ہوتا ہے کس طرح آپ نے حضرت خدیجہ کے ساتھ زندگی بسر کی اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہماری گھریلو زندگی خوشگوار رہے تو اس کی ایک ہی صورت ہے کہ نبی کریم کی گھریلو زندگی کی تقلید کریں
غرضکہ اسی طرح سیرت پاک کے ہر ایک حصہ سے ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں اگر ہم میں سے ہر ایک آدمی حضور اقدس کی زندگی کے کسی حصہ کو اتباع و پیروی کے لئے منتخب کرے اور اپنی زندگی کو حضور کی زندگی کے مطابق بنانے کی کوشش کرے تو بہت جلد ہماری حالتوں میں ایسی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے جو دین اور دنیا دونوں کے لئے سازگار ہو [illegible] مسلمان [illegible] رسول [illegible] احتیاط سے رہے اور اپنے آقا و مولا کی سیرت پاک کی جس قدر ممکن ہو پیروی کر کے دین و دنیا کی کامیابی و سرخروئی حاصل کیجئے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم انہ تعالی جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ۔

سلام ہو اپنے آقا و مولا پر اور آپ کی آل و اصحاب پر [illegible] صلوات و درود و سلام ہو خصوصا خلفائے راشدین حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی پر جن کے پیش نظر ہر وقت رسول اکرم کی زندگی رہتی تھی اور حضور کے ہر قول و فعل پر عمل کرنا سب سے بڑی سعادت تصور کرتے تھے اور درود و سلام ہو حضرت بی بی فاطمہ زہرا اور آپ کے دونوں صاحبزادوں امام حسن و امام حسین پر جو قدم بقدم اپنے پدر بزرگوار و جد محترم کے چلتے تھے۔ اور درود و سلام ہو [illegible] خصوصا حضرت امہات المومنین بی بی خدیجۃ الکبری حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم کو آنکھوں کا سرمہ سمجھتی تھیں اور درود و سلام ہو [illegible] عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام پر کہ انہوں نے اتباع سنت [illegible] رسول [illegible] سے [illegible] تمام دنیا کے مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ [illegible] سیرت پاک [illegible] اور اپنی زندگی کو اس [illegible] ان اللہ یامر بالعدل [illegible] والمنکر [illegible]

شذرات

رفتار سیاست

کئی مہینے کے بعد شذرات پر قلم اٹھانے کی نوبت آئی ہے اس عرصہ میں ہندوستان اور دنیا کی سیاست میں کافی اہم تغیرات رونما ہوئے جن پر غور کرنا یقیناً ضروری ہے

کانگریس کی جدید پالیسی

ناظرین موری کو یاد ہوگا کہ گذشتہ جولائی میں پونہ میں کانگریسیوں کی ایک کانفرنس ہوئی تھی جس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اجتماعی سول نافرمانی کے بجائے انفرادی سول نافرمانی کانگریس کی طرف سے جاری رہے گی اور اسی کے ساتھ تمام کانگریسی نظام معطل کر دیا گیا تھا ہم نے پونہ کانفرنس کے اس فیصلہ سے اختلاف کیا تھا ہمارے نزدیک سیاسیات میں اس قسم کا جمود اور قدامت پسندی خودکشی کے مترادف ہے کہ ایک دفعہ جو فیصلہ کر دیا خواہ حالات کسی قدر تبدیل ہو جائیں اور وقت کا خواہ کچھ ہی تقاضہ کیوں نہ ہو مگر ہم اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوں حقیقت یہ ہے کہ پالیٹکس میں کامیابی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب حالات و واقعات کو سامنے رکھ کر پالیسی اختیار کی جائے اور حالات کی تبدیلی کے ساتھ پالیسی بھی تبدیل ہوتی رہے اسلئے ہم نے یہ رائے ظاہر کی تھی کہ اب حالات کا اقتضاء یہ ہے کہ حالات کی تبدیلی کے ساتھ کانگریس اپنی پالیسی بھی تبدیل کرے یعنی سول نافرمانی بند کر دی جائے کیونکہ حالات نے اس کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رکھی اور ایک طرف ملک کے اندر تعمیری پروگرام قبول کیا جائے اور دوسری طرف داخلہ کونسل کا پروگرام قبول کیا جائے اور لاہور کانگریس نے جو بائیکاٹ کا ریزولیوشن پاس کیا ہے اس کو ہٹا لیا جائے۔

لیکن کچھ عرصہ تک اس کی مخالفت ہوتی رہی مگر آخرکار اس رائے نے زور پکڑا اور کانگریس کے دائرہ کے اندر آہستہ آہستہ اس رائے نے اس قدر تقویت حاصل کی کہ کانگریس نے سول نافرمانی ملتوی کر دی اور داخلہ کونسل کی نہ صرف اجازت ان لوگوں کو دی جو کونسلوں پر قبضہ کرنے کے حق میں تھے بلکہ کانگریس کے پروگرام میں شامل کر لیا اور مستقل طور پر ایک شعبہ پارلیمنٹری بورڈ کے نام سے قائم کر دیا جس کا یہ فرض ہوگا کہ وہ کونسلوں پر قبضہ کرے اور کانگریس کی ہدایت کے مطابق وہاں کام کرے خصوصاً مستقبل قریب میں اسمبلی کا جو انتخاب ہونے والا ہے اس میں حصہ لینا طے پایا۔

جدید پالیسی کا کیا اثر ہوا جونہی کانگریس نے سول نافرمانی کے بند کرنے کا اعلان اور داخلہ کونسل کا فیصلہ کیا ملک کے اندر فوراً ہر طرف سیاسی زندگی کے از سر نو آثار پیدا ہو گئے اور ایک ہلچل سی شروع ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو یہ امید ہو گئی کہ گورنمنٹ جلد ہی غالباً کانگریس کمیٹیوں پر سے پابندیاں ہٹا لیگی اور کانگریس کا نظام کام شروع کر دیگا دوسری طرف اسمبلی کے انتخاب کے اعلان نے ہر ایک حرکت اور طبقے کے اندر ہلچل اور دلچسپی سی پیدا کر دی کیونکہ کانگریس کے بائیکاٹ نے نہایت ردی قسم کے لوگوں کو موقع دے دیا تھا کہ وہ اسمبلی میں آ جائیں چنانچہ ایسے ذلیل قسم کے لوگ اسمبلی میں آ گئے جنہوں نے چار سال کی مدت میں ایک دفعہ بھی حکومت کو شکست نہیں دی یعنی ایسی شکست جس کو شکست کہا جا سکے اور وائسرائے اپنے اختیارات خصوصی سے اس کو بدل دے۔ یہی اسمبلی تھی جس نے ملک میں ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ حکومت کرنے کی تائید کی اور آرڈیننسوں کو قانون کا درجہ دیدیا باوجودیکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ہزاروں فرزندان ہند آزادی وطن کے لئے قید و بند میں مبتلا ہیں مگر پھر انہوں نے حکومت کی وفاداری میں ایسا شرمناک مظاہرہ کیا کہ خود انگریزوں کو ان کی ذلیل و خوار حالت پر رحم آ گیا بہرحال کانگریس کے اس اعلان کے بعد کہ وہ اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لیگی اس طبقہ پر گویا موت کی سی کیفیت طاری ہو گئی کیونکہ ان کو فی الواقع اپنی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور دوبارہ منتخب نہ ہو سکیں گے بہرحال اب ہر طرف ملک میں ایک نئی زندگی نظر آ رہی ہے اور اس کے مختلف اسباب ہیں جن پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے۔

کانگریس کے بعد حکومت نے کیا کیا

کانگریس کے اس فیصلے کے بعد سول نافرمانی ملتوی کر دی گئی حکومت سے توقع کی جاتی تھی کہ وہ آرڈیننس واپس لے لیگی اور تمام قیدیوں کو جو عدم تشدد کے الزام میں جیلوں کے اندر ہیں رہا کر دیگی کیونکہ سول نافرمانی کے التواء کے بعد کوئی وجہ نہ تھی کہ ان لوگوں کو جیلوں میں بند رکھا جائے [illegible] حکومت نے بہت سی [illegible] اور ہندوستان [illegible]

[illegible] جماعت [illegible] اعلان [illegible]
[illegible] کا مرہا لیا [illegible] نہایت تنگ نظری سے [illegible] یہ پالیسی سب سے پہلی چیز تو یہ کی گئی کہ یہ سب پابندیاں [illegible] تھیں اور خدائی خدمتگاروں کو قانونی جماعت قرار دیا گیا [illegible] کے لیڈر خان عبدالغفار خان کو اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان صاحب [illegible] سرحدی سرخ پوش جیلوں میں ہیں وہ بھی بدستور [illegible] ہیں دوسری چیز یہ کی گئی کہ سردار پٹیل پنڈت جواہر لال نہرو مسٹر [illegible] ان میں سے کسی کو بھی وہاں نہ جانے دیا گیا اور عام ستیہ گرہی قیدی بھی [illegible] کئے گئے۔

حکومت کا یہ تنگ نظرانہ طرزِ عمل سخت قابلِ مذمت و لائق ملامت ہے اس سے قدرے برابر حکومت کو کوئی نفع نہیں پہنچ سکتا بلکہ حکومت کے خلاف اور زیادہ غم و غصہ کی لہر پیدا ہوگی اور ملک و قوم میں یہ جذبہ پیدا ہوگا کہ حکومت نے انتقام کی پالیسی اختیار کی ہے چنانچہ حکومت کی اس غلط پالیسی کے متعلق جو اس نے صوبہ سرحد کے متعلق اختیار کی ہے ملک کے گوشہ گوشہ سے اظہار ناراضگی کیا گیا اور ہندوستان کی تمام پارٹیوں اور ان کے لیڈروں نے اس قیادتی پالیسی کی مذمت کی خصوصاً کانگریس کے [illegible] نے سخت اظہار ناراضگی کیا اور کانگریس کی سب سے اونچی جماعت یعنی ورکنگ کمیٹی نے اپنے پریسیڈنٹ کی معرفت حکومت کو اطلاع دی کہ سرحد کے سرخ پوش خدائی خدمتگار کانگریس کا ایک جزو ہیں وہ کانگریس سے علیحدہ جماعت نہیں اور ۱۹۳۱ء میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس منعقدہ بمبئی میں ایک ریزولیوشن کے ذریعہ سرخ پوش جماعت کو باقاعدہ کانگریس کے ساتھ ملحق کیا گیا تھا نیز یہ کہ یہ جماعت باقاعدہ عدم تشدد کی پابند ہے اور اس کا وہی عقیدہ ہے جو کانگریس کا عقیدہ ہے۔

مگر حکومت نے یہ پالیسی دیدہ و دانستہ اختیار کی تھی اس لئے اس نے کانگریس کے پریسیڈنٹ کو صاف جواب دیدیا کہ وہ اپنی پالیسی میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کر سکے گی اور سرحد کے مسلمان کانگریسیوں کے ساتھ نہ رعایت کر سکتی [illegible] اس نے کی ہے چنانچہ اس وقت تک [illegible] خان عبدالغفار خان کو چھوڑا اور نہ سرخ پوشوں پر سے پابندی ہٹائی حالانکہ تمام سرحدی لیڈروں نے [illegible] کانگریس کے [illegible] کا اعلان کر دیا [illegible] کی تجویز [illegible] ان پر [illegible]

حکومت کی [illegible]
[illegible]

[illegible] سرخ پوشوں کے متعلق جو طرزِ عمل اس نے اختیار کیا تھا وہ مضر تھا اور اس طرزِ عمل کے نتائج کسی حیثیت سے بھی خوشگوار نہیں نکل سکتے۔

مالوی و انصاری کا اختلاف

داخلہ کونسل کے سلسلہ میں سب سے پہلے دہلی میں ایک کانفرنس ہوئی تھی جو صرف چند چوٹی کے لیڈروں کے درمیان ہوئی تھی اس میں یہ طے پایا تھا کہ اسمبلی پر قبضہ کرنے کے لئے پرانی سوراج پارٹی کو از سر نو زندہ کیا جائے اور کانگریس سے داخلہ کونسل کی اجازت حاصل کی جائے اور سوراج پارٹی کا پریسیڈنٹ ڈاکٹر مختار احمد صاحب انصاری کو بنایا گیا اس کانفرنس میں مالوی جی مہاراج بھی شریک تھے مگر شروع ہی سے ان کا رویہ کچھ مذبذب سا تھا اگرچہ وہ داخلہ کونسل کے حامی تھے مگر دہلی میں انہوں نے صاف پالیسی اختیار نہ کی یہاں سے راولپنڈی پہنچ کر ایک بیان دیدیا کہ وہ علیحدہ پارٹی قائم کرنے کے حق میں نہیں ہیں اور کانگریس ہی کو انتخاب اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے نیز کسی قدر فرقہ وارانہ مسئلہ پر بھی کچھ کہا اس بیان سے معلوم ہوا کہ مالوی جی کچھ نہ کچھ گل ضرور کھلائیں گے۔ اس لیڈر کانفرنس نے یہ طے کیا تھا کہ ڈاکٹر انصاری مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی اور ڈاکٹر بی سی رائے جا کر مہاتما گاندھی سے ملیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ ان لوگوں کو جو داخلہ کونسل کو مفید سمجھتے ہیں ان کو اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کی اجازت دی جائے یہ لوگ مہاتما جی سے ملے اور مہاتما جی نے ان حضرات کو ایک خط لکھ دیا جس میں ان لوگوں کو جو کونسل پروگرام کو مفید سمجھتے ہیں اسمبلی میں جانے کی اجازت دیدی۔

اس کے چند ہی دن بعد گاندھی جی نے سول نافرمانی کے ملتوی کرنے کا مشورہ دیا جس سے فضا بالکل صاف ہو گئی اور سوراج پارٹی بنانے کے لئے رانچی میں ایک کانفرنس طلب کی گئی رانچی میں مہاتما جی بھی تھے اور کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کی بھی میٹنگ تھی سوراج پارٹی نے اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کی ضرورت ظاہر کی اور کانگریس سے اجازت طلب کی اور اسمبلی کے منشا ہی اس پالیسی کا اعلان کیا کہ سوراج پارٹی اسمبلی میں وائٹ پیپر کی مخالفت کرے گی [illegible] اس پر مبنی دستور اساسی کو کسی حال میں قبول نہیں کر سکتی بلکہ صرف اس دستور اساسی کو قابل قبول سمجھے گی جو نمائندہ مجلس سے [illegible] کی رائے سے منتخب ہو کر [illegible] میں یہ حق ہوگا کہ وہ جداگانہ انتخاب ہی کے ذریعہ اس مجلس میں اپنے نمائندے بھیجیں یہ مجلس [illegible]
[illegible]

پارٹی نے اسکو قبول کرتی ہے اور نہ ٹھکراتی ہے
تاہم کمیونل ایوارڈ کے متعلق اس فیصلہ کو مسلمان سیاست دانوں نے پسند کیا مگر ہندو سبھا نے اس کی سخت مخالفت کی اور بھائی پرمانند وغیرہ نے دھمکی دی کہ اگر یہی پوزیشن رہی تو ہندو سبھا کانگریس کا مقابلہ کرے گی اور کانگریس کو چاہیے کہ وہ رانچی کے فیصلہ کو مسترد کرتے ہوئے کمیونل ایوارڈ کو نامنظور کرنے کا اعلان صاف صاف کرے۔ مالوی جی مہاراج بھی بولے اور انہوں نے بھی مشترکہ انتخاب کی بڑی تعریف کی حالانکہ لندن میں آپ اس کو ٹھکرا چکے تھے۔

مالوی جی نے کیا کیا

بہرحال اس کے بعد مہاتما گاندھی کے بیان پر جو سول نافرمانی کو ملتوی کرنے کے متعلق دیا گیا تھا اور رانچی کے فیصلوں پر غور کرنے کے لئے آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا جلسہ پٹنہ میں طلب کیا گیا اور وہاں یہ طے ہوا کہ سوراج پارٹی علیحدہ نہ بنائی جائے بلکہ کانگریس خود براہ راست ایک پارلیمنٹری بورڈ الیکشن لڑنے کے لئے مقرر کردے اور یہ بورڈ براہ راست کانگریس ورکنگ کمیٹی کے ماتحت ہوگا اور کانگریس جو پالیسی مقرر کردے گی اس کے مطابق کام کرے۔

ڈاکٹر انصاری صاحب پٹنہ کے اجلاس سے فارغ ہو کر بغرض علاج چند مہینوں کے لئے یورپ کو روانہ ہو گئے روانگی کے وقت انہوں نے پٹنہ ڈیپوٹیشن پر جو بیان دیا اس میں اپنی رائے اس طرح دی کہ کانگریس کمیونل ایوارڈ کو نہ مسترد کر سکتی ہے اور نہ قبول کیونکہ کانگریس اپنے آپ کو تمام ہندوستان کی نمائندہ کہتی ہے اور ہندوستانی فرقوں میں سے سکھ اور ہندو اس کے سخت مخالف ہیں اور مسلمان اور اچھوت وغیرہ نے اس کو قبول کر لیا ہے ایسی حالت میں کانگریس نہ اس کمیونل ایوارڈ کو قبول کرکے ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی کرنا چاہتی ہے اور نہ اسکو مسترد کرکے مسلمانوں کے ساتھ ناانصافی کرنا چاہتی ہے۔

اس بیان کا نکلنا تھا کہ مالوی جی مہاراج آپے سے باہر ہو گئے اور انہوں نے اور ان کے ساتھ مسٹر آنے نے علیحدہ علیحدہ بیانات شائع کیے کہ ڈاکٹر صاحب کی سخت مخالفت کی اور لکھا کہ کانگریس ضرور کمیونل ایوارڈ کو مسترد کرے گی یہ بیانات اس قدر تنگ نظر فرقہ وارانہ اسپرٹ میں ڈوبا ہوا تھا کہ اس سے سارے ہندوستان میں ایک کھلبلی پیدا ہو گئی اور متعدد بیانات ایسے نکلے جس سے اندیشہ تھا کہ کوئی زیادہ ناگوار صورت نہ پیدا ہو جائے۔ ڈاکٹر انصاری کے بیان کی تائید میں مسٹر تصدق احمد خاں شروانی نے بیان شائع کیا اور اسی طرح متعدد بیانات شائع ہوئے۔

دو طرفہ انتشار

جب مالوی جی اور آنے کے بیان نے اس قدر تکلیف دہ صورت حال پیدا کر دی

[illegible]

تک کمیٹی ۱۵ جون کو بمبئی میں منعقد ہونے والا تھا اس لئے ورکنگ کمیٹی کا بھی اجلاس بمبئی ہی میں رکھا گیا تاکہ پارلیمنٹری بورڈ کے معاملات کو طے کر سکے۔

چنانچہ ۱۸ جون کو بمبئی میں پارلیمنٹری بورڈ کا اجلاس ہوا اور یہاں ایوارڈ پر سخت کشمکش شروع ہوئی اور تین چار روز تک برابر بحث ہوتی رہی مالوی جی اور آنے صاحب کی یہ کوشش تھی کہ کمیونل ایوارڈ کو نامنظور کر دیا جائے مگر جو مسلمان ممبر تھے وہ چاہتے تھے کہ بورڈ غیر جانبدار رہے اور رانچی کانفرنس میں جو طے ہوا تھا وہی پوزیشن قائم و برقرار رکھی جائے۔

چونکہ آپس میں کوئی صورت فیصلہ کی نہیں نکل رہی تھی اس لئے مہاتما گاندھی کی طرف رجوع کیا گیا اور انہوں نے ایک اصول طے کر دیا جس کو پارلیمنٹری بورڈ نے بھی منظور کر لیا اور ورکنگ کمیٹی نے بھی اسکو تسلیم کر لیا اور اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی۔

مالوی جی اور مسٹر آنے کا استعفا

یہ اصول وہی تھا جو رانچی میں ڈاکٹر انصاری کی زیر صدارت طے ہوا تھا یعنی یہ کہ کانگریس چونکہ تمام ملک کی نمائندہ جماعت ہے وہ کسی ایک فرقہ کی نہیں ہے اور کمیونل ایوارڈ کے متعلق سخت ترین باہمی اختلاف ہے اس لئے وہ کسی ایک فرقہ کی خواہش کے مطابق فیصلہ نہیں کر سکتی بلکہ اگر وہ خود فیصلہ کرے گی تو یا کل قوم پر روا نہ ہوگا لیکن کانگریس ایسے فرقہ وارانہ حل کو بھی منظور کر لیگی جس پر تمام متعلقہ فرقے متفق ہو جائیں خواہ وہ قوم پرستی کے نقطہ نظر سے کم ہی کیوں نہ ہو اس لئے موجودہ کمیونل ایوارڈ کو منظور یا نامنظور کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا علاوہ وہ نہ اس کو منظور کرتی ہے نہ مسترد اور نامنظور۔

ملک میں یہ خبر نہایت خوشی و خوش سے سنی گئی اور ہر طرف اطمینان کا اظہار کیا گیا مگر دوسرے دن خبر آئی کہ مالوی جی اور مسٹر آنے نے پارلیمنٹری بورڈ اور موخر الذکر نے ورکنگ کمیٹی سے استعفا دیدیا ہے یہ خبر ہر طرف حیرت و تعجب کے ساتھ ہی نہیں بلکہ افسوس کے ساتھ سنی گئی اور اندیشہ پیدا ہوا کہ مالوی جی مہاراج ضرور کوئی نہ کوئی گل کھلائیں گے مگر پھر چند گھنٹے کے بعد پھر یہ خبر آئی کہ مالوی جی نے مہاتما گاندھی کے سمجھانے بجھانے پر استعفا واپس لے لیا ہے اور مسٹر آنے نے بھی اور جس وقت استعفا واپس لیا اس وقت مالوی جی نے کہا معلوم نہیں کہ درست کیا بات ہے کانگریس کا فیصلہ [illegible]
[illegible]

[illegible] کی تو اس عہد شکنی کی باعث تھی کہ ایک مسلمان جس پر اعتماد کیا گیا ہے پیدا اندیشہ ہے کہ وقت پر استعفا دے دیں یا دوسری ملک دبا ڈالیں اور اس کانگریس کے راستہ میں مشکلات پیدا کر دیں۔

مسلمانوں کے سامنے اس وقت اسمبلی کے انتخاب کا سوال ہے ہر محب وطن ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ انتخاب میں کانگریس کا ساتھ دے کیونکہ اب کانگریس کو کسی سے شکایت نہیں ہو سکتی اگر وہ کمیونل ایوارڈ کو نامنظور کر دیتی تو مسلمانوں کو شکایت ہو سکتی تھی مگر کانگریس نے ایسا نہیں کیا اس لئے مسلمانوں کو کوئی وجہ شکایت نہیں ہو کوئی مسلمان یہ نہیں چاہ سکتا کہ اس کا وطن غلام بنا رہے اور اسی وجہ سے اس کا اسلامی فرض ہو جاتا ہے کہ وہ ہر ایک اس تحریک کو لبیک کہے جس کا منشا اور وطن کو غلامی کی لعنت سے آزاد کرانا ہو چونکہ کانگریس کا مقصد ہی یہ ہے کہ وہ ہندوستان کو نجات دلائے اس لئے مسلمانوں کو کانگریس میں پوری طاقت سے شریک ہونا چاہیئے اور آنے والے انتخابات میں انہیں امیدواروں کو رائے دینی چاہیئے جو کانگریس کی طرف سے نامزد کئے گئے ہوں۔

دو اسلامی تاجداروں میں صلح

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ سلطان ابن سعود اور امام یحیٰ والئی یمن کے درمیان از سر نو مصالحت ہو گئی اور باقاعدہ صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ ان دو اسلامی ملکوں اور اسلامی تاجداروں میں جنگ کی خبر سے سخت تشویش اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا کیونکہ اس باہمی جنگ سے سوائے نقصان کے کوئی فائدہ متصور نہیں تھا اور اب تک جس قدر اسلامی حکومتیں تباہ و برباد ہوئی ہیں ان دونوں کی جنگ کا یہی نتیجہ یہ نکلتا کہ یورپ کی حریص و طامع طاقتیں فائدہ اٹھاتیں اور دونوں کے حصہ میں صرف نقصان آتا بہرحال حسب ذیل شرائط پر صلح ہوئی ہے:

(۱) سرحدوں کے بارے میں طے پایا کہ ہر فریق دوسرے فریق کے علاقہ میں جا بجا استحقاق جتلا رہا تھا اس سے دستبردار ہو جائے اور عسیر و نجران سعودی مملکت میں شامل رہے اور بعض تاوان کے لئے جنگ نہ جاری رکھی جائے۔

(۲) ممالک غیر سے متعلق دونوں ملکوں کی ایک ہی پالیسی ہو اور ہجوم مقاصد دونوں میں اعتماد پالیسی کو مد نظر رکھا جائے اور باہمی جھگڑوں کو کسی ثالث کے ذریعہ طے کیا جائیں۔

(۳) ممالک غیر میں ہر حکومت کے نمائندے ہیں وہ دونوں حکومتوں کی ہی نمائندگی کریں

(۴) ایک حکومت کے باغی دوسری حکومت کے حوالے باغی تصور کئے جائیں۔

(۵) مشورہ کے بعد ایک متحدہ اقتصادی پالیسی اختیار کی جائے یہ شرائط بظاہر اس قدر خوشگوار ہیں جن کی نسبت کہا جا سکے کہ فریقین کے درمیان صلح نامہ ہے اور وہ اس قدر اچھا ہے جس کی نسبت ہم کہہ سکیں کہ بہت ہی مبارک ہے لیکن ایک بات ضرور ہے کہ صلح نامہ ایسا ہو کہ اگر دل صاف کر کے اس پر عمل کیا جائے تو ایک دوستانہ معاہدے جو نتائج نکالا کرتے ہیں وہ اس معاہدے سے نکل سکتے ہیں ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس معاہدہ میں برکت عطا فرما دے اور دونوں حکومتوں کو صاف دلی کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قران السعدین

جس طرح دو اسلامی حکومتوں میں صلح کی خبر تمام عالم اسلامی کے لئے باعث فرحت و مسرت ہے اسی طرح یہ خبر بھی تمام دنیائے اسلام میں کمال خوشی و مسرت سے سنی جائیگی کہ شاہ ایران حضرت رضا شاہ پہلوی انگورہ تشریف لے گئے ہیں تاکہ غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے ملیں اور اطلاعات آئی ہیں کہ آپ انگورہ پہنچ گئے ہیں اور آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا گیا اور آپ کی اس وقت تک متعدد ملاقاتیں مصطفےٰ کمال پاشا اور دیگر ارکان جمہوریہ ترکیہ سے ہو چکی ہیں اور اب آپ اور مصطفےٰ کمال پاشا غازی وہ دانیال سے قسطنطنیہ تشریف لے گئے جہاں لاکھوں ترکوں نے شاہ ایران کا استقبال کیا۔

حضرت رضا شاہ کا یہ سفر دو اسلامی ممالک میں دوستانہ اور برادرانہ تعلقات استوار کرنے کی غرض پر مبنی ہے اور اس قران السعدین سے بڑی بڑی توقعات اور امیدیں وابستہ ہیں امید ہے کہ ٹرکی و ایران کے اتحاد کے بعد افغانستان و عراق اور دیگر آزاد اسلامی حکومتوں کے درمیان بھی ایک جمہوری معاہدہ اخوت یگانگت و اتحاد مرتب ہو گا اور اس طرح مشرق و ایشیا کی ایک متحدہ قوت قائم ہو جائیگی جو یورپین استعمار و حرص ملک گیری کے لئے سد سکندری ثابت ہو گی ہر ایک مسلمان کی یہ دلی آرزو ہے کہ تمام اسلامی ممالک اور تمام اسلامی حکومتیں ایک رشتہ اتحاد میں منسلک ہو جائیں تاکہ یورپ کی حریص طاقتیں جو ایشیا کو ہڑپ کر جانے کی تاک میں ہیں پھر مشرق کا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔

اگرچہ [illegible] ممالک کی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

معارف القرآن

(سلسلہ گذشتہ)

کعبہ کو بزرگی کا گھر اس لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو طرح طرح کی بزرگی دی ہے مثلاً یہی ایک کتنی بڑی بزرگی ہے کہ وہاں کے جانوروں تک کو امن و امان میں رکھا گیا ہے اور کعبہ کی حدود میں شکار کی ممانعت فرمائی گئی ہے کعبہ سے مطلب تمام حرم ہے چنانچہ صحیح حدیثوں میں اس کی صراحت آئی ہے کعبہ کو لوگوں کے قیام کی جگہ اس لئے فرمایا کہ وہاں کے قیام میں دین و دنیا کا لوگوں کا فائدہ ہے دین کا فائدہ تو حج و عمرہ ہے جس سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں سو دنیا کا فائدہ یہ ہے کہ موسم حج میں طرح طرح کی تجارت میں لوگوں کو نفع ہوتا ہے اسلام سے پہلے عرب میں لوٹ مار بہت رہتی تھی مگر رجب ذیقعدہ ذی الحجہ محرم یہ چار مہینے اس زمانہ میں بھی امن کے تھے اسی طرح جس قافلہ کے ساتھ قربانی کے جانور ہوں وہ قافلہ بھی امن سے رہتا تھا اسی واسطے امن کے ذکر میں امن کے مہینوں اور قربانی کے جانوروں کا ذکر بھی فرمایا۔ قلائد قربانی کے وہ جانور جن کے گلے میں نشان کے لئے پٹہ ڈالا جاوے اب آگے فرمایا کہ یہ سب انتظام دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اس لئے فرمائے تاکہ تم لوگوں کو معلوم ہو جاوے کہ زمین و آسمان میں کوئی چیز اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے اسی واسطے ہر چیز کے موجود ہونے سے پہلے اس نے اپنے علم کے موافق ہر چیز کا مناسب انتظام ٹھیرایا ہے پھر فرمایا ظاہر پوشیدہ نیک و بد لوگوں کے سب اعمال اللہ کو معلوم ہیں اور نیک و بد کی جزا و سزا کا حال اللہ کے رسول نے لوگوں کو اچھی طرح سمجھا دیا ہے اب ہر ایماندار شخص کو یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ نافرمانی کے جرم میں جس کسی کی پکڑ ہو گئی تو اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی سخت ہے اور جس کسی پر فرمانبرداری کے سبب سے اس کی رحمت ہو گئی تو اس کی رحمت بھی بہت وسیع ہے۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ اور اس کے غضب کا حال کسی فرمانبردار شخص کو اچھی طرح معلوم ہو جاوے تو اس کو جنت کی [illegible] چیز نظر آنے لگے اللہ تعالیٰ کے غصہ اور عذاب کے سخت ہونے اور اس کی رحمت کے وسیع ہونے کی گویا یہ حدیث تفسیر ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہ کی دوسری حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ اس کی رحمت اس کے غصہ پر غالب ہے مطلب یہ ہے کہ گنہگار ایمانداروں کو بہ نسبت اس کے غصہ کے اس کی رحمت میں [illegible] گنہگار ایمانداروں کے حق میں ایک بڑی خوشخبری کی چیز ہے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ

(ترجمہ) آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھ کو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو تو خدا تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو۔"

تفسیر:۔ تفسیر مقاتل بن سلیمان وغیرہ میں اس آیت کی شان نزول جو روایتیں ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ قبیلہ ربیعہ میں کا ایک شخص شریح بن ہند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں آیا اور آپ کی نصیحت سنکر کہنے لگا کہ آپ کی نصیحت تو اچھی ہے لیکن میری قوم میں کچھ سردار لوگ ہیں جن کے مشورہ کے بغیر میں کوئی کام نہیں کرتا میں اپنے وطن جا کر ان سے مشورہ لوں گا اور ان کو بھی اسلام پر آمادہ کروں گا اور شاید تھوڑے دنوں کے بعد ہم سب آکر داخل اسلام ہو جاویں گے حدیث کی روایت میں اگرچہ ان مقاتل بن سلیمان کو بعضے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن اسی جگہ ایک تفسیر میں یہ گزر چکا ہے کہ ان مقاتل کی تفسیر کو امام شافعی رحمہ اللہ نے معتبر ٹھیرایا ہے۔ یہ شریح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہو کر اپنے وطن کو جانے لگا تو مدینہ کے جنگل میں سے مسلمانوں کے کچھ اونٹ ہانک کر اپنے ساتھ لے گیا اونٹوں کے لیجانے کی خبر سنکر اگرچہ چند صحابہ نے اس کا پیچھا کیا لیکن یہ ہاتھ نہ لگا اس قصہ کے ایک سال کے بعد اس نے سفر حج کے ارادہ سے سفر کیا اس کے ساتھ تجارت کا بہت سا سامان تھا اور قربانی کے جانور بھی تھے۔ یہ ایک جگہ گزر چکا ہے کہ اسلام سے پہلے حج کے مشرک لوگ بھی پابند تھے شریح کے اس سفر کا حال سنکر مسلمانوں نے شریح پر حملہ کرنے اور اس کا مال لینے کی درخواست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی آپ نے یہ جواب دیا کہ جبکہ شریح کا قصد حج کا ہے اور قربانی کے جانور بھی اس کے ساتھ ہیں تو اس پر حملہ کرنا جائز نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے اس جواب کی تائید میں یہ آیت نازل فرمائی حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ ہر حلال کے [illegible] بہت سا مال [illegible] صحیح بخاری و مسلم نسائی ترمذی وغیرہ میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جس [illegible] ایک [illegible] کا حاصل یہ ہے کہ [illegible] ہے

بیان کیا صدقہ قبول نہیں کیا جاتا صدقہ پاک مال ہی کا قبول ہوتا ہے
مسلم ترمذی وغیرہ میں ابوہریرہ رض کی دوسری حدیث ہے جس
کا حاصل یہ ہے کہ جو کوئی ناجائز طور پر کمایا ہوا مال دنیا میں
نیکی میں اس کی نیت نیکیوں سے اس مال کا صدقہ ...
دیا یہ حدیثیں گویا اس آیت کی تفسیر ہیں کیونکہ ان حدیثوں
سے ہو سکتا ہے کہ بہت سا ناجائز مال کسی نیک کام میں لگا کر آدمی
یہ اور عقبیٰ میں اسی مال کی بدولت بہت سی نیکیاں برباد ہو
جاتی ہیں اس واسطے آگے فرمایا کہ ہر ایماندار شخص کو ناجائز کمائی سے بچنا
اور خدا سے ڈرنا چاہیے کہ ایماندار شخص کے نجات کی صورت یہی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْــَٔـلُوْا عَنْ اَشْيَاۗءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَاِنْ تَسْــَٔـلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ۭ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ۝ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ

(ترجمہ) اے ایمان والو ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کر دی جاویں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو جاویں اگر تم زمانہ نزول قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کر دی جاویں سوالات گزشتہ اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیئے اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے ہیں بڑے حلم والے ہیں ایسی باتیں تم سے پہلے اور لوگوں نے بھی پوچھی تھیں پھر ان باتوں کا حق نہ بجا لائے۔"

تفسیر:- اگرچہ بخاری ترمذی اور مستدرک حاکم اور مسند امام احمد بن حنبل اور مسند سعید بن منصور اور تفسیر ابن جریر میں جدا جدا شان نزول اس آیت کی بیان کی ہے لیکن حافظ ابن حجر نے اس اختلاف کا یہ فیصلہ کیا ہے کہ سب قصوں کی حالت مجموعی پر یہ آیت نازل ہوئی ہے حاصل ان قصوں کا یہ ہے کہ جب حج کی آیت اتری تو بعض صحابہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا ہر

سال حج فرض ہوا ہے آپ نے فرمایا نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ اگر میں تمہارے اس سوال کے جواب میں ہاں کہہ دیتا تو حج ہر سال کے لئے فرض ہو جاتا اور ہرگز تم میں طاقت نہ تھی کہ ہر سال کے حج کو تم ادا کر سکتے اور باوجود فرض ہو جانے کے تم ہر سال حج ادا نہ کرتے تو تم تارک فرض ہو جاتے اور آپ کو حج کے اس تکلیف شرعی بڑھانے والے سوال پر غصہ آیا اس لئے آپ نے منبر پر چڑھ کر اس طرح کا نصیحت آمیز خطبہ پڑھا کہ لوگوں کو روتے روتے ہچکی لگ گئی اور آپ نے منبر پر یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ وہ جانتے ہوتے تو ہنستے کم اور روتے بہت اور یہ بھی فرمایا کہ جو کچھ کسی کو پوچھنا ہے پوچھ لے میں اس کا جواب دوں گا مگر بعضے صحابہ آپ کے غصہ کی حالت کو نہ سمجھے اور فضول باتیں پوچھنے لگے ایک نے پوچھا میں مر کر کہاں جاؤں گا آپ نے فرمایا دوزخ میں دوسرے نے کہا میری ماں پر لوگ تہمت دھرتے ہیں آخر میرا باپ کون ہے آپ نے فرمایا حذیفہ حضرت عمر رض آپ کے غصہ کی حالت فوراً پہچان گئے اور حضرت عمر رض نے کھڑے ہو کر کہا کہ ہم کو اللہ اللہ کا کلام اور اللہ کا رسول کافی ہے جس سے حضرت عمر کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو فضول باتیں پوچھنے کی ضرورت نہیں حضرت عمر رض کے اس کلام سے آپ کا غصہ کم ہوا اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر آئندہ کے لئے لوگوں کو اس طرح کے فضول سوالوں سے روک دیا اور خود حضرت نے آئندہ اس طرح کے فضول سوالوں سے لوگوں کو پہلی امتوں کی ہلاکت کا حال جتلا کر روک دیا چنانچہ بخاری میں حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ پہلی امتیں اپنے انبیاء سے فضول سوال کرنے سے غارت ہوئیں مثلاً یہود نے کھلا کھلا اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا سوال کیا اور بجلی گر کر ہلاک ہو گئے اس لئے تم پوچھا گچھی چھوڑ دو اور جس کام کو کرنے کو کہوں وہ بقدر کر لیا کرو اور جس سے منع کروں اس سے باز رہو۔ اس لئے تم کو فضول سوال اور لغو باتوں سے احتراز کرنا چاہیے اور اللہ کا رسول جن کاموں کے کرنے کا حکم دے اس کو بے چون و چرا بجا لاؤ۔

صحیح بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب اہل اسلام کے لئے عیدین کا طریقہ (کیا مقرر کیا گیا ہے)

(۸۸۷) براء کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے یہ فرمایا کہ سب سے پہلا کام جو ہم اپنے اس دن میں کریں یہ ہے کہ نماز پڑھیں بعد اس کے لوٹ کر قربانی کریں پس جس شخص نے (ایسا) کیا وہ ہمارے طریقہ پر پہنچ گیا۔

(۸۸۸) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ ابوبکر (میرے گھر میں) آئے اور میرے پاس انصار کی لڑکیوں میں سے دو لڑکیاں تھیں جو وہ مضامین گا رہی تھیں جن کے ساتھ انصار نے بعاث کے دن باہم گفتگو کی تھی حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ وہ گانے والی نہ تھیں تو ابوبکر نے کہا کہ کیا شیطانی آلات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں اور یہ (واقعہ) عید کے دن میں (ہوا) تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے ابوبکر ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔

باب۔ عید الفطر کے دن (نماز کے لئے) نکلنے سے پہلے کھا لینا (مسنون ہے)

(۸۸۹) انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن (دن) نہ چڑھنے دیتے تھے یہاں تک کہ چند چھوارے کھا لیتے اور مرجی بن رجا کہتے ہیں کہ مجھ سے عبید اللہ بن ابی بکر نے کہا کہ مجھ سے انس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (یہی مضمون) نقل کیا (مگر اس میں اتنی بات) اور زیادہ تھی کہ آپ طاق چھوارے کھاتے تھے۔

باب عید قربان کے دن کھانا (کس وقت مسنون ہے)

(۸۹۰) انس بن مالک کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو وہ دوبارہ ذبح کرے تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یہ وہ دن ہے جس میں گوشت کی خواہش ہوتی ہے اور اس نے اپنے پڑوسیوں کا ذکر کیا (کہ ان کو بھی خواہش ہے) تو گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصدیق فرمائی اور اس نے کہا کہ میرے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے گوشت کی دو بکریوں سے زیادہ پیارا ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کی قربانی کی) اجازت دیدی۔ انس کہتے ہیں (میں نہیں جانتا کہ آیا یہ اجازت اس کے سوا اور کسی کو بھی ہوئی یا نہیں)

(۸۹۱) براء بن عازب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ [illegible]

ہماری سی نماز پڑھے اور ہماری طرح قربانی کرے تو وہ (ہمارے) طریقہ پر پہنچ گیا اور جس نے نماز سے پہلے قربانی کی تو وہ [illegible] نماز سے پہلے (اس نے کی مقبول) ہے اور اس کی قربانی نہیں ہوئی بردہ بن نیار براء کے ماموں نے کہا کہ یا رسول اللہ میں نے اپنی نماز سے پہلے قربانی کی ہے اور میں نے یہ سمجھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے اور میں نے چاہا کہ میری بکری سب سے پہلے بکری ہو جو گھر میں ذبح ہو پس میں نے اپنی بکری ذبح کر ڈالی اور قبل اس کے کہ نماز کے لئے آؤں کچھ ناشتا کر لیا آپ نے فرمایا کہ تمہاری بکری گوشت کی بکری ہے (قربانی کی نہیں ہے) تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے پاس ایک بھیڑ کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے زیادہ پیارا ہے تو کیا وہ مجھے کفایت کر جائے گا آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہارے بعد کسی کو کفایت نہ کریگا۔

باب عیدگاہ کی طرف بغیر منبر کے جانا۔

(۸۹۲) ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن عیدگاہ تشریف لیجاتے تھے تو سب سے پہلی چیز جس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابتدا فرماتے تھے نماز تھی بعد ختم ہو جانے کے آپ لوگوں کے مقابل کھڑے ہو جاتے اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے رہتے پس آپ انہیں نصیحت کرتے اور انہیں وصیت کرتے اور حکم دیتے پھر اگر آپ چاہتے کہ کوئی لشکر فراہم کریں تو اسے فراہم کر لیتے یا جس کام کا حکم دینا چاہتے حکم دیدیتے پھر آپ لوٹ جاتے پھر لوگ (اسی دستور) پر رہے یہاں تک کہ میں مروان کے ساتھ عید الاضحیٰ یا عید الفطر میں نکلا اور وہ اس وقت مدینہ کا حاکم تھا پس جب ہم عیدگاہ پہنچے تو ایک منبر وہاں رکھا ہوا تھا جس کو کثیر بن صلت نے بنایا تھا [illegible] مروان نے یہ چاہا کہ نماز سے پہلے اس پر چڑھ جائے تو میں نے اس کا کپڑا پکڑ لیا اس نے مجھ سے کھینچ لیا اور چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ [illegible] میں نے اس سے کہا کہ خدا کی قسم تم لوگوں نے (سنت) بدل دی [illegible] ابو سعید وہ بات جاتی رہی جو تم جانتے ہو [illegible]

کتاب الصوم

(سلسلہ گزشتہ)

۱۔ ان صورتوں میں روزہ کی ممنوع چیزوں سے پرہیز کرنا واجب ... اور صحیح یہ ہے کہ واجب ہے۔ فتح القدیر۔ فتاویٰ ... میں لکھا ہے کہ مختار کا اصل ہے کہ حیض و نفاس والی عورت پر اور مریض اور مسافر پر روزہ داروں کی شباہت واجب نہیں۔

۱۔ اگر مسافر مقیم ہو جائے یا عورت حیض سے پاک ہو جائے ماہ رمضان میں زوال سے پہلے، تو باقی حصہ دن میں نہ کھائیں نہ پئیں۔ (ہدایہ)

دلیل۔ امام شافعی کے نزدیک یہ امساک ضروری نہیں ہے اور اسی طرح اختلاف ہے اس مسئلہ میں کہ جس میں اہلیت واجب ہونیکی روزہ کے اول حصہ روزہ میں نہ ہو اور پھر ہو جائے۔ وہ فرماتے ہیں کہ یہ امساک گویا روزہ کی نقل ہے اور جبکہ اصل روزہ ہی اس شخص پر واجب نہیں تو نقل کس طرح ہو سکتا ہے ہاں جو شخص افطار کرے قصداً یا خطاً تو اس پر ضرور باقی دن امساک واجب ہو سکتا ہے۔ علماء حنفیہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ کھانے پینے سے باز رہنا روزہ کا بدلا نہیں ہے بلکہ یہ صرف رمضان کا حق ادا کرنے کی غرض سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ رمضان کے دن واجب التعظیم ہیں اور حائض و نفسا اور مریض اور مسافر پر بوجہ عذر کے موجود ہونے کے جیسا کہ روزہ واجب نہ تھا۔ امساک بھی کہ روزہ کی نقل تھی واجب نہ تھا اس روزہ کی قضا صرف دینی ہوگی۔ اگر حیض والی عورت کو طہر ہوا۔ یا مسافر گھر واپس آیا (دن میں کسی وقت) اور روزہ رکھنے کے لائق ہو تو اس پر واجب ہے کہ جس قدر دن باقی ہو ان سب باتوں سے باز رہے جو روزہ میں منع ہیں۔ (عالمگیری)

۲۔ اگر عورت حیض سے پاک ہو جائے (یا نفاس سے پاک ہو جائے) رمضان میں زوال کے بعد تو دن کے باقی حصہ میں اس کو امساک ... ہے۔ (ہدایہ)

۳۔ اگر کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے ماہ رمضان میں تو دن کے باقی حصہ میں ان کو امساک لازم ہے۔ (ہدایہ و کنز)

دلیل یہ مشابہت سمجھی جاتی ہے صرف رمضان کا حق ادا کرنے کو کیونکہ ... اگر کچھ کھا پی لیں تو بھی ... اگر کچھ کھا پی لیں تو ان پر اس روز کے روزہ کی کوئی قضا نہیں ہے کیونکہ اس روز روزہ رکھنا ان کے ذمہ واجب نہیں تھا ... روزہ رکھنے کی جب اہلیت ... حصہ میں ... گزر ... ادا ...

یا اس روزہ کی قضا دینی ان کے ذمہ واجب نہیں کیونکہ وہ مخاطب یا مکلف نہ تھے بمقابلہ نماز کے کہ اگر لڑکا بالغ ہو جائے نماز کے آخر وقت میں یا کافر مسلمان ہو جائے تو ان پر اس نماز کی قضا لازم ہے کیونکہ نماز کے وقت کا حصہ باقی ہے کہ جس میں وہ ادا کی جا سکتی ہے لہٰذا جب وہ اس کا اہل ہو گیا تو اس کو ادا کرے اور روزہ کے ادا کرنے کے واسطے روزہ کا جزو اول اس کی نااہلیت میں گذر گیا اور باقی حصہ اس کا ادا نہیں ہو سکتا۔ ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے زوال سے پہلے تو اس روز کے روزہ کی قضا اس کو دینی ہوگی کیونکہ نیت کا وقت تو باقی تھا اور ظاہر روایت میں جو وجہ بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ صوم ایسی چیز نہیں ہے جس کے لحاظ واجب ہونے کے ٹکڑے ہو سکیں کہ پہلے حصہ میں تو یہ شخص اہلیت نہیں رکھتا تھا (یعنی صبح کو نابالغ تھا یا کافر تھا) (ہدایہ)

۱۔ امام مالک رح کے نزدیک رمضان میں جس روز کوئی شخص مسلمان ہوا ہے اس روز کا اس نے اگر روزہ نہ رکھا یا توڑ دیا تو اس کو اس کی قضا دینی لازم ہوگی اور ابو یوسف کے نزدیک اگر ایسا واقعہ زوال سے پہلے پیش آیا ہو تو اس روزہ کی قضا دینی واجب ہوگی۔ (کنز)

۴۔ اگر رمضان میں مجنون کو افاقہ ہوا تو دن کے باقی حصہ میں اس کو امساک لازم ہے۔ (عالمگیری)

۵۔ اگر سحری کھائی اس گمان پر کہ رات باقی ہے مگر اصل میں کسی اس وقت کھائی تھی کہ جب وقت طلوع ہو چکا تھا تو دن بھر امساک کریں۔

دلیل۔ ایک تو یہ ہے کہ جب عاشورہ کا روزہ واجب تھا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جس شخص نے کچھ کھا لیا ہے تو وہ باقی روز امساک کرے اور دوسرے یہ بات ہے کہ جن کو حکم دیا گیا تھا وہ اہلیت تو روزہ کی رکھتے تھے مگر روزہ نہ رکھ سکے تو امساک ان پر واجب ہوا۔ بعض کے نزدیک ایسی صورتوں میں امساک مستحب ہے نہ واجب ہے۔

۶۔ اگر روزہ افطار کیا اس گمان پر کہ سورج غروب ہو گیا ہو مگر اصل میں غروب نہیں ہوا تھا تو باقی وقت میں امساک کریں۔

۷۔ اگر روزہ میں کچھ کھا لیا بھول سے یا کسی کی زبردستی سے تو باقی وقت امساک کریں۔ (عالمگیری)

تاریخ اسلام

(سلسلہ گذشتہ)

جب ابوسفیان کا لشکر مقام عسفان میں پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ اس مرتبہ اسلامی لشکر میں ڈیڑھ ہزار جانباز فوق جہاد میں میدان قتال میں نکلے ہیں۔ کفار جنگ احد میں مسلمانوں کی جانبازی اور شجاعت کے جوہر دیکھ چکے تھے جبکہ وہ تعداد میں ۱/۳ تھے مگر ڈیڑھ ہزار کی تعداد کا حال معلوم کرکے ان کے اوسان خطا ہو گئے اور اسی میں بہتری دیکھی کہ بغیر مقابلہ کئے واپس ہو جائیں چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا مقام عسفان ہی سے یہ کہکر واپس ہو گئے کہ ہم اس قحط سالی کے ایام میں جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتے آئندہ پھر کبھی دیکھا جائیگا جب یہ نامراد مکہ میں پہنچے تو عورتوں نے ان کو خوب شرمسار کیا کہ کمبختو تم ستو پینے گئے تھے یا مسلمانوں سے لڑنے۔

آنحضرت صلعم مقام بدر میں آٹھ یوم تک کفار کے منتظر رہے آٹھویں روز معبد بن ابی معبد خزاعی نے آکر اطلاع دی کہ ابو سفیان مکہ سے دو ہزار کا لشکر لیکر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مقام عسفان سے واپس چلا گیا آپ بھی مع لشکر مدینہ واپس تشریف لے آئے اور اس غزوہ کا نام بدر موعد یا بدر ثانی مشہور ہوا۔

ہجرت کا پانچواں سال

دومۃ الجندل اور مریسیع کی بغاوتیں

کفار مکہ اور یہودی و منافق تمام کے تمام فیصلہ کر چکے تھے کہ جس طرح بھی ہو سکے مسلمانوں کو آرام نہ لینے دیا جائے گویا ان کا مقصد حیات ہی اسلام کی بیخکنی بن گیا تھا ابھی غزوہ بدر صغریٰ سے واپس آئے ہوئے آنحضرت صلعم کو تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ خبر ملی کہ کفار مکہ اور یہودیوں کی سازش سے انمار اور ثعلبہ قبیلے بغاوت پر آمادہ ہیں یہ خبر سنکر رسول کریم صلعم چار سو صحابہ کو ہمراہ لیکر ماہ محرم سنہ ۵ھ کو ان قبیلوں کی بغاوت دبانے کے لئے تشریف لے گئے مگر وہ آپکی آمد کی خبر سنکر بغیر لڑے پہاڑوں میں بھاگ گئے پھر دومۃ الجندل میں بغاوت ہوئی حضور نے ایک ہزار کی جمعیت لیکر اس بغاوت کو بھی دبا دیا۔

غزوہ دومۃ الجندل سے واپس آنے کے بعد تقریباً پانچ ماہ تک کوئی اہم واقعہ پیش نہیں ہوا اور آپ اس فرصت میں اپنے صحابہ کی تربیت اور تبلیغ اسلام میں مشغول رہے ماہ شعبان سنہ ۵ھ میں [illegible]

بنو المصطلق کا سردار حارث بن ضرار جنگ [illegible] اور دوسرے قبائل کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہا ہے [illegible] حال کے لئے بریدہ بن حصیب اسلمی کو [illegible] تمام حالات کی تحقیق کرکے واپس آکر تصدیق کی کہ حارث بن ضرار اسلام اور مسلمانوں کی بیخکنی پر تلا ہوا ہے اور لڑائی کی تیاری میں ہے آنحضرت صلعم نے یہ خبر سنتے ہی مسلمانوں کو بھی جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

جب تیاری مکمل ہو گئی تو آپ نے مدینہ کا عامل حضرت زید بن حارثہ کو مقرر کیا اور اپنے صحابہ کو لیکر روانہ ہو گئے اس مرتبہ اسلامی لشکر میں تیس گھوڑے تھے دس مہاجرین کے اور بیس انصار کے مہاجرین و انصار کے جدا جدا علم تھے انصار کا علم حضرت سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا اور مہاجرین کے علمبردار حضرت ابوبکر صدیق رضی تھے مقدمۃ الجیش حضرت عمر فاروق تھے۔

کفار کی شکست اور حضرت جویریہ سے نکاح

جنگ احد میں منافقین راستہ ہی سے واپس ہو گئے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ مسلمان مغلوب ہونگے مگر جنگ احد کے بعد جب متواتر حملوں میں ان لوگوں نے شجاعت اور کامیابی دیکھی تو مال غنیمت کے خیال سے ان کے منہ میں بھی پانی بھر آیا اور اس مرتبہ یہ مال غنیمت کے لالچ سے اسلامی لشکر میں شریک ہو گئے اور ان کے لئے شریک جنگ ہونے کا پہلا ہی موقع تھا۔ حارث کو اسلامی لشکر کی آمد کا حال معلوم ہوا تو اس نے دریافت حال کے لئے ایک جاسوس روانہ کیا جو لشکر اسلام کے قریب پہنچتے ہی گرفتار ہو گیا اور رسول اللہ صلعم کے حضور میں پیش کیا گیا مگر اس نے جاسوس ہونے سے انکار کیا اور جب تحقیق ہو چکا تھا کہ یہ یقیناً جاسوس ہے اسلئے جنگی آئین کے مطابق حضور نے اس کے قتل کا حکم صادر فرما دیا اور وہ قتل کر دیا گیا [illegible] قتل ہونے اور اسلامی لشکر کے قریب پہنچنے کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گیا مگر بھاگنا مناسب نہ سمجھا اس نے جنگ کی تیاری شروع کر دی۔

حضور صلعم چشمہ مریسیع کے قریب جا کر خیمہ زن ہو گئے [illegible]

[illegible]

رسالہ مولوی دہلی

کا

غوث اعظم نمبر سنہ ۱۳۵۳ھ

جلد ۱۰ — بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ — نمبر ۴

غوث سُبحانی

محبوب ربانی حضرت شاہ عبد القادر جیلانی کی تعلیمات و سوانح

(نوشتہ حضرت مرادہ مارہروی)

خاندانی عظمت

حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی شیخ عبد القادر جیلانی یکم رمضان ۴۷۱ھ میں بوقت شب کتم عدم سے پردۂ وجود پر جلوہ گر ہوئے۔ قصبہ گیلان آپ کا مولد ہے۔ آپ کے والد بزرگ سید ابو صالح موسیٰ کا سلسلۂ نسب حضرت امام حسنؓ اور آپ کی والدہ ماجدہ کا شجرہ حضرت امام حسینؓ سے ملتا ہے گویا آپ نجیب الطرفین حسنی و حسینی سید ہیں۔ اسم گرامی عبد القادر، لقب محی الدین، کنیت ابو محمد اور عرف غوث اعظم ہے۔ آپ کے نانا سید عبد اللہ صومعی گیلان کے مشاہیر صوفیا و مشائخ میں سے تھے اور ان کی کرامت و کمال کا شہرہ دور دور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کے والد سید ابو صالح بھی بڑے جلیل القدر بزرگ گذرے ہیں۔ ان کے تقویٰ و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ انھوں نے ایک دفعہ عالم مجاہدہ و ریاضت میں تیسرے فاقہ پر لب دریا ایک بہتے ہوئے سیب کو نکال کر کھا لیا پھر خیال آیا کہ دوسروں کی چیز کھا لینی مجھے حلال نہیں معاف کرانے کے لئے چل کھڑے ہوئے۔ کئی روز کے پیادہ پا سفر کے بعد آپ کو کنارہ دریا ایک پر شکوہ عمارت اور باغ نظر آیا جس کے درختوں کی شاخیں آب رواں سے ہم آغوش تھیں۔ آپ نے مالک باغ کے پاس پہنچ کر مسئلہ معافی کا پیش کیا کہ آپ کے باغ کا ایک سیب تھا جسے میں نے بلا اجازت نکال کر کھا لیا آپ معاف کر دیں۔

باغ کے مالک حضرت عبد اللہ صومعی تاڑ گئے کہ یہ شخص بندگان خدا میں سے ہے فرمایا کہ بارہ برس خدمت میں رہو تو معاف کر دوں گا۔ انقضائے مدت پر کہنے لگے کہ ایک خدمت اور ہے کہ میری ایک اندھی بہری لنجی اور لنگڑی بیٹی ہے اسے زوجیت میں قبول کرو اور دو سال مزید خدمت کرو کہ میں اس کی صورت اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں اس کے بعد جہاں دل چاہے چلے جانا۔ انہوں نے منظور کر لیا دیکھا تو بیوی حسن و جمال میں عدیم المثال ہے۔ آپ اس خیال سے شب زفاف میں علیحدہ رہے کہ شاید یہ میری بیوی نہ ہو۔ حضرت عبد اللہ نے کشف سے صورت حالات معلوم کر کے فرمایا بیٹا میں نے جو کہا تھا محرم ہے اس کی آنکھیں اندھی ہیں غیر حق دیکھنے کے لئے بہری ہیں نامحرم کے لئے لنجی اور شریعت کے خلاف قدم اٹھانے میں لنگڑی ہے۔ حضرت ابو صالح یہ توجیہ سن کر مطمئن ہو گئے ان کا نام فاطمہ تھا۔

تعلیم و تربیت

آپ کے عہد طفولیت ہی میں آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہو گیا اور نانا کی آغوش عاطفت میں آپ نے تعلیم و تربیت حاصل کی۔ ابتدا میں اٹھارہ برس کی عمر تک آپ اپنے وطن ہی کے مکتب میں زیر تعلیم رہے اس کے بعد مزید تحصیل علم کی غرض سے بغداد جانا چاہا والدہ ماجدہ نے [illegible] چالیس دینار [illegible] بغداد کی رخصت کیا [illegible]

بولنا جب قافلہ ہمدان سے بڑھا تو ساٹھ قزاقوں نے پورے قافلے کو لوٹ لیا۔ ایک قزاق علیحدہ علیحدہ آپ کے پاس گئے اور پوچھا کہ تمہارے پاس کیا ہے آپ نے سب سے یہی کہہ دیا کہ ہاں میرے پاس چالیس دینار ہیں مگر کسی کو یقین نہ ہوا سردار کو معلوم ہوا تو اس نے بلوایا اور یہی سوال پوچھا آپ نے پھر وہی جواب دیا اس نے کہا کہاں ہیں آپ نے بتایا کہ جبے کے اندر سلے ہوئے ہیں سردار نے دینار دیکھ کر حیرت سے پوچھا اے لڑکے تجھے لٹ جانے کا خوف نہ ہوا اور تو نے خود بتا کر ظاہر کر دیا آپ نے جواب دیا خوب میری والدہ نے مجھے سچ بولنے کی نصیحت کی تھی میں صرف چالیس دیناروں کی خاطر جھوٹ بولتا اور اپنی والدہ کی نصیحت کو بھلا دیتا۔

اتنا سننا تھا کہ ڈاکوؤں کے سردار کا قلب بدل گیا آنسوؤں سے آنکھیں لبریز ہو گئیں قدموں پر گر کر توبہ کی اور کہنے لگا تو نے اپنی ماں سے کیا ہوا عہد نہیں توڑا اور میں اپنے مالک حقیقی سے کیا ہوا عہد مدت سے توڑ رہا ہوں اس کے ساتھ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر لی۔

آپ بغداد شریف میں پہنچے اور وہاں علمائے کرام اور ائمہ عظام سے تحصیل علوم شروع کی اور … تک ادب، نحو، عروض، مناظرہ، انساب، لغت، کلام، قرأت، تاریخ، فقہ، حدیث اور تفسیر وغیرہ میں کمال … کے سند تکمیل حاصل کر لی زمانہ طالب علمی میں آپ نے بڑے بڑے مصائب برداشت کئے وطن سے سینکڑوں میل دور پردیس کی تنگی کسی سے راہ و رسم نہیں کوئی ذریعہ معاش نہیں مسجد کے ایک حجرے میں رہتے وہیں چٹائی پر سو رہتے ان کبھی کبھی کچھ … اکثر فاقے گذرتے تھے شکم سیر ہو کر کبھی کھانا نہ ملتا تھا اس کے باوجود آپ نے ہمت نہ ہاری اور برابر تحصیل علوم میں مصروف رہے یہ تھا وہ علمی شغف اور وہ گراں قدر اور سبق آموز سرگرمیاں جنہوں نے ازل سے کو فلک شہرت کا مہر و بنا رکھا تھا اور جس نے حضرت غوث اعظم کی عظمت کو اسی دور میں مہر … سراپا بنا دیا۔

علم طریقت

بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ آپ نے علوم شریعت کی تکمیل کے بعد علم طریقت کی طرف پوری توجہ مبذول کی اور حضرت ابو الخیر حماد بن مسلم دباس کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ اس عہد کے بہت نامور اور مشہور مشائخ میں تھے بغداد کے اندر طالبین حقیقت اور … کی تعلیم و تربیت میں ان سے بڑھ کر کوئی شیخ نہ تھا اس شہر کے اکثر مشائخ کبار انہی سے تربیت یافتہ تھے نواح دمشق کے رہنے والے تھے اور انگور کا شربت فروخت کیا کرتے تھے … سے وہاں مشہور تھے حضرت غوث اعظم نے ان سے تعلیم حاصل کرنی شروع کی … ریاضت کا … رفتہ رفتہ …

اس دور میں ایک … بیابانوں اور جنگلوں … بنا لیا۔

آپ پورے پچیس سال تک عراق کے ویرانوں بیابانوں اور جنگلوں میں پھرتے رہے اور مجاہدے کرتے رہے یہ حالت تھی کہ نہ کوئی … کھانے اور پینے اور کبھی انہیں کے لئے پانی … جنگل میں … ہو جاتے … جب استغراق طاری ہوتا اور بھوک غلبہ کرتی تو ایسی چیزوں کو بھی قوت لا یموت بناتے … کھنڈروں میں بھی آپ نے بہت سی راتیں بسر کیں سالہا سال تک … ویرانوں اور … بہتے ہوئے نالوں کے … جنگلات میں ریاضتیں کیں … ایک بوٹی کے … چیز جو کھائی جا سکتی تھی … عربی میں … کہتے ہیں یہ بوٹی پانی میں بہت اگتی ہے عراق مصر اور … میں بکثرت ہوتی ہے اس کے نچلے حصہ میں کسی قدر شیرینی ہوتی ہے اس لئے دیہات کے بچے اسے گنے کی طرح چوستے ہیں۔

اس مدت میں یہ حالت رہی کہ آپ پر اکثر جذبہ طاری رہتا اور جب جوش آتا اور حالت طاری ہوتی تو چلاتے چیخیں مارتے شور مچاتے کانٹوں پر لوٹتے تمام بدن پر خون کے فوارے جاری ہو جاتے لوگ مجنوں سمجھتے اور ترس کھا کر شفا خانے لے جاتے مگر وہاں حالت … شروع ہو جاتی حتیٰ کہ کفن آ جاتا اور لوگ مردہ سمجھ کر آپ کے غسل کی تیاریاں شروع کر دیتے لیکن تختہ پر لیٹتے ہی آپ سے آپ آپ کی حالت درست ہو جاتی

گیارہ برس تک آپ ایک برج میں پڑے رہے اور یہ عہد کر لیا کہ اے خدا جب تک مجھے تو خود نہ کھلائے گا اور نہ پلائے گا میں کچھ نہ کھاؤں گا چالیس روز تک نہ کچھ کھایا نہ پیا یہاں تک کہ ایک روز شیخ ابو سعید مخزومی کو علم ہوا وہ آپ کو زبردستی گھر لے گئے اور کھانا کھلایا یہ تھی نفس کشی کی انتہا۔

مجاہدات کے روحانی اثرات

اس سے زیادہ مجاہدہ ریاضت کی … اور نفس کشی کی اور کیا مثالیں مل سکتی ہیں کہ جب آپ چالیس سال تک متواتر بلا ناغہ عشاء کے وضو سے نماز صبح پڑھتے رہے اور پندرہ سال تک ساری ساری رات ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر صبح تک ایک قرآن ختم کرتے رہے اس زمانہ میں تو لوگوں کے … حجابات نہیں ہٹ سکتی البتہ خدائے قدوس کی رحمت کا … اس زمانہ … اور رجال میں … عطا کر دیا تھا … پیران … سے بڑی کامل کوشش …

یہی کام تھی جب حضور غوث الاعظم ایسی شان و شوکت سے بڑے ہوئے تھے جیسی کہ کامل یہ حالت رہی کہ دن بھر مشغول ریاضت رہتے تھے اور عشا کی نماز پڑھ کر بیٹھے تھے تو صبح تک قرآن پڑھا کرتے تھے دو پہر کو صرف دو گھنٹے کے لئے سوتے تھے یہاں اس سلسلہ عالیہ کی شاخیں ہیں جو عجیب و غریب صدی تک اپنی روحانی جلوہ طرازیوں سے دنیا کی آنکھیں خیرہ کرتی رہیں اور کے بندوں سے خالی نہیں ممکن ہے کہ اس سلسلہ میں اس شان و شکوہ کے بزرگ اب بھی کہیں چھپے پڑے ہوں۔

حضرت غوث اعظم ایک شب کو بستر ہی پر پڑے رہے تھے تھکے ہوئے تو نفس کی خواہش ہوئی کہ ذرا آرام کر لوں اور اس کے بعد مصروف عبادت ہوں اس خیال کے آتے ہی آپ کو غصہ آیا وہیں ٹھہر گئے اور ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن شریف پڑھنا شروع کر دیا اور جب تک ختم نہ کر لیا وہاں سے نہ ہٹے اس مجاہدہ و ریاضت نے آپ کے نفس کو مغلوب اور باطن کو روشن کر دیا یہ حالتیں طاری ہونے لگیں کہ کبھی خود رفتگی کے عالم میں کھڑے ہو کر دوڑنے لگتے کبھی بیٹھے بیٹھے اپنی جگہ سے غائب ہو جاتے اور کبھی اڑنے لگتے اور ایسا آپ کو کسی دور دراز مقام پر پاتے آپ ایک مرتبہ بغداد کے ایک کھنڈر میں جا بیٹھے تھے کہ آپ پر حالت طاری ہوئی اسی حالت میں آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلنے لگے وہ حالت دور ہوئی تو آپ نے خود کو بلاد شستر میں پایا جو بغداد سے بارہ روز کی مسافت پر واقع ہے ابھی آپ غور ہی کر رہے تھے کہ آپ کے سامنے ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ آپ شیخ عبد القادر ہو کر اپنی اس حالت پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں؟

شیاطین کے فریب

جن لوگوں نے منازل سلوک طے کی ہیں انہیں علم نہیں اس کا ذاتی تجربہ ہوگا کہ سلطان الاذکار کی تعلیم ختم ہونے کے بعد نزول انوار کے ساتھ ہی شیطانی کارفرمائیاں شروع ہو جاتی ہیں نیچری اور مادہ پرست افراد تو شیطان کی ہستی ہی کے قائل نہیں اور اس زمانہ میں بہت سے افراد ایسے ہیں جو ایک استعارہ سمجھتے ہیں حالانکہ یہ محض عقلی چیز ہی نہیں ایسی فہم عقل و دانا اور دماغ کچھ نہ کچھ قبول کر سکتا ہے لیکن جب انسان روحانی میدان میں قدم رکھتا ہے تو تمام وہ حقائق جن کی کھوج سے عقل عاجز ہے خود بخود کھلنے لگتے اور آنکھوں کے سامنے آنے لگ جاتے ہیں یہاں بھی ہم جو کچھ شیاطین کے متعلق لکھیں گے اس پر منکرین یعنی دہری اور عقل پرست انسانوں کو شبہ ہوگا کہ جس چیز کا ایمان سے باہر عقل کی [illegible] روحانی آنکھ کھلنے پر وہ خود حقیقت تسلیم کر لے گا

مصروف ریاضت و عبادت تھے تو آپ کے پاس شیاطین مسلح ہو کر عجیب عجیب ہیئت کے ساتھ آپ کے سامنے آتے اور اپنی ہیبتناک شکلوں سے آپ کو ڈراتے اور آگ پھینکتے لیکن آپ برابر ثابت قدم رہتے اور یہ خود بخود از خود غائب ہو جاتیں کبھی آپ طمانچے کھینچ مارتے کبھی ہولناکی میں مقابلہ کے لئے کھڑے ہو جاتے لیکن بالآخر لاحول پڑھ کر بھگا دیتے ایک مرتبہ شیطان صاحب کو بڑے شفیق ناصح ہوتے ہیں اور جن کا یہ ادنیٰ کرشمہ ہے کہ جب وہ رہ نورد راہ سلوک کو مراقبہ و مشاہدہ سے کسی طرح ہٹتے نہیں دیکھتے تو قرآن مجید تک سامنے کھول کر رکھ دیتے ہیں برجستہ آکر لپٹ ہو سکتے ہیں عورت کی شکل بن کر جا نماز پر آ بیٹھتے ہیں کہ کسی طرح تو اس کی توجہ ہٹے حضرت غوث الاعظم کے پاس وہ نہایت کریہ اور بھونڈی شکل لیکر عاجزانہ اکڑتے ہوئے اور نہایت مسکین بن کر عاجزی کے ساتھ عرض کی کہ میں شیطان ہوں مجھے اور میری جماعت کو آپ نے عاجز کر دیا ہے لطف اب آپ مجھے اپنی خدمت میں رکھ لیں آپ نے فرمایا دور ہو مردود و لعین! اتنے ہی میں غیب سے اس کے سر پر ایک ہاتھ پڑا وہ ہاتھ نمودار ہو کر اس نے آگ کے شعلوں سے لڑنا شروع کر دیا لیکن وہ کسی طرح بھی غالب نہ ہو سکا اور مجبور ہو کر اس نے راہ فرار اختیار کی۔

تیسری دفعہ عجیب حالت طاری کر کے نمودار ہوا اور بیٹھا ہوا سر پر خاک ڈال رہا تھا اور حسرت ناک آواز میں کہہ رہا تھا کہ میں آپ سے بالکل مایوس ہو گیا ہوں آپ نے جواب دیا مردود لعین تو مجھے مجبوری کا خیال دلا کر چاہتا ہے کہ میں سمجھوں کہ میں کچھ ہو گیا ہوں یہ الفاظ بھی تیری عادت دکھانے کی دلیل ہیں میں ہرگز تیرے فریب میں نہ آؤں گا۔

ایک دفعہ اثنائے سیاحت میں آپ پر قدرت کی تجلی ظاہر ہوئی کہ ایک ایک بڑا نور نمودار ہوا اور اس سے چند رنگیں نکلیں جس سے آپ کی ہیبت نمایاں ہو گئی پھر ایک نور نظر آیا جس سے آسمان کا ایک گوشہ روشن ہو گیا تھا اس کے اندر سے ایک صورت نمودار ہوئی جس نے پکار کر کہا کہ اے عبد القادر میں تیرا رب ہوں میں نے تیرے لئے سب حرام چیزیں بھی حلال کر دیں آپ سمجھ گئے کہ یہ شیطان لعین کی حرکت ہے ورنہ حرام کیونکر حلال ہو سکتا ہے آپ نے فوراً اعوذ باللہ پڑھی وہ روشنی معدوم ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی ایک شبیہ بن کر یہ کہتے ہوئے غائب ہو گئی کہ اے عبد القادر آپ نے علم کی بدولت مجھ سے نجات پائی ورنہ میں اسی طرح کئی ستر صاحب طریقت اولیاء کو گمراہ کر چکا ہوں آپ نے فرمایا بیشک تو شیطان ہے اور تیرا کہنا بہت غلط ہے اور میرے مولا کا فضل میرے شامل حال ہے۔

سلوک و ریاضت چونکہ دلچسپ مقامات ہے اس لئے اس راہ میں

کی رہنمائی رفیقِ عمل نہ ہو تو بڑے بڑوں کے قدم کو لغزش ہو جاتی ہے اور ایمان سلامت نہ رہ جائے تو ترقی کے اسباب تو مسدود ہو جاتے ہیں آپ تیزی سے منازلِ طریقت طے کر رہے تھے یہی وجہ ہے کہ شیطان نے آپ پر سختی و تندی کے ساتھ حملے کئے۔

تزکیۂ نفس

تصوف و سلوک میں معاصی و منہیات سے اجتناب اولین قدم ہے اتقا جتنا بڑھتا ہے اتنا ہی جزئیات سے احتراز بڑھتا جاتا ہے اور یہ چیز اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک پوری طرح تزکیۂ نفس نہ ہو جائے اور تزکیۂ نفس کے مجاہدات و ریاضات لازمی ہے جس کا مجاہدہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی نفس مغلوب و مزکی ہوگا اس میں اتنی ہی صلاحیت اور استعداد کسب انوار بڑھیگی یہی وجہ ہے کہ جتنے بزرگان طریقت ہوئے ہیں ان سب نے کسی نہ کسی حد تک مجاہدات کئے ہیں۔

یہ بات بھی ہے کہ مجاہدات عبادات کے ساتھ ہوتے ہیں عبادت عبارت ہے معشوقِ حقیقی سے گہری وابستگی و اطاعت سے اس لئے اس میں عجیب لذت اور ایک سرشاری بھی اس شوق میں انسان کا قدم آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں جتنی زیادہ ریاضت کروں گا اتنا ہی زیادہ کمال و لطف حاصل کروں گا عوام سمجھتے ہیں کہ اتنی محنتیں اور اتنے مجاہدے غیر ممکن ہیں واقعی ان میں جسمانی تکلیف ہوتی ہے اور نفس فطرتاً آرام کا طالب ہوتا ہے مگر ساتھ ہی روحانی تقویت و لذت بھی مالامال ہوتی چلی جاتی ہے جب پوری صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے تو قلب میں تخمِ محبت ربی بویا جاتا ہے یہی ہوا اور تزکیۂ نفس اور مجاہدات کی تکمیل کے بعد آپ شیخ ابو سعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو کر ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے آپ کی تکمیل ہو ہی چکی تھی کسب کے درجات طے ہو گئے تھے انہوں نے آپ کو خرقۂ ولایت بھی عطا کر دیا اور فرمایا اے عبد القادر یہ وہ خرقہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو عطا کیا انہوں نے حضرت حسن بصری کو دیا اور ان سے دست بدست مجھ تک پہنچا خرقہ مبارک کے پہنتے ہی آپ کے قلب پر گوناگوں انوار الٰہیہ اور تجلیات ربانی کا مزید ظہور ہونے لگا۔

سرِ سلوک پر تمکن

بہت کم لوگوں کو علم ہوگا کہ تصوف و سلوک میں ایک بہت بڑا مرتبہ تمکین کا ہے یہ درجہ محض فضلِ الٰہی پر منحصر ہے جسے خدا عطا کرے اور جسے چاہے اسے ملتا ہے یہاں تک کہ بڑے بڑے اہل اللہ بھی اس سے محروم رہ گئے ہیں جس بندے سے خدا نے بزرگانہ کام یعنی اصلاحِ خلق کا کام لینا ہوتا ہے انہیں

کا دروازہ بند ہو گیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پیشتر سنت اللہ یہ تھی کہ جب کسی قوم کی اخلاقی حالت خراب اور ابتر ہو جاتی تھی تو اس قوم کو جہالت و گمراہی سے نکالنے کے لئے اپنے نبی کو مامور کر دیتا تھا دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں گذری جس میں اللہ کی طرف سے اس کے ڈرانے اور ہدایت کرنے کے لئے انبیاء مبعوث نہ ہوئے ہوں بنی اسرائیل ایک بہت بڑی کثیر التعداد اور زبردست قوم تھی اس میں بہت سے انبیاء و مرسلین پیدا ہوئے اور انہوں نے اپنے مفوضہ فرائض انجام دیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی صحابی نے دریافت کیا کہ حضور خدا کے نبی ہیں اور آپ خاتم الانبیاء ہیں آپ کی ذات اقدس پر سلسلہ نبوت تو ختم ہو گیا لیکن انسان کی فطرت وہی ہے اور شیطان کی کارفرمائی بھی تا قیام قیامت باقی رہے گی پھر جو ان میں بداخلاقی و برائی پیدا ہوگی تو ان کی اصلاح کا کام کیونکر انجام پذیر ہوگا اس پر آپ نے جواب دیا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل میری امت کے علماء کا درجہ وہی رہے گا اور ہوگا جو قوم بنی اسرائیل کے نبیوں کا تھا یعنی میری امت کے علماء مخلوقِ خدا کی خدمت کے فرائض اسی طرح انجام دیں گے جس طرح بنی اسرائیل میں اس قوم کے نبی انجام دیتے رہے ظاہر ہیں سمجھتے ہیں کہ علماء سے عام علماء مراد ہیں لیکن یہ غلط ہے تیرہ سو برس گذر گئے ہزارہا علماء اور مشاہیر پیدا ہوتے رہے اور موجود ہیں لیکن انہوں نے خدمات ہی کیں لیکن اس نہج پر کسی نے بھی کوئی خدمت انجام نہ دی جس پر انبیاء کرام چلتے رہے اور نہ دے سکتے تھے اس لئے کہ اصلاحِ خلق کے لئے روحانی علم و کمال کی بھی ضرورت ہے اور علمائے ظاہر اس سے تہی دامن ہیں۔

اصلاحِ عامہ کے لئے روحانی قوت کی بہت بڑی ضرورت ہے یہ کام جو ہوا تو اولیائے کرام ہی سے ہوا اور وہی درحقیقت وہ علماء ہیں جن کی طرف مذکورہ بالا حدیث قدسی میں اشارہ کیا گیا ہے ایسی ہندوستان پر غور کر دیکھئے کہ جو کام حضرت خواجہ غریب نواز، حضرت بابا فریدالدین گنج شکر، حضرت مجدد الف ثانی اور دیگر بزرگوں نے کیا وہ کوئی نہ کر سکا اور جب تک روحانی قوت نہ ہو اس وقت تک ہو بھی نہیں سکتا ان کا کام انبیاء کے کام سے مشابہ تھا کہ جس طرح انہیں اپنے معجزات و روحانی اثر سے کام لینا پڑا اسی طرح ان بزرگوں نے بھی منکرین اور دیگر اقوام کے روحانیین اور پیشواؤں کو اپنا معترف بنانے کے لئے کشف و کرامات سے کام لیا اور ان کی ابتدائی زندگیاں شدید کشاکش اور مصائب و ابتلا میں گذریں کہ علمائے ظاہر کے گستاخانہ و جابرانہ برتاؤ سے محفوظ نہیں رہ سکیں بلکہ بعثت کی ابتدائی مدت [illegible]

ملتی کو جب ملی
خاندان چشتیہ پیدا ہو چکے ہیں اور عشق ربانی کی کسی قرن اور کسی زمانہ میں کمی نہیں ہوئی یہ بزرگ ہمیشہ دنیا اور دنیا والوں سے بیزار رہے جس نے شراب عشق حقیقی پی ہو اور عالم الوہیت کا نظارہ اپنی چشم باطن سے کر لیا ہو اس کی نظر میں اس متاع قلیل کی اہمیت ہو ہی کیا سکتی ہے حضرت بابا فرید ہو حضرت بہاء الدین ذکریا ہو حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا ہوں سے اور علمائے ظاہر سے بڑے بڑے معرکے ہوئے حضرت بایزید بسطامی اور حضرت سرمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کو بھی یہ جنگ لڑنی پڑی لیکن دنیا جانتی ہے کہ وہ اپنی تمام صولتوں سطوت آرائیوں اور اثر و اقتدار کے باوجود ان گوشہ نشین بزرگوں کے مقابلہ میں ہمیشہ شکست کھاتے رہے اور سخت ذلتیں نصیب ہوئیں یہ تو یہ جو شہنشاہ بھی مقابلہ پر آیا چاروں شانے چت رہا بڑے بڑے فرمانرواؤں کے سر ان کی چوکھٹ پر جھکے رہے انہیں جو عزت و عظمت حاصل ہوئی وہ عارضی نہ تھی دوامی تھی شہنشاہوں اور پرشکوہ علمائے ظاہر کا طمطراق ان کی زندگی کے ساتھ ختم ہو گیا لیکن ان کے مزارات آج بھی مرجع عوام و خواص بنے ہوئے ہیں یہ ان کی عزت نہیں بلکہ اس نور اور اس نسبت کی عزت ہے جو انوار ربانی کا ایک ٹکڑا ہے اور جو انہیں خالق ارض و سماوات سے بہ سلسلہ روحانیت حاصل ہوئی اور جس نے ان کے سینہ کو مطلع انوار بنا دیا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قدرت ربانی جب کسی ولی کو خدمت خلق اور تربیت انام کے لئے چن لیتی ہے اور کام لینا چاہتی ہے تو پہلے اسے بڑی بڑی ابتلاؤں، پریشانیوں، مجاہدوں اور تکلیفوں میں ڈالا جاتا ہے اور جب وہ اس بھٹی سے کندن ہو کر نکلتا ہے تو "واپسی" کا درجہ عطا ہو جاتا ہے اس درجہ کے عطا ہوتے ہی یہ عالم ہوتا ہے کہ یا تو فقر و فاقہ تھا افلاس و عسرت تھی کوئی اس طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھتا تھا یا یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کے لئے زمین و آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں چاروں طرف سے مخلوق اس کی طرف دوڑ پڑتی ہے خلق کا اژدہام ہوتا ہے دور دور تک شہرہ ہو جاتا ہے انسان اس کی طرف کھنچے آتے ہیں نہ دولت کا شمار نہ پیسہ کا کوئی شمار نہیں، ہیرا زر و زر دولت و ثروت اور مقبولیت و شہرت سب کچھ نصیب ہو جاتی ہے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت تھی تین تین وقت کے فاقے ہوتے شکم مبارک پر پتھر بندھے رہتے تھے پھر وشمنوں کی سازشیں عداوت کا کمال ... کے نرغے سے ... مکان ...

نصر اللہ والفتح کا وقت آتا ہے ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کے مناظر پیش کئے جاتے ہیں اور احسان تھا کہ فسبح بحمد ربک واستغفرہ کا حکم ہوتا ہے یہ سب واپسی کے درجہ کے لوازم و مظاہر تھے جو سنت اللہ کے تحت کے ساتھ واقعا اور زور و شور کے ساتھ بشارت آمیز لہجہ میں کہا گیا تھا اب کہ ہے انا اعطینک الکوثر ہم نے تجھے نعائم و مکارم کا ایک بحر بیکراں عطا کر دیا ہے و یا کثرت دیا فصل لربک وانحر نمازیں پڑھو ہماری بارگاہ میں سر نیاز جھکا قربانی کر ان شانئک ھو الابتر تجھے دشمنوں کا بڑا اندیشہ تھا تنہا تھا نہ گھبرا سب کچھ مل گیا اب تیرا ہر دشمن جو ہے بھی خراب و خوار ہوگا۔

اس "واپسی" کے بعد آپ فاتح بھی تھے اور فرمانروا بھی تشنہ خون معاند سامنے ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے تھے فوج کی فوج اور جتھا جتھا لوگ آپ کے دین میں داخل ہو رہے تھے روپیہ برس رہا تھا آ رہا تھا مال غنیمت کے انبار لگ گئے تھے۔

آپ کے غلاموں میں بابا فرید گنج شکر ! بچہ مر گیا ہے کفن پاس نہیں فاقے ہو رہے ہیں "واپسی" ملتے ہی دیکھا تو فتوح کے انبار لگے ہوئے ہیں سلطان وقت مرید ہے امرا سلطنت گرویدہ ہیں مخلوق خدا کھنچی چلی آ رہی ہے ہیرے ہیں، بچے ہیں، شہرت ہے، یہی حالت حضرت محبوب الٰہی پر گزری اور ایک مدت مدید کے بعد جب یہی رتبہ واپسی حضرت غوث الاعظم کو نصیب ہوئی تو قسمت کے علم میں ڈنکے بج گئے اور ہر سمت سے من برسنے لگا آپ برسوں جہاد کئے ہوئے عرفان و عبادت کے مزے لوٹتے ہوئے عشق ربانی میں سرشار دین سے متوحش ممتاز و متوکلانہ زندگی فقر و فاقہ سے شیفتگی گرمئی شانے ایزدی کا حکم ہوتا ہے کہ تدریس و افتا کا دفتر کھولو وعظ و تبلیغ کا رشتہ سنبھالو، ارشاد خلق اور اصلاح عوام کا کام ہاتھ میں لو جب کچھ لو اور سب کچھ کرو۔

بغداد شریف اس وقت عروس البلاد تھا، خاندان عباسیہ کی فرمانروائی تھی مسلمان حکمرانی کر رہے تھے دولت و اقبال جلو میں تھے پانچویں صدی ہجری کا عمل تھا سب کچھ تھا مگر اخلاقی زوال تیزی سے قدم بڑھاتے ہوئے چلا آ رہا تھا دنیا والے دین و دنیا کے آپس کے رشتہ قطع کر کے اور مادیت کو بھرتے چلے جاتے تھے امراء تو دولت میں سرشار رہنا شراب نوشی میں مگن تھے باہمی جنگ و جدل کا میدان کھلا ہوا تھا مسافر ہوتے تھے غیر قرآن کے نغمے اٹھتے تھے اسلام میں ... تھا ... ہوتا چلا جا رہا تھا شریعت کی طرف سے بے رغبتی ...

وعبدمعین کے مشرب جدا تھے اصول کو چھوڑ کر فروعات پر بحثیں شروع ہوگئی تھیں، غیرت حق کو حرکت ہوئی حضرت غوث الاعظم کو خواب میں بشارت ہوئی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٹھو خلق خدا کو سنبھالو، تجدید دین، اشاعت اسلام، اعلائے کلمۃ الحق اور اصلاح خلق کا بیڑا اٹھاؤ۔

چند گھنٹے گذرے ہوں گے نماز ظہر پڑھ کر جو بیٹھے تو آپ نے دیکھا کہ آپ کے گرداگرد خلقت کا ہجوم ہے۔ ایک گوشہ نشین کھنڈروں اور ویرانوں میں عزلت نشین فقیر آپ قدرتاً اس سے مرعوب ہوگئے نگاہ اٹھا کر جو دیکھتے ہیں تو سامنے حضرت علی کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں جھجک چھوڑ دو اور گھبراؤ نہیں اٹھو اور وعظ کرو یہ کہا نگاہ ڈالی اور غائب ہوگئے پھر کیا تھا زبان کھل گئی جھجک نکل گئی اور فیوض و برکات کا ایک دریا امنڈ آیا

ہر دلعزیزی رجوعیت خلق

ایک قلیل وقفہ کے بعد ہی اکناف بغداد میں آپ کی شہرت ہوگئی خلقت کا ہجوم بڑھنے لگا بغداد کے محلہ باب الازج کے مدرسہ میں درس و تدریس کا کام شروع کردیا وعظ فرمانے لگے آپ کی مجالس وعظ میں اس کثرت سے لوگ آنے اور جمع ہونے لگے کہ مدرسہ کی وسعت تنگ ہوگئی جب آپ وعظ فرماتے تو لوگ قلت گنجائش کی وجہ سے مدرسہ کی باہر والی سڑک پر بیٹھ جاتے امراء و اکابر بھی فیضیاب ہونے لگے اور انہوں نے کثرت سے نذرانے بلکہ گرد و پیش کے مکانات خرید لئے اور مدرسہ کو وسیع کردیا۔

۵۲۸ھ میں اس مدرسے نے ایک وسیع و شاندار عمارت کی شکل اختیار کرلی دور دور سے لوگ آنے اور آپ سے علوم شریعت و طریقت حاصل کرنے لگے زیادہ مدت نہ گذرنے پائی تھی کہ آپ کے پاس علماء و صلحاء کی ایک عظیم جماعت تیار ہوگئی جو آپ سے فیض پذیر ہوکر اور علوم حاصل کرکے اپنے اپنے شہروں اور ملکوں کو واپس جانے لگے اس طرح عراق بھر میں آپ کے مریدوں اور شاگردوں کی ایک کثیر تعداد پھیل گئی۔

فتاوی میں فضیلت

آپ کے پاس نہ صرف عراق بلکہ دیگر بلاد سے بھی فتوے آیا کرتے تھے اور آپ ان کے پڑھتے ہی ان پر جواب تحریر کردیا کرتے تھے کوئی فتوی آپ کے پاس ایک شب سے زیادہ نہیں رہا آپ حنبلی اور شافعی طریق پر فتاوی دیا کرتے تھے علمائے عراق فتاوی کی صحت پر اتنی حیرت کا اظہار نہ کرتے تھے جتنا آپ کے جواب کی سرعت پر۔

حضرت امام ابو اسحاق نجم الدین فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ محی الدین [illegible] رحمۃ اللہ علیہ [illegible]

ایک دفعہ آپ کے پاس یہ فتوی آیا کہ ایک شخص نے [illegible] اس بات کی قسم کھائی کہ میں ایک اس طرح کی عبادت کروں گا جو کسی نے نہ کی ہو اور جس میں میں منفرد ہوں ایسی کونسی عبادت ہو۔

یہ فتوی دیگر علمائے عراق کے سامنے بھی پیش ہوچکا تھا اور کوئی اس کا شافی اور تسکین بخش جواب نہ دے سکا تھا بلاد عجم کا یہ فتوی عراق کے علماء میں پھرا کر جب آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اسی پر اسی وقت یہ لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ مکرمہ چلا جائے مطاف اس کے لئے خالی کرا دیا جائے وہاں یہ ایک ہفتہ تک تنہا طواف کرے یہ جواب پاتے ہی یہ شخص اسی وقت مکہ معظمہ روانہ ہوگیا۔

آپ ۵۲۸ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک ۳۳ سال متواتر درس و تدریس اور افتاء کا کام کرتے رہے۔

خطیبانہ کمال

آپ کی تقاریر و مواعظ لاثانی، پرجوش، بصیرت افروز اور معرکۃ الآرا ہوتی تھیں اس دور میں اس کمال و قابلیت کے ساتھ کوئی تقریر نہ کرسکتا تھا ایک خطیب و مقرر میں جتنی خوبیاں اور محاسن ہوسکتے ہیں سب آپ کے اندر موجود تھے اسے تو آپ کی کرامت اور خرق عادات ہی کہا جاسکتا ہے کہ جلسہ میں دور و نزدیک کے بیٹھنے والے سب آپ کی آواز یکساں سنتے تھے آپ کا لب و لہجہ پرجلال اور حکیمانہ ہوتا تھا اور آپ بارعب و بارعایت کھری کھری اور صاف باتیں اس انداز میں بیان فرماتے تھے کہ دلوں میں گھر کر جاتی تھیں نہایت آزاد گو تھے اعلائے کلمۃ الحق میں آپ کو قطعاً باک نہ ہوتا تھا مریدوں کی طرف مخاطب ہوتا اس وقت تو آپ واقعی یا غلام کہتے کہ آئین تصوف و سلوک جدا ہیں اور اس راہ کی غلامی شاہی پر مرجح ہے اور جب عامۂ مجمع کی طرف رخ کرتے تو یا قوم کہتے تقریر میں کسی قدر تیزی اور سرعت تو ضرور تھی مگر اس میں بالعموم ربط و تسلسل، روانی و برجستگی نصیحت اور جوش و فصاحت ہوتی اور رفتہ رفتہ اتنی شیرینی اور اثر آفرینی پیدا ہوجاتی کہ یہ معلوم ہوتا کہ منہ سے پھول جھڑ رہے ہیں اور ابر نیساں موتی برسا رہا ہے اور ہر طرف جلسہ میں ایک سماں بندھ رہا ہے۔

آپ جس وقت جوش میں آتے اور کلام و تقریر میں گرمی پیدا ہوتی تو لوگ بیتاب ہوجاتے جلسوں میں مشائخ و صوفیا، امراء و رؤسا، علماء و صلحاء اور فقہاء و جہلاء سب ہی ہوتے اور سب ہی اثر پذیر ہوتے دلوں میں جوش [illegible] تجلیات ربانی سے مطلع انوار [illegible] ذکر رسول کی باتیں، خوبی اخلاق کے تذکرے، معرفت [illegible] بیان اور مشاہدات [illegible] لوگوں پر وجد [illegible] آخرت [illegible]

جلسوں میں سامعین ستر ہزار تک افراد کا اجتماع ہوتا تھا
ظاہر ہے کہ اتنے بڑے جلسے میں تقریر بلند کرنا کتنا دشوار امر ہوگا مگر معتقدین کہاں سننے والے تھے ہر جلسہ میں چار سو دواتیں تقریریں لکھنے کے لئے موجود رہتی تھیں ایک دفعہ آپ تقریر کر رہے تھے بہت سے لوگ شیخ علی بن نصر آپ کے سامنے بیٹھے تھے ان پر یکلخت نیند کا غلبہ ہوا اور آنکھ لگ گئی آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ خاموش ہو جاؤ اس کے بعد آپ منبر سے اترے اور ان کے روبرو مودب کھڑے ہو گئے جلسہ بھر میں ایک سناٹا چھایا ہوا تھا کچھ دیر کے بعد شیخ علی کی آنکھ کھل گئی تو آپ نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے جواب اثبات میں دیا کہا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب ہی کے لئے کھڑا ہوا تھا پوچھا کہ کیا حضور آپ کو کوئی ہدایت بھی کر گئے ہیں عرض کی یہ فرما گئے ہیں کہ میں آپ ہی کی خدمت میں رہوں۔

نہ صرف بغداد بلکہ اطراف و اکناف عراق تک میں آپ کے وعظ و تلقین اور تقریر و ارشاد کی ایک دھوم مچی ہوئی تھی ہفتہ میں دو روز جمعہ اور منگل کو اپنے مدرسہ میں اور بدھ کو مہمان خانہ میں تقریر کیا کرتے تھے اس علمی اخلاقی، تبلیغی اور مذہبی و روحانی خدمت کو ۵۲۱ھ سے لیکر ۵۶۱ھ تک مسلسل چالیس برس انجام دیتے رہے جس روز وعظ فرماتے تھے سڑکیں بند ہو جاتی تھیں اور راستوں پر سوار پیدل اور آدمیوں کی وہ کثرت ہوتی تھی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی گو آپ اجتماع کی کثرت دیکھ کر عموماً میدان میں آجاتے تھے پھر بھی قلت گنجائش کی عام شکایت رہتی تھی مسلمان تو مسلمان صد ہا ہندی اور عیسائی تک آپ کی مجالس وعظ میں شریک ہوتے تھے معتبر اور مستند روایتوں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ کی ہر تقریر سے یہودی اور عیسائی مشرف بہ اسلام ہوتے تھے اور بعض دن تو اسلام لانے والوں کی تعداد پانچ تک پہنچ جاتی تھی الغرض ایک لاکھ فاسقوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور بکثرت غیر مسلم مسلمان ہوئے حقیقت یہ ہے کہ رشد و ہدایت اور تبلیغ و تلقین کا کام مؤثر طریق پر اولیائے کرام ہی کر سکتے ہیں۔

اسلام کی اشاعت بڑی حد تک اولیاء اور صوفیاء ہی کی خدمت کی مرہون منت ہے ہمارا مقصد نہیں کہ علمائے ظاہر اس باب میں کچھ کر ہی نہیں سکتے، یا انہوں نے اب تک کچھ نہیں کیا یا نہیں کر سکتے ہیں مگر اس کی پوری [illegible] باطن ہی میں [illegible] ان کے سامنے صرف [illegible] روحانیت [illegible] [illegible]

ہندوستان میں جو اسلام [illegible] حضرت خواجہ غریب نواز حضرت بابا گنج شکر حضرت سلطان المشائخ [illegible] چشتیہ، سہروردیہ اور قادری سلاسل کے بزرگوں سے پھیلا اس کا بڑا حصہ بھی علماء و صلحاء کے ذریعہ پھیلا عراق و شام و مصر وغیرہ میں بھی اولیائے کرام نے اسلام کو بہت فروغ دیا علی الخصوص حضرت غوث الاعظم کے وقت میں تو جبکہ مسلمانوں کے ایمان میں ضعف آچکا تھا نہ صرف یہ کہ ان کے ایمان مضبوط ہو گئے بلکہ ہزاروں غیر مسلم [illegible] اسلام کے جھنڈے تلے آگئے اور آپ کی فیوض کی برکت سے ایک زمانہ فیضیاب ہوا۔

حضرت غوث الاعظم کی شان عبادت

آپ کو بہت بڑے مراتب حاصل تھے اور عبادات سے خاص شغف تھا آپ کے مجاہدات کے متعلق ابھی ابھی ذکر کیا جا چکا تھا کہ آپ کس قدر محنت کیا کرتے تھے اور کتنی مدت تک ویرانوں اور جنگلوں کے مراقبات میں گزاری اور نفس کشی آپ کا شیوہ تھی [illegible] بھر روزے رہتے اور رات بیداری میں گزارتے ہم بتا ہی چکے ہیں کہ آپ نے چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور پندرہ برس راتیں ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تلاوت قرآن میں گزاریں نوافل کی کثرت فراوانی دیکھ کر اور پڑھ کر حیرت ہوتی ہے کوئی رات ایسی نہ گزرتی تھی جس میں سو رکعت نماز نہ پڑھتے ہوں [illegible] ہر رکعت میں سورہ مزمل شریف یا سورہ رحمن شریف تلاوت فرماتے اگر کہیں سورہ اخلاص شروع کر دیتے تو ہر رکعت میں اسے سو بار سے کم نہ پڑھتے۔

نفس کشی یہاں تک بڑھ گئی تھی کہ مسلسل کئی کئی روزے رکھتے کسی پتہ یا تنکے سے افطار کر کے پھر دوسرا روزہ رکھ لیتے اسی طرح تین تین چار چار روزے برابر رکھتے اور ہمیشہ جو کی روٹیوں، گری پڑی ترکاریوں اور جنگلی پھلوں سے افطار کرتے ہر وقت باوضو رہتے اور جب وضو ٹوٹ جاتا فوراً دوبارہ وضو کر لیتے اور ہر وضو کے بعد نماز تحیۃ الوضو پڑھتے آخر عمر میں جبکہ ضعیف اور بوڑھے ہو گئے تھے تو بھی آپ شب کو بالعموم تلاوت کلام اللہ میں مشغول رہتے تھے اکثر ایسا ہوا ہے کہ آپ رات رات بھر سجدے میں پڑے رہتے ہیں اور جب سر اٹھایا ہے تو مراقبہ میں بیٹھ گئے ہیں آپ محبت الٰہی سے کچھ اس درجہ سرشار تھے کہ آپ کو نیند مطلقاً آتی ہی نہ تھی آپ بسا اوقات خود ہی فرمایا کرتے کہ اللہ کے عشق نے مجھے نیند آنے ہی نہیں دیا صبح کی نماز سے فارغ ہوتے ہی آپ طلباء صوفیاء اور عوام کو شریعت و طریقت کی تعلیم دیتے غرض رات کے سناٹے میں عبادات اور یاد الٰہی کے لئے وقف تھے اور دن کو درس و تدریس وعظ و تلقین اعلائے کلمۃ الحق اور احیاء دین کی سعی و جہد میں گزرتا۔

ہم دنیا دار [illegible] کی یہ حالت ہے کہ بمشکل نماز پڑھیں تو [illegible]

کے معارف میں لیکن حضرت غوث الاعظم کی حالت کو دیکھا ہو تو دیکھ لیجئے کہ
اتنی عبادات شاقہ اور مجاہدہ و ریاضت کے باوجود اپنی کوئی حقیقت ہی
نہ سمجھتے تھے ہر وقت خوف خدا سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے اور اللہ
کی بارگاہ میں اور انتہائی تذلل و بیکسی کا اظہار فرمایا کرتے تھے اور کہا
کرتے تھے کہ الٰہی میری عاقبت بخیر کرنا۔

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستان میں ایک واقعہ لکھا ہے جو صد درجہ
سبق آموز اور عبرت افروز ہے فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ لوگوں نے حضرت
غوث الاعظم کو کعبہ شریف میں دیکھا کہ سر مبارک کنکریوں پر رکھا
ہوا ہے اور صد درجہ حالت عجز و نیاز سے بارگاہ الٰہی میں عرض کر رہے ہیں کہ بار الٰہا
مجھے بخش دے میرے گناہوں کو معاف کر دے مجھے عذاب آخرت سے اپنی
پناہ میں لے لے اگر میں سزا کے لائق ہوں تو بروز قیامت مجھے اندھا اٹھائیو تاکہ
میں اس دن نیکوں کے سامنے شرمسار نہ ہوں۔"

حقیقت یہ ہے کہ جو جتنا قریب ہے اتنا ہی خوف اس پر طاری ہے اور
جو اسے جتنا جانتا ہے اس سے اتنا ہی ڈرتا ہے اور کیوں نہ ڈرے بندہ
پھر بندہ ہے اور وہ قادر علی المخلوق ہے آن واحد میں جو چاہے کر لے۔

دنیا داروں کی سمجھ میں اس خوف و ہراس کا فلسفہ نہیں آ سکتا اس لئے
کہ وہ اندھے ہیں اور وہ باطنی طاقتوں کا اندازہ نہیں لگا سکتے مگر جن کی
آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ اسکی قدرتوں اور اسکے جلال و جبروت کا
مشاہدہ اپنی چشم حقیقت بیں سے کر لیتے ہیں وہ اپنی حیثیت کو سمجھ گئے
ہیں اس کے سامنے ایک بندہ کی حقیقت ہی کیا ہے ایک لمحہ اور ایک ثانیہ
جو چاہے کر ڈالے پہاڑوں کو ریزہ ریزہ کر دے آسمان و زمین کو ایک لفظ کن
سے فنا کر کے رکھ دے اس کے سامنے بندہ کی اتنی حقیقت بھی تو نہیں جتنی
ہمارے سامنے ایک مچھر اور ایک چیونٹی کی ہو سکتی ہے کہ جب چاہا اسے مسل
کر رکھ دیا پھر ایسی لا انتہا قدرتوں والے خدا کے سامنے کوئی نبی، رسول،
غوث، ابدال، اوتاد، ولی کیا گردن اٹھا سکتا ہے اور بندہ ہو کر کیا غرور
کر سکتا ہے۔

پھر ایک اور بات بھی ہے انسان نہایت درجہ فراموش کار اور غافل
ہستی اس کے بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے نفس و شیطان لگے ہوئے ہیں
خدا بچائے اور ملاحظہ کیا آپ انہی اوراق میں پڑھ چکے ہیں کہ شیطان لعین نے
اپنے صرف ایک ہی فریب میں اور ایک ہی نوعیت کے دھوکے سے ستر
ہزار اولیاء کو گمراہ کیا اور تخت سے کھینچ کر تختہ پر ڈال دیا۔ حضرت غوث الاعظم
نے پوری عمر شب بیداریوں اور جانکاہ عبادتوں اور ریاضتوں میں گزاری
سب کچھ تھا مگر آپ جانتے تھے کہ میں بندہ ہوں اور وہ ہی ایک
مختار کل اور لامحدود قدرتوں اور طاقتوں والا ہے کا جو ایک گردش چشم میں

[illegible] پر پھاڑ کر جہنم میں جھونک سکتا ہے اور [illegible]
اور خاطی کو اس کے تمام گناہ معاف کر کے جنت میں انعامات و اکرام سے
بہرہ ور کر دے۔

جب تک انسان کو خوف نہ ہو اس وقت تک وہ برائیوں سے پرہیز
اجتناب کر ہی نہیں سکتا اور روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ [illegible] مل جاتا اور یہ
روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ انسان کو صرف پاداش عمل سے بچنے یعنی
یا محاسبہ و سزا سے بچ نکلنے کا ایک گمان و خیال اس سے کیسے کیسے
ظلم کراتا ہے اور وہ ایسے افعال کر اٹھتا ہے جو درندے بھی نہیں کر سکتے
سانپ بچھو، بلیاں، بھوکے سوراخوں اور بھیڑیوں کے بھٹوں میں ممکن ہو
ہے کہ پناہ مل جائے اور انسانی جان محفوظ رہ جائے لیکن انسان کے ظلم
شقاوت کا گھناؤنا اور غلیظ دائرہ جب جوش میں آتا ہے تو پھر ان سے
ایسے جیسے انسانوں کو کہیں پناہ نہیں ملتی ابھی پولیس و عدالت کا خوف
اٹھ جانے دیجئے انسان ہی انسان کو اس طرح چیر پھاڑ کر رکھیں گے
جس طرح کبھی کسی شیر نے بھی کسی انسان و حیوان کو اس طرح اور اس شقاوت
کے ساتھ نہ پھاڑا ہوگا اگر پاداش عمل کا خوف نہ ہو اور محاسبۂ آخرت کا
ڈر باقی نہ رہے تو انسان تو زمین پر قدم بھی نہ رکھے اس لئے اللہ تعالیٰ
نے جا بجا بندوں پر ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ مہربان ہے بد اعمالیوں کے
محاسبہ سے جا بجا ڈرایا ہے اور ڈرنے والے کو بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں
اس سے اس کا مقصد یہ نہیں کہ اس کے بندے اس ڈر اور اس خوف سے
لذائذ و نعمائے دنیوی سے قطع تعلق کر لیں بلکہ یہ ہے کہ وہ برائیوں اور
گناہوں سے باز آ جائیں جو کچھ ہوتا ہے وہ ڈر کی ہوتا ہے اس لئے
جذبہ خوف انسان کی فطرت میں رکھا گیا ہو اور یہ بہت عظیم جذبہ ہے۔

جو جتنا زیادہ نیک ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ اس سے ڈریگا دو مالی
امور کے تصور سے درگذر فرمایئے اور یہ دیکھئے کہ دنیا میں لیا ہوتا ہے جو
لائق ایک بیٹا ہوگا اور جتنا زیادہ نیک ہوگا اسی قدر وہ اپنے باپ سے
ڈرے گا۔ جو بیوی جتنی زیادہ صالحہ ہوگی اتنی ہی اپنے شوہر سے خوف
کھائے گی اسی طرح جو بندہ جتنا زیادہ مطیع و متقی ہوگا اتنا ہی خدا سے
زیادہ ڈریگا خود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت تھی کہ آپ
نماز کو کھڑے ہوتے تھے تو ہانڈی کی طرح سینہ مبارک میں جوش مارتا تھا۔
مبارک پر نماز میں کھڑے کھڑے اور قرآن پڑھتے پڑھتے ورم آ جاتا تھا
حالانکہ آپ نبی تھے اور معصوم تھے اور آپ کو کیا خوف ہو سکتا تھا معرفت
الٰہی خود بھی خوف پیدا کرتی ہے۔

خوف ہی سے عبدیت اور معبودیت کے صحیح تعلقات قائم رکھتا ہے
حضرت غوث الاعظم کے [illegible] ہونے کے باوجود [illegible]

جماعت ... آپ کے سامنے ... [illegible]
آج کل ہمارے مرشد لاثانی شیخ عبد القادر جیلانی نام کی دھوم مچی ہوئی
کہتے تھے کہ ستر برس ... بعد ... ایک پیر کو جا کر
دیکھا ... ایک ہی
انسان ... کمال ... انسان ...
بالکل ... حضرت غوث الاعظم ... تھے
کا ... نفس ... ہیں ...
الہیات ... کرامت ممکن ہے کہ کچھ کو تاہی ہو جائے اور ...
جائیں۔

حضرت غوث اعظم کے فضائل اخلاق

فیاضی و ایثار

حضرت غوث اعظم انتہا درجہ سخاوت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے اور نہ صرف بغداد و عراق بلکہ دور و نزدیک آپ کی سیر چشمی اور دریا دلی کا یکساں چرچا تھا۔ ... غربا نوازی اور مسکین پروری میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا ... اور نظر عنایت کیا کرتے غریبوں اور مسکینوں کے پاس زیادہ بیٹھتے اور طلبا سے بہت محبت کیا کرتے تھے مغرب کی نماز ختم ہونے کے بعد آپ کا دسترخوان بچھ جاتا ... ان کے پاس ہوتے ... اور پکارتے کہ ہے کوئی بھوکا ... کی ضرورت ہو ... شب کو قیام کرنے کی ضرورت ہو تو آئے ... اس وقت ... سینکڑوں کا ایک ہجوم ہو جاتا اور سب کو آپ کے دسترخوان ... کھانا ملتا۔

آپ کا دسترخوان بہت وسیع ... ہر ایک وقت بہت سے مہمان جمع ہوتے اور کھانا ... آپ خود ہی کھانا ... حضور کھانا کھلاتے اور ... کا پیٹ بھرنے کو نہایت بہتر ... ایک ... فرمایا کہ میں نے تمام ... اور خوب ... کیا تو ... بھوکوں کو کھانا ... کوئی عمل نہیں ... اور ... جیسے ... دنیا ہوتی تو ... بھوکوں کو کھانا ... بہت آسان ... ایک ... حیثیت کے مطابق ... ہو سکتا ہے ... ایک بھوکوں کو کھانا کھلانے اور ... محنت ہے ... لیکن اگر ... [illegible]

بلکہ ... اور ... ہیں اس طرح کہ بھوکوں کو کھانا کھلانے سے غرور نخوت معدوم ہوتے ہیں دل میں ... محبت پیدا ہوتی ہے ... تو ... اخلاق کے اعلیٰ ... آجاتے ہیں ... ہیں ... جو ... نفس ... اور ... ہیں ... کھانے ... اور ... عادت ... پیدا ہوتی ہے دوسرے کا پیٹ ... تکلیف ... ہوتی ہے حضرت ... رہتے تھے ... اولیاء گزرے ہیں اور جو آپ کے پیروؤں میں سے ان کا یہی قول ہے کہ نہیں بھولنا کہ دنیا اور جہان دنیا میں زہد و عبادت سے بھی اتنا فائدہ نہیں پہنچتا جتنا فائدہ کہ دوسروں کی تکالیف دور کرنے اور انہیں مصیبتوں سے نجات دلانے ... ہے ... ایک بھوکے ... کھانا کھلانے ... بیٹھے کو کھانا ... کر ... برکت ہوتی ہے ... آتے ... کو کھانا ... بیٹھے ... جو ... اور دوسرے پر ... ہوتا ہے ... یہ سلسلہ ... ہیں اور ... کہلاتے ہیں۔

چاہیے ... کھانا ... ہیں اور ... کے گھروں ... میں ... ہیں اور ... ہوں گے جن کو کوئی ... دینے اور کھلانے والا نہیں ... کے پڑے ... ہیں ... ضرورت ہوتی ہے ... قیامت میں ہم کس ... پیٹ بھر ... نہیں دیں گے تو اب بھی ... اخلاق ... حاصل ہوں گے۔

حسن خلق کی ... ایک ... کی ... ہوتی اور ... حاصل ہو جاتے ہیں ... نہایت ... نخوت غرور ... ایک ... کے ... قول ہے ... ہوں ... [illegible]

جیز کی کا شُہر ہی ... سرگرداں ہیں واپس ہوئے تو آپ کے ایک بھولن نے آپ کی والدہ کی طرف سے آپ کو سونے اشرفیاں کے کچھ ... دیئے آپ انھیں لیکر پھر کسری کے محلوت کی طرف گئے وہ ایک سے سوا لکھنا ریزے سے ... دیں اور ان کو تقسیم کر دئیے ایک کو جو باقی رہ گیا تھا بچا اور واپس آ کر اس کا کھانا خریدا اور کسے بھی فقرا کو ساتھ بٹھا کر کھایا۔

ایک مرتبہ بغداد میں قحط پڑا آپ کو کئی روز تک کچھ نصیب نہ ہوا کنار دجلہ سڑکوں پر راستہ میں ساگ جیسی ہوئی ترکاری کے چھلکے اور انطون تک تلاش کئے مگر انھیں لوگ اٹھا کر پہلے ہی کھا جاتے تھے کچھ نہ ملا حتیٰ کہ آپ ایک مسجد میں آن بیٹھے دیکھا کہ ایک عجمی جوان کھانا نکال رہا ہے آپ بھوک سے بیتاب تھے اس نے اصرار سے کھانا کھلایا بات چیت کے گفتگو میں اس نے پوچھا کہ یہاں جیلان کا کوئی نوجوان طالب علم رہتا ہے جس کا نام عبدالقادر ہے آپ نے فرمایا جی ہاں وہ خادم میں ہی ہوں یہ سنکر وہ بیچین ہو گیا اور کہنے لگا کہ جو کچھ زاد راہ ساتھ لایا تھا وہ سب خرچ ہو گیا آنکھیں فاقے ہونے لگے تمہاری ماں نے تمہارے لئے آٹھ درہم بھیجے تھے آخر بھوک سے بیتاب ہو کر تمہاری امانت میں سے یہ کھانا خریدا ہے اب تم میرے مہمان نہیں بلکہ میں تمہارا مہمان ہوں مجھے معاف کرو کہ مجھ سے بوجہ مجبوری یہ خیانت ہوئی آپ نے کہا کوئی مضائقہ نہیں میں تو اس سے اور خوش ہوا اس کے بعد جو کھانا بچا وہ بھی اسے ہی دیدیا اور اپنے پاس سے کچھ نقد بھی دیا۔

ایک دفعہ آپ کو ایک غریب شخص ملا دیکھا کہ بہت مایوس اور افسردہ نظر آتا ہے آپ نے سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ میں دریا پار جانا چاہتا ہوں ملاح کرایہ کے بغیر پار اتارنے پر راضی نہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں اس لئے رنجیدہ ہوں اتفاق سے اسی وقت ایک امیر نے آپ کی خدمت میں اشرفیوں کی ایک تھیلی نذر پیش کی تھی آپ نے اس غریب شخص سے کہا کہ میں یہ تھیلی تمہیں دیتا ہوں جاؤ اسے ملاح کو دیدو اور کہدو کہ یہ ... کا کرایہ ہے جو ایک عرصہ کی اجرت کے طور پر دیا جاتا ہے آئندہ جب ... کوئی غریب اور محتاج تیرے پاس آئے اور اس کے پاس دینے کو ... نہ ہو تو اس سے کرایہ نہ لینا اور ویسے ہی اتار دینا۔

ایک دفعہ جامع مسجد میں آپ کو ایک سوداگر ملا اور عرض کی کہ میں زکوٰۃ علاوہ کچھ نذرانہ خیرات کرنا چاہتا ہوں مگر مجھے مستحق اور غیر مستحق کی ... نہیں آپ بہتر جانتے ہیں کہ مجھے یہ نذرانہ کسے دینا چاہئیے آپ نے فرمایا ... کو دے جو تیرے خیال میں مستحق ہوں ان کو بھی اور جو غیر مستحق ... ان کو بھی تاکہ خدا تعالیٰ تجھکو وہ دے جس کا تو مستحق ہے ... سے جس کا تو مستحق نہیں ہے۔

ایک مرتبہ ... قیام ... ہو جانے کے باعث شہر سے دور ... لگے کہ ان میں ... سے زیادہ مفلس ہو میں اس کے یہاں قیام کرنا چاہتا ہوں ... ایک غریب گھر ملا جس میں ایک بوڑھی عورت بوڑھا مرد اور ایک بچہ تھا آپ ... مکان پر تشریف لے گئے اور ایک رات قیام کی اجازت چاہی اس نے کہا بسر و چشم اور روشن دل ماشاد، گر میں کسی خدمت کے لائق نہیں آپ کے قیام کی خبر پاتے ہی اس آبادی اور نیز گرد و نواح کے شیوخ و امرا دوڑے ہوئے آئے اور ... آپ کو اپنے یہاں ٹھہرنے کی درخواست کی جب آپ نہ مانے تو سب نے وہیں کھانے کا بندوبست کر دیا اور نذر و نیاز دینی شروع کر دی بہت سے ... بکریاں اور سونا چاندی کا ایک انبار لگ گیا آپ نے فرمایا کہ میں اس میں سے کچھ بھی نہ لوں گا یہ سب اس غریب گھرانے کا ہے آپ نے اس شب کو کچھ بھی نہ کھایا اور صبح کو سب کچھ وہیں چھوڑ کر اور اسے دیکر روانہ ہو گئے۔

یہ تھی آپ کی فیاضی و سیر چشمی یہ تھا آپ کا جوش کرم اور ملا پرور یا پرستی کہ خود بھوکے پڑ رہتے اور تکلیف اٹھا لیتے تھے مگر دوسروں کی تکلیف دیکھ نہ سکتے تھے اور نہ غربا و مساکین کی مصیبت دیکھ سکتے تھے۔

علامہ ابن نجار جبائی نقل کرتے ہیں کہ حضرت غوث الاعظم نے مجھے بھوکوں کو کھانا کھلانے اور حسن خلق کو افضل ترین عمل بتلایا وہ یہ بھی کہا کہ میرے ہاتھ میں پیسہ بالکل نہیں ٹھہرتا اگر صبح میرے پاس ہزار دینار آ جائیں تو شام کو ایک پیسہ بھی باقی نہ رہے۔ (قلائد الجواہر)

صبر و استقلال

قرآن کریم میں صبر و استقلال کو بہت بڑی اہمیت دی گئی ہے اتنی کہ یہاں تک فرما دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ رہتا ہے اور صبر و صلوٰۃ سے استعانت کرو لوگ صبر کے معنے بالعموم یہی سمجھتے ہیں کہ نقصان جان و مال پر انسان گریہ و زاری نہ کرے اور بس حالانکہ صبر بہت بڑی چیز ہے اور استقلال و ثبات قدمی کے انتہائی درجوں کو صبر کہا جاتا ہے صبر یہ ہے کہ انسان تمام مشکلات و حوادث کا مقابلہ پورے استقلال و اطمینان کے ساتھ کرے بالکل نہ گھبرائے اور نا امید نہ ہو دنیا میں حوادث و مشکلات سے کسی کو چارہ نہیں یہ زندگی کی گھاٹیاں ہیں جنھیں عبور کئے بغیر انسان ترقی و کامرانی کے سبزہ زاروں میں قدم نہیں رکھ سکتا اور نا امید ہو جانے پر تو وہ کہیں کا بھی نہیں رہتا ... یہی وجہ ہے کہ جن بزرگ ہستیوں نے استعانت بالصبر کی عظمت و بلندی پہچان لی وہ ... ہو گئے ... جنھوں نے صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا وہ برباد ہو گئے ... ہستی ... انھیں گمنامی کے غار میں دھکیل دیا۔

حضرت غوث الاعظم پر بڑی بڑی سختیاں گذریں ...

بیان فرماتے ہیں کہ حضرت غوث پاک نے [illegible] اسی طرح فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان باتوں کی تحریک جنگل ہی سے ہیں چنانچہ خود ہی فرماتے ہیں کہ بعض اوقات مجھ پر فاقے پڑتے اور گرسنگی زیادہ ہوتی اور میں پیدل پھرتے [illegible] جب زیادہ دباؤ ہوتا تو زمین پر لیٹ جاتا اور آیہ کریمہ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کا ورد شروع کر دیتا اس کے بعد جو سر اٹھاتا تو محسوس کرتا کہ میری تمام تکالیف دور ہوگئی ہیں زمانہ طالبعلمی شدید تکالیف میں گذرا جب آپ علم فقہ پڑھتے تھے تو شہر میں رہنے کا کوئی ٹھکانا اور مہلت نہ تھا سبق پڑھا اور باہر نکل گئے ویرانوں اور جنگلوں میں چلے جاتے بھوک لگی تو گھاس کا ساگ درختوں کی کونپلیں یا لب دریا کی سبزیاں کھالیں اسی پر گذر تھی آج کون ہے جو ان تکالیف کا متحمل ہو سکے اور تحصیل علم میں اتنے شدائد برداشت کرے برداشت کرنا تو ایک طرف اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

ایک دفعہ عراق کے بیابانوں میں حضرت خضر آپ کو ملے اور ہمراہ لے لیا اور چلتے چلتے ہی عہد کرا لیا کہ وہ جو کچھ کہیں گے آپ کریں گے چنانچہ وہ آپ سے یہ کہکر چلے گئے کہ جب تک میں نہ آؤں یہیں رہنا آپ سال بھر تک وہیں رہے شدید تکالیف اور پریشانیاں برداشت کیں لیکن اپنا عہد نہ توڑا یہاں شیاطین اور اجنہ بھی مختلف بھیانک صورتوں میں آپ کے سامنے آتے اور آپ کو ڈراتے رہے لیکن آپ نے حوصلہ نہ ہارا اور اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد پر شاکر رہے ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ بغداد میں شدید قحط نمودار ہو گیا آپ نے ارادہ کیا کہ یہاں سے کسی طرف نکل جانا چاہیے آپ نے قرآن شریف گلے میں ڈالا اور جنگل کی طرف چلے ابھی تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ کسی نے آپ سے کہا کہ کدھر جاتے ہو اور ساتھ ہی ایسا دھکا دیا کہ آپ گر گئے اس وقت آپکو ایسا محسوس ہوا کہ آپ کو کچھ روکا جارہا ہے اور کہا جارہا ہے کہ عبدالقادر واپس لوٹ جاؤ تم سے مخلوق خدا کو نفع پہنچے گا آپ کہنے لگے مجھے مخلوق کا کیا حق ہے میں تو اپنے دین کے تحفظ کے لئے باہر جارہا ہوں۔

اس نے کہا نہیں رہ جاؤ تمہارا دین سلامت رہیگا آپ کو آواز تو ضرور سنائی دیتی تھی مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اس کے بعد آپ پر ایک حالت طاری ہو گئی آپ نے دعا کی کہ آپ کو کوئی ایسا بزرگ ملے جو اس راز کا انکشاف کرے آپ دوسرے روز راستے چلے جارہے تھے کہ یکایک ایک دروازہ کھلا اور کسی نے آپ کو پکار کر کہا عبدالقادر کل تم نے خدا سے کیا دعا کی تھی آپ کوئی جواب نہ دے سکے اور دروازہ بند کر لیا گیا کچھ دور جا کر خیال آیا اور خیال پیدا ہوا کہ [illegible] ولی ہوں [illegible]

نام [illegible] معرفت کا سلسلہ [illegible] معلوم ہوا کہ وہ بزرگ شیخ حماد دباس تھے ان بزرگ نے بہت سی مشکلات حل کیں۔

اب ایک نئی صورت پیدا ہوئی کہ آپ درس و تدریس کے بعد جب شیخ حماد کے پاس آتے تو آپ فرماتے میرے پاس کیوں آئے ہو فقیہ ہو فقہا میں جاؤ آپ خاموش ہو جاتے یہاں تک کہ انھوں نے آپ کو مختلف تکالیف دیں اور اذیتیں پہنچانی شروع کر دیں اور مارنے بھی لگے کبھی یہ بھی کہہ دیتے کہ آج ہمارے پاس بہت سا کھانا آیا تھا ہم نے سب کھا لیا اور تمہارے لئے کچھ بھی نہیں رکھا آپ کی مجلس کے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ان کا یہ رویہ دیکھکر آپ کو ستانے لگے لیکن جب انہیں اس کی خبر ہوئی تو انہوں نے ان لوگوں کو ڈانٹا اور فرمایا اے کتو تم میں تو کوئی بھی اس جیسا نہیں تم اسے کیوں تکلیف دیتے ہو۔

ایک دفعہ موسم سرما میں جبکہ شدید سردی پڑ رہی تھی اور آپ ان کے ساتھ چلے جارہے تھے ندی کے پل پر انہوں نے انہیں دھکا دیکر پانی میں گرا دیا اور خود آگے بڑھ گئے آپ مشکل سے پانی کے اندر سے نکلے اور پھر ٹھٹھرتے ان کے پیچھے ہو لئے اس دفعہ ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے آپ کو پھر پانی میں دھکیلنا چاہا لیکن انہوں نے دیکھ لیا ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہوئے کہا تو کیا امتحان کی غرض سے کیا تو یوں پڑتا ہے پھر فرمانے لگے کہ واقعی عبدالقادر کا استقلال پہاڑ جیسا ہے۔ آج کوئی ہے کہ کسی بزرگ کے [illegible] دیکھکر بھی تحمل کر سکے کوئی ماں باپ کی بھی نہیں سنتا دوسرا تو بڑی چیز ہے۔

حق گوئی و بیباکی

حضرت غوث اعظم نہایت راست باز حق گو منہ پر کہنے والے اور حق بات بغیر [illegible] صاف کہنے والے تھے اور جب کہتے تھے پوری بیباکی اور دلیری کے ساتھ کہتے تھے اور کہتے وقت کسی کی حیثیت و امارت پر نظر نہ کرتے [illegible] بری بات سے روکنا اور نیک امر کی ہدایت کرنا آپ کا شعار تھا [illegible] نہیں تھے کسی کی کوئی بری بات دیکھ لیں پھر خواہ اس کی حیثیت کتنی ہی بلند ہو وہ کتنا ہی بڑا منصب رکھتا ہو کیسا ہی با اقتدار و اختیار کیوں نہ ہو ٹوکتے تھے فوراً کہنے اور روکنے سے [illegible]

آپ کے عہد میں ایک شخص ابوالوفا یحییٰ ابن سعید ایک امیر تھا جس نے اپنے ظلم و ستم کے باعث بہت شہرت حاصل کر لی تھی خلیفہ المقتفی نے [illegible] قاضی بنایا لوگوں نے آپ سے اطلاع کی آپ برسر منبر [illegible] خطبہ دیا اور خلیفہ کو مخاطب کر کے اعلان کیا [illegible]

[illegible] سے آلو گل
گئے اور اسی [illegible] کو کسی [illegible] کو منصب قضا سے معزول
کیا جاتا ہے۔

امراء و سلاطین کو [illegible]

یہاں [illegible] سلطنت سے [illegible] نہ تھی البتہ [illegible] آپ [illegible] امراء کی تعظیم کے لئے کبھی کھڑے نہ ہوتے تھے۔

وزراء و سلاطین آپ کے مدرسے کی آمد و رفت میں رہتے تھے مگر آپ کبھی ان کے دروازہ پر نہ جاتے تھے [illegible] صرف ایک دفعہ [illegible] ان کے یہاں [illegible] کے [illegible] آپ [illegible] بیٹھتے تھے اور [illegible] مصیبت [illegible] آپ [illegible] خلیفہ کے یہاں [illegible] کیا کرتا تھا آپ [illegible] دیکھتے تھے اور [illegible] دوسروں کو دیا کرتے تھے۔

[illegible] بڑا دبدبہ تھا اور بڑی [illegible] بڑے [illegible] ذی اقتدار لوگ [illegible] ایک اشارہ [illegible] ہزار ہا اشرفیوں کی [illegible] کا سوال پیدا ہوتا تھا [illegible] جن کے نام سے سلطنت کے افراد کانپ اٹھتے تھے آپ کے یہاں باریابی [illegible] خلفاء و سلاطین وزراء اور امراء سب [illegible] کے لئے تشریف لاتے مگر آپ کبھی کسی کی تعظیم نہ کرتے جب کسی کی آمد ہوتی تو آپ باہر سے اٹھ کر اندر چلے جاتے اور بعد کو باہر آتے تاکہ تعظیم نہ دینی پڑے [illegible] کہ آپ [illegible] اس سے روک سکتے تھے [illegible] اس لئے کہ [illegible] سلاطین و امراء [illegible] ان کی تعظیم نہ کی جائے [illegible] آپ امراء کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا فقیری کی توہین سمجھتے تھے اور [illegible] جانتے [illegible] جب آتے تو آپ کے ہاتھوں کو بوسہ [illegible] آپ کے سامنے [illegible] بیٹھ جاتے آپ انہیں [illegible] نصیحتیں کرتے [illegible] اور اکثر [illegible] گروہ [illegible] باریاب ہوتے رہتے۔

ایک مرتبہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے وزیر ابن ہبیرہ سے شکایت کی کہ [illegible] میری [illegible] اور جنگ کرتے رہتے ہیں آپ کے [illegible] میری طرف اشارہ کر کے [illegible] میں [illegible] خلیفہ [illegible]

ابن ہبیرہ [illegible] دربار غوثیت میں پہنچے اور [illegible] کے منتظر بیٹھ گئے آپ مصروف گفتگو [illegible] اسی دوران میں آپ نے فرمایا [illegible] اس کا سر [illegible] ابن ہبیرہ سمجھ گئے کہ [illegible] ان کی طرف [illegible] خاموشی سے [illegible] خلیفہ سے کہہ دیا [illegible] کی [illegible] میں کوئی شبہ نہیں۔

[illegible] خلیفہ [illegible] دربار غوثیت میں حاضر ہوا [illegible] بیٹھ گیا آپ نے اسی وقت خلیفہ کو بہت نصیحت کی خدا کے خوف سے [illegible] کی روایت [illegible] کہ خلیفہ کے رخساروں پر [illegible] بہنے لگے [illegible] کہاں تاب تھی آپ [illegible] دیکھتے ہی [illegible] اس سے پر شفقت و مہربانی سے باتیں کرنے لگے [illegible] عظمت کہ سلطنت اسلامیہ کا [illegible] فرمانروا [illegible] سامنے [illegible] گردنیں جھکی رہتی ہیں اور کسی کی مجال نہیں [illegible] جھکا ہے ان کے سامنے [illegible] بیٹھا ہوا ہے اور اپنی شاہی آنکھوں سے آنسو بہا رہا ہے۔

اسی خلیفہ کو آپ نے [illegible] قاضی [illegible] معزول کرا دیا تھا۔ آپ [illegible] اس طرح [illegible] کہ تمہارا [illegible] تمہیں حکم دیتا ہے [illegible] کام کر دو گے [illegible] خلیفہ ہونے کی وجہ سے تمہاری [illegible] ہے جب خلیفہ کے پاس حضرت غوث [illegible] کا [illegible] پہنچتا تو اسے چومتا آنکھوں سے لگاتا اور کہتا بے شک شیخ سچ فرماتے ہیں۔

اسی خلیفہ کا بیٹا المستنجد باللہ [illegible] مسند خلافت [illegible] ہوا تو وہ دربار غوثیت میں نصیحت [illegible] کے لئے حاضر ہوا اور [illegible] دس تھیلیاں بطور نذرانہ پیش کیں آپ نے انہیں لینے سے [illegible] انکار کر دیا [illegible] جب خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ان میں سے دو تھیلیاں اٹھائیں اور ان کے سامنے انہیں دونوں ہاتھوں سے [illegible] تو ان میں سے خون [illegible] اسی وقت آپ نے خلیفہ سے کہا تمہیں شرم نہیں آتی [illegible] لوگوں کا خون [illegible] کر کے [illegible] میرے سامنے [illegible] ہو خلیفہ المستنجد باللہ [illegible] دیکھ کر بے ہوش ہو گیا پھر آپ نے فرمایا کہ اگر رسول اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] نسب [illegible] ہونے کی عزت و حرمت [illegible] نہ ہوتا تو میں [illegible] محل تک بہا دیتا۔

ایک مرتبہ اسی خلیفہ [illegible] دربار غوثیت میں حاضر ہو کر [illegible]

[illegible] اس میں سے مشک و عنبر کی خوشبو محسوس ہوئی خلیفہ نے بھی بات سے [illegible] لیا دیکھا تو اس میں کیا ہے جب خلیفہ نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ [illegible] ایک کو [illegible] کے ہاتھ سے پچا اور دوسرے کو فقر کے ہاتھ سے [illegible] سیب کے اندر سے مشک کی خوشبو نکل کر پھیل گئی اور دوسرے کے اندر سے کیڑے نکلے۔

دنیا سے بے نیازی

اللہ تعالیٰ نے حضرت غوث اعظم کو سب کچھ عطا فرمایا تھا آپ کی خدمت میں بکثرت تحفے اور نذریں آتی تھیں اور اس قدر فتوح ہوتی تھی جس کا کوئی شمار نہ تھا مگر آپ کی طبیعت اس درجہ مستغنی تھی کہ آپ کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے تھے تحفوں کو اور نذرانوں کو ہاتھ تک نہ لگاتے تھے لانے والے آپ ہی کی حضور کے مصلے کے پیچھے رکھ دیتے تھے آپ خادم کو ارشاد فرماتے کہ [illegible] نان بائی اور سبزی فروش کے حوالے کر دو [illegible] کہ آپ خلیفہ کے یہاں کی خلعت کو بھی اکثر ابوالفتح نانبائی ہی کو بھجوا دیتے اور کہلوا دیتے کہ یہ اس کھانے کی قیمت ہے جو تمہارے یہاں سے میرے یہاں آیا کرتا ہے۔

گویا آپ اس سے یہ بتانا اور جتانا مقصود تھا کہ دنیا میں اگر کسی چیز کی کسی حد تک کسی کو ضرورت ہو سکتی ہے تو صرف روٹی کی [illegible] بڑی چیز اور بڑا خلعت ہے کہ پیٹ بھر کر روٹی مل جائے اور بندہ مطمئن ہو کر اپنے خدا کی عبادت کر سکے باقی جتنی چیزات فضول ہیں اور انسان انہیں [illegible] کے بغیر ہی زندگی بسر کر سکتا ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ وہ امیر بہت اچھا ہے جو فقیر کے دروازہ پر جائے اور وہ فقیر بہت برا ہے جو امیر کے دروازہ پر دیکھا جائے اب اس زمانہ میں دنیا کی حالت خواہ کچھ ہو اور بالکل برعکس زندگی نظر آتی ہوں مگر اس عہد میں فقرا کی یہی شان تھی اور حضرت غوث [illegible] کسی دولتمند امیر کے یہاں نہ جاتے اور نہ ہی اس کی تعظیم کرتے تھے۔

دنیا میں مال، اولاد، بیوی، اقتدار بہت [illegible] اور محبوب چیزیں ہیں لیکن آپ کو ان میں سے کسی چیز سے بھی کوئی دلبستگی یا محبت نہ تھی صرف اللہ کی محبت میں سرشار رہتے تھے انتہا یہ ہے کہ جب آپ کے یہاں کسی بچے کی ولادت ہوتی تو آپ [illegible] یہی کہتے کہ یہ میت ہے [illegible] جب کوئی بچہ مر بھی جاتا تھا تو کوئی اثر نہیں ہوتا تھا آپ پیدا ہوتے ہی اس کی محبت دل سے نکال دیتے تھے بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ کے لڑکے اور لڑکیوں نے عین اس وقت انتقال کیا ہے جب آپ تقریر کر رہے ہوتے [illegible] کوئی اثر نہیں لیتے اور مجلس [illegible] کفن [illegible]

[illegible] آپ [illegible] کی [illegible] پڑ جاتے۔

عام اخلاق و محاسن

حضور غوثیت مآب کے اخلاق [illegible] ستودہ و پسندیدہ تھے اتنا بلند مرتبہ کہ خلفاء وقت غلاموں کی طرح آپ کے سامنے دست بستہ کھڑے ہونے کو فخر سمجھتے تھے علماء و فقراء بندہ بے دام بنے ہوئے تھے غوثیت و قطبیت کے درجہ رفیع کے حامل تھے دور دور تک شہرہ تھا لیکن اس کے باوجود طبیعت میں بہت انکسار تھا بڑی عمر والوں کا احترام کرتے تھے اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے تھے غرباء و مساکین میں زیادہ نشست و برخاست رکھتے اور [illegible] سے اس طرح ان کے حالات کے متعلق استفسار کرتے جس طرح کوئی ہمدرد و قریبی رشتہ دار اپنے عزیز سے استفسار کیا کرتا ہے ان کی برائیوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے اور ان کی خوبیوں کی تعریف فرماتے حاضر باشوں اور روز کے آنے جانے والوں میں اگر کوئی شخص کسی دن موجود نہ ہوتا تو خصوصیت کے ساتھ پوچھتے کہ آج فلاں شخص نظر نہیں آیا خیریت تو ہے اچھا تو ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ امیروں میں تو سب ہی بیٹھتے اور ان سے سب ہی ملتے ہیں غریبوں میں بیٹھنے [illegible] کا [illegible] والا [illegible] کوئی ہونا چاہیے آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں ہر شخص یہی خیال کرتا تھا کہ حضور کی عنایت مجھ پر سب سے زیادہ ہے اور مجھی سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں کوئی شخص خواہ کیسی [illegible] کرتا تو آپ فوراً یقین کر لیتے اپنی ذات کی خاطر آپ کسی سے ناراض ہوتے تھے البتہ خدا کے کاموں میں کوتاہی پر آپ بعض اوقات بہت زیادہ برہم ہو جاتے تھے پہلے تو آپ نرمی سے سمجھاتے تھے اگر کوئی نہ مانتا پھر اسی فعل کا ارتکاب کرتا تو آپ [illegible] سختی اور درشتی سے ملامت کرتے۔

سیر چشمی کا یہ عالم تھا کہ جو کوئی جو مانگتا بے تکلف دے دیتے پاس نہ ہوتا تو قرض منگا کر دے دیتے۔

حضرت ابو عبد اللہ محمد روایت کرتے ہیں کہ حضور نہایت خوش اخلاق خندہ رو دردمند اور رقیق القلب تھے آپ کی زبان سے کبھی کسی نے کوئی فحش اور بیہودہ کلام نہیں سنا اور نہ کسی کی جرأت ہوئی کہ آپ کے سامنے کوئی فحش کلامی اور بیہودہ گوئی کر سکے اس لئے کہ آپ کو اس سے شدید نفرت تھی آپ کے در سے کبھی کوئی سائل محروم نہیں گیا حضرت شیخ ابو المظفر منصور کا بیان ہے کہ حضرت غوث پاک سے بڑھ کر میں نے کسی کو کریم النفس فراخ حوصلہ مہربان خوش مزاج وعدہ کا پکا اور دوستی کا نباہنے والا اور کسی کو نہیں دیکھا اس کے باوجود آپ کی محفل میں [illegible] رعب ہوتا تھا کہ کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوتی تھی ساتھ ہی سکوت [illegible] ایسی تھی کہ [illegible] غوثیت میں حاضر خدمت ہو [illegible] کے تمام [illegible] بھول جاتے تھے اور انہیں آپ کی [illegible] میں [illegible] دعا [illegible]

فسلی ہوتی تھی خلاف شرع لوگوں سے بیزار رہتے تھے مالدار عطیہ غریب کو ترجیح دینے کی وجہ یہ بتایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مال و دولت کو محبوب نہیں رکھتا بلکہ عمل صالح اور تقویٰ کو پسند کرتا ہے مریضوں کی عیادت کے لئے بھی عموماً تشریف لیجاتے تھے۔

عجز وانکسار آپ بیحد منکسر المزاج تھے اس عظمت و بلند مرتبت کے باوجود گھر کا ضروری سامان خریدنے کے لئے خود بنفس نفیس بازار تشریف لیجایا کرتے تھے جب کبھی سفر کا اتفاق ہوتا تو منزل پر پہنچتے ہی خود اپنے ہاتھ سے آٹا گوندھتے روٹیاں پکاتے اور اپنے رفقائے سفر کو تقسیم کرتے خدام عرض کرتے کہ حضور تکلیف نہ کریں یہ کام ہم خود کر لینگے لیکن آپ نہ مانتے اور فرماتے کہ اگر میں ہی یہ سب کچھ کروں گا تو کیا حرج ہو جائے گا یہی نہیں گھر میں بھی جب آپ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہو جاتیں تو گھر کا سارا کام خود ہی کرتے جھاڑو دیتے آٹا گوندھ کر روٹیاں پکاتے اور بچوں کو کھلاتے اور یہ تو بیشتر اوقات ایسا ہوا ہے کہ گھر سے گھڑا لے گئے ہیں اور کنوئیں سے پانی بھر کر اور اُسے اپنے دوش مبارک پر رکھ کر لے گئے ہیں۔

ایک دفعہ آپ کا گذر ایک کوچہ سے ہوا وہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے اُن میں سے ایک نے دوڑ کر کہا کہ میرے لئے بازار سے ایک پیسہ کی مٹھائی لا دیجئے آپ فوراً بازار تشریف لے گئے اور ایک شیرینی لا دی پھر اور بھی بچوں نے بھی کہا آپ نے انھیں بھی شیرینی لا دی۔

اس سادگی و انکسار کی مثالیں نبیوں، ولیوں، اور اللہ کے نیک بندوں ہی میں مل سکتی ہیں انسانیت کبریٰ کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ ہے کہ مزاج بالکل پانی اور طبیعت بالکل مٹی ہے خودی اور خود پرستی کی کوئی رمق بھی باقی نہیں جو خود کو پہچان لیتے ہیں ان کی طبیعت ایسی ہی ہو جاتی ہے وہ ضرب المثل و نبی خلقہ اللہ تعالیٰ [illegible] وہ اور بات ہو ورنہ انسان کی حقیقت ہی کیا ہے جو غرور کرے اور خود پرستی کو دخل دے آخر ایک خاک کا پتلا ہے عبدیت کے درجہ کی یہ انتہا ہے کہ انسان بلند ہو کر اور ترقی و فائز المرامی کے معراج پر پہنچ کر بھی وہ اپنی حقیقت سمجھے اور غرور و نخوت کے جذبات سے اپنا دامن بچائے رکھے اللہ تعالیٰ کو یہی چیز پسند ہے عزت اور بڑائی صرف اسی کو زیب دیتی ہے۔ غور کیجئے حضور غوث الاعظم کا منصب کتنا رفیع درجہ کتنا بلند، رتبہ کتنا عالی اور روحانی ملک کتنا وسیع تھا فرمانروایان وقت کی سطوت و جبروت آپ کے سامنے ہیچ تھی لاکھوں انسان آپ کی ایک گردش چشم پر جان دینے کو تیار رہتے تھے کوئی نعمت ایسی نہ تھی جو آپ کو حاصل نہ ہو مگر پھر بھی آپ اچھی طرح سمجھتے تھے کہ میں ناچیز ہوں بے حقیقت ہوں بندہ ہوں اور بندہ کتنا ہی بلند ہو جائے بندہ ہی رہتا ہے اور بندہ کو ہر حالت میں بندگی ہی کی [illegible] دیکھتے ہے اور بندگی کا اظہار ہی اس کے لئے سرفرازی کا باعث ہے نہ کہ خودی اور رعونت کا۔

حضور غوث اعظم کی تعلیمات وارشادات

حضور محبوب سبحانی غوث الاعظم کی ذات والصفات میں تمام خوبیاں موجود تھیں مرکوز تھیں علم ظاہر و باطن دونوں میں درجہ تبحر حاصل تھا آپ ولی و غوث بھی تھے اور عالم و فاضل بھی ظاہر ہے کہ ان صفات و شان کے بزرگ کی تعلیمات وارشادات ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے مکمل ہوں گے اور ہر خیال کے مسلمانوں کو اس سے فائدہ عظیم پہنچیگا آپ کی تعلیمات اس قابل ہیں کہ مسلمان انھیں غور کے ساتھ و توجہ پڑھیں اور آویزۂ گوش بنائیں۔

اسلام کی تعلیم کا اصل اصول وحدانیت ہے اس کے متعلق حضرت غوث اعظم نے نہایت بہتر اور سلجھے ہوئے خیالات کا اظہار کیا ہے جسے ایک عامی شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے حضور فرماتے ہیں کہ حضور برتر و توانا قادر علی الاطلاق ہے مختار کل ہے وہ اپنی ذات و صفات میں کسی کا محتاج نہیں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا سب کچھ دیکھتا اور سب کچھ سنتا ہے ایک چیونٹی کے پاؤں کی چاپ تک اس کے کانوں میں پہنچ جاتی ہے اور ہر جز و کل میں اس کی نگاہیں اتر جاتی ہیں کوئی اس کے مشابہ نہیں اور نہ اُسے کسی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے وہ ہر قسم کے نقص سے پاک اور عظمت و کبریائی کا مظہر ہے تمام کائنات کا جزوی و کلی علم رکھتا ہے جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے اور رازق ہے اس کے سوا کوئی معبود و رب نہیں ذات و صفات کے کسی جزو میں اس کا کوئی شریک نہیں ازلی ہے ابدی ہے سارا جہان اسی کا پیدا کیا ہوا ہے نہ اسے کبھی زوال ہے اور نہ ہوگا۔

ہر امر ہر چیز اور ہر ممکن و غیر ممکن پر پورا قدرت رکھتا ہے ایک لفظ "کن" میں سب کچھ کر سکتا ہے تنہا وہی نفع پہنچاتا ہے اور وہی نقصان وہ نہ چاہے تو کچھ نہیں ہو سکتا اور وہ چاہے تو سب کچھ ہو سکتا ہے کوئی اس کا ثانی نہ پیدا ہوا اور نہ ہوگا نہ وہ کسی کے اندر سما سکتا ہے اور نہ حلول کرتا ہے سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں اپنے بندوں سے بیحد محبت کرتا ہے، ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ بندوں سے شفقت کرتا ہے اُسے سب کا درد ہے اتنا درد ہے کہ بندہ کو تکلیف میں دیکھ کر بیتاب ہو جاتا ہے کسی پر زیادتی کرتا ہے اور نہ ظلم نظام عالم اسی کا قائم کیا ہوا ہے وہی روز محشر بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا اس وقت اس کی رحمت کے سوا کسی کا سہارا نہ ہوگا [illegible] اسی نے بندہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں وقتاً فوقتاً پیغمبر اور رسول بھیجے [illegible]

[illegible] نازل کیے ہیں یا جن نجو مجر کو وحدت بھرو [illegible] اسباب اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اسی نے انسان کو ایک بے حقیقت شے سے پیدا کیا اسی نے تندرستی دی وہ دیتا رہے گا اور وہی بھروسہ [illegible] گا

چونکہ وہ اپنے بندوں پر بدرجہ غایت مہربان ہے اس لئے ان کی فوز و فلاح اور بہتری کے لئے قرآن کی صورت میں ایک نظام عمل نازل کیا اور واضح کر دیا کہ بندوں کے لئے کیا کیا امور نقصان دہ ہیں اور ان سے بچنا چاہئے اور کون کون سے امور فائدہ مند ہیں اور انھیں ہی اپنا شعار عمل بنانا چاہئے اس نے یہ بھی بتا دیا کہ کون کون سے شدید اور نقصان رساں معائب و جرائم ہیں انھیں کبائر و معاصی کے نام سے موسوم کیا ہے اور تصریح کر دی کہ ذیل کے معاصی سے قطعی اجتناب کرنا چاہئے شرک، قتل، فتنہ و فساد، زنا، لواطت و اغلام سود، خیانت، غصب، ایذائے مسلمین، حق پوشی، خدا ناترسی، نفاق، غرور، تکبر، رعونت و نخوت، بہتان، افترا، حسد، کینہ، نمود و ریا، شراب خواری، غیبت، جوئے، غیبت، چغلی، ترک صلہ رحمی، جھوٹی شہادت، جھوٹی قسم، جھوٹی بات، استعمال منشیات، رسول کریم پر افترا اور ان کی مذمت، رشوت خواری، میاں بیوی میں نفاق پیدا کرنا، قرآن پڑھ کر بھول جانا، صحابہ کرام کو برا کہنا، لحم خنزیر کھانا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، دولت کی وجہ سے متمولین کی عزت کرنا، حسب و نسب پر غرور و فخر، فضلِ الٰہی پر ناراضگی و کفران نعائم ربانی پر شکر نہ کرنا، ظالموں، بدکاروں اور اوباشوں سے محبت کرنا۔

رسول کریم کا نام سن کر درود شریف نہ پڑھنا، طلائی اور نقرئی برتنوں میں کھانا پینا، معصیت و گناہ کے لئے سفر کرنا، نامحرم عورتوں کو بری نظر سے دیکھنا، والدین کی نافرمانی، شوہر کی اطاعت نہ کرنا، غلام کی اولاد سے [illegible] کرنا، صوم و صلوٰۃ سے بے پرواہ رہنا وغیرہ۔

دنیا میں مسافر کی طرح رہو

فتوح الغیب میں مرقوم ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ [illegible] ہو سنت نبوی کی پیروی کرو قرآنی احکام [illegible] کا پابند شعار عمل بناؤ خدا اور رسول کا کہنا مانو ان کے احکام سے ایک [illegible] حضرات قدوس کی عبادت، شکر و [illegible]

آپ نے [illegible] دنیا میں مسافر کی [illegible] اور [illegible] قناعت [illegible]

ثانیاً یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ انسان بندہ ہے۔ خدائے قدوس کے زیر فرمان ہے [illegible] تصرف ہے انسان کے متعلق جو منظور ہوتا ہے وہی کرتا ہے اور جیسی حالت بنانی چاہتا ہے بنا دیتا ہے وہ بندوں پر اپنے [illegible] زیادہ مہربان ہے کسی پر ظلم نہیں کرتا پھر وہ جو سلوک بھی ان کے ساتھ کرے اسے ناگوار نہ ہونا چاہئے ثالثاً یہ کہ دنیا فانی اور زائل ہے اور عاقبت و آخرت کا وجود یقینی اور مسلم ہے اس زندگی کے بعد جو زندگی ہوگی وہ دائمی ہوگی ہمیشہ رہے گی دنیا میں تو ایک مسافر کی طرح رہنا چاہئے اور یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ منزل آخرت کا راستہ ہے اس راہ میں جو مشکلات و حوادث پیش آئیں ان سے بددل نہ ہونا چاہئے اور گھبرانا چاہئے بلکہ انھیں یہ سمجھ کر گوارا کرنا چاہئے کہ یہ سب سفرِ آخرت کی دشواریاں ہیں جب اپنی منزل پر پہنچ جائیں گے سکون و راحت سے دو چار ہوں گے عیش و مسرت حقیقی اپنے مکان [illegible] پر پہنچ کر ہی حاصل ہوگی اس راستہ کی چھوٹی چھوٹی منازل پر برابر اس فکر و جہد میں لگا رہنا چاہئے کہ آخرت کی اصلی اور حقیقی منزل کے لئے کچھ توشہ جمع ہو جائے اس مختصر مدت میں جو سامان بھی فراہم کر لیا جائے گا وہ آگے چل کر بہت کام آئے گا اور اس سے بہت فائدہ پہنچے گا۔

صبر کی فائز المرامیاں

صبر کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایزد تبارک و تعالیٰ کے قضا و قدر سے جو کچھ بھی تیرے متعلق معرضِ وجود میں آئے اس پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کا نام صبر ہے لیکن یہ کئی نوع پر مشتمل ہے مثلاً صبر اللہ، صبر مع اللہ، صبر علی اللہ۔

صبر اللہ: یہ ہے کہ انسان کسی سستی و کاہلی اور دقت و بیزاری کا اظہار کئے بغیر خوشدلی و استقامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جن امور کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جسے اصطلاح شریعت میں اوامر کہتے ہیں بجا لاتا رہے اور جن امور و معاصی سے روکا ہے اور جنھیں نواہی کہتے ہیں ان کے لوث سے اپنا دامن بچائے رکھے یعنی اوامر و نواہی ربانی کے مطابق اپنی زندگی بسر کرے۔

صبر مع اللہ: یہ اول الذکر سے بزرگ اور بلند شے ہے وہ یہ ہے کہ بندہ تسلیم و رضا بجائے قضائے الٰہی پر راضی و مطمئن رہے اپنے جسم کو ذرہ برابر لغزش نہ ہونے دے کوئی بات [illegible] اور غربت اور تنگدستی سے بالکل نہ گھبرائے اور کسی گھبراہٹ بے اطمینانی اور [illegible] کا اظہار کئے بغیر زندگی بسر کرتا رہے گویا بالکل ایک پیکر رضا و تسلیم بن جائے اور رضائے ربانی پر شاکر رہے اور کبھی کوئی شکوہ زبان پر نہ لائے۔

صبر علی اللہ: [illegible]

شکر و سپاس کی برکات

شکر کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ منعم حقیقی کی نعمت کا اعتراف نہایت عجز و انکسار کے ساتھ کیا جائے اس کو بجا طور پر شکر ورنہ کبھی گوارا نہ کی جائے اس کی اہمیت کو کم سمجھا جائے احسان کا کبھی کفران نہ کیا جائے اور نہ اسے بھلایا جائے شکر کی بھی متعدد اقسام ہیں مثلاً شکر باللسان، شکر بالارکان اور شکر بالقلب۔

شکر باللسان۔ یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ کی نعمتوں اور بخششوں پر زبان سے شکر و سپاس ادا کیا جائے۔

شکر بالارکان۔ یہ ہے کہ عملی طور پر شکر ادا کرے یعنی یہ کہ اگر خدا نے دولت دی ہے تو یہی نہیں کہ زبان سے اس کا شکریہ ادا کرے بلکہ اس نعمت کے شکرانے کے طور پر اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے اور اللہ کے بندوں کی خدمت کرتا رہے۔ ہاتھ پاؤں کا شکریہ یہ ہے کہ وہ اپنی استطاعت و اقتدار کو بنی نوع کے مفاد کے لئے وقف کر دے۔

شکر بالقلب۔ بہت بڑا رتبہ اور بہت بڑا درجہ ہے یہ خاصان خدا اور مقربین کا کام ہے ہمیں تکمیل مضمون کے لئے اس پر کچھ نہ کچھ خامہ فرسائی تو کرنی ہی پڑے گی مگر حقیقت یہ ہے کہ اس کا سمجھنا عام انسانوں اور عام لوگوں کا کام نہیں اس کے سمجھنے کے لئے عقل کی نہیں روحانیت کی ضرورت ہے یہاں علم الیقین کا کام نہیں عین الیقین کی کارفرمائی ہے جو کچھ ہوتا ہے مشاہدے کے بعد ہوتا ہے اور زبان سے نہیں قلب سے ہوتا ہے اور قلب بھی وہ جو تجلیات ربانی کا جلوہ گاہ بنا ہوا ہو۔ جب انسان ریاضت و مجاہدے سے کسی ایک درجہ پر فائز ہوتا ہے تو اس کی روحانی آنکھ کھل جاتی ہے چشم جسمانی کی رسائی زیادہ سے زیادہ چند سو گز تک ہو جاتی ہے لیکن چشم روحانی کی رسائی کی کوئی حد و انتہا نہیں اس کی گرد کی رسائی کا بھی کوئی اندازہ نہیں کیا جا سکتا اسی روحانی آنکھ سے وہ منعم حقیقی کے جمال جہاں آرا کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس مشاہدہ کے بعد جو شکر ادا کیا جاتا ہے اسے شکر بالقلب کہتے ہیں اس لئے یہ شکر بہت بڑی فضیلت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔

شاکر۔ وہ ہے جو موجود پر شکر کرے۔ شکور وہ ہے جو مفقود پر شکر گزار ہو۔ حامد۔ وہ ہے جو … کو بھی عطا سمجھے اور ضرر کو نفع خیال کرے۔

حمد۔ یہ ہے کہ حمد کرنے والا جسم فانی کے ساتھ بساط قرب پر پہنچے۔

ورع و زہد کی حقیقت

ورع کے متعلق حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ انسان جملہ ممنوعات سے خود کو بچائے رکھے جن امور کی شریعت نے اجازت دی ہے انہیں اختیار کرے اور جن سے روکا ہے انہیں ترک کر دے … ورع عوام … ورع خواص اور ورع خواص الخواص … ورع عوام یہ ہے کہ … ہے … بچتا رہا۔ ورع خواص یہ ہے کہ انسان جملہ نفسانی خواہشات … سے پرہیز کرے۔ ثالثاً۔ ورع خواص الخواص یہ ہے کہ بندہ ہر اس شے سے جس کا وہ ارادہ کر سکتا ہے … ورع کی دو قسمیں ہیں ورع ظاہری اور ورع باطنی۔

ورع ظاہری یہ ہے کہ امر الٰہی کے بغیر اپنے قدم کو جنبش نہ دے اور کوئی کام خلاف مرضی ربی نہ کرے۔

ورع باطنی یہ ہے کہ قلب میں ماسوائے اللہ کسی کا گزر نہ ہو لیکن اس وقت تک متورع نہیں ہو سکتا اور کامل انسان نہیں کہلاتا جب تک وہ ذیل کی دس صفات اپنے اندر پیدا نہ کرے۔ اول زبان قابو میں رکھے دوئم غیبت سے بچتا رہے سوئم کسی کو حقیر سمجھ کر اس کی تحقیر نہ کرے چہارم نامحرموں پر نظر نہ ڈالے پنجم راستبازی و صداقت کو اختیار کرے ششم اپنی دولت اور مال کو جب خدا کی راہ میں صرف کرتا رہے ہفتم احسانات الٰہی اور انعامات ربانی کا اعتراف کرتا رہے ہشتم صوم و صلوٰۃ کا پابند رہے نہم کبر و غرور سے اپنا دل پاک رکھے اور دہم سنت نبوی اور اجماع مسلمین پر قائم رہے ان صفات میں سے ہر صفت بھی کسی میں نہ پائی جائے وہی اس کی خامی و نقص کا سامان بن جائیگی۔

محبت نشہ ہے یا بیتابی

محبت کے متعلق حضور غوث اعظم فرماتے ہیں محبت ایک خلش ہے جو فراق محبوب سے انسان کو حاصل ہوتی ہے اس خلش کے وقت دنیا اس کے سامنے اس طرح ہوتی ہے جس طرح انگشتری کا حلقہ یا ماتم کی مجلس۔

محبت ایک نشہ ہے جس کا کوئی اتار نہیں ایک بیتابی ہے جس کے لئے کوئی سکون نہیں محبوب کے سوا سب سے آنکھیں بند کر لینے کا نام محبت ہے عشاق نشہ محبت میں ایسے سرشار ہوتے ہیں کہ انہیں اس وقت تک ہوش ہی نہیں ہوتا جب تک کہ وہ محبوب کا مشاہدہ نہ کر لیں وہ ایسے بیمار ہیں کہ … مطلوب کے بغیر صحت ہی حاصل نہیں ہوتی اغیار سے انہیں … وحشت ہوتی ہے … انسیت ہی نہیں ہوتی حضور غوث اعظم کے ارشاد گرامی کی صحت میں کسے شبہ ہو سکتا ہے۔

محبت مجازی … سے بیگانہ کر دیتی ہے … تن بدن کا ہوش نہیں رہتا پھر محبت حقیقی … کی مرشد … ایمان کا … ہے … [illegible]

[illegible] عشق مجازی عشق و محبت کہلانے میں [illegible] مجازی ہو کر نتیجہ کامیابیاں ہوں کہ وہ دیوانہ بنا دیتا ہے اور مجنوں کی نظیر اتنا دیتی ہو تو عشق حقیقی کے متعلق کچھ کہنا لاحاصل ہے کیونکہ [illegible] فنا و عشق ثابت ہوتی رہی ہے تو جلوہ محبوب حقیقی کی رعنائیوں اور اثر انگیزیوں کا تعلق کیا اندازہ کیا جاسکتا ہے جبکہ ایک ایک ذرہ میں صد ہزار حسن و جمال پوشیدہ ہیں عشق حقیقی میں جو لذت جو لطف اور جو سرشاریاں ہیں ان کا مزہ کچھ اہل اللہ ہی اٹھا سکتے ہیں اور جنہیں اس میخانہ محبت کا ایک جرعہ بھی نصیب ہو گیا ہے دنیا کی جملہ فانیات ان کی نظر میں ہیچ ہو گئی ہیں۔ مبارک ہے وہ قلب جو انوار الٰہیہ کا گنجینہ ہے اور خنک ہے وہ آنکھ جسے دیدار الٰہی کی ایک جھلک ہی نصیب ہو جائے۔

تجرید کیا ہے محبوب حقیقی کو پا کر مقام سیر کو ہر قسم کے افکار اور اندیشوں سے خالی کر دینے اور طمانیت تامہ سے ترک ماسوا کر کے حق کی طرف رجوع ہونے کا نام ہے۔

شوق۔ حضور نے فرمایا ہے کہ شوق اچھی چیز ہے لیکن بہترین شوق وہ ہے جو مشاہدہ حقیقی کے بعد پیدا ہو اور دیکھنے اور ملنے کے بعد بھی اس میں سستی اور سردی نہ پیدا ہو قرب سے دور نہ ہو محبت سے زائل نہ ہو بلکہ وہ دید و ملاقات کے ساتھ برابر بڑھتا اور روز افزوں ہوتا چلا جائے شوق کے لئے یہ بھی ضروری و لابدی ہے کہ وہ اپنے اسباب و محرکات سے پاک ہو یعنی اس سے حظ نفس مقصود نہ ہو مشاہدہ اسی وقت ہوتا ہے جبکہ شوق حقیقی ہو پھر مشاہدہ ہی سے مشاہدہ کا شوق برابر بڑھتا چلا جاتا ہے مصطلحات تصوف میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جن کا اجمالی تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے اور جو سب گونہ تعلیم کے ذیل میں آتی ہیں:

ذکر۔ حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ بہترین ذکر وہ ہے جو خطرات آئینہ سے پیدا ہو۔ اعلیٰ درجات ذکر یہ ہیں کہ دل اشارات غیب سے متاثر ہو یہ ذکر وہ ہے جسے نسیان [illegible] ہوش کا ملی سے بھی کوئی نقصان نہیں پہنچتا ہو نہ غفلت ہی اس پر کچھ کدورت پیدا کر سکتی ہو اس صورت میں کہ انسان متوجہ ہو تمام لطائف ذاکر ہو جائیں ہمارے نزدیک [illegible] جیسے عموماً عوام میں سمجھنے والے [illegible] ہے لیکن اس کی حقیقت کو سمجھنے [illegible] یاد داشت کی نہیں [illegible] الفاظ میں [illegible]

ذکر بہت بڑی نعمت ہے

ذکر ایک بڑی نعمت اور بڑی بزرگی و شرف کی چیز ہے وہ جس پر مولا کی نظر کرم ہو اسی کو یہ حاصل ہوتی ہے ذکر وہ نہیں جو زبان سے کیا جائے یہ جو زبان سے آیات و وظیفے پڑھی جاتی ہیں۔ یہ ذکر نہیں [illegible] ذکر وہ ہے جو قلب اور اس کے بعد دیگر مقامات جسمانی سے کیا جاتا ہے اس کا سلسلہ یہ ہوتا ہے کہ قلب میں جب نسبت منتقل ہوتی ہے تو ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے مگر شاذ مگر یہ حرکت بھی اس حرکت کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو نسبت منتقل ہونے کے بعد پیر کامل کی توجہ اور نگاہ سے پیدا ہوتی ہے۔

حرکت سے وہ حرکت مراد نہیں جو دوران خون سے دل میں پیدا ہوتی ہے اور جسے دل کا دھڑکنا یا حرکت کرنا کہتے ہیں وہ اور چیز ہے اور وہ چیز وہ نور کی ایک چنگاری ہوتی ہے جو قلب کو صاف کر کے اندر ہی اندر بھڑک جاتی ہے ہمارا مشاہدہ ہے کہ اس زمانہ میں ایسے لوگوں کے قلوب میں بھی کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی جو مسلسل چالیس چالیس سال تک صائم الدہر اور قائم اللیل رہے اور ایک عمر عبادت میں گزار دی یہ محض ایک فضل الٰہی ہے جسے خدا چاہے اور بخشے [illegible] ہمارے سلسلہ عالیہ سہروردیہ قادریہ میں لازمی امر ہے کہ ہر طالب اور ہر مرید کے قلب کو ذاکر کر کے اس کے اندر حرکت پیدا کر دی جائے گویا ہمارے سلسلہ کی یہ [illegible] ہے یہ معمولی چیز نہیں بہت بڑا عطیہ خداوندی ہے جس کا قلب ذاکر ہو جائے اسے تین اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کی نعش کو مٹی نہیں کھاتی اور ہزار ہا سال تک جوں کی توں رہتی ہے اس وقت تک اس کا دم نہیں نکلتا جب تک اس کا شیخ آ کر وہ مقام اس کی آنکھوں سے نہ دکھا دے جہاں جنت میں انتقال کے بعد قیام کرنے والا ہے اور اسے ولایت صغریٰ کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور کیوں نہ ہو یہ کچھ کم سعادت ہے کہ انسان سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر حالت میں اس کی یاد کیا کرتا ہے اور ہمہ وقت اس کا قلب ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے لوگ اس ذکر جلیل کی طرف سے بے پرواہ ہیں اس کی اہمیت کو نہ سمجھتے ہیں اور نہ جانتے ہیں ایک دنیا ہے کہ محض وظائف و اوراد و اعمال کے پیچھے پڑی ہوئی ہے کوئی ہزارہ [illegible] کوئی [illegible] کے ورد میں مصروف ہے کوئی آیت کریمہ کو سوا لاکھ مرتبہ ختم کر رہا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ ان سے ثواب حاصل نہیں ہوتا [illegible] مگر کجا ذکر زبان اور کجا ذکر قلب!

ایک عامی بھی سمجھ سکتا ہے کہ تمام ذکر و اشغال اور اوراد و وظائف کا مقصود اور حاصل یہ ہے کہ اس کا نام زبان پر رہے [illegible] بیٹھے [illegible] غافل نہ رہے [illegible] حالت [illegible]

اتنی نذ پایہ سے زیادہ چار پانچ گھنٹے پڑھ لیں گے اور باقی [illegible] ہوتے ہی غافل ہو جاتے ہیں لیکن ذکر قلب کو یہ فوقیت اور برتری حاصل ہے کہ انسانی زندگی کا ہر لمحہ ہر گھڑی اور ہر ثانیہ عبادت میں گذرتا ہے وہ چاہے فرودیں ہو، کام میں مشغول ہو، محنت کر رہا ہے، کھانا کھا رہا ہے، سو رہا ہے، سفر کر رہا ہے کسی حالت میں بھی ہو، مصروف عبادت ہے اور یاد الٰہی کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں برابر لکھا جا رہا ہے۔ مسلمان جتنی محنت اوراد و وظائف اور ذکر اللسان میں کرتے ہیں اگر اس کا عشر عشیر بھی ذکر قلب میں کریں تو ان کی حالت میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو جائے۔

وہ اس اندیشہ خوف سے معاصی و معائب سے بھی بچے رہیں کہ مبادا قدم کو کوئی لغزش ہو اور یہ نعمت ان سے چھن جائے کیونکہ معصیت کا ارتکاب اور گناہ کبیرہ کے کرنے سے انسان اس شرف سے فوراً محروم ہو جاتا ہے۔ دوسرے اگر وہ توجہ کرتے رہیں اور غفلت سے کام نہ لیں تو ان کے مقامات بلند ہوتے چلے جائیں، تجلیات ربانی اور انوار الٰہیہ کا نزول ان پر شروع ہو جائے اور انھیں عبادت میں اس قدر وہ لذت و سرشاری حاصل ہو کہ اس کے سامنے نغمانی اور دنیوی لطف کی کوئی حیثیت ہی باقی نہ رہے۔ حضور غوث اعظم نے اسے ذکر دائمی بتایا ہے اور بالکل درست بتایا ہے کہ اس کا سلسلہ ہر وقت اور ہر گھڑی جاری رہتا ہے۔ قلب کے بعد روح سر خفی نفس اور [illegible] ساتوں لطائف ذاکر ہو جاتے ہیں اور انوار الٰہیہ کی لمعانیاں برابر پڑتی رہتی ہیں۔ اس کے بعد فضل الٰہی شامل حال ہو اور ہمت ہو تو اس کے بعد [illegible] جسے اصطلاح تصوف میں معانی و لطائف کا رنگ [illegible] حضرت امیر خسرو نے اپنے اس ہندی کے شعر میں اسی حالت کی طرف اشارہ کیا ہے ؎

دھنیا ایسی دھن۔ سگری تانت کرے تن تن

اس کے بعد ذکر روح کا درجہ ہے گویا ذکر کی تین اقسام ہیں (۱) ذکر باللسان (۲) ذکر بالقلب (۳) ذکر بالروح۔ ذکر باللسان وہ ذکر ہے جو عام مسلمان کرتے ہیں اور اوراد وظائف میں مصروف رہتے ہیں یہ سب سے کمتر درجہ ذکر ہے۔ ذکر بالقلب وہ ہے جس کی طرف ابھی ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے یہ خواص کا درجہ ہے ذکر بالروح یہ خواص الخواص کا درجہ ہے اور عارفین کاملین کو یہ سعادت حاصل ہوتی ہے۔

آج روحانیت کا فقدان ہے اور مسلمانوں کی سب سے بڑی بد نصیبی اور حرمان نصیبی یہ ہے کہ وہ روحانیت سے بالکل کورے ہو کر رہ گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ نہ انھیں عبادت میں کوئی مزہ ملتا ہے نہ نماز میں ان کا دل لگتا ہے [illegible]

باقی رہا [illegible] عام مسلمانوں [illegible] پیر طریقت روحانیت میں [illegible] تجربہ رکھتے ہیں [illegible] اور بیعت کا سلسلہ شروع ہی اس لئے ہوا تھا کہ زمانہ اسلام میں روحانیت قوی و موجود تھی۔

اب تو رسمی طور پر مرید ہو گئے اور بس۔ اس کی طرف خیال ہی نہیں جاتا توجہ ہی نہیں ہوتی کہ مرید ہونے سے مقصد کیا ہے۔ ہمیں روحانیت مل جائے گی؛ ہماری بخشش و نجات کے لئے تو احکام دینی و قرآنی کی پابندی ہی بالکل کافی ہے ہمیں کوئی ضرورت نہیں کہ ہم کسی کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے۔ اور مرید ہو جانے کے بعد پیر اور اگر مرید ہوشیار ہیں تو کچھ حاصل کریں اور روحانیت کی طرف قدم بڑھائیں وہ پیر ہرگز پیر نہیں جو مرید کو یہ کہہ کر مطمئن کر دے کہ تم نماز روزہ کی پابندی کرو اور پانچسو مرتبہ روزانہ درود شریف پڑھ لیا کرو یہ تو ہر مسلمان خود ہی کر سکتا ہے اور ثواب حاصل کر سکتا ہے بات تو یہ ہے کہ وہ ہمیں سلسلہ روحانیت کچھ عطا کرے ہمیں ذکر قلب سکھائے اور ہمیں آگے بڑھائے۔ بہرکیف ذکر بہت اہم چیز ہے اور حضور غوث اعظم کے ارشاد کے مطابق مسلمانوں کو ضرور اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے ہم نے یہاں عنوان بالا کے تحت اسی لئے کسی حد تک تفصیل سے لکھا ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف رغبت ہو اور وہ اس کی طرف توجہ کریں۔

معرفت حضور غوث اعظم نے ایک سوال پر فرمایا کہ معرفت یہ ہے کہ متشابہات آیہ میں ہر شئے کے اشارہ سے خفایائے مکنونات اور شواہد حق پر مطلع ہو اور ہر فانی کی فنا سے حقیقت کا ادراک کرے اور اس میں ہیبت ربوبیت اور تاثیر بقا کو دل کی آنکھ سے دیکھے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو اور مقابلے کے وقت اس کا منافی باطل اور فنا ہو جائے۔

توکل یہ ہے کہ قلب ماسوائے اللہ کو چھوڑ کر اسی کی طرف مشغول ہو گئے ظاہری اسباب کو بھول جائے تنہا اسی کی ذات پر بھروسہ کرے اور غیر سے بالکل بے پرواہ ہو جائے یہی وجہ ہے کہ متوکل مقام فنا تک آگے بڑھ جاتا ہے۔

توبہ کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدائے بزرگ و برتر اپنی قدیم عنایات و توجہات سے بندہ پر مبذول و منعطف فرما کر اس کے قلب کو صاف کرے اور [illegible] حقیقت کا [illegible] اپنی طرف کھینچ لے توبہ کے وقت بندہ کا [illegible] قلب [illegible] اس وقت اس کے [illegible]

تو کی دلیل ہے جو علم کے ہوتے ہوئے عمل کرتا ہے اور جو اجتناب کے عزم کا نام ہے اور حقیقی توبہ جسے کہتے ہیں یہ ہے کہ جو کیا نہ ہو پھر نہ کرے۔

خوف کے متعلق حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ خوف کئی نوع پر مشتمل ہے۔ ایک گنہگاروں کا خوف ہوتا ہے جو عذاب و عتاب کے باعث پیدا ہوتا ہے ایک خوف عابدوں کا خوف ہوتا ہے جو اس خیال سے ہوتا ہے کہ مبادا ان کی عبادت پر انھیں ثواب نہ ملے بلکہ ایک خوف عاشقان الٰہی کا خوف ہوتا ہے جس میں یہ اندیشہ دامنگیر رہتا ہے کہ کہیں دیدار جمال حقیقی اور لقائے الٰہی کی فائز المرامیاں معدوم یا کم نہ ہو جائیں ایک خوف عارفین کا خوف ہے سمجھیے یہ خوف وہ خوف ہے جو ہیبت اور فرط عظمت سے ہر وقت رہتا ہے اور ہمیشہ رہتا ہے اس کا باعث عظمت و ہیبت الٰہی ہوتی ہے خدائے عزوجل شہنشاہ حقیقی ہے عظمت و کبریائی کا پیکر ہے جوں جوں معرفت بڑھتی جاتی ہے قربت ہوتی جاتی ہے قدرتاً ہیبت ربی کے راز کھلتے جاتے ہیں اور اس ہیبت سے از خود خوف پیدا ہوتا جاتا ہے لیکن لطف الٰہی کا ظہور تمام اقسام کے خوف کو ساکن کر دیتا ہے۔

فنا و بقا کے متعلق حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ فنا یہ ہے کہ سالک کو ذات باری تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا شعور باقی نہ رہے اور نہ کوئی چیز نظر آئے اسے ہر طرف انوار الٰہیہ ہی نظر آئیں۔ یہ درجہ بھی بہت بلند درجہ ہے اس میں جو حالتیں طاری ہوتی ہیں جو کیف حاصل ہوتے ہیں جو مشاہدات بروئے کار آتے ہیں ان کی لذات کو کچھ سالک ہی کا دل محسوس کر سکتا ہے فنا کے درجات بھی بہت ہوں گے مگر یہاں تو صرف تین درجوں فنا فی الشیخ فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ کا علم ہے ان میں سے ہر درجہ اور ہر منزل انوار و تجلیات کی جلوہ گاہ بنی ہوتی ہے اسی ہر حد پر مقامات کھلتے اور مکاشفات کھلتے چلے جاتے ہیں۔

بقا کے متعلق حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ بقا اسی فنا سے حاصل ہوتی ہے جسے زوال و فنا نہیں اور جس کا انقطاع ممکن ہی نہیں جو بزرگ اور صوفیا اس بقا کو حاصل کر لیتے ہیں وہ بہت بڑی چیز ہو جاتے ہیں ان کے لیے وصف بقا میں کوئی ایک خاص شے بھی ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی کیونکہ ان کا مقام مستند مقامات ہیں۔

سرِ فنا، فنا، و فنائے الٰہی کو اسی طرح سمجھ لیں یہ شعور کے نام کو گویا وہ اس پیچ کی راہ ہے جو اصطلاح صوفیہ میں فنا ہے۔

حجاب یہ ہے کہ ... جو وسعت قلب میں واقع ہوتے ہیں ... رکے رہتے ہیں۔

وصل ... کو ...

صدق حدیث خالق ذو الجلال کو پیش نظر رکھ کر قول و فعل کی طرف متحرک ہو اور ہر حالت میں قوت الٰہیہ سے گفتار ہے۔

تعزز یہ ہے کہ عزت اسی کے لئے حاصل کی جائے اور اسی ہی کی راہ میں اسے صرف کیا جائے یعنی نہ اس سے ذاتی فائدہ یا اعزاز کے لئے حاصل کی جائے اور نہ اس سے کوئی ذاتی فائدہ اٹھایا جائے بلکہ بے لوثی اور بے غرضی کے ساتھ اس سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچایا جائے کہ اس سے ارادت الی اللہ بڑھتی ہے اور نفس معرض ذلت و تحقیر میں پڑ کر جاہ و عاف دمر کی ہوتا چلا جاتا ہے بخلاف ازیں تکبر یہ ہے کہ عزت صرف اپنے ذاتی اور نفسانی حظ کے لئے حاصل کی جائے اور اس سے اپنی خواہشات کی تکمیل کا کام لیا جائے کبر قبیح اور کبر تحسینی اس کی دو قسمیں ہیں مگر دونوں اللہ کے نزدیک بہت خطرناک ہوتا ہے۔

تصوف کیا ہے؟ تصوف کی تعریف میں بڑے بڑے بزرگوں سے غلطیاں کھائیں سب اپنے اپنے خیالات کے متعلق اس پر اظہار رائے کرتے رہے مگر کسی نے کوئی ایسی تعریف نہیں کی جو اس کے صحیح مفہوم پر حاوی بھی ہو اور عام فہم بھی ہو لیکن حضور غوث اعظم نے صرف ایک فقرہ میں اس کے مفہوم صحیح کو تمام عالم کے سامنے پیش کر دیا اور فرمایا کہ قلب کو اس کی تمام کدورتوں سے صاف کر لینے کا نام تصوف ہے۔ کتنا بہتر نتیجہ اور کتنی جامع تعریف ہے پھر فرمایا کہ یہ آٹھ خصائص پر مبنی ہے جس میں یہ آٹھ صفات پائی جائیں اسے ہی کامل کہا جا سکتا ہے یہ صفات جلیل القدر نبیوں سے منسوب رہی ہیں۔

(۱) فقر حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم (۲) سخاوت ابراہیمؑ (۳) صوف موسیٰؑ (۴) سیاحت عیسیٰؑ (۵) صبر ایوبؑ (۶) تضرع یحییٰؑ (۷) رضا اسحٰقؑ (۸) مناجات زکریاؑ

اسی طرح دنیا کے متعلق بھی مسلمانوں میں بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی تھیں اور لوگ رہبانیت اور ترک دنیا کو بہتر سمجھنے لگے تھے آپ نے انھیں صاف بتایا کہ یہ دنیا بری چیز نہیں بلکہ جس دنیا کی برائی کی گئی ہے وہ اور چیز ہے جب آپ سے پوچھا گیا کہ آپ دنیا کی تعریف فرمائیے تو آپ نے برجستگی اور بے تکلفی کے ساتھ فرمایا کہ وہ انسان کو جو چیز خدا سے غافل رکھے وہ دنیا ہے۔

حسن خلق حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ حسن خلق یہ ہے کہ انسان لوگوں کے بد سلوک سے متاثر نہ ہو اور اگر کسی طرف سے ان کے دل میں کدورت پیدا ہو تو لوگوں کی نادانی اور اتفاق کی بنا پر ترحم ہی سمجھے یہ صفت انسان کے افضل مناقب میں سے ایک بڑا اور اعلیٰ منقبت کا جوہر کہا جا سکتا ہے۔

وجہ سے نہیں بلکہ صرف حیا کی وجہ سے ترک کر دے اس کی طاعت و بندگی
میں مصروف رہے اور یہ سمجھتا رہے کہ خداوند قدوس چونکہ اس کی تمام حرکات
وسکنات سے واقف و باخبر ہے اس لئے اس سے شرم آتی ہو نیز اس تعلق
کے متعلق کوئی ایسی بات زبان سے نہ نکالے جس کا وہ اہل نہ ہو قلب اور
ہیبت کے درمیان ہے جب حجاب اٹھ جاتا ہے تو حیا پیدا ہوتی ہے شکر
یہ ہے کہ ذکر محبوب کے وقت اپنے دل میں جوش پیدا کرے اور اس وقت
اس پر ایک حالت طاری ہو جائے۔

فقر و فقیر

حضور غوث اعظم نے فرمایا کہ فقیر کو ان صفات سے متصف ہونا ضروری ہے کسی سے ایذا پہنچے تو اسے ایذا نہ پہنچائے
محرمات سے محترز رہے مشتبہات میں توقف کرے کسی کی پردہ دری کر کے اس کی
ہتک نہ کرے امانت میں خیانت نہ کرے کسی کو برا نہ کہے غیبت سے بچے
[illegible] ہو قہقہہ نہ لگائے صرف مسکرائے نماز اور روزوں میں زیادہ مصروف
رہے ذکر و فکر سے شغل رکھے جھگڑا دل سے بچے اپنے نفس کو ذلیل
سمجھے لایعنی اور فضول باتوں سے اجتناب کرے جو بات معلوم نہ ہو اسے
جاننے کی سعی کرے غافل کو نصیحت کرے اور جاہل کو علم سکھائے راستبازی
شیوہ اختیار کرے غریبوں کا ہمدرد اور یتیموں کا مددگار رہے بڑوں کی
تعظیم کرے اور چھوٹوں سے شفقت کے ساتھ پیش آئے افشائے راز نہ
کرے کسی کے ساتھ بغض نہ کرے صابر و شاکر اور قانع و حلیم ہو غرباء کی
[illegible] میں بیٹھے مساکین کو کھانا کھلائے اور اپنے ہمسایوں کو راحت و آرام
پہنچائے۔

یقین کے درجات

یقین کے تین درجات ہیں علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین!۔
علم الیقین وہ علم ہے جو غور و فکر سے حاصل ہو اور اس پر استدلال
کیا جا سکے۔ عین الیقین وہ علم ہے جو بذریعہ کشف اور بخشش و عطا حاصل ہو
[illegible] سب کچھ محسوس نہ کیا جائے بلکہ آنکھ سے دیکھا جائے۔ حق الیقین
[illegible] ہے جو اپنی انتہا اور جامعیت میں لاثانی ہو۔ یعنی یہ کہ وہ غور و فکر
[illegible] ہو نہ صرف یہ کہ آنکھ سے نظر آئے بلکہ اس کی حقیقت ہی سمجھ میں آجائے
[illegible] حقیقی میں جب کوئی چیز حائل نہ رہے تا آنکہ انسان بالکل مدہوش
[illegible] اور اسے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہے تو اسے وصال کہتے ہیں
[illegible] چہرۂ حقائق سے تمام پردے اور حجاب اٹھ کر حق الیقین حاصل ہو

تلوین

قلب پر ابھی مسرت و شادمانی یا رنج و ملال کی کیفیت
طاری ہو موجودہ کی حالت پر متغیر کر دے اسے [illegible]
[illegible] صحبت کسی بنا پر [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہوتے ہیں کبھی ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری ہو جاتا
ہے کبھی ان پر خوف کا جذبہ طاری ہوتا ہے اور کبھی وہ خوش اور شادمان
ہوتے ہیں یہی تلوین ہے جب قلب اپنی حدود کو عبور کر کے صفات
کی طرف متحرک ہوتا ہے تو اس وقت تغیر پذیر حالتیں طاری ہوتی ہیں
اس لئے کہ صفات گوناگوں ہوتی ہیں اور ان کی گوناگونی قلب میں
بھی گوناگوں کیفیات پیدا کر دیتی ہے۔

شہود و مراقبہ

ہر چیز اور ہر کام سے فارغ اور یکسو ہو کر جب انسان صرف باری تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور ایک
اور ایک گوشہ میں چشم بند ہو کر بیٹھ جاتا ہے تو اس کے دھیان اور بیٹھنے
کو مراقبہ کہتے ہیں اور جب اس مراقبہ کے ذریعہ بندہ آقائے حقیقی کے
حضور میں حاضر ہو کر اپنی چشم باطن کو کھولتا ہے تو اس وقت اسے جو کچھ
نظر آتا ہے اسے شہود کہتے ہیں۔

مکاشفہ و تمکین

تجلی صفات سے گزر کر تجلی ذات کے مشاہدہ تک پہنچ جاتا ہے اسی کو تمکین کہا جاتا ہے چونکہ
ذات میں صفات کی طرح کوئی تغیر نہیں ہوتا اس لئے یہاں حالت بھی
یکساں رہتی ہے اسی کو تمکین کہتے ہیں مکاشفہ تلوین و تمکین کے درمیان
کی حضوری اور کسی چیز کو اپنی باطنی قوت سے معلوم کرنے کو کہتے ہیں۔

ذوق و شرب

ذوق سے مراد ایمان، شرب سے مراد علم اور اتقاء سے مراد حال ہے ایمان لانے سے انسان صرف
معرفت کا مزا چکھتا ہے علم کے حصول سے گویا معرفت کا ایک حصہ مل
جاتا ہے لیکن حال کے حاصل ہونے سے پوری معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔

تقرب الی اللہ کی گرانمایہ تعلیم

شریعت و طریقت

"فتوح الغیب" میں مرقوم ہے کہ حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے کہ تعلیم شریعت
تو یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول کی پیروی کی جائے دین اسلام
کو سچا دین سمجھا جائے [illegible] رسالت اور حشر و نشر پر ایمان رکھا جائے
گناہوں سے اجتناب کیا جائے اور روزہ و نماز کی پابندی کی جائے
طریقت یہ ہے کہ شریعت غرائے اسلامیہ کے کامل اتباع اور ادائے
فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی سعی کی جائے اور طالب
اپنی قوت و استطاعت کے مطابق اذکار و اشغال میں مصروف ہو
اور یہ اعتقاد قائم کرے کہ اس کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سونا جاگنا
اور ہر حرکت و سکون اللہ اور رسول اللہ کے لئے ہے کیونکہ جس کے
اس اعتقاد و عمل سے محبت الٰہی پیدا ہو جاتی ہے [illegible]
[illegible]

وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے کامل مصداق ہو جاتا ... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو بندہ نفلی عبادات کے ذریعہ میری قربت ... چاہے تو میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں یہاں تک کہ میں اس کے ... ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جن سے وہ ... ہے اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں ... جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اس کا دل ہو جاتا ہوں جس سے وہ ... ہے اس کی زبان ہو جاتا ہوں جن سے وہ کلام کرتا ہے اگر وہ مجھ ... کچھ طلب کرے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

جو شخص تقرب اور یہ مرتبہ حاصل کرنا چاہے اس کے لئے ضروری اور لازمی ہے کہ وہ صبح و شام ذکر و شغل میں مصروف رہے اور دنیوی امور میں انہماک کلی کے باعث غافلوں میں شامل نہ ہو جائے تمام اذکار میں سب سے افضل اور بہتر ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اسی پر مداومت کرنے ... تصوف و طریقت تقریباً ایک ہی چیز ہے اصل صوفی وہی ہے جو نہ صرف ... رذائل نفسانی سے پاک ہو بلکہ اس نے قلب کو مخلوقات میں سے کسی کے ... ساقط اور کسی کی محبت میں آرام نہ لے اور اپنی تمام محبوب دنیاوی چیزوں کا ترک کرنے والا ہو۔

مجاہدہ کرنے والوں کی صفات

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں مجاہدہ و ریاضت کرنے والوں کی دس صفات و عادات ہوتی ہیں ... پر وہ برابر عمل پیرا اور کار بند رہتے ہیں اور کسی حالت میں بھی ان سے ... نہیں ہوتے ان کی پہلی عادت یہ ہوتی ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی خدا کی قسم نہیں کھاتے کچھ اس لئے نہیں کہ وہ کبھی قسم کھانا حرام و ممنوع ... ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ اسے گستاخی اور اللہ تعالیٰ کی عظمت ... اور شان و عزت کے منافی سمجھتے ہیں کہ معمولی امور کے لئے اس ... کی قسم کھائی جائے۔ دوسرے یہ کہ وہ کذب بیانی و دروغ گوئی سے ہر ... میں مجتنب رہتے ہیں اور مزاحاً بھی ان کی زبان جھوٹ سے ... نہیں ہوتی۔ تیسرے یہ کہ وہ وعدہ خلافی نہیں کرتے اور جب ... انہیں اپنے وعدہ کے پورا ہونے کا یقین نہ ہو وہ اس وقت تک ... ہی نہیں کرتے۔ چوتھے یہ کہ اہل قبلہ میں سے کسی کی تکفیر کسی حالت میں نہیں کرتے۔ پانچویں یہ کہ وہ مخلوقات میں سے کسی ایک کے ... لعنت ذکر سے۔ چھٹے یہ کہ کسی کے لئے بددعا نہیں کرتے ... بلکہ وہ ... ساتویں یہ کہ ظاہر و باطن کے ... اعضاء و جوارح کو ... آٹھویں یہ کہ ... کسی ... بر ... کی طرح ...

میرے بلکہ ہر چیز سے مستغنی اور بے پرواہ رہے۔

اولیائے کرام کے خصائل

حضور غوث اعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب تک کسی شخص میں ذیل کی بارہ خصلتیں نہ پائی جائیں اس وقت تک اسے ولایت کی مسند پر متمکن ہونا ہرگز جائز نہیں اول دو خصائل وہ خدائے ذوالجلال سے سیکھے عیب پوشی اور رحم دلی دو خصائل وہ جناب سرور کائنات حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سیکھے شفقت اور رفاقت دو خصائل وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سیکھے راستی اور راست گوئی دو خصائل وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سیکھے ہر ایک نیک بات بتانا اور برائی سے روکنا۔ دو خصائل وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سیکھے اطعام مساکین اور شب بیداری اور دو خصائل وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیکھے عالم بننا اور شجاعت و جوانمردی اختیار کرنا الحمد للہ کیا پاکیزہ خصائل ہیں۔

قلب کے خطرات

بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ حضور غوث اعظم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قلب کے خطرات چھ ہیں خطرہ نفس، خطرہ شیطان، خطرہ فرشتہ، خطرہ یقین اور خطرہ روح۔ جو چیز قلب میں گزرے اسے خطرہ کہتے ہیں۔ خطرہ نفس کا کام یہ ہے کہ وہ جائز و ناجائز خواہشات اور شہوات پر آمادہ کرتا ہے۔ خطرہ شیطان کا کام یہ ہے کہ وہ اصول میں کفر و شرک پر آمادہ کرتا ہے اور مواعید الٰہی پر ریب و اشتباہ کی ترغیب دیتا ہے اور فروع یہ کہ قریب ... کر توبہ کر لینا معصیت کی طرف لیجاتا ہے۔ خطرہ فرشتہ اور خطرہ روح کے کام یہ ہیں کہ یہ نیک امور اور طاعت الٰہی کی طرف آمادہ کرتے ہیں اس لئے دونوں مستحسن و محمود ہیں۔ خطرہ عقل کے کام دو گونہ ہیں یہ کبھی ان افعال کی طرف انسان کو راغب کرتا ہے جو نفس و شیطان کے کام ہیں اور کبھی ان افعال کی تائید کرتا ہے جو روح اور فرشتہ کی کارفرمائی کا رہین منت ہیں یعنی یہ نیک اور بد دونوں خیالات کی حمایت کرتا ہے یہ خطرہ حکمت الٰہیہ کا اہم سلسلہ ہے جس سے مقصد یہ ہے کہ انسان خیر و شر کے میدان میں سوچ سمجھ کر نتائج پر نظر ڈال کر اور عقل و فہم سے کام لیکر بڑے اسی کی بنا پر سزا و جزا کا عمل ہوگا۔

رہا خطرہ یقین یہ بہت بڑی چیز ہے جسے روح الایمان کہا جا سکتا ہے یہ خطرہ اولیاء، اصفیاء، شہداء، ابدال، صدیقین اور ... کے ساتھ مخصوص ہے۔

نوعیت اشغال

حضور غوث اعظم کا ارشاد ہے کہ سالک کو سب سے پہلے فرائض میں مشغول ہونا چاہیئے اس کے ... نفل و ... کی طرف ... چاہیئے تا ... سے سنن کی طرف ... اگر کمیل ...

ہوگی اور انھیں شرف قبول حاصل نہ ہوگا کیونکہ یہ تو بالکل ایک ایسی ہی بات ہے کہ بادشاہ کی طرف سے دعوت دی جائے لیکن اس کے پاس جانے کے بجائے ان امیروں اور غلاموں کی خدمت میں مصروف ہو جائے جن کی جان و آبرو خود بادشاہ وقت کے قبضہ و قدرت میں ہو۔ اس لئے انسان کا اولین فریضہ عمل یہی ہے کہ وہ فرائض کی تقدیم کا خیال محفوظ رکھے۔

نیت و ارادہ کی اہمیت

حضور غوث اعظمؒ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ الاعمال بالنیات فی الحقیقت کہ عمل کا انحصار نیت پر ہے اگر نیت درست ہے تو عمل بھی درست ہو حسن نیت ہی پر حسن عمل کے متعلق کوئی حکم لگایا جا سکتا ہے نیت اچھی نہیں ہو تو اس کا صلہ بھی اچھا نہ ملیگا۔" بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ حضور غوث اعظمؒ سے استفسار کیا گیا کہ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ابلیس و منصور نے ایک ہی قسم کے جرم کا ارتکاب کیا ابلیس نے انا کہا تو لعنت پڑی اور منصور کی زبان پر یہی لفظ آیا تو اسے تقرب کا درجہ عطا کر دیا گیا۔ حضورؒ نے فرمایا کہ اس لفظ سے ابلیس کا مطلب یہ تھا اس لئے اس کی ولایت چھین لی گئی اس سے عطا کردہ نعمت لے لی گئی اور اس کا منصب مسلوب ہو گیا لیکن حضرت منصور کا مطلب یہ تھا نہیں تھا کہ وہ خودی کے بغیر باقی رہے اسلئے اسے مجلس وصال میں پہنچا دیا گیا۔" اس رمز اور غوث اعظمؒ کی اس تصریح و جواب کو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے یہ خاص روحانی مسئلہ تھا جو فنا و بقا کے مقامات عالیہ سے تعلق رکھتا ہے اس کے سمجھنے کے لئے کم از کم اتنی اہلیت تو ہونی چاہیئے کہ اگر فنا فی الرسول کے منصب پر فائز نہ بھی ہوا ہو تو اس کے کسی قریبی مقام مشاہدہ دوم تک تو تعلیم رکھتا ہو۔

یہ فنا و بقا وہ نہیں جو عام معانی و مفہوم میں لی جاتی ہے بلکہ یہ مقام روحانیت ہیں ہم اگر سمجھانے کی سعی بھی کرینگے تو عہد عوام کی عقول اس کی تہ تک نہ پہنچ سکیں گی۔ یہاں علم کا کام نہیں مشاہدہ کی کارفرمائی ہے ہر کیف جن کی چشم باطن کشادہ ہوگی وہ فوراً سمجھ لیں گے عوام کے لئے صرف اتنا ہی سمجھ لینا کافی ہے کہ ابلیس کی نیت خراب تھی اور حضرت منصورؒ کی بخیر او جیسی جس کی نیت تھی اسے ویسا ہی صلہ ملا۔

اسم اعظم کی حقیقت

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ اسم اعظم خدا کا نام ہے جو اپنے اثرات و کارفرمائی میں بے حد موثر اور بدرجہ غایت قوی چیز ہے اس کے زبان پر لاتے ہی نہ صرف یہ کہ انسان بہت بڑے ثواب کا مستحق ہوتا ہے بلکہ اس سے دین اور دنیوی معاملات میں اہم ترین کام لئے جا سکتے ہیں یہ بھی خیال اور خیالی کا عقیدہ ہے کہ یہ قرآن کریم ہی کے اندر ہے مگر اس کا علم کسی کو نہیں تمام بزرگوں نے اس کے متعلق کچھ نہ کچھ کہا ہے لیکن ہمارا ذاتی خیال یہ ہے کہ یہ راز کی بات ہے اور یہ راز ربانی جسے معلوم ہو کوئی نہیں بتاتا اور جسے اس کا علم ہو جاتا ہے وہ خود اس کے سوا اسے کسی کو بتاتا نہیں۔

بہرکیف بہجۃ الاسرار کے حوالہ سے جو کچھ اس کے متعلق حضور غوث اعظمؒ کے ارشادات کے سلسلہ میں ہم تک پہنچا ہے اسے پیش کیا جاتا ہے حضور غوث اعظم نے فرمایا ہے اور بالکل درست فرمایا ہے کہ اسم اعظم اللہ ہی ہے مگر اس کے اثرات اسی وقت مترتب اور وجود پذیر ہوتے ہیں جبکہ اس کے پڑھنے والے کے قلب میں اللہ کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ یہ بھی بالکل صحیح ہے کہ عارفین کا بسم اللہ کہنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا کن کہنا اس کے معنے یہ ہیں کہ جب انسان مراحل ترقی طے کرتا ہوا اور فنا کی چھوٹی بڑی منازل قطع کرتا ہوا فنا فی اللہ کے درجہ میں قدم رکھتا ہے تو ہم کیا کہیں اور کیا سمجھائیں کہ وہ کیا ہو جاتا ہے بیان کیا جائے اگر ہم یہاں کسی حد تک صراحت سے کام لیں ہمیں یہاں یہ بھی احساس و اندازہ ہے کہ جمہور عوام اور وہ افراد جن کا دامن تقرب و معرفت کے جواہرات لالی سے خالی ہے وہ اس چیز کو اسے نہ سمجھ سکیں گے اس لئے کہ جو چیز محض مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہو وہ علم و عقل سے معلوم نہیں کی جا سکتی تاہم ایک اجمالی خاکہ اس قدر ضرور کہ اسکا خاطر میں پیش کرتے ہیں اور اس کے لئے پیش کہتے ہیں کہ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ نعوذ باللہ خدائی کے حامل ہو جاتے ہیں تو فوراً ہم پر کفر کا فتوی لگ جائیگا اور اگر یہی بات تمثیل ربانی کہدیتے ہیں وہ کفر کے الفاظ اپنی زبان سے نکالتے ہیں اور ساتھ ہی ہماری اس تصریح سے حضرت مولانا روم کے شعر سے

گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

کی بھی تشریح ہو جائیگی اس درجہ پر پہنچکر فی الحقیقت انسان کا رتبہ بہت بلند ہو جاتا ہے ایسے بزرگوں کے متعلق جہال کے حلقہ سے بڑی بڑی لغزشیں کھائی ہیں اور اب تک ایسے بکثرت افراد موجود ہیں جن کے عقائد نے توحید کے چشمہ صافی کو گدلی حد تک نہیں تو کسی حد تک ضرور گدلا کر رکھا ہے اور وہ خالص وحدانیت سے بہت دور نہیں تو کچھ دور ضرور جا پڑے ہیں۔

فنائیت فی اللہ کے اسرار

اگر ابھی ہم فنا کے متعلق بزرگان کرام سے صاحب [illegible] اور استعمال کے خلاف ایک لفظ بھی منہ سے نکالیں تو ہمیں [illegible] کا ترشا یا خطاب عطا ہو جائے گا اور [illegible] [illegible] حقیقت ہر کیف حقیقت ہے اور اس [illegible] نہیں ہو سکتی ضرور ہے کہ فنا ایک [illegible] ایک جگہ پر [illegible] جب فنا فی [illegible]

اس کی تعلیم فنا فی الشیخ کی قدرتیں سے ایک حد تک حاصل ہو جاتی ہیں اس کے بعد یہ جب یہ باقی مراحل طے کرنے کے بعد وہ فنا فی الرسول کے رفیع تر مقام میں داخل ہوتا ہے یہاں اس میں قدرتی طور پر ایک ملکہ بھی پیدا ہو جاتا ہے طاقتیں بڑھ جاتی ہیں اور روحانیت قوی ہو جاتی ہے پھر مرحلہ بہ مرحلہ طے کرتا ہوا وہ فنا فی اللہ کے قصر رفیع میں اترتا ہے ذات احدیت علم و عرفان و [illegible] کی حامل ہے اس میں انسان جتنی ترقی کرتا ہے اتنی ہی اسکی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں اور اتنی بڑھتی ہیں کہ ان کی کوئی انتہا نہیں رہتی ذات احدیت کے اختیارات لامتناہی کا یہ ایک معمولی کرشمہ قدرت ہے کہ وہ ایک لفظ کن میں سب کچھ کر سکتی ہے فنا فی اللہ بندہ میں بھی اس مقام پر یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی عنایات سے پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ ایک لفظ کن میں جو چاہے کرشمے اور اس کی زبان سے جو نکل جائے وہ اسی وقت ہو جاتا ہے اسی حالت وجد کے متعلق اس حدیث نبوی میں ارشاد کیا گیا ہے جس میں مرقوم ہے کہ میں بندہ کو محبوب بنا لیتا ہوں تو وہ میری آنکھ سے دیکھتا میرے کان سے سنتا اور میری زبان سے بولتا ہے اور اسی کے متعلق مولانا روم کے شعر گفتہ او گفتہ اللہ بود میں اشارہ کیا گیا ہے پر یہ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور اپنی [illegible] و اہلیت پر منحصر ہے کیسے فنا فی اللہ بعض اوقات فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول ہی کی منازل ہیں اور زیادہ صوفیا کو یہ قدرتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔

عوام ناواقف نہ سمجھیں مگر واقف اسرار جانتے ہیں اور خوب سمجھتے ہیں کہ جس طرح فنا فی الشیخ اور فنا فی الرسول ہو کر انسان شیخ اور رسول نہیں ہو جاتا اسی طرح فنا فی اللہ ہو کر بھی اس میں خواہ کتنی ہی قوتیں پیدا ہو جائیں اور وہ لفظ کن میں سب کچھ کر سکے مگر رہتا پھر بھی بندہ ہی ہے بلکہ یہاں پہنچ کر اس کی مسکینی، عبودیت، عجز اور خوف میں بے انتہا اضافہ ہو جاتا ہے اور خاص عام سے بہت زیادہ ڈرتے ہیں سب طاقتیں ہوتی ہیں مگر بندہ تسلیم و رضا ہوتا ہے شاذ ہی وہ مشیت میں دخل دیتا ہے اور بلا ضرورت بھی [illegible] کے ساتھ [illegible] لیتا ہے [illegible] بھی تھا [illegible] ہیں [illegible] بھی بڑے ہونے سب کچھ [illegible] لیکن صاحب مزارات کو [illegible] ایک اور [illegible] ہوتا ہے کہ جب عوام مزارات پر جاتے ہیں تو انہیں [illegible] روحانیت [illegible] عبودیت [illegible] ان کی [illegible] سامنے [illegible]

اور سب سے بڑی طرف توحید کی ہستی پر حرف آتا ہے وہ صفات احدیت کی [illegible] کی طرف [illegible] کا خیال ہے کہ ان مزارات کی طرف مرکوز ہو گیا ہے ذرا سی بات بھی کوئی معمولی مشکل پیش آئی اور مزارات پر جا پہنچے ایک اور نقصان یہ ہے کہ اپنی اصلاح نفس کی طرف بھی ان کی توجہ منعطف نہیں ہونے پاتی۔ علامت نسبت غوثیت اور غوث موصوف کے منصب مرادیں پوری کرنے کے لئے نہ تھے اس لئے تھے کہ وہ بندوں کی اصلاح نفس اور تزکیہ قلب کر کے انہیں اللہ کی چوکھٹ پر لا کھڑا کر دیں انہیں روحانیت کی راہ سے ہٹا کر تقرب کا مرتبہ حاصل کرائیں لیکن مسلمانوں کے سامنے اصل مقصد تو رہا نہیں اور حقیقی مقصد اور حقیقی فیض کے حصول کے لئے وہ ان کے پاس پہنچتے ہیں ثانوی امور ان کے سامنے آ گئے اسی لئے ہمارا اپنا [illegible] ہے کہ اس عہد میں جبکہ ایمانوں میں ضعف اور اضمحلال [illegible] ہو جو لوگ مزارات پر جائیں وہ فاتحہ پڑھنے نسبت حاصل کرنے اور روحانی فیوض سے مستفید ہونے کے لئے جائیں مرادیں مانگنے کے لئے کوئی قدم ہرگز نہ اٹھائیں۔

جن لوگوں کی آنکھیں معرفت کی چشم باطن کھلی ہو جو فضائے روحانیت میں پرواز کر رہے ہوں تو ان کے لئے تو اپنے بزرگوں کے سلسلے سے استمداد جائز ہے مگر اغیار اور ناواقفوں اور ناعاقبت اندیشوں کو جہاں تک ہو سکے اس سے احتراز کرنا چاہئے ہم سمجھتے ہیں کہ اس سے ہمارا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ بزرگ کچھ کر نہیں سکتے یا اولیائے کرام کو بعد وصال نفع و فیض کی قدرت حاصل نہیں رہتی یا ایسا کرنا ممنوع ہے نہیں اور ہرگز نہیں ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ آنکھوں والوں کو جن کے قلب کے حجابات اٹھ چکے ہیں سب کچھ جائز ہے کہ مطلب ان کی نگاہوں کے سامنے ہوتا ہے مگر اغیار کے لئے مناسب نہیں وہ سب سے مزارات اور اولیائے کرام مرادیں پوری کرنے کے لئے نہیں تعلیم و تربیت کے لئے اور جو طریقہ رواج پذیر ہو گیا ہے وہ غلط و غیر مناسب ہے۔

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ اللہ وہ کلمہ ہے جو زہر کو تریاق سے بدل ڈالتا ہے فکر و غم کو دور کرتا ہے رنج و محن کو باقی نہیں رہنے دیتا اس کا نور عام ہے اور مظہر عجائب ہے اللہ ہر غالب پر غالب ہے اللہ کی قدرت بلند ہے اس کی آگ رفیع ہے اللہ دلوں کا محافظ ہے اللہ سرکشوں کو مغلوب کرنے والا ہے اور جابر زبردستوں کی زبردستیاں اور تمرد توڑنے والا ہے اور عالم الغیب والشہادۃ ہے جو اللہ کا ہو وہ اللہ کی حفاظت اور نگہبانی میں ہے [illegible] سے جھگڑتا ہو وہ غیر اللہ کو نہیں دیکھتا [illegible]

بڑھ جاتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے: ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ "جو خدا پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔"

ایزد متعال کی بندہ نوازیاں

حضور غوث اعظمؓ کا ارشاد ہے کہ تم اللہ کو ارادہ سے یاد کرو وہ تمہیں افادہ سے یاد کرے گا۔ تم اسے تنگدستی میں یاد کرو وہ تمہیں فراخدستی کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے فقر کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں اقتدار کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے اسلام کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں کرم کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے صدق کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں رزق کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے تعظیم سے یاد کرو وہ تمہیں تکریم سے یاد کرے گا۔ تم اسے صفائی سے یاد کرو وہ تمہیں نیکی سے یاد کرے گا۔ تم اسے ترک دعا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں دعا کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے ترک خطا کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں عطا کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے خلوص کے ساتھ یاد کرو وہ تمہیں خلاصی کے ساتھ یاد کرے گا۔ تم اسے غفلت کے بغیر یاد کرو وہ تمہیں مہلت کے بغیر یاد کرے گا۔ تم اسے ندامت سے یاد کرو وہ تمہیں کرامت سے یاد کرے گا۔ تم اسے معذرت سے یاد کرو وہ تمہیں مغفرت سے یاد کرے گا۔ تم اسے دعا سے یاد کرو وہ تمہیں عطا سے یاد کرے گا۔ تم اسے توبہ سے یاد کرو وہ تمہیں بخشش سے یاد کرے گا۔

تم اسے حمد و ثنا سے یاد کرو وہ تمہیں احسانات و انعامات سے یاد کرے گا۔ تم اسے شوق و محبت سے یاد کرو وہ تمہیں وصال و قربت سے یاد کرے گا۔ ولذکر اللہ اکبر "اور یقیناً اللہ کا ذکر بڑا ہے۔" واقعی یہ بندوں کی بڑی بدنصیبی و محرومی ہے کہ وہ ایسے رحیم و کریم آقا کے ذکر و یاد سے غفلت برتتے ہیں۔ مسلمانوں پر ساری نحوست اسی لئے آئی ہے کہ وہ خدا کو بھول بیٹھے ہیں۔ جب تک مسلمان اللہ کے رہے انہوں نے دنیا بھر پر حکومت کی۔ جب وہ خلوص و صدق کے ساتھ اللہ کے سامنے اپنی گردنیں جھکاتے رہے ایک عالم کی گردنیں ان کے سامنے جھکیں۔

علم کی فائز المرامیاں

حضور غوث اعظمؓ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلے علم کو حاصل کرنا ضروری و لابدی ہے۔ اس لئے کہ جاہل عابد کے تمام کام سنورنے اور بننے کے بجائے بگڑتے زیادہ ہیں۔ عزلت گزینی بھی علم ہی کے بعد مؤثر ہو سکتی ہے۔ چراغ شریعت کی روشنی میں عبادت کرنی چاہئے جس کے ہاتھ میں شمع علم نہیں ہوتی اس کی عبادت چنداں مؤثر اور کیف انگیز نہیں ہوتی۔

جو شخص علم پڑھتا ہے اور پھر اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے اپنے خزینہ غیب سے علم لدنی عطا کرتا ہے تو اسی کی [illegible] احکام شریعت کی حالت ایسی [illegible]

دو ہونے پائے اگر تم مسلسل چالیس روز تک [illegible] دل سے اس کا ذکر کرو تو راہ زبان تمہارے قلب سے فضیلت و حکمت کے سرچشمے پھوٹ نکلیں گے اور اس وقت تمہارا دل حضرت موسیٰ کے دل کی طرح محبت ربانی کی آگ اپنے اندر مشاہدہ کرے گا پھر تمہاری خواہش تمہاری طبیعت، تمہارے اسباب تمہارے وجود سے کہنے لگیں گے کہ بس ٹھہر جاؤ میں نے ایک آگ مشاہدہ کی ہے مقام تجرید سے ندا ہو گی کہ میں ہوں تیرا رب تو غیر سے تعلق منقطع کرنے میں ہے ماسوا کو بھول جا مجھے پہچان لے مجھ سے تعلق رکھ میرا ہی بندہ، میرا ہی ہو جا میرا ہمراہ اور میرا ہی تقرب حاصل کر، پھر جب اس کا دیدار کامل ہونے لگے گا لقا تمام ہو جائے گا تو تمام کدورتیں دور ہو جائیں گی اور تمہارا سرکش نفس بھی مغلوب و ساکن ہو جائے گا۔

عمل کی عظمت

حضور غوث اعظمؓ فرماتے ہیں کہ عمل کی اہمیت سمجھو اس کی عظمت کو ہمیشہ پیش نظر رکھو خوف خدا سے ہر وقت اور ہر گھڑی لرزتے رہو، اس کی طاعت و فرمانبرداری میں ساعی رہو شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو اپنا ظاہر بالکل شریعت کے مطابق بنا لو اپنے سینہ کو حسد و کینہ سے بالکل پاک و صاف کرو خدا کی یاد سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہو اور فقر و درویشی اختیار کرو جو شخص اپنے آقائے حقیقی کے ساتھ سچائی اور راستبازی اختیار کرتا ہے اور پرہیزگاری و تقویٰ کو اپنا شعار بنا لیتا ہے وہ گویا فی الواقع ماسوا سے بیزار ہو جاتا ہے۔

کبھی کسی ایسی چیز کا دعویٰ نہ کرو جو تمہارے اندر نہ ہو رب قدیر کو وحدہ لاشریک لہ سمجھو اسے برابر یاد کرتے رہو خدائے قدوس کی راہ میں جس کا کچھ کھویا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عوض دے اس کا نعم البدل عطا کرتا ہے۔

ہم نے یہاں حضور غوث اعظمؓ کی تعلیم کا ایک اجمالی خاکہ پیش کر دیا ورنہ یہ تو ایک بحر ذخار ہے اور یہ جو کچھ پیش کیا گیا ہے اس کی قطرہ کی بھی حیثیت نہیں رکھتا اس کے لئے ایک جداگانہ مضمون اور عمر درکار ہے جس بزرگ نے اپنی عمر گزار دی ہو کے چالیس سال وعظ میں صرف کئے اس کی تعلیم کا کیا حصر و شمار و استقصا ہو سکتا ہے اور [illegible] کرنے کے لئے یہ بھی [illegible] ہے۔

حضور غوث اعظمؓ کی مقبولیت

حضور غوث اعظمؓ غوث وقت اور شاہ میر اولیاء میں تھے اور کوئی آپ کا نظیر [illegible] ریاضت کر سکتا اور کسی [illegible]

نصیب ہوا حضرت [illegible]
کا شامل ہے اسی واسطے اور مشائخ جن کے آگے بڑی بڑی طاقتیں ہیچ تھیں آپ بہت سے متقدمین سے بھی سبقت لے گئے تھے اور ایک ایسے مقام پر فائز ہو چکے تھے جس سے تنزل ممکن ہی نہیں۔

حضرت خلیل بن احمد صرصری فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر بطور بیان کرتے تھے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول سے ہر وقت اور ہر حالت میں موافقت کرنا اور موافق رہنا، اخلاص و تسلیم اختیار کرنا تقرب الی اللہ کی طرف رجوع کریں اور نفس و قلب اور قول و فعل میں توافق حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا خاص شعار تھا۔ حضرت عدی بن مسافر رحمہ کہتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کا ظاہر و باطن ایک تھا آپ صفات نفس، نفع، ضرر، قرب اور بعد سے نکل کر مقام غیبت میں پہنچے ہوئے تھے اور ہر مقام پر عجز و فروتنی سے کام لیتے تھے۔

حضرت صالح ابو محمد حسن فقیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ علی غزنوی کو ایک شخص سے کہتے سنا کہ اگر تم حضور غوث اعظم کو دیکھتے تو تم گویا ایک ایسے بزرگ کو دیکھتے کہ جس نے راہ مولا میں اپنی تمام قوتیں فنا کر دی تھیں آپ کا مشرب دعا، عملاً و حالاً توحید اور صرف توحید تھا آپ کی حقیقت ظاہراً و باطناً شریعت اور صرف شریعت تھی مشاہدہ الٰہی آپ کا ہر وقت کا کام تھا آپ ایسے بلند اور محفوظ مقام پر پہنچ گئے تھے جہاں ریب و اشتباہ کی جلوہ فرمائیاں یکسر ختم ہو جاتی ہیں نہ آپ کے قلب میں کسی قسم کی پریشانی ممکن تھی اور نہ آپ کے مقام سر میں کسی کو کچھ کہنے اور جھگڑنے کا موقع مل سکتا تھا اہل طریقت کی قوت آپ نے بہت مستحکم کر دی اور سلوک و تصوف کو آپ کی سعی و جہد سے بیحد تقویت حاصل ہو گئی۔

شیخ الاسلام حضرت علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی العسقلانی فرماتے ہیں کہ ہمیں اخبار صحیحہ سے معلوم ہوا ہے کہ حضور غوث اعظم ایک اعلیٰ درجہ کے فقیہ زبردست عابد اور لاثانی زاہد تھے لوگوں کو عبادت و زہد کی تعلیم و تلقین آپ کا شعار عمل تھا عذاب الٰہی اور لوث معاصی سے لوگوں کو ڈرانا آپ کا روزمرہ کا شغل تھا آپ کے دست حق پرست پر بندگان خدا نے توبہ کی جن کا حصر و شمار ممکن نہیں حقیقت یہ ہے کہ آپ کامل الادب والمرات وافر العقل والعلم کثیر الکرامات و خوارق العادات جمیل الصفات کریم النفس اور متواضع تھے سلوک و روحانیت، زہد و تقویٰ، دینداری و تصوف اور علوم ظاہری و باطنی میں آپ حد و انتہا سے گزر چکے تھے۔

علامہ ابن جوزی کی مخالفت

آپ کے ہمعصر زمانہ کے مشائخ و صوفیا میں سے کوئی [illegible] کسی کی طرف سے [illegible] علمی اور کمالات باطنی سے انکار کیا گیا ہو البتہ علماء میں سے بعض ایسی مثالیں نظر آتی ہیں جنہوں نے ابتداء میں آپ کی مخالفت کی اور برابر اعتراضات کرتے رہے اور اعتراض و معاندت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن آپ کی یہ مخالفت زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی بلکہ مخالفین و معاندین کو بھی آپ کے آگے جھکنا، آپ کے کمالات کا اعتراف کرنا اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا پڑا۔

امام ابو الفرج عبدالرحمن جو تاریخ و سیر میں ابن جوزی کے نام سے مشہور ہیں اپنے زمانہ میں علوم حدیث و تفسیر کے امام تھے جمال الحفاظ آپ کا خطاب تھا کثیر التصانیف بزرگ گزرے ہیں علم تاریخ، علم ادب اور علم حدیث میں آپ کی بہت سی تصانیف ہیں، موضوعات، [illegible]، تلبیس ابلیس، تلقیح فہوم الاثر فی التاریخ والسیر اور منتظم فی تاریخ الامم وغیرہ کتب آپ ہی کے زبردست قلم کا نتیجہ ہیں علامہ ابن خلکان کا قول ہے کہ علامہ ابن جوزی کی تصانیف اتنی ہیں کہ ان کا کوئی احاطہ نہیں کیا جاسکتا مورخین نے یہاں تک لکھا ہے کہ علامہ ابن جوزی نے وصیت کی تھی کہ میں نے جن قلموں سے حدیث لکھی ہے ان کا تراشہ میرے پاس جمع ہے مرنے کے بعد مجھے نہلانے اور غسل کے لئے پانی اس تراشے سے گرم کریں چنانچہ آپ کی اس وصیت پر عمل کیا گیا۔ پانی گرم ہو جانے پر بھی تراشہ بچ رہا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے اپنی عمر میں کس قدر لکھا ہوگا کہ صرف قلموں کا تراشہ اس قدر جمع ہو گیا تھا [illegible] بکثرت ملتا ہے۔

علامہ ابن جوزی ۵۱۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۹۷ھ میں انتقال فرما گئے اور بغداد کے باب الحرب میں مدفون ہوئے ہر قرن اور ہر زمانے میں اہل ظاہر کو اہل باطن سے مخالفت رہی ہے اور علماء و اولیاء کی یہ تکرار کسی خاص دور کے ساتھ مخصوص نہیں رہی ہے علمائے ظاہر کی نگاہیں ان اسرار و رموزات تک نہیں پہنچ سکیں جہاں تک اولیائے کرام کی نظریں پہنچی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ ان کے مقامات اور درجات کو سمجھ ہی نہیں سکتے انہیں اپنے کمالات علمی اور فضیلت و حکمت پر غرہ ہوتا ہے وہ خود کو وارث علوم و فنون سمجھتے ہیں اور اس زعم میں وہ کسی کو خاطر میں نہیں لاتے علامہ ابن جوزی نے اپنے نقص نظری اور کوتاہ فہمی کے باعث حضور غوث اعظم کے بعض اسرار و کمالات کو شریعت ظاہری کے خلاف خیال کر کے آپ کی تردید بلکہ آپ کی طعن و تشنیع میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے رہے اور اس انتہا پر پہنچ گئے کہ بعض اوقات ہی نہیں بسا اوقات دل آزار اور تلخ الفاظ تک کہہ جاتے تھے اور عرصہ تک برابر سخت و سست اور دل شکن نکتہ چینی کرتے رہے۔

علامہ ابن جوزی کی یہ مخالفت صرف حضرت غوثیت مآب ہی کی ذات گرامی تک محدود نہ تھی بلکہ دیگر اولیاء و مشائخ کے متعلق بھی وہ اسی قسم کے درشت اور سخت الفاظ استعمال کرتے رہتے تھے بزرگوں اور ولیوں کی عزت علامہ موصوف کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی حضرت امام غزالی بھی آپکے شدید اور دل آزار اعتراضات سے محفوظ نہ رہے حالانکہ یہ وہ جلیل القدر ہستی تھے جو اپنے تبحر علمی و کمالات فنی کے اعتبارات سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ اس عہد کی بھی تمام شائستہ قوموں میں یکتائے زمانہ تسلیم کئے گئے ہیں اور جن سے فلسفہ کی ابتک دھوم ہے اس وجہ سے باکمالوں کو بھی علامہ کی یہ روش بہت گراں گزرتی تھی اس لئے ان کی طرف سے بھی مجبوراً جوابات دیئے گئے۔

حضرت علامہ یافعی نے بھی اپنی تالیفات میں ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی اپنے رسالہ "مرج البحرین" میں ان امور کا ذکر کیا ہے ایک عرصہ تک حضرت غوث اعظم کی اس مخالفت کا سلسلہ علامہ ابن جوزی کی طرف سے زور شور کے ساتھ جاری رہا لیکن بالآخر آفتاب حقیقت کی شعاعوں سے ان کے دماغ میں بھی روشنی پیدا ہوئی انھیں بھی اپنی غلطی کا اعتراف ہوا تو بکی اور حضور غوثیت مآب کے ظاہری اور باطنی کمالات کے معترف ہو کر آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے

برق حقیقت کی تڑپ

بہجۃ الاسرار و قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک دن کے بعد علامہ ابن جوزی حافظ ابو العباس احمد کے ساتھ حضور غوث اعظم کی مجلس میں حاضر ہوئے یہ وہ وقت تھا کہ حضور درس و تدریس میں مشغول تھے اور قرآن کریم کے ترجمہ کا درس دے رہے تھے قاری نے ایک آیت پڑھی آپ نے اس کا ترجمہ بتا کر اس کی تفسیر کرنی شروع کی اور پیش کردہ مطلب کی وجوہ بیان کرنی آغاز کر دیئے آپ ہر وجہ و دلائل پیش کرتے چلے جاتے تھے اور ہر وجہ کے بیان کرنے پر حافظ صاحب ، علامہ ابن جوزی سے دریافت کرتے تھے کہ آیا یہ وجہ آپ کو معلوم ہے علامہ اثبات میں جواب دیتے رہے گیارہ وجوہ و دلائل تک یہی صورت قائم رہی

لیکن حضور غوثیت مآب کا علم ایک سمندر تھا جو امنڈا چلا آتا تھا اس کے بعد بھی یہ سلسلہ برابر جاری رہا اور آپ نے قریب چالیس وجوہ و دلائل پیش کئے اور ہر ایک وجہ اس کے قائل کی طرف منسوب کرتے چلے گئے اب یہ حالت تھی کہ ہر ایک وجہ پیش کئے جانے پر علامہ ابن جوزی پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی حضور غوث اعظم کی وسعت علمی پر وہ بہت متعجب ہو گئے اور بے اختیار بول اٹھے کہ ہم قال کو چھوڑ کر حال کی طرف رجوع کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کے بعد آپ نے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ دیکھ کر مجلس بھر میں ایک عام اضطراب پیدا ہو گیا اور شور مچ گیا لوگوں پر ایک حیرت کا عالم طاری تھا کہ جس شخص کی عمر مخالفت میں گذری ہے آج وہی غلامانہ حاضر ہوا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشکوٰۃ شریف کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ میں زیارت بیت اللہ شریف کو گیا ہوا تھا کہ حرم شریف میں ایک رسالہ میری نظر سے گذرا میں نے اسے پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ بعض علماء و مشائخ علامہ ابن جوزی کو دربار غوثیت میں لے گئے جہاں پہنچ کر علامہ نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اپنی خطاؤں کی معافی مانگی جس پر حضور نے کھلے دل سے آپ کو معاف کر دیا۔

محی الدین کس طرح بنے

بہجۃ الاسرار میں مرقوم ہے کہ جب ایک شخص نے حضور غوث اعظم سے دریافت کیا کہ آپ کا لقب محی الدین کس طرح ہوا تو آپ نے جواب دیا کہ ایک روز میں سیر و سیاحت کے لئے بغداد سے باہر گیا ہوا تھا واپسی پر اثنائے راہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص دفعتاً میرے سامنے کھڑا ہوا اور اسی وقت ضعف و ناطاقتی کے باعث زمین پر گر پڑا کہ وہ بہت بیمار معلوم ہوتا تھا اور اس کی حالت نازک و نزار تھی اس نے کہا کہ حضور میری دستگیری کیجئے اور میری حالت پر رحم فرمایئے اور میرے اوپر کچھ دم کیجئے تاکہ میں تندرست ہو جاؤں جب میں نے اس پر دم کیا تو فوراً ہی اس میں طاقت آگئی اور چاق و چوبند ہو گیا لاغری باقی نہ رہی اور جسم میں بھی طاقت و توانائی آگئی اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے بھی ہیں کہ میں کون ہوں اور میری یہ حالت کیوں بن گئی تھی میرا جواب نفی میں پا کر وہ بولا کہ میں انسان نہیں ہوں بلکہ آپ کے نانا حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین ہوں میری حالت ابتر ہو چکی تھی مگر آپ کی مسیحا نفسی نے مجھے دوبارہ زندگی بخشی ہے آپ دین کے مجدد اعظم اسلام کے مصلح اکبر اور "محی الدین" ہیں۔

میں کچھ نہیں بولا اور اس شخص کو چھوڑ کر بغداد کی جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا راستہ میں دیکھا کہ ایک شخص برہنہ پا دوڑتا ہوا میری طرف آرہا ہے وہ میرے پاس آ کر کھڑا ہو گیا اور باآواز بلند پکار کر کہا سیدی محی الدین اس کے بعد میں مسجد میں آیا دوگانہ ادا کیا ابھی میں نے سلام بھی پھیرا تھا کہ خلقت ہجوم کر کے میری طرف ٹوٹ پڑی اور فلک شگاف اور سامعہ شکن نعروں میں محی الدین محی الدین پکارنے لگی اس سے پیشتر کبھی کسی نے مجھے اس لقب و خطاب سے یاد نہ کیا تھا آپ کا ایک کشف تھا جو بالکل درست اور صحیح ثابت ہوا۔

اس زمانہ کے مادہ پرست افراد غالباً اس پر یقین کرنے میں متامل ہوں گے اور بلا تکلف اسے تخیل پرستی کے نام سے موسوم کر دیں گے

لیکن کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ غوث اعظم نے تجدید دین اور اصلاح ملت کے سلسلہ میں شاندار خدمات انجام دیں اور اولیائے اسلام میں بہت بڑا کام کیا اور لاکھوں انسان گمراہی و ضلالت کے غار سے نکل کر صراط مستقیم اور صحیح راستہ پر پڑ گئے ولایت و غوثیت ایک روحانی راز ہے جس طرح ہمیں کوئی حق نہیں کہ ہم فلکیات سے بے بہرہ محض ہوتے ہوئے کسی ماہر فلکیات کے موضوعات و استخراج نتائج پر حرف گیری کریں اسی طرح جو افراد دنیائے روحانیت سے بالکل ناواقف و بےخبر ہیں انھیں حق نہیں پہنچتا کہ وہ اولیائے کرام کے مکاشفات و خوارق عادات پر معترض ہوں۔

اولیا و ابدال پر فضیلت

حضرت شیخ محمود احمد کردی نے ۶۲۶ھ میں حافظ عبد المغیث بن حرب نے ۵۲۳ھ میں شیخ محمد بن علی السبکی نے ۶۲۸ھ میں اور شیخ ابو محمد عبد اللہ بغدادی اور شیخ ابوبکر عبد اللہ نے ۶۲۲ھ بغداد کے اندر اور فقیہ ابو محمد الحسن بغدادی نے ۶۱۲ھ میں قاہرہ میں بیان کیا کہ ہم سب ایک دفعہ آپ کی مجلس وعظ میں جو محلہ حلبہ کے اندر آپ کے یہاں خانقاہ میں منعقد ہوئی تھی حاضر تھے اسی موقعہ پر اسی مجلس میں حضرت غوث اعظم فرما رہے تھے کہ آپ نے یکبارگی فرمایا قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ یعنی میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے یہ سنکر شیخ علی بن الہیتی اپنی جگہ سے اٹھے اور منبر کے پاس جاکر آپ کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا اس کے بعد تمام حاضرین نے آگے بڑھکر اپنی گردنیں خم کر دیں۔

اس مجلس میں عراق کے تقریباً تمام مشائخ و اولیا موجود تھے حاضر الوقت مشائخ کے علاوہ دیگر اولیائے کرام نے بھی اپنی اپنی جگہ اسی وقت اپنی گردنیں جھکا دی تھیں چنانچہ حضرت شیخ سعد بخاری نے سنجار میں شیخ ارسلان دمشقی نے دمشق میں شیخ عدی بن مسافر نے [illegible] میں شیخ حیات بن قیس نے حران میں شیخ احمد بن رفاعی نے ام عبیدہ میں شیخ عبد الرحمن نے طفسونج میں اور شیخ محمد بن موسیٰ نے بصرہ میں اسی تاریخ کو اسی وقت اپنی روحانی قوت اور چشم کاشفہ سے معلوم کر کے اپنی اپنی گردنیں خم کر دی تھیں۔

مستند کتب سیر میں مرقوم ہے کہ دنیا کے مختلف مقامات کے تقریباً تین سو اولیاء اللہ نے حضور غوث اعظم کے اس ارشاد پر اپنی گردنیں جھکائیں بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ ان میں سے ۲۳ یمن کے، ۲ کوہ قاف کے، والی سراندیپ کے ۱۱ حبشہ کے، ۴۰ عجم کے، ۳۰ شام کے، ۶۰ عراق کے، ۱۷ حرمین شریفین کے، ۲۰ مصر کے، ۷ سد یاجوج ماجوج کے اندر، ۲۷ مغرب کے اولیائے کرام تھے۔

حضرت شیخ بقا رحمہ فرماتے ہیں کہ جس وقت حضور غوث اعظم نے یہ فرمایا اس وقت تمام روئے زمین کے تمام اولیاء [illegible] کیا کہ قطبیت کا علم

آپ کے سامنے حاضر کیا گیا اور شریعت و حقیقت کے نقش و نگار سے مرصع تاج غوثیت آپ کے سر پر رکھا گیا جو دیکھا اس عہد کے سب ابدال نے بھی آپ کے فرمان کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ان ابدالوں میں شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعید القیلوی، شیخ عدی ابن مسافر، شیخ احمد بن رفاعی، شیخ ابو مدین المغربی، شیخ ابو محمد عبد البصری، شیخ حیات بن قیس الحرانی، شیخ عبد الرحمن اور شیخ موسیٰ الزولی شامل ہیں۔

مقام فردیت

شیخ عدی بن ابی البرکات فرماتے ہیں کہ جب میں نے اپنے چچا حضرت شیخ عدی بن مسافر سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضور غوث اعظم سے پیشتر بھی اور کسی نے یہ کہا تھا کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو جواب ملا کہ نہیں پھر فرمانے لگے کہ اس سے مراد محض مقام فردیت ہے میں نے پوچھا کہ کیا ہر زمانہ میں ایک فرد ہوتا ہے بولے ہاں مگر ہر فرد کو یہ کہنے کا حکم نہیں ہوا آپ تو اس کے لئے مامور ہوئے تھے اور یہی وجہ ہے کہ تمام اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں خم کر دی تھیں جیسا کہ ملائکہ نے بھی حضرت آدم کو اسی وقت سجدہ کیا تھا جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا۔

ایک حضرت شیخ عدی نے کیا متعدد مشاہیر اولیاء نے اس کی تصدیق کی ہے کہ آپ نے یہ حکم امر الٰہی پر دیا تھا۔

بعض معتقدین طریقت کہتے ہیں کہ یہ حکم تمام اولیائے متقدمین و متاخرین کے لئے تھا لیکن یہ صحیح نہیں اس لئے کہ متقدمین میں صحابہ کرام اور خلفائے اربعہ بھی ہیں جن کی فضیلت تمام اولیائے کرام پر احادیث سے ثابت ہے جہاں تک تحقیق و قیاس سے اندازہ لگایا جاتا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ یہ حکم صرف اس عہد کے اولیائے کرام تک محدود تھا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے بھی شرح فتوح الغیب کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ یہ حکم صرف اولیائے وقت کے ساتھ مخصوص ہے حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے بھی اپنے مکتوبات میں یہی لکھا ہے اس سے یہ بین طور پر ثابت و واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کا رتبہ بہت عالی اور آپ کی شان بہت ارفع تھی اور اس وقت تک جتنے اولیائے کرام ہو چکے ہیں سب نے آپ کی عظمت و جلالت مرتبت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔

خرق عادات و کرامات کی حقیقت

اولیائے کرام اور مشائخ وقت سے خوارق عادات اور کرامات کا صدور ایک مسلمہ امر ہے اور دنیا میں اس سینکڑوں صد سالہ دور میں لاکھوں افراد اپنی آنکھ سے ان کا مشاہدہ کرتے رہے ہیں لیکن مادہ پرستوں کی کسی زمانہ میں کمی نہیں رہی اور منکرین بھی ہر زمانہ میں پیدا ہوتے رہے ہیں چنانچہ

وقت تک کی بات ہو خواہ وہ مشاہدہ ہی سے صدہا بار ثابت ہوں نہ نزدیکی
ہو اس وقت تک تسلیم ہی نہیں کر سکتے جب تک ان کی عقلی و نقلی تکمیل
کے سامان برونے دلائل اچھی طرح مہیا نہ کر دئیے جائیں اس لئے ہمیں
بھی ضرورت داعی ہوئی کہ ہم خرق عادات کے متعلق عقلی اور نقلی ثبوت
بہم پہنچائیں۔

سب سے پہلی چیز اس سلسلہ میں قرآن کریم ہے اس میں جا بجا اس کا
ذکر موجود ہے حضرت مریمؑ کے پاس سرمائیں گرما کے اور گرمائیں سرما کے میوے
دیکھے جاتے تھے حالانکہ آپ نبی نہ تھیں آخر اسے کرامت نہ کہا جائے گا تو اور
کیا کہا جائیگا سورۃ السبا میں یہ قصہ موجود ہے کہ ایک بزرگ نے
جو حضرت سلیمانؑ کے درباری تھے چشم زدن میں حضرت بلقیس کا تخت اٹھوا کر
منگوا دیا تھا حالانکہ وہ بھی پیغمبر نہ تھے محض ایک درباری تھے۔

تیسری جگہ سورۃ الکہف میں اصحاب کہف کا قصہ کرامات کے اثبات
میں موجود ہے کتے کا ان سے باتیں کرنا، ان کا سالہا سال تک غار
میں سوتے رہنا اور دائیں بائیں کروٹیں بدلنا وغیرہ سب امور پورے
زور و شور کے ساتھ مذکور ہیں۔

اب حدیث کی سنئے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے گزشتہ زمانہ
کے عجائبات کے سلسلہ میں بتایا کہ کس طرح تین آدمی ایک پہاڑ کے غار
میں بند ہو گئے اور ان کی دعاؤں سے غار کے اوپر کا گرا ہوا پتھر ہٹ گیا۔

ایک اور حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے جریج راہب کے متعلق مروی ہے
کہ تین دن تک مجبور ہو گئے پر اس کی ماں نے اس کے لئے بددعا کی لو
ایک فاحشہ عورت نے اسے اپنے دام فریب میں مبتلا کرنا چاہا جب
وہ نہ پھنسا تو اس نے ایک چرواہے سے پیدا شدہ بچے کو جریج راہب
سے منسوب کر کے اس کی رسوائی کا سامان کیا بادشاہ وقت نے اُسے
کھینچ بلایا۔ مگر یہ جریج راہب واقعی بڑا متقی اور عابد تھا اس نے اللہ
سے دعا کی اور خود اس نوزائیدہ بچے سے سوال کیا کہ بتا تیرا باپ کون ہے
بچہ بولنے لگا اور اس نے کہا کہ ماں نے تم پر افترا کیا ہے میرا باپ تو چرواہا
ہے کیا اس سے خرق عادات اور کرامات کا ثبوت نہیں ملتا۔

صحابہ کرام کی کرامات

حضرت امام مستغفری نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت
جابرؓ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ روضہ نبویؐ پر حضرت ابو بکر صدیقؓ کا
جنازہ لیکر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو دروازہ از خود کھل گیا اور یہ آواز بھی
سنائی دی کہ ان کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے ان کو نبیؐ کے پاس دفن کر دو
حالانکہ اندر کوئی شخص بھی نہ تھا۔ اسی طرح حضرت عمرؓ ایک دفعہ مدینہ میں
خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ یکبارگی زور سے چلا اٹھے یا ساریۃ الجبل
الجبل یعنی ساریہ پہاڑ کو دیکھو پہاڑ کی طرف سب متحیر رہ گئے ساریہ

اس وقت مدینہ سے کوسوں کے فاصلے پر تھے وہیں وہ اس آواز کو سن کر
متنبہ ہو گئے چونکہ پیچھے کی طرف دیکھا تو دشمنوں کی ایک جماعت
دوڑی چلی آرہی تھی اور حملہ کرنے ہی کو تھے اگر ساریہ ادھر متوجہ نہ ہو جاتے
تو تمام مسلمان وہیں شہید ہو جاتے۔ حضرت عمرؓ نے سینکڑوں کوس
سے بتا دیا یہ کتنی زبردست کرامت تھی کہ آپ نے اپنی روحانی قوت سے
سب کچھ دیکھ لیا اور مدینہ ہی سے رہنمائی کر دی۔

اور سنئے مصر میں دستور تھا کہ ہر سال نیل میں ہر سال ایک کنواری
لڑکی بھینٹ چڑھائی جاتی تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حکماً اس
رسم کو بند کر دیا مگر دریائے نیل کا پانی بند ہو گیا حضرت عمرؓ کو اطلاع دی
گئی آپ نے یہ خط لکھ کر دریا میں ڈالنے کے لئے بھیج دیا کہ اے نیل اگر
تو اپنی مرضی سے جاری ہے تو بیشک جاری نہ ہو اور اگر تجھے خدائے واحد
القہار جاری کرتا ہے تو ہم خدائے واحد القہار سے درخواست کرتے ہیں
کہ وہ تجھے جاری کر دے۔ مصر میں ایک اضطراب پھیلا ہوا تھا ساری
زرخیزی اسی پر منحصر تھی جلاوطنی کی تیاری کر چکے تھے مگر اس خط کے ڈالتے
ہی صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ خشک دریا میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے سولہ
ہاتھ گہرا پانی بہہ رہا ہے اس طرح وہاں کی یہ بری رسم بھی مٹ گئی۔ بیسیوں
کنواری لڑکیوں کی جانیں بھی ضائع ہونے سے بچ گئیں جو سجا بنا کر بھینٹ
چڑھائی جاتی تھیں لوگ ایک توہم کے جال سے بھی بچ گئے اور پانی بھی
جاری ہو گیا کتنی بڑی کرامت تھی۔

ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص رحیہ کے متعلق ایک
بات دریافت کی تو اس نے سراسر دروغگوئی سے کام لیا آپ نے فرمایا
تو نے مجھ سے جھوٹ کہا ہے اس کے انکار پر آپ نے فرمایا کہ میں خدا سے
دعا کروں گا کہ تو جھوٹا ہے تو وہ تجھے اندھا کر دے اس نے کہا کہ بیشک آپ دعا
کریں چنانچہ آپ نے بددعا کی اور وہ اندھا ہو گیا۔

اسی طرح حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جنگ احد کی تیاری کے وقت
شب کو میرے والد نے مجھے بلا کر کہا کہ آج میں اپنا نام حضور کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم کے عاشقوں کی فہرست میں دیکھ رہا ہوں جو سب سے پہلے جام شہادت
نوش کریں گے بیٹا سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مجھے تم سے زیادہ اور
کوئی عزیز نہیں میرے اوپر جو قرضہ ہے اُسے تم جلد ادا کر دینا اور اپنے
بہن بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک سدا رکھنا حضرت جابرؓ فرماتے ہیں
کہ صبح ہوتے ہی سب سے پیشتر آپ نے جام شہادت نوش فرمایا۔

قلت گنجائش کے باعث اب ہم صرف ایک اور روایت بیان کرنے
پر اکتفا کرتے ہیں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شب حضرت اسید
بن حضیرؓ اور حضرت عباد بن بشرؓ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ
کسی اہم اور ضروری امر کے متعلق گفتگو کر رہے تھے کہ دیر ہو گئی اور شب

گزرنے کا احساس نہ رہا جب یہ دونوں صحابہ باہر تشریف لائے تو کیا دیکھتے
ہیں کہ گھٹا ٹوپ اندھیری چھائی ہوئی ہے ان دونوں بزرگوں کے ہاتھوں میں
ایک ایک لاٹھی تھی ان میں سے ایک کی لاٹھی فوراً روشن ہو گئی اور وہ دونوں
اس کی روشنی میں روانہ ہوئے پھر جب وہ ایک ایک راستہ پر پہنچ کر
اپنے اپنے گھروں کو جانے کے لئے ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے تو
دوسری لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور ان کے گھروں تک پہنچنے تک برابر
روشن رہی۔

ہم نے یہ چند مثالیں بطور مشتے از خروارے پیش کر دی ہیں ورنہ
صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی تاریخ ایسی مثالوں سے لبریز ہے اور
اس قسم کی بکثرت مثالیں معمولی تلاش پر دستیاب ہو سکتی ہیں جو لوگ نقلی
ثبوت کے طلبگار رہیں ان کے لئے تو ان مثالوں کے دیکھنے اور پڑھنے کے
بعد چون و چرا کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی اس لئے کہ ہم نے قرآن
کریم، حدیث شریف اور سیرت سے ثبوت بہم پہنچا دیا۔

کرامات اور عقلی معیار

اب وہ لوگ رہ جاتے ہیں جو لوگ مشاہدہ اور عقلی دلائل کے بغیر کسی چیز کو تسلیم
کرنے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے ان کی تشفی کا سامان بہم پہنچانا بھی
ہمارے لئے ضروری ہے اسلئے کہ یہ زمانہ مادیت کا زمانہ ہے مغرب کی
الحادی ہوائیں شدت کے ساتھ چل رہی ہیں اور انہوں نے عقائد کے
انبار کو ہلا کر رکھ دیا ہے وہ لوگ ہر چیز کو اب عقل کی کسوٹی پر پرکھنے لگے ہیں
ہمیں اس سے گھبرانے اور پریشان ہونے کی کوئی وجہ نہیں جن کے
مذہب میں خامیاں ہوں یا جن کا دین توہمات کا پیکر ہو انہیں تو
اس سے اضطراب ہو سکتا ہے مگر ہم سچے ہیں اور ہمارا مذہب بھی
سچا ہے اس لئے ہمیں چنداں اضطراب کی ضرورت نہیں۔

مشاہدہ اور حقیقت کو چھوڑیئے عقلاً بھی اس امر کو تسلیم کریں گے
کہ خدائے قدوس قادر مطلق ہے اور جو چاہے وہ کر سکتا ہے جہاں وہ
ہر چیز کی تخلیق کا سبب پیدا کرتا ہے وہاں اسے یہ بھی قدرت حاصل ہے
کہ وہ ایک چیز کو بلا سبب پیدا کر دے اگر اس سے انکار کیا جائے تو اس
کا صاف مطلب یہ ہوگا کہ وہ خدا کو قادر مطلق تسلیم نہیں کرتے یہ اور بات
ہے کہ اس کی عادت یہی ہے کہ وہ ہر چیز کو سبب کے ساتھ پیدا کرتا ہے
بس تو یہ فرق ہے قدرت اور عادت کا قانون قدرت یہ ہے کہ بادشاہ
کو اختیار ہے کہ وہ ایک مجرم کو جرم کہہ کر پھانسی کے تختے پر لٹکا دے اور
کر سکتا ہے مگر قانون عادت یہ ہے کہ اس پر باضابطہ مقدمہ چلے ثبوت
ہو جائے اور پھر اسے پھانسی پر لٹکایا جائے مارشل لا کے زمانہ میں دیکھو
کہ عام قانون کی صورت بدل جاتی ہے اور بعض سرسری اور مختصر
تحقیقات پر مجرم کو سزا دی جاتی ہے پیشتر کے بکھیڑوں تک

الفاظ عورتوں کے منہ پر تھوکنے اور شاہراہ عام پر کھڑا کر کے اور
گلی کوچے بند کر کے نوجوانوں کے کوڑے لگوانے کے متعلق قانون
اور تحریرات ہند کی کتاب میں کوئی تصریح نہیں مگر سب جانتے ہیں
کہ ۱۹۱۹ء میں پنجاب کے اندر یہ سب کچھ ہوا۔

کیوں بھائی اس کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ اوڈائر گورنر تھے انہیں
یہ قدرت حاصل تھی مگر قانون یا عادت کا تقاضہ یہ تھا کہ ان لوگوں پر
مقدمات چلائے جاتے اور انہیں سزائے قید دی جاتی جب دنیا میں
ہماری آنکھوں کے سامنے قدرت اور عادت دونوں کے یہ کرشمے نظر
آتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم خدا کی اس عادت پر تو ایمان لائیں کہ ہر
فعل کا ایک سبب ہوتا ہے مگر اس کی اس قدرت پر ایمان نہ لائیں کہ
وہ قادر مطلق ہے اور جو چاہے وہ کر سکتا ہے اور بلا سبب بھی ایک چیز
پیدا کر سکتا ہے عادت کی بھی اقسام ہوتی ہیں ایک خاص اور ایک عام
عام یہ کہ ایک شخص پان نہیں کھاتا اور خاص یہ کہ کھانا کھانے کے بعد
کھا لیا کرتا ہے عام عادت سے تو عموماً سب واقف ہوتے ہیں اس لئے
کہ آپ باہر کبھی پان کھاتے نہیں دیکھتے اور نہ کہیں کسی مجلس و محفل میں
پان کھاتا ہے مگر خاص عادت سے صرف گھر والے ہی واقف ہوتے ہیں
جو لوگ معجزات اور کرامات کو خدا تعالیٰ کے قانون قدرت کے خلاف کہہ کر ان کی ہستی سے
انکار کر دیتے ہیں وہ قدرت و عادت کے فرق کو نہیں سمجھتے یہ چیزیں خلاف
عادت ضرور ہیں مگر خلاف قدرت ہرگز نہیں کہی جا سکتیں۔

دریائے نیل کا پھٹ جانا یا عصائے موسیٰ کا اژدہا بن جانا خلاف
عادت ضرور ہے مگر خلاف قدرت ہرگز نہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ خدا ایسا نہیں
کر سکتا کہ خدا اپنی قدرت یا خاص عادت سے کام لے کر اپنے مقربین کی تصدیق
کے لئے ان کے ہاتھ سے خلاف عادت اور خلاف قانون قدرت علامات
افعال معجزات یا کرامات کا صدور کرا دے کر سکتا ہے اور ضرور کر سکتا ہے۔

معجزہ و کرامات کا امتیازی فرق

تفسیر کبیر میں علامہ فخر الدین رازی لکھتے
ہیں کہ جب کسی انسان سے کسی خرق عادت فعل کا ظہور ہو تو یہ صورت دو
حال سے خالی نہ ہوگی یا تو اس کے ساتھ دعویٰ ہوگا یا نہ ہوگا اور اگر
دعویٰ ہوگا تو وہ کئی اقسام پر مشتمل ہوگا یا تو خدائی دعویٰ ہوگا یا نبوت
کا یا ولایت کا یا جادو کا دعویٰ کرنے والے بڑے غضب کے لوگ ہوتے
ہیں اور خدائی تک کے دعوے سے نہیں چوکتے جیسے کہ فرعون تھا کہ وہ
خدائی کا دعویٰ کر بیٹھا اور اس سے خرق عادت کا بھی ظہور ہوا لیکن غلط
دعاوی دیر پا نہیں ہوا کرتے دنیا نے دیکھ لیا کہ فرعون کا انجام کیا ہوا حضرت
معین الدین چشتی کے زمانہ کے جادوگروں نے کیسی منہ کی کھائی خدا سب
پر غالب ہے اس لئے اس کے خاص بندے اور سچے بزرگ جھوٹ کا سلب

دفائز المرام ہوتے ہیں۔

معجزہ اسے کہتے ہیں جو نبی کی طرف سے ظہور میں آئے۔ کرامت وہ ہے جس کا ظہور اولیائے کرام کی طرف سے ہو۔ استدراج وہ ہے جو جادوگروں اور کاہنوں کا شیوہ ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ آخر جادوگر، ولی اور فاسقوں کی طرف سے خرق عادات کا ظہور کیوں ہو تا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان خلیفۃ اللہ ہے لارڈ آف یونیورس ہے اس کے اندر تمام خدائی طاقتیں موجود ہیں اور کوئی برا ہو یا اچھا اگر محنت کرے اور سعی سے کام لے تو وہ ترقی کر سکتا ہے کیونکہ ان کو نائب ربانی اور خلیفۃ اللہ ہونے کی حیثیت سے جو قوتیں اور صلاحیت مل چکی ہیں وہ عام ہے اور اس میں نیک و بد کا کوئی امتیاز نہیں ایک حد تک ترقی سب کر سکتے ہیں اور ہر انسان آگے بڑھ سکتا ہے۔

دیکھ لیجئے مسمریزم اور ہپناٹزم والوں نے جو نہ ولایت کے مدعی ہیں اور نہ سحر کے کتنی ترقی کی ہے جادوگروں کی سحر کاریاں بھی کسی سے پوشیدہ نہیں ان سے بھی خرق عادات و افعال کا صدور ہوتا ہے اس لیے نہیں کہ وہ اللہ کے مقرب ہیں یا انھیں رب قدیر کی طرف سے خاص طاقتیں ملی ہیں بلکہ اسلئے اور صرف اس لئے کہ ان کی خلقت میں جو جو ہر پوشیدہ اور مضمر تھے انھیں انھوں نے اپنی محنت سے چمکایا اور ترقی دی البتہ فرق آگے جا کر پڑتا ہے مقربین بارگاہ الٰہی کی ترقی غیر محدود اور لاانتہا ہے ان کی طاقتوں کا بھی کوئی شمار و احصار نہیں کیا جا سکتا ہے اسلئے کہ ان کی خلقی قوتوں اور صلاحیتوں میں آگے چل کر وہب شامل ہو جاتا ہے اور تجلیات ربانی کا پرتو انھیں متوثر کرنے لگتا ہے اور انھیں قبولیت عام اور شہرت دوام نصیب ہوتی ہے لیکن انسان کی خلقی طاقتیں اتنی ترقی نہیں کر سکتیں۔

حضور غوث اعظم کے خوارق عادات

حضور غوث اعظم اپنے وقت کے سب سے بڑے اور صاحب کرامات ولی تھے جب اور جس وقت کوئی شخص آپ کی کرامات دیکھنا چاہتا دیکھ سکتا تھا حضرت شیخ علی بن ابی النصر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث اعظم سے بڑھ کر کسی بزرگ کو صاحب کرامات نہیں دیکھا شیخ الاسلام عزالدین بن عبد السلام نے بیان کیا ہے کہ جس قدر تواتر کے ساتھ حضور غوث اعظم سے کرامات منقول ہیں اور کسی ولی سے نہیں حضرت امام نووی اپنی کتاب بستان العارفین میں لکھتے ہیں کہ کسی ولی کی کرامات مستند اور معتبر طریق سے اس کثرت کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچیں جس کثرت کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی کرامات ہم تک پہنچی ہیں۔

حضرت شیخ ابو محمد عثمان کا قول ہے کہ سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی کی کرامات سلک مروارید کی مانند تھیں ایسا سلک جس میں یکے بعد دیگرے موتی پروئے ہوئے ہوں اگر ہم میں کوئی شخص آپ سے ایک روز میں کئی کئی کرامات ۔ ۔ ۔ دیکھنی چاہتا تو بلاشبہ دیکھ سکتا تھا لیکن پھر بھی یہ ایک حقیقت ہے کہ بندہ خواہ کتنی ہی ترقی کر جائے بندہ ہے آپ بلاشبہ کثیر الکرامات بزرگ تھے مگر یہ بات بھی تھی کہ کبھی تو آپ سے کرامات کا ظہور پیہم ہوتا رہتا تھا اور کبھی بالکل نہ ہوتا تھا اس سے آپ کے مرتبہ اور جلالت شان میں کوئی فرق نہیں آتا اور نہ کرامات کسی ولی اور غوث کے علو و اقتدار کی دلیل ہیں بادی النظر میں کرامات بہت بڑی چیز نظر آتی ہیں اور لوگ انھیں دیکھ کر متحیر و انگشت بدنداں ہو جاتے ہیں مگر حقیقت کچھ اور ہے یہ کرامات تو چند ابتدائی درجوں کے بعد ہی شروع ہو جاتی ہیں انھیں کمال سلوک کی دلیل نہ کسی نے بتلایا ہے اور نہ بتا سکتا ہے چشتیہ خاندان کے متعلق حضرت بابا فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ ہمارے بزرگوں نے سلوک کے پندرہ درجے مقرر و مرتب کیے ہیں جس میں سے پانچویں درجہ ہی پر ظہور کرامات شروع ہو جاتا ہے۔

اس سے بخوبی سمجھ میں آ سکتا ہے کہ کرامات بڑی چیز ہو مگر ذاتی کمال و حالی مرتبتی کا انحصار ہی ان پر سمجھا جائے۔ بہجۃ الاسرار ایک بہت اور صحیح کتاب ہے جو آپ کے حالات میں لکھی گئی تھی علامہ کاتب چلپی نے اس کی بہت تعریف کی ہے ہم اسی مشہور اور مستند کتاب سے آپ کی کچھ کرامات نذر قارئین کرام کرتے ہیں۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ بڑوں کی باتیں بھی بڑی ہی ہوتی ہیں حضور غوث اعظم جس عظمت و جلال کے بزرگ تھے اسی شان کی کرامات کا ظہور آپ سے ہوا۔

ہڈیوں میں جان پڑ گئی

ایک عورت نے اپنے لڑکے کو یہ کہہ کر حضور غوث اعظم کے سپرد کر دیا کہ اسے آپ کے ساتھ بحد عقیدت ہے حضور غوث اعظم نے اسے چند اذکار و اشغال بتا کر ریاضات و مجاہدات کا حکم دیا ایک روز اس کی ماں جو آئی تو کیا دیکھتی ہے کہ بیٹا بہت دبلا اور نحیف ہو گیا ہے اور بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے وہ اسی وقت واپس ہو کر حضور غوث کے پاس آئی آپ اسی وقت مرغ کا گوشت کھا کر فارغ ہوئے تھے اور ہڈیاں رکھی ہوئی تھیں اس عورت کو جوش محبت جو آیا تو کہنے لگی کہ آپ خود مرغ کا گوشت کھاتے ہیں اور میرے بیٹے کو جو کی سوکھی روٹی کھانے کو دیتے ہیں یہ سنکر آپ نے اپنا دست مبارک ہڈیوں پر رکھا اور کہا کھڑا ہو جا اس اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں میں جان ڈالتا ہے اسی وقت مرغ اٹھ کھڑا ہوا اور بولنے لگا۔

پھر آپ اس عورت کی طرف مخاطب ہو کر بولے کہ جب تیرا بیٹا اس قابل ہو جائے گا اس وقت اسے اختیار ہو گا جو چاہے کھائے۔

مادر زاد اندھا بینا ہو گیا

بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک تاجر ابو غالب فضل اللہ حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری دعوت قبول فرمائیے آپ مجھ پر سوار ہو کر اس کے مکان پر پہنچے جہاں علماء اور مشائخ کا اجتماع تھا۔ دسترخوان پر انواع و اقسام کے کھانے چنے جانے کے بعد ایک سربمہر مٹکا دسترخوان کے گوشہ پر رکھا گیا حضور غوث اعظم سر جھکائے بیٹھے تھے اور ضیافت میں آپ کی ہیبت و عظمت کی وجہ سے لوگوں پر خاموشی کا عالم طاری تھا آپ نے اشارہ کر کے مٹکا سامنے منگوا کر جو کھلوایا تو دیکھا کہ اس میں اس تاجر کا ایک مفلوج مجذوم اور مادر زاد نابینا لڑکا بند ہے آپ نے فرمایا تو اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر اٹھ کھڑا ہو آپ کا یہ فرمانا تھا کہ وہ مجذوم لڑکا بالکل تندرست ہو کر دوڑنے لگا۔

ساری مجلس میں ایک حیرت چھا گئی اور ایک غلغلہ بلند ہوا آپ اسی حالت میں لوگوں کی آنکھ بچا کر کھانا کھائے بغیر وہاں سے چلے گئے۔

طالب العلم کی موت

قلائد الجواہر میں لکھا ہے کہ آپ کے طلباء سے فقہ میں ایک عجمی طالب العلم تھا جو نہایت کند ذہن تھا اور محنت اور سمجھانے کے باوجود کچھ نہ سمجھتا تھا ایک روز آپ اسے بیٹھے پڑھا رہے تھے کہ ابن سمحل آ گئے آپ کو اس طالب العلم کے ساتھ محنت کرتے دیکھ کر بہت تعجب ہوا جب آپ اسے پڑھا کر فارغ ہوئے تو انہوں نے پوچھا کہ آپ اس طالب العلم کے ساتھ بہت محنت فرماتے ہیں فرمانے لگے کوئی بات نہیں اب اس کے ساتھ محنت اٹھانے کے دن ایک ہفتہ سے ہی کم رہ گئے ہیں ایک ہفتہ پورا نہ ہونے پائیگا کہ اس کا انتقال ہو جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ہفتہ ختم نہ ہونے پایا تھا کہ وہ طالب العلم فوت ہو گیا

ملائکہ کی امامت

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ آپ بغداد سے غائب ہو گئے تلاش پر معلوم ہوا کہ آپ دریائے دجلہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھے گئے لوگ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ تختہ آب پر اس طرح چلے آ رہے ہیں جس طرح کوئی خشکی پر چلتا ہے اور مچھلیاں ہر طرف سے آ کر آپ کے قدم چوم رہی ہیں۔

ظہر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے دیکھا کہ ایک بڑی اور وسیع جانماز تخت سلیمان کی طرح معلق ہوا میں بچھ گئی جس کا رنگ سبز تھا اور اس پر دو سطریں تھیں پہلی سطر میں الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون اور دوسری سطر میں تھا سلام علیکم اھل البیت انہ حمید مجید۔

[illegible]

کے آثار نمایاں تھے جانماز کے برابر کھڑے ہو گئے یہ سب کے سب خاموش تھے اور ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا ایک سیلاب جاری تھا حضور غوث اعظم کی امامت میں نماز شروع ہوئی اور نہ صرف ان لوگوں نے بلکہ تمام اہل بغداد نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی سب پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھا آپ کے دہن مبارک سے ایک سبز رنگ کا نور نکل کر آسمان کی طرف جاتا دکھائی دیتا تھا اختتام نماز کے بعد آپ نے یہ دعا کی بار الٰہا یہ تیرا در گاہ میں بہترین خلائق اور تیرے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کی روح توبہ کئے بغیر قبض نہ کرنا۔ حضرت سہیل فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر ملائکہ کی ایک بہت بڑی جماعت کو آمین کہتے ہوئے سنا جب آپ دعا ختم کر چکے تو ہم نے اپنے کانوں سے یہ ندا سنی ابشر فانی قد استجبت لک یعنی تم خوش ہو جاؤ میں نے تمہاری دعا قبول کی۔

شیخ ابو التقی محمد بن ازہر حیرفینی لکھتے ہیں کہ میں ایک سال تک متواتر یہ دعا مانگتا رہا کہ مجھے رجال الغیب کی زیارت نصیب ہو آخر مجھے خواب میں بشارت ہوئی کہ میں حضرت امام حنبل کے مزار شریف پر حاضر ہوں ایک بزرگ بھی وہاں موجود ہیں میں بیدار ہو کر مزار شریف پر پہنچا دیکھا کہ جن بزرگ کی زیارت خواب میں ہوئی تھی وہی موجود ہیں میں زیارت سے فارغ ہو کر ان بزرگ کی قدمبوسی حاصل کرنا چاہتا تھا کہ وہ مجھ سے پہلے ہی فارغ ہو کر چل دیئے میں سب کچھ چھوڑ کر ان کے پیچھے ہو لیا وہ جب دجلہ پر پہنچے ان کے پہنچتے ہی دجلہ کے دونوں کنارے اس قدر قریب آ گئے کہ ایک قدم کا فاصلہ رہ گیا اور آپ اسے عبور کر گئے میں یہ دیکھ کر گھبرا گیا اور میں نے انھیں قسم دی کہ چند لمحہ ٹھہر کر ذرا میری بات سنتے جائیے چنانچہ وہ ٹھہر گئے اور میری طرف متوجہ ہوئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؛ انہوں نے فرمایا حنیفا مسلما وما انا من المشرکین تا لیسی پر مجھے خیال ہوا کہ یہ واقعہ حضور غوث اعظم سے ہی عرض کرتا چلوں جب دروازہ پر پہنچا ہی تھا کہ اندر سے آواز آئی اور آپ نے پکار کر کہا کہ محمد بن ازہر اس وقت مشرق سے مغرب تک تمام روئے زمین پر ان کے سوا حنفی المذہب ولی اللہ اور کوئی نہیں ہے۔

پھونک سے دیوانگی طاری ہو گئی

بہجۃ الاسرار میں لکھا ہے کہ جب حضرت غوث اعظم کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تو بغداد کے ایک سو فقہا آپ کا امتحان لینے کے لئے جمع ہوئے اور باہم صلاح ہوئی کہ ان میں سے ہر شخص مختلف علوم و فنون کے جدا جدا مسئلے پوچھے سب کے طے ہو جانے کے بعد یہ جماعت حضرت غوث اعظم کی مجلس وعظ میں حاضر ہوئی [illegible]

ہیں کہ میں اس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپ نے سر جھکا لیا سر جھکانا تھا کہ آپ کے سینہ مبارک سے نور کی ایک شعاع ظاہر ہوئی اور ان تمام فقہاء کے سینوں سے گذر گئی جسے کسی نے دیکھا اور کسی نے نہیں دیکھا یہ شعاع جس کے سینہ پر سے گذرتی وہ حیران و پریشان اور بیقرار ہو جاتا اب تو یہ حالت تھی کہ ان سب فقہاء پر ایک دیوانگی طاری ہوگئی ٹوپیاں سر سے پھینکدیں زور زور سے چلانے لگے رونے پیٹنے اور تمام کپڑے چاک کر ڈالے چند لمحہ ہی گذرنے پائے تھے کہ سب نے آپ کے قدموں پر سر ڈالدیئے۔

اس پر تمام مجلس میں ایک طوفان برپا ہوگیا شور پڑ گیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا پورا بغداد حرکت میں ہے اس کے بعد آپ نے ایک ایک کو اپنے سینہ سے لگانا شروع کر دیا جب آپ سب کو اپنے سینہ سے لگا چکے تو آپ نے ان میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ تمہارے سوال کا جواب یہ ہے اسی طرح آپ نے ہر ایک کے سوال کا نام لیکر اس کا جواب دینا شروع کر دیا جب آپ ان سب فقیہوں کے سوالوں کا جواب دے چکے اور مجلس ختم ہوگئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ لوگوں کی کیا کیفیت ہوگئی تھی تو انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ وہاں جاکر بیٹھے تو ہمارا جس قدر علم تھا وہ سب ہم سے سلب ہوگیا گویا کہ کبھی ہم نے کچھ پڑھا ہی نہ تھا پھر جب آپ نے ہمیں سینہ سے لگایا تو ہمارا علم پھر واپس آگیا اس کے بعد آپ نے ہمارے سوالوں کا وہ جواب دیا جس کا خود ہمیں علم نہیں تھا۔

کتاب کا مضمون بدل گیا

شیخ ابو المظفر منصور بن المبارک بیان کرتے ہیں کہ میں عالم شباب میں حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت میرے پاس فلسفہ اور علوم روحانیت کی کوئی ایک کتاب تھی آپ نے قبل اس کے کہ کتاب دیکھیں مجھ سے فرمایا کہ یہ کتاب تیرا برا ساتھی ہے اٹھ اسے دھو ڈال میں نے اسے گوارا نہ کیا کیونکہ مجھے اس سے بہت محبت تھی میں نے چاہا کہ اٹھ جاؤں اور اس کتاب کو گھر رکھ آؤں میں اس نیت سے اٹھنے ہی والا تھا کہ حضرت غوث اعظم نے میری طرف تعجب کی نظر سے دیکھا آپ کی نظر کا پڑنا تھا کہ میں وہیں جم کر رہ گیا اور مجھ سے اٹھا نہ گیا آپ نے فرمایا کہ یہ کتاب مجھے دیدو۔

میں نے جو اسے کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ فقط سفید کاغذ ہیں جن پر ایک حرف بھی لکھا ہوا نہیں میں نے وہ کتاب آپ کو دیدی آپ نے اس کتاب کی ورق گردانی کے بعد فرمایا کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے جو محمد بن ضریس کی تصنیف ہے اور مجھے واپس کردی اب جو میں دیکھتا ہوں تو فی الحقیقت فضائل قرآن [illegible] ضریس کی تصنیف ہے اور نہایت خوشخط لکھی ہوئی

ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو باتیں دل میں ہوا کریں بری ہوں تو توبہ کر لو آگے سے کبھی ایسا نہ کرنا کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ یہ بہت گندہ کی بات ہے میں نے عرض کیا ہاں توبہ کرتا ہوں حضرت ابو المظفر کا بیان ہے کہ میں وہاں سے اٹھا تو مسائل فلسفہ اور احکام روحانیات جو مجھے یاد تھے سب کے سب ایسے فراموش اور نسیاً منسیا ہوگئے گویا کبھی ذہن میں آئے ہی نہ تھے۔

مافی الضمیر کا علم

قلائد الجواہر میں مذکور ہے کہ شیخ ابو الحسن علی بن طاعب ایک دفعہ ایک بڑی جماعت کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی زیارت کو گئے کہ آپ سے ایک مہم کے متعلق دعا کرائیں راستہ میں اور لوگ بھی ساتھ آملے جن میں ایک لڑکا بھی تھا جو نہایت بد اخلاق تھا اکثر اوقات ناپاک رہتا تھا اتفاق سے آپ راستہ ہی میں مل گئے ان لوگوں نے آپ سے مافی الضمیر بیان کیا اور دعا کے خواستگار ہوئے اور دست بوسی کی لیکن اس لڑکے نے آپ کا ہاتھ پکڑنا چاہا تو آپ نے اپنا دست مبارک آستین میں چھپا لیا اور اس کی طرف ایک نظر دیکھا دیکھتے ہی وہ لڑکا بیہوش ہوگیا اور زمین پر گر پڑا ہوش میں آیا تو اس کے چہرہ پر داڑھی نمودار تھی اس نے اسی وقت توبہ کی اور توبہ کے بعد آپ سے معانقہ کیا۔

طے ارض کا ظہور

شیخ ابو الحسن حضور غوث اعظم کی خدمت میں مصروف رہتے تھے اور علم حاصل کرتے تھے ۵۲۳ھ میں ایک روز شب کے وقت آپ باہر تشریف لائے تو پہلے مدرسے چلے گئے اور پھر وہاں سے نکل کر ایک راستہ پر ہو لئے شیخ ابو الحسن بھی پیچھے ہو لئے بغداد کے دروازہ سے نکلتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ایسے شہر میں موجود ہیں جسے پیشتر کبھی نہ دیکھا تھا حضور غوث اعظم ایک مکان میں داخل ہوئے جہاں کچھ اشخاص موجود تھے انہوں نے آپ کو سلام کیا مگر آپ آگے بڑھ کے چلے گئے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ میں ایک ستون کے پاس چھپ کر دیکھنے لگا کچھ کراہنے کی سی آواز آنے لگی تھوڑی دیر میں ایک بیمار شخص کو کندھے پر اٹھا کر لایا گیا اس کے بعد ایک اور شخص آیا جس کی مونچھیں طویل اور سر برہنہ تھا وہ آپ کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔

آپ نے اسے کلمہ شہادت پڑھا کر توبہ کرائی مونچھیں ترشوا دیں اور اس کا نام محمد رکھا پھر دوسرے اشخاص سے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے اس شخص کو متوفی کی جگہ قائم مقام بنایا جائے اس کے بعد آپ واپس چلے تھوڑی دیر ہی میں بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے صبح کو میں نے واقعہ پوچھا آپ نے فرمایا وہ شہر نہاوند تھا اور جو لوگ تم نے وہاں دیکھے تھے ابدال و نجباء تھے جو شخص بیمار تھا اس نے انتقال کیا [illegible]

تھا میں شخص کو جس نے سلطان کو قسطنطنیہ کا فاتح بننے والا الفہرانی تھا مجھے حکم ہوا تھا کہ یہ شخص اس کا قائم مقام بنا دیا جائے جو شخص کا بہت برا انہماک جہاد کو اہمیت تھے وہ حضرت خضر تھے میں نے اپنی زندگی میں کبھی اس واقعہ کا ذکر نہیں کیا (قلائد الجواہر)

لشکر عجم کو شکست دی

ایک دفعہ شاہ عجم نے خلیفہ بغداد پر یلغار کی اس کے لشکر جرار کے مقابلہ کی تاب خلیفہ بغداد نہ لاسکا اور حضرت غوث اعظم سے طالب امداد ہوا۔ آپ نے حضرت شیخ علی سے کہا کہ عجمی افواج سے کہدو کہ تم بغداد سے چلے جاؤ۔ شیخ صاحب نے اپنے خادم کو بلا کر کہا کہ عجمی لشکر کے آخری کنارے پر ایک خیمہ میں تین اشخاص بیٹھے ہوئے ملیں گے ان سے کہدینا کہ تم بغداد سے چلے جاؤ اگر وہ کہیں کہ ہم دوسرے کے حکم سے آئے ہیں تو تم بھی یہی جواب دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ سنکر ان میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا یا خیمہ کے بند کھول دیے اور یہ پورا لشکر خاموشی کے ساتھ بلا لڑے بھڑے بغداد سے واپس چلا گیا۔

مسجد سے باغ میں پہنچا دیا

ابو المظفر حضرت عبد الرحیم بیان کرتے ہیں کہ عبد الصمد بن ہمام ایک بہت بڑے دولتمند اور ثقہ شخص تھے لیکن حضور غوث اعظم کے بہت خلاف تھے ایک جمعہ کو ان کا گزر آپ کے مدرسے کی جانب ہوا تو انہیں حاجت سے پہلے وہ نماز کے لیے مسجد میں آگئے مسجد میں جو بیٹھے تو حاجت برابر بڑھتی گئی اسی اثنا میں غوث اعظم منبر پر چڑھے انہیں علم نہ تھا کہ آپ ہی نماز پڑھائیں گے منبر پر چڑھتے دیکھا تو ان کے دل کی تنگی میں اور شدت ہوئی بہت پریشان و مضطرب تھے کہ اگر یہیں مسجد ہی میں پیشاب یا پاخانہ خطا ہو گیا تو بڑی رسوائی ہوگی۔

عبد الصمد کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ گویا جان نکلی جا رہی ہے اور کثرت ہجوم کی وجہ سے اٹھنے کا موقعہ بھی نہ تھا اتنے میں آپ نے منبر پر سے دو تین سیڑھیاں نیچے اتر کر اپنی آستین ان کے سر پر رکھ دی جس سے انہیں یہ محسوس ہوا کہ وہ ایک باغ میں موجود ہیں جہاں قریب ہی پانی کا ایک چشمہ بہہ رہا ہے انہوں نے اس باغ میں قضائے حاجت کی وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی آپ نے آستین جو اٹھائی تو وہ اپنی جگہ پر اسی حالت میں موجود تھے اور طبیعت بالکل صاف تھی انہیں بہت حیرت ہوئی اب جو غور سے دیکھتے ہیں تو ہاتھ پاؤں میں وضو کی نمی ابھی موجود ہے۔

نماز ختم ہونے کے بعد جو گھر جانے لگے تو انہیں اپنا رومال غائب نظر آیا جس میں کنجیاں بندھی ہوئی تھیں جب بہت پتہ نہ چلا تو تلاش ترک [illegible]

تیسری منزل پر پہنچے تو ایک باغ نظر آیا جس میں چشمہ بھی بہہ رہا تھا ایک ساتھی نے کہا کہ آگے کہیں پانی ملنے کی توقع نہیں یہیں نماز اور کھانے وغیرہ سے فراغت حاصل کر لیں عبد الصمد نے غور کر کے دیکھا تو وہی باغ نظر آیا جسے اس روز دیکھا تھا وضو کر کے نماز پڑھنے کے لیے آگے جو بڑھے تو اپنا رومال بھی کنجیوں کے ساتھ وہیں پڑا ملا بید حیرت ہوئی سفر پورا کر کے اور اپنے کام کو تکمیل پر پہنچا کر جلد بغداد واپس ہوئے حضور غوث اعظم کی خدمت میں پہنچے قدموں پر گرے اور معافی مانگی اور اس روز سے بید معتقد ہو گئے (قلائد الجواہر)

قسمت بدل دی

آپ کے ایک خادم نے خواب میں ستر عورتوں سے ایک وقت ہمبستری کی خادم نے صبح کو ماجرا سنایا آپ نے فرمایا گھبراؤ نہیں مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ تم ستر عورتوں سے مرتکب زنا ہو گے میں نے خداوند برتر و تعالیٰ سے دعا کی کہ ان واقعات کو بیداری سے خواب میں بدل دے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تم ایک بڑے عذاب سے بچ گئے۔

چور کو ولی کر دیا

لطائف قادری میں مذکور ہے کہ حضرت ابو الفتح نے غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آج حضرت احمد ابدال علمی کا انتقال ہو گیا ہے ان کی جگہ کسی کا تقرر فرمایئے آپ نے فرمایا بہتر ہے اسی روز رات کو حضرت غوث اعظم کے دولت خانہ میں ایک چور آگیا حجرہ کے برتنوں پر ہاتھ ڈالتے ہی اندھا ہو گیا آپ نے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تو کون ہے اس نے ادب سے عرض کیا حضور چور ہوں غربت و افلاس نے مجھے اس پیشہ کے اختیار کرنے پر مجبور کیا ہے حضور کو اس کی حالت پر رحم آیا لب مبارک اس کی آنکھوں پر لگایا فوراً بینائی آگئی اس کو توجہ کرائی اپنے حجرے میں ٹھیرایا تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کے طریقے بتائے اور منازل سلوک طے کرا کے اسے احمد علمی کی جگہ ابدالیت کے درجہ پر مقرر کر دیا۔

ایک نظر میں سینہ صاف کر دیا

شیخ ابو محمد صالح دکالی فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت شیخ ابو مدین نے مجھ سے کہا بغداد جا کر حضور غوث اعظم سے فقر و سلوک کی تعلیم حاصل کرو میں جو بغداد پہنچ کر خدمت میں حاضر ہوا تو مجھے حضور کی ہیبت بہت خوفناک نظر آئی اور قلب سینہ کے اندر لرزنے لگا آپ نے مجھے حکم دیا کہ بیس روز تک خانقاہ کے دروازہ پر بیٹھے رہو اس کے بعد آپ ایک روز تشریف لائے اور ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اس طرف دیکھو میں نے جو نظر اٹھائی تو کعبہ سامنے نظر آیا پھر [illegible] کیا کہ کیا نظر آیا میں نے [illegible] دیکھو ادھر جو نظر اٹھائی تو شیخ مدین نظر آئے پوچھا کیا دیکھا میں نے [illegible]

کی کہ اپنے شیخ کو دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد مجھ سے سوال کیا کہ اب کہو کدھر جاؤ گے کعبہ شریف کی طرف یا اپنے شیخ کی طرف میں نے عرض کیا کہ میں تو اپنے شیخ کی طرف جانا چاہتا ہوں اس کے بعد حضور غوث اعظمؓ نے فرمایا صالح! تم اس وقت تک فقیر نہیں ہو سکتے کہ جب تک تم اس کی سیڑھی پر نہ چڑھ جاؤ اور اس کی سیڑھی توحید ہے اور توحید کا دارومدار اس پر ہے کہ تم تمام فانی مخلوق فانی چیزوں کو اپنی نظر سے مٹا دو میں نے کہا کہ تو پھر حضور توجہ ڈال کر فنا ہی کر دیجئے چنانچہ آپ نے مجھ پر ایک نظر ڈالی۔ اس نظر کے ڈالتے ہی میرے دل سے تمام جذبات ختم ہو گئے۔

ذاتی حالت بتا دی

قلائد الجواہر میں ہے کہ شیخ ابو محمد الجونی فرماتے ہیں کہ میں ایک روز حضور غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا میں اس وقت فاقہ سے تھا اور میرے بال بچوں نے بھی کئی روز سے کچھ نہ کھایا تھا میں نے سلام کیا جس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ جونی! بھوک ایزد تبارک و تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے جسے وہ دوست رکھتا ہے اسی کو عطا کرتا ہے جب بندہ تین روز تک کچھ نہیں کھاتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے تو نے میری وجہ سے تین روز تک کچھ نہیں کھایا اب مجھ میں کھلاؤں گا اور پلاؤں گا قریب تھا میں یہ سن کر چیخ اٹھتا مگر آپ نے مجھے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر فرمانے لگے جب خدا صبر کرتا تا اپنے کسی بندہ کی آزمائش کرتا ہے اور بندہ اسے پوشیدہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے دگنا اجر عطا کرتا ہے۔ یہ فرما کر آپ نے مجھے قریب بلایا اور پوشیدہ طور پر کچھ دیا میرا قصد تھا کہ میں اسے ظاہر کر دوں مگر آپ نے فرمایا کہ جونی یاد رکھو کہ فقر کو چھپانا بہتر ہے (قلائد الجواہر)

بزرگ کی زیارت کرادی

شیخ محمد بن الخضر کا بیان ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہو وہ کہتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے حضور غوث اعظم کی خدمت میں باریابی کے وقت خیال آیا کہ مجھے حضرت شیخ احمد رفاعی سے بھی نیاز حاصل کرنا چاہیے فوراً ہی آپ نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا خضر! لو شیخ احمد سے ملاقات کر لو میں نے آپ کے بازو کی طرف جو نظر کی تو مجھے ایک بارعب بزرگ نظر آئے میں نے اٹھ کر سلام کیا تو آپ نے فرمایا کہ خضر! جو شخص شیخ عبدالقادر جیسے اولیاء اللہ کی زیارت کر لے تو پھر اسے مجھ جیسے شخص سے ملنے کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے کیونکہ میں تو آپ کا ماتحت ہوں اسکے بعد وہ غائب ہو گئے۔

حضور غوث اعظم کے انتقال کے بعد میں شیخ احمد رفاعی کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ وہی بزرگ ہیں جنہیں میں نے حضور غوث اعظم

کے بازو پر بیٹھے ہوئے دیکھا تھا شیخ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ کیا اس لئے میری پہلی ملاقات کافی نہیں تھی۔

کرامات سلب کر لی

قلائد الجواہر میں ہے کہ ایک مرتبہ ابوالحسن حضور غوث اعظم کے مدرسہ میں تشریف لائے شیخ صیاد اس وقت وہیں موجود تھے انہوں نے دیکھا کہ حضور غوثیت مآب کی دہلیز پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا ہے تو اس نے شیخ ابوالحسن سے کہا کہ آپ حضور غوث اعظمؓ سے میری سفارش کر دیجئے جب وہ آپ کی خدمت میں پہنچے تو پہلے ہی آپ نے کہا کہ ابوالحسن اس نوجوان کو ہم نے تمہارے حوالہ کر دیا یہ سن کر وہ باہر آئے اور نوجوان کو اس فرمان غوثیت سے مطلع کیا کہ تمہارے متعلق جو سفارش کی گئی تھی وہ منظور ہو گئی ہے یہ سنتے ہی وہ نوجوان دہلیز سے نکلا اور پرندوں کی طرح ہوا میں اڑتا ہوا چلا گیا۔

واپس آکر میں نے حضور غوث اعظم سے دریافت کیا کہ حضور یہ کیا قصہ تھا یہ کون شخص تھا حضور کی دہلیز پر کیوں آکر چپ لیٹ گیا تھا اور کیا چاہتا تھا آپ نے فرمایا کہ یہ نوجوان بغداد پر سے پرواز کرتا ہوا گزرا اس نے خیال کیا کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے اس لئے میں نے اس کی تمام کرامتیں سلب کر لیں۔ اگر شیخ علی آ کر اس کی سفارش نہ کرتے تو میں اسے ہرگز نہ چھوڑتا۔

اس قسم کی سینکڑوں نہیں ہزاروں کرامات و خوارق عادات ہمیشہ حضور غوث اعظم سے ظہور میں آتے رہے اور ایک مخلوق نے انہیں دیکھا اور ان سے فائدہ اٹھایا۔ آپ کی ہر کرامت اپنی جگہ ایک بے مثال چیز تھی اور دنیا اور دنیا والوں کی حیرت میں اضافہ کرتی تھی۔

روحانی ترقی کے مبادی

سلسلہ قادریہ عالیہ کے اذکار و اشغال بہت خوشنما اور بہت اعلیٰ ہیں جن کا ایک اجمالی خاکہ ہم ذیل میں ناظرین کرام کے افادہ کے لئے پیش کرتے ہیں اول ذکر: ذکر جہر ہے جو کئی اقسام پر مشتمل ہو مثلاً یک ضربہ دو ضربہ سہ ضربہ چہار ضربہ!

یک ضربی یہ کہ ذاکر کو چاہئے کہ دو زانو ہو کر بیٹھ جائے سانس کو روک کر لفظ اللہ کو جہر کے ساتھ زور سے ادا کر کے قلب پر ضرب لگائے دو ضربی یہ کہ مذکورہ بالا طریق پر عمل کرے مگر ضربات دو ہوں ایک بجانب راست اور دوسری بجانب چپ اسی طرح بار بار کرے سہ ضربی یہ کہ ذاکر چہار زانو بیٹھ کر ایک مرتبہ دائیں زانو پر دوسری بار بائیں زانو پر اور تیسری بار قلب پر ضرب لگائے ... چہار ضربی ...

تین ضرب [illegible] قلب کی ضرب [illegible] زمین پر چلے۔

ذکرِ خفی

یہ ذکر ذکرِ جہر سے بلند تر ہے اور اس کے منافع اور اس کی فائدہ اور تاثیرات بہت کثیر ہیں اس سے قلب میں نور اور طبیعت میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور درجات بلند ہوتے اور مقامات کھلتے چلے جاتے ہیں۔

ذکرِ خفی کا پہلا طریقہ یہ ہے کہ آنکھوں اور لبوں کو بند کر کے بزبانِ تصور اللہ سمیع کہے ناف سے سینہ تک اسے کھینچ کر لیجائے پھر تصور ہی میں اللہ بصیر کہکر سینہ سے دماغ تک پہنچے وہاں سے اللہ علیم کہکر عرش تک پہنچے اس کے بعد یہی الفاظ تصور میں لئے ہوئے تدریجی طور پر آہستہ آہستہ نیچے اترے اور دماغ تک آئے، اللہ بصیر کہتا ہوا دماغ سے سینہ پر آئے اللہ سمیع کہتا ہوا سینہ سے ناف پر اتر آئے اور اسی طرح بار بار کرتا اور تصور میں پرواز کرتا رہے۔

ذکرِ نفی اثبات

کہا جاتا ہے کہ اس ذکر کو مشائخ قادریہ اسمِ ذات کے ذکر کی مشق کے بعد تعلیم کرتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ رو بیٹھکر اور آنکھیں بند کر کے [illegible] پھر لفظ لا کو ناف سے اٹھاتا ہوا داہنے کندھے سے لیجا کر پس پشت ڈالدے پھر وہاں سے الٰہ کو دماغ تک لیجا کر خود داہنی طرف خیال لے جائے اور تصور کرے کہ میں نے تمام عالم کو پس پشت ڈالدیا ہے سب کچھ فنا ہو گیا ہے پھر الا اللہ کو داہنی طرف سے بائیں طرف قلب پر لیجا کر بہ شد و مد ضرب کرے اور خیال کرے کہ اللہ کے سوا تمام عالم فنا ہو گیا ہے اور خدائے برتر و توانا کی محبت کے سوا اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہا ہے۔

ذکرِ پاس انفاس

یہ اذکارِ خفیہ میں سے ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان ہر وقت ذکرِ الٰہی میں مصروف رہے جب سانس باہر نکلے تو لا الٰہ کہتا ہوا نکلے اور ساتھ ہی یہ خیال بھی قائم ہو کہ میں نے جملہ ماسوائے اللہ کو اپنے جسم سے نکال کر باہر پھینکدیا ہے اور بدیں وجہ نفی کرتا ہوں اور جب سانس اندر جائے تو لفظ الا اللہ ہو اور قلب تک پہنچے اس وقت خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام اشیاء فنا ہو گئی ہیں اور لفظ اللہ کا ایک گہرا نقش دل پر قائم ہو گیا ہے۔

مراقبے

ذکرِ خفی کے اثرات پیدا ہونے اور [illegible] آجانے کے بعد مشائخ قادریہ مراقبہ کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ ذاکر کوئی ایک آیتِ قرآنی یا کوئی اسمِ ذات کو زبانِ تصور سے پڑھے اور اس کے معانی و مفاہیم کی طرف اپنی توجہات مرکوز کر کے ان میں بالکل مستغرق ہو جائے [illegible] مستغرق کر کے دل میں کسی چیز کا خیال ہی باقی نہ رہے اسی کا نام مراقبہ ہے جو فی الحقیقت تکمیلِ درجات کے بعد بہت اہم اور بڑی مفید چیز ثابت ہوتا ہے۔

مراقبے بھی بہت سے ہیں ہمیں اس موقع پر یہ اعتراف کر لینا ہے کہ ہم سلسلہ قادریہ اور سہروردیہ دونوں سے تعلق رکھتے ہیں لیکن ہمیں جو کچھ بھی تھوڑا بہت علم ہے سہروردیہ سلسلہ میں ملا۔ قادریہ اشغال کا کوئی ذاتی تجربہ ہمیں نہیں ہے جو کچھ قادری کتب سے ملا اسے بحد اختصار کے ساتھ قلمبند کر دیا اس چیز کو طول اس وجہ سے بھی نہیں دیا کہ یہ تعلیم پڑھنے اور از خود کرنے سے نہیں آتی تا وقتیکہ مرشد لے بتاتا تو ایک طرف خود اپنے ساتھ بٹھا کر ذکر کرائے اور مرشد بھی مرشدِ کامل ہو یہ چیزیں درسی نہیں عملی ہیں اور یہ آسانی سیکھنے سے نہیں سیکھی جا سکتیں بلکہ سکھانے اور کرانے سے آتی ہیں اور جہاں تک ہمارا تجربہ ہے اس دور میں ان کا فقط نام ہی رہ گیا ہے مبارکباد ہیں وہ ہستیاں جنہیں کوئی مرشد کامل نصیب ہو جائے اور پھر وہ ایک شوق اور لگن کے ساتھ اس میدان میں گامزن ہوں۔

حضور غوثیت مآب کے عملیات

اس زمانہ میں لوگوں کو عملیات و تعویذات کا شوق جو جنون کی حد تک پہنچ گیا ہے کہنے کو تو لوگ کہدیتے ہیں کہ تعویذات میں کیا رکھا ہے لیکن عملاً ان کی یہ حالت ہے کہ جب بھی لوگ کسی شخص کی بابت سن لیتے ہیں کہ اس کے عملیات و تعویذات موثر ہیں تو اس کے پاس ہجوم کر کے پہنچتے ہیں کلکتہ میں تو ہم نے بچشم خود دیکھا ہے کہ ضلع [illegible] کے ایک شخص کے پاس بڑے بڑے انگریزی تعلیم یافتہ حضرات تک ان کے پاس پہنچتے ہیں اور سینکڑوں روپیہ خرچ کرتے ہیں تعلیم یافتہ لوگوں میں تو کچھ لوگ ایسے مل بھی سکتے ہیں جو ان چیزوں سے ایک حد تک بے نیاز نظر آئیں گے لیکن کم تعلیم یافتہ اور جہلا تو سب کے سب اس جنون کے شکار ہیں اور لوگوں کا رجحان دیکھکر بہت سے ایسے لوگ میدان میں آ گئے ہیں جو عملاً بالکل کورے ہیں اور عوام کو اپنے ہتھکنڈوں سے لوٹتے ہیں حالانکہ قرآنی آیات و تعویذات کے اثرات مسلمہ ہیں اور بزرگانِ دین سے بھی بہت سے اعمال و تعویذات منقول ہیں۔

ضرورت ہے کہ ان افراد کی بھی رہنمائی کی جائے اور ان کے شوق کی تسکین کا سامان کیا جائے اسی لئے اس جگہ ہم حضرت غوث اعظم کے مستند عملیات و تعویذات درج کرتے ہیں اگر انھیں پوری عقیدت کے ساتھ کام میں لایا گیا تو اس سے یقیناً مستند فائدہ حاصل ہوگا۔

درود شریف کی برکات

حضرت غوث اعظم نے [illegible]

احتیاجات پیش آتی رہتی تھیں وہ حضور غوثیت مآب کے پاس حصول عملیات و تعویذات کے لئے بار بار تشریف لاتے رہتے تھے آپ حسب موقعہ دیکھتے تھے ویسا کرتے تھے بسا اوقات تو آپ حاجتمندوں کے لئے دعا کر دیا کرتے تھے ویسے آپ تعویذ بھی لکھدیتے تھے اور وظائف بھی پڑھنے کے لئے بتا دیتے تھے درود شریف کا وظیفہ آپ نے بہت سے لوگوں کو بتایا اور واقعی یہ وظیفہ ہے بھی بہت موثر اور صدہا برکات و حسنات کا موجب ہے۔

ہر کام اور ہر مطلب کے لئے آپ درود شریف کے پڑھنے کی ترکیب بتا دیا کرتے تھے آپ خود بھی اس کا ورد رکھتے تھے۔

اس کی سب سے بڑی خصوصیت تو یہ ہے کہ جو شخص اسے سات روز تک متواتر شب کو بعد عشا پڑھتا رہے اسے ضرور زیارت نبی کریم کی سعادت نصیب ہوگی اور اس کا پڑھنے والا ضرور اس شرف عظیم سے مشرف و معزز ہوگا۔

جو شخص ہر روز بعد نماز عشا پانچسو مرتبہ روزانہ پڑھتا رہے گا وہ کبھی افلاس و عسرت کا شکار نہ ہوگا اور مالی پریشانیاں آ سے عارض حال نہ ہونگی جو شخص سو مرتبہ صبح و عشا کی نماز کے بعد روزانہ اسے پڑھتا رہے گا اس کی تمام مشکلات خود بخود حل ہوتی رہیںگی۔

جو شخص پانسو مرتبہ درود شریف پڑھکر بعد دعا مانگکر درود شریف پڑھتا ہوا عدالت میں جائیگا وہ مقدمہ میں ضرور کامیاب ہوگا۔

جو شخص چالیس روز تک ایک ہزار ایک سو مرتبہ روزانہ بعد عشا درود شریف پڑھے گا وہ اس کا عامل ہو جائیگا۔

جو شخص درود شریف کا عامل ہونے کے بعد اسے اکیس مرتبہ پانی پر پڑھکر کسی مریض کو پلائیگا بلا شبہ وہ مریض اچھا اور تندرست ہو جائیگا۔ جو شخص عامل ہونے کے بعد اسے اکیس مرتبہ پانی پر پڑھکر کسی مریض کو پلائیگا بلاشبہ وہ مریض اچھا اور تندرست ہو جائیگا۔

حُب کا عمل

جو شخص حاجتِ محبت کے لئے اکیس روز تک بعد نماز عشا پانچسو مرتبہ یحبونھم کحب اللہ والذین امنوا اشد حبا للہ پڑھے گا وہ ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ وہ پنجگانہ نماز کا پابند ہو اور اس دوران میں اس کی زبان سے کوئی لغویات اور جھوٹ بات منہ سے نہ نکلے اور نہ ناجائز کمائی اور [illegible] روپیہ کا لقمہ اس کے پیٹ کے اندر جائے دوسرے وہ جب وظیفہ پڑھنے بیٹھے اپنے تمام گذشتہ معاصی سے توبہ کرے اور [illegible] طالب و مطلوب میں محبت و رابطۂ اتحاد کا تصور قائم رکھے [illegible] عمل اور آسان عمل ہے جس کے پڑھنے میں پورا ایک گھنٹہ بھی صرف نہ ہوگا۔

عداوت کا عمل

دو آدمیوں کے درمیان عداوت ڈالنے کے لئے ۱۰ بجے دن کے گزر جانے کے بعد جب نماز عشا پڑھے تو اس کے بعد والقینا بینھما العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ ۲۱۵ مرتبہ روزانہ اکیس روز پڑھتا رہے ضرور اپنے مقصد میں کامیاب ہوگا لیکن اس کے ساتھ ہی شرط یہ بھی ہے کہ جائز غرض کے لئے پڑھا جاوے زوجین اور میاں بیوی اور باپ بیٹے یا ماں بیٹے کی عداوت کے لئے ہرگز نہ پڑھے۔ نماز کا پابند ہو اور اس دوران میں جملہ معاصی و مناہی کے ارتکاب سے توبہ کرے اور لغویات اور لقمہ ناجائز سے خود کو بچائے رکھے اگر ان شرائط کے ساتھ عمل کیا گیا تو انشاءاللہ تعالٰی ضرور کامیابی ہوگی۔

حل مشکلات کا مجرب عمل

جو کوئی مشکل پیش آ جائے یا کوئی مصیبت آ پڑے تو چاہیئے کہ روزانہ بعد نماز عشاء پانچسو مرتبہ آیۂ کریمہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین چالیس روز تک مسلسل پڑھتا رہے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے انشاءاللہ جلد ہی نظر آئے گا کہ مشکل حل ہو جائیگی بعض اوقات تو دیکھا گیا ہے کہ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرنے پاتا کہ مشکل حل ہو جاتی ہے اور تمام پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔

دردِ شقیقہ

جس شخص کے آدھا سیسی کا درد ہو اور وہ اسے علاج کے لئے آئے تو چاہیئے کہ درود تاج سات مرتبہ پڑھے اس طرح کہ مریض کا ہاتھ اس کے سر پر رکھوائے اور عامل ایک ایک مرتبہ درود شریف پڑھتا اور مریض کے سر پر درد کی جگہ پھونکتا جائے انشاءاللہ تعالٰی ایک ہی مرتبہ میں درد شقیقہ بند ہوگا اور پھر کبھی عود نہ کرے گا۔

دردِ سر قسم

جسم کے کسی حصہ میں کسی جگہ درد ہو مریض کو سامنے بٹھائے اور مریض کے درد کی جگہ ہاتھ رکھ کر تین تین یا سات سات بار وبالحق انزلناہ وبالحق نزل وما ارسلنک الا مبشرا ونذیرا پڑھتا رہے اس طرح چند بار عمل کرنے اور پڑھکر پھونکنے سے درد جاتا رہے گا اور اگر کچھ رہ جائے تو چاہیئے دوسری مرتبہ بھی عمل کرے بالکل آرام ہوگا۔

دوسرا عمل یہ ہے کہ جہاں درد ہو سورہ الحمد شریف مع بسم اللہ [illegible] اکتالیس مرتبہ پڑھکر درد کی جگہ پھونکے درد سر کے علاوہ کسی مقام پر درد ہو کسی قسم کا درد ہو ہلکا ہو یا تیز انشاءاللہ تعالٰی ضرور اسی وقت آرام ہو جائے گا اور پھر نہ ہوگا۔

برائے ہر ضرورت و حاجت

ہر [illegible]

[illegible] باوضو ہو کر نماز عشاء پڑھ کے بعد روزانہ ستر بار سورۃ الم نشرح شریف پڑھا کرے اور اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھے پندرہ روز تک برابر یہ عمل کرتا رہے اس چالیسگا تو اسی عرصے کے اندر انشاء اللہ وہ حاجت ضرور پوری ہو جائیگی۔

دوسرا عمل یہ ہے کہ یا عزیز گیارہ سو مرتبہ بعد نماز عشاء پڑھتا رہے اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف بھی پڑھے جب تک حاجت پوری نہ ہو برابر یہ عمل کرتا رہے بفضلہ حاجت پوری ہو گی۔

فتوح غیب جو شخص افلاس و عسرت سے پریشان ہوئے چاہیے کہ جمعہ کے روز بعد نماز صبح باوضو ہو کر بیٹھے ستر بار کا ورد بنائے اور ذیل کی آیت لکھکر تعویذ بنائے بنائے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم العظمۃ للہ العزۃ للہ القدرۃ للہ المنۃ للہ برحمتک یا ارحم الراحمین جب تعویذ تیار ہو جائے تو اسے موم جامہ میں لپیٹ کر اپنے بازو پر باندھ لے لیکن سب سے بہتر یہ ہے کہ اسے موم جامہ میں رکھکر اپنی جیب میں ہر وقت رکھے رہے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی جیب روپے سے خالی نہ رہے گی لیکن جو لوگ اس تعویذ کو لکھنے اور اپنے پاس رکھنے کے بعد نماز کے پابند نہ ہوں اور لغویات و معاصی سے پرہیز نہ کریں تو اس کی بے اثری کی شکایت نہ کریں یہ تعویذ بہت مجرب ہے لیکن اس کے ساتھ یہ پابندی ہے کہ اس کا باندھنے والا اور اسے جیب میں رکھنے والا صوم و صلوٰۃ کا پابند رہے اور گناہوں اور بداعمالیوں سے پرہیز کرے۔

محبت آیہ مبارک قل من یحیی العظام وھی رمیم اس ترکیب سے پڑھے۔

سات نمک کی کنکریاں لیکر اپنے سامنے رکھے اور ہر کنکری پر گیارہ گیارہ مرتبہ یہ آیت پڑھے اور ہر مرتبہ آیت مبارکہ کے آخر میں زبان سے کہے معہ اسم فلاں بن فلاں علی حب فلاں بن فلاں۔ ہر کنکری پر اسی ترکیب سے پڑھکر دہکتے ہوئے انگاروں پر ڈالتا جاوے اور محبوب کے بیقرار محبت ہونے کا تصور قائم رکھے انشاء اللہ تعالیٰ سات روز پورے نہ ہونے پائینگے کہ محبوب بیقرار و مضطرب ہو کر حاضر ہو گا اور اس اثر سے پہلے ہی روز محبوب کو بیقراری شروع ہو جائیگی اور رفتہ رفتہ یہ حالت ہو جائیگی کہ اسے کسی طرح بھی چین نہ آئیگا۔

لیکن اگر ناجائز طور سے کیا گیا یا اس دوران میں نماز کی پابندی نہ کی اور گناہوں اور بری باتوں سے پرہیز نہ کیا تو اس کا کوئی اثر نہ ہوگا اور اگر ان شرائط کے ساتھ پڑھ لیا تو ضرور اور لازمی طور پر اثر ہوگا۔

نظر و سحر اگر شبہ ہو کہ کھانے میں زہر ملا ہو یا اور کوئی نقصان والی چیز کھلا دی ہو یا نظر ہو جائے تو چاہیئے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سلام علی نوح فی العالمین انا کذالک نجزی المحسنین کھانے پر دم کر کے کھانا کھائے اور اگر نظر ہو گئی ہو یا زہر کا پیدا شبہ ہو یا یہ خیال قائم ہو کہ زہر کھا لیا گیا ہے یا کسی نے کوئی زہریلی اور مضر چیز کھلا دی ہے تو اسے آب باران یا اگر آب باران نصیب نہ ہو تو کنوئیں کے صاف پانی پر یہی آیت تین مرتبہ یا سات مرتبہ مع تین تین بار درود شریف اول و آخر پڑھکر مریض کو پلائے اور دن میں تین مرتبہ ایسا کرے اور اگر حالت زیادہ خراب ہو تو صرف تین بار دم کر کے ہر نصف گھنٹہ بعد پلاتے رہے ضرور صحت ہو گی۔

تپ و لرزہ جس شخص کو تپ و لرزہ نے ستار کھا ہو روزانہ آتا ہو یا تیسرے روز آتا ہو یا چوتھے روز تو چاہیئے کہ ایک تو کاغذ پر سورہ کوثر لکھکر اور اس کی گولی بنا کر ویسے ہی نگلا دے یا گڑ میں لپیٹ کر نگلا دے تین روز تک یہی عمل کرے یہ انتہائی مفید ہے اور مدہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بخار اور جاڑہ پہلے ہی روز جاتا رہتا ہے۔

درد شکم جس شخص کے پیٹ میں درد ہو اسے سامنے لٹاکر اور اس کے شکم پر ہاتھ رکھکر یہ آیت تین بار پڑھے اور پھونکے یا پانی پر تین بار دم کر کے پلا دے بفضلہ تعالیٰ اسی وقت مریض کو افاقہ ہو گا اور آرام ہو جائیگا۔

دردزہ آیہ مبارک اذا السماء انشقت واذنت لربها وحقت واذا الارض مدت والقت ما فیها وتخلت واذنت لربها وحقت ایک کاغذ پر لکھکر عورت کی بائیں ران میں باندھ دے یا تین بار شیرینی پر دم کر کے کھلائے اسی وقت بچہ پیدا ہو گا بچہ کے پیدا ہو جانے پر تعویذ کو ران سے کھول لے ورنہ شدید نقصان کا احتمال ہے۔

ناف ٹلنا آیہ مبارکہ ذالک تخفیف من ربکم ورحمہ مع بسم اللہ شریف لکھکر ناف پر باندھے اسی وقت ٹھیک ہو گی۔

مہربانی حاکم واللہ المستعان علی ما تصفون صبح کی نماز کے بعد ایک سو ایک مرتبہ پڑھکر اسی آیت کو ایک کاغذ پر لکھے اور اس پر پھونک دے پھر اسے موم جامہ میں لپیٹ کر اپنی ٹوپی میں ٹانک لے یا کلاہ میں رکھ لے اس کے بعد گھر جا کر سوا پیسہ یا پانچ آنہ یا سوا روپیہ کی شیرینی پر حضرت غوث الاعظم کی فاتحہ دلا کر غریبوں کو تقسیم کر دے یا ایک یا چند غرباء کو گھر بلا کر کھانا کھلائے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور حاکم مہربان ہو گا اور مقدمہ میں کامیابی نصیب ہو گی۔

کثرت طمث سفید ابریشم بلا رنگ سے خرید کر اس کا ایک دھاگہ بنائے اور اس پر سات مرتبہ سورۃ سبحٰن پڑھکر گرہ دے اس میں سے ایک ایک دھاگہ ان میں سے لیکر عورت کو کمر میں باندھ دے انشاء اللہ تعالیٰ خون فوراً بند ہو جائے گا نصف نصف گھنٹہ

بعد لیکن ایک پان کھلائے اول تو پہلے ہی پان میں ورنہ دوسرے پان میں ضرور بند ہو جائے گا تیسرے پان کی بہت کم ضرورت پڑتی ہے۔

کشائش رزق

یہ عمل نہایت مجرب اور صحیح چیز ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا جو صاحب اس پر عمل کرنا چاہیں انہیں لازم ہے کہ شب کے آخری حصہ میں اٹھ کر وضو کریں۔ نماز تہجد پڑھیں اور اگر اس کی وسعت و استطاعت نہ ہو تو اتنا کریں کہ موسم سرما میں چار بجے اور موسم گرما میں تین بجے شب کو اٹھ کر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھیں اور اس کے بعد صرف پانچ مرتبہ روزانہ یہ وظیفہ پڑھ لیا کریں دو تین ماہ کے عمل سے رزق کے دروازے ہر طرف سے کھل جائیں گے عسرت فراغت سے اور افلاس تمول سے مبدل ہو جائیگا اور ناداری و غربت کی ساری مصیبت ختم ہو کر رہ جائیگی بہتر تو یہ ہے کہ اسے زندگی بھر پڑھتے رہیں کہ اس سے اور بھی گوناگوں برکات نازل ہونگی اور اجر عظیم حاصل ہوگا ورنہ تین ماہ تو ضرور ہی عمل کریں

ایک بزرگ شیخ والیانا بہت ہی تکلیف میں تھے عسرت و افلاس میں بسر ہوتی تھی جب فقر و فاقہ نے بہت پریشان کر دیا تو اپنے مرشد کے پاس پہنچے اور اپنی حالت بیان کی انہوں نے از راہ شفقت یہ عمل بتایا ابھی پڑھتے ہوئے پورے ایک ماہ کی مدت بھی منقضی نہ ہوئی تھی کہ کوتوال مقرر ہو گئے اور بہت دولت پیدا کی آخر حیات تک یہی حالت رہی اور عمل بھی انہوں نے زندگی بھر جاری رکھا۔

عمل یہ ہے یا اللہ یا لطیف، یا فتاح، یا وہاب، یا باسط یا رزاق یا غنی یا مغنی پانسو بار مع درود شریف اول و آخر گیارہ گیارہ بار۔

حضور غوث اعظمؓ کی گراں قدر تصانیف

حضور غوث اعظم ایک فاضل اجل اور یگانہ زمانہ بزرگ تھے اور اپنے عہد میں اپنا کوئی نظیر نہ رکھتے تھے ظاہر ہے کہ اس پایہ کے بزرگ کی تصانیف کس قدر بلند مرتبت ہونگی پھر سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ اولیاء اللہ میں تھے روحانیت میں بھی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے غوث وقت اور سرآمد روزگار بھی تھے یہی وجہ ہے کہ جہاں آپ کی تصانیف حقائق ربانی و اسرار الٰہیہ سے لبریز ہیں وہاں ان میں لذت و حلاوت اور سرور و سرشاری بھی اتنی ہے کہ پڑھتے پڑھتے قلب متاثر ہوتا چلا جاتا ہے ان کے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے انسان کو جو لطف و سرور آتا ہے وہ کسی اور کتاب سے حاصل ہونا غیر ممکن ہے۔

یہ آپ کی تصانیف ہیں جو مردہ قلوب میں زندگی اور افسردہ دلوں میں تازگی پیدا کرتی ہیں پھر فصاحت و بلاغت معانی و مفاہیم کے اعتبار پر مشتمل مضامین اسلوب بیان کی اچھوتی تراکیب کی ندرت الفاظ و مفردات کا انتخاب اور کلام کا ذوق و شوق اور حقائق و اسرار سے بھرپور ہونا وہ چیز ہے جو اور کہیں ڈھونڈنا بھی مشکل ہے بسا اوقات تو پڑھتے پڑھتے انسان پر وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور ازخود رفتگی چھا جاتی ہے لطف تو جب آتا ہے کہ انسان کی نظر ہو اور ارباب نظر ان کا مطالعہ کریں اور ادبیات سے بھی پوری واقفیت ہو کہ عبارت آرائی اور فصاحت و بلاغت کی تجلیوں کے ساتھ حقائق و معارف کی بھی جلوہ گری ہو۔

غنیۃ الطالبین

کہا جاتا ہے کہ یہ کتاب حضور غوث اعظم کی تصنیف ہے مگر بعض اکابر اور واقفان اسرار نے اسے حضور کی تصنیف قرار دینے میں تامل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ صرف نام کی یکرنگی و یکسانی نے اس کتاب کو حضور غوث اعظمؓ کی طرف منسوب کر دیا ورنہ یہ ایک اور شخص عبدالقادر جیلی کی تصنیف ہے اور جہاں تک ہمارا خیال پہنچ چکا ہے اور ہماری نظر کام کر سکی ہے وہاں تک تو ہمارا خیال بھی یہی ہے کہ یہ تصنیف حضور غوث اعظم کی تصنیف نہیں دقیقہ سنج اور باریک بیں اصحاب صرف اسلوب بیان اور طرز عبارت ہی سے بیک نظر اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں غیر مقلدین نے اس کتاب کو بہت اہمیت دی ہے ہم نے بھی غور کیا تو ہمیں بھی یہ شک ہوا اور ہمارا شبہ اس سے اور قوی ہو گیا کہ فتوح الغیب اور اس کتاب کی عبارت میں بہت بعد المشرقین نظر آتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غوث اعظم کا اسے ہاتھ بھی نہیں لگا۔

ہمارے نزدیک کتاب بری نہیں اگرچہ اس میں چند امور مابہ النزاع درج ہیں تاہم حضور غوث اعظم کا منصب بہت بلند تھا اور یہ کتاب انکی لکھی ہوئی ہرگز نہیں ہو سکتی اس لئے ہم اس کتاب کو غوث اعظم کی تصنیف سمجھنے کے لئے تیار نہیں اور جنہوں نے اس کتاب کو حضور کے نام سے منسوب ہی کیا ہے ہمارے نزدیک انہوں نے غلطی کی ہے اور یہ ان کی تحقیق و کاوش کی کوتاہی کا نتیجہ ہے۔

فتوح الغیب

بلاشبہ یہ بڑے پایہ کی کتاب ہے ایسی کتاب جس کی نظیر کم مل سکتی ہے جن افراد کو روحانیت کی دنیا میں اترنے کا موقعہ ملا ہے اور جنہیں یہ شرف حاصل ہو کہ وہ تصوف سے کچھ لگاؤ رکھتے ہیں وہی اس کی قدر و قیمت کا صحیح اندازہ کر سکتے ہیں تصوف و معرفت کے نکات اس میں اس طرح پیش کئے ہیں کہ آپ ہی ذہن میں اترتے چلے جاتے ہیں یہ کتاب متعدد مقالات پر مشتمل ہے اور ہر مقالہ اپنی جگہ حقیقت و عرفان کا ایک گنجینہ ہے اور سچ پوچھئے تو اس میں سب کچھ موجود ہے حضرت شاہ عبدالحق صاحب محدث

دلچسپ مضمون ... فارسی میں اس کا ترجمہ کر کے اس کی اہمیت کو واضح کیا اور اسے اردو کا لباس مولوی ابوالحسن صاحب ملکوتی نے پہنایا یہ بڑے ہی مطالعہ کرنے کے قابل کتاب ہے بشرطیکہ نظر ہی کو صحیح ہو یہ

فتح ربانی یہ کوئی مستقل تصنیف نہیں اور نہ اسے تصنیف کا درجہ دیا جا سکتا ہے بلکہ یہ ایک رسالہ ہے جو حضور غوث اعظم کے چند سال کے مواعظ و ارشادات کا ایک لطف سے طرز عبارت اور انداز بیان بالکل فتوح الغیب سے ملتا ہوا ہے حضور غوث اعظم کا یہی کمال تھا کہ جو لکھتے تھے وہ بولتے تھے اور جو بولتے تھے وہ لکھتے تھے بیشک ہمیں تسلیم ہے اور یہ بھی صحیح اور درست کہ آپ کی تحریر و تقریر میں جو حلاوت و لذت جو اثر و سوز اور جو زور و شکوہ موجود تھا وہ آپ کی روحانیت و ولایت کا ایک کرشمہ تھا پھر بھی فصاحت و بلاغت اور ادبیت بھی اپنی جگہ کچھ کم موثر چیز نہیں ہے اور ان کا بھی قلب پر اثر پڑتا ہے۔

آپ کی ادبیت و فصاحت آپ کے مواعظ و ارشادات میں بھی جلوہ گر تھی اور ان کے قلمبند کئے جانے اور محفوظ رکھنے کا جیسا کچھ اہتمام تھا اس کا ذکر اسی مضمون میں کسی دوسری جگہ آ چکا ہے یہی وجہ ہے کہ اس رسالہ کی زبان بھی نرالی ہے اور عبارت میں وہی زور و اثر نظر آتا ہے جو آپ کے رشحات قلم میں بالعموم پایا جاتا ہے حضرت شیخ عفیف الدین بن المبارک نے واقعی یہ ایک قابل قدر کام کیا کہ انہوں نے حضور غوث اعظم کی ذات گرامی سے لوگوں کی عقیدت کا صحیح اندازہ لگا کر اور آپ کے مواعظ و ارشادات کی اہمیت سمجھ کر آپ کے تقریباً ۶۲ مواعظ ایک کتاب کی صورت میں محفوظ و منتقل کر دیئے۔

اگر آپ اس مبارک سعی میں منہمک نہ ہوتے اور یہ مفید کام نہ کر جاتے تو آج ہم لوگ صرف اس حسرت ہی کی نذر ہو جاتے کہ ہم اس عہد مبارک میں پیدا نہیں ہوئے کہ حضور کے مواعظ و ارشاد کو سن کر کوئی فیض حاصل کر لیتے اب گو ہم حضور کی زبان مبارک سے مواعظ و ارشادات سننے کے قابل نہیں تاہم یہ بھی غنیمت ہے کہ ہم اسے سن کر نہ سہی پڑھ کر ہی استفادہ کر سکتے ہیں اور اپنی تشنگی شوق کے فرو کرنے کا سامان بہم پہنچا سکتے ہیں۔

ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ ضرور ہے کہ ان مواعظ و ارشادات کے پڑھنے سے وہ لطف و لذت تو حاصل نہیں ہو سکتی جو آپ کی مجلس وعظ میں آپ کی زبان آپ کی تقریر اور آپ کا وعظ سننے سے حاصل ہو سکتی تھی لیکن پھر بھی یہ الفاظ وہی ہیں کلمات وہی ہیں طرز و اسلوب وہی ہے اور ان کے اندر بھی لطف و سرور کا ایک خزینہ پوشیدہ ہے۔

یہ مواعظ اصل عربی زبان میں ہیں اور ادبیت کے حامل ہیں لیکن

اب اردو میں بھی ان کا ترجمہ ہو چکا ہے۔

قصیدہ غوثیہ قصیدہ غوثیہ وہ ہے جسے ایک عالمگیر شہرت حاصل ہے اور اسلامی دنیا کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ حضور کا یہ قصیدہ کیا چیز ہے اور کتنی اہمیت و برکات کا حامل ہے اس قصیدہ میں جلالی و جمالی دونوں اثرات موجود ہیں اور پڑھنے والے کی طبیعت میں دونوں اثرات بیک وقت پیدا ہوتے ہیں۔

اس قصیدہ کے اثرات کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک خاص جذبہ کی حالت میں لکھا اور کہا گیا تھا اس کی مقبولیت اور اثر انگیزی کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ بغداد شریف اور عراق و عرب و شام میں یہ بطور وظیفہ کے پڑھا جاتا ہے اور بڑے بڑے بزرگان دین اولیائے امت اسے بطور وظیفہ کے پڑھتے رہے ہیں۔

دیوان غوث اعظم حضور غوث اعظم کا ایک دیوان بھی ہے جو عربی میں نہیں فارسی زبان میں ہے افسوس یہ ہے کہ اس زمانہ میں فارسی روز بروز ناپید ہوتی جاتی ہے اور اس کی جگہ اردو کو برابر فروغ حاصل ہوتا چلا جاتا ہے اب فارسی کا صحیح ذوق رکھنے والے معدوم ہوتے جاتے ہیں ورنہ جب ہندوستان میں فارسی کا ذوق رہا اور مسلمان اسے پڑھتے اور لکھتے رہے اس وقت تک اس دیوان کو بھی ذوق و شوق سے اختیار کیا جاتا رہا ہے ایک اور وجہ یہ ہے کہ اب روحانیت کا مذاق بھی مفقود ہو رہا ہے اور رموز عرفان کی شاعری کو سمجھنے والے دور دور تک نظر نہیں آتے پھر کون اس دیوان کو خریدے اور کون اسے پڑھے کوئی اسے پڑھے بھی تو وہ اس سے کیا لطف حاصل کر سکتا ہے بہرکیف جسے فارسی کا ذوق حاصل ہو اور روحانیت و معرفت کے سبزہ زاروں میں بھی قدم رکھ چکا ہو اس کے دل سے کوئی اس دیوان کی قدر و منزلت پوچھے۔

دیوان کیا ہے دریائے عرفان کا سرچشمہ رموز عشق کا دفتر اور اسرار الٰہی کا گنجینہ ہے اور ایک ایک شعر ایک ایک سلک ہے جس میں معانی گرانمایہ موتی پروئے ہوئے معلوم ہوتے ہیں جس کے پڑھنے سے انسان جھومنے لگتا ہے اور ایک ازخود رفتگی کا عالم طاری ہو جاتا ہے

مکتوبات غوث اعظم حضور غوث اعظم کے مکتوبات بھی ہیں جو بہت سے اب تک چھپ چکے ہیں اور یہ فارسی زبان میں ہیں ان کی زبان نہایت موثر ہے اور تصوف و عرفان کے مخزن ہیں ان میں حقیقت و معرفت کی صد ہا تجلیات پنہاں ہیں آپ نے ان میں جس خوبی و روانی کے ساتھ بڑے بڑے اہم مسائل حل کر کے رکھ دیئے ہیں اور رموز میں نہایت اسرار بیان کر دیئے ہیں اگر انہیں غور سے دیکھا جائے اور فکر و نظر سے کام لیا جائے تو لطف و معرفت کی ایک نیا

نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی کتابیں ہیں جو اپنی خوبیوں اور معنی آفرینیوں میں بہت بلند ہیں سبع شریف، جلاء الخاطر فی الباطن والظاہر، یواقیت الحکم اور کبریت احمر وغیرہ آپ ہی کی تصانیف ہیں۔

حضرت غوث پاک کی اولاد

حضور غوث اعظم کے یہاں ۴۹ بچے پیدا ہوئے جن میں سے ۲۷ لڑکے تھے اور باقی لڑکیاں تھیں آپ کی اولاد نرینہ میں سے جن کے نام معلوم ہیں وہ یہ ہیں۔ حضرت شیخ وہاب الدین۔ حضرت شیخ عبدالرزاق، حضرت شیخ عبدالعزیز، حضرت شیخ عبداللہ حضرت شیخ محمد۔ حضرت شیخ عبدالجبار حضرت شیخ ابراہیم حضرت شیخ موسیٰ حضرت شیخ یحییٰ۔

حضرت شیخ عبدالوہاب سب سے بڑے صاحبزادے ہیں بغداد شریف میں پیدا ہوئے بہت بڑے کامل بزرگ تھے تحصیل علوم میں آپ نے خاص شوق کا اظہار کیا اور بعد فراغت تعلیم اپنے والد بزرگ ہی کے مدرسے میں درس و تدریس کا کام شروع کیا۔

حضور غوث اعظم کے وصال کے بعد آپ نے وعظ کہنے اور فتوے دینے شروع کئے وعظ و تقریر میں آپ کو کمال حاصل تھا۔ نہایت منکسر المزاج کریم النفس صاف گو ذی مروت سیر چشم اور بزرگ تھے۔ طبقات میں لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر الدین نے آپ کو مظلوموں کی دادرسی کے لئے مامور کیا تھا ۵۲۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۹۳ھ میں انتقال کیا اور بغداد شریف میں مدفون ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالرزاق آپ حنبلی المذہب تھے درس و تدریس آپ کا شغل تھا بڑے بڑے اکابر و مشاہیر سے تعلیم حاصل کی بڑے محدث گزرے ہیں تواضع وانکسار صداقت و ثقاہت اور صبر و شکر کے لئے مشہور تھے بالعموم گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرتے تھے تنگی بڑی عسرت سے بسر کی طلباء سے محبت رکھتے تھے تصوف و معرفت میں بہت بڑا کمال حاصل کیا اہل بغداد آپ سے بے حد محبت رکھتے تھے جس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ آپ کے جنازہ پر خلقت کا اتنا اژدہام تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی اور کئی بار نماز پڑھی گئی بغداد میں کبھی عیدین کے مواقع پر بھی اتنا ہجوم نہ ہوا تھا ۶۰۳ھ میں آپ کا انتقال ہوا آپ کی اولاد میں بہت مشہور بزرگ گزرے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالعزیز آپ نے تحصیل علوم کے بعد وعظ و تدریس کا کام شروع کیا اور بہت سے علماء و فضلاء نے آپ سے فیض حاصل کیا نہایت متشرع صالح، متدین اور متقی بزرگ تھے مجاہدہ و ریاضت میں بہت مشغول رہے اور بہت جلد روحانی ترقی حاصل کی آپ بغداد سے ہجرت کر کے جبال چلے گئے اور وہیں ۶۰۲ھ میں انتقال کیا آپ کے صاحبزادوں نے روحانی و علمی کمال حاصل کیا۔

حضرت شیخ عیسیٰ آپ نے اپنے والد محترم اور دیگر اکابر علماء سے تحصیل علوم کی اس کے بعد درس و افتا اور وعظ و تلقین کا کام شروع کر دیا کچھ دنوں بعد آپ بغداد سے مصر تشریف لے گئے اور وہاں وعظ گوئی اور درس و تدریس کے شغل میں منہمک ہو گئے عمر زیادہ تر عسرت میں بسر ہوئی بہت بلند پایہ بزرگ تھے تصوف میں جواہر الاسرار اور لطائف الانوار آپ کی مشہور تصانیف ہیں آپ شعر و سخن میں بھی کمال رکھتے تھے ۵۷۳ھ میں انتقال ہوا بلاد عرب میں اب بھی متعدد ایسے قبائل موجود ہیں جو اپنا سلسلہ نسب حضرت شیخ عیسیٰ تک پہنچاتے ہیں۔

حضرت شیخ یحییٰ آپ نے بھی اپنے والد محترم اور متعدد علماء سے تحصیل علم حاصل کی۔ آپ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے اور بچپن ہی سے مصر چلے گئے تھے وہیں آپ کے اولاد ہوئی کبر سنی میں بغداد واپس آئے اور بقیہ زندگی یہیں بسر کر دی تواضع و انکسار اور محاسن اخلاق میں یگانہ روزگار تھے حضرت شیخ عبدالوہاب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ کے والد بزرگوار علیل ہو گئے زندگی کی کوئی توقع باقی نہیں رہی سب بھائی اور عزیز و اقارب مصروف گریہ و زاری تھے کہ حضور غوث اعظم نے یکبارگی آنکھیں کھولیں اور فرمایا گھبراؤ نہیں ابھی میرا وقت نہیں آیا ہنوز میری پشت میں ایک بچہ باقی ہے اس کا پیدا ہونا ضروری ہے سب نے خیال کیا کہ شاید بیہوشی کے عالم میں ایسا کہا جا رہا ہے لیکن آپ کو صحت ہو گئی اور حضرت یحییٰ پیدا ہوئے جنہوں نے ۶۰۰ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت شیخ موسیٰ آپ نے بھی اپنے والد بزرگوار اور دیگر علماء سے تحصیل علم کی اور دمشق جا کر وہیں توطن اختیار کر لیا اور وہاں افاضہ طالبین میں مشغول رہے بہت بزرگ اور خدا رسیدہ ہستی تھے زیادہ وقت مراقبہ میں گزرتا تھا۔ کثیر السکوت تھے حنبلی المذہب تھے آخر عمر میں امراض و عوارض کے آماجگاہ بنے رہے ۶۱۸ھ میں انتقال ہوا جبل قاسیون میں دفن ہوئے اپنے سب بھائیوں میں سب سے بعد آپ ہی رخصت ہوئے عالم ربانی مدرسہ مجاہدیہ میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

حضرت شیخ ابراہیم بہت بزرگ اور صاحب سوز و گداز تھے تمام رات بیداری اور عبادت میں مصروف رہتے تھے واسط آپ سے بہت روحانی فیض پہنچا شہر واسط میں دفن ہوئے۔ حضرت شیخ محمد بھی بہت بزرگ تھے ۶۰۰ھ میں بغداد میں مدفون ہوئے حضرت شیخ عبداللہ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے اور بہت باکمال بزرگ تھے مجاہدات و ریاضت میں ایک عمر بسر کر دی اور لوگوں کو بہت فیض پہنچایا ۵۰۸ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۵۸۹ھ میں انتقال فرمایا۔

حضرت غوث اعظم کے مشاہیر خلفاء

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خلفاء کی تعداد کا کوئی حتمی و یقینی حصر تو نہیں کیا جا سکتا بلکہ کثرت سے بزرگوں نے آپ سے فیض حاصل کیا اور خرقہ خلافت پہنا۔ اس عہد میں کوئی قطعہ ارض اور کوئی ملک ایسا نہ تھا جہاں آپ کے خلفاء معروف رشد و تلقین نہ ہوں۔ ہم یہاں صرف ان خلفاء کے نام ہدیہ قارئین کرتے ہیں جنھیں بہت بڑی شہرت حاصل ہوئی اور جو فلک عظمت کے مہر و ماہ بن کر چمکے۔

(۱) حضرت امام ابو عمرو عثمان (۲) حضرت قاضی ابو یعلیٰ (۳) حضرت ابو الفتح نصر (۴) حضرت شیخ ابو محمد محمود (۵) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ (۶) حافظ ابو الخیر عبد المغیث (۷) حضرت ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل (۸) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد (۹) حضرت شیخ ابو محمد سلمان (۱۰) حضرت شیخ العارفین ابو السعود احمد (۱۱) شیخ ابو عبد اللہ محمد (۱۲) حضرت شیخ ابو عبد اللہ بن سنان (۱۳) حضرت شیخ ابو علی حسن (۱۴) حضرت شیخ ابو طلحہ (۱۵) حضرت ابو الخلیل (۱۶) تاج العلماء حضرت شیخ ابو البقاء محمد ازہری (۱۷) حضرت علامہ ابو الحسن علی (۱۹) قاضی القضاۃ علامہ ابو القاسم عبد الملک (۲۰) حضرت قاضی ابو طالب عبد الرحمن مفتی عراق (۲۱) حضرت امام ابو اسحٰق ابراہیم (۲۲) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد (۲۳) علامہ ابو بکر عبد اللہ بن نصر (۲۴) حضرت شیخ ابو محمد عبد الجبار (۲۵) حضرت علامہ فقیہ ابو الحسن علی (۲۶) امام ابو عبد اللہ عبد الغنی (۲۷) امام ابو عمر محمد (۲۸) امام ابو اسحاق ابراہیم (۲۹) شیخ امام موفق الدین ابو محمد عبد اللہ (۳۰) قاضی القضاۃ حضرت شیخ ابو الفتح محمد (۳۱) حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین (۳۲) فخر الفقہاء حضرت شیخ ابو القاسم (۳۳) راس المتکلمین حضرت شیخ امام نجم الدین (۳۴) استاذ الفقہاء حضرت شیخ ابو الحسن (۳۵) حضرت شیخ ابو عبد اللہ اسدی (۳۶) حضرت شیخ ابو حفص عمر (۳۷) حضرت شیخ ابو محمود مفرج (۳۸) حضرت شیخ ابراہیم (۳۹) حضرت شیخ ابو القاسم (۴۰) حضرت شیخ صالح ابو عبد اللہ شاہ میر (۴۱) حضرت ابو عبد اللہ بطائحی بعلبکی (۴۲) حضرت شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمد بعلبکی (۴۳) حضرت شیخ امام ابو الحرم مکی (۴۴) حضرت شیخ ابو البقاء صالح بہاء الدین نور الاسلام (۴۵) حضرت شیخ امام ابو البقاء عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ عکبری بصری نابینا (۴۶) حضرت شیخ عبد الرحمن (۴۷) حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد (۴۸) حضرت شیخ ابو العباس (۴۹) حضرت شیخ ابو بکر عتیق [illegible] حضرت شیخ [illegible] حضرت شیخ ابو الحسن (۵۳) حضرت شیخ ابو الفتوح مکی (۵۴) حضرت شیخ ابو محمد یوسف (۵۵) حضرت شیخ فقیہ ابو الفضل اسحاق (۵۶) حضرت شیخ ابو طاہر (۵۷) حضرت شیخ ابو محمد عبد القادر (۵۸) حضرت شیخ ابو محمد عبد العزیز (۵۹) حضرت شیخ ابو محمد عبد العظیم (۶۰) حضرت شیخ امام حافظ ابو منصور عبد اللہ (۶۱) حضرت شیخ امام ابو الحسن ابراہیم بن محمود جوہر بعلبکی (۶۲) حضرت شیخ فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن حسین وغیرہ۔

کہاں تک ذکر کیا جائے اور کہاں تک شمار کیا جائے۔ اللہ اللہ ایک دور تھا کہ ہر طرف روحانیت و تصوف کے دریا امنڈ رہے تھے عرفان و زہد کی بارشیں ہو رہی تھیں معرفت و حقیقت کے پھول کھلے ہوئے تھے ہر جگہ خانقاہیں قائم تھیں ہر شہر میں مجاہدہ و مراقبہ کا رشتہ قائم تھا بندگانِ خدا کا رشتہ خدا سے جوڑا جا رہا تھا یا آج یہ زمانہ ہے کہ روحانیت کے کاشانے اجڑ گئے ہیں۔

حضرت غوث اعظم اور بشارات متقدمین

حضور غوث اعظم پانچویں صدی ہجری میں کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے اور چھٹی صدی ہجری میں اس آفتاب رشد کی شعاعوں سے پوری دنیا گلشن و منور ہوگئی ہم بخوبی واضح کر چکے ہیں کہ حضور منصب ولایت کے مکین اور تاج غوثیت کے حامل تھے اور آپ کو رب قدیر نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذریعہ اصلاح خلق اور تزکیہ قلوب عوام پر مامور کیا تھا نیز یہ کہ آپ اپنے وقت کے سرآمد روزگار اور سردار اولیاء تھے ممکن نہ تھا کہ ایک ایسے جلیل القدر بزرگ اور گرانمایہ مجدد اعظم کی آمد اور ماموریت کی خبر روحانی دنیا میں چھپی رہتی اور اس عہد سے پیشتر جو اولیاء اللہ و ابدال ہو گزرے تھے وہ اس سرِ خفی سے واقف نہ ہوتے چنانچہ یہی ہوا اور متعدد مشاہیر متقدمین کو آپ کی ولادت کا پہلے سے علم ہو گیا اور انہوں نے اس راز کو پنہاں و مخفی بھی نہ رکھا۔

اذکار الابرار میں ہے کہ حضرت شیخ ابو بکر حرار نے اپنی ایک مجلس میں اعلان بھی کر دیا حضرت شیخ ابو محمد بطائحی کہتے ہیں کہ حضرت غوث الثقلین کی ولادت سے پیشتر ہی رمضان کے مہینے میں ۴۶۳ھ میں اپنی ایک مجلس میں حضرت شیخ ابو بکر نے علانیہ فرمایا کہ لوگو! اب وہ وقت دور نہیں کہ عراق میں ایک ولی پیدا ہوگا جس کا رتبہ بہت بلند اور جو بہت رفیع ہوگا اور وہ خدا کے حکم سے اعلان کرے گا کہ میرا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہے اس کا نام عبد القادر اور لقب محی الدین ہوگا۔

حضرت شیخ ابو عبد اللہ علی نے بھی یہی پیشگوئی کردی تھی چنانچہ حضرت امام یعقوب ہمدانی بیان کرتے ہیں کہ میرے [illegible] نے حضور غوث [illegible] کی ولادت سے چند سال پیشتر ہی فرما دیا تھا کہ عراق میں عنقریب

ایک بزرگ کا ظہور ہوگا جو تمام اولیاء کے سردار ہوں گے، ان کا نام عبد القادر ہوگا۔ (اسرار المعانی)

بہجۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ حضرت شیخ ابو احمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ نے ۴۷۶ھ میں کوہ حرا پر بیٹھے ہوئے تھے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے فرمایا، کچھ دنوں بعد سرزمین عجم کو ایک بچے کی ولادت سے مشرف ہونے کا شرف حاصل ہوگا جو بہت جلد اپنی کثرت کرامات اور تبحر علوم ظاہری و باطنی کے باعث تمام عالم میں مشہور ہو جائے گا جملہ اولیاء اللہ کے انبوہ میں بے مثل اور عدیم المثال ہے۔ اور عزیزی و عظمت حاصل ہوگی اس کی شہرت کو بقائے دوام کے پر لگ جائیں گے اور وہ اعلان کریگا کہ "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے"۔

حضرت شیخ عقیل منبجی نے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے بتاؤ تو کہ اس زمانے کا قطب کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضور ہی فرمائیں اور اس امر پر روشنی ڈالیں چنانچہ آپ نے ان کے اس استفسار پر کہا کہ وہ وقت قریب ہے کہ افق عراق پر ایک عجمی نوجوان نمودار ہوگا جو بغداد کی مجالس میں اپنے مواعظ کی گرمی سے ایک نئی روح پیدا کر دے گا اس کی عظمت و سطوت ایک مسلمہ چیز ہوگی وہ تحدی کے ساتھ کہیگا کہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے اس کے اس اعلان و فرمان پر تمام ولی اپنی گردنیں جھکا دیں گے اگر میں بھی اس وقت تک زندہ رہتا تو میں بھی اپنی گردن اس کے سامنے جھکا دیتا جو شخص بھی اس کا تتبع کریگا اور اس کی اس بات پر سر تسلیم خم کر دیگا اسے بہت نفع پہنچے گا۔ (بہجۃ الاسرار)

شیخ عقیل کوئی معمولی درجے کے ولی نہ تھے بلکہ ان کا پایہ بہت بلند تھا حلب سے دس فرسنگ کے فاصلہ پر سکونت گزیں تھے آپ پرندہ کی طرح ہوا میں پرواز کرتے تھے اور ایک دفعہ دریائے دجلہ کو آپ نے محض اپنے سجادہ پر بیٹھ کر عبور کیا تھا۔

یہ فخر و مجد صرف حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت ہی کو حاصل ہے کہ اس کے ولیوں کی پیدائش کا غلغلہ دنیائے روحانیت میں پیدائش سے پیشتر پڑ گیا ہے اور ان کی ولادت کے متعلق اس انداز و نہج سے پیشینگوئیاں کی گئی ہیں جس طرح انبیاء کی طرح کی جاتی رہی ہیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی تواتر کے ساتھ پیشینگوئیاں کی گئیں ہیں اور ہمارے غوث اعظم کی ولادت سے پیشتر بھی متعدد بزرگوں نے پیشینگوئی کی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حضور غوث اعظم کس عظمت کے بزرگ و ولی تھے۔

حضرت شیخ منصور بطائحی ایک روز اپنی مجلس میں سکوت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے دفعتہً اپنا سر اٹھایا اور فرمانے لگے کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب عراق میں ایک بزرگ پیدا ہوں گے جن کا مرتبہ عارفین میں بہت بلند ہوگا ان کی ہوشت اس حالت میں ہوگی کہ وہ اس وقت اپنے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کرۂ ارض میں تمام خلقت میں سب سے زیادہ محبوب و عزیز تر ہوں گے نام عبد القادر ہوگا اگر تم لوگوں میں سے کوئی اس وقت تک زندہ رہے تو ان کی عزت و حرمت کو ملحوظ رکھنا۔ (بہجۃ الاسرار)

حضرت سید ابن ادریس کا بیان ہے کہ حضرت خلیل منبجی نے کشف سے یہ معلوم کر لیا تھا کہ حضور غوث الثقلین عنقریب کتم عدم سے پردۂ شہود پر جلوہ گر ہونے والے ہیں چنانچہ آپ نے فرما دیا تھا کہ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں عراق کے اندر ایک ولی پیدا ہوگا جو ایزد تبارک و تعالیٰ کا ایک برگزیدہ بندہ ہوگا۔ انجاب و اوتاد اور اقطاب و اولیاء کا صدر نشین بنے گا محبوبیت کا تاج اس کے سر پر جگمگائے گا خلعت عظیم اس کا انتقال کی اور بھی نہیں بلکہ اس کا تصرف اس کی زندگی کی طرح اس کے انتقال کے بعد بھی جاری رہے گا۔

حضرت شیخ ابو محمد شبکی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت شیخ ابو بکر بن ہوار بطائحی سے سنا تھا فرماتے تھے کہ عراق کے اندر آٹھ اوتاد ہیں جن کے مراتب ساری مخلوق میں بلند ہیں ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) حضرت معروف کرخی (۲) حضرت احمد بن حنبل (۳) حضرت بشر حافی (۴) حضرت منصور بن عمار (۵) حضرت جنید (۶) حضرت سری سقطی (۷) حضرت سہل بن عبد اللہ تستری اور حضرت عبد القادر جیلانی۔

میں نے آپ سے دریافت کیا کہ اور سب کو تو جانتا ہوں نام بھی سنا ہے اور بعض کو دیکھا بھی ہے لیکن یہ حضرت عبد القادر جیلانی کون بزرگ ہیں آپ نے جواب دیا عجمی ہیں مسکن بغداد ہے ان کا ظہور پانچویں صدی ہجری میں ہوگا اور وہ اپنے زمانہ کے اولیاء و اقطاب کے سردار ہوں گے مخلوق خدا کو ان کی ذات گرامی سے بہت فائدہ پہنچے گا۔

حضرت شیخ موسیٰ سہروردی اپنی کتاب "مکاشفات اولیاء" میں لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ کہ جمعہ کا روز تھا اور حضرت سید المشائخ جنید بغدادی مراقبہ فرما رہے تھے کہ آپ نے دفعتہً اپنا سر اٹھایا آنکھیں سرخ تھیں چہرہ تمتما رہا تھا ایک ساتھ فرمانے لگے ان کا قدم میری گردن پر "ان کا قدم میری گردن پر" یہ فرمایا اور پھر مراقب ہو گئے ایسا وقت آپ پر ایک حالت استغراق طاری تھی جب آپ ہوش میں آئے اور سکون ہوا تو خدام نے استفسار فرمایا کہ حضور نے جو مرتبہ ان کا قدم میری گردن پر ان کا قدم میری گردن پر فرمایا تھا اس کی حقیقت کیا تھی آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں کہ مجھ پر مراقبہ کی حالت میں ایک حقیقت منکشف ہوئی اور یہ ظاہر ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں ایک بہت بلند بزرگ پیدا ہوں گے جن کا [illegible]

چونکہ ان کا نام عبدالقادر ہوگا اور لقب محی الدین پڑ جائیگا یہ پیدا تو گیلان میں ہوں گے لیکن سکونت بغداد میں اختیار کریں گے اور یہ امر الٰہی فرمائینگے قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ۔

یہ حقیقت منکشف ہوتے ہی مجھے خیال ہوا کہ کیوں نہ اس عارف اعظم اور بزرگ محترم کا قدم میری گردن پر بھی ہو اس خیال کے آتے ہی میری زبان پر بیساختہ وہ الفاظ آ گئے جنہیں تم نے سنا اور جسکے متعلق اب تم مجھ سے استفسار کر رہے ہو (منازل الاصفیاء)

حضرت شیخ ابو محمد بطائحی فرماتے ہیں کہ حضرت امام حسن عسکری نے اپنے وصال کے وقت یہ وصیت کی تھی اور اپنے ایک معتمد سے فرمایا تھا کہ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں سرزمین عراق پر ایک بزرگ جلوہ افروز ہوں گے جن کا نام عبدالقادر ہوگا اور لقب محی الدین میں اپنا سجادہ تمہارے حوالہ کرتا ہوں یہ انہی کے لئے ہے ان کے ظہور تک یہ برابر منتقل ہوتا رہے اور آخر میں ان تک پہنچ جائے۔ ہر حال سجادہ اپنے جانشین کو اس کی وصیت اور تاکید کرتا چلا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہ سجادہ برابر منتقل ہوتا ہوا حضور غوث اعظم تک پہنچ گیا اور اس کی بجد حفاظت کی جاتی رہی۔ آخر ۴۹۶ھ ہجری میں بماہ شوال ایک عارف بزرگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ امانت آپ کے سپرد کر دی (تفریح الخاطر)

اس قسم کی بشارتیں مذکورہ بالا بزرگوں کی ذات گرامی تک محدود نہیں رہیں بلکہ اور بہت سے بزرگوں نے ایسا کیا لیکن اس مختصر مضمون کی قلت گنجائش مانع کار ہے اس لئے ہم اس وقت صرف اسی پر اکتفا کرتے ہیں اس سے واضح ہو جائیگا کہ حضور غوث اعظم کس عظمت و جلال کے بزرگ اور کس مرتبہ و شان کے ولی تھے اور آپ کی ولادت کا شور بہت عرصہ پہلے دنیائے روحانیت میں پڑ گیا تھا۔

شجرۂ بیعت

حضور غوث اعظم جس جاہ و شکوہ کے بزرگ تھے اس کا ایک اجمالی خاکہ آپ کی نگاہوں کے سامنے آ گیا ہوگا۔ اس امر پر بھی غور کیجئے کہ آپ کے شیوخ طریقت کس عظمت و عرفان کے بزرگ تھے اور آپ کا شجرۂ بیعت کیا ہے جس سے کہ اس قدر کامل شیوخ نصیب ہو جائیں وہ ظاہر ہے خواہ کتنی ہی تہی دامن و محروم ہو اعلیٰ علیین تک ہے اللہ کا شرف حاصل کر سکتی ہے پھر غوث اعظم خود بھی اور بلند طریقت بزرگ تھے اس کے علاوہ آپ نے جو مجاہدے کئے [illegible] ہوش اڑ جاتے ہیں [illegible] تک [illegible]

[illegible]

اور دوسری باتیں بھی ہیں کہ اس مادیت کے زمانہ میں تو قیاس میں بھی نہیں آ سکتا کہ کوئی شخص اتنی محنتیں کر بھی سکتا ہے اور محنتیں بھی خدا کے لئے واقعی یہ بہت مشکل کام ہے حضور غوث ہی کا حوصلہ تھا کہ آپ اس قدر محنت شاقہ اٹھا گئے۔

اس سے مسلمانوں کو کہاں تک نصیحت تو حاصل ہونی چاہیئے کہ بلا محنت کے انسان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا حضور غوث اعظم کا درجہ کتنا بلند تھا کہ دنیائے روحانیت میں آپ کی [illegible] ایک شور پڑ گیا تھا جگر گوشۂ رسول تھے [illegible] کے باوجود آپ نے وہ مجاہدات کئے اور ایسی [illegible] جن کی مثالیں دنیا میں بہت کم مل سکتی ہیں [illegible] ہے کہ محنت و ریاضت کے بغیر دنیا میں کسی کو کچھ حاصل نہیں [illegible] ہے سارے عالم اور ساری دنیائے روحانیت میں "لیس للانسان الا ما سعیٰ" کا قانون ربانی نافذ ہے جو بھی ہو ولی ہو محبوب ربانی ہو بادشاہ ہو وزیر ہو امیر ہو تاجر ہو صناع ہو مسلمان ہو عیسائی ہو پارسی ہو، ہندو ہو کوئی ہو جو محنت کرے گا پائے گا جو پہلے تکلیف اٹھائیگا بعد کو اسے راحت نصیب ہوگی جو لوگ اپنی آبائی داستانوں روایات کے پیش نظر آرام و راحت کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہیں اور محنت سے جی چراتے ہیں وہ دنیا میں ہرگز کوئی ترقی نہیں کر سکتے کوئی کتنا ہی شریف و نجیب ہو اس کا رتبہ حضور غوث اعظم کی تو گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا جب آپ محبوب صمدانی اور غوث ربانی ہو کر محنت و ریاضت سے نہ بچے اور آپ کے لئے یہ اٹل قانون ربانی نہ ٹوٹا تو پھر ملعو شما تو جن کس شمار میں محنت ہی وہ جوہر ہے جو انسان کو ترقی کی بلندیوں پر فائز کر دیتا ہے محنت کے نام سے گھبرانا اور پھر ترقی و عظمت المراتب کی آرزو کرنا ایک لغویت و حماقت نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور غوث اعظم نے مجاہدات و ریاضات بھی کئے اور آپ کو شیوخ طریقت بھی بڑی قوت و شکوہ کے نصیب ہوئے تھے۔

آپ کا شجرہ بیعت یہ ہے سیدنا محی الدین غوث اعظم کے شیخ حضرت ابو سعید مبارک ان کے شیخ حضرت شیخ ابو الحسن علی بن احمد قرشی ان کے شیخ حضرت ابو الفرح طرطوسی ان کے شیخ حضرت عبدالواحد تمیمی ان کے شیخ حضرت ابو بکر شبلی ان کے شیخ حضرت ابو القاسم جنید بغدادی ان کے شیخ حضرت شیخ سری سقطی ان کے شیخ حضرت شیخ معروف کرخی ان کے شیخ حضرت داؤد طائی ان کے شیخ حضرت شیخ حبیب عجمی ان کے شیخ حضرت شیخ حسن بصری ان کے شیخ علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے شیخ اور سرچشمۂ ہدایت حضور سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

ذرا اس بیعت و نسبت کی شان اور ان بانات ملاحظہ فرمائیے کہ پیر مرید [illegible] چنانچہ

قلائد الجواہر میں ہے کہ حضرت شیخ ابو سعید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ [illegible] سے تبرک حاصل کرنے کے لئے میں نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کو خرقہ پہنایا اور انہوں نے مجھے خرقہ پہنایا یہ بھی حضور غوث اعظم کی شان عظمت اور یہ تھا حضرت غوثیت آپ کا مظاہرہ کمال!

حضور غوث اعظمؒ کی بیبیاں

حضور غوث اعظم نے چار شادیاں کیں جن سے بہت سی اولاد پیدا ہوئیں جس کا تذکرہ کسی گزشتہ صحبت میں کیا جا چکا ہے اور ان کے کمالات ظاہری و باطنی پر روشنی ڈالی جا چکی ہے آپ کی چاروں بیبیاں آپ کے فیوض و برکات سے پوری طرح فیضیاب ہوئیں چاروں کے قلب روشن تھے جس بزرگ ہستی کی ایک لمحہ کی صحبت سے چور ولی ہو گئے کیونکر ممکن تھا کہ آپ کی رفیق حیات فیوض باطنی سے محروم رہتیں آپ شب بیدار اور بہت مصروف بزرگ تھے لیکن ان بیبیوں کے پاس بیٹھنے اور ان سے باتیں کرنے کا وقت نکالتے تھے اس زمانہ کی طرح یہ نہ تھا کہ جدھر کے ہو گئے ہو گئے دنیا میں پڑ گئے تو دین کی خبر نہ رہی اسرار و اسرار کی عبادت کو بھی بھول گئے اور اگر کہیں عبادت کی طرف معروف ہوئے تو دنیا، دنیا والوں اور بیوی بچوں سے کھو گئے اور فکر ہی نہ رہی کہ کون کس حالت میں ہے اور کسی کی حق تلفی تو نہیں ہو رہی اور اپنی اس مصروفیت سے کسی کا دل تو نہیں دکھ رہا۔

پھر چاروں بیبیوں سے آپ کو محبت و الفت تھی اور محبت بھی معمولی نہیں بلکہ بہت زیادہ ان کی ذرہ برابر تکلیف گوارا نہ کرتے تھے اور ان کی دلجوئی کا برابر خیال رکھتے تھے حضور غوث اعظم کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ مکرمہ کی یہ حالت تھی کہ وہ جب کسی اندھیرے مکان اور تاریک گوشہ میں جاتی تھیں تو خود بخود روشنی ہو جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہاں کوئی بہت تیز شمع یک بیک روشن ہو گئی ہے ایک دفعہ میری والدہ کسی کام کو اندر گئیں حسب معمول روشنی ہو گئی اتنے ہی میں میرے والد محترم بھی تشریف لے آئے آپ کی نظر کا پڑنا تھا کہ وہ روشنی فوراً معدوم ہو گئی حضور نے میری والدہ مکرمہ سے فرمایا کہ یہ روشنی شیطانی روشنی تھی تم منازل سلوک طے کر رہی ہو ابھی تکمیل نہیں ہونے پائے ہیں شیطان نے تمہارے اندر غرور و خودی پیدا کرنے کے لئے یہ روشنی پیدا کر دی کوئی خیال نہ کرو میں ابھی اس روشنی کو نورانی روشنی میں تبدیل کئے دیتا ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اس دن سے برابر یہ سلسلہ جاری رہا۔ مگر روشنی کی شکل بدل گئی۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اپنی کتاب عوارف المعارف میں فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سے کسی نے دریافت کیا کہ حضرت [illegible]

کہ آپ نے نکاح کیوں کیا کہ آپ تو [illegible] ہیں آپ کو یاد الٰہی سے ہی اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ ان کی طرف متوجہ ہوں اور اگر اس میں کمی ہوتی ہے تو حقوق العباد پر زد پڑتی ہے آپ نے جواب دیا کہ بیشک میرا ارادہ نکاح کرنے کا اور اس جھگڑے میں پڑنے کا نہیں تھا لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے مجھے ہدایت کی کہ میں نکاح کروں اس لئے میں نے نکاح کر لیا۔

حضور غوث اعظم ہی سے منقول ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میرا ارادہ نکاح کرنے کا ہرگز نہ تھا اور مجھے اس اقدام کی جرأت اس وجہ سے نہ ہوتی تھی کہ میرے اذکار و اشغال میں فرق پڑے گا میرے اوقات میں خلل واقع ہوگا ایک عرصہ تک اسی خیال سے میں نے نکاح نہیں کیا مگر کل امر مرہون باوقاتہا ہر کام کے لئے ایک وقت مقرر ہو چکا ہے جب یہ وقت آ گیا تو خدا تعالیٰ نے مجھے چار بیویاں عطا کر دیں جن میں سے ہر ایک کے ساتھ مجھے کامل محبت ہے اپنی اولاد سے بھی آپ کو بے حد محبت تھی ان سے بڑی شفقت سے پیش آتے تھے اور ان کی تکلیف سے بھی بے چین ہو جاتے تھے۔

حضور غوث اعظمؒ کی معاشرت

ازدواج و اولاد کے ساتھ جو سلوک آپ کا تھا اور جس محبت کے ساتھ آپ ان سے پیش آتے تھے اس کا اجمالی ذکر ابھی کیا جا چکا ہے اس سے آپ کی حیات معاشری پر گہری روشنی پڑتی ہے اعزہ و احباب سے بھی آپ بے حد مروت برتتے تھے اور ان کی ضروریات کا اتنا خیال تھا کہ بعض اوقات سب کچھ ان کی نذر کر دیتے تھے آپ کو سب سے محبت تھی اور سب سے با اخلاق و خندہ پیشانی پیش آتے تھے۔

حضرت شیخ ابو سعید سے روایت ہے کہ آپ کا جسم دبلا، قد میانہ، سینہ کشادہ، ریش مبارک گھنی اور لمبی ابرو پیوستہ آواز بھاری اور رنگ گندمی تھا جس وقت تقریر کرتے تھے ساری محفل گونج اٹھتی تھی آپ کی آواز اور آپ کی ذات میں ایک قدرتی رعب تھا گو بہت منکسر المزاج تھے مگر بولتے ہی لوگوں پر رعب طاری ہو جاتا تھا اور اہل مجلس کے لبوں پر ایک مہر سکوت لگ جاتی تھی کسی کی زہرہ نہ تھا کہ آپ بول رہے ہوں اور وہ کسی دوسری طرف یا دوسرے خیال میں متوجہ ہو جس ہجوم کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ لیا اس کی گردنیں خود بخود خم ہو گئیں۔

طبیعت نہایت نفاست پسند تھی اور مزاج نہایت نظیف تھا صاف اور ستھرا لباس بے حد مرغوب تھا لباس باعموم شاندار [illegible] کتب اور روات اس امر پر متفق ہیں کہ جو لباس آپ کا [illegible] اور صاف ہوتا تھا [illegible]

تھا آپ نے ... بیش قیمت کپڑا ... شیخ
ابو الفضل احمد بن قاسم قرشی بغداد کے مشہور و ثقہ بزاز تھے
وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کا خادم میرے پاس آیا اور کہنے
لگا کہ مجھے حضور کے لئے ایک ایسا کپڑا درکار ہے جس کی قیمت ایک اشرفی
فی گز ہو مجھے خیال آیا کہ جب فقرا ایسا قیمتی لباس پہنیں گے تو
پھر بادشاہوں اور ملوک کے لئے کونسا کپڑا رہ جائے گا انھوں نے تو بادشاہوں
کے پہننے کے لئے کوئی کپڑا ہی نہیں چھوڑا کپڑا میں نے دے دیا اور اسکے
بعد میں حسب معمول حضور کی خدمت میں گیا۔

آپ نے مکاشفہ سے میرے خطرۂ قلب کو معلوم کر لیا تھا میرے
سامنے ہوتے ہی فرمانے لگے کہ ابو الفضل! مجھے اپنے معبود کی
عزت کی قسم ہے کہ جب تک میرے معبود کا اشارہ نہیں ہوتا کوئی بیش قیمت
کپڑا نہیں پہنتا۔ اس کپڑے کے متعلق بھی مجھے بطور خاص حکم ہوا تھا
اے ابو الفضل! یہ لباس نہیں میت کا کفن ہے درویش جب ہزار بار
مرچکتا ہے تو اسے ایک کفن عطا ہوتا ہے (اخبار الاخیار)

کچھ بغداد ہی پر منحصر نہیں آپ کے لباس کے لئے دور دراز ممالک
سے نفیس کپڑا خصوصیت کے ساتھ تیار کرایا جاتا تھا اور اس کا
لباس بنتا تھا یہی نہیں ہر روز صبح کو آپ نیا لباس پہنا کرتے تھے اور
اترا ہوا جوڑا فقراء و مساکین کو دیدیتے تھے جوتے بھی ہر ہفتہ بدلے
جاتے تھے اور اترے ہوئے جوتے فقراء کو تقسیم کر دئیے جاتے تھے
آپ عموماً خچر پر سوار ہوا کرتے تھے لیکن اونٹ کی سواری کا بھی خاص
اشتیاق تھا اس مقبولیت و عزت کی مثالیں دنیا میں بہت کم ملتی ہیں
کہ آپ جب باہر نکلتے تو جیسے بازار میں بھی آپ کا گذر ہوتا تھا اس بازار
کے ارد گرد دو طرفہ صف بستہ کھڑے ہو جاتے تھے کسی کے رعب داب
اور شاہانہ سطوت و جلال سے متاثر ہو کر عزت کرنا اور عزت ہونا اور
بات ہے اور محض اس کی محبت سے عزت کرنا اور اتنی عزت کرنا کہ تمام بازار
والے دیکھتے ہی سرو قد ایستادہ ہو جائیں دوسری بات ہے
کھانے میں عموماً سادہ خوراک ہوتی تھی ویسے آپ بہتر سے بہتر کھانے
بھی استعمال کرتے تھے

آفتاب غوثیت کا غروب

حضور غوث اعظم کی زندگی مسلمانوں کے لئے ایک زندہ درس بصیرت
ہے اور قرآن و حدیث [illegible] آپ کی حیات طیبہ کا ہر ورق ان
کے لئے ایک [illegible] ہے [illegible] معروف اور کتنی مفید
زندگی گذری [illegible] ایک زندگی [illegible]
[illegible]

عزت کرتی ہے اور عوام سے میل جول بھی محنت بھی ہے اور تمام
بھی پوری زندگی میں کوئی ایک وقت اور ایک لمحہ بھی ایسا نہیں گزرا
جو لغویت اور بیکاری کی نذر ہوا ہو زندگی کا ہر روز اور ہر روز کی ہر
ساعت مفید امور میں گذری اور سب سے زیادہ مابہ الامتیاز خصوصیت
وہ ہے کہ کسی وقت اور کسی لمحہ بھی خدا کی طرف سے ذرہ برابر غفلت نظر نہیں
آتی اور تمام خالی اوقات عوام کی خدمت کے لئے وقف ہیں کتنی شاندار
زندگی ہے ایسی زندگی جس سے نہ صرف مسلمان بلکہ دنیا کی ہر قوم سبق
حاصل کر سکتی ہے۔

آپ کی زندگی کے ابتدائی سترہ سال تو جیلان ہی میں گذرے
آپ کے نانا رئیس اعظم اور صاحب ثروت بزرگ تھے اس لئے یہ پورا
زمانہ عیش و تنعم میں گزرا لیکن جہاں آپ کے نانا رئیس اعظم تھے وہاں یگانہ
روزگار ولی بھی تھے اور ماں بھی مریم زمان تھیں انھیں دو بزرگوں کی گود
میں آپ نے تربیت پائی اور انہی کی صحبت و سرپرستی میں اپنی طفولیت
کا وہ سارا زمانہ گذار دیا جس میں محض صحبت انسان کو اتنا کچھ سکھا دیتی
ہے جتنا سالہا سال کی مجموعی تعلیم بھی نہیں سکھا سکتی علی الخصوص جب
بچوں کی مائیں عفیفہ خدا پرست اور تہجد گزار ہوں وہ ضرور شہرت کی بلندیوں
پر آفتاب بن کر چمکتے ہیں اور ان کی زندگی عموماً شاندار ہوتی ہے حضرت
غوثیت مآب کو ماں اور نانا کی صحبت نے بہت کچھ بنا دیا تھا اور
عرفان حقیقت کا پہلا تخم یہیں بویا گیا تھا اور عشق حقیقی کی پہلی چنگاری
یہیں سلگی تھی اس کے بعد نو سال تک بغداد کے مدارس میں
علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل میں مصروف رہے۔

اس دور کے حالات پڑھکر احساس ہوتا ہے کہ آپ کس قدر ذی
حوصلہ اور بلند ہمت انسان تھے اور کن مشکل اور حوصلہ سوز مشکلوں میں
رہکر آپ نے اپنی طالبعلمانہ زندگی گذاری اس زمانہ میں تو ایسی طالبعلمانہ
زندگی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ غریب الوطنی نہ کوئی عزیز نہ کوئی
سرپرست، نہ ٹھکانہ نہ سہارا وطن سے سینکڑوں کوس دور شدید ناداری
ایسی ناداری کہ جنگل کی بوٹیاں اور درخت کے پتوں پر گذر تھی غرض
انتہائی تکالیف اور اذیتیں برداشت کر کے تعلیم سے فراغت حاصل
کی۔ مدرسہ سے نکلے تو عراق کے ویرانے دشت و جبل اور کوہ اور بن سامنے
تھے سر میں عشق الٰہی کا سودا تھا اور سینہ میں [illegible] محبت [illegible]
مار رہا تھا بڑے بڑے مجاہدے کئے ریاضتیں کیں اور یہیں منازل
سلوک طے کئے استغراق اور جذب کا عالم طاری رہا چوتھائی صدی
کا زمانہ تھوڑا زمانہ نہیں ہوتا ایک جگ ہوتا ہے یہ حضور غوث اعظم
ہی کا حوصلہ تھا کہ اتنی طویل مدت نفس کے مجاہدات اور جنون عشق میں گذاری
اس کے بعد آپ پر سلوک کی کیفیت طاری ہوئی اور آپ [illegible]

[illegible] آپ نے [illegible] شروع ہوا [illegible] ارشاد و تعلیم و تلقین اصلاح خلق اللہ سے کلمۃ الحق اور احیاء دین [illegible] کر دیا جب آپ کی عمر ۹۰ سال کی ہوئی تو خالق اکبر کی طرف سے بلاوا آ گیا اور علم کا وہ آفتاب غروب ہوا جس پر نور طلوع ہوا تھا یعنی دو شنبہ کے روز گیارہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ کو ۹۱ سال کی عمر میں آپ نے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی۔

آپ کا باطن روشن تھا آپ کو پہلے سے اپنے انتقال کا وقت معلوم ہو گیا تھا مگر وصال پر بھی آپ نے اس کا اظہار کر دیا تھا جن کی حالت یہ سن کر دگرگوں ہو گئی اور ان کے قلب ان کے سینوں میں فرطِ غم سے تڑپنے لگے کچھ روز بعد ہی آپ علیل ہو گئے تقریباً دو ماہ بیمار رہے آخری روز حضرت عزرائیل ایک اعرابی کی شکل میں آپ کے پاس آئے اور ایک نورانی مکتوب آپ کے ہاتھ میں دے دیا جس میں لکھا تھا یصل هذا المکتوب من المحب الی المحبوب کل نفس ذائقۃ الموت یعنی یہ خط محب کی طرف سے محبوب کو پہنچے ہر انسان کو موت کا ذائقہ چکھنا ضروری ہے۔

وصال سے پیشتر آپ نے تازہ غسل کیا نماز عشاء ادا کی دیر تک سر بسجود رہے تمام گھر والوں، مریدوں اور معتقدوں کے لئے دعا مانگی اور کئی بار [illegible] سجدے میں یہ دعا مانگی "خدایا! امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخش دے اے اللہ! امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم کر اے مولا! امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درگزر کر جب سجدے سے سر اٹھایا تو غیب سے ندا آئی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی یعنی اے نفس مطمئنہ! اپنے پروردگار کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے راضی ہے پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

[illegible] حضور غوث اعظم بستر پر دراز ہو گئے اور سکرات موت کے وقت [illegible] کر میں مدد چاہتا ہوں اس رب قدیر سے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ زندہ ہے جسے موت نہیں اور وہ [illegible] پاک ہے وہ قدرت سے [illegible] ہے جو بندوں پر [illegible] کرنے میں قاہر ہے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں یہ کہتے ہی طائر روح اعلیٰ علیین کی طرف پرواز کر گیا دفعتاً آنکھوں کی پتلی پھر گئی موت کا غلبہ آ گیا [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] کی شام [illegible] آپ کے وصال کی خبر جنگل کی آگ کی طرح شہر میں پھیل گئی اور تمام بغداد ایک ماتم کدہ بن گیا [illegible] حجرہ مبارک کی طرف [illegible] ہجوم خلق کا اجتماع ہو گیا

تجہیز و تکفین

اسی وقت [illegible] نے حضرت [illegible] مبارک کو غسل دیا [illegible] جنازے کے ساتھ ہجوم کا کوئی شمار نہ تھا [illegible] پڑا تھا اور ہر شخص کی آرزو تھی کہ آپ کے آخری دیدار سے اپنے دیدہ ہائے تر کو مشرف کرے۔

بغداد ہی میں مدفون ہوئے۔ آج تک آپ کا روضہ مبارک مرجع خلائق بنا ہوا ہے۔

ایک ایرانی شاعر نے آپ کی تاریخ وفات یہ لکھی ہے

سلطان عصر شاہِ زماں قطب اولیاء کا روز وفات روز قیامت علامتے

تاریخ سال وقت وفاتش چو خواستم
گفتا سروش غیب وفاتش قیامتے — ۵۶۲ھ

ایک عربی شاعر نے تو کمال ہی کر دیا ہے ایک ہی بیت میں آپ کی تاریخ ولادت، تاریخ وفات اور مقدار عمر کمال فصاحت سے قلمبند کر دی ہے

ان باز اللہ سلطان الرجال — جاء فی عشق ومات فی کمال

یعنی بیشک اللہ تعالیٰ کا باز مردوں کا سلطان ہے وہ عشق میں آیا اور اس نے کمال میں وفات پائی۔ اس بیت میں کلمہ عشق کے اعداد چار سو ستر (۴۷۰) ہیں جو آپ کی تاریخ ولادت ہے اور کلمہ کمال کے عدد (۹۱) ہیں جو سن شریف کی تعداد ہے اور کلمہ عشق کو کلمہ کمال کے ساتھ ملانے سے (۵۶۱) اعداد نکلتے ہیں جو آپ کی تاریخ وفات ہے۔ کتنی بہتر اور کتنی اعلیٰ تاریخ ہے۔

غوث اعظم کے آخری کلمات

حضور غوث اعظم نے دوران مرض میں اپنے صاحبزادوں کو متعدد گراں بہا نصائح و وصایا کیں جو اپنی نوعیت میں بہت اعلیٰ اور اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں حرز جان بنائیں کل نصائح و وصایا کی تفصیل کے لئے تو یہاں موقع نہیں تاہم چند چیزیں ہم قارئین کرام کے [illegible] کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں آپ کے بڑے صاحبزادے سیدنا شیخ عبدالوہاب نے دوران علالت میں آپ سے عرض کیا کہ قبلہ مجھے کوئی ایسی نصیحت کیجئے جس پر میں آپ کے وصال کے بعد عمل پیرا ہو کر فلاح پا سکوں [illegible] اللہ کا بندہ ہوں آپ نے فرمایا کہ تقویٰ الٰہی [illegible] اس کی اطاعت کرو [illegible] سے نہ ڈرو [illegible] امید رکھو [illegible] تمام حاجات اور [illegible] اللہ کے سپرد کر دو [illegible] کلی پر [illegible] کسی پر [illegible] سب چیزوں کی [illegible] اس کے [illegible] آپ نے [illegible]

ہماری کا ہو رہا ہے تو کوئی چیز اس سے خالی رہتی ہے اور نہ باہر نکلتی ہے میں سوائے خدا کے یہاں دوست نہیں ہوں " تمام صاحبزادوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کر میرے گرد و پیش سے دور ہٹ جاؤ کریں بظاہر تمہارے ساتھ ہوں اور باطن میں کسی اور کے ساتھ ہوں میرے تمہارے بلکہ ساری مخلوق کے درمیان اتنا بعد ہے جتنا زمین اور آسمان کے مابین ہے لہٰذا مجھ کو کسی پر قیاس کرو اور نہ کسی کو مجھ پر" میرے پاس تمہارے علاوہ ملائکہ آتے ہیں لہٰذا جگہ خالی کر دو اور ان کا ادب کرو یہاں بڑا ہجوم ہے ملائکہ اور ارواح کا ہجوم ہے ان پر جگہ تنگ نہ کرو"

آپ کے ایک صاحبزادے نے بیان کیا کہ وصال سے پیشتر ایک رات دن برابر آپ یہ فرماتے رہے اور اکثر اوقات یہی الفاظ آپ کی زبان مبارک پر جاری رہے" وعلیکم السلام یا رحمتہ اللہ و برکاتہ اللہ مجھے بخشے اور تمہیں بھی مجھ پر بھی توجہ فرمائیے اور تم پر بھی بسم اللہ تشریف لائیے رخصت نہ کیے جاؤ" وصال سے کچھ دیر ہی قبل آپ نے فرمایا میں کسی چیز کی بھی پرواہ نہیں کرتا نہ فرشتہ کی اور نہ ملک الموت کی اے ملک الموت تم ہٹ جاؤ ہمارے لئے تمہارے علاوہ اور کوئی ہے جو قبض روح کا متکفل ہوگا۔ آپ کے صاحبزادوں میں سے کسی نے آپ سے آپ کی طبیعت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھ سے کوئی کچھ نہ پوچھے میں وہی ہوں کہ علم خداوندی میں کروٹیں لے رہا ہوں"

آپ کے صاحبزادے شیخ عبدالجبار نے آپ سے پوچھا کہ کیا حضور کے بدن میں کہیں درد ہوتا ہے آپ نے فرمایا کہ دل کے سوا میرے تمام اعضا مجھے ستاتے ہیں دل کو کوئی درد نہیں اور بالکل کوئی درد نہیں اور اپنے مولیٰ کے ساتھ ہے اور صحیح طور پر مصروف کار ہے۔

ارشادات خاص

حضور غوث اعظم کے ارشادات سے کتابیں بھری پڑی ہیں ہم نے بھی اس مضمون میں آپ کی تعلیمات و ارشادات کا خلاصہ پیش کر دیا ہے اگر ضرورت ہے کہ یہاں آپ کی تعلیمات سے وہ چستہ چستہ فقرے جملے اور ایسی نصائح پیش کی جائیں جو مسلمانوں کو یاد رہ جائیں جنہیں مسلمان یاد کر کے اور پیش نظر رکھ کر اپنی دینی اور دنیوی زندگی میں فائدہ اٹھا سکیں اسی مقصد کے لئے ہم ذیل میں آپ کے ارشادات خصوصی درج کرتے ہیں اور مسلمانوں سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت انہیں پیش نظر رکھیں"

مجھے فرض شناسی [illegible] کے جد محتاجوں اور بیواؤں کو کھانا کھلا

اور علم و عمل کے ساتھ حسن [illegible]

کوئی بشر کا مقصود نہیں ہوتا اگر میں ساری دنیا کا مالک ہو جاؤں تو سب کی سب دولت جمع کروں اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے میں خرچ کر دوں یا میرے پاس صبح سے شام تک ہزاروں اشرفیاں آتی ہیں مگر شام تک کچھ بھی نہیں رہتا سب مستحقوں کو تقسیم کر دیتا ہوں " کتنا بلند جذبہ ہے اور کتنا بلند ارشاد ہے۔

مزاسب کہ ہے انسان فانی ہے دنیا فانی ہے اور یہ جہان فانی ہے جو کچھ ہے بادشاہت ریاست دولت شہرت سب یہیں رہ جائیگی کوئی چیز ساتھ جانے والی نہیں ہے اور نہ کسی کے ساتھ گئی بڑے بڑے گردن فراز اور عظیم و پرشکوہ فرمانروا تخت و تاج یہیں چھوڑ کر چلے گئے جب باعث تخلیق عالم حضور سرور کائنات ہی نہ رہے تو پھر اور کون ہے دانشمندی یہی ہے کہ جیتے جی جتنا کچھ ہو سکے کر لیا جائے اور ثواب لوٹا جائے لوٹ لے۔ دنیا کی شہرت و ناموری کے لئے ہم چیزیں ہیں اور عزت کے لئے ممبری اور خطاب کے لئے ہزاروں روپیہ ایک ایک چند روز میں اڑا دیتا ہے ہم نے خود دیکھا ہے کہ کسی کسی نے محض ممبری کے حصول کے لئے ووٹ کے نام پر اکتالیس ہزار روپیہ اڑا دیا اور ابھی دس برس بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ وہ جہاں سے تشریف لائے تھے وہیں ٹھنڈے ٹھنڈے تشریف لے گئے اسی طرح نام و نمود کے لئے دنیوی رسمی دینداری اور دنیاداری کی شہرت کے لئے کتنا روپیہ برباد کیا جاتا ہے کتنی قربانیاں ہوتی ہیں کتنی بنائی جاتی ہیں کس قدر فاتحہ لائی جاتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کھانے غیر مستحقوں کو پہنچتے ہیں اور یہ سب روپیہ مالداروں کی نذر ہو جاتا ہے اور اس کے حقیقی مستحق محروم رہتے ہیں۔

حالت یہ ہے کہ محلہ کے رئیسوں کو یہ پتہ بھی نہیں کہ محلہ میں کیا حال ہے اپنے قرب میں اپنے پڑوس میں اور اپنے عزیزوں میں کتنے بد نصیب ایسے ہیں کتنی بیوائیں ہیں کتنے یتیم ہیں جو رات کو بھوکے پڑے رہتے ہیں اور جنہیں دو وقت پیٹ بھر کھانا نہیں ملتا [illegible] محلے کے رئیسوں قرب کے پڑوسیوں [illegible] کا حق [illegible] کی حالت سے با خبر رہتے [illegible] اور ان کا ذکر [illegible] کرتے اور انہیں [illegible] کی [illegible] اور ان کی [illegible] لیکن جب [illegible] ناموری کے لئے کسی طرح بھی ان کا ادراک نہیں [illegible] انسان کے بجز [illegible] ہے کہ نادان [illegible]

کھانے اور کھلانے والے کون ہوتے ہیں وہی جن کے پیٹ بھرے ہوتے ہیں گھر کے حجام، خاندان کے کمین، بیگم صاحبہ کے پاس بیٹھ کر ادھر ادھر کی باتیں بنانے والیاں ستے بھنگی وغیرہ انھیں دینے سے مطلب اگر کوئی للہیت تو ہوتی نہیں جو یہ پتہ بھی لگایا جائے کہ محلہ میں واقعی غریب کون ہے مستحق کون ہے؛ ان کی بلا سے کوئی بھوکا ہے یا کسی کے کوئی ذمہ دار تھوڑے ہیں۔

اب تو دنیا ہی دیسی ہی کے رنگ و اوضاع ہی بدل گئے ہیں انجمنوں مدرسوں، اسکولوں، مسجدوں، انجمنوں کو روپیہ دیا جاتا ہے بہت کیا کسی نے مسجد بنوا دی سکول قائم کر دیا خیراتی فنڈ میں دیدیا وظائف طلبا کے لئے وقف کر دیا ہسپتال کو دیدیا یا یونیورسٹی کو بخشدیا انفرادی امداد معیوب و متروک ہو گئی ہی بلاشبہ یہ کام بھی ضروری ہیں اچھے ہیں مگر مقدم پیٹ ہے انسان کی اولین ضرورت کھانا ہے۔

پہلے زمانہ کے لوگ اور اگلے وقتوں کے روسا، مذہبی تعلیم کے اشارات سمجھتے تھے ان کے قلب میں للہیت کا جذبہ کارفرما تھا وہ سب سے پہلے یہ کرتے تھے کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے اور ضرورتمندوں کی ضروریات رفع کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ سب سے بڑا ثواب یہ ہے کہ انسان کی شکم پری کی طرف توجہ کی جائے اسلئے وہ لنگر قائم کرتے تھے اور گھروں اور چاردیواریوں میں بالالتزام کھانا پہنچواتے تھے بادشاہوں وزیروں امیروں اور مشائخ کے یہاں لازماً لنگر خانے ہوتے تھے جہاں کھانا پکتا اور بلا استیاز تقسیم ہوتا تھا کوئی کچھ کہتا اور کچھ کرتا مگر اس زمانہ میں یہ غیر ممکن تھا کہ کوئی بھوکا سورہے روزے کے حکم میں ایک حکمت یہ بھی ہے کہ امرا کو غربا کی بھوک کی جانگزا تکلیف کا احساس ہو زکوٰۃ کے حکم کی تو پوری غرض یہی ہے کہ کوئی فرد بشر بھوکا نہ رہنے پائے قرآن کریم میں اس کی کتنی تاکید ہے ہمارے تمام تہواروں میں اس کی رعایت موجود ہے۔

صدقات و خیرات کی اہمیت سے کسے انکار ہے اس کا مقصد بھی یہی ہے مذہب اسلام جابجا بھوکوں کے کھانے کھلانے پر زور دیتا چلا آرہا ہے فاتحہ، تیجے، دسویں، بیسویں، چالیسویں اور برسی میں یہی یہی راز تھا مقصد یہ تھا کہ کسی بہانہ سے جو غربا رہ گئے پیٹ میں روٹی پڑے کوئی بھوکا نہ رہے حضرت صدیق اکبر سے اس کی عظمت پوچھو جو ایک کوڑھی کو رات کے سناٹے میں چھپ کر کھانا کھلانے جایا کرتے تھے حضرت عمر سے اس کا ثواب دریافت کرو جو رات کی اندھیاریوں میں اٹھ کر یہ تلاش کرتے پھرتے تھے کہ میری خلافت میں کوئی متنفس بھوکا تو نہیں سو رہا اور جب آپ کو ایک ایسا کنبہ مل گیا تو زار زار روئے اور خود اپنی پشت مبارک پر آٹے کی بوری لاد کر لائے خود چولہے کی آگ پھونکی اور جب تک غریب بھوکا خاندان کو پیٹ بھر کر کھلا نہ لیا اس

وقت تک آپ کو چین نصیب نہ ہوا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے عمل پر غور کرو کہ خود تین وقت کے فاقے سے ہیں اور بھوکے کو سامنے کی روٹی اٹھا کر دیدیتے ہیں خود اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ عمل دیکھو کہ زمانہ بعثت و ولادت اور عہد ذراعتی و خلافت ہر حالت میں خود تکالیف اٹھائیں تا آنکہ گھر کے بچے اہل بیت اطہار کو بھوکا رکھا مگر غربا و مساکین پر دولت نچھاور کر دیتے اور ان کے پیٹ بھرنے کو مقدم سمجھا پھر مالک حقیقی کی شان رحمت یہاں اور بندہ پروریاں ملاحظہ ہوں کہ سائل کو جھڑکا جانا گوارا نہیں ایک غریب نابینا کی طرف سے اپنے پیارے حبیب کا صرف ذرا سا اغماض نہیں بھلا اپنی کتاب اور اپنے قرآن میں انفاق مال ادائے زکوٰۃ اور خیرات و مبرات کا حکم دیتا ہے بار بار دیتا ہے جابجا دیتا ہے شدت اور زور کے ساتھ دیتا ہے ترغیب یہانتک کہ اگر ایک دو گے تو ایک کے دس نہیں سات سو دوں گا اور نہ دو گے اور سونے چاندی کو جمع کر کے رکھو گے تو نار جہنم سے سرخ کر کے تمہارے اجسام پر داغ دوں گا۔

دیسے نہ دو بندو مجھے قرض ہی دو کس طرح ایسے کہ میرے غریب ناچار بندوں کی فکر کرو ان کے پیٹ بھرو، انھیں بھوکا نہ سونے دو حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیا، حضرت بابا فرید گنج شکر، حضرت قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو کیا کمی تھی انھیں تو اذکار سے کہاں فرصت تھی مگر غربا کے لئے لنگر کا اہتمام ضروری تھا سب آخر میں حضور غوث الاعظم کے الفاظ پڑھو کہ آپ بھوکوں کو کھانا کھلانے کو نہ یہ کہ سب سے افضل عمل بتلاتے ہیں صبح سے شام تک لاکھوں آجاتے ہیں تو انھیں کو دیدیتے ہیں لاکھوں کیا کروڑوں کو کھلانے کے بعد بھی یہ آرزو ہے کہ یا اللہ اگر تو مجھے دنیا کے خزانوں کا مالک بنادے تو یہ خزانے مساجد بنانے مدارس کھولنے ہسپتال قائم کرنے انجمنوں کو دینے کے لئے نہیں بلکہ بھوکوں کو کھانا کھلانے کے لئے وقف کردوں یہ کیوں فرماتے ہیں اور کیوں فرماتے ہیں ہمارے بزرگ تھے جو علم کے احکام مقاصد پر سب سے زیادہ شناسا تھے جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو کھانا کھلانا ہی محبوب ہے اور وہ جس عمل سے سب سے زیادہ خوش ہوتا ہے

پھر آپ کے سامنے رئیس [illegible] حضرت داتا گنج بخش کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ [illegible]

بھی بندے کو اتنا فائدہ نہیں پہنچتا جتنا کہ فائدہ [illegible]

[illegible] سے پہنچتا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

چاہیے اور اس پر [illegible] محبت ہی کا نام ہے جس کا [illegible]
ہے کہ ہر کام [illegible] مقدم رکھا جائے جیسا صوفیہ [illegible] فرض ہو
لہذا اس میں ایک سبب [illegible] معرفت ہے اور ہر چیز عبادت بن گئی
ہے مثلاً روزہ، زکوٰۃ، خیرات، صدقات ہر چیز کو عبادت بنا لیا گیا
ہے جس کا اولین اصول یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنا فائدہ دیکھو اور
بعد کو دوسروں کا لیکن یہ چیز منافقت ہے [illegible] ہے معصیت
ہے اور ہم تو یہاں تک کہنے کو تیار ہیں کہ کفر ہے اگر مسلمانوں کی نیت
پیدا کر لیں [illegible] سے کچھ حاصل کرنا ہے تو وہ
اس سے عہد کر لیں کہ ہم سب سے پہلے غرباء کا خیال کریں گے بھوکوں
کو کھانا کھلانے اور محتاجوں کی ضروریات کا خیال کریں گے۔

ایک زمانہ تھا کہ دنیائے اسلام کا کوئی ایک شہر اور ایک قصبہ بھی
ایسا نہ تھا جہاں کم از کم پانچ لنگر نہ کھلے ہوں اور جہاں سے
غرباء اور محتاجوں کو مفت کھانا ملتا ہو۔ فرمانرواؤں سے لیکر معمولی
رؤسا تک اسے اجر عظیم سمجھتے تھے لیکن ایک یہ دور ہے کہ آج اگر [illegible]
کی بھری دنیا میں شاید کہیں ایک لنگر خانہ بھی نہ ملیگا کیا یہ کچھ کم افسوسناک
حقیقت ہے کاش مسلمان سمجھیں اور غور کریں۔

دل کے دربان بنو

حضور غوث اعظم فرماتے ہیں کہ خدا اور رسول کی اطاعت کرو صبر کو شیوہ
بناؤ جماعت سے [illegible] فرمانبردار رہو سختی کے بعد راحت کا آنا لازمی
سمجھو تکلیف میں ناامید نہ ہو جایا کرو پراگندہ نہ رہو توبہ سے گناہ
کو دھو ڈالا کرو اپنے مولا کے دروازہ سے کبھی نہ ہٹنا اپنے دل کے دروازہ
پر دربان بن کے بیٹھ جاؤ جسکا خدا حکم دے اسے جانے دو اور
جس کو جانے سے روکے اسے جانے سے روک دو اپنے دل کی خواہش
کو دبا دو نہ [illegible] ہلاک ہو جاؤ گے کسی حال اور کسی مقام پر [illegible]
کر کے یہ نہ سمجھو [illegible] ہمیشہ اسی پر رہنا ہے اور یہی حالت رہے گی
کیونکہ قرآن کریم میں کل یوم ھو فی شان آیا ہے تغیر اور تبدل لازمی
امر ہے۔

فرمایا کہ کسی سے محبت کرنے میں علت ذکر، عداوت و نفرت
میں بھی یہی اصول [illegible] قرآن و حدیث کی کسوٹی پر اسے پرکھ کر دیکھ
لیا جائے [illegible] کسی پر بدگمانی [illegible] کہ یہ گناہ ہے
خدا کو چھوڑ کر [illegible] اور توبہ
کر نہیں [illegible] مومن کی علامت یہ ہے کہ وہ حلال روزی کی تلاش
[illegible] نہیں ملتا
[illegible] تلاش کا ثواب [illegible]
[illegible] ہوگا ہی؟

فرمایا کہ خدا ہی [illegible] کا مخالف [illegible] اس [illegible]
کی طاقت نہیں رکھتا نہ کسی کی یہ مجال ہے کہ اس پسندیدہ کو [illegible]
بدل ڈالے۔

فرمایا کہ دنیا کو دل سے نکال دو اور ہاتھ میں لے لو یعنی دنیا کا مال و
دولت حاصل کرو مگر وہ تمہارے ہاتھ ہی میں رہے دل پر قبضہ نہ کرنے
پائے۔ فرمایا جس پیر میں یہ پانچ صفات نہ ہوں وہ پیر نہیں دجال ہے
ایک تو یہ کہ پیر ظاہری شریعت کا عالم ہو، دوسرے علم حقیقت جانتا
ہو، تیسرے اپنے پاس آنے والوں سے خوش خلقی اور خندہ پیشانی سے
گفتگو کرتا ہو اور مسافروں اور محتاجوں کو کھانا کھلاتا ہو، چوتھے یہ کہ
غرباء اور بے حیثیت آدمیوں کے ساتھ قولاً اور فعلاً عاجزی اور انکسار
سے پیش آتا ہو اور پانچویں یہ کہ مریدوں کی باطنی تربیت و تعلیم کی لیاقت
رکھتا ہو اور خود حسد، ریا، طمع، خود بینی، غفلت اور عیش طلبی سے پاک ہو۔

پیری مریدی

اس زمانہ میں بھی پیر ہیں آج بھی بیعت کا سلسلہ جاری ہے لیکن غور کیجئے کہ حضور غوث اعظم کے
معیار پر پورا اترے سب سے بڑی بات تو یہی ہے کہ پیر مریدوں کی باطنی
تربیت و تعلیم کی لیاقت رکھتا ہو جیسے ہونے پڑے ہوں گے اور بات
ہے لیکن ظاہر تو یہیں پر [illegible] فیصدی ایسے ہی پیر نظر آتے ہیں
جنہیں علم باطنی و حقیقت سے کوئی مس نہیں اور وہ محض رسمی طور پر
مرید کرتے چلے جاتے ہیں۔

اگر پیر شریعت غرائے مصطفوی کا پابند ہو تو یہی ایک بات ہے
مصیبت تو یہی ہے کہ سوائے ظاہری لباس کے ہیں ان [illegible]
میں کوئی بھی مرشدانہ خصوصیت نظر نہیں آتی اور بقول غوث اعظم
کثرت تو دجاجلۂ زمانہ سے بھری پڑی ہے یہاں ہم قارئین کرام کے
سامنے ایک گھر کی بات پیش کرنا چاہتے ہیں اگر اسے انہوں نے پیش نظر
رکھا تو وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے زمانہ نازک ہے اور بہت سے خود غرض
اور طامع لوگ پیری کے لباس میں دنیا کو لوٹتے پھرتے ہیں اس لئے
ضرورت اس امر کی ہے کہ دیکھ بھال کر قدم اٹھایا جائے اور جو شخص مرید
ہونا چاہے وہ پہلے یہ سوچے اور اپنے دل سے پوچھے کہ وہ کیوں مرید
ہو رہا ہے اور اس بیعت سے اس کا مقصد کیا ہے بعض لوگ کہہ دیا
کرتے ہیں کہ ہم تو اس لئے مرید ہوئے ہیں کہ نماز روزہ میں دل نہیں لگتا
[illegible] مقصد یہ ہے کہ ہم گناہوں سے بچ جائیں۔

لیکن یہ چیزیں ایسی نہیں ہیں جن کے لئے پیر مرید ہونا ضروری ہو
جو کچھ انسان [illegible] کر سکتا ہے اس کے لئے [illegible] کسی کے
ہاتھ میں ہاتھ دینے کی ضرورت نہیں [illegible] ضرورت
ہے قرآن کریم جیسی ہدایت و رہنمائی کے لئے کافی ہے جو شخص گناہ پر

خود برائیوں سے بچے اور امر الٰہی کا پابند رہے اس کی نجات یقینی ہے۔ دین اسلام بہت ہی آسان مذہب ہے صرف پانچ وقت کی نماز پڑھ لینا رمضان کے روزے رکھنا اور کبائر سے بچنا بخشش کے لئے کافی ہے اگر کوئی اس کا التزام رکھے تو اس کے لئے مریدی اور بیعت کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی البتہ اگر کسی شخص کو آرزو ہے کہ وہ تقرب خداوندی اختیار کرے اور روحانیت کے میدان میں گامزن ہو کر منازل سلوک طے کرے تو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ ضرور آگے بڑھے اور مرشد کامل کے سامنے زانوئے ادب تہ کرے اب اس کے لئے صرف مرشد کامل کے انتخاب کا سوال رہ جاتا ہے اور اس زمانہ میں یہ سب سے مشکل کام ہے۔

بہرکیف اگر وہ مرید ہو گیا ہے یا مرید ہو جائے تو وہ یہ دیکھے کہ مرید ہونے پر اس کے اندر کیا انقلاب پیدا ہوا ہے اس وقت اور کچھ نہیں تو کم از کم اتنا تو ہو کہ اس کے قلب میں حرکت اور گرمی پیدا ہو جائے اور ذکر قلبی کی دولت تو اسے حاصل ہو جائے اسے بیعت کا پہلا اور ادلین درجہ سمجھنا چاہیے اگر سال بھر کے اندر اس کے تین لطائف اس کی محنت و شوق کے باوجود ذاکر نہ ہو گئے اور قلب، روح اور سر سے اللہ کی صدائیں بلند نہ ہونے لگیں تو مرید کا مرید ہونا اور پیر کا مرید کرنا دونوں بیکار رہیگا تک ہمارا تجربہ ہے قلب کی تعلیم کرنے : اللہ اللہ کا نام بتانے والے اب بھی کہیں کہیں موجود ہیں اور یہ بھی بہت بڑی بات اور بہت بڑی چیز ہے لیکن ہم نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض خاندان اور سلاسل کی یہ حالت ہے کہ جہاں تین لطائف کی تعلیم ہوئی گویا معراج ہو گئی اور اس کے مریدو خلافت کا تاج رکھ دیا گیا ہم نے دیکھا ہے کہ بعض بزرگ ایسے ہیں جن کے پاس زیادہ سے زیادہ تین لطائف ہیں اور وہ مرید کرتے پھرتے ہیں۔ ہمیں اعتراف ہے کہ یہ بھی غیر اہم چیز نہیں مگر روحانیت کی تو اصلاً ابجد بھی نہیں۔

بزرگوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ عموماً اس وقت تک کسی کو خلافت نہیں دیتے جب تک مرید کم از کم فنا فی الرسول کی منزل طے نہ کر گیا ہو ایک دو تین کیا اگر کسی کے پاس ساتوں لطائف بھی ہوئے اور بڑھ کر وہ سلطان الاذکار تک پہنچ گیا یا کلمہ کی منزل میں آگیا تو اسے تو واقعی بڑی دولت حاصل ہو گئی لیکن وہ مرید کو کہاں تک پہنچائیگا اس کی باطنی تربیت کیا کر سکے گا ہمارے سہروردی اور قادری سلسلہ میں تو یہ حالت ہے کہ یکبارگی کسی کو مرید بھی نہیں کیا جا سکتا اور [illegible] کی تعلیم کر دی جاتی ہے شوق اور محنت دیکھی تو تدریجی طور پر لطائف تک کی تعلیم طالبانہ حیثیت میں ہی دیتے رہتے ہیں اور اس کے بعد کہیں مرید بنانے کی نوبت آتی ہے جب تک شوق اور حالت کا اندازہ نہیں کر لیتا۔

[illegible] کی محبت سے [illegible] کی ذات سے وابستگی اور [illegible] ہیں ہمارے حضرت قبلہ شاہ عبدالقادر صاحب کی یہ عادت تھی کہ تعلیم تو کر دیا کرتے تھے مگر خوب دیکھ بھال کر اور شوق و محنت دیکھ کر کئی سال کے بعد مرید کیا کرتے تھے ہمیں ابتدائی تعلیم قلب سے لیکر مریدی کے وقت تک نو سال کا زمانہ لگا تھا۔

ہمارے یہاں تو قلب کی تعلیم لازمی ہے اور مرید کو یہ بتلایا جاتا ہے اور اتنی بات بھی کو پوشیدہ نہیں رکھا جاتا کہ محنت کئے جائیے وقت [illegible] گے کچھ دیر میں گے ہمارے حضرت قبلہ فرمایا کرتے تھے کہ اب زمانہ یہ ہے کہ خود مرید بڑھ کر پیر سے پوچھے کہ میں مرید ہوتا ہوں بتاؤ مجھے کیا دو گے ہو اور مرید خود پیر کا امتحان لے ٹھیک بات ہی ہے جب کچھ نہ ملے تو پھر مرید ہونا عبث ہے بزرگوں نے تو ایسے پیروں اور مریدوں کو جو کچھ نہ دے سکیں اور نہ لے سکیں دونوں کو مرید شیطان لکھا ہے وقت اچھا نہیں زمانہ خراب ہے پیری مریدی کو بدنام کرنے والے ہر جگہ پیدا ہو گئے ہیں یہ حالت ہے کہ نہ پیر کے پاس کچھ ہے اور نہ مریدوں کو کچھ مل رہا ہے مگر رسمی طور پر ہزاروں افراد ہیں جو مرید ہوتے اور محض اعتقاد کی بناء پر پیر کے گن گاتے چلے جاتے ہیں قارئین کرام سے جو بھائی مرید ہوں وہ سوچیں اور خالی الذہن ہو کر غور کریں کہ مریدی کے بعد انہیں ان کے پیر سے روحانی طور پر کیا حاصل ہوا باطن میں کتنی ترقی ہوئی مثلاً انہیں قلب کی تعلیم ہوئی اس مدت میں ان کے کتنے لطائف ذاکر ہوئے روشنی نظر آئی ذکر خفی میں کہاں تک ترقی کی حالت طاری ہوتی ہے یا نہیں کیفیت پیدا ہونے لگی یا نہیں اگر یہ کچھ نہیں ہوا ہے تو گویا وہ کچھ بھی نہیں دونوں گناہگار ہیں اور ایک رسم کے پابند اور بس!

شفاعت مریدین کی ضمانت

حضور غوث اعظمؒ کے مریدوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ حضور اپنے مریدوں اور اہل سلسلہ کی نجات اور بخشش کے ضامن ہیں ان میں سے کوئی بھی توبہ کئے بغیر نہ مرے گا جس کے ہاتھ میں آپ کا دامن ہے اس کی نجات یقینی ہے تکمیل شرط یہی ہے کہ مرید کو حضور کی ذات گرامی سے عقیدت بھی ہو اور حضور کو اپنا سمجھتا بھی ہو اور اس سند کی عظمت و اہمیت کا احساس رکھتا ہو اور کبائر سے بچنے کی امکانی سعی بھی کرتا ہو [illegible] آپ کے اس قول کی صداقت و حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ یہ خیال رکھے کہ آپ کی [illegible] نجات تو ہو جائے گی [illegible] حضور [illegible] ضامن [illegible]

میں آگئے لرزیں اور گستاخی کی جتنی جسارتیں ہوں پہلے کر جائیں بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے نافرمان اور بے ادب اور گنہگار بہر حال انسان کی کہیں پوچھ گچھ نہیں۔ لیکن کہا جا سکتا ہے کہ جب گناہ پر پکڑ سب ہی کی ہوگی تو پھر شفاعت و ضمانت کا مطلب کیا ہے؟ یہ ہے کہ کیا مجال کسی کو خبر نہیں بڑے بڑے متقی اور نیکوکار ایک معمولی لغزش میں راندۂ درگاہ ہو جاتے ہیں۔

غوث اعظم کے سلسلہ اور ضمنی سلاسل کے مریدوں کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ کبائر و فواحش سے مجتنب رہیں گے تو ان کی بخشش یقینی ہوگی اور معمولی لغزشوں میں نہ پکڑے جائیں گے شیطان سب کے ساتھ لگا ہوا ہے زمانہ کے عہد بگڑ گئے ہیں ہر طرف الحاد و زندقہ کی ہوائیں چل رہی ہیں اس لئے ایسے وقت میں حضور غوث اعظم کی ضمانت ہم گنہگاروں اور خطاکاروں کے لئے بہت بڑی ڈھارس اور عظیم پناہ گاہ ہے آپ چونکہ اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے اس لئے آپ سے حضور نے کی بلسراری خاطر کے لئے حضور سے یہ وعدہ کر لیا ہے اور اس کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا ان اللہ لا یخلف المیعاد۔

حضور غوثیت مآب سے توسل

حضرت شیخ ابو القاسم عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور غوث اعظم کو فرماتے سنا ہے جو شخص بھی کسی مصیبت کے عالم میں مجھے پکارے گا مجھ سے استمداد کرے گا اور میرے توسل سے دعا مانگے گا مراد کو پہنچے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا اور میں اس کی امداد کروں گا حضور سے توسل کے بہت سے طریقے بزرگان دین سے منقول ہیں مگر ہمارا تجربہ تو یہ ہے کہ جو شخص جس طریق پر بھی آپ سے استمداد کرتا ہے حضور اس کی امداد کرتے ہیں خواہ چار رکعت نماز پڑھے اس کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر آپ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچائے۔ خواہ آپ کے توسل سے نماز پڑھ کر کے بعد دعا مانگے خواہ حضور کو پکارے کچھ بھی مدد کا [illegible] ضرور آپ کی مدد کرے گا ویسے بہتر اور موثر طریقہ تو یہ ہے کہ بعد عشاء کے بارہ رکعت نماز پڑھے اس کے بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر آپ کی روح پاک کو ثواب پہنچائے اور پھر آپ کے توسل سے دعا مانگے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور دعا قبول ہوگی۔

دنیا میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو تصرف اولیائے کرام کے قائل نہیں اور کہتے ہیں کہ وہ انتقال کے بعد کچھ نہیں کر سکتے [illegible] بعد [illegible] دلیل سے [illegible] کچھ نہیں کر سکتے تو [illegible] بات ہے لیکن اولیاء اللہ تو اولیاء اللہ ہیں وہ زندگی میں [illegible] فنا ہو چکے ہوتے ہیں اور موتوا قبل ان تموتوا کے مصداق ہو جاتے ہیں [illegible]

مکانی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی اور ان کے تصرفات زندگانی کے بعد بھی قائم رہتے ہیں جنھیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوتی ہیں بڑی قوتیں عطا ہو چکی ہوتی ہیں اور جتنے بھی فنافی اللہ ہو چکے ہوتے ہیں کیا بعید ہے کہ خدائے قدوس انھیں ظاہری موت کے بعد بھی انہی اختیارات سے بہرہ مند رکھے عوام اس راز کو سمجھ نہیں سکتے ورنہ ہم انھیں بتاتے کہ عارفین اور اہل اللہ کی موت موت نہیں بلکہ وصل حبیب ہوتی ہے اور ان کے تصرفات گھٹنے کے بجائے وصال کے بعد اور بڑھ جاتے ہیں وہ فنافی اللہ ہوتے ہیں اور ان سے استمداد و توسل درحقیقت خدا ہی سے استمداد و توسل کے مرادف ہوتا ہے کون یہ خیال کر کے ان سے استمداد کرتا ہے کہ نعوذ باللہ وہ خدا ہیں سب یہ سمجھ کے کہتے اور اپنا سمجھ کے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پیارے ہیں اور اللہ ہی نے انھیں اپنی طرف سے لامحدود اختیارات دے رکھے ہیں یہ ہرگز نہ ممنوع ہے اور نہ شرک۔

تاہم جیسا کہ ہم پیشتر عرض کر چکے ہیں بہتر یہ ہے کہ انسان خود اپنے اندر اہلیت و استعداد پیدا کرے اور ایسی استعداد کر دہ خود براہ راست رب قدیر سے کہہ سکے وہ معبود برحق بشاش بے حد مہربان ہے رؤف الرحیم ہے ماں باپ سے ستر زیادہ بندوں سے محبت کرتا ہے اگر ہم اتنا ہی کریں کہ دستور العمل ربانی (قرآن) کے پابند ہو جائیں تو ہماری کوئی ایک دعا بھی مستجاب ہوئے بغیر نہ رہے کہ اللہ سے زیادہ بندوں کا ہمدرد کوئی نبی اور ولی نہیں ہو سکتا یہ اسی کی شان ہے اور اس کی خصوصیت رحمانی ہے کہ لاکھوں گناہوں اور نافرمانیوں پر بھی ہمارا رزق بند نہیں کرتا اور نہ ہم ضعیف و ظلوم بندوں سے انتقام لیتا ہے ہم دعاؤں کی بے اثری کے تو شاکی ہیں مگر اپنے اعمال اور اپنے گناہوں کی طرف نگاہ نہیں کرتے بھلا اپنا نافرمان اور باغی بیٹا ہماری شفقتوں اور چشم پوشی کے باوجود بھی اگر اپنی نافرمانیوں اور گستاخیوں سے باز نہ آئے ہم سے اگر کچھ کہے تو ہم کب اس کی سنیں گے بہرکیف حضور غوث الثقلین کے تصرفات اسی شان و طمطراق کے ساتھ زندہ ہیں اور اگر ان سے استمداد کی جائے تو ضرور مدد ملتی ہے ہمارا ذاتی تجربہ ہے اور حضور کا یہ اعلان ہے کہ جو شخص بھی ہر ماہ حسب استطاعت حضور کی گیارہویں کرتا رہتا ہے وہ پیسہ سے محتاج تو رہتا نہیں اور کبھی وہ مفلسی کا شکار نہیں ہوتا۔

ہم نے [illegible] لیکن ابتدائی طالب علمی کے زمانہ سے [illegible] مسلمانوں کو دیکھا ہے جو آپ کی گیارہویں کرتے اور ان کی برکات کے دل سے قائل [illegible]

ہر مراد کے لئے

[illegible]

بہت طریقہ عقیدت و محبت ہے اگر آپ کو حضور غوث الاعظم سے محبت ہے تو ممکن نہیں کہ حضور کو آپ سے محبت نہ ہو اور آپ ان کی شفاعت کبھی سے محروم رہیں۔

مسلمانوں کا فرض

اتنا کچھ لکھنے کے بعد ہم مسلمانوں کو قادری کرام سے استدعا کرتے ہیں کہ وہ اس مضمون کو سرسری طور سے نہ پڑھیں اور یہ دیکھیں کہ حضور نے بحیثیت اولاد، بحیثیت باپ، بحیثیت شوہر، بحیثیت بزرگ، بحیثیت انسان، بحیثیت غریب، بحیثیت امیر، بحیثیت پیر، بحیثیت مرید، بحیثیت آقا، بحیثیت دوست، بحیثیت ولی اور بحیثیت استاد و طالب علم کیسی اور کس شان سے زندگی بسر کی۔ اپنی والدہ کی نصیحت کا کس زور و شور سے تتبع کیا۔ طالب علمی کس ڈھنگ میں گذاری۔ کس طرح کمال پیدا کیا اور کس اولوالعزمی و بلند ہمتی کے ساتھ منازل حیات طے کیں۔

مشاہیر و اکابر کی زندگی و سیرت ایک مینار ہدایت ہوتی ہے جس سے گم گشتگان بادیہ ضلالت اپنے لئے راہ عمل تلاش کیا کرتے ہیں آپ حضور غوث الاعظم کی سوانح عمری کو محض ایک غوث وقت اور قطب زمان کی سوانح عمری کی حیثیت سے تبرکاً نہ پڑھیں بلکہ اس سے سبق حاصل کریں اور ہر شعبۂ عملی اور زندگی کی ہر منزل پر آپ کی رفتار اور آپ کی اولوالعزمانہ بلند پروازی دیکھیں اور یہ غور کریں کہ اس حیات متبرکہ میں کتنی عبرت، اعتبار اور بصیرت افروز خصوصیات ہیں۔ محنت، استقلال، مقصد کا عشق، ترقی کا ولولہ، حصول کمال کا جوش اور مالک حقیقی کی اطاعت و فرمانبرداری کے کیسے کیسے شاندار مظاہر آپ کی سیرت ہمارے سامنے پیش کر رہی ہے ازل میں ہی آپ کے لئے غوثیت کا تاج مرتب ہو چکا تھا اور کارکنان قضا و قدر نے آپ کے لئے قطبیت و ولایت کی خلعت پہلے ہی تیار کر لیا تھا مگر دیکھنا اور سمجھنا تو یہ ہے کہ آپ کو یہ درجہ رفیع مفت میں تو نہیں مل گیا اور یہ منصب بلند آپ کو کیسی حوصلہ شکن اور ہمت فرسا محنتوں اور جانکاہیوں کے بعد نصیب ہوا۔ مسلمان چاہیں تو اس پر انوار زندگی سے بہت سے سبق حاصل کر سکتے ہیں۔

حضور کے گیارہ نام کا وسیلہ

بزرگان دین میں مدت سے رواج چلا آتا ہے کہ وہ حضور غوث الاعظم کے گیارہ نام کی دعا سے کام لیتے ہیں اور اس دعا سے آجکل ہزارہا انسان فائدہ اٹھا چکے ہیں اس کا طریقہ بھی ہم آپ کو بتائے دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہر [illegible] پنجشنبہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد سنتوں سے پیشتر گیارہ مرتبہ [illegible]

سات بار سورۂ فاتحہ اور گیارہ بار درود شریف [illegible] بیان کر کے جائیے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور مقبول ہوگی وہ اسمائے مبارک یہ ہیں:

"الٰہی بحرمت سید محی الدین، الٰہی بحرمت شیخ محی الدین، الٰہی بحرمت سلطان محی الدین، الٰہی بحرمت قطب محی الدین، الٰہی بحرمت غوث محی الدین، الٰہی بحرمت مخدوم محی الدین، الٰہی بحرمت خواجہ محی الدین، الٰہی بحرمت درویش محی الدین، الٰہی بحرمت غریب محی الدین، الٰہی بحرمت ولی محی الدین، الٰہی بحرمت مسکین محی الدین"

قادری استخارے

حضور غوث الاعظم سے استخارے کے معتبر و مستند طریقے ہیں جو بے حد موثر و مجرب ہیں ایک آسان اور سہل طریقہ یہ ہے کہ سورۂ یاسین تین بار اور نہ ہو سکے تو صرف ایک بار پڑھ کر لیٹ جائے پھر کسی سے گفتگو نہ کیجئے اور پڑھنے سے پیشتر اس امر کی نیت کر لی جائے کہ میں فلاں [illegible] معلوم کرنے کے لئے حضور سے یہ استخارہ کر رہا ہوں۔"

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھ کر ایک صاف اور پاک بستر پر لیٹ جائے اس پر پھول اور خوشبو رکھ لیجئے اور پھر لیٹتے ہی ایک مرتبہ یاھادی یا رشید یا خبیر پڑھیئے مقصد کا تصور ذہن میں رکھئے انشاء اللہ تعالیٰ خواب ہی میں اسی روز جواب مل جائے گا اس روز کچھ نہ معلوم ہو تو تین رات یہ عمل کیجئے۔

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل پڑھیئے ہر رکعت میں الحمد کے بعد تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھیئے اس کے بعد سر بجانب قبلہ ہو کر یہ اسم پڑھتے پڑھتے سو جائے جس کام کے لئے آپ نے استخارہ کیا ہے اس کے متعلق جواب مل جائے گا اسم یہ ہے الظاہر الباسط

دل بعد از [illegible] جمال شیخ عبدالقادر — ای سر [illegible] جمال شیخ عبدالقادر
یارب [illegible] — کے [illegible] وصال شیخ عبدالقادر
خود خالی [illegible] — ہر زبان [illegible] جمال شیخ عبدالقادر
در دو عالم [illegible] — ہر [illegible] کمال شیخ عبدالقادر
ہست یک [illegible] — [illegible] مثال شیخ عبدالقادر
تا ابد آباد باد [illegible] — ہست [illegible] شیخ عبدالقادر

[illegible]
[illegible]

[illegible]

اسلامی تعلیم

فقہ اسلامی کی مستند اور مقبول عام کتاب
جسکو مفتی سید محمد ... نے کمال ... سے ترتیب دیا
فقہ اسلامی اردو آسان طرز ادا میں ...
... جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہے ...
کسی مسئلہ میں فتویٰ لینے کی ضرورت
محسوس نہیں ہوتی ...
ہو گیا ہے آسانی کیلئے علمائے کرام بھی اسے
زیر مطالعہ رکھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو
... واقفیت بھی ضروری ہے ...
کے لئے یہ کتاب ... ضروری ہے
قیمت مجلد تین روپے ... محصول ڈاک ...

اسلامی مسائل

قیمت ... صفحہ کی مجلد کتاب ...
کی ... مستند کتاب ہے ...
امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق ...
ترجمہ ... یہ کتاب ...
... فقہ کی اردو کتابیں ...
... عبادت، نماز، روزہ
زکوٰۃ، حج، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت
... لباس ...
... زراعت، تجارت، حکومت ...
کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق
کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد ...

اسلامی معاشرت

اسلام میں ... کتاب ...
... عبادات کے علاوہ ...
... اسلامی ...
... تعلیم ...
... کتاب ...
... اسلامی ... قیمت ...

اسلامی میاں بیوی

... کتاب ...
... میاں بیوی کی زندگی کے متعلق ...
... عورت ...
... شادی ...
... طلاق، پردہ ...
... کتاب ... قیمت ...

تفسیر ام الکتاب

... سورۃ فاتحہ کی تفسیر ...
... کتاب ...
قیمت ...

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر ...
... کتاب ...
... عجیب بحث ہے۔
قیمت صرف ... محصول ڈاک ...

نماز کے علمی فائدے

... نماز ...
... کتاب ...
قیمت ...

نماز کے پورے مسائل

... نماز ...
... کتاب ...
قیمت ...

آداب عبادت

... اسلام ...
... کتاب ...

نماز و مسائل جمعہ

... جمعہ ...
... کتاب ...

مناجات مقبول

... مناجات ...
... کتاب ...

ہفت رنگ تکلفی تعویذ

... کتاب ...
... قیمت ...

[illegible]ستاد روزگار

[illegible] ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کے
[illegible] لئے ہر قسم کی صنعت، حرفت کے کام بھی
[illegible] درج کئے ہیں اس میں صابون سازی ہر قسم
[illegible] ہر قسم کے شربت اچار مربے بنانے کے
[illegible] ڈاکٹری نسخے دہاتوں کو صاف کرنا
[illegible] شیاء عطر عرق، شیشہ کا کام بوٹ پالش
[illegible] سیاہیاں بنانا شعبدات جادو کے کام
[illegible] بنانا، فوٹو گرافری، گھڑی سازی کرنا
[illegible] کے طریقے درج ہیں اس کتاب کو خرید کر
[illegible] پانی دہندے سے لگ سکتے ہیں۔
[illegible] صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

استاد مرغی خانہ

یہ جدید طریقے پر مرغیوں کی تندرستی اور ان کی پرورش
سکھانے والی تین سو صفحہ کی کتاب ہے اور اس میں ۱۳۳
مضامین ہیں علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتر بطخ
اور بلبلوں کی پرورش و تجارت کی راہیں بھی اسی
کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ تمام پچھلی کتابوں سے بہتر
کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربے کے بعد لکھا
گیا ہے اس میں ان مرغیوں کے حالات بھی ہیں جو
[illegible] سے اس وقت تک نئی قسم کی ولایت سے آئی
ہیں یا جدید مخلوط النسل ہیں تمام بیماریوں کے علاج
ہیں اور ہر موسم وار ترکیب پرورش ہے۔
قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

استاد عربی

یہ [illegible] عربی [illegible] داخل نصاب ہے
اور [illegible] مصنف [illegible] کی تعریف کی
جاسکتی ہے کہ اس کو بہترین کتاب بنایا ہے۔ اگر آپ
کو یہ شوق ہے کہ آپ بغیر سمجھے [illegible]
واقف ہو جائیں اور خدا کی مقدس کتاب
قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے سمجھنے
تو اس کتاب کو منگا کر دیکھئے [illegible]
پڑھ لیجئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی بولنا
آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف ۲ ماہ
میں خاصی اچھی عربی جان جائیں۔
قیمت صرف بارہ آنے محصول ڈاک [illegible]

استاد انگریزی

[illegible] جناب سید [illegible]
[illegible] بی، اے، ایل ایل بی، اس کتاب [illegible]
[illegible] باب [illegible] انگریزی [illegible]
[illegible] باب [illegible]
باب [illegible] کی مشق کرائی گئی ہے
باب [illegible] لغت [illegible]
باب [illegible] روزمرہ کی بول چال باب [illegible]
باب [illegible] ترجمہ کرنے کی مشقیں باب [illegible] انگریزی بنانا
باب [illegible] خط و کتابت صرف اس ایک کتاب کے
میں باقاعدہ انگریزی [illegible] آجاتی ہو گی
کتاب [illegible] نہیں ۲۰۰ صفحے قیمت [illegible]

[illegible] بستہ مجلد

[illegible] کا گلدستہ [illegible] کتابیں

[illegible] کی کتاب	(۳) کہانیوں کی کتاب
[illegible] کی کتاب	(۴) [illegible] کی کتاب
[illegible] کی کتاب	(۶) [illegible] کی کتاب
[illegible] کی کتاب	(۸) تہذیب کی کتاب
[illegible] کی کتاب	(۱۰) اصلی [illegible]

[illegible] پر مشتمل [illegible] کو مکمل [illegible]
[illegible] کتاب ضرور پڑھائیے تاکہ وہ [illegible]
[illegible] واقف ہو جائے اور [illegible]
[illegible] ایک ہی جگہ
[illegible] قیمت فی جلد [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

ساوتری

ایک ہندو خاتون کا سچا افسانہ جو تبلیغی مقاصد کے لئے
نہایت مفید ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ [illegible]
ہندو خاندان اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر کس
طرح مسلمان ہو گیا اور کفر و شرک کے مقابلہ میں ایک
نو مسلم خاتون نے کس طرح ہزاروں مصائب برداشت
کرکے اور باوجودیکہ [illegible] سے [illegible] جانے کے بھی
آخر وقت تک مسلمان رہی یہ افسانہ ہندوستان
میں مقبول ہے اور [illegible] معارف [illegible]
تنقید [illegible] ہیں [illegible] حضرات [illegible]
تقسیم کرتے ہیں۔
قیمت صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت
کو ان سے چھڑوا دیا اور عیسائیوں نے چھین لیا اس وقت
بھی ان کا کبر کثیر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن [illegible]
کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت
نے اس پر حملہ کیا تو انہوں نے وطن عزیز
کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی جہاں کئی
سپہ سالار دم [illegible] تھے وہاں ایک [illegible]
نے ملکہ اندلس کی جان بچائی۔ تاریخی افسانہ
ہے، دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا
راشد الخیری مدظلہ العالی کی تصنیف ہے
قیمت صرف [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

بیگمات مغلیہ اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے [illegible] کتاب ہے
اس میں سب سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات
ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں
[illegible] ان ہندو رانیوں کے حالات جو
دلچسپ ہیں۔ جو شاہی خاندانوں میں [illegible]
یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ
سوانح اور حالات کے چند [illegible] حسن و عشق کی
کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں اور وہ
حالات بہت ہی لطیف ہیں ضخامت [illegible] صفحات
ہے اور [illegible] کے باوجود قیمت
صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

[illegible]سلام کی آٹھوں [illegible]

[illegible] معلومات [illegible] آسانی میں
[illegible] صفتیں ملائکہ وغیرہ کا بیان
[illegible] بیان عقائد [illegible]
[illegible] تفصیل اور آسان مسائل۔
[illegible] کے حالات مسائل زکوٰۃ
[illegible] زکوٰۃ کا پورا بیان [illegible] روزہ کا بیان
[illegible] حج کا بیان اور حقوق کا بیان مفصل
[illegible] ارکان [illegible] معاشرت
[illegible] حقوق العباد، توکل اور [illegible]
[illegible] کی ضخامت [illegible] صفحات [illegible]
[illegible] مجلد کی قیمت [illegible] محصول [illegible]

فارسی بول چال

[illegible] تین سو صفحے کی مجلد کتاب ہے بلا استاد کی مدد کے
چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب ہے فارسی
بول چال [illegible] یونیورسٹی سے [illegible] فارسی کی اعلیٰ
ڈگری یافتہ فاضل حضرات نے مرتب کیا ہے گویا
فارسی زبان کو اردو میں [illegible] شرح کتاب
فارسی کے [illegible] گرامر کے لحاظ سے اردو معنی
کے ساتھ درج کیا ہے اسکے بعد [illegible]
کی [illegible] ہر قسم کے [illegible]
[illegible] تیمارداری اور [illegible]
[illegible] وغیرہ کے نمونے [illegible]
[illegible] قیمت ۲ [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک استاد خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے
کی بہترین [illegible] مقبول ہو کر [illegible]
دہلی کا دسترخوان [illegible] آسان کھانا پکانے
کی کتاب ہے جسے چھوٹی چھوٹی بچیاں [illegible]
[illegible] آسان کم اصولوں میں اچھے کھانے
کھا لیتے [illegible] ہیں [illegible] کتاب
[illegible] مسلمان خواتین میں مقبول [illegible]
[illegible] فہرست [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

فالنامہ ناصری

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کا ترجمہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

بڑی سوانح رسول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان [illegible] تاریخ خوبی کا نہ صرف [illegible] ممتاز ہے تاریخ عرب [illegible] میلاد رسول [illegible] تک کے حالات بشریت و صفات [illegible] عاشق رسول [illegible] ہے کہ اس کا مطالعہ [illegible] سیرت [illegible] یقینی ہے یوں تو آپ کے سوانح قبول کی ملا [illegible] لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات [illegible] پیدا کر دیگا ضخامت ۹۰۰ صفحات مجلد کتاب کی قیمت رعایتی صرف ۱۲ محصول ۹ کل [illegible]

سیرت غوث پاک

آسمان تصوف کے آفتاب حضرت پیران پیر [illegible] کی مفصل سوانح [illegible] مجموعہ سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی [illegible] [illegible] اس قدر مفصل حالات نہ پیر کے [illegible] ان میں نہیں [illegible] اس کتاب میں [illegible] غوث پاک کے [illegible] نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کتاب میں آپ کی ولادت [illegible] حالات میں خصوصاً حضور کی کرامات بہت مفصل ہیں۔ مجلد ہے قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

سلطان جیلان

یہ کتاب [illegible] حضرت غوث الاعظم کی [illegible] [illegible]

مجالس بڑی مستند ہیں (۱) تصنیف [illegible] (۲) پیدائش (۳) کنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک لباس و خلق (۵) آپ کا تحصیل علم [illegible] (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی عبادت (۱۱) آپ کی ازدواج۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک [illegible] چھ آنے کل بارہ آنے۔

انغرستان کے تین ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین [illegible] کی پیدائش ہندستان [illegible] تبلیغی سرگرمیاں، کرامات [illegible] ۲۔ سید بابا فرید گنج شکر۔ آپ کے خاندانی حالات لقب کی وجہ [illegible] تبلیغ دین، کرامات [illegible] ۳۔ سیرت صابر کلیری۔ آپ کے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا [illegible] کرنا اور [illegible] صابر کا لقب پانا [illegible] حاصل کر کے کلیر تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور۔ [illegible] کی قیمت صرف ایک روپیہ محصول [illegible]

سچا شہادت نامہ

یہ شہادت حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب [illegible] صحیح کتاب ہے [illegible] غلط نہیں [illegible] شہادت نامہ [illegible] حسین [illegible] [illegible] قصہ [illegible] واقعہ شہادت کا آپ پڑھ کر آنسو بہائے [illegible] [illegible] ہر موقع پر [illegible] مرثیہ [illegible] ضخامت [illegible] ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گزرا ہوگا قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ڈاک [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی کل سوانح عمری [illegible] بڑی مستند [illegible] ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ [illegible] معارف کے پر ہونگے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر انبیا کی سخت ترین آزمائشوں کے مقابلہ [illegible] کی [illegible] عبادتوں اور الٰہی [illegible] عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے اتنی ضخیم [illegible] مجلد کتاب کی قیمت بارہ آنے محصول ڈاک [illegible] کل ایک روپیہ پانچ آنے

الفاروق

کیا آپ جانتے ہیں اور کیا ہم ہیں جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پیدا نہیں ہوا [illegible] کی فرعی روایات عدل [illegible] عدل فاروقی کے حالات پڑھ کر معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں۔ مساوات [illegible] ذرا اس جلیل القدر صحابی کی شان [illegible] بیت المقدس میں [illegible] غلام [illegible] بادشاہ کے حالات [illegible] ۲۶۰ صفحے قیمت مجلد [illegible]

چھپا نوے اولیا

کرام کے حالات انکی کرامات [illegible] تعلیمات انکی الہامات تبلیغ اسلام [illegible] [illegible] انکی [illegible] [illegible] ان کا نام [illegible] یہی وہ کتاب ہے جس میں کا ہر ولیا اللہ کے [illegible] ہیں جس میں ہندوستان کے بھی ہیں ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی [illegible] بھی ہیں اور چین [illegible] مشرق [illegible] اور [illegible] یہ کتاب [illegible] آئینہ ہے بڑی تقطیع ضخامت ۲۰۰ صفحات قیمت رعایتی مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

امام ابوحنیفہ

کے حالات [illegible] مسلمان [illegible] [illegible] نسبت [illegible] حالات سے بے خبر [illegible] سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف [illegible] صاحب کے حالات [illegible] [illegible] مسائل کے معلوم [illegible] کتاب [illegible] نکات [illegible] رہ جاتی ہیں [illegible] [illegible] قیمت [illegible]

پانچ برگزیدہ صوفی

۱۔ امام غزالی تصوف کے سب سے بڑے علمبردار [illegible] ۲۔ مولانا [illegible] بزرگ کے حالات رعایتی قیمت [illegible] ۳۔ مولانا روم جن کی مثنوی [illegible] قرآن [illegible] پہلوی [illegible] قیمت رعایتی صرف [illegible] ۴۔ حافظ شیرازی [illegible] شیراز کا [illegible] شاعر [illegible] قیمت رعایتی [illegible] ۵۔ شیخ سعدی [illegible] گلستان و بوستان [illegible] قیمت رعایتی [illegible] [illegible] قیمت [illegible] [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

امت کی مائیں

علامہ [illegible] کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم کی اتنی ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب اس کتاب میں ہے حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی [illegible] حالات [illegible] پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے [illegible] کتاب بہت مفید ہوگی [illegible] [illegible] [illegible]

پرنسپل خالدہ

اس عورت نے کمال کیا۔ [illegible] صدہا [illegible] اور [illegible] [illegible] حالات [illegible] خاتون کی شادی ہو رہی تھی [illegible] [illegible] باقی [illegible] [illegible] اسلام کی حقانیت کو [illegible] [illegible] [illegible] بہت [illegible] اسلامی [illegible] [illegible] ضخامت قیمت صرف [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

خطبات [illegible]

[illegible]

قرآنی دعائیں (?)

[illegible]

ہر مرد کی بھی قرآنی دعائیں ہیں کیونکہ ان میں
طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی
مجرب عاملین میں بہت ہی مقبول موثر کتاب ہے
قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

[illegible] وظائف

[illegible]

قیمت [illegible] محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر

[illegible] القرآن

[illegible]

تسخیر القلوب

[illegible]

قیمت [illegible] محصول [illegible] کل ۱۴ر

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب سب طرف [illegible]
ہیں جب دنیا کے اسباب شکستہ ہو جائیں [illegible] انسانی
[illegible] ایک [illegible] طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام
اوراد و وظائف ہے یہی انسانی [illegible] آخری ذریعہ
ہے [illegible] شاہراہ ملتی ہے جس [illegible]
اور شہنشاہ [illegible] سب ایک حالت میں [illegible]
کی کرامات [illegible] میں [illegible]
[illegible] مخدوم جہانیاں [illegible]
[illegible] کیونکہ یہ بالکل نایاب ہیں اور مخدوم نے
پورے جہان کا گشت کر کے جمع کیے ہیں قیمت [illegible]
محصول ڈاک ۶ر کل [illegible]

صحیفہ [illegible]

اس کتاب کے ذریعہ آپ [illegible] معلوم ہو گیا [illegible]
[illegible] نام ہے جس کے ذریعہ [illegible]
[illegible]
قیمت [illegible] محصول ۶ر کل ۱۴ر

چار [illegible]

[illegible]

مرنے سے پہلے

[illegible]

مرنے کے بعد کیا ہوگا

[illegible] حضرت آدم کی وفات [illegible]

[illegible]

گھر کا مولوی مجلد

[illegible] مولانا [illegible] صاحب کی مرتبہ ہے اس میں
[illegible]

بارہ مجالس

[illegible]


مولوی
مدیر مسئول

اردو زبان میں مذہب اسلام کی سب سے زیادہ معلومات کی کتاب

کتاب الاسلام ہے

ہر فرقہ اسلام کا پیرو اب صرف اسی کتاب کو پڑھنا پسند کرتا ہے۔ مناظرہ کی کتاب نہیں ہے فرقہ وارانہ ... کی نہیں ہے ...

میں لکھا نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا ایڈیشن ... اردو ہی نہیں کسی زبان کی ...

ہو سکتی جو ... اس کتاب کو پڑھ لینے ... آپ اسلامی معلومات ...

... احتیاط کا اندازہ ...

... مذہب دنیا میں ...

... فضیلت ...

... مذہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے ...

... عقائد اس کے بعد عبادات ...

... کی جلد بنی ہوئی ہے اور قیمت ...

باب اول اس میں ... صفحات تک مذہب اسلام کے ... کے نقلی و عقلی دلائل ہیں یہ سب کتاب پڑھ لینے کے بعد ایک طالب ... مزید ... دیگر مذاہب کا پیرو اسلام کی ... کا قائل ہو جاتا ہے اور ایسا ہوا ہے۔

باب ۲ عقائد اس میں حسب ذیل مباحث ہیں اہلسنت و اسلام کے بنیادی عقائد ایمان کا ... ذات و صفات باری تعالیٰ توحید شرک عرش دیدار الٰہی کرسی افعال الٰہی نبوت ... انبیائے سابق رسول کریم کی فضیلت ختم نبوت ... فرشتے مسئلہ تقدیر حشر و نشر ... قیامت ظہور مہدی دجال ... کے اولیاء اللہ ... کے عقائد ... ہے اور یہ سب بیان ۵۷۹ صفحات ...

باب ۳ عبادات اس میں ... مباحث بہت تفصیل سے ہیں تقلید کی ضرورت امام اعظم کی فضیلت ... اولیاء ... حالات ائمہ اربعہ کے حالات ... طہارت کا بیان ہر مذہب کی طہارت ... طہارت جسمانی ... وضو کے ... غسل ... حیض ... نفاس ... پانی کی مقدار ... طہارت کے پورے پورے مسائل ... نجاست کی پوری ... کی ... استنجا ... ناپاکی کا پورا بیان ہے اس میں نماز کا بہت ہی مفصل بیان ... نماز کے اسرار ... نماز کی ترغیب ... نماز کی فضیلت ... صلوٰۃ ... نماز باجماعت ... خطبہ ...

روزہ کا بیان ...

باب ۴ ...

باب ۵ اخلاق و آداب ...

باب ۶ تصوف و ریاضات ...

... حج کا بیان ... حج کے متعلق ...

پتہ دفتر رسالہ مولوی دہلی

ایک خاص نمبر کا اضافہ ہوا ہے جس کا نام سراج المومنین نمبر ہے۔ سراج نمبر تو بہت سے مسائل اور ...

... نماز کی فرضیت ہے اور تقرب الٰہی کی یہ نعمت ہر مسلمان کے لئے باعث سعادت ہے ...

... اور مسلمان اگر اس پرچہ نماز نمبر کی اشاعت میں اگر خاص طور سے کوشش کریں تو مسلمانوں میں ...

... کوشش کرے تو ایک مہینہ میں مولوی کے لئے ہزار ہا جدید خریدار مہیا ہو سکتے ہیں ...

... چند بھائی بھی نماز کے پابند ہوگئے یا نماز کو نماز کی طرح پڑھنے لگے تو اس کا اجر وہ ہوگا ...

... غفلت برتی جاتی ہے اگر اس جمود کو مولوی کے نماز نمبر نے کچھ بھی کم کر دیا تو یہ ...

... اگر آپ اسی وقت سے خیال رکھیں تو کیا ایک مہینہ میں ... خریدار بھی مہیا نہیں کر سکتے۔ نماز نمبر تو ...

... کر سکتے ہیں، خدا کرے کہ آپ کو یاد رہے اور آسان ہو قبول جلنے ذرا نماز نمبر کے مضامین ...

[illegible]	وضو کی اہمیت	حاضری کی ... آسیان	اسلام کی مسرت کے ...
	نماز اور قرآن و حدیث	نماز اور ... دریا	خطبات جمعہ و عیدین
	تارک صلوٰۃ کے لئے وعید	نماز اور سہونیت خشوع	... اسلامی ...
	نماز کے معانی	نماز کی بے اثری کی وجہ	خطبات کا مقصد وحید
	نماز اور فرائض و سنن	نماز اور اعمال صالح	نماز اور مساجد، صدر اول کی ...
	نماز اور اس کی ہیئت و صورت	نماز اور استیصال فواحش	امام و مقتدی
	رکوع و سجود	نماز اور تمدن و تہذیب	نماز اور مساجد کی ...
	نماز اور اس کی تاریخ	نماز اور فرمانروائی	نماز اور ... نماز پڑھنے کے ...
	... نیتیں اور نماز	نماز اور جماعت	حضور قلب اور اس کے مراتب
	نماز کی ابتدائی صورت	نماز با جماعت اور عذرات	نماز اور ظلمی مسلمان
	نماز اور اس کے اوقات	نماز با جماعت کے فضائل	نماز اور صاحب حال ...
	نماز اور قبلہ	نماز اور تاکید جماعت	نماز اور ... کے کمالات
	نماز اور تعیین رکعت	نماز جمعہ	... اصلاح نفس
	نماز اور بلاغت الفاظ	نماز عیدین	نماز اور اسرار جماعت، نماز اور ...
	... کا امنڈتا ہوا سیلاب	غیر مسلم تہواروں کا رنگ	نماز اور علمائے مغرب
	نماز اور ...	نماز اور تہواروں کا شاندار اہتمام	... توجہ ...

... کے لئے آخری اعلان

... محترم رعایت سے فائدہ اٹھانے کے لئے تو یہ وقت ... رعایت جس ضرورت سے ہوتی ہے اس کو نظر انداز ...

... فرماتے ہیں اس وقت ... روپے کی ضرورت ... لیکن ...

... ستمبر تک ... بھیجنے والوں سے چار روپے لئے جائیں گے ...

... بھیجنے والوں سے ... لئے جائیں گے ...

...پیدا ہیں کہ حالانکہ سرکار دو عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی صفائی و پاکیزگی پر ہے حضرات یہ کس قدر عجیب بات ہے جس ملک میں پانی کی اس قدر ریل پیل ہو اس ملک کے مسلمان روزانہ غسل بھی نہ کریں اور کپڑے میلے پہنیں ہمیں اپنی ہمسایہ قوم سے اس معاملہ میں سبق حاصل کرنا چاہیئے یعنی ہندوؤں کی پوری قوم اچھوت اقوام کو چھوڑ کر عورت ہو یا مرد روزانہ نہاتی ہے اور مسلمانوں کے متعلق رائے رکھتی ہے کہ یہ بہت گندے ہوتے ہیں کیونکہ روزانہ نہاتے نہیں ہیں بلکہ انہیں دن بھی مشکل سے نہاتے ہیں

پس برادران اسلام! اسلام کی تعلیم اسلام کی اسپرٹ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و نظافت پسندی کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہر قسم کی صفائی و طہارت اور پاکیزگی و نظافت کا عادی بنالیں تاکہ ان فوائد سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں جو صفائی ستھرائی اور طہارت و نظافت سے حاصل ہوتے ہیں اور اس بدگمانی کو رفع کر دیں جو ہماری وجہ سے اسلام کے متعلق پیدا ہو گئی ہے کہ اسلام صفائی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتا۔

برادران ملت! روزانہ غسل ہی پر صرف طہارت موقوف نہیں ہے اور نہ صرف نہانا ہی صفائی و ستھرائی کی بنیاد ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ روزانہ غسل کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا خیال رکھا جائے مثلاً دانتوں کی صفائی جو بہت آسانی سے مسواک کے مسنون طریقہ سے ہو سکتی ہے مسواک کی اس قدر تاکید اور ترغیب حدیثوں میں وارد ہوئی ہے کہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہر ایک مسلمان کو علم ہے کہ مسواک کرنا ایک فعل مسنون ہے اور آقا کے دو عالم کو مسواک اس قدر عزیز تھی کہ مرض الموت میں بھی آپ نے استعمال فرمائی آج بھی جو مسلمان نمازی ہیں ان میں سے اکثر تو نہیں مگر ایک تعداد ضرور مسواک کرتی ہے حقیقت ہے کہ مسواک کے ذریعہ منہ اور دانت صاف کرنے کے جو لوگ عادی ہیں آپ دیکھیں گے کہ عموماً ان لوگوں کے دانت مضبوط ہوتے ہیں اور منہ اور مسوڑھوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں اس سلسلہ میں صرف اس قدر توجہ دلانی ضروری ہے کہ مسواک اگر روزانہ تازہ کی جائے تو بہتر ہے۔ پیلو کی روزانہ تازہ مسواک تو نہیں مل سکتی مگر یہ سکتا ہے کہ روزانہ اس حصہ کو منہ سے چبا کر نرم کر لیا ہے اور ریشہ دار ہو جاتا ہے اس کو ہر روز نیا کر لیا جایا کرے، پیلو کے علاوہ اور کیکر یعنی ببول کی مسواک تو ہر جگہ ہر روز نئی بالکل آسانی سے مل سکتی ہے دونوں بہت مفید ہیں ہندوستانی دوا خانہ میں تو ایک منجن ہی کیکر کی ... کے نام کا ہے جو بہت مفید اور مشہور ہے دوسری احتیاط اس سلسلہ میں ... چاہیئے جو نہایت ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی مسواک ہرگز ہرگز نہ کرنی چاہیئے کیونکہ خدا معلوم کون کس مرض میں مبتلا ہے بعض آدمی پائیوریا میں مبتلا ہیں ان کی مسواک میں اس کے جراثیم ... بعض لوگ ... بیماری میں مبتلا ہیں اور اس کے جراثیم اس طرح ہی منتقل ہو سکتے ہیں مسواک کے ذریعہ منہ میں اور منہ سے خون میں دوڑ جائیں ڈاکٹر کہتے ہیں کہ جھوٹا پانی پینے ... اور اگر ہونٹوں کو بوسہ لیا جائے تو ... کے جراثیم دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں اس لئے ایسے مرض ...

[illegible] ... جراثیم ... صحت ... کی استعمال شدہ مسواک ہرگز استعمال نہ کرنی چاہیئے

مسواک کے علاوہ کپڑوں کی صفائی کی طرف بھی بہت زیادہ توجہ دینا ہے صرف آٹھویں دن بدلنا ہرگز صفائی کا ضامن نہیں ہے اور ہندوستان جیسے گرم ملک میں جہاں آٹھ نو مہینے برابر پسینہ آتا ہے اور گرد و غبار اڑتا رہتا ہے یہ ممکن ہے کہ ایک جوڑا آٹھ دن تک برابر رات دن پہنا جائے اور وہ سخت میلا اور پسینے سے سخت بدبودار ہو جائے اس لئے اگر ایک دن بیچ کپڑے بدلے جائیں تو بہتر ہے جو غریب ہیں وہ خود ہی ایک دن بیچ یا ہفتہ میں دو دفعہ اپنے کپڑوں کو دھو لیا کریں تو صاف ستھرے رہ سکتے ہیں اور سنا گیا ہے کہ پنجاب میں تو عموماً عورتیں اپنے اور اپنے مردوں کے کپڑے دھو لیا کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود ہی اپنے کپڑے دھو لیا کرتے تھے اور امہات المومنین تو دھوتی ہی تھیں اور آج بھی کہ مدینہ منورہ میں اور تمام عرب میں دھوبیوں کا قحط ہے اور مردوں کے کپڑے بیویاں ہی دھوتی ہیں چنانچہ جن مردوں کے کپڑے میلے ہوتے ہیں ان کے متعلق فوراً یہ خیال قائم کر لیا جاتا ہے کہ یا تو ان کے بیوی نہیں ہے یا ان کی بیوی پھوہڑ اور بے سلیقہ ہے یہی وجہ ہے کہ عربوں کے کپڑے بہت صاف ہوتے ہیں کپڑوں کے بعد پھر مکان کا نمبر آتا ہے مکان کا صاف ستھرا ہونا بھی صحت و تندرستی اور خیالات و جذبات کی پاکیزگی کیلئے بہت ضروری ہے خواہ ہمارا مکان کچا ہی کیوں نہ ہو اگر وہ صاف ستھرا ہو تو اس شاندار پختہ محل سے ہزار درجہ بہتر ہے جو گندہ اور غلیظ ہو۔

بہرحال برادران عزیز۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد صفائی و پاکیزگی پر ہے اسلئے ہمیں اپنے ظاہر اور باطن دونوں کی طہارت و پاکیزگی پر ہے اس لئے ہمیں اپنے ظاہر و باطن دونوں کی طہارت و پاکیزگی کی کوشش کرنی چاہیئے

بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ اما بعد۔ درود وسلام ہو رسول مقبول پر جو عربی ہیں جو سراپا طہارت و نظافت تھے اور طہارت و پاکیزگی کو ہی پسند فرماتے تھے اور صاف ستھرا رہنے کا حکم دیا ہے اور درود و سلام ہو آنحضرت کے اصحاب کبار خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جو اسوہ حسنہ کے مطابق ... و پاکیزگی کے اصولوں پر عامل تھے اور درود و سلام ہو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ اور آنحضرت کے نواسوں حضرت امام حسن اور امام حسین اور آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ و تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو طہارت و پاکیزگی کا ہر وقت خیال رکھتے تھے ... ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہم صاف ستھرے رہا کریں۔ ... یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون۔ ولذکر اللہ اکبر ... تعالیٰ ... واتم ...

شذرات

خان عبدالغفار خاں کی رہائی و پابندی

بالآخر بار بار کے اس اعلان کے باوجود کہ خان عبدالغفار خاں کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑا جائیگا کیونکہ انھوں نے نہایت سنگین جرم کیا ہے اور ان کی رہائی صوبہ سرحد میں موجب نقض امن ہوگی پھر بھی خانصاحب موصوف اور ان کے بھائی کو رہا کر دیا گیا لیکن مشہور قدیم بنگال ریگولیشن کے مطابق کہ دو وہ یا گر بنگال ریگولیشن ٹھہرا دیا، دونوں بھائیوں کو رہا کیا گیا مگر ایک ایسی پابندی لگادی کہ رہائی و آزادی بالکل ایک بے معنی سی چیز ہو کر رہ گئی یعنی دونوں کو پنجاب اور صوبہ سرحد میں داخل ہونے سے روک دیا گویا جیل میں جو اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے ان کا ایک ٹھکانا تھا وہ بھی چھین لیا اور غریب الوطنی کی زندگی بسر کرنے اور آوارہ گردی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

حکومت کے اس فیصلہ کو کسی حیثیت سے بھی دانشمندانہ نہیں کہا جاسکتا اور اگر سول نافرمانی ملتوی نہ کر دی گئی ہوتی تو خانصاحب موصوف ہرگز اس غیر منصفانہ حکم کی پابندی نہ کرتے مگر چونکہ کانگریس سول نافرمانی ملتوی کر چکی ہے اس لئے خانصاحب نے اعلان کر دیا کہ وہ مجبوراً اس پابندی کو تسلیم کرینگے۔

حکومت کے پاس سوا اپنے بیان کے کہ خانصاحب کا داخلہ صوبہ سرحد میں نقض امن کا موجب ہوگا کوئی خفیف سی خفیف دلیل بھی اس قسم کی سخت اور غیر منصفانہ پابندی عاید کرنے کی نہیں ہے دنیا جانتی ہے کہ خدائی خدمتگار کس بے نظیر عدم تشدد کا مظاہرہ ایسی صورتوں میں کیا ہے جبکہ وہ تشدد کر سکتے تھے اور انتہائی اشتعال انگیز حالات موجود تھے یہ خان عبدالغفار خاں ہی کی عدم تشدد کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ سرحدی صوبہ کے سخت غصیلے اور بات بات پر لڑنے اور مرنے و مارنے والے جنگجو پٹھان عدم تشدد کے ایسے پابند ہوگئے کہ سخت اشتعال انگیز حالات میں بھی انھوں نے عدم تشدد کا دامن نہیں چھوڑا اور کوئی ایک واقعہ بھی حکومت نہیں بتا سکتی کہ خانصاحب کی تحریک خدائی خدمتگار کسی رضاکار نے عدم تشدد کے حلف کی خلاف ورزی کی ہو چنانچہ حکومت نے جو دہشت انگیزی کا الزام اس تحریک پر لگایا تھا خان عبدالغفار نے جیل سے نکل کر اس کو چیلنج کیا کہ اگر حکومت کے پاس کوئی ثبوت اس قسم کا ہے تو وہ پیش کرے مگر حکومت نے آجتک اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا جب حالات یہ ہیں تو خان عبدالغفار خاں اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کو سرحد و پنجاب میں داخل نہ ہونے دینا سخت ناانصافی ہے ہمیں امید ہے کہ چند دنوں کے بعد حکومت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریگی اور دونوں معزز بھائیوں کو اپنے وطن جانے کی اجازت دے دیگی۔

جواہر لال کی رہائی و گرفتاری

پنڈت جواہر لال نہرو ملک کے ان نونہالوں میں سے ہیں جو تعلیم ملک و قوم کے جانثاروں میں ایک ہیں جو بغرض جہاد اسلام [illegible] ان کی بے باک حق گوئی اور جرأت بہادری اور بے مثال ایثار و قربانی تھی کہ کانگریس نے جب سول نافرمانی ملتوی کی اور اس کے باوجود حکومت نے جواہر لال کو رہا کرنے سے انکار کر دیا تو سارے ملک نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی مگر حکومت کے کان پر جوں تک نہ رینگی لیکن گذشتہ ہفتہ میں پنڈت جواہر لال کی اہلیہ نہایت سخت بیمار ہوگئیں اور حالت اس قدر نازک ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے خطرہ محسوس کرنا شروع کر دیا اور یوپی کی حکومت نے اتنی شرافت برتی کہ پنڈت جی کو دہرہ دون جیل سے لاکر الہ آباد میں عارضی طور سے رہا کر دیا اور آپ تقریباً ہفتہ عشرہ اپنی اہلیہ کی تیمار داری کر سکے۔ اگرچہ پنڈت جی نے کسی قسم کی شرط رہائی کے لئے منظور نہیں کی تھی اور آپ کو غیر مشروط طور پر چھوڑا گیا تھا مگر اس عرصہ میں آپ نے کسی سیاسی مسئلہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کی حالانکہ کانگریس کے پروگرام میں عظیم تبدیلی ہوئی تھی اور سارا ملک آپ کی رائے معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا خصوصاً نوجوان طبقہ جس کو امید تھی کہ آپ کانگریس کے موجودہ پروگرام کی مخالفت کا مشورہ ان کو دیں گے لیکن آپ نے نہ کوئی بیان دیا اور نہ کوئی تقریر کی نہ کسی جلسہ میں آپ شریک ہوئے بہر حال صرف اپنی بیمار اہلیہ کی تیمار داری میں مصروف رہے۔

لیکن جونہی مسز جواہر لال کی حالت کسی قدر سنبھلی حکومت نے پھر ان کو گرفتار کر لیا اور جیل بھیج دیا جس وقت دوبارہ آپ کو جیل بھیجا گیا اس وقت کا آپ کے مکان کا نظارہ بہت ہی رقت انگیز تھا ایک طرف آپ کی اہلیہ تھیں جو ابھی چارپائی پر سے اٹھ بھی نہیں سکتی تھیں اور دوسری طرف بوڑھی والدہ جو جیل جاتے وقت اپنے اکلوتے فرزند سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگیں تھیں مگر ایسی حالت میں حکام نے جیل پہنچا دیا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ جواہر لال جی کو جیل میں رکھنا حکومت کا ظلم ہے لیکن یہ ضرور کہیں گے کہ موجودہ حالات میں ان کو جیل میں رکھنا بالکل غیر ضروری ہے حالات تبدیل ہوچکے ہیں کانگریس سول نافرمانی ملتوی کر چکی ہے اب یہ ممکن نہیں ہے کہ جواہر لال از سر نو سول نافرمانی شروع کرا دیں اسلئے پنڈت جواہر لال کا جیل میں رہنا بہ نسبت آزاد رہنے کے زیادہ مضر ہے کیونکہ ان کی گرفتاری و قید سے بے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہیگا خصوصاً نوجوانوں کے دلوں میں غم و غصہ کی لہر بڑھتی رہے گی۔ ہم پھر حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائینگے کہ وہ پنڈت جواہر لال نہرو کو رہا کردے۔

مالوی جی کے ہتکنڈے

مالوی جی کانگریس کے راستے میں برابر روڑے اٹکا رہے ہیں اور ان کی برابر یہ کوشش ہے کہ یا تو کانگریس ان کی خواہش کے مطابق ہندو سبھا کا فرض ادا کرے اور اگر وہ یہ نہیں کرتی تو مالوی جی اپنی پوری طاقت کانگریس کو نقصان پہنچانے میں صرف کر دینگے۔

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ نئی اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کا جو فیصلہ کانگریس نے کیا تھا اس کے متعلق کانگریس نے اپنی پالیسی کا یہ اعلان کر دیا تھا کہ [illegible] کو بالکل الگ چھوڑ دیا جائیگا اور کانگریس کی کوئی جماعت [illegible]

[illegible] اس وجہ کر یہ [illegible]
کی پرواہ نہیں کرتا حالانکہ سرور دو عالم نے ارشاد [illegible] ہے کہ اسلام کی بنیاد ہی صفائی و پاکیزگی پر ہے منصفات یہ کس قدر عجیب بات ہے کہ جس ملک میں پانی کی اس قدر ریل پیل ہو اس ملک کے مسلمان روزانہ غسل بھی نہ کریں اور کپڑے میلے پہنیں ہمیں اپنی ہمسایہ قوم سے اس معاملہ میں سبق حاصل کرنا چاہیئے یعنی ہندوؤں کی پوری قوم اچھوت اقوام کو چھوڑ کر عورت ہو یا مرد روزانہ نہاتی ہے اور مسلمانوں کے متعلق رائے رکھتی ہے کہ یہ بہت گندے ہوتے ہیں کیونکہ روزانہ نہاتے نہیں ہیں بلکہ آٹھویں دن بھی مشکل سے نہاتے ہیں

پس برادران اسلام! اسلام کی تعلیم اسلام کی اسپرٹ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طہارت و نظافت پسندی کو سامنے رکھتے ہوئے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم اپنے آپ کو ہر قسم کی صفائی و طہارت اور پاکیزگی و نظافت کا عادی بنالیں تاکہ ان فوائد سے پوری طرح فائدہ اٹھائیں جو صفائی ستھرائی اور طہارت و نظافت سے حاصل ہوتے ہیں اور اس بدگمانی کو رفع کر دیں جو ہماری وجہ سے اسلام کے متعلق پیدا ہو گئی ہے کہ اسلام صفائی کی طرف زیادہ توجہ نہیں دیتا۔

برادران ملت! روزانہ غسل ہی پر صرف طہارت موقوف نہیں ہے اور نہ روزانہ نہانا ہی صفائی ستھرائی کی بنیاد ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ روزانہ غسل کے ساتھ ہر قسم کی صفائی کا خیال رکھا جائے مثلاً دانتوں کی صفائی جو بہت آسانی سے مسواک کے مسنون طریقہ سے ہو سکتی ہے مسواک کی اس قدر تاکید اور ترغیب حدیثوں میں وارد ہوئی ہے کہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہر ایک مسلمان کو علم ہے کہ مسواک کرنا ایک فعل مسنون ہے اور آقائے دو عالم کو مسواک اس قدر عزیز تھی کہ مرض الموت میں بھی آپ نے استعمال فرمائی آج بھی جو مسلمان نمازی ہیں ان میں سے اکثر تو نہیں مگر ایک تعداد ضرور مسواک کرتی ہے حقیقت یہ ہے کہ مسواک کے ذریعہ منہ اور دانت صاف کرنے کے جو لوگ عادی ہیں آپ دیکھیں گے کہ عموماً ان لوگوں کے دانت مضبوط ہوتے ہیں اور منہ اور مسوڑھوں کی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں اس سلسلہ میں صرف اس قدر توجہ دلانی مسلمانوں کو ضروری ہے کہ مسواک اگر روزانہ تازہ کی جائے تو بہتر ہے۔ پیلو کی روزانہ تازہ مسواک تو نہیں مل سکتی مگر ہو سکتا ہے کہ روزانہ اس حصہ کو منہ سے چبا کر نرم کر لیا جاتا ہے اور ریشہ دار ہو جاتا ہے اس کو ہر روز نیا کر لیا جایا کرے۔ پیلو کے علاوہ نیم اور کیکر یعنی ببول کی مسواک تو ہر جگہ ہر روز نئی بالکل آسانی سے مل سکتی ہے اور یہ دونوں بہت مفید ہیں ہندوستانی دواخانہ میں تو ایک منجن ہی کیکر کی چھال کے نام کا ہے جو بہت مفید اور مشہور ہے دوسری احتیاط اس سلسلہ میں یہ کرنی چاہیئے جو نہایت ضروری ہے کہ ایک دوسرے کی مسواک ہرگز ہرگز نہ کرنی چاہیئے کیونکہ خدا معلوم کون کس مرض میں مبتلا ہے بعض آدمی پائیوریا میں مبتلا ہوتے ہیں ان کی مسواک میں اس کے جراثیم پہنچ جاتے ہیں بعض لوگ آتشک جیسی خراب بیماری میں مبتلا ہیں اور اس کے جراثیم اس طرح بھی منتقل ہو سکتے ہیں کہ مسواک کے ذریعہ منہ یا دانتوں سے خون بہ جائیں ڈاکٹروں کا تو خیال ہے کہ جھوٹا پانی بعض [illegible] اگر ہونٹوں کا بوسہ لیا جائے تو ان کی [illegible] سے آتشک کے جراثیم دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتے ہیں اس واسطے ایسے مریضوں

کا [illegible] منتقل ہو سکتے ہیں اس لئے بہت ہی ضروری احتیاط ہے کہ کسی دوسرے کی استعمال کی ہوئی مسواک ہرگز استعمال نہ کرنی چاہیئے۔

مسواک کے علاوہ کپڑوں کی صفائی کی طرف بھی بہت بڑی توجہ دینی چاہیئے صرف آٹھویں دن بدلنا ہرگز صفائی کا ضامن نہیں ہے اور ہندوستان جیسے ملک میں جہاں آٹھ نو مہینے برابر پسینہ آتا ہے اور گرد و غبار اڑتا رہتا ہے یہ حال ہے کہ ایک جوڑا آٹھ دن تک برابر اندر پہنا جائے اور وہ سخت میلا اور پسینہ سے سخت بدبودار ہو جائے اس لئے اگر ایک دن بیچ کپڑے بدلے جائیں تو بہتر ہے جو غریب ہیں وہ خود ہی ایک دن بیچ یا ہفتہ میں دو دفعہ اپنے کپڑوں کو دھو لیا کریں تو صاف ستھرے رہ سکتے ہیں اور سنا گیا ہے کہ پنجاب میں تو عموماً عورتیں اپنے اور اپنے مردوں کے کپڑے دھو لیا کرتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود ہی اپنے کپڑے دھو لیا کرتے تھے اور امہات المومنین تو دھوتی ہی تھیں اور آج بھی کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اور تمام عرب میں دھوبیوں کا قحط ہے اور مردوں کے کپڑے بیبیاں ہی دھوتی ہیں چنانچہ جن مردوں کے کپڑے میلے ہوتے ہیں ان کے متعلق لوگ یہ خیال قائم کر لیا کرتا ہے کہ یا تو ان کے بیوی نہیں ہے یا ان کی بیوی پھوہڑ اور بدسلیقہ ہے یہی وجہ ہے کہ عربوں کے کپڑے بہت صاف ہوتے ہیں کپڑوں کے بعد پھر مکان کا نمبر آتا ہے مکان کا صاف ستھرا ہونا بھی صحت و تندرستی اور خیالات و جذبات کی پاکیزگی کیلئے بہت ضروری ہے خواہ بالائی کچا ہی کیوں نہ ہو اگر وہ صاف ستھرا ہو تو اس شاندار پختہ محل سے ہزار درجہ بہتر ہے جو گندہ اور غلیظ ہو۔

بہرحال برادران عزیز۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد صفائی و پاکیزگی پر ہے اسلئے ہمیں اپنے ظاہر اور باطن دونوں کی طہارت و پاکیزگی پر ہے اس لئے ہمیں اپنے ظاہر و باطن دونوں کی طہارت و پاکیزگی کی کوشش کرنی چاہیئے بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وبارک وسلم۔ اما بعد۔ درود و سلام ہو ہمارے رسول مقبول محمد عربی پر جو سراپا طہارت و نظافت تھے اور طہارت و پاکیزگی کو بہت پسند فرماتے تھے اور صاف ستھرا رہنے کا حکم دیا ہے اور درود و سلام ہو آنحضرت کے اصحاب کبار پر خصوصاً حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی پر جو سب سنت کے مطابق طہارت و پاکیزگی کے اصولوں پر عامل تھے اور درود و سلام ہو آنحضرت کی لاڈلی بیٹی حضرت فاطمہ اور آنحضرت کے نواسوں حضرت امام حسن و امام حسین اور آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجہ حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ پر اور آنحضرت کے چچا [illegible] حمزہ و حضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ و صحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جو طہارت و پاکیزگی کا مجسم نقشہ تھے۔ [illegible] کو توفیق عطا فرما کہ وہ صاف ستھرے رہا کریں [illegible]
[illegible] یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی [illegible]
[illegible] واذکروا اللہ یذکرکم [illegible]
[illegible]

شذرات

خان عبدالغفار خاں کی رہائی و پابندی

باوجود بار بار کے اس اعلان کے باوجود کہ خان عبدالغفار خاں کو ہرگز ہرگز نہ چھوڑا جائیگا کیونکہ انھوں نے نہایت سنگین جرم کیے ہیں اور ان کی رہائی صوبہ سرحد کے لئے موجب نقض امن ہوگی پھر بھی خانصاحب موصوف اور ان کے بھائی کو رہا کر دیا گیا لیکن مشہور ... کے مطابق ... ڈاکٹر ... دونوں ... کو رہا کیا گیا مگر ایک ایسی پابندی لگا دی کہ رہائی و آزادی بالکل ایک بے معنی سی چیز ہو کر رہ گئی یعنی دونوں کو پنجاب اور صوبہ سرحد میں داخل ہونے سے روک دیا گویا جیل میں جو اطمینان سے بیٹھے ہوئے تھے ایک ٹھکانا تھا وہ بھی چھین لیا اور غریب الوطنی کی زندگی بسر کرنے اور آوارہ گردی اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔

حکومت کے اس فیصلہ کو کسی حیثیت سے بھی دانشمندانہ نہیں کہا جا سکتا اور اگر سول نافرمانی ملتوی نہ کر دی گئی ہوتی تو خانصاحب موصوف ہرگز اس نامنصفانہ حکم کی پابندی نہ کرتے مگر چونکہ کانگریس سول نافرمانی ملتوی کر چکی ہے اس لئے خانصاحب نے اعلان کر دیا کہ وہ مجبوراً اس پابندی کو تسلیم کرینگے۔

حکومت کے پاس سوا اپنے بیان کے کہ خانصاحب کا داخلہ صوبہ سرحد میں نقض امن کا موجب ہوگا کوئی خفیف سی خفیف دلیل بھی اس قسم کی ... اور غیر منصفانہ پابندی عاید کرنے کی نہیں ہے دنیا جانتی ہے کہ خدائی خدمتگاروں نے بے نظیر عدم تشدد کا مظاہرہ ایسی صورتوں میں کیا ہے جبکہ وہ تشدد کر سکتے تھے اور انتہائی اشتعال انگیز حالات موجود تھے یہ خان عبدالغفار خاں ہی کی عدم تشدد کی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ سرحدی صوبہ کے سخت غصیلے اور بات بات پر لڑنے اور مرنے مارنے والے جنگجو پٹھان عدم تشدد کے ایسے پابند ہوگئے کہ سخت اشتعال انگیز حالات میں بھی انھوں نے عدم تشدد کا دامن نہیں چھوڑا اور کوئی ایک واقعہ بھی حکومت نہیں بتلا سکتی کہ خانصاحب کی تحریک خدائی خدمتگار کسی معاملہ میں عدم تشدد کے حلف کی خلاف ورزی کی ہو چنانچہ حکومت نے جو دہشت انگیزی کا الزام اس تحریک پر لگایا تھا خان عبدالغفار نے جیل سے نکل کر اس کو چیلنج کیا کہ اگر حکومت کے پاس کوئی ثبوت اس قسم کا ہے تو وہ پیش کرے مگر حکومت نے آج تک اس چیلنج کا کوئی جواب نہیں دیا جب حالات یہ ہیں تو خان عبدالغفار خاں اور ان کے بھائی ڈاکٹر خان کو سرحد و پنجاب میں داخل نہ ہونے دینا سخت ناانصافی ہے ہمیں امید ہے کہ چند دنوں کے بعد حکومت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کریگی اور ان دونوں معزز بھائیوں کو اپنے وطن جانے کی اجازت دے دیگی۔

جواہر لال کی رہائی و گرفتاری

پنڈت جواہر لال نہرو ملک کے ان نونہالوں میں سے ہیں جن کو تمام ملک ... کے تمام فرزندوں میں ... عزیز ہیں ... ان کی ...

... حق گوئی اور بے خوف بہادری اور عدیم المثال ایثار و قربانی ہی کا ... کانگریس نے جب سول نافرمانی ملتوی کی اور اس کے باوجود حکومت نے جواہر لال کو رہا کرنے سے انکار کیا تو سارے ملک نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی مگر حکومت کے کان پر جوں نہ رینگی۔ لیکن گذشتہ مہینہ میں پنڈت جواہر لال کی اہلیہ نہایت سخت بیمار پڑ گئیں اور حالت اس قدر نازک ہوگئی کہ ڈاکٹروں نے خطرہ محسوس کرنا شروع کر دیا اور یوپی کی حکومت نے اتنی شرافت برتی کہ پنڈت جی کو ... جیل سے لا کر الہ آباد میں عارضی طور سے رہا کر دیا اور آپ تقریباً ہفتہ عشرہ اپنی اہلیہ کی تیمارداری کر سکے۔ اگرچہ پنڈت جی نے کسی قسم کی شرط رہائی کے لئے منظور نہیں کی تھی اور آپ کو غیر مشروط طور پر چھوڑا گیا تھا مگر اس عرصہ میں آپ نے کسی سیاسی مسئلہ میں کوئی رائے ظاہر نہیں کی حالانکہ کانگریس کے پروگرام میں عظیم تبدیلی ہوئی تھی اور سارا ملک آپ کی رائے معلوم کرنے کے لئے بے چین تھا خصوصاً وہ طبقہ جس کو امید تھی کہ اب کانگریس کے موجودہ پروگرام کی مخالفت کا ... ہو دیں گے لیکن آپ نے نہ کوئی بیان دیا اور نہ کوئی تقریر کی نہ کسی جلسہ میں آپ شریک ہوئے بہرحال صرف اپنی علیل اہلیہ کی تیمارداری میں مصروف رہے۔

لیکن جونہی مسز جواہر لال کی حالت کسی قدر سنبھلی حکومت نے پھر ان کو گرفتار کر لیا اور جیل بھیج دیا جس وقت دوبارہ آپ کو جیل بھیجا گیا اس وقت کا آپ کے مکان کا نظارہ بہت ہی رقت انگیز تھا۔ ایک طرف آپ کی اہلیہ تھیں جو ابھی چارپائی سے مل جل بھی نہیں سکتی تھیں اور دوسری طرف بوڑھی والدہ جو جیل جاتے وقت اپنے اکلوتے فرزند سے لپٹ کر بے اختیار رونے لگیں تھیں مگر ایسی حالت میں ان کو دکھ دے کر جیل پہنچا دیا۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ جواہر لال جی کو جیل میں رکھنا حکومت کا ظلم ہے لیکن یہ تو کہیں گے کہ موجودہ حالات میں ان کو جیل میں رکھنا بالکل غیر ضروری ہے حالات تبدیل ہو چکے ہیں کانگریس سول نافرمانی ملتوی کر چکی ہے اب یہ ممکن نہیں ہو کہ جواہر لال از سر نو سول نافرمانی شروع کرا دیں اس لئے پنڈت جواہر لال کا جیل میں رہنا بہ نسبت آزاد رہنے کے زیادہ مضر ہے کیونکہ ان کی گرفتاری سے بے چینی میں برابر اضافہ ہوتا رہیگا خصوصاً نوجوانوں کے دلوں میں غم و غصہ کی لہر بڑھتی رہے گی ہم پھر حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کرائینگے کہ وہ پنڈت جواہر لال جی کو رہا کر دے۔

مالوی جی کے ہتھکنڈے

مالوی جی کانگریس کے راستہ میں برابر روڑے اٹکا رہے ہیں اور بھی برابر یہ کوشش ... ہے کہ یا تو کانگریس ان کی خواہش کے مطابق ہندو سبھا کا فرض ادا کرے اور اگر وہ یہ نہیں کرتی تو مالوی جی اپنی پوری طاقت کانگریس کو نقصان پہنچانے میں صرف کر دینگے۔

... ناظرین کو یاد ہوگا کہ ... اسمبلی کے انتخاب میں حصہ لینے کا جو فیصلہ کانگریس نے کیا تھا اس کے متعلق کانگریس نے اپنی پالیسی کا یہ اعلان کر دیا کہ ... وائٹ پیپر کو بالکل ٹھکرا دیا جائیگا مگر ملک کی کوئی جماعت اس سے

متعلق نہیں ہو مسلمان نہ ہندو نہ سکھ نہ پارسی اور نہ کوئی جماعت [illegible]
مطمئن ہے مثلاً مسلم لیگ جمعیت العلماء مسٹر شنلسٹ پارٹی ہندو مہاسبھا
سکھ لیگ لبرل لیگ اور کانگریس تو جو اس کی ذمہ دار ہی ہے اس نے اس
کا مطلق استرداد نہ کیا اس کے علاوہ یہ بھی کانگریس نے اعلان کیا
کہ یہ متشددانہ قوانین کو مسترد کرا دینگے یعنی ارڈیننس وغیرہ جن کو قانونی
شکل دیدی گئی ہے اس کے علاوہ مذہبی نقطہ نظر کے فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق
کانگریس نے یہ اعلان کیا کہ وہ سخت غلط اور نفاق انگیز و تفرقہ ڈالنے والا
فیصلہ ہے مگر چونکہ ہندوستان کے فرقوں میں اس کے متعلق اختلاف ہے
مسلمان کہتے ہیں کہ جبتک کوئی باہمی فیصلہ نہ ہو اس کی مخالفت نہ ہونی چاہئیے
اور ہندو اور سکھ اس کے سخت مخالف ہیں اور کہتے ہیں کہ اس کو ٹھکرا دیا جائے۔

کانگریس ملک کی ایک نمائندہ جماعت ہونے کی مدعی ہے اس کا دعویٰ
ہے کہ وہ تمام فرقوں کے جذبات کی نمائندہ اور حقوق کی محافظ ہے اور وہ کسی
فرقہ کو دوسرے پر ظلم و زیادتی کرنے دیگی اس اصول کے مطابق اس نے
کمیونل اوارڈ یعنی فرقہ وارانہ فیصلہ کے متعلق یہ اعلان کر دیا کہ وہ اس فیصلہ کو
فساد انگیز سمجھتی ہو مگر چونکہ ملک کے رہنے والے فرقوں میں اس کے متعلق سخت
اختلاف ہے اس لئے وہ نہ اس کو منظور کرے گی اور نہ نامنظور۔ بھلا مالوی
جی اس کو کیونکر برداشت کر سکتے تھے انہوں نے کانگریس کے خلاف علم بغاوت
بلند کر دیا اور کانگریس کے مقابلہ پر انتخاب لڑانے کے لئے ایک دوسری پارٹی اپنا
ڈالی اور اپنے ساتھ مسٹر آنے کو بھی ملا لیا جو ایک مرہٹہ وکیل ہیں۔

بیجا ضد اور ہٹ دھرمی

کانگریس نے بالکل منصفانہ پالیسی اختیار کی ہے اگر وہ کمیونل
اوارڈ کو منظور کر لینے کا فیصلہ کرتی تو بیشک اس پر یہ الزام لگتا یا لگ سکتا تھا کہ
اس نے مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا ہے اور اگر مسترد کر دیتی
تو یہ الزام لگ سکتا تھا کہ ہندوؤں کی طرفداری کی لیکن اس نے ان دونوں میں
سے کوئی سا راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ ایک تیسرا راستہ اختیار کیا اور وہ غیر جانبداری
کا راستہ ہے جو بحالات موجودہ بالکل منصفانہ راستہ ہے مگر افسوس ہے کہ مالوی جی
صاحب بھی اپنی ہندو مہاسبھائی ذہنیت سے مجبور ہیں اور چونکہ فرقہ دارانہ ذہنیت
ملک میں موجود ہے اور اس کو اشتعال دیکر ابھارا جا سکتا ہے اسلئے مالوی جی نے
کانگریس کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کی جرأت کی ان کو بھروسہ ہے کہ فرقہ جذبات
کو اپیل کر کے کچھ نہ کچھ نشستیں کانگریس کے مقابلہ پر جیت لیں گے اس لئے وہ
اپنی ضد پر اڑے رہے اور کوئی سمجھوتہ نہ ہونے دیا اور سمجھوتہ کے سلسلہ میں ایسی شرطیں پیش
کیں جو کسی طرح قابل قبول نہ تھیں۔ مثلاً ایک شرط یہ پیش کی کہ سب ممبران کو فرقہ
وارانہ فیصلہ کے متعلق رائے اور عمل کی آزادی دیدی جائے اس کے معنے تھے
کہ نظم و ارگنائزیشن ہی کو خیرباد کہدیا جاتا اور اسمبلی کے تمام ممبر شتر بے مہار کی
طرح ہو جاتے جس کا جو جی چاہتا کہتا اور لوگ بھانت بھانت کی بولیاں بولتے
اس کے بعد دوسری شرط یہ پیش کی کہ اچھا نشستیں تقسیم کر لو اور تقسیم اس طرح کر
کہ ہندوؤں کی [illegible] میں سے ۴۲ مالوی جی کی ہوں اس مطالبہ کو بھی کانگریس نے
ٹھکرا دیا۔ اس کے بعد یہ تجویز پیش ہوئی کہ [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

پھر مالوی جی نے مطالبہ کیا کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کی [illegible]
اور اس میں کمیونل اوارڈ کا مسئلہ پیش کر کے اس کا فیصلہ [illegible]
کی ورکنگ کمیٹی نے یہ بات ظاہر کی کہ اس کے [illegible]
پر اس کو کامل یقین ہے اور یہ بھی یقین ہے کہ آل انڈیا [illegible]
تائید کریگی نیز جدید انتخابات کانگریس کے ہو رہے ہیں بعض [illegible]
ہیں بعض میں ہو رہے ہیں اس صورت میں نا ممکن ہو گا اجلاس طلب [illegible]
تاہم اگر ۳۰ ممبران درخواست دیں کہ اجلاس طلب کیا جائے تو [illegible]
مطابق وہ طلب کیا جائیگا۔

لیکن اس سے زیادہ چبھتا ہوا جواب کانگریس کے [illegible]
پٹیل نے دیا اور انھوں نے مالوی جی سے پوچھا کہ اچھا [illegible]
طلب کیا جائے اور وہ یہ فیصلہ کرے کہ نیشنلسٹ پارٹی [illegible]
اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ڈھا دیں گے اس کا بھلا کیا جواب تھا مالوی جی
نے چپ سادھ لی اور ٹال گئے۔ حقیقت یہ ہے کہ مالوی جی کسی طرح [illegible]
آواز کو آڑ بنا کر بغاوت کا جھنڈا بلند کرنے کا حق بجانب ہونا ثابت [illegible]

کوئی فیصلہ نہ ہو سکا

بالآخر کوئی فیصلہ کانگریس اور مالوی جی
کے درمیان نہ ہو سکا اور ہو بھی [illegible]
تھا کیونکہ مالوی جی مہاراج کانگریس کو ہندو مہاسبھا کی پوزیشن میں لانا
چاہتے تھے اور یہ گویا اس کی موت کا فتویٰ ہوتا اسلئے جب انھوں نے سردار
پٹیل اور دیگر کانگریسی لیڈران نے مالوی جی کے جال میں پھنسنے سے صاف
انکار کر دیا اور وردھا ضلع ناگپور میں جہاں کانگریس ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا
تھا آخری گفت و شنید کے انقطاع کا اعلان کر دیا گیا۔

اب پوزیشن یہ ہے کہ مالوی جی ہر جگہ کانگریس سے لڑنے کی کوشش کر [illegible]
پاس صرف ایک ہی ہتھیار ہے اور وہ فرقہ وارانہ جذبات کو مشتعل کر کے [illegible]
کے ووٹ حاصل کرنے پر بھروسہ کرتے ہوں گے اور یہ ہندوؤں کی [illegible]
فہم و بصیرت کی کمی کی وجہ سے نہایت آسانی کے ساتھ فرقہ وارانہ جذبات کو
برانگیختہ و مشتعل کیا جا سکتا ہے اور مالوی جی کو غالباً [illegible]
ایک کافی حد تک اس میں کامیابی ہو سکتی ہے لیکن [illegible]
ہے کیونکہ وسیع ارگنائزیشن کا مقابلہ کرنا ہی آسان [illegible]
ہر جگہ موجود ہے اور اس کے کارکن تمام ملک میں [illegible]
ایثار پیشہ اور دلی جوش سے کام کرنے والے [illegible]
امیدواروں کو کامیاب کرنے والے کو [illegible]

ہر حال یہ امر یقینی ہے کہ کانگریس کے مقابلہ پر [illegible]
جی کو حاصل نہ ہوگی آج سے پہلے بھی مالوی جی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] آزمائش [illegible] ایسا شخص [illegible] ہندوستان کا [illegible]
ہوگی [illegible] شروع ہو گئے ہیں ان کو ہمیشہ [illegible]
پارٹی [illegible] ہے کہ یہ بہت [illegible]

بغاوت یا اصلاح

اور یہ کہتے ہیں کہ ماوری جی نے یہ چال چلی تھی کہ اپنی پارٹی کی طرف سے یہ مطالبہ کیا تھا [illegible] کانگریس کا اجلاس طلب کیا جائے اس میں یہ چال یہ تھی کہ [illegible] آل انڈیا کانگریس کمیٹی ماوری جی کے ساتھ ہے صرف اس کی مجلس [illegible] جی کے خلاف ہے۔

لیکن [illegible] بھائی پٹیل نے اس چال کو لوٹا دیا اور انھوں نے ماوری جی سے [illegible] آل انڈیا کانگریس کمیٹی یہ فیصلہ کرے کہ آپ اپنی پارٹی توڑ دیں [illegible] آپ اس کے حکم کی تعمیل کرنے پر آمادہ ہیں اس کا جواب ایک شخص کے پاس کیا ہو سکتا تھا جس کا ضمیر ہی کانگریس کے خلاف بغاوت کے لئے بنا ہے ماوری جی نے انکار کر دیا اس پر ورکنگ کمیٹی نے بھی آل انڈیا اجلاس طلب کرنے سے صاف انکار کر دیا۔

اب جبکہ اخبارات میں ماوری جی اور سردار ولبھ بھائی پٹیل کی گفتگو شائع ہوئی اور اس [illegible] ہیں اور ان کو آل انڈیا کے حکم کے آگے [illegible] ایک بیان شائع کرایا ہے کہ آل انڈیا کے فیصلے کے خلاف [illegible] اس کی اصلاح کا حق ہے اگر میں اس کو غلط سمجھوں۔

ماوری جی [illegible] نے یہ عجیب و غریب بیان دے کر اپنی پوزیشن کو اور بھی خراب کر لیا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی ممبر کسی جماعت کے فیصلے سے اتفاق نہ کرتا ہو تو اس کا [illegible] مفہوم ہے کہ وہ برابر اس جماعت کو اپنا ہم خیال بنانے کی کوشش کرتا رہے اس حق [illegible] کوئی نہیں روک سکتا مگر اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ اس جماعت میں رہ کر وہ ایسی کوشش کرے عملاً اس جماعت کے فیصلہ شدہ پالیسی کے [illegible] دوسری جماعت قائم کر کے اس کی مخالفت نہیں کر سکتا اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کو صرف بغاوت ہی کہا جائیگا اس لیے ماوری جی کا یہ ارشاد کہ [illegible] اصلاح کا حق ہے بالکل غلط ہے ان کا موجودہ طرز عمل اصلاح نہیں بلکہ [illegible]

مسلمان [illegible]

[illegible] کے انتخاب کے سلسلہ میں ہم پہلے بھی مسلمانوں کو یہ مشورہ دے چکے ہیں کہ وہ صرف انہی امیدوار کو [illegible] پسند ہوں حریت پسند و حکام پرست امید وار [illegible]

ہم [illegible]

[illegible]

ساتھ [illegible] دستور [illegible] کے سامنے ملی و قومی معاملہ [illegible] پر [illegible] نہیں ہوئی آج تک ایک شہادت بھی ہمارے ہندوستان سے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] ملت یا مذہبیات کیلئے ادنیٰ سی ادنیٰ قربانی بھی کی ہو ان کے پاس سے دیگر صرف ایک حربہ ہے جو وہ ہمیشہ استعمال کرتے ہیں اور وہ مسلمانوں کی مخالفت کا حربہ ہے یعنی ہندوؤں کو گالیاں دیکر اور کانگریس کو اسلام دشمن کہکر یہ اپنا مقصد حاصل کیا کرتے ہیں ان کے اندر اتنی جرات تو ہوتی نہیں کہ حکومت کے خلاف ایک لفظ منہ سے نکال سکیں کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ اس کا نتیجہ دار و رسن ہو اور یہ اس کے مرد میدان نہیں ہیں اسلئے سب سے آسان اور بے خطر نسخہ یہ ہے کہ ہندوؤں کو اور کانگریس کو گالیاں دیکر ان مسلمانوں کو جو ہمیشہ قوم و ملت اور ملک و مذہب کے لئے سرگرم اور کوشاں رہتے ہیں ہندوؤں کا غلام کہکر اپنا الوسیدھا کریں اس لئے ہم پہلے کی طرح اس دفعہ بھی مسلمانوں کو یہی مشورہ دیں گے کہ وہ آزاد خیال تیز گام حریت پرور اور ایثار پیشہ امیدواروں کو ووٹ دیں۔

ہندو سبھا کا اعلان انتخاب

ہندو سبھا نے بھی ایک انتخابی اعلان شائع کیا ہے اور یہ ظاہر کیا ہے کہ جو جماعت بھی کمیونل اوارڈ کے خلاف ہوگی ہندو سبھا اس کا ساتھ دیگی اور چونکہ ماوری جی جو ہندو سبھا کے جنم داتا ہیں وہ کمیونل اوارڈ کے خلاف مجاہدانہ سرگرمیاں شروع کر رہے ہیں اس لئے ہندو مہاسبھا ان کی تائید کرے گی کیونکہ کمیونل اوارڈ فرقہ پرستی کو بڑھاتا ہے اور ہندو سبھا ایک خالص قوم پرست جماعت ہے جو کانگریس سے زیادہ فرقہ پرستی کی دشمن اور قوم پرستی کی حامی ہے۔

اس تمام اعلان میں ایک لفظ بھی وائٹ پیپر یا ہندوستان کی آزادی اور سخت گیر قوانین کے بارہ میں نہیں کہا گیا سارا اعلان کمیونل اوارڈ کی بحث پر ہے اس کو دیکھئے اور پھر ہندو سبھا اور اس کے لیڈر بھائی پرمانند اور راجہ نریندر ناتھ کے قوم پرستی کے دعووں کو دیکھئے تو بے اختیار ہنسی آتی ہے مگر ان لوگوں کو ذرا شرم نہیں آتی۔

اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مزیدار بات یہ ہے کہ ماوری جی اعلان فرماتے ہیں کہ میری قوم پرست پارٹی کا ہندو مہاسبھا سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہندو سبھائیت کو پارٹی میں جگہ دی جائیگی مگر دوسری طرف راجہ نریندر ناتھ جو ہندو سبھا کے روح رواں ہیں فرماتے ہیں کہ ہندو سبھا اور ماوری جی کی پارٹی میں کوئی فرق نہیں ہے دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں اور دونوں کا مقصد بھی ایک ہی ہے

گاندھی جی کی کانگریس سے علیحدگی

چند روز ہوئے ایک ہندو [illegible] اخبار کے نمائندے نے یہ خبر اپنے اخبار کو پہنچائی تھی کہ مہاتما گاندھی جی کانگریس سے علیحدگی اختیار کرنے والے ہیں اور یہ خبر ہندوستان کے تمام اخبارات میں فوراً شائع ہو گئی اگرچہ مہاتما جی نے اس خبر کو قبل از وقت اور غیر مطبوعہ اور غیر مصدقہ کہکر اس کی تردید کر دی مگر اس امر کی تردید نہیں کی کہ اس قسم کا کوئی خیال اور کوئی [illegible] بلکہ خود تردیدی اعلان [illegible]

آپ نے اس مسئلہ پر تبادلۂ خیالات بھی کیا۔

اب مزید کشمکش اس مسئلہ پر پہنچی ہے اور معلوم ہوا ہے کہ آپ کو سوشلزم سے جس کا آجکل بہت زیادہ چرچا ہے سخت اختلاف ہے اس لئے آپ چاہتے ہیں کہ کانگریس کی رہنمائی سے آپ علیحدہ ہو جائیں اور سب کو موقع دیدیں کہ وہ کانگریس کو جس طرح چاہیں چلائیں اس خبر سے کانگریس کے حلقہ میں سخت اضطراب پھیل گیا کیونکہ یہ قابلیت کہ کانگریس کے وقار کو قائم رکھکر سب کو ملائے رکھنا کسی شخص کے بس کی بات نہیں ہے اور اس امر کا کھلا ہوا اندیشہ ہے کہ مہاتما گاندھی کے کانگریس سے نکلتے ہی کانگریس کے اندر سخت رسہ کشی شروع ہو جائے گی اور مختلف سیاسی جماعتیں کانگریس پر قبضہ کرنے کی کوشش کریں گی اور نتیجہ یہ نکلے گا کہ سخت انتشار و اختلال رونما ہو جائے گا اور کانگریس کا وقار اور اس کی طاقت خاک میں مل جائے گی اور بعد خرابی بسیار کوئی ایک پارٹی کانگریس پر قابض ہو جائے گی اور کانگریس کی حیثیت محض ایک پارٹی کی سی ہو کر رہ جائیگی اس لئے ہماری رائے میں نہ تو گاندھی جی کو کانگریس سے علیحدگی کا خیال کرنا چاہیئے اور سوشلسٹ پارٹی کو ایسا رویہ اختیار کرنا چاہیئے کہ گاندھی جی کانگریس کو چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔

درۂ دانیال کی قلعہ بندی

آخر کار ترکوں کے ساتھ لوزان کانفرنس میں جو بے انصافی درۂ دانیال کے متعلق کی گئی تھی اس کو ترکی حکومت نے دور کر دیا جیسا یہ ہے کہ اول تو شیر برطانیہ کی کوشش یہ تھی کہ درۂ دانیال ترکوں سے لے لیا جائے اور بین الاقوامی قبضہ میں دیدیا جائے مگر جب یہ نہ ہو سکا تو جنگ کے بعد ترکوں کو مجبور کیا گیا کہ اس درۂ دانیال کی تمام قلعہ بندیاں مسمار کر دی جائیں اور اس کو بالکل غیر مسلح کر دیا جائے اور جنگ و صلح ہر حالت میں ہر ایک قوم کے لئے کھلا رہے۔

ترکوں نے مجبور ہو کر اس شرط کو مان لیا تھا مگر حقیقتاً یہ انتہائی ظالمانہ و غیر منصفانہ شرط تھی کیونکہ اس کے معنے یہ تھے کہ جب کبھی جنگ شروع ہو تو فوراً کوئی بڑی بحری طاقت آکر اس پر قبضہ کر لے اور ترکوں کو بے دخل کر دے اور پھر اپنے حلیفوں کے سوا سب کے لئے اس کو بند کر دے کسی حکومت کے جہازوں کو نہ گذرنے دے کیونکہ جنگ کے زمانہ میں سارے عہد نامے اور تمام معاہدے پیروں کے تلے روند دیئے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر نہر سویز کو لیجئے جس کا معاہدہ جنگ و صلح ہر ایک زمانہ میں سب اقوام کے جہازوں کے لئے اسے کھلا رہنا چاہیئے مگر چونکہ قبضہ برطانیہ کا تھا اس لئے جنگ عظیم کے زمانہ میں سوائے برطانیہ اور اس کے حلیفوں کے سب کے لئے نہر سویز بند کر دی گئی۔ اس لئے ترکی حکومت درۂ دانیال کو قلعہ بند اور مسلح کر لینے میں بالکل حق بجانب ہے اور اب ہر ایک حکومت کو مطمئن ہونا چاہیئے کہ اگر اور بین الاقوامی معاہدوں کا احترام کیا گیا تو اس کا بھی کیا جائے گا۔

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ
الْمَوْتُ حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ
مِنْ غَيْرِكُمْ إِنْ أَنتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُم
مُّصِيبَةُ الْمَوْتِ ۚ تَحْبِسُونَهُمَا مِن بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَانِ
بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ
وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الْآثِمِينَ ۝ فَإِنْ عُثِرَ
عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحَقَّا إِثْمًا فَآخَرَانِ يَقُومَانِ مَقَامَهُمَا مِنَ
الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْأَوْلَيَانِ فَيُقْسِمَانِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا
أَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَا إِنَّا إِذًا لَّمِنَ الظَّالِمِينَ
ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَن
تُرَدَّ أَيْمَانٌ بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا ۗ وَ
اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

(ترجمہ) اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے جب وصیت کرنے کا وقت ہو وہ دو شخص ایسے ہوں کہ دیندار ہوں اور تم میں سے ہوں یا غیر قوم کے دو شخص ہوں اگر تم کہیں سفر میں گئے ہو پھر تم پر واقعہ موت کا پڑ جائے اگر تم کو شبہ ہو تو ان دونوں کو بعد نماز روک لو پھر دونوں خدا کی قسم کھا دیں کہ ہم اس قسم کے عوض کوئی نفع نہیں لینا چاہتے اگرچہ قرابتدار بھی ہوتا اور اللہ کی بات کو ہم پوشیدہ نہ کریں گے کہ ہم اس حالت میں سخت گناہگار ہوں گے پھر اگر اس کی اطلاع ہو کہ وہ دونوں وصی کسی گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں تو ان لوگوں میں سے جن کے مقابلہ میں گناہ کا ارتکاب ہوا تھا اور دو شخص جو سب میں قریب تر ہیں جہاں وہ دونوں کھڑے ہوئے تھے یہ دونوں کھڑے ہوں پھر دونوں خدا کی قسم کھا دیں کہ بالیقین ہماری یہ قسم ان دونوں کی قسم سے زیادہ راست ہے اور ہم نے ذرا تجاوز نہیں کیا اور نہ ہم اس حالت میں سخت ظالم ہوں گے یہ قریب ذریعہ ہے اس امر کا کہ وہ لوگ واقعہ کو ٹھیک طور پر ظاہر کریں یا اس بات سے ڈر جاویں کہ ان سے قسمیں لینے کے بعد قسمیں الٹی پڑ جاویں گی اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سنو اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہ کریں گے۔

[illegible]

شخص مسلمان ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے سفر کو گئے اور وہ مسلمان شخص بیمار ہو کر جب قریب المرگ ہو گیا تو اس نے اپنے مال کی ایک فہرست لکھ کر مال کی گٹھری میں رکھ دی اور وہ گٹھری ان دونوں نصرانیوں کو دیکر یہ وصیت کی کہ تم یہ گٹھری میرے وارثوں کو دیدینا اس گٹھری میں ایک چاندی کا کٹورا سونے کے ملمع کا بھی تھا وہ کٹورا ان نصرانیوں نے اس مال میں سے نکال کر باقی کا مال اس مسلمان کے وارثوں کو دیدیا اس کٹورے کے نکالتے وقت ان نصرانیوں کی نظر اس فہرست پر نہیں پڑی اس مسلمان شخص کے وارثوں نے جب مال کی گٹھری اچھی طرح کھولی تو وہ فہرست ان کی نظر پڑی اور فہرست کے موافق وہ کٹورا مال میں نظر نہ آیا تو مسلمان شخص کے وارثوں نے اس کٹورے کا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نصرانیوں کو قسم دی انھوں نے قسم کھائی کہ جو مال اس مسلمان شخص نے مرتے وقت ہم کو دیا تھا ہم نے وہ سب مال اس کے وارثوں کے حوالہ کر دیا پھر وہ کٹورا ایک سنار کے پاس سے نکلا اور اس مسلمان شخص کے وارثوں نے قسم کھائی کہ وہ کٹورا ان کے مورث کا تھا جس سے اس کٹورے کی قیمت ان نصرانیوں سے مسلمان شخص کے وارثوں کو دلائی گئی اس قصہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اگرچہ ترمذی نے اس روایت کو حسن غریب کہا ہے لیکن ابن جریر کی سند معتبر ہے اس کے علاوہ یہ روایت علی بن مدینی کے قول کے حوالہ سے صحیح بخاری میں بھی ہے علی بن مدینی نے یہ جو کہا ہے کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی ابن ابی القاسم نامعلوم الحال ہے یہ ابن ابی القاسم محمد بن ابی القاسم ہے جس کو یحییٰ بن معین اور ابو حاتم نے ثقہ کہا ہے جس سے ابی القاسم کے نامعلوم ہونے کا شبہ رفع ہو گیا۔ حاصل معنے آیت کے یہ ہیں کہ کوئی مسلمان قریب المرگ حالت میں جب اپنے وارثوں سے دور ہو اور اس کے پاس کچھ مال بھی ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس مال کو وارثوں تک پہنچانے کے لئے دو مسلمانوں کو وصی اور وصیت کا گواہ کر دیوے اگر یہ سفر ایسی سرزمین کا ہو جہاں مسلمان وصی نہیں ہو سکتے یہاں اسلام کی خبر ہی باقی نہ رہے گی اس کے بعد [illegible] کے بیان پر وارثوں کو کچھ اعتراض نہ ہو گا تو ان دونوں شخصوں کے بیان پر فیصلہ ہو جاوے گا کیونکہ دونوں شخص وصی بھی ہیں اور وصیت کے گواہ بھی ہیں اور اگر میت کے وارثوں کو وصیت کے گواہوں کے حق میں کچھ بدگمانی پیدا ہو جاوے تو ان وصیت کے گواہوں کو یہ حلف دیا جاوے گا کہ وصیت کے باب میں ان کا بیان صحیح ہے اس حلف کے بعد بھی میت کے وارث اگر اپنی حق تلفی ثابت کریں تو ان وارثوں سے گواہان وصیت کے خلاف بیانی کے ثبوت میں کچھ شہادت ہو گی تو وہ لیجاوے گی ورنہ ان گواہان وصیت کے خلاف بیانی پر میت کے وارثوں سے حلف لیا جاوے گا اسی پر فیصلہ آخر صادر ہو جاوے گا۔ یہ ملا جلا [illegible] ہوں سے قسم لینے کے خلاف ہیں [illegible] سے قسم لینے [illegible] کے ہیں لیکن حقیقت میں [illegible] حلف [illegible]

طرح کا ہے جس طرح نکاح کے مسئلہ میں فریقین کو ... کے مسئلہ کی تفصیل سورۃ نور میں آویگی جس کا حاصل یہ ہے ... اپنی بی بی پر بدکاری کی تہمت لگاوے اور گواہ نہ ہوں تو مرد پر تو تہمت دفع کرنے کی غرض سے اور عورت پر بات کی غرض سے قسم آتی ہے تحبسونہما من بعد الصلوۃ کی تفسیر جن علماء نے عصر کی نماز کے بعد کی ہے وہ صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ صحیح بخاری وغیرہ میں ابوہریرہ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد کی جھوٹی قسم کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت سے دور ہو جانے کا سبب فرمایا ہے آگے فرمایا یہ وارثوں کی قسم کا حکم اس لئے ہے کہ وصیت کے گواہوں کو یہ خوف رہے کہ وصیت کی قسم کے آگے ان کی قسم جھوٹی ٹھہر کر ان کی رسوائی نہ ہو اور یہ بھی فرمایا کہ عام مسلمانوں کو جھوٹی قسم سے اور شریعت میں اور منع کی ہوئی باتیں ہیں ان سے بچنا اور اللہ کے عذاب سے ڈرنا اور احکام الٰہی کو فرمانبرداری کی نیت سے سننا چاہیے اس نصیحت کے بعد بھی جو کوئی نافرمانی کریگا تو اللہ تعالیٰ ایسے نافرمان لوگوں کو زبردستی راہ پر لانا نہیں چاہتا اس لئے کہ انتظام الٰہی کے موافق امتحان کی جگہ ہے زبردستی کی جگہ نہیں ہے معتبر سند سے ابوداؤد میں ابوموسیٰ اشعری کا ایک قصہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ کوفہ کا رہنے والا ایک مسلمان شخص حالت سفر میں جب مرنے لگا تو اس نے اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو اپنی وصیت کا گواہ قرار دیا ابوموسیٰ اشعری کوفہ کے حاکم تھے اس لئے یہ مقدمہ ان کے روبرو پیش ہوا اور انہوں نے اس آیت کے موافق گواہوں سے قسم لیکر مقدمہ کا فیصلہ کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ بعضے مفسروں نے اس آیت کو منسوخ العمل جو قرار دیا ہے وہ صحیح نہیں ہے کیونکہ آیت اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں منسوخ ہو جاتی تو پھر صحابہ کے زمانہ تک اس کا عمل کیونکر باقی رہتا اور ابوموسیٰ اشعری کے فیصلہ کو سب صحابہ کیونکر تسلیم کرتے۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝

(ترجمہ) جس روز اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں کو مع ان کی امتوں کے جمع کریں گے پھر ارشاد فرمائینگے کہ تم کو ان کی امتوں کی طرف سے کیا جواب ملا تھا وہ عرض کرینگے کہ ظاہری جواب تو ہم کو معلوم ہے لیکن ان کے دل کی ہم کو کچھ خبر نہیں اس کو آپ ہی جانتے ہیں کیونکہ آپ بیشک پوشیدہ باتوں کے پورے جاننے والے ہیں۔

تفسیر۔ اوپر ذکر تھا کہ طرح طرح کی نصیحت کے بعد بھی جو لوگ اللہ کے رسول کی فرمانبرداری نہ کرینگے اور ان کی نصیحت کے موافق احکام الٰہی کو نہ مانیں گے تو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو زبردستی راہ راست پر لانا نہیں چاہا اس آیت میں ایسے لوگوں کا عقبیٰ کا حال یوں ذکر فرمایا کہ ان کی نافرمانی کے سبب سے اللہ کے رسول ان کی فرمانبرداری کی شہادت ادا نہ کرینگے بلکہ اللہ عالم الغیب کے علم پر ایسے لوگوں کی حالت کو اس لئے سونپ دینگے کہ ان کے نافرمانوں میں زبانی فرمانبردار دل کا نافرمان بھی ہوں گے جن کو منافق کہتے ہیں جن کے دل کا حال بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں اور بعضے ایسے بھی ہوں گے

جو رسول کی وفات کے بعد ... [illegible] تفصیل حال ... [illegible] رسول ... کی حالت کی اللہ کے علم پر سونپ دیں گے صحیح بخاری ومسلم میں انس بن مالک اور سہل بن سعد وغیرہ کی حدیثیں ... کہ حوض کوثر پر سے ہٹا دیا جاوے گا یہ حالت دیکھ کر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں سے کہیں گے کہ یہ لوگ تو فرمانبرداروں میں تھے تو فرشتے جواب دینگے کہ آپ کی وفات کے بعد یہ لوگ فرمانبرداری پر قائم نہیں رہے یہ حدیثیں اور اس قسم کی اور حدیثیں آیت کی تفسیر ہیں جن سے ساری امت کی حالت کو اللہ کے علم پر سونپے جانے کا حال اچھی طرح سمجھ میں آسکتا ہے

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ وَعَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَيَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۣ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۚ وَاِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۚ وَاِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْـــَٔةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ فَتَنْفُخُ فِيْهَا فَتَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِيْ وَتُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِيْ وَبِرَسُوْلِيْ ۚ قَالُوْٓا اٰمَنَّا وَاشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ۝

(ترجمہ) جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائینگے کہ اے عیسیٰ ابن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر ہوا ہے جبکہ میں نے تم کو روح القدس سے تائید دی تم آدمیوں سے کلام کرتے تھے گود میں بھی اور بڑی عمر میں بھی اور جبکہ میں نے تم کو کتابیں اور سمجھ کی باتیں اور توریت اور انجیل کی تعلیم کیں اور جبکہ تم گارے سے ایک شکل بناتے تھے جیسے پرندے کی شکل ہوتی ہے میرے حکم سے پھر تم اس کے اندر پھونک مار دیتے تھے جس سے وہ پرندہ بن جاتا تھا میرے حکم سے اور تم اچھا کر دیتے تھے مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیماروں کو میرے حکم سے اور جبکہ تم مردوں کو نکال کر کھڑا کر دیتے تھے میرے حکم سے اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روکے رکھا جب تم ان کے پاس دلیلیں لیکر آئے تھے پھر ان میں جو کافر تھے انہوں نے کہا تھا کہ بجز کھلے جادو کے اور کچھ نہیں اور جبکہ میں نے حواریین کو حکم دیا کہ تم مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لاؤ انہوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ... [illegible]

تفسیر۔ اوپر ذکر تھا کہ ... [illegible]

دن اللہ تعالیٰ سب رسولوں سے ... [illegible]

... [illegible]

بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

باب بچوں کا عیدگاہ جانا (ثابت ہے)

۹۰۸- ابن عباس کہتے ہیں کہ میں عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (عیدگاہ) گیا پس آپ نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا بعد اس کے عورتوں (کی صف) کے پاس آئے اور انہیں وعظ نصیحت فرمائی اور ان کو صدقہ دینے کا حکم دیا۔

باب عید کے خطبہ میں امام کا لوگوں کی طرف منہ کرنا (ثابت ہے) ابو سعید کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔

۹۰۹- براء (بن عازب) کہتے ہیں کہ عید الضحیٰ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کی طرف تشریف لے گئے اور دو رکعتیں (نماز عید کی) پڑھیں بعد اس کے ہماری طرف اپنا منہ کیا اور فرمایا کہ سب سے پہلی عبادت ہماری ہمارے اس دن میں یہ ہے کہ ہم نماز سے ابتدا کریں پھر لوٹ کر قربانی کریں تو جو شخص ایسا کرے گا وہ ہماری سنت کے موافق ہوگا اور جس شخص نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا ہو تو وہ ایک چیز ہے جو اس نے اپنے لوگوں کے لئے جلدی سے تیار کر لی قربانی میں اس کا شمار نہیں پس ایک شخص کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ میں ذبح کر چکا اور اب میرے پاس ایک چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے جو سال بھر کے بچے سے بہتر ہے آپ نے فرمایا اس کو ذبح کر دو اور تمہارے سوا کسی دوسرے کے لئے (ایسی قربانی) کافی نہ ہوگی۔

باب عیدگاہ میں نشان بنانا (درست ہے)

۹۱۰- عبدالرحمٰن بن عابس کہتے ہیں کہ ابن عباس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید میں شریک ہوئے تھے انہوں نے کہا ہاں اور اگر میری قرابت نہ ہوتی تو میں شریک نہ ہو سکتا مجھے یاد ہے کہ آپ گھر سے چلے یہاں تک کہ اس نشان کے قریب پہنچے جو کثیر بن صلت کے گھر کے پاس ہے پھر آپ نے نماز پڑھی بعد اس کے خطبہ پڑھا بعد اس کے عورتوں کے پاس آئے اور بلال آپ کے ہمراہ تھے آپ نے عورتوں کو وعظ و نصیحت کی اور انہیں صدقہ دینے کا حکم دیا تو میں نے عورتوں کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ [illegible] بلال کے کپڑے میں (زیور) ڈالنے کو اتار کر ڈال رہی تھیں پھر آپ اور بلال اپنے گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

باب عید کے دن امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا (سنت ہے)

۹۱۱- [illegible] کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر کے دن نماز پڑھنے [illegible] آپ نے پہلے نماز پڑھی بعد اس کے خطبہ پڑھا پھر جب فارغ ہو [illegible] آپ عورتوں کے قریب تشریف لائے اور انہیں نصیحت کی [illegible] وقت آپ بلال کے [illegible] سہارا لگائے ہوئے تھے [illegible]

[illegible]

تھی انہوں نے کہا نہیں بلکہ ایک صدقہ تھا جو وہ اس وقت دیتی تھیں کوئی عورت اپنی انگوٹھی ڈال رہی تھی اور دوسری طرح اور عورتیں اپنے زیور ڈال رہی تھیں میں نے عطاء سے کہا کہ کیا تم اس (عید کے دن وعظ و نصیحت کرنے کو) امام پر ضروری سمجھتے ہو اور کیا امام پر لازم ہے کہ عورتوں کو نصیحت کرے انہوں نے کہا بیشک یہ امام پر لازم ہے اور انہیں کیا عذر ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے ابن جریج کہتے ہیں مجھ سے حسن بن مسلم نے انہوں نے طاؤس سے انہوں نے ابن عباس سے یہ روایت بیان کی کہ ابن عباس نے کہا کہ میں عید الفطر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے ہمراہ رہا یہ لوگ خطبہ سے پہلے نماز عید پڑھتے تھے پھر بعد نماز کے خطبہ پڑھتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم (ایک مرتبہ نماز عید کے لئے) تشریف لے گئے گویا میں (اب بھی) آپ کی طرف دیکھ رہا ہوں جس وقت کہ آپ لوگوں کو اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے بٹھا رہے تھے پھر آپ صفوں کو پھاڑتے ہوئے سامنے تشریف لائے یہاں تک کہ عورتوں کے پاس پہنچے بلال آپ کے ہمراہ تھے آپ نے یا ایھا النبی اذا جاءک المومنات یبایعنک الآیۃ تلاوت فرمائی اور جب اس کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ اے عورتو کیا تم اسی عہد پر قائم ہو ایک عورت ان سے بولی کہ ہاں اس کے سوا اور کسی عورت نے جواب نہیں دیا حسن (راوی حدیث) کو معلوم نہیں کہ وہ کون عورت تھی راوی کہتا ہے کہ پھر سب عورتوں نے صدقہ دیا اور بلال نے پھر اپنا کپڑا پھیلا لیا پھر آپ نے فرمایا کہ صدقہ دیئے جاؤ تم پر میرے ماں باپ فدا ہو جائیں چنانچہ وہ فتخ اور انگوٹھیاں بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں عبدالرزاق کہتے ہیں کہ فتخ بڑی انگوٹھیوں کو کہتے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھیں

باب اگر کسی عورت کے پاس عید میں اوڑھنے کے لئے (چادر) نہ ہو تو وہ کیا کرے)

۹۱۲- حفصہ بنت سیرین کہتی ہیں ہم اپنی لڑکیوں کو عید کے دن عیدگاہ جانے سے منع کیا کرتے تھے پھر ایک عورت آئی اور بنی خلف کے محل میں اتری میں اس کے پاس گئی تو اس نے بیان کیا کہ میرے شوہر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سولہ جہاد کئے اور میری بہن بھی چھ جہادوں میں ان کے ساتھ تھیں میری بہن کہتی تھیں کہ ہم بیماروں کی تیمارداری اور زخمیوں کا علاج کیا کرتے تھے پھر انہوں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب کسی کے پاس اوڑھنی نہ ہو تو کیا اس پر کچھ گناہ ہے کہ وہ عید کے دن باہر نہ نکلے آپ نے فرمایا کہ اس کی ساتھ والی کو چاہئے کہ اپنی اوڑھنی اسے اوڑھا دے [illegible] اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہو [illegible]

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] سنا ہے انھوں نے کہا [illegible]
فدا ہو جلد [illegible] ام عطیہ جب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرتیں [illegible]
کہتیں آپ فرماتے تھے کہ جوان عورتوں پردہ والیوں کو چاہیے کہ عید
کے دن) باہر نکلیں یا یہ فرمایا جوانوں اور پردہ نشینوں کو چاہیے [illegible]
ایوب کیا ہے) اور حیض والیوں کو بھی چاہیے مگر حیض والیاں عیدگاہ سے
علیحدہ رہیں اور یہ سب عورتیں نیکی میں اور مسلمانوں کی دعا میں حاضر ہوں
تو میں نے ام عطیہ سے کہا کہ کیا حیض والیاں بھی عیدگاہ جائیں ام عطیہ نے
کہا ہاں کیا حیض والی عورت عرفات میں اور فلاں فلاں مقام پر حاضر
نہیں ہوتی۔

باب حیض والیوں کو عیدگاہ سے علیحدہ رہنا ضروری ہے

۹۱۳۔ ام عطیہ کہتی ہیں ہمیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ عیدگاہ جائیں اور حیض
والی عورتوں اور جوانوں اور پردہ نشینوں کو بھی لیجائیں (اور ابن عون
کہتے ہیں یا یہ کہا کہ جوان پردہ والی عورتوں کو) مگر حیض والیاں مسلمانوں
کی جماعت میں اور ان کی دعا میں تو ضرور شریک ہو جائیں لیکن عیدگاہ
سے علیحدہ رہیں۔

باب عیدگاہ میں اونٹ کی یا اور کسی چیز کی قربانی کرنا مسنون ہے

۹۱۴۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ
کی یا اور کسی جانور کی عیدگاہ میں قربانی کیا کرتے تھے۔

باب عید کے خطبہ میں امام کا اور لوگوں کا باتیں کرنا جائز ہے اور
جب امام سے خطبہ پڑھنے کی حالت میں کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو اسے
کیا کرنا چاہیے

۹۱۵ حضرت براء بن عازب کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
قربانی والے دن نماز کے بعد ہم لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو
شخص ہماری جیسی نماز پڑھے اور ہماری جیسی قربانی کرے تو اس نے ٹھیک
کام کیا اور جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے تو وہ صرف گوشت کی بکری
سمجھی جائے گی قربانی نہ ہوگی پس ابو بردہ بن نیار کھڑے ہو گئے اور انھوں نے
عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نماز کے لئے آنے سے پہلے قربانی کر چکا
اور میں نے یہ سمجھا تھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا ہے لہذا میں نے جلدی کی
اور کھا لیا اور اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو بھی کھلا دیا تو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ تو ایک گوشت کی بکری تھی قربانی کا ثواب نہ ملے گا
ابو بردہ نے عرض کیا کہ اب میرے پاس ایک چھ مہینے کی بکری ہے وہ ایسی
ہے کہ ٹھیک گوشت کی دو بکریوں سے اچھی ہے کیا وہ میری طرف سے کافی
ہو جائے گی آپ نے فرمایا کہ ہاں اور تمہارے سوا کسی کے لئے کافی نہیں۔

۹۱۶ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
قربانی کے دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور حکم دیا کہ جو شخص نماز سے پہلے ذبح
کر چکا ہو وہ دوبارہ ذبح کرے تو انصار میں سے ایک شخص کھڑے ہو گئے اور
انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے کچھ پڑوسی ہیں اور یہ کہا کہ وہ بھوکے
تھے یا یہ کہا کہ وہ فقیر تھے اور اسی وجہ سے میں نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا
میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے وہ ایسا فربہ ہے کہ مجھے [illegible]

[illegible] کی جگہ [illegible] ان کے لئے [illegible]
اجازت دی۔

۹۱۷ حضرت جندب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی والے
دن نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص نماز سے پہلے ذبح کر چکا ہو
اسے چاہیے کہ اس کے عوض دوسرا ذبح کرے اور جس نے ذبح نہ کیا ہو
اسے چاہیے کہ اللہ کا نام لیکے ذبح کرے۔

باب جس شخص نے عید کے دن جب لوٹنے لگا تو راستہ بدل دیا جس راستہ
سے گیا تھا اس راستہ سے نہ لوٹا تو اس نے موافق سنت کیا۔

۹۱۸۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب عید کا دن ہوتا تو راستہ
بدل دیتے تھے۔

باب جب کسی کی نماز عید جاتی رہے تو وہ دو رکعت نماز پڑھ لے اور اسی طرح
عورتیں اور وہ لوگ جو گھروں میں یا گاؤں میں ہوں دو دو رکعت نماز پڑھ لیں
بدلیل قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ ھذا عیدنا یا اہل الاسلام
اور حضرت انس بن مالکؓ نے (مقام) زاویہ میں اپنے مولیٰ ابن ابی عتبہ کو
(ایک مرتبہ) حکم دیا تو انھوں نے اپنے لڑکے کیا لوں کو جمع کیا اور حضرت انسؓ نے
شہر والوں کی جیسی نماز پڑھی اور انھیں کی طرح تکبیر کہی اور عکرمہ کہتے ہیں کہ گاؤں
والے عید کے دن جمع ہوں اور دو رکعتیں پڑھیں جیسے کہ امام پڑھتا ہے اور
عطاء نے کہا ہے کہ جب کسی کی نماز عید جاتی رہے تو وہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔

۹۱۹۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ منیٰ کے زمانہ میں ابو بکر صدیقؓ ان کے
پاس آئے اور ان کے پاس دو لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اپنا کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹے تھے تو ابو بکر صدیقؓ نے ان دونوں کو
ڈانٹا پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ کھول دیا اور فرمایا کہ اے ابو بکر انہیں چھوڑ
دو یہ عید کا دن ہے اور یہ منیٰ کے دن ہیں اور حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ (ایک مرتبہ) آپ مجھے چھپائے ہوئے تھے اور
میں حبشیوں کی طرف دیکھ رہی تھی اور وہ لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے پس حضرت
عمرؓ نے انھیں ڈانٹا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انہیں رہنے دو بے خوف
ہو جاؤ اے بنی ارفدہ

باب (نماز) عید سے پہلے اور اس کے بعد کوئی اور نماز پڑھنا کیسا ہے اور
ابو معلی کہتے ہیں کہ میں نے سعید سے سنا وہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت
کرتے تھے کہ وہ (نماز) عید سے پہلے نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے

۹۲۰۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ عید الفطر کے دن نبی صلی اللہ
علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز عید پڑھی نہ اس سے پہلے
اور اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی اور [illegible] وقت [illegible] بلال آپ کے ہمراہ

کتاب الفقہ

باب الصوم

(بسلسلہ گذشتہ)

جبکہ رمضان کے چاند پر ایک شخص نے گواہی دی تھی اور مطلع صاف نہ تھا اور قاضی نے اس کی گواہی قبول کر لی تھی اور اب تیس روزے پورے ہو چکے تو عید کا چاند دیکھنے کے وقت پر اگر مطلع صاف نہیں ہے تو دوسرے دن افطار نہ ہوگا روزہ نہیں ہوگا اور اگر مطلع صاف ہے تب بھی صحیح قول یہی ہے کہ روزہ نہیں چھوڑے گا۔

باقی مہینوں کے چاند کے احکام

عید الفطر و عید الضحیٰ کے رویت ہلال کے

ایک ہی احکام ہیں اور یہی ظاہر روایت ہے اور یہی صحیح ہے۔

دلیل یہ ہے کہ جس طرح عید الفطر سے انسانی نفع متصور ہے اسی طرح عید الضحیٰ سے بھی ہے یعنی قربانی کا گوشت کھانا لہذا ہلال عید الضحیٰ کے متعلق بھی احکام یکساں ہیں۔ امام ابو حنیفہ سے ایک روایت اس کے خلاف بھی آئی ہے یعنی یہ بھی لکھا ہے کہ ہلال عید الضحیٰ کے احکام مثل ہلال رمضان ہیں۔

گواہی کے متعلق یہی حکم اور مہینوں کے چاند کے متعلق ہے کہ جب تک دو مرد یا ایک عورت اور دو عورتیں جن کو عدالت لگی ہو گواہی نہ دیں جب تک گواہی قبول نہ ہوگی۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ ایک مرد یا دو عورتوں کی گواہی عیدین کے چاند کے متعلق مقبول ہوگی اور تحفہ میں یہی لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے احادیث بھی اس سے موافقت کرتی ہیں مگر صاحب ہدایہ نے اس کو اختیار نہیں کیا۔

اگر شہادت رویت ہلال شوال و ذی الحجہ کے متعلق ہو اور آسمان پر ابر غبار بھی ہو تو ایک شخص کی شہادت مقبول نہ ہوگی بلکہ ایک سے زیادہ آدمی کی شہادت کی شرط ہے اور گواہوں کا عادل ہونا اور آزاد ہونا بھی شرط ہے۔

اگر مطلع صاف نہ ہو تو فرمایا ہے کہ رمضان، شوال، ذی الحجہ تینوں مہینوں کے چاند کے متعلق ایک گروہ کی گواہی قبول کی جائے۔ (شرح وقایہ)

جنایات اور انکی اصلاح کے قواعد

روزہ میں معصیات تین ہیں کھانا پینا اور مجامعت بس ان کی خلاف ورزی جنایات ہیں یہ خلاف ورزیاں کئی طریق پر عمل میں آتی ہیں یا تو دانستہ ایسا کرے یا غلطی سے یا کسی کی زبردستی سے یا بھول کر۔ تو پہلی تین صورتوں میں تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس کی قضا لازمی ہوگی اور چوتھی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا تو اس کی قضا بھی نہ ہوگی۔ ہاں اگر رمضان کا روزہ ان تین صورتوں میں ٹوٹ جائے تو بعض صورتوں پر قضا کے علاوہ کفارہ بھی لازم ہوگا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے [illegible] جنایات [illegible] کئے ہیں کہ بدن کے اندر اس کے [illegible] روزہ [illegible] کوئی چیز نہ جائے روزہ ٹوٹ جاتا [illegible] [illegible]

میں غلطی واقع ہونے بعض بیہوشی اور جنون اور بیماری کے متعلق حالت روزہ میں تمیز نہ ہو لیکن مگر سب کا اصول یہی ہے کہ کوئی کھانے یا اصلاح کی چیز اندر نہ جائے اور مجامعت نہ کی جائے۔

یاد رہے جو جنایات اور اصلاح رمضان کے روزوں سے متعلق بھی جائیں الا جبکہ واجب یا نفل روزوں کے متعلق خاص طور پر ذکر کیا گیا ہو پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان ہی جنایات یا اصلاح کو اگر واجب یا نفل روزوں سے متعلق سمجھنا ہو تو جہاں اصلاح کفارہ سے کی جاتی ہے وہاں قضا سے بھی ہوگی اور باقی تمام اصلاحات وہی ہیں۔

هدایات اس باب میں جہاں لفظ قضا لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس روزے کی قضا دو اور جہاں کفارہ لکھا ہے وہاں مطلب یہ ہے کہ اس روزہ کی قضا اور کفارہ دونوں دو۔

ن کے معنے لئے گئے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹے گا اور ٹ کے معنے لئے گئے ہیں کہ روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی۔

مک۔ کے معنے مکروہ کے ہیں۔ یعنی روزہ ٹوٹیگا نہیں بلکہ مکروہ ہوگا اور اس کام سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔

ممنوعات روزہ ان کی خلاف ورزی اور ثمرہ

ا۔ روزہ میں دو باتیں منع ہیں۔ کھانا پینا۔ مجامعت

کھانا پینا دانستہ یا غلطی سے یا کسی زبردستی سے (۱) کھانے کی چیز ہو یا نہ کھانے کی۔ کوئی چیز منہ کے راستہ سے اندر چلی جائے کھانے یا پینے میں شامل ہے۔ گو وہ چیز کھانے کی ہو یا نہ ہو۔ چنانچہ اگر مٹی کھائے یا کنکر اس سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا چاہے دانستہ کھائے یا غلطی سے الا اگر کوئی چیز معدہ میں جائے اور اس کا کچھ حصہ باہر ہو جیسے نیزہ پیٹ میں گیا اور پیٹھ سے نکال لیا اور اس کا کچھ حصہ باہر تھا یا تاگہ میں باندھ کر بوٹی کھائی کہ تاگہ پکڑے ہوئے ہے تو ایسی صورتوں میں جلدی سے وہ چیز باہر کر دے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

ب اندر ہی اندر چیز معدہ میں یا بدن میں گئی۔ اگر دانت میں سے خون نکلے اور تھوک سے کم ہو اور معدہ میں چلا جائے یا ناک کا رینٹھا معدہ کی طرف حلق کے راستہ معدہ میں چلا جائے تو روزہ فاسد ہوگا۔ یا اگر کوئی چیز معدہ تک نہ پہنچ سکے جیسے گیہوں کا ایک دانہ یا ایک تل چبایا تو معدہ تک پہنچ ہی نہیں سکتا لہذا روزہ فاسد نہ ہوگا۔

ج۔ سوائے معدہ کے دوسرے راستہ سے اگر کوئی چیز اندر کی جائے۔ مثلاً سر میں [illegible] دماغ تک پہنچ جائے گی یا کان میں تیل [illegible] تو روزہ فاسد ہو جائے گا

اگر مذکورہ بالا سہواً واقع ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
اگر دانستہ جماعت کی یا غلطی سے یا کسی کی زبردستی سے کی تو روزہ ٹوٹ جائیگا۔
اگر فعل جماعت کی یعنی غیر محل شہوت میں تب بھی روزہ ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر بوسہ لیا یا مباشرت فاحشہ کی تب بھی بشرطیکہ انزال ہو روزہ ٹوٹ جائیگا۔ اگر مذکورہ بالا سہواً واقع ہوں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔
اگر روزے میں دانستہ کھائے یا جماعت کرے تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی۔ اگر رمضان میں ایسا کیا تو علاوہ قضا کے کفارہ بھی دینا ہوگا مگر صرف خاص صورتوں میں یعنی جبکہ کھانے یا پینے کی چیز کھائی جائے یا جماعت صحیح معنوں میں کی جائے یا قضا ہو جانے کی صورت ایک ہی روزہ میں دو مرتبہ واقع ہو۔ ورنہ قضا ہی دی جانی کافی ہے بلکہ اگر رمضان کے روزہ میں رات سے نیت نہ کی ہو تو اس کے توڑنے سے بھی صرف قضا ہی لازم رہیگی۔
۱-۱ احادیث صحیح بخاری میں ہے تعلیقاً کہ کہا ابن عباس اور عکرمہ نے کہ فطر اس چیز سے واقع ہوتا ہے جو داخل ہو (بدن میں) اور نہ اس سے جو خارج ہو (بدن سے) اور کہا ابن ابی شیبہ نے حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی ظبیان عن ابن عباس قال الفطر مما دخل ولیس مما خرج اور عبدالرزاق نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ وضو ٹوٹ جانا اس چیز سے ہے جو نکلے (بدن سے) اور نہیں ٹوٹتا اس سے جو داخل ہو (بدن میں) اور فطر روزہ میں اس سے واقع ہوتا ہے جو داخل ہو (بدن میں) اور نہ اس سے جو خارج ہو (بدن سے) اور حضرت علی سے بھی اسی طرح مروی ہے روایت کیا اس کو بیہقی نے۔
اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں کوئی کھانے کی چیز یا دوا کھا لے یا پیئے تو اس کو قضا بھی دینی ہوگی اور کفارہ بھی۔ لیکن امام شافعی کہتے ہیں کہ کفارہ اس کے ذمہ نہیں ہوگا (یعنی صرف اس روزہ کی قضا دینی ہوگی) کیونکہ شرع نے جو کفارہ بسبب جماع کے مقرر کیا ہے وہ بھی خلاف قیاس ہے کیونکہ گناہ کی معافی تو توبہ سے حاصل ہو جاتی ہے تو اس طرح جماع کے علاوہ اور چیز میں تو بالکل خلاف قیاس ہوا۔ علماء حنفیہ کہتے ہیں کہ کفارہ کا تعلق جنایت سے ہے یعنی ماہ رمضان میں پورے طور پر افطاری عمل میں آنے سے اور یہی جنایت کھانے پینے سے بھی عمل میں آتی ہے اور جس صورت میں کہ اس جنایت کا کفارہ جو جماع کی صورت میں ہو غلام آزاد کرنا ہے تو معلوم ہوا کہ توبہ سے اس گناہ کی معافی نہیں ہوتی۔
اگر کوئی شخص ایسی چیز نگل جاوے جو عادتاً دوا یا غذا نہیں ہوسکتی جیسے پتھر یا مٹی تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔
اگر سنگریزہ یا گٹھلی یا پتہ یا ڈھیلا یا روئی یا تنکا یا کاغذ نگل گیا تو اس پر قضا لازم ہوگی نہ کفارہ (عالمگیری)
روزہ دار اگر جماع کرے قبل یا دبر میں تو اس پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی کیونکہ جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ جنایت کامل ہوئی اس معاملہ میں انزال کی شرط نہیں کی ہے یعنی خواہ انزال ہو یا نہ ہو ہر صورت میں قضا اور کفارہ لازم ہوگا ورنہ نہیں ہوگا

افطارہ قبل جنابت سے لیا گیا ہے لیکن انزال ہو یا نہ ہو غسل لازم ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بغیر انزال کے بھی قضائے شہوت اس سے پوری حاصل ہو جاتی ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسی صورت میں کفارہ لازم نہیں لیکن صحیح یہی ہے کہ ایسی صورت میں بھی کفارہ لازم ہوگا کیونکہ قضائے شہوت کی وجہ سے یہ بھی جنایت کامل ہوئی۔ ہدایہ
علمائے حنفیہ کے نزدیک جماع کی صورت میں جیسے مرد پر کفارہ ہے ویسا ہی عورت پر اگر عورت بھی اس فعل سے رضامند تھی، لیکن شافعی کہتے ہیں کہ کفارہ عورت پر لازم نہیں ہوتا کیونکہ کفارہ جماع کے متعلق ہے اور جماع فعل مرد کا ہے اور عورت پر یہ فعل واقع ہوتا ہے ان کا دوسرا قول ہے کہ کفارہ عورت پر بھی لازم ہے لیکن اس کی ادائیگی مرد کے ذمہ ہے جیسا کہ غسل جنابت عورت پر بھی واجب ہوتا ہے مگر اس کی قیمت کی ادائیگی مرد کے ذمہ ہوتی ہے علماء حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص افطار کرے رمضان میں تو اس پر وہی لازم ہوگا جو ظہار کرنے والے پر ہوتا ہے اور لفظ من مرد اور عورت دونوں کے واسطے ہے دوسرے یہ کہ جماع کی صورت کفارہ واجب ہونے کا سبب جنایت ہے یعنی فساد روزہ نہ خاص جماع اس میں عورت بھی مرد کے شریک ہے کیونکہ کفارہ یا تو عبادت ہے یا عقوبت تو اس میں شرکت ہو نہیں سکتی۔ اگر عورت بھی راضی ہوگئی تو اس پر بھی کفارہ لازم ہے اور اگر زبردستی سے مجبور ہوگئی یا اول ہی اول تو زبردستی سے مجبور ہوگئی پھر رضامند ہوگئی تب عورت پر روزہ کی قضا ہے کفارہ نہیں۔
امام ابو حنیفہ کے نزدیک جماعت دبر کی صورت میں جنایت کامل نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی شخص دبر میں جماع کرے اس کے بعد طلاق شدہ کی ایسی ہی صورت ہے جیسے طلاق قبل دخول دی اور عورت نصف مہر مقررہ کی حقدار ہوگی۔
رمضان کے علاوہ اور روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا دینی ہوگی کیونکہ رمضان کے روزہ کا توڑنا بڑا گناہ ہے اور کسی روزہ کا توڑنا اس کے برابر نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اگر روزہ نفل یا روزہ قضا ماہ رمضان یا روزہ نذر یا روزہ کفارہ یا روزہ کسی اور واجب کا قصداً توڑ دے تو کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ کفارہ صرف رمضان کا روزہ قصداً توڑنے پر ہے نہ اور کسی روزے کے توڑنے پر۔ یعنی اگر قصداً اور عمداً کوئی شخص منافی روزے کے کوئی کام کرے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا۔
اگر کسی شخص کی دن کے آخر حصہ میں وہ حالت پیش آجائے کہ دن کے اول حصہ میں اگر ہوتی تو روزہ توڑنا پڑتا۔ تو اگر روزہ توڑ دیا تھا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ یعنی اگر روزہ توڑنے کے بعد ایسی صورت پیش آئی جس میں روزہ توڑنا مباح ہے تو کفارہ ساقط ہو جائیگا صرف قضا دینی ہوگی۔
اگر کسی شخص نے ماہ رمضان میں روزہ کی نیت نہ کی اور [illegible] کچھ کھا لیا (یعنی روزہ توڑ دیا) تو اس روزہ کی قضا دینی ہوگی۔
اگر رمضان میں [illegible] روزہ کی نیت کی [illegible] روزہ کی صرف قضا لازم ہوگی [illegible]
[illegible]

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

ایک جدید کتاب خاص مولوی کیلئے

پہلا باب

فصل صحابہ کے بیان میں

ابوامامہ انصاری نام ان کا سعد بن سہل بن حنیف انصاری اوسی ہے مگر کنیت زیادہ مشہور ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف سے دو برس پہلے یہ پیدا ہوئے تھے بعض کہتے ہیں کہ حضرت ہی نے ان کا نام ان کے نانا سعد بن زرارہ کے نام پر رکھا تھا۔ بسبب بچپن کے انہوں نے حضرت سے کچھ نہیں سنا۔ اسی سبب سے بعض لوگوں نے ان کو صحابہ کے بعد کے لوگوں میں لکھا ہے مگر ابن عبدالبر ان کو صحابہ میں لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مدینہ کے تابعیوں میں بڑے بزرگ اور عالم تھے اپنے والد اور ابوسعید خدری وغیرہ صحابہ سے انھوں نے حدیث بیان کی ہے اور خود ان سے بہت لوگوں نے بانوے برس کی عمر پاکر سنہ ۱۰۰ھ میں انہوں نے وفات کی۔

ابوایوب نام ان کا خالد بن زید انصاری خزرجی ہے کل لڑائیوں میں یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور قسطنطنیہ میں سنہ ۵۲ھ میں انھوں نے انتقال کیا جس کا باعث یہ تھا کہ معاویہ کے ساتھ قسطنطنیہ کی لڑائی میں شریک تھے اور وہیں سخت بیمار ہو گئے تب انھیں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جب میں مر جاؤں اور تم دشمنوں پر حملہ کرو تو میرا جنازہ بھی اپنے ساتھ لے لینا اور جس وقت تم ان سے بھڑو تو وہیں اپنے پیروں میں مجھکو دفن کر دینا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اور قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے ان کی قبر ہے آپ کا مزار مشہور ہے لوگ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اس کی بیماریوں سے شفا پاتے ہیں ابوایوب موصوف سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے ایوب کو کہتے ہیں ہم نے اس کو اسی طرح ضبط کیا ہے اور اسی طرح ضبط کیا ہے اور اسی طرح مشہور ہے مگر مشارق میں قاضی عیاض نے آخر میں یائے مشددہ کے ساتھ اکثر سے نقل کیا ہے۔

ابوامیہ مخزومی صحابی ہیں اور اہل حجاز میں ان کا شمار ہے ابو منذر نے ان سے روایت کی ہے۔

امیہ بن مخشی ازدی اہل بصرہ میں ان کی گنتی ہے اور طعام کے بارے میں ان سے ایک حدیث ہے اور مثنی ابن عبدالرحمن نے ان سے بیان کی ہے مخشی کا میم مضموم خا کی سکون اور شین کی زیر اور یا کی تشدید کے ساتھ ہے۔

امیہ بن [illegible] [illegible]

ابواسرائیل۔ یہ صحابی شخص ہیں انہوں نے نذر مانی تھی کہ کسی سے بات نہ کرینگے اور دن کو کھڑے رہیں گے دھوپ کے سایہ میں نہ کھڑا ہونگا تب حضرت نے ان کو حکم فرمایا کہ سایہ میں بیٹھ جاؤ اور بات چیت کرو حدیثیں ان کی جابر بن عبداللہ اور ابن عباس کے پاس ہیں۔

ابی اللحم خلف بن عبدالملک غفاری یہ آبی اللحم ان کی عرفیت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عبداللہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ حویرث ہے آبی اللحم ان کی عرفیت اس سبب سے ہوئی تھی کہ یہ بالکل گوشت نہ کھاتے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ چونکہ انھوں نے بتوں کے نام کا ذبیحہ نہیں کھایا تھا اس سبب سے ان کا یہ نام ہو گیا تھا حنین کی لڑائی میں آپ شہید ہوئے عمیر کہ آزاد کردہ غلام نے آپ سے روایت کی ہے۔ آبی ہمزہ کی زبر اور مد اور ب کی زیر اور لام کی سکون کے ساتھ ہے۔

فصل تابعیوں کے بیان میں

اویس قرنی بن عامر ابوعمران کی کنیت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ اگرچہ انہوں نے پایا تھا مگر حضرت کو دیکھا نہیں اور حضرت کی خوشخبری پائی تھی اور حضرت عمرؓ سے ملے تھے زہاد و عزلت میں یہ مشہور تھے صفین کی لڑائی سنہ ۳۷ھ سے ان کا کہیں پتہ نہ ملا کہ کیا ہوئے ایک نسخہ میں لکھا ہے کہ یہ شہید ہو گئے۔

ابان بن عثمان بن عفان قرشی یہ مدینہ کے رہنے والے اور تابعی تھے اپنے والد حضرت عثمان وغیرہ صحابہ سے انہوں نے روایت کی ہے اور ان سے بہت روایتیں ہیں زہری نے ان سے روایت کی ہے یزید بن عبدالملک کے زمانہ میں مدینہ کے اندر انہوں نے انتقال کیا ابان ہمزہ اور ب کی زبر کے ساتھ ہے۔

ایوب بن موسیٰ بن عمرو بن سعید بن عاص اموی عطاء اور مکحول وغیرہ ان کے اہل طبقہ سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے شعبہ وغیرہ نے یہ بھی فقیہوں وغیرہ میں سے تھے سنہ ۱۳۲ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

امیہ بن عبداللہ بن خالد بن اسید مکی ابن عمر سے انہوں نے اور خود ان سے زہری وغیرہ نے روایت کی ہے امیہ موصوف بڑے فقہ اور عزت کے والے تھے سنہ ۸۷ھ میں ان کا انتقال ہے۔

اسلم یہ حضرت عمر کے آزاد کردہ ہیں اور اہل یمن حبشی تھے حضرت عمرؓ نے مکہ میں سنہ ۱۱ھ میں خریدا تھا کنیت ان کی ابو خالد ہے حضرت عمر سے انہوں نے حدیثیں سنی ہیں اور ان سے زید بن اسلم وغیرہ نے روایت کی ہے مروان کے زمانہ سلطنت میں سنہ [illegible] موصوف نے ایک سو چودہ برس کی عمر پا کر انتقال کیا۔

ازرق بن قیس حارثی تابعی ابو برزہ اور ابن عمر و انس بن مالک سے انھوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے ایک جماعت نے سنی ہے۔

اعمش ان کا نام سلیمان بن مہران کاہلی اسدی ہے بنی کاہل جو بنی اسد کی ایک شاخ ہے اسی میں سے ایک شخص کے یہ آزاد کردہ ہیں۔ پیدائش ان کی سنہ ۶۰ھ میں ہوئی ہے اور بچہ ہی سے یہ کوفہ میں لاکر فروخت کئے گئے تھے اور بنی کاہل کے ایک شخص نے انہیں خرید کے آزاد کر دیا تھا علم حدیث اور قرأت میں یہ مشہور لوگوں میں سے ہیں اور اکثر کوفیوں کا انھیں پر مدار ہے بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے وفات ان کی سنہ ۱۴۸ھ ہجری میں ہوئی ہے۔

اعرج ان کا نام عبد الرحمن بن ہرمز مدنی ہے یہ بنی ہاشم کے آزاد کردہ اور مشہور تابعیوں اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں ابو ہریرہؓ سے انہوں نے روایت کی ہے اور ان سے ان کی روایت بہت مشہور ہے اور خود ان سے زہری نے روایت کی ہے شہر اسکندریہ میں سنہ ۱۱۷ھ ہجری میں انھوں نے انتقال کیا۔

اسود بن ہلال محاربی عمرو بن معاذ اور ابن مسعود سے انہوں نے اور ان سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے اور سنہ ۸۴ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

ابراہیم بن میسرہ طائفی یہ تابعیوں میں گنے جاتے ہیں اور ان کی حدیث اہل مکہ کے پاس ہے اور کو وہ ثقہ ہیں اور حدیث بھی ان کی صحیح ہے۔

ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف کنیت ان کی ابو اسحق زہری قرشی ہے حضرت عمرؓ کے پاس یہ بچپن میں حاضر کئے گئے تھے اپنے والد اور سعد بن ابی وقاص سے انھوں نے اور خود ان سے ان کے بیٹے سعد اور زہری نے روایت کی ہے سنہ ۹۶ھ میں پچھتر برس کی عمر پاکر انھوں نے انتقال کیا۔

ابراہیم بن اسمٰعیل اشہلی۔ موسیٰ بن عقبہ اور بہت لوگوں سے انہوں نے اور خود ان سے عقبہ اور ایک جماعت نے روایت کی ہے یہ بزرگ بڑے روزہ رکھنے والے اور رات کو نماز میں کھڑے ہونے والے تھے۔ دار قطنی ان کو متروک الحدیث کہتے ہیں۔ سنہ ۱۶۵ھ میں ان کا انتقال ہے۔

اسحق بن عبد اللہ انصاری مدینہ کے ثقہ تابعیوں میں سے ہیں۔ یحییٰ کہتے ہیں مالک سے حدیث میں ان کے سوا کوئی مقدم نہیں تھا۔ انس بن مالکؓ اور ابو مرہ وغیرہ ہا سے انھوں نے اور ان سے یحییٰ بن ابی کثیر اور مالک اور ہمام وغیرہ نے روایت کی ہے باب الانفاق میں ان کا ذکر ہے۔ سنہ ۱۳۲ ہجری میں ان کا انتقال ہوا

اسحق بن راہویہ ابو یعقوب اسحق بن ابراہیم تمیمی معروف با بن راہویہ مسلمانوں کے ایک رکن اور دین کے ایک نشان ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جو حدیث اور فقہ اور اتقان اور حفظ اور پرہیزگاری کے جامع تھے بلاد شام اور عراق اور خراسان اور حجاز اور یمن اور شام میں طلب حدیث کے واسطے انھوں نے چکر لگایا تھا اور پھر آخر نیشاپور کی سکونت اختیار کی اور وہیں سنہ ۲۳۸ھ میں چوہتر برس کی عمر پاکر انتقال ہی کیا فضائل اسحق موصوف کے لکھنے سے باہر ہیں سفیان بن عیینہ اور وکیع اور بہت لوگوں سے انھوں نے اور ان سے بخاری و مسلم اور ترمذی وغیرہ اماموں نے روایت کی ہے۔

ابو اسحق سبیعی ان کا نام عمرو بن عبد اللہ سبیعی ہمدانی کوفی ہے حضرت علی

...

کی ہے ابو اسحق موصوف مشہور تابعی ہیں اور بقیۃ الرواۃ ہیں حضرت عثمانؓ کی خلافت کے دوسرے سال میں یہ پیدا ہوئے سنہ ۱۲۷ھ میں انھوں نے انتقال کیا سبیعی س کی زبر اور ب کی زیر کے ساتھ ہے۔

ابو اسحاق بن موسیٰ انصاری مدنی الاصل کوفی المولد یہ بغداد میں اترے تھے اور وہیں انہوں نے سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث سنی ہے ابو اسحق موصوف نے اپنے والد موسیٰ سے اور ان سے مسلم اور ترمذی اور نسائی وغیرہ نے روایت کی ہے اور یہ ثقہ اور حجت تھے سنہ ۲۴۴ھ میں ان کا انتقال ہے۔

ابو ابراہیم اشہلی انصاری اسی طرح ان کا ذکر آیا ہے جو حدیث انھوں نے اپنے باپ سے سنی تھی اور خود ان سے یحییٰ بن ابی کثیر نے روایت کی ہے یہ ذکر ان کا مسلم نے کتاب الکنی میں لکھا ہے۔ ترمذی کہتے ہیں کہ میں نے بخاری سے ابراہیم موصوف کے والد کو پوچھا تو انھوں نے ان کو نہ پہچانا اگر وہ صحابی ضرور تھے۔

ابو اسرائیل بن خلیفہ ملائی حکم وغیرہ سے انھوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے نعیم اور اسید بن جمال وغیرہما نے اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں سنہ ۱۶۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو ایوب مراغی عتکی جویریہ اور ابو ہریرہؓ سے انہوں نے اور خود ان سے قتادہ اور ثابت نے روایت کی ہے اور یہ ثقہ مانے گئے ہیں۔

ابو الاحوص ان کا نام عوف بن مالک بن نضلہ ہے اپنے والد اور ابن مسعود اور ابو موسیٰ سے انھوں نے حدیث سنی تھی اور خود ان سے حسن بصری اور ابو اسحق اور عطاء بن سائب نے سنی ہے۔

احوص بن جواب ان کی کنیت ابو الجواب ضبی ہے یہ کوفہ کے رہنے والے تھے علی مدینی نے ان سے روایت کی ہے سنہ ۲۱۱ھ میں ان کا انتقال ہے۔ جواب ج کی زبر اور و کی تشدید کے ساتھ ہے۔

ابو الاحوص سلام بن سلیم حافظ۔ آدم بن علی اور زیاد بن علاقہ سے انھوں نے اور ان سے مسدد اور ہناد نے روایت کی ہے اور قریب چار ہزار کے حدیثیں ان سے روایت میں ابن معین ان کے حق میں کہتے ہیں کہ یہ ثقہ اور متقن شخص تھے سنہ ۱۷۹ھ میں ان کا انتقال ہے۔

ابی بن خلف بن وہب اس کا بھائی امیہ تھا ابی بن خلف بدر کے دن بحالت کفر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے احد کے دن میں قتل کیا تھا اور اس کا بھائی امیہ بدر کی لڑائی میں مارا گیا

ابراہیم بن فضل مخزومی مدنی مقبری وغیرہ سے انھوں نے اور ان سے وکیع اور ابن نمیر نے روایت کی ہے اور محدثین نے ان کو ضعیف بیان کیا ہے۔

تاریخ اسلام

(سلسلہ گذشتہ)

آسمانی بجلی

خندق کی کھدائی کے وقت ایک عجیب واقعہ پیش آیا کہ اس خندق میں ایک جگہ ایک نہایت سخت پتھر آ گیا تمام صحابہ زور آزمائی کر کے تھک گئے مگر یہ پتھر نہ ٹوٹا۔ حضرت سلمانؓ نے حضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ اپنا پھاوڑا لیکر اس جگہ گئے اور اس پتھر پر اپنا پھاوڑا ایک زور سے مارا کہ پتھر میں شگاف پڑ گیا اور ساتھ ہی ایک روشنی بھی نکلی آپ نے اس روشنی کو دیکھکر اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور ساتھ ہی صحابہ نے بھی آپکی تقلید کی آپ نے فرمایا کہ مجھے ملک شام کی کنجیاں دی گئیں دوسری ضرب ماری تو پتھر میں اور شگاف ہو گیا اور اس مرتبہ بھی روشنی نکلی پھر آپ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا اور فرمایا مجھے ملک فارس کی کنجیاں دی گئیں۔ تیسری ضرب میں پتھر ریزہ ریزہ ہو گیا اس مرتبہ بھی روشنی نکلی آپ نے نعرہ مارا اور فرمایا مجھے یمن کی کنجیاں دی گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا مجھے جبریل امین نے خبر دی ہے کہ یہ تمام ملک ہماری امت کے قبضہ میں آ جائینگے۔ ایسے موقعہ پر جبکہ بظاہر مسلمانوں کی بربادی کے سامان نظر آ رہے ہوں اور تمام عرب مسلمانوں کے خون کا پیاسا ہو ایران، روم اور یمن کی فتح کی خوشخبری سنانا سوائے خدا کے برگزیدہ اور تائید ایزدی پائے ہوئے پیغمبر کے اور کسی شخص کا کام نہیں یہ آپ کے پیغمبر برحق ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔

بنی قریظہ نے اپنا معاہدہ توڑ دیا

اس موقعہ پر حضور کو خبر لگی کہ بنی قریظہ بھی حملہ آوروں کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف ان سے معاہدہ کر لیا ہے۔ آپ نے تحقیق حال کے لیے سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ کو بنی قریظہ کے پاس روانہ کیا ان دونوں بزرگوں نے آکر دیکھا تو ان کو آمادہ قتال پایا۔ ان بزرگوں نے بنی قریظہ کو ہرچند سمجھایا اور ان کے معاہدہ کی طرف توجہ دلائی مگر ان بدعہدوں نے نہایت ترشروئی سے جواب دیا کہ ہم نہیں جانتے محمد کون ہیں اور عہد نامہ کیا چیز ہے اب انتقام کا وقت آگیا ہے اور محمد کا خاتمہ ہے۔

غرض یہ کہ کفر کی تمام متحدہ طاقتوں نے اپنی پوری شان و شوکت اور قوت و اجتماع کے ساتھ مدینہ پر حملہ کر دیا۔ یہ گویا کفار کی انتہائی کوشش تھی جب لشکر کفار خندق کے سامنے آیا تو کفار خندق کو دیکھکر سخت متعجب ہوئے کیونکہ اس سے پہلے انہوں نے اس قسم کی خندق نہ دیکھی تھی کفار کے ٹڈی دل لشکر نے مدینہ کا محاصرہ کر لیا۔ اور یہ محاصرہ نہایت ہی سخت اور جوش و خروش کے ساتھ [illegible] سے لڑائی ہوتی تھی اور مسلمان بھی جواب دیتے تھے کفار [illegible] کوشش کی گئی کارگر نہ ہوئی ایک مرتبہ [illegible] خندق کے اندر آ گئے ان میں ایک کافر عمرو بن [illegible] کے برابر سمجھا جاتا تھا اور ملک عرب کا مشہور بہادر تھا [illegible]

مسلمان عورتوں کی بہادری

مسلمانوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو حفاظت کی غرض سے ایک محفوظ جگہ میں جمع کر دیا تھا کیونکہ مدینہ کے یہودیوں اور منافقوں کی طرف سے خطرہ تھا جو کفار مکہ سے سازباز رکھتے تھے اور اندر اندر مسلمانوں کا ہر وقت خوف تھا۔ آخر یہودیوں نے عورتوں پر بھی حملہ کر دیا مگر مسلمان عورتوں نے نہایت ہی بہادری اور جواں مردی کے ساتھ ان نامرد حملہ آوروں کا پتھروں اور تلواروں سے مقابلہ کیا اور یہودیوں کو مار مار کر بھگا دیا۔ یہودی سپاہی مسلمان عورتوں کی یہ مدافعانہ بہادری دیکھکر سخت متعجب ہوئے اور پریشان ہو کر بھاگ گئے۔

یہ محاصرہ پورے ایک ماہ تک جاری رہا کافروں کو ہر قسم کی امداد پہنچ رہی تھی نہ ان کے پاس رسد کی کمی تھی اور نہ جمعیت کی اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو سامان رسد بھی میسر نہ تھا فاقوں پر فاقے گذر رہے تھے مگر مردانہ وار مقابلہ میں ڈٹے ہوئے تھے۔

ایک منافق کا طعن

یہ وقت مسلمانوں پر نہایت ہی سخت آزمائش کا تھا خداوند تعالیٰ نے اس لڑائی کی سختی اور کیفیت کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

"دشمن اوپر کی طرف سے اور نیچے سے تم پر چڑھ دوڑے آنکھیں ڈگمگانے لگیں، کلیجے منہ کو آ گئے اور تم خدا کی نسبت بدگمانیاں کرنے لگے مسلمانوں کے امتحان کا وقت آگیا اور وہ لرزنے لگے،" ایک منافق معتب بن قشیر تھا اس نے یہ حالت دیکھکر کہا "محمد شام، ایران، اور یمن کے ملکوں کی حکومت و سلطنت کا خواب دیکھ رہے ہیں اور اپنے دوستوں کو خوشخبری سنا رہے ہیں لیکن ہم تو دیکھتے ہیں کہ وہ اب مدینہ کے اندر بھی نہیں رہ سکتے گھر سے باہر نکل کر پاخانہ پھرنے بھی نہیں جا سکتے،" ان منافقوں کو کیا خبر تھی کہ کمبختو! تمہیں کیا خبر ہے کہ قدرت الٰہی اندر کیا کر رہی ہے اور یہی مسلمان جو آج بظاہر مردہ پریشان اور دبے ہوئے نظر آ رہے ہیں یہی اسلام کے پیارے قیصر و کسریٰ کی سلطنتوں کے مالک بنینگے۔ اور کفار کی شوکت و سلطنت و عظمت کو پارہ پارہ کر کے رکھ دینگے۔

مسلمانوں کا عدیم النظیر عزم و استقامت

ناظرین کرام کو مسلمانوں کی حالت کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیے۔ ایک طرف کفار نہایت جوش و خروش سے محاصرہ کئے ہوئے ہیں ان کو ہر طرف سے امداد پہنچ رہی ہے اور یہ مسلمان پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے فاقے کر رہے ہیں کہیں سے امداد کی بھی امید نہیں۔ [illegible] کو خندق کی حفاظت کا خیال لگا ہوا ہے دشمن کا مقابلہ بھی کرنا ہے [illegible] منافقوں کے [illegible]

اور ... بنو قریظہ کو خوف ... [illegible]
حالات میں دنیا کی کونسی قوم تھی جو ثابت قدم رہتی۔ مسلمانوں کو اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہئے کہ وہ ان حالات میں کیا کرتے۔ وہ تو اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم کم ہمت اور بزدل اس زمانہ میں نہ ہوئے ورنہ نہ معلوم ہم کیا کرتے۔ جب آج ہماری یہ حالت ہے کہ ہم دین کے لئے ایک پھانس لگنا بھی گوارا نہیں کرتے تو اس وقت کونسی دشمن دشمن کر لیتے۔ یہ تو انہی لوگوں کا کام تھا جنھوں نے اپنی جان سے زیادہ اسلام کی خدمت کی اور ایسے مصائب و آلام برداشت کر کے اسلام کا بول بالا کیا۔

آپ یہ سنکر حیران ہوں گے کہ ان حالات میں مسلمانوں کی استقامت میں ذرا بھی فرق نہ آیا اور ان کے حوصلے ذرا بھی پست نہ ہوئے کیا مجال تھی راہ حق سے قدم ڈگمگا جائے۔ اس موقع پر مسلمانوں نے جس عزم و ہمت اور ثبات قدم کا نمونہ دکھایا اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جب ان کے سامنے یہ تجویز پیش ہوئی کہ کفار سے دب کر صلح کریں تو مسلمانوں نے ایسی صلح سے صاف انکار کر دیا تھا۔ لاؤ کیا عزم و استقامت کا یہ نمونہ تمھیں دنیا کی کسی قوم کی تاریخ میں بھی نظر آتا ہے؟ ہرگز نہیں پھر مسلمانو تمھیں کیا ہوا کہ تم ایسے حیات افزا اور روح بخش کارنامے رکھتے ہوئے بھی کفار کی کثرت و طاقت سے مرعوب ہو اور اپنی بے سر و سامانی کا رونا روتے رہتے ہو۔

نعیم بن مسعود کا اسلام اور ایک جنگی چال

اسلام پر یہ وقت نہایت ہی کٹھن تھا مگر اسلام کی الٰہی تاثیر اس وقت بھی خوب خوب اپنا کام کر رہی تھی اور سعید روحیں کھنچ کھنچ کر اسلام میں داخل ہو رہی تھیں کیا یہ اسلام کی صداقت کا ایک روشن ثبوت نہیں؟ کہ مسلمان دبے ہوئے تھے مگر اسلام ابھر ابھر کر دلوں کو مسخر کر رہا تھا چنانچہ قبیلہ غطفان کے لشکر کا ایک شخص نعیم بن مسعود اپنے لشکر سے نکل کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا۔ نہ معلوم معترضین اسلام کے خیال کے مطابق وہ کونسی تلوار تھی جس کے خوف سے یہ اسلام لے آئے؟ بہرحال انہوں نے مسلمان ہوتے ہی عرض کی حضور میں بنی قریظہ اور لشکر کفار میں پھوٹ ڈلوائے دیتا ہوں چنانچہ انہوں نے بنی قریظہ اور قریش میں پھوٹ ڈلوا دی اور بنی قریظہ جنگ سے باز رہے۔

تائید غیبی کی کرشمہ سازی دیکھئے کہ ادھر سے تو لشکر کفار ہی سے ایک سعید روح کو اس کام کے لئے کھڑا کر دیا ادھر جب محاصرہ کو ستائیں روز گزر گئے تو ایک روز رات کو ایسی تیز و تند ہوا چلی کہ خیموں کی میخیں اکھڑ گئیں اور چولہوں سے دیگچیاں گر گئیں ارشاد باری ہے فارسلنا علیہم ریحا وجنودا لم تروھا یعنی ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور ایک ایسا لشکر بھیجا جس کو تم نہیں دیکھتے تھے اس ہوا اور لشکر نے یہ کام کیا کہ لشکر کے ڈیروں میں جابجا آگ لگ گئی اور کفار اس کو اپنے حق میں بدشگونی سمجھ کر راتوں رات فرار ہو گئے۔

کفار کے فرار ہو جانے کی خبر خدا پاک نے بذریعہ وحی اپنے حبیب پاک کو پہلے ہی سے دیدی تھی اسی وقت آپ نے حضرت حذیفہ بن الیمان کو دیکھنے کے لئے بھیجا انہوں نے آکر بتلایا کہ کفار کے لشکر کا میدان خالی پڑا ہے وہ سب بھاگ گئے

[illegible] ... ذیقعدہ ... مسلمانوں نے بنی قریظہ ... ظہر ... اور تمام نمازیوں نے حکم رسول کے مطابق عصر کی نماز بنی قریظہ کے علاقہ میں ادا کی۔

بنی قریظہ پر حملہ

کفار سے فارغ ہوتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ کیونکہ بنی قریظہ سے ان کی عہد شکنی کا بدلہ لینا ہے۔ یہ بدلہ لینا اس لئے بھی ضروری تھا کہ انہوں نے عورتوں پر حملہ کیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے یہودیوں پر حملہ کرنے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علم دے کر ... روانہ کیا کہ وہ پہلے ان کو صلح کا پیغام دیں اور عہد شکنی کا جواب لیں اگر وہ اپنی غداری اور عورتوں پر حملہ کرنے کا کوئی معقول عذر پیش کریں تو ان سے نئے سرے سے عہد نامہ لکھوا لیں کیونکہ رسول اللہ صلعم جنگ کرنا کب چاہتے تھے جس وقت حضرت علی بنی قریظہ کے پاس پہنچے تو بنی قریظہ نے قلعے کے دروازے بند کر لئے اور فصیل پر چڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور کہا کہ ہم مکہ والے نہیں ہیں جو تم سے مغلوب ہو کر بھاگ جائیں ہمارے پاس ہتھیار بھی بہت ہیں اور ہم جنگ میں بھی مشاق ہیں اور لڑائی لڑنا خوب جانتے ہیں اس لئے اگر ہمت ہے تو سامنے آؤ اور ہماری تلوار کا مزہ چکھو۔

جب کفار عرب جنگ خندق سے فرار ہو رہے تھے تو حیی بن اخطب جو بڑا فسادی اور مسلمانوں کا دشمن تھا وہ بنو قریظہ کے قلعہ میں آگیا تھا اور اس نے مسلمانوں سے لڑنے پر بنی قریظہ کو خوب ابھارا۔ غرض یہ کہ مسلمانوں نے بنی قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور یہ محاصرہ ایک ماہ تک رہا۔

بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد

کعب بن اسد نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کا مقابلہ میری قوم سے نہیں ہو سکتا اور اس طرح کب تک محصور رہیں گے اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا:-

محمد کے نبی ہونے میں تو شک نہیں کیونکہ ان کے متعلق ہماری آسمانی کتابوں میں صاف صاف نشانیاں اور پیشگوئیاں موجود ہیں اور یہ وہی نبی ہیں جن کے ہم منتظر تھے پس مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب ان کی تصدیق کریں اور اس طرح اپنی جان و مال اور اولاد کو محفوظ کر لیں۔ بنو قریظہ نے اس مشورہ کی سخت مخالفت کی اور اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا جب یہ مشورہ رد کر دیا گیا تو کعب بن اسد نے دوسرا مشورہ دیا کہ اگر تم مسلمان نہیں ہوتے تو اب دوسرا راستہ یہ ہے کہ اپنی عورتوں اور بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کر دو اور میدان میں نکل کر جان توڑ مقابلہ کرو۔ بنی قریظہ نے اس مشورہ کو بھی ماننے سے انکار کر دیا۔ تیسرا مشورہ کعب بن اسد نے یہ دیا کہ ... [illegible] ... امید ہے کہ ہم حملہ ... [illegible] ... اس لئے ہمارے لئے لڑائی کرنا جائز ہے ... [illegible] ... سے بالکل غافل ہوں گے ... [illegible]

تین شخص نے اسلام قبول کر لیا ایک ... [illegible]

قرآن پاک اور مسلمان

(سلسلہ گذشتہ)

ایک مسلسل کتاب جو خاص طور پر مولوی کے لئے لکھوائی جاتی ہے؟

(از حضرت مراد نار سرودی)

قرآن اور سعی حفظ و بقا

قرآن کریم نے اپنے تابعداروں کو ہر شعبہ حیات میں بہترین تعلیم دی ہے اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا گی اور اخلاقی معاشرتی اقتصادی اور سیاسی تعلیمات کے متعلق ہم اجمالی طور پر کلام قرآنی پیش کر چکے ہیں اب دیکھنا ہے کہ اس نے مسلمانوں کو اپنے تحفظ و بقا اور جنگی و حربی سامان سے مسلح رہنے کے متعلق کیا تعلیم دی ہے جیسے ارشاد باری ہے واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ و عدوکم و آخرین من دونہم لا تعلمونہم اللہ یعلمہم و ما تنفقوا من شیء فی سبیل اللہ یوف الیکم و انتم لا تظلمون (سورہ انفال)

اور اپنے دشمنوں کے شر سے بچنے کے لئے جتنی قوت جمع کر سکو تیار رکھو پلے ہوئے گھوڑوں کو بھی آمادہ رکھو کہ اس سے اللہ کے دشمنوں پر تمہارے ... اور ان لوگوں پر جن کو تم تو نہیں جانتے مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے تمہاری دھاک بیٹھ جائے اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا مل جائیگا تمہارا حق رہ نہ جائیگا۔ یہاں لفظ قوۃ سے مراد آلات حرب ہے وہ آلات حرب جو دشمنوں کے قلوب میں دھاک پیدا کر دیں اور جس سے لڑائی میں دشمنوں کو مغلوب کرنیکا کام لیا جائے اس سے مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اپنی حفاظت و بقا کے سامان تیار رکھنے کا حکم دیا ہے۔

جنگ و حرب میں کامیابی کے لئے سب سے پہلی اور سب سے ضروری چیز آلات جنگ ہی ہیں اور ... اگر ایسے ہوں جن سے دشمنوں کے مغلوب ہو جانے تو ... مفہوم نکلتا ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ... کے مطابق اس کی تفسیر تیر اندازی کی تھی تو ایک موثر حربہ تھا پھر بھی اصل مقصد دشمنوں کو مغلوب کرنا ہے اور ان کے مغلوب ہونے کے لئے جس زمانہ میں جو قوۃ (آلات جنگ) مہیا کئے جا سکیں وہ مہیا کر لینے چاہئیں جس زمانہ میں تیر اندازی موثر قوت تھی آج ... تیز رفتار جہاز اور ... طیارہ ... آلات میں جس کی ضرورت ہو زمانہ ... طاقت جمع کر لینی چاہئے۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ حکم دیا گیا کہ یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم ... زندہ رہنے کے لئے صرف قوت اور آلات جنگ اور سامان حرب ... نہیں بلکہ یہ بھی ضروری ... [illegible]

پھر یہ انہیں کا ابھرتا ہے جنکے بازوؤں میں قوت ہوتی ہے اور جو توپوں، آبدوز کشتیوں اور طیاروں کے مالک ہوتے ہیں ان الارض یرثہا عبادی الصالحون کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ دنیا میں حکومت ... اور غلبہ و عزت کا حق ہو سکتا ہے تو فقط ان کو جن میں حکومت کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے، "صالحون" سے مراد نہ صرف نیک اعمال اور صلاحیت والے افراد کے ارشاد باری ہے کہ:

انفروا خفافا و ثقالا و جاہدوا باموالکم و انفسکم فی سبیل اللہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون نکل کھڑے ہو ہلکے اور بھاری اور اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پوری سعی کے ساتھ لڑو اگر تم عقل و فہم سے کام لو تو تمہارے لئے یہی بہتر ہے (یعنی جب دشمن مقابلہ کے لئے تیار ہوں تو ہر چیز سے بے پرواہ ہو کر اور ہر قسم کا ہلکا اور جنگی سامان لیکر گھروں سے نکل کھڑے ہو اور مرنے کی پرواہ نہ کرو کہ اس مرنے میں بھی تمہاری زندگی کا راز مضمر ہے اور روپیہ اور دولت کو خرچ کرنے میں دریغ نہ کرو جتنا خرچ کیا جا سکے کرو کیونکہ جنگ پر جتنا خرچ کرو گے وہ فتح و غنیمت کی صورت میں تمہیں مل جائے گا آلات جنگ کے جمع رکھنے، وقت ضرورت انہیں لیکر فوراً میدان آ جانے ... روپیہ خرچ کرنے اور موت سے نڈر ہو جانے کی تعبیر قرآنی آپ نے دیکھ لی اب آگے چلئے کہ اللہ تعالیٰ کیا کیا بتاتا اور سکھاتا چلا جاتا ہے۔

ارشاد ربانی ہے ان اللہ اشتری من المومنین انفسہم و اموالہم بان لہم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل والقرآن و من اوفی بعہدہ من اللہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذلک ہو الفوز العظیم۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے مال اور ان کی جانیں جنت کی عوض میں خرید لی ہیں اسکی راہ میں لڑائی کرینگے پھر کفار کو قتل کریں گے اور قتل بھی ہوں گے اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ سچا ہے توریت انجیل اور قرآن میں ... کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ سے بڑھکر اپنے وعدہ کا ایفا کرنے والا کون ہو سکتا ہے خوشیاں کرو اس معاملہ پر جو تم نے کیا ہے اس سے زیادہ اور کوئی بڑی کامیابی نہیں ہے۔

اس مضمون کی متعدد آیات قرآن حکیم میں موجود ہیں جن میں مسلمانوں کو دشمنوں کے مقابلہ میں دل توڑ کر جانے اور پورے جوش اور پورے سامان کے ساتھ مقابلہ کرنے کی ... سے حکم دیا گیا ہے کہ ہر وقت تیار ... [illegible]

[illegible] اور کسی راستے سے بھی نہ جاتے بہرحال جنگ کی یہ صورت [illegible] ملک گیری اور ہوس زر و حرص کے لئے [illegible] بلکہ اس میں منشا [illegible] الٰہی شریعت گویا ہر مسلمان فوج اسلام کا ایک رضاکار سپاہی ہے جس طرح قرآن حکیم نے دوسرے فرائض کیلئے امر کا صیغہ استعمال کیا ہے مثلاً ما اقیموا الصلوٰۃ، ""آتوا الزکوٰۃ"" بعینہ اسی طرح حفاظت اسلام کے لئے امر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی اعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ جہاں تک ممکن ہو سکے اعدائے اسلام کے مقابلے کے لئے آلات جنگ تیار رکھو لیکن مسلمان ہیں کہ وہ ان کی مشق اور ان کا علم سب کچھ بھولتے چلے جاتے ہیں مسلمانوں کا فرض تو یہ تھا کہ وہ روزہ نماز، حج زکوٰۃ کی طرح اپنی حفاظت کا سامان بھی تیار رکھتے اور ان کی مشق جاری رکھتے لیکن انہوں نے اس سلسلہ کی طرف کوئی توجہ نہ کی ہندوستان میں جن اسلحہ کے رکھنے کی ممانعت تھی ان کے متعلق تو خیر مجبوری تھی مگر جنہیں وہ رکھ سکتے تھے ان کی مشق تو جاری رکھتے۔

کسی قوم کا رعب اس کی قوت ہی سے ہوتا ہے اگر مسلمان سپاہیانہ زندگی رکھتے اور اپنی حفاظت کے لئے کیل کانٹے سے تیار رہتے تو دوسری قومیں انھیں ہرگز نگل جانے اور اپنے اندر جذب کر لینے کا ارادہ نہ کر سکتیں متمدن قوموں کا تو ذکر ہی نہیں بلکہ ان وطن کو دیکھو اور ان کے ""مابی"" اور ""ستبھے"" کس طرح دیویوں تک کو پستول بند ہوا نے اپنی قوم کے نوجوانوں کو لاٹھی کی تعلیم دینے کی کس جوش کے ساتھ تلقین کر رہے ہیں اور انھیں جسمانی قوت کے حصول کیلئے جدوجہد کرا رہے ہیں اپنے خزاں کا دور ہے لیکن بہار کے ایام میں مسلمانوں کا مقابلہ جوش اور للہیت ہی میں نہیں طاقت جسمانی میں بھی کوئی قوم نہ کر سکتی تھی جب مسیلمہ کذاب کا فتنہ بیدار ہوا ہے اس وقت بہت نازک حالت پیدا ہو گئی تھی فاتحان اسلام کی تاریخ تحقیق تیں مقصود نہیں صرف مثال کے نمونہ کے طور پر ہم مسلم رضاکاروں اور سپاہیوں کی جسمانی قوت اور فن حرب میں کمال کا ذکر کرتے ہیں مسیلمہ بھاگ کر ایک باغ میں جا گھس گیا اس کا فتح ہونا مشکل ہو گیا ایک مسلمان نے کہا کہ مجھے ڈھال پر بٹھا کر سنگینوں سے اندر پھینک دو سرفروش تنہا لڑتا ہوا شہید ہو گیا حضرت خالد بن ولید کو جوش آگیا گھوڑے کو ایڑ لگائی اور ایک جست میں اندر پہنچ گئے حالت یہ تھی کہ زخموں سے چور ہو گئے مگر جب آپ کا وار پڑتا تو ختم ہو جاتا اسی طرح مارتے اور تلوار چلاتے دیوار کے پاس پہنچ گئے اور ایک جست لگائی اور باہر آگئے اس قوت اور اس شجاعت کو دیکھ کر دشمنوں کے حوصلے پست ہو گئے

معرکۂ یوم العماس میں عمرو معدی کرب کے شوق شہادت اور شجاعت کا یہ عالم تھا کہ برچھیوں سے جسم تار تار ہو چکا تھا ہر حصہ جسم پر زخم تھے فوج کی دھاریں بہہ رہی تھیں مگر برابر مردانہ حملے کئے چلے جاتے تھے ایک پر آپ کا ہاتھ پڑ جاتا تھا درمیان سے دو ٹکڑے ہو جاتے تھے اسی حالت میں ایک ایرانی سوار گھوڑے پر سوار برابر سے گزرا آپ نے اچک کر گھوڑے کی دم پکڑ لی اور سوار بار بار لگام کھینچتا تھا اور گھوڑا پورا زور لگا رہا تھا لیکن آپ کی قوت یہ تھی کہ گھوڑا اپنی جگہ سے ہل نہ سکا [illegible] بھاگ گیا اس کے چھوڑا تھا کہ آپ ایک جست میں گھوڑے کی پشت [illegible] کے [illegible] پست کر دیں [illegible]

[illegible]

[illegible] شاہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گھوڑے کے آپ کو اپنی سونڈ میں اٹھا لیا لیکن آپ [illegible] گھوڑے کی پشت سے جست کی اور ایک ہی وار میں اس کی سونڈ کی [illegible] بھگا دیا۔

قرآنی مواعید کی کھلی ہوئی صداقت

جنگ یرموک میں [illegible] ہزار مسلمانوں نے ایک لاکھ شامیوں کو، جنگ جلولا میں ۳۰ ہزار مسلمانوں نے [illegible] لاکھ ایرانیوں کو، جنگ دیر غوطہ میں چالیس ہزار فرزندان توحید نے چار لاکھ عیسائیوں کو، جنگ قنسرین میں صرف دس ہزار دشمنوں کو جنگ [illegible] میں سلطان محمود غزنوی نے ۳۰ ہزار لشکر سے ہندوستان کے تمام راجاؤں مہاراجاؤں کی متحدہ فوج کو، بابر نے دس ہزار جوانوں سے رانا سانگا کی ۲ لاکھ فوج کو، الپ ارسلان نے پندرہ ہزار سپاہ سے ارمانوس قیصر روم کی دو لاکھ فوج کو، سلطان احمد شاہ ابدالی نے جنگ پانی پت میں مرہٹوں کی چار لاکھ فوج کو صرف ۶۶ ہزار فوج سے اور سلطان صلاح الدین نے چالیس ہزار سپاہ سے ۷ لاکھ صلیبیوں کو [illegible] شکستیں نہیں فیصلہ کن شکستیں دیں تاریخ اسلام میں اس جرأت و دلیری اور اس ہیبت و رعب کی ایسی صدہا نظائر موجود ہیں یہ سب نتیجہ تھا قرآنی تعلیم کا مسلمان اپنی جانیں جنت کے عوض میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ فروخت کر چکے تھے اللہ کے لئے اسکی خوشنودی کے لئے لڑتے تھے خدائے قدوس کے مواعید ان کے پیش نظر تھے اپنی فتح کا یقین تھا جانتے تھے کہ بچے تو غازی اور مرے تو شہید ہر جگہ عیش ہی عیش ہے مادی طور پر مسلمان سپاہی تھا اور حرب تیار رہتے تھے ایک آواز اور ایک حکم پر لاکھوں مسلمان جمع ہو جاتے تھے اس لئے انھیں یقیناً فتح ہوتی تھی ان الارض یرثھا عبادی الصالحون کا مفہوم وہ خوب سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ فتح و نصرت اور حکومت و عزت صالح بندوں ہی کا حصہ ہے وہ اپنے اندر صلاحیت پیدا کرنے کی برابر سعی کرتے اور کامیاب ہوتے تھے اس دور کے مسلمان صلاحیت [illegible] کرتے تھے اور اس زمانہ کے مسلمان صلاحیت کھو رہے ہیں قرآن کریم نے [illegible] تک کو شیر غزال بنا دیا تھا اب مسلمان کیا ہیں ناک پکڑے سے دم نکلتا ہے یہ ساری کمزوریاں اور خواریاں قرآنی تعلیمات سے بے پروائی ہی کا ثمرہ ہیں۔

آپ ہم سے تو سن چکے لیکن غیر جانبدار اور [illegible] کا اعتراف بھی سن لیجئے کہ جرمن مستشرق ایمو نیل ڈوئش کا لکھا ہے کہ:

""اس کتاب (قرآن) کی مدد سے عربوں نے [illegible] سے بڑی دنیا فتح کر لی فتوحات کا [illegible] نہیں ہوا تھا عربوں نے [illegible] بٹھا دیا اسی قرآن کی مدد سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] مشرقی علوم

طب اور ہیئت کی [illegible] سائنس کے جو [illegible] نے حاصل کی تھی [illegible] گئے جس وقت فرماں روائی ان کے

ہاتھ سے نکل گئی۔

دیکھئے یہ فاضل کس طرح اور کس وضاحت سے قرآن کی تعلیم کے اعجاز

اور مسلم کارناموں کا ذکر کر رہا ہے۔

ڈاکٹر [illegible] جانسن لکھتے ہیں کہ:-

"قرآن کے مطالب ایسے ہمہ گیر اور ہر زمانہ اور ہر دور کے لئے اس قدر موزوں ہیں کہ زمانہ کی تمام صدائیں خواہ مخواہ ہی انھیں قبول کر لیتی ہیں اور پھر وہ ریگستانوں، سلطنتوں، شہروں اور محلوں میں گونجتی ہیں قرآن نے اول تو منتخب قلوب کو تمام دنیا کے فتح کرنے کے لئے برانگیختہ و آمادہ کیا اور اس کے بعد وہ کارفرما قوت بن گیا جس کے ذریعہ سے اس وقت جبکہ عیسائیت ظلمت و تاریکی کی شکل بنی ہوئی تھی روشنی کی کرنیں اور یورپ اور ایشیا کی تمام روشنیاں عیسائی یورپ کے ظلمت کدہ تک پہنچ گئیں۔"

راڈویل کے انگریزی ترجمہ پر مارگولیتھ نے ایک دیباچہ ارقام فرمایا ہے اس میں لکھتے ہیں کہ:-

"قرآن نے اول تو جزیرہ نمائے عرب کے مختلف صحرائی قبیلوں کو ایک سیر کی ایک قوم میں تبدیل کر دیا اس کے بعد اس نے دنیائے اسلام کی وہ عظیم الشان سیاسی و مذہبی جمعیتیں قائم کیں جو آج یورپ اور مشرق کے لئے ایک بڑی طاقت کا درجہ رکھتی ہیں۔ قرآن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس جدید علمی و تعلیمی تحریک کا آغاز کرنے والا ہے جس نے ازمنہ وسطیٰ میں بہترین دل و دماغ رکھنے والے یہودیوں اور عیسائیوں پر گہرا اثر ڈالا ہے تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو گیا ہے کہ یورپ میں علم کے دور جدید سے کئی صدیوں پیشتر وہاں [illegible] فلسفہ، ہیئت، ہندسہ اور دیگر علوم کے متعلق جو کچھ جانتے تھے تقریباً سب کا سب اصل عربی کتابوں کے لاطینی ترجموں کے ذریعہ سے [illegible] حاصل ہوا تھا۔ قرآن ہی نے شروع میں کم از کم ان علوم کے حاصل کرنے کا ذوق و شوق عربوں اور ان کے دوستوں میں پیدا کیا تھا۔

خود راڈویل اپنے انگریزی ترجمہ قرآن کے دیباچہ میں لکھتے ہیں:-

"یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ کا جو تخیل بلحاظ صفات قدرت علم عام ربوبیت اور وحدانیت کے قرآن میں موجود ہے اس کی بنا پر یہ بہترین [illegible] کا مستحق ہے اس کتاب میں آسمان و زمین کے [illegible] خدا پر کامل [illegible] کی [illegible] تعلیم موجود ہے قرآن نے یہ ثابت کر دیا [illegible] کی تفسیر میں ایسے عناصر موجود ہیں جن کے ذریعہ سے فاتح [illegible] سلطنتیں بن سکتی ہیں قرآن ہی کی وجہ سے [illegible] جزیرہ نمائے عرب اور جاہل بادیہ نشین [illegible] اور [illegible] وہاں سے ہیرو بن گئے بلکہ انھوں [illegible] ساحلی علاقہ [illegible] [illegible]

یہ بات ہے جو [illegible] سے بیک گردوری ایک ساحرانہ [illegible] چھڑی سے ہو گیا کہ ایک سلطنتوں کے بانی بن بڑے بڑے شہروں کے تعمیر کرنے والوں اور کتب خانوں کے قائم کرنے والوں کی حیثیت میں تبدیل ہو گئے فسطاط، بغداد، قرطبہ اور دہلی مسلمانوں کی اس طاقت و ترقی کے شاہد ہیں۔"

یورپ اس طاقت سے برسوں کانپتا رہا۔ قرآن مجید اس قوت عظیمہ اس سرچشمہ طاقت کا عامل و محرک ہے اور اس کی تعلیم میں وہ اصول موجود ہیں جو عملی قوتوں کا منبع ہیں۔

ایک مجموعۂ آئین و قوانین اور ایک مذہبی نظام تعلیم ہونے کی حیثیت سے یہ ایک عظیم سرچشمہ قوت ہے اس کتاب کی فوقیت اور فضیلت اور خوبیوں کا اندازہ ان تغیرات و تبدلات سے ہو سکتا ہے جو اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کے اطوار، عادات اور عقائد میں واقع ہوئے ہیں جنھوں نے اسے تسلیم کیا اور مانا قرآن نے ان کی بت پرستی کا استیصال کر کے رکھ دیا اور ان کے اندر ایسا انقلاب پیدا کیا کہ وہ بجائے بتوں، فرشتوں اور جنوں کی پوجا کرنے کے بجائے ایک خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرنے لگے اور خاص توحید ان میں رائج ہو گئی قتل و غارت کی سرگرمیوں کو بند کیا ضعیف الاعتقادی پر مبنی رواجوں کو تباہ کر دیا نکاح کے لئے عورتوں کی تعداد کو محدود و معین کر دیا ان وجوہ کی بنا پر قرآن بیشک اپنے پیروؤں کیلئے موجب خیر و برکت ہے۔"

الڈ لف کریل نے ۱۸[illegible]ء میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مبارک حالات شائع کئے تھے اس کتاب میں فاضل موصوف نے قرآن مجید کے متعلق یہ لکھا ہے کہ:-

"قرآن مجید میں عقائد و اخلاق کی بہترین تعلیم دی گئی ہے اور اسی بنا پر جو قانون مرتب کیا ہے وہ ایک کامل مجموعہ ہے اصل میں ایک وسیع جمہوری سلطنت کے ہر شعبہ کی بنیاد بھی رکھ دی گئی ہیں۔ تعلیم، عدالت، حربی انتظامات، مالیات اور جملہ ضروری حیثیات کی بنا اسی پر رکھی ہوئی ہے اور سب خدائے واحد کے یقین پر رکھی گئی ہیں۔"

شہرہ آفاق فاضل و فلاسفر گوئٹے کے حساس قلب پر قرآن مجید کے مطالعہ سے ایسا گہرا اثر پڑا کہ وہ یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا کہ:-

"قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بہت جلد اپنی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور پھر تحیر کر دیتا ہے اور آخر میں ہم اس کی عزت اور احترام پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ ...... اس طرح یہ کتاب ہر زمانہ اور ہر عہد میں دلوں پر نہایت قوی اور زبردست اثر کرتی ہے۔"

غور کیجئے کہ یہ مغربی فاضل کس طرح اور کن شاندار الفاظ میں قرآن کی عظمت اور موثریت کا اعتراف کر رہے ہیں ہم نے اسی کتاب میں کسی جگہ لکھا ہے کہ قرآن حکیم میں سب کچھ موجود ہے اور صرف یہی ایک ایسی کتاب اور دستور العمل ہے جو تنہا دنیا کی تمام ترقیات [illegible] سیاسی، معاشی، تمدنی، فطری، حربی [illegible] اقتصادی، صنعتی اور [illegible] ترقیوں کا ضامن و حامل ہے [illegible] [illegible] مغرب [illegible] تحقیقات [illegible]

آج تک لکھے ہیں جو انھیں جدید روشنی اور منطقی الحادے جکا حصہ بن چکی ہیں: وہ ان اقتباسات کو دیکھیں اور جو مغرب زدہ لوگ ہر چیز اور ہر قول کا مستند مغربی فضلاہی کے رشحات قلم میں دیکھنا چاہتے ہیں انھیں بھی یہ اقتباسات سب کچھ سمجھا اور بتا سکتے ہیں۔

یہ فضلا تو ہر چیز پر تحقیق اور غائر نظر ڈالتے ہیں اور جو کچھ لکھتے ہیں پورے غور اور مطالعہ کے بعد لکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کو نہ اس طرف توجہ ہے اور نہ اتنی فرصت وہ تو سب کچھ کھو بیٹھے ہیں اور سب کچھ بھول گئے پھر وہ کیا سمجھیں اور کیا دیکھیں۔

قرآن کے متعلق ربانی آیات

قرآن مجید کے اپنے پڑھنے اور اس کی تعلیمات سے فیض حاصل کرنے کا طریقہ بھی خود ہی بتا دیا ہے اور اسی کے اندر آپ کو وہ آیات ملیں گی جن سے آپ کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ قرآن کیا ہے کیوں اتارا گیا ہے کیا تعلیم دی گئی ہے اور کس مقصد سے دی گئی ہے:۔

ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر۔ ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے اس لئے کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں تو کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے۔ انا جعلنٰہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ہم نے قرآن کو صاف اور سلیس زبان میں تمہارے سمجھنے کے لئے اتارا ہے۔

فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم وانه لذکر لک ولقومک وسوف تسئلون۔ یہ قرآن تمہارے لئے وحی کیا گیا ہے اسے توجہ سے پڑھو اور اس کے حکموں پر عمل کرو، یہ تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے تمہاری عاقبت میں اس کے متعلق تم سے باز پرس بھی ہوگی۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوب اقفالها کیا یہ لوگ مطالب قرآن پر نہیں سمجھتے یا دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں۔

کتٰب انزلنٰه الیک مبارک لیدبروا اٰیٰته ولیتذکر اولوا الالباب یہ کتاب بڑی برکت والی کتاب ہے جو ہم نے تمہارے لیے نازل کی ہے اس لئے کہ تم اس کی آیتوں پر غور کرو اور جنھیں عقل و بصیرت سے بہرہ حاصل ہو وہ اس سے کام لیکر اس سے نصیحت اور تنبیہ حاصل کریں۔

فانما یسرنٰه بلسانک لعلهم یتذکرون ہم نے اس قرآن کو تیری ہی بولی میں آسان بنا کر اتارا ہے۔

قرآنا عربیا غیر ذی عوج لعلهم یتقون یہ قرآن صاف اور سلیس عربی میں ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں رکھی گئی ہو تاکہ اسے سمجھیں اور خدا سے ڈریں" هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم اٰیٰته و یزکیهم و یعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین وہ خدا ہی تو ہے جس نے بے پڑھے لوگوں ہی میں سے پیغمبر بنا کر انکی اصلاح کیلئے بھیجا وہ انھیں خدا کی آیتیں پڑھکر سناتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے انھیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ ورتل القرآن ترتیلا اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو۔

کوک شاستر پھاڑ دیجیے

صرف دوشیزہ کتاب کا مطالعہ کیجئے

ہندوستان میں کوک شاستر کے نام پر لوٹ مچی ہوئی ہے نوجوان اور بوڑھے دونوں اس کے شائق ہیں درجنوں کوک شاستر خرید لے پر بھی کسی کی تسلی نہیں ہوتی اسکا سبب یہ ہے کہ تمام کوک شاستر فرضی ہیں اور ان میں کام کی کوئی بات نہیں اس غرض سے مستند اور صحیح کتاب لکھی گئی ہے وہ سلسلہ تربیت الانسان کی شاہکار **دوشیزہ** نامی کتاب ہے یہ کتاب اب تیسری بار طبع ہوئی ہے جو اس کی کامیابی کی دلیل ہے دوشیزہ میں سنسکرت اور فارسی و عربی زبان کے کوک شاستروں کا نچوڑ نکالا گیا ہے اور اس فن پر جس جس قدر مواد انگریزی کتب سے مل سکتا تھا وہ بڑی کوشش سے حاصل کیا گیا ہے اور درجنوں کتب کا عطر کھینچ کر رکھدیا ہے عورت کے حاملہ ہونے سے وضع حمل تک اور بچہ کے پنگوڑا سے لیکر جوانی تک تمام حالات اور امراض اور مجرب معالجات درج ہیں جوانی کو قائم رکھنے قوت کو بڑھانے اور چمکانے کے راز بتائے ہیں نیز خوبصورت بلاک کی تصاویر ہیں صرف تین روپیہ یہ کتاب تیسری بار شائع ہوئی ہے جو اس کی مقبولیت کی دلیل ہے۔

پتہ

حمیدیہ پریس دہلی

تیئیس سال کا تجارتی تجربہ

رکھتے ہوئے میں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں محنت و کوشش کے ساتھ تلاش کرکے کسٹمیں کے بڑے بڑے کارخانوں سے موسم کے موافق خرید کرکے روانہ کرتا ہوں میرا کام ہے اشتہار کا فروغ نکالکر میرا تجارتی بہت منظم ہے کیونکہ ان فرموں میرا اصل جو میرے یہاں کوئی مزید خرچ نوکر وغیرہ کا نہیں دکان کی خرید، پارسل کی بندش اور روانگی تک تمام اپنے ہاتھ سے ایک تاجر کے مانند کرتا ہوں میرے حالات زندگی انکے لئے نمونہ ہیں جو سبق آموز ہیں میں کریں کی صفحات میں آئندہ آپکی نظر سے گذرینگے زندگی کے حالات شایع کئے جائینگے **بنڈل** ململ کے بڑے بڑے ٹکڑے وغیرہ سے جو کہ کم از کم ساڑھے تین بابلین دسی نرم کپڑا چھینٹ وغیرہ دس روپیہ کے ایک بنڈل کی قیمت مع محصول ریلوے سے اکیس روپیہ چار آنے۔ ڈاکخانہ سے بائیس روپیہ بارہ آنے **بنڈل** عمدہ ٹکڑے رنگ برنگ وضع انگلش ہو کپڑا پوپلین ملائم ہو کلیب شیس ہو وغیرہ وغیرہ تک دس روپیہ کے ایک بنڈل کی قیمت مع محصول ریلوے۔ ڈاکخانہ سے بارہ روپیہ بارہ آنے **واپسی کا اقرار** اگر مال پسند نہ ہو آپ واپس کر کے قیمت واپس لے سکتے ہیں [illegible]

[illegible]

خریدار

[illegible]

نوع انسانی کا سچا مذہب

نوشتہ علامہ حضرت مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

اگر ایک ہی شئے کو ایک شخص سیاہ، دوسرا سپید، تیسرا زرد اور چوتھا سرخ تو ممکن نہیں کہ یہ چاروں سچے ہوں۔ اگر ایک ہی فعل کو ایک برا کہتا ہے اور دوسرا اچھا، ایک اس سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کا حکم دیتا ہے تو کسی طرح ممکن نہیں کہ دونوں کی رائے صحیح ہو، دونوں برحق ہوں اور دونوں امور میں کھلا ہوا اختلاف رکھنے کے باوجود اپنے حکم میں درست ہوں جو شخص ایسے متضاد اقوال کی تصدیق کرتا ہے اور ایسے متضاد احکام کو برحق قرار دیتا ہے اس کا یہ فعل دو حال سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سب کو خوش کرنا چاہتا ہے یا اس نے اس مسئلہ پر سرے سے غور ہی نہیں کیا اور بے سمجھے بوجھے رائے ظاہر کر دی بہرحال دونوں صورتیں عقل و صداقت کے خلاف ہیں اور کسی دانشمند اور حق پسند انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ان میں سے کسی وجہ سے بھی مختلف الخیال لوگوں کی تصدیق کرے۔

عموماً لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ وہ مختلف خیالات رکھنے والے آدمیوں کے مختلف اور متضاد خیالات کو درست قرار دینا رواداری ہے حالانکہ یہ دراصل رواداری نہیں ہے بلکہ منافقت ہے رواداری کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے عقائد یا اعمال ہمارے نزدیک غلط ہیں ان کو ہم برداشت کریں ان کے جذبات کا لحاظ کر کے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو رنج پہنچانے والی ہو اور انھیں ان کے اعتقاد سے پھیرنے یا ان کے عمل سے روکنے کے لئے جبر واکراہ کا طریقہ نہ اختیار کریں۔ اس قسم کا تحمل اور اس طریقہ سے لوگوں کو اعتقاد وعمل کی آزادی دینا نہ صرف ایک مستحسن فعل ہے بلکہ مختلف الخیال جماعتوں میں امن و سلامتی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری بھی ہے لیکن اگر ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح بھی رواداری سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا مصلحتاً سکوت اختیار کرنے اور عمداً جھوٹ بولنے میں آخر کچھ تو فرق ہونا چاہئے۔

صحیح رواداری وہ ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہم کو دی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ:-

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدواً بغیر علم کذلک زینا لکل امۃ عملہم ثم الی ربہم مرجعہم فینبئہم بما کانوا یعملون۔ یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو کیونکہ اس کے جواب میں یہ نادانی کے ساتھ حق سے تجاوز کر کے خدا کو گالیاں دیں گے۔ ہم نے اسی طرح ہر قوم کے لئے اس کے اپنے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر ان سب کو اپنے رب کی طرف واپس جانا ہے وہ ان کا ... ان کو بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔

والذین لا یشہدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما۔ خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو جھوٹ پر گواہی نہیں دیتے اور جب کسی نامناسب فعل کے پاس سے گزرتے ہیں تو خودداری کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔

قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ما تعبدون ولا انتم عابدون ما اعبد ولا انا عابد ما عبدتم ولا انتم عابدون ما اعبد لکم دینکم ولی دین۔ اے محمد ان سے کہو کہ اے گروہ کفار! میں ان معبودوں کو پوجتا نہیں جن کو تم پوجتے ہو اور نہ تم اس معبود کے پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں اور آئندہ بھی نہ میں ان معبودوں کو پوجنے والا ہوں جن کو تم نے پوجا ہے اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

لا اکراہ فی الدین دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے

ویدرء ون بالحسنۃ السیئۃ ومما رزقنہم ینفقون واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین وہ بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی نامناسب بات سنتے ہیں تو اس سے درگزر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے تم کو سلام ہے ہم جاہلوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے

فلذلک فادع واستقم کما امرت ولا تتبع اہواء ہم وقل آمنت بما انزل اللہ من کتاب وامرت لاعدل بینکم اللہ ربنا وربکم لنا اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجۃ بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر۔ پس تم ان کو حق کی طرف دعوت دو اور حق پر جمے رہو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو اور کہو کہ اللہ نے جو کتاب اتاری ہے اس پر میں ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی حجت نہیں اللہ ہم سب کو قیامت میں جمع کرے گا اور اسی کی طرف واپس جانا ہے۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ پند و نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے مباحثہ کرو۔

یہی وہ رواداری ہے جو ایک حق پرست، صداقت پسند اور سلیم الطبع انسان اختیار کر سکتا ہے وہ جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اس پر سختی کے ساتھ قائم رہے گا اپنے عقیدہ کا صاف صاف اظہار و اعلان کرے گا دوسروں کو اس مسلک کی طرف دعوت بھی دے گا مگر کسی کی دل آزاری نہ کرے گا کسی کی عبادات اور اعمال میں مداخلت نہ کرے گا کسی کو زبردستی اپنے مسلک پر لانے کی

کوشش نہ کرے گا اپنی راحت کے لیے [illegible] سمجھتے ہوئے حق کہہ دینا تو یہ ہرگز کسی سچے انسان کا فعل نہیں ہوسکتا اور خصوصاً لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرنا تو نہایت کمینہ قسم کی خوشامد ہے ایسی خوشامد نہ صرف اخلاقی حیثیت سے ذلیل ہے بلکہ اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہوتی جس کے لیے انسان اپنے آپ کو اس پست منزل تک گراتا ہے قرآن کا صاف اور سچا فیصلہ ہے کہ :-

ولن ترضى عنك اليهود ولا النصارى حتى تتبع ملتهم
قل ان هدى الله هو الهدى ولئن اتبعت اهواءهم
بعد الذي جاءك من العلم ما لك من الله من ولي ولا نصير

یہود و نصاریٰ تجھ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تو ان کی ملت کا پیرو نہ بن جائیگا صاف کہدے کہ اللہ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے ورنہ اگر تو نے اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو کوئی حامی و مددگار تجھ کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔

جھوٹی رواداری کا اظہار تو خیر سیاسی اغراض کے لیے کیا جاتا ہے اور اس دور میں یہ جائز ہے کیونکہ مغربی ارباب سیاست کی کوششوں سے درستی ہوئی کہ اخلاق اور سیاست کے درمیان مفارقت کرا دی گئی ہے لیکن افسوس کے قابل ان "محققین" کا حال ہے جو عقل کو سوچنے اور فکر کو حرکت کرنے کی زحمت دیے بغیر اپنی مذہبی تحقیقات کا یہ عجیب نتیجہ ظاہر فرمایا کرتے ہیں کہ تمام مذاہب حق ہیں یہ جملہ اکثر ان لوگوں کی زبان سے سنا جاتا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ ہم کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے اور نہ تسلیم کرتے ہیں جب تک کہ اس کو میزان عقل میں تول نہ لیں لیکن میزان عقل کا حال یہ ہے کہ وہ ان کی اس تحقیق انیق کو پر کاہ کے برابر بھی وزن دینے کے لیے آمادہ نہیں ہے جن مذاہب کو حق بر حق ہونے کی سند عطا کی جاتی ہے ان کے اصول میں سیاہ اور سپید کا کھلا ہوا تخالف موجود ہے۔ ایک کہتا ہے کہ خدا ایک ہے دوسرا کہتا ہے دو ہیں چوتھا کہتا ہے بہت سی قوتیں خدائی میں شریک ہیں پانچویں تعلیم میں سرے سے خدا کا تصور ہی موجود نہیں کیا یہ ممکن ہے کہ پانچوں سچے ہوں ایک انسان کو خدائی کے مقام میں بٹھاتا ہے دوسرا خدا کو کھینچ کر انسانوں کے بیچ میں اتار لاتا ہے تیسرا انسان کو عبد اور خدا کو معبود قرار دیتا ہے چوتھا عبد اور معبود دونوں کے تخیل سے خالی ہے کیا صداقت میں ان چاروں کے لیے اجتماع کی کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟ ایک نجات کو صرف عمل پر موقوف رکھتا ہے دوسرا نجات کے لیے صرف ایمان کو کافی سمجھتا ہے تیسرا ایمان اور عمل دونوں کو نجات کے لیے شرط قرار دیتا ہے کیا یہ تینوں بیک وقت صحیح ہو سکتے ہیں؟ ایک نجات کی راہ دنیا اور اس کی زندگی سے باہر نکالتا ہے دوسرے کے نزدیک نجات کا راستہ دنیا اور اس کی زندگی کے اندر سے گذرتا ہے کیا یہ دونوں راستے یکساں درست ہو سکتے ہیں؟ ایسے متضاد امور کو صداقت کی سند عطا کرنے والی شئے کا نام اگر عقل ہے تو پھر جمع بین الاضداد کو محال قرار دینے والی شئے کا نام کچھ اور ہونا چاہیے۔

مذاہب میں جو تضادات مشترک نظر آتے ہیں افسوس کہ سطحی لوگ [illegible] سے ان کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے اور [illegible]

[illegible] تصورات اور تعلیمات کا مبدا ایک ہے کوئی ایک ذریعہ علم ہے جس نے انسان کو مختلف ممالک اور مختلف زمانوں میں ان مشترک صداقتوں سے روشناس کیا کوئی ایک بصیرت ہے جو مشرق و مغرب کی بے شمار اور سینکڑوں تا ہزارہا برس کا فصل رکھنے والے لوگوں کو حاصل ہوئی اس بصیرت سے وہ سب ایک ہی قسم کے نتائج تک پہنچے پھر جب اپنی اصل اور اپنے مبدا سے وہ دور ہوگئے تو ان میں کچھ خارجی اور اجنبی معتقدات و تعلیمات نے راہ پائی اور چونکہ یہ بعد والی چیزیں اس مشترک مبدا اور مشترک بصیرت سے ماخوذ نہ تھیں بلکہ مختلف مختلف رجحانات اور مختلف علمی و عقلی مراتب رکھنے والے انسانوں کی تھیں اس لیے انھوں نے ان مشترک بنیادوں پر جو عمارتیں تعمیر کیں وہ نقشوں اور اپنی وضع و ہیئت میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف [illegible]

بس حق و صداقت کا اگر حکم لگایا جا سکتا ہے تو اس اصل مشترک پر لگایا جا سکتا ہے جو تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے نہ کہ ان مختلف تفصیلی صور اور ہیئتوں پر جن میں موجودہ مذاہب پائے جاتے ہیں کیونکہ حق ایک جنس بسیط ہے اس کے افراد میں اختلاف نہیں ہو سکتا جس طرح سیاہ اور سپید، سرخ اور سبز پر لفظ "رنگ" کا اطلاق یکسانی کے ساتھ ہو سکتا ہے اس طرح خدا ایک ہے اور خدا دو ہیں اور خدا کروڑوں ہیں کے مختلف احکام پر لفظ "حق" کا اطلاق نہیں کر سکتے۔

یہ بات کہ تمام مذاہب کی اصل ایک ہے اور ایک ہی صداقت ہے جو مختلف قوموں پر مختلف زمانوں میں ظاہر کی گئی قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے اس کتاب میں بار بار کہا گیا ہے کہ ہر قوم میں خدا کے رسول اور پیغامبر آئے ہیں ولقد بعثنا فی کل امة رسولا وان من امة الا خلا فیها نذیر یہ تمام انبیاء اور رسل ایک ہی صداقت کا پیغام حاصل کرتے تھے جاؤا بالبینٰت والزبر والکتٰب المنیر لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معهم الکتٰب والمیزان ان سب کا پیغام ایک ہی تھا اور وہ یہ تھا کہ :-

ان اعبدوا الله واجتنبوا الطاغوت خدا کی پرستش کرو اور تمام باطل معبودوں کو چھوڑ دو سب پر خدا کی طرف سے ایک ہی وحی آئی تھی

وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون اے محمد تم سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے لہذا تم میری ہی عبادت کرو۔

ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو کچھ وہ پیش کرتے ہیں وہ ان کی اپنی عقل و فکر کا نتیجہ ہے بلکہ سب یہی کہتے رہے [illegible]

وما کان لنا ان نأتیکم بسلطان الا باذن الله [illegible]

وما لنا الا نتوکل علی الله وقد هدانا سبلنا [illegible]

[illegible]

[illegible] ان [illegible] سکتا ہی ہے
ہمکو ہدایت بخشی ہے۔

پھر ان میں سے کسی کو یہ زیبا نہیں کہ کہ ہماری بندگی کرو بلکہ سب ہی تجے رب کے پرستار بن جاؤ۔ وما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ و لکن کونوا ربانیین۔ کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ جب اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے تو وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کے بجائے میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہیگا کہ خدا پرست بنو۔

یہی وہ مشترک تعلیم ہے جو تمام قوموں کو ان کے مذہبی رہنماؤں نے دی تھی قرآن مجید کا بیان ہے کہ اول اول تمام انسان ایک ہی امت تھے اور ایک ہی دین کے پیرو تھے پھر انہوں نے اپنے الگ الگ مذہب نکال لئے اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے اور یہ تفرقہ اس وقت ہوا جبکہ ان کے پاس علم آچکا تھا پھر اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے انبیا کتابیں اور کھلی کھلی نشانیاں لیکر آئے مگر اختلاف دور نہ ہوا صرف ایک گروہ جو انبیا پر ایمان لایا اور ان کی تعلیم پر قائم رہا اس نے ہدایت پائی اور باقی سب مختلف گروہ گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

وما کان الناس الا امۃ واحدۃ فاختلفوا لوگ درحال ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہو گئے۔

کان الناس امۃ واحدۃ فبعث اللہ النبیین مبشرین ومنذرین وانزل معھم الکتب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیہ وما اختلف فیہ الا الذین اوتوہ من بعد ما جاءتھم البینت بغیا بینھم فھدی اللہ الذین امنوا لما اختلفوا فیہ من الحق باذنہ واللہ یھدی من یشاء الی صراط المستقیم لوگ پہلے ایک ہی امت تھے پھر ان میں اختلاف ہوا پھر اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو بشارت دینے والے اور متنبہ کرنے والے تھے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا اور یہ اختلاف ان لوگوں نے آپس کی ضد سے کیا تھا جن کے پاس پہلے کتاب آچکی تھی اور کھلی کھلی دلیلیں دی جا چکی تھیں پھر جو لوگ ایمان لائے ان کو اللہ نے اس حق کی راہ دکھا دی جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جسکو چاہتا ہے سیدھے راستے کی طرف ہدایت بخشتا ہے۔

پھر قرآن کہتا ہے کہ اسلام وہی اصل دین ہے جس کو ابتدا سے تمام قوموں میں تمام انبیا پیش کرتے رہے ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا پیغام لیکر نہیں آئے تھے جو پہلے کبھی پیش نہ کیا گیا ہو۔

قل ما کنت بدعا من الرسل بلکہ آپ کا پیغام وہی ہے جو ہر نبی نے ہر قوم تک ہر زمانے میں پہنچایا ہے۔

انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہ

اس پیغام سے عرب، مصر، ایران، ہندوستان، چین، جاپان، امریکہ، یورپ، افریقہ غرض کوئی سرزمین محروم نہیں رکھی گئی سب جگہ اللہ کے رسول اللہ کی کتابیں لیکر آئے ہیں اور بہت ممکن ہے بدھ، کرشن، رام، کنفیوشس، زردشت، مانی، سقراط، فیثاغورس وغیرہم انہی رسولوں میں سے ہوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان میں فرق یہ ہے کہ ان کی اصل تعلیمات لوگوں کے اختلافات میں گم ہو گئیں اور آنحضرت نے جو کچھ پیش فرمایا وہ اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے۔

پس حقیقت یہ ہے کہ اسلام مذاہب میں سے ایک مذہب نہیں ہے بلکہ نوع انسانی کا اصل مذہب یہی ہے اور باقی مذاہب اسی کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں مذاہب میں جو کچھ حق اور صدق پایا جاتا ہے وہ اسی اصل اسلام کے بچے کھچے اثرات ہیں جو اختلافات کے باوجود باقی رہ گئے ہیں اور جس مذہب میں اس حق کی مقدار جتنی زیادہ ہے اس میں اتنا ہی زیادہ اسلام موجود ہے [illegible] جو اصل اسلام کے خلاف ہیں تو وہ سب یقیناً باطل ہیں اور ان پر حق کا حکم لگانا صریح [illegible]

ہندوستان کے شاہان مغلیہ کی بیویاں اور رانیاں

ایرانی سفیر دربار رسول میں

از جناب ڈاکٹر سعید [illegible]

صحابی سب سے پہلی بات جو ہمیں بتائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس تمام کائنات کا مالک اور خالق ایک ہے اور اس کی ذات میں یا اس کی قدرت و اختیار میں کوئی اس کا شریک نہیں پتھروں اور پہاڑوں کے آگے سر جھکانا اور اپنا انہیں معبود سمجھنا تو یوں ہی کسی صاحب عقل کو اچھا نہیں معلوم ہو سکتا لیکن خدا کی ذات میں دوسروں کو شریک کر لینا اچھے خاصے ذی فہم اصحاب میں بھی عام ہے لیکن ہمیں ہمارے خدا نے اپنے رسول کی معرفت یہ بتا دیا ہے کہ اگر اس تمام عالم کی حکومت میں دو شریک ہوتے اور دو ہستیاں ایسی موجود ہوتیں کہ جن میں سے ہر ایک کو خدائی اختیارات حاصل ہوتے تو یہ ناممکن تھا کہ ان دونوں میں کبھی اختلاف کے بعد جھگڑے نہ ہوتے اور اس جھگڑے کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا کہ نظام عالم جو ہزار در ہزار سال سے ایک سی حالت پر قائم ہے تمام درہم برہم ہو جاتا ایک خدا کی خواہش ہوتی کہ زمین آفتاب کے گرد چکر لگائے اور دوسرا چاہتا کہ آفتاب زمین کے گرد گھومے نتیجہ یہ ہوتا کہ دونوں ایک دوسرے کے گرد گھومنے کی کوشش میں ایک دوسرے سے ٹکرا کر تباہ و برباد ہو جاتے اور آج نہ یہ دنیا ہوتی اور نہ یہ نظام شمسی ہمارے لئے یہ دلیل بالکل کافی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ خدا جو کوئی بھی ہے وہ ایک ہے دو تین یا دس بیس خدا نہیں ہیں

اکثر لوگ اپنی ناواقفیت کی بنا پر یہ خیال کر رہے ہیں کہ اسلام کوئی نیا اور دوسرے مذاہب الہیہ سے مختلف مذہب ہے لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے اس با اختیار اور ذی شعور ہستی نے کہ جسے ہم خدا کہتے ہیں ہر زمانے میں اور ہر قوم میں ایسے ہادی اور ایسے مصلح پیدا کئے کہ جو لوگوں کو اس دنیا میں صحیح طریقے پر زندگی بسر کرنے کی تعلیم دیتے رہے یہ صحیح طریقہ ہمیشہ سے ایک ہی چلا آتا ہے اور اسی کا نام دین الٰہی ہے لاکھوں برس پہلے جو پیغمبر پیدا ہوئے تھے انھوں نے بھی انہی اصولوں کی تعلیم دی تھی کہ جن کی تعلیم آج ہمارے ہادی و مرشد دے رہے ہیں اسلام ہرگز ہرگز کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی مذہب بھی جو خدا کی طرف سے آیا ہو نیا یا دیگر مذاہب سے مختلف نہیں ہو سکتا اگر خدا اپنے منصب پر قائم ہے اور اس میں تبدیلی نہیں ہوتی تو اس کے کلمات میں بھی تبدیلی ناممکن ہے خواہ یہ کلمات ابراہیم اور موسیٰ کی زبان سے دہرائے جائیں یا عیسیٰ اور محمدؐ کی زبان سے

میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کے دل میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ اگر ایسا ہے تو پھر روز نئے پیغمبروں اور نئے صحیفوں کی کیا ضرورت ہے آپکو اس سوال کا جواب خود ہی مل جاتا اگر آپ اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے کہ انسان اس دنیا کی گوناگوں دلچسپیوں میں پھنس کر اپنی عقل کی بے راہ روی کی بدولت اپنے پیغمبر کی تعلیمات کو بھلا دیتا ہے اور پھر وہی صورت رونما ہو جاتی ہے کہ جس کی درستی اور اصلاح کے لئے ایک پیغمبر کا آنا لازمی ہے جیسا یہودیوں نے حضرت عزیرؑ کو خدا اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا بنا دیا تھا اب ان گمراہ کردہ عقائد کی اصلاح کا اس کے سوا اور کیا ذریعہ ہو سکتا تھا

کہ پھر کوئی خدا کا برگزیدہ پیغمبر پیدا ہو اور لوگوں کے عقائد [illegible] اسی سلسلہ میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ پیغمبر اسلام نے ہرگز ہرگز اس کا کوئی دعویٰ نہیں کیا ہے کہ وہ کوئی مافوق البشر کوئی ہستی ہیں انھوں نے بہت صاف اور واضح طریقہ پر ہمیں خدائے پاک کا یہ ارشاد سنا دیا ہے کہ انا بشر مثلکم یوحیٰ الیٰ اے پیغمبر کہہ دو کہ میں تمہاری ہی طرح کا انسان ہوں جس پر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے۔ یہ ذکر میں نے اس موقع پر اس لئے کر دیا کہ مبادا آپ بھی کسی ایسی ہی غلط فہمی میں مبتلا ہوں اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی مافوق الانسان ہستی تصور کرتے ہوں۔

سفیر۔ تو کیا میں اس کا یہ مطلب سمجھوں کہ آپ اپنے رسول کو بالکل اپنا جیسا انسان تصور کرتے ہیں اور ان میں اور معمولی انسانوں میں کوئی فرق نہیں

صحابی۔ جہاں تک صرف انسان ہونے کا تعلق ہے ہم میں اور ہمارے پیغمبر میں کوئی فرق نہیں ہے وہ بھی بالکل اسی طرح کے ایک انسان ہیں ہم جیسے اور سب لیکن جہاں تک کمالات انسانی کا تعلق ہے ہم ان کی خاک پا کی برابری بھی نہیں کر سکتے وہ ایک کامل اور اکمل انسان ہیں اور ہم ضعیف گناہگار اور گنہگار وہ ہمارے آقا اور مولا ہیں اور ہم ان کے ادنیٰ غلام۔

سفیر۔ اچھا ہوا کہ آپ نے یہ بتا دیا ورنہ میں فی الحقیقت اسی غلط فہمی میں مبتلا تھا کہ آپ لوگ بھی جناب رسول کو خدا یا خدا کا بیٹا تصور کرتے ہوں گے۔

صحابی۔ خدا اور خدا کے رسول کے متعلق اپنا عقیدہ آپ پر واضح کر دینے کے بعد اب میں آپ کو یہ بتاؤں گا کہ اسلام نے صورت حالات کی کیا اور کس طریقہ پر اصلاح کی ہے اور میرا خیال ہے کہ اگر آپ نے خواہ مخواہ کے تعصب کو دخل نہ دیا اور انصاف سے کام لیا تو آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ اس سے بہتر اور کوئی صورت اصلاح کی نہیں ہو سکتی۔

شاید آپ کو یاد ہوگا کہ ابھی اثنائے گفتگو میں میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ ہر قسم کی خرابیوں اور تمام فسادات کی بنا صرف یہ تین چیزیں ہیں۔ (۱) دولت کی غلط تقسیم (۲) ہمارے جنس کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک (۳) اور کمزوروں پر ظلم و ستم۔ اب میں ان میں سے الگ الگ ایک ایک چیز کو لیکر آپ کو یہ بتاؤں گا کہ اسلام نے ان باتوں کے متعلق کیا اصلاحات کی ہیں اور ان خرابیوں کے سد باب کی کس کس طرح کوشش کی ہے دولت کی غلط تقسیم کا مطلب میں عرض کر چکا ہوں یہ ہے کہ آج تمول اور [illegible] حال پیدا ہو گئی ہے کہ مشکل سے کوئی دس فیصدی [illegible] کی دولت پر زبردستی قابض ہو کر بیٹھ گئے ہیں اور [illegible]

[illegible]

میں [illegible] فیصلہ [illegible] دولت [illegible] ہی ہو اور
[illegible] فیصدی [illegible] کی حالت [illegible] نہیں [illegible] آپ [illegible]
ہیں کہ یہ صورت حالات [illegible] ہی [illegible] قبول نہیں ہو سکتی آپ
سمجھتے ہیں کہ جب ہم کسی خاندان یا کنبے کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد ایک یا
دو آدمی نہیں ہوتے بلکہ اس خاندان کے ہر فرد کا پورا کنبہ ہوتا ہے۔
ایک قبیلہ یا ایک قوم ایک کنبے یا ایک خاندان سے مختلف کوئی چیز نہیں ہو
اور جب ہم کسی قوم کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے بھی مراد قوم کا ہر ہر فرد ہوتا ہے؟
اب آپ [illegible] کہ جس کنبے یا جس قوم کے نوے فیصدی افراد ضروریات
زندگی کو ترستے ہوں کیا اُسے خوشحال کہا جا سکتا ہے صرف اس لئے کہ اسکے
دس فیصدی افراد انتہا سے زیادہ عیاشانہ زندگی بسر کر رہے ہیں؟ کیا کوئی
ایسی تہذیب قابل تعریف تو بڑی چیز ہے قابل قبول بھی ہو سکتی ہے کہ جو قوم
کے بیشتر افراد کو ایسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے؟ اور کیا ایسے افراد رسم و
رواج کا نام کسی طرح بھی تہذیب رکھا جا سکتا ہے جس کی بدولت قوم کے نوے
فیصدی افراد معمولی جانور کی طرح اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں . . . .
جماعت انسانی کی یہ تخریب کس طرح رونما ہوئی یہ ایک بہت ہی طویل قصہ ہے
اور اس کی ابتداء کی تلاش میں ہمیں ہزارہا سال بیشتر کی انسانی تاریخ کے ورق
الٹنے پڑیں گے اور چونکہ ایسی کوئی تاریخ موجود نہیں ہے اس لئے زیادہ آسان
طریقہ یہ ہوگا کہ ہم اسی زمانہ کے حالات پر غور کر کے دولت کی اس غلط
تقسیم کے اسباب معلوم کریں میں اور آپ دونوں اس حقیقت سے واقف ہیں
کہ کسی بچے کے ساتھ ان کے پیٹ سے دولت کے انبار پیدا ہونے کا مطلقاً
کوئی دستور نہیں ہے اور یہ بھی مجھے اور آپ کو معلوم ہے کہ کوئی صحیح الدماغ شخص
اتنا بے وقوف نہیں ہوتا کہ محنت و مشقت کر کے دولت پیدا تو کرے خود اور
پھر اسے اپنی یا اپنے بچوں کی ضروریات پر خرچ کرنے کی بجائے دے آئے جاکر
کسی خالد، ولید اور زبیر کو اور اس طرح خالد و لید اور زبیر مالدار ہو جائیں
اگر یہ دونوں باتیں صحیح ہیں تو لامحالہ ہمیں ان اسباب اور ان ذرائع کی فورا
وقت نظر کے ساتھ تلاش کرنی پڑے گی کہ جن کی بدولت ایک محنت پیشہ شخص
کی کمائی ہوئی دولت کسی نکمے احدی اور عیش پرست انسان کی جیب میں چلی جاتی
ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جس وقت تک سکے ایجاد نہیں ہوئے تھے اور ہر شخص اپنی
محنت کا معاوضہ خود سربراہ کی جنس سے کیا کرتا تھا اس وقت تک عدم مساوات
یا غلط تقسیم دولت کی مصیبت انسان کے سر نہ پڑی تھی کیونکہ انسانوں کے
خوردونوش کی [illegible] ایسی ہی تھیں کہ جو چند روز میں گل سڑ کر خراب ہو جاتی
تھیں اور [illegible] کرنا ناممکن تھا سکوں کی ایجاد نے یہ آسانی پیدا کر دی
کہ لوگ اشیاء خوردونوش کو سکوں کی شکل میں تبدیل کر کے محفوظ کرنے لگے اور
چونکہ سکوں نے [illegible] پیدا کر دی تھی کہ ان کے بدلے میں جب چاہو
[illegible] ایک [illegible] اپنی تمام
[illegible]
کی اپنے [illegible]
کئے [illegible]

سود پر چلانا ثابت ہوا ان لوگوں نے پہلے تو اپنی پسماندہ اشیاء خوردونوش کے
دام کھڑے کئے اور پھر بھی دام بالکل ضرورتمندوں کو ان کی ضرورت کے وقت
قرض دیکر ان سے وعدہ لے لیا کہ ایک کی بجائے سوا یا ڈیڑھ یا دو سکے واپس
کریں گے اور اس طرح چند ہی روز کے الٹ پھیر میں ایک اچھی خاصی تعداد سکوں
کی فراہم کر لی اگر انصاف سے دیکھا جائے تو درحقیقت قرض دینے والے نے مقروض
پر کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ احسان قرض لینے والے نے کیا تھا کہ اس نے
قرض دینے والے کی وہ اشیاء خوردنی کہ جو یقینی طور پر سڑ جاتیں اپنے کام
میں لا کر محفوظ کر دیں اور آئندہ کسی موقع پر انہیں بحفاظت تمام واپس کر دیا اس حفاظت
اس حفاظت کرنے کا کچھ معاوضہ ملنا چاہیے تھا تو اسے ملنا چاہیے تھا لیکن وہ
محتاج اور نادار شخص تھا اسے ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کی پرواہ نہ تھی اس لئے
اور محنت سے بچنے والے شخص نے اپنی چرب زبانی سے مقروض کو یہ سمجھا کر
آج تمہارے پاس کھانے کو نہیں ہے اور میں تمہیں اپنا کھانا دے رہا ہوں اس لئے
جب تم واپس کرو تو اسے دگنا کر کے واپس کرو اور اس طرح ہاتھ پاؤں ہلائے
بغیر دوسروں کی کمائی ہوئی دولت اپنے خزانوں میں بھر لینے کی مہلک رسم
جاری ہو گئی۔ خزانے بھر گئے اور خوب لبریز بھر گئے کہ حریص و عیاش باپ کے
مرنے پر بیٹے کے ہاتھ آئے اس نے اپنے زمانہ میں یا تو انہیں خوب لٹایا اور عیش
کئے یا اپنی عمر عزیز انہیں گننے اور سود پر چلا کر دو چند کرنے میں برباد کر دی۔
آپ کا بھائی یا چچا یا ماموں کا بیٹا اگر آپ کے ہاں ایک وقت یا دو وقت
یا چار وقت کھانا کھا جائے تو کیا آپ اسے روا رکھیں گے کہ ہفتے یا دو ہفتے
بعد حساب کر کے اس سے آپ کھانا واپس لے لیں؟ کیا ایسا مطالبہ کرتے وقت
آپ کو کوئی شرم محسوس نہ ہوگی؟ لیکن ان بے حمیت اور بے غیرت انسانوں
کو اپنے کنبے اپنے قبیلے یا اپنی قوم کے اندر اپنے بھائی سے جو کسی قدر دور کے
رشتے کا بھائی تھا کھلایا ہوا کھانا واپس لینے میں کوئی شرم نہ آئی یہی نہیں بلکہ
جتنا کھلایا تھا اس سے دونا واپس مانگنے میں بھی کوئی غیرت نہ محسوس ہوئی
اور آج یہ رسم بد یعنی سود پر مال قرض دیکر اسے اضعافاً مضاعفہ کر لینا تمام دنیا
میں رائج ہے اور ہر قوم کے نوے فیصدی افراد کو فقر و فاقہ کی مصیبت میں
مبتلا کر کے صرف دس فیصدی کو موقع دے رہی ہے کہ راحت و عیش اڑایا
کریں اور ان کے بھائیوں کی حالت پر خواہ کچھ ہی کیوں نہ گزر جائے انہیں
خبر تک نہ ہو۔
فطرت انسانی اس خیال سے ابا کرتی ہے اور کوئی ایسا مذہب کہ جسے
مذہب فطرت ہونے کا دعویٰ ہو اس دستور کو جائز نہیں قرار دے سکتا
جس کی بدولت ایک کنبے ایک قبیلے اور ایک قوم کے افراد کی مالی حیثیت و
حالت میں اتنا بڑا فرق رونما ہو جائے اور اس کی پیدا کی ہوئی ایک نعمت
زیادہ سے زیادہ انسانوں تک پھیلنے اور عام ہونے کی بجائے سمٹ کر
صرف چند ایسے افراد کے خزانوں میں محبوس اور مدفون ہو جائے کہ جنہوں
نے اس کے حاصل کرنے کے لئے تھوڑی سی بھی عیاری اور مکاری کے سوا کوئی
محنت اور کوئی تکلیف برداشت نہیں کی تھی میں نے اکثر لوگوں کو یہ کہتے سنا
[illegible] تا انہوں نے محنت
[illegible] دولت [illegible]

اس کا برکتنا دشوار ہے اور ہزار اتفاق، نیک نیتی ہوا یا محنت اور مشقت کرنے کے باوجود مشکل سے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پال سکتے ہیں لیکن خدا کے انصاف کی شکایت کرنے والا یہ گروہ اس بات کو بھول جاتا ہے کہ دولت کی غلط تقسیم کی کس نے ہے خود ہی تو وہ یہ حرکتیں کرتے ہیں کہ ایک شخص کی کمائی جو سالم کر بیٹھا رہ جاتا اور بینک میں دیا جاتا ہے اور کھا لیتے ہیں اور اس کے بدلے میں چند روز بعد آتے وہ آدمیوں کی خوراک خوشی سے جاکر بیٹھ آتے ہیں اور پھر خود ہی یہ شکایت کرنے بیٹھتے ہیں کہ فلاں شخص کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ سامان خوراک کیوں ہو اور خدا تعالیٰ نے کیوں اسے اس قدر زیادہ دے دیا ہے خیر یہ تو ایک علیحدہ ذکر تھا جو ضمناً آگیا میں جو کچھ عرض کر رہا تھا وہ یہ ہے کہ اسلام مذہب فطرت ہے اور اس نے اس قسم کے ہر ایک لین دین کو کہ جس میں ایک شخص سود دے اور دوسرا سود لے بالکل حرام قرار دے کر دولت کی غلط اور غیر مساوی تقسیم کے ایک بڑے سبب کو کلیتاً فنا کر دیا ہمارے لئے یہ بھی حرام ہے کہ سود لیں اور یہ بھی حرام ہے کہ سود دیں اس لئے اب ہماری جماعت میں یہ تکلیف دہ صورت حال پیدا نہیں ہو سکتی کہ ہماری تمام کمائی ہوئی دولت سمٹ سمٹ کر چند خزانوں کے اندر بند ہو جائے اور ہم انتہائی عسرت اور تکلیف کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوں۔

سود کے علاوہ اسلام نے ایسی تجارتیں بھی ممنوع قرار دے دیں کہ جن میں سرمایہ دار سامان خورد و نوش کو اپنے گھروں میں بھر کر بازار کے بھاؤ کے مالک ہو جائیں اور اپنے حسب مرضی جس قیمت پر چاہیں مال فروخت کریں ہمیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ باغ کی فصل تیاری سے پہلے ہی خرید کر تیاری کے وقت اپنی جمع کو دوگنا کر لیں اور نہ اس کی اجازت ہے کہ کاشتکاروں سے غلہ خرید خرید کر اس لئے بھر رکھیں کہ جب وقت آئے تو اس کے من مانے دام وصول کر سکیں تجارت کے ماہرین نے یہ دونوں بہت ہی منفعت بخش صورتیں تجارت کی نکال رکھی تھیں اور سود کی طرح ان کے ذریعہ سے بھی دولت سمٹ سمٹ کر چند گھروں میں آجاتی تھی۔

دولت کی نابرابر تقسیم کے ان دو بڑے راستوں کو مسدود کر کے اسلام نے ان چند چھوٹے چھوٹے راستوں کی جانب بھی توجہ کی ہے کہ جن کی بدولت یہ ممکن ہو کہ کوئی شخص دوسروں کی کمائی سے اپنی جیبیں بھرے۔ چوری، امانت میں خیانت، فریب دہی، تجارت میں تول اور ناپ کی کمی اور جن دولتمند بچوں کی پرورش ہمارے ذمے ہے ان کی دولت چٹ کر جانا سب ایسی ہی صورتیں ہیں کہ جن کے ذریعہ سے ایک انسان محنت و مشقت کے بغیر دولت سمیٹ لیتا ہے اور یہ سب کی سب ہمارے مذہب میں گناہوں کی فہرست میں داخل ہیں۔

آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ اسلام نے ہمیں قمار بازی سے بھی روکا ہے لوگوں میں جوا کھیلنے کی رسم عام تھی اور رات دن یہ تماشے دیکھنے میں آتے تھے کہ ایک شخص اپنی محنت سے پیدا کی ہوئی ساری دولت محض اس بنا پر اپنے ہاتھ سے کھو بیٹھا کہ اتفاق سے پانسہ اس کے موافق مطلب نہ پڑا اور ایک شخص فقط تھوڑی دیر میں کچھ محنت و مشقت کئے بغیر اچھا خاصا امیر بن گیا محض اس سبب کہ پانسہ اس کے موافق پڑ گیا تھا اور سب جانتے ہیں کہ [illegible] کی انگلی کا جیب میں جانا بھی ممکن ہے [illegible] جمع کی ہوئی دولت دس دس یا پچاس پچاس [illegible] جیبوں سے اس کا سمٹ کر ایک جیب میں آجانا [illegible] ہو سکتا تھا اسی لئے پیروان اسلام کو اس کھیل سے بھی بالکل روک دیا گیا۔

دولت کے سمٹ کر ایک جگہ جمع ہونے کے یہ چند وسائل تھے [illegible] تو اب اسلام نے جو دولت کو پھیلانے کے ذریعے اختیار کئے [illegible] ایک نصاب مقرر کیا گیا اور ہمیں حکم ملا کہ اگر ہمارے پاس اس نصاب کے اندر اندر مال و دولت ہے تو خیر لیکن اگر مقررہ نصاب کے برابر یا اس سے زائد ہے تو اپنی کل دولت کا کل چالیسواں حصہ ہمیں ہر سال اپنے کنبے یا قبیلے کے غریبوں اور ناداروں کو دینا پڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ اگر آدمی کے خلاص [illegible] کوئی چالیس پچاس سال میں ہماری مالی حیثیت لازمی طور پر قوم کے [illegible] برابر ہو جائے گی اور امیری اور غریبی کے الفاظ کم سے کم ہماری قوم سے [illegible] بے معنی ہو جائیں گے اپنے مال کا چالیسواں حصہ ہر سال دینا تو ہم پر فرض ہے اور اسے زکوٰۃ کہا جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی ہمیں بار بار بارگاہ باری تعالیٰ سے یہی حکم ملا ہے کہ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرو اور خدا کی راہ کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم اپنا تمام مال و اسباب یا اس کی قیمت کا سونا اور چاندی لے کر کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کے نیچے دفن کر دیں یا چاہ زمزم میں ڈال دیں بلکہ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ ہم اس سے صرف اپنی ہی قوم یا اپنے ہی کنبہ کی حالت سنبھالیں اپنے معذور الخدمت ماں باپ کو دیں اپنے نادار عزیزوں اور رشتہ داروں کو دیں کنبے یا قوم کے ایسے بچوں کی پرورش پر صرف کریں کہ جن کا کوئی نگران اور سرپرست نہیں ہے اور پھر اگر بچ رہے تو قوم کے اور جو غریب مسکین ہیں ان کی امداد کریں ہم پر ہمارے خدا کی جانب سے نماز اور روزہ فرض کیا گیا ہے لیکن صرف اسی شبہ کو مٹانے کے لئے کہ کہیں ہم صرف انہی فرائض کو ادا کرنے کو نیکی نہ تصور کر لیں ہمیں بالکل کھلے ہوئے اور صاف لفظوں میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب الخ یعنی یہ نیکی نہیں ہے کہ تم پورب یا پچھم کی طرف منہ کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ نیکی تو یہ ہے کہ تم خدا پر، خدا کے پیغمبروں پر، روز قیامت پر، خدا کی کتابوں پر ایمان لاؤ اور اس کی راہ میں اپنی دولت اپنے عزیزوں، یتیموں پر اور جو غلام ہیں ان کی گردنیں غلامی سے چھڑانے پر صرف کرو۔

ایک دوسرے موقع پر ہمیں اپنے خدا کی طرف سے یہ پیغام ملا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم اس وقت تک نیک ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم اپنے مال میں سے پسندیدہ چیز خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

زکوٰۃ ادا کرنا تو ہم پر فرض ہی ہے [illegible] اگر ہم ادا نہ کریں تو اس فرض سے قاصر رہتے [illegible] اصل کر دینا نیک انسان [illegible] نماز روزہ کی عبادات بجا لانے کے بعد بھی ہم [illegible] جب تک کہ ہماری دولت [illegible] معذور [illegible]

[illegible] جماعت میں
[illegible] کے منفعت دولت کا انبار جمع ہو جانا ناممکن ہے جب کبھی ہماری ضرورت سے
زیادہ دولت ہمارے پاس جمع ہو گی اسی وقت ہم اسے اللہ کی راہ میں خرچ
کرنے پر مجبور ہوں گے کیونکہ ہم سے یہی کہہ دیا گیا ہے کہ والذین یکنزون
الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب
الیم جو لوگ کہ چاندی سونے کو زمین میں دفن کر کے رکھتے ہیں اور اُسے
اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انھیں دردناک عذاب کی بشارت دیدو۔ دولت جمع
دولت کو پھیلانے کا ایک یہ ذریعہ بھی اسلام نے اختیار کیا ہے کہ کسی
کے مر جانے پر اس کی دولت دوسری قوموں کی طرح صرف ایک بیٹے کے
حصے میں نہیں آتی بلکہ حصہ رسدی اس کی بیوی اس کے تمام بچے اسکے ماں باپ
سب اس کے حقدار ہوتے ہیں اور اس طرح وہ تقسیم ہو کر تھوڑی تھوڑی سی
سب کو مل جاتی ہے

فقیر آپ کی اس تمام گفتگو سے کیا مراد ہے کیا آپ کا مذہب یہ چاہتا ہے
کہ اس کے تمام پیرو دولت سے نفرت کرنے لگیں اور ہمیشہ عسرت و ناداری
کی زندگی بسر کرنا پسند کریں۔

صحابی مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میری تقریر کا بہت ہی غلط نتیجہ نکالا
مذہب ہرگز ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی پیرو تکلیف اور مصیبت
کی زندگی بسر کرے اسی لئے تو اس نے یہ انتظام کیا ہے کہ دولت صرف چند گروہ
میں محدود نہ رہے بلکہ تمام قوم کے لئے یکساں طریق پر عام ہو تاکہ دس فیصدی
کے لئے راحت اور نوے فیصدی کے لئے کلفت و عسرت کی صورت حال
پیدا نہ ہونے پائے ہمارا مذہب تو صرف یہ چاہتا ہے کہ ہم دولت پیدا کر کے
اسے زمین میں دفن کر کے نہ رکھیں بلکہ اسے اپنی اور اپنے ابنائے قوم کی
ضرورتوں پر خرچ کر کے اس سے لطف اٹھائیں ہمارا مذہب یہ بھی چاہتا ہے
کہ ہم اتنے خود غرض اور نفس پرست نہ بنیں کہ اپنے بھائیوں کو لوٹ لوٹ
کر اپنی جیبیں بھر لیں اور اپنے بچوں کے کھیل کود اور تفریحی مشاغل پر بے دریغ
دولت لٹاتے رہیں اور ہمارا ہمسایہ پڑوسی کے بچے دو دو وقت کے فاقے
سے پڑے ہوں ہمارا مذہب یہ بھی چاہتا ہے کہ ہم اپنی پوری جماعت کو ایک
کنبہ تصور کر کے اس کنبے کے انتظامات چند بڑے بوڑھوں یا چند عقلمند
اور صاحب لیاقت افراد کے ہاتھ میں دیدیں اور یہ عقلمند اور تجربہ کار لوگ
قوم کے افراد کی پیدا کی ہوئی دولت کو اس طرح تقسیم کیا کریں کہ کنبہ کا کوئی فرد
ننگا بھوکا اور کنبہ کا کوئی بچہ ناتعلیم یافتہ نہ رہنے پائے شاید میں نے ابھی آپ سے
اس کا ذکر نہیں کیا کہ ہمارے یہاں اسی غرض سے ایک بیت المال قائم ہے
جسے قوم یا ملک کا خزانہ کہا جا سکتا ہے اور اس بیت المال سے ہم اپنی قوم
کے یتیموں [illegible] پہنچاتے ہیں جہاد پر جانے والے سپاہیوں کے
بیوی بچوں [illegible] دیتے ہیں سرحدی حملوں سے حفاظت
کی خاطر [illegible] کرتے ہیں [illegible] کام کرتے ہیں کہ جن کا
مقصد قوم کی [illegible]

[illegible] معلوم کرنا چاہتا
[illegible]

جاؤ اور اسے جمع نہ ہونے دو تو پھر آپ یہ امید کیسے کر سکتے ہیں کہ آپ کی قوم
کسی وقت میں بھی دولتمند ہو سکے گی۔

صحابی۔ مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک آپ کے ذہن سے غلط تصور نہیں نکلا ہے
کہ قوم کی دولتمندی اس کا نام ہے کہ قوم میں چند افراد قارون زمانہ بن جائیں
ابھی آپ نے اس بات پر اچھی طرح غور نہیں کیا کہ وہ قوم درحقیقت دولتمند کہلا
جانے کی مستحق نہیں ہے کہ جس میں نوے فیصدی افراد مفلس و نادار ہوں اور
ان نوے فیصدی میں سے بیشتر تعداد ایسی ہو کہ جسے پیٹ بھر روٹی بھی میسر
نہ آتی ہو بلکہ دولتمند اس قوم کو کہا جائے گا جس میں خواہ ایسا ایک فرد بھی نہ ہو
کہ جس کا گھر سونے چاندی کے انباروں سے پٹا پڑا ہو لیکن ہر سو میں سے
سو کے سو ایسے ہوں کہ جنھیں اپنی تمام ضروریات بآسانی مل جاتی ہوں اور
کبھی فقر و فاقہ سے واسطہ نہ پڑتا ہو اسلام نے ہمیں اس کے خزانوں میں
سے دولت نکالنے سے ہرگز نہیں روکا ہے بلکہ جس چیز سے ہمیں منع کیا گیا
ہے وہ اپنے بھائیوں کی جیبوں میں سے دولت نکال کر اپنی جیب میں بھر
لینا ہے ہمیں اس بات کی کامل آزادی حاصل ہے کہ ہم جس قدر چاہیں مال و دولت
زمین سے نکال لیں لیکن یہ اجازت نہیں ہے کہ اس برآمد کردہ دولت کو صرف
اپنے خزانوں میں بند کر کے اپنے ابنائے قوم کو اس کے فوائد سے محروم کر دیں
ہمیں یہ حق حاصل ہے کہ اپنی پیدا کی ہوئی دولت کو خوب دل کھول کر اپنی ضرورتوں
پر صرف کر لیں لیکن اپنی ضرورتیں پوری کر لینے کے بعد جو کچھ بچے اسے دفن
کر کے رکھنا ہمارے لئے ممنوع ہے اور اگر آپ اس مسئلہ پر ایک ذرا غائر
نظر ڈالیں گے تو آپ کی سمجھ میں خود ہی آ سکتا ہے کہ اپنے زر پرستی کے ذوق کی
تسکین کے سوا اور ہمیں ضرورت بھی کیا ہے کہ ہم خواہ مخواہ مکانوں کے کونے
کھود کھود کر ان میں سونا چاندی دفن کرتے پھریں جس دولت کو زمین کے
اندر سے نکالا گیا تھا اسے پھر زمین ہی کے اندر پہنچا دینا آخر کہاں کی عقلمندی
ہے اور اگر اس کے ساتھ یہی سلوک کرنا تھا اور اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھانا
تھا تو آخر اسے نکالا ہی کیوں تھا اور بلکہ میرے خیال میں تو ایسی دولت کو
جو صندوقوں کو مقفل یا خزانوں میں مدفون ہو دولت کہا بھی کیسے جا سکتا
ہے دولت کی قدر و قیمت تو اسی وقت معلوم ہوتی ہے اور اسے دولت صرف
اسی حالت میں کہا جا سکتا ہے کہ جب اس کے بدلے میں ہم اپنے لئے کچھ
آسائشیں خریدیں ورنہ یوں بیکار پڑے رہنے کے لئے تو خود آپ ہی کے
ایک شاعر نے کہا ہے کہ ؎ برائے نہادن چہ سنگ و چہ زر
کنکر پتھر اور زر و جواہر میں فرق ہی کیا ہے پتھر بھر کر بھی صندوقوں کو مقفل
و دفن کیا جا سکتا ہے ہمیں باری تعالیٰ کی درگاہ سے حکم ملا ہے کہ کلوا واشربوا
ولا تسرفوا۔ یعنی تم کھاؤ پیو اور دولت کو بیجا صرف نہ کرو۔ ہم اگر دولت کو
بند کر کے کہیں ڈال دیتے ہیں تو یہ بھی اس کا بیجا صرف ہے کیونکہ اس طرح
پڑے پڑے وہ نہ ہمیں فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ کسی اور کو۔ ہم اپنے گھروں میں
بالعموم ایسا کرتے ہیں کہ گھر کے تمام افراد جو اپنی محنت کی کمائی کر کے دولت لاتے ہیں
اور ہر شخص اپنی کمائی گھر کے ایک بڑے بوڑھے کے سپرد کر دیتا ہے اور
وہ بڑے بوڑھے اپنے تجربے اپنی عقل اور اپنی قابلیت سے ایسا انتظام
[illegible]

[illegible] ہیں وہ جانوں سے شادی [illegible]
کو وقت پر [illegible] ہو اور بچوں کے لئے ان کی تعلیم کی [illegible]
مہیا ہوتی رہتی ہیں فرض کر لیجئے کہ گھروں میں اوسطاً آٹھ یا دس آدمی ہوتے
ہیں تو جو انتظام کہ آٹھ یا دس آدمیوں کے لئے ہو سکتا ہے کیا وہی انتظام
آٹھ سو یا آٹھ ہزار یا آٹھ لاکھ یا آٹھ کروڑ افراد کے لئے نہیں ہو سکتا
اگر گھروں کے اندر ایسا ہوتا ہے کہ اپنی ساری کمائی بڑے بوڑھوں کے ہاتھ
میں دے دینے کے بعد بھی اپنی ضرورتوں کی طرف سے بیفکری ہو جاتی ہے
اور اپنے پاس کچھ زر و مال رکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی تو آٹھ لاکھ یا آٹھ
کروڑ کے کنبے میں کیوں ایسا نہیں ہو سکتا کہ کمانے والے کما کر لائیں اور انتظام
کرنے والے پورے کنبے کی تمام ضرورتوں کو بالکل یکساں طور پر پورا کرتے رہیں
اور اس طرح پوری قوم میں ایک فرد نادار بھی ایسا نہ نکل سکے کہ جو روٹیوں کو محتاج
ہو اور ایک بچہ بھی ایسا دستیاب نہ ہو سکے کہ جو زیور علم سے آراستہ نہ ہو اور اسی
کے ساتھ یہ دل خوش کن صورت حالات بھی خود بخود قائم ہو جاتی ہے کہ قوم
کے کسی فرد کو دوسرے افراد سے زیادہ آسانیاں اور عیش حاصل نہیں ہوتے
کہ جنھیں دیکھ کر دوسروں کے دل میں حسد یا ہر جائز و ناجائز طریقے سے انہیں
حاصل کرنے کی تمنا پیدا ہو۔

جب آپ کا بادشاہ اور آپ تقریباً ایک سی زندگی بسر کرتے ہوں اور جب
آپ اپنے بادشاہ کو اپنا آقا نہیں بلکہ قوم کا خادم یا گھر کا منتظم تصور کرتے ہوں
تو آپ خود ہی خیال فرمائیے کہ آپ کو اس کی حیثیت و حالت پر حسد یا رشک ہوگا
اور کہیں یہ خیال آپ کے دل کو ستائیگا کہ اگر آٹھ کروڑ افراد قوم پر حاکم اور ان کی
جان و مال کا مالک بنجانا ممکن نہیں ہے تو کم سے کم آٹھ ہزار یا آٹھ سو آدمی ہی
پھر تو ہم پر حکومت کرنے لگیں اس صورت میں اگر کوئی خیال دل میں پیدا ہو سکتا
ہے تو صرف یہی کہ اس شخص نے قوم کی اس قدر خدمت کی کہ بالآخر قوم نے
اسے اپنا سردار تسلیم کر لیا ہم بھی اگر قوم کی ایسی ہی خدمت کریں تو یہ موقع
ہمیں بھی مل سکتا ہے۔

اس میں شک نہیں کہ دولت کی مساویانہ تقسیم کی صورت میں شاہی دربار یا
امراء اور وزراء کے محلات کی یہ ظاہری چمک دمک اور یہ تمام چٹک بھڑک نہ
رہے گی کیونکہ وہ کروڑ در کروڑ روپیہ اور دینار جو ان فضول آرائشوں اور ظاہرداری
پر برباد کئے جاتے ہیں وہ قوم کی حقیقی ضرورتوں پر صرف ہوا کریں گے لیکن
آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ وہ شہر زیادہ خوبصورت معلوم ہو سکتا ہے کہ جس
میں دس تو بڑے بڑے عالیشان محل کھڑے ہوں اور باقی نو سے کھجور کے
پتوں کے جھونپڑے ہوں یا وہ کہ جس میں سب کے سب مکان یکساں آرام دہ
صاف ستھرے اور صحت بخش بنے ہوئے ہوں لیکن کہیں قصر شاہی نظر نہ آتا ہو۔
اگر یہ تمام باتیں جو میں نے عرض کی ہیں آپ کے خیال میں صحیح اور
درست ہیں تو اب میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بنی نوع انسان کو دنیا میں
زندگی بسر کرنے کا صحیح راستہ دکھانے کے متعلق کسی اور مذہب نے اتنی خدمت کی
ہے اور کیا بڑے سے بڑے حکماء اور عقلاء اس سے بہتر کوئی صورت امن و عافیت
پیدا کرنے کی دنیا کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔
اسلام نے دنیا کے سامنے ایک نظام فکر اور ایک طریق عمل پیش کیا ہے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہو کر ہر جگہ [illegible]
بہتر ہو گا کہ اس موقع پر اپنی تشنگی [illegible]
اور ابھی دیکھ لوں اس وقت ہم اتفاق سے کہاں [illegible]
کیجئے کوئی صاحب بہت شخص آئے اور ہم سب کی دعوت کر [illegible]
کے لئے جب اس کے مکان پر پہنچیں تو دیکھیں کہ انواع و اقسام کے [illegible]
نفیس کھانے با افراط دسترخوان پر چنے ہوئے ہیں خوش ذائقہ اور [illegible]
کی صراحیاں بھری رکھی ہیں اور میزبان کی طرف سے عام اجازت ہے کہ [illegible]
طرح چاہے اور جتنا چاہے کھائے اب آپ کا طرز عمل اس موقع پر کیا ہو [illegible]
آپ جلدی جلدی دوسروں کے آگے سے کھانے اور پھل اٹھا کر اپنی جیبیں
بھرنا شروع کر دیں گے؟ اگر نہیں تو پھر اسے کے بجائے ہو [illegible]
کہ یہ عزیز کیوں ہیں اور کیوں آپ اسے بدتہذیبی خیال نہیں کرتے کہ دوسروں
آگے سے اٹھا اٹھا کر اپنی جیبیں بھریں اگر انسانی میزبان کے دسترخوان
تہذیب کا مقتضا یہ ہے کہ ہم دوسروں کے حصہ پر ہاتھ نہ ڈالیں بلکہ اپ[illegible]
جاتو سے پھل وغیرہ چھیل کر دوسروں کو دیں تو پھر خدائی دسترخوان پر تہذیب
کہاں چلی جاتی ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ آپ تہذیب کا صحیح مفہوم ہی نہیں سمجھ[illegible]
ہیں اور انتہائی بدتہذیبی کو آپ نے تہذیب سمجھ لیا ہے تہذیب یہی ہے کہ
ایسے موقع پر کچھ لوگ پھلوں کو چھیل کر ان کی قاشیں تمام مہمانوں میں تقسیم کریں
اور کچھ لوگ صراحیوں سے شربت ساغروں میں انڈیل انڈیل کر سب کو
پلائیں اور اس طرح شربت پلانے والوں کو چھلکے چھلانے پھل مل جائیں اور پھل
تراشنے والوں کو بھرے بھرائے شربت کے جام اسلام اسی قسم کی تہذیب کا
نام ہے اور مجھے امید ہے کہ اب آپ اس تہذیب کا مطلب اچھی طرح سمجھ گئے
ہوں گے۔

سفیر: میں اب خوب اچھی طرح سمجھ گیا اور مجھے الفاظ نہیں ملتے
آپ کا شکریہ ادا کروں۔

صحابی: میرا شکریہ ادا کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے [illegible] اپنا فرض
کر رہا ہوں آپ کی یہی مہربانی بہت کافی ہے کہ آپ نہایت توجہ اور صبر کے ساتھ
میری گذارشات کو سن رہے ہیں اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سود کو
حرام اور بعض اقسام تجارت کو ناجائز قرار دے کر اسلام نے [illegible] کی بنا
فساد کو دور کر دیا ہے اب میں دوسری بنائے فساد یعنی [illegible]
[illegible] یا نہ سلوک کے متعلق اسلام کے طریق کار کو آپ کے سامنے [illegible]
مجھے امید ہے کہ آپ میری اس عرض کو بھی اسی توجہ [illegible]
ابنائے جنس کے ساتھ غیر مساویانہ سلوک کی بہت سی [illegible]
دیکھنے میں آتی ہیں اور اس حقیقت سے [illegible]
کی غلط تقسیم کے بجائے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
بغیر شرعی [illegible] کے [illegible] عاقل و بالغ [illegible]
[illegible] اپنی [illegible] نہیں کر دیتے بلکہ قبیلے کے [illegible]
[illegible] کی شیرازہ بندی [illegible] قبیلے کے لئے زیادہ سے زیادہ آرام [illegible]
[illegible] مساوی سبب [illegible] تقسیم ہو جاتے، تقسیم کا کام قبیلے کے چند عقلمند و تجربہ کار
[illegible] کے ہاتھ میں ہو اور قبیلہ ہی میں سے ایک ایسا شخص سرداری کے لئے
منتخب کر لیا جاتا ہے جس پر تمام قبیلہ کو اعتماد ہو اور جس کی عقلمندی، شجاعت، ہمدردی
[illegible] وطن کے مختلف موقعوں پر اس قدر ظاہر ہو چکی ہو کہ اس کی قوم قبیلے
کے بچے بچے کی زبان پر ہو، سارا قبیلہ اس کے نام کا عاشق ہو اور بوڑھے و جوان
سب اس کے ادنیٰ اشارے کی بجا آوری اپنا فرض خیال کریں اور ان کی اس محبت
اطاعت اور وفا شعاری کا جواب سردار قبیلہ کی طرف سے یہ ملے کہ وہ ہر فرد قوم
سے محبت کرے، ہر فرد کے ساتھ انتہا سے زیادہ انصاف برتے اور ہر ضرورت
کے موقع پر اپنے قبیلے کی خاطر اپنی جان دینے کے لئے تیار رہے۔ ظاہر ہے
اس قسم کے سلوک کا نام صحیح طور پر "حکومت" نہیں رکھا جا سکتا اسے یا تو
خدمت کہہ سکتے ہیں یا لفظ [illegible] حکومت کے مفہوم میں استبداد اور شخصی خود مختاری
کی بو آتی ہے اور بہت ممکن ہے کہ اسلام نے اسی بنا پر ہمارے حکمران کے لئے
امیر یا اولوالامر کا لقب پسند کیا ہو۔

بہرحال یہ فلسفہ ہمیں پسند آئے یا نہ پسند آئے یہ واقعہ ہے کہ آج دنیا کی تمام
قومیں اپنے فطری مسلک اور مذہب سے ہٹ گئی ہیں اور ہر ملک میں سردار
قبیلہ یا امیران جماعت نے آہستہ آہستہ خادم قوم کی بجائے مخدوم قوم کی حیثیت
اختیار کر لی ہے اور اب یہ دستور عام ہو گیا ہے کہ محض تنہا ایک فرد واحد بلا
کسی استحقاق کے لاکھوں اور کروڑوں افراد قوم کا آقا اور مالک بن کر بیٹھ جاتا ہے
صرف اپنے حکم سے جسے چاہتا ہے خاک سے اٹھا کر [illegible] اور جسے چاہتا ہے بے
خطا و بے قصور ہلاک کر دیتا ہے، ملک کا قانون صرف اس ایک شخص کی مرضی
کا نام ہوتا ہے کہ جو بسا اوقات نہ عادل ہوتا ہے نہ [illegible] اور نہ عاقل ہوتا
ہے [illegible] اپنے آقا و ولی نعمت اور اپنے [illegible] کے ظلم و جور کو دیکھ
دیکھ کر سلطنت کے تمام عمال بھی اسی رنگ میں رنگ جاتے ہیں اور ایک ستم
رسیدہ اور جفا دیدہ شخص کے لئے کوئی دروازہ ایسا باقی نہیں رہتا کہ جسے
وہ کھٹکھٹائے اور جہاں اس کی فریاد سن لی جائے ان حالات کا لازمی
نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ [illegible] سے ایسے لوگ کہ جن کی اس مستبد فرمانروا کو ضرورت
ہوتی ہے اور جو ان کے ظلم و ستم میں ہمہ وقت اس کے معین و مددگار
رہتے ہیں یا [illegible] کر کے اپنی چالاکی اور فریب کاری کے ذریعہ سے
شاہی خوشنودی مزاج حاصل کر لیتے ہیں وہ تو اچھے بنے رہتے ہیں اور
ان کا ہر عیب صواب میں داخل ہو جاتا ہے اور باقی تمام افراد قوم کی جان
[illegible] ہو جاتی [illegible] ان خود ساختہ خداؤں کے ہاتھ سے
محفوظ نہیں رہتی [illegible] کے مظالم سے یقینی طور پر آپ بھی
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] سالہا سال تک [illegible] سلطانی کی عبادت اور [illegible]
کی بدولت عظمت [illegible] ہو چکی ہے اور اس زمین پر [illegible]
چلا دیا گیا ہو گا شاہی دربار اور شاہی وظیفہ خواروں کے حالات
سے کامل واقفیت ہونے کی بنا پر آپ اس ناخوشگوار اور فساد انگیز صورت
حال سے بھی پورے طور پر آگاہ ہیں جو اس قابل نفرت طرز حکومت نے رونما
کر دی ہے اس لئے میں اس کی تفصیل اور تشریح ضروری نہیں خیال
کرتا صرف یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ابنائے جنس کے درمیان یہ غیر مساویانہ
سلوک کہ جس کی بدولت ایک مختصر طبقہ حاکم اور فرمانروا بن جائے اور دوسرا
محکوم اور غلام کسی طرح بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ
آئے دن ستم رسیدہ رعایا کی جانب سے اس قسم کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں
کہ حکومت کا تختہ الٹ دیا جائے اور رعایا بڑی خوشی سے ہر ایسے شخص کا
ساتھ دینے کیلئے تیار ہو جاتی ہے کہ جو اس ظالم فرمانروا کے ہاتھ سے زمام
سلطنت چھیننے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اگرچہ بسا اوقات یہ نیا حملہ آور اس پرانے
حکمرانوں سے بھی برا ہی ثابت ہوتا ہے اور یہ مثل صادق آجاتی ہے کہ آسمان
سے گرا اور کھجور میں اٹکا۔

تاریخ کے ہزار ہا بلکہ لاکھوں ورق انہی خود مختار شخصی فرمانرواؤں کے
مظالم اور ان کے خونیں کارناموں کی داستانوں سے بھرے پڑے ہیں اور
نسل انسانی کی ذہنیت آج اس قدر تبدیل ہو چکی ہے کہ اس قسم کی سیاہ
کاریوں کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا جاتا ہے [illegible] جلادیوں اور خونریزیوں
کو فتح الملک لقب دیکر اس کی یادگاریں قائم کی جاتی ہیں ظالم حملہ آور ظلم کے
خلاف اگر مظلوموں کی تلوار اٹھے تو وہ جائز بھی ہے اور قابل فخر بھی لیکن
خدا کے لئے ذرا انصاف کیجئے کہ یہ کس طرح جائز ہو سکتا ہے کہ آپ بے وجہ
محض اپنی ملک گیری اور توسیع سلطنت کی ہوس پوری کرنے کے لئے اپنے
آس پاس کے ملکوں میں بسنے والی ان تمام قوموں کو اپنا محکوم اور اپنا غلام
بنا لیں جو بدقسمتی سے آپ کی بہ نسبت کسی قدر کمزور ہیں اور اس کی وہ زمین کہ
جس پر وہ پیدا ہوئے تھے اور جس سے نفع اٹھانا ان کا جائز حق تھا ان سے
چھین کر اپنی مملکت میں داخل [illegible] پس یہ آپ کی کیسی عجیب و غریب تہذیب
ہے کہ آپ ان لوگوں کو بھی نہیں بخش سکتے اور ان قوموں کو بھی مٹانے کے
درپے رہتے ہیں کہ جو آپ ہی کی طرح مہذب ہیں ایران اور یونان کی باہمی
آویزشیں تمام دنیا کو معلوم ہیں حالانکہ جہاں تک تہذیب کا تعلق ہے یہ
دونوں ملک ایک ہی سی تہذیب کے پرستار تھے دونوں ملکوں میں شخصی
حکومت کا طریقہ رائج تھا اور دونوں ملک اپنے آپ کو علم اخلاق اور تہذیب
میں ساری دنیا سے بہتر خیال کرتے تھے لیکن آپ کی تہذیب سے یہ [illegible]
کہ وہ دوسری قوموں سے کیوں دست و گریبان ہے بالکل فضول ہو گیا کہ یہ
تہذیب تو خود اپنے اہل ملک کے گلے کاٹنے کو بھی برا نہیں خیال کرتی۔

میرا مقصد اس وقت مختلف تہذیبوں کی برائیاں گنانا نہیں ہے میں صرف
یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جو تہذیب اس بات کی اجازت دے کہ ہم اپنے ابنائے
جنس کے ساتھ برابری کا سلوک نہ کریں [illegible] خوف اور
[illegible]

کارفرما نہیں ہوتی ہے کہ ایمانی و فضائل اور جذبی وحدت [illegible] کا ذریعہ نہیں
آپس میں میل جول رکھنے سے روکتا ہے آپ نے اپنے بادشاہوں کو غیر معمولی درجہ اختیارات اور طاقت دیکر انھیں اس بات کا موقع دیدیا ہے کہ اب وہ جو چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور ایک مرتبہ اختیارات اور طاقت حاصل ہونے کے بعد اب انھوں نے خود اپنی کوششوں اور تدبیروں سے ایسی حالت پیدا کرلی ہے کہ اب اگر آپ چاہیں تو ان سے ان کے اختیارات واپس نہیں لے سکتے انھوں نے آپ کے دیئے ہوئے مال و زر سے نکمے اور بیکار لوگوں کی ایک بہت بڑی جماعت پال لی ہے جو اپنے پیٹ کی خاطر ان کے تمام احکام بجا لاتی ہے اور ذرا سے اشارہ پر ہر جماعت اور ہر قوم سے آمادہ پیکار ہو جاتی ہے ان خارجی پروردوں اور نمک خواروں کا نام فوج رکھدیا گیا ہے اور قوم کے سامنے ان کی ضرورت یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ حملہ کے وقت دشمنوں سے ملک کی حفاظت کرتے ہیں اگر انھیں اس طرح پالنے اور بٹھا بٹھا کر کھلانے کا یہی مقصد ہوتا تب بھی صبر آجاتا لیکن فی الحقیقت انھیں صرف اس لئے پالا جاتا ہے کہ ان کے خوف سے تمام ملک میں کسی کو حضور جہاں پناہ کے کسی حکم سے گردن تابی کی ہمت نہ پڑ سکے اور اگر کبھی کسی غیور اور خوددار شخص کو سرکشی کا خیال آئے تو یہ نکموں کی جماعت اچھی طرح اس کی سرکوبی کرے۔

سفیر: معاف کیجئے اگر میں یہ پوچھوں کہ اگر اس طرح فوج نہ رکھی جائے تو پھر دشمنوں کے حملوں کی مدافعت کا کون ذریعہ ہے اگر ان کا وجود ملک اور قوم کے لئے اسقدر ضروری ہے تو پھر انھیں بیکار اور نکما کس طرح کہا جاسکتا ہے۔

صحابی: جناب والا اگر آپ کی تہذیب انسان کو تمام صفات حسنہ سے محروم کر دیتی ہے تب تو مجبوری ہے ورنہ ظاہر ہے کہ جس گھر میں آگ لگتی ہے بوڑھے بچے دوڑ کے اس کے بجھانے میں مصروف ہوا کرتا ہے۔ اگر ہمارے ملک پر کوئی دشمن حملہ آور ہوگا تو جس سب بچے مرد کے ساتھ ہم اس کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوں گے کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا اور ہم ہی پر اس کی حفاظت فرض ہے۔ ہم میں نے شاید آپ کو جنگ بدر کے حالات سنائے تھے اور بتایا تھا کہ حملہ آوروں کی تعداد ہم سے دو گنی تھی اور ان کے پاس سامان حرب بھی ہم سے بہت بہتر تھا لیکن ہمارا بچہ بچہ اس وقت جماعت کی حفاظت کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی جانبازی سے لڑا کہ دشمنوں کے چھکے چھڑا دیئے اور ایسی شکست دی کہ جسے وہ مدتوں تک نہ بھول سکے آپ اپنے ملک کے فرزندوں کو فنون جنگ کی تعلیم دیکر سپاہی بنائیے ان کے دل حب وطن اور حب قوم کے جوش سے بھر دیجئے انھیں ان کے فرض سے آگاہ کیجئے کہ حفاظت وطن کی خاطر انھیں خوشی سے جان دیدینی چاہیئے اور پھر دیکھئے کہ معرکہ کارزار میں وہ ان کرایہ کے سپاہیوں سے بہتر ثابت ہوتے ہیں یا نہیں میں نے انھیں نکمے اور بیکار کہا ان کا نکماپن تو اسی سے ظاہر ہے کہ امن و صلح کے زمانہ میں انھیں پڑے پڑے چارپائیاں توڑنے کے اور کوئی کام نہیں ہوتا اور ان کی صحت درست رکھنے کی خاطر بالکل اسی طرح کہ جس طرح گھوڑوں کو زین لگا کر ٹہلایا جاتا ہے انھیں بھی جسم پر ہتھیار لگا کر تھوڑی دیر ادھر ادھر گھمایا پھرایا جاتا ہے بیکار وہ اس لئے ہیں کہ جس کام کے نام سے انھیں رکھا جاتا ہے اس کے لئے کسی علیحدہ جماعت کی ضرورت نہیں اور جو کام وہ کرتے ہیں اس سے اگر کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو ان کے آقا یعنی بادشاہ کو پہنچتا ہے نہ کہ ملک یا قوم

کوئی منفعت نہیں [illegible]
نقصان عظیم پہنچتا ہے [illegible]
محنت اور کمائی سے محروم ہو جاتی ہے اور دوسروں کو ان کی [illegible] کرنا پڑتا ہے اور خود ان کو یہ نقصان پہنچتا ہے کہ وہ بلا کسی [illegible] و عداوت کے محض تھوڑی سی دولت کی خاطر دوسروں کا [illegible] ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو حکومت یا ملک کے نظم و نسق کے متعلق اسلام جو اصول ہمیں سکھاتے ہیں وہ آپ کو بتاؤں تاکہ آپ صحیح طور پر اس عظیم انقلاب کا اندازہ کر سکیں جو اسلام نے ہمارے تمدن اور ہماری معاشرت پیدا کر دیا ہے۔

سفیر: میں تو آپ کی گفتگو ایسی محویت اور ذوق و شوق کے ساتھ سن رہا ہوں کہ اس وقت مجھے دنیا و مافیہا کی کچھ خبر نہیں ہے۔

صحابی: اگر ایسا ہے تو آپ کو ضرور یاد ہوگا کہ میں نے دنیا کے دور کا حال بیان کرتے وقت ایسے دو انسانوں کا ذکر کیا تھا جو جنگل شکار کا تعاقب کرتے کرتے اتفاقاً ایک دوسرے کے سامنے آگئے تھے پھر روزانہ مل جل کر ساتھ ساتھ شکار کھیلنے اور ایک ہی غار میں رہنے لگے انھیں ساتھ رہنے میں بہت سی آسانیاں نظر آئیں پہلے اکثر ایسا ہوتا تھا کہ [illegible] ہونے کی وجہ سے جب وہ شکاری اپنا گوشت آگ پر بھون کر یا یوں ہی ٹکڑے کرکے غار میں رکھ دیتا تھا اور خود پانی بھرنے چلا جاتا تھا تو جنگل کے گوشت خوار جانور اس کی غیر حاضری سے پورا پورا فائدہ اٹھاتے تھے اور اکثر کا تمام کھا جاتے تھے غار کے دہانے پر بڑا پتھر وہ رکھ دیتا تھا اسے سرکا لینا بھی بڑے جانوروں کے لئے کوئی دشوار کام نہ تھا کیونکہ تنہا ایک آدمی کافی بڑا بڑا سا پتھر نہ اٹھا کر لا سکتا تھا اور نہ اسے بار بار رکھ اور ہٹا سکتا تھا اب دو آدمی ہو جانے سے یہ ہونے لگا کہ ایک آگ جلاتا اور دوسرا گوشت کے ٹکڑے کرتا یا ایک گوشت کو آگ پر بھونتا اور دوسرا دوڑ کر پانی لے آتا اور دونوں مل کر اس میں بھی کامیاب ہو گئے کہ ایک بہت بڑا پتھر غار کے منہ پر رکھنے کے لئے اٹھا لائیں اور رات کو جانوروں کی ایذا سے بےخوف ہو کر آرام سوئیں ایک اکیلے جانور بھی حملہ کرنے میں کچھ زیادہ پس و پیش نہ کرتے تھے لیکن مثل مشہور ہے کہ ایک اور ایک گیارہ ہوتے ہیں اس لئے جنگلی درندہ کو بھی ان پر حملہ کرنے میں ذرا پس و پیش اور اپنے بازوؤں کی طاقت کا جائزہ کرنی پڑتی تھی اور اس جائزہ کا عام طور پر نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ وہ حسرت بھری نگاہوں سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے چلے جائیں اور جنگل کے کسی اور کمزور جانور پر اپنا غصہ اتاریں۔

یہ دو آدمیوں کا کنبہ آہستہ آہستہ اور زیادہ وسیع ہوا یہاں تک کہ جب میں دس بیس آدمی ہو گئے تب بھی دستور رہا کہ سب [illegible] طرح کام کو تقسیم کرلیں کہ کسی کو کوئی ضرورت [illegible]
دوسرے کو تکلیف [illegible]
[illegible]

بند کرے اور [illegible]
[illegible]
ابتدائی قاعدے پڑھنا چاہتے ہیں کہ جو اگر وہ تحریر میں لائے جائیں لیکن بعد میں
ہر فرد کے نقش ہو گئے اسلام کی پابندی اس طرح ہونے لگی کہ گویا وہ
بالکل فطری اور طبعی چیزیں ہیں یہ پرسکون حالت اور یہ مرکزیت و مرجع
کا طریق عمل اس قدر اچھا تھا کہ یہ کون سخاوت کی بنا اسی کی بدولت بہشت ہو گا
بھی خود آپ کے ملک کے ایک شاعر کا خیال بھی بہشت کے متعلق یہی ہو کہ

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد — کسے را با کسے کارے نباشد

اسی عرصہ میں ایک نئی بات اور پیدا ہوئی وہ یہ کہ اس چھوٹے سے کنبے میں ایک بہت ہی شریف اور بہادر نوجوان داخل ہوا اور اس نے چند ہی روز میں اپنی خوش خلقی جانثاری اور بہادری کی بدولت پورے کنبے کو اپنا گرویدہ بنالیا ادھر اس کے کان میں بھولے سے بھی یہ بھنک پڑی کہ کنبے کا کوئی آدمی تکلیف میں ہے یا اس پر کوئی حادثہ ہو گیا ہے اور ادھر وہ اس کی مدد کی مدد کے لئے دوڑا اگر وہ درندوں کے چنگل میں گھر گیا ہے تو یہ شیر دلیر اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ان جانوروں پر جھپٹ پڑا۔ اگر وہ درخت سے گر پڑا ہے تو اسے اپنی پیٹھ پر لاد کر غار تک لے آیا اور اگر وہ بیمار ہے تو کنبے کے بڑے بوڑھوں سے پوچھ کر جڑی بوٹیاں کچل کر اُسے کھلادیں اور اس کے سرہانے بیٹھ کر بیمار کی خدمت کرتا رہا یہ باتیں ایسی تھیں کہ جلد ہی روز سب اس پر بھروسا کرنے لگے اسے اپنا پشت پناہ سمجھنے لگے اور ضرورت کے وقت اسے مدد کے لئے پکارنے لگے دلوں میں اس کے لئے عظمت پیدا ہو گئی اور ہر سر اس کے آگے خود بخود جھکنے لگا۔

جنگل میں جس طرح یہ قبیلہ آباد تھا اسی طرح اور بھی بہت سے قبیلے آباد تھے اور ہر قبیلے میں اسی طرح ایک ایک سردار بن گیا تھا کبھی کبھی یہ قبیلے آپس میں دست و گریبان بھی ہو جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر ہر قبیلے کا سردار بڑے فخر اور بڑی آن بان کے ساتھ اپنے قبیلے کے آگے میدان جنگ کی طرف بڑھتا تھا اور انہیں بڑی ہوشیاری کے ساتھ بڑے بوڑھوں کی بتائی ہوئی تدبیروں کے ساتھ دشمن سے لڑاتا تھا بڑے بوڑھوں کے متعلق ایک بھدی سی مثل مشہور ہے کہ وہ دنیا میں بندر کے رکھنے کے قابل ہوتے ہیں یہ ایک بہت بڑی حد تک صحیح بات ہے اور ہر زمانہ میں بڑے بوڑھے ایسی ہی حفاظت کے ساتھ رکھے جاتے تھے وہ گویا ایک اچھی خاصی کتاب ہوتے تھے جن میں انسانی زندگی کے نشیب و فراز کی تفصیلات درج ہوں اور یہ تفصیلات نوجوانوں کے لئے ہر جگہ مشعل راہ کا کام دیتی تھیں با عقلمند اور تجربہ کار بڑے بوڑھے ہر کام کے متعلق اپنے مفید مشورے دیتے تھے اور نوجوانوں میں جو سب سے زیادہ بہادر سب سے زیادہ شریف اور سب سے زیادہ ہمدرد و فداکار ہوتا تھا وہ امارت اور سرداری کے فرائض انجام دیتا تھا استداد زمانہ سے ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے جن کو بغیر خدمت کے [illegible] حاصل کر لینے کا شوق تھا [illegible] ہوتا گیا اسی طرح [illegible] آنکھوں کے [illegible]

[illegible] ان الحکم الا للہ یعنی حکم صرف خدا کے لئے مخصوص ہے کسی دوسرے کا اس میں حصہ نہیں ہے اس کے بعد ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تم میں سے جو تمہارا امیر ہو اس کی اطاعت کرو گویا ہماری جماعت میں جو شخص اپنی خدمات کی بدولت اپنے آپ کو سب سے زیادہ اہل ثابت کرے تو اسے اپنا امیر منتخب کرنے کے بعد ہم پر اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہے کہ جیسے خدا اور خدا کے رسول کی لیکن صرف اسی وقت تک کہ جب تک وہ امیر ہم پر اپنی خواہش اور اپنی مرضی کے مطابق نہیں بلکہ خدا کی مرضی اور خدا کے قرآن کے مطابق حکومت کرے اس قسم کی حکومت کی بہترین نمونہ خود ہمارے آقا اور مولا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ہماری جماعت کا بڑے سے بڑا فرد بھی اپنے آپ کو حضور انور کی ایک ادنیٰ غلام تصور کرتا ہے جو آپ کے ذرا سے اشارہ پر اپنی جان تک آپ پر فدا کرنے کو تیار ہو اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایسی فرماں بردار رعایا اور ایسی جاں نثار شعار فوج دنیا کے کسی بڑے سے بڑے بادشاہ کو بھی میسر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود آپ کی یہ حالت ہے کہ کبھی اچھی غذا نہیں کھاتے کبھی اعلیٰ سے اعلیٰ کپڑا نہیں پہنتے کبھی دوسروں سے بہتر جگہ پر نہیں بیٹھتے اپنے جتنے کام خود اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں دوسروں کے منہ سے اپنی تعریف سننا گوارا نہیں ہوتی یتیموں اور بیواؤں کی ہر طرح کی خدمت خود بنفس نفیس کیا کرتے ہیں اور کبھی کسی اجنبی کو آپ کے کسی انداز سے یہ معلوم نہیں ہونے پاتا کہ آپ ہی اس قلمرو کے فرمانروا اور اس جماعت کے حاکم اعلیٰ ہیں ایک طرف عدل و انصاف کی یہ حالت ہے کہ اگر خود آپ کی لخت جگر حضرت فاطمہ زہرا کوئی قصور سرزد ہو جائے تو انہیں بھی مقررہ سزا دیئے بغیر چھوڑنے کیلئے آپ تیار نہیں ہیں اور دوسری طرف جود و عطا کا یہ عالم ہے کہ خود بھوکے رہ کر اپنا کھانا دوسروں کو کھلا دیا کرتے ہیں آپ کو مشکل سے یقین آئیگا کہ غزوہ خندق کے موقع پر جب یہ فیصلہ ہوا کہ ہم لوگ خندقیں کھود کھود کر ان میں اپنا مورچہ قائم کریں اور اس طرح دشمن کے حملہ کی مدافعت کی جائے تو ہم سب کی التجاؤں کو مسترد کر کے حضور انور برابر خندقیں کھودنے میں ہمارے شریک رہے اس کے علاوہ اور بہت سے موقعے بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جب حضور انور نے حالت سفر میں پڑاؤ پر بیٹھ کر کھانا وغیرہ پکانے کے کاموں میں ہمیں بالکل برابر کی مدد دی ہے اب آپ خود ہی غور فرمایئے کہ آپ ایک ایسے بادشاہ کو پسند کریں گے کہ جو نہ تو آپ کو حقیر و ذلیل سمجھتا ہو اور نہ آپ کی گاڑھی کمائی کی دولت میں کوئی حصہ لگاتا ہو یا آپ کو اپنا وہی فرمانروا پسند آئیگا جو آپ کو لوٹ لوٹ کر اپنی جیبیں بھرنے اور آپ کی کمائی ہوئی دولت سے عیش کرنے کے سوا اور کچھ نہ کرتا ہو جو آپ میں سے ہر ہر فرد کو اپنا ذاتی غلام اور آپ کی املاک و جائداد کو اپنی متصرفہ اور مقبوضہ ملکیت تصور کرتا ہو جسے آپ کے آرام و تکلیف کا خیال ہونا تو درکنار کبھی اس میں بھی تکلف اور تامل نہ ہوتا ہو کہ اپنے ذرا سے آرام کی خاطر آپ کو انتہائی تکلیف و مصیبت میں ڈال دے جس کے قلمرو میں قانون صرف اس کی اپنی مرضی کا اور انصاف صرف اس کے اپنے حکم کا نام ہو [illegible] ہو جانے کے [illegible]

اور ایسے سرمایہ کے مقصودوں میں آ پڑے ہیں کہ جو انسان کی صحیح قدر جانتا اور اپنے آپ کو اپنی رعایا کا خادم جانتا ہے۔

حکومت کا صحیح مفہوم ہمیں سمجھا دینے کے بعد اسلام نے ہمیں یہ بھی ہدایت کی ہے کہ اپنے سارے کام باہمی مشورہ کے ذریعے کیا کریں اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہم سب سے زیادہ عقلمند اور صحیح الرائے ہونے کے باوجود ہمارے آقا نامدار کبھی کوئی کام ہمارے مشورہ کے بغیر نہیں کرتے اور اس طرح گویا ہمیں عملی طور پر اس بات کی تعلیم مل رہی ہے کہ حکومت کا اصلی اور صحیح مفہوم یہ ہے کہ حکمران اپنی قوم کا مخدوم نہیں بلکہ خادم ہو اور قوم و ملک کے لئے جو قانون بھی بنائے اس میں اپنی ذاتی رائے پر بھروسا کرنے کی بجائے قوم کے تمام بہترین دماغوں کو اس میں شریک کرے۔

ہمیں بتایا گیا ہے کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ ہیں ہمیں سکھایا گیا ہے کہ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمیں حکم ملا ہے کہ ہر اس موقع پر بھی عدل کریں جب اس سے تمہیں یا تمہارے رشتہ داروں کو نقصان پہنچتا ہو ہمیں ہدایت ہوئی ہے کہ ہم حکومت کرنے کی تمنا نہ کریں کیونکہ حکومت تو صرف خدا کا حق ہے۔ ہمیں حکم ملا ہے کہ ہم خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت کریں اور ہم میں سے جو ہمارا سردار ہو اس کی اطاعت کریں۔

ہمیں حکم ملا ہے کہ نیکی اور پرہیزگاری جہاں بھی ہو ہم اس کے ساتھ تعاون کریں اور ظلم و عدوان کے ساتھ تعاون کرنے سے ہمیں روکا گیا ہے ہمیں بتایا گیا ہے کہ زمین ہماری ملکیت نہیں بلکہ خدا کی ملکیت ہے اور اس کی طرف سے اس کے وارث وہی لوگ ہوتے ہیں کہ جو اس کے نیک بندے ہیں ان تمام ہدایات و احکام کو ایک جگہ کر کے آپ خود ہی اندازہ کر لیجئے کہ حکومت کے مفہوم اور حکومت کے طرز میں اسلام نے کس قدر انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے اسلام ہمیں پھر اسی صحیح اور فطری طرز تمدن پر لے آیا ہے کہ جہاں سے ہم راستہ بھٹک گئے تھے۔

غیر مساوی سلوک کی دوسری بہت ہی بین اور واضح مثال غلام بنانے کی رسم ہے آج تمام دنیا میں یہ رسم عام ہے کہ ایک ہوشیار اور چالاک آدمی کہیں نہ کہیں سے اور کسی نہ کسی طرح چند انسانی بچوں کو بہلا پھسلا کر یا بزور و جبر اپنے ہمراہ لے آتا ہے اور گاجر مولی کی طرح انہیں متمول لوگوں کے ہاتھ بیچ ڈالتا ہے اور اس طرح بک جانے کے بعد وہ اسی طرح اپنے آقا کی ایک مملوکہ اور مقبوضہ شے ہو جاتے ہیں کہ جیسے اس کے گھوڑے یا اس کا مکان یا سامان آرائش وغیرہ۔ آقا اگر ان سے ناراض ہو کر صرف اس قصور پر کہ وہ اس کے کسی معمولی سے حکم کی تعمیل سے قاصر رہے تھے انھیں مار ڈالے تو اس سے کوئی باز پرس نہیں ہوتی ہزاروں لاکھوں آدمی کہ جو یقینی طور پر میری اور آپ کی طرح شریف انسانوں کی اولاد ہیں محض اس رسم کی بدولت غلامی کی ذلت میں اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں اور انھیں جیسا ایک انسان ان کی جان اور ان کے مال کا مالک ہے امیروں اور دولتمندوں نے ایسے بدنصیب انسانوں کے گلے کے گلے اور فوجوں کی فوجیں پال رکھی ہیں اور انھیں اپنی شان و شوکت کی نمود کا ایک ذریعہ بنا رکھا ہے میرا خیال ہے کہ خود آپ کے دولتمندانہ گھر میں بھی غلاموں کی اچھی خاصی جماعت رہتی تھی اب آپ خود ہی

انصاف سے کہئے کہ اپنے جیسے انسانوں کو ایسی ذلیل اور گری ہوئی زندگی بسر کرنے پر مجبور کرنے میں آپ کہاں تک حق بجانب تھے کیا اگر خدانخواستہ خود آپ ایسی حالت میں رکھا جاتا تو آپ کو وہ زندگی پسند آ سکتی تھی؟ اگر نہیں تو پھر اس کیا معنی ہیں کہ آپ نے اپنے بھائیوں کو اس ذلیل حالت میں مبتلا کر رکھا ہے اپنے لاکھوں اور کروڑوں ابنائے قوم اور افراد جنس کو غلام بنا کر نہ صرف ان کے لئے ان کی زندگی وبال کر دی ہے بلکہ خود اپنی قوم کا بھی ایک بہت ہی بڑا نقصان کیا ہے یہ سب لوگ اگر قوم میں رہتے اور قوم کے لئے کام کرتے تو ان کی محنت اور کمائی سے قوم مستفید ہوتی اب وہ صرف آپ کی یعنی چند آقاؤں کی خدمت کرتے ہیں اور قوم ان کی محنت کے ثمرات سے محروم ہے وہ قوم پر ایک ناقابل برداشت بوجھ ہیں کیونکہ ان سے فائدہ کچھ نہیں اور انھیں کھانا کھلانے کے لئے قوم کے دوسرے محنتی افراد کو دوگنی اور سہ گنی محنت کرنی پڑتی ہے زرق برق وردیاں پہنے اور کمریں کسے جس وقت غلام آپ کے پس پشت کھڑے ہو کر مگس رانی کرتے ہیں یا آپ کی رکاب تھامے گھوڑے کے قدم سے قدم ملا کر دوڑتے ہیں تو اس وقت یقینی طور پر ایک عجیب مسرت اور ایک عجیب سرور آپ کو محسوس ہوتا ہو لیکن ذرا اس پر بھی تو غور کیجئے کہ آخر آپ کی قوم نے آپ کے ساتھ ایسی کیا برائی کی تھی جو آپ نے اسے اپنے اتنے بہت سے فرزندوں کی خدمات سے محروم کر دیا اور خود ان ابنائے جنس نے کہ جو اس وقت آپ کی غلامی میں حاضر ہیں ایسا کیا جرم کیا تھا کہ جس کی یہ سزا ملی ہے آپ اس حقیقت کو برابر اپنے ذہن میں رکھیے کہ غلام کسی دوسرے گھٹیا کارخانہ میں نہیں بنتے ہیں بلکہ وہ بالکل اسی طرح کے انسان ہیں کہ جیسے ہم اور آپ اب یہ دیکھئے کہ آپ کا یہ برتاؤ ان کے ساتھ کس حد تک لائق تعریف ہے۔

میں آپ کے تبسم اور آپ کے چہرہ کے انداز سے یہ سمجھ رہا ہوں کہ آپ میرے خیالات سے متفق ہیں اس لئے اب میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام نے اس رسم قبیحہ کے مٹانے کی کیا صورت اختیار کی ہے اور کس طرح بدنصیب گروہ انسانی کی حالت میں اصلاح اور بہتری کی صورتیں پیدا کی ہیں حضور اکرم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ فوراً اپنے تمام لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیں اور اس میں یہ مصلحت پنہاں تھی کہ اگرچہ حضور کے حکم سے سرتابی کی مجال تو ہم میں سے کسی کو بھی نہ تھی پھر بھی تنا [illegible] ہوتا کہ غلامان رسول میں سے بیشتر تعداد ایسی ہی ہوتی کہ جو اس حکم کی تعمیل خوشی سے نہیں بلکہ ناخوشگواری کے ساتھ کرتی کیونکہ اول تو لوگ اسے اپنا بہت ہی بڑا مالی نقصان تصور کرتے کہ جسے آسانی سے برداشت نہیں کیا جا سکتا تھا اور دوسرے لوگوں کی جو خدمات ان غلاموں سے متعلق تھیں [illegible] میں ان کا انجام دینا ناممکن ہو جاتا فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پاس [illegible] اور ان سے وہ کھیتی باڑی کا یا تجارت وغیرہ کے متعلق [illegible] لیتا ہے اب اگر حکم دے دیں وہ آج ان سب کو آزاد کر دے [illegible] سوچنا ہے کہ ایک طرف اسے دس ہزار دینار کا نقصان [illegible] اور دوسری طرف کل صبح کو اس کے پاس ایک بھی کوئی [illegible] پر کام کرنے [illegible] اسلام کے متعلق [illegible] کی طرف سے [illegible]

ایسی صورت [illegible]
خلاف ہو [illegible] کہ بجائے [illegible] غلاموں کو فوراً آزاد کر دینے [illegible] ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی جیسا اپنے گھر والوں کے ساتھ کرتے ہیں اور انھیں حقیر و ذلیل نہ سمجھیں بلکہ جہاں تک ان کاموں کی تفصیل بتائی ہے کہ جو خدا کی نظر میں نیک کام ہیں اور جن پر اپنا مال صرف کرنا خدا کی راہ میں خرچ کرنا متصور ہوتا ہے وہاں ان غلاموں کے ساتھ نیک سلوک [illegible] اس چیز کو بھی ذکر ہے کہ لوگوں کی گردنیں غلامی سے آزاد کرائی جائیں اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ ایک طرف تو خود لوگوں نے شوق سے ایک ایک [illegible] کے اپنے غلاموں کو آزاد کرنا شروع کر دیا اور دوسری طرف دولتمند [illegible] غلاموں کے مالکوں سے ان کے غلام خرید خرید کر بکثرت [illegible] کی موجودہ تعداد میں کمی کرنے کی ایک یہ صورت بھی اسلام [illegible] گناہوں کا کفارہ ہمارے لئے یہ مقرر کر دیا کہ غلام آزاد کر دیا [illegible] گناہ جب ہم لوگوں سے سرزد ہو جائے اور ہمیں یہ معلوم ہو کہ ایک [illegible] غلاموں کی آزادی [illegible] ہم خدا کے حضور میں ان کی سزا سے بچ سکتے ہیں تو ہم نے بصد خوشی و شوق غلاموں کو آزاد کر کے اپنی نجات کی صورت نکالی۔ غلاموں کو بالکل اپنا بھائی سمجھنا اور انھیں وہی کھلانا اور پہنانا کہ جو ہم خود کھاتے اور پہنتے ہوں کوئی آسان کام نہ تھا اور ان شرائط کے ساتھ غلاموں کی فوجوں کی فوجیں پالنا بالکل ناممکن ہو گیا اس لئے یوں بھی یہ دیکھ کر کہ غلاموں کو کھلانے اور پہنانے کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے لوگوں نے آہستہ آہستہ انھیں رخصت کر کے یا آزاد کر کے علیحدہ کرنا شروع کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطمینان ہو گیا کہ صرف چند سالوں میں تمام جزیرۃ العرب میں غلام کا نام و نشان بھی نہ رہے گا اب تک غلام ذلیل ترین انسان تصور کئے جاتے تھے اور گو حضور انور کے حکم سے مجبور ہو کر لوگوں نے اسے تو گوارا کر لیا تھا کہ غلاموں کو اپنے پاس بٹھا کر ساتھ کھلائیں لیکن شریف [illegible] ان کے ساتھ شادی بیاہ کے تعلقات قائم کرنے کو ضرور ہی باعث ننگ و عار سمجھا جاتا تھا اس لئے حضور انور نے ایک آزاد شدہ غلام یعنی جناب زید کی شادی اپنی پھوپھی زاد ہمشیرہ حضرت زینب کے ساتھ کر دی اور پھر کچھ عرصہ بعد جب حضرت زید نے انھیں طلاق دے دی تو آپ نے خود حضرت زینب کے ساتھ نکاح کر لیا اور اس طرح پر یہ ثابت کر دیا کہ ایک آزاد شدہ غلام ہر لحاظ سے ان لوگوں کے برابر ہے کہ جو کبھی غلام نہیں رہے۔

ملک میں جتنے لونڈی غلام موجود تھے ان کے متعلق یہ انتظامات کرنے اور ان کی سماجی حیثیت کو آقا کی برابری پر لے آنے کے بعد حضور انور نے بالکل صاف الفاظ میں اس کی ممانعت فرما دی کہ آزاد انسانوں کو اس طرح فروخت کر کے غلام بنایا جائے اور اس طرح نہایت خوبی اور خوش اسلوبی کے ساتھ [illegible] ایک [illegible] رسم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے [illegible]

[illegible] ایک تیسری صورت اور بھی ہے [illegible]

[illegible] بعض حالتوں میں مثلاً [illegible] غلامی سے بھی بد تر [illegible] میں [illegible] جتنے جاندار [illegible] نر و مادہ صنفیں بالکل اسی طرح موجود ہیں کہ جس طرح انسانوں میں لیکن کیا آپ ان کی کوئی ایک جنس بھی ایسی بتا سکتے ہیں کہ جس میں [illegible] بالکل بے بس اور بے اختیار ہو کر جیسا انسانوں میں مردوں کو حاصل ہو گئی ہے بیل بھینس گھوڑے بکری ہرن شیر کتے بھیڑیے لومڑی غرض سینکڑوں قسم کے جانور ہماری نظروں سے رات دن گزرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی یہ بات نہیں دیکھی کہ مادہ اپنی روزیوں کی خاطر نر کی غلام ہو اور نر اس کی جان و مال کا مالک بنا ہوا ہو۔ انسان کے علاوہ جانداروں کی کسی اور جنس میں ہم یہ بھی نہیں دیکھتے کہ مادہ نر کی بہ نسبت اس قدر کمزور اس قدر ضعیف الجثہ اور ذہنی میں اس قدر کم ہو۔ ایک گھوڑا اور ایک گھوڑی تقریباً ایک ہی جیسے ایک ہی جیسے مضبوط اور طاقتور ہوتے ہیں ہر نر کتے ہر بکری ہر کتیا ہر بلی اور ہر شیرنی اپنے لئے غذا تلاش کرنے یا چھوٹے جانوروں کو شکار کرنے کی اسی قدر قابلیت اور استعداد رکھتی ہے کہ جتنی اس کا نر رکھتا ہے ایسی مثالیں بھی رات دن نگاہ سے گزرتی رہتی ہیں کہ ایک مادہ اور ایک نر میں لڑائی ہو جانے پر مادہ زیادہ چابکدست زیادہ دم خم والی اور زیادہ مستقل مزاج ثابت ہوئی اور نر کو اپنے تمام دعاوی فوقیت کے علی الرغم منہ کی کھانی پڑی اور صنف لطیف کے پنجے لاتیں یا دانت بے پناہ ثابت ہوئے ان مشاہدات سے بدیہی طور پر یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مادر فطرت نے اپنے بیٹے اور بیٹی کو قریب قریب یکساں قوت و طاقت اور تقریباً برابر کا سا جثہ اور جسم دے کر دنیا میں بھیجا تھا اور انسانی جماعت میں جو [illegible] فرق کم و زیادہ نظر آ رہا ہے یہ فطرت کا ودیعت کردہ نہیں بلکہ کسی نہ کسی طرح ہمارا اپنا پیدا کیا ہوا ہے فطرت نے مرد اور عورت کو قریب قریب ایک سی طاقت اور ایک جیسے قویٰ دے کر بھیجا تھا لیکن بعض ضرورتوں اور مصلحتوں کی بنا پر مرد اور عورت دونوں کی باہمی رضامندی سے یہ قرار پایا کہ مرد گھر سے باہر کے کام جو اکثر بہت محنت و مشقت کے کام تھے کیا کرے اور روزی کما کر لائے اور عورت گھر میں بیٹھ کر گھر اور بچوں کے متعلق تمام خدمتیں انجام دیا کرے جن میں اتنی زیادہ محنت کی ضرورت نہ تھی ایک طرف ورزش اور سخت تر جسمانی محنت نے مرد کو مضبوط توانا اور تنومند بنا دیا اور دوسری طرف عورت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرتے کرتے نرم و نازک ہو کر رہ گئی اور اس طرح دونوں کے قوائے جسمانی میں وہ غیر معمولی فرق پیدا ہو گیا ہے کہ جو ہمیں آج نظر آ رہا ہے مرد نے یہ دیکھا کہ وہ صاحب طاقت ہو گیا ہے [illegible] دیکھا کہ عورت اپنی زندگی کی ضروریات کے لئے اس کی محتاج ہے اس صورت حالات سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور عورت کو اپنی ایک مملوکہ [illegible] شے تصور کرنے لگا اسے عورت کے ساتھ فطری دلچسپی تو باقی تھی لیکن وہ ہمدردی باقی نہ رہی جو دو مساوی الحیثیت انسانوں میں ہوا کرتی ہے وہ غالب تھا اور عورت مغلوب اور اب اس کا گھر اس کے لئے [illegible] زمانہ کی طرح بہشت نہ تھا [illegible]
[illegible]

کر دو بالا کر دیتے رہوں مرد نے اپنی فوقیت سے دل کھول کر فائدہ اٹھایا اور وہ سب کچھ کیا جو ایک ظالم بادشاہ اپنی رعایا کے لئے یا ایک غضب ناک آقا اپنے غلام کے ساتھ کیا کرتا ہے اور یہ تو سمجھئے کہ اگر عورت اس قدر مجبور محض اور مظلوم نہ ہوتی تو ناممکن تھا کہ وہ مرد کی ایسی زیادتیاں ایسے ٹھنڈے کلیجے برداشت کر لیتی باپ ایک بیٹی کے پیدا ہونے کو اپنی بدنصیبی خیال کرنے لگا بھائیوں کو اس تصور سے شرم دامنگیر ہونے لگی کہ ان کی بہن کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی اور محض فرضی اور خیالی شرم کی بنا کر غریب لڑکیوں کا پیدا ہوتے ہی گلا گھونٹ دیا جانے لگا مذہبی اجارہ داروں نے فتویٰ دیدیا کہ عورت کے اندر روح ہی نہیں ہوتی وہ شیطان کی بیٹی ہوتی ہے اور سانپ بچھو بھی اس سے بہتر ہوتے ہیں اب کس کی مجال تھی کہ غریب اور بدنصیب عورت کی حمایت میں آواز بلند کرتا اور مجال ہو یا نہ ہو کسی کو ایسا کرنے کی غرض کیا پڑی تھی ملکی اور خود ساختہ مذہبی قوانین نے اسے تمام انسانی حقوق سے محروم کر دیا باپ کی عمر بھر کا اندوختہ تمام کا تمام بیٹوں کا حصہ تھا خاوند کی ساری عمر کی جوڑی ہوئی دولت بیوی کو ملنے کی بجائے بیٹوں کو ملنے لگی اور خاوند کے مر جانے کے بعد اسے مردہ لاش کے ساتھ زندہ جلا دینے کی رسم اختراع کر لی گئی عورت دنیا میں صرف اس لئے پیدا کی گئی تھی کہ وہ مرد کی ہمسر رفیق اس کے گھر کی زینت اور اس کے دل کی تسکین ثابت ہو گھر کی زینت وہ اب بھی تھی لیکن ایک ایسی ہستی کہ جس کے ساتھ ایسے ایسے ظلم کئے جائیں نہ زندگی کی رفیق رہ سکتی تھی اور نہ تسکین قلب باہر سے محنت و مشقت کر کے مرد کے گھر آنے پر وہ مسکراتی اب بھی تھی لیکن اب اس کی مسکراہٹ میں نہ وہ اگلی سی تازگی تھی اور نہ لطافت اب نہ دلی مسرت کی وجہ سے وہ مسکراتی تھی بلکہ صرف اس غرض سے کہ وہ مرد جو اسے رعایا بنا کر رکھتا ہے کہیں بددل نہ ہو جائے اور اس کے پھندے سے نہ نکل جائے وہ اب بھی گھر کے سب کام کاج کرتی تھی لیکن بیدلی سے صرف اس لئے کہ اس کا آقا اور اس کا خاوند یہ دیکھ کر کہ وہ گھر کے کاموں سے دلچسپی نہیں لیتی کہیں اسے ہاتھ پکڑ کر نکال نہ دے اب اس کی زندگی کا یہ مقصد نہ رہا تھا کہ وہ اپنی محبت کی شراب کے جام پر جام پلا کر مرد کو اس قدر مسرور اور مطمئن کرے کہ وہ دوسرے دن پھر اسی قدر خوشی کے ساتھ محنت کرنے کے لئے گھر سے نکل جائے اب اس کی زندگی کا صرف یہ ذلیل اور مکروہ مقصد رہ گیا تھا کہ وہ اپنی عیاریوں اور مصنوعی حسن آرائیوں کے ذریعہ سے مرد کو اپنی جانب مائل اور اپنی اداؤں پر فریفتہ رکھے تاکہ اس کی آسائشوں میں فرق نہ آنے پائے مرد اور عورت کی زندگیوں کے مقاصد جب مشترک نہ رہے اور دونوں ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہنے کی بجائے حریف بن گئے تو گھروں میں اب وہ پہلی مسرت اور وہ حقیقی سکون کہاں باقی رہ سکتا تھا ہر گھر جہنم کا نمونہ بن گیا اور مرد کو عورت سے یا عورت کو مرد سے جو وابستگی باقی رہ گئی وہ محبت کی بنا پر نہ تھی بلکہ اپنی اغراض کی بنا پر تھی اور یہ صورت حالات کسی طرح بھی خوشگوار نہ تھی اپنے ملک کی عورتوں کی حالت اور حیثیت میں اس قدر نابرابری موجود ہونے پر کیا کسی طرح بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں ایک ہی نسل اور ایک ہی جنس کی صنفیں ہیں یہ کچھ آپ نے فرمایا ہے تو اس کا ایک بھیانک نتیجہ صاف ہے

[illegible] عورت کو [illegible] مرد کی طرف سے جبکہ اپنا [illegible] کسی قسم کی [illegible] ہو جس نے دو [illegible] ملک میں عورت کی [illegible] بچا سکے تو یہ خیال ہے [illegible]

اسلامی اسلام نے اس نہایت کٹھن وقت میں [illegible] ہمیں یہ صاف صاف پیغام سنا دیا ہے کہ تم عورتوں کے لئے زینت ہو اور عورتیں تمہارے لئے زینت ہیں گویا عورتوں اور مردوں کی حیثیت برابر ہے مردوں اور عورتوں کو صاف صاف صریح حکم دیا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کریں اور انہیں کوئی ذلیل یا حقیر چیز خیال نہ کیا کریں ہمیں دختر کشی سے نہایت سختی کے ساتھ روک دیا ہے اور خدا نے ایسے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو لڑکیوں کا پیدا ہونا اپنے لئے باعث شرم خیال کرتے ہیں عورت کو اس کے کھوئے ہوئے تمام حقوق بھی اسلام نے واپس دلا دئیے ہمارے مذہب کے رو سے اب وہ اپنے خاوند اور اپنے باپ کے ترکہ میں بھی حصہ دار ہے اور جس طرح آپس میں موافقت نہ ہونے کی صورت میں خاوند اسے طلاق دے سکتا ہے اسی طرح اسے بھی یہ حق حاصل ہے کہ ایک ظالم اور ظالم خاوند سے نجات پانے کے لئے خلع حاصل کرے وہ کسی حالت اور کسی صورت میں بھی خاوند کی غلام نہیں ہے شادی کے وقت وہ ایک اچھی معقول رقم خاوند سے حاصل کرتی ہے جسے مہر کہا جاتا ہے اور یہ مہر اس کی اپنی ملکیت سمجھی جاتی ہے وہ بہ اختیار خود جس طرح اور جس کام پر چاہے خرچ کرے وہ مذہبی قوانین کے رو سے اب اس بات پر بھی مجبور نہیں ہے کہ بچوں کو دودھ پلانے کے عوض میں اگر وہ چاہے تو خاوند سے کچھ معاوضہ لے سکتی ہے [illegible] کہ غیر مردوں سے گفتگو کرتے وقت اس کا لہجہ نرم اور ملائم نہ ہونا چاہئے بلکہ اسے چاہئے کہ نہایت بے تکلفی کے ساتھ خوب کڑک کر بلند آواز سے تاکہ مردوں پر اس کا رعب طاری ہو جائے اور کم ظرف کو دیکھ کر مرد طمع کی جو ہمتیں پیدا کرتی ہیں ان کا اندیشہ نہ رہے اسے یہ بھی حکم ہے کہ [illegible] وقار کے ساتھ رہا کرے اور کس مپرسی کی حالت میں [illegible] مردوں کو اپنے ناز دکھاتی اور اتراتی نہ پھرا کرے کیونکہ ان باتوں سے [illegible] اور اس کے ذریعے یا صنف کی مردوں کی نظر میں حقیر ہو جانے کا اندیشہ ہے اسے بھی غیر مردوں پر ظاہر کرنے سے منع کیا گیا ہے [illegible] چہرہ یا ہاتھوں وغیرہ پر ہوں کہ جن کا کھلا رکھنا لازمی ہو [illegible] غرض سے کہ ایسا کرنے سے وہ مرد کی نگاہوں میں [illegible] کے متعلق ہی اسے اب کامل آزادی حاصل ہو [illegible] شادی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا اسے اس کا یہ حق [illegible] خاوند کو وہ اسی طرح بطور خود دیکھ بھال کر پسند کرے [illegible] پسند کرتے ہیں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے عورت [illegible] ذمہ دار ہستی ہو کر جتنا مرد ہے اتنی ہے [illegible] ذمہ داری مرد کے سر [illegible] مردوں کو حکم دیا [illegible]

[illegible]

[illegible] کے

[illegible] یہ فوقیت بھی صرف
اس حد تک [illegible] کی حفاظت اور [illegible] کی پرورش
کا تعلق [illegible] ہے کہ حضور رسالت مآب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے [illegible] فرمایا تھا کہ ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے
اور ظاہر ہے کہ ماں ہمیشہ عورت ہی ہوتی ہے۔ بعض قوموں میں یہ دستور ہے کہ
عورت کو اس قابل ہی نہیں سمجھا جاتا کہ کوئی اسے اس کے نام سے پکارے کیونکہ
اس کا اپنا [illegible] اگر نام ہو تو اس سے اس کی علیحدہ ہستی اور ذمہ دار ہستی
قائم ہوتی ہے جب تک ایسی عورتیں بن بیاہی رہتی ہیں جب تک وہ باپ کے
نام سے پکاری جاتی ہیں اور جب شادی ہو جاتی ہے تو شوہر کے نام سے گویا وہ
گائے بکری ہیں کہ جس کے کھونٹے پر بندھی ہیں اسی کے نام سے منسوب ہیں۔ اسلام
نے چونکہ عورت کی ہستی کو بالکل اسی طرح ایک ذمہ دار ہستی قرار دیا ہے کہ جیسے مرد
کی اس لئے ہم لوگوں میں ایسا کوئی دستور نہیں جس طرح مرد اپنے الگ نام سے
پکارے جاتے ہیں اسی طرح عورتیں بھی خود اپنے نام سے پکاری جاتی اور [illegible]
تصور کی جاتی ہیں۔

رنگ و نسل کی بنا پر بھی بعض قوموں نے امتیازات قائم کر رکھے ہیں اور
غیر مساویانہ سلوک کی یہ بھی ایک بہت بری [illegible] مثال ہے کہ ایک سفید رنگ
کا انسان ایک سیاہ فام شخص سے محض اس بنا پر نفرت کرتا اور اسے بنظر
حقارت دیکھتا ہے کہ وہ کالا ہے اور براعظم افریقہ میں بسنے والی قوموں کے
متعلق عام خیال یہی ہے کہ وہ کسی کمتر درجہ کے انسان ہیں اس لئے آپ جہاں
دیکھیں گے اسی سرزمین کے کمزوروں کو گرفتار دام اور سفید رنگ کے لوگوں کا
غلام پائیں گے۔

یہ افریقی لوگ، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جنوبی افریقہ کے لوگ بالعموم بڑے
مضبوط [illegible] اور محنتی ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ ان میں یہ صفت بھی
موجود ہے کہ جو کام ان کے سپرد کر دیئے جائیں انہیں بڑی دیانتداری اور جفا
کشی سے سرانجام دیتے ہیں لیکن ان خوبیوں کا صلہ اس دنیا نے کہ جو اپنے
آپ کو مہذب کہتی ہے انہیں یہ دیا ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر انہیں پکڑا جاتا ہے
اور غلام بنا کر [illegible] کر دیا جاتا ہے۔

آپ کے ملک کے جنوب میں ایک بہت بڑا جزیرہ نما ہندوستان آباد
ہے جہاں [illegible] قومیں رہتی ہیں آپ کے اہل ملک نے عہد
قدیم میں [illegible] کیا اور ہندوستان میں گھس گئے اور وہاں پہنچ کر
ان [illegible] کو [illegible] تمام شمالی ہندوستان سے نکال دیا اور ان کی
بچی کچی [illegible] جنوبی مقامات میں آباد ہو گئی ہیں اس
طرح [illegible] ان کے [illegible] کو قتل کر کے
بھی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ملک کی حفاظت کرنا اور ملک پر حکومت کرنا [illegible] یا تیسری ذات
تجارت کے لئے مخصوص کر دی گئی اور [illegible] چوتھی ذات کے حصہ میں
جس کا کام [illegible] اور ادنیٰ درجہ کی خدمتیں بجا لانا آیا۔ یہ شودر
غریب تھے کہ جو اس ملک کے اصل باشندے تھے [illegible]
ذلیل اور قابل نفرت ٹھہرائے گئے تھے [illegible] نفرت اس درجہ ترقی کر گئی تھی
کہ اگر کسی شودر کا سایہ بھی کسی برہمن دیوتا پر پڑ جاتا تو اس کا جسم ناپاک ہو جاتا تھا
اور بہت کچھ نہانے دھونے اور خدا جانے کن کن طریقوں پر کفارہ ادا کرنے
کے بعد یہ گندگی اور ناپاکی دور ہوتی تھی [illegible] کی طرح [illegible]
شودروں نے بھی اپنی قسمت پر صبر کر لیا اور چند صدیاں گزرنے کے بعد
وہ خود بھی یہی سمجھنے لگے کہ وہ خدا کے معتوب اور مغضوب بندے ہیں جو
اسی سلوک کے مستحق ہیں کہ جو ان کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے ان مظلوموں
کی فریادیں اور نالہ و بکا یہ روداد یں بارگاہ الٰہی میں پہنچتی تھیں اور
عرش الٰہی لرز جاتا تھا۔

اسلام نے اس لعنت کو بھی دنیا سے دور کرنے کا تہیہ کیا اور ہمیں
اچھی طرح سمجھا دیا گیا کہ تمام انسان ایک ہی کنبہ ہیں اور تمام مومن آپس میں
بھائی بھائی ہیں رنگ اور نسل یا ذات پات کی بنا پر اسلام کوئی فرق
اور کسی امتیاز کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور [illegible]
جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ یہ حضرت بلال آپ کے سامنے موجود ہیں یہ حبشی
ہیں اور ایک غلام کی حیثیت رکھتے تھے لیکن آج ہم میں سے ہر شخص انہیں
سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے۔ اسلام میں ہندی، ایرانی، چینی، جاپانی یا [illegible]
بالکل مہمل اور بے معنی الفاظ ہیں اسلام اگر کسی فرق و امتیاز کو تسلیم کرتا ہے
تو وہ اچھے اور برے کا فرق ہے ہمارے نزدیک ایک نیک اور پارسا غلام
ایک بڑے اور ظالم بادشاہ سے کہیں زیادہ عزت کا مستحق ہے اور ہم ایک
نکوکار حبشی کو ایک بدکار عرب پر ترجیح دینا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔

آپ نے شاید حضرت عیسٰی کی امت والوں کو اکثر یہ کہتے سنا ہوگا کہ
ان کے مذہب کی بنیاد محبت پر ہے اس میں شک نہیں کہ انہیں آپس میں اپنے
مذہب والوں سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے لیکن [illegible]
اس غیر معمولی شغف کا نتیجہ لازمی طور پر یہی نکلنا چاہئے تھا اور یہی نکلا ہے کہ
انہیں غیر مذہب والوں سے اتنی ہی سخت نفرت بھی ہے غریب یہودیوں پر
انہوں نے جیسے جیسے مظالم توڑے ہیں اور جس قدر سفاکی اور بیدردی سے
انہوں نے حضرت موسٰی کی امت کو فنا کر دینے کی کوششیں کی ہیں اس کا ذکر
تاریخوں میں پڑھ کر غالباً آپ کے بھی آنسو نکل گئے ہوں گے اور میرا تو یہ عقیدہ ہے
کہ اگر محبت پر کسی مذہب کی بنیاد ہونے کا یہی نتیجہ نکلا کرتا ہے کہ [illegible]
[illegible] مذہب والوں کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے [illegible]

[illegible]

رسم کو مٹا دیا ہے کہ جس کی بدولت انسانی سماج کے اندر کسی قسم کی نابرابری پیدا ہو سکے دولت کی نابرابری کو ایسی خوبصورتی کے ساتھ مٹا دیا کہ کسی دولتمند نے بھی اسے برا نہ خیال کیا۔ بلحاظ حکومت انسانی حیثیت کی نابرابری کا اس طرح قلع قمع کیا کہ سرے سے بادشاہ کا وجود ہی باقی نہ رکھا۔ غلامی کی رسم کا ایسی عملی سے استیصال کیا کہ رسم ہی بند ہو گئی اور نہ کسی کو نقصان پہنچا نہ کسی کا دل دکھا عورت کو ذلت و پستی سے نکال کر اور مرد کی غلامی سے نجات دلا کر مرد کے دوش بدوش اسی سطح پر لا کھڑا کر دیا کہ جہاں سے اسے غار میں دھکیلا گیا تھا اور نسل و رنگ کے تمام امتیازات کو مٹا کر نسل انسانی کو اس صحیح راستہ پر ڈال دیا کہ جو فطرت نے اس کے لئے تجویز کیا تھا یہی وجہ ہے کہ ہم مذہب اسلام کو دین فطرت کہتے ہیں اس مذہب میں جبر و اکراہ کا نام نہیں ہے اور اس کا ایک حکم بھی ایسا نہیں ہے جسے انسانی فطرت پسند نہ کرے۔

سفیر: میں سچے دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے میری خاطر اتنی تکلیف گوارا فرمائی میرا خیال ہے کہ آپ تھک گئے ہونگے لیکن آپ کے فیاضانہ برتاؤ نے مجھے گستاخ بنا دیا ہے اور میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔

صحابی: شکریہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ میں نے صرف اپنے آقا کے حکم کی تعمیل کی ہے میں بالکل نہیں تھکا ہوں اور آپ شوق سے جو کچھ چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔

سفیر: آپ نے تو اس قسم کا کوئی ذکر نہیں کیا لیکن میں سن چکا ہوں کہ آپ کے پیغمبر صاحب اپنے آپ کو خدا کا آخری نبی کہتے ہیں جس کے یہ معنے ہیں کہ اب آپ کے بعد کوئی اور پیغمبر نہ آئیگا اور اگر یہ صحیح ہے تو کیا میں آپ سے پوچھ سکتا ہوں کہ ایسا کیوں ہے کیا آپ کو نسل انسانی سے یہ امید ہے کہ اب وہ ہرگز کبھی گمراہ نہ ہوگی اور آپ نے یہ کیوں سمجھ لیا ہے کہ آپ کے مذہب کے پیرو بھی کچھ عرصہ کے بعد اپنے پیغمبر کی تعلیمات کو اسی طرح نہ بھول جائینگے کہ جس طرح اگلی امتیں بھولتی رہی ہیں۔

صحابی: نہ مجھے نسل انسانی سے یہ امید ہے کہ آئندہ وہ گمراہ نہ ہوگی اور نہ مسلمانوں سے یہ توقع ہے کہ وہ اگلی امتوں کی طرح اپنے مذہب کی تعلیمات کو نہ بھلا دینگے اب سے پیشتر انسان کا علم بھی بہت محدود تھا اور اس کی عقل نے بھی کافی ترقی نہیں کی تھی اس لئے مذہب کے متعلق تمام تعلیمات مکمل طور پر انسان تک نہیں پہنچی تھیں ہر زمانہ میں اسکے پیغام بروں نے اتنی اصول اسی قدر سکھایا اور بتایا تھا کہ جس قدر ان کی ترقی نایافتہ عقل برداشت کر سکتی تھی اب انسان نے علم و عقل دونوں نے بہت کافی ترقی کر لی ہے لکھنے پڑھنے کا رواج اس قدر عام ہو گیا ہے کہ مذہبی احکام کو کتابی صورت میں منضبط کر کے رکھا جا سکتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اب عقل انسانی اس قابل ہو گئی ہے کہ اپنے گرد و پیش کی تمام چیزوں پر غور کرے اور صحیح نتیجوں پر پہنچے اس لئے اب اس کی ضرورت نہ تھی کہ بعض مذہبی اصول نہیں نہ بتائے تھے یا اکثر و بیشتر چیزوں کے متعلق ان کی تسکین اس طرح کر دی جاتی [illegible] کا حکم ہے اس میں [illegible] اس کی ضرورت نہیں اب انسان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ ہر چیز کے متعلق خود غور کر کے [illegible]

ہے وہ لازمی طور پر دیکھ ہوگا کہ جو اسلام کی تعلیمات ہیں [illegible] اس کی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی کہ کوئی پیغمبر یا رسول [illegible] فکر کا مادہ پیدا ہو گیا ہے اور عقل کی ترقی کے ساتھ ساتھ [illegible] یہ مادہ ترقی کرے گا اور چونکہ غور و فکر کے بعد ہم جس چیز کو صحیح سمجھ کر قبول کریں گے وہ ضرور وہی ہوگی کہ جو اسلام نے بتائی ہے اس لئے ہمارا غور اور ہماری فکر ہی ہمارے لئے رہنما کے فرائض انجام دے سکیں گے اور ہر صاحب فکر گویا ایک مجدد کی صورت اختیار کر لیگا اور ایسی حالت میں غالباً آپ بھی فیصلہ کریں گے کہ کسی پیغمبر کی ضرورت نہ پڑے گی ہم سے ہمارے خدا نے فرما دیا ہے کہ آج کے دن تمہارا دین مکمل ہو گیا اس لئے اب کسی پیغمبر کی ضرورت بھی اس کے لئے نہ رہی کہ وہ آکر نئی نئی باتوں کی تعلیم دیتا ہمیں بار بار بڑی تاکید سے خدا کی طرف سے یہ حکم ملا ہے کہ ہم ہر معاملے کے متعلق خود غور و فکر کیا کریں اور اسی کے ساتھ ہمیں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ مذہب کے متعلق ہمیں بارگاہ ایزدی سے جس قدر احکام ملنے والے تھے وہ سب مل چکے پھر اب اس کے بعد اگر کوئی پیغمبر آتا بھی تو کلام کیا کرتا اسی لئے یہ سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔

سفیر: آپ کا جواب بالکل معقول ہے اور اس سے میری تسکین ہو گئی۔

صحابی: میں نے جو کچھ عرض کیا ہے وہ مذہب اسلام کے صرف چند اصول ہیں اور مختصر صورت میں غالباً اس کے سوا اور کچھ بیان بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اب میں آخر میں اتنا اور عرض کر دوں کہ آپ از راہ کرم ان اصولوں پر اپنی فرصت کے اوقات میں اچھی طرح غور فرمائیگا اور ابھی جب تک آپ ہمارے مہمان ہیں آپ جو کچھ پوچھنا چاہیں مجھ سے پوچھ سکتے ہیں مجھے امید واثق ہے کہ اگر آپ نے اچھی طرح غور کیا اور تعصب کو راہ نہ دی تو آپ ضرور اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ دنیا میں اس وقت تک ہرگز ہرگز امن قائم نہیں ہو سکتا اور خونریزی بند نہیں ہو سکتی جب تک لوگوں کی حالت اور حیثیت نابرابر ہے اپنے ہی جیسے انسانوں کو اپنے سے بہتر حالات میں دیکھ کر یہ ناممکن ہے کہ ہمارے دل میں ہوس اور حسد نہ پیدا ہو اور دوسروں کے دباؤ یا دوسروں کی غلامی میں زندگی بسر کرتے کرتے یہ ممکن ہی نہیں کہ فطرت انسانی اس حالت میں تبدیلی کی خواہش نہ ہو اور اگر ایسا ہوا تو پھر تصادم ناگزیر ہے آپ جنگ و خونریزی سے آج اکتا جائیں یا کل یا ہزار دو ہزار برس بعد۔ لیکن جب کبھی آپ اس سے اکتا کر ایسے اصولوں کی تلاش کریں گے کہ جس سے خونریزی اور فساد کا انسداد ہو سکے تو اس وقت آپ کو ان سے بہتر اصول کہیں نہ مل سکیں گے کہ جو اسلام نے بتا دئیے ہیں اسلام مذہب فطرت ہے اور کبھی نہ کبھی یہ تمام دنیا کا مذہب ہو کر رہیگا اور اسی دن یہ دنیا دار المحن نہیں بلکہ دار السلام بن جائے گی۔

نماز کا وقت آگیا تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی اور جب لوگ نماز کی تیاری میں مصروف ہوگئے

مناظرے

(جناب ملک محمد عارف صاحب کشمیری بازار۔ لاہور)

کسی قوم کے ادبار و تنزل کا سب سے بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس قوم کے مذہبی رہنما قوم کی اصلاح و تعمیر سے چشم پوشی کر کے تشتت و افتراق اور باہمی اختلاف کو دینی خدمت سمجھ لیں ادیان کے اختلاف و نفاق کے باعث اس کی مختلف جماعتوں کی ذہنیتیں متفاوت، متضاد و نصب العین متباین ہو جائیں، مختلف جماعتوں کی تمام علمی و عملی طاقت دوسری جماعتوں کی تخریب و تدمیر میں صرف ہو اور جذبۂ عناد و مخالفت برادروں اور دینی بھائیوں کو ایک دوسرے سے مختلف جماعتیں اور افراد رقیبانہ جنگ رکھیں اور ایک دوسرے کی نقصان رسانی اور بدخواہی میں ایک لذت و راحت محسوس کریں۔

بغداد اور اندلس کی اسلامی شوکتیں انہی اسباب کے زیر اثر تباہ ہوئیں اور دہلی میں اسلامی اقبال اسی نا اتفاقی کی بھینٹ چڑھ چکا علاوہ ازیں تاریخ شاہد عدل ہے کہ ہمیشہ وہی قومیں مغلوب و مفتوح اور ذلیل و خوار ہوئیں ہیں جنہوں نے اتحاد باہمی کے اصول زرین کو ترک کر دیا اور خانہ جنگیوں میں محو ہو گئیں۔ لنکا میں جب ایسی ہی فاتحین کی آمد ہوئی تو ان کی فال بد ثابت ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ انقلابات فتح و شکست اور عروج و زوال جمعیت و تفرقہ ہی کے رہین منت ہیں۔ فتح و کامرانی کا دوسرا نام تنظیم جمعیت ہے اور شکست و مغلوبیت کا دوسرا نام فرقہ آرائی اور باہمی بغض و عناد ہے قوموں کے عروج و زوال کی تاریخ جاننے والے اور سیاسی دماغ جانتے ہیں کہ حکمران طاقتیں اپنی رعایا کو مغلوب و محکوم رکھنے کے لئے ان میں پھوٹ ڈال دیتی ہیں اور پھر آسانی اور بے فکری کے ساتھ ان کی جان و مال پر تا دیر متصرف ہو کر حکمرانی کرتی ہیں۔

قومی تنزل کے آثار

پس کسی قوم کے تباہی کے کنارے آ لگنے کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ اس کے مذہبی رہنما لایعنی جھگڑوں اور فضول مباحث میں پڑ کر اپنی اجتماعی قوتوں میں تفرقہ و شقاق کے سامان پیدا کر لیں آؤ میں تمہیں اس حقیقت کبریٰ کا ایک عبرت انگیز نمونہ تاریخ میں دکھلاؤں تاکہ تم مذہبی نزاع اور تفرقہ کا نتیجہ کس ہولناکی اور تباہی کے ساتھ اپنی صورت میں دیکھ سکو۔

قرون اولیٰ میں جبکہ عساکر اسلام بیت المقدس کی فصیل تک پہنچ چکے تھے اور مرکز نصرانیت اسلامی پنجۂ اقتدار کی گرفت میں آنے کے قریب تھا تو نصرانی علماء مذہبی تعصبات کا شکار فروعی اختلافات کے نشہ میں مخمور اور باہمی تو تو میں میں مصروف تھے۔ فلسفی طبیعت کے پادری بشپ لاٹ اور قسیس ہنگامہ جنگ و جدال میں داد مردانگی دے رہے تھے اور مذہبی مباحثے و مناظرے کے میدانوں میں فلسفیانہ و منطقی دلائل بیانوں کے پہلوان بنے ہوئے تھے سیوف باتوں کی تیزی و طراری کے ساتھ اپنا کام کر رہی تھیں جب دمشق کی فصیل کی ... مرکز ... پہنچ چکے تھے۔ اس وقت نصاریٰ فلسطین کے مابین یہ مسئلہ مابہ النزاع بنا ہوا تھا کہ آیا خدا اور مسیح کی پاخانہ پاک تھا یا پلید؟ اس قسم کے لایعنی جھگڑوں اور فضول مباحثوں کے انہماک کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنی قوم کی فلاح و بہبود اور تحفظ سے غافل ہو گئے اور اسلامی پنجۂ اقتدار مرکز نصرانیت پر قابض ہو گیا ۔

تو گوئی خرد سال شاطر بجنگ ــــــ در افتادہ با ہم بہ پیکار و جنگ

کیا یہی حالت ہمارے علماء کی نہیں

بلکہ اس سے زیادہ اسلام کے دیگر تمام فرقوں اور اختلافوں کو جانے دو صرف اہل سنت والجماعت کے سواد اعظم کو لے لو اور پھر ان کے ہلاکت انگیز اختلافات کو دیکھو تو تمہیں نظر آئے گا کہ وہی بلائے افتراق جس نے دنیا کی قوموں اور نصاریٰ کو تباہ کیا ہمارے اہل سنت والجماعت علماء پر بری طرح مسلط ہے جس سے جھلکتا ہوا حال نظر آتا ہے ان میں متعدد جماعتیں ہیں جدا جدا مسلک اور الگ الگ حلقے قائم ہیں اور ہر شخص اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنا رہا ہے۔ جماعتیں ایک دوسرے کے خون کی پیاسی ہیں ایک دوسرے کو نفرت و حقارت سے دیکھتی ہیں اور ان کے کرتا دھرتا سفید ریش بزرگ صورت مولوی صاحبان جماعتوں کے محفوظ قلعوں میں بیٹھ کر اسلامی ملت پر آزادی کے ساتھ تکفیر کی گولہ باری کر رہے ہیں۔

علماء کا کیا فرض تھا اور وہ کیا کر رہے ہیں

علماء کا فرض یہ تھا کہ وہ جرأت و دلیری کے ساتھ الحمد حق کی آواز بلند کرتے رہیں ملت مسلمہ کے معاشرتی و اجتماعی امراض کی تشخیص و تدقیق کو معرض بحث میں لاتے رہیں مسلمانوں کو وسعت علم اور حالات زمانہ کے مطابق اصلاح و ترقی کی راہیں بتاتے رہیں اور اپنا مفوضہ فرائض اور قوم و ملت کی خدمت کو خلوص اور بے نفسی کے ساتھ بجا لاتے رہیں ان مشاہیر علماء اور نامی گرامی ہستیوں کو چھوڑ کر جو صحیح معنوں میں ملت کے کشتیبان بنے ہوئے ہیں بتلائیے کتنے علماء ہیں جو اپنے فرائض سے کما حقہٗ واقف ہیں اور قوم و ملت کی خدمت کر رہے ہیں مجھے کہنے دیجئے کہ ان کی اکثریت اپنے فرائض سے ناواقف ہے ناعاقبت اندیشی اور بے فکری کی زندگی بسر کر رہی ہے اسلام کی ابدی زندگی اور ترقی سے کوئی غرض نہیں ضعیف الایمانی اور اسلام فروشی کا گھناؤنا منظر پیش کر رہی ہے دین کے پردے میں دنیا کما رہی ہے تمام عالم مسلمانوں کے لئے وبال بنی ہوئی ہے اور دنیوی جاہ و اقتدار پر دین پاک کو قربان کر دینے کے لئے ہر وقت تیار رہتی ہے ... سمجھے کہ وہ ان میں اس کی ہر چال کی ... کے ... آلہ سمجھتے ہیں۔

علمائے ماپہ النزاع مسئلوں کی حقیقت

اسلام دنیا کے تمام تفرقوں کو ملا کر تمام دنیا کی برادری قائم کرنے اور تمام بنی نوع انسان کو ایک صراط مستقیم پر چلانے آیا تھا اور وہ اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہوا اور قیامت تک کامیاب رہے گا لیکن نفاق پرور علماء نے اس مقصد کے خلاف اسلام کو تفرقوں کا آماجگاہ بنا لیا اس طرح کہ جو چیزیں حقائق ایمانیہ اور اسلام سے متعلق تھیں ان کی طرف سے توجہ ہٹا لی اور جن چیزوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ان کو عین دین اور ذریعہ نجات سمجھ لیا۔

دیکھئے اسلام کے معنی آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے عہد میں خدا کو اس کی ذات و صفات مخصوصہ میں ایک، پیغمبروں کو سچا اور کلام الٰہی کو برحق ماننے کے تھے اور اسلامی عقائد کے بارہ میں ہمیں ہمارے آقا و مولانا سید محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی صاف، سیدھی اور فطری راہ بتلا دی تھی جس پر چل کر کبھی اختلاف و نزاع پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ قدمائے اہل سنت کے بقول حضرت مولانا سید سلیمان ندوی یہ دو اصول تھے۔

(۱) آنحضرت صلعم عقائد اور اعمال کے متعلق اپنی امت کو جو کچھ تعلیم و تلقین فرما گئے اس پر ایک ذرہ کا اضافہ یا اس سے ایک ذرہ کی کمی نہیں ہو سکتی۔

(۲) خدا کی ذات و صفات اور دیگر عقائد کے متعلق قرآن نے جو کچھ بیان کیا ہے یا پیغمبر سے جو کچھ تواتر ثابت ہے اس کی نسبت اجمالاً یا تفصیلاً جو کچھ اور جس حد تک انہوں نے تفسیر و تشریح کی ہے اسی پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا مدار ہے۔

علمائے ان دونوں اصولوں پر قائم رہتے ہوئے اہل السنت و الجماعت میں دین کے بارے میں کوئی اختلاف و نزاع پیدا ہو سکتا ہے یا آج بھی اگر ہم ان اصولوں کی پابندی کریں تو کوئی اختلاف و نزاع پیدا ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں میرا دعویٰ ہے کہ اگر آج تمام علمائے اہل السنت و الجماعت کے ساتھ ان اصولوں کی پابندی کریں تو یہ قیامت خیز اختلاف و نزاع جو ہمارے لئے ذلت و رسوائی اور تباہی و بربادی کا موجب بنا ہوا ہے چٹکی بجاتے میں دور ہو سکتا ہے اور ایک ہی دن میں بگڑی بن سکتی ہے ہمارے علماء میں اسی چیز کی کمی ہے۔

اب ان تمہیدی مقدمات اور اصولوں کو سامنے رکھ کر اگر آپ فرقہ بند اور نفاق پرور علماء کے خود ساختہ اسلام کا جائزہ لیں تو آپ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ ان کے اسلام کو آنحضرت صلعم اور صحابہ کرام کے اسلام سے کوئی تعلق نہیں آج جو معمولی جزئی اور فروعی مسائل ان میں وجہ اختلاف و نزاع بنے ہوئے ہیں وہ ایسے مسائل ہیں جن کو نہ کبھی صحابہ نے بحث کا موضوع بنایا اور نہ کبھی تابعین اور ائمہ مجتہدین نے ان کو باعث نزاع و جدال [illegible] مگر یہ نفاق پرور علماء ہیں کہ انہی پر کفر و اسلام کی بنیاد رکھ دی اور ایک دوسرے کو کافر، مشرک، بدعتی اور وہابی بنا لئے

[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] نام [illegible] [illegible] [illegible]
مسائل کے چند نادر ہیں جو باہم [illegible] اختلاف [illegible]
اور کتابی موجود ہے کیا یہ صحابہ، تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے زمانہ میں وجہ اختلاف و نزاع تھے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو نفاق پرور علماء کو یہ کیا خدا کی مار اور اسلام کی پھٹکار ہے کہ [illegible] انہی مسائل میں الجھ کر رہ گیا اور ان کے بارے میں [illegible] کوئی روش اختیار کر کے مسلمانوں میں بغض و نفاق کی آگ لگا دی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان مسائل کے بارہ میں نفیاً یا اثباتاً اپنی اپنی رائے تحقیق کو جو وقعت و اہمیت دی گئی ہے اور جس غلو و بے اعتدالی کے ساتھ اس کو اسلام کا لباس پہنایا گیا ہے اس کے پردے میں نفسانی خواہشوں نے کام کر رکھا ہے یہی مسائل ہیں جن سے ان کی مولویانہ چودھراہٹ اور ان کی پیشوائیاں قائم ہیں۔

اصلاح احوال کا قرآنی اصول

اسلام ایک نہایت ہی سادہ اور سیدھا سادہ مذہب ہے جس میں کوئی پیچ و خم نہیں ہاں اس کے بعض مسائل ایسے ہیں جن کی تفسیر و تشریح میں اختلاف ہونا یقینی ہے [illegible] الوجوہ ہیں چنانچہ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:۔

ھو الذی انزل علیک الکتاب منه ایات محکمات هن ام الکتاب واخر متشابهات فاما الذین فی قلوبهم زیغ فیتبعون ما تشابه منه ابتغاء الفتنة وابتغاء تاویله وما یعلم تاویله الا الله والراسخون فی العلم یقولون امنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب	اس نے تجھ پر کتاب اتاری ہے جس میں کچھ آیتیں صاف اور معین ہیں و محکم ہیں وہی اصل مقصود ہیں اور کچھ دوسری شبہ والی ہیں سو جن کے دل میں کجی ہے وہ فتنہ چاہ کر اور الٹ پلٹ کرنے کے لئے اسی پیچھے رہتے ہیں جو شبہ والی بات ہے حالانکہ ان کی تاویل کو اللہ اور مضبوط علم والوں کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر

ایمان لائے یہ سب ہمارے رب کی طرف سے ہے اور اس کو وہی سمجھتے ہیں جو عقلمند ہیں۔"

ان آیات بینات میں جو لفظ محکم اور متشابہ آئے ہیں ان کی تفسیر میں اختلاف ہے مگر قرین قیاس یہ قول معلوم ہوتا ہے کہ محکم سے مراد وہ آیتیں ہیں جو مزید تفصیل و بیان کی محتاج نہیں اور [illegible] کے الفاظ ہی معنے و مراد پر دلالت تام کے لئے کافی ہیں [illegible] تفصیل و بیان کی محتاج نہ ہوں، محمد بن جعفر بن زبیر فرماتے ہیں کہ "محکم آیتیں اللہ کی حجت ہیں جو [illegible]
[illegible] اللہ [illegible]
[illegible] دلالت [illegible]
[illegible]

بندوں کی [illegible]

یعنی [illegible]

کو آزما [illegible]

میں اختلاف [illegible]

حقیقی مراد [illegible] رکھتے ہیں

ستان [illegible] کے ساتھ [illegible]

انکار [illegible]

پیدا کرتے ہیں وہ منافق جن مسلمانوں کے دلوں میں کھوٹ ہے اور جو [illegible] پر

ایمان رکھتے ہیں متشابہات کو غلط معنی کر کے ہیں اور اختلاف و تنازع

پیدا نہیں کرتے وہ راسخ فی العلم ہیں پس جن علماء نے اختلافی مسائل کے ذریعہ

اختلاف و تنازع کی قیامت برپا کر رکھی ہے وہ اسلام کے بدترین دشمن ہیں

ایسے علما کی پیشوائی کا تعین جاری مسلمان انسداد کر دیں اچھا ہے ورنہ اسلام

کے یہ نادان دوست مسلمانوں کو تباہ کر کے رہیں گے۔

پہلی امتیں اسی لئے تباہ ہوئیں اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئیں کہ

ان کے مذہبی رہنما گرد گئے تھے دین میں اختلافات برپا کئے اور نفسانی

خواہشوں کی پیروی کرتے ہوئے دین الٰہی کی تحریف کر ڈالی۔ اسلام نے

آج سے تیرہ سو سال پہلے اتحاد فکر و خیال کا یہ اصول بتلا دیا تھا کہ جو متبع

اھویٰ پیروی کرے دین میں اختلاف پیدا کر دیئے چنانچہ آج مسلمانوں میں

جس قدر اختلافات ہیں وہ نفسانی خواہشوں کی پیروی ہی کا نتیجہ ہیں

اگر ہمارے علماء ظاہر و باطن ایک کر کے کتاب و سنت کی پیروی کرنے لگیں

اور نفسانی خواہشوں کی پیروی کرنا چھوڑ دیں تو بہت جلد ہمارے علما کی نزاع

و مناقشت ختم ہو سکتی ہے اور اختلاف فکر و خیال کی صورت میں جتنی

مصیبتیں اور ذلتیں برداشت کی ہیں وہ برداشت نہ کرنی پڑیں۔

یہاں تک میں نے جو کچھ فرقہ بند علما اور ان کی ذہنیتوں ان کی مشغولیتوں اور

ان کے اختلافات و تنازعات کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس کی تصدیق و توثیق

کے لئے لاہور کے مشہور مناظرہ کا حشر معلوم کیجئے اور ماتم کیجئے کہ ہمارے

علما اب تک حالات زمانہ سے بے خبر کیونکر اپنی اجتماعی قوتوں کو تباہ کر رہے ہیں۔

بریلوی دیوبندی علما کا دنگل

آج ہندوستان میں مسلمانوں کو جو دینی اور سیاسی خطرات لاحق ہیں جن نازک حالات سے وہ گذر رہے ہیں آ ے ارباب علم و فضل جیسی طرح واقف ہیں ہندوستان کے مسلمان اس وقت دو چکی کے پاٹوں کے بیچ میں آ گئے ہیں [illegible] کی آندھیاں چل رہی ہیں [illegible] مسلمان فرقہ فرقہ ہو رہے ہیں [illegible] ان کی تہذیب و سیاست کا [illegible] اپنے اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر [illegible] تو آج [illegible]

میں اسلام [illegible]

صحیح رہنمائی [illegible]

مگر جناب [illegible]

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] اسلام اپنا [illegible]

[illegible] علماء سے [illegible] ایک مناظرہ کا اعلان [illegible]

[illegible] کا ایک شخص [illegible]

[illegible] سنا ہے [illegible] کہ [illegible] نو مناظرہ میں [illegible]

کے مناظروں اور مباحثوں کی اہلیت، معقولیت [illegible] سے کیا اور کہ

جہاں علاوہ ایک شخص کی کتابوں پر بحث کرنے کے لئے مقرر کیا گیا تھا یا

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کی تصانیف میں باقی [illegible]

یا ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مناظرہ کا حشر

جس مناظرہ کے لئے زمین و آسمان سر پر اٹھا لئے گئے مسلمانوں کا روپیہ بیدردی کے ساتھ برباد کیا گیا دور دراز سے مولوی صاحبان بلائے گئے اور تین روز تک ہنگامہ رہا اس کا حشر

بقول سالک صاحب کے یہ ہوا کہ اگر حضرت مولانا الطاف حسین حالی زندہ ہوتے

تو خدا جانے کتنے علمائے کرام کی مقدس نگاہیں جہاں مسجد وزیر خاں پر لگی ہوئی

نظر آتیں اور کتنے مجاہدین اسلام کا خون لاہور کے گلی کوچوں میں [illegible]

غرض یہ تین دن کا مناظرہ بزبان حال فرقہ بندوں کی حالت پر خون کے

آنسو بہا رہا تھا۔

روئے بسوئے قبلہ کرے دیدہ خونابہ بار وہ نظر آتا ہے [illegible]

خدارا مجھے بتلایئے کہ فرقہ بندوں کی اس ذہنیت اور مذکورہ فضلاء

کے مذہبی نزاع میں کیا فرق ہے اور اس مناظرہ کا کیا فائدہ ہوا بجز اس کے

خون کے گھونٹ پیکر فرقہ بندوں کے حق میں دعا کرنی پڑتی ہے

خدا تجھے انھیں نے عقل کو درست کرے تبائے ملت بیضا جو [illegible]

مسلمانو غور کرو اور عبرت حاصل کرو کہ اسلام ہمیں کیا حکم دیتا ہے اور ہم کیا کر

رہے ہیں خدا نے ہماری جمعیت قائم کرنے ہیں حکم دیا تھا کہ اپنے دین پر قائم

رہیں اور آپس میں جھگڑا اور اختلاف کر کے فرقہ فرقہ نہ ہو یہ خدائے قدوس

کا ایک احسان عظیم تھا کہ اس نے ہمیں ملت واحدہ بنایا تھا مگر ہم اس احسان

کا بدلہ اس صورت میں دے رہے ہیں کہ حاملان قرآن [illegible]

پیشوایان دین مبین اور جانشینان رسول کریم محض فانی اغراض

شخصی فوائد کے لئے فرقہ بندی اور گروہ سازی پھیلا رہے ہیں [illegible]

تنازع سے قومیت اور مذہب کی جڑیں کھوکھلا کر رہے ہیں ایک دوسرے

پر تکفیر کے تیر چلا رہے ہیں آپس میں لڑ رہے ہیں [illegible]

رہے ہیں قوم کو کمزور کر رہے ہیں اور دوسری قوموں کو اپنے اوپر نہ صرف

مضحکہ اڑانے بلکہ فاتحانہ حملہ کی دعوت دے رہے ہیں

خدا کے دین کو فرقے بنا کے فرق کیا

جو اتحاد کی کشتی تھی اسکو غرق کیا

اے مقلب القلوب عاجز نواز خدائے قدوس مسلمانوں کو عقل و سمجھ اور

اتحاد و خلوص عطا فرما کہ وہ آپس میں جھگڑنا ترک کریں اور تنازعات و تفرقات

کا سلسلہ ختم کریں تاکہ ان کی [illegible] جمعیت اور اخوت و

[illegible] مسلمانان عالم میں [illegible] آمین یا الٰہ

[illegible]

غناء و فقر اور اسلام

(از جناب مولوی شریف احمد صاحب مرحوم ازهری)

حیات دنیوی میں انسان کو بالعموم تین حالتیں پیش آتی ہیں اولاً یہ کہ حکومت و ریاست عیش و نشاط، جاہ و تنعم ایسا جس میں تنغص و تفکر کا شائبہ تک نہ ہو اور پوری زندگی عشرت و اطمینان میں بسر ہو جائے ثانیاً یہ کہ عسرت و افلاس محکومی و مذلت دائم المرضی و تنگ دستی فقر و فاقہ ایسا کہ سر اٹھانے کی مہلت نہ ملے اور تمام عمر مصائب و آلام کی نذر ہو جائے ثالثاً یہ کہ دولت و تنعم تو میسر ہے مگر اس میں امراض جسمانی یا اعزہ و احباب کی مفارقت دائمی کے صدمات بھی کشمکش کا باعث بنی ہوئی ہیں یا عیش و سرور نصیب ہے فراغت و اطمینان سے زندگی بسر ہو رہی ہے مگر افکار و تفکر بھی ساتھ لگے ہوئے ہیں کبھی طمانیت و فراخ دستی نے مسرور بنا رکھا ہے اور کبھی تنگ دستی و حوادث کا خوف بے قرار بنا رہا ہے وہ بے چین ہے اور دماغی توازن درہم برہم ہو رہا ہے۔

جاہ و تنعم کے اثرات

ان تینوں حالتوں کے تاثرات و نتائج جدا جدا ہیں جاہ و تنعم اور فارغ البالی اور زندگی کی مادی مسرتیں ایک بڑی نعمت و سعادت نظر آتی ہیں اور فی الحقیقت اگر انسان دائرہ انسانیت میں رہے تو یہ دنیا ہی اس کے لیے جنت بن جاتی ہے لیکن یہ حالت جتنی بظاہر پر نور اور درخشاں دکھائی دیتی ہے نتائج و عواقب کے اعتبار سے اتنی ہی تاریک و تاریک تر ہے اس لیے کہ اس حالت میں انسان کا توازن دماغی بہت جلد درہم برہم ہو جاتا ہے عیش و شادمانی کا قیام و دوام اسے مغرور و متمرد بنا دیتا ہے اور یہی نہیں کرتا خود کو اپنے جنس سے ایک بالاتر مخلوق سمجھنے لگتا ہے دوسروں کو ذلیل سمجھنے اور ان کی تحقیر کرنے لگتا ہے بلکہ عبد و معبود کے محکم ترین رشتہ کو بھی وہ ٹکڑوں میں توڑ کر رکھ دیتا ہے اور خدا کو بھی بھول جاتا ہے۔

دنیا ہزارہا سال سے آباد و پر رونق چلی آتی ہے اس خاکدان ارضی پر سیکڑوں اقوام و ملل کے سر پر ہمائے حکومت چمکے ان کو اقبال مندی اور عزت کے وہ درجے کمالات کی ترقیات و امکانات نے بہت جلد ان کی نگاہوں کو خیرہ و دماغوں کو [illegible] نیتوں کو خراب اعمال کو زبوں اور اخلاق کو قبیح کر دیا وہ اللہ کے بندوں کو خود اپنی بندیاں ہوتے ہوئے ذلیل سمجھنے اور انھیں ظلم و تشدد کے شکنجوں میں کسنے لگیں اور رفتہ رفتہ یہ نوبت پہنچی کہ وہ ان نعمائے الٰہی پر اس کا شکر ادا کرنے کے بجائے خود اسی معبود حقیقی سے سرکشی کرنے لگیں ان نعائم و اکرام کو عطیہ خداوندی سمجھنے کے بجائے انھوں نے یہ خیال قائم کر لیا کہ یہ جو کچھ ہے ہماری اپنی ذہانت و ذکاوت کا ثمرہ اور اپنی عقل و سعی کا نتیجہ ہے چنانچہ نعائم الٰہی ہی ان کی ضلالت و جہالت کے باعث ان کی بربادی و تباہی کا عنوان بن گئے اللہ تعالیٰ رؤف الرحیم ہے اس کی شان لیس بظلام للعبید ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اپنے ہاتھوں مبتلائے عذاب ہوں انھیں بار بار اس نے لوگوں کو خدا کی نعمتوں [illegible]

چشم پوشی کی ان کی خطاؤں کو معاف کرتا رہا اور معاف کرتا رہتا لیکن جو وہ بھی تو اسی کے بندے تھے ان کا درد بھی تو اسی کو ہو سکتا تھا جن کی شیون و فریاد ان کے ظلم و جور کے صدقے میں اس کے عرش کا پایہ ہلا رہی تھیں جب یہ کسی طرح باز نہ آئیں تو ان کے قلوب پر ختم اللہ علیٰ قلوبہم کی مہر لگا دی گئیں اور وہ اس کی ایک ہی بطش شدید سے ایسی تباہ ہوئیں اور قہر الٰہی کی تعذیب نے انھیں اس طرح [illegible] کہ آباد ہو جانے کا پھر کبھی موقع نہ ملا اور اس طرح مٹیں کہ آج دنیا میں کوئی ان کا نام بھی لینے والا نظر نہیں آتا کہ ان کی لحد پر کھڑے ہو کر ان پر آنسو ہی بہالے ان کے اجساد و عظمت کے کھنڈر اب تک دنیا کے سرکشان غفلت و سرکشی کو درس عبرت دے رہے ہیں۔

دولت و غرور

حضرت نوح نے اپنی قوم کو کتنا سمجھایا مگر یہ بدبخت ازلی اس مرد بزرگ اور خدا کے سچے داعی کا ہمیشہ مذاق اڑانے سے باز نہ رہی آخر بادلوں کی گرج اور برق و رعد کی کڑک میں اس کی غفلت ہمیشہ کے لیے گر ہو گئی قوم عاد و ثمود پر اللہ تعالیٰ کے کیسے انعامات تھے کتنی قوت و شوکت اور کیسی تنومندی و جسمانی صحت انھیں نصیب ہوئی تھی شکر کرتے اور اس خلاق کریم کی حاجات و عبادات میں معروف رہتے تو باد مخالف کا کوئی جھونکا بھی ان کے گلشن میں ویرانی پھیلانے کا باعث نہ ہو سکتا تھا لیکن ان کی شکوہ و شان نے انھیں مغرور کر دیا جس کی انتہا یہ تھی کہ نشہ کبر میں پکار اٹھے من اشد منا قوۃ "ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے" جس کا جواب اولم یروا ان اللہ الذی خلقہم ھو اشد منہم قوۃ تھا یعنی بدبخت کیا نہیں جانتے اور غور نہیں کرتے جس نے انھیں پامالی ہستی سے پیدا کر دیا وہ ان سے زیادہ طاقت والا ہے لیکن نشہ ثروت و قوت نے ان کی بصارت و بصیرت دونوں کو ماؤف کر دیا تھا [illegible] سر آپ سے آپ پیدا ہو گئے اور ساری قوت و حشمت ہماری اپنی [illegible] تباہ ہوئے اور ایسے تباہ کہ اب ان کے کھنڈروں کا بھی کہیں پتہ نہیں چلتا اور اس نافرمانی و ناسپاسی نے ان کی ساری قوت و نخوت کو چکنا چور کر دیا

فراعنہ مصر پر بھی تنعم و جاہ کا [illegible] اور ایسا کہ جملہ نعائم حیات حاصل تھے اور کوئی تکلیف و مصیبت کبھی دیکھی ہی نہ تھی خدا بن بیٹھے اپنے سامنے اپنے ہی جیسے بندوں سے خدا بن کر سجدے کرانے شروع کر دیئے لطف یہ کہ ایک دفعہ پڑی تو خدا ہی یاد آیا اور خدا کے سوا [illegible] کوئی پکار نہیں سکے وہ نہیں جانتا تو کوئی بھی کسی کی نہیں سنتا [illegible] قحط سالی پڑی دریا خشک ہو گئے اور فصلیں تباہ خدا تو نے ہی [illegible] سجدہ ریز ہو کر درخواست کی خدا [illegible] لا بارش برسا حضرت موسیٰ مبعوث ہو چکے تھے [illegible]

ہی [illegible] کر [illegible] نے خدا [illegible] بادشاہ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] شان بھی [illegible] صرف وہی کر سکتا ہے دیکھا کہ فرعون اس وقت بندہ بنا آیا ہے اور اتنی بہت مجبور ہو گیا ہے تو دعا قبول کر لی اور بارش برسنے لگی اور ٹڈیوں کی خالی کی طرح نکل گئی۔

پھر ذرا ٹھہر کر دیکھئے کوئی بندہ بھی بندے اور باغی بندے کے ساتھ یہ سلوک کر سکتا ہے دشمنوں پر یہ کرم ہے تو اپنے تو آخر اپنے ہیں۔ فرعون کے لئے سمجھنے اور اقرار بندگی کرنے کا یہ زریں موقعہ تھا لیکن دنیوی جاہ اس نے [illegible] کو ترجیح دی اور تادم مرگ حضرت موسیٰ نے بہت سمجھایا نہ سمجھا آخر [illegible] کی موجیں اسے نگل گئیں ڈوبتے وقت اس نے بار بار موسیٰ کو پکارا [illegible] جلال میں بھرے ہوئے تھے یہاں سے خدا اور بندے کے فرق [illegible] ہے اللہ جل شانہٗ حضرت موسیٰ سے کہتا ہے کہ تم بھی [illegible] کہ تمہیں مصیبت میں فرعون نے بار بار پکارا مگر تم نے نہ سنی قسم ہے مجھے اپنے عزت و جلال کی اگر مجھے وہ ایک دفعہ بھی پکار لیتا تو اس کی ہزار سالہ بغاوت اور نافرمانیوں کے باوجود ضرور اس کی سنتا اور اسے بچا لیتا۔

قارون کی تباہی

قارون حضرت موسیٰ کی قوم کا فرزند تھا توریت کا بہت بڑا عالم تھا اس کے کاروبار کی وسعت دور دراز ممالک تک اپنی جڑیں قائم کئے ہوئے تھی اور تجارتی اور کیمیا کی اسرار و رموز میں اسے کمال لیاقت حاصل تھی جس کی وجہ سے اس کی دولت کی کوئی انتہا نہ رہی اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال تھی مٹی کو ہاتھ لگاتا تھا سونا ہو جاتی تھی یہ سب اللہ کے فضل اور حضرت موسیٰ کے فیض صحبت کا ثمرہ تھا پہلے تو اطاعت و انقیاد میں مصروف رہا عبادت بھی کرتا رہا مگر جوں جوں اس کے مال و جاہ میں فراوانی ہوتی گئی اس کا غرور بڑھتا رہا اس کے ہاں خزانوں کی یہ فراوانی تھی کہ ان کی کنجیاں بھی بہت سے اونٹوں کا بار تھیں۔

اس دولت و ثروت پر شکرگزار ہونے کے بجائے وہ نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ ہوتا چلا گیا یہاں تک نوبت پہنچی کہ توریت کے متبحر عالم ہونے کے باوجود اس نے حضرت موسیٰ کی اذیت رسانی کی سعی و جہد بھی شروع کر دی اپنی دولت کے نشہ پر وہ کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتا تھا اور حضرت موسیٰ کو برابر دھمکیاں دیتا رہتا تھا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم ہوا لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین وابتغ فیما اتاک اللہ الدار الآخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی تو دنیوی دولت و جاہ پر [illegible] اللہ تعالیٰ کو یہ باتیں اچھی نہیں معلوم ہوتیں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دیا ہے اس سے دار آخرت کے لئے بھی کچھ سامان کر اور دنیا [illegible]

[illegible]

کی [illegible] بڑے [illegible] توریت کا خیال رکھتے تھے انہوں نے کہا قارون! [illegible] بھلائی کے ساتھ [illegible] انما اوتیتہ علی علم عندی یہ دولت تو مجھے [illegible] جو کچھ میرے پاس ہے سب مجھے اپنے علم اپنی تدبیر اور اپنی سعی سے حاصل ہوا ہے جو میں نے پیدا کر لیا ہے کسی کا احسان نہیں حضرت موسیٰ نے اس سے کہا کہ ہزار دینار میں سے ایک دینار زکوٰۃ دے [illegible] آخر آپ نے ہزار درہم میں سے ایک درہم زکوٰۃ مانگی یہ بھی بہت بھاری تھی اس سے بھی انکار کر دیا تب اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا۔

اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ھو اشد منہ قوۃ و اکثر جمعا اس نادان قارون کو یہ علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ناسپاسی اور نافرمانی کی سزا میں اس سے پہلے بہت سی ایسی قوموں اور لوگوں کو جو مال و قوت میں اس سے بھی کہیں زیادہ تھے تباہ و ہلاک کر دیا ہے۔

اس کی آنکھیں اس پر بھی نہ کھلیں بلکہ الٹا حضرت موسیٰ کی عزت و آبرو کا دشمن بن گیا اور بنی اسرائیل کے چند افراد کو ملا کر اور ایک عورت کو مال و زر کا لالچ دے کر حضرت موسیٰ کے خلاف عین اس وقت جبکہ آپ تبلیغ و ارشاد کے لئے منبر پر تھے تہمت زنا لگوانی چاہی خود ہی اتہام لگایا اور اس عورت کو شہادت میں پیش کیا لیکن عورت نے سچ سچ سارا واقعہ بیان کر دیا حضرت موسیٰ کو جلال آ گیا بد دعا کی چنانچہ قارون اپنے تمام خزانوں سمیت زمین میں دھنس گیا نہ اس کی دولت باقی رہی اور نہ وہ شکوہ و شان صرف نام ہی نام رہ گیا۔

حکمت ربانی کے اسرار

بنی اسرائیل کے اچھے [illegible] ایمان والے اور صالح مسلمان قارون کی دولت و حشمت پر رشک کرتے تھے ایک مرتبہ عید کے روز جب وہ اس شان و طمطراق سے نکلا کہ کئی ہزار سوار رنگ برنگ کی وردیاں پہنے ہوئے گھوڑوں پر سوار خراماں خراماں جا رہے تھے تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکل گیا یالیت لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم یعنی کاش ہم کو بھی اتنا ہی مال حاصل ہوتا جتنا کہ قارون کو حاصل ہوا ہے وہ فی الحقیقت بڑا ہی خوش قسمت ہے۔ قوم میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ان میں جو سنجیدہ اور ہوشمند افراد تھے انہوں نے ان لوگوں کی یہ آرزو سن کر کہا ویلکم ثواب اللہ خیر لمن آمن و عمل صالحا ولا یلقاھا الا الصابرون افسوس تمہیں علم نہیں ایمان اور صالح بندوں کے لئے آخرت و عاقبت کا ثواب کہیں بہتر ہے جو صرف صبر کرنے والوں کو ملتا ہے۔

لیکن جب ان آرزو مندان دولت کی آنکھوں کے سامنے قارون کی تباہی کا دردناک نظارہ پیش ہوا اور انہوں نے حشر دیکھا تو خوفزدہ ہو گئے اور کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے رزق و دولت میں فراخی و کشادگی عطا کرتا ہے اور جس کے لئے چاہتا ہے اس پر تنگی کر دیتا ہے [illegible] اگر ہم پر خدائے عزوجل کا فضل نہ ہوتا تو ہمارا بھی یہی انجام ہوتا۔

[illegible]

ایک عبرتناک واقعہ پیش آیا ہے انصار مدینہ میں ایک صاحب ثعلبہ بن حاطب انصاری نے رسول کریم سے عرض کی کہ میرے لئے بہت سا مال مل جانے کی دعا کر دیجئے حضور نے فرمایا کہ ثعلبہ کیا تو میری طرح رہنا پسند نہیں کرتا اگر میں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ پہاڑوں کو میرے ساتھ چلائے تو یہ ہو سکتا تھا ثعلبہ نے عرض کی آپ دعا کر دیجئے خدا کی قسم میں اس مال سے مستحقین کے حقوق برابر ادا کرتا رہوں گا رسول کریم نے فرمایا وہ تھوڑا مال جس کا شکر ادا کیا جاتا رہے اس بہت سے مال سے کہیں بہتر ہے جس کا شکر نہ ادا ہو سکے اس کے اصرار پر آپ نے دعا کر دی دعا اور پھر رسول کریم کی دعا فوراً ہی اجابت کمال کو پہنچ گئی اس نے تجارت کے لئے جو بکریاں خریدیں چیونٹیوں کی طرح بڑھنے لگیں اور مدینہ کے مکانات میں ان کے لئے گنجائش نہ رہی اور اسے مجبوراً مدینے سے باہر قیام کرنا پڑا وہاں سے وہ صرف دن کی نمازوں کے لئے مسجد نبوی میں حاضر ہوتا شب کا آنا بند ہو گیا۔ بکریاں اور بڑھیں تو وہ مدینے سے اور دور ایک میدان میں چلا گیا اب وہ صرف جمعہ کی نماز کے لئے مدینہ میں آتا تھا۔

بکریوں کی مزید وسعت کے ساتھ آسے اور دور ایک موزوں مقام تلاش کرنا پڑا اور اب وہ اتنی دور ہو گیا کہ مدینہ پہنچنا قطعاً ختم ہو گیا صرف آنے جانے والوں سے رسول کریم کی خیریت دریافت کر لیا کرتا تھا ایک روز آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ ثعلبہ نظر نہیں آتا حقیقت حال معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا افسوس ہے ثعلبہ ابن حاطب کے حال پر۔

افزونی دولت کا انجام

اسی اثناء میں مسلمانوں پر زکوٰۃ فرض ہو گئی آپ نے دو محصلین زکوٰۃ کو ثعلبہ کے پاس بھیجا ثعلبہ بولا مجھے فرمان نبوی دکھاؤ اس کی بدبختی کا یہ کتنا افسوسناک نظارہ تھا کہ فرمان نبوی دیکھ کر کہنے لگا یہ تو بالکل جزیہ ہے بہرحال اس وقت تم جاؤ اور واپسی پر میرے پاس آنا اور دوسرے لوگوں نے ان کے پہنچتے ہی اپنے بہترین اموال پیش کر دیئے اور جب انہوں نے کہا کہ ہمیں صرف اوسط درجے کے مال لینے کا حکم ہے تو وہ بولے کہ ہم تقرب الٰہی حاصل کرنے کے لئے بہترین مال پیش کرتے ہیں محصلین زکوٰۃ واپسی میں پھر ثعلبہ کے پاس آئے اور اس نے پھر وہی جواب دیا اور کہا کہ اس وقت تو آپ جائیں میں غور کر کے جواب دوں گا رسول کریم کو جو سرگذشت معلوم ہوئی تو آپ نے بے ساختہ فرمایا افسوس ہے ثعلبہ ابن حاطب کے حال پر اور دوسرے لوگوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی اسی وقت ثعلبہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ومنہم من عاھد اللہ لئن اتانا من فضلہ لنصدقن ولنکونن من الصالحین فلما اتاھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون ان میں سے ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے کچھ عطا کرے گا تو ہم ضرور اس میں سے صدقات دیا کریں گے اور اس کے نیکو اور صالح بندوں میں مل جائیں گے لیکن جب خدا نے اپنے فضل سے دولت دی تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اپنے عہد سے پھر گئے اور اعراض و غفلت برتنے لگے۔

اس وقت ثعلبہ کے ایک عزیز وہاں بھی موجود تھے انہوں نے قرآنی آیات کے نزول اور رسول کریم کے ارشاد کا حال ثعلبہ سے جا کر کہا ثعلبہ بہت نادم ہوا اور صدقہ اموال لیکر حاضر خدمت ہوا آپ نے ان کے [illegible]

[illegible]

[illegible] خدمت میں حاضر ہوا [illegible]

آپ میرے صدقات قبول فرمائیں لیکن انہوں نے بھی [illegible]

عمر فاروق کے زمانہ خلافت میں اس نے جابرین [illegible] سفارش کرائی مگر انہوں نے بھی اس کے صدقات منظور نہ کئے اور [illegible] میں اس کا انتقال ہو گیا۔ ثعلبہ کو بھی یہ وہم ہو گیا تھا [illegible] دولتمند ہوں سب کچھ میری اپنی سعی و تدبیر کا ثمرہ ہے [illegible] جواب دیا وقت تھا کہ وہ جناب باری میں سچے دل سے گریہ و زاری کرتا [illegible] تو شان رحیمی ضرور جوش میں آجاتی لیکن اسے تو دولت نے [illegible] تھی اور جو کچھ اثر تھا بھی وہ وقتی تھا۔

حشمت و حکومت اور ناسپاسی

اس قسم کی سیکڑوں مثالیں مل سکتی ہیں قوم یہود قوم سبا قوم بنی اسرائیل اپنی ناسپاسیوں ہی کی مکافات میں برباد ہوئیں اور مسلمانوں نے بھی بعد کو اپنی حشمت و حکومت اسی ناسپاسی کے باعث کھوئی جس طرح عیش و اطمینان محض کی زندگی انسان کو سرکش متکبر ظالم اور ناسپاس بنا دیتی ہے اسی طرح وہ زندگی جو عسرت و آلام کا مجموعہ ہو انسان کو خاک میں ملا کر رکھ دیتی ہے اور اس پر یاس و نومیدی کی حالت طاری ہو کر اسے کفر کے آغوش میں ڈال دیتا ہے جب زندگی ہمیشہ مصائب و آلام و تکالیف و تنگدستی ہی کے ہاتھوں پامال رہے اور مسرت و اطمینان کی صورت دیکھنی نصیب ہی نہ ہو تو ظاہر ہے کہ انسان کے قدم کو ضرور لغزش ہو گی صبر و ثبات کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا بسا اوقات یہی ہوتا ہے کہ ان حالات میں انسان مضطرب ہو کر جادۂ اعتدال سے دور جا پڑتا ہے رزق کے معاملہ میں جائز و ناجائز اور حرام و حلال کی تمیز باقی نہیں رہتی اور اکثر ایسا ہوتا ہے جب وہ دوسروں کو فراغت سے زندگی بسر کرتے دیکھتا ہے اور خود فکر و پریشانی میں رہتا ہے تو اس کی زبان سے ذات باری تعالیٰ کی شان میں گستاخانہ الفاظ نکلنے لگتے ہیں [illegible] اس کے قلب میں نہیں رہتی باطل پرستوں کی [illegible] ایمان کا نام اس کا وظیفۂ حیات ہو جاتا ہے کوئی صورت [illegible] اور اس کا دین و دنیا دونوں برباد ہوتے ہیں اور اگر وہ دائرہ کفر میں داخل نہ ہو جائے تو قرب الی الکفر ضرور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے [illegible] ان یکون کفرا فرمایا ہے یعنی قریب ہے کہ [illegible]

امارت و عسرت کی انتہائی حالتیں

[illegible]

[illegible]
کے لئے [illegible] [illegible]
سے بچاؤ [illegible] سب [illegible] دولت اور جاہ و حشمت
نے سرکشی [illegible] آمادہ نہ کیا اور جب بجائے شکر کے انکار کیا تو اللہ نے دو کر
طرف عذاب نازل کیا۔ قوم سبا کا حال بھی ایسا ہی تھا جو کہ عالت
قرب میں کسی نے بھی اللہ کا ذکر کیا اللہ اسے ہدایت اور جو اس طرح ہے
تعداد [illegible] قریب کا نقصان تو کل یہ طبقہ پیش
پیدا کرتا ہے اگر خوفناک صورت اختیار کی ہو۔

تاہم خوب سمجھ لینا چاہئے کہ ان دونوں حالتوں میں اگر اعتدال رہے اور
صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے تو ایک روز انسان کمال پہنچ جاتا ہے
لیکن اتنی ہمت [illegible] خدا کے سوا کسی کے قابو میں آنی بہت دشوار ہے
علی الخصوص حالت فانی ہونے کا لیف و آلام سے لبریز ہوتی ہے اس لئے
استقلال و استقلال انسانیت کا دامن بھی ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے یہی وجہ
ہے کہ نبی کریم نے ان دونوں حالتوں سے پناہ مانگی ہے اعوذ من
شر فتنة الغنى وشر فتنة الفقر یعنی اے خداوند قدوس سے فتنہ
غنی اور فتنہ فقر دونوں سے پناہ مانگتا ہوں نیز ایک دوسری جگہ ارشاد ہے
ما ينتظر احدكم الا غنى مطغيا او فقرا منسيا یعنی انتظار
کرتے ہو تم اس غنی کا جو سرکشی و طغیان تک پہنچانے والا ہے یا فقر کا جو
اپنی شدت کی وجہ سے مایوس کر دینے والا ہے۔

غناء و فقر کے عواقب

حیات دنیوی دو روزہ ہے اور غناء و فقر دونوں میں کٹ جاتی ہے اور دونوں شہیدا کی [illegible] کا درجہ رکھتی ہیں انبیاء انسانیت کے اعلیٰ مراتب کے سرمایہ دار ہیں ان میں حضرت داؤد، ابراہیم اور یوسف علیہم السلام جیسے بھی ہیں جو جاہ و سلطنت اور امارت و حکومت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور رسول کریم جیسے بھی جن کے گھر میں دو دو مہینے آگ نہ جلتی تھی اور تین

[illegible] کہ تمہارے پاس ہوتے ہیں جیسے رسول کریم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ
اگر چاہو تو ساتھ کر دے سونا کر پیش کیا کہ نہیں تمہارے لئے سونے
کا پہاڑ بنا دیا جائے میں نے عرض کیا بار الٰہا میری حالت تو یہ رہنی چاہئے کہ ایک روز
پیٹ بھر کر کھاؤں تیرا شکر ادا کروں اور دوسرے روز بھوکا رہوں تو تجھے یاد
کروں اور صبر کروں۔

آپ نے غناء و فقر دونوں کو برا بھی بتایا جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اور ان کی
فضیلت بھی بیان کی چنانچہ غنی کے متعلق ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا و مال
تنعم کو سوال سے بچنے اہل و عیال کی نگہداشت اور پڑوسی پر خرچ کرنے
کے لئے جائز طور سے طلب کرے قیامت کے روز اس کا چہرہ چودھویں رات
کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا آپ نے اپنے خادم خاص حضرت انس کے لئے دولت
و تنعم کی دعا بھی کی دوسری جانب فقر و زہد کی فضیلت بھی بیان کی کہ
فقرائے مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال پیشتر جنت میں جا پہنچیں گے تو وہ بھی
حضرات اس تفضیل کو دیکھتے ہیں تو چونکتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں اصلیت
یہ ہے کہ دونوں آزمائشیں ہیں حقیقی عیش دنیا کا عیش نہیں بلکہ آخرت کا
عیش ہے انسان جس حالت میں ہو شاکر و صابر رہے اور اخروی عیش کا مستحق
بنے دولت بہت اچھی ہے اگر وہ نیک کاموں میں صرف کی جائے اور خدا کی یاد
و شکر سے غافل نہ کرے اسی طرح اگر فقر میں انسان صبر و استقلال کا دامن
تھامے رہے تو یہ بھی ترقی درجات کا باعث ہوتا ہے مصیبت صرف اتنی ہے
کہ ان دونوں حالتوں میں انسان اپنے مرکز سے ہٹ جاتا ہے تیسری حالت اعتدال
کی راہ ہے اس میں سرکشی و طغیان ہے اور نہ ذلت و کفر اور انسان کو صبر و شکر دونوں
کے مواقع ملتے ہیں خلاصہ کلام یہ کہ انسان ہر حالت میں اس کا بندہ بنا رہے
تنعم میں اسے نہ بھول جائے اور فقر میں مایوس نہ ہو گا انسان صبر و شکر سے
کام لے تو دنیا میں بھی اسے عیش و سرور کی زندگی نصیب ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ
میں بھی اس کے یہاں کوئی کمی نہیں وہ جانچتا ہے آزماتا ہے اسے تو صرف آزمائش
منظور ہوتی ہے ورنہ خدا اپنے بندوں کی تکلیف نہیں دیکھ سکتا۔

ایک اہم فریضہ سے غفلت

(از جناب مولوی عبدالرؤف صاحب [illegible])

مسلمانوں کو سب سے پہلے اپنی حیثیت سمجھنی چاہیے اور جاننا چاہیے کہ ان کا درجہ کیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر و تؤمنون باللہ یعنی مسلمانوں تم باقی سب لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم کی حیثیت سے پردۂ شہود پر لائے گئے ہو تم لوگوں کو نیک امور کی تاکید کرتے اور بری باتوں سے روکتے رہو اور خدا کی ذات و صفات پر کامل یقین رکھو دنیا میں ایک مسلم کی حیثیت جسے نہایت واضح الفاظ میں بتلایا گیا تھا آیت بالا کے سیاق و سباق سے یہ بھی صاف واضح ہو رہا ہے کہ بہترین قوم وہی قوم ہے جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شعار بنائے اور جو ایسا نہیں کرتی وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اسے بہترین قوم کہا جا سکے اگر کوئی قوم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی کاربند ہے لیکن خدا پر اس کا ایمان نہیں تو وہ قوم بھی وہ بہترین قوم نہیں کہلا سکتی مسلمانوں کو اللہ کی طرف سے ایک کتاب اور ایک آئین ملا جس میں رشد و غی کی دونوں راہیں بالکل نمایاں کر دی گئیں بتا دیا گیا کہ فلاں امور اچھے ہیں اور فلاں برے ساتھ ہی اس مالک حقیقی کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عملی نمونے سے مسلمانوں کو راہ راست دکھائی اور واضح کیا کہ اس کتاب اور شعائر اللہ پر اس طرح عمل کرنا چاہیے مسلمانوں نے اسی برگزیدہ ہستی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عملی سبق حاصل کیا۔

مختصر یہ ہے کہ مسلمان اسی حالت میں بہترین قوم کہلا سکتے ہیں جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر کاربند اور عامل ہوں لیکن یہ فرض اس وقت تک کما حقہ ادا نہیں ہو سکتا جب تک وہ "تؤمنون باللہ" کی اہلیت ہی رکھتے ہوں زمانہ بہت نازک ہے اتنا نازک کہ حتمی طور سے یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ ہمارے ایمان بھی سلامت ہیں یا نہیں بہرکیف یہ بحث تو ایک طویل فرصت و گنجائش کا طالب ہے اس وقت ہمیں واضح کرنا یہ مقصود ہے کہ مسلمان اس آیت کے معانی پر جدید روشنی میں نظر ڈالیں اور ضروریات حاضرہ کے پیش نظر اس پر غور کریں۔

برائی و معصیت کے درجات

اس وقت یہ حالت ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہم فریضہ ہی سے مسلمان بالکل غافل ہو گئے اور اس غفلت نے انھیں اتنا بےحس بنا دیا ہے کہ انھیں یہ احساس بھی پیدا نہیں ہوتا کہ کون اچھائی کر رہا ہے اور کون زمانہ میں مبتلا ہے قاعدہ ہے کہ جب تک ضمیر کی آواز نہیں سنی جاتی اور نفس امارہ کی ہر تحریک اور ہر خواہش پر لبیک کہا جاتا ہے تو رفتہ رفتہ ضمیر مردہ واقع ہو جاتا ہے ضمیر فطرتاً انسان کو نیکی پر آمادہ کرتا ہے اور برائی سے روکتا ہے برائی کی طرف مائل ہونے اور معاصی کی گہرائیوں میں ڈوبنے کا پہلا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان برائی کو برائی تو سمجھتا ہے مگر اس کے ارتکاب سے رک نہیں سکتا دوسرا درجہ یہ ہوتا ہے کہ برائی اور نیکی میں وہ بیباک ہو جاتا ہے لیکن تیسرا درجہ نہایت خطرناک اور انتہا پر ہوتا ہے یعنی برائی سے [illegible] میں امتیاز کا

احساس بھی باقی نہیں رہتا اور برائی کرتے وقت اسے یہ تصور بھی پیدا نہیں ہوتا کہ میں کسی برائی کی طرف جھک رہا ہوں۔

اب اگلے قدم جو اٹھتے ہیں جنھیں چوتھا درجہ کہا جاتا ہے وہ کفر و بغاوت کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس درجہ پر اگر نہ صرف یہ کہ احساس نیک و بد مٹ جاتا ہے بلکہ معاصی اور برائی پر فخر شروع ہو جاتا ہے بجائے اس کے کہ ارتکاب سے اسے شرمندگی ہو یا اسے خود سہی کسی کے کہنے، روکنے اور ملامت کرنے سے کم و بیش بھی ندامت یا خوف خدا پیدا ہو وہ اس پر ناز کرنے لگتا ہے اور اپنے اس فعل بد کی تعریف کرتا ہے اور دوسروں کو اس کے ارتکاب کی تشویق دلاتا ہے یہ حالت ہے جو یہ گویا ہے بادی النظر میں تو یہ معمولی اور ایک جزوی بات نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں یہ بغاوت ہے حق اور عن اللہ ہے خدا نے انسان کو جس کام کے لئے مامور کیا تھا جس فرض کی ادائیگی کی خدمت اسے سونپی تھی یہ اس کے علی رغم اعمال ہے وہ برائی سے روکتا ہے۔

گناہ کا آخری دور

یہ آخری دور وہ بغاوت کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس حالت کے لئے قرآن کریم میں آیا ہے لھم قلوب لا یفقھون بھا و لھم اعین لا یبصرون بھا ان کے سینے میں قلب موجود ہیں مگر وہ نہیں سمجھتے ان کی آنکھیں ہیں لیکن وہ نہیں دیکھتے یعنی وہ ربانی احکام کی نوعیت و بزرگی جانتے ہوئے بھی ان کی مخالفت کرتے ہیں اور نہیں سمجھ سکتے کہ اس کا انجام کیا ہونے والا ہے اتنا کچھ سمجھنے اور جاننے کے بعد اب مسلمانوں کی حالت پر نظر کیجیے کہ وہ ابتذال کے کس درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں بظاہر یہی نظر آ رہا ہے کہ وہ صرف نام کے مسلمان ہیں اور ان میں زبانی اقرار کے سوا اسلام کی کوئی خو بو بھی موجود نہیں [illegible] بھی ان لوگوں کی ہے جو معمولی پڑھے لکھے یا جاہل ہیں جنھیں [illegible] ہے وہ تو اعتقاداً بھی پست ترین مخلوق ہیں [illegible] پائی جاتی ہے کہ ان کی انتہا تو یہ ہے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کچھ ہوا [illegible] پڑھے لکھوں کی غفلت تو انتہا کو پہنچی ہوئی ہے وہ تو وجود باری تعالیٰ کے متعلق بھی شک و وسواس میں مبتلا ہیں۔

آپ اگر اپنے گرد و پیش کے مسلمانوں کی حالت کا اندازہ [illegible] اور دل جمعی کر کے دیکھیں گے تو شاید سو میں پانچ بھی مسلمان [illegible] وقت عملی طور پر تو مسلمانوں کا وجود بہت ہی کم رہ گیا ہے [illegible] ضرور کچھ مسلمان مل جائیں گے لیکن دیکھیے کہ ان کے [illegible] کر رہے ہوں گے غور سے دیکھیے [illegible] لکھا ہے وہ صحیح ہے یا غلط ہے [illegible]

[illegible]

مذہبی حالت

مذہبی حالت یہ ہے کہ مسلمانوں کے ... [illegible] ... بڑا ... [illegible]
میں سستی پیدا ہو اسلام میں غفلت ... [illegible] ... ہو گئی ہے ...
سے انھیں کوئی لگاؤ نہیں رہا۔ اخلاقی حالت روز بروز تنزل پذیر ہے کل جسے
آج بدتر ہے ... آج سے کل بہتر ہو سکی کوئی توقع نہیں انتہا یہ ہے کہ حقائق اور
نفع و نقصان کا احساس ہی نہ رہا نیک و بد خیال، آبادیاں کی آبادیاں جہالت
اور غفلت میں ڈوبی ہوئی ہیں ایک دوسرے کو نیکی و اخلاق کی تعلیم دینے کی
بجائے برائی اور بدی پر ابھارتا اور گناہ کرنا فخر سمجھا جاتا ہے اور مرجع و منشا اس سے
آئین و امارت سے جگہیں کی جاتی ہیں اگر یہ حالت چند سے اور قائم رہ گئی تو ہمارا تو
خدا حافظ ہے۔

جانتے ہو یہ سب کیوں ہوا اور ہو رہا ہے اسلئے کہ مسلمان اپنی خصوصیات کو بھول گیا اور جب بھول گیا تو پھر اسے کوئی یاد دلانے والا بھی نہ رہا پہلے ہر مسلمان نہ صرف دوسرے لوگوں کے لئے اپنے مسلم بھائیوں کے لئے بلکہ خود اپنے لئے بھی واعظ و محتسب کی حیثیت رکھتا تھا برائی کرتے دیکھتا تو برغضب ہوتا اور اسے ملامت کرتا لیکن اب روکنے اور ملامت کرنے کے بجائے اگر نہ ملنے والا اور تماشائی ہو تو اس کی تائید کی جاتی ہے شاباش دی جاتی ہے ... [illegible] ... واہ بھئی واہ کس نے کیا کیا۔

گرد و پیش کے مناظر الیمہ

آپ کے محلہ میں عیاش، بدکردار، بے پردہ، مقدمہ باز، رشوت خوار غرضیکہ ہر قسم کے برائی کرنے والے ہوں گے لیکن آپ سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہئے کہ کیا کبھی کسی نے ان میں سے کسی کو ان برائیوں اور معصیتوں سے روکنے کی سعی کی ہے ... [illegible] ... مقدمہ بازی ... بہت بری حرکت ہے رشوت خوار کو نصیحت کی ہے کہ رشوت ... [illegible] ... انسان کی حیثیت کتنی ہے عیاش کو بتایا ہے کہ زنا و بدفعلی کے وقت مسلمان مسلمان نہیں رہتا اور ارتکاب فحشا و منکرات ... [illegible] ... نمازیوں کو نماز کی تاکید کی ہے کتنے ڈرانے اور تاکید کرنے کو جانے دیجئے دل سے پوچھئے کہ کبھی اس نے ان کاموں کو اصلی برا بھی سمجھا ہے اگر نہیں سمجھا تو آپ اپنی اسلامیت کی تاریخ اور سے توبہ کیجئے اس کے سامنے گڑگڑائیے تاکہ اسلام کی گم شدہ پونجی تمہیں پھر مل جائے۔

. . . .

. . . .

غالباً سب نہیں تو بہت سے پڑھے لکھے تو ضرور جانتے ہیں کہ یہ حدیث ہے قول نبوی ہے کہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ جب کسی کو برائی کرتے دیکھے تو بزور بازو اسے روکے اس کی قوت نہ ہو تو زبان سے روکے یہ بھی نہ ہو سکے تو کم از کم اپنے دل سے اس برائی کو برائی اور معصیت سمجھے لیکن یہ آخری صورت ضعف ایمان کی آخری سرحد ہے کیا اس کا یہ مفہوم نہیں کہ اگر ... [illegible] ... سے نفرت پیدا نہ ہو تو یہ عین کفر ہے یہاں اس نکتہ ... [illegible] ... برائی کو برائی سمجھنے کے یہ معنے نہیں کہ ... نظریہ بلکہ خیال ... [illegible] ... ایک خیال آیا تو فنا ہو گیا ایک ... [illegible] ... حقیقتاً ... [illegible]

... [illegible] ... مسلمانوں میں ایک ... [illegible] ... ایسے ... [illegible] ... کی طرح ... [illegible] ... برائی دیکھ کر ... [illegible] ... ہوتا ہے اور اگر وہ گدھوں کی ... [illegible] ... ہیں ہوتی ہیں جس سے متاع ایمان روز بروز گھٹتی اور غفلت بڑھتی جا رہی ہے اس کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ مسلمان جہاں ایک ایک پیسہ ... ایک چیز کی حفاظت و نگہداشت کا پورا اہتمام کرتے ہیں وہاں دولت ایمان کے تحفظ و صیانت کا انہیں خیال تک بھی نہیں ... خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ ... برائی دیکھ کر برائی کا خیال پیدا ہوتا ہے برائی کی جگہ جا کر برا کرنے کی تحریک پیدا ہوتی ہے بروں کی صحبت سے انسان برا بنتا ہے اگر شراب سے تو بچنا ہے تو ضرور ہے کہ بوتلوں کے قریب بھی نہ پھٹکا جائے جام و ساغر کے ذکر سے بچا جائے شرابیوں کی صحبت سے اجتناب برتا جائے عیاشوں کی صحبت میں رہنا ان کی زبان سے ان کے سفر ... [illegible] ... سننا اخلاق سوز غزلیں پڑھنا رقص و سرود کی محفلوں میں پہنچنا نامحرموں پر نگاہ ڈالنا اور زہری شہوت کے مرکزوں کی سیر کرنا اور پھر یہ توقع رکھنا کہ دامن گناہ سے آلودہ نہ ہو محال ہے ممکن ہے نظروں کے سامنے بار بار حسین مناظر آئیں گے کانوں میں اسی قسم کے ذکر کی صدائیں پہنچتی رہیں گی صحبت خراب ہو گی تو انسان کا قدم یقیناً لغزش کھائیگا۔

بیکلی حالت یہ ہے کہ اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی اس قسم کی احتیاطیں ہی نہیں برتی جاتیں اور تحفظ ایمان کے لئے کوئی سعی ہی نہیں کی جاتی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان ان مناظر سے مانوس اور ان برائیوں کی طرف سے بے احساس ہو جاتا ہے اور جہاں ایک دفعہ قدم کو لغزش ہوئی گویا تسبیح کا دھاگہ ٹوٹ گیا اور ایک ایک کر کے سب دانے نکل پڑے پھر برائی کرتے کرتے برائی کا احساس بھی مٹ جاتا ہے اور انسان دناءت و پستی کی انتہائی گہرائیوں اور کفر والحاد کی وسیع پہنائیوں میں ڈوب کر رہ جاتا ہے۔

تواتر معاصی کا ثمرہ تلخ

شرم و غیرت کتنے قیمتی الآخر عفت و عصمت و عزت کتنی گرانقدر گرانمایہ چیزیں ہیں لیکن تواتر عمل ان کی اصلی اہمیت و عظمت کو بھی دل سے فنا کر دیتا ہے اور پھر حالت یہ ہوتی ہے کہ جن چیزوں سے کبھی از خود تنفر پیدا ہوتا تھا اسی پر فخر و ناز کا اظہار ہونے لگتا ہے عورت فطرتاً ایک پاک و مطہر مخلوق ہے شرم اس کے خمیر مایہ کا ایک لازمی جزو ہے تحفظ عصمت کے لئے اپنی جان پر کھیل جانا اس کے لئے ایک معمولی بات ہے لیکن کسب اور تواتر عمل کی کرشمہ کاریاں ملاحظہ فرمائیے کہ یہی عورت جب بے اسباب و وجوہ بگڑ کر بے حجابی میں بیٹھتی ہے حسن فروشی کرنے لگتی ہے تو عصمت و عفت کی بربادی و اضاعت اس کے لئے ایک اندوہ جانسوز نہیں بلکہ ایک مایۂ فخر بن جاتی ہے اور اس کی صیانت و نگہداشت پر نہیں بلکہ اس کی تباہی اور اپنے ننگ و ناموس کے مٹنے پر ناز ہوتا ہے جو مخلوق کل تک اپنے سایہ تک سے جھجکتی اور مرد غیر کے تصور سے شرماتی رہی تھی آج اس کی ہمت میں یہ انقلاب رونما ہوتا ہے کہ وہ ... [illegible] ... کرکے ہزاروں نگاہوں کے سامنے بلا تامل پیش ہوتی اور نگاہوں کی ... [illegible]

[illegible]

[illegible]
پاسپورٹ وغیرہ میں دیکھئے کہ اس نے کس طرح ایک مہذب کی شکل اختیار کر لی ہے کل تک عورتوں کو اپنے دروازہ سے باہر قدم نکالتے ہوئے پسینہ آجاتا تھا اور چار قدم بھی نہیں چلا جاتا تھا۔ اب بھائی کے سامنے بھی بجائی اور شرم آتی تھی آج وہ ناچ، ڈرکمیں ہاسٹل اور بلیرڈ کی سیر میں رنگ برنگ کی ساڑیاں باندھے منہ پر غازہ ملے بکشوف ایسے مصروف سیر دکھائی نظر آتی ہیں اور ماضی کی عیب حال کا ثواب بن رہا ہے آزادی و آزاد خیالی نے اخلاقیات کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔

تنبیہ کیلئے ایک لمحۂ فکریہ

ان معاصی و منا ہی اور آزاد خیالی و آزادہ روی کے روز افزوں ترقی کے وجوہ یہی ہیں کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی طرف سے ایک عام بے پروائی برتی جا رہی ہے اور مسلمانوں میں ہر طرف گمراہی کے گہرے نیست کا عالم نظر آرہا ہے، زمانہ اتنا نازک ہو چکا ہے اور مسلم حس اس حد تک مردہ [illegible]

[illegible] ہو گئی ہے کہ ان [illegible] اللہ [illegible] المنکر [illegible] ہیں

ہر گھر میں اپنے فعل پر اتنا [illegible] ہے کہ کوئی کسی کو نصیحت کرنا کسی کو ہمت نہیں کرتا وہ احسان جو دنیا میں دوسروں کو راہ پر لگانے کے لئے نیک بنانے کے لئے دنیا میں آئے تھے آج وہ اس حالت کو پہنچ گئے ہیں کہ کوئی انہیں سمجھائے اور نصیحت کرے جب تک مسلمان امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر وسعت اور پورے جوش و خروش کے ساتھ عمل نہ کریں گے اور اپنے گھر اور اپنے گھر سے باہر کوچہ بازار اور ہر جگہ نرمی اور شدت کے ساتھ اس کی ادا کاری اور بجا آوری کی طرف توجہ مبذول نہ کریں گے اس وقت تک مسلمانوں کی حالت کا سنبھلنا سخت مشکل اور ان کی حالت بد کا اصلاح پذیر ہونا محالات کیا بلکہ غیر ممکنات سے ہے۔

تعلقات ازدواجی کا نہایت ہی خوشگوار پروگرام

اسلامی میاں بیوی

ازدواجی تعلقات کے سلسلہ میں یہ سب سے بہتر کتاب ہے اور بہت موثر پیرایہ میں لکھی گئی ہے یہ کتاب میاں اور بیوی دونوں کے پڑھنے کے لائق ہے اور گھر کے پڑھنے کے لائق ہے اور اگر دونوں اس کو اور اس کے پروگرام کو نعمت سے ذہن نشین کر لیں تو ان کے گھر جنت نما ہیں یہ کتاب مذہبی نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے اس لئے ہر مسلمان کے گھر میں ہونی چاہئے ضخامت ۱۲۴ صفحات اور قیمت صرف ۲/۱۲ محصول ڈاک ۸ رکل عہ کتاب کی خوبی کا اندازہ اس کے مضامین سے

باب ۱ عورت کی حیثیت عورت پر مرد کے مظالم باب ۲ عورت کی ملکیت باب ۳ مذاہب عالم کو عورت۔ یہودیت مجوسیت، مزدکی زرتشی ہندویت بدھمت عیسائیت مذاہب جاہلیت باب ۴ حیات ازدواجی کی تاریخ، تفریق ملکیت کا آلہ۔ ایک لغتی نوٹ (رطوائف) باب ۵ مختلف ممالک کی رسوم مناکحت، حبش چین ایران تاتار جاپانیہ، تبت تاریخ لنکا آسٹریلیا، جاپان برما، علاقہ کانگو ماؤنٹ جنوبی افریقہ ہسپانیہ، فرانس جرمنی انگلستان سوئیڈن لینڈ یونان روس فنلینڈ اٹلی پرتگال آسٹریا گرین لینڈ امریکہ ہندوستان ترکی قفقاز مصر سکندر اعظم کی شادی۔ باب ۶ شادی بیاہ کا مختلف طریقہ کیسا [illegible] آئین مناکحت آج قطعیہ یونانیوں کی تہذیب ایرانیوں کی تہذیب باب ۷ عقد ثانی کی تاریخ، عیسائیت کی کرشمہ کاریاں باب ۸ کثیر الازدواجی اور عورت۔ باب ۹ ایک مرد کیلئے ایک عورت عورت کی غلامی کی ابتدا تہذیب روما اور عورت، طوائف کا مغربی احترام عورت اور مسلمان۔ باب [illegible] اسلام میں طلاق کی حیثیت عیسائیت اور طلاق ہندویت اور طلاق اسلام اور طلاق طلاق اور عدت طلاق خلع طلاق کیلئے [illegible] باب ۱۱ پردہ اور خواتین اسلام [illegible] شباب حسن کی عقابت عشق حسن عشق و محبت کی ہیجان [illegible] قرآن اور فطرت انسان اخفائے زینت۔ چار دیواری کا پردہ اور اسلام احادیث [illegible] اور پردہ [illegible] البیت [illegible] رسالت اور پردہ آیہ حجاب کی توضیح جلباب اوڑھنے کا مطالب قرآنی میں تحریف اسلامی پردہ کی حقیقت عورت اور تہذیب بے پردگی کے قبیح نتائج بے پردگی اور مشاہیر عالم باب ۱۲ طریقہ انتخاب اور زوجین باب ۱۲ نکاح و شادی مناکحت کا مقصد ابلیس، عورت کے فطری اختیارات [illegible] باب ۱۳ عورت کی اہمیت باہمی اطاعت و تعاون باب ۱۴ زوجین کی نا اتفاقی بیوی کی نافرمانی بد مزاجی کی خانماں سوز عادت۔ فرض اخلاقی کی فائز المرامیاں تبسم و بشاشت کی سحر کاری۔ مہربانی کا جوہر انتظام خانہ داری تزئین و آرائش فضول خرچی خدمت [illegible] تعلیم نسواں کی [illegible] بیوی کے پیچھے [illegible] عمل۔ نیک بیویوں کی والہانہ محبت باب ۱۵ شوہر کیلئے ایک لمحۂ فکریہ شوہر کا عاشقانہ [illegible] بیوی کا ایثار شوہر کی اچھائی کا اسلامی معیار محبت اور بیوی [illegible] بیوی [illegible] [illegible] بیوی کے حقوق کا احترام باب ۱۶ بیوی کے مشورے [illegible] باب مرد کی کامیابی میں بیوی کا حصہ باب ازدواجی زندگی [illegible] باب اسلامی شوہر [illegible]

ملنے کا پتہ منیجر جمیعت پریس دہلی

حصولِ آزادی کا قرآنی پروگرام

(نوشتہ مولانا [illegible] صاحب)

اسلام اور غلامی دو متضاد چیزیں ہیں، ایک دل و دماغ میں حق پرستی اور غلامانہ ذہنیت کا اجتماع نہیں ہو سکتا یا اللہ پرستی کا جذبہ رہے گا اور یا غلامانہ ذہنیت کا، ہر مسلم کا وجود یا تو خدا کے سامنے جھکے گا اور یا کسی [illegible] کے سامنے، یہ نہیں ہو سکتا، یہ نہیں ہو سکتا کہ مسلمان کسی کے [illegible] علی الدوام مقید رہے کیونکہ اسلام دنیا میں اس لئے آیا ہے کہ بنی نوع انسان کو ہر قسم کی غلامی سے نجات دلا کر دنیا پر امن و راحت کے دروازے کھول دے، خدا کے بندے خدا کی حکومت میں ہر نفس و شیطان اور مستبد حکمرانوں کی غلامی سے نجات پا لیں، خلاف فطرت بوجھوں، مشقتوں، زنجیروں اور جکڑنوں سے چھٹکارا پائیں اور خدا کی محبت و عبدیت کا دور دورہ عام ہو جائے

اسلام کا مقصد اس دنیا میں کیا ہے؟

دنیا میں اسلام کے ظہور کا مقصد صرف یہ ہے کہ اہل دنیا امن و امان کی زندگی بسر کریں، زمین عدل و انصاف سے بھر جائے، ظلم [illegible] مظلوموں، بے کسوں اور لاچاروں کی داد رسی کی جائے، ظالموں اور مستبد حکمرانوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے، انسان انسان کی عزت کرنا سیکھے، ایک کی آزادی دوسرے کے عیش و آرام میں مخل نہ ہو، کسی کو کسی پر [illegible] فائق نہ ہو، اسلام کا قانون عدالت دنیا والوں کو یہ پیغام دیتا ہے کہ میری رہنمائی اور رحمت و شفقت کے سائے میں ظلم و عدوان نہیں ٹھہر سکتا۔ اسلام نے دنیا میں آ کر سب سے پہلے امن و سلامتی کا پیغام دیا اور اعلان عام کر دیا کہ [illegible] اسلام کے پیغام اور غلبہ کو تسلیم کریں یا نہ کریں مگر وہ اسلام کے راستہ میں سنگ گراں نہ بنیں تو ان کے دامنوں کو بھی امن و شفقت سے بھر دیا جائے گا۔

اسلام آزادی اور حریت کا پرچم اس وقت لہراتا ہوا آیا جب تمام دنیا غلامی و [illegible] میں گرفتار تھی، اسلام نے نوع انسان کو اس قدر حقوق عطا کئے کہ اس قدر نہ دنیا کو تا حال مل سکے ہیں اور نہ قیامت تک مل سکیں گے اگر اسے فطری حقوق ملیں گے تو اسی کی بارگاہ سے جو فطرت کا بانی اور خالق ہے اور [illegible] ضروریات کو جانتا ہے، اسلام اسی لئے نوع انسان کا [illegible] دستور العمل ہے اور اس نے نوع انسان کو جو حقوق عطا کئے ہیں ان کی امید کسی انسانی نظام سے نہیں کی جا سکتی اور آج اس نیلے آسمان کے نیچے سوائے اسلام کے کوئی مذہب، کوئی دستور، کوئی حکومت اور کوئی قانون دنیا میں امن [illegible] نہیں کر سکتا، اگر یقین نہیں تو جمعیت اقوام کی [illegible]

اسلام [illegible]

[illegible]

ویسے بھی کیونکہ مسلمانوں کی غلامی سے شریعت اسلامیہ معطل ہو جاتی ہے، خدائی احکام کتابوں میں بند ہو جاتے ہیں، اسلام کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور دنیا فتنہ و فساد کی جہنم کے کنارے آ لگتی ہے، چنانچہ اسلام نے جس حکومت و فرمانروائی کا نقشہ دنیا کے سامنے پیش کیا ہے وہ جس کا عملی نمونہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی اور نظام حکومت میں مسلسل ہوتا رہا ہے

اسلام چونکہ امن و راحت اور حریت و آزادی کا پیغام ہے اس لئے وہ مسلمانوں کے ذریعہ اس پیغام کو دنیا کے گوشہ گوشہ تک پہنچانا چاہتا ہے اور انہیں کسی اقتدار کا غلام و محکوم نہیں ہونے دیتا اور اپنے متبعین کے سامنے صرف تین نظریئے رکھتا ہے، یا تو آزاد رہو اور یا غلامی کی زندگی پر موت کو ترجیح دو اور اگر غلامانہ زندگی بسر کرو تو صرف اس شرط سے کہ حصول آزادی کیلئے دل و جان سے کوشش کرو۔

مگر یاد رہے کہ اسلام جہاں آزادی یا موت کا سبق دیتا ہے وہاں ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے کہ ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی اللہ فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا، وہ کسی حکومت سے غدر، بغاوت اور فتنہ و فساد کی بھی اجازت نہیں دیتا جب تک شریعت کی عملی [illegible] رہے [illegible] اسلام امن و راحت کا محافظ ہے، وہ کہتا ہے آزادی ایک نعمت ہے مگر اس نعمت کے حصول کے لئے دوسروں کی [illegible] دکھاؤ بلکہ خود اپنا جان و مال فدا کرو۔

پس ہندو اگر آزادی چاہتا ہے تو اس لئے کہ صرف اپنا ملک اغیار و اجانب کے ناجائز قبضہ سے آزاد کرائے اور مسلمان اس لئے چاہتا ہے کہ تمام دنیا کو آزادی کی نعمت سے بہرہ ور کرے اور خدا کی مخلوق امن و چین کی زندگی بسر کرے اور نوع انسان کے حقوق کا تحفظ کرے، مسلمان اسی مقصد کے پیش نظر آزادی کے لئے قربانیاں کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو خطرات کے سمندر کے حوالہ کر رہے ہیں۔

ہمارے مرض کا غلط علاج

ناظرین نے [illegible] تفصیل سے حصول آزادی کی اہمیت و حقیقت کا بخوبی اندازہ لگا لیا ہوگا اور معلوم کر لیا ہوگا کہ ہماری تمام ذلت و ادبار کا واحد سبب یہ ہے کہ ہم غلام ہیں [illegible] جب سے عملی شریعت [illegible] حقیقی مسلمان نہیں، مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ حصول آزادی کے لئے مسلمان جو [illegible] اور جدوجہد کر رہے ہیں وہ کامیاب ہوگی یا نہیں؟ مجھے جواب میں کہنے دیجئے کہ ہمارے رہنما ہمارے مرض کا [illegible] علاج کر رہے ہیں اور حصول آزادی کے لئے جو راستہ اختیار کر رکھا ہے وہ کعبہ کو نہیں بلکہ ترکستان کو جاتا ہے کیونکہ ان کی ترقی کا کل دستور العمل [illegible] صرف اسلام ہے اور ان کی ہر [illegible]

[illegible]

مطابق تیار [illegible]
کر لیا تو اسے آنکھوں کے لئے بھی حصول [illegible]
کیوں نہیں ہیں آپ کی صحبت میں [illegible] مسلمان [illegible]
ہوں بغور مطالعہ کریں۔

ایک اصولی نکتہ

اسلام نے دنیا میں اگر سچ پوچھئے تو یہ نکتہ ذہن نشین کرا دیا کہ ہر قسم کی عزت و کامرانی کے حصول کی لازمی شرط یہ ہے کہ انسان مشقت، قربانی اور مجاہدہ کا ثبوت دے انسان طبعاً سہولت پسند واقع ہوا ہے وہ ہمیشہ یہی خواہش کرتا ہے کہ بغیر ہاتھ پاؤں ہلائے اس کی ضروریات زندگی مہیا ہو جائیں اور وہ امن و چین کی زندگی بسر کرے لیکن یہ سہولت پسندی قوانین قدرت کے خلاف ہے ہم روزمرہ مشاہدہ کرکے یہ قانون قدرت معلوم کرتے ہیں کہ دنیا کی ہر چھوٹی سی چھوٹی جان یہی سبق دیتی ہے کہ بغیر محنت و مشقت کے زندگی محال ہے افراد و اقوام کے لئے یہی قانون مقرر ہے کہ جو قوم آسانی تلاش کرے وہ اپنے لئے جہد و مشقت کو لازم سمجھے جو قوم اپنی آزادی اور قیام و بقا کے لئے عمل و ایثار کو گراں سمجھتی ہے وہ اپنی ہستی کو محفوظ نہیں رکھ سکتی اس کے لئے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو وہ کالعدم ہو جائے اور یا دوسروں کی غلام و محکوم ہو کر ذلیل زندگی بسر کرے عزت و کامرانی اور مصیبت و مشقت سے گریز ان دونوں کا جمع ہونا محال۔

اقوام و امم کے انقلابات و فتح و شکست کی تاریخ کی ورق گردانی کرو اور قوموں کے عروج و زوال اور تباہی کے اسباب کا کھوج لگاؤ تو تمہیں معلوم ہوگا کہ صرف وہی قوم زندہ رہی جو زندہ رہنے کے قابل تھی اور باقی تمام حرف غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

مسلمانوں کی سربلندی کامیابی کا راز

یہی سبق ہمیں تاریخ اسلام سے ملتا ہے مسلمان اسی وقت تک سرفراز و سربلند ہے جب تک کہ ان میں محنت قربانی ایثار اور مجاہدہ کی روح کام کرتی رہی اسی روح کے بل بوتے پر مسلمانوں نے دنیا کی قہرمان طاقتوں اور سلطنتوں پر اپنی سطوت و جبروت کا سکہ بٹھا یا دولت و حکومت نے ان کے قدم چومے فتح و نصرت ہر جگہ ہم رکاب رہی اور سرداری و کامیابی ان کے گھر کی زر خرید لونڈی بن گئی۔

غرض قاعدہ اور عام اصطلاح ہے کہ عزت و کامرانی ہمیشہ جان و مال کی قربانی سے حاصل ہوتی ہے خواہ وہ [illegible] اور کنجوسی نامردی بزدلی اور سہولت پسندی ہمیشہ غلامی محکومی اور ذلت و نامرادی کے جہنم میں دھکیلتی ہے اس چیز کی اصطلاح شریعت میں جہاد کہا گیا ہے جو روح اسلام ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن و حدیث ترغیب جہاد سے لبریز ہیں حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنے کلام مقدس قرآن حکیم میں بار بار جہاد کا حکم دیا ہے جانی و مالی قربانی کی ترغیب و تحریص دلائی ہے اور اس پر اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے مسلمان جب تک [illegible] تھے اس لئے وہ جہاں بھی گئے فاتح بن کر رہے مگر جب ہی تو نے جہاد سے ہاتھ اٹھا لیا یعنی عمل [illegible]

[illegible]
میں ایک قصہ بیان کیا ہے جس [illegible]
جانی و مالی قربانی کرکے عزت و کامرانی [illegible]
جنہوں نے جانی و مالی قربانی سے [illegible]

حضرت شموئیل علیہ السلام کی قوم کیوں غلام بنی

[illegible] السلام [illegible] ہیں آپ کی قوم نے جب آپ کی محبت و اطاعت سے منہ موڑا اور فسق و فجور میں اس میں کثرت ہو گئی فسق و فجور کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جبانی و بزدلی [illegible] مردانگی جاتی رہتی ہے ہمت و شجاعت اور غیرت و حمیت جواب دے جاتی ہے اور اغیار اجانب اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر بدکار قوموں کو اپنا غلام و محکوم بنا لیتے ہیں چنانچہ یہی ہوا کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام کی قوم فسق و فجور میں مبتلا ہو گئی تو ان پر ایک کافر بادشاہ جالوت مسلط ہو گیا جس نے بنی اسرائیل پر غالب ہو کر ان کی جائداد و املاک پر قبضہ کرکے اس کے قدرتی فوائد سے انہیں محروم کر دیا ان کی بہت سی عورتیں اور بچے قتل [illegible] اور ان پر جزیہ مقرر کیا گیا۔ غرض اس بدبخت اور بدکار قوم کو جالوت کے ہاتھوں سخت ذلت و مصیبت پہنچی اور وہ جالوت کے پنجۂ استبداد میں بالکل بے بس ہو گئی

فسق و فجور کی کثرت غلام بنا دیتی ہے

مذکورہ بالا واقعہ سے ثابت ہوا کہ کسی قوم میں گناہوں کی کثرت اور معصیت و سیاہ کاری ذلت [illegible] اور غلامی و محکومی کا پیش خیمہ ہے اور بدکار قومیں ہمیشہ اغیار و اجانب کی محکوم ہوتی ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ اس قصہ کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

الم تر الی الملأ من بنی اسرائیل من بعد موسیٰ اذ قالوا لنبی لھم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ قال ھل عسیتم ان کتب علیکم القتال الا تقاتلوا قالوا وما لنا الا نقاتل فی سبیل اللہ وقد اخرجنا من دیارنا وابنائنا فلما کتب علیھم القتال تولوا الا قلیلا منھم واللہ علیم بالظالمین۔

تو نے اس گروہ کو نہیں دیکھا جو بنی اسرائیل [illegible] موسیٰ علیہ السلام کے جب ان کو فسق و فجور کا [illegible] دل میں کسی قدر ہمت و جرأت پیدا ہوئی تو انہوں نے اپنے نبی سے کہا کہ آپ ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر [illegible] کی راہ میں جہاد کریں [illegible]

[illegible]

[illegible] کسی قوم کو [illegible] غلامی کے [illegible] ہیں کہ وہ اپنی تمام صلاحیتوں [illegible] شجاعت سے محروم ہو جاتی اور اپنے ملک میں بزدلی [illegible] سے نجات پانے کی جدوجہد کا بھی ہمت [illegible] نہیں ہے۔

طالوت کی بادشاہی پر بنی اسرائیل کا اعتراض

بنی اسرائیل کی استدعا کے جواب میں حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنا رکھا ہے اب اس کی اطاعت اور مال بہادری کرکے اسکی راہ میں جہاد کرو۔ یہ طالوت چونکہ [illegible] بادشاہ [illegible] باسمتی تھا، اور مال بھی نہیں تھا بس ان دو باتوں نے بنی اسرائیل کو بدظن کر دیا اور لگے اعتراض کرنے۔

قالوا [انیٰ یکون] لہ الملک علینا ونحن احق بالملک منہ ولم یؤت سعۃ من المال — کہنے لگے کہ اس کو کہاں سے ہم پر بادشاہی حاصل ہو گئی حالانکہ اس سے زیادہ حقدار سلطنت ہم ہیں اور نہ اس کو مال کی وسعت دی گئی ہے۔

بنی اسرائیل کو چاہیے تھا کہ جب وہ اپنے نبی کا کہا مانتے اور طالوت کی فرمانبرداری کرتے مگر وہ اعتراض اور سرکشی پر آمادہ ہو گئے اور اس کی قومیت [illegible] پر اعتراض جڑ دیا کہ یہ غریب [illegible] بھلا بادشاہ ہو سکتا ہے۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب کسی قوم کی تباہی کے دن آتے ہیں تو وہ جذبۂ اطاعت [illegible] سے تہی ہو کر شکوک و اعتراضات کی تاریکی میں گم ہو جاتی ہے۔

اس اعتراض کے جواب میں حضرت شموئیل علیہ السلام نے کہا۔

قال ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم واللہ یؤتی ملکہ من یشاء واللہ واسع علیم — قومیت اور مالداری سے کچھ نہیں چلتا بلکہ حصول تاجداری کے لئے قوت جسمی اور علمی کی ضرورت ہے اور طالوت کو اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں باتیں عنایت کی ہیں اور ملک اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے بادشاہی دے اور اللہ وسیع علم والا ہے۔

یعنی [illegible] اللہ تعالیٰ نے بادشاہت کے لئے منتخب فرما لیا اور علاوہ [illegible] کو چاہتے ہیں سلطنت و حکومت علاوہ ازیں [illegible] اللہ تعالیٰ صاحب وسعت اور صاحب علم ہے۔

حصول حکومت و تاجداری کیلئے کن چیزوں کی ضرورت ہے

معلوم ہوا کہ حکومت و تاجداری کے حصول کے [illegible]

[illegible] ہے۔ [illegible] تمام [illegible] دوسری [illegible] آج [illegible] طاقت [illegible] ہے اور آج اس [illegible] بعدازاں [illegible] حکومت کے تمام [illegible] بیٹھی ہیں گویا حکومت ان ہی کی ہے۔

القصہ حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے اعتراض کا دندان شکن جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ دیکھو طالوت کے بادشاہ ہونے کی دلیل اور نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک صندوق آئیگا جس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہوں گے اس صندوق میں خدا کی طرف سے تمہارے لئے تسکین ہوگی اور حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کی کچھ چیزیں اس میں رکھی ہوئی ہوں گی اس سے بنی اسرائیل کی کسی قدر تسلی ہو گئی۔

قلت و کثرت ایماندار کیلئے کوئی چیز نہیں

جنگ درست کرکے طالوت کے مقابلہ [illegible] کے لشکر کی تعداد اسی ہزار تھی جب طالوت اپنا لشکر لئے ہوئے ایک نہر کے کنارے پہنچا تو اپنے لشکر سے کہا کہ میرا ساتھ دینے والا اس نہر کا پانی ہرگز نہ پئے ہاں اگر ایک چلو پانی پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں اور جس نے خوب سیر ہو کر پیا وہ میرا ساتھ ہرگز نہ دے سکے گا یہ ایک امتحان تھا اور وجہ امتحان یہ تھی کہ جو اس پیاس کی تکلیف میں [illegible] ثابت قدم رہا وہ باقی تکلیفوں میں بھی ثابت قدم رہے گا اور جو اس تکلیف میں ہمت ہار بیٹھا وہ زیادہ سختی اور تکلیف کے وقت کیا خاک صبر و استقامت کا ثبوت دیگا۔ طالوت کی اس ہدایت پر بنی اسرائیل نے اس طرح عمل کیا کہ سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا فقط تین سو تیرہ آدمیوں نے طالوت کے حکم کی تعمیل کی یعنی پانی نہیں پیا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

فلما جاوزہ ہو والذین آمنوا معہ قالوا لا طاقۃ لنا الیوم بجالوت وجنودہ قال الذین یظنون انہم ملٰقوا اللہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابرین — جب پانی پینے والے اور طالوت پار ہوئے تو ان پانی پینے والوں نے جالوت اور اس کی فوج کو دیکھ کر کہا کہ اس لڑائی کی ہم میں طاقت نہیں جنہوں نے پانی نہیں پیا تھا [illegible] نے کہا کہ نہ ڈرو کیوں [illegible] جاتے ہو۔

گو جالوت کی فوجیں بیشمار ہیں لیکن اکثر ایسا ہوا ہے کہ تھوڑی جماعت بڑی جماعت پر غالب آگئی ہے لیکن صبر و استقامت درکار ہے اور اللہ صبر والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حصول تاجداری میں سب سے بڑی چیز اعتماد علی اللہ عزم و استقامت اور ایثار و قربانی ہے ایماندار کو قلت و کثرت سے بے نیاز ہو جانا چاہیے۔ دشمنوں کی تعداد اور قوت ایمانی استقامت اور جوش صداقت کے سامنے کچھ چیز نہیں صحابہ کرام ہر جگہ سے فتحیاب ہوئے [illegible] اس کی وجہ یہی [illegible] کہ ان کی نظر میں قلت [illegible] اور دشمن کی کثرت [illegible]

[illegible]

[illegible] اور [illegible] سبب [illegible] مجبور کر [illegible]
نہ لیجانا اور حق کی خاطر دنیا کے گوشے گوشے میں پھیلتے [illegible] لیکن
تدریجی شکستیں کھلیں قلت و بے سروسامانی کی حالت میں ناقدری دل تو ڑ کر اور
اہل طاقتوں پر بساط [illegible] ہے۔

مسلمانوں کو قلت کے خیال نے بزدل بنا دیا۔

صحابہؓ نے اپنے عمل سے بتلا دیا کہ قلت و کثرت کوئی چیز نہیں، قومیں کس طرح زندہ رہتی ہیں کیونکہ حریت و آزادی سے ہمکنار ہوتی ہیں اور ان کے حفظ و بقا کے اسباب کیا ہیں مگر مسلمانوں نے صحابہؓ کے صبر و استقامت اور عزم و جہاد کے سبق کو بھلا دیا اور جب ان میں اپنی قلت و بے سروسامانی کا منحوس و نامراد خیال آیا اسی وقت سے وہ بزدل منافق اور نامرد بن گئے جہاں سے اغیار نے لگاؤ مسلمانوں کی یہ سیاسی جماعتیں جو برادران وطن کی اسلام دشمنی کے ہوتے ہوئے دولت کی کثرت و سامان سے مسلمانوں کو ڈرایا کرتی ہیں اور ان کا خوف مسلمانوں کے دماغوں پر مسلط کر کے اپنے سفید فام آقاؤں کے قدموں پر پڑے رہنے کا درس دیتی ہیں وہ دیکھ کر مسلمانوں کی تباہی و بربادی کا سامان کر رہی ہیں اور اپنی اسلامی آن بان کو بٹہ لگا رہی ہیں غرض حصول آزادی کی راہ میں قلت و بے سروسامانی سے بالکل بے نیاز ہو جانا چاہیے۔

آمدم بر سر مطلب

طالوت کی قلیل التعداد فوج جالوت کے ٹڈی دل لشکر سے کچھ نہیں طالوت کے لشکر میں حضرت داؤد علیہ السلام بھی تھے مگر وہ ابھی تک بادشاہ اور نبی نہیں ہوئے تھے جب طالوت نے اپنے لشکر کو مغلوب ہوتے ہوئے دیکھا تو اپنے لشکر والوں سے کہا تم میں سے جو شخص جالوت کو قتل کر دیگا میں اسے انعام میں اپنی بیٹی کا نکاح اور آدھی بادشاہی دوں گا حضرت داؤد علیہ السلام نے گوپھن میں ایک پتھر رکھکر اور تاک کر اس زور سے مارا کہ جالوت کے سینے میں جا لگا اور وہ اسی کے صدمہ سے ہلاک ہو گیا جب بادشاہ ہلاک ہو گیا تو ہوا یکبیک پلٹ گئی اس کو شکست فاش ہوئی بیشمار کفار ہلاک ہوئے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح دی جالوت کی غلامی سے نجات ملی اور حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ کے فضل سے بادشاہی اور نبوت ملی۔

اس قصہ سے بطور نتیجہ کے جو باتیں ہمیں حاصل ہوتی ہیں اور جن پر عمل پیرا ہو کر ہم عزت و کامرانی حاصل کر سکتے ہیں وہ یہ ہیں:-

(1) حق و حریت کی راہ میں صبر و استقلال سے تمام آزمائشوں اور مصائب کو خوش آمدید کہنا چاہیے اور تکالیف و مصائب کو دیکھکر گھبرا جانا اور مایوس ہو جانا یہ مومن کا کام نہیں ایک سچے مسلمان کا یہی شیوہ ہے کہ وہ ہر امتحان اور ہر ابتلا کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔

(2) مسلمان اس لئے غلام و محکوم ہو گئے اور ہیں ان میں فسق و فجور کی کثرت ہو گئی اب اگر وہ غلامی کی لعنت سے چھٹکارا پانا چاہتے ہیں تو ان کے خیالات کا فرض ہو کہ وہ خود پاکباز بنکر مسلمانوں کو پاکیزہ زندگی حیات کا درس دیں اور گناہوں کی کثرت دور کرنے کا انتظام و اہتمام کریں اگر مسلمان [illegible] دلدل میں مبتلا رہے تو ان کو حصول آزادی کی قوت ہرگز ہرگز [illegible]

[illegible]

(3) قوم میں [illegible] کی [illegible] کہ [illegible]
میں [illegible] اور [illegible] کا جوش پیدا کیا جائے
(4) مسلمانوں کے ذہن نشین کرایا جائے کہ تم کو خدا نے مغلوب و غلام نہیں بلکہ غالب و حکومت والا قوم بنایا ہے پھر کیوں تم [illegible] کا جوش پیدا کرو۔

(5) ان کو بتلایا جائے کہ جہاد حق و حریت میں قلت و کثرت کا سوال نہیں ہے اور بے سروسامانی کا عذر منافقت اور بزدلی ہے اگر زندگی و ترقی اور آزادی حاصل کرنا چاہتے ہو تو متحد و منظم ہو اور انگریزوں پر اعتماد کرنا چھوڑ دو اگر دنیا میں زندہ رہنا ہے تو اپنے حقوق کا تحفظ آپ کرو حقوق کی بھیک ہندوؤں اور انگریزوں سے مانگنے سے بہتر ہے کہ مر جاؤ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرو غرض اسلام نے قلت و کثرت سے مسلمانوں کو بے نیاز کر دیا ہے۔

مسلمانوں کے سوچنے اور سمجھنے کی بات

سب سے پہلے سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ہم اس بات کا کھوج لگائیں کہ ہم کیسے حقیقی اور سچے مسلمان بن سکتے ہیں اور اس راستے کی تلاش کریں جس نے صحابہ کو مشرق و مغرب کا مالک بنا دیا تھا۔ سب دنیا کے مسلمان کان کھول کر سن لیں اور اچھی طرح تحقیق کر لیں کہ ہماری اجتماعی و انفرادی ترقیوں کا دار و مدار اسی پر ہے کہ ہم قدم قدم پر مسلمان نظر آئیں اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اسلام کو اپنا ہادی اور رہبر بنائیں اور مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اسلام اور داعی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کی ترقی و کامیابی کے وہ تمام راستے اور طریقے بتلا دیئے ہیں جن پر گامزن ہو کر پوری امت حوادث روزگار سے محفوظ رہ سکتی ہے اور جس کے بعد اندرونی و بیرونی دشمنوں اور بدخواہوں کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہتا پس مسلمانوں کے کرنے کی صرف ایک ہی بات ہے کہ وہ عملی مسلمان بن جائیں جو اسلام نے تمدن و معاشرت اور سیاسیات میں جو احکام و فرامین دیئے ہیں انھیں پر عمل پیرا ہو جائیں ان کے پاس ایک بہترین ضابطہ و دستور العمل ہے جس کی موجودگی میں کسی انسان کے بنائے ہوئے پروگرام اور لائحہ عمل کی ضرورت نہیں۔

ہماری سب سے بڑی بدبختی

ہماری سب سے بڑی بدبختی اور کوتاہی یہی ہے کہ ہم اپنی اجتماعی و انفرادی زندگی و ترقی کے لئے خود ساختہ طریقے اختیار کرتے ہیں اور غیروں کی ڈگر پر چلانا چاہتے ہیں جب ہم کو اس پر بھی ناکامی نصیب ہوتی ہے تو ہم بجائے اپنے نفسوں پر ملامت کرنے کے نفس اسلام میں نقص نکالنے لگتے ہیں اور اسلام کی طرف سے مایوس ہو کر روس و یورپ کے سامنے گھٹنے ٹیک دیتے ہیں۔

مگر وہ ہم کو یہ معلوم نہیں کہ اسلام نے مذہب کی [illegible] کی [illegible] کہ وہ گر [illegible] آج سے تیرہ سو سال پہلے [illegible] جو [illegible] دنیا کی تمام [illegible] ترقی [illegible] نظر نہیں آتی

اسلام نے جہاد ہی کی [illegible]

اسلام نے دنیا میں آکر جو روشنی اور ہدایت دی ہے بالکل ان کے [illegible] میری تعلیمات کے [illegible] ایک ایسا دستور دیا اس میں ترقی و سعادت کی [illegible] پیدا ہو جائیگی اور [illegible] کر نہیں توسع حالات دینی و دنیوی ترقی و سعادت کی راہیں کھول دیں سے اگر دنیا میں خالد امام و شاد کام ہونا چاہتے ہو تو میری رہنمائی میں آؤ میں تمہارے قدموں میں کائنات ارضی و سماوی کی کنجیاں ڈال دوں گا چنانچہ یہی ہوا عرب کے وحشی بدو جب آغوش اسلام میں آئے [illegible] کہ اسلامی تعلیمات کی پیروی کے لئے وقف کر دیا تو کیا ہوا! یہی کہ مس خام سے کندن بن گئے اور وہ کچھ حاصل کیا جس کی روش پہنچ گئی یہی [illegible] غرض اسلام مسلمانوں کی ترقی اور حفاظت کی ضامن ہوا اس نے مسلمانوں کی اجتماعی و انفرادی حفاظت و ترقی کے دو طریقے بتلائے ہیں پہلا طریقہ مالی و جانی قربانی یا ایثار کا ہے جس کا سبق قرآن کے ہر صفحہ سے ملتا ہے عید الاضحیٰ کا بھی مقصد یہی ہے یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا سال قربانی کی یاد پر ختم ہوتا ہے اور ذکار محرم سے شروع ہوتا ہے جو ایثار و قربانی کی ایک بہترین یادگار ہے سب جانتے ہیں کہ اسلام میں جہاد کی تعلیم ہے اس کے معنے صرف یہی نہیں ہیں کہ دین کے لئے تلوار لیکر میدان کارزار گرم کر دیا جائے بلکہ اس کے معنے ان تمام کوششوں اور سرگرمیوں پر حاوی ہیں جو زندگی کی بقا کے لئے کی جائیں دراصل جہاد کا مطلب یہی ہے کہ ہم زندگی کے ہر شعبہ میں سعی و کوشش سے کام لیں غرض مالی و جانی قربانی ہی سے حیات قومی کی تعمیر ہوتی ہے اور اسی پر اجتماعی ترقیوں کا دارومدار ہے۔

دوسرا طریقہ اسلام نے یہ بتلایا ہے کہ ہم انفرادیت کو اجتماعیت پر قربان کر دیں یعنی ہر مسلمان اپنے نفس پر ملت و جماعت کو مقدم رکھے اگر اس کی زندگی سے پوری ملت کو فائدہ پہنچ سکتا ہو تو اسکو بجا طریق خطرہ میں ڈالے اور خود کو ہلاکت و تباہی میں ڈال کر قوم کو بچائے یہی وہ اصول ہے جس پر صحابہ نے عمل کیا اور یہی وہ اصول ہیں جن پر یورپ کی قومیں کاربند ہیں اور اگر ان دو اصولوں پر عمل کرنا ترک کر دیا جائے تو پھر ترقی و تقدم کے تمام راستے مسدود ہو جاتے ہیں

فداکاری اور اخلاص کا فقدان

آپ نے معلوم کر لیا کہ اسلام نے مسلمانوں کی حفاظت و ترقی کے کون سے طریقے بتلائے ہیں اب یہ بھی معلوم کر لیجئے کہ ان پر ہمارے عمل کی کیفیت کیا ہے سو ایثار و قربانی اور فداکاری اخلاص و للہیت کا لازمی نتیجہ ہے یعنی خلوص و للہیت کو ایثار لازم ہے مگر ہم خلوص کی اس دولت ہی سے محروم ہیں جس کی وجہ سے ہمارے اعمال ہماری تعین اور بہتری [illegible] خدا کے فضل سے ہمارے یہاں اخبارات رسائل [illegible] [illegible] کی کمی نہیں ہمارے اور [illegible] ترقی کی [illegible] [illegible] اسی ایک [illegible] للہیت [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] ہے کہ [illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] نفسانی [illegible] قدم قدم پر [illegible] پیدا ہو گی جس کے باعث دنیا والوں کو بالکل پتہ نہ چلے گا کہ ہمارا عمل اسلام کے مطابق ہو رہا ہے یا نہیں مگر ان کے بجائے پھر اسلام کی ترقی کا خیال کیسے نصیب ہو [illegible] ہو گا کہ مسلمانوں کو مسلمان بننے کی ضرورت ہے اس کے بعد ساری خرابیاں خود بخود دور ہو جائینگی یہی بات ہم میں کہ ہر ایک سب کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو مسلمان بننے کی ضرورت ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ کہنے کے بعد بھی عملی طور پر بڑھنے کو کوئی قدم نہیں اٹھاتا کیا صرف زبانی مسلمان مسلمان ہو جائینگے ہرگز نہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ کبھی کے مسلمان بن گئے ہوتے اگر ہمارے [illegible] ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو کوئی مجھے بتلائے کہ مسلمانوں کو مسلمان بنانے کا پروگرام اور عملی جدوجہد کیا ہے پھر اگر ہماری ترقی و تقدم کی راہیں مسدود ہیں تو رونا کس بات کا ہے مسلمانوں کو اپنی بےدردی اور بے بصیرتی کا ماتم کرنا چاہئے جو بیماری نے ہیں لیا پھر یہاں

مسلمان بننے کی راہ

میرے خیال میں صرف ایک ہی راہ ہے کہ مسلمان ساری کوششیں [illegible] کر کے صرف یہ سوچیں کہ ہمارے اندر قرآن حکیم کا صحیح علم و عمل کیونکر آئیگا اور سنت [illegible] [illegible] ایسا پروگرام بنائیں جس سے ہمارے اندر قرآن کا علم و عمل آئے [illegible] ہے۔ ذرا غور کرو حضور نے عرب میں اسلامی قومیت کی تعمیر جو بڑی چھان بین کیا ہوا جس طرح ہمارے دائیں بائیں دو قومیں موجود ہیں عرب میں بھی ہمارے دائیں بائیں دو قومیں تھیں ایرانی، رومی عرب کی نئی قومیت کے خلاف سخت مزاحم دیکھا اور پھر اس نے ایک تیسری قومیت کا سہارا تیار کیا جس نے دونوں قوموں کو بالکل اپنے میں مدغم کر لیا اور دنیا پر ترقی و سعادت کی راہیں کھل گئیں اور یہ سب ایک آن میں ہوا۔ اس قومیت کی تعمیر آخر اسلام ہی نے تو کی تھی تو کیا آج اسلام وہی معجزہ نہیں دکھا سکتا جو اس نے عرب میں دکھایا تھا اسلام کے قوانین میں جو کچھ پہلے تھا وہ اب بھی ہے البتہ اس سے مستفید ہونے والے نہیں مسلمان آج بھی وہی ہیں جو پہلے تھا مگر ہم وہ نہیں جو پہلے عرب میں نئی قومیت کے خلاف نے مسلمانوں سے صرف ایک ہی بات کہی تھی کہ یاایھا الذین امنوا ادخلوا [illegible]

اے ایمان والو! ایمان والے بنو اسلام میں پوری طرح داخل ہو جاؤ

آہ آج یہ کیسی بدبختی ہے کہ مسلمانوں کے نزدیک ان کے مسلمان بننے کی مختلف راہیں ہیں بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ مسلمان شریعت کی نری اور تنگی سے اکتا گئیں یورپ کی تاریکی روشنی سے اپنے آپ کو منور کریں یعنی ملت فرنگی بنجائیں ایک گروہ کہتا ہے ہمیں ہندوؤں کے بھروسہ پر جینا چاہئے ایک گروہ کا اصرار ہے کہ ہماری زندگی و ترقی کی ضمانت اسی بات میں ہے کہ ہم لیڈروں کے درشکے! بنجائیں یعنی کانگریس کی چھاپ [illegible] پر موجود ہمارا مکمل کا لکھا ہوا مانے یورپ کو بھاگا [illegible] خدارا بتلائیے یہ کیا الغویت اور حماقت ہے کیا یہ غیر کی زندگی بسر کرنے کی کوشش ہے کیا قوموں کی تعمیر یوں ہوا کرتی ہے اگر نہیں تو مسلمانوں کو کیا ہوا کہ وہ [illegible] آستانہ اقبال پر نہیں جاتے کیا مسلمانوں کو اپنے خدا کا اس وعدہ پر اعتماد نہیں رہا کی عزت و فلاح تمہارے [illegible] یہ جہاں [illegible] مسلمانو! اگر [illegible] ہو [illegible] پر [illegible] تو [illegible]

[illegible] جہاں [illegible]

اسلام کے چار علمبردار

(از جناب [illegible] مولوی [illegible] صاحب [illegible])

(۱)

مدینہ منورہ میں ایک خاص جوش و خروش پایا جا رہا ہے ہر گلی کوچہ میں مسلمان نظر آ رہے ہیں جن میں سفید ریش اور نورانی پیشانی والے بڑھے بھی ہیں اور کالی ڈاڑھی اور گلگوں رخسارے والے جوان بھی اور ایسے نو خیز بھی جن کی ابھی مسین بھیگ رہی ہیں سب کے سب شاد و بشاش ہیں جیسے عید کی تیاریوں میں مصروف ہوں، عیدگاہ جا رہے ہوں ہاں ان کے لئے آج عید ہے۔ عید فطر نہیں عید قربان نہ عید قرباں نہیں جس میں دنبوں اور بکروں کی قربانی کی جاتی ہے وہ عید قرباں جس میں اپنی گردن پیش کی جاتی ہے اپنے عزیزوں کی قربانی کی جاتی ہے وہ جا بھی رہے ہیں مسجد کی طرف نہیں بلکہ مسجد نبوی کی طرف جہاں سے وہ جہاد کے لئے روانہ ہوں گے اور یہی سبب ہے ان کے چہرے اس قدر دمک رہے ہیں اور ان کے لبوں پر تبسم کھیل رہا ہے اور خوشی سے ان کے قدم ٹھکانے نہیں پڑ رہے ہیں ؎

قتل ہوں گے تری خاطر سے خوشی اتنی کہ آج اتراتے ہوئے پھرتے ہیں ترے بسمل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی میں رونق افروز ہیں جلیل القدر صحابہ اس طرح گھیرے ہوئے حاضر ہیں جیسے شمع کو پروانے اور مسجد نبوی سے باہر ہزاروں مجاہدین سر بکف تیار ہیں بدن پر لوہے کا زرہ کپڑے ہیں پرانی نیام کے اندر کیسی کیسی خدا نے خوار تلواریں ہیں چہرے سے ہیبت ٹپک رہی مانو ملنے کے آثار نمایاں ہیں مگر جہاد کے لئے جا رہے ہیں ان تمام باتوں کے باوجود چہرے پر ایک قدرتی رعب و جلال ہے ایک وجدانی دم خم ہے ایک روحانی تازگی ہے۔ تیور سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر شیر بھی سامنے آ جائے تو پھاڑ کر رکھ دیں۔ دیو کو بھی پائیں تو اس کی کلہ چیر ڈالیں ہاں یہ ایسے ہی ہیں یہ بدر کے فاتح ہیں یہ احد کا میدان دیکھے ہوئے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رکاب مقدس میں لڑتے آئے ہیں انھوں نے غزوہ خندق میں پورے عرب کا مقابلہ کر کے دکھا دیا کہ وہ ساری دنیا سے لڑ سکتے ہیں خدا کے فرشتے پہلو بہ پہلو شریک جنگ ہوتے ہیں خود اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہوتا ہے ان اللہ مع المومنین

(۲)

شرحبیل بن عمرو غسانی ایک عیسائی عرب تھا جو رومی سلطنت کے تحت شام کے ایک حصہ میں فرمانروائی کر رہا تھا جمادی الاولیٰ ۸ھ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ کو دعوت اسلام کا خط دیکر شرحبیل بن عمرو کے پاس بھیجا مقام موتہ میں جب بیت المقدس سے کوئی دو منزل کے فاصلہ پر ہے حضرت حارث اور شرحبیل بن عمرو میں ملاقات ہوئی شرحبیل نے حضرت حارث کو شہید کر ڈالا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حادثہ کی خبر ہوئی تو حضور کو بہت صدمہ ہوا اور انھی کا قصاص لینے کے لئے مسجد نبوی کے [illegible] ہر [illegible] جمع ہیں اور عام کی طرف [illegible] چلنے والے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں صحابہ مجاہدین کو خطاب کر کے فرمایا۔

"زید بن حارثہ علمبردار مقرر کئے جاتے ہیں یہ شہید ہوں تو جعفر بن ابی طالب امیر بنائے جائیں اور یہ بھی مارے جائیں تو عبد اللہ بن رواحہ [illegible] ہوں اور ان کی بھی شہادت ہو جائے تو مسلمان اپنے میں سے جسے [illegible] سپہ سالار بنالیں۔"

حضرت جعفر نے نہایت ادب سے عرض کیا "یا رسول اللہ مجھے امید تھی کہ حضور زید بن حارثہ کو مجھ پر امیر مقرر فرمائیں گے؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جعفر تم اللہ کا نام لیکر [illegible] کیا خبر کہ تمہاری بہتری کس بات میں ہو۔"

حضرت جعفر نے سر اطاعت خم کر دیا۔

تین ہزار مجاہدین ہیں اور سارا مدینہ انھیں فی امان اللہ کہنے کے لئے امڈ آیا ہے اور ان کے درمیان خود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جلوہ گر ہیں جیسے ستاروں میں ماہ کامل بلکہ مدینہ ساتواں آسمان بنا ہوا ہے ساتویں آسمان سے بھی بڑھ گیا ہے عرش پر سبقت لے گیا ہے [illegible] صاحب لولاک فخر کونین حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ایک سفید جھنڈا بنا کر حضرت زید کو عنایت فرمایا اور یہ ہدایت فرمائی کہ "زید! مقتل حارث یعنی موتہ میں پہنچ کر وہاں کے رہنے والوں کو دعوت اسلام دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو خیر ورنہ خدا سے مدد مانگنا اور ان سے لڑنا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم وداع کی گھاٹی تک رخصت فرمانے تشریف لے گئے وہاں پہنچ کر حضور نے حضرت زید کو مزید ہدایت فرمائی "زید تم کو اور تمہارے ساتھی مسلمانوں کو تقویٰ اور نیکی کی ہدایت کرتا ہوں [illegible] لیکن منکرین خدا سے راہ خدا میں لڑنا بچوں عورتوں بوڑھوں [illegible] [illegible] درخت کے پاس نہ جانا ہر سبز درخت کو نہ کاٹنا مکان نہ ڈھانا۔"

علمبرداران اسلام نے صحابہ سے رخصت ہو کر کوچ کیا [illegible] سے دعا کی دفع اللہ عنکم و ردکم سالمین غانمین [illegible] دشمنوں سے بچائے اور سالم و غانم واپس لائے۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے آمین کے بجائے [illegible] مغفرت اور ایسی کاری [illegible] زخم کی دعا مانگتا ہوں [illegible] آر پار [illegible] نیزے کے زخم کی دعا مانگتا ہوں [illegible] [illegible] اللہ ایسا دار کہ [illegible] جگر کے پار ہو جائے [illegible]

[illegible] گذریں تو کہیں شاباش [illegible] اسلام [illegible]

عرب کا [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]

[illegible] کے سامنے [illegible] ٹیک کر اور پیشانی رگڑ رگڑ کر کہتے ہیں کہ اے معبود رحمٰن [illegible] ذات [illegible] جو ساری خوبیاں تیرے ہی لئے سزاوار ہیں تو تمام عالموں کا [illegible] رحمٰن و رحیم [illegible] دن کا مالک ہے تیری ہی ذات مستحق عبادت ہے [illegible] نہیں تو ہمیں اپنے پسندیدہ بندوں کا راستہ دکھا اور [illegible] اور مغضوبوں کی راہ سے [illegible] تو پاک اور بزرگ ہے [illegible] اور [illegible] آسمان کے فرشتے ان کے خلوص خضوع اور ان کی والہانہ [illegible] کو دیکھ کر [illegible] رہے ہیں اور فرشتوں کی تشنگی کو دیکھ دیکھ [illegible] ہو رہے ہیں نماز کے بعد غازیان اسلام پھر آگے بڑھے۔

[illegible] آفتاب اپنی منزل پر پہنچ کر افق میں جا چھپا آسمان کے تارے اسلامی فوج [illegible] کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہو رہے تھے آفتاب کے غروب ہوتے ہی [illegible] چاند [illegible] غازیان اسلام کا نظارہ کرنے لگے چاند [illegible] شوق دل لئے ہوئے نکل آیا اور مسکرا مسکرا کر مجاہدین کے نورانی چہرے دیکھنے لگا۔ [illegible] اسلام [illegible] آسمان اور [illegible] کی سی چاندنی سے لطف اندوز ہوتے [illegible] جا رہے تھے ہوا کی شعلہ باری ختم ہو چکی تھی اور [illegible] تکلیف [illegible] ایک وسیع اور ہموار میدان میں پہنچ کر حضرت زید بن [illegible] حضرت جعفرؓ [illegible] رات جا چکی ہے یہ جگہ بھی قیام کے لئے [illegible] اچھی ہے مجاہدین کو قیام کا حکم دے دیا جائے؟

حضرت جعفرؓ نے کہا بہتر ہوگا [illegible] یہ جگہ قیام کے لئے نہایت [illegible] موزوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے کہا کیسا کھلا ہوا میدان ہے آسمان پر ستارے [illegible] چاندنی ایسی شفاف ہے جیسے دھلی ہوئی [illegible] ایسی جگہ قیام کے لئے [illegible] کیا جانا چاہیئے۔

حضرت زید بن [illegible] حکم دے دیا مجاہدین نے گھوڑے روک لئے سب سے پہلے [illegible] ادا کی [illegible] میں سے کھجوریں نکال کر کھائیں [illegible] حضرت زیدؓ، حضرت جعفر [illegible] باری [illegible] کی حفاظت [illegible] جاگتے رہے حضرت [illegible] یافتہ تھے حضرت عبداللہ بن [illegible] شاعر تھے [illegible]

[illegible]

[illegible]

مجاہدین اسلام منزلیں طے کرتے ہوئے تبوک پہنچے وادی القریٰ میں [illegible] شرحبیل بن عمرو نے اسلامی لشکر کا حال معلوم کرنے کے لئے اپنے بھائی سدوس بن عمرو کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا سدوس مسلمانوں سے لڑ کر مارا گیا۔

اس مختصر معرکہ کے بعد اسلامی لشکر نے یہاں سے کوچ کیا اور مقام معان میں ڈیرے ڈالے یہاں معلوم ہوا کہ قیصر ہرقل ایک لاکھ رومی اور ایک لاکھ عیسائی عربوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے آ رہا ہے اور مقام مآب میں پڑا ہوا ہے اس لئے مشورہ کرنے کے لئے مجاہدین اسلام کی مجلس شوریٰ منعقد ہوئی کہ [illegible] فوج سے ابھی مقابلہ کرنا چاہیئے یا دربار رسالت سے اور فوج طلب کرنی چاہیئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے اس کے جواب میں ذیل کی ولولہ انگیز تقریر فرمائی۔

مجاہدین اسلام آپ کو اس سے کیا بحث کہ دشمنوں کی تعداد کتنی ہے آپ تو شہادت کی طلب میں نکلے ہیں ہم نے آج تک کثرت تعداد اور قوت طاقت کے بھروسہ پر جنگ نہیں کی ہے ہم نے اس دین کی قوت سے جنگ کی ہے جس سے خدا نے ہمیں معزز بنایا ہے ہرقل کی طرف بڑھو [illegible] میں خیمہ زن ہے اور میمنہ میسرہ مرتب کر کے اس کے لشکر سے مقابلہ کرو دو بھلائیوں اور سعادتوں میں سے ایک خالی نہیں یا تو ہمیں فتح حاصل ہوگی یا شہادت۔ حضرت عبداللہؓ کی تقریر نے مجاہدین کو جوش و خروش سے معمور کر دیا سب نے یک زبان ہو کر کہا عبداللہؓ بالکل ٹھیک کہتے ہیں ہمیں خدا کا نام لے کر آگے بڑھنا چاہیئے۔ مجاہدین آگے بڑھے پہلا معرکہ بلقاء شام کے ایک مقام "مشارف" میں ہوا پھر وہاں سے ہٹ کر اسلامی لشکر نے مقام موتہ میں قیام کیا یہاں مسلمانوں اور عیسائیوں میں نہایت خونریز جنگ ہوئی۔

ایک لاکھ سے زیادہ رومی اور عیسائی عرب تھے بیشمار ساز و سامان اور [illegible] مسلمان صرف تین ہزار تھے دونوں فوجیں آراستہ ہو کر میدان میں نکلیں حضرت قطبہ بن قتادہ اسلامی لشکر کے میمنہ کے سپہ سالار تھے اور حضرت عبایہ بن مالک انصاری میسرہ کے سپہ سالار۔ اسلام کے پہلے علمبردار حضرت زید بن حارثہ اسلامی علم لیکر آگے بڑھے جنگ شروع ہو گئی مجاہدین اسلام اللہ اکبر کا نعرہ مار کر عیسائیوں پر ٹوٹ پڑے تلواریں چلنے لگیں نیزے کام کرنے لگے لڑائی کا بازار گرم ہو گیا تلواروں کی جھنکار [illegible] شور و غل اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے میدان جنگ میدان محشر بن گیا زمین خون سے سرخ ہو گئی تلواروں کی نقل و حرکت کے ساتھ اس کثرت سے خون کے چھینٹے اڑ رہے تھے کہ معلوم ہوتا تھا خون کی بارش ہو رہی ہے اور عیسائی مقتولین سے میدان جنگ بھر گیا۔

حضرت زید بن حارثہ جوش جہاد اور شوق شہادت میں عیسائیوں کی صفوں میں دور تک گھس گئے عیسائیوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا اور نیزوں اور تیروں کی بارش کر کے آپ کو شہید کر ڈالا۔ اسلام کے دوسرے علمبردار حضرت جعفر بن ابی طالب [illegible] حضرت زید کے شہید ہوتے ہی [illegible] حضرت زید کی شہادت سے مسلمانوں کے [illegible]

ان کے ساتھ لڑتے ہوئے قدم بڑھاتے گئے مسلمان انتہائی جوش و خروش کے ساتھ لڑ رہے تھے جلد جلد نیزے اور تلواریں چلا رہے تھے عیسائیوں کے سر اور ہاتھ کٹ کٹ کر ادھر ادھر گرتے ہوئے نظر آ رہے تھے زمین خون سے رنگین ہی نہیں بلکہ لت پت ہو گئی مقتول اور زخمی عیسائیوں سے میدان پٹ گیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالب علمبردار تھے اس لئے عیسائی آپ پر بار بار ہجوم کرتے تھے اور آپ بھی جوش جہاد میں ان کی صفوں میں گھسے پڑتے تھے جب آپ چاروں طرف سے دشمنوں میں گھر گئے تو آپ نے اپنے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں تاکہ دشمنوں کے مقابلہ سے بھاگنے کا خیال دل میں نہ آئے اور پیادہ پا لڑنے لگے اس وقت آپ کی زبان پر اس مضمون کا رجز تھا "کیا اچھی جنت ہے اور کیا اچھی اس کی نزدیکی ہے وہ جنت جس کی شراب خوشبودار اور ٹھنڈی ہے اس رومی قوم کی تباہی کا وقت قریب ہے یہ خدا کی منکر اور کمینی قوم ہے۔" آپ پر ہر طرف سے شمشیر و نیزہ اور تیروں کی بارش ہو رہی تھی مگر آپ نہایت استقلال و پامردی سے ڈٹے ہوئے تھے ایک شخص نے آپ کے دائیں بازو پر تلوار ماری آپ کا ہاتھ بازو سے جدا ہو کر گر پڑا آپ نے علم اسلام کو سرنگوں نہ ہونے دیا اور علم کو بائیں ہاتھ میں لے لیا ایک عیسائی نے آپ کے بائیں بازو پر بھی تلوار ماری اور وہ ہاتھ بھی علیحدہ ہو گیا آپ نے پھر بھی علم کو گرنے نہ دیا اور دونوں کٹے ہوئے بازوؤں سے علم کو سنبھال لیا اور اسے سینے سے لگائے بلند کئے رہے ایک عیسائی نے آپ کی کمر پر تلوار ماری اور آپ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑے۔ حضرت جعفر کی شہادت کے بعد اسلام کے تیسرے علمبردار حضرت عبداللہ بن رواحہ نے علم لے لیا آپ نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا آپ کے چچا نے کہیں سے تھوڑا سا گوشت لا کر دیا آپ نے منہ میں رکھا ہی تھا کہ حضرت جعفر شہید ہو گئے آپ نے گوشت کو منہ سے نکال کر پھینک دیا اور یہ کہتے ہوئے میدان میں آ گئے بڑھ "نفس! جعفر دنیا سے چلے گئے اور تو ابھی دنیا ہی میں رہ گیا، بیوی کی محبت ہو تو اسے طلاق دی ہوتی غلاموں سے تعلق خاطر ہے تو انہیں آزاد کیا، باغ و بستان سے دلبستگی ہو تو انہیں رسول اللہ پر قربان کیا اے نفس! اگر تو لڑا نہ گیا جب بھی ایک روز مرے گا موت کے حلقہ میں جانا ضروری ہے اگر تو نے جعفر و زید کی پیروی کی تو تیری تمنا پوری ہو گی اور تو راہ ہدایت پا گیا۔" حضرت عبداللہ بن رواحہ نے ایسا زبردست حملہ کیا کہ عیسائیوں میں ہلچل مچ گئی آپ دائیں بائیں سامنے ہر طرف حملے کر رہے تھے اور جس طرف رخ کرتے تھے صف کی صف الٹ کر رکھ دیتے تھے آپ اسی طرح نہایت شجاعت و بہادری سے لڑ رہے تھے کہ ایک دشمن نے حضرت عبداللہ کو نیزہ مارا زخم نہایت کاری تھا آپ سنبھل نہ سکے آپ نے خون کو منہ پر ملا اور دونوں صفوں کے درمیان گر کر [illegible]

[illegible] خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن — خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

عیسائیوں نے حضرت عبداللہ کے ساتھ علم اسلام کو گرتے دیکھا تو اسے لینے کے لئے دوڑے مگر حضرت ثابت بن اقرم انصاری نے لپک کر اٹھا لیا اور مسلمانوں سے کہا تم اپنے میں سے جسے چاہو اپنا امیر بنا لو۔ مسلمانوں نے جواب دیا آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ حضرت ثابت نے کہا میں امارت کے قابل نہیں ہوں اس منصب کے لائق خالد بن ولید ہیں مسلمانوں نے حضرت خالد کو امیر بنا لیا اب اسلام کے چوتھے علمبردار نے علم اٹھایا اور لڑنے لگے آپ لڑتے جاتے تھے اور آپ کے ہاتھ سے تلواریں ٹوٹتی جاتی تھیں اس روز آپ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹیں صرف ایک یمنی چھوٹی تلوار آپ کے ہاتھ میں رہ گئی وہ ٹھہری۔ حضرت خالد بن ولید نے جنگ کا رخ پلٹ دیا [illegible] جوش کے ساتھ [illegible] جنگ کا نقشہ [illegible] بدل گیا۔

(۵)

دوسرے روز خالد بن ولید نے صف بندی کی تو مقدمہ کو ساقہ اور میمنہ کو میسرہ میں تبدیل کر دیا۔ عیسائیوں نے اسلامی فوج کی نئی ترتیب سے سمجھا کہ کوئی جدید لشکر آیا ہے اس سے ان کی ہمت گر گئی اور ان پر ڈر غالب ہو گیا۔

حضرت خالد کے ہاتھ میں تلوار تھی اور بائیں ہاتھ میں اسلامی علم تھا علم کو جنبش دی اور اللہ اکبر کا نعرہ مار کر عیسائیوں پر حملہ کیا غازیان اسلام نے بھی صدائے تکبیر کے ساتھ آپ کی پیروی کی تلواروں اور نیزوں سے حملے کرنا شروع کیا سر کٹ کٹ کر گرنے لگے سینے اور پہلو چھدنے لگے فرشتہ اجل جسم و جان کا فیصلہ کرنے لگا خون سے بھیگی ہوئی زمین جو ابھی سوکھ گئی تھی تازہ خون سے پھر تر ہو گئی میدان جنگ جو کل کی لاشوں سے پٹ گیا تھا پھر لاشوں سے پٹ گیا مسلمانوں نے اتنے عیسائیوں کو قتل کیا ان کے ہاتھوں پر کلیجی کی طرح خون جم گیا مگر زید و جعفر کے انتقام کا جذبہ بڑی شدت پر تھا مسلمان داڑھی کے بالوں کو دانتوں تلے دبا دبا کر عیسائیوں پر حملے کرتے تھے اور ایک ایک زخم میں سیکڑوں ہزاروں عیسائیوں کو کاٹ کر رکھ دیتے تھے۔

اب آفتاب بلند ہو چکا تھا اور اپنی آتشیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس بھیانک منظر کو دیکھ رہا تھا مسلمان عرب کی دھوپ برداشت کرنے کے عادی تھے شام کی دھوپ کو وہ کیا سمجھتے تھے آفتاب کی تمازت کے ساتھ مسلمانوں کی جنگی حرارت بھی بڑھتی جاتی تھی مگر عیسائیوں کا جوش ٹھنڈا پڑتا جاتا تھا۔ خالد نے مسلمانوں کو آواز دی۔

"اے غازیان اسلام! اب معرکہ سر ہے لے لو یہ میدان کو بڑھو اللہ اکبر!" حضرت خالد کے اس مختصر نعرے نے آگ لگا دی اللہ اکبر کہہ کے مسلمانوں نے جو حملہ کیا تو عیسائیوں کے قدم اکھڑ گئے غازیان اسلام نے تلواریں سونت کر عیسائیوں کا پیچھا کیا عیسائی بدحواس بھاگے جا رہے تھے اور مسلمان ان کو قتل کرتے جاتے تھے تھوڑی دیر میں عیسائیوں کے سوا جنگ میں کوئی باقی نہ رہا غازیان اسلام نے دور تک پیچھا کیا بہت سے عیسائیوں کو مار ڈالا اور ان کا مال و اسباب چھین لیا۔

حضرت زید حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ ایک ہی قبر میں دفن کئے گئے حضرت جعفر کے نصف حصہ جسم میں صرف آگے کی طرف ساٹھ سے زیادہ زخم تھے جن میں بہتر زخم نیزے و شمشیر کے تھے [illegible] فرماتے ہوئے حضور [illegible] کے قلب سے یاد فرمایا اور حضرت جعفر [illegible] بازوؤں کے عوض [illegible] دیئے ہیں جن سے وہ فرشتوں کے ساتھ اڑتے پھرتے ہیں [illegible] جعفر طیار کہتے ہیں۔

ابو مسلم خراسانی کا انجام

(از حضرت مولانا مراد [illegible] مسعودی)

ابو مسلم خراسانی تاریخ اسلام کی ایک نامور اور بہت مشہور ہستی ہے اور بلاشبہ اس نے خلافت کا بہت نمایاں انجام دیا ہے اور وہ اقتدار پیدا کیا جس کی مثالیں تاریخ میں کم ملتی ہیں بلا کا ذہین دشمن غضب کا ڈپلومیٹ اور نہایت جری اور ماہر جرنیل تھا۔ اسی کی عقل رسا کی کرشمہ کاری تھی کہ بنی امیہ کی اس عدیم المثال اور پر سطوت وسیع حکومت کا، جو سالہا سال میں نہیں دنوں میں تختہ الٹ گیا جو سندھ و چین سے لیکر مراکش تک پھیلی ہوئی تھی اور جس کی جلالت و جبروت کے آگے کسی کو دم مارنے کا یارا نہ تھا عباسی عظمت و شکوہ کا پرچم ابو مسلم ہی کی عدیم المثال جدوجہد کی بدولت دنیا میں لہرایا ورنہ کسی کے تصور میں نہ آ سکتا تھا کہ [illegible] ایوان و قصور اتنی جلد کھنڈر بن جائیں گے اور ان پر عباسی حکمت کے محل تعمیر ہوں گے۔ ابو مسلم کو عباسیوں کی حمایت میں زبان و قلم اور شمشیر ہر دو سے کام لینا پڑا اس نے اپنی زندگی اور زندگی کی تمام آسائشیں عباسی قصر و اقتدار کی تعمیر میں صرف کر دیں خراسان [illegible] کے خلاف خفیہ طور پر اس شدت و شکوہ سے پروپیگنڈا کیا اور رفتہ رفتہ ایسی فضا پیدا کر دی کہ ایک سیلاب بن کر [illegible] اور اموی دولت کو بہا لے گیا۔

ابو مسلم کا غرور و تکبر

تاریخ شاہد ہے کہ عباسی تخت کسی عباسی کی سعی [illegible] سے عراق میں نہیں بچھا اس کا پہلا فرمانروا [illegible] تھا کہ اس کے لئے کہیں [illegible] کا بھی کھٹکا نہ تھا لیکن قدرت برتر کو جب منظور ہوتا ہے تو گداؤں اور بینوا فقیروں کو تاج و تخت بخش دیتی ہے دیکھتے دیکھتے آقائے رضا شاہ فرمانروائے ایران گھوڑوں کی سائیسی کرتے ہوئے سریر حکومت پر متمکن ہو گئے آج سے کچھ عرصہ پیشتر غازی مصطفیٰ کمال پندرہ روپے کے ایک معمولی کلرک تھے لیکن آج ترکی سلطنت و شاہی کا تخت ان کے قدم کو بوسے دے رہا ہے پھر اگر سفاح کے سر [illegible] اور تاج خسروی سر پر جگمگانے لگا تو کوئی تعجب خیز امر [illegible] تشکر [illegible] جلیل القدر جان نثار [illegible] جرنیل کا قتل خلیفہ ابو جعفر منصور کے دامن شہرت پر [illegible] ایک نہایت مکروہ اور گھناؤنا دھبہ نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ [illegible] دماغی توازن رکھنا اور نفس امارہ کے شر و فریب [illegible] کا کام ہے۔ ابو مسلم [illegible] بارگاہ رسالت [illegible] کوئی نہیں [illegible]

[illegible]

ہو سکتی کہ مقتول کو خلفاء اس کے نزدیک [illegible] اسباب [illegible] دیکھنے چلتے ہیں اس لئے ہمیں تاریخی روشنی میں یہ دیکھنا ہے کہ ابو جعفر منصور ابو مسلم خراسانی جیسے زبردست سپہ سالار اسلام کو جو اس کی حکومت کا [illegible] اور قوت بازو تھا موت کے گھاٹ اتارنے میں کہاں تک حق بجانب تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ ابو مسلم کی کامیابیوں نے اسے بہت مغرور و سرکش بنا دیا تھا اتنا کہ وہ سب کچھ اپنے آپ ہی کو سمجھنے لگا تھا اور سفاح و منصور دونوں کو خاطر میں نہ لاتا تھا انتہا یہ ہے کہ اس نے ان کے احکامات علانیہ [illegible] ان کی تحقیر کی اور جس اقتدار کے قیام کے لئے اس نے [illegible] اٹھائی تھی اسی کا سد راہ بن گیا تھا۔ منصور سلاطین اسلام میں نہایت بلند پایہ فرمانروا ہی نہ تھا بلکہ بڑا بہادر اور اس [illegible] تھا کہ دنیا اس کی [illegible] جوڑ توڑ دیکھ کر دنگ رہ جاتی تھی وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ ابو مسلم وہ پہلا ابو مسلم نہیں رہا اور اس سے اب اغماض [illegible] سلطنت کو خطرے میں ڈالنا ہے اس لئے اس نے [illegible] اس کے قتل کے لئے ریشہ دوانیاں شروع کر دیں۔ ابو مسلم کوئی معمولی درجہ کا سپہ سالار [illegible] تھا کہ اسے بآسانی قتل کیا جا سکتا منصور کو بڑی [illegible] چالیں چلنا پڑیں اور قدم قدم پر ہوشمندی و عقل سے کام لینا پڑا جب [illegible] کامیابی نصیب ہوئی۔

قتل کے اسباب و علل

ابو مسلم کے غرور و نخوت کا پہلا انکشاف ہوتا ہے جب خلیفہ سفاح نے منصور کو اپنی اور اس کی بیعت لینے کے لئے خراسان بھیجا تو ابو مسلم منصور سے نہایت بے التفاتی کے ساتھ پیش آیا اور اس کی تحقیر [illegible] منصور [illegible] بہت فراخ دل بھی تھا وہ اپنی اس تحقیر کو بھول گیا تھا مگر ابو مسلم کے رویہ میں سفاح کے انتقال کے بعد بھی کوئی تغیر پیدا نہ ہوا اور وہ یہی سمجھتا رہا [illegible] جو کچھ ہے میری ہی کوششوں کا ثمرہ ہے حالانکہ مسلمانوں کو [illegible] کوششوں کا مالک ہے کامیابی صرف خدا کے ہاتھ میں ہے اگر اس کی توفیق شامل حال نہ ہو تو انسان کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ [illegible] ہے اگر ابو مسلم اس [illegible] ہرگز مغرور نہ ہوتا مگر وہ تو یہ سمجھتا تھا کہ سب کچھ میں نے کیا اور میرے ہی بل بوتے [illegible] منصور اپنے زمانہ ولی عہدی [illegible] جب اسحاق [illegible] نے منصور کو سمجھایا کہ آپ ابو مسلم کی طرف سے شدید خطرہ میں مبتلا ہیں منصور نے [illegible] ابو مسلم [illegible]

[illegible]

اپنا لوازمات داعی پہلے ہی کھو بیٹھا تھا۔ خلیفہ سفاح کے انتقال پر منصور نے ابومسلم کو ملاقات کے لئے بلایا ہے لیکن ابومسلم کو سفاح کی [illegible] [illegible] بتانا ہے انتہا یہ ہے کہ اس نے منصور کو تعزیت کا خط لکھا نہیں بھیجا اور جب اس کے پاس منصور کا عتاب نامہ پہنچا ہے تو بھیجا اس نے تہنیت خلافت کی عرضداشت ارسال کی ہے لیکن ادہر تو تہنیت نامہ بھیجا اور ادہر اسباب پہنچ کر منصور کے چچیرے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ کو منصور کے بالمقابل اپنی بیعت لینے کی ترغیب دی جسے عیسیٰ نے نفرت کے ساتھ ٹھکرا دیا (ابن خلدون جلد ۳)

منصور کے چچا عبداللہ بن علی نے علم بغاوت بلند کیا تو منصور کے حکم پر ابومسلم کو مقابلہ پر جانا تو پڑا مگر دل صاف نہ تھا جس کا مظاہرہ اس طرح ہوا کہ جب ابوخصیب منصور کے حکم سے بعد فتح مال غنیمت کی فہرست مرتب کرنے بھیجے گئے تو ابومسلم برافروختہ ہو گیا اور اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ منصور نے میرا اعتبار نہیں کیا خیر اچھا کیا؟ اور ابوخصیب کا سر قلم کر لینے پر آمادہ ہو گیا وہ تو چند جاں نثاروں کے مشورے آڑے آ گئے ورنہ صورت حال بہت بگڑ چکی تھی (ابن خلدون)

قتل کے خفیہ مشورے

منصور کو حقیقت حال کا جو علم ہوا تو اس نے اس کانٹے کو سلطنت سے دور کرنے کا پورا تہیہ کر لیا سب سے پہلے مسلم بن قتیبہ سے مشورہ لیا جس نے بے ساختہ یہ آیت پڑھی لو کان فیہما آلھۃ الا اللہ لفسدتا اگر آسمان و زمین میں اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہوتا تو یہ کبھی کے تباہ و برباد ہو جاتے منصور بولا تمہارا خیال بالکل درست ہے یہ ضرور ہے کہ تدبیر و سیاست میں بڑے بڑے مدبر سیاست دان بھی منصور کے سامنے کوئی حقیقت نہ رکھتے تھے اور وہ ایسی شطرنج کی چالیں چلتا تھا جن کا توڑنا محال کیا غیر ممکن تھا پھر بھی ابومسلم ابومسلم تھا اور وہ بھی بڑی چیز تھا منصور نے ابومسلم کے نام مصر و شام کی گورنری کا پروانہ لکھ دیا اور حکم دیا کہ فوراً اپنے جدید منصب کا جائزہ لیلے۔

ابومسلم منصور کے ہتھکنڈوں سے واقف تھا وہ بہت لائق تھا بھانپ گیا کہ اس میں کیا راز ہے نہ گیا اور خراسان کی طرف چلا یا کچھ مرگرنا نوانی سرکشی تو تھی ہی منصور مضطرب تشویش ہو گیا مگر ساتھ ہی دوسرا پروانہ لکھا بھیجا کہ خراسان کی طرف کوچ کر رہے ہیں اہم مشورہ کرنا ہے جلد آکر ملاقات کرو۔ ابومسلم نے جواب دیا

"ملکی سیاسیات سے یہ روایت ہم تک پہنچی ہے کہ فرمانروا حکومت کے لئے زمانہ بہت خطرناک زمانہ ہوتا ہے اب آپ کا کوئی دشمن باقی نہیں رہا ہم پیشگی قربت سے دستکش ہو تے ہیں اور علیحدہ بیٹھے ہوئے آپ کی وفاداری کا دم بھرتے رہیں گے"

منصور نے اس کے جواب میں پھر ایک فرمان لکھا جس کے الفاظ نہایت نرم اور طمانیت بخش تھے اور تحریر کیا کہ تم ایسے وزیر نہیں ہو جس کی طرف سے کسی قسم کا کوئی اندیشہ و خطرہ ہو تم تو ہمارے ساتھ خاص عقیدت رکھتے ہو اور اپنے فرائض بحسن و خوبی انجام دیتے رہے ہو کوئی خدشہ دل میں نہ رکھو دما دم

بیعت خلافت توڑنے کی دھمکی

[illegible] رائے وتدبیر میں بے نظیر تھا وہ مغرور و متکبر تھا جب سمجھتا تھا اور [illegible] منصور کی طرف سے صاف ہے اور نہ منصور کا میری طرف سے اور جب تک میں زندہ ہوں منصور میرا بال بیکا نہیں کر سکتا اور اگر کوئی اقدام کریگا تو میں مقابلہ کی پوری طاقت رکھتا ہوں لیکن اگر اس کے قبضہ میں پہنچ گیا تو خیر نہیں اس نے لکھا کہ:-

"میں جو آج تک خلافت عباسیہ کی دعوت و اشاعت میں مصروف رہا غلطی کی گناہ کیا اب اس سے توبہ کرتا ہوں اور موقع مناسب سمجھ کر میں بیعت بھی شکست کر دوں گا" (ابن خلدون)

یہ جواب ایک کھلی ہوئی بغاوت تھی اور اس سے شدید اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ ابومسلم اب نچلا نہ بیٹھے گا اور چونکہ وہ بھی بڑے اثر و اقتدار کا سپہ سالار تھا اس سے سلطنت میں اختلال پیدا ہو گا اس لئے اس نے اپنے چچیرے بھائی عیسیٰ بن موسیٰ اور تمام سرداران بنو ہاشم کو طلب کر کے ابومسلم کا خط دکھایا اور کہا کہ آپ سب لوگ ابومسلم کو متنبہ کر دیں کہ بغاوت کا انجام کبھی اچھے نتائج پر منتج نہیں ہوا کرتا جو کام کرتے رہے ہو کرتے رہو لیکن دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو۔

چنانچہ سب کی طرف سے ابومسلم کے نام ایک خط لکھا گیا جسے ابوحمید مروزی لیکر روانہ ہوا منصور نے چلتے وقت ابوحمید کو سمجھا دیا تھا کہ پہلے یہ ملاطفت و نرمی گفتگو کرنا اور افہام و تفہیم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا اور اگر وہ سرکشی سے باز نہ آئے تو پھر کہہ دینا کہ امیر المؤمنین نے قسم کھا کر کہا ہے کہ میں تم سے خود جنگ کروں گا اگر تم دریا میں غوطے لگاؤ گے تو میں بھی تمہارے پاس غوطہ لگا کر پہنچونگا اگر تم آگ کے شعلوں میں کود جاؤ گے تو میں بھی کود پڑونگا اور یا تو تمہیں قتل کرڈالونگا یا خود اس سعی میں فنا ہو جاؤنگا۔

ابومسلم نے خط پڑھا اور قاصد کی نرم اور لجاجت آمیز تقریر سنی مالک بن ہیثم سے استصواب رائے کیا مالک نے کہا کہ آپ ابوحمید کی باتوں پر نہ جائیے یہ پر زور ترغیب تم کو مل رہی ہے جس وقت آپ نے دار الخلافت میں قدم رکھا اسی وقت قتل کر دئیے جاؤ گے اس کے بعد اس نے عامل رے سے مشورہ لیا اس نے بھی یہی کہا اس پر ابومسلم نے حاضر ہونے سے صاف انکار کر دیا اب دوسری مرتبہ ابوحمید نے خلیفہ کی دھمکی اور عزم کا اظہار کیا جس سے ابومسلم متردد ہو گیا اور ساتھ ہی اسے خوف بھی پیدا ہوا۔

ابومسلم کچھ سوچ کر بولا اچھا میں اپنے معتمد خاص ابو اسحٰق کو امیر المؤمنین کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور حالات کی رفتار دیکھتا ہوں اس کے بعد قطعی جواب دونگا اور اپنے ارادہ و مرضی کا اظہار کرونگا۔

ابومسلم بارگاہ خلافت میں

[illegible] اور پھر بدلتی [illegible] [illegible] [illegible]

بہت عزت کی [illegible] [illegible]

[illegible] ملک [illegible]
خراسان کی حکومت پر [illegible] حکومت قائم کر دوں گا اور تمہیں اس کے
مال [illegible] اور اصفہان [illegible] خراسان کے وعدے پر بہت مسرور ہوا اور
کہا مطمئن رہیے میں جس طرح بھی ممکن ہوا ابو مسلم کو آستانہ خلافت پر حاضر کر دوں
گا۔ [illegible] ابو اسحاق نے واپس جا کر ابو مسلم کو ایسے سبز باغ دکھائے کہ وہ مالک بن
ہیثم کے [illegible] اصفہان [illegible] لشکر کو چھوڑ کر تین ہزار کی جمعیت کے ساتھ مدائن پہنچ
ابو مسلم کی [illegible] منصور نے بہت عزت کی اور تمام امرائے دربار کی طرف سے اس کا
استقبال ہوا۔ ابو مسلم نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر منصور کے ہاتھ چومے اور
کسل سفر دور کرنے کے لئے بہ اجازت اپنی اقامتگاہ کو واپس چلا آیا۔

۱۳۷ھ کے شعبان کی ۲۵ تاریخ تھی کہ رسیدہ سحر نمودار ہوتے ہی منصور
نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک اور چار دیگر افراد کو ہدایت کر دی کہ تم لوگ شمشیر
بکف تیار پس پردہ بیٹھے رہنا اور تمہارے کانوں میں جس وقت میری تالی کی آواز
پہنچے فی الفور نکل کر ابو مسلم کا کام تمام کر دینا۔ یہ انتظام کر کے ابو مسلم کو بلایا گیا۔ وہ
آ چکا تھا ابو مسلم کو خیال ہی نہ تھا کہ آج اسے اپنے خون سے غسل کرنا ہے۔ وہ بلا تکلف
حاضر ہو گیا۔ منصور نے اسی وقت ان دو تلواروں کا ذکر چھیڑ دیا جو ابو مسلم کو منصور
کے چچا عبداللہ سے ہاتھ لگی تھیں۔ ابو مسلم نے کہا ان میں سے ایک تلوار تو یہی
ہے جو میری کمر سے آویزاں ہے۔ منصور نے کہا لاؤ ذرا میں بھی تو اسے دیکھوں۔ کچھ دیر
تک وہ اسے الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا اس کے بعد اسے اپنے پس پشت فرش پر
رکھ دیا اور یکایک لب و لہجہ میں تلخی پیدا کر لی اور کہا کہ کیوں ابو مسلم یہ تو بتاؤ
تم سفر حج میں میرے آگے آگے کیوں رہتے تھے؟

ابو مسلم۔ میں اسے اچھا سمجھتا تھا کہ ہم دونوں ایک چشمہ پر مجتمع ہوں۔

منصور۔ اچھا جب سفاح کا انتقال ہوا تو تم میرے پاس کیوں نہیں آئے
اور اگر نہ آئے تھے تو کم از کم اتنا ہی کیا ہوتا کہ جہاں تھے وہیں ٹھہر جاتے میں خود
ہی پہنچ جاتا۔

ابو مسلم۔ میں لوگوں کے خائف سے اور آپ سے پیشتر کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے
آگے بڑھ گیا اور نہ قیام کیا۔

منصور۔ یہ بھی سہی تم نے میرے احکام کی تعمیل کیوں نہ کی اور خراسان جانے
پر کیوں مصر رہے؟

ابو مسلم۔ محض اس لئے کہ وہاں پہنچ کر آپ سے معذرت کروں گا اور پھر صفائی کروں گا۔
منصور کا غصہ تیز تر ہو گیا اور بولا کیا تو نے میری پھوپھی آمنہ بنت علی سے
نسبت نہیں ٹھہرائی؟ سلیمان بن کثیر کو ناحق قتل نہیں کیا؟ ابو مسلم نے جسارت کر کے
جواب دیا امیر المومنین کیا یہ میری ان خدمات کا صلہ ہے جو میں نے اس وقت
تک انجام دیں؟ منصور نے کہا بدبخت اپنی حرکات پر بھی کچھ نظر ہے کیا تو نے
[illegible] شہرت پر [illegible] چمکا تو ضرور
[illegible] میری سرکشی و خود سری نے تجھے کہیں کا نہ رکھا۔
[illegible] منصور کی آتش غضب
[illegible]

تالی [illegible] عثمان بن نہیک [illegible]
[illegible] ابو مسلم نے کہا امیر المومنین مجھے اپنے
دشمنوں کے لئے زندہ رہنے دیجئے۔ منصور نے کہا مجھ سے بڑھ کر تیرا دشمن کون ہے
[illegible] چاروں طرف سے تلواریں برسنے لگیں [illegible]
نے ایک ٹھنڈی سانس لی اور [illegible] فرش پر گرا اور بے حس ہو گیا [illegible]
آدمی باہر کھڑے تھے وزیر سلطنت نے یہ کہہ کر انہیں واپس کر دیا کہ ابھی امیر
المومنین سے ملاقات میں مصروف ہیں وہ یہیں ٹھہریں گے۔ منصور نے [illegible]
بن مسخلہ کو بلایا ابو مسلم کے متعلق مشورہ کیا جب اس نے قتل کا مشورہ دیا تو منصور
نے اس کی لاش دکھائی۔ اسے کہا کہ امیر المومنین آج آپ کی خلافت کو [illegible]
نصیب ہوا ہے۔ پھر ابو اسحاق کو بلایا اس نے ابو مسلم کا کچھ ایسا [illegible]
اس کی زبان سے ابو مسلم کے متعلق ایک لفظ بھی [illegible] جب منصور نے [illegible]
لاش دکھائی تو اس نے سجدہ شکر ادا کیا اور عرض کی کہ آج امیر المومنین کی
طرح مجھے بھی اطمینان و امن نصیب ہوا۔ بخدائے لایزال میری یہ حالت تھی کہ جب
کے سامنے جاتا تھا کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر جاتا تھا حالانکہ میں اس کا معتمد تھا
تھا اس نے قبا کے بند کھول کر دکھایا تو اس وقت بھی نیچے کفن تھا اور خوشبو لگی ہوئی
تھی ابو اسحاق کی اس دردناک داستان کو سن کر منصور کا دل بھی بھر آیا اور
ایک لاکھ درہم کا انعام دیا۔

ایک بے گور و کفن لاش

منصور نے ابو مسلم کی طرف سے ابو نصر مالک
بن ہیثم کو فرمان لکھ کر [illegible]
دولت چھوڑ آیا ہوں وہ میرے پاس بھیج دو۔ ابو مسلم [illegible] سمجھا آیا تھا کہ [illegible]
مہر ہو [illegible] بیان کر اس کا بھیجنے والا میں نہیں [illegible] ابو نصر سمجھ گیا اور [illegible]
ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور نے فوراً شہرزار کی سند [illegible] کے نام بھیجی
دوسری طرف عامل ہمدان کو اس کی گرفتاری کا فرمان ارسال کر دیا۔ عامل
نے ضیافت میں بلا کر زبردستی اسے گرفتار کر لیا لیکن اس کے بعد ہی جب [illegible]
نامزد حکومت پہنچی تو اسے رہا کر دیا اور [illegible] ایک اور فرمان [illegible]
سے پہنچا کہ ابو نصر کو گرفتار کر کے فوراً قتل کر دو مالک پہلے ہی رہا ہو چکا تھا [illegible]
دانشمندی سے کام لے کر بارگاہ خلافت کا رخ کیا۔ امیر المومنین نے کہا [illegible]
تو وہی ہے جس نے ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ [illegible]
کے پاس ہرگز نہ جانا۔ ابو نصر مالک نے کہا کہ بے شک میں نے اسے یہی مشورہ دیا
ہر غلام کا فرض یہی ہے کہ آقا کو نیک مشورہ دے۔ امیر المومنین [illegible]
مشورہ مخلصانہ تھا یا غدارانہ اس میں میری کیا خطا ہے۔ منصور نے [illegible] اس کے
کا فرمان جاری کیا تھا اس کے جواب [illegible] خلوص نیت سے [illegible]
اسی وقت موصل کی گورنری کا فرمان لکھ دیا۔

ارباب نظر کے نزدیک ابو مسلم کا قتل ایک بہت بڑا المناک واقعہ ہے [illegible]
کی ہیبت و جلالت کے سامنے بڑے بڑے گردن فرازان دہر کے [illegible]
اور خود جس کی شجاعت و شہامت کا شہرہ زمانہ [illegible]
ہوا تھا دیکھو چشم عبرت وا کر کے دیکھو کہ آج اس کی بے جان لاش [illegible]
[illegible]
[illegible]

سکون نا آشنا دل

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

چارپائی پر لیٹے لیٹے انگڑائی لیکر اور قریب کی میز سے سگریٹ کا بکس اٹھا کر منصور نے اپنے دوست سے جو پاس ہی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہا۔

"بھئی زاہد میں کیا کروں؟ میرا دل کسی طرح نہیں بہلتا۔ لوگ کہا کرتے ہیں کہ آدمی کے پاس دولت ہو تو پھر اس کا دل ہر وقت خوش رہتا ہے میرے پاس تمہیں معلوم ہے کہ میری ضرورتوں سے صدہا گنی زیادہ دولت موجود ہے اپنے جیب میں اسے اندھا دھند پھینکتا ہوں، لٹاتا ہوں خرچ کرتا ہوں لیکن اس میں کوئی کمی نہیں آتی لیکن کیا میں خوش ہوں! توبہ توبہ! جہاں تک میرا خیال ہے خوشی کبھی بھول کر بھی اس گھر میں قدم نہیں رکھتی اور اب مجھ کو یہ یقین ہو چلا ہے کہ دولت اور خوشی ایک گھر میں جمع نہیں ہو سکتیں ورنہ ادھر کر میں سنا کرتا تھا کہ جس شخص کو اچھے اور خوش مزاج دوست میسر آجائیں اسے روحانی اور دلی مسرت حاصل ہو جاتی ہے لیکن زاہد! میں دیکھتا ہوں کہ میں اس معاملہ میں بھی سخت بدنصیب ہوں شہر کے چند منتخب اور حقیقت یہ ہے کہ بہت ہی لائق اور مخلص دوست خدا نے مجھے مہیا کر دیئے ہیں اور اسمیں بھی شک نہیں کہ ان کی صحبت میں میرا بہت سا وقت نہایت ہی لطف کے ساتھ بسر ہو جاتا ہے لیکن دل کا اطمینان اور سچی خوشی جس کی مجھے تلاش ہے وہ پھر بھی حاصل نہیں ہوتی تمہارے اور تمہاری طرح اور سب احباب کے ساتھ میں ہنستا بولتا ہوں اور آپس کی ہنسی دل لگی سے بھی کافی لطف اٹھاتا ہوں مگر میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا دماغ چاہے جتنا بھی حظ اٹھائے میرا دل اس سے بھی کوئی مسرت حاصل نہیں کرتا تم شاید کہو گے کہ عرف عام میں جس چیز کو دل کہا جاتا ہے وہ تو انسان کا دماغ ہی ہوتا ہے یہ بالکل صحیح ہے اور اس حقیقت سے واقف ہونے کے بعد بھی میں یہی کہنے پر مجبور ہوں کہ میرے دماغ کی وہ کوئی چیز جسے مسرت اور شادمانی کی تلاش ہے وہ احباب کی دلچسپ صحبتوں سے بھی طرب اندوز نہیں ہوتی اور میں ہر وقت کچھ ایسا محسوس کیا کرتا ہوں کہ جیسے میں کسی بہت ہی بیچ و خم گھر میں بند ہوں جس کے نیچے بہت ہی عمیق غار ہے اور وہ چٹان ہر لحظہ پھسل رہی ہے۔

زاہد: واقعی یہ حالت بہت ہی عجیب بھی ہے اور افسوسناک بھی۔ اچھا کیا تفریحی مشاغل سے بھی تمہارا دل نہیں بہلتا؟ کیا بلیرڈ یا ٹینس کھیلتے وقت بھی تمہارا ذہن ایسے ہی خیالات سے بھرا رہتا ہے۔

منصور: جتنی دیر میں کھیل میں مصروف رہتا ہوں اتنی دیر کے لئے اکثر میرا دھیان بٹ جاتا ہے اور کبھی کبھی کوئی نہایت ہی اچھا ہاتھ مارنے پر میرے دل میں بجلی کی طرح خوشی کی ایک لہر سی آیا بھی کرتی ہے لیکن یہ سب کچھ زیادہ سے زیادہ چند لمحوں کے لئے ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر میرے وہی خیالات ہوتے ہیں

زاہد: کھیل میں اگر تمہیں چند لمحوں کے لئے بھی مسرت حاصل ہو جاتی ہے تو پھر تم کیوں نہیں کرتے کہ اپنا بیشتر وقت کھیل ہی میں گزارا کرو۔

منصور: بالکل فضول ہوگا ہر وقت کھیلتے رہنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ کھیل بھی ایک معمولی چیز ہو جائے گی اور اسکی کشش بھی جاتی رہے گی اور میرے لئے مسرت والی بات جس سے مجھے ہر وقت سابقہ ہے نئی نئی چیزوں سے کچھ ہی میرے لئے مسرت فراہم ہو جاتی کا امکان ہی ہو لیکن پھر وہ میرے لئے میرا ہر وقت کا کھیل بنجائے اس میں پھر نہ کوئی دلکشی رہتی ہے اور نہ مسرت اصل میں سچ تو یہ ہے زاہد کہ میں شاید اس دنیا سے سیر ہو گیا ہوں۔

زاہد: ابھی تم نے دنیا کو دیکھا ہی کیا ہے جو اس سے سیری ہوگئی۔ ابھی تو تمہاری عمر صرف پچیس سال کی ہے۔

منصور: میں نے اتنی ہی عمر میں سب کچھ دیکھ لیا اور اس دنیا کا کوئی لطف ایسا باقی نہیں ہے جو میں اچھی طرح نہ اٹھا چکا ہوں تمہیں میری پچھلی زندگی کے حالات کا علم نہیں ہے۔ میں ہمیشہ ایسا پرہیزگار نہ تھا میں نے تسکین قلب حاصل کرنے کیلئے اتنی شراب پی ہے اور اس کثرت سے پی ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا شرابی بھی میرا مقابلہ نہ کر سکتا تھا لیکن یہی دیکھا کہ یا تو قطعاً دل میں کوئی مسرت ہی پیدا نہ ہوئی یا کبھی ہوئی تو بس صرف چند لمحوں کے لئے میں نے دنیا اس حسن سے بھی لطف اٹھائے ہیں جو قیمتاً بازار میں فروخت ہوتا ہے اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس سے کوئی مسرت پیدا ہونے کی بجائے اور الٹی بیزاری پیدا ہوتی رہی مجھے سخت حیرت تھی کہ دنیا آخر اس قدر دیوانی کیوں ہے کہ اپنا روپیہ خرچ کر کے بازاری حسن خریدا کرتی ہے جس سے دل میں نفرت اور غلاظت کے سوا اور کوئی جذبہ پیدا ہی نہیں ہوتا خدا ہی بچائے جب کسی احمق طبیعت ہوتی ہے کیا انہیں یہ معلوم ہونے کے بعد بھی کہ جو محبت ہم سے جتائی جا رہی ہے وہ مصنوعی ہے اور ابھی تھوڑی دیر کے بعد جب کوئی دوسرا شخص چند روپے خرچ کرے گا تو اس سے بھی بالکل اسی طرح جتائی جائے گی۔

زاہد: مجھے تو کچھ بہت زیادہ واقفیت نہیں ہے لیکن ہمیشہ یہی سنتا رہا ہوں کہ شراب اور حسینوں کی صحبت اس دنیا کی بہترین مسرتیں ہیں۔

منصور: بالکل غلط، قطعاً جھوٹ! شراب کی مسرت کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ وہ ہمارے حواسوں کو مختل کر کے اپنا اثر شروع کرتی ہے اور اس طرح جب ہمارے حواس صحیح نہیں رہتے تو ذہن کا صحیح احساس باقی رہتا ہے نہ خوشی کا لہٰذا جو مسرت مہیا کرتی ہے وہ بالکل وہی ہے جو ایک دیوانہ کو اس حالت میں ہر وقت حاصل ہے اور ایسی مسرت کو میں تو کم از کم مسرت کہنے کے لئے تیار نہیں ہوں میں تو صرف اس مسرت کو مسرت کہوں گا جسے میں درستی ہوش و حواس کی حالت میں محسوس کروں اور جس کے حصول کے لئے مجھے بار بار [illegible] ہوئی آگ نہ انڈیلنی پڑے رہی حسینوں کی محبت کی بات تو اس کے متعلق بھی یہ ہے کہ اگر کسی حسین سے ہمیں فی الحقیقت محبت ہو جائے تو [illegible] مسرت ہوگی کہ جس سے ہمارے قلب کو اطمینان حاصل ہو سکے لیکن پیسے کے بدلے میں خریدا ہوا حسن یا [illegible] کے [illegible] ہوئی محبت میرے دل [illegible]

زاہد [illegible]
[illegible]

منصور [illegible] ہے [illegible]

زاہد [illegible] دنیا کی [illegible] چیزوں سے مسرت حاصل کرتے ہو جن چیزوں کا [illegible] تم ان میں کوئی لطف ہی نہ لے بلکہ [illegible] طبیعت [illegible] ہو جائے

منصور حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں مسرت اور شادمانی اس قدر کمیاب ہے کہ کہیں ملتی ہی نہیں اس لئے مجبور ہو کر لوگ مصنوعی مسرتوں پر قناعت کر لیتے ہیں۔ ہماری محفلوں سے قہقہوں کی آوازیں اکثر بلند ہوتی ہیں لیکن تم دیکھو گے کہ وہ سب مسرت کی گرمی سے خالی ہوتے ہیں آج ہم میں سے ایک شخص بھی وہ ہنسی نہیں ہنستا جو نوزائیدہ کے ایک معصوم کو آتی ہے اور اگر ظاہری تصنع کی نقاب الٹ دی جائے تو تم دیکھو گے کہ ہمارے چہرے ہنستے وقت کس قدر بھیانک اور مہیب ہوتے ہیں ہماری زندگیاں ازسرتاپا مصنوعی رنگینی ہیں اور جب ہم کسی مصنوعی مسرت پر پانچ دس بیس پچاس روپے خرچ کر دیتے ہیں تو مجبور ہو جاتا ہے کہ بالکل زبردستی اس سے کچھ نہ کچھ لطف اٹھانا ہی پڑتا ہے اور نہیں تو کم سے کم ایسی صورت تو ضرور ہی بنا لینی پڑتی ہے کہ گویا ہم خوب حظ حاصل کر رہے ہیں تاکہ دوسرے ہمیں بیوقوف نہ خیال کریں اور جس طرح ایک نادار افغان [illegible] کو برف سمجھ کر خرید لینے کے بعد مال خود می خورم کہہ کر کھا گیا تھا ہم بھی مصنوعی مسرتوں پر روپیہ خرچ کر چکنے کے بعد انہیں مسرتیں ہی سمجھتے ہیں اور ان سے لطف اندوز ہوتے رہتے ہیں میں اپنی طبیعت سے مجبور ہوں کہ ان تصنعات کو کسی حالت میں بھی حقیقت نہیں کر سکتا یہی وجہ ہے کہ میرے لئے ان چیزوں میں کوئی سامان تفریح نہیں ہو جنہیں عرف عام میں مسرت و شادمانی کہا جاتا ہے۔

زاہد تمہارا خیال تو صحیح ہے لیکن اب کیا ہی کیا جائے اسی دنیا میں رہنا ہے اور انہیں مصنوعی زندگی والے لوگوں میں گذارنی ہے۔

منصور کئی روز سے میرے دل میں یہ خیال چکر لگا رہا ہے کہ اس دنیا کی زندگی کو تو خوب دیکھ لیا اب ذرا اس سے الگ ہو کر بھی دیکھیں کہ اس میں کیا ہے؟

کوہستان ہمالیہ کی ان دشوار گذار وادیوں میں کہ جہاں سے دریائے گنگا نکل جنوب اور مشرق کی جانب [illegible] بالکل لب دریا ایک فقیر کی کٹی بنی ہوئی ہے جنگل سے چند لکڑیاں کاٹ کر چند لکڑیاں کھڑی کر کے تقریباً کوئی بارہ گز مربع جگہ گھیر لی گئی ہے اور اس پر خشک گھاس پھونس ڈال کر دھوپ اور بارش سے محفوظ رہنے کا سامان کر لیا گیا ہے کٹی کے آس پاس بھی کچھ دور تک زمین کو ہموار اور صاف کر کے مختلف قسم کے پھولوں کے پیڑ لگا دیئے گئے ہیں اور اس سنسان مقام پر [illegible] [illegible] معلوم ہوتی ہو کر [illegible] والے کی [illegible] پانی کا چھوٹا سا چشمہ [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] دل کے [illegible] ڈوبنے کا [illegible] سورج کی الوداعی کرنوں کا تماشا دیکھ رہا ہے جو رخصت ہونے سے پہلے مقدس دریا کے شانوں سے لپٹ رہی ہیں اور آہستہ آہستہ اس نظارہ [illegible] ہی فقیر کی صورت دلی مسرت کے آثار ہویدا ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا تمام دنیا کی [illegible] اس وقت اسے حاصل ہے۔

اندھیرا جب زیادہ ہو چلا تو فقیر نے اپنے اس نوجوان چیلے سے جو نہایت ادب کے ساتھ اس سے تھوڑے فاصلہ پر دہنی جانب بیٹھا ہوا تھا کہا

"بچہ تم نے مالک کی قدرت کے تماشے دیکھے! آج آسمان کی کرنوں نے سارے دریا کو ایسا رنگ دیا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا پگھلا ہوا سونا بہہ رہا ہے"

چیلا: جی ہاں حضور آج شام کا منظر بیحد خوبصورت تھا

فقیر: کیا اس سے بھی تیرے دل کو خوشی ہوئی یا نہیں؟

چیلا: خوشی ہوتی ہے مگر بس تھوڑی سی دیر کے لئے۔

فقیر: اب اس سے بڑھ کر دل کو خوش کرنے والی اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔

چیلا: اس میں ذرا سا بھی شک نہیں کہ قدرتی منظروں سے انسان کے دل کو بھی فرحت حاصل ہوتی ہے لیکن مجھے تو جس چیز کی تلاش ہے وہ یہ عارضی خوشی نہیں ہے بلکہ میں تو اپنے دل کے لئے ایک دائمی سکون اور اطمینان چاہتا ہوں ایسی عارضی مسرت تو اور بھی بہت سے ذریعوں سے حاصل ہو جایا کرتی تھی

فقیر: ہر وقت دل کو اپنے مالک کے دھیان میں لگائے رکھو تو دائمی سکون بھی حاصل ہو جائے گا

چیلا: اسی لئے تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ کسی طرح میرے دل کو مالک کے دھیان میں لگا دیجئے دنیا میں رہ کر یہ بات بہت مشکل معلوم ہوتی تھی کہ ہر وقت خدا سے لو لگی رہے اسی لئے میں دنیا کو چھوڑ کر یہاں پہاڑوں میں آیا ہوں کہ شاید کسی بزرگ کے فیض سے یہ بات حاصل ہو جائے۔

فقیر (مسکرا کر) دوسروں کے دل کو اطمینان دلانا یہ کسی کے اختیار میں نہیں ہے ہم بس اتنا ہی کر سکتے ہیں کہ تمہیں راستہ بتا دیں ذکر کرنے کے جو طریقے کو بتائے گئے ہیں اگر تم ان کے مطابق ذکر کرتے رہو گے تو کچھ عرصہ بعد تمہارے دل کو وہ اطمینان بھی میسر آ جائے گا جس کی تمہیں تلاش ہے۔

چیلا حضور نے جو طریقے بتائے ہیں برابر ان پر عمل کر رہا ہوں لیکن خدا ہی جانے یہ کمبخت کیسا دل ہے کہ اسے پھر بھی کوئی مسرت حاصل نہیں ہوتی بلکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بار بار زبان سے ایک ہی لفظ دہرانے سے گھبراہٹ سی ہونے لگتی ہے اور میں بڑی مشکل اور زبردستی سے وظیفہ ختم کر پاتا ہوں۔

فقیر ابتدا شروع میں ایسا ہی ہوا کرتا ہے آہستہ آہستہ عادت ہو جائے گی۔

چیلا لیکن حضور عادت کے ہو جانے کے معنی تو یہ ہیں کہ خدا کا نام بار بار رٹنے سے میری طبیعت گھبرانا چھوڑ دے گی اور میں آسانی سے وظیفہ پورا کر لیا کروں گا مگر میرا مقصد تو وظیفہ پڑھنا نہیں ہے بلکہ تو دل کا اطمینان درکار ہے اگر [illegible] [illegible] کوئی ایک لفظ رٹنے کا عادی تب بھی اس سے میرے دل [illegible] کیا [illegible] گا

ہے یہاں تک آئے جو ... ہے دنیا سے الگ ہو کر یہاں اس لئے ... میں کوئی عجیب و غریب چیز ہے جسے ... دنیا

فقیر صرف اس لئے کہ دنیا کے دھندوں میں پھنس کر ... اور اتنی کثرت کے ساتھ اس کا ذکر نہ کر سکتا تھا جیسا میری ایک کمزوری تھی کہ دنیا میں رہ کر دنیا سے الگ رہنا ... تھا اسی لئے مجبور ہو کر یہاں آ بیٹھا ذکر الٰہی کے جو طریقے سب معلوم ہے۔ وہ میں نے تمہیں تعلیم کر دیئے اور اگر اس ذکر سے بھی تمہارے دل کو اطمینان نہیں ہوتا تو میں مجبور ہوں کیونکہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کر سکتا۔

منصور اچھا حضور مجھے صرف ایک بات بتا دیں

فقیر وہ کیا؟

منصور وہ یہ کہ کیا خود حضور کے دل کو اس ذکر سے اطمینان حاصل ہو گیا ہے

فقیر نے ذرا غور سے منصور کی صورت دیکھی اور کسی قدر توقف کے بعد کہا "نہیں، اطمینان جس چیز کا نام ہے وہ تو مجھے حاصل نہیں ہے لیکن میرا دل یہاں لگ ضرور گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ کبھی نہ کبھی مجھے اطمینان قلب بھی ضرور حاصل ہو جائے گا۔ ابھی تک ایسا نہیں ہوا ہے کہ میرا دل ذکر الٰہی میں مشغول ہو جائے جس وقت یہ بات حاصل ہو گئی اسی روز یقینی طور پر مجھے اطمینان قلب بھی میسر آ جائے گا۔

منصور حضور نے کبھی اس بات پر بھی غور فرمایا کہ آج متواتر دس سال گزر جانے کے بعد بھی آپ حضور کو دلی اطمینان کیوں حاصل نہ ہو سکا؟

فقیر میری حالت بالکل تمہاری طرح نہیں ہے میں نے اسی کو کافی سمجھ رکھا ہے کہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ خدا کی یاد میں گزار لیتا ہوں اس لئے میں نے کبھی اس چیز پر زیادہ غور نہیں کیا کہ اتنے عرصہ دراز کے بعد بھی مجھے سچا اطمینان کیوں حاصل نہیں ہے لیکن میرا خیال ہے کہ میرا ضمیر مجھے دنیا کو چھوڑ دینے پر ملامت کیا کرتا ہے اس لئے ذکر الٰہی میں وہ کیفیت اور قلبی مسرت نہیں ملتی جو ملنی چاہئے تھی۔

منصور دنیا کے چھوڑنے پر آپ کا ضمیر کیوں آپ کو ملامت کرتا ہے کیا یہ بھی کوئی بری بات ہے۔

فقیر یہ تو سراسر ہمارے پیدا کرنے والے کی مرضی کے خلاف ہے اللہ نے تو ہمیں اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم دنیا میں رہیں اور دنیا کے متعلق ہم پر جو فرض عائد ... انھیں بجا لائیں میں ان فرائض سے بھاگ کر یہاں چھپا بیٹھا ہوں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ میرا دل مجھے ملامت نہ کرے۔

منصور (تھوڑی دیر سوچ کر) تو پھر اب میرے لئے کیا حکم ہے۔ حضور کو تو یہ امید ہے کہ ایک نہ ایک دن اسی حالت میں اطمینان قلب میسر آ جائے گا مگر مجھے تو یہ امید نہیں پڑتی

فقیر بہتر یہی ہے کہ دنیا ہی میں واپس جاؤ اور اگر ہو سکے تو دنیا میں رہ کر ہی ... خدا ایسی کوئی صورت نکال دیگا کہ جس سے تمہارے دل کو اور اطمینان میسر آ جائے

ہمالیہ کی سیاحت سے فارغ ہو کر پھر اپنے وطن میں واپس آنا اگرچہ منصور کوئی بہت دل خوش کن کام نہ تھا لیکن اپنے پیر طریقت کے حکم کی تعمیل میں ...

آپ ... جب ... کی ... مراد نگر ... دو ... خون ... صاف ... کی ... بعد ... نظر آئی تھی ... ابھی مراد نگر سے کچھ دن پہلے ... وہاں بڑی شدت سے طاعون پھیلا ہوا ہے ... موتیں ہو چکی ہیں اور لوگ گاؤں چھوڑ چھوڑ کر بھاگے جا رہے ہیں ... میں پہلا خیال تو یہی آیا کہ وہ بھی چند روز کے لئے وہیں ... طاعون کا زور کم ہو تو گاؤں کا ارادہ کرے لیکن اس ... اس خیال پر ملامت کی کہ جو لوگ رات دن محنت و مشقت کر کے ... پیدا کرتے رہے ہیں انھیں ان کے اس مصیبت کے وقت میں ... اچھی طرح غور کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ مراد نگر میں جا کر ... ایک آدھ ہی باقی رہا اس وقت تک گاؤں نہ چھوڑے گا ... کی نگاہوں نے یہ ہولناک نظارہ دیکھا کہ مکانات اکثر خالی پڑے ہیں اور بعض بعض مکانوں میں انسانی لاشیں پڑی سڑ رہی ہیں ... کوئی انھیں اٹھانے والا نہیں ہے ہر شخص کے دل پر وہ جاہلانہ خوف طاری ہے جو انسان کو پھر کچھ کرنے ... نہیں دیتا اور جو لوگ اب تک گاؤں میں باقی ہیں ان کی یہی حالت یہ ہے ... مارے گھر سے نکلتے تک نہیں

مراد نگر اس سے پہلے بہت ہی اچھی چھوٹی سی بستی تھی اپنے ... گاؤں کی یہ حالت دیکھ کر منصور کا دل بھر آیا اور وہ بے اختیار رو دیا ... نے تھوڑی دیر تک حالات پر غور کیا اور پھر گاؤں کے جو آدمی باقی تھے انھیں جمع کر کے ان کی تسلی اور تشفی کی اور اس کے بعد ان سے کہا کہ گاؤں کی آبادی سے کسی قدر فاصلہ پر جھونپڑے کچھ عارضی مکانات بنا دیں تاکہ آئندہ جو کوئی بیمار ہو اسے وہاں رکھا جا سکے اپنے زمیندار کا اپنے حال پر اس قدر ... نالوں کی بھی تو بارش بند ہی اور اسی وقت سے کام شروع کر کے انھوں نے ایک ہی دن میں پانچ چھ جھونپڑیاں تیار کر دیں۔

طاعون کے جو مریض تھے وہ ان جھونپڑیوں میں پہنچا دیئے گئے اور منصور نے انھی میں سے ایک جھونپڑی اپنے لئے مخصوص کر لی اور اس طرح وہیں رہ کر ان مریضوں کی خدمت شروع کر دی صبح سے لیکر شام تک ... سوا اور کوئی کام نہ تھا کہ ان بیماروں کے پاس بیٹھ کر اپنی باتوں سے تسلی کرے اور ضرورت کے وقت انھیں دودھ اور پانی ... نے کئی ایک طبی درسگاہوں کو بھی تار بھیجے کہ اگر کوئی ڈاکٹر یا ... اور طاعون کے مریضوں کی دیکھ بھال کرنے ... وہ انا بستہ کر کے ... بھیج دیں۔

بیماری ابھی بہت کافی زور پر تھی اس لئے اگرچہ منصور ... سے مریضوں کو بہت کچھ آرام ملنے لگا لیکن ... منصور نے جو جھونپڑیاں ... بہت کافی تعداد میں ... آ ... [illegible]

[illegible] اور اسی سلسلہ میں بہت سی تکلیف دہ باتیں آئیں لیکن منصور پہلے
[illegible] قدر کام ہوتا گیا اتنا ہی جذبہ ... اسے محسوس ہوتی بہت
[illegible] سے پہلے وہ ایک شخص کی طرح ملتا اور اپنے مریضوں کی
[illegible] میں لگ جاتا ایک ... مریض
[illegible] کے پاس ... کے تجزیہ، متین اور باوقار
[illegible] کی طرح بغیر ... کے ساتھ بیماروں کا منہ دھلانے
[illegible] اور ان کے زخموں کو دھو کر صاف کرنے میں مصروف رہتا اور رات
[illegible] جب وہ اپنے بستر پر پہنچتا تو اس قدر تھکا ہوا ہوتا کہ فوراً نیند
[illegible] اپنی اس نئی زندگی کے متعلق سے غور و فکر کا بھی موقع نہ ملتا۔
[illegible] کے چند روز بعد اسے اطلاع ملی کہ صرف ایک لڑکی جو ڈاکٹری کی
[illegible] تھی مدراس آنے پر تیار ہوئی ہے اور وہ ابھی اس خدمت کا کچھ معاوضہ
[illegible] اس شہر کے دوسرے سلسلہ میں سلطانہ کی طرف سے ایک تار
[illegible] اپنے آنے کے وقت سے اطلاع دی تھی اور منصور نے سمجھ لیا
[illegible] لڑکی ہے جس کے متعلق میڈیکل کالج سے اسے اطلاع ملی تھی منصور
[illegible] کو کسی حفاظت کے ساتھ دیکھا کہ کوئی لڑکی اور وہ بھی بلا تنخواہ اس
[illegible] کی خدمت کے لئے آئے مگر مجبوراً شک آمدنی اور سلطانہ
[illegible] سے لانے کے انتظامات کرنے پڑے اس نے بہت چاہا کہ خود ہی
[illegible] کے لئے جائے مگر کسی طرح فرصت نہ مل سکتی تھی اس لئے بھیجنا کچھ
[illegible] دوسرا ہی بیگ بھیج دیا۔

[illegible] ایسی قابل نفرت اور حقیر چیز نہ ثابت ہوئی جیسا کہ منصور نے خیال
[illegible] طرح ماں اپنے بچوں کی خدمت کرتی ہے اس طرح اس نے
[illegible] کی خدمت کی اور صرف دس بارہ ہی دن کے اندر منصور اسے بجد
[illegible] کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ سلطانہ اگرچہ حسین نہ تھی تو بدصورت
[illegible] اس کی عمر تقریباً اکیس سال کی تھی اور گو الگ الگ اس کی آنکھ ناک
[illegible] حسین نہ ہوں لیکن بحیثیت مجموعی نہ کسی طرح بھی بدنما کہے جا سکتے

[illegible] سلسلہ بیماری ملحقہ دور طرف کے دیہات سے بیمار برابر اس
[illegible] سپتال میں آتے رہے اور منصور و سلطانہ دونوں کو اس قدر کام
[illegible] کئی دن تک ان میں کبھی باہم بات چیت کرنے کی بھی نوبت
[illegible] میں ہوتی تھی اور ... منصور نے آسانی کی
[illegible] تسلیم کر لیا تھا ... کی خدمت اس نے اپنے ذمہ لی تھی لو
[illegible] سلطانہ کے سپرد تھے۔
[illegible] کر کے ... ملک دوبارہ زور کم ہوا اور ...
[illegible] ... اب آتنا موقع ملنے لگا کہ اپنے
[illegible] ... [illegible]
[illegible]
[illegible]

میں اس سے بڑھ کر کوئی مسرت نہیں ہو سکتی کہ انسان اپنے کسی اچھا ...
[illegible] کی خدمت کرے جب کوئی بیمار احسان مندی کی نگاہ سے میری طرف
دیکھتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا میں نے شراب کی ایک بوتل پی
لی ہے بلکہ شراب پی تو کبھی یہ لطف آیا ہی نہ تھا۔ نہیں شراب میں یہ مزہ
کہاں! یہ تو بچی خوشی اور مسرت تھی۔
اس ٹھیک ہے میں بھی کس قدر دھوکے میں رہا آج تک مجھے معلوم ہی نہ
تھا کہ حقیقی مسرت جس کی مجھے تلاش تھی یہی ہے۔
اف! آج میری سمجھ میں آیا کہ دل کا اطمینان اور سچی خوشی کس چیز کا
نام ہے مگر اب تو خدا کے فضل سے وبا دور ہو چلی ہے۔ اب آئندہ کیا ہو گا
ایک مرتبہ بھی مسرت حاصل کرنے کے بعد اب مجھے یہ کیسے گوارا ہو سکتا ہے
کہ میں اس سے محروم ہو جاؤں۔ ہاں بس یہی مناسب ہو گا یہ روپیہ آخر
میرے کس کام آئیگا! مجھے دنیا میں اب کسی چیز کی ہوس باقی نہیں ہے
سلطانہ سے بھی اس کے متعلق مشورہ کر لینا بہتر ہو گا اس کی رائے اس
معاملہ میں بہت زیادہ صحیح ہو گی کس قدر اچھی اور نیک لڑکی ہے کس قدر تندہی
اور محنت سے اس نے مریضوں کی خدمت کی ہے بعض وقت تو اس کے
انہماک پر مجھے رشک آتا تھا ممکن ہے کہ اسے بھی میری ہی طرح حقیقی مسرت
کی تلاش ہو اور میری ہی طرح اس نے بھی اطمینان قلب یہاں آ کر حاصل کیا ہو
بہت ممکن ہے کہ ایسا ہی ہو۔ وہ اپنے دل میں مجھے کیا سمجھتی ہوگی۔ میں نے
کبھی اس سے سیدھے منہ بات ہی نہ کی۔ اچھا کل اس سے اچھی طرح بات کروں
گا اور ضرور کروں گا۔

دوسرے روز منصور نے سلطانہ سے پہلے تو اپنے اس برتاؤ کے متعلق
معذرت کی کہ جو اب تک رہا تھا اور پھر ادھر ادھر کی بہت سی باتیں کرنے کے بعد
اس نے کہا۔

منصور میرا جی چاہتا ہے کہ یہاں مستقل طور پر ایک شفاخانہ بنوا دوں۔

سلطانہ نہایت ہی اچھا خیال ہے یہاں آس پاس دور دور تک کوئی
شفاخانہ بھی نہیں۔

منصور کو سلطانہ کے جواب دینے کا انداز بہت پسند آیا اور اس قدر محبت
آمیز نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔

منصور آپ ایک میڈیکل کالج میں رہتی ہیں اور غالباً آپ اسپتال کی تعمیر
اور اس کے آئندہ اخراجات کے متعلق مجھ سے بہت زیادہ صحیح اندازہ کر سکیں
گی۔

سلطانہ (مسکرا کر) یہ چیزیں تو میری تعلیم میں داخل نہیں تھیں تاہم
جہاں تک میرا خیال ہے ایک ایسا شفاخانہ کہ جس میں پچاس مریض رہ سکیں
کم سے کم پچاس ساٹھ ہزار روپے میں بنے گا۔

منصور کیا آپ پسند کریں گی کہ تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد اس اسپتال
کے زنانہ حصہ کی ذمہ داری قبول کریں۔

سلطانہ اگر آپ مجھے ... پر مجبور نہ کریں تو میں ضرور ایسا کر سکتی ہوں
[illegible] ... کام کرنے میں مجھے زیادہ
[illegible]

منصور: تنخواہ کے متعلق آپ کی یہ شرط بالکل غیر ضروری ہے۔

سلطانہ: میں سب سے زیادہ ضروری سمجھتی ہوں۔

منصور (تعجب سے) یہ کیوں؟

سلطانہ: صرف اس لئے کہ مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں ہے اور یہ فن میں روپیہ کمانے کی غرض سے نہیں سیکھ رہی ہوں۔

منصور نے کسی قدر غائر نظروں سے سلطانہ کو دیکھا کہ لڑکی سے بلکہ جھن جس کا اس کے چہرہ پر پڑ رہی تھی اور آفتاب کی ہلکی ہلکی تمازت کی وجہ سے اس پر بہت کافی سرخی آگئی تھی سلطانہ کا طرز اماز بالکل سادہ اور تکلف اور تصنع سے یکسر خالی تھا ایک بچی اور بہادر لڑکی کی طرح اس نے منصور کی تجسس نگاہ کا مقابلہ کیا اور منصور کو مجبور ہو کر دل ہی دل میں یہ کہنا پڑا کہ میں سخت غلطی پر تھا یہ لڑکی تو حد سے زیادہ شریف اور نیک دل ہے"

منصور: آپ کو روپے کی ضرورت یقیناً نہ ہوگی لیکن جو لطف اپنی قوت بازو سے پیدا کی ہوئی دولت کے خرچ کرنے میں آتا ہے وہ باپ دادا کے اندوختہ پر بسر اوقات کرنے میں نہیں آتا حقیقت یہ ہے کہ میں تو خاندانی ترکہ سے تنگ آگیا ہوں۔

اس مرتبہ سلطانہ نے منصور پر بہت گہری نظریں ڈالنے کے بعد اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ میں نے اس شخص کو مغرور اور خود سر خیال کیا تھا مگر میری غلطی تھی یہ شخص قدر ایثار اور نیک نوجوان ہو سکتا ہے

سلطانہ: (مسکرا کر) تو کیا اسی وجہ سے آپ اپنے سرمایہ کو اسپتال کی تعمیر پر لگانا چاہتے ہیں۔

منصور: یہ ہے کہ میری طبیعت کچھ بہت ہی عجیب قسم کی واقع ہوئی ہے [illegible] کے متعلق میں [illegible] بھی [illegible] اور دل کا اطمینان [illegible] مجھے خاموں سے [illegible] خدمت میں [illegible] میں [illegible] نتیجہ پر پہنچا کہ حقیقی مسرت اگر کہیں مل سکتی ہے تو وہ [illegible] گزاری میں مل سکتی ہے میرے پاس زندگی کا [illegible] اچھا ذریعہ ہے اور اب میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اسے سب کو خلق اللہ کی ہمدردی کی نذر کر دوں اور خود ایک ایسا ہی کاشتکار کی زندگی بسر کروں جو زمین کے خزانے سے نکالتا ہے اسی کے برابر اپنا خون پسینہ کی شکل میں زمین کو بھی دیتا ہے۔

سلطانہ نے منصور کو پھر بڑے غور سے دیکھا۔

آپ کے خیالات بہت ہی شریفانہ ہیں۔

منصور: یہ رائے تو میں نے آپ کے خیالات کے متعلق قائم کی تھی۔

سلطانہ: اگر آپ میری تمام جائداد بھی اپنے شفاخانہ کے لئے لیں تو میں یہ گوارا کر سکتی ہوں کہ آپ کے اسپتال کے لئے کام کروں اور تنخواہ لوں۔

منصور: تم بہت ہی شریف اور نیک ہو

سلطانہ: آپ کی طرح مجھے بھی حقیقی مسرت کی تلاش تھی اور خدا کا شکر ہے کہ اب مجھے معلوم ہو گیا کہ وہ کہاں مل سکتی ہے۔

منصور: ہم دونوں کو حقیقی مسرت کی تلاش تھی اور ہم دونوں پہلے [illegible] ایسی کوشش کیجائے کہ ہم اطمینان قلب حاصل کر لیں خلق خدا کی خدمت کیلئے [illegible] جائدادیں مشترک ہو رہی ہیں تو کیوں نہ خود اپنی خدمت کرنے کیلئے ہم دونوں کی زندگیاں بھی مشترک ہو جائیں مجھے تو یقین ہے کہ اس صورت میں میرے دل کو [illegible]

سلطانہ [illegible]

سلطانہ: [illegible]

ترجمہ اردو مشکوٰۃ شریف

کی طباعت میں شریک ہو جائیے

تمام [illegible] اور علوم دینی سے [illegible] رکھنے والے اس بات سے واقف ہیں کہ قرآن مجید کے بعد مذہب اسلام
کے [illegible] آنحضرت کے اقوال افعال اور صحابہ و تابعین کا اعمال ہے در حقیقت حضور اقدس کی پوری
زندگی [illegible] تمام شرائع حیات کا مہیا کی نہایت واضح تفسیر ہیں، احادیث کی جامع کتابیں او مختلف مسائل
اگرچہ بہت [illegible] اسلامی شفقت رکھنے والے ان کو پڑھتے ہیں لیکن تمام ممالک [illegible] جو شہرت
و اسناد [illegible] مشکوٰۃ شریف کو حاصل ہے وہ حدیث کی کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں بلحاظ [illegible] سبب
ہے [illegible] نہایت جامع اور صحیح تلاب ہے مکرر احادیث اس میں بہت کم ہیں اس کے اندر کوئی حدیث
موضوع و ضعیف نہیں [illegible] کتابوں سے صاحب مشکوٰۃ نے احادیث نقل کی ہیں وہ کتابیں فن حدیث
میں نہایت [illegible] مثلاً صحیح بخاری مسلم مسند امام مالک مسند امام شافعی مسند امام احمد مسند امام
ابو داؤد جامع ترمذی نسائی ابن ماجہ دارمی یہ گویا مستند حدیث رسول کریم کا بہترین انتخاب ہے۔ اور گویا یہ

انتخاب صحاح عشرہ

یوں تو مشکوٰۃ شریف کی شرح [illegible] متعدد ہوئے لیکن عوام کو ان کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا اس سے کہ وہ
[illegible] فن سے متعلق تھے [illegible] دقیق شرح [illegible] پر اس سے عوام اس کی اردو سے بھی کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے
مثلاً اشعۃ اللمعات [illegible] ڈھنگ [illegible] ایک بسیط شرح ہے لیکن عوام کی سمجھ بالا اور بہت کافی ہے (۶)
مظاہر حق [illegible] ترجمہ [illegible] در حقیقت ایک مفصل شرح ہے پھر اس کی عبارت بھی ایسی [illegible]
[illegible] قرن اول میں [illegible] آدمیوں کا تو کیا ذکر [illegible]
جاں اس کو [illegible] ایسا ترجمہ ابھی تک اردو زبان میں نہیں ہوا جو عام فہم
ہو [illegible] مسلمان کے لئے یہ احادیث کا مجموعہ مفید ہو سکتا۔

[illegible] بخاری شریف کے ترجمہ کے بعد مشکوٰۃ شریف کو اردو میں لانے کی کوشش کی [illegible]
کے فضل نے [illegible] کو کامیاب کر دیا یہ ترجمہ عام فہم [illegible] تشریحات [illegible] گویا اب
مشکوٰۃ شریف صحیح معنوں میں ہندوستانی مسلمانوں کی مادری زبان میں ہوگی۔

اس ترجمہ کے ابتداء میں صاحب مشکوٰۃ کے حالات وفات اور تالیفات کا پورا تذکرہ ہے اور چونکہ صاحب
مشکوٰۃ نے [illegible] تیرہ ائمہ حدیث کی طرف منسوب کیا ہے اس نے ان تیرہ ائمہ کے مختصر حالات
بھی شامل [illegible] امام بخاری، امام مسلم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام ابو داؤد
امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام دارمی، امام دارقطنی، امام بیہقی، وغیرہ اور آخر کتاب میں [illegible]
ارجال مشکوٰۃ کے حالات [illegible] دو سو صفحات میں آئے ہیں۔

تمام کتابت ہو چکی ہے کاغذ کی ضرورت ہے کتنے بھائی شریک ہوتے ہیں

[illegible] فیصلہ [illegible] صرف پانسو روپیہ کا [illegible] اسی ہفتہ میں خریدنا ہے اس سے زائد کی ضرورت نہیں ہے [illegible]
[illegible] جلد دو روپیہ بھیجدیں ان کو صرف دو روپے میں مشکوٰۃ مکمل مل جائے گی۔

۲/۵۰ مشکوٰۃ شریف [illegible] صفحات میں ختم ہوئی ہے اور فہرست مضامین کے بعد بارہ سو صفحات
[illegible] جلدیں [illegible] اور مزید بھیجدیں [illegible] کا وی پی نہ بنا
[illegible] کے کل [illegible] روپیہ کا منی آرڈر کر دیں مجلد ہی منگانیں تو اچھا ہے [illegible]
[illegible] آپ ہمیں نہ بھیج سکیں گے، اس لئے ہم [illegible] منی آرڈر [illegible]

روپیہ بھیجنے کی میعاد ۲۲ اکتوبر سنہ آخری تاریخ ہے اس روز انشاءاللہ کا

[illegible] ہو جائے گا [illegible]

اگر آپ نے [illegible] نقصان ہوگا

[illegible] روپیہ [illegible] دفتر رسالہ مولوی دہلی

حنفی خطبات جیات [illegible]

اردو [illegible] و شرح سے بے نظیر مجموعے موثر خطبات [illegible]
حالات حاضرہ کے مطابق [illegible] مولوی [illegible] شائع کئے بہت ہی
مقبول [illegible] ہندوستان کی ہر مسجد میں [illegible]
اور مسلمانوں میں [illegible] پیدا کر دئیے جمعہ کی نماز [illegible]
و سعادت کا ذریعہ ہے لیکن [illegible] بتلا ہے کہ خدا کو
ہماری دنیاوی بھلائی ہی مقصود ہے خطبہ کا مقصد [illegible] کہ [illegible]
نصیحت کے سب [illegible] ہفتہ [illegible] خطیب کے بہترین [illegible]
پر عمل پیرا ہوں تو [illegible] آئندہ ہفتہ کی سعید زندگی کا ایک
[illegible] ہوتا ہے جو خطیب کی زبان [illegible] خطبات [illegible]
مولوی نے مسلمانوں کی حیات دینی و دنیوی [illegible]
[illegible] یہ خطبات مرتب کئے ہیں یہی ان کے مقبول ہونے کی
وجہ مجلد [illegible] صفحہ کی کتاب [illegible] قیمت صرف [illegible]

فہرست خطبات دوازدہ ماہ

محرم

1. [illegible] محرم [illegible]
2. [illegible] کی [illegible]
3. مسلمانوں کا [illegible] معیار [illegible]
4. ہر اسلامی سال محرم سے شروع

صفر

1. [illegible]
2. [illegible] الٰہی
3. اسلامی توحید
4. [illegible] شرب

ربیع الاول

1. مشرکانہ عقائد کی تردید
2. شرک کے مضار اور توحید کے [illegible]
3. بانی اسلام کی عظمت
4. مجالس میلاد اصلاح

ربیع الثانی

1. اتباع سنت اور مسلمان
2. اتباع رسول کو [illegible]
3. رسم و رواج کی [illegible]
4. اہل سنت و الجماعت کا [illegible]

جمادی الاول

1. کفایت شعاری و اسراف
2. اسلام اور مال و دولت
3. اسلام اور ترقی دولت کے ذرائع
4. توکل اور قناعت

جمادی الثانی

1. [illegible]
2. حضرت محبوب سبحانی
3. [illegible]
4. [illegible]

رجب

1. معجزات انبیاء علیہم السلام
2. واقعہ معراج شریف
3. معراج جسمانی [illegible]
4. [illegible] کی [illegible]

شعبان

1. حقیقت صلوٰۃ
2. شعبان المعظم کی فضیلت
3. طہارت و پاکیزگی
4. اسلام اور اخلاقی زندگی

رمضان

1. رمضان المبارک کی فضیلت
2. [illegible] نصب العین
3. زکوٰۃ خیرات و صدقات
4. لیلۃ القدر، تراویح، اعتکاف

شوال

1. خطبہ عید الفطر عربی، جنت کا [illegible]
2. اسلامی جہاد
3. [illegible] فضائل اور [illegible]
4. حقوق والدین

ذیقعدہ

1. حقوق العباد کی [illegible]
2. قوم کو [illegible]
3. اسلامی پردہ
4. تعلیم نسواں اور حقوق نسواں

ذوالحجہ

1. حج اور اس کی غرض و غایت
2. فضائل و احکام عید الضحیٰ
3. [illegible]
4. [illegible]

[illegible]

[illegible]لامی تعلیم

[illegible] مستند اور مقبول عام کتاب [illegible] اولاد کی کمال محنت [illegible] آسان طرز ادا میں [illegible] کسی مسئلہ [illegible] کی آسانی کیلئے علماء کرام بھی آپ [illegible] سمجھتے ہیں آپ مسلمان ہیں تو [illegible] واقفیت بھی ضروری ہے اور مذہبی معلومات کے لئے یہ ایک کتاب بس ضروری ہے قیمت مجلد تین روپے محصول ڈاک [illegible]

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب [illegible] کی سب سے بڑی مستند کتاب [illegible] امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا [illegible] ترجمہ سلیس مرتب ہے یہ کتاب امام فقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیع و شریٰ لباس، خشکار، دیوانی و فوجداری قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو قیمت مجلد صرف ایک روپیہ

اسلامی معاشرت

اسلام میں سوا [illegible] کا بہا [illegible] لیوں [illegible] معاشرت کے ساتھ [illegible] حیثیت معلوم کیجئے بلکہ آپ کا رہنا سہنا چلنا پھرنا سونا بیٹھنا سب عبادت ہو جائے یہ نہایت ہی دلچسپ کتاب ہے اس کا پڑھنے والا اچھا اچھا بیٹا، بہتر خاوند، اچھا پڑوسی اور خیر خواہ بن جاتا ہے دوسرے معنوں میں ایک شریف اور اسلامی آدمی بن جاتا ہے اسکے بعد اس کا ہر قدم اس مجاہد کے برابر ہوتا ہے جو اسلام کے لئے میدان جنگ میں جائے قیمت دس آنے

[illegible]

[illegible] عورت [illegible] ایک عورت [illegible] کی [illegible] قیمت صرف [illegible]

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مشکل سے [illegible] وہ صرف رکن دین [illegible] جس کے پڑھنے سے نماز کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہوتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھنی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجئے اسکو پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے ایڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے [illegible] صفحے قیمت دس آنے محصول ڈاک [illegible]

نماز کی پانچ کتابیں یکجا مجلد

یہ کتابیں زمانہ حاضرہ کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھ کر لکھی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) [illegible] نماز اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں (۳) نماز کی کتاب اس میں [illegible] نماز کے پڑھنے کی ترکیب ہے (۴) نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) [illegible] کی کتاب اس میں آمنت باللہ کی تفسیر ہے۔ یہ سب کتابیں [illegible] ہیں ایک ساتھ منگانے ہیں مجلد صرف ایک روپیہ

نماز کے عجیب فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن [illegible] میں اسکے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں یہ ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کے پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں آ جائیں گے کہ نماز انسان کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اسکے علاوہ اس کتاب میں ہر فرقہ کی علیحدہ نماز درج ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز [illegible] حل مشکلات کے لئے تنہا نماز ہی کافی ہے اور دنیا دین [illegible] نصیب ہوتی ہے ایک [illegible] مصری عالم کی کتاب [illegible] الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ ہے سو صفحات قیمت صرف چھ آنے

نماز [illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] مولوی [illegible] کی [illegible] اس کتاب میں [illegible] کی معلومات میں ایک بیش بہا [illegible] اندازہ ہوگا [illegible] جمعہ کی شرکت [illegible] ادا کیا جا [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] کتاب [illegible] تقسیم کریں قیمت [illegible]

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعائیں نہیں قبول ہوتی اسلئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں اگر آپ اس سے واقف ہو جائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا قبول ہے اگر آپ بے اولاد ہو تو صاحب اولاد ہو جائیں گے مفلس ہیں تو مالدار ہو جائیں گے بیمار ہیں تو تندرست ہو جائیں گے [illegible] پریشانیوں میں ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے [illegible] ہر مراد کی کنجی قرآنی دعائیں ہیں [illegible] طریقہ کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں [illegible] قیمت [illegible]

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے اہل سنت کی [illegible] میں بہت ہی موثر مانی جاتی ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور اولیائے کرام کی قبولیت دعا کی حکایتیں پھر قرآنی شریف سات منزلوں کی اور [illegible] کی بھی دعائیں ہیں جنکو مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے پھر استغاثہ منزل پھر [illegible] شجرہ وا ماد [illegible] ترجمہ [illegible] صاحب [illegible]

اوراد وظائف

مخدوم جہانیاں جہانگشت جب سب [illegible] پہنچا اور دنیا کے اسباب شکست ہو جائیں پھر انسانی [illegible] ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اسکا نام اوراد وظائف ہے یہی انسانی تکان کا آخری [illegible] وظائف ملتی ہے جس میں بھی انسانی [illegible] سب یکساں [illegible] میں [illegible] مخدوم جہانیاں [illegible]

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل [illegible] کوئی [illegible] [illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] مسائل [illegible] ۔ [illegible] شادی [illegible] اصلاح [illegible] حکایتیں [illegible] علاج ، [illegible] دنیاوی ہدایتیں [illegible] خاص خاص مسائل یہ سب ایک جگہ جلد میں ضخامت ۔ ۰ ۔ صفحے قیمت مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

[illegible] بیبیاں

[illegible] صاحب کی [illegible] تصنیف ہے [illegible] یہ کتاب [illegible] عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین گذرتی ہے لیکن حضرت آسیہ حضرت مریم ام المومنین کے حالات اور ولیہ خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس میں صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزار ہا عورتوں کو [illegible] ہو جاتے ہیں ، ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھا یا سنا دے تو اسکے گھر کی بہت سی خامیاں دور ہو جائیں [illegible] قیمت ۱۲ [illegible]

[illegible] کہانیاں [illegible]

بچوں کی [illegible] اخلاق درست کرنے [illegible] [illegible] بنانے کیلئے [illegible] [illegible] کی کہانیاں [illegible] [illegible] صفحے کی مجلد کتاب جو کہانیاں (۱) وفادار بیٹی (۲) چور کی بیوی (۳) [illegible] (۴) [illegible] کی رات (۵) [illegible] (۶) [illegible] (۷) [illegible] (۸) [illegible] (۹) بازیگرنی (۱۰) چار چیزیں (۱۱) بی ہمسائی (۱۲) دولت کی بجائے [illegible] (۱۳) پھولوں کا گچھا (۱۴) چوروں کا گھر (۱۵) فقیر کی جو بیٹی (۱۶) لاڈلی بیٹی ۔ مجلد کتاب ہے ۔ قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶ کل [illegible]

[illegible] تعلیم نسواں [illegible]

عورتوں اور بچیوں کے [illegible] اللہ پاک کی [illegible] صفحے [illegible] [illegible] عورتیں [illegible] خواتین ۲۲ صفحے [illegible] اللہ کے احسانات [illegible] [illegible] عورتوں کی خصوصیات [illegible] ۳ بیان [illegible] حالات [illegible] والی چیزیں [illegible] ۴ تعلیم ، طریقہ زندگی ، لباس ، زیور [illegible] صحابیات کا طریق زندگی [illegible] ۵۰ صفحات کی [illegible] جلد میں قیمت دس آنے محصول ۶ کل [illegible]

بیویاں اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی بے مثال کتاب ہے اس میں سے زیادہ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتائے روزگار تھیں ، خصوصاً ان شاہزادیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی خاندانوں میں پیش ہوئیں یہ کتاب [illegible] اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے [illegible] عشق کی کرشمہ کاریاں اس میں نمایاں ہیں ، اور وہ حالات بہت ہی دلچسپ ہیں ضخامت ۔۔ صفحات اپنی [illegible] جیسا ہے [illegible] قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۶ کل ایک روپیہ

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑایا اور عیسائیوں نے مینا لیا اس وقت بھی ان کا کیریکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن کو دغا نہیں کرتے تھے اور جبکہ ایک دوسری عیسائی سلطنت نے سپر حملہ کیا تو انہوں نے وطن کی خاطر ملکہ پر جان قربان کر دی ، جہاں عیسائی سپہ سالار دم دبا کے بھاگے وہاں ایک جرنیل نے ملکہ اندلس کی جان بچائی ۔ تاریخی افسانہ ہے دلچسپ لٹریچر ہے ، کیونکہ مولانا راشد الخیری دہلوی کی بہترین تصنیف ہے ، قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱۴

[illegible] تاریخی کتابیں

[illegible] مذہبی اور تاریخی کتابیں ہیں جن میں برگزیدہ مذہبی خواتین کے حالات ہیں اور بہت سی مذہبی خواتین کی اخلاقی زندگیاں ہیں ، جن میں ہر مذہب کی عورتیں شامل ہیں خصوصاً مسلمان شہزادیوں کے حالات بہت [illegible] ہیں جن میں مخصوص اخلاقی قصے بھی ہیں ، شہزادیوں میں نور جہاں ، زیب النساء ، جہاں آرا اور ملکہ بلقیس کے حالات بہت دلچسپ ہیں اور [illegible] بیوی کا قصہ بہت ہی عبرت خیز اور قابل تقلید ہے یہ سب کتابیں بہت ہی دلچسپ ہیں ۲۵۶ صفحات مجلد قیمت صرف دس آنے محصول [illegible]

[illegible] کتابیں

[illegible] حسب ذیل سات اخلاقی کتابیں ہیں [illegible] ہر کتاب عورتوں کے لئے بہترین اخلاقی ہے [illegible] مستورات عورتوں کی [illegible] [illegible] ادیب نسواں ، بچیوں کو اپ [illegible] انتظام خانہ داری [illegible] نام سے ظاہر ہے کھانا پکانا ، [illegible] ہنر آموزی ، کڑھائی ، سلائی ، رنگائی کی کتاب لیڈی ڈاکٹر [illegible] اخلاقی گیت ، مضمون نام سے ظاہر ہے کوئی کتاب علیحدہ نہیں ملے گی سب یکجا مجلد ہیں ۴۴۰ صفحات قیمت صرف ۱۲ [illegible] محصول [illegible]

شاندار علمی حمائل

[illegible] حمائل بازار میں [illegible] مقبول ہوئی ، کہ اب سوائے [illegible] حمائل [illegible] [illegible] [illegible]

ہفت رنگ علمی مجموعہ

آپ نے تھانوں پر رنگا رنگ تصویریں چھپی دیکھی ہونگی لیکن یہ ہی کاغذ پر سات رنگ میں یہ مجموعہ چھپا ہوا ہے اور ٹائیٹل پر سونے کا رنگین [illegible] کاغذ ولایتی آرٹ پیپر ہے ، چھپائی متن کی [illegible] ترجمہ کی چھپائی سرخ ہے خالی جگہ زرد رنگ کے تصویری نقاط ہیں ہر صفحہ پر ہفت رنگ [illegible] ہے جس میں بہت ہی خوشنما نقش ہیں [illegible] [illegible] روغنی پختگی کا نمونہ ہے کہ چھپائی کی [illegible] خراب نہیں ، اگر جلد [illegible] [illegible] [illegible]

جواہر [illegible]

عملیات مجربہ کی مخصوص ترکتاب جو [illegible] کے لئے [illegible] اس کے پانچ حصے ہیں اور ایک [illegible] ہیں ، حصہ اول میں ختم قرآنی ، بسم اللہ اور سورہ یاسین کے مجربات عمال و نقوش ہیں حصہ دوم میں اسماء باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے خواص و اعمال ہیں ، حصہ سوم میں ، [illegible] کے [illegible] حصہ چہارم [illegible] کے لئے مخصوص [illegible] عمل [illegible] کے خواص ہیں ، پانچوں حصہ [illegible] [illegible] [illegible]

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات [illegible] رسول ہے جو مطلع نہیں ہوتا ہے کہ اس جید صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ذریعہ رسول کریم نے آپ کے اور جس کو حضرت [illegible] ۹۶ صفحہ کی کتاب ہے اور [illegible] زندگی کے تمام جزئیات کو [illegible] زبان میں [illegible] اور تاریخ اسلام کا ایک عجیب نمونہ ہے قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک [illegible] کل [illegible] یہ سب کتابیں [illegible] پریس دہلی [illegible]

یسرنا القرآن قاعدہ

یسرنا القرآن شریف ایک معقول اور بہترین قاعدہ ... جس کی خوبیاں ... واقف ہیں ... آسان قاعدہ ... سب سے بڑی خاصیت کی خوبی ہے یعنی ... زیر زبر پیش اور ... حروف مرکبات پہچان لینے کے بعد حرکات کو ... ضرورت نہیں جیسی مصنف کا دعویٰ ہے ... قاعدہ پڑھ لینے کے بعد صرف چھ مہینے میں ... بغیر استاد کی مدد کے قرآن شریف پڑھنے لگتا ... ضخامت ۸۰ صفحے قیمت ۸ اور ایک روپیہ کی آٹھ ... علاوہ محصول ایک جلد ... آٹھ جلد ...

سلسلہ تعلیم الاسلام

جس کو مسلمان بچوں کی تعلیم کیلئے ... کفایت اللہ صاحب نے تالیف فرمایا اس پانچ حصے ہیں اول قاعدہ اس کے بعد پہلا حصہ عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا حصہ اس میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اس میں عقائد کی اونچی باتیں اور روزہ چوتھا حصہ اس میں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ آجتک ان رسائل کی تعداد تین لاکھ چھپن ہزار شائع ہوچکی ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں رائج نہ ہو پانچوں حصے ایک جگہ مجلد قیمت فی جلد مجلد صرف ایک روپیہ محصول ۸ کل ...

اسلام کی ... [illegible]

بچوں کی ... [illegible] پہلا ... کی ... [illegible] دوسری ... ایمان ... [illegible] تیسری نماز کی پوری تفصیل اور ... مسائل چوتھی مرنے کے بعد ... کے حالات و مسائل پانچویں زکوٰۃ کا پورا بیان اور روزہ کا بیان چھٹی حج کا بیان اور حقوق کا بیان مفصل ساتویں ارکان ایمان، ارکان اسلام معاشرت آٹھویں حقوق العباد، توکل اور گناہ صغیرہ آٹھوں کی ضخامت ... صفحات ایک ہی جگہ الگ حساب سے قیمت ... کامل مجلد ... محصول ...

[illegible]

[illegible] ... اردو ... [illegible] ... خطوط کے نمونے ... اور مبارکبادی تعزیت وغیرہ ... درج ہیں۔ قیمت صرف ... [illegible]

عربی کا استاد

یہ تو اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے اور مستند اساتذہ نے صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ کو یہ شوق ہو کر آپ اپنے رسول پاک کی زبان سے واقف ہوجائیں اور خدا کی سب سے مقدس فرمان قرآن کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر کیجیے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجیے انشاءاللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آجائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف ۳ ماہ میں خاصی اچھی عربی جان جائیں۔ قیمت صرف بارہ آنے محصول ... کل ...

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب آپکو خبر بھی نہیں ہوتی اور روزمرہ بول چال میں کتنے فارسی کے الفاظ ایسے موجود ہیں جن کے باوجود روزمرہ بولنے کے بھی ان کے معنوں سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا محل استعمال غلط ہوجاتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب اسکی وجہ سے خفت ہوتی ہے تو بڑا صدمہ آتا ہے، اتنی بڑی بات کیلئے ذراسی تکلیف گوارا کیجیے، جدید کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھیے دو چار مہینے میں آپکی بول چال اور تقریر میں نہایت موزوں برجستہ الفاظ آجائیں گے۔

قیمت صرف بارہ آنے۔

موسٹر اِنگلش ٹیچر

کوئی جدید اعلان نہیں دہرتے سے ہر مہینے اعلان ہوتا ہے کہ شرطیہ ڈھائی مہینہ میں انگریزی آجائیگی اور حقیقت یہ ہے کہ آجتک ہے اس وجہ سے ہر مہینہ صدہا کتابیں فروخت ہوتی ہیں اور اسی زمانہ سے برابر بک رہی ہیں اگر آپ اس کتاب کا ایک سبق روزانہ صرف ایک گھنٹہ کی محنت سے پڑھ لیں تو بغیر استاد کی ذراسی مدد کے آپ انگریزی پڑھ لینے کا کام بخوبی چلالیں گے، اب تو یہ اشتہاری نہیں ہوتی ہے کیونکہ اس کے خلاف مثال نہیں ملتی ... کتاب ہے کہ جسکے پاس ہوگی ... قیمت صرف ... محصول ...

استاد انگریزی

مصنفہ ماسٹر ... صاحب ... ایم۔ اے بی۔ ٹی۔ ایم۔ ... اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب اول علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں باب دوم ... کی مشق کرائی گئی ہے باب ... بنانے اور سمجھنے کے اصول باب ... روزمرہ کی بول چال باب ... اور ... باب ... ترجمہ کرنیکی صورت باب ... انگریزی ... خط و کتابت صرف ... کتاب ... باقاعدہ انگریزی ... آجاتی ہے ... کتاب ... قیمت ... [illegible]

استاد روزگار

یہ خاص کتاب ہے کہ جس میں مصنف نے خلق خدا کی بھلائی کیلئے ہر قسم کی صنعت و حرفت کے کام صحیح صحیح تجربہ کرکے درج کئے ہیں جس میں صابون سازی کے ہر قسم کے طریقے ہر قسم کے اچار مربے دیسی خاص نسخے ڈاکٹری نسخے ... مصنوعی اشیاء عطر ... شیشہ کا کام ... رنگ بنانا سیاہیاں بنانا شربت ... آتشبازی بنانا ... صاف کرنا ... فنون ... اس کتاب کو ... ہاں ... سے لگ گئے ... قیمت صرف ... محصول ...

استاد مرغی خانہ

یہ جدید الطبع مرغیوں کی تجارت اور انکی پرورش ... میں ... کی کتاب ہے، اور اس میں ۲۴ مضامین ... علاوہ مرغیوں کی پرورش کے کبوتروں اور بطخوں ... و تجارت کی ... بہی اسی کتاب کے ذریعہ ملتی ہیں یہ ... پہلی کتابوں سے بہتر کتاب ہے کیونکہ اس کا ہر بیان تجربہ کے بعد لکھا گیا ہے انمیں ان مرغیوں کے علاج ... میں جو ... سے اسوقت تک ... قسم ... ہے ... [illegible] ... قیمت ... محصول ... [illegible]

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ... صفحہ کی ضخامت جس میں ۱۵ وضع کی روٹی ۲۰ وضع کے سالن ۱۲ وضع کے پلاؤ، ہر قسم کی مٹھائی ۱۵ وضع کی ترکاریاں بیسیوں وضع کے کباب مربے چٹنیاں، اور تقریباً ۲۰ وضع کے انگریزی کھانے ان کے علاوہ اکثر دیسی اور ... چٹنیاں، نمک سلیمانی اور عرق ... جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے، علاوہ ... [illegible] ... قیمت ... محصول ... [illegible]

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ... کی تحریر کردہ ... بہترین ... دہلی کا دسترخوان ... کی کتاب ... [illegible]

[illegible]

[illegible]

خواب نامہ صدیقی

[illegible]
آپ کس قدر خوش [illegible]
[illegible] کوئی صحیح [illegible]
کتابوں میں سے کوئی [illegible] ایسا ہو جو صحیح
[illegible]
[illegible] خواب میں نا [illegible] اسمیں [illegible]
[illegible] اور ناقابل [illegible] خواب دو دو [illegible]
[illegible] پیٹ کی خرابی تخیلات کا اثر اور
[illegible] خواب کے [illegible] مضامین [illegible]
قیمت رعایتی ایک روپیہ چار آنے [illegible]
محصولڈاک [illegible]

خطبات دین محمدی

یہ وہ مقبول عام حقانی خطبے ہیں جو صرف [illegible]
مولوی کے ذریعہ سے جدید [illegible] مساجد میں [illegible]
جاتے تھے یہ وہ خطبات ہیں جن کے پڑھنے اور
سننے پر علمائے سنت و الجماعت متفق ہو گئے ہیں لیکن
[illegible] ہر خطبہ کے متعلق [illegible]
[illegible]
[illegible] بڑی فہرست [illegible]
[illegible]
[illegible]
یہ ہر خطبہ تین طرح کا ہے پورا عربی پوری نظم کا
[illegible] پوری نثر ضخامت [illegible] قیمت [illegible]

شرح مثنوی مولانا

مثنوی شریف کی بہت [illegible]
یہ وہ کتاب ہے جو تمام [illegible] تصوف کی [illegible]
[illegible]
[illegible] یہی وہ کتاب ہے جس [illegible] تصوف
[illegible] مغرب تک اور شمال کو جنوب تک
[illegible] کوئی صوفی صافی ایسا نہیں [illegible]
[illegible] صوفیوں [illegible] اس کی [illegible]
فاضلوں [illegible] اور [illegible]
اور اسکی ضرورت عرض ہر قسم کے لوگوں [illegible]
[illegible] کی ضرورت [illegible] ضخامت [illegible] صفحے [illegible]
جلد [illegible] محصولڈاک [illegible]

عورت

[illegible] حسن کی [illegible] دیکھنے سے پہلے [illegible]
[illegible] تمام [illegible] واقف ہو جا [illegible]
اسی [illegible] کتاب عورت کی
[illegible] زندگی کا مکمل [illegible]
[illegible] عورت کی [illegible]
[illegible] عورت کی زندگی کے
[illegible] نہیں ہے جو اس [illegible]
[illegible] رنگین فوٹو
[illegible] بہت مقبول کتاب
ہے [illegible] قیمت دو روپے
محصولڈاک [illegible]

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کا شب نامچہ ہے اور [illegible]
کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں
ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے [illegible]
ہیں یہ صرف نشاط انگیز الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے
بلکہ ازدواجی [illegible] پوشیدہ رازوں کی کتاب
ہیں اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر
ہی کوئی کتاب شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے
پر کیف [illegible] کے ساتھ ساتھ گیارہ عکسی
فوٹو بھی ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ
آنکھیں بھی پر کیف ہوں
قیمت ایک روپیہ محصولڈاک [illegible]

کیف مواصلت

دنیا کے لطف و مسرت اور لذت و کیف میں [illegible]
[illegible] مرد اور جوان مرد کیلئے عورت سے مواصلت
[illegible] وہ کیفیت افزا سرور ہے جس پر دنیا کی
[illegible] فطرت کی [illegible]
[illegible] ایسی ہیں جو صرف [illegible]
کی آبادی میں اضافہ کرتے کرتے چل بستے ہیں [illegible]
[illegible] نوجوان [illegible] ہیں بات تو یہ ہے
کہ اس کیف پرور شعبہ حیات سے اس [illegible]
کیا جائے [illegible] حیات عالم سے [illegible]
[illegible] مواصلت کے [illegible]
[illegible] لذت سے قیمت [illegible] محصول [illegible]

بہار شباب

عشقی کتابوں میں [illegible] اسلوب بیان [illegible]
[illegible] جذبات کی یکجائی [illegible]
[illegible] اصل [illegible]
[illegible] انسان جوانی [illegible]
[illegible] کہ یہ لذات [illegible]
[illegible] بہار شباب [illegible]
جوانی کی کیف انگیزی [illegible]
[illegible]
[illegible] کی ہزاروں [illegible] عورتوں کی [illegible]
کیفیات [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

لذت شباب

شباب [illegible] تو لذت شباب
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دوشیزگی کی بہار

دوشیزہ جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کی
[illegible] اس کتاب [illegible] طلوع شباب [illegible]
[illegible]
عورت کی حیات معلوم کر کے ششدر رہ جائیے
ایک نوجوان جب شادی منزل میں قدم [illegible]
تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد [illegible] دوشیزگی
[illegible] جذبات سے آگاہ ہو کر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شاہی [illegible]

[illegible] عام ہے [illegible]
[illegible] الشیخ نے لذت کے [illegible]
[illegible]
آدمی کے ذہن میں [illegible]
اسکے [illegible] عورت [illegible]
[illegible] لذت ثابت کی [illegible]
مرد کی قوت [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

افشائے راز نہاں

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب [illegible]
اگر آپ اس عجیب موضوع [illegible]
[illegible]
عورتوں کی نفسانی خواہشات کے [illegible]
قلم سے امریکہ کی ایک [illegible] عورت [illegible]
کتابی صورت میں پیش کئے اور امریکہ میں [illegible]
[illegible] اس کا ترجمہ [illegible]
[illegible] لوگوں کے مطالعہ میں
[illegible] ضبط ہونے کا خطرہ ہے [illegible]
[illegible] جلد ہی منگا لیجئے قیمت [illegible]
محصولڈاک [illegible]

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست لیکر غایت [illegible] سے یہ سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے عرصہ چالیس سال [illegible] ویدک طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا [illegible] ہمارا سارٹیفکٹ [illegible] بعد دیکر

مردمی کا [illegible] تمام اقسام کے جریان [illegible] کو دور کرنے والی شی منی

اصلی سلاجیت اصلی

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر [illegible] دینے والی دوا [illegible]
جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان [illegible] کمزوری [illegible] استعمال کرکے
ہر قسم کی [illegible] نامردی نا طاقتی [illegible]
[illegible] دماغی کمزوری [illegible] اس کے استعمال کو نیا خون پیدا [illegible]
[illegible] سات دن کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
اس کے [illegible] عورتوں کی کمزوری [illegible]
پیشاب کے ساتھ [illegible]
ہر سال [illegible] بیماریوں سے [illegible]
بھی زیادہ ہوتی [illegible] فائدہ عام و خاص بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت [illegible] روپیہ [illegible] بیس تولہ کی آٹھ روپیہ محصول ڈاک

چالیس تولہ آدھ سیر ساڑھے پندرہ روپیہ اسی تولہ یا ایک سیر تیس روپیہ علاوہ محصول ڈاک

پتہ ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Himalaya Depo Hardwar (Saharanpur)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت [illegible] جناب مفتی مولانا سید فاضل [illegible]
[illegible] انجمن طلبا مراد آباد [illegible]
آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی [illegible] استعمال کرایا بڑی مسرت کے ساتھ [illegible]
[illegible] مراد آباد [illegible] صاف شدہ سلاجیت [illegible] قبلہ [illegible]
[illegible] کے لئے بہتر [illegible]



ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مولوی عبدالحمید خان

ONE RUPEE INDIA 1916

2

ایک روپیہ

کمانے کا وقت آگیا، وقت [illegible] ہاتھ سے نہ جانے دیجے، خدا جانے آیندہ رمضان ہم [illegible] سے کون کون
دیکھ سکے اس مہینے کی ہر [illegible] کی برابر ہے، مولوی کی اشاعت اگر آپ کے نزدیک بھی [illegible]
تو اس ماہ میں صرف [illegible] جدید خریدار فراہم کر دیجے اور دس کا ثواب لیجے

ابھی [illegible] اب کے رمضان میں کچھ دیدیجے، بہت [illegible]
[illegible] معاوضہ [illegible] رمضان شریف کی [illegible] راتوں [illegible] کے فرصت
کے وقت [illegible] مطالعہ [illegible] کتاب الا[illegible] بھی میری مد دہے آپ [illegible]
سے بہرہ ور ہو [illegible] میں [illegible] مولوی سے [illegible] موقت یہ میری سب سے بڑی [illegible]
کتاب [illegible] کا اشتہار [illegible] پڑھیے، بڑی عجیب کتاب ہے مع محصول [illegible] روپے

منیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان [illegible] دہلی

الْكِتٰبِ ؕ حَتّٰىٓ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا أَيْنَ مَا

لکھے میں سے یہاں تک کہ جب آویں گے اُن کے پاس بھیجے ہوئے ہمارے قبض کرتے ہوئے اُن کو کہیں گے کہاں ہیں جن کو

مل رہے گا یہاں تک کہ جب اُن کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اُن کی جان قبض کرنے آویں گے تو پوچھیں گے وہ کہاں گئے جن

كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا

تھے تم پکارتے سوائے خدا کے کہیں گے کھوئے گئے ہم سے اور گواہی دیویں گے

کو تم خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے سب غائب ہو گئے اور اپنے

عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ ادْخُلُوْا

اوپر جانوں اپنی کے یہ کہ وہ تھے کافر کہے گا داخل ہو

کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے اللہ تعالیٰ فرماوے گا کہ

فِيْٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ فِي

بیچ اُن جماعتوں کے کہ تحقیق گذری ہیں پہلے تم سے جنوں سے اور آدمیوں سے بیچ

جو فرقے تم سے پہلے گذر چکے ہیں جنات میں سے بھی اور آدمیوں میں سے بھی ان کے ساتھ تم

النَّارِ ؕ كُلَّمَا دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَّعَنَتْ أُخْتَهَا ؕ حَتّٰىٓ إِذَا ادَّارَكُوْا

آگ کے جب داخل ہوگی ایک جماعت لعنت کرے گی بہن اپنی کو یہاں تک کہ جب مل جاویں گے

دوزخ میں جاؤ جس وقت بھی کوئی کفار کی جماعت وہاں داخل ہوگی اپنی جیسی دوسری جماعت کو لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب

فِيْهَا جَمِيْعًا ۙ قَالَتْ أُخْرٰىهُمْ لِأُوْلٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ أَضَلُّوْنَا

بیچ اس کے سب کہیں گے پچھلے اُن کے واسطے اگلوں کے اے رب ہمارے انہوں نے گمراہ کیا تھا ہم کو

سب جمع ہو جاویں گے تو پچھلے لوگ پہلے لوگوں کی نسبت کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہم کو ان لوگوں نے گمراہ کیا تھا

فَاٰتِهِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ ؕ قَالَ لِكُلٍّ ضِعْفٌ

پس دے اُن کو عذاب دوگنا آگ سے کہے گا واسطے ہر ایک کے دوگنا ہے

سو ان کو دوزخ کا عذاب ہم سے دوگنا دیجیے۔ اللہ تعالیٰ فرماویں گے کہ سب ہی کا دوگنا ہے لیکن (ابھی) تم کو (خبر نہیں)

وَّلٰكِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَقَالَتْ أُوْلٰىهُمْ لِأُخْرٰىهُمْ فَمَا كَانَ

و لیکن نہیں جانتے تم ف۳ اور کہیں گے اگلوں اُن کے نے واسطے پچھلوں کے پس نہ ہوئی

اور پہلے لوگ پچھلے لوگوں سے کہیں گے کہ پھر تم کو

لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ

واسطے تمہارے اوپر ہمارے کچھ زیادتی ف۴ پس چکھو عذاب کو بسبب اس کے کہ تھے تم

کوئی فوقیت نہیں سو تم بھی اپنے کردار کے مقابلہ میں عذاب کا مزہ

تَكْسِبُوْنَ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا

کماتے تحقیق جن لوگوں نے جھٹلایا نشانیوں ہماری کو اور تکبر کیا اُن سے

چکھے رہو جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور اُن (کے ماننے) سے تکبر کرتے ہیں

لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى

نہ کھولے جاویں گے واسطے اُن کے دروازے آسمان کے اور نہ داخل ہوں گے بہشت میں یہاں تک

اُن کے لیے آسمان کے دروازے نہ کھولے جاویں گے اور وہ لوگ کبھی جنت میں نہ جاویں گے جب تک کہ

ف۱ ابن ماجہ باب ذکر الموت میں ابو ہریرہ رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب انسان کی موت کا وقت ہوتا ہے اُس کے پاس فرشتے آتے ہیں اگر وہ آدمی نیک ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے نفس پاکیزہ جو کہ بدن پاکیزہ میں رہتا تھا تو خوشی کے ساتھ نکل کر تجھ کو رحمت اور روزی اور خدا کی خوشنودی کی بشارت ہے تو مبارک ہو یہاں تک کہ وہ جان نکل آتی ہے پھر اس کو لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلاتے ہیں آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ یہ کون شخص ہے ساتھ والے فرشتے اسکا نام اور پتا بتلاتے ہیں آسمان والے فرشتے بھی مبارکی اور خوشخبری دیتے ہیں اور دروازہ کھولا جاتا ہے اسی طرح اُس آسمان تک جاتا ہے جس پر اللہ پاک ہے اور اگر وہ شخص بدبخت ہے تو فرشتے آکر کہتے ہیں کہ اے نفس ناپاک جو کہ بدن ناپاک میں تھا تو ذلت اور رسوائی کے ساتھ نکل کہ تجھ کو ہم ہر قسم کی ذلت گرم پانی پیپ لہو کی خبر دیتے ہیں کیونکہ خدا تجھ سے ناراض ہے کہ تو اس سے نکلو پھر نہ چلا وہ نکلے پھر اس کو لیکر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں آسمان والے فرشتے پوچھتے ہیں کہ کون شخص ہے ساتھ والے فرشتے اسکا نام اور پتا بتلاتے ہیں پس آسمان والے فرشتے کہتے ہیں کہ مبارک نہ ہووے نفس کو جو ناپاک تھا اور بدن ناپاک میں تھا پس تو لوٹ اور رسوا ہو ف۲ بھیجے ہوئے سے مراد یہاں ملک الموت اور اعوان ملک الموت ہیں وہ گھرک جھڑک کے ساتھ یہ سوال اُن سے کریں گے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے اور جو معبود تم نے ٹھیرائے تھے وہ اب کدھر ہیں کہاں ہیں اب آئیں تم کو چھڑائیں بچائیں وہ جواب دیں گے کہ ہم نہیں جانتے کہ کدھر غائب ہو گئے اب وقت پر ہمارے کام نہ آئے یہ اُن کا اقرار ہوگا وقت موت کے اپنی جانوں پر کفر کا اللہم احفظنا ۱۲ فتح ف۳ قائل اس قول کا کہ تم داخل ہو پھر امم گذشتہ سے اللہ پاک ہے حرف فی بمعنی مع ہے یا یہ قول مالک خازن نار کا ہے امت کو اخت یعنی بہن کہا اس اعتبار سے کہ دین یا ضلالت یا آگ میں شریک ہوں گے اخری سے اتباع اور سفلہ مراد ہیں اولیٰ سے رؤسا اور کبار ۱۲ فتح البیان ف۴ یعنی ایک حساب سے پہلی امت کا گناہ زیادہ کہ پچھلی کو [illegible] موضح القرآن ف۵ مجاہد رحمہ نے کہا مراد فضل سے یہاں تخفیف عذاب ہے ۱۲ تفسیر فتح البیان

ع ۸

بالکل نئی نہیں بلکہ مجربات قرآن مجید جو رمضان میں آج کل بھیجے
پانچ روپے کی بجائے ڈھائی روپے

ضرب صمدیہ

ہوا ہے شاید ہر مسلمان ہی اس کو خرید کر رہے گا

شریف مترجم

ٹائٹیل پر دیکھئے، یہ اس کے پورے ایک صفحہ کا نمونہ ہے واقعہ یہ ہے کہ یہ قرآن شریف اپنی طرز کا واحد قرآن شریف ہے جب سے اس کا نصف ہدیہ ہوا ہے ایک ہی سال میں ۲۲ ہزار ہدیہ ہو چکا ہے، ہندوستان ہی نہیں دنیا بھر میں اتنا کوئی قرآن شریف اس قدر کم عرصہ میں ہدیہ نہیں ہوا، یہ میرا اسلامی فرض ہے کہ ناظرین کے فائدے کا کوئی موقعہ نہیں جانے دیتا، اب اس سے مستفید ہونا آپ کا کام ہے یہ جتلا دینا ضروری ہے کہ اس اڈیشن کا جس قدر بقیہ موجود ہے وہ شاید ہی رمضان شریف تک کافی ہو، اس لئے جلدی کیجئے

اس قرآن شریف کی ضخامت ایک ہزار صفحات ہے اور تقطیع اس رسالہ کی برابر ہے، کاغذ سفید ولایتی نارو ے کا غلافی ہے جلد پورے چمڑے کی نقرئی جالدار ہے، پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی کا تحت اللفظ لفظی ہے دوسرا ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب کا بامحاورہ ہے، حاشیہ پر تفسیر کامل ہے جو نادر تفاسیر کا عطر ہے، مثل ابن کثیر، ابن جریر، درمنثور، خازن، ابن کثیر، مدارک، موضح القرآن، ضحاک، مسند حاکم، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم، مسند بزاز، مسند امام احمد وغیرہ، اسباب و شان نزول از جلال الدین سیوطی، اور تمام کتب احادیث اور جس قدر تمام احکام قرآن و مسائل قصص، تاریخ، حکایات، ظاہر و باطنی اشارات غرضکہ تفاسیر کی جو بہ الامتیاز خصوصیات ہو سکتی ہیں وہ سب اس کے حاشیہ پر موجود ہیں، نیز اس کے شروع میں ایک طویل مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں، اول حضرت آدم سے لیکر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں ہیں اور ان کی امتوں کے حال اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک مفصل سوانح عمری اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف انجام دیں اور آپ کے وہ تمام خطوط معہ ترجمہ جو آپ نے اس زمانہ کے کافر بادشاہوں کے نام برائے دعوت اسلام روانہ فرمائے ہیں خلفائے راشدین کے حالات یہ سب تین حصوں میں، چوتھے حصہ میں فضائل قرآن و اسرار اور پانچویں حصہ میں تمام خاندانوں کے سینہ بسینہ اعمال قرآنی و تعویذات صمدیہ مجلد چرمی نقرئی جالدار صرف ڈھائی روپے محصولڈاک عہ کل ساڑھے تین روپے میں گھر بیٹھے منگا لیجئے ایک منگائیے یا دس مزید رعایت نہیں پتہ حمیدیہ پریس دہلی

اس سے بہتر موقعہ تفسیر بیان القرآن خریدنے کیلئے

مولوی اشرف علی صاحب کی ... پھر ہرگز نہ ملے گا

پچھلے مہینے دو سو کی بجائے صرف سو جلدیں اس تفسیر کی لے سکا تھا، اور خیال تھا کہ روپیہ رمضان شریف کی ابتداء میں ادا کر دونگا، لوگوں نے توجہ نہ کی، اور اب ادائیگی کا وقت گذرنے لگا چودہ روپے فی جلد کے حساب سے لی تھی ایک روپیہ نفع کے خیال سے پندرہ روپے کا اشتہار دیا تھا کہ اس ماہ میں ... روپے مولوی کے قرض میں اس ذریعہ سے ادا ہو جائیں گے لیکن یہ مقدر نہ تھا، سات جلدیں باقی ہیں اب یہ جلدیں چودہ روپیہ کے حلف سے ہی دیدونگا، کہ روپیہ ادا ہو جائے گا، ایں ہم اندر عاشقی بالائے غمہائے دگر، مولانا اشرف علی صاحب کی شہرت سے ہی اس تفسیر کا اندازہ ہو سکتا ہے یہ تفسیر بارہ جلدوں میں ہے اس تفسیر کا اجمالی طرز یہ ہے ترجمہ قرآن مجید کا برعایت تحت لفظی کیا گیا ہے، اگر کہیں ترجمہ کی توضیح یا دفع شبہ یا کوئی اور بات ضروری معلوم ہوئی تو (ف) بنا کر اس کو لکھا ہے، مضامین ضروری اور قواعد صحیح لکھی گئی ہیں اور اتباع سلف صالح کیا گیا ہے تفسیر کے مطابق مسائل فقہیہ و کلامیہ کی ہر آیت کی تحقیق کی ہے، جن آیات کی تفسیر میں مرفوع حدیث آئی ہے اس کے مقابلہ میں کسی کا قول نہیں لیا گیا ہے، ربط کا تہ کا بیان بالالتزام ہے، فٹ نوٹ میں اختلاف قرات، و لغات ضروریہ ذکر ہیں اور مولانا موصوف کی نظر ثانی شدہ ہے یہ اصلی میں روپیہ ہے کہیں بھی دریافت کر لیجئے چودہ روپے میں حمیدیہ پریس دہلی میں ہی ملے گی ریل کے ذریعہ منگائیے وزن ۹ سیر

دعظوں کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظ و انس مجتبائی

اردو

ترجمہ اردو نزہتہ المجالس مجتبائی دعظوں کی مجموعہ نہایت ہی کارآمد دعظ و نصیحت کی مسرت بخش کتاب ہے ... والی مجید کتاب ہے مولانا کی ایک بیان بہت بسیط اور مفصل ہے جس کو واعظیت و مسلک بلا تکلف بیان کر سکتا ہے باب با فضل کو جس انتہا سے شروع کیا ہے اس کے اول سب مضمون قرآن سے استدلال کیے احادیث صحیح سے حوالہ کتب ... لکھے ہیں پھر مطابق کر کے صحیح صحیح آثار اور اس کے بعد بیان اکابر کے حالات اور سچی سوانح عمریاں درج ہیں گزشتہ نامور ان اسلام کے دلولہ انگیز واقعات سلف صالحین کے تعجب خیز حالات لکھ کر زمانہ کی عبرت افزا حکایات عجیب پیرایہ میں بیان کی ہیں اور ہر ایک جلد کے متعلق بیشمار فوائد اور لطائف نکات، حقائق فقہی مسائل طبی صحت جسمانی امراض کی تحقیق ان کے متعلق مجرب و آزمودہ نسخہ جات صحیح اور ماثورہ عملیات دنیا کی ہر چیز کی ماہیت اور خاصیت بیان کی ہیں، آخر میں رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک کے واقعات خلفائے اربعہ کے مناقب و فضائل خوب شرح و بسط سے درج ہیں، خلاصہ یہ کہ ایک ایسی جامع اور معقول کے مفید اور کارآمد کتاب اردو میں ابھی تک نہیں چھپی تھی میں نے بڑے اہتمام سے مصر کے ... میں طبع کیا دو جلدوں میں معہ فہرست ہر بیان مجتبائی ہے جو اپنی صحت میں ممتاز ہے بڑی تقطیع کے ۹ سو صفحات ضخامت ہے اور دو جلدوں میں ہے پہلے اس کی قیمت پانچ روپے تھی، لیکن حمیدیہ پریس کی رعایت مشہور ہے اس لئے ہمارے ہاں سے چار روپے میں ملے گی، وعظوں کے علاوہ عوام بھی اس سے مستفید ہو سکتے ہیں کیونکہ اس کتاب میں عجیب حقائق درج ہیں، رمضان شریف سے بہتر اس کے مطالعہ کا اور کونسا وقت ہے قیمت چار روپے محصولڈاک ۱۲ کل ... حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

رمضان پاک کے مقدس اوقات میں مذہبی معلومات سے جی بہلائیے

کتاب الاسلام — یہ ایسی کتاب ہے جس سے آپ فلاح دین و دنیا حاصل کر سکتے ہیں اسلامی معلومات کی اس سے بہتر دوسری کتاب

یہ عقیدہ، عقائد و اعمال کی یہ کتاب ہے اور آج تک اس قدر مفید اور دلآویز عقلیہ و نقلیہ کی دوسری کتاب کسی زبان میں نہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ اپنے سینہ کو مذہبی معلومات سے پر کریں تو آج ہی کتاب الاسلام منگا کر پڑھنا شروع کر دیجئے آپ مسلمان ہیں تو یہ آپ کو عالم دین مسلمان بنا دے گی۔ قرآن رسول اللہ کا یہ قول ہے کہ عالم کی ایک ساعت رات کی عبادت عالم دین کی ایک نماز کے برابر ہے جو آپ عالم دین بن کر اپنی عبادات کے ثواب کو اضعاف مضاعف نہیں کر سکتے۔ ایسی ذخیرۂ معلومات نہیں کہ آپ کو سوکتابیں پڑھ لینے سے بھی اتنی معلومات حاصل نہیں ہو سکتی جو صرف اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد ہو سکتی ہے یہ بارہ سو صفحات کی مجلد کتاب ہے جو سات کی محنت میں چار معتبر عالموں نے تیار کی ہے اس کی احتیاط اس سے سمجھئے کہ ذرا سی لغزش سے پوری کتاب ختم کتابت ترک کر دی اور آئندہ سورہ بیعیہ کی بسم اللہ کا مطلق خیال نہیں کیا اس میں امر و نواہی اسلام کی تفصیلات کے بعد سب سے پہلے بتایا گیا ہے مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کیسے آیا ہے اور مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے مذہب اور لامذہبی میں کیا فرق ہے دنیا کے مشہور مذاہب کون کون ہیں اور ان کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں، اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے اسلام دنیا میں کب سے ہے اور اس میں کہاں تک باقی رہنے کی صلاحیت ہے دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اس کی صداقت پر جو اعتراضات ہیں ان کے کیا جواب ہیں اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیروں کی کیا رائے ہے اسلام کی اہم تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک اس پر عمل پیرا ہیں اسلام کی اہم تعلیمات کن کتابوں میں ہے اور کب اور کیسے ہیں اس قدر اہم مباحث اس کتاب کی ابتدا میں جو چار سو صفحات میں آئے ہیں پھر عقائد اس کے بعد عبادات پھر معاملات متفرق ہدایات اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات یہ سب بارہ سو صفحات میں ہیں کاغذ کا بہت اعلیٰ ہے عمدہ مضبوط چمڑے کی جلد بنی ہوئی ہے اور قیمت صرف چار روپئے ہے ۴ ار محصولڈاک میں خرچ ہوتے ہیں پانچ روپے میں گھر بیٹھے منگا لیجئے۔

مزید تعارف کے لئے نہایت ہی مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اس میں چار سو صفحات تک مذہب اسلام کے سچے ہونے کے نقلی و عقلی دلائل ہیں جس سب صفحات پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کبھی مرتد نہیں ہو سکتا اور دوسرے مذاہب کا پیرو اسلام کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے۔

باب ۲ عقائد اس میں حسب ذیل مباحث ہیں اہلسنت اسلام کے بنیادی عقائد ایمان کا بیان ذات و صفات باری تعالیٰ توحید شرک عرش و کرسی دیدار الٰہی کرسی انبیاء کی نبوت ملائکہ انبیاء سابق رسول کریم کی نبوت ختم نبوت معجزات فرشتے مسئلہ تقدیر حشر و نشر عذاب و ثواب کا ظہور مہدی دجال دعا کے اثرات ہر صدی کے اولیاء کے عقائد کا بیان واضح ہے اور یہ سب بیان ۵۷۹ صفحات تک آئے ہیں۔

باب ۳ عبادات اس میں حسب ذیل مباحث بہت تفصیل سے ہیں تقلید کی ضرورت امام اعظم کی فضیلت اللہ کی تعریف اولیاء اللہ کے حالات ائمہ اربعہ کے حالات طہارت کا بیان ہر قسم کی طہارت کے مقابلہ طہارت جسمانی مومن کا وضو وضو کے فرائض واجبات سنن مستحبات اور مکروہات غسل جنابت حیض و نفاس پانی کے مسائل اور طہارت کے پورے پورے مسائل تیمم کے مسائل موزوں پر مسح کی تفصیل استنجا اور طہارت و ناپاکی کا بیان جس میں نماز کا بہت تفصیلی بیان ہے جس کے چند عنوان یہ ہیں نماز کے اسرار نماز کی ترغیب نماز کی فرضیت نماز کا حسن جماعت کا فرض جماعت کی ضرورت حالات حاضرہ کے مطابق نماز کے احکام اذان کے مسائل نماز کی شرطیں آداب کے احکام سنت کے مسائل نماز کے فرائض واجبات سنن قراءت و قرات کے مسائل نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ نماز کے مسائل نماز کے اوقات کے مسائل امامت کے مفصل مسائل وہ امور جن کا ارتکاب مسجد میں منع ہے جماعت کے احکام و مسائل سنت مؤکدہ و غیر مؤکدہ وتروں کا بیان نفلی مشہور نمازیں پردہ نشینوں کی نماز قضا نمازیں تراویح کی تفصیل قرآن خوانی کی اجرت کسوف و خسوف سجدہ سہو کے مسائل سجدہ تلاوت سجدہ شکر نماز جمعہ خطبہ کا مفصل بیان نماز عیدین صدقہ فطر وغیرہ کا بیان نماز مسافر کا بیان مریض کی نماز جنازہ کا کامل بیان عیادت قبر میت کے حالات ... ایصال ثواب ... وفاتحہ کا بیان شہیدوں کا بیان۔

حج کا بیان حج ... حج کے متعلق ... حج فرض ہے حج کو جانے کی شرائط احکام حج مفصل حج کے ارکان ضروری مسائل متفرقہ حج کا بیان

روزہ کا بیان دنیا کے مذاہب اور روزہ روزہ کے طبی منافع روزہ کے فوائد روزہ کا انتہائی نقطۂ نظر روزہ کی شرائط و ارکان رمضان کے روزے رویت ہلال نیت روزہ مفسدات مکروہات روزہ کا کفارہ فدیہ قضا روزہ ... روزہ نفل معین نذر اور غیر معین نذر افطاری کے مسائل غرض کہ روزہ کے متعلق ذرہ ذرہ معلومات اعتکاف کا بیان عید کا چاند دیکھنا۔

زکوٰۃ کا بیان اسلام میں سوشلزم کا پہلا آئین زکوٰۃ کیوں فرض ہے دنیا کی ساری املاک قوم کی املاک ہے غریبوں کو تنزدار سے محبت کیونکر ہو مصارف زکوٰۃ بے محل صرف کی خرابیاں زکوٰۃ کس کو جائز ہے بھیک مانگنا کفر کے برابر ہے انسداد گداگری قرابتداری مقدم ہے اسباب زکوٰۃ سونے چاندی کی زکوٰۃ اسباب تجارت کا حساب قرض پر زکوٰۃ کا حساب یہ سب مضامین اس کتاب کے ۷۳۶ صفحات تک آئے ہیں۔

باب ۴ معاملات نکاح تعریف طریقہ عمرا خطبہ بیوی کو گھر میں لانا ولیمہ متعہ موقت ولایت اجازت کفو فضولی مہر و تعیین شفاء منعہ علوت صحیحہ مہر کی کمی بیشی نادار کا نکاح حقوق زوجیت کافر کا نکاح مرتد کا نکاح ذمی ... غلام لونڈی بیویوں میں عدل ... رضاعی رشتے اور بہت سے متفرق مسائل۔

طلاق طلاق احسن حسن بدعی تقسیم صریح و کنایہ بائن ... تفویض طلاق وکالت مشروط مریض رجعت کا بیان حلالہ ایلاء خلع قبول خلع وحدت ... ظہار کفارہ لعان کا بیان سوگ بیوگی ثبوت نسب بچہ کی پرورش ... نفقہ اور متفرق مسائل۔

کتاب ۵ حقوق حقوق اللہ حقوق نبی حقوق خلفائے راشدین صحابہ کرام اور اولیائے عظام مجدد والدین کا فرزند والدین باپ کے دوست احباب عورت کے حقوق ازواج رسول سے حقوق اہل قرابت کے حقوق ہمسایہ یتیم محتاج سوالی کے حقوق باہم حقوق اسلام الفت عہد اور اس کے قرض حق تلفی زیادتی مزدور کا مالک آقا غلام راعی رعایا کے حقوق۔ ذبائح قربانی شکار صدقہ عقیقہ کے مسائل لباس معاشرت کی سادگی اور مفید لباس کے فوائد کھانا پینا اور اس کے متعلق تمام مسائل و ہدایات اس میں صدہا بیش بہا ہدایات و امر و نواہی ہیں۔

باب ۶ اخلاق و آداب نفس امارہ لوامہ مطمئنہ اخلاق لذات شہوت ترک لذات ایصال ثواب امانت دیانت کشادہ روئی شجاعت صبر ہمدردی وغیرہ تربیت اخلاق اسلام عالم مومن مسلم ... صوفی کے آداب سرت ... نماز ... استنجا حمام مسجد کے آداب نماز جمعہ مریض وغیرہ کے آداب یہاں تک مضامین ۱۰۳۶ صفحات میں آئے ہیں۔

باب ۷ تصوف و ریاضات مجاہدات اسلام اور روحانیت صوفیائے کرام حقیقت فقر زہد و روحانیت روحانیت اور قرآن علم غیب کاملوں کی صحبت ذکر و اشغال و اعمال کی تفصیل مع اقسام ختم خواجگان چشت و قادریہ چلہ کا طریقہ اور متفرق ضروری باتیں یہ سب مضامین ۱۲۰۰ صفحات میں آئے ہیں۔

قیمت مجلد چرمی صرف للعہ
محصول ڈاک ۱۲

کل للعہ ۱۲

ملنے کا پتہ: منیجر دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس (رجسٹرڈ) دہلی

أَنفُسِهِمْ ۚ
وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَ
أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ① أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي
مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ②
وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ
الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا
مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ③ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ

[illegible]

مولوی دہلی

[illegible] تاریخ کو رسالہ شائع ہوتا ہے اگر اتفاق سے کسی نمبر [illegible] تاریخ تک نہ ملے [illegible]

[illegible]

جلد ۲۰ | بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۳ ہجری | نمبر ۳

خطبہ

الحمد للہ الذی قال شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان و قال اللہ تعالیٰ انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا وصلی اللہ علی محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

اس خدائے رحمٰن ورحیم کا شکر وسپاس ادا کرو جس نے ہم سب کو اس قدر زندگی اور عطا فرمادی کہ اس کے سبب ذریعہ بابرکت اور مقدس مہینہ رمضان کی برکتوں اور رحمتوں سے مستفید ہو سکیں اور اپنی زندگی کی پرمعصیت چادر کے داغ دھبوں کو آب عبادت سے جس قدر ہو سکیں دھولیں اور درود وسلام بھیجو اس نبی رحمت پر جس کے صدقہ میں ہم کو راہ ہدایت ملی اور طلب مغفرت کی تعلیم ہوئی۔

برادران اسلام! وہ بابرکت مہینہ پھر آگیا جس کی آغوش رحمتوں اور مغفرتوں سے پر ہے جس کے دن اور رات صبح اور شام نیز ہر ایک لمحہ اور ساعت اللہ کی رحمتوں اور اس کی مغفرتوں کی چادر میں ملفوف ہے وہی ماہ مقدس پھر آگیا جس میں شیاطین کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی جاتی ہیں کہ شیطنت سے باز رہیں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے ابواب کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ کی رحمت و مغفرت زمین وآسمان کو گھیر لیتی ہے اور ہاں وہی ماہ مبارک ومسعود پھر آگیا جس میں اس رحمٰن ورحیم نے انسانی برادری کی ہدایت کے لئے اپنی کتاب نازل فرمایا اس مہینہ سے زیادہ مقدس ومعظم مہینہ اور کون ہو سکتا ہے جس میں اس پاک کلام نازل ہوا جو دنیا کے لئے قیامت تک ابر ہدایت رہے گا جو ضلالت و گمراہی سے بچانے والا اور صراط مستقیم پر بھٹکی ہوئی روحوں کو لانے والا ہے کیا ہم پر اس خدا کا شکر وسپاس واجب نہیں کہ اس نے ہم گنہگاروں کو پھر موقع فرمایا کہ اس کی رحمتوں اور مغفرتوں سے مستفید ہوں۔

برادران اسلام۔ مولوی کے صفحات کے ذریعہ ماہ مبارک رمضان کے فضائل وبرکات کی اس قدر کثرت سے اشاعت کی گئی ہے کہ اس کے جدید ناظرین کو چھوڑ کر سب کی نسبت بلا مبالغہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر انہوں نے مولوی کا شوق ذہنی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کیا ہے تو ان کی معلومات کسی مولوی سے کم نہ ہوں گی لیکن محض علم اور معلومات نجات ومغفرت کا سبب نہیں بن سکتا جب تک اس کا ثبوت علم اور عمل محض بھی کافی نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ اخلاص للبیت نہ ہو اور ماہ مبارک رمضان عمل اور اخلاص ہی کا مہینہ ہے اور اسلامی برتری اور خداوندی مغفرتیں صرف انہی کے حصہ میں آتی ہیں جن کے قلب ودماغ عمل و اخلاص سے معمور ہوتے ہیں من قام لیلہا وصومہا ایمانا واحتسابا کا عمل ہوتا ہے۔

ماہ رمضان المبارک کے متعلق اسلام اسکے بندوں کے جو احکام ہیں وہ تمام وصیام ہیں یعنی دن میں روزہ رکھنا اور رات کو بصورت تراویح و تہجد ونوافل نماز میں مشغول رہنا یا دوسرے طریقوں سے ذکر الٰہی کرنا رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں یہ سب کو معلوم ہے مگر بہت کم لوگوں کو معلوم ہے کہ روزے کیوں فرض کئے گئے ہیں اور ان سے کیا مقصود ہے اور کیوں خدا نخواستہ ہر ایک مرد عورت تندرست ومقیم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ وہ پندرہ سولہ گھنٹے بھوکا پیاسا رہے اور ایک دو دن نہیں بلکہ پورے ایک ماہ تک مسلسل اس پر عمل پیرا رہے۔ حضرات قرآن حکیم میں جہاں روزے فرض کئے گئے ہیں وہیں ان کی علت بھی بیان کر دی گئی ہے کہ کیوں روزے فرض کئے گئے ہیں ارشاد ہوتا ہے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون یعنی اے مسلمانوں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر روزے فرض کئے گئے تھے اسی طرح تم پر بھی رمضان کے روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بنو یعنی پرہیزگار اور متقی بنانے کے لئے روزے فرض کئے گئے ہیں یعنی روزے رکھنے کا یہ نتیجہ ہے کہ انسان پرہیزگار بنے یہ خداوندی ارشاد ہے جس میں تخلف نہیں ہو سکتا اور نہ کسی قسم کی غلطی کا امکان ہے یعنی یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ روزہ خدائی حکم کے مطابق رکھا جائے اور ارشاد الٰہی کے مطابق اس کا نتیجہ برآمد نہ ہو یعنی ضروری ہے کہ روزہ انسان کو متقی اور پرہیزگار بنائے مگر برادران اسلام رمضان المبارک ہر سال آتا ہے اور ہم میں سے اکثر کو روزہ رکھنے کی توفیق عطا ہوتی ہے مگر ہم میں سے کتنے بھائی ہیں جو یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری روزہ داری کا وہی نتیجہ نکلتا ہے جو قرآن میں بتلایا گیا ہے یعنی ہم میں سے کتنے آدمی متقی و پرہیزگار بنتے ہیں اگر ہماری بہت بھاری اکثریت رمضان کے بعد بھی ویسے ہی رہتی ہو جیسے کہ رمضان سے قبل تھی اور ہمارے قلب اصلاح میں وہ تغیر وانقلاب رونما نہیں ہوتا جس کی خبر قرآن حکیم نے دی ہو کہ روزہ رکھنے سے انسان پرہیزگار بنتا ہے تو سوچنا چاہئے کہ کیا سبب ہے کہ وہ نتیجہ برآمد نہیں ہوتا اور کیوں ارشاد قرآنی کے مطابق ہمارے قلب وروح میں وہ تغیر وانقلاب رونما نہیں ہوا جس کی اطلاع قرآن میں دی گئی ہے یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ فرمودہ الٰہی غلط ہو مسلمان تو اس تصور سے دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتا ہے جب اس کے قلب میں یہ وہم گذرے کہ فرمودہ خداوندی میں بھی امکان تخلف ہو سکتا ہے یہ خیال ایک مسلمان کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتا اور نہ آنا چاہئے پھر کیا وجہ ہے کہ ہم روزے

پورے کرتے رہتے ہیں مگر ہم پر پرہیزگاری کی کیفیت طاری نہیں ہوتی اور نہ ہم متقی بنتے ہیں۔ برادران اسلام! غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ روزہ جس کا نتیجہ پرہیزگاری کی شکل میں نکلتا ہے وہ ہم نہیں رکھتے سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا روزہ کس قسم کا روزہ ہے جو ہم نہیں رکھتے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ روزہ ہے جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے تھے اور صحابہ کرام اور اولیائے عظام رکھتے تھے سب سے پہلے ہمیں روزے کی حقیقت سے واقف ہو جانا چاہیے اگرچہ شرع کی زبان میں کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے کا نام روزہ ہے لیکن اس سے صرف فرض ادا ہوتا ہے محض کھانے پینے اور جماع سے باز رہنے سے تقویٰ اور پرہیزگاری حاصل نہیں ہو سکتی اگر ہم چاہتے ہیں کہ قرآن حکیم نے جس تقویٰ پیدا کرنے والے روزے کا حکم دیا ہے وہی روزہ رکھیں تو معلوم کر لینا چاہیے کہ وہ کس قسم کا روزہ ہے۔ پس برادران اسلام! اصل اور حقیقی روزہ یہ ہے کہ جسم کے تمام قویٰ کا روزہ رکھا جائے یعنی تمام اعضا و جوارح اور تمام ظاہری و باطنی قوتیں روزہ دار کی طرح ہر قسم کی بدی اور برائی سے پرہیز کریں زبان کا روزہ یہ ہے کہ جھوٹ مکر و فریب ایذا رسانی غیبت اور ہر اس حرکت سے باز رہے جس سے معصیت و گناہ کی صورت پیدا ہوتی ہو آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ کسی کی طرف نظر بد نہ اٹھنے پائے کان کا روزہ یہ ہے کہ کسی کی غیبت و بدگوئی نہ سنے ہاتھ پاؤں کا روزہ یہ ہے کہ برے کاموں کے لئے حرکت نہ کریں۔ دل و دماغ کا روزہ یہ ہے کہ برے خیالات اور معصیت و گناہ کے تخیلات سے علیحدہ رہیں یہ تو برائیوں سے تمام اعضا و جوارح کو روکنا ہے یعنی منفی صورت اور مثبت صورت یہ ہے کہ یہ تمام اعضا و جوارح اور تمام ظاہری و باطنی قوائے نیک اور اچھے کاموں میں مصروف رہیں مثلاً نماز تلاوت قرآن خدمت خلق وغیرہ اگر اس قسم کا روزہ ہم رکھیں تو ناممکن ہے کہ وہ نتیجہ نہ پیدا ہو جو قرآن حکیم میں بتلایا گیا ہے لیکن لازمی طور پر روزہ کا نتیجہ پرہیزگاری کی صورت میں پیدا ہو گا بشرطیکہ روزہ حقیقی رکھا جائے اس لئے سرکار دو عالم نے فرمایا ہے کہ اس قسم کا روزہ فاقہ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا جس میں انسان اپنے قویٰ کو بدی اور برائی سے نہ روکے بہرحال اگر ہم چاہتے ہیں کہ برکات رمضان سے بہرہ اندوز ہوں اور مغفرت الٰہی سے اپنے دامنوں کو معمور کریں تو اس کی بس یہی صورت ہے کہ اس ماہ مقدس میں معصیت و گناہ کے ہر ایک کام سے بچیں اور جس قدر ہو سکے عبادت الٰہی اور خدمت خلق میں وقت گزاریں۔ برادران اسلام! یوں تو سارا ماہ رمضان خیر و سعادت و ہماری فوز کا ہے اور اس ماہ مبارک کا ایک ایک لمحہ اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے معمور ہے مگر اس میں بھی سب سے زیادہ معظم و مقدس وہ شب سعادت ہے جس کا نام شب قدر اور قرآنی الفاظ میں لیلۃ القدر ہے اور جس کی نسبت خود خدائے قدوس کا ارشاد ہے کہ ہزار مہینوں سے زیادہ افضل اور بہتر ہے فرماتا ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر یعنی قرآن حکیم کا نزول اسی شب میں ہوا اور یہ شب ہزار مہینوں سے بھی زیادہ افضل ہے اور اس شب میں ملائکہ اور روح الامین کا نزول بھی ہوتا ہے احادیث شریف میں اس شب کے فضائل بکثرت وارد ہوئے ہیں مگر اس شب کا تعین نہیں کیا گیا اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ اس کی سعی و تلاش کا اشتیاق کم نہ ہو اور انسان اس کی جستجو کی طرف سے غافل نہ ہو جائیں بلکہ شوق جستجو اور ذوق تلاش کا ثواب بھی ان کے نامہ اعمال میں لکھا

جائے اور عشرہ آخر رمضان کی طاق راتوں میں اس کی نسبت زیادہ احتمال ہے حضرات صوفیہ کی شب کی نسبت زیادہ یقین کے ساتھ احادیث میں بتایا گیا ہے اس لئے آخر عشرہ کی راتوں میں خاص اہتمام کے ساتھ ہمیں عبادت الٰہی میں مشغول ہونا چاہیے اور دعا و مناجات میں شب بسر کرنا چاہیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ گوہر مقصود سے ہمارا دامن معمور ہو۔

برادران اسلام! ماہ رمضان المبارک کسب خیر و سعادت اور طلب رحمت و مغفرت کا مہینہ ہے ہمارے آقا و مولا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس ماہ مبارک میں عبادت و خیرات کا اس قدر اہتمام کرتے تھے کہ اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا ہمارا بھی فرض ہے کہ جس قدر ہو سکے خیر و سعادت کے کاموں اور عبادت الٰہی میں مشغول ہو کر رمضان المبارک کا حق ادا کریں ہر قسم کے منکر و نواہی سے پرہیز کرکے صحیح اور حقیقی روزہ رکھیں تاکہ تقویٰ و پرہیزگاری کی سعادت سے بہرہ ور ہوں اگر اس دفعہ بھی غفلت و بے پرواہی میں ہم نے یہ ماہ مبارک گزار دیا تو کیا معلوم کہ آئندہ پھر یہ ماہ مبارک ہم کو نصیب ہو کیونکہ بہت ممکن ہے کہ ہمارا رشتہ حیات اگلے رمضان سے قبل ہی منقطع ہو جائے اور اس طرح ہمارا دامن اللہ کی رحمت و مغفرت سے خالی رہ جائے اسلئے جو لمحے بھی خیر و سعادت اور رحمت و مغفرت کے حصول کے ہمیں مل جائیں ان کو غنیمت سمجھنا چاہیے بارک اللہ لنا و لکم فی القرآن العظیم و نفعنا و ایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد۔ درود و سلام بھیجو سرکار دو عالم محمد رسول اللہ پر جن کے صدقہ میں ماہ مبارک رمضان کے فضائل و برکات ملے ہم سب کو آگاہی ہوئی اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے جملہ آل و اصحاب ازواج مطہرات حضرات خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر فاروق حضرت عثمان غنی اور حضرت مولا علی اور حضرت فاطمہ زہرا اور حضرات امام حسن و امام حسین اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ اور حضرت حمزہ و حضرت عباس اور بقیہ عشرہ مبشرہ اور ائمہ اہل بیت و ائمہ اربعہ و اولیائے کرام و صلحائے عظام و علمائے ذوی الاحترام پر کہ یہ سب حضرات صحابہ کرام و ائمہ و علما و اولیائے عظام رمضان المبارک میں خصوصیت کے ساتھ ہر قسم کے خفیف سے خفیف معصیت سے بھی پرہیز کرتے تھے اور تمام ظاہری و باطنی قویٰ کا روزہ رکھتے تھے اور شب کو بیدار رہ کر تراویح و تہجد میں مشغول رہتے تھے اور ذکر الٰہی میں وقت گزارتے تھے یہی وہ اسباب تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مراتب و مدارج اس قدر بلند فرما دیئے۔

اے اللہ تمام دنیائے اسلام کو اور دنیا کے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو توفیق عطا فرما کہ رمضان المبارک کے خیر و سعادت سے اپنے دامن حیات کو معمور کریں اور تیری رحمت و مغفرت کے حصول کی سچے دل سے کوشش کریں اور حقیقی روزہ رکھ کر تقویٰ و پرہیزگاری حاصل کریں اور قیام و صیام کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ یا ایہا الناس اتقوا ... ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء ... یا ... ولذکر اللہ اکبر

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

[illegible]

قرآن مجید

نوشتہ: حضرت [illegible]

قرآن کی اجمالی تاریخ

قرآن کریم کلام الٰہی کا وہ مبارک و مقدس مجموعہ ہے جو عہد رسالت میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہ اوقات مختلف وحی الٰہی کے ذریعہ نازل ہوا اور تقریباً ۲۳ سال میں پورا ہوا اس میں وہ قوانین و احکام اور قاعدے [illegible] ہیں جو خلاق کریم نے اپنے بندوں کے لئے مرتب و وضع کئے ہیں اور جن پر چل کر انسان منزلی، مدنی، اقتصادی، مجلدی، سیاسی اور [illegible] ترقیوں اور فائز المرامیوں سے بہرہ مند ہو سکتا ہو اگر ہم پیغمبروں کو [illegible] اور مصلحین کے نام سے تعبیر کریں تو جدید اور نئے خیال [illegible] سمجھ سکیں گے جن کی نظر تاریخ پر ہے وہ اس امر میں متفق الرائے ہیں کہ [illegible] اصلاح عالم اور اصلاح اقوام کا کام ان ربانی [illegible] ہوتا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمانہ کی ضروریات کے [illegible] اوقات میں مختلف ضوابط نازل فرمائے ہیں۔

قرآن [illegible] آخری قانون ہے جو پوری دنیا کی اصلاح کے لئے [illegible] نافذ ہوا ہے اور جس کے بعد اب قیامت تک اور کسی کتاب [illegible] کی ضرورت باقی نہیں رہی اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت [illegible] خود ہی لے لیا ہے منشائے الٰہی پورا کرنے کیلئے سرکار [illegible] کلام اللہ کی حفاظت کی دو صورتیں اختیار کی گئیں [illegible] قرآن کریم کے جتنے حصے [illegible]

حفاظ قرآن کی فراوانی و عظمت

[illegible]

پیدا ہو گئے تھے ان کی کثرت و فراوانی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ عہد صدیقی میں جب مسیلمہ کذاب نے خروج کیا ہے اور جنگ یمامہ [illegible] ہوئی ہے تو اس ایک جنگ کے شہداء میں حفاظ کی تعداد ستر تھی [illegible] بڑا مقدس زمانہ تھا علم کے ساتھ عمل لازمی تھا قرآن برکت کیلئے نہیں عمل و تدبر کے لئے پڑھا جاتا تھا جسکو جتنا قرآن یاد ہوتا تھا [illegible] عامل ہوتا تھا یہ حالت تھی کہ جب کوئی شخص ان میں سے دس آیتیں سیکھ لیتا تو بس کرتا اور اس وقت تک اس سے زیادہ نہ پڑھتا جب تک ان کے معانی پر عبور حاصل نہ کر لیتا اور انہیں [illegible] پر عمل شروع نہ کر دیتا [illegible] جو حفاظ تھے وہ گویا نمونہ تعلیم قرآن تھے وہ ان کے تمام افعال و اقوال [illegible] سانچے میں ڈھلے ہوتے تھے!

ان کا ہر عمل قرآن کریم کے احکام کی زندہ تفسیر تھا یہی وجہ تھی کہ حفاظ کی اتنی کثیر تعداد کے شہید ہو جانے سے مسلمانوں میں [illegible] ہو گیا تھا اور انہوں نے سوچا کہ اگر صورت یہی رہی تو ممکن ہے کہ آئندہ چل کر دشواریاں رونما ہوں اس لئے انہوں نے ضبط تحریر [illegible] کی طرف توجہ مبذول کی۔

قرآن کی کتابت و تعلیم

[illegible]

اس میں حصہ حضرت ابوبکر صدیق اور دیگر صحابہ [illegible]
ایسے بھی تھے جو بطور خود قرآن لکھتے اور اسے اپنے پاس رکھتے تھے [illegible]
عربوں میں لکھنے پڑھنے والوں کی بہت کمی تھی سیرت ابن ہشام میں لکھا
ہے کہ بعثت نبوت کے وقت مکہ معظمہ میں صرف سترہ اشخاص ایسے
تھے جو معمولی طور پر لکھ پڑھ سکتے تھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نعمت
کو عام کرنا چاہتے تھے لیکن جب تک لکھے پڑھے لوگوں کی تعداد میں ترقی
اور بکثرت اضافہ نہ ہو اس وقت تک یہ مقصد پورا نہ ہو سکتا تھا اسلئے
آپ نے لوگوں میں شوق تحریر پیدا کرنا شروع کیا اسیران بدر میں جو لکھنا
جانتے تھے ان کا فدیہ حضورؐ نے یہ مقرر کیا کہ وہ مدینہ منورہ کے دس دس
لڑکوں کو لکھنا سکھا دیں اور اس کی تکمیل کے بعد خود کو آزاد سمجھیں چنانچہ ایسا
ہی ہوا اور بہت سے مسلمانوں کو لکھنا آ گیا۔

اس کے بعد سے حضورؐ کی زیر ہدایت شوق تحریر و علم عام ہوتا چلا گیا
اور بکثرت مسلمان عہد رسالت ہی میں ایسے پیدا ہو گئے جو بخوبی لکھ
پڑھ سکتے تھے ابتدا میں تحریر کے لئے صرف رِق (چمڑے کے ورق)
استعمال کئے جاتے تھے مگر بعد میں اور چیزیں بھی استعمال کی جانے
لگیں مثلاً عسیب (کھجور کی شاخ) لخفہ (پتھر کی پتلی پتلی تختیاں) کتف
(بکری یا اونٹ وغیرہ کے شانے کی چوڑی ہڈیاں) قتب (پالان
کی لکڑی وغیرہ) کاغذ کے نام سے بھی اس عہد میں کوئی واقف نہ تھا۔

قرآن ایک جلد میں

یوں تو قرآن کریم حضور علیہ السلام کی حیات ہی میں معرض تحریر میں آ چکا
تھا اور اس کا بڑا حصہ بھی اسی دور میں مدون ہو چکا تھا مگر اس کے ایک
جلد میں نقل و مرتب ہونے کی صورت حضور کریمؐ کی وفات کے بعد
ہی پائی جنگ یمامہ میں حفاظ قرآن کی شہادت نے حضرت عمرؓ کے
دل میں یہ اندیشہ پیدا کر دیا تھا کہ اگر حفاظ قرآن اسی کثرت سے لڑائیوں
میں شہید ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائیگا
اس لئے قرآن کو ایک مجلد میں نقل کر لینا چاہیے آپ اس وقت حضرت
ابوبکر صدیقؓ کے پرائیویٹ سکرٹری تھے آپ ہی نے حضرت صدیق اکبرؓ
سے تحریک کی اور قرآن ایک مجلد میں نقل کر لیا گیا۔

عہد فاروقی میں تعلیم قرآنی کا شاندار نظام

حضرت عمرؓ کا عہد
ہر قسم کی ترقیوں سے آراستہ عہد تھا اس لئے اس زمانہ میں قرآنی تعلیم
کے سلسلے بہت وسعت اختیار کی آپ خود میلوں میں منزلوں میں
تشریف لیجاتے اور لوگوں کو قرآن پڑھ کر سناتے آپ نے جابجا تنخواہ دار
معلمی اور معلم مقرر کئے لوگ سمجھتے ہیں کہ لازمی تعلیم زمانہ جدید ہی کی
اختراع ہے لیکن آپ یہ سنکر غالباً متحیر ہوں گے کہ حضرت عمرؓ نے [illegible]

[illegible]
گاؤں میں اطراف میں [illegible]
بچے قرآن کی کوئی آیت یاد نہ ہو [illegible]
جابجا اور ہر ملک میں مقرر تھے جو مسلمانوں کو قرآن اور [illegible]
تعلیم دیا کرتے تھے شام میں تعلیم دینے کے لئے تین صحابی بھیجے گئے
تھے جو دمشق فلسطین اور حمص میں درس دیتے تھے۔ [illegible] قرآن
سیکھنے والوں کے روزینے مقرر کئے گئے تھے۔

فوجوں میں اس کا مطالعہ لازمی اور ضروری قرار دیا گیا تھا عمال
گورنروں اور والیوں کو حکم تھا کہ وہ فوجوں کو قرآن [illegible]
حضرت سعد بن وقاص کے لشکر میں تین سو حافظ تھے آپ نے یہ حکم [illegible]
احکام بھیج دیئے تھے کہ قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ صحت الفاظ و اعراب
کی بھی تعلیم دی جائے بلکہ اسی پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ آپ نے ادب عربیت
کی تعلیم بھی لازمی کر دی تاکہ لوگ خود ہی اعراب کی صحت و غلطی میں تمیز
کر سکیں حضرت عمر فاروقؓ نے حفاظت و اشاعت قرآن کے لئے جو
کچھ کیا اس کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بالکل صحیح
لکھا ہے " امروز ہر کہ قرآن میخواند از طوائف مسلمین، منت فاروق در
گردن اوست"۔ یہ سب کچھ اس ملک میں ہوا جہاں صدیوں سے علوم
و فنون کی کوئی ایک شعاع بھی نہ جگمگائی تھی اس زمانہ میں جو علم پیا
کہ توسیع و تفہیم و تعلیم کا تصور بھی عرصہ ہائے دراز سے کسی دماغ میں
میں قائم نہ ہوا تھا اس کے ہاتھوں ہوا جو کسی یونیورسٹی اور کسی کالج کا
سند یافتہ نہ تھا البتہ انوار رسالت سے اس کا قلب ایک بقعہ نور
بنا ہوا تھا جس قرآن کو اس پر آشوب زمانہ میں مسلمان بالکل چھوڑے
اور بھولے ہوئے ہیں اس کی تعلیم کا اہتمام اس مبارک دور میں جس شان
سے ہوا وہ مسلمانوں کے لئے سرمۂ بصیرت ہو سکتا ہے۔

اشاعت قرآن کے متعلق حضرت عثمانؓ کی مساعی

واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن کی مجلدات کی اشاعت سے پیشتر ہی تعلیم قرآن اطراف
میں وسعت کے ساتھ پھیل چکی تھی اور مجلدات قرآن کی عدم موجودگی میں ابتر
و انتشار کا کچھ اندیشہ پیدا بھی ہو سکتا تھا تو اسے یکجائی اور مجلد صورت میں
پیش کر کے بالکل رفع کر دیا گیا قرآن کا اولین مجلد [illegible] حضرت ابوبکر
صدیقؓ کے پاس رہا پھر حضرت عمر فاروقؓ کو ملا اور ان کے بعد آپ کی
صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ کو منتقل ہو گیا [illegible]
ان سے یہ نسخہ لیکر [illegible]
[illegible] کتابت [illegible]
[illegible]

[illegible]

کی ... [illegible]

احتیاط ... [illegible] ... کے وہ

ان ... ابن ... لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان نے ان ... کا حکم دیا تھا کہ انھیں جلانے کی طرح لپیٹ کر ... لیا جائے بہرکیف مقصد ایک ہی تھا۔

اس کی وجہ یہ بھی کہ سلطنت کے بعید ترحصوں شام، مصر اور افریقیا میں قرآن کی قرأت میں بہت اختلاف تھا جس کا رفع کرنا لازمی امر تھا۔ عام طور پر مشہور ہے کہ حضرت عثمانؓ جامع قرآن تھے۔ جامع قرآن تو نہ تھے مگر اس ... ضرور ہے کہ آپ نے قرأت کا ایک واحد طریقہ رائج کرکے اور سورتوں کو ترتیب دیکر فتنۂ تحریف کو ہمیشہ کے لئے فنا کردیا اور آج کم و بیش ساڑھے تیرہ سو سال کے بعد ہم قرآن کو بالکل اسی صورت میں پاتے ہیں جس صورت میں کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں جمع اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں شائع کیا گیا تھا۔

قرآن کے مختلف اہم و متبرک نسخے

حضرت عثمانؓ نے قرآن مجید کی جو نقلیں کرائی تھیں ان میں سے ایک مدینہ منورہ میں رکھکر بقیہ جلدیں مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، اور کوفہ بھیجی گئیں۔ تہذیب الاخلاق بابت ماہ صفر ۱۳۲۹ھ میں علامہ شبلی نے ان نقلوں کے متعلق بڑی تحقیق سے لکھا تھا کہ مدینہ منورہ میں جو قرآن رکھا گیا تھا ۸۲۵ھ تک اس کا پتہ چلتا ہے دمشق والے نسخہ کو ابوالقاسم سبتی نے ۶۵۷ھ میں جامع دمشق کے مقصورہ میں دیکھا عبدالملک کا بیان ہے کہ میں نے اسے ۸۳۵ھ میں دیکھا۔ سلطان عبدالحمید خاں کے زمانہ میں جامع مسجد میں جو آگ لگی تھی اس میں یہ نسخہ جل گیا۔ مکہ معظمہ میں جو نسخہ تھا وہ بھی ۸۳۵ھ تک موجود تھا۔ بصرہ اور کوفہ والے نسخے کے متعلق یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کس زمانہ میں قرطبہ پہنچا اور وہاں سے عبدالمؤمن اسے بڑی شان و شکوہ کے ساتھ اپنے دارالسلطنت میں لایا ۶۴۶ھ میں وہ معتضد کے قبضہ میں آگیا۔ تلمسان کی فتح کے بعد یہ ابوالحسن کے قبضہ میں آیا۔

اس کے مرنے کے بعد پرتگیز میں پہنچا وہاں سے کسی طرح ایک تاجر اسے ... ۷۴۵ھ اور پھر فاس پہنچا جہاں مدت تک یہ خزانہ شاہی ... اس کے متعلق دوسرا بیان یہ ہے کہ یہ وہ جلد جس ... حضرت عثمان شہید ہوئے تھے یہ ایک مدت تک ... سے منتقل ہوکر اندلس پہنچی اور اس میں ... [illegible]

[illegible] ... ہے اور وہیں پر حضرت عثمان کے خون کے دھبے نمایاں ہیں یہ نسخہ ... میں نکالے روس کے قبضہ میں آیا ... سمرقند سے پیٹرزبرگ لایا گیا اور جب ۱۹۱۷ء میں بالشویکوں نے ترکستان پر دوبارہ قبضہ کیا تو اس نسخہ کو پھر اسی لے گئے جہاں سے آیا تھا واپس لانے کی سعی کی جارہی ہے۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ نسخہ شریف امیر تیمور کے زمانہ میں ایک بادشاہ کی طرف سے حضرت شیخ عبداللہ کے مرقد پر رکھ دیا گیا تھا جہاں سے بالشویکوں کے ہاتھ آیا۔ علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں جہاں قاضی فاضل وزیر اعظم سلطان صلاح الدین کے مدرسہ کا ذکر کیا ہے لکھا ہے کہ اس کے کتب خانہ میں مصحف عثمانی کا نسخہ موجود تھا جسے قاضی فاضل نے بیس ہزار اشرفی میں خریدا تھا (تہذیب الاخلاق)

قرآن کی ایک ایک نقل حضرت علی اور حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ نے بھی ایک ایک نقل اپنے طور پر تیار کی تھی حضرت علیؓ کے قرآن کریم مشہد علی میں محفوظ ہے اور اس پر آپ کے دستخط بھی ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ قرآن کے چند اوراق حضرت علی کے ہاتھ کے لکھے ہوئے لاہور کی شاہی مسجد میں بھی موجود ہیں خدا معلوم یہ کہاں تک صحیح ہے بہرکیف بیان یہی کیا جاتا ہے۔

قرآن کے نقطے اور اعراب

حضرت عثمانؓ نے قرآن کے جو نسخے لکھوائے گئے تھے وہ اعراب اور نقطوں سے خالی تھے ان کے پڑھنے میں عربوں کو تو کوئی دقت نہ تھی کہ عربی ان کی مادری زبان تھی اور وہ قرأت رسول اللہ سے بھی بخوبی واقف تھے لیکن نو مسلم عجمیوں کو ان کے پڑھنے میں سخت دشواری پیش آتی تھی۔ ابوالاسود دؤلی المتوفی ۶۹ھ نے سب سے پہلے اس طرف اپنی توجہ مبذول کی انھیں حضرت علیؓ نے تدوین قواعد نحو کا حکم دیا تھا لیکن بعض مورخین یہ لکھتے ہیں کہ یہ خیال حضرت معاویہ کے زمانہ میں پیدا ہوا اور بعض کے نزدیک عبدالملک بن مروان کے عہد میں یہ صورت پیش آئی لیکن اول الذکر روایت صحیح معلوم ہوتی ہے کوفہ اور بصرہ میں متعدد صحابہ آباد ہوگئے تھے جن کی وجہ سے وہاں تعلیمات قرآنی کا بہت چرچا ہوگیا تھا اسی بصرہ میں علم نحو کی تدوین ہوئی جس کی وجہ سے لوگ صرف و نحو کی الجھنوں میں پھنس کر قرآن کی صحیح تعلیم کی طرف سے غافل ہوگئے یہ زمانہ حجاج بن یوسف المتوفی ۹۵ھ کی حکمرانی کا زمانہ تھا جو اپنے ظلم و ستم رانی کے باعث تاریخ اسلام میں خاص شہرت رکھتا ہے عجیب امر یہ ہے کہ یہ انتہائی سنگدل اور ظالم ہونے کے باوجود قرآن کریم سے ایک والہانہ محبت رکھتا تھا اس نے

[illegible] وقت [illegible] قرآن [illegible]
اور [illegible] قرآن کی [illegible] کہ اس نے [illegible]
میں [illegible] دیں۔

قرآن سے حجاج کی محبت کا یہ عالم تھا کہ اس کے انتقال پر اس کے پاس سے چند سکوں اور اسلحہ کے علاوہ صرف قرآن کا ایک نسخہ نکلا جسے وہ ہر وقت اپنے پاس رکھتا تھا (تاریخ ادبیات عرب مصنفہ نکلسن صفحہ ۲۲۳)

ایک اور روایت ہے کہ حجاج نے حرفوں اور نقطوں کے ذریعہ اعراب کو ظاہر کر کے قرآن لکھوانا شروع کیا تھا مگر چونکہ یہ طریقہ نقائص سے ملوث تھا اس لئے خلیل بن احمد المتوفی ۱۷۰ھ نے نقطوں کے عوض مروجہ زیر و زبر پیش کے علامات ایجاد کئے۔

عہد بنی امیہ اور قرآن

خلافت بنی امیہ میں مطالعہ قرآن کو بہت وسعت نصیب ہوئی خلیفہ عبد الملک ۶۵ھ نے بہت سی اصلاحیں کیں اسے قرآن شریف سے عشق تھا اس نے اپنے سکوں پر قرآن کی آیات کندہ کرائیں عربی رسم تعلیق کے تمام نقائص دور کئے اور قرآن کے مطالعہ و تفسیر کو آسان سے آسان صورت دینے کی سعی و جہد برابر کرتا رہا قابل ذکر امر یہ ہے کہ اسی عبد الملک نے دیکھا کہ اس کا لڑکا ایک کتاب ہاتھ میں لئے غزوات اسلام کے حالات پڑھ رہا ہے خلیفہ نے حکم دیا کہ یہ کتاب اس کے ہاتھ سے چھین کر نذر آتش کر دی جائے ساتھ ہی بیٹے کو تاکید کر دی کہ وہ قرآن کے مطالعہ میں مصروف رہا کرے۔

ولید بن عبد الملک المتوفی ۹۶ھ کے عہد میں شوق تعمیر عمارات اس درجہ ترقی کر گیا تھا کہ جب کہیں چار آدمی اکٹھے ہوتے یا ملتے تو عمارات ہی کا ذکر کرتے اس کا زمانہ شوق تعمیر کے لئے تاریخ میں مشہور ہے لیکن اس شغف و توجہ کے باوجود اس کی یہ حالت تھی کہ وہ لوگوں کو قرآن حفظ کرنے کی برابر ترغیب دیتا رہتا تھا جو لوگ حفظ نہیں کرتے تھے انھیں باضابطہ سزا دیتا تھا (تاریخ ادبیات عرب)

حفاظ کو وہ پوری فیاضی کے ساتھ وظائف دیتا اور ان سے بہت خوش ہوتا تھا اس ضمن میں ولید بن عبد الملک گو یا حضرت عمر فاروق کا پورا پیرو بنا رہا اور تعلیم قرآنی کو وسعت دینے میں اس نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا جانتے ہو ولید بن عبد الملک دنیا کا کتنا نامور اور زبردست فرمانروا گذرا ہے اس کے قبضہ میں جتنے ممالک تھے اور اسے جتنی بڑی سلطنت نصیب ہوئی اس سے پہلے کبھی کسی ایک فرمانروا کو نصیب نہ ہوئی تھی اور نہ اب تک چند کے سوا کسی کو نصیب ہوئی۔

سرحد چین سے لیکر [illegible] تک تمام ممالک اسی کے قبضہ میں تھے فتوحات اسلام کا ایک [illegible] تھا اس زمانہ [illegible] تھا اور مسلمان [illegible]

[illegible]
[illegible] حفاظ [illegible]
[illegible]
گیا [illegible] اور قرآنی [illegible]
گیا ہو گا یہ حالت تھی کہ خلافت اسلامیہ میں [illegible]
آتا تھا تعلیم تھی تو اس کی مدارس تھے تو اس [illegible]
حافظوں کا کوئی شمار نہ رہا تھا ہر گھر میں قرآن [illegible]
ہر ملک میں پورے شوق و انہماک سے پڑھا جاتا تھا [illegible]
قرآن کی حکومت تھی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز کا مبارک عہد

ولید کے بعد حضرت عمر بن عبد العزیز ۹۹ھ میں اشاعت تعلیم قرآن کی طرف خاص توجہات مبذول کیں اور ہمہ تن اسی طرف متوجہ ہو گئے جس طرح ولید کے وقت میں ہر جگہ عمارات ہی کا ذکر رہتا تھا اسی طرح ان کے عہد میں رعایا کے اندر ہر وقت اور ہر جگہ قرآن و مذہب کے چرچے سنے اور دیکھے جاتے تھے انھوں نے توسیع تعلیم قرآنی کو اپنا وظیفہ عمل اور جزو ایمان بنا لیا تھا اس عہد کی یہ برکت تھی کہ جب بھی کہیں دو شخص ملتے تو ایک دوسرے سے لازماً یہی پوچھتا تھا کہ تم نے کتنا قرآن حفظ کر لیا ہے کب ختم کر لو گے میں تو اتنا حفظ کر چکا ہوں۔ مہینے میں کتنے روزے رکھتے ہو رات کو کون وظیفہ پڑھتے ہو اس زمانہ میں عہد صحابہ کی یاد تازہ ہو گئی تھی مورخین نے ان کے عہد کو بھی خلافت راشدہ ہی کا تتمہ بتایا ہے اور بجا بتایا ہے خلیفہ عمر بن عبد العزیز خود بھی صحابہ کرام ہی جیسی زندگی بسر کرتے تھے۔

ہندوستان پر بھی ایک دفعہ دہلی میں یہ بہار آئی تھی ضیاء برنی لکھتا ہے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کے عہد میں دہلی کی یہ حالت ہو گئی تھی گویا کہ مذہب و قرآن اور صوم و صلوٰۃ اور قال اللہ و قال الرسول کے ذکر کے سوا کسی کو اور فکر ہی نہ رہا تھا گھروں کی لونڈیاں ماماتیں اور غریب عورتیں تک پوری پابند مذہب [illegible] سر اسر

ایک وہ زمانہ تھا کہ ہر طرف قرآن و مذہب ہی کے تذکرے [illegible] اور ایک آج کا وقت ہے کہ منہیات و منکرات کے سوا [illegible] بات ہی نہیں مسلم گھروں میں قرآن موجود ہیں مگر [illegible] خالی ہو چکے ہیں اب یہ مقدس کتاب پڑھنے [illegible] کے لئے نہیں بلکہ زیب طاق بنانے کے لئے [illegible]

حق یہ ہے کہ عہد خلافت [illegible] قرآن کی حقیقی اشاعت ہوئی تھی [illegible] اس وقت تک تفسیر [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] علم [illegible]

اس [illegible] کی ساحلی سرحد پر بہار کا کام ہے۔ یہی نہیں بلکہ [illegible] حق قائم رہا اگر مسلمانوں کی توجہات جذب کرنے کے لئے [illegible] علوم و فنون پیدا ہو گئے تھے، اس عہد کی خصوصیت خاص تعلیم قرآن کی اشاعت و محبت ہو۔

قرآن افریقہ میں

جب ملک کاہنہ کے زیر اقتدار بربروں نے عرب حملہ آوروں کا مقابلہ شروع کیا ہے اس وقت دمشق کے تخت خلافت پر عبد الملک متمکن تھا اسی زمانہ میں شمالی افریقہ میں قرآن کی جلدیں پہنچیں بربروں نے انہیں سر آنکھوں پر رکھا اور مسلمانوں کی مادی اور روحانی دونوں طرح کی حکومت تسلیم کر کے مغلوب ہو گئے تاریخ شاہد ہے کہ بربروں نے زور و قوت سے اسلام قبول نہیں کیا بلکہ یہ لوگ فضائل اسلام اور محاسن دیکھکر مسلمان ہوئے عبد الملک اور ولید نے ان کے سامنے قرآن پڑھنے سنانے اور اس کی عبادت کے معانی و مفاہیم سمجھانے کے لئے عربی علماء اور فقیہ مامور کر دیئے تھے یہی وہ لوگ تھے جن کی امداد سے سنہ ۹۲ھ میں طارق نے فتح ہسپانیہ کے لئے نکلا تھا۔

یہیں سے قرآن کی جلدیں سوڈان اور حبشی اقوام میں پہنچیں اور دریا نائیجر کے بالائی جانب تمام بستیاں قرآن کریم کے نور سے چمک اٹھیں جس کی انتہا یہ تھی کہ افریقہ کے شہر علم و فضل کے مرکز بن گئے۔

ٹمبکٹو جو سنہ [illegible] میں آباد ہوا اسلامی علوم و فنون کا گہوارہ بن گیا مشہور سیاح ابن بطوطہ چودھویں صدی عیسوی میں اس ملک کی سیاحت کے لئے آیا وہ حبشی مسلمانوں کے متعلق لکھتا ہے کہ:۔

"وہ پابند صوم و صلوٰۃ ہیں اور قرآن پڑھتے ہیں" قرآن سوڈان کے انتہائی مشرقی حصہ میں ہوتا ہوا بورنو پہنچا، سوڈان سے لیکر مصر اور [illegible] تک روشنی پھیلاتا چلا گیا اور اس طرح افریقہ کے مرکز [illegible] گیا۔

[illegible] اسلامی بھی دو جہد کے وہ دونوں دریا باہم مل گئے جو تبلیغ کی [illegible] میں ایک طرف مغرب سے اور دوسری طرف شمال مشرق سے [illegible] افریقہ کے عین وسط میں پہنچکر یہ دونوں دریا [illegible] دعوت اسلام مصنفہ پروفیسر آرنلڈ صفحہ ۳۴۲) [illegible] اسلام کے چشمے ابل کر [illegible] سارے افریقہ میں پھیل گئے [illegible] واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن [illegible]

[illegible] کے بعد [illegible] قرآن [illegible] کے سپوتوں اور [illegible] کے پھر کلمہ گیا [illegible] تفسیر افریقی گندی کے عہد و پیمان تھا جس نے تمام علاقے کو تہذیب و مدنیت کی برکات سے بہرہ مند کیا بڑی بڑی اہم اصلاحیں کیں قرآن کی تعلیم کو عام کیا ملک میں جا بجا تجارت کو ترقی دیا یہ سب کارخانے قائم کئے اور اس سرزمین پر خوشحالی پھیل گئی اسلامی حکومت نے ساتھ فتوحات عدل و انصاف اور اخلاق و انسانیت کی تمام برکات لیکر آئی تھی جس سے افریقہ کے تمام باشندے بہرہ مند ہوئے ہسپانیہ اس [illegible] گاتھ قوم کے مظالم و شدائد کا آماجگاہ بنا ہوا تھا بہت سے لوگ وہاں سے بھاگ کر افریقہ میں پناہ گزیں ہوئے موسیٰ کو حکومت ہسپانیہ کے مظالم کی حالت معلوم ہوئی تو بہت غصہ آیا اور اس نے خلیفہ سے اجازت لیکر طارق کو اس طرف روانہ کیا۔

طارق سنہ ۹۲ھ میں ہسپانیہ کو فتح کر کے زیر نگیں اسلام لے آیا اور سیڈونیہ، ملاغہ، کارمودان، غرناطہ، قرطبہ، الجیرس اور [illegible] قرآن کی جلدیں تقسیم کی گئیں موسیٰ بن نصیر خود قرآن کو ہاتھ میں لئے ہوئے سیوِل میڈرڈ، اور ٹولیڈو کو فتح کرتا ہوا فرانس تک پہنچ گیا اگر ولید ان جانباز فرزندان اسلام کو واپس نہ بلا لیتا تو بلاشبہ آج یورپ [illegible] کے بجائے قرآن کی حکومت ہوتی، ہسپانیہ کے عیسائیوں کو تعلیمات قرآنی نے مسحور کر لیا اور وہ اسلام لانے لگے جو اسلام نہ لاسکے وہ بھی ذوق و شوق سے اس کی مطالعہ کرنے لگے اس کے بعد ہسپانیہ اسلامی علوم و فنون کا گہوارہ بن گیا۔

قرآن اور لوتھر

عیسائی نوجوانوں کا رجحان دیکھکر پادری لوتھر نے شکایت کی کہ آجکل عیسائی نوجوان [illegible] مسلمانوں کی کتابوں پر بحث کرتے ہیں اور صنائع بدائع آمیز تحریروں سے ان کو شہرت دیتے ہیں ایسے بیشمار عیسائی ہیں جو کلام الٰہی (عربی زبان) کی رنگین عبارتوں کو بڑے طمطراق سے پڑھنے کو موجود ہو جاتے ہیں۔

اس حالت کو دیکھکر اسلام کے متعصب دشمن الوارو کو بھی قرآن کی صحیح عبارت کے متعلق یہی کہنے پر مجبور ہونا پڑا کہ عیسائی بھی اس کو پڑھے [illegible] کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ تو ندرشاید یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ اسلامی [illegible] نے عیسائیوں میں سرایت کی ہوگی، چنانچہ طلیطلہ کے اسقف الفانسو کے اس اصول کو کہ انسان فطرتاً عیسائی ہیں بلکہ بعض بیٹا بنا لینے سے خدا کا فرزند ہوا قرآن کی تعلیم کا نتیجہ قرار دیا ہسپانیہ میں علم و فضل کی روشنی یورپ میں پھیلنے دیکھکر یورپ کے اطراف کے لوگ وہاں جمع ہونے لگے [illegible]

[illegible]

اس کے دل و دماغ روشن ہو گئے تو تھیوفیلی اس اقرار سے کہ بائبل کی تعلیم سے قطعی بیزار ہو چکا تھا یہاں سے قرآن کا ایک نسخہ لیکر جرمنی کی طرف روانہ ہوا۔

جرمنی پہنچکر لاطینی ترجمہ کی مدد سے اس نے جرمنی زبان میں قرآن کا ترجمہ کیا جرمنی زبان میں قرآن کا یہ سب سے پہلے ترجمہ تھا لوتھر کی اصلاحی کوششوں اور اس ترجمہ کی اشاعت نے صرف پاپائے روم بلکہ بادشاہت اور اس کے دوستوں کو بھی اس سے برہم کر دیا اس پر کفر کے فتوے لگے اور مذہب عیسائیت سے بھی خارج کر دیا گیا یہ اخراج مذہب اسی طرح اشاعت قرآن کا باعث ہوا جس طرح ۱۶۱۰ء بعد میں ہسپانیہ کے دس لاکھ مسلمان باشندوں کا اخراج باعث رحمت ہوا تھا یہ لوگ جلاوطن ہو کر قرآن ہاتھ میں لئے چاروں طرف پھیل گئے اگرچہ فرانس میں قرآن کے نسخے گیارہویں صدی عیسوی سے پہلے پہنچ گئے تھے اور بارہویں صدی کی ابتدا ہی میں قرآن کا لاطینی ترجمہ ہو چکا تھا اور اٹلی میں چودہویں صدی میں اور جرمنی میں پندرہویں صدی میں قرآن پہنچ چکا تھا۔

لیکن یورپ کے مختلف ملکوں میں قرآن کی طباعت اور مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے زیادہ تر ہسپانیہ کے اخراج شدہ مسلمانوں کے بعد ہی شروع ہوئے اور یہاں امر کا ثبوت ہے کہ موریسکوز (مسلمانوں) کا اخراج یورپ میں قرآن کی اشاعت کا باعث ہو گیا۔

قرآن مغلوں اور تاتاریوں میں

فتنۂ تاتار تاریخ اسلام کا ایک سانحہ عظیم تھا جسے دنیا کبھی فراموش نہیں کر سکتی وحشی تاتاریوں نے سطوت عباسیہ کا چراغ گل کر دیا مساجد بخارا میں گھوڑے باندھے قرآن پھاڑ ڈالے ایک پر ہولناک مظالم کئے سمرقند بخارا بلخ اور وسط ایشیا کے تمام شہروں کو جلا کر خاک کے ڈھیر میں تبدیل کر دیا اور اسلامی تہذیب و تمدن اور اسلامیوں کے مٹانے اور تباہ کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا لیکن عین اس زمانہ میں کہ تاتاری اسلام اور اسلامیوں کو مٹانے میں مصروف تھے اسلام اپنا اثر پیدا کرتا چلا جا رہا تھا ہزار ہا مسلمان خفیہ در پردہ اشاعت اسلام میں مصروف تھے اور لوگوں کے مسلمان بننے اور مسلمان ہونے کا سلسلہ جاری تھا تیرہویں صدی عیسوی میں حاکم ایران گزرنے قوبلائی خاں کے پوتے خان آنندر نے برکہ خاں خان الپیرا مدا نے قرآن کے آگے اپنے سر تفاخر جھکا دیئے۔

جب مصر کے سلطان رکن الدین نے قاصدوں کو ایک خط دیکر ہلاکو کے پاس بھیجا تو قاصدوں نے وہاں سے واپس آکر بیان کیا کہ ہلاکو کے امیروں کے ہاں اور ہر ایک شہزادے کے ہاں ایک

[illegible] کو ترک تک کے اسلام قبول کر لیا سلطان [illegible] کو مسلمان کیا اس نے سلطان مصر کو خط لکھا [illegible] عبارت قابل ذکر ہے۔

"خدا نے اپنی عنایت اور ہدایت کی روشنی سے آغاز جوانی کے زمانہ میں ہم کو اپنی الوہیت اور وحدانیت کا اقرار کرنے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق رسالت کرنے اور اپنے دوستوں اور نیک [illegible] کی نسبت خوش اعتقاد رہنے کی ہدایت کی ہے وہ جسے چاہتا ہے [illegible] چاہتا ہے اس کے دل کو دین اسلام قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے" (قرآن سورۃ آیت ۱۲۵)

تکودار کے ایک باغی کے ہاتھ سے قتل ہو جانے پر کچھ مدت کے لئے اس ملک میں اسلام کی روشنی پھر کسوف میں پڑ گئی لیکن ساتھ ہی بدھ کے مذہب کے پیرو سلطان غازان کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اس نے مسلمان ہو کر اشاعت اسلام کی سعی و جہد شروع کر دی اور ایران کے مغلوں میں اسلام نے مضبوطی کے ساتھ جڑ پکڑ لی۔ بلاد متوسط میں چغتائی خاں کے پڑپوتے براق خاں نے ۱۲۶۶ء میں مسلمان ہو کر اپنا نام سلطان غیاث الدین رکھا اور قرآن کی تعلیم وسعت کیساتھ رواج پذیر ہوئی لیکن اس کی ناگہانی موت نے مغلوں کے قدیم مذہب کو پھر زندہ کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسی اثناء میں سلطان کاشغر نے اسلام قبول کر لیا جس کا نام تغلق تیمور خاں تھا یہ سلطان شیخ جمال الدین ایرانی کی تلقین سے مسلمان ہوا تھا شیخ نے اس مغرور بادشاہ نخوت آمیز سلطان کے سامنے قرآن کا ایک نسخہ پیش کیا اور اسلامی تعلیم کے اس کو اس موثر انداز سے آگاہ کیا کہ تغلق کا دل موم ہو گیا اگرچہ وہ علانیہ کچھ نہ کر سکا لیکن بعد میں اس نے بہت کچھ کیا۔

ایک طرف تغلق نے علم قرآن بلند کر رکھا تھا اور دوسری طرف سیر دریا کے اطراف جوق جوق مسلمان ہو رہے تھے ازبک خاں (۱۳۱۳ء سے ۱۳۴۰ء تک) کے اقتدار وسعی نے بالکل راستہ صاف کر دیا تھا اس کی کوششوں سے سارے ملک نے اسلام قبول کر لیا اس کے بعد ان تمام علاقوں میں قرآن پورے ذوق و شوق کے ساتھ پڑھا جانے لگا جس کا اثر وسط ایشیا پر بھی حاوی ہو گیا [illegible] ازبک کے نام سے ازبک قوم کی بنائیں استوار ہوئیں [illegible] نے قرآن کو ہاتھ میں لے لیا۔

قرآن بلغاریہ میں

ازبک خاں [illegible] ساتھ [illegible]

[illegible] ... کی
سلطنت ... [illegible] ... عیسائیوں کی
رعایا ... [illegible] ... قرآن ... [illegible]
عطا کر ... [illegible] ... مسلمانوں نے قرآن کی روشنی سے بلغاریوں
کے قلوب کو منور کرنا چاہا تھا مگر انہیں اس وقت کامیابی نہیں ہوئی
تھی لیکن [illegible] میں مسلمانوں کی خاصی تعداد پیدا ہو گئی تھی یہ ان مسلم
تاجروں کی ہدایت سے مسلمان ہوئے تھے جو شمالی ملکوں میں پشمینہ وغیرہ
کی تجارت کرتے تھے یہ تاجر غالباً ۳۰۹ھ میں روسیوں کے پاس پہنچے
تھے کیونکہ اسی سال خلیفہ مقتدر باللہ نے روسیوں کے پاس سفیر بھیجے
تھے تاکہ جو روسی مسلمان ہو گئے ہیں ان کے دینی استحکام اور مذہبی تعلیم
کا انتظام کیا جائے۔ اسی خلیفہ کے زمانہ میں شاہ بلغاریہ اپنے خاندان
سمیت مسلمان ہو گیا تھا مسلمان ہونے کے بعد شاہ نے نماز و شرائع
اسلام کی تعلیم کے لئے خلیفہ سے ایک عالم بھیجنے کی استدعا کی تھی جس
پر احمد بن فضلان وہاں متعین کئے گئے تھے۔

فاضل احمد بن فضلان نے اپنا ایک سفرنامہ مرتب کیا تھا جس میں
وہ لکھتا ہے کہ:

"ہم ۱۲ محرم ۳۱۰ھ کو اتوار کے دن پہنچے اور اس زمانہ قیام میں اس
ملک کے بادشاہ اور اسکے خواص قرآن مجید سننے کے لئے حاضر ہوئے۔"

اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بلغاریہ میں ۳۱۰ھ میں قرآن پہنچ چکا
تھا اور اس وقت اس کی تعلیم بھی شروع ہو گئی تھی۔

قرآن روس میں

روس سے ہوتا ہوا قرآن جزیرہ نمائے کریمیا
میں پہنچا اور ۱۷۸۳ء میں روس کے تاتاری
مسلمانوں کے توسط سے کوہستان قرغیز میں پہنچ گیا۔ روس میں قرآن ۱۷۸۷ء
میں اپنی تفسیر سمیت چار جلدوں میں شائع کیا گیا ملکہ کیتھرائن دوم
کا مقصد تو اشاعت قرآن سے یہ تھا کہ اس کے ذریعہ ان تاتاریوں
کو جو بباطن مسلمان اور بظاہر عیسائی تھے شیدائے عیسائیت بنایا
جائے مگر اثر الٹا ہوا اور یہ اشاعت بہت سے روسی مسلمانوں کے
قبولیت اسلام کا باعث بن گئی۔

اس مختصر مضمون میں اتنی گنجائش نہیں کہ تمام کرۂ ارض کے ممالک کے
متعلق یہ بتایا جا سکے کہ قرآن وہاں کب اور کس ذریعہ سے پہنچا اور پہنچ کر
کیا اثرات پیدا کئے بہرحال ہم یہ ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اسلام
جہاں گیا اپنا اثر چھوڑ گیا اور لوگوں کو اپنا گرویدہ بنائے بغیر نہ رہا۔

تراجم قرآن مشرقی زبان میں

قرآن ... [illegible] ... تراجم ... مسلمانوں کی ... [illegible]

... [illegible] ... کہ قرآن مجید صرف عربی زبان ہی میں رائج ہو ... [illegible]
میں پہلا ... [illegible] ... عربی نہ جاننے والی قومیں بھی عربی ہی میں ... [illegible]
مطالعہ کریں ... [illegible] ... کی سلطنت ... [illegible] ... سے لیکر اندلس تک ... [illegible]
ہوئی تھی ... [illegible] ... اسی زمانہ میں قرآن کا ترجمہ بربری زبان
میں کیا گیا تو علماء دین نے اس کی مخالفت اس شدت کے ساتھ کی کہ
اس کے ترجمہ کا نشان ہی نہیں رہنے دیا گیا اور اسے بالکل ناجائز قرار دیا۔

ہندوستان کے اندر ایک مدت دراز تک قرآن اپنی اصلی زبان
میں رہا۔ آخر میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے زبان فارسی میں اس کا
ترجمہ کیا اور فتح الرحمٰن اس کا نام رکھا اس کی مخالفت بھی علماء کی طرف
سے بڑی شدت کے ساتھ کی گئی اور ان کے خلاف جوش اتنا بڑھا کہ جمعہ
مسجد دہلی میں ان کے قتل کے منصوبے سوچے جانے لگے۔ ہندوستان
میں قرآن کریم کا سب سے پہلا ترجمہ یہی ہے جس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ مشرقیہ
دارالعلوم اسلامیہ پشاور میں موجود ہے اور کئی بار شائع بھی ہو چکا ہے
ہندوستان میں تو یہ ترجمہ واقعی سب سے پہلا ترجمہ ہے مگر فارسی زبان
میں پہلا نہیں فارسی زبان میں قرآن مجید کا سب سے پہلا ترجمہ غالباً
وہ تھا جو حضرت شیخ سعدی شیرازی سہروردی نے کیا تھا اس کے بعد
اسی زبان میں اس کے متعدد ترجمے ہوئے اور شائع کئے گئے [illegible]
نے اپنی تالیف میں ایک اور فارسی ترجمہ کا ذکر کیا ہے جو اصفہان
میں چھپا تھا۔

قرآن کے اردو تراجم

اردو ترجمہ کا خیال حضرت شاہ ولی اللہ
کے فارسی ترجمہ ہی سے پیدا ہوا اردو
تراجم میں حضرت شیخ عبدالقادر کے ترجمے کو امتیاز خاص حاصل ہے جو موضح
قرآن کے نام سے ۱۸۲۹ء میں شائع ہوا۔ مرحوم حضرت شاہ ولی اللہ
ہی کے صاحبزادے تھے اس کا ایک ایڈیشن دو جلدوں میں ۱۸۳۶ء
میں ہگلی سے شائع ہوا اور دوسرا ایڈیشن کلکتہ میں ۱۸۴۰ء میں چھاپا
گیا مگر اس میں فارسی ترجمہ بھی موجود تھا اس ترجمہ کو قبولیت عام نصیب
ہوئی اور اسے نہایت مستند و اہم سمجھا گیا۔

۱۲۸۳ھ میں فاروقی پریس دہلی سے ترجمہ القرآن کے نام سے قرآن
کا ترجمہ شائع ہوا اس ترجمہ کی خصوصیت یہ تھی کہ پہلی سطر میں عربی زبان
دوسری میں فارسی ترجمہ تیسری میں لفظی اردو ترجمہ اور چوتھی میں سلیس
و بامحاورہ ترجمہ ہے لفظی ترجمہ جو دیا گیا ہے وہ شاہ رفیع الدین کا
کیا ہوا ہے اس کے علاوہ حاشیہ پر مطالب قرآنی کی توضیح فارسی اور
اردو دونوں زبانوں میں کی گئی ہے۔

قرآن کے ہندی گجراتی رومن اور ملایائی تراجم

[illegible]

[illegible] قرآن کا [illegible]
ترکی زبان میں تھا اور نہ ترجمہ [illegible] بلکہ [illegible]
ترجمہ مع متن پرنس [illegible] آباد نے واسطے [illegible] ہند میں اس
کی خاص اشاعت کی۔ اسی طرح [illegible] ڈاکٹر احمد شاہ عیسائی بھی
مشنری مقیم [illegible] نے قرآن کا لفظی ترجمہ بامحاورہ ہندی زبان میں
کیا اس کے علاوہ اردو کے اور بھی بہت سے تراجم شائع ہو چکے
ہیں جن میں مولوی فتح الدین جالندھری اور مولوی نذیر احمد کے ترجمے قابل
ذکر ہیں بہت کم افراد کو اس کا علم ہوگا کہ بیضاوی کی تفسیر قرآن کا ترجمہ ملایا
زبان میں مع اصل عربی کے شائع ہو گیا ہے اور اس کی اشاعت اس
سرعت و کثرت کے ساتھ ہوئی ہے کہ تین جلد ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے
ہیں۔ ڈچ ایسٹ افریقہ میں اس کی فروخت بکثرت ہوئی ہے۔
حتمی طور پر تو نہیں کہا جا سکتا لیکن لوگوں کو یہ [illegible] ہے کہ گجراتی زبان
میں بھی قرآن کا ترجمہ ہو چکا ہے اور پشتو زبان میں بھی کیا جا چکا ہے

قرآن مرہٹی تلنگو اور ملیالم زبان میں

۱۹۰۸ء میں [illegible] ولیم گولڈسیک نے جو اسٹریلیا کی بپٹسٹ سوسائٹی کے ایک مشنری تھے بنگالی
زبان میں قرآن کا ترجمہ مع متن شائع کیا ترجمہ بین السطور اور [illegible]
بنگالہ سے بیشمار حاشی اس پر اضافہ کئے گئے ہیں حکیم صوفی سید محمد یعقوب
نے مرہٹی زبان میں قرآن کا ترجمہ بمبئی سے شائع کیا جس پر حضور نظام
خلد اللہ ملکہ نے مترجم کو نہ صرف یہ کہ اس خدمت پر گرانقدر انعام دیا بلکہ
اس کی بہت سی جلدیں [illegible] نظام میں مرہٹی مدرسوں کے لئے خریدیں
اور ان کا ذخیرہ بھی [illegible] مقرر ہو گیا

مسٹر نرائن راؤ ایم اے ایل ٹی نے جو راجمندری ضلع گوداوری کے
گورنمنٹ آرٹس کالج میں تلنگو اور سنسکرت کے لیکچرار ہیں قرآن کریم کا
ترجمہ تلنگو زبان میں شائع کیا انہوں نے مولوی محمد علی صاحب ایم اے
امیر احمدیہ جماعت لاہور کے انگریزی ترجمہ سے امداد لی ہے ایک اور
مرہٹہ فاضل مسٹر [illegible] نے جو ۲۶۶ ہائی روڈ اگمور مدراس میں
رہتے ہیں تلنگو میں قرآن کریم کا ترجمہ طابع کیا ہے جہاں تک معلوم ہو سکا ہے
انہوں نے بھی مولوی محمد علی صاحب ہی کے انگریزی ترجمہ قرآن سے مدد لی ہے۔
ملیالم زبان میں بھی قرآن کا ترجمہ ہو چکا ہے جسے مسٹر ایس ایم [illegible]
[illegible] نے کیا ہے جو ریاست کوچین کے ملیالم زبان کے ایک ماہواری
رسالہ [illegible] کے ایڈیٹر ہیں۔

قرآن جاوی زبان میں

جاوی زبان میں بھی قرآن کریم کا ترجمہ شائع ہو چکا ہے [illegible]
[illegible] متن [illegible] کے حصوں میں [illegible] جاوی حروف کے ساتھ شائع کیا گیا تھا

[illegible]
[illegible] ترجمہ [illegible]
دارالحکومت [illegible] کے [illegible] جاتے ہیں [illegible]
اختیار کر لیا تھا لیکن [illegible] مسلمان ہو گیا [illegible]
ہم اس ترجمہ کی اچھائی یا کوتاہی کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے [illegible]
معلوم ہوا ہے کہ جامع ازہر مصر کے جاوی طلباء [illegible] ترجمہ [illegible]
انہوں نے بہت پسند کیا۔

ہیرل نے جاوی زبان کے ایک اور ترجمہ قرآن کا بھی [illegible]
بہت قدیم ہے۔

قرآن چینی زبان میں

فرانس کے رسالہ [illegible] کی
جلد چہارم صفحہ ۵۰۳ پر ایک مضمون [illegible]
ہوا تھا جو ایم۔ الیف فرجانی اور ایم۔ ایل بووٹ کا لکھا ہوا تھا اسی مضمون میں
ایک تفسیر کی پوری کیفیت بیان کی گئی ہے جو چینی زبان میں چھپی
تھی چینی ترجمہ عربی متن کے بعد دیا گیا ہے اور اس کے بعد مطالب کی
تشریح کی گئی ہے۔ امر قابل ذکر ہے کہ عربی متن کا ترجمہ [illegible] نہیں دیا
گیا بلکہ صرف تفسیر کی گئی ہے ہر ایک عربی جملہ کے بعد چینی زبان میں اس کا
مطلب واضح کیا گیا ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد آیات قرآن کو عامۃ الناس
کی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ ۱۹۲۱ء میں منتخبات قرآن مع ترجمہ ایک
دیدہ زیب مجلد کی صورت میں پیکن سے شائع کئے گئے اسی جلد کے
صفحہ ۶۴۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کا ترجمہ [illegible] کی زبان میں
بھی شائع کیا گیا ہے

قرآن ترکی زبان میں

ترکی زبان میں قرآن کریم کے ترجمے
کم [illegible]
میں ہوئے ہیں تاہم عربی متن کے ساتھ ترکی زبان میں اکثر تفسیریں
ضرور شائع ہوئی ہیں اسی قسم کا ایک خوبصورت [illegible]
میں قسطنطنیہ کے تجاریہ پریس سے شائع ہوا تھا دستوری حکومت کے
قائم ہونے کے بعد کئی اشخاص نے مشترکہ طور پر ترکی زبان میں [illegible]
ترجمہ کرنا شروع کیا قدیم خیال کے لوگوں نے [illegible]
۱۳۱۵ء میں سب سے اول ابراہیم حلمی کی طرف سے قرآن کا [illegible]
القرآن" کے نام سے شائع ہوا تھا ایک اور ترجمہ [illegible]
رسالہ "اسلام [illegible]" میں چھپا اس سلسلے کے [illegible]
حکومت و جمہوریت کے قیام و قیام [illegible]
[illegible] آسان [illegible]
[illegible]

ل مستند ترجمہ ملک کے سامنے پیش کیا ہے اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ترکی میں بھی قرآن کے ترجمہ کو علماء نے مناسب نہ سمجھا اور یہ کوشش کی کہ قرآن کو سب عربی زبان ہی میں پڑھیں اور عربی ہی میں سمجھیں۔

واقعی بہتر اور اعلیٰ طریق تو یہی ہے ترجمہ میں ہزار سعی کی جائے مگر وہ خوبیاں کہاں پیدا ہو سکتی ہیں اور اصل عبارت کے لطف سے بہرہ مند ہونے کی کیا واقعی سبیل ہے تاہم نہ جاننے اور نہ سمجھنے والوں کیلئے تراجم یقیناً مفید ہیں قرآن شریف ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے

تراجم قرآن مغربی زبانیں

فرانسیسی تراجم راہب پطرس ترابلس وہ پہلا شخص ہے جس نے فرانس میں سب سے پہلی مرتبہ قرآن کریم کا ترجمہ لاطینی زبان میں کیا ہے اس کا انتقال ۱۱۵۶ء میں ہو گیا اور یہ اپنے ترجمہ کو غیر مکمل حالت میں چھوڑ گیا جسے ایک جرمن ہرمن آف ڈلمتیا اور ایک انگریز رابرٹ آف ریڈنا نے تکمیل کو پہنچایا۔ اس وقت یورپ کی فضا پوپوں کے اثر سے اس درجہ مکدر بنی ہوئی تھی کہ کسی کو اس ترجمہ کے شائع کرنے کی جرأت نہیں ہوئی اور تقریباً چار سو برس تک یہ ترجمہ ایک خانقاہ میں پوشیدہ پڑا رہا ۱۵۴۳ء میں تھیوڈور بیلی انڈر نے اسے سوئزرلینڈ کے شہر باسل سے شائع کیا اس کے بعد یہی ترجمہ تین مختلف زبانوں اطالوی، جرمن اور ڈچ میں شائع ہوا۔ یہ تو تھا قرآن کریم کا پہلا ترجمہ دوسرا ترجمہ ۱۶۹۸ء میں تھا۔ پیدوا (اٹلی) سے ایک شخص فادر لیوس مراکشی نے ۴۰ سال کی محنت شاقہ کے بعد شائع کیا یہ شخص نہایت متعصب تھا اس کے متعلق جارج سیل کی رائے ہے کہ عام طور پر وہ بالکل صحیح ہے۔ مگر عربی محاورہ کا اس درجہ خیال رکھا گیا ہے کہ آسانی سمجھ میں نہیں آسکتا شرح بہت مفید ہے لیکن تردید کے حاشیے غیر تسلی بخش اور بعض حالتوں میں خارج البحث ہیں" موسیو سیوئے اس ترجمہ کے متعلق لکھتا ہے کہ اس نے لفظی ترجمہ کیا ہے قرآن کے مفہوم کو بیان نہیں کیا بلکہ اسے لاطینی وحشی زبان میں پریشان کر دیا ہے اصل زبان کی خوبیاں جاتی رہی ہیں تاہم اس ترجمہ کو موسیو اے ندوا اٹر کے ترجمہ پر ترجیح ہے۔

بیلی انڈر کے شائع کردہ ترجمہ کا ایڈیشن بعد میں ۱۵۵۰ء اور ۱۷۲۱ء میں لیبسگ سے شائع ہوا۔ لیبسگ ہی میں ایک عربی لاطینی قرآن جسٹس فرلیڈ رنکین نے ۱۸۳۴ء میں طبع کیا اور اسی قسم کا ایک ایڈیشن ۱۸۴۲ء [illegible]

زبان سے واقفیت حاصل کی قرآن کریم کا عربی سے ترجمہ کیا اور سول کریر کی سالٹ مریکی میں لاطینی زبان میں مرتب کی۔

سویڈن و ڈنمارک کے تراجم

ایم اے ڈی یو وریا جو سترہویں صدی میں مصر میں فرانسیسی قونصل تھا اور عربی و ترکی زبانیں بخوبی جانتا تھا قرآن کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کر کے ۱۶۴۷ء میں پیرس میں چھپوایا مگر جارج سیل کے نزدیک اس کا ہر صفحہ اغلاط سے پر ہے۔ سیوری نے صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ اس ترجمہ کو پڑھ کر کوئی خیال نہیں کر سکتا کہ قرآن عربی زبان میں ایک عدیم النظیر اور لاثانی کتاب ہے۔ اس کے بعد ۱۷۲۳ء اور ۱۷۲۹ء میں دو اور ترجمے شائع ہوئے ۱۸۴۰ء میں زیر سکی نے ایک ترجمہ فرانسیسی میں شائع کیا جس نے بہت شہرت اختیار کی پھر فرانس کے نامور مستشرق ڈاکٹر مردرس نے حکومت فرانس کے حکم سے فرانسیسی زبان میں قرآن کریم کا ایک ترجمہ شائع کیا ہے بالقیہ نے بھی ۱۹۴۹ء میں پیرس سے ایک فرانسیسی ترجمہ شائع کیا۔

سویڈن کی زبان میں تو ایک ترجمہ موجود ہے مگر جہاں تک معلوم ہو سکا ہے ڈنمارک اور ناروے میں کوئی ترجمہ شائع نہیں ہوا۔

آپ یہ سنکر متحیر ہوں گے کہ گو یونان اور ہسپانیہ پر صدیوں مسلمان حکمران رہے مگر ان زبانوں میں پورے قرآن کا ترجمہ کبھی نہیں ہوا۔

عبرانی و جرمن تراجم

جیوش انسائیکلو پیڈیا سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ عبرانی زبان میں قرآن کے کچھ حصوں کا ترجمہ کیا گیا لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ قدیم عبرانی زبان میں قرآن کا کوئی ترجمہ کیا ہو البتہ ۱۶۳۶ء میں یعقوب بن اسرائیل نے لاطینی سے عبرانی میں ترجمہ کیا زمانہ حال میں قرآن کا عبرانی ترجمہ ہرمن رکنڈرف نے کیا ہے جو ۱۸۵۷ء میں شائع ہوا ہے۔

جرمن زبان میں سب سے پہلے مشہور جرمن مصلح مارٹن لوتھر نے کیا جو ۱۴۸۳ء کو پیدا ہوا اور جس نے اندلس میں عربی زبان سیکھی یہ ترجمہ بھی لاطینی زبان ہی کی مدد سے اصل عربی زبان سے لیا گیا تھا یہ ابھی زیر طبع تھا کہ اس سے اصلاحی جوش پیدا ہوا۔ لیوس سرا کی نے قرآن اور لوتھر کے اصول بت شکنی کو باہم مطابق بتایا ہے لوتھر کی تعلیم قرآن کی تعلیم سے اس درجہ مشابہ تھی کہ جرمنی کے متعصب پادریوں نے اس پر درپردہ اسلام پھیلانے کا الزام لگایا اور حقیقت یہی ہے کہ لوتھر کی تحریک تعلیم قرآن ہی کا نتیجہ تھی۔ جرمنی زبان میں شویگر، فریڈرک میگرلین، تھیوڈور ارنلڈ نے بھی تراجم کئے لیکن سی بوائسن کا ترجمہ بہترین ترجمہ [illegible]

لطریا لی وت نے بعد ۱۶۴۲ء میں شایع کیا۔

اس کے بعد المان، ہنگ مرگل، الگت مرادد الیشن اور ایچ۔ ایل فلیشر نے مختلف اوقات میں تراجم کئے گیکر فولڈکی کا خیال ہے کہ جرمنی ترجمے انگریزی ترجموں کے برابر اچھے نہیں۔

ڈچ زبان میں ڈاکٹر کیرزادرے آیچ گلیس ہیکر وغیرہ نے تراجم کئے اسی زبان میں سب سے پہلا ترجمہ ۱۶۴۱ء میں ہیمبرگ سے چھپکر شائع ہوا اطالوی زبان میں پروفیسر اکولیوفر کاسی نے ۱۹۱۴ء میں ترجمہ کیا اس سے پہلے ایک ترجمہ اندریا ادادی کیس وینس سے ۱۵۴۷ء میں شائع کرچکا تھا پندرہویں صدی عیسوی میں جان انڈریز نے حاکم ارگون کے حکم سے مع شرح ایک ترجمہ شایع کیا یہ شخص پہلے مسلم فقیہ تھا بعد کو عیسائی ہوگیا تھا۔ ۱۷۰۱ء میں یروشیلم کے ایک درویش اندریا اکولوتھو نے قرآن کا ترجمہ برلن سے شایع کیا جس میں عربی کے علاوہ فارسی، ترکی اور لاطینی ترجمہ بھی تھا یہاں تک تو ذکر تھا ان قدیم تراجم کا جو مختلف مغربی زبانوں میں وقتاً فوقتاً کیے جاتے رہے۔

قرآن کے انگریزی تراجم

اب ہم قرآن کے انگریزی تراجم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں پہلا انگریزی ترجمہ الگذینڈر راس نے ۱۶۴۹ء میں دورائر کے فرانسیسی سے کیا چونکہ یہ عربی سے محض ناواقف تھا اور فرانسیسی بھی بہت کم جانتا تھا اس لئے اس کا ترجمہ بہت ناقص ہے ۱۷۳۴ء میں جارج سیل نے اپنا ترجمہ شایع کیا لیکن سیل نے خود لکھدیا ہے کہ اس کے ترجمہ کو لفظی نہ سمجھا جائے بلکہ مطلب کا خیال کرلیا جائے۔ ریورنیڈ راڈویل نے ۱۸۶۱ء میں ایک ترجمہ کیا جس کی تعریف ڈاکٹر مارگولیتھ اور دیگر فضلاء نے بہت کی مگر اس میں بھی بہت غلطیاں ہیں اس کے بعد ہنری پامر نے کیا ان میں ترجمہ کا صحت سے زیادہ سلاست زبان اور اپنے ذاتی خیالات کی برتری و اشاعت کا خیال رکھا گیا ہے اس لئے ان میں سے ایک ترجمہ بھی ایسا نہیں ہے جسے قابل اطمینان کہا جاسکے۔

۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر محمد عبدالحکیم خاں اور ۱۹۱۱ء میں اصغر اینڈ کو الہ آباد نے میرزا ابوالفضل سے ترجمہ لکھا کر مع عربی شایع کرایا اس کی بڑی تعریف یہ تھی کہ مشہور بدخواہ اسلام پادری زویمر نے بھی اسے سراہا ہے ایک ترجمہ مولوی محمد علی ایم۔ اے امیر جماعت احمدیہ نے کیا ہے جو بڑے اہتمام سے ۱۹۱۷ء میں انجمن احمدیہ کی طرف سے شایع ہوا عربی متن اور انگریزی ترجمہ صفحہ کے بالائی حصہ میں ایکدوسرے کے مقابل درج کئے گئے ہیں اور تفسیر زیریں حصہ میں مندرج ہے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ ہے جس میں تعلیم قرآن کا مفاد دیا گیا ہے یہ ترجمہ ہر اعتبار سے قابل تعریف ہے۔ علامہ شبلی کی تحریک پر نواب عماد الملک بہادر

نے بھی ایک ترجمہ شروع کیا تھا جو مکمل نہیں ہوا ایسا حیرت لے ہیا کہ ترجمہ شایع کیا تھا ابھی یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا اور نہ قرآن الیسی چیز کہ اس سے دنیا کا شغف ختم ہو جائے دنیا میں اور بھی مذہبی کتب مقدسہ موجود ہیں مگر کوئی نہیں بتا سکتا کہ کسی کتاب نے دنیا میں اس سرعت کے ساتھ ترقی کی ہو جتنے حیرت انگیز کام اس نے انجام دیئے ہوں اور دنیا کی اتنی زبانوں میں اتنی مدت سے ان کے تراجم کا سلسلہ جاری رہا ہو۔

بلاشبہ آج انجیل کا ترجمہ دنیا کی تمام زبانوں میں ہوچکا ہے اور اس کی اشاعت حصر و شمار سے بے نیاز ہے لیکن یہ سب کچھ عیسائیوں کے شغف شوق کا نتیجہ نہیں اور نہ کسی غیر ملکی نے اسے علمی خدمت سمجھا لیا گیا ہے یہ سب کچھ مشنری جماعتوں کی دولتمندانہ سعی و جہد کے ثمرے ہیں لیکن قرآن شریف کے جو تراجم ہوئے وہ خاص شوق خاص خدمت اور خاص مقاصد کے لئے کئے گئے اور ہر ملک نے فضلاء نے یہ سعی کی کہ ان کا نام بھی کسی طرح مترجمین قرآن کی عزت منزلہ فہرست میں درج ہو جائے یہ شرف تنہا قرآن ہی کو حاصل ہے۔

قرآن کے عربی ایڈیشن

قرآن کا جو عربی نسخہ ۱۵۳۰ء میں وینس سے شایع ہوا وہ پوپ کے حکم سے نذر آتش کردیا گیا ۱۶۹۴ء میں ہمبرگ سے متعدد ایڈیشن شایع ہوئے ۱۷۸۷ء میں شہنشاہ بیگم روس کے حکم و خرچ پر چار جلدوں میں قرآن کا جو عربی ایڈیشن شایع کیا گیا تھا ۱۸۰۳ء تک اس کے متعدد ایڈیشن یکے بعد دیگرے شایع ہوتے رہے اور پھر یہ سلسلہ قائم ہوکر ۱۹۰۷ء میں ختم ہوگیا ۱۹۲۷ء ۱۶۹۳ء ۱۶۹۷ء ۱۶۹۸ء ۱۸۰۳ء ۱۸۰۹ء ۱۸۳۹ء ۱۸۱۶ء ۱۸۲۱ء اور ۱۸۳۳ء میں بڑے بڑے ایڈیشن چھپے اور دو قرآن بہترین عربی ایڈیشن جرمن مستشرق جی فلوگل نے لیپزگ (لیپسگ) سے مع تنقید ۱۸۳۴ء میں شایع کیا جس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۴۱ء اور تیسرا ۱۸۶۹ء میں چھپا۔

جی فلوگل نے "نجوم الفرقان" کے نام سے فہرست الفاظ قرآن بھی مرتب کی تھی جس کی مدد سے قرآن کی ہر آیت حسب موقع و حاجت بہ آسانی نکالی جاسکتی تھی فلوگل ۱۸۰۲ء میں پیدا ہوا اس کی ایک تنہا سعی سے عربی زبان کی تقریباً پچاس کتابیں شائع ہوئیں عام خیال یہی ہے کہ فہرست الفاظ میں اولیت کا شرف فلوگل کو حاصل ہے۔ لیکن ان لوگوں کو کیا معلوم کہ ۱۶۰۹ء میں ہندوستان کے اندر مسلمان یہی کرچکے تھے نجوم الفرقان کے نام سے ایک فہرست یا کتاب مرتب و شایع ہوچکی تھی جس کے ذریعہ سے ہر ایک لفظ کا محل وقوع نہایت آسانی سے معلوم ہوسکتا تھا یہ کتاب بہت جامع اور مبسوط کتاب ہے [illegible]

کی طلبہ جو صاحبان حقیقت ہیں اسی تالیف کی ایک اصلاح یافتہ ہے یہ کوئی نیا انکشاف اور جدید بات نہیں۔

فضلائے مغرب کا آئن سعی

یورپ جبکہ ابتدائے بچپن کی منزل سے گزر رہے ہیں ہم نے اپنی کتاب "اسلام اور تجارت" میں مستند حوالوں سے یہ ثابت کیا ہے کہ جتنی ایجادیں اور نظریئے اس وقت دنیا میں ایسے ہیں جو کسی مغربی محقق کے نام سے منسوب ہیں دراصل ان کا موجد مؤسس اور مخترع سمجھ کر تمام عزتوں اور شہرتوں کا مستحق قرار دے دیا گیا ہے مگر حقیقت میں ایسا نہیں ہے مسلمان اپنے عہد اقبال میں بہت کچھ کر چکے تھے ان کی ذہنی دماغی اور اختراعی قوتیں فلک الافلاک کے مینارے چھو رہی تھیں وہ علوم و فنون اور ایجاد و تحقیق کے معاملہ میں اتنے آگے بڑھ گئے تھے کہ یورپ کو اس حد تک پہنچنے کے لئے غالباً ابھی کئی صدیاں درکار ہوں گی ان کی تمام نایاب و نادر کتب اطراف عالم سے کھنچ کر یورپ کے کتب خانوں میں پہنچ گئیں ان میں کچھ ایسی کتابیں تھیں جو لاطینی زبان میں ان کے شاگردوں کی ترجمہ کی ہوئی تھیں یا ان میں جا بجا عرب فضلاء و محققین کے شاہکار کی طرف اشارے تھے عوام کی دسترس تو ان تک تھی نہیں۔

یوروپین فضلاء اور ذہین و چالاک افراد نے انھیں پڑھا اور ایک چیز کو اپنا بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا اور شہرت و عزت کے تاج کے مستحق قرار پا گئے اگر قدیم لٹریچر پر گہری نظر ڈالی جائے تو ڈارون، اسپنسر، گوئٹے اور کولمبس اور واسکوڈی گاما کی تمام شہرتیں آنکھوں کے سامنے فنا ہو جاتی ہیں جو انہوں نے کیا اور جس کی وجہ سے انھیں بقائے دوام کا تاج نصیب ہوا کہ سب مسلمان اس سے پہلے کر چکے تھے۔ یہ مبالغہ نہیں تعلی نہیں حقیقت ہے فلوگل ہی کو دیکھ لیجئے ہندوستان سے کتاب یورپ پہنچی اس نے غور سے دیکھی اور اصلاح یافتہ صورت میں مدون کر کے دنیا کے سامنے پیش کر دی اب ساری دنیا یہی سمجھ رہی ہے اور کہہ رہی ہے کہ نجوم الفرقان فلوگل کا شاہکار ہے اور روئیت کا سہرا اسی کے سر ہے لیکن یہ کسی کو نہیں معلوم کہ شہنشاہ اورنگ زیب کے عہد میں مصطفیٰ خاں بن محمد سعید ایک افغان تھے جو ایک جلیل القدر عہدہ پر ممتاز تھے انھوں ہی نے سنہ ۱۰۹۱ھ میں نجوم الفرقان کے نام سے ایک مبسوط کتاب تصنیف کی تھی جس کے ذریعہ ہر ایک لفظ کا محل وقوع نہایت آسانی کے ساتھ معلوم کیا جا سکتا تھا فلوگل صاحب نے اسے تراش کر ایک جدید صورت دیدی اور مشہور ہو گئے۔ اسی اڈیشن کو نظر ثانی کے بعد جی۔ ایم۔ ریڈ سلاب نے لیپزگ سے ۱۸۷۰ء میں شائع کیا ایک اور عربی اڈیشن مع تفسیر بیضاوی۔ ایچ مایل فلیشر نے دو جلدوں میں ۱۸۴۸ء میں لیپزگ ہی سے شائع کیا اس سے پیشتر ۔۔۔ چالیس سال پیشتر

علامہ اسمٰعیل صبری کی ہدایت پر لاگاڈی اور قازان میں عربی کے عمدہ اڈیشن شائع کئے گئے تھے کیونکہ ان کی رائے تھی کہ قاہرہ اور قسطنطنیہ میں جو عربی نسخے شائع کئے گئے ہیں ان میں کتابت کی غلطیاں رہ گئی ہیں اسی لئے انھوں نے یہ جدید اڈیشن خاص اہتمام و احتیاط سے شائع کرائے تھے۔

غرض قرآن کریم وہ چیز ہے جو ہر عہد اور ہر زمانہ میں نہ صرف مسلمانوں بلکہ جملہ اقوام کے لوگوں کی بہترین توجہات اپنی طرف مرکوز کئے رہا ہے اور ہر زمان اور ہر قوم میں ہمیشہ اس کی اشاعت زور و شور کے ساتھ ہوتی رہی ہے اور ہو رہی ہے۔

حفاظت قرآن

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر اور جتنے انبیاء و مرسلین مبعوث ہوئے ان کی تعلیم و ہدایت چونکہ مختص الزمان تھی اس لئے ایک مخصوص مدت کے انقضا کے بعد ان کا محفوظ حالت میں موجود و باقی رہنا چنداں ضروری نہ تھا بخلاف ازیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اور قیامت تک کے لئے ایک مکمل ہدایت نامہ لیکر مبعوث ہوئے تھے اس لئے ضرورت اور اہم ضرورت تھی کہ اسے حوادث روزگار اور دستبرد معاندین سے بچانے اور تحریف و تغیر سے پاک رکھنے کا سامان بھی خود ہی کر دیا جاتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت و صیانت کا ذمہ خود لیکر بڑی حد تک بندوں کو مطمئن کر دیا وانا لہ لحافظون۔

دوسری جگہ ارشاد باری ہے ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید جنہوں نے ذکر قرآن سے انکار کیا وہ جہنمی ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ عزت والی کتاب ہے باطل نہ اس کے آگے سے اس کے پاس پھٹک سکتا ہے نہ پیچھے سے حکیم اور قابل حمد معبود کی نازل کی ہوئی ہے "آگے اور پیچھے سے اس کے پاس جھوٹ نہ پھٹکنے" کے معنی یہ ہیں کہ اس میں نہ کوئی لفظ بڑھایا جا سکتا ہے اور نہ خارج کیا جا سکتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ آقائے حقیقی نے قرآن کریم کی حفاظت کا جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہی ہوا یا نہیں وہ ہمیں قرآن مجید محفوظ صورت میں ملا یا نہیں اور آیا ہم دوسروں کو بھی اس کے متعلق حتمی طور پر اس کا یقین دلانے کے قابل ہو گئے ہیں یا نہیں۔

اس کے متعلق کسی تفصیلی بحث کے حامل تو یہ اوراق ہو نہیں سکتے اور نہ یہاں تاریخی شواہد پیش کرنے کی گنجائش ہے صرف اتنا عرض کر دینا اور بتا دینا کافی ہے کہ آج تک اسلام کا کوئی شدید سے شدید منکر و مخالف بھی قرآن مجید کے ایک حرف کے رد و بدل کو ثابت نہ کر سکا اور

ہر زمانہ میں سے باوجود بھی کسی کو اس میں کامیابی نہیں ہوئی
دنیا میں تنہا ایک ہی کتاب ایسی ہے جو لاکھوں سینوں میں جوں کی توں موجود ہے ہر ملک میں ہزاروں حافظ موجود ہیں اور کروروں انسان نہ صرف یہ کہ روزانہ اسے پڑھتے ہیں بلکہ روزو شب میں پانچوں وقت کی نمازوں میں تمام کے ساتھ اسے دہراتے ہیں۔

قرآن ہی وہ کتاب ہے جو مراقش میں بھی پڑھا جاتا ہے اور چین میں بھی جزائر میں بھی پڑھا جاتا ہے اور پہاڑوں پر بھی بحر و بر میں ہر ملک و ہر شہر میں ہر جزیرہ اور ہر حصہ میں اس کے حافظ اور اس کے پڑھنے والے موجود ہیں زبانیں سب کی جدا ہیں لباس اور شکلیں سب کی علیحدہ ہیں تمدن و معاشرت سب کی جدا جدا ہے لیکن قرآن شریف جس سے بھی سنیئے گا جہاں بھی سنو گے ایک ہی زبان میں سنو گے۔

آج کوئی ٹیٹس یا کوئی بخت نصر اٹھ کر ساری دنیا سے قرآن کے سارے نسخے بھی کسی محیر العقول طریقہ پر معدوم کر دے یا نظام شمسی کی برہمی سے کوئی ایسی صورت پیدا ہو کہ جملہ مطبوعات ضایع ہو جائیں پھر بھی قرآن اپنی اصلی صورت اصلی عبارت اور اصلی شان کے ساتھ محفوظ رہے گا کہ سینہ ہائے انسانی سے تو اسے کوئی قوت بھی معدوم نہیں کر سکتی دنیا کی ہر کتاب میں تحریف و تغیر کیا جا سکتا ہے حکومتیں جس کتاب کو چاہیں ضبط کر سکتی ہیں لیکن صرف ایک قرآن ہی وہ کتاب ہے جسے کوئی انسانی کوشش معدوم نہیں کر سکتی۔

دیگر کتب سماوی کی حالت

اللہ تعالیٰ نے کتب آسمانی زبور توریت اور انجیل کی تنقیص نہیں کی بلکہ انھیں ہدایت و نور بتایا ہے مگر آج اصل کتابیں دنیا کے کسی حصہ اور گوشے میں بھی موجود نہیں البتہ ان کے ترجمے موجود ہیں جن کے مجموعہ کا نام بائبل ہے بائبل میں عہد عتیق کی ۳۹ کتابیں ہیں جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ ان انبیا سے حاصل ہوئی ہیں جو حضرت عیسےٰ سے پہلے گزر چکے ہیں اس کے علاوہ عہد جدید کی ۲۷ کتابیں ہیں جو حضرت عیسےٰ کے بعد الہام کے ذریعہ سے لکھی گئی ہیں ان میں سے بہت سی کتابیں ایسی تھیں جنھیں خود عیسائی ہی صحیح نہیں سمجھتے تھے لیکن چوتھی صدی عیسوی میں فلورنس، کارتیج اور نائس وغیرہ میں مسیحی علماء نے مختلف مجالس ہائے مشاورت منعقد کر کے انھیں مقبول قرار دیدیا۔

حالانکہ یہ کتابیں بالکل بے سند ہیں اور کوئی مسیحی یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ کتابیں اسے کس ذریعہ سے ملیں چارلس ٹی المین لکھتے ہیں کہ:-

"گزشتہ زمانہ میں لوہے، پیتل یا ہڈی کی سلائی سے لکڑی وغیرہ کی تختیوں پر لفظوں وغیرہ کے نقوش کندہ کئے جاتے تھے سب سے پہلے مصر والوں نے پیپرس کے درخت کے پتے ان تختیوں کے بجائے استعمال کرنے شروع کئے، آٹھویں صدی عیسوی میں عربی اور فارسی کاغذ تیار ہوا پہلے کتابیں ایک ہی طرف لکھی جاتی تھیں انھیں لپیٹ کر رکھتے تھے انھیں پڑھنے کے لئے بڑی جگہ درکار ہوتی تھی اور بہت دقت پیش آتی تھی کتابوں کا لکھنا ترجمہ کرنا پڑھنا اور انھیں حفاظت کے ساتھ رکھنا ایک مشکل کام تھا نیز انھیں قصداً یا کسی سبب سے تغیر کا واقع ہو جانا نا ممکن نہ تھا۔" ان تمام امور کا خیال کرتے ہوئے اس قسم کی خرابیوں کی بائبل میں بہت زیادہ گنجائش تھی۔

بائبل و اناجیل

بخت نصر کا حملہ یہود کے لئے ایک سانحہ عظیم تھا لاکھوں مقتول و مجروح و اسیر ہوئے اور عہد عتیق کی جتنی کتابیں تھیں ان کے تمام نسخے معدوم و برباد کر دیئے گئے حالت یہ تھی کہ اگر عزرا نہ پیدا ہوتے اور وہ ان کتابوں کو نہ لکھتے تو آج کتب مقدسہ کا نشان بھی دنیا میں نہ ملتا لیکن اس کے بعد ہی ۱۶۸ ق م میں بادشاہ اینٹوکس نے بیت المقدس کو فتح کر کے پھر یہودیوں کا قتل عام شروع کر دیا اور عہد عتیق کے جتنے نسخے بھی انھیں دستیاب ہو سکے سب جلوا دیئے اور نہ صرف یہ بلکہ اعلان عام کر دیا کہ جس کے پاس عہد عتیق کی کوئی کتاب نکلے گی یا وہ شریعت کی رسوم ادا کرتا ہوا پایا جائے گا قتل کر دیا جائے گا۔

اس کی تصریح خود کتاب مقابیس اول کے پہلے باب میں ہوتی ہے کہ علماء لکھتے ہیں کہ:-

"یہ امر مسلم ہے کہ عہد عتیق کے تمام نسخے یروشلم اور ہیکل کے ساتھ بخت نصر کے ہاتھوں برباد ہو گئے عزرا کے نسخوں کی نقلیں بھی اینٹیوکس کے حملہ میں ضایع ہو گئیں ان کتابوں کی صحت کی کوئی سند نہ مسیح تک کہ مسیح اور ان کے حواریوں نے شہادت نہیں دی۔"

ان کتابوں میں خود انبیا کے متعلق جو لغو اور بیہودہ اشارات و الزامات درج ہیں وہ ان کی تحریف کے زندہ ثبوت ہیں مثلاً حضرت سلیمان نے شرک اختیار کیا اور مرتے دم تک اسی حالت میں رہے، حضرت ہارون نے بچھڑے کو پوجا حضرت لوطؑ کی بیٹیوں نے انھیں شراب پلائی اور ان سے مل لیا حالانکہ انبیاء کا دامن ان مکروہات و دھبوں سے قطعاً پاک و صاف ہے۔

تحریف بائبل کے زندہ مظاہر

قرآن شریف میں ان اہل کتاب کی دیانت پر تعجب و افسوس کا اظہار کیا گیا ہے جنھوں نے خود اپنے ہاتھوں اپنی کتابوں میں تحریف کی چنانچہ ارشاد باری ہے فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ (سورہ بقرہ ع ۹)

(ترجمہ) ان اہل کتاب پر افسوس جو خود کتابیں لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں" دوسری جگہ ارشاد ہو کہ وہ الفاظ کو اپنی جگہ سے بدل دیتے ہیں یحرفون الکلم عن مواضعہ ڈاکٹر مل نے صرف چند انجیل کا مقابلہ کیا تھا جن میں تیس ہزار اختلافات کے نشان دیئے تھے لطف یہ ہے کہ بائبل خود اپنی تحریف اور غلطی کی شہادت پیش کر رہی ہے "تم کیسے کہتے ہو کہ ہم دانشمند ہیں اور رب کی شریعت ہمارے پاس ہے یقیناً جھوٹے کاتبوں نے اس کو جھوٹ سے بدل دیا ہے" ریرمیاہ اصحاح ۸۔ آیت ۸ ۔ اس کے بعد ہے "اور جب یہ گروہ تجھ سے پوچھے کہ کس کی وحی کیا ہے تو ان سے کہدے کہ کونسی وحی میں تم سے انکار کرتا ہوں" وہ قول رب کا ہے جو نبی یا کاہن یا گروہ یہ کہے گا کہ یہ رب کی وحی ہے میں اسکو سزا دوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ تم نے تحریف کر ڈالا اللہ کے کلام کو جبکہ زندہ ہے اور رب الافواج ہے اور وہ ہمارا معبود ہے" ریرمیاہ اصحاح ۲۳ آیت ۳۳۔۳۶

متی کی اصل انجیل دنیا سے ناپید ہے صرف اس کا یونانی ترجمہ باقی ہے لوقا اور مرقس حواری ہی نہ تھے چنانچہ تیسری ہی صدی عیسوی میں اناجیل کی صحت میں اختلاف واقع ہو گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ وہ غلطی سے حواریوں کی طرف منسوب ہیں ایک انجیل جو برنباس حواری کی طرف منسوب ہے اور جو پاپائے روم کے کتب خانے سے دستیاب ہوئی تھی تھوڑا زمانہ ہوا کہ شائع کی گئی ہے وہ چونکہ ابتدائی عہد سے عیسائیوں میں متروک رہی اس لئے نسبتاً تحریف سے بھی محفوظ رہی ہے چنانچہ اس کے اکثر مضامین قرآن سے مطابقت رکھتے ہیں۔

ویدوں کی کیفیت

ہنود چاروں ویدوں رگوید یجروید شام وید اور اتھروان وید کی قدامت کے قائل ہیں ان کے پاس بھی ان کے آسمانی ہونے کا نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ سند اور نہ وہ یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کن بزرگوں پر نازل ہوئی تھیں آسمانی کتب خود اپنے الہامی ہونے کی مدعی ہوتی ہیں قرآن کریم میں یہ ادعا موجود ہے مگر وید اس سے خالی ہیں تواریخ سے بھی ان کی اصلیت پر کوئی روشنی نہیں پڑتی بعض ہندو کہتے ہیں کہ انھیں بیاس جی نے تصنیف کیا ہے جو بلخ جا کر زرتشت کے مرید ہو آئے تھے بعض کہتے ہیں کہ ویدوں کے منتروں کے آخر میں جن رشیوں کے نام آتے ہیں وہی ان کے مصنف ہیں پنڈت کرشن کمار بھٹاچاریہ نے جو ریذیڈنسی کالج کلکتہ میں سنسکرت کے پروفیسر تھے لکھا ہے کہ رگوید کے حصے اس ملک کے شاعروں اور رشیوں کے تصنیف کیے ہوئے ہیں اور وہ مختلف زمانوں میں لکھے گئے ہیں۔

اتھروان وید کے متعلق اکثر پنڈتوں کی تحقیق ہے کہ وہ کسی برہمن کی بنائی ہوئی کتاب ہے جو بعد میں ویدوں کے ساتھ شامل کر دی گئی ہے جو [illegible]

کا مجموعہ ہے جو راجا جے چند جی کو ان کے استاد نے دی تھیں اور ان میں لکھا ہے کہ "صرف اتھروان وید ہی کے وید ہونے میں بحث نہیں بلکہ کل ویدوں کا یہی حال ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جو تغیر و تبدل اور کمی بیشی سے خالی ہو" ان ویدوں کے مضامین پر نظر ڈالتے ہیں تو ان میں توحید کم اور شرک زیادہ پاتے ہیں اس کے مخاطب زیادہ تر چرواہے اور کسان ہیں اس میں جابجا قمار بازی اور حیوانی و شہوانی جذبات کا ذکر ہے بعض بیانات تو تہذیب سے قطعاً عاری ہیں پھر بھلا ایسی نامعلوم الحقیقت غیر مستند اور غیر مفید کتاب کو کیونکر آسمانی کتاب کہا جا سکتا ہے اور بلا سند تاریخ عقل اسے کیونکر الہامی کتاب تسلیم کر سکتی ہے ممکن ہے کہ کسی وقت ہندوستان میں کوئی الہامی کتاب نازل ہوئی ہو اور اس کے ضائع ہو جانے کے بعد اس کی بناؤں پر ویدوں کا یہ فلسفہ بنا کر کھڑا کر دیا گیا ہو۔

حفاظت قرآن کے دنیوی و ربانی سامان

یہی نہیں کہ قرآن کریم کے الفاظ آیات اور سورتیں محفوظ ہوں بلکہ ہر آیت کا شان نزول اور محل نزول وغیرہ بھی محفوظ ہے نہ صرف حفاظ بلکہ مسلمانوں کی عبادات قرآن کریم کی حفاظت کر رہی ہیں صرف و نحو قرأت و تجوید رموز و اوقاف معانی و بیان تفسیر و حدیث وغیرہ علوم قرآن کی حفاظت کے لئے موجود ہیں قرآن کی زبان اور الفاظ کو کوئی بدلنے والا نہیں وتمت کلمۃ ربک صدقا و عدلا لا مبدل لکلماتہ تیرے رب کی بات انصاف اور راستی میں پوری ہوئی اس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں

قرآن کی زبان ایک زندہ زبان ہے اور دنیا کی بہترین اور کامل زبانوں میں بھی اسے اہم امتیاز حاصل ہے بخلاف ازیں توریت زبور انجیل اور ژند و پاژند وغیرہ کتابیں جن زبانوں میں نازل یا تصنیف ہوئیں آج ان میں سے ایک زبان بھی زندہ نہیں اور نہ دنیا کے کسی خطے میں بولی جاتی ہے لیکن قرآن شریف اپنی اصلی زبان میں ہر روز قریب قریب تمام گھروں کے اندر نمازوں میں خطبات میں مواعظ میں جلسے وقت سونے سے پیشتر ہر جگہ پڑھا جاتا ہے اس سے زیادہ قرآن کی ربانی حفاظت کے اور سامان کیا ہو سکتے ہیں اور صداقت قرآن کے لئے اس کے بعد اور کس ثبوت کی ضرورت رہ جاتی ہے۔

قرآن شریف کے متعلق قرآنی براہین

قرآن اور حامل قرآن کی ذات پر جو اعتراض اس کے زمانہ نزول میں کئے گئے یا جو اب تک کئے جاتے ہیں ان کا جواب خود قرآن ہی نے دیا ہے اور وہ اس امر میں کسی دوسرے کی وکالت کا منت کش نہیں [illegible]

یہ اعجاز قرآنی ہے اور ہونا چاہئے کہ آخر کلام ربانی ہے وہ ہر مسئلہ اور امور کے متعلق خود ہی دلائل و براہین بیان کرتا ہے یہ نہیں کہ صرف دعاوی و احکام بتا کر خاموش ہو جاتا ہو وہ ہر حکم کی توجیہ خود ہی بیان کرتا ہے اس خصوصیت میں بھی دنیا کی کتاب قرآن کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتی مثلاً نبوت کے متعلق عجیب عجیب غلط فہمیاں اور قیاس آرائیاں پھیلی ہوئی تھیں عجیب عجیب باتیں گھڑ رکھی تھیں لوگ نبوت کو بشریت سے بالاتر اور نبیوں کو ایک قسم کا خدا تصور کرتے تھے چنانچہ انھوں نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعویٰ نبوت کرتے سنا تو فرط حیرت سے کہنے لگے ابعث اللہ بشراً رسولاً کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو رسول بنا کر بھیجا ہے مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق (سورہ فرقان رکوع ۱) یہ کیا رسول ہے جو کھانا کھاتا اور بازاروں میں پڑا پھرتا ہے۔

اتنا ہی کہنے پر اکتفا نہیں کی گئی بلکہ انھوں نے بڑی بات بڑا کام سمجھ کر طعن و تعریض کے ساتھ کہا لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً او تکون لک جنۃ من نخیل و عنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیراً او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلاً او تکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ہم تو تم پر اس وقت تک ایمان لانے والے نہیں جب تک یا تو تم ہمارے لئے زمین سے چشمے نہ بہاؤ گے یا تمہارا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور تم اس کے وسط میں بہت سی متوازی نہریں جاری کر کے دکھاؤ یا جیسا کہ تم کہا کرتے تھے آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گراؤ یا خدا اور فرشتوں کو لا کر ہمارے سامنے کھڑا کر دو یا تمہارے رہنے کے لئے کوئی طلائی مکان ہو یا تم آسمان پر چڑھ جاؤ۔" یہ اور اس قسم کے تمام شبہات اور مطاعن اعتراضات کے جواب ہمارے نہیں قرآن ہی کی زبان سے سنئے کہتا ہے۔

لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک (سورۂ انعام) اے پیغمبر ان لوگوں اور معترضوں سے کہدیجئے کہ میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کے خزائن میرے پاس ہیں نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔" یہی ایک جواب نہیں بلکہ قرآن میں اس قسم کے شبہات و اعتراضات کے جواب میں بہت سی آیات ملتی ہیں جنھیں ہم بہ ترتیب ذیل میں درج کرتے ہیں۔

لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء میرے اختیار میں تو نفع و نقصان بھی نہیں ہوتا وہی ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے وہ چاہتا ہے تو پہنچ جاتا ہے اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنا بہت سا فائدہ بنا لیتا اور مجھے کسی طرح کا بھی گزند نہ پہنچتا۔

انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی انما الھکم الٰہ واحد الا انما یوحیٰ الی۔ میں تم ہی جیسا ایک آدمی ہوں البتہ مجھ پر وحی ہے کہ تمہارا معبود بس وہی ایک معبود ہے میں تو بس اسی کے حکم چلتا ہوں جو میری طرف وحی کیا جاتا ہے۔

ان انا الا نذیر و بشیر لقوم یومنون میں تو ان لوگوں کو جو ایمان چاہتے ہیں دوزخ اور بہشت کی خوشخبری سنانے والا ہوں۔

انی امرت ان اعبد اللہ مخلصاً لہ الدین و امرت لان اکون اول المسلمین مجھے تو خدا سے یہی حکم ملا ہے کہ میں صرف خدا ہی کی برداری مدنظر رکھکر اسی کی عبادت کیا کروں نیز یہی حکم ملا ہے کہ میں پہلا مسلمان بنوں۔

قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو اس صورت میں مجھے روز قیامت کے عذاب کا خوف ہے۔

ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین ارباباً اور وہ تم سے کبھی نہیں کہیگا کہ فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا مانو۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہدیجئے اگر تم کو اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ بھی تم سے محبت کرنے لگے

قل اللہ شہید بینی و بینکم واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم کہدیجئے کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ گواہ ہے اور مجھ پر یہ قرآن بذریعہ وحی نازل کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے میں تم کو اور ان لوگوں کو جنھیں یہ پہنچے آگاہ کروں۔

یایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ اے رسول جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں کو پہنچا اور اگر تو نے ایسا نہیں کیا تو گویا تو نے اس کی رسالت کی تبلیغ میں قصور کیا۔

اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (سورہ مائدہ رکوع ۱۰) اسی کی پیروی کرو جو تمہارے رب کے یہاں سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے اور اس کے سوا اور خداؤں اور مولاؤں کی پیروی نہ کرو۔"

مسئلہ گشش ارضی اور قرآن

قرآن کریم کی صداقت اور منزل من اللہ ہونے کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے کہ آجتک نئی نئی سرگرمیاں نئی نئی تحقیقاتوں اور فلسفہ و سائنس سے جو نئے انکشافات ہوئے ہیں نئی باتیں معلوم ہوئی ہیں نئے علوم مدون ہوئے ہیں ان کی بناء پر جب کسی نے قرآن پر اعتراض کیا ہے تو اس کا جواب قرآن ہی سے انھیں وہ ملا ہے کہ معترضین نہ صرف اپنی غلطی تسلیم کرنے پر مجبور ہوئے ہیں بلکہ انھیں اس کی صداقت کو بھی تسلیم

۱۲۰۳

کی عظمت کا اظہار بھی آمادی ہوتا چلا جا رہا تھا سر اسحٰق نیوٹن کی بڑی شہرت ہے کہ اس نے زمین کی کشش کا راز معلوم کر لیا اور دنیا کو بتایا کہ زمین کی طرف ہر چیز کھنچتی ہے لیکن قرآن کریم نیوٹن سے صدیوں پہلے اس حقیقت کو اس وقت بیان کر چکا ہے جبکہ دنیا کو اس کا تصور بھی نہ تھا اور ہر جگہ نظام بطلیموس کا اعتقاد پھیلا ہوا تھا۔

الم نجعل الارض کفاتا احیاء و امواتا کیا ہم نے زمین کو نہیں بنایا جو زندوں اور مردوں کو اپنی طرف سمیٹتی اور کھینچتی ہے۔

کشش شمسی اور قرآن

زمانہ جدید کی تحقیقات نے واضح کر دیا ہے کہ اگر کرۂ ارض پر پہاڑ نہ ہوتے پہاڑوں کے نہ ہونے سے اس کرۂ ارض کا ثقل کم ہو جاتا تو آفتاب کی کشش اسے ساڑھے نو کروڑ میل کے فاصلہ پر نہ رہنے دیتی بلکہ یہ زمین اپنے موجودہ مدار اور مقررہ مقام کو چھوڑ کر آفتاب سے جا لگتی لیکن قرآن کریم میں صدیوں پیشتر یہی حقیقت بیان کر دی گئی تھی وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بکم ہم نے زمین میں میخیں لگا دی تا کہ نہ اپنی جگہ سے جنبش نہ کرنے پائے اور آفتاب کی کشش اُسے اپنی طرف نہ کھینچ لے۔

اجرائے نظام شمسی و قرآن

تقریباً ایک صدی کا زمانہ منقضی ہوا کہ فرانس کے ایک ہیئت دان نے پہلی مرتبہ اپنی تحقیق کا اعلان کیا کہ آفتاب اپنے متعلقہ ستاروں کو لیکر کسی خاص سمت کو جا رہا ہے اور نظام شمسی میں گونہ تغیر رونما ہو چلا ہے حالانکہ اس سے پیشتر آفتاب اپنی جگہ ساکن اور قائم مانا جاتا تھا لیکن قرآن کریم بارہ سو برس پیشتر یہی بتا چکا تھا چنانچہ ارشاد ہے والشمس تجری لمستقر لها ذلك تقدير العزيز الحكيم اور آفتاب ہے کہ اپنے مستقر کی طرف چلا جا رہا ہے یہ اندازہ عزیز اور زبردست و علیم خدا کا بنایا ہوا ہے۔

ضیائے شمس و نور قمری اور قرآن

ایک مدت مدید گزر جانے کے بعد بڑے بڑے سائنس دانوں نے تحقیق کی کہ سورج ذاتی طور پر روشن ہے اس میں جو روشنی ہے وہ خاصہ کی ہے چاند کی روشنی اپنی روشنی نہیں بلکہ اسے روشنی عاریتاً سورج سے ملی ہوئی ہے اس انکشاف پر بھی دنیا میں بڑی مسرت کا اظہار کیا گیا تھا اور فاضل محقق کو نہ صرف یہ کہ بہت سراہا گیا تھا بلکہ اس کی پوری حوصلہ افزائی کی گئی تھی لیکن یہ بھی کوئی نئی بات نہ تھی اور نہ اللہ کے علم میں کوئی چیز نئی چیز ہو سکتی ہے قرآن شریف پہلے ہی اس پر روشنی ڈال چکا تھا۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاء و القمر نورا وہی قادر مطلق ہے جس نے

چیز سے اخذ کی جائے تو رد کیجئے

گردش آفتاب و ماہتاب اور قرآن

آفتاب و ماہتاب کی حرکت کے متعلق سائنس دانوں اور محققوں نے اب معلوم کیا ہے کہ یہ اپنے محور پر گھومتے اور گردش کرتے رہتے ہیں لیکن قرآن کریم اس مسئلہ کو بھی بہت پیشتر ظاہر کر چکا ہے الشمس والقمر بحسبان آفتاب و ماہتاب حسبان سے ہیں یعنی اپنے محور پر گردش کرتے رہتے ہیں۔

اس قسم کی ایک دو نہیں چند نہیں ہزار ہا باتیں اور انکشافات ایسے ہیں جو پہلے دنیا کو معلوم نہ تھے اب تحقیق ہوئے ہیں لیکن قرآن ان پر پہلے ہی روشنی ڈال چکا ہو فلسفہ بارش فلسفہ ارتقا فلسفہ کشش فلسفہ مناظر و مرایا اور اسی قسم کے مختلف علمی نکات بشدید موجود ہیں قرآن کے متعلق یہ بھی واضح کر دینے کی ضرورت ہے کہ وہ کوئی سائنس فلسفہ ہیئت اور طبیعات کی کتاب نہیں اور نہ اُسے یہ دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کو علم موالید ثلثہ علم حیوانات علم نباتات علم برقیات یا آہن سازی ناہنگری اور نجاری یا معماری کی تعلیم دینے کے وہ دنیا کو فن تہذیب اخلاق تزکیہ نفس اور آئین حیات سکھانے والی کتاب ہے اور بندوں کو عروج ارتقا کی بلندیوں پر پہنچا کر سعادت انسانی کے آخری مرتبہ پر پہنچانے والی کتاب ہے پھر بھی اس میں ایسے نکات ایسے اشارات اور ایسے رموز موجود ہیں کہ ہر علم و فن پیشہ کے متعلق رہبری و رہنمائی ہو سکتی ہے۔

لوہا بہت معمولی چیز ہے کام اس سے ہر زمانہ میں لیا گیا لیکن جو اہمیت اس کی اس زمانہ میں آشکار ہوئی وہ کبھی نہ تھی جہازوں میں ریلوں میں پلوں میں کلوں میں آلات جراحی میں مشنری میں سب جگہ اسی کی کارفرمائی نظر آ رہی ہے اور سونے سے زیادہ اہمیت اسے حاصل ہو گئی ہے قرآن کا کمال دیکھئے کہ اس نے نقرہ و طلا جیسی گرانبہا چیزوں کے متعلق نہیں لوہے جیسی اس وقت بے حقیقت و بے قیمت شے کے لئے فرمایا کہ اس میں انسانوں کے لئے بہت سی منفعتیں مرکوز و مضمر ہیں و فیہا منافع للناس۔

تعلیمات قرآنی کی کرشمہ کاریاں

قرآن وہ کتاب اور وہ مؤثر درس ہے جس کی ایک ایک آیت نے سینوں کے اندر قلوب کو مرغ بسمل بنا دیا ہے عربوں نے اس کا نام "جادو" رکھا تھا جانے دیجئے ان باتوں کا کیا یہ اس کا کچھ کمال نہ تھا کہ اس نے ان عربوں کو جو جہالت و وحشت اور ذمائم و قبائح کی ناپاکیوں سے لتھڑے ہوئے تھے اور جن کی پستیوں اور ذلتوں کی

بہترین فاتح، بہترین مقنن، بہ[illegible] معلم، بہترین متمدن، بہترین مصلح بہترین شجاع اور بہترین [illegible] بن گئے اس وقت عیسائیت بھی زوال و ذلت کی گہرائیوں سے لبریز تھی بلاشبہ لوتھر نے ان میں روشن خیالی اور روشنی پیدا کی لیکن وہ روشنی کیا آسمانی عیسائیت یا علوم یورپی سے حاصل ہوئی تھی نہیں اور ہرگز نہیں وہ روشنی تعلیمات قرآن ہی کی روشنی تھی یقین نہ آئے تو تاریخ ارتقائے یورپ اٹھا کر دیکھ لیجئے پاپائے روم کی طرف سے اس پر کفر کے جو فتاوے صادر کئے گئے تھے ان کا متن پڑھ لیجئے رومن کیتھولک فرقہ کے پیشواؤں نے لوتھر کو "محمدی کتے" کا خطاب بھی دیکر جہاں اپنے قلبی خبث کا اظہار کیا تھا وہاں یہ بھی جتا دیا تھا کہ وہ بھی "لوتھر" کی اصلاحی سعی و جہد کو تعلیمات اسلام ہی کا ثمرہ سمجھتے اور خیال کرتے ہیں، بیشک مغربی عیسائی آج ترقی کے فلک الافلاک پر فائز ہیں یہ درجہ انہیں کیونکر نصیب ہوا اور وہ اسباب کیا تھے جو ان کی ترقی و عروج کے باعث بن گئے۔ یہی نہیں آپ ان اعمال کی ایک فہرست بنا لیجئے جن کی وجہ سے آج انہیں مادی فوقیت حاصل ہے لیکن یہ نکتہ ذہن نشین رہے کہ تحقیق کا دامن کسی مرحلہ پر بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے فہرست بنا کر انجیل پڑھو اور اگر انجیلی تعلیم اور ان کے اعمال میں کوئی مطابقت نظر نہ آئے تو پھر قرآن کے اوراق الٹیے آپ متحیر ہوں گے کہ وہ سب کے سب قرآن میں موجود ہوں گے۔

عیسائیوں ہی پر کچھ منحصر نہیں ہندوؤں کے متعلق بھی یہی حقیقت جلوہ گر نظر آئے گی مسلمانوں کی آمد سے پہلے ان کی کیا حالت تھی اور اب کیا ہے قرآنی تعلیمات نے بالواسطہ و بلاواسطہ دونوں طریق پر ان کے عقائد و اعمال میں انقلاب پیدا کیا آریہ سماج اور برہمو سماج کیا ہیں! اور ان کے قائم ہونے سے ان کی نکات معاشرت میں کیا کیا انقلاب پیدا ہوئے اور برابر ہوتے چلے جاتے ہیں قاضی محمد سلیمان صاحب نے لکھا ہے اور خوب لکھا ہے کہ:۔

"جن قوموں اور مذہبوں نے قرآنی تعلیمات کو علانیہ طور پر تسلیم نہیں کیا انھوں نے بھی کم از کم آشنا تو کیا کہ اپنی ان کتابوں میں ان کا ہونا تسلیم کیا جو اس سے صدہا سال پیشتر یا صدہا سال بعد میں وجود میں آئی تھیں آپ یہودیت عیسائیت موبدیت بودھ مت اور ہندو میت کے سناتن یا آریہ دھرم کے حالات قبل از نزول قرآن پڑھیں اور پھر بعد کے حالات پر ایک نظر ڈالیں تو آپ کو اس دعوے کی صداقت پر فوراً اعتماد و یقین ہو جائے گا اب خواہ کوئی قرآن کریم کے فیوض کو مانے جیسا کہ مشہور بانیان برہمو سماج کا حال ہے یا جیسا کہ رومن کیتھولک

ہے مگر انھوں نے قرآن کی تعلیم کو اختیار کر لیا ہے اور کرتے جا رہے ہیں یہی نہیں ہر وہ قوم جو ترقی کے میدان میں دوڑنا چاہتی ہے مجبور ہے کہ قرآنی تعلیم کو اپنا لیتی رہے جہاں تک مجھے علم ہے دنیا میں صرف ایک قرآن ہی ایسی کتاب ہے جو الیوم اکملت لکم دینکم کی بشارت سناتی ہے"

مولانا حافظ محمد اسلم نے بھی "تاریخ القرآن" میں یہ فقرہ بہت صحیح اور درست لکھا ہے کہ:۔

"کوئی ایسی تعلیم جو انسان کی روحانیت کے لئے مفید ہو اور دنیا کی کسی کتاب سے نکالی جا سکتی ہو غیر ممکن ہے کہ وہ قرآن کریم میں نہ ہو"

قرآنی آئین پر دیگر اقوام کا عمل

مغرب والے طلاق تعدد ازدواج، وراثت اور عقد ثانی وغیرہ قوانین اسلام پر ہمیشہ اعتراض کرتے رہے اور یہی حالت ہندوؤں کی رہی لیکن زمانہ نے انہیں بہت جلد بتا دیا کہ صحیح راہ عمل وہی ہے جو اسلام پیش کرتا ہے ہندوؤں میں عقد ثانی یا بیواؤں کی شادی کتنا بڑا عیب بلکہ گناہ تھا مگر اب ہر جگہ بیواؤں کی شادیوں کا دستور بڑھتا چلا جاتا ہے چھوت ہندو دھرم کا ایک جزو ہے اور ذات پات کی تفریق ان کے یہاں مذہباً بہت ضروری ہے ہندو صدیوں سے چھوت برتتے اور ذاتوں کی تفریق کو تقویت پہنچاتے چلے آئے ہیں مگر اب انھیں اسلامی روشنی میں اس کے ترک کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی ہے۔

ابھی ہندو جماعت اسے عام طور پر قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور ہمارے نزدیک اسے وہ اس وقت تک تسلیم ہی نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنے تمام نظام معاشرت کو درہم برہم نہ کریں یا اسلام قبول نہ کر لیں تاہم اونچے حلقوں میں اس کا رواج بڑھ چلا ہے اور اسلام کے قانون مساوات کو نہ صرف ہندو بلکہ ساری دنیا تحسین کی نظروں سے دیکھ رہی ہے طلاق کو یورپ دوسری صورت میں صحیح منظور کر چکا اور ہندو اس کے متعلق مسودہ قانون مرتب کر رہے ہیں وراثت کے قانون اسلامی پر ہندوؤں اور عیسائیوں دونوں کی حریصانہ نگاہیں پڑ رہی ہیں اور دونوں اس قانون کو رواج دینا چاہتے ہیں، جنگ عظیم کے بعد یورپ نے تعدد ازدواج کے مسئلہ پر بھی غور شروع کر دیا ہے اور جب تک وہ اس پر کاربند نہ ہوگا اس کی مشکلات کا انسداد نہ ہوگا خواتین ہند و یورپ کی طور بے محابا آزادی نے دونوں ملکوں کے فضلاء کو ایک سوچ میں ڈال دیا ہے انکی نگاہیں بار بار اسلامی پردہ کی طرف اٹھ رہی ہیں ہندو جماعتیں تو علانیہ کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کو آزادی کیا

تعلیمات قرآنی کے بصیرت افروز مظاہر

تمام تعلیمات قرآنی پر مشتمل دعا دینی مضمون کو ایک ایسا وسیع الذیل مضمون ہے جس کی تسوید و ترتیب پر آج تک شاید کوئی قابل سے قابل بھی کامیاب نہ ہو سکا ہو بلدی تو بساط ہی کیا ہے تاہم اس مضمون کو ہر حیثیت سے ایک مکمل اور جامع مضمون بنانے کے لئے اس کی بہت ضرورت ہے کہ تعلیمات قرآنی پر ایک نظر ڈالی جائے اور کچھ بصیرت افروز ... چند شکلیں ہم نے فرزندان توحید کے سامنے پیش کی جائیں تاکہ انکی بھی آنکھیں کھلیں اور [illegible] ہستی کا حقیقی راز کیا ہے اور اگر وہ اس پر عمل شروع [illegible] ان کی خزاں بہار سے مبدل ہو سکتی ہے: اللہ اخرجکم من بطون امھاتکم لا تعلمون شیئا میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا کر کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں تمہاری ماؤں کے بطن سے پیدا کیا اور نکالا ہے اور تم اس حالت میں پیدا ہوئے تھے کہ تمھیں دنیا کی کسی چیز کا بھی کوئی حس نہ تھا بات و ... آداب سکھا تا وہ آداب جن پر اگر انسان عامل ہو کار بند رہے تو صرف یہ کہ اس کی زندگی عیش و اطمینان کے ساتھ بسر ہو بلکہ وہ لازماً عروج وارتقا کی بلندیوں پر فائز ہو جائے انسان جب ہوش سنبھالتا ہے اور بڑا ہوتا ہے تو سب سے پہلے اسے ماں باپ سے اور اس کے بعد عزیز و اقارب سے واسطہ پڑتا ہے۔

والدین کا احترام

مغرب نے ہمیشہ طاقت پرستی کی ہے اس لئے وہ کسی کمزور کو اس قابل ہی نہیں سمجھتا کہ وہ دنیا میں زندہ رہے ماں باپ بوڑھے ہو کر کمزور ہو جاتے ہیں اور اولاد روز بروز طاقت ور ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے مغرب اولاد کا حق تو تسلیم کرتی ہے کہ ماں باپ اسے پالیں اور پرورش کریں اور تعلیم دلائیں لیکن اولاد پر ان کا کوئی حق تسلیم نہیں کرتا یورپ میں ایسے قوانین موجود ہیں جن کی رو سے ہر شخص مجبور ہے کہ خواہ خود بھوکا ہی رہے مگر بچوں کو پوری غذا پہنچائے لیکن ایسا کوئی قانون بھی وہاں نہیں بنا جس کی رو سے اولاد بھی والدین کی امداد و خدمت پر مجبور کی جا سکے مغربی پولیس ان ماں باپ پر مقدمہ چلا دیتی ہے جو بلا سبب ظاہری علالت کمزور نظر آئیں مگر وہ اس نالائق اور کشیدہ ... بیٹے کو کبھی حوالات کی کوٹھری میں نہیں ٹھونستی جو خود لذیذ لذیذ اغذیہ قیمتی اشربہ اور زرق برق ملبوسات میں رہتا ہے اور اس کے کمزور والدین ڈبل روٹی کے دو سوکھے ٹکڑوں کو ترستے ہیں۔

مغرب کا یہ قانون اس کی بہیمیت اور سبعیت پر مبنی ہے کہ وہ ماں باپ جیسے محسنوں اور سرپرستوں اور غمخواروں کے متعلق اس درجہ سرد مہری برتتا ہے اسلام انسانیت اور تہذیب کا علمبردار ہے وہ جس کا جتنا حق ہوتا ہے اسے دلاتا ہے کمزور کا

کتنا بے کہ قضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا یعنی تمہارے پروردگار نے قطعی حکم دیدیا ہے کہ لوگوں اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ اور والدین میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بوڑھے ہو جائیں تو ان کے سامنے اف بھی نہ کرنا نہ انھیں جھڑکنا ان سے کچھ کہنا بھی ہو تو ادب کے ساتھ کہنا اور محبت کے ساتھ خاکساری کے ان کے سامنے بازو جھکائے رکھنا اور نہ صرف یہ بلکہ ان کے لئے یہ دعا کرتے رہنا کہ اے پروردگار جس طرح انھوں نے مجھے چھوٹے سے کو محبت و شفقت کے ساتھ پالا اسی طرح تو بھی ان پر اپنا رحم و کرم مبذول رکھیو۔

دوسری جگہ قرآن پھر تاکید کرتا ہے ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن وفصالہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک ہم نے انسان کو اس کے والدین کے حق میں تاکید کی ہے کہ ہر حال میں ان کا ادب ملحوظ رکھے کیونکہ اس کی ماں نے جھٹکے پہ جھٹکے اور تکلیف پر تکلیف اٹھا کر اسے اپنے پیٹ میں رکھا اور پھر کہیں دو برس میں جا کر اس کا دودھ چھڑایا اسی لئے ہم نے حکم دیا ہے کہ ہمارا بھی شکر گذار رہے اور اپنے والدین کا بھی کیا دنیا کے کسی قانون اور کسی مذہب میں ماں باپ کی اتنی عزت افزائی نظر آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ماں باپ کا بھی نام لے رہا ہے ہندو مذہب میں بیٹا جوان ہو کر ماں باپ پر خنجر ڈال سکتا ہے اور اگر وہ جائداد کو کچھ خطرے میں دیکھے تو اسے تقسیم پر مجبور کر سکتا ہے لیکن اسلام ہر حالت میں مطیع و فرمانبردار رہنے کی تاکید کرتا ہے۔

ذرا دیکھئے تو اسی ماں کے متعلق جسے دنیا کا کوئی مذہب مہر کا حقدار نہیں دیتا ہے اور نہ ترکہ کا مالک اسلام کن لفظوں میں اس کا ذکر کر رہا ہے اور کیسے شریفانہ آداب سکھا رہا ہے کہ ان کے سامنے اف بھی نہ کرو اور سامنے جاؤ بھی تو مؤدبانہ سر جھکائے ہوئے حاضر ہو یہ تہذیب یہ شریفانہ آداب قرآن اور صرف قرآن ہی کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ جب بچے ابتدا ہی سے اطاعت کی عملی تعلیم حاصل کریں گے تو اول تو ان کی زیر ہدایت وہ بہترین تعلیم و تربیت حاصل کر سکیں گے دوسرے وہ بڑھ کر بہترین انسان اور مہذب شہری ثابت ہوں گے کہ نظام سلطنت اور نظام عالم کی بنائیں بھی اطاعت ہی پہ ہیں تیسرے ان میں احسان شناسی کا ملکہ پیدا ہوگا اور فرعونیت وکبر سے بچے رہیں گے

قرآن اور فلسفۂ شادی

اس باپ کی اطاعت کرتا ہے جو اپنے تیار ہوتے ہیں۔ پہلا شادی ہو گئی متاہل زندگی کے متعلق سنئے قرآن کیا کہتا ہے ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ اس آیت میں سب سے پہلے ازدواجی فلسفہ پر روشنی ڈالی ہے اور بتایا ہے کہ یہ اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے ہم نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں اور اسلئے پیدا کیں کہ تمہیں ان سے سکون و راحت ملے پھر ان دونوں میں دوستی و محبت بھی پیدا کی۔

اللہ کا حکم ہے قرآن کی آیت ہے اس لئے ایک ایک لفظ اور ایک ایک فقرے میں صدہا نکات مضمر و مرکوز ہیں جن کی تشریح کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے تمہاری ہی جنس سے، کا کیا مطلب؟ اس کا معنی یہ ہے یعنی بیوی کو ذلیل و حقیر نہ سمجھ لینا اس لئے کہ وہ کسی دوسری جنس سے تعلق نہیں رکھتیں انسان ہیں اور تمہاری طرح تمام حقوق انسانی سے بہرہ مند ہونے کا انہیں بھی حق حاصل ہے "لتسکنوا" کے معانی بھی سمجھ لیجئے "سکینت" وہ آرام ہے جس سے دل و دماغ کو پورا آرام ملے تھکن اور ماندگی شعبت کے ساتھ ختم ہو جائے آرام میں سکون مسرت اور کیف ہو اور اس سے تازگی پیدا ہو یہی لفظ "نیند" اور رات کے لئے بھی قرآن کریم میں استعمال کیا گیا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص دن بھر کے کام کے بعد رات کو سوتا ہے تو اسے اس نیند میں کتنا لطف آتا ہے اور اس سے کتنی تازگی اور فرحت پیدا ہوتی ہے۔

اسی نسبت سے "خواب نوشین" اور "میٹھی نیند" کہا گیا ہے۔

اب "مودت" اور "رحمت" کے معانی پر غور کیجئے "مودت" کہتے ہیں گہری اور جاں نثارانہ دوستی کو اور "رحم" سے مراد ہے رشتہ داری یعنی میاں بیوی کے تعلق میں مودت اور رحم دونوں ہیں دونوں میں دو قسم کے تعلقات ہیں ایک تو رشتہ داری جیسا اور دوسرا گہرے دوستوں جیسا گو میاں بیوی دونوں غیر ہیں مگر عقد کے بعد باہم جو تعلق پیدا ہوتا ہے وہ دونوں کو گویا رشتہ دار بھی بنا دیتا ہے اور گہرا دوست بھی جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ میاں بیوی میں گہرے دوستوں جیسی انتہائی بے تکلفی ہم خیالی اور محبت اور رشتہ داروں جیسی الفت ہمدردی اور خیر خواہی ہونی چاہیئے اللہ تعالیٰ قرآن میں یہ واضح کر رہا ہے کہ میاں بیوی دونوں باہم گہرے دوستوں اور رشتہ داروں جیسا تعلق رکھیں ایسا تعلق قائم ہونے کے بعد انھیں سکینت اور پورا آرام اور لطف نصیب ہوگا۔

قدیم و جدید عہد میں بڑے بڑے فضلاء عالم نے تعلقات زوجیت کے فلسفہ پر بحث کی ہے مگر کیا آپ کسی فاضل کسی فلاسفر کی تحریر اور کسی مذہب کی مقدس کتاب سے ثابت کر سکتے ہیں کہ اس میں اس رشتہ و تعلق پر اس جامعیت کے ساتھ اتنی لطیف و دقیق نظر ڈالی گئی ہو ایک آیت میں پوری ایک کتاب کا مضمون سمو کر دینا قرآنی بلاغت کا کیا ادنیٰ مظاہرہ ہے حقیقت یہ ہے کہ دنیا نزول قرآن سے پہلے اور بعد اس رشتہ کی اہمیت ہی نہ سمجھ سکی اور نہ مسلمان سمجھتے ہیں اسی لئے تہذیب کی اتنی ترقی پر بھی مغرب والوں کی حیات معاشرہ بالکل تباہ ہے کاش اس تعلق پر بہترین نظر وہی ہے جو قرآن نے کی ہے اور جس کی لطف آپ کو اور کہیں نہ ملے گی بھی دے گی۔

قرآن اور زن و شو

جہاں تک پوزیشن اور نظام معاشرت کے قیام کا تعلق تھا وہاں تو مرد کو عورت پر گونہ فضیلت دی الرجال قوامون علی النساء بما فضل اللہ بعضھم علی بعض وبما انفقوا من اموالھم فالصلحت قنتت حفظت للغیب بما حفظ اللہ والتی تخافون نشوزھن فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ان اللہ کان علیا کبیرا یعنی مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی گئی ہے امیر خانہ اور نافذ الحکم بتایا گیا ہے اس لئے نہیں کہ مرد کسی اور جنس سے تعلق رکھتے ہیں یا ان کے ساتھ کوئی رعایت رکھی گئی ہے بلکہ اس لئے کہ ایک تو اللہ کا قانون ہی یہ ہے کہ بندوں کی حالت یکساں نہ ہو اور اس نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے جو مردوں مردوں اور عورتوں عورتوں میں بھی نظر آتی ہے دوسرے یہ کہ مرد اپنی اپنی گاڑھی چوٹی اور محنت و مشقت کی کمائی ہوئی دولت خرچ کرتے ہیں پس نیک اور فرمانبردار عورتیں وہ ہیں جو اللہ کی ربانی حفاظت کے ساتھ غائبانہ حفاظت و نگہبانی کرتی ہیں اور جن عورتوں سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ نافرمانی کرینگی تو نافرمانی کرنے پر پہلے انھیں نصیحت کرو اس پر بھی اگر باز نہ آئیں تو ان کو ان کی خوابگاہ میں تنہا چھوڑ دو اور ان کے پاس نہ جاؤ اور اگر اب بھی باز نہ آئیں تو پھر انھیں مارو لیکن اگر وہ کہا مان لیں تو پھر ان کے اوپر الزام کی راہیں تلاش کرتے نہ پھرو بیشک اللہ تعالیٰ بڑے رتبہ والا ہے۔

مرد کی فضیلت کا راز

یہاں تک تو تنہا انتظام کا مسئلہ یا پوزیشن کا سوال مرد کو خرچ کرنے کی رعایت اور اہمیت انتظام کے پیش نظر اسے ایسی ہی فضیلت دی گئی جیسی میونسپلٹی کے صدر کونسل اور اسمبلی کے پریذیڈنٹ شہر کے حاکم صوبے کے گورنر اور والی کو ہوتی ہے تاکہ گھر میں گڑ بڑ نہ ہو ایک کا کہنا چلتا رہے ظاہر ہے کہ اگر مرد اپنی چلاتا عورت اپنی چلاتی دونوں اپنی اپنی رائے پر اصرار کرتے تو جھگڑا رہتا جیسا کہ مغرب کے گھروں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے عورت مشورہ دے سکتی ہے اور بس اور یہی چاہیئے رہے حقوق انسانی تو جس طرح اسلام نے آقا و نوکر حاکم و محکوم اور بڑے اور چھوٹے کو

رابر کر دیا۔ اسی طرح خاوند اور شوہر کو بھی برابر کر دیا و لھن مثل الذی علیھن بالمعروف یعنی مردوں کی طرح عورتوں کے حقوق بھی مردوں پر ہیں گھر میں مرد حاکم ہے اور عورت رعایا ہے۔ حاکم پر رعایا کے حقوق بھی ہیں جنہیں ادا کرنا اس کا فرض ہے۔

مردوں کو صاف الفاظ میں حکم دیا گیا ہے وعاشروھن بالمعروف یعنی بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو۔ یہ آیت دیکھئے ارشاد ہوتا ہے ھن لباس لکم وانتم لباس لھن یہاں ایک لفظ لباس ہی میں ایک جہان معانی پوشیدہ ہے اور قرآنی بلاغت پر حیرت ہوتی ہے لباس سے انسان کی ستر پوشی ہوتی ہے حیثیت بھی معلوم ہوتی ہے۔ عزت کا بھی احساس ہوتا ہے شان بھی پیدا ہوتی ہے اور عریانی بھی لباس سے بدل جاتی ہے اللہ تعالیٰ کو یہ بتانا مقصود ہے کہ تم اس رشتہ کو معمولی نہ سمجھو اس کے لئے بغیر انسان بھی نہیں جوان اور دیوانہ معلوم ہوتا ہے جس طرح لباس کے بغیر انسان بے حقیقت و عریاں نظر آتا ہے اسی طرح عورت مرد کے بغیر اور مرد عورت کے بغیر کوئی حقیقت کوئی عزت اور کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

تکمیل انسانیت اور شادی

دوسری خاص بات یہ ہے کہ تکمیل انسانیت شادی ہی کے بعد ہوتی ہے اور مرد و عورت دونوں مل کر پورے انسان ہو جاتے ہیں قرآنی تعلیمات کی سود مندی کے متعلق اس سلسلہ میں کہا تھا کہ حاسد و سالمی ان جائے کوئی شعبہ بھی تشنہ نہیں رہنے دیا گیا حکم ہوتا ہے احل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین یعنی تم پر جو عورتیں حرام کر دی گئی ہیں ان کے علاوہ سب عورتیں تم پر حلال ہیں مگر اس لئے حلال نہیں ہیں کہ جس سے چاہا تمتع کیا اور خواہش نفسانی پوری کر لی بلکہ اس طرح کہ انھیں باضابطہ نکاح میں لاؤ مہر ادا کرو اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ اور ایک حقیر و ذلیل مخلوق نہ سمجھو۔ جن لوگوں نے کبھی عورت کی عزت کا تصور بھی نہیں کیا اور جو لوگ ہندوستان میں سولہویں صدی تک عورتوں میں روح کی موجودگی اور عدم موجودگی پر بحث کر رہے تھے اور جنہوں نے اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ میں بھی عورت کو ترکہ اور وراثت سے محروم کر رکھا ہے وہ غور سے آنکھیں کھول کر قرآن کی تعلیم دیکھیں۔

الہی کا مقرر کیا ہوا معیار ہے کہ کسی قوم کی تہذیب کا اندازہ لگانے کے لئے یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ اس کا سلوک عورتوں کے ساتھ کیا رہا ہے اب اس معیار پر اسلام پورا اترتا ہے یا وہ مذاہب و اقوام جنہوں نے روحانی، مالی، اقتصادی، معاشرتی اور تمدنی ہر حیثیت سے عورت کو انتہائی پستی میں گرا رکھا ہے اسلام نے اس کی عام حیثیت بھی بلند کی عام انسانی حقوق سے بھی اسے بہرہ مند کیا وراثت و ترکہ میں شریک کر کے اس کی مالی پوزیشن بھی مضبوط کر دی۔ تریدوت کے تنگی اور باپ دادا کی قرقہ کے لوگوں کو باپ اور بہن سے بیاہ کر لینے میں آج بھی تامل نہیں ہوتا۔ درحال کہ آج بھی ہندوستان کے ہر گوشہ میں بہت سے ہندو اور سکھ بیاہ میں بالکل حلال سمجھا جاتا ہے بڑے بڑے ہندو راجہ نہ صرف یہ کہ دو حقیقی بہنوں کو بیک وقت بیاہ لیتے تھے بلکہ بہن سے بھی شادی کر لیتے تھے راجہ داہر والی سندھ کے گھر میں اس کی حقیقی بہن بیاہی تھی عرب میں سوتیلی ماؤں کو بیویاں بنا لینے کا عام دستور تھا۔ اسلام نے سورۂ نساء میں ان تمام بے حیائیوں کا خاتمہ کر دیا۔

قرآن اور حیات معاشرتی

لڑکا جوان ہو گیا ہے اور شادی کرنے کی آرزو رکھتا ہے یہ اس کی اپنی زندگی کے آرام و راحت کا معاملہ ہے اس لئے اسلام عام اجازت دیتا ہے فانکحوا ما طاب لکم من النساء جو عورت تمہیں پسند آئے اس سے نکاح کر دیہ نہیں کہ دل نہیں چاہتا لوگوں اور بزرگوں کے مجبور کرنے سے شادی کر لی اور زندگی کو بے لطف بنا دیا۔

وان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ — تم دو تین چار عورتوں سے بھی شادی کر سکتے ہو اس صورت میں کہ ان کے ساتھ ہر حیثیت سے مساویانہ و منصفانہ سلوک کرو لیکن اگر ڈر ہو کہ ایسا نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔

محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان — دیکھو نکاح کرو شوق سے کرو تمہیں اس کی پوری آزادی ہے مگر باقاعدہ نکاح کرو اور حلال طور پر رکھو یہ نہ کرو کہ نفس پرستی اور تکمیل خواہش نفسانی کے لئے گھر میں ڈال لو۔

لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا — یہ جائز نہیں کہ عورت چاہے یا نہ چاہے یا نہ چاہے اور تم زبردستی اس کے وارث بن بیٹھو۔

ولا تضاروھن — دیکھو عورتوں کو ضرر نہ دو تکلیف نہ دو۔

ولا تمسکوھن ضرارا — انھیں ضرر اور تکلیف پہنچانے کیلئے نہ روکو

فعظوھن واھجروھن فی المضاجع واضربوھن وان خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا اصلاحا یوفق اللہ بینھما۔ — اگر تمہاری بیوی تمہاری اطاعت نہ کرے تو اس نافرمان کو پہلے نرمی و محبت کے ساتھ سمجھاؤ نہ مانے تو اس کا بستر علیحدہ کر دو پھر بھی باز نہ آئے تو سزا دو مگر خفیف اس طرح بھی نہ مانے اور اصلاح نہ ہو تو پھر کر دو میاں اور بیوی دونوں کے خاندان سے دو حکم انتخاب کر کے ان کے سپرد اتفاق کی خدمت کر دی جائے اگر دونوں کی نیت نیک اور ارادہ اصلاح کا ہو گا تو اللہ تعالیٰ ان دونوں میں باہم اتفاق پیدا کرا دیگا۔"

یہ تھا عام طور پر شادی انتخاب زوجیت اور جھگڑے پیش آنے کا مسئلہ اب عام سلوک کے متعلق سنیئے۔

وعاشروهن بالمعروف فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔ | دیکھو عورتوں سے نیک سلوک کرتے رہو اور اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے کہ تمہیں جو چیز ناپسند ہو اللہ تعالیٰ اسی میں تمہارے لئے خیر و برکت کے سامان پیدا کر دے۔

بتائیے حیات معاشری اور عورت و مرد کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہا جا سکتا تھا نیز ہمیں دنیا کی کوئی ایسی مذہبی کتاب بتائی جائے جس میں حیات معاشری کے متعلق انسان کی رہنمائی اس موثر بہتر علاقلانہ اور موثر انداز میں کی گئی ہو۔ کی جانا تو ایک طرف مطول کتابوں میں بھی آپ کو چار الفاظ بھی نہ ملیں گے ایک مسلمان بہ آسانی اپنی حیات معاش کے لئے قرآن سے ہدایت و نصیحت حاصل کر سکتا ہے مگر ایک ہندو ایک یہودی ایک عیسائی اور ایک بدھ کو آپ اس معاملہ میں بالکل بے بس پائیں گے اور ان سے اس سلسلہ میں اس کی مذہبی کتب کچھ نہ بتا سکیں گی۔

قرآن اور حیات اقتصادی

حیات معاشری کی طرح حیات اقتصادی بھی نہایت اہم ہے اتنی کہ انسانی زندگی کا راحت و آرام اور نشو و ارتقا کا راز اسی کی بہتری میں مضمر ہے دیگر اقوام کے نوجوانوں کو اپنے مذہب اور اپنی کتب مقدسہ میں کچھ بھی نہ ملیگا اور وہ دنیاداری اور اقتصادیات کے متعلق کوئی رہنمائی حاصل نہ کر سکیں گے بلکہ اسے الٹی ان میں مال و دولت اور آرام و عیش کی امیرانہ زندگی بسر کرنے کی برائیاں ہی جابجا نظر آئینگی ایک ہندو ہے عیسائی ہے، بدھ ہے نوجوان ہے شادی ہو چکی ہے فطرتاً اسے یہ آرزو ہے کہ وہ امیر بنے اور عیش سے زندگی بسر کرے مگر اس کا مذہب ہے کہ اسے مایوس کر رہا ہے لیکن اسلام نے اس سلسلہ میں فطرت انسانی کے عرض و طول و عمق کے ہر پہلو کو مدنظر رکھا ہے۔

کلوا من طیبات ما رزقناکم وعملوا صالحا۔ | ہم نے جو اچھی اور لذیذ چیزیں اور نعمتیں پیدا کی ہیں انھیں مزے کے ساتھ کھاؤ پیو اور اچھے اور نیک کام کرتے رہو۔

من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ | خدا نے اپنے بندوں کے لئے جو نعمتیں اور تزئین و آرائش کی چیزیں پیدا کی ہیں انھیں حرام کس نے کیا ہے۔ یہ الفاظ دیکر اللہ کی نعمتوں سے آزادی کے ساتھ لطف اٹھاؤ۔

لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم | کسب معیشت و تجارت کرنے میں کوئی معصیت نہیں تم مال لیکر بازاروں اور میلوں میں جاؤ خرید و فروخت کرو اور یہ نہ خیال کرو کہ

اثنا میں اس غرض سے بھی شریک ہونا گناہ ہے۔

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ | جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو پھیل جاؤ اور تجارت میں مشغول ہو

وجعلنا لکم فیہا معایش قلیلا ما تشکرون | ہم نے تمہاری زندگی اور زندگی کے تمام سامان زمین میں بنا رکھے ہیں کھانے اور پینے کی تمام چیزیں زمین میں پیدا کر دی ہیں لیکن بہت کم لوگ ایسے ہیں جو ان چیزوں کا کھوج لگاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں۔

وجعلنا النہار معاشا | ہم نے تو دن بنایا ہی اس لئے کہ تم محنت و کام کر کے روپیہ کماؤ اور کسب معیشت کرو۔

ولا تنس نصیبک من الدنیا | دنیا میں تمہارا جو حصہ ہے اس طرف سے غافل نہ رہو اور اسے نہ بھولو۔

لیس للانسان الا ما سعی | انسان کو اتنا ہی ملتا ہے جتنی وہ کوشش کرتا ہے۔

اس طرح معاش و معیشت کی فضیلت بتا کر کہ اس زمانہ میں اس کے متعلق نہایت گمراہ کن اور افسردگی خیز خیالات پھیلے ہوئے تھے کمانے خرچ کرنے اور پس انداز کرنے کے طریقے و عروج حاصل کرنے کی تدابیر بتائیں۔

ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما | دیکھو اپنا مال بیوقوفوں کو نہ دے دیا کرو کیونکہ یہ ایسی چیز ہے جس پر انسانی معیشت کے استحکام کا دار ہے۔

اس طرح گویا قرآن نے فرزندان توحید کو سعی و محنت اور معاش پر آمادہ کیا اور دنیا میں ترک علائق و ترک اسباب کے متعلق جو ایک طوفان اٹھا ہوا تھا اسے روکا اور بتایا کہ دنیا والوں نے رہبانیت اور ترک دنیا کو جو مذہبی اہمیت دے رکھی ہے اور راہبوں اور دنیا چھوڑ کر جنگلوں میں مصروف عبادت رہنے والوں کو تقدس کا جو درجہ دیدیا گیا ہے وہ ٹھیک نہیں۔

دنیا دار العمل ہے دار الاسباب ہے یہاں سرفرازی اور سربلندی اسی کے لئے ہے جو محنت سے کسب رزق تلاش کرے اور اپنا بار کسی دوسرے پر نہ ڈالے۔ تجارت کو سب سے زیادہ اہمیت دی انتہا یہ ہے کہ سورۃ الایلاف میں تجارت کو اپنے احسان کے نام سے موسوم کیا اور جو صحابہ عکاظ اور دیگر منڈیوں اور بازاروں میں جانے کو گناہ سمجھنے لگے تھے انھیں لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم فرما کر وہاں جانے اور تجارت کرنے کی اجازت دی اور اسے اپنا فضل بتایا ظاہر ہے کہ جب انسان لیس للانسان الا ما سعی کے ماتحت پوری سعی و محنت سے کام لیگا اور یہ سمجھ کر کام کریگا کہ جتنی محنت و سعی کروں گا مجھے اتنا ہی اجر ملیگا تو لازماً اس کی حیات اقتصادی

سنبھلتی جائیگی اور اگر اس نے منشائے ایزدی اور قفل بیں (؟) سمجھ کر تجارت کو ہاتھ میں لے لیا تو اس کے ساتھ اس کی ملت اور اس کے ملک کی حالت بھی ترقی کر جائے گی اور اقتصادی اعتبار سے وہ خوشحالی کی زندگی بسر کرنے لگیگا۔

قرآن اور حیاتِ مالی

قرآن کریم میں مال کی جو اہمیت واضح کی گئی ہے آسے ہم ابھی ظاہر کر چکے ہیں جعل اللہ لکم قیاما کتنا لبریز معانی فقرہ ہے لفظی معنی تو یہیں کہ مال وہ چیز ہے جس سے انسان کھڑا ہوتا ہے لیکن کہہ لے ہونے ہی یہ ایک نئے معانی و مفاہیم مضمر ہے پہلے یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ فیابات الٰہیہ میں ہمیشہ تمثیل کی زبان اختیار کی گئی ہے کیونکہ طبیعت انسانی محسوسات اور مرئیات کی تمثیل سے بہت جلد نتائج و مقاصد تک پہنچ جاتی ہے اور مطالب الٰہیہ اور قضایائے حکمیہ کے درس و تفہیم کیلئے تمثیل و تشبیہ سے کام لینا ناگزیر ہے و لقد ضربنا فی ھذا القرآن من کل مثل لعلھم یتذکرون خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن میں مثالیں پیش کی ہیں تاکہ تم ان سے بآسانی سمجھ کر نصیحت و عبرت حاصل کرو مثال و تشبیہ سے یہ بھی بات ہے کہ بڑے سے بڑا مضمون مختصر الفاظ میں بیان ہو سکتا ہے ہم گذشتہ باب میں ثابت کر چکے ہیں کہ ایک لباس کی تشبیہ سے قرآن کریم نے کتنے حقائق بے نقاب کئے۔

یہی صورت یہاں قیام کی ہے سوچئے کہ انسان کس طرح کھڑا ہوتا ہے ظاہر ہے کہ وہ پاؤں سے کھڑا ہوتا ہے اور اگر پاؤں نہ ہوں تو انسان ایک مجبور محض ہستی ہے نہ چل پھر سکتا ہے نہ آجا سکتا ہے نہ جہاد و حج کے ثواب سے متمتع ہو سکتا ہے نہ محنت و مشقت کے کام سے جہاں چاہے وہاں جا کر روپیہ پیدا کر سکتا ہے رفع حاجت سے بھی مجبور ہے بلکہ خود پانی بھی نہیں پی سکتا اور ہر امر میں دوسروں کا محتاج ہے لیکن اگر پاؤں موجود ہیں تو اسے کسی کی امداد کی ضرورت نہیں وہ آزاد ہے جو چاہے کرے جہاں چاہے جائے جہاد میں لڑے حج کرے دنیا میں پھرے زمانہ کو دیکھے اور لطف حیات اٹھائے اب آپ قرآنی تشبیہ کے کمال پر غور کیجئے کہ اس نے مال و دولت کو پاؤں سے تشبیہ دیکر کتنے وسیع مطالب نگاہوں کے سامنے پیش کر دیئے ہیں اور بتا دیا ہے کہ دیکھو روپیہ کو ضائع نہ کرو بیوقوفوں کو نہ دو فضول نہ اڑاؤ یہ وہ چیز ہے جس سے تم جو چاہو کر سکتے ہو جہاں چاہو جا سکتے ہو اپنی کیا دوسروں کی بھی ضروریات رفع کر سکتے ہو جہاد لڑ سکتے ہو اور ہر طرح کے لطف اٹھا سکتے ہو اور بغیر مال کے تم ایسے ہی رہ جاؤ گے جیسے کہ ایک بے پیر دل کا آدمی ہوتا ہے کہ جزئیات و فرعیات تک میں دوسروں کا محتاج ہے ایک بیکس ہے جس کی زندگی دوسروں کے رحم پر ہے ایک مجبور ہے جو آپ پانی بھی نہیں پی سکتا ایک فلک زدہ ہے جو ہر امر میں دوسروں کا دست نگر ہے ایک محتاج ہے جس کا امر کے سوا کوئی نہیں ہو۔

دل کی آنکھوں سے دیکھئے کہ ایک بے زر اور ایک بے پیر ہر معاملہ میں یکساں ہیں یا نہیں یہ قرآنی اعجاز نہیں تو آپ اسے اور کیا کہیں گے کہ اتنے بڑے وسیع مطالب ایک لفظ میں ادا کر دیئے اور بے زری و مفلسی کی بیچارگیوں کی ایک جیتی جاگتی تصویر سامنے پیش کر کے دولت کی اہمیت واضح کر دی۔

دیگر مذاہب اور دولت

قرآن نے یہ اس وقت کہا جبکہ دنیا کے تمام مذاہب دولت اور دولتمندوں کی مذمت کر رہے تھے۔ عیسائیت کا حکم ہے کہ اہل دولت آسمان کی بادشاہت میں داخل نہیں ہو سکتے۔

بدھ مت پیشوایان مذہب تک کو گداگر اور سائل بننے کی اجازت دیتا ہے یہودیت نے دولت کی قدر و اپنی ضرورت ہے مگر ان کی دولت کے ثمرات و فوائد صرف فقرائے بنی اسرائیل تک محدود ہیں دوسرے ترک دنیا اور ترک اسباب کی بھی تعلیم دوش بدوش موجود ہے۔

ہندومت میں سادھو بن سنیاس اور جوگ کو بڑا تقدس حاصل ہے ہر انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ عمر کے آخری حصہ میں سنیاس دھارن کرے اور ساتھ ہی گھر مانگ کر کھائے اس میں دولت و دنیا داری سے بےدلی بے تعلقی اور سنیاس بہت بہتر بتایا گیا ہے لیکن اسلام نے اسے ستون معاشرت محافظ عزت اور کفیل آرام و راحت بتایا ہے اور ترک دنیا کو حرام قرار دیکر اس کے برائی کرنے والے بھی باقی نہیں رہنے دیئے قرآن کریم میں مال کو اٹھائیس جگہ فضل اکیس جگہ خیر اور بارہ جگہ حسنہ و رحمۃ کے لفظ سے یاد کیا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور انسانی فطرت ہمیشہ عیش و آرام کی آرزومند رہی ہے جس کا ذریعہ دولت ہے پھر ایک صحیح اور سچا مذہب بھلا دولت کی تنقیص کیونکر کر سکتا تھا اب آپ خود غور کریجئے کہ فطرت انسانی کی تشنگی اسلام سے دور ہوتی ہے یا دیگر مذاہب سے عیسائیوں کو دیکھئے کہ وہ آج کہاں تک تعلیمات اسلام پر کاربند ہیں دنیا کچھ کہے دانستہ یا نادانستہ اس کا عمل اسلامی تعلیم ہی پر ہے۔

گرانبہا قرآنی مالی تعلیم

مال کی اہمیت کو دنیا میں سب سے پہلے واضح کر کے اسلام نے دولت بنانے کی بہترین صورت پیش کی ہے ایسی صورت جیسی کہ دنیا کی اقتصادیات و مالیات کے بڑے سے بڑے ماہر بھی دنیا کے سامنے پیش نہ کر سکے اور یہ موثر اور بلیغ انداز تو قرآن ہی کے لئے مخصوص ہے جو فرزندوں کی گہرائیاں

میں اتر جاتا ہے اور جسے ایک عالی سے عامی بھی بہ آسانی سمجھ لیتا ہے
دنیا میں کمانا ایک چیز ہے خرچ کرنا دوسری چیز بچانا تیسری چیز اور بچا کر بڑھانا چوتھی چیز کمانے کے لئے ایک درجہ خرچ کرنے کے لئے سو درجہ بچانے کے لئے ہزار درجہ اور بڑھانے کے لئے لاکھ درجہ عقل کی ضرورت ہے کمانے کو تو ایک بے عقل سے بے عقل مزدور اور عامی بھی کما سکتا ہے اصل چیز خرچ کرنا اور بچانا ہے اس کے متعلق قرآنی کمالات دیکھئے حکم ہوتا ہے۔

کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین | کھاؤ پیو عیش کرو تمھیں اس سے کوئی نہیں روکتا البتہ اپنی ضرورت و حیثیت

سے زیادہ خرچ نہ کرو کیونکہ اللہ تعالے حیثیت و ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے والوں سے محبت نہیں کیا کرتا۔

ولا تبذر ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین۔ | ایک پیسہ بھی بیجا اور بے ضرورت خرچ نہ کرو ایسے لوگ تو شیطان کے

بھائی ہیں انھیں وہی سزا دی جائیگی جو شیاطین کی سزا ہے۔

اسراف و تبذیر میں یہی فرق ہے کہ تمہاری حیثیت چار آنہ گز کا کپڑا پہننے کی ہے سوا چار آنے گز کا پہنوگے تو اسراف ہے گناہ ہے اور اگر کہیں آٹھ آنے گز کا کپڑا پہن لیا یا بے ضرورت جوتا کپڑا خرید لیا تو یہ سب تبذیر میں داخل ہو گیا. ناچ رنگ کھیل تماشے اور عیاشی وغیرہ کے مصارف بھی اسی ذیل میں آتے ہیں کتنی پاکیزہ تعلیم ہے اور کتنی بہتر ہدایت کہ سب کچھ کرو مگر حیثیت و ضرورت دیکھکر کرو۔

ولا تبسطھا کل البسط پوری آیت اس وقت یاد نہیں ہے کا مفہوم یہ ہے کہ نہ تو بخل کرو اور نہ فضول خرچی میں روپیہ اڑاؤ کیونکہ ایسا کروگے تو تم افسردہ اور محزون ہو کر بیٹھ جاؤگے تکلیف بھی ہوگی اور ہمت بھی ٹوٹ جائے گی۔

جو فضول خرچی نہ کرے گا حیثیت کے مطابق خرچ کریگا یقیناً اس کے پاس روپیہ پس انداز ہوگا اور وہ ضرور ایک روز مالدار ہو جائیگا کیونکہ اُسے اللہ کی راہ میں بھی خرچ کرنا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا انفقوا من طیبت ما کسبتم | جو کچھ تم نے کمایا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔
الذین یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون اولٰئک ھم المومنون حقا لھم درجت عند ربھم و مغفرۃ و رزق کریم | جو لوگ نماز پڑھتے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہی سچے ایماندار ہیں اور انھیں کیلئے خدا کے نزدیک درجات ہیں اور مغفرت و عزت کی روزی ہے یعنی اللہ کی راہ

میں خرچ کروگے تو اللہ تعالے اور برکت دیگا۔

وانفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت | جو کچھ تمھیں دیا ہے اس میں سے خدا کی راہ میں خرچ کرو اس

سے پہلے کہ تم آغوش اجل میں خفتہ ہو۔

ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ روپیہ اور دولت ایسی چیز ہے جو اللہ کی یاد سے غافل بنا دیتی ہے انسان مغرور ہو جاتا ہے ظلم کرنے لگتا ہے اس سے ہوشیار ہو۔

یا ایھا الذین امنوا لا تلھکم اموالکم (سورہ مومنون) | ایمان والو دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے مال تمہیں غافل بنا دیں۔

سرمایہ داری کی لعنت اور قرآن

اس زمانہ میں کبھی دولت اتنی نقصان رساں چیز نہ تھی جتنی آجکل ہے اس عہد میں سرمایہ داری کے نظام نے دنیا کو تباہ کرکے رکھدیا ہے۔ ایک شخص کھڑا ہوتا ہے یا چند دولتمند اکٹھے ہوکر ایک عظیم الشان کارخانہ اپنی دولت کے بل پر کھڑا کر دیتے ہیں اور سینکڑوں چھوٹے چھوٹے کارخانہ داروں کو مقابلہ کرکے تباہ کر دیتے ہیں لوگ برباد ہوتے ہیں مگر ان کی دولت میں برابر اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے آج سرمایہ داری دنیا کے لئے ایک لعنت بنی ہوئی ہے سرمایہ دار اپنے مفاد کے مقابلہ میں غرباء کی کوئی پرواہ نہیں کرتے زیادہ سے زیادہ کام لیتے اور کم سے کم معاوضہ دیتے مالدار دولت کے ذخائر اکٹھے کرتے چلے جاتے ہیں اور غریب رات دن اور غریب ہوتے رہتے ہیں ہندوستان کی ساری صنعت و تجارت انگلستان کے سرمایہ داروں کی تعیشات کی بھینٹ ہو رہی ہے روس نے پنجالہ لائحہ عمل سے دنیا پر اور بربادی طاری کر رکھی ہے روپے والوں میں مقابلے ہوتے ہیں اور نادار و غریب تباہ ہوئے جاتے ہیں بڑے سرمائے اور بڑی مشنری سے نسبتاً کم وقت اور کم خرچ سے زیادہ سے زیادہ مال تیار ہوتا ہے ایک لاکھ روپے والے اگر ایک پائی فی روپیہ کے نفع سے بھی مال فروخت کرے تو بھی ہزار بارہ سو روپے کما لیگا لیکن جس کا سرمایہ ہزار روپے ہے اگر وہ ایک آنہ دو آنہ فی روپیہ بھی نفع لے تو کیا خود کھائے اور کیا بچوں کو کھلائے جرمنی لالٹین تین روپے کو فروخت کرتا ہے امریکہ ڈھائی روپے پر ڈھائی لاکھ لالٹین دینے کو تیار ہو جاتا ہے جاپان انتہا ہے کہ ڈیڑھ روپے ہی کو دیگا جاپان کی ارزاں فروشی نے خود انگلستان کی صنعت کو خصوصاً کپڑے کی صنعت کو بری طرح متاثر کر رکھا ہے ہندوستان کی ملیں بند ہو رہی ہیں سرمایہ داری کے زور پر ایک قصاب بنا ہوا ہے۔

پنجاب کے کاشتکاروں اور زمینداروں پر ۹۰ کروڑ قرض ہے جس کا سالانہ سود دہ ۱۹ کروڑ روپیہ دینے پر مجبور ہیں

ملک والے چاہتے ہیں حکومت کا بھی منشا ہے کہ مزدوروں کے مفاد کی حفاظت کر ہوں لیکن سرمایہ دار سا ہو کار نہیں مانتا اور اپنے سرمایہ کے زور پر کونسل کے ممبران کی رائے بھی خرید لیں آج سرمایہ دار کو اپنے نفع اندوزی زر کے سوا کسی سے ہمدردی ہے اور نہ کسی کا درد قرآن شریف نے اس ذہنیت کی شدت کے ساتھ مذمت کی ہے اور جھکڑ دیا ہے۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم — جو لوگ سرمایہ داری میں پڑ گئے ہیں اور سونا چاندی فراہم کرتے چلے جاتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے غریبوں کی پرواہ نہیں رکھتے انھیں شدید ترین عذاب دیا جائیگا

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون — بخلاف ازیں جو ایسا نہیں کرتے ایمان لاتے ہیں نیک عمل کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں زکوۃ دیتے ہیں اقربا، غربا اور مستحقین کی امداد کرتے رہتے ہیں انھیں خدا کے یہاں آخرت میں بڑا اجر دیا جائیگا نہ انھیں کوئی خوف ہوگا اور نہ غم۔

کتنی بہتر اور اعلیٰ تعلیم ہے اور خرچ کے معاملہ میں کیسی بصیرت افروز رہنمائی کی ہے اگر آج مسلمان صرف کلوا واشربوا ولا تسرفوا ہی پر عمل کرنے لگیں تو ان کی عسرت و ناداری کا طلسم دو دن میں ٹوٹ رہ جائے مصیبت تو یہ ہے کہ یہ کمائی سے زیادہ خرچ کرتے ہیں اور اسراف و تبذیر کے شکار رہیں۔

نمود و نمائش اور قرآن

مسلمان تو نمود و نمائش میں تباہ ہو گئے دنیوی رسم و رواج کی بھاری زنجیریں ان کے پاؤں میں پڑ گئیں پیدائش سے لیکر موت تک شادی و غمی کے صد ہزار رسم و رواج اور ان پر بیشمار خرچ ہیں جو مسلمانوں کو کھائے جاتے ہیں ہر شخص کو یہ آرزو رہتی ہے کہ تقریب پر اتنا خرچ ہو کر نام ہو جائے ورنہ برادری میں ناک کٹ جائیگی لوگ برا کہیں گے لوگوں کے برا کہنے، نام ہو جانے اور برادری میں ناک بچانے کا تو اتنا خیال ہے کہ گھر بیچکر بھی لگا دیتے ہیں مگر خدا کا بالکل ڈر نہیں شادی و غمی میں کچھ خرچ نہ کرنا یا تھوڑا خرچ کرنا تو رسوائی کا باعث ہے لیکن قرضدار ہو جانا گھر فروخت کرکے تقریب پر خرچ کرنا یا حیثیت سے زیادہ صرف کر دینا ذلت نہیں قرآن ایسے مصارف کے متعلق کہتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس ولا یؤمن باللہ والیوم الاخر فمثلہ کمثل — اے ایمان والو اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور ایذا دیکر اکارت نہ کرو اس شخص کی طرح جو لوگوں کے دکھاوے اور نمود و نمائش کے لئے

صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلدا لا یقدرون علی شیء مما کسبوا — اپنا مال خرچ کرتا ہے اور خدا و آخرت پر ایمان نہیں لاتا اس کی مثال اس چٹان کی طرح ہے جس پر مٹی پڑی ہو مینہ کا پانی برسا جسنے سب کچھ صاف کر دیا اور جو کچھ کمایا تھا وہ کچھی ہاتھ نہ لگا۔

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے ایک عام فہم مثال سے مسئلہ کو سمجھایا ہے کہ اگر نمود و نمائش پر خرچ کر دوگے تو تمہارا سب کچھ کیا کرایا اکارت جائیگا اس خرچ کی مثال پتھر پر پڑی ہوئی اس مٹی جیسی ہے جو ایک ہی بارش میں صاف ہو جاتی ہے یعنی تم ہر بار ہر تقریب ہر موقعہ اور ہر شادی و غمی کی رسوم پر یہ سمجھکر خرچ کرو گے کہ تمہارا نام ہوگا تمھیں کچھ نہ کچھ ہوگا تمہاری عزت بڑھے گی لیکن ہر مرتبہ کی تمہاری یہ سعی ناکام ہوگی ہر بار پیسا کرایا خاک میں مل رہے گا کچھ دن بعد لوگ بھول جائینگے کہ فلاں کے یہاں کیا ہوا تھا ... رہو گے لوگ بھولتے رہیں گے اور آخر میں سمجھو گے کہ عمر بھر کی سعی ناکام ہوئی اور روپیہ مفت میں ہاتھ سے گیا۔

ہر تقریب اور ہر رسم پر شہرت و آبرو کے لئے روپیہ خرچ کرنے اور اس کے ضایع ہو جانے کے لئے جو مثال قرآن شریف نے پیش کی ہے اس سے بہتر سمجھ میں آنا تو ایک طرف اس مثال کی طرف بھی ذہن منتقل ہونا مشکل تھا تشبیہ اور ایسی تشبیہ جو عوام کا روزمرہ کا مشاہدہ ہو اور پھر تشبیہ بھی مصارف و رسوم کی اضاعت کے متعلق بیساختہ منہ سے واہ نکلتی ہے پھر ایک نکتہ پر اور غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کیا فرما رہا ہے وہ کہہ رہا ہے کہ نمود و نمائش ہی پر خرچ کیا ہوا روپیہ اکارت نہ جائیگا بلکہ ان صدقات کا روپیہ جن کا احسان جتایا جائے وہ بھی اسی طرح ضایع ہوگا گویا اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ دیکھو نہ تو صدقہ دیکر احسان جتاؤ نہ لوگوں کے دکھانے کے لئے خرچ کرو کہ ایسا روپیہ سب برباد جاتا ہے اور نہ اس کا ثواب ملتا ہے اور نہ یہ بھی اور ایسے لوگوں کو وہی سزا دی جائیگی جو ان لوگوں کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے بھی سارے عمل ضایع ہو جاتے ہیں اور کچھ ثواب نہیں ملتا۔

"ولا یؤمن باللہ والیوم الاخر" کے ساتھ ان مصارف کا ذکر کرنے کے یہ معنی ہیں کہ صدقہ دینے زکوۃ کا روپیہ خرچ کرنے شادی و غمی کی رسوم پر خرچ کرنے میں انسان ثواب کا پہلو بھی سوچتا ہے وہ کہتا ہے کہ زکوۃ فرض ہے اولاد کی شادی اور اعزہ کی میت پر روپیہ خرچ کرنا ثواب ہے اسی طرح اللہ اور آخرت پر ایمان نہ لانے والے بھی اپنے عمل اچھے ہی سمجھکر کرتے ہیں مگر نمود و نمائش کا لوث ان میں شامل ہوتا ہے اس لئے سب کیا کرایا برباد ہو جاتا ہے مسلمان اس بلا میں سب سے

زیادہ مبتلا ہیں وہ اس قرآنی ہدایت پر غور کر کے تنبہ حاصل کریں ورنہ خسرۃ الدنیا والآخرہ کے مصداق بنیں گے دنیا میں تو ایسے لوگوں کی تباہی و رسوائی آئے دن کا مشاہدہ ہے۔ آخرت میں جو کچھ پیش آئے گا وہ قیامت کے روز سب دیکھیں گے۔

دیگر احسان جتانا

امیر و غریب میں ازل سے ایک قدرتی عداوت رہی ہے اور جب کوئی شورش و ہنگامہ غدر و بغاوت یا فتنہ و فساد ہوا ہے تو غربا ہمیشہ امراء کو بلا تکلف لوٹتے رہے ہیں وہ جب امراء کو عیش کرتے دیکھتے ہیں تو انھیں اپنی تنگدستی کا خیال آکر قدرتاً امراء سے ایک کدورت ایک عناد پیدا ہوتا ہے مغرب میں آئے دن اس کے مظاہرے ہوتے رہتے ہیں وہاں سرمایہ دار اور مزدور دونوں معاند اور حریف فریق بنے ہوئے ہیں اور آئے دن فساد ہوتے رہتے ہیں اگر امراء کی طرف سے کہیں مہر و مہری یا نخوت کا اظہار شروع ہو جائے جو عموماً ہوتا ہے تو یہ عناد انتہائی تلخ صورت اختیار کر جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے چونکہ امیروں اور غریبوں دونوں کا پروردگار ہے اس لئے زکوٰۃ کا حکم دیکر اس نے دونوں کے مفاد کو پیش نظر رکھا اور اس ازلی عناد کو بھی مٹانے کی گونہ کامیاب سعی کی۔

امراء کو حکم دیا کہ سال بھر میں تمام مصارف کے بعد جو باقی رہے اس کا صرف چالیسواں حصہ اللہ کے نام پر دو اور ہر سال دیتے رہو روپیہ سے چونکہ محبت بھی ہوتی ہے اسلئے اس میں مقدم محبت والے ہی رکھے قرآن کی یہ ترتیب بھی نہایت حکیمانہ ترتیب ہے وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم ایک اور آیت میں سائلین بھی شامل ہیں۔ انسان کو سب سے زیادہ اعزاء سے محبت ہوتی ہے اور امداد بھی سب سے زیادہ انہی سے ملتی ہے اور خاندانی بھرم قائم رہتا ہے یہاں تک تو تعلقاتی معاملہ ذاتی و خاندانی معاملہ کے بعد قوم کا شمار ہے اور قوم کے لئے یتیم امداد پاکر بہت ممد ثابت ہو سکتے ہیں اس کے بعد وہ لوگ جنکے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہو پھر اجنبی پڑوسی پاس بیٹھنے والے غریب وغیرہ۔

عزیز جتنا فائدہ پہنچا سکتے اور بھرم قائم رکھ سکتے ہیں اتنے ہی نقصان و رسوائی کا باعث بن سکتے ہیں اب اگر غریب اعزا کی مستقل امداد ہوتی رہے اور ہر امیر اپنے غریب عزیزوں کی پرورش کا خیال رکھے تو خاندان کا بھرم بھی قائم رہے گا اور یہ لوگ وقت بے وقت جان نثاری کے لئے بھی تیار رہیں گے ایک طرف سے مالی امداد ہوگی اور دوسری طرف سے ہاتھ پاؤں کی لیکن اگر دیگر احسان جتایا جائیگا تو غیور خاندان کے لوگ بھی غیور ہی ہوتے ہیں ان کے جذبات کو ٹھیس لگے گی دل کو تکلیف پہنچیگی اور پھر اور مجبوری سے لیں گے لیکن لعنت بھیجیں گے کہ یہاں بھوکوں مرنا منظور ہے احسان لینا منظور نہیں اور جس امیر کو بھی اشتعال پیدا ہوگا وہ بھی ہاتھ روک لیگا اور دوسرا تلاش کریگا کتنے فتنے پڑ گئے ایک یہ مستحق محروم رہے دینے والے کا اجر بھی گیا اور دنیوی مفاد بھی کہ اعزا تو پھر بے تعلق ہو جائیں گے اور اگر ان کی حالت سقیم ہو گئی تو دیکھنے والے یہی کہیں گے کہ یہ فلاں امیر کے عزیز ہیں جو جوتیاں چٹخاتے پھرتے ہیں اس سے رسوائی بھی ہوگی اور سبکی بھی اور سب سے زیادہ یہ کہ خدا سے جو خفی بڑھنے لگے گی۔

یہ ربانی انتظام کتنا مفید اور بہتر انتظام ہے اگر ہر امیر اپنے غریب اعزا کی امداد کرتا رہے تو غربت و افلاس کی تمام تباہی خیزیاں بڑی حد تک کم ہو جائیں دیکھئے اللہ تعالیٰ نے سرمایہ داری کی لعنت کو فنا کرنے کیلئے کتنا معقول اور مفید انتظام کیا ہے زندگی میں غربا کی مستقل سالانہ امداد مرنے پر تمام بیٹے بیٹیاں اور پوتے پوتی بھتیجے وغیرہ شریک دولت برابر تقسیم ہوتی رہتی ہے پھر غربا اور امراء میں ایک تعلق قائم رہتا ہے اور وہ بیگانگی پیدا نہیں ہوتی جو آج یورپ میں دیکھی اور پائی جاتی ہے۔ اخلاقی پہلو سے غور کیجئے تو ایک دنیائے حیرت سامنے آجاتی ہے امراء کے قلب اس عمل سے نرم و گداز ہوتے رہتے ہیں غربا کی تنگدستی دیکھکر ان میں شکرگذاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھتی جاتی ہے دوسری طرف غربا میں اطاعت و انقیاد جاں نثاری و سپاس و احسان پذیری کے جذبات افزوں و متزاید ہوتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے محبت بڑھتی جاتی ہے خیال تو کیجئے ایک ایک حکم قرآنی میں کتنی حکمتیں اور مصلحتیں پوشیدہ ہیں۔

نہ دینے والوں کے لئے تو فبشرھم بعذاب الیم کی وعید ہے اب سنئے دینے والوں کو کیا کیا فوائد حاصل ہوں گے۔

الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ٥	جو خدا کی راہ میں خرچ کرتے رہتے ہیں اور دیگر احسان نہیں جتاتے اور نہ تکلیف دیتے ہیں ان کے لئے خدا کے یہاں بڑا درجہ ہے نہ انھیں یہاں کوئی خوف ہوگا اور نہ رنج

حیات تمدنی اور قرآن

انسان پیدا ہوا ماں باپ سلوک پر رہنمائی ہوئی بڑا ہوا شادی ہوئی اس کے متعلق سب کچھ بتا دیا پھر اقتصادی اور مالی پہلو سامنے آئے کہ معاشیات کے لئے یہ لازمی چیزیں ہیں ان پر نظر ڈالی کمانے خرچ کرنے دینے بچانے اور کاروبار کرنے کے لئے آئین بتائے اب تجارت کا معاملہ آیا تو سنئے:۔

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہو سکتی کہ [illegible] اس کو [illegible]

ذا الیہ حسن [illegible] گھروں میں داخل ہونے کی اجازت لو۔

ذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منہا جب تمہیں سلام کیا جائے

راب میں اس سے بہتر سلام کرو۔

ذا قیل لکم تفسحوا فی المجالس فافسحوا مجلسوں اور صحبتوں میں تمیز و

لیقہ سے بیٹھو اور زیادہ جگہ نہ گھیرو۔

قصد فی مشیک اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔

الوالدین احسانا وذی القربی والیتمی والمساکین وقولوا للناس

سنا والدین سے رشتہ داروں سے یتیموں سے محتاجوں سے نیک

وک رکھو اور لوگوں سے اچھی باتیں کیا کرو اور کشادہ پیشانی سے ملا کرو۔

المومنون اخوۃ خوب سمجھ لو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں

ائیوں ہی جیسا سلوک کرو اور بھائیوں ہی کی طرح باہم ملیجلو۔

فتنہ "زر" اور قرآن

دنیا میں فتنہ کا باعث بیشتر زن زر اور زمین رہے ہیں اور ایک

تیسری چیز زبان بھی ہے جسنے اس دور میں بہت اہمیت اختیار کرلی

ہے ان کے متعلق قرآنی احکام اور ان کی موثریت پر غور کیجئے کہ شر

ن کی جڑیں کاٹنے اور ان کی اصل تک اکھاڑ کر پھینکدینے کی کیسی

ؤثر تدابیر بتائی گئی ہیں اور کیسی فقید المثال انتظام کیا گیا ہے لوگ

سرول سے بے ایمانی بددیانتی اور خیانت برتتے ہیں ناجائز طریق

ال اڑا لے اور کھانے کی سعی کرتے ہیں قرض لیکر نہیں دیتے اسی

صد ہزار جھگڑے اور لڑائیاں پیدا ہوتی ہیں مقدمے لڑتے ہیں

ادتیں بڑھتی ہیں اسلام نے ان سب کی جڑ پر کاری ضرب لگائی۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا اللہ تمہیں حکم دیتا

ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو بلا تامل واپس کر دیا کرو۔"

ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب اور امانت کی اچھی اور قیمتی رکھکر

اس کے بدلے میں خراب نہ دو اور حلال کے بدلے حرام نہ لو۔

ان اللہ لایحب الخائنین اللہ تعالے خیانت کرنے والوں کو نہ

پسند کرتا ہے اور نہ ان سے محبت کرتا ہے۔

ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا

جو لوگ یتیموں کا مال ناحق اور ظلم سے کھاتے ہیں وہ مال نہیں کھاتے

بلکہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں [illegible]

ولا تؤتوا السفھاء اموالکم [illegible] فان انستم منھم رشدا فادفعوا

الیھم اموالھم [illegible]

[illegible] اور جب ان میں عقل آ جائے تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا

فریقا من اموال الناس بالاثم اپنے ایک دوسرے کے مال کو ناجائز طور

پر نہ کھاؤ اور حکام کے پاس اس غرض سے نہ جاؤ کہ اس طرح تمہیں

اس مال کا کچھ حصہ خورد برد کرنے کو مل جائے۔

لا تخونوا اللہ والرسول وتخونوا اماناتکم یعنی مقدمے لڑانے اور مکانوں

اور زمینوں پر قبضہ کرنے کے لئے دعووں سے احتراز کرو خدا اور رسول

کی خیانت نہ کرو اور نہ آپس کی امانتوں میں خیانت سے کام لو۔

واپسی امانت، اجتناب خیانت احتراز مال یتامی اور مقدمہ بازی

سے گریز کے متعلق سب کچھ بتا کر اور یہ سمجھا کر کہ اگر تم ایک دوسرے کا

مال ناجائز طور پر کھانے کی سعی کروگے تو جھگڑے ہوں گے۔ قرض اور

معاملہ داری کے متعلق ہدایت سنئے۔

یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ

ولیکتب بینکم کاتب بالعدل ولا یاب کاتب ان یکتب

کما علمہ اللہ فلیکتب ولیملل الذی علیہ الحق ۔۔۔ الایۃ

جب تم کسی سے میعادی قرض لیا کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ لکھنا جاننے والے

کو بھی چاہیئے کہ وہ لکھنے سے انکار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالے نے اسے لکھنا

سکھایا ہے اس کا شکریہ یہی ہے اور جو مقروض ہے وہی لکھائے۔"

اگر مذکورہ احکام قرآنی پر عمل کیا جائے تو تمام ان فتنوں کا سدباب

ہو جاتا ہے جو مالی معاملات میں بددیانتی و بدمعاملگی سے پیدا ہوتے

ہیں ان احکام کی خلاف ورزی ہی کا یہ ثمرہ ہے کہ عدالتیں مقدمات

سے لبریز رہتی ہیں کہیں قرض پر جھگڑا ہے کہیں امانت کی واپسی پر

فتنہ "زن" اور قرآن

زر کے بعد زن کا درجہ ہے جس طرح دوسرے کے روپیہ کو ہتھیا

لینے اور نیت بد ہوجانے سے مالی جھگڑے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح

جب عورت باہر نکلتی ہے بن سنور کر سڑکوں پر گشت کرتی ہے تو

دیکھنے والوں کی نیت خراب ہوتی ہے کوئی چھیڑ دیتا ہے کوئی مذاق کرتا

ہے کوئی آوازہ کشی کرتا ہے اکثر دست درازیاں بھی ہوتی ہیں عصمت

دری کے واقعات بھی ہوتے ہیں کوئی اغوا کر لیجاتا ہے کہیں تعلق

قائم ہو جاتا ہے اور جب معلوم ہو جاتا ہے تو قدرتاً اشتعال پیدا

ہوتا ہے تو جھگڑوں سے گذر کر نوبت قتل تک پہنچتی ہے قرآن نے

اسی فتنہ کے انسداد کے لئے بہترین تدابیر سوچی ہیں اور وہ

آئین مقرر کئے ہیں کہ ان کے نفاذ کی صورت میں کوئی جھگڑا پیدا

ہی نہیں ہو سکتا۔

قل للمومنین یغضوا ابصارھم مومنوں سے کہدیجئے کہ وہ اپنی

ابصارهم ويحفظوا فروجهم | نگاہیں نیچی رکھا کریں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت رکھیں نیز مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہیں نیچی کرکے نہ چلیں اور اپنی

وقل للمومنات يغضضن من ابصارهن ويحفظن فروجهن۔

شرمگاہوں کی حفاظت کرتی رہیں۔

ولا تقربوا الزنیٰ انه کان فاحشة وساء سبيلا | نیچی نگاہیں رکھنے کا حکم دینے کے بعد فرمایا کہ دیکھو زنا کے قریب

بھی نہ پھٹکو کہ یہ نہایت ہی برا کام اور بہت ہی برا اور معیوب طریقہ ہے۔

ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة في الذين آمنوا لهم عذاب اليم في الدنيا والآخرة والله يعلم وانتم لا تعلمون | جو لوگ چاہتے ہیں کہ مومنوں میں بیحیائی پھیلے بے شرمی کی باتیں عام ہو جائیں انہیں دنیا اور آخرت دونوں جگہ عذاب دیا جائے گا اللہ جانتا

ہے اور تم نہیں جانتے کہ یہ کتنا برا کام ہے۔

ان الذين يرمون المحصنات الغافلات المومنات لعنوا في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم يوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون | جو لوگ سادہ کار اور دنیا کے چھل فریب نا واقف شادی شدہ عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں وہ دنیا اور آخرت دونوں میں ملعون ہیں اور قیامت میں انہیں بڑا عذاب دیا جائیگا اس روز ان کی زبانیں

اور ہاتھ اور پاؤں ان کے کرتوتوں کی گواہی دینگے۔

وانكحوا الايامىٰ منكم | اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح

کر دیا کرو کیونکہ نکاح نہ کرنے میں سو فتنے ہیں۔

ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها وليضربن بخمرهن على جيوبهن ولا يبدين زينتهن۔ | عورتیں اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اسکے جو پوشیدہ نہ رہ سکے اپنے گریبانوں پر آنچل ڈالے رکھیں اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ

کریں اور اس طرح بہک بہک کر نہ چلیں کہ ان کا سنگار غیر مردوں پر ظاہر ہو جائے۔

ولا تبرجن تبرج الجاهلية (سورۂ احزاب) | زمانہ جاہلیت کی طرح اپنا سنگار کھلی نہ پھرو۔

واقمن الصلوٰة وآتين الزكوٰة واطعن الله ورسوله | عورتیں نماز پڑھتی رہیں، زکوٰۃ ادا کرتی رہیں اور خدا اور خدا کے

رسول کی اطاعت کریں۔

ولا تقربوا الفواحش ما ظهر منها وما بطن۔ | بیحیائی کے تو قریب بھی مت جاؤ بے شرمی کے کام ظاہر ہوں کہ چھپے

[illegible] نکلنے میں بھی بے حیائی ہے اور جو عورتیں اپنی زینت اور رعنائی و زیبائی کو پوشیدہ رکھیں گی وہ نوں نماز کو بہت بیحیائی اور بے غیرتی سمجھتے ہیں دونوں نماز و زکوٰۃ اور ان احکام کے پابند ہوں گے بیحیائی کی باتوں کو پھیلانا عیب و معصیت سمجھا جائیگا بیواؤں کے نکاح ہو جائینگے تو پھر کوئی فتنہ پیدا ہی نہ ہوگا تہذیب جدید نے تو زنا کو جیسا کھلی ہوئی بیحیائی اور انتہائی معصیت بنا رہا ہے جرم ہی نہیں قرار دیا۔ حسین اور پرجمال عورتیں بیتری بنکر علانیہ باہر نکلتی ہیں ایک طرف جوش جوانی اور رعنائی جمال اور دوسری طرف مذہب سے بے نیازی خوف خدا کا فقدان فتنے نہ کیونکر پیدا ہوں بیواؤں کی شادی عیب اور بڑی عمر تک لڑکیوں کا شادی نہ کرنا اور پھر بن سنور کر باہر نکلنا فتنے کی راہیں نہیں تو اور کیا ہے

فتنہ زمین و زبان اور قرآن

فتنہ زمین تو دراصل فتنہ نفسی کا ایک جز ہے کسی کی زمین دبالی، دیوار پر قبضہ کر لیا کھیت کی مینڈھ بڑھالی مکان پر قابض ہو گئے وغیرہ مالیات اور زر ہی کے ذیل میں آجاتے ہیں اس لئے کہ جب صاف حکم ہے کہ کسی غیر کے گھر میں داخل ہونا کب روا ہوگا البتہ زبان کا فتنہ رہ گیا کہ کسی کو گالی دی جھوٹی گواہی دی کسی کا مذاق اڑایا آوازہ کس دیا طعن مارا برے نام سے کسی کو پکارا اس کے متعلق قرآن نے پوری رہنمائی کی ہے

لا يسخر قوم من قوم عسىٰ ان يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسىٰ ان يكن خيرا منهن ولا تلمزوا انفسكم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الايمان | مرد مردوں سے ہنسی اور تمسخر نہ کریں ہوسکتا ہے کہ وہ ہی ان سے اچھے ہوں اور ایک دوسرے پر حرف گیری اور عیب جوئی نہ کرے برے برے اور چھیڑنے کے ناموں سے کسی کو نہ پکارو مومن ہونے کے بعد ایسا

کرنا اور کسی کو برے ناموں سے پکارنا بہت ہی بری بات ہے۔

اجتنبوا كثيرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا يغتب بعضكم بعضا | بہت بدگمانیوں سے بچو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں کسی کے راز کی ٹوہ میں نہ رہو اور ایک دوسرے کی غیبت کرو،،

ان ہدایات کی روشنی میں کتنا امن دنیا کے اندر قائم ہو سکتا ہے کس خوبی سے فرمایا گیا ہے تم کسی کو چھیڑو گے حقیر اور حیا کو چھوڑ دو گے لیکن تمہیں کیا علم ہے کہ تم جسے حقیر اور برا سمجھ رہے ہو وہ تم سے اچھا ہی ہو مردوں ہی کو نہیں عورتوں کو بھی ہدایت ہے کہ کسی کا مذاق نہ اڑائیں

اور کسی کو ہوش نہ تھا ... مسلمان کہیں اور ان مزارات پر لڑ کر کٹ مرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔

اتفاق اور قرآن

اتفاق کہنے کو ایک معمولی لفظ ہے مگر خوب سمجھ لیجئے کہ مسلمانوں کی پسپائی کے اسباب میں اساسی اور بنیادی سبب ان کی نااتفاقی ہے جب جھاڑو بندھی ہوتی ہے تو سینک جیسی کمزور چیزیں بھی وہ قوت آجاتی ہے کہ توڑے نہیں ٹوٹتی لیکن کھل جائے تو ایک شیر خوار بچہ بھی اسے پارہ پارہ کر سکتا ہے اللہ تعالیٰ نے ابتدا ہی میں مسلمانوں کو سب کچھ سمجھا دیا تھا اور جب تک وہ سمجھتے رہے اور اس پر ان کا عمل رہا کوئی قوم ان کے مقابلہ پر نہ ٹھیر سکی جب انھوں نے تعلیمات قرآنی کو بھلا دیا ذلیل و خوار ہو گئے ہندو اور عیسائیوں کو جانے دیجئے یہودی، پارسی اور سکھ تو دنیا میں بہت چھوٹی قومیں ہیں لیکن اپنے اتفاق و اتحاد کے بل پر ہر جگہ کروڑوں مسلمانوں کے مقابلہ پر ڈٹ کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اتفاق میں روپیہ سے بھی کہیں زیادہ قوت ہے اور جو کام دولت اور روپے سے بھی نہیں ہو سکتا وہ اتفاق و اتحاد کی قوت سے بآسانی تکمیل پذیر ہو جاتا ہے قرآن میں ارشاد ہے۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔

دین کی ڈوری مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو انتشار و افتراق سے بچو اور وہ دن یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں میں محبت و الفت پیدا کر دی اور تم بھائی بھائی ہو گئے۔

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم۔ آپس میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ اس طرح تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی۔ تمہارا بھرم نکل جائے گا اور ہوا خیزی ہو جائیگی۔

کچھ سنا قرآن کیا کہہ رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کیا فرما رہا ہے اس نے ایک مختصر آیت میں نہ صرف یہ کہ متفق رہنے اور منتشر نہ ہونے کی تاکید کی ہے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ دیکھو اتفاق سے نہ رہے تو نہ صرف یہ کہ تمہاری ہمتیں پست ہو جائینگی بلکہ ہوا خیزی بھی ہو جائیگی یہ قرآنی کمال ہے کہ جو حکم دیتا ہے اس کے فوائد و نتائج بھی ساتھ ہی واضح کر دیتا ہے یہ نہیں کہ صرف حکم دیکر لوگوں کو تاریکی میں چھوڑ دے کیا آج مسلمانوں کی نااتفاقی نے ان کی ہوا خیزی نہیں کر رکھی ان کی ہمتیں پست ہیں قومیں ان کا بھرم نہیں کھل گیا اتنا کہ خود ان کی ٹھکرائی ہوئی قومیں ان پر دست درازی کر رہی ہیں اور قرآن نے جو کچھ پہلے دن بتلا دیا تھا آج وہ جیتی جاگتی صورت میں ہمارے سامنے نہیں۔

اس سے زیادہ اتفاق کی اہمیت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آقائے حقیقی نے اپنے احسانات میں ... ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے

وجہ کا احسان میں اپنے احسانات و نعمت سے تعبیر کیا ہے ایک جگہ قوم دوسرے اتفاق و معقول کے زندہ مظاہر ہمارے سامنے ہیں جو قوم کی ترقی کا راز ہیں ہے ان کا ایک چپراسی سے لیکر منسٹر تک اور ایک کسان سے لیکر رئیس تک سب ایک ہیں اور قومی معاملہ اور موقع پر سب ایک ہو جاتے ہیں مگر مسلمان نازک سے نازک اور اہم سے اہم موقع پر بھی نااتفاقی اور جھگڑے سے باز نہیں آتے ملک کی بلدیات مجالس اضلاع اور کونسلوں میں اس کے مظاہر ہر روز دیکھے جا سکتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی ہوا برابر اکھڑتی چلی جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے تو ولا تنازعوا حکم دیا ہے اور مسلمان نمازوں تک میں ادھر ادھر کھڑے ہونے تک پر جھگڑ پڑتے ہیں اور قوموں کے تمام امور اتفاق سے طے پا گئے ہیں مگر مسلمانوں کا ہر معاملہ میں جھگڑا رہتا ہے۔

پھر سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ ان کی نااتفاقیاں عداوتوں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں ایک دوسرے کی آبرو کا دشمن بنجاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت ہماری وہی حالت ہے جو زمانہ جاہلیت میں عربوں کی تھی کہیں گھاس لانے والے پر جھگڑا، کہیں پانی پینے پلانے پر جھگڑا اور کہیں گھوڑا آگے بڑھانے پر جھگڑا۔

صلح اور قرآن

مصالحت و اس کی خوبیوں سے بھی کسی کو انکار نہیں اس سے قوت بڑھتی ہے اور تمام قوم کو فائدہ پہنچتا ہے قرآن کہتا ہے اور صلح کی تعریف بتلاتا ہے۔

الصلح خیر۔ صلح کیا ہے ایک سعادت، ایک خیر، ایک برکت!!

واصلحوا ذات بینکم۔ باہم صلح کرو اور باہمی کینوں اور عداوتوں کو چھوڑ کر اپنی اصلاح کرو۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا۔ اور اگر لوگ صلح کرنے پر مائل ہوں تو تم بھی صلح کے لیے تیار ہو جاؤ۔

فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون۔ اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ وہ تم پر رحم کرے۔

انما المومنون اخوۃ۔ مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔

ذرا اس قرآنی اعجاز کو دیکھئے پہلے صلح کا فلسفہ بتایا تعریف کی پھر حکم دیا کہ صلح میں سراسر خیر ہے صلح رہے گے تو برکت ہوگی پھر فرمایا کہ اپنی تمام عداوتوں اور کینوں کو بھلا کر دل صاف کر لو تاکہ ان پر صلح کی اہمیت پیدا ہو جائے بالفاظ دیگر جھگڑے قلب صاف نہیں ہوتے وہی لڑتے جھگڑتے ہیں اس کے بعد حکم دیا کہ یہی نہیں کہ اپنے دل صاف کرو بلکہ اپنے بھائیوں کے دلوں کو بھی صاف کرنے کی کوشش کرو اور ان میں لڑائی ہو ان کے دل کشیدہ ہو گئے ہوں تو ان کے بھی صلح کرا دو، واتقوا اللہ کا ٹکڑا بتا رہا ہے کہ اگر دل صاف نہ ہوئے صلح نہ کی لڑتے رہے تو اللہ کا عذاب تم پر

نا اتفاقی ہوگا اور اگر مصالحت کر لی اور صاف ہو گئے تو اللہ تعالیٰ انہیں پر رحم کرے گا۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جہاں جھگڑا ہو وہاں عذاب نازل ہوتا ہے جہاں محبت و اتفاق ہو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت برستی ہے۔

مسلمانوں میں ایک اور مصیبت ہے کہ ان میں احترام اقارب اللہ وی القربیٰ کے متعلق الاقارب کالعقارب کی مثل مشہور ہو گئی ہے پھر تو ہر جگہ اپنوں میں خاندان میں رشتہ داروں میں شدید عداوتیں ہیں اور ایک دوسرے کی عزت کا لاگو ہے مگر قرآن شریف کہتا ہے۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربیٰ وآت ذا القربیٰ حقہ والمساکین وابن السبیل ذالک خیر للذین یریدون وجہ اللہ اولئک ہم المفلحون۔

اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کسی کو کسی طرح اس کا شریک نہ بناؤ اور والدین اور رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتے رہو رشتہ داروں کو ان کا حق پہنچاتے رہو جو لوگ اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہیں ان کے لئے یہی بہتر ہے اور یہی لوگ فلاح پائیں گے۔

یا ایہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منہا زوجہا وبث منہما رجالا کثیرا ونساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا

لوگو ڈرو اللہ سے جس نے تمہیں سب کو ایک ہی ہستی سے پیدا کیا اور ایک ہی جنس سے اس کا جوڑا مخلوق کیا اور پھر اس جوڑے سے بہت سے مرد و عورت پھیلائے اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے سے پرہیز کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ہر فعل و عمل کو دیکھتا ہے۔

وعباد الرحمٰن الذین یمشون علی الارض ہونا واذا خاطبہم الجاہلون قالوا سلاما۔ خدائے رحمٰن و رحیم کے بندے وہ ہیں جو دنیا میں امن و صلح اور خاکساری کے ساتھ بسر کرتے ہیں اور جب جاہل اور برے لوگ ان سے باتیں کرتے ہیں تو وہ جواب میں ان سے سلامتی و نرمی کی بات کہتے ہیں۔

سمجھے آپ خدائے قدوس رشتہ داروں کے متعلق جنہیں تم کالعقارب سمجھتے ہو کیا فرما رہا ہے یہی ان کے جو حقوق ہیں ہر حالت میں ادا کرو ان کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آؤ اور ان سے تعلقات قطع نہ کرو وہ برے بھی ہوں بری باتیں بھی کریں تو نرمی سے جواب دو اور اس معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو حامل قرآن و شارح کلام الٰہی نے تو صاف لفظوں میں فرما دیا تھا کہ رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا جنتی نہیں ہے اور ہونا چاہیئے کیونکہ احکام خدا وندی کی پرواہ نہ کرے گا وہ ضرور جہنم کا ایندھن بنے گا

[illegible] [illegible]

وہ حال بھی [illegible] کوئی [illegible]

کہ اصلاح کرنے کے بجائے [illegible] [illegible]

بداخلاقیوں کے خلاف قرآنی جہاد

[illegible] باز رہنے اور بالکل اجتناب کے متعلق قرآن حکیم دیتا ہے

ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان معصیت و ظلم کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کرو کسی کا ساتھ نہ دو۔

ولا تطع کل حلاف مہین ہماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم۔ ایسے شخص کا اعتبار نہ کرو کہنا نہ مانو، اطاعت نہ کرو جو قسمیں زیادہ کھاتا ہو وہ ذلیل ہے طعنے دینے والا ہے چغلیاں کھاتا ہے نیک کام روکتا ہے۔

اجتنبوا کثیرا من الظن الخ لگائی بجھائی کرنا بہت برے کام ہیں ان سے بچتے رہو۔

لا یسخر قوم الخ بہت بدگمانیاں نہ کرو کسی کے بھید کے پتہ لگانے کی جستجو میں نہ رہو غیبت نہ کرو کسی کا مذاق نہ اڑاؤ کسی سے تمسخر نہ کرو نکتہ چینی اور عیب جوئی سے پرہیز کرو کسی کو چڑاؤ نہیں برے القاب سے کسی کو نہ پکارو برے نام نہ رکھو۔

لا تاکلوا الربوٰا اضعافا مضاعفہ دگنا چوگنا سود نہ لو۔

یا ایہا الذین امنوا انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فہل انتم منتہون۔ ایمان والو شراب جوا اور پانسے اور بت سب شیطانی کام ہیں ان سے قطعی احتراز کرو تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو شیطان کا مقصد یہ ہے کہ وہ شراب اور جوئے سے تمہارے اندر بغض و عداوت ڈالے اور تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روک دے تو کیا اب بھی تم ان سے باز نہ آؤ گے۔

حرمت علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اہل لغیر اللہ
تم پر مردار، خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے حرام ہے۔

وما کان لمومن ان یقتل مومنا [illegible]

ولا تقربوا الفواحش ما ظہر منہا وما بطن [illegible]
اچھے معلوم ہوتے ہوں گے [illegible]
[illegible]
خواہ ان کی نوعیت کیسی ہی ہو [illegible]

[illegible]
[illegible] بلکہ انصاف کے ساتھ درست [illegible]
[illegible] ترازو سے [illegible]
[illegible] جو کچھ [illegible]
مکان ذوعسرة فنظرة الی میسرة اگر کوئی تنگدست ہو تو
مہلت دیدو اس وقت تک کی جب تک کہ وہ ادا کرنے کے قابل ہو۔
بخسوا الناس اشیاءهم ولا تنقصوا المکیال والمیزان
لوگوں کو چیزیں کم نہ دیکر و ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔
تعاونوا علی الاثم والعدوان آپس میں نہ لڑائی جھگڑے کرو اور نہ جھوٹ بولو
ؤدوا الامانات الی اهلها ولا تخونوا۔ امانتداروں کی امانتیں دیدیا
ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔
تبرجن تبرج الجاهلیة الاولیٰ زمانہ جاہلیت کی طرح سنگھار
بنا ٹھن کر بے پردہ باہر نہ نکلو۔
تمسکوهن ضرارا لتعتدوا عورتوں کو ستانے کے لئے گھروں
میں روکو اور ان پر زیادتی کرو۔
یجرمنکم شنآن قوم علیٰ الا تعدلوا عداوت کی وجہ سے کسی
ساتھ نا انصافی نہ کرو۔
اوفوا بعهد الله اذا عاهدتم اللہ کا عہد جب کرو پورا کرو کسی کے
وعدہ خلافی نہ کرو۔
الله لا یحب المفسدین فساد نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ مفسدوں سے
محبت نہیں کرتا۔
ہاں تک ذکر کیا جائے یہ صفحات تفصیل کے حامل کہاں ہو سکتے ہیں
قرآن اسی قسم کی تعلیمات سے بھرپور ہے کیا دنیا کی اور کوئی تعلیم دعویٰ
کر سکتی ہے کہ اس سے قرآن جیسی برابر اخلاقی تعلیم دی ہے اور اسی شدت
ساتھ بداخلاقیوں سے روکا ہے۔

صبر استقلال اور قرآن

صبر و استقلال اور جرأت و جلادت کی جیسی تعلیم
[illegible] دی گئی ہے دنیا کی کوئی مذہبی کتاب اس کی عشر عشیر بھی پیش
نہ کر سکی۔ صبر کا مفہوم صحیح سمجھنے میں صدر آخر کے مسلمانوں نے شدید ٹھوکر
کھائی اور اسی لئے ان کے سینوں سے جوش شجاعت بالکل ہی نکل گیا ہے
[illegible] میں جب بھی کوئی نقصان کسی کو نہ کسی چوٹ اور کسی موت کے
[illegible] کہا جاتا تھا کہ صبر کرو رونے اور افسوس کرنے سے کیا ہوتا ہے
[illegible] صبر کا مفہوم [illegible] مسلمان کا
[illegible] اپنی [illegible] کی
[illegible] استقلال اور حوصلہ

جہالت کی بدولت صبر جیسی چیز آج اس کا مفہوم ہے کہ ہم
بالکل مجبور ہیں ہماری تقدیر میں جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اب ہمارا مطلب کیا ہے
ہے صبر کر کے بیٹھ کیا کریں گے۔ انتہا یہ ہے کہ شکل صبر ہی یہی ہے کہ مجبوری
کا نام صبر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم آج صبر کا نام سنتے ہیں تو بے کسی اور مجبوری
کی ایک تصویر آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے قرآن کریم میں پڑھتے ہیں
تو اس لفظ سے کسی کے قلب میں کوئی جوش پیدا نہیں ہوتا پہلے ہماری تو
سمجھ میں یہ آتا تھا کہ اپنی بیچارگی کا شکوہ کر سکا اور خود کو مجبور محض خیال کر کے
خاموش ہو جانے والے صابروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے بڑے اجر
کیوں رکھے ہیں

یا جرأت بلکہ تو بہت ہمتی اور بزدلی ہے جو تمکا ئے جا ظلم سہتے جاؤ
نقصان اٹھائے جاؤ اور صبر کرتے رہو گویا صبر مجبوری کا ہی ہم
معنی بن گیا ہے مگر نہیں یہ ہماری غلط فہمی ہے۔ پہلے صبر کی تلقین کرنے
والوں کا مفہوم یہ ہوتا تھا کہ کیا نامردوں اور بزدلوں کی طرح حوصلہ ہار کر
افسوس کرنے بیٹھ گئے جب اللہ ساتھ ہے وہ معبود حقیقی اپنا مددگار ہے
جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے ہر نقصان کا نعم البدل عطا کر سکتا ہے
تو پھر رونے اور افسوس کرنے کا کیا مطلب ہے کوئی مر گیا مر جانے دو وہ
ساتھ ہے دیا تو کل گیا نکل جانے دو اللہ مددگار ہے کوئی نقصان ہو گیا
ہو جائے اللہ تعالیٰ تو تلافی کرنے کے لئے موجود ہے کچھ پرواہ نہ کرو ہمت
نہ ہارو حوصلہ سے کام لو اللہ کا نام لیکر کھڑے ہو جاؤ مصائب آتے ہیں
آنے دو بلائیں نازل ہوتی ہیں ہونے دو کوہ الم سر پر ٹوٹتے ہیں ٹوٹنے دو
بات ہی کیا ہے اللہ ساتھ ہے ہم کیوں ہمت ہاریں اور نامردوں کی طرح
دست تاسف ملتے بیٹھ جائیں ذرا یہ پڑھ کر اس کے معانی اور بیان والا
شان مفہوم پر غور کیجئے کہ صبر کے وہی معنی ہیں یا نہیں جو سمجھنے میں
ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس
وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصیبة قالوا انا لله وانا
الیه راجعون ہم لوگوں کو کچھ خوف و خطر کچھ تنگدستی و فاقہ کشی اور کچھ
جان و مال کے نقصان سے آزمائیں گے جو لوگ ان مصائب و نقصانات
پر صبر کریں گے اور کہیں گے کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی سے رجوع کرتے
ہیں ان کے لئے بشارت ہے یعنی بالفاظ دیگر جو لوگ اس قسم کے مصائب پر
جزع و فزع اور اظہار اضطراب و مایوسی کے بجائے استقلال و ہمت سے
کام لیں گھبرائیں نہیں اور فوراً کہیں کہ جب اللہ ہمارے ساتھ ہے اور ہم
اللہ کے ہیں جس کے ہاتھ میں کلید فوز و فلاح ہے تو وہ ضرور فائز المرام ہوں
گے۔

فلسفہ مصائب اور قرآن

اب آپ تو سوچئے کہ اللہ تعالیٰ نے بشارت ان لوگوں کے لئے

دیے رہا ہے جو اس کی آزمائشوں پر فوراً آنکھیں نے بروئے بچانے
لگیں اور ہمت ہار کر بیٹھ جائیں یا ان جانبازوں کے لئے جو ان
آزمائشوں کی بھٹی سے کندن بنکر نکلیں مصائب و حوادث کا مقابلہ
مردانہ وار کریں ہمت و حوصلہ سے کام لیں اور اللہ کا نام لیکر بے خطر
آگے بڑھتے رہیں یقیناً بشارت فلاح کے مستحق آخرالذکر ہی لوگ ہوں
گے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنے بندوں پر یہ واضح کیا ہے کہ
یہ خوف و خطر کے دیو جو منہ کھولے ہوئے نگلنے کو بڑھتے ہوئے نظر آتے
ہیں یہ تنگدستی و فاقہ کشی کی تاریکیاں جن کی شب تاریکی میں تمہیں کچھ نظر
نہیں آتا یہ جان و مال کے نقصان کی طوفان خیز غمناکیاں جن کے
ہجوم میں تمہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی بے لطف اور دنیا بے کیف
ہے اور تمہارے لئے امید کی کوئی شعاع بھی وقف ہونے کے لئے
نہیں رہی اصل میں یہ ڈرنے مایوس ہونے اور گھبرانے کی چیز نہیں بلکہ محض
ایک آزمائش ہیں اگر اس میں کامیاب ہو گئے تو پھر بشارت فائز المرامی
اور کامیابی سب کچھ تمہارے لئے ہے اور ناکام ہوئے تو گویا ڈوب گئے۔
مثل مشہور ہے کہ مصیبت میں پڑنے سے مصیبت کا خیال
زیادہ خوفناک ہوتا ہے مصیبت جب آتی ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے گویا
ایک سیلاب ہے جو امڈا چلا آرہا ہے اس کے بعد کچھ احساس بھی
نہیں رہتا انسان امتحان و ملازمت میں کامیابی کے لئے کیسی کیسی
آرزوؤں کا اظہار کرتا ہے تکمیل تمنا کے لئے اس کے قلب میں کتنی تڑپ
ہوتی ہے مگر آرزو پوری ہو جانے کے بعد یہ کامیابی ایک عام چیز معلوم
ہوتی ہے گویا ایک طوفانی سمندر سکون کی حالت میں آگیا ہمارا ذاتی
تجربہ ہے اسی کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آرزو اور مصیبت مثل ایک بیماری
اور ایک تکلیف ہے جس کے دور ہو جانے کے بعد ایک ہنگامی خوشی کے
سوا کوئی مستقل چیز انسان کے اندر پیدا نہیں ہوتی۔

ہجوم مصائب میں انسانی اضطراب

اسی حالت کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا
بجانبه واذا مسه الشر كان يئوسا انسان کی عجیب حالت ہے
کہ جب اس پر مصیبت پڑتی ہے کوئی سانحہ گذرتا ہے تو مایوس ہونے
لگتا ہے اور جب ہم اس پر اپنے نعمتوں کی بارش کرتے ہیں تو وہ بالکل بے
پرواہ اور مدہوش ہو جاتا ہے ایک اور جگہ فرمایا ہے کہ جب انسان پر
کوئی مصیبت پڑتی ہے تو وہ بےچین ہو کر لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے
اور جب ہم اسے دور کر دیتے ہیں تو غافل ہو جاتا ہے یہ بالکل درست ہے
ہم پر خود بڑے بڑے حوادث گزرے اور بڑی تڑپ کے ساتھ ان کے
ازالہ کی دعائیں مانگیں لیکن بعد کو خود دیکھا کہ گویا کچھ نہ تھا ایسا معلوم
ہوتا تھا جیسا ایک عاشق معشوق سے بیتاب ہو جاتا ہے لیکن!
کوئی کچھ کہے ہمارا ذاتی تجربہ تو یہ ہے کہ ہم پر اس قسم کے گھڑی
مواقع پر اضطراب پیدا کر دیتی ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ بعض اوقات
تو ایک موت جیسا کرب طاری ہو جاتا ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اب
اس رات کی سحر کبھی ہوگی نہیں ؎

اے شب ہجر کاٹنے والے — کیا کرے گا اگر سحر ہو گی

لیکن اللہ تعالیٰ کے مسلسل اکرام و افضال نے کامیابی کا یقین بھی
ایسا ہی دلا دیا ہے کہ ایک وقتی اضطراب کے سوا ہر حالت میں یہ یقین
رہتا ہے ہمارا بگڑے گا کچھ نہیں اور اللہ تعالیٰ ہمیں ضرور کامیاب کرے گا۔
ہمارے مرشد گرامی جو اپنے وقت کے ولی کامل اور جنید و شبلی
تھے انھوں نے اپنے تصرف روحانیت سے یہ فلسفہ خوب ہمارے ذہن
نشین کر دیا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو شریف احمد کبھی مصائب
کی تلخیوں سے نہ گھبرانا۔ اللہ اللہ کرنے والے کبھی پریشان اور خستہ
حال نہیں رہا کرتے مصائب دیکھنے میں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی
دم میں نگل جائیں گے مگر یاد رکھنا ان سے تمہارا بگڑے گا کچھ بھی نہیں یہ
سب محض آزمائشیں ہیں البتہ ان حالات میں ذکر و شغل میں بہت
مصروف رہنا۔ اس وقت ہم نہ سمجھتے تھے مگر اب یہ ذاتی تجربہ ہے
اور معلوم ہو گیا کہ یہ اسی آیت کی تفسیر تھی۔
بہرکیف یہ سمجھ لیجئے کہ قرآن کے نزدیک مصیبت محض ایک آزمائش
ہے جو لوگ اس سے گھبرا جاتے ہیں وہ ناکام ہوتے ہیں جو صبر یعنی
ہمت و استقلال سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ رکھتے
ہیں وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں اور دنیا و آخرت کی فائز المرامیاں پاتے
ہیں اسلام نے مایوسی کو کفر قرار دیا ہے کہیں لا تیأسوا من روح اللہ
فرمایا ہے اور کہیں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی بشارت سنائی ہے
اسے اپنی رحمانیت کے مقابلہ میں بندوں کی مایوسی پر غصہ آجاتا ہے
اور کہتا ہے کہ جب انھیں مجھ سا رحمٰن و رحیم آقا ملا ہے تو پھر مایوس ہونا
گویا میری قدرت اور رحمانیت سے انکار ہے اور ہے بھی یہی بات اور ایسا
آقا جو بندوں پر ماں باپ سے زیادہ شفقت کرتا ہو جس کی شان
رؤف بالعباد ہو یعنی وہ بندوں کی تکلیف و تنگی سے بےچین ہو جاتا ہو جو
ماں سے کہیں زیادہ جو اپنے ساتھ شکم مادر میں بچہ کا امتحان کرتی ہے
اس کی تکلیف سے بےچین ہے مگر کیا کرے بچہ کا فائدہ اسی میں ہے
یا وہ اسے نہ پڑھنے پر سزا دے رہی ہے اور دل میں [illegible]
ہے مگر کیا کرے کہ تعلیم ضروری ہے
بعض اوقات اسے بندے کی مایوسی پر غصہ آجاتا ہے جو [illegible]
ہے وہ جو لوگ ہماری رحمت سے مایوس ہو چکے ہیں وہ [illegible]

کرتا ہے مصیبت سے کس طرح چھٹکارا پاتا ہے دنیا میں کوئی بھی اس وقت تک کامیاب نہیں ہوتا جب تک کہ وہ ابتلاؤں اور مصائب کے دریا کو نہ عبور کر لے یعنی سچائی اور ناکامی کے بیچ پہچانا نہ جا سکتا ہو۔ یہ اس کا قانون ہے لن تجد لسنة الله تبديلا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں انبیاء کے جو قصے بیان فرمائے ہیں وہ بیکار نہیں کہانی نہیں درس ہدایت ہیں۔

انبیاء کا صبر و استقلال

حضرت ابراہیم کا قصہ قرآنی ہمیں تعلیم دے رہا ہے کہ خواہ ساری دنیا مخالف ہو جائے مگر احکام الٰہی کی پیروی نہ چھوڑیئے اور اپنے مقصد کی تکمیل میں مصروف رہئے کتنی ہی مشکلات کیوں نہ برداشت کرنا پڑیں کتنی ہی قربانیوں کی ضرورت ہو جو مدایت ذکر سے غور کیجئے کہ اسی سال کی عمر میں بیٹا پیدا ہوتا ہے حکم ہوتا ہے کہ اسے وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آؤ۔ پھر غور کرو کہ اس وقت حضرت سیدنا حضرت ابراہیم کے دل پر کیا گذر رہی ہوگی جب بیوی بیکسانہ نگاہ سے انہیں دیکھ رہی ہوگی بچہ سامنے ہوگا کتنی آزمائش کا موقعہ تھا بظاہر تو ان کی تباہی میں کوئی شک نہ تھا مگر کچھ بھی نہ بگڑا بچہ جوان ہوگیا تو حکم ہوا کہ جوان بیٹے کو قربان کر دو اولاد والے سینے پر ہاتھ رکھ کر غور کریں کہ اس وقت ان کا قلب سینے میں کتنا تڑپا ہوگا مگر کیا بیٹا قربان ہوگیا نہیں وہ تو بباطن ایک آزمائش اور بظاہر ایک خوفناک ابتلا تھی۔

پھر نمرود کی شہنشاہیت سے ٹکرانے کا حکم ہوتا ہے ٹکرا جاتے ہیں دربار سلطنت سے حکم ہوتا ہے مار ڈالو جلا دو آگ میں پھینک بھی دیئے گئے مگر اللہ کے بندو! مسلمان کہلانے والو بتاؤ کہ کیا وہ جل گئے آگ کی مجال تھی کہ وہ گزند پہنچا سکے اور بھلا اللہ تعالیٰ یہ گوارا کر سکتا تھا کہ اس کا بندہ آگ میں جل جائے کتنی خوفناک مصیبت مگر اس بزرگ ہستی کا کیا بگڑ گیا کچھ نہیں محض ایک آزمائش تھی قانون ولنبلونکم کی تکمیل تھی۔

آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا
آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا

حضرت نوح کے قصہ سے بھی عرصہ تک استقلال سے کام کرنے اور مقصد کے لئے بڑی بڑی قربانیاں کرنے کا سبق ملتا ہے آپ کی بیوی اور بیٹے دونوں غرق ہو گئے آپ کو لوگ سنگسار کرنے کو تیار ہوئے مگر ان کا کیا بگڑا کچھ نہیں حضرت موسیٰ کے قصہ سے اپنی قوم کو انتہائی ذلت سے نکال کر سر فراز کرنے اور اس مقصد کے لئے پوری سعی کرتے رہنے کا سبق ملتا ہے جب فرعون سلطنت نے کہا تھا لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم اجمعین ہم تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے

بادشاہ کا فرمان تھا اس کے جواب میں حضرت موسیٰ دب نہیں گئے ڈر نہیں گئے ان اللہ مع الصابرین پر پورا ایمان تھا بے پرواہ نڈر بلا خوف جواب دیا۔ قالوا لا ضیر کوئی حرج کی بات نہیں۔
فاقض ما انت قاض۔ تو جو کرنے والا ہے کر گزر۔
پھر کیا فرعون کچھ کر سکا حضرت موسیٰ سولی پر چڑھا دیے گئے نہیں گو بہت صبر آزما اور بہت ترسا وقت تھا مگر آپ کامیاب ہوئے کچھ نہ بگڑا۔

ہمارے آقا و مولا رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قتل کی سازشیں مکمل ہیں مکان کا محاصرہ ہو گیا ہے ننگی تلواریں لئے ٹکڑے اڑانے کو تیار کھڑے ہیں آپ کو علم ہے کتنا زہرہ گداز وقت تھا مگر آپ صاف نکل گئے پھر وہ غار میں جا لیا برہنہ شمشیر لب غار پہنچے تو حضرت صدیق اکبر کو اضطراب ہوا اور بولے کہ دشمن سر پر آ گئے اب خاتمہ ہے آپ نے نہایت اطمینان سے فرمایا لا تحزن ان الله معنا ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اللہ اکبر! کتنا ہولناک اور نازک وقت ہے کہ جان کا معاملہ ہو ظاہر بچنے کی آخری امید کا چراغ بھی گل ہو چکا ہے مگر بچانے والے کی قدرت و حفاظت پر پورا اطمینان ہے کیا ہوا کچھ نہیں کیا کفار سازش میں کامیاب ہوئے نہیں ایک آزمائش تھی بگڑا کچھ نہیں تلاش سے اس قسم کی صد ہزار مثالیں مل سکتی ہیں جن کا ایمان اللہ پر ہوتا ہے صبر و استقامت سے کام لیتے ہیں ان کا کچھ بھی نہیں بگڑتا اب بھی کوئی نہ سمجھے تو اسے اس کی بدبختی کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

اعانت الٰہی اور قرآن

ذرا سنئے اور گوش ہوش سے سنئے کہ قرآن کس شدت و شکوہ کے ساتھ اللہ والوں کو اللہ پر بھروسہ کرنے اور صبر و استقامت سے کام لینے پر اللہ کی امداد و اعانت کا یقین دلا رہا ہے۔
فلا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین
ہمت نہ ہارو آزردہ خاطر نہ ہو اگر سچے مسلمان ہو تو بالآخر تمہارا ہی بول بالا ہوگا
اولئک حزب الله الا ان حزب الله هم الغالبون۔
یہ ربانی گروہ ہے اور آخر کار یہی غالب رہے گا۔
ومن یتول الله ورسوله والذين امنوا فان حزب الله هم الغالبون۔ جو اللہ اس کے رسول اور مسلمانوں کا دوست بن کر رہے گا تو اللہ والا ہے اور اللہ والوں ہی کا بول بالا ہوگا۔
کتب الله لاغلبن انا ورسلی ان الله قوی عزیز وکان حقا علینا نصر المومنین خدا لکھ چکا ہے وعدہ کر چکا ہے کہ ہم ہمارے پیغمبر غالب ہو کر رہیں گے بیشک اللہ تعالیٰ زبردست ہے اور ایمان والوں کی مدد

دینا تو ہم پر لازم ہے۔

وان جندنا لھم الغالبون۔ ہمارا لشکر ہی ضرور غالب ہو کر رہیگا۔

ولینصرن اللہ من ینصرہ۔ جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ تعالے بھی ضرور اس کی مدد کریگا یعنی جو اللہ کے احکام کا اتباع کریگا اللہ تعالے اس کی مدد کرے گا۔"

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ اللہ تعالے نے کیا فرمایا ہے اور کس طرح صاف و صریح الفاظ میں وہ کہہ رہا ہے کہ ایمان والوں کی مدد کرنا ہمارے لئے لازمی ہے اور اللہ والے کامیاب ہی ہوا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی حتیٰ کہ اپنے فرشتے بھی امداد کو بھیجا کرتے ہیں۔

انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد۔ ہم اپنے رسولوں اور مسلمانوں کی مدد دنیا میں بھی کرتے ہیں اور اس روز بھی کرینگے جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے یعنی قیامت کے دن۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ۔ بدر میں خدا نے تمہاری مدد کی حالانکہ اس وقت تمہاری کچھ حقیقت نہ تھی۔

ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم۔ مسلمانو اگر خدا کی مدد کرو تو خدا بھی تمہاری مدد کرے گا۔"

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم۔ اگر خدا تمہاری مدد کریگا تو پھر کوئی تم پر غالب نہ ہوگا۔"

واذکروا اذ انتم قلیل مستضعفون فی الارض تخافون ان یتخطفکم الناس فاوٰکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبات لعلکم تشکرون۔ اور وہ وقت یاد کرو جو تم تھوڑے تھے کمزور خیال کئے جاتے تھے ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں پکڑ کر لے جائیں خدا نے تمہیں پناہ دی تمہاری امداد کی اچھی اچھی چیزیں کھانے کو دیں تاکہ تم ان احسانات کا شکر ادا کرو۔

یا ایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم۔ مسلمانو اللہ تعالے نے جو تم پر احسانات کئے ہیں انہیں یاد کرو کہ جب کچھ لوگوں نے تم پر دست درازی کا قصد کیا تو خدا نے ان کے ہاتھ اس سے روک دیئے

سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ۔ ہم عنقریب تمہاری ہیبت کافروں کے دل میں ضرور بٹھا دیں گے کیونکہ وہ شرک کرتے ہیں۔

فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین۔ اگر تم میں مستقل اور ثابت قدم رہنے والے سو ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب ہوں گے اور ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے وہ دو ہزار پر غالب ہوں گے اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

[illegible]

افسوس ہے کہ مسلمان [illegible]

دیا اس سے خدا نے بھی انہیں چھوڑ دیا [illegible] رکھیئے کہ صاحب یہاں کیا مراد ہے [illegible] اپنی تکالیف پر مجبوراً خاموش ہونے والے [illegible] غالب [illegible] اللہ تعالے انہی لوگوں کے ساتھ دینے کا وعدہ کر رہا ہے جو کہ [illegible] والے اور کسی تکلیف و خوف کی پرواہ نہ کرنے والوں کا ساتھ دیگا

دنیوی ترقی وخوشحالی اور قرآن

[illegible] آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن اور سچے مسلمانوں سے نہ صرف یہ کہ امداد کا وعدہ کر رہا ہے بلکہ اس صاف اور صریح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔" سچے مسلمانوں کا حق ہے کہ ہم ان کی امداد کریں اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ ضرور اس کی مدد کریگا یعنی جو اللہ تعالے کے احکام و نواہی پر عمل کریگا اور کرائیگا لوگوں کو نیکی کی تلقین کریگا اور برائیوں سے روکے گا اس کی لازماً امداد کی جائے گی اب یہ سب وہ مومن اور سچے مسلمانوں کو صرف آخرت ہی میں نہیں جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے بلکہ دنیا میں بھی کیا کیا دینے کا وعدہ کر رہا ہے اور اگلوں کو کیا کیا دے چکا۔

للذین احسنوا فی ھذہ الدنیا حسنۃ ولدار الاخرۃ خیر ولنعم دار المتقین۔ جن لوگوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں تو انہیں کہیں زیادہ اجر دیا جائے گا۔

فاٰتاھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الاخرۃ واللہ یحب المحسنین۔ اللہ تعالے نے انہیں دنیا میں بھی ان کی بھلائی کا اچھا عوض دیا اور آخرت میں بھی اللہ تعالے نیکی اور بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ وہ خدا ہی تو ہے جس نے اپنے رسول کو مشعل ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا تاکہ وہ اس دین کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔"

ولقد مکنٰکم فی الارض وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلا ما تشکرون۔ ہم نے تمہیں دنیا میں رہنے کے لئے جگہ دی اور اس میں تمہارے لئے زندگی کے سامان پیدا کئے لیکن تم لوگ بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

وامدکم باموال وبنین۔ [illegible] باموال وبنین ویجعل لکم جنٰت ویجعل لکم انھارا۔ [illegible] مال سے اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور کرے گا [illegible] تمہارے لئے باغ [illegible] نہریں [illegible] جاری کرے گا۔

[illegible] لفتحنا عليهم بركات من السماء والارض ولكن كذبوا فاخذناهم بما كانوا يكسبون۔ اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور خدا سے ڈرتے رہتے تو ہم زمین و آسمان کی برکات کے دروازے ان پر کھول دیتے مگر ان لوگوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کے کرتوتوں کی پاداش میں انھیں پکڑ لیا۔

فآمنت طائفة من بني اسرائيل وكفرت طائفة فايدنا الذين آمنوا على عدوهم فاصبحوا ظاهرين۔ بنی اسرائیل میں سے ایک گروہ تو ایمان لایا اور ایک گروہ کافر رہا تو جو لوگ ایمان لائے ہم نے ان کو دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی تائید و امداد کی اور آخر میں وہی کامیاب رہے۔

اقوام وملل پر ربانی احسانات

ولقد مننا على موسى وهارون ونجيناهما وقومهما من الكرب العظيم ونصرناهم فكانوا هم الغالبون۔ ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بھی احسانات کئے اور انھیں اور ان کی قوم کو ایک مصیبت عظیم سے نجات دی اور ان کی مدد کی جس کی وجہ سے وہی غالب رہے۔

واذ قال موسى لقومه يقوم اذكروا نعمة الله عليكم اذ جعل فيكم انبياء وجعلكم ملوكا وآتاكم ما لم يؤت احدا من العالمين۔ اور ایک واقعہ یہ بھی یاد دلاؤ کہ جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر جو احسانات کئے ہیں انھیں یاد کرو کہ اس نے تم میں بہت سے پیغمبر پیدا کئے تمھیں بادشاہت دی اور وہ نعمتیں عطا کیں جو دنیا والوں میں سے کسی کو بھی نہ دی گئی تھیں۔

الم يروا كم اهلكنا من قبلهم من قرن مكناهم في الارض ما لم نمكن لكم وارسلنا السماء عليهم مدرارا وجعلنا الانهار تجري من تحتهم فاهلكناهم بذنوبهم وانشانا من بعدهم قرنا آخرين۔ کیا ان لوگوں نے اس امر پر نظر نہیں کی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو ہلاک کیا حالانکہ انھیں ان کے ملک میں ہم نے اتنی مضبوطی کے ساتھ قائم کر دیا تھا کہ تمھیں تو وہ بات حاصل بھی نہیں [illegible] کر اوپر سے تو ہم مینہ برساتے تھے اور زمین کے نیچے سے چشمے اور نہریں جاری کر دی تھیں پھر ہم نے انھیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا اور ان کی جگہ دوسرے لوگ لے آئے۔

ان آیات سے [illegible] ثابت ہوتا ہے [illegible]

جب لوگ ان کے بخشے ہوئے [illegible] بدلیں [illegible] ان سے صاف فرما دیا ہے۔

ان الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بانفسهم۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلے۔

کوشش و محنت سے کام لو عقل و دماغ سے سوچو، تمام تدابیر کامیابی عمل میں لاؤ اور مقصد کے لئے پوری مستعدی سے کام لینے میں لگے رہو اور اللہ پر بھروسہ کرو کہ وہ تمہاری کوششیں ضرور بار آور کرے گا کہ دنیائے اسباب اور عالم عمل میں اسی کی ضرورت ہے۔

فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين۔ جب تم کسی کام کا پختہ ارادہ کر لو تو خدا پر بھروسہ کرو یعنی اگر تم نے کسی کام کے کرنے کا ارادہ کر ہی لیا ہے اور اس کی تکمیل میں مصروف ہو گئے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور کامیاب کرے گا گویا اس کا یہ قانون ہے کہ جو محنت کا پکا ہوتا ہے اسے وہ ضرور خائز المرام کرتا ہے دیکھ لیجئے کہ مغرب والے گو ملحد ہیں مگر چونکہ اس کے قانون پر کاربند ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ دنیا میں انھیں کامیاب کر رہا ہے ویسے وہ کتنی ہی پریشانیوں میں ہوں مگر جو کرتے ہیں اس کا ثمرہ پاتے ہیں۔

شکر اطاعت اور قرآن

اب تک جو آیتیں پیش کی گئی تھیں ان میں یہ واضح کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و امداد کس طرح مومنوں اور اس کے قانون سرمدی پر عمل کرنے والوں کے ساتھ ہوتی ہے اب ہم وہ آیتیں پیش کرتے ہیں جن سے واضح ہوگا کہ قومی ذلت و محتاجی غضب و ناراضی رب قدیر کی علامت ہے۔

ضربت عليهم الذلة والمسكنة وباؤ بغضب من الله ذلك بانهم كانوا يكفرون [illegible] انھیں ذلت و محتاجی کی سزا دی گئی یہ خدا کے غضب میں گرفتار ہو گئے یہ اس لئے کہ یہ اللہ کی آیات سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرنا انہوں نے اپنا شیوۂ عمل بنا لیا تھا۔

ضربت عليهم الذلة اين ما ثقفوا [illegible] وباؤ بغضب من الله وضربت عليهم المسكنة ذلك بانهم كانوا يكفرون [illegible] دیکھو ذلت ان پر سوار ہے خدا کے غضب میں گرفتار ہیں اور محتاجی ہے کہ الگ ان کے پیچھے پڑی رہتی ہے یہ اس کی سزا ہے کہ یہ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے۔

لهم عذاب في الحيوة الدنيا ولعذاب الآخرة اكبر۔ ان کے لئے دنیا کی زندگی میں عذاب ہے اور آخرت میں تو اس سے بھی زیادہ عذاب

وضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت آمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغدا من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون۔ اللہ تعالیٰ ایک گاؤں کی مثال پیش کرتا ہے کہ وہاں کے لوگ امن و اطمینان کی زندگی بسر کرتے تھے ان کے لئے ہر طرف سے بافراغت رزق چلا آتا تھا انھوں نے خدا کی ناشکری ادا کی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اس ناشکری کا مزہ بھی چکھا دیا کہ بھوک اور خوف کو ان کا اوڑھنا اور بچھونا بنا دیا۔

لہ فی الدنیا خزی ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق

ایسے کی سزا دنیا میں بھی رسوائی ہوا اور قیامت کے روز بھی ہم انھیں دوزخ کا مزہ چکھائیں گے۔

لقد کان لسبا فی مسکنھم آیۃ جنتان عن یمین وشمال کلوا من رزق ربکم واشکروا لہ بلدۃ طیبۃ ورب غفور فاعرضوا فارسلنا علیھم سیل العرم۔ ملک سبا کے رہنے والوں کے لئے ان کے گھروں ہی میں قدرت ربانی کے مظاہر موجود تھے دائیں بائیں دو متوازی سرسبز و شاداب باغ تھے ملک کیا تھا جنت کا نمونہ تھا ہم نے انھیں حکم دیا تھا کہ اللہ کی دی ہوئی نعمتیں کھاؤ پیو اور شکر ادا کرتے رہو دنیا میں رہنے کے لئے اعلیٰ ترقی یافتہ شہر اور آخرت کا ٹھکانا ملنے کے لئے بخشنے والے رب کے مواعید نجات ہمیشہ ہی عیش تھا لیکن انھوں نے کچھ بھی پرواہ نہ کی آخر ہم نے ان پر سیلاب عظیم مسلط کر دیا۔

کذب الذین من قبلھم فاتاھم العذاب من حیث لا یشعرون فاذاقھم اللہ الخزی فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الآخرۃ اکبر۔ پہلے لوگوں نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا تو انھیں عذاب الٰہی نے ایسی طرف سے آلیا کہ انھیں جہاں سے اس کا گمان بھی نہ تھا اور خبر بھی انھیں دنیا میں بھی عذاب ملا اور آخرت میں تو اس سے بھی زیادہ بڑا حشر ہوگا۔"

ان آیتوں کو غور سے پڑھا تنی تو گنجائش نہیں کہ ہم ان کی بلاغتوں، فصاحتوں اور علمی منزلتوں پر نظر ڈال سکیں البتہ یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ ان سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ناشکریاں اور بد اعمالیوں پر آخرت ہی نہیں دنیا میں بھی عذاب ملتا ہے اور ذلت و محتاجی سب ناشکری اور بداعمالی کے ثمرات ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے وہ نہیں چاہتا کہ بندے گرداب مصائب میں پھنسے رہیں لیکن جب ان کی بداعمالیاں حد سے فزوں ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ انھیں اچانک پکڑ لیتا ہے آج ہم اور کہہ یورپ کے تمدن و ترقی کو دیکھ کر حیرت ہیں مگر یاد رکھیئے کہ مسلمانوں کے عہد کی ترقیاں ان سے کہیں

[illegible] کے نہ تھیں [illegible] ہونے [illegible] کی [illegible] یہ [illegible] ترقی ہے [illegible] ہونے کہ [illegible] کے یہ تمہید ہے ہرگز نہیں ہوتا کہ ناشکری کا یہ حال ہے کہ یہ محلات اور یہ قومیں سب تباہ ہو گئیں اور ان [illegible] کی لحد پر چار آنسو بہانے والا بھی نہیں ملتا۔

اللہ تعالیٰ نے مثالیں دے دیکر فرمایا ہے اور جتایا ہے کہ جنھوں نے اچھے عمل کئے ہمارا شکر ادا کرتے رہے ہم نے انھیں دین و دنیا کی نعائم سے بہرہ مند کیا اور جو نافرمانی اور ناشکری پر اتر آئے انھیں مزہ بھی چکھا دیا اس لئے بندوں کو چاہیئے کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہی ادا کرتے رہیں لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید "شکر کرو گے تو اور دوں گا اور جو کفر و ناشکری کی تو سمجھ لو کہ میرا عذاب بھی شدید ہے"، کتنی صاف آیت ہے اور کس صفائی کے ساتھ ایک جملہ میں سب کچھ بتا دیا ہے۔

حکومت و سیاست

کچھ یہ بھی خبر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جان اور آپ کے اموال بعوض جنت قیمت میں دیکر خرید لئے ہیں اب آپ کے پاس جو کچھ ہے وہ آپ کا نہیں اللہ کا ہے اس کی امانت ہے ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ اس آیت کی روشنی میں آپ آیت "ولنبلونکم" کو پڑھیئے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کو کیوں آزماتا ہے اور ان کی آزمائش میں پورا اترنے پر انھیں کیوں بشارت دیتا ہے اسی لئے کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جو امانت ہے وہ اسے دینے میں کچھ تامل تو نہیں کرتے یا انھیں اس میں کوئی جھجکاہٹ تو نہیں ہوتی گھبرا تو نہیں جاتے ہیں افسوس کرتے ہیں وہ ٹھکرا دیئے جاتے ہیں اور جو صبر و استقلال سے کام لیتے ہیں وہ اپنی جنت کا ٹھکانا اور انعامات الٰہی کے مستحق ٹھیرتے ہیں۔

جب جان و مال ہاتھ پاؤں آنکھ کان سب اسکے ہیں تو انھیں اسی کے حکم کے مطابق رکھنا چاہئے اور انہیں اسی کے زیر فرمان دینا چاہیئے جب بندوں کی یہ حالت ہو جاتی ہے تو آقا کی طرف سے ان پر اکرام و افضال کی بارشیں ہونے لگتی ہیں اور ایسے بندوں کو قرآن کی اصطلاح میں صالح کہا جاتا ہے اور جب خیانت شروع ہو جاتی ہے اور اس کے احکام کی خلاف ورزی اور اسکے نعائم کی ناشکری ہونے لگتی ہے تو کچھ عرصہ کے بعد ان پر عذاب ہوتا ہے وہ جرم خیانت میں پکڑ لئے جاتے ہیں۔ دیکھیئے اللہ تعالیٰ اچھا عمل اور صالح بندوں کے متعلق کیا فرماتا ہے۔

وعد اللہ الذین آمنوا وعملوا الصالحات [illegible]

کا مستحق [illegible] لیکن ہم [illegible]
لہم [illegible] بن جاتے ہیں
جا یات [illegible] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انھیں
سلطنت و بادشاہت عطا کریگا اسی طرح جس طرح اس نے ان سے
پہلے نیک لوگوں کو عطا کی ہے اور جس دین کو ان کے لئے پسند کیا
ہے اسے ان کے لئے مضبوط کر کے رہے گا اور انھیں اس وقت جو
خوف و خطر لاحق ہے اس کے عوض میں انھیں پورا امن عطا کریگا۔"
ان الارض یرثھا عبادی الصالحون ان فی ھذا لبلاغا
لقوم عابدین ہمارے صالح و نیک بندے زمین کے وارث
ہوں گے یعنی انھیں فرمانروائی حاصل ہوگی"
پہلے ہم آل ابراہیم کو اولاد کے علاوہ سلطنت عظیم بھی عطا کر چکا
ہے فقد اتینا ال ابراھیم الکتب والحکمۃ واتینا ملکا عظیما
ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم خدا تعالیٰ تمہاری مدد پر ہو تو پھر
کوئی تم پر غالب نہ ہوگا وکان حقا علینا نصر المومنین مسلمانوں
کی مدد کرنا ہمارے لئے لازمی امر ہے ان حزب اللہ ھم الغالبون
ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین میں بھی
اشارہ ہے۔
ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم
ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ہم چاہتے ہیں
کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو کمزور سمجھے جاتے ہیں اور انھیں ملک
میں پیشوا بنا دیں اور اس کا وارث کر دیں اور نہ صرف یہ بلکہ انھیں
دنیا میں مضبوطی کے ساتھ جما بھی دیں"
آپ کو شاید علم نہیں کہ سلطنت و فرمانروائی کے وعدے اور
کمزوروں کو ملک کا وارث بنا کر رکھنے کے عہد اس زمانہ میں کئے گئے
جبکہ مسلمانوں پر ہر طرف سے ظلم و تشدد کا ایک سیلاب امڈا ہوا تھا
ان مسلمانوں سے یہ وعدے کئے جا رہے تھے جن پر کفار نے عرصہ
حیات تنگ کر رکھا تھا اور جن کے بظاہر قیامت تک برسر اقتدار
آنا تو ایک طرف محفوظیت کے ساتھ زندگی بسر کرنا بھی غیر متوقع تھا مگر
اللہ تعالیٰ کا وعدہ جھوٹا نہیں ہوتا اس کے ایک قلیل وقفہ کے بعد
ہی میں [illegible] گردن فراز ان عرب ان کے سامنے جھکے ہوئے
ہیں بلکہ قیصر و کسریٰ کے تخت بھی انھی کی ملکیت ہیں اور یہی و مکن
لھم فی الارض کے مصداق ہیں و دنیا بھی ان کی دین بھی ان کا تاج
بھی ان کا ہے

سعی و محنت الٰہی کا لزوم

آپ پڑھ چکے ہیں کہ چکے سلطنت [illegible] کو بھی [illegible]

ملک مال و دولت و زر زمین باغات اور کس کس لئے ان سب اسی
کی عطا ہیں اور اس خدا نے نیک بندوں سے یہی نہیں کہ ان سب
چیزوں کے دینے کا وعدہ کر لیا ہے بلکہ مختلف قوموں اور خود مسلمانوں
کو وہ یہ سب کچھ عطا کر چکا ہے لیکن اس کا قانون یہی ہے کہ وہ بلا سعی
و جہد بلا صبر و ثبات یونہی بیٹھے بٹھائے کچھ نہیں عطا کرتا وہ سب کچھ دے
سکتا ہے مگر دیتا بندے کی سعی و محنت ہی کے بعد ہے اس لئے کہ دنیا
دار العمل ہے اور ایسا نہ ہوتا اور بلا سعی و محنت لوگوں کو مل جایا کرتا تو یہی
نہیں کہ دنیا میں کوئی رونق نہ ہوتی بلکہ انسان کاہلی اور سستی میں پڑ کر
خصائص انسانی بھی کھو بیٹھتا ہے۔
یہ کارخانے فیکٹریاں ملیں جہاز ملازمتیں نہریں باغات
سڑکیں شفاخانے مدرسے سب سعی و محنت ہی کا ثمرہ ہیں دیتا ہے
مگر اسی وقت کہ وہ بندے کی سعی دیکھ لے اپنے وعدہ کے مطابق اس
نے آل ابراہیم کو حکومت عطا کی مگر بڑی سعی و جہد کے بعد بنی اسرائیل
کو سلطنت عظیم عطا کی لیکن بڑی قسمت آزمائیوں کے بعد حضرت یوسف
کو بادشاہت دی مگر سات برس تک کنوئیں میں جھکوا کر بھائیوں کے
ظلم کا تختہ مشق بنا کر اور سات برس قید خانے میں ڈال کر رسول کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب اور اقتدار عالم کا شرف حاصل ہوا مگر تیرہ
برس تک کتنی جانکاہ مصیبتوں اور تلخ کامیوں کے بعد یہ دن نصیب
ہوا غور کیجئے کہ روٹی کا لطف بھوک میں ہے یا پیٹ بھرے میں پانی
کا لطف پیاس میں ملتا ہے پیٹ بھرا ہو تو پلاؤ بھی بے مزہ ہے اور
بھوک لگی ہو تو سوکھے ٹکڑے بھی اچھے معلوم ہوتے ہیں بے محنت کے
رزق ملتا ہے تو اسے شکر ایزدی کا احساس بھی نہ ہوگا مگر محنت کے بعد
لطف آجائیگا۔

محنت سے کمائے ہوئے مال کی قدر

بے سعی و جہد سلطنت بھی مل جائے تو اس سلطنت میں مزہ نہ ہوگا اور نہ اس کی قدر ہوگی اور محنت
سے حاصل شدہ چھوٹی سی ملازمت کی بھی انسان قدر کرے گا اب آپ
سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے کیوں کامیابی کے لئے سعی و محنت کی شرط
لگائی ہے ہم کہہ چکے ہیں کہ وہ ہر حالت میں دے سکتا ہے بے محنت و
کوشش بھی دیتا ہے چھپر پھاڑ کر بھی دیتا ہے لیکن اگر سب کو بلا سعی
و محنت دیتا تو دنیا بے رونق ہو جاتی اور اگر کچھ کو بلا محنت اور کچھ کو محنت
سے دیتا تو یہ ناانصافی بھی ہوتی اور محنت کرنے والے بھی آجکل کے بعض
جیسا توکل ہی کر کے بیٹھ جاتے اس لئے اس نے انسان کو اعمال
خاص قوتیں اور صلاحیتیں عطا کر کے نیکی اور بدی کے لئے آزاد و مختار کر دیا
لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددناہ اسفل

سافلین اور قل تبین الرشد من الغی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر کا یہی مطلب ہے اس کے بعد لیس للانسان الا ما سعی فرماکر واضح کر دیا کہ جتنی سعی کرو گے محنت سے کام لو گے اتنا ہی پاؤ گے۔

اپنی ہر قسم کی نصرۃ وامداد کے وعدے کے باوجود جو کتاب مستعد صابر مستقل مزاج بہادر اور صاحب ہمت ہونے اور سعی کرنے کا حکم دیا زندہ مظاہر ہیں کہ جو جتنی محنت کرتا ہے قربانیاں دیتا ہے اولوالعزمی کا ثبوت دیتا ہے اتنا ہی اُسے ملتا ہے حضور نبی کریم نے بھی بتادیا تھا کہ ہر شخص کو اس کی نیت اور ہمت کے موافق رزاق ملتا ہے ہاں تو عہد رسالت میں مسلمانوں سے صاف کہدیا گیا تھا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے تمہیں غالب رہو گے تمہاری ہی فتح ہو گی تمہیں فرمانبردار ہو گے اس کے باوجود انھیں یہ بھی حکم دیا جاتا ہے کہ اگر صبر ثبات سے لڑو گے تو ہم دگنی فوج پر تمھیں فتح دیں گے ہم صبر و ثبات سے کام لینے والوں کو بہت پسند کرتے ہیں یہی نہیں حکم آتا ہے کہ دشمن کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کرو تمام امکانی قوتوں سے کام لو واعدو لہم ما استطعتم۔

احکام الٰہی کی حکمتیں

شاید کوئی خیال کرے کہ جب ہم پوری سعی کریں تو اللہ کی عطا کیا ہوئی کوشش سے تو مل ہی جاتا ہے مگر نہیں اللہ نہ چاہے تو سعی و محنت کی انتہا کے باوجود بھی کچھ نہیں ملتا ایرانیوں نے رومیوں کو برباد کرنے میں کیا کسر رکھی تھی اور انھوں نے مقابلہ کرنے میں کونسی کوتاہی کی مگر چونکہ اللہ تعالےٰ نے پہلے ہی خبر دیا تھا کہ روم کو فتح ہو گی اس لئے ایرانی ناکام رہے پھر مسلمانوں کے مقابلہ میں ایرانیوں رومیوں مصریوں، مرتدوں، بدھوں، ہندوؤں، ہسپانیوں، بربروں، یونانیوں، بلغاریوں، روسیوں، تاتاریوں، صلیبیوں وغیرہ نے کونسی کوشش اٹھا رکھی اس ۲۲ برس کی مدت میں عرب نے انھیں مٹانے کے لئے کیا کیا جتن نہ کئے سارے عرب سارے یورپ سارے افریقہ سارے وسط ایشیا اور سارے ہندوستان نے متحدہ مساعی کیں ان کی طیاریاں مکمل ان کا سامان بیشمار اور قوت بے پناہ ....

.... تھی مگر چونکہ اللہ ان کے ساتھ تھا اس کی تائید شامل حال تھی اس لئے مسلمان ہر جگہ کامیاب ہوئے۔

جانے دیجئے فرعون و فرعون کی افواج قاہرہ نے حضرت ابراہیم حضرت اسرائیل کو فنا کرنے میں کونسا دقیقہ فروگذاشت کیا مگر خود ہی

[illegible] ... کو طاقت کی فوج ... [illegible] وہی وہ سر اٹھا نہ سکے اسی ہندوستان میں جسے کبھی عرب مسلمانوں کے ایک لڑکے کا مقابلہ کرسکے تھے سارا ہندوستان ایک قوم کے آگے مسلمان پست ہو گئے چھوٹے چھوٹے راجوں سے عہدہ برآ نہ ہو سکے اور آج اپنی محکوم قوموں کے سامنے ملعون کہلا رہے ہیں اسی ہسپانیہ میں جہاں ایک تنہا طارق نے چھکے چھڑا دیئے تھے وہاں تمام مسلمان مل کر بھی کچھ نہ کرسکے جس یورپ کی اجتماعی طاقت کو تنہا ہمارے ایک ایوبی نے حوصلہ سوز شکست دی تھی بعد کو اسی ایک یونان کا مقابلہ بھی مسلمان نہ کرسکے۔ اس کی بھی وجہ تھی کہ پہلے نصرۃ الٰہی مسلمانوں کے ساتھ تھی بعد کو نہ رہی۔

خطرۂ نفس کا ازالہ

لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم عامل ہی مگر ملحدین ہند و یورپ سے زیادہ تو برے نہیں وہ کیوں حور و قصور کے حامل ہیں اول تو غیروں سے زیادہ اپنوں کے اعراض کا شکوہ ہوتا ہے مسلمانوں نے تو عہد سے عہد کیا اور پھر گئے اس لئے وہ لازماً سزا کے مستحق ہیں دوسرے اللہ تعالیٰ نے کامیابی اقوام کے لئے جو لائحہ عمل قرآن میں پیش کیا تھا مسلمانوں نے اسی کو نہیں خدا اور قرآن کو بھی بھلا دیا اتفاق، عدل، دیانت، صبر استقلال کفایت شعاری مساوات عصبیت پاسداری قوم اختلافات سے پرہیز خدا پر بھروسہ سعی و محنت سے کام حیثیت کے مطابق خرچ چوکنا رہنا دشمنوں کے مقابلہ کے لئے ہر وقت کیل کانٹے سے لیس رہنا رسوم بد سے اجتناب یہ تمام صفات مسلمانوں سے فنا ہو گئیں اور دوسروں نے لے لیں دوسرے اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل کر کے یہ فوائد کامیاں حاصل کئے ہوئے ہیں اصلیت یہ ہے کہ مسلمان قرآن کو مانتے ہیں مگر اس پر چلتے نہیں اور دوسرے مانتے تو نہیں مگر اس کے دنیوی قوانین کا اتباع کر رہے ہیں اور یہی ان کی ترقی کا راز ہے۔

قرآن دنیا کے سامنے کھلا ہوا ہے اس نے انفرادی و قومی ترقی کا ایک پروگرام پیش کر دیا ہے جو اس پر چلیگا وہ کامیاب ہوگا جو نہ چلیگا وہ خاسر و خائب رہے گا اس صورت میں مسلمانوں کو آئین حقیقی سے شکوہ کرنے اور یہ کہنے کا ہرگز حق نہیں پہنچتا دوسروں کو کیوں عزت پر بٹھا رکھا ہے اور ہم کیوں ذلیل ہیں حالانکہ یہ ایسی زبان سے کہنے سے کیا ہوتا ہے اسکے عوض تو اس کے کہنے پر عمل کرنے آخرت میں ان کا جو حال ہو [illegible] قرآن پر عمل کر کے اپنی دنیا آباد کر لی اور مسلمان [illegible] کے نہ دنیا کے رہے نہ آخرت کے [illegible]

وہ مذاق جنت اور قرآن ... ہے

... تعالیٰ کی جنت اور نار ... کے بغیر ... ہے ...

... ہے۔

... حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین امنوا معه متی نصر الله الا ان نصر الله قریب۔ مسلمانو! کیا تم خیال کئے بیٹھے ہو کہ تم جنت میں ضرور داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک ... ان لوگوں کی سی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے ہو گذرے ... انہیں بڑے بڑے شدائد و تکالیف سے واسطہ پڑا اور خوب جھنجھوڑے گئے جس کی انتہا یہ تھی کہ خود پیغمبر وقت اور اس کے ساتھ والے ایماندار ... گھبرا گئے اور پکار اٹھے کہ خدا کی امداد کب پہنچے گی وہ کب ہماری ... کرے گا اور کب تک ظلم و ستم کا یہ سلسلہ قائم رہیگا خبردار ہو ہم ... آگاہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی امداد قریب ہے اور وہ جلد تمہاری ... کرے گا۔"

... دیکھا آپ نے قرآن کیا کہہ رہا ہے آج جو لوگ دنیوی ترقیوں اور خوشیوں سے ... مایوس ہو کر یہ کہنے لگے ہیں کہ نہ سہی دنیا کی فارغ البالی ہمارے ... واسطے کچھ نہیں جنت تو ہماری ہے آخرت میں عیش کرینگے وہ اس ... کو غور سے پڑھیں اور ہوشیار ہوں متنبہ ہوں اور اپنی غلطی کی اصلاح ... اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بتا رہا ہے کہ تم جو دنیوی سعی و عمل سے بے ... ہو کر جنت کی آرزو میں منتظر بیٹھے ہو اور یہ سمجھتے ہو کہ یہ تو ہماری ... ہے ہی تو اس غلطی میں نہ رہنا جنت بے عمل لوگوں کے لئے نہیں اور ... سے کسی کو یہ نعمت نہیں مل جایا کرتی اس کے لئے بڑی قربانیوں ... شہادتوں اور آزمائشوں کے خارزاروں سے گذرنا پڑتا ہے تم سے ... لوگوں نے بڑے بڑے مصائب و نوائب اٹھائے ہیں اور ان پر ... ایسے تاریک وقت گذرے ہیں کہ وہ تو وہ اس وقت کے پیغمبر ... گھبرا اٹھے تھے اور پکارنے لگتے تھے کہ اے اللہ کب ہماری ... مدد کریگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ان کی امداد تو کی ... آزمائشوں کے بعد۔

... اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ حصول جنت کے لئے بھی بڑی قربانیوں ... آزمائشوں کی ضرورت ہے اس آیت میں بصیرت والوں کے لئے ... بصیرت پوشیدہ ہیں اور سعی و عمل کی گرانبہا تعلیم ہے ... کہ ... بے عمل کو ... کہیں پوچھ نہیں نہ دنیا ... نہ آخرت ... جنت بھی عمل کے بغیر نہیں ... عمل ...

... قرآن میں سب کچھ ہے ... جس ان کے ... نہیں کی ... فی کتاب مبین۔

قرآن کریم اور عمل

خوب یاد رکھیے کہ بلا محنت و عمل کچھ نہیں ملتا نہ دنیا اور نہ آخرت میں دنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ کون کس کو بلا کچھ کئے دیتا ہے انسان دن بھر محنت کرتا ہے جب کہیں شام کو اس کی اجرت قائم ہوتی ہے بیٹھے بٹھائے گھر میں کسی کے نہیں پہنچ جاتا قرآن نے جو عمل پر بہت زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ آخرت میں بھی عمل ہی سے شادکامی نصیب ہوگی اس سے پیشتر ہم "ام حسبتم" والی آیت میں یہی کچھ بتلا چکے ہیں اور سنئے قرآن کیا کہتا ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں خدا ان کے مقصود تک پہنچا دیگا اور جنت ملیگی جس میں فرحت افزا باغ ہوں گے اور ہر طرف نہریں بہتی ہوں گی۔"

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت یهدیهم ربهم بایمانهم تجری من تحتها الانهار فی جنت النعیم۔ اللہ تعالیٰ نے ایماندار سے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں جو ایمان لائینگے اور نیک عمل کرینگے انہیں سلطنت و خلافت عطا کی جائیگی جس طرح اگلوں کو دی گئی تھی۔

ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وهو مومن فاولئک یدخلون الجنة ولا یظلمون نقیرا۔ جو بھی نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان رکھتا ہو وہ ضرور جنت میں جائیگا اور اس پر تل برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔

الذین امنوا وکانوا یتقون لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة۔ جو لوگ ایمان لائے تقویٰ کرتے خدا سے ڈرتے اور عمل کرتے رہے ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں میں بشارت ہے یعنی دونوں جگہ عیش کریں گے۔

من امن بالله والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون۔ جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کئے انہیں نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی رنج پہنچے گا۔

الذین امنوا وعملوا الصلحت طوبی لهم وحسن ماب۔ جو ایماندار ہیں نیک عمل کرتے رہتے ہیں انہیں کے لئے خوشحالی و مسرت ہے اور انہیں ہی آخرت میں اچھی جگہ اور اچھا مسکن نصیب ہوگا۔

ومن یؤمن بالله ویعمل صالحا یکفر عنه سیاته ویدخله جنت تجری من تحتها الانهار خلدین فیها ابدا ذلک الفوز العظیم

جو شخص ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے تو اللہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور آخرت میں اسے ایسے باغوں میں جگہ دیگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی وہ ہمیشہ انہی میں رہیں گے اصل میں بڑی کامیابی یہی ہے۔

وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لہم مغفرۃ واجر عظیم۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا کہ جو ایمان لائینگے نیک عمل کرینگے انہیں اجر عظیم دیا جائے گا اور نجات و بخشش کی دولت بھی حاصل ہوگی۔

من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا جو شخص نیکی کرتا ہے اسکے لئے اس سے بہتر اجر ہوگا۔

وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بہا وکفی بنا حاسبین اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے ضائع نہ کرینگے اور ہم وہ ہیں جو حساب کافی اور پورا لیتے ہیں۔

من عمل صالحا من ذکر او انثی وہو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ عورت ہو یا مرد جو بھی نیک عمل اور بھلائی کریگا بشرطیکہ وہ ایمان رکھتا ہو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی زندگی اچھی گزاریگا۔

افسوس ہے کہ صراحت کی گنجائش نہیں ورنہ ہر آیت تشریح و تفصیل کی طالب ہے مسلمان انہیں غور سے پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ نے عمل کو کیا رتبہ دے رکھا ہے عمل ہی سے گناہ دور ہوں گے عمل ہی سے جنت ملیگی عمل ہی مغفرت کا ذریعہ ہے عمل کرنے والوں کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ رنج اطمینان و مسرت سے رہیں گے آخرت میں نجات و جنت ملیگی اور دنیا میں خوشحالی و شادمانی نصیب ہوگی عمل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ دنیوی و اخروی عیش کی بشارت دے رہا ہے اور وعدہ کر رہا ہے کہ نہ صرف وہ بخشے جائینگے جنت پائینگے دنیا میں عیش کرینگے بلکہ انہیں خلافت بھی عطا کی جائیگی وہ دنیا میں اس کے وارث بنکر رہیں گے اور تخت و تاج بھی انہی کو عطا ہوگا پھر یہ کہ یہ کتنا فوز عظیم ہے کہ رائی کے دانہ کے برابر ان کا کوئی عمل ضائع نہ ہوگا اور نہ تل کے برابر انہیں خوف و رنج سے واسطہ پڑیگا۔

مصیبت تو یہی ہے کہ مسلمان قرآن پڑھتے ہی نہیں اور جو پڑھتے ہیں وہ سمجھکر نہیں پڑھتے تو آج وہ پستیوں کی ان گہرائیوں میں پڑے ہوئے اور قومیں محنت و عمل سے دنیا میں عیش و عزت حاصل کر رہی ہیں اور مسلمان اپنی بے عملی سے روز بروز گرتے چلے جا رہے ہیں۔

اسلامی کیرکٹر اور قرآن

کرکٹر یا قومی و انفرادی سیرت ہی وہ چیز ہے جس سے افراد و اقوام بنتی اور بگڑتی ہیں ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج مسلمانوں کا کوئی کیرکٹر نہیں اور وہ ہر قسم میں اس کا محتاج ہیں

[illegible] کر کیا ہیں عمل کی [illegible] کیسے ہیں [illegible] عمل و [illegible] محمد سیاسیات پسندی ہوگا [illegible] ہیں قرآن کی زبان سنئے۔

تقوی و بھلائی

وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون مسلمانوں تم سب مل کر اللہ کی جناب میں توبہ کرتے رہو اس سے تمہیں فلاح حاصل ہوگی یعنی اگر تم توبہ کرتے رہو گے تو اپنی برائیوں خامیوں اور گناہوں پر نظر رہے گی عاقبت کی پرسش کا نقشہ ہر وقت پیش ہوگا تمہارے قدموں کو لغزش نہ ہوسکیگی اپنی اصلاح کا خیال رہے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ برائیاں دور ہونگی اور نیکیاں اور خوبیاں جزو طبیعت ہوتی چلی جائینگی جس سے تمہیں اہم فائدے پہنچیں گے۔

وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون بھلائی کرو کہ اس سے تمہیں کامیابی و فلاح نصیب ہوگی یعنی توبہ کے ساتھ نیکیاں کرتے رہو۔

احسن کما احسن اللہ الیک نیکی و بھلائی کر جیسی اللہ نے تمہارے ساتھ بھلائی کی۔

یایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا اے ایمان والو خدا سے ڈرتے رہو اور سیدھی سادی بات کیا کرو۔

واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اللہ سے ڈرتے رہو اور سمجھ لو کہ جو تم کرتے ہو اللہ سب کچھ جانتا اور اس کی خبر رکھتا ہے۔

یایہا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاتکم ویغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم اے ایمان والو اگر تم خدا سے ڈرتے رہے تو وہ تمہارا امتیاز پیدا کردیگا تمہیں امتیازی شان عطا کریگا تمہارے گناہ دور اور تمہیں بخشدیگا وہ بڑا فضل و کرم کرنیوالا ہے۔

کتنی بڑی بشارت اور کتنا فوز عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو تقوے پر امتیازی حیثیت دینے کا وعدہ کر رہا ہے پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائینگے آخرت میں بخشش بھی نصیب ہوگی اور دنیا میں امتیازی حیثیت ملیگی یعنی تمہیں ہی سرداری و سروری کا شرف حاصل ہوگا فرمانروائی بھی کروگے اور ویسے اعمال و افعال کے اعتبار سے بھی [illegible]

دشمن محاربین اور قرآن

وقاتلوہم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ ان سے جنگ کرو تاکہ فتنہ نہ رہے اور دین الٰہی کا طریقہ قائم ہو جائے و لیکن انتقام کے لئے نہ رکھو بلکہ انسداد فتنہ اور قیام دین الٰہی کے لئے۔

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین [illegible]

ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

[illegible] ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ جو تم سے دین کے معاملہ میں نہیں لڑے اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا، ان سے اللہ تمہیں منع نہیں کرتا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور انصاف سے کام لو کیونکہ خدا انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ۔ اور اگر وہ دشمن صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو۔

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ جب تم مقابلہ کی ٹھان لو تو خدا پر بھروسہ کرو بیشک خدا توکل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار۔ اے ایمان والو جب تمہارا کفار سے مقابلہ ہو تو انہیں پیٹھ نہ دکھاؤ۔

ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا۔ اگر تم میں بیس شخص ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو دو سو پر غالب ہوں گے اور سو ہوں تو ہزار پر غالب رہیں گے۔

ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوات و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ۔ اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض لوگوں سے نہ ہٹاتا تو راہبوں کے خلوت خانے اور نصاریٰ کے گرجا اور یہود کے معابد اور مسلمانوں کی مساجد ضرور مسمار کر دی جاتیں یہ وہ جگہ ہیں جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

ان آیتوں کو بار بار پڑھئے اور دیگر مذاہب کے آئین جنگ سے مقابلہ کیجئے۔ قرآن مسلمانوں کو جم کر لڑنے، کسی حالت میں پشت نہ دکھانے اور مقابلہ کرکے ان سے مقابلہ کرنے کا حکم دے رہا ہے وہاں یہ بھی صریح فرما دیا ہے کہ دیکھو زیادتی نہ ہونے پائے یہ نہ ہو کہ تم لڑنے والوں اور نہ لڑنے والوں میں فرق نہ کرو۔ تم ان لوگوں پر ہاتھ نہ اٹھاؤ جو مقابلہ کرنے والے نہیں اور جب دشمن مصالحت پر آمادہ ہو جائیں تو تم بھی جھک جاؤ۔ اسلام میں لڑائیاں ملک گیری کے لئے یا کسی پر زیادتی اور توسیع سلطنت کے لئے جائز نہیں بلکہ ان کا مقصد انسداد فتنہ اور دین کے احکام کی حفاظت ہے۔ مسلمانوں کو انہیں سے لڑنے کا حکم ہے جو لڑنے والوں سے لڑنا [illegible]

[illegible] ایک اور حکم دیا گیا ہے جس سے مسلمانوں کی امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ اے ایمان والو جب تم کسی فوج سے مقابلہ کرو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو۔

کامرانی نصیب ہو۔

مسلمانوں کی جنگ بھی عبادت ہے۔ اللہ کا ذکر کثرت کرتے رہنے کے حکم میں کتنی حکمت ہے۔ ....

...... جب اللہ کا ذکر شامل ہوگا تو مسلمان نہ زیادتی کر سکیں گے نہ ظلم بلکہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں گے ان کے پیش نظر اللہ کے احکام ہوں گے اور جب تمام شرائط پوری کریں گے تو کیا ہوگا یہ کہ اللہ تعالیٰ انہیں دس گنی فوج پر فتح عطا کرے گا جب تک مسلمان اللہ کو یاد کرتے رہے احکام الٰہی کے پابند رہے تو بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دس گنے دشمنوں ہی پر نہیں ہزار گنے دشمنوں پر بھی فتح دی اور جب وہ اسے بھول گئے صرف اللہ کا خیال نہ رہا تو دیکھ لیجئے کہ مرشد آباد میں نواب سراج الدولہ کی بکثرت فوج جنگ پلاسی میں انگریزوں سے شکست کھا گئی۔

عدل و مساوات اور قرآن

مسلمانوں کو قولاً اور فعلاً ہر طرح عدل و مساوات پر پابند رہنے کا حکم دیا گیا ہے قرآن کہتا ہے: واذا قلتم فاعدلوا جب بات کہو تو حق کہو، انصاف کی بولو۔

واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ جب بات کہو حق کہو اگرچہ قرابتداری کا معاملہ کیوں نہ ہو۔

لا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا۔ کسی قوم کی دشمنی و عداوت کی وجہ سے اس کے ساتھ ناانصافی نہ کرو اور خواہ تمہارے عزیز ہی کا معاملہ ہو انصاف کرو۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط۔ اے ایمان والو خدا کے واسطے انصاف کی گواہی دینے کے لئے کھڑے ہو جایا کرو ایسا نہ ہو کہ لوگوں کی عداوت سے تم انصاف نہ کرو ضرور انصاف کرو کہ وہ پرہیزگاری کی قریب تر ہے۔

وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ نیکی اور تقوے کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور معصیت و سرکشی کے کاموں میں کسی کے ساتھ تعاون نہ کرو ساتھ نہ دو۔

یا ایھا الذین امنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علی انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیا او فقیرا فاللہ اولیٰ بھما فلا تتبعوا الھویٰ ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیرا۔ ایمان والو انصاف پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہو خدا کی گواہی دو اگرچہ یہ گواہی تمہارے اپنے یا تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں ہی کے خلاف کیوں نہ پڑے اگر ان میں کوئی مالدار یا محتاج ہے تو اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر ان کی بہبود چاہنے والا ہے تم ان کی خاطر اپنی خواہش نفس کی پیروی کر کے حق سے انحراف کرو گے اور اگر [illegible] سے گواہی دو گے یا گواہی دینے سے پہلو تہی [illegible]

[illegible] کو سب معلوم ہے۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ
جب تم حاکم یا ثالث بنو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو خدا تمہیں اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے۔

ووضع المیزان الا تطغوا فی المیزان واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان خدا نے ایک میزان مقرر کی ہے کہ تم اس میزان میں کسی طرح افراط تفریط نہ کرو انصاف کے ساتھ معیار کو درست رکھو اور اسکے مقرر کردہ میزان میں کسی قسم کی کمی نہ کرو۔"

کان الناس امۃ واحدۃ تمام دنیا کے انسان ایک ہی کنبہ اور برادری ہیں۔ انما المومنون اخوۃ سب مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ۔ تم مسلمان باقی سب لوگوں کے لئے ایک بہترین قوم کی حیثیت سے صفحہ ہستی پر لائے گئے ہو تم شرع و فطرت کے مطابق لوگوں کو حکم دیتے رہو برائیوں سے منع کرتے رہو اور خدا کی ذات و صفات پر کامل یقین رکھو۔

فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین معاف کر دیا کرو در گذر کر لے کے خوگر بنو خدا نیکی کرنے والوں کا دوست ہے

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین غصہ پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اللہ کے دوست ہیں کہ وہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

لا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالتی ھی احسن۔ فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ ولی حمیم۔
بھلائی اور برائی برابر نہیں برائی کے عوض بھلائی کرو تو دشمن بھی دوست ہو جائے گا۔"

اس دنیا میں ہمارے دوست بھی ہیں اور دشمن بھی وہ بھی ہیں جو ہمارے اپنے ہیں اور وہ بھی ہیں جو غیر ہیں اور جب ان کے معاملات ہمارے سامنے آتے ہیں تو ہمارے قلب میں مختلف جذبات بھی پیدا ہوتے ہیں اور دشمن بھی اچھے برتاؤ سے دوست بن جاتے ہیں مغربی تمدن تو کہیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم بہر صورت اور ہر حالت میں اپنے ذاتی عیش و آرام اور ذاتی نفع کو مقدم رکھیں اور اس امر کا خیال رکھیں کہ اپنی ذات کے لئے عیش و آرام مہیا کرنے کی خاطر ہم دوسروں کے عیش کو برباد نہ کریں یہ اصول بھی زبانی ہے عملاً تو اہل مغرب کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے حقوق اور اپنے نفع کے لئے دنیا بھر کے حقوق و منافع کو پامال کرنے میں تامل نہیں کرتے [illegible] ایک امیر کا محل بن جائے تو

[illegible] دوسرے کے مکان کے برابر یا اس سے زیادہ [illegible] ہے کہ ہر طرف اضطراب [illegible] ہوتی ہے

ذاتی و قومی پاسداری اور قرآن

سید [illegible] محمد [illegible]

اور گورے کالوں کے جھگڑے علم ہیں لوگ خود کو اپنی قوم کو اپنے ملک کو فائدہ پہنچانے کے لئے ہر قسم کے دغا و فریب بلکہ ظلم و ستم کو بھی جائز سمجھتے ہیں قانون و انصاف کا [illegible] حریت و مساوات کی [illegible] ہر وقت رٹتے رہتے ہیں مگر یہ سب کچھ اسی وقت تک ہے جب اپنی قوم سے واسطہ ہو اگر معاملہ ایک مغربی و مشرقی کا ہو تو خواہ مشرقی کو کتنا ہی نقصان پہنچ جائے حمایت مغربی ہی کی جاتی ہے ہندوستان کی قوم کے بہت سے افراد کی بھی یہی حالت ہے محض اسلئے کہ انھیں خدا کا خوف نہیں بازپرس محشر کا خیال نہیں لیکن کمزوروں کے حامی خدا نے مسلمانوں کو وہ ہدایات دی ہیں جو بہترین ہیں۔"

قرآن کے نزدیک یگانہ و بیگانہ اپنا پرایہ مغربی و مشرقی دوست دشمن سب ایک ہیں سب اللہ کے بندے ہیں سب انسان ہیں سب ایک کنبہ اور برادری سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے وہ حکم دیتا ہے کہ جب گواہی دینا ہو انصاف کرنا ہو تو خواہ وہ تمہارے یا تمہارے والدین و اقرباہی کے خلاف کیوں نہ پڑے انھیں بھی نقصان ہی پہنچتا کیوں نظر نہ آئے حق کہو اور حق فیصلہ کرو پھر یہ بھی نہیں کہ گواہی سے پہلو تہی ہی کر جاؤ یا دبی زبان سے کہو کر نہیں علانیہ کہو واقعی ہر ایک کا کسی کو فائدہ اور نقصان پہنچانے والے کیا اللہ سے زیادہ ہیں اس کے بندوں کا خیال ہو سکتا ہے کسی کو نقصان پہنچے گا تو اللہ تعالے اس کی تلافی خود کر دے گا۔

کتنی بڑی بات کہی ہے کہ اگر تم انصاف کی کہو گے اور اس سے تمہارے کسی عزیز کو نقصان پہنچ جائے گا تو اللہ تعالے تمہارے حق کہنے کی وجہ سے اس کی تلافی کر دے گا پھر ہدایت کیساتھ ڈانٹ بھی ہے کہ سچ کو ماں باپ اور عزیزوں کی پرواہ بھی نہ کرو گے تو پھر خوب سزا پاؤ گے ہے کوئی دنیا میں جو اپنی شہادت اور فیصلے سے نقصان [illegible] کہا سکتے ہو کوئی مذہب جس میں یہ ہدایت ہو کہ سامنے ماں باپ ہی ہوں دوست بھی ہوں عزیز بھی ہوں اپنا معاملہ ہی ہو [illegible] گواہی بھی دو فیصلہ منصفانہ ہی ہو یہ نظام عدل قرآن کے سوا اور کہیں کتاب [illegible] نہ ملیگا جب تک مسلمان اس پر عامل رہے [illegible] دشمن کی صورت دیکھتے ہی [illegible] [illegible]

[illegible]

اور [illegible]

ناجائز رعایت کی خوفناکیاں

جب ایک امیر [illegible] عہد رسالت میں مقدمہ قائم ہوا لوگوں نے سفارش کی اور کے دستور کے مطابق اس کی معافی کرانا چاہی [illegible] کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمایا اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو ضرور ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا پہلی قومیں اسلئے تباہ ہوئیں کہ ان کے امیر جرم کرتے تھے تو کوئی کچھ نہ کہتا تھا اور غریبوں کو سزا دیتے تھے حضرت عمر فاروق نے اپنے بیٹے کو درے لگوا کر اپنے فیصلے سے ختم کرا دیا تھا اور جب شاہ غسان نے ایک بدوی کے تھپڑ مار دیا تھا تو آپ نے [illegible] کر یہی بدلہ میں تھپڑ مارے۔ شیر شاہ سوری اور جہانگیر وغیرہ کے فیصلہ ہائے انصاف کی بھی یہی شان تھی۔

پھر یہ تھوڑی سی بات ہے کہ انصاف کے معاملہ میں قرآن نے نہ صرف یہ کہ مسلمانوں کو غیر مسلموں پر کوئی فضیلت نہیں دی بلکہ کہہ دیا کہ غیر مسلمان باپ بھی ہو تو پرواہ نہ کرو یہاں تو عام حکم ہے جزاء سیئة سیئة مثلها یعنی برائی کسی نے کسی کے ساتھ کی ہے اتنی ہی برائی اس کے ساتھ کر لینے کا حکم دیا ہے ساتھ ہی یہ بھی اجازت ہے کہ وہ چاہے تو تاوان بھی لے یا بالکل معاف کر دے اپنے پرائے بیگانہ بیگانہ اور شاہ و گدا کی کوئی قید نہیں قرآن کے نزدیک سب مسلمان بھائی بھائی اور تمام ہی نوع انسان ایک کنبہ کے افراد و رشتہ دار ہیں سب کی خیر خواہی ضروری ہے کہ انھیں برائی سے روکا جائے اور نیکی کی تلقین کی جائے عفو و درگذر سے کام لیا جائے نیکی کی جائے اور غصہ کو دبایا جائے ایک ایک آیت اپنی جگہ ایک کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

رسوم و تقلید اغیار اور قرآن

اس سلسلہ میں بھی اسلام اور قرآن نے مسلمانوں کی بہتر رہنمائی کی ہے۔

لا تتبعوا خطوات الشیطان فانہ یامر بالفحشاء والمنکر شیطان کا اتباع نہ کرو وہ بے حیائی اور برے ہی کاموں پر چلائیگا۔

ان من ازواجکم واولادکم عدوا لکم فاحذروھم تمہاری بعض بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن ہوتی ہے ان سے بچو۔ انما اموالکم واولادکم فتنة تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے فتنہ ہیں

جتنی [illegible] کی تباہی کا باعث بھی ہوئی ہیں ان [illegible] کی شادی و غمی کی [illegible]

[illegible] شرک کی [illegible] ہیں اس لئے ان سے [illegible] مال برباد ہوتا ہے تو رسم شیطان بنانے والے [illegible] رہ جاتے ہیں برائیوں کو لانے چھوڑنے کی [illegible] تقاریب میں ہوتی ہیں اسی لئے انھیں شیطان انسان ان کی وجہ سے فتنوں اور گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے اور خدا کی طرف سے غضب نازل ہوتا ہے۔ خطوات شیطان کیا ہیں یہی جو ہمارے گھروں میں جو رسم ادا کی جاتی ہیں اور ان میں جو کچھ بے حیائیاں اور برائیاں ہوتی ہیں ان کو خطوات الشیاطین کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصکم به لعلکم تتقون دوسروں کی اتباع نہ کرو کیونکہ وہ تمہیں اس راہ سے جدا کر دینگے جس پر چلنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس معاملہ میں اللہ سے ڈرو

ولئن اتبعت اھواءھم بعد الذی جاءک من العلم مالک من اللہ من ولی ولا نصیر۔ اگر تم ان کی خواہشوں پر چلے اس کے بعد کہ تمہیں سب کچھ بتایا جا چکا ہے تو یاد رکھو کہ اللہ کی طرف سے پھر تمہاری کوئی حمایت اور مدد نہ کی جائے گی۔

ولا تطع الکفرین والمنافقین۔ کفار اور منافقین کا کہنا نہ مانو جو وہ کہیں وہ نہ کرو۔

ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم فتنقلبوا خسرین اگر تم کافروں کا کہنا مانو گے تو وہ تمہیں الٹے پاؤں لوٹا کر لے جائیں گے اور تم نقصان میں آ جاؤ گے

لا تتخذ الکفرین اولیاء من دون المومنین
مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔

لا تتخذوا بطانة من دونکم لا یالونکم خبالا غیروں کو راز دار نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہارے رازوں سے خبردار ہو کر تمہاری خرابی میں کمی نہ کرینگے۔

آج مسلمانوں پر تقلید مغرب و ہنود کی ایک وبا مسلط ہے ہر امر میں ان کا اتباع کیا جاتا ہے اپنوں کو چھوڑ کر ان سے رشتہ جوڑا جاتا ہے ان کو اپنا راز دار بنایا جاتا ہے ان کے کہنے پر عمل کیا جاتا ہے اور قرآنی احکام کی کچھ پرواہ نہیں کی جاتی حالانکہ صاف حکم ہے کہ انھیں اپنا نہ سمجھا جائے اور ایک آیت ہے جو اس وقت مستحضر نہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ اغیار اس وقت تک تم سے راضی ہو ہی نہیں سکتے جب تک کہ تم ان کا مذہب اختیار کر کے ان کی جماعت میں شامل نہ ہو جاؤ کیا مسلمان ان آیات پر غور کریں گے بقول علامہ [illegible] مسلمانوں کو اغیار سے جتنا نقصان پہنچا ہے کسی سے نہیں پہنچا [illegible] خصوصاً [illegible]

دعوت حق اور قرآن

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن۔ خدا کے راستے کی طرف حکمت و نیک نصیحت سے بلاؤ اور بحث کرو تو بطریق احسن کرو۔

ولا تجادلوا اہل الکتب الا بالتی ہی احسن اہل کتاب سے بحث مباحثہ نہ کرو اور اگر کرو بھی تو بطریق احسن کرو۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ مسلمانو! بتوں اور ان چیزوں کو جنھیں اسکے سوا یہ پوجتے ہیں برا نہ کہو۔

الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ جو خدا کا پیغام پہنچاتے ہیں وہ اسی سے ڈرتے ہیں اور کسی سے نہیں ڈرتے

فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون اس کی جماعت سے کیوں نہیں چند ایسے لوگ نکلتے جو دین میں مہارت و عبور پیدا کر کے اپنی قوم کو ڈرائیں۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب تم لوگوں کو تو نیک کام کی ہدایت کرتے ہو اور خود کو بھلا رکھا ہے حالانکہ کتاب پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں۔

لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون۔ ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے خدا کو یہ بات حد درجہ ناپسند ہے کہ جو کہا جائے اس پر خود عمل نہ کیا جائے۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ سچائی میں جھوٹ کو نہ ملاؤ اور حق بات کو جان بوجھ کر چھپاؤ۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جو لوگوں کو نیک کاموں کی طرف بلاتی رہے اچھی باتوں کا حکم دے اور بری باتوں سے روکے۔

سوچیے کیا آج مسلمانوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والی کسی منظم و تربیت یافتہ جماعت کا کہیں وجود ہے اور جو لوگ تبلیغ کرتے بھی ہیں کیا ان میں یہ صفات موجود ہیں کہ ان کا قول و فعل یکساں ہو نرمی و حکمت سے مناظرہ کرتے ہوں بداخلاقی وغیرہ سے پاک ہوں جنھیں اس غرض کے لئے بہترین تربیت ملی ہو جو خدا کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں اور اخلاق و ایمان کے پیکر ہوں نہیں اور ہرگز نہیں اگر ایسی کوئی جماعت ہوتی تو آج اسلام ساری دنیا میں پھیل گیا ہوتا اور جو ہیں بھی ان میں مطلوبہ شرائط موجود نہیں ویسے ہر مسلمان بھی اپنی جگہ مبلغ ہے اور اس کا فرض ہے کہ وہ فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ایک لمحہ اور ایک ثانیہ کے لئے بھی غافل نہ رہے

قرآن کی حقیقت قرآن [illegible]

قرآن کریم کلام الٰہی ہے

ذلک الکتب لا ریب فیہ [illegible] و بالحق انزلناہ وبالحق نزل یہ وہ کتاب ہے جس میں [illegible] اور شک و شبہ کی گنجائش نہیں اور یہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے ہم نے اسے سچائی کے ساتھ نازل کیا اور سچائی ہی کے ساتھ نازل ہوا ہے۔

بےمثل قرآن

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صدقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اگر تمہیں ہماری اس نازل کی ہوئی کتاب میں کوئی شک ہو تو تم ایک ہی سورۃ اس جیسی لے آؤ اور اپنے تمام حامیوں کو بھی بلا لو اگر سچے ہو اور اپنے دعوے کی صداقت کا ثبوت پیش کرو لیکن تم اور تمہارے تمام حامی بھی مل کر ایسا نہ کر سکیں گے۔

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا کہہ دو کہ اگر تمام جن و انس بھی جمع ہو جائیں کہ اس جیسا قرآن بنا لائیں اور سب ایک دوسرے کی امداد بھی اس سلسلہ میں کریں تو بھی وہ اس کا جواب نہ لا سکیں گے اور کامیاب نہ ہوں گے۔

وکذلک انزلناہ آیات بینات اور اسی طرح ہم نے قرآن کو کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ نازل کیا ہے۔

قرآن کا نزول

وقرآنا فرقناہ لتقراہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا قرآن کو ہم نے بتدریج تھوڑا تھوڑا اس لئے اتارا کہ تم اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھو اس کا نزول بھی بتدریج اور رفتہ رفتہ ہوا ہے۔

قرآن سہل اور جامع کتاب ہے

الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا قیما تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر یہ کتاب اتاری اسے ٹھیک سیدھا بنایا اور اس میں کوئی کجی نہ رکھی ولقد یسرنا القرآن للذکر [illegible] ولقد جئنٰہم بکتب فصلنٰہ علی علم ہدی [illegible] کتاب [illegible]

[illegible]
[illegible]
ایمان [illegible]
چیز [illegible]

قرآن دنیا کیلئے ہدایت ہے

تبارک الذی نزل الفرقان علے عبدہ لیکون للعلمین نذیرا۔ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک وان لم تفعل فما بلغت رسلتہ۔ یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمومنین۔ کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور۔ وہ بڑا برکت والا ہے جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل کیا تاکہ تمام جہان کے دل میں اللہ کا خوف پیدا ہو۔ اے رسول جو کچھ تم پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو گویا اپنے فرض میں کوتاہی کی۔ لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نصیحت آگئی یہ صرف نصیحت ہی نہیں بلکہ دل کی بیماریوں کی شفا اور ایمان والوں کے لئے ہدایت و رحمت ہے اس کتاب کو ہم نے اسلئے نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں اور ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لانے کی سعی کرو۔

قرآن پر غور و عمل

انا انزلنہ قرانا عربیا لعلکم تعقلون۔ انا انزلنہ الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس۔ وھذا کتاب انزلناہ مبرک فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون۔ ہم نے قرآن عربی زبان میں نازل کیا تاکہ تم اسے بخوبی سمجھ سکو۔ اے محمد تم پر جو کتاب نازل ہوئی ہے وہ حق ہے اور اس لئے اتاری ہے کہ تم لوگوں کے فیصلے اس کے ذریعے کرو۔ یہ کتاب جو خیر و برکت والی ہے اسے ہم نے اسی لئے اتارا ہے کہ تم اس کا اتباع کرو اس سے ڈرو اور پرہیزگار رہو تاکہ اللہ تعالے تم پر رحم کرے۔

قرآن کریم کی والہانہ محبت و تاثیر

واذا قرئ القران فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون۔ واذا تلیت علیھم ایتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون۔ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم۔ تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربھم ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو [illegible] اللہ تعالے تم پر [illegible]
اور [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] ہو جاتے ہیں۔ [illegible]
ہے پھر [illegible] نغمہ [illegible]
معروف ہو جاتے ہیں جو حقیقی نہیں اور [illegible] ہیں قرآن سنکر ان کی یہی حالت ہوتی ہے۔

قرآن سے انحراف کرنے والوں کے متعلق ہے کہ ان سے زیادہ ظالم کون ہوگا جنھیں نصیحت کی گئی قرآن ان کے سامنے پڑھا گیا اور انھوں نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ ومن اظلم ممن ذکر بایت ربہ فاعرض عنھا

قرآن کی فصاحت و بلاغت

قرآن کی فصاحت و بلاغت خود ایک زندہ معجزہ ہے کہ ایک عرصہ دراز تک عرب کے مدعیان فصاحت کو دعوت مقابلہ دیتے رہے اور کوئی ایک بھی آگے نہ بڑھا فصاحت قرآن بذات خود ایک بسیط مضمون ہے معانی و بیان کا امام علامہ سکاکی کہتا ہے کہ: قرآن کا اعجاز ایک ذوقی و وجدانی شئے ہے جس کا احساس طبع سلیم ہی کر سکتی ہے اظہار غیر ممکن ہے۔ لفظ میں وظاہر المعنی ہیں مستعمل ہیں روزمرہ کی بول چال ہیں مگر ان میں بلا کی کشش و جاذبیت ہے کلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ مضامین کی نوعیت کے مطابق الفاظ مستعمل کئے جائیں کیونکہ الفاظ ہی زبان کے ترجمان ہوسکتے ہیں مثلاً عاجزی کے وقت آواز نرم ہو جاتی ہے اور غیظ و غضب کے موقع پر تندی تیزی اور درشتی پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح الفاظ کی بھی نوعیت بدل جاتی ہے غصہ میں پر رعب شاندار اور سخت الفاظ لانے پڑتے ہیں اور مہربانی و عاجزی میں ہلکے نرم شیریں قصیدہ میں پر شوکت اور بلند الفاظ لائے جاتے ہیں اور غزل میں سبک اور سادے کیونکہ قصیدہ میں جاہ و جلال دکھانا ہوتا ہے اور غزل میں تڑپ اور سوز و گداز۔

انسان کو قدرت تو ہر چیز پر حاصل ہو مگر اسے کامل عبور ایک دو ہی چیزوں پر حاصل ہو سکتا ہے مثلاً قصیدہ نگار شاعر مثنوی و غزل میں نہیں چل سکتا مگر یہ خصوصیت قرآن ہی کو حاصل ہے کہ وہ ہر موضوع پر گفتگو کرتا ہے اور کلام کی موزونیت میں فرق نہیں آتا۔ مقتضائے حال کلام کا نام ہے کہ مخاطب کے مراتب و مدارج اور موقع و محل مد نظر رہے اسی روشنی میں کلام اللہ پر نظر کی جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آسمانی کتاب ہے ورنہ ایک امی کا کلام اتنا بلند اور خوش اسلوب نہیں ہو سکتا انسان غیظ و غضب کا پتلا ایک آن میں سیکڑوں جذبات پیدا ہوتے ہیں غصہ میں [illegible] سے نکلتے ہیں [illegible] کے موقع پر کلام میں [illegible] ہو جاتی ہے [illegible]

[illegible] قرآن [illegible] وہ [illegible] قرآن [illegible]

[illegible] جاتا [illegible] سمجھاں [illegible] وہاں [illegible]

[illegible] الفاظ ہیں اور جہاں اپنے جلال و قہر کا اظہار مقصود ہے وہاں [illegible]

کا نظر آتا ہے وہاں بلاکا شکوہ و طمطراق ہے۔

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ بعض بعض شعرا ایک ایک قصیدہ لکھتے ہیں اور دو دو سال تک اصلاح و ترمیم کرتے رہتے ہیں پھر بھی ایک لفظ کی جگہ دوسرا رکھا جا سکتا ہے مگر قرآن کی عبارت ایسی ہے کہ ایک لفظ اٹھا کر ساری عربی زبان بھی کھنگال لی جائے تو دوسرا لفظ اس کی جگہ رکھنے کو نہ ملیگا قرآن ہی میں دو لفظ ایک ہی معنی کے بولے جاتے ہیں مگر ایک لفظ دوسرے کی جگہ نہیں لایا جا سکتا مثلاً قلب اور فؤاد اور ہم معنی لفظ ہیں مگر دونوں علیحدہ علیحدہ معانی میں استعمال ہیں اب اگر فؤاد کی جگہ قلب رکھدیا جائے تو گو معنی صحیح رہتے ہیں مگر جملہ میں وہ تناسب و ارتباط نہیں رہتا بلکہ ایک قسم کا پھسپھسا پن پیدا ہو جاتا ہے اور لطافت جاتی رہتی ہے یہ قرآنی اعجاز ہے کہ جو لفظ جس جگہ آگیا ہے اب اس جگہ اس کا مرادف لفظ نہیں آسکتا۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ کوئی بھی انسان ہو لیکن اس کا کلام اختلاف سے خالی نہیں ہوتا کیونکہ لوگوں کے ہر وقت اغراض واحد نہیں ہوتے کبھی کسی طرف توجہ ہوتی ہے اور کبھی کسی طرف رجحان ہوتا ہے لیکن قرآن میں بالکل یکسانیت ہے۔"

بلاذری کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک قریش جیسے عرب کے بڑے قبیلہ میں صرف سترہ اشخاص لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ بس پھر قرآن کیونکر یاد رہ سکتا تھا لیکن یہ اعجاز ہے کہ سنکر فوراً یاد ہو جاتا ہے یہ "انا لہ لحافظون" کی برکت ہے۔" یہ اعجاز نہیں تو کیا ہے کہ عرب جیسی ان پڑھ قوم نے اُسے سمجھا اور متاثر ہوئی آج بھی ایک عامی سے عامی کو اس کے معنی اگر سمجھائے جائیں تو وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے سب سے بڑی بات یہ کہ اس کے پڑھنے سے روح پر ایک ایسا لطیف و پاک اثر پڑتا ہے کہ دل رقت سے پانی پانی ہو جاتا ہے۔

عرب فصاحت و بلاغت کے آسمان پر بجلی ہو کر چمکتے اور اپنے مقابلہ میں کسی کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھتے تھے جب حضور رسول کریم کی فصاحت و بلاغت کا چرچا پھیلا تو انھوں نے مشورہ کر کے ولید بن مغیرہ کو جو خود بڑا فصیح و بلیغ تھا آپ کے پاس بھیجا آپ نے اس کے سامنے یہ آیات پڑھیں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی تو وہ بے اختیار ہو کر کہنے لگا کہ بخدا اس کلام میں حلاوت اور رونق معلوم ہوتی ہے اس کا اوپر کا حصہ بار آور ہے اور زیر کا حصہ سیراب [illegible] ایک عرب ابو عبیدہ نے آیت

[illegible] کا صیغہ [illegible]

اس کو سن کر [illegible]

[illegible] سے [illegible] دیا [illegible]

آیہ فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا [illegible] شہادت دیتا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں۔ ایک شخص [illegible] حضرت عمر رض سے کہنے لگا کہ میں [illegible] مسلمان [illegible] آیہ ومن یطع اللہ ورسولہ ویخش اللہ ویتقہ فاولئک ھم الفائزون سنی غور کیا تو معلوم ہوا کہ آیت کا [illegible] مسیح کے کلام کا نسخ تھا۔ اس قسم کے بکثرت واقعات موجود ہیں جن کے بیان کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں۔

قرآنی پیشنگوئیاں

قرآن مجید کا اسلوب بیان نہایت مؤثر ہے جسے دیکھکر فصحائے عرب حیران رہ گئے۔ ولید بن مغیرہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیات قرآنی سنکر قوم میں واپس آیا ہے تو اس کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی۔ ابو جہل نے یہ دیکھکر کسی قدر تعجب و درشتی سے کہا کہ ابھی اس حالت کا ذکر قریش سے نہ کر دینا مبادا وہ بھی اس ساحرانہ کلام سے متاثر ہو جائیں۔ ولید کہنے لگا کچھ کرو اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتا کہ میں کلام عرب میں تم سے کہیں زیادہ مہارت رکھتا ہوں مگر جو کلام آج میں نے سنا ہے اس کی مانند کسی کلام سے آجتک میرے کان آشنا نہ ہوئے تھے ابو جہل نے کہا آخر کسی کاہن کا سوجع ہے؟ دیوانہ کا کلام ہے؟ کیا شعر کی کوئی قسم ہے؟ کیا سحر ہے! ولید ہر بار نہیں کہتا رہا۔ پھر بولا فی الواقع تم اسے سحر ہی کہو گے۔

قرآن کا یہ اعجاز ہے کہ وہ نہ صرف یہ کہ گزشتہ واقعات پر روشنی ڈالتا ہے بلکہ اس نے اس وقت ایسی پیشین گوئیاں بھی کیں جو تھوڑے تھوڑے وقفہ کے فصل سے بالکل صحیح ثابت ہوتی رہیں حالانکہ اس وقت ان کے پورا ہونے کا کوئی بعید تر امکان بھی نہ تھا مثلاً قرآن میں انبیاء سابقین کی اجمالی سوانح عمریاں، قصص و حکایات بلکہ کتب سابقہ کی بہت سی وہ باتیں بھی آگئیں جنھیں اس وقت صرف علماء ہی جانتے تھے بعض مغربی کہتے ہیں کہ آپ نے کسی یہودی عالم سے انھیں معلوم کر لیا تھا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت مکہ [illegible] کسی یہودی کا وجود ہی نہ تھا البتہ مدینہ میں یہود ضرور موجود تھے لیکن وہاں آپ تیرہ سال کے بعد تشریف لے گئے [illegible] وقت یہودی و عیسائی و عرب سب آپ کے دشمن [illegible] المحالہ یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ سب [illegible] وحی الٰہی کے معلوم ہوتا تھا ورنہ آپ نے [illegible]

[illegible]

[illegible] ہیں اس [illegible] باتیں آپ [illegible]

[illegible] سے مخفی تھی۔

[illegible] قرآن کریم نے پیشین گوئی کی لتدخلن المسجد الحرام انشاء اللہ [illegible] تم عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ امن و سلامتی کے ساتھ مسجد حرام [illegible] داخل ہوگے اس وقت مسلمانوں کی یہ حالت تھی اور نہ کسی کو اس [illegible] کا تصور بھی [illegible] تھا مگر پورا ہوا۔

[illegible] من بعد غلبہم سیغلبون رومی مغلوب ہو کر ایرانیوں [illegible] عنقریب غالب آجائیں گے چنانچہ رومی پہلے مغلوب ہوئے اور پھر غالب [illegible] حالانکہ بہت کمزور ہو چکے تھے۔

[illegible] ورفعنا لک ذکرک ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔ دنیا میں کوئی بھی ایسا وقت [illegible] جب حضور نبی کریم پر کہیں نہ کہیں کے مسلمان درود شریف نہ پڑھتے [illegible] ذکر نہ کرتے ہوں اذان و نماز میں آپ کا نام داخل ہے اور ہر جگہ آپ [illegible] جاتا ہے اور قیامت تک رہے گا۔

[illegible] لیظہرہ علی الدین کلہ آپ کا دین تمام دینوں پر غالب ہوگا [illegible] عہد رسالت ہی میں یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔

[illegible] اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی [illegible] اللہ تعالےٰ وعدہ کرتا ہے کہ تم میں جو لوگ ایماندار ہیں اور [illegible] عمل کرتے ہیں انھیں سلطنت عطا کریگا۔ یہی ہوا کہ رسول کریم [illegible] وفات کے بعد پچاس ہی سال میں مسلمان مشرق سے لیکر مغرب [illegible] تمام ممالک کے بادشاہ بن گئے آپ نے خود ہی فرما دیا تھا کہ مجھے [illegible] زمین کو اکٹھا کر کے تمام ممالک دکھا دیئے گئے اور میری امت عنقریب [illegible] حد تک پہنچ جائے گی۔

[illegible] کفینک المستھزئین ہم نے تمہارے مذاق اڑانے والوں [illegible] ہلاک کر دیا ہے چنانچہ آپ سے استہزاء کرنے والے سب کے سب [illegible] زندگی ہی میں فنا ہو گئے۔

[illegible] یعصمک من الناس اللہ تعالےٰ آپ کو آپ کے دشمنوں سے محفوظ [illegible] اس آیت کے نازل ہوتے ہی آپ نے اپنی تمام جسمانی حفاظتیں [illegible] اور فرمایا کہ خدا تعالےٰ مجھے ہلاکت میں نہ ڈالیگا اس کے بعد [illegible] منصوبے باندھتے تو آپ کو بذریعہ وحی مطلع کر دیا جاتا۔

قرآن کریم میں جو جلال و ہیبت

جمال ربانی اور قرآن

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس کلام کو کسی پہاڑ پر نازل کرتے تو اسے دیکھ لیتے اس کی [illegible] تجلی جلالی کو دو بھی اس کی ہیبت و جلال اور خشیت و سطوت سے پگھل جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب عتبہ بن ربیعہ کفار کی طرف سے آپ کے پاس آیا تو آپ نے حضور نے دیکھتے ہی حم سجدہ پڑھنی شروع کر دی اور آپ نے آیت صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد و ثمود پڑھی تو اس نے آپ کے دہن مبارک پر ہاتھ رکھ دیا اور کہا کہ خدا کا واسطہ بس کیجیے مجھے اس سے زیادہ سننے کی تاب نہیں لیکن حضور پڑھتے گئے اور عتبہ آپ کی پشت مبارک پر دونوں ہاتھ رکھے کھڑا سنتا رہا آیت سجدہ پر پہنچ کر حضور نے سجدہ کیا اور عتبہ واپس چلا گیا اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا۔ خدا کی قسم محمد نے ایسا کلام پڑھا ہے جس سے آج تک میرے کان نا آشنا تھے میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس کلام کو کس نام سے تعبیر کروں۔

یحییٰ بن حکم اندلس کا مشہور فصیح و بلیغ گذرا ہے وہ لکھتا ہے۔ کہ میں نے بطور امتحان سورۂ اخلاص شریف کا جواب لکھنا چاہا میں نے ارادہ ہی کیا تھا کہ میرے دل پر ایک ہیبت طاری ہوئی اور اچانک ایسا گداز پیدا ہو گیا کہ میری آنکھوں سے خود بخود آنسو بہنے شروع ہو گئے میں نے اسی وقت توبہ کی کتب سیر و تواریخ میں ایسے بیشمار واقعات درج ہیں۔

حضرت فضیل بن عیاض ابتدا میں ڈاکو تھے لوٹا ہوا مال تقسیم کر رہے تھے کہ قافلہ میں سے کسی کے قرآن پڑھنے کی آواز آئی پڑھنے والا پڑھ رہا تھا الم یأن للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ لوگوں کے قلب اس کے ذکر سے لرز نے لگیں۔ بے اختیار ہو گئے آگیا آگیا کہتے ہوئے دیوانہ وار نکل کھڑے ہوئے توبہ کی۔ اللہ جب دینے پر آتا ہے تو لینے والے کو وہ شکوہ کو تاج [illegible] پیدا کر دیتا ہے یا تو ڈاکو تھے یا دولت ولایت و عرفان جیسی نعمت مل گئی باطن کی آنکھ کھل گئی قلب روح سر خفی، اخفیٰ، نفس محمودہ تمام لطائف جاری ہو گئے اس کے بعد سلطان الاذکار میں آئے تو ہر [illegible] منہ سے اللہ اللہ جاری تھا۔

دیکھیا ایسی دہن ہسگری تا ثیر کرے تن تن، فنا فی الشیخ فنا فی الرسول کی منازل طے کر کے فنا فی اللہ میں پہنچے سبحان اللہ پیارے

واللہ یختص برحمتہ من یشاء

کون سمجھنے والا ہے کس سے کہیں کیسے سمجھائیں کہ یہ لطف قرآن کیا ہے اس کی تو ابتدا ہی لطائف سے ہے وہ لطائف دنیا کو نگاہوں سے حیران کر دیتی ہے آج کسی کا ایک قلب اور ایک لطیفہ ہی ذکر جاری ہو جاتا اور وہ اپنے کانوں سے اللہ اللہ اسکا پیارا نام ان کی زبان سے برابر [illegible]

[illegible]

ابتدا ہی غائب ہو ... [illegible] ... کیا یا پھر کیف لگتا ہے کہ پتے کہ وہ بیٹا ... [illegible] ... سامنے شہنشاہ ہفت اقلیم کی بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہو اللہ سے ڈرتے ہیں جن کے قلب میں رقت و گداز ہے انھیں اللہ سے بہی دیتا ہے صحابہ کرام جتنے تھے سب کے سب ولی تھے اور ان میں بہت سے ایسے خوش نصیب و عالی بخت تھے جنہوں نے دیدار جمال الٰہی کے لطارہ سے بھی کیف حاصل کیا تھا۔

سورہ الملک شریف کوئی سمجھکر خلوص دل سے پڑھے تو معجزہ اٹھیگا ایک بچہ تختی ہاتھ میں لئے زار و قطار رو رہا تھا ایک صاحب باطن کا گذر ادھر سے ہوا بچہ سے پوچھا کیوں رو رہا ہے اس نے تختی سامنے کر دی اور کہا دیکھئے تو استاد نے کیا لکھ دیا ہے کون ہے جو اس احتشام کی تاب لاسکے بزرگ بولے بیٹا صبر کر اور اپنا رونا کل کے لئے اٹھا رکھ کہ کل جو اس کا بقیہ نصف حصہ لکھیگا وہ تجھے کافی رلا دیگا دوسرے روز جو ادھر سے گذر ہوا تو دیکھا تختی پر بقیہ نصف سورۃ لکھی ہوئی ہے اور لڑکا مردہ پڑا ہے یہ ہے قرآنی ہیبت و جلال۔

برکات تلاوت قرآن

تلاوت قرآن کی برکات اگر مسلمان ذہن نشین کر لیں تو ممکن نہیں کہ پھر وہ اس سے اعراض و تغافل برتیں۔

جو لوگ مسجد میں تلاوت قرآن کرتے یا اس کا درس دیتے ہیں ان پر اللہ کی طرف سے سکینہ نازل ہوتی ہے انھیں ملائکہ رحمت ڈھانپ لیتے ہیں اور خود آقائے حقیقی ان کا ذکر ملائکہ کی جماعت میں کرتا ہے (مسلم)

جسے قرآن پر پورا عبور ہوگا وہ ملائکہ کے ساتھ ہوگا جو شخص اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اسے اپنی اس محنت کے عوض میں دوہرا ثواب ملیگا (مسلم)

جب کوئی شخص آیت سجدہ پڑھکر سجدہ کرتا ہے تو شیطان گوشہ میں بیٹھکر روتا ہے اور کہتا ہے کہ افسوس ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کر لیا اس پر جنت واجب ہو گئی اور مجھ پر باعث انکار جہنم کا حکم ہوا (مسلم)

ایک صحابی شب کے وقت تلاوت قرآن میں مصروف تھے قریب ہی بندھا ہوا گھوڑا اچھلنے کودنے لگا انھوں نے قرأت بند کر دی آسمان کی طرف نظر جو کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ بہت سے چراغ ہیں جو نیچے سے اوپر کی طرف کو جا رہے ہیں صبح کو حضور رسول کریم سے ذکر کیا جواب ملا یہ فرشتے تھے جو قرآن سننے آرہے تھے اگر تو برابر پڑھے جاتا تو عجیب و غریب مناظر دیکھتا۔ (بخاری و مسلم)

[illegible]

... [illegible] ... رسول اللہ ...

اپنی آواز سے قرآن کو زینت دو (...)

قرآن کی ایک آیت سننے والا اور اس کی تلاوت کرنے والے کے لئے قیامت میں ایک نور مقرر کیا جائے گا ...

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جسے قرآن نے اس قدر مشغول رکھا ہو کہ دوسرا ذکر نہ کر سکا اور اس کی وجہ سے اسے دعا مانگنے کی فرصت نہ ہوئی تو میں اسے مانگنے والوں سے زیادہ عطا کروں گا اللہ کے کلام کی فضیلت تمام کلاموں پر ایسی ہی ہے جیسی اللہ کی فضیلت اپنی مخلوق پر ہے (ترمذی)

حضرت ابوذر نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ نصیحت فرمایئے! فرمایا تقویٰ اختیار کرو تقویٰ تمام نیکیوں کا سرتاج ہے انہوں نے عرض کیا کچھ اور فرمایئے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو تلاوت تمہارے لئے زمین پر نور اور آسمان پر ذخیرہ ہوگا۔

جس نے قرآن سیکھا اس نے نبوت کو اپنے آغوش میں لیا فرق اتنا ہے کہ اس پر وحی نازل ہوتی ہے صاحب قرآن کو یہ سزاوار نہیں کہ وہ غصہ والے کے ساتھ خود بھی غصہ کرنے لگے یا جاہل کے ساتھ جہل کی باتیں کرنے لگے حالانکہ اس کے سینے میں قرآن موجود ہے۔

اللہ تعالےٰ کے کچھ مخصوص لوگ ہیں کسی نے عرض کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا اہل قرآن (نسائی)

حافظ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآن پڑھنا شروع کر وہ پڑھے گا ہر آیت پر اس کا درجہ بلند ہوتا چلا جائے گا (ترمذی)

قرآن شریف میں علی اختلاف الروایات ۶۶۶۶ آیات ہیں اسی سے اندازہ کر لیجئے کہ اس کا مرتبہ کتنا بلند ہوگا۔ بہتر شخص وہ ہے جس نے قرآن کو سیکھا اور سکھایا۔ (بخاری و مسلم)

جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا تو قیامت میں اس کے ماں باپ کو ایک تاج پہنایا جائیگا جس کی تابانی آفتاب کی تابانی سے بھی زیادہ ہوگی (ابوداؤد)

قرآن کی مختلف سورتیں اور ان کے ثواب قرأت

حضور نے ایک صحابی سے فرمایا کہ میں تجھے ایک سورۃ سکھاتا ہوں جو ثواب میں قرآن کی تمام سورتوں سے ... [illegible] ... سورۃ فاتحہ سکھائی (دارمی)

سورۃ [illegible] ...

[illegible]

...نازل [illegible]

[illegible] سے ایک

...ور میں [illegible] نہیں ہوتے جو ایک حرف بھی

...ان دونوں [illegible] وہ پڑھا کیا جائے گا (مسلم)

لوگو! اپنے گھروں کو مقبرہ نہ بناؤ دیکھو جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے (مسلم) اس کا مطلب یہ کہ قبرستان کی طرح قرآن نہیں پڑھا جاتا تمہارے گھر ایسے نہ ہوں بلکہ گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام ہونا چاہیے۔

زہراوین (مراد ہے سورہ بقرہ اور آل عمران) پڑھا کرو یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جھگڑیں گی ان سورتوں کا پڑھنا اور یاد کرنا برکت ہے ان کا چھوڑ دینا حسرت ہے۔ اہل باطل ان سورتوں کو حاصل نہیں کر سکتے (مسلم) مطلب یہ ہے کہ ان کے پڑھنے والوں پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا کیونکہ اہل باطل سے مراد جادوگر ہیں۔ تمام چیزوں میں کوئی نہ کوئی شے مخصوص اور بلند ہوتی ہے قرآن شریف میں سب سے بلند مرتبہ سورہ بقرہ کا ہے گویا قرآن کا کوہان ہے اس میں ایک آیت تو تمام آیتوں کی سردار ہے (ترمذی)

اس ایک آیت سے مراد آیت الکرسی ہے جس کے متعلق فرمایا ہے کہ جس گھر میں آیت الکرسی پڑھی جاتی ہے اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

جو شخص اپنے گھر میں رات کو سورہ بقرہ پڑھتا ہے تو تین رات تک اور جو دن کو پڑھتا ہے تو تین دن تک اس گھر میں شیطان نہیں گھس سکتا سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں ایسی ہیں کہ تین رات دن تک اگر کسی جنگل میں پڑھی جائیں تو پھر وہاں شیطان کا اثر نہیں ہوتا۔ (ترمذی)

جہاں وبا پھیلی ہو طاعون، ہیضہ یا چیچک کا زور ہو وہاں روزانہ سورہ تغابن پڑھنی چاہیے یہ جتنی زیادہ پڑھی جائے گی وبا کا اثر اتنا ہی گھٹتا [illegible] دور ہو جائے گی۔

سورہ یاسین قرآن کا دل ہے جو اسے روزانہ پڑھتا رہے گا وہ تمام [illegible] رات کو پڑھ کر سوئے گا تو فرشتے اس کی حفاظت کرتے رہیں گے [illegible] آگر اس کی زکوٰۃ دی جائے [illegible] بہترین مؤثر شے بنجاتی ہے۔

سورہ [illegible] بہت بلند منزلت سورۃ ہے زکوٰۃ دینے کے بعد تو یہ [illegible] ہے۔ حضرت ابو سعید خدری کی روایت ہے کہ ایک [illegible] ایک صحابی نے سورہ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر [illegible] معلوم ہوا تو آپ مسکرائے [illegible]

[illegible] بہتر ہے اور [illegible] ہر پانی [illegible] زیادہ حفاظت کرتی ہے

...سورہ یاسین اور سورہ الملک شریف [illegible] لوگ نظر جانے سے محفوظ رہیں جادو کا اثر بھی ان سے دور ہو جاتا ہے تجربہ کیجئے سورہ فاتحہ کا اثر تو ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہاں تک کہا جائے قرآن کا تو ایک ایک حرف اور ایک ایک لفظ اثرات سے لبریز ہے قرآن بہترین دوا ہے (حضرت علی)

احترام قرآن اور سلطان محمود غزنوی

...ہے کہ لوگوں نے سلطان محمود غزنوی کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ فرمائیے کہ آخرت میں خدائے عز و جل نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا اور کیونکر بسر ہوتی ہے؟ سلطان نے جواب دیا کہ ایک شب کو میں اپنے خیمہ میں گیا اور چاہا کہ آرام کروں میں بستر پر بیٹھنے کا ارادہ ہی کر رہا تھا کہ میری نظر اوپر اٹھی ایک طاق تھا اس میں قرآن کریم رکھا ہوا تھا میں نے دل میں کہا کہ یہ تو بے ادبی ہے کہ قرآن کریم رکھا ہو اور میں آرام کروں مناسب یہ ہے کہ میں اسے کمرے سے باہر بھیج دوں کہ کسی اور جگہ احتیاط سے رکھدیا جائے۔ لیکن پھر فوراً خیال آیا کہ اپنے آرام کے لئے قرآن کو اٹھانا کلام الٰہی کے ادب و احترام کے منافی و مغائر ہے چنانچہ میں نے وہ تمام رات بیٹھے ہی بیٹھے گزار دی کہ قرآن کریم کو کمرے سے باہر بھیجتا گوارا نہ ہوا اور نہ اس کی موجودگی میں لیٹنا اور سونے کی ہمت پڑی اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل بہت پسند آیا بہت خوش ہوا جب موت آئی تو آرام سے دم نکلا اور آخرت میں بھی بخشدیا۔

اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہمارے فرمانروایان ذیشان بھی ادب و احترام الٰہی میں اتنے بڑھے ہوئے تھے اور ایک یہ زمانہ ہے کہ اکثر علماء کو بھی اس کا احساس نہیں ہوتا۔

حضرت امام حنبل اور عظمت قرآن

عہد میں بغداد کے اندر فتنہ خلق قرآن معتزلہ کی طرف سے پیدا ہوا مامون نے یہ عقیدہ اختیار کر کے سلطنت کے زعم باطل میں حکم دیا کہ میں فقہاء و محدثین سے اسے منوا کر رہوں گا [illegible] مامون نے حکم دیا کہ جو بھی قرآن کو مخلوق نہ کہے وہ قتل کر دیا جائے بڑے فقہاء و محدثین اس حکم پر ثابت قدم نہ رہ سکے معتزلہ ہو گئے بعض نے اپنی اپنی جان کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ تلاش کر لیا لیکن حضرت امام احمد بن حنبل نے صاف انکار کر دیا اور حرمت قرآن کے تمام دنیا کے لئے [illegible] پشت پر [illegible] آپ قرآن [illegible]

[illegible] آپ کو بھی [illegible]
تھا آپ بڑی [illegible] اور [illegible] خوف و خشیت [illegible]
طرح جانتے تھے اسی لئے آپ ساتھ [illegible] کو [illegible]
وعدہ نے آیت الا من اکرہ وقلبہ مطمئن بالایمان [illegible]
[illegible] ہے تو اس سلسلہ کی گرفتاری کا حکم دیا لوگ ساتھ [illegible]
[illegible] سے [illegible] کا انتقال ہو گیا۔

امون کے بعد معتصم کھڑا ہو گیا جانتا تھا کہ مرکزی ہستی امام صاحب کی ہے لہٰذا معتصم کی ساری شاہی قوت بھی امام ہی کی تعذیب کے لئے [illegible] لیکن اس نے جس سختی سے اقرار کرایا اسی سختی کے ساتھ انکار ہوا [illegible] آپ [illegible] چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈال دی گئیں [illegible] شاہی [illegible] تھا اس پر یہ حکم ہوا کہ اسی حالت میں خود اونٹ پر [illegible] اور اتریں۔ اسی حالت میں طرطوس پہنچائے گئے وہاں کبھی جیل [illegible] جاتے اور کبھی تیرہ و تار کوٹھریوں میں یہاں بھی برابر مناظرے [illegible] سے معتزلہ گئے اور خاموش ہونا پڑا آپ ان سے کہتے کہ تم خدا تعالیٰ کے علم کو مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق۔ جواب غیر مخلوق کے سوا اور ہو ہی کیا سکتا تھا اس پر آپ فرماتے تو تم اسی قول سے کافر ہو گئے کسی [illegible] کہ یہ کہہ سکتے ہو بادشاہ کے بھیجے ہوئے ہیں فرمایا ہی بادشاہ کے [illegible] کافر ہو گئے۔

آخر معتصم نے اپنے سامنے حاضر ہونے کا حکم دیا حاکم بغداد نے راہ میں پوچھا کہ آخر قرآن میں انا جعلنا قرآنا عربیا موجود ہی ہے آپ نے فرمایا حق تعالیٰ کا ارشاد ہے فجعلہم کعصف ماکول بھی ہے کیا یہاں جعل کے معنی تخلیق کے صادق آتے ہیں جعل اور تخلیق ہرگز مترادف نہیں ہو سکتے۔ معتصم کے سامنے گئے تو اس نے عبدالرحمن بن اسحاق کو مناظرہ کا حکم دیا جس نے پوچھا آپ قرآن کو مخلوق کہتے ہیں یا غیر مخلوق آپ نے فرمایا تم اللہ کے علم کو مخلوق کہتے ہو یا غیر مخلوق عبدالرحمن بند ہو گیا ہر طرف سے دلائل شروع ہوئے آپ نے سب کو خاموش کر دیا۔ ادھر ابن ابی دؤاد اور گروہ معتزلہ برابر یہ کہہ کر معتصم کو برانگیختہ کر رہا تھا کہ یہ شخص گمراہ اور گمراہ کرنے والا بدعتی ہے آپ اسے قتل کر دیں اس کا خون ہماری گردن پر ہے مگر حضرت امام معمولی شخصیت کے بزرگ نہ تھے آخر معتصم نے تنہائی میں بلا کر کہا آپ نے پھر وہی کہا۔ دلائل چھوڑیئے کتاب و سنت سے کوئی دلیل پیش کیجئے آخر معتصم غصہ میں آگیا جلادوں کو حکم دیا کہ لباس اتار کر [illegible] کوڑے مارو ایک ایک جلاد آتا اور دو دو کوڑے لگاتا انہیں [illegible] معتصم نے بڑھ کر کہا قسم ہے میں تم پر بیٹے سے زیادہ شفقت کرتا ہوں اقرار کر لو تمہیں چھوڑ دوں جس [illegible] ہوتے تو آپ [illegible] کے [illegible] اعطونی شیئاً من کتاب اللہ

[illegible]

شہدائے قرآن کا فیصلہ [illegible]

آخر معتصم نے [illegible]
دوسرے پر لا حول ولا قوۃ الا باللہ [illegible]
اور جو تھے پر لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا [illegible] ہر کوڑے پر آیتیں پڑھتے چلے گئے اسی اثنا میں [illegible] اتر آیا آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر عرض کیا [illegible] حق پر ہوں تو میری بے ستری نہ ہو پاجامہ رک گیا [illegible] تو آپ کو بیہوشی سے رونا گیا کہتے ہیں کہ جب [illegible] پر معتصم کا قصور معاف کرتے رہے کسی نے وجہ [illegible] ناپسند کرتا ہوں کہ قیامت کے دن یہ کہا جائے کہ [illegible] اللہ ہے رمضان المبارک کا آخری عشرہ تھا روزے پر روزے تھے پشت زخموں سے چور تھی بار بار غش آجاتا تھا نماز کا وقت آیا ہوتے اور فرمایا حضرت عمرؓ نے بھی ایسا ہی کیا تھا آپ علماء سے کہ آخر اس حدیث کے متعلق کیا کہو گے کہ جب [illegible] شکایت ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے [illegible] کے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا مگر وہ حق سے نہ ٹلتے تھے۔ حضرت عیاض کہتے ہیں کہ آپ سوا دو برس قید رہے اس دوران میں برابر کوڑے پڑتے تلوار کے چرکے لگتے ہیں [illegible] رہے ذلک من عزم الامور۔

آخر متوکل نے خلیفہ ہو کر آپ کے مصائب کا خاتمہ کیا [illegible] ہوئی تو آپ دربار کے نزدیک آپ سے زیادہ معزز کوئی نہ تھا اس نے کتاب و سنت پر عمل کیا اور معتزلہ ٹھنڈے ہو گئے۔

حافظ ابن جوزی محمد بن اسمٰعیل سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت امام کے اسی کوڑے ایسے مارے گئے تھے کہ ہاتھی کے بھی [illegible] اگرچہ شرعاً جائز ہے کہ جبر و اکراہ کے موقع پر زبان سے [illegible] تو کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ اس آیت شریفہ [illegible] من بعد ایمانہ الا من اکرہ وقلبہ مطمئن [illegible] شرح بالکفر صدرا فعلیہم غضب من اللہ [illegible] لیکن آپ جانتے تھے کہ اگر [illegible] قرآن کی [illegible] ہوتا تو [illegible]
[illegible]

ابن حزیمہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا حضرت امام احمد بن حنبل
لباس پہنے شاہانہ انداز سے چلے جا رہے ہیں پوچھا کہ حضرت یہ کیا
فرمایا اہل اسلام کی رفتار یہی ہے پوچھا اللہ نے کیا معاملہ کیا فرمایا
کہ بخش دیا تاج اور لباس فاخرہ پہنایا اور کہا کہ یہ اس کا بدلہ ہے جو تم نے
کہا تھا کہ قرآن غیر مخلوق ہے۔ ابن حزبی نے ایک رات حضرت شبلی
کو خواب میں دیکھا کہ ان کی آستین میں کوئی چیز چمک رہی ہے فرمایا شب
گذشتہ حضرت امام حنبلؒ کی روح ہمارے پاس آئی تو اس پر موتی
در یاقوت نثار کئے جا رہے تھے یہ اسی میں سے ہیں۔
حضرت امام شافعی نے مصر میں خواب دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ احمدؒ کو جنت کی خوشخبری پہنچا دو اور کہہ دو کہ وہ
قرآن کے مخلوق ہونے کے قائل نہ ہوں۔ حضرت امام کہتے ہیں کہ
میں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا پوچھا بار الٰہا وہ کونسی چیز ہے جس
سے تیرے بندے اپنی مراد کو پہنچیں اور تقرب حاصل کریں ارشاد ہوا میرا
قرآن۔ ہر رات میں تین سو رکعت پڑھا کرتے تھے روٹی کے سوکھے
ٹکڑے بھگو کر کھاتے تھے فاضل اجل بزرگ گذرے ہیں۔

حضرت حبیب عجمی اور قرآن

ایک روز حضرت خواجہ حسن بصری نے آپ کے
ساتھ میں نماز پڑھی چونکہ قرأت کے پہلے ہی لفظ کا تلفظ غلط تھا اسلئے
جماعت سے علیحدہ ہو کر نماز پڑھی اسی شب کو خواب میں دیکھا کہ رسول کریم
فرماتے ہیں کہ حبیب نے تلفظ غلط ادا کیا لیکن اس کا دل خدا کی طرف
متوجہ تھا اللہ تعالیٰ کو صرف و نحو اور کسی زبان کی پرواہ نہیں وہ تو خشوع
و خضوع کو پسند کرتا ہے۔ آپ بڑے اللہ والے بزرگ تھے عربی نہ آتی
تھی اسلئے تلفظ بھی غلط ہوتا تھا اس کے باوجود جب کوئی ان کے
سامنے قرآن پڑھتا تو رو پڑتے تھے کسی نے پوچھا کہ آپ تو عربی سے
واقف نہیں پھر قرآن کو کس طرح سمجھتے ہیں فرمایا میں عربی نہیں جانتا
لیکن دل تو جانتا ہے۔

حضرت رابعہ بصری اور قرآن

حضرت رابعہ بصری کو خاص لگاؤ حاصل تھا قرآن کو والہانہ
محبت کے ساتھ پڑھتی تھیں جس سے ہر وقت محبت الٰہی کا جذبہ جاگتا
رہتا۔ قرآن میں ایک آیت وفی السماء رزقکم وما توعدون پڑھ کر تمہیں
فکر ہوگیا کہ راشیں آج سے توبہ ہے اگر میرا رزق آسمان میں
ہے تو پھر جو کہا وہی کیا غیب سے کھانا پہنچ جاتا تو وہ روزہ افطار کرتیں
مشغول ہو گئی تھیں جب کی انتہا یہ تھی کہ ایک محفل میں محبت الٰہی کے
بیان ہو رہے تھے سنتے ہی ایک ہائے کی اور روح پرواز ہوگئی

رہتے اس قدر ہیجان ہوتی تھی تلاوت کے وقت آنکھوں سے آنسو بہا کرتے
بہتے تھے۔
حضرت غوث پاک حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی حضرت
بابا فرید حضرت غریب نواز حضرت سلطان عارفین اور مرشد الی
حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری کو بھی قرآن سے عشق رہا اکثر ایسا ہوا ہے
کہ ایک ایک رات میں دو دو رکعت کے اندر ایک ایک قرآن ختم کیا ہے
حضرت قاضی حمید الدین ناگوری بھی اکثر یہی کیا کرتے تھے۔

حضرت سلطان المشائخ اور قرآن

حضرت کو بھی قرآن کریم سے والہانہ محبت تھی فرمایا کرتے تھے کہ قرآن چار چیزوں پر مشتمل ہے عبارت
اشارت۔ لطائف حقائق۔ عبارت عوام کے لئے اشارات خواص کے لئے
لطائف اولیاء کے لئے اور حقائق انبیاء کے لئے مخصوص ہیں قرآن
شریف کو ہمیشہ حضور قلب سے پڑھنا چاہیئے تاکہ اس کے ہیبت و جلال
اور محبت و عشق کا دل پر اثر ہو جس آیت پر رقت پیدا ہو اسے بار بار پڑھیں
ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم میں دس چیزیں ہیں جن میں سے
آٹھ صرف ایک سورہ فاتحہ شریف کی آٹھ چیزیں یہ ہیں الحمد۔ ذکر ذات
رب العالمین ذکر افعال۔ الرحمن الرحیم۔ ذکر صفات۔ مالک یوم الدین
ایاک نعبد وایاک نستعین ذکر معاد۔ اھدنا۔ ذکر تزکیہ۔ الصراط المستقیم
ذکر تخلیہ۔ صراط الذین انعمت علیہم۔ ذکر اولیاء غیر المغضوب علیہم
ولا الضالین۔ ذکر اعداء صرف محاجہ کفار اور احکام شریعت اس میں
نہیں ہیں (سیر الاولیاء صفحہ ۳۹۴)

حضرت جنیدؒ اور قرآن

حضرت جنید بڑے عارف بزرگ تھے ایک مرتبہ عالم سکر میں آپ
نے محسوس کیا کہ شہنشاہ حقیقی اپنی تمام عظمتوں کے ساتھ سامنے موجود
ہے اور فرماتا ہے جنید تیرا جو مرتبہ ہے وہ تجھے دکھاتا ہوں یہ کہتے ہی
حجابات اٹھ گئے۔ حضرت جنید جوش حمد و ثنا میں سجدہ ریز ہو گئے بہت
ہی شاداں و فرحاں تھے کہ یکایک اس سے بھی بلند تر درجہ و مناظر
سامنے آئے جنھیں دیکھ کر متحیر رہ گئے اور پوچھا بار الٰہا جو کچھ مجھے
عطا کیا وہ تیرا فضل و کرم ہے مگر یہ دوسرا درجہ کن کے لئے ہے اور یہ
کیونکر حاصل کیا جاتا ہے ارشاد ہوا کہ یہ درجہ قرآن کے ان حافظوں کے
لئے ہے جو اسے برابر پڑھتے اور اس پر عمل کرتے رہیں اگر تجھے قرآن حفظ
ہوتا تو یہ درجہ بھی تجھے ضرور عطا کر دیا جاتا۔ اللہ اللہ غور کرنے کا مقام ہے
کہ قرآن کا حفظ کرنا کیسے عظیم مراتب کا باعث ہے خوش نصیب ہیں وہ
لوگ جو حافظ قرآن ہیں اور اس کے احکام پر عامل بھی ہیں واعتصموا
باللہ ھو مولکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر۔

قرآنی اعمال

مقبولیت عمل حضرت بابا فریدالدین عطار فرماتے ہیں کہ جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ اس کے اعمال مقبول ہوں اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ یہ آیت اکثر پڑھا کرے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

دین و دنیا جس کی خواہش یہ ہو کہ وہ دین و دنیا میں فلاح پائے اور دینی و دنیوی تکالیف سے محفوظ و مامون رہے اور عذاب جہنم سے نجات حاصل کرے وہ اکثر یہ دعا پڑھا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا رَبَّنَا عَذَابَ النَّارِ

دشمنوں پر غلبہ جو شخص ہر حالت میں ثابت قدم رہنا اور دشمنوں پر غلبہ حاصل کرنا چاہے وہ ذیل کی آیت کثرت سے پڑھا کرے رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

زمرۂ اولیا میں شمولیت جو شخص آیت ذیل کی مداومت کریگا اللہ تعالے اُسے بروز حشر اپنے محبوب اور اولیاء کے زمرہ میں محشور کرے گا۔ رَبَّنَا اِنَّکَ جَامِعُ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

فرزند نیک کا حصول جو شخص آیت ذیل پر مواظبت کریگا اللہ تعالے اسے نیک بخت اور لائق فرزند عطا کریگا۔ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ

ظالموں کے پنجہ سے نجات جو شخص ظالموں کے پنجہ میں گرفتار ہو اور ان سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہو اس کے لئے لازمی ہے کہ وہ آیت ذیل بکثرت پڑھا کرے انشاء اللہ نجات حاصل ہو جائے گی۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِکَ مِنَ الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ۔

تونگری و خوشحالی دولتمند اور تونگر ہونے کے لئے بعد نماز فجر روزانہ ۲۵ مرتبہ سورہ اذا جاء نصر اللہ والفتح بحضور قلب پڑھنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ چند ہی روز میں عسر یسر سے بدل جائیگا اور مفلس مالا مال ہوتا چلا جائیگا۔

ضعف بصارت جس شخص کو ضعف بصارت کی شکایت ہو اُسے چاہیئے کہ ہر نماز فرض کے بعد وہ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ یہ آیت تین بار پڑھا کرے انشاء اللہ تعالے جلد شکایت رفع ہو جائے گی۔ فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ فَبَصَرُکَ الْیَوْمَ حَدِیْدٌ۔

دفع قرض اگر کوئی شخص قرض میں مبتلا ہو تو وہ ہر روز نماز عشاء کے بعد متواتر تین ماہ تک سہ مرتبہ ذیل کی آیت پڑھا کرے انشاء اللہ تعالے ان ایام کے اندر ہی قرض ادا ہو جائے گا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ

قضائے حاجات قضائے حاجت اور تکمیل مقاصد کے لئے یہ آیت بخشوع و خضوع بکثرت پڑھا کرے بہت مفید و مجرب اور سریع عمل ہے بالخصوص دفع مصائب کے لئے تو یہ آیہ کریمہ کا ورد تریاق اکبر ہے۔ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے بھی اسے بہت مؤثر اور تیر بہدف لکھا ہے آیۂ کریمہ یہ ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

خوف اعداء اگر کسی کو دشمنوں کا خوف ہو اور ڈر ہو اور وہ ان کے شر سے محفوظ رہنا چاہتا ہو اُسے چاہیئے کہ وہ ذیل کی آیت پڑھا کرے بہت زود اثر ہے۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ۔

قید سے نجات اگر کوئی شخص قید سے رہائی حاصل کرنا چاہے تو حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ بکثرت پڑھا کرے۔

آگ اور بچھو اگر کہیں آگ لگی ہو یا کسی کو بچھو نے کاٹا ہو تو قُلْنَا یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ پڑھ پڑھ کر پھونکے۔

سانپ کا عمل وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ روزانہ بعد نماز عشاء ایک چلہ تک پانسو دفعہ روز پڑھا کرے عامل ہو جائے گا بعد کو روزانہ گیارہ بار پڑھتا رہے۔ سانپ کاٹے پر سات سات مرتبہ پھونکے تین بار مارگزیدہ کو اللہ کے حکم سے یقیناً آرام ہوگا۔

اسقاط حمل جس عورت کا حمل خام گر جاتا ہو سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھکر پانی پر دم کرے اور اس عورت کو پلا دے یا الیسے سات تار کچے سوت کے اور گیارہ مرتبہ سورہ مزمل پڑھے اور ہر ایک مرتبہ میں گرہ دیوے اور پھر عورت کی کمر میں باندھ دیوے انشاء اللہ خدا کے فضل و کرم سے حمل برقرار رہے گا۔

جان سے بیزار

(از جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب بریلوی)

لے جھک کر مریض کی نبض دیکھی اور پولیس کے ان سپاہیوں سے جو بکر لائے تھے پوچھا۔

ن شخص [illegible] تم اسے کہاں سے لائے ہو؟

[illegible] تھے کہ اچانک ہماری نگاہ پڑی کہ ایک شخص اچھے [illegible] پڑے پہنے ایک دکان کے تختے پر سو رہا ہے ہمیں شک [illegible] ہوگا ہم نے جا کے اسے بہتیرا جگایا بہتیرا ہوشیار کیا مگر [illegible] آیا تو ہم نے سوچا کہ لاؤ اسے اسپتال لے چلیں بس حضور [illegible] تانگہ والے کو آواز دی اور اسے تانگے میں ڈال کر حضور کے [illegible] لائے۔

اس کی حالت بہت خراب ہے نمونیا ہو گیا ہے بخار بہت تیز ہے نہیں آتا کہ یہ دکان کے تختے پر کیوں پڑا تھا۔ ظاہر میں تو کوئی پڑھا لکھا گھرانے کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔

۔ حضور ہمارے خیال کی تو ہمیں خبر نہیں یہ تو آپ ہی لوگ جان سکتے ہیں سمجھے تھے کہ اس نے دارو پی ہے۔

(اسپتال کے ملازموں سے) اسے بہت آہستہ سے کمرہ نمبر ۵ میں پلنگ پر لٹا دو۔ ہم ابھی آتے ہیں۔

۔ حضور اس کی جامہ تلاشی لے لیں بعد میں ہم پر کوئی الزام آئے۔

لی گئی مریض کی جیبوں سے دو ایک خطوں اور کاغذوں کے سوا نکلا اور اس کے بعد اسے چارپائی پر لٹا دیا گیا۔

مہینہ تھا سردی کڑاکے کی پڑ رہی تھی ہاتھ پاؤں ٹھٹھر رہے تھے ے دانت بج رہے تھے جسے دیکھو بغلوں میں ہاتھ چھپائے اکڑ کر چل رہا تھا مطب میں مریض جمع ہونے شروع ہو گئے تھے اور چونکہ مریض کی چارپائی اسی راستے سے گذری کہ جہاں لوگ جمع تھے اس لئے آدمی اس کے گرد جمع ہو گئے۔

لوگوں میں سے ایک شخص جو ابھی ابھی آیا تھا بے اختیار چلا اٹھا "صغیر! تو صغیر ہیں ارے بھئی انھیں کیا ہوا؟" کسی نے کچھ جواب نہ دیا اور سب خود اس شخص کی طرف دیکھنے لگے بھیڑ کو ہٹاتا ہوا یہ شخص آگے چارپائی کے قریب پہنچا اس نے پھر آواز دی۔

صغیر!! کیا یہ بیہوش ہیں؟ یہ سوال نوکروں سے تھا۔

۔ بیہوش نہیں ہیں تو کیا ہوش میں ہیں۔"

۔ انھیں کیا ہوا کیسے بیہوش ہو گئے؟ کیا بیمار ہیں؟

ہو تاکیا بیہوش ہو گئے ہیں بیماری کا حال ڈاکٹر صاحب سے پوچھ۔

۔ ڈاکٹر صاحب کہاں ہیں؟

۔ اب ہمیں کیا خبر۔ ابھی ابھی تو یہیں تھے۔

کی چارپائی چلی گئی اور وہ شخص ادھر ادھر ڈاکٹر صاحب کو ڈھونڈھتا

ہوا آخر کمرہ نمبر ۵ میں پہنچا جہاں ڈاکٹر صاحب اس بیہوش مریض کو دیکھ رہے تھے اس شخص کے کمرے میں داخل ہوتے ہی اسپتال کے نوکروں نے ڈاکٹر صاحب کو بتایا کہ یہی وہ شخص تھا جس نے مریض کو صغیر کہہ کر آواز دی تھی

ڈاکٹر۔ کیا آپ ان سے (مریض کی طرف اشارہ کر کے) واقف ہیں؟

شخص۔ جی ہاں۔ میں انھیں خوب اچھی طرح جانتا ہوں۔

ڈاکٹر۔ پولیس کا بیان ہے کہ ایک دکان کے تختے پر یہ اسی طرح بیہوش پڑے تھے سپاہی انھیں شرابی سمجھ کر یہاں اسپتال میں لے آئے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ انھوں نے شراب وغیرہ کچھ نہیں پی ہے بلکہ بہت سخت بیمار ہیں ایک سو چار سے کچھ اوپر بخار ہے اور دونوں پھیپھڑے نمونیا میں مبتلا ہیں ان کی حالت بہت ہی نازک ہے اور یہاں کسی کو ان کا پتہ نشان کچھ معلوم نہیں جو ان کے گھر خبر کی جا سکے نہیں سمجھ میں آتا ہے کہ ایسا شخص دکان کے تختے پر کیوں پڑا ہوا تھا مجبور ہو کر میں یہ رائے قائم کی ہے کہ بخار کے ہذیان کی حالت میں یہ گھر سے اٹھ کر چلے آئے ہیں اور اس دکان کے تختے پر گر کر بیہوش ہو گئے ہیں اس کے سوا اور کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی

شخص۔ کوئی چار روز ہوئے جب میں ان سے ملا تھا اس وقت تو یہ بالکل اچھے تھے۔

ڈاکٹر۔ آپ کو ان کا گھر معلوم ہے؟ شخص۔ جی ہاں۔

ڈاکٹر۔ تو آپ ہی اتنی تکلیف کیجئے کہ ان کے گھر خبر کر دیجئے ان کے دونوں پھیپھڑے ماؤف ہیں اور ان کا قلب بھی بہت کمزور ہے اس لئے ان کے بچنے کی بہت کم توقع ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب فیاض صرف نام ہی کے فیاض نہ تھے بلکہ فی الحقیقت قدرت نے انھیں بہت ہی درد مند دل اور ایک بہت ہی فیاض طبیعت عطا کی تھی ان کا برتاؤ اپنے ہر ایک مریض کے ساتھ بہت ہی ہمدردانہ ہوتا تھا صغیر کے ساتھ انھیں غیر معمولی دلچسپی ہی پیدا ہو گئی تھی اسلئے اسکے علاج میں انھوں نے بہت ہی غیر معمولی توجہ سے کام لیا دن میں وہ اپنی فرصت کا تمام وقت اسی کی چارپائی کے قریب بیٹھ کر گذارتے تھے اور شب کو بھی اکثر بیشتر اسی کے سرہانے بیٹھے رہتے تھے صغیر کا بخار کسی وقت بھی ایک سو چار سے کم نہ ہوتا تھا اور بستر سے اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرنا پڑے سے پڑے اپنے چہرے اور بستر کی چادر کو نوچنا اور ہر وقت لایعنی اور لغو باتیں کرتے کا سر پیٹ کچھ ڈھونڈھنا اسی کے عالم میں بکتے رہنا اس کا کام تھا شروع شروع میں تو ایسا ہوا بھی کہ وہ کسی کسی وقت ہوش کی باتیں کرنے لگا لیکن ایک دو روز کے بعد سے دماغی علامات میں بہت ترقی ہو گئی اور دن رات کے چوبیس گھنٹے اسی عالم میں بیخبری میں گزرنے لگے

ڈاکٹر صاحب کی غیر موجودگی میں صغیر کی بیوی افسردگی اور رنج و غم کے عالم میں اسی کے سرہانے بیٹھی رہتی اور جب اسے کھانسی اٹھتی یا وہ درد سے کراہتا

[illegible] صغیر کا کوئی عزیز و رشتہ دار شہر میں موجود نہ تھا اور کامل تنہائی کے عالم میں رات رات بھر ایک ایسے مریض کے سرہانے بیٹھ کر گزارنا کہ جسے اپنے سر و پا کا ہوش نہ ہو جو برابر بہکی بہکی باتیں کرتا رہے اور جو ہر دس پندرہ منٹ کے بعد بھاگنے کی کوشش کرے ایک کمزور دل عورت کے لئے کوئی آسان کام نہ تھا اور بدنصیب سلطانہ کا بیشتر وقت روتے اور اپنی بیکسی پر آنسو بہاتے ہی گزرتا تھا رات کے سناٹے میں جبکہ تمام دنیا پر سکوت اور خاموشی طاری ہوتی تھی وہ گڑگڑا گڑگڑا کر اپنے پیدا کرنے والے سے دعائیں مانگا کرتی کہ یا اللہ تو انہیں اچھا کر دے، پروردگار تیرے اختیار میں سب کچھ ہے تو اگر چاہے تو مردوں کو زندہ کر سکتا ہے مجھ غریب دکھیا کا اس دنیا میں تیرے سوا کون ہے بلا سے وہ مجھ سے خفا رہیں ناراض رہیں کیسے بھی رہیں مگر تندرست ہو جائیں۔

صغیر کو اسپتال میں داخل ہوئے آج چار روز ہو چکے اور اس کی بیماری کا آج آٹھواں دن ہے ڈاکٹر صاحب نے بڑی سختی کے ساتھ سلطانہ کو اس کی نگرانی کے متعلق ہدایات دی ہیں اس کے قلب کی کمزوری انتہائی درجہ پر پہنچ گئی ہے اور ڈاکٹر صاحب نے بالکل صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ اگر آج ذرا سی بھی غفلت یا بے احتیاطی ہو گئی تو مریض کے بچنے کی کوئی امید نہیں ہے۔

رات آدھی سے زیادہ گذر چکی ہے کوئی ایک بجے کا عمل ہوگا سردی اپنے پورے شباب پر ہے آسمان پر ہر طرف کالے کالے بادل چھائے ہوئے ہیں شام کو کسی قدر بارش ہو گئی تھی اس لئے ہوا اور بھی زیادہ سرد ہو گئی ہے اور کلیجے کے پار ہوئی جاتی ہے یکہ و تنہا اور بے یار و مددگار سلطانہ چپ چاپ سناٹے میں صغیر کے سرہانے بیٹھی ہے آج آستہ جاگتے ہوئے برابر چار راتیں ہو چکیں کھانا پینا بھی برائے نام ہی رہ گیا ہے چنانچہ بے خوابی کی محنت اور رنج و غم نے اسے اس قدر گھلا دیا ہے کہ ہڈیوں کی ہار معلوم ہوتی ہے۔ صغیر کی نبض پر اس کا ہاتھ ہے اور آنکھیں ... کی ٹکٹکی بندھی ہوئی ہیں جو قریب ہی رکھی ہے لیکن وہ اُسے دیکھ نہیں رہی ہے اس کے خیالات خدا جانے کہاں ہیں رہ رہ کر وہ یہی سوچ رہی ہے کہ آخر یہ ہوا کیا اس کی شادی کو پانچ برس ہو چکے اور بیاہ کے دن سے لیکر اس وقت تک کا تمام زمانہ اس کی نظروں کے سامنے ہے اسے بار بار وہ پر لطف زمانہ یاد آ رہا ہے کہ جب صغیر اس پر جان نثار کیا کرتا تھا اور وہ صغیر پر پروانہ وار فدا تھی دنیا ان دونوں کی نظروں میں بہشت تھی اور رنج و غم تو بھی اتفاق سے بھی ان کے گھر میں دخل نہ پاتا تھا۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ انہیں آخر اب ہو کیا گیا ہے یہ تو مجھے کامل یقین ہے کہ کسی دوسری عورت کی محبت کو اس میں دخل نہیں ہے میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ یہ چیز ان کی سرشت ہی میں نہیں ہے اور ایسا تو کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ میرے سوا کسی اور پر نگاہ ڈالیں لیکن پھر ڈاکٹر صاحب کہتے تھے کہ وہ کسی دوکان کے تختے پر بیہوش پڑے تھے اور سپاہی انہیں اٹھا کر لائے اس کڑاکے کی سردی میں ساری رات اسی طرح دکان کے تختے پر پڑے رہے ہونگے میرے تو اس خیال ہی سے رونگٹے کھڑے ہوئے جاتے ہیں ڈاکٹر صاحب یہ بھی کہتے ہیں کہ اسپتال آنے سے پہلے وہ کم سے کم چار دن سے بیمار تھے آخر انہوں نے مجھ سے اپنی بیماری کا ذکر کیوں نہیں کیا اور چار دن تک اسے چھپائے چھپائے کیوں پھرتے رہے بظاہر تو وہ مجھ سے کچھ ناراض بھی نہیں معلوم ہوتے تھے بلکہ میں سچ کہوں اور سچ پوچھو تو ادھر کچھ دنوں سے میں ہی کسی قدر بے پرواہ سی ہو گئی تھی مگر میری یہ بے پروائی کوئی سچ مچ کی بے پروائی تھوڑا ہی تھی اصل یہ ہے کہ مجھے ان کی محبت پہ ناز پیدا ہو گیا تھا اس میں ان کے برا ماننے کی کونسی بات تھی اور پھر اگر انہیں برا معلوم ہوا تھا تو مجھ سے کہہ دیتے ایک آدھ مرتبہ انہوں نے کہا تو تھا لیکن اب بھلا مجھے یہ کیا خبر تھی کہ یہ اتنی ذرا سی معمولی بات ان کے دل کو اس قدر بری معلوم ہوگی اور اس سے انہیں اس قدر رنج پہنچے گا کہ وہ مجھے بالکل غیر سمجھنے لگیں گے اور اپنی ایسی سخت بیماری کا بھی مجھ سے ذکر نہیں کریں گے ہاں یہ ٹھیک ہے اکثر ایسا ہی ہوتا رہتا تھا کبھی کسی بات پر وہ مجھ سے ناراض ہو جاتے تھے اور کبھی میں ان سے دو دو دن خفا رہتی تھی اس دفعہ ایسی کیا نئی بات ہو گئی جو انہوں نے ایکدم سے بالکل ہی آنکھیں پھیر لیں وہ مجھ سے بولتے تھے چالتے تھے مگر ہاں اتنا ضرور مجھے معلوم ہوتا رہتا تھا کہ وہ کھلے دل سے بات چیت نہیں کر رہے ہیں پہلے وہ ہر وقت ہنستے اور مسکراتے رہا کرتے تھے ہر وقت مجھ سے مذاق کرتے رہتے تھے مجھے چھیڑنے اور دق کرنے میں انہیں لطف آیا کرتا تھا کیسی ہی تکلیف ہو پھر بھی میں نے کبھی یہ نہ دیکھا کہ ان کا ہنسنا اور ان کا مذاق بند ہوا ہو اس دفعہ یہ ایک بات نئی تھی کہ ایکدم سے جیسے وہ بدل ہی گئے تھے ہنسی مذاق تو گویا چھوٹ گیا تھا کہ معلوم ہوتا تھا گویا وہ ہنسنا جانتے ہی نہیں ہیں بلکہ غیر معمولی چپ ہی لگ گئی تھی مجھے یاد ہے کہ وہ کسی وقت خاموش بیٹھنا جانتے ہی نہ تھے لیکن ادھر کچھ دنوں سے بس کسی ضرورت ہی سے انہیں بولتے سنا نہیں تو اپنے چپ سناٹے میں پڑے ہوئے ہیں میں تو یہی سمجھی تھی کہ وہ نوکری کیا ہوتی ہے تخفیف اس میں آ گئے ہیں اور نوکری چھوٹ گئی ہے اسی کا ہر وقت قلق رہتا ہے اور قلق ہونا ہی چاہیئے ایسی اچھی نوکری ہر طرح کا آرام معقول تنخواہ اور پھر بارہ برس کا لگا بندھا روزگار ایکا ایکی ہاتھ سے جاتا رہا اور اب کہیں اور نوکری ملتی بھی نہیں جتنا بھی رنج ہوتا تھوڑا تھا۔ مگر نہیں اب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں نوکری کا غم نہیں تھا بلکہ وہ مجھ سے ناراض تھے میں نے بھی ادھر کچھ دنوں سے ذرا کسی قدر بے رخی کا برتاؤ کیا تھا مگر میں خدانخواستہ کچھ ان سے ناراض تھوڑی تھی مجھ میں کچھ یہ عیب ہے ہی کہ کوئی انسان چپ چپ ہو تو مجھے بھی چپ ہی سی لگ جاتی ہے اور اپنے آپ سے منہ پھوڑ کے بات نہیں کی جاتی ممکن ہے کہ انہیں یہی بات بری لگی ہو کہ ان کی اس پریشانی کے زمانہ میں میں نے ان کی کچھ تسلی تشفی نہیں کی۔ ہاں ہاں اس دن کسی لڑکی کا ذکر نکلا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ خدا نے عورت کو صرف اس لئے پیدا کیا ہے کہ مرد کے دل کی تسکین کیا کرے مجھے اس وقت خیال بھی نہ آیا کہ یہ بات انہوں نے مجھی کو کہی ہو ضرور یہی بات تھی انہوں نے مجھی کو سنا کر کہا تھا میں نے برا کیا ایسی بے پروائی مجھے ہرگز نہ برتنی چاہئے تھی جب آدمی رنج یا پریشانی میں ہوتا ہے تو اسے ذرا ذرا سی باتیں بھی بہت بڑی معلوم ہوا کرتی ہیں بھلا غضب خدا کا چار دن سے بخار کا درد وہ چھپائے چھپائے پھرتے اور مجھ سے ذکر تک نہیں کیا ذرا سا کہیں سر میں یا پیٹ میں درد ہو جائے تو آدمی تڑپنے لگتا ہے

[illegible] ہوئے سامنے [illegible] کا واسطہ دے دے کر
کی جان بخشی کی [illegible] مانگنے لگیں۔ [illegible] کو ان کے سامنے مجھ پر
بڑا صدمہ ہے مجھے ابھی تک خبر نہیں اے میرے اللہ انھیں کسی طرح اچھا
کر دے میں بالکل چھوڑ دوں گی۔ قدموں پر سر رکھ دوں گی جو کچھ سزا دیں گے خوشی
سے [illegible] مگر اچھے ہو جائیں اے اللہ تجھ میں سب قدرت ہے۔

بیگم صاحبہ! مجھے یہ دیکھ کر بے انتہا مسرت ہوئی کہ آپ کو اپنے لاڈلے سے دلی اور سچی محبت ہے مگر میں آپ کو بے پروائی کا الزام دیئے بغیر نہیں رہ سکتا آپ اپنی دعاؤں میں ایسی مصروف ہو گئیں کہ مریض کی کچھ خبر ہی نہیں اگر اس وقت میں نہ آتا تو ابھی آپ خدا جانے کب تک اسی طرح اپنے خیالات میں محو رہتیں اور مریض کا خیال آپ کو اس وقت آتا جبکہ وہ خدانخواستہ ختم ہو لیتا، وہ دیکھئے انھیں پسینہ آ رہا ہے اور یہی وقت سب سے زیادہ نازک ہے اب آپ ذرا یہاں سے ہٹ جائیے میں تھوڑی دیر تک ان کے پاس بیٹھوں گا اور ہاں میرے خیال میں جو باتیں اس وقت میں نے اتفاقیہ طور پر آپ کی زبان سے سن لی ہیں ان کی بنا پر یہ بھی مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ ابھی ایک دو روز آپ ان کے سامنے آئیں ان کا قلب حد سے زیادہ کمزور ہے اور آپ کو دیکھتے ہی ان کے خیالات اور جذبات میں لازمی طور پر ہیجان پیدا ہوگا جس سے ممکن ہے کہ قلب کی حرکت بند ہو جائے اس عرصہ میں میں یہ بھی کوشش کروں گا کہ ان کا دل آپ کی طرف سے صاف کر دوں۔

سردیاں انتہائی عروج پر تھیں باد خزاں کے تیز اور تند جھونکے کمال بے دردی سے درختوں کا لباس چھین چھین کر انھیں ننگا کئے دے رہے تھے ہر طرف زرد زرد خشک پتوں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قدرت نے ہری مخمل کا فرش اٹھا کر زمین پر اب زردی مائل سنہری مخمل کے تھان بچھا دیئے ہیں پہاڑوں پر کثرت سے برف باری ہو چکی تھی اور ہوا میں اس قدر سردی پیدا ہو گئی کہ جسم پر کافی گرم کپڑے پہننے کے باوجود بھی کے پار ہو جاتی تھی۔

صغیر کا بخار اتر چکا تھا اور اس کے ہوش و حواس بھی درست ہو گئے تھے لیکن نقاہت اور کمزوری کا یہ عالم تھا کہ آنکھ کھولنا بھی دشوار تھا چہرہ بے رونق اور لاغری کی وجہ سے بھیانک سا ہو گیا تھا اور اس کی طرف دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا تھا ڈاکٹر صاحب اب بھی اسی طرح دن میں کئی کئی دفعہ آتے تھے اور انتہائی شفقت کے ساتھ اس کے علاج میں مصروف تھے ایک اچھے طبیب کی طرح انھیں اس کے بچ جانے اور اپنے علاج کے کامیاب ہونے پر دلی مسرت تھی صغیر ان کی اس توجہ کو دیکھتا تھا اور بعض وقت احسانمندی اور ممنونیت سے مجبور ہو کر اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے تھے۔

رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو چکا تھا اور ایک سچے مسلمان کی طرح صغیر کو بار بار اپنی معذوری اور مجبوری پر افسوس ہوتا تھا کہ وہ اس سال روزے رکھنے کی سعادت سے محروم ہو گیا۔ اسپتال میں بہت سے مسلمان نوکر چاکر تھے اور سحری کے وقت جب لوگ اٹھتے تھے اور ادھر ادھر چلتے پھرتے تھے تو سوکھے ہوئے پتوں کی کھڑکھڑاہٹ سے اس کی آنکھ کھل جاتی تھی اور پھر صبح تک وہ آنکھیں بند کئے اس افسوس میں پڑا رہتا کہ اس سال اس کے روزے قضا ہو

اس کا بخار اترے آج چوتھا دن تھا مگر ابھی نقاہت اور کمزوری کا یہ اب اتنا چھوڑ دیا تھا کہ وہ مری ہوئی آواز سے آہستہ آہستہ دو چار باتیں کر لے حرکت کرنے کی اسے اب بھی اجازت نہیں ملی تھی وہ کمزوری کی شدت کا اب تک یہ عالم تھا کہ بار بار غشی آ جاتی تھی اور جب اسے ہوش آتا تو بس یہی معلوم ہوتا کہ بس اب نہ بچ سکے گا ہر دفعہ غشی کے بعد وہ مردہ اور بے جان ہو کر پڑ جاتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شاید اب کبھی آنکھ نہ کھول سکے گا۔ دس بجے کے قریب ڈاکٹر صاحب آئے تو اس وقت صغیر کی صحت کسی قدر بحال تھی غشی بھی کچھ عرصے سے رکی ہوئی تھی اور دوا کے اثر سے ذرا شگفتگی سی بھی آ گئی تھی ڈاکٹر صاحب کو دیکھا ایک ہلکی سی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آ گئی اور لاغر و ناتواں ہاتھ اٹھا کر اپنی پیشانی پر رکھا ڈاکٹر صاحب نے بھی خندہ روئی سے سلام کا جواب دیا اور پوچھنے لگے کہئے اب تو ماشاء اللہ طبیعت اچھی ہے؟

صغیر (ناتواں آواز سے) آپ کی عنایتوں نے از سر نو زندہ کر دیا۔

ڈاکٹر۔ ہاں اس میں تو شک نہیں کہ خدا نے آپ کو دوبارہ ہی زندگی بخشی ہے۔

صغیر۔ رمضان شریف آ گئے ہیں میں نے کبھی اپنی تمام عمر میں کوئی روزہ قضا نہیں کیا تھا اب روزہ رکھنے کے لئے دل تڑپ رہا ہے آپ کب تک مجھے اجازت دیں گے۔ ڈاکٹر۔ رمضان کے روزے تو اب خدا نے چاہا تو اگلے ہی رمضان میں رکھئے گا۔ صغیر۔ نہیں ڈاکٹر صاحب ایسا نہ فرمائیے دو تین روز میں اتنی طاقت آ جائے گی کہ میں روزہ رکھ سکوں اور بالکل جاڑے کے روزے ہی کیا، ذرا سا تو دن ہوتا ہے اور پیاس مطلق لگتی ہی نہیں۔

ڈاکٹر۔ آپ جیسے کمزور دل کے لئے یہ چھوٹا سا دن بھی پہاڑ بن جاتا ہے اگر اپنی حالت کا صحیح اندازہ نہیں ہے آپ ابھی ایک عرصہ تک اس تکان کو برداشت نہ کر سکیں گے جو روزہ رکھنے سے پیدا ہوتی ہے۔

صغیر۔ مگر ڈاکٹر صاحب میں تو ارادہ کر چکا ہوں کہ تین چار روز کے بعد روزے شروع کر دوں گا۔ ڈاکٹر۔ معاف کیجئے میں بھی مسلمان ہوں اور روزے رکھنے کا مجھے بھی شوق ہے لیکن میری سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ خدائے پاک نے اپنی مہربانی سے جو رعایت آپ کو دی ہے اس سے آپ کیوں فائدہ اٹھانا نہیں چاہتے اور اس کی اس نعمت کی بے قدری کیوں کرتے ہیں بارگاہ ایزدی سے آپ کو ایک چیز ملتی ہے اور آپ معاف کیجئے گا اس قدر گستاخ ہیں کہ اس کے لینے سے انکار کرتے ہیں آخر کفران نعمت اور کسے کہتے ہیں۔

صغیر۔ اس میں کفران نعمت کی کونسی بات ہے؟ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ میرے جسم میں اگر ذرا بھی قوت ہو تو اس فرض کو ادا کروں جو خدا کی طرف سے مجھ پر عائد ہوتا ہے۔

ڈاکٹر۔ آپ کی یہ خواہش اور آپ کا یہ جذبہ ضرور قابل تعریف ہے لیکن یہ بالکل ایسا ہے کہ جیسے بچہ کی محبت کی خواہش میں بہت سی مائیں بچوں کے پھوڑوں اور پھنسیوں میں شگاف نہ لگائیں اور یہ نہیں سمجھتیں کہ ایک یا دو کی تکلیف سے بچے کو بچانے کے لئے وہ اسے کتنے بڑے خطرہ اور کس قدر تکلیف میں مبتلا کر رہی ہیں انسان اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ جذبات کو بھی غلط طریقے پر استعمال کر کے ایک بڑی اور مسرت رساں چیز بنا سکتا ہے آپ بھی اپنی اس محبت کو جو آپ کو خدا کے ساتھ ہے غلط طریقے پر استعمال کر کے کفران نعمت

[illegible] نہیں کیا ہے اور غالباً آپ بھی بہت سے اور ناواقف لوگوں کی طرح یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم جو نماز پڑھتے ہیں یا روزہ رکھتے ہیں اس سے (نعوذ باللہ) اللہ میاں کو فائدہ پہنچتا ہے یہ خیال بالکل لغو اور غلط ہے تمام دنیا روزانہ اگر دن رات کے چوبیسوں گھنٹے برابر نماز پڑھتی رہے اور سارا سال بلا ایک دن ناغہ کئے روزے رکھتی رہے تب بھی خدا کے یا کسی کے اختیارات یا اس کے ملک و سلطنت میں ایک ذرہ کا اضافہ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح اگر تمام دنیا میں ایک شخص بھی اس کا نام لینے والا نہ ہو تو اس سے اس کی سلطنت اور اختیارات میں ذرہ برابر کمی نہیں ہو سکتی ہمارا عبادت کرنا اس لئے نہیں ہے کہ اس سے خدا کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ اس لئے ہے کہ اس سے خود ہمیں کو طرح طرح کے فائدے پہنچا کرتے ہیں اور ہم پر نماز روزہ فرض کر کے خدائے تعالیٰ نے اپنی کوئی خدمت بیگار کے طور پر تمہارے سر نہیں منڈھی ہے بلکہ خود ہمیں کو دنیا میں صحیح طریقے پر زندگی بسر کرنے کی تعلیم دی ہے اس لئے اگر معذوری کی حالت میں بھی ہم دوڑ دوڑ کر عبادت کے لئے اٹھیں تو اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہو سکتے کہ ہم خدا پر کوئی احسان کر رہے ہیں بلکہ اگر ایسا کر کے ہم اپنی تندرستی کو نقصان پہنچا لیں تو ہم خدا کے گنہگار ہیں کیونکہ ہم نے اس کے ایک بندے کی جان ہلاکت میں ڈال دی جس سے ہمیں صاف الفاظ میں منع کیا گیا ہے صرف یہی نہیں بلکہ ایسا کرنے کے یہ معنی بھی ہوں گے کہ خدا اپنی مہربانی سے ہم پر جو احسان کرنا چاہتا ہے اور بحالت معذوری ہمیں ادائے فرض کی تکلیف نہیں دینی چاہتا اسے ہم قبول اور منظور نہیں کرتے اور یہ حد درجہ کی بے ادبی اور گستاخی ہے آپ نے شاید یہ واقعہ سنا ہوگا کہ ایک مرتبہ سخت گرمی کے موسم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ حج کی نیت سے تشریف لئے جا رہے تھے سب لوگوں کا روزہ تھا گرمی کی شدت اور ریگستان کے سفر نے سب کو بے کان اور بے جان کر دیا اور پڑاؤ تک پہنچتے پہنچتے سب کی بری حالت ہو گئی حضور انور نے منزل پر پہنچ کر ایک پانی کا پیالہ منگوایا اور سب کو دکھا کر خود بھی نوش فرمایا اور تمام صحابہ کو بھی حکم دیا کہ روزہ توڑ دیں تھوڑی دیر کے بعد آپ کو خبر ملی کہ بعض اصحاب نے پھر بھی روزہ نہیں توڑا تو آپ نے فرمایا کہ وہ گنہگار ہیں۔

ان صحابہ کا گناہ کیا تھا؟ یہی اور صرف یہی کہ وہ خدا کی عطا کی ہوئی نعمت سے فائدہ اٹھانا نہ چاہتے تھے اور خدا کی مرضی اور اس کی مہربانی اور اس کی منشاء کے خلاف مذہب کو آسان کی بجائے مشکل اور تکلیف دہ بنانے کی کوشش کر رہے تھے بہت سے مسلمانوں کا آپ کی طرح یہی خیال ہے کہ اگر ہم اپنی جان پر تکلیفیں برداشت کیا کریں تو خدا ہماری اس کوشش سے خوش ہوگا اور یہ خیال غالباً عیسائی راہبوں اور ہندو سادھوؤں کو دیکھ کر پیدا ہوا ہے عیسائی راہب بڑی بڑی ایذائیں خود جان کر اپنے جسم پر برداشت کیا کرتے تھے نہانا دھونا تو بڑی چیز ہے ہاتھ پر ذرا سا پانی ڈالنے کو بڑا گناہ سمجھتے تھے اور تاعمر شادی بیاہ سے محترز رہتے تھے زندگی کے اس سب سے بڑے مقصد کو فوت کر دیتے تھے جو بقائے نسل سے متعلق ہے ہندوؤں میں بھی اس قسم کی بہت سی ریاضتیں [illegible]

[illegible] لیکن دنیا کے ان تمام مذہبوں کے برخلاف اسلام نے پکار پکار کر کہہ دیا کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے اسلام مذہب فطرت ہے اور مذہب میں کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس سے ہماری فطرت نفرت کرے اور بھاگے وہ اس لئے آیا ہے کہ اس دنیا میں ہماری زندگیوں کو پاک و صاف اور بہت زیادہ پرسکون و اطمینان بخش بنائے نہ اسلئے کہ دنیا کا یہ چند روزہ قیام ہمارے لئے بجائے خود ایک عذاب اور ایک مصیبت بنجائے اسلام کے تمام احکام پر اگر نظر ڈالی جائے تو یہ بات اور بھی اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ہمارا پیدا کرنے والا ہمارے لئے کس قدر آسانیاں چاہتا ہے اور اس نے قدم قدم پر کیسی کیسی رعایتیں ہمارے لئے مقرر کر دی ہیں معذوری کی حالت میں ہم کھڑے ہونے کی بجائے بیٹھے بیٹھے بلکہ لیٹے لیٹے اور صرف پلکوں کے اشارے سے نماز ادا کر سکتے ہیں۔ خون، مردار گوشت اور سور کا گوشت بالکل صاف اور کھلے ہوئے الفاظ میں ہم پر حرام کر دیا گیا ہے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی فرما دیا ہے کہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ یعنی اگر حالت اضطرار میں خدا کے حکم سے بغاوت کرنے کے خیال سے نہیں اور نہ عادت کے طور پر بلکہ اتفاقیہ یہ حرام چیزیں بھی کوئی کھا لے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اصل یہ ہے کہ ہم مسلمان اکثر و بیشتر اپنے مذہب کے حکموں کو سانپ بچھو کی طرح کوئی خطرناک چیز خیال کرنے لگے ہیں کہ جن کا خوف ہمارے دلوں پر غالب ہو اور جنہیں ہاتھ لگاتے یا جن کی طرف نگاہ کرتے ہمارا دل اندر سے کانپ جائے مذہب سے ناواقفیت اور جہالت اس قدر عام ہو گئی ہے کہ اب ہزار در ہزار مسلمانوں میں بھی مشکل سے کوئی ایک شخص ایسا ملے گا جو مذہب کو دنیا میں زندگی بسر کرنے کا مجموعہ سمجھتا ہو اور ان اصولوں سے اسے اس لئے محبت ہو کہ ان سے بہتر اور کوئی اصول ہو ہی نہیں سکتا بلکہ اس کے خلاف ہر شخص مذہب کے نام سے خائف و ترساں نظر آتا ہے وہ جو لفظ اس نے کسی مولوی یا عالم کی زبان سے کبھی سن لئے ہیں ان میں سے ایک ایک حرف کی پابندی بلکہ اس طرح ڈرتا کانپتا اور لرزتا ہے کہ جیسے حکومت کی طرف سے مارشل لاء (جنگی قانون) نافذ ہو جانے پر ہر شخص کے دل پر ہیبت سی چھا جاتی ہے اور اگر رات کو آٹھ بجے کے بعد گھر سے نکلنے کی ممانعت ہو تو لوگ بدحواس اور سراسیمہ ہو کر عالم جہاں ہی بجے سے دروازے بند کر کے بیٹھ رہتے ہیں مارشل لاء سے اگر آپ دل ڈریں تو چنداں بیجا نہیں ہے کیونکہ اس کا تو نفاذ ہی اس غرض سے ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں پر خوف طاری ہو جائے اور وہ اگر کوئی کام حکومت کی منشاء کے خلاف کر رہے تھے تو اس سے باز رہیں لیکن مذہبی احکام کا مقصد تو ہرگز ہرگز دہشت انگیزی نہیں ہے اور نہ کوئی عارضی اور ہنگامی قوانین ہیں جو ہمیں ڈرانے کے لئے نافذ کئے گئے ہیں وہ تو ہماری زندگیوں کو راحت بخش، آرام دہ اور خلق کے لئے مفید بنانے کے لئے وضع کئے گئے ہیں ان سے ہمیں ڈرنے اور انہیں ہاتھ لگاتے ہوئے کانپنے اور تھرتھرانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ان پر زیادہ سے زیادہ غور کریں زیادہ سے زیادہ ان کے مقاصد اور منشا کو سمجھیں اور پھر جب اس طرح کامل غور و فکر کے بعد ہمیں یہ محسوس ہو کہ ہمارے لئے اس دنیا میں زندگی بسر کرنے کا اس سے بہتر کوئی اور راستہ نہیں ہو سکتا تب ان احکام و قوانین سے بھی محبت کرنے لگیں اور جس طرح دنیا کی اور بہت سی باتیں

...معلوم ہوتی ہے ...انھیں ...اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیتے ہیں
...مذہب کے معنی ہیں کہ اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیں میں نے جب
...خدا ...آنکھ سے دیکھا ہے کہ شام کا وقت ہے ...مرزا صاحب یا خاں
صاحب کسی دکان پر سودا خرید رہے ہیں دکان پر لوگوں کی بھیڑ ہے
...جلدی جلدی جس ترتیب میں لوگ آتے ہیں اسی ترتیب سے سودا
...خاں صاحب ...روزہ ہے ...دکاندار سے کہتے ہیں کہ جلد
...سودا دیدو ہمارے روزے کا وقت آگیا ہے، اور اگر پھر بھی اس نے سودا
...دیر لگائی تو گالیاں دیتے ہوئے ...شاید ایک آدھ ہاتھ اس
...کے رسید کر کے وہاں سے چل دیتے ہیں جیسے ...ہی تو ہوتے کہ خدا
...اپنے دل میں یہی سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو روزہ رکھا ہے یہ گویا تمام دنیا
...پر احسان کیا ہے اور اب ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ ہماری اور ہمارے
...کی عزت کرے اب آپ خود ہی خیال کیجیے کہ اس قسم کا غصہ کہاں تک درست
...مذہب کے کس حد تک مطابق ہے روزہ رکھنا ...ہمیں سکھایا تو یہ
...تھا کہ اس طرح ہمیں اپنے جذبات اور خواہشات کو قابو میں رکھنا آجائے
...زندگی بھی ہم اس طرح بسر کرنے لگیں کہ نہ ہمیں کوئی خواہش
...دیوانہ بنا سکے اور نہ کوئی جذبہ ہی ہماری عقل پر غلبہ پا سکے لیکن ہم نے سیکھا
...زندگی تو در کنار خود روزے ...میں ہم اپنے آپے سے باہر ہو جاتے
...دنیا بھر کو اپنا تماشا دکھلاتے ہیں ان تمام باتوں کا سبب یہ ہے
...مذہب کو اپنی زندگی کا اصول نہیں سمجھتے بلکہ اسے ایک بلند و بالا تر
...چیز سمجھ کر خدا کے بجائے خود اسی کی پرستش کیا کرتے ہیں اور ...
...نے ہوتے لڑتے ہیں۔

...ڈاکٹر صاحب آپ نے تو گویا میری آنکھیں کھول دیں اب تو میں دیکھتا ہوں ...روحانی طبیب بھی ہیں۔

...معاف کیجیے میں نے خواہ مخواہ اپنی جھک جھک سے آپ کے کان کھائے ...تھک گئے ہوں گے ورنہ آج تو میں فی الحقیقت کچھ اور ہی باتیں ...یا تھا۔

...نہیں میں بالکل نہیں تھکا ہوں آپ بلا تکلف جو باتیں چاہیں کریں۔ آپ ابھی بہت کمزور ہیں خدا نے چاہا تو کل باتیں ہوں گی۔

(۶)

...دن صغیر کی حالت اور بہتر ہو گئی تھی اور وہ صبح ہی سے اپنے محسن ...کا منتظر تھا اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ ڈاکٹر صاحب اس سے ایسی کیا ...کرنی چاہتے ہیں کبھی کچھ سوچتا تھا کبھی کچھ مگر کسی ایک بات پر ...جمتا تھا اسی ادھیڑ بن میں دس بج گئے اور ڈاکٹر فیاض دروازے کے ...ہوئے کمرے میں داخل ہوئے۔ **فیاض**۔ آج تو میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی ...بہت اچھی ہے۔ **صغیر**۔ جس کے آپ معالج ہوں اس کی طبیعت خراب ...ہے۔ **فیاض**۔ اب میں بہت جلد اجازت دیدوں گا کہ آپ تھوڑا اٹھ ...اور پھر آپ خوشی سے اپنے گھر جا سکتے ہیں۔ صغیر کا چہرہ کچھ اداس ...لیکن اس نے مصنوعی خوشدلی کے انداز پیدا کر کے کہا:۔
...تو ...پڑے ...تنگ آگیا ہوں۔

فیاض۔ مگر کیا اس سے آپ کو کچھ خوشی نہیں ہوئی! ہاں! میں نے کبھی آپ سے یہ تو پوچھا ہی نہیں کہ آپ کہاں رہتے ہیں اور کیا کرتے ہیں اور کیوں اس طرح بے ہوش ہوئے تھے کہ جہاں سے سپاہی اٹھا کر آپ کو لائے تب یہاں آپ رہے کہ میں ...تجسس کی وجہ سے یہ سوال نہیں کر رہا ہوں بلکہ میری خواہش ہے کہ اگر آپ کو ضرورت ہو اور میرے امکان میں ہو تو میں آپ کی کچھ خدمت کر سکوں۔

صغیر (سپاسگزارانہ لہجے میں)۔ ڈاکٹر صاحب! آپ نے تو مجھ پر اتنا بڑا احسان کیا ہے کہ زندگی بھر میں اس کے بوجھ سے سبکدوش نہیں ہو سکتا مجھے خود ہی چاہیے تھا کہ اپنے ایسے سچے محسن سے اپنے تمام حالات کہہ دوں لیکن بدقسمتی سے میرے حالات کچھ بہت دل خوش کن نہیں ہیں اور آپ انھیں سن کر خوش نہیں ہوں گے۔

فیاض۔ اسی لئے تو میں سننا چاہتا ہوں کیونکہ مجھے شک ہے کہ وہ ناخوشگوار ہیں۔

صغیر۔ میرا نام تو آپ کو معلوم ہی ہے میں درحقیقت سیالکوٹ کا رہنے والا ہوں میرے والد مرحوم نے میرے لئے بہت کچھ چھوڑا تھا لیکن میں ایسا بدنصیب ہوں کہ مجھے اس میں سے ایک پیسہ بھی نہیں ملا میری تعلیم بھی جو کچھ ہوئی ہے وہ ...کی امداد و اعانت سے ہوئی ہے جنھوں نے یا تو مجھ پر ترس کھا کر یا میرے والد کے تعلقات کا لحاظ کر کے مجھے میٹرکولیشن تک پڑھایا یا ...تعلیم میں جیسی جیسی مصیبتیں مجھ پر پڑیں اور جو جو تکلیفیں میں نے اٹھائیں ...کا ذکر ایک ...ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ان کا ذکر تو بڑی چیز ہے ان کے محض خیال ہی سے میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں آپ خود ہی قیاس کر لیجیے کہ ایک ایسا بچہ جس کے گھر در کچھ نہ ہو اور جس کے کھانے کا کہیں ٹھیک نہ ہو کس حالت میں اپنی زندگی کے کئی سال بسر کرتا ہوگا۔ میٹرکولیشن پاس کر کے ہر مسلمان زادے کی طرح مجھے بھی نوکری کی تلاش ہوئی اور میں پورے تین سال تک مختلف دفتروں کے دروازوں کی خاک چھانتا پھرا۔ ان تین سال کے زمانہ میں شاید ہی کوئی ایسا دن ہوگا کہ میں نے دونوں وقت یا ایک ہی وقت پیٹ بھر کر روٹی کھائی ہو میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ میری ایسی حالت ہو گئی تھی کہ اگر کسی کو کچھ کھاتے دیکھتا تھا تو بے اختیار جی یہ چاہتا تھا کہ دوڑ کر اس کے ہاتھ سے چھین لوں اور خود کھا جاؤں اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں اگر چور یا ڈاکو نہیں بن گیا تو اس کا باعث صرف تربیت تھی جو ایک نیک اور پرہیزگار ماں کی گود میں مجھے ملی تھی سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ میں محنت مزدوری کرنا چاہتا تھا لیکن وہ بھی کہیں نہیں ملتی تھی، اس زندگی کے جینے سے تنگ آکر کئی مرتبہ خودکشی کا ارادہ کیا مگر ہر مرتبہ اسی خیال نے روک لیا کہ اس طرح مرنا حرام ہے (صغیر یہ کہتے ہوئے رونے لگا اور ڈاکٹر فیاض نے جیب سے رومال نکال کر اپنے آنسو پونچھے۔)

صغیر۔ میں جانتا تھا کہ آپ کو رنج پہنچے گا میں بھی کس قدر نالائق ہوں کہ اپنے محسن کو رنج پہنچا رہا ہوں۔ **فیاض**۔ نہیں رنج کچھ نہیں یہ تو میری طبیعت کی کمزوری ہے ورنہ ظاہر ہے کہ یہ سب گزری ہوئی باتیں ہیں جن کا اب کہیں وجود نہیں ہے۔

صغیر۔ نہیں ڈاکٹر صاحب ع

بآب زمزم و کوثر سپید نتواں کرد گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ

میری مصیبتیں وہیں ختم نہیں ہوئیں بہزار دقت و خرابی مجھے پندرہ روپیہ ماہوار کی ایک نوکری ریلوے کے دفتر میں مل گئی اور خود روٹی کے متعلق جو تکلیفیں تھیں وہ جاتی رہیں لیکن یہاں دفتر میں صبح سے شام تک کولہو کے بیل کی طرح جتا رہتا تھا اور اپنے سے بڑے عہدے کے لوگوں کی ... ذلیل خوشامد کرنی پڑتی تھی وہ

ناگفتہ بہ تھی گو ہیڈ کلرک صاحب کا نوکر تھا کہ ان کے گھر کا سارا کام بھی کرنا تھا اور ان کے بچے کو بھی کھلانا تھا تاہم اس خوشامد کا نتیجہ ضرور نکلا کہ کوئی چار سال کے بعد بڑے بابو جی نے سفارش کر کے مجھے بیس روپے ماہوار کی ایک جگہ دلا دی۔

میں فضول خرچ نہ تھا اور پندرہ روپوں میں سے بھی ہر مہینے کچھ نہ کچھ پس انداز ضرور ہی کیا کرتا تھا اب بیس روپے ہو جانے پر دس روپے ماہوار بچا لیتا تھا غرض یہ کہ اس کے بعد تقریباً تین سال میرے ایسے گزرے جن میں مجھے کوئی خاص تکلیف یاد نہیں بجز اس کے کہ جو دفتروں میں نچلے درجے کے کلرکوں کو ہوتی ہے۔

میری عمر اب پچیس کے قریب ہو چکی تھی اور چونکہ تنخواہ میں مزید اضافہ کی بھی امیدیں ہو چلی تھیں اس لئے مجھے شادی کا خیال آیا اور کوئی ڈیڑھ دو برس کی مسلسل تلاش و جستجو کے بعد بیس برس کی عمر میں میں نے شادی کر لی۔

شادی کے بعد کچھ عرصہ گزرنے پر تو میرا یہی خیال ہو گیا تھا کہ شاید میری مصیبتوں کا زمانہ ختم ہو گیا لیکن وہ میری غلطی تھی اس سے پہلے تو میں صرف جسمانی تکالیف میں مبتلا تھا اب میری روحانی تکلیفوں کا دور شروع ہوا اور وہ اس طرح کہ مجھے آہستہ آہستہ یہ محسوس ہونا شروع ہوا کہ میری بیوی جس پر میں فی الحقیقت جان دیتا تھا مجھ سے بے التفاتی کرتی ہے اور اسے میری کوئی پرواہ نہیں ہے اپنے اس خیال کا ثبوت مجھے قدم قدم پر ملتا رہتا تھا اور روزانہ ایسے چھوٹے چھوٹے بیسیوں واقعات ہوتے رہتے تھے کہ جن سے میرے اس خیال کو برابر تقویت پہنچتی رہتی تھی۔ شاید یہ میری کمزوری تھی کہ میں نے ان شکایتوں کے متعلق کہ جو مجھے اپنی بیوی سے پیدا ہوتی تھیں کبھی کسی سے کوئی تذکرہ نہیں کیا کرتا تھا اور ہمیشہ یہی امید کرتا رہتا تھا کہ معاملات خود بخود درست ہو جائیں گے۔ ان میں سے اگر الگ الگ دیکھا جائے تو ہر واقعہ بجائے خود بہت ہی چھوٹا سا اور ناقابل التفات معلوم ہوگا لیکن بہ حیثیت مجموعی ان کی اہمیت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اور اگر میں سب باتیں تفصیل کے ساتھ آپ کو سناؤں تو آپ بھی مجبوراً تسلیم کر لیں گے کہ میرے توہمات بے بنیاد نہ تھے۔ جس قدر زیادہ میں اس بات کی آرزو کرتا تھا کہ اپنی بیوی کے کسی برتاؤ میں تو مجھے محبت اور خلوص کی کوئی جھلک نظر آ جائے اسی قدر مجھے ناکامی زیادہ ہوتی تھی یہاں تک کہ چند سال میں اب حالات اس حد کو پہنچ گئے کہ میں ہر وقت رنجیدہ اور مغموم رہنے لگا دنیا کی تمام دلچسپیاں میری نظر میں بے وقعت ہو گئیں کھانا پینا سیر و تفریح مطالعہ کتب و فنون لطیفہ کے اچھے سے اچھے نمونے سب مجھے برے معلوم ہونے لگے اور اب اگر میرے دل میں کوئی تمنا تھی تو بس یہی کہ کسی طرح یہ تکلیف دہ اور دکھ بھری زندگی ختم ہو جائے۔ اس سے پہلے میں اپنی بیوی کے دل میں اپنے لئے جگہ پیدا کرنے کی کوشش کیا کرتا تھا اور طرح طرح سے اس پر اپنی محبت ظاہر کر کے یہ چاہتا تھا کہ اس کا دل بھی پسیجے لیکن میری بدقسمتی کہ پتھر پر جونک کسی طرح نہ لگ سکی اور اب تنگ آکر اس کوشش سے بھی میں نے ہاتھ اٹھا لیا اس عرصہ میں ایک تازہ مصیبت مجھ پر یہ نازل ہوئی تھی کہ ہمارے دفتر میں تخفیف کا حکم آ گیا تھا اور افسران بالا دست کو میں ہی ایک ایسا ناکارہ اور ہیچ میرز نظر آیا کہ جسے نکالا جا سکے وہ ملازمت کہ جس کی وجہ سے میں در در کی گدائی سے بچا ہوا تھا جاتی رہی اور پھر میرے لئے کچہریوں اور دفتروں کے راستوں کی زمین ناپنے کا کام رہ گیا۔ ازیں سو راندہ و ازاں سو درماندہ کی مثال پورے طور سے مجھ پر صادق تھی اور میں گھر کے دوزخ سے نجات پانے کے لئے جب علی الصباح گھر سے بھاگتا تھا تو باہر عدالتوں کے چپراسیوں اور افسروں کے خدمتگاروں کی جھڑکیوں سے سابقہ پڑتا تھا اور جب ان دفتروں سے تنگ آکر شام کو گھر کا رخ کرتا تھا تو ایک ناآشنائے درد اور ناواقف محبت بیوی کا تخیل آتے ہی میرے پاؤں من من بھر کے کر دیتا تھا خودکشی مجھے منظور نہ تھی اور موت نہ معلوم کیوں مجھ سوختہ اختر کے پاس آتے ڈرتی تھی بار بار گڑگڑا کر حضور کبریا سے دعائیں مانگیں کہ کسی طرح موت آ جائے اور میں ان مصیبتوں سے نجات پاؤں کہ جو اب بالکل ناقابل برداشت ہو گئی تھیں لیکن بے سود یکہ و تنہا اور بے یار و غمگسار دن بھر ادھر ادھر مارا مارا پھرتا تھا اور حقیقتاً ایسا معلوم ہوتا تھا

[illegible]

ایک روز شام کے وقت مجھے اپنے سینے میں درد محسوس ہوا اور اس کے ساتھ بخار بھی معلوم ہونے لگا تکلیف کی شدت بڑھتی گئی اور ایک آدھ مرتبہ مجھے یہ خیال آیا کہ گھر بھی اس کی خبر کر دوں لیکن محض اس خیال سے کہ جب میری ہمدرد ہی نہیں ہے تو خواہ مخواہ اپنی بیماری کی تکلیف دینا ٹھیک نہیں ہے اپنی بیوی سے کچھ نہ کہا اور خاموشی کے ساتھ تکلیف برداشت کرتا رہا۔ جب مجھے اسپتال لایا گیا ہے اس روز میری حالت بہت ہی خراب تھی اور میں کچھ کہہ نہیں سکتا میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ گھر جاؤں اور آخری وقت میں اپنی بیوی کو اپنی حالت سے خبردار کر دوں لیکن شاید بخار کی شدت سے مجھے بیہوشی ہو گئی اور میں گھر تک نہ پہنچ سکا میں صدق دل سے آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے میرے حال پر اس قدر کرم فرمایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب کہ آپ نے میری جان بچا کر پھر انہی مصیبتوں میں گرفتار کر دیا کہ جن سے چھٹکارا پانے کا بظاہر وقت آ گیا تھا۔

ضعیف نے ایک بہت ہی ٹھنڈا سانس بھرا اور خاموش ہو گیا۔

فیاض۔ مجھے سخت افسوس ہے کہ آپ اپنی غلط فہمیوں کی وجہ سے اتنی مدت تک تکلیف اور مصیبتوں کے شکار رہے۔

صغیر۔ غلط فہمیوں کا شکار، یہ کیسے۔

فیاض۔ دوستم! اپنی جس بیوی کو آپ اس درجہ بے وفا اور ناآشنائے درد خیال کرتے رہے ہیں وہ فی الحقیقت آپ پر جان دیتی ہے اور آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ آپ کی دوبارہ زندگی پانے کا باعث دراصل وہی ہے میں تو صرف ایک ڈاکٹر کی حیثیت سے دو چار مرتبہ آپ کو آکر دیکھ جایا کرتا تھا باقی آپ کی خدمت اور آپ کی تیمارداری جو کچھ بھی کی ہے وہ آپ کی بیوی ہی نے کی ہے۔

صغیر کا منہ حیرت سے کھل گیا اور وہ آنکھیں پھاڑ کر ڈاکٹر فیاض کو دیکھنے لگا۔

فیاض۔ آپ اس قدر متعجب کیوں ہوتے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس میں ایک حرف بھی مبالغہ نہیں ہے میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ کی بیوی ایسی تندہی اور ایسی محبت کے ساتھ شب و روز آپ کی خدمت نہ کرتیں تو میری دوا اور میرا علاج کچھ بھی نہ کر سکتا آپ بیہوش تھے اس لئے آپ کو خبر نہیں وہ نیک بخت ساری ساری رات آپ کے سرہانے بیٹھ کر گزارتی تھیں اور رات میں جتنی مرتبہ آپ اٹھنے کی کوشش کرتے تھے وہ آپ کو روکتی تھیں ساری رات ان کا یہی کام تھا کہ جب آپ بخار میں کپڑے اتار کر پھینکیں تو وہ فوراً آپ کو کمبل اڑھا دیں آپ کو دوا پلائیں [illegible] اور دو چار گھنٹے کے بعد [illegible] کھانا پینا سونا آرام سب انہوں نے چھوڑ دیا تھا جتنا وقت آپ کی خدمت سے انہیں ملتا وہ رونے اور دعائیں مانگنے میں بسر ہوتا تھا۔

آپ کو تعجب ہو رہا ہے اور ممکن ہے کہ میرے بیان پر کچھ شبہ بھی ہو لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ ان کی محبت اور وفا شعاری کو دیکھ کر میرے دل میں عورتوں کی وقعت بہت بڑھ گئی ہے آپ کی بے اطمینانی کا باعث ہو تو ممکن تھا کہ میری سمجھ میں آتا لیکن میں ڈاکٹر ہوں اس لئے میں اچھی طرح سمجھ سکتا ہوں آپ شروع شروع سے بڑی تکلیف اور عسرت کی زندگی بسر کرتے رہے جس کی وجہ سے آپ کے اعصاب کمزور ہو گئے ہیں اور یہ بھی اعصابی کمزوری کی بہت ہی شدید اور خاص علامت ہے کہ مریض کو کسی چیز کا روشن پہلو نظر نہیں آتا ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے ناکامی اور مایوسی کا بھیانک تصور ہر وقت نظر کے سامنے رہتا ہے وہ ہر وقت اس بات کا طالب رہتا ہے کہ سب لوگ اس کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کرتے رہیں اور چونکہ دوسرے ہر وقت ایسا نہیں کر سکتے اس لئے وہ یقین کر لیتا ہے کہ کسی کو اس کی پرواہ نہیں ہے آپ کو بھی اسی وجہ سے اپنی بیوی سے بدگمانی تھی اور ابھی اس غلط فہمی کی بنا پر آپ نے اپنی پچھلی سرگذشت کو جہنم بنا لیا تھا۔

صغیر سخت پریشان ہو کے بولا کہ ڈاکٹر صاحب کیا یہ سب کچھ ٹھیک ہے؟ کیا واقعی مجھ سے محبت ہے؟ اور کیا واقعی میں نے ایسی [illegible] کس قدر ظالم ہوں!!!

پردے کو جنبش ہوئی اور نجمہ مسکراتی ہوئی سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔

شذرات

ماہ مبارک اور صدقات وخیرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مروی ہے کہ آپ اجود الناس تھے، دست سخا ہمیشہ کشادہ رہتا تھا اور دریا کی طرح خیرات و صدقات کا دھارا جاری رہتا تھا مگر رمضان المبارک میں تو آپ حد سے زیادہ سخی و فیاض ہو جاتے تھے اور آپ کی سخاوت کی کوئی انتہا نہ رہتی تھی اس مقدس اسوۂ کا ابتدا ہی سے مسلمانوں کے اندر اتباع کا جذبہ کار فرما تھا اور ہر ایک دور میں عام مسلمانان عالم ماہ رمضان المبارک میں غیر معمولی صدقات و خیرات کی صورت میں سخاوت کا اظہار کرتے رہے ہیں اور الحمدللہ کہ آج بھی ایک حد تک مسلمانوں کے اندر اس اسوۂ حسنہ کے اتباع کا جذبہ کار فرما ہے اور مسلمانان ہند رمضان المبارک میں زکوٰۃ کی رقوم زیادہ تر ادا کی جاتی ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا کی ہو اور اس کی راہ میں اپنے راستے میں زیادہ انفاق کی توفیق ارزانی فرمائی ہو وہ عام طور پر زکوٰۃ کے علاوہ بھی اس مقدس مہینہ میں خیرات کرتے ہیں اور اس کی وجہ دو ہیں اول تو یہ کہ رمضان میں ہر نیکی کا ثواب دس گنا زیادہ ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ عہد رسالت سے لیکر ہر دور میں مسلمانان عالم ماہ رمضان میں کثرت سے صدقات و خیرات کرتے آئے ہیں۔

اس سلسلہ میں ہمیں اپنے ناظرین سے چند گذارشات کرنی ہیں وہ یہ کہ زکوٰۃ و خیرات کا ثواب بلاشبہ زیادہ بڑھ جاتا ہے اگر اس کا محل صرف زیادہ موزوں اور مناسب ہو بدقسمتی سے اسلامی حکومت نہ ہونے کی وجہ سے زکوٰۃ بیت المال میں جمع نہیں ہوتی کہ جہاں سے تمام ضروری مصارف میں صرف ہو سکے بلکہ اب ہر شخص شخصی طور پر خود ہی محل صرف کا انتخاب کرنے پر مجبور ہے اور گو سب تو نہیں مگر جو محل مناسب نظر آتا ہے وہاں زکوٰۃ صرف کرتے جاتے ہیں مگر بہت کم لوگ ہیں جو انتخاب مصرف میں توجہ اور غور سے کام لیتے ہیں عموماً یہی ہوتا ہے کہ جو سائل سامنے آ گیا اسی کو مستحق زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ میں سے رقم نکال کر دیدی گئی اور اس طرح وہ رقم جس سے بہت سے مفید اسلامی کام انجام پا سکتے تھے بھکاریوں کے پیٹ میں چلی جاتی ہے۔

ہم اپنے مومن کے ناظرین کو اس سلسلہ میں چند مشورے دینا چاہتے ہیں امید ہے کہ وہ اگر مناسب تصور فرمائیں گے تو ان پر عمل کریں گے سب سے مقدم مسلمانوں کے اجتماعی کام ہیں جن سے ملی و دینی ضروریات پوری ہوتی ہیں زکوٰۃ کا بہترین مصرف وہی ہیں مثلاً تعلیمی ادارے جیسے جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، ندوۃ العلماء لکھنؤ، دیوبند یا اسلامی اسکول وغیرہ ہیں جن سے مسلمانوں کی تعلیمی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں یا یتیم غرباء کے بچوں کو تعلیمی سہولتیں بہم پہنچانا ہے کہ بعض تعلیمی سامان مثلاً قرآن شریف یا قرآن کے سی پارہ یا دیگر کتب اور نوشت و خواند کا دیگر سامان زکوٰۃ کی رقم سے خرید کر غرباء کے بچوں کو مفت دے کر تعلیم حاصل کرنے کے راستے میں سہولتیں بہم پہنچائی جا سکتی ہیں۔ محض قرآن حکیم کی صدائے حق و ہدایت کی تبلیغ کی غرض سے زکوٰۃ کی رقم سے قرآن خرید کر مدارس و مساجد میں رکھنے کے علاوہ غرباء میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں تاکہ قرآن کی تلاوت کی آواز ہر گھر سے آنے لگے اور اس کا لحاظ رکھنا بہتر ہے کہ یہ قرآن اگر ترجمہ والا ہو تاکہ تلاوت قرآن کے ساتھ اس کے مطالب بھی سمجھ میں آ جایا کریں اس طرح قرآنی مقصد پورا ہو حقیقت یہ ہے کہ ابھی تک مسلمانوں نے اشاعت قرآن کی طرف توجہ ہی مبذول نہیں کی عیسائی مشنوں کی سالانہ رپورٹ دیکھئے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ ہمارے مقابلہ میں کس قدر کثرت سے انجیل کی اشاعت و تبلیغ کرتے ہیں ایک ایک مشنری سوسائٹی پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ لاکھ نسخے انجیل کے مفت تقسیم کرتی ہے اور ان کی مجموعی تعداد تعین کرنا دشوار ہے کروڑ سالانہ تک پہنچ جاتی ہے جو یہ مفت غیر عیسائیوں میں تقسیم کرتی ہیں اس کے مقابلہ پر مسلمانوں کو اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ وہ کس قدر سالانہ قرآن حکیم کے نسخے تقسیم کرتے ہیں یا اگر ترجمہ و تحشیہ قرآنی نسخے بھی اسی کثرت سے تقسیم کریں تو عیسائیت اسلام کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتی ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں کو ابھی تک اس ضرورت کی طرف توجہ بھی نہیں ہوئی۔

بہرحال رمضان المبارک میں قرآن حکیم کی تبلیغ و اشاعت کی طرف بھی خصوصیت کیساتھ اپنی توجہ مبذول کرنی چاہئیے اور زکوٰۃ و خیرات کی رقوم میں سے کافی مقدار قرآن کی اشاعت پر صرف کرنی چاہیئے۔

اس نوٹ کو پڑھ کر منیجر مومن کو شکایت پیدا ہوگی کہ خرید کتب و قرآن کے سلسلہ میں ناظرین کی توجہ حمیدیہ پریس و مومن بک ڈپو کی طرف کیوں نہیں دلائی گئی جہاں سے سب سے زیادہ سستے اور ارزاں قرآن شریف ملتے ہیں مگر ناظرین مومن کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر ایک خریدار اخبار مومن کو اس کا اچھی طرح علم ہے کہ تمام کتب عموماً اور قرآن حکیم خصوصیت کے ساتھ دفتر مومن سے زیادہ ارزاں اور سستے کسی جگہ نہیں مل سکتے اس لئے ناظرین مومن خود ہی اپنے فائدہ کو مدنظر رکھکر خرید کتب و قرآن کے لئے دفتر مومن ہی کی طرف رجوع کرنے پر مجبور ہیں۔

حقوق نسواں کا غصب

یہ کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے کہ ہندوستان کے بعض حصوں کے مسلمانوں نے اپنی نرینہ اولاد کے مقابلہ میں اپنی لڑکیوں کو ترکہ اور وراثت سے محروم کر دیا ہے اور قانون خداوندی و شرع نبی کے مقابلہ پر اپنے قائم کردہ رواج پر عمل کرتے ہیں یعنی ہندوؤں کی طرح ترکہ نہ دینا یہ بدعت تا پنجاب میں اور گجرات کے بعض علاقوں میں رائج ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے حقوق العباد مقرر فرما دیئے ہیں اور صاف و صریح الفاظ میں قرآن حکیم نے تقسیم ترکہ و میراث کے احکام صادر فرمائے ہیں اور تمام مردوں اور عورتوں کے حق کی تعیین کر دیا ہے کہ بیٹے کا اتنا، بیٹی کا اتنا، باپ کا اس قدر، ماں کا اس قدر، بیوی کا اس قدر غرضکہ تمام عزیز و اقربا ذوی القربیٰ کے حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے مگر مذکورہ بالا مقامات کے مسلمانوں کی سرکشی و عدوان و تمرد و طغیان کو دیکھئے کہ قانون الٰہی کی موجودگی میں اور صاف و صریح احکام شریعت کی موجودگی میں ان بدبخت و کج فہم مسلمانوں نے اپنا رواج علیحدہ قائم کر لیا ہے اور اپنی بیٹیاں، ماؤں، بہنوں کو اپنے ترکہ و ورثہ سے محروم کر دیا

ہے یہ ایسی حقیقت ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ اس وقت ہوتے تو وہ ان متمردین و سرکش لوگوں کے خلاف جہاد کو فرض قرار دیتے جس طرح کہ آپ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا تھا حالانکہ تمام اہل صحابہ مصلحت وقت کے خلاف آپ کے اس حکم کو تصور کرتے تھے مگر ایک صاف و صریح حکم کی تعمیل سے انکار آپ کے نزدیک جہاد کو واجب کر دیتا تھا اسی طرح عورتوں کی وراثت کا مسئلہ ایک صاف و صریح شرعی مسئلہ ہے جس کے متعلق صاف صریح احکام قرآن کے اندر موجود ہیں ان کی تعمیل سے تو انکار ہے بلکہ ان کے مقابلہ پر رواج کی پابندی کی جاتی ہے اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ انکار زکوٰۃ سے بھی زیادہ شدید تمرد و بغاوت ہے اسلئے ان لوگوں کے خلاف حضرت ابوبکر ہوتے تو ضرور جہاد کا حکم دیتے مگر افسوس نہ اس وقت حضرت ابوبکر ہیں اور نہ اسلامی حکومت ہے ہم اپنی شامت اعمال سے محکومی و غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایک غیر مسلم حکومت کے ماتحت ہیں جس کو نہ ہماری شریعت سے کچھ واسطہ ہے اور نہ رسم و رواج سے اس لئے اگر خود مسلمانوں کو ہوش آئے اور خداوندی احکام سے بغاوت پر آنکھیں کھلیں تو اس بدعتی کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

ہم پنجاب و دوسرے صوبے کے مسلمانوں ممبروں کی توجہ اس طرف مبذول کرتے ہیں کہ وہ ناموس شریعت کی رسوائی کو ختم کریں اور خلاف شرع و خلاف انصاف و انسانیت طرز عمل کہ بلیس لڑکے اور لڑکیاں دونوں انہی کی اولاد ہیں ایک کو اپنے ترکہ سے محروم کر دینا اور دوسرے کو سب کچھ دیدینا سخت ظلم و ناانصافی اور نہایت درجہ شریعت حقہ اسلامیہ کی توہین ہے علماء کو خصوصیت کے ساتھ اس طرف توجہ مبذول کرنا چاہیئے اور اسمبلی کے مسلم ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس ظلم کا خاتمہ کرائیں امید ہے کہ اب زیادہ مدت تک اس ظلم و ناانصافی جاری نہ رہنے دیا جائیگا۔

فریضۂ حج

دو تین برسوں سے بیت اللہ کی جو رپورٹ موصول ہو رہی ہے وہ حد سے زیادہ مایوس کن ہے یعنی چند برسوں سے مسلسل حجاج کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے جس کے نہایت دردناک اور تکلیف دہ نتائج نکل رہے ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اہل حجاز خصوصاً مکہ و مدینہ اور طائف وغیرہ کے باشندوں کے گذارے کا انحصار سوائے حجاج کے اور کچھ نہیں ہے اگر کافی تعداد میں حجاج جاتے ہیں تو اہل حجاز کی آمدنی اس قدر ہو جاتی ہے کہ کسی طرح سال بھر بسر کریں اور اگر تعداد کم پہنچی تو ان کی آمدنی اسی نسبت سے کم ہو جاتی ہے اگر آج حاجیوں کا پہنچنا بند ہو جائے تو خدا معلوم اس مقدس سرزمین کے بسنے والوں کا کیا حشر ہو چونکہ چند برسوں سے برابر حاجیوں کی تعداد میں کمی واقع ہو رہی ہے اس لئے اہل حجاز کی تکالیف میں برابر اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے اور یہ صورت حال ایسی نہیں ہے کہ اس سے اہل حق پریشان و متشوش نہ ہوں اگرچہ اس کی وجہ عام عالمگیر کساد بازاری کے سوا اور کچھ نہیں ہے تاہم مسلمانوں کے دینی و مذہبی احساس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ خواہ ان کے اندر کاموں پر اس کساد بازاری کا کچھ ہی اثر پڑے مگر مذہب کے اہم ارکان و فرائض پر مسلمان اس کا اثر کم پڑنے دیں اس لئے ہم مسلمانان ہند سے اپیل کرتے ہیں خصوصاً اہل استطاعت و ارباب دولت و ثروت سے پر زور درخواست کرتے ہیں کہ وہ فریضہ حج کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہوں کیونکہ یہ تنہا ذریعہ اور تمام دنیا میں ایک موثر ذریعہ ہے جو مسلمانان عالم کو ایک رشتہ اخوت و مساوات میں منسلک رکھ سکتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانان عالم کا مرکزی نظام قائم و برقرار رہ سکتا ہے اسلئے عارضی موانع کی وجہ سے اس اہم دینی فریضہ کی طرف سے غفلت و بے پروائی نہ برتنی چاہیئے افسوس تو اس بات کا ہے کہ بہت امراء و متمول ہی اس فریضہ کی طرف سے زیادہ غفلت و لاپروائی کئے ہوئے ہیں متوسط طبقہ سے جہاں تک ہمیں معلوم ہے تاہم طبقہ امراء کی نسبت ظاہر ہے زیادہ حج کرتے جاتے ہیں ان میں متوسط طبقہ ہے جو زیادہ محنت کرتا ہے اور کساد بازاری کا شکار چونکہ یہی طبقہ سب سے زیادہ ہے اسلئے حجاج کی تعداد میں دفعتاً نمایاں کمی واقع ہوگئی اس نقصان کی تلافی ہو سکتی تھی کہ امراء اس طرف متوجہ ہوتے اور اپنے فرض کو محسوس کرتے مگر وہ بدستور بے پرواہ ہیں حالانکہ ان کی تعداد متوسط درجہ کی طبقہ کی زیادہ تعداد کے برابر رسانی میں ثابت ہو سکتی ہے کیونکہ متوسط درجہ کا حاجی ہزار آٹھ سو اور چھ سو روپیہ خرچ کرتا ہے اور امراء اپنی حیثیت کے مطابق ڈیڑھ ہزار دو ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ خرچ کرتے ہیں اس طرح ایک اور دو کی نسبت ہو سکتی ہے لیکن یہ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جن لوگوں پر حج فرض ہے وہی غفلت برتتے ہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ سفر حج سخت ہے اس لئے کوئی اپنے عیش کدوں اور راحت منزلوں کو چھوڑ کر گرد و باد و خشکی کے مصائب سفر برداشت کرے اور دشت و جبل کی خاک چھانے مگر ان نشہ دولت کے متوالوں کو معلوم نہیں کہ ریگزار حجاز کی خاک اور اس خاک پاک کا ایک ایک ذرہ لعل و گہر سونے چاندی کے ڈھیروں سے کہیں زیادہ قیمتی ہے اور اس راہ کی صعوبت اور اس سفر کی تکلیف ارباب و اصحاب ایمان کے نزدیک اس عیش و راحت سے زیادہ نشاط افزا و مسرت انگیز ہے جو گھروں میں پڑے رہ کر چند سونے چاندی کے ٹکڑوں کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے۔

بہرحال ہم دولت و ثروت والوں اور ارباب استطاعت سے اپیل کرتے ہیں کہ اہم فریضہ حج کی طرف متوجہ ہوں اور گھر سے نکل کر اس سفر کی لذتوں اور روح انگیز کیفیتوں کا مزہ چکھیں جس میں دنیا کے گوشہ گوشہ سے اہل ایمان ابراہیم کدہ حجاز کی لبیک اور اللہم لبیک کہتے ہوئے آتے ہیں انہیں یقین کرنا چاہیئے کہ اس مقدس سرزمین کے عشاق نے اس سفر کی صعوبتوں کو ہمیشہ ترجیح دی ہے اور اب تو یہ سفر بھی ایسا راحت و آرام کا سفر ہو گیا ہے جیسا کہ ہمارے یہاں کے سفر ہوتے ہیں اب تو جہاز سے موٹر پر سوار ہو جایئے اور دو گھنٹے میں جدہ سے مکہ معظمہ پہنچ جایئے اور اسی طرح کے ذریعہ مدینہ منورہ کی زیارت کر آیئے کہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف کوئی اذیت اور صعوبت پیش نہیں آتی ہر قسم کے راحت و آرام کے سامان ہر جگہ موجود ہیں اور معمولی سے کم خرچ پر وہ سب سامان راحت و آرام مہیا ہو سکتے ہیں جو مطلوب ہوں پھر اس آسانی اور اس قدر سہولتوں کی موجودگی میں بھی اگر ہمارے امراء قصد حج نہ کریں تو اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے اور اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہمارے ایمان کی کمزوری اور ذوق و شوق دینی کی کمی ہے کہ اس قدر امید افزا حالات میں بھی سفر حج اختیار نہیں کیا جاتا ہم تمام مستطیع اہل ثروت و ارباب دولت سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ حج بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوں اور اس طرح فرض سے سبکدوش ہوں کہ اہل حجاز کی امداد کریں جن کا انحصار حجاج پر ہے۔

انتخابی جدوجہد میں کانگریس کی فتح

جیسا کہ گذشتہ نمبر میں ہم نے توقع ظاہر کی تھی اسی طرح کانگریس کو انتخابی جدوجہد میں عظیم کامیابی نصیب ہوئی جس جماعت نے بھی کانگریس کے مقابلہ پر اپنے امیدوار کھڑے کئے اس کو شکست فاش نصیب ہوئی تین صوبے تو ایسے ہیں جہاں کانگریس کو صد فیصد کامیابی ہوئی یعنی مدراس، صوبجات متحدہ اور صوبہ بہار بہار میں جس قدر اس نے اپنے امیدوار کھڑے کئے تھے سب کامیاب ہوئے اور کوئی مخالف ا

سب سے زیادہ اندیشہ مالوی جی کی پارٹی سے تھا جو آپ نے کانگریس سے بغاوت کر کے قائم کی تھی اور کمیونل ایوارڈ کے متعلق کانگریس نے جو فیصلہ غیر جانبداری کا کیا تھا اس کو مسلمانوں کے ساتھ رعایت اور ہندوؤں کے ساتھ ناانصافی قرار دیکر انتخاب میں کانگریسی امیدواروں کا مقابلہ کرنا آپ نے ضروری قرار دیا تھا چونکہ بدقسمتی سے ملک میں فرقہ وارانہ جذبات موجود ہیں اس لئے خطرہ تھا کہ کہیں ان جذبات کو ابھار کر مالوی جی مہاراج کانگریس کے خلاف کامیابی نہ حاصل کر لیں مگر یہ اندیشہ غلط ثابت ہوا اور مالوی جی مہاراج کو ایسی ذلت انگیز شکست نصیب ہوئی کہ اب شاید کبھی مالوی جی مہاراج کانگریس کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرینگے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ صوبجات متحدہ جو ان کا اپنا صوبہ ہے وہاں مالوی جی کو شکست فاش ہوئی یعنی ایک شخص کامیاب نہ ہوسکا اور سب کے سب کانگریسی امیدوار کامیاب ہوگئے، بہار میں تو ایک مالوی جی کے امیدوار کی ضمانت تک ضبط ہوگئی اور ایک امیدوار بھی کامیاب نہ ہوا صوبہ متوسط میں ڈاکٹر مونجے جیسے متعصب ہندو مہاسبھائی کو سخت ذلت انگیز شکست کانگریسی لیڈر سے اٹھانی پڑی حالانکہ مالوی جی مہاراج بھی مدد کو پہنچے مگر کچھ بنائے نہ بنی صوبہ بمبئی میں بھی یہی حشر ہوا صرف پنجاب میں ایک امیدوار اس وجہ سے کامیاب ہوگیا کہ کانگریس والوں کی باہمی پارٹی بازی کی وجہ سے اچھا امیدوار نامزد نہ ہوسکا اگر جالندھر حلقہ سے رائے زادہ ہنس راج کو نامزد کر دیا جاتا تو یہاں بھی مالوی جی کو شکست ہوتی پھر بھی پنجاب جیسے صوبہ میں جہاں سخت فرقہ وارانہ جذبات مشتعل ہیں یہ مشکل سے ہوا کہ ایک امیدوار مالوی جی کا کامیاب ہوا ایک کانگریس کا اور ایک ہندو سبھا کا یعنی بھائی پرمانند بھی کامیاب ہوگئے مگر اس کی وجہ بھی یہی ہوئی کہ اچھا کانگریسی امیدوار نامزد نہ کیا گیا پنجاب کے علاوہ بنگال میں ہوا کہ کانگریس کے اندر پارٹی بازی کی وجہ سے مالوی جی کو ایک حد تک کامیابی ہوئی یعنی [illegible] بوس کی ضد میں مالوی جی کے ساتھ ہوگئی درحقیقت اس کو مالوی جی کی کامیابی نہیں کہہ سکتے بلکہ کانگریس ہی کی دو پارٹیوں میں سے ایک کی کامیابی کہی جاسکتی ہے تاہم تمام ہندوستان کے انتخابات میں مالوی جی کو صرف آٹھ نشستیں ملی ہیں ان میں سے چار کا کانگریس نے خود ہی مقابلہ نہیں کیا یعنی مالوی جی کے مقابلہ پر اپنے امیدوار نہیں کھڑے کئے تھے اس طرح صرف چار امیدوار مالوی جی کے کامیاب ہوئے وہ بھی کانگریسیوں کے آپس کے اختلاف کی وجہ سے ورنہ مالوی جی مہاراج کو شاید ایک جگہ بھی کامیابی نہ ہوتی باقی لبرل پارٹی اور جسٹس پارٹی کا بالکل ہی خاتمہ ہوگیا بمبئی میں صرف سر کاؤس جی جہانگیر جی لبرل اس وجہ سے کامیاب ہوگئے کہ کانگریسیوں کو یہ خیال آخر وقت میں ہوگیا کہ وہ مسز نیمی یقینی کامیاب [illegible] دوسرے امیدوار [illegible] کی طرف سب کارکنان کانگریس متوجہ ہوگئے ورنہ ممکن تھا کہ ایک بھی لبرل کامیاب نہ ہوتا جسٹس پارٹی کا ایک امیدوار بھی کامیاب نہ ہوا۔

کانگریس نے چند مسلمان بھی کھڑے کئے تھے وہ بھی کامیاب ہوئے مسٹر تصدق احمد بلا مقابلہ کانگریسی ٹکٹ پر کامیاب ہوئے ڈاکٹر خان صوبہ سرحد سے کانگریس کے ٹکٹ پر بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے اور مسٹر آصف علی دہلی سے کامیاب ہوئے ہیں عبدالسلام [illegible] بنگال سے کامیاب ہوئے ان کے علاوہ مسلم یونٹی بورڈ کے امیدواروں کی بھی کانگریس نے تائید و امداد کی تھی اور اس کے ٹکٹ پر بھی چند مسلمان کامیاب ہوئے مثلاً مولانا شوکت علی، مسٹر محمد احمد صاحب کاظمی، [illegible] ایڈوکیٹ، سید مرتضیٰ بہادر مدراس یہ بھی اسمبلی میں کانگریس کا ساتھ دینگے۔

کانگریس کی فتح عظیم کا حساب یہ ہے کہ اس کو ووٹوں سے بیس فی صدی کامیابی حاصل ہوئی اور یہ ووٹ بڑے سمجھ میں ۹۰ فی صدی کانگریس کو ملے باقی میں دس پارٹیاں شامل ہیں خواہ وہ لبرل ہوں یا جسٹس پارٹی انڈیپنڈنٹ ہوں یا یونٹی پارٹی مسلم کانفرنس والے ہوں یا مسلم لیگ والے غرضکہ ۹۰ فیصدی کانگریس کو ووٹ ملے اور باقی دس فی صدی میں ہندو مہاسبھا نیشنلسٹ پارٹی لبرل پارٹی جسٹس پارٹی انڈیپنڈنٹ پارٹی لیگ کانفرنس پارٹی وغیرہ سب شریک ہیں اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ملک میں کانگریس کو کس قدر اعتماد حاصل ہے چنانچہ گورنمنٹ ہند کے ہوم ممبر نے حال میں لاہور میں جو تقریر کی ہے اس میں کانگریس کی طاقت کا ان الفاظ میں اعتراف کیا ہے کہ ملک میں سب سے زیادہ منظم پارٹی کانگریس ہی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ ملک کی حقیقی و اصلی نمائندہ جماعت کانگریس ہی ہے مگر بھلا حکومت اس حقیقت کا اعتراف کیسے کرنے لگی تھی خیر یہ مضائقہ نہیں جتنا اعتراف کیا وہ بھی غنیمت ہے۔

انتخابی جدوجہد اور مسلمان

اس دفعہ پہلی مرتبہ مسلمانوں نے منظم طریقہ پر انتخاب میں حصہ لینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا مگر افسوس کہ کوئی اچھا نمونہ اس جدوجہد میں پیش نہیں کیا جاسکا دو جماعتوں نے جماعتی حیثیت سے انتخاب میں حصہ لینے کا اعلان کیا تھا ایک یونٹی بورڈ نے دوسرے لیگ کانفرنس نے یونٹی بورڈ نے تو کسی حد تک اپنے نامزد امیدواروں کی جماعتی حیثیت سے امداد کی اگرچہ صرف یوپی ہی میں اس نے سرگرمی کا اظہار کیا تاہم یہ اسی کی سرگرمی و امداد کا نتیجہ ہے کہ محمد احمد صاحب کاظمی جیسے غریب غیر معروف امیدوار کو [illegible] رئیس کے مقابلہ پر کامیابی ہوئی اس بورڈ نے مولانا شوکت علی کریم الرضا خاں وغیرہ کی بھی امداد کی تھی اگرچہ سر یعقوب کے مقابلہ پر کریم الرضا خاں کامیاب نہ ہوسکے مگر جس قدر انھوں نے مقابلہ کیا وہ بورڈ ہی کے بل بوتے پر کرسکے غرضکہ یونٹی بورڈ یوپی میں اپنے امیدواروں کو کامیاب بنانے کی جدوجہد کی مگر دوسری طرف لیگ کانفرنس نے اپنے امیدواروں کو کامیاب بنانے کے لئے اس کے سوا کوئی جدوجہد نہیں کی کہ جو لوگ بلا مقابلہ منتخب ہوگئے یا کانگریس اور یونٹی بورڈ کے مقابلہ پر از خود کھڑے ہوئے تھے ان کو اپنی طرف سے نامزد کر دیا اور لیگ کانفرنس بورڈ نے ذرہ برابر کسی قسم کی انتخابی سرگرمی کا اظہار نہیں کیا بلکہ تمام امیدواروں کو ذاتی حیثیت سے انتخاب لڑنا پڑا تمام اخراجات ان غریبوں کو خود ہی برداشت کرنے پڑے ہر قسم کے جلسے جلوس پروپیگنڈا وغیرہ کا ان کو خود ہی انتظام کرنا پڑا غرض کہ نامزد کر دینے کے بعد کوئی امداد و اعانت لیگ کانفرنس بورڈ نے نہیں کی سر رحیم بخش، سر محمد یعقوب، ڈاکٹر شفاعت احمد خاں، [illegible] کنور اسمٰعیل علیخاں، مولانا شفیع داؤدی، سیٹھ عبداللہ ہارون وغیرہ ان سب حضرات کو محض اپنے ذاتی بل بوتے پر انتخاب لڑنا پڑا جن میں سے بعض کامیاب ہوئے اور بعض ناکام۔

اگرچہ لیگ کانفرنس سے ہمارا اختلاف رائے ہے مگر ہماری یہ دلی خواہش تھی اور ہے کہ مسلمان انفرادی نہیں بلکہ جماعتی حیثیت سے انتخاب میں حصہ لے سکیں کیونکہ سیاسی

بیداری اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب جماعتی حیثیت سے انتخاب کی سرگرمیاں اور جد و جہد بروئے کار آئے ہیں امید ہے کہ آئندہ ہونیوالی انتخاب مسلمان بھی جماعتی حیثیت سے لڑیں گے اس سے عام مسلمانوں کو سیاسی تعلیم حاصل ہوگی سیاسی بیداری پیدا ہوگی اور جماعتوں کی حکمت عملی اور پالیسی کے متعلق رائے عامہ کو قیمتی مشورہ حاصل ہو سکے گا۔

انتخابی بے عنوانیوں پر انتخاب کے بعد ایک نظر

اسلام نے انتخاب کا جو طریقہ بتلایا تھا وہ بیعت کی صورت میں تھا اور خلفائے راشدین کے زمانہ تک انتخابی جد و جہد ... کی کوئی بات نہیں پیدا ہوئی جو مذموم ہو خلافت راشدہ کے بعد بیشک انتخابی جد و جہد نے مذموم صورت اختیار کر لی تھی پھر بھی یورپ کے ذریعہ جس قسم کی انتخابی جد و جہد ہم تک پہنچی ہے وہ اس وقت بھی نہ تھی آج تو یہ کیفیت ہو کہ انتخاب کا زمانہ آیا سارے حلقۂ انتخاب میں ایک طوفانی فضا اور تلاطم اذہان و افکار میں ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس میں صحیح و غلط اور خیر و شر کا فرق تقریباً اٹھ جاتا ہے اور اختلاف رائے کھلی ہوئی مخالفت و معاندت کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور ایک دوسرے کے خلاف اس قسم کا تحریری و تقریری پروپگنڈا کیا جاتا ہے جو دو قسم کے دو دشمن ہی ایک دوسرے کے خلاف کر سکتے ہیں مقابل امیدوار اور ان کے معاون و مددگار دو معاند و مخاصم گروہوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جو ایک دوسرے کی عزت و آبرو کی طرف سے بھی آنکھ بند کر لیتے ہیں غلط بیانی اور کذب و افترا کو روا رکھا جاتا ہے بلکہ ... صورتوں میں سوچ سمجھ کر اختیار کیا جاتا ہے ایک دوسرے کے خلاف تہمت تراشی الزام تراشی اور بدزبانی و بدگوئی کو لوازم انتخاب میں داخل کر لیا گیا ہے ہمیں خود دہلی میں مسٹر آصف علی کے انتخاب کا تجربہ ہے جبکہ ان کا کوئی حریف مسلمان نہ تھا مگر رائے صاحب ... جند کے کچھ حامی مسلمان تھے انہوں نے مسٹر آصف علی کے خلاف اس قسم کا تند و تیز شرمناک اشتعال انگیز اور جھوٹا تحریری پروپگنڈا کیا کہ العظمۃ للہ ان کے کفر کے فتوے شائع کئے گئے ان کو مرتد کہا گیا اور یہ معلوم ہوا کہ ... انتخابی موسم کیا آتا ہے متعلق اشخاص اور متعلق جماعتیں اور متعلق صحافت ... سب ایک بحرانی کیفیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اب انتخابی موسم کے خاتمہ کے بعد اگر متعلقہ اشخاص، افراد، جماعتوں اور جرائد و صحفیات کا جائزہ لیا جائے تو مشکل سے کسی کا دامن پاک و صاف نظر آئیگا اور سب ہی کسی نہ کسی الزام کے مورد ٹھیرینگے۔

اس سلسلہ میں ہمیں صاف اور کھلے دل سے اس حقیقت کا اعتراف کر لینا چاہیئے کہ خود ہمارا دامن بھی بیداغ نہ رہ سکا چونکہ سیاسیات میں ہمارا مسلک وہ ہے جو ... کا ہے اسلئے انتخابی جد و جہد میں غیر کانگریسی امیدواروں کے خلاف ... بھی جادۂ اعتدال و توسط سے منحرف ہو گیا اور چند نامہ یا درسکتے کے زیر عنوان شذرات میں مولوی ... کے مشرب و مسلک کے خلاف اس لب و لہجہ میں اظہار خیالات ہو گیا جسکو سنجیدگی و متانت کی حدود سے متجاوز کہنا چاہیئے یہ انتخابی بحران کا نتیجہ تھا کہ اس قسم کی تحریر قلم سے نکل گئی جو مولوی ... کے صفات کے لئے باعث فخر نہیں کہی جا سکتی بہرحال ہم کو متعلقہ اصحاب کے ساتھ اس تحریر کے لئے عند خواہ اور معذرت طلب ہیں اور خواہ کسی کو اس سے تکلیف پہنچی ہو مگر ہم خود اس کو نادم اور متاسف ہیں اور خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آئندہ ہمیں توفیق دے کہ اظہار رائے میں باوجود شدید اختلاف کے اصولی حد سے متجاوز نہ ہونے دیں اور لب و لہجہ کی سنجیدگی اور روشن تحریر کی متانت ہمیشہ ہر جگہ قائم رہے ہم امید رکھتے ہیں کہ تمام متعلقہ اصحاب خصوصاً اور حاجی شیخ وجیہہ الدین صاحب خصوصیت کے ساتھ ہماری معذرت کو قبول فرما کر ہمیں ممنون و متشکر فرمائینگے۔

پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ

افسوس ہے کہ گنجائش نہ رہنے کی وجہ سے ہم اس دفعہ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ پر بحث نہ کر سکے اگر ضرورت شدید ہوئی تو انشاءاللہ آئندہ اس پر تفصیلی بحث کرینگے۔ مختصراً اس قدر سمجھ لینا چاہیئے کہ اس غلام آباد ہندوستان میں بھی ایک متنفس بھی ایسا نہ نکلا جس نے اس رپورٹ کی تعریف کی ہو علیٰ قدر مراتب کسی نے اس کو رجعت پسندانہ کہا کسی نے مایوس کن کسی نے ناقابل اطمینان اور سب نے اس کو وائٹ پیپر سے بھی بدتر کہا یعنی سر آغا خاں سے لیکر سر سپرو، مسٹر جناح اور اعتدال پسند جماعتیں لبرل پارٹی والے مسلم لیگ والے مسلم کانفرنس والے ہندو سبھا والے غرضکہ اشخاص اور جماعتوں میں سے کوئی بھی اس سے مطمئن نہیں ہے اور کانگریس نے تو اس کو شرمناک ناقابل قبول اور انگریزی راج کو دوام بخشنے والی رپورٹ قرار دیکر بالکل ٹھکرا دیا؟ اس سے اس رپورٹ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

واحدی صاحب کا منجن
آبِ دندان

یہ منجن اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۴ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں جو پندرہ سال سے واحدی صاحب ... استعمال کرتے ہیں اور ... شہر کے ہر ضرورتمند کو دیتے ہیں ... تسلیم کرتا ہے ... سینکڑوں ملنے ... بار بار یا کی شکایت تھی اور ہر کھانے کے ساتھ ... پیٹ میں اتر کر ان کی صحت کو برباد کر ... اس منجن کے ملنے ... ان کے مسوڑھے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں منجن سے بائیوریا جیسی موذی مرض کو آرام ہوتا اور جس منجن سے ملتے ہوئے علامت جڑ جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس بھی اس منجن کو پہنچایا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت ... کر رہے ہیں۔

قیمت فی شیشی ۸ ؍ محصولڈاک ۵ ؍ دو شیشیوں پر محصول صرف ... تین پر بھی ۵ ؍

ملنے کا پتہ ا۔ احمد مجتبیٰ ۱۷ کوچہ چیلاں دہلی

خبر نمائے رعایت معجز نما حمائل مترجم مجلد چرمی کی آپ کیلئے ہے

اب آخر وہ کونسا وقت آئیگا کہ آپ سستے ہدیہ کے قرآن شریف غربا میں تقسیم کریں گے!

ابھی جنگ عظیم کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ ۱۳۳۵ میں معجز نما حمائل یا چھوٹی تقطیع کا ایک ترجمۃ القرآن مترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب جب پہلی مرتبہ چھپا تھا تو چھ روپیہ تھا۔ خدا کے فضل سے اب بھی ہزاروں بھائی زندہ موجود ہیں جو اس کے شاہد ہیں، تب بھاؤ اتنا گراں تھا کہ یہ کہتا گیا، قرآن شریف اب سویں مرتبہ چھپ کر آیا ہے اس کے ایک صفحہ کا نمونہ نیچے موجود ہے، دیکھئے اور تعجب کیجئے کہ اب یہ قرآن شریف دفتر رسالہ مولوی سے مجلد چرمی کامل ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے، جو اڈیشن اول کا چوتھائی ہدیہ ہے جو واقعتاً لاگت بھی کم ہے آخر نقصان سے کیوں ہدیہ ہو رہا ہے، یہ ایک بڑی دلخراش داستان ہے، مرقعہ ہے کہ یہ نعمت لوٹ لیجے، پھر یہ وقت کہاں، دوستوں کو اعزہ کو محلہ والوں کو بھی چھپوا دیجئے

یقین فرمائیے بالیقین فرمئیے کہ یہ ہدیہ کبھی نہیں ہو سکتا، خدا جانے آئندہ ماہ آپ یہ اشتہار دیکھیں یا نہ دیکھیں یعنی آئندہ ماہ یہ ہدیہ رہ سکے یا نہ رہ سکے اور قرآن شریف بھی باقی بچے یا نہ بچے اس لیے اگر آپ رمضان شریف میں نہ منگا سکے، تو شاید ہی یہ خوبصورت حمائل آپ کو اس ہدیہ میں مل سکے، بالکل اتفاق ہے کہ یہ دوسرا اشتہار آپ کی نظر سے گذر رہا ہے، میں آپ کو غلط اطلاع نہیں دیا کرتا

اس کی تفسیر بڑی تقطیع کے قرآنوں سے بھی زیادہ ہے اور عربی میں تو فقط تفسیر ہی سستی ہے ترجمہ بامحاورہ سلیس علامہ **اشرف علی** صاحب محدث تھانوی کا ہے، چھپائی بہت صاف ہے اور اعلیٰ ہے، خاشندہ ہے، مجلد چرمی کی ہے، نقشی منقش ہے ایک ہزار صفحہ سے زائد ضخامت ہے ابتدا میں ایک بسیط مقدمہ ہے جس کے پانچ حصے ہیں، (۱) حضرت آدمؑ سے لے کر تمام پیغمبروں کی سوانح عمریاں اور ان کی امتوں کے حالات نیز اسلام سے قبل عرب کی تمام قدیم قوموں کی تاریخ اور رسول کریم کی پیدائش سے لے کر وفات تک کی مفصل سوانح عمریاں اور ان تمام لڑائیوں کی تفصیل جو کفار عرب نے آپ کے خلاف لڑیں بعد میں خلفائے راشدین کے کامل حالات حصہ دوم میں فضائل القرآن اور معلومات قرآنی کا بڑا ذخیرہ جو آپ نے پہلے پڑھا نہ ہوگا حصہ سوم میں تمام خاندانوں کے سینہ بسینہ اعمال ہیں حصہ چہارم اور پنجم میں دیگر باتیں

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کار ڈیڑھ روپیہ حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

وَلَوْ اَنَّنَا ۸ — منزل ۲ — ۲۵۶ — الاعراف ۷

قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ

تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آ چکی ہے سو تم ناپ اور تول پورا

وَالْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ

پورا کیا کرو اور لوگوں کا ان کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا

اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○ وَلَا

یہ تمہارے لیے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو اور تم

تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ

سڑکوں پر اس غرض سے مت بیٹھا کرو کہ اللہ پر ایمان لانے والوں کو دھمکیاں دو

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَتَبْغُوْنَهَا

اور اللہ کی راہ سے روکو اور اس میں کجی کی تلاش میں

عِوَجًا ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ

لگے رہو اور اس حالت کو یاد کرو جب کہ تم کم تھے پھر اللہ نے تم کو زیادہ کر دیا

وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ○

اور دیکھو کیسا انجام ہوا فساد کرنے والوں کا

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ

اور اگر تم میں سے بعضے اس حکم پر جس کو دے کر مجھ کو بھیجا گیا ہے ایمان لے آئے ہیں

بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى

اور بعضے ایمان نہیں لائے ہیں تو ذرا ٹھہر جاؤ یہاں تک کہ

يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ○

ہمارے درمیان میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کیے دیتے ہیں اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر ہیں

ف قبیلہ مدین اور اصحاب الایکہ جو در اصل ایک ہی امت تھی جن میں کم تولنے اور کم ناپنے کا رواج تھا ان کی ہدایت کے لئے حضرت شعیبؑ بھیجے گئے تھے یہ لوگ پیڑوں کی بھی پوجا کرتے تھے اس واسطے اُن کو اصحاب الایکہ سورۂ شعراء میں کہا ہے یعنی درختوں کی عبادت کرنے والے حضرت شعیبؑ نے بڑی عمر پائی حضرت موسیٰؑ کے وقت تک زندہ تھے اور قبطی کو مار کر مصر سے مدین کو جب حضرت موسیٰؑ گئے تو ان کی ملاقات حضرت شعیبؑ سے ہوئی اور وہ دس برس جن کا قصہ سورۂ قصص میں آ چکا انہیں حضرت شعیبؑ کی بیٹیاں تھیں جن میں سے ایک کا حضرت موسیٰؑ سے نکاح ہوا حضرت شعیبؑ نابینا تھے اور بڑے فصیح تھے اسی واسطے اُن کو خطیب الانبیا کہتے ہیں۔ قرآن شریف میں حضرت شعیبؑ کی امت کے عذاب کا تین جگہ ذکر ہے ایک جگہ سورۂ اعراف میں زلزلہ کا ذکر ہے ایک سورہ ہود میں چنگھاڑ آسمانی کا ذکر ہے ایک سورہ شعراء میں عذاب کے بادل کا ذکر ہے جس میں سے آگ برسی تھی یہ تینوں عذاب ایک ساتھ اس طرح آئے کہ پہلے جب وہ لوگ اپنے گھروں میں تھے تو زلزلہ آیا جب گھروں سے باہر نکلے تو سخت گرمی معلوم ہوئی اور بادل کی صورت کا ایک ٹکڑا سایہ کا نظر آیا پہلے ایک شخص ان میں سے اس سایہ میں گیا اور اس سایہ کی خنکی کی تعریف کی پھر تعریف سنکر سب لوگ اس چھاؤں میں چلے گئے اتنے میں آسمان سے ایک سخت چیخ کی آواز آئی اس بادل سے آگ برسی جس سے سب لوگ ایک دم میں ہلاک ہو گئے یہ تینوں قسم کا ایک ہی مکان کا حصہ تھا اور کل دور و پیچار آنے

ہدیہ عہ محصول ۱۳ کل ۱۲ میں منگا لیجے

تفصیل القرآن مجلد

اردو تفاسیر کے سوا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی کی موضح قرآن کا شاندار کا الیسی تفسیر ہے کہ ہر مفسر نے اپنی شمع راہ بنایا اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسے پہلے تھی اس کے قدر دان اب بھی اس کو ڈھونڈتے ہیں لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہاتھوں ہاتھ بکتی ہے اتنی سستی کہ قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں مولوی ..... تقطیع کے ... صفحے ہیں پہلے اس کی قیمت بلا جلد چار روپے تھی۔ اب ہمارے یہاں سے مجلد کامل صرف تین روپے میں ملتی ہے۔ قیمت مجلد ۳ محصولڈاک ..... کل للعہ

تفسیر ام الکتاب مجلد

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم ہی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا بد نصیب ہوگا جسے یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا بھی کہ اسمیں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحے بیان کئے ہیں اطبار اللہ کی وہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائیں گے حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور سینہ صد ہا اعمال بھی ہیں ۲۰۰ صفحات قیمت ۲ تھی اب اس کا ہدیہ مجلد بارہ آنے ہے محصول ڈاک ...

تفسیر سورہ مجلد

نماز پڑھتے ہیں، خدا کی حضوری میں پانچ وقت حاضر ہوتے ہیں، مولا سے راز و نیاز ہوتے ہیں لیکن ہم میں کو بہت خبر نہیں ہوتی کہ ہم نے کیا کہا اور ہم نے کیا سنا، مقررہ ترکیبیں کس منہ پر ہاتھ پھیرے مصلیٰ تہ کیا، نماز میں تم وہ ہے جو کہ ..... میں ایک تفسیر ہے یہ تفسیر پڑھنے کے بعد نماز میں لطف آجائیگا، کیونکہ ہر دو لفظ نماز پڑھنے میں ذہن نشین ہوگا، جو اس کتاب میں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی نماز نماز ہوجائے، تو پھر یہ لسبت سورہ ضرور منگائیے۔ ۲۴۴ صفحات مجلد کا ہدیہ صرف آٹھ آنے محصول ۵ر

دلائل الخیرات مجلد

حل مشکلات کے لیے بڑی اکسیر ہے لیکن نتیجہ یہ ہے کہ اس کے مندرجہ شرائط کے ساتھ پڑھی جائے اس کے اوصاف و اثرات بیان کرنے کے لیے دفتر کے دفتر درکار ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہے اس کی کوئی بھی حاجت کبھی نہیں اٹکی رہتی اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کا عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے، پھر بھی الٹی نعمت کیا کہیے، وظائف و اوراد کے سلسلے میں اس کتاب کو بڑی ... ہے ۲۴۴ صفحات کی مترجم خاشدہ کتاب ہو رعایتی ہدیہ رمضان مجلد آٹھ آنے محصول ۵ر

مذہبی معلومات

نئی روشنی کے ایسے لا مذہب دکھائی دیتا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، لیکن اسلامی تعلیم سے قطعی ناواقف ہیں اور جب اللہ سے مذہب کی ناواقفیت کا سبب پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں، کہ اردو میں کوئی ایسی کتاب نہیں جو ہم کو مطمئن کرسکے اور ہم سکم وقت میں ہم زیادہ سے زیادہ اسلامی معلومات حاصل کرسکیں ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی ضرورت کا مطالعہ کریں جو تمام اسلامی تعلیم کی روح ہے جس میں صدہا مسائل دینیہ ہیں، جن کے مطالعہ سے آپکی مذہبی معلومات مولوی جیسی ہوجائے گی، اور آپکا کوئی مذہبی کام اٹکا نہ رہیگا۔ قیمت ۸ر محصول ڈاک ۲ر

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے، جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے قدم قدم پر مذہب کے لیے عقلی دلائل مانگے گئے ہیں، یہ تفسیر اس لحاظ سے بہت شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھایا ہے اور یہ تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب و غریب پیرایہ میں مذہب کے اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے، کہ بالآخر ملحد بھی ایمان لے آتا ہے، صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے، ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، گویا یہ بہت سی تفسیر کا عطر بھی ہے، قیمت آٹھ آنے محصول ڈاک ۲ر

مناجات مقبول مجلد

۱۹۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے جو ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دعاؤں کی مقبول کتاب ہے، اول سات دن کی بعد نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقہ اور اولیائے عظام کی قبولیت دعا کی حکایتیں، پھر قرآن شریف سے سات دن کی اور حضور اکرام کی مجرب دعائیں ہیں جنکو مولانا اشرف علی صاحب نے جمع کیا ہے، پھر استعاذہ منزل، پھر دعائے ... مجموعہ اوراد یہ نظم مترجم، درود شریف منظوم مترجم مولوی اشرف علی صاحب نے بہت موثر انداز میں ... کی گئی ہیں، لاکھوں مسلمانوں کے زیر عمل ہیں قیمت فی جلد ۱ر محصول ڈاک ۵ر

جواہر القرآن مجلد

قرآن کریم وہ نعمت ہے جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے، قرآن شریف سے بڑھ کر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینوی و دینی کے حصول کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے سالمین نے اس مجموعہ خاص طور پر ہی کے جواہر القرآن کا استخراج کیا ہے اور رفع حاجات کے لیے اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کرکے جمعہ کے لئے تمہیدات قرآنی ہیں ہفتہ کے لئے استغفار، اتوار کو تسبیحات، پیر کو آیات توکل منگل کے لیے تسلیات بدھ کے لیے تحلیلات جمعرات کے لئے دعوات مجلد کتاب ہے قیمت چھ آنے محصول ۴ر

معجزنما پارہ سورہ مجلد

جدید ایڈیشن مع ہفت اقراب، یہ نیا ایڈیشن مال اتحاد طیار رہتا، پہلا مجموعہ ۱۰۸ صفحہ کا تھا اور اب یہ ۲۴۴ صفحہ کا ہے اسمیں ہفت روزہ مناجات خاندان چشت کے علاوہ اور بھی بہت سی مجرب دعائیں ہیں، ترجمہ لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اور خواص و فضائل و اعمال ... ہائے قرآن از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تقطیع مولوی سے نصف کاغذ چھپائی مناسب ... اس میں حسب ذیل سورتیں ہیں یاسین، رفع، رحمن، ملک، مزمل، کہف، علق، ناس، ہفت قل، دعائے گنج العرش، ... ہدیہ مجلد ۱۴ر

پنج سورہ ده سورہ مجلد

یہ بہت جلی قلم کا دہ سورہ ہے اسمیں حسب ذیل سورتیں اور پورا دہ سورہ مترجم اور حاشیہ ہے، سورہ یاسین، سورہ فتح، سورہ مزمل، سورۃ عم النبا، سورہ رحمن، سورۂ واقعہ، سورۂ نوح، سورہ کہف، سورہ تبارک، سورہ ملک مع خواص، ہفت ہیکل، ششش قفل، حرز یمانی، تعویذ نظر، دعائے تلقین، دعائے تپ، دعائے امن بیماری، اور دعائے گنج العرش کامل کی ضخامت ۲۹۰ صفحات بہت مقبول مجموعہ ہے ہزار ہا هدیہ ہوتا ہے، تقطیع مولوی سے نصف فی صفحہ سطر حاشیہ، ہدیہ مجلد صرف چھ آنے محصول ڈاک ۵ر کل ۱۳ر

ہفت رنگ عکسی مجموعہ

آپ نے کپڑوں کے تھانوں پر رنگا رنگ تصویریں بھی دیکھی ہونگی، ویسے ہی کاغذ پر سات رنگ میں یہ مجموعہ چھپا ہے اور ناٹیشل پر سونے کا رنگین کام ہے، کاغذ ولایتی آرٹ پیپر ہے، چھپائی متن کی خوش سیاہ ہے ترجمہ کی چھپائی سرخ ہے خالی جگہ زرد رنگ کے تصویری نقوش ہیں، ہر صفحہ پر ہفت رنگ بیل ہے جسمیں بہت ہی خوشنما نقوش ہیں، اور بعض جگہ سنہری کام ہے، ہر دو ورق کے بیچ میں روغنی چکنی کاغذ ہے تاکہ چھپائی کی آب بھی خراب نہ ہو، اگر جلد بگڑ جائے تو ہر کی فقط جلد ہی آپ کبھی نہیں ہو اسکو قیمت مجلد رعایتی دس آنے محصول ۵ر

مجموعہ اعمال قرآنی مجلد

آیات قرآنی مع تعویذات لا ثانی از علامہ حضرت شاہ اشرف علی صاحب تھانوی حضرت مولانا کے تجربہ کا اور وہ تصانیف لا ربانی کا کون قائل نہیں ہے، آپ نے قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیاوی و دینی ضروریات میں ایک بھی چیز ایسی نہیں چھوٹی جس کا علاج اس کتاب میں نہ ہو امراض کی تفصیل بلیات کی دفعیہ مقدمات کی جیت ہر کشائش رزق ہے، جسکے وظیفہ تفسیر کے نقش ہیں، ایک سو ساٹھ صفحہ کی کتاب مجلد کاغذ اعلیٰ ہے، اصلی قیمت ۱۲ر لیکن عیدیہ پر بس رعایت سے ہر میں ملتی ہے

نبیوں کے قصے مجلد

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے، سب کی مکمل سوانح عمری ہے بڑی مستند [illegible] سے مرتب کی ہے، ۵۰۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ بڑے بڑے معارف سے پُر ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو کتاب کا یہ ہے کہ دیگر اشخاص کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی ہلکی عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادت الٰہی کی تحریک ہوتی ہے، اتنی ضخیم کتاب ہے اور یہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت صرف بارہ آنے محصول ڈاک ۶؍ کل ۱۸؍ حمیدیہ پریس دہلی

چھیانوے اولیا مجلد

جن کے حالات، انکی کرامات اور انکی تعلیمات [illegible] ان کی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اوران کے [illegible] خلفا انکی اولوالعزمی اور ملکستان اس کتاب میں درج ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں، اس کا نام تذکرۃ الاولیاء ہے، یہی وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں، ہندوستان کے بھی شام کے ہیں، ایران کے بھی، مشرق قریب کے بھی ہیں اور مشرق بعید کے بھی، یہ کتاب [illegible] بزرگوں کا عملی آئینہ ہے، بڑی تقطیع کے چار سو صفحات کی ضخیم کتاب ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۴؍ کل ۱۲؍ حمیدیہ پریس دہلی

الفاروق مجلد

کیا آپ جانتے ہیں اور کیا ہم نہیں جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے؟ اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں، وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا، نوشیروان کی فرضی روایات عدل پر عش عش کرنے والو ذرا اس عدل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہو کہ عدل کسے کہتے ہیں، مساوات مساوات کے دعویدارو ذرا اس عادل فاروقی کے حالات پڑھو جو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہوتا ہے مگر کس طرح غلام سوار اور آقا جہار بردار اور جمہوریت کے سب سے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو ... صفحے قیمت ۱۲

امام [illegible]

[illegible] کے حالات پڑھیے [illegible] کیونکہ جن کی نسبت [illegible] سب بغیر [illegible] بہت ہی [illegible] علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے علمی کارنامہ اور مناظرے اور دقیقہ رسی کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات بیان ہوئے جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے اور حقیقت میں امام موصوف کا [illegible] فن ہی ہے ضخامت ... صفحات قیمت روایتی خاص مجلد صرف آٹھ آنے محصول

تاریخ اسلام کامل مجلد

بعثت رسول کریم ﷺ سے لے کر ترکوں کی موجودہ حکومت (۱) جس میں سنہ ہجری سے ایک صدی پیشتر سے لیکر وفات رسول کریم کے حالات درج ہیں ۲۹۲ صفحے (۲) جس میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی کی خلافت اور فتوحات اسلام ۲۰۱ صفحے (۳) خلفائے بنی امیہ کی عہد حکومت اور شہادت امام حسین کا مفصل تذکرہ ہے ۲۰۸ صفحے (۴) جس میں خلفائے بنی عباس کے تمام و کمال حالات ہیں، تاریخ عروج اسلام ضخامت ... صفحے (۵) سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے حالات ۴۰۰ صفحے پانچوں حصے یکجا مجلد دو جلد قیمت تین روپیہ آٹھ آنے، محصول ۱۲؍

بہشتی زیور مدلل

گیارہ حصے کامل مجلد ہے، یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں (۱) الف ب اور [illegible] (۲) وضو طہارت، اور [illegible] زکوٰۃ کے مسائل (۳) حج قربانی (۴) طلاق، نکاح، ولی، مہر، عدت [illegible] (۵) معاملات، حقوق، معاشرت، زوجین (۶) اصلاحات باطن، تہذیب اخلاق (۷) اصلاح الرسوم مروجہ شادی و غمی (۸) نیک بیبیوں کی حکایتیں (۹) ضروری اور مفید علاج (۱۰) دنیاوی ہدایتیں (۱۱) مردوں کے لئے خاص خاص مسائل، یہ سب یکجا ہے [illegible] ضخامت ... صفحات قیمت مجلد دو روپیہ محصول ڈاک ۱۴؍

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک جگہ ہی کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی فرضیت وغیرہ بخوبی معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی اب نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو، غرضکہ نماز پڑھتے ہیں، تو یہ کتاب بھی منگائیے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر ایک مسئلے سے واقف ہو جائیں گے، کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس لیے کیجیے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے، یہ اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی چھپوایا ہے ... صفحات قیمت مجلد [illegible] محصول ڈاک ... کل [illegible]

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن بہ باطن اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں، جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز اچھے انسانوں کی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے، اس کے علاوہ کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی دینی اور دنیاوی [illegible] المرادی نصیب ہوتی ہے، ایک جدید الخیال مصری عالم کی کتاب مرصاد الصلوٰۃ کا ترجمہ ... صفحات قیمت چھ آنے محصول ...

نماز کی سب سے بڑی کتاب

نماز کے متعلق واضح بیان اس سے زیادہ کسی کتاب میں نہیں ملیگا، اس میں نماز کے فرائض و واجبات سنن مستحبات مفسدات مکروہات [illegible] [illegible] اختلاف ائمہ اربعہ، و دلائل [illegible] اور علاوہ ... اقسام کی نمازیں اور احکام زکوٰۃ و مسائل جمعہ، آداب مسجد اور اسم اعظم [illegible] استخفارہ [illegible] تجہیز و تکفین، غرضکہ ہر قسم کے مسائل نماز بڑی تشریح سے بیان کئے ہیں، اس کتاب میں ایک بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ [illegible] [illegible] قیمت دو روپیہ، محصول ۱۴؍

خطبات [illegible]

[illegible] مقبول عام [illegible] خطبے ہیں [illegible] مولوی [illegible] [illegible] [illegible] ان میں پہلے [illegible] خطبے ہیں [illegible] متعلق [illegible] ہیں آخر میں [illegible] اس کتاب کے [illegible] اس کتاب میں [illegible] پانچ خطبے ہیں، اس کے علاوہ دو خطبے عیدین کے، انداز بیان بہت دلنشین عام فہم [illegible] [illegible] صفحات قیمت [illegible]

عمر کا معمولی مجلد

پانچ [illegible] یہ کتاب ہے [illegible] حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی مرتبہ ہے، اس میں [illegible] وعظ ہیں [illegible] تمام امراض روحانی، از قسم حرص و حسد، بغض، کبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، ظلم، غصہ، مخاذی، زنا، لواطت، غرضکہ تمام نقائص انسانی کے متعلق سیر حاصل اور مذمات ہیں، نیز اسی طرح انعام الٰہی، اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں، اگر اس کتاب کو منگا کر ہر مقتدر قصبہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک وعظ بیان کروایا جائے تو بہت فائدہ مند ہو، قیمت [illegible]

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر وہ خدا کے بتلائے ہوئے طریقے پر ہو تو عبادت ہے اور عبادت وہی مقبول ہے جو اس کے آداب کے ساتھ کی جائے یہ کتاب امام محمد غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے، اس میں حسب ذیل ابواب ہیں، علم کا حصول، آداب طہارت، آداب تعلیم آداب نماز، اٹھنے بیٹھنے کے آداب، حول [illegible] اجتناب اعضاء کے گناہ، دل کے گناہ کے [illegible] فضائل کا مسلمان ہونا ضروری ہے، یہ اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کتاب کا ہونا بہت ضروری ہے، ضخامت ... صفحات قیمت صرف چار آنے

تین سال کے بعد اور نہایت ہی حیرت خیز رعایت کے ساتھ

حضور نظام کا پسندیدہ پانچ ترجمہ والا قرآن مجید

مع کامل تفسیر احسن التفاسیر اردو مجلد چرمی نقرئی

جرمنی کے بہترین سفید کاغذ پر بہت اعلیٰ چھپ کر آیا ہے

تہائی ⅓ ہدیہ سنہ ۱۹۲۹ میں پختہ ہدیہ تیس روپے تھا اور اب صرف دس روپے

یہ وہی قرآن شریف ہے جس کو اعلیٰ حضرت حضور نظام نے دوران قیام دہلی میں منصرف پسند فرمایا بلکہ اس کی تفسیر کی وجہ سے اپنی تلاوت کے لیے مخصوص فرمایا کیونکہ اس کی تفسیر علامہ شاہ محمود حسن صاحب دہلی محدث نور اللہ مرقدہ کی جانکاہ محنت سے طیار ہوئی تھی اور کتابی صورت میں ایک روپیہ پارہ کے حساب سے اسی سال میں ہدیہ اب وہ نایاب ہے

اس قرآن شریف کے حاشیہ اور ضمیموں میں پوری احسن التفاسیر موجود ہے تیس روپے

کی تو اس کے حاشیہ پر فقط تفسیر ہی ہے اور تفسیر ہی وہ نایاب جو آج آپ لینا چاہیں تو کسی ہدیہ پر بھی کسی جگہ نہیں مل سکتی ہے

چوتھا اڈیشن

اب چھپ کر آیا ہے بہرحال اس کا ایک اڈیشن ہدیہ ہوجاتا تھا۔ چونکہ اس کے چھاپنے میں بے تحاشہ روپیہ صرف ہوتا ہے اس لیے جب تک اس کا ہدیہ تیس روپے اور بیس روپے، دوسرا اڈیشن بآسانی چھپتا، تیسرے اڈیشن پر اس کا ہدیہ چودہ روپے رکھنا طے ہوا۔ اس بیتے دو سال کی مدت میں ہی بمشکل چھپ سکا، اور کافی روپیہ قرض ہوگیا، چونکہ روپیہ کی ادائیگی بروقت ضروری ہے اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کا ہدیہ **لاگت** کے برابر مشتہر کرکے پورا اڈیشن رمضان شریف میں ختم کردیا جائے اور آئندہ اس کا چھاپنا بند کردیا جائے ایک ہزار جلدوں پر ۲ ہزار سے کچھ زائد لاگت ہے اور ہم کی جلد بندی ہے بہت زائد اخراجات کسی طرح پورے نہیں ہوسکتے، لہٰذا یہ نعمت عظمیٰ بالکل آخری مرتبہ پیش کی جاتی ہے۔ تاجروں کے لیے بھی ہے کر روک رکھیں مستقبل قریب میں اس کی منہ مانگی قیمت ملے گی۔ وہ لوگ جو اب تک اس بے بہا قرآن شریف کو نہیں لے سکے ان کے لیے اور کوئی موقعہ نہیں ملے گا سوائے اس کے کہ وہ دوگنا چوگنا ہدیہ ادا کریں۔



حمیدیہ پریس اپنے بہی خواہوں کی خدمتگزاری کا کوئی موقعہ نہیں کھوتا ہے اور اس کی اطلاعات ہمیشہ مبالغہ سے خالی ہوتی ہیں اس لیے مولوی جس طرح ممکن ہو ایک ایک جلد ضرور خرید لیں، دیکھئے گذشتہ سنہ ۱۹۲۹ میں شاہانہ قرآن شریف اور حیرت شمائل شریف کے متعلق ہم نے لکھدیا تھا کہ آئندہ یہ نہ ملیں گے اب صدہا خریداران کو منہ مانگی قیمت دے کر لینے کو طیار ہیں اور نہیں ملتا۔

اسمیں حسب ذیل پانچ ترجمہ ہیں

پہلا ترجمہ فارسی از جناب مولانا شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی دوسرا ترجمہ فارسی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، تیسرا ترجمہ اردو لفظی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی، چوتھا ترجمہ اردو بامحاورہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب اور پانچواں ترجمہ مقبول عوام و خواص حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب حضرت تھانوی مدظلہ، علاوہ صدہا خصوصیات کے جنکا تذکرہ اس مختصر اشتہار میں نہیں ہوسکتا، سب سے بڑی اور قیمتی چیز اس قرآن میں تفسیر کی کامل احسن التفاسیر ہے اور یہ ایسے جید عالم کی ہے جس کے نام سے ہندوستان کا ہر فرد واقف ہے، اپنی سلاست بیان و استنادکے لحاظ سے ایسی بے بہا چیز ہے کہ حنفیوں میں اس سے بہتر تفسیر دوسری نہیں ہے۔ حنفیوں میں خالص با محدث صرف یہی ایک تفسیر ہے

علمائے دین متین

حضرت علامہ مفتی محمد کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ علمائے ہند اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ "اس کی تفسیر عام فہم ہے اور ممدوح کی بہترین تالیفات میں سے ہے الحاصل یہ قرآن شریف بہت سی خوبیوں کا مجموعہ اور بہت سے جوابات کا خزینہ ہے"

مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند فرماتے ہیں "اس قرآن شریف کے متعلق اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ آج تک اس شان کا قرآن حکیم طبع نہیں ہوا، میری خواہش ہے کہ مسلمانوں کا کوئی گھر اس قرآن شریف سے خالی نہیں رہنا چاہیئے اور پھر جب اس کا ہدیہ بھی اس قدر کم ہو"

ہدیہ مجلد چرمی نقرئی کا صرف دس روپے محصولڈاک دو روپے حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

لوہ ہمالیہ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں ہوتی ہیں وہاں ان کا ست کرنا ...
سلاجیت پیدا ہوتا ہے ہم ایسے دشوار گذار مقامات سے خرید کر ...

طب وید کے طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں استعمال کیا جا سکتا ہے جس کے ہزارہا ...

... بجلی کی سی تاثیر ... اضافہ کرنے والی تمام اقسام کے جریان سیلان اور بول کو بالکل دور کر دینے والی ...

سلاجیت

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں جس کے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان بن جاتے ہیں، دو چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے دل سے سستی اور کمزوری کا یک غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات وجریان، کمزوری خواب میں احتلام ہونا، نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا پیشاب میں چکنا جانا پیشاب کا بار بار آنا، مثانہ کی کمزوری، نامردی، ناطاقتی، ہر قسم کا درد، تھکاوٹ دماغی کمزوریاں، سر کا درد چکر آنا، پاگل پن، مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں اور منی اور فتور رہتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے، دل دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی اور بدن میں پھرتی اور چستی ... ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن، کرک پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے، سات دن کے استعمال کرنے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے، ایسے بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے ہر قسم کے ریاحی درد، ہاتھ پاؤں، کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر تکلیف کو اور ورم نزلہ زکام کھانسی دمہ، تپ دق، بدن پتلا پڑنا، پیٹ اور سانس کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور خاص اثر رکھتا ہے،
کے اوصاف یونانی اور مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں، دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے یہ عورتوں کی کمزوری ... کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے،
ہر سال جو شخص کم سے کم ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ تندرست رہیگا اور عمر بھی زیادہ ہوگی ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو بلا قیمت بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام وخاص بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی آٹھ روپے محصولڈاک ۵

۴۰ تولہ یا آدہ سیر ساڑھے پندرہ روپے ایک سیر تیس روپے علاوہ محصولڈاک

ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

Manager Himalaya Depo
Hardowar P.O. (Saharanpore Dt.)

تصدیق

ہماری سلاجیت کی صداقت میں دیوبند یونیورسٹی کے سند یافتہ مفتی قاسم علی صاحب ... امام وصدر انجمن طلباء مراد آباد تحریر فرماتے ہیں "آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا و نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا، بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہردوار ڈپو ہردوار ... لکھتا ہوں کہ آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے جریان ... اور قبلہ الزیج قوت میں ... اور ... موافق ... کے لئے بہترین چیز ہے

... نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

کتھا کا شعور اخلاقیات تنبیہ اور اخلاق

ماہوار جریدہ

مولوی

سالانہ چندہ

فی پرچہ

مدیر مسئول عبد الحمید خان

دو آنہ 2 ANNAS

ONE RUPEE INDIA 1916

تفسیر بیان القرآن

مفسرِ افضل المفسرین حضرت مولانا و سیدنا شاہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی مدظلہ

حاصل کرنیکا ایک نادر موقعہ ہاتھ لگا ہے، آپ ہی کے لئے جد وجہد کی ہے، اردو زبان میں بہترین تفسیر بارہ جلدوں میں ہے صرف تیرہ روپے کا منی آرڈر بھیجکر ریل کے ذریعہ منگائیے صرف یہ نقصان ہے اور سات روپے کا فائدہ، اگر مل گئی تو بیس روپے کی بجائے تیرہ روپے میں مل جائیگی، اور نہ مل سکی تو روپے واپس ہوجائیں گے ہمیں ہم نہیں منی آرڈر ضائع ہوجانے کی تفصیلات نہیں بتلا سکتا۔ صرف اتنا بتلا دیتا ہوں کہ پھر اس قیمت پر نہ مل سکے گی۔ یہ انجمنہ فائدہ نہیں آپ کے فائدے کے لیے اعلان کر رہا ہوں۔ ہاں یہ بھی بتلا دوں کہ اس کا امکان زیادہ کہ نیلام ملی باہ تک ہے، پھر کا منہ نہ تکیے گا۔ کبھی خط و کتابت میں وقت نکل جائے، بالکل نادر موقعہ ہے

منیجر رسالہ مولوی عبد الحمید خان کوچہ چیلان دہلی

گُن نی

سنہ ۱۹۳۵ کا خاص تحفہ

ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

تار کا پتہ میڈیسنز دہلی

طاقت کی بے مثل سنہری گولیان

مسیح الملک حکیم محمد احمد خان صاحب کا عطیہ

سفر یوروپ کے بعد

چالیس گولیان سات روپے

ہندوستانی دواخانہ دہلی

جس کو مرحوم حکیم اجمل خاں صاحب نے سنہ ۱۹۰۳ء میں بنایا

پوسٹ بکس نمبر ۲۲

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی دہلی

جلد ۲ | بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۳ ہجری | نمبر ۴

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

حمد و ثنا بیان کرو اس قادر مطلق خدائے رب العزت کی جس نے ہم کو ۔۔۔ کا اختیار بخشا اور انسانیت کے شرف سے سرفراز فرمایا اور عقل بھرو ۔۔۔ حق ۔۔۔ برائی اور ہدایت و ضلالت کی کھلی راہیں متعین فرما کر نفس ۔۔۔ افتیار کرنے کی ۔۔۔ صلاحیت ۔۔۔ نبیاء و رسل ۔۔۔ ہمہ گیر کامزن ہونے کے لئے تمام اسباب ۔۔۔ مہیا فرما دئے۔

اور درود و سلام بھیجو اس خاتم رسل ہادی سبل سید المرسلین محمد عربی پر جنہوں نے ۔۔۔ کا پیغام صاف اور غیر مشتبہ الفاظ ۔۔۔ ہم تک پہنچایا اور جس کے ۔۔۔ کے پاس کوئی حجت اور کوئی برہان باقی نہ رہی حق و صداقت ۔۔۔ کا راستہ بالکل واضح طریقہ پر بتلا دیا کتاب ۔۔۔ کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکتا کہ صداقت کا راستہ مشتبہ ہے اور حق کی روشنی ۔۔۔ باقی اسلئے ضلالت کے گڑھے میں گر پڑا ہمارے نبی اکرم نے ایسے روشن طریقہ پر صراط مستقیم کی رہنمائی فرما دی ہے کہ کوئی سعید روح اس تک پہنچنے میں کسی قسم کی ۔۔۔ اور معذوری محسوس نہیں کر سکتی۔

برادران اسلام خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ رجب شعبان رمضان اور شوال کے ۔۔۔ مہینے خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں ان مہینوں ۔۔۔ اندر زندہ رہنے کی مہلت عطا فرمائی مبارک ہیں وہ لوگ جن کو ان مبارک ۔۔۔ مہینوں میں کسب سعادت کی توفیق نصیب ہوئی اور جنہوں نے ۔۔۔ اپنی طہارت و پاکیزگی کے لئے ان لمحات مبارکہ میں اشغال حسنہ ۔۔۔ اعمال خیر میں مشغول رہے اور اپنے دامن خیر و فلاح سے بھر لئے اور افسوس ان بدبختوں پر جن کی آنکھیں ان ایام مبارک و مسعود میں بھی نہ کھلیں حالانکہ ان ایام میں شیاطین پابزنجیر کئے گئے دوزخ کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھولے گئے۔ رحمٰن و رحیم نے اپنے بندوں پر ہر زمانہ سے زیادہ مہربانی ۔۔۔ رحمت الٰہی اور مغفرت نامتناہی کا سمندر جوش زن تھا عصیان ۔۔۔ ان میں بھی تسبیح اور طاعت و عبادت کے ۔۔۔ کھولے گئے کی قیمت ۔۔۔ جواہر کے بجائے ۔۔۔ معصیت کے ۔۔۔

اور صاحب ہمت ایسے بدنصیبوں پر جن کے دامن عمل ان مبارک ایام میں بھی خالی رہے اور حسن عمل کی کوئی جنس ان کے حصہ میں نہ آئی۔

برادران اسلام اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نگاہ احتساب ڈالیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیں کہ کس طرح ایام سعادت و فلاح کو ہم نے گذارا کیونکہ ان ایام میں زندگی بسر کی شاید اس احتساب محاسبات سے ہم کو آئندہ کے لئے حسن عمل کی توفیق عطا ہو جائے اور ہم اپنا مستقبل بہتر طور پر بسر کر سکیں جو سعادت و فلاح دارین کا ضامن ہو ہمیں اپنی زندگی کے ہر ایک حصہ پر نگاہ احتساب ڈالنی چاہئے گذشتہ ایام میں کس طرح اور کن اشغال میں بسر کئے کتنا وقت ان کاموں میں صرف کیا جو موجب نجات اخروی ہیں اور کتنا وقت محض کسب دنیا کے لئے صرف کیا کتنا وقت اس طرح پر ضائع کیا کہ نہ دین کے لئے کام آیا اور نہ دنیا کے لئے اور اس پر بھی غور کرنا چاہئے کہ جس غرض سے جو کام کیا آیا وہ احسن وجوہ انجام دیا یا ایسے طریقہ پر انجام دیا کہ اس سے وہ مقصد حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

مثلاً جن لوگوں نے ہم میں سے روزے رکھے اور تراویح ادا کیں مساجد میں معتکف ہوئے زکوٰۃ ادا کی اور خیرات و صدقات تقسیم کئے انہیں ان اعمال حسنہ کی توفیق پا کر اللہ کا شکر و سپاس ادا کرنے کے ساتھ ساتھ ہر ایک عمل کو صدق و اخلاص و للہیت کی میزان میں تولنا چاہئے اور اللہ اور اس کے رسول نے ان اعمال حسنہ کیلئے جو آداب و شرائط مقرر فرمائے ہیں اس کی کسوٹی پر کسنا چاہئے اور پھر دیکھنا چاہئے کہ کہاں تک ٹھیک اترتے ہیں کیونکہ ہر ایک عمل کی حسن جزا کا انحصار حسن نیت اور للہیت پر ہے اور بقدر حسن نیت جزا ملتی ہے کیونکہ انما الاعمال بالنیات حدیث صحیح ہے۔

روزہ کا اجر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ہم متقی اور پرہیزگار بنیں اب ہمیں اپنے روزوں کو اسی کسوٹی پر کسنا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ کس قدر اتقاء و پرہیزگاری ہم میں پیدا ہوئی اگر ہم بہ نسبت پہلے کے رمضان کے روزوں کے بعد زیادہ متقی و پرہیزگار ہو گئے ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ روزوں کا مقصد ضرور حاصل ہوا اور اللہ رب العزت کے یہاں ہمارے روزے ضرور مقبول ہوں گے اور ان کا اجر ضرور ہم کو ملیگا اور اگر ہمارے اندر پرہیزگاری کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوا اور خوف الٰہی ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوا تو سمجھ لینا چاہئے کہ ہمارے روزے ناقص ہی رہے پہلی پہچان تو روزوں کی مقبولیت کی یہ ہے کہ آیا ہم اپنی زبان اپنی آنکھ اور اپنے کان اور اپنے دست و پا کو تمام معاصی سے دوران صیام میں روکنے پر قادر ہو سکے ہیں یا نہیں اگر ہم زبان آنکھ کان ناک اور دست و پا کو بھی ہر ایک قسم کی معصیت سے روکنے پر قادر رہے ہیں تو کوئی شبہ نہیں کہ روزے کے آداب ہم نے پورے کئے اور نا ممکن ہے کہ وہ رحمٰن و رحیم اس کی جزا سے ہمیں محروم کر دے یقیناً آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کی جزا ضرور عطا فرمائیگا اور اگر ۔۔۔ بھی ۔۔۔ آخر ۔۔۔ ہوگا کہ ۔۔۔

اور تقویٰ و پرہیزگاری کی روح نشو ونما کرے گی لیکن اگر ظاہری آداب کو بھی محفوظ نہیں رکھا یعنی روزوں میں نہ زبان پر ہی قابو رہا نہ آنکھ پر اور نہ دست و پا حرکت ذمومہ سے باز رہے اور زبان وقف دشنام طرازی و دل آزاری رہی اور ہاتھ وقف ظلم و تعدی اور پاؤں متحرک بہ سوئے معصیت شعاری رہے تو ہمیں اچھی طرح یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یوں اپنے فضل و کرم سے اللہ پاک ہمارے فاقوں کو بھی صوم داؤد علیہ السلام کا اجر عطا فرما دے وہ دوسری بات ہے لیکن بظاہر یہ روزے تو نرے فاقے ہی تھے اور نہ تو ان کا کوئی اجر مل سکتا ہے اور نہ تقویٰ ہی پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ روزوں سے تقویٰ اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب وہ تمام آداب شرع صیام کو ملحوظ رکھا جائے جو روزوں کے لئے مقرر ہیں بہرحال ہمیں رمضان گذرنے کے بعد بھی اعمال رمضان پر احتسابی نظر ڈالنی چاہیئے۔

اسی طرح خلوص و للہیت کی کسوٹی پر اپنے اعتکاف و تراویح کو کسنا اور پرکھنا چاہیئے خصوصاً زکوٰۃ اور صدقات کو اس معیار پر ضرور پرکھنا چاہیئے جو اس کی قبولیت کے لئے مقرر ہے یعنی نمود و نمائش کی آلائش سے پاک ہو اور روزے زکوٰۃ کی جو دینی غرض ہیں انھیں میں زیادہ سے زیادہ مفید صورت میں ادا کی جائے۔

برادران اسلام! اب روزے رکھ چکے زکوٰۃ ادا کر چکے اب اس کے بعد بھی آپ سے کہا جاتا ہے کہ اپنے روزہ اور اپنی زکوٰۃ اور اپنے اعتکاف اور اپنی تراویح پر احتسابی نظر ڈالو حالانکہ اس کا وقت اگرچہ تھا تو ماہ صیام ہی میں تھا مگر نہیں آج بھی وقت ہے اور اس لئے زیادہ صحیح وقت ہے کہ ہم زیادہ اصحت کے ساتھ آج اپنے گزشتہ مہینوں کے اعمال پر نظر احتساب ڈال سکتے ہیں اور احتساب اعمال کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت بھی اس کی توفیق میسر آ جائے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے صرف مرنے کے بعد احتساب کی گنجائش نہیں رہتی اور مرنے سے پہلے جس وقت بھی کسی انسان کو اس کی توفیق میسر آ جائے تو اس کو بھی اللہ پاک کی بہت بڑی عنایت اور اس کا فضل سمجھنا چاہیئے حقیقت یہ ہے کہ احتساب نفس تو ایسی چیز ہے کہ ہر آن و ہر لمحہ اس پر عمل کرنا چاہیئے اور امت محمدیہ کے اولوالعزم اولیائے کرام کا یہ حال تھا کہ وہ ہر ایک سانس کا احتساب کرتے تھے اور کوئی سانس بھی ضائع نہ جانے دیتے تھے اور یاد الٰہی سے خالی نہ چھوڑتے تھے اور صبح سے شام تک ان کی کوئی حرکت ایسی نہ ہوتی تھی جو نگاہ احتساب سے بچ کر سرزد ہوتی ہو بلکہ ان کی ہر ایک حرکت اور ہر ایک فعل و عمل اور قول و کلام زیر نظر احتساب ہی انجام پاتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا ہر ایک فعل رضائے الٰہی کے لئے ہوتا تھا اور اسی لئے ان کے مراتب اعلےٰ

مدارج ارفع ہوتے تھے مگر اب ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ احتساب اعمال کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے زندگی جس ڈگر پر چل رہی ہے وہ اچھی ہو یا بری اس پر اس کو چلنے دیتے ہیں حالانکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ زندگی کو ہمیشہ زیر احتساب رکھیں اور دیکھتے رہیں کہ وہ کیسی گذر رہی ہے جیسی گذرنی چاہیئے ویسی گذر رہی ہے یا نہیں اور یہ کہ کس قدر اصلاح کی ضرورت ہے یہ سب کچھ ہمیں صرف احتساب ہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتا ہے۔

برادران ملت! بہتر تو یہ ہے کہ ہمارا کوئی قدم بغیر احتساب کے نہ اٹھے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہیئے کہ روزانہ سونے سے قبل دن بھر کی زندگی کا جائزہ لے لیا کریں اور دیکھ لیا کریں کہ کتنے کام ہم نے صبح سے شام تک کئے دیکھئے اور ان میں کون کون سے کام صحیح تھے اور کون کون سے غلط اور غلط کس حیثیت سے تھے دنیاوی نقطۂ نظر سے یا دینی نقطۂ نظر سے اور خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی کے کتنے کام کئے اور اپنی نفس کی خوشنودی کے لئے کتنے کام۔ اگر روزانہ دن بھر کی زندگی گذارنے کے بعد اس پر سوتے وقت ایک نگاہ احتساب ڈال لیا کریں اور یہ معلوم کر لیا کریں کہ کتنے کام اچھے کئے اور کتنے برے اور کس قدر بیکار اور لغو افعال ہم سے سرزد ہوئے جن سے نہ کوئی دینی فائدہ متعلق تھا اور نہ دنیاوی اور یہ معلوم کرنے کے بعد چند لمحے اس پر غور کر لیا کریں کہ کیا لغو اور مذموم افعال ترک نہیں کئے جا سکتے اور کیا ہم نفس کے ہاتھ میں اس قدر مجبور ہیں کہ اس کے حکم سے احتراز یا انحراف نہیں کر سکتے اور یہ ممکن نہیں کہ کل ہم سے وہ افعال سرزد نہ ہوں جو دینی اور دنیاوی کسی حیثیت سے بھی قابل ملامت و لائق سرزنش ہوں اگر ہر شب کو تھوڑا وقت ہم دن بھر کی زندگی پر تنقید کی نظر ڈالنے کے لئے وقف کر دیں تو ناممکن ہے کہ اس کا ہماری زندگی پر خوشگوار اثر نہ پڑے بشرطیکہ پورے اہتمام اور التزام کے ساتھ اس پر عمل کریں اگر ہم اس پر عمل کریں تو خدا کی قسم ہماری زندگیاں اس قدر پاکیزہ اور اس قدر تقویٰ شعار بن جائیں کہ گویا ہم اس زمانہ کے نہیں بلکہ آج سے ہزار بارہ سو برس قبل کے مسلمان ہیں جن کی زندگیاں سراپا خیر و برکت تھیں۔

لیکن اگر ہماری بدبختی ہمیں اس قدر غافل اور معاصی میں منہمک کر دے کہ روزانہ شب کو احتساب کی توفیق نہ ملے تو پھر ہفتہ میں ایک بار اس کی کوشش کرنی چاہیئے اور اگر ہفتہ میں بھی نہ ملے تو مہینہ میں ایک بار تو ضرور ہی اپنی زندگی کا جائزہ لے لینا چاہیئے۔

مگر برادران اسلام! اگر اس کی بھی توفیق ہمیں نہیں ملی تو ابتک تاخیر کرنی چاہیئے اور آج ہمیں اپنی ایک سال زندگی کے تمام ضروری ہنگاموں اور اہم گوشوں پر نگاہ احتساب ڈال لینی چاہیئے اگر زندگی کے ایک ایک جزو پر نگاہ نہیں ڈال سکتے کیونکہ بہت سے جزوی و حقیر افعال حافظہ سے محو ہو گئے ہوں گے تو زندگی کے اہم اور ضروری اعمال و افعال پر ضرور ہی نگاہ احتساب ڈال لینی چاہیئے اور آئندہ زندگی اس نہج پر گذارنے کا عزم کرنا چاہیئے جو احتسابی نقطۂ نظر سے ضروری ہو۔

بہر حال اگر آج آپ کو فرصت ملے تو آج ہی شب کو گذرے دن جبکہ بیٹھ جائیے اور ماضی پر ایک نگاہ ڈال جائیے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون کون سے اعمال تھے جن کا آئندہ کی زندگی میں ترک لازم تھا اور کون سے ایسے تھے جن پر از سر نو عمل پیرا ہونا چاہیئے اور کون سے ایسے تھے جن کی اصلاح کی ضرورت ہے اور ان اعمال کے ادا کرنے میں کس قدر حصہ اخلاص و للہیت کا تھا اور کتنا نمود و نمائش کا اور کتنا محض عادت و رسم کا یہ سب کچھ ہم کو اس وقت معلوم ہو جائے گا جب ہم کمینگاہ احتساب میں بیٹھ کر اپنے نفس کا جائزہ لیں گے اور اپنے اعمال و افعال پر اس طرح نظر ڈالیں گے جس طرح ایک دشمن نظر ڈالتا ہے ہماری زندگی کی کمزوریاں خواہ تمام دنیا سے چھپی رہیں اور خواہ تمام دنیا کو ہم دھوکہ میں مبتلا کر دیں اور تمام دنیا ہمارے نفس کے فریب میں مبتلا ہو کر ہماری پرستش کرنے لگے مگر یہ کمزوریاں نہ تو خدا سے چھپی رہ سکتی ہیں اور نہ خود ہم سے چھپ سکتی ہیں اگرچہ نفس خود ہم کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرے گا مگر ہم کو

ر ابطہ کا بھی فوراً پتہ لگ جائیگا کہ ہماری زندگی کے
گوشوں میں جس قدر بھی کھوٹ ہے اس کا سبب بتلا دیگا اور جس کی جگہ جو خالی ہوگی
ظاہر کر دیگا لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا جب ہم اس قصد و ارادہ سے بیٹھیں
اگر ایک دفعہ اس میں کامیابی نہ ہو تو دوسری دفعہ عزم راسخ کے ساتھ بیٹھیں
انشاء اللہ ضرور فتحیاب ہوگا اور اصلاح حال کے اسباب فراہم ہو جائینگے۔

برادران اسلام! آپ خواہ کوئی کاروبار کرتے ہوں یا ملازم ہوں یا اہل حرفہ
سے ہوں ضرور ہے کہ روزانہ نہیں تو ہفتہ وار اور ہفتہ وار نہیں تو ماہوار
اگر ماہوار بھی نہ سہی تو سال میں ایک دفعہ ضرور ہی اپنے کاروبار کا حساب
لیتے ہوں گے آمد و خرچ کی میزان لگاتے ہوں گے کمی بیشی کی پڑتال کرتے
ہوں گے اگر نقصان ہوتا ہوگا تو آئندہ کے لئے نقصان سے بچنے کا اہتمام کرتے
ہوں گے اور نقصان کے اسباب معلوم کر کے ان کے دفعیہ کی کوشش کرتے
ہوں گے بس یہی حال کاروبار حیات کا بھی سمجھ لیجئے اور اسی پر قیاس کر کے روزانہ
نہ ہو سکے تو ہفتہ وار اور ہفتہ وار بھی نہ ہو سکے تو ماہوار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال
میں ایک بار ہی سہی زندگی کا بہی کھاتہ لیکر بیٹھ جایا کیجئے اور اللہ اور اس کے
رسول اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ جس قسم کا تعلق آپ نے رکھا ہے اس پر
ایک نگاہ احتساب ڈال جایا کیجئے یقین کیجئے کہ یہ ایک نگاہ احتساب بھی اتنی
مفید ہوگی کہ ... وہ عبادت بھی نہیں ہو سکتی جو خالص نہ ہو۔ اصلاح حیات
کے لئے اگر کوئی کیمیا ہے تو یہی محاسبہ ہے اسی محاسبہ سے بڑے بڑے عیب انسان
ترک کرا دیتے ہیں اور نہایت خفیف کمزوریاں جو عموماً اپنی نگاہوں سے بھی پوشیدہ
رہتی ہیں اور نفس ان پر پردہ ڈالے رہتا ہے ایک دو دفعہ کے احتساب میں گرفت
میں آجاتی ہیں اور جب اپنے عیوب اور اپنی کمزوریاں آپ کے سامنے آگئیں تو ان کا
علاج بھی مل سکتا ہے اور اگر پہلی بار آپ علاج کی طرف مائل نہ ہوں گے تو دوسری
تیسری بار اس جانب آپ کی توجہ مبذول ہو جائیگی کیونکہ محاسبہ آپ کو بتائے
گا کہ زندگی جس نہج پر گذر رہی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور جس ڈگر پر ہم چل رہے ہیں
منزل مقصود کی طرف ہم کو نہیں لیجا رہی ہے اور جس طرف ہمارا رخ ہے وہ
نجات کی سمت نہیں بلکہ ہلاکت و بربادی کی سمت ہے اسلئے ایک دو دفعہ کے بعد
اس کی تیزی میں کمی کر دے گی اور ہلاکت و بربادی کی طرف جو قدم ہمارے اٹھ
رہے ہیں وہ رفتہ رفتہ رک جائینگے اور جہاں قدم رکے بس دوسرا قدم اس کے سوا
کچھ نہیں ہو سکتا کہ قدم فوراً فلاح کی طرف مڑ جائینگے اور نجات اخروی کی منزل
کی سمت تیز رفتاری سے اٹھنے لگیں اور اس طرح سعادت دارین ہمارے ہمرکاب
ہو جائے۔

برادران اسلام! بزرگان دین اور صلحائے امت کے ملفوظات پڑھو تو معلوم ہوگا
کہ انھوں نے مراتب علیا پر پہنچنے کے لئے اپنے مریدوں اور ارادت مندوں کو محاسبہ
اعمال کی کس قدر تاکید فرمائی ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ محاسبہ جو بظاہر
ایک حقیر سی چیز نظر آتی ہے اصلاح احوال و تزکیہ باطن کے حق میں اکسیر کا حکم رکھتی
ہے اور یہ ایسی بدیہی حقیقت ہے جو چند روز میں ہر شخص پر منکشف ہو سکتی ہے یعنی
ہر شخص چند روز اس پر عمل کر کے اپنی زندگی میں خوشگوار تبدیلی کا مشاہدہ کر سکتا ہے
وجہ یہ ہے کہ انسان بالطبع نیک پیدا کیا گیا ہے یعنی اس کی خلقت اور جبلت خیر
ہی کی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے لقد خلقنا الانسان
فی احسن تقویم یعنی ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ پر پیدا کیا ہے پس انسان
کی فطرت نیک و سعید واقع ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود سعید الفطرت
ہونے کے انسان جو معاصی کے فریب میں مبتلا ہو جاتا ہے تو یہ بد پرہیزی کی وجہ سے
گویا بیماریاں چمٹ جاتی ہیں جس طرح تندرست آدمی خارجی وجوہ سے بیماری میں
مبتلا ہو جاتا ہے یا بد اعتدالی کی وجہ سے علیل ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کی روح
اور اس کا روحانی نظام بھی غیر شرعی اور غیر فطری زندگی سے بیمار ہو جاتا ہے مگر
جس طرح ظاہری جسم علاج معالجہ سے تندرست ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کا
روحانی نظام بھی صحت یاب ہو کر اپنی اصلی حالت یعنی احسن تقویم پر آ جاتا ہے اور
اس کی یہی صورت ہے کہ ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے رہیں محاسبہ کا قدرتی نتیجہ
اصلاح احوال ہے چونکہ انسان کی فطرت نیک واقع ہوئی ہے اس لئے محاسبہ
اعمال جب ہم پر ہماری بدکرداریوں کو بار بار پیش کریگا تو ہماری فطرت سعید اس سے
متنبہ ہوگی اور خود بخود ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ غلط زندگی کی اصلاح کیجئے
اور جو غیر صحیح اعمال ہم نے اختیار کر رکھے ہیں ان کو ترک کر دیا جائے اور صحیح اعمال
و افعال اختیار کئے جائیں مقصد یہ ہے کہ ہماری فطرت سعید خود ہم کو صحیح
راستہ پر ڈال دے گی بشرطیکہ ہم اپنی توجہ مبذول کریں اور روزانہ چند منٹ اس
کام کیلئے وقف کر دیا کریں ... تجربہ کیا جا سکتا ہے اگر خلوت و تنہائی میں
سکون قلب کے ساتھ ایک نظر احتساب ڈال لیا کریں اگر ہم نے یہ کیا تو چند ہی روز
کے اندر ہماری زندگی میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو جائیگا اور وہ انقلاب خیر و صلاح
کا انقلاب ہوگا کہ شر اور ضلالت کے غار سے نکال کر ہمیں نیکی و فلاح اور خیر و صلاح
کے گلشن میں داخل کر دیگا اور ہم خود ہی محسوس کرنے لگیں گے کہ اس مختصر سے عمل
نے کیسے عظیم و خوشگوار نتائج پیدا کر دیئے۔

بس برادران اسلام! اگر ہمیں اپنے اندر صحیح قسم کی تبدیلی پیدا کرنی مقصود ہے
اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے جسم کی طرح ہماری روح بھی تندرست رہے اور ہر قسم کی بیماری
اور روگ سے پاک ہو جائے تو اس کی آسان صورت یہی ہے کہ ہم اپنے اعمال و افعال
اور اپنی روزانہ زندگی کا محاسبہ کر لیا کریں سونے سے قبل چند منٹ ہر ایک شخص
نہایت آسانی سے نکال سکتا ہے یہ عمل نہ تو زیادہ وقت کا طالب ہے نہ کسی قسم کی
محنت و مشقت اس میں درکار ہے نہ اس میں عمل کرنے کی دقت ہے نہ غور کرنے
کی زحمت اس میں تو صرف اتنا کرنا پڑتا ہے کہ تنہائی میں چشم تصور سے ... بیٹھ کر
وہ حقیقت آشنائے زندگی کے اعمال و افعال پر ایک نگاہ ڈال لیں کہ کیا کیا
آج صبح سے شام تک اعمال ہم نے انجام دیئے اور ان اعمال میں سے کون کون صحیح
و مشروع تھے اور کس قدر ان میں خلوص و للہیت تھی اور کون کون سے ان
میں غیر مشروع تھے بس اس عمل کی مداومت خود بخود ہم کو مائل بہ اصلاح کر دیگی
اور توفیق الٰہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں اس معصیت کی دلدل سے نکال کر شاہراہ سعادت
و فلاح پر ڈال دیگی اس لئے اے برادران اسلام محاسبہ اعمال کیلئے خواہ کچھ چند
منٹ کا عمل تمہاری کایا پلٹ دیگا اور تمہارے اندر نیا جوش اور صحیح عمل کا ولولہ
پیدا کر دیگا۔

برادران اسلام! خواہش تو ہم میں سے ہر ایک شخص کی یہ ہوگی کہ ہماری زندگیاں
پاک اور مقدس ہو جائیں اور ہم ایسی زندگی بسر کرنے لگیں جو خدا اور اس کے
رسول کی مرضی اور شریعت کے مطابق ہو مگر اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہم کوئی قدم

نہیں اٹھانے محض خواہش سے کوئی کام انجام نہیں پایا کرتا جب تک کہ آپ اس کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھائیں پس اگر ہم اپنے اور اپنی زندگی کے اندر خیر و سعادت سے ہمو تبدیلی پیدا کرنی چاہتے ہیں تو اس کی ابتدائی صورت محاسبۂ نفس و اعمال ہی ہے کیونکہ بغیر محاسبۂ اعمال کے اعمال خیر اختیار کرنے اور اعمال بد سے بچنے کی توفیق ملنی بہت مشکل ہے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب و نفعنا بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا کما امر واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ الذی ارسلہ بالحق وصل علی محمد وآلہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔ اما بعد۔

درود و سلام بھیجو اس رسول برحق نبی مطلق محمد بن عبداللہ پر جس نے ہمارے لئے اور تمام بنی آدم کے لئے اللہ کا کلام ہم تک بے کم و کاست ہم تک پہنچا کر اس پر عمل کر کے صراط مستقیم دکھلادی اور ہدایت و سعادت کی راہ روشن کر دیا اور بتلا دیا کہ کس طرح ہمیں اپنے تمام اعمال و افعال پر ہر وقت نگاہ رکھنی چاہئے اور کس طرح اصلاح اعمال کے لئے احتساب کا شحنہ اپنے اوپر مقرر کر کے اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق بنانی چاہئے اور

درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات اور آپ کی امت کے علمائے صالحین و اولیائے مقدسین پر خصوصاً خلفائے راشدین مہدیین حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق و حضرت سیدنا عثمان غنی و حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اور اسوۂ رسول اللہ سے بال برابر انحراف نہیں کرتے تھے اور اپنے ہر ایک عمل و فعل پر احتساب کی نظر رکھتے تھے یعنی اپنے اعمال و افعال کا ہر وقت محاسبہ کرتے رہتے تھے جو فعل اور جو عمل بھی ان سے سرزد ہوتا وہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ہوتا یہی وجہ تھی کہ اللہ نے ان کے مراتب و مدارج اس قدر بلند فرما دیئے اور دین و دنیا کی سربلندی و سرفرازی ان کو عطا فرما دی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا پر جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور جن کا یہ حال تھا کہ باوجود یکہ رسول دو جہاں کی سرکار دو عالم کی پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں اور رسول اللہ آپ سے بڑی محبت رکھتے تھے مگر اپنی زندگی کے اعمال میں اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام سے سرمو مخالف قدم نہیں اٹھاتی تھیں اور ان کا کوئی فعل اور کوئی عمل خلاف کتاب و سنت نہیں ہوتا تھا اور جو فعل و عمل سرزد ہوتا تھا وہ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق ہوتا تھا کیونکہ ان کی نگاہ احتساب ہر وقت اپنے اعمال و افعال پر رہتی تھی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسن و امام حسین پر جو اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی کیلئے راہ خدا میں فدا ہو گئے اور یہ احتساب عمل ہی کا نتیجہ تھا کہ دونوں اماموں نے زندگی پر جام شہادت نوش فرمانے کو ترجیح دی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حسن اعمال و محاسن افعال کی وجہ سے بے حد محبوب و عزیز تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت سعد و حضرت سعید حضرت طلحہ و حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح پر جن کو رسول خدا نے جنت کی بشارت دی تھی اور یہ بشارت اس لئے دی تھی کہ ان کے اعمال و افعال ہمیشہ کتاب و سنت رسول اللہ کے اور اسوۂ حسنہ کی پیروی ان کا شعار تھا اور اپنے ہر ایک قول و فعل و عمل پر ہر وقت احتساب کی نظر رکھتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو تمام ائمہ اہل بیت و ائمہ اربعہ اور تمام علما و صلحا و اولیاء اللہ پر جن کو احتساب نفس و اعمال کی بنا پر اعلیٰ مراتب نصیب ہوئے اور بلند مدارج پر سرفراز کئے گئے

اے اللہ تو مسلمانوں کو توفیق عطا فرما کہ وہ اپنے اقوال و افعال اور اپنے اعمال کا احتساب کرتے رہا کریں اور روزانہ محاسبہ کی توفیق ارزانی فرما تاکہ اس طریقہ سے ان کی زندگی تیری مرضی کے مطابق اصلاح ہو جائے اور وہ تیرے فرمان بردار بندے بن جائیں اور تیری رحمت و مغفرت کے اہل ہو جائیں ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی (عن امام المسلم) یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم

(بقیہ مضمون صفحہ ۸) اور صرف چند روز کے خود غرض خوشامد پسند لوگوں کے لئے دوبارہ بھروسہ کر لینا دانشمندانہ تدبیر کے بالکل منافی ہے اور اس پالیسی کے نتائج ہرگز اچھے نہیں نکل سکتے۔ بہرحال ابھی وقت ہے کہ پارلیمنٹ سے بل پاس کرانے سے قبل ہندوستان کے قابل اعتماد و ذی اقتدار ارباب سیاست سے گفت و شنید کر کے ایسا آئین مرتب کر لیا جائے جو کم از کم اعتدال پسند طبقہ کے لئے تو قابل قبول ہو۔

کانگریس کیا کریگی

کانگریس اب کیا کریگی یہ ایک سوال ہے جو اکثر حلقوں میں اٹھ رہا ہے کیونکہ سول نافرمانی کی راہ ملتوی کر کے وہ جدوجہد کی [illegible] اختیار کر سکے اس لئے یہ تو ظاہر کر دیا ہے کہ فی الحال براہ راست کا [illegible] نہیں کرے گی بلکہ وہ [illegible] میں رہ کر کام کرے گی لیکن ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ عملی پروگرام اس کا کیا ہوگا جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے اس نے صاف لفظوں میں اس کو مسترد کر دیا ہے اب اس کے بعد اسمبلی میں کیا قدم اٹھایا جائے گا یہ طے کرنے کے لئے ورکنگ کمیٹی کا جلسہ دہلی میں ہو رہا ہے چنانچہ سطور ہذا لکھتے وقت کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس دہلی میں منعقد ہو رہے ہیں مگر افسوس ہے کہ ہم اس پرچہ میں ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ پر اظہار رائے نہ کر سکیں گے کیونکہ موجودہ آخری کاپی جا رہی ہے اور فیصلہ پرسوں سے قبل شائع نہ ہوگا تاہم اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس پوری زور لگائیگی کہ اس رپورٹ پر مبنی آئین کو ملک میں کامیاب نہ ہونے دے چنانچہ ۲۷ جنوری کو عالمگیر مظاہرہ کا اعلان کر دیا گیا ہے اور امید ہے کہ ۲۷ جنوری کو تمام ہندوستان میں پرزور احتجاج کیا جائیگا اور پھر اسمبلی میں بھی اگر دوسری جماعتوں نے کانگریس کا ساتھ دیا تو رپورٹ کو مسترد کر دیا جائیگا اور اس کے بعد کانگریس اس کے خلاف اپنی طاقتوں کو متحرک رکھیگی یہاں تک کہ رائے عامہ کا سمندر پھر متلاطم ہو جائے اور پھر حکومت کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔

شذرات

دو اہم خطبے

زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم

رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے موقع پر دو عظیم شخصیتوں نے دو اہم خطبے ارشاد فرمائے ہیں غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے تو جمعۃ الوداع کو ایک اہم خطبہ جامع انگورہ میں قبل نماز جمعہ ارشاد فرمایا جو آلات نشر الصوت کے ذریعہ تمام ملک کی مساجد جمعہ میں سنایا گیا اور دوسرا خطبہ امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد نے نماز عید پڑھانے کے بعد کلکتہ میں ارشاد فرمایا یہ دونوں خطبات اپنے مقاصد کی اہمیت و بلند آہنگی کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ تمام مسلمانوں کے کانوں تک پہنچیں اور تمام مسلمان ان پر غور و فکر کریں اور تمام مسلمان ان پر عمل کریں غازی مصطفےٰ کمال کے خطبہ پر ہم آئندہ روشنی ڈالیں گے پہلے حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے خطبہ کی طرف اپنے ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں۔

جیسا کہ مولوی کے ناظرین کو علم ہے ہم نے بارہا تقسیم زکوٰۃ کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اس کے لئے ایک مرکزی نظام قائم ہونا چاہیئے اور انفرادی تقسیم کی بجائے اجتماعی تقسیم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جیسا کہ عہد رسالت و عہد خلافت راشدہ میں طریقہ تھا۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد نے بھی اپنے عید کے خطبہ میں اسی مسئلہ کو موضوع کلام بنایا اور مسلمانان کلکتہ کے سامنے زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم کا لائحہ عمل پیش کیا مولانا نے نہایت دلکش اور دلپذیر انداز میں فرمایا کہ عید کے موقع پر تم لوگوں میں سے بہت سے لوگوں نے فطرہ دیدیا ہوگا اور بہت سے لوگ فطرہ دیں گے لیکن میں تم سے کہوں گا کہ تم میں زکوٰۃ و فطرہ کی تقسیم کا طریقہ اچھا نہیں ہے میں دیکھتا ہوں کہ اس موقع پر ہندوستان کے ہر ایک گوشہ سے بھیک مانگنے والے اور گداگر اپنی بھیک کی جھولیاں لیکر کلکتہ پہنچ جاتے ہیں برادران عزیز تم جانتے ہو کہ زکوٰۃ کیا ہے زکوٰۃ ایک اہم ٹیکس ہے انگریزی حکومت بھی انکم ٹیکس لیتی ہے اور اسلامی انکم ٹیکس میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ حکومت ٹیکس لیکر اپنے کاموں پر خرچ کر ڈالتی ہے اور زکوٰۃ غربا و مساکین کی ملک ہو جاتی ہے اسلام نے زکوٰۃ کی تقسیم کے لئے آٹھ طبقے بنائے ہیں اور یہ غربا و مساکین کے طبقے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ برادران عزیز یقین جانو کہ تم میں سے جو لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں وہ اسلامی احکام کے مطابق نہیں نکالتے اور زکوٰۃ نکالنے والے نہ نکالنے والوں کے برابر ہیں کیونکہ تمہاری زکوٰۃ کی رقمیں برباد جاتی ہیں اسلام نے زکوٰۃ کی رقموں کو اجتماعی طور پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور تم اپنے انفرادی ہاتھوں سے خرچ کر رہے ہو اسلام کا حکم صحابہ کا عمل اور تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقمیں اجتماعی طور پر خرچ ہونی چاہئیں انفرادی طور سے خرچ کرنے کی خلفائے راشدین کے بعد سے شروع ہوئی تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خلفائے بنو امیہ کے دور میں صحابہ کرام میں یہ سوال پیش ہوا کہ موجودہ خلیفہ بہت ہی فاجر ہے زکوٰۃ کی رقمیں بیت المال میں بھیجی جائیں لیکن تمام صحابہ نے اتفاق کر لیا کہ خلیفہ کے فسق و فجور سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی خلل نہیں آتا اور زکوٰۃ کی رقمیں بدستور اسی خلیفہ کو بھیجی جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا عباسی دور حکومت میں جو تاتاری کفار نے بغداد پر قبضہ کر لیا اور خلافت کو غارت کر دیا اس وقت کے مسلمان ایمان داروں نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر موجودہ حالات کے ماتحت زکوٰۃ نہیں بدلی جا سکتی تو موجودہ حکومت ہی سے درخواست کی جائے کہ ہماری زکوٰۃ کی رقوم وصول اور تقسیم کرنے کے لئے قاضی اور عمال مقرر کرے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ عذر کرتے ہیں کہ چونکہ اسلام کی حکومت ہندوستان میں نہیں ہے اس لئے زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم کا انتظام نہیں ہو سکتا لیکن یہ عذر بالکل عذر لنگ اور بے بنیاد ہے کہ تم غیر اسلامی حکومت کے ماتحت رہ کر اپنے دنیاوی کاموں کے لئے دن رات انجمنیں بناتے رہتے ہو کیا اس اسلامی کام کے لئے تم ایسی انجمن نہیں بنا سکتے جو تمہاری زکوٰۃ کو اسلامی طریقہ پر خرچ کر سکے برادران اسلام حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اسلام کا نقشہ ہی بدل گیا ہے اسلام نے تو اجتماعی زندگی کا ایک مکمل نقشہ پیش کیا ہے مگر یہاں ہر ایک کام انفرادی حیثیت سے ہونے لگا ہے اس کے بعد مولانا نے حکم زکوٰۃ کی حکمتوں اور اس کے معارف و حقائق پر روشنی ڈالی اور فرمایا سوشلزم غیر فطری ہے اسلامی اصول ہی سے دنیا کی پیاس بجھ سکتی ہے اسلام اگرچہ اس امر کا حامی نہیں ہے کہ ساری دولت چند ہاتھوں سے سمٹ کر جمع ہو جائے جیسا کہ اس نے حکم زکوٰۃ و تقسیم ورثہ و ترکہ کے قانون سے یہ ناممکن بنا دیا ہے کہ دولت چند آدمیوں میں سمٹ کر جمع ہو جائے یقیناً بے شبہ اسلام نے غربا و امراء کے طبقے تسلیم کئے ہیں مگر زکوٰۃ و تقسیم وراثت کے ایسے قوانین بنا دیئے ہیں کہ زیادہ عرصہ تک دولت کسی جگہ مقید نہیں رہ سکتی اگر زکوٰۃ و تقسیم وراثت و حرمت سود کے احکام پر دنیا چلنے لگے تو سوشلزم کی دنیا کو کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور جس سکون و راحت کی دنیا کو تلاش ہے وہ اسے مل سکتی ہے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ میں پوری شرعی ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ انفرادی طریقہ پر زکوٰۃ کی تقسیم کا جو طریقہ اختیار کر لیا ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اجتماعی طریقہ پر تقسیم زکوٰۃ کا انتظام اور بندوبست کریں میں کہتا ہوں کہ کلکتہ کے مسلمانوں کو مشورہ دوں گا کہ وہ کوئی ایسی جماعت بنائیں جو ان کی زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں صرف کر سکے اور اس میں ہر طبقہ اور جماعت کے نمائندے شریک ہوں یا ہر طبقہ میں اس قسم کی جماعت بنائی جائے جو اس طبقہ کی زکوٰۃ کی رقمیں اسلام کی بتائی ہوئی حدود کے اندر خرچ کر سکے۔"

حضرت مولانا ابوالکلام نے جو مشورہ مسلمانان کلکتہ کو دیا ہے وہ ایسا اہم اور ضروری مشورہ ہے کہ تمام مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کریں اور اس اہم اور قیمتی مشورہ پر عمل کرنے کی راہیں نکالیں ہم مولوی کے صفحات پر ایک زمانہ دراز سے اس خیال کا اظہار کر چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ اگر فی الحال یہ ممکن نہ ہو کہ تمام ہندوستان کی ایک مرکزی جماعت تقسیم و وصول زکوٰۃ کے لئے قائم ہو سکے تو صوبہ وار تیار کرنا چاہیئے اور اگر یہ بھی امکان نہیں تو ہر علیحدہ علیحدہ شہروں قصبوں اور دیہات میں اور قسم کی وصول زکوٰۃ ... ہونا چاہیئے۔

جانی چاہئیں خصوصاً اگر کلکتہ بمبئی دہلی کراچی۔ لاہور اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں اس قسم کا نظام معاشرہ ہو جائے تو بہت جلد یہ عام مقبولیت حاصل کر لیگا اور سارے ہندوستان میں اس کو وسعت اور ہمہ گیری حاصل ہو جائے گی اسلئے ضرورت ہے کہ کہیں نہ کہیں اس کا آغاز ہو جائے ایکدفعہ اگر قدم اٹھ گیا تو خواہ وہ کسی قدر مختصر قدم کیوں نہ ہو اس کی تقلید ضرور کی جائے گی کیونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ عام طور پر اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور انفرادی حیثیت سے اپنی اپنی جگہ تمام اہل الرائے علماء اور صاحب فکر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم کا کوئی نہ کوئی بندوبست ہونا چاہیے اگر ایک دفعہ کسی شہر نے اس کا اقدام کر لیا تو اس مسئلہ کا حل آسانی سے ہو جائے گا اور بہت تیزی کے ساتھ تمام ہندوستان میں اس نظام کو وسعت حاصل ہو جائیگی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی شہر تقدیم کرے اور چونکہ حضرت مولانا نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع میں اس خیال کا اظہار کیا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ تحریک کلکتہ ہی سے شروع کی جائے انشاء اللہ پھر دوسرے شہروں قصبات اور دیہات میں بھی اس کی تقلید ہو گی اور اس کے بعد اس تحریک سے جو فوائد مسلمانان ہند کو پہنچیں گے اس کا اندازہ تمام لوگ نہیں کر سکتے مسلمانوں کی اکثر تحریکیں پژمردہ ہو کر محض اس لئے رہ جاتی ہیں کہ روپے کی کمی ہوتی ہے اگر زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کا نظام قائم ہو جائے تو تمام تحریکیں بڑی کامیابی کے ساتھ چل سکتی ہیں مسلمانوں کی تعلیم یتیم خانوں کی اصلاح شعبہ تبلیغ و تالیف کتب مفیدہ غرضکہ تمام کاموں کے لئے کافی روپیہ بہم پہنچ سکتا ہے اور اس رقم سے بہترین فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرا اہم خطبہ

جمعۃ الوداع کو غازی کمال پاشا نے جو خطبہ انگورہ کی جامع مسجد میں ارشاد فرمایا اور جو ترکی کی تمام مساجد میں سنایا گیا وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ مسلمانان ہند بھی اسکو غور سے سنیں اور دیکھیں کہ جدید ترکی کے متعلق دشمنان اسلام جس قسم کی گمراہ کن خبریں اڑاتے رہتے ہیں وہ کس قدر کذب پر مبنی ہوتی ہیں اور یہ کہ ترک اب تک ویسا ہی سچا اور پکا پر جوش مجاہد و مسلمان ہے۔

غازی کمال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سوانح حیات تصنیف فرمائی تو اس سوانح میں سے آپ نے خطبہ میں دو باب بھی پڑھ کر سنائے اور چونکہ جنگ کے خطرات بڑھتے جاتے ہیں اور دشمنان اسلام اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اسلئے غازی پاشا نے خصوصیت کے ساتھ اپنے خطبہ میں اپنی قوم کو جنگ و جہاد کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی چنانچہ آپنے فرمایا:۔

یورپ کی فضا بہت مکدر ہوتی جاتی ہے جنگ و جدال کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چنگاریاں کس وقت دنیا کے امن و امان کو جلا کر خاکستر کر ڈالیں آئندہ جنگ سائنس کی جنگ ہو گی جس میں زہریلی گیس اور مہلک ایسڈ استعمال کی جائیگی جن سے بچنے کے لئے حکومت ترکی دیہاتوں اور شہری آبادیوں میں غلافوں کے استعمال کی تبلیغ کر رہی ہے آئندہ جنگ میں ترکی کو حصہ لینا پڑے گا یا نہیں اس کے متعلق وقت فیصلہ کریگا لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر میں اس امر کا وضاحت سے اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اپنی حفاظت کے لئے ہمیں بڑی سے بڑی قربانیاں کرنا پڑیں گی جن کے لئے میری قوم کو تیار ہو جانا چاہیے

ہم کسی کے حق کو دبانا نہیں چاہتے اور اپنے حق سے دست بردار ہونا بزدلی سمجھتے ہیں اس کے بعد غازی پاشا نے بلقانی ریاستوں کا ذکر کیا کہ ترکی حکومت کی یہ خواہش ہے کہ وہ یورپ کی حریص طاقتوں کے فریب سے بچنے کے لئے متحد ہو جائیں خدا کا شکر ہے اس میں خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے اور البانیہ رومانیہ یوگو سلاویہ اور ترکی میں کہ معاہدہ ہو گیا ہے یونان بھی غالباً جلد دستخط کر دیگا۔

ترکی فوجی طاقت

اس کے بعد غازی ممدوح نے فرمایا کہ ہماری فوجی طاقت ہمسایہ اقوام سے کم نہیں ہے تاہم ضرورت ہے کہ اسے اور مضبوط کیا جائے ہمارے دشمن اسلامی دنیا میں ہمیں بدنام کرنے کے لئے یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ہم نے عورتوں کی فوج تیار کی ہے جو ایک لاکھ خواتین پر مشتمل ہے جہاں تک اس خبر کا تعلق ہے وہ غلط نہیں ہے مگر جس رنگ میں اس کو پیش کیا جا رہا ہے وہ ذلیل اغراض پر مبنی ہے ہم نے خواتین کی فوج اسلئے تیار کی ہے کہ مصیبت کے وقت محترم خواتین میدان کارزار میں ہمارے لئے اسلحہ اور بارود پہنچا سکیں اور مجروحین کی مرہم پٹی کریں اور اگر ضرورت ہو تو اسلامی وقار کو قائم رکھنے کے لئے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی طرح شمشیر بدست ہو کر دشمن کا مقابلہ بھی کریں ہم جو کچھ کر رہے ہیں خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں تاریخ اسلامی کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی سیاست میں عورتوں نے بہت بڑا حصہ لیا ہے اور انہوں نے مصیبت کے اوقات میں مردوں کے دوش بدوش ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے

جھوٹے پروپیگنڈا کی تردید

غازی ممدوح نے فرمایا کہ اغیار ہمارے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ہم نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ ہم کو اسلامی دنیا میں ذلیل و بدنام کر دیا جائے اور مسلمانان عالم جو ہمیں ہمدردی رکھتے ہیں وہ نفرت سے بدل جائے آپنے اس موقع پر اپنی تصنیف کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سے ایک باب خطبہ میں پڑھکر سنایا جس میں آپنے لکھا تھا کہ جب تک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرتے رہیں گے اس وقت تک ان کو سرفرازی و سربلندی نصیب رہے گی پھر فرمایا میں اور میری قوم غرور سے نہیں فخر سے کہہ سکتی ہے کہ اس نے نبی آخر الزماں کے دامن اقدس کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا اسی کی یہ برکت ہے کہ آج ترکی کی طاقت سے بڑی بڑی طاقتیں لرز رہی ہیں۔

مذہب اور سیاست دو چیزیں نہیں

آپ نے فرمایا کہ مذہب اور سیاست دو چیزیں نہیں ہیں کبھی ملاؤں نے اپنی تنگ نظری سے مذہب کو ذلیل کرنے کی ناپاک کوشش کی اور عوام کو کبھی یہ بتلانے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ مذہب کیا ہے اور سیاست کسے کہتے ہیں قرآن حکیم میں دنیا بھر کی سیاست کے لاینحل مسائل ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حل کر دیا ہے تاکہ نبی امی کی امت دنیا کی سیاست کے سمجھنے میں تنگ نہ ہو ہاں میری یہ رائے ضرور ہے کہ نام نہاد ملاؤں نفس پرست صوفیوں اور تنگ پسند مشائخ کو سیاست سے علیحدہ کر دیا جائے اور ان کے اقتدار کو توڑ دیا جائے کیونکہ یہ لوگ مذہب سے نا واقف ہوتے ہیں اور مذہب کی آڑ لیکر مذہب کو ذلیل کرتے ہیں اور میں نے ایسا ہی کیا ہے جس کی بنا پر دشمنوں نے یہ پروپیگنڈا شروع

کر دیا کہ میں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ میں اپنی محترم قوم کو مذہب کی حقیقت سے آشنا کرنا چاہتا ہوں اور انہیں تلقین کرتا ہوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کریں۔

غازی مصطفےٰ کمال [illegible] تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یورپ کے اس جھوٹے پروپیگنڈا کی تردید کرنا چاہتے [illegible] چند سالوں سے ان کے اور ان کی حکومت کے خلاف لا مذہبی کا کیا جا رہا ہے نیز وہ چاہتے ہیں کہ ان کی قوم اپنے ملک کی حفاظت کیلئے تیار رہے اس لئے اس خطبہ میں خطرات جنگ سے انہوں نے اپنی قوم کو متنبہ اور آگاہ کیا ہے اور جہاد کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے خطرات میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے اس لئے ترکی حکومت دفاع ملی کی طرف پوری سرگرمی کے ساتھ متوجہ ہو گئی ہے ایک طرف اس نے بلقانی ریاستوں کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے اور دوسری طرف اندرونی دفاع و حفاظت میں مشغول ہے دردانیال کی قلعہ بندی پہلے ہی کی جا چکی ہے اس کے علاوہ سرحدی مقامات کی مورچہ بندی بھی تیزی کے ساتھ ہو رہی ہے اور اجنبیوں کو فوجی استحکامات کی حدود کے اندر داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی ہے غرضکہ حکومت ترکی بڑی مستعدی کے ساتھ فوجی استحکامات میں مشغول ہے کیونکہ سیاسیات یورپ کی پیچیدگیاں اس قدر بڑھتی جا رہی ہیں کہ ہر لحظہ آتش جنگ کے بھڑک جانے کا خطرہ [illegible] خصوصیت کے ساتھ ترکی مقبوضات پر دانت لگائے بیٹھا ہے اور توسیع سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے، ورنہ وہ کسی سمت بھی اپنی حکومت کو وسعت نہیں دے سکتا سوائے ترکی مقبوضات کے چنانچہ اٹلی کے ناپاک ارادوں اور ناپاک اغراض کا اچھی طرح ترکی حکومت کو علم ہو چکا ہے اس لئے غازی پاشا اور ترکی حکومت اپنا فرض سمجھتی ہے کہ نہایت بیداری و مستعدی کے ساتھ دفاع ملی کیلئے اپنی بہادر و مجاہد قوم کو تیار کر لے اس سیاسیات کی طرف مسلمانان ہند کو بھی اپنی نظر توجہ مبذول رکھنی چاہیئے، الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق اگر جنگ چھڑ گئی تو اکثر حریص یورپین طاقتیں ترکی کے خلاف ہو جائینگی غازی ممدوح کے اس خطبہ سے جہاں ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھر جنگ کے شعلے بھڑکنے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ترکوں کے خلاف لا مذہبی کا پروپیگنڈا اسی ناپاک غرض کی بنا پر کیا جا رہا ہے۔

مسجد کو عجائب خانہ بنانیکا جھوٹا پروپیگنڈا

ترکی حکومت کے خلاف ایک اور داستان

یہ غلط اور جھوٹا پروپیگنڈا کیا جاتا رہتا ہے اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ پچھلے دنوں یہ خبر اڑا دی گئی تھی کہ قسطنطنیہ کی مشہور تاریخی مسجد ایا صوفیہ کو عجائب خانہ بنا دینے کا حکم دیدیا ہے گویا اب آئندہ سے وہ مسجد نہ رہے گی اور اس میں نماز وغیرہ مسلمان نہ پڑھ سکیں گے لیکن اس جھوٹی خبر کی اصلیت اس کے بالکل برعکس تھی یعنی ترکی حکومت نے اس تاریخی مسجد کی شکست و ریخت کی مرمت کا حکم دیا تھا اور اپنے سالانہ میزانیہ میں اس کی مرمت کے لئے کئی لاکھ روپیہ منظور کیا تھا تاکہ یہ تاریخی مسجد منہدم ہونے سے محفوظ ہو جائے ملاحظہ فرمائیے کہ کہاں تو حکومت کا یہ اقدام کہ اس نے مسجد کی مرمت کے لئے کئی لاکھ روپیہ منظور کر کے اپنی مذہب پرستی کا ثبوت دیا ہے اور کہاں اس کے برعکس یہ خبر اڑا دی گئی کہ ترکی حکومت نے مسجد کو عجائب خانہ بنا ڈالا حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی خبریں قصداً شائع کی جاتی ہیں اور ان کا مقصد [illegible]

کھیلا جا رہا ہے کہ ترکوں کے خلاف دنیائے اسلام میں نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کئے جائیں اور اسلامی اخوت کی بنا پر عالم اسلامی کو ترکوں کے ساتھ جو ہمدردی ہے وہ زائل ہو جائے تاکہ حریص یورپین طاقتوں کو بے فکری کے ساتھ ترکی حکومت کے خلاف اپنے ناپاک منصوبوں کو پورا کرنے کا موقع ملے۔ ہم اپنے ناظرین کرام سے درخواست کرینگے کہ وہ اس قسم کی ناپاک جھوٹی خبروں سے متاثر نہ ہوں اور اسلامی دنیا کے متعلق اس قسم کی خبروں کو دشمنان اسلام کی خود غرضانہ سازشوں کا نتیجہ سمجھیں اور یہ ترک جو چھ سو سال سے اسلامی نقارہ اسلامی استقلال کے لئے ہر طرف جہاد میں مشغول ہیں آخر کیونکر یک بیک اسلام سے پھر جائینگے جب کفار اپنے کفر سے اور مذہب اسلام کے ساتھ منحرف نہیں ہیں تو اہل ایمان کیونکر دین حق سے اس قدر بیزار ہو جائینگے کہ اس کو چھوڑ دیں گے حقیقت یہ ہے کہ یہ سب اہل غرض کا پروپیگنڈا ہے جس سے مسلمانان ہند کو دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔

چلو حج بیت اللہ کیلئے

مولوی کے گزشتہ پرچہ میں ہم نے مسلمانوں کو حج بیت اللہ کی طرف متوجہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ اب ارکان و فرائض اسلامیہ کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دینے کی ضرورت ہے اور اس کے بانیوں کو جھنجھوڑنے کی ضرورت لاحق ہو گئی ہے۔

حج ایک اہم فریضہ اسلامی ہے اور اسکے ساتھ دینی و دنیاوی اس قدر مصالح وابستہ ہیں کہ ایک مختصر مضمون میں ان کی طرف اشارات بھی نہیں کئے جا سکتے مسلمانوں کا شیرازہ ایک مرکزی مسلک میں منسلک رکھنے کے لئے اور مسلمانان عالم کو ایک مرکز کے ساتھ وابستہ رکھنے کی غرض سے اور ان کا شیرازہ پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھنے نیز تمام عالم اسلام کو باہم متحد و مربوط رکھنے باہمگر تعارف و تعاون اور ایکدوسرے کے حالات سے آگاہ رہنے اور ایک دوسرے کے لئے معین و مددگار بنانے کے لئے حج بیت اللہ واحد ذریعہ ہے یہ تو ظاہری فوائد ہیں جو اگر تفصیل سے لکھے جائیں تو ایک بسیط مضمون ہو جائے اس کے علاوہ جو معارف و حقائق حج بیت اللہ سے حاصل ہوتے ہیں ان کا کوئی حد و شمار نہیں اس آسمان کے نیچے اس سرزمین کے زیادہ مقدس و مطہر کوئی دوسرا خطۂ ارض نہیں یہ وہی سرزمین ہے جہاں اللہ کی رحمتیں ہمہ وقت برستی رہتی ہیں یہی وہ سرزمین ہے جہاں اللہ کی عبادت کیلئے پہلا گھر بنا یہی وہ ارض پاک ہے جہاں ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اللہ کے نام کی ذاتی قربانیاں کیں یہی وہ سرزمین مطہر ہے جہاں سے اسلام کا سرچشمہ پھوٹا اور دنیا بھر کو سیراب کر دیا یہی وہ ارض مقدس ہے جو ہمارے نبی اقدس کا وطن ہے یہیں وہ غار حرا ہے جہاں جبرئیل امین پہلی بار وحی لائے اور یہیں وہ پہاڑی ہے جس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا نعرہ بلند کیا تھا جس سے دنیا کے گوشہ گوشہ میں گونج پیدا کر دی یہیں سیاہ پوش کعبۃ اللہ ہے جو دنیا کے بتکدوں میں سب سے پہلا خدا کا گھر ہے اسی شہر کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل اور ان دونوں کے لخت جگر افضل البشر محمد رسول اللہ کو پیدا فرمایا اور اس کی گلیوں کو اپنے قدموں سے مشرف کیا اور یہی وہ شہر ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اسی سے متصل وہ شہر ہے جہاں جان جہان سرکار دو عالم آرام و استراحت فرما ہیں۔

پھر کیا ایسے دو مقدس شہروں کی زیارت کے لئے مسلمانوں [illegible]

زیارت کعبۃ اللہ کے لئے روانہ ہوجانا چاہئیے۔

برادران ملت یاد رکھو زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے آج سانس چل رہا ہے کل کیا خبر چلے یا نہ چلے آج زراعت ملی ہوئی ہے کسے خبر یہ مہلت حاصل رہے یا چھن جائے فرصت کو غنیمت جاننا چاہئیے اگر خدا نے دولت دی ہے اور زاد راہ میسر ہے اور تم اہل حج پر سے ہوچکے ہیں تو اللہ کا نام لیکر فوراً روانہ ہوجاؤ اللہ کی رحمتیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور جبل عرفات اور منیٰ الصفا والمروہ پر رحمت الٰہی کی گھٹائیں جھوم رہی ہیں امن و سلامتی کا فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ آؤ ایسا امن اور ایسی سلامتی دنیا بہت عرصہ کے بعد برروئے کار آئی ہے جن لوگوں پر حج فرض ہوچکا ہے ان کو ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ کرنی چاہئیے آج ان کو اللہ نے یہ موقع عنایت فرمایا ہے اس کا یہ تقاضا ہے کہ بحفظ اللہ بڑے بوڑھے اور اپنے دامن مراد کو اس خزانہ فلاح اور سعادت ابدی سے بھر لیں جو صرف اسی سرزمین پر پہنچکر بھرا جا سکتا ہے۔

خدا معلوم یہ کیسی بدنصیبی ہم پر طاری ہوگئی ہے کہ چند برسوں سے حجاج کی تعداد بہت ہی کم ہوگئی ہے جس سے اللہ کے گھر کے رہنے والے اور دیار حبیب کے بسنے والے سخت پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور خدا کے ان مقدس ترین شہروں کو ان اسباب نے ایسا گھیر لیا ہے کہ اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جاسکتا وادی غیر ذی زرع میں اللہ کا گھر اسی لئے بنا تھا کہ اقطاع عالم سے اللہ کے پرستار جوق در جوق کھنچے آئیں گے اور ان کو ضروریات پہنچتی رہیں گی مگر اب کچھ ایسی بدبختی ہم پر طاری ہورہی ہے کہ روز بروز حجاج کی تعداد کم ہورہی ہے جس سے طرح طرح کی مشکلات میں یہ مقدس سرزمین مبتلا ہو رہی ہے ایسی حالت میں کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ ہم میں سے کم از کم جن لوگوں پر حج فرض ہوچکا ہے وہ تاخیر نہ کریں اور اللہ کا نام لیکر فوراً سرزمین رحمت و رافت کی طرف لپکیں ہم مولوی کے ان ناظرین سے جن پر حج فرض ہوچکا ہے درخواست کرتے ہیں کہ ادائے فرض حج میں ہرگز تاخیر کو راہ نہ دیں اور اسی سال روانہ ہوجائیں اب اس سفر سعادت میں اس قدر آسانیاں اور راحتیں پیدا ہوگئی ہیں کہ ہفتوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے اور قدم قدم پر راحت و آرام کے سامان مہیا ہیں امن اس درجہ کا ہے کہ سونا اچھالتے چلے جائیے کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیگا پھر کونسا ایسا مانع ہو سکتا ہے کہ آپ ادائے فرض سے غفلت برتیں بسم اللہ کیجئے اور آج ہی سفر کی نیت کر لیجئے اس رسالہ کے پہنچنے اور اس اپیل کے پڑھنے تک موقع رہے گا کہ آپ روانہ ہو سکیں ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں آپ بھی وہاں پہنچکر اپنی دعاؤں میں ہمیں شریک کریں گا۔

مبغوض رپوٹ

مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ شائع ہوگئی اور اچھا ہوا کہ گذشتہ پرچہ میں ہم اس پر تفصیلی تبصرہ نہ کرسکے کیونکہ اب ملک کے گوشہ گوشہ سے وہی صدائیں بلند ہو رہی ہیں جو ہم چند سطور میں قلم بند کرنے کی کوشش کرتے یہ ایک قدرتی صدا ہے جو غیر مطمئن ہندوستان کی طرف سے اٹھ رہی ہے۔

حکومت اور اس کے کاسہ لیس کانگریس کو شورش پسندوں کی ایک جماعت کہتے ہیں اور کانگریس نے اس رپورٹ کو ٹھکرا دیا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ان کا نصب العین ہی مکمل آزادی ہے اور وہ کسی بیرونی ایجنسی کے بنائے ہوئے دستور کو اپنے ملک پر زبردستی ٹھونسے جانے کے سخت مخالف ہیں ان کا نظریہ تو یہ ہے کہ اپنے ملک کے لئے خود اہل ملک جس آئین کو بنائیں اور منظور کریں بس وہی قابل ہے کہ اسے نافذ کیا جائے لیکن کانگریس کو چھوڑیئے کہ حکومت کے نقطۂ نظر سے وہ ایک ایسی جماعت ہے جو ناقابل اصلاح ہے لیکن تعجب تو اس امر پر ہے کہ ملک کے گوشہ گوشہ سے اس رپورٹ کی مذمت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور کوئی سیاسی جماعت ایسی نہیں ہے جس نے اس رپورٹ کی دل کھول کر مذمت نہ کی ہو اور اسے مایوس کن غیر اطمینان بخش اہل ملک کی توقعات سے بہت کم اور ناقابل قبول نہ کہا ہو دو ایک خوشامد پسند جماعتوں اور افراد کو چھوڑ کر تمام ملک نے انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے رپوٹ کو ناقابل قبول کہا ہے چنانچہ جماعت [illegible] کی کانفرنس نے بھی ناقابل قبول ہونے کا فتوی صادر کر دیا ہے اور وہ عاقبت کوش جو ہمیشہ کانگریس کو گالیاں ہی دیا کرتے ہیں ان سب کا یہ متفقہ اعلان ہو گیا ہے کہ رپورٹ تو وائٹ پیپر سے بھی زیادہ رجعت پسندانہ ہے اور بجائے اسکے کہ اہل ملک کی توقعات کو پورا کیا جاتا وائٹ پیپر کے ذریعہ جو کچھ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا اس میں بھی قطع برید اور کانٹ چھانٹ کرکے اس کو بالکل ہی ردی کی ٹوکری میں پھینکنے کے قابل بنا دیا ہے جو ایک آدھ جماعت یا افراد نے اس کو مسترد کرنے کا اعلان نہیں کیا انھوں نے بھی اس کو مایوس کن غیر اطمینان بخش اور توقعات و مطالبات ملک سے اس کو بہت ہی کم بتلایا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت مصر ہے کہ اسی رپورٹ کو ملک میں نافذ کرکے رہے گی بیشک وہ ایسا کر سکتی ہے اور موجودہ حالات میں کچھ اس قسم کے لوگ مل ہی جائینگے جو حکومت کے ساتھ تعاون کی پیشکش کرینگے مگر یہ وہ لوگ ہونگے جن کی ملک میں کوئی آواز نہ ہوگی اور جن کے منہ میں اپنی زبان نہ ہو بلکہ حکومت کی زبان سے یہ بات چیت کرنے کو اپنا فرض سمجھیں گے یہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت ملک میں یہ طاقت نہیں کہ وہ اس آئین کو نافذ ہونے سے روک سکے مگر اس میں بھی شک و شبہ نہیں ہے کہ اس رپورٹ کی آئین پارلیمنٹ نے بنا کر ہندوستان کے سر منڈھے گا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ آزردگی و بے چینی جو گزشتہ سالوں کے ذریعہ جس ایجی ٹیشن کو دبایا گیا ہے اس کے از سر نو پیدا کرنے کا سامان فراہم کر دیا جائے اور غالباً حکومت اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہے کہ اس رپورٹ پر مشتمل آئین سے ہندوستان کی رائے عامہ ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتی اور تلخی کی آگ برابر ترقی کرتا رہے گا اور خود اس قانون کے اندر تلخی کے بڑھانے کے جراثیم موجود ہیں

اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ حکومت موجودہ حالات سے اس قدر مطمئن ہے کہ وہ ناراضگی اور رائے عامہ کی مخالفت کی مطلق پرواہ نہ کرے گی مگر چند ہی برسوں کے اندر اس کو معلوم ہوجائیگا کہ اہل ہند کے جذبات سے جو استغنا اور بے پروائی اس نے برتی تھی وہ تدبر اور دانشمندی کے خلاف تھی اور جو لوگ برسر اقتدار ہیں اور جبر و تشدد کی پالیسی کو صحیح پالیسی سمجھ رہے ہیں کل انہی کو ناعاقبت اندیشی کا خطاب ملیگا جیسا کہ ان لوگوں کو کہا جا رہا ہے جنہوں نے اہل آئرلینڈ کے ساتھ سختی برت کر ان کو اس درجہ متنفر کر دیا ہے اور ان کے اندر اس قدر تلخی پیدا کر دی ہے کہ وہ اب برٹش کامن ویلتھ میں رہنا بھی پسند نہیں کرتے

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ملک کے اہل سیاست کا کوئی ایک طبقہ بھی ایسا نہیں ہے جو اس رپورٹ سے مطمئن ہو انتہا پسندوں کو چھوڑ دیجئے حکومت کہہ سکتی ہے کہ وہ تو کبھی مطمئن نہ ہونگے لیکن وہ ان اعتدال پسندوں کے بارے میں تو یہ نہیں کہہ سکتی جن کا تعاون ہمیشہ اس کو حاصل رہا ہے اس لئے کم از کم ملک کے اعتدال پسند عنصر کو اگر وہ تو اس کو ضرور حاصل کرنا چاہئیے ایسی جماعت کو نظر انداز کر دینا جس سے ہمیشہ تعاون ملتی رہی ہو

(اس کے آگے کا مضمون صفحہ [illegible] پر ملاحظہ کے لئے)

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

لیکن نصاری نے تو ان کفر کی باتوں کو چھوڑا جو حضرت عیسیٰ کے بعد انھوں نے دین عیسوی میں ایجاد کرلی تھیں اور نہ ہی آخر الزماں کی امامت قبول کی اس لئے نصاری کی باتیں تمام خلقت الٰہی پر ظاہر ہو جانے کی غرض سے تمام خلقت کے مجمع میں اللہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ سے پوچھیگا کہ اے عیسیٰ کیا تم نے اپنی امت کے لوگوں کو اس تثلیث کی تعلیم کی تھی حضرت عیسیٰ صاف جواب دیں گے کہ میں نے تو ان کو توحید کی تعلیم کی تھی اور جب تک دنیا میں رہا ان کو توحید کی تاکید کرتا رہا میرے پیچھے انہوں نے یہ تثلیث ایجاد کرلی ہے اور بیشک یہ فعل ان کا لائق عذاب ہے اب یا اللہ تو مالک ہے کہ ان پر عذاب کرے یا ان کو اپنی رحمت سے معاف کردے۔ اگرچہ اسمعیل سدی کبیر نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو زمین پر سے آسمان پر اٹھا لیا اور حضرت عیسیٰ کے پیچھے ان کی امت میں تثلیث کا مسئلہ پھیلا اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ سوال حضرت عیسیٰ سے کیا تھا قیامت کے دن کا یہ سوال نہیں ہے لیکن قتادہ نے اس کو رد کیا ہے اور کہا ہے کہ ان آیات میں آگے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آج کے دن سچوں کو ان کا سچ نفع دیگا یہ قیامت کے دن کا حال ہے قتادہ اہل مدینہ سے ہیں۔ اور سعید بن جبیر کے واسطے سے حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں اور سدی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے تفسیر میں روایت کی ہے اور سلف اہل تفسیر کے نزدیک یہ بات قرار پاچکی ہے کہ صحابہ میں سے عبداللہ بن عباس کا قول تفسیر کے باب میں بہ نسبت دوسروں کے زیادہ مقبول ہے اس واسطے قتادہ کے قول کو زیادہ ترجیح ہے مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابوذر سے روایت ہے کہ بعد رات آنحضرت صبح تک اس آیت کو نماز میں پڑھتے رہے ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم ابوذر کہتے ہیں کہ صبح کو میں نے آنحضرت سے ایک ہی آیت کے نماز میں بار بار پڑھنے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا اس آیت کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھکر میں نے اپنی امت کی التجا کی تھی سو اللہ تعالیٰ نے میری التجا قبول کرلی ہے انشاءاللہ میری امت میں سے جو شخص بغیر شرک کی حالت کے مرے گا اس کو میری شفاعت ہوگی دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری التجا قبول کرنے میں مجھکو یہ بشارت دی ہے کہ اگر لوگوں کو یہ بشارت معلوم ہو جائے تو لوگ نیک عمل چھوڑ کر اسی بشارت کو اپنے حق میں اپنی نجات کیلئے کافی سمجھیں صحیح مسلم میں اسی مضمون کی ایک روایت عبداللہ بن عمر کی ہے اس سے ان روایتوں کو پوری تقویت ہو جاتی ہے بعضے نصرانی علماء نے ان آیتوں کے متعلق یہ اعتراض کیا ہے کہ نصرانی لوگ مریم علیہا السلام کے خدا ہونے کے قائل نہیں ہیں پھر معلوم نہیں کہ ان آیتوں میں نصرانیوں کا یہ عقیدہ کیوں بیان کیا گیا ہے علمائے اسلام نے اس کا جواب یوں دیا ہے کہ اعتراض ملال سے خالی نہیں ہے اور یہ اعتراض کرنے سے پہلے نصرانی علماء نے

اپنے مذہب کو چھپایا ہے یا ان کو اپنے مذہب کی کتابوں سے ناواقفیت ہے کیونکہ مشہور ہے کہ عیسائی مذہب کی جو کتابیں چھاپی گئی ہیں ان میں حضرت مریم علیہا السلام کی تصویر کو سجدہ کرنے کا ذکر موجود ہے اسی طرح مذہب عیسائی میں اب تک جاری ہے جس کا نام صلوۃ المریم ہے اسکے لفظ یہ ہیں کہ اے آسمان کی بادشاہ سب فرشتے تجھکو سجدہ کرتے اور تیرے نام کی تسبیح پڑھتے ہیں اس لئے ہم تجھکو سجدہ کرکے اپنی نجات چاہتے ہیں اب ان قرآن پر اعتراض کرنے والے عیسائیوں سے دریافت طلب یہ بات ہے کہ ان سب باتوں کے بعد حضرت مریم کو خدا ٹھیرانے میں کسی اور بات کی کسر رہ گئی ہو تو وہ بیان کیا جاوے انجیل متی کے چوتھے باب اور لوقا کے چوتھے باب کے حوالہ سے یہ تو ایک جگہ اس تفسیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ جب شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بہکایا اور اپنے آپ کو سجدہ کرنا چاہا تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو یہی جواب دیا کہ سجدہ اور عبادت سوا اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی کے لئے جائز نہیں ہے اب سمجھ میں نہیں آتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی اس ہدایت کے برخلاف مریم علیہا السلام کی تصویر کو سجدہ بھی کیا جاتا ہے اور پھر حضرت مریم علیہا السلام کو خدا ٹھیرانے کا اعتقاد مسئلہ قرآن پر اعتراض بھی کیا جاتا ہے آخر یہ ماجرا کیا ہے کسی عیسائی کو یہ ماجرا تفصیل سے بیان کرنا چاہیے جیسے عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے سوال کا یہ سچا جواب دیا جس کا ذکر ان آیتوں میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس سچے جواب کو پسند فرما کر یہ فرمایا کہ آج قیامت کا دن وہ دن ہے کہ جو لوگ دنیا میں سچے لوگ احکام الٰہی کے سچے پابند رہے ان کی راست بازی کی جزا آج کے دن ہے اور اسکی رضامندی ہے جس کے سبب سے وہ لوگ ہمیشہ جنت میں خوشحالی سے رہیں گے پھر فرمایا زمین و آسمان کی بادشاہت اسکی ہے اور کوئی چیز آسمان و زمین میں اس کی قدرت و اختیار سے باہر نہیں اور یہ ایسی باتیں ہیں جو نہ عیسیٰ بن مریم میں پائی جاتی ہیں نہ ان کی ماں مریم میں پھر باوجود اسکے جن لوگوں نے ان دونوں کو اسکا شریک ٹھیرایا وہ بڑی غلطی پر ہیں سورہ ابراہیم میں آویگا کہ قیامت کے دن شیطان بھی لوگوں سے سچ بولیگا اور کہیگا کہ میں نے تم لوگوں کو جو بہکاوے کی باتوں میں ڈال رکھا تھا وہ سب جھوٹے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی معرفت تم سے جنت اور دوزخ کا وعدہ کیا تھا وہ ایسا سچ تھا کہ آج تمہاری آنکھوں کے سامنے آگیا مگر اس ملعون کا یہ سچ بولنا اس کے کام نہ آویگا کیونکہ قیامت کا دن دنیا کے نیک و بد عمل کی جزا و سزا کا ہے نیک و بد عمل کرنے کا وہ دن نہیں ہے اس واسطے ھذا یوم ینفع الصادقین صدقہم کی یہی تفسیر عام طور پر صحیح ہے کہ دنیا میں جو لوگ احکام الٰہی کے سچے پابند رہے ہیں گے ان کی یہ راست بازی قیامت کے دن ان کے کام آوے گی یہ مطلب آیت کا نہیں ہے کہ دنیا کے جھوٹوں کو قیامت کے دن کی راست بازی فائدہ مند ہوگی صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو سعید خدری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے اور کانٹھ [illegible]

انسان کے رزق کا انتظام فرماتا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس کی روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن امت محمدی میں سے بعضے نافرمان لوگوں کو بائیں ہاتھوں میں نامۂ اعمال دینے کو فرشتے لیجاویں گے اس وقت میں ان لوگوں کے حق میں وہی کہوں گا جو عیسیٰ علیہ السلام اپنی امت کے حق میں کہویں گے کہ کنت علیہم شہیدا مادمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیٔ شہید ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت العزیز الحکیم۔ یہ حدیثیں ان آیتوں کی گویا تفسیر ہیں کیونکہ ان آیتوں اور حدیثوں کے ملانے سے نافرمان لوگوں کا دین و دنیا دونوں جگہ کا حال کھل جاتا ہے۔

شروع الانعام مکیہ وہی	بسم اللہ الرحمن الرحیم	مائۃ و خمس و ستون آیۃ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ۝

(ترجمہ) تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو اور نور کو بنایا پھر بھی کافر لوگ اپنے رب کے برابر قرار دیتے ہیں۔

تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے قول کے موافق یہ سورہ مکی ہے۔ مستدرک حاکم میں جابر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب یہ سورہ اتری تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سبحان اللہ کہا اور یہ فرمایا کہ آسمان سے ستر ہزار فرشتے اس سورۃ کے نازل ہونے کے وقت اس کے ساتھ تھے حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے اس سورہ میں توحید نبوت اور حشر کے ضروری احکام ہیں اس لئے ان احکام کی عظمت اور شیطان کی مداخلت ان احکام میں نہ ہونے کے لئے یہ ستر ہزار فرشتوں کی جماعت اس سورہ کے ساتھ آئی جو سورتیں اللہ تعالےٰ نے اپنی تعریف کے لفظوں سے شروع کی ہیں جیسے یہ سورہ یا جیسے الحمد للہ رب العالمین الخ سے یہ مطلب ہے کہ لوگ ان لفظوں سے اللہ کی تعریف کیا کریں اگرچہ اللہ کی مخلوقات بے گنتی ہے لیکن اس سورہ میں انسان کی ہدایت کے بہت سے احکام ہیں اور آسمان و زمین کے عجائبات پر غور کرنے سے انسان کے دل میں اللہ کی قدرت کی بڑی عظمت پیدا ہو سکتی ہے جس کے سبب سے پھر اللہ کے احکام کے موافق ہدایت پانے کا موقع بھی اس کو مل سکتا ہے اس واسطے یہاں اور مخلوقات میں سے فقط آسمان و زمین کا ذکر فرمایا سورہ بنی اسرائیل میں معراج کی حدیثیں آ چکی ہیں جن میں سات آسمانوں اور ان کے عجائبات کا ذکر ہے اسی طرح سورۃ النبا میں حدیثیں آویں گی جن میں ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک پانسو برس کی راہ کے فاصلہ کا اور اسی قدر ہر ایک آسمان کی موٹائی کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں اور ایک زمین سے دوسری زمین تک پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے خیر یہ باتیں تو علم دین کے جاننے پر منحصر ہیں لیکن آسمان و زمین کی اتنی حالت تو سب کی آنکھوں کے سامنے ہے کہ وقت مقررہ پر ایک سال بھی آسمان سے مینہ نہ برسے یا مینہ تو برسے مگر اللہ کے حکم سے زمین کی پیداوار پر کچھ آفت آ جاوے تو انسان کی ساری آسائش خاک میں مل جاوے

یہ بھی آسمان کی حالت کا ایک نتیجہ ہے کہ آسمان کی گردش سے رات کا اندھیرا دن کا اجالا پیدا ہوتا ہے جس سے انسان کی راحت معیشت طرح طرح کے کاروبار سب کچھ قائم ہے اہل مکہ نے سوارات کے اندھیرے کے کفر و شرک و جہالت کا اندھیرا بھی پھیلا رکھا تھا اس واسطے اندھیرے کے لفظ کو جمع کر کے فرمایا مطلب یہ ہے کہ رات کے اندھیرے کے ساتھ جس طرح اللہ تعالےٰ نے دن کا اجالا پیدا کیا ہے اسی طرح کفر و شرک کے مٹانے کے لئے نورانی پیدا کیا ہے جس کی نعمت یہ ہے وہ اس کفر و شرک کے اندھیرے سے نکل کر ایمان کی روشنی پا سکتا ہے آخر میں فرمایا کہ جب یہ سارا کارخانہ اللہ تعالےٰ کا پیدا کیا ہوا ہے جس میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے تو پھر یہ منکر شریعت لوگ دوسروں کو اللہ کا ہمسر ٹھیرا کر اللہ کی تعظیم و عبادت میں جو ان دوسروں کو شریک کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی بڑی نادانی ہے صحیح بخاری اور مسلم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی حدیث گذر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ لوگ اپنی نادانی سے اللہ کی تعظیم اور عبادت میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنی بردباری سے ان لوگوں کی زیست اور صحت کے کارخانے حسب دستور قائم رکھے ہیں ان لوگوں کی نادانی کی سزا کے طور پر ان کارخانوں میں کچھ ردوبدل نہیں فرمایا یہ حدیث آیت کی گویا تفسیر ہے آیت اور حدیث کو ملا کر یہ مطلب ہوا کہ انسان کو اس کی راحت کے ہر طرح کے سامان کو تو بغیر کسی کی شراکت کے اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا لیکن بعضے نادان لوگ بلا استحقاق دوسروں کو اس کی تعظیم اور عبادت میں شریک کرتے ہیں اس پر وہ اپنی بردباری سے ان لوگوں کے راحت کے سامان میں کچھ خلل نہیں ڈالتا۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰۤى اَجَلًا ؕ وَ اَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهٗ ثُمَّ اَنْتُمْ تَمْتَرُوْنَ ۝ وَ هُوَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ فِی الْاَرْضِ ؕ یَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَ جَهْرَكُمْ وَ یَعْلَمُ مَا تَكْسِبُوْنَ ۝

(ترجمہ) وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت معین کیا اور دوسرا معین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک رکھتے ہو اور وہی ہے معبود برحق آسمانوں میں بھی اور زمین میں بھی وہ تمہارے پوشیدہ احوال کو بھی اور تمہارے ظاہر احوال کو بھی جانتا ہے اور تم جو کچھ عمل کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

تفسیر۔ ابو داؤد اور ترمذی میں ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم کو ایک مٹھی خاک سے جو تمام زمین سے لی گئی ہے بنایا ہے اسی واسطے ان کی نسل میں طرح طرح کے لوگ ہیں ہر جگہ کی مٹی کے اثر سے کوئی گورا ہے کوئی کالا ہے کوئی سانولا کوئی بدمزاج سخت خو کوئی نیک مزاج نرم ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے کفار اور بد مزاج کے لوگ مرنے کے بعد پھر پیدا ہونے کی خبر قرآن میں سنکر بڑے تعجب سے کہتے تھے کہ من یحیی العظام وھی رمیم جس کا مطلب یہ ہے کہ ہڈیوں کی مٹی ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ پیدائش کیونکر ہوگی ان کے قائل کرنے کو اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور ان کو جتلایا کہ آخر وہ ہڈیاں گل سڑ کر ایسی مٹی تو ہو جاویں گی جس طرح کی مٹی آدم کے تمام جسم کی مٹی سے ایک پتلا ایسا بنا دیا گیا جس میں گوشت ہڈی چمڑوں کے پیدا کی صلاحیت

صحیح بخاری شریف اردو

(سلسلہ گذشتہ)

ابواب الاستسقاء

۹۴۰۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب کی عادت تھی کہ جب لوگ قحط زدہ ہوتے تو وہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسل سے پانی برسنے کی دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ (پہلے) ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل کے ساتھ توسل کیا کرتے تھے اور تو پانی برسا دیتا تھا اب ہم اپنے نبی کے چچا کے ساتھ توسل کرتے ہیں پس اب بھی تو (ہم کو) پانی برسا دے حضرت انس کہتے ہیں پانی برسنے لگتا تھا۔

باب استسقا میں چادر الٹ دینا (مسنون ہے)

۹۴۱۔ حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا کی دعا مانگی تو اپنی چادر الٹ دی۔

۹۴۲۔ حضرت عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کی طرف تشریف لیگئے اور پانی برسنے کی دعا مانگی پس آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر الٹ لی اور دو رکعت نماز پڑھی (ابو عبداللہ کہتا ہے کہ ابن عیینہ کہتے تھے کہ یہ عبداللہ بن زید وہ صحابی ہیں جن سے یہ حدیث مروی ہے (یہی) اذان والے صحابی ہیں جنھوں نے اذان خواب میں دیکھی تھی، مگر یہ وہم ہے یہ عبداللہ بن زید جن سے یہ حدیث مروی ہے عبداللہ بن زید بن عاصم مازنی ہیں مازن انصار کا قبیلہ ہے اور اذان والے عبداللہ بن زید بن عبد ربہ ہیں)

باب پروردگار بزرگ برتر کا اپنی مخلوق سے بذریعہ قحط کے انتقام لینا (ثابت ہے) جبکہ اس کے حرام کی ہوئی چیزوں کی بےحرمتی کی جائے یعنی ان کا ارتکاب کیا جائے)

باب جامع مسجد میں پانی برسنے کی دعا مانگنا بھی حدیث سے ثابت ہے۔

۹ [illegible]۔ حضرت انس بن مالک ایک شخص کا ذکر کرتے تھے کہ وہ جمعہ کے دن (مسجد شریف میں) اس دروازہ سے جو منبر (مقدس) کے سامنے تھا آیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (اس وقت) کھڑے ہوئے (جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے پس وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ (لوگوں کے) مال ختم ہو گئے اور (پانی نہ ہونے کے سبب سے) راستے بند ہو گئے پس اللہ سے دعا فرمائیے کہ پانی برسائے حضرت انس کہتے ہیں کہ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ ہمیں پانی پلا دے اے اللہ ہمیں پانی پلا دے اے اللہ ہمیں پانی (پلا دے)۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ اس وقت تک خدا کی قسم ہم آسمان میں ابر یا ابر کا ٹکڑا وغیرہ کچھ بھی نہ دیکھتے تھے اور ہمارے اور سلع (نامی پہاڑ) کے درمیان میں کوئی گھر یا مکان بھی حائل نہ تھا جو کہا جائے کہ شاید اس میں ابر ہو حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت کے دعا مانگتے ہی ایک ڈھال کے مثل (پہاڑ) کے پیچھے سے برآمد ہوا اور جب وہ بیچ آسمان میں پھیل گیا تو اس کے برسا انس کہتے ہیں خدا کی قسم ایک ہفتہ تک آفتاب کی شکل کو نہیں دیکھا پھر آئندہ جمعہ میں ایک شخص اسی دروازہ سے (مسجد شریف میں) حاضر ہوا اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (جمعہ کا) خطبہ پڑھ رہے تھے پس وہ شخص آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (لوگوں کے) مال (پانی کی کثرت سے) خراب ہو گئے اور راستے بند ہو گئے پس آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ پانی کو روک دے حضرت انس کہتے ہیں پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے بعد اس کے کہا کہ اللھم حوالینا ولا علینا اللھم علی الاکام والجبال والظراب والاودیۃ ومنابت الشجر حضرت انس کہتے ہیں (آنحضرت کے یہ کہتے ہی) پانی موقوف ہو گیا اور ہم لوگ دھوپ میں چلنے لگے شریک کہتے ہیں میں نے انس سے پوچھا کہ یہ وہی پہلا شخص تھا جس نے حضرت سے آکر پانی برسنے کے لئے عرض کیا تھا، انس نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں۔

باب منبر پر استسقا کی دعا مانگنا (حدیث سے ثابت ہے)

(۹۴۵) حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اس حالت میں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے ایک شخص آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! پانی کا قحط پڑ گیا ہے پس آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ پانی برسائے تو آپ نے دعا کی اور پانی برسا ہم لوگ اپنے گھروں تک پہنچے [illegible] اور برابر آئندہ جمعہ تک پانی برستا رہا حضرت انس کہتے ہیں پھر دوسرے جمعہ میں وہی شخص یا کوئی اور کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ پانی کو ہم سے پھیر دے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا پس میں نے ابر کو دیکھا کہ دائیں بائیں پھٹنے لگا (اور ان پر) پانی برستا رہا اور مدینہ میں پانی برسنا موقوف ہو گیا۔

باب جس نے استسقا میں صرف نماز جمعہ کیساتھ اکتفا کی (یعنی نماز جمعہ میں دعا مانگ لی) اور نماز استسقا علیحدہ نہ پڑھی اس نے بھی موافق سنت کیا۔

۹۴۶۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص (نماز جمعہ میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ مویشی مر گئے اور (قحط کے سبب) راستے بند ہو گئے تو حضرت نے دعا کی اور اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا پھر (دوسرے جمعہ میں) وہ آیا اس نے عرض کیا کہ لوگوں کے گھر گرنے لگے اور (پانی کی طغیانی سے) راستے بند ہو گئے اور مویشی مرے جاتے ہیں تو حضرت کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ اللھم علی الاکام والظراب والاودیۃ ومنابت الشجر پس ابر مدینہ سے پھٹ گیا جیسے کپڑا (جسم سے) پھٹ جائے۔

باب جب پانی کی کثرت کے سبب راستے بند ہو جائیں تو (پانی موقوف ہو جانے کی) دعا مانگنا (درست ہے)

۹۴۷۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آیا [illegible]

بند ہو گئے پس آپ اللہ سے دعا کیجئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا پھر دوسرے جمعہ میں ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پانی کی طغیانی سے لوگوں کے گھر گر گئے اور راستے بند ہو گئے اور مویشی مرے جاتے ہیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم علی رؤس الجبال والآکام وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر پس ابر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا جسم سے ہٹ جائے۔

باب جو کہا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا میں جمعہ کے دن اپنی چادر نہیں الٹی صحیح ہے

۹۴۸۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مال کے برباد ہو جانے اور بال بچوں کے بھوکے ہونے کی شکایت کی تو آپ نے اللہ سے پانی برسنے کی دعا مانگی اور راوی نے اس حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ حضرت نے اپنی چادر الٹ لی اور نہ یہ کہ آپ نے قبلہ کی طرف منہ کیا۔

باب۔ جب لوگ امام سے درخواست کریں کہ وہ پانی برسنے کی دعا مانگے تو امام ان کی درخواست کا رد نہ کرے۔

۹۴۹۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قحط کے سبب سے مویشی مر گئے اور راستے بند ہو گئے پس آپ اللہ سے دعا کیجئے پس آپ نے اللہ سے دعا کی تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک پانی برستا رہا پھر ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پانی کی ایسی طغیانی ہے کہ لوگوں کے گھر گر گئے اور راستے بند ہو گئے اور مویشی مر گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللھم علی ظہور الجبال والآکام وبطون الاودیۃ ومنابت الشجر پس ابر مدینہ سے ہٹ گیا جیسے کپڑا جسم سے ہٹ جائے۔

باب جب قحط کے وقت مشرک لوگ مسلمانوں سے درخواست کریں کہ پانی برسنے کی دعا مانگو تو ان مشرکوں کی درخواست بھی قبول کر لینی چاہیے۔

۹۵۰۔ مسروق کہتے ہیں میں (ایک دن) حضرت ابن مسعود کے پاس آیا تو انہوں نے ذکر کیا کہ قریش (کے لوگوں) نے جب اسلام لانے میں تاخیر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے بددعا کی چنانچہ انہیں قحط سالی نے آلیا یہاں تک کہ بہت لوگ اس میں مر گئے اور لوگ مردوں کو اور ہڈیوں کو کھانے لگے پس ابو سفیان حضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ یا محمد آپ تو صلہ رحم کا حکم دینے (کو) آئے ہیں اور بیشک آپ کی قوم کے لوگ مر گئے پس آپ اللہ عزوجل سے دعا کیجئے تو آپ نے یہ آیت پڑھی فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین الآیہ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب وہ قحط دور ہو گیا تو پھر وہ لوگ اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے پس اللہ تعالیٰ کا یہ قول بدر کے دن ان پر صادق آیا یوم نبطش البطشۃ الکبریٰ اور اسباط نے منصور سے اتنی بات اور زیادہ کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی اور پانی برسا اور سات روز تک خوب خوشی رہی اور لوگ پانی کی زیادتی کی شکایت

کرنے لگے تو آپ نے فرمایا اللھم حوالینا ولا علینا پس ابر سر مبارک سے پھٹ گیا اور گرد بھی ان پر برستا رہا۔

باب جب پانی کی شدت ہو جائے تو یہ دعا کرنا مسنون ہے کہ اللھم حوالینا ولا علینا

۹۵۱۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہے تھے کہ لوگ کھڑے ہو گئے اور چلانے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ پانی کا قحط پڑ گیا ہے اور درخت (سوکھ کے) سرخ ہو گئے اور جانور مر گئے آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ پانی برسائے چنانچہ آپ نے دو مرتبہ دعا کی کہ اللھم اسقنا اور اللہ کی قسم ہم (اس وقت) آسمان میں کوئی ابر کا ٹکڑا نہ دیکھتے تھے کہ یکایک ایک ابر پیدا ہو گیا اور برسنے لگا اور حضرت منبر سے اتر آئے اور نماز پڑھی پس جب آپ نماز پڑھ کے لوٹے تو بہت زور سے پانی برس رہا تھا اور دوسرے جمعہ تک برستا رہا پس جب دوسرے جمعہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو لوگ آپ کے سامنے چلانے لگے کہ پانی کی شدت سے گھر گر گئے اور راستے بند ہو گئے لہٰذا آپ خدا سے دعا کیجئے کہ پانی کو موقوف فرمائے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے اور فرمایا کہ اللھم حوالینا ولا علینا اور مدینہ کھل گیا مدینہ کے آس پاس برستا تھا اور مدینہ میں ایک قطرہ بھی نہ برستا تھا تو میں نے مدینہ کی طرف دیکھا کہ وہ ابر کے بیچ میں مثل تاج کے دکھلا ہوا تھا۔

باب۔ استسقا میں کھڑے ہو کر دعا مانگنا مسنون ہے اور ہم سے ابو نعیم نے زہیر سے انہوں نے ابو اسحاق سے نقل کیا کہ عبد اللہ بن یزید انصاری استسقا کی دعا مانگنے نکلے اور ان کے ہمراہ براء بن عازب اور زید بن ارقم بھی گئے اور استسقاء کی دعا مانگی۔ پس عبد اللہ بن یزید اپنے دونوں پیروں پر بغیر منبر کے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے استسقا کی دعا مانگی پھر دو رکعت نماز پڑھی اس میں بلند آواز سے قرات کی اور نہ اذان پڑھی اور نہ اقامت ابو اسحاق کہتے ہیں کہ عبد اللہ ابن یزید نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے (یعنی وہ صحابی ہیں ان کی نقل سند ہے)

۹۵۲۔ عباد بن تمیم کہتے ہیں کہ ان کے چچا نے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے ان سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ہمراہ استسقاء کی دعا مانگنے تشریف لے گئے پس آپ کھڑے ہو گئے اور کھڑے ہو کر اللہ سے دعا مانگی پھر قبلہ کی طرف منہ کیا اور اپنی چادر الٹ لی پس پانی برسنے لگا۔

باب استسقاء کی نماز میں بلند آواز سے قرات کرنا ثابت ہے

۹۵۳۔ عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم استسقاء کی دعا مانگنے تشریف لے گئے پس آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر لیا اور دعا مانگی اور اپنی چادر الٹ لی پھر اس کے بعد دو رکعت نماز پڑھی ان میں بلند آواز سے قرات کی۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے استسقا میں لوگوں کی طرف اپنی پیٹھ کس طرح پھیری۔

کتاب الفقہ

باب الصوم
(بسلسلہ گزشتہ)

ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا

منہ میں لعاب جمع کرکے اندر نگل لیا، منہ کا لعاب ہونٹوں پر آگیا اور اس کو اندر ہی اندر چوس گیا، تھوک لٹک کر ٹھوڑی سے نیچے آگیا مگر رشتہ اس کا سلسلہ نہیں ٹوٹا ہے اگر رشتہ کے سلسلہ ٹوٹنے کے بعد اس کو اندر کھینچ لیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا؛ کلی کی اور بعد میں پانی کی تری منہ میں رہی کہ تھوک کے ساتھ اندر چلی گئی، پانی منہ میں لیا اور اس کا میٹھا پن حلق میں معلوم کیا، آنسو یا پسینہ ایک یا دو بوند حلق میں گئیں، گیہوں کا ایک دانہ چبا لیا، ایک تل لیکر اس کو چبا لیا اور اس کا مزہ حلق تک نہ گیا (اگر مزہ حلق تک گیا تو روزہ فاسد ہو جائیگا)؛ تل جو دانت میں رات کو اٹکا رہ گیا تھا اس کو اندر ہی اندر حلق میں نگل گیا، ناک میں بلغم آیا اور حلق کے راستے اتار گیا، دانت میں سے خون نکل کر تھوک کے ساتھ پیٹ میں گیا اگر خون تھوک سے کم تھا (اگر برابر تھا یا زیادہ تو روزہ ٹوٹ جائیگا)؛ دانت میں سے ذرا سا خون نکل کر حلق میں گیا نہ پیٹ میں، غبار یا مکھی یا دھواں حلق میں چلا گیا اور روزہ یاد بھی تھا؛ قصداً تھوڑی سی قے کرنا جبکہ روزہ یاد تھا (ابو یوسف و امام محمد کے نزدیک روزہ فاسد ہو جائیگا)؛ دوا آنکھ میں ڈالی اگرچہ اس کا مزہ بھی حلق میں آیا؛ تصور و خیال سے منی نکلی؛ صبح تک ناپاک رہا پھر تمام وقت جنبی رہا؛ پانی کان میں ٹپکایا یا خود بخود پانی کان میں چلا گیا؛ عطر یا خوشبو سونگھی؛ آب سرد سے غسل کیا اور اس کا اثر جسم تک محسوس ہوا؛ پانی میں غوطہ لگایا کہ پانی کان میں بھی گھس گیا؛ روزہ توڑ لینے کی نیت کی مگر درحقیقت توڑا نہیں؛ پانی ناک میں لیا تھا کہ حلق میں اتر گیا اور باہر آگیا؛ سحری کھائی جبکہ صبح کے متعلق شبہ تھا؛ زخم شکم یا زخم سر کے راستہ سے کنکر اندر چلا گیا؛ مسامات کے راستہ رطوبت پانی یا سی رقیق چیز کی اندر گئی؛ جانور کو پیار کیا اور انزال ہوا؛ مرد کو انزال ہوا جبکہ عورت نے مساس کیا؛ خشک انگلی یا تیل یا ذبر داخل کی (اگر تر انگلی کی تو روزہ ٹوٹ جائے گا) اور لکھی حلق میں گئی۔

ان صورتوں میں روزہ مکروہ ہو جائیگا

بلا عذر کسی چیز کو چکھنا، روزہ فرض میں ہو یا نفل میں؛ بلا عذر کوئی چیز چبانی؛ لعاب منہ میں جمع کرکے پی جانا؛ شہد یا تیل یا اور کسی چیز کو خریدتے وقت بلا ضرورت چکھنا؛ پانی دیر تک منہ میں رکھنا؛ بغیر وضو کے خنکی کے خیال سے کلی کرنی یا ناک میں پانی لینا؛ بوسہ لینا اگر خوف جماع یا انزال ہو؛ تقبیل فاحشہ؛ مباشرت فاحشہ اگرچہ خوف جماع یا انزال نہ ہو، اگر خوف انزال و جماع ہو تب بھی مباشرت فاحشہ مکروہ ہے؛ استنجا پانی سے ... کرنا؛ پانی میں ...؛ گوند چبانا؛ جھوٹ بولنا؛ غیبت کرنا؛ گالی دینا؛ بے ہودہ بات کہنا؛ کسی کی عیب جوئی کرنا؛

چغل خوری کرنا، غسل ٹھنڈک کے واسطے کرنا، بھیگا کپڑا جسم پر لپیٹنا، پانی پر بہت ڈالنا ابو یوسف کے نزدیک مکروہ نہیں ہے اسی پر عمل ہے۔

ان صورتوں میں روزہ مکروہ نہیں ہوگا

بالعذر کسی چیز کو چکھنا روزہ فرض میں ہے نہ نفل میں، بالعذر کوئی چیز چبانی، لعاب منہ میں جمع کرکے پی جانا، بعذر کسی چیز کو چکھنا یا چبانا، خریدنے کے واسطے کسی چیز کو چکھنا جبکہ غبن کا خوف ہو، مسواک کرنا تر ہو یا خشک چاہے زوال کے بعد ہی ہو، بوسہ لینا اگر خوف انزال و جماع نہ ہو، گلاب یا عطر سونگھنا، معانقہ کرنا اگر خوف انزال و جماع نہ ہو، مس کرنا اگر خوف جماع یا انزال نہ ہو ورنہ مکروہ ہے جیسا کہ عالمگیری میں لکھا ہے؛ سرمہ لگانا اگر زینت کی نگاہ سے نہ ہو ورنہ مکروہ ہے؛ تیل ملنا؛ پچھنے لگانے اگر ضعف کا خوف نہ ہو ورنہ مکروہ ہوگا؛ فصد لینی اگر ضعف کا خوف نہ ہو۔

قضا و کفارہ و فدیہ طریق ادائیگی

روزہ کے بدلے روزہ دینا قضائے روزہ ہے: جو روزہ توڑ دیا یا نہ رکھا تو اس کے بدلہ کا روزہ رکھا جاتا ہے اور یہ اس روزہ کی قضا کہلاتی ہے ہاں رمضان کا روزہ توڑنے سے بدلہ کا روزہ اور کفارہ دینا ہوتا ہے مگر بعض صورتوں میں اس کی بھی صرف قضا ہی دینی ہوتی ہے۔

رمضان کے روزہ کے بدلہ روزہ دینے کے علاوہ جرمانہ دینا کفارہ ادا کرنا ہے یہ خصوصیت صرف رمضان ہی کے روزہ کو ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ رمضان ہی میں واقع ہوا ہو اور نیت رات سے کی گئی ہو اور وہ روزہ خلاف حکم شرع توڑا گیا ہو۔

جرمانہ رمضان کے روزہ کا ہوتا ہے کفارہ صرف رمضان کے روزہ کا دیا جاتا ہے۔

کفارہ۔ رمضان کے روزہ کا کفارہ غلام آزاد کرنا ہے خواہ غلام مسلمان ہو یا کافر اگر یہ نہ ہو سکے تو دو ماہ کے روزے برابر رکھے اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلانا ہر مسکین کو ایک صاع چھوارے یا جو یا نصف صاع گیہوں۔ امام مالک کے نزدیک جائز ہے ان تینوں میں سے جونسا کفارہ چاہے دے۔ مگر بادشاہ کے ذمہ کفارہ غلام ہی کا ادا کرنا ہے۔

ماہ رمضان میں روزہ توڑنے کا کفارہ مثل کفارہ ظہار کے ہے بسبب اس حدیث کے جس کا ذکر کیا گیا اور بموجب حدیث اعرابی کے کہ وہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہلاک ہو گیا میں اور ہلاک کیا میں نے دوسرے کو آپ نے دریافت کیا کہ کونسے

کیا کیا عرض کیا کہ میں نے رمضان کے روزہ میں قصداً بیوی سے صحبت کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک غلام آزاد کردے اس نے کہا کہ غلام تو میرے پاس نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تو پھر دو ماہ کے روزے برابر برابر رکھ عرض کیا کہ جو کچھ مجھ پر واقع ہوا ہے وہ روزہ ہی کی وجہ سے ہوا ہے یعنی دو ماہ برابر روزہ رکھ کر کس طرح امید کر سکتا ہوں کہ پھر ایسا اتفاق نہ ہو آپ نے فرمایا کہ اچھا تو پھر ساٹھ مساکین کو کھانا کھلا دے عرض کیا کہ اس قدر میں استطاعت نہیں رکھتا پس حکم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملازم کو ایک فرق کھجوروں کا یعنی ایک ٹوکرا بھرا ہوا لاؤ اور اس کو دیدو اور اس سے کہا کہ ان کو مساکین کو تقسیم کردے اس نے عرض کیا کہ خدا کی قسم کل مدینہ میں مجھ سے اور میرے اہل و عیال سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ تو اور تیرے عیال ہی اس کو کھائیں کفارہ کے معاملہ میں یہ کفارہ تیرے ہی واسطے مخصوص ہے نہ تیرے بعد اور کے واسطے۔

مروی ہے حضرت ابو ہریرہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس شخص کو کہ افطار کیا تھا اس نے رمضان میں یہ کہ ایک غلام آزاد کرے یا دو ماہ کے روزے رکھے برابر برابر یا ساٹھ مساکین کو کھانا کھلادے۔

کفارہ اسی ترتیب سے دیا جانا واجب ہے جس طرح کہ حدیث میں مذکور ہے مگر شافعی کے نزدیک ان میں سے جونسا کفارہ چاہے دے سکتا ہے مگر اس حدیث کا جو اوپر ذکر ہوئی زیادہ تر مقصد ترتیب کا ہے۔

اگر کفارہ کے روزے قضا و کفارہ کے ملا کر رکھے اور قضا کے دن کی تخصیص نہیں کی تو مضائقہ نہیں فقیہ ابو اللیث نے جائز رکھا ہے۔

کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اگرچہ غلام کافر ہی ہو اگر اس کے قابل نہ ہو تو دو ماہ کے روزے برابر برابر رکھے اور ان میں عیدین اور ایام تشریق کے دن نہ آویں کیونکہ ان میں روزے رکھنے منع ہیں اگر بیچ میں سے ایک روزہ رہ جاتا ہے تو پھر از سر نو رکھے ہاں حیض کے دن بیچ میں سے نکالے جا سکتے ہیں ان کے آجانے سے از سر نو روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہاں اگر نفاس کے دن بیچ میں آجاویں تو پھر دو ماہ کے روزے از سر نو بعد فراغت نفاس رکھے۔ پھر روزہ بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے صبح اور شام یعنی دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر ان کو کھلائے صبح شام کا کھانا ایک مسکین کو کھلا دے یہ نہ ہو کہ صبح کسی اور مسکین کو کھلایا شام کسی اور کو اگر ایک ہی فقیر کو ساٹھ روز تک برابر دونوں وقت کھانا دیا تب بھی کافی ہے اگر ساٹھ مساکین کی قدر ایک مسکین کو ایک روز دیدے تو صرف ایک روز کا ادا ہوگا۔

اگر گیہوں کی روٹی ہے تو بغیر سالن دینے کافی ہے ہاں اگر جو کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ سالن ہونا ضرور ہے کیونکہ وہ روٹی سخت ہوتی ہے پیٹ بھر کر بوجہ سختی کے نہیں کھائی جا سکتی جب تک سالن ساتھ نہ ہو اور گیہوں کی روٹی بغیر سالن بھی پیٹ بھر کر کھائی جا سکتی ہے بلکہ کہا گیا ہے کہ گیہوں کی روٹی کا سالن وہی ہے تو یاد رکھو جس نے گیہوں کی روٹی کے ساتھ سالن بھی مانگا تو سمجھو کہ وہ مسکین بھوکا نہیں ہے تو اگر ایسے پیٹ بھرے کو کھلایا تو وہ صدقہ شمار نہ ہوگا کسی اور مسکین کو کھلانا ہوگا تو جس طرح مذکور ہوا اسی طرح کھانا کھلایا جائے یا ہر فقیر کو دو سیر صاع یعنی پونے دو سیر گیہوں دیدے یا گیہوں کا آٹا یا ستو یا ایک صاع جو یا انگور یا کھجوریں یا ان کی قیمت دیدے اگرچہ اوقات متفرقہ میں دیدے۔

رمضان کے روزہ کے بدلے خیرات دینی فدیہ ادا کرنا

مگر اس کی اجازت صرف شیخ فانی کو ہے یا ایسے شخص کے متعلق فدیہ ادا کیا جاتا ہے جو مر گیا ہو اور قضائے رمضان اس کے ذمہ ہو۔

فدیہ یہ صدقہ ایک وقت کی نماز کا ایک روزہ کے صدقہ کے برابر ہے اور یہی صحیح ہے مگر بعض کے نزدیک پانچ نمازوں کا فدیہ یعنی ایک دن کی نمازوں کا ایک دن کے روزہ کے برابر ہے۔

رمضان کے روزوں کی قضا دوسرے رمضان کے پہلے پہلے دے سکتا ہے یہ جو کہ سکے تو دوسرے رمضان کے بعد دے چنانچہ اگر روزوں کی قضا دینے میں اتنی دیر کردی کہ دوسرا رمضان آگیا تو موجودہ رمضان کے روزے رکھے کیونکہ ان کا وقت آپہنچا ہے اس کے بعد گذشتہ کی قضا دے کیونکہ اب قضا اسی وقت دی جا سکتی ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے کہ ایک رمضان سے دوسرا آگیا فدیہ نہیں دینا ہوگا۔

دلیل وجہ یہ ہے کہ تاخیر کرنا اس کے لئے جائز ہے حتی کہ اگر رمضان اول کے بعد نفل روزے بھی رکھے اور رمضان کی قضا دینے میں تاخیر کردے تب بھی مضائقہ نہیں۔

اتنی تاخیر سے بعض کے نزدیک فدیہ بھی لازم ہوگا اگر دوسرا رمضان آپہنچے تو گذشتہ رمضان کی قضا کے روزے نہ رکھے بلکہ موجودہ رمضان کے رکھے ہاں بعد رمضان کے پھر اس قضا کے روزے رکھے اور صدقہ ہر روزہ کے متعلق دینا ضرور نہیں لیکن امام شافعی کے نزدیک صدقہ بھی دینا لازم ہوگا۔

امام شافعی کے نزدیک اس موقع پر صدقہ دینا اور قضا روزہ رکھنا دونوں چاہیئں کیونکہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے رمضان تھا تو آپ نے روزے نہ رکھے پھر تندرست ہوئے تو دوسرے رمضان تک قضا روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا تو آپ نے دوسرے رمضان کے روزے رکھے پھر بعد میں وہ روزے رکھے جو قضا کئے تھے اور ہر روز ایک مسکین کو کھانا دیتے تھے مگر اس حدیث کے راویوں میں ایک تو ابراہیم بن نافع ہے جس کی صاف طور پر ابو حاتم رازی نے کہا ہے کہ جھوٹ بولتا ہے اور ایک اور شخص بھی راوی ہے جس کو وضع حدیث کی تہمت لگی ہوئی ہے علمائے حنفیہ جو دلیل پیش کرتے ہیں وہ کلام مجید کی آیت ہے فعدة من أيام أخر یعنی پھر اتنے ہی شمار سے دوسرے دنوں میں روزے رکھ لے۔

جس شخص کے ذمہ رمضان کے روزہ کی قضا باقی ہو اس کو رمضان کے قضا دینے سے پہلے نفل روزہ رکھنا مکروہ نہیں۔

رمضان کے روزوں کی قضا چاہے برابر روزہ رکھ کر ادا کرے اور چاہے بیچ میں فرق دیکر کیونکہ وجوب قضا کے متعلق جو نص ہے وہ مطلق ہے لیکن مستحب یہ ہے کہ برابر برابر روزہ رکھے تاکہ واجب اس کے ذمہ سے جلد ادا ہو جاوے۔

اگر رمضان بے خبری میں گذر جائے یعنی کوئی شخص ایسی جگہ قید ہو کہ اس کو رمضان کے مہینے کی خبر ہی نہ ہو سکے تو قضا کس طرح دے۔

اگر کافر دار حرب میں مسلمان ہو جائے اور رمضان کے واجب ہونے کا علم اس کو رمضان نکل جانے کے بعد معلوم ہوا تو اس پر اس رمضان کی قضا واجب نہیں ہاں اگر رمضان کے درمیان میں اس کو یہ حکم معلوم ہوا تو جو حکم مہینے کے متعلق ہے وہی اس کے متعلق ہے۔

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام و عظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

(ایک جدید کتاب خاص مولوی کیلئے)

بلال بن عبداللہ بن عمر بن خطاب قرشی عدوی حدیث ان کی درست ہے۔

بسر بن محجن دیلمی حجازی اپنے والد سے انہوں نے روایت کی ہے ابن مندہ نے ان کے نام کی اسماء صحابہ میں لکھا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے اور بخاری وغیرہ محدث کہتے ہیں کہ یہ تابعی تھے اور یہی قول صحیح ہے زید بن اسلم نے بسر مذکور سے حدیث روایت کی ہے محجن م کی زبر اور ح کی سکون اور ج کی زبر کے ساتھ ہے اور دیلمی دکی زیر اور ی کی سکون کے ساتھ ہے۔

بشر بن مروان بن حکم اموی قرشی عبد الملک کے بھائی۔ یہ اپنے بھائی کی طرف سے عراق کے والی تھے خطبہ یوم الجمعہ میں ان کا ذکر ہے۔ بشر ب کی زیر اور ش کی سکون کے ساتھ ہے۔

بشر بن رافع یحیٰی بن کثیر اور بہت لوگوں سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے عبد الرزاق وغیرہ نے احمد بن حنبل ان کو ضعیف فرماتے ہیں اور ابن معین قوی کہتے ہیں۔

بشر بن مسعود ابی مسعود بدری اپنے والد سے انہوں نے اور خود ان سے عروہ اور یونس بن میسرہ اور بہت لوگوں نے روایت کی ہے۔

بشر بن میمون انہوں نے اپنے چچا اسامہ بن اخدری سے اور خود ان سے بشر بن مفضل وغیرہ نے روایت کی ہے اور روایت میں یہ سچے تھے۔

بجالہ بن عبدہ تمیمی کاتب جزء بن معاویہ یہ احنف بن قیس کے چچا ہیں اور ثقہ ہیں اہل بصرہ میں ان کا شمار ہے عمران بن حصین سے انہوں نے اور خود ان سے عمرو بن دینار نے حدیث سنی ہے بجالہ موصوف سنہ ستر کے میں زندہ تھے۔ بجالہ ب اور ج کی زبر اور تخفیف کے ساتھ ہے اور جزء ج کی زبر اور ز کی سکون کے ساتھ ہے۔

ابو بردہ عامر بن عبداللہ بن قیس یہ عامر بن ابی موسیٰ اشعری مشہور تابعی ہیں اور بہت سی حدیثیں ان سے روایت ہیں انہوں نے اپنے والد اور حضرت علی اور صحابہ سے حدیث سنی ہے شریح کے بعد کوفہ کے قاضی ہوئے تھے پھر حجاج نے ان کو معزول کر دیا تھا۔

ابو بکر بن عیاش مشہور شخص ہیں۔ ابو اسحٰق وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے احمد اور ابن معین نے۔ احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ بکر موصوف ثقہ اور سچے شخص ہیں مگر کبھی کبھی غلطی بھی کر جاتے ہیں۔ سنہ ہجری میں چھیانوے برس کی عمر میں انہوں نے انتقال کیا۔ عیاش ی کی تشدید کے ساتھ ہے۔

بکیر بن عبد الرحمٰن مخزومی ان کا نام بھی ان کی کنیت ہے اور یہ تابعی حضرت عائشہ اور ابو ہریرہ سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے شعبی اور زہری نے روایت کی ہے۔

ابو بکر بن عبداللہ بن زبیر حمیدی یہ بخاری کے استاد ہیں مفصل ذکر ان کا انشاء اللہ تعالیٰ حرف العین میں آوے گا۔

ابو البختری نام ان کا سعید بن فیروز ہے اور روایت بلال کے بارے میں ان کی حدیث ہے۔

فصل صحابیات کے ذکر میں

بریرہ ب کی زبر اور پہلی ر کی زیر اور ی کی سکون اور دوسری ر کی زبر کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہؓ کی آزاد کردہ لونڈی ہیں حضرت عائشہ اور ابن عباس اور عروہ بن زبیر نے انہوں سے روایت کی ہے۔

بسرہ بنت صفوان بن نوفل قرشیہ اسدیہ یہ ورقہ بن نوفل کی بھتیجی ہیں۔

بہیسہ یہ حضرت کی صحبت سے مشرف ہوئی ہیں اور انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت سرور کائنات سے روایت کیا ہے بیع کے ذکر میں ان سے حدیث مذکور ہے۔ بہیسہ ب کی پیش اور ہ کی زبر اور ی کی سکون کے ساتھ ہے۔

ام بجید نام ان کا حوا بنت یزید بن سکن انصاریہ ہے اور اسماء بنت یزید کی یہ بہن ہیں ان کے نام سے ان کی کنیت زیادہ مشہور ہے اور یہ ان عورتوں میں سے ہیں جنھوں نے حضرت سے بیعت کی تھی عبد الرحمٰن بن بجید نے ان سے روایت کی ہے بجید بجد کا مصغر ہے۔

فصل تابعیہ عورتوں کے ذکر میں

بنانہ ب کی پیش اور ن کی تخفیف کے ساتھ یہ عبد الرحمٰن بن حیان کی آزاد کردہ لونڈی ہیں حیان ح کی زبر ی کی تشدید کے ساتھ ہے۔

فصل صحابہ کے ذکر میں

تمیم داری بن اوس داری یہ پہلے نصرانی تھے پھر سنہ ۹ ہجری میں اسلام لائے اور ایک رکعت میں قرآن شریف ختم کیا کرتے تھے اور بعض دفعہ ساری رات ایک ہی آیت کی تکرار میں گزار دیتے تھے۔ محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ تمیم داری ایک رات کو سو گئے تو اتفاق سے تہجد کے لئے ان کی آنکھ نہ کھلی یہاں تک کہ صبح ہو گئی جب صبح کو اٹھے تو اس کی سزا میں ایک سال تک نہ سوئے مدینہ میں آپ رہتے تھے مگر پھر وہاں سے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ملک شام میں چلے گئے اور وہیں رہے یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ تمیم داری موصوف ... بیت المقدس ...

صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے دجال اور جساسہ کا قصہ روایت کیا ہے اور بہت لوگوں نے ان سے حدیث بیان کی ہے۔

فصل تابعیوں کے ذکر میں

ابو تمیمہ نام ان کا طریف بن خالد ہجیمی بصری ہے اصل میں یہ یمن کے عرب میں سے ہیں ان کے چچا نے ان کو فروخت کر دیا تھا اور یہ تابعی ہیں بہت سے صحابہ سے انہوں نے اور قتادہ وغیرہ لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے ۹۵ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

فصل صحابہ کے ذکر میں

ثابت بن قیس بن شماس انصاری خزرجی احد اور اس کے بعد کی لڑائیوں میں شریک ہوئے تھے صحابہ میں بزرگ اور انصار میں مشہور شخص ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے جنتی ہونیکی گواہی دی تھی اور خاص حضور کے خطیب ہیں یمامہ کی جنگ میں آپ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ پہ ۱۲ھ ہجری میں آپ شہید ہوئے انس بن مالک وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

ثابت بن ضحاک کنیت ان کی ابو زید انصاری خزرجی ہے اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے (مقام حدیبیہ میں درخت) کے نیچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت الرضوان کی تھی مگر یہ اس وقت بچے سے تھے اور فتنہ ابن الزبیر میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

ثابت بن وحداح اور بعض ان کو ابن الدحداحہ انصاری کہتے ہیں جنگ احد میں یہ موجود تھے اور وہیں خالد بن ولید کی ضرب نیزہ سے شہید ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بچھونے پر انتقال کیا ہے ثابت موصوف کا ذکر باب تشییع الجنازہ میں ہوا ہے۔

ثوبان بن بجدد کنیت ان کی ابو عبد اللہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید فرما کر آزاد کیا تھا اور یہ حضرت کی وفات تک حضرت ہی کے ساتھ سفر و حضر میں رہے اور حضرت کے بعد ملک شام کا سفر کیا اور وہاں ہی رملہ شہر میں اترے اور وہاں سے پھر حمص میں گئے اور وہی ۵۴ھ ہجری میں انتقال کیا بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔ بجدد ب کی پیش اور ج کی سکون اور پہلی د کی پیش اور دوسرے د کی سکون کے ساتھ ہے۔

ثمامہ بن اثال حنفی یہ اہل یمامہ کے سردار تھے پھر قید ہوگئے تھے مگر پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ یہ غسل کر کے اور کپڑے بدل کر پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور بہت اچھے مسلمان ہوئے ابو ہریرہ اور ابن عباس نے ان سے روایت کی ہے۔ ثمامہ ث کی پیش اور دونوں میموں کی تخفیف کے ساتھ ہے اور اثال ہمزہ کی پیش کے ساتھ ہے۔

ابو ثعلبہ جرہم بن ناشب خشنی ان کے نام سے ان کی کنیت زیادہ مشہور ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رضوان انہوں نے کی تھی اور حضرت نے ان کو ان کی قوم کے پاس بھیج دیا پس وہ مسلمان ہوئے آئی ملک شام میں انہوں نے ۷۵ھ ہجری میں انتقال کیا ہے۔ جرہم ج کی پیش ر کی سکون ہ کی پیش کے ساتھ ہے۔

فصل تابعین کے ذکر میں

ثابت بن ابی صفیہ ان کی کنیت ابو حمزہ ہے اور یہ کوفی ہیں محمد بن علی باقر علیہ السلام سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور خود ان سے وکیع اور ابو نعیم نے روایت کی ہے ۱۴۸ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

ثابت بن اسلم بنانی ان کی کنیت ابو محمد ہے اور یہ اہل بصرہ کے مشہور اور ثقہ تابعیوں میں سے ہیں۔ انس بن مالک کی صحبت میں چالیس برس رہے تھے اور ان سے ان کی روایت بہت مشہور ہوئی ہے اور بہت لوگوں سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے بہت لوگوں نے چھیاسی برس کی عمر پا کر ۱۲۳ھ ہجری میں انہوں نے انتقال کیا۔

ثمامہ بن حزن قشیری دوسرے طبقہ میں تابعین سے گنے جاتے ہیں ان کی حدیث بصریوں کے پاس ہے حضرت عمر بن خطاب اور ان کے بیٹے عبد اللہ اور ابو درداء کو انہوں نے دیکھا تھا اور حضرت عائشہ سے حدیث سنی تھی اسود بن شیبان بصری نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔ حزن ح کی زبر اور ز کی سکون کے ساتھ ہے۔

ثور بن یزید کلاعی شامی حمصی۔ خالد بن معدان سے انہوں نے حدیث سنی تھی اور خود ان سے ثوری اور یحییٰ بن سعید نے روایت کی ہے ۱۵۳ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے اور باب الملاحم میں ان کا ذکر ہے۔

فصل صحابہ کے ذکر میں

جابر بن عبد اللہ کنیت ان کی ابو عبد اللہ انصاری سلمی ہے مشہور صحابہ میں سے ہیں اور حدیثیں بھی ان سے بہت مروی ہیں بدر کے بعد سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ یہ اٹھارہ غزوں میں شریک ہوئے اور شام و مصر میں تشریف لے گئے تھے آخر عمر میں آپ کی آنکھیں جاتی رہی تھیں خلقت کثیر نے آپ سے حدیث روایت کی ہے انتقال آپ کا چورانوے برس کی عمر میں ۷۴ھ میں ہوا مدینہ میں سب سے پہلے مرنے والے صحابی یہی تھے۔

جابر بن سمرہ ان کی کنیت ابو عبد اللہ عامری ہے اور یہ سعد بن ابی وقاص کے بھانجے ہیں یہ کوفہ میں ان اترے تھے اور وہیں ۷۴ھ میں انہوں نے انتقال کیا ایک جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔

جابر بن عتیک ان کی کنیت ابو عبد اللہ انصاری ہے بدر اور اس کے بعد کی کل لڑائیوں میں یہ شریک ہوئے تھے ان سے ان کے دونوں بیٹوں عبد اللہ اور ابو سفیان اور ان کے بیٹے عتیک بن حارث نے روایت کی ہے ۶۱ھ ہجری کو اکہتر برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

جبار بن صخر انصاری سلمی عقبہ اور بدر اور اس کے بعد کی کل لڑائیوں میں یہ شریک ہوئے تھے شرحبیل بن سعد نے ان سے روایت کی ہے جبار ج کی زبر اور ب کی تشدید کے ساتھ ہے۔

جریر بن عبد اللہ کنیت ان کی ابو عمرو ہے ۵۱ھ میں ان کا انتقال ہوا اسی سال میں یہ مسلمان ہوئے تھے ... چالیس روز پہلے ... [illegible]

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گزشتہ)

مقام ذی الحلیفہ میں پہنچکر آپ نے قبیلۂ خزاعہ کے ایک شخص کو احتیاطاً بطور جاسوس کے روانہ کردیا۔ یہ شخص آگے روانہ ہوگیا اور مقام عسفان میں واپس آکر حضور کو اطلاع دی کہ قریش نے آپ کی آمد کا حال سنکر ایک بڑی جمعیت مقابلہ کے لئے فراہم کرلی ہے اور وہ یقیناً آپ کو خانہ کعبہ کی زیارت سے روکیں گے یہ سنکر آپنے صحابہ سے مشورہ لیا کہ کیا کرنا چاہئیے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رائے دی کہ چونکہ ہم صرف کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں لڑنے کا ارادہ نہیں اسلئے جو شخص ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو ہمیں مجبوراً اس سے لڑنا چاہئیے آپ نے یہ رائے سنکر مسلمانوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔

قریش مکہ نے پیش بندی کے طور پر خالد بن الولید کو سواروں کا دستہ دیکر روانہ کردیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو مکہ کی طرف بڑھنے سے روکیں۔ خالد بن الولید نے جب مسلمانوں کے لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو یہ سراسیمہ ہوکر مکہ کی جانب روانہ ہوگئے اور اہل مکہ کو مسلمانوں کے قریب پہنچ جانیکی اطلاع دی ادھر جب نواحی میدان مکہ میں حضور کا لشکر پہنچا تو یکایک آپکی اونٹنی اسی جگہ بیٹھ گئی لوگوں نے یہ دیکھکر کہ اونٹنی نے دھوکہ دیا آپ نے فرمایا نہیں اونٹنی نے دھوکہ نہیں دیا بلکہ جس خدا نے ہاتھی کو روکدیا تھا اسی نے اونٹنی کو روکدیا اس میں واقعہ اصحاب فیل کی طرف اشارہ تھا۔

مقام حدیبیہ پر قیام اور صلح کا پیغام

مقام حدیبیہ کے کنوئیں پر پہنچکر حضور نے قیام فرمایا مگر چونکہ اس کنوئیں میں تھوڑا ہی پانی تھا وہ جلدی ہی ختم ہوگیا اور لوگوں کو پانی کی تکلیف ہونے لگی آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر حضرت براء بن عازب کو دیا کہ یہ تیر کنوئیں میں ڈالدو انھوں نے یہ تیر کنوئیں میں ڈال دیا اس تیر کے کنوئیں میں ڈالتے ہی پانی کی اتنی افراط ہوئی کہ پھر پانی کی مطلقاً تکلیف نہ ہوئی۔

حدیبیہ میں قیام فرمانے کے بعد قریش مکہ کی طرف سے بدیل بن ورقاء خزاعی اپنے چند ساتھیوں کو لئے ہوئے آپ کے پاس آیا اور آنے کا سبب پوچھا؟ حضور نے فرمایا تم دیکھتے نہیں کہ قربانی کے اونٹ بندھے ہوئے ہیں اور ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں بدیل یہ معقول جواب سنکر واپس مکہ کو چلا گیا اور قریش سے کہا کہ تم ناحق شور و غل مچاتے ہو اور لڑائی کی تیاری کررہے ہو محمد تو صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں نہ کہ جنگ کے ارادہ سے یہ سنکر [illegible] نے کہا کہ ہم ان کو بیت اللہ کی زیارت کے لئے بھی نہیں آنے دینگے قریش نے دوبارہ حلیس بن علقمہ کنانی کو قاصد بناکر بھیجا کہ وہ بھی جاکر تحقیق کرے کہ معاملہ کیا ہے یہ حضور تک پہنچا ہی نہیں بلکہ صرف قربانی کے اونٹوں کو دیکھکر واپس ہوگیا اور قریش سے جاکر کہا کہ مسلمان لڑنے کے ارادہ سے نہیں بلکہ عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں اس لئے تم ناحق کچھ کا کچھ سمجھ رہے ہو تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم انکو زیارت بیت اللہ سے نہ روکو۔

قریش کو یہ سنکر غصہ آگیا اور کہا کہ تم جنگلی آدمی ہو تم ان باتوں کو کیا جانو ہم ہرگز ہرگز مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے محمد نہ جانے ہماری بڑی ہیٹی ہوگی یہ رنگ دیکھکر حلیس کو بھی غصہ آگیا اور کہا کہ اگر تم مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے نہ دوگے تو میں اپنے ساتھیوں کو لیکر تم سے لڑنے لگونگا قریش نے جب اپنے آدمی کو یوں بگڑتے ہوئے دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہوگئے اور منت وسماجت سے سمجھا بجھاکر خاموش کیا۔

ادھر تو یہ معاملہ گزرا ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعی کے پاس ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہم جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں خراش نے یہ پیغام قریش مکہ کو پہنچایا قریش نے اس کا یہ جواب دیا کہ خراش کے اونٹ کو ذبح کرڈالا اور خراش کو بھی مار ڈالنا چاہا مگر حلیس کے آدمی بیچ میں پڑ گئے اور اس کو بچاکر واپس روانہ کردیا۔

قریش کے نوجوانوں کی گرفتاری اور آنحضرت صلعم کی صلح جوئی

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قریش کے منچلے نوجوانوں کی ایک مختصر سی جماعت مکہ سے مسلمانوں کی گھات میں نکل کر موقع پاکر مسلمانوں پر حملہ آور ہوئی لیکن صحابہ نے ان کو کسی طرح دیکھ لیا اور سب کو گرفتار کرکے حضور کے سامنے پیش کیا مگر آپ نے حکم دیا کہ سب کو رہا کردو چنانچہ سب رہا کردیئے گئے اس سے زیادہ حضور کی صلح جوئی اور کیا ہوسکتی ہے مگر قریش نے اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور برابر اپنی ضد پر اڑے رہے۔

اب آنحضرت صلعم نے ارادہ کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ کو پیغام صلح دیکر اہل مکہ کے پاس روانہ کریں مگر حضرت عمر رضؓ نے عرض کیا حضور مجھے جانے میں تو کوئی عذر نہیں لیکن میں قبیلہ بنی عدی بن کعب کا آدمی ہوں اور مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی آدمی نہیں جو موقع پر میری حمایت اور مدد کرے اس لئے میرا جانا خطرہ سے خالی نہیں ہاں مجھ سے بہتر عثمان بن عفان ہیں کیونکہ ان کے قبیلہ بنو امیہ کے بہت سے باثر و اقتدار لوگ مکہ میں موجود ہیں وہ اس خدمت کو بطریق احسن انجام دے سکیں گے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی ایک معقول تجویز کو بہت پسند کیا اور حضرت عثمانؓ کو بطور ایلچی ابوسفیان کے پاس روانہ کردیا۔

حضرت عثمانؓ یہاں سے روانہ ہوکر مکہ پہنچے سب سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے آپ کی ملاقات ہوئی ابان نے یہ سنکر کہ یہ پیغام لیکر آئے ہیں اور قریش سے ملنا چاہتے ہیں ان کو اپنی حمایت میں لے لیا اور اپنے ہمراہ سرداران قریش کے پاس لے گیا اور حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلعم کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا حضور کا پیغام سنکر سرداران قریش نے کہا کہ ہم تم کو تو اجازت دیتے ہیں کہ تم خانہ کعبہ کا طواف کرلو مگر محمد کو اجازت نہیں دے سکتے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ تو نہیں ہوسکتا کہ میں بغیر آنحضرت صلعم کے

خود لشکر کے چلا جاؤں یہ سنکر قریش بہت برہم ہوئے اور ان کو اندیشہ پیدا ہوا اس لئے انھوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔

بیعت رضوان

جب حضرت عثمانؓ کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو یہاں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ حضرت عثمانؓ کو مکہ والوں نے شہید کر دیا ہے یہ سنکر آنحضرت صلعم کو بہت صدمہ ہوا اور فرمایا ہم عثمانؓ کے قتل کا بدلہ لئے بغیر ہرگز نہ ٹلیں گے چنانچہ آپ ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور ہاتھ بڑھا کر کہا آج مجھ سے کون کون مرنے کی بیعت کرتا ہے؟ کون مسلمان تھا جو جاں نثاری کی بیعت سے انکار کرتا تمام صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا ہم سب مرنے کا عہد کرتے ہیں ہم سب کو اسکی راہ میں موت پیاری ہے اور اللہ صحابہ کی جاں نثاری اور جذبۂ فدویت کا یہ کیا ہی شاندار منظر تھا جبکہ شیدایان اسلام سرور کائنات کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کر رہے تھے اور اس دنیا کی زندگی پر آخرت کی زندگی کو ترجیح دے رہے تھے یہ جذبۂ اطاعت اور ایمان کو بھی بھا گیا اور وحی آئی خدا تعالے ان مسلمانوں سے بہت خوش ہوا جنہوں نے درخت کے نیچے مرنے کی بیعت کی ہے۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوئی اس بیعت کو بیعت رضوان اسی لئے کہتے ہیں کہ اس بیعت سے اللہ کی رضا حاصل ہوئی۔

تھوڑی دیر کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی کفار مکہ کی طرف سے صلح کا پیغام لیکر آیا اور حضرت عثمانؓ بھی آ گئے۔ عروہ نے آکر کہا کہ محمد (صلعم) قریش کے تمام قبائل تمہارے مقابلہ کیلئے آمادہ ہیں تم ان کا مقابلہ نہ کر سکوگے یہ لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں مقابلہ کے وقت تم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائینگے اور قبائل قریش کے سامنے ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے۔ یہ صحابہ کی جاں نثاری کی انتہائی توہین تھی اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور نہایت سخت جواب دیا جسکو سنکر عروہ خاموش ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے عروہ سے کہا کہ ہم لڑائی کے ارادہ سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں لیکن اگر قریش آمادۂ جنگ ہیں تو پھر مجبوراً میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ میری گردن تن سے جدا نہ ہو جائیں یا خدا اپنا حکم صادر فرمائے مکہ والے اگر چاہیں تو ایک مدت کے لئے مجھ سے التوائے جنگ کا معاہدہ کر سکتے ہیں وہ مجھکو تبلیغ و ہدایت کا کام کرنے دیں اور اگر وہ بھی اسلام قبول کر لیں تو ہمیشہ کے لئے جنگ ختم ہو سکتی ہے۔

جو لوگ اسلام پر جبر و اکراہ اور جنگ و جدل کا الزام لگاتے ہیں ان کو یہ واقعات بنظر غور مطالعہ کرنے چاہئیں کہ قریش مکہ کیونکر آمادۂ جنگ و جدال ہیں اور ان کے مقابلہ میں نبی رحمت صلعم کیونکر جنگ کو طرح دے رہے ہیں یہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ حضورؐ کو جس قدر جنگوں کا سامنا ہوا وہ تمام جنگیں مدافعانہ تھیں۔ اگر دشمنان اسلام اسلام کے منہ نہ آتے تو یقیناً اسلام میں تلوار کا نام بھی نہ آتا اور اسلام کی تاریخ جنگ و جدال کے مقابلہ میں امن و صلح کے پھول دنیا پر برساتی مگر اس کو کیا کیا جائے کہ قریش مکہ مسلمانوں کو مجبور کرکے اپنے مقابلہ میں تلوار اٹھوائی۔ الغرض شروع ہے کہ وہ مسلمان جنگی شمشیر خارا شگاف سے جنگ [illegible]

میں اپنی محبت کے جوہر دکھائے تھے اور قریش مکہ کی ہیبت و قوت و تیر و کیا تھا وہ آج جنگ کو طرح دے رہے ہیں اور کفار آمادۂ فساد ہیں کیا نعوذ باللہ مسلمان کفار سے مرعوب تھے یا کمزور تھے؟ ہرگز نہیں ان کی شجاعت کا تو یہ عالم تھا کہ اگر ساری دنیا ان کے مقابلہ میں آجاتی تو اس کو کاٹ کر رکھ دیتے بات صرف یہ تھی کہ وہ جنگ کے ارادہ سے آئے ہی نہیں تھے اور نہ جنگ کرنا چاہتے تھے اس سے بڑھکر اسلام کی امن پسندی اور صلح جوئی اور کیا ہوگی۔

عروہ کی گستاخی اور رحمت عالم کا عفو و درگذر

عروہ جس وقت باتیں کر رہا تھا تو اپنا ہاتھ پھیلا پھیلا کر آنحضرت صلعم کی داڑھی کی طرف بڑھاتا تھا مگر نبی رحمت کو ذرا ناگوار نہ ہوتا تھا آخر مغیرہ بن شعبہ کو عروہ کی یہ حرکت ناگوار گذری اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ خبردار منہ بات کرو ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

عروہ اپنا کام پورا کر کے قریش مکہ کے پاس واپس گیا اور جاکر کہا:-
یا معشر قریش! میں نے ہرقل روم اور کسریٰ ایران کے دربار دیکھے ہیں لیکن میں نے کسی بادشاہ کو اپنے ہمراہیوں اور درباریوں میں اتنا محبوب و مکرم نہیں پایا جس قدر محمد (صلعم) اپنے اصحاب میں محبوب و باعزت ہیں۔ اصحاب محمد (صلعم) کی یہ حالت ہے کہ وہ محمد صلعم کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب خاموشی سے سنتے ہیں اور تعظیم کی راہ سے ان کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتے یہ لوگ کسی طرح محمد صلعم کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے محمد (صلعم) نے تمہارے سامنے جو بات پیش کی ہے تم اس کو قبول کر لو اور مناسب یہی ہے کہ صلح کو غنیمت جانو اور صلح کر لو۔

صحابہ کی اطاعت و جاں نثاری کی کیسی عمدہ تصویر ہے اور اطاعت امیر کا کیا سبق ہے جس سے صحابہ کی ترقی و عظمت کا سراغ ملتا ہے۔ اگر سچ پوچھو تو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ہی جان ایمان ہے جس کے بغیر مسلم کا وجود لاشۂ بیجان ہے اصلی جوہر کا فقدان ہی تو ہے جس کے سبب مسلمانوں کے جسد سے ہنر و روح نکل چکی۔ اللہ کی راہ میں مرنے کا ذوق جاتا رہا ہم موت سے ڈرنے لگے ایثار و قربانی سے جی چرانے لگے غیرت و ایمان اور عزم و ہمت نے جواب دیا یا یثرب کی آن بان جاتی رہی ہمارے دلوں پر مشرکین کا رعب چھا گیا اور ہم باطل کی قوتوں سے ڈرنے لگے۔ مسلمانو! اللہ! بالا واقعہ سے اطاعت و محبت رسول کا سبق سیکھو اور اپنی زندگی [illegible]

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو ملاں کیلئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ حضرت سرداد مارہروی)

قرآن اور امثال و قصص

ولقد ضربنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون "ہم نے تمہارے سمجھانے کے لئے اس قرآن میں سب ہی قسم کی مثالیں بیان کر دی ہیں تاکہ لوگ ان سے نصیحت حاصل کریں۔"

فاقصص القصص لعلهم یتفکرون۔ کذالک نفصل الآیات لقوم یتفکرون "انہیں قصے سناؤ تاکہ وہ غور کریں۔ غور کرنے والوں کے لئے ہم اس طرح تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔"

وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادك وجاءك فی هذه الحق وموعظة وذکری للمؤمنین۔ قرآن کریم میں حضرت یوسف کا قصہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے مسلمان اسے محض ایک داستان محبت سمجھے اور زلیخا کی محبت و دارفتگی کی داد دیتے ہیں لیکن اس میں عبرت و نصیحت کے بہت سے گرانقدر اسباق موجود ہیں کہ ایک بیکس و بے یار بچہ ابتدائی عمر میں مصائب میں گرفتار ہے بھائی دشمنی سے کنوئیں میں پھینکتے ہیں سوداگر آپ کو نکالتے ہیں پھر غلام بن کر بکتے ہیں زلیخا سے عشق ہوتا ہے قید خانے میں ڈالے جاتے ہیں اور پھر مصر کے بادشاہ بنتے ہیں اس قصے میں بہت اخلاقی سیاسی تمدنی اور تاریخی نصائح مضمر ہیں کہ آپ نے کنوئیں میں پھینکنے والے ان کے دشمن بھائیوں سے کیا محبت بار سلوک کیا حالانکہ آپ کو کس قدر قدرت حاصل تھی اور خوف خدا آپ کے دل میں کس قدر تھا کہ زلیخا جیسی حسینہ ملکہ سے عین تنہائی میں اور انتہائی عالم شباب میں بچتے اور اس وقت بھی خوف خدا سے لرز کر برائی سے بچتے ہیں قید خانے کی اذیتیں اور پریشانیوں میں بھی خدا کو نہیں بھولتے زلیخا دھمکی دیتی ہے کہ میں جس کام کے کرنے کو کہتی ہوں وہ اگر تو نے نہ کیا تو قید و بند کی تکالیف بھگتنی پڑیں گی آپ اسی وقت فرماتے ہیں کہ پسند ہوگا جس کام کے لئے یہ مجھے بلاتی ہے اس کے ارتکاب سے مجھے جیلخانے ہی میں رہنا منظور ہے جیل خانے میں جاتے ہیں تو وہاں تبلیغ کرنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنے مقصد حقیقی کو اس حالت میں بھی فراموش نہیں کرتے اور آپ کے حسن اخلاق قدرت جذبات طاقت برداشت بلند عشق اور خوف خدا اور معمولی حالت سے ترقی کر کے عروج کی بلندیوں پر پہنچنے کے نہایت مؤثر سبق اس میں مرکوز ہیں۔

قصہ طالوت و جالوت

اس سے بہت کچھ سبق ملتا ہے بنی اسرائیل کے سرداروں کی خواہش پر طالوت کو بادشاہ بنایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بنایا لیکن ان لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ اسے تو مال و دولت کے اعتبار سے فوقیت نہیں مگر وسعت علمی بھی ہوتی ہے راستے میں ایک نہر پڑتی ہے پانی پینے سے منع کیا جاتا مگر یہ نہیں سنتے پھر اپنے سے زیادہ فوج سے لڑنے میں تامل کرتے ہیں ان میں سے گو نافرمانی کرنے والوں کے ساتھ طاقت اکثر [illegible] مگر عدہ اطاعت کرتا ہے اور مقابلہ کے وقت خدا سے ثابت قدمی استقلال و کامرانی کی دعا مانگتا ہے آخر یہ مختصر جماعت اللہ کے حکم سے جالوت کی بڑی جماعت کو شکست دیدیتا ہے اس قصہ سے مسلمانوں کو یہ واضح کیا گیا ہے کہ سرداری کے لئے تمول کی نہیں بلکہ علمیت و لیاقت کی ضرورت ہے اور خدا پر بھروسہ رکھا جائے اور عجز و انکساری سے دعا مانگی جائے تو وہ ضرور کامیابی دیتا اور مختصر جماعت کو بڑی جماعت پر فتح دیتا ہے کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ میدان جنگ میں دعا کیا کام [illegible] لیکن جنرل برن ہارڈی کو بھی آخر محاربہ عظیم میں تسلیم ہی کرنا پڑا کہ تمام فوج میں فوقیت کے حقیقی عناصر روحانی اور اخلاقی قوتیں ہیں اور روحانی قوتوں کے ذریعہ اکثر تھوڑی فوج بڑی فوج پر فتح حاصل کر لیتی ہے پھر عین جنگ کی شکست کے زمانہ میں کامیابی کے لئے تمام گرجاؤں میں دعائیں مانگی گئیں۔

قصہ حضرت ابراہیمؑ

پر غور کیجئے کہ فطرت سعید اور استقلال و قربانی کا کتنا شاندار مظاہرہ کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد کو بت پرستی سے روکتے اور بتوں کی بے حقیقی پر ایک مؤثر تقریر کرتے ہیں جب قربانی کا حکم دیا جاتا ہے تو آپ اپنے بیٹے اور لخت جگر کے گلے پر چھری رکھ دیتے ہیں اور بیٹا بھی ایسا سعید کہ دم نہیں مارتا کافروں اور بت پرستوں سے صاف کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے عقیدے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے ہم میں تم میں دشمنی قائم ہے اور یہ ہمیشہ رہے گی پھر آپ پر سنگدلی اور آگ میں جھونک دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں لیکن آپ کے عشق مقصد کا یہ عالم ہے کہ آپ صاف جواب دیتے ہیں کہ مار دو یا جلا دو میں تو اپنے عقائد سے باز نہ آؤں گا بڑے بڑے سختیاں پڑے لیکن آپ پوری طرح ثابت قدم رہے اور مقصد سے عشق رکھا۔

قصہ حضرت موسیٰؑ

یہ کتنا مؤثر قصہ ہے کس طرح محض فضل ربی سے تربیت ملتی ہے پھر بنی اسرائیل کی نجات کے لئے آپ مامور کئے جاتے ہیں اور فرعون جیسے وحشی و خونی بادشاہ کی اصلاح کو بھیجے جاتے ہیں اس ظالم کی حالت یہ تھی کہ یہ اور اس کے حکام بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کر دیتے تھے اور ان کی بیٹیوں کو اپنی خدمت کے لئے زندہ رکھتے تھے آپ اس سے کہتے ہیں کہ یا تو اس ظلم سے باز آ یا انہیں میرے ساتھ رخصت کر حضرت موسیٰ اس مصیبت زدہ اور مظلوم قوم میں ایک نئی روح پھونک دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے انہیں نجات کی بشارت ملتی ہے فرعون کہتا ہے کہ موسیٰ میں تمہارے اور تمہاری قوم کے ہاتھ پاؤں کٹوا دوں گا اور سب کو سولی دوں گا آپ فرماتے ہیں کچھ پرواہ نہیں جو کچھ تیرا جی چاہے کر گذر۔ موسیٰ کوہ طور پر جاتے ہیں تو بھائی کو اپنا جانشین بنا جاتے ہیں ان لوگوں کا استقلال دیکھئے کہ ان کی پس پشت میں یہ گوسالہ پرستی شروع کر دیتے ہیں آپ کے بھائی حضرت ہارونؑ قوم میں نااتفاقی پھیل جانے کے ڈر سے [illegible]

بدلے آخر فرعون غرق نیل ہوتا ہے اور مظلوم قوم نجات حاصل کرتی ہے مسلمانوں کو اس قصہ سے توحید، استقامت، برداشت اور اتفاق باہمی کی اہمیت کے گرانمایہ سبق ملتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ قومیں کس طرح ترقی کیا کرتی ہیں اگر کوئی رہنما مل جائے تو مردہ سے مردہ قوم کو زندہ کر کے رکھ دیتا ہے اور خدا پرست لوگوں کی امداد غیبی طور پر کی جاتی ہے اور انتہائی ذلت و نکبت میں گری ہوئی قوم بھی ادنیٰ حالت سے ابھر کر اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔

قصہ حضرت نوحؑ

حضرت نوحؑ کا قصہ محض طوفان حادثہ پر مبنی نہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر عمل اچھے نہ ہوں تو وہ خاندان کا جزو شمار نہیں کیا جاتا، اپنے طوفان کے وقت جب بیٹے کے لئے دعا مانگی تو صاف جواب ملا کہ اسے اپنے خاندان کا جزو نہ بتاؤ، اسے تمہارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ آپ کی بیوی اور یہ بیٹا دونوں طوفان کی نذر ہو گئے آپ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ میں نے رات دن اور مسلسل سمجھایا اور تیری طرف بلایا لیکن یہ نہ مانے انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اوپر سے کپڑے اوڑھ لئے ضد کی شیخی میں اکڑ اکڑ بیٹھے پھر بھی میں نے انہیں پکار بلایا ظاہر بھی سمجھایا اور پوشیدہ بھی سمجھایا آخر نافرمانی نے انہیں مبتلا کر دیا انہوں نے انہیں سنگسار کرنے کی بھی دھمکیاں دیں اور مجنون بھی بتایا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ برداشت، مسلسل کام اور مقصد کا عشق بڑی چیز ہے اور نافرمان قومیں ہمیشہ تباہ ہوتی رہیں اور فرمانبرداروں کو ہمیشہ کامیابی نصیب ہوئی قرآن کریم میں حضرت یونسؑ حضرت الیسعؑ اور حضرت لوطؑ کے قصص بھی ہیں اور سب مومنوں اور مسلمانوں کے تنبہ اور موعظت کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مثال و حکایات کا قلوب پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے اور اسی اثر اندازی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قصے بیان کئے ہیں اور دکھایا ہے کہ کن افعال کے کیا نتائج ہوئے اور کن خصائص کا کیا نتیجہ مرتب ہوا۔

قرآن اور تفسیر حدیث

حیات ایمانی اور بقائے زندگی کے لئے بنی نوع انسان کو جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ قرآن میں نہایت صاف اور واضح طریقہ پر موجود ہے اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن اسے دیکھنے اور سمجھنے کی طرف تو عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی اور طلبا احادیث اور تفاسیر اور صرف و نحو کی تعلیم میں لگے رہتے ہیں ان کے سمجھنے کے لئے چونکہ ہر دماغ موزوں و مناسب نہیں تھا اس لئے ان کے ساتھ عام خیال یہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ قرآن مشکل ہے اور عام لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے، قرآن تو محفوظ شکل میں ہے اور اس کے ایک نکتہ میں بھی کمی بیشی کا امکان نہیں لیکن احادیث قوی بھی ہیں اور ضعیف بھی اور تفاسیر کی یہ حالت ہے کہ اس پر جس زمانہ میں جو لکھا جائے اس کا بھی اثر پڑتا ہے اور اپنی عقل اور اپنے فہم کے متعلق جو کچھ بھی دماغ میں آتا ہے اس میں درج کر دیا جاتا ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں تعلیم قرآنی سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہوتی ہر ایک شخص ایک طرح تفسیر کرتا ہے اور دوسرا دوسری طرح۔

خلافت راشدہ کے عہد تک تو قرآن کے مادری زبان میں ہونے کی وجہ سے اس کی کسی تفسیر اور کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی، اس دور میں اسلام عظیم الشان ترقی کر چکا تھا اور اس کا رہبر قرآن اور صرف قرآن تھا۔ فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور عجمی لوگ مسلمان ہونے لگے تو جہاں عبارت میں کوئی پیچیدگی نظر آتی یا مسائل در آتے اس کی تشریح اور سمجھانے کے لئے دوسری صورتیں اختیار کی گئیں لیکن صحابہ کرام میں ان تفسیری جملوں اور مفروضات کو کسی کتاب کی شکل میں لانے کی احتیاج نہیں ہوئی معلم تعلیم کے وقت جہاں ضرورت ہوتی تشریح کر دیتے۔ صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کا دور آیا اور انہوں نے قرآن پڑھانا شروع کیا مکہ معظمہ میں حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد اور کوفہ میں حضرت ... کے تلامذہ قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے اور ضرورت کے وقت تفسیری الفاظ سے کام لیتے تھے تابعین کے بعد ان کے شاگردوں نے ان الفاظ اور جملوں کو لکھنا شروع کر دیا یہ سلسلہ اصلاً بہت مفید تھا اور واقعی اس سے گونا گوں فوائد مرتب ہوئے لیکن اس کے بعد وہ لوگ پیدا ہوئے جنہوں نے مطالب کے ساتھ بہت سی غیر صحیح باتیں بھی لکھ دیں اور پھر ایسی تفسیریں بہت لکھی جانے لگیں جن میں سب کچھ موجود ہے اس دور میں بعض فہیم اور عقیل بزرگوں کو اس غلطی کا احساس تھا صاحب "کشف الظنون" لکھتے ہیں کہ اس کے بعد متاخرین کی ایک جماعت نے تفسیریں تالیف کیں اسناد کو مختصر کر دیا اور بہت سے اقوال یہیں سے زائد باتیں نقل ہونے لگ گئیں اور صحیح و ضعیف باہم مل گئیں اس کے بعد جو بات بھی کسی کو معلوم ہوئی وہی بے تکلف درج کر دی جو اس کے خیال میں آیا اسی پر اعتماد کر لیا اس کے بعد پچھلا طبقہ پہلے طبقہ سے نقل کرنے لگا اس خیال سے ضرور اس کی کوئی نہ کوئی اصلیت ہوگی تحقیق نہ کی کہ سلف صالحین سے اس بارہ میں کیا منقول ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں میں نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تفسیر میں دس مختلف قول دیکھے ہیں حالانکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ اور تمام صحابہ کرام اور تابعین سے یہود و نصاریٰ کے سوا اور کچھ مروی نہیں غیر صحیح المعانی والالفاظ کے اختلاف کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے اس کے بعد ایک ایسا دور آیا جس نے اپنی محض لیاقت اور رجحان طبع کے مطابق تفسیر شروع کر دیں نحویوں نے قرآن کے مطالب کو صرف اسی فن کے متعلق کرنے کی کوشش شروع کر دی جسے جو آتا تھا اس نے اسی فن سے کام لینا شروع کیا کشف الظنون میں لکھا ہے کہ۔

وہ ایسے لوگ تصنیف کے میدان میں آ گئے جنہیں جس علم میں فوقیت تھی اپنی کتاب کو اسی کے مباحث سے بھر دیا اپنی مہارت فن کا ثبوت اسی میں دیا علمی مباحث شروع ہو گئے گویا کلام الٰہی محض اسی علم کے لئے نازل ہوا تھا۔ نحوی فقط اعراب، تراکیب اور قواعد و مسائل نحوی کے جس طرح زجاج اور واحدی نے بسیط میں اور ابو حیان نے بحر محیط میں، اخباری کو بجز قصص اور ان کی تکمیل ہی نظر نہیں آتی اس سے غرض نہیں کہ قصے صحیح ہیں یا غلط، ثعلبی اور فقیہ بھی اپنے اپنے رجحانات سے کام لیتے ہیں، فقیہ نے ساری فقہ داخل کرنے کی سعی کی اور بسا اوقات بعید ترین فقہی باتیں بھر دی گئیں یہ یہیں تک نہیں بلکہ مخالفین کے دلائل کے جواب بھی دینے شروع کر دئے۔

حضرت [illegible] نے اپنی تفسیر [illegible]
کے قول سے بھر دیا [illegible] بھر رہ گیا ہے۔ ابوحیان نے
بحر میں کہا ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں بہت سی چیزیں ایسی بھر دی
ہیں جن کی علم تفسیر میں کوئی ضرورت نہ تھی بعض علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا
ہے کہ امام رازی کی تفسیر میں سب کچھ ہے مگر تفسیر نہیں ہے۔"
بدعتی کی غرض محض آیتوں کی تحریف ہی ہوتی ہے تاکہ وہ انھیں اپنے فاسد
مذہب پر منطبق کرے جہاں کہیں ذکر ہی کیا ہے وہ خدا تعالے کے متعلق ہی تجویز
بناتا ہے محمود بن حمزہ کرمانی نے دو جلدوں میں تفسیر لکھی ہے اس کا نام اپنے
العجائب والغرائب رکھا ہے اس میں بہت سے ایسے اقوال نقل کئے ہیں جو
واہیات تو ہیں عجیب اور سلف صالحین کے طریقہ سے بہت بعید ہیں اور ان
پر اعتقاد رکھنا ناجائز ہے۔ حقیقت میں تو ایسے مفسرین کو بھی بتایا گیا ہے قرآن
کریم کے متعلق صوفیہ کا کلام بھی ہرگز تفسیر نہیں کہا جاسکتا۔ ابن الصلاح نے
اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ میں نے امام واحدی سے معلوم کیا ہے انہوں
نے فرمایا کہ سلمی نے جو حقائق تفسیر کی ہے اسے جو بھی تفسیر خیال کرے وہ کافر
ہے۔ نسفی نے لکھا ہے کہ نصوص کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائیگا ان سے اہل باطن
کے معانی کی طرف پھرنا الحاد ہے۔"
مسلمانوں پر پہلی صدی ہجری میں یہ رنگ آگیا اور اس کے بعد تو یہ حالت
تھی کہ قرآن مجید کو چھوڑ ہی دیا گیا اور خود ان تفسیروں کی شرحیں اور حاشیے لکھے
جانے شروع ہو گئے۔ ملا عوض نے صرف ایک تفسیر بیضاوی کی حاشیہ
اکتیس جلدوں میں لکھا ہے غرض علماء و فضلائے اسلام کی توجہ علوم و فنون
کے سیلاب امنڈ آنے کی وجہ سے قرآن اور اس کے علمی پہلو کی طرف مرکوز رہی
یہ ضرور ہے کہ لکھنے والوں کی نیات بخیر تھیں اور انھوں نے جو کچھ لکھا قرآن
کی عظمت برتری اور فوقیت جتانے اور اسے ارض عالم کی ایک بہترین کتاب
ثابت کرنے کے لئے لکھا اللہ تعالے انھیں اس جانکاہی و خلوص کا اجر بھی
عطا فرمائے گا لیکن بعد کو آنے والی نسلوں کو اس سے نقصان ضرور پہنچا معانی
و مفاہیم خاص کی طرف سے توجہ ہٹ کر معقولات میں الجھ کر ایک حکم اور صراحت
قرآنی کے پہلو میں کئی کئی اقوال آگئے۔ احادیث، قصص، اقوال فلاسفہ، اقوال
صوفیہ و بزرگوں کی سیر، سمجھنے والے تو یہ سمجھ لیتے تھے لیکن عوام ضرور پریشان
ہو جاتے تھے ایک ہی آیت ہے اس کے مقابلہ میں ضعیف احادیث رکھی ہوئی
ہیں تقیہ کچھ صراحت کر رہے ہیں مفسر کچھ لکھ رہے ہیں صوفیہ کا نمونہ حیات
ہے کوئی کرے تو کیا کرے ایک قرآنی تعلیم کے دوش بدوش متعدد تعلیمات کا
سامنا ہوتا اور مذہبی حیثیت سے پیش ہوتا بڑی حیرانی اور نقصان کا باعث
ہوا۔ مسلمان قرآن کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے اور جتنے دور ہوتے گئے اتنا ہی
زوال کرتے گئے پھر جتنا تنزل ہوتا گیا اتنے ہی اخلاقی، تمدنی، معاشری اور
سیاسی حیثیت سے کمزور ہوتے چلے گئے اخلاقی قوت ہی انسان کے اندر ایک کار
طاقت ہے اس کے مٹتے ہی ان کے تمام قوائے عمل میں ضعف آگیا۔
شدید نقصان یہ ہوا کہ متعدد اہم قرآنی اصطلاحی الفاظ کے معانی و مفاہیم میں
[illegible] کر لیا گیا جن الفاظ میں حرکت عمل اور قربانی کی روح مضمر تھی وہ مسلمانوں
کی مردگی [illegible] کے بعد پست ہمتی بے حوصلگی اور تعطل کے ہم معنی مترادف

خیال کئے جانے لگے۔ توکل صبر و قناعت تقدیر دنیا داری اور اطاعت وغیرہ کیا
ہر ایسی چیز کا مفہوم بدل گیا اور ان کے معنے کچھ اور لے لئے گئے ہم ان
میں سے چند امور کے متعلق مختصراً خیال کرتے ہیں۔

قرآن اور توکل

توکل کے معنی میں قرآن کریم نے یہ بتایا کہ چونکہ اللہ تعالے قادر مطلق ہے اور وہی کائنات کا خالق
ہے اس لئے اپنی جدوجہد اپنی تدبیر عمل اور دنیا کی کسی طاقت و قوت پر بھروسہ
کر کے ان سے کام ضرور لو لیکن کامیابی عطا کرنے والا صرف خدا ہی کو سمجھو بالخصوص
ذکر اللہ تعالے نے کسی مقصد کے کام کی تکمیل کے لئے جو آئین و قواعد مقرر کئے
ہیں ان پر پوری طرح عمل کرو لیکن کارساز حقیقی اسی کو سمجھو۔ قرآن کی تعلیم سے
بعد اور انحراف کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان عمل سے بے نیاز ہو گئے اور صرف بھروسہ
ہی بھروسہ رہ گیا۔ وابتغوا من فضل اللہ کو اللہ کے فضل میں سے تلاش کرو
وجعلنا النہار معاشا ہم نے دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا ہے۔
لیس للانسان الا ما سعی انسان کے واسطے بس اسی قدر ہے جتنی وہ کوشش کرے
کل نفس بما کسبت رہینۃ ہر شخص عمل و سعی سے ہی کچھ حاصل کرتا ہے
کو بھول گئے اور صرف وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون یاد رہ گیا انھوں نے
سمجھ لیا کہ جب خدا ہی دینے والا ہے تو پھر محنت کرنے کی ضرورت کیا ہے پھر
اس کے متعلق جو قصے مشہور ہوئے انھوں نے مسلمانوں کے قوائے عمل کو اور
سست کر دیا کسی نے کہا کہ ایک صاحب کو خوان اترا ہے جو اس پر بھروسہ
کرتا ہے ضرور پاتا ہے وہ رازق حقیقی ہے جو کھانا پہنچاتا ہے۔ نہیں فلاں شخص
بڑا متوکل ہے گھر میں پڑا رہتا ہے کوئی کام نہیں کرتا روزے نماز میں مصروف رہتا
ہے چونکہ قرآن میں توکل کی تعریف تھی اور یہ مذہبی اور قرآنی لفظ تھا اس لئے دوسروں
کو بھی اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔
توکل کے مفہوم کو سورہ مائدہ کی آیت قالوا یا موسیٰ ان فیہا قوما
جبارین الخ اور سورہ یونس کی آیت واتل علیہم نبا نوح اذ قال لقومہ
ان کان کبر علیکم الخ سے واضح ہے یعنی موسیٰ کے حکم پر لوگ کہنے لگے اس
ملک میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں جب تک یہ موجود ہیں ہم اس میں قدم
نہ رکھیں گے ان میں دو خدا سے ڈرنے والے لوگ بھی تھے وہ کہنے لگے کہ ان پر
حملہ کر کے دروازے میں گھس پڑو جب تم دروازے میں گھس پڑے تو بلاشبہ
تمہاری فتح ہے اور تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ پر توکل کرو۔ اے پیغمبر لوگوں کو
نوح کا حال پڑھ کر سناؤ کہ جب انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ اگر
میرا رہنا اور میرا آیتیں پڑھ پڑھ کر سنانا تمھیں ناگوار گذرتا ہے تو میں اللہ پر توکل
کرتا ہوں پس تم اور تمہارے شریک سب مل کر ایک فیصلہ کرو اور جو کچھ کرنا ہے کر
ڈالو۔ ان آیتوں سے کیا واضح ہوتا ہے یہی کہ یہ بزرگ مسلسل کام کرتے رہے
اور محض توکل کئے نہ بیٹھے رہے توکل کی تعلیم کا صحیح مفہوم یہی ہے توکل وہی ہے
جو محنت و سعی کے بعد کیا جائے ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جانے کا نام توکل نہیں بلکہ
معصیت ہے مسلمانوں کو توکل کے اس غلط مفہوم نے شدید نقصان پہنچایا ہے۔

قرآن اور صبر

صبر کے قرآنی معنے تو یہ تھے کہ مشکلات و حوادث کی اتنی موجوں میں انسان چٹان کی طرح قائم رہے بڑی مستقل
مزاجی سے کام لے تکالیف و آلام میں گھبرا نہ اٹھے اور برابر کام میں مصروف رہے

یاد رہے کہ قرآن کریم کا اصل مقصد یہ ہے کہ شیطان انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے [illegible] نے انسان کی آزمائش اور امتحان کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو شیطان کا [illegible] کی ضرورت اس لئے نہیں کہ اس کو حقائق غیبیہ کا علم نہیں بلکہ وہ امتحان و آزمائش میں انسان ضعیف البنیان کو ان کے مقابلہ کو کچھ نفس اور [illegible] پر حقائق غیبیہ کا [illegible] ہے اور خود انسان میں اس کا [illegible] صلاحیت [illegible] کرے نیز دوسری وجہ اس کی یہ ہے کہ جیسے ترکیب انسانی عناصر متضادہ سے ہے اسی واسطے ہے کہ اس ترکیب میں ایک معتدل مزاج پیدا ہو جب کہ مزاج مرکب ہے اس لیے اس ترکیب میں کا [illegible] عناصر کی چیزیں ہیں قرآن حکیم یہ تعلیم نہیں دیتا کہ شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور یا وہ انسان پر جبر کر کے کسی کو گمراہ کر سکتا ہے وہ تو صرف بدی کا خیال نفس کی شرکت سے اس کا شعلہ ڈال کر انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے اب اس کو قبول کرنا یا نہ کرنا انسان کے اختیار میں ہے یہ اختیار خود انسان کا نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا ہے اسی واسطے اسلام کا عقیدہ ہے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ یعنی نیکی اور بدی کا اندازہ خدا کی طرف سے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان نیکی بدی خدا کے حکم سے کرتا ہے جیسا کہ عوام الناس سمجھتے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ انسان نیکی یا بدی خدا کے علم کے مطابق کرتا ہے یعنی شیطان جو بدی کا وسوسہ اور فرشتہ نیکی کا خیال انسان کے دل میں ڈالتا ہے اب انسان اس کو قبول کرے گا یا نہیں یہ بات خدا کے علم میں پہلے ہی سے مقدر ہو چکی ہے اور چونکہ وہ علام الغیوب ہے اس نے آئندہ قیامت تک ہونے والے واقعات کو پہلے ہی سے اپنی کتاب لوح محفوظ میں رکھ لیا ہے اس لئے لامحالہ انسان اسی کے مطابق نیک یا بد عمل سرزد ہوں گے اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

گناہ سے بچنے کا کیا طریقہ اور کونسا علاج ہے

انسان کو تو تنہا اختیار نہیں اور نہ ایسی عقل کہ گناہ سے بچنے کا طریقہ وہ خود اپنی طرف سے پیدا کر لے یعنی بند دشمن کا یہ منصب نہیں کہ وہ انسان کو گناہوں سے بچا سکے یہ کام صرف مذہب کا ہے اور اسی واسطے مذہب کی ضرورت ہے جس خدا نے انسان کی فطرت میں بہت سی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ یہ عیب و نقص رکھا ہے کہ وہ بوجہ اپنی کمزوری کے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے وہی خدا جس نے انسان میں یہ کمزوری رکھی ہے وہی اس کا علاج بھی بتلا سکتا ہے اگر اس نے گناہ اور نافرمانی کی طاقت تو رکھ دی ہو مگر گناہ اور اس کی سزا سے بچنے کی کوئی صورت نہ رکھی ہو تو کہا جائیگا کہ اس نے کسی کو نجات دینے کا ارادہ ہی نہیں کیا۔

اگر کوئی مذہب اس سوال کا صحیح جواب نہیں دیتا اور گناہوں سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتا تو یقیناً وہ مذہب اس قابل ہے کہ اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے صرف یہی ایک نقص اس کی تمام خوبیوں اور کمالات کو باطل کر دیتا ہے اگر کوئی مذہب نجات کا راستہ ہی نہیں بتلاتا تو ایسے مذہب کا کیا فائدہ [illegible] اپنے گھروں میں ڈال لیں لوگوں کو دنیا میں صرف [illegible] گناہوں کی سزا سے بچنے اور آئندہ گناہ کے مرتکب نہ ہونے کا [illegible] بتلایا جائے [illegible]

اہم اور بنیادی مسئلہ کے متعلق ساکت ہیں عیسائیوں نے کہا کہ انسان کے گناہوں کے کفارہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہوئے گویا انسان کی نجات کا اصول یہ ہے کہ کسی دوسرے کے [illegible] مذہبوں والا آریہ قوم کے عقیدہ کی رو سے کہتے ہیں کہ توبہ و استغفار کوئی چیز نہیں۔ پرماتما اس پر قادر نہیں کہ گناہ بخش دے انسان تو قصور معاف کر سکتے ہیں مگر پرماتما اس صفت سے محروم ہے۔ وہ سزا دیئے بغیر کسی صورت نہیں چھوڑتا۔

اسلام نے اس بارے میں کیا روش اختیار کی

قرآن مجید نے گناہوں کی سزا سے بچنے اور آئندہ محفوظ رہنے کے متعدد ذرائع بتلائے ہیں جو عقل و فطرت کو اپیل کرتے ہیں سب سے پہلے یہ جان لیجئے کہ انسان گناہ سے پرہیز کیوں نہیں کرتا؟ سو انسان کی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ فائدہ اور راحت کی چیز کو حاصل کرتا ہے اور نقصان کی چیز سے بچتا ہے یعنی دفع مضرت اور جلب منفعت اس کی فطرت ہے مگر وہ بچتا اسی چیز سے ہے جس کے نقصان و ضرر کا اندیشہ یقینی ہو اور نگران ہستی کا کامل یقین ہو کہ اگر کسی امر کی خلاف ورزی کی تو سزا ملیگی اور اگر تعمیل حکم کی یا بندگی کی تو صلہ ملیگا اب اگر یہ جذبہ انسان میں مضبوط اور اعمال میں موثر ہوتا ہے تو وہ یقیناً ہلاکت کی راہوں سے بچتا ہے اور زندگی اور راحت کے راستوں پر گامزن ہوتا ہے بس گناہ سے بے خوف ہو جانے اور سرکشی پر آمادہ ہونے کی جڑ یہ ہے کہ خدا کی دنیا عاقبت اور آزمائش انسان نہ خدا پر ایمان رکھے اور نہ گناہ کی سزا پر یقین کرے عمل کی یہی کمزوری ہے جس کی وجہ سے اخلاق اور روحانیت کا قتل ہوتا ہے مذہب کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں اور انسانیت کا منہ کالا ہوتا ہے لہذا پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہو جائے اور اس بات کا یقین کہ گناہ زہر قاتل ہے چونکہ گناہ کرنے والا کو خدا اور گناہ کی سزا اور موت کا یقین کامل نہیں قرآن حکیم نے اس بات کو متعدد جگہ مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور گناہ بدکاریوں اور زندگی کی جڑ بتلایا کھلا کھلا بتلایا ہے کہ گناہ کی جڑ یہ ہے اس کو نکال کر پھینک دیں اگر انسان قرآن کریم کی تعلیم اپنے سامنے رکھے تو محال ہے کہ وہ گناہ کے نزدیک بھی پھٹکے چنانچہ قرآن کریم نے اپنے متبعین سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے آمنو اور عملوا الصلحت یعنی ایمان لاؤ اور نیک کام کرو آمنوا سے مراد خدا، جزا، سزا، یوم آخرت، موت اور بعد کی آنے والی زندگی پر یقین کامل ہے اور عملوا الصلحت سے مراد وہ فطری قوانین ہیں جو قرآن نے اس دنیا کی زندگی کے متعلق دیئے ہیں اسلام نے عمل سے پہلے صحیح علم کو رکھا ہے اور اخلاق و روحانیت کا یہ دور ہے جو صرف اسلام نے بتلایا ہے اول پہلے ایمان کے ذریعہ روح کو مسخر کرتا ہے اور اس کے بعد جسم کو مطیع بناتا ہے اور یا قوت عمل کے لئے کوئی چیز پیش نہیں کرتا بلکہ پہلے انسانیت کے بلند ترین مقاصد پر کہتا ہے انسانی فکر و عمل کا نصب العین قرار دیتا ہے منزل مقصود کو متعین کرتا ہے اور پاکیزہ حیات اور حصول نجات کی صحیح تڑپ پیدا کرتا ہے ناممکن ہے کہ ایک شخص ایماندار ہو اور وہ عملوا الصلحت کا پابند نہ ہو نیکیوں پر حریص نہ ہو اور قیامت کے نزدیک [illegible] گناہوں کا ارتکاب کرے [illegible]

نظیر تو اب اس کی عبادت کے طریقے کیسے معلوم ہو سکتے ہیں جب تک وہ خود نہ بتلائے۔ سو اسلام بتلاتا ہے کہ یہ ساری مخلوق عالم کائنات ارضی و سماوی انسان کے لئے ہے اور انسان اپنے خدا کے لئے اور اس کے خدا کے لئے ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرے اس کی رضامندی اس میں ہے کہ جن باتوں سے خود انسان کا بھلا ہے اس کو کرے اور جن باتوں کے کرنے سے خدا ناراض ہوتا ہے اور انسان کا ہی نقصان ہے اُن سے بچتا رہے جن باتوں سے خدا راضی ہوتا ہے اور خود انسان کا بھلا ہے ان کو فرائض کہا جاتا ہے اور جن باتوں سے وہ ناراض ہوتا ہے اور انسان کا ہی نقصان ہے ان کو نواہی کہا جاتا ہے اب ضروری ہوا کہ خدائے قدوس اپنے بندوں کو زندگی کا ایک دستور العمل دے جس میں خود ہی یہ بتلا دے کہ تم دنیا میں زندگی کیسے گذارو اس خدائی دستور العمل ہی کو مذہب کہا جاتا ہے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ مذہبی احکام کی پابندی کا نام فطری زندگی ہے (بشرطیکہ مذہب الٰہی فطری اور عقلی ہو) اور مذہبی احکام کی خلاف ورزی کا نام گناہ یا غیر فطری زندگی اسلام نے گناہ کی اس تفصیل کو صرف ایک لفظ اثم میں بیان کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ کسی انسان کے فعل کو گناہ اُس وقت کہا جائیگا کہ انسان اس فعل کے ذریعہ خدا کے حکم کو توڑ کر سزا کا مستحق ٹھہرے اس صورت میں ضروری ہے کہ گناہ کے صادر ہونے کے لئے خدا کا حکم موجود ہو گناہ کے مرتکب کو اس کا علم بھی ہو نیز اس فعل کے مرتکب کی نسبت عقل تجویز بھی کرتی ہو کہ وہ اس فعل کے ارتکاب سے سزا کے لائق ٹھہر گیا اور عند الارتکاب مرتکب کا ارادہ بھی پایا جاتا ہو ان شرائط کے بعد کوئی فعل گناہ میں شمار کیا جائیگا اور خدا کی طرف سے اس پر سزا مرتب ہوگی۔

گناہ کی طاقت کہاں سے آئی

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ نے دو متناقض قوتیں شامل کئے ہیں عقل اور نفس عقل کا کام ہر بھلی بری چیز کی برائی بھلائی دریافت کرنا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہو سکتی اس کا محل قلب یا دماغ ہے اور نفس کا کام خواہش اور ان چیزوں کی لذت حاصل کرنا ہے جن سے زندگی قائم رہتی ہو جیسے کھانا پینا اور اس کا محل جگر ہے یا یوں سمجھئے کہ خدا تعالیٰ نے ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب پیدا کئے ہیں ایک جاذب خیر اور ایک جاذب شر جیسا کہ یہ امر مشہور و محسوس ہے کہ انسان کے دل میں کبھی بدی کے خیالات آکر بدی کی طرف مائل کرتے ہیں اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی چیز اندر سے کھینچ رہی ہے اسی طرح کبھی نیکی کے خیالات آکر نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور انسان کو ہمیشہ ان دو جاذبوں سے واسطہ رہتا ہے یہ دونوں قوتیں ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہیں اور دونوں خدا کی طرف سے ہیں شریعت اسلام میں نیکی کی قوت کا نام لمۂ ملک اور بدی کی قوت کا نام لمۂ شیطان ہے جو نیکی کا القا کرتا ہے اس کا نام فرشتہ یا روح القدس ہے اور جو بدی کا القا کرتا ہے اس کا نام شیطان یا ابلیس قرار دیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان میں گناہ کا مادہ کیوں رکھا

خدا تعالیٰ کی قدرت یہ ہے کہ اس نے ہر ایک چیز کے مقابلہ میں اس کی ضد پیدا کی ہے جیسا کہ دن کے مقابلہ میں رات نور کے مقابلہ میں تاریکی راحت کے مقابلہ میں تکلیف ایسا ہی اس نے نیکی کے مقابلہ میں بدی کو بھی رکھا جیسا انسان کے لئے نورانی مخلوق کے مقابلہ میں دیو و شیطان بنایا ایسا ہی اس نے نیکی کے مقابلہ میں بدی کو رکھا ہے انسان کے لئے نورانی مخلوق کے مقابلہ میں ظلمانی مخلوق بھی بنائی ہے اور غرض اس سے اس کی ایک کی خوبی اور دوسرے کی برائی و شناعت دکھا دی پس خدا تعالیٰ کا نیکی کے مقابلہ میں بدی کا پیدا کرنا اس کا کمال خالقیت ہے اور مستحق حمد و شکر کہ اس نے یہ دونوں قوتیں انسان میں رکھیں ورنہ ایک ہو نیکی حالت میں انسان مجبور ٹھہرتا ہے اور پھر خدا کی عبدیت و محبت کے وہ مزے نہ آتے جس کی خواہش انسانی فطرت میں ہے

حقیقت یہ ہے کہ برائی کا ہونا لازمی ہے اگر وہ نہ ہوتی تو اچھائی بھی نہ ہوتی اچھائی کا وجود ہی برائی کے وجود پر موقوف ہے اگر مصیبت اور غم نہ ہو تو ترس ہمدردی راحت اور خوشی بے معنے چیزیں ہیں اور اگر بدصورتی نہ ہو تو خوبصورتی کچھ نہیں سیاہی سفیدی کے مقابلہ میں ایک بری چیز ہے مگر جب یہی سیاہی تل کی صورت میں معشوق کے رخسارے پر ہو تو پھر کہنا ہی کسی عاشق یا شاعر سے پوچھو مکان وہی کامل ہے جس میں سجے سجائے کمروں کے ساتھ پاخانہ بھی ہو حالانکہ یہ ایک غلیظ اور قابل نفرت چیز ہے گلاب کا پھول اپنی خوشنمائی خوبصورتی اور خوشبو میں ایک اچھی چیز ہے مگر اس کے پہلو میں کانٹے بھی ذہن میں رکھو تو حکماء کا مقولہ ہے کل شی یعرف باضدادھا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح خدائے حکیم و لطیف نے اس دنیا کو اچھی اور بری چیزوں سے زینت دی ہے نیکی اور بدی کی تخلیق سے اپنا کمال خالقیت ظاہر کیا ہے تاکہ وہ اپنی صفت رحیمی اور کریمی اور ستار العیوبی کے ساتھ پہچانا جائے پس انسان کو خدائے قدوس کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے نیکی کے مقابلہ میں بدی کو پیدا کیا اور اس کی صناعی اور دانشمندی کی داد دینی چاہیئے۔ ہاں اگر وہ بدی کے ساتھ نیکی کو پیدا نہ کرتا اور یا ان دونوں قوتوں میں کوئی فرق و امتیاز اور دور رعایت روا رکھتا تو پھر واقعی اعتراض کے قابل بات تھی۔

حقیقت شیطان

لفظ شیطان لغت میں شطن، شطون سے مشتق ہے جس کے معنے بترتیب قصداً مخالفت کرنا دور ہونا اور ہلاک ہونا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو انسان یا جن قصداً قوانین الٰہیہ کو توڑتا ہے اور بدخواہشات کا پیرو رہتا ہے وہ رحمت الٰہی سے دور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے پس جو چیز انسان کو خدا کی رحمت سے دور کرے اور ابدی ہلاکت میں ڈالے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ انسان معترض ہو کہ خدا نے تو یا شیطان کو پیدا کر کے خود ہی بندہ کو گمراہ کیا اور خود ہی سزا دی مگر یہ اعتراض ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص آگ اور پانی کے نقصانات دیکھ کر بول اٹھے کہ اگر جسم انسانی میں آگ اور پانی ہے تو یہ تو ایسا ہے کہ خدا نے آپ چھپر بنایا پھر اس میں آگ لگائی اور خود ہی اس کو بجھا دیا کیا دنیا میں کوئی ایسا احمق ہوگا جو ان اشیاء کی ... اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر شیطان اور بدی کے وجود پر معترض ہو کر عقل کے اندھے اپنی بیوقوفی اور جہالت کا ہی اظہار کرتے ہیں۔

تا بعد آریوں اور عیسائیوں کا خیال ہے بلا سبب استغفار کے یہ معنے
تعالیٰ سے قوت طلب کرنا ہیں تاکہ وہ روحانی منزل سے گرنے میں حفاظت
پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار اس لئے نہیں تھا کہ نعوذ
بالله ان سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ خدا بشری کمزوری کو
ڈھانپے اور روحانی طاقت کو ترقی دے۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟

جب کہ استغفار کی حقیقت سمجھنے میں لوگوں نے غلطیاں کی ہیں اسی طرح توبہ کی حقیقت سے بھی عوام الناس واقف نہیں اور وہ بھی توبہ سے محروم ہیں۔ توبہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

التوبۃ الرجوع عن المعصیۃ والندم عنہا من حیث انہا معصیۃ مع ضلعقا العزم بقلبہ علی ان لا یعود۔ معصیت سے رجوع کرنے کا نام توبہ ہے اور معصیت پر اظہار ندامت کرنا اس دلی یقین کے ساتھ عزم کرنا کہ میں پھر کبھی اس گناہ یا نافرمانی کی طرف نہ لوٹوں گا۔

معلوم ہوا کہ توبہ تین چیزوں سے مرکب ہے گناہ کو چھوڑ دینا دوسرے گناہ سے اظہار ندامت کرنا اور تیسرے دلی یقین کے ساتھ عزم کرنا کہ پھر کبھی اس گناہ کے نزدیک نہ جاؤں گا پس انسان کو تائب اس وقت کہا جائے گا جبکہ بکلی نفس امارہ کی پیروی سے دست بردار ہو کر اور نفس امارہ پر فتح حاصل کرکے آستانہ حضرت احدیت پر گر جائے تب وہ اس لائق ہوتا ہے کہ غفور الرحیم خدا کے قدوس کا ہمسایہ بن سکے۔ گناہگارانہ زندگی کی موت کے عوض پاکیزہ حیات بخشی جائے توبہ درحقیقت ایک روحانی موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے ایک بھی قربانی ہے جو خدا کے حضور دینی پڑتی ہے اور ندامت کی آگ ہے جو اندر ہی اندر دل کو جلاتی ہے اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا

جو شخص اپنے پہلے گناہوں کا اقرار کرے ان کی معافی طلب کرے اس کے بعد نیک اعمال میں مشغول رہے حقیقت میں وہی شخص اس قابل ہے کہ اسے تائب الی اللہ کہا جائے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

الا الذین تابوا واصلحوا وبینوا فاولئک اتوب علیہم وانا التواب الرحیم ۔ میں ان لوگوں کی توبہ قبول کیا کرتا ہوں جو اپنے پہلے گناہوں کی معافی چاہیں۔ ان کو اپنے سے دور کریں۔ پھر نیکی اختیار کریں اور نیکی کو لوگوں تک پہنچائیں یہی لوگ ہیں جن پر میں اپنا فضل کیا کرتا ہوں اور ان کی طرف اپنی رحمت کے ساتھ رجوع کیا کرتا ہوں۔

ایک تیسری جگہ فرمایا

انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجہالۃ ثم یتوبون من قریب فاولئک یتوب اللہ علیہم وکان اللہ علیما حکیما ۔

ترجمہ: لوگو اللہ پر صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ ہے جو نادانستگی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ بھی کر لیتے ہیں۔ اللہ جن کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے وہ ایسے ہی لوگ ہیں اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے یعنی وہ تمہاری نیتوں کو بھی جانتا ہے کہ تمہاری دعا زبانی ہے یا

عمل۔“

چوتھی جگہ توبہ کی مزید تشریح و توضیح یوں کی۔

ولیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن ولا الذین یموتون وہم کفار اولئک اعتدنا لہم عذابا الیما ۔ جو لوگ توبہ کے بھروسہ پر ہمیشہ برے کام کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت قریب آتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اس قسم کے لوگوں کی توبہ قبول کرنیکا وعدہ نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرنیکا وعدہ ہے جو کفر کی حالت میں مر جائیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے تکلیف اور عذاب تیار کیا ہے۔

ان آیات بینات سے ثابت ہوا کہ توبہ وہی ہے جس میں سرزد گناہوں کا اقرار ہو اس پر اظہار ندامت ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم ہو اس کے علاوہ جو توبہ ہے وہ محض دل بہلاوہ ہے اور ضمیر منافت الصلوٰۃ خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ اب مسلمانوں کی نفس پرستی اور خود فریبی دیکھئے کہ انہوں نے توبہ اس بات کو سمجھا ہے کہ ؎

شب کو مے پی اور صبح کو توبہ کر لی
رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

توبہ گناہوں کی جڑ کاٹتی ہے نہ کہ ان کو پھیلاتی ہے

جو بدبخت اور نفس پرست مسلمان اپنی سیاہ مستیوں اور بدکاریوں سے اپنے ہاتھوں جلتا چلا جا رہے ہیں ان کو آنکھیں کھول کر سن لینا چاہیئے کہ توبہ گناہوں کی جڑ کاٹتی ہے نہ کہ ان کو پھیلاتی ہے توبہ یہ نہیں ہے کہ زبان پر توبہ توبہ ہو اور دل میں گناہوں کے ارتکاب کا خیال ہو ایسی توبہ تو پتھر پر دے مارنے کے قابل ہے اگر توبہ کرتے وقت گناہوں سے اجتناب کا پختہ عزم نہیں تو تم جنت پر ہو جو کہہ رہے ہو ہاں اگر توبہ کرتے وقت آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم محکم ہو اور بشری کمزوری سے ارتکاب ہو جائے تو یہ بھی توبہ کے منافی نہیں۔

خدارا اپنے مذہب کی پاکیزگی اور نظر تعلیم کو دیکھو اور اپنی معصیت شعاریوں پر نظر ڈالو تمہارا دل اندر سے چیخ اٹھیگا تمہاری عقل تم پر نفرت بھیجے گی اور تمہارا ضمیر لعنت و ملامت کے پتھر برسائیگی اگر تم نے اتنا جھک توبہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہے تو آج سمجھ لو اور اگر توبہ کو سمجھ بوجھ کر گناہ کرتے ہو تو معلوم ہو تو سن لو کہ تمہاری اخلاقی اور روحانی زندگی پر موت وارد ہو گئی تم اسلام کی طرف سے مر گئے تم زندہ درگور ہو گئے اور گناہوں کا زہر تمہارے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے اب اس کا تریاق کہیں نہیں ہے

بچا اس نے توبہ و استغفار سے اپنا کالا نامہ بھی کر دیا۔

مسلمان کیوں گناہگارانہ زندگی بسر کر رہے ہیں!

اس لئے کہ انھوں نے اسلام کا پہلا مطالبہ اصولاً پورا نہیں کیا۔ کیا اعمال کے ذریعہ اپنے فکر و عمل کو صحیح راستے پر نہیں لگایا۔ صحابہ نے اسلام کے پہلے مطالبہ کو پورا کر دیا تھا پھر جو کچھ ہوا ساری دنیا جانتی ہے اور ہم نے اپنے حقیقی ایماندار اور عملی مسلمان ہونیکا ثبوت نہیں دیا نتیجہ جو کچھ ہے ظاہر ہے۔

سخت افسوس شرم اور ندامت کی بات ہے بلکہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی جگہ ہے کہ اسلام تو دنیا میں اسلئے آیا کہ انسانوں کو فطری اخلاقی روحانی اور پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنے کی تمام راہیں سمجھا دے گناہگارانہ زندگی کو موت کے گھاٹ اتار دے گناہ و نافرمانی کے جراثیم کو اندر ہی اندر سوخت کر دے اور مسلمانوں کو پاکیزگی حیات کا نور دیکر اور اخلاق و روحانیت کی بلند سطح پر قائم کر کے اقوام عالم کا رہبر و ہادی بنا دے مگر مسلمان علی الاعلان قوانین الٰہیہ کی خلاف ورزی کریں احکام اسلام کو پس پشت ڈالیں خدا کے رسول سے غداری اور بغاوت کریں اور شریعت اسلامیہ کی پکڑ و گرفت سے بے خوف و نڈر ہو کر بازار حسن کی زینت بنیں چکلوں میں اپنے شیشۂ عصمت کو چور چور کریں شراب خانوں کی رونق بنیں قمار بازی میں سر دھڑ کی بازی لگائیں عدالتوں میں چند پیسوں کے عوض اپنا ایمان بیچ کر فرائض اخلاق کو نیلام کریں اور جیلخانوں کی سیر کرنے کو تفریح سمجھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ "آسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں"

مسلمانو! تم اپنی سیاہ کاریوں اور بدمستیوں سے مذہب و اخلاق کے سینہ پر مونگ دل رہے ہو یہ دنیا میں زندہ رہنے کے لچھن نہیں بلکہ خدا کے غضب کی آگ کو بھڑکانا ہے اور قیامت کو بیدار کرنا ہے تم اور گناہگارانہ زندگی آہ۔ "او خویشتن گم است کرا رہبری کند"

آہ غضب ستم اندھیر ہو گیا کہ آفتاب منبع ظلمات بن گیا خزانہ نور سے تاریکی نکلنے لگی سارے عالم کا ہادی گمراہی و معصیت کا علمبردار بن گیا خدا کی شان اور زمانہ کا انقلاب ہے کہ جس نے دنیا کو دینی و دنیوی سعادت و کامرانی کی راہ بتائی وہ قوم گمراہی اور سیاہ کاری کی تاریکی میں بھٹک رہی ہے کیا اب بھی مسلمان چشمۂ ہدایت میں غسل کر کے طہارت و پاکیزگی حاصل نہ کرینگے اور کیا وہ اب بھی اسلام کے سایہ میں آکر روشنی حاصل نہ کریں گے۔

الغرض قرآن حکیم نے گناہوں سے بچنے اور پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنیکا پہلا ذریعہ خدا کی ہستی اور گناہ کی سزا پر یقین کامل بتلایا ہے اب دوسرا ذریعہ بھی سنئے۔

گناہوں سے بچنے کا دوسرا ذریعہ

توبہ و استغفار ہے جس کی حقیقت سے عام لوگ ناواقف ہیں اور بہت سے لوگوں نے اس کے مفہوم کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے عموماً یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ استغفار ایسے گناہوں کی معافی کے لئے ایک دعا ہے جو سرزد ہو چکے ہیں اور جب تک کہ کوئی گناہ سرزد نہ ہو استغفار نہیں ہو سکتا حالانکہ یہ غلط ہے پہلے اس کے معنی سمجھ لیجئے الاستغفار طلب الغفر وھو الستر۔ استغفار کے معنی طلب غفر کے ہیں اور غفر چھپانے کو کہتے ہیں استغفار کا لفظ غفر سے نکلا ہے جسکے لغوی معنے ہیں الباس شی ما یصونہ من الدنس یعنی کسی شی کا پہنانا جو میل کچیل سے بچائے اسی سے مغفر ہے جو لوہے کے خود کو کہتے ہیں پس استغفار کے معنے اللہ تعالیٰ سے مدد اور گناہوں سے حفاظت طلب کرنے کے ہیں اب یہ حفاظت دو طرح پر ہے ایک تو سرزد شدہ گناہوں کے بد نتائج سے حفاظت طلب کرنا دوسرے آئندہ گناہوں کے وقوع سے حفاظت طلب کرنا مطلب صاف ہے کہ ہم استغفار کے ذریعہ صرف گزشتہ گناہوں کے معاف ہونیکی خواہش نہیں کرتے بلکہ یہ بھی دعا مانگتے ہیں کہ آئندہ ہم سے گناہ ہی سرزد نہ ہوں لہذا ہم بغیر گناہ کے بھی استغفار کر سکتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ ہمیں تاکید کرتا ہے کہ ہر صبح کے وقت استغفار کیا کریں جیسا کہ فرمایا والصابرین والصادقین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار یعنی میں ان لوگوں کی تعریف کرتا ہوں جو صابر اور صادق ہیں خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کو خرچ کرتے ہیں اور صبح کے وقت استغفار کرتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ فرمایا و بالاسحار ھم یستغفرون اور صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہیں صبح کے وقت کی تخصیص اس لئے کی کہ صبح کے وقت انسان کے تمام قویٰ تازہ دم ہوتے ہیں، روحانیت بیدار ہوتی ہے اور عبادت کی طرف دل رجوع ہوتا ہے۔ اگر استغفار کرنا صرف گناہگاروں کا کام ہوتا اور وہ صرف سرزد گناہوں کے لئے ایک دعا ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تعلیم کیوں دیتے کہ صبح کے وقت استغفار کیا کرو۔

استغفار کرنا صرف گناہگاروں کیلئے نہیں بلکہ بےگناہوں کیلئے بھی ہے

اس کے ثبوت کیلئے بہت سی آیات ہیں مگر میں اس کو اور زیادہ مؤکد کرنا چاہتا ہوں تاکہ مخالفین کے ایک اعتراض کا بھی قلع قمع ہو جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شی قدیر۔ مومن بہشت میں جانے والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے لئے نور کو پورا کر اور ہمیں بخش دے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے"

اس آیت میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بہشتی بھی استغفار کرینگے ظاہر ہے کہ ان کا استغفار گزشتہ گناہوں کے لئے نہیں ہوگا بلکہ وہ زیادتی نور کیلئے استغفار کرینگے اس سے بھی ثابت ہوا کہ استغفار گناہ کے لئے لازم نہیں۔

ان آیات سے آریہ و عیسائی صاحبان کے اس اعتراض کی جڑ کٹ گئی جو وہ آیت مبارکہ پر کیا کرتے ہیں وہ آیت یہ ہے:-

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اس کا ترجمہ مخالفین نے یہ کیا ہے:-

اور ہم نے تجھے ایک صریح فتح دی تاکہ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کر دے جب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دئے تو استغفار کی تاکید سرزد شدہ گناہوں کیلئے نہیں ہو سکتی جیسا کہ

ايحسب الانسان ان يترك
سدى.

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یونہی
چھوڑ دیا جائے گا؟

ايحسب ان لن يقدر عليه
احد يقول اهلكت مالا لبدا
ايحسب ان لم يره احد.

کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی
چھوڑ دیا جائیگا؟ کیا انسان یہ گمان
کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا؟
کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا؟

ایسے آدمی کی نظر دنیا کے صرف ظاہری پہلو پر ہوتی ہے یا ابتدائی اور سطحی نتائج کو وہ آخر کار اور حقیقی نتائج سمجھتا ہے اور اس سے دھوکہ کھا کر غلط راستے پر چلتا رہتا ہے۔

يعلمون ظاهرا من الحيوة الدنيا
وهم عن الاخرة هم غفلون ۝
ان الذين لا يرجون لقاءنا
ورضوا بالحيوة الدنيا واطمانوا بها
كلا بل تحبون العاجلة وتذرون
الاخرة
بل تؤثرون الحيوة الدنيا
والاخرة خير وابقى
وغرتهم الحيوة الدنيا

وہ صرف ظاہر حیات دنیا کو دیکھتے ہیں
اور آخرت سے تو وہ غافل ہی ہیں۔
جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے
اور حیات دنیا سے راضی اور مطمئن ہو گئے ہیں
ہرگز نہیں تم تو فوری حاصل ہونے والے نتائج کو
پسند کرتے ہو اور آخرت کے نتائج کو چھوڑ دیتے ہو۔
تم حیات دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت
بہتر ہے اور زیادہ پائیدار ہے۔
ان کو حیات دنیا نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

(۳) اس ظاہر بینی کا نتیجہ ہوتا ہے کہ انسان کی نگاہ میں اشیاء کی قدر و قیمت کا معیار بالکل الٹا ہو جاتا ہے جو چیزیں حقیقت میں اپنے آخری نتیجے کے لحاظ سے مضر ہوتی ہیں ان کو وہ فوری فوائد پر نظر رکھنے کی وجہ سے بہتر سمجھتا ہے اور جو اعمال آخری نتائج کے لحاظ سے غلط ہیں ان کو وہ ابتدائی نتائج کے لحاظ سے خیر و صلاح سمجھنے لگتا ہے اس وجہ سے اس کی دنیوی کوششیں صحیح راہوں سے بھٹک جاتی ہیں اور آخر کار ضائع ہو جاتی ہیں۔

قال الذين يريدون الحيوة
الدنيا يليت لنا مثل ما اوتي
قارون انه لذو حظ عظيم
وقال الذين اوتوا العلم
ويلكم ثواب الله خير لمن
امن وعمل صالحا

جو لوگ دنیوی زندگی ہی کے فائدوں
کو چاہتے تھے انہوں نے کہا کہ کاش
ہم کو بھی وہی ملتا جو قارون کو دیا گیا
ہے وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے اور
جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا انہوں نے
کہا کہ تم پر افسوس! اللہ کا ثواب اس شخص
کے لئے بہت اچھا ہے جو ایمان لایا اور جس نے نیک اعمال کئے۔

ان الذين لا يؤمنون بالاخرة
زينا لهم اعمالهم فهم
يعمهون ۝
ايحسبون انما نمدهم به
من مال وبنين نسارع لهم
في الخيرات بل لا يشعرون

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے
ان کے لئے ہم ان کے اعمال کو خوشنما
بنا دیتے ہیں اور وہ بھٹکے پھرتے ہیں
کیا یہ لوگ اس غلط فہمی میں پڑے ہوئے
ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد سے مدد
دیتے ہیں تو ان کو بھلائیاں پہنچانے میں سرگرمی
کر رہے ہیں؟ اگر یہ بات حقیقت کو نہیں سمجھتے

قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا
الذين ضل سعيهم
في الحيوة الدنيا وهم يحسبون
انهم يحسنون صنعا اولئك
الذين كفروا بايت ربهم
ولقائه فحبطت اعمالهم

کہو ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ
سب سے زیادہ ٹوٹے میں کون لوگ
ہیں؟ وہ جن کی کوششیں حیات دنیا
میں بھٹک گئیں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے
کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنہوں
نے اپنے رب کی آیات اور اس کی
ملاقات کا انکار کیا۔ اس لئے ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

(۴) ایسا شخص کبھی دین حق کو قبول نہیں کر سکتا جب کبھی اس کے سامنے مکارم اخلاق اور اعمال صالحہ اور راست روی کے طریقے پیش کئے جائیں گے وہ ان کو رد کر دیگا اور جب اس کے خلاف عقائد اور اعمال پیش کئے جائیں گے تو وہ انہیں اختیار کر لیگا کیونکہ دینداری کے جتنے طریقے ہیں بعض دنیوی تمدن کے بہت سے فوائد و منافع اور بہت سی لذتوں کی قربانیاں چاہتے ہیں اور ان کا اصل الاصول یہ ہے کہ آخرت کے بہتر اور پائیدار فوائد کے لئے دنیا کے عارضی فوائد کو قربان کر دو۔ مگر منکر آخرت انہی دنیا کے فوائد کو فوائد سمجھتا ہے اس لئے نہ وہ ایسی کسی قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو سکتا ہے اور نہ دینداری کے ان طریقوں کو اختیار کر سکتا ہے جو ان قربانیوں کے طالب ہیں لہذا انکار آخرت اور دین حق کی پیروی دونوں ایک دوسرے کی نقیض ہیں جو منکر آخرت ہوگا وہ کبھی دین حق کا پیرو نہیں ہو سکتا۔

سأصرف عن ايتي الذين
يتكبرون في الارض بغير
الحق وان يروا كل اية لا يؤمنوا
بها وان يروا سبيل الرشد لا يتخذوه
سبيلا ذلك بانهم كذبوا
بايتنا وكانوا عنها غفلين.
والذين كذبوا بايتنا ولقاء
الاخرة حبطت اعمالهم
هل يجزون الا ما كانوا يعملون

میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو
پھیر دوں گا جو زمین میں حق کے بغیر
تکبر کرتے ہیں اور اگر کسی آیت کو دیکھیں
گے تو اس پر ایمان نہ لائیں گے اور اگر راہ
راست کو دیکھیں گے تو اسے اختیار نہ
کریں گے اور اگر غلط راستے کو دیکھیں
گے تو اس پر چل پڑیں گے یہ اس لئے کہ انہوں
نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان
سے غافل رہے اور جو لوگ ہماری
نشانیوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلائیں گے ان کے اعمال غارت ہو جائیں گے
کیا ان کو ویسا ہی بدلہ نہ ملیگا جیسے انہوں نے عمل کئے ہیں۔

(۵) انکار آخرت سے انسان کی پوری اخلاقی اور عملی زندگی متاثر ہوتی ہے
وہ متکبر اور سرکش ہو جاتا ہے

فالذين لا يؤمنون بالاخرة
قلوبهم منكرة وهم
مستكبرون.
واستكبر هو وجنوده في
الارض بغير الحق وظنوا انهم
الينا لا يرجعون

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے
ان کے دل حق بات سے انکار کرنے
لگتے ہیں اور وہ متکبر ہو جاتے ہیں
فرعون اور اس کے لشکروں نے زمین
میں بغیر کسی حق کے تکبر کیا اور سمجھے
کہ وہ ہمارے پاس نہ آئیں گے۔

اس کے معاملات بگڑ جاتے ہیں۔

ويل للمطففين الذين اذا اكتالوا

تباہی ہے ان بد معاملہ لوگوں کے لئے

حسابِ آخرت

از حضرت علامہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

اگر حیات اخروی کے اعتقاد کی حیثیت محض ایک ما بعد الطبیعی مسئلہ کی ہوتی ہے تو یہ اعتراض یقیناً قوی ہوتا اس صورت میں اس مسئلہ کو ایمانیات میں داخل کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی کیونکہ کسی خالص ما بعد الطبیعی مسئلہ کا اس حیثیت سے کہ وہ ما بعد الطبیعی مسئلہ ہے ہماری عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اگر ہم اس سے خالی الذہن ہوں یا اس کو ماننے سے انکار ہی کر دیں تو ہمارے اخلاق اور اعمال پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا لیکن حیات اخروی کے مسئلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض ایک فلسفیانہ مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ انسان کی اخلاقی اور عملی زندگی سے اس کا ایک گہرا تعلق ہے اس کو ماننے اور نہ ماننے سے دنیوی زندگی اور اس کے معاملات کے متعلق انسان کا نقطہ نظر بنیادی طور پر بدل جاتا ہے اس اعتقاد کو تسلیم کرنے کے معنے یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو ایک ذمہ دار اور جوابدہ ہستی سمجھے اور اپنی زندگی کے تمام معاملات یہ سمجھتے ہوئے انجام دے کہ وہ اپنی ہر حرکت اور ہر فعل کے لئے ذمہ دار ہے آئندہ زندگی میں اس کو اپنے تمام اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اور مستقبل کی سعادت و شقاوت اس کے حال کی نیکی اور بدی پر منحصر ہے بخلاف اس کے اس اعتقاد کو تسلیم نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو غیر ذمہ دار اور غیر مسئول ہستی سمجھے اور اپنی دنیوی زندگی کا سلسلہ پر اس خیال کے تحت مرتب کرے کہ وہ اس زندگی کے اعمال کے لئے کسی دوسری زندگی میں جوابدہ نہیں ہے اور آئندہ کوئی اچھا یا برا نتیجہ اس زندگی کے اعمال و افعال پر مترتب ہونے والا نہیں ہے اس عقیدہ سے خالی الذہن ہونے یا اس کو نہ ماننے کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ انسان کی نظر اپنے اعمال کے صرف ان نتائج پر ہوگی جو اس دنیوی زندگی میں مترتب ہوتے ہیں اور انہی نتائج کے لحاظ سے وہ رائے قائم کریگا کہ کونسا فعل اس کے لئے مفید ہے اور کونسا مضر۔ وہ زہر کھانے اور آگ میں ہاتھ ڈالنے سے ضرور احتراز کریگا کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ وہ ان دونوں حرکتوں کے برے نتائج اپنی اسی زندگی میں بھگت لیگا۔ لیکن ظلم بے انصافی جھوٹ غیبت چوری زنا اور ایسے ہی دوسرے افعال کے برے نتائج چونکہ اسی زندگی میں ظاہر نہیں ہوتے اس لئے وہ ان سے صرف اسی حد تک اجتناب کرے گا جس حد تک ان کا کوئی برا نتیجہ اس زندگی میں مترتب ہونے کا اندیشہ ہو اور جہاں کوئی برا نتیجہ مترتب ہوتا نظر نہ آئے یا برعکس اس کے ان سے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی امید ہو تو وہ ان افعال کے ارتکاب میں کوئی تامل نہ کریگا غرض یہ کہ اس تصور کے تحت اس کی نگاہ میں کسی اخلاقی فعل کی کوئی متعین اخلاقی قدر نہ ہوگی بلکہ ہر ایسے فعل کی اچھائی اور برائی اس نتیجہ کی اچھائی اور برائی پر منحصر ہوگی جو اس دنیا میں مترتب ہوتا ہو۔ بخلاف اس کے جو شخص حیات اخروی کا معتقد ہوگا اس کی نظر اپنے اخلاقی افعال کے صرف انہی نتائج پر نہ ہوگی جو اس زندگی میں مترتب ہوتے ہیں بلکہ وہ ان آخری نتائج پر نگاہ رکھے گا جو اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی میں ظاہر ہونے والے ہیں اور انہی نتائج کے لحاظ سے ہر فعل کے مفید یا مضر ہونے کا فیصلہ کریگا اس کو زہر کے مہلک اور آگ کے موذی ہونے کا یقین ہوگا اسی طرح ظلم و فساد کے مہلک اور موذی ہونے کا بھی یقین ہوگا وہ جس طرح سچائی اور ... سمجھیگا اسی عدل و امانت اور عفت کو بھی مفید سمجھیگا وہ ہر فعل کے معین اور یقینی نتیجہ کا قائل ہوگا خواہ وہ نتیجہ اس زندگی میں ظاہر ہو یا برعکس صورت میں ظاہر ہو اس کے پاس تمام اخلاقی افعال کی مستقل قدریں ہونگی اور ان قدروں میں دنیوی فوائد یا مضرتوں سے کوئی ... نہ ہوگا اس کے نظام اخلاق میں صداقت انصاف اور وفائے عہد ... اور حسن ہی ہوں گے خواہ اس دنیا میں ان سے سراسر نقصان ہی ہو اور قطعاً کوئی فائدہ نہ ہو اور جھوٹ، ظلم اور بدعہدی بہرحال گناہ ہی ... خواہ ان سے دنیا میں سراسر نفع ہی فائدہ ہو اور ذرہ برابر کوئی نقصان ...

پس حیات اخروی کے اعتقاد سے خالی الذہن ہونے یا اس کا انکار ... کے معنی بس اسی قدر نہیں ہیں کہ انسان ایک ما بعد الطبیعی نظریہ سے خالی الذہن رہا یا اس نے اس نظریہ کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی ذمہ دارانہ اور مسئولانہ حیثیت سے غافل ہو گیا اپنے ... مطلق العنان اور جواب دہی سے بری الذمہ سمجھ بیٹھا دنیا اور اس زندگی اور اس کے غیر مکمل بلکہ بسا اوقات دھوکا دینے والے نتائج ... ہو گیا اس نے آخری منافع اور آخری نقصانات سے غافل ہو کر محض ... اور عارضی اور ناقابل اعتبار منفعتوں اور مضرتوں کا اعتبار کر لیا ... لحاظ سے اپنے افعال کی ایسی اخلاقی قدریں متعین کیں جو بدلنے والی ... بدلنے والی ہیں وہ ایک صحیح اور پائدار اخلاقی ضابطہ سے محروم ہو گیا ... ذمہ داری کے احساس اور آخری نتائج کے لحاظ اور متعین اقدار کے اعتبار ہی سے منضبط ہو سکتا ہے اور اس طرح اس نے اپنی ... دنیا کے ناقص علم پر قائم ہے وہ یہ کہ کھلا ہوا ناپائیدار اور ... ضابطے کے تحت بسر کی جس میں حقیقی مضرت، منفعت بن گئی اور حقیقی ... مضرت قرار پائی حقیقی حسن قبیح بن گیا اور حقیقی قبح حسن قرار پایا ... صواب بن گیا اور حقیقی صواب گناہ قرار پایا۔

یوم آخر پر ایمان نہ لانے کے یہی نتائج ہیں جن کو قرآن مجید میں ... کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اس باب میں آیات قرآنی کا تتبع ... معلوم ہوگا کہ وہ تمام خرابیاں ایک ایک کر کے گنائی گئی ہیں ... کو نہ ماننے سے انسان کے اخلاق و اعمال میں پیدا ہو جاتی ہیں

(۱) انسان اپنے آپ کو مطلق العنان اور غیر ذمہ دار سمجھتا ہے ... بحیثیت مجموعی بے نتیجہ خیال کرتا ہے اور یہ سمجھ کر کام کرتا ہے کہ کوئی ... کام کا نگراں اور اس سے حساب لینے والا نہیں ہے۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثاً ... کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے

فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور

ہونے قیامت کے دن ملنے والے ہیں پس اس روز جو شخص آگ کے عذاب سے بچ گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی اصل میں کامیاب ہے رہی یہ اس دنیا کی زندگی تو یہ محض دھوکے کا سامان ہے

واتبع الذين ظلموا ما اترفوا فيه وكانوا مجرمين۔

جن لوگوں نے اپنے اوپر ظلم کیا وہ دنیاوی لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جو انکو دی گئی تھیں اور وہ مجرم ہوئے۔

قل ان الخسرين الذين خسروا انفسهم واهليهم يوم القيمة الا ذلك هو الخسران المبين۔

اے محمد کہدو کہ سخت نقصان میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپکو اور اپنے بال بچوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا یہی اصلی اور کھلا ہوا ٹوٹا ہے۔

فاما من طغى واثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي الماوى واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى

پھر جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور نفس کو خواہشات سے روکا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔

اعلموا انما الحيوة الدنيا لعب ولهو وزينة وتفاخر بينكم وتكاثر في الاموال والاولاد كمثل غيث اعجب الكفار نباته ثم يهيج فتره مصفرا ثم يكون حطاما وفي الاخرة عذاب شديد ومغفرة من الله ورضوان وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور

جان لو کہ حیات دنیا تو اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس میں کھیل اور کود اور زینت اور آپس کا تفاخر اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا ہے اس کی مثال بارش کی سی ہے کہ اس سے کھیتی لہلہاتی ہے اور کسان اس کو دیکھکر خوشیاں مناتے ہیں پھر خشک ہو جاتی ہے اور تم دیکھتے ہو کہ وہ زرد پڑ گئی اور آخر کار روند ڈالی گئی اس کے بعد آخرت کی زندگی ہے جس میں کسی کے لئے سخت عذاب ہے اور کسی کے لئے اسکی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے پس دنیا کی زندگی محض ایک دھوکہ کا سامان ہے۔

زين للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحرث ذلك متاع الحيوة الدنيا والله عنده حسن المآب قل اؤنبئكم بخير من ذلكم للذين اتقوا عند ربهم جنت تجري من تحتها الانهار خلدين فيها وازواج مطهرة ورضوان من الله

لوگوں کے لئے عورتوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں اور نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور چارپایوں اور کھیتوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے یہ دنیوی زندگی کی متاع ہے مگر اللہ کے پاس اس سے اچھا ٹھکانا ہے۔ کہو اے محمد کیا میں تمہیں اس سے بہتر متاع کی خبر دوں، جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے ان کے لئے پاکیزہ ازواج ہیں اور وہ اسکی خوشنودی سے سرفراز ہوں گے۔

دنیا پر آخرت کی ترجیح اور آخرت کی دائمی کامیابی کے لئے دنیا کے فوری منافع کو قربان کرنے اور آخرت کی ابدی ناکامی سے بچنے کے لئے دنیا کے چند روزہ نقصانات کو برداشت کرنے کی یہ تعلیم نہایت پرزور انداز سے اسلام میں دی گئی ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ جو شخص قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے وہ کسی نقصان و برکت سے ہو نہیں بلکہ اپنی دلی رغبت سے ہر وہ کام کرے جس کو کتاب اور رسول نے آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بتلایا ہے اور ہر اس چیز سے اجتناب کرے جسکو ان دونوں نے آخرت کے نقصانات کا سبب قرار دیا ہے خواہ دنیا میں اس کے لئے کتنا ہی مفید یا مضر ہو۔

نامۂ اعمال اور عدالت

دوسری بات جس کو قرآن بہت انسان کے ذہن میں بٹھانے کی کوشش کی ہے یہ ہے کہ انسان اپنی دنیوی زندگی میں جو کچھ کرتا ہے خواہ کتنا ہی چھپا کر کرے اس کا ٹھیک ٹھیک ریکارڈ محفوظ رہتا ہے، قیامت کے روز یہ ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش ہوگا ہر وہ شے جس کو انسان کے اعمال سے کسی نوع کا تعلق رہا ہے ان کے اس اعمال پر گواہی دیگی حتی کہ خود اس کے اپنے اعضا بھی اس کے خلاف گواہوں کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے پھر اس کے نامہ اعمال کا نہایت صحیح وزن کیا جائے گا میزان عدل کے ایک پلڑے میں اس کے نیک اعمال ہوں گے اور دوسرے میں برے اعمال اگر نیکی کا پلڑا جھک گیا تو آخرت کی کامیابیاں اس کا خیر مقدم کریں گی اور جنت اس کے لئے جائے قیام ہوگی اور بدی کا پلڑا بھاری رہا تو خسران مبین اس کا نتیجہ ہوگا اور وہ بدترین مقام اس کے لئے تجویز کیا جائیگا جس کا نام دوزخ ہے اس عدالت میں ہر شخص تنہا اپنے نامہ اعمال کے ساتھ حاضر ہوگا اور دنیوی اسباب میں سے کوئی چیز اس کے کام نہ آئیگی۔ نہ نسبی اعزاز، نہ کوئی سفارش نہ مال و دولت اور نہ قوت و طاقت۔

اس مضمون کو بھی بڑی تفصیل کے ساتھ اور بڑے موثر انداز میں بیان کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر چند آیات یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

نامۂ اعمال کی کیفیت :-

سواء منكم من اسر القول ومن جهر به ومن هو مستخف باليل وسارب بالنهار له معقبت من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله۔

تم میں سے جو شخص چھپا کر بات کرے اور جو زور سے بولتا ہے اور جو شخص رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہے اور جو دن کی روشنی میں چل رہا ہو وہ سب یکساں ہیں ہر شخص پر اس کے آگے اور پیچھے نگرانی کرنیوالے لگے ہوئے ہیں اور وہ خدا کے حکم سے اس کی ہر بات ثبت کر رہے ہیں۔

ووضع الكتب فترى المجرمين مشفقين مما فيه ويقولون يويلتنا مال هذا الكتب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصها ووجدوا ما عملوا

نامہ اعمال پیش ہوگا تو اس میں جو کچھ لکھا ہوگا تم دیکھو گے کہ مجرم اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے افسوس! اس کتاب کا کیا حال ہے کہ کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی سب درج ہیں

علی الناس یستوفون واذا کالوھم او وزنوھم یخسرون الا یظن اولئک انھم مبعوثون لیوم عظیم۔

تباہی ہے ان بداعمال لوگوں کے لئے جو دوسروں سے لیتے ہیں تو پورا پورا ناپ تول کر لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ناپ تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں

کیا وہ نہیں سمجھتے کہ وہ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جائینگے“۔

وہ سنگدل، تنگ نظر، ریاکار، خود غرض اور عبادت الٰہی سے روگرداں ہو جاتا ہے:۔

ارأیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم و لا یحض علی طعام المسکین فویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون الذین ھم یراؤن ویمنعون الماعون

کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جو روز جزا کی تکذیب کرتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں ابھارتا۔ پھر افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں جو عمل نیک کرتے بھی ہیں تو دکھانے کے لئے اور چھوٹی چھوٹی عام ضرورت کی چیزیں بھی لوگوں کو دینے میں دریغ کرتے ہیں“۔

مختصر یہ ہے کہ حق سے تجاوز کرنا اور گناہوں میں مبتلا ہو جانا انکار آخرت کا لازمی نتیجہ ہے:۔

وما یکذب بہ الا کل معتد اثیم۔

یوم الجزا کی تکذیب نہیں کرتا مگر ہر وہ شخص جو حق سے تجاوز کر گیا اور گناہ میں پھنس گیا“۔

یوم آخر کے اعتقاد سے خالی الذہن یا منکر ہونے کے یہ ایسے نتائج ہیں جن سے کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا خصوصاً جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے اس تمدن کے ثمرات بھی دیکھ چکے ہیں جو ظاہر حیات دنیا پر فریفتہ ہو کر زندگی کے محض دنیوی اور مادی معلم نظر پر قائم ہوا ہے اور حیات آخروی کے عقیدے سے یکسر خالی ہے تو ہمارے لئے اس حقیقت سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ انکار آخرت کے ساتھ خدا پرستی دینداری اور مکارم اخلاق کا قیام بالکل ناممکن ہے۔

اب دیکھئے کہ اسلام سب انہی چیزوں کو قائم کرنا چاہتا ہے جب وہ انسان کو اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی طرف دعوت دیتا ہے جن کے لئے دنیا کی بہت سی مادی منفعتوں اور لذتوں کی قربانی ضروری ہے جب وہ انسان کو عبادت الٰہی اور تزکیہ نفس کی تلقین کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ اس دنیا میں مترتب ہوتا نظر نہیں آتا۔ بلکہ اس کے برعکس بہت سی تکلیفوں اور مشقتوں میں انسان کے نفس اور جسم کو مبتلا ہونا پڑتا ہے جب وہ زندگی کے تمام معاملات میں دنیا کے اسباب و وسائل سے متمتع ہونے میں حرام و حلال اور خبیث و طیب کا امتیاز قائم کرتا ہے جب وہ بالاتر روحانی مقاصد کے لئے انسان سے اس کی اغراض نفسی محبتوں اور رغبتوں اور بسا اوقات جان و مال تک کو قربان کر دینے کا مطالبہ کرتا ہے اور جب وہ انسان کی زندگی کو ایک ایسے اخلاقی ضابطے کے تحت منضبط کرنا چاہتا ہے جس میں دنیوی فائدے اور نقصان سے قطع نظر کر کے برتنے کی ایک خاص اخلاقی قدر متعین کر دی گئی ہو تو کیا وہ

ایسے دین اور ایسی شریعت کو قائم کرنے میں عقیدہ حیات آخروی کے بغیر کامیاب ہو سکتا تھا؟ کیا یہ ممکن تھا کہ انسان اس عقیدے سے خالی الذہن یا منکر ہوتے ہوئے ایسی تعلیم کو قبول کر لیتا؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ماننا پڑیگا کہ اس قسم کے نظام دینی اور ضابطہ اخلاق کو قائم کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ سب سے پہلے انسان کے دل میں حیات اخروی کے عقیدے کو راسخ کر دیا جائے بس یہی وجہ ہے کہ جس کی بنا پر اسلام نے اس عقیدے کو ایمانیات میں داخل کیا ہے اور اس پر اتنا زور دیا ہے کہ ایمان باللہ کے بعد اور کسی چیز پر اتنا زور نہیں دیا۔

آئیے اب ہم دیکھیں کہ اسلام نے اس عقیدہ کو کس شکل میں پیش کیا ہے اور اس سے انسان کے اخلاق و اعمال پر کیا اثرات مترتب ہوتے ہیں۔

دنیا پر آخرت کی ترجیح

سب سے پہلی چیز جس کو قرآن مجید نے انسان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا انسان کے لئے ایک عارضی جائے قیام ہے اس کیلئے صرف یہی ایک زندگی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد ایک دوسری زندگی اس سے بہتر اور پائندہ تر بھی ہے جس کے فوائد یہاں کے فائدوں سے زیادہ فراواں اور جس کے نقصانات یہاں کے نقصانات سے زیادہ سخت ہیں جو شخص اس دنیا کے مظاہر سے دھوکہ کھا کر اسی کی لذتوں اور منفعتوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور ان کو حاصل کرنے کیلئے ایسی کوششیں کرتا ہے جن کی بدولت اس دوسری زندگی کی لذتیں اور منفعتیں اسے حاصل نہیں ہو سکتیں وہ بہت برا سودا کرتا ہے اور حقیقت میں اس کی یہ تجارت سراسر نقصان کی تجارت ہے اسی طرح جو شخص اس دنیا کے نقصان ہی کو نقصان سمجھتا ہے اور اس سے بچنے کے لئے ایسی سعی کرتا ہے جس سے وہ اپنے آپکو اس دوسری زندگی کے نقصان کا مستحق بنا لیتا ہے وہ بہت بڑی آفت کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کا یہ فعل کسی طرح متقاضائے دانشمندی نہیں ہے۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں اس کثرت سے بیان کیا گیا ہے کہ تمام آیات کا استقصاء یہاں ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر آیات ذیل ملاحظہ ہوں:۔

ما ھذہ الحیٰوۃ الدنیا الا لھو و لعب وان الدار الاخرۃ لھی الحیوان۔

یہ دنیا کچھ نہیں ہے مگر لہو و لعب اور اصلی زندگی کا گھر آخرت ہی ہے۔

قل متاع الدنیا قلیل والاخرۃ خیر لمن اتقی۔

کہو اے محمد کہ متاع دنیا تھوڑی سی ہے اور آخرت اس کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرے

ارضیتم بالحیٰوۃ الدنیا من الاخرۃ فما متاع الحیٰوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا قلیل۔

کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے۔ دنیا کی زندگی کے سامان تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔

بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی۔

تم حیات دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت زیادہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے

کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیٰمۃ فمن

ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو اپنی اس زندگی کے پورے پورے

...ولا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون... صابرین کے لئے خدا کی طرف سے
بشارت ہے۔ اولئک علیهم صلوات من ربهم ورحمة۔
...اور بہادری کا جذبہ اس طرح پیدا کیا جاتا ہے کہ وقال الذین
یظنون انهم ملٰقوا الله کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة
باذن الله جو لوگ سمجھتے تھے کہ انہیں اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے انہوں
نے کہا اللہ کے حکم سے چھوٹی جماعت بھی بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے
...سخت مشکلات کے مقابلہ میں ڈٹ جانے کی قوت یہ کہہ کر پیدا کی
...کہ نار جهنم اشد حرا جہنم کی آگ دنیا کی گرمیوں سے زیادہ
سخت ہے۔ نیک کاموں میں مال خرچ کرنے کے لئے یہ کہہ کر ابھارا گیا ہے
وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون جو کچھ تم
خرچ کروگے اس کا پورا اجر تم کو ملیگا اور تمہارے ساتھ ظلم نہ ہوگا۔ بخل سے
روکنے کے لئے فرمایا ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰهم
الله من فضله هو خیرا لهم بل هو شر لهم سیطوقون ما بخلوا
به یوم القیٰمة جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مالدار کیا ہو وہ یہ نہیں
کہ ان کے لئے اچھا ہے بلکہ حقیقت یہ ان کے لئے برا ہے جس مال میں وہ
بخل کرتے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا
سود خواری کے گناہوں سے دست بردار ہونے کے لئے یہ کہہ کر آگاہ کیا جاتا ہے
کہ واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله اس دن سے ڈرو جس دن تم اللہ
کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ متاع دنیا سے بے نیازی اور بدکاروں کی خوشحالی
پر شکستہ دلی کی تعلیم اس طرح دی جاتی ہے کہ لا یغرنك تقلب الذین کفروا
فی البلاد متاع قلیل ثم ماٰوٰهم جهنم وبئس المهاد لکن الذین اتقوا
ربهم لهم جنٰت تجری من تحتها الانهٰر خٰلدین فیها نزلا من عند الله
وما عند الله خیر للابرار۔

حاضراً — موجود ہے جو کچھ انہوں نے عمل کئے تھے ان سب کو وہ حاضر پائینگے۔

اعضا کی گواہی اور انسان کا اعتراف:۔

یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون۔	وہ دن جبکہ ان پر خود ان کی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان اعمال کی گواہی دیں گے جو انہوں نے کئے تھے
حتی اذا ما جاؤھا شھد علیھم سمعھم وابصارھم وجلودھم بما کانوا یعملون و قالوا انطقنا اللہ الذی انطق کل شیء وما کنتم تستترون ان یشھد علیکم سمعکم ولا ابصارکم ولا جلودکم ولکن ظننتم ان اللہ لا یعلم کثیرا مما تعملون	یہانتک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان اعمال کی گواہی دیں گی جو وہ کرتے تھے وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی وہ جواب دیں گی کہ ہم کو اس خدا نے گویائی بخشی ہے جس نے ہر شئے کو گویا کر دیا ہے تم چھپا کر کام کرتے تھے اور نہ جانتے تھے کہ تمہارے

اعمال پر خود تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں گواہی دیں گی بلکہ تم سمجھتے تھے کہ تمہارے بہت سے اعمال سے اللہ ناواقف ہے۔

وشھدوا علی انفسھم انھم کانوا کافرین	وہ خود اپنے خلاف شہادت دینگے کہ وہ ناشکر گذار بندے تھے۔

اس نامۂ اعمال اور ان شاہدوں کے ساتھ انسان خدا کی عدالت میں پیش ہوگا پھر اس پیشی کی کیا کیفیت ہوگی؟ وہ اکیلا بے یار و مددگار کھڑا ہوگا۔

ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم اول مرة وترکتم ما خولناکم وراء ظھورکم۔	اب تم ہمارے پاس ویسے ہی اکیلے تنہا آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا تم ان سب چیزوں کو پیچھے چھوڑ آئے ہو جو ہم نے تم کو دی تھیں۔

ہر شخص آپ اپنا حساب پیش کریگا:۔

وکل انسان الزمنہ طائرہ فی عنقہ ونخرج لہ یوم القیمة کتابا یلقاہ منشورا اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔	ہر شخص کی برائی اور بھلائی کا نوشتہ ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور ہم اس کے لئے قیامت کے روز ایک کتاب نکالینگے جس کو وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا۔ اس سے

کہا جائیگا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑھ آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے۔

خاندانی قرابت کسی کام نہ آئیگی:۔

لن تنفعکم ارحامکم ولا اولادکم یوم القیامة	قیامت کے روز نہ تمہارے نسبی رشتے کسی کام آئینگے اور نہ اولاد۔

سفارش سے کام نہ چلیگا:۔

ما للظلمین من حمیم ولا شفیع یطاع	ظالموں کے لئے نہ کوئی دوست ہوگا نہ کسی سفارشی کی بات مانی جائیگی۔

رشوت نہ چلے گی [illegible]

یوم لا ینفع مال ولا بنون۔ وہ دن جبکہ نہ مال [illegible]

اعمال تولے جائینگے اور ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا

ونضع الموازین القسط لیوم القیمة فلا تظلم نفس شیئا وان کان مثقال حبة من خردل اتینا بھا وکفی بنا حاسبین	ہم قیامت کے روز ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دینگے پھر کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسے لے آئینگے اور ہم حساب کرنے کو کافی ہیں

جزا اور سزا جو کچھ بھی ہوگی عمل کے مطابق ہوگی۔

الیوم تجزون ما کنتم تعملون۔	آج تم کو ویسا ہی بدلہ دیا جائیگا جیسے تم عمل کرتے تھے۔
ولکل درجت مما عملوا	اور ہر ایک کے لئے ویسے ہی درجے ہوں گے جیسے انہوں نے عمل کئے

یہ وہ پولیس اور عدالت ہے جس کا خوف انسان کے نفس میں بٹھا دیا گیا۔ یہ دنیا کی پولیس نہیں ہے جس کی نگاہ سے انسان بچ سکتا ہے نہ یہ دنیا کی عدالت ہے جس کی گرفت سے انسان شہادتوں کے فراہم نہ ہونے یا جھوٹی شہادتیں فراہم ہو جانے یا ناجائز اثرات یا حیلوں کی بدولت رہائی پا سکتا ہے بلکہ یہ پولیس ہے جو ہر حال میں اس کی نگرانی کر رہی ہے اور یہ ایسی عدالت ہے کہ گواہوں کی نظر سے وہ کسی طرح بچ ہی نہیں سکتا جس کے پاس اس کے ہر خیال اور ہر عمل کی روداد موجود ہے اور جس کے فیصلہ منصفانہ کو کوئی گناہ سزا سے اور کوئی صواب جزا سے چھوٹ ہی نہیں سکتا۔

اعتقاد یوم آخر کا فائدہ

اس طرح اسلام نے یوم آخر کے عقیدہ کو اپنے ضابطۂ اخلاق اور نظام شرعی کے لئے ایک زبردست پشت پناہ بنا دیا ہے جس میں ایک طرف خیر و صلاح پر عمل کرنے اور شر و فساد سے بچنے کے لئے عقلی ترغیب بھی موجود ہے اور دوسری طرف نیکی پر نفسی جذبہ اور بدی پر نفسی خوف بھی ہے۔ اس کا ضابطہ اور نظام اپنے نفاذ و استحکام کے لئے کسی خارجی اور حاکمانہ اقتدار کا محتاج نہیں ہے بلکہ ایمان باللہ والیوم الآخر کے ذریعہ سے انسان کے نفس میں ایک ایسی طاقتور ضمیر کی تشکیل کرتا ہے جو کسی بیرونی طاقت کے خوف کے بغیر انسان کو آپ سے آپ ان نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے جن کو اسلام نے آخری نتائج کے اعتبار سے نیکی قرار دیا ہے اور ان گناہوں سے بچنے کی تاکید کرتا ہے جن کو اس نے آخری نتائج کے لحاظ سے گناہ ٹھیرایا ہے۔

قرآن مجید میں آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ اس عقیدہ کو نظام اخلاقی تعلیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے تقوی اور پرہیزگاری کا حکم دیا جاتا ہے تو ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ واتقوا اللہ واعلموا انکم [illegible] اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ تم کو اس کے [illegible]

راہ خدا میں سرفروشی کے لئے [illegible] [illegible]

کی روشنی کی تعمیر کی گرد راہ بھی نہ پا سکے۔

ایک یہ کہ وہ علم و عمل کے اعتبار سے پہلے ہی اسلامی عقائد اور تہذیب میں پختہ نہ تھے اور ایک غیر اسلامی ماحول اپنے جاہلی افکار اور تمدن کے ساتھ ان کو گھیرے ہوئے تھا۔

دوسرے یہ کہ غلامی اپنے تمام مصائب کے ساتھ نہ صرف ان کے جسم پر بلکہ ان کے قلب و روح پر بھی مسلط ہو چکی تھی اور وہ ان تمام قوتوں سے محروم کر دیئے گئے تھے جن سے کوئی قوم اپنے تمدن و تہذیب کو برقرار رکھ سکتی ہے۔

اس تدبیری کمزوری کی حالت میں مسلمانوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو انہیں نظر آیا کہ انگریزی سلطنت نے اپنی ہوشیاری سے معاشی ترقی کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں اب ان کی ترقی انگریزی مدرسوں اور کالجوں میں رکھ دی ہے اب مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ انگریزی تعلیم حاصل کریں چنانچہ مرحوم سر سید احمد خان مرحوم کی رہنمائی میں ایک زبردست تحریک اٹھی جس کے اثر سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کی ضرورت کا احساس پیدا ہو گیا پرانے لوگوں کی مخالفت بیکار ثابت ہوئی دولت، عزت اور اثر کے لحاظ سے قوم کی اصلی طاقت جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی انہوں نے اس نئی تحریک کا ساتھ دیا ہندوستان کے مسلمان تیزی کے ساتھ انگریزی تعلیم کی طرف بڑھے قوم کا تلچھٹ پرانے مدرسوں کے لیے چھوڑ دیا گیا تاکہ مسجدوں کی امامت اور مکتبوں کی معلمی کے کام آئے اور خوشحال طبقوں کے بہترین نونہال انگریزی مدرسوں اور کالجوں میں بھیج دیئے گئے تاکہ ان کے دل و دماغ کے سادہ اوراق پر فرنگی علوم و فنون کے نقوش ثبت کیے جائیں۔

یہ انیسویں صدی کی آخری چوتھائی کا زمانہ تھا یورپ میں اس وقت مادیت اپنے انتہائی عروج پر تھی۔ اٹھارہویں صدی میں سائنس پوری طرح مذہب کو شکست دے چکا تھا جدید فلسفہ اور نئے علوم حکمت کی رہنمائی میں سیاسیات معاشیات اخلاقیات اور اجتماعیات کے پرانے نظریے باطل ہو کر نئے نظریے قائم ہو چکے تھے اور یورپ میں ایک خاص تہذیب پیدا ہو چکی تھی جس کی بنیاد کلیۃً انہی جدید نظریوں پر قائم تھی اس انقلاب عظیم نے زندگی کے عملی معاملات سے تو مذہب اور ان اصولوں کو جو مذہبی رہنمائی پر مبنی تھے کلی طور پر خارج ہی کر دیا تھا البتہ تخیل کی دنیا میں مذہبی اعتقاد کی تھوڑی سی جگہ باقی رہ گئی تھی سو اب اس کے خلاف زبردست جنگ جاری تھی اگرچہ علوم و حکمت میں سے کسی علم نے بھی کائنات کے الٰہی نظریہ کے خلاف کوئی ثبوت یا حجت بہم نہیں پہنچایا تھا مگر اہل حکمت بغیر کسی دلیل کے اپنے طبعی رجحانات کی بنا پر مذہب سے بیزار اور الٰہی نظریہ کے دشمن تھے اور چونکہ انہی کو اس وقت دنیا کی عقلی و علمی امامت کا منصب حاصل تھا اس لئے ان کے اثر سے خدا سے بیزاری کا مرض ایک عام وبا کی طرح پھیل گیا تھا وجود باری کا انکار، کائنات کو آپ سے آپ پیدا ہونے والی اور آپ سے آپ قوانین طبعی کے تحت چلنے والی چیز سمجھنا، خدا پرستی کو توہم قرار دینا، مذہب کو لغو اور مذہبیت کو تنگ نظری و تاریک خیالی کہنا اور نیچریت کو روشن خیالی کا ہم معنی سمجھنا اس وقت فیشن میں داخل ہو چکا تھا اور ہر شخص خواہ وہ فلسفہ و سائنس میں کچھ بھی دستگاہ نہ رکھتا ہو اور اس نے خود ان مسائل کی تحقیق میں ذرہ برابر بھی کوشش نہ کی ہو صرف اس بنا پر ان خیالات کا اظہار کرتا تھا کہ سوسائٹی میں وہ ایک روشن خیال آدمی سمجھا جائے روحانیات یا فوق الطبیعت کی تائید میں کچھ کہنا اس وقت کفر کا درجہ رکھتا تھا اگر کوئی بڑے سے بڑا سائنس دان بھی اس قسم کے کسی خیال کا اظہار کرتا تو سائنٹفک حلقوں میں اس کی ساری وقعت جاتی رہتی اس کے تمام کارناموں پر پانی پھر جاتا اور وہ اس قابل نہ رہتا کہ اسے کسی علمی جماعت کی رکنیت کا شرف بخشا جائے۔

۱۸۵۹ء میں ڈارون کی کتاب اصل الانواع شائع ہوئی جس نے نیچریت اور دہریت کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ اگرچہ ڈارون کے دلائل جو اس نے اپنے مخصوص نظریہ ارتقاء کی تائید میں پیش کیے تھے کمزور اور محتاج ثبوت تھے اور اس کے سلسلہ ارتقاء میں ایک کڑی نہیں بلکہ ہر موجود کڑی کے آگے اور پیچھے بہت سی کڑیاں مفقود تھیں اور اہل حکمت اس وقت بھی اس نظریے سے مطمئن نہ تھے حتیٰ کہ خود اس کا سب سے بڑا مبلغ ہکسلے بھی اس پر ایمان نہ لایا تھا مگر اس کے باوجود محض خدا سے بیزاری کی بنا پر ڈارونیت کو قبول کر لیا گیا اس کی حد سے زیادہ تشہیر کی گئی اور مذہب کے خلاف ایک زبردست آلہ کے طور پر اسے استعمال کیا گیا کیونکہ اس نظریے نے اہل حکمت کے زعم باطل میں اس دعویٰ کا ثبوت فراہم کر دیا تھا حالانکہ دراصل ایک اور دعویٰ کیا گیا تھا جو محتاج ثبوت تھا کہ کائنات کا نظام کسی فوق الطبیعی قوت کے بغیر خود بخود طبیعی قوانین کے ماتحت چل رہا ہے۔ اہل مذاہب نے اس نظریے کی مخالفت کی اور برٹش ایسوسی ایشن کے جلسہ میں بشپ آف آکسفورڈ اور گلیڈسٹن نے اپنی خطابت کا پورا زور اس کے خلاف صرف کیا مگر شکست کھائی اور آخر کار اہل مذہب سائنٹفک دہریت سے اس قدر مرعوب ہوئے کہ ۱۸۸۲ء میں جب ڈارون نے وفات پائی تو چرچ آف انگلینڈ نے وہ سب سے بڑا اعزاز اس کو بخشا جو اس کے اختیار میں تھا یعنی اسے ویسٹ منسٹر ایبی میں دفن کرنے کی اجازت دی حالانکہ وہ یورپ میں مذہب کی قبر کھودنے والوں کا سرخیل تھا اور اس نے افکار کو الحاد و زندقہ اور بے دینی کی طرف چلانے اور وہ ذہنیت پیدا کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا جس نے آخر کار ریشنلزم کو پھلنے اور پھولنے اور بارآور ہونے کا موقع دیا۔

یہ زمانہ تھا جب ہماری قوم کے نوجوان انگریزی تعلیم اور فرنگی تہذیب سے استفادہ کرنے کے لئے مدرسوں اور کالجوں میں بھیجے گئے۔ اسلامی تعلیم سے کورے، اسلامی تہذیب سے خام، انگریزی حکومت سے مرعوب، فرنگی تہذیب کی شان و شوکت پر فریفتہ پہلے ہی سے تھے اب جو انہوں نے انگریزی مدرسے کی فضا میں قدم رکھا تو اس کا پہلا اثر یہ ہوا کہ ان کی ذہنیت کا سانچہ بدلا، انسان کی طبیعت کا رخ مذہب سے پھر گیا کیونکہ اس اب و ہوا کی لازمی تاثیر یہ تھی کہ یورپ کے کسی مصنف یا محقق کے نام سے جو چیز پیش کی جائے اس پر وہ بلا تامل آمنا و صدقنا کہیں اور قرآن و حدیث یا ائمہ

مسلمانوں کا ذہنی انقلاب

(از جناب مولوی سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

دنیائے اسلام کا بیشتر حصہ ان ممالک پر مشتمل ہے جو صدر اول کے مجاہدین کی کوششوں سے فتح ہوئے ہیں ان کو جن بزرگوں نے فتح کیا تھا وہ ملک گیری اور حصول غنائم کے لئے نہیں بلکہ خدا کے کلمہ کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے سروں سے کفن باندھ کر نکلے تھے وہ طلب دنیا کے بجائے طلب آخرت کے نشہ میں سرشار تھے اس لئے انھوں نے اپنے مفتوحین کو مطیع و باجگزار بنانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ انھیں اسلام کے رنگ میں رنگ دیا، ان کی پوری آبادی پر اس کے سواد اعظم کو ملت حنیفی میں جذب کر لیا اور علم و عمل کی قوت سے ان میں اسلامی فکر اور اسلامی تہذیب کو اتنا راسخ کر دیا کہ وہ خود تہذیب اسلامی کے علمبردار اور علوم اسلامی کے معلم بن گئے۔ ان کے بعد وہ ممالک ہیں جو اگرچہ صدر اول کے بعد اس عہد میں فتح ہوئے جبکہ اسلامی جوش سرد ہو چکا تھا اور فاتحین کے دلوں میں خالص جہاد فی سبیل اللہ کی روح سے زیادہ ملک گیری کی ہوس نے جگہ لے لی تھی لیکن اس کے باوجود اسلام وہاں پھیلنے اور جڑ پکڑ لینے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ان ممالک میں کلیۃً ایک قومی مذہب اور قومی تہذیب کی حیثیت حاصل کر لی۔

بدقسمتی سے ہندوستان کا معاملہ ان دونوں قسم کے ممالک سے مختلف ہے صدر اول میں اس ملک کا بہت تھوڑا حصہ فتح ہوا تھا اور اس تھوڑے سے حصہ پر بھی جو کچھ اسلامی تعلیم و تہذیب کے اثرات پڑے تھے ان کو باطنیت کے سیلاب نے ملیا میٹ کر دیا اس کے بعد جب ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کا اصلی سلسلہ شروع ہوا تو فاتحوں میں صدر اول کے مسلمانوں کی خصوصیات باقی نہیں رہی تھیں انھوں نے یہاں اشاعت اسلام کے بجائے توسیع مملکت میں اپنی قوتیں صرف کیں اور لوگوں سے اطاعت خدا و رسول کے بجائے اپنی اطاعت اور باج گزاری کا مطالبہ کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدیوں کی فرمانروائی کے بعد بھی ہندوستان کا سواد اعظم غیر مسلم رہا یہاں اسلامی تہذیب جڑ نہ پکڑ سکی یہاں کے باشندوں میں سے جنھوں نے اسلام قبول کیا ان کی اسلامی تعلیم و تربیت کا بھی کوئی خاص انتظام نہ کیا گیا تو مسلم جماعتوں میں قدیم مشرکانہ خیالات اور رسم و رواج کم و بیش باقی رہے اور خود باہر سے آئے ہوئے قدیم الاسلام مسلمان بھی اہل ہند کے میل جول سے مشرکانہ طریقوں کے ساتھ رواداری برتنے اور بہت سی جاہلانہ رسوم کا اتباع کرنے لگے۔

اسلامی ہند کی تاریخ اور اس کے موجودہ حالات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس زمانہ میں اس ملک پر مسلمانوں کا سیاسی اقتدار پوری قوت سے چھایا ہوا تھا اس زمانہ میں بھی یہاں اسلام کے اثرات گہرے نہ تھے اور یہاں کا ماحول خالص اسلامی ماحول نہ تھا اگرچہ ہندوؤں کا مذہب اور تمدن بالذات ضعیف تھا اور ایک محکوم و مغلوب قوم ہونے کی حیثیت سے اور بھی زیادہ ضعیف ہو گیا تھا لیکن پھر بھی مسلمان حکمرانوں کی رواداری اور غفلت کی بدولت وہ ملک کے سواد اعظم پر چھایا ہوا رہا اور ہندوستان کی فضا پر اس کے مستولی ہونے اور خود مسلمانوں کی اسلامی تعلیم و تربیت مکمل نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے مسلمانوں کا ایک بڑا ح اپنے علم اور اپنی تہذیب میں کبھی اتنا صحیح اور پختہ اور کامل مسلمان نہ جتنا وہ خالص اسلامی ماحول میں ہو سکتا تھا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں وہ سیاسی اقتدار بھی مسلمانوں سے گیا جو ہندوستان میں اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا سہارا تھا پہ مسلمانوں کی سلطنت متفرق ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہو پھر مرہٹوں اور سکھوں اور انگریزوں کے سیلاب نے ایک ایک کر کے ا ریاستوں میں سے بیشتر کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد قضائے الٰہی نے انگریز کے حق میں اس ملک کی حکومت کا فیصلہ صادر کر دیا اور ایک صدی سے ز زمانہ نہ گزرا تھا کہ مسلمان اس سرزمین میں مغلوب و محکوم ہو گئے جس نے صدیوں حکومت کی تھی۔ انگریزی سلطنت جتنی جتنی پھیلتی گئی مسلمانوں ان علاقوں کو چھینتی چلی گئی جن کے طفیل ہندوستان میں اسلامی تہذ کسی حد تک قائم تھی اس نے فارسی اور عربی کے بجائے انگریزی کو ذریعہ تع بنایا اسلامی قوانین کو منسوخ کیا شرعی عدالتیں توڑ دیں دیوانی اور فوجدار معاملات میں خود اپنے قوانین جاری کئے اسلامی قانون کے نفاذ کو خو مسلمانوں کے حق میں صرف نکاح و طلاق وغیرہ تک محدود کر دیا اور اس مح نفاذ کے اختیارات بھی مسلمان قاضیوں کے بجائے عام دیوانی عدالتوں سپرد کر دیئے جن کے حکام عموماً غیر مسلم ہوتے ہیں اور جن کے ہاتھوں لا روز بروز مسخ ہوتا چلا جا رہا ہے اس پر مزید یہ کہ انگریزی حکومت کی ابتدا سے یہ پالیسی رہی کہ مسلمانوں کو معاشی حیثیت سے پامال کر کے ان کے قومی فخر و ناز کو کچل ڈالے جو ایک حاکم قوم کی حیثیت سے صدیوں تک ا کے دلوں میں پرورش پاتا رہا ہے چنانچہ ایک صدی کے اندر اندر اس پالی کی بدولت یہ قوم مفلس جاہل پست خیال، فاسد الاخلاق اور ذلیل و خ ہو گئی۔

اس گرتی ہوئی قوم پر آخری ضرب وہ تھی جو ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں لگ نے مسلمانوں کی صرف سیاسی قوت ہی کا خاتمہ نہیں کیا بلکہ ان کی ہمتوں کو تو ان کے دلوں پر مایوسی اور احساس ذلت کی تاریک گھٹائیں مسلط کر دیں انگریزی اقتدار سے اتنا مرعوب کیا کہ ان میں قومی خودداری کا شائبہ تک باقی رہا اور ذلت و خواری کی انتہائی گہرائیوں میں پھنس کر وہ ایسا سمجھنے پر مجبور ہو کہ دنیا میں سلامتی حاصل کرنے کا ذریعہ انگریز کی اطاعت، عزت حاصل کرنے کا انگریز کی خدمت اور ترقی کرنے کا ذریعہ انگریز کی تقلید ہے اور کوئی نہیں اور ان کا اپنا سرمایہ علم و تہذیب جو کچھ بھی ہے ذلیل، سبب ذلت اور نکبت ہے۔

انیسویں صدی کے نصف دوم میں جب مسلمانوں نے سنبھل کر پھر اٹھنے

مسلمان اور اغیار کا پروپگنڈا

اسلام اور اسلامی حکومتوں کے خلاف یورپ کے ارباب سیاست نے مسلسل چند صدیوں سے پروپگنڈا کرنے میں مصروف ہیں مسلمانوں کے پاس وہ تو یورپ جیسے وسائل و ذرائع ہیں اور نہ اس قدر دولت ہے کہ وہ بھی یورپ کی طرح لاکھوں کروڑوں روپیہ اس پروپگنڈے کی مدافعت میں صرف کر سکیں اس لئے اسلام یا مسلمانوں کے خلاف یورپ جن خیالات کی اشاعت کرتا ہے وہ آہستہ آہستہ دلوں میں راسخ ہو جاتے ہیں چنانچہ اسی پروپگنڈا کا یہ اثر ہے کہ اگرچہ یورپ دنیا کا سب سے زیادہ متمدن ترقی یافتہ اور باخبر حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن آج بھی وہاں کروڑوں ایسے انسان موجود ہیں جو مسلمانوں کو جاہل و وحشی اور اسلام کو ایک جاہلانہ و وحشیانہ مذہب سمجھتے ہیں اور جو غلط اتہامات مسلمانوں پر لگائے گئے ہیں ان کو صحیح باور کرتے ہیں۔

اس پروپگنڈے سے ارباب سیاست و حکومت کو یہ مقصد پیش نظر ہے کہ جب کبھی وہ مسلمانوں یا اسلامی حکومتوں کے خلاف کسی کارروائی کا ارادہ کریں تو ملک کی عام رائے ان کے ساتھ ہو اور پبلک سے ہر قسم کی مادی و اخلاقی مدد ان کو حاصل ہو سکے یورپ کے ماہرین سیاست مشرقی قوموں کی ذہنیت سے ایسے واقف ہیں کہ ہمیشہ وقت اور موقع کے مناسب حال کام کرتے ہیں اس لئے ان کی بے پناہ دسیسہ کاری سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مشرقی قومیں عموماً اور مسلمان خصوصاً باوجود ہزاروں بار کے تجربہ کے اس رو میں بہ جاتے ہیں اور ہر بات کا بے تامل یقین کر لیتے ہیں۔

(۲)

گزشتہ صدی تک تمام دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ اقتدار ترکوں کو حاصل تھا ایشیا کے علاوہ ان کی سلطنت افریقہ اور یورپ میں بھی پھیلی ہوئی تھی لیکن یورپ کے بے پناہ پروپگنڈے اور خفیہ سازشوں نے اس عظیم الشان سلطنت کا شیرازہ بکھیر دیا اس کی وسعت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ یونان بلغاریہ رومانیا البانیہ وغیرہ جو زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ مستقل و آزاد سلطنتیں بن گئیں پہلے ترکی ہی کے زیر حکومت تھیں لیکن مسیحی رعایا کی بغاوت و سازش، فتنہ انگیزی اور یورپ کی خفیہ امداد و رہنمائی اور زبردست پروپگنڈے کی بدولت بتدریج حکومت عثمانیہ کا رقبہ کم ہوتا گیا اور اس کے بعد یورپ کے پیش نظر یہ مقصد تھا کہ جنگ کی [illegible] جائے تو قیاس تھا کہ یورپ میں باہم تقسیم کر کے دولت عثمانیہ کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

سلطان عبد الحمید خان مرحوم کے عہد حکومت میں یورپ کی مداخلت اور اندرونی سازشیں اور فسادات بہت بڑھ گئی تھیں چونکہ ترکی سلاطین نے منصب خلافت اختیار کر لیا تھا اور سلطان عبد الحمید خان نے شان خلافت کو خصوصیت کے ساتھ نمایاں کر رکھا تھا اس کے علاوہ اس منصب کی وجہ سے دولت عثمانیہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک مرکزی حیثیت حاصل کرتی جاتی تھی نیز اس خیال سے اتحاد اسلامی کی تحریک کو بھی مدد مل رہی تھی اس لئے یورپ کے لئے یہ ضروری تھا کہ سلاطین آل عثمان کے منصب خلافت کے خلاف پروپگنڈا کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرائے کہ خلافت ترکوں کا حق نہیں ہے چنانچہ یہ مذہبی بحث چھیڑی گئی کہ ترک خلیفہ نہیں ہو سکتے حالانکہ جیسا کہ ظاہر ہے مسئلہ خلافت ایک خالص مذہبی مسئلہ تھا اور یورپ کو یقیناً یہ منصب حاصل نہیں تھا کہ وہ فقیہ یا محدث بن کر مسلمانوں کو یہ مسئلہ سمجھائے مگر چونکہ اسلامی کی ایک بڑی طاقت کا جو عسکری قوت کے لحاظ سے بھی مستند تھی پارہ پارہ کرنا مقصود تھا اس لئے مسلمانوں میں اختلال پیدا کرنے کے لئے اس طرح کے مذہبی مسائل بھی چھیڑ دیے گئے یہاں تک کہ اپنی کوتاہ بینی و ناعاقبت اندیشی سے مسلمان بھی ان مباحث میں مبتلا ہو گئے اور اغیار کا کام بن گیا۔

(۳)

اس کے بعد ترکی میں شخصی حکومت کا عہد گزر گیا اور جمہوریت کا دور آیا چونکہ یورپ جمہوری طرز حکومت کا حامی ہے اور سلطان عبد الحمید خان کے مقابلہ میں احرار ترکوں اور انجمن اتحاد و ترقی کی برابر حوصلہ افزائی کرتا رہا تھا اس لئے عام خیال تھا کہ طرز حکومت بدل جانے کے بعد اگر وہ جدید ترکی حکومت کی اخلاقی حمایت نہ کریگا تو کم از کم اس کے خلاف اپنا پروپگنڈا بند کر دے گا لیکن یہ توقع پوری نہ ہوئی اور آخر کار یورپ کے متعلق ترکوں کی احرار پارٹی کا حسن ظن بالکل زائل ہو گیا جنگ بلقان اور جنگ طرابلس نے اس حقیقت کو اور زیادہ روشن کر دیا کہ دول یورپ میں سے کس کس حکومت کا ہاتھ ترکوں کے خلاف کام کر رہا ہے، اب ہر شخص نے محسوس کر لیا کہ یورپ دولت عثمانیہ کا اس لئے مخالف نہ تھا کہ وہ ایک شخصی حکومت تھی یا اس کے ماتحت مسیحی رعایا کو کامل آزادی حاصل نہیں تھی بلکہ اصلی سبب یہ تھا کہ وہ ایک اسلامی حکومت تھی اور طرز حکومت بدل جانے کے بعد بھی اس کی یہ اسلامی حیثیت باقی تھی۔

مخالفانہ پروپگنڈے کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ جنگ عظیم چھڑ گئی اور ترک بھی اس جنگ میں شریک ہو گئے، یہاں اس امر پر بحث کرانے کی ضرورت نہیں کہ ترکوں کو اس جنگ میں شریک ہونا چاہیے تھا یا نہیں، بہرحال ترکوں کی برسر اقتدار پارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ترکوں کو جنگ میں شریک ہونا چاہیے چنانچہ وہ شریک ہوئے یہ داستان ابھی تازہ ہے اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں مختصر یہ کہ اس زمانہ میں ترکوں کے خلاف زبردست پروپگنڈا کیا گیا اور ان کے مظالم کی فرضی داستانیں تمام دنیا میں مشتہر کی گئیں اور یورپ نے اپنی پوری طاقت ترکوں کو بدنام کرنے اور دنیائے اسلام کو ان سے بدگمان کرنے میں صرف کر دی آخر کار جنگ عظیم کا خاتمہ ہوا اگرچہ ترکوں کو اس جنگ میں شدید نقصان پہنچا اور بہت کچھ کھونا پڑا تاہم انہوں نے جس طرح

دین کی طرف سے کوئی بات پیش ہو تو اس پر دلیل کا مطالبہ کریں اس منقلب ذہنیت کے ساتھ انہوں نے جب مغربی علوم کی تعلیم حاصل کی ان کے اصول و فروع اکثر و بیشتر اسلام کے اصول اور جزئیات احکام کے خلاف تھے اسلام میں مذہب کا تصور یہ ہے کہ وہ زندگی کا قانون ہے اور مغرب میں مذہب کا یہ تصور ہے کہ وہ محض ایک شخصی اعتقاد ہے جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اسلام میں پہلی چیز ایمان بالغیب ہے اور یہاں اس کا وجود ہی مسلم نہیں وہاں سارا نظام شریعت وحی رسالت کے اعتقاد پر قائم ہے اور یہاں وحی کی حقیقت ہی میں شک اور رسالت کے منجانب اللہ ہونے ہی میں شبہ ہے وہاں حیات اخروی کا اعتقاد پورے اسلامی اخلاقیات کا سنگ بنیاد ہے اور یہاں یہ بنیاد خود بے بنیاد نظر آتی ہے وہاں جو عبادات اور اعمال فرض ہیں یہاں وہ محض عہد جاہلیت کے رسوم ہیں جن کا اب کوئی عقلی فائدہ نہیں اسی طرح اسلام کے تمدن و تہذیب بھی مغربی تہذیب و تمدن کے اصول سے یکسر مختلف ہیں قانون میں اسلام کا اصل الاصول یہ ہے کہ خدا خود واضع قانون ہے رسول خدا شارح قانون اور انسان صرف تبع قانون مگر یہاں ہما کو وضع قانون کا سرے سے کوئی حق ہی نہیں بلکہ ... قانون ہے ... قوم ... کو منتخب کرنے والی ہے سیاسیات میں اسلام کا منتظم نظر حکومت دینی اسلام کا رخ بین الملیت کی طرف ہے اور مغرب کا قبلہ مقصود ملیت ہے معاشیات میں اسلام اکل حلال اور زکوٰۃ و صدقہ پر زور دیتا ہے

اور مغرب کا سارا نظام معاشی سود اور منافع پر مبنی ہے اخلاقیات میں اسلام کے پیش نظر آخرت کی کامیابی ہے اور مغرب کے پیش نظر دنیا کا فائدہ اجتماعیات میں اسلام کا راستہ تقریباً ہر معاملہ میں مغرب کے راستے سے مختلف ہے ستر و حجاب، تعدد نکاح، تعدد ازدواج، قوانین نکاح و طلاق، ضبط ولادت، حقوق ذوی الارحام، حقوق زوجین اور ایسے ہی دوسرے بہت سے معاملات میں ان دونوں کا اختلاف اتنا نمایاں ہے کہ بیان کی حاجت نہیں اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کے اصول مختلف ہیں۔ ہمارے نوجوانوں نے مغرب زدہ ذہنیت اور بہر غیر مکمل اسلامی تعلیم و تربیت کے ساتھ جب ان مغربی علوم کی تحصیل کی اور مغربی تہذیب کے زیر اثر تربیت پائی تو نتیجہ جو کچھ ہونا چاہئے تھا ہوا ان میں تنقید کی صلاحیت پیدا نہ ہو سکی انہوں نے مغرب سے جو کچھ سیکھا اسے صحت اور درستی کا معیار سمجھ لیا پھر ناقص علم کے ساتھ اسلام کے اصول و قوانین کو اس معیار پر جانچ کر دیکھا اور جس مسئلہ میں دونوں کے درمیان اختلاف پایا اس میں کبھی مغرب کی غلطی محسوس نہ کی بلکہ اسلام ہی کو برسر غلط سمجھا اور اس کے اصول و قوانین میں ترمیم و تنسیخ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

جدید تعلیم نے معاشی اور سیاسی حیثیت سے ہندوستان کے مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی فائدہ پہنچایا ہو مگر ان کے مذہب اور ان کی تہذیب کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی کسی فائدے سے نہیں ہو سکتی۔

ہیکہ وہ تقلید پسند نہیں کرتے بلکہ ہر چیز کے حسن و قبح پر ایک حد تک غور کرنے کے بعد جس چیز کو مناسب سمجھتے ہیں اس کو اختیار کرتے ہیں البتہ ہم میں کچھ ایسے کم نظر لوگ ہیں جو آنکھ بند کئے ہوئے انہی کی تقلید میں بہکے چلے جاتے ہیں یہ بیچارے معذور ہیں اور ناقابل اصلاح اس لئے لائق معافی ہیں زمانہ خود بڑا مصلح ہے تلخ تجارب بعد کو سب صحیح راستہ پر لا ڈالیں گے اور جب ردعمل شروع ہوگا اور حالات بدلیں گے تو یورپ کے یہ اندھا دھند مقلدین بھی اپنی شکست مان لیں گے وہ سمجھ جائیں گے کہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔

(۷)

سودیشی تحریک، بائیکاٹ اور نان کوآپریشن کے زمانہ میں انقلاب خیالات اور تبدیل ذہنیت کا تھوڑا سا تجربہ ہر شخص کو ہوچکا ہے یعنی ایک زمانہ تھا کہ یورپ کے مقلدین یورپ کی مصنوعات کو سب پر ترجیح دیتے تھے ولایتی چیزوں کا استعمال ہی گویا عزت کا ایک معیار تھا اور خریدار یہ دیکھ کر کہ یہ چیز جرمنی یا انگلینڈ کی ساختہ ہے مال آنکھ بند کر کے خرید لیتا تھا دوکاندار بھی جب اپنے مال کی خوبیاں گاہک سے بیان کرتا تھا تو سب سے زیادہ زور اس خصوصیت پر دیتا تھا کہ یہ چیز خاص ولایت کی بنی ہوئی ہے دیسی نہیں ہے گویا یہ بتا دینے کے بعد کہ یہ ولایتی چیز ہے پھر کسی خوبی کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی وضع و لباس میں بھی یورپ کی تقلید باعث عزت و امتیاز تھی اور دیسی چیزوں کی طرح ہندوستانی وضع قطع بھی بہ نظر حقارت و کراہت دیکھی جاتی تھی لیکن جب بنگال میں سودیشی تحریک کا زور ہوا اور اسی سلسلہ میں برہنائے منافرت ولایتی مال کے بائیکاٹ کا جذبہ بھی پیدا ہوا اور اس کے بعد گاندھی جی کی نان کوآپریشن کی تحریک بروئے کار آئی تو لوگوں کے خیالات میں بڑا انقلاب پیدا ہوگیا ذہنیت بدل گئی اب دیسی مصنوعات پر توجہ ہوئی اور دوکانوں پر سائن بورڈ لگائے گئے کہ یہاں سودیشی مال فروخت ہوتا ہے بلکہ ہوا کا رخ دیکھ کر بہت سے لوگوں نے یہ چالاکی بھی برتی کہ ولایتی مال کو دیسی کہکر فروخت کرنے لگے۔

اسی طرح ہندوستانی وضع حقیر یا معتوب نہیں رہی لوگ اس سے مانوس ہوگئے اور خیالات میں اس حد تک تبدیلی ہوگئی کہ اب مغربی وضع ہندوستان کے کسی حصہ میں بھی عزت کا کوئی خاص معیار نہیں رہی اور جب لوگوں نے دیکھا کہ بڑے بڑے لیڈر یورپ کے تعلیم یافتہ اور دولتمند لوگ نہ صرف عام دیسی کپڑا بلکہ کھدر تک استعمال کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ عام دیسی کپڑے یا وضع کو حقارت کی نظر سے دیکھتے۔

(۸)

حقیقت یہ ہے کہ ہندو کی معاشرت اور وضع و لباس وغیرہ میں عزت یا ذلت کا مدار محض سوسائٹی کی ذہنیت پر ہے اور یہ ذہنیت گردوپیش کے حالات و واقعات کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے اس لئے عزت و ذلت کا معیار بھی برابر بدلتا رہتا ہے ایک ہی چیز کبھی عزت کا ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اس تغیر و تبدیلی کے بہت

سے اسباب ہیں مثلاً کبھی حب وطن کا جذبہ یا اس کی اقتصادی ترقی کا خیال ملکی مصنوعات کی ترقی کے لئے محرک ثابت ہوتا ہے اور کبھی جذبۂ نفرت سے بائیکاٹ کی تحریک وجود میں آتی ہے جس سے لازمی طور پر ملکی مصنوعات کو ترقی کا موقع مل جاتا ہے چنانچہ بنگال کی سودیشی تحریک بھی اسی جذبۂ غضب و نفرت پر مبنی تھی یہ تحریک تقسیم بنگال کی وجہ سے وجود میں آئی تھی چونکہ ہندو بنگالی عام طور پر تقسیم بنگال کو ناپسند کرتے تھے اور کوئی قوت ان کے ہاتھ میں ایسی نہ تھی کہ وہ اس تقسیم کو منسوخ کرا سکیں اس لئے انہوں نے سودیشی تحریک کے ذریعہ سے جس سے بالواسطہ بیرونی تجارت کو نقصان پہنچتا تھا انتقام لینا چاہا اور وہ ایک حد تک اس میں کامیاب ہوئے۔

یہ جذبۂ نفرت جب بہت بڑھ جاتا ہے تو جس قوم کے خلاف یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کی ہر چیز سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے ایسی صورت میں اس قوم کی تقلید یا پیروی کی امنگ دلوں میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس ہر معاملہ میں اس کی مخالفت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جہاں تک حالات سے اندازہ ہوتا ہے آجکل تمام مشرقی قوموں میں یہی جذبۂ مخالفت کارفرما ہے یعنی یورپ کے روز افزوں شوق جہانگیری اور مسلسل مداخلت نے تمام مشرقی قوموں میں ایک بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا ہے باہمی اعتماد و حسن ظن زائل ہو چکا ہے آزادی کے لئے کشمکش جاری ہے قومیت و حب وطن کے جذبات نشوونما پا رہے ہیں اس لئے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ یورپ کی کورانہ تقلید کا سلسلہ اب زیادہ مدت تک جاری رہ سکے گا لہذا اگر کوئی قوم ہنگامی حالات سے مجبور ہو کر یا متاثر ہو کر یورپ کی کورانہ تقلید کر رہی ہے تو ہمیں اس کے مستقبل سے مایوس نہ ہونا چاہئے اسی بنا پر ہم ترکوں کو مجبور مستقل مغرب پرستی سے مایوس نہیں ہیں اور اس کو ناقابل اصلاح نہیں سمجھتے۔

ترک اس وقت دور انقلاب سے گزر رہے ہیں اور اپنی قوم کی تعمیری خدمت میں مصروف ہیں ان کے دلوں میں امنگیں اور حوصلے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے چاہتے ہیں کہ عجلت کے ساتھ آگے بڑھیں اور ترقی یافتہ قوموں کے مقابل ہو جائیں لیکن جب یہ دور گزر جائے گا اور کچھ زمانہ کے بعد عملی تجربہ ان کو یہ بتائے گا کہ جو چیزیں انہوں نے اختیار کی تھیں ان میں سے کونسی ان کے لئے مفید و مناسب ثابت ہوئیں اور کونسی غیر مفید تو وہ فوراً اصلاح و ترمیم کے لئے تیار ہو جائیں گے، بلکہ ابھی کبھی کبھی ایسی خبریں آجاتی ہیں کہ مزید تجربہ اور ناخوشگوار نتائج ظاہر ہونے کے بعد انہوں نے بعض تبدیلیاں کی ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ جب کوئی قوم دور تجدید و اصلاح سے گزر رہی ہوتی ہے تو وہ کسی ایک جگہ پر قائم نہیں رہتی بلکہ اصلاح و ترمیم کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔

(۹)

بہرحال مسلمانوں کو یورپ کے اخباری پروپیگنڈے سے متاثر نہ ہونا چاہئے کیونکہ مسلسل تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اسلامی حکومتوں کے خلاف خاص سیاسی مقاصد کے ماتحت پروپیگنڈا کیا جاتا ہے جس کی تصدیق ایک معتبر

ایام جنگ میں استقامت وبہادری کا ثبوت دیا اسی طرح شرائط صلح طے ہوتے وقت نہ صرف استقامت بلکہ تدبر ودانشمندی کا بھی ثبوت دیا اس موقع پر لارڈ کرزن کے تدبر کو عصمت پاشا کے مقابلہ میں جو شکست ہوئی وہ جنگ عظیم کی تاریخ کا ایک دلچسپ واہم واقعہ ہے بہرحال اب چونکہ کسی سلطنت میں جنگ کی سکت نہیں تھی اس لئے کسی نہ کسی طرح صلح ہو گئی۔

(۴)

صلح کے بعد ترکی نے اپنی سلطنت کا ڈھانچہ از سر نو درست کیا آئین و قوانین بہت کچھ بدل دیئے غیر مسلم رعایا کو پوری آزادی عطا کی مگر یورپ نے اب بھی ترکوں کو معاف نہیں کیا چنانچہ آج تک مجہول سی خبریں ان کے متعلق غلط اور بے بنیاد خبریں تمام دنیائے اسلام میں پھیلتی رہتی ہیں ان سب خبروں میں کسی نہ کسی پہلو سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے شعائر اسلام اور اسلام کو تقریباً چھوڑ دیا ہے اور مذہب وملت کے احکام میں ایسی تبدیلیاں کی ہیں جو قطعی جائز نہیں ہیں مسلمان ان خبروں کو پڑھتے ہیں اور ترکوں سے عموماً اور مصطفیٰ کمال پاشا سے خصوصاً متنفر ہو جاتے ہیں اور ان کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھنے لگتے ہیں۔

جب سے ترکی حکومت کا دور جدید شروع ہوا ہے برابر اس قسم کی خبریں آتی رہتی ہیں اور جب وہ خوب مشہور ہو جاتی ہیں اور ان کی صدائے بازگشت انگورہ یا قسطنطنیہ تک پہنچتی ہے تو ان کی تردید ہو جاتی ہے مثلاً ایک زمانہ میں مشتہر کیا گیا کہ حکومت ترکی نے عربی زبان میں نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی ہے اور آئندہ صرف ترکی زبان میں نماز پڑھی جایا کرے گی حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ خبر تھی مگر مدتوں تک اخباروں میں گشت کرتی رہی اسی طرح اب پچھلے مہینہ میں یہ خبر شائع کی گئی کہ مشہور ومعروف جامع ایاصوفیہ جو سلطان محمد فاتح کے زمانہ سے مسجد کا کام دے رہی ہے آئندہ عجائب گھر کی صورت میں منتقل کر دی جائے گی ہر مسلمان نے یہ خبر رنج و ملال کے ساتھ سنی اور ترکوں کی ذہنیت پر افسوس کیا کہ وہ اسلامی یادگاروں کو اور خصوصاً فتح کی یادگاروں کو مٹا رہے ہیں یہاں تک کہ مساجد ومعابد کا بھی احترام نہیں کرتے لیکن غنیمت کہ اس دفعہ خوش نصیبی سے جلد اس غلط خبر کی تردید ہو گئی اس تردید میں بتایا گیا ہے کہ:۔

"جامع ایاصوفیہ کے متعلق حال ہی میں یورپین اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ جمہوریہ ترکیہ نے اُسے عجائب گھر میں منتقل کر دیا ہے اب معاصر الاہرام مصر اس خبر کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ اہل فرنگ کے اخبارات پروپیگنڈا کرنے کے فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، ترکوں سے اہل یورپ کو جو بغض و عناد ہے وہ کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جمہوریہ ترکیہ نے مسجد ایاصوفیہ کی بوسیدگی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک لاکھ پونڈ کے مصارف سے اس عظیم الشان تاریخی عمارت کو درست کرایا جائے تاکہ یہ عمارت اپنی اصلی حالت پر قائم رہ سکے لیکن یورپین جرائد نے ترکوں کو عالم اسلام کی نظروں سے گرانے کے لئے یہ خبر اڑا دی کہ ترکوں نے جامع ایاصوفیہ کو عجائب گھر بنا دیا ہے یہ خبر سراسر غلط ہے"

(۵)

یہ ایک واقعہ بطور مثال عرض کیا گیا ہے ورنہ اس طرح کی سینکڑوں خبریں برابر شائع ہوتی رہتی ہیں واللہ اعلم ان میں حقیقت کس قدر ہے اور اضافہ وحاشیہ آرائی کتنی ہے اس میں شک نہیں کہ ترکوں کی اب وہ پہلی سی مذہبی زندگی باقی نہیں رہی لیکن یہ مصیبت تو عالمگیر ہے ترکوں کی تخصیص نہیں خصوصاً مذہبی اعمال میں سستی تو بہت عام چیز ہے لیکن ان کے سے تو نہیں ہیں کہ جو لوگ اعمال میں سست ہیں وہ مسلمان بھی نہیں ہیں جب خالص عربی ممالک یہاں تک کہ حجاز میں وہ مذہبی زندگی جو مسلمانوں کے لئے سرمایۂ امتیاز تھی باقی نہیں رہی تو ہم ترکوں سے جو یورپ کے قریب تو ہیں بلکہ ایک حد تک یورپ میں رہتے ہیں کس طرح یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ مغربی معاشرت وخیالات سے محفوظ رہ سکیں گے۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی پیش نظر رہنا چاہیئے کہ چونکہ یورپ پچھلے گزشتہ دو سو برس میں برابر ترکوں کو پریشان کرتا رہا ہے اور اس کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے اور دوسری طرف جنگ عظیم کے بعد ترکوں نے اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو شدت سے محسوس کر لیا ہے اس لئے وہ ایک تعمیری دور کا آغاز کر رہے ہیں اور ہر اس چیز کو جسے وہ اپنی ترقی کی منازل طے کرنے میں سنگ راہ سمجھتے ہیں راستہ سے ہٹا رہے ہیں اور کوئی شبہ نہیں ہو کہ اس میں وہ اعتدال سے بڑھ گئے ہیں۔

ترکوں کے سامنے اگر کسی ترقی یافتہ قوم کا نمونہ ہے تو وہ مغربی ممالک کا ہے اور انھوں نے اس موقع پر جبکہ وہ جلد سے جلد آگے بڑھنا چاہتے ہیں عجلت کی حالت میں اسی نمونہ کو پیش نظر رکھا ہے لیکن ہمیں امید ہے کہ جب وہ ترقی کی چند منازل طے کر چکیں گے اور کسی قدر سکون واطمینان حاصل ہوگا تو وہ یقیناً اپنے اعمال کا محاسبہ اور اس پر نظر ثانی کریں گے اور مغربی تہذیب وتمدن کی خرابیاں اور اندرونی کمزوریاں ایک ایک کر کے ان کے سامنے آئیں گی اس وقت وہ اچھی چیزوں کو باقی رکھیں گے اور بری چیزوں کو چھوڑ دیں گے۔

(۶)

خود ہندوستان میں بھی یہ صورت پیش آ چکی ہے جب ابتدا میں مغربی خیالات اور تہذیب وتمدن کا سیلاب ہندوستان کی طرف بڑھا تو بہت سے لوگوں کے قدم ڈگمگا گئے اور وہ آنکھ بند کر کے اس رو میں بہ چلے لیکن جب اس حالت پر کچھ زمانہ گذر گیا اور وہ ابتدائی جوش وجذبہ اس قدر سست ہو گئے اور کچھ تجربہ حاصل ہوا تو آہستہ آہستہ لوگ مغربی معاشرت کی خرابیاں محسوس کرنے لگے اور ان میں جو لوگ صاحب فکر ودقیق النظر تھے وہ آخرکار اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہمارے حالات کی خصوصیات اور ماحول اس کا مقتضی نہیں ہے کہ ہم مغربی معاشرت کو تمام وکمال اختیار کر لیں برتنے کے بعد انھیں یہ اندازہ ہوا کہ اس معاشرت میں کچھ چیزیں البتہ مفید لائق تقلید ہیں لیکن بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو یا تو بجائے خود غیر مفید ہیں بلکہ خود اس تہذیب کے حامل بھی اب ان چیزوں سے پریشان ہیں یا کم از کم ہمارے مخصوص حالات کے لحاظ سے وہ ہمارے لئے غیر مفید ہیں۔

اس غور وفکر اور تجربہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ تقلید مغرب کا وہ جذبہ جو دلوں میں موجزن تھا سرد ہو گیا اور اب بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب بھی اس طرح

خطابات کی تاریخ

(نوشتہ مولوی شریف [illegible] صاحب [illegible])

آج یورپ تہذیب و شائستگی کے ادعا میں پیش پیش ہے اور بیسویں صدی کی تجارتی اور تمدنی فتوحات نے اسے عروج و کمال کی ان بلندیوں پر فائز کر دیا ہے جہاں سے وہ ایک دنیا کو اپنی عظمت و جلالت کا درس دے رہا ہے۔ اسی یورپ کی تاریخ قدیم کا ایک عجیب منظر ہم ناظرین کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ انگریزی میں ایک لفظ ہے "شیولری" جس کے معنے شجاعت کے ہیں۔ قرون وسطےٰ میں یہ لفظ ایک نظام کے مفہوم کا مظہر بن گیا تھا اور اس نظام نے اس عہد میں ایک عالمگیر شہرت اختیار کر لی تھی اتنی کہ ہر طرف اور ہر گوشہ میں اس کا شہرہ تھا اور اسے احترام و محبت کے مشترک جذبات کے ساتھ دیکھا جاتا تھا۔ الغرض یہ نظام یورپ میں بہادری کا ایک نظام تھا اور تاریک عہد تھا جس کے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی تھی بھینس اسی کی ہوتی تھی۔ زور بازو ہی حق کا کوئی سوال نہ تھا صداقت و انصاف محض وہ نام تھے جو زینت لغات تھے اور اس سے زیادہ ان میں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ "حق" کو مسند صدارت سے معزول کر کے "زور" نے اس کی جگہ تمکن اختیار کر لیا تھا۔ کسی شخص کا قوی بازو اور زبردست ہونا ہی اس امر کی دلیل سمجھا جاتا تھا کہ اسے کمزور اور ضعفا کی جان و مال اور عزت و آبرو اور ہر چیز پر ہر قسم کا اختیار مطلقاً حاصل ہو گیا۔ ہر طرف زور بازو کی حکومت تھی عدل و انصاف کی [illegible] اور نہ اسے کوئی پوچھتا تھا۔ اس نظام نے معرض وجود میں آکر اس ذہنیت کو مزید تقویت عطا کی اور ہر گوشہ میں اس کی دھاک بیٹھ گئی۔ اس نظام کی ہمہ گیری اور وسعت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی جری اور دلیر ہو اور جسمانی طاقت اور قلبی ہمت کا سرمایہ دار ہو لیکن اسے اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانے کا موقع اس وقت تک مل ہی نہیں سکتا تھا جب تک وہ اس نظام کے حلقہ اثر میں داخل نہ ہو جائے اور اس کو بہادروں کی فہرست میں اس کا نام شامل نہ کر لیا جائے۔ اس کے لئے ایسے لوگوں کو باضابطہ نائٹ بننا پڑتا تھا اور نائٹ بن جانے کے بعد اسے اپنی زندگی جنگجوئی کی مصیبتوں، شہرت، دلبروں کی خواہشوں اور صنف نازک کی خدمات کے لئے وقف کرنی پڑتی تھی۔

حربیت و بت پرستی کی یادگار

مولانا عبد الحلیم صاحب شرر مرحوم نے اپنی کتاب حروب صلیبیہ میں نائٹی کی اس رسم کو یورپ کی وحشت و بت پرستی کی یادگار بتایا ہے اور اس کے متعلق جو تبصرہ کیا ہے وہ بہ لحاظ حالات اور ہر اعتبار سے حق بجانب معلوم ہوتا ہے یہ رسم بہت قدیم ہے زمانہ عیسوی سے پیشتر شروع ہوئی اور جب یورپ پر مسیحیت کا پہلا اقتدار قائم ہو گیا تو کسی قدر تغیر تو ضرور ہو گیا لیکن اس کی شان بدستور قائم رہی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۹ میں مرقوم ہے

"خاص خاص مستثنیات کو چھوڑ کر یہ ایک مستمرہ قاعدہ ہو گیا تھا کہ ہر نائٹ بننے والے اور اس نظام میں شامل ہونے والے شخص کے لئے لازمی تھا کہ اس کی عمر کسی طرح ۲۱ سال سے کم نہ ہو اور شمولیت کے لئے ضروری تھا کہ ایک مدت تک کسی نائٹ کے یہاں بالکل خلوص [illegible]

سے رہے پر سلاحداری کی خدمات بجا لاتا رہے۔"

اس مدت امتحانات و آزمائش کے بعد اس سے چند عہد لئے جاتے تھے اور جب دیکھ لیا جاتا تھا کہ اس کی تربیت کامل طور سے ہو چکی ہے اور اپنے عہد کو نباہ سکتا ہے تو اس صف میں سے کوئی پرانا اور تجربہ کار نائٹ جو پوری شہرت حاصل کر چکا ہو قبل کر کے اسے اپنے سامنے بٹھاتا اس کے ہاتھ میں تلوار دیتا اور کہتا کہ آج میں تجھے نائٹ بناتا ہوں اب اپنے عہد پر مضبوطی اور استواری کے ساتھ قائم رہنا اس وقت سے یہ نائٹ جنگ و جدال سرفروشی و جانبازی اور صنف نازک کی پرستاری و خدمت کے لئے ہمہ تن آمادہ و تیار رہتا اور ان فرائض [illegible] میں کبھی کوتاہی کی جرأت نہ کرتا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ نائٹ بڑی سرفروشی و جنگجوئی سے اپنی خدمات انجام دیتے تھے اور اس عہد میں ان کی جانبازیاں پوری شہرت اختیار کر چکی تھیں جس وقت یورپ کی سرزمین پر لرزہ کی کیفیت طاری ہو گئی مخالفت اسلام کی تحریکیں اٹھیں اور مسلمانوں سے حروب صلیبیہ کا اعلان ہوا اور پاپائے روم نے اعلان جہاد اور مسلمانوں کو دشمن مسیحیت قرار دیکر ان نائٹوں کو کھلا کھلا سمجھا دیا کہ یہ ایک مذہبی جنگ ہے اور مقدس فریضہ عمل ہے نامداران یورپ اور اہل مغرب کے نائٹ بکثرت تھے ان ہی مسلمانوں سے لڑنا پڑے گا اگر دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ نائٹی کا نظام جو ابھی تک مذہبی احساس و تعلق سے بالکل علیحدہ تھا اب ایک مذہبی ادارہ کی صورت اختیار کر گیا اور اس میں دینی شان پیدا ہو گئی (دیکھو انسائیکلوپیڈیا جلد ۲)

مسیحیت سے تعلق

پاپائے اعظم کے اس اعلان جہاد کے بعد ہی نائٹی مسیحیت کا ایک رکن قرار پائی اور کوئی جداگانہ چیز نہ رہی اتنا ضرور ہوا کہ زمانہ بت پرستی کے مراسم کی اصلاح میں تغیر و تبدل ضرور واقع ہو گیا۔ پرانے طریقے بدل گئے وہ باتیں نہ رہیں لیکن شان اور [illegible] اور اب کلیسا کے ماتحت نائٹ بنائے جانے لگے اب یہ نائٹ ہی نہ تھے بلکہ ان کا رتبہ اولیائے مسیحیت کے متوازی کیا بالکل برابر خیال کیا جاتا اعتقادی لحاظ سے وہی باتیں اور وہی رنگ نمایاں تھے تاریخ حروب صلیبیہ میں اس کی تصریح موجود ہے اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ نائٹ نہیں رہے بلکہ ولی [illegible]

نائٹی کے امیدوار کے لئے معتقد ایمان مذہب مسیحیت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار معاصی کرنا غسل میں مشغول رہنا اور روزہ رکھنا لازمی ہو گیا ساتھ ہی اسے ان الفاظ کا بھی اعادہ کرنا پڑتا جو بپتسمہ دیتے وقت کہے جاتے ہیں۔ اس منزل سے گذرنے کے بعد اس سے صدق کا رازدارانہ اور غیر رازدارانہ عہد لئے جاتے تھے تلوار کو لینے کے بعد نائٹ بننے والا پادری اس کے ہاتھ میں دیکر خدا، حضرت مریم اور سینٹ میکائیل، سینٹ جارج کے نام پر اسے نائٹ کا خطاب دیتے تھے یا اصل امیدوار کی گردن [illegible]

کمی ہوتی ہے جو ابھی حال میں شائع ہوا ہے۔

یہ بیان مصر کے ایک مشہور اخبار نویس و مقالہ نگار وجاہت افندی کا [illegible] المقید (قاہرہ) کا ہے انھوں نے حال ہی میں ترکی کا دورہ کیا تھا مقصد سفر یہ تھا کہ مصطفےٰ کمال پاشا اور ترکوں کے متعلق الحاد پرستی کی جو شہرت ہے اس کی تحقیقات کی جائے۔ ترکی کے دوران قیام میں آپ کو معلوم ہوا کہ ترکوں کی لامذہبیت کے متعلق جو پروپگنڈا کیا جاتا ہے اس میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے آپ نے غازی مصطفےٰ کمال پاشا سے بھی ملاقات کی اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں ان کے پہلو میں اسلامی جذبہ کی تڑپ بدرجہ غایت موجود ہے اور وہ اسلام کی شان کو اعلیٰ وارفع دیکھنے کے آرزومند اور کوشاں ہیں۔

مصطفےٰ کمال پاشا نے سلسلۂ گفتگو میں دنیائے اسلام کے مستقبل اور ترکی قوم کے احیاء کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ "عالم اسلام میں مکمل آزادی اور کامل بادشاہت کے متعلق ارتقاء کے جو جذبات موجزن ہیں ان کا انتہائی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کر رہا ہوں نیز میں اس کام سے بھی بےخبر نہیں جو مختلف اسلامی جماعتیں سرانجام دے رہی ہیں عالم اسلام کے نام میرا پیغام ان کی افسردہ دلی کو دور کر کے ان میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا کر دیگا۔"

مصطفےٰ کمال پاشا نے فرمایا! عالم اسلام کے نام میرا پیام یہ ہے:-

"ہر نوجوان مسلم کو اصلاح و ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے ہر مسلمان کا نقطۂ نظر یہی ہونا چاہیے اسلام کے ہر سچے پرستار کو اصلاح و ترقی کی قربانگاہ پر اپنی جان قربان کر دینی چاہیے قربانی کے بغیر کسی مقصد کا حاصل کرنا ناممکن ہے ہمیں خودغرض رہنماؤں کی ضرورت نہیں ہمیں ایسے مجاہدین کی ضرورت ہے جو اپنے وطن پر اپنی جانیں قربان کر دیں اگر ایسے رہنما مل جائیں تو پھر کامیابی اس قدر یقینی ہے جس قدر اس بات کا یقین ہے کہ کل صبح کو آفتاب ضرور طلوع ہوگا۔"

(۱۰)

مندرجہ بالا الفاظ غور سے پڑھئے کس قدر غیر متزلزل عزم جذبۂ فدائیت اور بلند حوصلہ کا اظہار ہوتا ہے خود مصطفےٰ کمال پاشا کی زندگی بھی اس پر شاہد ہے کہ انھوں نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل بھی کر دکھایا اگر مصطفےٰ کمال کا نام دولت [illegible] عزم و استقلال ترکی کے [illegible] اور [illegible] کی حکومت کی غلامی میں [illegible] ہوتی تو آج [illegible] کمال ختم ہے [illegible] وقت میں [illegible] اس پر ترک جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔

اسی ملاقات میں مصطفےٰ کمال نے اپنی گفتگو کے خاتمہ پر یہ بھی فرمایا کہ:-

"مجھے اس بات کا حق الیقین ہے کہ اسلام ایک تابندہ اور ابدالآباد تک زندہ رہنے والا ہے اس دنیا کے عالم میں صرف یہی چیز میری امیدوں کو روشن کرتی رہتی ہے۔ میرا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ حریت و آزادی کی ایک لہر افق مشرق کو عنقریب منور کر دے گی میں امید کرتا ہوں کہ خوابیدہ مسلم اس انداز سے بیدار ہوگا کہ تمام دنیا حیران رہ جائے گی۔ لیکن سردست اس بات کی ضرورت ہے کہ عالم اسلام کے بہترین دل و دماغ متحد ہو کر اصلاح و ترقی کا پروگرام مرتب کر لیں کیونکہ ان جرات آزما حالات میں اس کے سوا چارہ نہیں۔"

یہ الفاظ کسی مزید توضیح کے محتاج نہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کا مستقبل خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مسلمانوں نے جب اور جس عہد میں بھی ترقی کی اپنے زور بازو سے کی وہ کسی دوسری قوم کے سہارے سے آگے نہیں بڑھے اور آج بھی اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہمت مردانہ و عزم شاہانہ سے کام لیکر آگے بڑھیں اور جو چیز بھی ترقی میں سنگ راہ ہو اس کو یکدم ہٹا دیں حریف ہمیشہ سے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر انھیں کمزور بنا دیں اور ان کے دلوں پر ہیبت طاری کر دیں لیکن ایک مسلمان کسی سے مرعوب نہیں ہوتا اور جب وہ ایک دفعہ کسی کام کا عزم کر لیتا ہے تو قدم پیچھے نہیں ہٹاتا جس طرح ہر قوم کو اپنی اصلاح و ترقی کا حق ہے مسلمانوں کو بھی ہے دنیا کافی وسیع ہے اور اس میں ہر قوم و ملت کیلئے بقدر ہمت و استطاعت ترقی کے وسائل موجود ہیں جو دور مسلمانوں کے عروج و ترقی کا تھا وہ دنیا کے لئے فلاح و برکت کا دور تھا آج بھی اگر مسلمان ترقی کرینگے تو دنیا ان سے فائدہ حاصل کرے گی اور وہ اپنے اہل وطن کے لئے بہترین رفیق ثابت ہوں گے اس لئے دوسروں کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں

دو برس ہی میں چار لاکھ مسلمانوں کو قتل کرڈالا۔ بیشک اس نے اتنی طاقت و عظمت حاصل کرلی کہ نخوت و رعونت اس کے دماغ پر حاوی ہوگئی اور اس کا پارہ اس قدر چڑھا کہ اس نے اپنے پندار میں عیسائی حکومتوں کو بھی لتاڑنا شروع کردیا حتیٰ کہ وہ اسے اپنے لئے بھی خطرناک سمجھنے لگ گئیں۔ اور انہوں نے چودھویں صدی کے آغاز ہی میں خود اس کا خاتمہ کردیا اور اس میں بھی تین درجے نائٹ مصاحب اور خدام تھے بعد کو پادری بھی شامل کرلئے گئے اس کے سربراہ اعلیٰ کا لقب بھی گرانڈ ماسٹر تھا اس گرانڈ ماسٹر کی قوت و اقتدار کا یہ عالم تھا کہ اپنے تقدس و احترام کے باعث بادشاہوں کے ہمسر خیال کیا جاتا تھا وہ اپنے جلال و جبروت میں بڑے بڑے فرمانروایان یورپ کو خاطر میں نہ لاتا تھا یہی غرور و نخوت اس کی تباہی و بربادی کا پیغام بن گئی اور دنیا سے اس کا نام مٹ گیا آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہاسپٹلرس سیاہ لبادہ چوغہ پہنتے اور سینے پر لالی صلیب لگایا کرتے تھے لیکن ٹمپلرس کا لباس سفید چوغہ اور سرخ صلیب تھی جو عین قلب پر آویزاں ہوتی تھی اس متعصب اور سنگدل طبقہ نے مسجد اقصیٰ کو گرجا بنالیا تھا اور یہیں عبادت کرتا تھا (حروب صلیبیہ)

اسی بنا پر اس کا نام ٹمپلرس پڑ گیا یعنی وہ لوگ جو صاحب معبد ہیں عیسائیوں کے نزدیک خاص مسجد اقصیٰ جبکہ گرجا ہی تھی اس لئے یہ ایک اہل معبد مشہور ہوگئے عرب مورخین نے اس طبقہ کے حالات شرح و بسط کے ساتھ لکھے ہیں اور اس کی دستبردوں اور شقاوتوں پر طویل تبصرہ کیا ہے وہ اسے فرقہ داویہ لکھتے ہیں اور یہی نام لیکر اس کا ذکر کرتے ہیں۔

جرمنی کے نائٹ

حروب صلیبیہ کا سیلاب بڑھتا چلا آرہا تھا تیسری جنگ صلیبی شروع ہوچکی تھی شہنشاہ جرمنی فریڈرک اول اس ہنگامہ کا سرعسکر تھا اس کے ساتھ اس کا بیٹا فریڈرک ڈیوک آف سوابیا بھی شریک جنگ تھا فریڈرک تو جون ۱۱۹۰ء میں شہباز اجل کا شکار ہوا ڈیوک نے عنان قیادت اپنے ہاتھ میں لی اور اکتوبر ۱۱۹۰ء میں عکہ کا محاصرہ کرلیا اسی محاصرہ کے دوران میں اس نے یہ خدمت بھی انجام دی کہ طبقہ ہاسپٹلرس اور ٹمپلرس کی طرح نائٹوں کے ایک جدید طبقہ کی اساس اور بنیاد قائم کی اور اس کا نام ٹیوٹانک نائٹس رکھا ڈیوک نے وطنیت و نسل کے خیال کو مقدم رکھا اور اس میں اپنے ہموطن جرمنوں کے سوا اور کسی کو داخل و شامل نہیں کیا باپ کی طرح یہ بیٹا بھی اس طبقہ کو کھڑا کرکے تین ماہ بعد ہی موت کے منہ میں پہنچ گئے لیکن یہ طبقہ برابر ترقی کرتا رہا۔

نام اور وضع مختلف ہو لیکن ان تینوں طبقوں کا مقصد وحید یہی تھا کہ مسلمانوں کو تباہ کیا جائے اور ان کے ساتھ معرکہ کارزار گرم رہے کلیسا کے مذہب کا تحفظ جس طرح ہر صلیبی بہادر کا نصب العین تھا اسی طرح اس طبقہ کا بھی رہا اس کا ہیڈ کوارٹر عکہ تھا بیت المقدس و فلسطین میں رہکر اس نے بھی بڑی ترقی و عظمت حاصل کی اور دولت و حکومت میں کسی سے پیچھے نہ رہی آخر الامر اسے بھی اس خطہ سے نکلنا پڑا۔ وینس اور وینس کے بعد یہ میرین برگ میں قیام پذیر ہوا۔ پندرھویں صدی کے آغاز میں اس کی ترقی منتہائے کمال پر پہنچ گئی لیکن اواخر صدی تک اس کا اقتدار گہن میں آگیا تھا وسیع مشرقی پروسیا پر اس کا قبضہ تھا لیکن پولینڈ کی جنگ کے بعد بڑا حصہ اس کے ہاتھ سے جاتا رہا اور جو کچھ باقی رہ گیا وہ طبقہ کا نہیں بلکہ گرانڈ ماسٹر کی ذاتی ملکیت بنا۔ نپولین بوناپارٹ نے اپنے عہد اقبال میں اس طبقہ کی رہی سہی عظمت بھی خاک میں ملادی اب نہ وہ حکومت ہے نہ وہ جلال اور نہ وہ طبقہ! البتہ اسٹریا کے ایک ڈیوک کو اس وقت ضرور اس طبقہ کا برائے نام سردار کہا جاتا ہے۔

اس طبقہ میں نائٹ (مسلح سپاہی) ائمہ مذہب (پادری) اور غلام (معاونین) اور زائرین کے خدمتگار رہے علاوہ اخوان کا ایک اور طبقہ بھی تھا سردار اعلیٰ گرانڈ ماسٹر ہی کہلاتا تھا لباس سیاہ تھا جسم پر سفید چوغہ پہن لیکر کالے اور نقرئی کناروں والی سیاہ صلیب لگایا کرتے تھے۔ نائٹوں کے طبقے تو بہت سے ہیں لیکن یہ تین طبقے بہت ممتاز اور شہرہ آفاق طبقے ہیں انھیں اپنے اپنے عہد میں مذہبی اقبال بھی حاصل رہا اور بے پناہ جاہ و جلال بھی صلیبی جنگ کے طوفان میں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے یہ طبقے پیدا ہوئے۔ زندگی بھر یہی شغل رکھا ارض مقدس ہی میں انھوں نے دولت و عظمت حاصل کی اور محسود اقوام عالم بنے ان ظالموں اور سنگدلوں نے فرزندان توحید کو مبتلائے مصائب بنائے رکھنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور وحشت و بربریت میں اپنی مثال قائم کرکے ارض مقدس سے نکالے گئے۔

مسلمانوں سے تصادم اور معرکے

یہ تینوں طبقے مذہبی جانبازی پر قائم ہوئے مذہبی اسباب ہوا میں نشو و ارتقا حاصل کی اور مذہبی جنگوں اور مسلمانوں کے مقابلہ ہی نے ان کی شہرت و عظمت کو چار چاند لگائے یورپ کے جو فرمانروا و تاجدار صلیبی جنگوں کے سلسلہ میں ارض مقدس پہنچے وہ بھی ان کا جاہ و جلال اور ان کی جرأت عمل اور خدمات مذہبی دیکھکر متاثر ہوئے اور انہوں نے بھی اپنے اپنے ممالک میں جاکر اسی قسم کے نائٹوں کے طبقے جاری کئے اور انہی کے نمونے کو پیش نظر رکھا لیکن یورپ اور ارض قدس کی فضا میں بعد المشرقین تھا وہاں مسلمانوں کا وجود نہ تھا جنھیں سپر بنا کر نائٹوں میں جوش پیدا کیا جاتا اور مقابلہ کا عمل و خیال ان میں زندگی کی روح پھونکتا رہے ارض قدس میں یہ لوگ چونکہ معرکہ جنگ میں رہتے تھے اس لئے ان کی گرم بازاری قائم تھی اور یورپ تک ان کی شہرت پہنچ چکی تھی ایک طرف تو جوش و سرگرمی ناپید دوسری طرف حکومتوں کا خوف پھر یورپ میں ان نائٹوں منظم طبقوں کے پھلنے پھولنے اور ترقی کرنے کا امکان ہی کیا تھا فرمانروایان یورپ یہ ہرگز گوارا نہیں کرسکتے تھے کہ وہ اپنی حکومتوں میں ایک مستقل جنگجو طبقہ قائم کرکے آستین میں سانپ پالیں اور مفت کا خطرہ مول لیں اس لئے یہاں طبقے قائم تو ہوگئے مگر ایسے جو مذہب کی روح اور مجاہدانہ جذبہ سے عاری تھے اور نہ ان میں بد مزاج اکھڑ اور شوریدہ سر عنصر موجود تھا جن کا کام مرنا اور مارنا ہو۔

ان یورپی طبقوں میں صلح پسند امن دوست اور عیش کے دلدادہ لوگ شامل ہونے لگے جن کا کام صرف کھانا پینا دل لگانا اور دل دینا تھا۔ ارض قدس کے نائٹ رزم کے مرد تھے اور یہ بزم کے ہیرو! وضع و ہیئت میں کوئی فرق نہ تھا لیکن ذہنیت و مزاج بدلے ہوئے تھے وہی صلیب تھی چوغہ وہی درجے اور وہی نظام سب کچھ طور و طریق نائٹوں جیسے تھے مگر مذہب کے بجائے نائٹی کا محرک نمائش اور انتقام کے بجائے اقتدار ہوگیا تھا اب یہ محض [illegible]

یہ الفاظ بھی کہے جاتے ہیں کہ میں خدا اور سینٹ میکائیل یا باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر تجھے نائٹ بناتا ہوں - وفادار رہ، بہادر رہ اور خوش نصیب رہ۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت مریم سے نائٹ کو جو محبت ہوتی ہو وہ متبرک سمجھی جاتی تھی اور اس کی شان اس اطاعت میں نظر آتی تھی جسے وہ خاص اس نازنین کے مقابلہ میں ظاہر کرتا تھا جو اس کے دل کی مالک ہوتی یہ نائٹ غیر شخص کی منکوحہ پر بھی عاشق ہو سکتا تھا اور اس میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی تھی۔ (تاریخ حروب صلیبیہ مصنفہ آرچی بالڈ کنگ فورڈ)

تین اہم جنگجو طبقے

اسی کتاب میں مرقوم ہے کہ مسلمانوں کو بیدین سمجھا جاتا تھا اور مسیحیوں کے نزدیک نائٹ کا عہدہ صرف مسیحیوں ہی کو دیا جاسکتا تھا مسلمانوں کی معاندت کا یہ عالم تھا کہ مسیحی کسی نائٹ کو یہ رتبہ عطا کرنا مردے کی عفونت کو حریر و دیبا میں لپیٹنے کے مترادف سمجھتے تھے۔

حروب صلیبیہ کے عہد میں نائٹوں کے تین طبقے بہت جنگجو اور بہت مشہور طبقے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) نائٹس ہاسپٹلرس - (۲) نائٹس ٹمپلرس - (۳) ٹیوٹانک نائٹس۔

اولین طبقہ: نائٹس ہاسپٹلرس - اس طبقہ کے مختلف نام ہیں مثلاً نائٹس آف روڈس، نائٹ آف سینٹ جان - ہاسپٹلرس آف سینٹ جان اور نائٹس آف مالٹا - عربی تواریخ میں یہ طبقہ فرقہ اسبتاریہ کے نام سے مشہور ہے - اسبتار ہسپتال کا معرب ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابو ہاشم علی بن حاکم خلیفہ مصر کی اجازت سے اٹلی کے چند تاجروں نے ۱۰۲۳ء میں غریب اور بیمار عیسائی زائرین کی تیمارداری اور خدمت کے لئے بیت المقدس میں ایک اسپتال قائم کیا اور ساتھ ہی ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی یہ بنائیں یوحنا اصطباغی کے نام پر قائم کی گئی تھیں۔ اسی نسبت سے اس فرقہ کا یہ نام پڑ گیا۔ حروب صلیبیہ کے زمانہ میں اس خاموش طبقے کی ہمت کے سمندر میں بھی جوش پیدا ہوا اور لوگوں کی خدمت کرتے کرتے یہ طبقہ رہبانیت و ریاضت کو چھوڑ کر دفعتہً جنگجو سپاہی بن گئے اور لڑ بھڑ کر ملک کے چند علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا یہاں تک کہ ۱۱۱۸ء میں اس نے ایک زبردست فوجی طبقہ کی صورت اختیار کر لی اب بیماریوں کی خدمت کے علاوہ ان کا ایک اہم فرض "بیدینوں" (مسلمانوں) کے مقابلہ میں کلیسا کی حمایت بھی فرض قرار پائی اس ظالم و بیدرد طبقہ نے مسلمانوں کی اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ دو سو برس تک اس کی معاندانہ کارفرمائیوں کا یہی عالم رہا اور مسلمانوں کے مقابلے میں برابر صف آرا رہے عکہ پر انہی کا قبضہ رہا یہاں تک کہ ۱۲۹۱ء میں جب ملک الاشرف ابن منصور قلاؤن نے عکہ کو فتح کیا اور لاطینی سلطنت کے محل و قصور کی اینٹ سے اینٹ بجا کر پھینکدیں تو یہ طبقہ عکہ سے نکل کر پہلے جزیرہ قبرص میں دم لیا اور وہاں سے ۱۳۱۰ء میں نکالے جانے پر روڈس میں منتقل ہوا جہاں تقریباً دو سو برس تک جارہا۔

سلطان سلیمان کی یلغار ۱۵۲۲ء میں سلطان سلیمان اعظم فرمانروائے ترکی نے اس دشمن اسلام فرقہ کی شرارتوں سے تنگ آکر یلغار بولدی اور اس جزیرہ سے بھی اسے نکال باہر کیا آخر اٹلی اور فرانس کی بہت سے مقامات کی خاک چھاننے کے بعد چارلس پنجم شہنشاہ جرمنی اور شاہ فرانس نے انھیں تین جزیرے مالٹا، گوزو و آمد کا لینو اس غرض سے سکونت کے لئے عطا فرمائے کہ وہ ہمیشہ بیدینوں سے برسر مقابلہ رہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس فرقہ نے اس شرط کو مدت تک با وفاداری کے ساتھ نباہا اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک ترکوں سے مسلسل جنگ کرتا رہا اب یہ فرقہ عملاً فنا ہو چکا ہے البتہ اس کی یادگار اب بھی موجود ہیں ایک آرڈر آف سینٹ جان آف جیروشلم فلسطین میں دوسرا اسینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن مؤخر الذکر میں متعدد ہندوستانی نام بھی نظر آتے ہیں اور اس کے نام سے اہل ہند اچھی طرح واقف ہیں

یہ فرقہ تین قسم کے افراد پر مشتمل تھا اول نائٹ یعنی مسلح سپاہی۔

دوم مذہب یعنی پادری لوگ جو تعلیم مسیحیت کے علمبردار تھے اور وعظ کے منصب اور قیادت کی مسند پر فائز تھے۔

خادم - ان کے سپرد بیماروں، بیکاروں، معذوروں اور زائرین کی خبر گیری تھی … نائٹ کو گرانڈ ماسٹر کے نام سے یعنی خطاب سے پکارا جاتا تھا یہ گرانڈ ماسٹر چیپٹر کے صدر ہوتے تھے "چیپٹر" ایک مجلس تھی جسے مذہبی امور کی اور نظم و نسق کا کام تفویض کر دیا گیا تھا اس فرقہ کے نائٹوں کا یہ دستور تھا سیاہ لباس چوغہ پہنتے اور اپنے سینے پر ہشت گوشہ طلائی صلیب آویزاں رکھتے تھے۔

نائٹوں کا ایک اور کلیسائی طبقہ

آرچی بالڈ کنگ فورڈ لکھتے ہیں کہ علاقہ برگنڈی کا نائٹ ہیو ڈی پین بارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں بیت المقدس زیارت کے لئے آیا تو دیکھا کہ ہاسپٹلر نائٹ کیسے کچھ بن چکے ہیں اور ان کے اقتدار و اثر کا سکہ جما ہوا ہے جو لوگ مریضوں بیماروں اور زائرین کی خدمت کے لئے وقف تھے ان کے جسم پر زرہ … بھی ہوتی ہیں خادم مخدوم اور مملوک مالک کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور حکومت و فرمانروائی کے لطف اٹھا رہے ہیں اسے رشک پیدا ہوا منہ میں پانی بھر آیا اور اس نے بھی ۱۱۱۸ء میں نائٹس ٹمپلرس کی بنیاد قائم کر دی بالڈون ثانی شاہ یروشلم نے اس کوششوں کو لبیک کہا اور اسے شہر مقدس ہی میں ہیکل سلیمانی کے قریب جانب تعمیر خانقاہ کے لئے زمین عطا کی۔

یہ فرقہ بھی اول درجہ کا متعصب اور دشمن اسلام فرقہ تھا اس نے اپنی بقا اور نشو و ارتقا کا راز اسی میں سمجھا کہ مسلمانوں کے خلاف سختی کے ساتھ مصروف جہاد رہا جائے اور انھیں بے دین قرار دیکر جہاں تک ممکن ہو ان پر عرصہ تنگ کر دیا جائے عیسویت کی حمایت اور مقبرہ مبارک کی حفاظت و صیانت اس نے اپنا مقصد حیات بنا لیا ابتدا ہی سے اس نے ملک گیری اور جنگجوئی کو نصب العین بنا لیا اور ہر جگہ حلقہ بگوشان اسلام سے لڑتا اور ان کے … میں الجھتا رہا۔

۱۲۹۱ء میں یہ فرقہ بھی ہاسپٹلرس کی طرح سرزمین قدس سے خارج کر

الی ہیں تاکہ مقصد حاصل ہو اور غیر مکمل نہ رہ جائے۔

خطابات ہندو مسلم

ہندوستان میں سرکار پرستوں یا حکومت کے بہی خواہوں کی حوصلہ افزائی کے لئے متعدد خطابات کے علاوہ خان بہادر، خان صاحب، رائے بہادر، رائے صاحب، سردار بہادر اور سردار صاحب کے خطابات عطا کئے جاتے ہیں گو یہ نچلے درجے کے خطابات ہیں لیکن آرزومندان وقار و عظمت کے لئے ان کے حوصلے کے مطابق یہ اتنی بڑی چیزیں ہیں کہ ان کے حصول کے لئے تو وہ ملت کا گلا دبانے، بعض اوقات دیانت و ضمیر کو خطرات کے گرداب میں پھنسانے اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر دینے اور منت و تملق میں بھی کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ زمانہ سابق میں "خان" بڑی عزت کا سرمایہ دار سمجھا جاتا تھا گو عہد مغلیہ میں پٹھانوں کو دبانے اور ان کی روح کچل کر رکھ دینے کی انتہائی مساعی عمل میں لائی گئیں حتیٰ کہ شیر شاہی اور سلیم شاہی جوتوں کا نام رکھا گیا۔ تاہم چونکہ پٹھانوں کا اندراز عہد مغلیہ سلطنت سے پہلے فرمانروائی اسلام کا حامل رہا اور بڑی حد تک اپنے اندر جمہوری خاصیت رکھتا تھا اور اس اعتبار سے یہ سب سے ممتاز تھا اس لئے اس کی عظمت کی داستانیں مٹائے بھی نہ مٹ سکیں اور مغل فرمانرواؤں کو بھی پٹھانوں کا احترام کرنا ہی پڑا چنانچہ حکومت اسلامیہ کے زوال پر بھی قائم رہا اور انگریزوں نے تو اسے اختیار کر لیا مسلمانوں میں جس طرح لفظ خان کو عظمت و وقار کا حامل سمجھا جاتا تھا اسی طرح ہندوؤں میں رائے کی عزت تھی۔

جب دور زمانہ سے سکھ پنجاب میں برسر اقتدار ہوئے اور ان کے اقتدار کا آفتاب کچھ عرصہ کے لئے افق پنجاب پر نمودار ہوا تو ان کے دماغوں میں نو دولت ہونے کے باعث زبردست سودا سما گیا اتنا کہ وہ خود کو سب سے افضل اور برتر سمجھنے لگے ہر سکھ سردار کہلانے کا مشتاق ہو گیا۔ حکومت مستبدانہ تھی رعایا ان کی وحشت سے خائف و لرزاں رہتی تھی اس لئے اس نے بھی سکھوں کو سردار پکارنا شروع کیا۔ یہ چمن بھی خزاں کی نذر ہوا تو انگریز آ دھمکے اور اپنے وابستگان دولت کو نوازنے کے لئے خطاب دیگر لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ انھیں سردار جی کے نام سے پکاریں اسی بنا پر سردار بہادر اور سردار صاحب کے خطابات ایجاد ہوئے اول درجہ کے بہی خواہ ہیں ان کے ناموں کے ساتھ "بہادر" اور دوسرے درجے کے افراد کے ناموں کے ساتھ صاحب۔ لکھا گیا ہے مندرجہ فوق خطابات کی تاریخ۔

دیسی خطابات کی وجہ تسمیہ

خان بہادروں، رائے بہادروں اور سردار بہادروں کو اپنے سینے پر آویزاں کرنے کے لئے ایک تمغہ ملتا ہے جو سونے کا بنا ہوا ہوتا ہے یہ تمغہ ستارے کی شکل کا ہوتا ہے اس میں ایک مرکز سے ملحق دو بڑے چھوٹے دائرے ہوتے ہیں ان میں تاج برطانیہ کی تصویر کندہ ہوتی ہے دونوں دائروں کے مابین انگریزی زبان میں خان بہادر کے الفاظ مرقوم ہوتے ہیں ستارہ کے سر پر ایک تاج آویزاں ہوتا ہے۔

خطابات کے عطا کرنے کا طریقہ جدید نہیں بلکہ قدیم اور بہت پرانا ہے تاریخ کے ورق الٹئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ رومی فرمانروا بھی خطاب دیتے تھے یونانیوں میں بھی یہ رواج عام تھا ہندوؤں کے عہد میں بھی سلاطین حکومت نوازے جاتے تھے اور مسلمانوں میں بھی یہ چیز جاری رہی تاہم جمہوری حکومتوں کو رعایا میں سے چند افراد کو جو ان کا سلوک حکومت بڑھانے کے لئے ضرورت ہوتی ہے کہ وہ انھیں کوئی امتیاز عطا کریں یہ عطائے امتیاز کی یہی شکل بھی تھی کہ انھیں خطابات عطا کئے جائیں اور خلعت و انعام سے نوازا جائے تاکہ ان کا اعزاز بڑھے، دوسروں کو خدمت حاکمی کی ترغیب ہو اور حکومت کے مقاصد کو تقویت ملے۔

مسلم فرمانرواؤں کی دربانوال خطابات

قرون اولیٰ میں مسلمانوں کو جو خطابات عطا کئے جاتے تھے ان کا مقصد حکمرانہ ترغیب و نوازش نہ ہوتا تھا نہ یہ دنیوی مقاصد کے لئے دیئے جاتے تھے خوب سمجھئے کہ خطاب کوئی بری چیز نہیں بلکہ ایک بہتر و برتر شے ہے اگر اسے حقیقی معنوں میں استعمال کیا جائے اور حقیقی خدمات و اوصاف کی بنا پر صحیح مستحقین کو عطا کیا جائے۔ خطاب تو حقیقتاً ایک بہت بڑا ترغیبی آلہ عمل ہے اور جب یہ برمحل بمقصد منشاء کے لئے استعمال کیا جائے وہ مقصد ضرور مترتب ہوتا ہے خطابات تھوڑے کو بڑھاتے بھی ہیں اور بگاڑتے بھی ہیں ہندوستان میں خطابات نے قید سے بعد یہ حکومت ہے کہ یہ عادی بن گئی چونکہ حکومت کا منشا ہی یہی ہے کہ خطاب یافتہ اعضائے حکومت کی خوشامد و چاپلوسی میں مصروف رہیں اور یہ حالت ہی اس کی ہیں اس لئے یہاں کے خطاب یافتوں میں بیجا حیرانی کا بھرا ہے یہاں حقیقی اوصاف و محاسن کی بنا پر مستحقین خاص کو شاذ ہی خطاب ملتے ہیں اور وہی افراد حقدار و اہل سمجھے جاتے ہیں جو حکومت کے حامی اور تملق پسند ہوں اس لئے خواہ جاہل اور مہذب ناآشنا طبقہ تو ضرور ان کی عزت کرتا ہے لیکن روشن خیال اور تعلیم یافتہ طبقہ میں ان کی کوئی عزت نہیں۔

اسلام کے عہد اول میں حکومت کا نظام جمہوری تھا حکمران کو بادشاہ کہنا بھی معیوب تھا رعایا کے ایک فرد سے زیادہ اسے صرف اتنی عزت اور امتیاز حاصل تھا کہ یہ رعایا کا خادم ہی ہوتا تھا چونکہ نظام امین کو قیام امن و امان کی بحالی بھی اس کے سپرد تھی اس لئے اسے صرف امیر المومنین کے نام سے یاد کیا اور پکارا جاتا تھا ظاہر ہے کہ لفظ امارت بادشاہت کے مترادف نہیں رعایا کے افراد بھی امیر ہوسکتے ہیں اسی وجہ سے یہاں رعایا سے توڑ کر کسی کو تخت حکومت سے جوڑنے کی ضرورت کبھی محسوس نہ ہوتی تھی جب حالت یہ ہو تو خطابات کا مقصد بھی وہ نہیں ہو سکتا جو آجکل کی حکومتوں کا ہے یا بعد کی حکومتوں کا تھا اس عہد کی اس جمہوری نوعیت پر ہم کسی آئندہ فرصت میں بحث کریں گے اور یہ بھی بتائیں گے کہ عہد ما بعد میں کس حد تک یہ روح ساری دکار گر رہی۔

آپ خطابات اسلامی کی نوعیت پر غور کیجئے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اول خطاب یافتوں کے اوصاف و محاسن کی پوری جھلک نہیں بلکہ جسم بہ موجود ہے۔ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا زمانہ ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی اسداللہ، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت خالد بن ولید سیف اللہ کے خطابات سے معنون ہیں کون کہہ سکتا ہے کہ یہ خطابات ان بزرگان محترم کو کسی ایسے مقاصد کے لئے عطا ہوئے تھے ہرگز نہیں جو بزرگ جن اوصاف و محاسن کے حامل اور امتیازی شان کا سرمایہ دار نظر آیا انہی کے مطابق اسے خطاب عطا ہوئے تھے ان خطابوں کے پیش نظر آگے ہی اہل خطابات کی مابہ الامتیاز شان

سوسائٹی کے اجتماع گاہیں تھی گرجا گھر بن جاتے بلکہ دہ کستا دصبیاں اور شنگاہوں کی صورت اختیار کر چکے تھے کیونکہ بہر ہی عہد تو ختم ہو چکا تھا اور قرون کے نائٹوں کی روایات اور دلیرانہ مظاہرات کی یادگار تو تھیں لیکن ان کی عظمت و احترام کی نظر سے تو دیکھتے تھے پھر ضرورت اور کیا باقی رہ گئی تھی۔

رچرڈ اول کے نائٹ

انگلستان میں نائٹ کا طبقہ رچرڈ اول شاہ انگلستان اور اس کے صلیبی مجاہدین نے قائم کیا تھا اس وقت اس کی متعدد یادگاریں قائم ہیں اور مختلف درجات کے نائٹ کی شکل خطابات موجود ہیں مثلاً کے۔جی۔" "جی۔سی۔بی" "کے۔سی۔بی" "سی۔بی۔سی۔بی" "کے۔ٹی" "کے۔پی" "جی۔سی۔ایم۔جی" "سی۔ایم۔جی" یہ بڑے معزز خطابات ہیں اور ان کے ساتھ مختلف اقسام کے خلعت بھی دیئے جاتے ہیں لیکن یہ چیزیں زیادہ تر انگلستان کے عمائدین اور ڈیوک کو دیئے جاتے ہیں۔ جب ہندوستان پر ان کا قبضہ و تسلط قائم ہوا تو ہندوستانیوں کے لئے بھی نائٹوں کے دو طبقے وضع کئے گئے۔ ریفرنس بک کے صفحہ ۲۰۳ پر مرقوم ہے کہ عالی ترین طبقہ ستارہ ہند کا خطاب ۱۸۶۱ء میں جاری کیا گیا اس کے تین درجے مقرر ہوئے اول درجہ نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا جس کا مخفف جی۔سی۔ایس۔آئی ہے اس میں بھی پہلے سر لکھا جاتا ہے۔ درجہ سوم کمپینین آف دی آرڈر آف دی اسٹار آف انڈیا جس کا مخفف کے۔سی۔ایس۔آئی۔ ہے اس میں صرف بعد کو یہ حروف ہی لکھے جاتے ہیں۔ ان خطاب پانے والوں کو جو خلعت عطا ہوتا ہے اس میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔

(۱) گلوبند۔ جس کی کڑیاں سرخ و سفید گلاب اور نیلوفر کے پھول کی شکل کی ہوتی ہیں وسط میں تاج انگلستان ہوتا ہے جس میں تمغہ لٹکتا ہے۔

(۲) تمغہ۔ بادشاہ کی ایسی تصویر جس میں تاج سر پر دکھا نظر آتا ہے اس پر آسمانی روشنی ہماری رہنما کا سجع مرقوم و کندہ ہوتا ہے۔

(۳) طلائی بادن شعاعوں والا جس کے اندر ایک اور پانچ شعاعوں والا ستارہ ہوتا ہے۔

(۴) چغہ۔ اہلکی نیلی ساٹن کا ہوتا ہے اور استر سفید ریشم کا بائیں جانب ستارہ کھڑا ہوتا ہے اس طبقہ کا بادشاہ، شاہ وقت ہوتا ہے اور گرانڈ ماسٹر وائسرائے ہند۔

ہندوستان کے نائٹ

نائٹوں کا دوسرا طبقہ زیب ترین کشور ہند کے نام سے اہل ہند کی عزت افزائی کیلئے ملکہ وکٹوریہ کی جدید ۱۸۷۸ء میں قائم کیا گیا اس کے بھی تین درجے ہیں اول درجہ نائٹ گرانڈ کمانڈر آف دی آرڈر آف دی انڈین ایمپائر جس کا مخفف جی۔سی۔آئی۔ای ہے نام سے پہلے سر اور بعد کو حروف لکھے جاتے ہیں درجہ ۱ و ۲ نائٹ کمانڈر آف دی آرڈر آف دی انڈین ایمپائر جس کا مخفف کے۔سی۔آئی۔ای ہے اس میں بھی پہلے سر اور بعد کو حروف لکھے جاتے ہیں درجہ سوم کمپینین آف دی آرڈر آف دی انڈین ایمپائر جس کا مخفف سی۔آئی۔ای ہے اس میں صرف حروف لکھے جاتے ہیں انھیں بھی خلعت عطا ہوتے ہیں جن میں چار ہی چیزیں ہوتی ہیں (۱) گلوبند طلائی۔ جس کی کڑیاں ہاتھی مور۔

نیلوفر اور گلاب کی شکل کی ہوتی ہیں اور وسط میں تاج ہند کا تمغہ ہوتا ہے۔

۲۔ تمغہ۔ طلائی شکل گلاب کی جس کے وسط میں بادشاہ کی تصویر ہوتی ہے۔

۳۔ ستارہ۔ پانچ طلائی اور پانچ نقرئی شعاعیں وسط میں بادشاہ کی تصویر۔

۴۔ چغہ۔ ارغوانی ساٹن۔ سفید ریشمی استر بائیں جانب ستارہ کڑھا ہوا۔ اس طبقہ کا بادشاہ شاہ انگلستان اور گرانڈ ماسٹر وائسرائے ہوتا ہے۔

۱۹۱۷ء میں ایک جدید نائٹ طبقہ قائم ہوا جس کا نام "دی موسٹ ایکسیلنٹ آرڈر آف دی برٹش انڈیا" ہے اس میں وہ لوگ شامل ہیں جنہوں نے برطانیہ یا مقبوضات برطانیہ کے اندر سلطنت کی خدمات جلیلہ انجام دی ہیں ان میں کور دانا ث دونوں شامل ہیں ان کے خطاب کے بھی پانچ درجے ہیں جی۔بی۔ای۔ "کے۔بی۔ای" "ڈی۔بی۔ای" "سی۔بی۔ای" "او۔بی۔ای" اور "ایم۔بی۔ای" خلعت میں تمغہ اور ستارہ ملتا ہے تمغہ نقرئی صلیب کی شکل کا ہوتا ہے اور اس پر "اسرار و حکومت کے لئے" کے الفاظ مرقوم ہوتے ہیں

نائٹ کا خطاب

نائٹس بیچلر یہ صرف نائٹ ہوتے ہیں نام سے پہلے صرف سر لکھا جاتا ہے اور کوئی حروف نہیں ہوتے اس سلسلہ میں جو خطابات ملتے ہیں وہ مندرجہ بالا خطابات سے فروتر ہیں اور ان میں نہ خلعت ہے نہ طبقہ اور نہ تمغہ گویا نائٹی کا یہ کوئی پورا درجہ نہیں لیکن ہندوستان میں اس خطاب پر بھی مٹے ہوئے ہیں بڑے بڑے ناک والے رئیس امراء بیرسٹر اور حکام ان پر فخر کرتے ہیں یہاں تو ان کی یہ عزت و منزلت ہے لیکن انگلستان میں سنگ تراش، مصور، گانے بجانے والے اور ناٹک میں روپ بھرنے والوں تک کو یہ خطاب مل جاتے ہیں۔

ان کے علاوہ نائٹ کے اور بھی چھوٹے اور مختلف درجے ہیں جن کا ذکر ہم بنظر قلت گنجائش اس موقعہ پر کرنا مناسب نہیں سمجھتے آپ دیکھ چکے اور پڑھ چکے کہ نائٹ اور سر کا یہ معزز اور عزت مندانہ خطاب کن رذالت کا سرمایہ ہے نائٹ کون تھے کیا تھے اور کس طرح معرض وجود میں آئے اس خیال سے دل کو تسلی دے لو کہ یورپ میں نائٹ کی صورت بدل گئی تھی اور ان کے گرجا گھر ڈرامنگ روم کی شکل اور اچھی صحبتوں کی صورت اختیار کر چکے تھے لیکن آخر ان کا سلسلہ تو انہی طبقوں میں جا کر ملتا ہے جو مسلمانوں کے مقابلہ اور تباہی کے لئے معرض وجود میں آئے اور جنہوں نے کئی صدیوں تک فرزندان توحید پر عرصہ حیات تنگ کئے رکھا اور بیت المقدس کی مسجد میں ستر ہزار مسلمان شہید کئے کہ ان کی خون کی ندی گھوڑوں کی ٹاپوں تک کی پردہ پوش بن گئی۔

یہ صلیبی مجاہد تھے دشمنان اسلام تھے معاند ملت تھے ایک ہتھیار ان کے ستاروں پر صلیب کی تصاویر منقوش ہیں ان پر بہرکیف نائٹوں اور نائٹ کے خطاب کی تاریخ کا ایک باب وہ تھا ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دیا صنف نازک کی خدمت اور عمل دینے اور عمل لینے کے تذکرے ہم نے عمداً نظر انداز کر دیئے ان کی خصوصیت اور بربریت کی تفاصیل بھی قلت گنجائش کی وجہ سے پیش نہیں کیں تاہم جو کچھ پیش کیا وہ بھی تاریخی حیثیت رکھتا ہے اور ناظرین کی معلومات میں لازماً قابل قدر اضافہ ہوگا اور وہ سمجھ لیں گے کہ ملک میں جو سر بنے پھرتے ہیں ان کے حوشنما خطابات کس قدر رہتے ہیں تاریخ روایات انہی سے پیدا ہوئے ہیں جو ذکر خطابات کا ہے اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیگر خطابات پر بھی ایسا ہی اعتبار۔

سکے باوجود مقبولیت تا جاداروں کے مستحق ہوئے مہاجروں میں بیٹھے تو سر جھکا ئے
وہاں سے خطابات حاصل کرکے ان پر افتخار و تکبر کا اظہار کرتے گئے۔

برطانوی امپیریلزم اور انگریزی حکومت ہند کے تصور فتح کا معمار اول لارڈ ڈلہوزی و دیر بلیخلیہ ہی تھے کرنل ثابت جنگ بہادر بنگالا اور اس خطاب پر وہ مرتے دم تک فخر و ناز سے اس کا اظہار کرتا رہا۔ جنرل ڈلہوزی کو صولت جنگ بہادر کا خطاب عطا فرمایا تھا ہی سے وہ اسی طرح ٹیپو کی نوابی و سکار کے کمانڈر انچیف جنرل اندر ڈکو امیر الدولہ فتح جنگ بہادر کا خطاب عطا کیا۔

کرنل کیلیو ڈ کو کرنل سیف جنگ بہادر کا خطاب ملا۔ دو توام بھائی جارج و ہنری تھے جارج کو ہوشیار جنگ بہادر اور ہنری کو شمس الدولہ نصیر الملک بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو شاہ عالم نے علاؤ الدولہ جلادت جنگ کا خطاب دیا تھا۔

جنرل لیک فاتح علیگڑھ بھرت پور اور دہلی کو بھی اسی دربار دہلی سے خطاب ملا تھا یہ ہماری تنزلی اور عاجزی مہرنی حالات کی یادگاریں ہیں۔ گورنر جنرل اور ہندوستان کے جدید آقا کہ خطابات دعزت انگریز کے آرزومند ہوکر ہمارے درباروں میں پہنچتے ہیں اور وہاں سے مشرف و بار یاب ہوکر واپس آتے ہیں انگلستان کے فرمانرواؤں سے حصول خطاب کے متمنی ہوئے نہ کبھی ولیم جارج اور جارج کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ ہمارے عالم اکبر اور جہاندار کے پاس دوڑے چلتے اور خطاب پاکر مدت العمر اس پر ناز کرتے ہیں۔

مسلمانوں سے خطاب لوائے گئے

گو ارض ہند کے کاربند تو خاص کر عزت افزا ہو لیا

ئے اجمالی تذکرے تو آپ پڑھ چکے لیکن اندیشے کہ جب انھیں اپنے کسی متوسل یا خطاب دلوانے کی ضرورت داعی ہوتی تھی تو خود تو کچھ نہ کرتے تھے بلکہ دوسرے ہوکر اپنے منشی اور وظیفہ خوار بادشاہ عالم کے پاس بھیجتے اور اس سے خطاب دلاتے مرشد آباد کے جگت سیٹھ خوشحال چند کے مرنے پر اس کا عزیز مہتاب چند جانشین کیا گیا تو اس کے لئے جگت سیٹھ کا خطاب دہلی ہی سے بادشاہ سے منگوایا گیا مہاراجہ قاسم بازار کے مورث اعلیٰ کرشنو کانت نندی کو نوازنے کی ضرورت پڑی تو جنرل وارن ہیسٹنگز بہادر گورنر جنرل ہند نے اس کے بیٹے لوکناتھ کو نواب صاحب مرشد آباد سے مہاراجہ بہادر کا خطاب دلوایا۔ قلت گنجائش کے باعث اس وقت ہم صرف انہی چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ اگر دامن اسی طرح پھیلتا رہا تو یہ اس معزز رسالہ کے تمام صفحات پر حاوی ہو جائیگا اور ہم اپنے اصل مقصد سے قاصر رہ جائینگے۔ اس سے کم از کم آپ اتنا تو سمجھ سکے ہوں گے کہ خطابات چیز کیا ہیں انھیں کیوں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہر خطاب کی بالسمیہ اعتماد ہیچ کیا ہے اور ان پر کس حد تک فخر کیا جا سکتا ہے۔

مذہب کی روشنی میں خطابات کی حیثیت

اس مضمون میں سب کچھ بار بار اور تفصیل سے ستاروں، تمغوں اور خلعتوں کی حقیقت واضح کرکے ان کی مذہبی حیثیت پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں آپ پڑھ چکے ہیں مسلمان میں تصویر جیسی صلیبیں بلکہ بعض انگریزی حکومت کا سب سے بڑا خطاب انگریز تو تارہ ہوکر صلیبوں اور تصویروں سے بھری انگریز ہند ہوکر تمغہ ستارہ

ہو کر خلعت سب اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور پہلو کا رہیں ان لوگوں کی ہیں جو مسلمانوں کو تیموریوں کی تباہی دیا ہالی پر بہت خلوص کر بستہ رہتے تھے اور جن کی پوری زندگیاں مذہب اسلام کی بربادی میں گذریں آج دیکھا تو جانے کہ اس صلیب کی حقیقت کیا ہے حضرت عیسیٰ ہمارے بھی نبی ہیں اور ہم بھی انہیں پورے عزت و احترام کا اہل و مستحق سمجھتے ہیں قرآن کریم میں اس کا حکم موجود ہے اگر یہ واقعہ صحیح ہے اور حضرت عیسیٰ واقعی مصلوب ہوئے تو یقیناً اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہوگا۔

عیسائیوں کی مقدس انجیل کے مختلف مطبوعات لوقا، یوحنا، متی اور مرقس میں لکھا ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کی تعلیم سے چڑکر آپ کو سولی پر چڑھا دیا (متی ۲۷ باب ۳۵ ۴۶) میں تو صاف لکھا ہے کہ جب سولی پر چلانے کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا اور یوحنا باب ۱۹ میں لکھا ہے کہ سولی ہی پر آپ کا کام تمام ہو گیا اور آپ نے سر جھکا کر جان دیدی۔

آنجناب کی رسالت طلوع ہوئی اس وقت حالت یہ تھی کہ یہود فخر و نخوت کیا کرتے تھے کہ ہم نے مسیح ناصری کو صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا اس لئے کہ اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں خدا کا فرستادہ نبی ہوں۔

عیسائی اسی زور و دعا کے ساتھ کہتے تھے کہ نا حق یہود نے خدا کے بیٹے مسیح بنی اسرائیل کے بادشاہ کو صلیب دی اور اس ظلم عظیم کو روا رکھا۔

صلیب پرستی بت پرستی ہے

قرآن کریم اپنی پوری صداقتوں کے لئے ہوئے منصۂ شہود پر آیا اور اس نے صاف یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھنے کے واقعہ صحیح نہیں اور نہ ان کی موت واقع ہوئی گو اس وقت اس کی مخالفت کی گئی اور آج تک کی جارہی ہے لیکن صداقت پھر صداقت ہے یقین ہو سکتا ہے کہ آنا جبیل القدر نبی اور صلیب پر چڑھتے وقت گھبرائے اور چلائے یہ ان کی عزت و حرمت نہیں بلکہ ہمارے نزدیک تنقیص و توہین ہے یہی وجہ تھی کہ حضور کریم جب کسی چیز پر صلیب کی تصویر دیکھتے تو اسے مٹا دیتے حضرت عدی بن حاتم دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو گلے میں صلیب پڑی ہوئی تھی آپ نے فرمایا یہ بت ہے اسے اتار پھینکو جب رسول کریم صلیب کو بت بتاتے اور اس پر نفرت کا اظہار کرتے تو کونسا ایسا سچا مسلمان ہے جو صلیب کے گلو بند کو پہنے اور صلیب کے تمغہ کو فخریہ اپنے سینے پر آویزاں کرے بلکہ اس پر نفرت و انتفار کا اظہار کرے حیرت ہے کہ آج تک اس طرف ہمارے علماء کی نگاہ کیوں نہیں گئی اور انہوں نے اسے کیوں گوارا کر لیا کہ مسلمان محض عارضی عزت و تفاخر کے لئے صلیبی تمغے پہنتے پھریں اور ایمان و احکام پیغمبر کی پرواہ نہ کریں کیا ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ خطاب یافتہ مسلمان ان تمغوں اور خطابوں کی مذہبی حیثیت پر غور کریں گے ساتھ ہی حکومت کو بھی غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ مسلمانوں کے جذبات مذہبی کی اعتنا نہ کی جائے یہ تہذیب و روشنی کا زمانہ ہے۔ خطابات ہندو اور مسلمان سب دیتے تھے لیکن ان خطابات میں کوئی ایسا پہلو نہ تھا جو کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگاتا ہو ہمیں توقع ہے کہ اگر حکومت پر اس کے ساتھ زور ڈالا جائیگا تو وہ ان میں ترمیم کرنے میں گریز نہ کرے گی دیکھئے اسلامی دنیا سے کب یہ آواز اٹھتی ہے اور اس کی کیا پذیرائی کی جاتی ہے۔

خصوصیت ذہن میں سماجاتی ہے اور حقیقت خطابات بھی تھے اور حقیقی شرف و امتیاز بھی انہی خطاب والوں کے لئے تھے آجکل کے خطابات تو محض لفافے ہیں اور اندر بادہ ہندو دیئے جاتے ہیں خطاب والے کی عزت ظاہر ہیں نگاہوں میں کچھ بڑھ جائے تو بڑا ہو جائے۔ لیکن خطابات کی مٹی جیسی اس متمدن زمانہ میں برباد ہوئی ہے ایسی کبھی نہ ہوئی تھی یہاں تو خوشامد اور روپے کی اضاعت کافی ہے مگر انگلستان جسے تہذیب کا گہوارہ کہا جاتا ہے وہاں تو خطابات آزادی کے ساتھ فروخت ہوتے ہیں جب نے دس بیس ہزار دیدیا اسے خطاب مل گیا۔

خلفائے عباسیہ کے عالمگیر خطاب

خلافت عباسیہ ملت اسلامیہ کی ایک مایۂ ناز فرمانروائی تھی اس کے جاہ و جلال اور سطوت و جبروت کے آگے بڑے بڑے گردن فرازوں اور کشور کشاؤں کے سر جھک گئے تھے اور اس وقت کی معلومہ دنیا میں کوئی سلطنت اس کی ہمسر ہونا تو درکنار اس کی گرد کو بھی نہ پہنچتی تھی اس کے خلفا امرا اور اعیان ہی کو نہیں بلکہ اعاظم تاجداران عالم کو بھی اپنے دربار گہر بار سے خطاب و خلعت عطا کرتے تھے سلطان محمود غزنوی اپنے تقدس و تقویٰ بایزید وقت جنید زمانہ ہو گذرا ہے۔ فتوحات میں سکندر اعظم بھی اس کا ہم پلہ نہ تھا سلطنت بھی بڑی وسعت اختیار کئے ہوئے تھی لیکن جب دربار خلافت سے اسے یمین السلطنت کا خطاب عطا ہوا تو اس نے اسے اپنے لئے سرمایۂ صد افتخار سمجھا اور سر آنکھوں پر رکھا۔

دیلمی سلاطین کی معارف پروری اور شاہانہ جلالت و عظمت کی داستانیں اہل نظر اصحاب سے پوشیدہ نہیں لیکن عضد الدولہ وغیرہ عباسی خطابات پر انہوں نے ہی مدت العمر ناز کیا ہندوستان میں بھی غالباً سلطان التمش جیسے پر شکوہ سلطان کو اسی دربار سے خطاب اور خلعت بھی اس پر اسی عہد اور اسی خطہ پر مسرت و شادمانی کا جو جشن منایا گیا اس سے ایک دنیا واقف ہے ہندوستان کے مسلم فرمانروا بھی اپنے منتسبین کو برابر خطابات و خلعت عطا کرتے رہے عہد افغاناں اور دور مغلیہ میں عمائدین کو بڑے بڑے پر شکوہ خطاب عطا کئے جاتے رہے لیکن اسلامی دور لیک دور بے زوال دور پاپخش دور تھا جہاں خدمات حسن کارکردگی کے صلہ میں جو خطاب ملتے وہ درحقیقت زندگی کو مطمئن بنانے والے اور حیات انفرادی میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والے خطاب ہوتے تھے۔

خطاب کے ساتھ مدد معاش

خطابات پانے والوں کو یونہی کشمکش معاش کی تنگیوں میں مبتلا رہنے کو نہیں چھوڑ دیا جاتا تھا بلکہ جسے خطاب مل جاتا تھا وہ معاش کی فکروں سے بے پرواہ اور مطمئن ہو جاتا تھا اور ہر خطاب ملا اور ہر مدد معاش کے طور پر جاگیریں مل گئیں یا وظیفہ مقرر ہو گیا اور یہ طریقہ بے بہا بہت جسے حکومت نوازے اور وہ پھر بھی داماں رہے یہ ایک افسوس ناک بلکہ ایک حد تک ذلیل سی بات ہے اسلامی فرمانرواؤں کو اس کا خیال رہتا تھا کہ ہمارے خطاب یافتہ پریشان حال نہ رہیں ہماری حکومت کے خطابات محض لفافے ہیں اور وہ بھی خالی جو ملتا تو ایک طرف مزید مصارف آپڑتے ہیں اور زندگی وبال جان بن جاتی ہے یہاں تو حکومت محض یہ لفظی خطاب دیکر سبکدوش ہو جاتی ہے اور خطاب یافتہ کی مرگ ...

سے اتنے کوئی تعلق نہیں ہوتا لیکن لوگ ہیں کہ اسی پر ناز کرتے اور اپنا طرہ بلائے پھرتے ہیں۔

ایسٹ انڈیا کمپنی کے ارباب کار

انگریز ہندوستان میں آئے ہاتھ میں ترازو تھی تجارت کرتے ہوئے آئے اور جب تک تجارت کرتے رہے کسی خطاب دینا تو ایک طرف خود خطابات لیتے اور ان پر فخر کرتے رہے۔ ان کی شش تک کی تجارتی زندگی میں کسی ہندوستانی کو خطاب عطا کرنے کی کوئی ایک مثال بھی نہیں ملتی البتہ ایک استثنا ضرور ہے بشرطیکہ اسے استثنا سمجھا جائے۔

نواب میر جعفر کے اخلاف میں ایک بزرگ نواب مبارک علی خان ہمایوں جاہ مرشد آباد میں انھیں حکومت سے پنشن ملتی تھی نظامت بنگالہ کی سمت ایک بھی نوحہ خواں باقی رہ گئے تھے۔ انھوں نے ۱۸۳۲ء میں اپنے ایک خاص ڈبلیو جیمز کے ذریعہ ملکہ وکٹوریہ کے چچا شاہ ولیم چہارم کی خدمت میں اپنی طرف سے کچھ تحائف روانہ کئے جس پر ولیم نے خوش ہو کر انھیں "گرانڈ کراس آف دی رائل ہینو ورین گلفک آرڈر" کا خطاب عطا کیا۔ غنیمت یہی سمجھا جائے بہرکیف عظمت رفتہ کی یہ لٹی ہوئی یادگار بہت عرصہ محفوظ رہی بارہا لوگوں کو حسب حیثیت انعام و اکرام تقسیم کئے لیکن شاید خاندان کا یہ آخری چراغ تھا کہ اس کے بعد جواہرات جیسے حصہ اس درجہ شاد مانی و مسرت کا اظہار کیا گیا تھا ایک قلیل وقفہ کے بعد یہ کے بازاروں میں فروخت ہوتے دیکھے گئے۔

انگریزوں اور ان کے ہمنوا ہندوؤں نے تو ہماری تاریخوں کو مسخ کرنے ہمارے عہد اقبال کے حالات کو برے رنگ میں پیش کرنے یا چھپانے میں دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا انگریزوں کو تو حکومت کرنی تھی اور ہندو دل کی ذہنیت کیا ظاہر ہے ساتھ ساتھ حکومت کی خوشنودی بھی منظور تھی اور منصب سے پہلے تاریخ ہند کا اس رسے بغیر حاصل ہونا مشکل تھا اور کالجوں میں ہمارے زمانہ حکومت کی تاریخ مطالعہ کر دیکھے تو اس کے میں لکھیں کہ عالمگیر ہندو کش تھا ظالم تھا ستمگر تھا کے سوا کچھ نہیں لیکن خدائے قدوس کا شکر ہے کہ ہمارا قدیم تاریخی لٹریچر ہنوز موجود اور گو حوادث زمانہ اور انقلاب نے ہمارے اپنے خزانے تک مسلمانوں کی دست امکانات کم اور محدود ہوتے چلے جاتے ہیں تاہم ابھی فارسی جاننے والے ہیں اور ایسے درد والے اصحاب بھی مٹ نہیں سکتے جو ان معلومات کے حفظ کو اضاعت وقت نہیں بلکہ ایک اہم فریضہ عمل سمجھتے ہیں۔

انگریزی افسروں کو مسلم فرمانرواؤں کے خط

انگریزی اور ہندوؤں کی لکھی ہوئی اور ترتیب دی ہوئی تاریخ تو آج کچھ نہ بتا سکی اور جہاں انھیں پہلو دیتا نظر آیا وہاں ... کو صاف اڑا گئی تاہم یہی کتب ... سامنے ہیں کہ ... بڑے بڑے انگریز افسر مولانا کی ... سمجھتے ہیں ... ملک کی مالک ... تھے اور تجارت ... حکومت ... کا لطف اٹھا رہے تھے کس طرح ... رفعت شان ...

ایک صداقت ہے کیونکہ اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ شہر کے ایک حصہ میں رہنے والے امراء دوسرے حصہ میں رہنے والے غرباء کے ساتھ رہنے لینے سے بچے رہیں لیکن یہ ناممکن ہے کہ جب کوئی بچہ تو وہ ان کے ساتھ ملنے سے بھی پرہیز کر سکیں جب ... ناداری کا قلع قمع ہو جائیگا اس وقت تو یہ ممکن ہے کہ لوگ اس سے بچنے سے کسی دوسرے سے واسطہ نہ رکھیں لیکن جب تک ایسا نہیں ہوتا اس وقت تک تو یہ ممکن ہے کہ امراء غربت اور افلاس کے نظارے سے آنکھیں بھوکوں کی چیخوں ... دردناک صداؤں کی طرف سے کان اور محتاجوں اور ناداروں ... غلاظت اور گندگی کی بو سے ناک بند کرلیں اور غلط متاثر نہ ہوں۔ یا یہ کہ اس بات پر یقین کر سکیں کہ پولیس کے بڑے بڑے دستے بھی افلاس کی مصیبتوں اور لعنتوں کو ہم تک پہنچنے سے روک لیں پھر اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ جس وقت تک افلاس کا وجود باقی ہے گا اس بات کا امکان بھی باقی رہے گا کہ لوگ مفلس ہو سکیں اس وقت تک کوئی شخص بھی یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ کل کو وہ خود اس میں مبتلا نہ ہو جائیگا دوسروں کے لئے اگر ہم نے کنواں کھودا ہے تو ہم بھی اس میں گر سکتے ہیں۔ اگر ہم نے چھت کی کوئی منڈیر ہی بغیر جنگلے کے چھوڑ دی ہے تو ہمارے بچوں کا اسی طرف گر جانا بالکل ممکن ہے روزمرہ یہ دردناک نظارہ ہماری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے کہ بالکل بے گناہ اور اچھے خاصے معزز خاندان یکایک غربت اور افلاس کے گڑھے میں گر پڑتے ہیں اور ہم یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ آج کل ہماری باری ہو۔ صحیح نہیں ہے۔

کسی قوم کی اس سے زیادہ حماقت اور کچھ نہیں ہو سکتی کہ وہ ایسے گناہوں کی کہ جن کی سزا قید اور جرمانہ نہیں ہے لوگوں کے افلاس کو ان کی سزا کے طور پر استعمال کرے ایک سست اور نکمے آدمی کے متعلق یہ کہہ دینا تو بہت ہی آسان ہے کہ چلو اچھا ہے افلاس ہی میں مرنے دو اس کی سستی کی یہی سزا ہے اور بھوکے رہ کر اس کی عقل درست ہو جائے گی لیکن فی الحقیقت یہ کہہ کر ہم خود اپنی ہی سستی اور نکمے پن کا ثبوت دیتے ہیں یہ حکم صادر کرنے سے پہلے ہم خود ذرا تامل کرنے کی بھی تکلیف اٹھانی نہیں چاہتے تو ہم کے اندر رحم مفلسوں کا وجود تو ہم کسی طرح گوارا ہی نہیں کر سکتے خواہ وہ نکمے ہوں یا کام کے خواہ وہ ہوں یا پرہیزگار نیک ہوں یا بد کفایت شعار ہوں یا ناعاقبت اندیش اور غفلت ہوں یا بیوقوف اگر وہ کسی سزا کے مستحق ہیں تو ضرور انہیں سزا دی جانی چاہئے لیکن افلاس کے ذریعے نہیں بلکہ کسی دوسرے طریقہ پر کیونکہ محض افلاس سے انہیں اس سے تو ہا نقصان ہی نہ پہنچے جتنا کہ ان کی بدولت ہم قوموں کو پہنچ جائے گا۔ افلاس ذاتی مصیبت تو ہے ہی لیکن دوسروں کے لئے بھی یہ باعث اذیت و آزار ہے افلاس کو قبول کر لینا قومی گناہ ہے اس تمام تحریر سے یہ تو اب گویا طے ہو گیا کہ اگر ہمیں دولت کو کسی صحیح اور مناسب طریقہ پر تقسیم کرنا ہے تو اس کے لئے یہ ناگزیر شرط ہے کہ ہر شخص کو اتنا ضرور ملنا چاہئے کہ وہ افلاس اور غربت سے محفوظ رہ سکے ملکہ الزبتھ نے کہا تھا کہ کسی شخص کو بھوک سے یا کپڑا نہ ہونے کی حالت میں سردی کے اثر سے ہرگز نہ مرنے دیا جائے ہمیں اب لمبے عرصہ میں مفلسی کی مصیبتوں کا خوب ہی تلخ تجربہ ہو چکا ہے اور اس کا جو اثر قوم پر پڑتا ہے وہ بھی ہم سے پوشیدہ نہیں ہے اس لئے ہمیں ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہئے اور یہ اعلان کر دینا چاہئے کہ کسی شخص کو مفلس و غریب نہ رہنے دیا جائے جب ہم اپنے ملک میں دولت کی تقسیم کے لئے اٹھیں تو سب سے پہلے جس بات کا لحاظ رکھا جائے وہ یہ ہو کہ ہر شخص کو اتنا ضرور مل جائے کہ وہ معمولی طور سے خوش اور باعزت زندگی بسر کر سکے

انسان کا سب سے بڑا گناہ

۱

اس سے تو کسی کو انکار نہ ہوگا کہ مفلسی اس شخص کے لئے جو اتفاق سے اس میں مبتلا ہو جائے ایک بہت ہی دردناک بدنصیبی ہے لیکن مفلس اور نادار لوگ اگر وہ حقیقتاً فاقے ہی نہ کر رہے ہوں اور کپڑا نہ ہونے کے باعث سردی میں نہ مر رہے ہوں تو یہ واقعہ ہے کہ وہ امیروں سے زیادہ افسردہ خاطر نہیں ہوتے بلکہ بسا اوقات ان سے زیادہ خوش و خرم ہوتے ہیں۔

تمہیں ہزاروں انسان ایسے ملیں گے جو اپنی جوانی کے زمانہ کی نسبت ساٹھ سال کی عمر میں دس گنے زیادہ مالدار ہیں لیکن ان میں سے ایک فرد واحد بھی تم سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ جوانی کی بہ نسبت اب دس گنا زیادہ خوش و خرم بھی ہے ہر شخص جس نے کچھ غور کیا ہے اسے اس بات کا یقین دلایا جا سکتا ہے کہ خوش وقتی اور حرماں نصیبی ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور مال و دولت سے وہ کوئی واسطہ نہیں رکھتیں نان نذر سے بھوک کا علاج ضرور ہو سکتا ہے لیکن افسردہ خاطری کا علاج اس کے ذریعہ ناممکن ہے فرڈینینڈ لیسال ایک مشہور جرمن اشتراکی کہا کرتا تھا کہ غریبوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے میں میری کوششوں کو سب سے زیادہ ناکامی اس سبب سے ہوتی تھی کہ غربا کوئی حاجت ہی نہیں رکھتے تھے اور اپنے اسی حال میں مست اور مگن رہتے تھے وہ اپنی حالت پر پوری طور سے قانع بھی نہیں تھے اور دنیا میں کوئی شخص قانع نہیں ہوا کرتا لیکن وہ اس حد تک غیر مطمئن بھی نہ تھے کہ اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے کوئی حقیقی تکلیف اٹھانے پر آمادہ ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ ایک غریب عورت کے خیال میں ایک بڑے سے مکان میں رہنا بہت سے نوکر اور نوکرانیاں رکھنا طرح طرح کی قیمتی پوشاکیں چہرہ اور ہاتھوں کا صاف رنگ اور خوشنمائی کے ساتھ بالوں کی چوٹی گندھی ہوئی بہت ہی اچھی اور قابل رشک چیزیں ہوتی ہیں لیکن جن امیر عورتوں کو عیش کے یہ سامان حاصل ہوتے ہیں وہ اکثر دیہات میں اور جنگلوں میں سیر و تفریح کے لئے ماری ماری پھرتی ہیں تاکہ کچھ عرصہ کے لئے ان تکلفات سے نجات ملے جو روزانہ دو یا تین گھنٹے نہانے دھونے کنگھی چوٹی کرنے اور کپڑے بدلنے میں ضائع کرنا اور مشاطہ کا تختۂ مشق بننا کسی طرح بھی اس سے زیادہ خوش نصیبی کی علامت نہیں ہے کہ عورت کو اپنے سنگار کے لئے بھاگتے بھاگتے پانچ منٹ مل جائیں بلکہ سچ پوچھو تو یہی ایسی تکلف دہ چیزیں ہیں کہ اکثر خواتین جب آپس میں ملتی ہیں تو ان کی زبان پر اپنی اس تکلیف کی شکایت ہوتی ہے ایک مست و مخمور شخص ایک صحیح الحواس شخص سے زیادہ خوش و خرم ہوتا ہے ایسی امراض اور ایسی دوائیں بہت سی ہیں جو انسان کو مسرور و فرحاں بنائے رکھتی ہیں لیکن اندر ہی اندر اس کے جسم کو اور اس کی روح کو برباد کرتی رہتی ہیں اصل یہ ہے کہ انسان کی خوشی اور مسرت کا راز اس کی صفات حسنہ میں پوشیدہ ہے اگر انہیں تباہ اور خراب ہونے سے بچایا جا سکے تو خوشی و خرمی اپنی ضمانت خود کر لیتی ہے

موجودہ زمانہ کی غریبی اس معنی میں نہیں ہے جس کی تعریف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے وعظ میں کی تھی یعنی افلاس ہے یہ اعتراض نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو خوش نہیں بنا دیتا ہے بلکہ اس لئے اعتراض ہے کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے اخلاق پست ہو جاتے ہیں اور یہ بھی کہ مفلس لوگ اپنی اس ذلت اور پستی کی حالت میں اس طرح مگن ہیں کہ جس طرح متمول لوگ اپنی عیاشیوں میں یہ حالت اور بھی زیادہ قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے۔ شیکسپیئر نے اپنے ایک ڈرامہ میں جب بادشاہ کی زبان سے یہ کہلوایا تھا کہ اے خوش و خرم رہنے والے نیچے لوگو! مزے سے آرام کرو جس سر پر کہ تاج رکھ دیا گیا اسے آرام کہاں، تو شیکسپیئر اس کو بھول گیا تھا کہ نیچا بنانے کے لئے یہ عذر ناکافی ہے کیونکہ اس کے ساتھ خوشی بھی حاصل ہو جاتی ہے خدا کے نور کی جو چنگاری انسان میں ہوتی ہے وہ اس وقت بھڑک اٹھتی ہے کہ جب اسے اس قسم کی خوشی کے بدلے میں پست اور ذلیل ہونے پر راضی کیا جائے کہ جیسی خوشی ایک سور کیچڑ میں لوٹ کر یا ایک شرابی نالی کا پانی پی کر حاصل کر سکتا ہے۔

آج ہمیں جس مفلسی سے سابقہ ہے وہ ہمارے تمام بڑے بڑے شہروں میں طاری و ساری ہے وہ غریبوں کو ذلیل اور پست کر دیتی اور پھر ان کی پستی وبا کی طرح ان کے پڑوس میں پھیل جاتی ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ جو وبا ایک چھوٹے سے پڑوس میں پھیل سکتی ہے وہ پورے شہر میں اور ملک سے پورے براعظم میں اور بالآخر تمام مہذب دنیا میں پھیل کر سب کو پست اور بد اخلاق بنا سکتی ہے کیونکہ دنیا فی الحقیقت ایک بہت بڑا پڑوس یا محلہ ہے امیر لوگ اگر چاہیں بھی تو اس کے خراب اثرات سے بچ نہیں سکتے۔ افلاس کے ساتھ گندگی لازمی ہے اور جب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ افلاس کی بدولت چھوت دار بیماری پھیلتی ہے تو امیر بھی اس سے محفوظ نہیں رہتے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے دم توڑتے ہیں اسی طرح جب افلاس کی وجہ سے جرائم اور جبر و تشدد پھیلنے لگتے ہیں تب بھی امیروں کی خوف کے مارے بری حالت ہوتی ہے اور اپنی ذات اور اپنی جائداد کو محفوظ رکھنے کے لئے انھیں بہت کچھ صرف کرنا پڑتا ہے جب افلاس کے اثر سے خراب اخلاق اور گندی زبان پیدا ہوتی ہے تو امیروں کے بچے بھی انھیں چیزوں کو سیکھ لیتے ہیں خواہ انھیں سات تالوں میں بند کر کے رکھا جائے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جس طرح انھیں غریبوں سے الگ رکھا جاتا ہے وہ انھیں فائدہ کے بجائے کچھ نقصان پہنچاتا اگر خوبصورت اور نوجوان عورتیں جو غریب ہیں یہ دیکھتی ہیں کہ وہ راہ بھٹک کر ایماندار اور عصمت دار رہنے کی بہ نسبت زیادہ روپیہ کما سکتی ہیں تو وہ اپنی عصمت فروشیوں سے نوجوان امیرزادوں کے خون میں امراض داخل کر دیتی ہیں اور پھر جب یہ نوجوان شادیاں کرتے ہیں تو ان کے ذریعہ سے بیماریاں ان کی بیویوں اور بچوں تک پہنچتی ہیں اور انھیں طرح طرح کی جسمانی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات ان کے چہرے تک بگڑ جاتے ہیں یا وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔ یہ مقولہ کہ

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

صرف اس لئے نہیں کہ گرجاؤں میں پادری صاحبان کی زبان سے بار بار دہرایا جاتا ہے اور مذہب کے منتر کچھ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ

تعلیم مسلمین ہند اور انگریز

مولانا منظور الحق خیری دہلوی

اس وقت تک کہ انگریزی حکومت کو قائم ہوئے ڈیڑھ سو سال سے زیادہ مدت منقضی ہو چکی ہے اور تو اور خود مسلمانوں کا خیال یہ ہے کہ ابتدا ہی وہ قومی غرور یا مذہبی تعصب کی بنا پر انگریزی تعلیم سے دور اور بیگانہ رہے یہ ایک عام غلط فہمی ہے جس کا شکار مسلمان بنے ہوئے ہیں اور اسی لئے ہندو تو ہندو خود مسلمان ہی مسلمانوں کو مطعون کرتے رہتے ہیں کہ جو کچھ ہوا ان کی خود اپنی غلطی و غفلت سے ہوا۔ ہندو ہوشمند اور زمانہ شناس تھے انہوں نے حالات کی رفتار کو دیکھا زمانہ کی نبض کو پہچانا اور تعلیم میں آگے نکل گئے مگر مسلمان اپنے شاہانہ غرور کی وجہ سے مدت تک انگریزی تعلیم کے حصول کو گونہ معصیت سمجھتے رہے حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس میں مسلمانوں کو سہل انگاری و غفلت یا قومی غرور کو کوئی دخل نہ تھا بلکہ یہ نتیجہ تھا حکومت کی تعلیمی پالیسی کا۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے جو افسر ہندوستان میں مقرر ہو کر آئے ان کے اندر ایک حد تک صلیبی روح کار فرما تھی اور وہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اس مقصد کے لئے ہر ممکن سعی و تدبیر سے کام لینے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا چاہتے تھے چنانچہ انہوں نے ہندوستان میں جو سلسلہ تعلیم جاری کیا اس میں کچھ اس انداز و نہج سے عیسوی تعلیم داخل کر دی کہ مسلمان چونکنے ہو گئے۔

اٹھارہویں صدی کے اواخر میں چارلس گرانٹ نے ہندوستان میں اشاعت تعلیم کے متعلق لکھا تھا کہ "ہندوستان کے لئے سب سے بہتر اور آسان تعلیم ہمارے مذہب عالی کی تعلیم ہے اہل ہند کی اخلاقی حالت حد درجہ زبوں اور ان کے مذہبی اصول مضحکہ خیز ہیں جس کا واحد علاج یہ ہے کہ انہیں ہمارے علوم کی روشنی پہنچائی جائے علی الخصوص ہمارے ربانی مذہب کے پاک اصول بتائے جائیں"

اسی مقصد و خیال کے پیش نظر انگریزی تعلیم کے لئے حکومت کی طرف سے مسیحی مشنریوں کو ہر قسم کی اخلاقی و مالی امداد پہنچائی گئی چنانچہ مدراس میں مسٹر سوارٹز کو جو ایک جرمن مشنری تھے اسکولوں کی امداد کے طور پر مستقل سالانہ امداد دی گئی اس صوبہ میں اس قسم کے جو اور مدارس تھے انہیں بھی اس مقصد کے لئے گرانٹ دی گئی ۱۸۰۰ء میں بنگال میں بھی پروٹسٹنٹ مذہب کی تعلیم کے لئے دو پادریوں کا تقرر عمل میں لایا گیا۔

جدید تعلیم اور قومی نقصان

ہر قوم میں اچھے اور برے ہر قسم کے افراد ہوتے ہیں روشن دماغ اور انصاف پرست انگریزوں مسٹر ایف ٹالڈن اور مسٹر الفنسٹن نے ۱۸۲۳ء اور ۱۸۲۴ء میں مسئلہ تعلیم پر جو یادداشتیں مرتب کیں ان میں انہوں نے صاف طور پر اس نقصان کو تسلیم کیا جو جدید تعلیم سے ہندوستان کو پہنچ گیا تھا اور پوری انصاف پسندی کے ساتھ کہا کہ ہماری تعلیم سے ہندوستان کی قومی تعلیم شدید نقصان برداشت کر رہی ہے اور ملکی علوم و فنون کے چشمے خشک ہوتے چلے جا رہے ہیں یہ ہماری تعلیم اور ہماری فتوحات کے خلاف ایک شدید الزام ہے جسکے رفع کرنے کی سعی ضروری ہے لیکن مگر ذمہ دار زبان سے اس کے بعد جو کچھ کہا گیا وہ یہ تھا کہ جب تک ہندوستانی خود اپنی زبان سے عیسائیوں کی شکایت نہ کریں اس وقت تک اس تعلیم کے مفید ہونے میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا علانیہ نہیں تو در پردہ

کوششیں ہی پادریوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ گو گورنر صاحب فیصلہ بھی یہ تھا کہ مذہبی امور میں کسی قسم کی امداد نہ دی جائے مگر یہ کچھ مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ جب تعلیم سے ان کے خیالات میں ایسا تغیر ہو جائے کہ وہ مذہب کو چھوڑ دیں اس وقت تک یہ سلسلہ مسدود نہ ہونا چاہیے اس سے یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ یہ زیادہ وفادار اور مطیع رعایا بن جائیں۔ (تاریخ التعلیم صفحہ ۱۳)

انگریز اور تعلیم عیسائیت

اس سے صاف طور پر واضح ہو رہا ہے کہ انگریزوں کی سعی یہ تھی کہ ہندوستانی اپنے مذہب سے بیزار ہو جائیں اور اگر وہ عیسائی نہ بھی بن سکیں تو کم از کم اپنے مذاہب کی اہمیت بھی ان کی نگاہوں میں نہ رہے اور ہندوستانی علوم کی جگہ مغربی علوم لے لیں ظاہر ہے کہ اس نظام تعلیم کو نہ ہندو پسند کر سکتے تھے اور نہ مسلمان علی الخصوص مسلمان جو مذہب کے معاملہ میں بہت زیادہ ذکی الحس واقع ہوئے ہیں ہندو تو پھر ایک مدت دراز سے محکوم چلے آ رہے تھے لیکن مسلمانوں میں عصبیت تازہ تھی ابھی ابھی وہ تخت سلطنت سے اتر کر فرش پر آئے تھے انہیں تو اس سے غیر معمولی بیزاری پیدا ہوئی ۱۸۳۰ء میں جب ہنود مدراس نے پارلیمنٹ کو اس مضمون کی ایک درخواست ارسال کی تھی کہ سرکاری اور امدادی اسکولوں میں انجیل کی تعلیم نہ ہونی چاہیے مگر مسلمانوں نے اس سے بہت پہلے سے احتجاج شروع کر دیا تھا چنانچہ ۱۸۳۵ء ہی میں مسلمانان کلکتہ نے اکٹھے ہو کر آٹھ ہزار فرزندان توحید کے دستخط کرا کر ایک شکایتی درخواست پیش کی کہ حکومت کا منشا انگریزی تعلیم کی اشاعت سے یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو عیسائی بنا لیا جائے اس سے جلد از جلد مسدود ہونا چاہیے۔

ہندوستانیوں کو عیسائی بنا لینے کا تہیہ

مسلمانوں کی درخواست کے مضمون اور طرز ادا سے ان کے جذبات اضطراب و ناراضگی کی گہرائیوں کا کسی حد تک اندازہ ہو جاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کی ان درخواستوں پر پارلیمنٹ نے کوئی توجہ نہ کی اور حکام و حکومت کی پالیسی اور رویہ میں ذرہ برابر تفاوت و فرق رونما ہوا اس وقت تو یہ حالت تھی کہ انگریزی حکومت کا جو ذمہ دار رکن بھی زبان کھولتا یا قلم اٹھاتا تھا اپنے اس کارنامہ عمل پر فخر کرتا تھا کہ انگریزی حکومت ہندوستان میں عیسائیت کا علم بلند کر رہی ہے چنانچہ ایک صاحب مسٹر میگلز نے اور کہیں نہیں ۱۸۵۸ء میں پارلیمنٹ کے ہال کے اندر کھڑے ہو کر ذمہ دارانہ حیثیت سے اپنی تقریر میں علی الاعلان کہا کہ:

"خدا نے قسمت سے آج ہمیں یہ دن دکھلایا ہے کہ ہندوستان جیسے وسیع ملک کی حکمرانی کا فخر ہمیں حاصل ہے اور یہ عظیم الشان ملک انگلستان کے قبضہ اختیار میں ہے تاکہ حضرت مسیح کا جھنڈا ہندوستان میں اس سرے سے لیکر اس سرے تک لہرائے ہم میں سے ہر شخص کو اپنی امکانی قوت اس عظیم الشان مقصد کی تکمیل کے لئے وقف کر دینی چاہیے کہ ہندوستان پورے کا پورا عیسائی

اور حکومت کی پشت پناہی سے ۱۸۵۷ء تک ۱۰۱۰ برس تک مسلمانوں
ناپا ہو گیا۔

د بیجئے کہ مسلمان صرف عہدہ قضا ہی سے خارج سمجھے گئے بلکہ اسی طرح
لی ملازمتوں سے بتدریج انہیں خارج کیا گیا علم غیرے کہا بھی ہے
عام خیال یہی ہے کہ محض کمی تعلیم کے باعث مسلمان مختلف محکموں کی
میں نہ آسکے لیکن اس کا سب بڑا سبب انعام عہدہ اور حکومتی پالیسی
کہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ سلطنت ۱۸۰۸ء تک سررشتہ تعلیم تک ان کی تعداد کچھ
خراج کے شعبے ہو رہے تھے تو سب ہی مسلمان تو جاہل نہ تھے بلکہ بہ
پڑھتے ہی تھے اور وہ ملازمتوں کے لئے کافی تھے۔ لطف یہ دیکھئے کہ
نار ثانی کے معاہدے میں جہاں عدالتوں کے اندر فارسی زبان برقرار رکھنے
لیا گیا تھا وہاں یہ بھی فیصلہ دیا گیا تھا کہ مذہبی امور میں عدالتوں کی امداد
قاضی اور پنڈت کے عہدے بدستور قائم رہیں گے مگر یہ عہدے مذہبی
بنداری کے اعلان کے پردے میں اڑ گئے مگر ہندی حضرات مجلسِ قائم
ہندوؤں نے مسلمانوں کو عدالتوں سے باہر رکھنے کے لئے جو کچھ کیا وہ بعد
ہے۔ عرصہ تک تو انگریز حکام ہی انھیں کھتا تے اور ملازمت سے روکتے

وجہ اتنا ضرور ہے کہ اس انگریزی حکومت کا فرض ہندو یا اثر طلب میں نہ ہو
اور لینا چاہیئے کہ یہ محض ذاتی نفع کا ہی معاملہ تھا لیکن ابھی انہیں آتا دیکھا
ہو گیا اور یہ کسی اشارہ حکومت کے محتاج نہیں رہے۔

تاہم ہم کہتے ہیں اور ببانگ دہل کہتے ہیں کہ اب بھی ہندو مسلم کشمکش بیچ
حکومت قابل مواخذہ ہے وہ اگر چاہتی تو ایک اعلان میں کام ہو سکتا ہے
اور بعدی ہندو مسلم کشمکش ہی ختم ہو سکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ کوئی مستعد
قدم نہیں اٹھاتی اب اس کی پالیسی مسلمانوں کے خلاف نہیں وہ چاہتی ہو کہ
مسلمانوں کو ان کا وہ حق جس کے مستحق ہیں ملے لیکن وہ ہندو چند گنڈوں سے خوف کھاتی ہو
حکومت کو یہ کرنا ضرور پڑے گا لیکن اس وقت جب مسلمان پوری طرح تیار ہوں اور
ہند جب سے کام لیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ ہی ایسا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس مگر بغیر
جدوجہد کچھ نہیں ملتا۔ حکومت کسی کی دوست نہیں وہ تو اپنا فائدہ دیکھتی ہو
اسے کیا غرض پڑی ہے کہ وہ ہندو جیسی متعدد قوم کو مخالف بنائے۔ البتہ
اگر مسلمان بھی با مروت اور استقلال کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو پھر ضرور
کامیاب ہو سکتے ہیں۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

اس نسخہ سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب کو ان کی ایڈیٹری طب
میں یعنی ۱۹۱۰ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے
فرمایا تھا اس سے مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں
پندرہ سال سے واحدی صاحب اسے خود ہی استعمال کرتے ہیں اور
کے ہر فرد تندرست کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا ثنا خواں ہے اور سب سے
ن تسلیم کرتا ہے سیکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جوڑ دئے متعدد
میں پائیوریا کی شکایت تھی اور کھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور
پیٹ میں اتر کر مریض کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے
کے مسوڑھے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست میں
ن سے پائیوریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے
جم جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول
خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس اس منجن کو پہنچایا جائے
واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت
فروخت کر رہے ہیں
فی شیشی ۸ر محصول ڈاک ۸ر دو شیشیوں پر محصول ڈاک
صرف ایک ہی ۸ر

احمد مجتبیٰ نمبر ۱۷۲ کوچہ چیلان دہلی

شرح مثنوی مولینا روم

(از مطبع منبع علامہ مولوی عبدالرحمن صاحب)

ہر شعر کا ترجمہ شعر میں ہو۔ مثنوی شریف کی حالات شان محتاج نہیں یہی وہ کتاب ہے
شرح عالم تصوف کی جان ہی یہی وہ کتاب ہے جو گلستان شریعت کو علم معرفت سے آبیاری
کرتی ہے تصوف یا اصلی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی
ضرورت فاضلوں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو رہبری اور ضرورت اس کی
شروع سے رہی ہے اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اپنے اپنے خیال سے مطابق اس کا مطلب
لے سکتا ہے پس ایسی عالی اور مفید کتاب کی شرح کو ایک ایسے قابل اہل اور عالم
بے بدل نے جو تصوف کے اسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ مرتبہ حال و قال تھا لکھا ہے
جس کا نام شرح شرح نہیں بلکہ مولانا روم کے اسرار مخفیہ کی تفصیل ہے اور یہ دعویٰ ہے
کہ حضرت مولانا روم کا تصرف ہے جو شرح کی صورت میں نمودار ہوا۔ زبان کی سلاست
بے مثل۔ اشعار کیف تصوف۔ اسرار اولیاء۔ تذکرۃ الصحابہ اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح
میں موجود ہے مثنوی کا ہر شعر جلی قلم سے لکھا گیا ہے بعض بعض الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا
ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح ہے ہر فقرہ کی صرفی و نحوی ترکیب لکھی ہے ہر شعر کے اندر
علم بیان علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے ہر شعر کا ترجمہ اس طرح
کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا خلاصہ مطلب لکھا گیا ہے
اور عجیب و غریب تشریح کی گئی ہے جس کا اندازہ اس قدر دلکش ہے کہ مثنوی کے متعلق یہ
صحیح معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہست قرآں در زبان پہلوی صاحب کمال نے تقریباً تمام اشعار
کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے منطبق کیا ہے۔

بڑی تقطیع کے پانسو صفحات۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ چار آنے محصول
ڈاک ۱۲ر کل دو روپے ۸ر

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

[illegible]

خاص اسکولوں اور مکاتب کے قیام کی جو سفارشیں کی تھیں حکومت نے نہیں منظور کر لیا مگر بقول خان بہادر حافظ ہدایت حسین، سر رشتہ تعلیم نے ابتدا سے اس اسکیم کو خالفانہ نظر سے دیکھا اور ابتدا سے اس کا وجود ہی ناگوار نظر آنے لگا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ اسکیم ناکام ہوئی خاص اسکولوں کی تعلیم کا معیار گر گیا کیونکہ نگرانی بہتر نہیں تھی جیسا کہ اس بحث سے یہ صاف واضح ہو رہا ہے کہ ۱۸۷۱ء سے مسلمانوں کی پسماندگی دور کرنے کے لئے حکومت برابر کمیشن اور کمیٹیاں مقرر کرتی اور احکام صادر کرتی رہی مگر حالات ترقی کرنے کے بجائے روز بروز بد سے بدتر ہوتی گئی۔

ہماری تعلیمی بربادیاں

ہم کہتے ہیں اور نہایت افسوس کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہماری پسماندگی تعلیم میں سب سے زیادہ حکومت کی پالیسی اور اس کے بعد برادران وطن کی اجارہ داری کا ہاتھ ہے۔ مسلمان کچھ بھی وہ ابتدا میں ہندوؤں سے تعلیمی، دماغی، اخلاقی اور ملی حیثیت سے کہیں زیادہ بڑھے ہوئے تھے گو وہ انگریزی تعلیم سے بیگانہ تھے مگر جس تعلیم کا انتظام انھوں نے انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے چند ابتدائی برسوں تک جاری رکھا وہ ہر حیثیت سے موجودہ تعلیم سے بہتر تھا یہی تعلیم تھی جس نے سرسید، شبلی، حالی، نذیر احمد، محسن الملک، آزاد وقار الملک جیسے اکابر و مشاہیر پیدا کر دیئے جن کا ثانی کوئی ایک بھی جدید تعلیم پیدا نہ کر سکی البتہ یہ ضرور تھا کہ سرکاری سرپرستی نہ ہونے اور مسلمانوں کے ذرائع معاش برابر تنگ سے تنگ تر ہوتے جانے کے باعث یہ تعلیم بالآخر محدود ہوتی گئی اور بالآخر فنا ہو گئی۔ مسلمان ۱۸۵۷ء ہی سے انگریزی تعلیم کے تیور دیکھ کر بیزار ہونے لگے تھے اور ۱۸۷۱ء سے تو وہ قطعی طور پر کبیدہ ہو گئے اس پر بھی ان کی علمی حالت اور تعلیمی حیثیت کی برتری اتنی تھی کہ ۱۸۶۲ء میں کی رپورٹ میں کپتان فلر ڈائرکٹر سر رشتہ تعلیم پنجاب نے لکھا تھا۔

مسلمانوں کو تعلیم سے خارج کرنیکی عاملانہ مساعی

کہ ان مسلمان معلموں کی زیادتی دیکھی جو ان مدرسگاہوں میں ٹریننگ حاصل کر رہے ہیں ایک بدیہی امر ہے جہاں مسلمانوں کی تعداد دو لاکھ ۱۳ ہے نارمل ہند و استاد صرف (۱۱۱) اور ۶ دیگر مذاہب کے ہیں ابھی جبکہ اس تعداد کو مساوی کرنے کا موقع نہیں ہے۔ انبالہ سرکل کے سوا پنجاب میں دیسی زبان کی تعلیم ہر جگہ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے جب تک ان کی برتری قائم ہے ہم ان کی جگہ دوسری قوم کے استاد مقرر نہیں کر سکتے البتہ ضلع کے افسر بتدریج راستہ صاف کر سکتے ہیں کہ وہ ہندوؤں کو ٹریننگ میں جانے کی زیادہ ترغیب دیں اور جہاں شدت کے ساتھ مسلم استادوں کے لئے اصرار نہ ہو ان اسکولوں میں انھیں مقرر کر دیں۔

مسٹر ہنٹری بیورکلنٹن بنگال سروس سکھ مشنر نے اپنی کتاب موسومہ مدعا دت ہند اور ہماری آئندہ پالیسی میں صاف طور پر تسلیم کیا تھا کہ عزم تعلیم اور ذہنی صلاحیت میں مسلمان ہندوؤں سے کہیں زیادہ فائق تھے اور ہندو قوان کے سامنے نسبتاً طفل مکتب معلوم ہوتے ہیں ان پر کمزوری

[illegible]

طرح انھیں سرکاری کاموں میں اور کی اصلاح سے بھی خاصیت کا موقع ملا اور ان کی رائے کو ذلت قابل ہو گئی۔ یہ حالت غدر ۱۸۵۷ء کے بعد کی ہو جبکہ ان کی سلطنت گئے ہوئے مدت گذر چکی تھی اور وہ بری حد تک انگریزی تعلیم سے روگرداں تھے۔

سر رشتہ تعلیم پنجاب پر مسلمانوں کا قبضہ

کہ مسٹر ہامس ارنلڈ نے ۱۸۶۰ء میں صوبہ پنجاب کی سب سے پہلی تعلیمی رپورٹ مرتب کی تو اس وقت انھیں سر رشتہ تعلیم بالکل مسلمانوں کے ہاتھ میں نظر آیا انھوں نے حیرت سے لکھا کہ:

"معلمی کا پیشہ ان مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور مسلمان بچے اسکولوں میں بہت زیادہ ہیں خاص بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے اسکولوں میں ہندو بڑے فارسی پڑھنے کے لئے بکثرت آتے ہیں مسلمان بچوں کی تعداد جو مسلسل بڑھ رہی ہے وہ اسی اعتماد کا نتیجہ ہے۔ اگر صورت حالات کو یونہی رہنے دیا جائے تو حکومت کا سارا زور مسلمانوں کی طرف بڑھ جائیگا یہ ایسا میلان ہے جسے خاص طور پر بہت زیادہ روکنے کی ضرورت ہے۔"

دیکھا آپ نے ۱۸۶۰ء سے لیکر ۱۸۷۱ء تک حکومت کی پالیسی بدلنے اور ہندو پشت پناہی شروع ہو جانے کے باوجود کوئی خاص ہندو مسلم جھگڑا اور باہمی تعصب نہیں معلمی کا پیشہ تمام و کمال مسلمانوں کے قبضہ میں ہو ہندوؤں کو ان پر پورا اعتماد ہے ان کے بچے بکثرت آ رہے ہیں اور ان کی خاص زبان فارسی شوق کے ساتھ پڑھ رہے ہیں مسلمان طلباء کی تعداد بھی اپنا بھی سواتے زیادہ اور بہت زیادہ ہے۔ چونکہ مسلمان غدر کے ذمہ دار سمجھے گئے ہیں اور حکومت کی یہ پالیسی معین ہو چکی ہے کہ مسلمانوں کو گرایا جائے اور ہندوؤں کو ابھارا جائے اسلئے مسٹر ارنلڈ اور کپتان فلر مسلم استادوں پر یہ اعتماد، ان کی اور مسلم طلباء کی یہ زیادتی کثرت اور ہندوؤں کا فارسی پڑھنا شاق گذرتا ہے اور انھیں گھٹانے اور ہندوؤں کو بڑھانے کی سرگرم مساعی ہندوستان کے ایک طرف سے شروع ہو جاتی ہیں جسکے لئے یہ اہتمام کیا جاتا ہے کہ ایک طرف تو صیغہ تعلیم میں مسلم استادوں کی تعداد گھٹانے کی کوششیں ہوتی ہیں اور دوسری طرف جو انگریزی اسکول مختلف مقامات پر قائم کئے جاتے ہیں وہ تمام کے تمام غیر مسلموں کے ہاتھوں میں دیدیئے جاتے ہیں یہ پالیسی اور یہ کوشش اس قدر کامیاب ہوتی ہے کہ ۲۰ سال کے ایک قلیل وقفہ میں حالات قطعی طور پر متغیر ہو جاتے ہیں اور مسلم عنصر صیغہ تعلیم سے بالکل خارج ہو جاتا ہے۔

مسلم حقوق کی المناک تباہی

۱۸۸۳ء تک کے سرکاری تقرروں کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ پنجاب کے صیغہ تعلیم میں انسپکٹر، ڈپٹی انسپکٹر، ہیڈ ماسٹر اور ماسٹر تقریباً سب کے سب ہندو یا ایک ہی مذہب کے افراد تھے اگر شاذ و نادر کہیں کسی مسلمان کا تقرر ہو جاتا تھا تو اس کی حیثیت یہ تھی کہ اس وقت صوبہ سرحد پنجاب ہی کے ساتھ تھا اور وہاں ہندو مسلم کا تقرر پسند کرتے تھے اس لئے مجبوراً مسلمان مقرر کئے جاتے تھے مگر ۱۸۸۳ء میں مسلمان سر رشتہ تعلیم پنجاب سے بے دخل ہوتے ہوئے اور ۱۸۸۳ء میں بھی ان کی تعداد گھٹتی رہی آخر مسٹر ارنلڈ اور کپتان فلر جیسے حکام کی

[illegible]

نزدیک تو آپ کا [illegible] کر سکیں گی۔

ذکیہ۔ بیشک آپ کے اس استدلال کے بعد مجھے [illegible] کیا ہے جو
یہ مرتبے [illegible] ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ایک [illegible]
ہو۔ جب آپ [illegible] جاتی ہیں۔ جواب [illegible]
ہی مافی الضمیر کے اظہار کی [illegible] نہیں ہو سکتی [illegible] مرد سے
[illegible] اپنے مافی
الضمیر کے اظہار پر کیا قادر ہو سکتا ہے۔ [illegible] عورت [illegible]
[illegible]
[illegible] اور وقت
[illegible] سے [illegible] نہ کرے۔

(۱۳)

رام پیاری۔ نابالغ لڑکیوں کے متعلق آپ کیا کہیں گی۔

ذکیہ۔ یہاں میرے اور آپ کے نقطہ نگاہ میں غالباً بہت بڑا فرق ہوگا قانون تو ۱۴ برس کی لڑکی کو نابالغ قرار دیتا ہے حالانکہ ہمارے ملک میں اس سن تک پہنچنے سے بہت پہلے ہی لڑکیاں بالغ ہی نہیں ہو جاتیں وہ پوری عورت اور کئی کئی بچوں کی مائیں بن جاتی ہیں۔ میرے نزدیک عورت کے بلوغ کا وقت وہ ہے جب اس میں حسیات نفسانی پیدا ہو جائیں اور حسیات نفسانی پیدا ہونے کا زمانہ ہمارے یہاں دس برس سے لیکر چودہ برس تک زمانہ ہے۔ قانونی نابالغ لڑکیوں کے واقعات تو بہت بکثرت ہی پیش آتے رہتے ہیں لیکن حقیقی نابالغوں کے اغوا کا واقعہ شاذ ہی ہوتا ہے میں کہتی ہوں اور بیانگ دہل کہتی ہوں کہ عورت کے اغوا کے واقعات قریب قریب تمام تر سوسائٹی میں پھیلی ہوئی برائیوں اور ظلم [illegible] کا نتیجہ ہوتے ہیں [illegible] وقوع میں آتے ہیں عورت جب تنگ ہو کر مجبور ہو جاتی ہے [illegible] تو ضرور اس کے خیالات میں انتشار پیدا ہوگا اور یہی [illegible] اسے نازیبا افعال پر مجبور کر دیگا۔

رام پیاری۔ تو کیا اس سے آپ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان بالکل بے قصور ہیں

ذکیہ۔ رام پیاری مجھے آپ سے محبت ہے [illegible] آپ میری سہیلی ہیں مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آپ تعلیم یافتہ ہو کر ایسی باتیں کرتی ہیں جو [illegible] اگر آپ غور کریں [illegible] جہاں [illegible] جذبات نفسانی کا تعلق ہو وہاں ہندو اور مسلمان کی کیا تخصیص ہو سکتی ہے جس طرح ایک مسلمان کے دل میں جذبات پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ایک ہندو کے دل میں بھی پیدا ہوتے ہیں [illegible] نیک بھی ہوتے ہیں اور بد بھی [illegible] بدمعاشوں کا کوئی مذہب نہیں [illegible] ایک ہندو کے [illegible] ہرگز نہیں [illegible] مسلمانوں میں بھی بدمعاش ہوتے ہیں [illegible] نزدیک ہندو اور مسلمان [illegible] ہندو بدمعاش [illegible] ایک ہندو عورت کو محض ہندو ہونے کی وجہ سے نہیں چھوڑے گا۔

رام پیاری۔ [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] کرنے والے تمام مسلمان ہیں اور بنگال کی تو کیفیت یہ ہے کہ [illegible] پھیلی ہوئی ہے اور بنگال [illegible] وہ چند مسلمان ہی ہوتے ہیں جن کی صحت پر سرکاری رپورٹیں شاہد ہیں [illegible] رہا ہے یہ [illegible] کہتی ہوں کہ آپ کا استدلال صحیح [illegible] لیکن واقعات کیا بتاتے ہیں [illegible] ہو گیا ہے؟ [illegible] کثرت [illegible] میں کثرت سے یہ [illegible] رہی ہے کیا ان حقائق و شواہد سے صاف نتیجہ نہیں ہوتا کہ مسلمان ایسا کرتے ہی نہیں بلکہ انہوں نے ہندو دیویوں کی عصمت [illegible] پر حملہ کرکے انھیں بھگا لیجانے اغوا کرنے اور مسلمان بناکر گھروں میں ڈال لینے کی ایک سازش کر رکھی ہے اور منظم کوششوں کا ایک سلسلہ جاری [illegible] ہے۔ آپ کو چاروناچار یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ اس معاملہ میں تمام و کمال قصور مسلمانوں ہی کا ہے آپ اپنی منطق سے حقیقت کو نہیں چھپا سکتیں۔

حمیدہ بیگم اٹھی اور ہنس کر کہنے لگی بہن [illegible] اب اس بحث کو ختم کیجئے [illegible] پھر اطمینان سے [illegible] بحث کیجئے گا ذکیہ نے کہا میری پیاری بہن رام پیاری بہت تھک گئی [illegible] پلا دیجئے۔

سب سہیلیوں نے ملکر چاء پی کچھ دیر تک باہم چہلیں ہوتی رہیں [illegible] کے ذکیہ نے کہا ہاں رام پیاری مجھے آپ کے اعتراض کا آخری جواب دینا اور باقی ہے وہ بھی سن لیجئے۔ رام پیاری بولی رہنے بھی دیجئے بحث ختم ہو چکی مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی حقائق و شواہد کا جواب آپ کے پاس ہو ہی کیا سکتا ہے اور آپ اپنی منطق سے جھوٹ کو سچ نہیں بنا سکتیں اس لئے اب [illegible] اضاعت وقت کے سوا اور کچھ نہیں۔

ذکیہ۔ بیشک کوئی منطق جھوٹ کو سچ نہیں بنا سکتی مگر آپ ہی آپ کی قوم ایک صدی تک بھی اس معاملہ میں مسلمانوں کو مجرم ثابت کرنے کی کوشش کرے جب بھی وہ کامیاب نہ ہوگی آپ واقعات کو [illegible] سمجھتی ہیں اور میں کہتی ہوں کہ یہ سب میری تائید میں ہیں۔

ہندو لڑکیوں کے زیادہ بھگائے جانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان [illegible] کرتے ہیں یا وہ دیدہ و دانستہ ہندو لڑکیوں کو لے اڑتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ بنگال و سندھ میں قریب قریب تمام [illegible] ہندو آبادی میں [illegible] بیوہ کی شادی [illegible] اور [illegible] جوان [illegible] لڑکیوں کو بیوہ ہو جانے کے بعد [illegible] زندگی بیوگی کی جانکندنیوں میں بسر کرنی پڑتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ انھیں بالعموم سسرال ہی میں رہنا پڑتا ہے جہاں ان کی زندگی اس درجہ المناک و دلدوز ہوتی ہے کہ اس کے تصور سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں [illegible] صحبت [illegible] نندیں ان کا [illegible] دن رات [illegible] کی طرح کام [illegible] ان کی زندگی [illegible]

اغوا

(از مولانا شریف احمد صاحب مراد۔ مارہروی)

بہت قیمتیاں مار کرتی تھیں مانتی ہی نہ تھیں دیکھا مالاکنڈ کے علاقہ میں کیا ہوا۔ ایک مسلمان صاحب نے تو ایک ہندو لڑکی کو اغوا کیا پھر ستم یہ دیکھئے کہ فوراً سے پیشتر اُسے مسلمان بناکر اس سے نکاح بھی کر لیا اس طریقہ کو تو غالباً آپ بھی پسند نہ کریں گی رام پیاری نے کہا۔

ذکیہ نے یہ سنتے ہی ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگی آپ کو تو بحث کا ایک مالیخولیا ہو گیا ہے۔ روز ایک نیا قصہ لے بیٹھتی ہیں اور منہ کی کھاتی ہیں آپ کی علمیت و معقولیت کی میں معترف ہوں۔ ماشاء اللہ کیا اچھا دماغ پایا ہے گو کبھی کبھی بہکی بہکی باتیں بھی کرتی رہتی ہیں لیکن یہ آپ کا قصور نہیں آپ کی درسگاہ کی خامی ہے تربیت کا نقص ہے چھائی ہوئی فضا کی سمیت ہے کہ جہاں آپنے اخبار میں کوئی ایسی خبر دیکھ لی جس میں اتفاق سے مسلمان ملزم نظر آیا اور آپ نے واویلا کرنی شروع کر دی۔

رام پیاری۔ خوب تو گویا میں غلط کہہ رہی ہوں واقعہ صحیح نہیں۔

ذکیہ۔ میں کب کہتی ہوں کہ آپ غلط فرما رہی ہیں اور نہ غلط فرما سکتی ہیں علی الخصوص اس صورت میں کہ وحی "پرتاب" اور "ملاپ" کے آسمان سے اتری ہو۔

رام پیاری۔ پھر وہی! اس پر بھی پینترہ بدلو گی اور سوال کروں گی کہ کیا واقعہ صحیح نہیں ہے؟

ذکیہ۔ (مسکراکر) نہیں سرکار واقعہ صحیح ہے اور بالکل صحیح۔

رام پیاری۔ تو پھر فرمائیے۔

ذکیہ۔ (گردن جھکاکر) لیکن پروپیگنڈا اور چیز ہے اور حقیقت اور چیز۔ میں پوچھتی ہوں کہ ایک خاتون اگر اپنا مذہب بدل کر دوسرے مذہب میں آ جاتی ہو تو اس میں دوسروں کو اعتراض اور طعنہ زنی کا کیا استحقاق حاصل ہے یہ تو اپنی مرضی کا معاملہ ہے۔ آج میں خدانخواستہ عیسائیت یا ہندوئیت کی حلقہ بگوش بن جاؤں یا آپ اسلام اختیار کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان یا ہندو شور مچائیں تبدیل مذہب کے واقعات کچھ ہندوستان ہی سے مخصوص نہیں یورپ اور امریکہ میں آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں ایسے بھی واقعات کچھ کم نہیں کہ مسلمان ہندو ہو گئے بالخصوص شدھی کے زمانہ میں تو سینکڑوں ایسے مسلمان شدھ کر لئے گئے۔

رام پیاری۔ واقعی معاملہ تو اپنی ہی مرضی کا ہے۔ لیکن جب مرضی ہو ایسا تو صورت ہی دوسری ہے ایک لڑکی کو اغوا کیا جاتا ہے اور پھر اسے بجبر مسلمان بنا لیا جاتا ہے اس لئے ہندوؤں کو حق ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس طریق عمل پر ہاں لعن طعن کریں اور آوازیں اٹھائیں۔

ذکیہ۔ سبحان اللہ تعلیم یافتہ ہو کر آپ ایسی باتیں کرتی ہیں ذرا غور کیجئے اور سمجھ سوچ کر جواب دیجئے۔ اغوا ہے کیا یہی کہ عورت اور مرد آپس میں ایک دوسرے کو نظر بھر دیکھا باہم میلانات کا اظہار ہوا اس کے بعد خفیہ ملاقاتیں تنہائی اور خلوت میں ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ مرد یا عورت کی طرف سے اس قید سے نکل بھاگنے کی تجویز پیش ہوئی دونوں رضامند ہو گئے اور بھاگ کر چلے ہو گئے۔ اب ہر طرف ایک شور برپا ہو گیا کہ فلاں شخص فلاں عورت کو لے بھاگا۔ انصاف سے کہئے کیا اغوا کی صورت اس سے کچھ مختلف ہوتی ہے۔

رام پیاری۔ واقعی ہوتا تو یہی ہے مگر معاف کیجئے میں صفائی کے ساتھ کہوں گی کہ آجکل مسلمانوں کی ذہنیت ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ وہ موقع کی تاک میں رہتے ہیں سازشی ہوتے ہیں ان کی کوشش ہی یہ ہوتی ہے کہ کسی ہندو عورت کے پیچھے پڑ جائیں اور اسے اغوا کر کے مسلمان کر لیں۔

ذکیہ۔ یہ آپ کیسے کہتی ہیں کہ مسلمانوں کی ذہنیت ہی ایسی ہو گئی ہے کہ اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی ہندو عورت ملے اور اسے مسلمان کر لیں (مسکراکر) کیا کچھ دال میں کالا تو نہیں کوئی ستوہانہ تجربہ تو نہیں ہو رہا۔

(۳)

رام پیاری بھی اس لطیف تعریض پر ہنسنے لگی اور بولی مذاق نہ کیجئے کس کی مجال ہے جو مجھے اپنے تجربہ یا ذہنیت کا نشانہ بنانے کا ارادہ بھی کرے۔

ذکیہ۔ کیوں آخر مجال نہ ہونے کی کیا وجہ۔ مالاکنڈ کی اغوا شدہ عورت آپ ہی جیسی عورت تھی جیسے اڑانے والے اُسے لے اڑے تو آپ کو اڑانے میں کیوں کسی کو تامل ہو گا۔ مالاکنڈ کی عورت کے متعلق اب تک یہ معلوم ہو سکا کہ وہ کس شکل و شباہت کی عورت تھی آپ تو میرے سامنے بیٹھی ہوئی زمانہ میں حسین ہیں "چندے آفتاب چندے ماہتاب" پھر مسلمانوں کی ذہنیت بحیثیت قوم بقول آپ کے ہے ایسی۔ کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مسلمان آپ کی تاک میں نہ ہوں اور آپ کو بھی "مسلمان" نہ بنا لے۔

رام پیاری۔ (جوش میں آکر) جب میں ایسی ہوں گی ہی نہیں کسی طرف متوجہ نہ ہوں گی تو کوئی تاک میں بیٹھا کیا کرے گا اور جو بھی تو اپنا سا منہ پھیٹ پھاڑ کر رہ جائے گا۔

ذکیہ۔ (چمک کر) اسلام کہتا ہے آپ کا بھلا کرے۔ اب آپ ہی بتائیے نہ پرکھ صاحب آپ میں اور مالاکنڈ کی عورت میں کیا فرق ہے۔ اگر وہ آپ کی طرح کسی طرف متوجہ نہ ہوتی تو یقیناً لوگ منہ پھیٹ پھاڑ کر چلے جاتے اور واقعی کسی کی مجال نہ ہوتی کہ اسے اغوا کرتا یقیناً وہ متوجہ ہوئی ہو گی اس کا میلان اس مرد کی طرف ہوا ہو گا وہ چار ملاقاتیں بھی ہوئی ہوں گی تحریک مرد ہی کی جانب سے ہی اس نے اس پر صاد کی ہو گی رضامند ہوئی ہو گی اور دونوں اپنی مرضی سے بھاگے ہوں گے۔ یا لوگوں نے عورت کو تو چھوڑ دیا اور سارا قصور مرد کے سر تھوپ دیا۔

رام پیاری۔ عورت ہمیشہ حیا اور شرم سے کام لیتی ہے۔

ذکیہ۔ بیشک اس سے انکار نہیں حیا اور شرم کا اندازہ تو کیا ہے کہ عورت ماشاء اللہ گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑی ہوتی ہے۔

رام پیاری نے آپ سے تو بات ہی سرے سے اڑا دی اور دیتی ہی ہیں۔ دیکھئے یہ میں بیکار سی بات نہیں کہ آخر تحریک کا مجرم تو آپ مرد ہی کو تسلیم کریں گی اور اب بھی واقعات بکثرت موجود ہیں کہ کم عمر اور نابالغ لڑکیاں غیر مرد کی

پرنسس ازبیلا

(جناب [illegible] صدیقی)

۹۶۳ء کا زمانہ ہے ہسپانیہ میں تخت خلافت امیرالمومنین حکم مستنصر باللہ کے قدم چوم رہا ہے دارالخلافہ قرطبہ کی ترقی کی انتہائی منزلیں برق رفتاری کے ساتھ طے کر رہا ہے فلک بوس مکانات، عالی شان عمارات، وادی الکبیر کے کنارے پر عالیشان باغات جن میں صاف و شفاف پانی کی پتلی پتلی نہریں عاشقانہ انداز سے کسی نازک کمر کی طرح بل کھاتی ہوئی بہہ رہی ہیں شہر کی دلفریبی کو دوبالا کر رہے ہیں جگہ جگہ مرمریں حوض بنے ہوئے ہیں جن میں خوبصورت طلائی فوارے جیسے نصب ہیں جو ہمیشہ سفید پانی کی دھارا اپنے منہ سے جاری رکھتے ہیں جاذب [illegible] میں شہر کا نظارہ نہایت دلکش معلوم ہوتا ہے

صنعت و حرفت کی بیش بہا ترقی اور تجارت کی گرم بازاری نے قرطبہ کے بازاروں کو رشک فردوس بنا دیا ہے جن کی وسیع اور [illegible] کی طرح کشادہ سڑکیں میلوں تک چلی گئی ہیں دو رویہ بلند [illegible] عمارات کی قطاریں دیکھنے والے کی آنکھوں کو اپنی سفید اور تیز روشنی میں جذب کر لیتی ہیں۔

بہار کا خوشگوار موسم آ گیا ہے اور ہزاروں غیر ملکی سیاح اس عظیم الشان دارالخلافہ کی سیر کا لطف اٹھانے کے لئے جوق در جوق چلے آ رہے ہیں بازاروں میں غیر معمولی چہل پہل ہو گئی ہے خصوصاً کونٹ گرشیا کے وفد کی آمد نے تو ایک عالم جوش و خروش پیدا کر دیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اولوالعزم امیرالمومنین کو حال ہی میں کونٹ گرشیا پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی ہے یہ وفد مغلوب کونٹ کی طرف سے صلح کا پیغام لیکر آیا ہے تمام قرطبہ میں رئیس وفد فرڈی ننڈ کی حسین و جمیل لڑکی ازبیلا کے سحر آفرین حسن کی بڑی شہرت ہے حسن پرست طبقہ کی طرف سے اس ملک فریب دوشیزہ کو "حور اندلس" کا دلآویز خطاب مل چکا ہے۔

آخر رحمدل امیرالمومنین نے مناسب شرائط پر صلح کی منظوری دی اور وفد کو شاہی مہمان کی حیثیت سے دو ہفتہ کے لئے ٹھہرا لیا درمیان میں ایک شاہی دعوت بھی جس میں علاوہ قرطبہ کے مسلمان معززین عمائدین خلافت مسیحی کے امراء اور معتمد حضرات بھی مدعو تھے۔

حریر کی گلابی پوشاک میں لپٹا ہوا حسن و جمال کا سرخ و سفید مجسمہ کسی معجزہ کرشمہ سے متحرک تھا یا کوئی لڑکی فرڈی ننڈ کے برابر والی کرسی پر بیٹھی ہوئی ازبیلا۔

محبت کی غیر فانی کشش! کہ ازبیلا کے بائیں طرف بیٹھنے کا اتفاق [illegible] جس شخص کو حاصل ہوا وہ دربار خلافت کے خاص رسالے کا افسر جرنیل اور امیرالمومنین کا منظور نظر افسر منصور تھا عربوں کا حسن مشہور ہے اور منصور بھی اسی [illegible] کا ایک جلوہ تھا قرطبہ کے بعض [illegible] خوش جمال [illegible] اٹھتے تھے۔

ازبیلا کی [illegible] ہوئی [illegible] اور منصور کی [illegible] منصور [illegible] محبت کی [illegible] کر دیا۔

محبت کے اس پرکیف ازدیاد کو ایک فرانسیسی شہزادہ نوجوان ہنری انتہائی رشک و حسد کی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جب پاکباز منصور نے ازبیلا کی سنہری زلفیں اپنے خوبصورت ہاتھوں میں لیکر عہد محبت کی ابتدائی توضیح کے لئے [illegible] تو ازبیلا پر اپنی محبت کا تیر چلا۔ اور اگر نشانہ خالی جائے دیکھ کر زخمی گیدڑ کی طرح تلملا گیا ہنری کا باپ فرڈی ننڈ کے خاص دوستوں میں تھا اس امید افزا تعلق نے زرد رو فرانسیسی کے چیچک زدہ چہرہ کو [illegible] چمکا دیا [illegible] قرطبہ سے اللہ اکبر کی [illegible]

یہ پر لطف صحبت ختم ہوئی مہمان رخصت ہوکر واپس ہونے لگے ازبیلا بھی منصور سے کل کی ملاقات کا وعدہ لیکر شفیق باپ کے ہمراہ اپنی جائے قیام پر پہنچ گئی ہنری دعوت سے رخصت ہوکر اپنے عظیم الشان محل میں پہنچا جو قرطبہ کے بڑے [illegible] کے قریب واقع تھا ہنری [illegible] قرطبہ کے رئیس التجار مسیحی سوداگر [illegible] کا بیٹا تھا باپ کے مرنے پر [illegible] کروڑوں روپیہ [illegible] وارث ہوا دولتمندی کے نشے نے مغرور [illegible] خود غرض [illegible] ایک بری [illegible] شروع [illegible] مگر اس نے یہ کہکر اپنے زخمی دل پر مرہم تسلی رکھ دیا [illegible] فرڈی ننڈ [illegible] منصور [illegible] ازبیلا باپ کے [illegible] کچھ نہیں کر سکتی آخر کامیابی کے خوشگوار خیالوں نے تڑپتے ہوئے فرانسیسی کو تھپک تھپک کر سلا دیا۔

دوسری شب تھی اور منصور ازبیلا سے ملنے کے لئے پا پیادہ اپنے عظیم الشان قصر سے روانہ ہوا راہگیروں کی نظروں سے بچنے کے لئے وہ تمام تر ایک سیاہ لبادہ میں لپٹا ہوا تھا راستہ میں [illegible] نگاہوں نے دیکھا کہ فرڈی ننڈ کی گاڑی قصر خلافت کی طرف جا رہی ہے یہ دیکھ کر اس کے دل [illegible] اکیلا سوار تھا قصر [illegible] کے قریب پہنچ کر اس نے اپنی رفتار کم کر دی کیونکہ [illegible] میں رئیس وفد فرڈی ننڈ اور [illegible] بیٹی ازبیلا مقیم تھے۔

منصور کچھ سوچ کر بجائے صدر دروازہ کے بائیں باغ کے دروازے سے داخل ہوا اور وہ سرو کے درختوں اور انگور کی بیلوں کی آڑ لیتے ہوئے بڑھ رہا تھا کہ اس نے [illegible]

[illegible] کے پاس پہنچ گئی [illegible] دو کرسیوں پر [illegible] منصور [illegible] کی طرح بزدل فرانسیسی پر [illegible] کسی خیال سے آنے سے وہ ہوشیاری کے ساتھ دونوں کے عقب میں چھپ کر گفتگو سننے لگا۔

ہنری۔ تو کیا ازبیلا تم مجھے بالکل مایوس کر دوگی۔

ازبیلا (غصے سے) ملعون شخص بس خاموش میں ایک لفظ سننا نہیں چاہتی

ہنری۔ عاشق اس سے بھی زیادہ ذلیل کئے جاتے ہیں پیاری ازبیلا خیر

پردہ کا رواج ہے ہی اس لئے کہ یہ آسانی سے [illegible] جاتی ہیں

خواہشات فطری کی طوفان خیزیاں اور جذبات انسانی کے ہیجان اس درجہ قوی ہوتے ہیں کہ ان کا مقابلہ ہر شخص کا کام نہیں ہوتا وہ نہ کبھی ان کی فطرت ایک رفیق حیات کی تلاش میں رہتی ہے اور یہی احساسات فطرت اغوا کے موجب بنتے ہیں آپ کو تو اپنی لڑکیوں کا رونا ہے آپ ان کی ننگ و ناموس کے ماتم میں مصروف ہیں مگر ذرا آپ ہمارا دل چیر کر تو دیکھئے ہمارے سینکڑوں نوجوان آپ کی البیلی اور مست شباب لڑکیوں کے جذبات پر قربان ہوتے چلے جاتے ہیں عشق اندھا ہوتا ہے انہیں انجام کوئی بھی نہیں سوجھتا ہمارے نوجوان ان سوسائٹی اور رسم و رواج کی ستائی ہوئی تشنہ کام لڑکیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

رام پیاری۔ تو گویا آپ کے نزدیک مجرم بھگائی جانے والی لڑکیاں ہیں۔

ذکیہ۔ بھگائی جانے والی نہیں بھاگ جانے والی لڑکیاں۔

رام پیاری۔ یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو لڑکیاں ہی خراب ہوتی ہیں۔

ذکیہ۔ جب آپ مسلمان نوجوانوں کو متہم کرتی ہیں تو بہت بڑا مسئلہ نہیں ہوتا اگر ان لڑکیوں کو اپنی اور اپنے خاندان کی ننگ و ناموس کا خیال ہوتا تو یہ مسلم نوجوانوں کے ساتھ بھاگتی ہی کیوں۔ جب ان کی رضامندی شامل ہو گئی تو یہ بھی برابر کی مجرم قرار پائیں۔ یہ تو پھر خطاوار ہوتی ہیں مگر ہمارے نوجوان مفت میں برباد ہوتے ہیں اور جیل خانے جاتے ہیں۔

سوسائٹی اور رسم و رواج آپ کے برے اور بھگتنا پڑتا ہے مسلمانوں کو۔ آپ پھر سمجھیں کہ جنسی جذبات عورت و مرد دونوں میں موجود ہوتے ہیں اور دونوں کو [illegible] سے بے پردہ بنا دیتے ہیں ہمارے یہاں پردہ کا رواج موجود ہے آپ کے یہاں ایسے رسم و رواج نہیں اس لئے ایسے واقعات زیادہ پیش آتے ہیں عورت اور مرد کا ملنا اور میل جول کا ملنا ہے تب ہی نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ مغرب کی حالت دیکھئے وہاں تو عصمت و عفت کا کوئی مفہوم

معلوم ہی نہیں [illegible] ہے کہ ایک مرد [illegible] زندگی [illegible] کے خلاف ہو۔

رام پیاری۔ تو کیا ہندوؤں میں ایسے واقعات پیش نہیں آتے اور اقوام اس قسم کے نقائص سے بری ہیں۔

ذکیہ۔ ہوا نہیں بہن کس نے کہا نہیں ہوتے مگر جو ایک جگہ زیادہ جہاں جس خدمت سے [illegible] زیادہ [illegible] ہو جائیں گے وہاں اتنے ہی زیادہ واقعات رونما ہوں گے ہندوؤں میں بھی اور مسلمانوں میں بھی یہ واقعات برابر پیش آتے رہتے ہیں بات یہ ہے کہ انہیں ہندوؤں کے باعث شہرت نہیں دی جاتی اور معمولی بات سمجھی جاتی ہے مگر جہاں فریقین میں مختلف المذاہب کا سلسلہ ہوتا ہے وہاں شور برپا ہو جاتا ہے مسلمان تو بہر صورت مجرم [illegible] لیکن نہیں معلوم جانے ہندوؤں کو کیا ہو گیا ہے کہ انہیں اس قسم کے واقعات کو شہرت دیتے وقت یہ بھی نہیں محسوس ہوتی اور وہ بھاگنے والیوں کا اعتراف کرنے یا انہیں ملعون کرنے کے بجائے مسلمانوں کے سر ہوتے ہیں۔ میں ذاتی حیثیت سے ایسے مردوں کو خواہ وہ کسی مذہب و قوم سے تعلق رکھتے ہوں سخت قابل ملامت سمجھتی ہوں اور یہ ہی یہ انتہائی شیطنت لیکن جب میں یہ دیکھتی ہوں کہ مسلمانوں کو بحیثیت قوم رسوا کیا جا رہا ہے اسے ایک منظم سازش بنایا جا رہا ہے اور علانیہ کہا جا رہا ہے کہ مسلمانان ہند لڑکیوں کو خراب کر رہے ہیں تو پھر خاموش نہیں رہا جا سکتا اور کہنا پڑتا ہے کہ ہندو لڑکیاں ہمارے نوجوانوں کی زندگیاں برباد کر رہی ہیں اور ہندو اپنے نقائص کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور الٹا مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں بھلا یہ کہاں کا انصاف اور کیسی ہٹ دھرمی ہے۔

رام پیاری مسکرانے لگی اور کہا واقعی بہن میں سمجھ گئی۔ اس میں نہ مسلمانوں کا قصور ہے اور نہ ہندوؤں کا ساری خرابیاں ہمارے رسم و رواج اور اخلاقی کمزوری نے پیدا کی ہیں اور جب تک اسباب و ماتم کو رفع نہ کیا جائے گا اس وقت تک یہ سلسلہ رکنا مشکل ہے۔

انتظار کی تکلیف بیشک شدید ہوتی ہے؟

شوال کا پرچہ اس مرتبہ بہت دیر میں شائع ہو رہا ہے۔ خدا کا احسان ہے کہ اس مہینے میں روپے کی تکلیف نہیں تھی اور [illegible] ناظرین کو سلامت رکھے، رمضان شریف بہت [illegible] گذرا۔ لیکن [illegible] حوادث سے چارہ کار نہیں، پریس جہاں [illegible] چھپتا ہے مشین [illegible] اور [illegible] کی چھپائی کا کام مسلسل دو مشینیں کام کریں تو [illegible] ایک مشین ٹوٹ گئی اور [illegible] دن ہو گئے کہ درست نہ ہو سکی، رات دن کام کرایا، لیکن دو کا کام ایک پر کیسے پورا ہوتا، اب جوں توں پرچہ اس قدر تاخیر سے شائع ہوا۔ میں نے اپنی بہت کوشش کی، آپ کو اس سلسلہ میں جو تکلیف انتظار ہوئی اس کے لئے معذرت خواہ ہوں، چونکہ مشین ابھی تک درست نہیں ہوئی اس لئے غالب گمان یہ ہے کہ

ذیقعدہ کا پرچہ بھی دیر سے شائع ہو گا اور میں اپنی کوشش میں کمی نہ کروں گا، تاہم آپ حضرات ذیقعدہ تک انتظار فرمائیں، اور انشاء اللہ [illegible] کا پرچہ بروقت شائع ہو گا۔ یہ اس لئے لکھا ہے کہ ایک دن کی بھی دیر ہوتی ہے تو [illegible] کا [illegible] ہوتا ہے

خاموش اعلان بخاری شریف کے متعلق جو کوئی اعلان اس پرچہ میں اسی وجہ سے نہیں ہوا کہ پریس میں طباعت کا کام [illegible] ہے، دوسری جلد جیسے ہی چھپ گئی ہے، تیسری جلد باقی ہے۔ انشاء اللہ تینوں جلدیں ساتھ ہی روانہ کروں گا اس میں [illegible] ہے، [illegible] تکلیف ہے لیکن ایک ہزار [illegible] کا حساب کیا تھا تو ایک ہزار جلدوں میں سے [illegible] جلدوں کا [illegible] ہو چکا ہے، [illegible] جلدیں باقی ہیں [illegible] ترجمہ شروع کرنے کا ارادہ ہے اس سے پہلے ہی منگا لیجئے، [illegible] جلدوں کے لئے کیا قیمت [illegible]

مشکوٰۃ شریف [illegible] کے بعد ہی روانہ ہو [illegible] ہو جائے گی وہ ابھی بہت باقی ہے لیکن [illegible]

لندیلا نے رخصت ہو گئی مگر اس کا دل لندیلا [illegible]
منصور بہادر کو لوٹ کر دیا نہیں بلکہ اس نے [illegible] اور اب کی
تمنا تھا کہ منصور [illegible] کو کس طرح معلوم ہو کہ اس کے ایک دیدار کی
فرمائش کر رہی ہے۔ چنانچہ ازبیلا نے ایک خط لکھا جس میں لکھا تمہاری
یاد میں بے چین ہے کہ تم ازبیلا سے دو باتیں کرنے کی کوشش کرو
میں گرینڈ میں تمہاری منتظر ہوں گی۔ (تمہاری ازبیلا)

منصور نے خط پڑھ کر چھاتی پر رکھ لیا اور ازبیلا کی محبت کی یاد نے اسے بے چین
کرنا شروع کر دیا۔ کمرہ کی کھلی ہوئی کھڑکی کی ہوا سے مضطرب منصور پر رحم آیا اور
باغ کی [illegible] ٹھنڈی ہواؤں کے جھونکوں سے تھپک تھپک اسے سونے پر
مجبور کر دیا۔

گزشتہ واقعات کو سال بھر سے زیادہ عرصہ گزر گیا منصور اس عرصہ میں
دو مرتبہ گرینڈا گیا اور ڈیوک فرڈی ننڈ کی پرلطف دعوتوں کے ساتھ ہی ساتھ
ازبیلا کی محبت بھری ملاقات وادی کا لطف اٹھا کر چلا آیا حسین ازبیلا اس کی
پاکیزگی پر دل ہی دل میں ناز کرتی کہ اس بے تکلفی میں بھی منصور کے قدم کو
کبھی لغزش نہ ہوئی۔

اب ازبیلا انیسویں سال میں تھی حسن جوبن شباب نے ہزاروں فتنے اٹھا دیے
تھے۔ لیلا ڈ کا مشہور شہزادہ ناٹ الفانسو اس حسن کی دیوی کی پوجا کرنے کے
لئے گرینڈا آیا ہوا تھا۔ ازبیلا نے بھی اس کا ذکر سنا اور معاملے کی نزاکت محسوس
کرتے ہوئے ایک وفادار غلام کو منصور کے بلانے کے لئے روانہ کیا۔
ایک روز ازبیلا اپنے باغ میں مصروف گلگشت تھی اور فرڈی ننڈ
ایک مرمریں کرسی پر بیٹھا ہوا سیر چمن سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ غلام نے الفانسو
کی آمد سے مطلع کیا۔ فرڈی ننڈ الفانسو کی مشہور و معروف ہستی سے متعارف تھا وہ
خود اٹھا اور معزز مہمان کو خوش آمدید کہتے ہوئے کرسی پر لا بٹھایا۔
رسمی گفتگو کے بعد الفانسو نے صاف لفظوں میں ازبیلا کا پیام دیا اور باپ کا
یہ بیٹی جواب لڑکی دھک سے ہو گئی۔ فرڈی ننڈ متامل تھا کہ کیا جواب دے ایک سوار
آتا ہوا دکھائی دیا۔ ایک ہی نظر میں بہادر جنرل منصور کو پہچان لیا اور نے تھیا
طرح ہاتھ اٹھا رہا اور اس کے ساتھ ہی ازبیلا والفانسو بھی۔ قریب پہنچ کر منصور گھوڑے
سے اتر پڑا اور گھوڑا ڈیوک کے ایک غلام کے حوالہ کر کے آگے بڑھا فرڈی ننڈ مرحبا مرحبا
کہتا ہوا آگے بڑھا منصور نے نہایت خوش اخلاقی سے ڈیوک سے مصافحہ کیا اس کے
بعد ڈیوک نے دونوں معزز مہمانوں کو ایک دوسرے سے متعارف کیا۔
الفانسو نے ہاتھ بڑھایا اور منصور نے خندہ پیشانی کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کرسی
پر بیٹھ گیا الفانسو ایک طرف ازبیلا بھی بیٹھ گئی ڈیوک نے پوچھا بہادر جنرل! اس کی مزاج
[illegible] کیا ہے۔ منصور نے جواب دیا ڈیوک میں اپنی طرف سے ازبیلا کا پیام پیش کرتا ہوں
الفانسو اپنے حریف کو خوش ہوتے دیکھ کر غضبناک ہو کر بولا۔ میرے محترم
دوست کو [illegible] ہوں جیسے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے ڈوئل لڑنے
کا [illegible] فضول [illegible] کر لے گا۔
منصور کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا مگر اس نے اپنے جوش کو دباتے ہوئے کہا
ناٹ الفانسو میں سے بخوشی آپ کے ساتھ ڈوئل لڑنے کے لئے تیار ہو گیا [illegible]
نے خیر خواہانہ [illegible] سے ڈوئل کی دعوت واپس لینے کیلئے مجبور [illegible]

آخر تیسرے دن کونٹ گرنیڈا کی منظوری سے ڈوئل کی تاریخ مقرر ہو گئی

آج ڈوئل کا ہولناک امتحان تھا کھاڑے کیلئے ایک وسیع میدان منتخب
کیا گیا جس کے پاس ہی دربار خلافت کی فوجوں کا عظیم الشان کیمپ تھا جو امیر
المومنین نے منصور کی حفاظت اور امن قائم رکھنے کے لئے روانہ کی تھیں۔
لاکھوں تماشائی جمع ہو گئے آس پاس کی تمام یورپی ریاستوں کے کونٹ و نواب اس
عجیب و غریب ڈوئل کے دیکھنے کے لئے گرینڈا پہنچ چکے تھے۔
کونٹ گرنیڈا اور معززین کیلئے ایک بلند شامیانہ بنایا گیا اور ڈوئل شروع
ہونے سے کچھ دیر پہلے کونٹ لارڈوں اور سرداروں کے ہمراہ شامیانے میں داخل ہوا۔
تمام تماشائیوں نے کونٹ کا پرجوش خیر مقدم کیا اور کونٹ اپنی جگہ پر متمکن
ہو گیا کونٹ کے دائیں طرف افواج خلافت کا کمانڈر غالب تھا اور اس کے
پہلو میں ہمارا بہادر جنرل منصور کونٹ کے بائیں طرف۔ فرڈی ننڈ اور ملکہ
قریب ازبیلا رونق بزم تھے ہزاروں کی نگاہیں محبت کی اس اہم جنگ کا نتیجہ
دیکھنے کے لئے زرق برق لباس میں لپٹی ہوئی ایک مہ جبین سے الجھی ہوئی تھیں۔
آخر ڈوئل کی کارروائی شروع ہوئی اور الفانسو پورے جوش و خروش
کے ساتھ منصور پر چل پڑا۔ مگر یہ کہ منصور نے صرف مدافعت پر اکتفا کیا
اور پرجوش حریف کو تھکاتا رہا۔
نتیجہ بہت جلد ظاہر ہو گیا الفانسو دو گھنٹے کی بے نتیجہ جنگ کی تھکن سے
ہانپنے لگا اور منصور نے حریف کو کمزور دیکھ کر کہا۔
بہادر الفانسو تیغ زنی ناٹ آپ شوق سے آرام کر سکتے ہیں۔
الفانسو جھنجھلا گیا اور اس نے پر غضب ہو کر ایک بھرپور ہاتھ منصور پر ڈالا
مگر اس نے اس صفائی سے اسے اپنی تلوار پر روکا کہ تماشائیوں کے ہجوم نے بے
اختیار تحسین و آفرین کے نعرے بلند کئے۔
میدان ہاتھ سے جاتا دیکھ کر مایوس الفانسو نے پوری قوت سے کاری گر
پے در پے تابڑ توڑ شروع کئے مگر وہ جیسے اتھوں نے الفانسو کے ساتھ
کچھ وفاداری نہ کی۔
آخر وقت آگیا اور منصور نے اللہ اکبر کے پرجوش نعرہ کے ساتھ ایسا
بھرپور ہاتھ الفانسو کی گردن پر لگایا کہ اس کا سر کونٹ گرنیڈا کے قدموں
میں آ پڑا اور بے جان دھڑ زمین پر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔
کمانڈر غالب نے کرسی سے کود کر بہادر منصور کو گلے سے لگا لیا ڈوئل
کی کارروائی ختم ہو چکی تھی۔ کونٹ گرنیڈا نے منصور کو اپنے برابر کھڑا کیا
اور حاضرین کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی
"انصاف تو یہ ہے کہ بہادر منصور نے اپنے ماہر فن ہونے کا اعلیٰ عمدہ
ثبوت دیا اور میں تقدیر کے فیصلے خوش آمدید کہتا ہوا شہزادی ازبیلا کا ہاتھ
بہادر جنرل منصور کے ہاتھ میں دیتا ہوں"
غالب نے شکریہ میں ایک مختصر تقریر کی اور ازبیلا و منصور کو لیکر کیمپ میں لے
گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد قرطبہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کیا گیا جس میں امیر المومنین
نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ازبیلا و منصور کے نکاح کے بعد قدردان خلیفہ نے
خود منصور کو جیلہ کا والی بنا دیا اور یہ عہد الطیف [illegible] ختم ہوا۔

تمہیں میری درخواست ماننی ہی پڑے گی۔

ازبیلہ۔ ذلیل کتے ذرہ تو شرم کر کے بول نہیں

ہنری۔ مغرور لڑکی تو ایک جلیل القدر و دولتمند شخص کی محبت ٹھکرا رہی ہے ازبیلہ یاد رکھ کہ تو ترکی کا فیصلہ ہی کرے گا جو میں چاہوں گا اور تجھے پچھتانا پڑے گا اس کی محبت کا دم بھرنا پڑے گا۔

ازبیلہ۔ کیسا شخص میں تیرا دولت اور تیری محبت اور تیری صورت پر لعنت بھیجتی ہوں۔

ہنری جوش غضب سے سرخ ہو گیا اس نے ایک چمکتا ہوا خنجر نکالا اور بولا آواز میں بولا۔

ذلیل لڑکی کیا تو چاہتی ہے کہ میں اپنی توہین کا تجھ سے انتقام لوں ایک احسن ہے کہ میں تیری آرزو پوری کر سکتا ہوں"

اور خنجر لیکر ازبیلہ پر جھپٹا قبل اس کے ازبیلہ کے ایک ضعیف سا خراش بھی لگے منصور دونوں کے درمیان حائل تھا ہنری نے حیرت اور غصے سے اپنے کامیاب رقیب کو دیکھا اور بولا۔

گستاخ بیدین تجھے تیری بیباکی کی سزا ابھی ملتی ہے!

اور بجلی کی طرح منصور پر ٹوٹ پڑا مگر چشم زدن میں ہنری گیند کی طرح اچھل کے لڑھکتا ہوا مرمریں حوض کے پتھروں پر گرا گرتے ہی سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ بیجان تھا حریف سے فارغ ہو کر منصور نے شکر گزاری کی نظر سے ازبیلہ کو دیکھا گویا وہ کہہ رہا تھا کہ میدان محبت میں ثابت قدم رہنے پر مبارکباد پیش کر رہا ہوں

ازبیلہ جوش طرب میں منصور کے خوبصورت ہاتھ چوم لئے اور بولی۔

مسیح اے توبہ خدا کا بڑا فضل ہوا کہ آپ وقت پر پہنچ گئے۔

منصور۔ یہ سب محبت کے کرشمے ہیں کہ جس نے شہزادی ازبیلہ کو ظالم ہنری سے بچانے کے لئے اس وفادار غلام منصور کو بھیج دیا۔

ازبیلہ۔ شریف منصور۔ ازبیلہ جان رکھتی ہے مگر تمہاری بخشی ہوئی ہیں تمہاری کنیز ہو چکی یہ تمہاری عاشق نوازی ہے کہ ازبیلہ کی محبت کو قدر کی نگاہوں سے دیکھتے ہو"

منصور نے آسمان کی طرف دیکھا قمری جھینے کی تمریں شب تھی اور ضیا فروش چاند کی شراب میں بھیگی ہوئی شعاعیں کیف بخش زمین پر برس رہی تھیں، خلد فردوس باغ کی موجودگی سے اس نے سمجھا کہ وہ جنت المعلے میں مصروف گلگشت ہے رہی سہی کی طالگ قریب ازبیلہ سے پوری ہوگئی جو نازک لباس میں خلد بریں کی حسین و جمیل حور معلوم ہو رہی تھی۔

منصور پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور ازبیلہ کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر جگمگانے ہوئے آسمان کی طرف دیکھکر بولا!

خدائے قدوس آج تیرے دو ناچیز بندے تیری مقدس سرکار میں محبت کے پاک عہد کو استوار کر رہے ہیں رحمت والے خدا توفیق دے ہیں کہ ہم اس مقدس عہد کو نباہیں۔

جگمگاتے آسمان پر آرام کرنے والے تارو! گواہ رہنا کہ دو دل کی دو مجسم تصویریں محبت کے پاکیزہ رنگ میں رنگی جا رہی ہیں"

ازبیلہ نے منصور کی [illegible] ہوئی تھی [illegible] کیا [illegible] اس کی آج محبت کی [illegible]

اس خلوص آمیز مطالبہ پر ازبیلہ شرما گئی اور دونوں کے درمیان پیار بھری گفتگو شروع ہوئی

منصور۔ بدمعاش ہنری یہاں کیوں آیا تھا

ازبیلہ۔ رہنے دو اس ملعون کا ذکر۔ تجھتا تھا کہ دو لشکر کی ہو سپہ گر اس کی ہو جائے گی آپ کے آنے سے کچھ پہلے یہ شخص اس باغ میں پہنچا تھی ہنری والد کے پاس آیا جایا کرتا تھا اس لئے میں نے خاطر تواضع سے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا بیٹھتے ہی بکواس شروع کر دی خدا گواہ میں تو ڈر گئی تھی کہ خدا جانے کیا ہو گا خوش نصیبی کہ آپ وقت پر آ پہنچے

منصور۔ چلو اچھا ہوا مردود اپنے کیفر کردار کو پہنچا ازبیلہ اس کی لاش کو دفن کر دینا چاہیئے دونوں نے جلد جلد خنجر سے قبر کھودی اور ہنری کی لاش کو ہمیشہ کے لئے سپرد زمین کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر منصور نے اپنے خون آلود کپڑوں کو پانی سے دھو ڈالا اور پھر اطمینان سے ازبیلہ سے مخاطب ہوا۔

آپ کے والد کہاں تشریف فرما ہیں۔

ازبیلہ امیر المومنین نے قصر خلافت میں یاد فرمایا ہے۔

منصور۔ ازبیلہ مجھے تعجب ہے کہ تم عربی میں اس قدر فصیح گفتگو کر سکتی ہو۔

ازبیلہ۔ پیارے منصور واقعہ یہ ہے کہ مجھے عربی زبان سیکھنا مذہب اسلام سے بڑی محبت ہے میں نے آپ کے مقدس مذہب کی کتابوں کا نظر تعمق سے مطالعہ کیا ہے جس نے مجھے اس نتیجہ کے قریب پہنچا دیا اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں سیدھا سادہ اور مقدس مذہب ہے

منصور فرط طرب سے کرسی سے اچھل پڑا اور بے اختیار اللہ اکبر کہہ کر بولا۔

تو پیاری تمہیں اس نیک مذہب کے قبول کرنے میں کیوں تامل ہے۔

ازبیلہ۔ منصور میں تو پہلے سے تیار ہوں اچھا پڑھاؤ اپنا مقدس کلمہ کے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حق پرست شہزادی

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ

کہتی ہوئی مسلمان ہو گئی۔

منصور نے ازبیلہ کے قبول اسلام پر [illegible] میں مبارکباد دی پھر رات زیادہ وقت ہو جانے سے رخصت کی اجازت مانگی ازبیلہ نے بڑے پر کل پھر آنے کا وعدہ لیکر اجازت دی۔

ہنری کے عزیزوں نے دو ہفتہ کی تلاش سے معلوم کیا کہ کسی مہم پر گیا ہے اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے اس عرصہ میں منصور کئی مرتبہ سے اور ہر دفعہ پہلے سے زیادہ محبت [illegible] آج وہ کے قرطبہ [illegible] دوسرا [illegible] میں بیٹھا ہوا پیاری ازبیلہ کا [illegible] کئی مرتبہ [illegible]

نقد و تبصرہ

بچوں کا تحفہ

دہلی کا اڈورٹ ہائی اسکول چھوٹے بچوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے بہت کافی شہرت حاصل کر چکا ہے اس اسکول کے ایک استاد مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر نے بچوں کے لئے نظموں کی دو کتابیں حال میں شائع کی ہیں دونوں کتابوں کا نام "بچوں کا تحفہ" ہے ایک حصہ اول ہے جو بالکل چھوٹے بچوں کے لئے ہے اور دوسرا حصہ دوم جو ذرا کسی قدر بڑے بچوں کے لئے ہے۔ کتابوں کی ظاہری صورت ہی اس قدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ ہر بچہ خواہ مخواہ بھی انہیں لینے کے لئے مچل جائیگا اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جناب نیر بچوں کی نفسیات سے صحیح واقفیت رکھتے ہیں۔

نظمیں بہت ہی سلیس اور آسان زبان میں لکھی گئی ہیں اور اس احتیاط کے باوجود ان میں ادبی لطافت اور شاعرانہ خوبیاں موجود ہیں۔ جناب مصنف نے ہر نظم میں اس امر کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا ہے کہ کوئی نظم بے مصرف اور صرف ایک ذوقِ نظر نگاری نہ ہو بلکہ ان سے غرض یہ کوشش کی ہے کہ بچے اپنے گرد و پیش کی چیزوں کے متعلق صحیح معلومات حاصل کر لے۔ حفظانِ صحت کے متعلق بہت ہی دلچسپ طریقے پر واقفیت بہم پہنچائی ہے اسی طرح سائنس اور طبیعات کے بعض مسائل بھی اسی طرح سمجھائے ہیں کہ بچے ان سے واقف بھی ہو جائے اور ایک لمحہ کیلئے بھی یہ دقت اس کے ذہن پر بار نہ گذرے۔ اس سے پیشتر بھی بچوں کے لئے بہت سی نظمیں لکھی جا چکی ہیں لیکن اس طرح مجموعی صورت میں اور ایسے دلکش لباس میں غالباً بچوں کے مطلب کی نظمیں موجود نہیں تھیں۔ نیر صاحب نے ایک بہت بڑی کمی کو پورا کیا ہے اور ہم انہیں ان کی اس کامیاب تصنیف پر دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔

کتابیں مصنف سے اس پتے پر مل سکتی ہیں۔ مولوی محمد شفیع الدین نیر کوچہ تاراچند۔ دہلی۔ ہر حصہ کی قیمت آٹھ آنے ہے اور صرف کاغذ کی لتھ اور طباعت کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے یہ کچھ بھی زیادہ نہیں ہے۔

موتی

مولفہ جناب سید یوسف بخاری۔ دہلوی۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ حجم ۱۴۴ صفحات سفید عمدہ کاغذ و لکھائی کتابت دیدہ زیب طباعت قیمت بارہ آنے۔ ناشر سید محمد بخاری گلی امام جامع مسجد۔ دہلی۔

سید یوسف بخاری صاحب امام صاحب جامع مسجد دہلی کے حقیقی برادر زادے ہیں اور دنیائے ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کے اکثر مضامین ملک کے مشہور ادبی رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں جن سے آپ کی فن کارانہ طبیعت اور تخلیقی قوت کا پتہ چلتا ہے "موتی" آپ کی تازہ تالیف ہے جس میں آپ نے بڑی محنت اور کاوش سے حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کو عربی فارسی، انگریزی اردو اور ہندی کے علمی ذخائر سے اخذ اور ترجمہ کر کے دنیاوی زندگی کے نہایت نازک عنوانات کے تحت بڑی خوبی سے مرتب کیا ہے یہ اقوال اپنے فلسفہ و حکمت ثمرت ور وان کے سبب زندگی کے تمام شعبوں پر اس طرح حاوی و ساری ہیں کہ کوئی پہلو تشنہ نہیں رہتا جناب اختر الصدیقی کے تعارف اور مولانا راشد الخیری اور حضرت خواجہ حسن نظامی کے تبصروں کے بعد آپ نے ایک بسیط و پر مغز مقدمہ لکھا ہے جس میں اقوال کے فلسفہ و حکمت اہمیت و مقبولیت اور فوائد کا بیان ہے یہ مقدمہ نفس تالیف سے بھی زیادہ دلچسپ مفید اور پر مغز معلومات ہے۔ یوسف صاحب مستحق مبارکباد ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی کتاب شائع کی ہے جو اس وقت تک اردو زبان میں نایاب بھی یا ان کی کمی تھی یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو عورتوں، مردوں، بچوں، بوڑھوں سب کے لئے مفید اور کارآمد ہے یہ کتاب ہر ایک لائبریری میں رہنی چاہئے۔ اور ہر ایک کو پڑھنا چاہئے۔

زوال غازی

افغانستان میں جو انقلاب برپا ہوا جس کا نتیجہ غازی امان اللہ خاں کی حکومت کے زوال کی صورت میں نکلا اس اہم و عظیم انقلاب کی مکمل تاریخ عزیز ہندی صاحب امرتسری نے قلمبند فرمائی ہے اس کا نام "زوال غازی امان اللہ خاں" رکھا ہے۔

یہ کتاب چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے اور چونکہ صرف انقلاب کی تاریخ قلمبند کرنا پیش نظر تھا اس لئے غازی امان اللہ خاں کی سیاحت یورپ سے اس کتاب کا آغاز کیا گیا ہے اور سفر یورپ کے آغاز و اختتام اور انصرام و انتظام سے لیکر واپسی تک کے تمام حالات اور واپسی سے لیکر انتقال حکومت تک کے تمام واقعات و حالات بیان کئے گئے ہیں اس ضمن میں افغانستان کے مختلف حصوں کی قومی خصوصیات زرعی و تجارتی اور اقتصادی حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور کتاب کے اندر جا بجا سیاسی مسائل پر بحث کی گئی ہے مگر اہم ترین چیز یہ ہے کہ چونکہ جناب عزیز ہندی صاحب انقلاب کے دوران میں افغانستان میں موجود تھے اور دس سال قبل سے وہیں قیام گزیں تھے اور وہاں کی سیاسیات میں عملاً دلچسپی بھی لیتے تھے اس لئے انقلاب اور اس سے متعلق واقعات و حالات کو بہت تفصیل و تحقیق کے ساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ انقلاب کی وجوہ کا اجمالی علم اہل ہند کو دوران انقلاب ہی میں ہو گیا تھا اور بعد میں رفتہ رفتہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہا مگر اس قدر تفتیش اور صحیح علم جو اس کتاب کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اب تک اور کسی ذریعہ سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا یقیناً عزیز ہندی صاحب کی یہ کوشش ہندوستان میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی جائیگی کہ انہوں نے مہیا کی ہے اس انقلاب کے متعلق صحیح و مستند واقعات و حالات ہم پہنچا دیئے جس سے اہل ہند کو گہری دلچسپی رہ چکی ہے اور اب تک ہے۔

جناب عزیز نے اس کتاب میں ایک باب خاص طور پر ہمارے سیاستدانوں کے طرز عمل کے متعلق قائم کیا ہے اور اس میں آپ نے اپنی تحقیق و تجسس کا نتیجہ قلمبند کر دیا ہے کہ ہمارے لیڈروں نے زوال غازی کے اسباب پیدا کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ مگر جناب عزیز نے اس باب میں جو طرز استدلال اختیار کیا ہے اور جو داد موشگافی دی ہے اس سے ہندوستانی لیڈروں کے ذوق یا سیاست کی تسکین نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا علم و عمل جناب عزیز صاحب سے مختلف ہے۔

بہر حال کتاب کی سخت ضرورت تھی اور ہمیں یقین ہے کہ کتاب بہت زیادہ مقبول عام و خاص ہوگی۔ کتاب ملنے کا پتہ:

دفتر زوال غازی ہال بازار امرتسر۔ قیمت زوال غازی سے طلب فرمائیے۔

سورة بني اسرائيل مكية وهي مائة واحدى عشرة آية واثنا عشر ركوعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ①

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ② وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا ③ ذُرِّيَّةَ مَنْ

اردو زبان میں مذہب اسلام کی سب سے زیادہ معلومات کی کتاب

کتاب الاسلام

ہے ہر فرقہ اسلام کا سرمایہ عمل اس کتاب کے ...

[illegible]

معلوم ہوتی ہیں اردو زبان میں تنہا یہی کتاب ... عقلی و نقلی ... اسلامی معلومات ... اردو ہی نہیں کسی زبان کی کتاب ...

... صرف تین مہینے میں ... ہاتھوں ہاتھ نکل گیا ... اور اسکی مبالغہ نہیں ہے کہ آپ ... پڑھنے کے بعد ... معلومات ...

یہ بارہ سو صفحات کی جلد ... سات سال کی محنت ... [illegible]

... سو روپے ... اسلام ... تفصیلات ... [illegible]

... مذہب کی کیوں ضرورت ... مذاہب ... اسلام ... [illegible]

... اسلام ... مسلمان ... [illegible]

اور اسکی صداقت پر ... اعتراضات ... اسلام ... تعلیمات ... [illegible]

ہیں اسلام کی اہم تعلیمات ... اس کتاب میں ... چار سو صفحات ... [illegible]

... اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ... بارہ سو صفحات ... مضبوط ... جلد ... قیمت صرف

چار روپے ہے (للعہ) ... محصول ڈاک ... [illegible]

مزید تعارف کے لئے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اس میں چار صفحات ... مذہب اسلام کے ... نقلی اور عقلی دلائل ہیں ... صفحات ... پڑھنے کے بعد ... مسلمان ... نہیں ہوسکتا ... مذاہب ... اسلام کی حقانیت کا قائل ہوجاتا ہے اور ایسا ہوا ہے۔

باب عقائد اس میں ... مباحث ہیں ... اہلسنت ... بنیادی عقائد ... ایمان کا ... وصفات باری تعالیٰ توحید شرک عرش ... الٰہی کرسی ... اعمال ... نبوت و رسالت انبیائے سابقین ... فضیلت ختم نبوت معجزات ... مسئلہ تقدیر ... حساب ... جنت ... دجال ... مہدی ... اولیاء ... عقائد کا بیان ۵۲۹ صفحات تک ...

باب عبادات اس میں ... مباحث بہت تفصیل سے ہیں تقلید کی ضرورت امام ... فضیلت ... تعریف ... اولیاء اللہ کے حالات ... طہارت کا بیان ... طہارت جسمانی ... وضو کے فرائض واجبات سنن مستحبات اور وضو شکن ... غسل جنابت حیض و نفاس پانی ... تیمم کے مسائل ... نجاست ... طہارت ... نماز ... تفصیل ... نماز کی ترغیب نماز کی فرضیت ... جماعت ... خطبہ ... نماز کے احکام اذان ... فرائض واجبات سنن ... قرأت ...

[illegible]

باب معاملات [illegible]

روزہ کا بیان [illegible]

زکوٰۃ کا بیان [illegible]

باب الحقوق [illegible]

باب اخلاق و آداب [illegible]

باب تصوف و اخلاقیات [illegible]

قیمت مجلد ... للعہ

محصول ڈاک ...

نماز کی سب سے بڑی کتاب

اس کے متعلق زیادہ کچھ بیان کرنا فضول ہے اس قدر کافی ہے کہ آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیں گے جتنے مسائل اس کتاب میں ہیں ۔ نماز کے فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مفسدات، مکروہات، ترغیبات و وعیدات، مدح نماز، وضو، غسل، تیمم، جملہ اقسام کی نماز، روزہ، احکام زکوٰۃ و مسائل حج، آداب مسجد، اذان، اقامت، استغفار و تعلیم و تلقین، ترکیب تکبیر و تکفین، غرضکہ ہر جزئیات نماز بڑی تشریح و بسط سے بیان ہیں اس کتاب میں ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جا بجا شرعیت احکام کی تاریخ بھی بتلائی گئی ہے قیمت [illegible] محصول ۱۲ [illegible]

نماز کی پانچوں کتابیں

یہ کتابیں اپنے موضوع کی حیثیت سے نہایت ہی جامعیت کو مدنظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں ایڈیشن نکل جاتے ہیں ۔ ۱۔ نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب غریب کتاب ۲۔ ترغیب نماز۔ اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی جزائیں اور سزائیں ہیں ۔ ۳۔ نماز دلکی کتاب اس میں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب ہے ۔ ۴۔ نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے ۵۔ عقائد کی کتاب اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے یہ سب کتابیں [illegible] کی ہیں ایک ساتھ منگانے میں مجلد [illegible]

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں ملسکتے ہیں تو صرف رکن دین ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی [illegible] کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو غرضکہ نماز پڑھتی ہے تو یہ کتاب بھی منگا کر ایک مرتبہ پڑھ لینے کی بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ [illegible] ہزار چھپی ہے اڈیشن مصنف نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے ۔ [illegible] صفحات قیمت مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بظاہر خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں آ جائیں گے کہ نماز جیسے انسانوں کی اچھی ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں ہر ضرورت کی علیحدہ نماز بھی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ نماز ہی حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے ایک سید الفیان مصری عالم کی کتاب سر الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ [illegible] صفحات قیمت صرف [illegible]

بڑی تاریخ رسول مقبول صلعم

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان صحت تاریخ خوبی کاغذ صفائی طباعت کے لحاظ سے بہت ممتاز ہے تاریخ عرب سے میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس [illegible] عاشق رسول مصنف نے ایسے اہمانہ انداز میں لکھا ہو کہ اس کا مطالعہ بجد بصیرت فروز ہے [illegible] ہے یوں تو آپ نے رسول مقبول کی سوانح عمریاں پڑھی ہونگی لیکن اس کا مطالعہ آپ کی حیات دینی میں خاص جوش پیدا کرنے کا [illegible] ضخامت ۵۷۶ صفحات قیمت [illegible] مجلد ۱۲ [illegible]

نبیوں کے قصے

حضرت آدم سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانحعمری ہے ۔ بڑی مستند احادیث سے مستنبط [illegible] مضمون نے کتب سابقہ انبیاء کے حالات ظاہر ہے بڑے بڑے معارف پر ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دنیا کی سخت ترین بلاؤں کے مقابلہ میں امت محمدی کی ملکی عبادتوں اور اعلیٰ اجرے عبادت الٰہی کی تشویق ہوتی ہے ۔ اتنی ضخیم کتاب ہے اور ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت صرف ۱۲ محصول ۹ .... کل [illegible]

چھیانوے ۹۶ اولیاء کرام

کے حالات انکی کرامات انکے خوارق انکی تعلیمات انکی اشاعت تبلیغ اسلام ان کے اسرار باطنیہ انکی الوہیت کا انکشاف اس کتاب میں ہیں انکا نام بھی تذکرۃ الاولیاء ہے یہی وہ کتاب ہے جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں جو ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور [illegible] بھی یہ کتاب خدا رسیدہ لوگوں کا مجلی آئینہ ہے بڑی تقطیع کے [illegible] صفحات قیمت مجلد صرف ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۱ کل [illegible]

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے ازواج مطہرات کی سوانحعمری ہے اس کتاب میں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو دشمن رسول کریم کی اتنی ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں ان کا دندان شکن جواب اس کتاب میں ہے حضرت عائشہ اور حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط اور بہت اچھی ہے آخر میں کتاب پڑھنے ہی سے اسکی خوبی معلوم ہو سکتی ہے ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ایسی زندگی نہیں ہے جس سے ان کا امتی بلا استفادہ [illegible] قیمت ۱۲ [illegible]

اسلام کی امتیازی معاشرت

اسلام میں ہر کام جو خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے وہ عبادت ہے خواہ وہ بیوی کی قربت ہی ہو اسکے مسائل کیا ہیں نیز اسلامی معاشرتی و دینی حیثیت بھی معلوم کر لیجئے کہ آپ کا رہنا سہنا، سونا اٹھنا بیٹھنا سب عبادت ہو جائے [illegible] اچھا کھانا پینا بہتر [illegible] شہری بنا ہے مختصر معنوں میں ایک شریف اور اسلامی بن جاتا ہے اس کے اسی کا [illegible] اس کی اہمیت [illegible] اسلام [illegible] قیمت صرف ۱ محصول [illegible] کل [illegible]

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سوچا کبھی کہ اسمیں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ [illegible] معلوم ہوتے ہیں اور اولیاء اللہ کی وہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی حنفیہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اسمیں صرف اعمال ہی ہیں [illegible] صفحات قیمت [illegible] حسن کا ہدیہ مجلد بارہ آنے ہے محصول [illegible]

تازیانہ شیطان

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہے شرح تعوذ یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت کے ساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف میں جسقدر آیات ہیں انکی تفسیر اور مطالب کا بیان، شیطان کی سوانحعمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی شیطنت شیطان مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم تا ایندم اسمیں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جس سے مطلب عام فہم ہو گیا ہے آنحضرت اور صحابہ کے اقوال بیان کئے ہیں [illegible] سے خاص کیفیت پیدا ہو گئی ہے قیمت دس آنے محصول [illegible] کل [illegible]

رسول اکرم

اسلام کی آئندہ بنیادیں استوار کرنی ہوں تو اپنے بچوں کو رسول اللہ کی سوانحیات پڑھائیے اس وقت جو باتیں انکے ذہن نشین ہو جائیں گی وہ مدت العمر راسخ رہے گی قوم کی تعمیر بچوں سے ہوتی ہے اگر آپ اپنی آخرت درست کرنی چاہتے ہیں تو بچوں کا مستقبل درست کیجئے رسول اکرم ایسی سیرت رسول ہے جو بچے باسانی سمجھ سکتے ہیں انداز بیان ایسا آسان اور تمثیلات اتنی سادہ ہیں کہ بچہ بشوق تمام اس کتاب کو پڑھ سکتا ہے اور ذہن نشین کر سکتا ہے [illegible] صفحات قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں سب سے بڑی کتاب جس میں تمام مسائل کے علاوہ عقلی دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت کیا ہے، یہ بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی بارہ سو صفحہ کی مجلد چرمی کتاب ہے اور اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال ایک اڈیشن اس کا فروخت ہو جاتا ہے، اور سند یہ ہے کہ سرحد کے عالم و فاضل دیندار بادشاہ شاہ چترال نے باوجود اردو زبان ہونے کے پسند فرمایا اور متعدد جلدیں اپنے کتب خانہ کے لئے منگائیں. قیمت مجلد چار روپے محصول ڈاک ۱۲

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے، از فقہ اسلامی کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے، امام محمد یوسف خلیفہ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الحقائق کا آسان ترجمہ سلیس مربوط ہے یہ کتاب ام الفقہ کہلاتی ہے اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے ماخوذ ہیں اسمیں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت بیع و شری، لباس، شکار، دیوانی و فوجداری، مذہبی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت غرضیکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو، قیمت مجلد صرف عه

بہشتی زیور مدلل

مجلد چرمی جو نہایت اعلیٰ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے اس کے گیارہ حصے ہیں، حصہ ا ب ت وغیرہ حصہ ۲ وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ ۳ زکوٰۃ حج قربانی حصہ ۴ طلاق نکاح و مہر ولی عدت حصہ ۵ معاملات حقوق، معاشرت زوجین حصہ ۶ اصلاح باطن، تہذیب اخلاق حصہ ۷ اصلاح رسوم شادی و غمی حصہ ۸ نیک بیویاں اور حکایتیں، حصہ ۹ ضروری اور مفید علاج حصہ ۱۰ دنیا کی … حصہ ۱۱ مردوں کیلئے خاص خاص مسائل یہ سب یکجا مجلد ہیں ضخامت ۹۶۰ صفحات قیمت مجلد چرمی دو روپے محصول ڈاک ۱۴ کل عہ

گھر کا مولوی مجلد

یہ پانچ جلدوں کی بے نظیر کتاب جو مولانا محمد سعید صاحب کی مرتب ہے … ساٹھ وعظ ہیں جن میں تمام امراض روحانی حرص، حسد، حب دنیا، تکبر، چوری، تہمت، بدگمانی، بخل، ظلم، غصہ، غمازی، زنا، غفلت غرضیکہ تمام نقائص نفسانی کے متعلق مواعظ … ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات … اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ … اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کرکے ایک ایک بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت …

سچا شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے موثر اور سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اس میں ایک لفظ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت نامہ میں غلو محبت امام حسین میں غلطیاں نظر انداز ہوتی ہیں، مگر یہ اس قدر سچا ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا آپ بلا آنسو بہائے پڑھ لیں تو ہم ذمہ دار ہیں ہر ہر موقعہ پر انیس کے مرثیے لگائے ہیں اور تقریباً ہزار اشعار تو صرف میر انیس کے ہیں. ضخامت چار سو صفحات ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا، قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ۸ کل عہ

الفاروق

کیا مسلمانوں کے اور کیا ہم میں جانتے ہو کہ الفاروق میں کیا ہے؟ اس میں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی زندگی کے مفصل حالات ہیں وہ جلیل القدر صحابی ہیں جنکا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہوا نوشیرواں کی فرضی روایات عدل پر عش عش کرنے والو ذرا اس عادل فاروقی کے حالات پڑھو تب معلوم ہوگا کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے مدعیو ذرا اس جلیل القدر کی شان مساوات تو دیکھو، بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کس طرح غلام سوار ہوتا ہے … بادشاہ کے حالات پڑھو … قیمت صرف ۱۲ …

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھیے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جنکی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں انکے حالات سے بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارناموں مناظروں اور دقیقہ رس مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے، فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ پایہ تھا فن بھی ہے ضخامت ۷۰۰ صفحات قیمت رعایتی مجلد خاص صرف آٹھ آنے ۸

الغزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی امام والا صفا امام محمد غزالی کی سوانح حیات کتاب جس پایہ کی بھی ہو کم ہے اسرار تصوف شریعت و طریقت کی جنگ … آگر دست و بغل ہے امام کا فیصلہ … مقدم ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ … کو عرفان حق نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب جو امام غزالی کے سوانح علمی اور تصوفی … پیش کرتی ہے یہ کتاب باوجود … قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی چھ آنے محصول ڈاک … کل بارہ آنے

حیات مولنا روم

اسلام کے اس صوفی متکلم نے جیسے عرفان کے دریا مثنوی کے ایک ایک شعر سے بہائے ہیں اس سے تو وہی لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے شرح مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے لیکن ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں علامہ شبلی مرحوم نے بہت ہی تحقیق و تدقیق کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں حقیقت میں عارفانہ ہستی آپ کی لائف بھی ہویدا ہے سوانح حیات کے ساتھ قابل مصنف نے مثنوی کا جید اقتباس بھی لیا ہے قیمت اصلی عہ رعایتی چھ آنے محصول ۶ کل …

تصوف کے تین شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں برگزیدہ شاعروں نے جو اسلام کی تاریخ کی خدمت کی ہے وہ سب پر ظاہر ہے یہ شاعر ہی نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء میں تھے علامہ شبلی نے ان تینوں کی مبسوط سوانح حیات قلمبند فرمائی، جو مستند ہونے کے لحاظ سے کسی شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی، تینوں کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہے، علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہیں، ہر ایک کی قیمت تین آنے ہے اور تینوں جلدیں ۸ … محصول ڈاک ہر جلد کا … اور سب کا …

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اسلئے آپ کتاب توبہ منگا کر پڑھئے اس سے آپ کو توبہ کی حقیقت، توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کی ضرورت، توبہ کا عملی ثبوت، توبہ کے بعد کی حالت توبہ کیوں کی جائے، توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائینگی مرنا بہرحال ضرور ہے پڑھیگا اس کتاب کو پڑھکر اور اس پر عمل کرکے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے قیمت … محصول ڈاک ۴ کل ایک …

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنا ہر انسان کو … ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ معلومات اس کتاب میں ہیں، مختصر فہرست مضامین یہ ہے، فلسفہ روح، فلسفہ … حقیقت موت، شہادت، سکرات الموت، جسم کا … حضرت آدم کی وفات، … علیین، سجین، ابرار مقربین، خاتمہ … عالم برزخ، عذاب قبر … وغیرہ …

صابر بیبیاں

مولفہ آثار سید حضرت مولانا مولوی احمد صاحب مکتبہ کی تازہ تصنیف ہے، مولف ممدوح نے اس کتاب کو لکھکر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے انکی خانگی زندگی بہت بے چین گزرتی ہے اسمیں حضرت آسیہ حضرت مریم اور ام المومنین کے علاوہ صد ہا دیگر خواتین کے صبر کے حالات ہیں اس سے عورتوں کو حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزاروں مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھائے تو اس کے گھر کی بہت سی خامیاں دور ہو جائیں۔ ۲۲۴ صفحے مجلد ۱۲ محصول ۷

مبلغ اسلام دو عورتیں

خالدہ خانم ترکی کی مشہور خاتون جس نے پچاس آدمیوں کی ایک انگریز مجلس میں مشنریوں سے مناظرہ کرکے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا اور بھرے جلسہ میں پادریوں کو زبردست شکست دی بہت ہی دلچسپ کتاب ہے قیمت ۸

ساوتری ایک ہندو خاتون کا قبول اسلام اور اس نے ہر طرح سے قبول اسلام کیا کہ دنیا دنگ رہ گئی اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو بہت سے مسلمانوں سے نہ ہو سکی قیمت ۸ آنے یہ دونوں کتابیں دیگر مذاہب پر اسلام کی فوقیت معلوم کرنے کیلئے بے نظیر ہیں پہلے انکی قیمت سوا روپیہ تھی اب صرف ایک روپیہ محصول ۷

بیویاں اور رانیاں

سلطان شاہان ہند کی بہادر خواتین جن کا ذکر بہت کم تاریخ ہند میں ملتا ہے اس کتاب میں چیدہ چیدہ شاہی بیگمات اور شہزادیوں کے حالات ہیں جو اپنی اپنی جگہ کسی مخصوص شہرت کی مالک تھیں ان میں حسین ترین بیبیاں بھی تھیں اور شاعرہ اور ادیبہ بھی جری اور وطن دوست بھی اور عصمت و عفت کی پیکر بھی اور وہ ماہ پارے بھی ہیں جن کی چاندنی صورتوں پر سلطنتیں اور امراء بھی قربان ہو گئیں بڑی دلچسپ اور مسرور لٹریچر کی کتاب ہے قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۷ کل عہ

اندلس کی شہزادی

جب اندلس کی مسلم حکومت نصرانی طاقتوں سے نبرد آزما تھی اور عیسائیوں نے متحد ہوکر اس وقت یہاں کا کیر کرم تھا کہ وہ اپنے دین کی دشمنی میں کوشاں تھے اور جب ایک دوسری سلطنت اس پر حملہ آور ہوئی تو انہوں نے دین کی خاطر اپنی جان قربان کر دی جہاں اپنے سالار موجود تھے وہاں ایک چیر دامن ہستی تھی اندلس کی جان بچالی یہ تاریخی افسانہ ہے دلچسپ لٹریچر ہے کیونکہ مولانا راشد الخیری مدظلہ کی بہترین تصنیف ہے قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱۴

چار تعلیم نسواں مجلد

عورتوں اور بچیوں کیلئے بے نظیر اخلاقی اور مذہبی کتابیں

۱۔ اللہ پاک کی صفتیں اور نعمتیں پیغمبروں کے حالات مقدس عورتیں مشہور خواتین ۲۴ صفحات

۲۔ اللہ کے احسانات نبیوں کے قصے مقدس دنیا اور مکارم نیک عورتوں کی خصوصیات مذہبی

۳۔ ایمان اسلام قرآن موسم کے حالات زمین سے اگنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۴۸ صفحے

۴۔ تعلیم طریقہ زندگی، لباس زیورات اور دیانت صحابیات کا طریق زندگی، یہ چاروں کتابیں ۲۵۶ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں، قیمت صرف دس آنے محصول ۶

پانچ مقدس ہستیاں

۱۔ سرور الانبیاء یعنی رسول کریم کی سوانحعمری آسان زبان میں دلچسپ انداز بیان میں ۴۰ صفحے

۲۔ صدیق یعنی رفیق رسول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق کے حالات نہایت مختصر ۳۲ صفحے

۳۔ فاروق اسلام حضرت عمر فاروق کی پر شکوہ زندگی کے دلچسپ حالات عورتوں بچوں کی سمجھ کے موافق

۴۔ جامع القرآن عورتوں اور بچوں کی ذہنیت کو ملحوظ رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے ہیں

۵۔ شیر خدا یعنی حضرت علی اور حضرت فاطمہ کے حالات ان مبارک ہستیوں کے متعلق یہ پانچوں کتابیں ایک جگہ مجلد ہیں ۱۶۸ صفحات قیمت ۱۲ محصول ۶

دہلی کا دستر خوان

قیمت ۸

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین کتاب کس قدر جلد مقبول ہوئی کہ حیرت ہوگئی دہلی کا دستر خوان وہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جسے چھوٹی چھوٹی بچیاں، نافہم عورتیں بھی آسانی سے کم داموں میں اچھے کھانے کھا لیتے ہیں اور پکا لیتے ہیں یہی وہ کتاب ہے جو ہندو اور مسلمانوں میں مقبول ہے اور بڑی تعداد میں فروخت ہو رہی ہے اس میں باورچیخانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ اور کھانا پکانے کا ہر طریقہ بھی بتلایا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب ہر خاندان کی تجویز کا جزو لازم ہے قیمت صرف ۸ محصول ۶

مکمل باورچی خانہ

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب ۴۰۰ صفحے کی ضخامت جس میں ۵۰ وضع کی روٹی ۷۰ وضع کے سالن ۲۱ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی ۵۰ قسم کی ترکاریاں بیسوں وضع کے اچار مربے چٹنیاں اور تنکریاں ۲۰ وضع کے انگریزی کھانے اس کے علاوہ اکثر ایسی اطریفل چٹنیاں، نمک سلیمانی اور اسرت دار وغیرہ جن کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے علاوہ ازیں بیماروں کے کھانے ہر مذہب کے لحاظ سے اس میں درج ہیں قیمت مجلد صرف بارہ آنے محصول ڈاک ۹ کل ۵

شاہ جیلاں

یا گیارہ مجالس یہ حضرت غوث الاعظم کی ایسی سوانحعمری ہے جو علامہ سید نذیر الحق مولف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کے پوتے ہیں اس لئے یہ مجالس بڑی مستند ہیں ۱۔ فضیلت غوثیت ۲۔ پیدائش ۳۔ رکنیت و فوقیت ۴۔ حلیہ مبارک لباس اور خلق ۵۔ آپ کا تحصیل علم سیاحت مجاہدات ۶۔ آپ کا طریقہ ۷۔ آپ کی فضیلت و بزرگی تمام اولیاء پر ۸۔ تعلیمات غوث الاعظم ۹۔ کرامات غوث اعظم ۱۰۔ آپ کی عبادت ۱۱۔ آپ کی ازواج۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ۶ کل ۱۲

سیرت نظامی

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا قدس اللہ سرہ کی ابتدا سے انتہا تک کی مکمل سوانحعمری۔ آپ کے والدین اور آپ کی پیدائش، تعلیم، ارادت، فقر و مجاہدہ، فتوحات اور سخاوت واقعات لنگر خانہ، بندگان خدا پر شفقت و عنایت، ارشاد و تلقین، اسرار و نکات اور اوراد و وظائف وغیرہ کا مفصل بیان ہے نیز آپ کے اکابر خلفاء اور تمام خواجگان چشت اور آپ کے ہمعصر شاہان دہلی کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں اور علامت آسانی کے لئے مفصل حال ۹۰۔ ۱۲ صفحات مجلد ۱۲ محصول ۷

کفرستان کے ۳ ولی

۱۔ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی پیدائش ہندوستان میں آمد تبلیغی سرگرمیاں کرامات جادوگروں سے مقابلہ دشمنوں کی ذہنی شکست

۲۔ سیر بابا فرید گنج شکر آپ کے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت تبلیغ کرامات کا ظہور اور حیرت خیز حالات۔

۳۔ سیرت صابر کلیری آپ کے ابتدائی حالات مجاہدات، مرشد کا لنگر تقسیم کرنا اور خود بھوکا رہنا صابر کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف تشریف لیجانا اور جلالی کرامات کا ظہور تینوں کی قیمت صرف ۸ محصول ۶

خاتمۂ تصوف

مسائل طریقت کا فتاویٰ، سلوک و معرفت الٰہی کا رہنما اور اس تمام تعلیم کا مجموعہ جس کی بجا آوری سے شاد و مراد ہو کر اولیا اللہ میں شامل ہونے کیلئے ضرورت ہے جو باتیں کہ سالہا سال مرشد کامل کی خدمت کرنے سے حاصل ہوتی ہیں اور جو اولیاء طریقت بزرگان دین کے ارشادات ہیں وہ سب اس کتاب میں تحریر ہو گئے ہیں ابتدا سے انتہا تک تعلیم تصوف کا بیان ہے اور آخر میں مسائل اذکار و مراقبات بھی شامل کئے گئے ہیں، تصنیف حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز مترجمہ مولانا ۔۔۔ قیمت ۸ محصول ۶

عورت بالتصویر

پہلوؤں کی سیج پر حسن کی رعنائیاں دیکھنے سے کیا مجبور از کے تمام پوشیدہ رازوں سے واقف ہو جائیے اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ جب آپ کتاب عورت کا مطالعہ کر لیں جو نسوانی زندگی کا مکمل فوٹو ہے عورت کے پوشیدہ اعضائے جسم عورت کی فطرت اور عورت کی تربیت عورت کے باغ حسن کی خوشہ چینی غرضکہ عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں نہ ہو اس کتاب میں ۵۲ سنو کے قریب نگین فوٹو بلاک اور قلمی تصویریں ہیں بہت ہی مقبول کتاب ہے قیمت صرف ۱۲ محصول ۰/

کیف مواصلت

دنیا نے لطف و مسرت و لذت و کیف میں لاثانی چیز ایک مرد اور جوان عورت کے لئے عورت سے مواصلت ہے اور یہی وہ کیفیت افزا امر ہے جس پر دنیا کی بقا کا دار و مدار ہے یوں تو فطرت کی بسیط دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو فطرت کے قانونی طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کرتے رہتے ہیں لیکن یہ زندگی تو جانور بھی گذار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف بہار شعبہ حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو دوسرے ذی حیات عالم سے ہے یہ کتاب مواصلت کے اس درجہ پر پہونچا دیتی ہے جہاں لذت ہی لذت ہے۔ قیمت ایک روپیہ

بہار شباب

صنفی کتابوں میں جس سلوب بیان کو اختیار کیا ہے وہ جذبات کی ہیجانی ہے یہ چیز مطالعہ کے لئے تو ہو کتنی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اصل فائدہ اس پروگرام کے ماتحت ہے جس کے تحت میں کہ انسان جوانی دیوانی کتابوں میں لیکر یہ چاہتا ہے کہ یہ بالذات قائم ہو جائے بہار شباب میں ایسا ہی انتظام ہے جوانی کا کیف انگیزی اور اس کو دوام کرنے کیلئے بڑے بڑے مجرب قاعدے، طریقے، نسخے، ہدایات حفظ ما تقدم کی ہزار ہا باتیں ہیں اور عورتوں کی اندرونی کیفیات کو معروں پر آئینہ کر دیا۔ متعدد عریاں فوٹو بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۶/

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کے لئے تیار ہوا تھا ہے اس کتاب میں جو جمع الشیخ نے لذت کے سر چشمہ عورت کو ایسے انداز میں پیش کیا [illegible] آدمی کے ذہن [illegible] کے پلنگ ہی [illegible] ہو نہیں ہو [illegible] اور اسی طرح مردی کو [illegible] کرنے کے نسخے [illegible] ہزاروں کر [illegible] علاج کے سلسلہ میں ہدایات و مثل جو بیان ہوئی ہیں ہزاروں مجربات سے زیادہ مقوی ہیں۔ قیمت ۲ روپیہ محصول ۰/

کشمیری کوک شاستر

یعنی مجربات بوعلی سینا بالتصویر یہ کتاب جس میں نیچ انرمیں بوعلی سینا کے زود اثر اور مجرب نسخے جنکی مدت سے لوگ تلاش میں تھے بہت ہی تلاش و جستجو کے بعد حاصل کر کے اردو میں شائع کر دیئے گئے ہیں اگر آپ ہمیشہ جوانی حاصل کرکے عیش کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں اگر آپ چاہتے ہوں کہ آپ اپنے فریق ثانی پر لطف و مسرت کی زندگانی پر ہمیشہ غالب ہیں اور وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہے تو اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل کیجئے بہت سی تصویریں بھی ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ محصول ۰/

برتھ کنٹرول

عورت کی شباب آفریں لذت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جبکہ تم اسکے حسن جمال کے خزانہ کو محفوظ رکھنے کا راز سمجھ لو اور اولاد کی کثرت سے نہ صرف ملکہ حسن کے باغ جمال پر خزاں چھا جاتی ہے بلکہ غریب والدین سے نئے ان کی پرورش سوہان روح ہوتی ہے اور انسان ازدواجی ذوق و لذت سے محروم ہو جاتا ہے برتھ کنٹرول ایک حیرت انگیز علمی کتاب ہے جس کو پڑھنے کے بعد تمہارے سامنے زندگی کی ایک بڑی حقیقت بے نقاب ہو جائیگی اور یقین کے ساتھ اولاد کی پیدائش تمہارے لئے اختیاری ہو جائیگی۔ قیمت صرف ۱۲ محصول ۰/

شب نامچہ عروسی

ایک ست شباب دوشیزہ کا روزنامچہ ہے اور سہاگ کی چند راتوں کا وہ سرشار اور کیف انگیز الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے لگتے ہیں یہ صرف چند نشاط افزا الفاظ کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ازدواجی مسرتوں کے پوشیدہ راز اسی کتاب میں ہیں اتنی دلچسپ اور صنفی معلومات سے پر شاید ہی کوئی کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں لٹریچر کے پرکیف کینٹوں کے ساتھ ساتھ کیا رہ عکسی فوٹو بھی ہیں، تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی پر کیف ہوں۔ قیمت صرف ایک روپیہ محصول ڈاک چھ آنے کل ایک روپیہ چھ آنے۔

دوشیزہ کی بہار

دوشیزہ جب جوانی پر آتی ہے تو اس کے جذبات کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا جو طلوع شباب کے نام مشہور ہے اس میں وہ وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کرکے ششدر رہ جائینگے ایک نوجوان جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کرے گا تو پھر یہ اجتماع لذت ذوق کو ایک ایسے سرے کا دیوانہ بنانے کی پالیسی وابستگی ہوگی جو دانت ٹوٹنے اور کمر جھکنے تک متزلزل نہ ہوگی۔ قیمت صرف بارہ آنے محصول ۶/

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب یعنی ایرانی کوک شاستر کا مطالعہ کیجئے جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ شباب کو عرصہ دراز تک کس طرح قائم رکھ سکتے ہیں، عورت کے تاثرات کیا ہیں حسن ملکہ سے کیونکر لطف اندوز ہونا چاہئے گل زار شباب کس طرح وقف خزاں ہوتا ہے شباب کی دلچسپ ہولی زیوی کس طرح ملتی ہے عورت سے عورت مرد سے مرد اگر اپنی خواہش پوری کرے تو کیسے خطرناک نتائج پیدا ہوتے ہیں لذت شباب میں مرجھائی ہوئی شباب کو حیات تازہ بخشنے کیلئے صدہا مجربات بھی ہیں، فوٹو بلاک بھی ہیں۔ قیمت ایک روپیہ محصول ۰/

سولہ دلہنوں کی کانفرنس

اور سہاگ کی راتوں پر ہر ایک کا جداگانہ تبصرہ جوانی دیوانی کی بے باکیوں کی تصویریں۔ اور حسن عالم آشوب یہ متحرک مرقع جب آپ بیتی کہہ رہی ہوں تو انہیں کس قدر خوبیاں ہونگی یہ لطف یہ کہ یہ سب مطالعہ کی عیاشی نہیں ہے بلکہ ہر فقرہ کام کا اور ہر تقریر عبرت خیز ہے صنفی کتابوں میں اس کتاب کا درجہ اس لئے بلند ہے، کہ اس میں عورتوں کی زبان سے ان کے دلی مدعا کا اظہار ہے۔ اور عورتوں کے انداز تقریر میں جو جاذبیت ہوتی ہے وہ اس کتاب میں کمل ہے ۲۲۲ صفحات قیمت صرف ۸/ محصول ۶/

افشائے راز پنہاں

اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب اور ایسی عجیب و غریب کتاب ہے اس دلچسپ موضوع پر شاید ہی کوئی کتاب سنی بھی نہ ہوگی اس میں دو ہزار دو سو کنواری اور بیاہی عورتوں کے نفسانی خواہشات کے حالات خود انکے قلم سے امریکہ کی ایک سنکی عورت نے یکجا کرکے کتابی صورت میں پیش کئے اور امریکہ میں ایک ہلچل مچا دی اب اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے خدا جانے کب تک یہ لوگوں کے مطالعہ میں رہ سکے ہو تب بند ہونے کا خطرہ ہے اس لئے جلدی منگا لیجئے۔ قیمت ایک روپیہ چار آنے محصول سات آنے کل ایک روپیہ گیارہ آنے۔

محبت کے پیغام

عاشق و معشوق کے خطوط یعنی شراب محبت میں ڈوبی ہوئی کتاب ان دلچسپ اور محبت کے لبریز خطوط کا لکھنا سکھاتی ہے جو سچے عاشق شوہر اپنی بیوی کو اور بیوی اپنے شوہر کو عالم محبت میں لکھنا چاہتی ہے ہر ایک خط افسانہ کی طرح دلچسپ اور محبت کا لبریز ہے ہر جملہ میں محبت کی داستان پوشیدہ ہے دو فوٹو بلاک بھی زیب قصا دیکھیں بہت مقبول کتاب ہے جس کے معنی آفریں اور سحر نگار دش نے ہزاروں بھٹکے ہوئے شوہر بیوی کے دل جوڑ دیئے۔ قیمت صرف آٹھ آنے محصول ڈاک ۴/ کل ۱۲/

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ
استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک
نہ ہو تو اسکو ترک کر دیا جائے اسمیں شیخ محی الدین ابن
عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اسکے
علاوہ قرعۃ الانبیا فالنامہ پیغمبران فالنامہ اولیائے
کرام فالنامہ غوث الاعظم، فالنامہ دیوان حافظ
فالنامہ مثنوی شریف شامل کر دیا ہے۔ فالنامہ
بہت ہی مقبول ہے اسکا استعمال سے ٹھیک
جواب ملتے ہیں جو شاید اور فالناموں میں نہ ملیں
اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے۔ قیمت صرف
۸ محصول ڈاک ۶ کل چودہ آنے (۱۴)

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے
کیلئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپکے
گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتانے والا نہیں ملتا
اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ کامل
ایسا ہو جو صحیح تعبیر دیکے یا خواب کے مضر و مفید اثرات
معلوم کرنا چاہیں تو معلوم کر لیں یہ خواب کی
کتابوں میں نایاب ہے، اسمیں خواب کی قسمیں قابل
اور ناقابل تعبیر خوابوں کے اثرات پیٹ کی
خرابی، تخیلات کا اثر اور فلسفہ خواب کے عمدہ
مضامین ہیں۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ چار
آنے محصول ڈاک سات آنے کل ۱۱؎

تسخیر القلوب

کیا کوئی دل ہے جس کو آپ قابو میں لانا چاہتے ہیں کوئی
دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو
بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو
کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ
اس پر قابو حاصل کر لینگے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب
منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اسکے عامل بنیں احباب
کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا آقا اور افسر کو
پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرنا اس
کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے، یہ ایک نہایت
دلچسپ اور عجیب و غریب کتاب ہے ہزارہا فروخت ہو چکی
ہے قیمت صرف ۸ محصول ڈاک ۶ کل ۱۴

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہانگشت جب سب
مایوس ہو جاتے اور دنیا کے اسباب
پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع
اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی
کا آخری ذریعہ ہے یہیں سے وہ شاہ
مجموع الشاہ اور شہنشاہ زمان سب
ہوتے ہیں فقرا کی کرامات اپنی
ہیں انمیں بہت خصوصیت مخدوم
جہانگشت کے وظائف کو ہے کیونکہ
نایاب ہیں اور مخدوم نے جو
کرکے لکھے ہیں قیمت صرف ۱

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجرب کی مخصوص ترکتاب جو ہر عامل کیلئے
تیرہدف ہیں اسکے پانچ حصے ہیں اور ایک سی
جگہ ہیں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ اور
سورہ یاسین کے مجرب عمال و نقوش ہیں حصہ
دوم میں اسمائے باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن
شریف کی ہر سورہ کے عمال و خواص ہیں حصہ سوم
میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال و اوراد میں حصہ
چہارم اذکار کیلئے مخصوص ہے جس میں تمام فرقوں کے
خواص ہیں پانچویں حصہ میں اشغال ہیں اور آخر
میں متفرق نقوش ہیں بڑی مجرب کتاب اور پچاس
سال سے مقبول ہے قیمت ۱۰ محصول ۷

زیارت رسول کریم

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کو کونسا امتی
ہے جو شیدا نہ ہوگا لیکن بہت کم وہ لوگ ہیں جو
سعادت زیارت حبیب سے مشرف ہو چکے ہونگے
خوشا نصیب و زہے طالع حضرت مولانا مولوی
احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا
اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت نبی
کا طریقہ عام کر دیا اور درود شریف کے وہ وہ
اوراد و وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت
حبیب یقینی ہو جاتی ہے چنانچہ اسی نام سے
حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں
درود شریف کی برکات، سعادت اور فضائل ہیں قیمت

کنز الحسین

قیمت صرف ۱۲؎ محصول ۱۰

اس کتاب کا نام ذلت وارین بھی ہے یہ اعمال و اوراد
و نقش و تعویذ کی بہت بڑی کتاب ہے ۴۴۰ صفحے
کی ضخامت ہے تصنیف سید غلام حسین صاحب
رمال و عمل نجوم و ماہر علوم سماوی ہزاروں کام
کی چیزیں ہیں چند باب یہ ہیں باب اول اسمائے
الٰہی کے اعمال و اوراد تعویذات اور زکوٰۃ، باب دوم
کلام اللہ کی آیات و خواص کا بیان مفصل باب
سوم نقشیات عملیات اور نقش پر کرنے کا طریقہ
باب چہارم عزیمت دفع آسیب مجرب عملیات باب پنجم
ساعات کیفیات اور طریقہ زکوٰۃ و کیفیات پرہیز
باب ششم سفلی علاج اور انکی کرامتیں حب و بغض۔

عملیات باد...

اس میں حضرت خواجہ خواجگان خو...
کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد...
مرادوں پوری ہوجانے گی یہ کتاب
کوشش سے بصرف کثیر مستند قلمی کتب
ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل
و بخارا سے منگائی ہیں اس میں وہ ا...
وہ اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقش...
پاس خود جان کی طرح رکھتے یہ کتاب
باطنی خوبیوں سے اتنی مرصع ہے
کوئی کتاب اس کے مقابلہ میں آ...
صرف ۸ محصول ڈاک ۶ کل

ملفوظات خواجہ اجمیری

ابتدا میں ملک الملک سلطان الاولیا خواجہ
معین الدین اجمیری کی سوانح حیات، اس کے
بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لائف
ہے اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے تعلقات
کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا ذکر نامچہ ہے جس میں
خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند
ہوئے ہیں یا یوں کہئے حضرت خواجہ بزرگ کے ملفوظ
مقالات ہیں اسمیں عجیب و غریب حقایق ہیں جو خاص
عبادات کے متعلق ہوئے و نکات ہیں کہ وجدانی
کیفیت پڑھتے پڑھتے طاری ہو جاتی ہے صفحات
۴۰ صفحات قیمت صرف ۶ محصول ۶

حضرت ابوذر غفاری

عشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی
حضرت ابوذر غفاری کے حالات کون سا عاشق
رسول ہے جو مطلع نہیں ہونا چاہتا یہ اس جید
صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے نام امت
رسول کریم نے اشہتے ۹۶ صفحے کی کتاب ہے اور
موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند
کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز
سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک ولولہ
انگیز ٹکڑا ہے خلافت راشدہ کے بہت سے
اہم واقعات بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوتے
ہیں۔ قیمت چھ آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱۲

تاریخ مکہ معظمہ

یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام
وکمال حالات معلوم ہو جاتے ہیں یہ سیل وادی
غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ
کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے ہر
مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے
اسکو قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری
ہے اس کتاب میں تاریخ حج و مناسک حج وغیرہ
کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ فاران
صفا و مروہ احنا، چاہ زمزم ابواب مکہ اور
ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں قیمت صرف
ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک ۶ کل ۱۴

تاریخ مدینہ منورہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و
دنقشہ خلافت روضہ و مسجد نبوی کونسا
جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ
پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان
حضور سے محبت ہے اپنے شہر مدینہ کے تا...
پڑھنے کا شوق ہوگا لہذا ہم نے مستند
مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات
لیکر یہ کتاب تیار کرائی ہے جو...
مبارک کی لیکر موجودہ سلطان...
حالات تک ہر بہت مقبول کتاب ہے

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مسئول عبدالحمید خان

تفسیر بیان القرآن

مفسرہ افضل المفسرین حضرت مولانا و سیدنا شاہ اشرف علی صاحب محدث تھانوی
ہاتھ لگا ہے، آپ ہی کے لیے جد و جہد کی ہے۔ اردو زبان میں بہترین
حاصل کرنیکا ایک نادر موقعہ بارہ جلدوں میں صرف تیرہ روپے کا منی آرڈر بھیجکر ریل کے ذریعے [illegible]
صرف ۲ نقصان ہے اور سات روپے کا فائدہ، اگر مل گئی تو بیس روپے کی بجائے تیرہ روپے میں [illegible]
ہو جائے گی، اور نہ مل سکی تو روپے واپس ہو جائیں گے اسمیں ۲ منی آرڈر ضائع ہو جائیں گے [illegible]
نہیں بتلا سکتا۔ صرف اتنا بتلا دیتا ہوں کہ پھر اس قیمت پر نہ مل سکے گی۔ میرا کچھ فائدہ نہیں [illegible]
ہی فائدے کے لیے اعلان کر رہا ہوں۔ ہاں یہ بھی بتلا دوں کہ اس کا امکان زیادہ سے زیادہ ایک [illegible]
تک ہے، ہم کا منہ نہ دیکھے گا۔ کبھی خط و کتابت میں وقت نکل جائے۔ بالکل نادر موقعہ ہے

مینیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

[illegible]

مولوی دہلی

جلد ۲۰ | بابت ماہ شوال المکرم سنہ ۱۳۵۳ ہجری | نمبر ۴

خطبہ

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونؤمن به ونتوكل عليه ونعوذ بالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له ونشهد ان محمدا عبده ورسوله وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله واصحابه وبارك وسلم

اما بعد۔ حمد و ثنا بیان کرتا ہوں اس قادر مطلق خدائے رب العزت کی جس نے ہم کو ہستی کا اعتبار بخشا اور انسانیت کے شرف سے سرفراز فرمایا اور عقل و خرد کی روشنی عطا فرمائی اور ہدایت و ضلالت کی کھلی راہیں متعین فرما کر ضلالت سے بچنے اور رشد و ہدایت اختیار کرنے کی نہ صرف صلاحیت مرحمت فرمائی بلکہ انبیاء و رسل بھیجکر صراط مستقیم پر گامزن ہونے کے لئے تمام آسانیاں اور سہولتیں مہیا فرما دیں۔

اور درود و سلام بھیجتا ہوں خاتم رسل ہادی سبل سید المرسلین محمد عربی پر جنہوں نے اللہ کا پیغام صاف اور غیر مشتبہ طریقہ پر اہل دنیا کو آخری مرتبہ پہنچا دیا اور جس کے بعد کسی کے پاس کوئی حجت اور کوئی برہان باقی نہ رہی حق و صداقت راستی و ہدایت کا راستہ بالکل واضح طریقہ پر بتلا دیا کہ اب سوائے سرکش اور متمرد انسانوں کے کوئی شخص یہ عذر نہیں کر سکتا کہ صداقت کا راستہ مشتبہ تھا اور حق کی روشنی صاف نہیں تھی اسلئے ضلالت کے گڑھے میں گر پڑا۔ نبی امی نے ایسے روشن طریقہ پر صراط مستقیم کی طرف رہنمائی فرما دی ہے کہ کوئی سعید روح اس تک پہنچنے میں کسی قسم کی کوئی دقت اور دشواری محسوس نہیں کر سکتی۔

برادران اسلام خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرو کہ رجب شعبان رمضان اور شوال کے مبارک مہینے خیر و خوبی کے ساتھ ختم ہوگئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں ان مہینوں کے اندر زندہ رہنے کی مہلت عطا فرمائی مبارک ہیں وہ لوگ جن کو ان سعادت و فلاح بداماں مہینوں میں کسب سعادت کی توفیق نصیب ہوئی اور سعید ہیں وہ لوگ جو ۔۔۔۔ اپنی طہارت و پاکیزگی کے لئے ان لمحات مبارک میں اشغال حسنہ و اعمال خیر میں مشغول رہے اور اپنے دامن خیر و فلاح سے بھر لئے اور افسوس ان بدبختوں پر جن کی آنکھیں ان ایام مبارک و مسعود میں بھی نہ کھلیں حالانکہ ان مبارک ایام میں شیاطین پابزنجیر تھے جہنم کے دروازے بند اور جنت کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور خدائے رحمن و رحیم اپنے بندوں پر ہر زمانہ سے زیادہ مہربان تھا رحمت الٰہی اور مغفرت نامتناہی کا سمندر جوش میں تھا عصیان و ذنوب [illegible] تھی اور طاعت و عبادت کے کھوٹے سے کھوٹے سکے کی قیمت [illegible] لوٹ میں سکہ [illegible] تھے

اور صد حسرت ان محروم نصیبوں پر جن کے دامن عمل ان مبارک ایام میں بھی خالی پڑے رہے اور حسن عمل کی کوئی جنس ان کے حصہ میں نہ آئی۔

برادران اسلام اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نگاہ احتساب ڈالیں اور اپنے اعمال کا جائزہ لیں کہ کس طرح ایام سعادت و فلاح کو ہم نے گذارا اور کیونکر ان ایام میں زندگی بسر کی تاکہ اس احتساب لمحات سے ہم کو آئندہ کے لئے حسن عمل کی توفیق عطا ہو جائے اور ہم اپنا مستقبل پسندیدہ طور پر بسر کر سکیں جس سے سعادت و فلاح دارین حاصل ہو ہمیں اپنی زندگی کے ہر ایک حصہ پر نگاہ احتساب ڈالنی چاہیئے کہ گذشتہ ایام ہم نے کس طرح اور کن اشغال میں بسر کئے کتنا وقت ان کاموں میں خرچ کیا جو موجب نجات اخروی ہیں اور کتنا وقت محض کسب دنیا کے لئے صرف کیا اور کتنا وقت اس طرح ضائع کیا کہ نہ کچھ دین کے لئے کمایا اور نہ دنیا کے لئے اور اس امر پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ جس غرض سے جو کام کیا آیا وہ بحسن و جوہ انجام ہو پایا یا ایسے طریقہ پر انجام دیا کہ اس سے وہ مقصد حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

مثلاً جن لوگوں نے ہم میں سے روزے رکھے اور تراویح ادا کیں مساجد میں معتکف ہوئے یا زکوٰۃ ادا کی اور خیرات و صدقات تقسیم کئے انہیں ان اعمال حسنہ کی توفیق پانے پر اللہ کا شکر و سپاس ادا کرنے کے ساتھ اپنے ہر ایک عمل کو صدق و اخلاص و للہیت کی میزان میں تولنا چاہیئے اور اللہ اور اس کے رسول نے ان اعمال حسنہ کیلئے جو آداب و قوانین مقرر فرمائے ہیں اس کی کسوٹی پر کسنا چاہیئے اور پھر دیکھنا چاہیئے کہ کہاں تک ٹھیک اترتے ہیں کیونکہ ہر ایک عمل کا حسن جس کا انحصار حسن نیت اور اخلاص و للہیت پر ہے اور بقدر حسن نیت جزا ملتی ہے کیونکہ انما الاعمال بالنیات حدیث صحیح ہے۔

روزہ کا امر اس لئے فرمایا گیا ہے کہ ہم متقی و پرہیزگار بنیں [illegible] ہمیں اپنے روزوں کو اسی کسوٹی پر کسنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر اتقاء و پرہیزگاری ہم میں پیدا ہوئی اگر ہم بہ نسبت پہلے کے رمضان کے روزوں کے بعد زیادہ متقی و پرہیزگار ہوگئے ہیں تو سمجھنا چاہیئے کہ روزوں کا مقصد ضرور حاصل ہوا اور اللہ رب العزت کے یہاں ہمارے روزے ضرور مقبول ہوں گے اور ان کا اجر ضرور ہم کو ملیگا اور اگر ہمارے اندر پرہیزگاری کا کوئی جذبہ پیدا نہیں ہوا اور خوف الٰہی ہمارے دلوں میں پیدا نہیں ہوا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارے روزے محض فاقہ ہی تھے [illegible] پہچان تو روزوں کی مقبولیت کی یہ ہے کہ آیا ہم اپنی زبان اپنی آنکھ اور اپنے کان اور اپنے ہاتھ کو تمام معاصی سے دوران صیام میں روکنے پر قادر ہو سکے ہیں یا نہیں اگر ہم اپنی زبان آنکھ کان ناک اور دست و پا کو بھی ہر ایک قسم کی معصیت سے روکنے پر قادر ہوگئے ہیں تو کوئی شبہ نہیں کہ روزے کے آداب ہم نے پورے کئے اور ممکن ہے کہ اللہ رحمن و رحیم اس کا [illegible] یقیناً آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ اس کی جزا مزید عطا فرمائیگا اور اس دنیا میں بھی اس کا یہ اثر ضرور مرتب ہوگا کہ [illegible]

دوسرا احتساب یعنی نور ایمان نفس کی ملکا ضرور ڈوڈ کر رکھ دیگا اور ہماری زندگی کے تمام گوشوں میں جس قدر بھی کھوٹ ہے گا سب بتلا دیگا اور جس کی جگہ جو صلاح کی ہے ظاہر کر دیگا لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا جب ہم اس قصد و ارادہ سے ملیں اور اگر ایک دفعہ اس میں کامیابی نہ ہو تو دوسری دفعہ عزم راسخ کے ساتھ کوشش کریں انشاء اللہ ضرور فتحیاب ہوگا اور اصلاح حال کے اسباب فراہم ہو جائینگے۔

برادران اسلام! آپ خواہ کوئی کاروبار کرتے ہوں یا ملازم ہوں یا اہل حرفہ میں سے ہوں ضرور ہے کہ روزانہ نہیں تو ہفتہ وار اور ہفتہ وار نہیں تو ماہوار اور اگر ماہوار بھی نہ سہی تو سال میں ایک دفعہ ضرور ہی اپنے کاروبار کا حساب کرتے ہوں گے آمد و خرچ کی میزان لگاتے ہوں گے کمی بیشی کی پڑتال کرتے ہوں گے اگر نقصان ہوتا ہوگا تو آئندہ کے لئے نقصان سے بچنے کا اہتمام کرتے ہوں گے اور نقصان کے اسباب معلوم کر کے ان کے دفعیہ کی کوشش کرتے ہوں گے بس یہی حال کاروبار حیات کا بھی سمجھ لیجئے اور اسی پر قیاس کر کے روزانہ نہ ہو سکے تو ہفتہ وار ورنہ ہفتہ وار بھی نہ ہو سکے تو ماہوار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو سال میں ایک بار ہی سہی زندگی کا بھی کھاتہ لیکر بیٹھ جایا کیجئے اور اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کی مخلوق کے ساتھ جس قسم کا تعلق آپ نے رکھا ہے اس پر ایک نگاہ احتساب ڈال جایا کیجئے یقین کیجئے کہ یہ ایک نگاہ احتساب بھی وہ فائدہ دیگی کہ مفتوں کی وہ عبادت بھی نہیں دے سکتی جو خالص نہ ہو۔ اصلاح حیات کے لئے اگر کوئی کیمیا ہے تو یہی محاسبہ ہے اسی محاسبہ نے بڑے بڑے عیب السالیا سے ترک کرائیے ہیں اور نہایت خفیف کمزوریاں جو عموماً اپنی نگاہوں سے پوشیدہ رہتی ہیں اور نفس ان پر پردہ ڈالے رہتا ہے ایک دو دفعہ کے احتساب میں گرفت میں آجاتی ہیں اور جب اپنے عیوب اور اپنی کمزوریاں آپکے سامنے آگئیں تو ان کا علاج بھی مل سکتا ہے اور اگر پہلی بار آپ علاج کی طرف مائل نہ ہوں گے تو دوسری تیسری بار اس جانب آپ کی توجہ مبذول ہو جائیگی کیونکہ محاسبہ آپ کو محسوس کرا دیگا کہ زندگی جس نہج پر گذر رہی ہے وہ صحیح نہیں ہے اور جس ڈگر پر ہم چل رہے وہ منزل مقصود کی طرف ہم کو نہیں لیجا رہی ہے اور جس طرف ہمارا رخ ہے وہ نجات کی سمت نہیں بلکہ ہلاکت و بربادی کی سمت ہے اسلئے ایک دو دفعہ کے بعد احساس کی تیزی ہمیں متنبہ کر دے گی اور ہلاکت و بربادی کی طرف جو قدم بڑھ رہے ہیں وہ رفتہ رفتہ رک جائینگے اور جہاں قدم رکے بس دوسرا قدم اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ قدم فوز و فلاح کی طرف مڑ جائینگے اور نجات اخروی کی منزل کی سمت تیز رفتاری سے اٹھنے لگیں اور اس طرح سعادت دارین ہمارے ہمرکاب ہو جائے۔

برادران اسلام! بزرگان دین اور صلحائے امت کے ملفوظات پڑھو تو معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے مراتب علیا پر پہنچنے کے لئے اپنے مریدوں اور ارادت مندوں کو محاسبہ نفس و اعمال کی کس قدر تاکید فرمائی ہے اور حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ محاسبہ جو بظاہر بہت حقیر سی چیز نظر آتی ہے اصلاح احوال و تزکیہ باطن کے حق میں اکسیر کا حکم رکھتی ہے اور یہ ایسی بدیہی حقیقت ہے جو چند روز میں ہر شخص پر منکشف ہو سکتی ہے یعنی ہر شخص چند روز اس پر عمل کر کے اپنی زندگی میں خوشگوار تبدیلی کا مشاہدہ کر سکتا ہے واقعہ یہ ہے کہ انسان بالطبع نیک پیدا کیا گیا ہے یعنی اس کی خلقت اور جبلت خیر پر رکھی گئی ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم یعنی ہم نے انسان کو بہترین بناوٹ پر پیدا کیا ہے بہر حال انسان کی فطرت نیک و سعید واقع ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود سعید الفطرت ہونے کے انسان جو معاصی کے قعر میں مبتلا ہو جاتا ہے تو یہ دو بیرونی کیوجہ سے گویا بیماریاں چمٹ جاتی ہیں جس طرح تندرست آدمی خارجی وجوہ سے بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے یا بے اعتدالی کی وجہ سے علیل ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کا صحیح اور اس کا روحانی نظام بھی غیر صحیح ماحول اور غیر شرعی زندگی سے بیمار ہو جاتا ہے مگر جس طرح ظاہری جسم علاج معالجہ سے تندرست ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کا روحانی نظام بھی صحت یاب ہو کر اپنی اصل حالت یعنی احسن تقویم پر آجاتا ہے اور اس کی یہی صورت ہے کہ ہم اپنی زندگی کا محاسبہ کرتے رہیں محاسبہ کا قدرتی نتیجہ اصلاح احوال ہے چونکہ انسان کی فطرت نیک واقع ہوئی ہے اس لئے محاسبہ اعمال جب ہم پر ہماری بدکرداریوں کو بار بار پیش کریگا تو ہماری فطرت سعیدہ حس متنبہ ہوگا اور خود بخود ہمارے اندر یہ احساس پیدا ہوگا کہ غلط زندگی کی اصلاح کیجائے اور جو غیر صحیح اعمال ہم نے اختیار کر رکھے ہیں ان کو ترک کر دیا جائے اور صحیح اعمال و افعال اختیار کئے جائیں مقصد یہ ہے کہ ہماری فطرت سعید خود ہم کو صحیح راستہ پر ڈال دے گی بشرطیکہ ہم اتنی توجہ مبذول کریں کہ روزانہ چند منٹ اس کام کیلئے وقف کر دیا کریں کہ دن بھر میں جو کچھ ہم نے کیا ہے اس پر خلوت و تنہائی میں سکون قلب کے ساتھ ایک نظر احتساب ڈال لیا کریں اگر ہم نے یہ کیا تو چند ہی دنوں کے اندر ہماری زندگی میں ایک عظیم انقلاب رونما ہو جائے گا اور وہ انقلاب خیر و سعادت کا انقلاب ہوگا بلکہ شر اور ضلالت کے غار سے نکال کر ہمیں فوز و فلاح اور خیر و سعادت کے گلشن میں داخل کر دیگا اور ہم خود ہی محسوس کرنے لگیں گے کہ اس مختصر سے عمل نے کیسے عظیم و خوشگوار نتائج پیدا کر دیئے۔

پس برادران اسلام! اگر ہمیں اپنے اندر صحیح قسم کی تبدیلی پیدا کرنی مطلوب ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے جسم کی طرح ہماری روح بھی صحتمند رہے اور ہر قسم کی بیماری اور زنگ سے پاک ہو جائے تو اس کی آسان صورت یہی ہے کہ ہم اپنے اعمال و افعال اور اپنی روزانہ زندگی کا محاسبہ کر لیا کریں سونے سے قبل چند منٹ ہر ایک شخص نہایت آسانی سے نکال سکتا ہے یہ عمل نہ تو زیادہ وقت کا طالب ہے نہ کسی قسم کی محنت و مشقت اس میں درکار ہے نہ اس میں غسل کرنے کی زحمت ہے نہ وضو کرنے کی محنت اس میں تو صرف اتنا کام کرنا پڑتا ہے کہ تنہائی میں چشم ظاہر بین کو بند کر کے دیدہ حقیقت آشنا سے زندگی کے اعمال و افعال پر ایک نگاہ ڈال لیں کہ کیا کیا آج صبح سے شام تک اعمال ہم نے انجام دیئے اور ان اعمال میں سے کون کون صحیح اور مشروع تھے اور کس قدر ان میں خلوص و للہیت تھی اور کون کون سے ان میں غیر مشروع تھے بس اس عمل کی مداومت خود بخود ہم کو مائل بہ اصلاح کر دیگی اور توفیق الہی ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہمیں اس معصیت کی دلدل سے نکال کر شاہراہ سعادت و فلاح پر ڈال دیگی اس لئے اے برادران اسلام محاسبہ اعمال کی خو ڈالو کہ یہ چند منٹ کا عمل تمہاری کایا پلٹ دیگا اور تمہارے اندر نیا جوش اور صحیح عمل کا ولولہ پیدا کر دیگا۔

برادران اسلام! خواہش تو ہم میں سے ہر ایک شخص کی یہ ہوگی کہ ہماری زندگیاں پاک اور مقدس ہو جائیں اور ہم ایسی زندگی بسر کرنے لگیں جو خدا اور اس کے رسول کی مرضی و مشیت کے مطابق ہو مگر اس خواہش کی تکمیل کے لئے ہم کو عملی قدم

اندر تقویٰ و پرہیزگاری کی روح نشوونما کر گئی لیکن اگر ظاہری آداب کو بھی ملحوظ نہیں رکھا یعنی روزوں میں نہ زبان پر ہمیں قابو رہا نہ آنکھ پر اور نہ دست و پا حرکت مذموم سے باز رہے اور نہ زبان وقف دشنام طرازی رہی دل آزاری رہی اور ہاتھ وقف ظلم و تعدی اور پاؤں متحرک بہ سبب معصیت شعاری رہے تو ہمیں ابھی سے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ یوں اپنے فضل و کرم سے اللہ پاک ہمارے فاقوں کو بھی صوم داؤد علیہ السلام کا اجر عطا فرما دے وہ دوسری بات ہے لیکن بظاہر یہ روزے تو نرے فاقے ہی تھے اور نہ قرآن کا کوئی اجر مل سکتا ہے اور نہ تقویٰ ہی پیدا ہو سکتا ہے کیونکہ روزوں سے تقویٰ اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جب وہ تمام آداب و شرائط صیام کو ملحوظ رکھا جائے جو روزوں کے لئے مقرر ہیں بہرحال ہمیں رمضان گذرنے کے بعد بھی اعمال رمضان پر احتسابی نظر ڈالنی چاہیے۔

اسی طرح خلوص و للہیت کی کسوٹی پر اپنے اعتکاف و تراویح کو کسنا اور پرکھنا چاہیے خصوصاً زکوٰۃ اور صدقات کو اس معیار پر ضرور پرکھنا چاہیے جو اس کی قبولیت کے لئے مقرر ہے یعنی نمود و نمائش کی آلائش سے پاک ہو اور وہ زکوٰۃ کی جو مدیں مقرر ہیں انھیں میں زیادہ سے زیادہ مفید صورت میں ادا کی جائے۔

برادران اسلام! اب روزے رکھ چکے زکوٰۃ ادا کر چکے اب اس کے بعد بھی یہ کہا جاتا ہے کہ اپنے روزہ اور اپنی زکوٰۃ اور اپنے اعتکاف اور اپنی تراویح پر احتسابی نظر ڈالو حالانکہ اس کا وقت اگر تھا تو ماہ صیام ہی میں تھا مگر نہیں آج بھی وقت ہے اور اس لئے زیادہ صحیح وقت ہے کہ ہم زیادہ صحت کے ساتھ آج اپنے گذشتہ مہینوں کے اعمال پر نظر احتساب ڈال سکتے ہیں اور احتساب اعمال کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت بھی اس کی توفیق مل جائے اس کو غنیمت سمجھنا چاہیے صرف مرنے کے بعد احتساب کی گنجائش نہیں رہتی اور مرنے سے پہلے جس وقت بھی کسی انسان کو اس کی توفیق میسر آ جائے تو اس کو بھی اللہ پاک کی بہت بڑی عنایت اور اس کا فضل سمجھنا چاہیے حقیقت یہ ہے کہ احتساب نفس تو ایسی چیز ہے کہ ہر آن و ہر لحظہ اس پر عمل کرنا چاہیے اور امت محمدیہ کے اولیا العزم اولیائے کرام کا یہ حال تھا کہ وہ ہر ایک سانس کا احتساب کرتے تھے اور کوئی سانس بھی ضائع نہ جانے دیتے تھے اور یاد الٰہی سے غافل نہ چھوڑتے تھے اور یہیں تک ان کی کوئی حرکت ایسی نہ ہوتی تھی جو نگاہ احتساب سے بچ کر سرزد ہوتی ہو بلکہ ان کی ہر ایک حرکت اور ہر ایک فعل و عمل اور قول و کلام زیر نظر احتساب ہی انجام پاتے تھے یہی وجہ ہے کہ ان کا ہر ایک فعل رضائے الٰہی کے لئے ہوتا تھا اور اسی لئے اس کے مراتب اعلیٰ

مدارج ارفع ہوتے تھے مگر اب ہمارا طرز عمل یہ ہے کہ احتساب اعمال کی طرف مطلق توجہ نہیں کرتے زندگی جس ڈگر پر چل رہی ہے وہ اچھی ہو یا بری اس پر اس کو چلنے دیتے ہیں حالانکہ ہمارا فرض یہ ہے کہ زندگی کو ہمیشہ زیر احتساب رکھیں اور دیکھتے رہیں کہ وہ کیسی گذر رہی ہے جیسی گذرنی چاہیے ویسی گذر رہی ہے یا نہیں اور یہ کہ کس قدر اصلاح کی ضرورت ہے یہ سب کچھ ہمیں صرف احتساب ہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتا ہے۔

برادران ملت! بہتر تو یہ ہے کہ ہمارا کوئی قدم بغیر احتساب کے نہ اٹھے لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو ہونا ہی چاہیے کہ روزانہ سونے سے قبل دن بھر کی زندگی کا جائزہ لے لیا کریں اور دیکھ لیا کریں کہ کتنے کام ہم نے صبح سے شام تک انجام دیئے اور ان میں کون کون سے کام صحیح تھے اور کون کون سے غلط اور غلط کس حیثیت سے تھے دنیاوی نقطۂ نظر سے یا دینی نقطۂ نظر سے اور اللہ اور اس کے رسول کی خوشنودی کے کتنے کام کئے اور اپنی نفس کی خوشنودی کے لئے کتنے کام کئے اگر روزانہ دن بھر کی زندگی گذارنے کے بعد اس پر سوتے وقت ایک نگاہ احتساب ڈال لیا کریں اور یہ معلوم کر لیا کریں کہ کتنے کام اچھے کئے اور کتنے برے اور کس قدر بیکار اور لغو افعال ہم سے سرزد ہوئے جن سے نہ کوئی دینی نفع متعلق تھا اور نہ دنیاوی اور یہ معلوم کرنے کے بعد چند لمحہ اس پر غور کر لیا کریں کہ کیا لغو اور مذموم افعال ترک نہیں کئے جا سکتے اور کیا ہم نفس کے ہاتھ میں اس قدر مجبور ہیں کہ اس کے حکم سے احتراز یا انحراف نہیں کر سکتے اور یہ ممکن نہیں ہو سکتا ہم سے وہ افعال سرزد نہ ہوں جو دینی اور دنیاوی کسی حیثیت سے بھی قابل ملامت و لائق سرزنش ہوں اگر ہر شب کو تھوڑا وقت ہم دن بھر کی زندگی پر غور کی نظر ڈالنے کے لئے وقف کر دیں تو ناممکن ہے کہ اس کا ہماری زندگی پر خوشگوار اثر نہ پڑے بشرطیکہ پورے اہتمام اور التزام کے ساتھ اس پر عمل کریں اگر ہم اس پر عمل کریں تو خدا کی قسم ہماری زندگیاں اس قدر پاکیزہ اور اس قدر تقویٰ شعار بن جائیں گی گویا ہم اس زمانہ کے نہیں بلکہ آج سے ہزار بارہ سو برس قبل کے مسلمان ہیں جن کی زندگیاں سراپا خیر و برکت تھیں۔

لیکن اگر ہماری بدبختی ہمیں اس قدر غافل اور معاصی میں منہمک کر دے کہ روزانہ شب کو احتساب کی توفیق نہ ملے تو پھر ہفتہ میں ایک بار اس کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر ہفتہ میں بھی نہ ملے تو مہینہ میں ایک بار تو ضرور ہی اپنی زندگی کا جائزہ لینا چاہیے۔

مگر برادران اسلام! اگر اس کی بھی توفیق ہمیں نہیں ملی تو اب تاخیر نہ کرنی چاہیے اور آج ہمیں اپنی ایک سال زندگی کے تمام ضروری پہلوؤں اور اہم گوشوں پر نگاہ احتساب ڈال لینی چاہیے اگر زندگی کے ایک ایک جزو پر نگاہ نہیں ڈال سکتے کیونکہ بہت سے جزوی و حقیر افعال حافظہ سے محو ہو گئے ہوں گے تو زندگی کے اہم ضروری اعمال و افعال پر ضرور ہی نگاہ احتساب ڈال لینی چاہیے اور پھر آئندہ زندگی اس نہج پر گذارنے کا عزم کرنا چاہیے جو احتسابی نقطۂ نظر سے ضروری ہے۔

بہرحال اگر آج آپ کو فرصت ملے تو آج ہی شب کو گذرے دنوں جب کہ آپ بیٹھ جائیں اور اپنی پچھلی زندگی پر ایک نگاہ ڈال جائیے آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کون کون سے اعمال تھے جن کو آئندہ کی زندگی میں ترک لازم تھے اور کون سے ایسے تھے جن پر ازسر نو عمل پیرا ہونا چاہیے اور کون سے ایسے تھے جن کی اصلاح کی ضرورت ہے اور ان اعمال کے ادا کرنے میں کس قدر حصہ اخلاص و للہیت کا تھا اور نمود و نمائش کا اور کتنا حصہ عادت و رسم کا یہ سب کچھ ہم کو اس وقت معلوم ہو جائے گا جب ہم نگاہ احتساب میں بیٹھ کر اپنے نفس کا جائزہ لیں گے اور اپنے اعمال و افعال پر اس طرح نظر ڈالیں گے جس طرح ایک دشمن نظر ڈالتا ہے ہماری زندگی کی لغزشیں خواہ تمام دنیا سے چھپی رہیں اور خواہ تمام دنیا کو ہم دھوکہ میں مبتلا کر دیں اور تمام دنیا ہمارے نفس کے فریب میں مبتلا ہو کر ہماری پرستش کرنے لگے مگر یہ کمزوریاں نہ تو خدا سے چھپی رہ سکتی ہیں اور نہ خود ہم سے چھپ سکتی ہیں اگرچہ نفس خود ہم کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کرے گا مگر

شذرات

دو اہم خطبے

زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم

رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع اور عید الفطر کے موقعوں پر دو عظیم شخصیتوں نے دو اہم خطبے ارشاد فرمائے ہیں۔ غازی مصطفےٰ کمال پاشا نے تو جمعۃ الوداع کو ایک اہم خطبہ جامع انگورہ میں قبل نماز جمعہ ارشاد فرمایا جو آلات نشر الصوت کے ذریعہ تمام ملک کی مساجد جمعہ میں سنایا گیا اور دوسرا خطبہ امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد نے نماز عید پڑھانے کے بعد کلکتہ میں ارشاد فرمایا۔ یہ دونوں خطبات اپنے مقاصد کی اہمیت و بلند آہنگی کے لحاظ سے اس قابل ہیں کہ تمام مسلمانوں کے کانوں تک پہنچیں اور تمام مسلمان ان پر غور و فکر کریں اور تمام مسلمان ان پر عمل کریں۔ غازی مصطفےٰ کمال کے خطبہ پر ہم آئندہ روشنی ڈالیں گے پہلے حضرت مولانا ابو الکلام آزاد کے خطبہ کی طرف اپنے ناظرین کی توجہ مبذول کرتے ہیں۔

جیسا کہ مولوی کے ناظرین کو علم ہے ہم نے بارہا تقسیم زکوٰۃ کی نسبت اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور بتلایا ہے کہ اس کے لئے ایک مرکزی نظام قائم ہونا چاہیئے اور انفرادی تقسیم کی بجائے اجتماعی تقسیم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جیسا کہ عہد رسالت و عہد خلافت راشدہ میں طریقہ تھا۔

حضرت مولانا ابو الکلام آزاد نے بھی اپنے عید کے خطبہ میں اسی مسئلہ کو موضوع کلام بنایا اور مسلمانان کلکتہ کے سامنے زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم کا لائحہ عمل پیش کیا۔ مولانا نے اپنے دلکش اور دلپذیر انداز میں فرمایا کہ عید کے موقع پر تم لوگوں میں سے بہت سے لوگوں نے فطرہ دیدیا ہوگا اور بہت سے لوگ فطرہ دینے گئے لیکن میں تم سے کہوں گا کہ تم میں زکوٰۃ و فطرہ کی تقسیم کا طریقہ اچھا نہیں ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس موقع پر ہندوستان کے ہر ایک گوشہ سے بھیک مانگنے والے اور گداگر اپنی بھیک کی جھولیاں لیکر کلکتہ پہنچ جاتے ہیں۔ برادران عزیز تم جانتے ہو کہ زکوٰۃ کیا ہے۔ زکوٰۃ ایک انکم ٹیکس ہے۔ انگریزی حکومت بھی انکم ٹیکس لیتی ہے۔ کہ اسلامی انکم ٹیکس ہے اور اس میں فرق یہ ہے کہ حکومت ٹیکس لیکر اپنے کاموں پر خرچ کرڈالتی ہے اور زکوٰۃ غربا و مساکین پر خرچ کی جاتی ہے۔ اسلام نے زکوٰۃ کی تقسیم کے لئے آٹھ حلقے بتائے ہیں اور یہ غربا و مساکین کے حلقے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ برادران عزیز یقین جانو کہ تم میں سے جو لوگ زکوٰۃ نکالتے ہیں وہ اسلامی احکام کے مطابق نہیں نکالتے اور زکوٰۃ نکالنے والے نہ نکالنے والوں کے برابر ہیں کیونکہ تمہاری زکوٰۃ کی رقمیں برباد جاتی ہیں۔ اسلام نے زکوٰۃ کی رقموں کو اجتماعی طور پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور تم اپنے انفرادی ہاتھوں سے خرچ کر رہے ہو۔ اسلام کا حکم، صحابہ کا عمل اور تاریخ کے اوراق بتاتے ہیں کہ زکوٰۃ کی رقمیں اجتماعی طریقے سے خرچ ہونی چاہئیں انفرادی طور سے خرچ کرنے کی بدولت خلفائے راشدین کے بعد سے پڑھو تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ خلفائے بنو امیہ کے ابتدائی دور میں صحابہ کرام میں یہ سوال پیش ہوا کہ موجودہ خلیفہ بہت ہی جابر فاسق ہے زکوٰۃ کی رقمیں کیونکر بیت المال میں بھیجی جائیں لیکن تمام صحابہ نے بالاتفاق کرلیا کہ خلیفہ کے فسق و فجور سے زکوٰۃ کی ادائیگی میں کوئی خلل نہیں آتا اور زکوٰۃ کی رقمیں بدستور اسی خلیفہ کو بھیجی جائیں چنانچہ ایسا ہی ہوا عباسی دور حکومت میں جو تاتاری کفار نے بغداد پر قبضہ کرلیا اور خلافت کا خاتمہ کر دیا اس وقت کے مسلمان اعیان و اکابر نے یہ فیصلہ کیا کہ اگر موجودہ حالات کے ماتحت نہیں بدلی جا سکتی تو موجودہ حکومت ہی سے درخواست کی جائے کہ ہماری زکوٰۃ کی رقوم وصول اور تقسیم کرنے کے لئے قاضی اور عمال مقرر کردے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ بعض لوگ یہ عذر کر سکتے ہیں کہ چونکہ اسلام کی حکومت ہندوستان میں نہیں ہے اس لئے زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم کا انتظام نہیں ہو سکتا لیکن یہ عذر بالکل عذر لنگ اور بے بنیاد ہے۔ تم فضول اور لغو اور غیر اسلامی کاموں کے لئے آئے دن انجمنیں بناتے رہتے ہو کیا اس اسلامی کام کے لئے تم ایسی انجمن نہیں بنا سکتے جو تمہاری زکوٰۃ کو اسلامی طریقہ پر خرچ کر سکے۔ برادران اسلام حقیقت یہ ہے کہ ہندوستان میں اسلام کا نقشہ ہی بدل گیا ہے۔ اسلام نے تو اجتماعی زندگی کا ایک مکمل نقشہ پیش کیا ہے مگر یہاں ہر ایک کام انفرادی حیثیت سے ہونے لگا ہے۔ اس کے بعد مولانا نے حکم زکوٰۃ کی حکمتوں اور اس کے معارف و حقائق پر روشنی ڈالی اور فرمایا سوشلزم غیر فطری ہے۔ اسلامی اصول ہی سے دنیا کی پیاس بجھ سکتی ہے۔ اسلام اگرچہ اس امر کے حق میں نہیں ہے کہ ساری دولت چند ہاتھوں سے سمٹ کر جمع ہو جائے جیسا کہ اس نے حکم زکوٰۃ و تقسیم ورثہ و ترکہ کے قانون سے یہ ناممکن بنا دیا ہے کہ دولت چند آدمیوں میں سمٹ کر جمع ہو جائے لیکن بے شبہ اسلام نے غربا و امرا کے طبقے تسلیم کئے ہیں مگر زکوٰۃ و تقسیم وراثت کے ایسے قوانین بنا دیئے ہیں کہ زیادہ عرصہ تک دولت کسی جگہ مقید نہیں رہ سکتی اگر زکوٰۃ و تقسیم وراثت و حرمت سود کے احکام پر دنیا چلنے لگے تو سوشلزم کی دنیا کو کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی اور جس سکون و راحت کی دنیا کو تلاش ہے وہ اسے مل سکتی ہے۔

اس کے بعد مولانا نے فرمایا کہ میں پوری شرعی ذمہ داری کے ساتھ کہتا ہوں کہ انفرادی طریقہ پر زکوٰۃ کی تقسیم کا جو طریقہ اختیار کر لیا ہے اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس لئے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ اجتماعی طریقہ پر تقسیم زکوٰۃ کا انتظام اور بندوبست کریں میں کہتا ہوں کہ کلکتہ کے مسلمانوں کو مشورہ دوں گا کہ وہ کوئی ایسی جماعت بنائیں جو ان کی زکوٰۃ کو صحیح مصرف میں صرف کر سکے اور اس میں ہر طبقہ اور جماعت کے نمائندے شریک ہوں یا ہر طبقہ میں اس قسم کی جماعت بنائی جائے جو اس طبقہ کی زکوٰۃ کی رقمیں اسلام کی بتائی ہوئی حدود کے اندر خرچ کر سکے۔

حضرت مولانا ابو الکلام نے جو مشورہ مسلمانان کلکتہ کو دیا ہے وہ ایسا اہم اور ضروری مشورہ ہے کہ تمام مسلمانان ہند کا فرض ہے کہ سنجیدگی کے ساتھ اس پر غور کریں اور اس اہم اور قیمتی مشورہ پر عمل کرنے کی راہیں نکالیں۔ ہم مولوی کے صفحات پر ایک زائد مرتبہ اس خیال کو ظاہر کر چکے ہیں اور لکھ چکے ہیں کہ اگر فی الحال یہ ممکن نہ ہو کہ تمام ہندوستان کی ایک مرکزی جماعت تقسیم و وصول زکوٰۃ کے لئے قائم ہو سکے تو صوبہ وار قائم کرنا چاہیئے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو علیحدہ علیحدہ شہروں قصبوں اور دیہات میں اس قسم کی وصول و تقسیم زکوٰۃ کے لئے انجمنیں بنا

نہیں اٹھاتے محض خواہش سے کوئی کام انجام نہیں پا سکتا جب تک کہ آپ اس کے لئے کوئی عملی قدم نہ اٹھائیں پس اگر ہم اپنی زندگی کے اندر خیر و سعادت سے مملو تبدیلی پیدا کرنی چاہتے ہیں تو اس کی ابتدائی صورت محاسبۂ نفس و اعمال ہی ہے کیونکہ بغیر محاسبہ اعمال کے اعمال خیر اختیار کرنے اور اعمال بد سے بچنے کی توفیق ملنی بہت مشکل ہے۔ وما توفیقی الا بالله علیه توکلت والیه انیب و نفعنا بالآیات والذکر الحکیم انه تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف رحیم۔

خطبۂ ثانیہ

الحمد لله حمداً کثیراً طیباً کما امر واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له واشهد ان محمداً عبده ورسوله الذی ارسله بالحق وصل علی محمد وآله وصحبه وسلم تسلیماً کثیراً کثیرا۔ اما بعد۔

درود و سلام بھیجو اس رسول برحق نبی مطلق محمد بن عبداللہ پر جس نے ہمارے لئے اور تمام بنی آدم کے لئے اللہ کا کلام ہم تک بے کم و کاست ہم تک پہنچا کر اور اس پر عمل کر کے صراط مستقیم دکھلادی اور ہدایت و سعادت کا دروازہ کھول دیا اور بتلا دیا کہ کس طرح ہمیں اپنے تمام اعمال و افعال پر ہر وقت نگاہ رکھنی چاہیئے اور کس طرح اصلاح اعمال کے لئے احتساب کا محکمہ اپنے اوپر مقرر کر کے اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق بنانی چاہیئے اور

درود و سلام بھیجو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ آل و اصحاب و ازواج مطہرات اور آپ کی امت کے علمائے صالحین و اولیائے مقدسین پر خصوصاً خلفائے راشدین مہدیین حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق و حضرت سیدنا عمر فاروق و حضرت سیدنا عثمان غنی و حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے تھے اور اسوۂ رسول اللہ سے بال برابر انحراف نہیں کرتے تھے اور اپنے ہر ایک عمل اور فعل پر احتساب کی نظر رکھتے تھے یعنی اپنے اعمال و افعال کا ہر وقت محاسبہ کرتے رہتے تھے جو فعل اور جو عمل بھی ان سے سرزد ہو وہ اللہ اور اس کے رسول کے فرمان کے مطابق ہو یہی وجہ تھی کہ اللہ نے ان کے مراتب و مدارج اس قدر بلند فرما دیئے اور دین و دنیا کی سربلندی و سرفرازی ان کو عطا فرما دی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی لاڈلی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا پر جو جنت کی عورتوں کی سردار ہیں اور جن کا یہ حال تھا کہ باوجودیکہ رسول دو جہان اور سرکار دو عالم کی پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں اور رسول اللہ آنکھوں کی ٹھنڈک تھیں مگر اپنی زندگی کے اعمال میں اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کے سر مو خلاف قدم نہیں اٹھاتی تھیں اور ان کا کوئی فعل اور کوئی عمل خلاف کتاب و سنت نہیں ہوتا تھا اور جو فعل و عمل سرزد ہوتا تھا وہ اللہ اور اس کے رسول کی مرضی کے مطابق ہوتا تھا کیونکہ ان کی نگاہ احتساب ہر وقت اپنے اعمال و افعال پر رہتی تھی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے محبوب نواسوں حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ پر جو اللہ اور اللہ کے رسول کی خوشنودی کیلئے راہ خدا میں فدا ہو گئے اور یہ احتساب عمل ہی کا نتیجہ تھا کہ دونوں اماموں نے زندگی پر جام شہادت نوش فرمانے کو ترجیح دی۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات خصوصاً حضرت خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت حفصہ پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے حسن اعمال و نیک افعال کی وجہ سے بیحد محبوب و عزیز تھیں۔

اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کے چچاؤں حضرت حمزہ و حضرت عباس پر اور بقیہ اصحاب عشرہ مبشرہ حضرت سعد و حضرت سعید حضرت طلحہ و حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن العوام و حضرت ابو عبیدہ بن الجراح پر جن کو رسول خدا نے جنت کی بشارت دی تھی اور یہ بشارت اس لئے دی تھی کہ ان کے اعمال و افعال موافق کتاب و سنت رسول اللہ تھے اور اسوۂ حسنہ کی پیروی ان کا شعار تھا اور اپنے ہر ایک قول و فعل و عمل پر ہمہ وقت احتساب کی نظر رکھتے تھے۔

اور درود و سلام بھیجو تمام ائمہ اہل بیت و ائمہ اربعہ اور تمام علما و صلحاء و اولیاء امت پر جن کو احتساب نفس و اعمال کی بنا پر اعلیٰ مراتب نصیب ہوئے اور بلند مدارج پر سرفراز کئے گئے۔

اے اللہ تمام مسلمانان عالم کو توفیق عطا فرما کہ وہ اپنے اقوال و افعال اور اپنے اعمال کا احتساب کرتے رہا کریں اور روزانہ محاسبہ کی توفیق ارزانی فرما تا کہ اس طریقہ سے ان کی زندگی تیری مرضی کے مطابق اصلاح ہو جائے اور وہ تیرے فرمان بردار بندے بن جائیں اور تیری رحمت و مغفرت کے اہل ہو جائیں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ ان الله یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینهیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی۔ وعن امام المسلمین یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا الله یذکرکم

(بقیہ مضمون صفحہ ۹) اور عنقریب جمہور جسے خود غرض خوشامدیوں نے تیار کیا ہے پر بھروسہ کر لیا اور مشتعد انہ تدبر کے بالکل خلاف ہے اور اس پالیسی کے نتائج ہرگز اچھے نہیں نکل سکتے۔ بہرحال ابھی وقت ہے کہ پارلیمنٹ سے بل پاس کرنے سے قبل ہندوستان کے قابل اعتماد اور ذی اقتدار ارباب سیاست سے گفت و شنید کر کے ایسا آئین مرتب کر لیا جائے جو کم از کم اعتدال پسند طبقہ کے لئے تو قابل قبول ہو۔

کانگریس کیا کریگی

کانگریس اب کیا کریگی یہ ایک سوال ہے جو اکثر حلقوں میں اٹھ رہا ہے کیونکہ سول نافرمانی کی راہ ملتوی کر کے وہ علاج کونسل کا راستہ اختیار کر کے اس نے یہ تو ظاہر کر دیا ہے کہ وہ کوئی اقدام براہ راست کا مستحق نہیں کریگی بلکہ آئینی میں ہر کام کریگی لیکن ابھی تک یہ نہیں معلوم ہوا کہ عملی پروگرام اس کا کیا ہوگا جہاں تک رپورٹ کا تعلق ہے اس نے صاف لفظوں میں اس کو مسترد کر دیا ہے اب اس کے بعد اسمبلی میں کیا قدم اٹھایا جائے گا یہ طے کرنے کے لئے ورکنگ کمیٹی کا جلسہ دہلی میں ہو رہا ہے چنانچہ سطور نوا لکھتے وقت کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کے اجلاس دہلی میں منعقد ہو رہے ہیں مگر افسوس ہم اس پرچہ میں ورکنگ کمیٹی کے فیصلہ پر اظہار رائے نہ کر سکیں گے کیونکہ یہ مولوی کی آخری کاپی جا رہی ہے اور فیصلہ پرسوں سے قبل شائع نہ ہوگا تاہم اس قدر کہا جا سکتا ہے کہ کانگریس پوری طرح کوشش کریگی کہ اس رپورٹ پر مبنی آئین کو ملک میں کامیاب نہ ہونے دے چنانچہ ۲۷ جنوری کو عالمگیر مظاہرہ کا اعلان کر دیا گیا ہے اور امید ہے کہ ۲۷ کو تمام ہندوستان میں پر زور احتجاج کیا جائیگا اور پھر اسمبلی میں بھی اگر دوسری جماعتوں نے کانگریس کا ساتھ دیا تو رپورٹ کو مسترد کر دیا جائیگا اور اس کے بعد کانگریس اس کے خلاف اپنی طاقتوں کو متحرک رکھیگی یہاں تک کہ رائے عامہ کا سمندر پھر متلاطم ہو جائے اور پھر حکومت کو اپنی غلطی کا احساس ہو جائے۔

کر دیا گیا ہیں نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے حالانکہ میں اپنی محترم قوم کو مذہب کی حقیقت سے آشنا کرنا چاہتا ہوں اور انھیں تلقین کرتا ہوں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع کریں۔

غازی ممدوح کی اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ یورپ کے اس جھوٹے پروپیگنڈے کی تردید کرنا چاہتے ہیں جو چند سالوں سے ان کے اور ان کی حکومت کے خلاف لامذہبی کا کیا جا رہا ہے نیز وہ چاہتے ہیں کہ ان کی قوم اپنے ملک کی حفاظت کیلئے تیار رہے اس لئے اس خطبہ میں خطرات جنگ سے انہوں نے اپنی قوم کو متنبہ اور آگاہ کیا ہے اور جہاد کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ کے خطرات میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے اس لئے ترکی حکومت دفاع ملی کی طرف پوری سرگرمی کے ساتھ متوجہ ہو گئی ہے ایک طرف اس نے بلقانی ریاستوں کے ساتھ معاہدہ کر لیا ہے اور دوسری طرف اندرونی دفاع و حفاظت میں مشغول ہے دردانیال کی قلعہ بندی پہلے ہی کی جا چکی ہے اس کے علاوہ سرحدی مقامات کی مورچہ بندی بھی تیزی کے ساتھ ہو رہی ہے اور اجنبیوں کو فوجی استحکامات کی حدود کے اندر داخل ہونے کی ممانعت کر دی گئی ہے غرضکہ حکومت ترکی بڑی مستعدی کے ساتھ فوجی استحکامات میں مشغول ہے کیونکہ سیاسیات یورپ کی پیچیدگیاں اس قدر بڑھتی جا رہی ہیں کہ ہر لحظہ آتش جنگ کے بھڑک جانے کا خطرہ ہے اور اٹلی خصوصیت کے ساتھ ترکی مقبوضات پر دانت لگائے بیٹھا ہے اور توسیع سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے اور وہ کسی سمت بھی اپنی حکومت کو وسعت نہیں دے سکتا سوائے ترکی مقبوضات کے چونکہ اٹلی کے ناپاک ارادوں اور مذموم اغراض کا اچھی طرح ترکی حکومت کو علم ہو چکا ہے اس لئے غازی پاشا اور ترکی حکومت اپنا فرض سمجھتی ہے کہ نہایت بیداری و مستعدی کے ساتھ دفاع ملی کے لئے اپنی بہادر و مجاہد قوم کو تیار کر لے اس سیاسیات کی طرف مسلمانان ہند کو بھی اپنی نظر توجہ مبذول رکھنی چاہیئے الکفر ملۃ واحدۃ کے مصداق اگر جنگ چھڑ گئی تو اکثر حریص یورپین طاقتیں ترکی کے خلاف ہو جائیں گی غازی ممدوح کے اس خطبہ سے جہاں ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھر جنگ کے شعلے بھڑکنے کا خطرہ پیدا ہو رہا ہے وہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ترکوں کے خلاف لامذہبی کا پروپیگنڈا اسی ناپاک غرض کی بنا پر کیا جا رہا ہے۔

مسجد کو عجائب خانہ بنانیکا جھوٹا پروپیگنڈا

ترکی حکومت کے خلاف آئے دن

دروغ بافی و جھوٹا پروپیگنڈا کیا جاتا رہتا ہے اس کی ایک ادنیٰ شان یہ ہے کہ پچھلے دنوں یہ خبر اڑا دی گئی تھی کہ قسطنطنیہ کی مشہور تاریخی مسجد ایا صوفیہ کو عجائب خانہ بنا دینے کا حکم دیا ہے گویا اب آئندہ سے وہ مسجد نہ رہے گی اور اس میں نماز وغیرہ مسلمان ادا نہ کر سکیں گے لیکن اس جعلی خبر کی اصلیت اس کے بالکل برعکس تھی یعنی ترکی حکومت نے اس تاریخی مسجد کی شکست و ریخت کی مرمت کا حکم دیا تھا اور اپنے سالانہ سرکاری بجٹ میں اس کی مرمت کے لئے کئی لاکھ روپیہ منظور کیا تھا تاکہ یہ تاریخی مسجد منہدم ہونے سے محفوظ ہو جائے غور فرمائیے کہ کہاں تو حکومت کا یہ اقدام کہ اس نے مسجد مذکور کی مرمت کے لئے کئی لاکھ روپیہ منظور کر کے اپنی مذہب پرستی کا ثبوت دیا ہے درانحالیکہ اس کے برعکس خبر اڑا دی گئی کہ ترکی حکومت نے مسجد کو عجائب خانہ بنا ڈالا حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی خبریں قصداً شائع کی جاتی ہیں اور ان کا مقصد

کہا جاتا ہے کہ ترکوں کے خلاف دنیائے اسلام میں نفرت و حقارت کے جذبات پیدا کئے جائیں اور اسلامی اخوت کی بنا پر عالم اسلامی کو ترکوں کے ساتھ جو ہمدردی ہے وہ زائل ہو جائے تاکہ حریص یورپین طاقتوں کو بے فکری کے ساتھ ترکی حکومت کے خلاف اپنے ناپاک منصوبوں کو بروئے کار لانے کا موقع ملے۔ ہم اپنے ناظرین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کی ناپاک خبروں سے متوحش نہ ہوا کریں اور اسلامی ممالک کے متعلق اس قسم کی خبروں کو دشمنان اسلام کی خود غرضانہ سازشوں کا نتیجہ سمجھا کریں وہ ترک جو چودہ سو سال سے اسلامی تہذیب و اسلامی استقلال کے لئے سربکف جہاد میں مشغول ہیں آخر کیوں کر یکایک اسلام سے پھر گئے جب کفار اپنے کفر سے اس قدر آسانی کے ساتھ منحرف نہیں ہوتے تو اہل ایمان کیوں دین حق سے اس قدر بیگانہ ہو جائیں گے کہ اس کو چھوڑ دیں گے حقیقت یہ ہے کہ یہ سب اہل غرض کا پروپیگنڈا ہے جس سے مسلمانان ہند کو دھوکہ نہ کھانا چاہیئے۔

چلو حج بیت اللہ کیلئے

مولوی کے گزشتہ پرچہ میں بھی ہم نے مسلمانوں کو حج بیت اللہ کی طرف متوجہ کیا تھا اس حج کو جو ارکان و فرائض اسلامیہ کی ادائیگی کے لئے مسلمانوں کو ترغیب دینے کی ضرورت ہوتی ہو اور اس کے مانعوں کو چھوڑنے کی ضرورت لاحق ہونے لگی ہے۔

حج ایک اہم فریضہ اسلامی ہے اور اس کے ساتھ دینی و دنیاوی اس قدر معارف و حکم وابستہ ہیں کہ ایک مختصر مضمون میں ان کی طرف خالی اشارات بھی نہیں کئے جا سکتے مسلمانوں کا شیرازہ ایک مرکزی مسلک میں منسلک رکھنے کے لئے اور مسلمانان عالم کو ایک مرکز کے ساتھ وابستہ رکھنے کی غرض سے اور ان کا شیرازہ پراگندہ ہونے سے محفوظ رکھنے نیز تمام عالم اسلام کو باہم متحد و مربوط رکھنے باہمی تعارف و تعاون اور ایکدوسرے کے حالات سے آگاہ رہنے اور ایک دوسرے کے لئے معین و مددگار بنانے کے لئے حج بیت اللہ واحد ذریعہ ہے یہ تو ظاہری فوائد ہیں جو اگر تفصیل سے لکھے جائیں تو ایک بسیط مضمون ہو جائے اس کے علاوہ جو معارف و حقائق حج بیت سے حاصل ہوتے ہیں ان کا کوئی حد و شمار نہیں اس آسمان کے نیچے اس سرزمین کو زیادہ مقدس و مطہر کوئی دوسرا خطۂ ارض نہیں ہو یہی سرزمین ہے جہاں اللہ کی رحمتیں مانند بارش رہتی ہیں یہی وہ سرزمین ہے جہاں اللہ کی عبادت کیلئے پہلا گھر بنا یہی وہ ارض پاک ہے جہاں ابراہیم خلیل اللہ اور اسمٰعیل ذبیح اللہ نے اللہ کے نام کی نرالی قربانیاں کیں یہی وہ سرزمین مطہر ہے جہاں سے اسلام کا سرچشمہ پھوٹا اور دنیا بھر کو سیراب کر دیا یہی وہ ارض مقدس ہے جو ہمارے نبی اقدس کا وطن ہے یہیں وہ غار حرا ہے جہاں جبرئیل امین وحی الٰہی لائے اور یہیں وہ پہاڑ ہے جس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کا نعرہ بلند کیا تھا جس نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں گونج پیدا کر دی یہیں سیاہ پوش کعبۃ اللہ ہے جو دنیا کے بتکدوں میں سب سے پہلا خدا کا گھر ہے اسی شہر کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل اور ان دونوں کے لخت جگر افضل البشر محمد رسول اللہ نے ظہور فرمایا اور اس کی گلیوں کو اپنے قدوم سے مشرف کیا اور یہی وہ شہر ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی ہے اور اسی سے متصل وہ شہر ہے جہاں جان جہاں سرکار دو عالم آرام و استراحت فرما ہیں۔

پھر کیا ایسے دو مقدس شہروں کی زیارت کے لئے مسلمانان ہند کو ترغیب دینے کی ضرورت ہے اور ان کو یاد دلانا پڑے گا کہ الصلاۃ سے پاس زاد راہ ہو تو تمہیں فوراً حج بیت اللہ

جانی چاہیئں خصوصاً اگر کلکتہ بمبئی دہلی کراچی، لاہور اور دیگر بڑے بڑے شہروں میں اس قسم کا نظام معاً ہو جائے تو بہت جلد یہ عام مقبولیت حاصل کر لیگا تو سارے ہندوستان میں اس کو وسعت اور ہمہ گیری حاصل ہو جائے گی اسلئے ضرورت ہے کہ کہیں نہ کہیں اس کا آغاز ہو جائے ایکدفعہ اگر قدم اٹھ گیا تو خواہ وہ کسی قدر مختصر قدم کیوں نہ ہو اس کی تقلید ضرور کی جائے گی کیونکہ یہ ایسا مسئلہ ہے کہ عام طور پر اس کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے اور انفرادی حیثیت سے اپنی اپنی جگہ تمام اہل الرائے علماء اور صاحب فکر اس ضرورت کو محسوس کرتے ہیں کہ زکوٰۃ کی اجتماعی تقسیم کا کوئی نہ کوئی بندوبست ہونا چاہیئے اگر ایک دفعہ کسی شہر نے اس کا اقدام کر لیا تو اس مسئلہ کا حل آسانی سے ہو جائے گا اور بہت تیزی کے ساتھ تمام ہندوستان میں اس نظام کو وسعت حاصل ہو جائیگی اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی شہر تقدیم کرے اور چونکہ حضرت مولانا نے پہلی مرتبہ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے اجتماع میں اس خیال کا اظہار کیا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ یہ تحریک کلکتہ ہی سے شروع کی جائے انشاء اللہ پھر دوسرے شہروں قصبوں اور دیہات میں بھی اس کی تقلید ہو گی اور اس کے بعد اس تحریک سے جو فوائد مسلمانان ہند کو پہنچیں گے اس کا اندازہ تمام لوگ نہیں کر سکتے مسلمانوں کی اکثر تحریکیں پژمردہ ہو کر محض اس لئے رہ جاتی ہیں کہ روپے کی کمی ہوتی ہے اگر زکوٰۃ کی وصولی و تقسیم کا نظام قائم ہو جائے تو تمام تحریکیں پوری کامیابی کے ساتھ چل سکتی ہیں مسلمانوں کی تعلیم، یتیم خانوں کی اصلاح شعبہ تبلیغ و تالیف کتب مفیدہ غرضکہ تمام کاموں کے لئے کافی مقدار میں روپیہ بہم پہنچ سکتا ہے اور اس رقم سے بہترین فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

دوسرا اہم خطبہ

جمعۃ الوداع کو غازی کمال پاشا نے جو خطبہ انگورہ کی جامع مسجد میں ارشاد فرمایا اور جو ترکی کی تمام مساجد میں سنایا گیا وہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ مسلمانان ہند کلی طور سے سنیں اور دیکھیں کہ جدید ترکی کے متعلق دشمنان اسلام جس قسم کی گمراہ کن خبریں اڑاتے رہتے ہیں وہ کس قدر کذب پر مبنی ہوتی ہیں اور یہ کہ ترک ابتک ویسا ہی سچا اور پکا پرجوش مجاہد و مسلمان ہے۔

غازی کمال نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سوانح حیات تصنیف فرمائی ہے اس سوانح میں سے آپ نے خطبہ میں دو باب بھی پڑھکر سنائے اور چونکہ جنگ کے خطرات بڑھتے جاتے ہیں اور دشمنان اسلام اسی طرح اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں اسلئے غازی پاشا نے خصوصیت کے ساتھ اپنے خطبہ میں اپنی قوم کو جنگ و جہاد کے لئے تیار رہنے کی تلقین کی چنانچہ آپنے فرمایا :-

یورپ کی فضا پھر مکدر ہوتی جاتی ہے جنگ و جدل کی چنگاریاں سلگ رہی ہیں اور نہیں کہا جا سکتا کہ یہ چنگاریاں کس وقت دنیا کے امن و امان کو جلا کر خاک سیاہ کر دیں آئندہ جنگ سائنس کی جنگ ہوگی جس میں زہریلی گیس اور مہلک ایٹم استعمال کی جائے گی جن سے بچنے کے لئے حکومت ترکی دیہاتوں اور شہری آبادیوں میں غلافوں کے استعمال کی تبلیغ کر رہی ہے آئندہ جنگ میں ترکی کو حصہ لینا پڑیگا یا نہیں اس کے متعلق وقت فیصلہ کریگا لیکن موجودہ حالات کے پیش نظر میں اس امر کا وضاحت سے اعلان کر دینا چاہتا ہوں کہ اپنی حفاظت کے لئے ہمیں بڑی سے بڑی قربانیاں کرنا پڑیں گی جس کے لئے میری قوم کو تیار ہو جانا چاہیئے

ہم کسی کے حق کو دبانا نہیں چاہتے اور اپنے حق سے دست بردار ہونا بزدلی سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد غازی پاشا نے بلقانی ریاستوں کا ذکر کیا کہ ترکی حکومت کی یہ خواہش ہے کہ وہ یورپ کی حریص طاقتوں کے فریب سے بچنے کے لئے متحد ہو جائیں چنانچہ اس میں خاطر خواہ کامیابی ہو چکی ہے اور البانیہ رومانیہ یوگوسلاویہ اور ترکی میں معاہدہ ہو گیا ہے یونان بھی غالباً جلد دستخط کر دیگا۔

ترکی فوجی طاقت

اس کے بعد غازی ممدوح نے فرمایا کہ ہماری فوجی طاقت ہمسایہ اقوام سے کم نہیں ہوتا ہم ضرورت ہے کہ آئے اور مضبوط کیا جائے ہمارے دشمن اسلامی دنیا میں ہمیں بدنام کرنے کے لئے یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ہم نے عورتوں کی فوج تیار کی ہے جو ایک لاکھ خواتین پر مشتمل ہے جہاں تک اس خبر کا تعلق ہے وہ غلط نہیں ہے مگر جس رنگ میں اسے پیش کیا جا رہا ہے وہ ذلیل اغراض پر مبنی ہے ہم نے خواتین کی فوج اسلئے تیار کی ہے کہ مصیبت کے وقت محترم خواتین میدان کارزار میں ہماری امداد کر سکیں ہمیں اسلحہ اور بارود پہنچا سکیں اور مجروحین کی مرہم پٹی کریں اور اگر ضرورت پڑے تو اسلامی وقار کو قائم رکھنے کے لئے حضرت خولہ بنت ازور رضی اللہ عنہا کی طرح شمشیر بدست ہو کر دشمن کا مقابلہ بھی کریں ہم جو کچھ کر رہے ہیں خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کر رہے ہیں تاریخ اسلامی کی ورق گردانی سے پتہ چلتا ہے کہ اسلامی سیاست میں عورتوں نے بہت بڑا حصہ لیا ہے اور انہوں نے مصیبت کے اوقات میں مردوں کے دوش بدوش ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا ہے۔

جھوٹے پروپیگنڈا کی تردید

غازی ممدوح نے فرمایا کہ اغیار ہمارے خلاف جھوٹا پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ ہم نے مذہب کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی غرض یہ ہے کہ ہم کو اسلامی دنیا میں ذلیل و بدنام کر دیا جائے اور مسلمانان عالم جو ہم سے ہمدردی رکھتے ہیں وہ نفرت سے بدل جائے آپنے اس موقع پر اپنی تصنیف کردہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سے ایک باب خطبہ میں پڑھکر سنایا جس میں آپ نے لکھا تھا کہ جب تک مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل پیرا رہیں گے اس وقت تک ان کو سرفرازی و سربلندی نصیب رہے گی پھر فرمایا میں اور میری قوم غرور سے نہیں فخر سے کہہ سکتی ہے کہ اس نے نبی آخر الزماں کے دامن اقدس کو کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا اسی کی یہ برکت ہے کہ آج ترکی کی طاقت بڑی بڑی طاقتیں لرز رہی ہیں۔

مذہب اور سیاست دو چیزیں نہیں

آپ نے فرمایا کہ مذہب اور سیاست دو چیزیں نہیں ہیں کبھی ملاؤں نے اپنی تنگ نظری قلبی سے مذہب کو ذلیل کرنے کی ناپاک کوشش کی اور عوام کو کبھی یہ بتلانے کی زحمت گوارا نہیں کی کہ مذہب کیا ہے اور سیاست کسے کہتے ہیں قرآن حکیم میں دنیا بھر کی سیاست کے لاینحل مسائل و نکات کو اللہ تعالیٰ نے حل کر دیا ہے تاکہ نبی امی کی امت کو دنیا کی سیاست کے سمجھنے میں دشواری نہ ہو ہاں میری یہ رائے ضرور ہے کہ نام نہاد ملاؤں نفس پرست صوفیوں اور شورش پسند مشائخ کو سیاست سے علیحدہ کر دیا جائے اور ان کے اقتدار کو توڑ دیا جائے کیونکہ یہ لوگ مذہب سے ناواقف ہوتے ہیں اور مذہب کی آڑ لیکر مذہب کو ذلیل کرتے ہیں اور میں نے ایسا ہی کیا ہے جس کی بنا پر دشمنوں نے یہ پروپیگنڈا شروع

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

مقام ذی الحلیفہ میں پہنچکر آپ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کو احتیاطاً بطور جاسوس مکہ روانہ کر دیا۔ یہ شخص آگے روانہ ہو گیا اور مقام عسفان میں واپس آکر حضور کو اطلاع دی کہ قریش نے آپ کی آمد کا حال سنکر ایک بڑی جمعیت مقابلہ کے لئے فراہم کر لی ہے اور وہ یقیناً آپ کو خانہ کعبہ کی زیارت سے روکیں گے یہ سنکر آپ نے صحابہ سے مشورہ لیا کہ کیا کرنا چاہیئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رائے دی کہ چونکہ ہم صرف کعبۃ اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں لڑنے کا ارادہ نہیں اسلئے جو شخص ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو ہمیں مجبوراً اس سے لڑنا چاہیئے آپ نے یہ رائے سنکر مسلمانوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیدیا۔

قریش مکہ نے پیش بندی کے طور پر خالد بن الولید کو سواروں کا دستہ دیکر روانہ کر دیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو مکہ کی طرف بڑھنے سے روکیں۔ خالد بن الولید نے جب مسلمانوں کے لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو یہ سراسیمہ ہو کر مکہ کی جانب روانہ ہو گئے اور اہل مکہ کو مسلمانوں کے قریب پہنچ جانے کی اطلاع دی ادھر جب نواحی میدان مکہ میں حضور کا لشکر پہنچا تو یکایک آپکی اونٹنی اسی جگہ بیٹھ گئی لوگوں نے یہ دیکھکر کہ اونٹنی نے دھوکہ دیا آپ نے فرمایا نہیں اونٹنی نے دھوکہ نہیں دیا بلکہ جس طاقت نے ہاتھی کو روک دیا تھا اسی نے اونٹنی کو روک دیا اس میں واقعہ اصحاب فیل کی طرف اشارہ تھا۔

مقام حدیبیہ پر قیام اور صلح کا پیغام

مقام حدیبیہ کے کنوئیں پر پہنچکر حضور نے قیام فرمایا مگر چونکہ اس کنوئیں میں تھوڑا ہی پانی تھا وہ جلدی ہی ختم ہو گیا اور لوگوں کو پانی کی تکلیف ہونے لگی آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر حضرت براء بن عازب کو دیا کہ یہ تیر کنوئیں میں ڈالدو انھوں نے یہ تیر کنوئیں میں ڈالدیا اس تیر کے کنوئیں میں ڈالتے ہی پانی کی اتنی افراط ہوئی کہ پھر پانی کی مطلقاً تکلیف نہ ہوئی۔

حدیبیہ میں قیام فرمانے کے بعد قریش مکہ کی طرف سے بدیل بن ورقاء خزاعی اپنے چند ساتھیوں کو لئے ہوئے آپ کے پاس آیا اور آنے کا سبب دریافت کیا حضور نے فرمایا تم دیکھتے نہیں کہ قربانی کے اونٹ ساتھ ہیں اور ہم لوگ احرام باندھے ہوئے ہیں بدیل یہ معقول جواب سنکر واپس مکہ کو چلا گیا اور جا کر قریش سے کہا کہ تم ناحق شور و غل مچاتے ہو اور لڑائی کی تیاری کر رہے ہو محمد تو صرف بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں نہ کہ جنگ کے ارادہ سے یہ سنکر تھوڑے لوگوں نے کہا کہ ہم ان کو بیت اللہ کی زیارت کے لئے بھی نہیں آنے دینگے قریش مکہ نے دوبارہ حلیس بن علقمہ کنانی کو قاصد بنا کر بھیجا کہ وہ بھی جا کر تحقیق کرے کہ معاملہ کیا ہے یہ شخص حضور تک پہنچا بھی نہیں بلکہ صرف قربانی کے اونٹوں کو دیکھ کر واپس چلا گیا اور قریش سے جا کر کہا کہ مسلمان لڑنے کے ارادہ سے نہیں بلکہ عمرہ کے ارادہ سے آئے ہیں اس لئے تم ناحق جھگڑا کر رہے ہو تمہارے لئے یہی مناسب ہے کہ تم ان کو زیارت بیت اللہ سے نہ روکو۔

قریش کو یہ سنکر غصہ آگیا اور کہا کہ تم جنگلی آدمی ہو تم ان باتوں کو کیا جانو ہم ہرگز ہرگز مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں گے ورنہ ہماری بڑی بیعزتی ہوگی۔ یہ سنکر حلیس کو بھی طیش آگیا اور کہا کہ اگر تم مسلمانوں کو عمرہ ادا کرنے نہ دو گے تو میں اپنے ساتھیوں کو لیکر تم سے لڑونگا قریش نے جب اپنے ہی آدمی کو یوں بگڑتے ہوئے دیکھا تو ان کے اوسان خطا ہو گئے اور منت وساجت سے سمجھا بجھا کر خاموش کیا۔

ادھر تو یہ معاملہ گذرا ادھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خراش بن امیہ خزاعی کے پاس ایک آدمی کو روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہم جنگ کرنے کے لئے نہیں بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں خراش نے یہ پیغام قریش مکہ کو پہنچایا قریش نے اس کا یہ جواب دیا کہ خراش کے اونٹ کو ذبح کر ڈالا اور خراش کو بھی مار ڈالنا چاہا مگر حلیس کے آدمی بیچ میں پڑ گئے اور اس کو بچا کر واپس روانہ کر دیا۔

قریش کے نوجوانوں کی گرفتاری اور آنحضرت صلعم کی صلح جوئی

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ قریش کے جوشیلے نوجوانوں کی ایک مختصر سی جماعت مکہ سے مسلمانوں کی گھات میں نکلی کہ موقع پاکر مسلمانوں پر حملہ آور ہو لیکن صحابہ نے ان کو کسی طرح دیکھ لیا اور سب کو گرفتار کر کے حضور کے سامنے پیش کیا مگر آپ نے حکم دیا کہ سب کو رہا کر دیا جائے چنانچہ سب رہا کر دیئے گئے اس سے زیادہ حضور کی صلح جوئی اور کیا ہو سکتی ہے مگر قریش نے اس سے بھی کوئی فائدہ نہیں اٹھایا اور برابر اپنی ضد پر اڑے رہے۔

اب آنحضرت صلعم نے ارادہ کیا کہ حضرت عمر فاروقؓ کو پیغام صلح دیکر اہل مکہ کے پاس روانہ کریں مگر حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضور مجھے جانے میں تو کوئی عذر نہیں لیکن میں قبیلہ بنی عدی بن کعب کا آدمی ہوں اور مکہ میں میرے قبیلہ کا کوئی ایسا نہیں جو موقع پر میری حمایت اور مدد کرے اس لئے میرا جانا خطرہ سے خالی نہیں ہاں مجھ سے بہتر عثمان بن عفان ہیں کیونکہ ان کے قبیلہ بنی امیہ کے بہت سے با اثر و اقتدار لوگ مکہ میں موجود ہیں وہ اس خدمت کو بطریق احسن انجام دے سکیں گے آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کی ایک معقول تجویز کو بہت پسند کیا اور حضرت عثمانؓ کو بطور ایلچی ابوسفیان کے پاس روانہ کر دیا۔

حضرت عثمانؓ یہاں سے روانہ ہو کر مکہ پہنچے سب سے پہلے ابان بن سعید بن العاص سے آپ کی ملاقات ہوئی ابان یہ سنکر کہ یہ پیغام لیکر آئے ہیں اور قریش سے ملنا چاہتے ہیں ان کو اپنی حمایت میں لے لیا اور اپنے ہمراہ سرداران قریش کے پاس لے گیا اور حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلعم کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا حضور کا پیغام سنکر سرداران قریش نے کہا کہ ہم تم کو تو اجازت دیتے ہیں کہ تم خانہ کعبہ کا طواف کر لو مگر محمد کو اجازت نہیں دے سکتے حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا کہ میں بغیر آنحضرت صلعم

شد یارت البتہ اس کے لئے روانہ ہو جانا چاہیئے۔

برادران ملت یاد رکھو کہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ جو سانس چل رہا ہے کل کیا خبر چلے یا نہ چلے آج تو راحت ملی ہوئی ہے کسے خبر یہ مہلت کل رہے یا چھن جائے فرصت کو غنیمت جاننا چاہیئے اگر خدا نے دولت دی ہے اور زاد راہ میسر ہے اور شرائط حج پورے ہو چکے ہیں تو اس کا نام لیکر فوراً روانہ ہو جاؤ اس کی رحمتیں تمہارا انتظار کر رہی ہیں اور جبل عرفات اور بین الصفا والمروہ پر رحمت الٰہی کی گھٹائیں جھوم رہی ہیں امن و سلامتی کا فرشتہ ندا دے رہا ہے کہ آؤ ایسا امن اور ایسی سلامتی دار بہت عرصہ کے بعد بروئے کار آئی ہے جن لوگوں پر حج فرض ہو چکا ہے ان کو ایک لمحہ کی بھی تاخیر نہ کرنی چاہیئے آج ان کو اللہ نے یہ موقع عنایت فرمایا ہے اس کا یہ تقاضا ہے کہ بمقولہ اشکر بلے بدل اور اپنے دامن مراد کو اس فیض و فلاح اور سعادت ابدیت سے بھر لیں جو صرف اسی سرزمین پر پہنچکر بھرا جا سکتا ہے۔

خدا معلوم یہ کیسی بدنصیبی ہم پر طاری ہو گئی ہے کہ چند برسوں سے حجاج کی تعداد بہت ہی کم ہو گئی ہے جس سے اللہ کے گھر کے رہنے اور دیار حبیب کے بسنے والے سخت پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور خدا کے ان مقدس ترین شہروں کو افلاس نے ایسا گھیر لیا ہے کہ اس کا اندازہ ہی نہیں کیا جا سکتا وادی غیر ذی زرع میں اللہ کا گھر اسی لئے بنا تھا کہ انقطاع عالم سے اللہ کے پرستار جوق در جوق آئینگے اور ان کو ضروریات بہم پہنچتی رہیں گی مگر اب کیا ایسی بدبختی ہم پر طاری ہو رہی ہے کہ روز بروز حجاج کی تعداد کم ہو رہی ہے جس سے طرح طرح کی مشکلات میں یہ مقدس سرزمین مبتلا ہو رہی ہے ایسی حالت میں کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ ہم سب سے کم از کم جن لوگوں پر حج فرض ہو چکا ہے وہ تاخیر نہ کریں اور اللہ کا نام لیکر فوراً سرزمین رحمت و رافت کی طرف لپکیں ہم مولوی کے ان ناظرین سے جن پر حج فرض ہو چکا ہے درخواست کرتے ہیں کہ ادائے فرض حج میں ہرگز تاخیر کو راہ نہ دیں اور اسی سال روانہ ہو جائیں اب اس سفر سعادت میں اس قدر آسانیاں اور راحتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ ہفتوں کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے قدم قدم پر راحت و آرام کے سامان مہیا ہیں امن و امان ایسا کہ سونا اچھالتے چلے جایئے کوئی آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیگا پھر کونسا ایسا مانع ہو سکتا ہے کہ آپ ادائے فرض سے غفلت برتیں بسم اللہ کیجئے اور آج ہی سفر کی نیت کر لیجئے اس رسالہ کے پہنچنے اور اس اپیل کے پڑھنے تک موقع رہیگا کہ آپ روانہ ہو سکیں ہماری تمنائیں آپ کے ساتھ ہیں آپ بھی وہاں پہنچکر اپنی دعاؤں میں ہمیں شریک کر لیجئے گا۔

مبغوض رپوٹ

مشترکہ پارلیمنٹری کمیٹی کی رپورٹ شایع ہو گئی اور اچھا ہوا کہ گزشتہ پرچہ میں ہم اس پر تفصیلی تبصرہ نہ کر سکے کیونکہ اب ملک کے گوشہ گوشہ سے وہی صدائیں بلند ہو رہی ہیں جو ہم چند سطور میں قلم بند کرنے کی کوشش کرتے یہ ایک قدرتی صدا ہے جو غیر مطمئن ہندوستان کی طرف سے اٹھ رہی ہے۔

حکومت اور اس کے کاسہ لیس کانگریس کو شورش پسندوں کی ایک جماعت کہتے ہیں اور کانگریس نے اس رپورٹ کو ٹھکرا دیا تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ ان کا نصب العین ہی کامل آزادی ہے اور وہ کسی بیرونی ایجنسی کے بنائے ہوئے دستور کا اپنے ملک پر زبردستی ٹھونسے جانے کے سخت مخالف ہیں ان کا نظریہ تو یہ ہے کہ اپنے ملک کے لئے خود اہل ملک جس آئین کو بنائیں اور منظور کریں بس وہی اس قابل ہے کہ اسے نافذ کیا جائے لیکن کانگریس کو چھوڑیئے کہ حکومت کے لفظ ترمیم وہ ایک ایسی جماعت ہے جو ناقابل اصلاح ہے لیکن تعجب تو اس امر پر ہے کہ ملک کے گوشہ گوشہ سے اس رپورٹ کی مذمت کی صدائیں بلند ہو رہی ہیں اور کوئی سیاسی جماعت ایسی نہیں ہے جس نے اس رپورٹ کی دل کھول کر مذمت نہ کی ہو اور اسے مایوس کن غیر اطمینان بخش اہل ملک کی توقعات سے بہت کم اور ناقابل قبول نہ کہا ہو دو ایک خوشامد پسند جماعتوں یا افراد کو چھوڑ کر تمام ملک نے انفرادی اور اجتماعی دونوں حیثیتوں سے رپورٹ کو ناقابل قبول کہا ہے چنانچہ اعتدال پسندوں کی کانفرنس نے بھی ناقابل قبول ہونیکا فتویٰ صادر کر دیا ہے اور وہ عاقبت کوش جو ہمیشہ کانگریس کو گالیاں ہی دیا کرتے ہیں ان سب کا یہ متفقہ اعلان ہے کہ یہ رپورٹ تو وائٹ پیپر سے بھی زیادہ رجعت پسندانہ ہے اور بجائے اس کے کہ اہل ہند کی توقعات کو پورا کیا جاتا وائٹ پیپر کے ذریعہ جو کچھ دینے کا وعدہ کیا گیا تھا اس میں بھی قطع برید اور کانٹ چھانٹ کر کے اس کو بالکل ہی ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل بنا دیا ہے جو ایک آدھ جماعت یا افراد نے اس کو مسترد کرنے کا اعلان نہیں کیا انھوں نے بھی اس کو مایوس کن غیر اطمینان بخش اور توقعات و مطالبات ملک سے اس کو بہت ہی کم بتلایا ہے لیکن اس کے باوجود حکومت مصر ہے کہ اسی [illegible] کو ملک میں نافذ کر کے رہے گی بیشک وہ ایسا کر سکتی ہے اور موجودہ حالات میں اس قسم کے لوگ مل بھی جائینگے جو حکومت کے ساتھ تعاون کی پیشکش کرینگے مگر یہی لوگ ہونگے جن کی ملک میں کوئی آواز نہ ہوگی اور جن کے منہ میں اپنی زبان نہ ہوگی بلکہ حکومت کی زبان سے یہ بات چیت کرنے کو اپنا فرض سمجھیں گے یہ صحیح ہے کہ اس وقت ملک میں یہ طاقت نہیں کہ تمام سامنے کود پڑ سکتی یا دل سے [illegible] مگر اس میں بھی شک و شبہ نہیں ہے کہ اس رپورٹ کی آئین پارلیمنٹ نے بالجبر ہندوستان کے سر منڈھ دیا تو اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ آزردگی [illegible] کے ذریعہ جس ایجی ٹیشن کو دبایا گیا ہے اس کے از سر نو پیدا کرنے کا سامان فراہم کر دیا جائے اور غالباً حکومت اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہے کہ اس رپورٹ پر مشتمل آئین سے ہندوستان کی رائے عامہ ہرگز مطمئن نہیں ہو سکتی اور تلخی کا احساس برابر ترقی کرتا رہیگا اور خود اس قانون کے اندر تلخی کے بڑھانے کے جراثیم موجود ہیں۔

اگرچہ ہمیں معلوم ہے کہ حکومت موجودہ حالات سے اس قدر مطمئن ہے کہ وہ ناراضگی اور رائے عامہ کی مخالفت کی مطلق پرواہ نہ کرے گی مگر چند ہی برسوں کے اندر اس کو معلوم ہو جائیگا کہ اہل ہند کے جذبات سے جو استغنا اور بے پرواہی اس نے برتی تھی وہ تدبر اور دانشمندی کے خلاف تھی اور جو لوگ برسر اقتدار ہیں اور جبر و تشدد کی پالیسی کو صحیح پالیسی سمجھ رہے ہیں کل انہی کو ناعاقبت اندیش کا خطاب ملیگا جیسا کہ ان لوگوں کو کہا جا رہا ہے جنہوں نے اہل آئرلینڈ کے ساتھ سختی برت کر ان کو اس درجہ متنفر کر دیا ہے اور ان کے اندر اس قدر تلخی پیدا کر دی ہے کہ وہ اب برٹش کامن ویلتھ میں رہنا بھی پسند نہیں کرتے

موجودہ صورت حال یہ ہے کہ ملک کے اہل سیاست کا کوئی ایک طبقہ بھی ایسا نہیں ہے جو اس رپورٹ سے مطمئن ہو انتہا پسندوں کو چھوڑ دیجئے حکومت کہہ سکتی ہے کہ وہ تو کبھی بھی مطمئن نہ ہونگے لیکن وہ ان اعتدال پسندوں کے بارے میں تو یہ نہیں کہہ سکتی جن کا تعاون ہمیشہ اس کو حاصل رہا ہے اس لئے کم از کم ملک کے اعتدال پسندوں کا اطمینان تو اس کو ضرور حاصل کرنا چاہیئے ایسی جماعت کو نظر انداز کر دینا جس سے ہمیشہ حمایت کو امداد ملتی تھی

(اس کے آگے کا مضمون [illegible] پر ملاحظہ فرمایئے)

مسلمان اور قرآن

ایک مسلسل کتاب جو مولوی کیلئے لکھی جارہی ہے

(نوشتہ حضرت مراد مارہروی)

قرآن اور امثال وقصص

ولقد ضربنا للناس فی هذا القرآن من کل مثل لعلهم یتذکرون "ہم نے تمہارے سمجھانے کے لئے اس قرآن میں سب ہی قسم کی مثالیں بیان کردی ہیں تاکہ لوگ ان سے نصیحت حاصل کریں۔"
فاقصص القصص لعلهم یتفکرون۔ کذالک نفصل الآیات لقوم یتفکرون "انھیں قصے سناؤ تاکہ وہ غور کریں۔ غور کرنے والوں کے لئے ہم اس طرح تفصیل سے آیات بیان کرتے ہیں۔"
وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت به فؤادک وجاءک فی هذہ الحق وموعظة وذکری للمومنین قرآن کریم میں حضرت یوسف کا قصہ تفصیل کے ساتھ موجود ہے مسلمان اسے محض ایک داستان محبت یوسف اور زلیخا کی محبت و وارفتگی کی داد دیتے ہیں لیکن اس میں عبرت و موعظت کے بہت سے گرانقدر اسباق موجود ہیں کہ ایک بیکس و بے یار بچہ ابتدائی عمر کن مصائب میں گذارتا ہے بھائی دشمنی سے کنوئیں میں پھینکتے ہیں سوداگر آپ کو نکال لیتے ہیں پھر غلام بنکر بکتے ہیں زلیخا سے عشق ہوتا ہے قید خانے میں ڈالے جاتے ہیں اور پھر مصر کے بادشاہ بنتے ہیں اس قصے میں بہت اخلاقی سیاسی تمدنی اور تاریخی نصائح مضمر ہیں کہ آپ نے کنوئیں میں پھینکنے والے اور جان کے دشمن بھائیوں سے کیا محبت بار سلوک کیا جابلت پر آپ کو کس قدر قدرت حاصل تھی اور خوف خدا آپ کے دل میں کس قدر تھا کہ زلیخا جیسی حسینہ ملکہ سے عین تنہائی میں اور انتہائی عالم شباب میں بچتے اور اس وقت بھی خوف خدا سے لرزکر برائی سے بچتے ہیں قید خانے کی اذیتیں اور پریشانیوں میں بھی خدا کو نہیں بھولتے زلیخا دھمکی دیتی ہے کہ میں جس کام کے کرنے کو کہتی ہوں وہ اگر تو نے نہ کیا تو قید و بند کی تکلیف بھگتنی ہوگی آپ اسی وقت دعا مانگتے ہیں کہ پروردگار جس کام کے لئے یہ بلاتی ہے اس کے ارتکاب سے تو مجھے جیلخانے ہی میں رہنا منظور ہے جیلخانے میں جاتے ہیں تو وہاں تبلیغ کرنا شروع کردیتے ہیں اور اپنے مقصد حقیقی کو اس حالت میں بھی فراموش نہیں کرتے اور آپ کے حسن اخلاق قدرت جذبات طاقت برداشت مقصد کے عشق اور خوف خدا اور معمولی حالت سے ترقی کرکے عروج کی بلندیوں پر پہنچنے کے نہایت موثر سبق اس میں مرکوز ہیں۔

قصہ طالوت وجالوت

بھی بہت کچھ سکھاتا اور بتاتا ہے بنی اسرائیل کے سرداروں کی خواہش پر ایک سپاہی طالوت کو بادشاہ بنایا جاتا ہے اور اللہ تعالے کے حکم سے بنایا گیا لیکن ان لوگوں نے اس پر اعتراض کیا کہ اسے تو مال و دولت کے اعتبار سے کوئی سیادت نہیں کرسکتی مگر یہی ہوتی ہے راستے میں ایک نہر پڑتی ہے اس کا پانی پینے سے منع کیا جاتا مگر وہ نہیں مانتے پھر تھوڑے سے لوگ جو خدا سے ڈرنے میں تامل کرتے ہیں ان سے گو نافرمانی کرنے والوں کے ساتھ طاقت اور مال و عزت بہرحال اگر وہ اطاعت کرتا ہے اور مقابلہ کے وقت خدا سے ثابت قدمی استقلال و کامرانی کی دعا مانگتا ہے آخر یہ مختصر جماعت اسکے حکم سے جالوت کی بڑی جماعت کو شکست دیدیتا ہے اس قصہ سے مسلمانوں کو یہ واضح کیا گیا ہے کہ سرداری کے لئے تمول کی نہیں بلکہ علمیت و لیاقت کی ضرورت ہے اور خدا پر بھروسہ رکھا جائے اور عجز و انکساری سے دعا مانگی جائے تو وہ ضرور کامیابی دیتا اور مختصر جماعت کو بڑی جماعت پر فتح دیتا ہے کہنے والے کہہ سکتے ہیں کہ میدان جنگ میں دعا کیا کام دیگی لیکن جنرل برن ہارڈی کو بھی آخر محاربہ عظیم میں تسلیم ہی کرنا پڑا کہ تمام فوج میں فوقیت کے حقیقی عناصر روحانی اور اخلاقی قوتیں ہیں اور انہی قوتوں کے ذریعہ سے تھوڑی فوج بڑی فوج پر فتح حاصل کرلیتی ہے پھر عین جنگ کی شکست کے زمانہ میں کامیابی کے لئے تمام گرجاؤں میں دعائیں مانگی گئیں۔

قصہ حضرت ابراہیم

پر غور کیجئے کہ فطرت سعید اور استقلال وفدائیت کا کتنا شاندار مظاہرہ کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد کو بت پرستی سے روکتے اور بتوں کی بے حقیقی پر ایک موثر تقریر کرتے ہیں جب قربانی کا حکم دیا جاتا ہے تو آپ اپنے بیٹے اور لخت جگر کے گلے پر چھری رکھ دیتے ہیں اور دنیا کی ایسا سعید کوئی نہیں مارتا کا نمونہ اور بت پرستوں سے صاف کہہ دیتے ہیں کہ تمہارے عقیدے میں زمین و آسمان کا فرق ہے اس لئے ہم میں تم میں دشمنی قائم ہے اور یہ ہمیشہ رہے گی پھر آپ کو سنگساری اور آگ میں جھونک دینے کی دھمکیاں دی جاتی ہیں لیکن آپ کے عشق مقصد کا یہ عالم ہے کہ آپ صاف جواب دیدیتے ہیں کہ مار دو یا جلا دو میں تو اپنے عقائد سے باز نہ آؤں گا بڑے بڑے مصائب پڑے لیکن آپ پوری طرح ثابت قدم رہے اور مقصد سے عشق رکھا۔

قصہ حضرت موسیٰ

یہ کتنا موثر قصہ ہے کس طرح محض فضل ربی سے ہدایت ملتی ہے پھر بنی اسرائیل کی نجات کے لئے آپ مامور کئے جاتے ہیں اور فرعون جیسے وحشی و خونخوار بادشاہ کی اصلاح کو بھیجے جاتے ہیں وہ اس ظالم کی حالت یہ تھی کہ یہ اور اس کے حکام تمام بنی اسرائیل کے بیٹوں کو ذبح کردیتے تھے اور ان کی بیٹیوں کو اپنی خدمت کے لئے زندہ رکھتے تھے آپ اس سے کہتے ہیں کہ یا تو اس ظلم سے باز آ یا انھیں میرے ساتھ رخصت کر حضرت موسیٰ اس مصیبت زدہ اور مظلوم قوم میں ایک نئی روح پھونکدیتے ہیں اور اللہ تعالے کی طرف سے انھیں نجات کی بشارت ملتی ہے فرعون کہتا ہے کہ موسیٰ میں تمہارے اور تمہاری قوم کے ہاتھ پاؤں کٹوا دوں گا اور سب کو سولی دوں گا آپ فرماتے ہیں مجھے پرواہ نہیں جو کچھ تیرا جی چاہے کر گذر موسیٰ کوہ طور پر جاتے ہیں تو بھائی کو اپنا جانشین بناجاتے ہیں ان لوگوں کا ابتذال دیکھئے کہ ان کی پس غیبت میں بچھڑا پرستی شروع کردیتے ہیں آپ کے بھائی حضرت ہارون قوم میں اخلاقی پھیل جانے کے اندیشے سے

خود طواف کر کے چلا جاؤں یہ سنکر قریش بہت برہم ہوئے اور ان کو بد گمانی پیدا ہوا اس لئے انھوں نے حضرت عثمانؓ کو روک لیا۔

بیعت رضوان

جب حضرت عثمانؓ کو واپس آنے میں دیر ہوئی تو یہاں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمانؓ کو کفار نے شہید کر دیا ہے یہ سنکر آنحضرت صلعم کو بہت صدمہ ہوا اور فرمایا ہم جب تک عثمانؓ کے قتل کا بدلہ نہ لینگے ہرگز نہ ہلیں گے چنانچہ آپ ایک کیکر کے درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور ہاتھ بڑھا کر کہا آج محمدؐ سے کون کون مرنے کی بیعت کرتا ہے؟ کون مسلمان تھا جو جاں نثاری کی بیعت سے انکار کرتا تمام صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر کہا ہم سب مرنے کا عہد کرتے ہیں ہم سب کو اللہ کی راہ میں موت پیاری ہے اللہ اللہ صحابہ کی جاں نثاری اور جذبۂ فدویت کا یہ کیسا عجیب منظر تھا جبکہ شیدایان اسلام سرور کائناتؐ کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کر رہے تھے اور اس دنیا کی زندگی پر آخرت کی زندگی کو ترجیح دے رہے تھے یہ جذبۂ اطاعت اللہ میاں کو بھی بھا گیا اور وحی آئی خدا تعالے ان مسلمانوں سے بہت خوش ہوا جنہوں نے درخت کے نیچے مرنے کی بیعت کی۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہوئی اس بیعت کو بیعت رضوان اسی لئے کہتے ہیں کہ اس بیعت سے اللہ کی رضا حاصل ہوئی۔

تھوڑی دیر کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی کفار مکہ کی طرف سے صلح کا پیغام لیکر آیا اور حضرت عثمانؓ بھی آ گئے عروہ نے آکر کہا کہ محمد (صلعم) قریش کے تمام قبائل تمہارے مقابلہ کیلئے آمادہ ہیں تم ان کا مقابلہ نہ کر سکو گے یہ لوگ جو تمہارے ساتھ ہیں مقابلہ کے وقت تم کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائینگے اور قبائل قریش کے سامنے ہرگز نہ ٹھہر سکیں گے یہ صحابہ کی جاں نثاری کی انتہائی توہین تھی اس لئے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو یہ بات سخت ناگوار گذری اور نہایت سخت جواب دیا جسکو سنکر عروہ خاموش ہو گیا۔ آنحضرتؐ نے عروہ سے کہا کہ ہم لڑائی کے ارادہ سے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کے لئے آئے ہیں لیکن اگر قریش آمادۂ جنگ ہیں تو پھر مجبوراً میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ میری گردن جسم سے الگ نہ ہو جائے یا خدا اپنا حکم صادر فرمائے کہو وہ اگر چاہیں تو ایک مدت کے لئے مجھ سے التوائے جنگ کا معاہدہ کر سکتے ہیں وہ مجھکو تبلیغ و ہدایت کا کام کرنے دیں اور اگر وہ بھی اسلام قبول کر لیں تو ہمیشہ کے لئے جنگ ختم ہو سکتی ہے۔

جو لوگ اسلام پر جبر و اکراہ اور جنگ و جدال کا الزام لگاتے ہیں ان کو یہ واقعات بنظر غور مطالعہ کرنے چاہئیں کہ قریش مکہ کیونکر آمادۂ جنگ و جدال ہیں اور ان کے مقابلہ میں نبی رحمت صلعم کیونکر جنگ کو ٹالنے رہے ہیں یہ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ حضورؐ کو جس قدر جنگوں کا سامنا ہوا وہ تمام جنگیں مدافعانہ تھیں۔ اگر دشمنان اسلام اسلام کے مٹانے پر نہ آتے تو یقیناً اسلام میں تلوار کا نام بھی نہ آتا اور اسلام کی تاریخ جنگ و جدال کے مقابلہ میں امن و صلح کے پھول دنیا پر برساتی مگر اس کو کیا کیا جائے کہ قریش مکہ مسلمانوں کو مجبور کر کے اپنے مقابلہ میں تلوار اٹھوانے پر تلے ہوئے ہیں کہ وہ مسلمان جنکی شمشیر ہائے خاراشگاف نے جنگ احد و بد[ر]

تھا کہ عروہ کافر ہو کر ... [قریش] کی جمعیت ... تھی وہ کیا عقائد ان جنگ کی طرح دے رہے ہیں اور کفار اگر کی کوئی ... مسلمان کفار سے مرعوب تھے یا گھبرا گئے تھے ہرگز نہیں ... کی شجاعت کا تو یہ عالم تھا کہ اگر ساری دنیا ان کے مقابلہ میں آ ... اس کو کاٹ کر رکھ دیتے بات صرف یہ تھی کہ وہ جنگ کے ارادہ سے ہی نہیں آئے تھے اور نہ جنگ کرنا چاہتے تھے اس سے بڑھکر اسلام کی امن و صلح جوئی اور کیا ہو گی۔

عروہ کی گستاخی اور رحمت عالم کا عفو و در گذر

عروہ جس وقت باتیں کر رہا تھا تو اپنا ہاتھ پھیلا پھیلا کر آنحضرتؐ کی ڈاڑھی کی طرف لیجاتا تھا مگر نبی رحمت کے فدا کاروں کو یہ بہت ناگوار ہوتا تھا آخر مغیرہ کو عروہ کی یہ حرکت ناگوار گذری اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کر کہا کہ ... دبانہ بات کر ورنہ اچھا نہ ہوگا۔

عروہ اپنا کام پورا کر کے قریش مکہ کے پاس واپس گیا اور جا کر کہا یا معشر قریش! میں نے ہر اکلہ روم اور اکاسرۂ ایران کے دربار دیکھے ہیں لیکن میں نے کسی بادشاہ کو اپنے ہمراہیوں اور درباریوں میں ایسا محبوب و مکرم نہیں پایا جس قدر محمد (صلعم) اپنے اصحاب میں محبوب ہیں۔ اصحاب محمد (صلعم) کی یہ حالت ہے کہ وہ محمد صلعم کے وضو کا پانی زمین پر گرنے نہیں دیتے جب وہ کلام کرتے ہیں تو سب خاموش ہو جاتے ہیں اور تعظیم کی راہ سے ان کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتے۔ کسی طرح محمد صلعم کا ساتھ نہیں چھوڑ سکتے محمد (صلعم) نے تمہارے سامنے جو بات پیش کی ہے تم اس کو قبول کر لو اور مناسب یہی ہے کہ صلح کر لو جا فوراً صلح کر لو۔

صحابہ کی اطاعت و جانثاری کی کیسی عمدہ تصویر ہے اور اطاعت کا سبق ہے جس سے صحابہ کی ترقی و عظمت کا سراغ ملتا ہے۔ اگر آج محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت ہی جان ایمان بغیر مسلم کا وجود لاشۂ بیجان ہے اصلی جوہر کا فقدان ہی تو ہے جسکے مسلمانوں کے جسم سے یہ روح نکل چکی۔ اللہ کی راہ میں مرنے کا ... رہا ہم موت سے ڈرنے لگے ایثار و قربانی سے جی چرانے لگے ... عزم و ہمت نے جواب دیا۔ یا شیر کی آن بان جاتی رہی ... مشرکین کا رعب چھا گیا اور ہم باطل کی قوتوں سے ڈرنے لگے مسلمان بالا واقعہ سے اطاعت و محبت رسول کا سبق سیکھیں اور دینی ...

حضرت میں قرطبی اور رازی میں موخر الذکر نے اپنی تفسیر کو حکماء اور فلاسفہ
کے اقوال سے بھر دیا دیکھنے والا انھیں پڑھ کر حیرت زدہ رہ جاتا ہے۔ ابو حیان نے
بحر میں کہا ہے کہ امام رازی نے اپنی تفسیر میں بہت سی چیزیں ایسی بھر دی
ہیں جن کی علم تفسیر میں کوئی ضرورت نہ تھی بعض علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا
ہے کہ امام رازی کی تفسیر میں سب کچھ ہے مگر تفسیر نہیں ہے۔"

بدعتی کی غرض بعض آیتوں کی تحریف ہی رہتی ہے تاکہ وہ انھیں اپنے فاسد
مذہب پر منطبق کرسکے ملحد کا تو ذکر ہی کیا ہے وہ خدا تعالے کے متعلق بہت کچھ
بناتا ہے محمود بن حمزہ کرمانی نے دو جلدوں میں تفسیر لکھی ہے اس کا نام العجائب
والغرائب رکھا ہے اس میں بہت سے ایسے اقوال نقل کئے ہیں جو
علماء کے نزدیک عجیب اور سلف صالحین کے طریقہ سے بہت بعید ہیں اور ان
پر اعتقاد بھی ناجائز ہے بلقینی میں تو ایسے مفسرین کو ملحد بتایا گیا ہے قرآن
کریم کے متعلق صوفیہ کا کلام بھی ہرگز تفسیر نہیں کہا جاسکتا۔ ابن الصلاح نے
اپنے فتاوی میں ذکر کیا ہے کہ میں نے امام واحدی سے معلوم کیا ہے انہوں
نے فرمایا کہ سلمی نے جو حقائق تفسیر کی ہے اسے جو بھی تفسیر خیال کرے وہ کافر
ہے نسفی نے لکھا ہے کہ نصوص کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائیگا ان سے اہل باطن
کے معانی کی طرف پھرنا الحاد ہے۔"

مسلمانوں میں چھٹی صدی ہجری میں یہ رنگ آگیا اور اس کے بعد تو یہ حالت
تھی کہ قرآن مجید کو چھوڑ ہی دیا گیا اور خود ان تفسیروں کی شرحیں اور حاشیے لکھے
جانے شروع ہوگئے۔ ملا عوض نے صرف ایک تفسیر بیضاوی کا حاشیہ
تیس جلدوں میں لکھا ہے غرض علماء و فضلائے اسلام کی توجہ علوم و فنون
کے سیلاب امڈ آنے کی وجہ سے قرآن اور اس کے علمی پہلو کی طرف مرکوز رہی
یہ ضرور ہے کہ لکھنے والوں کی نیات بخیر تھیں اور انھوں نے جو کچھ لکھا قرآن
کی عظمت برتری اور فوقیت جتانے اور اسے ارض عالم کی ایک بہترین کتاب
ثابت کرنے کے لئے لکھا اللہ تعالے انھیں اس جانکاہی و خلوص کا اجر بھی
ضرور دے گا لیکن بعد کو آنے والی نسلوں کو اس سے نقصان ضرور پہنچا معانی
و مفاہیم خاص کی طرف سے توجہ ہٹ کر معقولات میں الجھا ایک محکم اور صراحت
قرآنی کے پہلو بہ پہلو کوئی اقوال آگئے۔ احادیث، قصص، اقوال فلاسفہ اقوال
صوفیہ بزرگوں کی سیر ا سمجھنے والے تو یہ سمجھ لیتے تھے لیکن عوام ضرور پریشان
ہو جاتے تھے ایک ہی آیت ہے اس کے مقابلہ میں ضعیف احادیث رکھی ہوئی
ہیں فقیہ کچھ صراحت کر رہے ہیں مفسر کچھ لکھ رہے ہیں صوفیہ کا نمونہ حیات
کچھ ہے کوئی کرے تو کیا کرے ایک قرآنی تعلیم کے دوش بدوش متعدد تعلیمات کا
پیش ہونا اور مذہبی حیثیت سے پیش ہونا بڑی حیرانی اور نقصان کا باعث
ہوا مسلمان قرآن کی تعلیمات سے دور ہوتے گئے اور جتنے دور ہوتے گئے اتنا ہی
تنزل کرتے گئے پھر جتنا تنزل ہوتا گیا اتنے ہی اخلاقی تمدنی معاشرتی اور
سیاسی حیثیت سے کمزور ہوتے چلے گئے اخلاقی قوت ہی انسان کے اندر ایک کار
فرما طاقت ہے اس کے مٹتے ہی ان کے تمام قوائے عمل میں ضعف آگیا۔

شدید نقصان یہ ہوا کہ متعدد اہم قرآنی اصلاحی الفاظ کے معانی و مفاہیم
تغیر کر دیا گیا جو الفاظ [illegible] اور [illegible] وہ مسلمانوں
[illegible] مترادف
خیال کئے جانے لگے۔ توکل صبر قناعت تقدیر دنیاداری اور ایمانداری کیا
ہر ایک چیز کا مفہوم بدل گیا اور ان کے معنے کچھ کے کچھ لئے جانے لگے جن
میں سے چند امور کے متعلق اظہار خیال کر چکے ہیں۔

قرآن اور توکل

توکل کے الفاظ میں قرآن کریم نے یہ بتایا کہ چونکہ تمام اسباب فراہم کرنے والا صرف خدا ہے اور وہی کائنات کا خالق
ہے اس لئے اپنی جدوجہد بظاہر عمل اور دنیا کی کسی طاقت و قوت پر بھروسہ
کر کے ان سے کام ضرور لو لیکن کامیابی عطا کرنے والا صرف خدا ہی کو سمجھو بالفاظ
دیگر اللہ تعالے نے انسانی مقصد یا کام کی تکمیل کے لئے جو آئین و قواعد مقرر کئے
ہیں ان پر پوری طرح عمل کرو لیکن کارساز حقیقی اسی کو سمجھو۔ قرآن کی تعلیم سے
جب افتراق کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان عمل سے تو بے نیاز ہوگئے اور صرف اسی پر
ہی بھروسہ کر گئے وابتغوا من فضل اللہ اس کے فضل میں روزی تلاش کرو
وجعلنا النہار معاشا ہم نے دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا ہے۔
لیس للانسان الا ما سعی انسان کے واسطے بس اسی قدر ہے جو
کل نفس بما کسبت رھینۃ ہر شخص عمل و سعی سے ہی کچھ حاصل کرتا ہے
کو بھول گئے اور صرف وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون یاد رہ گیا اور سمجھ
لیا کہ جب خدا ہی دینے والا ہے تو پھر محنت کرنے کی ضرورت کیا ہے پھر
اس کے متعلق جو قصے مشہور ہوئے انہوں نے مسلمانوں کے قوائے عمل کو
سست کر دیا کسی نے کہا کہ ایک صاحب کو خوان اترا ہے جو اس پر بھروسہ
کرتا ہے ضرور پاتا ہے وہ رازق حقیقی ہے بھوکا اٹھاتا ہے سلاتا نہیں فلاں شخص
بڑا متوکل ہے گھر میں پڑا رہتا ہے کوئی کام نہیں کرتا روزے نماز میں مصروف رہتا
ہے چونکہ قرآن میں توکل کی تعریف تھی اور یہ مذہبی اور قرآنی لفظ تھا اس لئے دوسروں
کو بھی اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔

توکل کے مفہوم کو سورہ مائدہ کی آیت قالوا یاموسی ان فیہا قوما
جبارین الخ اور سورہ یونس کی آیت واتل علیہم نبا نوح اذ قال لقومہ
ان کان کبر علیکم الخ سے واضح ہے یعنی موسیٰ کے حکم پر لوگ کہنے لگے اس
ملک میں تو بڑے زبردست لوگ ہیں جب تک یہ موجود ہیں ہم اس میں قدم
نہ رکھیں گے ان میں دو خدا سے ڈرنے والے لوگ بھی تھے وہ کہنے لگے کہ ان پر
حملہ کر کے دروازے پر گھس پڑو جب تم دروازے میں گھس پڑے تو بلاشبہ
تمہاری فتح ہے۔ اور تم ایمان رکھتے ہو تو اللہ پر توکل کرو۔ اے پیغمبر لوگوں کو
نوح کا حال پڑھ کر سناؤ کہ جب انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں سے کہا کہ
میرا رہنا اور میرا آیتیں پڑھ پڑھ کر سنانا تمھیں ناگوار گزرتا ہے تو میں اللہ پر توکل
کرتا ہوں پس تم اور تمہارے شریک سب مل کر ایک فیصلہ کرلو اور چیز [illegible]
ان آیتوں سے کیا واضح ہوتا ہے یہی کہ یہ بزدل مسلسل کام کرتے رہے
اور محض توکل کئے نہ بیٹھے رہے توکل کی تعلیم کا صحیح مفہوم بھی یہی ہے توکل وہ ہے
جو محنت و سعی کے بعد کیا جائے ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ جانے کا نام توکل نہیں بلکہ
معصیت ہے مسلمانوں کو توکل کے اس غلط مفہوم نے شدید نقصان پہنچایا ہے

قرآن اور صبر

صبر کے قرآنی معنے تو یہ تھے کہ مشکلات و حوادث کے ہجوم میں انسان چٹان کی طرح قائم رہے پوری مستقل
مزاجی سے کام لے تکالیف و آلام میں گھبرا نہ اٹھے اور ہر کام میں مصروف [illegible]

بڑھتے آخر عروج و ترقی نصیب ہوتا ہے اور مظلوم قوم نجات حاصل کرتی ہے۔ مسلمانوں کو اس قصہ سے توحید، استقامت، برداشت اور اتفاق باہمی کی اہمیت کے عملی نمایاں سبق ملتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ قومیں کس طرح ترقی کیا کرتی ہیں اور اگر کوئی رہنما مل جائے تو مردہ سے مردہ قوم کو زندہ کر کے رکھ دیتا ہے اور خدا پرست لوگوں کی امداد غیبی طور پر کی جاتی ہے اور انتہائی ذلت و پستی میں پڑی ہوئی قوم بھی ادنیٰ حالت سے ابھر کر اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاتی ہے۔

قصہ حضرت نوحؑ

حضرت نوحؑ کا قصہ محض طوفان حوادث پر مبنی نہیں اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر عمل اچھے نہ ہوں تو وہ خاندان کا جزو شمار نہیں کیا جاتا آپ نے طوفان کے وقت جب بیٹے کے لئے دعا مانگی تو صاف جواب ملا کہ اسے اپنے خاندان کا جزو نہ بتاؤ اسے تمہارے خاندان سے کوئی تعلق نہیں چنانچہ آپ کی بیوی اور یہ بیٹا دونوں طوفان کی نذر ہو گئے آپ اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ میں نے رات دن اور مسلسل سمجھایا اور تیری طرف بلایا لیکن یہ نہ مانے انہوں نے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیں اوپر سے کپڑے اوڑھ لئے ضد کی سختی میں اکڑ کر بیٹھے پھر بھی میں نے انہیں پکار پکار کر ظاہر میں بھی سمجھایا اور پوشیدہ بھی سمجھایا آخر نافرمانی نے انہیں تباہ کر دیا انھوں نے انہیں سنگسار کرنے کی بھی دھمکیاں دیں اور مجنون بھی بتایا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ برداشت، مسلسل کام اور مقصد کا عشق بڑی چیز ہے اور نافرمان قومیں ہمیشہ تباہ ہوتی رہیں اور فرمانبرداروں کو ہمیشہ کامیابی نصیب ہوئی قرآن کریم میں حضرت یونس حضرت ادریس اور حضرت لوطؑ کے قصص بھی ہیں اور سب مومنوں اور مسلمانوں کے تنبیہ اور موعظت کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ مثال و حکایات کا قلوب پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے اور اسی اثر اندازی کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ قصے بیان کئے ہیں اور دکھایا ہے کہ کن افعال کے کیا نتائج ہوتے اور کن خصائل کا کیا نتیجہ مرتب ہوا۔

قرآن اور تفسیر حدیث

حیات ایمانی اور بقائے زندگی کے لئے بنی نوع انسان کو جس تعلیم کی ضرورت ہے وہ قرآن میں نہایت صاف اور واضح طریق پر موجود ہے اور ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے لیکن اسے دیکھنے اور سمجھنے کی طرف تو عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی اور طلباء احادیث اور تفاسیر اور صرف و نحو کی تعلیم میں الجھے رہتے ہیں ان کے سمجھنے کے لئے چونکہ ہر دماغ موزوں و مناسب نہیں تھا اس لئے ان کے ساتھ عام خیال یہ بھی پیدا ہو گیا ہے کہ قرآن مشکل ہے اور عام لوگ اسے سمجھ نہیں سکتے قرآن تو محفوظ شکل میں ہے اور اس کے ایک نکتہ میں بھی کمی بیشی کا امکان نہیں لیکن احادیث قوی بھی ہیں اور ضعیف بھی اور تفاسیر کی یہ حالت ہے کہ جس پر جس زمانہ میں جو کچھ بیت جائے اس کا ہی اثر پڑتا ہے اور اپنی عقل اور اپنے فہم کے متعلق جو کچھ بھی دماغ میں آتا ہے اس میں درج کر دیا جاتا ہے اور بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں تعلیم قرآنی سے کوئی مناسبت ہی نہیں ہوتی پھر ایک شخص ایک طرح تفسیر کرتا ہے اور دوسرا دوسری طرح۔

خلافت راشدہ کے عہد تک تو قرآن کے مادری زبان میں ہونے کی وجہ سے اس کی کسی تفسیر اور کسی ترجمہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی مگر اس دور میں اسلام عظیم الشان ترقی کر گیا تھا اور اس کا دار و مدار زیادہ تر صرف قرآن تھا لیکن جب فتوحات کا دائرہ وسیع ہوا اور عجمی لوگ مسلمان ہونے لگے تو جہاں جہاں قرآنی عبارت میں کوئی پیچیدگی نظر آئی یا محاورہ آگیا اس کی تشریح اور ترجمہ اور مطلب سمجھانے کے لئے دوسری صورتیں اختیار کی گئیں لیکن صحابہ کرام کی زندگی میں ان تفسیری جملوں اور فقروں کو کسی کتاب کی شکل میں لانے کی ضرورت لاحق نہیں ہوئی معلم تعلیم کے وقت جہاں ضرورت ہوتی تھی سمجھا دیتے تھے صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین کا دور آیا اور انہوں نے قرآن پڑھانا شروع کر دیا مکہ معظمہ میں حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد اور کوفہ میں حضرت ابن مسعود کے تلامذہ قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے اور ضرورت کے وقت تفسیری جملوں اور الفاظ سے کام لیتے تھے تابعین کے بعد ان کے شاگردوں نے ان الفاظ اور جملوں کو لکھنا شروع کر دیا یہ سلسلہ اصلاً بہت مفید تھا اور یہی باقی رہتا تو واقعی اس سے گوناگوں فوائد مرتب ہوتے لیکن اس کے بعد ایسے حضرات پیدا ہوئے جنہوں نے مطالب کے ساتھ بہت سی غیر صحیح باتیں بھی اپنی تفسیر میں لکھ دیں اور پھر ایسی تفسیریں بھی لکھی جانے لگیں جن میں سب رطب و یابس موجود ہے اس دور میں بھی فہیم اور عقیل بزرگوں کو اس غلطی کا احساس ہو گیا تھا صاحب کشف الظنون کہتے ہیں کہ اس کے بعد متاخرین کی ایک جماعت نے تفسیریں تالیف کیں اسناد کو مختصر کر دیا اور بہت سے اقوال نقل کر دیئے یہیں سے زائد باتیں نقل ہونے لگ گئیں اور صحیح و ضعیف باہم ملتبس ہو گئے اس کے بعد جو بات بھی کسی کو معلوم ہوئی وہ بھی بے تکلف درج کر دی اور جو کچھ اس کے خیال میں آیا اسی پر اعتماد کر لیا اس کے بعد ہر پچھلا طبقہ اپنے متقدمین سے نقل کرنے لگا اس خیال سے کہ ضرور اس کی کوئی نہ کوئی اصلیت ہوگی کوئی تحقیق نہ کی کہ سلف صالحین سے اس بارہ میں کیا منقول ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں میں نے غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کی تفسیر میں دس مختلف قول دیکھے ہیں حالانکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور تمام صحابہ کرام اور تابعین سے یہود و نصاریٰ کے سوا اور کچھ مروی نہیں ہے۔ غیر صحیح المعانی یا الفاظ کے اندراج کا یہ کتنا بڑا ثبوت ہے اس کے بعد ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس نے اپنی مخصوص لیاقت اور رجحان طبع کے مطابق تفسیریں شروع کر دیں نحویوں نے قرآن کے مطالب کو صرف اسی فن کے متعلق محصور کرنے کی کوشش شروع کر دی جسے جو آتا تھا اس نے اسی فن سے کام لینا شروع کیا کشف الظنون میں لکھا ہے کہ:-

"ایسے لوگ تصنیف کے میدان میں آ گئے جنہیں جس علم میں فوقیت حاصل تھی انہی کتاب کو اسی کے مباحث سے بھر دیا اپنی مہارت فن کا ثبوت دیا اسی بیہودہ یا علمی مباحث شروع ہو گئے گویا کلام الٰہی محض اسی علم کے لئے نازل ہوا تھا۔ نحوی فقط اعراب، تراکیب اور نحوی مسائل نحو ہی ابھرنے لگے جس طرح زجاج اور واحدی نے "البسیط" میں اور ابو حیان نے "البحر المحیط" میں اخباری کو بعض قصے اور ان کی تکمیل ہی منظور تھی اس سے غرض نہ تھی کہ قصے صحیح ہیں یا غلط، ثعلبی اور واحدی بھی بیہودہ بے سروپا روایات سے کام لیتے ہیں فقیہ نے ساری فقہ داخل کرنے کی سعی کی بسا اوقات بعید ترین فقہی مسائل بھر دی گئیں پھر اماموں مخالفین کے دلائل کے جواب بھی دینے شروع کر دیئے ایسے

گناہ کی فلاسفی

نیکی اور بدی کے بارے میں اسلام کی صحیح رہنمائی

خالق القویٰ والقدر نے انسانی تخمیر میں دو متناقض اور متضاد قوتیں شامل کی ہیں ایک قوت انسان کو نیکی کی طرف لیجاتی ہے اور ایک بدی کی طرف اب اس پر چند سوالات ہوتے ہیں کہ خدا نے انسان کے اندر گناہ کی طاقت کیوں رکھی اور شیطان کو کیوں بنایا؟ اس بارہ میں دیگر مذاہب نے مختلف نظریے قائم کئے ہیں جن میں کوئی بھی عقل و فطرت کے مطابق صحیح ثابت نہیں ہوتا اور کوئی مذہب بھی صحیح رہنمائی نہیں کرتا اس مرحلہ پر پہنچکر تمام مذاہب انسان کو مذبذب اور گمراہی کے راستہ پر چھوڑ کر علیحدہ ہو جاتے ہیں اور نیک و بد میں تمیز کرنے کی روشنی نہیں دیتے۔

تمام مذاہب والے گناہ کو تو برا سمجھتے ہیں اور گناہوں سے بچنے کی سخت تاکید اور ہدایات کرتے ہیں مگر اس سوال کو کوئی حل نہیں کرتا کہ گناہ کیا چیز ہے؟ گناہ کرنے کی طاقت انسان میں کہاں سے آئی اور اس سے بچنے کا کیا علاج ہے ظاہر ہے کہ ان سوالات کے تسلی بخش جواب کے بغیر انسان کی اخلاقی اور روحانی زندگی کی تعمیر نہیں ہو سکتی۔ پس جو مذہب ان سوالات کا تسلی بخش جواب نہیں دیتا وہ اخلاقی اور روحانی زندگی کا داعی تو ہے مگر اس کا حامل کرنے والا نہیں اس کی مثال ایسے طبیب کی ہے جو امراض سے بچنے کی ہدایت تو کرتا ہے اور صحت و تندرستی کے فوائد بھی بیان کرتا ہے مگر صحت و تندرستی کا اصول اور صحیح علاج نہیں بتلاتا یا ایسا رہبر ہے جو بہتر گارانہ زندگی بنانے کی ترغیب دلاتا ہے مگر زندگی کے نشیب و فراز سے سراط مستقیم اور فطری زندگی کے راستوں پر نہیں چلاتا ایسے مذاہب سے نجات کی امید رکھنا عبث ہے۔

نیکی اور بدی کے متعلق مشہور مذاہب کے نظریے

مذکورہ بالا امور کی تصدیق کے لئے حسب ذیل اقوال پر غور کرو۔ زرتشتی مذہب کی تعلیم ہے کہ نیکی اور بدی کے دو علت العلل یعنی خدا الگ الگ ہیں نیکی کا خدا یزداں ہے اور بدی کا اہرمن۔ ایرانیوں کی عقل ناقص ایک ہی ہستی کی طرف نیکی اور بدی منسوب کرنے سے گھبراتی تھی اس لئے انہوں نے نیکی و بدی کے متعلق عقیدہ بنالیا۔ عیسائی مذہب کی تعلیم ہے کہ انسان فطری طور پر گناہگار پیدا ہوا ہے اور اس سے بچنے کا خدا نے یہ انتظام کیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو سولی پر چڑھا دیا اس مذہب میں نجات اعمال کے مذکورہ سوالات کا جواب ملتا انسان کو اور زیادہ الجھن میں ڈال دیا اور دوسرے نئے ایسے پیچیدہ سوالات پیدا کر دیئے جنکے حل کرنے سے حامیِ عیسائی دنیا عاجز ہے بلکہ اس نے خود اپنے لئے تاریکی اور گمراہی کا [illegible] ہے۔ وہ کیہویدک دھرم سوامی دیانند جی مہاراج ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۲۶۹ میں فرماتے ہیں:

"سدھی [illegible] دو باتیں [illegible] جاتی ہیں ست چت اور انند اور دہ ہیں صرف ست اور روح ایسی حالت میں تھی کہ وہ نیکی کرنے کی قابل نہ بنتی۔"

اس قول کے مطابق ظاہر ہے کہ روح جس وقت گناہ کرنے لگی جب روح اور مادہ اکٹھا کئے گئے اور انسانی شکل میں آگئے ان کو ماننے والا کوئی ہے پرمیشر نتیجہ یہ کہ اصل محرک گناہوں کا پرمیشر ہے۔ تو یہ معلوم ہوا کہ گناہوں کا اصل محرک پرمیشر ہے مجھے معلوم نہیں کہ آریہ بھائی اس کو تسلیم کریں گے یا نہیں باقی رہے دوسرے سوالات وہ بدستور یہاں لاینحل ہیں علی الخصوص یونانی فلسفے نے تو ان سوالات کو اور زیادہ تاریکی میں ڈال دیا ہے۔

میں نے دیگر مذاہب کے نظریوں کو نہایت اختصار سے بیان کیا ہے اور مقصد اس سے کہ اس بارہ میں اسلام کی نظری تعلیم کے جوہر کھلیں ورنہ یہ مضمون تو نہیں طالب ہے پھر آپ دیکھئے کہ دیگر مذاہب نے انسان کو کیسی گمراہی میں پڑے رہنے دیا مگر اسلام کی صداقت و عظمت کی بنیاد دیگر مذاہب کی تنقیص و تردید پر نہیں اس لئے میں ان مسائل کی تفصیل کو نظر انداز کرتا ہوں اور اصل موضوع کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ تصور الٰہی سے متعلق تھا اور تصور الٰہی میں انسانی ذہن و فکر نے تدریجی ترقی کی ہے اور اسلام سے پہلے تک انسانی ذہن و فکر نے اتنی ترقی نہ کی تھی اس لئے دیگر مذاہب نے ان سوالات کو حل نہیں کیا اور نیکی و بدی کے متعلق روشنی نہ ڈالی۔

اب آیئے اسلام میں ان سوالات کے جواب کی تلاش کریں اور یہاں نیکی و بدی کا اصول معلوم کریں سو واضح ہے کہ کسی چیز کی حقیقت و ماہیت جاننے کے لئے پہلے اس کی تعریف کا معلوم کرنا ضروری ہے وجہ ہذا۔

گناہ کیا ہے؟

گناہ کو قرآن میں جرم، اثم اور فسق کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے جس کی لغوی تعریف یہ ہے ماحاک فی صدرک یعنی جو چیز تیرے سینے میں گرہ پڑ جائے وہ گناہ ہے یا یوں سمجھو کہ جس فعل پر انسان کا دل یا ضمیر اندر سے ملامت کرے وہ گناہ ہے مختصر یوں سمجھئے کہ گناہ عمداً ترک فرائض اور ارادۃً ارتکاب نواہی کو کہتے ہیں اور ترک فرائض و ارتکاب نواہی سے مراد فطری اور پاکیزہ زندگی ہے اب ضروری ہوا کہ میں فطری زندگی کی بھی ذرا تشریح بالتفصیل کر دوں ورنہ تفہیم کا ایک پہلو تشنہ رہ جائیگا سو جان لیجئے کہ انسان چونکہ اپنی مرضی سے نہ اس دنیا میں آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے اس دنیا سے جاتا ہے اس کو اپنی موت و حیات پر کوئی اختیار نہیں اس لئے وہ اپنے خالق و مالک کی ہستی کے اقرار و اعتراف پر مجبور ہے خدا کی ہستی کا اقرار کرنے کے بعد سوال ہوتا ہے کہ خدا نے انسان کو کیوں پیدا کیا؟ اس لئے کہ وہ خدا کی عبادت و معرفت کرے جب انسان کا مقصد حیات [illegible]

گویا اولوالعزم اور مستقل مزاج انسان کو صابر کہتے ہیں قرآنی تعلیم سے بعد و مغایرت کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں میں صبر کے معنے محض بے حسی و لاتعلقی برداشت کرلے بیٹھے جائیں اور اف نہ کریں اور کسی مرحلے یا صدمہ پہنچنے پر چپ بیٹھے کے ہوگئے قرآن کریم میں صابروں کی بہی تعریف تھی اس لئے ان سب معنوں کی بھی ایک حد تک تعریف ہوئی اور بزدلی اور گالیاں کھا کر اور ذلت کرما کر خاموش رہنے کو بھی صبر ہی سمجھ لیا گیا قرآن نے کوئی امر پوشیدہ نہ رکھا تھا اور صاف بتا دیا تھا کہ دقتوں اور دشواریوں سے گھبرا کر کام نہ چھوڑنا اور صحیح اصولوں پر عمل کیے جانا اسلاف وصریح آیت ہے کہ فان یکن منکم مائۃ صابرۃ یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن اللہ واللہ مع الصابرین تو اگر تم میں سو صابر ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے تو خدا کے حکم سے دو ہزار کافروں پر غالب ہونگے اللہ تعالے صابروں کے ساتھ ہے :

ولما برزوا لجالوت وجنودہ قالوا ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین فہزموھم باذن اللہ

اور جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی اے پروردگار ہم پر صبر اور ثابت قدمی ... میں ہمارے پاؤں ... کی جماعت پر ہم کو فتح دے پھر اللہ تعالے کے حکم سے ان لوگوں نے

دشمنوں کو بھگا دیا۔" ان آیات میں صبر کا جو مفہوم ہے آجکل کسی کو اس کا خیال بھی نہیں آتا اور اسے محض ایک معمولی لفظ سمجھ لیا گیا ہے کاش مسلمان پھر سے اس کے حقائق پر غور کریں۔

قرآن اور قناعت

قناعت کا مفہوم بھی بالکل بدل گیا اور مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ جو حاصل و میسر ہے اسی پر کفایت کرو اور ترقی و عظمت کے حصول کے لئے کوئی سعی نہ کی جائے برے حال میں رہتے ہیں جانوروں کی طرح بڑھنے اور ترقی کرنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا دوسرے بھی معترض نہیں ہوتے اور کہتے ہیں کہ یہ بڑا قناعت پسند انسان ہے اس کے معانی و مطالب تو یہ تھے کہ جو کچھ حاصل ہے اس پر شکر کرو اور مزید کے حصول کے لئے سعی کرتے رہو یہ نہ ہو کہ دوسرے کی خوشحالی کی حالت پر کڑھو بلکہ شکوہ دامن شکر گزاری کے جو چند بات پژمردہ ہوتے چلے جائیں لوگوں نے محنت تو کرنی چھوڑ دی سست ہو گئے اور اس سستی اور بے عملی کا پردہ پوش قناعت کو بنا دیا۔

یہی صورت لفظ "قسمت" کی ہے اور کام نہ کرنے اور خود ترقی کی کوشش نہ کرنے اور ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھے رہنے اور اپنی نا اہلیت کا الزام تقدیر کے سر تھوپ ... بجائے اس کے خود کوشش کریں خود اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا کر ... اور قسمت کو کوسیں۔

[illegible] نے انسان کو اپنے امتحان کے لئے پیدا کیا ہے اور اس کو نیکی اور بدی کی ضرورت اس لئے نہیں کہ اس کو حقائق غیبیہ کا علم نہیں بلکہ وہ امتحان و آزمائش میں ہے انسان ضعیف البنیان کہ اس لئے ڈالا گیا ہے کہ نفس زیر امتحان پر حقائق غیبیہ کو ظاہر کرے اور یہ انسان پر اس کی فسادی صلاحیت آشکارا کرے نیز وہ سرشت پر اس کا جوہر کھلے جیسے ترکیب انسانی عناصر متضادہ سے ہے اور اسلئے ہے کہ اس ترکیب سے ایک عمدہ نتیجہ برآمد ہو جس کو مزاج مرکب کہتے ہیں ایسے ہی ترکیب انسانی میں بھلی بری دونوں قسم کی چیزیں ہیں۔ قرآن حکیم یہ تعلیم نہیں دیتا کہ شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور یا وہ انسان پر جبر کر کے کسی کو گمراہ کر سکتا ہے وہ تو صرف بدی کا خیال نفس کی شرکت سے اس کا اشارہ پا کر انسان کے دل میں ڈال دیتا ہے اب اس وسوسہ کو قبول کرنا یا نہ کرنا انسان کے اختیار میں ہے اور یہ اختیار خود انسان کا نہیں بلکہ خدا کا دیا ہوا ہے اسی واسطے اسلام کا عقیدہ ہے والقدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالیٰ یعنی نیکی اور بدی کا اندازہ خدا کی طرف سے ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ انسان نیکی بدی خدا کے حکم سے کرتا ہے جیسا کہ عوام الناس سمجھتے ہیں بلکہ یہ مطلب ہے کہ انسان نیکی یا بدی خدا کے علم کے مطابق کرتا ہے یعنی شیطان جو بدی کا وسوسہ اور فرشتہ نیکی کا خیال انسان کے دل میں ڈالتا ہے اب انسان اس کو قبول کرے گا یا نہیں یہ بات خدا کے علم میں پہلے ہی سے مقدر ہو چکی ہے اور چونکہ وہ علام الغیوب ہے اس نے آئندہ قیامت تک ہونے والے واقعات کو پہلے ہی سے اپنی کتاب لوح محفوظ میں رکھ لیا ہے اس لئے لامحالہ انسان سے اسی کے مطابق نیک یا بد عمل سرزد ہوں گے اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

گناہ سے بچنے کا کیا طریقہ اور کونسا علاج ہے

وہ انسان کو یہ تنہا اختیار نہیں اور نہ ایسی عقل کہ گناہ سے بچنے کا طریقہ وہ خود اپنی طرف سے ایجاد کر لے یعنی تہذیب و تمدن کا یہ منصب نہیں کہ وہ انسان کو گناہوں سے بچائیں یہ کام صرف مذہب کا ہے اور اسی واسطے مذہب کی ضرورت ہے جس خدا نے انسان کی فطرت میں بہت سی خوبیوں اور کمالات کے ساتھ یہ عیب و نقص رکھا ہے کہ وہ بوجہ اپنی کمزوری کے گناہ کا ارتکاب کرتا ہے وہی خدا جس نے انسان میں یہ کمزوری رکھی ہے وہی اس کا علاج بھی بتلا سکتا ہے اگر اس نے گناہ اور نافرمانی کی طاقت تو رکھ دی ہو گی گناہ اور اس کی سزا سے بچنے کی کوئی صورت نہ رکھی ہو تو کہا جائیگا کہ اس نے کسی کو نجات دینے کا ارادہ ہی نہیں کیا ہے۔

اگر کوئی الہامی مذہب اس سوال کا صحیح جواب نہیں دیتا اور گناہوں سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتا تو یقیناً وہ مذہب اس قابل ہے کہ اس کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے صرف یہی ایک نقص اس کی تمام خوبیوں، کمالات اور فضائل کو باطل کر دیگا جب کوئی مذہب نجات کا راستہ ہی نہیں بتلاتا تو ایسے مذہب کا کیا فائدہ وہ کیوں اس کی اطاعت کا حلقہ اپنے گلوں میں ڈالیں کیونکہ دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہے جو گناہ کی سزا سے بچنے اور آئندہ گناہ کے مرتکب نہ ہونے کا طریقہ بتلاتا ہے باقی الہامی مذہب [illegible]

[illegible] عیسائیوں کے عقیدہ کے متعلق عیسائیوں نے کہا کہ انسان کے گناہوں کے کفارہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب ہو چکے گویا نجات کا اصول یہ ہے کہ کسی کو دار پر لٹکا دیا جائے [illegible] آریہ لوگوں کے عقیدہ کی رو سے کہتے ہیں کہ توبہ و استغفار کوئی چیز نہیں۔ پرماتما اس پر قادر نہیں کہ گناہ بخشدے انسان تو قصور معاف کر سکتے ہیں مگر پرماتما اس صفت سے محروم ہے۔ وہ سزا دیئے بغیر کسی صورت نہیں چھوڑتا۔

اسلام نے اس بارے میں کیا روش اختیار کی

قرآن مجید نے گناہ کی سزا سے بچنے اور آئندہ محفوظ رہنے کے ذرائع و وسائل بتلائے ہیں جو عقل و فطرت کو اپیل کرتے ہیں سب سے پہلے یہ جان لیجئے کہ انسان گناہ سے پرہیز کیوں نہیں کرتا؟ سو انسان کی فطرت میں یہ بات ہے کہ وہ فائدہ اور راحت کی چیز کو حاصل کرتا ہے اور نقصان کی چیز سے بچتا ہے یعنی دفع مضرت اور جلب منفعت اس کی فطرت ہے مگر وہ بچتا اسی چیز سے ہے جس سے نقصان و ضرر کا اندیشہ یقینی ہو اور نگران ہستی کا کامل یقین ہو کہ اگر میں نے کسی امر کی خلاف ورزی کی تو سزا ملیگی اور یا اگر فلاں فکر کی یا نیکی کی تو آرام ملیگا اب اگر یہ جذبہ انسان میں مضبوط اور انعال میں موثر ہوتا ہے تو وہ یقیناً ہلاکت کی راہوں سے بچتا ہے اور زندگی و راحت کے راستوں پر گامزن ہوتا ہے۔

پس گناہ سے بے خوف ہو جانے اور شرارت پر دلیر ہو جانے کی پہلی چیز یہ ہے کہ غافل دنیا عاقبت نا اندیش انسان نہ خدا پر ایمان رکھے اور نہ گناہ کی سزا پر یقین اور عمل کی بھی کمزوری ہے جس کی وجہ سے اخلاق اور روحانیت کا قتل ہوتا ہے مذہب کی زنجیریں ٹوٹتی ہیں اور انسانیت کا منہ کالا ہوتا ہے لہذا پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ خدا کی ہستی پر کامل یقین پیدا ہو جائے اور اس بات کا یقین کہ گناہ زہر قاتل ہے چونکہ گنہگار لوگوں کو خدا، گناہ کی سزا اور موت کا یقین کامل نہیں قرآن حکیم نے اس بات کو متعدد جگہ مختلف پیرایوں میں بیان کیا ہے اور گناہگارانہ زندگی کی جڑ پر ایسا کلہاڑا چلایا ہے کہ گناہ کی جڑیں پاتال سے نکال کر پھینکدیں اگر ہم قرآن کریم کی تعلیم اپنے سامنے رکھیں تو محال ہے کہ وہ گناہ کے نزدیک بھی پھٹکے چنانچہ قرآن کریم نے اپنے متبعین سے دو چیزوں کا مطالبہ کیا ہے آمنوا اور عملوا الصالحات یعنی ایمان لاؤ اور نیک کام کرو آمنوا سے مراد خدا، جزا سزا یوم آخرت موت اور بعد کی آنے والی زندگی پر یقین کامل ہے اور عملوا الصالحات سے مراد وہ فطری قوانین ہیں جو قرآن نے اس دنیا کی زندگی کے متعلق دیئے ہیں اسلام نے عمل سے پہلے صحیح علم کو رکھا ہے اور اخلاق و روحانیت کا یہ وہ راز ہے جو صرف اسلام نے سمجھا ہے وہ پہلے ایمان کے ذریعہ روح کو مسخر کرتا ہے اور اس کے بعد جسم کو مطیع بناتا ہے وہ براہ راست عمل کے لئے کوئی چیز پیش نہیں کرتا بلکہ پہلے انسانیت کے بلند ترین مقاصد رکھتا ہے انسانی فکر و عمل کا نصب العین ٹھہراتا ہے منزل مقصود کو متعین کرتا ہے اور پاکیزہ حیات کے حصول نجات کی سچی تڑپ پیدا کرتا ہے ناممکن ہے کہ ایک شخص ایمان دار ہو اور وہ عملوا الصالحات کی محبت [illegible] گناہ کے نزدیک پھٹکے گا انسان اپنی فطری کمزوری کی بنا پر گناہوں کا مرتکب ہو [illegible]

غیر تو اب اس کی عبادت کے طریقے کیسے معلوم ہوں جب تک وہ خود نہ بتلائے۔ سو اسلام بتلاتا ہے کہ یہ ساری مخلوق کائنات ارضی و سماوی انسان کے لئے ہے اور انسان اپنے خدا کے لئے اور اس کے خدا کے لئے ہونے کے معنے یہ ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرے اس کی رضا اس میں ہے کہ جن باتوں سے خود انسان کا بھلا ہے اس کو کرے اور جن باتوں کے کرنے سے خدا ناراض ہوتا ہے اور انسان کا ہی نقصان ہے اُن سے بچتا رہے جن باتوں سے خدا راضی ہوتا ہے اور خود انسان کا بھلا ہے ان کو فرائض کہا جاتا ہے اور جن باتوں سے وہ ناراض ہوتا ہے اور انسان کا ہی نقصان ہے ان کو نواہی کہا جاتا ہے۔ اب ضروری ہوا کہ خدائے قدوس اپنے بندوں کو زندگی کا ایک دستور العمل دے جسمیں خود ہی یہ بتلا دے کہ تم دنیا میں زندگی کیسے گذارو اس خدائی دستور العمل ہی کو مذہب کہا جاتا ہے اس تقریر سے ثابت ہوا کہ مذہبی احکام کی پابندی کا نام فطری زندگی ہے بشرطیکہ مذہب الہامی فطری اور عقلی ہو، اور مذہبی احکام کی خلاف ورزی کا نام گناہ یا غیر فطری زندگی۔ اسلام نے گناہ کی اس تفصیل کو صرف ایک لفظ اثم میں بیان کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ کسی انسان کے فعل کو گناہ اس وقت کہا جائیگا کہ انسان اس فعل کے ذریعہ خدا کے حکم کو توڑ کر سزا کا حقدار ٹھہرے اس صورت میں ضروری ہے کہ گناہ کے صادر ہونے کے لئے خدا کا حکم موجود ہو گناہ کے مرتکب کو اس کا علم بھی ہو نیز اس فعل کے مرتکب کی نسبت عقل یہ تجویز بھی کرتی ہو کہ وہ اس فعل کے ارتکاب سے سزا کے لائق ٹھہر گیا اور عند الارتکاب مرتکب کا ارادہ بھی پایا جاتا ہو۔ ان شرائط کے بعد کوئی فعل گناہ میں شمار کیا جائیگا اور خدا کی طرف سے اس پر سزا مرتب ہوگی۔

گناہ کی طاقت کہاں سے آئی

انسان کی تکوین میں قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے دو متناقض قوتیں شامل کی ہیں عقل اور نفس عقل کا کام ہر بھلی بری چیز کی برائی بھلائی دریافت کرنا ہے جو حواس خمسہ سے معلوم نہیں ہو سکتی اس کا محل قلب یا دماغ ہے اور نفس کا کام خواہش اور ان چیزوں کی لذت حاصل کرنا ہے جن سے زندگی قائم رہتی ہو جیسے کھانا پینا اور اس کا محل جگر ہے یا یوں سمجھئے کہ خدا تعالے نے ہر ایک انسان کے لئے دو جاذب پیدا کئے ہیں ایک جاذب خیر اور ایک جاذب شر جیسا کہ یہ امر مشہود و محسوس ہے کہ انسان کے دل میں کبھی بدی کے خیالات آکر بدی کی طرف مائل کرتے ہیں اس وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ گویا کوئی چیز اندر سے کھینچ رہی ہے اسی طرح کبھی نیکی کے خیالات آکر نیکی کی رغبت دلاتے ہیں اور انسان کو ہمیشہ ان دو جاذبوں سے واسطہ رہتا ہے یہ دونوں قوتیں ہر ایک انسان میں پائی جاتی ہیں اور دونوں خدا کی طرف سے ہیں شریعت اسلام میں نیکی کی قوت کا نام لمۂ ملک اور بدی کی قوت کا نام لمۂ شیطان ہے جو نیکی کا القا کرتا ہے اس کا نام فرشتہ یا روح القدس ہے اور جو بدی کا القا کرتا ہے اس کا نام شیطان یا ابلیس قرار دیا ہے۔

خدا تعالیٰ نے انسان میں گناہ کا مادہ کیوں رکھا

خدا تعالیٰ کا قانون قدرت یہ ہے کہ اس نے ہر ایک چیز کے مقابلہ میں اس کی ضد پیدا کی ہے جیسا کہ [illegible]
میں کہ جیسا ہی اس نے نیکی کے مقابلہ میں بدی کو پیدا کیا ہے انسان کے لئے نورانی مخلوق کے مقابلہ میں ٹھیک ویسا ہی اس نے نیکی کے مقابلہ میں بدی کو رکھا ہے انسان کے لئے نورانی مخلوق کے مقابلہ میں ظلمانی مخلوق بھی بنائی ہے اور ضدین سے اس کو ایک کی خوبی اور دوسرے کی برائی و شناعت دکھا دی پس خدا تعالے کا نیکی کے مقابلہ میں بدی کا پیدا کرنا اس کا کمال خالقیت ہے اور مستحق صد شکر کہ اس نے یہ دونوں قوتیں انسان میں رکھیں ورنہ ایک ہی نیکی حالت میں انسان مجبور ٹھہرتا ہے اور پھر خدا کی عبدیت و محبت کے وہ مزے نہ آتے جس کی خواہش انسانی فطرت میں ہے

حقیقت یہ ہے کہ برائی کا ہونا لازمی ہے اگر وہ نہ ہوتی تو اچھائی بھی نہ ہوتی اچھائی کا وجود ہی برائی کے وجود پر موقوف ہے اگر مصیبت اور غم نہ ہو تو ترس ہمدردی راحت اور خوشی سب بے معنے چیزیں ہیں اور اگر بدصورتی نہ ہو تو خوبصورتی کچھ نہیں سیاہی سفیدی کے مقابلہ میں ایک بھدی چیز ہے مگر جب یہی سیاہی تل کی صورت میں معشوق کے رخسارے پر ہو تو کیا کہنا ہے کسی عاشق یا شاعر سے پوچھو مکان وہی کامل ہے جس میں سجے سجائے کمروں کے ساتھ پاخانہ بھی ہو حالانکہ یہ ایک غلیظ اور قابل نفرت چیز ہے گلاب کا پھول اپنی خوشنمائی خوبصورتی اور خوشبو میں ایک اچھی چیز ہے مگر اس کے پہلو میں کانٹے بھی تو ہیں یہی تو حکماء کا مقولہ ہے کل شی یعرف باضدادھا ہر ایک چیز اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہے اسی طرح خدائے حکیم نے بھی اس دنیا کو اچھی اور بری چیزوں سے زینت دی ہے نیکی اور بدی کی تخلیق سے اپنا کمال خالقیت ظاہر کیا ہے تاکہ وہ اپنی صفت رحیمی اور کریمی اور ستار العیوبی کے ساتھ پہچانا جائے پس انسان کو خدائے قدوس کا احسان ماننا چاہیئے کہ اس نے نیکی کے مقابلہ میں بدی کو پیدا کیا اور اس کی صناعی اور دانشمندی کی داد دینی چاہیئے۔ ہاں اگر وہ بدی کے ساتھ نیکی کو پیدا نہ کرتا اور یا ان دونوں قوتوں میں کوئی فرق و امتیاز اور روز عاقبت روا رکھتا تو پھر واقعی اعتراض کے قابل بات تھی۔

حقیقت شیطان

لفظ شیطان لغت میں شطن یشطن یا شط سے مشتق ہے جسکے معنے بترتیب قصداً مخالفت کرنا دور ہونا اور ہلاک ہونا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ جو انسان بھی قصداً قوانین الہیہ کو توڑتا ہے اور بد خواہشات کا پیرو رہتا ہے وہ رحمت الہی سے دور ہو کر اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے پس جو چیز انسان کو خدا کی رحمت سے دور کرے اور ابدی ہلاکت میں ڈالے اس کو شیطان کہتے ہیں۔

اگر کوئی سیاہ بخت کا انسان معترض ہو کہ خدا نے کیوں شیطان کو پیدا کرکے خود ہی بندوں کو گمراہ کیا اور خود ہی سزا دی مگر یہ اعتراض ایسا ہی ہو کہ کوئی آگ اور پانی کے نقصانات دیکھکر یوں کہے کہ اگر جسم انسانی میں آگ اور پانی ہے تو یہ تو ایسا ہے کہ خدا نے آپ ہی پیدا کیا اور اس میں آگ لگائی اور خود ہی اس کو بھلا دیا کیا دنیا میں کوئی ایسا احمق ہو سکتا ہے انسان ہے اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر شیطان اور بدی کے وجود پر معترض ہو کر عقل کے اندھے کیوں اپنی بیوقوفی اور جہالت کا ثبوت مہیا کر رہے ہیں۔

سے نابلد ہیں اور سمجھا ہوں کا خیال ہے کہ یہاں استغفار کے معنے خدا تعالیٰ سے قوت طلب کرنا ہیں تاکہ وہ روحانی منزل طے کرنے میں طاقت بخشے پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا استغفار اس لئے نہیں تھا کہ نعوذ باللہ آپ سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا بلکہ اس لئے تھا کہ خدا بشری کمزوری کو ڈھانپے اور روحانی طاقت کو ترقی دے۔

توبہ کسے کہتے ہیں؟

جیسا کہ استغفار کی حقیقت سمجھنے میں لوگوں نے غلطیاں کی ہیں اسی طرح توبہ کی حقیقت سے بھی عوام الناس واقف نہیں اور وہ بھی توبہ سے محروم ہیں سو توبہ کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

التوبة الرجوع عن المعصية والندم عنها من حيث انها معصية مع صدق العزم بقلبه على ان لا يعود۔ معصیت سے رجوع کرنے کا نام توبہ ہے اور معصیت پر اظہار ندامت کرنا اس دلی یقین کے ساتھ عزم کرنا کہ میں پھر کبھی اس گناہ یا نافرمانی کی طرف نہ لوٹوں گا۔

معلوم ہوا کہ توبہ تین چیزوں سے مرکب ہے گناہ کو چھوڑ دینا دوسرے گناہ سے اظہار ندامت کرنا اور تیسرے دلی یقین کے ساتھ عزم کرنا کہ پھر کبھی اس گناہ کے نزدیک نہ جاؤں گا پس انسان کو تائب اس وقت کہا جائے گا جبکہ بکلی نفس امارہ کی پیروی سے دست بردار ہوکر اور نفس امارہ پر موت وارد کرکے آستانہ حضرت احدیت پر گر جائے تب وہ اس لائق ہوتا ہے کہ غفور الرحیم خدا کے حضور میں گنہگارانہ زندگی کی موت کے عوض پاکیزہ حیات بخشیں پس توبہ درحقیقت ایک روحانی موت ہے جو انسان کے ناپاک جذبات پر آتی ہے۔ ایک سچی قربانی ہے جو خدا کے حضور دینی پڑتی ہے اور ندامت کی ایک آگ ہے جو اندر ہی اندر دل کو جلاتی ہے اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں۔

ومن تاب وعمل صالحا فانه يتوب الى الله متابا

جو شخص اپنے پہلے گناہوں کا اقرار کرے ان کی معافی طلب کرے اس کے بعد نیک اعمال میں مشغول رہے حقیقت میں وہی شخص اس قابل ہے کہ اسے تائب الی اللہ کہا جائے۔

ایک دوسری جگہ فرمایا۔

الا الذين تابوا واصلحوا وبينوا فاولئك اتوب عليهم وانا التواب الرحيم ٥ میں ان لوگوں کی توبہ قبول کیا کرتا ہوں جو اپنے پہلے گناہوں کی معافی چاہیں۔ ان کو اپنے سے دور کریں، پھر نیکی اختیار کریں اور ہدایت کو دوسروں تک پہنچائیں یہی لوگ ہیں جن پر میں اپنا فضل کیا کرتا ہوں اور جن کی طرف اپنی رحمت کے ساتھ رجوع کیا کرتا ہوں۔

ایک تیسری جگہ فرمایا

انما التوبة على الله للذين يعملون السوء بجهالة ثم يتوبون من قريب فاولئك يتوب الله عليهم وكان الله عليما حكيما ٥ اسی طرح مجھ پر اللہ پر صرف انہی لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ ہے جو نادانستگی سے گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلدی ہی توبہ بھی کر لیتے ہیں۔ اللہ جن کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ فرماتا ہے وہ ایسے ہی لوگ ہیں اللہ جاننے والا حکیم ہے۔

عمل؟ جو تیسری جگہ توبہ کی مزید تشریح و توضیح یوں کی:۔

وليست التوبة للذين يعملون السيئات حتى اذا حضر احدهم الموت قال انى تبت الآن ولا الذين يموتون وهم كفار اولئك اعتدنا لهم عذابا اليما ٥ جو لوگ توبہ کے بھروسہ پر ہمیشہ برے کام کیا کرتے ہیں یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت قریب آتی ہے تو کہنے لگتا ہے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اس قسم کے لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ نہیں ہے اور نہ ان لوگوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ ہے جو کفر کی حالت میں مر جائیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے ہم نے تکلیف اور عذاب تیار کیا ہے۔

ان آیات بینات سے ثابت ہوا کہ توبہ وہی ہے جس میں پہلے گناہوں کا اقرار ہو اس پر اظہار ندامت ہو اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عزم بالجزم ہو اس کے علاوہ جو توبہ ہے وہ محض دل بہلاوہ ہے اور علیہ بالخصوص خدا کو دھوکہ دینا ہے۔ اب مسلمانوں کی نفس پروری اور خود فریبی دیکھئے کہ بعض لوگوں نے توبہ اس بات کو سمجھا ہے کہ ؎

شب کو مے پی اور صبح کو توبہ کر لی رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

توبہ گناہوں کی جڑ کاٹتی ہے نہ کہ ان کو پھیلاتی ہے

جو بدبخت اور نفس پرست مسلمان اپنی سیاہ مستیوں اور بدکاریوں سے اپنے ہاتھوں جلتا چولہا کر رہے ہیں ان کو خوب کھول کر سن لینا چاہیئے کہ توبہ گناہوں کی جڑ کاٹتی ہے نہ کہ ان کو پھیلاتی ہے توبہ یہ نہیں ہے کہ زبان پر توبہ توبہ ہو اور دل میں گناہ پھل کے ارتکاب کا خیال ہو ایسی توبہ تو پتھر پر دے مارنے کے قابل ہے اگر توبہ کرتے وقت گناہوں سے اجتناب کا پختہ عزم نہیں تو تمہیں پتہ ہے خود دھوکہ دیتے ہو ہاں اگر توبہ کرتے وقت آئندہ گناہوں سے بچنے کا عزم محکم ہو اور بہ مقتضی بشری کمزوری سے ارتکاب ہو جائے تو یہ بھی توبہ کے منافی نہیں۔

خدارا اپنے مذہب کی پاکیزگی اور نظام تعلیم کو دیکھو اور اپنی معصیت شعاریوں پر نظر ڈالو تو تمہارا دل اندر سے چیخ اٹھیگا تمہاری عقل تم پر لعنت بھیجے گی اور تمہارا ضمیر لعنت و ملامت کے پتھر برسائیگی اگر تم نے آج تک توبہ کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہے تو آج سمجھ لو اور اگر توبہ کو سمجھ بوجھ کر تم گناہ پر دلیر ہو تو سن لو کہ تمہاری اخلاقی اور روحانی زندگی پر موت وارد ہو چکی تم اسلام کی طرف سے مر گئے، تم زندہ درگور ہو گئے اور گناہوں کا زہر تمہارے رگ و ریشے میں سرایت کر گیا ہے اب اس کا تریاق کہیں بھی نہیں۔

غیر مسلموں میں اسلام کی عظمت بٹھانے کیلئے ایک امتیازی معاشرت

کا مطالعہ کر کے شہر کے ہر ... [illegible] کیلئے اشتہار ہو سکتا ہے تو وہ ہماری ... معاشرت ہے

جب آپ دیکھیں گے کہ مسلمان اپنے شہر کی ... اچھے اچھے ... تو خواہ مخواہ ان پر اسلامی ... ہوں کا اثر ہوگا ... جب ... ہیں کہ آپ مذکورہ بالا کتاب کا مطالعہ کرکے اس پر عمل بھی کریں قیمت دس آنے ...

مسلمان کیوں گناہگارانہ زندگی بسر کر رہے ہیں؟

اس لئے کہ انھوں نے اسلام کا پہلا مطالبہ اعتقاد پورا نہیں کیا اور ایمان کے ذریعہ اپنے فکر و عمل کو صحیح راستے پر نہیں لگایا۔ صحابہ نے اسلام کے پہلے مطالبہ کو پورا کر دیا تھا پھر جو کچھ ہوا سارے دنیا جانتی ہے اور ہم نے اپنے حقیقی ایماندار اور عملی مسلمان ہونیکا ثبوت نہیں دیا نتیجہ جو کچھ ہے ظاہر ہے۔

سخت افسوس شرم اور ندامت کی بات ہے بلکہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی جگہ ہے کہ اسلام تو دنیا میں اسلئے آیا کہ انسانوں کو فطری اخلاقی، روحانی اور پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنیکی تعلیم دے اور ہمیں تنبیہ دے کہ گناہگارانہ زندگی کو موت کے گھاٹ اتار دے گناہ و نافرمانی کے جراثیم کو اندر ہی اندر سوخت کر دے اور مسلمانوں کو پاکیزگی حیات کا نور دیکر اور اخلاق و روحانیت کی بلند سطح پر قائم کر کے اقوام عالم کا رہبر بنا دے مگر مسلمان علی الاعلان قوانین الٰہیہ کی خلاف ورزی کریں احکام اسلام کو پس پشت ڈالیں خدا کے رسول سے غداری اور بغاوت کریں اور شریعت اسلامیہ کی پکڑ دھکڑ گرفت سے بے خوف و نڈر ہو کر بازار حسن کی زینت بنیں چکلوں میں اپنے شیشہ عصمت کو چور چور کریں شراب خانوں کی رونق بنیں قمار بازی میں سر دھڑ کی بازی لگائیں عدالتوں میں چند پیسوں کے عوض اپنا ایمان بیچکر قرآنی احکام کو نیلام کریں اور جیل خانوں کی سیر کرنے کو تفریح سمجھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ "اسماں را حق بود گر خوں ببارد بر زمیں"

مسلمانو تم اپنی سیاہ کاریوں اور بد مستیوں سے مذہب و اخلاق کے سینہ پر مونگ دل رہے ہو یہ دنیا میں زندہ رہنے کے لائق نہیں بلکہ خدا کے غضب کی آگ کو بھڑکاتا ہے اور قیامت کو بیدار کرتا ہے تمہاری گناہگارانہ زندگی آہ — "از خویشتن گم است کرا رہبری کند"

اُف غضب ہے سراسر اندھیر ہو گیا کہ آفتاب منبع ظلمات بن گیا جس نور سے تاریکی نکلنے لگی سارے عالم کا ہادی گمراہی و معصیت کا علمبردار بن گیا خدا کی شان اور زمانہ کا انقلاب ہے کہ جس نے دنیا کو دینی و دنیوی سعادت و کامرانی کی راہ بتائی وہ قوم گمراہی اور سیاہ کاری کی تاریکی میں بھٹک رہی ہے کیا اب بھی مسلمان چشمہ ہدایت میں غسل کر کے طہارت و پاکیزگی حاصل نہ کرینگے اور کیا وہ اب بھی اسلام کے سایہ میں آکر روشنی حاصل نہ کریں گے۔

الغرض قرآن حکیم نے گناہوں سے بچنے اور پرہیزگارانہ زندگی بسر کرنیکا پہلا ذریعہ خدا کی ہستی اور گناہ کی سزا پر یقین کامل بتایا ہے اب دوسرا ذریعہ بھی سنئے۔

گناہوں سے بچنے کا دوسرا ذریعہ

توبہ و استغفار ہے جس کی حقیقت سے عام لوگ کم واقف ہیں اور بہت سے لوگوں نے اس کے مفہوم کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے حتیٰ کہ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ استغفار ایسے گناہوں کی معافی کے لئے التجا ہے جو سرزد ہو چکے ہیں اور جب تک کوئی گناہ سرزد نہ ہو استغفار نہیں ہو سکتا

[illegible] وھو السنتہ [illegible]

استغفار کا لفظ غفر سے نکلا ہے جس کے لغوی معنی ہیں الباس الشئ ما یصونہ من الدنس یعنی کسی شے کا پہنانا جو میل کچیل سے بچائے [illegible] سے جو اسے گندہ کر سکتی ہیں پس استغفار کے معنی اللہ سے دعا اور گناہوں سے حفاظت طلب کرنے کے ہیں اب گناہوں سے حفاظت دو طرح پر ہے ایک تو سرزد شدہ گناہوں کے بد نتائج سے حفاظت طلب کرنا دوسرے آئندہ گناہوں کے وقوع سے حفاظت طلب کرنا۔ مطلب صاف ہو گیا کہ ہم استغفار کے ذریعہ صرف گذشتہ گناہوں کے معاف ہونیکی خواہش نہیں کرتے بلکہ یہ بھی دعا مانگتے ہیں کہ آئندہ ہم سے گناہ ہی سرزد نہ ہوں لہٰذا ہم بغیر گناہ کے بھی استغفار کر سکتے ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ ہمیں تاکید کرتے ہیں کہ ہم صبح کے وقت استغفار کیا کریں جیسا کہ فرمایا والصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار یعنی میں ان لوگوں کی تعریف کرتا ہوں جو صابر اور صادق ہیں خدا کی راہ میں اپنی جانوں اور مالوں کو خرچ کرتے ہیں اور صبح کے وقت استغفار کرتے ہیں۔

ایک دوسری جگہ فرمایا وبالاسحار ہم یستغفرون یعنی اور وہ صبح کے وقت استغفار کیا کرتے ہیں صبح کے وقت کی تخصیص اس لئے کی کہ صبح کے وقت انسان کے تمام قویٰ تازہ دم ہوتے ہیں، روحانیت بیدار ہوتی ہے اور عبادت کی طرف دلی رجوع ہوتا ہے۔ اگر استغفار کرنا صرف گنہگاروں کا کام ہوتا اور وہ صرف سرزد گناہوں کے لئے ایک دعا ہوتی تو اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تعلیم کیوں دیتے کہ صبح کے وقت استغفار کیا کرو۔

استغفار کرنا صرف گناہگاروں کیلئے نہیں بلکہ بیگناہوں کیلئے بھی ہے

اس کے ثبوت کے لئے مذکورہ بالا آیتیں کافی ہیں مگر میں اس کو اور زیادہ مؤکد کرنا چاہتا ہوں تاکہ مخالفین کے ایک اعتراض کا بھی قلع قمع ہو جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقولون ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا انک علی کل شیء قدیر یعنی بہشت میں جانے والے کہیں گے کہ اے ہمارے رب ہمارے لئے نور کو پورا کر اور ہمیں بخش دے کیونکہ تو ہر چیز پر قادر ہے"

اس آیت میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ بہشتی بھی استغفار کرینگے ظاہر ہے کہ ان کا استغفار گذشتہ گناہوں کے لئے نہیں ہوگا بلکہ وہ زیادتی نور کیلئے استغفار کرینگے اس سے بھی ثابت ہوا کہ استغفار گناہ کے لئے لازم نہیں۔

ان آیات سے آریہ و عیسائی صاحبان کے اس اعتراض کی جڑ کٹ گئی جو اس آیت مبارکہ پر کیا کرتے ہیں وہ آیت یہ ہے:—

انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ اس کا ترجمہ مخالفین نے یہ کیا ہے:—

"ہم نے تجھے ایک صریح فتح دی تاکہ تیرے پہلے اور پچھلے گناہ معاف کریں" جب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے تو استغفار کی تاکید [illegible]

الینا لا ترجعون۔

ایحسب الانسان ان یترک سدی۔ — کیا انسان سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائے گا؟

ایحسب ان لن یقدر علیه احد یقول اهلکت مالا لبدا ایحسب ان لم یره احد۔ — کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ وہ یوں ہی مہمل چھوڑ دیا جائیگا؟ کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کسی کا بس نہ چلیگا وہ کہتا ہے کہ میں نے ڈھیروں مال اڑا دیا کیا وہ سمجھتا ہے کہ کسی نے اس کو نہیں دیکھا؟

(۳) ایسے آدمی کی نظر دنیا کے صرف ظاہری پہلو پر ہوتی ہے ابتدائی اور سطحی نتائج کو وہ آخری اور حقیقی نتائج سمجھتا ہے اور اس سے دھوکہ کھا کر غلط رائے قائم کرتا ہے۔

یعلمون ظاهرا من الحیوة الدنیا وهم عن الاخرة هم غفلون ۵ — وہ صرف ظاہر حیات دنیا کو دیکھتے ہیں اور آخرت سے تو وہ غافل ہی ہیں۔

ان الذین لا یرجون لقاءنا ورضوا بالحیوة الدنیا واطمانوا بها — جو لوگ ہم سے ملنے کی امید نہیں رکھتے اور حیات دنیا سے راضی اور مطمئن ہو گئے

کلا بل تحبون العاجلة وتذرون الاخرة — ہرگز نہیں تم تو فوری حاصل ہونیوالے نتائج کو پسند کرتے ہو اور آخرت کے نتائج کو چھوڑ دیتے ہو۔

بل تؤثرون الحیوة الدنیا والاخرة خیر وابقی — تم حیات دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت بہتر ہے اور زیادہ پائیدار ہے۔

وغرتهم الحیوة الدنیا — ان کو حیات دنیا نے دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔

(۴) اس ظاہر بینی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کی نگاہ میں اشیاء کی اخلاقی قدروں کا معیار بالکل الٹا ہو جاتا ہے جو چیزیں حقیقت میں اپنے آخری نتائج کے لحاظ سے مضر ہوتی ہیں ان کو وہ فوری فائدہ پر نظر رکھنے کی وجہ سے مفید سمجھتا ہے اور جو اعمال آخری نتائج کے لحاظ سے غلط ہیں ان کو صرف ابتدائی نتائج کا لحاظ کر کے خیر و صلاح سمجھنے لگتا ہے اس وجہ سے اس کی دنیوی کوششیں صحیح راہوں سے بھٹک جاتی ہیں اور آخر کار ضائع ہو جاتی ہیں۔

قال الذین یریدون الحیوة الدنیا یلیت لنا مثل ما اوتی قارون انه لذو حظ عظیم وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب الله خیر لمن امن وعمل صالحا۔ — جو لوگ دنیوی زندگی ہی کے فائدوں کو چاہتے تھے انہوں نے کہا کہ کاش ہم کو بھی وہی ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے وہ بڑا ہی خوش نصیب ہے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا تھا انھوں نے کہا کہ تم پر افسوس! اللہ کا ثواب اس شخص کے لئے بہت اچھا ہے جو ایمان لایا اور جس نے نیک اعمال کئے۔

ان الذین لا یؤمنون بالاخرة زینا لهم اعمالهم فهم یعمهون ۵ — جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے لئے ہم ان کے اعمال کو خوشنما بنا دیتے ہیں اور وہ بھٹکے پھرتے ہیں۔

ایحسبون انما نمدهم به من مال وبنین نسارع لهم فی الخیرات بل لا یشعرون۔ — کیا یہ لوگ اس غلط فہمی میں پڑے ہیں کہ ہم جو ان کو مال اور اولاد سے مدد دیتے ہیں تو گویا ان کے لئے خیرات میں جلدی کرتے ہیں؟ مگر یہ لوگ حقیقت کو نہیں سمجھتے

(مومنون)

هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا۔ الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا اولئک الذین کفروا بایت ربهم ولقائه فحبطت اعمالهم — کیا ہم تمہیں بتائیں کہ اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ ٹوٹے میں کون لوگ ہیں؟ وہ جن کی کوششیں حیات دنیا میں بھٹک گئیں اور وہ سمجھتے رہے کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب کی نشانیوں اور اس کی ملاقات کا انکار کیا، اس لئے ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔

(۵) ایسا شخص کبھی دین حق کو قبول نہیں کر سکتا جب کبھی اس کے سامنے مکارم اخلاق اور اعمال صالحہ اور راست روی کے طریقے پیش کئے جائینگے وہ ان کو رد کر دیگا اور جب اس کے خلاف عقائد اور اعمال پیش کئے جائینگے تو وہ انھیں اختیار کر لیگا کیونکہ دینداری کے جتنے طریقے ہیں وہ دنیوی زندگی کے بہت سے فوائد و منافع اور بہت سی لذتوں کی قربانیاں چاہتے ہیں اور ان کا اصل الاصول یہ ہے کہ آخرت کے بہتر اور پائندہ ترنتائج کے لئے دنیا کے عارضی فوائد کو قربان کر دو۔ مگر منکر آخرت اسی دنیا کے فوائد کو فوائد سمجھتا ہے اس لئے وہ نہ ایسی کسی قربانی کے لئے طیار ہو سکتا ہے اور نہ دینداری کے ان طریقوں کو اختیار کر سکتا ہے جو ان قربانیوں کے طالب ہیں لہٰذا انکار آخرت اور دین حق کی پیروی دونوں ایک دوسرے کی نقیض ہیں جو منکر آخرت ہوگا وہ کبھی دین حق کا پیرو نہیں ہو سکتا۔

سأصرف عن ایتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق وان یروا کل ایة لا یؤمنوا بها وان یروا سبیل الرشد لا یتخذوه سبیلا ذلک بانهم کذبوا بایتنا وکانوا عنها غفلین۔ والذین کذبوا بایتنا ولقاء الاخرة حبطت اعمالهم هل یجزون الا ما کانوا یعملون — میں اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو پھیر دوں گا جو زمین میں حق کے بغیر تکبر کرتے ہیں وہ اگر کسی آیت کو دیکھیں گے تو اس پر ایمان نہ لائینگے اور اگر راہ راست کو دیکھیں گے تو اسے اختیار نہ کرینگے اور اگر غلط راستے کو دیکھیں گے تو اس پر چل پڑینگے یہ اسلئے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور ان سے غافل رہے اور جو لوگ ہماری نشانیوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلائینگے ان کے اعمال غارت ہو جائینگے کیا ان کو ویسا ہی بدلہ نہ ملیگا جیسے انھوں نے عمل کئے ہیں۔

(۶) انکار آخرت سے انسان کی پوری اخلاقی اور عملی زندگی متاثر ہوتی ہے وہ متکبر اور سرکش ہو جاتا ہے۔

فالذین لا یؤمنون بالاخرة قلوبهم منکرة وهم مستکبرون۔ — جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل حق بات سے انکار کرنے لگتے ہیں اور وہ متکبر ہو جاتے ہیں۔

واستکبر هو وجنوده فی الارض بغیر الحق وظنوا انهم الینا لا یرجعون — فرعون اور اس کے لشکروں نے زمین میں بغیر کسی حق کے تکبر کیا اور سمجھے کہ وہ ہمارے پاس نہ آئینگے۔

اس کے معاملات بگڑ جاتے ہیں۔

ویل للمطففین ...

حسابِ آخرت

از حضرت علامہ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی

اگر حیاتِ اُخروی کے اعتقاد کی حیثیت محض ایک مابعد الطبیعی مسئلہ کی ہوتی تو یہ اعتراض یقیناً قوی ہوتا۔ اس صورت میں اس مسئلہ کو ایمانیات میں داخل کرنے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی کیونکہ کسی خالص مابعد الطبیعی مسئلہ کا اس حیثیت سے کہ وہ مابعد الطبیعی مسئلہ ہے ہماری عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ہم اس سے خالی الذہن ہوں یا اس کو ماننے سے انکار ہی کر دیں تو ہمارے اخلاق اور اعمال پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن حیاتِ اُخروی کے مسئلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ محض ایک فلسفیانہ مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ انسان کی اخلاقی اور عملی زندگی سے اس کا ایک گہرا تعلق ہے۔ اس کو ماننے اور نہ ماننے سے دنیوی زندگی اور اس کے معاملات کے متعلق انسان کا نقطۂ نظر بنیادی طور پر بدل جاتا ہے۔ اس اعتقاد کو تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو ایک ذمہ دار اور جوابدہ ہستی سمجھے اور اپنی زندگی کے تمام معاملات یہ سمجھتے ہوئے انجام دے کہ وہ اپنی ہر حرکت اور ہر فعل کے لئے ذمہ دار ہے، آئندہ زندگی میں اس کو اپنے تمام اعمال کی جوابدہی کرنی ہے اور مستقبل کی سعادت و شقاوت اس کے حال کی نیکی اور بدی پر منحصر ہے۔ بخلاف اس کے اس اعتقاد کو تسلیم نہ کرنے کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے آپ کو غیر ذمہ دار اور غیر مسئول ہستی سمجھے اور اپنی دنیوی زندگی کا سارا پروگرام اس خیال کے تحت مرتب کرے کہ وہ اس زندگی کے اعمال کے لئے کسی دوسری زندگی میں جوابدہ نہیں ہے اور آئندہ کوئی اچھا یا برا نتیجہ اس زندگی کے اعمال و افعال پر مترتب ہونے والا نہیں ہے۔ اس عقیدہ سے خالی الذہن ہونے یا اس کو نہ ماننے کا لازمی اثر یہ ہوگا کہ انسان کی نظر اپنے اعمال کے صرف ان نتائج پر ہوگی جو اس دنیوی زندگی میں مترتب ہوتے ہیں اور انہی نتائج کے لحاظ سے وہ رائے قائم کرلیگا کہ کونسا فعل اس کے لئے مفید ہے اور کونسا مضر۔ وہ زہر کھانے اور آگ میں ہاتھ ڈالنے سے ضرور احتراز کرلیگا کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ وہ ان دونوں حرکتوں کے برے نتائج اپنی اسی زندگی میں بھگت لیگا۔ لیکن ظلم، بے انصافی، جھوٹ، غیبت، خیانت، زنا اور ایسے ہی دوسرے افعال کے پورے نتائج چونکہ اسی زندگی میں ظاہر نہیں ہوتے اس لئے وہ ان سے صرف اسی حد تک اجتناب کرے گا جس حد تک ان کا کوئی برا نتیجہ اس زندگی میں مترتب ہونے کا اندیشہ ہو اور جہاں کوئی برا نتیجہ مترتب ہوتا نظر نہ آئے یا برعکس اس کے ان سے کوئی فائدہ حاصل ہونے کی امید ہو تو وہ ان افعال کے ارتکاب میں کوئی تامل نہ کریگا۔ غرض یہ کہ اس تصور کے ماتحت اس کی نگاہ میں کسی اخلاقی فعل کی کوئی متعین اخلاقی قدر نہ ہوگی بلکہ ہر ایسے فعل کی اچھائی اور برائی اس نتیجہ کی اچھائی اور برائی پر منحصر ہوگی جو اس پر اس دنیا میں مترتب ہوتا ہو۔ بخلاف اس کے جو شخص یوم آخرت کا معتقد ہوگا اس کی نظر اپنے اخلاقی افعال کے صرف انہی نتائج پر نہ ہوگی جو اس زندگی میں مترتب ہوتے ہیں بلکہ وہ ان آخری نتائج پر نگاہ رکھے گا جو اس زندگی کے بعد ایک دوسری زندگی میں ظاہر ہونے والے ہیں اور ان نتائج کے لحاظ سے ہر فعل کے مفید یا مضر ہونے کا فیصلہ کریگا۔ اس کو جس طرح زہر کے مہلک اور آگ کے موذی ہونے کا یقین ہوگا اسی طرح خیانت اور جھوٹ کے مہلک اور موذی ہونے کا بھی یقین ہوگا۔ وہ جس طرح روٹی اور پانی کو مفید سمجھیگا اسی طرح عدل و امانت اور عفت کو بھی مفید سمجھیگا۔ وہ اپنے ہر فعل کے ایک متعین اور یقینی نتیجہ کا قائل ہوگا خواہ وہ نتیجہ اس زندگی میں قطعاً ظاہر نہ ہو بلکہ برعکس صورت میں ظاہر ہو۔ اس کے پاس تمام اخلاقی افعال کی متعین اخلاقی قدریں ہونگی اور ان قدروں میں دنیوی فوائد یا مضرتوں سے کوئی تغیر واقع نہ ہوگا۔ اس کے نظامِ اخلاق میں صداقت، انصاف اور وفائے عہد بہرحال صواب اور حسن ہی ہونگے خواہ اس دنیا میں ان سے سراسر نقصان ہی نقصان پہنچے اور قطعاً کچھ فائدہ نہ ہو۔ اور جھوٹ، ظلم اور بدعہدی بہرحال گناہ ہی رہیں گے خواہ ان سے دنیا میں سراسر فائدہ ہی فائدہ ملے اور ذرہ برابر کوئی نقصان نہ ہو۔

پس حیاتِ اُخروی کے اعتقاد سے خالی الذہن ہونے یا اس کا انکار کر دینے کے معنی بس اسی قدر نہیں ہیں کہ انسان ایک مابعد الطبیعی نظریہ سے خالی الذہن رہا یا اس نے اس نظریہ کو ماننے سے انکار کر دیا بلکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنی ذمہ دارانہ اور مسئولانہ حیثیت سے غافل ہو گیا، اپنے آپ کو مطلق العنان اور جوابدہی سے بری الذمہ سمجھ بیٹھا، دنیا اور اس کی ظاہری زندگی اور اس کے غیر مکمل بلکہ بسا اوقات دھوکا دینے والے نتائج سے مطمئن ہو گیا۔ اس نے آخری منافع اور آخری نقصانات سے غافل ہو کر محض ابتدائی اور عارضی اور ناقابلِ اعتبار منفعتوں اور مضرتوں کا اعتبار کر لیا اور انہی کے لحاظ سے اپنے افعال کی ایسی اخلاقی قدریں متعین کیں جو بدلنے والی اور دھوکہ دینے والی ہیں۔ وہ ایک صحیح اور پائیدار اخلاقی ضابطہ سے محروم ہو گیا جو صرف ذمہ داری کے احساس اور آخری نتائج کے لحاظ اور متعین اخلاقی قدروں کے اعتبار ہی سے منضبط ہو سکتا ہے اور اس طرح اس نے اپنی پوری زندگی دنیا کے ناقص سطحی مظاہر سے دھوکہ کھا کر ایک ایسے ناپائیدار اور غلط اخلاقی ضابطہ کے تحت بسر کی جس میں حقیقی مضرت، منفعت بن گئی اور حقیقی منفعت مضرت قرار پائی، حقیقی حسن قبیح بن گیا اور حقیقی قبح حسن قرار پایا، حقیقی گناہ صواب بن گیا اور حقیقی صواب گناہ قرار پایا۔

یوم آخر پر ایمان نہ لانے کے یہی نتائج ہیں جن کو قرآن مجید میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس باب میں آیات قرآنی کا تتبع کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ تمام خرابیاں ایک ایک کر کے گنائی گئی ہیں جو یوم آخر کو نہ ماننے سے انسان کے اخلاق اور اعمال میں پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۱) انسان اپنے آپ کو مطلق العنان اور غیر ذمہ دار سمجھتا ہے، اپنی زندگی کو بحیثیت مجموعی بے نتیجہ خیال کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ کوئی اس کے کام کا نگراں اور اس سے حساب لینے والا نہیں ہے۔

افحسبتم انما خلقناکم عبثاً وانکم ... کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ہم نے تم کو

زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور

پھر سے قیامت کے دن ... جاتے ہیں پس اس روز جو شخص آگ کے عذاب سے بچ گیا اور جنت میں داخل کیا گیا وہی اصل میں کامیاب رہا، اس دنیا کی زندگی تو یہ محض دھوکے کا سامان ہے۔

واتبع الذين ظلموا ما اترفوا فيه وكانوا مجرمين۔

جن لوگوں نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا وہ عیاشی اور لذتوں کے پیچھے پڑے رہے جو انکو دی گئی تھیں اور وہ مجرم ہوئے۔

قل ان الخسرين الذين خسروا انفسهم واهليهم يوم القيمة الا ذلك هو الخسران المبين۔

اے محمد کہدو کہ سخت نقصان میں وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے آپکو اور اپنے بال بچوں کو قیامت کے دن نقصان میں ڈالا یہی اصلی اور کھلا ہوا ٹوٹا ہے۔

فاما من طغى واثر الحيوة الدنيا فان الجحيم هي الماوى واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هي الماوى

پھر جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی تو جہنم اس کا ٹھکانا ہے اور جس نے اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف کیا اور نفس کو خواہشات سے روکا تو جنت اس کا ٹھکانا ہے۔

اعلموا انما الحيوة الدنيا لعب ولهو وزينة وتفاخر بينكم وتكاثر في الاموال والاولاد كمثل غيث اعجب الكفار نباته ثم يهيج فتره مصفرا ثم يكون حطاما وفي الاخرة عذاب شديد ومغفرة من الله ورضوان وما الحيوة الدنيا الا متاع الغرور۔

جان لو کہ حیات دنیا تو اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ اس میں کھیل اور کود اور زینت اور آپس کا تفاخر اور مال و اولاد میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا ہے اس کی مثال بارش کی سی ہے کہ اس سے کھیتی لہلہاتی ہے اور کسان اس کو دیکھکر خوشیاں مناتے ہیں پھر وہ پک کر خشک ہو جاتی ہے اور تو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑ گئی اور آخر کار روند ڈالی گئی اس کے بعد آخرت کی زندگی ہے جس میں کسی کے لئے سخت عذاب ہے اور کسی کے لئے اسکی طرف سے مغفرت اور خوشنودی ہے پس دنیا کی زندگی محض ایک دھوکہ کا سامان ہے۔

مطلوب ہے وہ رضوان من اللہ اور وہ اسکی خوشنودی سے سرفراز ہونے کا جیسا کہ آخرت کی ترجیح اور آخرت کی دائمی کامیابی کے لئے دنیا کے منافع کو قربان کرنے اور آخرت کی ابدی ناکامیوں سے بچنے کے لئے دنیا کے چند روزہ نقصانات کو برداشت کرنے کی یہ تعلیم نہایت پرزور انداز سے اسلام میں دی گئی ہے اور اس کا منشا یہ ہے کہ جو شخص قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہے وہ کسی نقصان پر کسی سے نہیں بلکہ اپنی دلی رغبت سے ہر وہ کام کرے جس کو کتاب اور رسول نے آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بتلایا ہے اور پھر اس چیز سے اجتناب کرے جس کو ان دونوں نے آخرت کے نقصانات کا سبب قرار دیا ہے، خواہ دنیا میں اس کے لئے کتنا ہی مفید یا مضر ہو۔

نامۂ اعمال اور عدالت

دوسری بات جس کو قرآن مجید انسان کے دل میں بٹھانے کی کوشش کرتا ہے یہ ہے کہ انسان اپنی دنیوی زندگی میں جو کچھ کرتا ہے خواہ کتنا ہی چھپا کر کرے اس کا ٹھیک ٹھیک ریکارڈ محفوظ رہتا ہے، قیامت کے بعد یہ ریکارڈ خدا کی عدالت میں پیش ہوگا ہر وہ چیز جس کو انسان کے افعال سے کسی نوع کا تعلق رہا ہے اس کے ان افعال پر گواہی دیگی حتی کہ خود اس کے اپنے اعضا بھی اس کے خلاف گواہوں کے کٹہرے میں کھڑے ہوں گے پھر اس کے نامۂ اعمال کا نہایت صحیح وزن کیا جائے گا میزان عدل کے ایک پلڑے میں اس کے نیک اعمال ہوں گے اور دوسرے میں برے اعمال اگر نیکی کا پلڑا جھک گیا تو آخرت کی کامیابیاں اس کا خیر مقدم کریں گی اور جنت اس کے لئے جائے قیام ہوگی اور بدی کا پلڑا بھاری رہا تو خسران مبین اس کا نتیجہ ہوگا اور وہ بدترین مقام اس کے لئے تجویز کیا جائیگا جس کا نام دوزخ ہے اس عدالت میں ہر شخص تنہا اپنے نامۂ اعمال کے ساتھ حاضر ہوگا اور دنیوی اسباب میں سے کوئی چیز اس کے کام نہ آئیگی۔ نہ نسبی اعزاز، نہ سعی و سفارش نہ مال و دولت اور نہ قوت و طاقت!

اس مضمون کو بھی بڑی تفصیل کے ساتھ اور بڑے موثر انداز میں بیان کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر چند آیات یہاں پیش کی جاتی ہیں۔

نامۂ اعمال کی کیفیت :-

سواء منكم من اسر القول ومن جهر به ومن هو مستخف باليل وسارب بالنهار له معقبت من بين يديه ومن خلفه يحفظونه من امر الله۔

تم میں سے جو شخص چھپا کر بات کرے یا جو زور سے بولے اور جو شخص رات کی تاریکی میں چھپا ہوا ہے اور جو دن کی روشنی میں چل رہا ہو دونوں یکساں ہیں ہر حال ہر ایک کے آگے اور پیچھے نگراں کار لگے ہوئے ہیں اور وہ خدا کے حکم سے اس کی ہر بات ثبت کر رہے ہیں۔

ووضع الكتب فترى المجرمين مشفقين مما فيه ويقولون يويلتنا مال هذا الكتب لا يغادر صغيرة ولا كبيرة الا احصها ووجدوا ما عملوا

نامۂ اعمال پیش ہوگا تو اس میں جو کچھ لکھا ہوگا تم دیکھو گے کہ مجرم اس سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ ہائے افسوس اس کتاب کا کیا حال ہے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی سب اس میں

زين للناس حب الشهوات من النساء والبنين والقناطير المقنطرة من الذهب والفضة والخيل المسومة والانعام والحرث ذلك متاع الحيوة الدنيا والله عنده حسن الماب قل اؤنبئكم بخير من ذلكم للذين اتقوا عند ربهم جنت تجري من تحتها الانهار خلدين فيها

لوگوں کے لئے عورتوں اور بچوں اور سونے چاندی کے ڈھیروں اور نشان لگے ہوئے گھوڑوں اور جانوروں اور کھیتوں کی محبت خوشنما بنا دی گئی ہے یہ دنیوی زندگی کی متاع ہے مگر اسکے پاس اس سے اچھا ٹھکانا ہے۔ کہو اے محمد کیا میں تمہیں اس سے بہتر متاع کی خبر دوں، جن لوگوں نے پرہیزگاری اختیار کی ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کو پاکیزہ ازواج ملیں گی

على الناس يستوفون واذا كالوهم او وزنوهم يخسرون الا يظن اولئك انهم مبعوثون ليوم عظيم۔

تباہی ہے ان بد معاملہ لوگوں کے لئے جو دوسروں سے لیتے ہیں تو پورا پورا ناپ تول کر لیتے ہیں اور جب دوسروں کو ناپ تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے کہ وہ ایک بڑے دن کے لئے اٹھائے جائیں گے۔

وہ سنگدل، تنگ نظر، ریاکار، خود غرض اور عبادت الٰہی سے روگرداں ہو جاتا ہے:۔

ارأیت الذی یکذب بالدین فذلک الذی یدع الیتیم و لا یحض علی طعام المسکین فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یراءون و یمنعون الماعون

کیا تو نے دیکھا اس شخص کو جو روز جزا کی تکذیب کرتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے پر نہیں ابھارتا پھر افسوس ہے ان نمازیوں پر جو اپنی نمازوں سے غفلت کرتے ہیں جو عمل نیک کرتے بھی ہیں تو دکھانے کے لئے اور جو چھوٹی چھوٹی عام ضرورت کی چیزیں بھی لوگوں کو دینے میں دریغ کرتے ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ حق سے تجاوز کرنا اور گناہوں میں مبتلا ہو جانا انکار آخرت کا لازمی نتیجہ ہے:۔

وما یکذب به الا کل معتد اثیم۔

"یوم الجزا کی تکذیب نہیں کرتا مگر ہر وہ شخص جو حق سے تجاوز کر گیا اور گناہوں میں پھنس گیا۔"

یوم آخر کے اعتقاد سے خالی الذہن یا منکر ہونے کے یہ ایسے نتائج ہیں جن سے کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا خصوصاً جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے اس تمدن کے ثمرات بھی دیکھ چکے ہیں جو تمام تر حیات دنیا پر فریفتہ ہو کر زندگی کے محض دنیوی اور مادی مطمح نظر پر قائم ہوا ہے اور حیات اخروی کے عقیدے سے یکسر خالی ہے تو ہمارے لئے اس حقیقت سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ انکار آخرت کے ساتھ خدا پرستی، دینداری اور مکارم اخلاق کا قیام بالکل ناممکن ہے۔

اب دیکھئے کہ اسلام جب انہی چیزوں کو قائم کرنا چاہتا ہے جب وہ انسان کو اخلاق فاضلہ اور اعمال صالحہ کی طرف دعوت دیتا ہے جن کے لئے دنیا کی بہت سی مادی منفعتوں اور لذتوں کی قربانی ضروری ہے جب وہ انسان کو عبودیت الٰہی اور تزکیہ نفس کی تلقین کرتا ہے جس کا کوئی فائدہ اس دنیا میں مترتب ہوتا نظر نہیں آتا، بلکہ اس کے برعکس بہت سی تکلیفوں اور مشقتوں میں انسان کے نفس اور جسم کو مبتلا ہونا پڑتا ہے جب وہ زندگی کے تمام معاملات اور دنیا کے اسباب و وسائل سے متمتع ہونے میں حرام و حلال اور خبیث و طیب کا امتیاز قائم کرتا ہے جب وہ بالاتر روحانی مقاصد کے لئے انسان سے شخصی اغراض، شخصی محبتوں اور رغبتوں اور بسا اوقات جان و مال تک کو قربان کر دینے کا مطالبہ کرتا ہے اور جب وہ انسان کی زندگی کو ایک ایسے اخلاقی ضابطے کے تحت منضبط کرنا چاہتا ہے جس میں دنیوی فائدے اور نقصان سے قطع نظر کر کے ہر شئے کی ایک خاص اخلاقی قدر متعین کر دی گئی ہو تو کیا وہ

اپنے دین اور اپنی شریعت کو قائم کرنے میں ہمیشہ بلکہ کبھی بھی بغیر کامیاب ہو سکتا تھا کیا یہ ممکن تھا کہ انسان اس عقیدے سے خالی الذہن یا منکر ہوتے ہوئے ایسی تعلیم کو قبول کر لیتا؟ اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو ماننا پڑے گا کہ اس قسم کے نظام دینی اور ضابطہ اخلاقی کو قائم کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ سب سے پہلے انسان کے دل میں حیات اخروی کے عقیدے کو راسخ کر دیا جائے بس یہی وجہ ہے کہ جس کی بنا پر اسلام نے اس عقیدے کو ایمانیات میں داخل کیا ہے اور اس پر اتنا زور دیا ہے کہ ایمان باللہ کے بعد کسی چیز پر اتنا زور نہیں دیا۔

آیئے اب ہم دیکھیں کہ اسلام نے اس عقیدہ کو کس شکل میں پیش کیا ہے اور اس سے انسان کے اخلاق و اعمال پر کیا اثرات مترتب ہوتے ہیں۔

دنیا پر آخرت کی ترجیح

سب سے پہلی چیز جس کو قرآن مجید نے انسان کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کی ہے وہ یہ ہے کہ دنیا انسان کے لئے ایک عارضی جائے قیام ہے اس کے لئے صرف یہی ایک زندگی نہیں ہے بلکہ اس کے بعد ایک دوسری زندگی اس سے بہتر اور پائندہ تر ہے جس کے فوائد یہاں کے فائدوں سے زیادہ فراواں اور جس کے نقصانات یہاں کے نقصانات سے زیادہ سخت ہیں جو شخص اس دنیا کے مظاہر سے دھوکہ کھا کر اسی کی لذتوں اور منفعتوں کے پیچھے پڑا رہتا ہے اور ان کو حاصل کرنے کیلئے ایسی کوششیں کرتا ہے جن کی بدولت اس دوسری زندگی کی لذتیں اور منفعتیں اسے حاصل نہیں ہو سکتیں وہ بہت برا سودا کرتا ہے اور حقیقت میں اس کی یہ تجارت سراسر نقصان کی تجارت ہے اسی طرح جو شخص اس دنیا کے نقصان ہی کو نقصان سمجھتا ہے اور اس سے بچنے کے لئے ایسی سعی کرتا ہے جس سے وہ اپنے آپ کو اس دوسری زندگی کے نقصان کا مستحق بنا لیتا ہے وہ بہت بڑی آفت کا مرتکب ہوتا ہے اور اس کا یہ فعل کسی طرح منتہائے دانشمندی نہیں ہے۔ اس مضمون کو قرآن مجید میں اس کثرت سے بیان کیا گیا ہے کہ تمام آیات کا استقصاء یہاں ممکن نہیں ہے۔ مثال کے طور پر آیات ذیل ملاحظہ ہوں:۔

وما هذه الحيوة الدنيا الا لهو و لعب وان الدار الاخرة لهي الحيوان۔

یہ دنیا کچھ نہیں ہے مگر لہو و لعب اصلی زندگی کا گھر آخرت ہی ہے۔

قل متاع الدنيا قليل والاخرة خير لمن اتقى۔

کہو اے محمد کہ متاع دنیا تھوڑی سی ہے اور آخرت اس کے لئے بہتر ہے جو پرہیزگاری کے ساتھ زندگی بسر کرے

ارضيتم بالحيوة الدنيا من الاخرة فما متاع الحيوة الدنيا في الاخرة الا قليل۔

کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی سے راضی ہو گئے۔ دنیا کی زندگی کے سامان تو آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی تھوڑے ہیں۔

*

بل تؤثرون الحيوة الدنيا والاخرة خير و ابقى۔

تم حیات دنیا کو ترجیح دیتے ہو حالانکہ آخرت زیادہ بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔

كل نفس ذائقة الموت وانما توفون اجوركم يوم القيمة فمن

ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے اور تم کو تمہارے عمل کے پورے پورے

بل احیاء ولکن لا تشعرون - مصائب پر صبر کی تعلیم دی جاتی ہے تو ساتھ ہی یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ صابرین کے لئے خدا کی طرف سے عنایت و رحمت ہے۔ اولٰئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ۔ بخوفی اور بہادری کا جذبہ اس طرح پیدا کیا جاتا ہے کہ وقال الذین یظنون انہم ملٰقوا اللہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ جو لوگ سمجھتے تھے کہ انھیں اللہ کے پاس حاضر ہونا ہے انہوں نے کہا کہ اللہ کے حکم سے چھوٹی جماعت بھی بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے سخت سے سخت مشکلات کے مقابلہ میں ڈٹ جانے کی قوت یہ کہکر پیدا کی جاتی ہے کہ نار جہنم اشد حرا جہنم کی آگ دنیا کی گرمیوں سے زیادہ سخت ہے۔ نیک کاموں میں مال خرچ کرانے کے لئے یہ کہکر ابھارا جاتا ہے وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون جو کچھ تم خیرات کروگے اس کا پورا اجر تم کو ملیگا اور تمہارے ساتھ ظلم نہ ہوگا۔ بخل سے

روکنے کے لئے فرمایا جاتا ہے ولا یحسبن الذین یبخلون بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ ہو خیرا لہم بل ہو شر لہم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیٰمۃ جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے مالدار کیا ہے وہ یہ نہیں کہ یہ ان کے لئے اچھا ہے بلکہ درحقیقت یہ ان کے لئے برا ہے جس مال میں وہ بخل کرتے ہیں وہی قیامت کے روز ان کے گلے میں طوق بناکر ڈالدیا جائے گا سودخواری کے فائدوں سے دست بردار ہونے کے لئے یہ کہکر آمادہ کیا جاتا ہے کہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ متاع دنیا سے بے نیازی اور بدکاروں کی خوشحالی پر رشک نہ کرنے کی تعلیم اس طرح دی جاتی ہے کہ لا یغرنک تقلب الذین کفروا فی البلاد متاع قلیل ثم ماواہم جہنم وبئس المہاد لکن الذین اتقوا ربہم لہم جنٰت تجری من تحتہا الانہار خٰلدین فیہا نزلا من عند اللہ وما عند اللہ خیر للابرار۔

قیمت مجلد ایک روپیہ محصولڈاک ۴ر

مجلد حنفی خطبات حیات

حالات حاضرہ کے مطابق مولوی صاحب نے حال میں شایع کیے ہیں بہت ہی مقبول ہوا اور اب ہندوستان کی ہر مسجد میں انشا اللہ پہنچ جائینگے اور مسلمانوں میں حیات تازہ پیدا کر دیں گے جمعہ کی نماز بظاہر خدا کا حکم اور سعادت کا زینہ ہے لیکن اس مرغ خطبہ کا جو عجیب تبلا ہے اخلا کہ ہمارے دنیاوی بھلائی بھی مقصود ہے خطبہ کا مقصد بعض یہ ہے کہ شہر نصائح سے مسلماد ہفتہ وار جمع ہو کر خطیب کے بہترین مشورہ پر عمل پیرا ہوں جنہوں نے مسلمانوں کی حیات دینی و دنیوی کو خوشگوار و کامیاب بنانے کیلئے یہ خطبات مرتب کئے ہیں صفحات ۲۰۰ قیمت عمر

محرم محرم کے اوصاف مظلوموں کی کامل تفسیر مسلمانوں کا نرالا معیار فتح - ہر اسلامی سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔ **صفر** (۱) ضرورت مذہب (۲) تصور ما کبھی (۳) اسلامی توحید (۴) تردید شرک **ربیع الاول** (۱) مشرکانہ اعتقادات کی تردید (۲) شرک کے مضار اور توحید کے منافع (۳) بلیغ اسلام کی عظمت (۴) مجالس میلاد کی اصلاح **ربیع الثانی** (۱) اتباع سنت (۲) اتباع رسول سے منہ موڑنیوالے (۳) رسم و رواج کی لعنت (۴) اہل سنت والجماعت کا امتیاز **جمادی الاول** (۱) عنایت شعاری اسراف (۲) اسلام اور مال و دولت (۳) اسلام و ترقی دولت کے ذرائع (۴) توکل اور قناعت۔ **جمادی الثانی** (۱) بزرگان دین اور اولیاء عظام (۲) حضرت محبوب سبحانی (۳) حضرت خواجہ معین الدین (۴) حضرت علی ہجویری کا استعداد **رجب** (۱) معجزات انبیاء علیہم السلام (۲) واقعہ معراج شریف (۳) معراج جسمانی ہوئی یا روحانی (۴) مومنوں کی معراج۔ **شعبان** حقیقت صلوٰۃ (۲) شعبان المعظم کی فضیلت (۳) طہارت و پاکیزگی اسلام اور اخلاقی زندگی **رمضان** رمضان المبارک کی فضیلت روزہ نصب العین۔ زکوٰۃ خیرات و صدقات تجارت احکاف **شوال** خطبہ عید الفطر یا جنت کا متا اسلامی جلد (۳) جہاد کی فضیلت اور اس کا جواز۔ حقوق والدین **ذی القعدہ** حقوق العباد کی نگہداشت ... بچوں کی تربیت پر ... اسلامی پردہ۔ تعلیم نسواں و حج **ذی الحجہ** ... فضائل ... عید الضحیٰ قرآن پاک در ... محصولڈاک ... حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

شاہان مغلیہ کی بیویاں اور رانیاں

مجلد ۱ر

جس میں ہر خلیفہ و خطہ کی مخدرات میں یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے جگمگاتی کتاب ہے اس میں ۸۶ شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں بجھلانے رہیگا رہیں خصوصا ان ہندو رانیوں کے حالات بہت عجیب ہیں جو شاہی خاندانوں میں داخل ہوئیں یہ کتاب اپنے اندر بھی دلچسپی کے علاوہ سوانح اور حالات کے چند جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں ہیں ان بیگموں اور رانیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ قیمت ۸ر محصول ۳ر

ارجمند بانو بیگم	جانی بیگم	عظمت النسا بیگم	رانی چودہ بائی
زینت النسا بیگم	جانان بیگم	آرام دل	رانی پاربتی
دیدۃ النسا بیگم	مہرالنساء	جہاں آرا بیگم	رانی تارا بائی
اختری زمانی بیگم	بچھنی بیگم	بی بی بائی	رانی کلسی بائی
سلیمہ سلطان بیگم	بخت النساء	سلطان بیگم	زیب النسا بیگم
بادشاہ بیگم	بہلو بانو بیگم	رضیہ سلطان	نورجہاں بیگم
نواب محل بیگم	اورنگ آبادی محل	جمیلہ خاتون	نواب بیگم
ثریا بانو بیگم	اعزاز النساء بیگم	آئی بیگم	محجوب
اشرف النسا بیگم	نورجہاں بیگم	سکندر سلطان	سندر دیوی
موتی بیگم	امت الحبیب	چاند بی بی	پونجی خاتون
روشن آرا بیگم	آرام جان بیگم	بیگم سلطان	چاند خاتون
دلپذیر بانو بیگم	ارزمہ بیگم	بی بی دودھ	درگا بائی
شہزادہ خانم	آغا بیگم	ولرس بانو بیگم	رانی ارملا
خانہ زاد بیگم	آسائش بانو بیگم	سراینان	رانی مینا
حمیدہ بانو بیگم	حمیدہ بانو بیگم	بائی اودے پوری	رانی موہنی
حاجی بیگم	فخرالنساء بیگم	بائی جہت دکی	کتا بائی

یہ سب ۸۶ ہیں ۱۹۲ صفحات قیمت ۱۰ر محصول ۷ر کل عمر

ملنے کا پتہ : حمیدیہ پریس دہلی

حاضر! موجود ہے جو کچھ انہوں نے عمل کئے تھے ان سب کو وہ حاضر پائینگے۔

اعضا کی گواہی اور انسان کا اعتراف:۔

يوم تشهد عليهم السنتهم وايديهم وارجلهم بما كانوا يعملون۔
وہ دن جبکہ ان پر خود ان کی زبانیں اور ان کے اپنے ہاتھ پاؤں ان اعمال کی گواہی دیں گے جو انہوں نے کئے تھے

حتى اذا ما جاؤها شهد عليهم سمعهم وابصارهم وجلودهم بما كانوا يعملون و قالوا انطقنا الله الذي انطق كل شيء ۔ وما كنتم تستترون ان يشهد عليكم سمعكم ولا ابصاركم ولا جلودكم ولكن ظننتم ان الله لا يعلم كثيرا مما تعملون
یہاں تک کہ جب وہ وہاں پہنچیں گے تو ان پر ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کی کھالیں ان اعمال کی گواہی دیں گی جو وہ کرتے تھے وہ اپنی کھالوں سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم کو اس خدا نے گویائی بخشی ہے جس نے ہر شئے کو گویا کر دیا ہے تم چھپ کر کام کرتے تھے اور نہ جانتے تھے کہ تمہارے اعمال پر خود تمہارے کان اور آنکھیں اور کھالیں گواہی دیں گی بلکہ تم سمجھتے تھے کہ تمہارے بہت سے اعمال سے اللہ ناواقف ہے۔

وشهدوا على انفسهم انهم كانوا كافرين
وہ خود اپنے خلاف شہادت دینگے کہ وہ ناشکر گذار بندے تھے۔

اس نامۂ اعمال اور ان شاہدوں کے ساتھ انسان خدا کی عدالت میں پیش ہوگا پھر اس پیشی کی کیا کیفیت ہوگی۔ وہ اکیلا بے یار و مددگار کھڑا ہوگا۔

ولقد جئتمونا فرادى كما خلقناكم اول مرة وتركتم ما خولناكم وراء ظهوركم۔
اب تم ہمارے پاس ویسے ہی اکیلے تنہا آئے ہو جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا تم ان سب چیزوں کو پیچھے چھوڑ آئے جو جو ہم نے تم کو دی تھیں۔

ہر شخص آپ اپنا حساب پیش کرے گا:۔

وكل انسان الزمناه طائره في عنقه ونخرج له يوم القيامة كتابا يلقاه منشورا اقرأ كتابك كفى بنفسك اليوم عليك حسيبا۔
ہر شخص کی برائی اور بھلائی کا نوشتہ ہم نے اس کے گلے میں لٹکا رکھا ہے اور ہم اس کے لئے قیامت کے روز ایک کتاب نکالینگے جس کو وہ اپنے سامنے کھلا ہوا پائے گا۔ اس سے کہا جائیگا کہ اپنا نامۂ اعمال پڑھ آج خود تو ہی اپنا حساب کرنیکے لیے کافی ہے۔

خاندانی اثرات کسی کام نہ آئینگے:۔

لن تنفعكم ارحامكم ولا اولادكم يوم القيامة۔
قیامت کے روز نہ تمہارے نسبی رشتے کسی کام آئینگے اور نہ اولاد۔

سفارش سے کام نہ چلیگا:۔

ما للظالمين من حميم ولا شفيع يطاع
ظالموں کے لئے نہ کوئی دوست ہوگا نہ کسی سفارشی کی بات مانی جائیگی۔

رشوت نہ چلے گی:۔

یوم لا ینفع مال ولا بنون۔ وہ دن جبکہ نہ مال کام آئیگا اور نہ اولاد

اعمال تولے جائینگے اور ذرہ ذرہ کا حساب ہوگا

ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين
ہم قیامت کے روز ٹھیک تولنے والے ترازو رکھ دیں گے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا اور اگر ایک رائی کے دانے کی برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اسکو لا حاضر کرینگے اور ہم حساب کرنے کیلئے کافی ہیں

جزا اور سزا جو کچھ بھی ہوگی عمل کے مطابق ہوگی۔

اليوم تجزون ما كنتم تعملون۔
آج تم کو ویسا ہی بدلہ دیا جائیگا جیسے تم عمل کرتے تھے۔

ولكل درجت مما عملوا
اور ہر ایک کے لئے ویسے ہی درجے ہوں گے جیسے انہوں نے عمل کئے

یہ وہ پولیس اور عدالت ہے جس کا خوف انسان کے نفس میں بٹھا دیا گیا ہے یہ دنیا کی پولیس نہیں ہے جس کی نگاہ سے انسان بچ سکتا ہے نہ یہ دنیا کی عدالت ہے جس کی گرفت سے انسان شہادتوں کے فراہم نہ ہونے یا جھوٹی شہادتیں فراہم ہو جانے یا ناجائز اثرات پڑ جانے کی بدولت رہائی پا سکتا ہے بلکہ ایسی پولیس ہے جو ہر حال میں اس کی نگرانی کر رہی ہے اور یہ ایسی عدالت ہے جس کے گواہوں کی نظر سے وہ کسی طرح بچ ہی نہیں سکتا جس کے پاس اس کے ہر خیال اور ہر عمل کی روداد موجود ہے اور جس کے فیصلے اتنے منصفانہ ہیں کہ کوئی گناہ سزا سے اور کوئی ثواب جزا سے چھوٹ ہی نہیں سکتا۔

اعتقاد یوم آخر کا فائدہ

اس طرح اسلام نے یوم آخر کے عقیدہ کو اپنے ضابطۂ اخلاق اور نظام شرعی کے لیے ایک زبردست پشت پناہ بنا دیا ہے جس میں ایک طرف خیر و صلاح پر عمل کرنے اور شر و فساد سے بچنے کے لئے عقلی ترغیب بھی موجود ہے اور دوسری طرف نیکی پر یقینی جزا اور بدی پر یقینی سزا کا خوف بھی ہے اس کا ضابطہ اور نظام اپنے نفاذ و استحکام کے لئے مادی طاقت اور حاکمانہ اقتدار کا محتاج نہیں ہے بلکہ وہ ایمان بالیوم الآخر کے ذریعہ سے انسان کے نفس میں ایک ایسی طاقتور ضمیر کی تشکیل کرتا ہے جو کسی بیرونی دباؤ اور خوف کے بغیر انسان کو آپ سے آپ ان نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے جن کو اسلام نے آخری نتائج کے اعتبار سے نیکی قرار دیا ہے اور ان گناہوں کے ارتکاب سے بچنے کی تاکید کرتا ہے جن کو اس نے آخری نتائج کا لحاظ کرتے ہوئے گناہ ٹھیرایا ہے۔

قرآن مجید میں آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ اس عقیدہ کو مکارم اخلاق کی تعلیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے تقوی اور پرہیزگاری کا حکم دیا جاتا ہے تو ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے کہ واتقوا الله واعلموا انكم ملاقوه اللہ سے ڈرو اور جان رکھو کہ تم کو اس کے پاس ضرور جانا ہے

راہ خدا میں سر فروشی کے لئے ابھارا جاتا ہے تو ساتھ ہی یہ بھی یقین دلایا جاتا ہے کہ اگر تم مارے جاؤگے تو در حقیقت مرنہ جاؤ گے بلکہ ہمیشہ کی زندگی پاؤگے ولا تقولوا لمن يقتل في سبيل الله اموات

کی کوشش کی تو وہ دو قسم کی کمزوریوں میں مبتلا تھے۔

ایک یہ کہ وہ فکر و عمل کے اعتبار سے پہلے ہی اسلامی عقائد اور تہذیب میں پختہ نہ تھے اور ایک غیر اسلامی ماحول اپنے جاہلی افکار و تمدن کے ساتھ ان کو گھیرے ہوئے تھا۔

دوسرے یہ کہ غلامی اپنے تمام مصائب کے ساتھ نہ صرف ان کے جسم پر بلکہ ان کے قلب و روح پر بھی مسلط ہو چکی تھی اور وہ ان تمام قوتوں سے محروم کر دیئے گئے تھے جن سے کوئی قوم اپنے تمدن و تہذیب کو برقرار رکھ سکتی ہے۔

اس دوہری کمزوری کی حالت میں مسلمانوں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو انہیں نظر آیا کہ انگریزی سلطنت نے اپنی ہوشیاری سے معاشی ترقی کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں اور ان کی کنجی انگریزی مدرسوں اور کالجوں میں رکھ دی ہے اب مسلمانوں کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ انگریزی تعلیم حاصل کرتے چنانچہ مرحوم سر سید احمد خاں مرحوم کی رہنمائی میں ایک زبردست تحریک اٹھی جس کے اثر سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں میں انگریزی تعلیم کی ضرورت کا احساس پیدا ہو گیا پرانے لوگوں کی مخالفت بیکار ثابت ہوئی دولت، عزت اور اثر کے لحاظ سے قوم کی اصلی طاقت جن لوگوں کے ہاتھ میں تھی انہوں نے اس نئی تحریک کا ساتھ دیا ہندوستان کے مسلمان تیزی کے ساتھ انگریزی تعلیم کی طرف بڑھے قوم کا تلچھٹ پرانے مدرسوں کے لئے چھوڑ دیا گیا تاکہ مسجدوں کی امامت اور مکتبوں کی معلمی کے کام آئے اور خوشحال طبقوں کے بہترین نونہال انگریزی مدرسوں اور کالجوں میں بھیج دیئے گئے تاکہ ان کے دل و دماغ کے سادہ اوراق پر فرنگی علوم و فنون کے نقوش ثبت کئے جائیں۔

یہ انیسویں صدی کی آخری چوتھائی کا زمانہ تھا یورپ میں اس وقت مادیت اپنے انتہائی عروج پر تھی۔ اٹھارہویں صدی سائنس پوری طرح مذہب کو شکست دے چکا تھا جدید فلسفہ اور نئے علوم حکمت کی رہنمائی میں سیاسیات معاشیات اخلاقیات اور اجتماعیات کے پرانے نظریئے باطل ہو کر نئے نظریئے قائم ہو چکے تھے اور یورپ میں ایک خاص تہذیب پیدا ہو چکی تھی جس کی بنیاد کلیتہً انہی جدید نظریوں پر قائم تھی اس انقلاب عظیم نے زندگی کے عملی معاملات سے تو مذہب اور ان اصولوں کو جو مذہبی رہنمائی پر مبنی تھے کلی طور پر خارج ہی کر دیا تھا البتہ تخیل کی دنیا میں مذہبی اعتقاد کی تھوڑی سی جگہ باقی رہ گئی تھی سو اب اس کے خلاف زبردست جنگ جاری تھی اگرچہ علوم و حکمت میں سے کسی علم کے بھی کائنات کے الٰہی نظریہ کے خلاف کوئی مجبوت رجس کو ثبوت کہا جا سکتا ہو ابھی نہیں پہنچایا تھا مگر اہل حکمت بغیر کسی دلیل کے اپنے طبعی رجحان کی بنا پر خدا سے بیزار اور الٰہی نظریہ کے دشمن تھے اور چونکہ انہی کو اس وقت دنیا کی عقلی و علمی امامت کا منصب حاصل تھا اس لئے ان کے اثر سے خدا سے بیزاری کا مرض ایک عام وبا کی طرح پھیل گیا تھا وجود باری کا انکار کائنات کو اپنے آپ پیدا ہونے والی اور آپ سے آپ قوانین طبعی کے تحت چلنے والی چیز سمجھنا، خدا پرستی کو توہم قرار دینا مذہب کو لغو اور مذہبیت کو تنگ نظری و تاریک خیالی کہنا اور دہریت اور روشن خیالی کو ہم معنی سمجھنا اس وقت فیشن میں داخل ہو چکا تھا اور ہر شخص خواہ وہ فلسفہ و سائنس میں کچھ بھی دستگاہ نہ رکھتا ہو اور اس نے خود ان مسائل کی تحقیق میں ذرہ برابر بھی کوشش نہ کی ہو صرف اس بنا پر ان خیالات کا اظہار کرتا تھا کہ سوسائٹی میں وہ ایک روشن خیال آدمی سمجھا جائے روحانیات یا فوق الطبیعت کی تائید میں کچھ کہنا اس وقت کفر کا درجہ رکھتا تھا اگر کوئی بڑے سے بڑا سائنس داں بھی اس قسم کے کسی خیال کا اظہار کرتا تو سائنٹفک حلقوں میں اس کی ساری وقعت جاتی رہتی اس کے تمام کارناموں پر پانی پھر جاتا اور وہ اس قابل نہ رہتا کہ اسے کسی علمی جماعت کی رکنیت کا شرف بخشا جائے۔

۱۸۵۹ء میں ڈارون کی کتاب اصل الانواع شائع ہوئی جس نے لحجریت اور دہریت کی آگ پر تیل کا کام کیا۔ اگرچہ ڈارون کے دلائل جو اس نے اپنے مخصوص نظریۂ ارتقاء کی تائید میں پیش کئے تھے کمزور اور محتاج ثبوت تھے اور اس کے سلسلۂ ارتقاء میں ایک کڑی نہیں بلکہ ہر موجود کڑی کے آگے اور پیچھے بہت سی کڑیاں مفقود تھیں اور اہل حکمت اس وقت بھی اس نظریئے سے مطمئن نہ تھے حتیٰ کہ خود اس کا سب سے بڑا وکیل ہکسلے بھی اس پر ایمان نہ لایا تھا مگر اس کے باوجود محض خدا سے بیزاری کی بنا پر ڈارونیت کو قبول کر لیا گیا اس کی حد سے زیادہ تشہیر کی گئی اور مذہب کے خلاف ایک زبردست آلہ کے طور پر اسے استعمال کیا گیا کیونکہ اس نظریئے نے اہل حکمت کے زعم باطل میں اس دعوے کا ثبوت فراہم فرمایا تھا درحالانکہ درحقیقت ایک اور دعویٰ کیا تھا جو محتاج ثبوت تھا کہ کائنات کا نظام کسی فوق الطبیعی قوت کے بغیر خود بخود طبیعی قوانین کے تحت چل رہا ہے۔ اہل مذاہب نے اس نظریئے کی مخالفت کی اور برٹش ایسوسی ایشن کے جلسہ میں بشپ آف آکسفورڈ اور گلیڈسٹن نے اپنی خطابت کی پوری زور اس کے خلاف صرف کیا مگر شکست کھائی اور آخر کار اہل مذہب سائنٹفک دہریت سے اس قدر مرعوب ہوئے کہ ۱۸۸۲ء میں جب ڈارون نے وفات پائی تو چرچ آف انگلینڈ نے وہ سب سے بڑا اعزاز اس کو بخشا جو اس کے اختیار میں تھا یعنی اسے ویسٹ منسٹر ایبی میں دفن کرنے کی اجازت دی حالانکہ وہ یورپ میں مذہب کی قبر کھودنے والوں کا سرغنہ تھا اور اسی نے انکار کیا الحاد و زندقہ اور بیدینی کی طرف چلانے اور وہ ذہنیت پیدا کرنے میں سب سے زیادہ حصہ لیا تھا جس نے آخر کار بولشوزم کو پھلنے اور پھولنے اور بار آور ہونے کا موقع دیا۔

یہ زمانہ تھا جب ہماری قوم کے نوجوان انگریزی تعلیم اور فرنگی تہذیب سے استفادہ کرنے کے لئے مدرسوں اور کالجوں میں بھیجے گئے اسلامی تعلیم سے کورے، اسلامی تہذیب میں خام، انگریزی حکومت سے مرعوب فرنگی تہذیب کی شان و شوکت پر فریفتہ پہلے ہی سے تھے اب جو انہوں نے انگریزی مدرسے کی فضا میں قدم رکھا تو اس کا پہلا اثر یہ ہوا کہ ان کی ذہنیت کا سانچہ بدلا اور ان کی طبیعت کا رخ مذہب سے پھر گیا کیونکہ اس وبا کی اولیٰ تاثیر یہ تھی کہ یورپ کے کسی مصنف یا محقق کے نام سے جو چیز پیش کی جائے اس پر وہ بے تامل آمنا وصدقنا کہیں اور قرآن و حدیث یا الحمد ا

مسلمانوں کا ذہنی انقلاب

(از جناب مولوی سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی)

دنیائے اسلام کا بیشتر حصہ ان ممالک پر مشتمل ہے جو صدر اول کے مجاہدین کی کوششوں سے فتح ہوئے ہیں۔ ان کو جن لوگوں نے فتح کیا تھا وہ ملک گیری اور حصول غنائم کے لئے نہیں بلکہ خدا کے کلمہ کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے سر سے کفن باندھ کر نکلے تھے وہ طلب دنیا کے بجائے طلب آخرت کے نشہ میں سرشار تھے اس لئے انہوں نے اپنے مفتوحین کو مطیع و باجگزار بنانے پر اکتفا نہ کیا بلکہ انہیں اسلام کے رنگ میں رنگ دیا، ان کی پوری آبادی یا اس کے سواد اعظم کو ملت حنیفی میں جذب کر لیا اور علم و عمل کی قوت سے ان میں اسلامی فکر اور اسلامی تہذیب کو اتنا راسخ کر دیا کہ وہ خود تہذیب اسلامی کے علمبردار اور علوم اسلامی کے معلم بن گئے۔ ان کے بعد وہ ممالک ہیں جو اگرچہ صدر اول کے بعد اس عہد میں فتح ہوئے جبکہ اسلامی جوش سرد ہو چکا تھا اور فاتحین کے دلوں میں خالص جہاد فی سبیل اللہ کی روح سے زیادہ ملک گیری کی ہوس نے جگہ لے لی تھی لیکن اس کے باوجود اسلام وہاں پھیلنے اور جڑ پکڑ لینے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے ان ممالک میں کلیۃً ایک قومی مذہب اور قومی تہذیب کی حیثیت حاصل کر لی۔

بدقسمتی سے ہندوستان کا معاملہ ان دونوں قسم کے ممالک سے مختلف ہے صدر اول میں اس ملک کا بہت تھوڑا حصہ فتح ہوا تھا اور اس تھوڑے سے حصہ پر بھی جو کچھ اسلامی تعلیم و تہذیب کے اثرات پڑے تھے ان کو باطنیت کے سیلاب نے ملیامیٹ کر دیا۔ اس کے بعد جب ہندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کا اصلی سلسلہ شروع ہوا تو فاتحوں میں صدر اول کے مسلمانوں کی خصوصیات باقی نہیں رہی تھیں انہوں نے یہاں اشاعت اسلام کے بجائے توسیع مملکت میں اپنی قوتیں صرف کیں اور لوگوں سے اطاعت خدا و رسول کے بجائے اپنی اطاعت اور باج گزاری کا مطالبہ کیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صدیوں کی فرمانروائی کے بعد بھی ہندوستان کا سواد اعظم غیر مسلم رہا یہاں اسلامی تہذیب جڑ نہ پکڑ سکی یہاں کے باشندوں میں سے جنہوں نے اسلام قبول کیا ان کی اسلامی تعلیم و تربیت کا بھی کوئی خاص انتظام نہ کیا گیا نو مسلم جماعتوں میں قدیم مشرکانہ خیالات اور رسم و رواج کم و بیش باقی رہے اور خود باہر سے آئے ہوئے قدیم الاسلام مسلمان بھی اہل ہند کے میل جول سے مشرکانہ طریقوں کے ساتھ رواداری برتنے اور بہت سی جاہلانہ رسوم کا اتباع کرنے لگے۔

اسلامی ہند کی تاریخ اور اس کے موجودہ حالات کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس زمانہ میں اس ملک پر مسلمانوں کا سیاسی اقتدار پوری قوت سے چھایا ہوا تھا اس زمانہ میں بھی یہاں اسلام کے اثرات کمزور رہے اور یہاں کا ماحول خالص اسلامی ماحول نہ تھا اگرچہ ہندوؤں کا مذہب اور تمدن بالذات ضعیف تھا اور ایک محکوم و مغلوب قوم ہونے کی حیثیت سے اور بھی زیادہ ضعیف ہو گیا تھا لیکن پھر بھی مسلمان حکمرانوں کی رواداری اور غفلت کی بدولت وہ ملک کے سواد اعظم پر چھایا ہوا رہا اور ہندوستان کی فضا پر اس کے مستولی ہونے اور خود مسلمانوں کی اسلامی تعلیم و تربیت مکمل نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کے مسلمانوں کا ایک بڑا حصہ اپنے عقائد اور اپنی تہذیب میں کبھی اتنا صحیح، پختہ اور کامل مسلمان نہ ہو سکا جتنا وہ خالص اسلامی ماحول میں ہو سکتا تھا۔

اٹھارہویں صدی عیسوی میں وہ سیاسی اقتدار بھی مسلمانوں سے چھن گیا جو ہندوستان میں اسلامی تہذیب کا سب سے بڑا سہارا تھا۔ پہلے مسلمانوں کی سلطنت متفرق ہو کر چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوئی پھر مرہٹوں، سکھوں اور انگریزوں کے سیلاب نے ایک ایک کر کے ان ریاستوں میں سے بیشتر کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے بعد قضائے الٰہی نے انگریزوں کے حق میں اس ملک کی حکومت کا فیصلہ صادر کر دیا اور ایک صدی سے زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ مسلمان اس سرزمین میں مغلوب و محکوم ہو گئے جس پر انہوں نے صدیوں حکومت کی تھی۔ انگریزی سلطنت جتنی جتنی پھیلتی گئی مسلمانوں سے ان طاقتوں کو چھینتی چلی گئی جن کے بل پر ہندوستان میں اسلامی تہذیب کسی حد تک قائم تھی اس نے فارسی اور عربی کے بجائے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنایا، اسلامی قوانین کو منسوخ کیا، شرعی عدالتیں توڑ دیں، دیوانی اور فوجداری معاملات میں خود اپنے قوانین جاری کئے، اسلامی قانون کے نفاذ کو خود مسلمانوں کے حق میں صرف نکاح و طلاق وغیرہ تک محدود کر دیا اور اس محدود نفاذ کے اختیارات بھی مسلمان قاضیوں کے بجائے عام دیوانی عدالتوں کے سپرد کر دیئے جن کے حکام عموماً غیر مسلم ہوتے ہیں اور جن کے ہاتھوں محمڈن لا روز بروز مسخ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس پر مزید یہ کہ انگریزی حکومت کی ابتداء سے یہ پالیسی رہی کہ مسلمانوں کو معاشی حیثیت سے پامال کر کے ان کے اس قومی فخر و ناز کو کچل ڈالے جو ایک حاکم قوم کی حیثیت سے صدیوں تک ان کے دلوں میں پرورش پاتا رہا ہے چنانچہ ایک صدی کے اندر اندر اس پالیسی کی بدولت یہ قوم مفلس، جاہل، پست خیال، فاسد الاخلاق اور ذلیل ہو کر رہ گئی۔

اس گرتی ہوئی قوم پر آخری ضرب سنہ ۱۸۵۷ء کے ہنگامہ میں لگی جس نے مسلمانوں کی صرف سیاسی قوت ہی کا خاتمہ نہیں کیا بلکہ ان کی ہمتوں کو بھی توڑ دیا ان کے دلوں پر مایوسی اور احساس ذلت کی تاریک گھٹائیں مسلط کر دیں۔ ان کو انگریزی اقتدار سے اتنا مرعوب کیا کہ ان میں قومی خودداری کا شائبہ تک باقی نہ رہا اور ذلت و خواری کی انتہائی گہرائیوں میں پہنچ کر وہ ایسا سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ دنیا میں سلامتی حاصل کرنے کا ذریعہ انگریزی اطاعت، عزت حاصل کرنے کا ذریعہ انگریز کی خدمت اور ترقی کرنے کا ذریعہ انگریز کی تقلید کے سوا اور کوئی نہیں ہے اور ان کا اپنا سرمایہ علوم و تہذیب جو کچھ بھی ہے ذلیل، سبب ذلت اور موجب نکبت ہے۔

انیسویں صدی کے نصف دوم میں جب مسلمانوں نے سنبھل کر پھر اٹھنے

مسلمان اور اغیار کا پروپگنڈا

اسلام اور اسلامی حکومتوں کے خلاف یورپ کے ارباب سیاست نے مسلسل چند صدیوں سے پروپگنڈا کرنے میں مصروف ہیں مسلمانوں کے پاس نہ تو یورپ جیسے وسائل و ذرائع ہیں اور نہ اس قدر دولت ہے کہ وہ دول یورپ کی طرح لاکھوں کروڑوں روپے اس پروپگنڈے کی مدافعت میں صرف کر سکیں اس لئے اسلام یا مسلمانوں کے خلاف یورپ جن خیالات کی اشاعت کرتا ہے وہ آہستہ آہستہ دلوں میں راسخ ہو جاتے ہیں چنانچہ اسی پروپگنڈا کا یہ اثر ہے کہ اگرچہ یورپ دنیا کا سب سے زیادہ متمدن ترقی یافتہ اور باخبر حصہ سمجھا جاتا ہے لیکن آج بھی وہاں کروڑوں ایسے انسان موجود ہیں جو مسلمانوں کو جاہل و وحشی اور اسلام کو ایک جاہلانہ و وحشیانہ مذہب سمجھتے ہیں اور جو غلط اتہامات مسلمانوں پر لگائے گئے ہیں ان کو صحیح باور کرتے ہیں۔

اس پروپگنڈے سے ارباب سیاست و حکومت کو یہ مقصد پیش نظر ہے کہ جب کبھی وہ مسلمانوں یا اسلامی حکومتوں کے خلاف کسی کارروائی کا ارادہ کریں تو ملک کی عام رائے ان کے ساتھ ہو اور پبلک سے ہر قسم کی مادی و اخلاقی مدد ان کو حاصل ہو سکے یورپ کے یہ ماہرین سیاست مشرقی قوموں کی ذہنیت سے ایسا واقف ہیں کہ ہمیشہ وقت اور موقع کے مناسب حال کام کرتے ہیں اس لئے ان کی بے پناہ دسیسہ کاری سے محفوظ رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ مشرقی قومیں عموماً اور مسلمان خصوصاً باوجود ہزاروں بار کے تجربہ کے اس رو میں بہ جاتے ہیں اور ہر بات کا بے تامل یقین کر لیتے ہیں۔

(۲)

گذشتہ صدی تک تمام دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ اقتدار ترکوں کو حاصل تھا ایشیا کے علاوہ ان کی سلطنت افریقہ اور یورپ میں بھی پھیلی ہوئی تھی لیکن یورپ کے بے پناہ پروپگنڈے اور خفیہ سازشوں نے اس عظیم الشان سلطنت کو زیر و زبر کر دیا ترکی کی وسعت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ یونان بلگیریا، رومانیا اور سرویا وغیرہ جو زمانہ مابعد میں رفتہ رفتہ مستقل و با اختیار سلطنتیں بن گئیں پہلے ترکی ہی کے زیر حکومت تھیں لیکن مسیحی رعایا کی بغاوت سازش، فتنہ انگیزی اور یورپ کی خفیہ امداد و رہنمائی اور زبردست پروپگنڈے کی وجہ دولت بتدریج حکومت عثمانیہ کا رقبہ کم ہوتا گیا اور اس کے بہت سے حصے جدا ہو کر آزاد ہو گئے یورپ کے پیش نظر یہ مقصد تھا کہ جب ترکی کا دائرہ حکومت مختصر ہو جائے تو باقیماندہ حصے بھی یورپ میں باہم تقسیم کر کے دولت عثمانیہ کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

سلطان عبد الحمید خاں مرحوم کے عہد حکومت میں یورپ کی مداخلت اور اندرونی سازشیں اور بغاوتیں بہت بڑھ گئی تھیں چونکہ ترکی سلاطین نے منصب خلافت اختیار کر لیا تھا اور سلطان عبد الحمید خاں شان خلافت کا خصوصیت کے ساتھ اعلان کرنا چاہتے تھے اس کے علاوہ اس منصب کی وجہ سے دولت عثمانیہ تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے ایک مرکزی حیثیت حاصل کرتی جاتی تھی نیز اس خیال سے اتحاد اسلامی کی تحریک کو بھی مدد مل رہی تھی اس لئے یورپ کے لئے یہ ضروری تھا کہ سلاطین آل عثمان کے منصب خلافت کے خلاف پروپگنڈا کر کے مسلمانوں کو یہ باور کرائے کہ خلافت ترکوں کا حق نہیں ہے، چنانچہ یہ مذہبی بحث چھیڑی گئی کہ ترک خلیفہ نہیں ہو سکتے، حالانکہ جیسا کہ ظاہر ہے مسئلہ خلافت ایک خالص مذہبی مسئلہ تھا اور یورپ کو یقیناً یہ منصب حاصل نہیں تھا کہ وہ فقیہ یا محدث بن کر مسلمانوں کو یہ مسئلہ سمجھائے مگر چونکہ اسلامی کی ایک بڑی طاقت کا جو عسکری قوت کے لحاظ سے بھی ممتاز تھی پارہ پارہ کرنا مقصود تھا اس لئے مسلمانوں میں اختلال پیدا کرنے کے لئے اس طرح کے مذہبی مسائل بھی چھیڑ دیئے گئے یہاں تک کہ اپنی کوتاہ بینی و ناعاقبت اندیشی سے مسلمان بھی ان مباحث میں مبتلا ہو گئے اور اغیار کا کام بن گیا۔

(۳)

اس کے بعد ترکی میں شخصی حکومت کا عہد گزر گیا اور جمہوریت کا دور آیا چونکہ یورپ جمہوری طرز حکومت کا حامی ہے اور سلطان عبد الحمید خاں کے مقابلہ میں احرار ترکوں اور انجمن اتحاد و ترقی کی برابر حوصلہ افزائی کرتا رہا تھا اس لئے عام خیال تھا کہ طرز حکومت بدل جانے کے بعد اگر وہ جدید ترکی حکومت کی اخلاقی حمایت نہ کرے گا تو کم از کم اس کے خلاف اپنا پروپگنڈا بند کر دے گا لیکن یہ توقع پوری نہ ہوئی اور آخر کار یورپ کے متعلق ترکوں کی احرار پارٹی کا حسن ظن بالکل زائل ہو گیا جنگ بلقان اور جنگ طرابلس نے اس حقیقت کو اور زیادہ روشن کر دیا کہ دول یورپ میں سے کس کس حکومت کا ہاتھ ترکوں کے خلاف کام کر رہا ہے، اب ہر شخص نے محسوس کر لیا کہ یورپ دولت عثمانیہ کا اس لئے مخالف نہ تھا کہ وہ ایک شخصی حکومت تھی یا اس کے ماتحت مسیحی رعایا کو کامل آزادی حاصل نہیں تھی بلکہ اصلی سبب یہ تھا کہ وہ ایک اسلامی حکومت تھی اور طرز حکومت بدل جانے کے بعد بھی اس کی یہ اسلامی حیثیت باقی تھی۔

مخالفانہ پروپگنڈے کا یہ سلسلہ جاری تھا کہ جنگ عظیم چھڑ گئی اور ترک بھی اس جنگ میں شریک ہو گئے یہاں اس امر پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ ترکوں کو اس جنگ میں شریک ہونا چاہیے تھا یا نہیں، بہرحال ترکوں کی برسر اقتدار پارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ ترکوں کو جنگ میں شریک ہونا چاہیے چنانچہ وہ شریک ہوئے یہ داستان ابھی تازہ ہے اس لئے تفصیل کی ضرورت نہیں مختصر یہ کہ اس زمانہ میں ترکوں کے خلاف زبردست پروپگنڈا کیا گیا اور ان کے مظالم کی فرضی داستانیں تمام دنیا میں مشتہر کی گئیں اور پریس نے اپنی پوری طاقت ترکوں کو بدنام کرنے اور دنیائے اسلام کو ان سے بدگمان کرنے میں صرف کر دی آخر کار جنگ اعظم کا خاتمہ ہوا اگرچہ ترکوں کو اس جنگ میں شدید نقصان پہنچا اور بہت کچھ کھونا پڑا تاہم انہوں نے جس طرح

دین کی طرف سے کوئی بات پیش ہو تو اسے ہر حیلہ سے ٹالنا چاہتے ہیں اس منقلب ذہنیت کے ساتھ انہوں نے جب مغربی علوم کی تعلیم حاصل کی ان کے اصول و فروع اکثر و بیشتر اسلام کے اصول اور جزئیات احکام کے خلاف تھے اسلام میں مذہب کا تصور یہ ہے کہ وہ زندگی کا قانون ہو اور مغرب میں مذہب کا یہ تصور ہے کہ وہ محض ایک شخصی اعتقاد ہے جس کا عملی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اسلام میں پہلی چیز ایمان باللہ ہے اور یہاں اللہ کا وجود ہی مسلم نہیں وہاں سارا نظام شریعت وحی رسالت کے اعتقاد پر قائم ہے اور یہاں وحی کی حقیقت ہی میں شک اور رسالت کے منجانب اللہ ہونے ہی میں شبہ ہے وہاں حیات اخروی کا اعتقاد پورے اسلامی اخلاقیات کا سنگ بنیاد ہے اور یہاں یہ بنیاد خود بے بنیاد نظر آتی ہے وہاں جو عبادات اور اعمال فرض ہیں یہاں وہ محض عہد جاہلیت کے رسوم ہیں جن کا اب کوئی عملی فائدہ نہیں اسی طرح اسلام کے تمدن و تہذیب بھی مغربی تہذیب و تمدن کے اصول سے یکسر مختلف ہیں قانون میں اسلام کا اصل الاصول یہ ہے کہ خدا خود واضع قانون ہو رسول خدا شارح قانون اور انسان صرف تبع قانون مگر یہاں خدا کو وضع قانون کا سرے سے کوئی حق ہی نہیں بلکہ دنیا کا قانون ہو اور قوم ہی مجلس کو منتخب کرنے والی ہو سیاسیات میں اسلام کا نظم نظر حکومت قومی استبداد کا رخ بین الملیت کی طرف ہے اور مغرب کا کعبہ مقصود قومیت ہے معاشیات میں اسلام اکل حلال اور زکوٰۃ و صدقہ پر زور دیتا ہے

اور مغرب کا سارا نظام معاشی سود اور سٹے پر چل رہا ہے اخلاقیات میں اسلام کے اصول تقویٰ کی کامیابی کا اور مغرب کے اصول کا فائدہ اجتماعی مسائل میں اسلام کا راستہ قریب قریب ہر معاملہ میں مغرب کے راستہ سے مختلف ہے ستر و حجاب، حدود زن و مرد، تعدد ازدواج، قوانین نکاح و طلاق، ضبط ولادت حقوق ذوی الارحام، حقوق زوجین اور ایسے ہی دوسرے بہت سے معاملات میں ان دونوں کا اختلاف اتنا نمایاں ہے کہ بیان کی حاجت نہیں اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ دونوں کے اصول مختلف ہیں۔ ہمارے نوجوانوں نے مرعوب بلکہ غلامانہ ذہنیت اور پھر غیر مکمل اسلامی تعلیم و تربیت کے ساتھ جب ان مغربی علوم کی تحصیل کی اور مغربی تہذیب کے زیر اثر تربیت پائی تو نتیجہ جو کچھ ہونا چاہئے تھا وہی ہوا ان میں تنقید کی صلاحیت پیدا نہ ہو سکی انہوں نے مغرب سے جو کچھ سیکھا اس کو صحت اور درستی کا معیار سمجھ لیا پھر ناقص علم کے ساتھ اسلام کے اصول و قوانین کو اس معیار پر جانچ کر دیکھا اور جس مسئلہ میں دونوں کے درمیان اختلاف پایا اس میں کبھی مغرب کی غلطی محسوس نہ کی بلکہ اسلام ہی کو ہر مسئلہ غلط سمجھا اور اس کے اصول و قوانین میں ترمیم و تنسیخ کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

جدید تعلیم نے معاشی اور سیاسی حیثیت سے ہندوستان کے مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی فائدہ پہنچایا ہو مگر ان کے مذہب اور ان کی تہذیب کو جو نقصان پہنچایا ہے اس کی تلافی کسی فائدے سے نہیں ہو سکتی۔

کی کورانہ تقلید پسند نہیں کرتے بلکہ ہر چیز کے حسن و قبح پر ایک حد تک غور و فکر کرنے کے بعد جس چیز کو مناسب سمجھتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں البتہ کچھ سطحی النظر والے سبک مغز لوگ ایسے ہیں جو آنکھ بند کئے ہوئے ابھی اسی سیلاب میں بہتے چلے جاتے ہیں، یہ بیچارے معذور ہیں اور نا قابل اصلاح اس لئے لائق معافی ہیں زمانہ خود بڑا مصلح ہے تلخ تجارب کے بعد سب صحیح راستہ پر آجائیں گے اور جب رد عمل شروع ہوگا اور حالات بدلیں گے تو یورپ کے وفادار مقلدین بھی اپنی شکست مان لیں گے ورنہ سوسائٹی میں کوئی جگہ ان کے لئے باقی نہیں رہے گی۔

(۷)

سودیشی تحریک، بائیکاٹ اور نان کوآپریشن کے زمانہ میں انقلاب خیالات اور تبدیل ذہنیت کا تھوڑا سا تجربہ ہر شخص کو ہو چکا ہے یعنی ایک زمانہ تھا کہ یورپ کے مقلدین یورپ کی مصنوعات کو سب پر ترجیح دیتے تھے ولایتی چیزوں کا استعمال بھی گویا عزت کا ایک معیار تھا اور خریدار یہ دیکھ کر کہ یہ چیز جرمنی یا انگلینڈ کی ساختہ ہے بے تامل آنکھ بند کر کے خرید لیتا تھا دوکاندار بھی جب اپنے مال کی خوبیاں گاہک سے بیان کرتا تھا تو سب سے زیادہ زور اس خصوصیت پر دیتا تھا کہ یہ چیز خاص ولایت کی بنی ہوئی ہے دیسی نہیں ہے، گویا یہ بتا دینے کے بعد کہ یہ ولایتی چیز ہے پھر کسی خوبی کے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی وضع و لباس میں بھی یورپ کی تقلید باعث عزت و امتیاز تھی اور دیسی چیزوں کی طرح ہندوستانی وضع قطع بھی بہ نظر حقارت و کراہت دیکھی جاتی تھی لیکن جب بنگال میں سودیشی تحریک کا زور ہوا اور اسی سلسلہ میں بربنائے منافرت ولایتی مال کے بائیکاٹ کا جذبہ بھی پیدا ہوا اور اس کے بعد گاندھی جی کی نان کوآپریشن کی تحریک بر روئے کار آئی تو لوگوں کے خیالات میں بڑا انقلاب پیدا ہو گیا ذہنیت بدل گئی اب دیسی مصنوعات پر توجہ ہوئی اور دوکانوں پر سائن بورڈ لگائے گئے کہ یہاں سودیشی مال فروخت ہوتا ہے بلکہ ہوا کا رخ دیکھ کر بہت سے لوگوں نے یہ چالاکی بھی برتی کہ ولایتی مال کو دیسی کہکر فروخت کرنے لگے۔

اسی طرح ہندوستانی وضع حقیر یا معیوب نہیں رہی لوگ اس سے مانوس ہو گئے اور خیالات میں اس حد تک تبدیلی ہو گئی کہ اب مغربی وضع ہندوستان کے کسی حصہ میں بھی عزت کا کوئی خاص معیار نہیں رہی اور جب لوگوں نے دیکھا کہ بڑے بڑے لیڈر یورپ کے تعلیم یافتہ اور دولتمند لوگ نہ صرف عام دیسی کپڑا بلکہ کھدر تک استعمال کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہ تھی کہ عام دیسی کپڑے یا وضع کو حقارت کی نظر سے دیکھتے۔

(۸)

حقیقت یہ ہے کہ روزمرہ کی معاشرت اور وضع و لباس وغیرہ میں عزت یا ذلت کا مدار محض سوسائٹی کی ذہنیت پر ہے اور یہ ذہنیت گردو پیش کے حالات و واقعات کے لحاظ سے بدلتی رہتی ہے اس لئے عزت و ذلت کا معیار بھی برابر بدلتا رہتا ہے ایک ہی چیز کبھی عزت کا ذریعہ ہوتی ہے اور کبھی نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھی جاتی ہے اس تغیر و تبدیلی کے بہت سے اسباب ہیں مثلاً کبھی حب وطن کا جذبہ یا اس کی اقتصادی ترقی کا خیال ملکی مصنوعات کی ترقی کے لئے محرک ثابت ہوتا ہے اور کبھی جذبۂ نفرت سے بائیکاٹ کی تحریک وجود میں آتی ہے جس سے لازمی طور پر ملکی مصنوعات کو ترقی کا موقع مل جاتا ہے چنانچہ بنگال کی سودیشی تحریک بھی اسی جذبۂ غضب و نفرت پر مبنی تھی کیونکہ یہ تقسیم بنگال کی وجہ سے وجود میں آئی تھی چونکہ ہندو بنگالی عام طور پر تقسیم بنگال کو ناپسند کرتے تھے اور کوئی قوت ان کے ہاتھ میں ایسی نہ تھی کہ وہ اس تقسیم کو منسوخ کرا سکیں اس لئے انہوں نے سودیشی تحریک کے ذریعہ سے جس سے بالواسطہ بیرونی تجارت کو نقصان پہنچتا تھا انتقام لینا چاہا اور وہ ایک حد تک اس میں کامیاب ہو گئے۔

یہ جذبۂ نفرت جب بہت بڑھ جاتا ہے تو جس قوم کے خلاف یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے اس کی ہر چیز سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے ایسی صورت میں اس قوم کی تقلید یا پیروی کی امنگ دلوں میں پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کے برعکس ہر معاملہ میں اس کی مخالفت کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ جہاں تک حالات سے اندازہ ہوتا ہے آجکل عموماً مشرقی قوموں میں یہی جذبۂ مخالفت کارفرما ہے یعنی یورپ کے روز افزوں شوق جہانگیری اور مسلسل مداخلت نے تمام مشرقی قوموں میں ایک بے چینی اور اضطراب پیدا کر دیا ہے باہمی اعتماد و حسن ظن زائل ہو چکا ہے آزادی کے لئے کشمکش جاری ہے قومیت و حب وطن کے جذبات نشوونما پا رہے ہیں اسلئے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ یورپ کی کورانہ تقلید کا سلسلہ اب زیادہ مدت تک جاری رہ سکے گا لہذا اگر کوئی قوم ہنگامی حالات سے مجبور ہو کر یا متاثر ہو کر یورپ کی کورانہ تقلید کر رہی ہے تو ہمیں اس کے مستقبل سے مایوس نہ ہونا چاہئے اسی بنا پر ہم ترکوں کی غیر معتدل مغرب پرستی سے مایوس نہیں ہیں اور اس کو ناقابل اصلاح نہیں سمجھتے۔

ترک اس وقت دور انقلاب سے گزر رہے ہیں اور اپنی قوم کی تعمیری خدمت میں مصروف ہیں ان کے دلوں میں امنگ ہے اور حوصلے بڑھے ہوئے ہیں اس لئے چاہتے ہیں کہ عجلت کے ساتھ آگے بڑھیں اور ترقی یافتہ قوموں کے مقابل ہو جائیں لیکن جب یہ دور گزر جائے گا اور کچھ زمانہ کے بعد عملی تجربہ ان کو یہ بتائے گا کہ جو چیزیں انہوں نے اختیار کی تھیں ان میں سے کونسی ان کے لئے مفید و مناسب ثابت ہوئیں اور کونسی غیر مفید تو وہ فوراً اصلاح و ترمیم کے لئے تیار ہو جائیں گے بلکہ ابھی بھی کبھی کبھی ایسی خبریں آجاتی ہیں کہ مزید تجربہ اور ناخوشگوار نتائج ظاہر ہونے کے بعد انہوں نے بعض تبدیلیاں کی ہیں۔ خوب یاد رکھنا چاہئے کہ جب کوئی قوم دور تجدید و اصلاح سے گزر رہی ہوتی ہے تو وہ کسی ایک جگہ پر قائم نہیں رہتی بلکہ اصلاح و ترمیم کا سلسلہ برابر جاری رہتا ہے۔

(۹)

بہرحال مسلمانوں کو یورپ کے اخباری پروپگنڈے سے متاثر نہ ہونا چاہئے کیونکہ مسلسل تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اسلامی حکومتوں کے خلاف خاص سیاسی مقاصد کے ماتحت بہت پروپگنڈا کیا جاتا ہے جس کی تصدیق ایک معتبر بیان سے

ایام جنگ میں استقامت و دلیری کا ثبوت دیا اسی طرح قصر الصلح میں جو وقت نہ صرف استقامت بلکہ تدبر و دانشمندی کا بھی ثبوت دیا اس موقع پر لارڈ کرزن کے تدبر کو عصمت پاشا کے مقابلہ میں جو شکست ہوئی وہ جنگ عظیم کی تاریخ کا ایک دلچسپ و اہم واقعہ ہے بہر حال اب چونکہ کسی سلطنت میں جنگ کی سکت نہیں تھی اس لئے کسی نہ کسی طرح صلح ہو گئی۔

(۴)

صلح کے بعد ٹرکی نے اپنی سلطنت کا ڈھانچہ از سر نو درست کیا آئین و قوانین بہت کچھ بدل دیئے غیر مسلم رعایا کو پوری آزادی عطا کی مگر یورپ نے اب بھی ترکوں کو معاف نہیں کیا چنانچہ آجتک خبر رساں ایجنسیاں ان کے متعلق غلط اور بے بنیاد خبریں تمام دنیائے اسلام میں بھیجتی رہتی ہیں ان سب خبروں میں کسی نہ کسی پہلو سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ ترکوں نے شعائر اسلام اور اسلام کو تقریباً چھوڑ دیا ہے اور مذہب و ملت کے احکام میں ایسی تبدیلیاں کی ہیں جو قطعی جائز نہیں ہیں مسلمان ان خبروں کو پڑھتے ہیں اور ترکوں سے عموماً اور مصطفےٰ کمال پاشا سے خصوصاً متنفر ہو جاتے ہیں اور ان کو دائرۂ اسلام سے خارج سمجھنے لگتے ہیں۔

جب سے ترکی حکومت کا دور جدید شروع ہوا ہے برابر اس قسم کی خبریں آتی رہتی ہیں اور جب وہ خوب مشہور ہو جاتی ہیں اور ان کی صدائے بازگشت انگورہ یا قسطنطنیہ تک پہنچتی ہے تو ان کی تردید ہو جاتی ہے مثلاً ایک زمانہ میں مشہور کیا گیا کہ حکومت ترکی نے عربی زبان میں نماز پڑھنے کی ممانعت کر دی ہے اور آئندہ صرف ترکی زبان میں نماز پڑھی جایا کرے گی حالانکہ یہ بالکل خلاف واقعہ خبر تھی مگر مدتوں تک اخباروں میں گشت کرتی رہی اسی طرح اب پچھلے مہینہ میں یہ خبر شائع کی گئی کہ مشہور و معروف جامع ایا صوفیہ جو سلطان محمد فاتح کے زمانہ سے مسجد کا کام دے رہی ہے آئندہ عجائب گھر کی صورت میں منتقل کر دی جائے گی ہر مسلمان نے یہ خبر رنج و ملال کے ساتھ سنی اور ترکوں کی ذہنیت پر افسوس کیا کہ وہ اسلامی یادگاروں کو اور خصوصاً فتح کی یادگاروں کو مٹا رہے ہیں یہانتک کہ مساجد و معابد کا بھی احترام نہیں کرتے لیکن غنیمت کہ اس دفعہ خوش نصیبی سے جلد اس غلط خبر کی تردید ہو گئی اس تردید میں بتایا گیا ہے کہ:-

"جامع ایا صوفیہ کے متعلق حال ہی میں یورپین اخبارات نے یہ خبر شائع کی تھی کہ جمہوریہ ترکیہ نے اسے عجائب گھر میں منتقل کر دیا ہے اب معاصر الاہرام مصر اس خبر کی تردید کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دول فرنگ کے اخبارات پروپیگنڈا کرنے کے فن میں مہارت تامہ رکھتے ہیں، ترکوں سے دول یورپ کو جو بغض و عناد ہے وہ کسی نہ کسی صورت میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جمہوریہ ترکیہ نے مسجد ایا صوفیہ کی بوسیدگی کی بنا پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ ایک لاکھ پونڈ کے مصارف سے اس عظیم الشان تاریخی عمارت کو درست کرایا جائے تاکہ یہ عمارت اپنی اصلی حالت پر قائم رہ سکے لیکن یورپی خبر رسانوں نے ترکوں کو عالم اسلام کی نظروں سے گرانے کے لئے یہ خبر اڑا دی کہ ترکوں نے جامع ایا صوفیہ کو عجائب گھر بنا دیا ہے جو بالکل غلط ہے"

(۵)

یہ ایک واقعہ بطور مثال عرض کیا گیا ورنہ اس طرح کی سینکڑوں خبریں ہیں جو سالہا سال سے شائع ہو رہی ہیں واللہ اعلم ان میں حقیقت و اصلیت کس قدر ہے اور اضافہ و حاشیہ آرائی کتنی ہے اس میں شک نہیں کہ ترکوں کی اب وہ پہلی سی مذہبی زندگی باقی نہیں رہی لیکن یہ مصیبت تو عالمگیر ہے ترکوں کی تخصیص نہیں خصوصاً مذہبی اعمال میں سستی تو بہت عام چیز ہے لیکن اس کے یہ معنے تو نہیں ہیں کہ جو لوگ اعمال میں سست ہیں وہ مسلمان ہی نہیں ہیں جب خالص عربی ممالک یہانتک کہ حجاز میں وہ مذہبی زندگی جو مسلمانوں کے لئے سرمایۂ امتیاز تھی باقی نہیں رہی تو ہم ترکوں سے جو یورپ سے قریب تو ہیں بلکہ ایک حد تک یورپ میں رہتے ہیں کس طرح یہ توقع کر سکتے ہیں کہ وہ مغربی معاشرت و خیالات سے محفوظ رہ سکیں گے۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی پیش نظر رکھنا چاہیے کہ چونکہ کم و بیش گزشتہ دو سو برس میں یورپ برابر ترکوں کو پریشان کرتا رہا ہے اور اس کا اقتدار بہت بڑھ گیا ہے اور دوسری طرف جنگ عظیم کے بعد ترکوں نے اپنی اندرونی کمزوریوں اور خامیوں کو شدت سے محسوس کر لیا ہے اس لئے وہ ایک تعمیری دور کا آغاز کر رہے ہیں اور ہر اس چیز کو جسے وہ اپنی ترقی کی منازل طے کرنے میں سنگ راہ سمجھتے ہیں راستہ سے ہٹا رہے ہیں اور کوئی شبہ نہیں ہو کہ اس میں وہ اعتدال سے بڑھ گئے ہیں۔

ترکوں کے سامنے اگر کسی ترقی یافتہ قوم کا نمونہ ہے تو وہ مغربی ممالک کا ہے اور انہوں نے اس موقع پر جبکہ وہ جلد سے جلد آگے بڑھنا چاہتے ہیں عجلت کی حالت میں اسی نمونہ کو پیش نظر رکھا ہے لیکن ہمیں امید ہے کہ جب وہ ترقی کی چند منازل طے کر چکیں گے اور کسی قدر سکون و اطمینان حاصل ہوگا تو وہ یقیناً اپنے اعمال کا محاسبہ اور اس پر نظر ثانی کریں گے اور مغربی تہذیب و تمدن کی خوبیاں اور اندرونی کمزوریاں ایک ایک کر کے ان کے سامنے آئیں گی اس وقت وہ اچھی چیزوں کو باقی رکھیں گے اور بری چیزوں کو چھوڑ دیں گے۔

(۶)

خود ہندوستان میں بھی یہ صورت پیش آ چکی ہے جب ابتدا میں مغربی خیالات اور تہذیب و تمدن کا سیلاب ہندوستان کی طرف بڑھا تو بہت سے لوگوں کے قدم ڈگمگا گئے اور وہ آنکھ بند کر کے اس رو میں بہ چلے لیکن جب اس حالت پر کچھ زمانہ گذر گیا اور ذرا ہوش و حواس درست ہوئے اور کچھ تجربہ حاصل ہوا تو آہستہ آہستہ لوگ مغربی معاشرت کی خرابیاں محسوس کرنے لگے اور ان میں جو لوگ صاحب فکر و دقیق النظر تھے وہ آخر کار اس نتیجہ پر پہنچے کہ ہمارے حالات کی خصوصیات اور ماحول اس کو مقتضی نہیں ہے کہ ہم مغربی معاشرت کو تمام و کمال اختیار کر لیں برتنے کے بعد انہیں یہ اندازہ ہوا کہ اس تمدن میں کچھ چیزیں البتہ مفید و لائق تقلید ہیں لیکن بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو یا تو بجائے خود غیر مفید ہیں اور خود اس تہذیب کے حامل بھی ایسی چیزوں سے پریشان ہیں یا کم از کم ہمارے مخصوص حالات کے لحاظ سے وہ ہمارے لئے غیر مفید ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تقلید مغرب کا وہ جذبہ جو دلوں میں موجزن تھا سرد ہو گیا اور اب بہت سے تعلیم یافتہ اصحاب بھی اس طرح

خطابات کی تاریخ

(نوشتہ مولوی شریف احمد صاحب ...)

آج یورپ تہذیب و شائستگی کے ادعا میں پیش پیش ہے اور دینی ترقیات اور تمدنی نشو و ارتقا نے اسے عروج کمال کی ان بلندیوں پر فائز کر دیا ہے جہاں سے وہ ایک دنیا کو اپنی عظمت و جلالت کا درس دے رہا ہے اسی یورپ کی تاریخ قدیم کا ایک عجیب منظر ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں انگریزی میں ایک لفظ ہے "شولری" جس کے معنے شجاعت کے ہیں قرون وسطےٰ میں یہ لفظ ایک نظام کے مفہوم کا مظہر بن گیا تھا اور اس نظام نے اس عہد میں ایک عالمگیر شہرت اختیار کر لی تھی اتنی کہ ہر طرف اور ہر گوشہ میں اس کا شور تھا اور اسے احترام و ہیبت کے مشترک جذبات کے ساتھ دیکھا جاتا تھا الغرض یہ نظام یورپ میں بہادری کا ایک نظام تھا وہ تاریک عہد تھا جبکہ ہاتھ میں لاٹھی ہوتی تھی بھینس اسی کی ثابت ہوتی تھی زور باقی تھی حق کا کوئی سوال نہ تھا صداقت و انصاف محض وہ نام تھے جو زینت لغات تھے اور اس سے زیادہ انھیں کوئی اہمیت حاصل نہ تھی۔ حق کو مسند صدارت سے معزول کر کے زور نے اس کی جگہ تمکن اختیار کر لیا تھا کسی شخص کا قوی بازو اور زبردست ہونا ہی اس امر کی دلیل سمجھا جاتا تھا کہ اسے کمزور اور ضعفا کی جان و مال اور عزت و آبرو ہر چیز پر ہر قسم کا اختیار و اقتدار حاصل ہو گیا ہر طرف زور بازو کی حکومت تھی عدل و انصاف کی کوئی بات کرتا تھا اور نہ اسے کوئی پوچھتا تھا اس نظام نے معرض وجود میں آ کر اس ذہنیت کو مزید تقویت عطا کی اور ہر گوشہ میں اس کی دھاک بیٹھ گئی اس نظام کی ہمہ گیری اور وسعت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی جری اور دلیر ہو اور جسمانی طاقت اور قلبی ہمت کا سرمایہ دار ہو لیکن اسے اپنی شجاعت و بہادری کے جوہر دکھانے کا موقع اس وقت تک مل ہی نہیں سکتا تھا جب تک وہ اس نظام کے حلقہ اثر میں داخل نہ ہو جائے اور اس کو بہادروں کی فہرست میں اس کا نام شامل نہ کر لیا جائے اس کے لئے ایسے لوگوں کو باضابطہ نائٹ بننا پڑتا تھا اور نائٹ بن جانے کے بعد سے اپنی زندگی جنگجوئی کی مصیبت دل شہرت طلبی کی خواہشوں اور صنف نازک کی خدمات کے لئے وقف کر دینی پڑتی تھی۔

بربریت و بت پرستی کی یادگار

مولانا عبد الحلیم صاحب شرر مرحوم نے اپنی کتاب حروب صلیبیہ میں نائٹ ہڈ کی اس رسم کو یورپ کی وحشت و بت پرستی کی یادگار بتایا ہے اور اس کے متعلق جو تبصرہ کیا ہے وہ بہ لحاظ حالات اور ہر اعتبار سے حق بجانب معلوم ہوتا ہے۔ یہ رسم بہت قدیم ہے زمانہ عیسوی سے بیشتر شروع ہوئی اور جب یورپ پر مسیحیت کا پورا اقتدار قائم ہو گیا تو کسی قدر تغیر تو ضرور ہو گیا لیکن اس کی شان بدستور قائم رہی۔ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۹ میں مرقوم ہے "بعض خاص مستثنیات کو چھوڑ کر یہ ایک مستمرہ قاعدہ ہو گیا تھا کہ ہر نائٹ بننے والے یا اس نظام میں شامل ہونے والے شخص کے لئے لازمی تھا کہ اس کی عمر کسی طرح ۲۱ سال سے کم نہ ہو اور مدت قبولیت کے بعد ضروری تھا کہ [illegible]

سے رہے پھر سلاحداری کی خدمات بجا لائے اور جانباز ثابت ہو۔

اس طویل امتحان و آزمائش کے بعد اس سے چند عہد لئے جاتے تھے اور جب دیکھ لیا جاتا تھا کہ اس کی تربیت اچھی طرح ہو چکی ہے اور وہ اپنے عہد کو نباہ سکے گا تو پھر اس صف میں سے کوئی پرانا اور تجربہ کار نائٹ جو پوری شہرت حاصل کر چکا ہو کل کر اسے اپنے سامنے بلاتا اس کے ہاتھ میں تلوار دیتا اور کہتا کہ آج میں تجھے نائٹ بناتا ہوں اب اپنے عہد پر مضبوطی اور استواری کے ساتھ قائم رہنا اس وقت سے یہ نائٹ جنگ و جدال سرفروشی و جانبازی اور صنف نازک کی پرستاری و خدمت کے لئے ہمہ تن آمادہ و تیار رہتا اور ان فرائض ہمہ میں کبھی کوتاہی کا مرتکب نہ ہوتا۔"

حقیقت یہ ہے کہ یہ نائٹ بڑی سرفروشی و جگری سے اپنی خدمات انجام دیتے تھے اور اس عہد میں ان کی جانبازیاں پوری شہرت اختیار کر چکی تھیں جس وقت یورپ کی سرزمین پر لرزہ کی کیفیت طاری ہوئی مخالفت اسلام کی آندھیاں اٹھیں اور مسلمانوں سے حروب صلیبیہ کا اعلان ہوا تو پاپائے روم نے اعلان جہاد اور مسلمانوں کو دشمن مسیحیت قرار دے کر ان نائٹوں کو بھی پکارا اور کہہ دیا کہ یہ ایک مذہبی جنگ ہے اور مقدس فریضہ عمل ہے تاجداران یورپ اور افواج مغربی کے دوش بدوش تمہیں بھی مسلمانوں سے لڑنا پڑے گا اگر دقیقہ سنجی اور نکتہ رسی سے کام لیا جائے تو معلوم ہو گا کہ نائٹ کا نظام جو ابھی تک مذہبی احساس و تعلق سے بالکل علیحدہ تھا اب ایک مذہبی ادارہ کی صورت اختیار کر گیا اور اس میں دینی شان پیدا ہو گئی (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۳)

مسیحیت سے تعلق

پاپائے اعظم کے اس اعلان جہاد کے بعد ہی نائٹ ہڈ مسیحیت کا ایک رکن قرار پائی اور کوئی جاہلی چیز نہ رہی اتنا ضرور ہوا کہ زمانہ بت پرستی کے مراسم و رواج میں تغیر و تبدل ضرور واقع ہو گیا پرانے طریقے بدل گئے وہ باتیں نہ رہیں لیکن شان اور ہوس وہی رہی اور اب کلیسا کے ماتحت نائٹ بنائے جانے لگے اب یہ نائٹ صرف نائٹ ہی نہ تھے بلکہ ان کا رتبہ اولیائے مسیحیت کے متوازی کیا بلکہ برابر خیال کیا جاتا تھا وہی نقائص وہی باتیں اور وہی رنگ نمایاں تھے تاریخ حروب صلیبیہ میں اس کی صراحت موجود ہے اور وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ یہ نائٹ نہیں رہے بلکہ [illegible] نائٹ کے امیدوار کے لئے مقتدایان مذہب عیسویت کے سامنے حاضر ہو کر اقرار معاصی کرنا غسل میں مشغول رہنا اور روزہ رکھنا لازمی ہو گیا ساتھ ہی اسے ان الفاظ کا بھی اعادہ کرنا پڑتا جو بپتسمہ دیتے وقت کہے جاتے ہیں اس منزل سے گذرنے کے بعد اس سے ہر قسم کا رازدارانہ اور غیر رازدارانہ عہد لئے جاتے تھے عہد کر لینے کے بعد نائٹ بنانے والا پادری اس کے ذہنی مذہب کی تلوار اس کے ہاتھ میں دے کر خدا، حضرت مریم اور سینٹ میکائیل یا سینٹ جارج کے نام پر اسے نائٹ کا خطاب [illegible]

بھی ہیں ہے جو ابھی حال میں شائع ہوا ہے۔

یہ بیان مصر کے ایک مشہور اخبار نویس وفاضل وجاہت آفندی ایڈیٹر المفید (قاہرہ) کا ہے انھوں نے حال ہی میں ٹرکی کا سفر کیا تھا مقصد سفر یہ تھا کہ مصطفے کمال پاشا اور ترکوں کے متعلق لامذہبی کی جو شہرت ہے اس کی تحقیقات کی جائے۔ ترکی کے دوران قیام میں آپ کو معلوم ہوا کہ ترکوں کی لامذہبیت کے متعلق جو پروپگنڈا کیا جاتا ہے اس میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے آپ نے غازی مصطفے کمال پاشا سے بھی ملاقات کی اور آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں ان کے پہلو میں اسلامی جذبہ کی تڑپ بدرجہ غایت موجود ہے اور وہ اسلام کی شان کو اعلیٰ وارفع دیکھنے کے آرزومند اور کوشاں ہیں۔

مصطفے کمال پاشا نے سلسلۂ گفتگو میں دنیائے اسلام کے مستقبل اور ترکی قوم کے احیاء کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا کہ "عالم اسلام میں مکمل آزادی اور کامل بادشاہت کے متعلق ارتقاء کے جو جذبات موجزن ہیں ان کا انتہائی دلچسپی کے ساتھ مطالعہ کر رہا ہوں، نیز میں اس کام سے بھی بےخبر نہیں جو مختلف اسلامی جماعتیں سرانجام دے رہی ہیں عالم اسلام کے نام میرا پیغام ان کی افسردہ دلی کو دور کر کے ان میں زندگی کی ایک نئی روح پیدا کر دیگا۔"

مصطفے کمال پاشا نے فرمایا: عالم اسلام کے نام میرا پیام یہ ہے کہ:۔

"ہر نوجوان مسلم کو اصلاح و ترقی کے لئے ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے ہر مسلمان کا نقطۂ نظر یہی ہونا چاہیئے اسلام کے ہر سچے پرستار کو اصلاح و ترقی کی قربانگاہ پر اپنی جان قربان کر دینی چاہیئے قربانی کے بغیر کسی مقصد کا حصول کرنا ناممکن ہے، ہمیں خودغرض رہنماؤں کی ضرورت نہیں ہمیں ایسے مجاہدین کی ضرورت ہے جو اپنے وطن پر اپنی جانیں قربان کر دیں اگر ایسے رہنما مل جائیں تو پھر کامیابی اس قدر یقینی ہے جس قدر اس بات کا یقین ہے کہ کل صبح کو آفتاب ضرور طلوع ہوگا۔"

(۱۰)

مندرجہ بالا الفاظ غور سے پڑھئے کہاں سے کیسے غیر متزلزل عزم جذبہ فدائیت اور بلند حوصلہ کا اظہار ہوتا ہے خود مصطفے کمال پاشا کی زندگی بھی اس پر شاہد ہے کہ انھوں نے جو کچھ کہا ہے اس پر عمل بھی کر دکھایا اگر مصطفے کمال کا نادر المثال عزم اور مردانہ استقلال ترکوں کے لئے ہمت افزا اور ولولہ خیز نہ ہوتا تو ترکی حکومت کی تباہی میں کون سی کسر باقی رہ گئی تھی غازی مصطفے کمال نے جیسے نازک و خطرناک وقت میں ترکی کو بچایا اور سنبھالا اس پر ترک جس قدر بھی فخر کریں کم ہے۔

اسی ملاقات میں مصطفے کمال پاشا نے اپنی گفتگو کے خاتمہ پر یہ بھی فرمایا کہ:۔

"مجھے اس بات کا حق الیقین ہے کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور ابدالآباد تک زندہ رہے گا یاس و قنوط کے عالم میں صرف یہی چیز میری امیدوں کو روشن کرتی رہتی ہے یہ میرا غیر متزلزل عقیدہ ہے کہ حریت و آزادی کی ایک لہر افق مشرق کو عنقریب سیراب کر دے گی میں امید کرتا ہوں کہ خوابیدہ مسلم اس انداز سے بیدار ہوگا کہ تمام دنیا حیران رہ جائے گی۔ لیکن سر دست اس بات کی ضرورت ہے کہ عالم اسلام کے بہترین دل و دماغ متحد ہو کر اصلاح و ترقی کا پروگرام مرتب کر لیں کیونکہ ان جرأت آزما حالات میں اس کے سوا چارہ نہیں۔"

یہ الفاظ کسی مزید توضیح کے محتاج نہیں یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی قسمت خود مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے مسلمانوں نے جب اور جس عہد میں بھی ترقی کی اپنے زور بازو سے کی وہ کسی دوسری قوم کے سہارے سے آگے نہیں بڑھے اور آج بھی اگر وہ ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے کہ ہمت مردانہ و عزم شاہانہ سے کام لیکر آگے بڑھیں اور جو چیز بھی ترقی میں سنگ راہ ہو اس کو بزور بازو ہٹا دیں حریف ہمیشہ سے یہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں پھوٹ ڈال کر انھیں کمزور بنادیں اور ان کے دلوں پر ہیبت طاری کر دیں لیکن ایک مسلمان کسی سے مرعوب نہیں ہوتا اور جب وہ ایک دفعہ کسی کام کا عزم کر لیتا ہے تو قدم پیچھے نہیں ہٹاتا جس طرح ہر قوم کو اپنی اصلاح و ترقی کا حق ہے مسلمانوں کو بھی یہ دنیا کافی وسیع ہے اور اس میں ہر قوم و ملت کیلئے بقدر ہمت و استطاعت ترقی کے وسائل موجود ہیں جو دور مسلمانوں کے عروج و ترقی کا تھا وہ دنیا کے لئے فلاح و برکت کا دور تھا آج بھی اگر مسلمان ترقی کرینگے تو دنیا ان سے فائدہ حاصل کرے گی اور وہ اپنے وطن کے لئے بہترین رفیق ثابت ہوں گے اس لئے دوسروں کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں

اس کے باوجود خلفائے عباسیہ کے تعلقات سے دربار میں پہنچے اور بہت سے خطابات حاصل کر کے ان پر اظہار تفاخر کرنے لگے۔

برطانی امپیریلزم اور انگریزی حکومت ہند کے قصر رفیع کا معمار اول لارڈ کلائیو دربار دہلی سے کرنل ثابت جنگ بہادر بنا کر لایا اسی خطاب پر عزت افزائی کا اظہار کرتا رہا۔ مسٹر ہلکس کو صدر جنگ بہادر کا خطاب بھی مغل فرمانرواہی نے دیا اسی طرح کمپنی کے نواب دھرمکر کے کمانڈر انچیف جنرل کمانڈر کو امیر الملک فتح جنگ بہادر کا خطاب عطا ہوا۔

کرنل کیلیو ڈیکوکرنل سیف جنگ بہادر کا خطاب ملا۔ دو توام بھائی جارج اور ہنری تھے جارج کو ہوشیار جنگ بہادر اور ہنری کو شمس الدولہ نصیر الملک بہادر کا خطاب عطا ہوا۔ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کشور ہند کو شاہ عالم نے عمدۃ الدولہ جلادت جنگ کا خطاب دیا تھا۔

لارڈ لیک فاتح علیگڈھ بھرت پور اور دہلی کو بھی اسی دربار عالی سے خطاب ملا تھا یہ ہماری بگڑی اور اجڑی ہوئی حالت کی یادگاریں ہیں کہ گورنر جنرل تو ہندوستان کے جدید آقا تک خطابات و عزت افزائی کے آرزومند ہو کر ہمارے درباروں میں پہنچتے ہیں اور وہاں سے مشرف دربار یاب ہو کر واپس آتے ہیں یا انگلستان کے فرمانرواؤں سے حصول خطاب کے متمنی ہوتے کسی ولیم چارلس اور جارج کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے بلکہ ہمارے شاہ اکبر اور جہاندار کے پاس دوڑے جاتے اور خطاب پا کر مدت العمر اس پر ناز کرتے ہیں۔

مسلمانوں سے خطاب لوائے گئے

گو ارض ہند کے کاروبار خاص کی عزت افزائیں کے اجمالی تذکرے تو آپ پڑھ چکے لیکن اور سنئے کہ جب انھیں اپنے کسی متوسل کو خطاب سے نوازنے کی ضرورت داعی ہوتی تھی تو خود تو کچھ نہ کرتے تھے بلکہ دوڑے ہوئے اپنے ہی منعم خدا اور خلیفہ اور بادشاہ عالم کے پاس جاتے اور اسے خطاب دلاتے مرشد آباد کے جگت سیٹھ خوشحال چند کے مرنے پر اس کا عزیز ہرک چند تخت نشین کیا گیا تو اس کے لئے معجت سیٹھ کا خطاب دہلی ہی سے منگایا گیا مہاجر قاسم بازار کے مورث اعلیٰ کرشن کانت نندی کو نوازنے کی ضرورت پڑی جنرل وارن ہیسٹنگز بہادر گورنر جنرل نے اس کے بیٹے لوکی ناتھ کو نواب مرشد آباد سے مہاراجہ بہادر کا خطاب دلوایا۔ قلت گنجائش کے باعث ہم صرف انھی چند مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ اگر دامن ذہن تاریخ کشادہ رہا تو یہ اس معزز رسالہ کے تمام صفحات پر حاوی ہو جائیگا اور ہم افہام سے قاصر رہ جائینگے اس سے کم از کم آپ اتنا تو سمجھ سکے ہوں گے کہ یہ خطابات چیز کیا ہیں انھیں کیوں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ہر خطاب کی نسبت اور تاریخ کیا ہے اور ان پر کس حد تک فخر کیا جا سکتا ہے۔

...ب کی روشنی میں خطابات کی حیثیت

...مضمون میں سب کچھ بتا کر اور تمغوں ستاروں کلو بندوں اور خلعتوں کی ...ت واضح کر کے ان کی مذہبی حیثیت پر نظر ڈالنا چاہتے ہیں آپ پڑھ چکے ہیں ...تصویر اور صلیبوں کی بھرمار ہے اور انگریزی حکومت کا سب سے بڑا خطاب ...تمام صلیب اور تصویر چلا ہے ... گلو بند ہو کر تمغہ ستارہ ہوکر خلفت سب اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں اور پلو گا رہی ان لوگوں کی ہیں جو مسلمانوں کو تبدیل کرنے کا ان کی تباہی و پامالی پر ہمہ تن آمادہ و کمربستہ رہتے تھے اور جن کی پوری زندگیاں مذہب اسلام کی بربادی میں گذریں آج دیکھا تو جائے کہ اس صلیب کی حقیقت کیا ہے حضرت عیسیٰ ہمارے بھی نبی ہیں اور ہم بھی انھیں پورے عزت و احترام کا اہل و مستحق سمجھتے ہیں قرآن کریم میں اس کا حکم موجود ہے اگر یہ واقعہ صحیح ہے اور حضرت عیسیٰ واقعی مصلوب ہوئے تو یقیناً اس کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہوگا۔

عیسائیوں کی مقدس انجیل کے مختلف مطبوعات لوقا، یوحنا، متی اور مرقس میں لکھا ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کی لعین سے چڑکر آپ کو سولی پر چڑھا دیا (متی باب ۲۷ ورس ۴۶، ۵۰) میں تو صاف لکھا ہے کہ آپ سولی پر چلاتے کہ اے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ اور یوحنا باب ۱۹ میں لکھا ہے کہ سولی پر آپ کا کام تمام ہو گیا اور آپ نے سر جھکا کر جان دیدی۔

آفتاب رسالت طلوع ہوا اس وقت حالت یہ تھی کہ یہود بڑے غرور و نخوت کیا کرتے تھے کہ ہاں ہم نے مسیح ناصری کو صلیب پر چڑھا کر مار ڈالا اس لئے کہ اس نے بنی اسرائیل کے بادشاہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں خدائے قدوس کا فرستادہ نبی ہوں۔

عیسائی اسی زور و ادعا کے ساتھ کہتے تھے کہ نافہم یہود نے خدا کے بیٹے مسیح اور اسرائیل کے بادشاہ کو صلیب دی اور اس ظلم عظیم کو روا رکھا۔

صلیب پرستی بت پرستی ہے

قرآن کریم اپنی پوری صداقتوں کے ساتھ ہوتے مطلع شہود پر آیا اور کہا کہ ...

مر ابطال کیا کہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھنے کے واقعہ صحیح نہیں اور نہ ان کی موت واقع ہوئی گو اس وقت اس کی مخالفت کی گئی اور اب تک کی جا رہی ہے لیکن صداقت پھر صداقت ہے یقین ہو سکتا ہے کہ اتنا جلیل القدر نبی اور صلیب پر چڑھتے وقت گھبرائے اور چلائے یہ ان کی عزت درست نہیں بلکہ ہمارے نزدیک تنقیص و توہین ہے یہی وجہ تھی کہ حضور سرور کائنات جب کسی چیز پر صلیب کی تصویر دیکھتے تو اسے مٹا دیتے حضرت عدی بن حاتم دربار نبوی میں حاضر ہوئے تو گلے میں صلیب پڑی ہوئی تھی آپ نے فرمایا یہ بت ہے اسے اتار پھینکو جب رسول کریم صلیب کو بت بتاتے اور اس پر نفرت کا اظہار کرتے تو کون ایسا سچا مسلمان ہے جو صلیب کے تمغے بنا کر پہنے اور صلیب کے تمغے نہ صرف اپنے سینے پر آویزاں کرے بلکہ اس پر شرف و افتخار کا اظہار کرے حیرت ہے کہ اب تک اس طرف ہمارے علمائے کرام کی نگاہ کیوں نہیں گئی اور انہوں نے اسے کیوں گوارا کر لیا کہ مسلمان محض عارضی عزت و تفاخر کے لئے صلیبی تمغے پہنتے پھریں اور ایمان و احکام پیغمبر کی پرواہ نہ کریں کیا ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ خطاب یافتہ مسلمان ان تمغوں اور خطابوں کی مذہبی حیثیت پر غور کریں گے ساتھ ہی حکومت کو بھی غور کرنا چاہیے کہ کیا یہ مناسب ہے کہ مسلمانوں کے جذبات مذہبی کی اعتنا نہ کی جائے یہ تہذیب و روشنی کا زمانہ ہے۔ خطابات ہندو اور مسلمان بھی دیتے تھے لیکن ان خطابات میں کوئی ایسا پہلو نہ تھا جو کسی کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگاتا ہو ہمیں توقع ہے کہ اگر حکومت پر اصرار کے ساتھ زور ڈالا جائے گا تو وہ ان میں ترمیم کرنے میں گریز نہ کرے گی دیکھئے اسلامی دنیا سے کب یہ آواز اٹھتی ہے اور اس کی پذیرائی کی جاتی ہے۔

یہ ہے جس سے میں لوہ خدا اور سینٹ میکائیل یا باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر تجھے نائٹ بناتا ہوں۔ وفادار رہ بہادر رہ اور خوش نصیب رہ۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت مریم سے نائٹ کو جو محبت ہوتی ہے وہ عبر کبھی جاتی تھی اور اس کی شان اس اطاعت میں نظر آتی تھی جسے وہ خادم اس ملکہ عین کے مقابلہ میں ظاہر کرتا تھا جو اس کے دل کی ملکہ ہوتی یہ نائٹ غیر شوہر یا منکوحہ پر بھی عاشق ہو سکتا تھا اور اس میں کوئی برائی نہیں سمجھی جاتی تھی۔ (تاریخ حروب صلیبیہ مصنفہ آرچر و کنگسفورڈ)

تین اہم جنگجو طبقے

(اس) کتاب میں مرقوم ہے کہ مسلمانوں کو تیدین سمجھا جاتا تھا اور مسیحیوں کے نزدیک نائٹ کا عہدہ صرف مسیحیوں ہی کو دیا جا سکتا تھا مسلمانوں کی معاندت کا یہ عالم تھا کہ مسیحی کسی نائٹ کو یہ تبرعا کر نامرئی کی عفونت کو حریر دو دیبا میں لپیٹنے کے مترادف سمجھتے تھے۔

حروب صلیبیہ کے عہد میں نائٹوں کے تین طبقے بہت جنگجو اور بہت مشہور طبقے تھے جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) نائٹس ہاسپٹلرس۔ (۲) نائٹس ٹمپلرس۔ (۳) ٹیوٹانک نائٹس۔

اولین طبقہ: نائٹس ہاسپٹلرس۔ اس طبقہ کے مختلف نام ہیں مثلاً نائٹس آف روڈس، نائٹ آف سینٹ جان۔ ہاسپٹلرس آف سینٹ جان اور نائٹس آف مالٹا۔ عربی تواریخ میں یہ طبقہ ء فرقہ استبار کے نام سے مشہور ہے۔ استبار ہسپتال کا معرب ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابو ہاشم علی بن حاکم خلیفہ مصر کی اجازت سے اٹلی کے چند تاجروں نے ۱۰۲۳ء میں غریب اور بیمار عیسائی زائرین کی تیمار داری تیمار داری اور خدمت کے لئے بیت المقدس میں ایک ہسپتال قائم کیا اور ساتھ ہی ایک خانقاہ کی بنیاد ڈالی یہ بنیادیں یوحنا اصطباغی کے نام پر قائم کی گئی تھیں۔ اسی نسبت سے اس فرقہ کا یہ نام پڑ گیا۔ حروب صلیبیہ کے زمانہ میں اس نامور طبقہ کی ہمت کے سمندر میں بھی جوش پیدا ہوا اور لوگوں کی خدمت کرتے کرتے یہ طبقہ رہبانیت و ریاضت کو چھوڑ کر دفعۃً جنگجو سپاہی بن گئے اور لڑ بھڑ کر ملک کے چند قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا یہاں تک کہ ۱۱۱۸ء میں اس نے ایک زبردست فوجی طبقہ کی صورت اختیار کر لی اب بیماریوں کی خدمت کے علاوہ ان کا ایک اہم فرض "بہ قول" دمسلمانوں "کے مقابلہ میں کلیسا کی حمایت بھی فرض قرار پائی اس ظالم و بے درد طبقہ نے مسلمانوں کی اذیت رسانی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا پورے دو سو برس تک اس کی معاندانہ کارفرمائیوں کا یہی عالم رہا اور مسلمانوں کے مقابلے میں برابر صف آرا رہے عکہ پر اسی کا قبضہ رہا سو برس کے بعد ۱۲۹۱ء میں جب ملک الاشرف ابن منصور قلاؤن نے عکہ کو فتح کیا اور لاطینی سلطنت کے محل و قصور کے قلعہ کی اینٹیں تک نکلوا کر پھینکدیں تو یہ طبقہ شکر سے نکل کر پہلا جزیرہ قبرص میں وطن آیا اور وہاں سے سفۃ لہ میں نکالے جانے پر روڈس میں مقیم ہوا جہاں تقریباً دو سو برس تک جارہا۔

سلطان سلیمان کی یلغار ۱۵۲۲ء میں سلطان سلیمان اعظم

فرمانروا سے ترکی نے اس دشمن اسلام فرقہ کی سرکوبی نے تنگ آکر اس پر یلغار بولدی اور اس جزیرہ سے بھی اسے نکال باہر کیا آخر اٹلی اور فرانس کی بہت سے مقامات کی خاک چھاننے کے بعد چارلس پنجم شہنشاہ جرمنی اور شاہ فرانس نے انہیں تین جزیرے مالٹا، گوزو اور کامینو اس شرط سے سکونت کے لئے عطا فرمائے کہ وہ ہمیشہ بید ینوں سے برسر مقابلہ رہیں تاریخ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اس فرقہ نے اس شرط کو مدت تک پوری وفاداری کے ساتھ نباہا اور اٹھارہویں صدی عیسوی کے وسط تک ترکوں سے مسلسل جنگ کرتا رہا اب یہ فرقہ عملاً فنا ہو چکا ہے البتہ اس کی یادگار دو خیراتی اب بھی موجود ہیں ایک آرڈر آف سینٹ جان آف جیروشلم فلسطین میں اور دوسرا اسینٹ جان ایمبولینس ایسوسی ایشن موخر الذکر میں متعدد ہندوستانی نام بھی نظر آتے ہیں اور اس کے نام سے اہل ہند اچھی طرح واقف ہیں۔

یہ فرقہ تین قسم کے افراد پر مشتمل تھا اول نائٹ یعنی مسلح سپاہی۔

دوم انمہ مذہب یعنی پادری لوگ جو تعلیم مسیحیت کے علمبردار تھے اور وعظ و تذکیر کے منصب اور قیادت کی مسند پر فائز تھے۔

سوم خدام۔ ان کے سپرد بیماروں، بیکاروں، معذوروں اور زائرین کی خدمت تھی۔ سردار الخطے کو گرانڈ ماسٹر کے نام سے یعنی خطاب سے پکارا جاتا تھا یہ گرانڈ ماسٹر چیپٹر کے صدر ہوتے تھے "چیپٹر" ایک مجلس تھی جسے مذہبی امور کے انصرام اور نظم و نسق کا کام تفویض کر دیا گیا تھا اس فرقہ کے نائٹوں کا یہ دستور تھا کہ سیاہ لمبا چغہ پہنتے اور اپنے سینے پر ہشت گوشہ طلائی صلیب آویزاں کرتے تھے۔

نائٹوں کا ایک اور کاہیسائی طبقہ

آرچر و کنگسفورڈ لکھتے ہیں کہ علامۃ برگنڈی کا ایک نائٹ ہیوڈی پین بارہویں صدی عیسوی کے اوائل میں بیت المقدس کی زیارت کے لئے آیا تو دیکھا کہ اسپٹلر نائٹ کچھ کے کچھ بن چکے ہیں اور ان کے اقتدار و اثر کا سکہ جما ہوا ہے جو لوگ مریضوں بیماروں اور زائروں کی خدمت کے لئے وقف تھے ان کے جسم پر فوجی وردیاں سجی ہوئی ہیں خادم مخدوم اور مملوک مالک کی صورت اختیار کر چکے ہیں اور حکومت و فرمانروائی کے لطف اٹھا رہے جا رہے ہیں اسے رشک پیدا ہوا منہ میں پانی بھر آیا اور اس نے بھی ۱۱۱۸ء میں نائٹس ٹمپلرس کی بنیاد ڈالی تو گوڈفری بالڈون ثانی شاہ یروشلم نے اس کی کوششوں کو لبیک کہا اور اسے شہر مقدس ہی میں ہیکل سلیمانی کے قریب شرقی جانب تعمیر خانقاہ کے لئے زمین عطا کی۔

یہ فرقہ بھی اول درجہ کا متعصب اور دشمن اسلام فرقہ تھا اس نے انہی کا بیان اور شیوہ اور شعار اسی میں سمجھا کہ مسلمانوں کے خلاف سختی کے ساتھ مصروف جہاد رہا جائے اور انہیں بے دین قرار دیکر جہاں تک ممکن ہو ان پر عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے عیسویت کی حمایت اور مقبرہ مبارک کی حفاظت و صیانت اس نے اپنا مقصد حیات بنا لیا ابتدا ہی سے اس نے ملک گیری اور جنگجوئی کو نصب العین بنا لیا اور ہر جگہ حلقہ بگوشان اسلام سے لڑتا اور ان کے مقابلہ میں اکھتا رہا۔

۱۲۹۱ء میں یہ فرقہ بھی اسپٹلرس کی طرح سرزمین قدس سے خارج کیا گیا

آئی میں ایک جمہوریت قائم ہے جسکا صدر [illegible]
ہے اور البانیہ کا بادشاہ زوغو بھی [illegible] کہ [illegible]
افغان بادشاہ امان اللہ جو ملتوں کی [illegible] خاتون میں
مثلاً البانیہ کی معزولی جمہوریت کے قیام کے لئے معرض عمل میں نہیں
آئی بلکہ ایک بغاوت ایک بادشاہ کو بے تاج کرکے دوسرے کے سر پر تاج رکھنے
کے لئے برپا ہوئی لیکن اب تک کوئی امید نظر نہیں آتی اور نہ ایسے وسائل
موجود ہیں۔

بلغاریا کا بادشاہ فرڈیننڈ کوبرگ میں خاموش زندگی بسر کر رہا ہے اور اپنے باغ کے پھولوں اور تیتریوں میں مشغول نظر آتا ہے کہتے ہیں کہ جب وہ تخت و تاج کو چھوڑ کر بھاگا ہے تو اس کے پاس ایک کروڑ پونڈ تھا۔ معزول بادشاہوں میں یہ بڑا امیر ترین انسان تصور کیا جاتا ہے اس کے باوجود نہایت کفایت شعاری سے زندگی بسر کرتا ہے۔

آسٹریا کی ملکہ زیتا اپنے بیٹے کے ساتھ تحیر آمیز زندگی بسر کر رہی ہے اس کا خیال ہے کہ اس کا بیٹا اوٹو ایک دن ضرور اپنے باپ کے تخت کو حاصل کریگا جب اس کا خاوند کارل شاہ ہنگری حکومت سے دست بردار ہونے لگا تو اس نے اس امر کی شدید مخالفت کی اور اس کا پرائیویٹ سکرٹری لکھتا ہے کہ جب تمام وزراء باہر کمرے میں منتظر تھے کہ بادشاہ معزولی کی دستاویز پر دستخط کرتے تو ملکہ اس امر پر زور دے رہی تھی کہ ہمیں دست بردار نہیں ہونا چاہئے اگر تم ہلاک ہوگئے تو میرا بیٹا موجود ہے اور جب میرا بیٹا مارا گیا تو ہمارے خاندان سے کوئی اور فرد ہمارے ننگ و ناموس کی حفاظت کرے گا۔"

لیکن سوائے اسکے کہ کارل دستبردار ہو جاتا اور کوئی چارہ نہ تھا وہ وہاں آنا میں جا کر پناہ گزین ہوئے لیکن اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی چین نہ تھا اس نے اپنے خاوند کو دوبارہ کھوئے ہوئے ملک کو واپس لینے کے لئے بھیجا لیکن وہ کسی طور پر بھی کامیاب نہ ہوا اور بالآخر اسے جزیرہ میڈیرا میں مار گیا اس ملکہ کو وہاں سے بھی جلاوطن کردیا گیا اس وقت بالکل مفلوک الحال تھی لیکن ہنگری گورنمنٹ نے اسکے لئے وظیفہ مقرر کردیا۔ اس وقت دنیا میں متذکرہ بالا معزول بادشاہوں کے علاوہ اور بھی چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے بادشاہ معزول ہو چکے ہیں جو زیادہ اہمیت نہیں رکھتے تاریخ اس بات پر حیرت لگاتی ہے کہ جس تعداد میں بے تاج بادشاہ اس وقت آوارہ پھر رہے ہیں اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئے اور کوئی کہہ نہیں سکتا کہ کل ہی کس کی باری ہو۔ [illegible]

بنت الوقت	منازل السائرہ	شام زندگی	صبح زندگی
[illegible] اسلام [illegible]	[illegible] ایک شادی [illegible] غلط تربیت [illegible] نے اسکی آئندہ زندگی برباد کردی اور ماں باپ کی بے جا محبت کی وجہ سے برباد ہوگئی [illegible] اسلام کا شعر تھا کہ اس [illegible] لیا اور لوگوں کی بے ترتیبی کا نقصان [illegible] اور قوم کو نہیں بلکہ اسلام کو پہنچتا ہے اور اس کتاب کے پڑھنے والے اگر اس سے عبرت اندوز ہو جائیں تو وہ [illegible]	[illegible] برس کی بیوہ کو کتنا [illegible] ستر کو پھر [illegible] [illegible] اسکی زندگی کا نصب العین بنانے والی بیوی [illegible] جس کا خاوند بیوہ ہو کر بچے ایسی ماں ہو جس کی تربیت [illegible] مسلمان [illegible] کا مستقبل [illegible] ہو جائے اسی نیت سے [illegible] پڑھائی جائے تو اس کا ثواب قرآن و حدیث کے بعد ہر دینی کتاب [illegible] قیمت [illegible]	انسانی زندگی کا پہلا قدم جس پر انسانی قومیت [illegible] [illegible] کی سب سے پہلی تصنیف ہے جس [illegible] [illegible] ایک لڑکی کی پیدائش [illegible] بیٹیوں کی [illegible] تمہاری بیوی کی [illegible] [illegible] حل ہوجانے [illegible]

اسلام اور مدنیت	اسلام اور عبادت	اسلام اور عورت	سات روحوں کے اعمال
یہ بھی ڈاکٹر صاحب کی تصنیف ہے [illegible] اسلام [illegible]	یہ بھی ڈاکٹر صاحب کی بڑی معرکۃ الآرا تصنیف ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] سکین قلب کا باعث ہو [illegible] عبادت میں [illegible] اس کتاب میں [illegible] اسلام کے اصل مقاصد بتلائے ہیں اور بتلایا ہے [illegible]	ڈاکٹر سید احمد صاحب [illegible] کی تصنیف ہے [illegible] آیات و حدیث نقل کرکے بتلایا گیا ہے کہ اسلام نے [illegible] عورت کا کیا درجہ رکھا ہے [illegible]	علامہ راشد الخیری کی [illegible] تصنیف [illegible] زندگی [illegible] سات [illegible]

دنیا کے معزول بادشاہ

(از شیخ ملک محمد عارف صاحب کشمیری آباد لاہور)

آج بیس سال گزرے ہیں کہ یورپ کی باہمی جنگ عظیم نے ایک عالمگیر لوٹ کی صورت اختیار کی تھی اور اس کے پانچ سال بعد وہ کچھ ہوا کہ نہ صرف بادشاہ ہی کے نیچے سے تخت الٹ دیئے گئے بلکہ وہ لوگ جو ملوکیت پرستی کے شیدائی تھے ان کے دلوں کی دنیا بھی ساتھ ہی بدل گئی جنگ عظیم میں کیا ہوا اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں لیکن وہ کیوں ہوئی اس کا جواب طرف دو لفظوں میں دیا جا سکتا ہے کہ جبروتی شان کو برقرار رکھنے کے لئے آج بھی بادشاہ مطلق العنان بادشاہوں کی طرح سرگرم کار رہنا سوچے اور جواہرات کے تخت پر بیٹھ کر طبیعتیں نہیں بدل سکتیں جنگ عظیم کے بعد جبکہ ہر چیز پر تباہی کے دیو نے چھاپہ مارا مفلوک الحال اور پیٹ کے بھوکوں کی تعداد میں پہلے سے دس گنا اضافہ ہو گیا۔ انسان کو انسان کے کھانے کا منظر پیش نظر تھا اس وقت بعض قومیں نے اپنی خیریت اسی میں سمجھی کہ وہ ملوکیت پرستی کے اعتقاد کو دل سے حرف غلط کی طرح محو کر دیں ابتداء میں دو فرقے تھے۔ ایک کا خیال تھا کہ ملک میں بادشاہ کا ہونا ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ بھیڑوں کے گلے کے لئے چرواہے کا، دوسرے فرقہ کا نظریہ تھا کہ مساوات انسانی آبادی کے لئے لازمی چیز ہے بادشاہ اپنے شاہانہ وقار کی خاطر یہ بات بھول جاتے ہیں اور اپنے ذاتی تعیش کے لئے رعایا کے مفاد کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

روس نے ہماری دنیا میں وہ باتیں کی ہیں جو آج تک کسی سے بھی نہ ہو سکیں اس نے حکومت کی ایک ایسی مثال پیش کی کہ زرین تخت لڑکھڑا گئے تاج زمین پر پامال ہوتے نظر آئے اور اس کی صرف یہی وجہ تھی کہ وہاں غریب کو غریب سمجھ کر اس کا خون پانی کی طرح بہا دیا جاتا تھا۔ زار کے مظالم کی انتہا ہو چکی مظلومین کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا بھر گیا تھا آتش انتقام میں ملوکیت کا شعلہ بلند ہو کر فضا میں بکھیر دی تھی انہوں نے نہ صرف بادشاہ کو نیست و نابود کر دیا بلکہ ساتھ ہی سرمایہ داری کو بھی جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اس ملک کو اب مساوات ہے؟ یہ بات درست ہے لیکن اس امر کو سرانجام دینے کے لئے جو منتقمانہ مظالم انھوں نے اختیار کئے وہ تصویر کا سیاہ رخ ہے اور ان کی اشتراکیت میں بعض ایسی باتیں ہیں جن کو دوسرے ملک قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کی ترویج ممکنات میں سے ہے۔

امر واقعہ یوں ہے کہ جب غریبوں کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور اس خیرہ چشم تہذیب کے باوجود مساوات کا لعدم تھی تو قدرتی طور پر انسان اس امر پر آمادہ ہوئے کہ ملکوں کو بے تاج کر دیا جائے۔ کاش اس وقت بادشاہوں کی نظر اسلام پر پڑتی اور انھیں معلوم ہو جاتا کہ جس قدر اس مذہب میں مساوات کا جذبہ موجود ہے دنیا کا کوئی مذہب اور کوئی قوم پیش نہیں کر سکتی تاریخوں کے ورق الٹ کر دیکھیے کہ وہ مسلمان بادشاہ جو اسلام کی صحیح تعلیم کے پابند تھے مساوات کو اپنی حکومت کا فرض اولین سمجھتے تھے اور وہ گاڑھے کے کپڑوں پر پیوند لگا کر اور اپنی روزی اپنے ہاتھوں کما کر باقی دنیا کے لئے ایک عدیم المثال نظیر چھوڑ گئے

ہیں اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان بادشاہ بھی اس وقت معزول بادشاہوں کی صف میں کھڑے نظر آئیں گے مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے فاروقی عزت کو بھول کر مغربی حکومت کو اپنا مطمح نظر بنایا جس سے وہی حشر ہوا جس کے ہونے کی پہلے ہی امید کی جا سکتی تھی۔

جمہوریت کو حاصل کر کے امریکہ مالا مال ہو گیا یہ امر ہر ایک ملک کیلئے انتہائی قابل رشک بن گیا۔ جمہوریت کی پیدائش انقلاب فرانس سے ہوئی اور رفتہ رفتہ تمام یورپ پر اس کا اثر چھا گیا۔

ٹرکی نے اپنے خلیفہ کو کیوں معزول کیا؟ اس کے جواب کے لئے ایک مفصل مقالہ کی ضرورت ہے مصطفیٰ کمال پاشا نے خلافت کو ختم کر کے اس کی جگہ جمہوریت قائم کی وقت کا تقاضا اور سیاسیات کی مصلحت یہی تھی کیونکہ صرف جمہوریت قائم کرنے سے ٹرکی بچ سکتا تھا ورنہ ملک ہاتھ سے جا چکا تھا۔

جنگ عظیم کا صدمہ جرمنی کے لئے نہایت جانکاہ تھا چنانچہ آج بیس سال کے بعد جب جرمنی سنبھل رہا ہے اس وقت سوائے اس کے کہ قیصر جرمنی کو معزول کر دیا جاتا اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا وہ اس وقت ہالینڈ کے ایک قلعہ میں پناہ گزین ہے اور اطمینان سے زندگی کے دن گزار رہا ہے اس وقت وہ اپنی عمر کی آخری منزل میں ہے لیکن اس کی آنکھوں میں ابھی تک زخم خوردہ شیر کی طرح چمک باقی ہے یہ بات حیرت سے خالی نہیں کہ وہ شخص جو خفیف سی لغزش پر آتش زیر پا ہو جایا کرتا تھا اور ہر واقعہ کو بسرعت انجام تک پہنچا دیتا تھا۔ آج کس طرح ۲۵ ایکڑ کے ایک مکان میں گوشہ نشینی کی زندگی بسر کر رہا ہے جب سے اس کے نیچے سے تخت الٹ دیا گیا ہے وہ اس جگہ پناہ گزین ہو گیا اور دوبارہ اس جگہ سے باہر نہیں نکلا وہ اپنے چھوٹے سے باغ میں سیر کرتا ہے اخبار اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا کرتا ہے۔ شاہانہ طریقہ پر وہ بہت دیر تک کھانے کی میز پر بیٹھتا ہے طبی مشورہ کے مطابق وہ کلہاڑے ہو کر کچھ وہ درختوں کو کلہاڑے سے کاٹتا ہے اور اسی قسم کی دیگر ورزشیں بھی کیا کرتا ہے۔ اس کے تمام بال برف کی طرح سفید ہو چکے ہیں لیکن ابھی اس پر شاہانہ تمکنت کی وہ رمق ابھی تک باقی ہے جو چوغے پر لگی ہو وہ کب بھول سکتا ہے کہ تمکنت خوردہ سپہ سالار ابھی تک اپنے میں شاہانہ تمکنت برقرار رکھتا ہے۔

الفانسو سابق شاہ سپین اس وقت نہایت عشرت سے زندگی بسر کر رہا ہے انگلستان اور فرانس میں اس نے اپنے حلقہ احباب کو نہایت وسیع کر لیا ہے وہ شکار کے موسم میں انگلستان کے جنوبی حصہ میں دوڑتا ہوا نظر آئیگا وہ چوگان کھیلنے کا از حد شائق ہے وہ نہایت حاضر جواب اور نازک مزاج ہے وہ گم شدہ تاج کا رہین منت ہے چنانچہ اس کا اندازہ اس امر سے ہو سکتا ہے کہ جب اس کے بیٹے نے ایک خوبصورت لڑکی سے شادی کی تو اس نے اپنے بیٹے کو نہایت سخت سست کہا کیونکہ وہ لڑکی شاہانہ خاندان سے تعلق نہ رکھتی تھی لیکن ہر کیف وہ کھوئی سلطنت واپس نے ... [illegible]

سی اور حکومت کی پشت پناہی سے ۱۸۵۷ء تک اس سررشتے سے مسلمانوں کا صفایا ہو گیا۔

یہ نہ سمجھئے کہ مسلمان صرف محکمہ تعلیم ہی سے خارج کئے گئے بلکہ اسی طرح ہر محکمے کی ملازمتوں سے رفتہ رفتہ انہیں خارج کیا گیا عام طور سے کہا بھی جاتا ہے اور عام خیال بھی یہی ہے کہ محض کمی تعلیم کے باعث مسلمان مختلف محکموں کی ملازمتوں میں نہ آسکے لیکن اس کا سب سے بڑا سبب از امر غور او حکومت کی پالیسی تھی کیونکہ آپ دیکھ چکے ہیں کہ ۱۸۶۱ء تک سررشتہ تعلیم تک ان کی تعداد تگنی تھی جبکے اخراج کے شعبے ہو رہے تھے آخر سب ہی مسلمان تو معلم نہ تھے کچھ نہ کچھ تو انگریزی جانتے ہی تھے اور وہ ملازمتوں کے لئے کافی تھے۔ لطف یہ دیکھئے کہ شاہ عالم ثانی کے معاہدے میں جہاں عدالتوں کے اندر فارسی زبان برقرار رکھنے کا عہد کیا گیا تھا وہاں یہ بھی قرار دیا گیا تھا کہ مذہبی امور میں عدالتوں کی امداد کے لئے قاضی اور مفتیوں کے عہدے بدستور قائم رہیں گے مگر یہ عہدے مذہبی غیر جانبداری کے اعلان کے پردے میں اڑ گئے مگر پادری حضرات بدستور قائم رہے ہندوؤں نے مسلمانوں کو عدالتوں سے باہر رکھنے کے لئے جو کچھ کیا وہ بعد کی بات ہے عرصہ تک تو انگریزی حکام ہی انہیں گھٹا تے اور ملازمت سے روکتے

رہے اتنا ضرور ہے کہ اس انگریزی حکومت کا اثر ہند و با اثر ملازمین پر بھی پڑا بلکہ پڑنا چاہیئے کہ یہ تو ذاتی نفع کا ہی معاملہ تھا لیکن اب تو انہیں آنا در عمل ہو گیا کہ یہ کسی اشارہ حکومت کے محتاج نہیں رہے۔

تاہم ہم کہتے ہیں اور بانگ دہل کہتے ہیں کہ اب بھی ہندوؤں سے کہیں زیادہ حکومت قابل مواخذہ ہے وہ اگر چاہے تو ایک اعلان میں کام بن سکتا ہے اور جلدی ہندو مسلم کشمکش بھی ختم ہو سکتی ہے لیکن افسوس حکومت کوئی مستحکم قدم نہیں اٹھاتی اب اس کی پالیسی مسلمانوں کے مخالف نہیں وہ چاہتی ہے کہ مسلمانوں کو ان کا واجبی حصہ ملے لیکن وہ ہندو سیاسی ہنگامہ سے خوف کھاتی ہے حکومت کو یہ کرنا ضرور پڑے گا لیکن اس وقت جب مسلمان پوری نظم تنظیم اور جدوجہد سے کام لیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ ہی ایسا ہے کہ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کے بغیر جدوجہد کچھ نہیں ملتا حکومت کسی کی دوست نہیں وہ تو اپنا فائدہ دیکھتی ہے اسے کیا غرض پڑی ہے کہ وہ ہندو جیسی منظم قوم کو مخالف بنائے۔ البتہ اگر مسلمان بھی پامردی اور استقلال کے ساتھ کھڑے ہو جائیں تو پھر ضرور کامیاب ہو سکتے ہیں۔

واحدی صاحب کا منجن

اکسیر دندان

یہ منجن اس نسخے سے بنایا گیا ہے جو ملا واحدی صاحب کو ان کی ایڈیٹری طبیب کے زمانہ میں یعنی ۱۹۱۱ء میں مسیح الملک حکیم اجمل خاں صاحب مرحوم نے عنایت فرمایا تھا اس سے مسوڑھوں کی تمام خرابیاں اور تکلیفیں رفع ہو جاتی ہیں بیس پچیس سال سے واحدی صاحب اسے خود ہی استعمال کرتے ہیں اور اپنے شہر کے ہر ضرورتمند کو بھی دیتے ہیں ہر شخص اس کا شناخوان ہو اور سب سے اچھا منجن تسلیم کرتا ہو سینکڑوں ہلتے ہوئے دانت اس منجن نے جمادئیے متعدد آدمی جنہیں پائیوریا کی شکایت تھی اور مرکھانے کے ساتھ مسوڑھوں کا خون اور پیپ پیٹ میں اتنا کر جن کی صحت کو برباد کر رہی تھی صرف اس منجن کے ملنے سے ان کے مسوڑھے اچھے ہو گئے اور آج وہ خدا کے فضل سے تندرست ہیں بہر منجن سے پائیوریا جیسے موذی مرض کو آرام ہوتا ہو اور جس منجن سے ہلتے ہوئے دانت جم جاتے ہوں اس کے دوسرے معمولی فوائد بیان کرنے فضول ہیں یہ خیال کر کے کہ دہلی سے باہر کے لوگوں کے پاس اس منجن کو پہنچا دیا جائے ہم نے واحدی صاحب سے منجن کا یہ نسخہ مانگ لیا ہے اور لاگت کی لاگت اسے فروخت کر رہے ہیں

قیمت فی شیشی ۸ محصولڈاک ۵ دو شیشیوں پر محصولڈاک صرف ۷ تین میں ۱۰

ڈاکٹر احمد قلبی نمبر ۱۰ کوچہ چیلاں دہلی

شرح مثنوی مولینا روم

(از جناب علامہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب شیخ)

ہر شخص کا توجہ شعر میں وہ مثنوی شریف کی ہدایت شان محتاج نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہو یہی وہ کتاب ہے جو شریعت کو علم معرفت سکھاتی ہے کوئی صوفی یا صوفی مزاج انسان ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیا کو اس کی ضرورت فاضلوں کو اس کی ضرورت غرض ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اور ہر وقت اسکی ضرورت رہتی ہو اور ہر شخص اپنے اپنے مذاق اپنے اپنے خیال سے اس کا مطلب لے سکتا ہے پس ایسی اعلیٰ اور مفید کتاب کی شرح کو ایک ایسے فاضل اجل اور عالم بے بدل نے جو تصوف کے اسرار سے واقف ہی نہیں بلکہ ہمہ تن حال و قال تھا، لکھا ہے جس کا شرح شرح نہیں بلکہ مولانا روم کے اسرار و بھید کی تفصیل ہو اور واقعہ یہ ہے کہ حضرت مولانا روم کا تصرف ہے جو شرح کی صورت میں ہے اور حضرت کی زبان کی سلاست بر محل اشعار کیف تصوف۔ اس کی ترتیب یہ ہے کہ ۔۔ اور احادیث کا خزانہ سب اس شرح میں موجود ہے مثنوی کا شعر پہلے لکھا گیا ہے بعض بعض الفاظ کو زیر زبر لگا کر لکھا ہے مشکل الفاظ کی پوری تشریح کی ہے ہر شعر کی صرفی و نحوی ترکیب لکھی ہے ہر شعر کے اندر علم بیان، علم بدیع کے جو نکات مضمر ہیں ان کو ظاہر کر دیا ہے۔ ہر شعر کا ترجمہ اس خوبی سے کیا گیا ہے کہ تحت اللفظ بھی ہے اور بامحاورہ بھی اور ہر شعر کا محاورہ مطلب لکھا گیا ہے اور عجیب وغریب تشریح کی گئی ہے جس کو ملاحظہ فرما کر اس قدر واضح ہے کہ مثنوی کے متعلق یہ صحیح معلوم ہونے لگتا ہے کہ ہست قرآں در زبان پہلوی جیسا کہ قریباً تمام اشعار کو قرآن و حدیث کے حوالوں سے منطبق کیا ہے۔

بڑی تقطیع کے پانسو صفحات۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک ۱۲ کل دو روپے ۶

منیجر حمیدیہ پریس دہلی

انسان کا سب سے بڑا گناہ

۱

اس سے تو کسی کو انکار نہ ہوگا کہ مفلسی اس شخص کے لئے کہ جو اتفاق سے اس میں مبتلا ہو جائے ایک بہت ہی دردناک بدنصیبی ہے لیکن مفلس ہونا داروگ اگر وہ حقیقتاً فاقے ہی نہ کر رہے ہوں اور کپڑا نہ ہونے کے باعث سردی سے نہ مر رہے ہوں تو یہ واقعہ ہے کہ وہ امیروں سے زیادہ افسردہ خاطر نہیں ہوتے بلکہ بسا اوقات ان سے زیادہ خوش و خرم ہوتے ہیں۔

تمہیں ہزاروں انسان ایسے ملیں گے جو اپنی جوانی کے زمانہ کی نسبت ساٹھ سال کی عمر میں دس گنے زیادہ مالدار ہیں لیکن ان میں سے ایک فرد واحد بھی تم سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ جوانی کی بہ نسبت اب دس گنا زیادہ خوش و خرم بھی ہے۔ ہر شخص جس نے کچھ غور کیا ہے اسے اس بات کا یقین دلایا جا سکتا ہے کہ خوش وقتی اور حرمان نصیبی ایسی چیزیں ہیں جن کا تعلق انسان کے دل سے ہے اور مال و دولت سے وہ کوئی واسطہ نہیں رکھتیں۔ مال و زر سے بھوک کا علاج ضرور ہو سکتا ہے لیکن افسردہ خاطری کا علاج اس کے ذریعہ ناممکن ہے۔ فرڈیننڈ لیسال ایک مشہور جرمن اشتراکی کہا کرتا تھا کہ غریبوں کو بغاوت پر آمادہ کرنے میں میری کوششوں کو سب سے زیادہ ناکامی اس سبب سے ہوئی کہ غربا کوئی حاجت ہی نہیں رکھتے تھے اور اپنے اسی حال میں مست اور مگن رہتے تھے وہ اپنی حالت پر پوری طور سے قانع بھی نہیں تھے اور دنیا میں کوئی شخص قانع نہیں ہوا کرتا۔ لیکن وہ اس حد تک غیر مطمئن بھی نہ تھے کہ اپنی حالت میں تبدیلی پیدا کرنے کے لئے کوئی حقیقی تکلیف اٹھانے پر آمادہ ہوں۔ یہ صحیح ہے کہ ایک غریب عورت کے خیال میں ایک بڑے سے مکان میں رہنا بہت سے زیادہ خوشگوار رکھتا ہے طرح طرح کی قیمتی پوشاکیں چہرہ اور ہاتھوں کا صاف رنگ اور خوشنمائی کے ساتھ بالوں کی چٹیا گندھی ہوئی بہت ہی اچھی اور قابل رشک چیزیں ہوتی ہیں لیکن جن امیر عورتوں کو عیش کے یہ سامان حاصل ہوتے ہیں وہ اکثر دیہات میں اور جنگلوں میں سیر و تفریح کے لئے ماری ماری پھرتی ہیں تاکہ کچھ عرصہ کے لئے تو ان تکلفات سے نجات لے۔ روزانہ دو یا تین گھنٹے نہانے دھونے کنگھی چوٹی کرنے اور کپڑے بدلنے میں ضائع کرنا اور مشاطہ کا تختہ مشق بننا کسی طرح بھی اس سے زیادہ خوش نصیبی کی علامت نہیں ہے کہ عورت کو بننے سنگھار کے لئے بھاگتے بھاگتے پانچ منٹ لگ جائیں۔ نوکر چاکر بھی ایسی تکلف دہ چیزیں ہیں کہ اکثر خواتین جب آپس میں ملتی ہیں تو ان کی زبان پر اپنی اس تکلیف کی شکایت ہوتی ہے۔ الغرض یہ ضرور ہے کہ غریب شخص ایک صحیح الحواس شخص سے زیادہ خوش و خرم ہوتا ہے۔ ایسی خراب اور ایسی چیزیں بہت سی ہیں جو انسان کو سرد و دریں بنائے رکھتی ہیں لیکن اندر ہی اندر اس کے جسم کو اور اس کی روح کو برباد کرتی رہتی ہیں۔ اصل یہ ہے کہ انسان کی خوشی اور مسرت کا راز اس کی صفات حسنہ میں پوشیدہ ہے اگر انہیں تباہ اور خراب ہونے سے بچایا جا سکے تو خوش وقتی اپنی حفاظت خود کر لیتی ہے۔

موجودہ زمانہ کی غربت یا افلاس وہ نہیں ہے جس کی تعریف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے [illegible] کی تھی [illegible] یہ اعتراض نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو [illegible] بلکہ اس سے یہ اعتراض ہے کہ انسان کی وجہ سے لوگوں کے

اخلاق پست ہو جاتے ہیں اور یہ دیکھ کر کہ مفلس لوگ اپنی اس ذلت اور پستی کی حالت میں اس طرح مگن ہیں کہ جس طرح متمول لوگ اپنی عیاشیوں میں یہ حالت اور بھی زیادہ قابل اعتراض معلوم ہوتی ہے۔ شکسپیر نے اپنے ایک ڈرامہ میں جب بادشاہ کی زبان سے یہ کہلوایا تھا کہ اے خوش و خرم رہنے والے نیچے لوگو آرام کرو۔ جس سر پر کہ تاج رکھ دیا گیا اسے آرام کہاں! تو شکسپیر اس بات کو بھول گیا تھا کہ نیچا بنانے کے لئے یہ عذر ناکافی ہے کہ اس کے ساتھ خوش وقتی بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ خدا کے نور کی جو چنگاری انسان میں ہوتی ہے وہ اس وقت بھڑک اٹھتی ہے کہ جب اسے اس قسم کی خوشی کے حصول میں پست اور ذلیل ہونے پر راغب کیا جائے کہ جیسی خوشی ایک سور کیچڑ میں لوٹ کر یا ایک شرابی نالی کا پانی پی کر حاصل کر سکتا ہے۔

آج ہمیں جس مفلسی سے سابقہ ہے وہ ہمارے تمام بڑے بڑے شہروں میں طاری و ساری ہے وہ غریبوں کو ذلیل اور پست کر دیتی اور پھر ان کی پستی وبا کی طرح ان کے پڑوس میں پھیل جاتی ہے یہ بھی ظاہر ہے کہ جو وبا ایک چھوٹے سے پڑوس میں پھیل سکتی ہے وہ پورے ملک میں اور ملک سے پورے براعظم میں اور بالآخر تمام مہذب دنیا میں پھیل کر سب کو پست اور بداخلاق بنا سکتی ہے کیونکہ دنیا فی الحقیقت ایک بہت بڑا پڑوس یا محلہ ہے امیر لوگ اگر چاہیں بھی تو اس کے خراب اثرات سے بچ نہیں سکتے۔ افلاس کے ساتھ گندگی لازمی ہے اور جب کبھی ایسا ہوتا ہے کہ افلاس کی بدولت چھوت دار بیماری پھیلتی ہے تو امیر بھی اس سے محفوظ نہیں رہتے اور ان کی آنکھوں کے سامنے ان کے بچے دم توڑتے ہیں اسی طرح جب افلاس کی وجہ سے جرائم اور جبر و تشدد پھیلنے لگتے ہیں تب بھی امیروں کی خوف کے مارے بری حالت ہوتی ہے اور اپنی ذات اور اپنی جائداد کو محفوظ رکھنے کے لئے انہیں بہت کچھ صرف کرنا پڑتا ہے جب افلاس کے اثر سے خراب اخلاق اور گندی زبان پیدا ہوتی ہے تو امیروں کے بچے بھی انہیں چیزوں کو سیکھ لیتے ہیں خواہ انہیں سات تالوں میں بند کر کے رکھا جائے بالحقیقت یہ ہے کہ جس طرح پر انہیں غریبوں سے الگ رکھا جاتا ہے وہ انہیں فائدہ کے بجائے الٹا نقصان پہنچاتا ہے۔ اگر خوبصورت اور نوجوان عورتیں جو غریب ہیں یہ دیکھتی ہیں کہ وہ بے راہ ہو کر بازار اور با عصمت رہنے کی بہ نسبت زیادہ روپیہ کما سکتی ہیں تو وہ اپنی عصمت فروشیوں سے نوجوان امیرزادوں کے خون میں امراض داخل کر دیتی ہیں اور پھر جب یہ نوجوان شادیاں کرتے ہیں تو ان کے ذریعہ سے بیماریاں ان کی بیویوں اور بچوں تک پہنچتی ہیں اور انہیں طرح طرح کی جسمانی مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہیں یہاں تک کہ بعض اوقات ان کے چہرے تک بگڑ جاتے ہیں اور وہ اندھے ہو جاتے ہیں۔ یہ مقولہ کہ

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند

صرف اس لئے نہیں کہ گرجاؤں میں پادری صاحبان کی زبان سے بار بار یہ دہرایا جاتا ہے اور اس کے معنی کچھ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ

[illegible] رہی ہیں اور ہوتی رہتی ہیں کیا آپ ان حقائق سے انکار کر سکتی ہیں اگر [illegible] تو آپ انکار کرنا چاہیں گی تو نہ کر سکیں گی۔

ذکیہ۔ بیشک آپ کے اس استدلال کے سامنے میری طاقت ہی کیا ہے جو [illegible] تسلیم نہ کر لوں۔ لیکن ضروری نہیں کہ تحریک ہمیشہ مردوں کی جانب سے ہو جب آپس میں بے تکلفی بڑھ جاتی ہیں۔ حجاب اٹھ جاتا ہے تو عورت کو [illegible] مافی الضمیر کے اظہار میں کوئی تامل نہیں ہوتا۔ پھر جو عورت غیر مرد سے ملنے ہی پر آمادہ ہو جائے اور تنہائی کی ملاقاتوں کو گوارا کر لے اسے اپنے مافی الضمیر کے اظہار میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔ یہ تو محض تیکا وہم ہے عورت لاکھ [illegible] بار ہوں مگر جب وہ ابتذال پر آتی ہے تو وہ کچھ کر گذرتی ہے کہ شیاطین بھی [illegible] مانگ اٹھتے ہیں خدا سے ہر وقت دعا کرنی چاہئے کہ وہ کسی کو ایسے وقت [illegible] برے حوادث سے دوچار نہ کرے۔

―――― (۴) ――――

رام پیاری۔ نابالغ لڑکیوں کے متعلق آپ کیا کہیں گی۔

ذکیہ۔ یہاں میرے اور آپ کے نقطہ نگاہ میں غالباً بہت بڑا فرق ہوگا قانون ۱۴ برس کی لڑکی کو نابالغ قرار دیتا ہے حالانکہ ہمارے ملک میں اس سن [illegible] پہنچنے سے بہت پہلے ہی لڑکیاں بالغ ہی نہیں ہو جاتیں وہ پوری عورت [illegible] کئی کئی بچوں کی مائیں بن جاتی ہیں میرے نزدیک عورت کے بلوغ کا [illegible] سبب جس میں حسیات نفسانی پیدا ہو جائیں اور حسیات نفسانی پیدا ہونے [illegible] زمانہ ہمارے یہاں بارہ برس سے لیکر چودہ برس تک زمانہ ہے۔ قانونی نابالغ [illegible] فرار کے واقعات تو بلاشبہ کثرت ہی پیش آتے رہتے ہیں لیکن حقیقی نابالغ [illegible] فرار کا واقعہ شاذ ہی ہوتا ہے میں کہتی ہوں اور یا نگ دہل کہتی ہوں کہ عورت [illegible] فرار کے واقعات قریب قریب تمام تر سوسائٹی میں پھیلی ہوئی برائیوں اور رسم ورواج کی تباہیوں سے وقوع میں آتے ہیں عورت جب تنگ ہو گئی مجبور ہو جائے گی گرفتار رنج نو ہمت رہے گی تو ضرور اس کے خیالات میں انتشار پیدا ہوگا اور نقص تربیت اسے نا دانی افعال پر مجبور کر دیگا۔

رام پیاری۔ تو کیا اس سے آپ کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان بالکل بے قصور ہیں

ذکیہ۔ رام پیاری مجھے آپ سے محبت ہے پرانی محبت ہے آپ میری سہیلی [illegible] مجھے افسوس ہوتا ہے کہ آپ تعلیم یافتہ ہو کر ایسی باتیں کرتی ہیں جو کہ ناگوار [illegible] آپ کو نہیں کرنی چاہیئے تھیں بھلا جہاں جذبات نفسانی کا تعلق ہو وہاں ہندو [illegible] مسلمان کی کیا تخصیص ہو سکتی ہے جس طرح ایک مسلمان کے دل میں جذبات [illegible] پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ایک ہندو کے دل میں بھی رونما ہوتے ہیں ہر قوم میں [illegible] بھی ہوتے ہیں اور بد بھی شریف اور بد معاشوں کا کوئی مذہب نہیں [illegible] کیا مسلمان مسلمانوں کی چوری نہیں کرتا اور ہندو کو ایک ہندو کے لوٹنے [illegible] تامل کرتا ہے ہرگز نہیں اسی طرح مسلمانوں میں جو بدمعاش ہوتے ہیں [illegible] ایک ہندو اور مسلمان یکساں ہیں ہندو بدمعاش کبھی ایک ہندو عورت [illegible] محض ہندو ہونے کی وجہ سے نہیں بخشے گا۔

رام پیاری۔ یہ تو صحیح ہے اور میں آپ کے اس استدلال کو درست تسلیم کرتی ہوں لیکن اس کی وجہ کیا ہے کہ زیادہ تر ہندو ہی لڑکیوں کے اغوا کے واقعات [illegible] آتے ہیں اور بھگانے والے بھی زیادہ تر مسلمان ہی ہوتے ہیں دیکھئے بچے کو

[illegible] اور ہی لڑکی کا واقعہ تازہ ہی تھا کہ بسیار ہی قسم کا ایک واقعہ اور پیش آگیا وہاں بھی مظلوم ایک ہندو لڑکی ہی ہے اور اس کے فرار کرنے والے تمام کے تمام مسلمان ہیں اور بنگال کی تو کچھ پوچھئے ہی نہیں وہاں تو گویا اغوا کی ایک وبا پھیلی ہوئی ہے اور بھگانے والوں میں وہ تعدد مسلمان ہی ہوتے ہیں جس کی صحت پر سرکاری رپورٹیں شاہد ہیں سندھ میں بھی یہی طوفان [illegible] رہا ہے میں پھر کہتی ہوں کہ آپ کا استدلال صحیح آپ کا فرمانا بجا لیکن واقعات کیا بتا رہے ہیں اور ملک میں ہو کیا رہا ہے؟ پھر مسلمانوں اکثریت ہی کے صوبوں میں کثرت سے یہ آگ لگ رہی ہے کیا ان حقائق و شواہد سے صاف یہ نتیجہ نہیں ہوتا کہ مسلمان ایسا کرتے ہی نہیں بلکہ انہوں نے ہندو دیویوں کی عصمت عفت پر حملہ کرنے انھیں بھگا لیجانے اغوا کرنے اور مسلمان بنا کر گھروں میں ڈال لینے کی ایک سازش کر رکھی ہے اور منظم کوششوں کا ایک سلسلہ ادا [illegible] جاری ہے۔ آپ کو چار و ناچار یہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا کہ اس معاملہ میں تمام و کمال قصور مسلمانوں ہی کا ہے آپ اپنی منطق سے حقیقت کو نہیں جھٹلا سکتیں۔

حمیدہ بیگم اٹھی اور اٹھکر کہنے لگی۔ بہنو مآکٹری ہو چکی ہے اب اس بحث کو ختم کیجئے اور پہلے چاء پی لیجئے پھر اطمینان سے بیٹھی ہوئی بحث کرتی رہنا ذکیہ نے کہا میری پیاری بہن رام پیاری بہت تھک گئی ہیں پہلے انھیں چائے پلا دیجئے۔

سب سہیلیوں نے بیٹھکر چاء پی کچھ دیر تک اہم تعطیلیں ہوتی رہیں اس کے بعد ذکیہ نے کہا ہاں رام پیاری بہن آپ کے اعتراض کا آخری جواب رہا اور باقی ہے وہ بھی سن لیجئے۔ رام پیاری بولی رہنے بھی دیجئے بحث ختم ہو چکی مجھے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکی حقائق و شواہد کا جواب آپ کے پاس ہو ہی کیا سکتا ہے اور آپ اپنی منطق سے جھوٹ کو سچ نہیں بنا سکتیں اس لئے اب مزید بحث اضاعت وقت کے سوا اور کچھ نہیں۔

ذکیہ۔ بیشک کوئی منطق جھوٹ کو سچ نہیں بنا سکتی اور آپ اور آپ کی قوم ایک صدی تک بھی اس معاملہ میں مسلمانوں کو مجرم ثابت کرنے کی کوشش کرے جب بھی وہ کامیاب نہ ہوگی آپ واقعات کو اپنا مؤید سمجھتی ہیں اور میں کہتی ہوں کہ یہ سب میری تائید میں ہیں۔

ہندو لڑکیوں کے زیادہ بھگائے جانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مسلمان عمداً ایسا کرتے ہیں یا وہ دیدہ و دانستہ ہندو لڑکیوں کو لے اڑتے ہیں بلکہ سبب یہ ہے کہ بنگال و سندھ میں قریب قریب تمام ستائی ہندو آباد ہیں جن میں بیوہ کی شادی معیوب ہے اور ہزاروں نوجوان اور پر ارمان لڑکیوں کو بیوہ ہو جانے کے بعد اپنی پر الم زندگی بیوگی کی جانکندنیوں میں بسر کرنی پڑتی ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ انھیں یا لعموم سسرال ہی میں رہنا پڑتا ہے جہاں ان کی زندگی اس درجہ المناک و دلدوز ہوتی ہے کہ اس کے تصور سے جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں نہ صرف گھر والے بلکہ گرد و پیش کے رہنے والے بھی منحوس سمجھتے ہیں کہ صحبت سے سہاگنوں کو بچایا جاتا ہے بات بات پر طعنے دیئے جاتے ہیں ساس نندیں ان کا ناک میں دم کرتی ہیں دن دن بھر لڑکیوں کی طرح کا مجرا نہ بیکار رہنا ہوتا جھوٹا کھانا اور سب کے طعنے سنتا ان کی زندگی ہوتی ہے اس پر طرہ یہ

اغوا

(از مولانا شریف احمد صاحب مراد۔ مارہروی)

بہت خبریاں اماری تھیں، مانتی ہی نہ تھیں دیکھا مالاکنڈ کے علاقہ میں کیا ہوا۔ ایک مسلمان صاحب لے گئے ایک ہندو لڑکی کو اور پھر ستم یہ دیکھئے کہ فوراً ہے بیشتر اُسے مسلمان بناکر اس سے نکاح بھی کر لیا۔ اس طریقہ کو غالباً آپ بھی پسند نہ کریں گی رام پیاری نے کہا۔

ذکیہ نے یہ سنتے ہی ایک قہقہہ لگایا اور کہنے لگی آپ کو تو بحث کا ایک مالیخولیا ہو گیا ہے۔ روز ایک نیا قصہ لے بیٹھتی ہیں اور منہ کی کھاتی ہیں آپ کی علمیت و معقولیت کی میں معترف ہوں ماشاء اللہ کیا کیا عمدہ دلائل کی گرما گرم بحث میں آپ بھی کرتی رہتی ہیں لیکن یہ آپ کا قصور نہیں آپ کی درسگاہ کی خامی ہے تربیت کا نقص ہے چھائی ہوئی فضا کی ہیبت ہے کہ جہاں آپنے اخبار میں کوئی ایسی خبر دیکھ لی جس میں اتفاق سے مسلمان ملزم نظر آیا اور آپ نے واویلا کرنی شروع کر دی۔

رام پیاری۔ خوب تو گویا میں غلط کہہ رہی ہوں واقعہ صحیح نہیں۔

ذکیہ۔ میں کب کہتی ہوں کہ آپ غلط فرما رہی ہیں اور نہ غلط فرما سکتی ہیں علی الخصوص اس صورت میں کہ ذکی پرتاپ اور ملاپ کے آسمان سے اتری ہو۔

رام پیاری۔ پھر وہی! اس پر بھی یہ ہی کہو گی اور سوال کروں گی کہ کیا واقعہ صحیح نہیں ہے!

ذکیہ۔ (مسکرا کر) نہیں سرکار واقعہ صحیح ہے اور بالکل صحیح۔

رام پیاری۔ تو پھر فرمائیے۔

ذکیہ (گردن جھکا کر تو شرما گئی) لیکن پروپیگنڈا اور چیز ہے اور حقیقت اور چیز! میں پوچھتی ہوں کہ ایک خاتون اگر اپنا مذہب بدل کر دوسرے مذہب میں اگر جاتی ہو تو اس میں دوسروں کو اعتراض اور طعنہ زنی کا کیا استحقاق حاصل ہے یہ تو اپنی مرضی کا معاملہ ہے آج میں خدانخواستہ عیسائیت یا ہندویت کی حلقہ بگوش بن جاؤں یا آپ اسلام اختیار کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان شور مچائیں تبدیل مذہب کے واقعات کچھ ہندوستان ہی سے مخصوص نہیں یورپ اور امریکہ میں آئے دن ایسے واقعات پیش آتے رہتے ہیں ایسے بہ کثرت کہ ہم نہیں کہ مسلمان ہندو ہو گئے بالخصوص شدھی کے زمانہ میں تو سینکڑوں مسلمان شدھ کر لئے گئے۔

رام پیاری۔ واقعی معاملہ تو اپنی ہی مرضی کا ہے۔ لیکن جب مرضی ہو یہاں تو صورت ہی دوسری ہے ایک لڑکی کو اغوا کیا جاتا ہے اور پھر اُسے بجبر مسلمان بنا لیا جاتا ہے اس لئے ہندوؤں کو حق ہے کہ وہ مسلمانوں کے اس طریق عمل پر زبان طعن دراز کریں اور برا مانیں۔

ذکیہ۔ سبحان اللہ تعلیم یافتہ ہوکر آپ ایسی باتیں کرتی ہیں ذرا غور کر کے اور سمجھ سوچ کر جواب دیجئے۔ اغوا ہے کیا یہی کہ عورت اور مرد کہیں ملے ایک نے دوسرے کو نظر بھر کر دیکھا باہم میلان خاطر بڑھا اسی میلان کے زیر اثر تنہائی اور خلوت میں ملاقاتیں شروع ہو گئیں۔ مرد یا عورت کی طرف سے اس قیمہ سے نکل کر مل ہونے کی تجویز پیش ہوئی دونوں رضامند ہو گئے اور بھاگ کر ...

ہوئے، اب ہر طرف ایک شور برپا ہوگیا کہ فلاں شخص فلاں عورت کو اغوا کرکے لے گیا۔ اغوا کی صورت اس سے کچھ مختلف ہوتی ہے۔

رام پیاری۔ واقعی ہوتا تو یہی ہے مگر معاف کیجئے میں صاف کہوں کہ آجکل مسلمانوں کی ذہنیت ہی کچھ ایسی ہو گئی ہے کہ وہ ہوا میں رہتے ہیں ساحی ہوتے ہیں ان کی کوشش ہی یہ ہوتی ہے کہ کسی عورت کے پیچھے پڑ جائیں اور اُسے اغوا کر کے مسلمان کریں۔

ذکیہ۔ یہ آپ کیسے کہتی ہیں کہ مسلمانوں کی ذہنیت ہی ایسی ہو گئی ہے وہ اس تاک میں لگے رہتے ہیں کہ کوئی ہندو عورت ملے اور لے کے۔ (مسکرا کر) کیا کچھ دال میں کالا تو نہیں کوئی مستوہانہ تجربہ تو نہیں ہو رہا۔

(۳)

رام پیاری بھی اس لطیف تعریض پر ہنسنے لگی اور بولی مذاق نہ کی مجال ہے جو مجھے اپنے تجربہ یا ذہنیت کا افسانہ بنانے کا ارادہ بھی کرے۔

ذکیہ۔ کیوں آخر مجال نہ ہونے کی کیا وجہ۔ مالاکنڈ کی اغوا شدہ عورت آپ ہی جیسی عورت تھی جیسے اڑنے والے اُسے لے اڑے تو آپ کے اڑنے میں کیسی کس کو تامل ہوگا۔ مالاکنڈ کی عورت کے متعلق اب تک یہ ہو سکا کہ وہ کس شکل و شباہت کی عورت تھی آپ تو میرے سامنے بیٹھی ہیں نوجوان ہیں حسین ہیں، "چندے آفتاب چندے ماہتاب" ہیں پھر مسلمانوں کی ذہنیت بحیثیت قوم بقول آپ کے ہی ایسی۔ کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ مسلمان آپ کی تاک میں نہ ہوں اور آپ کو بھی "مسلمان" نہ بنالے۔

رام پیاری۔ (جوش میں آکر) جب میں ایسی ہو جگہ ہی نہیں کسی طرف متوجہ نہ ہونگی تو کوئی تاک میں رہکر کیا کرے گا اور ہو بھی تو اپنا سا منہ لے کر رہ جائے گا۔

ذکیہ۔ (جھک کر سلام کرکے) اللہ آپ کا بھلا کرے۔ اب آئیں نا ٹھیک راہ پر، صاحب آپ میں اور مالاکنڈ کی عورت میں کیا فرق ہے۔ اگر وہ آپ کی طرح کسی طرف متوجہ نہ ہوتی تو یقیناً لوگ منہ بھٹ پھٹا کر رہ جاتے اور واقعی کسی کی مجال نہ ہوتی کہ وہ اُسے اغوا کرتا یقیناً وہ متوجہ ہوئی ہوگی اس کا میلان ایک مرد کی طرف بڑھا ہوگا دو چار ملاقاتیں بھی ہوئی ہونگی تحریک مرد ہی کی طرف سے ہوئی اس نے اس پر صاد کی ہوگی رضامند ہو گئی ہوگی اور دونوں اپنی خوشی سے بھاگے ہوں گے۔ یا لوگوں نے عورت کو تو چھوڑ دیا اور سارا قصور مرد کے سر تھوپ دیا۔

رام پیاری۔ عورت ہمیشہ حیا اور شرم سے کام لیتی ہے۔

ذکیہ۔ بیشک اس سے زیادہ حیا اور شرم کا اور ثبوت کیا ہے کہ غیر مرد کے ساتھ گھر بار چھوڑ کر نکل کھڑی ہوئی۔

رام پیاری۔ آپ نے تو بات ہی [illegible]

[illegible]

پرنسس ازبیلا

(جناب رکشس صدیقی)

۹۶۶ء کا زمانہ ہے ہسپانیہ میں تخت خلافت امیرالمومنین حکم استنصر کے قدم چوم رہا ہے دارالخلافہ قرطبہ کی ترقی کی انتہائی منزلیں برق کی سی سرعت سے طے کر رہا ہے سنگ مرمر کے عالیشان ایوانات وادی الکبیر کے کنارے عالی باغات کہ جن میں صاف و شفاف پانی کی پتلی پتلی نہریں معشوقانہ انداز سے کسی نازک کمر کی طرح بل کھاتی ہوئی بہ رہی ہیں شہر کی دلفریبی کو دوبالا کر رہے ہیں جگہ جگہ مرمریں حوض بنے ہوئے ہیں جن میں خوبصورت طلائی نقرئی مجسمے نصب ہیں جو ہمیشہ سفید پانی کی دھارا اپنے منہ سے جاری رکھتے ہیں چاندنی راتوں میں شہر کا نظارہ بڑا ہی دلکش معلوم ہوتا ہے۔

صنعت و حرفت کی بیش از بیش ترقی اور تجارت کی گرم بازاری نے قرطبہ کے بازاروں کو بڑا نظر فریب بنا دیا ہے جن کی وسیع اور دل عشاق کی طرح کشادہ گلیاں میلوں تک چلی گئی ہیں دو رویہ لیمپ بردوش کھمبوں کی قطاریں دیکھنے والوں کو حیران کر کے ہوا کی اپنی سفید اور تیز روشنی میں جذب کر لیتی ہیں۔

بہار کا خوشگوار موسم آ گیا ہے اور ہزاروں غیر ملکی سیاح اس عظیم الشان شہر کی سیر کا لطف اٹھانے کے لئے جوق در جوق چلے آ رہے ہیں بازاروں میں معمولی چہل پہل ہو گئی ہے خصوصاً کونٹ گرنیشیا کے وفد کی آمد نے تو ایک نیا جوش پیدا کر دیا ہے واقعہ یہ ہے کہ اولوالعزم امیرالمومنین کو حال ہی میں کونٹ گرنیشیا پر ایک زبردست فتح حاصل ہوئی ہے وفد اور مغلوب کونٹ کی طرف سے صلح کا پیغام لیکر آیا ہے تمام قرطبہ میں رئیس وفد فرڈی نینڈ کی حسین لڑکی ازبیلا کے سحر آفریں حسن کی بڑی شہرت ہے حسن پرست طبقہ کی طرف سے اس ملائک فریب دوشیزہ کو "حور ارض" کا دلاویز خطاب مل چکا ہے۔

فی الحال امیرالمومنین نے مناسب شرائط پر صلح کی منظوری دیکر وفد کو شاہی مہمان کی حیثیت سے دو ہفتہ کے لئے ٹھیرا لیا ہے درمیان میں ایک شاہی دعوت ہوئی جس میں علاوہ قرطبہ کے مسلمان معززین عمائدین خلافت مسیحی کے مقتدر حضرات بھی مدعو تھے۔

ایک گلابی پوشاک میں لپٹا ہوا حسن و جمال کا سرخ و سفید مجسمہ کسی کرشمہ سے متحرک تھا یا ڈیوک فرڈی نینڈ کے برابر والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

بنت کی خوش قسمتی کہ ازبیلا کے بائیں طرف بیٹھنے کا قابل رشک شرف نوجوان منصور کو حاصل ہوا دربار خلافت کے خاص رسائی کی فضیلت اور امیرالمومنین کا منظور نظر افسر منصور شاعروں کا حسن مشہور ہے اور یہی حسن فتنہ خیز جمال کا ایک جلوہ تھا قرطبہ کے بعض نازک طبع سے شش جمال نوجوان کو اکثر ماہ آتشیں کہا کرتے تھے۔

حسن کی شراب برساتی ہوئی نگاہیں اٹھیں اور منصور کی متین فطرت، نصوحیت بھی نے سے محبت کی مخمور نگاہوں سے دیکھا اور مدہوش کر دیا۔

محبت کے اس پر کیف ازدیاد کو ایک فرانسیسی نژاد نوجوان ہنری انتہائی رشک و حسد کی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور جب پاکباز منصور نے ازبیلا کی سنہری زلفیں اپنے خوبصورت ہاتھوں میں لیکر عہد محبت کی ابتدائی ترجمانی کی ہنری کے کلیجے پر سانپ لوٹ گئے وہ ازبیلا پر اپنی محبت کے تیر چلا رہا تھا مگر نشانہ خالی جاتے دیکھکر زخمی گیدڑ کی طرح جھلا گیا ہنری کا باپ فرڈی نینڈ کے خاص دوستوں میں تھا اس امید افزا تعلق نے زرد رو فرانسیسی کے چیچک زدہ چہرہ کو تلملاتے ہوئے طرح جھکا دیا جامع قرطبہ سے اللہ اکبر کی ایمان افروز آواز اٹھی اور یہ پر لطف صحبت ختم ہوئی مہمان رخصت ہو کر واپس ہونے لگے ازبیلا بھی منصور سے کل کی ملاقات کا وعدہ لیکر شفیق باپ کے ہمراہ اپنی جائے قیام پر پہنچ گئی ہنری دعوت سے رخصت ہو کر اپنے عظیم الشان محل میں پہنچا جو قرطبہ کے بڑے لیتھ ہار کے قریب واقع تھا بدطینت بانخوت ہنری قرطبہ کے رئیس التجار مسیحی سوداگر آزوق کا بیٹا تھا باپ کے مرنے پر اکیلا کروڑوں کی جائداد کا وارث ہوا دولتمندی کے نشے نے مغرور ہنری کو انتہا درجہ کا خود غرض مکار اور فریبی بنا دیا ایک بڑی جونک پر لیتے ہی آن کا سب سے اس پر تیر برسانے شروع کئے مگر اس نے یہ کہکر اپنے زخمی دل پر مرہم تسلی رکھ دیا۔ فرڈی نینڈ میری درخواست ضرور منظور کریگا ازبیلا باپ کے حکم سے انکار نہیں کر سکتی آخر کامیابی کے خوشگوار خیالوں نے تڑپتے ہوئے فرانسیسی کو تھپک تھپک کر سلا دیا۔

دوسری شب تھی اور منصور ازبیلا سے ملنے کے لئے پا پیادہ اپنے عظیم الشان قصر سے روانہ ہوا راہگیروں کی نظروں سے بچنے کے لئے وہ تمام تر ایک سیاہ لبادہ میں لپٹا ہوا تھا راستہ میں اس کی تیز نگاہوں نے دیکھا کہ فرڈی نینڈ کی گاڑی قصر خلافت کی طرف جا رہی ہے یہ دیکھکر اس کے دل سے ایک بوجھ سا اتر گیا کیونکہ فرڈی نینڈ کو اکیلا سوار تھا قصر (جنت) کے قریب پہنچکر اس نے اپنی رفتار کم کر دی کیونکہ اسی قصر میں رئیس وفد فرڈی نینڈ اور اس کی بیٹی ازبیلا مقیم تھے۔

منصور کچھ سوچکر بجائے صدر دروازہ کے پائیں باغ کے دروازہ سے داخل ہوا اور وہ سرو کے درختوں اور انگور کی بیلوں کی آڑ لیتے ہوئے بڑھ رہا تھا کہ اس نے ایک خلاف امید نظارہ دیکھا

ازبیلا اور ہنری مرمریں حوض کے پاس چکنے گلابی پتھر کی دو کرسیوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے سرگرم گفتگو تھے شیر دل منصور نے جو آزاد پنچھی کی طرح بزدل فرانسیسی پر گرج برسنے کی بجائے نہایت ہوشیاری کے ساتھ دونوں کے خطاب میں بیٹھکر گفتگو سننے لگا۔

ہنری۔ تو کیا ازبیلا تم مجھے بالکل مایوس کر دو گی۔

ازبیلا (غصہ سے) ملعون شخص بس خاموش میں ایک لفظ سننا نہیں چاہتی

ہنری۔ عاشق اس سے بھی زیادہ ذلیل کئے جاتے ہیں پیاری ازبیلا آخر

پردہ کا رواج نہیں اس لئے وہ باآسانی لغزش کھا جاتی ہیں۔

خواہشات فطری کی ادنیٰ چنگاریاں اور جذبات انسانی کے ہیجان اس وجہ تیز ہوتے ہیں کہ ان کا مقابلہ ہر شخص کا کام نہیں ہوتا وہ تو ہمیشہ ان کی فطرت ایک رفیق حیات کی تلاش میں رہتی ہے اور یہی احساسات فطرت اغوا کے موجب بنتے ہیں آپ کو تو اپنی لڑکیوں کا رونا ہے آپ ان کی ننگ ناموس کے ماتم میں مصروف ہیں مگر ذرا آپ ہمارا دل چیر کر تو دیکھئے ہمارے سینکڑوں نوجوان آپ کی البیلی اور مست شباب لڑکیوں کے جذبات پر قربان ہوتے چلے جاتے ہیں عشق اندھا ہوتا ہے محبت میں انجام کوئی بھی نہیں سوچتا ہمارے نوجوان ان سوسائٹی اور رسم و رواج کی ستائی ہوئی تشنہ کام لڑکیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

رام پیاری - تو گویا آپ کے نزدیک مجرم بھگائی جانے والی لڑکیاں ہیں۔

ذکیہ - بھگائی جانے والی نہیں بھاگنے والی لڑکیاں۔

رام پیاری - یہ تو بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہندو لڑکیاں ہی خراب ہوتی ہیں۔

ذکیہ - جب آپ مسلم نوجوانوں کو متہم کرتی ہیں تو بہت بڑا مسئلہ نہیں ہوتا اگر ان لڑکیوں کو اپنی اور اپنے خاندان کی ننگ ناموس کا خیال ہوتا تو یہ مسلم نوجوانوں کے ساتھ بھاگتی ہی کیوں۔ جب ان کی رضامندی شامل ہو گئی تو یہ بھی برابر کی مجرم قرار پائیں۔ یہ تو پھر بخیر رہتی ہیں مگر ہمارے نوجوان مفت میں برباد ہوتے ہیں۔ اور بیچارے جانے ہیں۔

سوسائٹی اور رسم و رواج آپ کے برے اور بھگتنا پڑتا ہے مسلمانوں کو۔ آپ پھر سمجھ لیں کہ جنسی جذبات عورت و مرد دونوں میں موجود ہوتے ہیں اور دونوں کو انجام سے بے پروا بنا دیتے ہیں۔ ہمارے یہاں پردہ کا رواج موجود ہے آپ کے یہاں جیسے رسم و رواج نہیں اس لئے اس قسم کے واقعات شاذ ہی پیش آتے ہیں عورت اور مرد کا ملنا آگ اور پھونس کا ملنا ہے جب یہ ملیں گی نتائج اچھے نہ ہوں گے۔ مغرب کی حالت دیکھ لیجئے وہاں تو عصمت و عفت کا کوئی مفہوم ہی باقی نہیں رہا اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ پیلا تا کلی علانیہ کہتا ہے کہ ایک مرد کے ساتھ مسلسل زندگی بسر کرنا فطرت اصول کے خلاف ہے۔

رام پیاری - تو کیا اور صوبوں میں ایسے واقعات پیش نہیں آتے اور اقوام اس قسم کے نقائص سے بری ہیں۔

ذکیہ - بھلا نہیں برائی کس جگہ نہیں کہیں کم ہے اور کہیں زیادہ جہاں جس شدت سے جتنے زیادہ اسباب خرابی مجتمع ہو جائیں گے وہاں اتنے ہی واقعات رونما ہوں گے ہندوؤں ہندوؤں میں اور مسلمانوں مسلمانوں میں بھی واقعات برابر پیش آتے رہتے ہیں بات یہ ہے کہ انھیں ہمقومی کے باعث نہیں دی جاتی اور معمولی بات سمجھی جاتی ہے مگر جہاں فریقین میں مختلف المذاہب کا سلسلہ ہوتا ہے وہاں شور برپا ہو جاتا ہے مسلمان تو پھر شرم و غیرت سے کام لیتے ہیں مگر خدا جانے ہندوؤں کو کیا ہو گیا ہے کہ انھیں اس قسم کے واقعات کو شہرت دیتے غیرت ہی نہیں محسوس ہوتی اور وہ بھاگنے والیوں کا انتظام کرنے یا انھیں ملعون کرنے کے بجائے مسلمانوں کے سر ہوتے ہیں۔ میں ذاتی حیثیت سے ایسے مردوں کو خواہ وہ کسی مذہب و قوم سے تعلق رکھتے ہوں سخت قابل ملامت سمجھتی ہوں اور یہ بھی یہ انتہائی شیطنت لیکن جب میں دیکھتی ہوں کہ مسلمانوں کو بحیثیت قوم رسوا کیا جا رہا ہے اسے ایک منظم سازش بنایا جا رہا ہے اور علانیہ کہا جا رہا ہے کہ مسلمان ہندو لڑکیوں کو خراب کر رہے ہیں تو میں خاموش نہیں رہ سکتی اور کہنا پڑتا ہے کہ ہندو لڑکیاں ہمارے نوجوانوں کی زندگیاں برباد کر رہی ہیں اور ہندو اپنے نقائص کی اصلاح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور الٹا مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں بھلا یہ کہاں کا انصاف اور کیسی ہٹ دھرمی ہے۔

رام پیاری مسکرانے لگی اور کہا واقعی بہن میں سمجھ گئی۔ اس میں نہ مسلمانوں کا قصور ہے اور نہ ہندوؤں کا ساری خرابیاں ہمارے رسم و رواج اور اخلاقی کمزوری کے نقصان کی ہیں اور جب تک اسباب و مائم کو رفع نہ کیا جائے گا اس وقت تک یہ سلسلہ رکنا مشکل ہے۔

انتظار کی تکلیف بیشک شدید ہوتی ہے؟

شوال کا پرچہ اس مرتبہ بہت دیر میں شائع ہو رہا ہے۔ خدا کا احسان ہے کہ اس مہینے میں روپے کی تکلیف نہیں تھی، خدا ناظرین کو سلامت رکھے رمضان شریف بہت آرام سے گذرا۔ لیکن حوادث سے چارہ کار نہیں، پریس جہاں مولوی چھپتا ہے اس میں دو مشینیں ہیں، اور مولوی کی چھپائی کا کام مسلسل دو مشینیں کام کریں تو پورا ہوتا ہے۔ الوداع سے دو روز پہلے ایک مشین ٹوٹ گئی اور ٹوٹی بھی ایسی کہ آج تک میں دن پہلے تک درست نہ ہو سکی، رات دن کام کرایا۔ لیکن دو کا کام ایک پر کیسے پورا ہوتا، اب جوں توں پرچہ اس قدر تاخیر سے شائع ہوا۔ میں نے اپنی سی بہت کوشش کی، آپ کو اس سلسلہ میں جو تکلیف انتظار ہوئی اس کے لئے معذرت خواہ ہوں، چونکہ مشین ابھی تک درست نہیں ہوئی، اس لئے غالب قیاس یہ ہے کہ

ذیقعدہ کا پرچہ بھی دیر سے شائع ہوگا - اور میں اپنی کوشش میں کمی نہ کروں گا، تاہم آپ بھی ذی قعدہ تک انتظار فرمائیں، اور انشاء اللہ العزیز ... کا پرچہ بروقت شائع ہوگا۔ یہ اس لئے لکھنا ہے کہ ایک دن کی بھی دیر ہوتی ہے تو ڈاکخانہ کا خوب بھلا ہوتا ہے

خاموش اعلان بخاری شریف کے متعلق بھی کوئی اعلان اس پرچہ میں اسی وجہ سے نہیں ہوا کہ پریس میں طباعت کا کام رہ گیا، پہلی جلد شعبان کی چھپی ہوئی رکھی ہے، دوسری جلد بہت ہی چھپ گئی ہے، تیسری جلد باقی ہے، انشاء اللہ تینوں جلدیں ساتھ ہی روانہ کروں گا اس میں محصول کی کفایت ہے، جہاں آپ نے اتنی تکلیف سہی بس ایک ماہ اور صبر کر لیجئے، اب حساب کیا تھا تو ایک ہزار جلدوں میں سے ۲۰۰ جلدوں کا روپیہ آ چکا ہے، اب میرے پاس ۸۰۰ جلدیں باقی ہیں، تیسرا اڈیشن پوری صحاح ستہ ترجمہ کے بعد شروع کرنے کا ارادہ ہے اس لئے یہ بھی منگا لیجئے، اب ۸۰۰ جلدوں کے لئے کیا قیمت بڑھاؤں، پانچ روپے میں مفت سمجھئے منگا لیجئے، پھر یہ موقعہ خدا جانے کب آئے

مشکوٰۃ شریف بھی بخاری کے بعد ہی روانہ ہوگی ... وہ ابھی بہت باقی ہے لیکن چھپنے کے بعد ہی چار روپے قیمت ہوگی جب تک پریس سے نہیں آتی جب ہی تک ...

ازبیلہ تم سے رخصت ہو گئی مگر اس کا دل تمہارے پاس ہے شریف عیسیٰ
منصور اپنی ازبیلہ کو فراموش کر دینا تمہیں یاد ہو گا کہ ہم نے اپنے عہد محبت کی تجدید خدائے قدوس کو گواہ بنا کر کی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اس کے پاک وعدہ میں شرمسار ہو کر جائیں۔ میں قرطبہ کی زرین یادگار لے کر جا رہی ہوں صرف ایک تمہاری یاد لیے جا رہی ہوں مجھے امید ہے کہ تم اپنی ازبیلہ سے دوبارہ ملنے کی کوشش کرو گے میں گرنیڈا میں تمہاری منتظر رہوں گی۔ (تمہاری ازبیلہ)

منصور نے خط پڑھ کر چھاتی پر رکھ لیا اور ازبیلہ کی جستجو کی یاد نے اسے بے چین کرنا شروع کر دیا مگر کامل ہوتی نظر کی کیفیت سے مضطرب ہو رہا تھا پھر رحم آیا اور بادِ نسیم کی خوشگوار ہواؤں کے جھونکوں نے تھپک تھپک اسے سونے پر مجبور کر دیا۔

گزشتہ واقعات کو سال بھر سے زیادہ عرصہ گزر گیا منصور اس عرصہ میں دو مرتبہ گرینیڈا گیا اور ڈیوک فرڈی نینڈ کی پرلطف دعوتوں کے ساتھ ہی ساتھ ازبیلہ کی محبت بھری مہمان نوازی کا لطف اٹھا کر چلا آیا حسین ازبیلہ اس کی پاکبازی پر دل ہی دل میں ناز کرتی کہ اس بے تکلفی میں بھی منصور کے قدم کو کبھی لغزش نہ ہوئی۔

اب ازبیلہ انیسویں سال میں تھی حشر خیز شباب نے ہزاروں فتنے اٹھا دیے تھے لیونڈو کا مشہور متمول نائٹ الفانسو اس حسن کی دیوی کی پوجا کرنے کے لیے گرینیڈا آیا ہوا تھا ازبیلہ نے بھی اس کا ذکر سنا اور معاملے کی نزاکت محسوس کرتے ہوئے ایک وفادار غلام کو منصور کے بلانے کے لیے روانہ کیا۔

ایک روز ازبیلا اپنے پائیں باغ میں مصروف گلگشت تھی اور شہزادی کا باپ ایک مرمریں کرسی پر بیٹھا ہوا سیر چمن سے لطف اندوز ہو رہا تھا کہ غلام نے الفانسو کی آمد سے مطلع کیا۔ فرڈی نینڈ الفانسو کی مشہور و معروف ہستی سے متعارف تھا وہ خود اٹھا اور معزز مہمان کو خوش آمدید کہتے ہوئے کرسی پر لا بٹھایا

رسمی گفتگو کے بعد الفانسو نے صاف لفظوں میں اسے ازبیلہ کا پیام دیا اور باپ کے پاس ہی بیٹھی ہوئی لڑکی دھک سے ہو گئی۔ فرڈی نینڈ متامل تھا کہ کیا جواب دے ایک سوار آتا ہوا دکھائی دیا ڈیوک نے پہلی ہی نظر میں بہادر جنرل منصور کو پہچان لیا اور بے اختیارانہ طور پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی ازبیلہ و الفانسو بھی۔ قریب پہنچ کر منصور گھوڑے سے اتر پڑا اور گھوڑا ڈیوک کے ایک غلام کے حوالہ کر کے آگے بڑھا فرڈی نینڈ مرحبا مرحبا کہتا ہوا آگے بڑھا منصور نے نہایت خوش اخلاقی سے ڈیوک سے مصافحہ کیا اس کے بعد ڈیوک نے اپنے دونوں معزز مہمانوں کو ایک دوسرے سے متعارف کیا۔

الفانسو نے ہاتھ بڑھایا اور منصور خندہ پیشانی کے ساتھ مصافحہ کرتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گیا الفانسو ڈیوک اور ازبیلہ بھی بیٹھ گئے ڈیوک نے پوچھا بہادر جنرل اس کرم فرمائی کا باعث کیا ہے۔ منصور۔ محترم ڈیوک میں اپنی طرف سے ازبیلہ کا پیام پیش کرتا ہوں الفانسو اپنی حسرتوں کا خون ہوتے دیکھ کر غضبناک ہو کر بولا۔ میرے محترم دوست کو اپنا وعدہ واپس لے لینا چاہیے مجھے یقین ہے کہ وہ مجھ سے ڈوئل لڑنے کی کوشش کو فضول خیال کریگا۔

منصور کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا مگر اس نے اپنے جوش کو روکتے ہوئے کہا۔ نائٹ الفانسو میں خوشی کے ساتھ ڈوئل لڑنے کے لئے تیار ہوں فرڈی نینڈ نے خیر خواہانہ طور پر منصور سے ڈوئل کا دعویٰ واپس لینے کیلئے کہا مگر بے سود۔

دوسرے دن کونٹ گرنیڈا کی منظوری سے ڈوئل کی تاریخ مقرر ہو گئی۔

آج ڈوئل کا خوفناک امتحان تھا اکھاڑے کیلئے ایک وسیع میدان منتخب کیا گیا جس کے پاس ہی دربار خلافت کی فوجوں کا عظیم الشان کیمپ تھا کہ جو امیر المومنین نے منصور کی حفاظت اور امن قائم رکھنے کے لئے روانہ کی تھیں۔

لاکھوں تماشائی جمع ہو گئے آس پاس کی مملکتوں ریاستوں کے کونٹ اور نواب اس عجیب و غریب ڈوئل کے دیکھنے کے لئے گرنیڈا پہنچ چکے تھے۔

کونٹ گرنیڈا اور معززین کیلئے ایک بلند نشستگاہ بنائی گئی اور ڈوئل شروع ہونے سے کچھ دیر پہلے کونٹ نوابوں اور وزراء امراء کے جھرمٹ میں داخل ہوا۔

تمام تماشائیوں نے کونٹ کا پرجوش خیر مقدم کیا اور کونٹ اپنی جگہ پر متمکن ہو گیا کونٹ کے دائیں طرف افواج خلافت کا کمانڈر غالب بیٹھا اور اس کے پہلو میں ہمارا بہادر جنرل منصور کونٹ کے بائیں طرف۔ فرڈی نینڈ اور ملکہ قریب ازبیلہ رونق بزم تھے ہزاروں حسین نیلہ یاں محبت کی اس اہم جنگ کا نتیجہ دیکھنے کے لیے زرق برق لباس میں لپٹی ہوئی اپنی جنبش سے بجلیاں گرا رہی تھیں

آخر ڈوئل کی کارروائی شروع ہوئی اور الفانسو پورے جوش و خروش کے ساتھ منصور پر پل پڑا تجربہ کار منصور نے صرف مدافعت پر اکتفا کیا اور پرجوش حریف کو تھکاتا رہا۔

نتیجہ بہت جلد ظاہر ہو گیا الفانسو دو گھنٹے کی بے نتیجہ جنگ کی تھکن سے ہانپنے لگا اور منصور نے حریف کو کمزور دیکھ کر کہا۔

بہادر الفانسو تیغ زن نائٹ آپ شوق سے آرام کر سکتے ہیں۔

الفانسو جھنجھلا گیا اور اس نے پرغضب ہو کر ایک بھرپور ہاتھ منصور پر ڈالا مگر اس نے اس صفائی سے اسے اپنی تلوار پر لیا کہ تماشائیوں کے ہجوم نے بے اختیار تحسین و آفرین کے نعرے بلند کئے۔

میدان ہاتھ سے جاتا دیکھ کر مایوس الفانسو نے پوری قوت سے کام لیکر پے در پے وار کرنا شروع کئے مگر وہ جوہر انھوں نے الفانسو کے ساتھ کچھ وفاداری نہ کی۔

آخر وقت آ گیا اور منصور نے اللہ اکبر کے پرجوش نعرہ کے ساتھ ایسا بھرپور ہاتھ الفانسو کی گردن پر لگایا کہ اس کا سر کٹ کر گیند کی طرح دور جا پڑا اور بے جان دھڑ زمین پر تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔

کمانڈر غالب نے کرسی سے کود کر بہادر منصور کو گلے سے لگا لیا ڈوئل کی کارروائی ختم ہو چکی تھی کونٹ گرنیڈا نے منصور کو اپنے برابر کھڑا کیا اور حاضرین کو مخاطب کر کے ایک تقریر کی

"انصاف تو یہ ہے کہ بہادر منصور نے اپنے ماہر فن ہونے کا اعلیٰ حد تک ثبوت دیا اور میں تقدیر کے فیصلے کو خوش آمدید کہتا ہوا شہزادی ازبیلہ کا ہاتھ بہادر جنرل منصور کے ہاتھ میں دیتا ہوں"

غالب نے شکریہ میں ایک مختصر تقریر کی اور ازبیلہ و منصور کو لیکر کیمپ میں واپس ہوا۔ ایک ہفتہ کے بعد قرطبہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کیا گیا جس میں امیر المومنین نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ازبیلہ و منصور کے نکاح کے بعد خلیفہ نے خود منصور کو مبارکباد دی اور یہ عدیم النظیر جلسہ ختم ہوا۔

تمہیں میری درخواست ماننی ہی پڑے گی۔

ازبیلہ۔ ذلیل کتے ذرا منہ لگانے کے قابل نہیں۔

ہنری۔ مغرور لڑکی تو ایک جلیل القدر و بلند شخص کی محبت کو ٹھکرا رہی ہے ازبیلہ یاد رکھ کہ تو ذرا سی ضد و ہٹ کرے گا جو وہ چاہے گا اور تجھے مجبوراً میری اس کی محبت کا دم بھرنا پڑے گا۔

ازبیلہ۔ کمینے شخص میں تیری دولت اور تیری محبت اور تیری صورت پر لعنت بھیجتی ہوں۔

ہنری جوش غضب سے سرخ ہو گیا اس نے ایک چمکتا ہوا خنجر کالا اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

ذلیل لڑکی کیا تو چاہتی ہے کہ میں اپنی توہین کا تجھ سے انتقام لوں اس احساس سے کہ میں تیری آرزو پوری کر سکتا ہوں"

اور خنجر لیکر ازبیلہ پر جھپٹا قبل اس کے ازبیلہ کے ایک حفیف سا خراش بھی آئے منصور دونوں کے درمیان حائل تھا ہنری نے حیرت اور غصے سے اپنے کامیاب رقیب کو دیکھا اور بولا۔

"گستاخ بد دین تجھے تیری بیباکی کی سزا ابھی ملتی ہے"

اور بجلی کی طرح منصور پر ٹوٹ پڑا مگر چشم زدن میں ہنری گیند کی طرح اچھلتا ہوا سر کے بل حوض کے پتھروں پر گرا گرتے ہی اس کے سر کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ بیجان تھا حریف سے فارغ ہو کر منصور نے شکر گذاری کی نظر سے ازبیلہ کو دیکھا گویا وہ کہہ رہا تھا کہ میدان محبت میں ثابت قدم رہنے پر مبارکباد پیش کر رہا ہوں

ازبیلہ جوش طرب میں منصور کے خوبصورت ہاتھ چوم لئے اور بولی۔

مسیح اے تو بہ خدا کا بڑا فضل ہوا کہ آپ وقت پر پہنچ گئے۔

منصور۔ یہ سب محبت کے کرشمے ہیں کہ جس نے شہزادی ازبیلہ کو ظالم ہنری سے بچانے کے لئے اس وفادار غلام منصور کو بھیج دیا۔

ازبیلہ۔ شریف منصور ازبیلہ جان رکھتی ہے مگر تمہاری بخشی ہوئی۔ میں تمہاری کنیز ہو چکی یہ تمہاری عاشق نوازی ہے کہ ازبیلہ کی محبت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہو"

منصور نے آسمان کی طرف دیکھا قریب تھا کہ قمریں شب تھی اور ضیا خروش چاند کی شراب میں بھیگی ہوئی شعاعیں لطیف سبزہ زمین پر برس رہی تھیں "خلد فردوس باغ کی موجودگی سے اس نے سمجھا کہ وہ جنت المعلے' میں مصروف گلگشت ہے رہی سہی کمی ملائک قریب ازبیلہ سے پوری ہو گئی جو زاہدانہ لباس میں خلد بریں کی حسین و جمیل حور معلوم ہو رہی تھی۔

منصور پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہو گئی اور ازبیلہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر جگمگانے ہوئے آسمان کی طرف دیکھکر بولا!

خدائے قدوس آج تیرے دو ناچیز بندے تیری مقدس سرکار میں محبت کے پاک عہد کو استوار کر رہے ہیں۔ رحمت والے خدا توفیق دے کہ ہم اس مقدس عہد کو نباہیں۔

نیلگوں آسمان پر آرام کرنے والے تارو! گواہ رہنا کہ دو دلوں کی دو مجسم تصویریں محبت کے پاکیزہ رنگ میں رنگی جا رہی ہیں"

ازبیلہ نے خاردار گلاب کی ایک ٹہنی ہاتھ میں لیکر کہا۔ خاموش رہنا کہ محبت کے عقیدے کی آج عہد محبت کی مضبوط زنجیر پہنا...

اس خلوص آمیز راز و نیاز کے بعد دونوں سنگ مرمر کے حوض اور گفتگو شروع ہوئی۔

منصور۔ بدمعاش ہنری یہاں کیوں آیا تھا۔

ازبیلہ۔ ریشم بکار ملعون سمجھتا تھا کہ وہ بلندی کی ہوس پر اس کی ہو رہے گی آپ کے آنے سے کچھ دیر قبل یہ شخص اداس بیٹھا تھی ہنری والد کے پاس آتا جاتا تھا اس ملاقات سے اخلاق سے ا سے ہاتھوں ہاتھ لیا بیٹھتے ہی کمبخت نے بیہودہ گفتگو شروع میں تو ڈر گئی تھی کہ خدا جانے کیا نتیجہ ہو کر خوش نصیبی کہ آپ وقت پر آ پہنچے

منصور۔ چلو اچھا ہوا مردود اپنے کیفر کردار کو پہنچا ازبیلا اس کو دفن کر دینا چاہیئے دونوں نے جلد جلد خنجر سے گڑھا کھود کر ہنری کی لاش کے لئے سپرد زمین کر دیا۔ اس سے فارغ ہو کر منصور نے زمرد خون آلود پتھروں کو پانی سے دھو ڈالا اور پھر اطمینان کے ساتھ ازبیلہ ہوا۔

آپ کے والد کہاں تشریف فرما ہیں۔

ازبیلہ امیر المومنین نے قصر خلافت میں یاد فرمایا ہے۔

منصور۔ ازبیلہ مجھے تعجب ہے کہ تم عربی میں اس قدر فصیح کر سکتی ہو۔

ازبیلہ۔ پیارے منصور واقعہ یہ ہے کہ مجھے عربی زبان کے مذہب اسلام سے بھی محبت ہے میں نے آپ کے مقدس مذہب کی کا نظر تعمق سے مطالعہ کیا ہے جس نے مجھے اس نتیجہ کے قریب پہنچا اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں سیدھا سادہ اور مقدس مذہب ہے

منصور فرط طرب سے کرسی پر اچھل پڑا اور بے اختیار اس کے منہ سے نکلا تو پیاری تمہیں اس کے مذہب کے قبول کرنے میں کیوں تامل ہے۔

ازبیلہ۔ منصور میں تو پہلے سے تیار ہوں اچھا لاؤ اپنا مقدس ہاتھ نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور حق پرست شہزادی

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ

کہتی ہوئی مسلمان ہو گئی۔

منصور نے ازبیلہ کے قبول اسلام پر پرجوش لفظوں میں مبارکباد دی اور زیادہ وقت ہو جانے سے رخصت کی اجازت مانگی ازبیلہ نے پھر کل پھر آنے کا وعدہ لیکر اجازت دی۔

ہنری کے عزیزوں نے دو ہفتہ کی تلاش سے تھک کر سمجھ لیا کہ کہیں پہنچ گیا ہے اور خاموش ہو کر بیٹھ گئے اس عرصہ میں منصور کئی سے وہ اور ہر دفعہ اپنی پاکبازانہ محبت کا گہرا نقش اس کے دل پر آج وہ دن کے قرطبہ سے گئے ہوئے دوسرا دن ہے اور منصور اپنے کمرہ میں بیٹھا ہوا پیاری ازبیلہ کا خط پڑھنے میں مصروف ہے شاید اس کئی مرتبہ پڑھ لیا ہو مگر جوش عشق میں پھر ایک مرتبہ اس نے پڑھنا شروع

نقد و تبصرہ

بچوں کا تحفہ

دہلی کا ماڈرن ہائی اسکول چھوٹے بچوں کی تعلیم اور تربیت کے لئے بہت کافی شہرت حاصل کر چکا ہے اس اسکول کے ایک استاد مولوی محمد شفیع الدین صاحب نیر نے بچوں کے لئے نظموں کی دو کتابیں حال میں شائع کی ہیں دونوں کتابوں کا نام "بچوں کا تحفہ" ہے ایک حصہ اول ہے جو بالکل چھوٹے بچوں کے لئے ہے اور دوسرا حصہ دوم جو ذرا کسی قدر بڑے بچوں کے لئے ہے۔ کتابوں کی ظاہری صورت بھی اس قدر خوشنما اور دیدہ زیب ہے کہ ہر بچہ خواہ مخواہ بھی انھیں پڑھنے کے لئے مچل جائیگا اور یہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ جناب نیر بچوں کی نفسیات سے صحیح واقفیت رکھتے ہیں۔

نظمیں بہت ہی سلیس اور آسان زبان میں لکھی گئی ہیں اور اس احتیاط کے باوجود ان میں ادبی لطافت اور شاعرانہ خوبیاں موجود ہیں۔ فاضل مصنف نے ہر نظم میں اس کا بھی پورا پورا لحاظ رکھا ہے کہ کوئی نظم بے مصرف اور صرف ایک ذریعہ تفریح ہی نہ ہو بلکہ ان سے زیادہ کوشش کی ہے کہ بچے اپنے گرد و پیش کی چیزوں کے متعلق صحیح معلومات حاصل کر لے۔ حفظان صحت کے متعلق بہت ہی مفید طریقے پر واقفیت بہم پہنچائی ہے اسی طرح سائنس ہو طبعیات کے بعض مسائل بھی اسی طرح سمجھا دیئے ہیں کہ بچہ ان سے واقف بھی ہو جائے اور ایک لمحہ کیلئے بھی یہ واقفیت اس کے ذہن پر بار نہ گذرے۔ اس سے پیشتر بھی بچوں کے لئے بہت سی نظمیں لکھی جا چکی ہیں لیکن اس طرح کی صورت میں اور ایسے دلکش انداز میں غالباً بچوں کے مطلب کی نظمیں موجود نہ تھیں نیر صاحب نے ایک بہت بڑی کمی کو پورا کیا ہے اور ہم انھیں ان کی اس کامیاب تصنیف پر دل سے مبارکباد دیتے ہیں۔

کتابیں مصنف سے اس پتے پر مل سکتی ہیں:- مولوی محمد شفیع الدین نیر کوچہ تاراچند دہلی۔ ہر حصہ کی قیمت آٹھ آنے ہے اور صرف کاغذ کتابت اور طباعت کی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے یہ کچھ بھی زیادہ نہیں ہے۔

موتی

مولفہ جناب سید یوسف بخاری دہلوی۔ سائز $\frac{20\times30}{16}$ حجم ۱۴۴ صفحات سفید عمدہ کاغذ دلفریب کتابت دیدہ زیب طباعت قیمت بارہ آنے۔ ناشر سید محمد بخاری گلی امام جامع مسجد۔ دہلی۔

سید یوسف بخاری صاحب امام صاحب جامع مسجد دہلی کے حقیقی برادر زادے ہیں اور دنیائے ادب میں کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کے اکثر مضامین ملک کے مشہور ادبی رسائل میں شائع ہوتے رہتے ہیں جن سے آپ کی فنکارانہ طبیعت اور تخلیقی قوت کا پتہ چلتا ہے۔ "موتی" آپ کی تازہ تالیف ہے جس میں آپ نے بڑی محنت اور کاوش سے حکیمانہ اور شاعرانہ اقوال کو عربی فارسی، انگریزی اردو اور ہندی کے علمی ذخائر سے اخذ اور ترجمہ کر کے دینی و دنیاوی زندگی کے مختلف عنوانات کے تحت بڑی خوبی سے مرتب کیا ہے یہ اقوال اپنے فلسفہ و حکمت شعریت ورنہ ان کے حیب زندگی کے تمام شعبوں پر اس طرح حاوی و شامل ہیں کہ ایک لمحہ بھی منفک نہیں ہوتا۔ جناب احمد الاحمدی کے تعارف اور مولانا راشد الخیری اور حضرت خواجہ حسن نظامی کے تبصروں کے بعد آپ نے ایک بسیط و پر مغز مقدمہ لکھا ہے جس میں اقوال کے فلسفہ و حکمت، اہمیت و مقبولیت اور فوائد کا بیان ہے یہ مقدمہ نفس کتاب سے بھی زیادہ دلچسپ مفید اور پر مغز معلومات ہے۔ یوسف صاحب مستحق مبارکباد ہیں کہ انھوں نے ایک ایسی کتاب شائع کی ہے جو اس وقت تک اردو زبان میں نایاب تھی یہ اپنی قسم کی سب سے پہلی کتاب ہے جو بلاشبہ عورتوں، مردوں، بچوں، بوڑھوں سب کے لئے مفید اور کارآمد ہے یہ کتاب ہر ایک لائبریری میں رہنی چاہیئے۔ اور ہر ایک کو پڑھنا چاہیئے۔

زوال غازی

افغانستان میں جو انقلاب برپا ہوا جس کا نتیجہ غازی امان اللہ خاں کی حکومت کے زوال کی صورت میں نکلا اس اہم اور عظیم الشان انقلاب کی مکمل تاریخ عزیز ہندی صاحب امرتسری نے قلمبند فرما دی ہے اس کا نام "زوال غازی امان اللہ خاں" رکھا ہے۔

یہ کتاب چار سو سے زیادہ صفحات پر مشتمل ہے اور چونکہ صرف انقلاب کی تاریخ قلمبند کرنا پیش نظر تھا اس لئے غازی امان اللہ خاں کی سیاحت یورپ سے اس کتاب کا آغاز کیا گیا ہے اور سفر یورپ کے آغاز و اختتام اور اثنائے راہ کے اہتمام سے لیکر واپسی تک کے تمام حالات اور واپسی سے لیکر انقلاب حکومت تک کے تمام واقعات و حالات بیان کئے گئے ہیں اس ضمن میں افغانستان کے مختلف حصوں کی قومی خصوصیات زرعی و تجارتی اور اقتصادی حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور کتاب کے اندر جا بجا سیاسی مسائل پر بحث کی گئی ہے مگر اہم ترین چیز یہ ہے کہ چونکہ جناب عزیز ہندی صاحب انقلاب کے دوران میں افغانستان میں موجود تھے اور دس سال قبل سے وہیں قیام گزین تھے اور وہاں کی سیاسیات میں عملاً دلچسپی بھی لیتے تھے اس لئے انقلاب اور اس سے متعلق واقعات و حالات کو بہت تفصیل و تحقیق کیساتھ اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اگرچہ انقلاب کی وجوہ کا اجمالی علم اہل ہند کو دوران انقلاب ہی میں ہو گیا تھا اور بعد میں رفتہ رفتہ اس میں اضافہ بھی ہوتا رہا مگر اس قدر تفصیلی اور صحیح علم جو اس کتاب کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے ابتک اور کسی ذریعہ سے حاصل کرنا ممکن نہ تھا یقیناً عزیز ہندی صاحب کی یہ کوشش ہندوستان میں قدر و منزلت کی نظر سے دیکھی جائیگی کہ انھوں نے ہمسایہ ملک کے اس انقلاب کے متعلق صحیح مستند واقعات و حالات بہم پہنچا دیئے جس سے اہل ہند کو گہری دلچسپی رہ چکی ہے اور اب تک ہے۔

جناب عزیز نے اس کتاب میں ایک باب خاص طور پر ہمسایہ سلطنتوں کے طرز عمل کے متعلق قائم کیا ہے اور اس میں آپ نے اپنی تحقیق کا نتیجہ یہ قلمبند کر دیا ہے کہ ہمسایہ حکومتوں نے زوال غازی کے اسباب مہیا کرنے میں کوئی حصہ نہیں لیا مگر جناب عزیز نے اس باب میں جو طرز استدلال اختیار کیا ہے اور جو موشگافی کی ہے اس سے ہندوستان کے ذوق سیاسی کی تسکین نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا عقیدہ تو قطعاً عزیز صاحب سے مختلف ہے بہر حال کتاب کی سخت ضرورت تھی اور ہمیں یقین ہے کہ کتاب بہت زیادہ مقبول عام و خاص ہوگی۔ کتاب ملنے کا پتہ:-

دفتر زوال غازی ہال بازار امرتسر۔ مہتمم زوال غازی سے طلب فرمایئے۔

سُورَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ مِائَةٌ وَإِحْدَى عَشْرَةَ آيَةً وَاثْنَا عَشَرَ رُكُوعًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ①

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا
إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ② وَآتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى
لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن دُونِي وَكِيلًا ③ ذُرِّيَّةَ مَنْ

دہلی کا سب سے بہتر ۲۷ سطری صحت نما قرآن مجید

بلا ترجمہ

ہر سطری قرآن شریف سے بڑھ گیا ایسی احتیاط کون کر سکتا ہے، کہ ایک ایک نقطہ ایک ایک اعراب بالکل صحیح ملیں گے یہ اسی قرآن کی خوبی ہے، اور [illegible]
[illegible] اس کے طبع کرنے کا اہتمام کیا ہے وہ ما سبق سب کام کرنیوالوں سے بازی لے جاتا ہے [illegible] ذمہ دار حافظوں اور صاحب فن [illegible] کی نگرانی [illegible]
[illegible] اس کے کارکنان کو جزائے خیر دے، کہ انہوں نے بچوں کے پڑھنے کے لیے ایسا نایاب قرآن پیش کیا [illegible]
اس قرآن شریف میں [illegible]
ضرورت کو محسوس کر کے [illegible] ایک بات بھی ایسی نہیں چھوڑی گئی ہے جس کے متعلق یہ خیال ہو سکے کہ فلاں بات ایسی ہے اور ہوتی [illegible]
کا اہتمام کیا ہے۔

متانت [illegible] ظاہر ہو سکتا ہے کہ قابل خطاطوں نے کس درجہ بچوں کی ذہنیت ملحوظ رکھی ہے، آپ ایک ایک حرف کا تجزیہ کیجئے اور دیکھئے کہ کہیں بھی آپ کو کوئی اعراب ہٹا ہوا یا مشتبہ [illegible]
[illegible] قرآن پاک کے صحیح پڑھنے کا ہے اور [illegible] صحیح اعراب کا قرآن شریف مل جائے تو پھر استاد کی ضرورت باقی رہتی ہے [illegible]
[illegible] چند گھنٹوں میں یاد ہو جانا [illegible] مشکل نہیں [illegible] اگر غیر معمولی [illegible] ابتدا میں [illegible] تو اختتام قرآن شریف تک [illegible]
[illegible] والدین بچوں کو ذہین اور سریع الفہم بنانا چاہتے ہیں ان کو ابتدا میں ایسا ہی قرآن شریف لینا چاہئے جس کے اعراب برجا اور درست ہوں،

صحت [illegible] قرآن شریف [illegible] مسلمانوں کا ایمان ہے اور کوئی مسلمان قرآن شریف کی صحت میں دریغ نہیں کرتا، [illegible] اس کی صحت میں [illegible]
[illegible] قرآن شریف کے متعلق یہ بات عام طور پر زبان زد ہے کہ دہلی میں صحت ہوتی تو اس قرآن شریف کی [illegible] لوگوں نے اس کی غلطیاں دیکھنے میں [illegible]

طباعت [illegible] دہلی میں چھپائی کا [illegible] طباعت قرآن شریف ہندوستان کے ہر حصہ سے افضل ہوتی ہے اور بہترین قرآن شریف [illegible]
[illegible] قرآن پاک کی شہرت کا یہ حال ہے [illegible] اس قرآن کی چھپائی بہتر ہو گئی ہے۔

مقدمہ ترغیب القرآن [illegible] قرآن شریف میں سب سے [illegible] مقدمہ ہے جو آپ نے کسی قرآن شریف میں نہ دیکھا ہوگا، اس میں حسب ذیل مضامین ہے، قرآن مجید، نزول قرآن مجید
[illegible] قرآن مجید کس طرح جمع ہوا، جب سے قرآن شریف کس نے چھاپا، [illegible] آداب قرآن [illegible]
[illegible] فضائل قرآن مجید، احادیث [illegible] فضائل قرآن مجید، قرآن مجید پڑھنے کے فضائل [illegible] قرآن مجید پڑھنے کے فضائل، قرآن مجید کے
[illegible] مسائل [illegible] قرآن مجید [illegible]

اردو زبان میں مذہب اسلام کی سب سے زیادہ معلومات کی کتاب

کتاب الاسلام

ہے ہر فرقہ اسلام کا پیرو اسے صرف اسی کتاب کو پڑھ کر مذہب کا ماہر بن سکتا ہے

نہیں ہے یہ فرقہ وارانہ تفرقوں کی حامی نہیں مگر یہ حقیقت ہے کہ ہندوستان کی کتب خانوں میں کوئی ایسی کتاب نہیں جس میں اسلام کی تمام تعلیمات ہوں اور جہاں ایسی صورت پیدا ہوئی کہ دہاں بتلایا ہے کہ قرآن اور اس طرح اس کو ماننا ہوا عقیدے کے علاوہ عقلی و نقلی پوری اسلامی معلومات ہے ہوا اتنی معلومات اردو ہی نہیں کسی زبان کی کتاب میں یکجا نہیں یہی وجہ ہے کہ اس کا پہلا معلومات بتلاتے ہیں اردو زبان میں تنہا یہی کتاب ہے جس میں اڈیشن صرف تین مہینے میں ہاتھوں ہاتھ نکل گیا اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ آپ کو سو کتابیں پڑھ لینے کے بعد بھی اتنی معلومات نہیں ہو سکتی جو صرف اس کتاب کو پڑھ لینے سے ہو سکتی ہیں یہ بارہ سو صفحات کی مجلد کتاب ہے جو سات سال کی محنت میں جناب محمد عالم نے تیار کی ہے اس کی احتیاط کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ذراسی لغزش سے پوری کتابت شدہ کتاب ردی کر دی اور آٹھ سو روپے کی پرواہ نہیں کی مطلق خیال نہیں کیا اس میں اصولی اسلامی تفصیلات کے بعد سب سے پہلے بتلایا گیا ہے کہ مذہب کسے کہتے ہیں مذہب دنیا میں کب سے ہے مذہب کی صداقت کا معیار کیا ہے دنیا کو مذہب کی کیوں ضرورت ہے مذہب اور لا مذہبی میں کیا فرق ہے دنیا کے مشہور مذاہب کون کون سے ہیں اور ان کی امتیازی خصوصیات کیا ہیں اسلام سچے مذہب کے معیار پر پورا اترتا ہے یا نہیں اسلام کسے کہتے ہیں اور مسلمان کون ہوتا ہے اسلام دنیا میں کب سے ہے اور کب تک باقی رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے دوسرے مروجہ مذاہب پر اسلام کو کیوں فوقیت ہے اسلام اور اسکی صداقت پر جو اعتراضات ہیں ان کے کیا جوابات ہیں اسلام اور اس کی تعلیمات کے متعلق غیر مسلموں کی کیا رائے ہے اسلامی احکام و تعلیمات کیا ہیں اور مسلمان کس حد تک اس پر عمل پیرا ہیں اسلامی احکام و تعلیمات کن کتابوں میں ہیں اور کب اور کیسے بنیں اس قدر اہم مباحث اس کتاب میں ہیں جو چار سو صفحات میں آئے ہیں اور عقائد اس کے بعد عبادات پھر معاملات متفرق ہدایات اسلامی اخلاق و آداب اور اسلامی ریاضات و مجاہدات یہ سب بارہ سو صفحات میں ہے کاغذ کتاب کا بہت اعلیٰ ہے عمدہ مضبوط چمڑے کی جلد بنی ہوئی ہے۔ اور قیمت صرف چار روپے ہے (للعہ) چودہ آنے محصول ڈاک میں خرچ ہوتے ہیں یعنی پانچ روپے میں گھر بیٹھے منگا لیجئے۔

مزید تعارف کے لئے بہت مختصر فہرست مضامین یہ ہے

باب اول اس میں بیان صفات محمد سبب اسلام کے ہے جو کہ نقلی اور عقلی دلائل ہیں یہ سب صفحات پڑھ لینے کے بعد ایک مسلمان کبھی مرتد نہیں ہو سکتا اور دوسرے مذاہب کا پیرو اسلام کی صداقت کا قائل ہو جاتا ہے اور ایسا ہوا ہے۔

باب عقائد اس میں حسب ذیل مباحث ہیں۔ اہلسنت اسلام کے بنیادی عقائد ایمان کا تعلق ذات و صفات باری تعالیٰ توحید مسئلہ عرش الٰہی دیدار الٰہی کلام الٰہی نبوت و رسالت انبیاء سابقین رسول کریم کی فضیلت ختم نبوت معجزات قبر مسئلہ تقدیر حشر و نشر عذاب و ثواب قیامت ظہور مہدی دجال دنیا کے آخرت ہر صدی کے اولیا سب کے عقائد کا بیان ۲۵۶ صفحات تک ہیں۔

باب عبادات اس میں حسب ذیل مباحث بہت تفصیل سے ہیں تقلید کی ضرورت امام اور خلفا کی خصوصیات اور ان کی تعریف اولیا، اور ان کے حالات طہارت کا بیان ہر مذہب کی نجاست سے مقابلہ طہارت جسمانی وضو کا طریقہ وضو کے فرائض واجبات سنن مستحبات اور وضو شکن چیزیں غسل جنابت حیض و نفاس پانی کی مقدار اور جاری کے پورے پورے مسائل پھر تیمم کے مسائل موزوں پر مسح نجاست کی پوری تفصیل استنجا اور طہارت و ناپاکی کا پورا پورا بیان ہے اس میں نماز کا بہت ہی مفصل بیان ہے جس کے چند عنوان یہ ہیں نماز کے اسرار نماز کی ترغیب نماز کی فرضیت تارک صلوٰۃ کا حشر نماز با جماعت کا شرف خطبہ خطبہ کی ضرورت حالات حاضرہ کے مطابق نماز کے احکام اذان کے مسائل نماز کی پیش بندی قبلہ کے احکام نیت کے مسائل نماز کے فرائض واجبات سنن قیام و قراۃ کے مسائل نماز پڑھنے کا صحیح طریقہ فساد نماز اغلاط قرآن کے مسائل نماز کی لوٹنے کے مسائل امامت کے مفصل مسائل ۔۔۔ کا مسجد میں منع ہے جماعت کے احکام و مسائل سنت موکدہ و غیر موکدہ وتر کا بیان نفلی مشہور نمازیں بارہ مہینوں کی خاص نمازیں نماز تراویح بالتفصیل قرآن خوانی کی اجرت کسوف و خسوف سجدہ سہو کے مسائل سجدہ تلاوت سجدہ شکر نماز جمعہ خطبہ کا مفصل بیان نماز عیدین صدقہ فطر وغیرہ کا بیان نماز مسافر کا بیان مریض کی نماز کا مکمل بیان عیادت نزع کے حالات مزارات کی زیارت سوگ فاتحہ کا بیان شہید کا بیان۔ حج کا بیان حج کے تمدنی و اجتماعی فائدے حج کے تجارتی فائدے کن لوگوں پر حج فرض ہے حج کو جانے کے شرائط احکام حج مفصل حج کے ارکان و ضروری مسائل متفرقہ کا بیان

روزہ کا بیان دنیا کے مذاہب اور روزہ کے دینی منافع روزہ کے روحانی فوائد روزہ کا انتہائی نقطہ نظر روزہ کی شرائط اور ارکان رمضان کے روزے رویت ہلال نیت روزہ مفسدات و مکروہات روزہ کا کفارہ فدیہ قضا روزہ بھول سے روزہ توڑنا معین نذر اور غیر معین نذر افطار کے مسائل غرضکہ روزہ کے متعلق ذرہ ذرہ معلومات اعتکاف کا بیان شب قدر کا بیان عید کا چاند دیکھنا۔

زکوٰۃ کا بیان اسلام میں سوشلزم کا پہلا آئین زکوٰۃ کیوں فرض ہے دنیا کی ساری املاک قوم کی املاک ہے غریبوں کو سرمایہ داروں سے محبت کیونکر ہو مصارف زکوٰۃ بے محل صرف سے خرابیاں زکوٰۃ کس کو جائز ہے بینک کا سود لڑکے برابر ہے استعمال کے آرائشی زیورات پر بھی زکوٰۃ ہے اسباب زکوٰۃ سونے چاندی کی زکوٰۃ اسباب تجارت کا حساب قرض پر زکوٰۃ کا حساب یہ سب مضامین اس کتاب کے ۳۲۶ صفحات تک آئے ہیں

باب معاملات نکاح تعریف طریقہ مہر شرائط خطبہ بیوی کو گھر میں لانا ولیمہ متعہ موکت ولادت اجازت کفو مہر کا تعین نفقہ مواخذہ خلوت صحیحہ مہر کی کمی بیشی فاسد نکاح حقوق زوجیت کافر کا نکاح مرتد کا نکاح ذمی حربی غلام لونڈی بیویوں میں عدل و انصاف نسبی اور رضاعی رشتے اور صدہا متفرق مسائل

طلاق طلاق حسن بدعت تقسیم صریح و رجعی بائن تفویض طلاق وکالت مشروط رخصت رجعت کا بیان حلالہ ایلا خلع قبول خلع وحدت مجلس ظہار کفارہ لعان کا بیان سوگ بیوگی ثبوت نسب بچہ کی پرورش اور نفقہ اور متفرق مسائل۔

کتاب الحقوق حقوق اللہ حقوق نبی حقوق خلفائے راشدین صحابہ کرام اہلبیت اولیائے عظام مجدد الدین کا فرض والدین باپ کے دوست احباب عورت کے حقوق ازواج رسول سے حضور کا سلوک اہل قرابت کے حقوق صلہ رحم ہمسایہ یتیم مہمان سوالی کے حقوق باہم حقوق اسلام ایفائے عہد ادائے قرض حق تلفی زیادتی مزدور کا حق مالک آقا راعی رعایا کے حقوق۔

ذبائح قربانی شکار صدقہ عقیقہ کے مسائل۔

لباس معاشرت کی سادگی اور صفائی کے قواعد۔

کھانا پینا اور اس کے متعلق حرام مسائل متفرق ہدایات اس میں صدہا بیش بہا ہدایات اوامر و نواہی ہیں۔

باب اخلاق و آداب

نفس امارہ لوامہ مطمئنہ اخلاقی لذات و ترک لذات ایصال ثواب امانت دیانت گناہ روحانی شجاعت صبر ہمدردی و خلق تربیت اخلاق اسلام عالم مومن تعلیم و اتحاد وضو کے آداب سونے اور کھانے پینے استنجا حمام مسجد کے آداب نماز جمعہ مریض وغیرہ کے آداب یہاں تک مضامین ۱۰۳۲ صفحات میں آئے ہیں۔

باب تصوف و ریاضات

و مجاہدات اسلام اور روحانیت صوفیائے کرام حقیقت فقر و زہد و روحانیت روحانیت اور قرآن علم غیب عالموں کی صحبت ذکر و اشغال اور اعمال کی تفصیل مع اقسام ختم خواجگان چشت وظائف چلہ کا طریقہ اور متفرق ہزاروں باتیں یہ سب مضامین ۱۱۸۰ صفحات میں آئے ہیں۔

قیمت مجلد چرمی للعہ

محصول ڈاک چودہ آنے

(للعہ) کل پانچ روپے چودہ آنے

ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی وحیدیہ پریس دہلی

...ز کی سب سے بڑی کتاب

...ے متعلق واضح بیان اس قدر زیادہ آپ کو کہیں
...ب میں ... کے فرائض، واجبات
...ن، مستحبات، مفسدات، مکروہات، ترغیبات و
...بیات ... دلائل ... ہیں
...ح اور ... عبادات ... کی نماز ...
...ام زکوٰۃ و مسائل حج ... آداب مسجد اور ...
...یقہ استغفار و تعلیم و تلقین ترکیب تجہیز و تکفین
...نکہ ہر جزئیات نماز بڑی شرح و بسط سے
...ج ہیں اس کتاب میں ایک بہت بڑی خصوصیت
...یہ ہے کہ جا بجا شریعت احکام کی تاریخ
... بتلائی گئی ہے۔ قیمت ... محصول ...

نماز کی پانچوں کتابیں

یہ کتابیں انسان کی نیت اور ... کو
مدنظر رکھکر لکھوائی گئی ہیں جو اس قدر مقبول ہوئی
ہیں کہ ہر سال کئی ایڈیشن نکل جاتے ہیں۔
۱۔ نماز کی حقیقت، و فلسفہ عجیب و غریب کتاب
۲۔ ترغیب نماز۔ اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں
کی جزائیں اور سزائیں ہیں۔ ۳۔ نماز کی کتاب
اس میں تمام نماز کے پڑھنے کی ترکیب ہے۔ ۴۔
نمازیوں کی کہانیاں یہ کتاب پڑھکر نماز پڑھنے
کی خوب ترغیب ہوتی ہے ۵۔ عقائد کی کتاب
اسمیں آمنت باللہ کی تفسیر ہے یہ سب کتابیں
... ایک ساتھ منگانے میں مجلد ... عمر

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں نہ ملے ہونگے
وہ صرف ایک ہی ہے جس کے پڑھنے سے نماز کی
ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے
سے چھوٹا مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس کا حال
اس کتاب میں نہ ہو، غرضیکہ نماز پڑھتی ہے
تو یہ کتاب بھی منگا لیں ایک مرتبہ پڑھ لینے کے
بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلہ سے واقف
ہو جائینگے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے
کیجئے کہ ہر سال دس ہزار چھپتی ہے۔ اڈیشن مصنف
نے بعد نظر ثانی خود چھپوایا ہے۔ ۵۰۲ صفحات قیمت
مجلد ۱۰ر محصول ڈاک ۷ر کل عہ

نماز کے کمالات

نماز پڑھنا بغیر اسکے علم کی پابندی ہے ...
باطن میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں ...
انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں
اس کتاب کو پڑھ لینگے بعد آپ حیرت میں ...
کہ نماز جیسے انسان کی ہی ضروریات کو کس حد
تک پورا کرتی ہے اس کے علاوہ اس کتاب میں
ہر ضرورت کی علیحدہ نماز درج ہے ... بتلایا گیا ...
کہ نماز ہی حل مشکلات ... تنہا نماز ہی سے
دینی اور دنیاوی فائدہ الٰہی نصیب ہوتا ہے
ایک ... مصری عالم کی کتاب ...
کا اردو ترجمہ ... صفحات قیمت ...

...ری صحیح رسول مقبول صلعم

...تاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان
...ت تاریخ ... کا فقد ... طباعت کے لحاظ
...ت ممتاز ہے ... رسول ...
...ت تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں اس
...ب میں عاشق رسول مصنف نے ... انداز
... لکھا ہے کہ اس کا مطالعہ ... افروز ہے
...ابت کرتا ہے ... آپ رسول مقبول کی
... اسوۂ حسنہ ... ہونگی لیکن اس کا
... آپ کی حیات دینی میں ... جوش پیدا
...ب کی ضخامت ۵۶۲ صفحات قیمت
... مجلد ۱۲ر

نبیوں کے قصے

حضرت آدم سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی
مبعوث ہوئے ہیں اور ان کا قرآن شریف میں
ذکر ہے سب کی مکمل سوانحعمری ہے۔ بڑی مستند
احادیث سے مستنبط ۲۷۶ صفحوں کی ... ایک
انبیا کے حالات ظاہر ہے بڑے بڑے معارف ...
ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا ...
امت کی سخت ترین ... کے مقابلہ میں ہمت
محمدی کی ... عبادتوں اور اعلیٰ اجر سے عبادات
الٰہی کی تشویق ہوتی ہے۔ اتنی ضخیم کتاب ہے اور
ہدیہ بہت کم مجلد کتاب ہے قیمت صرف ۱۲ر
محصول ۹ر .... کل عہ

چھیانوے ۹۶ اولیاء کرام

کے حالات انکی کرامات انکے خوارق انکی تعلیمات
انکی ... اسلام ان کے اسرار باطنیہ انکی
... کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے انکا
نام بھی تذکرۃ الاولیا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے
جسمیں اکابر اولیاء اللہ کے حالات ہیں جمیں
ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی عراق
کے بھی ہیں اور شام کے بھی حجاز کے بھی ہیں
یمن کے بھی مشرق قریب کے بھی ہیں اور بعید
بھی، یہ کتاب ... لوگوں کا ... آئینہ ہے
بڑی تقطیع کے ۴۰۰ صفحات قیمت مجلد صرف
ڈیڑھ روپیہ محصول ڈاک ۱۱ر کل ...

امت کی مائیں

علامہ ... کی تصنیف ... ازواج مطہرات
کی سوانحعمری ہے اس کتاب میں تعدد ازواج
کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے اور جو لوگ رسول کریم
کی ... پر اعتراض کرتے ہیں ان کا
... جواب اس کتاب میں ہے، حضرت عائشہ
اور حضرت خدیجہ کی لائف بہت ...
حیات آفریں ہے کتاب پڑھتے ہی ...
خوبی معلوم ہو سکتی ہے ان ... میں یہ کتاب
بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا
رہتا ہو کیونکہ رسول اللہ کی اپنی زندگی ...
... قیمت ...

اسلام کی امتیازی معاشرت

...لام میں ہر کام جو خدا کے بتائے ہوئے طریقہ
...یا جائے عبادت ہے خواہ وہ بیوی کی قربت ہو
...سکے مسائل کیا ہیں ... معاشرتی دینی
...یثیت بھی معلوم کر لیجئے کہ آپ کا رہنا سہنا چلنا
...رنا سونا ... سب عبادت ہو جائے
...ت ہی ... پڑھنے والا ...
... بہتر ... لائق شہری ...
... اسلامی
... اس ...
... اسلام ...
... قیمت ...

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے
شروع ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا
جس کو یہ سورت یاد نہ ہو لیکن آپنے یہ سوچا بھی
کہ اسمیں کیا کیا معارف ہیں اس کتاب میں
الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ
چودہ سو صفحہ میں آئے ہیں اور اولیاء اللہ کی وہ
حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں
آجائینگے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب
کی لکھی ہوئی عقیدہ عقائد کی آئینہ دار ہے اور اسمیں
... ہیں ... صفحات قیمت ...
... آنے ہے محصول ... عمر

تازیانہ شیطان

یہ کتاب تازیانہ شیطان ہے۔ شرح تعوذ یعنی
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم نہایت فصاحت
کے ساتھ اسمیں درج ہے شیطان کے بارے میں
قرآن شریف میں جسقدر آیات ہیں انکی تفسیر
اور مطالب کا بیان، شیطان کی سوانحعمری
آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنانہ ...
شیطان مکاریاں اور فسوں سازیاں تخلیق آدم
تا ایندم اسمیں جا بجا تفصیلی حکایات میں ...
مطلب عام فہم ہوگیا ہے حضرت ...
... کیفیت پیدا
ہوگی ... قیمت ... محصول ... کل ...

رسول اکرم

اسلام کی آئندہ بنیادیں استوار کرنی ہوں
تو اپنے بچوں کو رسول اللہ کی سوانحعمری پڑھائیے
اس وقت جو باتیں انکے ذہن نشین ہو جائینگی
وہ مدت العمر باقی رہے گی ... کی تعمیر ...
ہوتی ہے اگر آپ اپنی آخرت درست کرنی ...
ہیں تو بچوں کا مستقبل درست کیجئے ...
ایسی سیرت رسول ہے جو بچے آسانی سے ...
... زبان ایسا آسان اور تمثیلات
اتنی سادہ ہیں کہ بچے ... شوق سے ...
... ہو سکتا ہے ...
... صفحات قیمت ... محصول ڈاک ... کل ...

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی انسائیکلوپیڈیا سب سے
بڑی کتاب ہے جس میں تمام مضامین کو عقلی و نقلی
دلائل سے اسلام کو تمام مذاہب پر برتر ثابت
کیا ہے یہ بہت اچھے کاغذ پر چھپی ہوئی بارہ سو
صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور اس کی مقبولیت
کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال ایک
ایڈیشن اس کا ختم ہو جاتا ہے، اور سند
یہ ہے کہ بڑے بڑے عالم و فاضل دیندار بادشاہ
شاہ چترال نے باوجود اردو زبان ہونے کے
پسند فرمایا اور دس جلدیں اپنے کتب خانہ کے
واسطے منگائیں قیمت مجلد چار روپے محصول ڈاک

اسلامی مسائل

تین سو چالیس صفحہ کی مجلد کتاب ہے، اور فقہ حنفی
کی سب سے بڑی مستند کتاب ہے امام محمد یوسف شیبانی
امام ابو حنیفہ کی مشہور کتاب کنز الدقائق کا آسان
ترجمہ سلیس مربوط ہے یہ کتاب امام الفقہ کہلاتی ہے
اور جس قدر فقہ کی کتابیں ہیں وہ سب اسی سے
ماخوذ ہیں، اس میں طہارت نماز روزہ حج زکوٰۃ
نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت بیع و
شریٰ لباس، شکار دیوانی و فوجداری، مذہبی
قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت
غرضکہ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق
کوئی شرعی حکم نہ ہو، قیمت مجلد صرف عہ

بہشتی زیور مدلل

مجلد جس میں تمام ابواب فقہ حنفیہ کا پورا نصاب
پڑھانے کے گیارہ حصے ہیں حصہ اول سبق وغیرہ
حصہ دوم وضو طہارت اور نماز کے مسائل حصہ سوم زکوٰۃ
حج قربانی حصہ چہارم طلاق نکاح و مہر ولی حصہ پنجم
معاملات حقوق، معاشرت زوجین حصہ ششم اصلاح
باطن، تہذیب اخلاق حصہ ہفتم اصلاح رسوم حصہ ہشتم
شادی و غمی حصہ نہم نیک بیویاں اور حکایتیں،
حصہ دہم ضروری اور مفید علاج حصہ یازدہم دنیا دینی اعلیٰ
حصہ مردوں کیلئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک
جگہ مجلد ہیں ضخامت ۹۶۰ صفحات قیمت
مجلد چرمی دو روپے محصول ڈاک ۴ر کل عہ

تحفہ مولوی مجلد

یہ پانچ حصوں کی مختلف کتاب ہے جو حضرت
مولانا محمد سعید صاحب کی مرتب کی ہوئی ہیں کیونکہ
ساٹھ ہزار سے زیادہ ہیں جن میں تمام مواقف و معانی
جن میں حمد، نعت، نظم، حقیقت، مرثیہ اور گرانی
بخل، ظلم، غصہ، فخر، زناکاری غرضکہ ترتیب
تمام نقائص انسانی کے متعلق مواعظ اور سندات
ہیں نیز اسی طرح انعام الٰہی اور برکات ایزدی
اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں
اگر اس کتاب کو ہفتہ وار ہر جمعہ اپنے محلہ یا شہر
یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ
بیان کر دیا جاوے تو بہت فائدہ ہو قیمت عہ

سچا شہادت نامہ

سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ
شہادت کی نسبت بڑی سے بڑی موثر اور سب سے زیادہ
صحیح کتاب ہے ایک قصہ بھی غلط نہیں ہے ہر شہادت
نامہ میں اہل محبت امام حسین میں غلطیاں نظر
انداز کرتے ہیں، مگر شاہ صاحب کا وہ قدر ہے کہ ایک صفحہ
بھی واقعہ شہادت کا ایسا نہیں کہ آنسو بہائے پڑھ لیں
تو وہ ... پر انہیں کے مرثیے
سانحہ ... اشعار تو صرف
سیر نہیں کیے ہیں، ضخامت چار سو صفحات ایسا
شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گزرا ہوگا،
قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ۵ر کل عہ

الفاروق

کیا اسلاف تھے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو کہ الفاروق
میں کب چلے ہیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کی
زندگی کے مفصل حالات ہیں وہ جلیل القدر صحابی
ہیں جنکا ثانی زمین پر پھر پیدا نہیں ہو سکتا اور ان
کی فرمانروائی اور بابت عدل پر عش عش کرتے والو ذرا
اس عدل ذات کی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا
کہ عدل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے شور مچانے والو
ذرا اس جلیل القدر کی شان مساوات تو دیکھو
بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے مگر کس طرح
غلام سوار اور آقا مہار پکڑے اور جھونپڑیوں کے سب سے بڑے
بادشاہ کے حالات پڑھو ۴۴۰ صفحے قیمت فی ۱۲

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر حنفی مسلمان کے لئے ضروری ہیں
کیونکہ جنکی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے
بے خبر رہنا بہت ہی ناموزوں ہے سیرۃ النعمان
علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات
علمی کارناموں مناظروں اور دقیقہ رس مسائل
کے معلوم کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے،
فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی
بیان ہوتے ہیں جن سے آدمی ششدر رہ جاتے
ہیں اور حقیقت میں امام موصوف کا یہ کمال اجتہاد
فن بھی ہے ضخامت ۷۰۰ صفحات قیمت
رعایتی مجلد خاص صرف آٹھ آنے عہ

غزالی

مصنفہ مورخ اعظم علامہ شبلی نعمانی امام الفقہا
والاصفیا امام محمد غزالی کی سوانح حیات یہ
کتاب جس پایہ کی ہے وہ کم ہے اسرار شریعت
تصوف شریعت و طریقت کی جنگ اس میں
آکر ختم ہو گئی ہے امام کا فیصلہ ہے کہ شریعت
مقدم ہے یہی وہ کتاب ہے جس کے ذریعہ جہلاء
کو عرفان حق نصیب ہوا اور یہی وہ کتاب ہے
جو امام غزالی کے سوانح علمی اور تصوف کا رنگ
میں پیش کرتی ہے یہ کتاب بار ہا چھپ چکی ہے
قیمت اصلی ایک روپیہ رعایتی چھ آنے
محصول ڈاک بھی ۶ر کل بارہ آنے

حیات مولانا روم

اسلام میں ایسا صوفی شاعر نہیں جس نے عرفان کے دریا
مثنوی کے ایک ایک شعر میں بہا دیئے ہیں اس سے
تو وہی لوگ واقف ہوں گے جنہوں نے شرح
مثنوی کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے لیکن
ان کے حالات زندگی بھی کچھ کم عجیب نہیں
علامہ شبلی مرحوم نے نہایت ہی تحقیق و تدقیق
کے بعد مولانا روم کے حالات مرتب کئے ہیں
حقیقت میں علامہ شبلی آپ کی لا ثانی
پیش ہو چکا ہے سوانح حیات کے ساتھ قابل ...
نے مثنوی کا چیدہ اقتباس بھی لیا ہے قیمت
اصلی عہ رعایتی چھ آنے محصول ۶ر کل ۱۲ر

تصوف کے تین شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں برگزیدہ شاعروں نے جو اسلام کی
تاریخی خدمت کی ہے وہ سب پر ظاہر ہے
یہ شاعر ہی نہیں بلکہ زمرۂ اولیاء میں تھے
علامہ شبلی نے ان تینوں کی مبسوط سوانح
حیات قلمبند فرمائی جو مستند ہونے کے لحاظ سے
کسی شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی، تینوں کی
ضخامت ڈیڑھ سو صفحہ کے قریب ہے، علیحدہ
علیحدہ بھی مل سکتی ہیں، ہر ایک کی قیمت
تین آنے چار اور تینوں جلدیں مرکب عہ کی
محصول ڈاک ہر جلد کا بھی ۴ر اور سب کا بھی ۴ر

مرنے سے پہلے

جو سب سے بڑا کام کرنا ہے وہ گناہوں سے توبہ ہے
اور مرنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں اسلئے آپ
کتاب توبہ منگا کر پڑھئے اس سے آپ کو توبہ
کی حقیقت، توبہ کے فوائد، توبہ کا اثر، توبہ کی
ضرورت، توبہ کا عملی ثبوت، توبہ کے بعد کی حالت
توبہ کیوں کی جائے، توبہ ہی تمام ادیان سے بہتر
مسلمانوں کے پاس عطیہ خداوندی ہے یہ سب
باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی مرنا بہر حال
ضرور پڑیگا اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل
کر کے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے قیمت فی
دس آنے محصول ڈاک ۵ر کل ایک روپیہ

مرنے کے بعد کیا ہوتا ہے

یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا حال معلوم کرنے کیلئے
ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ
معلومات اس کتاب میں ہیں مختصر فہرست
مضامین یہ ہے، فلسفہ روح، فلسفہ تناسخ
حقیقت موت شہادت، سکرات موت
جسم روح کی پیدائش حضرت آدم کی وفات
عالم برزخ کے حالات، ...
... خاتمہ ...
... عذاب قبر ...
... قیامت
... قیمت

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہو کہ استخارہ کرلیا کریں تاکہ اس کا انجام اگر ٹھیک نہ ہو تو اسکو ترک کردیا جائے اسمیں شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ قرآنیہ کا ترجمہ ہے اور اسکے علاوہ قرعۃ الانبیا فالنامہ پیغمبران فالنامہ اولیائے کرام فالنامہ غوث اعظم، فالنامہ دیوان حافظ فالنامہ مثنوی شریف شامل کردیا ہے یہ فالنامہ بہت ہی مقبول ہے اسکا اصل لیے ٹھیک جواب ملتا ہے جو شاید اور فالناموں میں نہ ملیں اس لئے بہت فروخت ہوتا ہے۔ قیمت عمر محصول ڈاک ۲ر کل چودہ آنے (۱۴)

خواب نامہ صدیقی

آپکے خواب کی تعبیر کیا ہے یہ بات دریافت کرنے کیلئے آپ کس قدر مشوش رہتے ہیں جب آپکے گرد و پیش کوئی صحیح تعبیر بتلانے والا نہیں ملتا اول تو لاکھوں میں سے کوئی ایک آدھ کامل ایسا ہو جو صحیح تعبیر دے یا خواب کے مضر و مفید اثرات معلوم کرنا چاہیں تو معلوم کرلیں یہ خواب کی کتابوں میں نایاب ہے، اسمیں خواب کی قسمیں قابل اور ناقابل تعبیر خوابیں، لوں کے اثرات پیٹ کی خرابی، تخیلات کا اثر اور فلسفہ خواب کے صدہا مضامین ہیں۔ قیمت رعایتی ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک سات آنے کل عہ

تسخیر القلوب

قیمت عہ

کیا کوئی دل ہے جس پر آپ قابو چاہتے ہیں کوئی دل ہو کسی کا ہو مرد کا ہو عورت کا ہو خاوند کا ہو بیوی کا ہو حاکم کا ہو دوست کا ہو آشنا کا ہو چھوٹے کا ہو بزرگ کا ہو ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اس پر قابو حاصل کرلیں گے اگر آپ ہم سے تسخیر القلوب منگا کر جو اسمیں لکھا ہے اسکے عامل بنجائیں احباب کا مسخر کرنا زن و مرد کا مطیع کرنا آقا اور افسر قابو پانا مقدمات کا اپنے حسب منشا فیصلہ کرانا اس کتاب کے عامل کیلئے معمولی بات ہے، یہ ایک نہایت دلچسپ و عجیب و غریب کتاب ہے جو ہزارہا فروخت ہوچکی ہے قیمت صرف عہ محصول ڈاک ۲ر کل ۱۴ر

اوراد و وظائف

مخدوم جہانیاں جہاں گشت جب سب طرف ناامید ہوجاتے اور تنہائی اسباب شکست ہوجاتا پھر انسانی ہستی ایک دوسری طرف رجوع کرتی ہے اس کا نام اوراد و وظائف ہے یہی انسانی کا آخری زینہ ہے یہیں سے وہ فقیر روحانی ہے جس کا مجموعہ انسان اور ہنستا و رسالت سب ایک حالت میں کہتے ہیں فقرا کی کرامات انہی اوراد میں مضمر ہیں انمیں بہت خصوصیت مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے وظائف کو ہے کیونکہ یہ بہت نایاب ہیں اور مخدوم نے پوشیدہ جہان کا گشت کرکے لکھے ہیں۔ قیمت صرف ۱۰ر محصول ۲ر

جواہر خمسہ کامل

عملیات مجربہ کی مخصوص ترکتاب جو ہر عامل کیلئے تیر بہدف ہیں اسکے پانچ حصے ہیں اور ایک ہی جگہ ہیں حصہ اول میں ختم قرآن بسم اللہ اور سورہ یاسین کے مجرب اعمال و نقوش ہیں حصہ دوم میں اسماء باری تعالیٰ ختم خواجگان اور قرآن شریف کی ہر سورۃ کے اعمال و خواص ہیں حصہ سوم میں موکلات کے تابع ہونے کے اعمال و اوراد ہیں حصہ چہارم اذکار کیلئے مخصوص ہے جسمیں تمام طریقوں کے خواص ہیں پانچویں حصہ میں شغال ہیں اور آخر میں متفرق نقوش ہیں بڑی مجرب ہے اور پچاس سال سے مقبول ہے قیمت ۱۰ر محصول ۷ر

زیارت رسول کریم

قیمت

تاجدار مدینہ کی موہنی صورت دیکھنے کو کونسا امتی ہے جو شیدا نہ ہوگا مگر بہت کم وہ لوگ ہیں جو سعادت زیارت حبیب سے مشرف ہوچکے ہونگے خوش نصیب و بے طالع حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب ناظم جمعیۃ علمائے ہند کو خدا اجر خاص عطا فرمائے کہ انہوں نے زیارت رسول کا طریقہ عام کردیا اور درود شریف کے وہ اوراد و وظائف بتلائے ہیں جن سے زیارت حبیب یقینی ہوجاتی ہے چنانچہ اسی نام سے حضرت ممدوح کی ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں درود شریف کی برکات سعادات و فضائل ہیں قیمت

کنز الحسین

مجلد قیمت صرف عہ محصول ۱۰ر

اس کتاب کا نام دولت دارین بھی ہے یہ اعمال و اوراد و نقش و تعویذ کی بہت بڑی کتاب ہے ۳۴۲ صفحے کی ضخامت ہے تصنیف سید غلام حسین صاحب رمال فاضل نجوم ماہر علوم سماوی ہزاروں کام کی چیزیں ہیں چند باب یہ ہیں باب اول اسمائے الٰہی کے اعمال و اوراد و تعویذات و زکوٰۃ باب دوم کلام اللہ کی آیات و خواص کا بیان مفصل باب سوم نقشیات عملیات اور نقش پر کرنے کا طریقہ باب چہارم عزیمت دفع آسیب اور مجرب فلیتے باب پنجم ساعات کیفیات اور طریقہ زکوٰۃ و کیفیات پرہیز باب ششم سفلی علاج اور نیک کراماتیں عجیب و غریب۔

عملیات باقی

اس میں حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ کے وہ مجرب اعمال ہیں جن کی مدد سے آپکی مراد دلی پوری ہوجائے گی یہ کتاب نہایت کوشش سے بصرف کثیر مستند قلمی کتابوں سے ماخوذ ہے اور بعض کتابیں تو بمشکل تمام بلخ و بخارا سے منگائیں اس میں وہ اعمال اور وظائف و اوراد ہیں جو اکثر خرقہ پوش نقشبندیہ کے پاس خود جان کی طرح تھے یہ کتاب اپنی باطنی خوبیوں سے اتنی مرصع ہے کہ شاید ہی کوئی کتاب اس کے مقابل آسکے قیمت صرف عہ محصول ڈاک ۶ر کل ۱۴ر

ملفوظات خواجہ اجمیری

ابتدا میں ملک ملک سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے، اسکے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی لکھی ہے اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ پھر خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی مجالس حسنہ کے حالات قلمبند ہوئے ہیں یا یوں کہئے حضرت خواجہ اجمیری کے مقالات ہیں اسمیں عجیب و غریب حقایق و عجیب عبادات کے متعلق نوادر و نکات ہیں کہ روحانی کیفیت پڑھتے پڑھتے طاری ہوجاتی ہے ضخامت ۲۰۴ صفحات قیمت صرف عہ محصول ۶ر

حضرت ابوذر غفاری

عشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کونسا عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں ہونا چاہتا یہ اس جید صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز امت رسول کریم نے اٹھائے ۲۹۶ صفحے کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے موثر اور ولولہ خیز سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک ولولہ انگیز ٹکڑا ہے خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب کے ذریعہ معلوم ہوسکتے ہیں۔ قیمت چھ آنے محصول بھی ۶ر کل ۱۲ر

تاریخ مکہ معظمہ

یہ وہ بے نظیر کتاب ہے جس سے جزیرۃ العرب کے تمام و کمال حالات معلوم ہوجاتے ہیں یہ اس وادی غیر ذی زرع کی مکمل تاریخ ہے جو امت مرحومہ کے باپ حضرت ابراہیم کا آباد کیا ہوا ہے ہر مسلمان جو قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتا ہے اسکو قبلہ کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس کتاب میں تاریخ حج و مناسک وغیرہ کی بھی پوری تفصیل ہے اور خانہ کعبہ غاران صفا و مروہ منا، چاہ زمزم ابواب مکہ اور ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے محصول ڈاک عہ کل ۱۲ر

تاریخ مدینہ منورہ

غلامان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ایک نادر کتاب ہے معہ فوٹو شہر مدینہ و روضۃ القدس و نقشہ خلافت و مسجد نبوی کونسا مسلمان ہے جسے آقائے نامدار کے شہر مقدس مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو یقیناً ہر مسلمان کو جس کے دل میں محبت ہے اس شہر مدینہ کے تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا لہٰذا ہم نے صدہا تاریخ کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے حالات اخذ کرکے یہ کتاب تیار کرائی ہے جو لوگ مقدس حرمین کی زیارت کو جاتے ہیں ان کیلئے یہ بہت مقبول کتاب ہے قیمت عہ محصول

شہنشاہِ طب

مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان صاحب مرحوم کے لاکھوں

مجربات میں سے

دو نادر تحفہ جات

کامل — چالیس گولیوں کی شیشی

قوت مردمی کا خزانہ ہیں ممسک ہیں مادہ منویہ کو غلیظ کرتی ہیں جریان احتلام و رقت کو دور کرتی ہیں غذا ہضم کرتی ہیں، کاہلی و سستی دور کرکے چستی اور چالاکی جسم میں پیدا کرتی ہیں۔ مجربات مسیح الملک مرحوم کے بیاض نسخہ کی خاص چیز ہیں، ایک شیشی کا استعمال آپ کو سراپا کمل استہار بنا دے گا، قیمت مع پیکنگ و خرچ وغیرہ کل دو روپیہ دو آنہ، ترکیب استعمال کا پرچہ آرڈر کے ساتھ روانہ ہوگا محصول ڈاک بھی اس میں شامل ہے

ماء اللحم خاص النخاس — کیمیاوی نسخہ مسیح الملک مرحوم

بیاض خاص سے تیار شدہ ہے موسم کی لاجواب چیز ہے، زندگی کو پرکیف اور پرسرور دیکھنا چاہتے ہیں تو اس عرق کو ضرور استعمال کیجئے دل دماغ، معدہ جگر اور تمام اعضاء کو طاقت پہنچاتا ہے اور قوت باہ کے لیے اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ ضائع شدہ طاقت میں از سر نو جان ڈالتا ہے۔ رنگ نکھارتا ہے: ۵ تولہ عرق پاؤ سیر دودھ میں ملا کر میٹھا کرکے نوش فرمایئے قیمت فی بوتل ۲۰ تولہ مع پیکنگ وغیرہ خرچ ڈاک چار روپے سات آنے

ان ہر دو ادویات پر کمیشن ۳ فی روپیہ کاٹ کر اور خرچ ڈاک اور پیکنگ اضافہ کرکے اعلان کیا گیا ہے۔ ہم ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتے ہیں، کہ ہم ہی مجربات مسیح الملک حکیم اجمل خانصاحب مرحوم اصلی طیار اور فروخت کرتے ہیں اور ہمارے ہی سرپرست شہنشاہ طب مرحوم کے فرزند رشید مسیح الملک حکیم **جمیل خان صاحب** ہیں، اور ہم ہی تین آنے فی روپیہ اصلی قیمتوں پر عام خریداروں تک کو رعایت دیتے ہیں

فہرست مرکبات و مجربات مفت دیتے ہیں

اور

مریضوں کے مفصل حالات آنے پر گھر بیٹھے بغیر فیس ان کا علاج بھی کرتے ہیں!

ہمارا پتہ ہمیشہ کے لئے نوٹ کرلیجے

منیجر کارخانہ دواخانہ حکیم اجمل خان۔ فرید آباد ضلع گوڑگانوہ

مولانا عبدالحلیم شرر کے چند تاریخی ناول | مولینا عبدالرحمن شوق امرتسری کے [illegible] ناول

فلورا فلورنڈہ
حسن کا اور [illegible] ... تاریخی واقعات ... اسلام کی شاندار فتوحات ... اصلی قیمت ... ۴۰۰ صفحات کے قریب ... بار چھپ چکی ہے

ملک العزیز ورجینا
حروب صلیبیہ اور اس سے قبل کی اسلامی اور صلیب کی معرکہ آرائی ... اسلامی فتوحات ... اسلام کے جوش ... حسن و عشق کی کار فرمائیاں ... اصلی قیمت ... دہلی سے آٹھ آنہ میں ملتی ہے

بدر النساء کی مصیبت
مولانا شرر کا بہت ہی مشہور ناول ... آج تک کوئی ناول ایسا لکھا ہی نہیں گیا ... ۴۰ صفحات ... نسبتاً زیادہ ہے قیمت اس کی ... ہے لیکن حمیدیہ پریس دہلی سے چار آنے میں مل سکتی ہے۔

رومانی ڈاکو
مصنفہ شوق امرتسری ... ہے بہت دلچسپ اور ... جاسوسی حسن و عشق ... ظاہر ہے اور سب سے دلچسپ مطالعہ کیلئے بہت اچھا ہے ... ۲۵۰ صفحوں کی کتاب اور قیمت صرف دس آنے ۱۰/

مظلوم ہیرو ... [illegible]
یہ دونوں ناول ... [illegible]

منصور موہنا
مولانا شرر کا بہت مقبول ناول ... سلطان محمود ... منصور ... اصلی قیمت آٹھ آنے ۸/

حسن انجلینا
مولانا کا بہت ہی مشہور ناول ... ترکوں اور روسیوں کی لڑائی ... اسلام کا جوش اسلام ... اصلی قیمت سوا روپیہ ... ۸/

عورت کا دل
۹۶ صفحات مصنفہ شوق امرتسری ... نادل ہے قیمت چار آنے۔

دل کی قیمت
باتصویر مصنفہ شوق امرتسری ۱۴۴ صفحات ... ظاہر ہے قیمت صرف چار آنے

خون جگر
باتصویر ... مصنفہ شوق امرتسری ... کتاب ہو ۲۰ صفحات قیمت ۴/

حسن بن صباح
مولانا عبدالحلیم شرر کا مشہور ناول ... ہمارے ہاں سے یہ کتاب ... میں ملتی ہے

فردوس بریں
حسن بن صباح کی مشہور معروف جنت کا ... [illegible] ... لیکن حمیدیہ پریس میں ... ۶/

شبستان فراق
شوق امرتسری کا عشقیہ اور جاسوسی ناول ... ہے اور قیمت صرف چار آنے

شام غم
باتصویر مصنفہ شوق امرتسری ... ہے قیمت چار آنے ۴/

زہرہ بائی
باتصویر ... ۴۰ صفحات قیمت صرف ... آنے

شہید وفا
مولانا عبدالحلیم شرر کا تاریخی ناول ... ہے لیکن حمیدیہ پریس ... سے صرف ... آنے میں مل سکتی ہے۔

میوۂ تلخ
نیند حرام کرنے والا ناول ... اب حمیدیہ پریس ... سے چار آنے میں ملتی ہے

ثمر محبت
باتصویر ناول مصنفہ ... ہے اور پھر وہ حمیدیہ پریس دہلی سے صرف دو آنے میں ملجائے تعجب ہے

سرشار محبت
باتصویر ... حقیقت عبدالحفیظ صاحب ... ہے قیمت صرف تین آنے

بچپن کی محبت
شوق امرتسری کا مشہور ناول ... حمیدیہ پریس ... [illegible]

[illegible]

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مسئول عبدالحمید خاں

فی پرچہ ۲ آنے

قیمت سالانہ ایک روپیہ

ONE RUPEE INDIA 1916

مشکوٰۃ اردو مجلد چرمی

کی صرف تین سو جلدیں باقی ہیں دو سو تین روپے فی جلد ملیگی

اور سو جلدیں چار روپے فی جلد بیچونگا، دو مرتبہ کتابت کرانے کی وجہ سے میری لاگت ہے، پندرہ اکتوبر ۲۵ سے تین روپے میں ہدیہ ہو رہی ہے، اب تک جو [illegible] تو رمضان تک ختم ہو جانی چاہیے، اگر ممکن ہو تو ایک جلد منگا ہی لیجیے، پھر بہت کافی عرصہ تک نہ مل سکیگی کیونکہ خدا کا فضل شامل حال ہے تو انشاء اللہ صحاح ستہ کے بعد اس کا نمبر آئیگا۔ محصول الگ

مینیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

لوہ ہمالیہ جہاں سونے چاندی لوہے کی کانیں ہوتی ہیں ان کا ست بے کرسلاجیت

عنایت پروردگار سے پیدا ہوتا ہے ہم عرصہ پینتالیس سال سے برابر ہیں

طب وید ک کے طریقہ سے صاف کرتے ہیں جو کہ ہر موسم میں بے تکلف استعمال کیا جاسکے

جس کے ہزارہا سرٹیفکیٹ موجود ہیں

قوت بڑھانے والی طاقت مردمی کا دینا گئی ہوئی جوانی سلسل بول وغیرہ کی دوا لاثانی علاج ہیں

اصلی سلاجیت

حکیم وید ڈاکٹروں نے متفقہ [illegible] دنیا بھر کی ادویات میں [illegible] سلاجیت کی برابر ہر قسم کے جریانوں کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں جس کا استعمال

جوان اور جوان نوجوان [illegible] چار خوراک سے ہی فائدہ نظر آتا ہے ان سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے۔ کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی

جریان، کمزوری، خواب [illegible] احتلام ہونا، نطفہ پتلا ہونا، پیشاب کے ساتھ دھات کا جانا، پیشاب نہیں رکنا، پیشاب کا بار بار آنا اور مثانہ کی کمزوری، نامردی، نافی ہر قسم کا درد

تھکاوٹ، دماغی کمزوری [illegible] چہرہ کا پیلا پن [illegible] دور ہو جاتے ہیں۔ اور منی اور اصلی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے

دل دماغ اور جسم میں طاقت [illegible] اور [illegible] پھرتی اور چستی پیدا ہو کر رونق آجاتی ہے ایک ہی خوراک سے پیشاب کی جلن، زرد پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے سات دن

کے استعمال کرنے سے رستہ سوزاک کو [illegible] ایسے [illegible] بہت فائدہ [illegible] پیٹ اور سانس کی بیماری دور کرنے کی خاص طاقت اور خاص اثر رکھتا ہے

اس کے [illegible] یونانی اور مصری [illegible] کی بڑی [illegible] دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے۔ یہ عورتوں کی کمزوری اور پیشاب کے

ساتھ سفیدی کے دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کم سے کم خالص سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا ہے اور بچوں کو بھی کھلاتا ہے۔ تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ تندرست رہیگا۔ اور عمر بھی

زیادہ ہوگی۔ ترکیب استعمال چھوٹا [illegible] میں بھی ہوتی ہے [illegible] قیمت بھی [illegible] اور قیمت بھی بغرض رفاہ عام و خاص بہت کم رکھی گئی ہے

پانچ تولہ کی قیمت سوا دو روپے دس تولہ کی قیمت سوا چار روپے بیس تولہ کی قیمت آٹھ روپے محصول ڈاک ۵ چالیس تولہ ساڑھے پندرہ

ایک سیر کی قیمت تیس روپے علاوہ محصولڈاک پتہ ہمالیہ ڈپو۔ ہردوار ضلع سہارنپور Handowar (Saharanpur)

ہمالیہ ڈپو ہردوار

Manager Himalaya Depo

تصدیق

[illegible] سلاجیت کی [illegible] معنی قاسم علی صاحب [illegible] وصدر انجمن [illegible]

آپ کا سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا ونیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا۔ بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہمالیہ ڈپو ہردوار کو مبارکباد دیتا ہوں کہ

آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقعہ بہت مفید اور بہتر چیز ہے۔ جریان، سوزاک [illegible] اور [illegible] قوت میں [illegible] اور [illegible]

کی بہتر چیز ہے۔

(عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپا)

آپ کے رمضان میں بہترین عبادت قرآن نمبر کی تلاوت ہوگی

اور یہ قرآن نمبر مولوی کا سرمایۂ عاقبت اور امتیازی کارنامہ ہے

رمضان شریف جس میں قرآن پاک نازل ہوا اسلامی دنیا کے لیے سب سے بابرکت اور رحمت کا مہینہ ہے اور ہر مسلمان اپنی اپنی بساط کے موافق جو بھی جس حد تک ممکن ہو نیکی خیرات کرتا اور عبادت کا سامان کرتا ہے۔ مولوی نے بھی اپنی بساط و مقدرت کے موافق رمضان شریف میں آپ کی دینی دعوت کی۔ اور مجھے اس کا بھی اعتراف ہے کہ آپ نے اس کی قدر فرمائی اور مولوی نمبر کو پسند فرمایا۔ رمضان پاک میں سب سے بڑی عبادت جو روزہ کو تقویٰ کے قریب لے جاتی ہے، قرآن پاک کی تفہیم و تلاوت ہے۔ اب یہ کہ قرآن کا پڑھنا۔ اس کی حکمت کو۔ اور اس کا صرف یہی منشا ہی نزول رحمت الٰہی کا باعث ہے۔ لیکن نزول قرآن کا خدائی مقصد ہرگز اس سے پورا نہیں ہوتا۔ قرآن چاہتا ہے کہ سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ اور جب ہی وہ موثر ہو سکے۔

پانچ سال سے مولوی نے رمضان میں قرآنی معارف بیان کرنے شروع کیے ہیں، تاکہ یہ مہینہ صحیح طور سے ایسا ہی ہو جائے جو خدا اور اس کے رسول کا مقصد ہے۔ آپ نے مہینوں بات بھی نہیں پڑھے رہیں تو پورا قرآن شریف ختم و مکمل نہیں کر سکتے اور نفس سے بھی وہ بات پیدا نہیں ہوتی جس کی آج کل ضرورت ہے۔ ہمیں تو حقیقت میں یہ سمجھنا اور دنیا کو یہ سمجھانا ہے کہ قرآن پاک کا نزول دنیا کے امن، راحت، سلامتی اور ترقی کے لیے ہوا ہے۔ اور قرآن کا کائنات پر یہی اثر ہونا چاہیے۔ لیکن یہ اثر صرف تلاوت، اور وظائف اور تراویح سے نہیں ہو سکتا جب تک علیحدہ علیحدہ کر کے ہر شعبہ کو آپ کے سامنے نہ رکھا جائے۔ اب جب دنیا کے سامنے یہ مباحث اس طرح پیش کیا جائے گا۔ قرآن نشر و اشاعت موثر ہی ہو گی۔ جب عرب کی وحشی اور بے علم قوم ایسی انقلاب پذیر ہوئی کہ نصف دنیا میں اس کا سکہ بیٹھ گیا۔ تو اب تو دنیا بہت آگے ہے، موجودہ دنیا کو متاثر کرنا بڑی بات ہے۔ لیکن خواہ کائنات کا ہر خانہ ہی کیوں نہ ہو اور جب تک ہم منظر عام پر وہ چیز نہ لائیں تو کسی کو کیا معلوم۔ اس تعلیم خصوصی کو جو قرآن میں مسطور اور دنیا کی نظروں سے مستور ہے، عام کرنا اور اشاعت کرنا ہی ہے

تبلیغ اسلام کہتے ہیں۔ اور یہی وہ چیز ہے جو ہر مسلمان پر فرض ہے پہلے اس کو فرض سمجھا جاتا تھا تو دنیا کامیاب تھی، اب اس کو پس پشت ڈال دیا ہے تو ناکامی ہی ناکامی ہے۔ کتنے ہی خیرات ہی عنایت نے فرمایا تھا کہ تامرون بالمعروف اور تنہون عن المنکر تھے۔ اکیلا شخص کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ میں خود اپنے زعم میں خواہ کچھ ہی کروں لیکن پھر بھی جاکر وہ کام نہ ہو گا۔ اور آپ سب مل جائیں، تو پھر یہ جادو انشاء اللہ رمضان شریف میں کفر و فسق کا صفایا کر دے گی۔ اٹھیے، اور قرآن نمبر کی اشاعت فرمائیے۔ اور ہر بھائی اگر حل پھر کر کوشش نہ کرے تو اپنے پاس سے ایک روپیہ جمع کر کے اپنے کسی عزیز کے نام مولوی کا اجرا کرا دے۔ اس طرح قرآن و اسلام کی اشاعت صرف آپ مولوی کے توسط سے دو لاکھ اور سولہ [illegible] اتنا مسئلہ تو ہر شخص جانتا ہے کہ رمضان میں ہر نیکی دس گنا ہو جاتی ہے تو پھر ایسی نیکی کو کیوں نہ دس گنا کیا جائے جو بہت دور رس ہو، اور جس کے نتائج کا سود در سود یا نفع در نفع [illegible] اور لاکھوں تک پہنچ جائے۔ اور نوٹ کر لیجیے ایسی نیکی و انشاء اللہ تبلیغ و اشاعت اسلام اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور اس مقصد کا سب سے بڑا علم بردار آپ کا رسالہ مولوی اور صرف مولوی ہے۔

مولوی بابت رمضان کے قرآن نمبر کے مضامین یہ ہیں

یہ تو کچھ بھی مشکل نہیں

صرف ایک کارڈ لکھ کر اپنی بیماری کے مفصل حالات لکھ بھیجے جناب مسیح الملک ثانی حکیم محمد احمد خانصاحب جانشین مسیح الملک حافظ محمد اجمل خانصاحب مرحوم کو آپ کے حالات بغور دیکھ کر نسخہ تجویز کرانا ہمارا کام ہے۔ جب بہتر سے بہتر بلکہ عمدہ سے عمدہ اور قابل بھروسہ دوائیں آپ کو گھر بیٹھے باطمینان مل سکتی ہے، پھر آپ بیماری کی تکلیف کیوں اٹھاتے ہیں۔ آج ہی اپنا مفصل حال لکھیں تیسرے روز آپ کی دوا آپ کے مکان پر ہوگی۔

ہندوستانی دواخانہ دہلی

جس کو حکیم اجمل خانصاحب مرحوم نے سنہ ۱۹۰۳ء میں قائم کیا تا حیات سنہ ۱۹۲۷ء تک صرف اسی دواخانہ کے سرپرست رہے جس کی کل آمدنی آیورویدک اینڈ یونانی طبیہ کالج دہلی پر صرف ہوتی ہے جس میں تقریباً ۵ سو طلبہ ہر قوم و ملت کے ویدک اور یونانی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ہندوستانی دواخانہ دہلی نے کسی شخص کو ایجنٹ بنا کر دوا فروشی کی اجازت نہیں دی اس دواخانہ کی سوائے دہلی کے کوئی برانچ دشاخ کسی مقام پر نہیں ہے

چند ضروریات زندگی:۔

حب جواہر

قیمت ۲۵ گولیوں کی چار روپے، بارہ گولیوں کے دو روپے

یہ جواہرات اور دوسرے قیمتی اجزاء سے تیار کی جاتی ہے دماغ دل و جگر اور معدے کے ضعف کو دور کرنے اور حرارت غریزی کو برانگیختہ کرنے کے لیے لاثانی دوا ہے، عام جسمانی کمزوری خصوصاً اس کمزوری کو دور کرنے کے لیے بہترین چیز ہے جو کسی بیماری کے گذر جانے کے بعد رہ جاتی ہے

گن پی

قیمت چالیس گولی سات روپے

طاقت کی بے نظیر دوا ہے، ہر فصل میں اس سے فائدہ پہنچا حکیم محمد احمد خاں صاحب کا خاص تجویز کردہ نسخہ ہے ایک بکس استعمال کرنے کے بعد آپ کو کسی ٹانک کی تلاش نہ ہوگی، تمام سردیوں میں استعمال کیجیے سال بھر آرام سے گذرے گا۔

عشرتی خاص

قیمت ۲۰ گولی پانچ روپے

قوت مردانہ کے لیے یہ عجیب و غریب دوا ہے ایک قدیم شاہی نسخہ کے مطابق تیار ہوتی ہے سائنٹفک طریقہ سے تیار کی جاتی ہے، اس کے استعمال سے قوت مردمی کے خزانے یعنی طبعی اور قدرتی قوتیں بھی ساتھ ساتھ بڑھتی ہیں، جوہر کچلہ، فاسفورس وغیرہ دواؤں کی مانند اس کا فائدہ وقتی اور عارضی نہیں بلکہ مستقل اور پائدار ہے

شربت صدر

قیمت ۲۲ خوراک کی شیشی صرف ۸ آنے

نزلہ کا بے نظیر علاج کیسی کھانسی ہو، چار خوراکیں بلغم نکال کر پھینکنا شروع کر دیتی ہے۔ کہ خون تھوکتا ہو، ایک ہفتہ میں خون رک جاتا ہے، وہ کہ جن کے پھیپھڑے پھٹنے ہوں یا یہ کہنے کا حق ہم کو حاصل ہے کہ بگڑے ہوئے نزلہ کی کوئی دوا مارکیٹ میں اسکا لگا نہیں کھا سکتی۔

طلائے مقوی

قیمت فی دست کی شیشی تین روپے

یہ طلا خاص طور پر ان لوگوں کے لیے تیار کیا گیا ہے جنکی قوت مردانہ عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے کمزور ہو گئی ہے اس طلا کے استعمال سے تھوڑی دیر کے بعد ہی اس کی قوت و تاثیر ظاہر ہو جاتی ہے علاوہ ازیں دوسری عمر کے لوگوں کے لیے بھی مفید ہے

مصفی

قیمت ۲۴ خوراک ایک روپیہ

خون کی خرابی سے جس قدر بیماریاں پیدا ہوتی ہیں ان کی تنہا ایک دوا مصفی ہے، داد، کھجلی، سوزاک، آتشک، برص، جذام بواسیر، عرق النساء صرف خوراکوں کی کمی بیشی سے مندرجہ بالا بیماریوں کا علاج ہو سکتا ہے، اور بہت ہی نافع ثابت ہوا ہے۔

عرق ماء اللحم خاص الخاص

قیمت فی بوتل پانچ روپے

جسمانی کمزوری کو دور کرنا اعضائے رئیسہ اور باطن کو قوت دینا و حرارت غریزی کو برانگیختہ کرنا اس کا ادنیٰ کرشمہ ہے، صالح اور جدید خون کثرت سے پیدا کرتا ہے اور قوت باہ و امساک کے لیے حیرت انگیز اثر رکھتا ہے ہندوستانی دواخانہ کی خاص چیز ہے دوسری جگہ اصلی ملنا ناممکن ہے

اکسیر نسوان

عورتوں کے لیے آبحیات کا کام کرتی ہے، سیلان رحم، ورم رحم ضعف رحم، ایام کا بے ترتیب آنا کارخانہ کی ایجاد دوا ہے قیمت چالیس خوراک کی شیشی بارہ آنے

فہرستیں

ہندوستانی دواخانہ کی مجربات مرکبات دواؤں کی فہرستیں ہر زبان کی چھپی ہوئی موجود ہیں جو ہر شخص مفت منگا سکتا ہے

مینجر ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

اور بہت سی احادیث وغیرہ سے اس عمل کی صحت کا پتہ چلتا ہے گرچہ ہندوستان کے مسلمان اس پر اسی طرح عمل کرتے ہیں گویا خاص قرآنی حکم ہے اور اگر اس پر عمل نہ کریں گے تو سخت گنہگار ہوں گے

حلوا روٹی حلوا خوری اور آتشبازی کی طرف سے صرف معمولی رسم کہاں سے اور کہنا شعبان المعظم کی پندرھویں شب کے سلسلہ میں مسلمانوں سے اتنا آئی ہے کہ ہر ایک گھر میں حلوا اور آتشبازی کا کسی نہ کسی حد تک اہتمام و انتظام ضروری کیا جاتا ہے حلوا پکانا اس قدر ضروری اور لازمی ہو گیا ہے کہ خواہ سودی قرض لینا پڑے خواہ بیوی بچوں کے زیور گروی رکھنے پڑیں خواہ گھر کے برتن سیٹھ ساہوکار مہاجن کے یہاں گروی رکھنے پڑیں مگر حلوا بہت ضروری پکایا جاتا ہے اور اس فعل کو ایک عمل خیر سمجھ کر کیا جاتا ہے اگر کوئی اس سے منع کرے تو اس کو وہابی غیر مقلد لامذہب بدنام اور مطعون کیا جاتا ہے اگر نیک فعل سمجھ کر اس کو ہم کریں اور اس کے لئے سودی قرض وام نہ لیا جائے اور محض کھانے کھلانے کے لئے حلوا پکایا جائے تو خیر شاید زیادہ قابل اعتراض بات نہ ہو مگر یہاں صورت حال یہ ہے کہ چودھویں شعبان کو حلوا پکانا ایک مذہبی فریضہ سمجھا جاتا ہے یہ قطعاً قابل ترک اور ناجائز ہے۔

اس سے بھی زیادہ قابل ملامت اور بدترین عقیدہ کے مسلمانوں کے علماء کے نزدیک نہایت قبیح چیز اس ماہ معظم کے سلسلہ میں رائج ہو گئی ہے وہ آتشبازی کا عام شیوع ہے شاید ہی کوئی گھر بچتا ہو جہاں حسب حیثیت آتشبازی نہ آتی ہو اس فضول اور نقصان دہ رسم پر کس قدر سالانہ رقم مسلمانوں کی جیب سے نکل جاتی ہے اس کے علم کے بعد اس رواج کی مذمومیت کا صحیح اندازہ ہو جاتا ہے۔

اندازہ لگایا گیا ہے کہ جو آتشبازی ہندوستان کے باہر سے آتی ہے اور اس موقع پر خود ہندوستان میں تیار ہوتی ہے اس پر کم از کم دو کروڑ روپیہ کی لاگت آتی ہے اور یہ ساری کی ساری رقم مسلمانوں ہی کی جیبوں سے نکل نذر آتش ہو جاتی ہے اور چونکہ آتشبازی کا بڑا حصہ جرمنی اور جاپان سے آنے لگا ہے اس لئے سارا روپیہ ہندوستان سے باہر چلا جاتا ہے آج سے بیس پچیس سال قبل باہر سے بہت کم آتشبازی آتی تھی باقی ساری کی ساری ہندوستان میں مسلمان آتشباز بناتے تھے اس کا کم از کم اتنا فائدہ تو ہوتا تھا کہ ہندوستان کا روپیہ ہندوستان میں رہتا تھا اور امید ہوتی تھی کہ پھر پھرا کر پھر واپس آ جائے گا مگر اب تو یہ امید بھی نہیں رہی کیونکہ آتشبازی کا بیشتر حصہ بیرون ہند سے آتا ہے۔

برادران اسلام! ذرا غور فرمائیے کہ ہر سال یہ دو کروڑ کی رقم جو آگ اور دھوئیں کے نذر کر دی جاتی ہے اگر قومی کاموں پر صرف کی جائے تو کس قدر مفید نتائج برآمد ہوں۔ مسلمانوں کی جہالت اور تعلیمی پستی کا رونا ہم کو ہمیشہ رونا پڑتا ہے اگر یہی روپیہ مسلمان بچوں کی تعلیم پر صرف کیا جائے تو کس قدر جلد ہم اپنی قوم کی جہالت کو لوٹ علامت بدل سکتے ہیں ہماری موجودہ درسگاہیں خواہ وہ عربی مدارس ہوں یا انگریزی کالج اور اسکول سب روپے کی کمی کی وجہ سے سسک رہے ہیں اور جس قدر ملت کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں موجودہ حالت میں نہیں پہنچا سکتے صوبجات متحدہ کتنا بڑا صوبہ ہے اڑتالیس اضلاع اس صوبہ میں ہیں اور ریل یا جہاز بھی تیز رفتاری کے ۲۴ گھنٹے میں اس صوبہ کی سرزمین کو طے نہیں کر سکتی اتنے بڑے صوبہ میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سوا کوئی دوسرا مسلمانوں کا کالج نہیں ہے اور ہر ایک ضلع میں مسلم اسکول ہیں شاید اڑتالیس ضلعوں میں سے بمشکل دس ضلعوں میں مسلم ہائی ہوں کہ مسلم ہائی اسکول ہوں گے یا ایسی حالت کیوں ہے؟ محض روپیہ نہ ہونے کی وجہ سے گرچہ قوم تعلیم پر اتنا بھی صرف نہیں کر سکتی کہ ہر ایک ضلع میں کم از کم اپنے بچوں کے لئے ایک ایک ہائی اسکول تو کھولے وہی بدبخت قوم شعبان کے موقع پر دو کروڑ روپے آتشبازی میں پھونک ڈالتی ہے اور ایسی حالت میں کہ سنی شیعہ وہابی بدعتی مولوی صوفی غرضکہ ہر ایک طبقہ اس کو مذموم سمجھتا اور مذموم کہتا ہے تمام اخبارات و رسائل ہر سال اس کے خلاف مقالات تحریر کرتے اور وعظ آنے سے قبل منبروں پر علماء اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں مگر خدا معلوم کہ یہ لعنت کس قدر ہمارے اندر سمائی ہوئی ہے کہ اس قدر جدوجہد اور سعی و کوشش کے باوجود مسلمان اس سے باز نہیں آتے حالانکہ ہر سال متعدد آدمی نوجوان اور بچے جان سے بھی اس آتشبازی کے نتیجے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں اور بہتوں کے جسم کے ایسے اعضا ضائع ہو جاتے ہیں کہ پھر عمر بھر کے لئے ان کی زندگی آدھا مجموعی سی ہو کر رہ جاتی ہے لیکن اس کے باوجود اور ان سب خرابیوں کے باوصف آتشبازی کی لعنت سے ہماری قوم کا پیچھا چھوٹتا۔ برادران اسلام! ماہ مبارک شعبان المعظم میں کچھ امور ہیں جن پر ہمیں عمل کرنا چاہئے جو آپ کو معلوم ہو گئے اور کچھ باتیں ہیں جو ہمیں ترک کرنی چاہئیں ہر مومن کی شان یہی ہے کہ جن کاموں کے کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ان پر عمل کریں اور جن باتوں سے روکا اور منع کیا گیا ہے ان سے باز رہیں اس لئے ہمیں اس موقع پر ہر ایک امور کی طرف اپنی توجہ مبذول کرنی چاہئے اور خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ ہم سب کو صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے بارک اللہ لنا ولکم فی القرآن العظیم ونفعنا وایاکم بالآیات والذکر الحکیم انہ تعالیٰ جواد کریم ملک بر رؤف الرحیم

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد۔ درود و سلام بھیجو محمد عربی رسول برحق پر جنہوں نے اپنے پاک عمل سے ہمیں بتلا دیا کہ رحمت و ورحمت کیا ہے۔ اور درود و سلام بھیجو تمام صحابہ و آل و ازواج پر خصوصاً خلفائے راشدین پر جو اسوہ حسنہ کی پیروی کرنے والے تھے۔ اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین پر اور درود و سلام بھیجو آنحضرت کی ازواج مطہرات پر جو ہر وقت اپنی آنکھوں سے حضور کے عمل دیکھتی اور خود بھی عمل کرتی تھیں۔ اور درود و سلام بھیجو تمام عشرہ مبشرہ اور تمام صحابہ کرام پر جو امت کے تمام افراد سے زیادہ افضل اور ہمارے لئے واجب التعظیم ہیں کیونکہ وہ اسوہ حسنہ کی پیروی کو ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے

اور درود و سلام بھیجو تمام شہداء صدیقین اولیاء و صالحین امت پر جو شعبان المعظم میں دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت خداوندی میں بسر کرتے تھے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو مراتب علیا پر فائز فرمایا اے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانان روئے زمین کو توفیق دے کہ وہ تیرے حکم پر چلیں اور تیرے رسول کے اسوہ حسنہ کی پیروی کریں۔ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینہیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اذکروا اللہ یذکرکم وادعوہ یستجب لکم ولذکر اللہ تعالیٰ اعلیٰ واولیٰ واکبر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولوی

جلد ۲۱ | بابت ماہ شعبان سنہ ۱۳۵۴ ہجری | نمبر ۲

خطبہ

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ہادی لہ ونشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

حمد و ثنا بیان کرو اس خالق ماہ و شہور و خالق ایام و دہور کی جو اپنی حکمت بالغہ سے گھڑیوں اور ساعتوں کو تبدیل کرتا رہتا اور دن و رات کو بناتا اور اسی تبدیلی اور انقلاب کے تغیر سے ماہ و سال کے ذریعہ زمانہ کی مدت کو تقسیم کرتا اور ان میں برکت و رحمت ودیعت کرتا ہے جس سے اس کے بندے صحیح اعمال و افعال کے ذریعہ سعادت دارین حاصل کریں اور درود و سلام بھیجو نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جن کے ذریعہ ہم کو اچھے اور برے کاموں کا علم ہوا اور ایام و شہور کے فضائل سے آگاہی ہوئی۔ اما بعد

برادران اسلام! ماہ شعبان المعظم کے متعلق مولوی میں متعدد خطبے شائع ہو چکے ہیں جن کے اندر مختلف طریقوں سے اس ماہ مبارک کے سلسلہ میں وہ سب کچھ بتلا دیا گیا ہے جو احادیث صحیحہ میں اس کے متعلق وارد ہے مختصراً یاد دہانی کے لئے پھر بتلایا جاتا ہے کہ اس ماہ مبارک کو آقائے دو جہان نے اپنا مہینہ فرمایا ہے یعنی شعبان شہری ورمضان شہر اللہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تبارک وتعالیٰ کا اس ارشاد رسالت سے اس مہینہ کی بزرگی اور فضیلت کا اندازہ ہر ایک مسلمان کو ہو سکتا ہے۔

بہت سی حدیثوں کے ذریعہ امت کو یہ بتلایا گیا ہے کہ سرکار دو عالم اس مہینہ میں رمضان کے علاوہ سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ شعبان کے روزوں کو رمضان سے ملا دیتے تھے۔ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ روزہ رکھنا شروع کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ افطار نہ فرمائیں گے یعنی مسلسل روزے رکھتے جاتے تھے جس سے حضرت عائشہ ایسا محسوس کرنے لگتی تھیں کہ بس اب آپ رمضان تک مسلسل روزے ہی رکھتے رہیں گے اور بیچ میں افطار نہ فرمائیں گے یعنی روزوں کا سلسلہ منقطع نہ فرمائیں گے لیکن جب افطار فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ اب آپ روزہ نہ رکھیں گے یعنی کئی کئی دن تک مسلسل روزہ نہ رکھتے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھتے بھی تھے اور افطار بھی کرتے تھے لیکن تمام حدیثوں پر غور کرنے سے یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ حضور اس ماہ شعبان میں بہت کثرت سے روزہ رکھا کرتے تھے

اس لئے پہلی چیز جس پر امت کو توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ جس قدر ہو سکے ہم بھی اس مہینہ میں کثرت سے روزہ رکھا کریں اول تو روزہ خود ایک ایسا عمل خیر ہے جو اللہ تعالیٰ کو بیحد محبوب ہے دوسرے سرکار دو عالم کے اتباع کا ثواب علیحدہ ملیگا۔

اس مہینہ کی دوسری فضیلت یہ ہے کہ اس میں پندرہویں شعبان کی شب نہایت ہی خیر و برکت والی شب ہے اور نہایت کثرت سے اس کی فضیلت کے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔ حدیث میں آیا ہے کہ اللہ رب العزت اول شب سے سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور ندا کرتے ہیں کہ ہے کوئی گناہگار جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں اور ہے کوئی حاجتمند کہ اس کی حاجت روا کر دوں اور ہے کوئی درد مند مریض کہ اس کو شفا عطا کروں اور ہے کوئی مصیبتوں میں مبتلا کہ اس کی مصیبت دور کر دوں اور ہے کوئی ایسا اور کوئی ویسا۔

غرضکہ اللہ رب العزت اس شب کو اپنے بندوں پر خصوصیت کے ساتھ بہت زیادہ مہربان اور بہت زیادہ مائل رحمت و رافت ہوتے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس شب کو جاگیں اور اس شب کو اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت میں گذاریں اور اپنے گناہوں سے توبہ کریں اور اپنی مصیبتوں کے لئے بارگاہ خداوندی میں عرض پرداز ہوں اور اپنی حاجتیں اس کے حضور رحمت و رافت میں پیش کریں اس طرح دین اور دنیا کی سعادت حاصل کرنے کی اس شب میں کوشش کریں۔

اس مہینہ میں سال بھر کا حساب بھی کاتب قدرت لکھتا ہے اور موت و حیات کے خانے پر کئے جاتے ہیں کس کو معلوم ہے کہ ہماری زندگی کے متعلق کاتب تقدیر نے کیا لکھا ہے اگر اجل لکھ دی گئی تو اس کے بعد پھر عمل خیر کا موقعہ کہاں ملیگا اس لئے جو ساعت سعید مل جائے اسی کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔

برادران اسلام! ماہ شعبان المعظم کے متعلق مختصراً دو تین امور پر روشنی ڈالی گئی ہے اگر عمل کا جذبہ ہماری رہنمائی کرے اور ہم صحیح طریقہ پر ان پر عمل پیرا ہوں تو بہت کچھ خیر و سعادت حاصل کر سکتے ہیں بس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس ماہ مبارک میں اتباع اسوۂ حسنہ میں کثرت سے روزہ رکھیں اور مسعود و مبارک ہیں وہ روحیں جو شعبان کی پندرہویں شب کو طاعت الٰہی و عبادت خداوندی میں گذاریں

اوپر جو کچھ عرض کیا گیا وہ اس ماہ مبارک کا وہ حصہ ہے جو مشروع ہے اور جس کی سند شرع میں موجود ہے اور جس پر امت کو عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کو اس پر عمل کر کے اپنی دین و دنیا کو سنوارنا چاہیئے۔

لیکن اس ماہ مبارک کا ایک حصہ وہ ہے جس پر شروع ہی سے کچھ نہ کچھ عمل کیا جاتا ہے مگر ہے بالکل غیر مشروع [illegible] قرآن سے اس کی سند [illegible] ہے نہ حدیث سے اس کا جواز ثابت ہے نہ ائمہ کے اقوال سے اس کی تائید ہوتی ہے

کرنے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ہم اسپرٹ اس کے اندر کار فرما ہوتی ہو مگر [illegible] بعد پیدا ہوئی وہ خود بخود ختم ہو جاتی ہے اور پیر صاحب حسب معمول اس تحریک کی طرف توجہ بھی نہیں کرتے اور نہ کسی قسم کی سرگرمی کا اظہار کرتے ہیں لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دوسرے فرقے جو اس تحریک سے مشتعل ہو کر جوابی تحریک پر استقلال کے ساتھ عمل شروع کر دیتے ہیں جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اگر مسلمان بھی استقلال اور ثابت قدمی کے ساتھ بائیکاٹ کی تحریک پر عمل کریں تو شاید یہ صورت پیدا ہو جائے کہ ایک طرف نقصان ہو تو دوسری طرف فائدہ بھی پہنچنے کا امکان ہے مگر چونکہ مسلمانوں کا جوش عارضی ہوتا ہے اس لئے ان کے حصہ میں صرف گھاٹا ہی گھاٹا آتا ہے کیونکہ دوسرے فرقے نہایت کامیابی کے ساتھ عمل پیرا ہوتے ہیں اور مسلمان تھوڑے دن عمل کر کے ترک کر دیتے ہیں۔ یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی ایک فرقہ یہ صدا بلند کرے کہ سودا صرف اپنے ہم مذہبوں سے خریدو اور دوسرے فرقہ کے اندر جوابی جوش پیدا نہ ہو اور دوسرے فرقے بھی یہی صدا بلند کرنے لگیں اس لئے لازمی نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ سخت کشمکش شروع ہو جاتی ہے اور نہایت درجہ تلخی و ناگواری پیدا ہو جاتی ہے اور فتنہ و فساد تک نوبت پہنچ جاتی ہے اس لئے ایسی تحریک کا آغاز کسی طرح قرین مصلحت نہ تھا ہم پیر صاحب سے عرض کریں گے کہ وہ آئندہ اپنی تقریروں میں سوشل بائیکاٹ کی تلقین نہ کریں اور دہلی کے مسلمانوں سے سبق حاصل کریں جنہوں نے ان کو صحیح راستہ دکھانے کی کوشش کی تھی۔

اس تحریک کے شروع کرنے سے پیر صاحب پر دوسرا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ وہ دانستہ مسلمانوں کی توجہ پھیر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مسجد شہید کی طرف سے رخ پھیر دیں اور ہندو مسلمانوں میں سر پھٹول کرا دیں اس لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اقتصادی بائیکاٹ کا نام اب نہ لیا جائے۔

پیر صاحب کی خدمت میں چند ضروری معروضات

پیر صاحب کو مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے امیر منتخب کیا ہے اس لئے ان کو چاہیئے کہ وہ مسجد کے علاوہ دوسرے غیر متعلق اور مختلف فیہ امور میں دخل نہ دیں جہاں تک مسجد کا تعلق ہے ہر ایک خیال کے مسلمان اس کی واگذاری کے لئے اپنے دل میں تڑپ موجود پاتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ پیر صاحب اور آن کے ہمخیال سول نافرمانی کے خلاف ہوں بعض لوگ اس کے حق میں ہوں اور بعض لوگ سکھوں سے گفت و شنید اور مصالحانہ طریقہ کو مفید خیال کرتے ہوں اور بعض حضرات قانونی چارہ جوئی کو بہتر ذریعہ سمجھتے ہوں لیکن اس امر میں سب متفق ہیں کہ مسجد ضرور واگذار کرائی جائے اس اتحاد خیال سے اتحاد عمل صرف اسی صورت میں قائم ہو سکتا ہے کہ پیر جماعت علی شاہ اپنی تقریر میں [illegible] کو کچھ عرصہ کے لئے ترک کر دیں اور پنجاب کو کسی پارٹی کا آلہ کار نہ بنائیں اور ایسے امور اختلافی میں دخل نہ دیں جو مختلف جماعتوں کے درمیان ما بہ النزاع ہیں اور سیاسیات میں بھی حصہ نہ لیں۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پیر صاحب ملتان میں جو تقریریں کیں ہیں وہ کسی طرح بھی [illegible] مقصد کے لئے مفید نہیں کہی جا سکتیں ان میں وہی [illegible] سوشل بائیکاٹ کا مظاہرہ کیا گیا ہے [illegible] اس کا یہی نکل سکتا

الاولیں گے اور ہر موقع پر ان کی مخالفت کریں گے۔

اس سلسلہ میں ہم پیر صاحب سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کانپور میں جمعیت العلماء کے اجلاس بدایوں کی صدارت قبول کر کے اپنے آپ کو ایک خاص خیال کی جماعت کا آلہ کار ثابت کر دیا ہے ہمیں کانپور کی جمعیت کی نمائندہ حیثیت سے کوئی بحث نہیں ہے بلکہ اس امر پر قطعاً بحث ہے کہ اس کا وجود افتراق کا سبب بنا ہے اور اس کی ہستی اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ علماء کی جماعت میں اختلاف کی خلیج ابھی تک موجود ہے ایسی حالت میں پیر صاحب کا اس کی صدارت کو قبول کر لینا فتنہ نفاق و اختلاف کو مزید تقویت دینا ہے اور یہ امر مسجد شہید کے ہمہ گیر اتحاد عمل کے راستہ میں سنگ گراں بن کر حائل ہوگا اس لئے پیر صاحب سے ہم مخلصانہ عرض کریں گے کہ وہ اس قسم کے امور سے پرہیز کریں نیز حکومت کی بیجا خوشامد کا قدیم طریق ان کو کچھ عرصہ کے لئے ترک کر دینا چاہیئے اس قسم کے فقرے کوئی مسلمان سننا پسند نہیں کر سکتا کہ "ہماری تین مسجدیں حکومت نے توڑائی ہیں ان کا ہم کو غم نہیں بلکہ ملال اس کا ہے کہ سکھوں سے اس نے ہماری مسجد منہدم کرا دی" یا مثلاً یہ فقرہ کہ "ہم نے عراق، عرب، شام، فلسطین، ٹرکی اور دان وغیرہ گورنمنٹ کو فتح کر کے دیئے مگر اس کا صلہ ہم کو یہ دیا کہ سکھوں سے ہماری مسجد گروا دی" اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پیر صاحب نے ایام جنگ میں حکومت کی امداد کی تھی اور بھرتی کے لئے مسلمانوں میں آپ وعظ بھی فرماتے تھے اور یہ بھی مشہور ہے کہ آپ اس دعوے کے ساتھ تعویذ مرحمت فرماتے تھے کہ جس سپاہی کے پاس یہ تعویذ ہوگا اس پر گولہ یا گولی کچھ بھی اثر نہ کریگا۔ مگر یہ بات بہت ہی تلخ ہے اور اس کا دہرانا مسلمانوں کے لئے بیحد تکلیف دہ ہے اس لئے پیر صاحب کو ایسی باتیں بھی اپنی تقریروں میں نہیں کرنی چاہئیں۔

پس امید ہے کہ پیر صاحب ہماری مخلصانہ گزارشات کو اسی اسپرٹ میں شرف قبول میں جگہ دینگے جس اسپرٹ میں یہ عرض کی گئی ہیں۔

پنجابی اخبارات کا فرض

پنجاب کی موجودہ صورت حال بہت نازک ہے اور ذرا سی بے احتیاطی تمام صوبہ میں فرقہ وارانہ آگ لگا سکتی ہے لیکن اگر پنجاب کے ہندو مسلم اخبارات اپنے فرائض دیانتداری کے ساتھ انجام دیں تو اس آگ [illegible] یہ کسی طرح مناسب نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص خواہ وہ کتنا ہی شرارت پسند کیوں نہ ہو کوئی غلط قدم اٹھائے تو اس کو اس قدر تشہیر دی جائے کہ خود غلط قدم اٹھانے والے کا مقصد اس سے پورا ہو مثلاً ایک ہندو اگر مسلمانوں کے خلاف کسی جگہ اشتعال انگیز تقریر کرے تو اس کی تقریر کو بہت زیادہ نمایاں کر کے اخبارات میں جگہ دینا گویا خود اخبارات کا وہی مقصد ہو جاتا ہے خواہ اخبارات اس کے خلاف کچھ ہی لکھا کریں مگر اس کی تقریر کو اہمیت دے کر شائع کرنے کے سوا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتے کہ وہ اس شخص کے مقصد کی تکمیل میں ممد و معاون ہوتے ہیں اگر پیر جماعت علی شاہ نے اس قسم کی کوئی تقریر کی تھی جس سے اقتصادی بائیکاٹ کی تحریک شروع ہونے کا اندیشہ تھا تو اس کو نظر انداز کر دینا چاہیئے تھا اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ یہ تحریک دو قدم بھی نہ چل سکتی مگر چونکہ اخبارات نے اس کے متعلق بہت شور برپا کیا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ دوسری

شذرات

غلط اور مضرت رساں رہنمائی

قضیہ مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں پیر جماعت علی شاہ نے ایک ایسا قدم بغیر سوچے سمجھے اور نتائج پر غور کئے اٹھا لیا ہے جس نے پنجاب کے اندر خصوصیت کے ساتھ اور اس سے ملحقہ مقامات پر نہایت تلخی اور مختلف فرقوں کے اندر باہم کشیدگی پیدا کر دی ہے

مسجد شہید گنج کی وجہ سے مسلمانوں کے اندر اندر جوش اور ہیجان پھیلا ہوا ہے اور مسلمانوں کا قومی خاصہ ہے کہ وہ جب کسی مذہبی جذبہ سے متاثر ہو کر جوش میں آجاتے ہیں تو پھر ان کے اندر زیادہ پیچیدہ اور الجھی ہوئی چیزوں کے سمجھنے کا بہت کم رجحان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایسے اوقات میں اگر عوام کسی غلط اور گمراہ ہاتھوں میں چلے جاتے ہیں تو قومی حیثیت سے انکو شدید نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور بعض اوقات نیک نیت رہنماؤں کی غلط روی بھی سخت نقصان پہنچاتی ہے۔

پیر جماعت علی شاہ کو مسجد شہید گنج کی واگذاری کے لئے راولپنڈی کے ایک اسلامی اجتماع نے امیر نامزد کر دیا تھا اب پیر صاحب کا فرض صرف یہ تھا اور ہے کہ جو مسئلہ ان کے سپرد کیا گیا ہے اس کے حل کی تدابیر اختیار کریں اور تدابیر کا اعلان کرنے سے پہلے ارباب حل و عقد و اہل شوریٰ سے مشورہ کر لیا کریں مگر چونکہ پیر صاحب پرانی وضع کے بزرگ ہیں اور سیاست کے نشیب و فراز سے شاید اچھی طرح واقف نہیں اس لئے چند ہی ہفتوں کے اندر مختلف مقامات پر جو تقریریں آپ نے فرمائیں ان سے مسئلہ کو حل کرنے کے بجائے اس میں اور پیچیدگیاں پیدا ہوتی چلی جا رہی ہیں مثلاً۔

اقتصادی بائیکاٹ کا غلط قدم

پیر صاحب نے کمال سادگی سے اپنی ایک تقریر میں جو لاہور کی شاہی مسجد میں آپ نے کی مسلمانوں کو سوشل بائیکاٹ کی طرف توجہ دلائی چونکہ خصوصیت کے ساتھ لاہور میں سخت جوش اور ہیجان تھا اس لئے سوشل بائیکاٹ کی تحریک کا تانا فانا وہاں تمام شہر میں پھیل گئی اور مسلمان رضاکاروں نے ہندو اور سکھ دوکانوں پر پکٹنگ شروع کر دیا اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کی دوکانوں سے سودا خریدنے سے زبردستی روک دیا اس کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ ہندوؤں اور سکھوں نے بھی مسلمانوں کے سوشل بائیکاٹ کی تلقین شروع کر دی اور چند ہی دنوں کے اندر سارے پنجاب میں ایک دوسرے کے بائیکاٹ کی وبا پھیل گئی اور سخت تلخی اور فساد کی فضا پیدا ہو گئی اور اندیشہ پیدا ہو گیا کہ کہیں فتنہ و فساد کا دروازہ نہ کھل جائے جس سے موجودہ حالات میں سخت خطرناک نتائج نکل سکتے ہیں نہ صرف پنجاب بلکہ دیگر صوبجات میں بھی اس کا اثر پہنچنا ناگزیر تھا اس لئے جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس تحریک کا سد باب کر دینا ضروری تھا اور ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ خود مسلمان تجارت پیشہ طبقہ نے اس تحریک کی مضرتوں کو محسوس کیا اور انہوں نے اس مہلک تحریک کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اور اس زور سے بلند کی کہ صدائے بازگشت سے فضا گونج اٹھی اور پیر صاحب کے کانوں تک بھی پہنچی کہ مسلمان تجارت پیشہ طبقہ آپ کی اس تحریک کو اپنے لئے سخت مضرت رساں اور مہلک سمجھتا ہے مگر افسوس کہ پیر صاحب نے اس آواز کو سنی ان سنی کر دیا اور جو غلط قدم اٹھایا تھا اس کے واپس لینے سے انکار کر دیا بلکہ دہلی میں بھی جمعہ کو ایسی ہی تقریر کرنے کا ارادہ پیر صاحب نے کیا تھا لیکن یہاں جب آپ تشریف لائے تو دہلی کے چند سربرآوردہ مسلمان تاجروں کا ایک وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس تحریک سے خود مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچیگا اور دہلی کے تجارت پیشہ طبقہ کو اس کا کافی تجربہ ہو چکا ہے اس لئے براہ کرم اس تحریک کو ختم کر دیجئے اور یہاں دہلی میں تو آپ ہرگز اس قسم کی تقریر نہ فرمائیں کیونکہ یہاں کی فضا بفضلہ ابھی تک بہتر ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ دہلی فرقہ وارانہ فتنہ و فساد کا مرکز بنجائے مگر پیر صاحب ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے انھوں نے فرمایا کہ میں اپنے ارادہ سے ہرگز باز نہیں آؤں گا بلکہ قوم کا سید ہوں اور جامع مسجد میں تقریر کے ذریعہ اس تحریک کو مسلمانوں کے سامنے ضرور پیش کروں گا لیکن خیریت گذری کہ آپ جامع مسجد دہلی میں تقریر نہ فرما سکے وہاں آپ کی گذشتہ دل آزار تقریروں کی وجہ سے جن میں دیوبندیوں اور ان سب لوگوں کو جو غیر بریلوی ہیں کافر و ملحد آپ نے فرمایا تھا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور مجمع نے آپ کو تقریر نہ کرنے دیا۔ جامع مسجد میں جو صورت پیش آئی وہ گو قابل تعریف تو نہیں کہی جا سکتی مگر خود کردہ را علاجے نیست اس کے علاوہ اگر پیر صاحب تقریر کرتے تو بہت ممکن تھا کہ کوئی سخت قسم کا ہنگامہ ہو جاتا کیونکہ پیر صاحب اپنی عادت کی ڈگری سے مجبور ہو کر دیوبندیوں اور اہلحدیث وغیرہ کو کافر کہتے اور مجمع قابو سے باہر ہو کر خدا معلوم کیا کر گذرتا نیز سوشل بائیکاٹ کی تلقین اگر کرتے تو ایک دوسرا فتنہ کھڑا ہو جاتا اس لئے بہتر یہی ہوا کہ پیر صاحب کو پنجاب کی زہریلی فضا دہلی میں پیدا کرنے کا موقع نہیں دیا گیا۔

تحریک بائیکاٹ کی مضرتیں

پیر صاحب نے اس جذبہ سے متاثر ہو کر اس تحریک کا آغاز کیا ہوگا کہ اگر مسلمان صرف مسلمانوں ہی سے سودا خریدینگے تو اس سے مسلمانوں کی تجارت کو فروغ ہوگا پیر صاحب کی حسن نیت میں کسی کو شبہ نہیں ہو سکتا مگر چونکہ پیر صاحب دنیوی اور سیاسی معاملات پر عمیق نظر نہیں رکھتے اس لئے وہ بائیکاٹ کے دور رس مہلک نتائج تک نہ پہنچ سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کی تحریک سنہ ۲۶ء و ۲۷ء میں شروع ہوئی تھی اس کے نتائج جو نکلے وہ مسلمانوں کے نقطہ نظر سے حد درجہ افسوسناک تھے یا اقتصادی کہ اول تو ایک ملک کے رہنے والے ایک دوسرے کا بائیکاٹ کر کے نفع نہیں کما سکتے دوسرے یہ تحریک زیادہ عرصہ تک چل سکتی ہے اور نہ اس کے اچھے نتائج نکل سکتے ہیں کیونکہ لاکھ ایک دوسرے سے نفرت و عناد ہو مگر اقتصادی و تجارتی اور تمدنی ضروریات سب کو مجبور کرتی ہیں کہ وہ ایک دوسرے کی امداد حاصل کریں۔

مسلمانوں کو خصوصیت کے ساتھ جو نقصان پہنچ جاتا ہے اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مسلمان استقلال اور تنظیم کے ساتھ اس تحریک کو چلا نہیں سکتے کچھ عرصہ تک تو کسی جوش یا ہیجانی کیفیت کے ماتحت تو کرتے رہتے ہیں لیکن بعد

[illegible] ڈھائے ہیں ۔

اٹلی کی بربریت

آج کل ایک خبر موصول ہوئی ہے کہ اٹلی نے اطالوی سومالی لینڈ کے ایک مسلمان درویش اور صوفی کو جن کا وہاں کے مسلمانوں میں بہت اثر تھا توپ دم کرا دیا ہے اور ان پر الزام یہ لگایا ہے کہ وہ طرابلس کے سنوسی فرقے کے درویشوں کے ساتھ سازش کر رہے تھے اور کوشش کر رہے تھے کہ اطالوی سومالی لینڈ میں بغاوت برپا ہو جائے اور طرابلس میں بھی بغاوت رونما ہو جائے نیز اس مرحوم کا ایک فتویٰ شائع کیا تھا کہ اٹلی کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے اس جرم کی پاداش میں صوفی موصوف اور بہت سے صوفیوں اور مسلم درویشوں کو ظالم اطالویوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اسی طرح طرابلس میں بھی ظلم برپا کر رکھا ہے جس سے متاثر ہو کر حضرت شیخ سنوسی نے اٹلی کے خلاف جہاد کر دیا ہے ۔

یہ خبر کہ سومالی لینڈ اور طرابلس کے مسلمانوں پر اطالوی درندے ظلم برپا کر رہے ہیں ہر ایک مسلمان کے لئے سخت تکلیف کا موجب ہوگی مگر افسوس ہے کہ ہم خود چونکہ غلام ہیں اور اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کر سکتے اس لئے سوائے دعا کے ہم کیا کر سکتے ہیں ۔

ایک خبر یہ بھی وارد ہوئی ہے کہ یمنی فوجیں ترکی سپہ سالار کی زیر قیادت ان سواحل کی طرف روانہ ہو رہی ہیں جدھر سے حریص اٹلی حملہ آور ہو سکتا ہے یہ پیش بندی اس لئے کی جا رہی ہوگی کہ اٹلی ایک عرصہ سے یمن کو چشم حرص سے دیکھ رہا ہے اور مسولینی کے منصوبوں میں سے ایک ناپاک منصوبہ یہ ہے کہ سرزمین یمن پر اسی طرح قبضہ کرے جس طرح غریب حبش پر قبضہ کر رہا ہے اور دوسرا ناپاک منصوبہ یہ ہے کہ ساحل مرمرا اور تھریس کے مقامات پر قابض ہو جائے چنانچہ ترکوں نے بھی پوری جنگی تیاریاں کر لی ہیں اور نہایت ہوشیاری سے اٹلی کی نقل و حرکت کو دیکھ رہے ہیں ۔ غرضکہ مسلمانوں کو خبیث اٹلی سے کافی خطرہ پیدا ہو گیا ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو اس کے ناپاک منصوبے مسلمانوں ہی کے ہاتھ سے خاک میں ملیں گے ۔

کیا کانگریس کو عہدے قبول کر لینے چاہئیں

کانگریسی حلقے کے اندر اور اس سے باہر یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ کیا کانگریس کو جدید اصلاحات کے تحت عہدے قبول کر لینے چاہئیں یا نہیں خود بہت سے کانگریسی ہندو مسلمان رہنماؤں کی یہ رائے ہے کہ اگر موجودہ اصلاحات کا جلد سے جلد خاتمہ کرنا ہے تو اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ تمام عہدے کانگریسی قبضہ میں لے لیں اور اندر سے اس کی جڑیں کاٹ دیں اور غیر کانگریسی تو سب کے سب کانگریس والوں کو یہی مشورہ دے رہے ہیں کہ کانگریس کو ضرور عہدے قبول کر لینے چاہئیں ۔

لیکن کانگریس کا ایک بہت بڑا طبقہ جس میں زیادہ تر نوجوان ہیں عہدے قبول کرنے کے سخت مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر کانگریس نے عہدے قبول کر لئے تو کانگریسیوں اور اعتدال پسند جماعتوں میں کوئی فرق نہ رہے گا اور کانگریس کی وہ ایک خاص ذہنیت بن گئی ہے وہ عہدے قبول کرنے سے رفتہ رفتہ پھر آئین پسند ذہنیت بن جائیگی جس کے بعد کانگریس مثل دوسری جماعتوں کے ایک [illegible] بن کر رہ جائیگی جس کی کوئی آواز میں قوت نہ ہوگی اور در حقیقت [illegible] جلسوں میں اور اسمبلی کونسلوں میں تقریر کرنا اس کا شعار ہو جائیگا ۔

غیر کانگریسی کانگریس کو اس لئے عہدے قبول کرنے کا مشورہ دیتے ہیں کہ بہر حال ملک کے اندر کانگریس ہی ایک جماعت ہے جس کا سب سے زیادہ اثر و اقتدار ہے اور چونکہ کونسلوں کے انتخابات میں کانگریس کامیاب ہو گی اس لئے لازمی ہے کہ متعدد صوبوں میں کانگریس کی تھوڑی سی اکثریت منتخب ہو جائے گی اب اگر کانگریس نے عہدے قبول نہ کئے ... ... تو کسی جماعت کی حکومت کو کانگریس والے چلنے نہ دیں گے اس لئے یہی بہتر ہے کہ خود کانگریس والے ہی عہدے قبول کر لیں اور اپنی طاقت بڑھانے کے لئے دوسری جماعتوں سے بھی تعاون کریں ۔

ابھی تک کانگریس نے کوئی فیصلہ نہیں کیا آجکل پٹنہ میں آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا اجلاس ہو رہا ہے جہاں یہی اس مسئلہ کو کانگریس کے سالانہ اجلاس میں بحث کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے جو لکھنؤ میں منعقد ہوگا ۔

اگر اس نقطۂ نظر سے دیکھئے کہ ملکی آزادی کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کانگریس والے کرتے ہیں جیلوں میں وہی جاتے ہیں لاٹھی چارج انہی پر ہوتا ہے گولیاں انہیں کے سینے کھاتے ہیں جرمانے وہی ادا کرتے ہیں جائدادیں انہیں کی نیلام ہوتی ہیں بیوی بچے انہی کے فاقہ کرتے ہیں اور جب ان کی تحریک سے کچھ ملتا ہے تو اس پر قبضہ ارباب غرض کا ہو جاتا ہے جو ہمیشہ سرکار کی طرف رہتے ہیں اور کانگریس کی مخالفت کرتے رہتے ہیں تو بے اختیار یہی رائے قائم ہوتی ہے کہ بیشک کانگریس کو عہدے قبول کر لینے چاہئیں اور خود غرض طبقہ کو موقع نہ دینا چاہئے کہ وہ گل چھرے اڑائیں اور [illegible] کریں ۔

لیکن اگر دوسرے نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ کانگریس کی جو مجاہدانہ ذہنیت بن چکی ہے عہدے قبول کرنا اس ذہنیت کے خلاف ہے اور اس مجاہدانہ ذہنیت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اس لئے کانگریس کو تو بس ایثار و قربانی ہی کو اپنا شعار بنا لینا چاہئے اور عہدوں کے جھمیلوں میں اپنے پاؤں نہ پھنسانے چاہئیں اس کے علاوہ ایک اندیشہ یہ بھی ہے کہ عہدے قبول کر لینے کے بعد کہیں کانگریس کی طاقت ملک میں کمزور نہ پڑ جائے اگرچہ اس کا بہت کم اندیشہ ہے کیونکہ اسمبلی کی صدارت کا عہدہ کانگریس قبول کر چکی ہے اور آنجہانی مسٹر پٹیل نے اس دبدبہ اور شان و شکوہ کے ساتھ صدارت کے فرائض انجام دیئے کہ تمام ملک میں دھوم مچ گئی اور کانگریس نے اپنے مجاہدین کیلئے جیلوں کے دروازے کھلوائے تو مسٹر پٹیل بھی صدارت سے استعفیٰ دے کر جیل خانے چلے گئے تاہم ہر ایک پٹیل نہیں ہے اس لئے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ کانگریس والے اپنے کو اس آلائش سے آلودہ نہ کریں لیکن [illegible] ہماری یہ رائے ضرور ہے کہ اگر کانگریس یہی مناسب سمجھے کہ اصلاحات کو ناکام بنانے کے لئے عہدوں کا قبول کرنا موجودہ حالات میں زیادہ مفید و مناسب ہے تو پھر ملک کا فرض یہی رہ جاتا ہے کہ وہ ہر ایک صوبہ میں کانگریس کو پوری طاقت سے کونسلوں کے انتخاب میں کامیاب بنا کر بھاری اکثریت میں بھیجے تاکہ کانگریس مضبوطی کے ساتھ موجودہ اصلاحات کا خاتمہ کرا سکے ۔

یہ ابتدا ہی میں مرجاتی اگر اس کے خلاف اتنا زیادہ شور برپا نہ کیا جاتا۔

بہرحال اب بھی کچھ نہیں گیا پنجاب کے تمام ہندو مسلمان اخبارات کا فرض ہے کہ وہ اس آتش فتنہ کو بجھانے کی کوشش کریں اور ایسی اطلاعات اور خبروں کو جن سے منافرت دولانہ کشیدگی پیدا ہوتی ہے اگر ممکن ہو تو شائع ہی نہ کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بالکل غیر اہم طریقہ پر شائع کریں اس وقت صورت حال یہ ہے کہ تمام اخبارات ایسی خبروں کو جن سے وہ دوسرے فرقہ کے خلاف نفرت وحقارت پھیلا سکتے ہیں نہایت نمایاں طریقہ پر موٹی موٹی سرخیاں اور اشتعال انگیز عنوانات قائم کرکے شائع کرتے ہیں اس کا قدرتی نتیجہ یہی نکل رہا ہے کہ روز بروز نفاق وشقاق اور باہمی کشیدگی ونفرت وحقارت کی خلیج وسیع سے وسیع تر ہوتی جاتی ہے اور تمام فرقے ایک دوسرے کو دشمنی وعداوت ہی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر پنجابی اخبارات نے بطور پالیسی کے یہ طے کرلیا ہے کہ ان کے فرقہ اور ملک وقوم کے مستقبل کے لئے یہی مفید ہے کہ ایک دوسرے فرقہ کے خلاف جس قدر ہوسکے نفرت وحقارت پھیلائی جائے اور جہاں تک ممکن ہو عداوت ودشمنی کے جذبات برانگیختہ کئے جائیں تو ہم کو اس سے کچھ عرض کرنا نہیں ہے لیکن اگر وہ اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ باہمی نفرت وحقارت اور باہمی دشمنی وعداوت پیدا کرنا یا اس کو ترقی دینا کسی فرقہ کے لئے مفید ہوسکتا ہے اور نہ ملک وقوم کے لئے تو پھر ان کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ موجودہ روش نفرت آفرینی کو ترک کریں اور صحیح اخبار نویسی اختیار کریں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ پنجابی اخبارات کا طرز عمل نہایت درجہ قابل ملامت ولائق مذمت ہے ان کی کوئی اشاعت ایسی نہیں ہوتی جس میں کافی سامان باہمی حقارت آفرینی کا نہ ہو اور یہ طرز عمل کسی دیانتدارانہ پالیسی کی بنا پر نہیں بلکہ محض خودغرضی کی بنا پر ہے۔

بہرحال پنجاب کے حالات کی اصلاح ودرستی کا زیادہ تر انحصار وہاں کے ہندو مسلم اخبارات پر ہے۔ دیکھئے وہ اپنا فرض پورا کرتے ہیں یا نہیں۔

بدایونی فتنہ

بدایوں میں رجعت پسندوں کا پھر اجتماع ہو رہا ہے یعنی صوبہ متحدہ کی نام نہاد مسلم لیگ کا اجلاس مسلم کانفرنس کا اجلاس، لیگ کانفرنس پارلیمنٹری بورڈ کا اجلاس اور نام نہاد کانپوری جمعیۃ العلماء کا اجلاس سرزمین بدایوں میں منعقد ہو رہا ہے یعنی رجعت پسند طاقتوں کو اکٹھا کیا جارہا ہے تاکہ آئندہ انتخابات کے لیے اپنے موافق بنانے کی کوشش کی جائے۔

جن جماعتوں کے اجلاس یکایک بدایوں میں ہو رہے ہیں آپ نے ان کی سرگرمیوں کے متعلق کبھی کچھ نہ سنا ہوگا۔ مسلمانوں کے کسی کام میں کبھی انھوں نے کوئی حصہ نہیں لیا مگر جب کبھی جاہ ومرتبت کا وقت آتا ہے تو اچانک اپنی قبروں سے یہ جماعتیں نکل آتی ہیں اور ایسی صدائیں بلند کرنے لگتی ہیں کہ گویا اگر ان کی صدا پر کان نہ دھرے گئے اور مسلمانوں کے نام سے جو مناصب ومراتب یہ طلب کرتے ہیں وہ ان کو نہ دے دیئے گئے تو سرزمین ہندوستان میں اسلام کی ہستی خطرہ میں پڑ جائے گی۔ صوبہ متحدہ کی لیگ کا وجود خدا معلوم کب اور کیونکر پیدا ہو گیا کیونکہ گزشتہ پانچ سال میں تو کبھی کوئی اس کا اجلاس ہوا نہیں مسلم کانفرنس قریب المرگ ہوچکی تھی اور لیگ کانفرنس پارلیمنٹری بورڈ کا وجود اول تو بالکل خانہ ساز تھا اور پھر صرف اسمبلی کا انتخاب لڑانے کے لئے یاران محمد ظفر علی اور محمد عالم

وجود میں لائے تھے نہ کوئی مستقل چیز نہ تھی مگر اب سب وہ اور نیم مردہ اور فرضی وغیر فرضی سب سر جوڑ کر بدایوں سے فتنہ برپا کرنا چاہتی ہیں۔ بدایوں میں یہ سب مل کر جو کچھ کریں گی وہ اس سے زیادہ کچھ نہ ہوگا کہ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے مسجد شہید کے متعلق ایک شاندار ریزولیوشن پاس کر دینگی کہ مسلمان کٹ مریں گے جان دیدینگے مگر مسجد شہید کو ضرور حاصل کرکے رہیں گے ایک ریزولیوشن سلطان ابن سعود کے خلاف پاس کریں گے کہ انگریزی کمپنی کو ٹھیکہ دیکر اس نے سخت غداری اسلام کے ساتھ کی ہے گورنروں اور ممبروں کے خلاف کیمونل ایوارڈ کے حق میں اور محکمہ قضا کے قیام وغیرہ کے بارے میں ایک ایک ریزولیوشن پاس کردیا جائے گا۔

اس کے بعد آمدم برسر مطلب کے مصداق اصلاحات پر عملدرآمد کرنے کو اسلامی مفاد کے لئے ضروری قرار دیا جائے گا اور آئندہ انتخابات میں انہی حضرات کو منتخب کرنے کا مشورہ مسلمانوں کو دیا جائے گا جو ان جماعتوں سے وابستہ ہیں اور اس فیصلہ کو مسلمانان ہند کا متحدہ ومتفقہ فیصلہ کہکر انتخاب لڑایا جائے گا۔ اس سے زیادہ بدایونی اجتماعات کا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ شاید اتنا اور اضافہ کردیا جائے کہ قوم پرست بیشتر مسلمانوں کو برا بھلا کہکر اور ان کو اسلام اور مسلمانوں کا دشمن قرار دیکر ان کے خلاف عام مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی کوشش کی جائے۔

بہرحال بدایونی اجتماعات سے اگر مضرت نہ پہنچے تو اس کو غنیمت سمجھنا چاہیئے خدا کرے بدایوں میں جو لوگ جمع ہو رہے ہیں وہ اگر اتحاد بین المسلمین کو قریب نہ لاسکیں تو مزید افتراق وانشقاق پھیلانے ہی سے گریز کریں۔

اٹلی حبش اور مسلمان

اس موضوع پر گذشتہ دو پرچوں میں کافی لکھا جا چکا ہے اب جنگ باقاعدہ شروع ہوگئی ہے اور اٹلی چند ہی روز میں کافی حبشی اہم مقامات فتح کرچکا ہے اور چند ہفتوں کے اندر اپنے تمام مقاصد پورے کرلیگا کیونکہ بیچارے حبشی حکومت کے اندر تو کچھ بھی قوت نہ تھی ہاں اگر فرانس وبرطانیہ امداد دیتے تو البتہ حبشی فوجوں کے ذریعہ اٹلی کے دانت کھٹے کئے جاسکتے تھے مگر انگلستان مع اپنی جمعیت اقوام کے نام نہاد تعزیری کارروائی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جس کا منشا یہ ہے کہ اٹلی کو قرض ملے نہ خام اشیاء ملیں نہ اسلحہ خرید سکے لیکن حبش کا خاتمہ کرنے کے لئے اٹلی کے پاس کافی سامان موجود ہے وہ چند ہفتوں کے اندر حبش کو فتح کرکے جنگ بند کردیگا اور فرانس اور برطانیہ سے کہیگا فرمایئے اب آپ حضرات کیا فرماتے ہیں اور اس وقت کچھ بھی نہ ہوسکیگا البتہ اس قدر ضرور ہوگا کہ اٹلی برطانیہ اور فرانس کے مفادوں کے تحفظ کا اعلان کردے گا اور یہ دونوں حکومتیں مطمئن ہوکر خاموش ہو جائیں گی کیونکہ اصلی غرض تو اپنے اپنے مفاد کا تحفظ ہی ہے نہ کہ بیچارے حبش کا تحفظ۔ حبش تو چونکہ کمزور ہے اس لئے اس کی تقسیم وتخریب اور محکومیت مقدر ہوچکی ہے خواہ جنگ کے ذریعہ خواہ صلح کے ذریعہ۔

بیچارے مسلمانان عالم ہر جگہ حبش کے لئے دست بدعا ہیں دیکھئے نتیجہ کیا ہوتا ہے اسلام اور دنیا کی تاریخ میں بارہا ایسا ہوچکا ہے کہ ضعیف وکمزور کو قوی وطاقتوروں پر فتح عطا فرمائی ہے کیا عجب ہے کہ اللہ تعالیٰ مشیت پھر دنیا کو یہ دکھلادے کہ دیکھو جس کو ساری دنیا ذلیل وکمزور سمجھتی ہے ہم اس کو

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

اسی واسطے فرمایا کہ ایسے لوگ حق بات سننے سے گویا بہرے اور کلمہ توحید زبان پر لانے سے گونگے اور کفر کے طرح طرح کے اندھیرے میں نور ایمانی سے دور پڑے ہوئے ہیں جس کا سبب یہ ہے کہ علم ازلی کے موافق ہر ایک کا راہ راست پر آنا اور نہ آنا اللہ کے ہاتھ ہے صحیح مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث ہے کہ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سینگ والی بکری بغیر سینگ والی بکری کے سینگ مار دیوے گی تو اس کا بدلہ بھی قیامت کے دن لیا جاوے گا یہ حدیث انصاف کے لئے جانوروں کے دوبارہ زندہ ہونے کی گویا تفسیر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول جو مشہور ہے کہ جانوروں کا مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس اکٹھے ہو جانا ہی ان کا حشر ہے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ جن جانوروں کے ذمہ کچھ مواخذہ نہیں ہے وہ دوبارہ زندہ نہ ہوں گے ورنہ جن جانوروں کے ذمہ کچھ مواخذہ ہے ان کا دوبارہ زندہ ہونا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابوموسیٰ اشعری کی حدیث اوپر گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نصیحت کی مثال مینہ کی اور اچھے برے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی فرمائی ہے وہ حدیث بھی گویا ان آیتوں کی تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ بری زمین کو جس طرح مینہ برسنے سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اسی طرح ازلی بدلوگوں کو بڑے سے بڑا معجزہ دیکھنے سے کچھ فائدہ نہیں پہنچتا چنانچہ اہل مکہ نے شق القمر جیسا معجزہ دیکھا اور اس کو جادو بتلایا۔

قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰٓى اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَكُمْ وَاَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ مَّنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِهٖ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ هُمْ يَصْدِفُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً هَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝

(ترجمہ) آپ کہیئے کہ اپنا حال تو بتلاؤ کہ اگر تم پر کوئی خدا کا عذاب آپڑے یا تم پر قیامت ہی آپہنچے تو کیا خدا کے سوا کسی دوسرے کو پکارو گے اگر تم سچے ہو۔ بلکہ خاص اسی کو پکارنے لگو گے پھر جس کے لئے تم پکارو گے اگر وہ چاہے تو اس کو ہٹا بھی دے اور جن کو تم شریک ٹھیراتے ہو ان سب کو بھول جاؤ گے اور ہم نے اور امتوں کی طرف بھی جو کہ آپ سے پہلے ہو چکے ہیں پیغمبر بھیجے تھے سو ہم نے ان کو تنگدستی اور بیماری سے پکڑا تاکہ وہ ڈھیلے پڑ جاویں سو جب ان کو ہماری سزا پہنچی تھی وہ ڈھیلے کیوں نہ پڑے لیکن ان کے قلوب تو سخت رہے اور شیطان ان کے اعمال کو ان کے خیال میں آراستہ کر کے دکھاتا رہا پھر جب وہ لوگ ان چیزوں کو بھولے رہے جن کی ان کو نصیحت کی جاتی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے ہم نے ان کو دفعتہً پکڑ لیا پھر وہ تو بالکل حیرت زدہ ہو گئے پھر ظالم لوگوں کی جڑ کٹ گئی اور اللہ کا شکر ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ آپ کہیئے یہ بتلاؤ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری شنوائی اور بینائی بالکل لے لے اور تمہارے دلوں پر مہر کر دے تو اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود ہے کہ یہ تم کو پھر دیدے آپ دیکھئے تو ہم کس طرح دلائل کو مختلف پہلوؤں سے پیش کر رہے ہیں پھر بھی یہ اعتراض کرتے ہیں آپ کہیئے کہ یہ بتلاؤ کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آپڑے خواہ بے خبری میں یا خبرداری میں تو بجز ظالم لوگوں کے اور کوئی بھی کوئی ہلاک کیا جائے گا اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈراویں پھر جو شخص ایمان لے آوے اور درستی کرے سو ان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاویں ان کو عذاب لگتا ہے بوجہ اس کے کہ وہ دائرے سے نکلتے ہیں۔

تفسیر :- اوپر ذکر تھا کہ مکہ کے بت پرست لوگ مصیبت کے وقت بتوں کو چھوڑ کر خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رفع مصیبت کی التجا کیا کرتے تھے ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان مشرک بت پرستوں کو

تیج و یکلی

دہلی کے مشہور روزنامہ تیج سے ہر شخص واقف ہوگا یہ تیج اس نے اردو جرنلزم میں اپنی صحافتی محاسن کی بنا پر خاص جگہ حاصل کر لی ہے۔ تیج ویکلی اسی اخبار کا ہفتہ وار مستقل ایڈیشن ہے جو ۲۲ سائز پر شایع ہوتا ہے۔

یوں تو سالہا سال سے سنڈے ایڈیشن کے نام سے ہفتہ میں ایک مرتبہ تیج کا پرچہ زیادہ ضخامت اور دلکش مضامین کے ساتھ شایع ہوا کرتا تھا مگر تیج ویکلی کے نام سے جو ہفتہ وار جرنل شایع ہو رہا ہے وہ ایک مستقل چیز ہے اور اپنی گوناگوں خوبیوں کے لحاظ سے روزنامہ تیج سے بھی سبقت لے گیا ہے مضامین کی دلکشی ان کی ترتیب اور کتابت و طباعت کی دیدہ زیبی تصاویر کی کثرت اور اخبار کی افادیت یعنی ہر ایک مذاق کیلئے مفید اور پر از معلومات اور پھر دلکش و دلچسپ مضامین کی فراہمی اور ان کا سلیقہ مندی اور خوش مذاقی کے ساتھ مختلف ابواب کے ماتحت مرتب کرنا یہ اس اخبار کی عام خصوصیت ہے اور اگر دو خاص خصوصیت کا لفظ کانوں کو ثقیل اور ناگوار نہ معلوم ہو تو وہ یہ ہے کہ یہ فرقہ پرستی سے بالکل بالاتر ہے اور اسی قسم کی دوسری خوبیوں کی بنا پر مسلمانوں میں بہت ہر دلعزیز ہے اور نہایت کثرت سے خریدا اور پڑھا جاتا ہے مضمون نگاروں کی فہرست پر نظر ڈالیے تو نہایت کثرت سے ہوٹلی کے مسلمان انشا پردازوں کے نام آپ کو ملیں گے مضامین پر نگاہ ڈالیے تو مسلمانوں کے مفید مطلب مضامین کی کوئی کمی آپ کو محسوس نہ ہوگی۔

مسلمانوں کے اندر تیج ویکلی کس قدر مقبول ہے اس کا اندازہ اس سے لگ سکتا ہے کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ تک پہنچتا ہے اور تحلن حج کی تصاویر اور ان کے حالات بھی اس میں شایع ہوتے ہیں۔ جب تیج ویکلی کے صفحہ اول پر ہم نے بعض حجاج کی تصویر خدا کی حمدی یعنی احرام میں دیکھی اور دوسرے اسلامی اخبارات میں یہ نظر سے گذرا کہ تیج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں پہنچتا اور ہندوستانی حجاج نہایت ذوق شوق سے پڑھتے ہیں تو ہمیں اس پر کوئی تعجب نہیں ہوا کیونکہ ہمیں پہلے ہی سے یہ علم تھا کہ مسلمان کثرت سے اس اخبار کو خریدتے اور پڑھتے ہیں چندہ سالانہ چھ روپے ہے دفتر سے طلب کیجئے۔

دین دنیا شاہراہ ترقی پر

"دین دنیا" پندرہ سال سے ایک ماہنامہ کی صورت میں دہلی سے شایع ہو رہا تھا جس کا سالانہ چندہ صرف دو روپیہ تھا جیسا کہ رسالہ کے نام سے ظاہر ہے یہ دینی و دنیاوی مفید و دلچسپ مضامین سے پر ہوتا تھا بعض دلکش ابواب کے ماتحت مسلسل مضامین کی اشاعت اس کی اپنی تنہا خصوصیت تھی جس کی بعد میں دوسرے بھی دینی رسائل نے تقلید کی غرضکہ پندرہ سال تک ماہنامہ کی صورت میں آب و تاب سے شایع ہونے کے بعد اولو العزم کارپردازان رسالہ نے اس کو ہفتہ وار اخبار کی شکل میں تبدیل کر دیا ہے مفتی شوکت فہمی جو دنیائے صحافت میں تعارف سے مستغنی ہو چکے ہیں انھوں نے بہت معمولی زمانہ کے اندر غیر معمولی امتیاز حاصل کر لیا ہے ان کے زور قلم نے دین دنیا کو بہت بلند جگہ پر پہنچا دیا ہے اب یہ ہفتہ وار اخبار ۳۲ صفحات پر شایع ہوتا ہے اور [illegible] ہے ٹائٹل پیج نہایت شاندار ہے اور کاغذ کی عمدگی سب سے بہتر ہوتی ہے غرض ظاہری شکل و صورت کے لحاظ سے اخبار نہایت نفیس اور دیدہ زیب ہوتا ہے اب رہا اس کی باطنی صورت یعنی مضامین کی نوعیت اور ترتیب وغیرہ تو اس کے متعلق مفتی شوکت فہمی صاحب کا صرف نام پوری طرح ضامن و کفیل ہونا چاہئے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مضامین کا تنوع اور دلکشی اور ان کی ترتیب و تہذیب میں مدیرانہ خوش سلیقگی دین و دنیا کے صفحات پر ہر جگہ نمایاں طور پر نظر آتی ہے ۳۲ صفحہ کے اندر ایک درجن سے زائد ابواب کے ماتحت منتخب مضامین کی تقسیم ہوتی ہے جس میں مختلف مذاق کی رعایت ملحوظ رکھی جاتی ہے۔ ادب سیاست، مذہب تاریخ اخلاق شعر و شاعری معلومات عامہ غرضکہ ایک ۳۲ صفحہ کے ہفتہ وار اخبار کو جس قدر زیادہ سے زیادہ دلچسپ و دلکش اور مفید و خوبصورت (بحالات موجودہ) بنایا جاسکتا ہے اس سے کم نہیں کچھ زیادہ ہی ہوگا۔

ہمیں امید ہے کہ مفتی شوکت فہمی کا قلم اور ان کی قابلیت اس اخبار کو بہت جلد ترقی کے بام رفعت پر پہنچا دیگا۔ چندہ سالانہ ۵ روپے۔

نیرنگستان کا افسانہ نمبر

نیرنگستان ایک علمی و ادبی ماہنامہ ہے جو سالہا سال سے دہلی سے شایع ہوتا ہے مولوی عشرت رحمانی صاحب اس رسالہ کے ایڈیٹر ہیں جو ملک کے ایک نامور ادیب و شاعر اور بلند مرتبہ انشاپرداز ہیں یہ رسالہ ایک سالنامہ کے علاوہ سال کے اندر بعض دوسرے نوع کے خاص نمبر بھی شایع کرتا ہے جو اپنی نوعیت میں بہت بلند ہوتے ہیں۔

نیرنگستان کا تازہ پرچہ بھی صرف افسانوں پر مشتمل خاص نمبر ہے جو تصاویر اور کارٹون سے بھی مزین ہے اس خاص نمبر کا نام "افسانہ در افسانہ" ہے اس میں چودہ افسانے طبعزاد اور اسی قدر دوسری زبانوں یعنی ترکی عربی انگریزی فرانسیسی ہندی اور بنگالی سے بہترین مختصر افسانوں کو زبان اردو کا جامہ پہنا کر نیرنگستان کے بزم افسانہ در افسانہ میں شامل کیا گیا ہے۔

طبعزاد افسانے ملک کے بلند مرتبت اور مشہور انشاپردازوں حضرت مثلاً خواجہ حسن نظامی مولانا راشد الخیری علامہ دتاتریہ کیفی تحسین بیروی ڈاکٹر اعظم کریوی مسٹر ثاقب دہلوی کے زور قلم کا نتیجہ ہیں اور دیگر زبانوں سے جو ترجمہ کئے گئے ہیں وہ بھی بہت ہی خوب ہیں ترتیب و تہذیب سے حسن سلیقہ ظاہر ہے طباعت کتابت کا غذ بہترین غرضکہ نیرنگستان کا یہ افسانہ نمبر ہر ایک لحاظ سے نہایت دلکش ادبی مرقع ہے۔ اس پرچہ کی قیمت ۱۲ ہے۔

دفتر نیرنگستان گلی قاسم جان دہلی سے مل سکتا ہے۔

دوسرے

پرچہ کے شایع ہونے کے بعد پہلا پرچہ جو باقی اتفاقی سے رہ جاتا ہے وہ چھوٹنے میں بھیجا جاتا ہے۔ آپ جب کبھی دو پرچے نہ پہنچنے کی شکایت لکھیں گے تو اس کی تعمیل نہ ہو سکے گی۔

صحیح بخاری شریف اردو

(سلسلہ گذشتہ)

(کتاب التہجد)

باب نماز شب میں طویل سجدہ کرنا مسنون ہے۔

۱۰۳۹۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (تہجد میں) گیارہ رکعت پڑھتے تھے یہی آپ کی نماز تھی سجدہ آپ اس میں اتنا طویل کرتے تھے کہ جس میں کوئی پچاس آیتیں پڑھ لے قبل اس کے کہ آپ اپنا سر اٹھائیں اور دو رکعتیں نماز فجر سے پہلے پڑھتے تھے بعد اس کے اپنے داہنے جانب لیٹ رہتے تھے یہاں تک کہ مؤذن نماز کی اطلاع کرنے آپ کے پاس آتا۔

باب مریض کو (نماز میں) قیام ترک کر دینا (جائز ہے)

۱۰۴۰۔ حضرت جندب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو ایک رات یا دو رات آپ نہیں اٹھے اور جبریل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے میں دیر کی تو قریش کی ایک عورت نے کہا کہ ان کے شیطان نے ان کے پاس آنے میں دیر کی اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ ما ودعک ربک وما قلیٰ

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز شب اور نوافل کی ترغیب دینا ثابت ہے بغیر اس کے کہ آپ واجب کریں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ اور علی کے پاس ایک شب نماز (تہجد کے حکم دینے) کے لئے تشریف لے گئے۔

۱۰۴۱۔ حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب کو اٹھے تو فرمایا کہ سبحان اللہ آج کی رات کس قدر فتنے نازل کئے گئے کس قدر خزانے (رحمت کے) نازل کئے گئے ہیں کوئی ہے جو ان حجرے والیوں کو جگا دے بہت سی عورتیں ہیں جو دنیا میں لباس پہننے والی ہیں اور آخرت میں برہنہ ہونگی۔

۱۰۴۲۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب ان کے اور فاطمہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور فرمایا کہ تم دونوں نماز کیوں نہیں پڑھتے۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ہماری جانیں تو خدا کے اختیار میں ہیں پس جب وہ ہمیں اٹھانا چاہے گا ہم اٹھیں گے پس جب میں نے یہ کہا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لوٹ گئے اور مجھے کچھ جواب نہیں دیا میں نے سنا کہ آپ اپنی ران پر ہاتھ مارتے تھے اور یہ فرماتے تھے وکان الانسان اکثر شیء جدلا

۱۰۴۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کام حالانکہ وہ آپ کو محبوب ہوتا تھا اس خوف سے ترک کر دیتے تھے کہ لوگ اس پر عمل کریں گے اور (وہ) ان پر فرض کر دیا جائے گا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز چاشت کبھی نہیں پڑھی اور میں اسے پڑھتی ہوں۔

۱۰۴۴۔ حضرت عائشہ ام المومنین کہتی ہیں کہ ایک شب (رمضان میں) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں نماز پڑھی تو اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے نماز پڑھی پھر آئندہ شب میں بھی آپ نے نماز پڑھی اور لوگ بہت ہو گئے پھر تیسری رات میں یا چوتھی رات میں بہت لوگ جمع ہوئے مگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے تشریف لے گئے پھر جب صبح ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے جو کچھ تم نے کیا اور مجھے تمہارے پاس آنے سے کسی چیز نے منع نہیں کیا سوا اس کے کہ مجھے خوف ہوا کہ تم پر یہ نماز فرض کر دی جائیگی اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا تھا۔

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو اس قدر نماز پڑھنا کہ آپ کے دونوں پیر ورم کر جاتے تھے (ثابت ہے) اور حضرت عائشہ کہتی ہیں یہاں تک کہ (آپ نماز پڑھتے تھے) کہ آپ کے دونوں پیر پھٹ جاتے تھے (اور فطور کے معنے اشقق انفطرت کے معنے) انشقت۔

۱۰۴۵۔ حضرت مغیرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر قیام فرماتے تھے یا (یہ کہا کہ) اس قدر نماز پڑھتے تھے کہ آپ کے دونوں پیر یا (یہ کہا کہ) آپ کی دونوں پنڈلیاں ورم کر جاتی تھیں تو آپ سے کہا جاتا تھا (کہ اس قدر شاقہ عبادت نہ کیجئے) آپ فرماتے تھے کہ کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

باب جو شخص پچھلی رات کو سو رہا (اس نے موافق سنت کیا)

۱۰۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اللہ کو تمام نمازوں سے زیادہ پسند داؤد کی (جیسی) نماز ہے اور تمام روزوں میں زیادہ پسند اللہ کو داؤد کا روزہ ہے اور وہ نصف شب سوتے تھے اور تہائی رات میں نماز پڑھتے تھے اور (پھر) رات کے چھٹے حصے میں سو رہتے تھے اور ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن نہ رکھتے تھے۔

۱۰۴۷۔ مسروق کہتے ہیں میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو کونسا عمل زیادہ پسند تھا انہوں نے کہا وہ جو ہمیشہ ہو سکے میں نے کہا کہ آپ رات کو کس وقت اٹھتے تھے انہوں نے کہا اس وقت اٹھتے تھے جب مرغ کی آواز سن لیتے تھے اور ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا کہ جب آپ مرغ کی آواز سن لیتے تھے اس وقت نماز (تہجد) پڑھتے تھے

۱۰۴۸۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے پچھلی شب میں ان کو اپنے پاس سوتے ہی پایا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو۔

باب جو شخص سحر کھا کے پھر نہ سویا یہاں تک کہ اس نے صبح کی نماز پڑھ لی (تو اس نے بھی خلاف نہیں کیا)

[illegible]

نے ہو تم لوگوں کو کان سننے کے لئے آنکھیں دیکھنے کے لئے دل بھلی بری بات
سمجھنے کے لئے یہ سب اپنی نعمتیں عنایت فرمائی ہیں اگر وہ وحدہٗ لاشریک
تم لوگوں کو بہرا اندھا کر دے یا تمہارا دل الٹ کر تمہیں دیوانہ بنا دے تو کیا تمہارے
بتوں میں اتنی قدرت ہے کہ وہ تم کو پھر اصلی حالت پر کر دیویں مکہ کے قحط کی
اتنی بڑی مصیبت میں تو تم اپنے بتوں کو خوب آزما چکے کہ ان سے کچھ بھی نہ
ہو سکا اب تم میں آخر کچھ لوگ بہرے اندھے دیوانے موجود ہیں ان لوگوں کو اچھا
کر دینے میں اپنے بتوں سے مدد لی جاوے نتیجہ آخر وہی ہوگا جو مکہ کے قحط
کے وقت میں ہوا تھا۔ [illegible] اس پوری فہمائش کے جو تم حق سے پھرے جاتے ہو
تو یہ تمہارا قابل سزا ایک جرم ہے وقت مقررہ آنے پر رات کو غفلت
کی حالت میں یا دن کو کھلم کھلا اس جرم کی سزا میں اگر تم پر کوئی عذاب الٰہی
آگیا تو اس سے تمہارا بچنا مشکل ہے مدینہ یہ بات کہ ایسا بڑا شق القمر کا معجزہ
دیکھنے اور اس کو جادو بتانے کے بعد تم لوگ ہر گھڑی اپنی خواہش کے موافق
اللہ کے رسول سے معجزے جو چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو اس لئے
نہیں بھیجا کہ وہ ہر گھڑی منکر شریعت لوگوں کو طرح طرح کے معجزے دکھا دیں
اور منکر شریعت لوگ ان معجزوں کو جادو بتلا دیں بلکہ اللہ کے رسول تو اس لئے
آئے ہیں کہ وہ فرمانبردار لوگوں کو عقبیٰ کی بہبودی کی خوشخبری سنا دیں اور نافرمان
لوگوں کو عقبیٰ کے عذاب سے ڈرا دیں اب جو کوئی اللہ کے رسول کی بات کو
مان کر راہ راست پر آجاوے گا اس کو عقبیٰ کے عذاب سے بے خوف رہنا چاہئے
اور ان نافرمان لوگوں کو نافرمانی کی سزا میں عقبیٰ کا سخت عذاب بھگتنا پڑے
گا جس خوشحالی اور اس خوشحالی کے عیش و عشرت کے گھمنڈ میں تم لوگ عقبیٰ
کے عذاب سے غافل ہو کر تنگدست مسلمانوں سے طرح طرح کا مسخراپن
کرتے ہو جب عقبیٰ کے عذاب سے پالا پڑے گا تو اس عذاب کے آگے
سارا عیش تمہیں یاد بھی نہ رہے گا اسی طرح جن تنگدست مسلمانوں سے تم لوگ
یہاں دنیا میں مسخراپن کرتے ہو جب عقبیٰ میں یہ لوگ اپنی تنگدستی کی تکلیف پر
صبر کرنے کے اجر میں جنت کی بڑی بڑی نعمتیں پاویں گے تو ان کو یہ دنیا کی
تنگدستی قابل قدر چیز معلوم ہوگی صحیح مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث
ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے بڑے
خوشحال لوگ دوزخ کے عذاب کے آگے قسم کھا کر دنیا کے عیش و آرام کا انکار
کر دیں گے اسی طرح تنگدست فرمانبردار لوگ جنت کی نعمتوں کے آگے دنیا کی تنگدستی
کو بالکل بھول جاویں گے یہ حدیث دنیا کے نافرمان خوشحال اور فرمانبردار
تنگدست لوگوں کے عقبیٰ کے حال کی تفسیر ہے۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ
وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّیْ مَلَكٌ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ قُلْ
هَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَالْبَصِیْرُ اَفَلَا تَتَفَكَّرُوْنَ ۞
وَاَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْ یُّحْشَرُوْٓا اِلٰى رَبِّهِمْ
لَیْسَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلَا شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ۞

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خزانے
ہیں اللہ کے اور نہ میں تمام چھپی باتوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں
کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع
کر لیتا ہوں آپ کہئے کہ اندھا اور بینا کہیں برابر ہو سکتا ہے سو کیا تم غور نہیں کرتے
اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جو اس بات سے اندیشہ رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے
پاس ایسی حالت میں جمع کئے جاویں گے کہ جتنے غیر اللہ ہیں ان کا کوئی مددگار
ہوگا اور نہ کوئی شفیع ہوگا اس امید پر کہ وہ ڈر جاویں۔

تفسیر:- اوپر ذکر تھا کہ مکہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گھڑی
گھڑی طرح طرح کے معجزوں کی خواہش کرتے تھے کبھی تو وہ یہ کہتے تھے کہ اگر
آپ اللہ کے رسول ہیں تو اللہ سے دعا کر کے معجزہ کے طور پر ہم لوگوں کو ایسا
مالدار بنا دیجئے کہ پھر ہم کو کسی چیز کی ضرورت نہ رہے کبھی یہ کہتے تھے کہ معجزہ
کے طور پر ہمیں معاملات دنیا کی سب نفع نقصان کی باتیں اس طرح سمجھا دیجئے
کہ جس سے ہم آئندہ نفع حاصل کرنے اور نقصان سے بچنے کا انتظام کر لیویں
کبھی طعن کے طور پر یہ کہتے تھے کہ اگر آپ اللہ کے رسول ہیں تو عام آدمیوں
کی طرح آپ کھانا کیوں کھاتے ہیں اور عورتوں سے واسطہ کیوں رکھتے ہیں
ان لوگوں کی ایسی باتوں پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں اور فرمایا
کہ اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ نہ تو اللہ کے غیب کے خزانے میرے
اختیار میں ہیں کہ میں تم کو مالدار بنا دوں اور نہ مجھ کو سب غیب کی باتیں معلوم
ہیں کہ میں سب معاملات دنیا کے نفع نقصان کی آئندہ باتیں تم کو سمجھا دوں
نہ میں نے تم لوگوں سے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں انسان نہیں فرشتہ ہوں تاکہ
میرے اس کھانا کھانے اور عورتوں سے واسطہ رکھنے کا تمہارا اعتراض مجھ پر
قائم ہو سکے بات فقط اتنی ہے کہ تم لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہو اور
اس میں بالکل اندھے ہو کیونکہ اللہ کی مرضی کے کاموں کو کرنے اور اس کی مرضی
کے مخالف کاموں سے بچنے کو دین کہتے ہیں اور یہ باتیں محض عقل سے انسان
نہیں جان سکتا کہ مثلاً احرام والے شخص کو جنگل کے جانوروں کا شکار حرام ہو
اور دریائی جانوروں کا شکار حلال ہے اس لئے تمہارا یہ اندھا پن دفع
کرنے کے لئے جو دین کے احکام آسمانی وحی کے ذریعہ سے میرے اوپر نازل
ہوتے ہیں میں خود بھی ان کی پیروی کرتا ہوں اور تم لوگوں کو بھی ان ہی کی
پیروی کی ہر وقت نصیحت کرتا ہوں جو کوئی اس نصیحت پر عمل کرے گا اس کو
دین کی باتوں کی دیکھ بھال کی آنکھیں ہو جاویں گی جس سے اس کی عقبیٰ درست
ہو جاوے گی اور جو کوئی اس نصیحت کو نہ مانے گا وہ ویسا ہی اندھے کا اندھا
رہ کر اپنے اندھے پن کے سبب سے ضرور دوزخ کے گڑھے میں گر پڑے گا کس لئے
کہ یہ سب کو سوچ فکر کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اندھے کی آنکھوں والے
جیسی سمجھ نہیں ہوتی فقط اٹکل پر اندھوں کا کام چلتا ہے اور اٹکل دین کے
کام میں کارآمد نہیں اب آگے فرمایا کہ جن لوگوں کو ایک دن اللہ تعالیٰ کے
روبرو کھڑے ہونے کا خوف ہے اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں کو قرآن کی
آیتوں کے موافق نصیحت کرتے رہو تاکہ وہ لوگ اس دن [illegible] سے
[illegible] نیک عمل کر کے [illegible] برے کاموں سے بچنے کی کوشش کریں [illegible]
اعمال سے [illegible] ہو جاوے کیونکہ وہ دن ایسا ہے کہ [illegible]

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب الصوم

تشریح:- صورت اول میں کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ جنایت تھوڑی ہے وجہ یہ ہے کہ دیدہ ودانستہ اس شخص نے رمضان میں کچھ نہیں کھایا چنانچہ حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ میرا قصد نہ تھا کہ ارتکاب گناہ کروں (کیونکہ آپ نے ایک روز اس خیال سے کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے روزہ کھول لیا تھا اور بعد میں آفتاب ظاہر ہوا) چنانچہ ایک روز کی قضا دینی مجکو آسان ہے۔ ہدایہ۔ قضا لازم ہے بسبب حادث ہونے منافی صوم کے اور کفارہ لازم نہیں بسبب عذر کے اس لئے کہ مدار کفارہ کا قصد اور تعمد پر ہے۔

دوسری صورت میں دن کا باقی ہونا تو پہلے سے ثابت ہی تھا اور اس کا گمان غالب بھی مل گیا تو تقریباً یقین کے برابر ہوگیا۔

اگر ایسی غلطی واقع ہو تو باقی حصہ روز میں کچھ نہ کھانا چاہئے تاکہ روزہ خوری کی تہمت سے بچا رہے۔

امام شافعی کے نزدیک صورت اول میں قضا و کفارہ دونوں نہیں ہونگے۔

اگر روزہ افطار کیا جبکہ دو شخص کہتے تھے کہ سورج غروب ہوگیا ہے اور دو کہتے تھے کہ نہیں ہوا۔ پھر بعد میں ظاہر ہوا کہ سورج نہیں چھپا تھا۔ تو قضا دینی لازم ہوگی۔

اگر روزہ افطار کر لیا جبکہ غروب آفتاب میں شک تھا اور بعد میں معلوم ہوا کہ افطار کے وقت آفتاب موجود تھا، تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

اگر روزہ افطار کر لیا جبکہ غروب آفتاب میں شک تھا اور بعد میں کچھ نہ معلوم ہوا کہ اس وقت آفتاب غروب ہوگیا تھا یا نہیں تو قضا دینی لازم ہے۔

رمضان کے روزوں میں نیت کی غلطی

اگر رمضان میں رات کو روزہ کی نیت نہ کی اور صبح اس روزہ کو توڑ دیا امام اعظم کے نزدیک قضا دینی لازم ہوگی اور آپ کے نزدیک اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوگا لیکن امام زفر کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ ان کے خیال میں رمضان کا روزہ بغیر نیت کے ہو سکتا ہے۔ صاحبین کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا اگر زوال سے پہلے کھائے کیونکہ اس وقت تک وہ روزہ رکھ سکتا تھا اور کچھ کھانے سے یہ بات جاتی رہی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی غاصب کا مال غصب کرے اور امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ کفارہ جب واجب ہوتا ہے جب روزہ توڑا جائے مگر اس صورت میں روزہ توڑا نہیں گیا کیونکہ نیت نہیں کی تھی بلکہ وہ شخص روزہ رکھنے سے باز رہا کیونکہ روزہ بغیر نیت کے ہوتا ہی نہیں۔

اگر رمضان میں زوال سے پہلے روزہ کی نیت کی پھر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی صرف قضا لازم ہوگی۔

اگر کسی نے رمضان میں نہ روزہ کی اور نہ افطار کی نیت کی تو ایسے شخص پر کل رمضان کی قضا لازم ہوگی۔

امام زفر کے نزدیک اس کے روزے ادا ہو جائینگے (اور قضا اس کو نہیں دینی ہوگی) ان کے نزدیک رمضان میں صحیح البدن اور مقیم شخص کے روزے بغیر نیت ادا ہو جاتے ہیں کیونکہ ایام رمضان میں امساک مسلمانوں پر لازم کیا گیا ہے تو کسی طرح بھی امساک واقع ہوا وہ رمضان کے روزے ہو گئے یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص کل نصاب کا نصاب (اس کے پاس ہے) فقراء کو ہبہ کردے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ لیکن علمائے حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ امساک ماہ رمضان عبادت کی غرض سے کیا جاتا ہے اور عبادت جب ہی ہوگی جبکہ نیت کی جائے اور نصاب کو ہبہ کر دینا (جس کا ابھی ذکر ہوا اس میں نیت خود ہی پائی جاتی ہے کیونکہ فقراء کو ہبہ کرنا صدقہ ہے تو ہبہ کی نیت تصدق کی نیت ہوئی باعتبار معنے کے) چنانچہ کتاب الزکوٰۃ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ظاہراً اس مسئلہ میں اشکال ہے اور جو کچھ بیان ہوا اس سے یہ مطلب لینا چاہیئے کہ ایسا شخص یا تو مریض ہو یا مسافر یا رمضان میں اس کو روزہ نہ رکھنے کی عادت ہو تو ایسے شخص کے متعلق کہا جا سکتا ہے تو اس کے واسطے نیت کرنی ضرور ہے۔

کسی فعل سے گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر دانستہ توڑ لیا

دفعہ ہذا کے مسائل میں لفظ "گمان" سے مطلب ہے "پھر گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے" اور "پھر دانستہ" سے مطلب ہے "پھر دانستہ توڑ لیا"

ذیل کی صورتوں میں اگر کسی فعل سے گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور پھر دانستہ توڑ لیا تو گمان میں یہ صورتیں بھی شامل ہیں اگر کسی معتمد نے فتویٰ دیا کہ اس فعل سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ شخص جاہل تھا اور اس نے یقین کر لیا یا کسی حدیث میں دیکھا اور اس کے معنے اور طریق پر سمجھ گیا تو اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی۔ اگر مسئلہ جانتا تھا اور پھر دانستہ توڑ لیا تو مذکورہ سب صورتوں میں قضا و کفارہ لازم ہے اور مسواک کرنے یا غیبت کرنے یا نہانے کی صورت میں تو یہ گمان ہونا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے بالکل لغو ہے۔

اگر کسی نے پچھنے لگائے پھر گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر دانستہ توڑ لیا اگر مسئلہ جانتا ہے تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

کفارہ لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حکم شرعی کے مقابلہ میں اس کے گمان کو دخل نہیں (لہٰذا قضا و کفارہ لازم ہوا) اگر فقیہ نے اس کو فتویٰ دیا تھا کہ اس فعل سے روزہ ٹوٹ گیا تب تو اس کے واسطے وہ دلیل شرعی ہوگی یا اگر اس کو کوئی حدیث ملی تھی جس سے اس کو گمان ہوا کہ پچھنے لگانے سے

اور زید بن ثابت نے (ایک ساتھ) سحور کھائی پھر جب وہ دونوں سحور سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز (فجر) کے لئے کھڑے ہوگئے پھر ہم نے نماز پڑھی (قتادہ کہتے ہیں) ہم لوگوں نے حضرت انس سے پوچھا کہ ان کے سحور سے فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے میں کس قدر فصل تھا انہوں نے کہا کہ بقدر اس کے کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

باب قیام شب میں نماز کو طول دینا (مسنون ہے)۔

۱۰۵۰ | حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز (تہجد) پڑھی تو آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے ایک بڑا ارادہ کیا (ابو وائل کہتے ہیں) ہم لوگوں نے کہا کہ آپ نے کیا ارادہ کیا تھا انہوں نے کہا یہ ارادہ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اکیلا چھوڑ کے بیٹھ جاؤں۔

۱۰۵۱ | حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کر لیتے تھے۔

باب نماز شب کس طرح (پڑھی جاتی ہے) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کس طرح نماز پڑھتے تھے۔

۱۰۵۲ | حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ نماز شب کس طرح (پڑھی جاتی) ہے آپ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب تجھے صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ کے سب کو وتر کر دے۔

۱۰۵۳ | حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی یعنی رات کو

۱۰۵۴ | مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ (کبھی آپ) سات رکعت پڑھتے تھے اور کبھی نو اور کبھی گیارہ سوا (سنت) فجر کی دو رکعتوں کے

۱۰۵۵ | حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے انہیں میں (وتر اور سنت) فجر کی دو رکعتیں بھی ہوتی تھیں

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھنا اور سونا (دونوں) ثابت ہیں اور (اس بات کا بیان کہ) قیام شب میں سے کس قدر منسوخ ہوگیا اور قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ الی قولہ سبحا طویلا اور قول اللہ تعالیٰ کا علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم الی قولہ واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نشاء کے معنی زبان حبش میں قام کے ہیں وطاء کے معنی مواطاۃ القرآن یعنی اپنے کان اور آنکھ اور دل سے قرآن کی خوب موافقت کرنے والا لیواطئوا کے معنے لیوافقوا

۱۰۵۶ | حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے

میں افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ اب اس مہینہ میں روزہ نہ رکھیں گے اور روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ خیال کرتے تھے کہ اب آپ اس مہینے میں افطار نہ کریں گے اور آپ کی (نماز پڑھنے اور سونے کی) یہ حالت تھی کہ اگر چاہتے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے دیکھو تو دیکھ لیتے اور اگر چاہتے کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھو تو دیکھ لیتے۔

باب شیطان کا پشت سر میں گرہ دے دینا جبکہ کوئی شخص رات کو نماز نہ پڑھے (ثابت ہے)

۱۰۵۷ | حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے پشت سر میں شیطان تین گرہ دے دیتا ہے جب وہ سونے لگتا ہے ہر گرہ میں یہ پڑھ کے پھونک دیتا ہے علیک لیل طویل فارقد پھر اگر وہ بیدار رہا اور اس نے اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر اس نے نماز پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو دل شاد اٹھتا ہے ورنہ صبح کو بدباطن اور کسل مند اٹھتا ہے

۱۰۵۸ | حضرت سمرہ بن جندب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب والی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ قرآن یاد کرتا تھا اور اسے چھوڑ دیتا تھا اور فرض نماز سے غافل ہو کے سو رہتا تھا۔

باب جب کوئی شخص سوتا رہے اور نماز نہ پڑھے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

۱۰۵۹ | حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ برابر صبح تک سوتا رہتا ہے نماز تہجد کے لئے نہیں اٹھتا آپ نے فرمایا شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

پچھلی رات میں دعا کرنا اور نماز پڑھنا (اللہ کو بہت پسند ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون (یہجعون کے معنے) ینامون۔

۱۰۶۰ | حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بزرگ و برتر ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ پچھلی تہائی رات باقی رہ جاتی ہے فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کر لوں کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اسے دوں کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرے میں اسے بخش دوں۔

باب جو شخص شروع رات میں سو رہا اور آخر رات میں جاگا (اس نے موافق سنت کے کیا) اور سلمان فارسی نے ابوالدرداء سے کہا کہ سو رہو چنانچہ وہ سو رہے پھر جب اخیر رات ہوئی تو کہا کہ اب اٹھو جب اس معاملہ کا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سلمان نے صحیح کہا ہے۔

۱؎ اے کملی اوڑھنے والے رات کو (قیام) کر مگر تھوڑی دیر یعنی آدھی رات ۱۲ ۲؎ ترجمہ اللہ کو معلوم ہے کہ تم پوری رات عبادت نہ کر سکو گے لہٰذا اس نے تم کو معاف کردیا۔ اور اللہ سے استغفار کرو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ۳؎ یعنی بہت رات باقی ہو ۱۲ ۴؎ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے ۱۲

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب الصوم

تسلیم ہیں ۔ صورت اول میں کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ جنایت تھوڑی ہے وجہ یہ ہے کہ دیدہ و دانستہ اس شخص نے رمضان میں کچھ نہیں کھایا چنانچہ حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ میرا قصد نہ تھا کہ ارتکاب گناہ کروں (کیونکہ آپ نے ایک روز اس خیال سے کہ آفتاب غروب ہوگیا ہے روزہ کھول لیا تھا اور بعد میں آفتاب ظاہر ہوا) چنانچہ ایک روز کی قضا دینی مجھ آسان ہے۔ ہدایہ ۔ قضا لازم ہے بسبب حادث ہونے منافی صوم کے اور کفارہ لازم نہیں بسبب عذر کے اس لئے کہ مدار کفارہ کا قصد اور تعمد پر ہے۔

دوسری صورت میں دن کا باقی ہونا تو پہلے سے ثابت ہی تھا اور اس کا گمان غالب بھی مل گیا تو تقریباً یقین کے برابر ہوگیا۔

اگر ایسی غلطی واقع ہو تو باقی حصہ روز میں کچھ نہ کھانا چاہئے تاکہ روزہ خوری کی تہمت سے بچا رہے۔

امام شافعی کے نزدیک صورت اول میں قضا و کفارہ دونوں واجب ہونگے۔

اگر روزہ افطار کیا جبکہ دو شخص کہتے تھے کہ سورج غروب ہوگیا ہے اور دو کہتے تھے کہ نہیں ہوا پھر بعد میں ظاہر ہوا کہ سورج نہیں چھپا تھا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

اگر روزہ افطار کر لیا جبکہ غروب آفتاب میں شک تھا اور بعد میں معلوم ہوا کہ افطار کے وقت آفتاب موجود تھا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

اگر روزہ افطار کر لیا جبکہ غروب آفتاب میں شک تھا اور بعد میں کچھ نہ معلوم ہوا کہ اس وقت آفتاب غروب ہوگیا تھا یا نہیں تو قضا دینی لازم ہوگی۔

رمضان کے روزوں میں نیت کی غلطی

اگر رمضان میں رات کو روزہ کی نیت نہ کی اور صبح اس روزہ کو توڑ دیا امام اعظم کے نزدیک قضا دینی لازم ہوگی اور آپ کے نزدیک اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوگا لیکن امام زفر کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ ان کے خیال میں رمضان کا روزہ بغیر نیت کے ہوسکتا ہے۔ صاحبین کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا اگر زوال سے پہلے کھائے کیونکہ اس وقت تک وہ روزہ رکھ سکتا تھا اور کچھ کھانے سے یہ بات جاتی رہی اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی غاصب کا مال غصب کرلے اور امام اعظم کی یہ دلیل ہے کہ کفارہ جب واجب ہوتا ہے جب روزہ توڑا جائے مگر اس صورت میں روزہ توڑا نہیں گیا کیونکہ نیت نہیں کی تھی، بلکہ وہ شخص روزہ رکھنے سے باز رہا کیونکہ روزہ بغیر نیت کے ہوتا ہی نہیں۔

اگر رمضان میں زوال سے پہلے روزہ کی نیت کی پھر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی صرف قضا لازم ہوگی۔

اگر تمام رمضان میں نہ روزہ کی اور نہ افطار کی نیت کی تو ایسے شخص پر کل رمضان کی قضا لازم ہوگی۔

امام زفر کے نزدیک اس کے روزے ادا ہو جائینگے (اور قضا اس کو نہیں دینی ہوگی) ان کے نزدیک رمضان میں صحیح البدن اور مقیم شخص کے روزے بغیر نیت ادا ہو جاتے ہیں کیونکہ ایام رمضان میں امساک مسلمانوں پر لازم کیا گیا ہے تو کسی طرح بھی امساک واقع ہوا وہ رمضان کے روزے ہو گئے یہ ایسی بات ہے کہ اگر کوئی شخص کل نصاب کا نصاب (جو اس کے پاس ہے) فقراء کو ہبہ کر دے تو زکوٰۃ ادا ہو جائیگی۔ لیکن علمائے حنفیہ کی یہ دلیل ہے کہ امساک ماہ رمضان عبادت کی غرض سے کیا جاتا ہے اور عبادت تب ہی ہوگی جبکہ نیت کی جائے اور نصاب کو ہبہ کر دینا جس کا ابھی ذکر ہوا اس میں نیت خود ہی پائی جاتی ہے کیونکہ فقراء کو ہبہ کرنا صدقہ ہے تو ہبہ کی نیت تصدق کی نیت ہوئی باعتبار معنے کے، چنانچہ کتاب الزکوٰۃ میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

عینی شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ ظاہر اس مسئلہ میں اشکال ہے اور جو کچھ بیان ہوا اس سے یہ مطلب لینا چاہئے کہ ایسا شخص یا تو مریض ہو یا مسافر یا رمضان میں اس کو روزہ نہ رکھنے کی عادت ہو تو ایسے شخص کے متعلق کہا جاسکتا ہے تو اس کے واسطے نیت کرنی ضرور ہے۔

کسی فعل سے گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ توڑ لیا

دفعہ ہذا کے مسائل میں لفظ "گمان" سے مطلب ہے "پھر گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے" اور "پھر دانستہ" سے مطلب ہے "پھر دانستہ توڑ لیا"۔

ذیل کی صورتوں میں اگر کسی فعل سے گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور پھر دانستہ توڑ لیا تو گمان میں یہ صورتیں ہی شامل ہیں اگر کسی معتبر نے فتویٰ دیا کہ اس فعل سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور وہ شخص جاہل تھا اور اس نے یقین کر لیا یا کسی حدیث میں دیکھا اور اس کے معنے اور طریق پر سمجھ گیا تو اس روزہ کی صرف قضا دینی ہوگی۔ اگر مسئلہ جانتا تھا اور پھر دانستہ توڑ لیا تو ان سب صورتوں میں قضا و کفارہ لازم ہے اور مسواک کرنے یا غیبت کرنے یا نہانے کی صورت میں تو یہ گمان ہونا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے بالکل غلط ہے۔

اگر کسی نے پچھنے لگائے

پھر گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر دانستہ توڑ لیا اگر مسئلہ جانتا ہے تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

کفارہ لازم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حکم شرعی کے مقابلہ میں اس کے گمان کو دخل نہیں لہٰذا قضا و کفارہ لازم ہوا اگر فقیہ نے اس کو فتویٰ دیا تھا کہ اس فعل سے روزہ ٹوٹ گیا تب تو اس کے واسطے وہ دلیل شرعی ہوئی یا اگر اس کو کوئی حدیث ملی تھی جس سے اس کو گمان ہوا کہ پچھنے لگانے سے

اور زید بن ثابت نے (ایک ساتھ) سحور کھائی پھر جب وہ دونوں اپنی سحور سے فارغ ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز (فجر) کے لئے کھڑے ہو گئے پھر ہم نے نماز پڑھی (قتادہ کہتے ہیں) ہم لوگوں نے حضرت انس سے پوچھا کہ ان کے سحور سے فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے میں کس قدر فصل تھا انھوں نے کہا کہ بقدر اس کے کہ آدمی پچاس آیتیں پڑھ لے۔

باب قیام شب میں نماز کو طول دینا (مسنون ہے)۔

۱۰۵۰ حضرت عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے ایک شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز (تہجد) پڑھی تو آپ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے ایک بڑا ارادہ کیا (ابو وائل کہتے ہیں) ہم لوگوں نے کہا کہ آپ نے کیا ارادہ کیا تھا انہوں نے کہا یہ ارادہ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا چھوڑ کے بیٹھ جاؤں۔

۱۰۵۱ حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھتے تھے تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کر لیتے تھے۔

باب نماز شب کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو کس طرح نماز پڑھتے تھے۔

۱۰۵۲ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ نماز شب کس طرح پڑھی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا دو دو رکعت پھر جب تجھے صبح ہو جانے کا خوف ہو تو ایک رکعت پڑھ کے (سب کو) وتر کر دے۔

۱۰۵۳ حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی یعنی رات کو

۱۰۵۴ مسروق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز شب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ (کبھی آپ) سات رکعت پڑھتے تھے اور کبھی نو اور کبھی گیارہ سوا (سنت) فجر کی دو رکعتوں کے

۱۰۵۵ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے انہیں میں (وتر اور سنت) فجر کی دو رکعتیں بھی ہوتی تھیں

باب نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت نماز پڑھنا اور سونا (دونوں) ثابت ہیں اور (اس بات کا بیان کہ) قیام شب میں سے کس قدر منسوخ ہو گیا اور قول اللہ تعالیٰ کا یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا نصفہ الی قولہ سبحا طویلا اور قول اللہ تعالیٰ کا علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم الی قولہ واستغفروا اللہ ان اللہ غفور رحیم حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ نشاء کے معنی زبان حبش میں قام وطائر کے معنی، مواطاۃ القرآن یعنی اپنے کان اور آنکھ اور دل سے قرآن کی خوب موافقت کرنے والا لیواطئوا کے معنے لیوافقوا

۱۰۵۶ حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں افطار کرتے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ خیال کرتے تھے کہ آپ اس مہینے میں روزہ نہ رکھیں گے اور روزہ رکھتے تھے یہاں تک کہ ہم لوگ خیال کرتے تھے کہ اب آپ اس مہینے میں بالکل افطار نہ کریں گے اور آپ کی (نماز پڑھنے اور سونے کی) یہ حالت تھی کہ اگر تم چاہتے کہ آپ کو رات کے وقت نماز پڑھتے دیکھو تو دیکھ لیتے اور اگر تم چاہتے کہ آپ کو سوتا ہوا دیکھو تو دیکھ لیتے۔

باب شیطان کا پشت سر میں گرہ دے دینا جبکہ کوئی شخص رات کو نماز نہ پڑھے (ثابت ہے)

۱۰۵۷ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کے پشت سر میں شیطان تین گرہ دے دیتا ہے جب وہ سونے لگتا ہے ہر گرہ میں یہ پڑھ کے پھونک دیتا ہے علیک لیل طویل فارقد پھر اگر وہ بیدار رہا اور اس نے اللہ کا ذکر کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر اس نے وضو کر لیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر اگر اس نے نماز پڑھ لی تو تیسری گرہ بھی کھل جاتی ہے اور صبح کو دل شاد اٹھتا ہے ورنہ صبح کو بدباطن اور کسل مند اٹھتا ہے

۱۰۵۸ حضرت سمرہ بن جندب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب والی حدیث میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ قرآن یاد کرتا تھا اور اسے چھوڑ دیتا تھا اور فرض نماز سے غافل ہو کے سو رہتا تھا۔

باب جب کوئی شخص سوتا رہے اور نماز نہ پڑھے شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

۱۰۵۹ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا اور کہا گیا کہ وہ برابر صبح تک سوتا رہتا ہے نماز تہجد کے لئے نہیں اٹھتا آپ نے فرمایا شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔

پچھلی رات میں دعا کرنا اور نماز پڑھنا (اللہ کو بہت پسند ہے) اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کانوا قلیلا من اللیل ما یہجعون (یہجعون کے معنے) ینامون۔

۱۰۶۰ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا پروردگار بزرگ و برتر ہر رات کو آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے جبکہ پچھلی تہائی رات باقی رہ جاتی ہے فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کر لوں کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اسے دوں کوئی ہے جو مجھ سے (اپنے گناہوں کی) بخشش طلب کرے میں اسے بخش دوں۔

باب جو شخص شروع رات میں سو رہا اور آخر رات میں جاگا (اس نے موافق سنت کے کیا) اور سلمان فارسی نے ابو الدرداء سے کہا کہ سو رہو چنانچہ وہ سو رہے، پھر جب اخیر رات ہوئی تو کہا کہ اب اٹھو (جب اس معاملہ کا ذکر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تو آپ نے فرمایا کہ سلمان نے صحیح کہا ہے۔

لہ۔ سے کبھی ادا نہ کر سکو گے رات کو اٹھ کر تہجد کی یعنی آدھی رات یا تہائی رات ہو گئی تو تم کو معلوم ہے کہ تم ہر رات عبادت نہ کر سکو گے لہذا اس نے تم کو معاف کر دیا۔ اور اللہ سے استغفار کرو بیشک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ ابھی بہت رات باقی ہے سو رہو ۱۲ وہ لوگ رات کو بہت کم سوتے تھے ۱۲

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام وعلماء وتابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جنسے احادیث رسول جمع ہوئیں

(ایک جدید کتاب خاص مولوی کے لئے)

ابو رافع اسلم یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ ہیں۔ ان کے نام سے ان کی کنیت زیادہ مشہور ہے۔ اصل میں یہ قبطی اور حضرت عباس کے غلام تھے اور انہوں نے ان کو حضرت کے نذر کر دیا تھا پھر جس دن حضرت عباس مسلمان ہوئے تو حضور نے اس خوشی میں ان کو آزاد کیا۔ ابو رافع موصوف جنگ لڑائی میں پہلے مسلمان ہوئے تھے اور بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے حضرت عثمان سے چند ہی روز پہلے ان کا انتقال ہوا ہے۔

ابو رمثہ رفاعہ بن یثربی تمیمی۔ یہ امرأ القیس بن زید مناۃ بن تمیم کی اولاد میں سے ہیں ان کے نام میں بہت اختلاف ہے۔ بعض رفاعہ اور بعض عمارہ اور بعض اور کچھ کہتے ہیں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ اپنے والد کے ہمراہ حاضر ہوئے تھے کوفیوں میں ان کا شمار ہے اور ایاد بن لقیط نے ان سے روایت کی ہے۔ رمثہ رکی زیر اور م کی سکون کے ساتھ ہے۔

ابو ریحانہ بن شمعون بن زید قرظی انصاری اور ان کے حلیف تھے کہتے ہیں کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ تھے اور ریحانہ ان کی بیٹی کا نام تھا۔ ابو ریحانہ موصوف بڑے فاضل اور زاہد تھے۔ شام میں آپ نے رہنا اختیار کر لیا تھا اور بہت لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

فصل تابعین کے بیان میں

ابو رجاء عمران بن تمیم عطاردی۔ یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی اسلام لے آئے تھے اور حضرت عمر بن خطاب اور حضرت علی وغیرہما سے انہوں نے روایت کی ہے اور خود ان سے بہت لوگوں نے۔ یہ بڑے عالم اور معمر اور قاری تھے [illegible] ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

ربیعہ بن ابی عبدالرحمن یہ بڑے جلیل القدر تابعی اور مدینہ کے فقیہوں میں سے ایک فقیہ ہیں اور ان کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے انس بن مالک اور سائب بن یزید سے انہوں نے اور ان سے ثوری اور مالک بن انس نے روایت کی ہے ۱۳۶ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

ابو رافع بن ابی الحقیق اس کا نام عبداللہ یہودی ہے یہ سوداگر اور حجاز کا رہنے والا تھا باب المعجزات میں براء کی حدیث کے اخیر میں اس کا ذکر ہے حقیق ح کی پیش اور پہلے ق کی زبر اور ی کی سکون سے ہے

رعل بن مالک بن عوف۔ یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قاریوں کے قتل کرنے پر لعنت فرمائی تھی۔ رعل رکی زبر اور ع کی سکون کے ساتھ ہے۔

فصل صحابیہ عورتوں کے بیان میں

ربیع بنت معوذ [illegible] انصاریہ [illegible] عورت ہیں حدیث ان کی اہل مدینہ اور اہل بصرہ کے پاس ہے۔ ربیع رکی پیش اور ب کی زبر اور ی کی تشدید ہے۔

ربیع بنت نضر یہ انس بن مالک کی پھوپھی اور حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں صحیح بخاری میں ان کا نام ام الربیع بنت نضر ہے مگر پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

رمیصاء یہ ام سلیم بنت ملحان ہیں۔ انس بن مالک کی والدہ ہیں ان کا ذکر حرف سین میں آئے گا۔

فصل صحابہ کے بیان میں

زید بن ثابت یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب ہیں جب حضور مدینہ میں تشریف لائے تھے تو ان کی گیارہ سال کی عمر تھی اور یہ بزرگان صحابہ اور فقہا میں سے ہیں حضرت ابوبکر کے زمانہ میں قرآن شریف کے جمع کرنے اور لکھنے والوں میں یہ بھی شامل تھے اور حضرت عثمان کے زمانہ میں بھی مصحف سے انہوں نے نقل کی تھی بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور مدینہ میں [illegible] ہجری میں انہوں نے [illegible] برس کی عمر پاکر انتقال کیا۔

زید بن ارقم ان کی کنیت ابو عمر انصاری خزرجی ہے کوفیوں میں ان کا شمار ہے اور وہیں کی سکونت انہوں نے اختیار کی تھی۔ بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور ۶۶ھ میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

زید بن خالد جہنی یہ کوفہ میں رہ پڑے تھے اور وہیں انہوں نے [illegible] ہجری میں انتقال کیا عمر ان کی پچاسی سال کی ہوئی۔ عطاء بن یسار وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

زید بن حارثہ ان کی کنیت ابو اسامہ ہے اور ان کی والدہ کا نام سعدی بنت ثعلبہ ہے یہ قبیلہ بنی معن میں سے ہیں ان کی والدہ ان کو لیکر اپنی قوم سے ملنے جاتی تھیں راستہ میں بنی معن بن جریر کے لوگوں نے ان کو لوٹ لیا اور زید موصوف کو کہ ان کی اس وقت آٹھ برس کی عمر تھی سوق عکاظ میں لاکر بیچ ڈالا اور حکیم بن حزام نے اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے واسطے چار سو دینار کو ان کو خرید لیا پھر حضرت خدیجہ نے ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نذر کر دیا پھر بعد میں یہ خبر زید کے باپ حارثہ اور ان کے چچا کعب کو پہنچی وہ فدیہ لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت نے اس بات کا اختیار ان ہی زید پر رکھا کہ چاہے یہ حضرت کے پاس رہیں اور چاہے یہ اپنی قوم میں چلے جائیں مگر انہوں نے حضرت کی شفقت اور مہربانی پر خیال کر کے حضرت سے جدا ہونا پسند نہ کیا تب اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تم گواہ ہو جاؤ کہ یہ زید میرا بیٹا ہے یہ میرا وارث ہے اور میں اس کا وارث ہوں جب سے زید زید بن محمد کہلانے لگے پھر اس کے بعد اسلام آیا اور یہ حکم ہوا کہ اپنے بچوں کو ان کے اصلی باپوں ہی

روزہ ٹوٹ جاتا ہی تو کفارہ لازم نہ ہوگا۔ یہ امام محمد کے نزدیک ہے کیونکہ حدیث رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی منفی کے فتوے سے پہلے کے وقت نہیں رکھتا لیکن امام ابو یوسف اس کے خلاف ہیں کیونکہ ان کے نزدیک عامۃ الناس کو علما کی اقتدا کرنی چاہیے اس وجہ سے کہ وہ حدیث کو سمجھ نہیں سکتے۔ اگر حدیث معلوم ہونے کے بعد اس کی تاویل پر مطلع ہوگیا تب اس کو کفارہ بھی دینا ہوگا کیونکہ پھر تو شبہ باقی نہیں رہتا اور قیاس کو بھی دخل نہیں رہتا۔ نزد امام محمد اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

بھول کر کھایا پیا یا مجامعت کی اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور پھر دانستہ روزہ توڑ دیا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

دلیل۔ بھول کر کھانا کھانے سے روزہ ٹوٹ جانا قرین قیاس ہے اگرچہ اس طرح روزہ نہیں ٹوٹتا مگر قیاس تو چاہتا ہے کہ ایسا ہو پھر اگر حدیث بھی اس کو معلوم ہو کہ فراموشی کی وجہ سے کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا تب بھی ظاہر روایت کی رو سے کفارہ لازم نہیں ہوگا لیکن امام ابو حنیفہ سے ایک روایت یہ بھی آئی ہے کہ کفارہ بھی لازم ہوگا اور اسی طرح صاحبین سے مروی ہے چونکہ حدیث کے معلوم ہونے پر شبہ بالکل نہیں رہتا اول کی وجہ یہ ہے کہ بنظر قیاس شبہ حکما باقی رہ جاتا ہے اور حدیث مذکور کے معلوم ہو جانے پر شبہ بیع جاتا نہیں رہتا جیسا کہ اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے باپ پر حد زنا لازم نہ ہوگی خواہ حلال جانکر ایسا کیا یا حرام جان کر کیونکہ حلال ہونے کا شبہ دلیل کی رو سے ایسی باقی رہ جاتا ہے اور وہ دلیل یہ حدیث ہے کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کے ہیں۔

اگر کسی نے مسواک کی اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

اگر کسی نے سرمہ لگایا یا مونچھوں پر تیل ملا اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

اگر کوئی شخص نہایا اور گمان کیا کہ روزہ نہیں ٹوٹا پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

اگر کسی کو قے ہوئی اور گمان کیا کہ روزہ نہیں ٹوٹا پھر دانستہ روزہ توڑا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

اگر کسی نے حجامت کی یا فصد لی پھر گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ توڑ دیا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

کسی نے کسی کی غیبت کی اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

سحری کھائی کہ ایک شخص نے آکر کہا کہ صبح طلوع ہوگئی ہے پھر گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر قصداً روزہ توڑ ڈالا تو قضا دینی ہوگی۔

انگلی خشک دبر میں دی یا روئی نکل گیا اور سرا ہاتھ میں ہے، گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی ہوگی۔

عورت کی طرف دیکھنے سے انزال ہوا یا مس کیا اور انزال نہ ہوا گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی ہوگی۔

احتلام ہوا یا کسی کی طرف دیکھنے سے انزال ہوا اور گمان ہوا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

اگر کسی جانور یا مردہ سے مجامعت کی اور انزال ہوا یا نہ ہوا اور گمان کیا کہ روزہ ٹوٹ گیا پھر دانستہ روزہ توڑ ڈالا اگر مسئلہ نہیں جانتا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

فصل چہارم
جنایات متفرق

اس فصل میں وہ جنایات جمع کر دیئے ہیں جو نہ بدن انسانی سے تعلق رکھتے ہیں اور نہ کسی غلطی اور شبہ کے ذیل میں آتے ہیں مثلاً رمضان میں سفر میں چلا گیا پھر واپس آیا پھر چلا گیا تو ایسی صورتوں میں نہ سفر ہی صحیح طور پر معلوم ہوتا ہے اور نہ حضر اور نہ قیام۔ اسی طرح حائض و نفسا اور بیماری اور جنون وغیرہ کے متعلق بھی جمع کر دیئے ہیں پھر اس فصل کے آخر تا ختم کے متفرق جمع کر دیئے گئے ہیں۔

سفر و حضر و عارضی قیام

(۱) رمضان میں مسافر نے راستہ میں افطار کی نیت کی پھر جب گھر پہنچا زوال سے پہلے تو روزہ قائم رہنے دیا مگر پھر توڑ دیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

(۲) رمضان میں کوئی شخص سفر کو روانہ ہوا پھر بھولی ہوئی چیز لینے گھر واپس آیا اور روزہ توڑ دیا۔ پھر سفر کو چلا یا کفارہ دینا ہوگا۔

(۳) رمضان میں کوئی شخص زوال سے پہلے واپس آیا اور روزہ توڑ دیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔

(۴) سفر میں مر گیا یعنی رمضان میں سفر میں رہا اور روزہ نہ رکھا تھا کہ مر گیا تو ورثا اس کے بدلے صدقہ نہ دیں۔

(۵) اگر مسافر کسی شہر میں داخل ہوا اور اقامت کی نیت کر لی تو اس روزہ کا روزہ توڑنا مکروہ ہے۔

(۶) اگر رمضان میں سفر کرتے ہوئے کہیں مقیم ہوگیا۔ پھر مر گیا۔ تو جتنے دن قیام کیا ہے اتنے روزے قضا دے۔

(۷) اگر رمضان میں سفر سے گھر واپس آیا زوال سے پہلے اور روزہ کی نیت کر لی پھر عمداً مجامعت کی تو قضا دینی لازم ہوگی۔

(۸) رمضان میں عمداً روزہ توڑ دیا پھر اسی روز سفر کو چلا گیا باتفاق روایت کفارہ دینا لازم ہوگا۔

(۹) عمداً روزہ توڑ دیا پھر اس کو بادشاہ نے زبردستی سفر میں بھیجا تو ظاہر اصول کے بموجب کفارہ دینا لازم ہوگا۔

(۱۰) اگر سفر کو روانہ ہوا اس کو روزہ توڑ کر تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔

(۱۱) اگر رمضان میں سفر کو روانہ ہوا اور سفر میں روزہ کو توڑ دیا تو اس صورت میں قضا دینی لازم ہوگی۔

تذکرۃ الانبیاء

حضرت ہود علیہ السلام

شہنشاہ عاد کی سطوت و عظمت قوم عاد عہد عتیق کی ایک نہایت طاقتور، دولتمند اور متمول قوم تھی جو صدیوں دنیا کے ایک وسیع حصہ پر شکوہ و سطوت کے ساتھ فرمانروائی کرتی رہی۔ اس قوم کے لوگ قوت و جسامت میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے ان کی عمریں بھی طویل ہوتی تھیں اسی جسمانی جسامت و طاقت اور فرمانروائی و دولت نے انہیں پہلے غرور و نخوت میں مبتلا کیا اور پھر کفر و الحاد کے غار میں دھکیل دیا اور انہوں نے خود کو عتاب الٰہی کا مستحق بنا لیا۔ یہ قوم سام کے پوتے عوص کے فرزند عاد کی نسبت سے عاد مشہور ہوئی وہی اس قوم کا مورث اعلیٰ تھا ابن خلدون لکھتا ہے کہ عرب کا سب سے پہلا بادشاہ بھی عاد بن عوص بن ارم بن سام تھا لیکن مسعودی عوص بن ارم کو عرب کا اولین فرمانروا بتاتا ہے اور لکھتا ہے کہ جب عوص تین سو برس تک اقبالمندانہ فرمانروائی کرکے انتقال کرکے مر گیا تو عاد تخت نشین ہوا مگر مسعودی کی یہ روایت اقرب الی الصحت نظر نہیں آتی اس لیے کہ اس نے آگے چل کر لکھا ہے کہ عاد کے پوتے جیرون نے اپنے عہد حکومت میں حملہ آور ہوکر دمشق کو تاخت و تاراج کیا اور اس کے بعد مرمری اور بیش بہا پتھروں سے ایک وسیع و شاندار شہر بنوایا جس کا نام ارم رکھا۔ دمشق کے دروازوں میں جیرون نامی دروازہ اس وقت تک موجود تھا چنانچہ ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق میں جیرون کا ذکر کیا ہے لیکن ابن خلدون نے بدلائل اس کی تردید کی ہے اور لکھا ہے کہ باب جیرون حضرت سلیمان کے غلاموں میں سے ایک کے نام پر موسوم ہوا جو عہد بنی اسرائیل کا ایک فرمانروا تھا۔

بہرکیف عاد سب سے پہلا اور سب سے مشہور و مقتدر فرمانروا تھا جس نے ایک ہزار بیویاں کیں اور چار ہزار لڑکے پیدا ہوگئے تین سو برس فرمانروائی کی اس کے اسی اقتدار و عظمت کے باعث اس کی قوم اس کے نام سے منسوب ہوئی اس کے انتقال کے وقت اس کے تین فرزندوں شداد، شدید اور ارم نے علی الترتیب فرمانروائی کی عاد کے بعد شداد بھی بڑا صاحب اقبال اور اولوالعزم فرمانروا ہوا جس نے مسعودی کی روایت کے مطابق شام، عراق اور ہندوستان تک فتح کر لئے۔

قوم عاد کی فتوحات و مرفہ الحالی یہ قوم ارض احقاف میں رہتی تھی اور حضرموت تک آباد تھی۔ ارض احقاف یمن و عمان کے درمیان کے علاقے کا نام ہے اس وقت تہذیب و تمدن میں دنیا کا کوئی قطعہ اور کوئی ملک اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچتا تھا دنیا کی تمام دولت اسی خطہ میں کھنچ کر جمع ہوگئی تھی یہاں بڑے بڑے وسیع و پر فضا شہر اور خوبصورت و شاندار محلات و مکانات و باغات تھے سارا علاقہ چمن بنا ہوا تھا اور یہیں سے دنیا کے ایک بڑے حصہ پر حکومت ہوتی تھی کتنی بڑی سلطنت تھی مشرق میں ہندوستان تک عراق احقاف سے سندھ و ہند مغرب میں سرحدات مصر و بربر اور شمال میں حجاز شام، فلسطین اور روم سب اسی کے قبضہ میں تھے خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اس قبیلہ کی عظمت و شان میں فرمایا ہے الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلہا فی البلاد آج یہ علاقہ جہاں سے کبھی ایک دنیا پر حکومت ہوتی تھی ویرانیوں اور وحشتوں کا مسکن و مامن بنا ہوا ایک دنیا کو عبرت و موعظت کے نہایت موثر سبق دے رہا ہے۔

اسی شداد کے متعلق علامہ زمخشری نے لکھا ہے کہ اس نے صحرائے عدن میں ایک مدینہ ارم بنوایا تھا۔ علامہ ابن سعید نے بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ باغ ارم کا بانی ارم ابن شداد ابن عاد اکبر ہے لیکن یہ محض غلط ہے ارم سے مراد قبیلہ ہے نہ کہ جنت و باغ و شہر ابن خلدون امام المفسرین ابوالخیر فخر رازی بیضاوی اور علامہ جلال الدین شافعی کا بھی یہی خیال ہے علامہ ابن اثیر نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا بہت ممکن ہے کہ کوئی باغ اس وقت باغ ارم کے نام سے تعمیر ہوا ہو مگر یہ جو مشہور ہے کہ شداد نے ایک جنت بنوائی تھی اور وہ اس جنت کے اندر قدم رکھتے ہی اس کی روح قبض ہوگئی ایک افسانہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا ہمارے نزدیک اس جنت نے اتنی شہرت حاصل کی ہے اس کی وجہ یہ اور محض یہ ہے کہ شداد نے صحرائے عدن میں اپنی شان و حیثیت کے مطابق باغ ارم کے نام سے اس زمانہ میں کوئی حسین ترین خوشنما باغ پورے شوق و اہتمام کے ساتھ بنوایا ہوگا جس کی رعنائی اور خوبصورتی کو جنت سے تشبیہ دیدی گئی ہو اور لوگ اسے جنت ارضی کہنے لگے ہوں گے یہ نہیں کہ شداد نے واقعی جنت بنائی ہو۔ قبطیوں سے بھی مدت تک اس قوم کی لڑائیاں ہوتی رہیں پہلے تو اس نے انہیں مضطرب کر لیا، مگر آخر میں قبطیوں نے اسے اپنے ملک سے نکال دیا۔

حضرت ہود کی تبلیغ و نبوت جب یہ قوم بت پرستی کرنے لگی اور کفر و شرک کی نذر ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے حضرت ہود کو مامور کیا۔ حضرت ہود غیر نہیں تھے اجنبی نہ تھے کسی غیر قوم سے تعلق نہ رکھتے تھے بلکہ عاد ہی کی اولاد میں تھے (ہود بن عبداللہ بن رباح بن جلود بن عاد) قوم اس وقت غرور و بڑے خیال پر منعقد تھی انہیں اپنی قوت و توانائی پر اس قدر ناز تھا اور دولت و اقبال کے نشہ نے انہیں اس درجہ مدہوش و از خود رفتہ کر دیا تھا کہ یہ خود کسی کے سمجھائے سمجھے اور نہ سمجھتے تھے۔

حضرت ہود پورے پچاس سال تک سمجھاتے، تبلیغ کرتے اور انہیں اسلام کی طرف بلاتے رہے لیکن انہوں نے ایک نہ سنی اور یہی کہتے رہے ماجئتنا ببینۃ وما نحن بتارکی آلہتنا عن قولک وما نحن لک بمؤمنین آپ ہمارے پاس کوئی دلیل تو لائے ہی نہیں ہم محض آپ کے کہنے سے تو اپنے خداؤں کو نہ چھوڑیں گے اور نہ یہ کریں گے کہ آپ پر ایمان لے آئیں آپ اس پر جب انہیں سمجھانے کی کوشش کرتے تو کہتے کہ یہ تو جادوگری ہے دلائل پیش کرتے تو تسلیم نہ کرتے صرف ایک قبیلہ

کے نام سے پکارو چنانچہ اس آیۃ میں اسی کا ذکر ہے ادعوھم لآبائھم ھو اقسط عند اللہ ایک قول کے موافق زید مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زید سے دس برس یا بیس برس بڑے تھے اور آپ نے اپنی آزاد کردہ لونڈی ام ایمن کی شادی ان سے کر دی تھی اور انہیں سے ان کے ہاں اسامہ پیدا ہوئے اور پھر حضرت نے ان سے زینب بنت جحش کی شادی کر دی اور ان کو لوگ حب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے قرآن شریف میں سوائے ان زید کے اور کسی کا نام نہیں آیا ہے چنانچہ اس آیۃ میں ان کا ذکر ہے فلما قضیٰ زید منھا وطرا زوجنکھا زید موصوف سے ان کے بیٹے اسامہ وغیرہ بہت لوگوں نے روایت کی ہے غزوہ موتہ کے یہ امیر الجیش تھے اور وہیں انہوں نے جمادی الاولیٰ سنہ ۸ ہجری میں پچپن برس کی عمر میں شہادت پائی۔

زید بن خطاب عدوی قرشی یہ حضرت عمر بن خطاب کے بڑے بھائی ہیں اور مہاجرین میں سے ہیں یہ حضرت عمرؓ سے پہلے اسلام لائے تھے اور بدر وغیرہ کل لڑائیوں میں شریک تھے اور آخر یمامہ کی جنگ میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں شہید ہوئے عبداللہ بن عمرؓ نے ان سے روایت کی ہے۔

زید بن سہل چونکہ ان کی کنیت ابوطلحہ مشہور ہے اس سبب سے حرف الطاء میں ان کا ذکر آئے گا۔

زبیر بن عوام ابو عبداللہ قرشی ہیں ان کی والدہ صفیہ بنت عبدالمطلب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں یہ بھی پہلے مسلمان ہیں سولہ برس کی عمر میں اسلام لائے تھے ان کے چچا نے ان کو دھوئیں میں بند کر دیا تھا کہ یہ اسلام کو ترک کر دیں مگر انہوں نے ترک نہ کیا اور کل مواقع جہاد میں شریک ہوئے اور یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے خدا کی راہ میں تلوار سونتی ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احد کی جنگ میں بھی یہ شریک تھے اور عشرہ مبشرہ میں سے یہی ہیں زبیر موصوف کا قد لمبا اور جسم ہلکا تھا بعض کہتے ہیں کہ رنگ ان کا گندم گوں تھا اور بال بہت تھے اور رخسار ہلکے تھے عمرو بن جرموز سعدان نے زمین بصرہ سنہ ۳۶ھ میں جبکہ ان کی عمر چونسٹھ برس کی تھی ان کو شہید کیا اور وادی السباع میں آپ مدفون ہوئے اور پھر وہاں سے بصرے میں نقل کئے گئے مزار آپ کا مشہور ہے آپ کے بیٹے عبداللہ اور عروہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

زیاد بن لبید ان کی کنیت ابو عبداللہ انصاری زرقی ہے حضرت کے ساتھ یہ کل لڑائیوں میں شریک تھے اور حضرت نے ان کو حضر موت پر عامل بنایا تھا عوف بن مالک اور ابو درداء نے ان سے روایت کی ہے معاویہ کے شروع زمانہ میں ان کا انتقال ہوا۔

زیاد بن حارث صدائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے بیعت کی تھی اور بصریوں میں ان کا شمار ہے۔ صدائی صاد کی پیش اور دال کی تخفیف کے ساتھ ہے۔

زاہر بن اسود اسلمی یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے حضرت سے بیعت کی تھی کوفہ میں یہ جا بسے تھے اور کوفیوں ہی میں ان کا شمار ہے۔

زارع بن عامر عبدالقیس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ وفد عبدالقیس کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ بصریوں کے پاس ان کی حدیث ہے اور انہیں میں ان کا شمار ہے۔

زرارہ بن ابی اوفیٰ یہ صحابی ہیں اور حضرت عثمان کے زمانہ میں ان کا انتقال ہے۔

ابوزید انصاری یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے حضرت کے زمانہ میں پورا قرآن شریف حفظ کر لیا تھا ان کے نام میں اختلاف ہے بعض تو ان کو سعید بن عمیر اور بعض قیس بن سکن کہتے ہیں۔

ابوزہیر نمیری اہل شام میں ان کا شمار ہے۔

زبیدی زا کی پیش اور با کی زبر کے ساتھ زبید کی طرف منسوب ہے اصل نام ان کا عتبہ بن سعد ہے ان کی صحبت کی مجھکو تحقیق نہیں۔

فصل تابعین کے بیان میں

زبیر بن عدی ہمدانی کوفی یہ رے کے قاضی اور تابعی ہیں انس بن مالک سے انہوں نے اور ان سے ثوری وغیرہ نے روایت کی ہے سنہ ۱۳۱ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ ہمدانی میم کی سکون سے ہے۔

زبیر عربی نمیری بصری یہ ثقہ ہیں۔ ابن عمر سے انہوں نے اور ان سے معمر اور حماد بن زید نے روایت کی ہے۔

زیاد بن کسیب عدوی بصریوں میں ان کا شمار ہے اور یہ تابعی ہیں ابی بکرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔ کسیب اسم مصغر ہے۔

زہرہ بن معبد ان کی کنیت ابو عقیل قرشی مصری ہے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام وغیرہ سے انہوں نے اور ان سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے اکثر حدیثیں ان کی مصریوں کے پاس ہیں۔

زہیر بن معاویہ ان کی کنیت ابو خیثمہ جعفی کوفی ہے جزیرہ میں رہتے تھے اور بڑے حافظ اور ثقہ اور ثابت تھے ابو اسحٰق ہمدانی اور ابو الزبیر سے انہوں نے اور ان سے ان کے والد مبارک اور یحییٰ بن یحییٰ وغیرہ لوگوں نے روایت کی ہے باب الزکوٰۃ میں ان کا ذکر ہے اور سنہ ۱۷۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

زمیل بن عباس انہوں نے اپنے آقا عروہ سے اور ان سے یزید بن حازم نے روایت کی ہے اور ان میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔

زہری زہرہ بن کلاب کی طرف نسبت ہے زہری موصوف کی کنیت ابوبکر اور نام محمد بن عبداللہ بن شہاب ہے یہ فقیہ اور محدث اور مشہور عالم اور تابعی ہیں مدینہ میں یہ رہتے تھے اور کل علوم و فنون میں ان کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا بہت صحابہ سے انہوں نے اور بہت لوگوں نے ان سے حدیث روایت کی ہے قتادہ اور مالک بن انس بھی ان کے شاگرد ہیں عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں میں زہری سے زیادہ سنت ماضیہ کا جاننے والا کسی کو نہیں پاتا بعضوں نے کسی سے پوچھا کہ تم نے کسے زیادہ جاننے والا دیکھا انہوں نے کہا زہری ابن شہاب کو اس نے کہا اور ان کے بعد کس کو کہا ابن شہاب

تذکرۃ الصحابہ

حضرت عثمان غنیؓ

فضائل و مناقب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بزرگ اور نہایت اسلام کے عظیم الشان فرمانروا ہوئے ہیں اور ایک وقت تک ایران سے لیکر مصر تک کامیاب فرمانروائی کی ہے۔ آپکے صحیفہ عظمت کا ایک عنوان یہ ہے کہ آپ "ذوالنورین" کے خطاب سے مشرف ہوئے اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپکے عقد میں آئیں یہ وہ سعادت ہے جو آپ کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی اس باب میں آپ کو شرف یکتائی حاصل ہے اور کوئی آپ کے مقابل نہیں آسکتا۔ قریش کے ایک ممتاز و شریف قبیلہ بنی امیہ کے چشم و چراغ تھے اور ان بزرگوں میں تھے جو سب سے پہلے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور "سابق الایمان" بزرگوں کی ممتاز فہرست میں شریک ہوئے گو آپ بہت بڑے دولتمند تھے اور اپنے قبیلہ میں خاص وقار و تمکنت کے سرمایہ دار تھے مگر آپ کے اسلام لانے کا حال جب آپ کے چچا کو معلوم ہوا تو اس نے آپ کے ستانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اتنی تکالیف پہنچائیں کہ آپ بھی مکہ چھوڑنے اور حبش کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔

نہایت نیک نفس اور شریف طبع بزرگ تھے آپ کا حلم و حیا شہرۂ آفاق ہے سخاوت و فیاضی میں بھی دور دور تک شہرہ تھا قبل از اسلام بھی فیاض تھے اور اسلام لانے کے بعد تو گویا بند ٹوٹ گیا تھا بلا مبالغہ لاکھوں نہیں کروڑوں روپیہ آپ نے راہ خدا میں صرف کیا جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ تبوک کے لئے تیاری اور فراہمی کا سامان اور چندہ کا اعلان کیا ہے تو تھوڑے اور دس پندرہ ہزار نہیں تیس ہزار افراد شرکت جنگ کے لیے تیار ہو گئے ظاہر ہے کہ اتنے بڑے لشکر کے لئے اتنے ہی بڑے ساز و سامان کی ضرورت داعی ہونی چاہیے تھی اور ہوئی آپ کے سامنے جان نثاران اسلام نے زر و سیم کے انبار لگا دیئے حضرت عثمان غنی نے ساڑھے چھ سو اونٹ چندے میں دیئے جن میں سے ساڑھے تین سو اونٹ تو غلے سے بھرے ہوئے تھے اور ساڑھے تین سو غازیوں کی سواری کے لئے تھے اسی طرح کئی ہزار اشرفیاں بصورت نقد عطا کیں یہ اتنی بڑی اور اتنی کثیر امداد تھی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور بیساختہ فرمایا نعم الرجل و نعم المال

غنا و دولتمندی جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مکہ سے مدینہ منورہ گئے ہیں تو فرزندان توحید کو پانی کی بڑی تکلیف تھی شیریں پانی پر یہودیوں کا تسلط تھا آپ نے ایک رقم دیگر یہودیوں سے یہ چشمہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا اس کنویں کا نام بیر رومہ تھا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمان کے لئے میں آخرت میں چشمہ آب معین کے عطیہ کے لئے ضامن ہوں اور بہشت میں بشارت دی۔

بعض نے لکھا ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان ہوا تھا کہ جو کوئی "بیر رومہ" خرید کر مسلمانوں کے لئے اسے وقف کر دیگا میں ضامن ہوں کہ اسے جنت میں چشمہ آب معین عطا ہوگا آپ اس اعلان پر فوراً بڑھے اور گراں قیمت پر چشمہ خرید کر وقف کر دیا۔

اسی طرح مسلمانوں کی روز افزوں آبادی کے لیے جب مسجد نبوی ناکافی ہونے لگی تو آپ نے اس کے قریب و جوار کے مکانات دگنی اور چوگنی قیمت پر خریدے اور اس مسجد کو وسیع دی ساری زندگی اسی قسم کی عطا و بخشش کرم و فیاضی اور بذل و جود میں گزری کھجوروں کی تجارت کرتے تھے لاکھوں روپے کی خرید فروخت کرتے تھے جس سے بیشمار منافع ہوتا تھا اسی وجہ سے غنی مشہور ہو گئے تھے آپ مدینہ ہی کے نہیں سارے عرب کے چوٹی کے متمولین کی صف اول میں شامل تھے لاکھوں ہی کماتے اور لاکھوں ہی اللہ کی راہ میں خرچ کرتے اور جتنا خرچ کرتے اللہ تعالیٰ اس سے کئی گنا آپ کو عطا کر دیتا آپ کی زندگی بھی بڑے عیش و آرام میں بسر ہوئی اچھا پہنتے اور اچھا کھاتے تھے اور شاندار طریق پر زندگی بسر کرتے تھے۔

"دنیاداری اور دنیا" کی ان آسائشوں اور فارغ البالیوں کے ساتھ آپکی زندگی بالکل خدا پرستی کی زندگی تھی آج تو اتنی دولتمندی پر کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ اس درجہ زہد و عبادت میں مصروف ہوگا اور خزائن دولت کی اتنی بڑی تعداد اسکے اندر غرور و تمکنت اور غفلت و سرشاری پیدا نہ کریگی جبکہ زر و دولت و تمول ہے لیکن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام میں وہ شدت پیدا کر دی تھی کہ کسی حالت میں بھی خدا کو نہ بھولتے تھے بلکہ "جام و سندان" کے کھیل کھانا اچھی طرح سیکھ گئے تھے۔ ارض عرب کا اتنا بڑا دولتمند بزرگ اور خدا پرستی کا یہ عالم کہ صائم الدہر اور قائم اللیل تھے دن بھر روزہ دار رہتے اور شب بھر نماز میں کھڑے رہتے ایک ایک رکعت میں ایک ایک قرآن شریف ختم کرتے تھے پوری زندگی اسی منہاج سے گذار دی۔

فتوحات و تمدن حضرت عمر فاروق کی زندگی کے آخری لمحوں میں مسلمانوں نے آپ کو اپنا خلیفہ اور امیر المومنین منتخب کیا چھ برس تک تو آپ نے نہایت کامیابی و شکوہ کے ساتھ فرمانروائی کی اس کے بعد حالات نے نزاکت اختیار کر لی۔

آپ کے عہد خلافت میں ان فتوحات کا سلسلہ بڑی شد و مد کے ساتھ جاری رہا جو حضرت عمر فاروق اعظم کے وقت میں شروع ہوئی تھیں بکثرت ممالک پرچم اسلام کے زیر سایہ آگئے ہمدان آذربائیجان، نیشاپور، طوس، بلخ، ماژندران، ذردن، اسکندریہ، افریقہ اور قسطنطنیہ آپ ہی کے عہد خلافت میں فتح ہوئے اور شوکت اسلام بہت بڑھ گئی۔ مسلمانوں کی دولتمندی و ثروت بھی حد انتہا کو پہنچ گئی دنیا میں کوئی ملک ان کا ہم سر نہ تھا یہ عالم تھا کہ مسلمانوں میں حسرت و

... ایمان لے آئے اس پر انہوں نے اسے تنگ کرنا شروع کر دیا اور آپ کے بھی درپے آزار ہو گئے اور بڑے تو یہ کہتے تھے کہ ان نقول الا اعتراک بعض آلھتنا بسوء یعنی ہم تو یہ سمجھتے ہیں اور ہمارا یہی خیال قائم ہو گیا ہے کہ آپ کو ہمارے بعض خداؤں نے جنہیں تم پوجتے نہیں دیوانہ کر دیا ہے جب آپ وعظ و تقریر کرنے کھڑے ہوتے تو ... ہوا میں معلق ہو جاتے مگر ان پر اثر نہ ہوتا آپ کی یہ شان استقامت و استقلال بھی قابل ستائش ہے کہ یہ جتنی سرد مہری اور بے اعتنائی کا مظاہرہ کرتے آپ اتنی ہی ہمت سے کام لیتے اور دینی سرگرمیوں میں اضافہ فرماتے جاتے ہر جگہ پہنچتے ہر مجلس میں جاتے اور ہر اجتماع میں تقریر کرتے۔

کفار نے یہ دیکھا تو وہ غضبناک ہو گئے امراء اور دولتمندوں کی تو فطرت ہے کہ وہ اعتراض و نکتہ چینی کے متحمل شاذ ہی ہوتے ہیں اور انہیں سمجھانا گویا ان کے غصے کو بھڑکانا ہے وہ اس میں اپنی تحقیر محسوس کرتے ہیں یہاں ... سمجھانا بھی تھا اور بتوں اور بت پرستوں کی مذمت بھی تھی جن کے پاس قوت بھی ہو اور اختیار بھی بھلا وہ کب صبر و ضبط کر سکتے ہیں قوم عاد تو اس کی سرسبزیوں دولتمندیوں ... اور اقبال مندیوں نے نہایت مغرور و بد اعمال بنا دیا وہ ہر طرف سے بے پرواہ ہو چکے تھے

ت کی طرف پہلا انتباہ

انہوں نے آپ کی نہ سنی بلکہ اپنے نزدیک ٹھکانے لگانے کا ارادہ کر لیا اور باہم سرگوشیاں ہونے لگیں یعنی نقصان میں چند لوگ ایمان لے آئے تھے اور مصلحتاً خود کو چھپا اپنے ایمان کو مخفی رکھے ہوئے تھے انہوں نے آپ کو قوم کے ارادوں سے مطلع کیا بددعا کی جس کا اثر یہ ہوا کہ بارش برسنا قطعی موقوف ہو گئی شدت کا قحط پڑ گیا ... تک یہ صورت رہی کہ آسمان سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ گرا جس سے تمام کھیتیاں اور پر فضا باغ و چمن سوکھ کر ویران ہو گئے تالاب اور ... کے خشک ہو جانے سے اونٹ بھیڑیں اور بکریاں کثرت سے مر گئیں ... والوں کا حال بھی پتلا قحط سے انسان اور چوپائے روزانہ مرنے لگے اور قوم انتہائی مصیبت و اذیت میں مبتلا ہو گئی وہ سب کچھ کر سکتے تھے پانی برسانا اور چشمے جاری کر لینا تو ان کی قوت سے باہر تھا حضرت ہود جانتے تھے قحط نہیں عذاب الٰہی ہے تاہم آپ کو رحم آیا قوم میں گئے اور فرمایا استغفروا ... الیہ یرسل السماء علیکم مدرارا و یزدکم قوۃ الی قوتکم یعنی باز آؤ اسے اپنی بد اعمالیوں کے لئے معافی مانگو توبہ کرو اس کی طرف رجوع کرو اگر تم اس طرح کرو گے تو وہ تمہارے اوپر رحم کریگا بارش برسے گی تمہاری قوتوں کو اور توانائی عطا کرے گا" اس پر بجائے ان کے کان پر جوں رینگتی مگر چونکہ وہ پریشان بہت ہو گئے تھے اسلئے انہوں نے مکہ میں جاکر دعا مانگنے کو ایک وفد ترتیب دیا جو لقمان، نعیم، اور مرثد بن سعد اور متعدد کفار علقمہ بن الخبری اور نعیم ابن ہزال وغیرہ پر مشتمل تھا ... ابتدا سے مکہ کی عظمت و تقدیس الٰہی اور خواہ وہ کسی عقیدے کو ... ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وہاں جاکر جو دعا مانگی جائے گی پوری ہوگی ... ہوتا ہی تھا۔

الٰہی کا نزول

چنانچہ یہ وفد مکہ پہنچ کر وہاں کے رئیس معاویہ ... کر کے یہاں جو قوم عمالقہ سے تعلق رکھتا تھا مقیم ہوا معاویہ نے ... آپ لوگوں کو دل سے ... ہو گئے ... تین روز کے بعد ... دعا مانگنا ان کی شامت اعمال تو ان پہلا ... کر لیا عرب کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے ان میں ابتدا سے یہ قاعدہ چلا جا رہا ہے معاویہ نے دل کھول کر مہمان داری کی خوب ناچ رنگ کی محفلیں گرم رہیں لذیذ کھانے ... اسی شراب کباب رقص و سرود اور عیش و نشاط میں گذار دیئے بھول ہی گئے ... پر کیا مصیبت چھائی ہوئی ہے۔ معاویہ غریب کی جان مصیبت میں تھی کھلاتے کھلاتے کچومر نکلا جاتا تھا اور اس خیال سے منع بھی نہ کر سکتا تھا کہ مہمانوں کو ... دستور عرب کے خلاف تھا ڈرتا تھا کہ کہیں بخیل نہ مشہور ہو جاؤں آخر تنگ آ کے اس نے اپنی گلفام کنیزوں کو کچھ انتباہی اشعار سکھا دیئے وہ انہوں نے ان کے سامنے گائے کہ ان کی غفلت دور ہو گئی ... اس تغافل پر شرمندہ ہوئے اور افسوس کرنے لگے۔ مرثد نے کہا کہ اب مناسب یہی ہے کہ جلد پہنچ کر حضرت ہود پر ایمان لاؤ کہ یہ ساری مصیبتیں دور ہوں۔ انہوں نے مرثد کو ... سے علیحدہ کر کے دعا مانگی اسی وقت آسمان پر ابر کے تین ٹکڑے نمودار ہوئے ایک سرخ دوسرا سفید تیسرا سیاہ آواز آئی کہ اپنے لئے ان میں سے کوئی ایک ٹکڑا منتخب کر لو انہوں نے غور کے بعد سیاہ ابر منتخب کر لیا اور طعن آمیز تبسم کیا ... واپس آکر مرثد سے کہا تو یقیناً مسلمان ہو ہمیں گمراہ کرتا تھا دیکھ لے ہماری دعا ... رہی ہے قوم عاد ہزاروں کی تعداد میں گھٹا دیکھ کر باہر نکل آئی حضرت ہود نے فرمایا بل ھو ما استعجلتم بہ ریح فیھا عذاب الیم یہ نہیں جس طرف دوڑے جا رہے ہو یہ ابر نہیں ... کچھ نہیں اور یہی عذاب ہے

قوم عاد کی عبرت انگیز تباہی

چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ وہ گھٹا آسمان پر محیط ہو گئی اور اس کے اندر سے اتنی شدید و تند آندھی نکلی کہ اس نے انہیں اٹھا اٹھا کر زمین پر پٹخنا شروع کر دیا اور ہڈیاں سرمہ بنا دیں وفی عاد اذ ارسلنا علیھم الریح العقیم ما تذر من شیء اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم ہم نے قوم عاد پر ہوا کو مسلط کر دیا جس نے کسی شے کو نہ چھوڑا اور سب کو پاش پاش اور چور چور کر کے رکھ دیا یہ باد صرصر سات شبانہ روز اسی طوفان خیزی کے ساتھ چلتی رہی اور ایک ہفتہ کے اندر اندر دنیا کی اس عظیم الشان قوم کو تباہ کر کے رکھ دیا مکہ والا وفد بھی ہوا کے ایک جھونکے سے وہیں تباہ ہو گیا حضرت ہود کے چار ہزار پیرو اور اہل ایمان بالکل محفوظ رہے حکومت بنی لقمان میں آ گئی جو ہزار برس تک فرمانروائی کرتے رہے آخر یعرب بن قحطان نے بنی لقمان کا بھی خاتمہ کر دیا اور یہ قوم جس میں بڑے بڑے پرشکوہ فرمانروا ہوئے حضرموت کے ٹیلوں میں جا بسی اور وہیں گم ہو گئی۔ طبری کی روایت کے مطابق حضرت ہود کی عمر چار سو سال کی ہوئی ... کی عمر میں نبوت ملی پچاس برس تک تبلیغ کی اور پچاس برس اور زندہ رہے۔ قرآن کریم میں اس قوم کی بربادی کا حال مثالاً بیان کیا گیا ہے تاکہ دنیا کو تنبیہ ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ متنبہ ہونا بھی کچھ فضل ایزدی ہی پر موقوف ہے انسان کچھ اتنا غافل ہے کہ سب کچھ آنکھوں سے دیکھتا ہے مگر متنبہ نہیں ہوتا قوم عاد کی تباہی آج بھی ہمیں بڑے بڑے سبق دے سکتی ہے بشرطیکہ قلب سلیم اور ... دماغ موجود ہو۔

تذکرۃ الاولیاء

قاضی حمید الدین ناگوری

ترک علائق و حصول کمال

قاضی حمید الدین ناگوری اپنے والد گرامی شیخ عطاء اللہ کے ساتھ دلی تشریف لائے چونکہ علوم و فنون میں یگانہ تھے اور فضل و معارف میں نظیر نہ رکھتے تھے اس لئے سلطان وقت نے ناگور کا قاضی مقرر کیا اس خدمت کو آپ مسلسل تین برس تک پوری دیانتداری سے انجام دیتے رہے ایک شب کو آپ نے خواب میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف بلاتے ہوئے دیکھا دل دنیا سے سرد ہو گیا صبح ہوتے ہی ترک علائق کر کے حرمین شریفین کی طرف روانہ ہو گئے قلب میں ایک آگ لگی ہوئی تھی بزرگوں کی خدمت کرتے ہوئے بغداد شریف پہنچے تو یہاں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی کا طوطی بول رہا تھا اور ان کی ذات گرامی اس وقت مرجع خلائق بنی ہوئی تھی آپ کا حصہ یہیں تھا سامنے جاتے ہی متاثر ہو گئے اور شرف بیعت حاصل کیا چونکہ اہلیت موجود تھی اسلئے ایک سال کے اندر ہی سالہا سال کی منزل طے کر لی کمال کو پہنچ گئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا خرقہ خلافت عطا کر کے شیخ الشیوخ نے آپ کو حرمین شریفین کی طرف روانہ کر دیا بغداد شریف ہی میں حضرت قطب الاقطاب صاحب سے آپ کی ملاقات ہوئی اور رشتہ یگانگت استوار ہو گیا۔

مکہ معظمہ میں آپ ذوق و شوق کے ساتھ مصروف طواف تھے وجدانہ کیفیت طاری تھی دیکھا کہ ایک اور صاحب بھی مصروف طواف ہیں آپ نے ان کے قدم بقدم طواف شروع کر دیا انھوں نے یکایک رخ پھیر کر کہا:-

"ظاہری تقلید متابعت سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچے گا اگر متابعت ہی کرنی ہے تو باطنی متابعت کرو" پوچھا باطنی متابعت سے آپ کی کیا مراد ہے اور میں کس طرح یہ متابعت کر سکتا ہوں فرمایا میں ہر قدم پر ایک قرآن ختم کرتا ہوں دل میں سوچا قرآن کریم کے معانی قلب پر گزر جاتے ہوں گے ایسے ہی قرآن تو ختم ہونا ممکن ہی نہیں خود ہی فرمایا نہیں پڑھتا ہوں اور لفظاً لفظاً پڑھتا ہوں آپ بہت متحیر ہوئے مکہ معظمہ سے آپ مدینہ منورہ گئے اور وہاں سے مختلف بزرگوں کی زیارت کرتے اور بلاد اسلامیہ کی سیاحت فرماتے ہوئے بحکم شیخ دہلی آئے چونکہ آپ ہی نے حضرت قطب الاقطاب صاحب کو تعلیم دی تھی اور پھر بغداد میں یکجا رہنے سے تعلقات مودت استوار ہو گئے تھے اس لئے آپ انہی کے پاس رہنے لگے

ذوق سماع اور وجدانہ کیفیات

دونوں میں نہایت دوستانہ تعلقات قائم تھے دونوں کا ایک وقت تھا دونوں ساتھ رہتے اور ساتھ عبادت کرتے اور سماع سنتے تھے اور حقیقت یہ ہے ہندوستان میں سماع کو رواج دینے کا سہرا بھی آپ ہی کے سر ہے جب آپ حضرت قطب الاقطاب کی تعلیم کے بعد دلی آنے لگے میں نے راستے میں ایک شخص کو پوری خوشنوائی کے ساتھ گاتے ہوئے سنا جس سے آپ پر ایک وجدانہ کیفیت طاری ہو گئی اور دنیا سے بیہوش ہو کر گر پڑے ہوش جو آیا ہے تو حضرت خواجہ خضر کو پاس کھڑے دیکھا جنہوں نے فرمایا تو نے گانا سنا کوئی بات نہیں مشائخ نے بھی سنا ہے اس روز سے آپ نے گانا سننا شروع کر دیا حالانکہ آپ تک کوئی سہروردی بزرگ گانا نہیں سنتے تھے۔

صاحب سیر الاقطاب لکھتے ہیں کہ ہندوستان میں سماع کو رواج دینے والے قاضی حمید الدین ناگوری سہروردی ہیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی سماع نہ خود سنتے تھے اور نہ لوگوں کو سننے دیتے تھے۔ ایک روز مریدوں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑی قوت گداز اور تصرفات عطا کئے ہیں آپ سماع کیوں نہیں سنتے فرمایا ہندوستان کے اندر ایک مرد حمید الدین ناگوری عنقریب جلوہ گر ہو کر شریعت و طریقت کی مسند شیخیت پر متمکن ہوگا اور اسی سے ہندوستان میں سماع کی بنا قائم ہوگی اور وہ سہروردی ہوگا اور اس سلسلہ میں سماع درست نہیں تاہم وہی اس کا بانی ہو کر چشتیوں میں بھی اسے فروغ و رواج دیگا۔ چنانچہ دہلی میں آپ اور قطب الاقطاب صاحب دونوں بالاتفاق سماع سنتے رہے۔ سلطان شمس الدین نے امتناعی احکام صادر کئے تو قطب صاحب نے کہلا بھیجا کہ اس سیاہ دل سے کہہ دو کہ تیرے لئے ضرور حرام ہے مگر ہمارے لئے حلال ہے سلطان نے غضبناک ہو کر سزا دینے کا ارادہ کیا لیکن وہ اسی بہانہ میں اس گستاخی کی نذر ہو گیا پھر قاضی عماد اور قاضی صادق نے مخالفت شروع کی اور سلطان کو بھی بھڑکایا کہ قاضی صاحب اور قطب صاحب دونوں شب و روز گانا سنتے ہیں ایک روز آپ کی مجلس سماع میں تنبیہ کے لئے وہ دونوں خانقاہ کے اندر آ گئے اس وقت آپ پر وجد طاری تھا اور قطب صاحب بہت بستہ کھڑے تھے۔

اس وقت تو کرامت دیکھ کر واپس چلے گئے اگلے روز انھوں نے منشاء حیات کے کلی اختیارات سلطان سے حاصل کر کے حکم بھیجا کہ حرمت سماع کے متعلق تمہارے پاس جو دلیل ہو پیش کرو کہلا بھیجا کہ کل اپنے پیروں کے عرس سے فارغ ہو کر آئینگے قاضی نے خانقاہ کے دروازہ پر پولیس کے سپاہی متعین کر دیئے کہ کوئی شہر والا اندر داخل نہ ہو قطب صاحب یہ سنکر مسکرائے اور دیگیں کھانا تیار کرنے کا حکم دیا عین اسی وقت ملتان سے شیخ بہاء الدین پہنچے اور خانقاہ میں بے خطر چلے گئے کسی نے نہ دیکھا البتہ یہ عالم تھا کہ شہر والے بھی بکثرت اندر جانے لگے تھوڑی ہی دیر بعد حضرت جلال الدین تبریزی ایک جماعت کے ساتھ آئے اور وہ بھی دروازہ شرقی سے اندر داخل ہو گئے دیکھ

افلاس کا نام بھی باقی نہ رہا تھا ہر طرف آسودگی پھیل رہی تھی اور دنیا کی دولت کھنچ کر مدینہ منورہ میں آ رہی تھی ایک شخص جواہرات تھیلیوں میں بھر کر لاتا تھا مگر کوئی لینے والا نہ ملتا تھا لونڈی روپے سے تل کر فروخت ہوتی تھی ایک ایک گھوڑا ایک ایک لاکھ روپے کو فروخت ہوتا تھا خرمے کے ایک ایک درخت کی قیمت ہزار ہزار درہم ہو گئی تھی مسلمان عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے تھے اور دنیا میں ہر طرف ان کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی۔

آپ جامع القرآن بھی مشہور ہیں اسلام دور دور ممالک میں پھیلتا چلا جاتا تھا ضروریات بڑھ رہی تھیں تبلیغ و اشاعت کا سلسلہ زور و شور کے ساتھ جاری تھا قرآنی تعلیم کو یکجا کرنے اور اسے اشاعت دینے کی ضرورت بھی داعی ہو رہی تھی اس لئے آپ نے صحابہ کرام کے مشورہ سے حضرات زید بن ثابتؓ سعد بن العاصؓ اور عبدالرحمن بن عوفؓ کو ترتیب قرآن کے کام پر مامور کیا جنہوں نے اجزائے قرآن کو مرتب کر کے اور ان کی صحیح نقلیں کرا کے تمام بلاد و امصار میں بھجوائیں آج قرآن کریم اسی صورت میں موجود ہے جس صورت میں اسے حضرت عثمانؓ نے مرتب کرایا تھا۔

فتنہ مروانی

حضرت عثمان غنیؓ ایک تو بہت کہن سالی اور ضعیف العمر ہو چکے تھے دوسرے حد سے زیادہ نیکدل اور سادہ مزاج تھے سیاسی جوڑ توڑ اور حکمت عملیوں سے آپ کو دور کا بھی تعلق نہ تھا بخلاف ازیں آپ کے قبیلہ کے لوگ سیاسی جوڑ توڑ میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ انہی کے جوڑ توڑ کی قوت تھی کہ آپ برسر اقتدار آئے اور مسند خلافت پر متمکن ہوئے ورنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتخاب کے تمام امکانات پیدا ہو گئے تھے آپ جو خلیفہ ہوئے تو بنی امیہ کو آپ سے فائدہ اٹھانے اور آپ کی سادہ لوحی نیکدلی سے استفادہ کرنے کا گویا ایک زریں موقعہ ہاتھ آگیا، یہ بھی اتفاق تھا کہ آپ فطرتاً بہت بڑے اقربا نواز واقع ہوئے تھے اور اسے بہت بڑا ثواب سمجھتے تھے۔

آپ کے ارد گرد یہی لوگ جمع ہو گئے مروان جیسا چالاک شخص آپ کا چیف سکرٹری اور مدیر مطلق بن گیا۔

واقف کاران سیاست اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں کہ آج بھی چیف سکرٹری کا کتنا اثر ہوتا ہے اس نے چن چن کر بڑے بڑے عہدوں پر بنی امیہ کا تقرر کرایا اور پہلے گورنر اور عمال ایک ایک کر کے معزول ہونے شروع ہو گئے آپ نے تو حکم ایتاءِ ذی القربیٰ کی متابعت میں اپنے اقربا کو محض اقربا نوازی کے سلسلہ میں بلند منصب پر متعین کیا اور اسے ایک نیک کام سمجھے مگر ان کا منشا ذاتی غلبہ و استیلا اور بنو ہاشم سے مقابلہ تھا۔

ہم کہہ چکے ہیں کہ آپ نرم طبیعت اور حد سے زیادہ نیک مزاج بھی تھے اس لئے اور بقرابت قرابت کی بنا پر چیف سکرٹری کے عہدے پر ان کا ایک چالاک حامی فائز تھا انہوں نے گل کھلانے اور ظلم کرنے شروع کر دیئے تھے مسلمان حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم کا عمل دیکھ چکے تھے جنہوں نے اپنے اقربا تو ایک طرف اپنے فرزندوں تک کو بھی کوئی عہدہ نہ دیا تھا اب جو انہوں نے یہ انقلاب دیکھا تو قدرتاً ان کے اندر تشویش و اضطراب کے آثار رونما ہوئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان جدید اموی عمال نے مظالم کے پیمانہ لبریز کر دیا عبداللہ بن سعد بن سرح آپ کا بھائی جو مرتد ہو چکا تھا مسلمانوں میں اس کے خلاف جذبہ موجود تھا اول تو یہ مصر جیسے عظیم الشان صوبہ کا گورنر مقرر ہوا پھر اس نے مسلمانوں کی توہین اور ان پر ظلم شروع کر دیئے اور سمجھانے پر بھی یہ اپنی حرکات سے باز نہ آیا۔

مظلومانہ شہادت

چنانچہ ایک احتجاجی جماعت دارالخلافہ آئی آپ نے نامہ لکھ دیا عبداللہ بن سرح نے پرواہ بھی نہ کی، آخر اس پر باشندگان مصر کا ایک مختلط وفد مدینہ آیا اور پرزور احتجاج کیا آپ نے اسے معزول کر کے محمد بن ابوبکر کے تقرر کا حکم لکھ دیا۔

مروان نے پیچھے سے گورنر مصر کے نام حکم لکھا کہ محمد بن ابوبکر کو قتل کر دو مہر آپ کی لگا دی غلام تیز رفتاری کے ساتھ جا رہا تھا لوگوں کو شبہ ہوا پکڑ کر تلاشی لی اس کے پاس یہ خط نکلا غضبناک ہوئے راستہ ہی سے لوٹ پڑے صحابہ کرام کو دکھایا۔ حضرت علی زبیرؓ و طلحہ آپ کے پاس گئے دکھایا آپ نے بقسم فرمایا خط میرا لکھا ہوا نہیں ہے مہر میری ہے لوگوں نے مروان کو مانگا۔ فرمایا محض گمان پر میں اسے قتل کے لئے نہیں دے سکتا۔ ممکن ہے یہ حرکت کسی اور کی ہو اور اس نے چرا کر مہر کر لی ہو۔ بہر کیف بہت سی بحث کے بعد مصریوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا آب و دانہ بند کر دیا اور دستبرداری خلافت کا مطالبہ کرنے لگے۔ مروان کی شرارت اور اشتعال کا باعث ہو گئی۔

آخر لوگ پیچھے سے مکان کے اندر گھس گئے اور قرآن پڑھتے ہوئے آپ کو شہید کر دیا۔ ایک شور مچ گیا مگر باغیوں کا تسلط غلبہ تھا جنازہ اٹھانے کی ہمت نہ پڑتی تھی بڑی مشکل سے جنازہ اٹھا تو چار آدمی سے زیادہ نہ تھے اور پتھر پھینکے جا رہے تھے۔ داماد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمانروائے وقت کی اور پھر مظلومانہ شہادت معمولی بات نہ تھی بہت آفتیں پیدا ہو گئیں بہر کیف آپ کا قتل بڑا افسوسناک عمل تھا۔

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گذشتہ)

یاد رہے کہ اللہ پاک نے ہمیں صرف انہی کفار کی دوستی اور موالات سے منع کیا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہوں اور مسلمانوں کے خلاف تلوار اٹھائیں باقی وہ کفار و مشرکین جن سے مسلمانوں کو کسی خوف و ضرر کا اندیشہ نہ ہو ان کی دوستی اور موالات سے اسلام نہیں روکتا بلکہ اُن سے عدل و احسان اور حسن معاملت سے پیش آنے کو مسلمانوں کا فرض اولین قرار دیتا ہے چنانچہ اللہ پاک فرماتے ہیں۔

لا ینھاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ؕ

اللہ تعالیٰ تم کو ان کافروں سے جو دین کے بارے میں تم سے نہیں لڑتے اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے اُن کے ساتھ احسان کرنے اور مروت و سلوک سے پیش آنے سے نہیں روکتا کیونکہ اللہ پاک تو عدل و احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

غرض اسلام امن پسندی کا مذہب ہے وہ خود داری اور آزادی کا سبق دیتے ہوئے مسلمانوں سے کہتا ہے کہ عدل و مروت اور حسن و سلوک کے ساتھ غیر اقوام سے پیش آنا تمہارا فرض ہے۔ لیکن جب کفار کی دوستی سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچتا ہو تو پھر اُن سے دوستی اور موالات اسلام کے ساتھ غداری ہے لیکن جن سے اسلام اور مسلمانوں کو ایذا نہ پہنچے ان کی محبت و دوستی اور معاونت اسلامی اخلاق کا معیار ہے۔

دس ہزار صحابہؓ کی مدینہ سے روانگی

الغرض ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دس ہزار جاں نثار صحابہؓ کو ہمراہ لیکر مدینہ سے روانہ ہو گئے اور نہایت تیزی کے ساتھ مکہ سے چار کوس کے فاصلہ پر وادی الظہران کے قریب جا پہنچے راستہ میں مقام جحفہ پر حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب سے ملاقات ہوئی جو اپنے اہل و عیال کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ جا رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے اہل و عیال کو تو مدینہ کی طرف روانہ کر دیا اور حضرت عباسؓ کو اپنے ہمراہ لے لیا ادھر مکہ والے بالکل بے خبر تھے ان کو کچھ خبر نہ تھی کہ قدرت ہماری بداخلاقی کی ہم کو کیا سزا دینے والی ہے لشکر اسلام مر الظہران میں پہنچ کر شام کے وقت خیمہ زن ہو گیا چونکہ جاسوسوں کے ذریعہ مکہ والوں کو بھی خبر ہو چکی تھی کہ ایک لشکر عظیم وادی الظہران میں خیمہ زن ہے اور آنحضرت صلعم ایک تجربہ کار سپہ سالار کی طرح کفار مکہ کی طرف سے مطمئن بھی نہ تھے آپ نے پیش بندی کے طور پر حضرت عمرؓ کو ایک دستۂ فوج دیکر طلایہ گردی پر مامور کر دیا تھا کہ وہ بطور جاسوس نہ جا سکے۔

کفار مکہ کو جب ایک لشکر عظیم کے خیمہ زن ہونے کی خبر پہنچی تو تفتیش کے لئے ابوسفیان کو روانہ کیا جو حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کے ہمراہ روانہ ہوئے یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ ہر شخص الگ الگ آگ روشن کرے الگ الگ چولہے جلائیں اس حکم کے مطابق رات کے وقت سب نے آگ روشن کر رکھی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اس جنگل میں لاکھوں فوجی مقیم ہیں ابوسفیان نے دور سے یہ کیفیت اور آگ دیکھی تو حیران و ششدر رہ گیا کہ اتنا بڑا لشکر کہاں سے آگیا۔ بدیل بن ورقہ نے کہا کہ یہ خزاعہ کا لشکر ہے، ابوسفیان نے حقارت آمیز لہجہ میں جواب دیا کہ خزاعہ کی کیا طاقت و مجال کہ اتنا بڑا لشکر لا سکیں۔

حضرت عباسؓ کا دل اپنی قوم کے لئے بے چین تھا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ مکہ والے دس ہزار سرفروشوں کے مقابلہ میں کسی طرح عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے جب صبح کو مجاہدین اسلام حملہ آور ہوں گے تو قریش مکہ کا نام و نشان بھی نہ رہیگا اس لئے ان کی خواہش اور کوشش یہ تھی کہ کسی طرح قریش مکہ مسلمان ہو جائیں اور اپنے آپ کو تباہی سے بچالیں چنانچہ اسی خیال اور کوشش میں رات کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خچر دُلدل پر سوار ہو کر اسلامی لشکر سے نکلے اور مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ اتفاق سے اُدھر ہی آ نکلے جدھر ابوسفیان اور بدیل بن ورقہ میں گفتگو ہو رہی تھی حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کی آواز پہچان لی انھوں نے فوراً ہی ابوسفیان کو آواز دی اور کہا کہ یہ لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے علی الصباح مکہ پر حملہ آور ہوگا یہ سنتے ہی ابوسفیان کے ہوش و حواس اڑ گئے کہا تو اب کیا تدبیر کرنی چاہئے حضرت عباسؓ نے کہا کہ اب بہتری اسی میں ہے کہ تم میرے پیچھے خچر پر سوار ہو لو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چلو وہیں تم کو امان ملیگی۔ ابوسفیان بلا تامل خچر پر سوار ہو گیا اور بدیل لشکر کی طرف چلے اور ابوسفیان کے ہمراہی مکہ کی جانب روانہ ہو گئے۔

حکم دیجئے کہ اس کی گردن اڑا دوں

حضرت عباس ابوسفیان کو لئے ہوئے جب اسلامی لشکرگاہ میں پہنچے تو اتفاق سے حضرت عمرؓ بھی مل گئے اور ابوسفیان کو قتل کرنا چاہا مگر حضرت عباسؓ خچر کو بھگا کر کے تیزی سے نکل گئے۔ حضرت عمرؓ اگرچہ پیدل تھے مگر وہ بھی خچر کے پیچھے پیچھے ہو لئے حضرت عباسؓ دربار رسالت میں پہنچے ہی تھے کہ پیچھے سے حضرت عمرؓ بھی پہنچ گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ یہ کافر بلا شرط ہمارے ہاتھ آگیا ہے حکم دیجئے کہ میں اس کی گردن اڑا دوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاموش رہے مگر حضرت عباسؓ نے کہا کہ میں ابوسفیان کو پناہ دے چکا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے پھر دوبارہ گردن اڑا دینے کی اجازت چاہی پھر حضور خاموش رہے اور حضرت عباسؓ نے جواب دیا کہ عمرؓ اگر تمہارے خاندان کا کوئی آدمی ہوتا تو تم اس کے قتل پر اتنی بے صبری نہ کرتے فاروق اعظمؓ نے جواب دیا عباسؓ! مجھ کو تمہارے مسلمان ہونے کی اس قدر خوشی حاصل ہوئی کہ اپنے باپ کے مسلمان ہونے کی بھی اس قدر خوشی حاصل نہ ہوتی اور اس خوشی کی وجہ یہ ہے کہ میں جانتا تھا

[illegible] اور سپاہی بھی قوالی جاری کرتے رہے حکومت اور علماء کی طرف سے سماع کی مخالفت شدت کے ساتھ ہوئی مگر ان جلیل القدر بزرگوں پر کوئی کامیاب نہ ہو سکا۔

عظمت شان

قاضی حمید الدین ناگوری حضرت قطب الاقطاب صاحب اور مولانا بدرالدین صاحب غزنوی تینوں بڑے صاحب ذوق اور کثیر العبادت بزرگ تھے جامع مسجد میں تینوں معتکف ہوئے تو یہ حالت تھی کہ شب و روز میں دو دو قرآن شریف ختم کرتے اور مصروف طاعت و عبادت رہے اسی دوران میں ان تینوں دوستان خدا نے ایک شب کو ارادہ کیا کہ آج پوری رات نہ صرف بیدار رہیں بلکہ ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر رکعت میں ایک ایک ختم قرآن کریں چنانچہ قاضی صاحب امام بنائے گئے اور قطب صاحب اور بدرالدین صاحب مقتدی بنے قاضی صاحب نے پہلی ہی رکعت میں ایک قرآن اور چار پارے ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دوسری رکعت میں دوسرا قرآن ختم کیا اس کے بعد تینوں نے ایک ہی پاؤں پر کھڑے ہو کر بارگاہ احدیت میں دعا کی کہ الٰہ العالمین ہم تیرے بندے ہیں ہم سے تیری عبادت کما حقہ ادا نہیں ہو سکتی تو ہم پر کرم کر اور ہمیں اپنی رحمت کاملہ سے بخش دے۔ اسی وقت گوشہ مسجد سے آواز آئی کہ دوستو! ہم نے تمہیں بخشا تمہاری عاشقانہ عبادت کو اور تمہیں اپنے عشاق میں قبول کیا۔

قطب صاحب کو قاضی صاحب سے عشق تھا آپ کی بہت عزت بھی کرتے تھے اور محبت بھی تھی گویا آپ دربار قطبیت کے رکن رکین تھے ایسے رکن رکین جنھیں شاہی منزلت و دوستی کا مرتبہ حاصل ہو ایک مرتبہ آپ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے اور قطب صاحب کو نہ جانے کیوں سماع سننا تھا مگر قوال موجود نہ تھے آخر مولانا بدرالدین غزنوی سے فرمایا قاضی صاحب نے جو خط لکھ کر بھیجا ہے وہ لاؤ اور پڑھو اس خط کے پڑھتے ہی ذوق و شوق کے دریا میں طوفان آگیا اس رباعی کو پڑھتے اور جھومتے تھے ؎

آن عقل کجا کہ در کمال تو رسد — وان روح کجا کہ در جلال تو رسد
گیرم کہ تو پردہ برگرفتی ز جمال — آن دیدہ کجا کہ در جمال تو رسد

آپ کے شیخ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میرے ان تمام خلفاء میں جو ہندوستان کے اندر موجود ہیں قاضی حمید الدین سب سے بزرگ و باکمال ہے۔

شیخ جلال الدین تبریزی، شیخ بہاء الدین ملتانی، سید نور الدین مبارک، شمس العارفین شاہ ترکمان بیابانی، شیخ ضیاء الدین رومی وہ بزرگ ہیں جو حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خلفاء کی حیثیت سے ہندوستان میں موجود تھے اور جن پر قاضی صاحب کی بزرگی شیخ نے ظاہر کی تھی حالانکہ یہ بزرگ بھی اس پایہ کے بزرگ گذرے ہیں جن کے فضل و کمال کا شہرہ تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا اور جن کی عظمت و بزرگی کا اعتراف ایک زمانہ نے کیا۔

فیض عام اور اکابر مریدین

جامعیت علوم اور باطنی کمالات کے باوجود مزاج میں ظرافت تھی اور ایسے چٹکلے چھوڑتے تھے کہ سننے والے پھڑک جاتے تھے ایک روز قاضی کبیر خواندمی المعروف شیخ [illegible] اپنے گھوڑے پر سوار کہیں چلے جا رہے تھے راستہ میں قاضی حمید الدین ناگوری سے ملاقات ہو گئی قاضی کبیر نے کہا حمید الدین آپ کا گھوڑا بہت چھوٹا ہے۔ برجستہ جواب دیا ضرور چھوٹا ہے مگر بہتوں سے بہتر ہے۔ اس ذومعنی اور ظریفانہ جواب کو سن کر قاضی کبیر دم بخود رہ گئے۔ تینوں کے لبوں پر تبسم طاری ہوا اور آگے بڑھ گئے۔

عمر بھر میں آپ نے صرف تین مرید کئے تینوں کو مرتبہ کمال پر پہنچا دیا اور تینوں کو خلافت عطا کر دی یہ خوش نصیب بزرگ حضرت سلطان العارفین شیخ حسین تاب شمشیر شاہی ساکن ضمیر بدایونی حضرت شیخ احمد نہروانی اور معین القصاب ہیں کہا جاتا ہے کہ سلطان التمش کے صاحبزادے حضرت سعد الدین طغلوی بھی آپ کے مرید تھے جنھیں سلطان نے اپنا متبنیٰ کر لیا تھا جس وقت سعد الدین نے اپنا سب کچھ لٹا کر حضرت قطب الاقطاب کی خدمت میں آئے ہیں تو انہوں نے قاضی حمید الدین ناگوری سے انھیں مرید کر لینے کو کہا چنانچہ آپ نے انھیں بیعت کر کے ایک ہی نظر میں ان کا قلب مجلّیٰ کر دیا اور پھر فرمایا کہ اوپر دیکھو نظر جو اٹھائی تو عرش و کرسی سب نگاہ کے سامنے تھے اور دوبارہ ارشاد پر زمین کی طرف جو نظر کی تو تحت الثریٰ تک سب طبق نظر آنے لگے شیخ احمد نہروانی کا بھی یہ عالم تھا کہ حضرت بہاء الدین ملتانی نے ان کے متعلق کہا تھا کہ شیخ احمد کی مشغولیت دل مع دنیا کی مشغولیت کے برابر ہے یہ بیٹھے ہوئے اپنی کارگاہ میں کپڑا بنتے رہتے تھے کہ ایک نظر میں کامل کر دیا بنتے بنتے محویت جو طاری ہوتی تو کام چھوٹ جاتا اور کپڑا خود بخود بنتا چلا جاتا۔

حضرت سلطان العارفین صاحب کو بھی ایک نظر میں مرتبہ کمال پر پہنچا کر بدایوں میں اصلاح خلق پر متعین کیا تھا جنھوں نے اس نواح میں اسلام کی بے حد تقویت [illegible] روایت سے ایک مخلوق فیضیاب ہوئی آج بھی بدایوں میں ان کا مزار [illegible] زیارت گاہ ہے اور زائرین اور بیماروں کا ایک ہجوم لگا رہتا ہے دور دور سے لوگ آتے اور شفایاب ہو کر جاتے ہیں ہر قسم کے لاعلاج مریضوں کو یہاں صحت ہوتی ہے مگر مجنونوں اور آسیب زدوں کا بہت ہجوم رہتا ہے۔ قاضی صاحب بدایوں میں کئی بار آپ کے پاس آئے یہاں بڑی عظیم الشان خانقاہ تھی جو [illegible] میں ایک مرکزی حیثیت رکھتی تھی اور اس کے گرد و نواح دور دور تک کفر کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں۔

سجادہ دہلی پر تمکن

آپ نے شیخ شمس الدین سمرقندی سے بھی فیض حاصل کیا تھا آپ نے بہت سی کتابیں بھی تصنیف و تالیف کیں جن میں رسالہ عشقیہ اور مقامات العشقیہ بہت مشہور کتابیں ہیں سماع سے عشق تھا لکھا ہے کہ آستانہ قطب الاقطاب صاحب کے سجادوں میں جو آج کل قاضی صاحب کہلاتے ہیں وہ آپ ہی کی اولاد سے ہیں۔

حضرت قطب الاقطاب صاحب کے وصال کے بعد آپ [illegible] سال تک زندہ رہے ان کے جانشین حضرت بابا صاحب پاکپتن شریف میں متعین ہو گئے تھے دہلی میں آپ ہی روحانی قیادت کرتے رہے اور دہلی کے تمام عوام و خواص روسا و امراء آپ سے فیض حاصل کرتے رہے آپ کا سجادہ اس عہد میں [illegible] خلقت آپ ہی سے رجوع کرتی تھی اگرچہ یہ صحیح ہے کہ آپ قطب الاقطاب صاحب [illegible] تو اس اعتبار سے آپ ان کے وارث تھے جو قطب صاحب [illegible] ۶۳۲ھ میں آپ کا وصال ہوا [illegible]

ماہ شعبان کی فضیلت

(جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب)

سعادت کے جوہر میں رحمت پروردگار نے مسلمانوں کے گھر پکار خدا کی لطف عام آیا۔ شتون لیجئے یا فطرت آدم کو سوتے سے۔ حیات جاوداں کا ابن آدم کو پیام آیا۔ دنیا عصیاں وحق ناشناسی کی تاریکی میں مبتلا ہے خیر الامم مادیت کی بھٹی میں دہنی ہوئی ہے تقوی و طہارت اور امانت و دیانت کے اوصاف و خصائص مٹتے جا رہے ہیں دیو باطل کا تمام عالم پر استیلا ہے۔ توحید کا چہرہ نورانی کفر و شرک کی ظلمت میں محجوب ہے نیکیاں بدیوں سے شکست کھا چکی ہیں دنیا کی تمام متمدن اور زبردست قومیں قوت الٰہی سے بغاوت کا اعلان کر رہی ہیں یا مغربی تمدن سے مغلوب قلوب و ارواح پر سیاہ کاری کی چادر تان دی ہے اور وہ قوم جو دنیا میں اس لئے آئی تھی کہ ظلمت کدۂ عالم کو ایمان و عرفان کی روشنی سے منور کرے اور خود اسرار الٰہی بلکہ دنیا کے اسرار کو اسرار الاہی سے وہ غفلت و جہالت کے بستروں پر پڑی سو رہی ہے۔

شیطان خوش ہوگا کہ میری حکومت قلوب و ارواح پر قائم ہو گئی اور میں نے دل کھول کر اپنی پرانی دشمنی کا بدلہ بنی آدم سے لے لیا۔ مگر ابلیس! او معون خوش ہو کر میں نے مسلمان کو ایک ایسا بھول لگا دیا ہے جس میں رنگت تو نہیں اور مسلمانوں کے دل تیرگی معصیت سے بالکل بے نور ہو رہے ہیں بیشک مسلمانوں کے رشتۂ تسبیح سے ایک ایسا بے بہا گوہر گم ہوا ہے جس کی بازیافت حیطۂ امکان سے باہر ہے۔ وہ دیکھ خدائے قدوس کی رحمت و مغفرت کی سپہ سالاری میں نیکیوں کا لشکر تیرے مقابلہ پر آپہنچا جو تیری امیدوں کے قلعہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا خبردار ہو جا کہ وہ جاہ و جلال اور خیر و برکت والی رات آ رہی ہے جس میں عبودیت کا ایک سجدہ تیری حکومت کا تختہ الٹ دیگا اور ندامت کا ایک آنسو تیری خوشیوں کی دنیا کو بہا لیجائے گا یعنی شعبان کی پندرہویں شب آ رہی ہے جو حیات دینی کا جدید باب کا افتتاح کر کے طلبگاران سعادت کو معراج سعادت پر پہنچا دیگی اور ایوان معصیت منہدم ہو کر زمین پر آ رہے گا۔

لیلۃ البراۃ میں کیا ہوگا؟

ارباب فکر و بصیرت کے دلوں میں کیفیت انقلاب پیدا ہوگی جو ضمیر کی خدا کی رحمت و معرفت اصلاح عمل کی دعوت دیگی اور باران رحمت الٰہی سے سرزمین قلوب و ارواح سرسبز و شاداب ہوگی عبرت پذیری اور نیک اعمال سینوں میں چٹکیاں لینگی اور مغفرت الٰہی روحوں کو گدگدائیگی۔ مسلمانوں کا دل و دماغ اور روح حیات کھینچتے ہوئے مسلمانو سنو تھوڑے سے سنو کہ شعبان کی پندرہویں شب میں اس وسیع ترین اور خوشنما اور ٹھنڈی فضا میں آسمان سے لہر کی طرح بعد موسلا دھار بارش ہوگی اس رات میں تجلیات روحانیہ کی نمائش و زیبائش ہوگی حسن کائنات بے نقاب ہوگا اور عاشقان الٰہی حسن ازلی فانی کے جلووں میں گم ہیں کہ اتنا طاہر ہا بس مجسم اجتماع اور انسے حقیقی حسن آرائیوں میں جذب ہوں گے۔

شعبان کی پندرہویں شب میں کیا ہوتا ہے؟ خطاؤ گنہگاروں کے ایک طرف جنت اپنی تمام پنہاں دلفریبیوں اور خوبصورتیوں کے ساتھ جلوہ فرما ہوتی ہے دوسری طرف خداوندی رحم و کرم اور شفقت و مغفرت کی آنے جانے والی بدلیاں اور قلوب و ارواح پر پیہم برسنے والی پندرہویں شعبان دلوں کو تلاش کرتی ہیں نورانی کرنیں تاریک دلوں کو ڈھونڈ رہی ہیں اور کل کائنات روحانی حسن میں نہاں ہوتی ہے۔

شعبان المعظم کے فضائل

ماہ شعبان وہ مبارک و مقدس مہینہ ہے جس کی فضیلت و بزرگی احادیث سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا جس طرح سرور کائنات فخر موجودات محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبروں سے افضل اور سب نبیوں کے سرتاج ہیں اسی طرح ماہ شعبان یعنی رمضان کے بعد تمام مہینوں سے افضل ہے اس سے بڑھکر اس ماہ کی فضیلت و عظمت کیا ہو سکتی ہے کہ حضور نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے عاشقان رسول کے لئے یہ فضیلت بس ہے۔

حضور نے ماہ شعبان کو اپنی طرف کیوں منسوب فرمایا؟ شاید اپنی امت کو یہ بتانے کے لئے کہ رمضان کی عبادت و ریاضت تو خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ ہے مگر ماہ شعبان کو میں عبادت کے لئے خاص کیا ہے۔ چنانچہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا تو سرور عالم فرماتے

اللھم بارک لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان	اے اللہ! رجب اور شعبان میں ہمارے لئے خیر و برکت عطا فرما اور عافیت کے ساتھ رمضان تک پہنچا دے۔

گویا شعبان رمضان کی برکتوں سے سعادت اندوز ہونے کا پیش خیمہ ہے اس مہینہ میں آئینہ دل کو توبہ و استغفار سے صاف کرنا چاہئے تاکہ رمضان میں وہ اکتساب نور کر سکے۔

رسول خدا صلعم فرماتے ہیں کہ شعبان رجب اور رمضان کے درمیان ایک ایسا مہینہ ہے جس کی عظمت و فضیلت سے لوگ غافل ہیں اس مہینے میں خاص طور پر بندوں کے اعمال حضرت جل و علا کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میرے اعمال خدا کے سامنے ایسی حالت میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔

رسول اللہ صلعم ماہ شعبان میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے

یہی وجہ ہے کہ حضور صلعم اس مہینہ میں بکثرت روزے رکھا کرتے تھے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ اس مہینہ میں جب آپ روزے رکھنے شروع کرتے تو یہ گمان ہوتا تھا کہ شاید اب زندگی بھر آپ روزے ہی رکھے جائینگے اور جب آپ ترک کر دیا کرتے تو یقین ہوتا

... مسلمان ہونے کے خواہاں ہیں ...
میں اسی قسم کی گفتگو ہوتی رہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ابو سفیان کو رات بھر کی مہلت دو اور حضرت عباسؓ اپنے خیمہ میں رکھیں۔

ابوسفیان مسلمان ہو گئے

ابو سفیان رات کو حضرت عباسؓ کے خیمہ میں رہے اور اپنے مسلمان ہونے کی بابت سوچتے رہے آخر اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ مجھے مسلمان ہو جانا چاہئے صبح کو جب رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے پوچھا کیوں ابوسفیان اب بھی یقین آیا کہ خدا ایک ہے؟ ابوسفیان نے کہا کہ اگر کوئی دوسرا خدا ہوتا تو آج ہمارے کام نہ آتا۔ اس کے بعد ابو سفیان نے اقرار رسالت میں کچھ تامل کیا۔ حضرت عباسؓ نے سمجھایا اور آخرکار وہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت عباسؓ نے ان کے مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت صلعم سے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شخص جاہ پسند ہے آپ اس کو کوئی ایسا شرف و اعزاز بخشیں کہ یہ خوش ہو جائے آپ نے فرمایا کہ اچھا جو شخص خانہ کعبہ میں پناہ لیگا اس کو بھی پناہ دی جائیگی اور جو شخص ابو سفیان کے گھر میں داخل ہوگا اس کو بھی امان ملیگی۔ ابو سفیان کو جب اس عزت افزائی کا علم ہوا تو وہ بہت خوش ہوئے۔

صبح کو اسلامی لشکر آگے بڑھنے کی تیاری میں تھا اور ابو سفیان جلدی جلدی مکہ میں پہنچے اور مکہ کے کچھ سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میں نے قیصر (روم) اور کسریٰ کے درباروں کو دیکھا ہے مگر جو کچھ میں نے محمد کے دربار میں دیکھا وہ کہیں نہیں دیکھا جو عزت و اقتدار محمد کا ہے ایسا اور کسی کا نہیں جب وہ کھڑے ہوتے ہیں تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب وہ جھکتے ہیں تو سب جھک جاتے ہیں میں تو مسلمان ہو گیا ہوں اب تم جانو اور تمہارا کام۔ ابو سفیان یہ پیغام قریش مکہ کو پہنچا کر اپنے گھر گئے ان کی بیوی ہندہ کو بھی اپنے شوہر کے مسلمان ہونے کا حال سنا یا ہندہ بہت ناراض ہوئی اور کہا تو میں نے تجھکو خبر لینے کے لئے بھیجا تھا یا اس لئے کہ تو وہاں جا کر اسلام قبول کر لے اور یہاں آکر محمد کی طاقت و عزت کے گیت گائے ابو سفیان نے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ تو نے نہیں دیکھا اگر تو دیکھ لیتی تو تو بھی مسلمان ہونے پر مجبور ہوتی آج اسی میں امن ہے میری اتنی عزت افزائی محمدؐ نے کی ہے کہ جو ابو سفیانؓ کے گھر میں پناہ لیگا اس کو امن ہے پھر ابو سفیان نے ایک ٹیلے پر چڑھ کر اسلامی لشکر کا نظارہ کیا اور پھر مکہ میں منادی کرا دی کہ جو شخص خانہ کعبہ میں یا میرے گھر میں پناہ لیگا وہ محفوظ رہے گا۔

تاجدار یثرب کا مکہ میں فاتحانہ داخلہ

اللہ اللہ کیا شان الٰہی ہے کہ تاجدار یثرب کا آج اس مکہ میں فاتحانہ داخلہ ہے جہاں سے آپ کی قوم نے آپ کو گھر سے بے گھر اور جلاوطن کیا تھا جس کی زمین آپ پر تنگ تھی اور جس سرزمین پر اسلام اور مسلمانوں کا قلع قمع کرنے کا فیصلہ اور تہیہ کر لیا گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رہ رہ کر وہ زمانہ یاد آتا تھا جبکہ آپ مکہ سے بے سروسامانی کے عالم میں نکلے تھے اور اب جب آپ اپنی شان و عظمت اور جاں نثاروں کا لشکر عظیم دیکھتے تھے تو بار بار قدوس کا شکریہ بجا لاتے تھے آپ کی
... ہوشیاری کی کہ کہیں خونریزی نہ ہو جس کو آپ نے علم دیا تھا ... بغیر شہید ہو گئے ... کسی قسم کی تعرض نہ کیا جائے گا آپ مکہ میں بلا مزاحمت داخل ہو گئے پہلے خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے گئے سواری پر بیت اللہ شریف کا سات بار طواف کیا اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

وجاء الحق وزهق الباطل — حق آگیا اور باطل مٹ گیا اور باطل
ان الباطل کان زهوقا — مٹنے ہی کی چیز تھی۔

کعبہ میں جس قدر بت تھے سب باہر پھینک دیئے گئے اور تصویروں کو مٹا دیا گیا حضرت بلالؓ نے خانہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر نہایت بلند آواز سے اذان کہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے در پر کھڑے ہو کر یہ تقریر فرمائی۔

"اللہ ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اپنے بندے کی مدد کی اور سارے گروہوں کو شکست دی کسی شخص کو جو خدا اور رسول پر ایمان لایا ہے جائز نہیں ہے کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور کسی سرسبز درخت کو کاٹے۔ میں نے زمانہ جاہلیت کی تمام رسموں کو پاؤں سے مسل دیا ہے مگر مجاورت کعبہ اور حاجیوں کو آب زمزم پلانے کا انتظام باقی رکھا ہے۔ اے گروہ قریش اب تم کو اللہ نے جاہلیت کے تکبر اور آبا پر فخر کرنے سے روک دیا ہے۔ کل آدمی آدمؑ سے اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔"

یا ایها الناس انا خلقناکم من ذکر وانثی وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند الله اتقاکم

اہل مکہ گردنیں جھکائے خوف اور شرمساری کے عالم میں آپ کے سامنے مجرمانہ انداز میں کھڑے تھے اور آپ کی تقریر سن رہے تھے۔ تقریر کے بعد آپ نے دیکھا کہ تیرہ برس کے دشمن سامنے سر جھکائے موجود ہیں جنہوں نے مجھے ستایا اور ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے۔

جاؤ تم سب آزاد ہو

حضورؐ کو اپنے دشمنوں پر پورا پورا اقتدار حاصل تھا آپ کے جانی دشمن سامنے دست بستہ اور پابجولاں حاضر تھے اور صرف آپ کے رحم و کرم پر تھے آپ نے فرمایا اے گروہ قریش! تم کو معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرونگا! اس ایک فقرہ کو سنکر اہل مکہ نے کہا ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں کیونکہ آپ ہمارے بزرگ بھائی اور بزرگ بھائی کے بیٹے ہیں بیشک ہم نے آپ پر بہت ظلم کئے ہیں لیکن آپ کی شرافت سے امید ہے کہ ہم کو معاف کر دیں گے اور اگر سزا دیں تو ہم واقعی اسی لائق ہیں۔

اس کے جواب میں آپ نے فرمایا:-

"اچھا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا یعنی

لا تثريب عليكم اليوم — آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم
اذهبوا فانتم الطلقاء — لوگ آزاد ہو۔

فارغ ہو کر پھر حضور میرے پاس تشریف لائے تو دیکھا میرا سانس چڑھا ہوا تھا آپ آہستہ آہستہ میرے گھٹنے پر ہاتھ پھیرتے رہے گئے اور فرمایا یہ کیا حال ہے میں نے تمام واقعہ کہہ سنایا اور عرض کیا آپ خدا کے کام میں مشغول تھے اور میں اپنے نفس کے قصہ میں مبتلا تھی آپ نے فرمایا ہاں یہ دونوں گھٹنے آج کی رات میں کس کام میں تھک گئے اے عائشہ! یہ رات شعبان کی پندرہویں شب ہے اسمیں اللہ اس رات آسمان دنیا پر متوجہ ہوتا ہے اور تمام گنہگاروں کو سوائے مشرک اور کینہ ور کے بخش دیتے ہیں۔

سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے جب حضور جیسا پاک و مقدس انسان اس مہینے کو عبادت الٰہی کے لئے مخصوص فرمائے تو ہم جیسے گنا ہگاروں کو تو عبادت اور توبہ و استغفار کی اشد ضرورت ہے۔

ہمیں ماہ شعبان اور شب برات میں کیا کرنا چاہیئے

ہم اگر واقعی مسلمان ہیں ہمارا دعوئے محبت رسول محض زبانی نہیں ہم مغز و حقیقت اور فلاح دارین کے طلبگار ہیں، اکتساب سعادت اور نیک اعمالی کی اپنے اندر تڑپ رکھتے ہیں ہماری بصیرت کی آنکھیں کھلی ہیں اطاعت و اتقیاء الٰہی کا ادنیٰ جذبہ بھی رکھتے ہیں اور آخرت کی زندگی پر ایمان رکھتے ہیں تو اسوہ رسول کی روشنی میں ہمارا فرض ہے کہ ہم بھی اس ماہ مقدس کو عبادت الٰہی کے لئے مخصوص کرلیں۔ کثرت کے ساتھ روزے رکھیں ارتکاب معاصی سے باز رہیں قرآن کریم کی تلاوت کریں خوف خدا سے لرزتے رہیں خاص کر شب برات میں شب بیداری کریں فسق و فجور سے تائب ہو کر توبہ و استغفار سے اپنی عاقبت سنواریں بحرمت مغفرت کے افعال شنیعہ پر تجدید کریں کہیں ہمارے اندر تو وہ خرابیاں اور سیاہ کاریاں پیدا نہیں ہو گئیں جو ہمیں خدا کی رحمت و مغفرت سے محروم رکھیں اور ہم شب برات کے قیمتی لمحات کو لہو و لعب اور غفلت و سستی میں کھو دیں

ہمارے اسلامی سال کا یہ مہینہ ہماری زندگی کا ایک ایسا حصہ ہونا چاہیئے جو تزکیہ نفس اور طہارت قلب کا کامل نمونہ ہو تاکہ ہمارا آئندہ سال نیک اعمال سے ہو اگر سچ پوچھو تو شب برات سال کے سال اسی لئے آتی ہے کہ ہمارا معصیت شعار مسلمانوں کو دریائے معاصی سے نکال کر مراقع سعادت پر پہنچائے اور بحیثیت ناعاقبت اندیش رنجاد وقل سے اٹھا اور نفس پرست مسلمانوں کو خواب غفلت سے چونکا دے۔

اور سنو! گنا ہوں کی معافی اور مغفرت کا حصول تمام اعمال انسانیہ کا مقصود وحید اور تمام نیکیوں و برکتوں کا اساس کار ہے جس مسلمان کو گناہوں کی معافی اور مغفرت کے حصول کی تڑپ نہیں اسے کہہ دو ہمیشہ کا کندہ ہے ایمان کی اس کو ہوا بھی نہیں لگی اور وہ دین و دنیا تباہ و برباد ہوا ایمان و اسلام اور احتساب و پاکبازی کیا ہے تمام دنیاوی کاموں کو ترک کردینا تمام جسمانی خواہشوں اور تمام نفسانی تجاذبوں سے بچ کر محفوظ رکھنا اگر یہ نہیں تو دین و ایمان بھی نہیں پس ماہ شعبان اور شب برات خصوصاً ہمیں ہمارا مقصود وحید یاد دلاتی نیکیوں کی رغبت دلاتی ہے۔

شب برات کا حلوا اور آتشبازی

تم نے تو سمجھ لیا کہ ہمیں ماہ شعبان اور شب برات میں کیا کرنا چاہیئے ہر مذکورہ بالا تفاصیل کا خلاصہ سنو! مذہب جب دعوت دیتا ہے عمل کی اس کے اداروں کا ایک ایسی امت پیدا کرنا چاہتے ہیں جو کہ عمل ہو اسلئے ہر وہ شخص جو اپنی قوت عملیہ کو ضائع کرے اور اصلاح کی صلاحیت سے محروم ہو جائے تو وہ مذہب کے نزدیک مردود ہے۔

اب دیکھو بدبخت مسلمان ماہ شعبان اور شب برات کو کیسے گذارتے ہیں جو انہیں کرنا چاہیئے تھا اس سے یکسر غافل ہیں اور جو نہ کرنا چاہیئے تھا اس میں ان کا انہماک ہو گیا یا ان کا اسلام کے جتنے احکام شرع سے بغاوت کرنا ہے یہ نہیں جانتے کہ ہمارا مذہب ہمیں کس چیز کی دعوت دیتا ہے اور کس چیز کا طلبگار ہے ان کے نزدیک ماہ شعبان اور شب برات کا پروگرام بجز حلوا خوری اور آتشبازی کے اور کچھ نہیں خدارا کوئی تبلائے حلوا خوری اور آتشبازی کا مذہب سے کیا تعلق ہے اور اس کی کونسے مذہب نے تعلیم دی ہے

اپنی بداعمالیوں سے اسلام کا مشتہر اڑانے والو! اور مذہب اسلام کے باغیو! اس مہینے کو خواب غفلت اور بدعات و خرافات میں کھو دے اور شب برات کو لہو و لعب اور حلوہ خوری میں گذار دینے کے بعد تمہارا اسلام کونسا عملی تعلق باقی رہ جاتا ہے کیا آتشبازی اور حلوا خوری تمہیں جہنم میں لیجانے والی نہیں تمہیں شب برات کے حسنات کو سیئات سے تبدیل کرتے ہوئے شرم نہیں آتی بتلاؤ آتشبازی کی طفلانہ اور ہلاکت آفرین فعل میں کونسا دینی یا دنیوی فائدہ ہے اگر تم بلا سوچے سمجھے وہی رسمی طور پر ہر سال اپنی دولت کو آگ لگا کر گھر پھونک تماشہ دیکھتے ہو تو اپنی عقل و دانش کا ماتم کرو کیونکہ تھوڑی دیر کے خطرناک آتشی کھیل کھیلنے دولت برباد کرنا آگ سے دل بہلانا اور انار پٹاخوں کی شوں شوں پر آہ آہ کرنا دوزخ کے انگاروں کے سانپوں سے کھیلنا ہے

شب برات میں حلوا خوری اور آتشبازی کرنے والو تمہارے پاس ان دونوں فعلوں کے لئے کونسی شرعی دلیل ہے اور ہندوستان کا کونسا عالم ان بدعات و رسومات کو جائز بتلاتا ہے پھر مسنون و مشروع باتوں کو چھوڑ کر بے اصل اور لغو افعال کو مذہب میں داخل کرنا کونسی مسلمانی ہے اگر حلوا کھانا ہے تو کھاؤ اس پر مذہبی رنگ کیوں چڑھاتے ہو اور حلوے کی شب برات کیساتھ کونسی خصوصیت ہے باقی رہی آتشبازی وہ تو سراسر جہنمی فعل اور دوزخی تماشہ ہے۔

بھولے بھالے مسلمانو! اور بدعت نوازی و خرافات پسندی کو رنگ دینے والو شعائر الٰہیہ کا نزول اسلئے ہوتا ہے کہ ان رسمی اور خارجی ضلالات و بدعت کا جو رنگ اپنی فطرت صالحہ پر چڑھا لیا ہے اسے دور کر کے اور اس کی اصلی روشنی پھر چمک اٹھے مگر تم نے اور اتنا ضائع و خارجی ضلالت و بدعت سے اپنی فطرت صالحہ کو مسخ کر لیا ہے تم اس کی روشنی کو بدعت و ضلالت کی آندھی اور طوفان سے محفوظ نہ رکھ سکے اس پر ظلمت و تاریکی چھا گئی تم صدا دل کا ول و دماغ کھو چکے اصل اسلام سے قطعاً نا آشنا ہو چکے تم نے اپنے

حال اب شاید آپ نے بالکل ہی ترک کر دیئے زیادہ روزے تو آپ اس لئے نہ رکھا کرتے تھے کہ امت کہیں اس مہینہ میں روزے رکھنے کی ترغیب عام نہیں ہو جائیں اور ترک اس وجہ سے کر دیا کرتے تھے کہ لوگ کہیں فرض ہی نہ سمجھنے لگیں اور مشقت میں پڑ جائیں۔

ابوداؤد میں ہے کہ آپ نفلی روزوں کے لئے سب سے زیادہ مہینوں میں شعبان کو زیادہ پسند فرماتے تھے آپ کو یہ بات بہت ہی پسند تھی کہ شعبان کے روزوں کو رمضان کے روزوں سے ملا دیں۔

حضرت عائشہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مہینے میں بکثرت روزے رکھنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ شعبان سے شعبان تک مرنے والوں کی اجل اس مہینے میں لکھی جاتی ہے سو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری اجل لکھی جاتی ہو تو میں روزے سے ہوں۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے علاوہ کسی دوسرے مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے آپ تقریباً تمام ماہ روزے رکھتے تھے اور لوگوں سے ارشاد فرمایا کرتے خذوا من العمل ما تطیقون فان اللہ لا یمل حتی تملوا یعنی اس ماہ میں اپنی طاقت کے مطابق نیک عمل کرو اگر استطاعت سے زیادہ عمل کرو گے تو شاید نیکو کاری سے تنگ ہو گے اللہ تو ثواب دینے سے نہیں تھکتا لیکن بندے زیادہ عمل کرنے سے تھک جاتے ہیں۔

(۱) رمضان کے بعد ماہ شعبان کو فضیلت و بزرگی حاصل ہے۔

(۲) اس ماہ میں بندوں کے اعمال درگاہ رب العزت میں پیش ہوتے ہیں مرنے والوں کے نام لکھے جاتے ہیں سو کتابت اجل کے وقت اگر بندہ عبادت ہی میں مصروف ہو تو خاتمہ بالخیر کی توقع ہے۔

(۳) عبادات میں بہترین عبادت روزہ ہے کیونکہ حضور نے دیگر عبادات میں سے اس عبادت کو مخصوص فرمایا۔

شعبان کی پندرہویں شب

یہاں تک جو کچھ بیان ہوا وہ تمام مہینہ فضیلت و بزرگی کے متعلق ہے اب اس عنوان کے ماتحت اس بزرگ و برتر رات کا ذکر کیا جاتا ہے جس کے متعلق ہم نے اس مضمون کے شروع میں اشارات کئے ہیں اس رات کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ شعبان کی پندرہویں شب کو اللہ تبارک و تعالیٰ آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتے ہیں اور مشرک و کینہ ور کے علاوہ تمام گناہگاروں کی مغفرت فرماتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بھی ایک مرفوع روایت میں آیا ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب میں عبادت کرو اور صبح کو روزہ رکھو اللہ تعالیٰ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتے ہیں الا من مستغفر فاغفر له الا من مسترزق فارزقه الا مبتلی فاعافیه الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر یعنی ہے کوئی مجھ سے مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ بخش دوں ہے کوئی مجھ سے رزق طلب کرنے والا میں اس کو رزق عطا کر دوں ہے کوئی مصیبت زدہ مجھ سے عافیت طلب کرنے والا میں اس کو صحت و عافیت دوں حضرت حق جل شانہ صبح صادق تک اسی طرح اپنے بندوں کو خطاب فرماتے رہتے ہیں۔

الغرض یہ مبارک رات گناہگاروں کے لئے مژدۂ مغفرت ہے اس میں رحمت خداوندی کے دروازے کھل جاتے ہیں اور بے شمار گناہگار بخشے جاتے ہیں بعض بدبخت شقی ایسے بھی ہوتے ہیں جو اس رات میں بھی رحمت و مغفرت سے محروم رہتے ہیں ان کی تعداد متفرق روایات میں چودہ کے قریب ہے وہ محرومین مغفرت یہ ہیں۔

مشرک۔ کینہ ور جو اپنے کسی مسلمان بھائی سے اپنے دل میں بغض و کینہ رکھے، عشار وہ لوگ جو عشر وصول کرنے میں سختی کرتے ہیں، ساحر، نجومی یا غیب کی خبریں بتانے والا، جلاد، وہ لوگ جو تاش، شطرنج اور چوسر وغیرہ کھیلتے ہیں، بادشاہ کا وہ لفٹیننٹ یا نوکر جو لوگوں پر حکومت کے نشہ میں سختی کرتا ہو۔ طبلہ اور سارنگی بجانے والا، ٹخنے سے نیچے پاجامہ رکھنے والے، شرابی، ماں باپ کو ستانے اور دکھ دینے والے، اپنے رشتہ داروں و قرابتداروں سے قطع تعلق کرنے والے۔

وہ بدقسمت اور بدحال مسلمان جو اپنی گرانمایہ ہستی کی فرصتوں کو ان غلط کاریوں اور سیاہ مستیوں میں سے کسی میں برباد کرتے ہیں اگر انہیں کچھ بھی خوف خدا ہے خدا کو منہ دکھانا ہے اور ذرا سی عقل کے مالک ہیں تو فوراً ان گناہوں سے توبہ کر لی جانی چاہیئے ورنہ دوزخ کے شعلے ان گناہگاروں کے انتظار میں ہیں۔

لیلۃ البرات اور حضور کا اسوۂ حسنہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ شعبان کی پندرہویں شب کو حضور میرے پاس تھے تقریباً نصف شب کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ آپ کہیں تشریف لے گئے ہیں میں نے آپ کو حجرہ میں نہ پاکر خیال کیا کہ شاید آپ کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہیں چنانچہ میں نے یکے بعد دیگرے تمام بیویوں کے حجروں میں تلاش کیا مگر کہیں نہ پایا جب میں ہر طرف سے پھر پھرا کر حجرہ میں آئی تو حضور کو موجود پایا آپ بحالت سجدہ بڑی الحاح و زاری کے ساتھ بارگاہ الٰہی میں یوں اظہار عبودیت فرما رہے تھے۔

سَجَدَ لَكَ خَيَالِي وَسَوَادِي وَآمَنَ بِكَ فُؤَادِي فَهٰذِهِ يَدِي وَمَا جَنَيْتُ بِهَا عَلٰى نَفْسِي يَا عَظِيْمُ يُرْجٰى لِكُلِّ عَظِيْمٍ اِغْفِرِ الذَّنْبَ الْعَظِيْمَ سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ۔

پھر آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا اور پھر دوبارہ سجدہ میں جا کر یہ کلمات فرمائے اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ اَقُوْلُ كَمَا قَالَ اَخِيْ دَاوٗدُ اُعَفِّرُ وَجْهِيْ فِي التُّرَابِ لِسَيِّدِيْ وَحَقٌّ لَهٗ اَنْ يُسْجَدَ پھر آپ نے سجدہ سے سر اٹھا کر ان الفاظ میں دعا کی اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ قَلْبًا تَقِيًّا مِنَ الشَّرِّ نَقِيًّا لَا جَافِيًا وَلَا شَقِيًّا

رمضان المبارک کے فضائل و احکام

(جناب مولانا محمد انوار الحق صاحب خیری)

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک اہم اور جلیل القدر رکن روزہ بھی ہے جس کے اخلاقی و روحانی محاسن و منافع حد شمار سے باہر ہیں مگر اس مادیت پرستی کے زمانہ میں حقیقت مستور ہے تاہم مسلمان ان کو کیا جانیں اسلام کے تعمیری تقاضوں میں سب کچھ ہے مگر ہم بدبختوں کے لئے بجز رسمی نمائشوں اور مرا کشی فاقہ کشیوں کے سوا ان کچھ بھی نہیں پھر اگر وہ مسلمان ہوتے ہوئے اور قرآن حکیم جیسی کامل و مکمل کتاب مقدس رکھتے ہوئے اخلاق و روحانیت سے محروم ہیں اور ذلیل و محکوم ہیں تو اپنی بے عملی، بے بصیرتی اور کور ذوقی کا ماتم کریں اور اپنی قسمت کو خشک جمود و جہالت سے پھوڑیں۔

عبادت صوم ایک ایسی عظیم الشان اور ہمہ گیر عبادت ہے کہ دنیا کی ایک آسمانی و غیر آسمانی مذہب اور کوئی قوم ایسی نہیں جس میں روزہ کسی شکل میں نہ پایا جاتا ہو اور جسے تزکیۂ نفس، تنویر قلب اور شادابیٔ روح کا ذریعہ نہ سمجھا گیا ہو مگر اقوام و ملل عالم میں روزہ کا صرف نام ہی نام ہے حقیقت صوم میں نام کو نہیں انسانی تغیر و تبدل اور خیال و رائے نے اس کی صحت مسخ کر دی ہے ادیان میں تزکیۂ نفس کا یہ طریقہ صرف رسمی اور زبانی طور پر موجود ہے اسلام نے روزہ کو جو اہمیت و فضیلت دی ہے اور اس کی حقیقت وابستہ کو جس طرح قائم رکھا ہے اس کا اجمالی تصور امور ذیل کو کر لیجئے میں سب سے پہلے ماہ رمضان المبارک کو لیتا ہوں جس میں روزے رکھنے فرض کئے گئے اس طرف علی پر نظر کیجئے اور پھر ملاحظہ فرمائیے کہ عظمت و افادیت کا اندازہ ہے۔

رمضان المبارک کی فضیلت و عظمت

رمضان "رمض" سے مشتق ہے یعنی یہ مہینہ گناہوں کو جلا دیتا ہے اور روزہ دار گناہوں سے پاک و صاف ہو جاتا ہے اس کے دل و دماغ روشن ہو جاتے ہیں روحانی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں اور روزہ دار پاکیزگی حیات کی انتہائی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے۔

رمضان میں قرآن پاک کا نزول ہوا جس نے دنیا میں آ کر حق و باطل میں فرق و امتیاز کرایا جس نے دنیا کو امن و سلامتی اور آزادی و جمہوریت کا پیغام دیا ایمان و عمل صالح کی حقیقی روح سے حق و صداقت کے پرستاروں کو آشنا کیا اور دنیا و آخرت کی بادشاہی کا اعلان کیا پھر اس سے بڑھ کر شادمانی، بہجت و خوشی، لذت و مسرت و شادمانی کا اور کونسا دن ہو سکتا ہے اور رمضان کی فضیلت و عظمت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے۔

یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں خدائے قدوس نے عبادت صوم اپنے بندوں پر فرض کی جس میں آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں انسانی غرور و سرکشی کے جذبات پر موت طاری ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر نیکی پر دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ثواب دیتے ہیں روزہ کا جلتا جھرنا المہتا بیٹھنا اور سونا عبادت میں لکھا جاتا ہے یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں ایک رات ایسی فضیلت و بندگی والی آتی ہے جس میں عبادت کرنا ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر و افضل ہے۔

رمضان کا مبارک مہینہ کیسے گذارنا چاہیئے

اس طرح کر کے روزہ رکھا جائے اور رات کو حسب استطاعت عبادت کی جائے گناہوں سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے توبہ و استغفار کی جائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و تقدیس بیان کی جائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من صام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه

جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ ماہ مقدس قرآن حکیم کے نزول کی سالگرہ کا مہینہ ہے اس لئے مذکورہ بالا امور کے ساتھ خاص طور پر تلاوت کی جائے کیونکہ قرآن عزیز روح انسانی کے لئے سرچشمۂ رشد و ہدایت ہے مسلمانو! ماہ رمضان المبارک میں قرآن کے نزول کی سالگرہ مناؤ مگر اس طرح نہیں کہ محض رسمی اور لفظی تلاوت کر لی اور حافظ جی صاحب سے تراویح میں تین قرآن سن لئے بلکہ قرآنی ہدایت و رہنمائی کے اصول و ضوابط نظر و فکر کے محتاج ہیں پس اصلی تلاوت یہی ہے کہ قرآن کا درس و مطالعہ بغور و فکر کیا جائے اس کے معانی و مطالب سے واقفیت پیدا کی جائے اور پھر اس پر عمل کیا جائے۔

دیکھو قرآنی تلاوت کا مقصود وحید یہ ہے کہ اس کتاب عزیز کے معانی سے واقفیت پیدا کر کے اس پر عمل کیا جائے اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو تلاوت ایک دل بہلاوا ہے لفظی تلاوت سے ثواب تو ضرور ملتا ہے ایک ایک لفظ کے عوض دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور یہ بھی غنیمت ہے مگر اس سے اصل غرض حاصل نہیں ہوتا پس مسلمانو! اگر تم قرآن حکیم کو خدا کا مقدس کلام سمجھتے ہو تو قرآن کے مطالب و معانی سے واقفیت پیدا کی جائے اور پھر اس پر عمل کیا جائے۔

یاد رکھو قرآنی تلاوت کا مقصود وحید یہ ہے کہ اس کتاب عزیز کے مطالب سے واقفیت پیدا کر کے ان پر عمل کیا جائے اگر یہ مقصود حاصل نہ ہو تو تلاوت ایک دل بہلاوا ہے لفظی تلاوت سے ثواب تو ضرور ملتا ہے ایک ایک لفظ کے عوض دس دس نیکیاں ملتی ہیں اور یہ بھی غنیمت ہے مگر اس سے اصل مدعا حاصل نہیں ہوتا پس مسلمانو! اگر تم قرآن حکیم کو خدا کا مقدس کلام سمجھتے ہو تو قرآن کے مطالب و معانی اور مذہبی تعلیم کی نشر و اشاعت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔

روزہ کا ثواب

تم نے رمضان المبارک کے فضائل سن لئے اب روزہ کا ثواب بھی سن لو حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک دن بھی خدا کے واسطے روزہ رکھا اللہ تعالیٰ نے اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک ایسی چوڑی خندق بنا دی جیسا کہ

آئینۂ دل کو بدعت و خرافات کے زنگ آلودگی سے بالکل سیاہ کر لیا ہے جس اسلام کی ایک دھندلی سی جھلک بھی باقی نہیں رہی تمہارے مسلمان ہو کر اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے آگ جو مجوسیوں کا معبود ہے اس کو اپنا لیا جلیل اسلامی فکر کی جگہ بگاڑ سلوک نازل کر ڈالی اگر کوئی سمجھائے اور اصل اسلام کی دعوت دے تو لڑنے مرنے کو تیار، قبولیت حق اور اثر پذیری سے دشمنی شریعت سے بگاڑ اور بدعت سے ملاپ بس اگر اپنے اندر اسلام کا ایک ذرہ بھی رکھتے ہو تو مذہب کے نام پر حلوا خوری اور آتشبازی سے توبہ کرو اس مہینے کو نفلی روزوں کے لئے مخصوص کرو کثرت کے ساتھ توبہ و استغفار کرتے رہو اور پندرہویں شب کو عبادت و شب بیداری میں گزارو اور اس کی صبح کو روزہ رکھو یہ ہیں تمہارے کرنے کی باتیں۔

شب برات کی بدعات و رسومات کا سرچشمہ

وہ پیشہ ور جاہل واعظ اور مولوی نما ملا ہیں جن کے پیٹ کا دھندا اس قسم کی بدعات و رسومات سے چل رہا ہے اور انھیں لوگوں کو عوام الناس عالم و فاضل سمجھتے ہیں ان کی ہر بات کو وہ مذہبی عمل سمجھتے ہیں یہ جاہل واعظ و ملا اپنے حلوے مانڈے میں مگن ہیں ان کی جانے بلا مسلمان جہنم میں جائیں یا جنت میں مسلمانوں کی تمام گمراہی بے راہ روی، بدعملی اور بدکرداری کی ذمہ داری انھیں اسلام فروشوں کی گردن پر ہے اس پر مستزاد علماء کی جاہ پسندی، دنیا طلبی، چشم پوشی اور گریز نے اور بھی قیامت ڈھائی۔

یہی لوگ ہیں جو حق کی آواز کو لبیک کہہ کر مسلمانوں کو سچی باتیں نہیں بتلاتے بلکہ اپنے دنیاوی فائدوں اور مصلحتوں کی خاطر برابر سچائی کو قربان کرتے رہتے ہیں ہر وہ چیز جو عین ضرورت کے وقت نہ کہی جائے حق ہو اور ہر غیر ضروری اور مہمل چیز باطل ہے پس یہ ارباب علم و فضل کی شان سے کس درجہ گری ہوئی بات ہے کہ قوم و ملت کو جن چیزوں کی ضرورت ہے ان کی طرف توجہ نہ ہو اور ان امور پر سارا زور صرف کیا جائے جو فرعیات کا حکم رکھتے ہوں حق کو جاننے کے باوجود اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جائے۔

جب کسی قوم میں تنزل و ادبار کا دور پیدا ہوتا ہے اور اس کے دل و دماغ میں بدعت نوازی و خرافات پسندی گھر کر لیتی ہے تو ارباب علم و فضل اور بہترین دل و دماغ عوام سے علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں اور قوم کی باگ ڈور پیشہ ور دنیادار عالموں، جاہل واعظوں اور پیشہ ور ملاؤں کے ہاتھ میں آجاتی ہے یہی حال آج مسلمانوں کا ہے اگر تمام علماء حق کی آواز پر لبیک کہیں اور اپنے فرض کا صحیح احساس کریں تو حلوا خوری آتشبازی اور دیگر اس قسم کی بدعات و رسومات کا آج ہی خاتمہ ہو سکتا ہے۔

مبارک ہے وہ مسلمان جو بدعت و ضلالت کو چھوڑ کر آواز حق پر لبیک کہے اور اصلاح عمل کی صلاحیت پیدا کرے شب برات میں خدا کی تقدیس و تمجید کے لئے آمادہ ہو اور تقویٰ و طہارت روح حاصل کرے اور توبہ و انابت الی اللہ کا ثبوت دے۔

شب برات کی دعا

شب برات کی دعا اثر ہے کامل روح و حقیقت پر جو کہ سب سے کٹ کر صرف ایک اللہ کا ہو رہے اور کسی سے اپنی ہر ضرورت مانگے اور اسی کے آگے دست سوال دراز کرے عجز و انکسار، عاجزی اور خلوص و عبدیت یہ ہے نیک لوگ اپنے مقاصد کے لئے ظاہری وسائل کے ساتھ ساتھ دعا کے ذریعہ بھی کامیابی حاصل کرتے ہیں دعا مسرت و کامرانی کا نغمہ سناتی ہے، دعا کیا ہے روح کی بیقراری خدا کی طرف دلی رجوع و انابت الی اللہ کی تڑپ، دعا گناہوں کی تاریکی میں ایک نورانی شعاع ہے ندامت کے آنسو روح کا جوہر ہیں ندامت ایک آتش ہے مصائب و آلام کے تھپیڑوں کو خس و خاشاک کی مانند بہا لیجاتا ہے آہ سرد فرشتہ کی ایک تلوار ہے تو اس کی کاٹ ہیں اپنی کمزوریوں پر ماتم کرنے والے بدبخت مسلمان، بری صحبتوں سے اپنے ضمیر کو فنا کر دینے والے نادان گناہ کے مشاغل سے فرصت نہ پانے والے ہمہ تن معصیت میں غرق انسان گناہ زندگی کی تاریکی میں بھٹکنے والے بداعمالیوں کی تند رو میں بہنے والے اور سیاہ کاریوں سے اپنی روح سیاہ کر لینے والے گنہگار اٹھ شب برات کی نورانی فضا اور روح پرور خاموشی میں اپنے منعم حقیقی اور محبوب حقیقی کی بارگاہ میں یوں عرض رسا ہو۔

اے خدائے واحد! زندگی کے مراتب مختلف تیرے ہی قبضہ میں ہیں موت و حیات کا تو ہی مالک ہے تو ہی حیات انسانی کی بقاء و قیام کے تمام ضروری سامان کرتا ہے عبرت و بصیرت کی توفیق تو ہی دیتا ہے اقوام عالم کے عروج و تنزل کی تاریخ تیری نوازشات و نافرمانی ہی بناتی ہے اور تجھ سے پیوستگی و علیحدگی ہی انسان کی حیات و ممات ہے خداوندا جب ہماری موت و حیات تجھ ہی سے وابستہ ہے تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ہم اپنے آپ کو تیرے قوانین کی پابندی سے اپنے آپ کو آزاد کر لیں۔

مولا کریم! آہ ہم نے تیرے حبیب کے اسوۂ حسنہ کو ترک کر دیا اس سے بعد اختیار کیا اس لئے ہمیں تنزل و انحطاط نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور جمود و اضمحلال نے ہماری تمام قوتوں کو پامال کر دیا تو نے ہمیں محض اپنی غلامی کے لئے پیدا کیا تھا مگر اب ہم کفار و مشرکین کی غلامی میں اپنی موت کے دن پورے کر رہے ہیں غلامی اور محکومی نے ہم سے روح اسلام اور مغربی شان چھین لی فرسٹ اخلاق ہمارا چیزیں ہیں بلکہ وہ تمام کا لیا ہوا ہے اور کامرانی نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا اخوت و اتحاد کا رشتہ پارہ پارہ ہو گیا بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا ہم اپنی قوتوں کو اپنے ہاتھوں فنا کر رہے ہیں نفسیات فرقہ میں انہماک ہے اور احکام شرعیہ سے اجتناب ہے اور ہم اپنے سرچشمہ حیات سے دور ہوتے جا رہے ہیں۔

بار الٰہا! ہم ریسا ہیں بھٹکے ہوئے ہیں سرگشتہ ہیں اپنا تو کلی طور پر ہدایت و سعادت نہیں کیا تیری رحمت اب بھی ہم کو نہ بخشے گی نصرت فرما اور ہمیں نجات دے کیا اب بھی تیری رحمت ہماری طرف نہ بڑھے گی اللہ تیرے فضل کو نہ تھام سکیں گے ہم خوار ہیں دولت میں ڈوبے ہوئے ہیں مگر تیرے حبیب کی امت میں ہیں ہماری مشکلیں آسان کر اور ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔

خون کو کھا لینا ہے۔ مگر روزہ دار اپنے مولا کی رضامندی و خوشنودی کے لئے اس کو بھی نہیں کرتا۔ روزہ میں سخت پیاس لگ رہی ہے مکان میں تنہا ہے کوئی دیکھنے والا نہیں اور سامنے ٹھنڈے پانی کا گھڑا رکھا ہوا ہے مگر نہیں پیتا اس لئے کہ جس کے لئے روزہ رکھا ہے وہ دیکھ رہا ہے بھی قریب ہے اسی طرح سخت بھوک لگی ہوئی ہے کھانا موجود ہے مگر نہیں کھاتا۔ پاس ہی اپنی پسند بیوی کا حریم حسن میں جلوہ افروز ہے محبت کے جذبات دونوں طرف سینوں میں موجزن ہیں مگر وہ دل پر جبر کر کے احتراز کرتا ہے کیونکہ خدا کے حکم کی عزت و حرمت اس کے دل میں گھر کر گئی ہے اب کوئی دوسری قوت اس کے دل پر غالب نہیں آسکتی یہی وہ اخلاقی پاکیزگی ہے اور اطاعت الٰہی کا جوہر ہے جس کا روزہ دار کے اندر پیدا کر دینا شرع کا مقصود اصلی ہے۔

روزہ کے شخصی اور اجتماعی فوائد حد شمار سے باہر ہیں سب سے بڑا شخصی فائدہ اور روزہ کی علت طہارت نفس اور روحانی پاکیزگی ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑا فائدہ اور کمال اور کیا ہو سکتا ہے جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا وہ دین و دنیا میں نجات پا گیا اور اپنے انتہائی شرف و اعزاز کو پہنچ گیا نیز رمضان کا مہینہ باہمی سلوک اور غمخواری کا مہینہ ہے۔

اسلام خلق اللہ کے لئے ابر رحمت بن کر آیا ہے اور بندگان الٰہی کو انتہائی راحت و آرام تک پہنچانے کا ذمہ دار ہے اس لئے اس نے جا بجا اپنے نظام و آئین میں ایسی باتیں رکھی ہیں جو روح کی فطری صلاحیتوں کو بڑھائیں اور اسے گندگی و کثافت سے آلودہ نہ ہونے دیں ان تدبیروں میں سب سے بڑی تدبیر روزہ ہے جو امت مسلمہ کے لئے روحانی عروج اور ذہنی ارتقاء کی ایک سبیل ہے رمضان کا مہینہ شادابئ روح اور پختگی دین کا موسم بہار ہے جو سال کے سال حیات دینی کے جدید باب کا افتتاح کرتا ہے اور بندگان الٰہی کو معراج سعادت پر پہنچانے کا سامان کرتا ہے۔

روزہ کی حقیقت عام طور پر سمجھا جاتا ہے کہ روزہ محض ترک اکل و شرب و جماع کا نام ہے حالانکہ یہ روزہ کا چھلکا ہے روزہ کی روح دوسری چیز ہے جسے علماء روزہ دار [illegible] ہیں سے یاد رکھو روزہ کی غرض و حکمت اور اس کی اصل روح حصول اتقاء ہے اور اتقا کے معنے ہیں اخلاقی اور روحانی قوتوں کی تعدیل اور دوسروں کی خاطر تکالیف برداشت کرنے کا جذبہ پس روزہ دار کو اپنے تمام اعضاء جسمانی اور دل و دماغ کو برائی سے روک کر اپنے آپ کو خدمت خلق کے لئے وقف کر دینا چاہئے اور صبر و استقامت کے ساتھ احکام الٰہیہ پر پابند رہنا چاہئے اعضاء و جوارح کو تمام افعال قبیح سے بچائے رکھنے کے ساتھ ساتھ دل و دماغ کو بھی ہر قسم کے خیالات و افکار اور ہر قسم کی لغو بیہودہ گفتاری اور غیبت سے بچایا جائے۔

اتقاء یعنی پرہیزگاری ایک ایسا وسیع اور جامع لفظ ہے جو تزکیہ نفس تہذیب اخلاق کے تمام اصناف پر مشتمل ہے پس اگر روزہ سے اخلاق کی درستگی اور نفس کا تزکیہ حاصل نہ ہوا تو ایسے بھوک اور پیاس کے روزہ سے فرض تو ادا ہو جاتا ہے مگر اس کی غرض و غایت اور فائدہ ظاہر نہیں ہوتا پس ہر روزہ دار کو اپنے نفس و دماغ کی [illegible] کرنی چاہئے۔

رمضان المبارک کے احکام و مسائل

ارکان اسلامی میں روزہ کو تمام عبادات پر اس حیثیت سے کہ اس سے روحانی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے فوقیت اور برتری حاصل ہے ہر مسلمان عاقل بالغ مقیم اور تندرست پر روزہ فرض ہے بشرطیکہ کوئی شرعی عذر نہ ہو، روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر یہ ہیں اگر مرض پیدا ہونے یا بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا دودھ پلانے والی کو اپنی یا اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو تو ان تمام حالتوں اور صورتوں میں جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور عذر زائل ہو جانے کے بعد اس کی قضا دیدے

سوائے حیض و نفاس کے باقی عذروں کے ہوتے ہوئے اگر روزہ رکھ لے تو جائز ہے اور روزہ دار کا کمال ہے اور ایسا بوڑھا شخص جسے روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو اور نہ آئندہ طاقت ہونے کی امید ہو تو اسے جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ ایک صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دے۔

روزہ کی نیت رمضان کے روزہ کی نیت یعنی دل سے روزہ کا قصد کرنا اور زبان سے بصوم غد نویت من شهر رمضان کہنا مستحب اور افضل ہے اگر رات ہی سے کر لی جائے اگر رات سے نیت نہ کی صبح ہو گئی اور صبح کو روزہ کا ارادہ کر لیا تب بھی روزہ صحیح ہو جائے گا اگر رات سے روزہ کا ارادہ نہ تھا اور صبح کو بھی نہ تھا دن چڑھے خیال ہوا کہ روزہ رکھ لینا چاہئے اور دن چڑھے روزہ کی نیت کر لی تب بھی کچھ حرج نہیں روزہ ہو جائے گا رمضان کے روزہ میں بس اتنی نیت کرنی کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات سے یہ سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہوگا اگر زبان سے وہ عربی الفاظ بھی کہہ لے جو مذکور ہوئے تو مستحب و افضل ہے رمضان کے ہر روزہ کی نیت ہر روز کرنی چاہئے روزہ کی نیت سے سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

سحری کا بیان سحری کھانا مسنون ہے اگر بھوک نہ ہو تو کم از کم تھوڑے چھوارے ہی کھا لے اگر اور کچھ نہ ہو صرف پانی کا ایک گھونٹ ہی پی لے تاکہ سنت نبوی پر عمل ہو جائے حدیث شریف میں آیا ہے کہ سحری کھانے میں برکت ہے اور اس کی بہت بڑی فضیلت ہے جہاں تک ہو سکے سحری کھانے میں تاخیر کرنا بہتر ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہیں کرنی چاہئے کہ صبح ہونے لگے مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے کچھ دیر پہلے سحری کھا لے اگر کسی نے بہت پہلے سحری کھا لی اور پھر صبح صادق تک پان اور چائے وغیرہ کھاتا پیتا رہا پھر کلی کر ڈالی تو تاخیر سحری کا ثواب مل جائے گا۔ اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور جلدی میں یہ سمجھ کر کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی سحری کھا لی۔ اور بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق کے بعد سحری کھائی تو روزہ نہیں ہوگا، صرف قضا دینی پڑے گی، اگر رات کو آنکھ نہ کھلی تو بغیر سحری

[illegible] ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ اس کو عزوجل
سے ستر برس کی مسافت دور کر دیگا حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں روزہ
صرف میرے لئے ہے میں ہی اس کی جزا ہوں گا یوں تو تمام عبادتیں صرف اللہ
تعالیٰ کے لئے ہوتی ہیں مگر روزہ کو اپنے لئے خاص کرنے کا مطلب درحقیقت یہ
ہے کہ روزہ کا شمار حد شمار سے باہر ہے جیسے خدا کی رحمت کی کوئی حد نہیں
اسی طرح روزہ کے ثواب کا کچھ ٹھکانا نہیں۔

حضور فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک دروازہ کا نام ریان ہے اس میں صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے ایک روایت میں آیا ہے کہ قیامت کے دن روزہ داروں کے لئے عرش کے نیچے دستر خوان چنا جائے گا اور روزہ دار اس پر کھا رہے ہوں گے باقی لوگوں کا اس وقت حساب ہوتا ہوگا۔ یہ دیکھ کر لوگ کہیں گے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ لوگ تو خورد و نوش میں مشغول ہیں اور ہمارا حساب ہو رہا ہے جواب دیا جائے گا کہ یہ لوگ روزہ دار تھے اور تم روزہ نہ رکھتے تھے۔

نیز حضور اکرم صلعم کا ارشاد ہے کہ روزہ دار کو دو خوشیاں ہوتی ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرنے کے وقت اور ایک دیدار الٰہی کے وقت نیز فرمایا روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک و عنبر کی خوشبو سے زیادہ ہے اور روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے۔ الغرض رمضان المبارک سراپا ہدایت اور سراسر عبرتوں نصیحتوں سعادتوں خوبیوں بھلائیوں اور برکتوں کا سرچشمہ ہے۔

روزہ کے اخلاقی و روحانی فوائد

خدائے حکیم و بصیر نے اپنے بندوں پر روزہ کی تکلیف ڈال کر بہت بڑا فضل و کرم اور احسان کیا ہے گویا رحمت و مغفرت کے خزانے کھول دیئے ہیں اس طرح کہ روزہ سے دل میں صفائی روح میں تازگی اور دماغ میں روشنی پیدا ہوتی ہے دل جلوہ گاہ الٰہی بن جاتا ہے روح چمک اٹھتی ہے عبادت میں لطف آتا ہے نیکی کی رغبت ہوتی ہے بدی سے نفرت ہوتی ہے مادی کثافتیں دور ہو جاتی ہیں اور روح میں ترقی ہوتی ہے۔

اللہ اللہ خدائے قدوس اپنے بندوں پر کتنے مہربان ہیں کہ سال میں صرف ایک ماہ روزے رکھنے سے گناہوں کا کفارہ، بدیوں کا ازالہ اور نافرمانی کا دفعیہ ہو جاتا ہے قوت شہوانیہ بہیمیہ کا زور ٹوٹ جاتا ہے روزہ داروں میں بھوک پیاس کی تکلیف اور گناہوں سے رکے رہنے کی وجہ سے فرشتوں کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں قوت روحانیہ خواہشات نفسانی پر غالب آکر انسان کو کامل مسلمان بنا دیتی ہے اور ایک گنہگار و بدکار کی کایا پلٹ جاتی ہے یہ ناممکن ہے کہ ایک شخص روزہ رکھے اور اس کی روحانی قوت نہ چمکے اگر اس کے خلاف نظر آئے تو سمجھ لو کہ حقیقی روزہ رکھا ہی نہیں گیا۔ حقیقت میں روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمانوں میں جہادی اسپرٹ پیدا کر کے انہیں خلافت ارضی کا اہل بناتی ہے ہر شخص جانتا ہے کہ صبر و استقلال مصائب و شدائد میں قوت برداشت ضبط و تحمل کے گرانمایہ جوہر مسلمات انسانی نوع انسانی کی بہی خواہی، ہمدردی، ذوق اتفاق و یکجہتی اور فقرا و مساکین کی امداد و دستگیری ہی ایسے جوہر ہیں جو قوموں کو مسابقت اقوام میں بازی

[illegible] یقیناً زندہ اور ترقی یافتہ قوموں کے عروج و کمال سے بدرجہا تعجب ہے کہ وہ قوم جن پر روزے فرض کئے گئے ہیں جن پر بقائے شخصی نوعی اور ارتقائے حیات موقوف ہے وہ روزے رکھ کر بھی دنیا کی تمام قوموں سے پیچھے اور غلام و محکوم ہو کیا یہ ممکن ہے کہ آفتاب تو افق عالم پر ضیا ریز ہو مگر دنیا پر ظلمت و تاریکی چھائی ہوئی ہو یعنی سال کے سال ماہ صیام آفتاب ہدایت بنکر قلوب و ارواح پر ضیا بار ہو اور روزہ داروں کے دل و دماغ تاریک ہوں اور جہالت و حماقت نے ان کی عقل [illegible] کو کالا کر دیا ہو اس کے لئے یقیناً یہی کہا جائے گا کہ اس قوم نے عبادت کی پابندی تو کی مگر اس کی غرض و غایت اور حقیقت کو نہیں سمجھا۔

روزہ کا فلسفہ

روزہ سے صرف اطاعت و انقیاد الٰہی کی تکمیل اور تندرستی میں کمال جسم میں نشاط دماغ میں نشو و ارتقا اور روح میں روشنی ہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ تقویٰ و طہارت، تزکیہ، پاکیزگی اور توبہ و انابت الی اللہ کا ذریعہ بھی روزہ ہے حصول تقویٰ ہی روزہ کا آخری اور انتہائی نقطۂ نظر ہے ارشاد باری ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ۝

ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم متقی بنجاؤ۔

صفت تقویٰ وہ اعلیٰ درجہ کی صفت ہے کہ اس سے بڑھکر اور کوئی خوبی اور کمال نہیں اس میں تمام اخلاق فاضلہ آجاتے ہیں جس نے صفت تقویٰ کو حاصل کر لیا اس نے دین و دنیا کی تمام خوبیوں اور بھلائیوں کو جمع کر لیا تقویٰ اکتساب سعادت و اجتناب معاصی کی اس زبردست قوت کا نام ہے جو دل میں خدا اور رسول کے عشق و محبت کا ایک نہ مٹنے والا جذبہ پیدا کر دیتی ہے بندہ سراپا اطاعت اور وارفتگی و شیفتگی کی تصویر بن جاتا ہے [illegible] اور خواہشات نفسانیہ پر موت طاری ہو جاتی ہے چنانچہ قرآن حکیم اور احادیث نبویہ نے ارباب تقویٰ کی اولین خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام احکام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی تعمیل و تکمیل میں ہر وقت کمربستہ رہتے ہیں اور اپنا سب کچھ پیغمبر اسلام کی پہلی آواز پر قربان کر دیتے ہیں صحابہ کرام کی مقدس زندگیوں کا مطالعہ کرو یہ حقیقت عملی صورت میں تمہارے سامنے آجائیگی۔

اسلام کہتا ہے کہ روزہ ہی تو وہ بہترین عبادت ہے جس سے علاوہ اخلاقی و روحانی ترقی کے غریب لوگوں کی حالت سے امراء عملی طور پر باخبر ہوتے ہیں روزے شکم سیر اور فاقہ مستوں کو ایک سطح پر کھڑا کر کے قوم میں عملی مساوات پیدا کر دیتے ہیں خدا ترسی کی حالت انسان کے اندر محکم و استوار ہوتی ہے اور حیوانی خواہشوں میں کمزوری آتی ہے۔

روزہ دار کی زندگی میں صفت تقویٰ کا اجمالی تخیل

ذرا غور کرنا اسلام نے عبادت صوم کو کس بلندی پر پہنچایا ہے گرمی کا موسم ہے جسم انسانی سے پسینہ کی لہریں جاری ہیں، آفتاب کی حدت و تمازت

باعث [illegible] بات [illegible] تو [illegible] سے بڈ
ترک کرنا ہے [illegible] ہوتا [illegible] نہیں اس کے
لیے روزہ [illegible] کوئی [illegible] نہیں اگر علاج کروائے تو
بلکہ [illegible] ہوجاتی تو بھی روزہ
ترک کرنے [illegible] ہے کہ اس سہولت و آسانی سے ناجائز فائدہ اٹھائے
اور بیماری کا ایک بہانہ بنائے۔

مسئلہ اگر رمضان کے دنوں میں کسی کا روزہ اتفاقاً کسی وجہ سے ٹوٹ گیا یا مسافر سفر سے واپس آگیا تو افطار کے وقت تک حرمت رمضان کی وجہ سے کچھ کھانا پینا جائز نہیں۔ سارے دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

مسئلہ اگر کسی نے رمضان میں روزہ نہ رکھا شروع ہی سے کھاتا پیتا رہا وہ قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں مگر چونکہ اس نے بلا عذر شرعی روزہ ترک کیا ہے اس لئے ترک فرض کے گناہ کا مرتکب ہوا ہے بلا عذر ہرگز ہرگز روزہ ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ اگر ماں نے دودھ پلانے کی نوکری کی اور روزہ رکھنے کی وجہ سے بچے کی جان جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھے بعد میں قضا دے۔ حاملہ اور مرضعہ عورتیں بھی اسی حکم میں شامل ہیں بعد میں قضا کریں۔

مسئلہ روزہ کی حالت میں عورت و مرد کا ساتھ لیٹنا اور بوس و کنار کرنا جائز ہے بشرطیکہ نفس پر قابو ہو اور جماع کر بیٹھنے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر جدائی کا اندیشہ ہو کہ انزال کا خوف ہو یا نفس بے قابو ہو تو یہ تمام باتیں ناجائز اور مکروہ ہیں۔

افطار کے مسائل

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنا چاہیے افطار میں جلدی کرنے والے بندے خدا کو بہت پیارے ہیں نیز فرمایا ہے کہ مسلمان روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے دین غالب رہے گا پس روزہ افطار کرنے میں جلدی کرنی چاہیے مگر جلدی کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ جلدی میں آفتاب کے غروب ہونے سے پہلے ہی روزہ کھول لے بلکہ جب آفتاب غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو پھر طبیعت کے شک کی وجہ سے دیر کرکے روزہ کھولنے کی ممانعت ہے۔

اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

یعنی اے اللہ میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔

روزہ ایسی چیز سے افطار کرے جو حرام یا مشتبہ کمائی کی نہ ہو حلال و طیب اور شفاف کمائی کی چیز سے افطار کرے اگر حرام چیز سے یا حرام کی کمائی سے روزہ افطار کریگا تو روزہ کا ثواب [illegible] نہ ہوگا۔ چھوارے یا کھجور سے روزہ افطار کرنا سنت اور باعث [illegible] ہے اگر یہ چیزیں میسر نہ آئیں تو دودھ شربت وغیرہ جس چیز سے چاہے افطار کرے۔

بعض [illegible] ہے کہ نمک کی کنکری سے افطار کرنے کا ثواب زیادہ ہو [illegible] ہے [illegible] جاتا طرح بعض لوگوں کا گمان ہے کہ کسی کی [illegible] روزہ کا ثواب کم ہوجاتا ہے یا روزہ کھولنے [illegible] بالکل [illegible] اور گناہ کی ہو۔

روزہ کھلوانے کا ثواب

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار کا روزہ افطار کرا دے تو اس کے صغیرہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں دوزخ کی آگ سے نجات ملتی ہے اور اس کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنا روزہ دار کو روزہ رکھنے کا روزہ دار کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہیں ہوتی روزہ افطار کرانے کا ثواب سن کر صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ حضور اگر کسی میں روزہ افطار کرانے کی طاقت و گنجائش نہ ہو وہ کیسے اس ثواب کو حاصل کر سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص دودھ کے ایک گھونٹ یا چھوہارے کے ایک ٹکڑے یا پانی کے ایک گھونٹ سے ہی کسی کا روزہ کھلوا دیگا تو اللہ تعالے اس کو بھی وہی ثواب عطا فرمائینگے۔

نماز تراویح

چونکہ قرآن حکیم رمضان المبارک میں نازل ہوا ہے اسلئے نماز تراویح گویا قرآن پاک کی سالگرہ ہے نماز تراویح رمضان شریف میں مرد اور عورت کے لئے سنت مؤکدہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی نماز تراویح پڑھی ہے نماز تراویح کی جماعت سنت کفایہ ہے یعنی اگر بعض لوگ جماعت سے تراویح پڑھینگے تو اوروں کے سر سے سنت ادا ہو جائیگی تراویح کی بیس رکعتیں ہی مسنون ہیں اور اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کرنا چاہیئے جو لوگ آٹھ یا بارہ بتلا کر مسلمانوں میں نفاق انگیزی کرتے ہیں وہ عوام پر بہت بڑا ظلم کرتے ہیں ان کی باتوں پر نہیں جانا چاہیئے ان کو سمجھ دو تم بیس ہی رکعت پڑھو اگر یہ لوگ خدا ہر اطاعت الٰہی سے آشنا ہوگئے تو مسلمانوں کو ہرگز بیس رکعت پڑھنے سے نہ روکتے۔

نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے پس جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ان پر ترک سنت کا گناہ ہوگا۔ مسافر اور مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورت اگر تراویح کے وقت پاک ہو جائے تو تراویح پڑھنا سنت ہو اگرچہ روزہ نہ ہو۔

تراویح کا وقت بعد نماز عشاء کے شروع ہو کر صبح کی نماز تک رہتا ہے نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح کی نماز میں نہ ہوگا وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے ہی پڑھ لے تو درست ہے۔

تراویح میں پورے رمضان میں ایک بار قرآن ختم کرنا سنت ہے اور تین مرتبہ پڑھنا بہت ہی افضل ہو کم از کم ایک مرتبہ ضرور ختم کرنا چاہیئے قرآن جہاں تک ہو سکے صحیح پڑھنا چاہیئے اور ترتیل کے ساتھ بعض حافظ تو اس قدر تیز پڑھتے ہیں کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کیا پڑھ رہے ہیں غلط سلط فراٹے بھرے چلے جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اپنا کمال دکھاتے ہیں ایسا نہیں ہونا چاہیئے چاہے تمام رمضان میں صرف ایک ہی ختم ہو مگر صحیح اور [illegible] ہو تو وہی کافی ہے قرآن خوانی کی اجرت لینی ناجائز اور حرام ہے قرآن خوانی صرف خدا کے لئے ہونی چاہیئے ہاں اگر خود مقتدی اپنی خوشی سے بغیر کچھ کہے سنے ہوئے دیں تو لے لینا جائز ہے۔

اگر کسی نے فرض نماز نہ پڑھی ہو تو تراویح کی جماعت میں شامل ہونا اس کے لئے جائز نہیں کیونکہ تراویح کی نماز عشاء کی نماز کے تابع ہے اس لئے اول عشاء کی نماز جماعت سے ادا کرے پھر تراویح کی جماعت میں شریک ہو اگر عشاء کی تنہا نماز پڑھی ہو تب بھی تراویح کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے مگر اگر ایک شخص نے فرض کی نماز جماعت سے پڑھی ہو اور تراویح جماعت سے ادا

مسائل رؤیتِ ہلال

شعبان کی ۲۹ تاریخ کو چاند دیکھنا چاہیے اگر چاند نظر آجائے تو صبح کو روزہ رکھنا فرض ہے اگر ۲۹ تاریخ کو آسمان پر ابر یا غبار ہو تو احتیاط کے طور پر ۳۰ ویں کو روزہ نہ رکھنا چاہیے حدیث میں اس کی مخالفت آئی ہے یعنی اگر چاند ہونے میں شک ہو اور کسی نے ۳۰ شعبان کو احتیاطاً اس نیت سے روزہ رکھ لیا کہ شاید کہیں چاند دیکھا ہو تو اس نیت سے روزہ رکھنا جائز نہیں اگر ۲۹ شعبان کو گرد و غبار کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا لیکن ایک دیندار پرہیزگار اور سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے چاند دیکھا ہے تو بس چاند کا ثبوت ہو گیا گواہی دینے والا چاہے مرد ہو یا عورت اس گواہی پر روزہ رکھنا چاہیے

گواہی دینے والا مسجد میں آکر کسی قاضی اور علماء کے سامنے ان الفاظ میں گواہی دے کہ میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا ہے اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو میرے اوپر خدا کی لعنت ہو اگر کسی پردہ نشین عورت نے چاند دیکھا ہو تو پردہ میں ہو کر گواہی دے شوہر سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بلکہ شوہر کو چاہیے کہ اپنے ساتھ لیجا کر گواہی دلوادے۔

ان چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

بھول کر کچھ کھا پی لینے سے، مسواک کر لینے سے، خود بخود قے آنے سے، خوشبو سونگھنے سے، بلا قصد حلق میں گرد و غبار یا مکھی مچھر چلے جانے سے، سر میں تیل اور آنکھ میں سرمہ لگانے سے، احتلام ہونے سے، آنکھ میں دوا یا پانی ڈالنے سے، تھوک اور بلغم نگلنے سے، منہ بھر سے کم قصداً قے کرنے سے، رات کے وقت صحبت کر کے صبح صادق کے قبل نہ نہانے سے، ان سب باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

ان چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

ناک یا کان میں دوا ڈالنے سے، قصداً منہ بھر قے کرنے سے، کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلے جانے سے، ناس لینے سے، حقنہ کرانے سے، کنکر پتھر وغیرہ کھانے سے، بخیال غروب غلطی سے غروب سے پہلے روزہ کھول لینے سے، لوبان وغیرہ کی دھونی سونگھنے سے، سگرٹ، حقہ پینے سے، اس تھوک کو نگل لینے سے جس میں خون غالب ہو، پاخانہ کی جگہ دوا استعمال کرنے سے عورت کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے مذکورہ بالا تمام صورتوں میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اگر دانتوں میں ستلی یا گوشت کا ٹکڑا رہ گیا ہو اور اس کو منہ سے باہر نکال کر کھا لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ وہ کتنی ہی مقدار کا ہو اور اگر اندر ہی اندر زبان سے نکال کر نگل لے تو اگر چنے کی برابر یا اس سے زائد ہو تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

روزہ ٹوٹنے نہ ٹوٹنے کا بیان

خود بخود قے ہو جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا خواہ قے کم ہو یا زیادہ اور اگر اپنے اختیار سے قے کی ہے اور منہ بھر کر آئی ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور منہ بھر کر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر کسی نے روزہ کی حالت میں ناس لی یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور دوا نہیں لی یا عورت روزہ کی حالت میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھ لی تو ان سب صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا واجب ہوگی کفارہ نہیں۔

اگر کوئی شخص سفر میں [illegible] وغیرہ [illegible] گیا اور صبح کو کچھ کھا لیا تو روزہ اس کی صرف قضا دے [illegible] غسل کی ضرورت ہوئی اور غسل دن کو کرے تو کچھ ہرج نہیں ہاں اگر بلا وجہ غسل کرنے میں سستی کرے تو روزہ مکروہ ہے کیا گناہ ہے۔ اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ مکروہ ہے ہاں اگر [illegible] ہو تو مکروہ نہیں۔ اگر کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا مرض کی وجہ سے بے ہوش تھی اور اس سے کسی نے جماع کر لیا تو عورت و مرد دونوں کا روزہ ٹوٹ جائے گا عورت پر صرف قضا لازم ہوگی اور مرد پر قضا و کفارہ دونوں۔

اگر کسی کو روزہ میں قے ہوئی اور یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا قصداً کچھ کھا لیا تو اس پر قضا واجب ہوگی کفارہ واجب نہیں اگر سرمہ لگانے فصد کرانے اور سر میں تیل ڈالنے سے یہ سمجھ کر کہ روزہ ٹوٹ گیا کچھ کھا پی لیا تو پھر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

قضا و کفارہ کا قاعدہ کلیہ

اگر روزہ قصداً توڑا ہو یا ایسا فعل کیا ہو جس سے روزہ کا قصداً توڑنا معلوم ہوتا ہو تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضا واجب ہوگی۔ روزہ توڑنے سے کفارہ اسی وقت واجب ہوتا ہے جبکہ رمضان میں روزہ توڑا ہو۔

روزہ کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے اگر تھوڑے تھوڑے کر کے روزے پورے کرے یا بیچ میں ایک روزہ بھی ناغہ کر دے تو دوسرے دو مہینے کے روزے رکھنے چاہئیں ہاں اگر حیض کی وجہ سے روزے ناغہ ہو جائیں تو کچھ حرج نہیں اگر کسی کو متواتر دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر اپنی توفیق کے موافق کھانا کھلائے کفارہ ادا ہو جائے گا اگر پکا کر کھانا نہ کھلائے کچا اناج دیدے تو بھی جائز ہے اور اگر اناج کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے لیکن کسی مسکین کو ایک سیر چھ چھٹانک سے کم نہیں دینا چاہیے اگر ایک ہی مسکین کو صبح شام ساٹھ دن تک کھانا کھلاتا رہے تو کفارہ صحیح ہو گا مگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے دیدینا صحیح نہیں۔

روزے کے مستحبات

یہ ہیں روزہ میں لغو اور فضول باتوں سے پرہیز کرے زبان کو لگام دے کسی کی غیبت نہ کرے کثرت سے عبادت کرے شب بیداری کرے اور عشرہ اخیر میں اعتکاف کرے روزہ میں یہ چیزیں مکروہ ہیں ان سے روزہ کا ثواب کم ہو جاتا ہے وہ یہ ہیں، جھوٹ بولنا، چغلی کھانا، کسی پر بہتان لگانا، کسی کو برا کہنا، گالی دینا، فضول بکواس کرنا، بلا ضرورت کسی چیز کو چبا کر تھوک دینا، روزہ کی حالت میں بلا ضرورت بجنسی ناپاک رہنا اور منہ میں تھوک جمع کر کے نگل جانا۔

چند ضروری مسائل

اگر کوئی شخص سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے پھر قضا دیدے بشرطیکہ سفر میں سخت تکلیف ہو اور اگر سفر میں کوئی تکلیف نہ ہو یا شام تک آرام سے گھر پہنچ جانے کا یقین ہو یا راحت و آرام کا سامان موجود ہو تو ایسے سفر میں روزہ رکھنا اولیٰ ہے اگر سفر میں روزہ رکھنے کی وجہ سے سخت تکلیف اور پریشانی کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔

کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کو روزہ نقصان پہنچائے یا روزہ رکھنے سے بیماری بڑھ جانے یا جان ہی جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے پھر قضا کر لے مگر محض اپنے دل ہی سے [illegible]

اسلام کا اہم رکن زکوٰۃ اور تقسیم دولت کا زریں اصول

از جناب مولوی سید نذیر الحق صاحب

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ قرآن حکیم حقائق و معارف کا ایک بیکراں سمندر ہے جس میں فلسفہ اخلاق بھی ہے تمدن و حضارۃ کے احکام بھی تہذیب و شائستگی کے اصول و ضوابط بھی اور تدبیر منزل اور سیاست ملک کے آئین و قوانین بھی اور ایسے جاذب قلوب و انظار ہیں کہ آج دنیا کی تمام مہذب اور ترقی یافتہ قومیں قرآنی اصول و احکام کی پابندی ہی سے خوش حال و فارغ البال ہیں دنیا کی کونسی ایسی دانشمند قوم ہے جو اسلامی تعلیمات سے اثر پذیر نہیں اور کونسی عقل ہے جو اسلام کی گرویدہ نہیں [illegible] قرآن حکیم دنیا میں آیا ہی اسلئے ہے کہ انسانوں کو زندگی حیات کا نور بخشے ان میں اعلیٰ ترین اخلاق پیدا ہوں انہیں تمکین فی الارض حاصل ہو کوئی بڑی سے بڑی طاقت ان کا مقابلہ نہ کر سکے اور وہ اغیار و اجانب کے محتاج و دست نگر نہ رہیں

قرآنی تعلیمات پر چلنے والوں کو دین بھی ملتا ہے اور دنیا بھی وہ دنیا میں بھی حکمران و غالب ہوتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی سربلند و سرفراز مگر اس کا کیا [illegible] پر چلنا چھوڑ دیا تبھی تو غلام و محکوم

[illegible] اپنی سلطنت

[illegible] ہو گئیں۔

[illegible] استوار

[illegible] تہذیب

[illegible] اسلام

[illegible] وحشی صورت

[illegible] بھی زائد

[illegible] سرمایہ کا کتنا

[illegible] سے بالاتر

[illegible] اپنی ضرورت کے

[illegible] لئے خرچ کرنے

[illegible] اقتصادی حالت

[illegible] اسلام کے تعلیمات

[illegible] ایک اہم

[illegible] کے بعد اپنے

[illegible] کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ مساکین و فقراء کو دینا فرض اہم ہے اس فریضہ [illegible] اقتصادی سیاسی مذہبی اور اخلاقی خوبیاں پنہاں ہیں وہ نہیں [illegible] حقیقت میں [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] کریں تو [illegible] اسلام کی [illegible]

اسلامی مدارس میں جان پڑ جائے، تبلیغی انجمنیں جی اٹھیں اور دولت کی محبت سے مسلمانوں کے سینے پاک ہو جائیں۔

مومنین کی شان میں اللہ پاک فرماتے ہیں کہ وہ اپنی ہر چیز اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خواہ وہ پیسہ ہو یا عطیہ ہوں اور خواہ جان وہ سب کچھ حق و حریت کی حمایت کے لئے قربان کر دیتے ہیں پھر فرمایا والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون اللہ کے یہ خاص بندے زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام دنیا میں اسلئے آئے ہیں کہ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تاکید و ہدایت کریں چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا میں آتے ہی اعلان کیا واوصینی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں نماز پڑھتا اور زکوٰۃ دیتا رہوں حضرت حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اساس تعلیم بھی یہی تھی وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ یعنی وہ اپنی اہل کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔

زکوٰۃ کی ادائیگی اسقدر اہمیت رکھتی ہے کہ زکوٰۃ کے ادا کرنے پر حضرت ابوبکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی اور فرمایا واللہ جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس کے ساتھ جنگ کروں گا کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔

نماز اور زکوٰۃ قرآن کریم میں جہاں جہاں نماز کا حکم ہے وہاں اس کے ساتھ ہی بلا فصل زکوٰۃ کا حکم بھی دیا گیا ہے گویا نماز و زکوٰۃ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ انہیں دونوں کی پابندی سے عمل اسلام کا اظہار ہوتا ہے عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں۔ ابی اللہ ان یقبل الصلوٰۃ الا بالزکوٰۃ اللہ تعالیٰ زکوٰۃ کے بغیر نماز قبول نہیں فرماتے

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔

امرتم باقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ومن لم یزک فلا صلوٰۃ لہ تمہیں نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا گیا ہے جو زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز کس کام کی۔

قومی حیات وابستہ ہے قومیات کے قیام و استحکام اور حکومت و خلافت کے ساتھ اس کے لئے ہر وقت روپے کی ضرورت ہے اس لئے اسلام کہتا ہے کہ اپنی دولت کا چالیسواں حصہ ملک کی فلاح و بہبود اور قومی حیات کے لئے دیدو اگر تم نے اس میں بخل کیا تو تمہاری نمازیں بیکار ہیں اور قیامت کے روز اسی دولت سے داغا جائے گا۔

حیات قومی اسی میں ہے کہ منہیات سے بچیں نفس و دولت کے وہ جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف کر دی جائے مسلمان جنت کے عوض اپنا جان

... مرتب ہو سکتا ہے اس لئے اگر کسی نے فرض تنہا پڑھے ہوں تو وتر جماعت سے نہیں پڑھ سکتا۔

ایک مسجد میں تراویح کی جماعت دو مرتبہ کرنا مکروہ ہے ہاں اگر ایک امام دو مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھا دے تو جائز ہے۔ اگر ایک امام ہی پوری بیس رکعتیں پڑھا دے تو افضل ہے اور اگر دو امام پڑھائیں تو مستحب ہے کہ ہر امام اپنا ترویحہ پورا کر کے الگ علیحدہ ہو۔ اگر فرض و وتر ایک امام پڑھائے اور تراویح دوسرا امام پڑھائے تو درست ہے۔

جن مساجد میں قرآن ختم نہیں کیا جاتا وہاں کے اماموں کو چاہئے کہ تراویح میں سورہ فیل سے آخر تک دس سورتیں تراویح میں پڑھیں۔

ترویحہ تراویح کی بیس رکعتیں ہوتی ہیں ان میں اختیار ہے خواہ دو دو رکعت کی نیت سے ادا کرے خواہ چار چار رکعتیں کر کے پوری کرے ہر چار رکعت کے بعد کچھ دیر بیٹھنا مستحب ہے اس کو ترویحہ کہتے ہیں جس میں اس تسبیح کا پڑھنا افضل ہے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهَيْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْجَلَالِ وَالْكَمَالِ وَالْبَقَاءِ وَالثَّنَاءِ وَالْبَهَاءِ وَالْآلَاءِ وَالنَّعْمَاءِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ تراویح بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا مکروہ ہے۔

قرآن مجید دنیا میں کس لئے نازل ہوا تھا

اس لئے کہ اس کے ماننے والے اس کے معانی و مطالب سے آگاہ ہوں اس کے درس و فکر سے اپنے اندر ایمان اور عمل صالح کی صحیح روح پیدا کریں اور اپنی زندگی کو قرآنی عمل کے سانچے میں ڈھالیں اسی لئے رمضان شریف کی برکتوں کا ایک اہم جز نماز تراویح ہے اس کی غرض یہ ہے کہ دنیا بھر میں ایک مسلمان بھی ایسا نہ رہے جس کے کان میں قرآنی الفاظ اور اس کے مطالب و معانی سے نا آشنا رہیں۔ دنیا کی مذہبی کتابوں میں یہ شرف صرف قرآن ہی کو حاصل ہے کہ دنیا بھر کی مساجد میں ہر روز عشاء کی نماز کے بعد پورے تیس دن ہر مسلمان ایک حافظ قرآن کی زبان سے قرآن مجید سنتے ہیں مگر آہ مسلمانوں نے صرف لفظی تلاوت ہی کو سب کچھ سمجھ لیا ہے۔ جب نوے فیصدی مسلمان عربی سے ناواقف اور قرآن کے معانی سے بے خبر ہوں تو وہ نتائج و اثرات کیونکر مرتب ہو سکتے ہیں جو قرآن کی تلاوت اور سماعت سے لازمی طور پر مرتب ہونے چاہئیں۔

یہ کیسی بے اثری اور ناکامی ہے کہ پورے رمضان میں قرآن کی تلاوت اور سماعت کا نتیجہ صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ختم قرآن کے بعد قرآن پڑھنے والے اور سننے والے شیرینی کا حصہ لے کر اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں جیسے کورے قرآن پڑھنے اور سننے سے پہلے ہوتے ہیں ایسے ہی قرآن پڑھ کر اور سننے کے بعد رہتے ہیں رسمی تلاوت و سماعت کے علاوہ کوئی دنیاوی علمی، اخلاقی، روحانی، سیاسی اور عملی فائدہ حاصل نہیں کرتے حالانکہ اگر

ہم قرآن کے معانی و مطالب سے [illegible] کر لیتے تو [illegible] مسلمانوں کی [illegible] ہوتی اور ہم کبھی بھی دین و دنیا کے [illegible] نہ ہوتا۔

رمضان المبارک کے مہینے میں شیطان مقید ہو جاتا ہے

یہ محض استعارہ نہیں حقیقت ہے کہ رمضان کے مہینے میں دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطان پابند زنجیر ڈال دئے جاتے ہیں اگر کسی روزہ دار کو اس حقیقت کا مشاہدہ کرنا ہو تو اور اس کا ثبوت معلوم کرنا ہو تو اسے چاہئے کہ اسلامی احکام کے مطابق روزہ رکھے یعنی صرف منہ ہی نہ باندھ لے آنکھ ناک کان زبان، دل اور دماغ پر بھی خوف الٰہی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے پہرے بٹھا دے پھر دیکھئے رمضان میں ابلیس علیہ اللعنۃ کو ایک ماہ قید بامشقت کی سزا ملتی ہے یا نہیں۔

لب بہ بند و چشم بند و گوش بند　　گر نہ بینی نور حق بر من بخند

یاد رکھو کہ رمضان میں دوزخ کے دروازے بالیقین بند ہو جاتے ہیں اور شیطان ضرور مقید ہو جاتا ہے مگر ان کے لئے جو روزہ رکھ کر نفس و شیطان کو مقید کر لیتے ہیں اپنے اعضاء جسمانی پر تقویٰ کے پہرے بٹھا دیتے ہیں اور اسلامی احکام کے مطابق روزہ رکھتے ہیں۔ ہاں جو لوگ رمضان کے روزے تو رکھتے ہیں لیکن روزہ کے شروط و قیود اور لوازم کو ملحوظ نہیں رکھتے ان کے لئے رمضان کا آنا نہ آنا برابر ہے منہ بند کرنے والوں کو رمضان سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

دعوت عمل

مسلمانو! تم عبادت صوم کی حقیقت اس کی تفصیلات اور اس کی اہمیت و عظمت سے واقف ہو چکے ہو۔ رمضان المبارک آنے والا ہے اس کے فیوض و برکات کے موتی رول و عروج اور ارتقاء کی منزل تمہارے سامنے ہے اگر تمہارے دلوں کی گہرائیوں میں ایمان و عرفان اور احکام خداوندی کی تعمیل و تکمیل کا کوئی ولولہ باقی ہے تو رمضان کے پورے روزے تمام شروط و قیود کی پابندی کے ساتھ رکھ کر روحانی طہارت و پاکیزگی حاصل کرو۔ مسلمانو! اپنے اخلاق و روحانیت کا جائزہ لو تمہارے قلوب و دماغ ایمان و عرفان کی روشنی سے محروم ہیں اور ان پر معصیت و اعتقادات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے تمہارے روحانی و جسمانی قویٰ پر سستی چھائی ہوئی ہے اور تم نفس و شیطان کے پھندوں میں بری طرح پھنسے ہوئے ہو اگر دونوں دشمنوں سے چھٹکارا چاہتے ہو اور تزکیہ باطن حاصل کرنا چاہتے ہو تو روزے رکھ کر نفس و شیطان کی غلامی سے نجات حاصل کرو اور ماہ رمضان کو ذکر الٰہی میں گزارو اور اس طرح [illegible]

دعا ہے کہ اللہ پاک اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم تمام مسلمانوں کو ہمیشہ اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

صبر و اجر

(از جناب مولانا محمد صاحب [illegible] دہلوی)

دل کو پُر سکون رکھنے والی طبیعت کو ڈھارس دینے والی امنگوں کو اُبھارنے والی روشن آئندہ اُمید کو کھلنے والی خشک طبیعت کو لہلہا دینے والی چیز صبر ہے جس دل میں صبر و سہار نہیں وہ ہمیشہ غم و رنج میں درد و دکھ میں مبتلا رہتا ہے اس لئے قرآن کریم نے صبر کی تعلیم ان الفاظ میں دی فرماتا ہے۔

ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین ہ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اولئک علیہم صلوات من ربہم ورحمۃ واولئک ھم المھتدون ہ یعنی کبھی تم کو خوف سے کبھی بھوک پیاس سے کبھی جان و مال سے اور پھل پھول کی کمی سے غرض طرح بہ طرح ہم تمہیں آزمائیں گے مستحق مبارکباد ہیں وہ ہستیاں جو ان موقعوں پر اپنی ثابت قدمی دکھائیں اپنے عزم و استقلال میں فرق نہ آنے دیں صبر و سہار سے کام لیں اور ہر ایسا کے وقت ہر مصیبت اور درد و دکھ کے وقت ایمان و عقیدے کے ساتھ ہی اقرار کریں اور رب سے ان الفاظ میں سرگوشی کر لیں کہ باری تعالے ہم تو خود ہی تیرے ہیں تیری ملکیت میں ہیں اور پھر لوٹ کر بھی تیرے ہی قبضے میں آرہے ہیں تیری طرف تیز قدموں دوڑے چلے آرہے ہیں یہی وہ ہیں جن پہ ان کے رب کی مہربانیاں ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں اور اس کی رحمت کے بادل جھوم جھوم کر ان پہ برستے رہتے ہیں صحیح معنے میں راہ یافتہ یہی لوگ ہیں۔

دنیا میں وہ کونسا درخت ہے جسے ہوا نہ لگی ہو وہ کونسا انسان ہے جو ہمیشہ خوش و خرم ہی رہا ہو؟ مصیبت تکلیف دکھ درد انسان کے لئے ہی ہے اس کی حالت کبھی یکساں نہیں رہتی۔ آج کچھ ہے تو کل کچھ ہے تھوڑی تھوڑی مصیبت پر گھبرا جانا صبر کے دامن کو ہاتھ سے چھوڑ دینا شان مومنانہ کے خلاف ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **ما اعطی احد عطاء خیرا واوسع من الصبر** (بخاری) یعنی صبر کی توفیق جسے دی جائے سمجھ لو کہ اس سے بہتر اور اس سے عمدہ عطیہ کسی کو نہیں ملا۔ بعض آثار میں وارد ہے کہ الصبر نصف [illegible] [illegible] مومن کی شان حدیث شریف میں آئی ہے کہ **ان اصابتہ سراء شکر فکان خیرا لہ وان اصابتہ** [illegible] یعنی اگر راحت و خوشی پہنچی [illegible] پا جاتا ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف اور رنج پہنچا تو اس پر صبر کر کے درجے پا جاتا ہے پس ہر حال میں [illegible] دونوں حالتوں میں [illegible] [illegible] مصیبت کے وقت [illegible]

پریشان ہو جاتا ہے ضرورت ہوتی ہے کہ اُسے تسکین دی جائے مسلمان کے لئے کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ تسکین کسی کے کلام میں نہیں ہو سکتی لیجئے سنئے۔ محسن حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں **المصیبۃ تبیض وجہ صاحبہا یوم تسود الوجوہ** (طبرانی) یعنی جس پر کوئی مصیبت آئی اور اس نے صبر سے کام لیا تو قیامت کے دن جبکہ بہت سے لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے ان صابروں کے چہرے سفید نورانی چمکتے ہوئے ہوں گے۔

سنئے صبر کے سوا مصیبت کا کوئی چارۂ کار نہیں صبر نہ کرنے والے ایک طرف تو اپنی مصیبت بڑھاتے ہیں دوسری جانب اپنا اجر کھوتے ہیں اور بے صبری سے نہ تو کھوئی ہوئی چیز واپس آ سکتی ہے نہ تکلیف دور ہو سکتی ہے بلکہ تکلیف پر تکلیف بڑھ جاتی ہے اور خدا کی نظروں سے وقعت گر جاتی ہے اسی لئے رسول خدا شافع روز جزا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لیس منا من ضرب الخدود وشق الجیوب ودعی بدعوی الجاھلیۃ** (بخاری مسلم)

جو شخص مصیبت اور رنج کے موقعہ پر اپنے گالوں پر تھپڑ مارے اپنے کپڑے پھاڑے اور جاہلیت کی باتیں زبان سے نکالے وہ ہماری جماعت میں نہیں برخلاف اس کے جب بندہ صبر و شکر سے کام لے تو جہاں ایک طرف اس کی دلجمعی ہوتی ہے وہاں دوسری طرف خدائے تعالے سے بہت بڑا انعام پاتا ہے چنانچہ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ جب کسی مسلمان کا کوئی چھوٹا بچہ مرتا ہے اس کی روح قبض کرنے والے فرشتوں سے جناب باری جل جلالہ فرماتا ہے کہ تم نے میرے ایک بندے کے بچے کی روح قبض کر لی اس کے کلیجے کے ٹکڑے کو اس سے چھین لیا بتلاؤ اس نے کیا کہا؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ خدایا اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور تیری تعریفوں میں لگا رہا اس کی زبان سے تیری حمد ادا ہوئی اسی وقت اللہ عزوجل حکم دیتا ہے **ابنوا لعبدی بیتا فی الجنۃ وسموہ بیت الحمد** یعنی میرے اس بندہ کے لئے جنت میں ایک محل تعمیر کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو مصیبت میں صبر کریں اور اللہ سے اجر حاصل کریں۔

مسلمان بھائیو سنو ہم پر جو بلائیں آتی ہیں جن مصیبتوں میں ہم مبتلا کئے جاتے ہیں اگر سوچو تو وہ بھی ہمارے لئے سراسر فائدہ [illegible] ہی ہوتی ہیں ان سے گناہ معاف ہوتے ہیں نیکیاں ملتی ہیں درجے بڑھتے ہیں مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کو کوئی کانٹا بھی لگے تو اس کے بدلے بھی اس کے گناہ جھڑتے ہیں اور نیکیاں ملتی ہیں اللہ تعالٰے اپنے نبی پر درود و سلام نازل فرمائے کیا ہی پاک تعلیم دی ہے فرماتے ہیں **من اعطی فشکر وابتلی فصبر وظلم فاستغفر وظلم فغفر ثم سکت**

مال خدا کے ہاتھ فروخت کر چکا ہے پھر اس کا کیا

انفاق فی سبیل اللہ کی شرطیں

زکوٰۃ و خیرات دیکر احسان نہ جتاؤ کہ

انھیں یاد دلا کر اذیت دو۔ اس میں ریاکاری کا شائبہ نہ ہو۔ بلکہ مال کو محض اس لئے خرچ کرنا چاہئے کہ اللہ کی رضامندی حاصل ہو اور نفس میں مالی قربانی کی پختگی پیدا ہو۔ زکوٰۃ و خیرات میں وہ مال دو جو جائز طریق سے کمایا گیا ہو۔ زکوٰۃ و خیرات کرنے کے بعد فقر و تنگدستی کا خیال دل میں نہ آئے اور خرچ کرنے کے بعد دل میں کسی قسم کی تنگی نہ ہو۔

دولت کمانا اسلام کے اصول اساسی میں سے ہے اس نے مال کو خیر سے تعبیر کیا ہے اس نے دولت کو امتوں اور قوموں کے قیام کا باعث بتلایا ہے اس کے بعد بار بار انفاق فی سبیل اللہ زکوٰۃ اور صدقات و خیرات پر زور دیا ہے وہ بتلاتا ہے کہ دولت کمانا انسان کا مقصد حیات نہیں بلکہ اسے ملک و ملت کی راہ میں صرف کرنا ہی اس کی انتہائی غرض ہے

مصارف زکوٰۃ و صدقات

فقرا، مساکین، خیرات وصول کرنے والے، وہ نو مسلم دولت سے جن کے دل کو پرچانا منظور ہو، غلاموں کی آزادی میں، قرضداروں کے قرض ادا کرنے میں، اللہ کے راستے میں اور مسافروں میں یہ ہیں مصارف زکوٰۃ و خیرات یعنی زکوٰۃ کے حقدار فقرا، مساکین، یتامیٰ اور عاملین، مسافر اور قرضدار وغیرہ ہیں۔ فقیر وہ شریف آدمی ہے جو باوجود مفلس ہونے کے اپنی حاجت دوسروں کے پاس نہ لیجائے اور کسی پر اپنی غربت کا اظہار نہ کرے اور مسکین وہ ہے جس کا افلاس ظاہر ہو چکا ہو اور عام لوگوں کو اس کی ضروریات کا علم ہو۔

زکوٰۃ و خیرات کے مستحق سب سے پہلے عزیز و رشتہ دار ہیں قرآن حکیم نے رشتہ

داروں کے ساتھ حسن سلوک کی بہت تاکید کی ہے [illegible] [illegible] [illegible] انھیں یاد دلا کر [illegible] [illegible] خرچ کرو تمہارے مال میں رشتہ

یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتمی والمساکین وابن السبیل

داروں، یتیموں، محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے۔

رشتہ داروں سے انسان کو قدرتی طور پر محبت و ہمدردی ہوتی ہے اگر ان کی امداد کروگے تو حمیت و عصبیت قومی کی وجہ سے وہ تمہارے دست و بازو بن جائینگے جہاں تمہارا پسینہ گریگا وہاں وہ اپنا خون بہانے کو تیار ہو جائینگے تمام کنبہ شیر و شکر بنکر رہے گا اور اہلی زندگی کی حقیقی مسرت و شادمانی سے لطف اندوزی کا موقعہ ملیگا۔

ایک حدیث میں حضور فرماتے ہیں کہ مسکین کو زکوٰۃ و خیرات دینا صرف صدقہ ہوگا مگر ایک رشتہ دار کو دینے میں دو حیثیتیں ہیں ایک صدقے کے اعتبار سے دوسرے صلہ رحمی کی بنا پر الغرض رشتہ داروں کو زکوٰۃ و خیرات دینے میں بہ نسبت اوروں کے دوگنا ثواب ہے

مسلمانوں اصحابہ کی جانی و مالی قربانیوں سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں ان کی مالی قربانی کی یہ کیفیت تھی کہ جنگ کے لئے روپے کی ضرورت ہے حضرت ابوبکر جاتے ہیں اور سب کچھ لاکر نذر کر دیتے ہیں اس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان کے سامنے تمام بادشاہتیں سرنگوں ہوگئیں آج تم بھی اگر اپنے اندر جانی و مالی قربانی کا جذبہ پیدا کرو تو یہ مغرور طاقتیں جن کے قدموں میں تم پڑے ہوئے ہو تمہارے قدم چومیں اور گذرا ہوا زمانہ عود کر آئے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

اکلِ حلال

(از جناب مولانا مولوی لطیف الرحمٰن صاحب دہلوی)

سرور عالم اور ہادی اخلاق دنیا کے پیشوا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب میں ایک عظیم الشان جدید قومیت کی بنیاد رکھی اور اسی وقت اس کے ماننے والوں سے وعدہ کیا کہ دنیا و آخرت میں ان کو نہایت ہی عزت و احترام کے ساتھ رزق ملیگا اس دنیا میں اس کو حکومت نوازش ہوگی اور مرنے کے بعد فردوس کے وارث بنیں گے۔

قرآنی تعلیمات کی رو سے مسلمان دنیا کی زندگی اس لئے اختیار کرتا ہے تاکہ خلافت ارضی حاصل کرے اس لئے کہ اسے حاصل کرکے بنی نوع انسان کی خدمت سرانجام دے اور دنیا میں خدا کی حکومت و بادشاہی قائم کرے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے ظاہر و باطن کی طہارت و پاکیزگی کا اہتمام کرے۔ باطنی پاکیزگی کی شرط اولین اکل حلال ہے یعنی اپنے پیٹ کو حرام و مشتبہ کمائی کی چیزوں سے پاک رکھے تاکہ باطن میں پاکیزگی حیات کا نور پیدا ہو سکے۔

اسلام کے نزدیک پاک کمائی وہ ہے جس کو ناجائز ذرائع سے نہ حاصل کیا گیا ہو اور جس کی قانون الٰہی نے اجازت دی ہو۔ اس مقصد عظیم کے لئے سب حلال کی ضرورت ہے اسلام اس بات پر حد سے زیادہ زور دیتا ہے کہ لوگ اپنی ضروریات انجام دینے پر خود قادر ہوں قوم کا ایک فرد بھی رشوت، قماربازی، سود خوری، عیاشی اور گداگری کی لعنت میں مبتلا نہ ہو لوگ اخلاق اور بیکار زندگی بسر نہ کریں بلکہ ذاتی اور شرعی ضرورتوں کے لئے اپنی روزی آپ پیدا کریں محنت و مشقت سے کمائیں اور پھر کفایت شعاری کیساتھ دولت کو خرچ کریں وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کریں قرض و سود لعنت و خیرات سے بچیں اور اس طرح اکل حلال سے اپنے آپ کو خلافت و حکومت کا قابل بنائیں۔

مسلمان کو پہلا سبق اخلاقی سبق ملتا ہے کہ وہ دنیا کی ہر اچھی چیز کو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے اور اپنے اور حکومت کے لئے تیار رہے ان چیزوں سے پرہیز کرے جو روحانی و جسمانی صحت کے لئے مضر ہوں جن سے بد اخلاقی و اخلاق خاصہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہو اور جن سے اعمال میں حسن و پاکیزگی آ جائے۔

ساری دنیا جانتی ہے کہ اسلام نے اپنی روزی آپ پیدا کرنے اور حصول دولت کے سلسلہ میں تجارت کی تاکید و ہدایت کی ہے اور تجارت کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان کو محنت و مشقت کی عادت پڑے۔ اسلام تجارت کو سب سے بڑا عامل ہے ان پیشوں کا مخالف ہے جن سے کاہلی اور سستی پیدا ہو اور جو انسان کو اخلاق فاضلہ اور کمالات انسانیت سے محروم کر دیں۔ میرا دعویٰ ہے کہ اگر مسلمان اس اخلاقی روحانی معاشری اور اقتصادی نظام پر عمل کریں اور اس کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لیں تو ان [illegible]

ہو کر آئے ان کی زندگیوں میں پاکیزگی حیات کا نور چمک اٹھے اور اللہ تعالیٰ ان کو بلا تاخیر آج ہی تخت و تاج کا مالک بنا دے۔

جو قوم معاشرت و اقتصاد میں ان اصول و قوانین پر عمل پیرا ہو وہ محتاج کبھی بھی غلام و محکوم، ذلیل و محتاج اور مفلس و قلاش نہیں ہو سکتی۔

اکل حلال کی وقعت و اہمیت

کا اندازہ ناظرین نے مندرجہ بالا پیراگراف سے لگا لیا ہوگا اور معلوم کر لیا ہوگا کہ اقتصادی اور معاشرتی تمدنی، سیاسی، اخلاقی اور روحانی ترقی و کامیابی کا سنگ بنیاد اکل حلال ہے جس پر حیات قومی کا دارومدار ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

یا ایھا الناس کلوا مما فی الارض حلٰلا طیبا لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال و طیب ہیں وہ کھاؤ۔

یعنی ایسی چیزیں استعمال کرو جن کی طہارت و پاکیزگی کا تمہیں یقین ہو اور جو حیات قومی کا باعث ہوں یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے آخرت کو جنت و سنا کا مقام ٹھیرا دیا ہے اور دنیا کو محنت و اضطراب اور مستعد ہو کر کمانے کا مکان مقرر فرمایا ہے۔ دنیا میں مستعد ہونے کے معنے یہ ہیں کہ دنیا کو بھی حاصل کرے اور دین کو بھی حضور کا مشہور فرمان ہے "دنیا آخرت کی کھیتی ہے" دنیا ہی سے آخرت بنتی ہوگی اسی کے لئے جو طلب معاش میں آداب شرعیہ کی پابندی نہیں کرتے ان کے حق میں دنیا وسیلۂ آخرت کبھی نہیں بن سکتی۔

طلب معاش کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

وجعلنا النھار معاشا "ہم نے دن کو روزگار کے لئے بنایا" پھر فرمایا وجعلنا لکم فیھا معایش قلیلا ما تشکرون "اور بنایا ہم نے تمہارے لئے اس میں روزیاں کو۔ تم تھوڑا شکر کرتے ہو"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے معیشت کو نعمت فرمایا ہے اور اس پر شکر کی طلب کی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

من الذنوب ذنوب لا یکفرھا الا الھم فی طلب المعیشۃ

"بعض گناہ ایسے ہیں جن کو سوائے فکر طلب معیشت کے اور کوئی چیز دور نہیں کرتی"

نیز حضور کا فرمان واجب الاذعان ہے:۔

من طلب الدنیا حلالا تعففا عن المسئلۃ وسعیا علی عیاله وتعطفا علی جارہ لقی اللہ ووجھه کالقمر لیلۃ البدر "جو شخص دنیا کو حلال و جائز طریقہ سے طلب کرنے سوال سے بچنے کے لئے اور اس بات کی کوشش کرے کہ اپنے اہل و اولاد کی پرورش [illegible]

فقالا ما له یا رسول الله قال او تلك لهما كانتا
وهم مقت وقت یعنی جب خدا کی طرف سے کوئی نعمت ملے تو وہ شکر کرے کوئی بلا آئے تو وہ صبر کرے کوئی گناہ ہو جائے تو توبہ استغفار کرے کسی پر اس سے ظلم ہو جائے تو معافی مانگ لے

اس پر کسی کی طرف سے ظلم ہو جائے تو معاف کر دے یہ سب جیسے خدا کی طرف سے دونوں جہان میں امن ملتا ہے اور یہی سب جو خدا کی سیدھی راہ پر چلنے کے لئے بتا دیا جاتا ہے حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی صاحبہ رضی اللہ تعالٰی عنہا آپ کی خدمت میں کہلا بھیجتی ہیں کہ حضور میرا بچہ آپ کا نواسہ انتقال کی حالت میں ہے تشریف لائیے آپ جواب میں سلام کے بعد کہلواتے ہیں کہ جو خدا نے لے لیا وہ اسی کا تھا جو اس نے ہمیں دے رکھا ہے وہ بھی اسی کا ہے ہر کام اس کے پاس وقت مقرر ہے تمہیں صبر کرنا چاہیے اور خدا تعالٰی سے ثواب طلب کرنا چاہیے الغرض راحت کے وقت بھول جانا اور خدا کو بھول جانا اور مصیبت کے وقت مایوس ہو جانا اور بے صبری کرنا یہ دونوں باتیں تعلیم اسلام کے سراسر خلاف ہیں مسلمانوں کو ہر وقت خدا پر نظر رکھنی چاہیے رنج و راحت دونوں وقت اس کی رضا جوئی میں رہنا چاہیے ہمیشگی والی چیز ہے وہ یہ تو چڑھتی ڈھلتی چھاؤں ہے

برادران! اب میں آپ کو اپنے اسی مضمون کی حدیثیں اور بھی سناتا ہوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے ایک صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو ملول و رنجیدہ خاطر بیٹھے ہوئے دیکھ کر وجہ دریافت فرماتے ہیں وہ جواب دیتے ہیں کہ میرے کلیجے کا ٹکڑا میری آنکھوں کا نور میرے دل کا سرور مٹ گیا میرا چھوٹا بچہ جس سے مجھے بہت ہی محبت تھی فوت ہو گیا آپ فرماتے ہیں اور کیا ہی پیاری بات فرماتے ہیں کہ اما تحب ان لا تاتی بابا من ابواب الجنة الا وجدته ينتظرك
کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں کہ تم جنت کے جس دروازے پر جاؤ وہاں اپنے بچے کو تمہارے انتظار میں کھڑا پاؤ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جن کے تین تا پانچ بچے فوت ہو جائیں اور ماں باپ صبر کریں اللہ تعالٰی نے انہیں اپنے فضل سے بہشت بریں میں جگہ دیا

لوگوں نے کہا حضور ہم کو معلوم ہے ... پوچھا اگر کسی کا ایک ہی ہوا ہو فرمایا اس کے ماں باپ کے لئے بھی جنت واجب ہو گئی
اے وہ لوگو! جو اپنے چھوٹے بچوں کو خدا کے پاس بھیج چکے ہو اور اپنے محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ایک خوشخبری سنو آپ فرماتے ہیں صغارهم دعاميص الجنة يلقى احدهم اباه فياخذ بناحية ثوبه فلا يفارقه حتى يدخله الجنة (مسلم)
یعنی یہ چھوٹے بچے اپنے باپ کا دامن تھام لیں گے اور جب تک جنت میں نہ پہنچا دیں ان کا دامن نہ چھوڑیں گے۔

کوئی شک نہیں کہ وہ بچے اپنے ماں باپ کی گودیوں میں ناز و نعمت سے پلتے تھے لیکن اب بھی آپ یہ نہ سمجھئے کہ وہ ناز و نعمت ان سے چھن گیا نہیں بلکہ اب وہ اس سے بھی زیادہ نعمتوں میں ہیں وہ خلیل الرحمٰن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گودیوں میں جنت الفردوس میں خدا کی مہمانی میں ہیں ان کے لئے جنت کی تمام نعمتیں حاصل ہیں وہ اپنے ماں باپ کے شفیع اور سفارشی ہیں علاوہ اس کے اس مصیبت کا ثواب جو ان کے باپ کو ان کے صبر پر ملا وہ ہے کہ یہ عمر بھر نیکیاں کر کے بھی نہ پا سکتے تھے اور اتنا ہی نہیں کہ جو ثواب بروقت مصیبت مل گیا وہ مل گیا نہیں اب بھی حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ۔

ما من مسلم ولا مسلمة يصاب بمصيبة فيذكرها وان طال عهدها فيحدث لذالك استرجاعا الا جدد الله تبارك وتعالى له عند ذالك فاعطاه مثل اجرها يوم اصيب بها (ابن ماجه)

یعنی جس مسلمان مرد و عورت کو کوئی مصیبت تکلیف پہنچے پھر مدتوں بعد آئے وہ یاد آئے اور اس کے دل پر چوٹ لگے اور وہ انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھے تو جو اجر اسے مصیبت کے پہنچتے ہی حاصل ہوا تھا وہی اب بھی ملتا ہے گو کتنا ہی لمبا زمانہ گزر چکا ہو۔

پروردگار ہمیں صبر کی توفیق عنایت فرما ہمیں مصیبتوں سے بچا اور جو پہنچے اسے ہمارے ثواب کا ذریعہ بنا اور اس سے ہمارے گناہوں کو ہٹا۔ آمین۔

[illegible] کے سوال کا در وازہ بند کر دیا ہے اور میری عام تعلیم یہ ہے کہ اگر خدا نے تم کو ہمت و طاقت دی ہے تو فرض ہے کہ اس کو اپنی روزی کے لئے بروئے کار لاؤ اور توکل و قناعت کو ان معنوں میں استعمال نہ کرو کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھ جاؤ اور منتظر رہو کہ کب کوئی آئے تمہارے لئے کھانا اور تمہارے منہ میں ڈالے اور فرمایا کہ میرے مریدوں میں سے جو کوئی اپنے دست بازو سے نہ کمائیگا قیامت کے دن میرا منہ نہ دیکھیگا۔

گفت پیغمبر کہ جنت از الٰہ گر ہمی خواہی ز کس چیزے مخواہ
گر نخواہی من کفیلم مر ترا جنت الماویٰ و دیدار خدا

مولانا روم نے ایک دن دوران وعظ میں فرمایا کہ ایک درویش چالیس سال تک جنگل میں بھوکا پیاسا عبادت الٰہی میں مصروف رہا ایک دن ادہر سے ایک قطب وقت کا گذر ہوا انہوں نے چند طمانچے اس جاہل عابد کے رسید کئے اور کہا اے نامراد احمق! یہ کیا حال ہے؟ درویش کا نفس رنج ہوا بجھوری سے ہوش میں آیا اور کہا بیس سال سے حرام تو کجا حلال بھی نصیب نہیں ہوا پھر آپ ناحق لعن کرتے اور مجھ کو اس سلوک کا مستحق قرار دیتے ہیں قطب وقت نے جواب دیا صبح کی ہوا پھولوں کی خوشبو چاند کی روشنی اور سورج کی تپش سے جو قوت و طاقت حاصل کی ہے وہ کہاں سے آئی ہے؟ بغیر محنت کے ہر چیز حرام ہے کیا تو اس معاملہ سے آگاہ نہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے اول اول جنت سے کھانا آیا کرتا تھا۔ ایکدن وہ کھا رہے تھے کہ ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا کہ اس رغبت و شوق سے کھا رہے ہیں گویا اپنے ہاتھ سے کما کے لائے ہیں۔ خدا کا پیغمبر ہے اور بغیر محنت کے کھاتے ہیں کسب حلال اور محنت کی کمائی جنت کے کھانوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے حضرت سلیمانؑ نے اس دن سے جنت کا کھانا موقوف کر دیا اور اپنی دست بازو سے کما کر کھانے لگے۔

یہ ہے اسلام کی اصل تعلیم جسکو مسلمان فراموش کر کے ناکارہ عضو اور کاہل الوجود بن گئے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ خیر الامم تھے لیکن اب اپنی نااہلی سے زمین کا بوجھ بن گئے ہیں۔

تعویذات اور نذر و نیاز پر گذارہ

اسلام تو محنت و مشقت سے اپنی روزی آپ پیدا کرنے اور اکل حلال کھانے پر زور دیتا ہے مگر معلوم نہیں تعویذات اور نذر و نیاز پر گذارہ کرنے والے ناخلفوں اور پیروں فقیروں کو کس نے پیدا کر دیا۔ ان کاہلوں اور نااہلوں کا گذارہ تعویذوں اور گنڈوں اور نذر و نیاز پر ہے جو ہے ان کی آمدنی کے ذرائع ہیں جاہلوں نے تو اسی کو تعویذ اسکا مجموعہ سمجھ لیا ہے جو لوگ ان کاہلی اور سستی کی دنیا میں رہے ہیں وہ اسکی راہ پر کیا خاک اپنی جانیں خدا کرسکتے ہیں اور دین و حریت کی راہ میں ملک و ملت کے کام آسکتے ہیں اگر یہ لوگ تعلیم صحیح اور عمل صالح اختیار کرتے تو دنیا میں بھی سرفراز رہتے اور آخرت میں بھی جنت کے وارث بنتے۔

کیا یہ لوگ بغیر محنت کے حرام کی کمائی نہیں کھا رہے ہیں؟ کیوں نہیں یہ لوگ قوم کے لئے مستقل لعنت ہیں دن رات سفر میں رہتے ہیں اور مریدوں کی کمائی پر گلچھرے اڑاتے اور ریاستیں بناتے ہیں۔

جن لوگوں کا یہ فرض تھا کہ وہ ابنائے خلق کو جگائیں اور لوگوں کو کارآمد و مفید باتوں سے آگاہ کریں افسوس وہ خود ہی "خویشتن گم است کرا رہبری کند" کے مصداق ہیں اس وضع و قماش کے لوگ تمام معاملات و کل بہ تقدیر کے حوالہ کر دیتے ہیں اور اپنے مریدوں اور معتقدوں کو کوشش سعی اور حلال روزی کی تعلیم نہیں دیتے اور ضروریات زمانہ سے بالکل آگاہ نہیں حالانکہ اسلامی تصوف کا پہلا سبق اکل حلال اور صدق مقال ہے اس کے بغیر تمام عبادتیں ہیچ ہیں۔

جن لوگوں کو تم دیکھو کہ وہ خود اپنا کوئی جائز ذریعہ معاش نہیں رکھتے مگر خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں تو سمجھ لو کہ وہ ناجائز ذریعہ معاش رکھتے ہیں اور زمین کا بوجھ ہیں اب خواہ وہ خوش بیان واعظ و مولانا ہوں یا جبہ پوش صوفی و پیر۔

نیز جو لوگ تعویذات کے اشتہارات سے جاہل مسلمانوں کو لوٹتے ہیں وہ بھی حرام کھا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان مہذب ڈاکوؤں سے مسلمانوں کو محفوظ رکھیں۔

سچ تو یہ ہے کہ ہم بدبختوں اور نااہلوں نے اپنی فطرت صالحہ اپنے جذبات ملکوتیہ اپنے عواطف انسانیت اور اپنی مذہبی تعلیم کو بالکل بدل دیا ہے اور سراسر آرام طلب و عیاش بن گئے ہیں جبھی تو ہمارے اعمال و افعال کے بہتر ثمرات و نتائج نہیں ملتے اور آسمان سے بجائے عزت و برکت کے ذلت و نحوست برس رہی ہے۔

اے اللہ مسلمانوں کو قرآنی فہم و بصیرت عطا فرما اور ان کو عقل دے سمجھ دے کہ وہ اسلامی تعلیمات کو سمجھیں اور ان پر عمل پیرا ہوں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

بیشک وہ چودھویں رات کے چاند کی مانند ہوگا۔"

مسلمان کی دنیا بھی دین ہے

ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک جوان و قوی ہیکل انسان آیا اور کسی کام میں مشغول ہوگیا۔ اصحاب رسول اللہ نے کہا کاش اس کی جوانی و طاقت راہ خدا میں صرف ہوتی حضور نے فرمایا یہ مت کہو اس لئے کہ یہ شخص اگر اپنے نفس کے لئے کام کرتا ہے اور اس غرض سے کہ دریوزہ گری اور سوال کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھے اور لوگوں سے بے پرواہ ہوکر زندگی بسر کرے تو وہ راہ خدا میں ہے اگر اپنے ضعیف ماں باپ اور کمزور بچوں کے لئے محنت و مشقت کرتا ہے تاکہ وہ محتاج نہ رہیں تب بھی وہ راہ خدا میں ہے ہاں اگر محنت و مشقت سے روزی اس لئے کماتا ہے کہ مال کی کثرت سے لوگوں پر فخر کرے تو اس صورت میں وہ راہ شیطانی میں مصروف ہے سبحان اللہ اسلام نے دین و دنیا کو کیونکر پہلو بہ پہلو رکھا ہے اور مسلمانوں کو کیونکر کاہلی و سستی کی زندگی سے بچایا ہے۔ حضور کا ارشاد ہے

"تم میں سے جو شخص پیٹھ پر لکڑیاں لاد لاوے وہ اس شخص سے بہتر ہے جو کسی کے آگے دست سوال دراز کرے۔

جو شخص اپنے نفس پر سوال کا ایک دروازہ مفتوح کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر ستر دروازے مفلسی کے کھول دیگا۔"

حلال کمائی کرنے سے اپنی مفلسی دور کرو

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ بیٹا حلال کمائی کرنے سے اپنی مفلسی کو دور کرنا کیونکہ جو فقیر ہو جاتا ہے اس کے اندر تین باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اول دین کی نرمی دوسرے ضعف عقل اور تیسرے مروت کا جاتے رہنا ان تینوں باتوں سے بڑھکر یہ کہ لوگ اس کو حقیر جانتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو دیکھکر پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں پھر فرمایا تیرے نان نفقہ کی کفالت کون کرتا ہے اس نے کہا میرا ایک بھائی کرتا ہے فرمایا تجھ سے تیرا بھائی زیادہ عابد ہے۔

حضرت ابو سلیمان درانی فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عبادت اس کا نام نہیں کہ اپنے پاؤں طلب رزق سے جوڑ رکھو اور دوسرا شخص تم کو کھانا کھلا دے بلکہ اول دو روٹیوں کا فکر کرو تب عبادت کرو۔ بات بہت ٹھیک ہے سہ

پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔ خداوند روزی بحق مشتغل

ابو قلابہ نے ایک شخص کو وصیت کی کہ میں تم کو اگر طلب معاش میں مصروف دیکھوں تو میرے نزدیک اس سے اچھا ہے کہ تم کو مسجد کے گوشہ میں دیکھوں۔

ایک مرتبہ اتفاقی حضرت ابراہیم بن ادہم سے ملے اور دیکھا کہ ان کے سر پر لکڑیوں کا ایک بوجھ ہے کہنے لگے اے ابو اسحٰق اتنی محنت و مشقت کیوں کرتے ہو تمھاری خدمت کو تمھارے بھائی اور تمھارے خادم موجود ہیں کیا

کم میں۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا۔ اے ابو علی مجھ سے اس قسم کی تعرض نہ کرو کیونکہ میں نے سنا ہے کہ جو شخص حلال کی طلب میں کسی جگہ کھڑا ہوگا اس کے لئے جنت واجب ہوگی۔

ان تمام تفصیلات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ محنت و مشقت سے روزی آپ پیدا کرنا اور اکل حلال اسلام کا بنیادی سبق ہے اس کے بغیر ظاہری و باطنی طہارت و پاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی اور مسلمان اپ کو حصول خلافت و امارت کا مستحق نہیں بنا سکتے پس اگر وہ دنیا میں عزت کے ساتھ زندہ رہنا اور ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کو دنیا کمانا اور اکل حلال کھانے میں مستعد ہونا چاہیئے۔

بغیر محنت کے کھانا حرام ہے

اسلام نے سوال کرنے کی مذمت اور دوسرے شخص کی خدمت پر بھروسہ کرنے کی برائی شدت کے ساتھ بیان کی ہے مگر آہ مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم سے بہت دور جا پڑے اور اسلامی حقائق پر جہالت کے پردے ڈال دیئے چنانچہ آجکل توکل اور قناعت اس کو سمجھا جاتا ہے کہ ایک مسلمان نکما زندگی بسر کرے ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور اس انتظار میں کہ آسمان سے من و سلوے بھیجے رہیں۔ بعض کا تو خیال ہے کہ منہ میں لقمہ ڈالنے کی بھی تکلیف گوارا نہ کریں اس کا انتظام بھی قدرت ہی کرے۔ بعض تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ہمارے چاہنے سے کیا ہوتا ہے جب وہ چاہے گا ہمیں تخت و تاج دیدیگا توکل اور قناعت کی اس غلط تعبیر نے تمام دنیا کے مسلمانوں کو نکما و مہدی اور کاہل الوجود کر دیا ہے اگر ایسے مہدی اور جاہل اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کریں تو ان کو معلوم ہوجائے کہ اسلام ان کے خیال کے خلاف تعلیم دیتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم کو طلب رزق میں تقاعد نہ کرنا چاہیئے اور یوں کہو کہ بار خدایا ہم کو رزق عطا کر اسلئے کہ تم جانتے ہو کہ آسمان سے سونا چاندی نہیں برستا۔

امام احمد سے کسی نے پوچھا کہ آپ ایسے شخص کے حق میں کیا فرماتے ہیں جو اپنے گھر میں یا مسجد میں بیٹھ رہے اور کہے کہ میں کچھ کام نہ کروں گا یہاں تک کہ میری روزی میرے پاس آوے آپ نے فرمایا کہ وہ شخص علم سے بے خبر ہے کیا اس نے یہ ارشاد رسول نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا رزق میرے نیزے کے سایہ کے نیچے بنایا ہے۔

جن جاہل واعظوں اور مکار صوفیوں نے مسلمانوں کو توکل و قناعت کے یہ معنے بتلائے ہیں کہ وہ ہاتھ پیر توڑ کر بیٹھ رہیں انہوں نے تو پرلے درجہ کا ظلم کیا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ ایسے جاہلوں کا بیٹھے بٹھائے اور منبر پر سے کان پکڑ کر اتار دیں۔

مولانا روم اور مسئلہ توکل و قناعت

مولانا روم علیہ الرحمۃ کی مثنوی رحیم ہے اور مسلمان بھی خوب دل لگاکر مثنوی کے اشعار سنتے ہیں مگر سمجھتے بہت کم ہیں اگر یہ لوگ قرآن و حدیث کا اصل مفہوم سمجھتے تو مثنوی ہی سے توکل و قناعت کا مطلب سمجھ لیتے۔

مولانا روم نے ایک مرتبہ اپنے مریدوں سے فرمایا مجھے ایک [illegible]

تقریبوں پر صرف ہوجاتے تھے جن سے نجات پانے کی صورت
نہ تھی بلکہ بیشتر اب بڑا لڑکے کی شادی سے پہلے آنکھ کھل
گئی ہیں پہلے تو یہ حالت تھی کہ لڑکا کتنا ہی چاہے اور نا ممکن تھا
کہ بیاہ کی نسبت چھوٹ کے اس نسبت پر جہاں بکثرت روپیہ برخرچ
ہوتا رہتا تھا وہاں ایجاب وقبول کے شرعی فریضہ پر بھی ایک کاری ضرب
لگ جاتی تھی اور والدین محض اپنی بات کے لئے اپنی اولاد کی زندگی اپنے ہاتھوں
تباہ کر دیتے تھے

سادگی اسلام پر رسمیات کا رنگ

اب ملاحظہ فرمائیے کہ اسلامی سادگی کی مٹی کس طرح
رسمیات کے ہاتھوں تباہ کی جارہی ہے دولہا شاہانہ جوڑا پہنکر گھوڑے
پر سوار ہوکر پھولوں کا سہرا سر پر باندھ کر منہ پر ایک سرخ رومال رکھے
ہوئے برات کی ایک فوج عظیم کے ساتھ دلہن کے گھر جاتا ہے ہندوستانی
باجے بجتے جاتے ہیں بلکہ اکثر بازاروں کا چکر بھی لگتا ہے اصلاح
کا کچھ شروع ہوگیا ہے ورنہ اب تک تو اس کا لباس ایک زریں گھوڑے
کے لباس سے ہرگز مختلف نہ ہوتا تھا شروع کے اچھے ڈالے پاجامے
گلبدن کے کرتے اور جامہ دار کی اچکنیں ہوتی تھیں جن پر کافی روپیہ برباد
ہوتا تھا اس دن کے بعد کبھی نہ پہنا جاتا تھا اور لطف یہ کہ اس کا خرچ دلہن
والوں سے وصول کیا جاتا تھا۔

برات کے دلہن کے گھر پہنچتے ہی نکاح کی تیاریاں شروع ہوجاتی ہیں دلہن
کا کوئی عزیز یا باپ دلہن کی وکالت کرتا ہے یا بہت ہوا تو قاضی صاحب
خود گواہ ساتھ لیکر اور پردہ کراکر زنانخانے میں چلے جاتے ہیں اور ایجاب کراتے
ہیں اندر سے عورتیں ہوں ہوں کرادیتی ہیں ایسی ہوں جس کی آواز بمشکل باہر
پہنچتی ہے اور قاضی صاحب مطمئن ہوکر چلے آتے ہیں اور اکثر یہی ہوتا ہے
کہ اندر سے بڑی بوڑھیاں ہوں کردیتی ہیں اور لڑکی "والخاموشی نیم رضا"
کی مصداق بنجاتی ہے اس کے بعد نکاح ہوتا ہے اور دولہا سے "قبول"
کرایا جاتا ہے اس کے بعد مبارک وسلامت کا شور مچ جاتا ہے اور چھوہارے
تقسیم ہونے شروع ہوجاتے ہیں قاضی صاحب کو اس نکاح خوانی کی اجرت
تو معمولاً سوا روپیہ دی جاتی ہے ویسے اختیار ہے جتنا چاہے دیدے۔

مراسم مشرکانہ کا طوفان

شرعی نکاح میں تو جیسا کہ ہم کہہ چکے ہیں کوئی دشواری و دقت نہیں ہے
لیکن رسمیات نے اسے ایک مصیبت بنادیا ہے پہلے ساچق کی رسم ہوتی
ہے اور دولہا کے گھر سے تھالیاں "بری" بنکر دلہن کے گھر جاتی ہیں جس کی مقدار
حسب حیثیت پانچ سیر سے لیکر سینکڑوں من تک ہوتی ہے جس میں مصری میوہ
چھوارے اور میوہ سب ہی کچھ ہوتا ہے قیمتی جوڑے اور زیورات بھی اس
کا جز ہوتے ہیں اس کے ساتھ بہت سی مٹکیاں ہوتی ہیں جن پر سفید کا
ندہ بھرا ہوتا ہے اور شربت اور دودھ سے بھری ہوتی ہیں بڑے بڑے
خوانوں میں مہندی کا سامان دلہن کے جوڑے سہاگ پڑا زیورات مسی
عطر تیل اور ... دلہن والیاں ... کو شربت پلاتی ہیں
[illegible]

خوب ہی تو فنا نیاں اور چھوٹیاں دیتی ہیں۔

چوتھی کے روز بھی عجیب عجیب مضحکہ خیز اور مشرکانہ رسوم ادا ہوتی ہیں
دلہن کے ہاتھ پر کھیر یا کھانا رکھکر دولہا کو چٹائی جاتی ہے مصری کی ساتھ
ڈلیاں دلہن کے پیر پر رکھکر دولہا سے اٹھوائی جاتی ہیں چوتھی کے
جوڑے کا پاجامہ دولہا کو دیا جاتا ہے کہ اس میں ایک لچھا ہے
کمر بند ... آرسی مصحف کی رسم ادا ہوتی ہے سمدھن سمدھنوں میں
چھوٹوں سے ایک جنگ ہی ہوتی ہے ٹونے ٹوٹکے کئے جاتے ہیں، شگون لئے
جاتے ہیں ... دعائیں گیت گائے جاتے ہیں اور رخصت کے وقت
حالت ہوتی ہے کہ کوئی اجنبی دیکھے تو اسے شادی کا گھر نہیں بلکہ موت کا
گھر سمجھے ہر شخص کی آنکھ سے آنسو جاری ہوجاتے ہیں دلہن رخصت ہوتی
ہے تو جہیز کا ایک انبار ساتھ ہوتا ہے اور بری و برات کی طرح یہ جلوس
بھی بازاروں میں گھومتا اور نمائش کرتا ہوا دولہا کے گھر پہنچتا ہے جہاں دولہا
کی بہن دودھ سے دلہن کے پاؤں دھلواتی ہے بہرکیف ان ایمان سوز رسوم
اور رواجوں کی تفصیل کی مزید توضیح بیکار ہے سب ان سے واقف ہیں۔

برات کی رسم

برات کی رسم درحقیقت خالص ہندوانہ رسم ہے اسے
اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہندوؤں میں شادیاں عمومًا
دور دراز ہوتی ہیں اور ہوا کرتی تھیں اس زمانہ میں حمل ونقل کی آسانیاں
نہ تھیں راستے مخدوش تھے اس لئے قدیم زمانہ میں دولہا کے ساتھ ایک
بڑی جماعت کا ہونا ایک قومی امداد تھی کہ دولہا اور کل اسباب شادی
حفاظت کے ساتھ آجائے طبقوں میں ایسے مواقع پر اکثر اوقات جبر سے
کام لینا ہوتا تھا جھگڑے بھی ہوتے تھے نزاعی امور بھی طے کرنے ہوتے تھے
اجنبی خاندانوں سے واسطہ ہوتا ہے اور دور دراز کا سفر ان کے ساتھ سو دو سو
یا ہزار پانسو آدمیوں کا ہونا ان وجوہ کی بنا پر ضروری اور فقہی رسم بن گیا تھا لیکن
آج ہندو کو بھی اس لاؤ لشکر کو ساتھ لیجانے کی ضرورت نہیں چہ جائیکہ مسلمان
مسلمان ہندوستان کے بادشاہوں کی حکومت تک تو وہ ان رسوم سے
بچے رہے ابتدا میں اسلامی سادگی باقی رہی لیکن مغلیہ دور شروع ہوتے
ہی رسموں کا ایک طوفان مسلم گھروں میں امنڈ آیا باہم مناکحت و تعلقات
شروع ہونے ان کی پاسداری اور ان سے رشتے کے باعث فرمانرواؤں
اور امراء کو تمام ہندوانہ رسوم ادا کرنی پڑیں یہی ہندوانہ آئین مسلم گھرانوں
میں اکبر صاحب اقبال و مالک الملک و نسق بنیں تو انہوں نے اپنی ان قومی رسموں
پر بڑے زور سے عمل کیا اور چونکہ اس جلوس میں گونہ اظہار شان بھی تھی اور
خرچ کرنے کو بکثرت روپیہ پاس تھا اس لئے انھوں نے بھی اس رسم کو ہنود
کی تقلید میں اختیار کرلیا اس وقت تو دولت کی فراوانی میں کچھ مضائقہ نہ
ہوا لیکن آج یہ رسم ہزارہا مسلمانوں کی بربادی کا عنوان بنی ہوئی ہے اتنی
مستحکم صورت اختیار کرچکی ہے کہ اس کا انقطاع مشکل ہوگیا ہے اس سے
زیادہ جہالت و وحشت کا ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے کہ دو بھائیوں کے ہاں رشتہ
ہوتا ہے گھر قریب قریب ہوتے ہیں اور ایک بھائی دوسرے کے ہاں سینکڑوں
براتیوں کی فوج لیکر جاتا ہے ... بلکہ ... شہر میں اپنی
[illegible]

شادی اور اسلام

اسلام میں شادی بیاہ جتنی سہل و آسان چیز تھی مسلمانوں نے اسے اتنا ہی مشکل بنا لیا ہے نکاح ہونے کے واسطے فریقین یا وکلائے فریقین نے ایجاب و قبول کیا اور نکاح ہو گیا مہر لازمی چیز ہے لیکن اس کی مقدار بھی دوسرے یہ بھی فریقین کی مرضی ہی پر منحصر ہے۔ خطبۂ نکاح سنت ہے اس میں بھی کوئی جھنجھٹ نہیں اور نہ قاضی کی قید ہے ہر شخص اور ہر بزرگ اسے پڑھ سکتا ہے اب رہا خرچ کا معاملہ تو یہ اپنی مرضی اور حیثیت پر منحصر ہے اصولاً سوا روپیہ نکاح خواں کا معاوضہ اور نذرانہ اور سوا روپے کے چھوارے بہت کافی ہیں کھانا کھلانے کا دستور بھی شروع سے چلا آتا ہے جس کا شرعی نام دعوت ولیمہ ہے لیکن اس کی حیثیت سنت مؤکدہ کی نہیں میسر ہو تو کھلا دینا ورنہ ضرورت نہیں پھر دعوت ولیمہ کا اطلاق زیادہ سے زیادہ احباب کی دعوت پر ہو سکتا ہے برادری یا شہر بھر کو کھلانے کی کوئی اصلیت نہیں۔ اس کے مقابلہ میں عیسائیوں میں ضروری ہے کہ نکاح چرچ ہی میں ہو پادری ہی نکاح خوانی کے فرائض ادا کرے پھر رجسٹری اور سرٹیفکٹ کا لینا بھی لازمی ہے رہے ہنود ان میں تو بیسیوں کھڑاک ہیں اور سیکڑوں قصے لیکن اسلامی شادی ان تمام الجھنوں اور جھنجھٹوں سے پاک اور مبرا ہے۔

شرائط نکاح اور حضرت ابو حنیفہؒ

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک بالغہ عورت خود مختار ہے وہ جس سے چاہے عقد کر سکتی ہے اس بارے میں اس معاملہ میں والدین یا دیگر ولیوں کا کچھ اختیار نہیں وہ اگر لڑکی کی بلا مرضی زبردستی نکاح کر بھی دیں تو وہ نکاح شرعاً درست نہیں۔ نابالغہ کو بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ صغر سنی میں کیا ہوا نکاح بالغ ہو کر اپنا نکاح آپ فسخ کر سکتی ہے البتہ ایجاب و قبول کے وقت دو گواہوں کا ہونا شرط ضروری ہے بغیر ان کے نکاح درست نہیں حضرت امام مالک کے نزدیک نہ ولی کی ضرورت ہے اور نہ گواہوں کی موجودگی کی صرف عورت کا برضا مندی طرفین زوج و زوجہ ہو کر رہنا اور عرف عام میں اس کی شہرت ہو جانا جواز نکاح کے لئے کافی ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک عورت کو اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں اور بغیر ولی یا اہل کی اجازت کے بغیر نکاح ناجائز ہے چونکہ سبھی امام حق پر ہیں کسی کی رائے کو ہم نہ غلط قرار دے سکتے ہیں اور نہ آپ ہے بڑا کہنے کا تعصب رکھتے ہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی رائے قرین ثواب ہے اسلئے کہ درمیانی راہ یہی ہے کہ جس میں نہ امام شافعی کی طرح بہت پابندی ہے اور نہ امام مالک کے نظریہ کی طرح بہت آزادی بہرکیف اس سے اتنا واضح ہو گیا کہ اسلامی نکاح میں ضروری اور اہم چیزیں صرف دو ہیں ایجاب و قبول باہمی اور اعلان۔

ایجاب و قبول کا طلسم

ان میں اعلان تو اس زور و شور اور شدت و تکلف کے ساتھ ہوتا ہے کہ حدود اللہ کی فینہ بن بھی کی گئی ہی اور حرام ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ایجاب و قبول جسے ہم نے ہی اساسی و اصول درجہ دیا ہے اور محترم اماموں نے بھی اس لئے کے

مسلمانوں نے پرستار رسوم بنکر اسے محض ایک کھیل بنا لیا ہے۔ اس مسئلہ تو یہ ہے کہ حق کے مقابلہ میں حجاب و خوف کسی کو کوئی دخل نہیں چاہئے ان اللہ لا یستحی من الحق ایک انصاری عورت نے رسول اللہ سے اگر نسائی امور کے مسائل خود دریافت کر لئے تو آپ نے اس کی تعریف کی لیکن مسلمان کتاب و سنت کو بھول گئے اور ایجاب و قبول کو بھی انہوں نے حیا کی چیز بنا دیا کر اس کے متعلق لڑکی کا زبان کھولنا انتہائی معیوب قرار دیا اور بنگیا عورتوں کا ایک خود تراشیدہ مسئلہ ہے کہ کہیں کنواری لڑکیاں منہ سے بولتی ہیں وہ نہیں تو زبان ہلانا بھی باعث شرم ہے ہم تسلیم کرتے ہیں کہ والدین اپنی اولاد کے دشمن نہیں ہوتے لیکن اس حقیقت سے کوئی شرعی حق زائل نہیں ہو سکتا عہد نبوت اور خلافت راشدہ میں بھی درحقیقت قدسیوں کی ایک جماعت تھی لیکن وہ اپنے کسی ذاتی حق کو کسی حالت میں چھوڑنا گوارا نہیں کرتے تھے اور بچہ بچہ اپنے حق کے لئے لڑتا تھا اور جرأت کے ساتھ لڑتا تھا۔

رسوائے بدر نے مسلمانوں کے اندر طلب حقوق کا ایک زبردست جذبہ پیدا کر دیا تھا اور قاعدہ ہے کہ جس قوم میں اپنے حق کے لئے لڑنے کی ہمت باقی نہیں رہتی اور وہ حق طلب کرنے سے خوف کھاتی ہے وہ بہت جلد زوال و انحطاط کی گہرائیوں میں جا پڑتی ہے دوسروں کو جرأت ہوتی ہے کہ وہ حقوق غاصبانہ قبضہ کریں پھر ایک وقت آتا ہے کہ لوگ یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ شریعت نے کس کے کیا حقوق مقرر کئے ہیں آج کتنے مسلمان ہیں جنہیں یہ علم ہو کہ بیٹوں اور بیٹیوں کے حقوق والدین پر کیا ہیں نیز یہ ہے کہ اولاد پر والدین کے اور شوہر پر عورت کے کتنے حقوق شریعت نے مقرر کئے ہیں شریعت نے اگر لڑکی کو ایجاب اور لڑکے کو قبول کا حق دیا ہے تو اسے اس سے کوئی نہیں چھین سکتا اور نہ بے اثر بنا سکتا ہے اور یہ ایجاب و قبول کو بے اثر بنانے ہی کا ثمرہ ہے کہ زن و شو میں کبھی بھی محبت نہیں ہوتی اور ہوتی ہے تو برائے نام اگر حقیقت پر غور کیا جائے تو ہندوستان میں ایجاب و قبول تو اپنے اصلی رنگ میں شاذ ہی کہیں ہوتا ہے بالعموم ہمارے ہند میں نکاح ہوتے ہیں بہت سی جگہ تو نچلے طبقوں میں عموماً یہ ہوتا ہے کہ ہوش سنبھالنے سے پیشتر ہی نکاح ہو جاتے ہیں اور ایجاب و قبول لڑکے اور لڑکی کے والدین کرتے ہیں اب اس طرح جو نکاح ہوتے ہیں نہ درست صحیح بھی ہوتے ہیں اسے علمائے رسوم ہی کا عمل جانتا ہوگا۔

اسلامی شادی کے حشو و زوائد

اس سلسلہ میں ساری رسم میں جن حشو و زوائد کا اضافہ ہو گیا ہے وہ کہنا بیجا اور غیر شرعی ہے محرم وغیرہ رقص و سرود و عریانی [illegible] ساچق مہندی ہزار ہا فتنے مسلمانوں نے اپنے پیچھے لگا لئے ہیں اپنا رویہ سب بھول جاتا ہے [illegible]

عہد اسلامی کے وسائل خبر رسانی

(از نوشتہ مولوی شریف احمد صاحب، اوار بیوگا)

آج تمدن کو اپنے ذرائع و وسائل خبر رسانی پر بہت بڑا ناز ہے متمدن دنیا سمجھتی ہے کہ وہ ہی اس باب میں اس درجہ کمال حاصل کر سکی ہے اور اس وقت اکثر ممالک ایسے ہیں جہاں اس محکمہ وسیع پیمانہ پر اہمیت و عظمت بھی حاصل ہے اس لئے کہ حکمرانی و سیاست کی دنیا اپنے قیام و استحکام کے لئے سب سے زیادہ اسی کی محتاج ہے لیکن اوراق تاریخ کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ سابقہ میں اسی فلک نیلگوں کے زیر سایہ اسی دنیا میں ایسی بھی سلطنتیں ایسی گذری ہیں جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں اس محکمہ کو خاص ترقی دی تھی ہندوستان میں سلطان بلبن سلطان علاء الدین خلجی، شیر شاہ اور اکبر کے زمانہ میں بالعموم اور اورنگ زیب کے زمانہ میں بالخصوص اس محکمہ کو بڑی ترقی حاصل ہوئی تھی اورنگ زیب نے ملک کے ہر حصہ اور ہر گوشہ میں دیانتدار اور مستعد پرچہ نویس مقرر کر رکھے تھے جو جزوی سے جزوی واقعہ کی اطلاع فوراً پہنچا دیتے تھے اور سر دار جہاں پناہ پر روشن رہتا تھا ان پرچہ نویسوں کا کچھ ایسا خوف امراء و عمال پر چھایا تھا کہ وہ کوئی غلط قدم اٹھاتے ہوئے ڈرتے تھے اور ڈرتے رہتے تھے کہ ذرا سی لغزش ہوئی، کسی کے ساتھ انصاف کی تھی کسی پر ظلم ہوا اور مرکز سے عتاب نامہ پہنچا آجکل تو اسے محض اسیاسی مقاصد کے لئے کام میں لایا جاتا ہے لیکن اس وقت اس سے مفاد عامہ کے مقاصد وابستہ تھے۔

خلیفہ الناصر کی باخبری

عہد عباسیہ میں بھی یہ محکمہ اپنے پورے عروج پر پہنچا ہوا تھا آج تو ریل، تار برقی، ٹیلیفون، موٹر، ہوائی جہاز، وائرلیس سب کچھ موجود ہے لیکن اس وقت یہ کوئی چیز اس قسم کی کوئی آسانی اور اس نوع کے کوئی آلات موجود نہ تھے لیکن پھر بھی اصل واقعات سے سلاطین کس قدر اور کس حد تک واقف و باخبر رہتے تھے سنکر حیرت ہوتی ہے اور باور بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ کیونکر ممکن تھا۔ بلا مبالغہ اس زمانہ میں جو کمال آلات جدیدہ کی ایجادات و اختراعات سے بھی حاصل نہیں ہو سکا وہ اس عہد میں ان چیزوں کے فقدان کے باوجود موجود تھا۔

علامہ سیوطی نے ذہبی کا قول بیان کیا ہے کہ عباسی خلفاء بغداد میں خلیفہ الناصر نہایت زبردست اور باخبر خلیفہ تھا اپنے پورے ۴۷ سال بڑے جاہ و جلال کے ساتھ حکومت کی اس مدت میں اس نے اپنے تمام معاندین کا خاتمہ کیا تمام دشمنوں کا استیصال کر کے رکھ دیا یہ حالت تھی کہ کسی کو یہ جرأت نہ ہوتی کہ وہ اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر سکے اور یہ حوصلہ پڑا کہ کوئی انگلی اس کے خلاف ایک لفظ زبان سے نکال سکے جہاں کسی نے ارادہ کیا اس کو عمل میں آنے سے پیشتر اس نے سر کوب کر دی ملک کے ہر گوشہ سے ہر قسم کی اطلاعات بیشتر پہنچتی تھیں ۔۔۔ عمال و ملازمین کی

اس کے علم میں رہتے تھے اس کے پرچہ نگار ہر جگہ موجود تھے جو روزانہ تو کچھ کے ساتھ تمام ظاہر و مخفی امور کی اطلاعیں اسے دیتے اور لکھتے رہتے تھے

شاہ مازندران کے سفیر کا تحیر

شاہ مازندران کا سفیر بغداد آیا تو اس نے دیکھا کہ خلافت کا پرچہ نویس اس کے ساتھ ہے اس نے اپنے معاملات کے متعلق نہایت اخفا و احتیاط سے کام لینا شروع کر دیا لیکن وہ یہ دیکھ کر انگشت بدندان رہ گیا کہ وہ جتنے اخفا سے کام لیتا ہے اور جتنی احتیاطیں برتتا ہے اتنی ہی زیادہ صحیح اور موثق اطلاعیں خلیفہ کو مل جاتی ہیں اور وہ پہلے سے ہر واقعہ سے باخبر و مطلع ہوتا ہے۔

ایک شب کو سفیر نے ایک مصور دانہ سے ایک عورت کو بلایا جو رات بھر اس کے کاشانہ عیش کی زینت بنی رہی لیکن کمال یہ تھا کہ صبح ہوتے ہی خلیفہ الناصر کو تمام حالات تفصیل کے ساتھ پہنچ گئے حیرت یہ تھی کہ پرچہ نویس نے یہاں تک بھی لکھ دیا تھا کہ ان دونوں نے اس رات میں جو لحاف اوڑھا تھا اس پر ہاتھی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ سفیر پرچہ نویس کا یہ کمال اور یہ دسترس دیکھکر انگشت بدندان رہ گیا اور بغداد سے واپس چلا گیا۔

پرچہ نویسی کا انتہائی کمال

خوارزم کا ایلچی ایک مخفیہ اور سر بمہر خط لیکر دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ الناصر نے ایلچی سے کہا کہ اس خط کی کوئی ضرورت نہیں خط کے مضمون سے میں پوری طرح واقف ہوں تم واپس جاؤ اس خط کا جواب تمہیں پہنچ جائے گا۔ ایلچی بہت حیران ہوا اور اس کی سمجھ میں کسی طرح نہ آیا کہ خلیفہ کو اس درجہ مخفی اور سربمہر خط کے مضمون کی اطلاع کس طرح ہو گئی اس لئے کہ دربار خوارزم میں خط لکھتے وقت کوئی غیر شخص تو غیر اپنے بھی موجود نہ تھے اس نے ہر چند سوچا اور دماغ سوزی کی مگر وہ کچھ نہ سمجھ سکا۔ خوارزم کا والی بھی بہت متحیر ہوا اور یہ دیکھکر تو اس کے استعجاب کی کوئی حد ہی نہ رہی کہ اس کا مخفیہ خط تو جوں کا توں سربمہر کے سامنے پڑا ہے اور اس کے مضمون کا صحیح جواب خلیفہ کی طرف سے موصول ہو رہا ہے عقل و تصور کوئی کام نہ کر سکے کچھ ہو کسی طرح ہو خلیفہ کو علم ضرور ہو گیا اور ایسا علم جو عقل ہی میں نہ آسکتا تھا۔

دلوں کی گہرائیوں پر عبور

ایک شخص خلیفہ الناصر کی خبر داری کا شہرہ سنکر ہندوستان سے ایک طوطا لیکر چلا ہے جو صاف و شستہ الفاظ میں "قل ہو اللہ احد" پڑھتا ہے اور اس کی زبان سے یہ الفاظ اس خوبی اور خوش لہجگی کے ساتھ نکلتے ہیں کہ سننے والوں کو حیرت ہوتی تھی یہ شخص دور دراز کا سفر طے کر کے طوطے کو لئے ہوئے بغداد پہنچتا ہے اور رات کو سکون کے ساتھ سو جاتا ہے کہ صبح کو دربار میں

جہیز کی رسم

جہیز کا وجود اسلام میں موجود ہے لیکن یہ نکاح کا جزء ہرگز نہیں میسر ہو تو دیجئے نہ میسر ہو تو اس سے نکاح میں کوئی خرابی نہیں پیدا ہوتی۔ ہندوؤں کی صحبت نے اس باب میں بھی مسلمانوں کو بری طرح متاثر کیا ہے ان کی حالت مسلمانوں سے مختلف تھی ان کے یہاں لڑکیوں کو ترکہ و میراث سے کچھ حق نہ ملتا تھا اس لئے ہندو بزرگوں نے از راہ محبت و کفایت عام طور پر بیاہ کے وقت اپنی لڑکیوں کو کچھ نہ کچھ دینے کی ایک رسم قائم کر لی لیکن آگے چل کر ان کے لئے بھی یہ رسم باعث مصیبت بن گئی اور ہر امیر و غریب کو تاوان پر مجبور ہو گیا مسلمانوں کے یہاں رسول کریم کی سنت موجود تھی ہندوؤں کی دیکھا دیکھی انہوں نے بھی الٹے تلے شروع کر دیئے اور بعد کو یہ جہیز بھی مسلم شادیوں کا ایک جزء لاینفک بن گئی دنیا کی مختلف اقوام میں دختر کشی کی جو رسم قائم ہوئی تھی اور ان سے تقریبا جلنے لگا تھا اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ لڑکی پر ہمیشہ والدین کو خرچ کرنا ہو اس کی وجہ سے دینا پڑتا تھا بنگال میں تو سینکڑوں لڑکیاں اس جہیز کی رسم کی نذر ہو جاتی ہیں جس لڑکی سے جہیز ملنے کی امید نہیں ہوتی اس کی شادی بالکل ہی مشکل کیا غیر ممکن ہو جاتی ہے اس لئے ہندو انہیں اچھی نظر سے نہیں دیکھتے۔

اب مسلمانوں میں بھی یہی حالت ہے اور انہی گرانباریوں کے باعث مسلمان بھی لڑکیوں کی پیدائش پر کم از کم اس مسرت کا اظہار ہرگز نہیں کرتے جو انہیں لڑکے کی پیدائش پر ہوتی ہے مسلمانوں کی حالت ہندوؤں سے بعد کو تو کچھ مختلف ہے ان کے یہاں بیٹیاں وراثت میں شریک ہیں اور لی ہیں ستحق ہیں اس لئے کیا وراثت کا سوال تو یہاں پیدا ہی نہیں ہوتا البتہ شادی کے موقع پر انہیں کچھ دینا فرض ہے البتہ حسب حیثیت از راہ شفقت دیا جا سکتا ہے اور دینا چاہئے لیکن نہ اتنا کہ جہیز کا اہتمام جان کیلئے گونہ مصیبت بن جائے۔

حضرت بی بی فاطمہ کا جہیز

حضرت بی بی فاطمہ کا عقد و جہیز آج بھی مسلمانوں کے لئے ایک نمونہ عمل ہے کیسے بڑے رتبہ و شرف کے بزرگ کہ کار دو عالم کے شرف دامادی سے مشرف ہونے کی آرزو رکھتے تھے مگر آپ نے شادی کی تو حضرت علی کے ساتھ جن کا مرتبہ علم و اخلاق میں تو بہت ارفع و بلند تھا مگر مالی حالت ایک غریب مزدور سے بہتر نہ تھی مہر بھی چار سو اسی درہم جو ایک زرہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر حضرت علی کا کل سرمایہ حیات تھا انہوں نے حضرت فاطمہ کے مہر میں اسے آپ کے حوالہ کر دیا اور آپ نے پہلے اپنی محترم بیٹی کی مرضی دریافت کی اس کے بعد خود ہی نکاح پڑھا کر تھوڑی کھجوریں تقسیم کر دیں اور بیٹی کو وداع کر دیا یہ تھا سب کچھ کہ شہنشاہ دو عالم نے اپنی عزیز ترین بیٹی کو جہیز کیا دیا۔ ایک بانوں کی چارپائی۔ ایک چمڑے کا گدا جس کے اندر کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے ایک چھاگل ایک مشک دو چکیاں اور دو مٹی کے گھڑے نہ برات نہ باجا نہ جہیز دسائل اور نہ دیگر کھڑاگ۔

شادی اور ضیاع دولت

ہر ایک گھر میں بیاہ ہوتا ہے اور رشتہ اور کنبے کے پچاس گھر تک تو فکر پیدا ہو جاتا ہے وہ فرا جن کے پاس کھانے تک کو نہیں ہوتا

گھر کے برتن وغیرہ فروخت کر کے انتظام کرتے ہیں اور یہ کہا نہیں کیمروں میں یہ سوال ہے اور جہاں بجا طور خرچ کرنے کو تیار رہوں وہاں دیکھئے ذکر ہیں ایک گھر میں شادی اور دس گھروں کی بربادی خوب سمجھ لیجئے کہ ہماری شادی بیاہ ہماری تباہی کے پیغامبر ہیں اور قوم کی قوم ان کی بربادی ہوتی چلی جا رہی ہے بلا مبالغہ ۹۰ فیصدی مسلمان یہ تمام مراسم قرض لیکر کرتے ہیں اور اگر شاذ و نادر قرض نہیں بھی لیا جاتا تو ایک ہی شادی میں عمر بھر کا اندوختہ تو ضرور تباہ ہو کر رہ جاتا ہے اور باقی زندگی پریشانیوں میں گذرتی ہے اسراف و تبذیر نمود و نمائش اور مشرکانہ رسوم کی پابندی ہماری شادیوں کے تین اہم عناصر ہیں اور یہ تینوں امور رفتہ رفتہ انسان کو کفر تک پہنچا دیتے ہیں جب تک انہیں برا سمجھا جائے گناہ ہیں اصل برائی کا احساس مٹا کفر کے بت سامنے آ کھڑے ہوئے۔

اسلام میں حیثیت سے زیادہ خرچ کرنا باعث ناخوشی رب قدیر ہے اور بیجا خرچ کرنا وجہ خسران عظیم و عتاب الٰہی ہے شادیوں میں بالعموم حیثیت سے زیادہ ہی خرچ ہوتا ہے اور بیجا بھی اس لئے مسلمان بہر صورت باعتاب الٰہی ہوتے چلے جاتے ہیں ریا اور نمود و نمائش اسلام میں قطعی حرام ہے اور ایسے لوگوں کو قرآن کریم میں نار جہنم کی بشارت دی گئی ہے

مشرکانہ رسوم کے متعلق تو کچھ کہنا ہی عبث ہے کہ یہ تو صریح کفر ہیں قرآن شریف میں مبذرین کو اخوان الشیاطین کے نام سے موسوم کیا گیا ہے ان میں سے ایک ایک چیز ایسی ہے جو ایمان کو تباہ کر دینے کیلئے بالکل کافی ہے لیکن بڑے بڑے ارباب عقل اور پڑھے لکھے مسلمان بھی اس لعنت کے چنگل میں گرفتار ہیں۔ اپنا دین اور اپنی دنیا دونوں تباہ کر رہے ہیں پھر یہی نہیں کہ خود تباہ ہوتے ہیں بلکہ اپنی مثال اور نمونے سے صد ہا دیگر خاندانوں کی تباہی کا باعث بنتے ہیں بعض بزرگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ریا و نمود و نمائش سے نکاح ہی باطل ہو جاتا ہے۔

نام و نمود کا جنون

اس سے زیادہ بدبختی کا نمونہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خدا کی خوشنودی اور رضا جوئی کا خیال کسی کو نہیں ہوتا اور برادری میں نام کے لئے اپنی دولت اور اپنے ایمان کے کاشانوں میں اپنے ہاتھوں آگ لگا دی جاتی ہے دنیا تو تباہ ہوتی سو ہوئی مصیبت یہ ہے کہ خدا کو بھی منہ دکھانے کی کوئی صورت نہیں رہی لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم کیا کریں عورتوں سے مجبور ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری بعض بیبیاں اور اولاد دشمن ہوتی ہیں ان سے بچتے رہنا اور ایسے ہی مال اور اولاد کو فتنہ بتلایا گیا ہے اس سے زیادہ عداوت اور فتنہ خیزی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایمان کے خزانوں پر ڈاکے پڑنے لگیں مسلمانوں کا کروڑوں روپیہ شادی بیاہ پر برباد ہو رہا ہے اور انہیں کبھی فراغت والی زندگی نصیب نہیں ہوتی آج کل ضروریات ہی کے لئے پیسہ کسی کے پاس نہیں غیر ضروریات کا کیا سوال ہے ترکی اور ایران نے تو قانونا مصارف شادی پر پابندیاں عائد کر دی ہیں اور متمدن اقوام بھی رسم و رواج کے متعلق بہت حد تک آسانیاں کرتی جا رہی ہیں لیکن مسلمان ہیں کہ ...

نوجوان بے روزگار

یونائیٹڈ پریس کے ایک پیغام مورخہ ۱۴ اگست [illegible] سے معلوم ہوا کہ پولیس نے سپاہیوں کی سات خالی جگہوں کے لئے تقریباً تین ہزار نوجوان صوبہ کے مختلف حصوں سے شہر کی کوتوالی کے سامنے انٹرویو کے لئے جمع ہوئے۔ یہ امیدوار انتخاب کرنے والے افسر کی نگاہ کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس درجہ مضطرب تھے کہ ان میں سے ہر شخص دوسرے کو دھکا دے کر افسر کے سامنے آنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس سے جو بدانتظامی پیدا ہوئی اس کا سدباب کرنے کے لئے پولیس کانسٹبلوں کو بلانا پڑا اور انھوں نے اس مجمع کو قوت کا استعمال کر کے پیچھے دھکیل دیا۔

پولیس کے سپاہیوں کو شاید پندرہ روپے تنخواہ ملتی ہے ان کے فرائض بڑی جفاکشی مستعدی اور دلیری کا مطالبہ کرتے ہیں کبھی کبھی انھیں سیاسی اور مذہبی مجمعوں پر لاٹھیاں اور گولیاں تک چلانی پڑتی ہیں محکمہ سی۔آئی۔ڈی کے عملہ ہونے کی حیثیت سے بعض وقت نہایت ناخوشگوار بلکہ شرمناک رپورٹیں دینا پڑتی ہیں مقدموں کی تیاری میں خفیہ فروشی سے کام لینا پڑتا ہے لیکن ان تمام موانع کے باوجود سات سپاہیوں کی جگہوں کے لئے تین ہزار امیدوار دور دراز مقامات سے سفر کر کے پٹنہ میں جمع ہوئے تاکہ پولیس کی انتظامی لاٹھیوں سے امن و انصاف اور قانون کے علمبرداروں کی تواضع و مدارات کر سکیں۔

اس منظر کی دردناک عبرت خیزی کسی تبصرہ کی محتاج نہیں ہے!

یونائیٹڈ پریس کی اس اطلاع سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ ان لوگوں میں کتنے تعلیم یافتہ نوجوان تھے کتنے میٹرک اور ایف اے پاس اور گریجویٹ تھے اور کتنے ایسے تھے جو معمولی طور پر خواندہ تھے لیکن اس کمی کی تلافی دوسری اطلاعوں سرکاری رپورٹوں اور بے روزگاری کے متعلق مختلف صوبوں میں جو تحقیقاتی کمیٹیاں بٹھائی گئی تھیں ان کی جمع کی ہوئی معلومات سے ہو جاتی ہے۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں درج ہے کہ ۱۷-۱۹۱۶ء میں گریجویٹوں کی تعداد ۶ ہزار تھی جو ۳۱-۱۹۳۰ء میں بڑھ کر ۲۰ ہزار ہو گئی اور انڈر گریجویٹوں کی تعداد جو ۱۹۱۶ء میں ۴۴ ہزار تھی ۱۹۳۱ء میں ۷۲ ہزار ہو گئی۔ صوبہ مدراس میں بے روزگاری کا تخمینہ کرنے کے لئے دو جگہوں کے واسطے آزمائشی اشتہار دیئے گئے۔ ایک جگہ پی۔ڈبلیو۔ڈی کے محکمہ میں ایک منشی کی تھی جس کی تنخواہ ۳۵ روپے ماہوار تھی اور دوسری ایک تجارتی فرم میں اتنی ہی تنخواہ کے ایک محرر کی تھی پہلی کے لئے ۶۶۶ اور دوسری کے لئے [illegible] درخواستیں آئیں مدراس میں جج کے ایک منشی کی جگہ کے لئے شہر مدراس اور مضافات کے ۱۰۰ وکیلوں نے درخواستیں دی تھیں اسی قسم کی اطلاعیں پنجاب سے بھی موصول ہوئی ہیں سندھ میں ایک گریجویٹ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جوتوں کی مرمت اور پالش کر کے اپنی حیات کے وسائل فراہم کر رہا ہے۔

بے روزگاری کے متعلق افراد یا کمیٹیوں نے جو اظہار رائے کیا ہے ان کے چند اقتباسات بھی نمونہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:-

"ہمارا نظام تعلیم ایک بانس کے درخت کے مانند ہے جس کا ہر جوڑ گویا ایک امتحان ہے اور جس کا قطر جڑ سے لیکر پھننگ تک تقریباً یکساں ہے اس کی شاخیں نہیں ہوتیں اور پھننگ پر جو پتیوں کی چھتری ہوتی ہے وہ بہت مختصر رقبہ کو ڈھک سکتی ہے ضرورت جس چیز کی ہے وہ ایک پھیلا ہوا درخت ہے جس کی شاخوں کو تنے کے متعدد مقامات سے جہاں تک ہو سکے زیادہ سمتوں میں ممکن ہو پھیلنا چاہئے اور محض پھننگ پر اپنا پھیلاؤ محدود نہ رکھنا چاہئے۔" (بنگال بے روزگاری کمیٹی کی رپورٹ)

"ہمارے ہائی اسکولوں اور کالجوں کی خرابی یہ نہیں ہے کہ ان میں پیشہ کی تعلیم نہیں دی جاتی بلکہ بڑی خرابی یہ ہے کہ ایک خاص لیکن بہت زیادہ محدود پیشہ کی تربیت کے لئے پوری توجہ مرکوز کر دی جاتی ہے۔ عملی اور اقتصادی پہلوؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان میں کوشش یہ کی جاتی ہے کہ طلبہ کو اس طرح تربیت دی جائے کہ وہ فارغ التحصیل ہو کر سرکاری نوکر، وکیل، ڈاکٹر اور کاروباری محرر بن سکیں۔" (ایجوکیشن آف انڈیا مصنفہ میہیو)

پنجاب کمیٹی کی تحقیقات کے سلسلہ میں سر جارج اینڈرسن ایک بیئر گریجویٹ کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ:-

"یہ ایک لاوارث ہے جو تمام دنیا میں خدائی خوار پھرتا ہے اور جو اس لئے بے روزگار رہتا ہے کہ اس میں کسی جگہ سے چمٹنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی۔"

سر جارج ہمارے موجودہ طریقۂ تعلیم کی مذمت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ:-

"اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ لڑکوں کو خارجی امتحان کے لئے تیار کیا جائے جن میں کامیاب ہونے کے بعد اکثر طالب علم ایک دام فریب میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ مدرسوں میں لڑکے منشی گیری کے پیشہ کے لئے تیار کئے جاتے ہیں جو اس وقت ضرورت سے زیادہ بھرا ہوا ہے اور ہزاروں آدمیوں کو روزگار مہیا کرنے سے قاصر ہے۔"

موجودہ طریقۂ تعلیم کے مصنف لارڈ میکالے نے لکھا تھا کہ:-

"ہمیں موجودہ حالات میں پوری کوشش کرنا چاہئے کہ ایک ایسا طبقہ پیدا ہو جو ہمارے اور کروڑوں کی اس آبادی کے درمیان جس پر ہم حکومت کرتے ہیں ایک مترجم کا کام کرے ایسے اشخاص کا طبقہ جو رنگت اور خون کے اعتبار سے ہندوستانی ہو لیکن ذوق رائے اخلاق اور ذہن کے لحاظ سے انگریز ہوں" لیکن اس کا دردناک پہلو یہ ہے کہ مترجموں اور منشیوں کے پیدا کرنے کا کام ابھی تک جاری ہے اور مستقبل قریب میں سرکار کوئی امکان نظر نہیں آتا کہ کسی قسم کی تبدیلی سے آئندہ بہت سے سالوں تک کوئی خوشگوار نتیجہ پیدا ہو سکے گا۔ (بنگال کمیٹی کی رپورٹ)

پنجرے میں مردہ پاتا ہے آنکھوں کے آگے اندھیرا آجاتا ہے اتنے طویل سفر اور اتنے مصائب اور سختی اور زحمتوں کے بعد یہ صدمہ عظیم تھا شخص پر افسردگی اور دل شکستگی کا ایک کرب طاری ہو جاتا ہے اور انتہائی رنج و ملال میں اس زبان سے کچھ بھی نہیں نکلتا خاموش کا خاموش سکتہ زدہ رہ جاتا ہے چند لمحے بھی نہیں گزرنے پاتے کہ خلیفہ کا ایک خادم اس تک پہنچتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ آپ جو طوطا ہندوستان سے لیکر آئے ہیں وہ مجھے دیجئے اس بیچارے کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو نکل آتے ہیں کہتا ہے کہ بھائی میری آرزوؤں کی طرح طوطا تو خواب عدم میں جا سویا ہو گیا خادم کہتا ہے درست ہے مجھے یہ سب کچھ معلوم ہو چکا ہے آپ مجھے وہ مرا ہوا طوطا ہی دیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ آپ کو خلیفہ سے کتنے انعام کی توقع تھی کہنے لگا میں تو پانچسو دینار کی امید لیکر چلا تھا۔ خادم نے اسی وقت پانسو دینار اس کے سامنے رکھ دیئے اور کہا کہ یہ دینار خلیفہ ہی نے بھیجے ہیں تو جس وقت ہندوستان سے چلا تھا خلیفہ کو اسی وقت تیری آرزو اور امید کی اطلاع ہو گئی تھی اور اب طوطے کے مرنے کی خبر پاکر اس نے یہ دینار بھیجے ہیں۔

خلوتوں کے راز آشکارا

ایک دفعہ ایک سوداگر بغداد پہنچا جس کے پاس دیبا کی کچھ چادریں تھیں جن پر طلائی کام ہوا تھا چونگی والوں نے اس سے محصول طلب کیا۔ اس نے قطعاً انکار کر دیا کہ میرے پاس تو کوئی چیز بھی محصول کے قابل نہیں۔ چونگی والوں نے اس کے مال کا جائزہ اور اس کے سامان کی تلاشی لئے بغیر، صرف یہ کہ چادروں کی تعداد بھی ٹھیک ٹھیک بتا دی بلکہ ساتھ ہی اس امر کی بھی صراحت کر دی کہ ان چادروں کی رنگتیں کیا ہیں اور قیمتیں کتنی متعین کی گئی ہیں سوداگر اس پر بھی برابر انکار ہی کرتا رہا کچھ دیر بعد دربار خلافت کا ایک سرہنگ چونگی پر پہنچا اور اس نے محرر سے کہا کہ اس سوداگر سے یہ پوچھے کہ کیا تو نے اپنے فلاں ترکی غلام کو فلاں قصور کی بنا پر قتل نہیں کیا؟ اور اس کی لاش کو فلاں مقام پر دفن نہیں کیا؟ یہ سنتے ہی سوداگر کے ہوش اڑ گئے حواس باختہ ہو گیا کیونکہ اس نے اس راز کو نہایت مخفی رکھا تھا اور کسی کو بھی اس کی خبر نہ ہونے دی تھی اور نہ اُسے یہ گمان ہو سکتا تھا کہ دنیا میں اس کے سوا کوئی اور شخص بھی اس کے اس راز سے واقف ہو سکتا ہے اس نے اسی وقت خاموشی کے ساتھ محصول ادا کر دیا۔

غور کیجئے اس سے زیادہ باخبری و واقفیت کی اور انتہا کیا ہو سکتی ہے کہ ویرانوں، خلوتوں اور تنہائیوں کے راز عالم آشکارا ہو جائیں۔

میاں بیوی کی خفیہ گفتگو کا علم

مفتی صدر جہاں بغداد تشریف لاتے ہیں بہت سے فقہا بھی ساتھ ہیں۔ ان میں سے ایک فقیہ کے پاس ایک نہایت نفیس اور خوبصورت گھوڑا بھی تھا جب یہ سمرقند سے بغداد روانہ ہونے لگا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ دیکھو کہ یہ گھوڑا بہت شاندار خوبصورت ہے اسے یہیں چھوڑ جاؤ ورنہ بغداد میں لے کر رہے کوئی چھین لے۔ فقیہ نے اس وقت بیوی سے کہا تھا کہیں کیا ہے تو اور تیرا خلیفہ ہی مجھ سے گھوڑا نہیں چھین سکتا۔ خلیفہ الناصر کو ان دونوں میاں بیوی کی گفتگو کی فوراً اطلاع ہو گئی اور اس نے احکام صادر کر دئیے کہ جس وقت یہ فقیہ بغداد میں قدم رکھے فوراً پکڑ کر داروغہ اس سے اس کا خوبصورت گھوڑا چھین لو۔ چنانچہ جب یہ فقیہ بغداد میں آیا تو اس سے اس کا گھوڑا چھین لیا گیا اس نے بہت واویلا اور فریاد کی لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی مجبوراً صبر کر لیا صدر جہاں کے ساتھ بغداد چلے گئے تاریخی بعد دربار خلافت سے صدر جہاں اور ان کے ہمراہیوں کو خلعت و انعام عطا ہوئے۔ اس فقیہ کو جس کا گھوڑا چھین لیا گیا تھا جو انعام ملا اس میں وہ چھینا ہوا گھوڑا بھی تھا اور ایک طوق طلائی بھی یہ انعام دیتے وقت ان فقیہ صاحب سے کہا گیا کہ خلیفہ کو تو آپ کا گھوڑا آپ سے چھیننے کی جرأت نہ تھی مگر اس کے ایک ادنیٰ غلام نے آپ سے گھوڑا چھین لیا فقیہ صاحب نے جو یہ سنا تو سناٹے میں آگئے اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ کہئے کوئی مثال موجودہ زمانہ میں بھی اس باخبری کی مل سکتی ہے یا نہیں!

الناصر کا ہیبت و جلال

اس قسم کی ایک نہیں ہزاروں حیرت انگیز اور حیرت زا مثالیں الناصر کے شعبہ اہتمام میں ملیں گی یہ اسی نگرانی و اہتمام کا اثر تھا کہ دشمنوں اور شہریوں کے حوصلے پست ہو گئے۔ خلفائے بغداد کے خلاف امراء و فوج میں جو خفیہ سازشیں اور مشورے ہوتے رہتے تھے اور جو ہمیشہ ہمیشہ عزل و نصب اور عزل خلفاء پر منتج ہوتے تھے ان کا یکسر استیصال ہو گیا خلفاء غافل رہتے تھے اور چالاک و ہوشیار امراء باہم مشورہ کر کے خلفاء کو معزول کرتے اور اپنا اقتدار بڑھاتے رہتے تھے الناصر نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی پہلا کام یہ کیا کہ شعبہ خبر رسانی کو صد درجہ منظم و مضبوط کر دیا اور اس کے مخبرین تمام ممالک محروسہ و غیر محروسہ میں پھیلا دیں جہاں سے روزانہ ہر قسم کی تفصیلی اطلاعات پہنچنے لگیں اور جب اسے کسی امیر و شہری کی ریشہ دوانی اور بدنیتی کا علم ہوتا وہ اس کے اقدام سے پہلے اس کے سر پر جا پہنچتا جس سے لوگ خوفزدہ ہو گئے شر و فتن کا باب مسدود ہو گیا۔ الموفق عبد اللطیف نے بالکل درست کہا ہے کہ جو ہیبت خلافت معتصم کے بعد مردہ ہو چکی تھی الناصر نے اسے از سر نو زندہ کر دیا یہ حالت تھی کہ بڑے بڑے جلیل القدر امراء اور مصر و شام کے تاجدار بھی جب صرف گفتگو کے وقت اس کا ذکر کرتے تھے تو اپنی خلوتگاہوں میں چلے جاتے تھے اور وہاں بھی اس کی ہیبت و جلال کی وجہ سے نہایت دھیمی اور دبی آواز میں باتیں کرتے تھے اور اس انتظام و نگرانی کے باعث خلفائے عباسیہ میں الناصر کا رعب و جلال ضرب المثل ہو گیا تھا آج دنیا کتنی ترقی کر چکی ہے اور اسے خبر رسانی کی کتنی آسانیاں فراہم ہیں لیکن ان کے وسائل خبر رسانی الناصر کے وسائل کی گرد کو بھی نہیں پہنچتے یہ تھی ہمارے عہد اقبال کی جلالت شان اور یہ تھا اسلامی عہد کا ایک نقش۔ افسوس اب تو مسلمانوں کے پاس کچھ بھی نہیں رہا سب کچھ اپنی ہی بداعمالیوں اور غفلت شعاریوں کی نذر ہو چکا اور حقیقت تو یہ ہے کہ اب تو مسلمانوں کے پاس اپنی عظمت پارینہ کے ماتم کے لئے چار آنسو بھی نہیں ہیں۔

شذرات

از مدیر جامعہ

قوت کے عالم میں تعلق بندی کے کیا کیا کھیل دکھاتا ہے اس کی تاثیر سے جب معلوم ہونے لگتا ہے اور ظلم انصاف اور یہی نہیں کہ وہ سر سے ایسا کچھ نگہ با خود صاحب قوت اس آسیب کے اثر سے اپنی خود غرضیوں کو مقصد حیات سے ہم آہنگ جاننے لگتا ہے اگر کوئی سحر ہونے سے بچ رہتا ہے غصہ یا حیرت کے ساتھ یہ تماشا دیکھتا ہے مگر اس مجنون کے پاس جانے اس کے سر سے اس بھوت کو اتارنے کی ہمت کون کرتا ہے۔

اٹلی اپنے نئے فاتح مسولینی کے عہد میں اسی حالت سے گذر رہا ہے اس میں کیا کلام ہے کہ اٹلی میں سیاسی سازشوں کی جگہ ایک متحدہ قومی عزم کی تخلیق اسی کا کارنامہ ہے اس نے یورپ کی سیاست میں اپنی قوم کے درجہ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا ہے اور ایک کاہل قوم کے دل میں سرداری کا ولولہ پیدا کر دیا ہے مگر یہ پرستش کرتا ہے صرف قوت کا توپ اس کا ہے! اور اقبال کا وہ فلارلنساری باطل پرست" میکاولی اس کا پیغمبر ہے یہ اپنے ملک کے بنجر آباد علاقوں کو قابل کاشت بنا کر اس میں پہلا مرتبہ اپنے ہاتھ سے گیہوں بوتا ہے تو بھی اس امن کے کام میں اپنی ہر حرکت اعلان کو توپوں کی باڑھ سے کراتا ہے تاکہ معاملات انسانی میں قوت کے صرفات کو اپنی قوم کے ذہن نشین کرائے۔

اسی قوت کے بھروسہ پر اور دوسری دول کی باہمی رقابتوں کے سہارے اٹلی چاہتا ہے کہ حبش کے قدیم ملک کو سلطنت اطالوی میں شامل کر لے معلوم ہوا ہے کہ حبش کے سپاہیوں نے ہماری فوج کے ساتھ زیادتی کی ایک غیر متمدن قوم کی یہ گستاخی ایک ایسی قوم کے ساتھ جس نے تاریخ انسانی ہے ناقابل معافی ہے نتیجہ صاف ہے حبش پر اٹلی کا تسلط ہونا چاہیئے اس کی منطق کا یہی اندر ہوتا ہے۔

اب گستاخی کی حقیقت سنئے اور برطانیہ کے نمائندوں پر مشتمل ایک کمیشن سرحدی علاقہ میں حد بندی کا کام کر رہا ہے اس کمیشن کے ساتھ کچھ حبشی سپاہی ہیں ۵ دسمبر ۱۹۳۴ء کو وال وال کے کنوؤں کے قریب جو مسلمہ معاہدوں کی رو سے کوئی سو میل حبش کی سرحد کے اندر ہیں اطالوی فوج کا سردار کپتان سیمونٹی ان حبشی سپاہیوں پر بلا کسی اطلاع کے حملہ کر دیتا ہے حملہ کی کمک کے لئے ٹینک اور ہوائی جہاز بھی آتے ہیں اس وقت حبشی اپنے خیموں میں بے خبر بیٹھے ہیں گھبرا کر نکلتے ہیں تو فوراً ان پر فائر کیا جاتا ہے کوئی ۱۰۰ سپاہی کام آتے ہیں ۵۰ زخمی ہوتے ہیں یہ بیان حکومت حبش کا نہیں ہے اس واقعہ کا پانچ برطانوی شاہد بھی موجود ہیں برطانوی کمشنر کلفورڈ کی تصدیق بھی موجود ہے جس اطالوی فوج نے گستاخی کی اور اس میں قریب قریب سارے ملک حبش کو سلطنت اطالیہ میں شامل کرنے کا منصوبہ ہے اگر اس فوج کے مزاج کا اندازہ لگانا ہو تو اس سردار کپتان سیمونٹی کی تقریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو جو اس نے اس واقعہ کے بعد حبشی برطانوی کمشنر کے سامنے کی تھی:

"جس وقت برطانوی افسروں نے ۲۳ نومبر کو ایتھوپیا کے ساتھ آنے کی خبر دی ... کے سامنے فرار ہوگئی تھی۔ اس وقت تو دو کی پر حبشیوں کے ساتھ انگریز بھی ہیں مگر تم سومالی لوگ شیر نر ہو۔ شیر جب شکار کو دیکھتا ہے تو بس اس کی گردن دبا لیتا ہے اور اسے ختم کر دیتا ہے۔ تم بھی یہی کرو۔ تمہاری امداد کو میرے ہوائی جہاز آئے ہیں مگر مسلح کاریں بھی پہنچنے والی ہیں ہر ایک میں تین تین توپیں ہونگی یہ آ جائیں تو پھر تمہیں ان حبشیوں سے جنگ کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوگی۔ یہ مشینیں جو زمین پر چلتی ہیں اور ہوا میں اڑتی ہیں کافی ہونگی اس وقت تم دیکھو گے کہ میں کیا کرتا ہوں۔ میں ان حبشیوں کو مچھر کی طرح پیس ڈالوں گا۔"

ادیس ابابا میں وال وال کے واقعہ سے ارباب حکومت کو جس قدر تکلیف ہوئی ہوگی وہ ظاہر ہے مگر یہ بیچارے ایک غیر متمدن افریقی حکومت کے ارکان تھے کیا کر سکتے؟ طرفہ یہ کہ تین چار روز بعد ان کے متمدن حریف کے سفیر نے سخت احتجاج کیا اور الٹا انھیں مورد الزام بنایا:

"مسلح حبشیوں نے ہم پر بلا اطلاع حملہ کیا ہمارے مقتولین و مجروحین کی تعداد ابھی معلوم نہیں ہے، مگر میں اس واقعہ پر شدید احتجاج کرتا ہوں اور مطالبہ کرتا ہوں کہ ہماری شاہی حکومت معافی اور تاوان کا مطالبہ کرے گی؛ حبش کے وزیر خارجہ نے اس کے جواب میں ۱۹۲۸ء کے معاہدہ ثالثی کا ذکر کیا تو جواب ملا کہ:-

"یہ بات شبہ سے بالکل خالی ہے کہ وال وال اور وردیر اطالوی سومالی لینڈ میں شامل ہیں اور حالات اس درجہ واضح ہیں کہ ۱۹۲۸ء کے معاہدہ کا اطلاق اس واقعہ پر نہیں ہو سکتا تاوان اور معافی کا مطالبہ فوراً پورا ہونا چاہیئے"

مطالبہ یہ تھا کہ حبشی گورنر ہرار یا اس کا قائم مقام وال وال میں آکر جو حبش علاقہ میں ہے لیکن جس پر اطالوی غاصبانہ قابض ہیں معافی چاہے اور اس کی فوج اطالوی جھنڈے کو سلامی دے دو لاکھ پونڈ بطور تاوان ادا کئے جائیں تمام حبشی افسر جن کا اس واقعہ سے تعلق تھا گرفتار کر کے اپنی خدمات سے سبکدوش کئے جائیں یہ سب جھنڈے کی سلامی میں شریک ہوں اور اس کے بعد سب کو مناسب سزائیں دی جائیں۔

کمزور حکومت حبش سوائے اس کے اور کیا کر سکتی تھی کہ جمعیۃ اقوام جس میں یہ شریک ہے اپیل کرے چوروں کے سامنے چوری کا مقدمہ پیش مہینے گذر گئے اور وہ کچھ طے نہ کر سکے کہ کیا کرنا چاہیئے باہمی رقابتوں کی وجہ سے اگر کوئی رکن اٹلی کو اس دراز دستی سے روکتا چاہتا ہے تو اٹلی جاپان اور جرمنی کی طرح جمعیۃ سے علیحدہ ہونے کی دھمکی دیتا ہے جس سے ڈر ہے کہ جمعیت کا سارا ڈھونگ ہی ختم ہو جائے گا دوسرے لوگ جن کے اغراض حبش سے وابستہ ہیں کبھی اٹلی کو دبانا چاہتے ہیں کبھی حبش کی مصیبت سے فائدہ اٹھانے کی سوچتے ہیں اصل یہ ہے کہ اپنے معاملہ میں اٹلی سے سمجھوتا کرنے کی فکر میں ہیں چنانچہ جمعیۃ اقوام کی آخری قرارداد یہی ہے کہ ۱۹۲۸ء کے معاہدے کے مطابق تحقیقات ہو برطانیہ اور اٹلی معاملہ کو

اس پر جو کچھ لکھا گیا ہے یہ ہماری تعلیمی کوششوں کا ماحصل ہے جن پودوں کو والدین نے اپنے خون سے سینچا ان کا یہ انجام جن کی خاطر بہت کچھ ایثار کیا ہزاروں تکلیفیں اٹھائیں سینکڑوں ارمانوں اور حوصلوں کی پرورش کی کہ بڑھاپے میں یہ ہمارا سہارا ثابت ہوں گے ان کے آرام و آسائش اور فارغ البالی سے ہمارے دل کو سکون اور چین نصیب ہوگا یہ ان کا حسرتناک حشر ہے۔

اس کا کون ذمہ دار ہے کس کی غیر ذمہ دارانہ امید پرستی اس بربادی کا سبب ہے کیا نوجوانوں کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان لوگوں سے باز پرس کریں جنہوں نے مجرمانہ غفلت سے کام لیکر ان کی زندگیوں کو برباد کیا ہے نوجوانوں نے اپنی عمر اور ان کے والدین نے اپنا سرمایہ کالج کی ڈگریاں حاصل کرنے میں کیوں ضائع کیا اور سکا جواں کے فریب میں وہ کیسے پھنسے؟ حکومت نے تعلیمی اداروں کی دیوکہ دہی سے ان بے وقوفوں کو کیوں نہیں بچایا؟ کمشنروں، گورنروں، وائسرایوں اور جماعت عاملہ کے ارکان نے کیوں ایسے اداروں کی امداد اور سرپرستی کی جنہیں تعلیم کی آزادی کے چارٹر دیئے جنہیں وہ جانتے تھے یا جن کے متعلق انہیں جاننا چاہئے تھا کہ وہ ملک میں تعلیمیافتہ بے روزگاروں کی ایک فوج بنا رہے ہیں گئے؟ تمام دنیا میں حکومتیں بے روزگاری کے انسداد کی ذمہ داری قبول کرتی ہیں لوگوں کے معیار حیات کی کمی کے الزام کے لئے اپنے آپ کو جوابدہ سمجھتی ہیں اپنی رعایا کی محنت اور اس کے سرمایہ کو بربادی سے محفوظ رکھنے کی سعی کرتی ہیں اور اگر ان کوششوں کے باوجود لوگوں میں بے روزگاری پھیلنے لگتی ہے تو ہر قسم کی امداد دینا اپنا فرض منصبی سمجھتی ہیں وہ سرمایہ دار شاہزادوں کی طرح بے تحاشہ بے تعلق اور بے درد ہو کر صرف خرابیوں کے مبالغہ آمیز اظہار پر قناعت نہیں کرتیں وہ سوچتی ہیں اور حل نہیں سوچ سکتیں تو انہیں اس کے نتائج اور عواقب کو بھگتنا پڑتا ہے ہماری غیر ذمہ دار حکومت بے روزگاری کو رفع کرنے کے لئے کیا کام کر رہی ہے کیا وہ اس بات پر خوش ہے کہ جو منشی پہلے سے دو سو اور ڈھائی سو کی تنخواہ پسند کرنے پڑتے تھے اب بیس بیس میں اپنا

دیتی والیاں اس کے اعلیٰ ترفروخت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کیا صورت حال کی یہ روش ان کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ لوگوں کو ذلیل خوار اور خودداری سے معرا دیکھکر صرف کمینے خود غرض اور حاسد لوگ خوش ہو سکتے ہیں کیا حکومت کچھ نہیں کر سکتی کیا وہ بالکل بے بس ہے اگر ایسا ہے تو اسے اعتراف شکست کرکے حکومت سے دست بردار ہو جانا چاہئے کیونکہ دنیا کی دوسری حکومتیں ان مسائل کا حل سوچ رہی ہیں اور ان کے یہاں بیروزگاری میں برابر کمی ہو رہی ہے روس میں بے روزگاری میں برابر کمی ہوگئی ہے بلکہ یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ وہاں بیروزگاری کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ معاملہ کا ذکر سروے ۲۳-۱۹۳۲ء میں درج ہے۔

"بیروزگاری کسی ایسے ملک میں پیدا ہی نہیں ہو سکتی جہاں ہر کام کرنے والے کو کوئی نہ کوئی کام کرنا پڑتا ہے جہاں نہ صرف پیدائش دولت بلکہ قیمتیں اور معاشی زندگی کا ہر عامل ایک ایسے پہلے سے سوچے ہوئے منصوبہ کا پابند ہے جو کل قوم کے مشاغل پر بصورت مجموعی حاوی ہے۔ امریکہ میں پریسیڈنٹ روز ویلٹ کی باقاعدہ کوششوں سے گزشتہ سال روزگار کے اعداد کا تناسب بڑھکر ۶۷: ۷۶ ہوگیا سلطنت متحدہ برطانیہ میں ۹۲: ۹۹ ہوگیا اور جرمنی میں ۶۸: ۸۴ ہوگیا۔ (اعداد انٹرنیشنل لیبر ریویو)

ہندوستان کے متعلق اس قسم کے اعداد نہیں دیئے گئے ہیں اس لئے صحیح موازنہ ممکن نہیں ہے لیکن اس کے ماننے میں کسی کو تامل نہیں ہو سکتا کہ یہاں اس قسم کی کوئی منظم کوشش ابھی تک نہیں کی گئی ہندوستان کی قدرتی دولت سے بہت کم فائدہ اٹھایا گیا ہے یہاں صنعت، زراعت اور تجارت کو ترقی دینے کا ابھی بے انتہا امکان موجود ہے نئے روزگار نہ صرف موجودہ بلکہ اس سے بھی زیادہ آبادی کے لئے فراہم کئے جا سکتے ہیں اور معیار حیات بلند سے بلند تر ہو سکتا ہے۔

روس اگر سترہ اٹھارہ سال کے عرصہ میں اپنے ملکی وسائل دولت کو ناقابل یقین حد تک ترقی دے سکتا ہے تو ہندوستان کے لئے بھی ممکن ہے ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ صحیح جذبہ عمل پیدا ہو اہل کارکن اس کام کو ہاتھ میں لیں اور کسی خاص دستور العمل کے مطابق کام کیا جائے

مندی کا خیرمقدم ... اخلاقی اصولوں سے بلند تر ہے یہ نیا فوجی فتوحات
کا بھی ہوا۔ انگلستان کے پاس اس کا ثبوت بھی ہے۔ ہمارا یقین ہے ہم سب جانتے
ہیں کہ وہ اس کے اہل ہیں جیسا کہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ وہ اپنے مقبوضات
میں تہذیب پھیلانے کا ایک شاندار کام کر رہا ہے تو اسے بھی ہمارے تہذیب پھیلانے
کے حق کو تسلیم کرنا چاہئیے۔

جزیرہ سارڈینیا میں ان سپاہیوں کو مخاطب کر کے جو افریقہ بھیجے جا رہے تھے مسولینی نے کہا:-

"انگلستان کے سیاہ پوش بوڑھوں سے ہمیں نئے پرانے بہت سے حساب چکانے
ہیں اور وہ سب چکائے جائیں گے ہمارے ملک سے باہر جو کہہ رہے ہیں
اس پر کان نہ دھرو ہم تو بس حرف بحرف انھیں لوگوں کی نقل کر رہے ہیں جو اس
وقت ہمارے استاد بن رہے ہیں وہ ہمیں پہلے ہی اچھی طرح سکھا چکے
ہیں کہ جب سلطنت بڑھانے یا اس کے تحفظ کا سوال آتا ہے وہ دنیا کی
رائے کا ذرا لحاظ نہیں کرتے"؟

ان بیانات کے بین السطور سے صاف پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ کا یہ منہ تو
نہیں کہ وہ کسی اخلاقی اصول کی حمایت کا نام لے کر اٹلی کو حبش پر قابض ہونے
سے روکے۔ جمعیتہ اقوام کی رکنیت، آزادی اقوام، ایک قدیم عیسائی حکومت
کی حمایت، پسماندہ قوموں کی حمایت یہ سب الجھنیں اور اصول جائیں تو
جل جائیں اس ملک پر کیسے بچتے جس سے برطانیہ مدتوں سے اسی حبش
کے علاقوں کی بانٹ کے متعلق ساز باز اور عہد و پیمان کرتا رہا ہے۔ اٹلی
اب اس برطانیہ کی اخلاقی تعلیم کو کیسے مان لے جس نے ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۴ء
میں اسی اٹلی سے تین معاہدے کئے جن تینوں میں حبش کے تقریباً تمام
علاقہ کو اٹلی کا حلقہ اثر تسلیم کیا گیا۔ یہ ضرور ہے کہ ۱۸۹۶ء میں اٹلی نے
اپنی شکست کے بعد حبش سے جو معاہدہ کیا اس میں حبش کی کامل خود
مختاری تسلیم کی۔ مگر فرانس اور برطانیہ سے جب بھی اس باب میں گفت
و شنید ہوئی تو یہ سارا علاقہ اٹلی ہی کے حلقہ اثر میں مانا گیا۔ ۱۹۰۲ء
کے معاہدہ میں ابھی بہت ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء کے معاہدوں کے مسلمات
کو مانا گیا۔ ۱۹۱۵ء میں اٹلی کی افریقی سلطنت کے مسئلہ پر مفصل تبصرہ ہوا
اور لندن میں جو خفیہ معاہدہ ہوا اس میں بھی اٹلی سے افریقی نوآبادیوں
میں اضافہ کا وعدہ کیا گیا کہ اس وقت جرمن علاقوں کی دوکانوں پر ہر ایک کو
نظر پڑنے کا موقعہ تھا مگر جب جرمنی کی شکست کے بعد اس کی افریقی
نوآبادیاں فاتحوں میں تقسیم ہوئیں تو فرانس اور برطانیہ نے تو افریقہ
میں اپنا نوآبادی رقبہ بڑھا لیا مگر اٹلی کو اس میں حصہ نہ ملا پھر اٹلی نے
۱۹۲۵ء میں اپنی نوآبادیوں ارٹریا اور سومالیہ کے درمیان حبش کے
بیچ میں سے ہو کر ریل نکالنے کی تجویز برطانیہ کے سامنے پیش کی اور اس
کے عوض برطانیہ کو اس خواہش میں مدد کا وعدہ کیا کہ وہ نیل ازرق پر بند
باندھے اور وہاں سے سوڈان کو ایک سڑک لے جائے تو اس یادداشت
میں بھی اٹلی نے صاف لکھا تھا کہ:-

"حبش کے تمام مغربی حصہ بالخصوص نیل ازرق کا طاس برطانیہ کا حلقہ
اثر میں ... [illegible]"

شاید یہی بات برطانیہ کو ناگوار ہوئی کہ یہ سلسلہ آگے نہ بڑھ سکا
گیا مگر آخر ۱۹۲۵ء میں برطانیہ نے اٹلی سے جو معاہدہ کیا بشرطیکہ اٹلی
نیل ازرق کے پانی کے معاملہ میں مداخلت سے احتراز کا وعدہ کرے
اس معاہدہ میں بھی تو برطانیہ نے تسلیم کیا تھا کہ:-

"مغربی حبش بلا شرکت غیرے اطالوی حلقہ اثر میں ہے۔ اس علاقہ میں
جس قدر معاشی مراعات کا مطالبہ اٹلی کریگا ہم اس کی حمایت کریں گے۔"

اگر اس کے جواب میں برطانیہ یہ کہے کہ اس نے صرف معاشی حلقہ اثر
تسلیم کیا تھا سیاسی نہیں تو اس کے جواب میں خود شاہ حبش کا یہ قول نقل
کر دینا کافی ہے کہ:-

"ہم اس حقیقت سے کیسے چشم پوشی کر لیں کہ معاشی اور سیاسی حلقہ اثر میں
بہت قریب کا رشتہ ہوتا ہے۔"

غرض یہ کہ برطانیہ کے لئے بہت مشکل ہے کہ وہ اٹلی پر کوئی اخلاقی اثر
ڈال سکے۔ فرانس اٹلی کو جرمنی کا ساتھی نہیں بنانا چاہتا اس نے برطانیہ
کے اخلاقی راگ میں بہت بے سروں سے شرکت کی ہے بلکہ خیال تو یہ ہے
کہ قیام روما کے زمانہ میں موسیو لاول فرانسیسی وزیر نے اٹلی کو اس معاملہ
میں پوری آزادی دیدی ہے۔ حبش کا مسئلہ دراصل زور آوروں میں ایک
کمزور کے مال کی تقسیم کا مسئلہ ہے۔ جاپان تک نے وہاں جو حقوق حاصل
کر لئے ہیں ان کا ذکر ہم پچھلی سطور میں کر چکے ہیں۔ جاپان کو حبش کی ہمدردی نہیں
بلکہ ان حقوق کا پاس ہے اگرچہ جاپانی سفیر متعینہ روما مسولینی کو یقین دلاتا
ہے کہ جاپان کو حبش میں صرف اپنے معاشی اغراض سے سروکار ہے وہ
کوئی سیاسی تعلق نہیں چاہتا تو جاپانی رائے عامہ کے دباؤ سے جاپان
کی وزارت خارجہ یہ اعلان کرتی ہے کہ یہ بیان ہمارے ایما سے نہیں دیا
گیا۔ انھیں حقوق کا پاس ہے کہ جاپان میں حبش کے مسائل کے مطالعہ
کے لئے جمعیتیں اور انجمنیں قائم ہو رہی ہیں اور ان کی طرف سے حبشی وزیر
خارجہ کو ہمت افزائی کے پیام بھیجے جا رہے ہیں اور یہ مشورہ دیا جا رہا
ہے کہ ملک کی آزادی کسی دام ہاتھ سے نہ دینا۔ امریکہ نے جو اپنا نہایت
قابل سفیر اس دور افتادہ اور پس ماندہ ملک میں بھیجا تھا تو وہ بھی کچھ
یونہی نہیں۔ ایک امریکن اور برطانوی سرمایہ کی کمپنی نے آخر شاہ حبش کی
موجودہ مصیبت سے فائدہ اٹھا کر آدھے ملک حبش کے تیل کا ٹھیکہ حاصل
کر ہی تو لیا۔ برطانیہ جو اخلاق سیاسی کی حمایت میں اٹلی کے خلاف قوت
تک کے استعمال کو آمادہ معلوم ہوتا ہے اور جس کی بے غرضی کا یہ عالم ہے کہ
اس مذکورہ بالا تیل کے ٹھیکہ کے متعلق اس نے حبشی حکومت کو خود اپنے
اور امریکہ کے سرمایہ داروں کے مفاد کے خلاف یہ مشورہ دیا ہے کہ یہ ٹھیکہ
اس وقت نہ دیا جائے۔ اگرچہ اس یقین کا اظہار بھی جنوبوں میں آچکا ہے
کہ حبشی حکومت یہ مشورہ قبول نہ کرے گی۔ با ایں ہمہ بھی اپنے اس اہم مقصد کو
حاصل کرنے کی تدبیروں سے غافل نہیں ہے جو تقریباً نصف صدی سے اس
کے پیش نظر ہے یعنی جھیل تسانہ کے پاس نیل ازرق پر پانی کا بند باندھنا
پھر اس کا قائم ہو سکنا کہ گذشتہ جون میں مصری، سوڈانی، برطانوی
حکومتوں اور حبشی حکومت میں معاہدہ ہوا ہے کہ اس جھیل کی تعمیر کا ٹھیکہ

سمجھا ہیں اس معاہدہ کی تمہید میں اس کی غرض یوں ظاہر کی گئی تھی کہ:
"فرانس، برطانیہ اور اٹلی تینوں کے مشترک اغراض کا تقاضا ہے کہ حبش کی ملکی خودمختاری کو قائم رکھا جائے بہرحال تینوں حکومتوں میں سے کوئی بھی اس ملک میں اس وقت تک مداخلت نہ کریگی جب تک بقیہ دو سے اس بارے میں سمجھوتہ نہ ہو جائے۔"

اس سے اہل بصیرت اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جمعیۃ کے یہ تینوں ممتاز رکن باہمی مشورے کے بعد ملک حبش کے ساتھ کیا انصاف کریں گے!

یہ تینوں اپنی اپنی غرض رکھتے ہیں اس کی وجہ سے ان میں باہمی رقابت بھی ہے لیکن مشترک تجویز یہ ہے کہ ملک حبش کا کوئی نہ کوئی علاقہ یا کوئی نہ کوئی حق غصب کر لیں۔ انگلستان اس فکر میں ہے کہ نیل ازرق اس کے قبضہ میں آجائے تاکہ سوڈان اور مصر کی آبپاشی میں کسی طرح کا رخنہ نہ پڑنے پائے انگریز چاہتے ہیں کہ اس پانی کو بند باندھ کر قابو میں رکھیں۔ ۱۹۰۲ء سے برابر اس کی کوشش ہو رہی ہے لیکن ہنوز معاملہ جہاں کا تہاں ہے فرانس کو اپنی ریلوے بڑھانے اور اس پر نقل و حمل کے کاروبار کو ترقی دینے کی فکر ہے فرانسیسی بندرگاہ جبوتی سے ادیس ابابا تک کی ۵۰۰ میل کی ریلوے فرانسیسیوں نے بنائی ہے۔ اٹلی ہمیشہ سے اس گھات میں ہے کہ اپنی دونوں نوآبادیوں اریٹریا اور سومالی لینڈ کے درمیان ریل بنا کر انھیں ملاتے اور اب تو یہ پورے ملک حبش کو اپنی ملک بنانا چاہتا ہے اس لئے کہ افریقہ کے کوئی ستر کروڑ مربع میل کے رقبہ میں اس کو جو حصہ اب تک ملا ہے وہ سب کا سب ریگستانی اور بیکار ہے اور اگر اب کہیں کچھ مل سکتا ہے تو یہیں ملک حبش میں۔

اس وقت بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کی رائے عامہ اٹلی کے غاصبانہ اقدام کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتی مگر یہ رائے عامہ صدیوں کی سیاسی چالاکیوں سے ایسی گڑھ گئی ہے کہ باہر والے اس سے اکثر دھوکا کھا جاتے ہیں۔

اسی اٹلی سے انگلستان ابھی ۱۹۲۵ء میں یہ سازباز کر رہا تھا کہ تم نیل ازرق پر بند باندھنے کی تجویز کو حبشی حکومت سے منوا دو تو ہم اریٹریا اور سومالیہ کے درمیان اطالوی ریل کی تجویز کی حمایت کریں گے اٹلی چاہتا تھا کہ مغربی حبش کو صرف اس کے حلقۂ اثر میں تسلیم کر لیا جائے لیکن فرانس کی مخالفت کے ڈر سے معاملہ ٹلتا رہا ۱۹۲۵ء میں پھر بات چیت شروع ہوئی ۱۹۲۶ء میں تو انگلستان اور اٹلی میں ایک خفیہ معاہدہ بھی ہو گیا جس کی خبر فرانس کو لگ گئی ادھر فرانس بگڑا ادھر حبش نے معاملہ کو جمعیۃ اقوام میں پیش کرنا چاہا تو لندن اور روم کے شاطران سیاست نے جیسے تیسے معاملہ کو دبا دیا اور حبش کو راضی کرنے کے لئے ۱۹۲۸ء میں اٹلی نے اس سے ایک معاہدہ کیا اور ادیس ابابا سے عصب تک موٹر کی سڑک بنا دینے کا وعدہ بھی کیا اور یہ بھی کہ اٹلی کے اس بندرگاہ میں حبش کو آزاد آمد و رفت کا حق حاصل ہوگا۔

غرض جمعیۃ اقوام کے یہ تینوں ممتاز رکن جو حق و انصاف کے ضامن بنے ہیں دنیا میں اپنی اپنی گھات میں ہیں اور اگر ملک کی تقسیم ہو تو آپس میں سمجھوتہ

ہو گیا۔ معلوم ہے کہ حبش کے مختلف حصوں کا ... زمین حبش کے موسم یہاں کے بعض حصے بہت زرخیز ہیں اور بعض ... میں حصہ ناک ... چنانچہ امریکہ نے اپنے ایک نہایت قابل سیاسی مبصر کو جو ماسکو میں سفیر تھے اب اس پسماندہ ملک میں سفیر بنا کر بھیجا ہے جاپان کے تعلقات تو اور بھی زیادہ تیزی سے بڑھ رہے ہیں شہزادہ عارہ علی جو شاہ حبش کا بھتیجا ہے خاص حبش پر جاپان گیا تھا وہاں ایک جاپانی امیرزادی سے اس کی منگنی کر دی گئی مگر بعد میں ... ہو گیا رشتہ ہونے والا تھا کہ ... نے مخالفت کر کے اسے روک دیا۔ ادھر جاپانی ماہرین تجارت جوق در جوق اس ملک میں پہنچ رہے ہیں ۱۰ لاکھ ایکڑ زمین انھیں روئی کی کاشت کے لئے دی گئی ہے۔

جاپانی مال نے اٹلی کی تجارت کو تقریباً ختم کر دیا ہے۔ جرمنی اور بلجیم سے اسلحہ پہنچ رہے ہیں کہتے ہیں کہ ترکی بھی فوج کی تعلیم کے لئے اپنے ماہر بھیج رہا ہے اس لئے جمعیۃ اقوام کی ملی بھگت کے لئے بھی معاملہ کچھ بہت آسان نہیں ہے اور باہر کی کمک سے قطع نظر خود یہ حبشی غیر متمدن سہی لیکن شجاع ہیں اور آزادی کی قدر جانتے ہیں اور اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں ابھی کوئی چالیس ہی سال تو ہوئے کہ انہوں نے اٹلی کی فوجوں کو شکست دی تھی چار لشکر تہ تیغ کر ڈالے تھے ہزاروں قیدی پکڑے تھے روم میں مغرور اطالوی سپہ سالار کا کورٹ مارشل کر کے اس کی ذلت کا تماشا دیکھا تھا اور لاکھوں پونڈ کا تاوان جو متمدن رومیوں نے اس غیر متمدن ملک کو ادا کیا تھا ابھی سب کو یاد ہے اس لئے ابھی یہ اندازہ لگانا مشکل ہے کہ مسولینی کے اس اقدام غاصبانہ کا حشر کیا ہوگا بہرحال مسولینی نے ایک بڑا جوا کھیلا ہے اگر پانسہ پڑ گیا تو وہ اطالوی تاریخ میں جولیس سیزر کا ہمدوش ہوگا اور ناکام رہا تو شاید اطالوی سیاست کا نقشہ ہی بدل جائے اس کی کامیابی سے حق کی شکستوں کی طویل فہرست میں ایک اور اضافہ ہوگا قوت کے پرستاروں کے لئے تقویت ایمان کے لئے ایک اور معجزہ ہاتھ آئیگا لیکن اگر اہل حبش نے اپنی آزادی کی خاطر اپنا خون مردانہ وار بہایا تو ضمیر انسانیت کے لئے ایک اور تازیانہ بھی ہوگا جو کہ بیدار ہونے پر حق تلفیوں کے اس قرض کو دمڑی دمڑی چکا کر کی تہ سے نکال لیگا۔

ابھی لکھے جانے تک تو اٹلی نے حملہ نہیں کیا ہے مگر تیاریاں مکمل ہیں اور گزشتہ سطور میں برطانیہ اور فرانس کے ڈر سے اٹلی کے باز رہنے کا جو ذکر تھا وہ اثر بھی کارگر نہ ہوا تینوں دول کی ثالثی مجلس ناکام رہی اور کہتے ہیں کہ فرانس کا احتجاج محض رسمی اور دکھانے کی بات تھی اس لئے کہ فرانس تو اٹلی کو ساتھ لینے کے لئے پوری کوشش کر رہا ہے اس کا خیال ہے کہ اگر اٹلی جرمنی کے ساتھ ہو گیا تو سیاسی اقتدار کا جو فرانسیسی جال تمام یورپ میں پھیلا ہے وہ نابود ہو جائے گا۔ رہی انگلستان کی حبش دوستی اور انصاف پسندی تو یہ بھی برطانوی اغراض کے میٹھے میٹھے نام ہیں اور اٹلی والے ایسے نادان تو ہیں نہیں کہ ان باتوں کو نہ سمجھیں۔

اٹلی کا ایک ممتاز جریدہ ال جورنال دیتالیہ لکھتا ہے:-

"برطانوی سلطنت بہت وسیع ہے بہت آباد ہے اور بہت وسیع ہے لیکن برطانیہ کی یہ وسیع سلطنت صرف اس کے فرزندوں کی ... کا صلہ

فرقہ وار فیصلہ

(از جناب سید فضل شاہ صاحب ...)

یار حقیقت تو یہ ہے کہ حکومت نے ہمیں اپنے ایک اشارۂ انگشت پر نچا رکھا ہے اور ہم ہیں کہ ہمیں عقل ہی نہیں آتی سمجھتے ہی نہیں باہم لڑ لڑکر مرے جاتے ہیں ہندو مسلمانوں کو بدنام کرتے ہیں اور مسلمان ہندوؤں کو بدنام کرتے ہیں حکومت کو کوئی بھی کچھ نہیں کہتا حالانکہ شہہ دی انگلی اسی کی لگائی ہوئی ہے پگلا ابھی محمود سچ کہتا ہیں غلط تو نہیں کہہ رہا یہ الطاف ہیں کہ میری جان کھائے جاتے ہیں بھلے آدمی کی زبان سے "اصلی مجرم" کے لئے تو ایک لفظ بھی نہیں نکلتا جب دیکھو ہندوؤں کو کوستے رہتے ہیں کہ یہ ایسے ہیں یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں مسلمانوں کے حقوق دبائے بیٹھے ہیں ملازمت کے اجارہ دار بنے بیٹھے ہیں بھلا سوچئے تو ہندو تو خود محکوم ہیں ان کے پاس رکھا کیا ہے جو وہ کسی کو کچھ دیں البتہ اگر سوراج قائم ہو جاتا آزادی مل جاتی اور پھر مسلمانوں کو وہ کچھ نہ دیتے تو ایک بات تھی خدا جانے ملک میں ایسے کتنے الطاف ہوں گے جو اسی طرح حکومت کو چھوڑ کر بیچارے ہندوؤں کی جان کو روتے رہتے ہوں گے۔

الطاف خوب چھری اور سینہ زوری ایک تو سب کچھ دبائے اور ہضم کئے بیٹھے ہو پھر بے قصور و معصوم بھی بنتے جاتے ہو اور اپنا الزام دوسرے کے سر تھوپتے ہو۔

رفیق بیٹے تیرے لئے میں معاف معاف کئے دیتا ہوں۔

رام پرشاد ٹھیک ہے۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ آپ اس کے متعلق اظہار خیال کریں آپ سلجھے ہوئے دماغ کے آدمی ہیں عقلمند ہیں تعلیم یافتہ ہیں مجھے آپ کی قابلیت اور انصاف پر پورا اعتماد ہے آپ جو بات کہیں گے وہ اس قابل ضرور ہوگی کہ اسے سنا جائے اور اس پر غور کیا جائے یہ الطاف تو میرے یار کہہ لگی کرتے رہتے ہیں میں وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کی بحث میں پورے غور سے سنوں گا اور اگر آپ نے یہ ثابت کر دیا کہ ہندو ہی قصور وار ہیں تو میں آئندہ سے فرقہ وار فیصلہ کی حمایت پر کمربستہ ہو جاؤں گا اپنی قوم سے لڑوں گا اور آپ انصاف پر عمل کرنے کے لئے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھوں گا خواہ اس سلسلہ میں مجھے کتنی ہی قربانیاں کیوں نہ کرنی پڑیں لیکن ابھی تک صاف کہتا ہوں کہ میرا خیال یہی ہے کہ قصوروار ہندو نہیں حکومت ہے اور وہ ایسی تدابیر عمل میں لاتی رہتی ہے کہ ہندو مسلمان باہم لڑتے رہیں متحد نہ ہو سکیں اور یہ ہندوستان کے سینو ناموں پر اس کا قبضہ بدستور رہے دیکھئے بیٹھے بٹھائے زبردستی اپنا فیصلہ صادر کر کے ہندو مسلمانوں کو لڑا دیا اور اب تماشہ بیٹھے دیکھ رہی ہے بلکہ دوست دگریباں ہونے کا تماشہ دیکھ رہے ہیں۔

انور ... جوش سے کام نہ لیں ٹھنڈے دل سے مصالحانہ رنگ میں ... ... کر ... پر اس مسئلہ پر کوئی نئی بحث نہ ہوگی ... سال سے اس پر بحث ... کا سلسلہ جاری ہے خدا جانے کتنی صحبتوں کتنے ... دستوں میں اس پر بحث ... ہوگی جاری صحافت ... میں ... ایک ... کہ سوال ... ہے ہندو اور مسلمانوں کو ...

اور اسی کو جانتا ہے کہ کن کن ناموں سے موسوم کر رہے ہیں اور مسلمان اخبار ہیں کہ ہندوؤں کے گلے پڑے ہوئے ہیں اور جو کچھ دل میں آتا ہے کہہ رہے ہیں اور سنا رہے ہیں لیکن ان تو تو میں میں کا ابتک تو کوئی نتیجہ نکلا نہیں اور نہ اس طرح نکلنے کی کوئی توقع ہے۔

رام پرشاد بہت بہتر آپ فرمائیے اس وقت جتنی بحث ہوگی وہ مصالحانہ اور برادرانہ رنگ میں ہوگی۔

محمود پہلے آپ یہ فرمائیے کہ فرقہ وار فیصلہ ہوتا تو کس رنگ میں ہوتا کیسا ہوتا اور موجودہ فیصلہ پر آپ کے اعتراضات کیا کیا ہیں اجمالاً بیان فرمائیے۔

رام پرشاد میرے نزدیک تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ کوئی فیصلہ ہوتا اس میں انتخاب مخلوط رہتا تاکہ ہر نمائندہ اپنی قوم کا نہیں اپنے حلقہ انتخاب کا نمائندہ ہوتا فرقہ وار فیصلہ پر میرے اعتراض یہ ہیں کہ اس میں صرف ایک ہی قوم کی غیر ضروری رعایت کی گئی ہے قوم کے تمام مطالبات فرقہ پرست مسلمانوں کے منظور کر لئے گئے ہیں اور نیشنلزم کا ذرہ برابر پاس لحاظ نہیں رکھا گیا۔

محمود آپ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے تمام مطالبات منظور کر لئے گئے۔

رام پرشاد جی ہاں! **محمود** تو کیا آپ کے نزدیک پنجاب و بنگال کے مسلمانوں کو ان کی آبادی کے مطابق نیابت دے دی گئی بلوچستان کو علیحدہ صوبہ قرار دے کر اس میں اصلاحات نافذ کر دی گئیں ملازمتوں میں تعلیم میں صنعت و حرفت میں مسلمانوں کا حصہ قائم رکھا۔ **رام پرشاد** ... ایسی صورت تو پیدا کر دی گئی کہ مسلمان پنجاب اور بنگال میں اکثریت حاصل کر لیں گے پنجاب میں انھیں کم از کم ۵۱ ... ۴۹ فیصدی نیابت تو ضرور حاصل رہے گی بلوچستان کی علیحدگی کوئی بہت اہم مطالبہ نہ تھا ایک بہت معمولی ٹکڑا ہے اس لئے اس کی علیحدگی و عدم علیحدگی چنداں اہم چیز نہیں رہیں ملازمتیں یا تعلیم و صنعت میں نیابت کا سوال تو جب اکثریت انھیں حاصل ہو جائیگی تو اس کا وہ خود انتظام کر لیں گے۔

محمود بہر کیف اس سے آپ کا یہ اعتراض تو کالعدم ہوا کہ مسلمانوں کے تمام مطالبات پورے کئے گئے ملازمتوں کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ جب وہ اکثریت میں آ جائیں گے تو خود اس کا انتظام کر لیں گے بالفاظ دیگر حکومت نے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کیا اور اپنی اکثریت میں اگر خود انتظام کر لیا تو یہ محض آپ کی خوش فہمی ہے ... وہ بمبئی میں ... یوپی میں مدراس میں ... بہار میں ... ان میں زبردست اقلیت حاصل ہوگی اپنا حصہ آپ لینے کی کیونکر کوشش کریں گے پنجاب کے متعلق آپ نے خاص طور پر زور دیا ہے لیکن آپ تسلیم کر گئے ہیں کہ انھیں اکثریت دی نہیں گئی بلکہ ایسی صورت پیدا کی گئی مسلمانوں کا مطالبہ تھا کہ پنجاب میں انھیں ۵۱ فیصدی نیابت دی جائے لیکن دی گئی صرف ۴۹ فیصد ... زمیندار ... ملیو کی چند نشستیں الگ کیا ہیں جو کہ منظور کی گئی ہیں اگر مسلمانوں کے انھیں مل جاتے ... ان کے ذریعے ان کے اکثریت حاصل کرنے کا قوی امکان ہے لیکن کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ یہ اکثریت ...

پھر جلد ہی نافذ کرنے کا فیصلہ کر دیا جا چکا تھا مگر کام میں بوجوہ تعویق تھی اب بہت جلد شروع ہو جائے گی اس خبر کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ مصری حکومت نے اور آخر ہی گزشتہ میں تعمیری کام کے جس پروگرام کا اعلان کیا تھا اس میں اس بند کے لیے بھی روپے کی گنجائش رکھی گئی ہے اس مذکورہ معاہدہ کی رو سے کہتے ہیں کہ کام کے مصارف ۹۰ فی صدی تقریباً ۴ کروڑ روپیہ، مصری حکومت اور دس فیصدی سوڈانی حکومت برداشت کرے گی تکمیل کے بعد محفوظ پانی میں سے دس فیصدی سوڈان کو ملا کرے گا اور یہ حصہ ۲۰ سال بعد ۵۰ فیصدی تک بڑھ سکتا ہے بشرطیکہ سوڈان مصارف میں بھی اس نسبت سے شریک ہو ... حبش کو معاہدہ کی تکمیل پر ۶۰ لاکھ روپیہ ملیگا اور بند کی تیاری کے بعد سے ہر سال ڈیڑھ لاکھ روپیہ بطور لگان اور اگر حبش کو روپیہ کی فوری ضرورت ہو تو اس لگان کی بجائے یہ ہو سکتا ہے کہ وہ بند بن جانے پر ۶۰ لاکھ روپے نقد لے لے اور پھر دس سال تک ہر سال ۶۰ ہزار روپیہ بند کی تیاری میں حتی الوسع حبشی مزدوروں سے ہی کام لیا جائے گا۔ جھیل تسانہ کے پانی کی سطح پانی کے رک سکنے کی وجہ سے اونچی نہ ہونے دی جائیگی اور اگر کبھی ایسا ہو اور اس سے آس پاس کی املاک کو نقصان پہنچے تو مصری حکومت مالکان کو تاوان ادا کریگی بند کی تعمیر کا کام شروع ہونے سے پہلے مصری اور سوڈانی حکومتوں کو ادیس ابابا سے اس جھیل تک ایک موٹر کی سڑک بنانی ہوگی اس کی مرمت کے مصارف برداشت کرنے ہوں گے۔

مختصر یہ کہ جاپان، امریکہ، برطانیہ سب اپنی اپنی فکر میں ہیں اور اٹلی کی موجودہ مصیبت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اٹلی چاہتا ہے کہ سب کچھ اسے ملے اور یہ اٹلی کے مخالف اس لئے ہیں کہ انھیں بھی ملے جمعیتہ اقوام سے بھی اس حالت میں کسی معقول مدد کی جو حبش کے فائدہ کے لئے ہو امید رکھنا عبث ہے اس کے متعلق بھی تو والے نے خوب کہا ہے کہ

"بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند"

خود غرضیوں کے اس معرکہ میں بہت سے اندیشے بھی ہیں سب سے بڑا اندیشہ تو یہ ہے کہ شاید اٹلی کو اس شان کی فتح نہ ہو اور اس قدر جلد جس کی توقع ہے اٹلی کی مالی حالت کچھ بہت اچھی نہیں ہے اور مشکل ہے کہ اٹلی ایک طویل جنگ کے بار کو اچھی طرح اٹھا بھی سکیگا

۱۹۳۴ء کے میزانیہ میں اس جنگ کے مصارف کے لئے گنجائش نہ ہونے کے باوجود ایک ارب ۷۰ کروڑ لیرا کا خسارہ ہے اس میں شک نہیں کہ بعض ملکوں کے میزانیوں کا خیال کیجئے تو یہ خسارہ کچھ ایسا بہت نہیں ہے اٹلی کے اپنے ملک میں نہ روا پیدا ہوتا ہے نہ کوئلہ نہ تیل، نہ دوسری چیزیں جو صنعتی ترقی کی بنیاد ہیں یہی وجہ ہے کہ ہر کوشش کرنے پر بھی اٹلی کا توازن تجارت اس کے خلاف ہے۔ ۱۹۳۴ء میں برآمد میں ۴ فیصدی کی کمی ہوئی اور درآمد بھی اس ترتیب سے کہ برآمد میں ۱۰ فیصدی کمی ہوئی اور درآمد میں ۳ فیصدی سے اوپر اضافہ ہوا

چیزوں میں بہت سی چیزوں کی درآمد پر سابقہ اجازت نامہ لازمی کر دی گئی اس لئے کہ درآمد کی قیمت ادا کرنے کے لئے ۰ ادسمبر ۱۹۳۴ء سے ہر فرد کی سرمایہ تک سرکاری بنک سے کوئی دو ارب لیرا کا لے جا چکے ہیں۔

مالی حالت کے قابل اطمینان نہ ہونے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر جنگ نے طول کھینچا تو اٹلی کی دشواریاں بہت بڑھ جائیں گی اس کا مالی سرمایہ کمزور ہوگا تو وہاں قومی اشتراکی جماعت جو پہلے سے خاصی قوی ہے اور جرمنی کے ساتھ آسٹریا کا الحاق چاہتی ہے اور قوت پکڑ لیگی اور اس صورت حال سے فائدہ اٹھا کر جرمنی نے آسٹریا کا رخ کیا تو اٹلی کو میدان میں کود دے گا اور ایک عالمگیر جنگ کا آغاز ہو جائے گا جسے ہر کس ناگزیر سمجھتے ہیں مگر ہر ایک اسے کچھ اور ٹالنے کی فکر میں ہے۔

دوسرا خطرہ یہ ہے کہ اگر اٹلی ان پیچیدگیوں کے باعث اور اپنی مالی کمزوری کی وجہ سے اس مہم میں ناکام رہا تو مسولینی کا اقتدار اٹلی میں ختم ہو جائے گا۔ اور اس اقتدار کے خاتمہ کے معنے یہ ہیں کہ اٹلی میں بالشویک طرز کی حکومت قائم ہو جائے کہ فاشستی انقلاب کے بعد تغیر کی صورت بالشویکی انقلاب ہی نظر آتی ہے اور یہ بات روس کے علاوہ کسی بھی حکومت کو پسند نہیں اس لئے کہ مسولینی شوریدہ پشت سہی مگر سرمایہ داری نظام کا محافظ ہے۔

ان پیچیدگیوں کے پیش نظر مختلف دول کے رویہ کے متعلق پیش گوئی کرنا بہت دشوار ہے مگر اندازہ یہ ہے کہ اٹلی جنگ کریگا۔ فرانس بظاہر اور انگلستان دل سے اس میں مزاحم ہونے کی کوشش کرینگے لیکن اس طرح نہیں کہ ان کی مزاحمت موثر ثابت ہو سکے۔ اٹلی جلد سے جلد کوئی فوجی فتح حاصل کرنے کی تدبیر کرے گا اور اس کے بعد جمعیت اقوام یا دول ثلٰثہ کے کہنے پر سمجھوتہ کریگا اس سمجھوتہ میں اسے اس سے تو بہتر شرائط حاصل ہو جائینگی جیسے اس وقت تک پیش کئے گئے ہیں مگر شاید وہ سب کچھ حاصل نہ ہو سکے جو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے بلکہ اس کے وجہ میں سے جاپان، امریکہ اور فرانس کو بھی حصہ رسدی مل جائے! اور کیا عجب ہے کہ شاطر حکومت کو باوجود ہمدردی انسانی اٹلی سے زیادہ ہی حصہ مل رہے!

مگر یہ سب عقلی قیاسات ہیں تاریخ میں ایک نہایت موثر عنصر اتفاق کا بھی ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ چھوٹی فوجوں نے بڑی فوجوں پر اور کمزوروں نے زور آوروں پر غلبہ پایا ہے۔ حبش کے حریت پسند مجاہد اگر مغربی استعمار کے مقابلہ پر فتح پائیں تو کیا عجب ہے کہ اس پسماندہ قوم کے ہاتھوں ہی یورپ کے سارے نظام معاشرت کا شیرازہ بکھر جائے۔

بہ سب ۶ اپریل ۱۹۳۶ء صفحات

کہ اکثریت ان کی آبادی کے مطابق رہے اسی طرح ہندو اکثریت کے صوبے
صوبہ متحدہ، صوبہ متوسط، بمبئی، مدراس، بہار، آسام اور اڑیسہ ہیں جب وہ بھی
آبادی کے مطابق حقوق حاصل کئے تو اس طرح پانچ صوبوں میں جن میں تین
صوبوں کی آبادی تو بہت ہی کم ہے مسلمان اکثریت کا لطف اٹھا سکیں گے اور سات
صوبوں میں جو سب سے بڑے اور آباد صوبے ہیں ہندوؤں کا اقتدار قائم رہے گا۔

رام پرشاد: اور انتخاب تو آپ جداگانہ ہی رکھیں گے جو نیشنلزم کے خلاف
ہے اور جسے کبھی گوارا نہیں کیا جا سکتا۔

محمود: آپ کیا بار بار نیشنلزم کا نام لیتے ہیں جس وقت آپ گورنر پنجاب کے
پاس مغربی طرز کی سی اصلاحات کا مطالبہ کر رہے تھے جب گول میز کانفرنس
میں آپ کی طرف سے وزیر اعظم کو ثالث بنانے کی تجویز پیش ہوئی تھی جب آپ
کی طرف سے موجودہ فرقہ وار فیصلے کے بجائے میثاق لکھنؤ کی بحالی کی استدعا
ہو رہی تھی اس وقت آپ کا نیشنلزم کس خواب خرگوش میں مصروف تھا۔
مسلمان اس لئے انتخاب جداگانہ کا مطالبہ نہیں کرتے کہ وہ رجعت پسند ہیں
خود غرض ہیں یا وہ نیشنلزم سے کوئی وابستگی نہیں رکھتے بلکہ اس لئے کرتے
ہیں کہ پنجاب و بنگال میں وہ سمجھتے ہیں کہ مخلوط انتخاب ان کی اکثریت کو
ختم کر دیگا ہندوؤں کی تو جہاں اکثریت ہے وہ بھی بہت بڑی ہے اور جہاں
اقلیت ہے وہ بھی بہت طاقتور ہے اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھے ہوئے
نیشنلزم کے وعظ فرماتے رہتے ہیں مگر مسلمانوں کی اقلیتیں بہت چھوٹی ہیں اور
جہاں اکثریت ہے وہ بھی برائے نام ہے اس لئے وہ انتخاب جداگانہ پر زور
دینے پر مجبور ہیں آپ اپنے رویہ پر غور کیجئے کہ صوبہ سرحد میں کس طرح ہندوؤں
کی طرف سے جداگانہ انتخاب کا مطالبہ کیا گیا جب ہندوؤں کی طرف سے
جو نیشنلزم کے اجارہ دار بنتے ہیں برابر کہا جا رہا ہے کہ ہم پنجاب میں
مسلم راج گوارا نہیں کر سکتے تو وہ مسلمانوں سے کیونکر توقع کر سکتے ہیں کہ
وہ ہندو راج ہندوستان بھر میں گوارا کر لیں گے۔ بنگال والوں کو دیکھئے
کہ انہوں نے گاندھی جی کی شرکت کے باوجود بھی چند نشستیں
ترک کرنے پر آمادہ نہ ہوئے حالانکہ سیاسیات میں ان کا درجہ بہت بلند مانا
جاتا ہے جب ایسے ایسے قوم پرستوں کا یہ رنگ ہے تو پھر مسلمان چہ رسد۔
محمود نے پھر کہا اچھا آپ کو نیشنلزم کا ایسا ہی خیال ہے تو آپ پنجاب و بنگال
میں زیادہ نہیں ۲۶ فیصدی ہی نیابت کر دیجئے مسلمان مخلوط انتخاب پر راضی
ہو جائیں گے اس لئے کہ انہیں پھر اپنی اکثریت کے خطرے میں پڑ جانے کا اندیشہ
نہ رہے گا پھر اگر سرحد سندھ بلوچستان میں بھی اقلیتوں کے لئے زیادہ
نیابت کا مطالبہ کریں گے تو انہیں ہم اپنے صوبوں میں مسلم اقلیتوں کو بھیج
[illegible] مشکل تو یہ ہے کہ ہندوؤں کے سامنے محض اپنا اقتدار ہے اور اس قوت
[illegible] رنگ چھایا ہوا ہے ورنہ اگر ہندوستان میں دو چار بھی
[illegible] جنگل [illegible] کا خاتمہ ہو گیا ہوتا اور آج ہندوستان
[illegible] فضاؤں میں پرواز کر رہا ہوتا [illegible] کی بات ہے آپ نے تو وزیر اعظم
[illegible] جب انہوں نے فیصلہ کر دیا اور وہ اپنی توقعات کے خلاف نظر
[illegible] اعتراض کرنے لگے [illegible] آپ سے سوال کرتا ہوں کہ
[illegible] حکومت کب تک [illegible] بیٹھی رہ سکتی ہے

رام پرشاد: حقیقت تو یہ ہے کہ آپ جو چاہتے تھے وہ مل گیا [illegible]
آپ تو اس فیصلہ پر مطمئن ہیں پنجاب میں آپ کو اکثریت مل ہی گئی۔

محمود: قطعاً غلط ہے میں ثابت کر چکا ہوں اور آپ سے تسلیم کرا چکا
ہوں کہ ہمارے مطالبات ہرگز تسلیم نہیں ہوئے اور ہم ہرگز اس
فیصلہ پر مطمئن نہیں۔ آپ تو ہمیں کہتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ حکومت
ہر موقعہ پر آپ ہی کی حمایت کرتی ہے وہ تقریباً ایک صدی سے ہمیں برابر
نظر انداز کرتی چلی جا رہی ہے آپ کو تو صرف اپنی اکثریت کے قیام
کی پرواہ ہے، ملک کی پرواہ ہے اور ہمیں پوری دنیا میں انگریز کا
آفت مار سراسیمہ بنائے ہوئے ہے۔ ہمیں تو صرف انہی صوبوں میں
اکثریت کی خواہش ہے جہاں ہم واقعی اکثریت میں ہیں اور ہمیں اکثریت
نہیں دی گئی اور کسی قوم کے فطری حقوق پر قبضہ کرنا نہیں چاہتے اور یہ
ہرگز گوارا نہیں کہ کسی کو ذرہ برابر بھی نقصان پہنچے مگر آپ کی یہ حالت
ہے کہ جہاں اقتدار ہے وہاں تو ہے ہی پنجاب و بنگال میں بھی اکثریت
کے قیام کا جنون لاحق ہو رہا ہے آپ تو تمام ہندوستان میں اپنے سوا
کسی کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے یہ آپ کی حرص تسلط ہی ہے جو تمام مصائب
اور ناکامیوں کی ذمہ دار ہو رہی ہے۔

جناب دنیا میں اکثریت اور نظم و نسق کی شرکت بہت بڑی اور اچھی
چیزیں ہیں۔ میں فرقہ پرستوں کو ان معنوں میں تو ضرور ایک لعنت
سمجھتا ہوں کہ ہر حالت میں کوئی اپنے فرقوں ہی کے مفاد کو مقدم رکھے
اور دوسری قوم کے ساتھ ناانصافی کی بھی پرواہ نہ کرے ورنہ جہاں تک اپنے
فرقہ کے جائز مطالبہ کا سوال ہے وہاں تک فرقہ پرستی ایک برکت
ہے شرافت ہے دانشمندی ہے۔ دنیا میں کوئی ایک تو ایسی قوم بتا دیجئے
جسے دوسروں کی خاطر اپنا نقصان برضا و رغبت گوارا کر لیا ہو یا اس
پر کبھی آمادگی ہی ظاہر کی ہو جب کبھی ہمارے ملک میں سکھوں اور مسلمانوں
یا مسلمانوں اور ہندوؤں کا کوئی معاملہ ہوا ہے تو ہمیشہ سکھوں نے سکھوں
کی اور ہندوؤں نے ہندوؤں کی حمایت کی ہے۔ کانپور، مرزا پور، بنارس
اور اجودھیا وغیرہ میں سراسر اور مسلمہ طور پر ہندو قصوروار تھے لیکن بتائیے
کہ ہندوؤں کے کسی مالوی، گاندھی اور پرشوتم نے ان کی مذمت میں ایک
لفظ بھی زبان سے نکالا۔ مسلمان تو پھر کہہ چکے ہیں بار ہا انہوں نے علانیہ
مذمت بھی کی ہے مگر ہندو دنیا میں تو اس کی کوئی ایک مثال بھی نہیں۔ آپ
ہمیں اکثریت کے لئے مطعون کرتے ہیں فرقہ پرست کہتے ہیں رجعت
پسند بتاتے ہیں مگر یہ سب فریب الفاظ ہیں اکثریت اس دور جمہوریت
میں شاہی کے مترادف ہے اور اقلیت غلامی کے برابر۔ زمانہ میں وہ
کون قوم ہے جو صرف بربنائے منطق غلامی پر راضی ہو جائے۔ مسلمان
حریت و آزادی کے لئے جانیں تک قربان کر دینے کے لئے تیار ہیں مگر
وہ اپنے واجبی اور فطری حقوق ہرگز نہیں چھوڑ سکتے کہ ان کا چھوڑنا غلامی
کے مترادف ہے۔ رام پرشاد نے کہا بھائی ٹھیک کہتے ہو اب میں سمجھ گیا۔
مسلمان [illegible] بجائے [illegible] ہم اور اس معاملہ میں ہندوؤں کی سراسر
زیادتی ہے۔

ہے میں تو کہتا ہوں کہ ۷۰ فیصدی اکثریت بھی محفوظ اکثریت نہیں تھی مہد و تعلیم میں عمل میں نظیر میں مسلمانوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں تو کیا ہم معاملہ میں مسلمانوں کے چند مطالبوں کو ان کا اعتماد کر لینا کوئی مستحب امر نہیں مسلمانوں کے مطالبہ کا پورا ہونا تو اس وقت تھا جب پنجاب کی تمام نشستیں تمام اقوام کو تناسب آبادی تقسیم کی جائیں، ۷۰ فیصدی تو مسلمان جداگانہ طریق پر حاصل کر لیتے ہیں اور کمانے کو ۳۰ نشستیں مخلوط حلقہ ہائے انتخاب سے مقابلہ کر کے لیتے اس طرح وہ ۶۰ فیصدی تو ہو جاتے اب اگر ۵۲ فیصدی رہ ہی گئے تو یہ محض نام کی اکثریت ہوئی - رام پرشاد آپ کو مسلمانوں کا یہ تو خیال ہے لیکن ہندوؤں کی پوزیشن کا تو خیال کیجئے کہ انہیں محض ۲۰ فیصدی نشستیں ہی حاصل ہیں وہ تو صوبے کے اندر بڑے ہی خسارہ میں ہیں - محمود آپ تو نیشنلزم کے حامی ہیں ... ... نیشنلزم ہندو مسلم کی تمیز روا نہیں رکھتا آخر ہندو مسلمان دونوں ہی تو اسی ملک کے باشندے ہیں ہندوؤں کو زیادہ ملیں یا مسلمانوں کو ملیں تو ہندوستانیوں ہی کو مگر کیا کیا جائے نفع و اقتدار کے معاملہ میں سارا نیشنلزم رکھا ہی رہ جاتا ہے بڑے بڑے قوم پرست ہندو نشستوں کا داغ اپنے سینہ میں لئے بیٹھے ہیں میں پوچھتا ہوں کہ آپ یہ کیسے آرزو کر سکتے ہیں کہ جہاں آپ کی تعداد زیادہ ہو وہاں تو آپ اکثریت میں رہیں ہی گے لیکن جہاں آپ کی اقلیت ہے وہاں بھی آپ کی اکثریت ہی قائم ہو جائے

رام پرشاد یہ کون کہتا ہے - محمود نہیں کہتے تو اور اس کا مطلب کیا ہے کہ آپ کو اپنی آبادی کے تناسب سے پنجاب میں نیابت مل گئی پھر بھی آپ چیخ رہے ہیں چلا رہے ہیں پنجاب میں مسلم اکثریت کے قائم ہو جانے کا داغ پھر کیوں ہے اور اس پر کیوں اختلاف کیا جا رہا ہے اسی لئے تو کہ میثاق لکھنؤ کی رو سے آپ کو پنجاب میں اکثریت حاصل رہی تھی جس کے اب امکانات باقی نہیں رہے -

رام پرشاد میں تو یہ کہتا ہوں کہ اکثریت حاصل ہوتی اور ضرور ہوتی مگر مخلوط انتخاب کے ذریعہ ہوتی - محمود رہنے دیجئے، نیشنلسٹ آخر کوئی قدوسیوں کی جماعت نہیں ہیں وہ بھی انسان ہیں کسی کو بھی سو کے بجائے ننانوے لیتے برے نہیں معلوم ہوتے اقتدار کسی کے لئے بھی ناپسندیدہ نہیں دل کی بات برابر زبان پر آ ہی جاتی ہے آپ ابھی ابھی پنجاب میں ہندوؤں کی نشستوں کی کمی کا رونا رو چکے ہیں ڈاکٹر مونجے اور بھائی پرمانند کو لاہور کانفرنس میں میثاق لکھنؤ کے قیام پر زور دے چکے ہیں پنجاب کا ہندو وفد اصلاحات کی واپسی کا علانیہ مطالبہ کر چکا ہے اس سب کا مطلب کیا ہے یہی کہ ہندو بہ نسبت سابق کے خود کو خسارہ میں پاتے ہیں میثاق لکھنؤ کی رو سے کم از کم ہر جگہ انہیں اکثریت تو حاصل تھی مخلوط اور انتخاب جداگانہ میں کتنا شبہ ہے پھر بار بار اس کا نام لینے کا مدعا اس کے سوا کیا ہے کہ ہندوؤں کو حاصل شدہ اقتدار چھوڑنا گوارا نہیں -

رام پرشاد تو کیا آپ جداگانہ انتخاب کو قومیت کے لئے ایک مہلک زہر نہیں سمجھتے -

محمود سمجھتا ہوں ضرور سمجھتا ہوں یہ نظارہ میرے لئے کیا پوری دنیا کے لئے بڑا ہی خوشگوار نظارہ ہو گا کہ ہندو کھڑے ہوتے مسلمانوں کی برابر وکالت کر رہے ہوں اور مسلمان ہندوؤں کی اور انتخاب محض قابلیت کی بنا پر ہو رہا ہو لیکن معاف کیجئے بے انصافی کے ہوتے تو نیشنلزم بے معنی لفظ ہے اور خود ساختہ اپنے حق کے لئے لڑنا دلیری ہے شرافت ہے کمزوری نہیں ہے جو قومیں اپنے حقوق کے معاملہ میں بے پرواہ ہو جاتی ہیں وہ دنیا سے جلد فنا ہو جاتی ہیں -

دنیا میں آج وہ کونسی قوم ہے جو اپنی مرضی سے کبھی کوئی اپنے ملک کا کوئی حصہ دوسرے کو بلا عوض معاف کر دے اپنا حق چھوڑ دے اور اپنے ساتھ ناانصافی گوارا کر لے - دنیا میں آئے دن بڑے بڑے بین الاقوامی جلسے ہوتے رہتے ہیں جن میں بڑے بڑے مدبر اور بڑے بڑے مدعیان حریت و قومیت شریک ہوتے ہیں مگر سب کی آرزو یہی ہوتی ہے کہ دلائل سے زور بیان سے فریب الفاظ سے جنگ سے منت سے مصالحت سے معاہدہ سے جس طرح بھی ہو سکے اپنی قوم کے لئے کچھ نہ کچھ لے کر اٹھیں میں کہتا ہوں اور علانیہ کہتا ہوں کہ سیاسیات میں محض اعتماد کوئی چیز نہیں ہماری ترکی اعتماد ہی میں تباہ ہوئی اور بعد ازیں الاحرار اور شہرہ آفاق غازی مدحت پاشا وزیر اعظم ترکی نے اپنے عمر بھر کے تجربے کا نچوڑ یہ بتایا کہ سیاسیات میں اعتماد خودکشی کے مترادف ہے ہمارے سامنے آپ کے سلوک سیاسی کا پچاس سالہ ریکارڈ موجود ہے اس کی موجودگی میں ہم کسی پر کوئی اعتماد نہیں کر سکتے پھر ایک کمزور طاقتور قوم پر اپنے حقوق کے لئے کیا اعتماد کر سکتی ہے، ہم آبادی میں، دولت میں، تعلیم میں کمزور ہیں اور اس زمانہ کی سیاست ہی یہ ہے کہ کمزوروں کو زندگی کا کوئی حق حاصل نہیں ہم اپنے حقوق کی باگ ہرگز کسی کے ہاتھ میں نہیں دے سکتے اور اعتماد کا سبق پڑھانے والوں کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں -

رام پرشاد - تو کیا آپ ہمیں اپنا دشمن سمجھتے ہیں -

محمود بھائی کیا کہتے ہو سیاست چیز ہی ایسی ہے جس کی نہ دوستی کا اعتماد ہے اور نہ دشمنی کا - خدا معلوم آپ سیاست اور نیشنلزم کو کیا سمجھے ہوئے ہیں جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے میں تو انہیں یکی خود غرضی سمجھتا ہوں - رام پرشاد اچھا پھر کیا ہونا چاہئے -

محمود سب سے بہتر تو آپ کے وزیر ہند ہوار کا فیصلہ تھا کہ تمام ملک میں اکثریت و اقلیت کے لئے ساٹھ اور چالیس کی نسبت قائم ہو جائے

رام پرشاد - اس سے تو ہندوؤں کو نقصان رہے گا وہ ملک میں یہ نسبت قائم کر کے تو سب کچھ کھو دیں گے

محمود کیسی کونسلوں میں بورڈوں میں کمیٹیوں میں اکثریت تو انہی کی ہو گی نہ سہی پنجاب و بنگال میں (۶۰) (۴۰) کی اور بڑی اکثریت کے صوبوں میں ۶۰ - ۴۰ ہی کی نسبت قبول کر لیجئے دیکھئے پھر وہی آپ کی زبان سے نکلا کہ ہندو تو سب کچھ کھو دیں گے اس کی بات زبان پر آ ہی جاتی ہے ہم بھی کہتے ہیں تو فرقہ پرست کہلاتے ہیں اور آپ تو ترشے ترشائے قوم پرست ہیں ہی اچھا یہ نہ سہی سیدھی سی بات ہے کوئی مصنوعی ہندسے فیصد در کھئے جہاں جس قوم کی جتنی آبادی ہو اسے اتنی ہی نیابت اور حقوق دیجئے - رام پرشاد ہمارے اس رکھا کیا ہے و ... محمود ... ہندو مسلمان ... کا ... ہیں کہ پنجاب و بنگال صوبہ سرحد صوبہ سندھ اور ... بلوچستان میں ...

اسلامی مسائل

یہ تین سو صفحات کی مجلد کتاب ہے اور مستقل تیرہ کتابوں کی مجموعی حیثیت رکھتی ہے جو علمائے دین نے مستند کتب فقہ سے اخذ کی ہیں۔ امام ابو حنیفہ کی مشہور کتب کنز الدقائق، ہدایہ، زیر تعلیم مدارس عربیہ۔ یہ کتاب با محاورہ سلیس اردو میں فقہ حنفی کی کتابوں میں سب سے زیادہ مفید ہے۔ طہارت، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، نکاح، طلاق، حقوق، آداب معاشرت، بیع و شرا، لباس و شکار، وراثت، فوجداری، مذہبی قوانین، زراعت، تجارت، حکومت، صنعت و حرفت وغیرہ۔ کوئی شعبہ حیات ایسا نہیں ہے جس کے متعلق کوئی شرعی حکم نہ ہو۔ قیمت مجلد پانچ روپے محصول [illegible]

اسلامی معاشرت

اسلام تمہارے ہر کام کو خدا کے بتلائے ہوئے طریقہ پر کیا جائے تو وہ عبادت ہے خواہ وہ بیوی کی قربت ہی ہو۔ اس میں مسائل کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور ذہنی حیثیت بھی معلوم کر لیجئے کہ آپ کا رہنا سہنا، چلنا پھرنا، سونا بیٹھنا سب عبادت ہو جائے۔ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے۔ اس کا پڑھنے والا، اچھا باپ، اچھا بیٹا، بہترین خاوند، عمدہ پڑوسی، لائق شہری بن جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ایک شریف اور سچا مسلمان ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کا ہر قدم میں مجاہد کے برابر ہو جاتا ہے جو اسلام کے لئے میدان جنگ میں جائے۔ قیمت دس آنے محصول ۸؍

بہشتی زیور مجلد

چلیسہ کی عالی جلد، یہ فقہ حنفیہ کا پورا نصاب ہے جس کے گیارہ حصے ہیں (۱) الف۔ ب۔ ت اور کچھ عقائد (۲) وضو طہارت اور نماز کے مسائل (۳) زکوٰۃ، حج، قربانی (۴) طلاق، نکاح، مہر، ولی، عدت وغیرہ۔ حصہ۵ معاملات، حقوق معاشرت زوجین۔ حصہ۶ اصلاح باطن، تہذیب اخلاق۔ حصہ۷ اصلاح رسوم مروجہ شادی غمی۔ حصہ۸ نیک بیبیوں کی حکایتیں۔ حصہ۹ ضروری اور مفید طب۔ حصہ۱۰ دنیاوی ہدایتیں۔ حصہ ۱۱ مردوں کے خاص خاص مسائل کی کتاب۔ یہ سب ایک جگہ مجلد میں، ضخامت ۰۰۹ صفحات۔ قیمت مجلد چکنا صرف دو روپے محصول ۱۲؍

آداب عبادات

[illegible] سے ابو اہل کے مسئلہ تک بہت بڑا ذخیرہ عبادات ہے اور عبادات ہی مقبول ہوتی ہیں جو آداب کے ساتھ کی جائیں۔ یہ کتاب حضرت امام غزالیؒ کی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اس میں حسب ذیل ابواب ہیں۔ [illegible] آداب طہارت، آداب عبادات [illegible] جن کے آداب کی ہوں [illegible] کن کن حصوں کا اسلام میں [illegible] ہے۔ پس اس قدر ضروری کتاب ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں اس کا ہونا ضروری ہے۔ بہت ہی مفید کتاب ہے۔ ضخامت ۳۰۰ صفحات۔ قیمت چار آنے علاوہ محصول ڈاک [illegible]

تفسیر موضح القرآن

اردو تفاسیر کی سرتاج حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی کی جو قرآن فہمی کا شاندار کارنامہ ہے۔ ایسی تفسیر ہے کہ ہر مفسر نے اپنے لئے شمع راہ بنایا۔ اب بھی ویسی ہی مقبول ہے جیسی پہلے تھی۔ اس کے قدردان اب بھی اس کو ڈھونڈتے ہیں۔ لاکھوں چھپتی ہے اور سب ہاتھوں ہاتھ جاتی ہے۔ اس سال کی طباعت سال ماسبق سے بہتر ہے اور اتنی سستی پورے قرآن شریف کی اور کوئی تفسیر نہیں۔ بڑی تقطیع کے ۱۲۰۰ صفحات ہیں۔ پہلے مجلد کا ہدیہ [illegible] تھا۔ اب رعایتی مجلد [illegible] محصول ڈاک [illegible]

تفسیر بیان القرآن

اردو زبان میں وہ سب سے بڑی تفسیر جس کا ثانی مل جانا بھی مشکل ہے، حضرت علامہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی تالیف ہے۔ اس میں حقائق و معارف قرآن معلوم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ یہ قرآن پاک کی ایسی کامل تفسیر ہے کہ اس کے بعد کسی بڑی سے بڑی عربی تفسیر کی ورق گردانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ بارہ جلدوں میں کامل ہے اور وزن چھ سیر کے قریب ہے۔ نہایت عمدہ کاغذ، مجتبائی کی چھپی ہوئی صحیح اور اصلی ہے۔ پہلے اس کا ہدیہ [illegible] روپیہ تھا اب صرف حمیدیہ پریس سے [illegible] روپیہ میں ملتی ہے۔ تیرہ روپے منی آرڈر روانہ کر کے ریل کے ذریعہ منگائیے۔

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہے جبکہ بغاوت و طغیان کا زمانہ ہے، قدم قدم پر مذہب کے لئے حقیقی دلائل مانگے گئے ہیں۔ یہ تفسیر اس لحاظ سے شاندار ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھا دیا ہے اور تفسیر علامہ عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور عجیب و غریب طریقہ، دلپذیر، مذہب کا دل کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ بالآخر ملحد ایمان لے آتا ہے۔ صرف تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے۔ ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفسیرات کا عطر بھی ہے۔ قیمت ۸ محصول ڈاک ۶؍

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر سیکڑوں کی تعداد میں تفسیر [illegible] سے شروع ہوتی ہے، کوئی مسلمان ایسا ہی بدنصیب ہوگا جس کو یہ سورۃ یاد نہ ہو لیکن آپ نے سمجھ کر اسے پڑھا ہے کیا کیا معارف ہیں۔ اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اس قدر بیانات ہیں کہ پورے دو سو صفحے ختم کئے ہیں اور اولیاء اللہ کی وہ وہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آ جائیں گے۔ حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی تفسیر عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں صد ہا اعمال [illegible] ہیں۔ ۲۰۰ صفحوں کی ضخامت، قیمت پہلے [illegible] تھی اب مجلد بارہ آنہ میں ملتی ہے۔

نماز حنفی مدلل مجلد

یہ وہ مقبول عام نماز کی کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آج تک شائع ہو چکی ہے۔ ۳۰۰ صفحوں کی مجلد کتاب ہے اور نماز کی معلومات کے سلسلہ میں جو بڑی کتاب [illegible] تصنیف ہوئی اس میں مفتی صاحب کو قرآن و حدیث کی ایک ایک بات ہر قسم کی نماز کو [illegible] پیدا اور ہر نماز کے مسائل ساتھ [illegible] ہیں، ہر نماز کا ترجمہ [illegible] اور [illegible] درج۔ مصنف کی یہ کتاب [illegible] ہر مسلمان کے گھر میں رہنی چاہئے [illegible] کسی مسئلے کے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ قیمت مجلد [illegible] محصول [illegible]

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں زمانہ حال کی ذہنیت اور مذہبی بیگانگی کو مد نظر رکھ کر لکھوائی گئی ہیں اور اس قدر مقبول ہوئی ہیں کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت یعنی فلسفہ نماز کی عجیب و غریب کتاب (۲) ترغیب نماز، اس میں نمازیوں اور بے نمازیوں کی عجائب اور نتائج ہیں۔ (۳) نماز کی کتاب، اس میں نماز پڑھنے کی ترکیب اور دعائیں ہیں (۴) نمازیوں کی کہانیاں، یہ کتب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) نماز اور مسائل جیسا کہ نماز کے مسائل و ترتیب وغیرہ۔ [illegible] قیمت ایک روپیہ محصول ۶؍

نماز کے عملی فائدے

نماز پڑھنا بعض دفعہ خدا کے حکم کی پابندی ہے لیکن دنیا میں اس کے ہزاروں فوائد پنہاں ہیں جو ایک انسان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھ لینے کے بعد آپ حیرت میں رہ جائیں گے کہ نماز اچھے انسانوں کی اہم ضروریات کو کس حد تک پورا کرتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب میں فہرست کی علیحدہ نماز وجہ سے اور بتلایا گیا ہے کہ یہ حل مشکلات ہے اور تنہا نماز ہی سے دینی اور دنیاوی فائز المرامی نصیب ہوتی ہے۔ ایک جدید ذیل مصری عالم کی کتاب الصلوٰۃ کا اردو ترجمہ [illegible] صفحات قیمت چھ آنے محصول ۸؍

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں [illegible] رکن دین ہے جس کے پڑھنے [illegible] نماز کی کیفیت معلوم ہوتی [illegible] کوئی مسئلہ ایسا نہیں جس کا حل اس کتاب میں نہ ہو۔ [illegible] پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر مسئلہ سے واقف ہو جائیں گے۔ کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ پہلا دس ہزار کا ایڈیشن فروخت ہو چکا ہے۔ حمیدیہ پریس [illegible] ہے جو خاص مصنف کا چھپوایا ہوا ہے۔ ۵۰۰ صفحات قیمت مجلد [illegible]

... مترجم قرآن مجید

[illegible]

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوءُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ

[illegible]

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ

مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ① وَآتَيْنَا مُوسَى

الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن

مناجات مقبول

۱۹۲ اوراق کی جلد کتاب ہے جس میں حضرت [illegible] اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ کی مقبول کتاب ہے جو [illegible] دن کی ہر منزل میں [illegible] دعا مانگنے کے طریقے اور احادیث [illegible] دعائیں بکثرت ہیں قرآن شریف سے سات منزل کی [illegible] کرامکی مجرب دعائیں ہیں جن کو [illegible] صاحب نے جمع کیا ہے جو ساتوں منزل پڑھنا [illegible] استخارہ مجرب اور [illegible] مولانا اشرف علی صاحب [illegible] بیان کی گئی ہیں لاکھوں مسلمانوں کے [illegible] قیمت فی جلد ۲ محصول [illegible]

جواہر القرآن

[illegible] ہے جس سے عملیات [illegible] کو شفا حاصل ہوتی ہے قرآن شریف [illegible] کوئی وظیفہ نہیں اور حاجت دینی و دنیوی [illegible] کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی ذریعہ نہیں علمائے [illegible] نے اس بحر ذخار میں غواصی کر کے جو اہر القرآن کو استخراج کیا ہے اور دفع حاجات کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سے شروع کر کے جمعہ تک [illegible] ہر ہفتہ [illegible] استغفار [illegible] تسبیحات [illegible] آیات توکل [illegible] کے لئے تسبیحات جمعہ کے لئے تہلیلات [illegible] کے لئے دعوات مجلد کتاب کی قیمت ۶ محصول [illegible]

دلائل الخیرات مجلد

[illegible] مشکلات [illegible] کے سلسلہ [illegible] اسلاف واشرات بیان کرنے کے [illegible] ہیں جو شخص دلائل الخیرات کا عامل ہو اس کی [illegible] حاجت کبھی رکی نہیں اس کے استفادہ کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس کا عامل رسول کریم کی زیارت سے بھی مشرف ہوتا ہے ہر پہلو [illegible] کیا گیا ہے وظائف و اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کی بڑی اہمیت ہے ۲۲۴ صفحات کی [illegible] خوشنما کتاب ہے [illegible] محصول [illegible]

مجموعہ اعمال قرآنی

[illegible] آیات [illegible] اشرف علی [illegible] قرآن شریف کے [illegible] دنیا [illegible] نہیں چھوڑی گئی [illegible] کے نقشے ہیں جیسا [illegible] نقش ہیں ایک [illegible] کتاب [illegible] قیمت [illegible]

گھر کا مولوی

پاکیزہ مضمون کی دعاؤں کی بے نظیر کتاب ہے جو حضرت مولانا احمد سعید کی مرتبہ ہے اس میں ۵۰ دعائیں ہیں جن میں تمام امراض، روحانی امراض، حب دنیا، تکبر، جھوٹ، تہمت، بدگمانی، بخل، ظلم، غصہ، غیبت [illegible] وغیرہ غرضیکہ تمام نقائص انسانی کے متعلق [illegible] اور عبادات میں نیز اسی طرح انعامات الٰہی اور برکات ایزدی اخلاق حسنہ کے متعلق بھی بہت سے وعظ ہیں اگر اس کتاب کو منگا کر ہر ہفتہ اپنے محلہ یا گاؤں کے مسلمانوں کو جمع کر کے ایک ایک وعظ بیان کر دیا جائے تو بہت فائدہ ہو قیمت [illegible] محصول آٹھ آنے۔

وعظ کی سب سے بڑی کتاب

خیر المواعظ اور وعظ [illegible] کے لئے نہایت اہم کام [illegible] وعظ و نصیحت کی دوسری کتابیں [illegible] ہے ہر [illegible] ایک ایک بیان ایسا [illegible] جس کو کافی حصہ [illegible] جس عنوان سے شروع کیا ہے اس کے اول مناسب نصوص قرآنیہ سے استدلال کر کے احادیث صحیحہ [illegible] آنحضرت کے ہیں پھر صحابہ کرام اور اکابر بزرگان [illegible] کی اس کے متعلق طرز حیات کی [illegible] اور واقعات کی صورت میں بیان ہوئے ہیں ایک ہزار صفحات کی بڑی تقطیع کی بہت مشہور کتاب ہے اس کی قیمت [illegible]

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہی وہ کتاب ہے جو آج عالم تصوف کی جان ہے [illegible] کتاب ہے [illegible] معرفت [illegible] یہی وہ کتاب ہے جس سے دنیائے تصوف [illegible] ملک اور شمال سے [illegible] کوئی صوفی ایسا نہیں ہے جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیا کو اس کی ضرورت [illegible] درویش اور [illegible] کو اس کی ضرورت [illegible] ہر قسم کے لوگوں کو ہر گھڑی اس کی ضرورت ہے صفحات ۰۰ ۵ صفحے۔ قیمت مجلد [illegible] محصول ۱۲ [illegible]

مقالات رحمت اللہ

[illegible] کے ارشادات [illegible] حضرت کے [illegible] ارشادات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچا دیا جائے تا کہ حضرت کی شخصیت کا اندازہ ہو اس [illegible] کا اردو ترجمہ ہے [illegible] ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ [illegible] اس کتاب کو پڑھ کر [illegible] انقلاب [illegible] سکتا ہے قیمت [illegible] محصول [illegible]

قرآنی دعائیں موثر

آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہیں [illegible] ناواقف ہو جائیں [illegible] آپ کی ہر دعا قبول ہو [illegible] صاحب اولاد بن جائیں گے مفلس ہیں تو [illegible] ہوں گے بے روزگار ہیں تو [illegible] کشادہ ہیں تو صاحب [illegible] پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائیں گے غرض ہر مرض [illegible] قرآنی دعائیں ہیں [illegible] قرآن پاک کی بہت سی [illegible] کتاب ہو [illegible] محصول [illegible]

رسول پاک کی دعائیں

[illegible] کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی [illegible] اور بزرگان دین کے مجربہ معمولات [illegible] جو قبول ہونے میں [illegible] کسی کو شبہ [illegible] بزرگان میں وہ دعائیں [illegible] جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک [illegible] کو تعلیم فرمائی تھیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگی ہیں [illegible] کہیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم [illegible] آنحضرت [illegible] قیمت [illegible] محصول ۵ [illegible]

پنجسورہ / بارہ سورتیں

یہ بہت ہی جلی قلم بارہ سورہ ہے اس میں [illegible] سورتیں ہیں اور [illegible] سورہ یاسین سورہ فتح سورہ مزمل سورہ [illegible] سورہ واقعہ سورہ نوح سورہ کہف سورہ تغابن سورہ ملک مع خواص [illegible] دعائے [illegible] دعائے گنج العرش [illegible] صفحات [illegible] محصول [illegible]

کتاب التعویذات

[illegible] روحانی [illegible] قرآن [illegible] [illegible]

ان لوگوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خواں بھائی جو بغیر استاد کی

مدد کے اپنے طور سے قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ جنہیں جو قرآن بھول چکے ہیں، پھر یاد وقت یاد کرنا چاہیں

تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کے لیے خاص طور پر

چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے ہر ہر سطرے قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی ہی نہ رہے گا۔ اس لیے کہ اس میں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دو سطریں

الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے، یہ ۶۰۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۰ صفحہ کا ہے اسی لیے آسانی سے پڑھا جاتا ہے عام طور پر معمولی قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں ان سے ڈیوڑھا ہے ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد چھ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد چرمی کاغذ نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن ۱۲ ار دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لیے مقررہ قیمتوں سے ۸ر زائد ریلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیے

۲۸ من فوٹو بلاک پر بے مثال کاغذ اعلیٰ حمائل مجلد

حیرت سے پڑھئے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں دیکھا

جناب عالی

پڑھئے تیسوں پارے کامل مجلد پورا قرآن مجید آٹھ آنے میں ملتا ہے [illegible]



مولوی:

[illegible]

سچے عاشق بھی سنت کی باتیں شوق سے پڑھتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں

بخاری شریف میں رسول اللہ کی سب باتیں ہیں

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن شریف کے بعد بخاری ہی مقدس کتاب ہے

جسکا پڑھنا عین ثواب جسکا سننا عین نجات اور جس پر عمل کرنا عین اسلام ہے

ابتک تو یہ ترجمہ صرف آپ کا ہی چھپا ہے اور یہ آپ کی ہی اعانت تھی جو اتنا بڑا کام ہو گیا

ورنہ بخاری شریف کے جس قدر ترجمے شائع ہوئے ہیں وہ قریب قریب سب ہی ادھورے یا مختصر ہوئے ہیں، یہ آپکے رسالہ مولوی اور حمیدیہ پریس کا نہیں آپ ناظرین مولوی کا وہ سچا اور اچھا کارنامہ ہے، کہ میں بجا طور پر اس پر فخر کرسکتا ہوں سبحان اللہ

جو مسلمان پڑھتا ہے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے

رسول کا تابع ہوتا ہے، نیکیوں کا شیدا ہوتا ہے اور اسلام کا سچا پیرو ہو کر خدا کے پیچھے رسول کے طریقے میں وصل جاتا ہے، پھر اس کے لیے حسنات دنیا اور حسنات دین کے دروازے کھل جاتے ہیں

بخاری شریف میں سب کچھ ہے، یہ قرآن شریف کی سب سے اچھی تفسیر ہے، ایسی تفسیر جو رسول کریم کی کی ہوئی ہو، یہ فقہ کی سب سے بہتر کتاب ہے اس لئے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتب کیا ہے یہ دنیا دی معاشرت کا بہترین آئین ہے، اس لئے کہ آقائے نامدار نے مدون کیا ہے، یہ اعمال و اوراد کا بہترین گنجینہ ہے، اس لئے کہ حضور کے بتائے ہوئے وظائف و اوراد اسمیں ہیں، اور یہ سب کیوں ایسا مکمل اور احسن مجموعہ ہے اسلئے کہ اسکی تصدیق تو خدا نے فرمائی ہے

"وما ینطق عن الھوی" یہ تو قرآن ثانی ہے، عربی میں تھی تو خال خال مسلمان استفادہ کرتے تھے وہ جن کو خدا نے عربی پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دی تھی اب اردو میں ہے تو پھر کونسا ایسا مسلمان ہوگا جو ایک بار اس کو پڑھ لینا اپنا دین اپنا ایمان اور اپنا اسلام نہ تصور کرتا ہو

اب کیا دیر ہے

اور کس بات کا انتظار ہے کیا اس کا کہ کتاب ختم ہو جائے، اور پھر آپ نہ خرید سکیں، اس کا پہلا اڈیشن چھپا، بڑا کام تھا ابھی چھپ ہی رہا تھا، کہ پیشگی قیمتیں وصول ہو گئیں اور چھپنے سے پہلے ہی بک گئی، بہت سے نئے آرڈر واپس کرنے پڑے دوسرا اڈیشن چھپا اور نصف سے زیادہ فروخت ہو چکی کوئی سہل کام نہیں کہ آسانی سے چھپ جائے ہزاروں کا کام ہے مہینوں کا اہتمام و انتظام ہے اور ہونا بھی چاہئے ۲ ہزار صفحات کی کتاب ہے، جب چھپتی ہے تو تین ہزار روپے کا تو فقط کاغذ آتا ہے، میری کیا ہستی ہے جو اتنا بڑا کام کرسکوں، آپ لوگوں کا کرم ہے جو روپیہ پیشگی دیدیتے ہیں اور یہ چھپ جایا کرتی ہے

تیس پارے

ہیں دس دس پاروں کی تین جلدیں، تینوں مجلد چرمی ہیں، پہلی جلد ۲۶۲ کی ہے اور ۳۰۵ حدیثیں ہیں، دوسری جلد ۶۴۰ صفحوں کی ہے [illegible] ۳۲۱۴ حدیثیں ہیں تیسری جلد ۵۶۸ صفحہ کی ہے اور ۲۵۰۰ حدیثیں ہیں، اور یہی اس کے کامل اور پوری اور مکمل ہونے کی پہچان ہے عربی بخاری کا ہدیہ بیس روپیہ ہے، اب اردو کی سنیئے کاغذ ایسا اعلیٰ جیسا مولوی کا ٹائٹل بہت اعلیٰ چھپائی خوشنما جز بندی کی جلد پکا دنیا ہی پونے [illegible] تین سو ہے، اور تینوں جلد مجلد کامل کا ہدیہ صرف سات روپے اور محصولڈاک ۱۲؎ جلدی منگالیجے یہ اڈیشن ختم ہونے کے بعد بہت دنوں میں اس کا نمبر آئیگا، کیونکہ پہلے صحاح ستہ پوری اردو میں چھاپنی ہے

دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

ذوق بھی ہو اور شوق بھی لیکن دنیاوی افکار اور ہجوم معاش سے وقت کم ملتا ہو

مشکوٰۃ ترجمہ اردو

شریف منگائیے، یہ حدیث شریف کی چھوٹی بڑی سب کتابوں کا انتخاب ہے اور صاحب مشکوٰۃ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جو موضوع تو در کنار ضعیف بھی ہو، ایسا پکا ہوا انتخاب اور روح نواز عطیہ ہے، کہ تمام جان معطر ہو جاتی ہے، یہ بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداود، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام دارقطنی، اور امام بیہقی کے مسندات کا انتخاب صحیحہ ہے اور دینی و دنیوی ضروریات کے ہر شعبہ کی احادیث صحیح ہیں جنکی تعداد پانچ ہزار دو سو چھ ہے، پرکھ اور سچائی کا معیار یہ ہے کہ جتنے راویوں سے حدیث مروی ہے، آخر میں ان کے احوال اور ان کی ثقاہت بھی بیان ہوئی ہے، اور یہ سب چار سو مرد اور عورتیں ہیں، ابتدا میں جامع احادیث بخاری و مسلم و غیرہ کے تمام و کمال حالات ہیں، اس کتاب کی قیمت گیارہ سو صفحات و جلد بندی خوشنما کی ہے تو بہت کم ہے، لیکن یہ رعایت قیمت قصد فرمائیے اب ہدیہ بجائے چار روپے کے تین روپے ہے، اور محصول

رعایت اب بھی ہے

[illegible] ہے، اس کا دوسرا اڈیشن بھی صحاح ستہ کے سلسلہ میں [illegible] حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

بیگمات شاہان مغلیہ

سلاطین مغلیہ کی [illegible]
[illegible] میں ثبت ہو چکی ہے
[illegible] اسلامی [illegible]
[illegible] شہرت کی مالک تھیں [illegible]
حسن و جمال میں [illegible] اور بہت سی
[illegible] بھی ہیں اور [illegible]
[illegible] اور [illegible]
بیگمات کی جادو کی صورت پر سلطنتیں [illegible]
[illegible] قربان ہو گئیں بڑی دلچسپ
[illegible] کتاب ہے اور [illegible] صاحب کی
[illegible] قیمت دس آنے محصول ۶/

بیگمات شاہان اودھ

[illegible] عشرت زائیاں تو کمال [illegible]
لیکن شاہان اودھ غرضیکہ اس سلسلہ میں کچھ
[illegible] چند نازنینان لکھنو کے
حالات ہیں جنہوں نے اپنی حسن صورت کی بدولت
محلات شاہی میں راج پایا اور اپنی جادو کی
کے پجاری شاہان اودھ کو اپنی زلف گرہ گیر کا
اسیر کیا اس کتاب کے ذریعہ محلات شاہی کی
عشرت انگیزیاں عیاں ہوتی ہیں اور لکھنؤ
کی قدیم معاشرت کا اندازہ ہوتا ہے بہت دلچسپ
کتاب ہے اس کا نام [illegible] ہے۔
قیمت دس آنے محصول ۶/ [illegible]

مبلغ اسلام خواتین

[illegible] عورتیں [illegible]
اور دو [illegible] سے مناظرہ کر کے اسلام کی
سچائی کو ثابت کیا [illegible] جلسہ میں [illegible]
شوہر سے شکست دی قیمت [illegible]
ساوتری ایک مشہور خاتون کا تبدیل [illegible]
اور اس [illegible] سے قبول اسلام کیا [illegible]
[illegible] اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ
خدمت کی جو جہلم کے مسلمانوں سے نہ
ہو سکی قیمت [illegible] ۶/
پہلے ان دونوں کی قیمت [illegible]
[illegible] محصول ڈاک ۶/ [illegible]

صابر جہان

مولف [illegible] حضرت مولانا [illegible]
کی [illegible] تصنیف [illegible] نے اس کتاب
لکھ کر بڑا احسان کیا ہے آجکل کا عیش [illegible]
[illegible] اسی وجہ سے [illegible]
بہت [illegible] ہے اس میں حضرت آپ
حضرت [illegible] امام المومنین کے علاوہ [illegible]
خواتین کے صبر کے [illegible]
[illegible] کا لطف [illegible] ہزار [illegible]
[illegible] معلوم ہو جاتے ہیں [illegible]
[illegible] کتاب [illegible] اس کے [illegible]
[illegible] قیمت ۱۲/

عورت باتصویر

پھولوں کی سیجوں پر حسن کی رعنائی دیکھنے سے پہلے
[illegible] کے تمام [illegible] سے واقف ہو جائیے
اور یہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب آپ کتاب عورت
[illegible] باغ حسن کی [illegible]
عورت کی زندگی کے متعلق کوئی پوشیدہ بات
ایسی نہیں ہے جو اس کتاب میں [illegible] اس کتاب
میں دو سو کے قریب رنگین فوٹو بلاک
اور قلمی تصویریں ہیں بہت مقبول کتاب
ہے اور تمام پوشیدہ رازوں کو [illegible]
[illegible] کر دیا ہے ہاتھوں ہاتھ بک رہی ہے
قیمت دو روپے محصول ڈاک ۸/

شب نامچہ عروسی

ایک مست شباب دوشیزہ کی شب نامچہ ہے اور سہاگ
کی چند راتوں کا سرشار اور کیف انگیز الفاظ [illegible]
ذکر کیا ہے کہ پڑھتے پڑھتے سسکیاں بھرنے
لگتے ہیں [illegible]
ہے بلکہ از دواجی معاشروں کے پوشیدہ راز اس
کتاب میں بیان ہیں دلچسپ اور [illegible]
پھر شاید ہی کوئی کتاب ہو شب نامچہ عروسی میں
لٹریچر کے پرکیف [illegible] کے ساتھ ساتھ
[illegible] ہیں تاکہ دل و دماغ کے ساتھ ساتھ
آنکھیں بھی پرکیف ہوں
قیمت [illegible] ایک روپیہ محصول ڈاک ۶/

دوشیزہ کی بہار

جب بہار پھیلتی ہے تو اس کے جذبات کا [illegible]
اس کتاب سے ہوگا [illegible] سے مشہور ہے
اس میں وہ وہ عجیب باتیں ہیں کہ آپ عورت
[illegible] معلوم کر کے ششدر رہ جائیں گے [illegible]
مرد جب شادی کی منزل میں قدم رکھے تو اس کتاب کے
مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات
سے آگاہ ہو کر اس کے باغ حسن کی خوشہ چینی کرے
گا تو پھر اجتماع لذات دونوں کو ایک [illegible]
[illegible] اور [illegible] استوار [illegible]
لوٹنے [illegible] منزل [illegible]
ہیں قیمت ایک روپیہ رعایتی ۱۲/ محصول ۶/

بہار شباب

[illegible] کتابیں [illegible] بیان کو امتیاز
ہے جذبات کو ہیجانی [illegible] مطالعہ کے بعد
[illegible] لیکن اصل [illegible]
[illegible] تحت [illegible]
[illegible] جاتا ہے [illegible]
[illegible] بہار شباب میں [illegible]
[illegible] انگیزی اور اس کو دوام کرنے کیلئے
[illegible] نسخے ہدایات
[illegible] ہزار [illegible]
[illegible] کر دیا ہے [illegible]
[illegible] قیمت ایک روپیہ محصول ۶/

دلھنوں کی کانفرنس

[illegible] کا جلسہ [illegible]
[illegible] تصویریں اور [illegible]
[illegible] ہوں
[illegible]
[illegible] فقرہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

شاہی کوک شاستر

جو بادشاہوں کیلئے تھا وہ اب عام ہے اس کتاب
میں [illegible] لذت کے [illegible] عورت کو ایسے
انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ [illegible]
کے ذہن میں عورتیں کبھی [illegible]
[illegible] مفلس نے عورت کے [illegible]
[illegible] لذت ثابت کی [illegible]
[illegible] کرنے کے تحفے [illegible]
[illegible] کے سلسلہ میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کشمیری کوک شاستر

یعنی مجموعہ [illegible] باتصویر [illegible]
[illegible] علی سینا کے زود اثر [illegible]
[illegible] میں [illegible] تلاش و جستجو کے بعد
[illegible] شائع کئے گئے ہیں اگر آپ [illegible]
[illegible] کی زندگی بسر کرنے کے خواہشمند ہوں
آپ چاہتے ہوں کہ آپ [illegible]
کی زندگانی پر ہمیشہ غالب رہیں اور
وہ ہمیشہ آپ کے قابو میں رہیں تو اس
کتاب کا مطالعہ کیجئے اور اس پر عمل
کیجئے بہت سی تصویریں [illegible] ہیں
قیمت [illegible] محصول ڈاک ۶/

لذت شباب

شباب جاودانی کی جستجو ہو تو لذت شباب [illegible]
کوک شاستر کا مطالعہ [illegible] معلوم ہوگا
[illegible] شباب کو [illegible]
[illegible] عورت کے [illegible]
[illegible] چاہیئے [illegible]
[illegible] شباب کا [illegible]
[illegible]
[illegible] خواہش [illegible]
[illegible] لذت شباب میں [illegible]
[illegible] مجربات [illegible]
[illegible] ڈاک [illegible] قیمت [illegible]

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا [illegible] اور بہترین [illegible]
[illegible] چار ماہ [illegible]
[illegible] واقف [illegible]
یہ بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس میں سب [illegible]
[illegible] نقطے زیر زبر پیش اور حروف
[illegible] کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کو مطلق
[illegible] مصنف کا دعویٰ ہے کہ [illegible]
[illegible] صرف چھ مہینے میں بغیر [illegible]
[illegible] قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے [illegible]
[illegible] قیمت ۳ر اور ایک روپے کی [illegible]
[illegible]

سلسلہ تعلیم الاسلام

[illegible] مسلمان بچوں کی تعلیم [illegible]
[illegible] صاحب نے تالیف فرمایا اس سلسلہ [illegible]
[illegible] پہلا قاعدہ ہے اس کے بعد پہلا حصہ [illegible]
[illegible] عقائد کی ابتدائی باتیں اور طہارت دوسرا [illegible]
اس میں عقائد کی اونچی باتیں اور روزہ چوتھا حصہ
اس میں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ [illegible]
ان رسائل کی تعداد تین لاکھ [illegible] ہزار شائع ہو چکی
ہے اور شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں رائج
نہ ہو پانچوں حصے ایک جگہ مجلد
قیمت فی جلد ایک روپیہ محصول [illegible]
کل ایک روپیہ [illegible]

اردو خط و کتابت

[illegible] اردو خط و کتابت [illegible]
[illegible] کا حال ہر شخص [illegible]
[illegible] بچوں کی اردو [illegible]
[illegible] لیکن خط و کتابت نہیں [illegible]
لڑکیوں کو خط و کتابت [illegible] اور خط و [illegible]
ایسا انداز تحریر اس میں موجود ہے کہ بڑے
سے بڑے دفتر کی چھوٹے سے خط میں [illegible]
ہے ابتداء ہی سے اگر خط و کتابت [illegible]
ہو جائے تو آئندہ اس میں خوب چلا ہو جاتی
ہے [illegible] الگ الگ قیمت [illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible] حروف [illegible]
[illegible]
اور [illegible] قیمت صرف [illegible] محصول [illegible]

استاد عربی

[illegible] اکثر مدارس میں داخل نصاب [illegible] اور
متعدد اساتذہ نے [illegible] اس کی تعریف کی
[illegible] اس کو بہترین کتاب بتایا ہے اگر آپ
[illegible] ہو کہ آپ [illegible] رسول پاک کی زبان سے
[illegible] اور خدا کی [illegible] مقدس فرمان
سلطان کو اپنی مادری زبان کی طرح پڑھنے لگیں
[illegible] اس کتاب کو [illegible]
[illegible]
[illegible] عربی [illegible] قیمت صرف [illegible]
محصول [illegible] کل [illegible]

استاد فارسی

[illegible] کے چند روز میں فارسی سکھانے والی
کتاب یہ فارسی بول چال ہے جسے پنجاب یونیورسٹی نے
[illegible] فارسی کی اعلیٰ ڈگری [illegible]
[illegible] سال کی عرق ریزی کے [illegible]
زبان کو آردو میں [illegible] شروع کتاب
[illegible] فارسی کے مفرد الفاظ [illegible] گرامر کے لحاظ سے [illegible]
[illegible] کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد [illegible]
الفاظ ہزاروں کی تعداد میں [illegible] ہر قسم کے
[illegible]
[illegible] اور [illegible] وغیرہ کے نمونے [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

استاد [illegible]

[illegible] کے اساتذہ اور طلبہ [illegible]
[illegible] اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے
[illegible] کتاب ہے [illegible] مقبول ہو گی
[illegible]
تحریر کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
کو اس کتاب [illegible] ذہن نشین کر لینے کے بعد [illegible]
تحریر میں وہ سب [illegible] پیدا ہو جائیں گی جو
[illegible] اس کتاب [illegible]
[illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible]

استاد تقریر

[illegible] جادو بیانی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور ایک [illegible]
[illegible] جادو بیانی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] یہ کتاب [illegible]
جادو بیانی [illegible] قیمت صرف [illegible]

مکمل عربی خانہ جدید

[illegible] کی تجارت اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] علاج [illegible]
[illegible] قیمت صرف [illegible]
محصول ڈاک [illegible] کل [illegible]

مکمل باورچی خانہ [illegible]

کھانا پکانے کی سب سے بڑی کتاب [illegible]
[illegible] صفحات میں ۱۵ وضع [illegible]
کے سالن ۱۲ وضع کے پلاؤ ہر قسم کی مٹھائی [illegible]
[illegible] وضع کے اچار [illegible]
چٹنیاں اور تقریباً بیس وضع کے انگریزی [illegible]
کھانے اس کے علاوہ [illegible]
[illegible] اور امرت دھارا وغیرہ
[illegible] ہر گھر میں [illegible] ضرورت ہے علاوہ
[illegible] کے [illegible]
کے لحاظ سے [illegible] قیمت مجلد ۱۲ر محصول [illegible]
[illegible] کل [illegible]

استاد [illegible]

[illegible] یہ خاص کتاب [illegible] مصنف [illegible]
[illegible] کے لئے ہر قسم کی صنعت و حرفت [illegible]
[illegible] تجربہ کر کے درج کئے ہیں اس میں [illegible]
[illegible] ہر قسم کے [illegible]
[illegible]
[illegible] پالش رنگ [illegible]
[illegible]
[illegible] کے کام [illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت صرف [illegible] محصول [illegible]

اسرار صنعت

جب [illegible] سے کہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حق مضمون اشتہار ہذا محفوظ ہے کوئی صاحب اسکو نقل کرکے فائدہ کی جگہ نقصان نہ اٹھائیں

رعایت کا مُبارک مہینہ

جو سال میں ایک ہی بار آتا ہے اس سے ضرور فائدہ اُٹھایئے۔

فائدہ اٹھانے کا موقع

نمبر ۹۰

گیارہ ماہ گذر جانے کے بعد خدا کے فضل و کرم سے رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہوتا ہے یہ بھلائیوں اور نیکیوں کا مہینہ ہے اسلئے ہم نے بھی یہی مہینہ اپنے خریداروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے انتخاب کر رکھا ہے۔ لہٰذا حسب معمول اعلان کیا جاتا ہے کہ مندرجہ ذیل گھڑیوں و ٹائم پیسوں کی قیمت میں بیحد رعایت کردی گئی ہے اس رعایت سے ہر شخص خواہ کسی مذہب و ملت کے ہوں فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جلد سے جلد فرمائش بھیجئے ورنہ یہ زرین موقعہ پھر ایک سال بعد آئیگا۔ راقم منیجر۔

خوشنما اور پائیدار رسٹ واچ



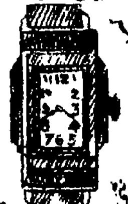
یہ خوشنما رسٹ واچ نکل سلور کیس کی پائیدار پُرزوں کی بنی ہوئی ہے وقت بھی صحیح بتاتی ہے بوجہ کم خرچ بالانشین ہونے کے بکثرت فروخت ہوتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی۔ چار روپے بارہ آنے

نکل کیس ریڈیم رسٹ واچ



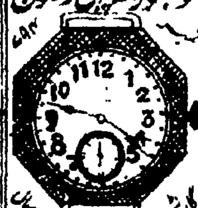
یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اسپر گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا پرزے مضبوط پالشدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے بارہ آنے

گولڈ کیس لیڈیز رسٹ واچ



یہ رسٹ واچ ۱۰ کیرٹ سونے کیس کی مختلف خوشنما ڈیزاین لیور مشین کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ چوبیس روپے

خوبصورت آٹھ پہل رسٹ واچ



اس گھڑی کا کیس ۲۲ کیرٹ گولڈ کا ہے اور ڈیزائن اسکے مختلف اور بہت خوشنما ہیں پُرزے پختہ پالشدار ہیں اور وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے چار آنے

پائیدار نیو پیٹنٹ رسٹ واچ



یہ کلائی کی گھڑی نکل سلور کیس کی خوشنما و پائیدار بنی ہوئی ہے اسکے پُرزے پختہ اور پالشدار ہیں ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے اسپر گلاس ڈبل لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپیہ بارہ آنے

ولنٹن واچ کمپنی کی فل جیول ٹائم لیور رسٹ واچ

نمبر ۶۹۶

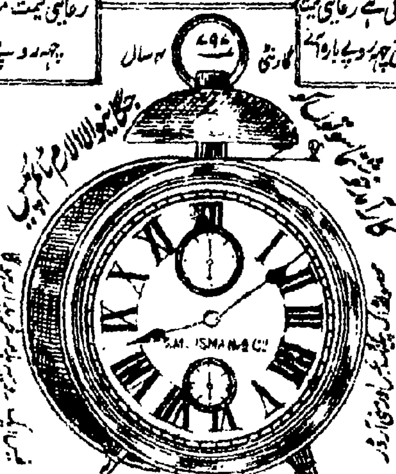


یہ نکل سلور کیس کی ایسی مضبوط و پائیدار بنی ہوئی ہے جو دو دو سال تک کھیلنے وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی مشین لیور ہے پندرہ جوئیل والی ہے۔ گلاس بھی غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی تیرہ روپے چودہ آنے۔

جاپانی الارم ٹائم پیس

نمبر ۶۹۷

گارنٹی ۳ سال



یہ صحیح وقت بتاتی ہے اس کا کیس نکل سلور کیس کا خوشنما بنا ہوا ہے اس میں جو الارم لگا ہوا ہے وہ آپ کو ایک چوکیدار کا کام دیگا شب کو جس ٹائم پر آپ جاگنا چاہیں اسی ٹائم پر زور دار الارم بجا کر آپ کو بیدار کردے گا تہجد پڑھنے۔ سحری کھانے اور ڈیوٹی پر جانے والے حضرات کے لئے بڑے کام کی چیز ہے۔ رعایتی قیمت دو روپے پندرہ آنے

ریلوے ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ

نمبر ۶۹۸

گارنٹی ۵ سال



شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جو اس پائیدار اور سچا وقت بتانے والی اصلی انجن مارک ریلوے ریگولیٹر لیور گھڑی کے نام سے واقف نہ ہو یہ گھڑی اپنی مضبوطی و درستی ٹائم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں لہٰذا اس کی تعریف لکھنا ہی فضول ہے۔ رعایتی قیمت صرف دو روپیہ چودہ آنے

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۷ شہر دہلی

مولینا محمود ... صاحب کے ترجمہ کا بے شمار خوبیوں والا قرآن مجید

[illegible]

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

معلوم حاشیہ کا چھپا ہوا قرآن مجید

[illegible]

یہ آپ کے پاس تو ضروری ہونا چاہیے

[illegible] ... قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ ... [illegible]

[illegible] ... مزید رعایت ... [illegible]

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَۙ الرَّحۡمٰنِ

الرَّحِيۡمِۙ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِؕ اِيَّاكَ

نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُؕ اِهۡدِنَا

الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَۙ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ

اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ

بلا تلاوت

[illegible]

مرنے والے

[illegible]

مولوی دہلی تمام گھڑیاں گھنٹے اور ٹائم پیس ریگولیٹ کرکے روانہ کئے جاتے ہیں (۶۷) اور اُن کے چلنے کی مدت کی دستخطی گارنٹی ہمراہ بھیجی جاتی ہے۔ شعبان ۱۳۵۵ھ

پائیدار اصلی سسٹم راسکوپ پیٹنٹ لیور واچ



یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح ٹائم بتانے کے باعث ایسی مقبول ہوئی ہے کہ ہر شخص اس کے نام سے واقف ہے۔ کم خرچ بالانشین گھڑیوں میں سب سے پہلی یہی گھڑی ہے مشین لیور پرزے پالشدار ہیں اس کے ہندسہ رومن اور عربک دونوں قسم کے ہیں رعایتی قیمت تین روپے چار آنے

لفتیشن کیس کی نہایت خوبصورت ڈبل کیس پاکٹ واچ



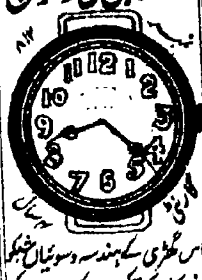
اس پاکٹ واچ کی پوری خوبصورتی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کرسکتا اسکی پوری خوشنمائی تو گھڑی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوگی ایسی خوبصورت ہے کہ بار بار دیکھنے کو دل چاہتا ہے بنانے والے نے نہایت ہی کاریگری سے بیل بوٹے بنائے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں کیس گولڈن ہے اور پرزے پختہ پالشدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنے

گولڈن کیس کی رسٹ واچ



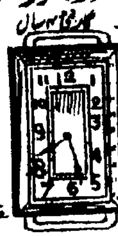
یہ گھڑی سنہری کیس کی بہت خوبصورت پرزوں کی مضبوط بنی ہوئی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے اس پر گلاس نہ ٹوٹنے والا لگا ہوا ہے جو ضرب شدید سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے چار آنے

خوشنما بجلی والی رسٹ واچ



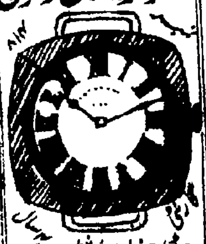
اس گھڑی کے ہندسہ و سوئیاں شعلہ کی مانند بجلی کے چمکتے ہیں جس کی وجہ سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے ٹائم بتانے کی بھی پرزوں کی مضبوطی بھی رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنے۔

نو ایجاد خوبصورت رسٹ واچ



یہ گھڑی بالکل نئے فیشن کی بہت ہی خوبصورت بنی ہوئی ہے پرزوں کی مضبوط ہے۔ اور وقت صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی۔ نو روپے پانچ آنے

اسکوائر گولڈن رسٹ واچ



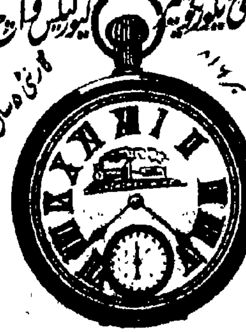
یہ رسٹ واچ نہایت خوشنما سنہری کیس کی مختلف اشکال ڈیزائن کی بنی ہوئی ہے پرزے اس کے پختہ اور پالشدار ہیں۔ وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنے۔

کارآمد ریڈیم رسٹ واچ



یہ گھڑی بجلی والی ہے یعنی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے پرزوں کی مضبوط اور ٹائم بتانے کی پکی ہے۔ کیس اسکوائر گولڈن چمکدار بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی سات روپے بارہ آنے

اصلی ریلوے ٹائم کیپر لیور کیلس واچ



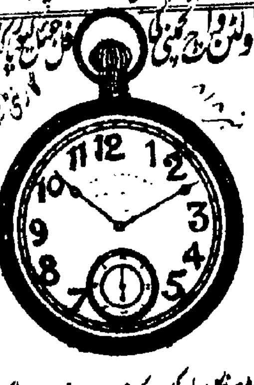
گھڑی اپنی پائیداری اور صحیح ٹائم بتانے میں اپنا ثانی تمام دنیا میں رکھتی ہے ٹائم بالکل صحیح بتاتی ہے تمام پرزے پختہ پالش دار ہیں گلاس بھی غیر معمولی لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ ریلوے انجن مارک موجود ہے۔ رعایتی قیمت ۔۔۔ علاوہ محصول ڈاک وغیرہ بذمہ خریدار

پشت کی گھنٹی والا الارم ٹائم پیس



یہ ٹائم پیس پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانے کا سچا ہے اس میں جو الارم لگا ہوا ہے اس کی آواز ایسی تیز ہے کہ غافل نیند والا شخص بھی جاگ اٹھتا ہے پھر الارم ٹھہر ٹھہر کر اور ایک دم دونوں طرح سے بجتا ہے۔ کیس نکل سلور کا خوشنما بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت چھ روپے بارہ آنے۔

ولٹن واچ کمپنی کی نکل جنٹل لیور پاکٹ واچ

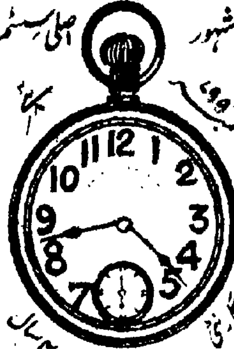


یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط و پائیدار لیور مشین کی بنی ہوئی ہے۔ ۱۵ جوئل یاقوت بیش قیمت میں نصب کئے ہوئے ہیں جن کی وجہ سے یہ گھڑی دوڑ بھاگ ٹینس شکار وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت بارہ روپے آٹھ آنے

گھنٹہ ... اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس ۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی ... ۱۷۷ ... شہر دہلی

مشہور اصلی سسٹم راسکوپ پیٹنٹ لیور واچ

نمبر ۸۰۰ قیمت ۳/۸

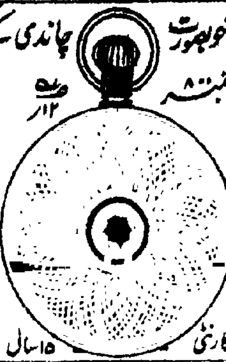


یہ گھڑی اپنی مضبوطی اور صحیح وقت بتانے کے باعث ایسی مقبول ہوئی ہے کہ ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے کم خرچ بالا نشین گھڑیوں میں سب سے پہلی یہی گھڑی ہے سکنڈ دار مشین لیور پرزے پختہ پائدار ہیں ہاں ہندسے رومن اور رنگ دونوں قسم کے ہیں۔ رعایتی قیمت تین روپے آٹھ آنہ محصولڈاک وغیرہ ذمہ خریدار ہوگا

گارنٹی ۵ سال

خوبصورت چاندی کے کیس کی لیور ہنٹنگ پاکٹ واچ

نمبر ۸۰۱ قیمت ۱۲/ــ

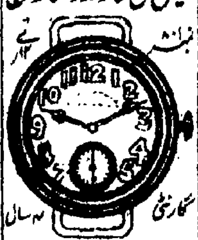


یہ گھڑی دیکھنے میں خوبصورت عمدہ قیمت موزوں سائز کی ہے۔ مشین لیور جو کلدار ہے بیحد پختہ و مضبوط ہیں مدتوں بگڑنے کا نام نہیں لیتی۔ ٹائم کی طرف بھی شیشے کی حفاظت کے لئے ڈھکن لگا ہوا ہے جو بوقت ضرورت چابی والی موگری کو دبانے سے کھلجاتا ہے اور اسی طرح بند ہو جاتا ہے پھر لیور رہنے کے ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت بارہ روپے

گارنٹی ۱۵ سال

کیس والی کارآمد خوشنما رسٹواچ

نمبر ۸۰۰ قیمت ۶/۱۲

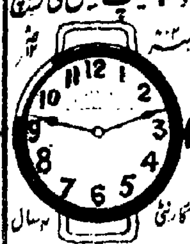


گارنٹی ۴ سال

یہ گھڑی دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اور اس پر گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا اور تمام پرزے مضبوط ہیں وقت بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے بارہ آنہ

خوشنما سیپ کے کیس کی رسٹواچ

نمبر ۸۰۰ قیمت ۵/۸



گارنٹی ۴ سال

اس رسٹواچ کا کیس سیپ کا بنا ہوا ہے جو پسینہ وغیرہ میں خراب نہیں ہوتا ہمیشہ یکساں رہتا ہے مشین ہکی سلنڈر سوئس میڈ پرزے پختہ و پائدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے دیکھنے میں خوبصورت ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ

گولڈن فینسی رسٹواچ

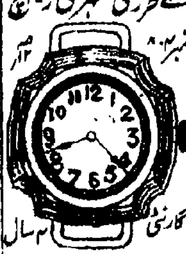
نمبر ۸۰۳



یہ رسٹواچ بہت ہی خوبصورت سنہری نقشین کیس کی بنی ہوئی ہے پرزے مضبوط و پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے گارنٹی ۴ سال رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی آٹھ روپے تیرہ آنہ (۸/۱۳)

نئے طرز کی سنہری رسٹواچ

نمبر ۸۰۴ قیمت ۵/۱۲



گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹواچ نہایت خوشنما مختلف ڈیزائن نئی نئی شکل کی گولڈن کیس کی بنی ہوتی ہے اس کے پرزے مضبوط اور پائدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنہ (۵/۱۲)

قابل دید نایاب گولڈن رسٹواچ

نمبر ۸۰۵



گارنٹی ۴ سال

اس رسٹواچ کی خوبصورتی یہ کاغذی نقشہ ظاہر نہیں کر سکتا اسکی پوری خوبصورتی گھڑی کو دیکھنے سے معلوم ہوگی نہایت خوشنما بنی ہوئی ہے۔ پرزے پختہ پائدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چھ روپے آٹھ آنہ

ولنگٹن واچ کمپنی کی فل جویل ریڈیم رسٹواچ

نمبر ۸۰۶



گارنٹی ۱۵ سال

یہ نہایت صحیح وقت بتانیوالی رسٹواچ لیور مشین اور بہت مضبوط پرزوں کی بنی ہوئی ہے پندرہ جویل یاقوت مشین میں آویزاں ہیں جنکے باعث یہ گھڑی دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی اور دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چودہ روپے چھ آنہ

الارم ٹائم پیس

نمبر ۸۰۷



گارنٹی ۴ سال

یہ ٹائم پیس سلور کیس و خوشنما پرزوں کا مضبوط اور ٹائم بتانیکا بیجا ہو شب کو آپ جس ٹائم پر جاگنا چاہیں اسی ٹائم پر دوہری گھنٹی کے ذریعہ بلند آواز سے الارم بجاکر آپ کو خواب سے بیدار کرے گا۔ یہ ٹائم پیس ایک چوکیدار کا کام دیتا ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے پانچ آنے (۳/۵)

۱۵ جویل والی پاکٹ واچ

نمبر ۸۰۸

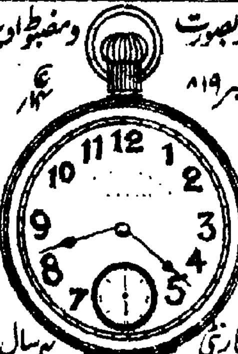


گارنٹی ۱۰ سال

یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط اور خوشنما بنی ہوئی ہے لیور پرزے پختہ اور پائدار ہیں اور دس جویل یاقوت مشین میں آویزاں ہیں جنکے باعث دوڑ بھاگ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی ٹائم نہایت صحیح بتاتی ہے۔ گلاس بھی غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنہ

خوبصورت ومضبوط اوپن فیس کیس لیور پاکٹ واچ

نمبر ۸۱۹ — ۲ روپے ۱۴ آنہ



یہ گھڑی اگرچہ کم قیمت ہے مگر درستی ٹائم میں چالیس پچاس روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے یہی وجہ ہے یہ گھڑیاں لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں دیکھنے میں خوشنما موزوں سائز وزن کا ہلکی اور شبک شیپ کی بنی ہوئی ہے مشین لیور اور پرزے پختہ پائیدار ہیں رعایتی قیمت دو روپے چودہ آنہ محصولڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار

گارنٹی ۴ سال

پائیس کیرٹ گولڈن فینسی پاکٹ واچ

نمبر ۸۲۰ — ۳ روپے ۱۵ آنہ

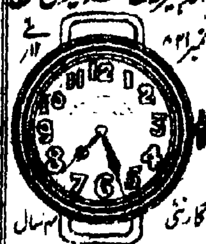


اس گھڑی کے ڈائل مختلف شکل کے فینسی بنے ہوئے ہیں اور کیس سنہری چمکدار عمدہ شیپ کا بنا ہوا ہے یہ گھڑی دیکھنے میں خوبصورت وزن کی ہلکی اور موزوں سائز کی ہے مشین لیور ہے پرزے پختہ و پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت تین روپے پندرہ آنہ۔ محصولڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار

گارنٹی ۵ سال

اندھیرے میں وقت بتانیوالی رسٹ واچ

نمبر ۸۲۱ — ۶ روپے ۱۲ آنہ

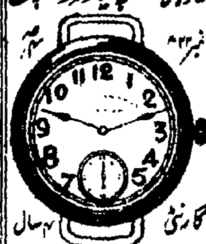


گارنٹی ۴ سال

یہ سنہری کیس کی پائیدار اور سچا وقت بتانیوالی رسٹ واچ دن میں وقت بتانیکے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت بتاتی ہے اس کا ڈائل و سوئیاں ریڈیم ہیں رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے بارہ آنہ

نیو پیٹنٹ پائیدار رسٹ واچ

نمبر ۸۲۲ — ۵ روپے ۴ آنہ



گارنٹی ۴ سال

یہ موتیں میڈ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی دیکھنے میں خوبصورت پرزوں کی مضبوط اور رفتار کی اچھی موزوں سائز کی بنی ہوئی ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی پانچ روپے چار آنہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

خوشنما چھوٹے سائز کی رسٹ واچ

نمبر ۸۲۳ — ۷ روپے ۶ آنہ

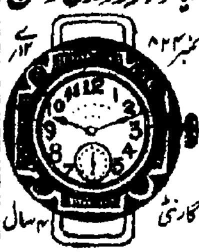


گارنٹی ۴ سال

یہ گولڈن سنہری کیس کی رسٹ واچ خوشوضع اور چھوٹے سائز کی ہے پرزے بھی اس کے پختہ پائیدار ہیں وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی سات روپیہ چھ آنہ

نہایت خوبصورت گولڈن رسٹ واچ

نمبر ۸۲۴ — ۶ روپے ۱۲ آنہ

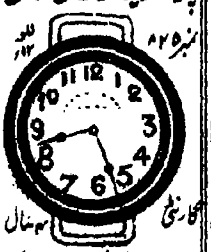


گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ ایسی خوشنما ہوتی ہے کہ باربار دیکھنے کو دل چاہتا ہے۔ کیس سنہری نہایت چمکدار مشین جنیوا مضبوط پرزوں کی ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چھ روپے بارہ آنہ

پائیدار لیور مشین کی رسٹ واچ

نمبر ۸۲۵ — ۴ روپے ۱۲ آنہ

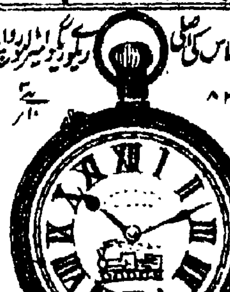


گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ اگرچہ کم قیمت ہے مگر پرزے بہت پائیدار ہیں دیکھنے میں خوبصورت نکل سلور کیس کی ہے وقت صحیح بتاتی ہے رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی چار روپے بارہ آنہ۔ علاوہ محصولڈاک

موٹے گلاس کی اصلی ریلوے گارڈ ریگولیٹر لیور واچ

نمبر ۸۲۶ — ۳ روپے ۱۰ آنہ



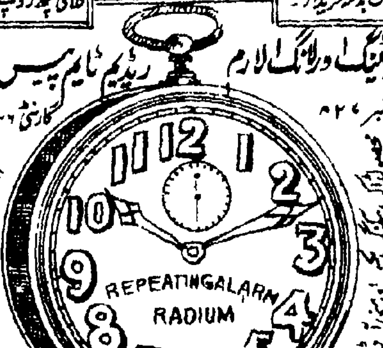
گارنٹی ۵ سال

یہ گھڑیاں بنی مضبوطی و درستی ٹائم کے باعث لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں ہر شخص اس ریلوے ریگولیٹر گھڑی کے نام سے واقف ہے اسپر گلاس غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا رعایتی قیمت تین روپے دس آنہ۔ محصولڈاک۔ پیکنگ بکس اور منی آرڈر فیس نو آنہ بذمہ خریدار

ریپیٹنگ ورننگ الارم ریڈیم ٹائم پیس

نمبر ۸۲۷

گارنٹی ۶ سال

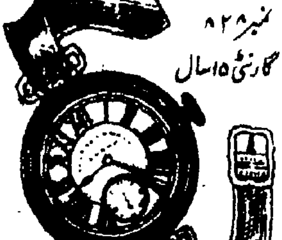


یہ ٹائم پیس دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم بتاتا ہے اس کا الارم بڑے گھنٹی کا پشت پر لگا ہوا ہے جو ٹھہر ٹھہر کر اور ایک دم دونوں طرح سے بہت بلند آواز سے بجاتا ہے پرزوں کا مضبوط اور ٹائم کا سچا ہے۔ رعایتی قیمت آٹھ روپے چار آنے۔ علاوہ محصولڈاک۔

ولٹن واچ کمپنی کی پندرہ جویل والی رسٹ واچ

نمبر ۸۲۸

گارنٹی ۱۵ سال



محصولڈاک وغیرہ ۱۱ آنہ

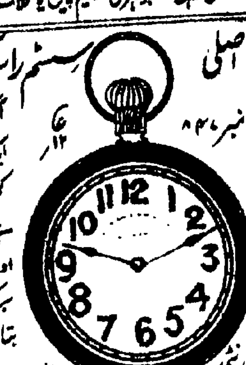
یہ رسٹ واچ نہایت خوبصورت اور مضبوط بنی ہوئی ہے اسکی مشین فل جویل یعنی ۱۵ جویل والی ہے پرزے مضبوط پائیدار ہیں دوڑ بھاگ ٹینس وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ٹائم صحیح بتاتی ہے گلاس اسپر موٹا فٹ کیا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت معہ استراپ کلائی تیرہ روپے چھ آنہ

تمام گھڑیاں اور ٹائم پیس ملنے کا پتہ۔ ایس۔ ایم۔ عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۷ شہر دہلی

مولوی دہلی جو گھڑی۔ٹائم پیس یا کلاک طلب فرمائیں اسکا نام نمبر اور قیمت ضرور لکھیں (۱۷) فرمائش کرتے ہیں رمضان المبارک کی رعایت کا حوالہ ضرور دیں شعبان ۱۳۵۰ھ

اصلی سسٹم راسکوپ لیور مشین کی جنٹلمین پاکٹ واچ

نمبر ۸۴۷



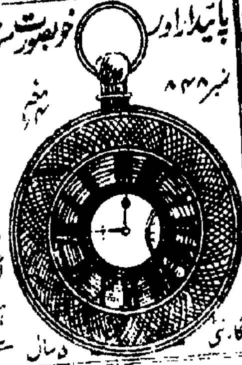
۲ عار

اگرچہ یہ گھڑی کم قیمت ہے۔مگر اپنی کارگزاری
ایک قیمتی گھڑی کے برابر انجام دیتی ہے
کم استطاعت لوگوں کیلئے بہترین گھڑی
ہے اس کی مشین لیور اور پرزہ مضبوط
اور پائدار ہیں دیکھنے میں خوبصورت
سبک اور ہلکے وزن کی ہے ٹائم صحیح
بتاتی ہے۔کیس نکل سلور کا ہے۔رعایتی
قیمت دو روپے بارہ آنہ

گارنٹی ۴ سال

پائیدار اور خوبصورت سنہری کیس کی کیونٹنگ پاکٹ واچ

نمبر ۸۴۸



یہ گھڑی دیکھنے میں خوشنما وزن کی ہلکی سائز کی
موزوں مضبوط پرزہ کی ہے وقت صحیح بتاتی ہے
اسکے ٹائم کی طرف شیشہ کی حفاظت کیلئے ڈھکنا
لگا ہوا ہے۔اور اس ڈھکنے پر ہی ڈائل کا نقشہ بنا ہوا
ہے اور ڈھکنے کے بیچ میں ایک چھوٹا شیشہ اور
لگا ہوا ہے جس سے بغیر ڈھکنا کھولے ٹائم معلوم
ہو جاتا ہے اگر کوئی کھولنا چاہے تو ذرا سے اشارہ
سے ڈھکنا کھل جاتا ہے رعایتی قیمت سات روپے چار آنہ

گارنٹی ۵ سال

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کے گھنٹے، ٹائم پیس اور گھڑیاں

ہمارے ہاں ہر وقت سٹاک میں موجود رہتے ہیں۔

نوفیشن پائیدار رسٹ واچ

نمبر ۸۴۹



گارنٹی ۳ سال

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی خوشنما و پائیدار بنی
ہوئی ہے اس پر گلاس ڈبل یعنی بہت دبیز لگا
ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا پرزے
مضبوط اور پائیدار ہیں ٹائم صحیح بتاتی ہے۔رعایتی
قیمت معہ اسٹراپ کلائی پانچ روپے چار آنہ
محصول ڈاک وغیرہ ۹ بذمہ خریدار ہوگا۔

گولڈن کیس کی میاح رسٹ واچ

نمبر ۸۵۳

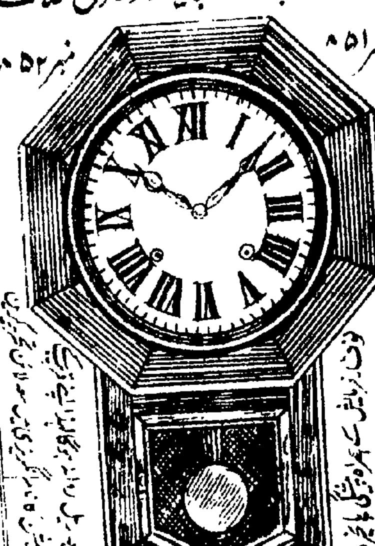


گارنٹی ۴ سال

یہ رسٹ واچ فینسی اور نفیس ڈائل کی نہایت
خوشنما بنی ہوئی ہے کیس سنہری چمکدار نفیس
ہے مشین جینوا سوئس ہے مضبوط پرزوں کی
ہے ٹائم صحیح بتاتی ہے۔رعایتی قیمت معہ اسٹراپ
کلائی چھ روپے چار آنہ
محصول ڈاک وغیرہ ۹ بذریعہ خریدار ہوگا

آٹھ روزہ چابی کا پائیدار اوفس کلاک

نمبر ۸۵۱ نمبر ۸۵۲



اس گھنٹہ میں چابی آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے گھنٹہ آدھا گھنٹہ
آواز سے بجاتا ہے۔تمام پرزے مضبوط و پائیدار ہیں وقت نہایت صحیح بتاتا
ہے کیس اعلیٰ ڈیزائن عمدہ لکڑی کا پائیدار بنا ہوا ہے

۸۵۱ اسکا سائز لمبائی قریب ۱۹ انچ چوڑائی ۱۲ انچ ہے۔گارنٹی
۱۰ سال رعایتی قیمت صرف سات روپیہ۔

۸۵۲۔اس کا سائز لمبائی قریب ۲۲ انچ۔چوڑائی قریب ۱۴ انچ
ہے گارنٹی ۱۲ سال۔قیمت صرف نو روپے۔

اطلاع۔بغیر پیشگی پانچ روپے وصول ہوئے تعمیل فرمائش نہیں کیجائیگی

ولٹن واچ کمپنی کی فل جویل ریڈیم رسٹ واچ

نمبر ۸۵۴



گارنٹی ۵ سال

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس لیور مشین
کی نہایت پائیدار بنی ہوئی ہے مشین پانچ جویل
یاقوت لگے ہوئے ہیں جسکی وجہ سے دوڑ بھاگ سواری وغیرہ
وغیرہ میں خراب نہیں ہوتی ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں
جن کے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے
میں بھی ٹائم معلوم ہو جاتا ہے وقت صحیح بتاتی ہے
رعایتی قیمت معہ اسٹراپ کلائی چودہ روپے چودہ آنہ

ولٹن واچ کمپنی کی پاکٹ واچ

نمبر ۸۵۰

گارنٹی ۱۰ سال



یہ گھڑی نکل سلور کیس کی نہایت مضبوط بنی ہوئی ہے
مشین لیور پرزے پختہ پائیدار ہیں اور دس جویل
مشین میں آویزاں ہیں جنکے باعث دوڑ
دھوپ وغیرہ میں بھی خراب نہیں ہوتی۔ٹائم نہایت صحیح
بتاتی ہے۔گلاس اسپر غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے
رعایتی قیمت گیارہ روپے آٹھ آنہ

گھڑیاں اور گھنٹے ملنے کا پتہ۔ایس۔ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۷ شہر دہلی

ضعیف العمر اور کمزور نگاہ والوں کے لیے بہت جلی چھپا ہوا قلمی

آسان دید تفسیر والا مترجم قرآن

بہت سستا مجلد ترجمہ شاہ رفیع الدین تفسیر شاہ عبدالقادر

حاشیہ پر شاہ عبدالقادر کی تفسیر حسینی کا خلاصہ

حاشیہ، صحیح اور صاف چھپا ہوا

بڑے بڑے کام کرنے والے حیران ہیں کہ کسی مطبع سے بھی اس قدر جلی قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف چار روپے میں نہیں چھپ سکتا عمدہ کتابت اعراب برجا اور حروف کشادہ ہیں قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے ترجمہ نمونے سے بھی زیادہ ہے اور خشا حروف و الفاظ کے نیچے ہے جس سے عربی الفاظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں قرآن مجید اتنا جلی ہے کہ میں جو عینک لگاتا ہوں چار گز کے فاصلے سے پڑھ لیتا ہوں اچھی نگاہ والے اور

ضعیف العمر بزرگ چاندنی میں بھی اس کی تلاوت کر لیتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان دید قرآن شریف ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جس قدر یہ قرآن شریف بڑا ہے اسی نسبت سے یہ مقدمہ بھی بہت اہم ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے محصولڈاک دو روپے ایک سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے

روشن دید

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ والا تقریباً اتنا ہی جلی موجود ہے اس کے الفاظ الگ الگ بطرز یسرنا القرآن ہیں جو پڑھنے میں حد درجہ سہل اور آسان ہیں بہت صاف چھپا ہوا ہے کاغذ بھی بہت صاف و سفید ہے اس کا وزن بھی چار سیر کے قریب ہے بہت ہی سستا ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے محصولڈاک ۱۲؎

بائبل بہترین کاغذ والا فلسکیپ سائز مترجم قرآن

یہ ایک سطر کا نمونہ ہے اور ترجمہ بھی خوب جلی ہے حروف الگ الگ ہیں ترجمہ تحت اللفظی چھپا ہے عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ ردی ہوتا ہے اس لیے کہ دیسی کاغذ اس سے ڈھائی گنا قیمت کا ہوتا ہے اور عمدہ کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس لیے باوجود اس کے بہترین کاغذ والا قرآن شریف پیش کیا ہے اس کا کاغذ انگریزی فنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے آپ میں سے فلسکیپ کا غذ تو ہر شخص کے کام میں آتا ہوگا، اور اچھا بڑا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا، اب تصور کیجیے کہ بہت سے بہتر کاغذ جو فلسکیپ ہو سکتا ہے دیا اس قرآن شریف کا کاغذ ہی چاہیے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر کاغذ والا قرآن شریف ناظرین مولوی کے لیے سستے سے سستے ہدیہ میں فراہم کرے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی بہت حقیر ہے اس کی ضخامت ۶۳۰ صفحات مع مقدمہ ہے یعنی فلسکیپ سائز کا تقریباً ایک رِیم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ دو روپے فی رِیم ملتا ہے ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی مکمل فہرست ہے ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ عربی لفظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان کی بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے

ہدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصولڈاک ۱۲؎ گویا پانچ روپے میں گھر بیٹھے منگا لیجیے

ریلوے کے ذریعہ ایک سے زیادہ قرآن شریف منگائیے اور قیمت کے علاوہ خرچہ پارسل و رجسٹری ملی کے لیے ۔۔ فی نسخہ پیشگی منی آرڈر بھیجیے اور ہر قرآن شریف ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس ... دہلی

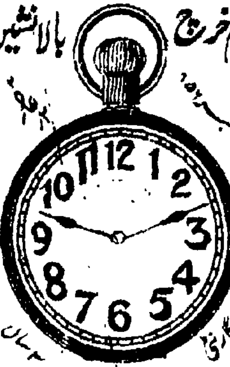
دس — جوئیل والی شب چراغ لیور پاکٹ واچ



نمبر ۵۰ — گارنٹی ۳ سال

یہ گھڑی دیکھنے میں خوبصورت، سائز کی موزوں، عمدہ فیشن لیورشین کی ہے، پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں، مشین میں ۷ جوئیل آویزاں کئے ہوئے ہیں جسکے باعث مضبوطی میں اور اضافہ ہو گیا ہے، ڈائل اور سوئیاں گیس والی ہیں جسکی وجہ سے دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی وقت معلوم ہو جاتا ہے، وقت بالکل صحیح بتاتی ہے، کانچ بھی غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا۔ رعایتی قیمت بارہ روپیہ آٹھ آنے

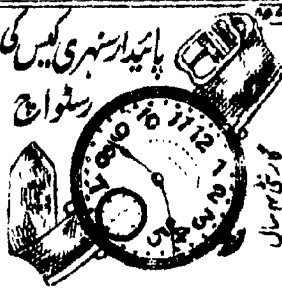
کم خرچ — بالانشین نکل کیس کی لیور کیلس پاکٹ واچ



نمبر ۶۵ — گارنٹی ۲ سال

باوجود کم قیمت ہونے کے بھی وقت صحیح بتانے میں پچاس ساٹھ روپے کی گھڑی کا مقابلہ کرتی ہے، مشین اس گھڑی کی لیور ہے، پرزہ اسکے مضبوط اور پالشدار ہیں، دیکھنے میں خوشنما، موزوں سائز، نہ بہت بڑی اور نہ بہت چھوٹی، پتلا شیپ اور وزن کی ہلکی ہے۔ رعایتی قیمت صرف دو روپے دو آنے۔ محصول ڈاک پیکنگ مع فیس منی آرڈر وغیرہ نو آنے بذمہ خریدار

پائیدار سنہری کیس کی رسٹ واچ



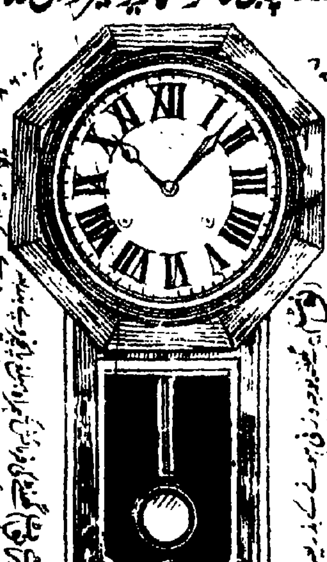
گارنٹی ۳ سال

یہ سوئس میڈ کلائی کی گھڑی دیکھنے میں خوشنما، پرزوں کی مضبوط، عمدہ رفتار کی ہے، ٹائم صحیح بتاتی ہے، چابی بجائے ۲۴ گھنٹہ کے ۳۰ گھنٹہ کی ہے، کیس گولڈن یعنی سنہری خوبصورت بنا ہوا ہے۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنے۔ محصول ڈاک پیکنگ مع فیس منی آرڈر فیس ۸ نو آنے۔ بذمہ خریدار

ویسٹ اینڈ واچ کمپنی کے گھنٹے ٹائم پیس گھڑیاں

جیب اور ہاتھ کی ہمارے اسٹاک میں ہر وقت موجود رہتی ہیں

آٹھ روزہ چابی کا خوشنما بگولیٹر اوفس کلاک



نمبر ۹۰ — نمبر ۵۵

گھنٹہ لیٹسٹ شیپ کا مطابق نقشہ بنا ہوا ہے، اسکا خوشنما لنگر حرکت کرتا ہوا ہر وقت نظر آتا ہے، گھنٹہ آدھ گھنٹہ آواز سے بجاتا ہے، تمام پرزے مضبوط پالشدار ہیں، وقت صحیح بتاتا ہے، کیس اعلیٰ قسم کی لکڑی کا پالشدار بنا ہوا ہے، اس گھنٹہ میں چابی آٹھ روز میں ایک بار دیجاتی ہے، بیس پچیس برس تک بخوبی کام دیتا ہے۔

نمبر ۵۵ اسکا سائز۔ لمبائی قریب ۲۲ انچ۔ چوڑائی قریب ۱۲ انچ۔ گارنٹی ۱۰ سال۔ رعایتی قیمت صرف آٹھ روپیہ آٹھ آنہ۔ نمبر ۶۰ اسکا سائز۔ لمبائی قریب ۲۷ انچ۔ چوڑائی قریب ۱۴ انچ۔ گارنٹی ۱۲ سال۔ قیمت صرف دس روپیہ آٹھ آنہ

کارآمد گیس والی رسٹ واچ



نمبر ۸۶ — گارنٹی ۳ سال

اس گھڑی کا ڈائل اور سوئیاں گیس والی ہیں جسکی وجہ سے رات کو اندھیرے میں بھی مثل دن کے ٹائم بتاتی ہے، کیس نکل سلور کا ہے، پرزے مضبوط اور پالشدار ہیں، ٹائم بھی صحیح بتاتی ہے۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ کلائی پانچ روپے بارہ آنے۔ محصول ڈاک وغیرہ ۹ آنے

اصلی ایکو ریگولیٹر لیور پاکٹ واچ



نمبر ۶۲ — گارنٹی ۵ سال

اس گھڑی کی تعریف کی چنداں ضرورت نہیں، ہر شخص اسکے نام سے واقف ہے، یہ مضبوطی اور درستی ٹائم کے باعث تمام دنیا میں مشہور ہے، اسی وجہ سے یہ گھڑی لاکھوں کی تعداد میں فروخت ہو چکی ہیں۔ رعایتی قیمت تین روپے دس آنے۔ محصول ڈاک وغیرہ نو آنے بذمہ خریدار ہوگا

نوٹ۔ جو گھڑی پسند فرما کر طلب فرمائیں اس کا نام اور نمبر اور قیمت ضرور لکھیں۔

پائیدار کیس والی خوشنما رسٹ واچ



نمبر ۵۶ — گارنٹی ۵ برس

یہ رسٹ واچ نکل سلور کیس کی ۱۰ لین (بڑے سائز) کی ہے، گلاس بہت غیر معمولی موٹا لگا ہوا ہے جو ضرب سے بھی نہیں ٹوٹتا، ڈائل اور سوئیاں ریڈیم ہیں جسکے باعث دن کے علاوہ رات کو اندھیرے میں بھی ٹائم معلوم ہو جاتا ہے، وقت صحیح بتاتی ہے۔ پرزے بھی مضبوط ہیں۔ رعایتی قیمت مع اسٹراپ سات روپے بارہ آنے۔

تمام گھڑیاں ملنے کا پتہ — اے ایم عثمان اینڈ کمپنی واچ مرچنٹس بازار چاندنی چوک ۱۷۱ شہر دہلی

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مسئول عبدالحمید خاں

قیمت فی پرچہ دو آنہ

چندہ سالانہ ONE RUPEE INDIA 1916

رحمت کا مہینہ

پھر خدا کے فضل سے آگیا۔ خالص اپنی ذات کے لیئے بارہ سال میں دوسری مرتبہ دست سوال دراز ہے۔ وہ بھائی جو میری ناچیز خدمات کو بہت زیادہ سرھاتے ہیں۔ ان کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ **کتاب الاسلام** کی ایک جلد میری ضرورت کی خاطر خرید لیں یا خرید دیں۔ یہ کتاب جن پایہ کی ہے وہ آپ سب جانتے ہیں۔ اندر اشتہار بھی صفحہ ۴ پر ہے دیکھ لیجئے موقعہ بھی ہے اپنی معلومات اسلامی تازہ کر کے اچھوتوں کو اسلام کی خوبیاں جتلایئے۔ اور مبلغ اسلام ہونے کا اجر پایئے۔ میں صاحب الغرض ہوں مگر اپنی ضروریات کی بناپر کم کرتا ہوں۔ قیمت رمضان رمضان چار روپے کی بجائے ساڑھے تین روپے محصول ڈاک ۱۲ا

منیجر رسالہ "مولوی" عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

عبدالحمید پرنٹر پبلشر نے محبوب المطابع میں چھپوایا

دائیں طرف جو چھپا ہے یہ نمونہ ہے اس قرآن مجید کے ایک صفحہ کا جواب کا اپنا قرآن مجید ہے

اور رمضانی سالنامہ کی یہ بہترین یادگار ہے یہ دوسرا قرآن مجید ہے جو ناظرین مولوی کی اعانت سے طبع ہو کر آپ کی ... رسالہ مولوی کے ابتدا اور اس کی ترقی رفتار کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ محسوس کرتا رہا کہ ناظرین کا بڑا حصہ یہ چاہتا ہے کہ دفتر رسالہ مولوی خود اپنے اہتمام سے قرآن شریف چھپوا کر پہنچائے اور جب قرآن کا بھی اشتہار رسالہ مولوی میں ہوتا اس کو بھی سمجھا جاتا کہ یہ جمیعہ پریس کا مشورہ ہے اور دفتر رسالہ مولوی کے انتظام سے چھپوایا ہوا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب یہ خیال عملی صورت میں آرہا ہے اور رسالہ مولوی اور ناظرین مولوی کا یہ دوسرا قرآن شریف ہے جس سے آپ کو روشناس کرا رہا ہوں۔ ... یہ

متوسط دو ترجمہ والا قرآن

مجید ہے جس کا پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا، اور دوسرا ترجمہ حضرت علامہ شاہ اشرف علی صاحب کا ہے۔ تقطیع مولوی کے برابر اور ضخامت ۹۲۰ صفحات ہیں، کاغذ ولایتی سویڈن کا ہے، اور جلد پر چھپے کی تعریف ...

دو روپے

اس کو قیمت مقرر کرتا ہوں کہ اس رمضان شریف میں

چار ہزار

آپ سب بھائی کوشش کر کے ہدیہ کرا دیں، کیونکہ جب دشواری ہے یہ چھپا ہوا اس کی تفصیل اس قرآن شریف کے مقدمہ میں چھپی ہوئی ہے۔ آپ کا ... اور تعلیم بھی، میری یک دوستی ہی ہے اور کام بھی، لیکن اگر خدانہ کرے چار ہزار میں سے کچھ بچ گیا، تو پھر بڑا نقصان ہو جائے گا اور دو روپے میں مجلد دینا بالکل دشوار ہوگا۔

آجتک دو ترجمہ والا قرآن شریف مجلد چرمی دو روپے میں کوئی نہ دے سکا

یہ پہلی مثال ہے اس لیے کہ لاگت تو کوئی بھی نہیں دیکھتا

مجھ کو یہ یقین نہ ہوتا اور اس کا قرض چکانا نہ ہوتا، تو ڈھائی روپے میں ہی ہدیہ کرتا۔ آخر ڈھائی روپے میں دو ترجمہ والا قرآن شریف ۳ ہزار سے زیادہ دو سال میں ہدیہ ہو چکا ہے اور آپ کے سامنے ہاتھوں ہاتھ نکلا ہے، اب اگر خود بھی اور اپنے تمام زیر اثر لوگوں میں اس کی اشاعت فرمائیں تو بڑے فائدہ کی بات ہے آپ کا بھی کام ہو اور میرا کام بھی ...

اس قرآن مجید کا امتیاز

(۱) اس کا حاشیہ جامع الوقت قرآن مجید میں سب سے ممتاز ہے، اور پڑھ کے دیکھئے، کیا آسان سلیس اور دلنشین ہے۔ یہ جمعیۃ علمائے ہند کے دو مقتدر ارا کین کا لکھا ہوا ہے، جو ہزاروں کتب کا ماحصل ہے۔ (۲) ابتدا میں ۸۰ صفحات کا ایک مقدمہ ہے، جو خود تالیف نہیں

یقین فرمایئے کہ ایسا مقدمہ کسی قرآن مجید میں آپ نے نہیں دیکھا ہوگا۔ کہنے کو تو یہ بات ہی کہی جا سکتی ہے کہ اس کا مقدمہ ہی دو روپے سے کم نہیں۔ اس مقدمہ میں سولہ ابواب ہیں باب ۱ فضائل تلاوت قرآن۔ آداب تلاوت، مختصر قواعد تجوید، چہل احادیث در فضائل قرآن، چہل حدیث در فضائل و صور قرآن۔ اور متفرق مسائل قرآن باب ۲ آغاز دنیا کائنات عالم کی تخلیق جنت و جہنم کی حقیقت، حضرت آدم کی ولادت۔ شیطان کی ہواسیخ جنت سے آدم و حوا کا اخراج باب ۳ انبیا کی حیات مقدس کا اجمالی خاکہ، اور حالات حضرت شیث حضرت ادریس حضرت نوح حضرت ہود حضرت صالح حضرت ابراہیم حضرت اسمعیل حضرت اسحاق حضرت لوط حضرت یعقوب حضرت یوسف حضرت ایوب حضرت شعیب حضرت موسیٰ حضرت الیاس حضرت ذوالکفل حضرت شموئیل حضرت داؤد حضرت سلیمان حضرت یونس حضرت عزیر، حضرت زکریا حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باب ۴ صحف آسمانی کی حالت و حقیقت، بائبل کی حالت، تورات کی حالت، زبور کی تاریخ معدومیت، انجیل کی حقیقت باب ۵ تاریخ عرب ماقبل بعثت ارم، قدیم عراقی قرآنی عمارتیں، قدیم شامی و کنعانی حکومتیں، یمنی و سبائی سلاطین، کہ پر گورنر حبش کا حملہ، یمن کا عہد اقبال، عرب کی حمیری و غسانی سلطنت، تہذیب عرب، عرب کی تمدنی و معاشرتی اقتصادی و مالی حالت، فطرت ارض عالم کا رنگ۔ باب ۶ بعثت نبوی، مقدس نبی کی مقدس جوانی، قاعدانہ جوش اور کاروبار، آغاز تبلیغ اسلام، ہجرت، جنگ، اسلام پر قیامت خیز مظالم، ... فطرت کی انتہا، غزوات نبوی، اصلاحات و احکام، ازدواجی زندگی باب ۷ نزول قرآن اور مسلمانوں کی پذیرائی عمل، ابلاغ قرآن، مطیعانہ پابندی آیات قرآنی کے اثرات قبول اقوام کا اجمالی خاکہ باب ۸ اذکار خلفائے راشدین یعنی سیدنا ابوبکر صدیق حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی کے حالات باب ۹ قرآن شریف کی مشہور اور مجرب ترین دعائیں باب ۱۰ فہرست مطالبات قرآنیہ بحوالہ پارہ و سورت و رکوع و ہندسہ صفحات باب ۱۱ اعمال قرآنی اس میں مجرب المجرب اسمیں مع متفرق منتروں کے ... باب ۱۲ خواص قرآنی، اسمیں متفرق ساٹھ آیات قرآنی کے مجربات و مفید خواص ہیں باب ۱۳ تعویذات قرآنی، اسمیں پورے قرآن شریف کی ہر سورت کا نقش ہو باب ۱۴ اخلاق قرآنی ... میں جو قرآن مجید کا خاص خاصہ ہے وہ کسی کتاب میں نہیں ملے گا باب ۱۵ اکرامیاں و بارہ قرآن شریف باب ۱۶ آداب تلاوت ... یہ پاس قرآن شریف کے مقدمہ کا ایک ہلکا سا خاکہ ہے۔ ذرا غور کر کے فرمایئے کسی قرآن شریف میں ایسا مقدمہ آپ نے دیکھا ہے

صحیح متن۔ مکمل حاشیہ۔ دو ترجمے۔ ۸۰ صفحات کا مقدمہ، کاغذ ولایتی، خوشنما۔ مجلد چرمی کامل

ہدیہ صرف دو روپے

محصولڈاک ایک روپیہ۔ ایک منگانے میں پاس رعایت محصول نہیں۔ ملنے کا پتہ: جمیعہ پریس دہلی

... ہدیہ بھیجیں ... لکھ دیں ... [illegible]

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسے ؑ

اور ہمارا رب گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

إِلٰى قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ

کیا شتابی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا

کیا اپنے رب کے حکم آنے سے پہلے ہی تم نے جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُونِي وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی۔ کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے ناتوان سمجھا مجھکو اور

پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے (بھائی) ان لوگوں نے مجھکو بے حقیقت سمجھا اور

كَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَاءَ وَلَا تَجْعَلْنِي

نزدیک تھے کہ مار ڈالیں مجھکو پس مت خوش کر ساتھ میرے دشمنوں میرے کو اور مت کر مجھکو

قریب تھا کہ مجھکو قتل کر ڈالیں تو تم مجھپر زیادتی کر کے دشمنوں کو مت ہنسواؤ اور مجھکو ان ظالم لوگوں کے

مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِينَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا

ساتھ قوم ظالموں کے ف کہا اے پروردگار میرے بخش مجھکو اور بھائی میرے کو اور داخل کر ہمکو

ذیل میں مت شمار کرو موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب میری خطا معاف فرمادے اور میرے بھائی کی بھی اور ہم دونوں کو

فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

بیچ رحمت اپنی کے اور تو بہت رحمت کرنے والا ہے سب رحمت کرنے والوں کو تحقیق جنہوں نے پکڑا

اپنی رحمت میں داخل فرمایئے اور آپ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے

الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ

بچھڑا البتہ پہنچے گا ان کو غصہ پروردگار ان کے سے اور ذلت بیچ زندگانی

ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی

الدُّنْيَا وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ ۝ وَالَّذِينَ عَمِلُوا

دنیا کے اور اسی طرح جزا دیتے ہیں ہم جھوٹ باندھنے والوں کو اور جنہوں نے عمل کئے

اور ہم افترا پردازوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں اور جن لوگوں نے گناہ کے کام کئے

السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِهَا وَآمَنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ

برے پھر توبہ کی پیچھے اس کے اور ایمان لائے تحقیق تیرا پروردگار

پھر وہ ان کے بعد توبہ کر لیں اور ایمان لے آویں تو تمہارا رب اس توبہ کے بعد

بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَلَمَّا سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبُ

پیچھے اس کے البتہ بخشنے والا مہربان ہے اور جب چپکا ہوا موسیٰ سے غصہ

گناہ کا معاف کر دینے والا رحمت کر دینے والا ہے اور جب موسیٰ ؑ کا غصہ فرو ہوا

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر توریت لینے کے لئے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھیرو چنانچہ انہوں نے اپنے چالیس روزے پورے کئے مگر درمیان میں مسواک کر لی تھی اس لئے دس روزے اور بڑھ گئے ابھی آپ وہاں تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالےٰ نے اس واقعہ سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ ہوتے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہیں کیا اور یہ کہکر وہ تختیاں جن میں توریت لکھی تھی اٹھا کر زمین پر پھینکدیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے کچھ ٹکڑے ہو گئے تھے پانچ ٹکڑے اللہ تعالیٰ نے اٹھا لئے صرف ایک ٹکڑا باقی رہ گیا تھا۔ اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ توریت میں جہاں تک اخبار بالغیب کا تعلق تھا وہ حصہ تو اٹھا لیا گیا اور جتنے حصے میں احکام تھے وہ باقی رہ گئے اس کے بعد حضرت موسیٰ نے حضرت ہارون کی ڈاڑھی اور سر کے بال کھینچنے شروع کئے کہ تم نے کیوں اس فعل بد سے کیوں نہیں روکا

۱۸

ع

حضرت ہارون نے عذر ظاہر کیا کہ بھائی اس میں میرا کچھ قصور نہیں میں نے ان لوگوں کو نصیحت کی لیکن انھوں نے مجھے کمزور سمجھکر میری نصیحت پر عمل نہیں کیا اور قریب تھا کہ میں ان کو زیادہ سمجھاتا تو یہ مجھکو قتل کر دیتے اور میرے ساتھ آپ ایسا سلوک نہ کیجئے جس کی وجہ سے دشمن لوگ مجھے دیکھکر خوش ہوں اور آپ مجھے ان لوگوں میں شمار نہ کریں میں ان سے بالکل علیحدہ ہوں بھائی کی یہ رقت انگیز تقریر سنکر موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں اپنے لئے اور بھائی کے لئے دعا کی حضرت ہارون کے متعلق روایتوں میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ موسیٰ علیہ السلام سے تین سال بڑے تھے اور ان کی والدہ ان کے سگے سوتیلے بھائی تھے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ام کا لفظ صرف اس وجہ سے استعمال کیا گیا ہے کہ انکی محبت جوش میں آجائے کیونکہ ماں کے نام سے محبت زیادہ جوش میں آتی

رمضان [illegible] سے بہتر احادیث نبوی کے مطالعہ کا اور [illegible] نمونہ عمل

[illegible] احادیث [illegible] اور [illegible] پر عمل کرنا عین اسلام ہے، اور کتب احادیث [illegible]

[illegible] کہ قرآن پاک کے بعد مقدس مذہبی کتابوں میں بخاری ہی سب سے مقدم و افضل ہے [illegible]

[illegible] اسلام سلف و خلف متفق ہیں، اور ان چھ حدیث کی کتابوں میں جنکو پڑھ کر مولوی کی سند ملتی ہے [illegible]

بخاری شریف

اردو خوان بھائیوں کی آسانی کے لئے اس کا عام اردو ترجمہ چھپکر طیار ہے

گو تراجم تو اس کے اور بھی ہوئے لیکن وہ مکمل نہیں ہوئے بعض تجرید بخاری ہیں، بعض تلخیص بخاری ہیں، بعض [illegible] بخاری [illegible] ہیں، ایسا ایک بھی اردو ترجمہ نہیں تھا، جو ایک ایک حدیث کا ہو، کیونکہ یہ ایک بہت بڑا کام تھا بخاری شریف [illegible] کا ہدیہ باوجود طباعتی آسانیوں کے اب بھی بیس روپیہ میں ہدیہ ہوتی ہے اتنی بڑی کتاب کا ترجمہ سہل کام نہ تھا، ایک مرتبہ سنہ ۱۹ [illegible] میں اسلامیہ پبلشنگ کمپنی لمیٹڈ نے بہت [illegible] کرکے اس کا ترجمہ چھاپا تھا جو بیس سال ہوئے کہ ایک جلد بھی کہیں نہیں رہی، اتنی بڑی کمپنی نے اس کا ہدیہ پچیس روپیہ رکھا جس کا سرمایہ لاکھوں روپیہ تھا، اور اب لیا ہی [illegible] مکمل ترجمہ دہلی کے جید ماہر مولوی کے اڈیٹ نے چھاپا تو اس کا ہدیہ مجلد چرمی صرف سات روپیہ ہے، اور جس کا سرمایہ روپیہ نہیں، مولوی کے صرف [illegible] ہیں جنہوں نے [illegible] ہدیہ دے کر اس کو چھپوا دیا، اور آج وہ ہر شخص کے پاس اس قلیل ہدیہ میں پہنچ رہا ہے فجزاہم اللہ احسن الجزا، اللھم صل مرادہم و نور قلوبہم

جو مسلمان پڑھتا ہے وہ پکا مسلمان ہو جاتا ہے

رسول کا تابع ہوتا ہے، نیکیوں کا شیدا ہوتا ہے اور اسلام کا سچا پیرو ہو کر خدا کے بتائے رسول کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے، پھر اس کے لئے حسنات دنیا اور حسنات دین کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بخاری شریف میں سب کچھ ہے، یہ قرآن شریف کی سب سے اچھی تفسیر ہے، ایسی تفسیر جو رسول کریم کی ہوئی ہو یہ فقہ کی سب سے بہتر کتاب ہے اس لئے کہ اس کو حضور علیہ السلام نے مرتب کیا ہے، یہ دینی و دنیاوی معاشرت کا بہترین آئین ہے اس لئے کہ آقائے نامدار نے مدون کیا ہے، یہ اعمال و اوراد کا افضل ترین مجموعہ ہے اس لئے کہ حضور کے بتائے ہوئے [illegible] اوراد آمیں ہیں اور یہ سب کیوں ایسا مکمل اور احسن مجموعہ ہے اس لئے کہ اسکی تصدیق تو خدا نے فرمائی ہے وما ینطق عن الھویٰ یہ تو قرآن ثانی ہے، عربی میں تھی تو خال خال مسلمان استفادہ کرسکتے تھے، وہ جنکو خدا نے عربی پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دی تھی، اب اردو میں ہے تو کونسا مسلمان ہوگا جو اس کا پڑھنا نہ سمجھے گا، فرض سمجھا ہو

اب کیا دیر ہے

کیا اس کا انتظار ہے کہ کتاب ختم ہو جائے اور آپ نہ لے سکیں، اس کا پہلا اڈیشن چھپا ابھی چھپ ہی رہا تھا، کہ [illegible] ختم ہو گئیں اور چھپنے سے پہلے ہی بک گئی بہت سے منی آرڈر واپس کرنے پڑے دوسرا اڈیشن چھپا اور پہلے سے زیادہ فروخت ہو چکی، بڑی مشکل سے چھپتی ہے، ہزاروں کا کام ہے، جہینوں کا انتظام ہے، اور اب تو اسکی نوبت صحاح ستہ چھپنے کے بعد آئے گی۔

تین پارے میں

ہیں دس دس پاروں کی تین جلدیں ہیں، تینوں مجلد چرمی ہیں، پہلی جلد ۴۲۲ صفحہ کی ہے اور ۳۰۵۳ حدیثیں ہیں، دوسری جلد ۴۴۳ صفحے کی ہے اور ۳۲۱۴ حدیثیں ہیں، تیسری جلد ۵۶۸ صفحہ کی ہے اور ۲۵۱۰ حدیثیں ہیں، اور یہی اس کے کامل اور پوری اور مکمل ہونے کی پہچان ہے، عربی بخاری کا ہدیہ بیس روپے ہے، اب اردو کی سنئے کاغذ ایسا اعلیٰ جیسا مولوی کا [illegible] بہت اعلیٰ چھپائی جز بندی کی جلد اور [illegible] اور تینوں جلدیں الگ الگ مجلد چرمی ہدیہ مجلد چرمی کامل سات روپے، محصولڈاک ۱۲ کل ہے

رمضان کی رعایت

جو صاحب ایک جلد خریدیں ان کو ایک روپیہ کی کوئی کتاب مفت ملے گی، جو صاحب دو جلدیں خریدیں ان کو مشکوٰۃ بلا جلد مفت مجلد لیں تو ۲ جلد کے جو صاحب تین جلدیں خریدیں ان کو چھپنے کے بعد مسلم شریف علاوہ محصول مفت [illegible] [illegible] کتابیں بھی ملیں گی، نقد کوئی کمی نہ ہوگی، کیونکہ مقصد تو روپیہ جمع کرکے ترمذی شریف کا کاغذ لینا ہے اس کی کتابت بھی ختم کے قریب ہے

انتخاب صحاح عشرہ یعنی حدیث شریف کی دس مستند کتابوں کا خلاصہ اس کا نام

مشکوٰۃ

شریف ہے اس کا بھی اردو ترجمہ ہو گیا ہے اور یہ حسب ذیل کتب حدیث کا عطر ہے، کم فرصت لوگوں کے لئے بہت مفید ہے (۱) بخاری (۲) مسلم (۳) ترمذی (۴) ابوداؤد (۵) ابن ماجہ (۶) نسائی (۷) مسند امام مالک (۸) مسند امام شافعی (۹) مسند امام احمد بن حنبل (۱۰) مسند بیہقی و دارقطنی۔ اسمیں دینی و دنیاوی ضروریات کے ہر شعبہ کی احادیث مجتمع ہیں جنکی تعداد پانچ ہزار نو سو پچانوے ہے صاحب مشکوٰۃ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اسمیں ایسی کوئی حدیث نہیں ہے جو موضوع تو در کنار ضعیف بھی ہو، ایسا پرکھا ہوا انتخاب اور روح نواز عطر ہے کہ [illegible] ہے پر کھ اور [illegible] کا معیار یہ ہے کہ جتنے راویوں سے حدیث مروی ہیں آخر میں ان کے احوال اور انکی ثقاہت بھی بیان ہوئی ہے اور یہ سب چار سو مرد اور عورتیں ہیں، اور [illegible] کے حالات ہیں، اس کتاب کی ضخامت گیارہ سو صفحات ہے، مجلد چرمی ہے اور اب عاقی قیمت تین روپے ہے محصولڈاک ۱۱

رمضان کی رعایت

ایک جلد منگانے والوں کو دس آنے کی کتابیں مفت پانچ جلدیں منگانے والوں کو چھپنے کے بعد مسلم شریف بلا محصول مفت نقد کوئی رعایت نہیں کیونکہ روپیہ جمع کرکے ترمذی چھپوانے کا بندوبست کرنا ہے ملنے کا پتہ حمیدیہ پریس دہلی

دہلی کے مشہور ادیب و عالم شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ

قرآن مجید تقطیع [illegible]

[illegible] مولوی کے ناظرین کے لئے [illegible] بہت کم [illegible] اس قرآن شریف سے دوشناس کرا رہا ہوں، گو یہ ترجمہ والا قرآن مجید ہمیشہ سے مقبول عام ہے اور علامہ حافظ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ اور حاشیہ ہے لیکن اس کا ہدیہ اس قدر گراں تھا کہ باوجود مشہور تر ہونے کے بہت مشتہر کرنے کی [illegible] ہوتی تھی، اب جبکہ اس کا ہدیہ کم کرانے میں کامیاب ہو گیا، تو ناظرین کو اس کی خریداری پر بھی خاص توجہ دلانا چاہتا ہوں، پچھلے رمضان شریف میں ہی اس کا اشتہار ہوا تھا، اب پھر سال بھر بعد اعلان کر رہا ہوں، چونکہ ہمیں اس قلیل بھی نہیں ہے اس [illegible] اشتہار چھ بار معلوم ہوتا ہے، میرے پاس شاید چار سو یا کچھ زائد جلدیں ہیں، بس وہی ہیں، اور کسی کے پاس ابھی نہیں ہے اور یہ ختم ہو جائیگا تو پھر اس کا چھپنا مشکل ہے، جیسا کہ مولوی نذیر احمد صاحب کے ترجمہ والے بڑے قرآن ختم ہیں، یہ چھوٹی تقطیع کے قرآن [illegible] ہو جائیں گے اور جس کے پاس بھی یہ قرآن شریف ہوگا، تاریخی یادگار رہیگا۔ حالات اجازت دیں، تو ایسے قرآن کے ہونے [illegible] لیجئے، بڑا مفید عام فہم، ترجمہ ہے، جس قرآن مجید کو میں پیش کر رہا ہوں یہ چودہواں اڈیشن ہے۔ اور کوئی اڈیشن اس کا ۵ ہزار [illegible] چھپا، گویا صرف چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف ۷۰ ہزار ہدیہ ہو چکا ہے۔ اور بھی زیادہ حیرتناک بات یہ ہے کہ اس کا ہدیہ سا [illegible] سے کبھی کم نہیں ہوا۔ اس سے ہی اس کی مقبولیت کا اندازہ کیجئے، اس کی ضخامت گیارہ سو صفحات ہے ابتداء میں مضامین قرآن کی ایک ۶۲ صفحہ کی فہرست ہے جو آپ نے کسی قرآن شریف میں نہ دیکھی ہوگی، اور چونکہ اس کے ترجمہ میں زبان کے محاورات بہت ہیں، اس لئے آخر میں ۲۰ صفحہ کی ایک فرہنگ بھی ہے، اور بالکل آخر میں رسول کریم اور قرآن پاک کے متعلق متعدد مفید مقالے درج ہیں۔

ہدیہ مجلد مع کامل جز نقرئی حالدار صرف ڈھائی روپے، محصولڈاک ۱۱ ر کل [illegible]

بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ ۚ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے [illegible] اور بول اٹھتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے تیرا ارشاد سنا تسلیم کیا

غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا

اے ہمارے پروردگار ہم تیری ہی مغفرت درکار ہے اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے، اللہ کسی پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اسی قدر

إِلَّا وُسْعَهَا ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ۗ

جسقدر اس کی طاقت ہو، جس نے اچھے کام کئے، تو ان کا نفع بھی اسی کے لئے ہے، اور برے کام کئے تو ان کا وبال بھی

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ

اسی پر ہے، اے ہمارے پروردگار اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں، تو ہم کو اس کے وبال پر مت پکڑ

رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ

اور ہمارے پروردگار جو لوگ ہم سے پہلے گزرے ہیں جس طرح ان پر تو نے ان کے گناہوں کی پاداش میں

عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا

احکام سخت کا بار ڈالا تھا ویسا ہم پر بار نہ ڈال اور اے ہمارے پروردگار اتنا بوجھ جس کے اٹھانے

مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا

کی ہم میں طاقت نہیں ہے، ہم سے نہ اٹھوا، اور ہمارے قصوروں سے درگذر اور ہمارے گناہوں کو معاف کر

وَارْحَمْنَا ۚ أَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا حامی و مددگار ہے، تو ان لوگوں کے مقابل میں جو کافر ہیں ہماری مدد کر

ف ۱

ہم مسلمان صرف تین فرقوں کو اہل کتاب مانتے ہیں، سب سے پہلے یہود کہ ان کے پیغمبر موسیٰ پر توریت نازل ہوئی، یہود کے بعد عیسائی یا نصاریٰ کہ ان کے پیغمبر عیسیٰ پر انجیل شریف نازل ہوئی، پھر آخر میں ہم اہل اسلام کہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن شریف نازل ہو کر قیامت تک کیلئے [illegible] کا خاتمہ ہو گیا، انمیں سے یہودی عیسا ہو کو نہیں مانتے اور عیسائی ہم مسلمانوں کو اور ہم مسلمان کہ یہود و نصاریٰ دونوں کو مانتے ہیں کہ موسیٰ اور انکی توریت اور عیسیٰ اور انکی انجیل سب حق ہیں، موسیٰ عیسیٰ خدا کے پیغمبر توراۃ و انجیل خدا کا کلام ہے یہود کو تو بیٹے دو کتاب کو دینی اور دنیاوی کسی قسم

وعظ سعید

حضرت مولانا احمد سعید صاحب کی اچھی وعظ کی بے نظیر کتاب

چھپے آلات [illegible] ان کے اسم [illegible] چار [illegible] بھی ہیں اور لگے [illegible] وعظ ولیں [illegible] اور ہر [illegible] پر موثر ہوتا ہے

روزہ کا وقت گزارنے

کیلئے اس سے بہتر اور کونسی کتاب ہو سکتی ہے جس کو [illegible] کی بھی اور عبادت بھی اسمیں حسب ذیل عنوانات پر ایک سو پانچ وعظ ہیں، مجلد پانسو صفحہ کی کتاب ہے قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول ۵ ر

عنوان وعظ درج ذیل ہیں۔

اتفاق، احسان، اخلاق نیک، استخارہ، اسلام، استقامت، اخلاص، اقتصاد، اکل حلال، امانت، [illegible]، [illegible]، بخل، بدگمانی، بسم اللہ، بیش گوئیاں، پیشہ، تجارت، تکبر، تحمل، تواضع، توکل، توبہ، تہمت، تعمیر، ثواب، جمعہ، جماعت، حب دنیا، حقوق العباد، حسد، حرص، خلق نیک، خوش خلقی، خوف، خود پسندی، دروغ، دل، درود شریف، دعا، ذکر، ربیع الاول، رجا، رمضان، رشوت، سماع، [illegible]، ریا، زبان، زکوٰۃ، زنا اور اس کے متعلقات، زہد، سخاوت، سفر، سوال کرنا، سود، شان و شوکت جتانا، [illegible] [illegible] [illegible]

ابھی مولوی نور محمد صاحب والا معجز نما قرآن مجید

ہدیہ ۲/۸/۰

یہ ہندوستان کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر دو ترجمہ والا قرآن مجید ہے۔ اور اس کی تفسیر [illegible]

[illegible] **لصف صدی** [illegible]

[illegible] ہندوستان کے ہر مسلمان گھر میں پہنچ گیا [illegible] اس قرآن شریف کی ضخامت ایک ہزار صفحات ہیں [illegible]

[illegible] پہلا ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت اللفظ ہے دوسرا ترجمہ حضرت [illegible]

[illegible]

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِن قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ

تحقیق قارون تھا قوم موسیٰ کی سے پس سرکشی کی اوپر ان کے اور دیا ہم نے اس کو

[illegible]

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنَّ مَفَاتِحَهُ لَتَنُوأُ بِالْعُصْبَةِ أُولِي الْقُوَّةِ

خزانوں سے اس قدر کہ کنجیاں اس کی بھاری ہوتی تھیں ایک جماعت قوت والی پر

[illegible]

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ

جس وقت کہا اس کی قوم نے نہ خوش ہو تحقیق اللہ نہیں دوست رکھتا اترانے والوں کو

[illegible] اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا

[illegible]

صحیفہ ۲۔ مہری

اس سال کا سب سے زیادہ مقبول پچوں کی پچیہ [illegible]

[illegible]

بلا ترجمہ والا

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ

الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ

مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ وَآتَيْنَا مُوسَى

الْكِتَابَ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ أَلَّا تَتَّخِذُوا مِن

دُونِي وَكِيلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ إِنَّهُ كَانَ

خطبات حیات

جمعہ و عیدین کے موثر حقیقی خطبے

عربی - اردو

[illegible]

مجلد صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۴ر

محرم الحرام
۱ محرم کے احکامات
۲ محمد علی کی کامل تصویر
۳ مسلمانوں کا زوال اسباب و تنزل
۴ آغاز سال نو

صفر
۱ وحدت مذہب
۲ تصور الٰہی
۳ اسلامی توحید
۴ تردید شرک

ربیع الاول
۱ مشرکانہ عقائد کی تردید
۲ شرک و توحید کے مفاد و مضار
۳ بانی اسلام کی عظمت
۴ مجالس میلاد کی اصلاح

ربیع الثانی
۱ اتباع سنت اور مسلمان
۲ اتباع رسول سے روگردانی کے نتائج
۳ رسم و رواج کی لعنت
۴ اہل سنت کا امتیاز

جمادی الاول
۱ کفایت شعاری اور افلاس
۲ اسلام اور اہل دولت
۳ ترقی دولت کے ذرائع
۴ ذکر قناعت

جمادی الثانی
۱ بزرگان دین و اولیائے کرام
۲ حضرت محبوب سبحانی
۳ حضرت خواجہ معین الدین
۴ حضرت بختیار کاکی

رجب
۱ معجزات انبیاء
۲ واقعہ معراج شریف
۳ معراج روحانی یا جسمانی
۴ مومنوں کی معراج

شعبان
۱ حقیقت صلوٰۃ
۲ شعبان کی فضیلت
۳ طہارت و پاکیزگی
۴ اسلام اور اخلاقی زندگی

رمضان
۱ رمضان کی فضیلت
۲ زکوٰۃ و نصاب
۳ زکوٰۃ، خیرات، صدقات
۴ لیلۃ القدر و اعتکاف

شوال
۱ جنت کا حق
۲ اسلامی جہاد
۳ اس وقت کا جہاد
۴ حقوق والدین

ذیقعدہ
۱ حقوق الجہاد
۲ قوم کا مستقبل
۳ اسلامی حکومت
۴ تعلیم و حقوق نسواں

ذوالحجہ
۱ حج اور اس کی فضیلت
۲ فضائل و احکام عید الاضحیٰ
۳ عید الاضحیٰ کا اولین خطبہ
۴ [illegible]

اسلامی مسائل

[illegible]

فہرست مضامین

کتاب الطہارت	زکوٰۃ کے مسائل	غلام کی مشروط رہائی	کتاب البیوع	اختلاف اجارہ	اوقات جہاد و قتل کے
فرائض، واجب، سنن	زکوٰۃ	ام ولد و لونڈی کا بیان	مال واپس کرنا	اجارہ فاسدہ	سلسلہ کے مسائل
[illegible]	صدقہ فطر	قسم کھانے کا بیان	[illegible]	[illegible]	[illegible]

[illegible]

قیمت ۱۲ر

[illegible] سے طلب فرمائیے

تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے

ہر سطر سے قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے بعد غلطی ہونے کا امکان ہی باقی نہ رہے گا۔ اس لئے کہ اس میں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں

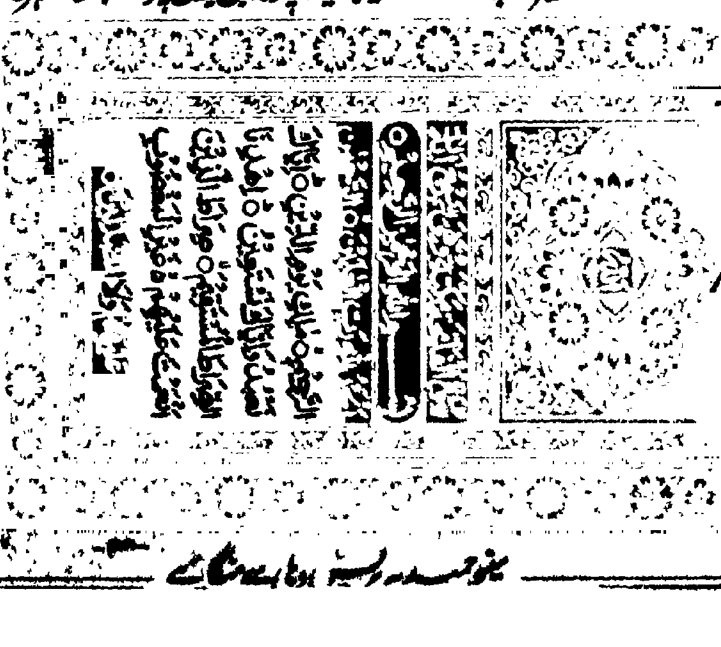
الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں۔ اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی حروف کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے، یہ ۲۰ سطر کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۴ صفحہ کا ہے اسی لئے اتنا کشادہ لکھا ہوا ہے عام طور پر سوا قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں

ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد پانچ روپیہ دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد جلد کا کل نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لئے معقولہ قیمتوں سے ... اور ریلوے خرچ پیکنگ بذریعہ ... چاہئے

آہ! ... پرنٹ کا ذرا اچھا ...

حیرت سے پڑھئے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری ...



بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

نمبر خریداری کے بغیر آپ کا گرامی نامہ گم ہو جائیگا
پتہ یا کسی اور شکایت کے متعلق آپ کا
بالکل نہ آنے کے برابر ہے اور آپ یقین فرمائیں
کہ ہم نمبر خریداری معلوم کئے بغیر تعمیل نہیں کر سکتے

جلد ۲۱ بابت ماہ رمضان المبارک سنہ ۱۳۵۴ھ نمبر ۳

شذرات

جنگ اطالیہ و حبش

جنگ اطالیہ و حبش بادی النظر میں کیا نتائج اور اثرات کی حیثیت رکھتی ہے۔ اطالیہ یورپ کی ایک عظیم الشان حکومت ہے جس کے وسائل و ذرائع فرانس و برطانیہ کے برابر تو نہیں پھر بھی بہت زیادہ اور بیحد وسیع ہیں اتنے زیادہ کہ اگر آج حبش میں ذرائع حمل و نقل کی سہولتیں اسے حاصل ہوتیں اور ملک کی آبادی کی نوعیت منتشر و پراگندہ نہ ہوتی تو اطالیہ اس سے قبل رہ کی ترقیم و تسوید سے بہت پیشتر اسے اس طرح ہضم کر چکا ہوتا کہ ایک ڈکار کی آواز بھی سنائی نہ دیتی۔ ہاں ٹینک ہیں ہوائی جہاز ہیں بم کے گولے ہیں دم گھوٹنے والی گیسیں ہیں شعلہ برسانے والی اور فی منٹ تین سو گولے برسانے والی توپیں ہیں موثر ایسے جدید ترین آلات حرب ہیں اور سب سے بڑھکر یہ ہے کہ روپیہ ہے اور اس کی پشت پناہی کرنے والے مہذب ہتھیار ہیں۔

ادھر یہاں کیا ہے محض جوش حب وطن ملک کے لئے مر مٹنے والے جذبے اور اسکا زیادہ سے زیادہ یہ کہہ لیجئے کہ حبشی جنگ چھاپہ مار کے ماہر ہیں اور بس! اب بتائیے فائدہ ہو تو کیونکر ہو حبشہ کے پاس شیر جیسے بچے اور طاقت ہوں گے نہ وہ شیر سے مقابلہ کر سکتے ہیں لیکن اگر اسے ہم اور زیادہ اچھے الفاظ میں خوش اعتقادی سے تعبیر کیا جائے تو ہم کہیں گے کہ اس کے قبضہ قدرت میں ایک ایسی چیز ہے جس سے اطالیہ اور اس کے دشمن نما دوستوں سب کا دامن یکسر خالی ہے وہ چیز کیا ہے؟ یاد رکھئے وہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اور عہد رسالت کے تبرکات و تحائف! دنیا کہہ لے گی ہم ہیں جو کہیں گے کہ یہ اسی دعا اور انہی تبرکات و تحائف کی برکت ہے جو ڈیڑھ ہزار سال سے یہ حکومت بدستور اپنی جگہ پر قائم ہے ورنہ اگر کبھی کا اسے ہضم کر چکا ہوتا غالباً افریقہ و ایشیا میں کوئی ایک بھی ملک وفرمانروائی قدامت و پختگی میں سلطنت حبش کی حریف نہیں بن سکتی جس کے اس کو کیا کہئے کہ باوجود اس کی پیشانی پر استحکام رہتی ہیں پھر بھی اطالیہ و حبش کا کوئی مقابلہ نہیں تاہم اس ظلمتکدہ آفات و یاس میں توقع کی ایک مدہم شعاع بھی چمک رہی ہے وہ یہ کہ اطالیہ پر مصارف کا بار اتنا ہے کہ اس کا بجٹ مرتب کیا جا رہا ہے ابتدا ہی میں اسے دس لاکھ روپیہ نہیں بلکہ آٹھ لاکھ پونڈ فی ہفتہ خرچ کرنے پڑ رہے ہیں جس میں ساز و سامان حمل و نقل وغیرہ کے مصارف شامل نہیں اطالیہ کے پاس کل آٹھ کروڑ پونڈ کا سونا ہے جو صرف مالک کے ریزرو کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے تو سمجھ لیجئے کہ تین کروڑ پونڈ اور مل رہیں گے اور اس کی پوری دولت مل کر گیارہ کروڑ پونڈ ہو جائیگی۔

مذکورہ مصارف کے مطابق یہ دولت زیادہ سے زیادہ دو سال کے مصارف جنگ کی متحمل ہو سکتی ہے بشرطیکہ مصارف یہی رہیں لیکن مصارف اور تہذیب جدید کی جنگوں کے مصارف الامان اب یاد رکھئے کب تک اطالیہ اس خرچ کی گرانباری کا حریف بن سکے گا۔ منافقت کا زمانہ ہے جو کچھ ہے اور دکھایا کچھ جاتا ہے اطالیہ نے یہ سمجھکر جنگ شروع کی تھی کہ زیادہ سے زیادہ تین ماہ میں اسے سموچا نگل جائے گا۔ لیکن یاد رکھئے کہ اب حبش اطالیہ کے لئے سانپ کے منہ کی چھچھوندر بنکر رہ گئی ہے نہ اگلا جا سکتا ہے نہ نگلنا ممکن اور نہ شاندار پسپائی کی بات گوارا کہ کس طنطنے کے ساتھ جنگ کا بگل بجایا گیا تھا اور اب کس منہ سے اقبال شکست کریں۔ مان لیجئے کہ اطالیہ فائز المرام بھی ہو گیا تو بھی یہ فتح دراصل "شکست" کا آخری ثبوت ہوگی۔ طرابلس فتح کرکے آج تک اسے چین نصیب نہیں ہوا اور نہ اس علاقہ کو وہ آب بنا سکا جس کی بنا پر اسے اپنے گلے کا ہار بنایا تھا اول تو حبش کی یہ کامیابی ہوتی نہیں اور ہوئی بھی تو زیر لب ایک تیری میں اسے پر نہ مسلینی دکھائی دیگا اور نہ اطالیہ کے وہ طمطراق نظر آئیں گے یہی نتیجہ اسے بھگتنا پڑے گا اور سلطنت الکبریٰ کی پرانی سطوت کے حصول کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر ہی رہے گا۔

جمعیتہ الاقوام اور اس کا دائرہ عمل

جمعیتہ الاقوام ہی عجیب ستم ظریف اور بہانہ آفریں ثابت ہوئی ہے یہ سوسنگار کرتی ہے ہر ہر ادا میں سے سنورتی ہے ہر ہر ادا سے اپنے کرشمے اور عجیب کا اظہار کرتی ہے لیکن دیکھا یہ ہے کہ نہیں پری دنیا نے ایک بار نہیں صد بار اس پر چار سو جھنکار نہ بھی تو دھتکار ہی پڑتی رہی اور ہر بار اسے اپنا روئے درخشاں گھونگھٹ ہی میں چھپانا پڑا۔ جاپان کو اس نے آنکھیں دکھائیں اس نے ایک ٹھوکر ماری غریب کی بساط ہی کیا تھی سہم گئی اور چپ ہو گئی اس وقت سے بولنا اور کسی کی طرف آڑی ترچھی نظر ڈالنی موقوف کر دی تھیں مگر پڑی رہی میں آگ لگ اٹھی تو اور کچھ بھی نہ سہی جیش تو ضرور بھیجے گی دنیا میں رہکر دنیا سازی بھی کرنی پڑتی ہے اطالیہ کو بھلا یا بڑی بڑی آنکھیں دکھائیں مگر مسولینی جیسے بیسویں صدی کے تیس مار خاں وہ بھلا انھیں کیا خاطر میں لانے والے تھے۔

ان کے ساتھ ان کے دوستوں کو بھی گھورنے لگے اور صاف کہہ دیا خاموش بیٹھی رہو تمہاری شکنہائے جبیں سے ہمیں ڈر نہ لگا نہیں تو رانی رہ نہ سکیں گی اپنا سہاگ لیں گی کسی کا کیا کر سکتی حمایتی بنکر فرانس و برطانیہ نکلے انھیں آنکھیں دکھا دیں اب کیا ہو رہا ہے ادھر حبش میں توپیں چل رہی ہیں ادھر یہاں جمعیتہ

آسان دید قرآن مترجم

ضعیف العمر کمزور نگاہ والوں کے لیے

بہت سستا مع ترجمہ شاہ رفیع الدین و تفسیر شاہ عبدالقادر

مجلد — خوشخط، حنا شدہ، صحیح اور صاف چھپا

بڑے بڑے کام کرنے والے حیران ہیں کہ کسی حساب سے بھی اس قدر جلی قلم اتنی ضخامت کا قرآن شریف چار روپے میں نہیں چھپ سکتا عمدہ کتابت اعراب برجا اور حروف کشادہ ہیں قلم کا نمونہ سامنے موجود ہے، ترجمہ نمونہ سے بھی زیادہ ہے اور ٹھیک حروف و الفاظ کے نیچے ہے جس سے عربی الفاظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں قرآن مجید اتنا جلی ہے کہ میں جو عینک لگاتا ہوں چلد گز کے فاصلہ سے پڑھ لیتا ہوں اچھی نگاہ والے اور

ضعیف العمر بزرگ چاندنی میں بھی اس کی تلاوت کر لیتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ اس قرآن شریف کا نام آسان دید قرآن شریف ہے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی ابتدا میں ایک طویل مقدمہ بھی ہے اور جیسے قدر یہ قرآن شریف بڑا ہے اسی نسبت سے یہ مقدمہ بھی بہت اہم ہے

ھدیہ مجلد چرمی پشتہ چار روپے محصول ڈاک دو روپے ایک سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگائیے

روشن دید

یہی قرآن شریف بلا ترجمہ والا تقریباً اتنا ہی جلی موجود ہے اس کے الفاظ الگ الگ بطرز تیسیر القرآن ہیں جو پڑھنے میں حد درجہ سہل اور آسان ہیں بہت صاف چھپا ہوا ہے کاغذ بھی بہت صاف و سفید ہے اس کا وزن بھی چار سیر کے قریب ہے بہت ہی سستا ہے ہدیہ مجلد چرمی پشتہ سوا دو روپے محصول ڈاک ؏

با قیمت بہترین کاغذ والا فلسکیپ سائز مترجم قرآن

یہی ایک سطر کا نمونہ ہے اور ترجمہ بھی خوب جلی ہے حروف الگ الگ ہیں ترجمہ تحت اللفظی چھپا ہے عام طور پر سستے قرآن شریف کا کاغذ رف ہوتا ہے اس لیے کہ دیسی کاغذ اس سے ڈھائی گنا قیمت کا ہوتا ہے اور یہ کاغذ لگانے سے قرآن شریف کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے اس لئے باوجود اسکے بہترین کاغذ والا قرآن شریف میں نے ہی آیا، اس کا کاغذ انگریزی عنش ہے اور تقطیع فلسکیپ سائز ہے آپ میں سے فلسکیپ کا غذ تو ہر شخص کے علم میں آتا ہوگا، اور اچھا بڑا کاغذ سب کے ذہن میں ہوگا، اب تصور کیجئے کہ بہتر سے بہتر کاغذ فلسکیپ ہو سکتا ہو دیا اس قرآن شریف کا کاغذ ہی چاہیے تو یہ تھا کہ اس حالت میں اس کا ہدیہ بھی اسی نسبت سے ہوتا لیکن حمیدیہ پریس کی خصوصیت یہی ہے کہ وہ بہتر سے بہتر کاغذ والا قرآن شریف ناظرین مولوی کے لیے سستے سے سستے ھدیہ میں فراہم کرے اس قرآن شریف کا ہدیہ بھی تجویز ہوا اس کی ضخامت ۸۳۰ صفحات ہے جس میں فلسکیپ سائز کا تقریباً ایک رِم کاغذ ایک قرآن شریف میں لگا ہے اور اس کاغذ کی قیمت آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ اچھا کاغذ دو روپے فی رِم ملتا ہے ابتدا میں چالیس صفحات کا مقدمہ ہے جس میں مضامین قرآنی کی فہرست ہے، ترجمہ تحت اللفظ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے اس ترجمہ کی خوبی یہ ہے کہ الفاظ کے الگ الگ معنی معلوم ہو جاتے ہیں اس سے عربی زبان کی بھی خاصی واقفیت ہو جاتی ہے

ھدیہ مجلد چرمی پشتہ تین روپے محصول ڈاک علاوہ

ریل کے ذریعہ ایک سے زیادہ قرآن شریف منگائیے اور بچت کیجئے

ملنے کا پتہ: حمیدیہ پریس دہلی

وجہ یہ ہے کہ اس تیس دن کی فرصت و مدت میں اسلام کی طرف سے سال بھر میں ایک مرتبہ مسلمانوں تمام اطاعت و فرمانبرداری اسلام کی مشق کرائی جاتی ہے اور وہ خود کو اسلامی سانچے میں ڈھالتے اور خود کو بالکل مطابق اسلام بنانے کی بالا سعی کرتے ہیں۔

مسلمان اچھی طرح سن لیں سمجھ لیں اور جان لیں کہ روزہ اہم ترین عبادت ہے جس کے متعلق خالق اکبر جل جلالہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور مجھے روزہ دار کے منہ کی خوشبو بہت بھاتی ہے لیکن روزہ وہی روزہ ہے جو پوری شرعی پابندیوں اور احتیاط و کوششوں کے ساتھ رکھا جائے ورنہ روزہ نہیں فاقہ ہے مسلمان روزے کبھی روزے رکھا کرتے تھے اب تو ہمیں ولی اذیت والم کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ روزے نہیں رکھے جاتے فاقے کئے جاتے ہیں بدقسمتی سے عام مسلمانوں نے ما قبل طلوع آفتاب سے ما بعد غروب آفتاب تک کھانے پینے سے اپنے کام و دہن کو بے تعلق رکھنے اور بعد عشا تراویح پڑھ لینے کو روزہ سمجھ لیا ہے نہیں اور ہرگز نہیں روزہ یہ نہیں روزہ یہ ہے کہ نہ صرف اپنے کام و دہن کو اکل و شرب سے بیگانہ رکھا جائے بلکہ تمام اعضا ء کو تعب کو زبان کو اور گوش و ہوش کو ہاتھ کو پاؤں کو آنکھ کو اور خیال کو بھی منکرات و منہیات شرعیہ سے کامل طریق پر منقطع رکھا جائے قلب کو کینہ و فساد اور غصہ و حسد کے جذبات سے زبان کو غیبت و بدگوئی اور کذب و بہتان سے گوش و ہوش کو راگ رنگ اور بری باتوں کے سننے سے ہاتھ کو ناجائز لمس و زد و کوب سے پاؤں کو بری جگہ جانے اور پہنچنے سے آنکھ کو نامحرم پر ڈالنے سے اور خیال کو برے معاندانہ حاسدانہ اور کینہ توزانہ تصورات سے بچایا جائے اور دوسری طرف انھیں نیک و شرعی امور میں مصروف رکھا جائے مثلاً زبان تلاوت یا ذکر الٰہی اور توحید حق و تبلیغ حسنات میں منہمک رہے پاؤں بیواؤں اور مجبوروں کی خبر اور تحقیق حالات کے لئے اٹھیں ہاتھ معصیت زدوں اور فاقہ کشوں پر روپیہ پیسہ نچھاور کرتے رہیں۔

ہم عموماً سیت کے ساتھ دیکھتے ہیں کہ دن کے آخری اوقات میں بڑے بڑے تاران و الے رکھنے والوں کا مزاج برہم ہو جاتا ہے بات بات پر جھنجھلاتے اور غصہ کرتے ہیں مستطیع اور نفیس طبع افراد کوئی کام ہی نہیں کرتے یہ چیزیں روزہ کو مکروہ اور ثواب کو زائل کرنے والی ہیں لوگ اپنے اکل و شرب کا خاص اہتمام کرتے ہیں حالانکہ ہونا یہ چاہیئے کہ وہ غربا اور نادار و ں کے کھلانے کا خاص اہتمام کریں بہت سے ایسے بدبخت ہیں جو بلا عذر مجبوری یا نمائش کے لئے روزے کی توہین اور بے توقیری ہے اگر مسلمان محض اس مہینہ میں خود کو پابند شریعت بنائیں خواہ اس میں طبیعت پر کچھ جبر ہی کرنا پڑے تو یہ ایک ہی مہینہ کی نیکی مشق انھیں ایسا خوگر بنا کر سال بھر کے لئے تیار کردے اور جو کمی رہ جائے وہ دوسرے سال پوری ہو جائے مسلمان اور کچھ نہ کرتے اور ایک رمضان ہی میں خود کو سنبھال سکتے تو ان کے قدم کبھی جادۂ حق سے متزلزل نہ ہوتے ☆ کاش مسلمان اب بھی سنبھلیں اور اپنی سال بھر کی خامیوں اور خرابیوں کی تلافی کے لئے اس شہری موقع الٰہی مگر [illegible] پر عمل کریں۔

زکوٰۃ کی [illegible] سربلندی

فرزندان توحید پر زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح جس طرح روزہ

و نماز فرض ہے اس سے انکار کفر اور اس پر بے عملی معصیت عظیم ہے آج پوری دنیا اقتصادی مصائب یا مادیت میں مبتلا ہے سرمایہ داری نے کلی طور پر ایک عالمگیر مصیبت و تشویش کی صورت اختیار کر لی ہے ہزاروں بلکہ لاکھوں اور لاکھوں کی گو بچ سے گنبد گردوں پر اثر انداز رہتا ہے اور امراء و غربا دو محاذ جنگ قائم ہو کر رہ گئے ہیں کہیں زمینداروں اور کاشتکاروں کے جھگڑے ہیں کہیں ساہوکاروں اور قرضداروں کے تنازعے ہیں کہیں کارخانہ داروں اور مزدوروں کی لڑائیاں ہیں یہ حالت ہو گئی ہے کہ مالدار تو مالدار ہوتے چلے جاتے ہیں اور غرباء کی اور غربت و عسرت بڑھ رہی ہے اور خود ان مغربی امصار و بلاد میں جن کی راتیں برقی روشنی سے جگمگا رہی ہوتی ہیں اور جہاں سربفلک قصر و ایوان کی قطاریں نظر آتی ہیں وہاں بھی افلاس و نکبت کے خوفناک اور دلدوز مظاہر پوری شدت کے ساتھ نظر آتے ہیں مغرب میں مالدار و غریب بھائی بھائی بیٹے اور باپ میں کامل بیگانگی نظر آتی ہے مفلس رشتہ دار کا کسی سے کوئی رشتہ نہیں اور بے حد غربا و غیر مستطیع افراد کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور نظر آ رہے ہیں عزت و عزت کا معیار و حید ہی دولت بن کر رہ گئی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ کمیونزم اور سوشلزم پوری قوت کے ساتھ سر اٹھا رہے ہیں۔

اس کا علاج نہ عیسائیت میں ہے اور نہ یہودیت میں نہ ہندو مت میں ہے اور نہ بدھ مذہب میں دنیا پریشان ہے اور پریشان ہی رہے گی اور امراء و غربا کی موجودہ جنگ اور شدت اختیار کرتی چلی جائے گی۔ صرف ایک اسلام میں اس کا علاج ہے اور وہ علاج کیا ہے زکوٰۃ جس کی رو سے ہر مالدار شخص پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ ہر سال پر اپنی آمدنی پر نہیں بلکہ پس انداز رقم پر ۲½ فیصدی یا کم و بیش بلحاظ جنس فی روپیہ سالانہ خدائی ٹیکس ادا کیا کرے یہ ٹیکس سلطنت مالداروں سے لیکر غرباء کو علی قدر مراتب تقسیم کر دیا کرے سرکاری نظام موجود نہ ہو تو انفرادی طور پر اس کا اہتمام کیا جائے یہ حصہ ہے مالدار اقرباء یتامیٰ محتاجوں پڑوسیوں ساتھ بیٹھنے والوں اور قرضداروں کا جو ہر سال لیا اور تقسیم کیا جاتا ہے تو امراء اور دولتمندوں پر کوئی پابندی نہیں کہ وہ اپنی دولت میں غرباء کا حصہ لگائیں لیکن اسلام نے بروئے قرآن و حکم خاص یہ حصہ مقرر کر دیا ہے مالداروں کی دولت جتنی بڑھے گی غرباء کو اتنا ہی زیادہ فائدہ پہنچے گا اس سے امراء سے انھیں ہمدردی رہے گی باہمی کشمکش پیدا نہ ہونے پائے گی اور دونوں کے مابین ایک رشتۂ اخوت قائم رہے گا اس عہد میں انفرادی امداد کوئی اہمیت ہی نہیں رکھتی کہ شہرت و نمود کا زمانہ ہے اجتماعی امداد میں نام ہوتا ہے زیادہ تر یہی ہے اور انفرادی امداد کا دیکھنے والا صرف خدا ہوتا ہے افسوس مسلمان اپنے بہترین آئین و عمل کو چھوڑ چکے ہیں اور ان کی سربلندیوں کے احساس سے بھی خالی الذہن اور لاعلم ہو چکے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا پورا اہتمام کریں کہ یہ دینی و دنیوی ہر دو فوائد کثیرہ پر مشتمل اور ہم خرما و ہم ثواب کی مصداق ہے۔

وقوع جرائم اور خوف خدا

انسداد جرائم کا بہترین ذریعہ صرف خدا اور [illegible] قانون [illegible]

امریکہ دنیا کا سب سے مہذب متمول اور ترقی یافتہ ملک ہے جسے اپنی مدنیت

...ہوا جاتا ہے کاشانے اندر بیٹھی ہوئی تجاویز ہی کو رہی ہے اور اقتصادی ...
کی دھمکیاں عمل میں نہیں آرہی بن رہی ہیں یہ کہا ہے مہاتب انسانوں کی جھوٹی
باتیں ہیں تہذیب جدید کے آئین ہیں جنہوں نے دنیا والوں کو زبردست آزادی
زبردست نوازی اور غرض پرستی کے خوفناک اور منافقانہ کھیل کے ڈھنگ
سکھائے ہیں اگر جمعیتہ میں طاقت ہوتی اور یہ کچھ کرنا چاہتی کسی والی ہوتی تو
اطالیہ کی تو ہمت ہی نہیں پڑتی کہ وہ فتح حبش کا تصور بھی قائم کر سکے اور ہر طرف
کھڑے ہونے کا ارادہ کرتا ہے ادھر برطانیہ و فرانس اور زیکوسلادیہ اور امریکہ
کے جہاز ایک طرف اس کے ساحل پر اپنی دس انچی دہانہ کی توپوں کا منہ
کئے کھڑے ہوتے اور دوسری طرف جرمنی آسٹریا وروس کی فوجیں اپنی سنگینیں
سنبھالے اس کی طرف کئے حکم کے منتظر نظر آتیں پھر ہم سمجھتے
کہ اطالیہ کس طرح حبش پر گرتا۔

اور تو اور لطیفہ یہ بھی کہنی ہوئی ہے کہ آؤ اجارہ داران امن عالم کی
آنکھوں کے سامنے آؤ اور حبش کو فتح کرو۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یورپ خود
بیوقوف ہے یا دنیا عقل سے خالی ہوگئی ہے آخر جمعیت ہے کس مصلحت کی
عملی اور اس کا دفتر کیوں سوئزرلینڈ میں بنایا گیا ہے اور یہ ڈھونگ اب
کب تک قائم رہے گا۔ شام فلسطین مصر اردن اور عراق پر قبضہ حکمداری
کرا دینے کے لئے اس کا جو کام تھا وہ ختم ہو گیا نیک نیتیں اور اخلاص سارے
کی پنچایتیں موثر اور کارفرما تو نہیں ہوا کرتیں ہیں خود غرض مندوں اور منافقوں کی
کوئی مجلس کوئی کام نہیں کر سکتی جہاں سب کے دل ایک دوسرے سے پھٹے
ہوں جہاں غرض کی محبت غرض کی عمارات اور غرض کی بستی ہو جہاں ایسی
انجمنیں بھی بے سود ہیں اس لئے جتنی جلد بھی اس ڈھونگ کا خاتمہ کر دیا
جائے انسانی دنیا کے لئے بہتر ہے یہ اور بات ہے اگر کمزوروں اور بے طاقتوں
کے پھانسنے کے لئے یہ جال تانا گیا ہو تو اس کا نام تو بدل ہی دینا چاہئے۔

اچھوت اور اسلام

ڈاکٹر امبیدکر نے تبدیل مذہب کا
اعلان کیا کیا کہ ہندو دنیا میں ایک
زلزلہ آگیا ہے اور ہر طرف سے انھیں تار پر تار اور خطوط پر خطوط موصول ہو رہے
ہیں جنہیں اندو اور گاندھی جی اور مالوی جی جیسی بوجھ باد پر تر اور جہاں پر تر
ہستیاں شامل ہیں کوئی کہتا ہے آپ نے اس اعلان میں عجلت کی کوئی
فرماتا ہے کہ ہزار سال کی خرابیوں کا انسداد چند روز میں نہیں ہو سکتا کسی طرف
سے آواز آئی ہے بہت کچھ ہو گیا ہے اب تھوڑا ہی ہونا باقی ہے دنیا کے رنگ
میں ایسے بھی لوگ ہیں جو کہہ رہے ہیں کہ "خس کم جہاں پاک" چلو اب ہمارے
مندروں اور مورتیوں کے دلکش کے لئے تو یہ لوگ نظر نہ آئیں گے۔
ایک برہمن دیوتا کی پیشکش واقعی ضرور قابل داد و تحسین ہے واقعی یہ ایثار
نہایت قابل تحسین کہ نادر ہونے کے قابل ہے یعنی یہ صاحب اپنی بڑی لڑکی کی شادی
ڈاکٹر صاحب کے لڑکے سے کرنے کے لئے تیار ہیں۔
لیکن مشکل کا حل یہاں بھی نہیں ہوتا امبیدکر کے بیٹے کے ہو جانے سے سارے
اچھوت جاتی کے مصائب کی خاتمہ کچھ نہ ہو سکتا ہے اور تمام اچھوتوں کی
مت و نفرت کے بندھن کیونکر کٹ سکتے ہیں ہم تو جب سمجھتے کہ جس طرح ہمارے
کی جیتی کو بڑے سے بڑے خاندانی اشراف قریش اپنی بیٹیاں دینے کو تیار ہو گئے

...سے اسی طرح جناب مالوی جی جیسے بلند مرتبت شاستری عالم ...
قسم پبلک کا اعلان کردیں اور صاف کہدیں کہ ہر شریف ... کریں
اچھوت نوجوان کے لئے ایک ایک برہمن زادی موجود ہے جو ہر ... کرلو
بھارت فراخدلی اور اچھوت نوازی کا شاندار مظاہرہ دیکھ لو یہ تو بہت بلند
اور قیاس سے بالاتر ہے اگر کہیں مدراس و بنگال میں اچھوت ہندوؤں
اپنا بھائی سمجھ کر کسی مندر کے پہلو میں بھی کھڑے ہوں تو ہندو جاتی انہیں
مار مار کر فرش کر دے۔

جس مذہب کی بنیاد ہی گوناگوں تفریقات و امتیازات پر اٹھائی گئی
اور جہاں ایک برہمن ایک ویش کے گھر میں بھی نہ جا سکتا ہو وہاں اچھوت
غریبوں کو کون پوچھتا ہے "روٹی اور بیٹی" ہی کے نہیں اور بھی ہزار ہا فرق موجود
ہیں ہندوستان کی اسی دنیا میں ایسے ایسے برہمن لاکھوں کی تعداد
میں پڑے ہیں جو مندر تو مندر اپنے گھر کی طرف بھی کسی اچھوت کے سائے
سے بھرشٹ ہو جاتے ہیں ارض مغرب میں تہذیب و تمدن کی بلند آہنگیوں
کے باوجود امیر و غریبوں کے گرجا تو گرجا ہوٹل تک علیحدہ ہیں امریکہ میں
مہذب و تعلیم یافتہ حبشیوں کے ساتھ جو سلوک ہم مذہبی کے باوجود کیا جاتا
ہے وہ کوئی دہرانے کی چیز نہیں یہ اسلام اور صرف اسلام ہی ہے جہاں حسب
نسب دولت عظمت سب علی ہوا کرتا ہے جو جتنا عمل نیک کرتا ہے اتنا ہی شریف
ہے یہاں محمود و ایاز سب ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں ایک دسترخوان
پر بیٹھ کر کھا لیتے ہیں ہر مجلس میں شریک ہو سکتے ہیں اور باہم شادیاں کر سکتے
ہیں اور تعالے نے اس وقت مسلمانوں کے لئے ایک زرین موقعہ دیدیا
ہے ہندوستان میں اس وقت سات کروڑ اچھوت موجود ہیں اگر وہ
اس وقت تبلیغی جوش سے کام لیں تو یہ کروڑوں پسماندہ انسان شرف انسانیت
سے بھی سعادت اندوز ہو سکتے ہیں اور مسلمانوں کی قوت میں بھی اضافہ ہو سکتا
ہے ہم اچھوتوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ حقیقی مساوات جو زندگی کے ہر دائرہ میں
نمایاں ہے وہ صرف اسلام ہی میں مل سکتی ہے اور جس نعمت کی تلاش میں
کروڑوں کی یہ مخلوق سرگرداں ہے وہ کاشانہ اسلام کے سوا اور کہیں تلاش
سے بھی ہاتھ آنے والی نہیں۔

رمضان مبارک کی عظمت واہمیت

اسلامی مہینوں میں رمضان
المبارک مقدس ترین مہینہ ہے وہ مہینہ ہے جس میں زمین والوں پر آسمان
والے کی طرف سے برکات و حسنات کا نزول ہوتا ہے اور پورے تیس روز تک
یہ سلسلہ سعادت اسی شان اور اتفاق کے ساتھ جاری رہتا ہے ایک ایک
نیکی کا ثواب دس دس نیکیوں کی برابر ملتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس مہینہ میں
مسلمان محض خوشنودی رب کے لئے دن بھر کھانے پینے سے محترز اور رات
کے ایک معتد بہ حصہ میں مصروف عبادت رہتے ہیں خوش نصیب ہیں بہت سے
جو اس ماہ مکرم کی اہمیت و عظمت سمجھ کر اس میں ذخیرہ ثواب اکٹھا کر لیتے
ہیں روزے رکھتے ہیں تراویح پڑھتے ہیں اور قرآن ختم کرتے ہیں لیکن ہم اس
صحبت میں اس نکتہ کو مسلمانوں پر واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس ماہ مبارک
میں اتنے ...

معارف القرآن

(بسلسلۂ گذشتہ)

صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ایک جگہ ابو سعید خدری کی حدیث گذر چکی ہے جس میں یہ ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا وہ بھی شفاعت کے سبب سے آخر کو جنت میں جائیگا اس حدیث کا مضمون اس آیت کے مضمون کے کچھ مخالف نہیں ہے اس لئے کہ آیت اور حدیث ملانے سے یہ مطلب قرار پاتا ہے کہ ذرہ برابر توحید سے بھی اللہ تعالیٰ کی آخری رضا مندی آدمی کو حاصل ہو جاتی ہے اس واسطے ایسے شخص کے حق میں جو شفاعت کی جاوے گی وہ مرضی الٰہی کے برخلاف نہ ہوگی برخلاف مشرک شخص کے کہ اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خالص توحید نہیں ہے جس کے سبب ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ کی آخری رضا مندی بھی حاصل نہیں ہوتی اور جب یہ حالت ہے تو بغیر مرضی الٰہی کے قیامت کے دن ایسے شخص کا نہ کوئی حمایتی بن سکتا ہے نہ سفارشی۔ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے ابو موسیٰ اشعری کی ایک حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی نصیحت کی مثال مینہ کی اور امت کے لوگوں کی مثال اچھی بری زمین کی فرمائی ہے یہ حدیث ان آیتوں کی گویا تفسیر ہے کیونکہ قرآن کی نصیحت تو سب کو یکساں کی جاتی ہے لیکن اس کا اثر لوگوں کے اچھے برے ہونے کے سبب یکساں نہیں ہے۔

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِّنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَكَذٰلِكَ فَتَنَّا بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لِّيَقُوْلُوْٓا اَهٰٓؤُلَاۗءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا ۭ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ۝ وَاِذَا جَاۗءَكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰي نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ اَنَّهٗ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوْۗءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَصْلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

(ترجمہ) اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں جس سے خاص اس کی رضا ہی کا قصد رکھتے ہیں ان کا حساب ذرا بھی آپ کے متعلق نہیں اور آپ کا حساب ذرا بھی ان کے متعلق نہیں کہ آپ ان کو نکال دیں اور آپ نامناسب کام کرنے والوں میں ہو جائینگے اور اسی طرح سے ہم نے ایک کو دوسرے کے ذریعہ سے آزمائش میں ڈال رکھا ہے تاکہ یہ لوگ کہا کریں کیا یہ لوگ ہیں کہ ہم سب میں سے اللہ تعالیٰ نے فضل کیا ہے کیا یہ بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ حق شناسوں کو خوب جانتا ہے اور یہ لوگ جب آپ کے پاس آویں جو کہ ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو یوں کہہ دیجئے کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں سے کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں۔

تفسیر:۔ صحیح مسلم صحیح ابن حبان مسند امام احمد بن حنبل مستدرک حاکم میں چند صحابہ کی روایتوں سے جو شان نزول اس آیت کی بیان کی گئی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور مطعم بن عدی اور حارث بن نوفل اور قریش کے شریف لوگوں نے آنحضرت سے درخواست کی کہ بلال عمار بن یاسر سالم ابی حذیفہ کا پروردہ یہ چھوٹے لوگ آپ کے پاس آنے کے وقت اگر مجلس میں نہ بیٹھا کریں تو مناسب ہے کیونکہ ہم ایسے چھوٹے لوگوں کے ساتھ شریک مجلس ہونے کو اپنی کسر شان جانتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرافت امارت سے زیادہ خلوص نیت مقبول ہے اور یہ غریب لوگ خلوص نیت سے آنحضرت کے پاس ہر وقت حاضر رہتے تھے اس واسطے اللہ تعالیٰ نے ان اشراف قریش کا کہنا ماننے سے اپنے رسول کو منع فرمایا اور یہ آیۃ نازل فرمائی بعض روایتوں میں بجائے عتبہ وغیرہ کے اقرع و عینیہ کا نام جو ہے وہ شاذ راوی کا سہو ہے کیونکہ یہ آیۃ ابتدائے اسلام کے زمانہ کی ہے اور اقرع و عینیہ کا اسلام ہجرت کے بہت بعد ہے اسی لئے کسی صحیح روایت میں ان کا نام نہیں ہے یدعون ربھم بالغداۃ و العشی کی تفسیر حضرت عبد اللہ بن عباس نے پنجگانہ فرض نماز کی فرمائی ہے حاصل مطلب یہ ہے کہ جب ادیرہ حکم ہو چکا ہے کہ جو لوگ آیندہ اللہ کے روبرو کھڑے ہونے سے ڈرتے ہیں ان کو قرآن کے موافق نصیحت کرنی چاہیے اور اسی حکم کی تعمیل میں آتے ہیں تو ان مالدار مشرکوں کے کہنے سے ان تنگدست مسلمانوں کو وعظ کی مجلس سے روکنا بڑی ناانصافی ہے۔ مشرک لوگ یہ جو کہتے ہیں کہ یہ غریب مسلمان اپنی عزت ... ...

... ... بڑھانے کے لئے وعظ کی مجلس میں آتے ہیں عقبیٰ کے ثواب کی غرض سے نہیں آتے تو اس کا جواب اللہ کے ہاتھ ہے کہ وہ سب کی نیت کا حال اور دل کا بھید جانتا ہے ایسی غیب کی بات میں کسی کو دخل دینے کی کیا ضرورت ہے رہی خوشحالی اور تنگدستی یہ تو اللہ کی ایک آزمائش ہے کہ تنگدست لوگوں کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ اس پر قناعت کر کے کہاں تک اللہ کا شکر کرتے ہیں اور مالدار لوگ کہاں تک ان ناتے اور غریبوں کے ساتھ حقارت سے پیش آتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کو شکر گذاروں اور ناشکر گذاروں کا دلی حال خوب معلوم ہے مالدار مشرکوں نے غریب مسلمانوں کے حق میں طعن کے طور پر اھؤلاء من اللہ علیھم من بیننا جو کہا تھا اللہ تعالیٰ نے یہ اس کا جواب دیا ہے اب آگے فرمایا اے رسول اللہ کے ان تنگدست ایمانداروں کے دل بہت چھوٹے چھوٹے ہیں کیونکہ ان کی تنگدستی کے سبب لوگ ان کی قدر و منزلت بہت کم کرتے ہیں تم ان کا دل بڑھانے کے لئے ان سے سلام علیک کی ابتدا کیا کرو اور ان سے کہدو کہ تم لوگوں کو دنیا میں ہر طرح کی تکلیف ہے اس سے عقبیٰ میں ایسے

وہ تہذیب میں یکتائی پر ناز ہے لیکن اسی تہذیب و تمدن کے سائے میں جرائم کی نشو و نما بھی انتہائی صورت اختیار کر چکی ہے اور دنیا میں ہر نوع جرائم میں بھی امریکہ اپنی نظیر نہیں رکھتا شراب خوری زناکاری لڑکیاں چھیننے کے وہ وہ تہذیب طریقے ایجاد ہو چکے ہیں جن سے پوری دنیا اب تک نا آشنا ہے فن خیانت بھی اب اس تمدن کی روشنی میں ایک جدید اور ترقی یافتہ صورت اختیار کر کے اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ اس وقت امریکہ میں اونچے طبقہ کا کوئی فرد بھی خود کو محفوظ نہیں سمجھتا اسی لئے بعض لوگ تو اپنے وطن عزیز کو چھوڑ کر انگلستان آ بسے ہیں۔ کرنیل لنڈبرگ کے بچے کو جس طرح اٹھایا اور ایک رقم کثیر لیکر رہا کرنے پر زور دیا گیا اس سے ایک دنیا واقف ہے اس سے انہیں ہی روز بعد ایک اور بچی اغوا کر لی گئی اور اسے ایک لق و دق صحرا میں ایک فولادی صندوق سے باندھ کر چھوڑ دیا گیا۔

گذشتہ سال واشنگٹن کے ایک پر رونق بازار سے ۲۵ سال کے ایک معزز جوان کو زبردستی موٹر میں ڈال کر لے بھاگے پولیس دیکھتی رہ گئی۔ شہر کوئٹہ کے ایک جج کی ۲۵ سالہ بیٹی کو بدمعاش غسل کرتے ہوئے پستول دکھا کر غسلخانے سے اٹھا کر لے گئے اور کچھ دن بعد چھ ہزار پونڈ کی خطیر رقم لے کر چھوڑا اسی طرح ایک ملک التجار کی پر جمال بیوی زبردستی اٹھا لی گئی شوہر نے بچانے کی کوشش کی تو لوہے کی سلاخ سے مار مار کر اسے لہولہان کر دیا گیا۔

ایک کروڑپتی شخص مسٹر بنکر کو اس طرح اٹھا لیا گیا برابر مارتے رہے اور دو لاکھ پونڈ لیکر رہا کیا۔ اس سے امریکہ کے تاجر وکلا دولتمند فلم ایکٹر اور مدبر سب پریشان و ہراساں ہیں اور اپنی حفاظت کے سامان کر رہے ہیں یہ کسی غیر متمدن یا وحشی ملک میں نہیں سرحد افغانستان پر نہیں یا اندرون جبش میں نہیں حبشہ میں نہیں امریکہ میں ہو رہا ہے جس کا کوئی مداوا نہیں یہ ہے وہ تہذیب جس پر مغرب کو ناز ہے اور یہ ہے وہ خدا ناترسی جس کا یہ انجام ہے۔

لاہور میونسپلٹی میں تہذیب کا المناک مظاہرہ

لاہور میونسپلٹی میں خیر سے کسی حد تک مسلم اکثریت ہے بڑے بڑے مہذب اور تعلیم یافتہ شخص اس کے ممبر اور تہذیب کے علمبردار ہیں اگر کوئی افسر کے تقرر پر بحث ہوتی تو دعویداران تہذیب اور متمدن ممبروں نے اپنی شرافت علوم تبت کا وہ شاندار مظاہرہ کیا کہ تہذیب سر پیٹ اٹھی اور غیرت کی جبیں سے عرق ندامت ٹپکنے لگا سب و شتم اور بدگوئی بدزبانی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور وہ بھی ایک معزز شاعرہ بیگم شاہنواز صاحبہ کی موجودگی میں۔

ایسے مہذبین تعلیم یافتہ افراد سے تو وہ دہقانی اور جاہل لاکھ درجہ بہتر رہ جا سکتے ہیں جو بازاری و سوقیانہ الفاظ کے عادی ہونے کے باوجود بھی صنف نازک کی موجودگی میں شائستہ اور بالکل گنگ ہو جاتی ہیں۔ نہ رہا گیا تو بیگم صاحبہ نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ:۔

مجھے آپ لوگوں کی ذہنیت دیکھ کر سخت صدمہ ہوا آپ جو ذاتی حملے کرتے ہیں وہ آپ کے لئے باعث شرم ہیں آپ لوگ پبلک مفاد کے حامی ہیں اس طرح جھگڑتے ہیں۔" کیا اچھا ہے کہ ان میں اس خاتون کی لاج رکھتے

پر کوئی شرم آتی ہوگی جسے زیادہ باعث ننگ یہ امر ہے کہ مسلمان ممبران کو بیانی میں پیش پیش رہے جذبات پر قابو رکھنے اور خدا ترسی سے بیگانہ ہو جانے کے یہی ثمرات ہیں۔ مسلمان کی تعریف سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کی تھی کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو نقصان نہ پہنچے۔ پھر اللہ نے مسلمان کا مال اور مسلمان کی آبرو دوسرے مسلمان پر حرام کر دی ہے لیکن اب مسلمان کہاں اتنا نام کے یا زیادہ سے زیادہ الٹی سیدھی نماز پڑھ لینے کے مسلمان رہ گئے ہیں یہاں سے روزمرہ اور ہماری معاشرت میں اسلام کا کوئی شائبہ بھی نظر نہیں آتا سیاسی نقصان کو چھوڑئیے اس تفریق و جنگ سے اخلاق و مذہب کی کتنی بڑی رسوائی ہو رہی ہے۔

مسلم یونیورسٹی میں فنی تعلیم

ہمیں یہ معلوم کر کے انتہائی مسرت ہوئی کہ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ کے ارباب حل و عقد نے یونیورسٹی اسکول میں فنی تعلیم کے اجرا کا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کے لئے دس ہزار روپے کی رقم علیحدہ کر لی گئی ہے گو یہ رقم مقصد کی وسعت و تکمیل کے پیش نظر بہت کم ہے تاہم کام تو شروع ہو جائے گا اور پھر کام کی سود مندی خود اس طرف مسلمانوں کو متوجہ کریگی ہم کوئی بیس بارہ برس سے اس پر زور دے رہے ہیں اور تعلیم یافتہ بیکاروں کے تعطل اور بیروزگاری نے اس مسئلہ کو وقت کا سب سے اہم اور جاذب توجہ مسئلہ بنا دیا ہے ہمیں افسوس اس امر کا تھا کہ یہ مسئلہ جتنا زیادہ تشنہ توجہ تھا اتنی ہی بے اعتنائی اس کی طرف سے ملک میں برتی جا رہی تھی اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہ تعلیم کلرکی کی اہلیت پیدا کر دینے کے سوا طلبا کو اور کسی لائق ہی نہیں چھوڑتی اس طرف کوئی مستعدانہ قدم نہیں اٹھایا جاتا تھا انسان کے لئے سب سے مقدم مسئلہ روزگار کا ہے اگر انسان تعلیم میں اپنی عمر عزیز کے دس پندرہ سال ضائع کر کے بھی اپنے لئے رزق پیدا نہ کر سکے تو یہ تعلیم کس کام کی ہے۔ ہم مسرور ہیں کہ مسلم یونیورسٹی نے سب سے پہلے یہ مبارک قدم اٹھایا ہے جس کے لئے ہم ارکان یونیورسٹی کی خدمت میں صمیم قلب سے ہدیہ تہنیت پیش کرتے ہیں۔

اسمبلی اور کونسلوں کے اہم ترین مسودات قانون

اس وقت اسمبلی اور ملک کی مختلف کونسلوں میں متعدد اہم اور انتہائی ضروری مسودات قانون پیش ہیں جن کی طرف نہ صرف مسلم ممبروں بلکہ مسلم عوام کو بھی پوری توجہ مبذول و مرکوز کرنے کی ضرورت ہے سب سے اہم شریعت بل ہے اس کی ضرورت مدت سے واقعی ہو رہی تھی اور اسے بہت پیشتر قانونی صورت میں آکر معروف کار فرمائی ہو جانا چاہیئے تھا لیکن بدقسمتی جس طرح محمڈن لا کی ترتیب وقت تھی وہی بعد کو ہوئی اور جب تک ارتداد سیلاب کا پانی سر سے نہ گذر سکا ہمیں پیش نہ آیا اسلام مذہب ایک منظم و مکمل مذہب ہے جو دوسروں کی طرح اپنی اصلاح و ضرورت کی تکمیل کے لئے انجانے کاشانوں سے کچھ لینے کے محتاج نہیں ہمارے یہاں شادی بیاہ اور وراثت کے متعلق تمام ہدایات موجود ہیں دیگر مسودات تحفظ مقابر حفاظت مساجد وغیرہ متعلق ہیں جو اپنی جگہ بیحد اہم ہیں اور بہت سی مشکلات کا خاتمہ کر دینے والے

خاتون کو چاہیئے کہ وہ ہر حملے کے بعد ان کی تاب ... ایوان کے عاملوں ... دونوں کو متنبہ کر ... فوری اصلاح کی ضرورت ...

صحیح بخاری شریف اردو

کتاب الصلوٰۃ (بسلسلہ گذشتہ) پارہ پنجم

۱۰۶۱۔ اسود کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ سے پوچھا کہ رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کس طرح ہوتی ہے انہوں نے کہا کہ آپ شروع رات میں سو جاتے تھے اور پچھلی رات میں اٹھ کے نماز پڑھتے تھے بعد نماز کے پھر اپنے بستر کی طرف لوٹ آتے پھر جب موذن اذان دیتا تو آپ اٹھتے پس اگر آپ کو ضرورت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر تشریف لیجاتے۔

باب۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کو اٹھنا رمضان اور غیر رمضان (دونوں زمانوں) میں ثابت ہے۔

۱۰۶۲۔ ابو سلمہ سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت عائشہ سے دریافت کیا کہ رمضان میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (شب) کس طرح ہوتی تھی تو حضرت عائشہ نے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہ رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نماز پڑھتے تھے نہ غیر رمضان میں چار رکعت پڑھتے تھے تم ان کی خوبی اور ان کی طول کی کیفیت نہ پوچھو بعد اس کے پھر آپ چار رکعت نماز پڑھتے تھے پس تم ان کی خوبی اور ان کے طول کی کیفیت نہ پوچھو بعد اس کے تین رکعت (وتر) پڑھتے تھے حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور میرا دل نہیں سوتا۔

۱۰۶۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے نماز شب میں کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھکر قرأت کرتے ہوئے نہیں دیکھا یہاں تک کہ جب آپ کا سن زیادہ ہو گیا تو آپ بیٹھ کے پڑھتے تھے پس جس وقت سورت (کے ختم ہونے) میں تیس یا چالیس آیتیں باقی رہجاتیں آپ ان کو کھڑے ہو کے پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

باب رات اور دن میں ہر وقت طاہر رہنے کی فضیلت (کا بیان) اور رات میں اور دن میں وضو کے بعد نماز پڑھنے کی فضیلت (کا بیان)

۱۰۶۴۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کے وقت حضرت بلال سے فرمایا کہ اے بلال تم مجھے سب سے زیادہ امید کا وہ کام بتاؤ جو تم نے اسلام میں کیا ہو اس لئے کہ (آج شب کو خواب میں) میں نے تمہاری جوتیوں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے بلال نے عرض کیا کہ میں نے اس سے زیادہ کوئی لائق امید کام نہیں کیا کہ میں جب کسی وقت رات یا دن میں وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے جس قدر نماز اللہ نے میری قسمت میں لکھی ہے پڑھ لیتا ہوں۔

باب عبادت میں (اپنی جان پر) سختی کرنے کی کراہت (شریعت سے ثابت ہے)

بعض لوگوں نے اس قسم کی احادیث سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ زیادہ عبادت کرنا بدعت ہے اور جو بزرگ زیادہ عبادت کرتے تھے مثل امام اعظم ابوحنیفہ کے طعن کرنا ہے۔ یہ سخت غلطی ہے حضرت نے زیادہ عبادت کی کوئی حد مقرر فرمائی بلکہ یہ فرمایا جب تک تھک نہ جائے اس کے بعد عبادت کرنا مکروہ ہے یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ ...

۱۰۶۵۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو دیکھتے ہیں کہ ایک رسی دو ستونوں کے درمیان میں لٹک رہی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ یہ رسی زینب کی لٹکائی ہوئی ہے جب وہ نماز میں کھڑے کھڑے تھک جاتی ہیں تو اس رسی میں لٹک جاتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں (یہ ہرگز نہ چاہیئے) اس کو کھول ڈالو تم میں سے ہر شخص اپنی طبیعت کے خوش رہنے تک نماز پڑھے پھر جب تھک جائے تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے۔

۱۰۶۶۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میرے پاس (قبیلہ) بنی اسد کی ایک عورت (بیٹھی ہوئی) تھی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ یہ کون ہے میں نے عرض کیا کہ فلاں عورت ہے رات کو سوتی نہیں ہے (عبادت میں ساری رات گذار دیتی ہے) پھر اس کے نماز کی کیفیت ذکر کی گئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چپ رہو (اسے لوگو) تم اپنے اوپر اسی قدر اعمال لازم کرو جن کی تم ہمیشہ برداشت کر سکو اس لئے کہ اللہ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتا یہاں تک کہ تم (عبادت کرنے سے) تھک جاؤ۔

باب جو شخص رات کو اٹھتا ہو اور نماز تہجد پڑھتا ہو اس کے لئے قیام شب کا ترک کر دینا مکروہ ہے۔

۱۰۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ) مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ تم فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو اٹھا کرتا تھا پھر اس نے رات کا اٹھنا ترک کر دیا۔

باب اس بات کے متعلق کوئی سرخی نہیں ہے

۱۰۶۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم رات بھر (نماز میں) کھڑے رہتے ہو اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہو میں نے عرض کیا کہ جی ہاں میں ایسا کرتا ہوں آپ نے فرمایا تو تم جس وقت ایسا کرو گے تمہاری آنکھیں ضعیف ہو جائینگی اور تمہارا جی سست ہو جائیگا اور بیشک تمہارا جی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بی بی کا بھی تم پر حق ہے لہذا تم (کبھی نفل) روزہ رکھو اور رات کو (تھوڑی دیر کے لئے) اٹھو اور (نماز پڑھو کے) سو رہو۔

باب اس شخص کی فضیلت کا بیان جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے۔

۱۰۶۹۔ حضرت عبادہ بن صامت، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص رات کو اٹھے اور کہے لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شئ قدير الحمد لله وسبحان الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله اس کے بعد کہے اللهم اغفرلی یا کوئی دعا کرے اس کی دعا قبول کی جائے گی پھر اگر وضو کرے اور نماز پڑھے ...

دونوں پر اسوقت رحمت اور مہربانی ضرور ہوتی اور دنیا میں ایسے لوگوں سے باقتضائے بشریت کوئی گناہ ہو جاوے گا تو آئندہ توبہ کرنے اور نیک کاموں میں مصروف ہو جانے سے اللہ غفور الرحیم ان کا وہ گناہ معاف فرما دیگا صحیح مسلم میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگدست مسلمان کے دنیا میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانے کے سبب سے قیامت کے دن اللہ کا حکم ہوگا کہ ایسے لوگ کھاتے پیتے مسلمانوں سے چالیس برس پہلے جنت میں داخل کئے جاویں۔ صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے تنگدست مسلمان دنیا میں ایسے ہیں کہ اگر وہ دنیا میں کسی بات پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دیتا ہے اس باب میں اور بھی صحیح حدیثیں ہیں ان آیتوں میں جو دنیا میں اللہ تعالیٰ نے تنگدست مسلمانوں پر نظر رحمت رکھنے کا جو وعدہ فرمایا ہے یہ حدیثیں گویا اس کی تفسیر ہیں مسند امام احمد اور مستدرک حاکم کے حوالہ سے ابوسعید خدری کی ایک حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جب شیطان مردود ٹھیرایا جا کر آسمان پر سے اتارا جانے لگا تو اسنے انسان کے ہر طرح سے بہکانے کی اللہ تعالیٰ کے روبرو قسم کھائی اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے جاہ و جلال کی قسم کھا کر اس کو جواب دیا کہ گناہ کرکے جو شخص توبہ استغفار کریگا میں بھی اسکے گناہ ضرور بخشدوں گا حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے گناہگاروں کے گناہ بخشنے کا وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں کیا ہے یہ حدیث گویا اس کی تفسیر ہے

وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ
قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
قُلْ لَّآ اَتَّبِعُ اَهْوَاۗءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ
قُلْ اِنِّىْ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَكَذَّبْتُمْ بِهٖ مَا عِنْدِيْ
تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ يَقُصُّ الْحَقَّ وَهُوَ خَيْرُ
الْفٰصِلِيْنَ ۝ قُلْ لَّوْ اَنَّ عِنْدِيْ مَا تَسْتَعْجِلُوْنَ بِهٖ لَقُضِيَ
الْاَمْرُ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

(ترجمہ) اور اسی طرح ہم آیات کو تفصیل کرتے رہتے ہیں اور تاکہ مجرمین کا طریقہ ظاہر ہو جاوے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجکو اس سے ممانعت کی گئی ہے کہ ان کی عبادت کروں جن کی تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو آپ کہہ دیجئے کہ میں تمہارے خیالات کا اتباع نہ کروں گا کیونکہ اس حالت میں تو میں بے راہ ہو جاؤں گا اور راہ پر چلنے والوں میں نہ رہوں گا آپ کہہ دیجئے کہ میرے پاس تو ایک دلیل ہے میرے رب کی طرف سے اور تم اس کی تکذیب کرتے ہو جس چیز کا تم تقاضا کر رہے ہو وہ میرے پاس نہیں حکم کسی کا نہیں بجز اللہ تعالیٰ کے اللہ تعالیٰ واقعی بات کو بتلا دیتا ہے اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا وہی ہے آپ کہہ دیجئے کہ اگر میرے پاس وہ چیز ہوتی جس کا تم تقاضا کر رہے ہو تو میرا اور تمہارا باہمی قصہ فیصل ہو چکا ہوتا اور ظالموں کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔"

تفسیر: شروع سورۃ سے یہاں تک توحید کی خوبی اور شرک کی خرابی کو تفصیل سے جو لکھا اسکو فرمایا کہ قرآن کی آیتوں میں ہر طرح کا مطلب کھول کر سمجھا دیا جاتا ہے تاکہ اسکے ذریعہ سے یہ بات ظاہر ہو جاوے کہ جو کوئی قرآن کی آیتوں کو جھٹلاوے تو معلوم ہو جاوے کہ علم ازلی کے موافق وہ مجرموں کا راستہ چلا جس سے آخر اپنی عاقبت برباد کی۔ قل یا ایھا الکافرون کی شان نزول میں آویگا کہ مشرکین مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرمائش کیا کرتے تھے کہ ایک سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان ان مشرکوں کے بتوں کی پوجا کر لیا کریں اور ایک سال یہ مشرک لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر لیا کریں اسی پر گویا آپس کی صلح ٹھیر جاوے اسی پر فرمایا اے رسول اللہ کے تم ان لوگوں سے کہدو کہ تم لوگوں نے ملت ابراہیمی کو بگاڑ کر بت پرستی کو رواج دیا ہے میں اصل ملت ابراہیمی پر ہوں اسلئے مجکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بت پرستی کی ممانعت ہے کیونکہ اگر میں ایسا کروں گا تو ملت ابراہیمی سے تمہاری طرح بہک جاؤں گا اور میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں میرے پاس تو قرآن میں اس بات کی شہادت موجود ہے کہ ملت ابراہیمی میں بت پرستی کا کہیں پتا نہیں تم لوگ بے سند ملت ابراہیمی کو بگاڑ چکے اب قرآن کی آیتوں کو بھی جھٹلاتے ہو اور جب تم کو عذاب الٰہی سے ڈرایا جاتا ہے تو ڈھیٹھ بنکر اس عذاب کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب کچھ میرے اختیار میں نہیں ہے جو تم مجھ سے اس کی جلدی کرتے ہو وہ عذاب تو اللہ ہی کے حکم و اختیار میں ہے اس نے منکر شریعت لوگوں کے حق میں عذاب کا وعدہ جو فرمایا ہے وہ برحق ہے وقت مقررہ آنے پر اس عذاب کا فیصلہ وہ خود فرما دیگا کیونکہ اس کو اس طرح نا انصاف لوگوں کا حال خوب معلوم ہے اللہ سچا ہے اللہ کا کلام سچا ہے دنیا میں تو اس عذاب کا ظہور جنگ بدر کی لڑائی کے وقت ہو چکا کہ ان مشرکوں میں کے بڑے بڑے سرکش عذاب الٰہی کی جلدی کرنے والے ستر آدمی بڑی ذلت سے مارے گئے اور ستر قید ہوئے۔ اور عقبیٰ کا عذاب وہ بھی وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے موافق سب کی آنکھوں کے سامنے آجاوے گا۔ اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ کی تفصیل آیۃ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ کی تفسیر میں گزر چکی ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص شرک کی حالت میں بغیر توبہ کے مرگیا اس کی نجات کی کوئی صورت نہیں اس باب میں بہت سی صحیح حدیثیں ہیں جو مشرک لوگوں کے عذاب آخرت کی گویا تفسیر ہیں۔

کتاب الفقہ

(بسلسلہ گزشتہ)

باب الصوم

بیماری جنون و بیہوشی بخار کی باری کے دن افطار کر لیا اس خیال سے کہ بخار ہونے سے ضعف ہو جائے گا بخار نہ آیا اور نیت روزہ کی کر چکا تھا کفارہ دینا لازم ہوگا۔
مگر جب غازی کو لڑائی کے خیال سے افطار کی اجازت ہے اسی قیاس پر علما نے کہا ہے کہ اس موقع پر بھی اگر افطار کرے تو مضائقہ نہیں اور بخار نہ آیا تو صحیح تر یہ ہے کہ کفارہ نہیں دینا ہوگی۔
اگر کسی نے رمضان میں اپنے تئیں زخمی کیا کہ بیمار ہو اور روزہ افطار کیا تو کفارہ لازم ہوگا فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے کہ کفارہ لازم ہوگا رمضان میں اگر روزہ دار نے یہ کوشش کی کہ میں بیمار ہو جاؤں تاکہ روزہ نہ رکھ سکوں تو وجوب کفارہ میں اس کے متعلق اختلاف ہے۔
اگر کسی کو رمضان کے کچھ دنوں جنون رہا باقی ماندہ حصہ میں افاقہ رہا تو جنون کے ایام کی قضا دینی لازم ہوگی۔
اگر رمضان میں زوال سے پہلے کسی کا جنون جاتا رہا کہ اس نے روزہ کی نیت کرلی اس کے بعد ممنوعات روزہ میں سے کچھ کر ڈالا تو قضا دینی لازم ہوگی۔
اگر مجنون کو زوال سے پہلے افاقہ ہوا اور اس نے روزہ کی نیت کی اور پھر اس کے بعد مجامعت کی تو اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا۔
رمضان میں کچھ دن جنون رہا پھر افاقہ ہو گیا اور جنون کے ایام کی قضا دینی ہے بخلاف ذفر و شافعی۔
اگر تمام رمضان دیوانہ رہا تو رمضان کی قضا اس کے ذمہ نہ ہوگی۔
اگر بیمار رمضان سے پہلے سے بیمار ہے اور رمضان میں تندرست ہو گیا تو جتنے دن تندرست رہا اتنے دنوں کی قضا دے۔
بیمار کو جان ضائع ہونے یا مرض کی زیادتی یا مرض کے طول کھینچنے یا عضو کے تلف ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دے۔
بخار کی باری کے دن افطار کر لیا اس خوف سے کہ بخار آنے سے ضعف نہ ہو جائے پھر بخار آ گیا تو قضا دینی لازم ہوگی۔
باری سے بخار آتا تھا اور باری کے دن بخار ظاہر ہونے سے پہلے کچھ کھا لیا تو کفارہ نہیں یعنی صرف قضا دینی ہوگی۔
رمضان میں اگر بیمار اچھا ہو گیا اور کچھ دن تندرست رہ کر مر گیا تو جتنے دن تندرست رہا اتنے دن کی قضا اس کے ذمہ ہے۔
اگر کوئی شخص تمام رمضان بیہوش رہا تو رمضان کی قضا اس کے ذمہ ہوگی۔

نفساء و حاملہ و مرضعہ اگر رمضان کے کسی روزہ میں حیض آنے کا گمان تھا کہ روزہ توڑ دیا تو بموجب ظاہر الروایت کفارہ دینا ہوگا۔
روزہ رکھا تھا کہ حیض ظاہر ہوا تو توڑ دیا تو بموجب اصح الروایت قضا دینی ہوگی۔

اگر رمضان میں حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت کو اپنے یا اپنے بچے کی جان ضائع ہونے کا خوف ہو تو روزہ توڑ دیں قضا دینی لازم ہوگی۔
اگر رمضان میں ایام حیض شروع ہوں تو ان ایام کے روزوں کی قضا بعد رمضان دینی ہوگی۔
اگر رمضان میں حیض ایسے وقت بند ہو کہ نہانے کے وقت کے بعد ایک ساعت بھی سحری کا وقت ختم نہ ہو گیا تو روزہ رکھے اور اس کی قضا دے مگر یاد رہے کہ علما اس صورت میں مستحب جانتے ہیں کہ باقی دن روزے کی طرح گزارے۔

کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے اگر کافر مسلمان ہو جائے یا نابالغ بالغ ہو جائے رمضان کے کسی روزہ میں تو بعد رمضان اس روزہ کی قضا دے۔
بقول امام مالک جس روز مسلمان ہوا اور روزہ نہ رکھا تو اس روزہ کی قضا دینی ہوگی بروایت امام ابو یوسف کے نزدیک اگر بالاتفاق قبل زوال ہوا تو اس روزہ کی قضا دینی ہوگی ورنہ نہیں مگر ظاہر الروایت میں اس روزہ کی قضا کسی صورت میں بھی نہیں ہوگی۔
اگر کافر دار الاسلام میں مسلمان ہو جائے اس کو رمضان کے روزوں کے واجب ہونے کا حکم معلوم ہو گیا ہو جو اس کے زمانہ اسلام کے روزوں کی قضا ہے۔

متفرق صورتیں جن سے قضا یا کفارہ لازم ہوگا اگر کسی نے رمضان میں اپنے تئیں مشقت میں ڈالا یا کوئی سخت کام کیا کہ پیاس لگ آئی پھر روزہ توڑ دیا تو کفارہ دینا لازم ہوگا۔
اگر کسی عورت نے قصداً رمضان میں روزہ میں کھانا کھایا یا جماع کرایا پھر حالت حیض پیش آئی یا نفاس تب بھی اس روزہ کی صرف قضا ہی دینی ہوگی۔
اگر کسی نے روزہ نفل شروع کر کے توڑ دیا تو اس کی قضا دینی ہوگی چاہے اس نے یہ روزہ دانستہ توڑا ہو یا نادانستہ قضا دینی لازم ہوگی لیکن امام شافعی کے نزدیک قضا ہی نہیں دینی ہوگی۔
اگر کوئی شخص روزہ نفل رکھے یا نماز نفل پڑھے اور اس کو فاسد کر دے تو اس کی قضا اس کو دینی چاہیے نزد امام اعظم برخلاف امام شافعی۔
دلیل شافعی فرماتے ہیں کہ جس قدر نماز یا روزہ کا حصہ اس نے ادا کیا وہ احسان کے طور پر تھا کیونکہ اس پر لازم تو نہ تھا تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ باقی حصہ بھی احسان کر کے ادا کرے مگر علمائے حنفیہ فرماتے ہیں کہ جس قدر نماز یا روزہ کا حصہ وہ ادا کر چکا ہے وہ عبادت اور نیک عمل تھا تو اس عبادت اور نیک عمل کو پورا کرنا ضرور ہے کہ اس کا پہلا حصہ بھی باطل نہ ہو جائے کیونکہ شرع میں نیک عمل کا ضائع کرنا منع ہے اور جب باقی کو پورا کرنا واجب ہوا تو پہلے حصہ کو بھی پورا کرنا ضرور تھا اگر پورا نہ کیا تو قضا لازم ہوگی (ہدایہ)
اگر رمضان کے روزہ میں ناقابل برداشت بھوک یا پیاس یا کسی وغیرہ سے

ہم سے ابن سلمان نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابوہریرہ سے سنا وہ اپنے وعظ میں بیان کرتے تھے وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کرنے لگے اسی ذکر میں یہ کہا کہ حضرت نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تمہارا بھائی یعنی عبداللہ بن رواحہ لغویات نہیں کہتا دیکھو وہ اپنے اشعار میں کیسے سچے مضامین بیان کر رہا ہے "وفینا رسول الله يتلو كتابه اذا انشق معروف من الفجر ساطع اذا نا الهدى بعد العمى فقلوبنا به موقنات ان ما قال واقع يبيت يجافى جنبه عن فراشه اذا استثقلت بالمشركين المضاجع" (ترجمہ) اور ہم میں اللہ اور خدا کے رسول ہیں جو صبح کو اس کی کتاب پڑھتے ہیں انھوں نے بعد گمراہی کے ہمیں ہدایت دی گویا ہمارے دلوں کو یقین ہے کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں واقع ہوگا وہ رات اس طرح کاٹتے ہیں کہ ان کا پہلو ان کے فرش سے جدا رہتا ہے جبکہ مشرکوں سے بچھونے بھاری ہوتے ہیں۔

۱۰۷۱۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں ایک استبرق (ریشمی کپڑے) کا ایک ٹکڑا ہے تو گویا میں جنت کے جس مقام میں جانا چاہتا ہوں وہ مجھے وہاں لیکر اڑ جاتا ہے اور میں نے یہ دیکھا کہ گویا دو شخص میرے پاس آئے اور انہوں نے چاہا کہ مجھے دوزخ کی طرف لیجائیں (چنانچہ وہ لے گئے) میں دوزخ کو دیکھ کے بہت ڈرا، پھر ایک فرشتہ اور ملا اس نے مجھ سے کہا کہ تم مت ڈرو اور (ان دونوں سے کہا کہ) ان کو چھوڑ دو۔ یہ خواب میں نے اپنی بہن ام المومنین حفصہ سے بیان کیا، پھر حفصہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے ان دو خوابوں میں سے ایک خواب بیان کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عبداللہ بہت اچھا آدمی ہے کاش وہ نماز شب پڑھتا ہوتا۔ بس اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نماز شب پڑھنے لگے اور صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (اپنا) خواب بیان کیا کرتے تھے کہ شب قدر رمضان کے آخیر عشرہ میں ستائیسویں تاریخ کو ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کے خواب اخیر عشرہ کی بابت متفق ہوگئے پس جو لیلۃ القدر کا متلاشی ہو وہ اس کو اخیر عشرہ میں تلاش کرے۔

باب۔ سنت فجر کی دونوں رکعتوں پر (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) مداومت ثابت ہے۔

۱۰۷ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا کی نماز پڑھی پھر تہجد کے وقت اٹھ کے، آٹھ رکعتیں اور دو رکعتیں بیٹھ کے پڑھیں اور دو رکعتیں اذان فجر اور اقامت کے درمیان میں پڑھیں انکو کبھی نہ چھوڑتے تھے۔

باب۔ سنت فجر کی دو رکعتوں کے بعد داہنے پہلو پر لیٹ رہنا (مسنون ہے)

۱۰ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سنت فجر پڑھ چکتے پس اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے یہاں تک کہ فجر کی تکبیر کہی جاتی۔

باب نفل نماز کے بارے میں کیا وارد ہوا ہے کہ دو دو رکعتیں پڑھنا چاہیے۔ اور یہی حضرت عمار اور ابوذر اور انس اور جابر بن زید اور عکرمہ اور زہری سے منقول ہے اور یحییٰ بن سعید انصاری کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شہر کے فقہا کو دیکھا کہ وہ دن کے وقت بھی نفل نماز میں ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے۔

۱۰۷۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم فرمایا کرتے تھے (اور اس اہتمام کے) ساتھ کہ جس طرح ہمیں آپ قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے: کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا قصد کرے تو اسے چاہیے کہ فرض کے علاوہ دو رکعت نماز پڑھے بعد نماز کے یہ پڑھے "اللهم انى استخيرك بعلمك واستقدرك بقدرتك واسالك من فضلك العظيم فانك تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغيوب اللهم ان كنت تعلم ان هذا الامر خير لى فى دينى ومعاشى وعاقبة امرى (يا آپ نے فرمايا فى عاجل امرى واجله) فاقدره لى ويسره لى ثم بارك لى فيه وان كنت تعلم ان هذا الامر شر لى فى دينى ومعاشى وعاقبة امرى (يا آپ نے عاقبة امرى کی جگہ فرمايا فى عاجل امرى واجله) فاصرفه عنى واصرفنى عنه واقدر لى الخير حيث كان ثم ارضنى به" آپ نے فرمایا اور اپنی حاجت کو نام سے عرض کرے۔[1]

۱۰۷۵ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب آپ ہمارے مکان میں تشریف لائے) ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اس کے بعد آپ لوٹ گئے۔

۱۰۷۶ حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ظہر سے پہلے دو رکعتیں اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں اور مغرب کے بعد دو رکعتیں اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھیں۔

۱۰۷۷۔ حضرت ابو قتادہ بن ربعی انصاری کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔

۱۰۷۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھتے میں فرمایا کہ جب کوئی تم میں سے (مسجد میں) آئے اور امام خطبہ پڑھ رہا ہو یا خطبہ پڑھنے کے لئے نکلا ہو تو اسے چاہیے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے۔

---

[1] اے اللہ میں تیرے علم سے طلب خیر کرتا ہوں اور تیری قدرت سے طاقت مانگتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم چاہتا ہوں بیشک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو چھپی باتوں کا جاننے والا ہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین و دنیا میں اور میرے کام کے آغاز و انجام میں بہتر ہے تو اس کو میرے لئے مقدر کر دے اور اس کو میرے لئے آسان کر دے اور اگر تو جانتا ہو کہ یہ کام میرے لئے مضر ہے میرے دین و دنیا میں اور میرے کام کے آغاز و انجام میں تو اس کو مجھ سے علیحدہ کر دے اور جہاں کہیں بھلائی ہو وہ میرے لئے مقدر کر دے اور اس سے مجھے خوش کر دے۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

زمانہ کی پرآشوبی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مناقب مدرکہ سے سوا ہیں بنی امیہ خوب سمجھتے تھے کہ آپ نہایت ہی شجاع اور ذی اثر بزرگ ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور محبوب دختر حضرت فاطمہؓ کے شوہر رہ چکے ہیں اولاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ آپ ہی سے جاری ہے بنو ہاشم کے سردار ہیں اور مسلمانوں میں اتنی عزت اور اتنا اعتبار رکھتے ہیں کہ اگر سیاسی جوڑ توڑ اور فریب سے کام نہ لیا جاتا تو حضرت عمرؓ کے بعد آپ ہی خلیفہ اسلام منتخب ہوتے اور اگر اس وقت آپ منتخب ہو جاتے تو نظام اسلام ہرگز شر و فتن کی نذر نہ ہوتی اور آپ بڑی کامیابی و لیاقت کے ساتھ فرائض انجام دیتے لیکن آپ کو جو زمانہ ملا وہ نہایت پرآشوب زمانہ تھا کہ آپ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خانہ نشین ہو گئے تھے حالانکہ آپ نے اور آپ کے فرزندوں نے حضرت عثمان غنیؓ کے تحفظ و حمایت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اور یہ بات وہ علانیہ اعلان کرتے تھے کہ قتل عثمان میں آپ کا ہاتھ تھا اور شور مچا کر آپ کے خلاف پرشور پروپیگنڈا شروع کر دیا ادھر باغیوں نے آپ پر قبول خلافت کے لئے زور ڈالا اور جماعۃ الناس مدینہ نے بھی آپ سے استدعا کی باغیوں کی اس حمایت نے حضرت طلحہ زبیر کو بھی اشتباہ پیدا کر دیا آپ نے سب سے فرما دیا تھا کہ جب تک حضرات طلحہ و زبیر بیعت نہ کریں گے میں خلافت قبول نہ کروں گا باغیوں کے سرداروں نے ان پر غیر معمولی زور بیعت کے لئے ڈالا اس پلان کا اور زیادہ برا اثر ہوا بیعت تو ان لوگوں نے بادل ناخواستہ کر لی مگر بعد کو خفیہ طور پر مکہ معظمہ چلے گئے دوسری طرف حضرت نائلہ زوجہ حضرت عثمان شہیدؓ اور بنی امیہ ان کا خون بھرا کرتہ اور کٹی ہوئی انگلیاں لے کر ملک شام پہنچے اور وہاں حضرت امیر معاویہ نے آپ کے خلاف بے پناہ پروپیگنڈا شروع کر دیا۔

اموی پروپیگنڈا اور جنگ جمل

بنی امیہ کے ایجنٹوں نے جا بجا پرشور پروپیگنڈا شروع کر دیا اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کے سامنے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کی بھی مظلومانہ تصویر کھینچی کہ ان پر رقت طاری ہو گئی۔ حضرات عائشہ صدیقہؓ، طلحہؓ جیسے عائدین ملت کے علیحدہ ہو جانے اور بنی امیہ کے زہر انگیز پروپیگنڈے کی بنا پر مسلمان عجیب مذبذب میں پڑ گئے تھے اور آپ کا ساتھ دینے سے کترانے لگے تھے محتاط بزرگوں نے تو کسی کا ساتھ ہی نہ دیا باقی بنو امیہ ہو گئے اور بنو ہاشم موافق رہے باغیوں نے بھی صورت حالات کی نزاکت دیکھ کر آپ ہی کے لشکر میں رہنا مناسب سمجھا اور زمانہ کی پرآشوبی کے باعث آپ اس پر مجبور بھی تھے کہ ان میں بڑے بڑے بہادران اسلام تھے اور جب تک کسی پر جرم ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے سزا بھی نہیں دی جا سکتی تھی اس سے پروپیگنڈا کرنے والوں کو اور تقویت ہوئی۔ علانیہ کہتے پھرتے تھے کہ دیکھ لیجئے قاتلان عثمان حضرت علی کے لشکر میں شامل ہیں۔

آپ اس کے جواب میں فرماتے تھے کہ بنو امیہ اور معاویہ کو اس مطالبہ کا کوئی حق نہیں ان کی بیوی اور صاحبزادی موجود ہیں وہ آئیں دعویٰ کریں قاتلوں کی شناخت کریں پھر ان سے قصاص لوں گا یہ تو کوئی طریقہ نہیں کہ بلا ثبوت بلا شناخت ہوئے اور مقدمہ دائر کئے بغیر لوگوں کو ہدف قصاص بنا لیا جائے اسی اثنا میں جنگ جمل واقع ہوئی حضرت عائشہؓ کی قیادت میں ساٹھ ہزار لشکر آپ کے مقابلہ پر آیا جس میں خود ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت زبیر طلحہ جیسے صحابہ کرام شریک تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف چالیس ہزار لشکر تھا اس جنگ سے زیادہ مقدس جنگ دنیا میں کوئی اور آج تک نہیں لڑی گئی جس میں دونوں طرف صحابہ کرام شریک تھے اور دونوں نیک نیتی سے خوشنودی الٰہی کے لئے لڑ رہے تھے دونوں کی نیتیں نیک تھیں آپ نے مصالحت کی بہت کوششیں کیں حتیٰ کہ قاتلین عثمانؓ کو جو بلوائی افراد پر مشتمل تھے عین وقت پر اپنی فوج سے علیحدہ کر دیا لیکن انہی کی چالاکی سے غلط فہمی کا پھر ایک عظیم الشان فتنہ شروع ہو گیا جنگ ہوئی اور ہو کر رہی حضرت ام المومنین کے ناقہ کے گرد دس ہزار مسلمان شہید ہو گئے۔ مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دلیرانہ شجاعت کا مدمقابل کوئی نہ تھا آپ نے قلت لشکر کے باوجود سخت شکست دی اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کو پورے احترام کے ساتھ مدینہ منورہ بھجوا دیا۔

جنگ صفین اور امیر معاویہ کا اضطراب

ابھی اس جنگ عظیم کے بعد آپ کی فوج دم بھی نہ لینے پائی تھی کہ آپ کو معلوم ہوا کہ امیر معاویہ ایک عظیم الشان لشکر لے کر آندھی کی طرح چلے آ رہے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی جرأت و جلادت دیکھ کر معاویہ کا لشکر [illegible] اتنا دہشت کے لئے آپ نے مصالحت کی انتہائی سعی کی ہر طرح سمجھایا مگر انہوں نے ایک نہ سنی کیونکہ ان کے ساتھ اسی ہزار تازہ دم لشکر موجود تھا۔

اس جنگ میں کچھ ایسا ہوا کہ آپ کے لشکر کا جو ہراول تھا عین وقت پر دشمن سے گھبرا گئے تلواریں نیام میں ڈال لیں کہ دباؤ سخت پڑ رہا تھا آپ نے ہتھیار سنبھالا اور آواز دی مگر انہوں نے ایک نہ سنی آخر آپ شیر نیستان کی طرح ذوالفقار حیدری ہاتھ میں لیکر بڑھے۔ ان میں کود پڑے آپ کے ساتھ ہی خانوادہ نبوت کے گوہر شب چراغ حضرات حسنین شیر غران بنکر جھپٹے اور کشتوں کے پشتے لگانے شروع کر دیئے یہ دیکھ کر فوجوں کو بھی جوش آیا اور اپنے محترم سپہ سالار کی جرأت و جلادت نے ان کے اندر تازہ روح پھونک دی اور یہ بھی میدان جنگ میں بہادرانہ انداز سے لڑ پڑے حالانکہ شامی لشکر کی تعداد دوگنی تھی مگر آپ نے ان کی صفیں کی صفیں الٹنی شروع کر دیں امیر معاویہ گھبرا گئے اتنے میں آپ نے معاویہ کو آواز دی کہ

قوم کی نافرمانی اور حضرت صالحؑ کے قتل کی سازش

اور بھی کچھ پیشگوئیاں کیں کہ آپ کو قوم کا سرغنہ دشمن بتایا چنانچہ قاتل پیدا ہوگیا اور جب وہ بڑا ہوا تو لوگ اس کا شباب بے غنودگی دیکھ دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم نے بڑی غلطی کی جو اپنے بچے قتل کر دیئے وہ بھی ایسے ہی جوان رعنا نکلتے اور قوم کے سپوت اور خاندان کے قوت بازو بنتے حقیقت یہ ہے کہ صالح نے یہ پیشگوئی ہماری نسل ہی ضائع کرانے کے لئے کی تھی اصل یہ ہے کہ بدگمانی سے عداوت و بیزاری پیدا ہوتی ہے اور عداوت خوفناک نتائج پر منتج ہوا کرتی ہے۔

انھوں نے جوش و عناد و عداوت میں حضرت صالحؑ کے قتل کی سازشیں شروع کر دیں وہ آپ کی تبلیغ اور بتوں کی مذمت سے جلے ہوئے تو تھے ہی بچوں کا قتل ان کے لئے بہانہ بن گیا حالانکہ یہ پرانی بات ہو چکی تھی مگر اشرار نے لوگوں کو خوب بھڑکایا خوب آگ لگائی آخر کچھ لوگ سفر کا بہانہ کر کے شہر سے باہر نکلے اور پہاڑ کے ایک درے میں اس ارادے سے چھپ رہے کہ جس وقت غروب آفتاب کے بعد حضرت صالحؑ اپنی اونٹنی کو جنگل سے لے کر شہر کو آئیں تو درے سے نکل کر باہر ہی ان کا خاتمہ کر دیا جائے ان پر اللہ کی قدرت سے ایک چٹان گر پڑی اور وہ اس میں دب کر اور مر کر رہ گئے لوگوں کو جب پتہ لگا تو آپ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ آپ نے پہلے تو بچوں کو قتل کرایا اور اب ان لوگوں کو شہر کے باہر لیجا کر مار ڈالا یہ جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے سب کچھ اسی اونٹنی کی بدولت ہو رہا ہے اب ہم اسے زندہ نہ چھوڑیں گے فرمایا میرا کونسا ہرج ہے تم خود تباہ ہو گے میں تمہیں سب کچھ سمجھا چکا ہوں اور پھر سمجھاتا ہوں … آخر ایک … لڑکے نے ناقہ کو قتل کرنے کا تہیہ کر لیا چشمے کے قریب تلوار ہاتھ میں لیکر بیٹھ گیا جونہی وہ پانی پینے آئی اس نے دوڑ کر اس پر ایک وار کیا جس سے ناقہ زمین پر گر کر ٹھنڈا ہو گیا اور بچہ پہاڑ میں بھاگ کر غائب ہو گیا حضرت صالحؑ کو جو علم ہوا اور قوم کو نزول عذاب کی اطلاع دی اور فرمایا کہ میں نے تمہیں ہر چند سمجھایا مگر تم نہ مانے اب اپنے کئے کو بھگتو اور عذاب کے لئے تیار ہو جاؤ

قوم ثمود کی ہولناک تباہی

نزول عذاب کی اس صریح بشارت پر بہت سے لوگ بالکل بے خبر متاثر رہے اور بہت سے گھبرا کر کہنے لگے اچھا تو اب ہم کیا کریں فرمایا تم اس ناقہ کے بچے کو تلاش کرو اگر وہ تمھیں مل گیا تو قہر الٰہی سے بچ جاؤ گے لوگ دوڑے ہوئے پہاڑ کی طرف گئے بچہ نے ان کے پہنچتے ہی آسمان کی طرف دیکھا تین آوازیں دیں اور پھر غائب ہو گیا۔ اس پر حضرت صالحؑ نے فرمایا کہ "بس اب تین روز اور تم دنیا میں رہو گے چوتھے روز عذاب قہر کا نزول شروع ہو جائے گا علامت یہ ہے کہ پہلے روز تمہارے چہرے خود زرد ہو جائیں گے دوسرے دن سرخ ہوں گے اور تیسرے روز سیاہ ہو چکے ہوں گے قہر الٰہی کی ترتیب تمہیں فنا کر کے رکھ دے گی۔

یہ کسی غیر تعلیم یافتہ اور غیر مہذب قوم سے نہیں کہا جا رہا تھا اس قوم سے کہا جا رہا تھا جو اس عہد کی سب سے زیادہ مہذب ترقی یافتہ اور دولتمند قوم تھی فلک فرسا محلوں میں رہتی اور شاہانہ ٹھاٹھ … اب بھی یہ لوگ متنبہ نہ ہوئے بارگاہ الٰہی میں نہ جھکے … آنکھیں نشہ نخوت و اقتدار میں سرشار رہیں عجز و زاری کرتے تو حق سبحانہ تعالیٰ ممکن تھا کہ انھیں بخش دیتا مگر ان کی بداعمالیاں ان کے سامع و قلوب کی مہریں بن گئی تھیں انھوں نے **تمتعوا فی دارکم ثلثة ایام** کے اعلان کی بھی پرواہ نہ کی بلکہ برافروختہ ہو کر آپ کو قتل کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت صالحؑ کے اعزا بھی مسلح ہو کر مقابلے پر آ گئے اور کہنے لگے کہ فضول خونریزی سے کوئی فائدہ نہیں۔ "دو تین روز کی بات رہ گئی ہے اگر صالحؑ کا قول جھوٹا نکلے تو تم انھیں ضرور سزا دے لینا۔ چنانچہ سب اس پر رضامند ہو کر چلے آئے اگلے روز ان کے چہرے زعفرانی ہوئے تو بولے کہ ہم تو مرتے ہیں ان کا خاتمہ بھی کیوں نہ کرتے جائیں آپ نے عقیل بن نوفل کی پناہ لی تیسرے روز جب سب کے چہرے سیاہ ہو گئے ہیں تو حواس باختہ ہوئے مگر آپ اسی شب کو اہل ایمان اور مسلمانوں کو ساتھ لیکر فلسطین کی طرف نکل گئے ایک پہر رات ہی گذرا ہو گا کہ آسمان سے بجلی کی سخت کڑک جیسی آوازیں پیہم آنے لگیں جن سے ان کے قلب اور جگر پاش پاش ہو گئے زمین شق ہو گئی مکان منہدم ہو گئے **فاخذتھم الصیحۃ فاصبحوا فی دارھم جثمین** اس کڑک نے دنیا کی اس ترقی یافتہ قوم کو آن کی آن میں فنا کر دیا جو جہاں تھا وہیں کا وہیں فنا ہو کر رہ گیا **فانظر کیف کان عاقبۃ مکرھم انا دمرناھم وقومھم اجمعین** دیکھا ان کے مکر و فریب کا کیا نتیجہ نکلا ہم نے انھیں اور ان کی کل قوم کو تباہ و فنا کر کے رکھ دیا اس طرح کہ کوئی ان کا نام لیوا بھی باقی نہ رہا۔

عبرت و موعظت کا ایک موثر سبق

بعض ارباب سیر و تاریخ نے لکھا ہے کہ قوم ثمود میں دو بہت حسین و جمیل اور کامل اندام عورتیں قطام اور رباب تھیں ان پر قدار بن سالف اور مصدع عاشق ہو گئے انھیں ان سے وصال مقصود تھا مانتا چاہتی نہ تھیں اور ان کے اقتدار و دولتمندی کی وجہ سے صاف جواب بھی نہ دے سکتی تھیں اس لئے انھوں نے ایک غیر ممکن بات سمجھ کر دل سے کہہ دیا کہ اگر تمھیں ہماری مواصلت کی آرزو ہے تو ناقہ کو قتل کر ڈالو چنانچہ جوش عشق میں انھوں نے ناقہ کو قتل کر دیا اور قوم کی تباہی کا باعث بنے حضرت صالحؑ فلسطین میں کچھ عرصہ قیام کر کے پھر وادی القریٰ میں آئے اپنی بدبخت قوم کے کھنڈروں پر آنسو بہاتے اور پھر مکہ معظمہ چلے گئے اور وہیں اٹھاون برس کی عمر میں وفات پائی تیس برس تک قوم کو راہ ہدایت دکھاتے رہے۔

بہت بزرگ اور نیک بیدار عابد تھے اتنی ترقی یافتہ قوم کے اندر رہ کر ایسی زندگی بسر کی کہ کبھی مکان نہ بنوایا مسجد ہی میں رہتے اور وہیں رات کو پھر لیٹ جاتے برہنہ پا رہتے دنیا سے بالکل رغبت نہ تھی رنگ سرخ و سفید اور بال کسی قدر بھورے تھے جس سے ملتے نہایت اخلاص و محبت سے ملتے بجز متکبر المزاج تھے قوم نے آپ کو اذیت پہنچائی مگر آپ نے کبھی شکوہ نہ کیا۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی عبرت و تنبیہ کے لئے … ان کی تباہی و بربادی کا نقشہ پیش کیا ہے اور جگہ جگہ بتایا ہے کہ غور و تامل کی نظر سے دیکھو … کیسا ہی انجام ہوگا اگر تم نے رسول کی اطاعت سے منہ موڑا۔

تذکرۃ الاولیاء

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر

ولادت و علم و فضل

حضرت بابا صاحب کی سیرت بہت سبق آموز ہے پوری زندگی تجرد و تفرید اور فقر و مجاہدہ میں گذاردی اور کبھی دنیا کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا اس کے باوجود نہایت خلیق اور بندہ نواز تھے حضرت عمر فاروق کی اولاد سے اور حضرت قطب الاقطاب صاحب کے محبوب ترین خلیفہ و سجادہ نشین جنھیں خود خواجہ غریب نواز نے یہ دیکھتے ہی فرمایا تھا بے اختیار شہباز یست بہ قید آوردہ ......۔ جو کمال یہ ہے حاصل ہو گا مکر تھا شیخ سلیمان کے بیٹے تھے جو ملتان کے قریب ایک قصبہ کوتھی کے قاضی تھے اور زاہد ولی تھے کہیں آپ کی والدہ گرامی بی بی قرسم خاتون کے دوران حمل میں ہمسائے کی بیری سے ایک بیر توڑ کھانا چاہتی تھیں کہ آپ نے شکم کے اندر بیقراری کا اظہار شروع کر دیا اور بیر نے کا بیر ہاتھ سے گر گیا۔ ۲۹ شعبان کو آپ پیدا ہوئے ابر کے باعث چاند مشکوک تھا ایک ابدال نے کہا کہ قاضی کے یہاں ایک بچہ آج ہی پیدا ہوا ہے جو قطب وقت ہوگا اگر کل اس نے دودھ نہ پیا تو سمجھ لینا روزہ ہے اور چاند ہوگیا چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے دودھ نہ پیا اور سب نے روزے رکھے۔

تھوڑے ہی دنوں میں قرآن حفظ کر لیا طالب علمی کے دوران میں حضرت قطب الاقطاب صاحب کی نظر فیض اثر پڑ گئی اور انھیں کی ہدایت پر تکمیل علوم ظاہری کے لئے کمال طرح سے ہوئے ہو وہاں سے بخوشی اجازت، ۔۔۔ ملتان سے قندھار ہوتے ہوئے بغداد پہنچ گئے مرید ہو چکے تھے بغداد میں شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی سیف الدین باخرزی سعدی حموی بہاء الدین حموی اوحد الدین کرمانی فرید الدین محمد نیشاپوری کی صحبت سے مشرف ہوتے ہوئے سند فضیلت حاصل کر کے دہلی آگئے اور پیر و مرشد کی خدمت میں رہنا شروع کردیا جنھوں نے آپ کی عبادات و مجاہدات کے لئے ایک حجرے کا انتظام کر دیا۔

مجاہدات و ریاضات

آپ نے مجاہدات شروع کر دئیے ایسے مجاہدات جن کے تصور سے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے آٹھویں روز قطب صاحب کی خدمت میں آتے اس کے بعد قطب صاحب نے آپ سے روزہ طے رکھوایا جسے روز کے لیے افطار کا حکم دیا جھٹے روز بھوک سے بے حال تھے غلبہ شتہائے سنگریزے پر جو ہاتھ ڈالا منہ میں رکھا تو وہ شکر ہوگیا اسی روز سے گنج شکر خطاب ہوا اس خطاب کی مختلف توجیہیں اخبار الاخیار سیر العارفین اور سیر الاولیا میں لکھی ہیں پھر ایک مدت تک آپ صحراؤں جنگلوں اور بیابانوں میں مجاہدات کرتے رہے اور جنگلوں کا سہ پسر کا ایک روز پیاس لگی کنوئیں پر گئے ڈول کے آنے کے منتظر تھے کہ ہرن دوڑتے ہوئے آئے پانی اوپر آگیا بیکر چلے خیال آیا کہ یہ کیا راز تھا ہرنوں کو پانی پلایا اور مجھے اتنی دیر لگا میں جل رہا محروم رکھا ندا آئی کہ ہرنوں کی نظر ہم پر تھی اور تیری ڈول رسی پر پھر اپنے مرشد کے حکم سے کنوئیں میں چالیس روز لٹک کر چلہ معکوس ریاضتیں اور مجاہدے کرتے کرتے یہ حالت ہوگئی تھی کہ جب خواجہ غریب نواز آپ کے حجرے میں آپ کو دیکھنے آئے ہیں تو آپ تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کے لئے اٹھے مگر ضعف سے گر پڑے اندازہ نہیں ہوسکتا کہ کتنے اشتیاق سے آپ کی طرف دیکھا۔ خواجہ غریب نواز کو ترس آگیا اور فرمایا کہ کب تک اس جوان کو یوں مجاہدات میں جلاؤ گے اب کچھ عطا کرو چنانچہ اسی وقت یہ دونوں بزرگ آپ کو درمیان میں لیکر کھڑے ہوئے اور اسم اعظم بتا کر اسی جا بتائے کہ کیا کیا بخشا یاس

بخشش کوائین از شطین شد برتا تو | بلد شاہی یا فتی زین بادشاہ ان جہاں
مملکت دنیا و دین یکسر مسلم شد ترا | عالمے کن گشتہ اقطاعی ترا ای شاہ جہاں

شنبھوناتھ جوگی کا اسلام

پیر و مرشد کے وصال کے وقت آپ موجود نہ تھے چنانچہ تبرکات قاضی حمید الدین ناگوری کے ذریعہ آپ کو پہنچے اور سجادہ نشینی کی سعادت عطا ہوئی۔ ہانسی اجودھن، ... جہاں پہنچے شہرت ساتھ ساتھ گئی آپ خلقت کے ہجوم سے گھبرائے تھے آخر قصبہ اجودھن کو ایک غیر معروف جگہ سمجھ کر آپ نے یہیں ڈیرا ڈال دیا یہ مقام اس عہد میں تنہا ...... سمجھا جاتا تھا کسی مسلمان کی صورت بھی یہاں دیکھنے میں نہ آتی تھی یہ یہاں ایک بڑا با کمال ہندو جوگی رہتا تھا جس کی معتقد ہر خورد و کلاں تھا بہت سے مقامات جوگ طے کر چکا تھا یہ زبان سے کہہ دیتا تھا اکثر وہی ظہور میں آجاتا تھا اٹھویں روز قصبہ کے لوگ اپنے گھر سے لگانے کا دودھ اس کے لئے بھیجتے تھے جسے وہ اپنے جادو کے زور سے کا سب پی جاتا تھا مگر چونکہ چند مقامات اس پر نہ کھلے تھے اس لئے وہ نیاز مندانہ تلاش میں تھا کہ کوئی فقیر اسلام ملے اس شنبھوناتھ جوگی نے آپ کا شہرہ جو سنا تو کئی سو چیلوں کے ساتھ آپ سے ملنے چلا اور دل میں یہ سوچ لیا کہ اگر یہ تو واقعی فقیر کامل ہے تو سامنے پہنچتے ہی میرے کانوں کے مندرے کھلکر خود بخود گر پڑیں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر خیال آیا کہ اگر یہ اسی وقت بلا آدم ہو جائیں تو آپ کی عظمت دل پر نقش ہو جائے مٹی میں دفن کرتے ہی مندرے بار آور ہو گئے تو بولا ایک آزمائش اور ہے میں غائب ہوتا ہوں اگر آپ نے مجھے تلاش کر لیا تو میں مرید ہو جاؤں گا اس کے بعد اس نے لیٹ کر چادر جو اوڑھی تو جسم مثل مردے کے پڑا رہ گیا اور روح غائب ہوگئی آپ نے مراقبہ میں دیکھا تو روح عالم ملکوت سے پرواز کر چکی تھی آپ نے وہیں آواز دی کہ بس رک جا کہ آگے تیرے گذر نہیں کہ وہ مقام اہل ایمان کے لئے مخصوص ہے یہاں تک بھی محض اس وجہ سے تیرا گذر ہوگیا کہ اسلام کی عظمت تیرے قلب میں موجود تھی یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلتے ہی اس کے جسم کو حرکت ہوئی الٹا قدموں پر گرا مسلمان ہوگیا مرید ہو کر مرتبہ کمال کو پہنچا آپ نے اسے سیستان کا شاہ ولایت مقرر کر کے روانہ کر دیا اس سے آپ کی دھوم مچ گئی نہ صرف وہ بلکہ اس کے چیلے بھی اولیائے وقت ہوئے۔

کیوں مسلمانوں کا خون ناحق بہا رہا ہے جبکہ بات یہ تو سنئے آکر میں اور تو لڑ کر دونوں فتح و شکست کا فیصلہ کر لیں۔ عمرو بن العاص برابر ہی بیٹھے ہوئے تھے بولے لیجئے آپ کا بلاوا آگیا اگر کچھ ہمت ہے تو مقابلہ پر جائیے اور لڑ کر اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیجئے بولے نہیں میں ہرگز ان کے مقابلہ پر نہیں جاؤں گا میں ان کی جرأت و جلادت سے واقف ہوں اور جانتا ہوں کہ میدان جنگ میں ان کے سامنے جا کر کوئی زندہ واپس نہیں لوٹا۔

حالت بد سے بدتر ہوتی گئی شامی لشکر بری طرح کٹنے لگا تو امیر معاویہ نے عمرو بن العاص سے کہا کہ فرمائیے کہ کیا ہماری تدبیریں اسی میدان میں نہیں کچھ بھی تدبیر کی بات رکھی ہے اس کے بعد لشکر بھاگ کھڑا ہوگا اور ہم سب قتل ہو جائیں گے کیا ہماری قسمت میں یہی تھا اور کیا اب کوئی صورت باقی نہیں رہی۔

عمرو بن العاص نے پھر اتنا نہ کہا جاتے تھے کہ مقابلہ پر کون ہے لڑائی ہی کیوں نکلے تھے مگر خیر گھبرائیے نہیں ابھی میرے ترکش میں تدبیر کا ایک تیر موجود ہے علی اس وقت کہ معرکہ کارزار گرم تھا اور شامی لشکر کو شکست ہونے رہی تھی عمرو بن العاص نے قرآن شریف نیزوں سے باندھ کر بلند کرائے اور صلح کا اعلان کرائے اور صلح کا اعلان کیا کوفیوں نے اسی وقت تلواریں روک لیں آپ نے بہتیرا فرمایا کہ یہ ایک فریب ہے لڑتے جاؤ چند لمحوں کا معاملہ رہ گیا ہے مگر انھوں نے کہا ہرگز یہ نہ ہوگا کہ وہ قرآن بلند کریں اور ہم تلوار اٹھائیں۔

لیاقت و دانائی اور شجاعت و جلادت

مالک بن اشتر بڑی ہمت و پامردی کے ساتھ لڑ رہا تھا کوفیوں نے کہا اسے واپس بلا لیجئے ورنہ ہم اب آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے آپ نے آواز دی بولا یہ کوئی موقع ہے جو واپس بلا رہے ہیں گردنیں کٹ چکی ہیں چند لمحے باقی رہ گئے ہیں فرمایا لوٹ آؤ ورنہ یہ لوگ مجھے قتل کر دیں گے آپ نے کوفیوں سے کہا کہ تم نے فتح کو شکست سے تبدیل کر لیا کاش سمجھتے کہ انہوں نے قرآن پیش کر کے ہرگز بوکہ نہیں دے سکتے اسی وقت فیصلہ خلافت کے لئے آپ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری اور امیر معاویہ کی طرف سے عمرو بن العاص پنچ مقرر ہوئے کہ چند ماہ کے بعد اجتماع عام میں یہ پنچ جو فیصلہ کریں وہ منظور ہوگا اس طرح کوفیوں کی بے وفائی و غداری سے جیتی ہوئی جنگ دبا دی گئی کم و بیش ساٹھ ہزار نفوس کا اتلاف ہوا چھ ماہ کے بعد اجتماع میں عمرو بن العاص نے ابو موسیٰ سے خفیہ طور پر کہا کہ ان دونوں کو معزول کر کے کوئی تیسرا خلیفہ مقرر ہونا چاہیئے ورنہ فتنہ و فساد برابر قائم رہے گا کہ امویوں اور ہاشمیوں میں دیرینہ رقابت ہے۔ بیچارے ابو موسیٰ سمجھ گئے اور ہو کر اعلان کر دیا کہ میں دونوں کو معزول کرتا ہوں۔

اس کے بعد عمرو بن العاص نے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ کی معزولی میں اتفاق رائے کرتا ہوں مگر امیر معاویہ کے معاملہ میں اختلاف کر کے انہیں خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ ابو موسیٰ کو جوش آگیا کہ یہ قرارداد نہ تھی کوئی بھی بات بہت بہت بنائے مگر اب کیا ہوتا تھا شکست کا الزام تھی عمرو بن العاص مسکراتے ہوئے اٹھ کر چلے گئے کوفیوں نے پھر رونا شروع کیا آپ نے فرمایا میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ فریب ہے اب کیا روتے ہو یہ سب تمہاری ہی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا۔

واپس سے الگ لشکر کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر سے کوفیوں کا ایک لشکر علیحدہ ہو گیا اور خارجی کہلایا جو دونوں کو کافر کہتا تھا آپ نے ان کے خلاف لشکر کشی کر کے ان کا استیصال کیا اس کے بعد آپ نے کوفہ دار الخلافہ مقرر کیا اور لڑائی کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے مگر اس سے پیشتر آپ ایک خارجی کے ہاتھ سے کوفہ میں شہید ہو گئے آپ کے اندر پوری دنیا کو فتح کرنے کی قابلیت موجود تھی خود شجاعت و جلادت میں نظیر نہ رکھتے تھے مگر آپ کو ملنے والے نافرمان ملے تھے جو قدم قدم پر نافرمانی اور ضد کرتے تھے ایسے ضدی اور نافرمان لشکر ہی سے اس عہد کی عظیم الشان جنگیں لڑ لینا آپ کا اور صرف آپ کا کام تھا۔ معاصر و معاند نے آپ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل کی لیکن اس میں خصوصیت ان کا تھا جنھوں نے آپ کا کبھی کہنا نہ مانا اور یہی ہوتا رہا کہ یہ لوگ عین وقت پر لڑنے سے انکار کر دیتے تھے اور تمرد و سرکشی اختیار کرتے تھے لوگ آپ کو ناکام خلیفہ کہتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ جن نازک اور پر آشوب حالات میں آپ نے خلافت کی اگر آپ کی جگہ کوئی اور خلیفہ ہوتا تو چند سال تو کیا چند ہفتہ بھی خلافت نہ کر سکتا تھا غور کیجئے کہ آپ کے ساتھ کوئی ممتاز صحابی نہیں حالات سازگار نہیں جو لشکر تھا وہ اول درجہ کا نافرمان ہے اس کے مقابلے میں آپ کے خلاف بڑے بڑے محترم و ممتاز صحابہ ہیں بڑے بڑے باثر گورنر ہیں حالات ان کے لئے سازگار ہیں جیسا جیسا پرخوا لغا نبرد سکندر سے بڑے بڑے جرار لشکر مقابلے پر آئے ہیں اور آپ جیتے چلے جا رہے ہیں۔

فضائل و مناقب

آپ کے فضائل و مناقب حد سے سوا ہیں اسد اللہ الغالب حیدر کرار مشہور ہیں سرکار دو عالم کے چچیرے بھائی ہیں جنھوں نے آغوش نبوت میں تعلیم پائی تھی اور بڑھ کر جوان ہوئے تھے سابق الایمان ہیں بچپن ہی میں ایمان لائے کلمہ اور رسول ہیں۔ خود ہی فرمایا کرتے تھے مجھے تین ایسے شرف حاصل ہیں کہ کسی کے خسر میرے جیسے خسر نہیں کسی کی بیوی میری بیوی جیسی نہیں کسی کی اولاد میری جیسی اولاد نہیں خیبر کی فتح بھی آپ ہی کے نام پر ہوئی۔

سرکار دو عالم نے آپ کے متعلق فرمایا تھا کہ میں مدینۃ العلم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں ان کے منہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے سرگروہ سلاسل اولیا ہیں یہ شان تھی کہ نماز میں کھڑے ہوتے ہی تن بدن کا ہوش نہ رہتا تھا محویت نماز ہی میں آپ کے پیر سے دو آدمیوں نے کھینچ کر تیر نکال لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی تمام سفر و حضر میں سرکار دو عالم کے ساتھ رہے اور کئی لطف اٹھائیں ہجرت مدینہ کے وقت آپ ہی کو سرکار اقدس گھر میں چادر اڑھا کر لٹا آئے تھے علم و فضل علوم ظاہری و باطنی اور شجاعت و سخاوت اور ایثار و اخلاص کی اپنا ثانی نہ رکھتے تھے خود بھوکے پڑے رہتے تھے اور مہمانوں کو کھلاتے تھے للہیت و خلوص کا یہ عالم کہ آپ میدان جنگ میں دشمن کے سینہ پر سوار ہو کر اس کا سر کاٹ لینا چاہتے ہیں وہ آپ کے منہ پر تھوک دیتا ہے آپ فوراً اسے چھوڑ کر الگ ہٹ جاتے ہیں اس کے پھر استفسار پر فرماتے ہیں کہ میں تجھے اللہ کے واسطے قتل کر رہا تھا تیرے تھوکنے سے مجھے جوش پیدا ہوا اور میرا نفس بھی شامل ہو گیا اور میں کوئی ایسا کام کرنا نہیں چاہتا جو خلوص سے بے بہرہ ہو چنانچہ وہ اسی وقت مسلمان ہو گیا رات رات بھر عبادت میں مصروف رہتے تھے تمام مراحل سلوک طے کئے ہوئے تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتبہ ولایت آپ ہی کو حاصل تھا آپ کی تمام زندگی خدمت دین و نوع انسان عبادات و طاعات مجاہدات و ریاضات اور جہاد و جنگ میں گزری آپ کے مخالفین کا کوئی نام بھی نہیں لیتا مگر آپ کی عظمت آج تک قائم ہے۔

قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي ... أُنْزِلَ ... فِيهِ الْقُرْآنُ

قرآن مجید

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا

نوشتہ مولوی شریف احمد صاحب مرادآبادی

قرآن کی ماہیت و عظمت قرآن میں

قرآنی صحت و صداقت

قرآن ایک ایسی جامع کتاب ہے جس میں تمام علوم و فنون جملہ رموز واسرار اور تمام نکات وحقائق کے سوا ان تمام شبہات کی تسکین وازالہ کا سامان بھی موجود ہے جو یگانہ و بیگانہ قلب میں کسی وقت بھی اس کے متعلق پیدا ہو سکتے ہیں قرآن خود ہی بتاتا ہے کہ وہ کیا ہے؟ کس زبان میں نازل ہوا ہے؟ کس پر نازل ہوا ہے؟ کب نازل ہوا ہے؟ مقصد نزول کیا ہے؟ اس سے کس طرح ہدایت حاصل ہو سکتی ہے؟ کن لوگوں کے لئے یہ موجب برکات و حسنات ہے؟ اس کو کس طرح پڑھنا چاہیے؟ اس پر غور و خوض کی کس حد تک ضرورت ہے اور اس کی تعلیمات کن فوائد و عوائد کی سرمایہ دار ہیں یہ اور اس قسم کے جتنے سوالات ہیں اور نفوس بشریت میں پیدا ہو سکتے ہیں سب کا جواب قرآن ہی میں مل جاتا ہے۔ دنیا میں قرآن اور صرف قرآن ہی ایسی کتاب ہے جس کے لئے کسی تمہید و دیباچہ کی ضرورت ہے اور نہ یہ بتانے کی کہ اس میں کیا ہے اسے کس طرح پڑھنا چاہیئے یہ ہر چیز کے علاوہ اپنی ماہیت پر خود ہی روشنی ڈالتا ہے اپنے احکام اوامر کا فلسفہ خود ہی بتاتا چلا جاتا ہے وہ ہرگز اپنے پڑھنے اور ماننے والوں سے یہ نہیں کہتا کہ اس کے احکام کو بغیر سمجھے بوجھے اور بغیر تفکر و تدبر کے مان لیا جائے بلکہ وہ جا بجا سمجھنے بوجھنے

سوچنے اور عقل و خرد سے کام لینے کا حکم دیتا ہے قرآن ایک "برہان ربانی" ایک نور مبین ہے اور ایک سرچشمہ ہدایت ہے جس سے ہر شخص کسب ضیاء و ہدایت کر سکتا ہے یا ایہا الناس قد جاءکم برہان من ربکم وانزلنا الیکم نورا مبینا۔

اللہ تعالیٰ آیت مذکور میں مسلمانوں ہی پر نہیں فرقہ ان توحید پر ہی نہیں تمام بنی نوع انسان پر احسان جتا رہا ہے کہ تمہارے پالنے والے نے ایک "برہان" پیش کی ہے جس سے تم گمراہی و ضلالت کی گھاٹیوں سے بچ کر منزل مقصود پر پہنچ سکتے ہو اور تمہارے لئے ایک "نور مبین" نازل کیا ہے جس کی روشنی میں تم حق و باطل کی تمیز کر کے فائز المرام ہو سکتے ہو "برہان ربانی" اور "نور مبین" کے الفاظ کتنے جامع اور کس قدر معنی خیز ہیں پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے وانہ لتنزیل رب العالمین فی الحقیقت یہ قرآن اسی نے نازل کیا ہے جو تمام عالموں اور دنیاؤں کا کفیل اور پرورش کرنے والا ہے تری و خشکی کے تمام جانداروں، مشارق و مغارب کے مکینوں، سیاروں اور ستاروں میں بسنے والوں اور دنیا و آخرت میں رہنے والوں کو پالتا ہے اس مختصر آیت میں واضح کیا ہے کہ قرآن نازل ہوا ہے اور اتنی بڑی اور بے مثل ہستی کی طرف سے نازل ہے جس سے عظیم و جلیل اور شفیق و کریم ہستی کا تصور میں آسکتی ہی ہو اور نہ ہے اس کے ساتھ ہی فرمایا ہے کہ یہ وہ کتاب ہے جس کی صحت و صداقت میں کسی شک و ریب کی گنجائش نہیں واقعی یہ آسمانی کتاب ہے یہ اس لئے فرمایا گیا کہ کفار و مشرکین ضد و مخالفت میں اسے سحر و شاعری سمجھتے تھے۔

عبادات وطاعات

ہمیشہ صائم الدہر رہتے تھے جب افطار کا وقت ہوتا ایک پیالہ میں بھگو دیئے جاتے تھے کہ اب تلال آپ نوش فرماتے سحری کے وقت دو روٹیاں سامنے آتیں ان میں سے کچھ کھا کر باقی حاضرین کو تقسیم فرما دیتے برسوں کریر کے پتے اور پھول ابال ابال کر ان پر گذر کی ہے اپنا اور بال بچوں کا گذر پیلو یا کریر ہی پر رہا ہے اور وہ بھی پیٹ بھر کر نصیب نہ ہوتا تھا پوری زندگی اسی فقر و فاقہ میں بسر کر دی ایک دفعہ کچھ درویش آ گئے بھوکے تھے گھر میں گئے وہاں کچھ موجود تھے وہ آپ نے خود ہی پیسے خود ہی روٹیاں پکائیں اور ان کے سامنے رکھیں بعد کو اس وقت بھی جب فتوحات کا کوئی شمار نہ رہا تھا زندگی کا یہی عنوان رہا آپ کے لنگر خانے سے ایک مخلوق بڑی شکم سیر ہو رہی تھی فتوحات بکثرت تھیں بعد افطار ہزار ہا اشخاص کو کھانا کھلاتے تقسیم کرتے ہر قسم کا کھانا پکتا مگر آپ کا گذر جو کی خشک روٹی پر تھا گھر میں بھی یہی حالت تھی یہ عالم اس ہستی جلیل کا تھا شاہان عالم جس کے آستانہ کی جبہ سائی کو شرف سمجھتے تھے اور دروازے پر حسن پرستار رہتا تھا جس کے پاس دن بھر میں ہزار ہا روپیہ نہیں اشرفیاں آ جاتی تھیں جو ایک وسیع لنگر خانے عظیم الشان خانقاہ رفیع المنزلت اور مشہور مدرسے کے بانی و مالک وہی سب کچھ تھے عالم بھی تھے پیشوا بھی تھے صوفی بھی تھے شیخ بھی تھے معلم بھی تھے اور بادشاہ وقت کے داماد بھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرما لیا تھا کہ تیرے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں پر آتش دوزخ حرام رہے گی۔ نہایت مستغرق بزرگ تھے رات بھر بیدار رہتے اور مشاہدہ و مراقبہ سے انہماک ہوتا مریدوں نے رہنے کو ایک مکان بنوا دیا تھا مگر خود جامع مسجد کے قریب پیلو کے درخت ہی کے نیچے برسوں گذر کرتے رہے گھر میں تین بیویاں تھیں بچے تھے بیٹے تھے پوتے تھے مگر اس وقت سے لیکر جبکہ آپ اجودھن میں ایک پیلو کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے تھے نہ کھانے کو تھا اور نہ پہننے کو آخری وقت تک جبکہ گھر بار جاہ و حشم اولاد و احفاد اور معتقدین سب کچھ تھے ایک ہی حالت میں رہے اور فقیرانہ عنوان سے زندگی گذار دی۔ گھر میں سلطان بلبن کی بیٹی تھی جس سے شادی بحکم نبوی کی تھی مگر یہ بیوی بھی ٹاٹ کا لباس زیب بدن کئے رہتی تھیں کہنے کو یہ معمولی باتیں ہیں مگر سوچو کہ ہر زمانہ میں یہ طریق پر رہنا خود شاہزادی وقت کا ٹاٹ کا لباس زیب بدن کرنا اور آپ کے معتقدوں کا ایسا لباس پہنانا معمولی بات نہیں ہے بڑا کام ہے مگر جب دل میں محبت الٰہی کا شعلہ روشن ہوتا ہے تو سب کچھ ہو جاتا ہے اس پر انکسار و تواضع شفقت و محبت کرم و نوازش میں بھی عدیم النظیر تھے۔

تصرفات وکرامات

جس قوال نے لڑکی کی شادی کے لئے کچھ طلب کیا تو فرمایا مجھے تو خوب علم ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں اصرار تو بولا کچھ نہیں تو کہتے مجھے یہ اینٹ اٹھا لے تھوڑی دیر خاموش رہ کر فرمایا اچھا اٹھا لو اس نے وہ سونے کی ہو گئی اس کے بہت اصرار پر دوسری اٹھانے کی بھی اجازت دے دی مگر جب اس نے کہا کہ اب تیسری کی بھی اجازت دیجئے فرمایا تو کہہ چکا تھا کہ اب نہ اٹھاؤں گا فرمایا اب کا ہر رنج جاتا رہا ہوتا ہے بس زبان سے کہہ دیجئے آپ مسکرائے اور اجازت بھی ہے

دین کا [illegible] جلال الدین [illegible] آ گیا [illegible] جلال الدین شہاب الدین تھا شکایت کی کہ اس نے مجھے اور میرے دوستوں کو بہت برا بھلا کہا ہے اور بہت بے عزتی کی ہے یہ سنکر آپ نے اپنا عصا زمین پر مارا جس سے اس کے لشکر میں ایسا بیقوف کن درد پیدا ہوا کہ آستانہ پر آتے ہوئے راستے ہی میں مر گیا۔ آپ کا ایک قطعہ زمین تھا اسی کے متعلق ایک شخص نے ملکیت کا دعویٰ کیا جو حاکم دیپالپور کی عدالت میں پیش ہو کر طلبی کا حکم صادر ہوا کہا بھیجا اس کا حال اہل قصبہ سے پوچھ لو حکم پہنچا انہیں تمہارا وکیل کا حاضر ہونا لازمی ہو جلال آ گیا اور بولا اس گردن شکستہ سے کہو کہ ہمارے پاس نہ گواہ ہے اور نہ سند اعتبار نہ ہو تو خود زمین سے دریافت کرے حاکم متحیر ہو کر بطریق آزمائش متنازعہ زمین پر آیا ایک ہجوم ساتھ تھا زمین سے بزبان فصیح آواز پیدا ہوئی کہ میں بابا صاحب کی ملک ہوں۔ حاکم نے یہ سنا چلا گھوڑا اکڑا گرا اور اس کی گردن کا منکہ ٹوٹ کر اس کی موت کا باعث ہو گیا۔

ایک شخص کو مغموم دیکھ کر سبب پوچھا بولا بھائی لب دم ہے فرمایا جا کر دیکھو وہ تو اچھا خاصا ہے گھر جا کر جو دیکھا تو واقعی اس کا بھائی تندرست تھا چند درویش بیت المقدس سے آ کر پاکپٹن میں مقیم ہوئے عورت دیکھ کر ان میں سے ایک کو بابا صاحب میں لے تو آپ کو مسند از بیت المقدس جا کر دیکھا ہوتا پھر ہوا دیکھا ہے فرمایا سنو سبحان اللہ یہاں بیٹھے ہی ہیں کعبہ عرش کرسی سب موجود ہیں اللہ کی پیدا کی ہوئی ہر چیز ان کے سامنے ہے جس طرف خیال کیا وہی چیز سامنے آ گئی یقین نہیں تو آنکھیں بند کر کے بند کرتے ہی اس نے سب کچھ اپنی آنکھوں دیکھ لیا۔

سلطان ناصر الدین اوچ اور ملتان پر لشکر کشی کے سلسلہ میں پاکپٹن میں بھی آیا اور قدمبوس ہوا اس کے بعد اس نے ایک امیر غیاث الدین کے ہاتھ کچھ نقد اور چار گاؤں کی سند بھیجی آپ نے سند واپس کر دی اور نقد اسی وقت فقراء کو تقسیم کر دیا عین اسی وقت غیاث الدین کو خیال ہوا کہ کاش حضرت کی توجہ سے مجھے تخت شاہی حاصل ہو جائے کہ سلطان بادشاہ ہے آپ نے کشف سے حالات دل معلوم کر کے یہ رباعی پڑھی

فریدون فرخ فرشتہ نبود ز عود و عنبر سرشتہ نبود ز داد و دہش یافت آں نیکوئی تو داد و دہش کن فریدون توئی

چنانچہ غیاث الدین سلطان ہو گیا اور جب تک زندہ رہا [illegible]

تعلیمات واقوال

فرمایا اللہ تعالیٰ سے معاملہ درست رکھنا چاہیے جب وہ دیتا ہے تو کوئی روک نہیں سکتا اور جب نہ لیتا ہے تو کوئی دلا نہیں سکتا [illegible] رشتے سے کام نہیں چلتا اعمال درست کرنے سے چلتا ہے۔ فرمایا درویش کو چاہیے کہ [illegible] عزت کے لئے خود کو اس کے نزدیک [illegible] مقصد نہ بنائے ظاہری آرائش کی طرف اور [illegible] حرمت خاندان ملحوظ رکھے اور طلب حق میں مشغول رہے سائل کو جو ہو دے [illegible] نہ ہو تو نرمی سے منع کرے سخت کلامی نہ کرے روٹی کھلائے اہل کو کسی جگہ دیکھو تو چھپا کر سمجھ کر کہو۔ فرمایا کم کھاؤ کم سوؤ کم بولو۔ فرمایا دشمن کیا ہی دوست ہو دوستی میں اس سے خوف زدہ رہنا چاہیے اور جو شرے اہل سے ڈرنا چاہیے اہل اللہ کی صحبت غنیمت سمجھو اور ان کی کتابیں دیکھتے رہنا چاہیے۔ فرمایا جو تمام دنیا کو دشمن بنانا چاہے وہ غرور و تکبر اختیار کرے اور جو اپنی عزت و اعتبار کھونا چاہے وہ [illegible] کرے۔ ۹۵ برس کی عمر میں ۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ کو انتقال ہوا پندرہ برس کی عمر میں بیعت ہو گئے تھے اور دس برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے۔ اشاعت اسلام کے سلسلہ میں [illegible] کہیں خود بھی مرکز کفر میں جا کر بیٹھے اور اپنے خلفاء کو بھی ہندوستان کے ہر حصے [illegible]

جا سکتا ہے جو ایماندار اور غیر ایماندار دونوں پر یکساں عمل کرے۔

بادی النظر میں تو یہ دلیل مضبوط نظر آتی ہے ورنہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ آب حیات دیدہ ہی کے متعلق دیکھ لیجئے بے پروائی اور بے اعتنائی اور بے اعتقادی سے کتنی ہی موثر اور حکمی دوا استعمال کی جائے ہرگز اثر نہ کریگی۔ قرآن کریم کلام ربانی اور ایک مقدس شئے ہے اور مقدس و بابرکت شئے سے وہی افراد فائدہ اٹھا سکتے ہیں جن کے قلوب میں نیکی وصفائی اور کلام الٰہی کی تقدیس ہو قرآن کریم کو توجہ اور غور سے وہی پڑھیں گے جن کے دلوں میں نور ایمان کی شمع روشن ہوگی قرآن انسان کو ہدایت دیکر انتہائی ترقیوں سے روشناس کرتا ہے اور دینی و دنیوی فائدے اور انعامات عطا کرتا ہے۔ ظاہر ہے باغیوں کی ترقی کوئی حکمران بھی گوارا نہیں کر سکتا جو افراد خدا کو خدا تسلیم نہ کریں اسکا کہنا نہ مانیں ان کا فلاح پانا ہرگز نہ انصافی ہے یہ اصول عدالت کے بالکل خلاف ہے کہ فاسق و نیک گناہگار و متقی اور کافر و مسلمان نتائج میں برابر کردیئے جائیں۔

جہاں اس نے

ولقد جئناھم بکتب فصلنہ علی علم ھدی ورحمۃ لقوم یؤمنون ہم نے ان تک کتاب پہنچا دی جس میں سب کچھ موجود ہے یہ کتاب ایمانداروں کے لئے رحمت و ہدایت ہے" فرمایا ہے "ان ھدی للمتقین ان اللہ لا یفلح الظالمون اور ان اللہ لا یھدی الظالمین بھی اسی نے فرمایا ہے۔ بد افراد آیات الٰہی سے نہ ڈریں فسق و ظلم میں مبتلا رہیں انھیں ہدایت و فلاح ہرگز نہیں مل سکتی اور اس وقت تک نہیں مل سکتی جب تک وہ سب کچھ ترک کر کے متقی نہ ہو جائیں کیونکہ یہ ... جہاں قرآن نازل ہوا تھا اور جو لوگ اس کے اولین مخاطب تھے ان کی حالتیں اور ان کا انقلاب ان آیات کی صحت وصداقت کا زندہ ثبوت ہیں۔ طائف و مکہ کے امراء و روساء جن کے متعلق بار بار کہا جا رہا تھا کہ قرآن نازل ہوتا تو ان پر ہوتا کونسی آندھی اڑا لے گئی عاص بن وائل ولید بن مغیرہ عتبہ بن ربیعہ عقبہ بن معیط، صفوان بن امیہ، ابوجہل جن کی دولت و حشمت مسلم تھی کس زمین میں کھپ گئے ان کی شوکتیں کہاں فنا ہوگئیں ساتھ ہی ان کی وایرانی امراء کا کیا انجام ہوا۔

بخلاف حضرات صدیق اکبر عمر فاروق عثمان غنی علی کرم اللہ وجہہ عبدالرحمٰن بن عوف سعد بن وقاص زبیر طلحہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جن کی اس وقت کوئی اہم حیثیت نہ تھی اور جن میں سے اکثر کی یہ حالت تھی کہ غریبانہ و مظلومانہ زندگی بسر کر رہے تھے ایمان لاکر اور ہدایت پا کر عزت و اقتدار کی بلندیوں پر فائز ہوئے اور دارین کی سعادتیں حاصل کیں ان مختصر آیات میں عروج و زوال قومی کا فلسفہ اللہ تعالیٰ نے بیان کر دیا ہے اور قانون ازل مقرر کر دیا ہے کہ ہدایت عظمت اور فلاح و کامرانی کے مستحق ایماندار افراد ہیں اور فاسقوں ظالموں اور مشرکوں کو سربلندی نصیب نہیں ہو سکتی اور جو ایسے لوگ سربلند نظر آ رہے ہیں تو ان کی یہ سربلندی عارضی اور ... ہے یہی وہ قرآنی اصول و معانی ہیں جو ناواقفیت کا ... کا ثمرہ ہے قرآنی اصولوں پر گامزن ہیں۔

قرآن اور خیر خواہی

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ "رسول کریم آپ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے آپ اسے میرے بندوں تک پہنچا دیں اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو سمجھ لیا جائے گا کہ آپ نے اسکا پیام نہیں پہنچایا اور اپنا فرض انجام نہیں دیا یہ حکم کیوں دیا جا رہا ہے اسلئے کہ یہ سلسلہ ہدایت و رحمت کا سرچشمہ ہے برہان ربانی ہے اور نور مبین ہے اور اس کے پڑھنے سے بندوں کے قلوب میں اللہ کا خوف پیدا ہوگا اور یہ خوف ہی تمام گناہوں برائیوں اور رسوائیوں کا پیش خیمہ بن جائیگا تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا بڑی بابرکت ہے وہ ذات گرامی جس نے اپنے بندہ پر قرآن نازل کیا اور اسلئے نازل کیا کہ تمام جہان کے افراد اسے پڑھکر اس سے ڈرنے لگیں"

خوب سمجھ لیجئے کہ ڈر عام الفاظ میں تو ایک چیز ہے مگر معلوم ہے کہ تمام نظام عالم اسی پر قائم ہے۔ اگر دنیا میں سب کچھ رہ جائے اور ایک ڈر اٹھ جائے تو تمام نظام عالم درہم برہم ہو جائے اولاد اسی وقت سعادت مند کہلا سکتی ہے جبکہ اس کے دل میں والدین کا خوف ہو بیوی وہی وفا شعار رہ سکتی ہے جو شوہر سے ڈرتی ہو امن اسی رعایا میں قائم رہ سکتا ہے جو بادشاہ سے ڈرتی ہو جس طرح بادشاہ کا ڈر بغاوت سے اور کوتوال کا ڈر جرائم سے روکتا ہے اسی طرح اللہ کا خوف گناہوں سے روکتا ہے گناہوں سے ذات باری تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا بندوں ہی کی زندگی تباہ ہوتی ہے گناہ و جرائم کا دوسرا نام ہے چوری، ڈکیتی خیانت بددیانتی جھوٹ فریب زنا، اتہام اور ظلم و بغاوت سب جرم ہیں اور لوگ ان پر جرائم بھی ہوتے ہیں ان کے ارتکاب سے کوتوال یا مجسٹریٹ کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا نقصان اٹھاتے ہیں تو مجرم ہی اٹھاتے ہیں۔

یہی حالت گناہوں کی ہے اللہ سے بندے ڈریں گے تو بندوں ہی کو فائدہ پہنچے گا اور نہ ڈریں گے تو بندوں ہی کو نقصان ہوگا قرآن سے ڈرانے والا ہے کے دوسرے معنے یہ ہیں کہ قرآن فلاح انسانی کا ضامن اور بندوں کے اندر ایک ایسا انقلاب پیدا کرتا ہے جو ان کے اندر نور پیدا کر کے انھیں انسان بنائے اسی لئے آیت کے ابتدا میں تبارک الذی کا لفظ رکھا گیا ہے یعنی یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے بندوں کے لئے ایسی اعلیٰ کتاب اتاری جو ان کے اندر نور پیدا کر کے انھیں انسان بنائے۔

قرآن اور ہدایت و رحمت

یا ایھا الناس قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور وھدی ورحمۃ للمؤمنین "لوگو تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے یہ کتاب بھیجی ہے موعظت و نصیحت کا ایک صحیفہ نازل کیا ہے جس سے دل کی تمام بیماریوں کو شفا حاصل ہوتی ہے اور ایمان والوں کو اس سے ہدایت و رحمت ایزدی ملتی ہے۔

جن خوش نصیب افراد کی نظر قرآن پر ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ امراض قلبی کے ازالہ کے لئے یہ کتنا موثر نسخہ ہے دل کی بیماریاں اور امراض قلب کیا ہیں گناہ بدبختی، ظلم و اثم بدکاری ...

ذالک الکتاب لا ریب فیہ اس کے نزول ہی کے وقت نہیں بلکہ آج بھی لاکھوں ایسے انسان و افراد موجود ہیں جو قرآن کریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصنیف قرار دیتے ہیں اسے آسمانی کتاب نہیں تسلیم کرتے گویا اس ایک مختصر آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ اور ہر عہد کے منکرین کے اشتباہ کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے اور صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ یہی کتاب ہے جو ریب و اشتباہ سے بری ہے اور اللہ تعالیٰ ہی نے اسے نازل کیا ہے۔

نزول قرآنی کی صورت

اچھا اللہ تعالیٰ نے اسے نازل تو کیا مگر کس طرح وبالحق انزلنہ وبالحق نزل سچائی کے ساتھ اتارا اور سچائی ہی کے ساتھ اترا یعنی اس کے نزول کا مقصد یہ ہے کہ گمراہ بندوں کو راہ نجات دکھائی جائے اور انہیں ضلالت کے غار سے نکال کر صراط مستقیم پر ڈال دیا جائے۔ نزول کا طریقہ کیا تھا سنئے۔ وقرآنا فرقنٰہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلنٰہ تنزیلا قرآن مختلف اوقات میں تھوڑا تھوڑا اس لئے اترا کہ تم اس پر بتدریج کما حقہ عمل کر سکو اور پڑھ سکو ہم نے اسے رفتہ رفتہ ہی اتارا ہے آج حالت اور ہے اور اس عہد کی حالت اور تھی لوگ زمانہ معاصی میں سرتاپا غرق تھے شرک و بت پرستی میں گرفتار تھے جہالت میں ڈوبے ہوئے تھے تعلیمی حالت یہ تھی کہ بعثت رسول کریم کے وقت بمشکل صرف سترہ افراد مکہ کے اندر ایسے تھے جو معمولی نوشت و خواند کر لیتے تھے۔ اگر تمام قرآن ایک ساتھ نازل ہو جاتا تو اس پر عمل کرنا تو ایک طرف اس کا پڑھنا ہی انہیں دوبھر ہو جاتا جیسے جیسے طبائع خوگر ہوتی گئیں دل بدلتے گئے حالات میں انقلاب ہوتا گیا ضروریات پیدا ہوتی رہیں ویسے ویسے قرآن نازل ہوا۔ وجہ یہ کہ جیسا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قرآن میں سب سے پہلے عقائد کی تعلیم دی گئی اور جتنی سورتیں ابتداء میں نازل کی گئیں وہ صرف عقائد و ایمان ہی پر مشتمل تھیں طبائع کے خوگر ہو جانے کے بعد پھر احکام نازل ہونے شروع ہوئے۔

مکہ معظمہ میں چونکہ فرزندان توحید پر ظلم و ستم کا ایک سیلاب امنڈ رہا تھا اس لئے تیرہ برس تک موقع ہی نہ تھا کہ تفصیل کے ساتھ اوامر و نواہی نازل کئے جاتے اور مسلمان ان پر عمل کرتے مکی سورتوں اور آیتوں میں زیادہ تر زور عقائد پر دیا گیا ہے اور ان میں توحید، دلائل توحید، نعائم جنت اور عذاب دوزخ کے ذکر، بتوں اور بت پرستیوں کی مذمت، اللہ کے خوف اور اقرار توحید و رسالت پر دیا گیا ہے۔ اول اول تو محض اقرار توحید و رسالت ہی اسلام کی برہان عظیم سمجھی جاتی تھی نماز پڑھی مگر صرف دو وقت ہی کی فرض رہیں مراسم جاہلیت بھی شراب پیکر نماز پڑھی جا سکتی تھی پھر حکم آیا کہ شراب پیکر نماز نہ پڑھو بہت بعد کو اہلیت و قوت پیدا ہو جانے کے بعد شراب حرام ہوئی پھر بھی صورت سود و مال غنیمت کی رہی جو احکام نازل ہوئے وہ بھی بہت مختصر تھے اقرار توحید و رسالت کے ساتھ چوری نہ کرنے، زنا نہ کرنے، اولاد قتل نہ کرنے، زنا سے بچنے کا عہد لیا جاتا تھا پھر نماز کے اوقات اور رکعت میں اضافہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ حجۃ الوداع میں تکمیل دین کا اعلان ہوا اور واقعی صورت تدریج بہت بہتر تھی یوں تو وہ ہر چیز پر قادر ہے اور سب کچھ کر سکتا ہے لیکن بہتر صورت یہی تھی جو اختیار کی گئی اور اسی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے وہ بندوں پر حد سے زیادہ مہربان ہے اور نہیں چاہتا تھا کہ ان پر ایک ساتھ زور ڈال دے کیونکہ وہ ان کی فطری ضعف سے واقف تھا۔ ظاہر ہے کہ جو کام تدریجی طور پر کیا جاتا ہے وہ خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوتا ہے۔

قرآن کی جامعیت

قرآن کس پر نازل ہوا یہ بھی قرآن ہی سے سنئے الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتٰب ولم یجعل لہ عوجا قیما تمام تعریفیں اور ستائشیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنے بندہ پر قرآن نازل کیا اور اس میں کوئی کجی اور پیچیدگی باقی نہ رکھی بلکہ ہر چیز صاف صاف بیان کر دی۔ لوگ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن نازل کرنا ہی تھا تو اسے مکہ یا طائف کے رؤسا پر نازل کیا ہوتا یا کسی فرشتہ کو لیکر بھیجا ہوتا اس کے جواب میں فرمایا جا رہا ہے کہ پروردگار عالم امیروں اور رئیسوں ہی کا پروردگار نہیں بلکہ صد تعریف و توصیف کے قابل ہے اس کی یہ بندہ نوازی کہ وہ تمام عالموں کا پروردگار ہے امیر غریب سب کو دیتا اور سب کو نوازتا ہے اور یہ ہی اس کی بندہ نوازی کا ایک کرشمہ تھا کہ اس نے اپنی رسالت کے لئے ایک بہترین خلائق ہستی کو جو بظاہر اس وقت غیر مستطیع نظر آ رہی ہے رسالت کے لئے منتخب کیا اور ہدایت خلق کا اسے سرچشمہ بنایا۔

سورہ نساء میں مزید وضاحت کے ساتھ فرمایا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی اور اس لئے نازل کی کہ تم اسی کی ہدایت کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرو انا انزلنا الیک الکتٰب بالحق لتحکم بین الناس قرآن میں کیا ہے؟ سب کچھ ہے۔ تمام ضروریات انسانی کا کفیل ہے سیاسیات، معاشیات، طبعیات وغیرہ سب ہی کچھ موجود ہے کوئی ایسی چیز نہیں جو اس کے اندر موجود نہ ہو کل فی کتٰب مبین۔ قرآن کوئی معمولی کتاب نہیں معمولی چیز نہیں خود اس کے اندر کھلی ہوئی نشانیاں موجود ہیں اور اس کے پڑھنے پر خود بخود تمام شبہات کا ازالہ ہوتا چلا جاتا ہے ہر عقیدے کے دلائل اور ہر امر و نہی کے اسرار و حکم اس میں موجود ہیں جن سے توحید کا جوش، خدا ترسی اور حقیقت شناسی کا ملکہ پیدا ہوتا ہے ولقد انزلنا الیک اٰیٰت بینٰت ہم نے یہ قرآن کھلی ہوئی نشانیوں کے ساتھ اتارا اس میں کوئی پیچیدگی نہیں عبارت صاف اور آسان ہے ہر شخص اسے بہ آسانی سمجھ سکتا ہے اس سے نصیحت و تنبیہ حاصل کر سکتا ہے ولقد یسرنا القراٰن للذکر فھل من مدکر ہم نے قرآن کو سہل اور آسان کیا ہے تاکہ ہر شخص اس سے نصیحت حاصل کر سکے پھر کیا کوئی ایسا بندہ موجود ہے جو اسے پڑھے اور پڑھ کر اس سے نصیحت حاصل کرے ہم آئندہ ابواب میں تاریخ کے اوراق سے واضح کریں گے کہ نصیحت کرنے والوں اور اسے سمجھ کر پڑھنے والوں نے اس سے کتنے انقلاب انگیز فائدے حاصل کئے۔

ہدایت و فلاح اور مومن

قرآن کریم اور برہان ربانی، ہدایت یزدی ہے رحمت خداوندی ہے مگر انہی کے لئے جو صاحب ایمان ہیں کہا جا سکتا ہے کہ مومنین تو اسی کو کہا

ایک چوتھائی صدی کے اندر اندر انھیں دنیا کی بہترین اور مہذب قوم بنا کر اپنے دعوے کو حقیقت ثابت کر دیا پہلی صدی ہجری تک بے علم عربوں کے پاس علم و تہذیب اور علمی و اخلاقی تعمیر حاصل کرنے کے لئے صرف ایک کتاب تھی اور وہ کتاب اس قرآن کے سوا اور کچھ نہ تھی کیا یہ ایک زندہ معجزہ نہیں

قرآن اور بین الناس فیصلے

نزول قرآن کا ایک مقصد لتحکم بین الناس بھی ہے انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس دنیا ایک عظیم ناانصافی میں مبتلا تھی طاقت ضعف کو پامال کر رہی تھی قوی کمزور ضعیف کچل رہے تھے جسکے ہاتھ میں لاٹھی ہوتی تھی وہی "بھینس" کا مالک سمجھا جاتا تھا امیروں اور غریبوں کے فیصلوں میں بین تفاوت ہوتا تھا ایک ہی نوعیت کا جرم ہوتا تھا غریب دار پر لٹکا دیا جاتا تھا امیر کے ساتھ رعایت برتی جاتی تھی رؤسا اپنی اپنی جگہ خدا بنے بیٹھے تھے اپنی رعیت کے جان و مال کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ امیر و غریب آقا و غلام حاکم و محکوم مردوں اور عورتوں کے مابین تنازعات میں فریق ضعیف کو ہمیشہ نقصان اٹھانا پڑتا تھا کمزوروں کے کوئی حقوق ہی نہ تھے اور تمام دنیا اسی ظلم و ناانصافی کے شکنجے میں گرفتار تھی۔

قرآن نے نازل ہو کر دنیا میں سب سے پہلے نظام عدل کو منظم کیا اور لتحکم بین الناس کے مطابق کمزوروں کے بھی حقوق قائم کر کے فیصلے اور انصاف کے آئین بتائے یا تو یہ حالت تھی کہ ایک عرب اٹھتا تھا اپنی ایک پیاری بچی ہوئی لڑکی کو زندہ دفن کر دیتا تھا۔ ہنٹر ہاتھ میں لیکر غلام کی کھال ادھیڑ کر رکھ دیتا تھا اور اس کو اختیار تھا کہ اس سے انتہائی محنت و مشقت لینے کے باوجود بھی جو چاہے سے کھلائے یا نہ کھلائے بیوی پر غصہ آتا تھا تو مار مار کر بیدم کر دیتا تھا اس پر مرد کے تمام حقوق تھے عورت کا کوئی حق نہ تھا جتنی بیویاں چاہے کرتا اور ساتھ میں پیوں کو گوشہ ہائے خمیل میں الٹا چلا جائے جسے چاہے قتل کر دے جسکے پاس آدمی اور دولت تھی وہ اپنے وقت کا فرعون تھا غرباء کو جو چاہے ستالے جو خدمت جی چاہے ان سے لے جس کا جی چاہے مار لے ان کی کوئی فریاد سننے والا نہ تھا زنا عام تھا غریب عورتوں کی عصمت کا کوئی نگہبان نہ تھا یا قرآن کے نزول کے بعد یہ حالت ہو گئی کہ نبی مخزوم کے ایک شریف اور دولتمند گھرانے کی عورت فاطمہ چوری کرتی ہے رسول کریم قرآن کے حکم کے مطابق قطع ید کا حکم دیدیتے ہیں سفارش ہوتی ہے تو جلال میں آکر فرماتے ہیں یہ فاطمہ تو چیز کیا ہے فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو ہاتھ کٹوا دوں گا۔ جبلہ بن ایہم شاہ غسان مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آتا ہے بہت قدر و منزلت ہوتی ہے طواف کعبہ کے وقت اس کی چادر پر ایک غریب بدو کا پاؤں پڑ جاتا ہے غضبناک ہو کر طمانچہ کھینچ مارتا ہے بدو امیر المومنین حضرت فاروق اعظمؓ کے دربار میں استغاثہ دائر کرتا ہے حکم ہوتا ہے کہ اسے راضی کرو ورنہ اس کے ہاتھ سے اپنے رخسار پر طمانچہ کھانے کیلئے تیار ہو جاؤ۔

جبلہ بادشاہی کر چکا تھا وہ حکمران تھا وہ بھلا اس ذلت کو کہاں گوارا کر سکتا تعجب سے بولا میرے اور ایک بدو میں فرق نہیں میں بادشاہ اور وہ ایک غریب بدو ہمارے یہاں تو معمولی امیر بھی غریب کو سزا دے سکتا ہے فرمایا اللہ کے نزدیک ... ... امیر و غریب اور شاہ و گدا میں کوئی امتیاز نہیں سب اسکے بندے ہیں اور عام حقوق انسانی میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جا سکتا کہ حکم قرآنی یہی ہے مجبور ہو کر جبلہ راتوں رات مدینہ سے نکل گیا حضرت عمرؓ نے اتنے بڑے بادشاہ کا ارتداد گوارا کر لیا مگر غریب بدو کے مقابلے میں شاہ وقت کی رعایت نہیں کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ فرمانروائے وقت ہیں۔

ایک معمولی یہودی آپکے خلاف قاضی کی عدالت میں دعوی کرتا ہے آپ مدعا علیہ کی حیثیت سے نہ صرف اس کے برابر جا کر کھڑے ہوتے ہیں بلکہ آپکی موافقت میں نبیرہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن کی شہادت مسترد کر دی جاتی ہے اور آپ کے خلاف ڈگری دیدی جاتی ہے قرآن نے تمام نسلی امتیازات کو مٹا کر ایک مساوات کا نظام قائم کر دیا اس نے غلام پر ظلم تو کیا غلام کو غلام کے نام سے پکارنے کی بھی ممانعت کر دی۔

اس نے فیصلہ کر دیا کہ عورتوں غلاموں مزدوروں اور کمزوروں سب کے حقوق ہیں اور کسی کو کسی پر زیادتی کرنے کا مجاز نہیں یہی نہیں قرآن نے ایک مکمل دیوانی و فوجداری قانون دنیا کے سامنے پیش کیا سب کے حقوق مقرر کئے سب کی آزادی کی حفاظت کی ذمیوں کے جان و مال کا تحفظ اپنے ذمہ لیا اور مسلمانوں کی جان مسلمان کا مال اور مسلمان کی آبرو مسلمان پر حرام کر دی۔

قرآن اور اس سے اعراض کے نتائج

اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بتا کر سمجھا کر اور ہدایت دیکر قرآنی احکام کے اتباع کا حکم دیا اور واضح کر دیا کہ دیکھو قرآن کا اتباع کرو ہر حکم مانو اور اس معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر اس کے رحم و کرم کی بارش ہو وھذا کتب انزلنہ مبارک فاتبعوہ واتقوا لعلکم ترحمون فاتبعوہ کے بعد واتقوا کا لفظ بتا رہا ہے کہ اتباع قرآنی کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو کہ اتباع نہ کروگے تو اس کا غضب تم پر نازل ہوگا اور اتباع کرو گے تو تم پر اس کا فضل و کرم رہے گا کہ واتقوا کے بعد لعلکم ترحمون کا جملہ یہی بتا رہا ہے۔

ممکن ہے کہ کسی کو رابطہ عبارت سے اس مفہوم کے پیدا ہونے میں شک ہو تو قرآن کریم میں دوسری جگہ اسی مفہوم کی وضاحت موجود ہے ومن اظلم ممن ذکر بایت ربہ فاعرض عنہا جس نے قرآنی آیات و احکام سے انحراف اختیار کیا اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا یعنی قرآن بنی نوع انسان کے فائدے اور نصیحت کے لئے نازل کیا گیا ہے پھر بھی کوئی اس کے احکام نہ سنے گا وہ ظالم نہیں اظلم ہے ان معنوں میں کہ وہ دنیا میں بھی ان فائز المرامیوں اور اللہ کے رحم و کرم سے محروم رہے گا جو اس پر اتباع قرآنی کی صورت میں مبذول ہوتا اور آخرت میں بھی مبتلائے عذاب و عقاب ہوگا" اس سے بھی زیادہ صاف الفاظ میں سنئے من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی جس نے ہماری یاد سے اعراض کیا قرآنی احکام فرمانی سے بے پرواہی برتی اس کی تمام زندگی اور

قرآن پڑھنے سے دل کی صفائی ہوتی ہے اور یہ تمام امراض یکسر ختم ہوجاتے ہیں۔ گناہ، بدنیتی، بددیانتی، بدکاری، حسد، کینہ، بغض، عداوت، کبر و نخوت دور ہوکر دل کو شفا حاصل ہوجاتی ہے اور جب دل کو شفا حاصل ہوجاتی ہے تو گویا ہدایت مل جاتی ہے اور ہدایت ملتی ہے تو رحمت الٰہی کی بارشیں شروع ہوجاتی ہیں بہ الفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ قرآن سے امراض و تاریکی قلب دور ہوتی ہے دل کی صفائی ہوتی ہے اسکی طرف سے ہدایت شروع ہوجاتی ہے اور اس کے بعد رحمتیں نازل ہونے لگتی ہیں پھر جس پر اسکی رحمتیں نازل ہوں اس کی کامرانیوں اور فائزالمرامیوں کا کوئی استقصا نہیں کیا جاسکتا جو بزرگ قرآن اولیں پر ایمان لائے اور انھوں نے قرآن پڑھنا شروع کیا ان کے قلب آئینہ کی طرح صاف ہوگئے۔

قلب صاف ہونے آئینہ کی طرح صاف ہونے اور امراض قلب دور ہونے سے کیا ہوا انھیں غیبی ہدایات ملنے لگیں ان کے قدم صراط مستقیم پر پڑنے لگے ان میں وہ خوبیاں پیدا ہونے لگیں جو انسانی ترقیوں کی ضامن ہیں نیز ان میں جہاد بالنفس و المال کا انتہائی جذبہ پیدا ہوگیا اتفاق و اخوت کی بے پناہ خوبیاں پیدا ہوگئیں اطاعت و انقیاد کا جذبہ پیدا ہوگیا صبر و استقلال کے جوہر پیدا ہوگئے اور اللہ پر بھروسہ کرنے لگے محنت و عقل سے کام کرنا سیکھ گئے یہ سب کیا تھا امراض قلبی دور ہونے کے بعد ہدایت ربانی ہی کے کرشمے تھے امراض قلبی دور ہونے پر ان کے اندر گناہ کی قوتیں نہ رہیں اس سے اللہ تعالیٰ کو محبت پیدا ہوئی اور اس کی توفیق و ہدایت ان کے شامل حال ہوگئی جس سے وہ صراط مستقیم اور راہ ترقی پر بڑھنے تمام انسانی خوبیاں ان کے اندر پیدا اس کے بعد انعامات الٰہی کا دور شروع ہوگیا تو یہ حکومت و اقتدار کی بلندیوں پر پہنچ گئے یہ رحمت الٰہی نہ تھی تو اور کیا تھا کہ جس شخص کی گندا ابتدا میں دو حصوں کے ٹکڑوں سے ہوئی وہ فاتح ایران و روم بن گئے۔

قرآن اور رحمت ربانی

قرآن کے اندر کوئی پیچ و خم نہیں ہر چیز صاف کردی گئی ہے ہر اصطلاحی اور غیر اصطلاحی لفظ کے معانی صاف اور سہل الفہم کردیئے گئے ہیں اگر کسی جگہ ہدایت اور رحمت کے آن معانی و مطالب کے متعلق کچھ اشتباہ ہو جو ہم نے ابھی بیان کئے ہیں تو دوسری جگہ ان کی تصریح بھی موجود ہے ہمیں دعا سکھائی ہے اہدنا الصراط المستقیم ہمیں راہ راست کی طرف ہدایت کر خود ہدایت کے معنے بھی صراط مستقیم کے ہیں مگر دوسری جگہ توضیح مطالب کے لئے ہدایت کے ساتھ صراط مستقیم کا لفظ بھی رکھدیا گیا ہے اور پھر صراط مستقیم کی تشریح یوں بیان فرمائی گئی صراط الذین انعمت علیہم ہمیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر صراط مستقیم کونسی جگہ جس پر گامزن ہونے کے بعد گامزن کرنے والوں پر تو نے اپنے انعامات کی بارش کی یہ بھی دوسری جگہ بتادیا گیا واضح کردیا گیا کہ انعام یافتہ افراد کون ہیں؟ آیت تو ہمیں اس وقت یاد نہیں ہے مگر اس کا مفہوم یاد رہ گیا یعنی انعام یافتہ لوگ کون ہیں؟ انبیاء، رسل، صدیقین اور شہدا۔ خیال ہوسکتا تھا کہ یہ سب انعامات تو آخرت و معاد کے متعلق ہیں مگر نہیں اس کی بھی تصریح ایک جگہ موجود ہے اور آن سے اللہ تعالیٰ نے لیستخلفنہم فی الارض کا وعدہ پہلے ہی کرلیا ہے بہ الفاظ دیگر انھیں دنیا و آخرت دونوں کی انتہائی نعمتیں حاصل ہونگی۔

یہ کتاب اللہ ہی کا اعجاز ہے کہ ہر چیز صاف اور ہر مطلب واضح کردیا گیا ہے اور ہر اشتباہ و اشکال کا جواب قرآن ہی کے اندر مل جاتا ہے رحمت کی اہمیت بھی واضح کردیگئی ہے ارشاد ربانی ہے۔

وهذا كتاب انزلنه مبارك فاتبعوه واتقوا لعلكم ترحمون۔

یہ کتاب بڑی خیر و برکت والی کتاب ہے تم اس کی پیروی کرو اتباع کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ وہ تم پر رحم کرے صاف مطلب ہے جس میں کوئی اشکال نہیں اگر تم اس خیر و برکت والی کتاب کا اتباع کروگے اللہ سے ڈروگے تو تم پر یقیناً رحم کیا جائے گا پھر اللہ جس پر رحم کردے اس کی فائزالمرامی میں کسی کو اشتباہ کی گنجائش ہی نہیں رہ سکتی اس کا رحم انسان کو فرش سے اٹھا کر عرش پر اور زوال سے نکال کر عروج پر پہنچا سکتا ہے اور صحابہ کرام کے ساتھ یہی ہوا۔ یا ہوتا

قرآن اور تہذیب

قرآن اپنی زبان اور اس زبان کے سب سے بہتر ہونے کی وجہ بھی خود ہی بتاتا ہے انا انزلنه قرآنا عربیا لعلکم تعقلون ہم نے قرآن کو عربی میں نازل کیا اور اس لئے نازل کیا کہ تم اسے بہ آسانی سمجھ سکو یہاں بھی معترض کہہ سکتا ہے اور کہنے والے کہتے ہیں کہ اس کے سمجھنے کے لئے عربوں ہی کی ضرورت تھی اور ان کے سوا اور کسی کو اس کے سمجھنے کی ضرورت نہیں لیکن اس قسم کے اعتراض جاہلوں ہی کی طرف سے کئے جاسکتے ہیں اور کوئی صحیح الدماغ شخص ایسا نہیں کرسکتا۔

نزول قرآن کے وقت عرب میں عربی ہی زبان بولی جاتی تھی عرب ہی اس کے اولین مخاطب تھے اگر قرآن عربی میں نازل نہ ہوتا تو کیا فرانسیسی یا جرمنی زبان میں نازل ہوتا۔ عربی زبان میں نازل نہ ہوتا تو پھر اسے سمجھتا کون؟ رہا یہ امر کہ غیر زبان والی اقوام اس سے کس طرح استفادہ کریں اول تو فضل ربانی ہر ایک کو اختیار ہے کہ وہ جسے چاہے نوازے اور جسے چاہے عطا کرے ہم یہ شکایت کرنے والے کون ہیں کہ فلاں شخص کو تو امیر بنادیا اور ہمیں غریب کیوں رکھا فلاں قوم کو وارث تخت و تاج بنادیا اور ہمیں غلام کردیا یہ تو اس کی مصلحتیں ہیں دوسرے اس کے علم میں یہ بات تھی کہ وقت آنے والا ہے جبکہ زمین کی طنابیں کھینچ جائینگی ذرائع نقل و حمل اور وسائل آمد و رفت میں سہولتیں پیدا ہو جائینگی علوم و فنون کو ترقی ہوگی دوسری زبانوں میں تراجم بھی شروع ہوجائینگے اور دوسری قوموں کے لئے عربی پڑھنی دشوار بھی نہ رہے گی تیسرے عربی زبان نہایت فصیح شیریں اور وسیع ہے اس میں بلاغت کے ساتھ تھوڑے الفاظ میں بہت سا مفہوم ادا کیا جاسکتا ہے۔

نزول قرآن کا مقصد وحید یہی سمجھئے کتب انزلنه الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور ہم نے یہ قرآن اس لئے نازل کیا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ لوگوں کو تاریکیوں اور ظلمتوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ۔ دور حاضر کی زبان میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اس لئے نازل کیا ہے کہ اس کے ذریعہ وحشیوں اور نیم وحشیوں کو مہذب بنایا جائے کہ تہذیب آموزی کے لئے اس سے بہتر اور کوئی کتاب نہیں عربوں کی تاریخ دنیا کے سامنے ہے کہ وہ کونسی اخلاقی برائی تھی جو ان میں نہ تھی تعلیم و تہذیب کے نام سے یہ لوگ ناآشنا تک نہ تھے لیکن قرآن اور صرف قرآن نے

بہتیری مساعی کیں اور بہتیری کوشش کی مگر کچھ نہ کر سکے قرآنی فصاحت و بلاغت نے انھیں مسحور کر لیا اس عہد میں یہ ایک قاعدہ تھا کہ جو قصائد بے مثل سمجھے جاتے تھے وہ خانہ کعبہ پر آویزاں کر دیئے جاتے تھے۔ دوسرے نو آموز افراد اشعار لکھ کر اس کے برابر دوسری طرف آویزاں کر آتے تھے اور اساتذہ جمع کے وقت آکر اصلاح کر جاتے تھے اس زمانہ میں ایک مسلم الثبوت ادیب خطیب اور شاعر تھا اس سے اصلاح کرایا جانے والا کلام ایک جدا لگا نہ موقع پر آویزاں کیا جاتا تھا اور وہ ہفتہ میں دو دو دفعہ اصلاح کیا کرتا تھا۔

ایک مسلمان بزرگ کو ظرافت جو سوجھی تو وہ قرآن کریم کی سب سے مختصر سورۃ "انا اعطینا" اسی جگہ جا کر خاموشانہ آویزاں کر آئے تبلیغ کو جب وہ مشرک استاد آیا اور دیکھا تو سمجھ گیا کہ میرے ساتھ یہ مذاق کیا گیا ہے کہ آسے قرآنی فصاحت و بلاغت اور صحت زبان کا اعتراف تھا اور ہونا چاہیئے تھا مگر جوش معاندت میں وہ اس کا اعتراف نہ کرتا تھا مگر عربی غیرت نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ آسے ہاتھ نہ لگائے اور اپنا عجز تسلیم کرے صرف تین مختصر آیتوں کی اصلاح میں اس نے بڑا وقت صرف کیا بڑی محنت اور دماغ سوزی سے کام لیا ایک لفظ کاٹ کر اس کی جگہ دوسرا لفظ لکھتا پھر اس پر صاد کر دیتا پھر کاٹتا اور پھر صحیح کرتا مگر کاٹنے کے بعد محسوس کرتا کہ کلام معیار سے گر جاتا ہے مجبور ہو کر وہ اس پر یہ لکھ کر چلا گیا ماھذا کلام البشر یہ کسی انسان کا کلام نہیں انسانی کلام ہوتا تو میں ضرور اس کی اصلاح کر سکتا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ قرآنی آیات اور سورتیں اور فصاحت و بلاغت کس پائے کی تھی عربوں کو جس چیز اور جس ہنر مندی پر فخر و ناز تھا آپ نے اسی ہتھیار کے ذریعے قوم کو خطاب کیا اور دکھا دیا اور بتا دیا کہ تم ضرور اور قوموں کے مقابلہ میں سلسلہ زباندانی اپنی فوقیت کا دعوے کر سکتے ہو مگر خدا بر خدا ہے اس کے مقابلہ میں تمہارا کوئی دعویٰ ہرگز نہیں چل سکتا تم اپنے تمام ادعائے زباندانی کے باوجود تین آیتیں بھی اس جیسی بنا کر نہیں لا سکے اور نہ لا سکتے ہو نہ تمہارا سب مل کر گویا اس قرآنی معجزہ کو وہ اس کی صحت کی دلیل بتا رہا تھا اور فرما رہا تھا کہ تمہیں شک ہے تو اس کی مثل کوئی ایک تنہا ان جیسی سورۃ پیش کر سکو اگر یہ شک نکال لو تم واقعی انسانوں میں بہترین زباندان ہو لیکن اگر تم سے بہتر کوئی زبان نہیں کی جا رہی ہے اور تمہارے شبہے تو تم اسے الہی زبان تسلیم کر کے اس پر ایمان لاؤ اور شرک سے توبہ کرو۔

قرآن کا چیلنج اور دنیا

خدائے قدوس تو حاضر و ناظر ہے وہ ان مشرکین کے عجز و بیچارگی کو سمجھ گیا اور نہیں دوسرا چیلنج دیا قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا اے پیغمبر اب ان مشرکین سے کہو کہ تم تو تم اگر تمام جن اور انسان بھی مل کر قرآن جیسی کتاب پیش کرنے کی سعی کریں تو بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے اور کر کس طرح سکتے ہیں خدا خدا ہے اور بندہ بندہ ہے جو خدا کر سکتا ہے بندہ کیونکر کر سکتا ہے۔

اس چیلنج کے جواب میں کفار کے پاس ایذا رسانی عناد و مخالفت کے سوا اور کیا تھا ان پر قرآنی فصاحت و بلاغت نقش ہو گئی تھی وہ اپنا عجز تسلیم کر چکے تھے اور اب اس پہلو پر اعتراض کرنے کا یارا ان کے اندر باقی نہ رہا تھا جنھیں توفیق ایزدی نصیب ہو گئی وہ تو ایمان لے آئے اور باقی کفر پر قائم رہے پھر اس وقت پر ہی کچھ منحصر نہیں ساڑھے تیرہ سو برس سے یہ چیلنج دنیا کے سامنے ہے یہود و ہنود عیسائی اور تمام مشرکین میں سے آجتک کوئی ایک انسان بھی ایسا پیدا ہوا جو اس چیلنج کو قبول کرتا اگر قرآن کریم انسانی کلام ہوتا اور معاذ اللہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کے مصنف ہوتے تو اول تو وہ خود ہی ایسی حالت میں کہ اس وقت عرب میں بڑے بڑے نامور ادیب، شاعر اور فصیحوں سے بھرا ہوا تھا اس بلند بانگ دعوے کی جرات نہ کر سکتے اور کرتے تو ظاہر ہے کہ ادیب قوم فوراً اس کا جواب دے دیتی۔

پھر کوئی بھی یہ تسلیم نہیں کر سکتا کہ انسانوں میں کوئی ایک انسان بے مثل دماغ کا مالک ہو سکتا ہے ایسے دماغ کا مالک جس کا ثانی کوئی پیدا ہی نہ ہوا ہو ہو سکتا ہے کہ اس زمانہ میں نہ ہو اس قرن میں نہ ہو اس صدی میں نہ ہو مگر یہ تو سمجھ ہی میں نہیں آسکتا کہ چودہ صدیوں میں بھی کوئی اس دماغ کا انسان پیدا ہی نہ ہو یونان نے اپنے عہد میں بے مثل فلاسفر پیدا کئے لیکن کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک عرصے کے بعد اسلام نے ان سے بہتر دماغ اور ان سے بہتر فلاسفر پیدا نہ کر دیئے ضرور افلاطون اور جالینوس بے مثل فلاسفر تھے مگر فارابی، ابن رشد، ابن طفیل اور بو علی سینا کس سے کم تھے اس کے بعد یورپ کی نوبت آئی تو اس نے بھی کانٹ، شوپنہار اور ہیگل وغیرہ پیدا کر دیئے اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اگر قرآن کوئی انسانی تصنیف ہوتی تو اس کے اس چیلنج کا جواب دینے والے اس زمانہ میں بالخصوص اور زمانہ مابعد میں بالعموم ضرور ہی پیدا ہو جاتے۔

قرآنی فصاحت و بلاغت
تاثیر کے حیرت انگیز مظاہر

رئیس کفار پر آیات قرآنی کا اثر

اللہ تعالےٰ نے قرآنی عبارت و زبان اور الفاظ میں وہ تاثیر پنہاں کی تھی کہ بڑے بڑے معاندین اسلام اور بڑے بڑے فصحائے عرب اور نامور شعراء و ادب اسے سن کر مبہوت رہ جاتے تھے اور ان کے تابکی حالت ادبدرجہ اور ہو جاتی تھی، عتبہ قریش کا رئیس اعظم تھا عقل و خرد اور فہم مطالب میں بھی کمال رکھتا تھا شعر و شاعری میں بھی مشہور تھا وجیہہ اور با اثر بھی تھا جب ابو جہل اور دیگر سرداران قریش نے مسلمانوں کی تعداد میں برابر اضافہ ہوتے محسوس کیا اور آپ کی تبلیغ بڑھتی ہی گئی تو انہوں نے اسی عتبہ کو یہ پتہ لگانے اور تحقیق کرنے پر آمادہ کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کلام پیش کرتے ہیں حقیقت میں کیا ہے گویا عتبہ ایک عام مشورہ اور جلسہ عام کی تجویز پر خاص ہدایات کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تمام عمر بے چینیوں اور بے قراریوں میں گذرے گی تنگی اور بدحالی میں مبتلا رہے گا معاشی افکار اس کا حصار کئے رہیں گے اور قیامت کے روز ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔" دیکھئے قرآنی اعجاز کہ کس طرح مفہوم واضح سے واضح تر کیا جاتا چلا جا رہا ہے۔

دیکھ لیجئے کہ دنیا کی تمام اقوام میں فرو تر اور پسماندہ قوم اگر کوئی ہے تو وہ مسلمانوں کی قوم ہے۔ آپ کہیں گے کہ یہود و ہنود اور عیسائی اقوام احکام قرآنی پر کونسا عمل کر رہے ہیں جو یہ جماعتیں مشکیں عیش و عشرت کے ترنم میں سرشار ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ نظام تمدنی و منزلی کے لئے قرآن ایک بہترین لائحہ عمل ہے اس میں ارتقائے انسانی کے متعلق تمام اصول واضح کر دیئے گئے ہیں اور دونوں راہیں انسان کے لئے کھول دی گئی ہیں جو ایک راہ پر چلے گا وہ ترقی حاصل کرے گا اور جو دوسری پر چلے گا وہ زوال و انحطاط کی پستیوں میں گرتا چلا جائیگا مسلمانوں نے جانی و مالی جہاد اور اتفاق و اخوت سے محیر العقول ترقیاں کیں لیکن بعد کو مسلمانوں سے تو یہ جوہر فنا ہو گئے اور دوسری اقوام نے انھیں اپنا کے ترقی حاصل کر لی۔ میراث ترکہ، شفعہ، طلاق و خلع، مساوات و اخوت، یتامیٰ کی پرورش اور بیواؤں کے عقد وغیرہ خالص اسلامی اصول ہیں جن پر عمل کر رہے ہیں عزت و اقبال کی بلندیوں پر فائز ہیں پیرایۂ دل کی بے پروائی غیروں کی بے پروائی سے زیادہ شاق گذرتی ہے مسلمان اپنے بگڑے پروا ہی بہت رہے ہیں اس لئے ان پر زیادہ وبال پڑا ہوا ہے

قرآن اور محبان قرآن کی علامات

یہ تو تھا ذکر قرآن سے اعراض برتنے والوں کا مگر اب ان لوگوں کے حالات مشاہدہ فرمائیے اور سنئے کہ وہ قرآن پر عمل کرنے والوں اور اس کے ساتھ محبت رکھنے والوں کے متعلق کیا فرماتا ہے الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اس سے ڈرتے اور پرہیزگاری کرتے رہے ان کے لئے دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی مرنے کے بعد انھیں فائز المرامیاں اور کامرانیاں نصیب ہوں گی اور دونوں جہان میں وہ انبساط و آسائش کی زندگی اس کی رحمت و رافت سے بسر کریں گے یہ نہیں کہ محض زبانی دعوی چل جائے اور لوگ یہ کہنے ہی پر اکتفا کر لیں کہ ہمیں قرآن سے محبت و شغف ہے بلکہ اللہ تعالے نے قرآن سے محبت کرنے والوں کی علامات ورنشانیاں بھی بتا دی ہیں واذا تلیت علیہم ایتہ زادتہم ایمانا وعلی ربہم یتوکلون جب ان لوگوں کے سامنے قرآنی آیات پڑھی جاتی ہیں تو اس سے ان کے ایمانوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم جب ان کے سامنے اللہ کا نام لیا جاتا ہے تو ان کے قلب میں رقت و گداز کی پیدا ہو جاتی ہے۔

تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکر اللہ قرآن کے سننے سے ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں پھر ان میں نرمی پیدا ہو جاتی ہیں اور ان کے دل ذکر الٰہی میں مصروف رہتے ہیں دیکھا آپ نے یہ ہیں وہ علامات جو قرآن سے محبت کرنے والوں پر استماع آیات قرآنی سے رونما ہوتی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہر دنیا و آخرت کی بشارتیں ہیں فائز المرامیاں ہیں۔

قرآن اور اس کی عدیم المثال نوعیت

دنیا میں صدہا کتب ہر مذہب اور ہر دائرہ میں موجود ہیں اور ان میں بہت سی کتابیں ایسی بھی ہیں جو واقعی نادر کہی جا سکتی ہیں لیکن بے مثل کہا جانا اور بات ہے اور بے مثل ہونا اور بات ہے۔ سعدی کی گلستاں اور مثنوی مولانا روم بے مثل کتابیں ہیں یا انوار سہیلی کو بے مثل کہا جاتا ہے مسدس حالی اور علامہ اقبال کی کتابوں کے متعلق بھی یہی خیال ہے تاج گنج کو بھی دنیا کی بے مثل عمارت کہا جاتا ہے اہرام مصر کے متعلق بھی ابتک یہی مشہور ہے لیکن یہ چیزیں بے مثل کہلائے جانے کے باوجود کوئی یہ نہیں سمجھتا کہ ان جیسی دوسری چیزیں دنیا میں پیدا ہو ہی نہیں سکتیں بلکہ یہ خیال کرتا ہے کہ ایسی اور چیزیں دنیا میں اور موجود نہیں۔

دنیا میں سب سے پہلے قرآن نے اپنے بے مثل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس دھڑلے سے دعویٰ کیا کہ آجتک کوئی اس کا جواب نہ دے سکا اور نہ انشاء اللہ تعالے قیامت تک دے سکیگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا اگر تمھیں یہ شک ہو کہ قرآن ہماری نازل کی ہوئی کتاب نہیں تو تم پورا قرآن تو الگ رہا تم اس جیسی کوئی ایک سورۃ ہی بنا لاؤ اور اگر تم میں سے کوئی ایک ادیب یہ کام نہ کر سکے تو اپنے ساتھ اور لوگوں کو بھی اپنی حمایت و اعانت کے لئے ساتھ لیلو اگر تمہارا واقعی یہ خیال ہے کہ قرآن آسمانی کتاب نہیں تو ایسا کر دکھاؤ لیکن تم ہرگز ایسا نہ کر سکو گے اور تم سب مل کر بھی اس جیسی ایک سورۃ نہ بنا سکو گے۔

یہ دعویٰ کن کن کے مقابلے میں کیا گیا ہے یہ چیلنج کسے دیا گیا ہے ان عربوں کو جو اپنے سوا تمام دنیا کو گنگ سمجھتے تھے اور جنھیں اپنی زباندانی پر اتنا ناز تھا کہ علانیہ اور قوموں کو عجمی کہا کرتے تھے۔ عرب میں تعلیم نہ تھی علم نہ تھا۔ لیکن صحت زبان اور فصاحت و بلاغت میں انھیں وہ ملکہ حاصل تھا جس کی نظیر پوری دنیا میں ایک بھی نہیں مل سکتی بچوں کو ابتدا ہی سے زبان و ادب کی عملی تعلیم دی جانی شروع ہو جاتی تھی انھیں اپنے شعراء و ادباء پر ناز تھا جس وقت قرآن نازل ہوا ہے تو اس وقت عربوں نے اس کے آسمانی کتاب ہونے سے ضد و معاندت کی بنا پر انکار کر دیا تھا اور علانیہ کہتے تھے کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنالی ہے اگر آسمانی کتاب ہوتی تو یہ طائف اور مکہ کے رؤسا پر نازل ہوتی۔

قرآن اور اس کا مثل پیدا کرنیکی سعی

جب عربوں کے مذکورہ اعتراضوں کے جواب میں مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی تو عربوں میں قدرتاً ایک کھلبلی پیدا ہو گئی۔ چیلنج اور وہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چیلنج عربوں کو اور وہ بھی ان عربوں کو جو "ہمچو ما دیگرے نیست" کا کوس لمن الملکی بجا رہے تھے وہ بھلا اس چیلنج کو کب ٹھنڈے دل سے گوارا کر سکتے تھے انھوں نے

سکتے ہیں کہ [illegible] آپ [illegible] لوگ [illegible] حوالے کر دیئے جائیں گے اور ہمیں پتہ کیوں کر ان کے سننے [illegible] انہیں اذیت پہنچا سکا تو یگا۔ جب فرزندان توحید نجاشی کے دربار میں پیش ہوئے اور اس نے پوچھا کہ تمہارا کیا مذہب ہے اور میں نے سنا ہے کہ تم حضرت عیسیٰ کی مذ[مت] کرتے ہو۔ تو حضرت جعفر طیار نے فرمایا یہ قطعاً غلط ہے کہ ہم حضرت مسیح کی برائی کرتے ہیں ہم صرف انھیں ابن اللہ تسلیم نہیں کرتے مگر اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے عین دربار میں سورہ مریم کی تلاوت شروع کر دی جس کے سنتے ہی نجاشی پر رقت طاری ہو گئی اور اس نے بیساختہ کہا کہ:۔

"خدا کی قسم یہ کلام اور انجیل کا کلام دونوں ایک ہی چراغ کے پرتو ہیں" پھر اس نے حکم دیا کہ آپ میرے ملک میں آرام و آسائش کے ساتھ رہیں۔ نجاشی پر کلام الٰہی کا اتنا گہرا اور عمیق اثر پڑا تھا کہ وہ آخر وقت تک قائم رہا۔ اس نے بعد کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحائف عقیدتمندانہ بھی بھیجے۔ حضرت ام حبیبہ کا عقد بھی اسی نے آپ کے ساتھ کر کے خود ہی مہر ادا کر دیا اور آخر میں اسلام لے آیا کیا قرآنی تاثیرات کا یہ ایک زندہ کرشمہ نہیں کہ ایک قلب فرمانروا ملک کا قلب بھی مسحور ہو کر رہ گیا۔

مشہور کاہن و ساحر اور قرآنی اثر

یہ تو مثالیں تھیں بلند ترین اور مقتدر ترین انسانوں کے تاثرات کی جو بالعموم دولت و اقتدار کے نشے میں سرشار ہوتے ہیں غرور و نخوت کے پیکر سمجھے جاتے ہیں جن کے قلب ناقابل گونہ سخت ہوتے ہیں اور جنھیں مختلف مفاد کی پیچیدگیاں اعتراف حق سے عموماً محروم رکھتی ہیں لیکن یہ قرآنی معجزہ کاری ہی تھی کہ اتنی بے حس اور مخمور جماعت بھی متاثر ہوئی اور [illegible] کے ساتھ ہوئی اب ہم اس جماعت کے ایک ممتاز اور نامور شخص کو منتخب کر کے اس کے تاثرات آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جو اس زمانہ میں گویا تقدس کا درجہ رکھتی تھی اور جس کے پاس ہزارہا اشخاص کیا امراء اور کیا سردار بھی بیٹھے رہتے تھے اور یہ سحر ساحری اور جھاڑ پھونک اور کہانت و نجوم میں کامل ہونے کی وجہ سے ملک میں ایک خاص اثر و اقتدار رکھتی تھی اس جماعت کے ایک سرکردہ اور ذی علم شخص ضماد ازدی تھے جن کی عزت تمام عرب کرتا تھا اسلئے کہ سحر و کہانت میں انھیں دستگاہ کامل حاصل تھی اور وہ طب و حکمت میں بھی کمال رکھتے تھے۔

انھیں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے واقفیت نہ تھی انھیں خبر لگتی ہے کہ آپ دیوانے ہو گئے ہیں اس لئے یہ حضرت علاج کی غرض سے تشریف لاتے ہیں اور بڑے دعوے کے ساتھ آتے ہیں ان کے آنے کی خبر سنکر [illegible] میں بھی ایک شور مچ جاتا ہے کہ با اثر بھی ہیں اور ذی علم بھی بکثرت اشخاص [illegible] جمع ہو جاتے ہیں۔ ضماد جو آپ کے سامنے پہنچتے ہیں تو آپ ان کے سامنے قرآن کریم کا مختصر سا حصہ اور کلمہ شہادت پڑھ دیتے ہیں یہ [illegible] حیرت سے آپ کا منہ تکنے لگتے ہیں اور علاج و منتر سب کچھ بھول جاتے ہیں اور منت کر کے بار بار پڑھواتے ہیں اور پھر ایک ساتھ کہہ اٹھتے ہیں [illegible]

"میں نے شعراء کے قصائد جادوگروں کے منتر اور کاہنوں کی باتیں سنی ہیں بجھی ہیں لیکن تمہارا کلام تو چیز ہی دوسری ہے یہ تو سمندر کی گہرائی تک اثر کر جائے گا یہ کہا اور اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے اور کفار دیکھتے رہ گئے!"

اسی طرح قبیلہ غفار کا نامور اور ممتاز شاعر آپ کے دعوۂ رسالت کا شہرہ سنکر خفیہ طور پر مکہ آتا ہے اور آپ سے ملتا ہے آپ اس کے سامنے چند آیات قرآنی پڑھ دیتے ہیں وہ خاموش چلا جاتا ہے اور اپنے بھائی سے جا کر کہتا ہے کہ لوگوں نے آپ کو کاہن و شاعر مشہور کر رکھا ہے میں نے آپ کے کلام کو سنکر شاعرانہ معیار پر پرکھا پھر کاہنوں کے کلام سے ملا کر دیکھا لیکن مجھے یہ [illegible] سے جا لگتا نہ چیز نظر آیا اور میں سمجھ گیا کہ آپ نہ شاعر ہیں اور نہ کاہن خدا کی قسم لوگ جھوٹے ہیں اور آپ سچے ہیں۔" یہ تھے کاہنوں، طبیبوں اور شعراء کے تاثرات قرآن کے متعلق!

حضرت عثمان بن مظعون اور قرآنی اثر

قبیلہ [illegible] کا سردار آپ کے سامنے آتا ہے بہت بہادر اور بہت نامور شخص ہے آپ اس کے سامنے سورۂ انعام کی یہ مشہور آیت پڑھ دیتے ہیں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اللہ تعالیٰ تمہیں انصاف، احسان اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے اور فواحش معاصی اور مظالم سے منع کرتا ہے اور تمہیں سمجھاتا ہے تاکہ تمہیں نصیحت ملے اور تم اچھی زندگی بسر کر سکو۔

ہم آپ نے بلاشبہ اس آیت کو زندگی میں صد ہزار مرتبہ پڑھا ہوگا مگر اس نامور سردار کی حالت صرف ایک ہی مرتبہ آیت سنکر متغیر ہو گئی اور اس کے اسلوب بیان اور [illegible] نے اس نامور سردار کو مسحور کر لیا اور اسلام لے آیا وہ کافر تھے کچھ تھے غور سے سنتے تھے ان کی زبان بھی تھی فوراً متاثر ہو جاتے تھے دل اول تو ہم عربی زبان کی خوبیوں اور نازکیوں ہی سے واقف نہیں پھر غور بھی نہیں کرتے خانہ تبرک کے لئے بے اعتنائی کے ساتھ بھی [illegible] قرآن پڑھا اور لپیٹ کر رکھ دیا۔ اثر ہو تو کس طرح اس کے علاوہ ہمارے قلب بھی معاصی کی تاریکیوں سے ظلمت کدہ بنے ہوئے ہیں ہمیں متنبہ کرنے والی حقیقت کی طرف مائل کرنے والی ہستیاں خود [illegible] دامن ہیں۔

مغرب کی نماز ہو رہی تھی سورہ الحمد شریف کے بعد آپ نے قرأت شروع کیا حضرت عثمان بن مظعون اس وقت مشرک تھے ایک طرف بیٹھے ہوئے فرزندان توحید کی اس موثر ترین عبادت کا تماشا دیکھ رہے تھے اتنے میں آپ نے یہ آیت پڑھی ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون ام عندھم خزائن ربك ام ھم المصیطرون یعنی کیا یہ لوگ آپ ہی آپ پیدا ہو گئے یا اپنے آپ کو پیدا کرنے والے ہی خود ہیں کیا یہ زمین و آسمان انھوں نے ہی بنائے ہیں نہیں انہوں نے تو نہیں بنائے بات اتنی ہے کہ یہ یقین نہیں کرتے کیا تیرے پروردگار کے خزانے انھیں کے قبضہ میں ہیں یا انھیں کی حکومت

سے گفتگو کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا ساتھ ہی مقصد یہ تھا کہ عتبہ کی ذہانت کا بھی اثر پڑے گا چنانچہ جلسہ کی قرارداد کے مطابق عتبہ آپ کے پاس آیا اور کہا کہ :-

" ہم نے اپنے ایک جلسہ میں طے کیا ہے کہ آپ کی جو خواہش بھی ہے حتماً پوری کردی جائے گی اگر دولت درکار ہے تو ہم زر و جواہر کے انبار آپ کے قدموں کے سامنے لگا دینے کے لئے تیار ہیں اگر حسین ترین دوشیزاؤں کی آرزو نے آپ کو اس تحریک پر آمادہ کیا ہے تو یہ بھی کوئی بات نہیں ایک دو چار جتنے نکاح کرنا چاہو اپنی حسب پسند نازنینان عرب سے کر سکتے ہو حکومت کی تمنا ہو تو ہم آپ کو اپنا سردار بنا لینے کے لئے تیار ہیں اور اگر یہ چاہتے ہو کہ بادشاہی مل جائے تو عرب کا تاج بھی حاضر ہے "

ترغیبات کی انتہا اس سے زیادہ اور کیا سمجھ میں آ سکتی ہے اور ایک انسان اس سقف نیلی فام کے نیچے چلتے پھرتے اور سانس لیتے ہوئے ان سے زیادہ اور کن آرزوؤں کو اپنے نہاں خانۂ قلب میں پرورش کر سکتا ہے۔

آرزوؤں کو پیش کرنا تو ایک طرف ایک مادی انسان اس مادی دنیا میں رہ کر ان سے زیادہ اور کیا مادی آرزو پیش کر سکتا ہے سرداران قریش کیا آج اس مہذب اور دولتمند دنیا میں بھی زیادہ سے زیادہ یہی سوچ سکتا ہے اور واقعی مادی دنیا کے مادی عروج کی یہ انتہائیں تھیں اور عربوں نے تنگ آ کر یہ تمام " انتہائیں " آپ کے سامنے رکھدی تھیں اور ان کے عوض میں صرف یہ آرزو کی تھی کہ آپ تبلیغ سے باز آجائیں اگر کوئی خود غرضانہ تحریک ہوتی اور سامنے دنیوی مقاصد ہوتے تو ممکن نہ تھا کہ بڑے سے بڑے دل گردے اور عزم و حوصلے کے انسان کے پائے ثبات میں بھی لغزش نہ آجاتی مگر یہاں تو بات ہی اور تھی ذرا دنیا سے روحانیت کے اس پیکر جلیل کی بے اعتنائی کا یہ محیر العقول منظر ملاحظہ کیجئے کہ ان انتہائی ترغیبات کے جواب میں آپ نے اور کچھ بھی نہ کہا اور نہ آپ کے چہرۂ مبارک پر کوئی متغیرانہ آثار رونما ہوئے بلکہ آپ نے ایک پیغمبرانہ تمکنت و عظمت کے ساتھ یہ آیات پڑھ دیں۔

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰه واحد فاستقیموا الیه واستغفروه ۔ قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون له اندادا ذالك رب العالمین

کہہ دیجئے کہ مجھ میں اور تم میں کوئی فرق نہیں میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ ان سے یہ تو پوچھ دیکھئے کہ کیا تم اس ہستی جلیل اور خلاق کریم کی خدائی و فرمانروائی کے منکر ہو جس نے صرف دو دن کے اندر یہ وسیع و عریض زمین بنا کر رکھدی اور پھر تم اس کی خدائی میں اور شریک و سہیم اور ہمسر بھی بنا لیتے ہو حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ وہی سارے جہان کا معبود و کارساز ہے۔ آپ اتنا ہی پڑھنے اور کہنے پائے تھے کہ عتبہ کی حالت متغیر ہو گئی اس نے بڑھ کر آپ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا کہ محمدؐ! قرابت کا واسطہ بس کرو! عتبہ پر اسی وقت ایک لرزہ طاری ہو گیا تمام جسم میں سنسنی پڑ گئی اور اتنا بدحواس ہوا کہ قرابت کا واسطہ دیکر روکا۔

بارگاہ رسالت سے خاموش اٹھا دل کی یہ حالت تھی کہ اس کی گھر آ پڑا میں ایک سناٹا طاری تھا گھر آ کر بیٹھ گیا اور کئی روز تک باہر نہ نکلا اور ہر شخص ہوتا تھا کہ دیکھئے عتبہ جیسا لائق اور کامفرما نہیں کیا جواب لیکر آتا ہے جب کئی روز ہو گئے تو شبہ پیدا ہوا ابوجہل اٹھا اور عتبہ کو آواز دیکر کہا اما خانہ کساکر کیوں کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر تم بھی بہک گئے عتبہ کے قلب پر اب تک اثر تھا تو رے غصہ میں آ کر کہا ابوجہل تم جانتے ہو کہ میں اپنی قوم میں سب سے زیادہ دولتمند ہوں مجھے کوئی طمع تو ہو ہی نہیں سکتی جس میں پھنس کر خواہ مخواہ دوسری بات کہنے لگوں حقیقت یہ ہے کہ محمدؐ نے میرے سامنے ایسا کلام پیش کیا ہے جسے نہ شاعری کہا جا سکتا ہے اور نہ سحر اور نہ اسے کہانت سے کوئی تعلق ہے میں نے دیکھا کہ یہ کچھ عجیب چیز تھا جسے سنکر ابتک متاثر ہوں قرآن کا یہ اثر تھا کہ کافر تک اس سے متاثر ہوتے تھے اور سنکر متحیر رہ جاتے تھے لیکن ہم ہیں کہ پڑھتے ہیں مگر دل کو خبر تک نہیں ہوتی اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم سمجھکر نہیں پڑھتے۔

فرمانروائے حبش اور قرآنی اثر

ولید بن مغیرہ اس عہد میں قریش کی سرداری کے شرف سے مشرف تھا اور بہت بڑا دولتمند اور ذی رسوخ شخص تھا ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کے کلام کا بڑا شہرہ ہے سنتا ہوں کہ آپ پر وحی نازل ہوتی ہے مجھے بھی تو سنائیے تاکہ میں معلوم کروں کہ یہ کیا ہے اور اس کے متعلق کیوں اتنا شور پڑا ہوا ہے۔

آپ نے فوراً قرآن کریم کی چند آیات ولید کے سامنے پڑھیں سنتے ہی ولید کا نشہ کمال کا کمال رہ گیا تصویر حیرت بن گیا بولا پھر پڑھئے اس کے بعد بولا کہ :-

" خدا کی قسم اس کلام میں تو شیرینی اور تازگی ہے۔ اس کا تنہ بھاری ہے اور اس کے نخل کی شاخوں میں ثمر ہیں یہ انسانی کلام ہرگز نہیں "

یہ الفاظ اور یہ اعتراف سردار قریش کا ہے جو اتنے سنکر اس سے اتنا متاثر ہوا اور ایک دفعہ نہیں دو مرتبہ پڑھوا کر سنا اور پھر اس کی زبان سے بیساختہ مذکورہ بالا الفاظ نکل گئے ۔ عتبہ بن ربیعہ قریش کا سب سے بڑا دولتمند اور ولید بن مغیرہ سب سے بڑا سردار تھا ان کے بعد دیکھئے کہ ایک خود مختار اور مطلق العنان فرمانروا پر قرآن نے کیا اثر کیا ۔ جب مسلمان کفار کے مظالم سے تنگ آ کر حبش چلے گئے تو ان کے تعاقب میں قریش کا ایک وفد بھی نجاشی فرمانروائے حبش کے دربار میں باریاب ہوا جس نے استدعا کی کہ ہمارے کچھ آدمی بھاگ کر آپ کے یہاں چلے آئے ہیں آپ انہیں ہمارے حوالہ کر دیں اور اپنے ملک سے نکل جانے کا حکم ان کے نام صادر کریں اس لئے کہ یہی نہیں کہ یہ ہمارے دین کی مذمت کرتے ہیں اور ہمارے بتوں کو برا کہتے ہیں بلکہ آپ کے عیسوی مذہب کی بھی توہین کرتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے اور حضرت مریمؑ کی شان میں بھی نا ملائم الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

قریش کے وفد نے نہ صرف نجاشی کو مسلمانوں کے خلاف خوب بھڑکایا اور تمام ارکان دربار اور پادریوں کو ہموار کر لیا بلکہ نجاشی اور اس کے امراء کی خدمت میں گرانبہا تحائف بھی پیش کئے لیکن جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون ۔ نجاشی کو واقعی اپنے دین کی مذمت اور مسلمانوں کی شکایت سنکر غصہ آیا تھا اور اس نے حکم دیدیا تھا کہ یہ لوگ کل دربار میں حاضر سامنے پیش

عام اہلِ مکہ اور قرآن کا اثر "أم خلقوا من غير شيء أم هم الخالقون" آیت کے متعلق نماز میں پڑھے جانے اور حضرت عثمان بن مظعون کے متاثر ہو کر اسلام لانے کا ذکر کیا ہے اسی آیت اور اسی سورۃ کا ایک اور ذکر سنئے۔ حضرت جبیر بن مطعم غزوۂ بدر کے قیدیوں کو رہا کرانے کے لئے مکہ سے مدینہ منورہ آئے تھے اس وقت پہنچے جبکہ مغرب کی نماز ہو رہی تھی اور خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامت فرما رہے تھے جس وقت مذکورہ آیت ان کے کان میں پڑی مبہوت ہو کر رہ گئے خود انہی کا بیان ہے کہ جب یہ آیت سنی یہ معلوم ہوا کہ میرا دل اڑ رہا ہے اور اسلام لے آئے۔

یہ نہ سمجھئے کہ یہ اثر خاص تھا نہیں بلکہ عام تھا ایک تو ادب و زبان کے اعتبار سے نہایت بلند پایہ، ندرتِ بیان اور اندازِ دلائل کے لحاظ سے عدیم النظیر پھر کلام اور خدا کا کلام ایک ایک لفظ میں بلا کا اثر اور قیامت کی تاثیر تھی تھے نزولِ قرآن کے تاثرات کی صرف چند مثالیں ہی یہ اتفاقی ہے ورنہ عام حالت یہ تھی کہ خواہ کوئی اسلام لائے یا نہ لائے مگر جس کے کان میں قرآنی الفاظ پڑ جاتے تھے ایک دفعہ تو بیتاب ہو کر رہ ہی جاتا تھا اور اس کا دل اس کے قابو میں نہیں رہتا تھا کفارِ مکہ آپ کے خوفناک دشمن اور خون کے پیاسے تھے لیکن قرآن کی بے پناہ تاثیر و کشش سے بخوبی واقف تھا اور مشرکین کی یہ کوشش رہتی تھی کہ ان میں سے کسی کے کان میں قرآنی الفاظ نہ پڑیں وہ اس کی فصاحت و بلاغت اور اس کی قوتِ تاثیر کے نام سے لرزتے تھے اور اس کے بہ آوازِ بلند پڑھے جانے کی مخالفت شدت کے ساتھ کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق کی ہجرتِ حبش پر قبیلہ قارہ کے نامور سردار ابن الدغنہ نے قریش کو ملامت کی ہے کہ تم نے اپنے شہر سے ایسے شریف شخص کو نکلنے پر مجبور کر رہے ہو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا میں انھیں اپنی پناہ میں لیتا ہوں تو انھوں نے جواب دیا ہے کہ ہمیں ان کی ذات سے کوئی پرخاش نہیں ہے عبادت کریں جو چاہیں نہ کریں مگر قرآن آہستہ آہستہ پڑھیں اندر ہی آواز میں پڑھیں یہ قرآن بلند آواز سے پڑھتے ہیں جس کا اثر ہمارے اہل و عیال اور عورتوں اور بچوں پر بڑا پڑتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ہر شخص قرآنی قراءت سے متاثر تھا اور اتنا متاثر تھا کہ ہمہ وقت ڈرتا رہتا تھا کہ اگر چند آیتیں بھی ماؤں بہنوں بیویوں بچوں اور بھائیوں کے کانوں میں پڑ گئیں تو سنبھالنا دشوار ہو جائے گا حضرت صدیق اکبر نے کچھ روز بہ آہستگی قرآن پڑھنے کے بعد جب آپ نے بہ آوازِ بلند پڑھنا شروع کیا ہے تو قریش کے خدشے اور اندیشے مجسم شکل میں ان کے سامنے آ گئے یعنی قریش کی عورتیں اور بچے آپ پر پروانہ وار نثار ہونے لگے۔ آپ خشوع و خضوع سے نماز قراءت کے ساتھ پڑھتے تھے جیسے ہی بہ آوازِ بلند تلاوتِ قرآن کرتے آپ کے ارد گرد عورتوں اور بچوں کا ہجوم ہو جاتا۔ ایک ذرہ بھی ہوش نہ رہتا تھا اس پر ایک عالم ازخود رفتگی پیدا ہو جاتا تھا۔

سبب مشرکین مکہ کے جلد متاثر ہونیکے بواعث

[illegible] کہ جب قرآن کی تاثیر و کشش اس درجہ بے پناہ تھی تو کیا سبب

ایک خدا سن لیا تھا متاثر ہو گیا پھر قریش کیا اسلام لانے میں اتنی دیر کیوں لگی اور مسلمانوں پر اتنے مظالم اور وہ بھی مسلسل تیرہ برس تک کیوں روا رکھے جب کوئی تنا نے آتا مارنے کو بڑھتا حملہ کرتا جاتا آیتیں پڑھی جاتیں تو مسحور ہو کر رہ جاتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کے قلوب کی حالت یکساں نہیں ہوتی کچھ بالکل پتھر ہوتے ہیں کچھ بہت مضبوط ہوتے ہیں کچھ متوسط درجے کے بعض انتہائی معاندت و شیطنت پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور ستانے لگتے ہیں بعض محض دشمنی ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور کوئی عملی قدم نہیں اٹھا سکتے اور بعض کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہ تحریک کو برا تو سمجھتے ہیں مگر انھیں اس سے چنداں تعرض نہیں ہوتا۔

بلاشبہ قرآن نے سخت سے سخت دل کو بھی متاثر کیا ابوجہل، ولید، عتبہ اور ابولہب انتہائی شقی القلب انسان تھے مگر انھیں بھی قرآن کی قوتِ تاثیر کا اعتراف تھا متاثر ہوتے تھے مگر جوشِ معاندت میں سنی ان سنی کر دیتے تھے سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ جانتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بت پرستی کے شدید ترین مخالف ہیں آپ کی دعوت قبول کر لینے اور قرآنی اثرات کو دل میں جگہ دینے یعنی اسلام لے آنے کے معنی یہ تھے کہ بت پرستی کا جو وسیع اور ہمہ گیر نظام انہوں نے بیت اللہ میں قائم کر رکھا تھا اس کا سارا تار و پود بکھر کر رہ جائے اور پس تار و پود کا بکھر نا یہ معنی رکھتا تھا ان کے اقتدار عالیہ کے مٹ جانے کے قریش کی ساری عزت اسی بنا پر تھی کہ وہ حرم کے متولی تھے اور حرم تمام عرب قبائل کے نزدیک انتہائی محترم چیز تھی ہر سال ہزارہا عرب ہر قبیلے کے بت تحائف لیکر حج کے لئے آتے تھے قریش ہی ان کی میزبانی کرتے تھے بت پرستی کے اس نظام کی وسعت سے مختلف محکمے اور مختلف شعبے قائم ہو گئے تھے مثلاً آب رسانی حجاج، انتظام قیام حجاج، مہمان نوازی حجاج، روشنی حرم وغیرہ

ہر محکمہ قریش کے مختلف خاندان کے سرداروں پر بٹا ہوا تھا، کوئی خزانۂ حرم کا متولی تھا کوئی طواف کراتا تھا کوئی کچھ کرتا تھا اور کوئی کچھ اس کی آمدنی بھی وسیع تھی نیکی عزت بھی قائم تھی قریش کی عزت بھی تھی اور اقتدار بھی گویا یوں سمجھئے کہ قریش کی ساری عظمت و سربلندی اسی تماشائے عرب بت پرستی پر مبنی تھی جس کا جتنا مفاد اس نظام بت پرستی سے وابستہ تھا وہ اتنا ہی آپ کا معاند تھا اگر یہ صورت نہ ہوتی اور مکہ والوں کے شرف و اقتدار کے مٹنے اور اس طلسم کے ٹوٹنے پر سارے مفاد خطرے میں پڑ جانے کے قوی اندیشے نہ ہوتے تو مکے والے بہت پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے انھی قریش کے اثر سے اور قبائل بھی اسلام لانے میں متامل تھے مگر جب قریش کا سر آستانۂ اسلام پر جھک گیا تو راہ صاف تھی ہر طرف سے فوج در فوج آنے لگے اسلام لانے لگیں اور مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے کے لئے وفود کا تانتا بندھ گیا

قرآن سے فرزندانِ توحید کی والہانہ محبت

احتیاط و عقیدت کے عدیم المثال مظاہرے

عہدِ رسالت اور مسلمانوں کا قرآنی شغف عہدِ رسالت میں مسلمانوں کی

اور سعد جو تمہی پہلو میں تھے اس اثنا میں حضرت عمرؓ ... کی وقت ... قلب پھر نے لگا اور اسی وقت ایمان لائے۔

حضرت فاروق اعظم اور قرآنی اثر

حضرت عمر فاروقؓ قبول اسلام سے پہلے ایک جری و ممتاز سپاہی تھے اور اسلام کے شدید ترین دشمن تھے کہ جب آپ نے سنا کہ آپ کی کنیز لبینہ نے اسلام قبول کیا ہے تو آپ نے اس بیچاری کو اس بے دردی کے ساتھ مارنا شروع کیا کہ مارتے مارتے تھک جاتے تو بیٹھ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ میں نے تجھے رحم کر کے نہیں چھوڑا ہے بلکہ اس لئے چھوڑا ہے کہ میں تھک گیا ہوں ذرا دم لے لوں پھر تجھے ماروں گا چنانچہ پھر اٹھتے اور پیٹنے لگتے۔ وہ کہتی دیکھو عمر! اللہ تعالیٰ اگر تم اسلام نہ لائے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بدلہ عذاب دیگا خود ہی فرماتے ہیں کہ ایک دن شب کے وقت میں گھر سے اس لئے نکلا کہ آپ کی طرف چلا کہ آج تو انھیں ضرور تنگ کروں گا تھوڑی ہی دور گیا ہوں گا کہ آپ راستے ہی میں سامنے سے آتے ہوئے مل گئے میں بہت خوش ہوا مگر قبل اس کے کہ دونوں آمنے سامنے ہوں اور مجھے دیکھ لیں آپ قدم بڑھا کر بیت اللہ شریف چلے گئے اور نیت باندھ کر نماز شروع کر دی سورہ الحاقہ کی ابتدائی آیات کا اسلوب بیان اور نظم عبارت دیکھ کر میں نے دل میں کہا کہ واللہ قریش کا کہنا صحیح ہے یہ ضرور شاعر ہیں کہ شاعر ہی کے کلام میں یہ ترتیب و ندرت ہو سکتی ہے۔

میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ آیت سنی انه لقول رسول كريم وما هو بقول شاعر قليلا ما تؤمنون یعنی یہ کلام ایک کریم و محترم ایلچی کا لایا ہوا کلام ہے جو شاعر ہرگز نہیں اور نہ شاعر کا کلام ہو سکتی ہے مصیبت تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو یقین تھوڑا ہے۔ فوراً خیال کیا کہ آپ کاہن ہیں کہ آپ کو فوراً میرے دل کی بات کا علم ہو گیا اس کے بعد یہ آیت سنی ولا بقول كاهن قليلا ما تذكرون تنزيل من رب العالمين ولو تقول علينا بعض الاقاويل لاخذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين اور نہ یہ کسی کاہن کا کلام ہے مگر تم نصیحت ہی حاصل نہیں کرتے حقیقت یہ ہے کہ یہ تو پروردگار عالمیان کا نازل کیا ہوا کلام ہے۔ اگر ہمارا رسول اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر کہہ دیتا تو اس کے ہاتھ پکڑ کر اس کی رگ گردن کاٹ دی جاتی۔

حضرت عمر فاروقؓ کا خود ہی بیان ہے کہ میں پوری حیرت اور خاموشی کے ساتھ کھڑا ہوا سنتا رہا اور آخر سورۃ تک پہنچنے سے پہلے اسلام پوری طرح میرے قلب پر مسلط ہو گیا۔ بغض و عداوت بہت بری چیز ہے اندھا اور مخالف بنا انسان اندھا ہو جاتا ہے اتنا کہ سب کچھ سمجھتے اور دیکھتے ہوئے بھی وہ کچھ نہیں دیکھتا دنیا میں آپ کو ایسی ایک دو نہیں صد ہزار مثالیں مل سکتی ہیں کہ دل سے دشمن کی فضیلت و عظمت کا اعتراف رکھتے ہوئے بھی جوش معاندت نے اسے حقیقت پر آمادہ ہونے دیا اور یہ بھی نہ ہوئے

ہمشیر حضرت عمر اور قرآنی اثر

حضرت عمرؓ کے قلب پر کلام الٰہی کا شعاعیں انہائی گہرائیوں تک اتر گئیں آپ کو یاد رہ گیا کہ اسلام سچا مذہب ہے آپ سچے نبی ہیں

اسے کلام الٰہی تھا کہ کلام کے سن لینے کا انکار نہیں ہو سکتا حقانیت کا ایک شعلہ پیدا ہوا لیکن معاندت اور ضد کی آندھی سے آناً فاناً بجھا دیا گیا۔ ایسے شعلے ابتدائے اسلام میں صد ہزار پیدا ہوئے اور اب بھی پیدا ہوتے ہیں لیکن تقویت حاصل کرتے معاندت یا طمع و غرض کی ہوائیں ان شعلوں کو بجھا دیتی ہیں۔ یہ کہ دل میں حقیقت کا نور پیدا ہوتا ہے اگر اس کی پسند حق کی جانب طرف توجہ کی جائے تو پھر اسے اتنی تقویت حاصل ہو جاتی ہے کہ نہیں بجھتا اور اگر اس کی طرف سے بے پروائی برتی جائے اور جانے تو پھر یہ بہت جلد بجھ جاتا ہے۔

شہنشاہ روم ہرقل کے قلب میں بھی نامہ نبوی دیکھ کر شعلہ ایمان پیدا ہوا تھا لیکن بقائے سلطنت کی آرزو دل کی آندھیوں نے اسے آناً فاناً بجھا دیا۔ حضرت عمرؓ بھی چونکہ طبیعت کے سخت اور دل کے مضبوط تھے اس پر معاندت قلب میں کینہ بھرا ہوا تھا اس لئے شعلہ ایمان دل میں بھڑک کر جلد بجھ گیا اور یہ حالت ہو گئی کہ ایک روز جوش معاندت میں برہنہ شمشیر ہاتھ میں لئے بارگاہ نبوت کی طرف خاکم بدہن آپ کو شہید کرنے چلے جا رہے تھے راستے میں ایک ملے پوچھا یہ سرخ سرخ آنکھیں اور برہنہ تلوار لئے کدھر جا رہے ہو؟ بولے کچھ نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بہت شور مچا رکھا ہے۔ بس ان کا خاتمہ ہی کئے دیتا ہوں انھوں نے کہا کہ پہلے گھر کی تو خبر لو کہ تمہاری بہن بہنوئی دونوں آغوش اسلام میں کھیل رہے ہیں بھلا حضرت عمرؓ کی آتش غضب اس خبر کی کب تحمل ہو سکتی تھی وہیں سے لوٹ پڑے دروازہ اندر سے بند تھا کان لگا کر سنا تو واقعی قرآن شریف پڑھنے کی آواز آ رہی تھی غضبناک ہو گئے آواز دی۔ دونوں نے سہم کر اجزائے قرآنی چھپا دئیے۔ اندر آکر پوچھا کیا پڑھ رہے تھے جواب نفی میں پا کر آپ نے بہنوئی کی زد و کوب شروع کر دی۔ بہن جو شوہر کو بچانے کو دوڑیں تو انھیں بھی اتنا مارا کہ لہولہان ہو گئیں یہ دیکھ کر بہن بولیں بھائی کتنا مارو گے! اور کب تک مارو گے! اب تو اشعہ اسلام سے خانۂ قلب منور ہو چکا تھا خواہ تم ہمیں کاٹ ڈالو مگر یہ اسلام کی محبت دل سے نہیں نکل سکتی جانتے تھے کہ بہن بہت فرمانبردار تھی کبھی جواب نہ دیا تھا یہ استقامت دیکھ کر محو حیرت ہوئے نظر اٹھائی تو بہن کو لہولہان دیکھا تو محبت نے اندر جوش مارا۔ نرم پڑ گئے اور بولے اچھا لاؤ تو تم کیا پڑھ رہی تھیں اب کیسا تھا اندر سے نسخہ قرآنی اٹھا لائیں اور سورہ طٰہٰ سنانی شروع کر دی۔

حضرت عمرؓ غور سے سنتے رہے جب اس آیت پر پہنچیں انني انا الله لا اله الا انا فاعبدني واقم الصلوة لذكري یعنی میں ہی خدا ہوں میرے سوا اور کوئی معبود نہیں اور نہ عبادت کے قابل ہے پس میری ہی عبادت کرو میرے ہی سامنے جھکو۔ جبہ سا کر یوں مجھے ہی یاد کرو اور میرے ہی لئے نماز پڑھو۔ سنتے سنتے دل تڑپنے لگا بے قرار ہو گئے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہو گیا اور بار بار مانتے تھے کہ لا الٰہ ... قدموں پر گر کے اسلام قبول کر لیا اور ... برہنہ ہوئی تھی وہ حمایت اسلام کے لئے ... تڑپنے لگی۔

[redacted]

فرمانروایانِ وسط ایشیا اور قرآن

تاتاری ایک خلالم اور جاہل، تربیت، وحشی اور الیشیائی قوم تھی جس نے اپنے عہدِ جہالت میں اسلامی تمدن اور اسلامی آثار اور اسلامی حکومت و سلطنت کو مٹانے اور تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا تھا ایک ایک شہر اور ایک ایک قصبے میں ہزار ہزار نہیں تیس تیس ہزار مسلمان قتل کئے اور عراق کی طرف بڑھ کر خلافتِ عباسیہ کا چراغ ہی گل کر دیا اس وقت کے مسلمانوں کے لئے فتنۂ تاتار ایک قہرِ الٰہی تھا جس سے ملک کے ملک اور شہر کے شہر تباہ و برباد ہو کر رہ گئے لیکن آخر قرآن نے ان وحشیوں اور ظالموں کو بھی مسحور و مسخر کر لیا اور پوری طرح کر لیا۔

تیرھویں صدی میں تاتاری خاندانوں کے فرمانرو اسکے بعد دیگرے مسلمان ہوئے اور قرآن اور تعلیماتِ قرآن کے سامنے سر جھکانے لگے ان میں سے برکہ خان نے قرآنی تعلیمات کو فروغ دینے کی طرف خاص توجہات مبذول کیں اس نے قرآنی تعلیمات کے لئے جا بجا مکاتب قائم کر دیئے تھے اور معلموں اور متعلموں کی بہت حوصلہ افزائی کرتا تھا۔

اس کے بعد سلطان غازان نے مسلمان ہو کر اشاعتِ اسلام و قرآن کی طرف اپنی بہترین توجہات مرکوز و مبذول کیں اس نے قرآنی تعلیمات کو زندہ کیا اور مدارس قائم کرائے پھر کچھ عرصہ کے بعد تغلق تیمور خاندان نے اس وقت جب اس کے شیخ جمال الدین ایرانی نے قرآن کا ایک نسخہ پیش کیا ہے اسلام قبول کیا قرآن کی اشاعت کی طرف توجہ کی اور اسے طول عرض ملک میں پھیلا دیا اوزبک خان کے مسلمان ہونے کے بعد تو اس کی تمام کی قوم مسلمان ہو گئی اور اس میں قرآنی تعلیم نے نیا جوش اور نیا ولولہ پیدا کر دیا الغرض ایک بڑے پر جوش مسلمان ثابت ہوئے دو صدی کے اندر اندر قرآن اور قرآنی تعلیمات نے پورے وسط ایشیا اور چین پر اپنا قبضہ کر لیا آج یہ حالت ہے کہ تنہا ایک چین میں چار کروڑ مسلمان موجود ہیں اور وسط ایشیا اور اس کے گرد و پیش کے تمام ممالک قرآن کے جھنڈے تلے پڑے ہیں۔

اقوامِ افریقہ اور قرآن

افریقہ کے اکثر نیم وحشی اقوام پر مشتمل تھے اور تہذیب و تمدن کی ہوا تک نہ لگی تھی لیکن یہ قرآنی معجزہ کاری تھی کہ قرآن اور قرآنی تعلیمات نے انہیں مغلوب کر لیا عبد الملک اور ولید بن عبد الملک نے اپنے اپنے عہد میں صرف یہ کیا کہ ان اقوام میں چند اسلامی مبلغین مامور کئے جو قرآن اور تعلیمات قرآن کو ہاتھ میں لئے ہوئے ان میں پھیل گئے پھر کیا تھا قومیں کی قومیں مسلمان اور ملک کے ملک مسلمان ہوتے چلے گئیں یہ اور کوئی نہیں افریقی ہی تھے جن کی بدولت سے مشہور آتا ہی و نامور اسلامی جنرل طارق نے جبرالٹر پر ہسپانیہ پر قبضہ کر لیا اور بعد کو موحدین اور مرابطین جیسی جاں نثار اور دلی فرمانروا قومیں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئیں جنہوں نے یوسف بن تاشفین جیسے جلیل پیدا کئے ملک کا حسن تلوبیت سے بیشتر ہی بربر و تاتار قرآن سے کان پہنچا۔

علاوہ ازیں اسکے بعد ایک صد بار دیگر جنوبی اقوام پر اس کی روشنی پڑتی اور ایلی رفتہ رفتہ بہت سی دریائے نائیجر کے بالائی جانب حبشی آبادیاں

اور بستیاں تھیں سب فتحِ اسلام کے پرتو سے جگمگا اٹھیں اور بڑے بڑے شہر اور قصبے قرآنی علوم و فنون کی تعلیم کے مرکز بن گئے اور دور دور سے طلبا کھنچ کھنچ کر آنے لگے۔ افریقہ کا وہ شہر ہے جو گرد و پیش کے صحرا سے طلوع ہو کر وجود میں آیا اور بہت جلد مرکزی حیثیت اختیار کر لی یہاں تک نوبت پہنچی کہ یہ صورت پیدا کر دی تھی اور یہ عالم تھا کہ جا بجا قرآنی تعلیم کے مدرسے قائم تھے اور مسلمان بڑی محبت و عقیدت کے ساتھ فرائض اسلامی کی بجا آوری کرتے تھے انتہا یہ ہے کہ سوڈان سے قرآن شریف اور آگے بڑھا اور نوبیا پہنچ گیا اور سرحد تو بیتک اپنی نورانی شعاعیں جگمگانے لگا۔

وسطی مرکز افریقہ تک یہ روشنی پہنچ ہی چکی تھی افریقی شمعِ قرآن پر پروانہ وار نثار ہو رہے تھے اس کا یہ اثر تھا کہ رفتہ رفتہ تمام افریقہ کی فضا قرآنی ترنم سے لبریز ہو گئی پروفیسر آرنلڈ صاحب نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے اگر اسلامی سرگرمیوں کا قرن قائم رہتا تو آج افریقہ میں مسلمانوں کے سوا اور کوئی قوم دیکھنے کو بھی نہ ملتی!

اقوامِ مغرب اور قرآن

یورپ میں لوتھر کو جو شہرت عامہ حاصل ہے اسے ہر طبقہ اور ہر انسان واقف ہے یہ حقیقت ہے کہ یورپ کے تمام ہیروں میں لوتھر کو استثنائی اور امتیازی حیثیت کا شرف حاصل ہے اور اس کی تمام تر ترقیات اسی کی مساعیِ جمیلہ کی رہینِ منت ہیں سب سے بڑا یورپی مصلحِ اعظم لوتھر ہی ہے اور اس کے نام کو بقائے دوام حاصل ہے۔ اس مصلحِ اعظم میں اصلاح کا عالی جذبہ پہلے اسی نے بلند کیا اور اس شان و طنطنہ کے ساتھ کیا کہ خدا و ندانِ استبداد کے کاشانہ ہائے عظیم میں ایک تہلکہ برپا ہو گیا۔

بڑی بڑی باجبروت فرمانروائیاں اس کے استقلال و عزیمت کی چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں جانتے ہو کہ لوتھر نے یورپ میں جو روشنی پھیلائی وہ کہاں سے آئی تھی۔ ہسپانی اسلامی مرکز سے اس نے جو امع ہسپانیہ میں تعلیم حاصل کی اور وہ یہیں سے اصلاح و عمل کا بے پناہ جذبہ لیکر جرمنی پہنچا ... ہے کہ قرآن مجید کی ایک جلد اس کے ہاتھ میں تھی جرمنی پہنچتے ہی اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ لاطینی ترجمہ کی مدد سے جرمنی زبان میں اس نے قرآن کا ترجمہ کیا اس کا ترجمہ جرمنی زبان میں قرآن کا سب سے پہلا ترجمہ تھا یہ اسی ترجمہ کی اشاعت اور اسی پر مبنی لوتھر کی اصلاحی سعی و جہد تھی کہ نہ صرف فرمانروائے وقت پاپائے روم بلکہ اس کے دلی دوست بھی اس کے دشمن نہیں بلکہ اس کے خون کے پیاسے بن گئے۔ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اس "خوفناک جرم" کی پاداش میں اسے عیسائیت سے خارج کیا اس پر کفر کے فتوے عاید کئے بلکہ اس کے ستانے اور اسے ایذا پہنچانے کی مہم ہی شروع ہو گئی اسے عیسائی عام طور پر نعوذ باللہ "محمدی" کے نام سے پکارتے تھے اسے بہت تکالیف پہنچائی گئیں یہاں تک سلطنتیں اس کی تباہی پر آمادہ ہو گئیں مگر یہ کامیاب ہو کر رہا دنیا کے ایک مشہور متعصب عیسائی عالم نے اپنی ایک تحریر میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ قرآن کو عیسائی پڑھتے ہیں اور اسے پڑھتے ہیں اور اس کی تعریف کئے بغیر رہ ہی نہیں سکتے" گویا عیسائیوں ہی کے قلوب کو قرآن نے مسحور نہ

محبت اور والہانہ شغف کا یہ عالم تھا کہ قرآن جوں جوں نازل ہوتا جاتا تھا وہ اُسے حفظ بھی کرتے جاتے تھے اور اسے لکھ بھی لیتے تھے اس مبارک زمانہ میں نوے فیصدی افراد ایسے تھے جنہیں قرآن حفظ تھا اور جو روزمرہ اس کی تلاوت خاص محویت و وارفتگی کے ساتھ کرتے تھے اس وقت قرآن محض برکت و حاجت براری کے لئے نہیں پڑھا جاتا تھا بلکہ وہ اس پر غور و تدبر کرتے تھے جس قدر قرآن یاد ہوتا تھا گویا اتنے پر اس کا عمل ہوتا تھا جتنے مسلمان تھے ان سب کی زندگیاں قرآنی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھیں یہی وجہ تھی کہ جب جنگ یمامہ میں بہت سے حفاظ شہید ہوگئے تو پہلی مرتبہ مسلمانوں میں تحفظ قرآن کے متعلق اضطراب پیدا ہوا اور عہد صدیقی ہی میں حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس کام پر مامور کئے گئے کہ وہ قرآنی اجزا کو یکجا کرکے مجلّد صورت میں لائیں۔

اس وقت تحریر و تسوید کی وہ آسانیاں موجود نہیں تھیں جو آج ہیں۔ بعثت نبوت کے وقت عرب بھر میں صرف ۱۱ افراد ہی پڑھے لکھے تھے مگر غروب آفتاب رسالت سے پیشتر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سعی سے نوشت و خواند کا عام شوق پیدا ہو چلا تھا مگر لکھنے کے لئے کاغذ موجود نہ تھا اجزائے قرآنی بکری یا اونٹ کے شانے کی چوڑی چوڑی ہڈیوں پالان کی لکڑیوں پتھر کی پتلی پتلی تختیوں اور کھجور کی شاخوں پر لکھا جاتا تھا عہد رسالت میں تمام قرآن انہی اشیاء پر لکھا جا چکا تھا مگر منتشر صورت میں تھا عہد صدیقی میں یکجا مرتب ہوئی، عہد فاروقی میں جہاں قرآنی تعلیم نے گونہ منظم صورت اختیار کی اور ہر مسلمان کے لئے قرآنی تعلیم لازمی کر دی گئی اور صحت الفاظ کا بھی خیال رکھا وہاں اس کی تدوین کی طرف بھی سعی کی گئی عہد عثمانی میں قرآن اس شکل میں مرتب ہو گیا جس شکل میں آج دنیا کے سامنے ہے اور انھوں نے اس کی بکثرت نقلیں کرکے بلاد و ممالک اسلام میں بھجوا دیں گویا تعلیم قرآنی نے وسعت و عمومیت تو عہد فاروقی میں حاصل کر لی مگر قرآن کی تدوین کا کام عہد عثمانی میں تکمیل پذیر ہوا۔

حجاج اور شغف قرآنی

عہد عثمانی میں جو قرآن مدون ہوا تھا اس میں الفاظ کے زیر و زبر اور نہ نقطے تھے عرب لوگ تو مادری زبان ہی تھی انھیں اس کی قرأت کا طریقہ بھی معلوم تھا وہ اسے اسی قرأت والہانہ لہجہ میں پڑھتے اور بہ آسانی سمجھ لیتے تھے لیکن جب اسلامی فتوحات و تبلیغ نے عجمی اقوام عجمیوں سندھیوں ارمنیوں اور بربروں کو بھی اسلامی پرچم کے نیچے لا کھڑا کیا اور ان کے قلوب میں بھی نور ایمان کی شعاعیں جگمگانے لگیں تو ضرورت ہوئی کہ الفاظ پر نقطے اور اعراب بھی لگائے جائیں کیونکہ نو مسلم اقوام کو اس طرح قرآن پڑھنے اور سمجھنے میں بڑی دشواریاں پیش آتی تھیں۔

سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ دقت محسوس کرکے قواعد صرف و نحو کی تدوین کا حکم دیا۔ کوفہ میں جا کر اس کام نے خاص ترقی کی کہ وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دار الخلافہ تھا اور وہاں بہت سے صحابہ اسی وجہ سے آباد ہو گئے تھے وہ تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو زمانہ کی فتنہ سامانی اور ہوا قسمتی نے زیادہ مہلت ہی نہ دی اور فرصت ہی نہ ملی ورنہ وہ اس کام کو بہتر طریقہ پر

مرتب و مدون کر جاتے۔ حجاج بن یوسف المتوفی ۹۵ھ گو انتہائی ستم پیشہ اور ظالم شخص تھا جس کے متعلق اور کسی کا نہیں خود حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قول مشہور ہے کہ اگر تمام اقوام اپنے اپنے ظالموں کے مظالم کو میزان عمل کے ایک پلے میں رکھیں اور دوسرے پلے میں ہم صرف اپنے حجاج کے مظالم رکھ دیں تو اس کا پلہ یقیناً بھاری ہوگا۔

لیکن ممکن ہے کہ رحمت پروردگار اس کے اس عمل سے اس کی سزا میں کچھ تخفیف کر دے بشرطیکہ اس میں اس کی نیک نیتی شامل ہو کہ اس نے عجمیوں کی یہ دشواری اور یہ مشکلات شدت کے ساتھ محسوس کیں اس لئے قرآن میں خود اپنے زیر اہتمام نقطے لگوائے اور اس کی متعدد نقول کرا کے مختلف عجمی ممالک میں بھجوائیں عجیب تر امر یہ ہے کہ عمر بھر ظلم و ستم کرنے کے باوجود قرآن پاک سے اسے محبت کیا اتنا عشق تھا کہ مرنے پر اس کے پاس سے کچھ اسلحہ چند سکول اور ایک قرآن کے سوا اس کے پاس سے اور کچھ نہ نکلا قرآن کی تلاوت بھی روزانہ کرتا تھا اور اسے ہر وقت ساتھ رکھتا تھا اس نے اعراب لگوانے کا کام بھی شروع کر دیا تھا۔

شہنشاہ ولید و عمر بن عبدالعزیز اور قرآنی تعلیم

خلیفہ عبدالملک المتوفی ۸۶ھ کو بھی قرآن سے بہت عقیدت تھی سب سے پہلے اسی نے اسی عقیدت کے پیش نظر چونے کے چوکھٹوں پر آیات قرآنی کندہ کرائیں اور جب تک زندہ رہا قرآن کے مطالعہ اور تعلیم کے لئے سہولتیں فراہم کرتا رہا ایک روز اس نے دیکھا کہ اس کا فرزند کتاب ہاتھ میں لئے محویت کے ساتھ غزوات اسلام کے حالات پڑھ رہا ہے اس نے اسی وقت اس کے ہاتھ سے یہ کتاب چھین کر جلوا دی اور تاکید کی کہ وہ قرآن کے مطالعہ و تدبر میں مصروف رہا کرے۔

ولید بن عبدالملک المتوفی ۹۶ھ کا شوق عمارت حد انتہا کو پہنچ گیا تھا مگر اس کی محبت قرآنی کا بھی یہ عالم تھا کہ وہ لوگوں کو نہ صرف ترغیب دیتا تھا بلکہ تاکید کرتا رہتا تھا کہ وہ قرآن حفظ کریں اور بکثرت کریں اور ہر شخص اس کی تلاوت کریں اور جو اس سے غفلت کرتا تھا اسے سزا دیتا تھا جو لوگ قرآن حفظ کر لیتے تھے ان سے بہت خوش ہوتا تھا ان کے وظیفے مقرر کرتا تھا ولید اسلامی دنیا کا سب سے بڑا شہنشاہ و فرمانروا ہوا ہے اور اس نے اپنے اقتدار سے تعلیم قرآنی کو بہت وسعت دی اور فیاضی کے ساتھ وظائف دیئے ولید سے بڑا بادشاہ دنیائے اسلام میں اور کوئی پیدا نہیں ہوا سب کچھ تھا مگر قرآن سے عشق تھا اور اس کی سلطنت اندلس سے لیکر سرحد چین تک حافظ ہی حافظ نظر آتے تھے گویا اس دور میں قرآن کی حکومت تھی۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے عہد میں تو یہ حالت تھی کہ جہاں چار مسلمان ملتے تھے قرآن کریم اور اس کی تعلیم ہی کا ذکر ہوتا تھا اور زہد و عبادت میں مسلمان مشغول رہتے تھے اس عہد میں تو بالکل وہی حالت تھی جو عہد صحابہ کرام میں بھی نہ ہو سکا چرچا بہت تھا اشاعت اسلام کی طرف انہوں نے خاص توجہات مبذول کیں خود بھی زبردست عابد و زاہد تھے حکمران تھے وقت تھے مگر بیت المال سے اپنے مصارف کے لئے دو درہم روزانہ سے زیادہ نہ لیتے تھے اور گھر میں خود ہی گھر کا سب کام کرتی تھیں یا تھی فرمانروایان اسلام کی شان اسلامی۔

کہیں لفظ تک کا فرق نہیں ہے جب کہ ان الہامی کتابوں کی طرف منسوب اقوال میں اختلاف موجود ہے۔

اب ہندوؤں کی چاروں ویدوں کو لیجئے رگوید، یجروید، سام وید اور اتھروید کو لیجئے کیا ہندوؤں میں سے کوئی پنڈت صاحب حتمی طور پر بتا سکتے ہیں کہ رگ وید کا اول جزو کون ہے۔ اتھروید کے متعلق اکثر ہندو عالم یہی کہتے ہیں کہ یہ کسی برہمن کی ہوشیاری ہے جو بعد کو وید میں شامل کر لی گئی، جو گنگا لٹ میں لکھا ہے کہ صرف اتھروید ہی کے وید ہونے کے متعلق شبہ و بحث نہیں تمام ویدوں کا یہی حال ہے پھر تمام ویدوں میں شرک ہی شرک بھرا ہوا ہے توحید کا عنصر بہت کم ہے جابجا قمار بازی اور حیوانی و جنسی جذبات کو مشتعل کرنے والے مضامین موجود ہیں اور بعض جگہ تو اس درجہ عریانی نظر آتی ہے کہ تہذیب کی آنکھیں بھی بند ہو جاتی ہیں خدا ہی جانتا ہے کہ ایسی کتابوں کو جن کی کوئی سند موجود نہیں کس طرح الہامی کتب کا درجہ دیدیا گیا ہے۔

تحریف و تغیر کے زندہ شواہد

بائبل اور انجیل کھول کر پڑھئے اور تو اور خود انبیاء علیہم السلام کے متعلق ان میں لغو اور فحش اشارات و الزامات نظر آتے ہیں جسے پڑھ کر ہر صاحب محض کو افسوس ہوتا ہے اور شرم سے گردن جھک جاتی ہے انتہا یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جیسے جلیل القدر اور عابد و مرتاض نبی کے متعلق اس میں لکھا ہے کہ وہ شرک کرتے تھے اور آخر تک اسی شرک میں مبتلا رہے حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انھیں ان کی بیٹیوں نے شراب پلائی اور ان سے حمل لیا حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ذات گرامی اس نوع کی لغویات و خرافات سے یکسر پاک رہی ہے اور ان کے متعلق اس قسم کا تصور بھی معصیت ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے گئوسالہ پرستی کی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے ایک جنرل ریاہ ہٹائیٹ کو ایک مہم پر بھیج کر قتل کرا دیا اور اس کی حسین بیوی سے خود شادی کر لی جسے وہ غسل کرتے دیکھ کر عاشق ہو گئے تھے۔ متعدد انبیاء کے متعلق جھوٹ اور فریب سے کام لینے کے متعلق بھی لکھا ہے بھلا کسی الہامی کتاب میں مقربین بارگاہ ربانی کے متعلق ایسے الفاظ ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں مگر بائبل میں ایسی ہی عریانیاں جابجا موجود ہیں۔

اب اس کے مقابلہ میں قرآن کریم پر ایک نظر ڈالئے کہ اس کا ایک ایک لفظ ایک ایک حرف تک اپنی حقیقی صورت میں اب تک بجنسہ موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا جس زبان میں قرآن نازل ہوا اسی زبان میں لکھا اور پڑھا جاتا ہے اس کی پوری تاریخ پورے انضباط کے ساتھ موجود ہے اس میں انبیاء سے متعلق مقربین بارگاہ ربانی کا پورا احترام کیا گیا ہے نہ صرف یہ کہ ان کی عظمت جتائی گئی ہے بلکہ بائبل کے ذریعہ سے ان کے متعلق جو بیانات عام ہو گئے تھیں ان کی تردید کر کے ان کی پوزیشن صاف کر دی گئی ہے۔ قرآن کریم کا اعلان یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام اور پیشوایان مذہب بیشک خدا کے مقدس پیغمبر اور رسول ہیں حیثیت ... کہ خدا کی طرف سے ہدایت کے لئے ہر قوم اور

ہر زمانہ میں ہادی اور پیشوا مبعوث کئے جاتے رہے ہیں ہر ایک نے آ کر توحید کی دعوت دی اور بت پرستی کی مذمت کی اور بت پرستی کی مخالفت کی گئی ہو قرآن کے ابتدائی اور اولین نسخے بھی آج تک کتب خانوں میں محفوظ ہیں۔

قرآن کریم کی استثنائی خصوصیت

اور آگے چلئے یہی نہیں کہ قرآن کے حروف و الفاظ اور آیات و سور من و عن محفوظ ہیں اور اپنی اصلی زبان اور اصلی صورت میں محفوظ ہیں بلکہ ایک ایک آیت اور ایک ایک سورۃ کا محل نزول اور شان نزول بھی محفوظ ہے صرف یہی نہیں قراءت و تجوید معانی و بیان نحو تفسیر و حدیث یہ تمام علوم بھی قرآن ہی سے پیدا ہوئے ہیں ہر ملک اور ہر خطہ میں اذان عربی ہی میں پڑھی جاتی ہے وظائف و اعمال عربی ہی زبان میں تلاوت ہوتے ہیں نماز عربی ہی میں کی جاتی ہے۔

قرآنی زبان دنیا کی ایک زندہ زبان ہے جسے کروڑوں بولنے والے ہر زمانہ اور ہر عہد میں ہر ملک میں موجود رہے ہیں علمی حیثیت سے بھی یہ زبان مالا مال ہے لسانی حیثیت سے عربی زبان دنیا کی کامل اور وسیع ذخیرہ والی زبانوں میں سمجھی جاتی ہے۔ وید، ژند، پاژند، انجیل، زبور، توراۃ جن زبانوں میں نازل ہوئیں یا مرتب کی گئیں وہ زبانیں آج دنیا سے معدوم ہو چکی ہیں نہ کہیں بولی جاتی ہیں اور نہ سمجھی جاتی ہیں اس لئے عام انسان ان کے اصلی ماخذ سے کوئی استفادہ نہیں کر سکتے لیکن قرآن کی حفاظت کی ایسی صورتیں اس نے پیدا کر دی ہیں جو قیامت تک اس کے تحفظ کی ضامن ہیں ایک مسلمان سے مسلمان بھی اور کچھ نہ کرے گا اذان تو سنے گا نماز تو پڑھے گا اور کچھ نہ ہو تو جب مرے گا تو کلمہ تو پڑھے گا اور وہ خواہ کوئی زبان بولتا ہو مگر یہ سب کچھ اسے عربی ہی میں کرنا ہوگا یہی وجہ ہے کہ ان ممالک میں بھی جہاں عربی نہیں بولی جاتی وہ تمام اسلامی گروہوں پر چھائی ہوئی ہے اور چھائی رہے گی۔ اس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ جو کتابیں ایک وقت اور ایک زمانہ میں وقتی ضروریات کے لئے نازل ہوئی تھیں وہ ضرورت پوری ہو جانے اور وقت گزرنے اور حالات بدلنے کے بعد معدوم ہو گئیں اور جو کتاب قیامت تک کے لئے ضروریات انسانی کی تکمیل و ہدایت کو نازل ہوئی تھی وہ موجود ہے قیامت تک موجود رہے گی اور اس کی حفاظت کے جو سامان دنیا میں موجود نظر آ رہے ہیں وہ اس کی بقاء و صیانت کے ضامن ہیں اور قیامت تک ضامن رہیں گے۔

قرآن پر اعتراضات کے جواب قرآن میں

وحدانیت کی مؤثر تعلیم

نزول قرآن اور کفار کا تحیر

چونکہ قرآن الہامی کتاب ہے اور اللہ کا کلام ہے اور خود اس کی ہستی ایک زندہ معجزہ ہے اس لئے وہ اپنے متعلق آپ سب کچھ بتاتا ہے جیسا کہ ہم اولین ابواب میں واضح کر چکے ہیں اور اس کے خلاف جو اعتراض اب تک کئے جا چکے ہیں کئے جا رہے ہیں اور کئے جاتے ہیں وہ ...

بلا یورپ میں پہنچکر عیسائیوں کو بھی اس نے متاثر کیا جیسا کہ ... سے
...کر لوگ اطراف یورپ میں پھیلے اور پھر ... اور
پہنچا اور اس کے تراجم ہوئے۔
ما اللہ دنیا کی کوئی ایک زبان بھی غالباً ایسی نہ ملیگی جس میں قرآن کے تراجم
...زبان کے غیر مسلم مشاہیر کے کئے ہوئے نہ ملتے ہوں یورپ و امریکہ
...بکثرت تراجم موجود ہیں دنیا کی اور کسی آسمانی کتاب کی طرف اس کی عشر
...توجہ نہ کی گئی لیکن یہ قرآنی عظمت کا ایک اور زندہ معجزہ نہیں۔

دیگر کتب الہامی اور قرآن

اسلامی جلال و عظمت کے روح پرور نظارے

...ن کے معجزانہ امتیازات

آج بھی دنیا میں متعدد آسمانی یا الہامی کتب موجود ہیں ان کے ماننے اور ان کی پیروی کرنے والوں کی تعداد بھی لاکھوں سے گذر کر کروڑوں تک پہنچ چکی ہے ...زبور، انجیل، وید، ژند اوستھا اور قرآن کا اعتبار کر لیں اور انھیں ماننے والے کروڑوں کی تعداد میں موجود ہیں اور دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ... بائبل الہامی کتب کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہے جس میں عہد عتیق کے انتالیس صحائف شامل ہیں یہ سب وقتاً فوقتاً مختلف انبیائے کرام ...مختلف زبانوں میں نازل ہوتے اور ہوتے رہے مگر یہ تمام صحف آسمانی ...ہیں جو حضرت عیسٰی سے پیشتر مبعوث ہونے والے انبیائے عظام پر نازل ...ہوئے اس کے علاوہ ستائیس کتب عہد جدید کی بتائی جاتی ہیں جن کے متعلق ...کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد مکاشفہ و الہام کے ذریعہ لکھی گئیں۔

قرآن کریم ان کتب کی تنقیص نہیں کرتا انھیں موضوعہ و مفروضہ نہیں بتاتا وہ تمام مذاہب اور ان کی مقدس کتب کی عزت کرتا ہے اور انھیں بڑا ...درجہ کا حکم دیتا ہے البتہ اتنا ضرور بتاتا ہے کہ ان میں تحریف ہو چکی ہے۔ تورات ...اور انجیل کو تو وہ خود "ہدایت" کے نام سے موسوم کرتا ہے مسلمانوں کے نزدیک قرآنی روشنی میں تمام مذہبی کتب قابل احترام تو ضرور ہیں مگر قابل تعمیل نہیں اس لئے ... کہ مسلمانوں کو قرآنی صورت میں ایک مکمل دستور حیات و عمل مل چکا ہے اور مذکورہ کتب اب نافذ العمل نہیں رہی ہیں۔ قرآن کے سوا تمام مذکورہ کتب میں سے کوئی ایک کتاب بھی ایسی نہیں جو دنیا کے کسی ایک گوشہ ایک دائرے اور ایک ملک میں بھی اپنی اصلی صورت اور اصلی زبان میں مل سکیں جتنی کچھ بھی ہیں سب تراجم ہیں تراجم ہی رہ گئے ...اصلی کتابیں دنیا سے ناپید و معدوم ہو گئیں چارلس ڈ... نے خوب لکھا ہے کہ وہ کتابیں تغیر و تحریف سے نہ خالی و مبرا ہیں اور نہ اس وقت کے حالات کے پیش نظر مبرا ہو سکتی تھیں۔"

کتب عہد عتیق کی اضاعت و اعدام

ڈاکٹر ... نے زیادہ صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ عہد عتیق کے تمام نسخے یروشلم اور ہیکل کے ساتھ بخت نصر کے حملے تباہ ہو گئے اور حضرت عزیر علیہ السلام نے اپنی یادداشت سے ان کی جو نقلیں تیار کی تھیں وہ انٹیوکس کے حملے میں ضائع ہو گئیں ان کتابوں کی صحت و صداقت کی اس وقت تک کوئی سند ہی نہ تھی جب تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حواریوں نے ان کے متعلق شہادت نہ دی یہ بخت نصر کا حملہ تھا اس عہد کا ایک خوفناک ترین وحشت خیز حملہ تھا جس نے بیت المقدس پر حملہ کر کے صرف یہ کہ اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی قتل عام کرایا لاکھوں قتل کے بعد ہزارہا یہودیوں کو قید کر کے بابل لے گیا بلکہ عہد عتیق کے تمام صحائف بھی اس نے معدوم کرا دیئے وہ تو اگر ڈیڑھ صدی بعد حضرت عزیر علیہ السلام دوبارہ زندہ ہو کر ایک محیر العقول طریق پر پیرنہ آتے اور اپنے حافظہ سے ان کی نقلیں نہ کراتے تو آج دنیا میں ان کا کیا ان کے تراجم کا بھی نام و نشان نہ ملتا ہاں اس کے کچھ ہی عرصہ بعد غالباً ۱۶۷ق م میں انٹیوکس نے حملہ کر دیا۔

اس نے بھی اپنے حملہ میں وہی سب کچھ کیا جو بخت نصر نے کیا تھا اور مخصوص سعی و تلاش سے عہد عتیق کے تمام صحف آسمانی جلوا دیئے گئے بعد اعلان عام کر دیا کہ آج کے بعد جس کے پاس بھی کوئی ایک صحیفہ اور کوئی ایک کتاب بھی نکل آئی یا کوئی شرعی رسوم ادا کرتا ہوا دیکھا اور پایا گیا فوراً قتل کر دیا جائے کتاب بیت المقدس پر ایک نہیں ایسے متعدد حملے اور سانحے گذرے اور ان میں یہ تمام کتب سماوی ضائع ہو گئیں پھر جو کچھ حافظہ میں رہ گیا تھا اس کی مدد سے علمائے یہود نے لکھا اور اس میں بموقعہ بے موقعہ حسب منشا تحریف بھی کرتے چلے گئے کہ ان مصائب نے ان کے علماء کی اخلاقی حالت بھی بہت زبوں و زار بنا دی تھی۔

تحریف اور مزعومہ کتب الہامی

کچھ بہت درست نہیں ... ایسا زمانہ آگیا تھا کہ صحائف ... نہیں کی جا سکتی تھی مگر انتہا یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کی اصلی انجیل بھی دنیا سے ناپید ہے اور اس کا صرف یونانی ترجمہ باقی رہ گیا ہے مرقس و لوقا تو یہ حقیقت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری ہی نہ تھے چنانچہ تیسری صدی عیسوی ہی میں ان کے حواری ہونے اور نہ ہونے کے متعلق خود عیسائیوں میں اختلافات کا آغاز ہو گیا تھا اور صاف طور پر کہا جانے لگا تھا کہ یہ دونوں غلطی سے حواریوں میں شمار ہو گئے البتہ پاپائے روم کے کتب خانہ سے برنا باس حواری کی لکھی ہوئی ایک انجیل اتفاقیہ طور پر مل گئی تھی جسے خود عیسائیوں ہی نے متروک قرار دے رکھا تھا کچھ ہی عرصہ ہوا کہ وہ اشاعت پذیر ہوئی ہے اسے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اکثر مضامین قرآن کے عین مطابق ہیں اور یہ تحریف سے بڑی حد تک محفوظ ہے۔

قرآن کریم تحریف صحف آسمانی کے متعلق صاف اعلان موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ ان اہل کتاب پر افسوس ہے جو خود کتابیں لکھتے ہیں اور پھر ڈھٹائی کے ساتھ کہتے ہیں کہ یہ کتابیں اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں ایک اور جگہ صاف و صریح الفاظ میں ان کی تحریف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور فرمایا ہے یحرفون الکلم عن مواضعہ ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ انہوں نے موقعہ بے موقعہ کتب سماوی کے الفاظ بدل دیئے ہیں صرف ایک ڈاکٹر مل نے صرف چند اناجیل کا مقابلہ کر کے تیس ہزار اختلافات برآمد کئے تھے جن

[illegible] کی ضرورت ہے وہ ہر شخص [illegible] ہیں [illegible] احساس ایسے نکلے ہر جگہ نہیں [illegible] اللہ تعالیٰ کا [illegible] تو انہیں بڑے حاجت روا بنکر سامنے آ جاتے ہیں آنکھوں کے آگے ان کی تصویریں ہوتی ہیں ان کے مجسمے ہوتے ہیں ان کی قبریں ہوتی ہیں ان کا تقدس ان کو ان کے سامنے جھکنے اور ان سے مدد چاہنے پر آمادہ کرتا ہے بنی اسرائیل کو دیکھئے انبیاء کی اولاد ہیں ابھی ابھی عقوبت فرعون سے نجات پا کر گئے ہیں کوہ طور کے دامن میں پڑے ہوئے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر جاتے ہیں اور یہ گئو سالہ کی پوجا شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ سب کو توحید کا سبق پڑھاتے ہیں بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ خدا سے جوڑتے ہیں مگر پوری ایک صدی بھی نہیں گذرنے پاتی کہ لوگ انہیں ابن اللہ کہکر ان کی پرستش شروع کر دیتے ہیں ان کی اور حضرت مریم کی تصاویر گرجا میں رکھی جاتی ہیں اور ان کی پوجا شروع ہو جاتی ہے کلدانی آفتاب ماہتاب ہی کو پوجنے لگتے ہیں ایرانی آگ کو خدا بنا لیتے ہیں بنی اسرائیل اپنے انبیاء کی پرستش کا آغاز کرتے ہیں ہندوستان ہی میں بت تراشے جاتے تھے عرب میں یہ حالت پیدا ہو گئی کہ اللہ کے گھر میں اللہ کے شریک پیدا ہو گئے اور کعبہ شریف میں بتوں کو سجدے شروع ہو گئے۔

یہ تمام چیزیں تمام تجربے اور تمام شواہد اللہ تعالیٰ کے سامنے موجود تھے اور وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کا تو کوئی ہرج نہیں مگر بندے بندوں اور شجر و حجر کی پرستش کر کے اپنے تنزل کا ثبوت فراہم کر رہے ہیں ترقیات سے دور جا پڑے ہیں اپنے شرف و علو کو تباہ کر لیا ہے اور حقیقی عیش و آسائش سے محروم ہوتے چلے جا رہے ہیں اس لئے اس نے اس آخری تعلیم میں جو قیامت تک کے لئے تھی اور پوری دنیا کے لئے تھی بندوں کو اس لعنت سے بچانے کا اہتمام کیا۔

توحید و رسالت

سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ ایک طرف تو اتنا بڑھایا کہ مسلمانوں کو عام حکم دیدیا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں اور تم بھی اس پر درود بھیجو۔ اور دوسری طرف صاف طور واضح کر دیا قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد [illegible] کہ دیجئے کہ میں تو تم ہی جیسا انسان ہوں البتہ مجھ پر [illegible] نازل ہوتی ہے لیکن تمہارا معبود وہی ایزد تبارک و تعالیٰ ہے میں بھی اس کے حکم پر چلتا ہوں اور وہی کرتا ہوں جو وحی کے ذریعہ حکم دیا جاتا ہے۔

ہر [illegible] اپنے اعیان و بزرگان کی عزت کرتی ہے اور کرانی ہے کیا ہماری حکومت اپنے کسی مجسٹریٹ اور اس کی عدالت کی توہین گوارا کر سکتی [illegible] انہیں خطاب [illegible] دیتی ہے عزت کرتی ہے [illegible] اس کے [illegible] کی سب عزت کریں [illegible]

ہر قوم اکیس بھی لیتی ہے سب کچھ کرتی ہے لیکن یہ سب کچھ [illegible] اسی وقت تک ہے جب تک وہ بادشاہ کے فرمانبردار ہیں جس وقت [illegible] علم بغاوت بلند کیا اسی وقت ان کی ساری عزت کا خاتمہ ہے یہ گورنروں اور بادشاہوں کا تعلق [illegible] عمال اور ماتحت اور افراد رعایا انہیں حکم ہے ہدایت ہے کہ گورنر [illegible] کی عزت کیا کریں ان کا کہنا مانیں لیکن اگر ایک کانسٹبل کو تو ان کی تو پوری عزت کرے مگر مجسٹریٹ کی کوئی حقیقت نہ سمجھے بادشاہ کو کچھ اہمیت نہ دے تو ظاہر ہے کہ وہ حکام کی نظروں سے بھی گر جائے گا۔

جن لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو الوہیت کا درجہ دیدیا تاریخ صاف بتا رہی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان پر لعنت بھیجی اور وہ کبھی ان سے خوش نہیں ہو سکتے اگر حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی گئو سالہ پرستی کو دیکھ کر غضبناک ہو گئے تھے تو باور کیجئے کہ حضرت عیسیٰ بھی ان عیسائیوں سے کبھی خوش نہیں ہو سکتے جنہوں نے الوہیت کا درجہ دیدیا ہے۔

مصائب و نوائب اور قرآنی تدبیر عمل

مسلمانوں کو شرک کی آلائش سے بچانے کے لئے اللہ نے بہت ہدایت کی اس کے پیغمبر کریم نے ہدایت کی اسی طرح دینوں نے ہدایت کی اور انہیں بتا دیا کہ عزت کرنے کو تو ماں باپ کی بزرگوں کی رسول کریم کی کیا تمام مسلمانوں کی عزت کرو مگر سب کچھ سمجھو خدا ہی کو لیکن ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اب مسلمان بڑی حد تک اپنے مرکز ثقل سے ہٹ گئے ہیں اور ہٹتے چلے جا رہے ہیں قرآن سے غفلت برتنے کے باعث یہ گوناگوں پریشانیوں اور پسماندگیوں میں مبتلا ہوتے چلے جاتے ہیں اور ان اضطراب کے عالم میں انہیں جو بھی حاجت روا نظر آتا ہے اسی کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو حکم دیا گیا تھا واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ جب تم پر کوئی افتاد پڑے مصیبت پیش آئے تو صبر و صلوٰۃ سے امداد لو یعنی گھبرا نہ جاؤ۔ ہمت و استقلال کے ساتھ اس مصیبت کا مقابلہ کرو اور دوسری طرف نماز پڑھو اور اللہ سے دعائیں مانگو اس طرح تمہاری مشکل آسان ہو جائیگی عالم اسباب کی رعایت تو استقلال میں رکھدی کہ ہمت و پامردی کے ساتھ مقابلہ کرے اور اس سے عہدہ برآ ہونے کی تدابیر عمل میں لاتے رہو اور روحانیت اور غیبی کرم کے لئے نماز و دعاء کا حکم دیدیا اور ایک اور جگہ صاف فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جو تم پر ٹوٹی ہوئی بڑی سے بڑی مصیبت کو دور کر سکے۔ اور جب کوئی دکھی اضطراب میں دعائیں مانگتا ہے تو ہم ان کی دعاؤں کو قبول کرتے اور مصائب رفع کرتے ہیں یہ حل مشکلات کا کتنا عاقلانہ روحانی اور کتنا مؤثر و بہتر طریقہ تھا اب مسلمان اس طریق موحدانہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور دوسری چوکھٹوں پر جبہ سائی کرتے پھرتے ہیں۔

بلا مبالغہ آج ایک فی ہزار بھی ایسے اشخاص نہ ملیں گے جو مذکورہ قرآنی طریقہ پر عمل کرتے ہوں۔

اب تو یہ حالت ہے کہ جہاں کسی پر کوئی مشکل پڑی کسی کو کوئی حاجت پیش آئی ایک طرف تو صبر و استقلال کو دامن ہاتھ سے چھوڑا اور تقدیر و قسمت کا گلہ شروع کر دیا اور دوسری طرف [illegible] بزرگان [illegible] کے مزارات پر [illegible] سر جھکانے

بھی خود ہی دیتا ہے اور خاص منطقہ اور خاص انداز کے ساتھ اور خود کسی کی حمایت و وکالت کا رہین منت و محتاج نہیں اس کی بالاتر امر یہ ہے کہ وہ جو اعتراض وارد ہوا اور پیش کرتا ہے اس کی توجیہ و دلیل بھی خود ہی پیش کرتا ہے پورا قرآن شریف پڑھ جائیے کہیں آپ کو یہ نظر نہ آئے گا کہ قرآن کریم محض حکم دیکر خاموش ہو گیا اور اس کے منافع و مقاصد اس نے نہ بتلائے ہوں۔

جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے تبلیغ کرنی شروع کی تو لوگوں میں غصے کے ساتھ جوش اور حیرت بھی نمایاں تھی نبوت کو وہ بہت عجیب اور ما فوق البشر شے سمجھتے تھے انہوں نے جو اپنے ہی جیسے اپنے ہی جیسے ایک انسان کو دعوت الی الحق دیتے اور تبلیغ کرتے دیکھا تو کہنے لگے ابعث اللہ بشرا رسولا کیا اللہ تعالیٰ نے ایک انسان کو اپنی رسالت کے لیے منتخب کیا ہے کچھ اور بعد فور حیرت میں یہ کہہ اٹھے مالھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق یہ کیا رسول ہے جو کھانا بھی کھاتا ہے اور بازاروں میں بھی چلتا پھرتا ہے۔ اعتراضوں کا ایک سلسلہ لامتناہی جاری تھا نئے نئے حیرت خیز تعجب انگیز اور طعن آمیز اعتراض کیے جاتے تھے چنانچہ منجملہ اور اعتراضوں کے ایک دفعہ انہوں نے معاندانہ لہجہ کے ساتھ آپ سے کہا۔

لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا او تکون لک جنة من نخیل وعنب فتفجر الانھار خلالھا تفجیرا او تسقط السماء کما زعمت علینا کسفا او تاتی باللہ والملئکة قبیلا او یکون لک بیت من زخرف او ترقی فی السماء ہم تو اس وقت تک آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک آپ ہمارے لیے زمین سے چشمے نہ جاری کر دیں گے یا آپ کا کوئی کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو اور آپ اس باغ کے وسط میں متعدد متوازی نہریں جاری کر کے دکھا دیں یا جیسا کہ آپ دعویٰ کرتے رہے ہیں آسمان کے ٹکڑے ہم پر لا گرا دیں۔ یا آپ خدا اور اس کے فرشتوں کو ہمارے سامنے کھڑا کر دیں یا آپ کسی طلائی مکان میں رہنے لگیں یا پھر آسمان پر چڑھ جائیں۔" یہ تو تمام وہ اعتراضات تھے جو قرآن پر اور حضور کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم پر کیے جاتے تھے اب ان کے جواب بھی سنئے اور قرآن ہی کے جواب میں سنئے ارشاد ہوتا ہے۔

قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک کہہ دیجئے کہ میں نے کب تم سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزائن و دفائن میرے قبضہ میں ہیں اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں انسان نہیں بلکہ فرشتہ ہوں۔

اس ایک جواب میں مذکورہ بالا تمام اعتراضوں اور حیرت زدگیوں کا جواب آگیا وہ تھی انسان تھے ہی اس کی رسالت کے فرائض ادا کرنے پر مامور ہوا ہے وہ کھاتا پیتا بھی ہے اور بازاروں میں بھی پھرتا ہے اور یہ جو تم آسمان پر چڑھنے، بادل کا ٹکڑا گرانے اور سونے کا مکان وغیرہ بنا دینے کو کہتے ہو تو یہ انسان کے اختیار کی باتیں ہوتیں اگر دی جاتیں یہاں تو بنائے ہیں اور ابھی وہ فرشتے ہیں اور نہ خزائن الٰہی کے سرمایہ دار ہیں۔

اتباع رسول اور حقیقت

اپنی بشریت و عبدیت کے ساتھ اظہار کر دینے کا حکم دیا ہے دوسری جگہ اور جگہ قرآن نے اتباع رسول پر واضح کیا ہے کہ تم رسول کریم سے جو بڑے بڑے مطالبے کرتے ہو تو وہ کوئی ما فوق البشر ہستی تو نہیں انسان ہی ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ وہ پیغمبر ہیں اور انہیں پر وحی آتی ہے اور اسی کے حکم پر چلتا ہے اور تم نہیں چلتے

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الھکم الہ واحد ان اتبع الا ما یوحی الی کہہ دیجئے میں تو تم ہی جیسا آدمی ہوں البتہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود صرف وہی ایک ذات واحد ہے اور میں جو وحی کے طور پر نازل ہوتا ہے اسی کا اتباع کرتا ہوں۔

قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ماشاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء اے پیغمبر کریم ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میرے اختیار میں تو اپنا نفع و ضرر بھی نہیں اور جب تک اللہ نہ چاہے نہ میں خود کچھ نفع پہنچا سکتا ہوں اور نہ ضرر اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے بہت کچھ جمع و فراہم کر لیتا اور مجھے کوئی نقصان نہ پہنچ سکتا۔

کتنے صاف، صریح اور ظاہر و باہر الفاظ ہیں اور توحید کا کتنا گہرا سبق دیا جا رہا ہے اور صاف کہلایا جا رہا ہے رسول ہوں نبی ہوں سب کچھ ہوں مگر ہوں پھر بندہ اور مجبور بندہ جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے میں تو اپنے آپ کو بھی اس وقت تک کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا جب تک وہ خود نہ میرا فائدہ چاہے میرا کام نفع و ضرر پہنچانا نہیں صرف یہ ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں انہیں دوزخ سے ڈراؤں اور بہشت کی بشارت دوں ان انا الا نذیر وبشیر لقوم یؤمنون۔

مجھے تو اللہ تعالیٰ نے یہی حکم دیا ہے کہ میں مخلصانہ طور پر صرف اللہ ہی کی عبادت کروں اور سب سے پہلا مسلمان ہوں انی امرت ان اعبد اللہ مخلصا لہ الدین وامرت لان اکون اول المسلمین پھر اور آگے چلئے قرآن شریف میں ہدایت ہے قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم رسول کریم کہہ دیجئے کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو مجھے قیامت کے روز اس کے عذاب کا خوف کرنا چاہیے ولا یامرکم ان تتخذوا الملئکة والنبیین اربابا وہ تم کو ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ تم اس کے فرشتوں اور نبیوں کو خدا مان لو۔ ایک اور جگہ قرآن شریف میں حکم ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو اگر میری پیروی کرنے لگو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرنے لگے گا۔ اور پھر ظاہر ہے کہ اللہ کی محبت بندے کے لیے جتنی کچھ بھی نفع رسانی حاصل ہو سکتی ہے۔

توحید کے موثر اسباق

ہم نے جو آیات ابھی ابھی بیان کی ہیں انہیں پڑھیئے بار بار پڑھیئے اور غور سے پڑھیئے یہی نہ سمجھئے کہ یہ محض کفار و مشرکین کے اعتراضات کے جواب ہی ہیں بلکہ ان میں توحید کے نہایت موثر اور عمیق سبق دیئے گئے ہیں دنیا ابتدا سے لیکر اب تک ہمیشہ ہی یہ تماشا دیکھتی رہی ہے کہ انسان خدا کو پوجتے پوجتے بندوں کو پوجنے لگے ہیں اور خدا پرستی کو چھوڑ کر بندہ پرستی شروع کر دی خدا کو بھلا بیٹھے

[illegible] چشمہ جاری نکالا اور محبت [illegible] ان کی ایک ایک سوال کو جاتی [illegible] تھی [illegible] [illegible] یادگار رہے ایک [illegible] پایا تھا اس سے اس بے آب وگیاہ میدان میں چشمہ [illegible] شہر بھی بس گیا اور آرام و راحت کے ساتھ

[illegible] کو کیا کیا مصائب پیش آئے اہل و عیال سب [illegible] کے شکم میں محبوس ہوئے مگر جیسے ہی [illegible] قاضی الحاجات [illegible] انت سبحانک انی کنت من الظلمین اس [illegible] پڑھی اور پھر سب [illegible] تھا حضرت ایوب کی دولت و ثروت [illegible] اونٹ اور بکریاں غلہ اور کھیتیاں زراعت باغات مکانات و عمارات [illegible] اہل و عیال بچے سب ایک ایک کر کے تباہ ہو گئے جسم پھوٹ گیا کیڑے پڑ گئے مگر جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبت کرنے والا دوست کوئی نہیں ڈالی ہے تو اٹھا بھی سکتا صبر و صلوٰۃ سے استعانت کرتے رہے زبان پر شکر تھا اور دل میں محبت اتنی کہ جسم سے کوئی کیڑا اگر پڑتا تھا تو اسے بھی اٹھا کر زخم ہی میں رکھ لیتے تھے کہ یہ بھی محبت کرنے والے ہی کی مخلوق ہے اس کے بعد کچھ نہ تھا تندرستی زن و فرزند، دولت و ثروت اور عزت و اقتدار ہر چیز مل گئی اور اس سے کہیں زیادہ مل گئی۔

گناہگار بندوں کی گڑگڑاہٹ پر بارش کرم

حضرت عیسیٰ کو یہود کے ہاتھوں سے کیسے بچایا۔ حضرت موسیٰ فرعون کے ہاتھ سے کس طرح محفوظ رہے حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو مشرکین مکہ کی عقوبت سے کس نے نجات دلائی انبیاء علیہم السلام تو بہت بلند چیز ہیں وہ گناہگار بندوں اور کافروں کی بھی سنتا ہے قوم یونس پر عذاب نازل ہوتا ہے آسمان سے چنگاریاں برسنے لگتی ہیں قوم گھبرا کر گھروں سے نکل پڑتی ہے اور تین روز تک باہر میدانوں میں پڑی ہوئی اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑگڑاتی ہے معذرت کرتی ہے معافی مانگتی ہے دریائے رحمت جوش میں آجاتا ہے اور ان سب کے قصور معاف کر دیئے جاتے ہیں آیا ہوا عذاب ٹل جاتا ہے طے شدہ فیصلہ بدل جاتا ہے اور پھر اسے ہر قسم کی فائز المرامیاں حاصل ہوتی ہیں۔

فرعون اور وہ فرعون جو ایک مدت سے بغاوت کر رہا ہے اور بغاوت بھی ایسی بغاوت کہ خدا بن بیٹھا ہے اور اس کے پیغمبر بنی اسرائیل کی اولاد کو ستا رہا ہے حضرت موسیٰ کا عصا جب اژدہا بن کر سامنے آتا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے مخلصانہ باتیں کرتے ہیں تو فرعون سمجھنے لگتا ہے اور کہنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ کو اس حالت میں اس پر رحم آتا ہے کہ نکل سکے تو یہ خدائی کر رہا تھا اس وقت اس پر ایک جبار کی طاری ہو رہا ہے وہی نازل ہوتی ہے کہ موسیٰ جاؤ سمجھاؤ اس سے نرمی باتیں کرو ڈراؤ نہیں۔

تاسف تھا کہ سوا اتنی جزئیات پر اور کس کی نظر پہنچ سکتی ہے اور کون کس کی اتنی پاسداری کر سکتا ہے پھر جب یہ نیل میں ڈوب جاتا ہے اور حضرت موسیٰ و نور [illegible] یاد [illegible] نہیں سنتے تو وحی نازل ہوتی

ہے کہ موسیٰ دیکھا تم نے فرعون اور بندہ کا فرق اتنی دفعہ فرعون نے مجھ سے رحم کی التجائیں کیں مگر تو نے ایک نہ سنی اور اسے اس کی تمام [illegible] غرق ہونے دیا مجھے کیا در دینا تھا تو مجھے تھا کہ میرا بندہ تھا [illegible] میں وہ مجھے ایک بار پکار لیتا تو قسم ہے اپنی عزت و جلال کی میں اسی وقت اس کے تمام قصور معاف کر دیتا۔

اسے تو بندگی گوارا نہیں جو کچھ اس سے کہو جو مانگو اس سے مانگو حضرت یعقوب نے اتنا ہی تو کر دیا تھا کہ یوسف کو جنگل میں بھیجتے وقت بھائیوں کے سپرد کر دیا تھا اور یوسف علیہ السلام سے اتنی ہی تو لغزش ہوئی تھی کہ قید خانے میں حاجب فرعون سے یہ کہہ دیا تھا کہ اپنی رہائی کے بعد فرعون کے دربار میں پہنچے تو میرا ذکر بھی کرنا اس پر اول الذکر کو چالیس سال تک فراق پسر میں رونا پڑا اور موخر الذکر نے سات سال جیل خانے کے اندر گزارے اور وہ حاجب باہر جا کر اتنی اہم بات اور اتنا اہم ذکر بھول گیا، سب کچھ ہوا مگر پھر رحم و کرم نے اور یوسف کو یعقوب سے ملانے اور پھر قید سے نکال کر تخت عزت پر بٹھانے والا اور کوئی تو نہیں وہی تو تھا۔

اسباب و اسرار ایزدی

گو اس کی قوت و تمکین فیکون کی کسی سبب کی کوئی حاجت نہیں مگر اپنے قانون کا بھی لحاظ ہی کرتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے کہ مقصد بالکل سامنے نظر آنے لگتا ہے برادران یوسف نے تو محض الزام ہی الزام اپنے سر لیا اور بدنام ہوئے خود منشا ایزدی یہی تھا کہ یوسف کسی طرح مصر کنعان پہنچیں، کہیں دربار تک رسائی ہو قحط کے منتظر ہوں اور نبی یعقوب خطائی اذیت سے بچ کر ہلاک نہ ہوں اب قصہ کو دیکھئے کہ اس کے اندر اسباب کی کڑیاں کس طرح باہم مربوط ہیں اور کسی جگہ کوئی ایک کڑی بھی ٹوٹی ہوئی نظر نہیں آتی نہ یوسف کو خواب بتلایا جاتا نہ بھائیوں کو ان سے انتہائی دشمنی پیدا ہوتی نہ دشمنی پیدا ہوتی نہ وہ کنعان سے نکلتے۔ نہ کنعان سے نکلتے نہ وہ قافلے کے ہاتھ پڑتے نہ قافلے کے ہاتھ پڑتے نہ بکتے۔ نہ بکتے تو عزیز مصر کے گھر تک کیونکر پہنچتے نہ اس کے ہاتھ فروخت ہوتے اور نہ عشق زلیخا واقعہ پیش آتا نہ زلیخا کو عشق ہوتا نہ آپ کی شہرت اس قدر ہوتی۔ نہ یہ شہرت ہوتی نہ آپ جیل خانے جاتے اور نہ آپ کے ملکۂ تعبیر کا شہرہ فرعون کے کان تک پہنچتا نہ فرعون کو معلوم ہوتا اور نہ آپ قرائن زراعت کے منتظر اور عزیز مصر مقرر ہوتے اور نہ آپ کو اتنا اقتدار نصیب ہوتا نہ مخلوق خدا آنے والے قحط سے نجات حاصل کرتی اور نہ نبی یعقوب موت کے منہ سے بچتے حقیقت یہ ہے کہ ہم اس کے اسرار تو سمجھ نہیں سکتے اور اپنی نافہمی سے گھبرا کر فکر مند ہونے اور شکوہ کرنے لگتے ہیں ہم نے بچپن میں اپنے نصاب تعلیم کے اندر ایک قصہ پڑھا تھا جو بالکل صحیح اور بہت نصیحت آموز ہے مکان کے ایک گوشے میں مکڑی نے جالا تن رکھا تھا مکھیاں اڑ اڑ کر اس کے قریب جا رہی تھیں اور بھاگ بھاگ آتی تھیں ایک دفعہ مکڑی نے لپک کر ایک مکھی کو پکڑ لیا اور جالے میں جکڑ دیا ایک بزرگ برابر بیٹھے یہ تماشا دیکھ رہے تھے انہیں مکھی کے تڑپنے پر رحم آگیا بڑھ کر جالا توڑ ڈالا اور مکھی کو اسی وقت آزاد کر دیا۔

...ارام اچھی طرح واقف ہیں
...دہیں تو جب کوئی ان کا تعلق ہی
...زار کے تصرفات کے بھی معترف ہیں مگر آجکل مزارات پر
کا جو طریقہ رائج ہو گیا ہے ہم اسے غیر قرآنی سمجھتے ہیں اور ہمارا خیال ہے کہ اس سے قوم کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے حقیقت یہ ہے کہ آج مسلمانوں کے ایک بہت بڑے طبقہ کے لئے مزارات اولیائے کرام بت بنتے چلے جا رہے ہیں بہت سے احباب ہمارے ان الفاظ میں تیر ہوں گے مگر ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ بالکل درست کہہ رہے ہیں مصیبت یہ ہے کہ غیر مقلد طبقہ نے تو اولیائے کرام کے تصرفات بعد الحیات ہی سے انکار کر دیا ہے اور وہ توسل اور استغاثہ قبور کو بالکل ایک لغو عقیدہ خیال کرتے ہیں اور مقلد طبقہ کی یہ حالت ہے کہ اس نے سب کچھ انھیں ہی سمجھ لیا ہے اور اتنی اہمیت دے رکھی ہے کہ توحید پر زد پڑنے لگی ہے حالانکہ صحیح راستہ ان دونوں انتہاؤں کے بین بین ہے غیر مقلدین کی طرف سے جو اعتراض کیا جاتا ہے کہ مقلدین خدا کو چھوڑ کر قبروں ہی کو حاجت روا سمجھ بیٹھے ہیں وہ ایک حد تک درست ہے چونکہ قریش کی فطرت میں بت پرستی کے جراثیم کلبلا رہے تھے اور بنی اسرائیل کی قبر پرستی کی روایات سامنے تھیں اس لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدا میں فرزندان توحید کو زیارت قبور سے بھی منع کر دیا تھا مگر جب دیکھا کہ ان کے ایمانوں میں پختگی پیدا ہو گئی ہے تو آپ نے عام اجازت دیدی متقدمین تو صحیح راستے پر رہے مگر متاخرین اتنے بڑھے کہ انہوں نے بالکل قبور اولیائے کرام ہی کو حاجت روا سمجھ لیا اب صحیح راستہ کیا ہے سنئے کہ جب کوئی احتیاج پیش آئے مشکل درپیش ہو تو قرآن کا بتایا ہوا راستہ یہ ہے کہ ہمت و حوصلہ سے کام لیکر ایک طرف تو نبوی طریق پر تدبیر و سعی سے کام لیا جائے اور دوسری طرف اللہ سے نمازیں پڑھ پڑھ کر دعائیں مانگی جائیں مثلاً کسی مقدمہ میں پھنس گئے ہیں ناگہانی مصیبت پڑی ہے تو آپ یہ ہرگز نہ کریں کہ تقدیر کو کوسنے زمانہ کو برا کہنے اور انتہا یہ نہیں تو خود شہنشاہ حقیقی کے شکوے کرنے بیٹھ جائیں صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیں اور حضور خواجہ غریب نواز کے دربار میں پہنچ کر فریاد کرنے لگیں کہ آپ رحم کریں اور مجھے اس مصیبت سے نجات دیں اور میری حاجت پوری کریں ایسا کریں گے تو توحید کا عقیدہ رکھتے ہوئے بھی آپ توحید کو مجروح کریں گے اور کامیاب بھی نہ ہوں گے

حل مشکلات کی قرآنی تدبیر

اس صورت میں آپ کا کام یہ ہوگا کہ آپ فوراً انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر اس مصیبت کے مقابلے اور اس مقدمے کے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں اور دنیا کو عالم اسباب سمجھ کر پوری تدبیر و سعی سے کام لیں یعنی کہ تدابیر دنیوی میں مصروف ہیں رات کو صلوٰۃ الحاجات پڑھیں اللہ کے سامنے گڑگڑائیں اس سے دعا کریں اس کے بعد آپ سفارش و توسل کے طور پر غریب نواز کے دربار خواجہ میں بھی حاضر ہوں بہتر تو یہ ہے کہ آپ فاتحہ پڑھکر سراپا سوال ہو کر خاموش بیٹھ جائیں ورنہ آپ عرض کریں کہ میں مصیبت لو یا فلاں مقدمے میں پھنس گیا ہوں آپ بارگاہ ربانی کے مقرب ہیں میرے

آپ کی دامن گیر ہو گئی ہے مجھے اس مصیبت سے نجات دلا دیں میرے لئے دعا کریں اللہ مجھے اس اذیت سے رہائی دلا دیں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے اس سے برکت ہی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی برکت سے آپ کو فائز المرام کر دے گا لیکن یہ سب کچھ بھی آپ خاموشی و اختصار سے کریں اور اپنے کام سے کام رکھیں۔

مصیبت یہ ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہیں انھیں سمجھ تو ہوتی نہیں وہ بار بار مزارات پر جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے حاجتیں پوری کر دیتا ہے تو یہ پھر سب کچھ ان مزارات ہی کو سمجھ لیتے ہیں خدا سے دعا مانگنے اور صبر و صلوٰۃ سے استعانت کرنے کا خیال بھی نہیں آتا اور اللہ کی طرف سے بھٹک کر وہ ادھر ہی کے ہو جاتے ہیں ہم نے دیکھا ہے کہ آجکل مزارات پر حاجتیوں کا ایک انبوہ ہوتا ہے ان میں ۹۵ فیصدی وہ لوگ ہوتے ہیں جنھیں روزہ نماز کا خیال بھی نہیں آتا معاصی و مناہی سے بچتے نہیں اور اللہ جب ان کی کوئی حاجت پوری کر دیتا ہے تو انھیں خیال بھی نہیں آتا کہ اللہ نے یہ کیا بلکہ سمجھتے ہیں کہ صاحب مزار نے یہ کیا یہ صورت درست نہیں اس سے شرک و بدعت کو ترقی ہوتی ہے بخلاف ازیں اگر صبر و صلوٰۃ سے استعانت کریں اور اس کے بعد کوئی قدم اٹھائیں تو اس سے عقیدۂ توحید کو تقویت ہوتی ہے ایمان پختہ ہوتا ہے اور روزہ نماز کی عادت پڑتی ہے۔

خوب سمجھ لیجئے کہ اللہ کے حکم کے بغیر ذرہ بھی حرکت نہیں کر سکتا اور نہ اس کے بغیر حکم و اذن کوئی سفارش کر سکتا ہے من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ

استعانت باللہ کے شاندار مظاہر

کتنی بڑی بات ہے کہ لوگ جابجا اولیائے کرام کے فیضان اور حاجت روائی کے تذکرے کرتے پھرتے ہیں لیکن شہنشاہ حقیقی اور رب قدیر کی بندہ نوازیوں اور حاجت روائیوں پر جداگانہ طور سے نہ اب تک کوئی کتاب لکھی گئی ہے نہ اس کا کوئی ذکر کرتا ہے اور نہ یہ بتاتا ہے کہ اسے اپنے بندوں کے ساتھ کتنی محبت ہے بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ ہم ایک ایسی کتاب مرتب کر کے آپ کے سامنے پیش کریں گے یاد رکھئے اور خوب سمجھ لیجئے کہ اسے اپنے بندوں سے والدین کی محبت کی بہ نسبت ستر درجے زیادہ محبت ہے بندہ کتنا ہی گنہگار ہو مگر جب وہ اس کے آستانہ رفیع پر پہنچ کر بیتابانہ سر جھکا دیتا ہے اس پر بھروسہ کرتا ہے تو وہ انتہائی انبساط و مسرت کے ساتھ اسے اپنے آغوش میں لے لیتا ہے اور اتنا دیتا ہے کہ رکھنے کو جگہ نہیں ملتی اور شکر کرتے کرتے زبان گنگ ہو جاتی ہے۔

حضرت سیدنا ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا جاتا ہے وہ اسے گلزار بنا دیتا ہے نمرود کے غضب سے بچاتا ہے فرعون کے ہاتھ سے مامون رکھتا ہے ایک بیٹے کے لئے دعا کرتے ہیں متعدد فرزند عطا کر دیتا ہے جن میں دو فرزند جلیل وہ ہوتے ہیں جن کی نسلیں انبیاء علیہم السلام اور اولیائے کرام سے بھری پڑی ہیں ان کے کارنامے اور ان کی قربانیوں کو خلعت دوام بخشتا ہے کیا تھا حضرت ہاجرہ نے یہی تو کہدیا تھا کہ اگر اللہ کا حکم ہو تو آپ ہمیں اس بے آب و گیاہ میدان میں چھوڑ جائیے پھر وہ ہمیں ضائع نہ کرے گا دیکھئے ان کا

[illegible] دنیا میں اگر کوئی شخص [illegible] بھی کسی [illegible] تماشہ کو نہیں [illegible] اپنے بندوں سے کہیں زیادہ محبت رکھتا ہے وہ کب ٹال سکتا ہے۔

ایک اور بات یہ ہے جو دعا مانگتا ہے اور چاہتا ہے کہ جو مانگے آئے فوراً مل جائے حالانکہ یہ قانونِ قدرت ہے کہ ہر مقصد کے لیے انسان کو قربانیاں کرنی پڑتی ہیں بقول "روما" ایک روز میں تعمیر نہیں ہوا۔ نہ ہم جلد بڑھ کر جوان ہوتے نہ جلد پڑھ لکھ کر عالم ہوتے نہ جلد کما کر اور جمع کر کے مالدار ہو سکتے نہ بچہ ایک روز میں پیدا ہوتا ہے نہ ایک روز میں ملک فتح ہوتا ہے اور نہ باغ تیار ہوتا ہے پھر بھلا ہم خلاف قانون قدرت کیوں جلد تکمیل مقصد کی آرزو کرتے ہیں یہ قانون ہی بہترین قانون ہے اگر ہر آرزو جلد پوری ہو جایا کرتی ہر مقصد فوری حاصل ہو جاتا تو نہ اس کی ہماری نظر میں کوئی وقعت ہوتی اور نہ اس کے حصول پر ہمارے قلب میں شکر گزارانہ جذبات پیدا ہوتے جس مقصد کے لئے قربانیاں کی جائیں اس کے حصول پر کبھی کوئی مسرت خاص حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہو سکتی ہے۔

زندگی وہی شاندار ہوتی ہے جو قربانیوں سے لبریز ہو حضرت ابراہیمؑ حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگیاں انتہائی شاندار اور بلند زندگیاں ہیں اس لئے کہ ان فخر دو عالم ہستیوں نے صد ہا قربانیوں کے بعد کامرانیاں حاصل کی تھیں

پر امید رہنے کا حکم

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں صبر کا لفظ اسی لئے مقدم رکھا گیا ہے صبر کے معنے یہ ہیں کہ عجلت سے کام نہ لو اور ہمت و استقلال اور عزیمت و ثبات سے اپنے کام میں لگے رہو مایوس نہ ہو پر امید رہو امید پر دنیا قائم ہے۔ خدا نے حکم دیا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ دیر سے یا جلد یا بدیر اپنے بندوں کا مقصد پورا ضرور کرے گا لوگ غور نہیں کرتے ورنہ یہ تو دنیا بھر کو امید کے سبق پڑھا رہا ہے اور اسی لئے پکار رہا ہے کہ اسے سب کو نوازنا ہے اور نہ اپنے بندوں کو محروم کرنا اپنی عظمت و کبریائی کے خلاف سمجھتا ہے اور صاف کہتا ہے لا تیئسوا من روح اللہ مجھ سے ہرگز مایوس نہ ہو شکر کرتے رہو بڑھتے چلے جاؤ کفرانِ نعمت کرو گے تو عذاب پاؤ گے۔

گویا مایوسی اور کفرانِ نعمت دونوں ہم جرم ہیں انتہائی اشتباہ توں پر بھی اگر بندہ مایوس ہو جائے تو اس سے زیادہ اور اس کی بدبختی کیا ہے بندہ اور پھر اس کا بندہ اور مایوس ہو تو اس سے بڑا کیوں نہ گے اپنے بندوں کو کون نہیں نوازتا وہ تو پھر خدا ہے غرض یہ ہے کہ صبر و استقلال اور امید و توکل کے ساتھ دعا مانگتے رہو وہ سب کچھ اختیار رکھتا ہے اور جو اس سے مانگتا ہے ضرور پاتا ہے۔

البتہ یہ بھی کوئی لازمی نہیں کہ وہ نوازنے میں ہمیشہ دیر ہی کرے قانون الٰہی کے ماتحت یہ بھی ہو سکتا ہے تو آن کی آن میں نواز دیتا ہے جہاں [illegible] میں [illegible] کرتے تھے اور انہیں تا قدر پہنچانے ہوئے تھوڑی مدت سال کے اندر اندر دنیا کے حالات بدل دیئے کہ جب بڑی بڑی دولتمند قوم کو تباہ کر دیا وہاں ایسی بھی مثالیں موجود ہیں کہ آن کی آن میں نواز دیا حضرت داؤد علیہ السلام کیا تھے محض ایک چرواہے حضرت یوسف علیہ السلام کیا تھے محض ایک قیدی مگر جب نوازنے پہ آیا تو غیر متوقع طور پر ان کے سروں پر تاج جگمگانے لگا۔ سلطان التمش سلطان بلبن سلطان شیر شاہ سلطان حسن گنگو کیا تھے کوئی توقع بھی کر سکتا تھا کہ شاہی تو شاہی انھیں کوئی اقتدار بھی نصیب ہوگا مگر زمانہ کی ایک ہی گردش میں یہ تاج و تخت کے مالک بن گئے۔

حضرت بشر حافی شرابی کبابی شرابخوار و زیادہ نوش گھر سے نکلتے ہیں ایک کاغذ پر بسم اللہ پڑی دیکھ کر اٹھا لیتے ہیں ادب سے اٹھا کر رکھ دیتے ہیں رحمت بھری مل جاتی ہے کہ انھیں سرآمد اولیا بنا دیتا ہے۔

حضرت حبیب عجمی نصف سے زیادہ زندگی سود و قساوت میں ختم کرتے ہیں آخر انھیں ولایت عطا ہو جاتی ہے اور سرگروہ جماعت صوفیا بنتے ہیں۔

آقائے حقیقی کی بندہ نوازیوں کے روح پرور نظارے

فرعون کے دربار میں

فرعون کے اعلان پر تیس ہزار ساحر اور کسی کے قبیں، اللہ کے رسول اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے آتے ہیں ان کی زندگی کا ہر عنوان دن رات دوزخی اور جہنمی ہونے کی شاہد ہے آتے ہیں اور مقابلہ بھی کرتے ہیں مگر معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو جاتے ہیں اور مسلمان بھی ایسے اور ایمان بھی اتنا پختہ کہ فرعون جیسے جبار شہنشاہ کی دھمکیاں بھی ان پر اثر انداز نہیں ہوتیں ہاتھ پیر دونوں کٹتے ہیں اور سولی پر چڑھ جاتے ہیں جو ایک ساعت پہلے دوزخی تھے وہ ایک ساعت گزرنے پر بغیر عمل کے جنتی بن جاتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نعوذ باللہ قتل کرنے کو برہنہ شمشیر نکلتے ہیں ظاہر ہے کہ ان کے اس ناقص عمل کا انجام کیا ہوتا مگر راستے ہی میں ہدایت ہوتی ہے تلوار جھک جاتی ہے اور دربار رسالت میں پہنچ کر سر تسلیم خم کر دیتے ہیں اور خلعت شاہانہ پا جاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ محبوب ترین بزرگ ترین اور شفیق ترین ہستی تصور ہی میں نہیں آسکتی ہمیں نے اُسے چھوڑ دیا اور چھوڑ کر ذلیل و خوار ہو گئے۔ حضرت قطب الاقطاب صاحب اور حضرت قاضی حمید الدین ناگوری لب جمنا سیر کر رہے ہیں دیکھتے ہیں کہ ایک بڑا اور زہریلا بچھو تیزی کے ساتھ بہا چلا آرہا ہے یہ دونوں برگزیدہ ہستیاں دیکھتی ہیں دریا کے قریب پہنچتے ہی دریا راستہ دیدیتا ہے یہ دونوں بھی اسی راستے سے پار ہو جاتے ہیں کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک معصیت کیش اول شرابی نشے میں بدمست پڑا ہے اور ایک اژدہا اُسے ڈسنے والا ہے اتنے میں یہ بچھو وہاں پہنچ کر اسے ڈنک مارتا ہے مر جاتا ہے تماشا ہو جاتا ہے یہ دونوں سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی بزرگ ہے معلوم ہوتا ہے کہ شرابخور گنہگار ہے اس سے واقعہ بیان کرتے ہیں تو وہ زار و قطار روتا ہے اور تائب

[illegible]
کھیال نہ ہو اپنے سات ... کر دے گئے اور یوں بھلائی
ہوتی ہے وہ بدرنگ ہما سا نشر ہونے لگے گا۔ اسرارِ قدرت کو کون سمجھ سکتا ہے
خود قرآن شریف میں حضرت موسیٰ اور حضرت خضر کی ملاقات
کا ذکر موجود ہے خضر نے ہدایت کر دی تھی کہ دیکھئے آپ میرے ساتھ تو چلتے
ہیں مگر مجھ سے کوئی سوال نہ کرنا اور نہ میرے کسی فعل و عمل پر اعتراض کرنا، جب
راہ میں یتیموں کی کشتی توڑنے وغیرہ کے حالات پیش آئے حضرت موسیٰ کی نظر
ظاہر پر تھی انہوں نے ہر بار ہر عمل پر اعتراض کیا کہ کشتی کیوں توڑ دی دیوار کیوں
سیدھی کی لڑکے کا گلا کیوں گھونٹا وغیرہ۔ مگر جب انھوں نے اسرار بتائے
تو دنگ رہ گئے۔

حصولِ مقصد و آرزو کیلئے بندوں کا اضطراب

ہمارے سامنے دنیا میں صدہا مقاصد اور ہمارے قلب میں صدہا آرزوئیں پیدا ہوتی ہیں
جن کے حصول کی تمناؤں میں ہم بیقرار رہتے ہیں، دعائیں مانگتے ہیں اور
جب وہ پوری نہیں ہوتیں تو مایوس ہونے لگتے ہیں حالانکہ ہم ہرگز نہیں
سمجھ سکتے کہ ہم جو آرزو کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے واقعی مفید بھی ہے یا نہیں
بچہ شمع کو ہاتھ میں پکڑنے کو دوڑتا ہے اسے اچھی معلوم ہوتی ہے ماں نہیں پکڑنے دیتی
وہ روتا ہے وہ ماں پر غصہ جھنجھلاتا ہے مگر ماں تو سمجھتی ہے کہ اس کے
پکڑنے سے اس کا ہاتھ جل جائیگا۔ قارون کی دولت دیکھ دیکھ کر بنی اسرائیل کو
رشک پیدا ہوتا تھا وہ جس ٹھاٹ باٹ و طمطراق کے ساتھ باہر نکلتا تھا تو ان
کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں مگر جب سب نے اس کا اور اس کی دولت کا انجام
دیکھ لیا تو لگے پناہ مانگنے۔ اپنے گرد و پیش کی حالت پر نظر ڈالیے کوئی اپنی
حالت پر خوش نہیں واقعی ایک حالت پر اس معنی میں قناعت کرنا تو برا ہے کہ
ترقی کی سعی ہی نہ کی جائے اور آگے قدم بھی نہ اٹھایا جائے کہ اس سے قومی زندگی
کو نقصان پہنچتا ہے اپنے دست و بازو اور سعی و محنت سے جس قدر حاصل کیا جا سکے
کیجئے اور ضرور کیجئے ہمارا مقصد غیر امکانی آرزوؤں اور ان تمناؤں کے حصول
سے ہے جن کی نہ تو ہمارے اندر اہلیت ہو اور نہ جن کے لئے ہم سعی کا کوئی قدم
بڑھا سکتے ہیں مثلاً ہم آج یہ آرزو کرنے لگیں کہ ہم ڈاکٹر اقبال کیوں نہ بن گئے ہمیں
نہرو کی لیڈری نہیں تو وزارت ہی مل جائے مگر ایں ... موجود ہے
اور دوسرے کی ... بیوی دیکھ کر شکوہ گذاری کرنے لگیں کہ ہمیں ایسی
بیوی نہ ملی کسی کی ... دیکھ کر رشک آنے لگا۔ کسی کا عز و اقتدار
دیکھ کر بے چین ہو گئے۔

اپنی بہ نسبت ترقی یافتہ لوگوں کو اس لئے دیکھنا اور ان پر نظر کرنا تو ضرور اچھا
ہے کہ اس سے ترقی کا ولولہ پیدا ہوتا ہے مگر محض رشک و حسد کا خیال ہو اور
شکوہ اور قسمت کا گلہ ہونے لگے تو اپنی بہ نسبت کمتر مخلوق کو دیکھنا چاہیے
فکر کرنا چاہیے کہ سب سے برے ہیں تو سب سے اچھے بھی ہیں۔ ہمیں کیا معلوم
کہ ہم جن کی زندگی کو رشک و آرزو کی زندگی سمجھ رہے ہیں اور اس کی تمنا
رکھتے ہیں وہ بھی درحقیقت خود کو خوش قسمت ہی سمجھ رہے ہیں اور وہ حقیقت
میں اس زندگی میں بشاش ہی ہیں اور ... ہمارے ایک مرحوم دوست خواجہ

[illegible]
تاجر تھے ... صاحب ... وغیرہ ... کرتے تھے مرحوم
ایک صحبت میں فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے اور جنت الفردوس
کی نعمتوں سے نوازے، ایک مثال مراد ہے مجھے دنیا میں ایک نہایت موثر
سبق ملا ہے میں نے پانچ روپے کے سرمایہ سے کاروبار شروع کیا اور اس
درجہ ترقی کی کہ میں جب شملہ جاتا تھا تو گورنر ... کمشنر کے باپ
کی کوٹھی دیکھ کر بہت رشک محسوس کرتا تھا اور دل میں کہتا تھا کہ کوئی تو ہیں
الٰہی کیسے کیسے شاد و کام زندگی بسر کر رہے ہیں کچھ عرصہ بعد میں نے ان سے
اثنائے گفتگو میں ایک روز کہا کہ گورنر صاحب سبحان اللہ آپ کی کوٹھی کتنی
پر فضا اور شاندار ہے اور زندگی کتنی خرم و خرسند ہے فوراً بولے خواجہ
صاحب کیا فرماتے ہیں:

"میری کوٹھی کوئی حقیقت بھی نہیں رکھتی نہ میری زندگی شاد و خرم زندگی
ہے کوٹھی تو حقیقت میں گورنر صاحب ہی کی ہے اور زندگی بھی انہی کی زندگی
ہے۔ خواجہ صاحب مرحوم یہ سنکر خاموش اٹھ کر چلے آئے۔ فرماتے تھے
کہ اس روز سے میں نے رشک کرنا بالکل چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ یہ سب دنیوی
حرص ہے ہم جنھیں خوش و خرم سمجھتے ہیں وہ حقیقت میں ہم سے زیادہ
فکر مند ہیں ہم ان کی زندگی پر رشک کرتے ہیں اور وہ اپنے سے بڑے کی
زندگی پر رشک کی بلا میں مبتلا ہیں خوش کوئی بھی نہیں۔" قرآن ہر شعبہ میں
ہمیں ہدایت دے رہا ہے اسی لئے اس نے حکم دیا ولا تتمنوا ما فضل
بعض ... اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر جو فضیلت دی ہے
اس پر رشک نہ کرو اور اس کی آرزو میں منہمک رہو کیونکہ انسان
اسرارِ قدرت تو سمجھتے نہیں لطائف تک نظر پہنچتی نہیں اور ظاہر کو
دیکھکر رشک کرنے لگتے ہیں اور ناشکری پر اتر آتے ہیں۔

تاخیرِ دعا اور اسکے حکیمانہ اسباب

ہم اپنی غلط بینی اور کوتاہ فہمی کے باعث اسرارِ
قدرت کو تو سمجھ نہیں سکتے تمنائیں شروع کر دیتے ہیں اور وہ بھی لایعنی
اور پھر چاہتے یہ ہیں کہ جتنی آرزوئیں اور خواہشیں ہیں وہ جلد سے جلد پوری
ہو جائیں یہ فطرت و قدرت کے خلاف ہے ایسا نہیں ہوتا تو ناشکری
اور شکوے شروع ہو جاتے ہیں۔

ایک شخص علیل ہے بیمار ہے ہر چیز کھانے کو اس کا دل چاہتا ہے
ہر چیز مانگتا ہے اور ان کے لئے بسا اوقات بیقرار بھی ہوتا ہے دوا کے
تلخ گھونٹ پیتے ہوئے بھی گھبراتا ہے مگر کوئی اس کی نہیں سنتا اسے
بد پرہیزی نہیں کرنے دیتا اب اگر بیمار اپنے تیمارداروں کا شکوہ شروع
کرے اور انھیں دشمن سمجھ کر ان کے شکوے شروع کرے تو کون ہے
عقلمند کہیگا یہی صورت اللہ اور بندہ کے تعلق کی ہے ہم ایک چیز کی آرزو
کرتے ہیں اس کے لئے بیقرار رہتے ہیں دعا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے
ہمارے لئے بہتر نہیں سمجھتا نہیں دیتا، نہیں ملتی تو ہم مایوس ہونے لگتے ہیں
اور شکایتوں اور بدامیدیوں پر اتر آتے ہیں حالانکہ جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں
کہ اسے بندوں سے ... ماں کی نسبت ستر درجے زیادہ محبت ... محبت

اس کی ... جنت ... میں ہے
یہ تو تھا حشر ونشر اور عذاب و عقاب کا ذکر اب دیکھئے نعمائے جنت اور بخشش و مغفرت کا ذکر کن لطیف و نازک اور نشاط انگیز الفاظ میں کیا جا رہا ہے اور ان کے اندر کتنی شیرینی کتنا سرور اور کتنی مسرت چھپی ہوئی مضمر ہیں۔

وجوہ یومئذ ناعمۃ لسعیہا راضیۃ فی جنۃ عالیۃ لا تسمع فیہا لاغیۃ فیہا عین جاریۃ فیہا سرر مرفوعۃ واکواب موضوعۃ ونمارق مصفوفۃ وزرابی مبثوثۃ۔ وفیہا ما تشتہیہ الانفس وتلذ الاعین فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین بہت سے چہرے اس روز شاداب و درخشاں ہوں گے اپنے کئے ہوئے نیک اعمال پر مسرور ہو رہے ہوں گے ہشاش بشاش جنت عالیہ میں بیٹھے ہوں گے جہاں لغو و لاطائل باتیں کہیں سننے میں نہ آئیں گی جا بجا نہریں جاری ہوں گی بلند و خوبصورت تخت ہوں گے خوشنما اور نازک جام قرینے سے رکھے ہوں گے نازک پردے پڑے ہوں گے بستر بچھے ہوں گے جس چیز کو ان کا دل چاہے گا اور جو چیز انھیں بھلی معلوم ہوگی وہ جنت میں ان کے لئے موجود ہوگی دنیا میں کوئی شخص تصور بھی نہیں کرسکتا کہ حسن عمل کے انعام کے طور پر وہاں کیسی کیسی لعمتیں جن کے دیکھنے سے آنکھیں کو ٹھنڈک نصیب ہوگی انھیں آخرت و جنت میں نصیب ہوں گی۔

ایک اور جگہ بتایا ہے کہ وہاں پر فضا باغات اور موتیوں کے خوشنما محل ہوں گے ایک عمر کی ابھرتی جوانی والی دوشیزہ ان کے لئے موجود ہوں گی جن کی آنکھوں میں سحر ادا اور اداؤں میں رعنائی ہوگی اور جن کے محض دیکھنے سے لطف و لذت حاصل ہوگی پیار آئے گا۔ ان کی بڑی بڑی اور جھکی ہوئی آنکھیں بھلی لگیں گی یہ تو محض ترجمہ ہے قرآن نے جن الفاظ میں ان کا ذکر کیا ہے ان سے بہتر اور خیز الفاظ دوسرے تصور میں بھی نہیں آسکتے پڑھتے پڑھتے دل میں امنگ اور سرور پیدا ہو جاتا ہے اور سرشاری طاری ہونے لگتی ہے۔

فصحائے عرب کا عجز

خدائے لم یزل نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو فصاحت قرآن کی صورت میں وہ معجزہ عطا کیا تھا جس کے سامنے تمام فصحائے عرب کی زبانیں گنگ ہو کر رہ گئیں اور قرآن کی تحدی و دعاوی کے سامنے وہ چوں تک بھی نہ کرسکے جب کفار آپ پر اعتراض کرتے اور یہ کہتے کہ یہ قرآن اس کا نازل کیا ہوا نہیں تو ایک آیت نازل ہو جاتی اور وہ انھیں مبہوت و ساکت کر دیتی۔

پہلے ہی اعتراض پر قرآن نے چیلنج کیا۔ ام یقولون افتراہ قل فاتوا بعشر سور مثلہ مفتریات وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن رسول اللہ نے بنا لیا ہے تو تم اس کے جواب میں یہ کہو کہ اگر تم یہی کہتے ہو کہ اسے میں نے بنا لیا ہے تمہارا یہ دعویٰ سچائی پر مبنی ہے تو بات ہی کیا ہے تم اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر پیش کردو کیونکہ تم بھی تو عربی ہی بولتے ہو اور شعر کہتے ہی

تو تمہاری زبان ہے اور قوم میں بڑے بڑے ادیب و خطیب موجود ہیں دوسری جگہ ہے ام یقولون افتراہ قل فاتوا بسورۃ مثلہ وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صادقین نہیں دس سورتیں کہہ دیجئے اچھا قرآن جیسی ایک ہی سورت بنا کر میرے دعوے کے تار و پود بکھیر دیجئے۔

تیسری جگہ ارشاد ہوتا ہے وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین تنہا ایسا نہیں کرسکتے نہ سہی اپنے ادیبوں شاعروں خطیبوں اور دوستوں کی مشترکہ سعی ہی سے دس نہیں اس کی جیسی ایک ہی سورۃ بنا لاؤ کتنا بڑا چیلنج ہے کس طرح ان کے زعم کو مجروح کیا جا رہا ہے اور بار بار لسان کی یکتائی کا راز عالم آشکارا کیا جاتا ہے آخر خود ہی فرما دیا جاتا ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ تم تو تم اگر تمام دنیا کے سارے انسان اور اجنہ بھی ایک جگہ جمع ہو کر مشترکہ سعی کریں کہ اس قرآن کی دس سورتیں اور ایک سورۃ تو درکنار اس جیسا ایک فقرہ بھی تو بنا کر نہ پیش کرسکو گے کہیں بندے خدا کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔

آج اگر آپ کسی عالم سے یہی کہیں کہ اگر تم سچے ہو اور جو کچھ دعویٰ کر رہے ہو وہ درست ہے تو ایسا کرکے دکھاؤ تو اسے بھی جوش آجائیگا ظاہر ہے کہ عرب تو بہادر غیور اور جوشیلے واقع ہوئے تھے اگر ان کے امکان کی چیز ہوتی تو وہ فوراً تیار ہو جاتے لیکن تاریخ شاہد ہے کہ اس سلسلہ میں اول ہی میں انھوں نے اپنا عجز تسلیم کر لیا مگر محض ضد اور عناد کے باعث وہ علانیہ اس کا اعتراف نہ کرسکے کہ اس اعتراف کے معنے ایمان لے آنے کے تھے جیسا قرآن خود کہہ رہا ہے بل ہو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم وما یجحد بآیاتنا الا الظالمون جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے اور جن کا دل روشن ہے ان کے لئے تو یہ آیتیں اور یہ نشانیاں ظاہر و باہر دلیلیں ہیں جنھیں وہ فوراً تسلیم کر لیتے ہیں لیکن جو ضدی اور ہٹ دھرم ہیں وہ تو ضرور ہی انکار کریں گے۔

قرآنی ادب و عبارت کا اعجاز

انسان درحقیقت جذبات کا بندہ ہے انتہائے غضب اور انتہائے مسرت میں عقل پر اس کا قابو نہیں رہتا اور کچھ کا کچھ کہنے لگتا ہے غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہو کر اول فول بکنے لگتا ہے۔

شادمانی کی حالت میں بھی اس پر سرشاری طاری ہو جاتی ہے جذبات کی طوفان خیزیوں میں اس کی حالت دو رہوتی ہے اور سکون میں بڑے سے بڑا ادیب بھی جب خشک و بے عنوان مثلاً الٰہیات عبادات، عقائد معاملات، وراثت ترکہ طلاق وغیرہ پر کچھ لکھنے بیٹھتا ہے اس کی ساری رعنائیاں اور تعلّی شوخیاں ختم ہو جاتی ہیں اور اس وقت بآسانی یہ اندازہ بھی نہیں ہوسکتا کہ یہ وہی خوش بیان ادیب ہے مگر قرآن کی حالت اس سے جداگانہ ہے اس کی موزونیت میں کہیں فرق نہیں آتا قرآن میں بالعموم وہی مضمون ہیں جنھیں دنیا والے خشک عنوان کہتے ہیں لیکن انہی پر لکھا ہے اور اس رعنائی و موزونیت کے ساتھ لکھا ہے کہ عرب اسے سن سن کر اپنی

کر تلب اور یہ کرم نوازی کا عالم دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے ہیں حضرت ذوالنون
مصری دیکھتے ہیں کہ برف سے پٹے ہوئے جنگل میں ایک آتش پرست دانہ
بکھیر رہا ہے پوچھتے ہیں کہ یہ کیا کر رہے ہو کہتا ہے دیکھتے نہیں کہ جنگل کی
کیا حالت ہے پرندے بھوک سے مر رہے ہیں۔ فرماتے ہیں وہ بیگانہ کا
عمل قبول نہیں کرتا۔ کہتا ہے دیکھ تو رہا ہے فرماتے ہیں ہاں دیکھ تو رہا ہے
کہا بس تو یہی کافی ہے ایک مدت گزر جاتی ہے طواف کعبہ کرتے ہوئے
ایک طرف سے پکارنے کی آواز آتی ہے پھر کر دیکھتے ہیں کہ اس کے سر سے
لیکر آسمان تک ایک فوارہ نور جاری ہے قریب جاتے ہیں پہچانتے
ہیں وہی آتش پرست ہے کہتا ہے غور کیا آپ نے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے
اس عمل کو قبول کیا مجھے بیگانہ سے یگانہ بنا لیا میں نہ کہتا تھا کہ وہ دیکھ رہا ہے
یہ کہا اور جاں بحق ہو گیا۔

ایک بہت بڑے بزرگ ابتدا میں جبکہ بہت معمولی حیثیت تھی کہیں
جا رہے تھے ایک دیہات میں سردار قبیلہ کی پری جمال لڑکی ان پر عاشق
ہو جاتی ہے اور شب کو خلوت میں پوری آرائش جمال کے ساتھ ان کے پاس
پہنچ جاتی ہے ان پر یکایک خوف خدا طاری ہوتا ہے فوراً ہی وہاں سے بھاگ
اٹھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو یہ ادا پسند آجاتی ہے ولایت و تقرب کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے
حضرت یحییٰ بن معاذ کے یہاں مہمان آتے ہیں، بیوی مخالفت کرتی ہے اور بار
بار کرتی ہے آپ اسے طلاق دیکر رخصت کرتے ہیں چونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے یہ کام
کیا جاتا ہے اس سے نوازا جاتا ہے یعنی وقت کی برق جمال لڑکی سے شادی ہوتی
ہے اور اس قدر جہیز ملتا ہے کہ متمول ہو جاتے ہیں غرض اس سے زیادہ بندوں کو
نوازنے اور ان کی حاجتیں پوری کرنے والا اور کوئی نہیں۔

قرآنی فصاحت کے نادر نمونے

دنیا کی نادر کتاب کے نوادرات

حشر کی حشر انگیز حالات کا نقشہ

دنیا میں بڑے بڑے قادر الکلام ادیب اور شیوا بیان شعراء
گذرے ہیں ایسے بھی گذرے ہیں جو بیک وقت ادیب بھی تھے شاعر بھی تھے
اور عالم بھی۔ ایسے بھی بہت سے گذرے ہیں جن کو بیک وقت بہت سے علوم میں
مہارت تامہ حاصل ہوئی ہے لیکن ہم نے ایسا کوئی ادیب نہیں دیکھا جو ہر صنف
علم پر یکساں قدرت و جامعیت اور واقفیت و تبحر کے ساتھ قلم اٹھا سکے اور
جس نے یہ دعویٰ کیا ہو کہ دنیا میں جو کچھ لکھ سکتا ہوں وہ کوئی لکھ ہی نہیں
سکتا قرآن کی یہ خوبی ہے کہ اس میں اعتقادات عبادات معاملات روایات
حیاتیات اخلاقیات معاشیات طبعیات فلسفہ اسرار حکم امر و نہی
قصص حکایات سب کچھ ہے دھمکیاں بھی ہیں عذاب دوزخ کا نقشہ بھی ہے
اور نعمائے جنت کی دلفریب تصویر بھی ہے رعب و داب بھی اور نرمی و لینت بھی
ہر قسم کے مضامین بھی ہیں اور ہر عنوان پر لکھا ہے مگر دلفریبی و دلکشی میں کہیں
کمی محسوس نہیں ہوتی جس مضمون پر لکھا گویا اس کا ہو بہو نقشہ نگاہوں کے سامنے
کھینچ کر رکھ دیا۔

عذاب دوزخ اور مصائب ... کا ذکر ہے اور قیامت
کا نقشہ کھینچا گیا ہے وہاں وہ حالت ہوتی ہے ... انسان پر
طاری ہو جاتا ہے اور جہاں جنت کا ذکر ہے وہاں پڑھتے پڑھتے طبیعت پر
ایک نشاط و انبساط طاری ہوتا چلا جاتا ہے۔

جن آیتوں میں بعث و حشر و نشر عذاب و عقاب جزاء و انتقام اور دوزخ
و جنت کا ذکر ہے ان میں اس قدر ہیبت و دہشت بھری ہوئی ہے اور ان کا ذکر اس
جوش و غضب کے ساتھ کیا گیا ہے کہ جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے

كلا اذا دكت الارض دكا دكا وجاء ربك والملك صفا صفا
فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر يقول الا
نسان يومئذ اين المفر كلا لا وزر الى ربك يومئذ المستقر
وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة ووجوه يومئذ باسرة
تظن ان يفعل بها فاقرة كلا اذا بلغت التراقي وقيل من راق
وظن انه الفراق والتفت الساق بالساق الى ربك يومئذ
المساق

جب زمین ریزہ ریزہ کر دی جائیگی جب خدا اور اس کے سامنے فرشتے صف
باندھے کھڑے ہوں گے جب نگاہیں چندھیانے لگیں گی چاند گہنا جائے گا
سورج اور چاند ایک جگہ جمع کر دیئے جائینگے تو انسان بے ساختہ بول اٹھے گا اب
کوئی مفر اور جائے گریز نہیں اور واقعی نہیں ہوگی انسان کو اس روز کہیں پناہ
نہ ملیگی کہیں بھاگ کر نہ جا سکیگا۔ اب تو اللہ ہی کے پاس ٹھہرنا اور رہنا پڑیگا۔
اس روز بہت سے چہرے تروتازہ اور شاداب نظر آئینگے چمک رہے ہونگے
اور اپنے خدا کی طرف امید و آرزو کے ساتھ دیکھ رہے ہوں گے اور بہت سے
چہرے اس روز زرد اور اترے ہوئے ہوں گے اور سوچتے ہوں گے کہ ان پر
آج شدید عذاب کیا جائیگا جب سانس حلق میں آکر اٹک جائیگا اور ان سے
کہا جائے گا اب کون ہے جو اپنے منتر اور اپنی جھاڑ پھونک سے اس سانس
کو درست کر دے اس وقت وہ خیال کرے گا کہ اب جسم و روح کے فراق کا وقت
آگیا ٹانگ سے ٹانگ لپٹنے لگی اب تو اللہ ہی کی طرف سے بلاوا اور ہنکانا ہے
دیکھا آپ نے کتنا جوش و خروش ہے اور کتنی دہشت و ہیبت ہے جس سے
صحیح طور پر وہ ہی متاثر ہو سکتے ہیں جو عربی سے واقف ہیں عربی حروف
و الفاظ میں جو زور جو ہیبت اور جو دبدبہ ہے نہ ترجمہ میں عشر عشیر ہو سکتا ہے
البتہ ایک ہلکا سا خاکہ ضرور ذہن میں آجاتا ہے۔

جنت کی پرسرور زندگی کا چربہ

قرآن کریم میں جہاں کہیں قیامت و حشر کا اور
عذاب و عقاب کا ذکر کیا گیا ہے وہاں اسی لرزہ خیز اور صاعقہ پاش طرز
بیان کے ساتھ کیا گیا ہے ایک جگہ اور قیامت کا ذکر بہت خوفناک الفاظ
میں کیا گیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے۔

"لوگو! سنبھلو اور اللہ سے ڈرو قیامت کیا ہے وہ ایک بڑا بھونچال ہے
اس کا زلزلہ بڑا ہیبتناک ہوگا اس روز دہشت و وحشت کا یہ عالم ہوگا
کہ دودھ پلانیوالیاں اپنے دودھ پینے والے بچوں کو بھول جائینگی جو
عورتیں حاملہ ہوں گی خوف و ہیبت سے ان کے حمل ساقط ہو جائینگے
لوگوں پر کچھ نہ دیوانگی و بے ہوشی کا عالم طاری ہوگا حواس باختہ ہوں گے حالانکہ

سے دیا جو کچھ حضرت عیاض کی ..... وہ کتاب ..... نے حاصل کیا ہے وہ نہیں ملتا مشاہیر اکابر برگزیدے ہیں اور آسمان شہرت پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے ہیں سب کو شہرہ کمال اور جو صلہ سوز مصائب و مشکلات کے بعد یہ درجہ حاصل ہوا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام انبیاء ہیں کرام حضور شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی حضرت نظام الدین اولیا علامہ ابن رشد حضرت شیخ سعدی حضرت نظام الملک بابر اکبر شیر شاہ سوری اور اورنگ زیب کی سوانح حیات پر غور کیجئے۔ تاریخی ..... اسٹیم ریلوے انجن وغیرہ کے موجدین اور کولمبس وغیرہ کی لائف کا مطالعہ کیجئے۔ مولانا محمد علی مرحوم کی زندگی کے حالات پڑھئے کہ ان کی زندگیاں مشکلات و حوادث کے کتنے طوفانوں سے گذر کر بنی ہیں اور تکالیف اور قربانی و ایثار کے کتنے ہفتخوان انھوں نے طے کئے جب کہیں جا کر انہیں شہرت عام بقائے دوام اور اعزاز تمام کے خلعت عطا ہوئے راحت و آرام میں بسر کرنے والے تن آسانی کی زندگی میں کسی نے ترقی حاصل نہیں کی۔

عظمت و عزت کے حصول کا راز

لهم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ کے مستحق و مصداق وہی بزرگ ہیں جو دین پر قائم رہنے کے ساتھ سعی و عمل سے بھی کام لیتے ہیں پورا جنتی ہونے کے لئے اور مغفرت کا کامل استحقاق حاصل کرنے کے لئے صرف نماز روزہ اور حج و وظائف کافی نہیں جیسا کہ اس عہد کے بہت مسلمان سمجھے بیٹھے ہیں ضرور اولیائے کرام نے محض نماز و روزہ سے بھی درجہ کمال حاصل کر لیا مگر اول تو اولیائے کرام کی زندگی بھی عمل و خدمت سے خالی نہیں تقریباً تمام مشاہیر اولیاء خدمت بنی نوع انسان میں منہمک رہے ہیں اور جو محض خدا کے ہی ہو گئے ہیں ان کی نمازیں یہ نمازیں اور یہ روزے نہ تھے جو ہمارے ہیں ان کی نمازیں بھی جہاد کا درجہ رکھتی تھیں۔

رات رات بھر نمازوں میں شوق و شغف کے ساتھ کھڑے رہنا ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر قرآن ختم کرنا اور بڑے بڑے مجاہدے کرنا ان کا شعار عمل تھا ہمارا یہ دعا ہرگز نہیں کہ رمضان کے روزے اور سنت کی نماز اور روزگار کے لئے معمولی تگ و دو کافی نہیں۔ کافی ہے۔ مگر یہ زندگی عوام کی زندگی ہے حصول ترقی کے لئے محنت و قربانی لازمی ہے جتنی زیادہ محنت و قربانی ہوگی اتنی ہی ترقی حاصل ہوگی عظمت اور رہنمائی محنت و قربانی اور عزم و استقلال کے ساتھ مصائب و تکالیف کا مقابلہ ہی کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔

اللہ مسلمانوں کو مجاہدانہ زندگی بسر کرنا سکھا رہا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ عزت و سربلندی و ناز المرامی کی زندگی بسر کرے انسان کا ترقی نہ کرنا انسان کا نقصان نہیں تو اور کیا ہے دوسرے بادشاہ ہوں اور مسلمان محکوم اس سے زیادہ اور صریح نقصان کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر عصر و زمانہ کی قسم بنی نوع انسان بالعموم خسارہ و نقصان میں ہے صرف وہ لوگ فائدے میں ہیں جو ایمان و عمل کے جواہر سے آراستہ ہیں

بالحق کرتے ہیں حق سننے اور حق پر رہنے کی تاکید کرتے رہتے ہیں اور اعلان حق کے راستے میں انھیں جن مصائب و حوادث کا سامنا ہوتا ہے اس کا مقابلہ ہمت و استقلال کے ساتھ کرتے ہیں۔

اس سلسلہ میں بہترین نمونہ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیائے کرام نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے ان کے بعد صحابہ کرام ہیں تو ضیح مطالب کے لئے اس وقت ہم زمانہ قدیم اور زمانہ جدید کی دو بزرگ ترین ہستیوں کی مثالیں پیش کرتے ہیں جن کے اسمائے گرامی حضرت امام احمد حنبل اور مولانا محمد علی ہیں دونوں ایمان و عمل کے جوہر سے ہی آراستہ تھے اور انھوں نے تواصوا بالحق اور تواصوا بالصبر میں بھی کمال کا ثبوت دیا۔ خلق قرآن کا مسئلہ دنیائے اسلام کے لئے ایک خوفناک فتنہ تھا حضرت امام نے اس عہد میں تواصوا بالحق اور تواصوا بالصبر میں بھی کمال کا مظاہرہ یہ کیا کہ مامون رشید جیسے باجبروت شہنشاہ کی مرضی و حکم کے علی رغم انف نہ اس مسئلہ کو غلط و لایعنی بتلاتے رہے چونکہ حق پرستی اور حق گوئی کے راستے میں تکالیف و حوادث کے پہاڑ بھی آتے ہیں اس لئے آپ پر بھی اس تواصوا بالحق کی راہ میں قیامتیں گذرنے لگیں کوڑے کھائے بیڑیاں پہنیں قید خانے گئے مگر اعلان حق سے باز نہ آئے اور تواصوا بالصبر کا یہ مظاہرہ تھا کہ ہمت فرسا اور حوصلہ سوز حالات میں بھی آپ نے دامن صبر و ثبات ہاتھ سے نہ دیا۔

مولانا محمد علی مرحوم نے بھی مطالعہ سنئے بدنامیاں اٹھائیں عیش و راحت ترک کی ہزار ہا روپیہ کا نقصان اٹھایا نظربند رہے قید کاٹی مگر امر حق کے اعلان سے ایک لمحہ کے لئے بھی تامل نہیں کیا اور تمام حوادث و مشکلات کو صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہے اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ انھیں زندگی جاوید عطا ہوئی۔

سعی و جہد اور کامیابی

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں صاف فرما دیا ہے لیس للانسان الا ما سعی انسان کو اتنا ہی ملیگا جتنی وہ سعی کرے گویا یہ اللہ کا قانون ہے اور عام قانون ہے کہ وہ جتنی محنت کرتا ہے اتنا ہی اس کا ثمرہ اسے حاصل ہوتا ہے اس میں کفر و اسلام کی بھی کوئی قید نہیں اس کے بندے سب ہیں وہ سب کا آقا ہے جو کرتا ہے پاتا ہے اور جو کریگا وہ پائے گا اللہ کے اس قانون پر عمل کر کے یہود و ہنود اور عیسائی ترقی کر رہے ہیں یہاں سے دو راستے پھٹتے ہیں ایک رشد کا اور دوسرا غی کا ایک ایمان کا اور دوسرا کفر کا۔ ترقی کرنے اور سعی و محنت کا صلہ پاتے میں تو کفر و اسلام کی کوئی قید نہیں لیکن لهم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ اور طوبیٰ لهم وحسن ماب کے لئے الذین امنوا وکانوا یتقون اور الذین امنوا وعملوا الصلحت کی شرط ہے یعنی دنیا و آخرت کی کامل فائز المرامیاں اور اقبالمندیاں صرف انہی کے لئے ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں نیک عمل کرتے اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کنتم مومنین کی شرط کے ساتھ مسلمانوں کو وانتم الاعلون کا مژدہ سنا رہا ہے اور صاف فرما رہا ہے ان الارض یرثها عبادی الصالحون میرے نیک اور باعمل بندے ہی

علماؤں اور شاعروں سے کہ باوجود اس کے عبر ... قاصر ... تھے۔

معنویت بھی ہے رنگینی بھی ہے رعنائی بھی ہے ربط کلام بھی ہے جس جگہ بھی ہے اور فرق مراتب بھی ہے جہاں وعظ و نصیحت ہے وہاں الفاظ بے حد موثر ہیں جہاں شرم و حیا یا نعمائے جنت کا بیان ہے وہاں نرم، لطیف اور دلربا ترین الفاظ ہیں اور جہاں اپنے ہیبت و جلال اور قیامت و دوزخ کا ذکر کیا گیا ہے وہاں غضب کا شکوہ اور بلاغت زور ہے یہ جس حیثیت اور جس مرتبہ کا ہے اس کے لئے ویسے ہی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ علامہ امام غزالی لکھتے ہیں کہ کتنا ہی قابل اور لائق انسان ہو اس کا کلام باہمی اختلاف سے ہرگز خالی نہیں ہو سکتا کیونکہ اغراض مختلف ہوتے ہیں اور کبھی توجہ کسی طرف ہوتی ہے اور کبھی کسی طرف لیکن قرآن کی یہ خوبی ہے کہ اس میں ہر جگہ یکسانیت نظر آتی ہے۔

علامہ بلاذری لکھتے ہیں کہ عربوں کی علمی مرتبہ یہ تھا کہ نزول قرآن کے وقت مکہ میں صرف سترہ اشخاص لکھ پڑھ سکتے تھے قرآن نے نازل ہو کر انہی جاہلوں اور بے پڑھوں کو مخاطب کیا اور یہ اعجاز قرآن دیکھئے کہ جس نے اس کی جو آیت سن لی اسے فوراً یاد ہو گئی پھر یہ بھی کچھ کم معجزہ نہ تھا کہ اسی ان پڑھ قوم نے اسے سنا سمجھا اور اس سے اتنی ہی متاثر ہوئی جتنا کہ کوئی عالم و فاضل متاثر ہو سکتا تھا اور آج بھی ایک عامی سے عامی اسے سمجھ سکتا ہے۔ ایک عرب ابو عبید نے جس وقت یہ آیت سنی فاصدع بما تؤمر اسی وقت سجدہ میں گر پڑا اور بے ساختہ بول اٹھا میں اس کلام کی تاب نہیں لا سکتا اس کی فصاحت و بلاغت اس غضب کی ہے کہ انسان میں اسے سُن کر برداشت کی طاقت ہی نہیں۔ ایک بدو عرب ہے معمولی عرب! بہت معمولی!

وہ آیۂ پاک فلما استیئسوا منہ خلصوا نجیا سنتا ہے تو چلا اٹھتا ہے کہ قسم ہے اللہ کی یہ کلام ہرگز انسانی کلام نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک بطریق مدینہ پہنچتا ہے اور مسجد نبوی میں گھسا چلا آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں روم کا بطریق ہوں میں نے ایک مسلمان کے منہ سے یہ آیت اتفاقیہ سن لی و من یطع اللہ و رسولہ و یتقہ فاولئک ھم الفائزون غور کیا تو سمجھ گیا کہ اس کلام کا منبع وہی ہے جو حضرت مسیح کے کلام کا منبع تھا۔ اس قسم کے ایک دو نہیں صد ہزار واقعات ہیں جن سے قرآنی عظمت پر تیز روشنی پڑتی ہے۔

قرآن کریم اور محنت و قربانی

دنیا کے اہم فلسفہ پر تیز روشنی

اصول ترقی اور کائنات انسانیت

ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ و لما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم الباساء و الضراء

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ محض زبانی طور پر ایمان لانے سے جنت حاصل ہو جائے گی ... ایمان لانا اور کوشش کرنا ... قربانیوں کی بھی ضرورت ہے تم پر ابھی تک پچھلی امتوں کی سی حالت ان مصائب و شدائد سے تو مقابلہ ہی نہیں ہوا جو تم سے اگلی قوموں کو پیش آئی ہیں اس آیۂ مبارک کا آخری ٹکڑا یہ ہے و زلزلوا حتی یقول الرسول و الذین امنوا معہ متی نصر اللہ الا ان نصر اللہ قریب ان اگلی قوموں پر شدائد و مصائب بھی گذرے اور ایسے گذرے کہ وہ ہل گئے اور اس عہد کے رسول اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ تھے کہہ اٹھے کہ آخر اللہ تعالیٰ کب ہماری امداد کرے گا خبردار رہو اللہ کی رحمت قریب ہے۔

کفار مکہ مسلمانوں کو بری طرح اذیتیں دے رہے تھے وہ دیکھتے تھے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے باغی ہیں وہ عیش و آسائش میں بسر کر رہے ہیں اور ہم پر مصائب و آلام کی بجلیاں ٹوٹ رہی ہیں گھبرا اٹھے تو سرکار اقدس سے کہنے لگے کہ آخر اللہ تعالیٰ ہماری امداد کب کرے گا اس پر انہیں بتایا گیا کہ تم ابھی سے گھبرا گئے تم پر تو اس کا عشر عشیر بھی نہیں گذرا جو تم سے اگلی قوموں پر گذر چکا ہے لیکن آتا پھر آتا ہے وہ اپنے بندوں کو بھلایا نہیں کرتا سب کچھ بتا کر پھر فرمایا خیر گھبراؤ نہیں اللہ کی رحمت قریب ہی ہے۔ سرسری نظر سے پڑھ لیجئے کی آیت میں انہیں اللہ تعالیٰ نے بندوں کے سامنے بہت بڑا فلسفہ اور ایک اصول قدرت پیش کیا ہے۔

جو لوگ شدائد سے گھبراتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ انہیں محنت و تکلیف اٹھائے بغیر کامرانی حاصل ہو جائے اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے انہیں کامیابی عطا کر دے اللہ تعالیٰ انہیں آگاہ کرتا ہے کہ یہ آرزو غلط ہے اس نے اس آیت میں صاف طور پر واضح کر دیا ہے کہ تکالیف اٹھائے اور محنت کئے بغیر انسان کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا کامرانی کے لئے محنت اور قربانیوں کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ ہم واضح کر چکے ہیں آئین قدرت بھی یہی سبق دے رہا ہے۔ بچہ محنتوں سے پلتا اور بڑھتا ہے علم محنتوں اور دماغ سوزیوں سے حاصل ہوتا ہے دولت محنت اور کفایت اور تکلیف سے ملتی ہے جو گن گن کر بچوں کو پالتے راتیں جاگ جاگ کر علم حاصل کرتے اور پیسہ پیسہ کر کے روپیہ جوڑتے ہیں جب کہیں جا کر باپ، عالم اور دولتمند بنتے ہیں۔

کاشتکار کھیتی کے تیار کرنے میں کتنی محنت کرتا ہے دھوپ اور بارش اور ہوا کے کتنے حوصلہ سوز دور سے گذرتا ہے جب کہیں فصل کی صورت دیکھتا ہے انسان کتنی مصیبت اٹھاتا، مطاعن سنتا، اپنا عیش و آرام حرام کرتا اپنا روپیہ کھوتا اور سالہا سال جیلخانے کی کوٹھڑیوں میں گذارتا ہے جب کہیں جا کر اسے منصب قیادت حاصل ہوتا ہے ماں تو ہر ایک کس کس مصیبت سے کاٹتی ہے جب کہیں جا کر چلنے سے بیٹے کی صورت دیکھتی ہے اور سارا جوبن ”گلا لیتی ہے جب ”ایک بچہ پالتی ہے“ ایک تاجر ... کس کس ... نا قدر دانیوں کے کتنے ... کرتا ہے ... قدم اٹھاتا ہے ایک ایک پیسہ پر نظر رکھتا ہے ... کہیں جا کر ... منہ دیکھتا ہے۔ ایک سپاہی جنگ کے زخم کھاتے اور کتنی ... جان کی بازی لگانے کے بعد ... کا مرتبہ حاصل کرتا ...

اللہ تعالیٰ نے نیکوکاروں سے جنت کا وعدہ کیا ہے اور گناہگاروں کو جہنم میں جھونکنے کی دھمکیاں دی ہیں اور بار بار دی ہیں۔

عقل راستہ یہی ہے کہ "جو بوئے گا وہ کاٹے گا"، جو محنت و عمل کریگا اسے ملیگا جو احتیاط سے خرچ کرے گا اسے بےفکری کی زندگی نصیب ہوگی جو نیک عمل کریگا وہ مغفرت پائے گا جو گناہ کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا اللہ تعالیٰ نے قرآن ہی میں ان خیالات و توہمات کی بھی تردید کی ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر بیان کریں گے ضرور وہ غفور رحیم ہے اور ہم خطا و نسیان کے پیکر ہیں جو گناہ ہم سے اضطراری طور پر ہو جائینگے یا جو گناہ غلط فہمی سے سرزد ہوں گے امید ہمیں ان پر ندامت ہوگی تو وہ ضرور ہماری بیچارگی و ندامت کو پیش نظر انھیں معاف کر دیگا مگر یہ امید کہ ہم اس کے احکام و انتباہ کے علی رغم الف جان بوجھکر دیدہ و دانستہ غدارانہ گناہ کرتے چلے جائیں اور وہ ہم سے باز پرس نہ کرے ایک احمقانہ امید نہیں تو کیا ہے دولت بے جا و بیجا خرچ کرنا اور کرتے چلے جانا اور پھر اطمینان کی توقع رکھنا خالص ابلہانہ کہا جائے گا۔

پھر اس نکتہ پر کسی کی نظر نہیں جاتی کہ انسان کا رجحان جس طرف ہوتا ہے اس طرف جھکتا ہی چلا جاتا ہے اگر کسی کا رجحان گناہوں کی طرف ہے تو کشش کر رہی ایک طرف ایک وقت ایسا آجائیگا کہ گناہ اس کی نظر میں گناہ ہی نہ رہیں گے وہ اس کے لئے ہنر بن جائینگے اور یہ درجہ انتہائی شقاوت کا درجہ ہوگا ضرور وہ معاف کرسکتا ہے لیکن یہ توقع آپ کو کس طرح ہے کہ آج جو آپ کی حالت ہے وہ گناہ کرتے رہنے کی صورت میں کل بھی قائم رہے گی اسی طرح جس کا رجحان نیکی اور اعمال صالحہ کی طرف ہے وہ نیکی کی طرف جھکتا ہی چلا جائیگا اور ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس کا ضمیر اتنا قوی ہو جائے گا کہ پھر اس کے نفس کو اس سے مقابلہ کی طاقت ہی نہ رہے گی اور وہ گناہوں کی طرف راغب بھی نہ ہوسکیگا اسی لئے اللہ تعالیٰ انسان کو بار بار اعمال صالحہ کی تاکید کر رہا ہے اور اس نے مغفرت کے لئے ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ کو بھی لازمی قرار دیا ہے من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مومن فلنحیینہ حیوۃ طیبۃ عورت ہو یا مرد جس نے بھی نیک اور شریفانہ عمل کئے اور وہ صاحب ایمان بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ ضرور اسے خوشگوار زندگی بسر کرنے کے قابل بنا دیگا" دوسری جگہ ارشاد ہے ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا عورت ہو یا مرد جو بھی نیک اور شریفانہ کام کرے گا تو وہ ضرور بخشے جائینگے جنت میں داخل کئے جائیں گے اور ان پر تل برابر بھی کوئی زیادتی نہ ہوگی لیکن شرط یہ ہے کہ وہ ایماندار ہوں۔

دونوں آیات قریب قریب بالکل ہم معنی ہیں دونوں میں فرق صرف اتنا ہے کہ اول الذکر میں قرآن نے یہ اصول واضح کیا ہے کہ ایماندار اور باعمل انسان کی زندگی دنیا میں بہت خوشگوار ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر برکات و حسنات کا برابر نزول ہوتا رہے گا اور دوسری آیت میں یہ بتایا ہے کہ ان کا انجام اچھا ہوگا اور آخرت میں بھی وہ بے خوف جنت میں داخل ہو جائینگے دونوں آیات کو غور کرکے پڑھنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ جس طرح ایمان کے لئے عمل ضروری ہے اسی طرح عمل نیک کے لئے بھی ایمان ضروری ہے گویا ایمان و عمل لازم و ملزوم ہیں آپ کے عقائد کتنے ہی اچھے ہوں لیکن آپ کا دامن عمل سے خالی ہے تو یہ ایمان آپ کو کچھ زیادہ فائدہ نہ پہنچائے گا اسی طرح خواہ آپ کے اعمال کتنے ہی نیک اور شریفانہ ہوں لیکن ایمان نہیں عقیدہ ٹھیک نہیں تو بیکار ہے۔

ایمان و عمل کی فائز المرامیاں

وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لھم مغفرۃ واجر عظیم محض کہا ہی نہیں گیا اصول ہی پیش نہیں کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ کر لیا ہے کہ جو ایمان لائینگے اور نیک و شریفانہ عمل کرینگے وہ بخشے جائینگے اور انھیں بڑا ثواب ملیگا۔

صرف یہی نہیں والذین امنوا وعملوا الصلحت لنکفرن عنھم سیاتھم ولنجزینھم احسن الذی کانوا یعملون ایماندار و نیک عمل لوگوں سے جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں وہ بھی دور اور معاف کر دیے جائینگے اور ایمان و عمل کے بعد ان کے متعلق ان سے کوئی باز پرس نہ ہوگی اور انھیں ان کے بہترین اعمال کا بہترین ثمرہ ملیگا۔ صحابہ کرام میں بہت سے اور بیشمار افراد ایسے تھے جنھوں نے اسلام لانے سے پیشتر بڑے بڑے خوفناک گناہوں کا ارتکاب کیا تھا لیکن جب وہ ایمان لے آئے اور انہوں نے شریفانہ اور نیک روش اختیار کر لیا تو ان کے تمام گزشتہ معاصی پر اللہ تعالیٰ نے قلم عفو پھیر دیا اور انھیں قدوسیوں کی ایک جماعت بنا دیا اور سنئے ارشاد ہوتا ہے۔

من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ الذین امنوا وعملوا الصلحت طوبی لھم وحسن ماب الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ایمان و عمل کے جوہروں سے آراستہ افراد کی دنیا و آخرت دونوں جگہیں نہایت خوشگوار ہونگی دونوں زندگیاں لطف و مسرت میں گذریں گی اور انھیں نہ کوئی رنج و غم ہوگا اور نہ خوف و ہراس راحت و اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرینگے۔

عبادت جس میں نہ مکر ریا و نمود کو دخل ہو جو کچھ کیا جائے خلوص کے ساتھ کیا جائے قل اللہ اعبد مخلصا لہ دینی قل ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین کہو کہ میں اسی کی عبادت پورے خلوص کے ساتھ کرتا ہوں میری نماز میری عبادت اور میرا مرنا جینا سب اسی کے لئے ہے" یہ بھی واضح کر دیا کہ کوئی یہ سمجھ کر تھوڑا عمل کیا کیا جائے عمل سے گریز اور اس میں تامل نہ کرے وان کان مثقال حبۃ من خردل اتینا بھا وکفی بنا حاسبین کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو ہم اس کا بھی اجر دیں گے کہ ہم پورا پورا حساب کرنے اور دینے والے ہیں اور کرتے رہو اور عمل سے باز نہ رہو ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم اولئک ھم الفاسقون ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا اور چونکہ انھوں نے اللہ کو بھلا دیا اس لئے وہ خود کو بھی بھول گئے ایسے ہی لوگ فاسق و گناہگار ہیں۔

دنیا میں حکمرانی کے حقدار ہیں۔

اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ قانون قدرت تو یہی ہے کہ جو سعی کرے گا پائے گا اور عمل قدر سعی اُسے کامیابی ہوگی مگر اللہ پر ایمان لانے اور نیک اور شریفانہ عمل کرنے والوں سے اس کا وعدہ ہے کہ وہ انھیں دنیا میں سب سے نمایاں اور امتیازی حیثیت عطا کرے گا اور واقعی جب تک مسلمان ایمان و عمل کے جوہروں سے آراستہ رہے دنیا اور دنیا کی تمام اقبالمندیاں انہی کے لئے وقف رہیں اور جب انھوں نے خدا کو چھوڑ دیا تو خدا نے بھی انھیں چھوڑ دیا اور وہ ذلیل و خوار اور پسماندہ زندگی بسر کرنے لگے ایسی پسماندہ کہ ہر طرف سے ان پر ذلت کی نظریں پڑنے لگیں۔

قرآن نے ایک اور اصول بھی آزمائش و امتحان کا پیش کیا و لنبلونکم بشیٔ من الخوف والجوع و نقص من الاموال والانفس والثمرات وبشر الصابرین الذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون ہم تمھیں خوف و دہشت فاقہ و عسرت جانی و مالی و ارضی نقصانات میں کوئی نقصان پہنچا کر آزمائیں گے اور تمہارے استقلال و پختگی ایمان کا امتحان لیں گے پھر جو کوئی ان میں سے کوئی ایک نقصان پہنچنے اور مصیبت پڑنے پر اسی کی طرف رجوع کریں گے اور پڑنے والے مصائب کا مقابلہ صبر و استقلال کیساتھ کریں گے انھیں بشارت ملیگی وہ کامیاب و فائز المرام ہوں گے اس سے یہ نکتہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ انسان کو مصائب و نوائب سے گھبرا نہ جانا چاہیے مقدر کو کوسنا نہ چاہیے زبان شکووں سے آلودہ نہ کرنی چاہیے جزع و فزع سے مجتنب رہنا چاہیے اور مصائب کے ہجوم میں دو باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیے ایک تو یہ کہ ہمت و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اور دوسرے اللہ کی طرف برابر رجوع کرتے رہنا چاہیے اس لئے کہ جو حوادث پیش آتے ہیں وہ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ اپنی کسی بدعملی کی سزا اور غلطی کا نتیجہ ہیں یا وہ ربانی آزمائش و امتحان ہیں دونوں حالتوں میں ان کے ارتفاع کا مختار و مالک رب تعالیٰ ہی ہے۔

دونوں حالتوں میں ہمیں اللہ ہی سے رجوع کرنا چاہیے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے اور یہ کہتے رہنا چاہیے کہ ہم تو تیرے ہی بندے ہیں تیرے ہی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہی اس مصیبت سے ہمیں نجات دیگا دوسری طرف ہمیں ہمت و استقلال کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا چاہیے اسے خوب سمجھ لیجئے کہ صبر کا مطلب تو یہ ہے کہ مصائب میں گھبرا نہ اٹھے جزع و فزع نہ کرے بلکہ ہمت و استقلال اور سکون و طمانیت کے ساتھ ان سے عہدہ برآ ہونے کی تدابیر سوچتا رہے اور اس کی طرف رجوع کا مطلب یہ ہے کہ اس سے برابر دعا مانگتا اس کا ذکر کرتا اور اس کی نمازیں پڑھتا رہا اگر ایک طرف صبر و استقلال سے کام لیا جائے اور دوسری طرف اس سے رجوع و دعا کا سلسلہ برابر قائم رہے تو مصیبت ٹلیگی تو ٹل جائے گی اگر ٹلنا ہوگی تو وہ یہ سمجھکر کہ میرا خدا اس دکھ درد میں بھی مجھے نہیں بھولا ہے اٹھا لیگا یا اس کی شدت بہت کم کر دیگا۔

یہ نہ ہو کہ جس طرح آجکل ہوتا ہے کہ مصیبت پڑی تو جزع فزع شروع کر دی مقدر کے شکوے شروع ہو گئے ہاتھ پاؤں چھوڑ دیئے دل آنسا تو شکار نمازیں بھی قضا ہونے لگیں مزارات پر جانے اور مرادیں مانگنے لگے ہم پھر کہتے ہیں کہ ہم تصرف مزارات کے قائل ہیں لیکن اسی حد تک کہ انھیں خود فعال قوت نہ سمجھا جائے مزاروں پر جانا برا نہیں جانا چاہیے مگر یہی کہیئے کہ آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کریں نہ یہ کہ آپ یہ کر دیں وہ زندہ ہیں انھیں اللہ نے بڑی قوتیں دی ہیں اور وہ اس کی دی ہوئی قوتوں کا کام لیکر کام کر بھی سکتے ہیں لیکن یہ خواص کے لئے ہیں عوام کا یہ عمل تو جب مسئلہ ہٹنے کا باعث ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں ارتفاع مصائب و شدائد کا ایک سیدھا راستہ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ بتا دیا ہے تو کیا ضرور ہے کہ ہم دوسرے طریقہ ہائے کار اختیار کرتے پھریں آیہ و لنبلونکم الخ بھی استعینوا بالصبر والصلوٰۃ کی گویا تفسیر ہے بہرحال اس سے یہ واضح ہوگیا کہ حصول ترقی کے لئے کچھ نہ کچھ تکالیف ضرور اٹھانی اور قربانیاں کرنی پڑتی ہیں اور محنت اور قربانیوں کے بغیر کسی کو ترقی نہیں ہوتی یہ قانون قدرت ہے۔

قرآن کریم اور عمل

سربلندی و سرفرازی کے حصول کا طریقہ

ایمان و عمل کا امتزاج

آپ تمام قرآن پڑھ جایئے ہر جگہ اور ہر موقعہ ایمان کے ساتھ عمل ضرور بتایا گیا ہے اور واضح کیا گیا ہے کہ سربلندیاں اور سرفرازیاں انہی کے لئے ہیں جو ایمان بھی لاتے ہیں اور عمل بھی کرتے ہیں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ فائز المرامی و مغفرت کیلئے محض ایمان کافی ہے مگر افسوس تو اس امر کا ہے کہ آجکل قرآن پر کسی کی نظر نہیں مسلمانوں کے انبوہ کے انبوہ آجکل محض توکل پر گزر کر رہے ہیں دنیوی توکل تو یہ ہے کہ جو آیا خرچ کر دیا اور سمجھ لیا کہ جب وہ رزق کا کفیل ہے تو ضرور دیگا بعض تو ایسے خوش عقیدہ واقع ہوئے ہیں کہ وہ سعی و محنت ہی کے بغیر اس سے رزق کی تمنائیں وابستہ کئے رہتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ جو کماتے ہیں اسے اسی وقت اڑا کر بھی عزت و سربلندی کی آرزو میں رہتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ جس نے دیا ہے تن کو وہی دیگا کفن کو۔

بعض دینی توکل کے حامی ہیں اور کہتے ہیں اور علانیہ کہتے ہیں کہ اس کے بندے ہیں اسے خدا سمجھتے ہیں گنہگار ہیں تو کیا ہے اس سے امید ہے کہ وہ ہمیں ضرور بخشدیگا کہ اس کی رحمت کے مستحق حقیقی گنہگار ہی ہیں یہ سب جذباتی باتیں ہیں اگر سب یہی خیال کر لیں تو دنیوی توکل تو دنیوی نظام کو درہم برہم کر کے رکھدے اور دینی توکل دینی نظام کی بنیاد ہی متزلزل کر دے غور کیجئے کہ جب ہر شخص یہی سمجھنے لگے کہ اس کی رحمت عام ہے اور وہ گنہگاروں پر خصوصیت کے ساتھ مرکوز رہتی ہے تو پھر کسی کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ گناہوں سے بچے اور نیکیوں کی طرف مائل ہو نیز خوف خدا بھی باقی نہ رہے گا گناہ اس سے بچنے ہی کا کرتے ہیں انسان کی فطرت ہے کہ وہ اس وقت تک محنت و قربانی پر آمادہ نہیں ہوتا جب تک کہ اسے کسی انعام اور کسی ثمرہ کے ملنے کی توقع نہ ہو

بہ آسانی غالب آجاتے گی اور تمہاری ہیبت تو جو ہی چکی ہوگی اس لئے تمہاں کا مقابلہ بھی نہ کر سکو گے نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہیں غلامی و محکومی کی ذلتیں برداشت کرنا پڑیں گی ظاہر ہے کہ جب غلاموں سے تمام شریفانہ جذبات بھی نا و معدوم ہو جاتے ہیں اور ان کے حقوق پامال اور غصب ہو کر ان کی محنتوں اور دولتوں سے غیر فائدہ اٹھاتے لگتے ہیں۔

غور کر کے دیکھ لیجئے کہ جس قوم کو پہلے ہی روز یہ نصیحت کی گئی تھی وہی قوم اس ربانی ہدایت کی مخالفت میں سرگرم ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس نہی کی عدم تعمیل کے جو نتائج اغلاق کار میں بتا دیئے تھے آج وہ سب کے سب بحیثیت مجموعی ملت پر مسلط ہیں "ولا تنازعوا" کے دامن میں مسلمانوں کی فرقہ بندیاں مسلمانوں کی باہمی سرکشی مسلمانوں کی باہمی لڑائیاں بھری پڑی ہیں دنیا میں سب سے زیادہ متفرق منتشر اور پراگندہ قوم اس وقت اگر کوئی موجود ہے تو وہ صرف مسلمان ہیں اس لئے کہ ان کے اللہ نے انہیں "ولا تنازعوا" حکم دیا تھا "فتفشلوا" کے ذیل میں مسلمانوں کی کمزوریوں اور پسپائیوں کے تمام مناظر حرف بحرف موجود نظر آتے ہیں نہ ان کی تجارتی ایجنسیاں ہیں اور نہ کوٹھیاں نہ بندرگاہوں میں ان کا حصہ ہے اور نہ بر آمد میں نہ ان کے کارخانے ہیں اور نہ صنعتی فیکٹریاں نہ حکومت میں انہیں کوئی منہ لگاتا ہے اور نہ ہندو اور سکھ ان کے حقوق کی کوئی پرواہ کرتے ہیں جنگل کی آگ کو آندھی بھی امداد دے کر اور بھڑکاتی ہے مگر چراغ کو ہوا کا ایک جھونکا گل کر کے رکھ دیتا ہے کمزور کا کون ساتھی ہے۔ "وتذھب ریحکم" کے مظاہر بھی عام ہے۔ کل تک جو قومیں مسلمانوں کے احتجاج مسلمانوں کی قوت مسلمانوں کی ہیبت مسلمانوں کے جوش سے خائف رہتی تھیں اور ان کے سامنے پڑنے سے جو چرائی تھیں وہ جا بجا ان پر اب یورشیں کرتی رہتی ہیں اور ہر شعبہ حیات میں سے انہیں خارج کرنے اور ہر دائرے میں انہیں زچ بنانے کی فکر میں منہمک رہتی ہیں ان کی مساجد ان کے مقابر ان کی ریاستیں ان کی ملازمتیں ان کی تجارتیں اور ان کے حقوق کوئی ایک چیز بھی دستبرد اغیار سے محفوظ نہیں ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ فلسطین میں چند ہزار یہودیوں نے لاکھوں عربوں اور پنجاب میں چند لاکھ سکھوں نے کروڑوں مسلمانوں کے حقوق پر یورش کر رکھی ہے اس میں نہ یہودیوں کا قصور ہے نہ سکھوں کی خطا ہے یہ سب کچھ اپنی ترنا اہلی اور اللہ کا حکم نہ ماننے کا ثمرہ ہے۔ اگر آج مسلمان اس حکم قرآنی کے پابند بن جائیں تو پھر ان کے صحن چمن میں بادِ صبا کی وہی اٹھکیلیاں مصروف خرام نظر آئیں مگر ایمان بھی اتنے کمزور ہو چکے ہیں اور نفس اتنے موٹے ہو گئے کہ اس طرف کسی کو توجہ ہی نہیں۔

اتفاق نعمت اور نا اتفاقی آگ ہے

دوسری جگہ ارشاد ہے واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم على شفا حفرة فانقذكم منها دیکھو اللہ کی رسی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو اور باہم جدا جدا نہ ہو اور تفرقہ سے بچو دیکھو اللہ کا یہ احسان دیکھو اور اس کا شکر کرو کہ تم جو باہم کٹا مرتے تھے ایک دوسرے کے شدید دشمن تھے دل کے اور اس نے تمہارے قلوب میں باہمی محبت و الفت پیدا کر دی اور تم بھائی بھائی بن گئے ورنہ تم تو بالکل آگ کے کنارے ہی کھڑے ہوئے تھے۔

جسے خود آقا نے حقیقی نعمت بتائے اس کے نعمت ہونے میں کسے شک ہو سکتا ہے۔ اس آیت کو بھی غور سے پڑھئے جہاں وہ اتفاق و اخوت کو اپنی نعمت کے نام سے موسوم کرتا ہے وہاں نا اتفاقی کو وہ "آگ کا کنارہ" یا آگ قرار دے رہا ہے۔ کتنا بہتر استعارہ ہے گویا نا اتفاقی اور باہمی پھوٹ آگ سے کچھ کم ہے جس طرح آگ میں جو چیز پڑ جاتی ہے وہ سب بھسم ہو کر رہ جاتی ہے اور جس طرح آگ ہر چیز کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے اسی طرح نا اتفاقی اور باہمی پھوٹ کی آگ میں گر کر بھی انسانوں کا وقار انسانوں کی عظمت انسانوں کی عزت داری اور انسانوں کی آزادی سب کچھ فنا ہو جاتی ہے یہ قرآنی اعجاز ہے کہ وہ جو حکم دیتا ہے اس کے اسباب بھی موثر پیرائے میں ظاہر کرتا چلا جاتا ہے اور جس برائی سے روکتا ہے اس کے ہولناک نقصانات کی بھی ایک ہیبت خیز تصویر لا کر سامنے کھڑی کر دیتا ہے اس آیت میں یہ سب کچھ موجود ہے تصور تو کیجئے کہ ایک انسانی گروہ ایک بے پناہ آگ کے کنارے پہنچ گیا ہے اس میں گرا ہی چاہتا ہے کہ یکایک ایک قوت نمودار ہو کر اسے اس آگ اور اس مصیبت سے بچا لیتی ہے اب وہ صورت جس کے باعث بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گرنے سے محفوظ رہے اور ہمیشہ محفوظ رہ سکتے ہیں اگر نعمت نہیں تو اور کیا ہے۔

گویا نا اتفاقی و تشتت ایک آگ ہے جس میں گرنے سے اللہ روک رہا ہے اور روک بھی اس رنگ میں رہا ہے کہ اس سے قدرتاً دل پر اثر پڑتا ہے یہی نہیں کہ باہم تفرقے پیدا نہ کرو بلکہ وہ کہتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ نا اتفاقی اور تفرقہ اندازی سے بچو ورنہ انتہائی خطرات میں پڑ جاؤ گے پھر واعتصموا بحبل الله جميعا کتنے موثر الفاظ ہیں پھر یہ بھی نہیں کہ وہ محض ایک موثر حکم کو موثر طریقہ پر جاری کر کے خاموش ہو جاتے نہیں وہ استدلال کے ساتھ مثالیں اور نظیریں بھی پیش کرتا ہے تاکہ جو حکم دیا جا رہا ہے اس کی موثریت اور دلنشینی مکمل ہو جائے۔

فرماتا ہے ولا تكونوا كالذين تفرقوا واختلفوا دیکھو تم اتفاق کیساتھ رہو اور ان لوگوں جیسی حرکتیں نہ کرو جنہوں نے باہم تفرقے اور اختلاف پیدا کئے اور گمراہ ہوئے یہ اشارہ بنی اسرائیل کی طرف ہے اور ظاہر ہے کہ یہ کیا جا رہا ہے کہ بنی اسرائیل دنیا کی ایک برگزیدہ ثروت دست اور ارجمند قوم تھی ہر قسم کی نعمتیں اسے حاصل تھیں اس کی سلطنت خشک و تر میں پھیلی ہوئی تھی بڑے بڑے فرمانروا ان کا نام سن کر لرزا اٹھتے تھے لیکن جب ان میں تفرقے اور اختلاف پڑ گئے تو اس کا سارا وقار اور تمام عظمت ختم ہو گئی اور یہ حالت ہوئی کہ کبھی ان پر بابلیوں نے حملہ بولا اور کبھی یونانیوں نے کبھی ٹٹیس برق و باد کی طرح ان پر آ پڑا اور بیت المقدس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور کبھی بخت نصر فیلا دصولت کے ساتھ جھپٹا لاکھوں قتل کئے اور ہزاروں کو گرفتار کر کے لے گیا سب کچھ سمجھا کر اور بتا کر حکم ہوتا ہے کہ اگر اتفاق سے باہم تفرقہ پڑ بھی جائے اور مسلمانوں میں باہم لڑائی جھگڑا ہو بھی جائے تو تم خود ہی صلح کرا دیا کرو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ بتا دیا اور جتا دیا مگر نہ دیکھنے والی آنکھ ہے اور نہ سوچنے والا دماغ۔

اس سے زیادہ اور کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمانداروں باعمل بندوں کو شاہی اور فرمانروائی کا مستحق ہی نہیں سمجھ رہا بلکہ ان سے وعدہ کر رہا ہے کہ وہ انھیں دنیوی سلطنت عطا کریگا اور جلد اور ضرور عطا کریگا یہ وعدہ بہت جلد قوت سے فعل میں بھی آگیا۔ کس کو توقع ہو سکتی تھی کہ عرب اور بالخصوص حجاز کے باشندے کبھی سلطنت اور فرمانروائی کے قابل ہوں گے حجاز خطۂ ارض تھا جہاں ابتدا زمانہ سے لیکر وقت نزول قرآن تک کبھی کسی سلطنت کے تحت نہیں رہے تھے اور نہ وہاں کبھی کوئی فرمانروائی قائم تھی ایک بے آب و گیا ملک سمجھا جاتا تھا۔ ظاہر ہے کہ جس ملک میں صدیوں سے سیاسیات نے جنم نہ لیا ہو جہاں کبھی کوئی حکومت قائم نہ ہوئی ہو جہاں کے باشندوں کو کسی سلطنت میں کوئی کام کرنے کا موقعہ نہ ملا ہو وہاں کے باشندوں میں اصولاً فرمانروائی والی کی قابلیت پیدا ہی نہیں ہو سکتی اور نہ تھی۔

دنیا اہل عرب سے سلطنت کا وعدہ سنکر متحیر تھی عربوں اور حجازیوں ہی کے متعلق یہ چیز بالکل بے محل معلوم ہوتی تھی کہ وہ مسلمان جو عباد کی "صالحین" تو ضرور تھے مگر افلاس و مصیبت کا یہ عالم تھا کہ یتیموں اور بیوہ مدینہ پراگندہ تھیں اور وہ بھی بمشکل نصیب ہوتے تھے فاقوں پر فاقے گزرتے تھے نہ کوئی تہذیب تھی اور نہ تمدن نہ علوم تھے اور نہ فنون نہ روایات تھیں اور نہ اہلیت نہ حالات مساعد تھے اور نہ قیام سلطنت کا بظاہر کوئی امکان نظر آتا تھا اس کے گردوپیش قیصر و کسریٰ کی وہ عظیم الشان فرمانروائیاں قائم تھیں جن کی ہیبت سے عرب تو اس وقت چیز ہی کیا تھے دنیا کی بڑی بڑی فرمانروائیاں لرزہ براندام تھیں اس وقت کی عرب کی حالت کا اندازہ یزدجرد فرمانروائے ایران کی اس رباعی سے ہو سکتا ہے جو اس نے مسلمانوں کی فتح کے بعد راہ فرار اختیار کرتے ہوئے پڑھی تھی یعنی سے

زشیر شتر خوردن و سوسمار عرب را بجائے رسید است کار
کہ تاج کیاں را کنند آرزو تفو بر تو اے چرخ گرداں تفو

لیکن اللہ تعالیٰ نے انہی نازک گھڑیوں اور نا مساعد فضا میں یہ آیت نازل کی وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک اور شریفانہ عمل بھی کئے ان سے اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ وہ انھیں دنیا میں ضرور اپنی نیابت و خلافت کا شرف عطا کریگا اور تاج و تخت کا مالک بنائے گا اس آیت کے نزول پر ابھی پوری چوتھائی صدی بھی نہ گزرنے پائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا کر دیا اور وہی عرب جنکی ترقیات کی طرف سے دنیا مایوس ہو چکی تھی اور جنھیں اپنی جانیں بچانی بھی دوبھر پڑ رہی تھیں وہ ہی نہ صرف یہ کہ تاج و تخت کے مالک ہوئے بلکہ قیصر و کسریٰ کی پرشکوہ اور باجبروت فرمانروائیوں کے بھی وارث بن گئے اس کے بعد جب تک مسلمان قرآنی احکام و نواہی پر عمل پیرا رہے اور ایمان و عمل کی درخشانیاں ان کا طغرۂ امتیاز بنی رہیں اور ان کے اندر مجاہدانہ جذبہ قائم رہا اس وقت تک وہ "وانتم الاعلون" کے مصداق بنے رہے۔

یہ وعدۂ ربانی اب بھی موجود ہے مگر اب اسلام کہاں اب تو چند رسمیات کا نام اسلام رہ گیا ہے قرآن اس لئے ہے کہ اس کی بے معنی تلاوت کر لی جائے

مریضوں کو اس کی ہوا دیدی جائے اور گھروں میں برکت کے لئے ایک بلند طاقچہ پر رکھا رہے۔

آج ہزار میں کیا شاید لاکھ میں بھی بمشکل کوئی ایک شخص ایسا نظر آئیگا جو قرآن کو عمل کے لئے پڑھتا ہو احکام دیکھنے کے لئے بھی قرآن نہیں دیکھا جاتا جب ضرورت واقع ہوتی تو فقہ کی کتابیں کھول کر دیکھ لیں کہ ان میں ابواب و فصول دونوں موجود ہیں اور ذیلی عنوانات بھی ہوتے ہیں اس کے بعد کتب احادیث کی طرف رجوع ہوتے کہ اس میں تفصیلات تو ضرور نہیں مگر ابواب تو ہیں قرآن شریف کھولنے اور دیکھنے کی نوبت ہی نہیں آتی حالانکہ ہماری ہدایت کے لئے قرآن اور محض قرآن ہی نازل ہوا تھا اور اسی ایک کتاب کی برکت سے مسلمانوں نے دنیا میں قابل رشک ترقی کی تھی۔

اتفاق و یکجہتی پر قرآنی زور

فرزندان توحید کیلئے ایک موثر سبق

فلسفہ اتفاق اور قرآنی کمال

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم مسلمانو دیکھو باہم جھگڑا نہ کرو کیونکہ اگر تم لڑتے جھگڑتے رہوگے تو تمہاری ہمتیں پست ہو جائینگی اور ہوا اکھڑ جائیگی بھرم کھل جائیگا۔"

بظاہر یہ آیت پاک تین مختصر ترین جملوں پر مشتمل ہے اور خود بھی بہت چھوٹی اور بہت مختصر آیت ہے مگر اس کے اندر قومی عروج و زوال کے فلسفہ کی ایک پوری کی پوری دنیا پوشیدہ ہے مسلمان اسے روز پڑھتے ہیں لیکن عمل کی طرف ان کی توجہ ہی مرکوز نہیں ہوتی۔

مسلمان جب تک اس حکم ربانی پر کاربند رہے دنیا ان کی غلام رہی اور آج جو قومیں اس کے مطابق عمل کر رہی ہیں اگر وہ تخت و تاج کی مالک بھی نہیں تو شاہانہ کروفر ضرور رکھتی ہیں اتفاق و اتحاد کی برکات و حسنات کا معترف ایک زمانہ ہے دنیا کے تمام ہوشمند افراد اور عقلائے زمانہ نے اس کی اہمیت اور فائدہ رسانیاں واضح کی ہیں مگر اس بھری دنیا کی ایک کتاب بھی نہیں دکھائی جا سکتی ایک ضرب المثل بھی سامنے نہیں لائی جا سکتی ایک مقولہ بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جو اتنا جامع اتنا لبریز معانی اور اتنا موثر اور فلسفیانہ ہو ایک سہ لفظی جملہ میں حکم بھی ہے توجیہ بھی ہے اور اس کے عدم تسلیم کی صورت کے خوفناک ترین اور اقرب الی الفہم نتائج بھی ہیں یہ ایجاز و اختصار یہ فصاحت و بلاغت اور یہ تاثیر و کمال قرآن کا اور صرف قرآن ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔

ولا تنازعوا الخ تم نہیں جھگڑو نہیں نا اتفاقی پیدا نہ کرو متحد و متفق رہو کیوں ایسا کریں؟ اس لئے کہ باہم لڑنے جھگڑنے اور اتفاق کیساتھ نہ رہوگے فتفشلوا کمزور ہو جاؤگے تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی اور اس سے بھی خوفناک تر اور تباہ کن نقصان یہ ہوگا کہ وتذھب ریحکم تمہارا بھرم کھل جائیگا ہوا اکھڑ جائیگی تمہارے دشمن تمہیں حقیر سمجھکر تم پر ہر طرف سے یورش کر دینگے تم کمزور تو ہو ہی چکے ہوگے اس لئے تم پر

تم بیگ خدا پر توکل کرو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا کرے گا جس طرح چڑیوں کو عطا کرتا ہے۔ لیکن ہم پھر کہتے ہیں کہ یہ تعلیم انتہائی واصلی درجوں کی ہے نہ کہ ابتدائی متوسط درجوں کی۔

خود حضور نبی کریم سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھئے کہ خود تو اہہات المومنین کے لئے سال بھر کا ذخیرہ اکٹھا کر دیتے ہیں اور حضرت بلال کے لئے اتنا بھی گوارا نہیں کرتے کہ وہ کل کے لئے آدھی روٹی بھی اٹھا کر رکھیں۔ بہر کیف ہمارے نزدیک تو یہ اہلیت بڑی تعلیم اور بڑی صحبت کے بعد پیدا ہوتی ہے لیکن اگر کوئی انسان واقعی توکل کر سکتا ہے اس طرح کہ اسے کل کی کوئی فکر ہی پیدا نہ ہو اور کامل یقین ہو کہ اللہ تعالے اسے ہر حالت میں دیگا اور اس کا کفیل رہے گا تو ہم اس سے معترض نہ ہوں گے اور اسے مبارک بندہ کہیں گے لیکن پھر کہیں گے کہ یہ تعلیم خاص ہے عام نہیں یہ انہی لوگوں کو انتہاء عرفان اور انتہاء یقین کے بعد پیدا ہو سکتی ہے۔

توکل عوام اور اس کی قرآنی حقیقت

خوب سمجھ لیجئے کہ جو نصاب اعلیٰ درجہ اور بی اے کلاس کے لئے تیار کیا گیا ہے گو وہ عام ہے ہر شخص اس تک دسترس پا سکتا ہے اسے خرید سکتا ہے مگر اس سے فائدہ اعلیٰ ہی درجہ کے طلباء اٹھا سکتے ہیں اسی طرح گو تصوف کی تعلیم اہل تصوف کی تصنیفات کے ذریعہ نوام تک پہنچی ہے مگر ہے وہ اہل تصوف اور بلند پایہ بزرگوں کے لئے عوام کو اس سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔

کوئی منتہی صوفی تو اپنے تمام مریدوں کو عام طور پر یہ تعلیم دیگا ہی نہیں اور جسے دیگا انتہائی احتیاط کے ساتھ دیگا۔

حضرت عمر فاروق کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ متوکل ہو کر مسجد میں بیٹھ گئے ہیں حالانکہ آپ خود تصوف کے منتہی تھے آپ نے انھیں گرفتار کرا لیا درّے لگوائے اور فرمایا خدا تمہارے لئے آسمان سے سونے اور چاندی کی بارش نہیں کریگا جاؤ کماؤ خود کھاؤ اور دوسروں کو کھلاؤ۔

اب جو توکل کے معنے یہ سمجھے جاتے ہیں کہ کوئی کام نہ کرو اور ہاتھ پاؤں ٹیک کر بیٹھ جاؤ متوکلوں کے بہت سے قصے بھی ان کی لوگ زبان پر نے ہیں اور مصیبت یہ ہے کہ ایسے نکمے اور سست نکاہل لوگ خود کو قرآنی تعلیم پر عامل بھی سمجھتے ہیں اور لوگ بھی ان کی تعریف کرتے ہیں کہ فلاں صاحب بڑے متوکل ہیں گھر ہی میں بیٹھے رہتے ہیں باہر نہیں نکلتے اللہ کہیں سے بھیج دیتا ہے کھا لیتے ہیں بزرگان دین توکل کرتے تھے مگر وہ نکمے اور سست نہ تھے جب تک جذب طاری رہتا اس طرح وہ مجاہدات میں گزارتے ایسے مجاہدات جن کے تصور سے ہی ہمارے جسم پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بڑی بات یہ ہے کہ ہم پر نفس کا حق بھی ہے زن و فرزند کا حق بھی ہے اور قوم کا حق بھی ہے اور نمازیں اور عبادات اسی حد تک جائز ہیں جب تک کہ وہ کلال پیدا نہ کریں ہم سے تہجد کی نماز ہی جوں توں کر کے ادا ہوتی ہے رات رات بھر کی نمازوں کی محنت کس سے اٹھائی جاسکے گی اور دل پر جبر کر کے پڑھیں گے تو وہ جائز نہ ہوگی کہ رہبانیت تو اسلام میں جائز نہیں اولیائے کرام کی تو آنکھیں کھل جاتی ہیں اور وہ جو کچھ کرتے ہیں پورے لطف کے ساتھ کرتے ہیں

جو صوفیا راہ سلوک میں گئے ہیں انھیں نے انتہائی احتیاط کے ساتھ مات کے ساتھوں میں کچھ کیا ہو گر غالباً ہر شخص نے رزق کے لئے پوری مساعی کی ہیں اور کیوں کریں کہ شریعت کا حکم یہی ہے اور طلب رزق میں جد و جہد بھی عبادت ہے زن و فرزند جو ہے والدین اور حفظ و بقائے عزت کے لئے محنت کرنا جہاد کے برابر ہے۔

بہر کیف شرعی توکل یہ ہے جو قرآن نے بتایا ہے کہ ہر حالت میں پوری جد و جہد سے بے پروا ہو کر کام کیا جائے اور یہ خیال رکھا جائے کہ ہمارا کام محض سعی و تدبیر ہے کامیابی اسی کے ہاتھ ہے اور وہ ضرور کامیاب کرے گا یعنی پوری سعی کرو اور اس پر بھروسہ کرو کہ وہ ضرور کامیابی عطا کریگا ہو نہ بات کہتے ہو ... دیکھئے جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو ... کو مارنے کا حکم دیا تو وہ گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ وہ تو بہت قوی ... لوگ ہیں جب تک وہ یہاں سے نکل نہ جائینگے ہم تو اس ملک میں قدم نہ رکھیں گے قال رجلان من الذین یخافون انعم اللہ علیہما ادخلوا علیہم الباب فاذا دخلتموہ فانکم غالبون و علی اللہ فتوکلوا ان کنتم مومنین۔

ان لوگوں میں دو ایسے بزرگ بھی تھے جو اللہ سے ڈرتے تھے اور ان پر اللہ تعالیٰ کا خاص کرم تھا ... بول اٹھے کہ ان پر حملہ کر کے شہر میں گھس جاؤ اور جب تم ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمھیں ضرور کامیاب کرے گا تمہارے قلب میں ایمان کا چراغ روشن ہو تو فتح و ظفر و منصور کے لئے اللہ پر بھروسہ کرو۔ ... مثال ملاحظہ ہو حضرت نوح کو کفار نے بہت تنگ کیا کہ تم تبلیغ چھوڑ دو آپ ... اس سے باز نہ آئے اور کہنے لگے یا قوم ان کان کبر علیکم مقامی و تذکیری بآیات اللہ فعلی اللہ توکلت فاجمعوا امرکم و شرکاءکم ثم لا یکن امرکم علیکم غمۃ ثم اقضوا الی و لا تنظرون۔ اگر تم پر میرا رہنا اور اللہ کی آیتیں پڑھ کر سنانا اور کہنا ناگوار گزرتا ہے تو میں اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں تم سب مل کر ایک فیصلہ کر لو جو کچھ تمھیں کرنا ہو میرے ساتھ کر گزرو مجھے ایک لمحہ کی بھی مہلت نہ دو۔

یعنی آپ کو اللہ پر پورا بھروسہ تھا اور اسی بھروسہ پر اپنا کام شدت و سرگرمی کے ساتھ کئے جاتے تھے کہ اللہ تعالےٰ انھیں میرے اوپر قدرت نہ دیگا۔

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ جب تم کسی کام کا پختہ ارادہ کر لو تو اس کی کامیابی کے لئے خدا پر بھروسہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ المتوکلین سے محبت رکھتا ہے۔

یہ آیت قرآنی تعلیم توکل کا نچوڑ اور خلاصہ ہے وہ یہ نہیں کہہ رہا اور کہیں نہیں کہہ رہا کہ محض توکل پر مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤ اور کچھ نہ کرو بلکہ صاف فرما رہا ہے کہ پہلے کام کا ارادہ کرو پختہ ارادہ کرو اور پھر پختہ ارادہ کر لینے کے بعد کامیابی کے متعلق کسی شک و شبہ سے کام نہ لو اللہ پر بھروسہ کرو وہ ضرور کامیاب کرے گا ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین ہمت نہ ہارو شکستہ دل نہ ہو رنجیدہ نہ ہو تم ہی غالب ہو گے۔ صرف شرط اتنی ہے کہ تم پختہ کار مسلمان ہو اس آیت سے پایا ان حقیقی توکل ہے

وان جنحوا للسلم فاجنح لہا و توکل علی اللہ اگر فریق مخالف صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی جھک جاؤ اور خدا پر بھروسہ کرو یعنی تم بھروسہ

صبر و توکل کی بلند پایہ تعلیم میں
انقلاب معانی و مفاہیم کے اندوہناک شمے

صبر و توکل اور اولیاء و عارفین

ہم توکل صبر اور قسمت کے عنوانوں پر بہت کچھ لکھ چکے ہیں لکھتے رہتے ہیں اور لکھتے رہیں گے اس لئے کہ جو عنوان جتنا زیادہ اہم ہوتا ہے اس پر اتنا ہی زور دیا جاتا ہے جتنی گہری نیند ہوتی ہے اتنے ہی زور کے ساتھ جگایا جاتا یہ تینوں بیماریاں ہماری قوم پر بری طرح مسلط ہو کر رہ گئی ہیں اور ان کے غلط اور صوفیانہ تخیل نے قوم کی قوم کو وطن فنا میں مبتلا کر رکھا ہے صبر توکل اور تقدیر کا عارفانہ اور صوفیانہ مفہوم قوم کے دماغوں میں اس سختی و استواری کے ساتھ سما کر رہ گیا ہے کہ اس کا نکلنا دشوار ہو رہا ہے ایم اے کی تعلیم اس طالب کو کیونکر دی جا سکتی ہے جو مڈل کا کورس بھی ابھی تک نہیں سمجھ سکا جب ہر شخص بشر حافی یحییٰ بن معاذ اور بایزید بسطامی نہیں بن سکتا تو وہ ان کے مقولوں کو کیونکر اپنے اوپر عائد کر سکتا ہے اور وہ کس طرح چاہتا ہے کہ انکی تعلیمات تصوف کو اپنا رہبر بنائے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی کو دیکھئے کہ اٹھارہ سال تک اپنے مرشد گرامی کی خدمت خادمانہ حیثیت سے رہتے اور جابجا ان کے ساتھ پھرتے ہیں اپنی تمام جائداد اور دولت اللہ کی راہ میں لٹا کر گھر سے نکلتے میں پڑ نکلے ہیں نصف سے زیادہ عمر گزر جانے پر مدینہ منورہ میں تبلیغ کا حکم پا کر پیادہ پا اور بے سروسامان عازم ہند ہوتے ہیں دہلی پہنچتے ہیں اجمیر جا کر ایک درخت کے نیچے قیام کرتے ہیں راجہ کی پرشکوہ فوجوں سے مقابلہ کرتے ہیں جادوگروں سے لڑتے ہیں کئی اسباب ہوتے ہیں کفار کو مسلمان بناتے ہیں حالت یہ ہے کہ دن بھر روزہ ہے اور رات بھر نماز درخت کے نیچے بسیرا ہے جنگل کے پھل غذا ہیں اسی حالت میں اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دیے جاتے ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اجودھن پہنچتے ہیں تن تنہا پہنچتے ہیں اور اس مرکز کفر میں جا کر تنہا ایک پیلو کے درخت کے نیچے جا کر بیٹھ جاتے ہیں نہ کوئی دوست ہے اور نہ رفیق نہ یگانہ اور نہ بیگانہ نہ گھر ہے نہ در تن کے پیوند کپڑوں کے سوا اوڑھنے بچھانے اور پہننے کا اور کوئی کپڑا ہی نہیں اللہ کے نام کے سوا کچھ پاس نہیں رات رات بھر نماز ہے اور دن دن بھر روزے افطار کا وقت آگیا پیلو کے چند پھول زمین سے توڑے ابال لئے اور افطار کر لیا سالہا سال اسی حالت میں گزارتے ہیں اور اپنے مفوضہ کار تبلیغ دین اور اصلاح مسلمین پر مصروف رہتے ہیں پھر سب کچھ ہو جاتا ہے مریدوں کی کثرت مسلمانوں کا ہجوم مسجدیں بنتی ہیں مدرسے کھلتے ہیں خانقاہ قائم ہوتی ہے ظاہری و باطنی تعلیم شروع ہوتی ہے خلفاء تیار ہوتے ہیں جو ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل جاتے ہیں اور ایک عظیم الشان کام کر کے رہگزائے عالم بقا ہوتے ہیں

حضرت جلال الدین تبریزی مدینہ منورہ سے تنہا بے سروسامان چلتے ہیں بغداد دہلی اور بدایوں ہوتے اور قیام کرتے ہوئے انتہائے جنوب بنگال میں سمندر کے ساحل کے قریب ایک ہندو تیرتھ پنڈوا میں پہنچ کر ایک درخت کے نیچے بیٹھ جاتے ہیں نہ پلنگ ہے نہ کپڑے کہاں سے آئیں اور کھانے کو کیا ملیگا نہ یہ فکر ہے کہ اس پردیس اور کفرکدہ ہند کے اندر اجنبیوں سے کیونکر نبھے گی جن کے تمدن، زبان، عادت کسی بات سے بھی واقفیت تک نہیں کچھ پاس نہیں اللہ کا نام ہے اور بس۔

کھانے کو درختوں کے پتے موجود ہیں کپڑے دھونے کو اسکے پیاسے ہوتے دریا ہیں پڑ رہنے کو اسکی وسیع و عریض زمین موجود ہے محض توکل پر گذارہ ہے رفتہ رفتہ یہ حالت ہوتی ہے کہ ہندوؤں کا یہی تیرتھ مسلمانوں کا مقدس مقام بنتا ہے تمام پجاری اور برہمن مسلمان ہوتے ہیں مندر کی بنیادوں پر مسجد و خانقاہ تعمیر ہوتی ہے مدرسہ کھلتا ہے اور ایک عظیم الشان نظام تعلیم و تبلیغ قائم ہو جاتا ہے یہیں سے روشنی کی شعاعیں پھوٹتی ہیں اور تمام بنگال کو روشن کرتی ہیں یہ انہی نفوس قدسیہ کی مبارک سعی و جہد کا ثمرہ ہے کہ بنگال میں تین کروڑ مسلمانوں کی صورتیں نظر آ رہی ہیں۔

توکل اور عشاق ربانی کا نقطہ نظر

یہ تھا صوفیانہ توکل اور اس توکل کے مظاہر فرمائیے موجودہ کے تارکین کرام میں کتنے ایسے افراد ہیں جو اس عہد میں جبکہ حمل و نقل کے ذرائع انتہائی وسعت اختیار کر چکے پختہ سڑکیں ہیں اور ہر قسم کی آسانیاں ہیں دہلی سے بے سروسامان اور تنہا نکل کر زیادہ دور نہیں صرف رہتک یا بلند شہر ہی کے کسی مقام پر اسی طرح متوکلانہ بیٹھ جائیں۔

آج تو کوئی تبلیغ کو نکلتا ہے یا کسی کام کا عزم کرتا ہے تو سب سے پہلے روپیہ دفتر اور کارکنوں کی تلاش ہوتی ہے اور ہزاروں روپے چند بیکندہ ہی پر خرچ ہو جاتا ہے آج تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ سات کروڑ فرزندان توحید میں سے کوئی ایک فرزند بھی خواجہ غریب نواز یا جلال الدین تبریزی کی طرح تن تنہا بے یار و مددگار بے زر و بے سامان پیدل یا اٹک پہنچے گا گورنوں اور پہلوؤں کے بیچ ل پر گذر کریگا زندگی بھر آرام و آسائش سے سروکار نہ رکھیگا اور اسلام کی کوئی خدمت کر جائیگا جب ہمارے اندر اللہ پر بھروسہ توکل و صبر اور تسلیم رضا کے وہ جوہر نہیں وہ اہلیت نہیں وہ تربیت نہیں وہ حوصلہ نہیں تو ہم ان کا توکل کیونکر اختیار کر سکتے ہیں یہ چیزیں انہیں کے لئے مخصوص تھیں، صوفیانہ توکل یا حقیقی توکل تو یہ ہے کہ خود کو بالکل اللہ کے ہاتھ میں دیدے اور اپنے رزق و آرام اور رنج و راحت کے متعلق دل میں قطعاً کوئی دل میں خطرہ ہی پیدا نہ ہو، کوئی ہے جو آج ایسا توکل کر سکے۔

حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ انسان متوکل اس وقت ہوتا ہے جب وہ رب قادر کو سچے دل سے اپنا وکیل و کفیل سمجھ لے" حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ ترک تدبیر کا نام توکل ہے۔ حضرت بشر حافی فرماتے ہیں کہ جو زبان سے توکلت علی اللہ کہتا ہے وہ جھوٹ کہتا ہے اور خدا سے جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اگر وہ سچا ہوتا تو جو کچھ خدا کرتا اس پر راضی ہوتا" ایک اور جلیل القدر اور گرامی منش بزرگ کا قول ہے کہ متوکل کی مثال ایک شیرخوار بچے جیسی ہے کہ وہ ماں کے سوا اور کسی کو جانتا ہی نہیں" غور کیجئے آج بھی ہمارے مزعومہ متوکلین خدا کے سوا اور کسی کو جانتے ہی نہیں اور وہ خدا پر ایسا بھروسہ رکھتے ہیں جیسا کہ حضرت بابا صاحب رکھتے تھے ضرور حدیث میں آیا ہے کہ—

یہی بتایا ہے قرآن نے ہمیں یہی تعلیم دی ہے کہ نہ تو تنہا اپنے ہی دست و بازو پر بھروسہ کرو اور نہ صرف خدا ہی پر بھروسہ کرکے عمل کا سلسلہ ترک کر دو استعینوا بالصبر والصلوٰۃ میں ہمیں قرآن نے یہی تعلیم دی ہے استعانت صبر عمل ہے اور استعانت صلوٰۃ توکل ہے ضرور ایسا بھی ہوتا ہے کہ محض استعانت صبر سے کام لینے والے بھی کامیاب ہو جاتے ہیں اور محض استعانت توکل کرنے والے بھی فائز المرام ہوتے ہیں اس وقت یورپ و امریکہ میں بڑے بڑے مادہ پرست اور ملحد موجود ہیں جو محض اپنی ذاتی کوششوں اور تدبیروں سے ترقی کر رہے ہیں اور باخدا بزرگوں کا ایک ایسا ہی طبقہ ہے جو محض دعا و توکل سے کامیاب ہو رہا ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ امتحان میں کوئی طالب علم نصف پرچہ حل کر آئے۔

ظاہر ہے کہ اسکے نصف نمبر تو مل ہی جائیں گے استعینوا بالصبر و الصلوٰۃ میں ضرور صبر و صلوٰۃ اور تدبیروں اور دعاؤں دونوں سے کام لینے کی تلقین کی گئی ہے مگر دونوں راہیں بتائی ہوئی تو اسی کی ہیں اگر کوئی شخص ایک ہی راہ پر چلتا ہے اور کامل احتیاط و اہتمام کے ساتھ چلتا ہے تو وہ بھی ضرور کامیاب ہوگا۔ گو اتنا کامیاب نہ ہو جتنا دونوں سے کام لینے اور دونوں راستوں پر گامزن کرنے کی صورت میں ہوتا بہ الفاظ دیگر ایک شخص ہے جو محض تدبیر سے کام لیتا ہے اور اپنی پوری قابلیتوں اور احتیاط کے ساتھ لیتا ہے تو وہ ضرور کامیاب ہوگا اسی طرح ایک دوسرا شخص ہے محض توکل سے استعانت کر رہا ہے رات رات بھر مقصد برآری کے لئے نفل پڑھتا ہے نمازیں ادا کرتا ہے۔ پورے جوش و خلوص اور اضطراب و خشوع کے ساتھ دعائیں مانگتا رہتا ہے اور وہ بھی لازماً کامیاب ہو جائے گا کیونکہ سعی میں دونوں ہی مصروف ہیں اور اللہ تعالے کا قانون ہے کہ جو سعی کریگا پائیگا جو کھٹکھٹائیگا اس کے لئے کھولا جائیگا لیس للانسان الا ما سعیٰ مادہ پرست یورپ و امریکہ میں کہ جو کچھ مل رہا ہے وہ محض ہماری اپنی سعی سے مل رہا ہے۔

اور اس عہد میں بہت سے مسلمانوں کے اعتقاد بھی یہ سمجھکر اور دیکھکر مجروح ہوتے چلے جا رہے ہیں کہ آج اہل مغرب بھی تو فانی سعی ہی سے کام لے رہے ہیں اور کامیاب ہو رہے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ خدا داد قوتوں سے کام لینا بھی تو اسی کے راستے پر چلنا ہے ہمارا حق تعالیٰ رب المسلمین ہی نہیں رب العالمین ہے جب اس کا ایک بندہ پوری سرگرمی اور محنت سے کام کرتا ہے تو اسے اللہ تعالے کسے ہی کامیاب کر دیتا ہے کہ گو نافرمان ہے مگر بندہ تو اسی کا ہے کہ کیا کسی باپ کو اپنے نافرمان بیٹے سے محبت نہیں ہوتی ضرور وہ اس سے خوش نہیں ہوتا مگر محبت ضرور ہوتی ہے اصل بات پوچھو تو یہ ہے کہ جیسے جیسے ہم اور کوئی مشکل پیش آتی ہے تو بڑے بڑے باغی و طاغی کسی نہ کسی صورت میں اس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اس کا نام لیتے ہیں اور یہی نام سے لینا کم از کم ان کی دنیوی سعادتوں کا باعث ہو جاتا ہے ہمنے تو یورپ کے بڑے بڑے دولتمندوں اور تاجروں کو قسمت کا معترف دیکھا ہے اور میں یہ اپنا خیال ظاہر کرنا ہوں اسی کا نام قسمت ہے۔ بہر کیف بہترین قرآنی تدبیر یہی ہے کہ انسان صبر و صلوٰۃ اور تدبیر و توکل دونوں سے کام لے

کام اور کامیابی جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں فاذا عزمت فتوکل

علی اللہ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ جب کام کا پختہ ارادہ کرو تو اللہ پر بھروسہ کرو یعنی پہلے سعی و تدبیر سے کام لو اور اللہ پر بھروسہ رکھو کہ وہ تمہیں ضرور کامیاب و فائز المرام کریگا یا ایها الذین امنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون۔ مسلمانو! تمہارا مقابلہ جب کسی گروہ سے ہو تو گھبراؤ نہیں ہمت و حوصلہ سے کام لو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت کثرت کے ساتھ یاد کرتے رہو کہ ایسا کرنے سے تمہیں فلاح یعنی کامیابی نصیب ہوگی۔

اس آیہ پاک میں بھی کامیابی و فلاح کی دو ہی تدبیریں بتائی گئی ہیں۔

اول یہ کہ ثابت قدم رہو یہ تو ہوئی تدبیر اور مادی ذرائع سے کام لینا دوسرے یہ کہ اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے رہو یہ ہوا توکل اور روحانی ذرائع سے کام لینا بہ الفاظ دیگر کامیابی کے حصول کے لئے "فاثبتوا" اور "واذکروا اللہ کثیرا" دو چیزیں لازمی ہیں "فاثبتوا" تو مترادف ہے "استعینوا بالصبر" کے اور "واذکروا اللہ کثیرا" مترادف ہے "استعینوا بالصلوٰۃ" کے گویا "فاثبتوا" اور "واذکروا اللہ کثیرا" دونوں سے کام لوگے تو "لعلکم تفلحون" کے مستحق بنوگے اور کامیاب ہوگے معاملہ بالکل صاف ہوگیا اور اس آیت میں اللہ تعالے نے کامیابی و فلاح کے دونوں طریقے صاف بتا دیئے۔

کہا جا سکتا ہے کہ اگر ان دونوں میں سے ایک ایک طریقہ جداگانہ طور پر بھی بہتر ہے تو کیوں نہ ایک ہی پر عمل کیا جائے اس سے تو یہی واضح ہو جاتا ہے کہ تدبیر و توکل بھی اپنی اپنی جگہ مؤثر ہیں مگر اللہ تعالے نے جو طریقہ کامیابی کے حصول کے لئے بتایا ہے وہ تدبیر و توکل دونوں پر مبنی ہے اور اس پر عمل کیا جائے تو دوگنی کامیابی اور "وانتم الاعلون" کی نعمت حاصل ہوگی جیسا کہ اللہ تعالے نے خود واضح کہا ہے کہ سرفراز و کامیاب و فتحیاب ہوگے۔ مذکورہ بالا آیت کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بالکل واضح طریق پر بتایا ہے اور دونوں طریقے الگ الگ بیان کرکے فرما دیا ہے کہ انھیں اختیار کروگے تو کامیاب ہوگے۔

ایک اور جگہ توکل و صلوٰۃ پر زور دیتے ہوئے فرمایا ہے واعتصموا باللہ هو مولٰکم فنعم المولٰی ونعم النصیر اللہ کا سہارا مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو وہ سب سے اچھا کارساز اور سب سے اچھا مددگار ہے یعنی کامیابی سعی کے اختیار میں ہے کارساز حقیقی وہی ہے اس کا سہارا مضبوطی کے ساتھ پکڑ لوگے تو ضرور کامیاب کرے گا چونکہ لوگوں کو احتمال ہو سکتا تھا اور اس کا امکان تھا کہ کوئی عمل کو چھوڑ کر کہیں بالکل واعتصموا باللہ ہی کے نہ ہو رہیں کہ تنہا یہ رتبہ بہت بلند مرتبہ بزرگوں کا ہے اس لئے دوسری جگہ تدبیر و سعی پر بھی خاص زور دیا ہے اور فرمایا ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم اللہ تعالے اس وقت تک کسی قوم کی حالت ہی نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت بدلنے کی طرف خود متوجہ نہ ہو اور اپنے قلب میں اس کے لئے زبردست خواہش پیدا نہ کرے

مادی اسباب و تدبیر سے کام لینے کا حکم

تدبیر اور مادی اسباب سے کام لینے پر بھی اس نے بہت زور دیا ہے اور صرف زور ہی نہیں دیا ہے بلکہ حکم دیا ہے واعدوا لهم ما استطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل ترهبون به عدو اللہ وعدوکم وآخرین من دونهم لا تعلمونهم اللہ یعلمهم یعنی استطاعت کے اندر اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے تیار رہو

پرواہ نہ کرو گے۔ نہ تم سے دب کر کریں گے اس معاملہ میں اللہ پر بھروسہ کرو کہ وہ تمہیں تمہارے مقصد میں کامیاب کرے گا۔

صبر اور اس کا قرآنی مفہوم

اب صبر کے جو یہ مفہوم کو سامنے لائے کوئی مر جائے کچھ حادثہ پیش آجائے کوئی نقصان ہو جائے تو اس پر اظہار غم نہ کرو۔ کوئی ستائے تنگ کرے تو چپ رہو۔ مارے ظلم کرے تو اس مار اور ظلم کو خاموشی کے ساتھ برداشت کرلو اور اف نہ کرو۔ گویا اس دور آخر میں صبر جیسا شاندار لفظ بزدلی اور بے ہمتی کے مترادف بن گیا ہے۔ غضب یہ ہے کہ پھر اسے اچھا سمجھا جاتا ہے اور قرآنی تعلیم خیال کیا جاتا ہے حالانکہ صبر کا مفہوم بہت بلند اور بہت عظیم الشان ہے۔ صبر کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ سچے اصول یعنی صحیح اصول پر حق پرستانہ کام کرنے میں جو مشکلات پیش آئیں حوادث کا سامنا ہو مصائب پڑیں ان کو اولوالعزمانہ برداشت کیا جائے ان سے گھبرا کر کام کے سلسلہ کو بند نہ کیا جائے اور ہمت و استقلال سے کام لیا جائے ہم قرآن ہی سے اس کے اس مفہوم پر استدلال کرتے ہیں جب بنی اسرائیل طالوت سے کہنے لگے کہ ہمیں جالوت کے مقابلے کی طاقت نہیں تو صاحب یقین اصحاب بولے کہ ہمیں کثرت تعداد کا خوف کوئی چیز نہیں بسا اوقات یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ قلیل التعداد جماعت نے کثیر التعداد جماعت کو شکست عظیم دی ہے کیونکہ اللہ تعالے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ان اللہ مع الصابرین

جالوت سے مقابلہ کے وقت دعا کرتے ہیں تو یہ ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا على القوم الكافرين فهزموهم باذن الله یعنی بار الہا ہم پر صبر کی حالت طاری کر ہمیں ثبات قدمی عطا فرما تاکہ ہم ڈٹ کر لڑیں اور فتح نصیب کر چنانچہ اللہ نے ان کی دعا قبول کر کے فتح دی وکاین من نبی قاتل معه ربیون كثير فما وهنوا لما اصابهم فی سبیل الله وما ضعفوا وما استکانوا والله یحب الصابرین یعنی بہت سے ایسے پیغمبر گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے حق پرست لڑے اور جنگ کی پھر جو مصائب اللہ راہ اس حالت میں پڑے اور مشکلات پیش آئیں ان سے یہ بالکل نہ گھبرائے نہ انہوں نے ہمت ہاری اور نہ کمزوری و ماندگی کا اظہار کیا اور دشمنوں کے سامنے عجز و تذلل کا اظہار کیا واقعی اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

ابھی اور سنئے فان یکن منکم مائة صابرة یغلبوا مائتین وان یکن منکم الف یغلبوا الفین باذن الله والله مع الصابرین۔ اگر تم میں سو صابر ہوں گے تو وہ دو سو پر اور ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر غالب ہوں گے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے اور کچھ عرصہ بعد دوسری آیت نازل ہوتی ہے وان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم مائة یغلبوا الفا من الذین کفروا۔ یعنی اگر تم میں بیس صابر ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آئیں گے اور اگر سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ ہزار کافروں پر غالب رہیں گے اب ان آیتوں کو غور سے پڑھیے اور دقت نظر سے دیکھئے کہ ان میں صبر کن معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ صابرین سے کون لوگ مراد ہیں کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اظہار غم نہ کرنے والے بزدل اور بے ہمت اور بیٹھے رہنے والے ذکر کرنے والے ہزار کافروں پر غالب ہوں گے یا یہ کہ ایسے ایماندار و دلیر اور جرأت و استقلال سے کام لینے والے کم تعداد پر کامیاب و فائز المرام ہوں گے۔ اللہ تعالے نے ان آیات بالا ہی میں مفہوم صبر کو خود واضح کر دیا ہے کہ صابر وہ ہیں جو ہمت نہ ہاریں کمزوری نہ دکھائیں دشمنوں کے سامنے عجز و تذلل کا اظہار نہ کریں کیونکہ جب مطلب مقابلہ کے وقت کمزوری یا عجز کا اظہار نہ کرنے اور ہمت و استقلال کیساتھ لڑتے رہنے کے بعد ہی ان الله یحب الصابرین کا فقرہ رکھا جاتا ہو تو اس کا مفہوم اس کے سوا اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

جری و صاحب ہمت افراد ہی کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ اپنے سے دگنی اور دس گنی تعداد سے لڑ کر بھی کامیاب ہو جاتے ہیں اور اس لئے کامیاب ہو جاتے ہیں کہ وہ ایک طرف تو ہمت و جلادت سے کام لیتے ہیں اور دوسری طرف اللہ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے عین موقع جنگ کے وقت افرغ علینا صبرا کی دعا کرنا یہی واضح کر رہا ہے کہ ہمیں ہمت عطا کر کہ ہم گھبرائیں نہیں اور دشمنوں کی دہشت سے متاثر ہو کر مقابلہ پر بھاگ نہ نکلیں بلکہ فتح حاصل کریں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صابر کون ہو سکتا ہے کہ ایک مدت دراز تک انتہائی حوصلہ سوز اور عافیت ربا حالات میں برابر سلسلہ کار جاری کئے رہے اور کامیاب ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ کا صبر دیکھئے انہوں نے یہ نہیں کیا کہ وہ میدان کربلا میں یہ سمجھ کر کہ تعداد میں تھوڑے ہیں خاموش رہے ہوں نہیں انہوں نے انتہائی نازک حالات میں بھی کمزوری نہیں دکھائی اور مسلسل پہنچنے والے صدمات و نقصانات پر دل برداشتہ نہیں ہوئے بلکہ آخری وقت تک مقابلہ کیا اور اس شدت کے ساتھ کہ دشمنوں کے چھکے چھوٹ گئے اور آپ کے ایک ایک رفیق نے سو سو اور دو دو سو کو جہنم میں پہنچا کر شہادت حاصل کی۔ ضرور غم و صدمے کے مواقع پر بھی ہمیں تلقین صبر کی جاتی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ اظہار غم نہ کیجئے بلکہ یہ ہے کہ ہمت و حوصلہ سے کام لیجئے لنگڑے نہ ہو جیے بلکہ اللہ پر بھروسہ رکھئے کہ وہ اس کا نعم البدل عطا کریگا۔ آئے اپنا کام کیجئے اور آپ اپنا کام کئے جائیے کامل مسلمان سمجھیں اور قرآن کو قرآن ہی کی روشنی میں پڑھیں۔

عروج و کامیابی حاصل کرنیکا قرآنی طریقہ

تدبیر و توکل کی ربانی تعلیم

صبر صلوٰۃ سے استعانت کا حکم

دعا اور دعا عمل دو توکل اور تدبیر دونوں کی ضرورت ہے اللہ تعالے نے دونوں کو پہلو بہ پہلو رکھا ہے دنیا میں جو افراد دونوں سے کام لیتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں انسانی کامیابی کے لئے نہ محض سعی انسانی ہی کافی ہے اور نہ محض توکل اللہ تعالےٰ نے ہمیں

جگہ تھی اور وہاں کفر و اسلام دونوں کے نزدیک خون بہانا حرام سمجھا جاتا تھا مگر اللہ کا حکم صادر ہو چکا تھا اور مسلمان اس کے خلاف ہرگز نہ کر سکتے تھے آج مسلمانوں کو اس حکم کی خبر بھی نہیں ورنہ دنیا کی تنہا دہی ایک قوم ہے جنھیں آسمانی کتاب بھر وقت مسلح و تیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے سکھوں کو دیکھئے کہ ان کے پاس کوئی الہامی کتاب نہیں مگر انھوں نے تدوین قانون کے وقت اپنی کرپانوں کو اپنا مذہبی نشان سمجھ کر قانون سے مستثنیٰ کرا لیا مگر مسلمانوں نے اس طرف کوئی توجہ نہ کی جس کا خمیازہ وہ آج بری طرح بھگت رہے ہیں اور ان کا سپاہیانہ جوش بڑی حد تک معدوم ہو چکا ہے پھر بھی انھیں احساس نہیں ہوتا۔

شمشیر بند رہنے کی مذہبی اہمیت

شمشیر بندی اور اسلحہ کی اہمیت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتی ہے کہ حج و عمرہ کا احرام باندھنے کے وقت گو اللہ تعالیٰ نے مخصوص کے ساتھ مسلمانوں کو قتل و قتال سے لا جدال فی الحج کہکر روک دیا ہے مگر تلوار پاس رکھنا نہ صرف جائز بلکہ ضروری اور نہایت ضروری قرار دیا ہے ودّ الذین کفروا لو تغفلون عن اسلحتکم و امتعتکم فیمیلون علیکم میلۃ واحدۃ کافروں اور دشمنوں کی تو خواہش و آرزو یہی ہے کہ تم اپنے اسلحہ اور سامان جنگ سے ذرہ برابر غفلت کرو اور وہ تمہارے اوپر دفعۃً ٹوٹ پڑیں اور حملہ کر دیں چونکہ اللہ تعالیٰ کا منشا ہی یہ تھا کہ مسلمان سپاہیانہ زندگی بسر کریں اور مسلمان کفار کی معاندت و کینہ توزی کا شکار نہ بن جائیں اس لئے اس نے قرآن میں بار بار حکم دیا اور نہ صرف حج و عمرہ کے احرام باندھنے کے وقت ہی اسلحہ بندی کی ضرورت جتائی بلکہ نماز کی حالت میں بھی مسلح رہنا لازمی قرار دیدیا۔ سب جانتے ہیں اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ نماز میں انتہائی سکون و اطمینان یکسوئی اور خالی الذہنی اور خشوع و خضوع کی ضرورت ہے اور یہ اسلام کا نہایت اہم فریضہ ہے مگر حالات کے اسازگار اور اندیشہ ناک ہونے کی صورت میں اس فریضہ اسلام کی ادائیگی کی حالت میں بھی مسلح رہنا ضروری ہے جیسا کہ خود قرآن میں ارشاد ہے فلیصلوا معک ولیاخذوا حذرهم و اسلحتهم۔

دکھایئے ہے اسلحہ بندی کی اہمیت اسلامی آج مسلمان بھول گئے اور بھلا دیا گئے اب تو غالباً انھیں خیال ہی نہیں ہوتا کہ مسلمانوں کو بھی مسلح رہنا ضروری ہے یا نہیں حالانکہ ضروری ہے اور اتنا ضروری ہے کہ ادائیگی نماز میں بھی اس کا باندھے رہنا ان کے لئے ضروری ہے پنجاب میں کیا بلکہ ہندوستان بھر میں وہ سکھوں کو ہر جگہ کرپان باندھے پھرتے دیکھتے ہیں پھر بھی انھیں خیال نہیں آتا۔

سکھ تو سکھ ۴۲ء سے فرقہ وارانہ فسادات کا جو سلسلہ نامحمود شروع ہوا ہے اس وقت سے متواتر یہ دیکھنے اور سننے میں آرہا ہے کہ جہاں کہیں بھی مکدر حالات کے دوران میں تلاشی لی گئی اور غور کیا گیا وہاں ہندوؤں کے گھروں میں اکثر اینٹوں پتھروں لاٹھیوں سوڈا واٹر کی بوتلوں اور بعض اوقات تیزاب کی بوتلیں اور بندوقیں کارتوس وغیرہ نکلا اور بہت وافر تعداد میں نکلا جو نکہ ہمسایہ اقوام حالات کی نزاکت دیکھکر بہت پہلے متنبہ ہو جاتے

ہیں اس لئے مسلمان مار کھا جاتے ہیں اور فساد ہی پر کیا منحصر ہے تمام حکومتوں کا بھی یہی وطیرہ ہے کہ وہ فوراً تنبیہ ہو کر انتظام و اہتمام شروع کر دیتی ہیں اور قوت کا مظاہرہ شروع ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہیں کہ انہیں حکم مل چکا ہے قرآن میں تاکید آچکی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا عمل بھی یہی ہے مگر انھیں ہوش نہیں آتا اگر مسلمان ابتدا میں یا اس کے بعد بھی حکومت پر زور دیتے تو کم از کم تلوار رکھنے کی اجازت تو انھیں بہت ہی پہلے مل چکی ہوتی ان کا سپاہیانہ جوش فنا نہ ہوتا اور وہ اس طرح دست برد اغیار کا تختہ مشق نہ بنے ہوتے۔

اسلام میں اسلحہ بندی کی اہمیت اتنی تو واضح ہے کہ اس میں کسی ہیر پھیر تاویل کی گنجائش نہیں اور اتنی ضروری ہے کہ مسلمان بلا معقول عذر کے انھیں اپنے جسم سے علیحدہ نہیں کر سکتے۔

لا جناح علیکم ان کان بکم اذی من مطر او کنتم مرضی ان تضعوا اسلحتکم یعنی اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کچھ تکلیف ہوتی ہو یا بیمار ہو تو اس حالت میں کوئی گناہ نہیں اگر تم اپنے ہتھیار اتار کر علیحدہ رکھدو بہ الفاظ دیگر صحت و تندرستی کی حالت میں اپنے اسلحہ جسم سے علیحدہ کرنا گناہ ہے بتایئے اگر مسلمان انہی قرآنی احکام پر قائم رہتے ہر شخص انفرادی طور پر مسلح ہوتا اور اجتماعی اور میدان کی جنگ و جدل میں ان کی فوجیں کیل کانٹے سے لیس ہر وقت تیار رہتیں تو کسی روس کسی بغداد یہ اور کسی یونان کی مجال نہ تھی جو مسلمانوں کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا اور ان کے اقبال کو نقصان پہنچا سکتا۔

مادی و روحانی سعی جہد اور قرآن

دنیا میں اسلام اور صرف مسلمان ہی وہ قوم ہیں جنھیں مادی و روحانی دونوں طاقتوں سے پوری طرح کام لینے کا حکم دیا گیا ہے گو اسلام میں یہ بھی واضح ہے کہ انسان انتہائی سرگرم صورتوں میں تنہا مادی اور تنہا روحانی طاقتوں سے بھی کام لیکر کامیاب ہو سکتا ہے مگر مسلمانوں کو حکم یہی دیا گیا ہے کہ وہ دونوں قوتوں سے کام لیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اخلاق قرآنی تعلیم کا زندہ نمونہ تھے کفر و اسلام کی سب سے پہلی جنگ بدر میں ہوئی جس میں مسلمانوں کی تعداد کل ۳۱۳ تھی اور ان کے مقابلہ میں قریش ایک ہزار سے بھی زیادہ تھے اور جہاں مسلمانوں کے پاس پورے اور عمدہ اسلحہ بھی نہ تھے وہاں قریش ہر قسم کے بہترین میر و سامان سے آراستہ تھے۔

اس جنگ میں اسلامی تعلیمات کا پُر راز رنگ نمایاں تھا ایک طرف تو خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مبارک پر اسلحہ سجا کر میدان جنگ میں نکلتے ہیں صفیں درست کرتے ہیں ہدایات دیتے ہیں اور لڑاتے ہیں اور دوسری طرف یہ حالت ہے کہ ادھر جنگ شروع ہوتی ہے ادھر آپ پر خضوع طاری ہو جاتا ہے اتنا خضوع کہ بیقرار ہو ہو جاتے ہیں اور بتیابانہ دعائیں کرتے ہیں کہ بار الٰہا آج اپنے ان مٹھی بھر پرستاروں کی لاج رکھ لے یہ بے سر و سامان ہیں کمزور ہیں اگر آج اس میدان میں انھیں شکست ہو گئی تو پھر تو قیامت تک [illegible] ہو جائیگی چنانچہ نتیجہ ہوتی ہے اور فتح بھی کامل [illegible]

گھوڑے پلے ہوئے تیار رکھو جو کچھ انتظامات تم کر سکو اور جو [illegible] سے پہنچے
نہ سب کچھ کرو تاکہ دشمنوں پر تمہارا رعب طاری رہے اور وہ تمہارے مقابلے سے گریز
جن دشمنوں کا تمہیں علم ہے ان کے سوا تمہارے اور بھی دشمن ہیں جنھیں
تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔

اس آیت میں "من قوۃ" سے مراد جتنی قوت تم فراہم کر سکو اور من استطعتم سے مراد جتنی تم میں استطاعت ہو مانگی گئی ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نزول کے وقت فرمایا تھا کہ "من قوۃ" سے مراد تیر و تلوار ہے اب زمانہ بدل گیا ہے اس عہد کے مؤثر اور کارگر ہتھیار اور اسلحہ توپیں بندوقیں گیس اور ہوائی جہاز ہیں گویا مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے حکم دے رہا ہے کہ تم دشمنوں کے مقابلے کے لئے ہر وقت اور ہر حالت میں تیار رہو۔ مغرب والوں نے جو آج دنیا پر اقتدار حاصل کر رکھا ہے وہ اسی حکم قرآنی پر ان کے مسلسل عمل کا ثمرہ ہے دیکھئے ہندوستان کے اندر زمانہ امن میں بھی ہر وقت کئی لاکھ افواج ہر وقت مستعد رہتی ہیں کہ خدا جانے کس وقت کیا صورت پیش ہو جنگ عظیم کے بعد سے یہ قومیں اور زیادہ متنبہ ہو گئی ہیں اور ہمیشہ اپنی قوت حربی میں اضافہ کرتی رہتی ہیں اور یہی ان کی حکمرانی و عظمت کا راز ہے۔

مسلمان تو اس حکم کو بھول گئے مگر غیر اقوام اس پر برابر عمل کر رہی ہیں اور صدیوں سے عمل کرتی چلی آرہی ہیں مسلمانوں کے زوال و انحطاط کا بڑا سبب یہی ہے کہ مسلمانوں نے قرآنی تعلیم کو گلدستۂ طاق نسیاں بنا دیا بہت سے مسلمانوں کو بیٹھے یہ کہتے سنا ہے کہ اگر ترقی مذہب ہی پر منحصر ہے تو مغربی اقوام کیوں ترقی کر رہی ہیں حالانکہ انھوں نے بہت بڑی حد تک مذہب کو ترک کر رکھا ہے لیکن وہ نہیں سمجھتے اور انھیں کون بتائے اور سمجھائے کہ قرآن کریم محض روزہ و نماز اور دعا و سلام کی ایک روحانی کتاب ہی نہیں بلکہ اس میں دنیوی اور مادی ترقیات کے لئے بھی بہترین تدابیر مسلمانوں کو بتائی گئی ہیں غیر اقوام نے مذہب کو ضرور بڑی حد تک ترک کر دیا ہے مگر غور کرنے سے صاف معلوم ہوگا کہ گو انھوں نے مذہب سے تغافل برت رکھا ہے مگر اسلامی مذہبی تعلیمات کے قریب قریب تمام ضروری اور اہم امور پر یہ قومیں کاربند ہیں۔

بخلاف ازیں مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ وہ لبادۂ غفلت اوڑھے پڑے ہوئے ہیں یہی نہیں کہ انھوں نے مذہب کے روحانی احکام و اوامر سے بے پروائی اختیار کر لی ہے بلکہ انھوں نے اس کے ضروری و اہم مادی احکام سے بھی روگردانی اختیار کر رکھی ہے مغرب والے جدید ترین اسلحہ سے کام لے کر ترقی و قوت حاصل کرتے چلے جا رہے تھے مگر ہماری اسلامی سلطنت ترکی میں فرسودہ اور دقیانوسی توڑے دار بندوقیں اور غیر قواعد داں افواج لئے بیٹھی تھی اور جب سلطان عبدالمجید نے اصلاح کرنی چاہی تو فوج نے بغاوت کر دی اگر ترک من قوۃ اور من استطعتم کے مطابق ابتدا ہی سے اپنی قوت کی اصلاح کر لیتے تو انھیں کبھی لکد کوب حوادث نہ بننا پڑتا وسط ایشیا کی اسلامی فرمانروائیوں میں تو یہ صورت ہوئی ہے کہ اور کسی نے تلوار سے توڑے دار بندوق قبیلہ ہاتھ میں دے دیگر مسلمانوں کو بندوق کی توپ کے مقابل میں

رکھیے اللہ تعالیٰ نے صرف "من قوۃ" کا لفظ استعمال کر کے ہمیں کہ ہر زمانے کے قدیم و جدید اسلحہ و آلات سے کام لینے کی آزادی دے دی دیکھا آپ نے کا کیا علاج کہ نہ قرآن پر عمل ہی نہ کیا یوں مسلمان قرآنی تعلیم ترک کر بیٹھے ذلیل و خوار ہو گئے۔

مسلمانوں کو مسلح رہنے کا حکم

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یاخذوا حذرھم واسلحتہم یعنی مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی تیاریوں میں برابر مصروف رہیں اور ہتھیار لگائے رہیں۔

اس وقت جبکہ یہ آیت نازل ہوئی ہے عرب میں یہ حالت تھی کہ مسلمان ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے ایک طرف قریش استیصال اسلام کی سعی و جہد میں مصروف تھے دوسری طرف انھوں نے تمام قبائل عرب کو بھڑکا کر فرزندان توحید کا دشمن بنا دیا تھا تیسری طرف یہود تھے جن کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں نے راتوں کی نیندیں پریشان کر دی تھیں چوتھی طرف منافقین مار آستین بنے ہوئے تھے ان سب کی یہ حالت تھی کہ نہ ان سے مل سکتے تھے اور نہ مصالحت و معاہدہ کے ذریعہ ان کے ساتھ خوشگوار تعلقات کے قیام کا امکان تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی فرمایا ہے لا یزالون یقاتلونکم حتی یردوکم عن دینکم ان لوگوں کی طرف سے تمہارے خلاف قتل و غارت اور سلب و نہب کا سلسلہ اس وقت تک برابر جاری رہے گا جب تک تم اپنے دین و مذہب سے دستکش نہ ہو جاؤ اور یہ ہو نہ سکتا تھا اس لئے ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو سپاہیانہ زندگی بسر کرنے کا خوگر بنایا جائے۔

چونکہ مسلمانوں کی حالت اس وقت بہت زبون و زار تھی نہ روپیہ پاس تھا اور نہ کہیں رہنے اور کھانے کا ٹھکانا تھا اعدا تھے بہت قوی اس لئے مسلمانوں کے لئے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی باقی نہ رہا تھا کہ وہ ان سے لڑیں لڑنے کی طاقت وہ نہیں رکھتے تھے جنگ کو پسند نہ کرتے تھے لیکن طبیب مرض کو دیکھتا ہے مریض کی خواہشات پر اس کی نظر نہیں ہوتی اس لئے جہاد کا حکم نازل ہوا اور بہت سے مسلمانوں کی خواہشات کے خلاف نازل ہوا کتب علیکم القتال وھو کرہ لکم تم پر جہاد و جنگ فرض کی جاتی ہے اگرچہ تم جنگ سے گھبراتے ہو اور کراہت کرتے ہو اسی سلسلہ میں یہ بھی حکم نازل ہوا کہ مسلمان ہر وقت اپنے ساتھ ہتھیار رکھیں یا ایھا الذین امنوا خذوا حذرکم یاخذوا حذرھم واسلحتہم
ان احکام کے بعد ایک طرف تو جنگ و جہاد کا سلسلہ شروع ہو گیا اور دوسری طرف تمام مسلمان ہر وقت مسلح و تیار رہنے لگے چنانچہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام خصوصیت کے ساتھ تلوار ہر وقت پاس رکھتے تھے۔

بخاری شریف کے صفحات ۳۲۲، ۴۰۷ اور ۴۲۷ پر اس کی صاف تصریحات ملتی ہیں۔

آج مسلمانوں کے نزدیک اسلحہ بندی کی کوئی اہمیت نہیں لیکن قرآنی حکم کے نفاذ کے بعد مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ہمہ وقت مسلح رہتے تھے۔ انتہا یہ ہے کہ صلح حدیبیہ میں آپ نے اس شرط کو منظور کر دیا تھا کہ وہ حرم کی زیارت کو آئیں گے اور تلوار لٹکا کر آئیں گے حالانکہ حرم محترم [illegible]

اور یہ بھی تمام ادب مال کی محبت کا ثمرہ تھا ہے کہ مسلمانوں میں یہی دولت کو برا سمجھا جانے لگا اور فقیری اور دوسروں کی کمائی پر زندگی بسر کرنے اور اسی سے سوال کرنا زہد قرار پایا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک صاحب نے کہا کہ فلاں صاحب دن اور رات عبادت کرتے ہیں یا اچھا اتنے مشغول رہتے ہیں تو کہا تم کہاں سے ہیں بولے ان کا بھائی انھیں کھلاتا ہے فرمایا تو وہ کھلانے والا ان سے بہتر ہے۔

مگر اس قسم کی احادیث موجود ہیں جن میں صاف طور پر معاش کے لئے جدوجہد کو افضل العبادات اور افضل الجہاد بتایا گیا ہے مگر اس حدیث سے بھی نمایاں طور پر واضح ہوتا ہے کہ دن رات عبادت میں مصروف رہنے والوں سے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے لئے معاش پیدا کرنے کی جدوجہد میں مشغول رہنے والے بہترین اور ہونے چاہئیں کہ وہ مقصد ربانی کے مطابق کام کرتے ہیں اور اللہ کی دنیا انہی کے جدوجہد سے آباد ہے

دولت ذریعہ تقویت اور زینت حیات ہے

اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کے حکم کے ماتحت جو کام بھی کیا جائے وہ عبادت و ثواب میں داخل ہے اگر کوئی شخص اس لئے روپیہ پیدا کرتا ہے کہ وہ اس سے اپنی آبرو اور عزت قائم کر سکے اپنے اہل وعیال اور اپنے بوڑھے والدین کے خورونوش کا اہتمام عمدگی کے ساتھ کر سکے اور اس سے بھی بڑھکر یہ کہ وہ بنی نوع انسان کی خدمت کر سکے تو اس کی یہ محنت یقینی عبادت کے مترادف ہے اور اس کا یہ تمام روپیہ پاک اور مبارک ہے کیونکہ اس کی ذات سے دنیا کے کثیر سے کثیر حصے کو فائدہ پہنچتا ہے۔

مال وزر کی اہمیت قرآن میں اللہ تعالے نے خود واضح کی ہے اور نہایت عمدگی کے ساتھ واضح کی ہے بتایا گیا ہے ولا تؤتوا السفہاء اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما اپنا مال وزر بیوقوفوں کو نہ دو اس لئے کہ یہ ضایع کرنے کی چیز نہیں ہے بلکہ اسے اللہ تعالے نے تمہارے تقویت و استحکام کا باعث اور زینت زندگی بتلایا ہے۔

مادی ترقی کی انتہا بادشاہت اور کرورتی بنتا ہے اور روحانی ترقی کی انتہا ولایت و بشارت جنت ہے اللہ تعالے نے مسلمانوں کو دونوں کی بشارت دی ہے مادی ترقی کے متعلق وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی الارض ہے اور روحانی ترقی کے متعلق ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ ہے۔

یعنی مادی ترقی کے متعلق تو وعدہ کیا جا رہا ہے کہ ہم دنیا میں ایمان والوں باعمل افراد کو اپنی خلافت ونیابت عطا کریں گے اور روحانی ترقی کے متعلق ارشاد ہے کہ جنہوں نے یہ اقرار کیا کہ اللہ ہمارا پروردگار ہے اور وہ پھر اس اعتقاد پر مضبوطی واستواری کے ساتھ قائم بھی رہے ان پر فرشتوں کا نزول ہوگا کہہ تے ہیں کہ یہ نہ کوئی خوف کریں اور نہ رنج نیز انھیں جنت کی بشارت دیں ہو یہ مواعید محض مواعید ہی کی شکل میں نہ رہے اس عہد میں دس بزرگ ایسے تھے جنھیں دنیا ہی میں جنت کی بشارت مل گئی اور دولت میں بھی

عہد کے کوربتی اور فرمانروا ہو کر گذرے عالم تابعین صحابہ کرام کی زندگیاں ان ربانی بشارتوں کا ایک زندہ منظر تھیں انھوں نے قرآنی تعلیم پر کاربند ہو کر انتہائی مادی و روحانی ترقیاں کیں مگر بعد کو جس طرح مدینات میں مادی آسانیوں سے غافل ہوگئے اور واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ کو بھول گئے اسی طرح وہ اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما کو فراموش کر بیٹھے اسی دنیا میں دوسری قومیں ہیں کہ وہ ہر قسم کی مادی ترقیات اور فارغ البالیوں سے بہرہ مند ہو رہی ہیں اور مسلمان ہیں کہ محض ایک جنت کی توقع میں سب کچھ چھوڑے بیٹھے ہیں نہ احتیاط و مآل اندیشی ہے اور نہ روپے کی قدر و منزلت!

جس قوم کو اسراف و تبذیر سے انتہائی سختی کے ساتھ روکا گیا تھا اور جنھیں مالی معاملات میں ہر قسم کی ہدایات دیدی ہیں وہی مالی معاملات میں سب سے پسماندہ ہیں۔

دولت کے بغیر قوم معذور و کمزور ہے

سب سے پہلے قرآن شریف نے تمام دیگر مذاہب کے خلاف مال وزر کی اہمیت واضح کی اور وہ بھی ان الفاظ میں کہ اس سے بہتر الفاظ ل نہیں سکتے تھے اموالکم التی جعل اللہ لکم قیاما انما اموالکم واولادکم زینۃ الحیوۃ الدنیا جس کا صاف و واضح مفہوم یہ ہے کہ جس کے پاس روپیہ نہیں گویا اس میں کھڑے ہونے ہی کی طاقت نہیں اور جو کھڑا نہیں ہو سکتا وہ معذور ہے کمزور ہے اور بے بس ہے پھر اس کے خرچ کرنے کا طریقہ بتایا کلوا واشربوا ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین کھاؤ پیو جس کرو البتہ حیثیت وضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرو کہ جو لوگ ایسا کرتے ہیں اللہ تعالے ان سے محبت نہیں کرتا اور محبت نہیں کرتا گویا بے تعلق ہوتا ہے جس سے خدا بے تعلق ہو جائے ایک طرف تو اس سے اعانت الٰہی کا سلسلہ مسدود ہو جاتا ہے اور دوسری طرف اس کا ٹھکانا کہیں نہیں رہتا یہ تو وعید ہے ان لوگوں کو جو ضرورت وحیثیت سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

اب ان کی سنئے جو بے ضرورت اور بیجا خرچ کرتے ہیں فرماتا ہے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین بے ضرورت اور بیجا خرچ نہ کرو کہ بیجا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اول درجہ کا نافرمان و ناشکرا تھا گویا بے ضرورت خرچ کرنے والے نافرمان وشیطان ہیں جن کے گلے میں لعنت ابدی کا طوق ہوگا ہماری حیثیت اتنی ہے کہ ہم آٹھ آنے گز کپڑا پہنیں اور آٹھ جوڑے رکھیں اور آٹھ روپیہ ماہوار کے کرایہ کے مکان میں رہیں اب اگر ہم دو آنے گز کا ہی کپڑا پہننے لگیں زیور سے بنائیں اور نو روپیہ ماہوار کے مکان میں رہیں تو یہ اسراف ہے اور تبذیر یہ ہے کہ ایک زیور موجود ہے دوسرا اور خرید لیا کوٹھی میں رہنا شروع کر دیا بیس پچیس جوڑے بنا لئے امیرانہ شان کے ساتھ رہنا شروع کر دیا۔ تیسری جگہ تیسری آیت میں نتائج بھی واضح کر دیئے ہیں اور نہایت بلاغت کے ساتھ فرمایا کہ نہ تو بخل ہی کرو اور نہ فضول خرچ کر کے روپیہ ضایع کرو کیونکہ فضول خرچی میں روپیہ اڑا دو گے تو نہ صرف یہ کہ افسردہ اور غمگین ہو کر بیٹھ

اور قطعی طور پر بتا دیا ہے کہ یہ فتح روحانی . . . . دعاؤں سے ہوئی یا ان تین سو تیرہ صابروں اور بہادروں کی جرأت و بہادری سے حقیقت میں کوئی حتمی بات نہیں کہی جا سکتی کہ مسلمان تھوڑے تھے مگر تھے آغوش رسالت ہی کے تربیت یافتہ اور صابر و دلیر انھیں غالب ہونا چاہیے تھا دوسری طرف دعا اور وہ بھی سرکار اقدس کی دعا خالی جا سکتی تھی دعا مانگتے ہی وحی نازل ہوگئی اور فتح و ظفر مندی کا مژدہ مل گیا۔

بہرکیف اگر اسلام کو صرف اخلاقی و روحانی قوت ہی سے کام لینا تھا تو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہا ایک دعا ہی ایک قریش کیا تمام معاندانہ قوتوں کو پلٹ کر رکھ دینے کو کافی تھی اور صرف مادی ہی قوت باعث کامرانی ہو سکتی تھی تو غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو لازماً فتحیاب ہونا چاہیے تھا کہ اس غزوہ میں ان کی تعداد بھی ہوازن سے دگنی تھی اور مسلمانوں کے پاس اس غزوہ میں ہر قسم کا سامان جنگ بھی موجود تھا اور نہ پورے اہتمام و شکوہ کے ساتھ بڑھے تھے اس سے صاف ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو مادی و روحانی دونوں قوتوں سے کام لینا چاہیے عمل بھی کرنا چاہیے اور دعائیں بھی مانگتے رہنا چاہیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بتا دیا تھا کہ تم اپنی استطاعت کے مطابق پوری سرگرمی اور پوری قوت سے کام لو اور اس کے بعد خدا پر بھروسہ کرو اس نے وعدہ کر لیا تھا کہ اگر مسلمان حصول مقصد کیلئے اپنی استطاعت کے مطابق مادی مساعی سے کام لیں گے تو وہ انھیں ضرور کامیاب کریگا ان تنصروا الله ينصركم ويثبت اقدامكم اگر تم اللہ کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق سعی کروگے تو وہ تمھاری مدد کریگا اور ثبات قدمی عطا فرمائے گا۔"

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ اللہ صاف فرما رہا ہے کہ مومنین کی امداد کرنا ہم پر لازم ہے اور یہ ان کا ایک حق ہے جو ہم ادا کریں گے وكان حقا علينا نصر المومنين۔

قرآنی طریقہائے ترقی پر گامزن ہونیکا ثمرہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کر لیا تھا کہ دین اسلام تمام مذاہب پر غالب رہے گا ليظهره على الدين كله اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر کافروں کو کبھی غالب نہ آنے دیگا ولن يجعل الله على المومنين الكافرين سبيلا۔ اب عام طور پر یہی دیکھنے میں آرہا ہے کہ مسلمانوں کا دین ہی ہر جگہ مغلوب ہو رہا ہے اور غیر اقوام اور کفار بھی ہر طرف ان پر غالب اور مسلط ہوتے چلے جا رہے ہیں اس سے بھی بڑھکر یہ کہ صاف اور واضح الفاظ میں فرما دیا گیا تھا۔ وبشروا بالجنة ونحن اولياؤكم في الحيوة الدنيا وفي الاخرة مسلمانوں کو جنت کی بشارت ہے اور نا صرف یہ کہ جنت ہی کی بشارت ہے بلکہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں ان کے مددگار و معاون ہیں۔

ظاہر ہے جس کا حامی ہو خدا اس کو مٹا سکتا ہے کون لیکن ان ربانی بشارتوں اور وعدوں کے باوجود آج جو اسلام ہر جگہ ایک حد تک مغلوب اور مسلمانوں پر غیر اقوام غالب و مسلط نظر آرہی ہیں اس کی وجہ اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ مسلمان مسلمان ہی نہیں ہے اللہ کا وعدہ تو جھوٹا ہو نہیں سکتا ہمارا ایمان اسلام و ایمان جھوٹا ہے اور نہ صرف ہمارا اسلام جھوٹا ہے بلکہ ہمارے اعمال بھی جھوٹے ہیں اگر ہم سچے مسلمان ہوتے اور قرآن پر ضرور عمل کرتے اور قرآن پر عمل کرتے تو آج ہم پر کبھی کوئی تسلط نہ پا سکتا جہاں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے یہ وعدے کئے ہیں وہاں "ان کنتم مومنین" کی شرط بھی لگا دی اور ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے يا ايها الذين امنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبهم ويحبونه "اے ایمان والو اگر تم دین سے پھر جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے ملکوں پر تسلط کرنے کے لئے ایک ایسی قوم لے آئیگا جو اللہ سے محبت کریگی اور اللہ اس سے محبت کریگا۔"

حقیقت یہی ہے کہ جو اللہ کو بھول جاتے ہیں وہ خود کو بھی بھول جاتے ہیں اور انھیں یہ احساس ہی نہیں رہتا کہ ہم کیا ہیں اور کیا کر سکتے ہیں۔

اقتصادیات کے متعلق قرآنی رہبری

دولت اور اسکی دینی اہمیت

دنیوی ترقی کی سعی کا قرآنی حکم

مال و زر کے متعلق بھی قرآن پر نظر نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں میں ایک زمانہ دراز سے عجیب غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں اور عام طور سے یہ سمجھا جا رہا ہے کہ دولت و ثروت تو دنیا داروں کے لئے ہے خدا پرستوں کو اس سے کیا غرض و واسطہ حالانکہ جیسا کہ ہم اس نمبر میں برابر ثابت و واضح کرتے چلے آرہے ہیں کہ اسلام ہرگز صرف روحانیت اور فقر پرستی پسند نہیں دنیا اور دولت کی برائی اور مذمت نہیں کرتا اور جو دین ایسا کرتا ہے وہ گویا کہ نقص سے بری نہیں جب ہم خود مادہ سے بنے ہوئے ہیں مادی دنیا میں رہتے ہیں تو پھر مادیت سے کیونکر اجتناب کلی برت سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام نے دنیا کی اہمیت واضح کر دی ہے مثلاً ربنا اتنا في الدنيا حسنة وفي الاخرة حسنة وقنا عذاب النار

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے دنیاوی خوشحالی اور فارغ البالی کو مقدم رکھا ہے اور رہبانیت و ترک دنیا کو ممنوع قرار دیا ہے ہمیں جو دعا مانگنی سکھائی ہے اس میں بھی دنیا کی اہمیت واضح کر دی ہے جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے ظاہر ہے کہ اے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی شاد و خرم رکھ اور آخرت میں بھی اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ دنیا کا ترک تو ایک طرف وہ ہمیں دنیا حاصل کرنے اور اس میں ہمارے لئے جو حصہ مقدر ہے اس کے حاصل کرنے کی سعی کرنیکا حکم دیا گیا ہے تاکہ ہم محض توکل و تقدیر پر قناعت کر کے نہ بیٹھ جائیں۔

حکم ہوتا ہے ولا تنس نصيبك من الدنيا دنیا میں تمہارا جو حصہ ہے اسے نہ بھولو اور اس کے حاصل کرنے کی سعی کرو اس کے لئے اصول بتایا ہے ليس للانسان الا ما سعى انسان کو اس کی سعی و جدوجہد کے مطابق ملیگا اور بلا سعی و محنت کے کسی کو کچھ حاصل نہ ہوگا نہ دنیا میں نہ دین میں مال و زر کو کبھی اہمیت نہیں دی گئی جو مذاہب ہندویت اور عیسائیت میں دنیا کی کوئی اہمیت نہیں ان میں تارک الدنیا لوگوں کو بزرگ و مقدس خیال کیا اور رہبان جیسا سادھو مہاتما جوگی بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھے گئے ہیں

گلا پکڑیں اور تم ثواب سے محروم رہ جاؤ گے کر مت کا کوئی وقت نہیں نیک بندوں کے مال میں سوال کرنے والے اور سوال کر نہ سکنے والے محروموں کا حصہ ہے۔

جو لوگ دیتے ہیں اور دیکر احسان نہیں جتاتے ان کا بڑا درجہ ہے مثلاً الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا منا ولا اذی لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں اور پھر دیکر احسان نہیں جتاتے اور نہ ستاتے ہیں انھیں اللہ کے یہاں بڑا اجر و ثواب ملیگا اور نہ انھیں کوئی خوف ہوگا اور نہ رنج فرمایئے اس سے بہتر مالی تعلیم کی مثال اور کوئی مذہب پیش کرسکتا ہے اللہ تعالےٰ نے مال کو زینت زندگی بتایا ہے مگر ساتھ ہی تنبیہ بھی کردیا ہے کہ اس میں اتنے مشغول نہ ہو کہ یہ فتنہ بنجائے اور تمھیں اللہ کی یاد سے غافل کردے انما اموالکم ...

حیات مسلم کا دینی و دنیوی لائحہ عمل

بندوں کی ہدایت کے لئے بہترین اصول آیات

سب سے زیادہ جامع اور بہترین اصول تو اللہ تعالےٰ نے بندوں کے سامنے وتعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان پیش کیا ہے جس پر انسان کا اپنے عمل کی بنائیں قائم کرسکتا ہے یعنی نیکی اور شریفانہ امور میں ایک دوسرے کی امداد کرو اور گناہ و ظلم میں ہرگز کسی کا ساتھ نہ دو کتنا شریفانہ، کتنا جامع اور کتنا بلند اور بہترین اصول ہے۔

وامر بالمعروف واعرض عن الجاھلین اچھی باتوں کی تاکید کرتے رہا کرو اور جاہلوں سے مجتنب رہو۔ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون بھلائی کرو تاکہ تمھیں کامیابی نصیب ہو۔

یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور صاف و سیدھی باتیں کیا کرو۔

واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اللہ سے ڈرتے رہو کیونکہ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ کو اس کا سب علم ہے۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا اللہ تعالیٰ تمھیں امانت داروں کی امانتیں دیدینے کا حکم دیتا ہے۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ وینھیٰ عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون اللہ تعالےٰ تمھیں عدل و احسان اور اقرباء کے ساتھ سلوک کا حکم دیتا ہے اور فواحش و منکرات کی مخالفت کرتا ہے۔

لا تتبعوا خطوات الشیطان فانہ یامر بالفحشاء شیطان کے طریقوں پر نہ چلو وہ تو بیحیائی ہی کے کام کرنے کی طرف راغب کرے گا۔

ولا تقربوا الفواحش ما ظھر منھا وما بطن بیحیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ پھٹکو خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔

ولا تقربوا الزنیٰ انہ کان فاحشۃ وساء سبیلا زنا کے قریب بھی

نہ جاؤ یہ بہت ہی بے شرمی ہے اور بری چیز ہے۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ یہ سب ناپاک اور شیطانی کام ہیں ان سے بچتے رہو تاکہ تمھیں کامیابی و فلاح حاصل ہو۔

انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ وہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان عداوت پیدا کرے اور نہ تمھیں خدا کی یاد سے روکے اس لئے اس سے بچو۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل ایک دوسرے کا مال باطل طریقہ پر مت کھاؤ۔

یاایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول ولا تخونوا اماناتکم اے ایمان والو نہ اللہ رسول سے خیانت کرو اور نہ باہم اس کا ارتکاب کرو۔

واتوا الیتٰمیٰ اموالھم ان الذین یاکلون اموال الیتٰمیٰ ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا یتیموں کے مال ان کے حوالے کرو جو لوگ یتیموں کے مال ظلم و زیادتی کرکے کھاتے ہیں وہ گویا آگ کھاتے ہیں۔

ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر اثیم ایسے شخص کا کہنا نہ مانو جو قسمیں زیادہ کھاتا ہے ذلیل ہے، طعنہ دیتا ہے نیکیوں سے روکتا ہے چغلیاں لگاتا ہے گناہ کرتا ہے۔

لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتیٰ تستانسوا وتسلموا علی اھلھا دوسروں کے گھروں میں اس وقت تک ہرگز داخل نہ ہوا کرو جب تک پہلے گھر والوں سے اجازت نہ لے لیا کرو اور انھیں سلام نہ کرلیا کرو۔

یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا مسلمانو بہت سی بدگمانیوں سے بچتے رہو کیونکہ بعض بدگمانیاں گناہ بھی ہیں کسی کے بھید کی ٹوہ اور راز کی جستجو میں بھی نہ رہو اور غیبت میں ایک دوسرے کی چغلیاں نہ کیا کرو بھلا تمھیں یہ پسند ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے۔

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس ذلک بانھم قالوا انما البیع مثل الربوا واحل اللہ البیع وحرم الربوا۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت میں کھڑے بھی تو نہ ہوسکیں گے اور ان کی حالت اس دن اس شخص جیسی ہوگی جو آسیب کی جھپٹ میں آگیا ہو اور اس سے اس کے ہوش و حواس قائم نہ رہوں یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوگی کہ وہ دنیا میں کہا کرتے تھے کہ سوداگری بھی تو سود ہی ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ نے تجارت کو جائز کیا ہے اور سود کو حرام بتایا ہے

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ اگر سود لینا ترک نہ کروگے تو پھر اللہ اور رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ جب بات کہو تو حق کہو خواہ

جاتے ہیں پریشان اور رنجیدہ رہتے ہیں کیونکہ بہت بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ ولا تبسطها کل البسط الآیۃ جو نتائج اللہ تعالیٰ نے بتائے ہیں کیا وہ پوری کی پوری مسلم قوم پر مسلط نہیں۔

غدر سے پیشتر کیا اس کے بہت بعد تک مسلمان ہندوستان کی نوے فیصدی زمینوں کے مالک تھے لیکن اسراف و تبذیر نے دیکھئے کہ انہیں کس طرح افسردہ و محزون اور پریشان و ذلیل بنا دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں میانہ روی سکھائی تھی مگر انہوں نے فضول خرچیوں میں اپنا سب کچھ تباہ کر دیا اور ذلیل و کمزور ہو کر رہ گئے۔

اقتصادیات کے گرانمایہ اصول

ننانوے فیصدی نہیں تو نوے فیصدی فضول خرچیاں تو زیادہ تر نمود و نمائش کے لئے ہوتی ہیں اور لوگ جھوٹی واہ واہ اور تحسین و آفریں کے لئے اپنی محنت کی کمائی برباد کرتے ہیں تاکہ لوگ انہیں بڑا سمجھیں اور ان کا نام ہو جائے لوگ بدنامی سے بچنے، برادری میں ناک رکھنے اور نام کرنے کے لئے جائدادیں فروخت کرکے بھی تقریبات میں خرچ کرتے ہیں چونکہ ان کے ایمان کمزور ہیں اس لئے انہیں اللہ کے نزدیک تو سرخرو ہونے کا خیال نہیں آتا البتہ اس کے بندوں میں سرخرو ہونے کے لئے جاتے ہیں ایسے لوگوں کو اللہ نے سمجھایا بھی ہے اور حکم بھی دیا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی کالذی ینفق مالہ رئاء الناس و لا یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فمثلہ کمثل صفوان علیہ تراب فاصابہ وابل فترکہ صلداً لا یقدرون علی شیء مما کسبوا۔

اے ایمان والو دیکھو! اپنے صدقات کو اور اس روپے کو جو تم خوشنودی رب قدیر کے لئے دیتے اور خرچ کرتے ہو لینے والوں پر احسان جتا کر اور ان کی دل آزاری کرکے ضائع نہ کرو۔ تم اس طرح دو گے تو ان لوگوں کی طرح تمہیں بھی ثواب نہ ہو گا اور تمہارا یہ نام دیا ہوا روپیہ اکارت جائیگا جو نام و نمود کے لئے اپنا روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اللہ و رسول پر ایمان نہیں لاتے نام و نمود کے لئے خرچ کرنے والوں اور ان لوگوں کی فیاضیوں کی مثال جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں لاتے ایسی ہے جیسے کسی پتھر کی چٹان پر مٹی اڑ کر پڑ جائے اور اسے ایک زور کی بارش بہا کر کہیں سے کہیں پہنچا دے اور پتھر کو پھر بالکل صاف کر دے اور کمایا ہوا ہی ہاتھ نہ لگے۔

یہ بہت جامع آیت ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ تین قسم کے افراد کی فیاضیاں بالکل اکارت جاتی ہیں اولاً اللہ کی راہ پر دے کر احسان جتانے والے ثانیاً اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان نہ لانے والے اور ثالثاً نام و نمود کے لئے خرچ کرنے والے اور اکارت بھی اس طرح جاتی ہیں کہ کچھ ویسے بھی تو اثر نہیں ہوتا پتھر کی مٹی کی طرح بآسانی بہ جاتی ہیں عام طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ ایک شخص تقریب پر دس ہزار خرچ کر دیتا ہے اور تھوڑے دنوں کے بعد سب اس دھوم دھام اور تزک و احتشام کو بھول جاتے ہیں نہ اس سے کوئی مادی فائدہ ہوتا ہے اور نہ روحانی۔

کتنی بہتر تعلیم ہے مگر آج اس پر عمل کرنا تو کجا ہزاروں اور لاکھوں مسلمانوں کو اس قرآنی حکم کا پتہ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی بہتری کے لئے تمام سرمایہ جمع کرنے والوں اور فضول خرچ کرنے والوں کو بھی اخوان الشیاطین بتایا اور بالکل خرچ نہ کرنے والوں کو بھی عذاب الیم کی دھمکی دی ہے والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم جو لوگ سرمایہ داری میں پڑ گئے ہیں جنہوں نے حصول زر کو مقصد بنا لیا ہے جنہیں اس سے عشق ہو گیا ہے اور جو سونا اور چاندی جمع و فراہم کرتے چلے جاتے ہیں اور اللہ کی راہ میں یا غریبوں پر خرچ نہیں کرتے اور غریبوں کو دیتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ سخت ترین عذاب میں مبتلا کریگا بخیل فضول خرچ سے بھی زیادہ قابل ملامت ہے ویسے ہیں دونوں ایک ہی فہرست میں دونوں کے روپے سے حقیقی فائدہ کسی کو نہیں پہنچتا البتہ بخیل اس لئے زیادہ سرزنش کے قابل ہے کہ اس کی دولت سے نہ کسے اور اس کے اہل و عیال ہی کو کچھ فائدہ پہنچتا ہے اور نہ وہ دوسروں ہی کو۔ دوسرے اس کے قلب میں روپے کی محبت راسخ ہوتی چلی جاتی ہے اس کے دل میں درد باقی نہیں رہتا اس لئے بتایا ہے کہ حیثیت کے موافق خرچ کرنے سے جو بچ رہے اس میں سے صرف ڈھائی فیصدی سالانہ زکوٰۃ کے طور پر دو۔

اللہ تعالیٰ نے آمدنی میں سے نہیں صرف بچت میں سے اور وہ بھی ڈھائی فیصدی سالانہ طلب کرتا ہے اور اس میں بھی وہ اسی کے غریب افراد کو مقدم رکھتا ہے یہ حد ہے اس کے بعد جو بچے اسے اپنے قیام عزت و وقار کے لئے رکھو اپنی حیثیت بڑھاؤ اپنی اولاد کے لئے چھوڑ جاؤ انتہا یہ ہے کہ وہ اپنی راہ میں بھی تمام کی تمام بچت خرچ کرنے کو نہیں کہتا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ سے زیادہ تہائی دولت اللہ کی راہ میں وقف کرنے کی اجازت دی ہے اب رہ گئے وہ افراد جو ایمان دار بھی ہیں اور اس کی راہ میں خرچ بھی کرتے رہتے ہیں اور غرباء و مستحقین کے فوائد کے لئے ان کی دولت وقف رہتی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑی بڑی بشارتیں دی ہیں

ان الذین اٰمنوا وعملوا الصالحات واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ یہ اخروی بشارت ہے کہ مرنے کے بعد وہ عیش و آرام میں رہیں گے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی رنج۔

الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون اولٰئک ھم المؤمنون حقاً لھم درجٰت عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور اللہ کی عطا کی ہوئی دولت میں سے اس کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں حقیقت میں وہی سچے مسلمان ہیں اس کے نزدیک ان کے بڑے درجے ہیں انہیں آخرت میں نعمت نجات و بخشش عطا ہوگی اور دنیا میں عزت کی روزی ملیگی اور وہ دنیا و آخرت میں شاد کام رہیں گے۔

اس کی راہ میں خرچ کرنے کی تعریف ہی نہیں کی گئی بلکہ حکم دیا گیا ہے:-

یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم و انفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی احدکم الموت وفی اموالھم حق للسائل والمحروم یعنی اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تمہیں عطا کیا ہے اس میں سے اس کی راہ میں خرچ کرو اور اس سے پہلے خرچ کرو کہ موت آ کر تمہارا

اور خود بھی اس پر قائم رہو۔
وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون اگر روزہ رکھوگے تو اس سے تم ہی کو فائدہ پہنچے گا بشرطیکہ تم اس کی حقیقت کو سمجھو۔
یا ایہا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط ولا یجرمنکم شنآن قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ہو اقرب للتقویٰ اے ایمان والو تم اللہ کے لئے حق و انصاف کی شہادت دو اور یہ نہ ہونے پائے کہ تمہیں کسی کی عداوت انصاف و عدل کی بات کہنے اور عمل کرنے سے روک دے تم ضرور انصاف کرو کہ انصاف کرنا تقویٰ میں داخل ہے۔
اوفوا بعہد اللہ اذا عاہدتم جب تم اللہ سے کوئی عہد کرو تو اسے پورا کرو۔
وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدہما او کلاہما فلا تقل لہما اف ولا تنہرہما وقل لہما قولا کریما واخفض لہما جناح الذل من الرحمۃ اپنے ماں باپ سے حسن سلوک سے پیش آؤ اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑی عمر کو پہنچ جائیں اور بوڑھے ہو جائیں تو نہ تو انہیں ہوں کہو اور نہ جھڑکو بلکہ ان سے ادب کے ساتھ بات کرو اور جب ان کے سامنے جاؤ محبت و عاجزی کے پیکر بنکر جاؤ۔
وآت ذا القربیٰ حقہ وبذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین والجار ذی القربیٰ والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم قرابت داروں کے حقوق ادا کرتے رہو رشتہ داروں پڑوسیوں اور محلہ والوں ہمنشینوں رفیقوں دوستوں مسافروں اور غلاموں اور کنیزوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔
ولا تمسکوہن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذلک فقد ظلم نفسہ ومتعوہن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف حقا علی المحسنین ہن لباس لکم وانتم لباس لہن ولہن مثل الذی علیہن عورتوں کو تکلیف دینے کے لئے اپنے گھروں میں نہ روکے رکھو اور نہ ان پر زیادتی کرو جس نے ایسا کیا اس نے گویا خود اپنے اوپر ظلم کیا اور وہ اس کی سزا بھگتیگا ان کے ساتھ اپنی حیثیت کے مطابق سلوک کرتے رہو امیر لوگ امیرانہ سلوک کریں اور غریب لوگ غریبانہ کریں مگر کریں ضرور کہ نیک لوگوں پر ایسا کرنا لازمی ہے وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو اور مردوں پر عورتوں کے بھی ویسے ہی حقوق ہیں جو مردوں کے عورتوں پر ہیں گویا مرد اور عورت باہمی حقوق انسانی میں برابر ہیں۔
وعاشروہن بالمعروف فان کرہتموہن فعسیٰ ان تکرہوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ خواہ وہ تمہیں ناپسند ہوں کیا عجب ہے کہ تمہیں جو چیز ناپسند ہو اللہ اس میں تمہارے لئے خوبیاں پیدا کر دے۔
وان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا اگر میاں بیوی میں مخالفت کے اندیشے پیدا ہو جائیں تو اس کی تلافی و اصلاح کی صورت یہ کرو کہ ایک پنچ مرد کے خاندان سے اور ایک پنچ عورت کے خاندان سے فیصلہ کے لئے مقرر کردو۔

وقل للمومنات یغضضن من ابصارہن ویحفظن فروجہن ولا یبدین زینتہن الا ما ظہر منہا ولیضربن بخمرہن علیٰ جیوبہن ولا یبدین زینتہن مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں عصمت و عفت کے ساتھ زندگی بسر کریں اپنی زینت اور اپنا سنگار کسی پر ظاہر نہ کریں صرف وہی چیز ظاہر کریں جو پوشیدہ نہ رکھی جاسکتی ہو اپنے سینوں پر اپنا آنچل ڈالے رہیں اور اپنا سنگار اور اپنی زینت کسی پر ظاہر نہ ہونے دیں۔
ومن یقنت منکن للہ ورسولہ وتعمل صالحا نؤتہا اجرہا مرتین واعتدنا لہا رزقا کریما تم عورتوں میں سے جو عورتیں بھی اللہ اور رسول کی اطاعت کریں گی اور نیک و شریفانہ عمل کرتی رہیں گی ہم انہیں دگنا اجر عطا فرمائیں گے اور انہیں عزت و آسائش کی روزی مہیا کریں گے۔
وقلن قولا معروفا معقول بات کہا کرو۔
وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولیٰ امہات المومنین کو چاہئے کہ وہ اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہیں اور زمانہ جاہلیت کے طریق پر اپنا سنگار دکھاتی نہ پھریں۔
ولا تنسوا الفضل بینکم آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ احسان کرنا نہ بھولو۔
وانکحوا الایامیٰ منکم تم میں جو عورتیں بیوہ ہو جائیں ان کے نکاح کر دیا کرو۔
وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین جو تم سے لڑیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو مگر اپنی طرف سے زیادتی نہ کرو۔
لا ینہٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروہم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین جو تم سے دین کے معاملہ میں نہ لڑیں تمہیں تمہارے گھروں اور وطنوں سے نہ نکالیں اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ احسان کرنے اور انصاف کے ساتھ پیش آنے سے منع نہیں کرتا اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
لا تتخذوا الکافرین اولیاء من دون المومنین مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بناؤ۔
ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلکم وصاکم بہ لعلکم تتقون تم دوسروں کے راستوں اور طریقوں پر نہ چلو کیونکہ وہ تمہیں اس راہ سے جدا کر دیں گے جس پر چلنے کا تمہیں حکم دیا گیا ہے یہ تفصیل اس لئے بتایا جارہا ہے کہ تم اللہ سے ڈرو اور پرہیزگاری اختیار کرو۔
ولئن اتبعت اہواءہم بعد الذی جاءک من العلم ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر اگر تم ان کی خواہشات پر چلوگے حالانکہ تمہیں خود تمہاری ہدایات مل چکی ہیں تو اللہ کے یہاں پھر تمہارا کوئی نہ حامی و مددگار نہ ہوگا۔
ولا تطع الکافرین والمنافقین کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانو۔
ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علیٰ اعقابکم فتنقلبوا خاسرین ایمان دارو اگر تم کافروں کا کہنا مانوگے تو وہ تمہیں پھر پلٹا کر وہیں پہنچا دیں گے جہاں سے تم چلے تھے اور تم پھر خسارہ میں آجاؤ گے۔

تمہاری تمام تر انتشاری ہی کیوں نہ ہو۔

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ
جب تمہارے سپرد کوئی فیصلہ ہو یا تمہیں حکومت مل جائے تو جو حکم دو انصاف سے دو یہ اچھی بات ہے اللہ تعالیٰ اسی کی تمہیں نصیحت کرتا ہے۔

اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اللہ اور رسول اور ان لوگوں کی اطاعت کرو جو تم میں صاحب حکومت ہیں۔

اذا لقیتم الذین کفروا زحفا فلا تولوھم الادبار جب کفار سے تمہارا مقابلہ ہو تو بھاگ نہ کھڑے ہو اور پشت نہ دکھاؤ۔

فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین جب کسی کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو کہ وہ متوکلین کا دوست ہے۔

اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ جب تمہارا مقابلہ کسی قوم سے ہو تو پوری ثبات قدمی اور استقلال و دلیری کے ساتھ مقابلہ کرو اور اس مقابلہ کے دوران میں اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے رہو۔

وان جنحوا للسلم فاجنح لھا وتوکل علی اللہ اگر وہ مصالحت کی طرف جھکیں تو تم بھی جھک جاؤ اور اللہ پر بھروسہ رکھو۔

اوفوا الکیل والمیزان بالقسط ولا تبخسوا الناس اشیاءھم ناپ تول پوری پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔

وان کان ذو عسرۃ فنظرۃ الی میسرۃ وان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون اگر تمہارا کوئی قرضدار تنگدست ہو جائے تو اسے قرض ادا کرنے کے قابل ہونے تک کی مہلت دو اور اگر تم اس کی عسرت و غریبی کے پیش نظر تم اس کا قرض معاف کر دو تو یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے۔

وشاورھم فی الامر جب کوئی کام کرنے لگو تو اس کے متعلق لوگوں سے مشورہ کر لیا کرو۔

ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم باہم جھگڑے نہ کیا کرو کیونکہ باہم لڑنے جھگڑنے سے تمہاری ہمتیں پست ہو جائیں گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔

فاصلحوا بین اخویکم واتقوا اللہ لعلکم ترحمون اپنے دو بھائیوں کے درمیان مصالحت کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ وہ تم پر رحم کرے۔

واصلحوا ذات بینکم۔ باہم صلح و صفائی کے ساتھ رہو۔

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اللہ کی رسی کو مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو، باہم متفق رہو اور پراگندہ نہ ہو۔

یا ایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیئاتکم ویغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم۔ ایمان والو اگر تم خدا سے ڈرتے رہے تو وہ تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کر دیگا تمہارے گناہ بھی تم سے دور کر دیگا تمہاری مغفرت بھی کرے گا کیونکہ وہ بندوں پر بڑا مہربان اور کرم کرنے والا ہے۔

الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ایمان داروں اور متقی لوگوں کے لئے دنیا اور آخرت دونوں میں بشارت ہے۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا جو اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے غیب سے رزق کے دروازے کھول دیتا ہے۔

فاعف عنھم واصفح ان اللہ یحب المحسنین معاف کر دیا کرو اور درگذر کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس غصے کو پی جانے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اللہ کے دوست ہیں۔

وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون لعلکم تفلحون مسلمانو تم سب مل کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو تاکہ تمہیں فلاح و کامرانی نصیب ہو۔

ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر جو فضیلت دی ہے اس پر رشک آمیز نگاہ سے نہ دیکھو

ولا تمنن تستکثر یہ نہ کرو کہ احسان پر احسان جتاؤ اور اس سے اس کا زیادہ معاوضہ چاہو۔

قوا انفسکم واھلیکم نارا۔ خود کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچانے کی سعی کرتے رہو

انما اموالکم واولادکم زینۃ الحیوۃ الدنیا۔ اموالکم واولادکم فتنہ۔ لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ دیکھو مال و اولاد زندگی کی زینت بھی ہیں اور فتنہ بھی۔ کہیں یہ تمہیں اللہ رب العزت کی یاد سے غافل نہ کر دیں۔

کلوا من طیبات ما رزقنکم واعملوا صالحا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو رزق عطا کیا ہے اس میں سے کھاؤ پیو اور نیک عمل کرتے رہو۔

من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے جو زینتیں پیدا کی ہیں انہیں کس نے حرام کیا ہے ان سے فائدہ اٹھاؤ

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو زیادہ متقی ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔ خبردار رہو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو چین ملتا ہے۔

من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی۔ جس نے میری یاد سے منہ موڑا اور اعراض کیا اس کی معیشت اس پر تنگ کر دی جائیگی اس کی زندگی بے چینی و تنگدستی میں گذریگی اور ہم قیامت کے روز اسے اندھا اٹھائینگے

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین جو شخص اللہ کی یاد سے جی چراتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں۔

یا ایھا الذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا وسبحوہ بکرۃ واصیلا اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتے رہا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کیا کرو۔

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون جو مومن اپنی نماز پر خشوع کے ساتھ پڑھتے ہیں وہ فلاح پاگئے ہیں۔

وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا اپنے اہل و عیال کو نماز کا حکم دیجئے

میری ماں نے تیری موت کو پہچان لیا کیونکہ مومنوں کی روحیں ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہیں۔ پھر سلیمان کی کوئی آیت پڑھیئے ارشاد کیا۔ وماخلقت الجن والانس الا لیعبدون، وماخلقنا السماء والارض وما بینہما لعبین، وماخلقنٰھما الا بالحق ولکن اکثرھم لا یعلمون یہ آیہ ک ھوالعزیز الرحیم تک پڑھی پھر ایسی چیخ ماری کہ ہم نے سمجھا کہ ان کی عقل جاتی رہی۔

اس کے بعد نصیحت کی کہ دیکھو یہ راہ بن حبان قرآن اور اہل اصلاح کا راستہ پیش نظر رکھنا اور موت سے ایک لمحہ کے لئے بھی غافل نہ ہونا۔

حضرت مالک دینار اور قرآن

حضرت مالک دینار کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا آپکے گھر کی محراب یہودی کے مکان کے دروازہ پر تھی یہودی نے وہیں اپنا پاخانہ بنا رکھا تھا پلیدی آپکے مکان میں پھینکدیا کرتا تھا اور محراب کو ناپاک کر دیتا تھا ایک عرصہ تک یہودی یہی کرتا رہا آپ نے اس کا ذکر کسی سے بھی نہیں کیا آخر ایک روز وہ خود ہی آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ آپ کو میرے پاخانہ سے کوئی تکلیف تو نہیں فرمایا ہے تو سہی لیکن میں نے اسی روز سے ایک جھاڑو اور کنارہ بنا لیا ہے اس سے صاف کر لیتا ہوں اور دھو لیتا ہوں بولا آپ اتنی تکلیف کیوں برداشت کرتے ہیں فرمایا کہ اللہ کا حکم ہے:۔ والکاظمین الغیظ یعنی غصہ پی لیا کرو۔

یہودی بے ساختہ بول اٹھا کہ یہ کتنا پسندیدہ طریقہ ہے کہ خدا کی دشمن کا رنج اٹھائے اور فریاد نہ کرے اور صبر کرے اور وہ بھی اس حد تک اتنا ہی کہنے اس پر ایک حالت سی طاری ہوئی قدموں پر گرا اور مسلمان ہو گیا حضرت امام حسنؓ پر بھی الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کا یہی اثر ہوا تھا جبکہ دستر خوان پر کھانا لاتے ہوئے کنیز سے شوربے کا پیالا آپ کے کپڑوں پر گر گیا تھا اور آپ نے اسے خشمناک نظروں سے دیکھا تھا کنیز اور شناس بھی اس نے لرزتے ہوئے یہ آیت پڑھی آپ کا سارا غصہ فرد ہو گیا۔

حضرت مالک کی یہ حالت تھی کہ جب آپ ایاک نعبد وایاک نستعین پڑھتے تو زار زار روتے اور فرماتے حکم نہ ہوتا تو میں اس آیت کو ہرگز ہرگز نہ پڑھا کرتا کیونکہ ہم زبان سے تو یہی کہتے ہیں کہ ہم تیری ہی پرستش کرتے ہیں اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں حالانکہ ہماری حالت یہ ہے کہ ہم اپنے نفس کو پوجتے ہیں لوگوں کے در و دولت پر جاتے ہیں اور ان کا شکریہ بھی کرتے ہیں اور شکایت بھی۔

حضرت ابراہیم ادہم اور قرآن

حضرت ابراہیم ادہم سے لوگوں نے پوچھا آپ کس کے بلدے ہیں؟ یہ سنتے ہی آپ کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا کانپنے لگے زمین پر دھڑام سے گر پڑے اور لوٹنے لگے پھر اٹھے اور یہ آیت پڑھی ان کل من فی السموات والارض الا اتی الرحمٰن عبدا یعنی زمین و آسمان میں جو کچھ بھی ہے کوئی شک نہیں کہ وہ سب اللہ ہی کا ہے اور اسی کی طرف سے بندگی آئی ہے لوگوں نے کہا کہ آپ نے پہلے ہی یہ کیوں نہ کہہ دیا تھا فرمایا اس سے

ڈرتا ہوں کہ کہہ دوں کہ اس کا بندہ ہوں تو وہ بندگی کا حق طلب کرے گا اور اگر کہوں کہ نہیں ہوں تو یہ کہہ نہیں سکتا اسی لئے خاموش ہی رہنا بہتر سمجھا۔

لوگوں نے پوچھا اچھا یہ تو فرمایئے کہ ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ اور صرف یہ ہے کہ اللہ کو جانتے ہو اور اس کی اطاعت نہیں کرتے قرآن تو پڑھتے ہو مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ اللہ کی نعمت کھاتے ہو لیکن اس کا شکر ادا نہیں کرتے۔ تم جانتے ہو کہ بہشت فرمانبرداروں کے لئے آراستہ ہے پھر اسے طلب نہیں کرتے سمجھتے ہو کہ دوزخ بنایا گیا ہے اور اس میں گنہگاروں کے لئے آگ کی زنجیریں ہیں لیکن پھر بھی نہیں ڈرتے اور اس سے نہیں بھاگتے علم ہے کہ شیطان لعین ہے لیکن اس سے عداوت نہیں کرتے اور اس سے دوستی لگا بیٹھے ہو یہ جو خبر ہے کہ موت آئیگی مگر اس کے لئے کوئی سامان نہیں کرتے ہو ماں باپ اور فرزندوں کو دفن کرتے ہو پھر بھی اس سے عبرت حاصل نہیں کرتے اپنے عیب ترک نہیں کرتے اور دوسروں کے عیوب کی تلاش میں رہتے ہو جب تمہاری یہ حالتیں ہوں تو پھر دعائیں قبول کیونکر ہوں۔

حضرت بایزید بسطامی اور قرآن

حضرت بایزید بسطامی کو آپ کی والدہ نے ایک مسجد میں بٹھا دیا تھا وہاں پڑھا کرتے تھے کمسن تھے ایک روز سورۂ لقمان پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے: ان اشکرلی ولوالدیک آپ نے ٹھیر کر معلم سے کہا کہ ذرا اس آیت کے معنی تو مجھے سمجھا دیجئے معلم نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بھی شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو۔

آپ نے قرآن شریف تو بند کر دیا اور معلم سے عرض کیا کہ ازراہ مہربانی ذرا مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے تاکہ میں اپنی ماں سے دو باتیں کر دوں بہت ضروری ہیں معلم نے اجازت دیدی آپ سیدھے گھر آئے ماں نے دیکھتے ہی پوچھا کہ بیٹا بے وقت مدرسہ سے کیسے آئے کوئی تحفہ لائے ہو یا کوئی عذر درپیش ہے فرمایا نہیں میں نے آج معلم سے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھی ہے اس کے متعلق آپ سے کچھ باتیں کرنے آیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بھی شکر کرو اور اپنے والدین کا بھی شکر ادا کرو اب میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ مجھ سے دو گھروں کا انتظام نہیں ہو سکتا میری روح میں ایک آگ لگی ہوئی ہے یا تو آپ مجھے خدا سے اپنے لئے مانگ لیں کہ آپ ہی کی خدمت میں مشغول رہوں یا پھر مجھے اللہ کے سپرد کر دو کہ میں اسی کا ہو جاؤں ماں بھی بہت نیک بخت تھیں بولیں جا بیٹے تجھے اللہ ہی کی خدمت کے لئے چھوڑ دیا اور اپنا حق بخش دیا جا خدا کا ہو جا۔

چنانچہ آپ بسطام سے چلدیئے اور تیس برس کامل شام کے جنگلوں میں پھر کر اور ریاضتیں کر کے درجۂ کمال کو پہنچے۔

عشاق ربانی اور قرآن

ایک صحابی شب کے وقت تلاوت کلام مجید میں مشغول تھے قریب ہی آپ کا گھوڑا بندھا ہوا تھا وہ اچھلنے کودنے لگا جس کی وجہ سے آپ نے تلاوت بند کر دی آسمان کی طرف نظر اٹھی تو دیکھا کہ بہت سی روشن شمعیں ہیں جو

وذر الذین اتخذوا دینہم لعبا ولہوا وغرتہم الحیوۃ الدنیا
ان لوگوں کو چھوڑ دو جنھوں نے اپنے دین و مذہب کو کھیل تماشا بنا رکھا ہے اور جنھیں دنیوی زندگی نے دھوکہ میں ڈال دیا ہے۔

لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ہزوا ولعبا جنھوں نے تمہارے دین و مذہب کو ہنسی کھیل بنا لیا ہے انھیں اپنا دوست نہ بناؤ۔

لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا غیروں کو اپنا رازدار نہ بناؤ کیونکہ اس سے واقف ہوکر تمہاری خرابی میں کسر نہ اٹھا رکھیں گے۔

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینہون عن المنکر تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو دنیا کو نیک اور بھلے کاموں کی طرف دعوت دیتی رہے اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ جنھیں یہ کافر اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں یعنی بتوں کو بھی برا نہ کہو۔

ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن اللہ کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت و دانائی اور نرمی و نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور بحث بھی کرو تو عمدہ طریقہ پر کرو۔

الذین یبلغون رسالت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ جو اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور فرائض رسالت انجام دیتے ہیں وہ صرف اللہ ہی سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا ان پر کسی کا خوف طاری نہیں ہوتا۔

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء اللہ کے بندوں میں اللہ سے وہی ڈرتے ہیں جنھیں علم ہوتا ہے۔

فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون
کیوں نہ نکلیں ان کی جماعت سے چند لوگ ایسے جو دین میں سمجھ اور تفقہ پیدا کریں اور پھر اپنی قوم کو تبلیغ سے ڈرائیں اور گناہوں سے بچائیں۔

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون تم لوگوں کو تو نیک کام کرنے کی ہدایت کرتے ہو اور اپنی اصلاح کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اپنے نفس کو بالکل بھلا رکھا ہے حالانکہ تم قرآن پڑھتے ہو کیا تمہارے دماغوں میں عقل نہیں۔

لم تقولون ما لا تفعلون کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے اللہ تعالیٰ کو یہ بات حد درجہ ناپسند و ناگوار ہے کہ کہہ کر پھر عمل نہ کیا جائے۔

ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون
سچائی میں جھوٹ کو ہرگز شامل نہ کرو اور دیدہ دانستہ حق کو نہ چھپاؤ۔

لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان مرد مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ہوسکتا ہے کہ جن کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ ان سے حقیقت میں بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر آوازے کسیں ہوسکتا ہے کہ وہی ان سے بہتر ہوں نہ کوئی کسی کی عیب جوئی کرے اور نہ برا کہے اور نہ برے ناموں سے پکارے

کتابیں پڑھنے کے بعد یہ حرکات بہت مذموم ہیں۔

برگزیدہ بندے اور قرآنی تاثر

سچے مسلمانوں کی سچی باتیں

حضرت امام ابوحنیفہ اور قرآن

سچے مسلمانوں پر قرآن کا اثر کس قدر مرتب ہوتا رہا ہے اس کا اجمالی خاکہ نذر ناظرین ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ حالت تھی کہ تلاوت قرآن میں جب کوئی خوف قیامت وغیرہ کی آیت پڑھتے تو بے ساختہ رونے لگتے۔

نماز میں بھی قرات بہت پڑھتے تھے حضرت ابراہیم بصری کے بیان کے مطابق ایک مرتبہ فجر کے دوران میں امام نے جو آیت پڑھی لا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظالمون یعنی خدا کو ظالموں کے کردار و عمل سے بے خبر نہ سمجھنا تو حضرت امام ابوحنیفہ پر یک بیک ایسی حالت طاری ہوئی کہ سارا بدن کانپنے اور لرزنے لگا اور دیر تک یہی حالت طاری رہی اس روز دن بھر آپ اسی تاثر میں رہے۔

ایک دفعہ آپ عشاء کی نماز کے بعد نوافل پڑھنے جو کھڑے ہوئے تو قرآن پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے ووقانا عذاب السموم حالت طاری ہوگئی بار بار اس آیت کو پڑھتے اور روتے تھے انتہا یہ ہے کہ پوری رات یہی آیت پڑھتے کھڑے اور روتے گزر گئی۔

اسی طرح ایک دفعہ اور رات کے وقت نماز میں قرآن پڑھتے پڑھتے اس آیت پر پہنچے بل الساعۃ موعدہم والساعۃ ادہی وامر یعنی قیامت کا روز گنہگاروں کا وعدہ گاہ ہے اور یہ دن سخت مصیبت ناک اور وحشت خیز دن ہے پڑھتے ہی حالت بگڑ گئی آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی اور رات بھر یہی پڑھتے اور روتے رہے۔ یزید بن کمیت کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ نماز عشاء میں امام ابوحنیفہ کے ساتھ شریک جماعت تھا کہ امام نے سورہ اذا زلزلت پڑھی نماز ختم ہوگئی اور لوگ اپنے گھروں کو چلے گئے میں نے جو دیکھا تو امام ابوحنیفہ بیٹھے ٹھنڈی سانسیں لے رہے ہیں میں یہ دیکھ کر کہیں ان کے اوقات میں خلل نہ واقع ہو اٹھ کر چلا آیا مگر صبح کو جو دیکھتا ہوں تو مسجد میں غمزدہ صورت میں داڑھی ہاتھ میں پکڑے بیٹھے ہیں اور انتہائی سوز و گداز اور رقت کے عالم میں یہ کہہ رہے ہیں اے وہ جو ذرہ برابر نیکی اور ذرہ برابر بدی دونوں کا بدلہ دیگا نعمان اپنے غلام کو آگ سے بچانا۔

حضرت اویس قرنی اور قرآن

حضرت ہرم بن حیان حضرت اویس قرنی کے دیکھنے کے لئے کوفہ گئے تلاش کیا تو آپ دریائے فرات کے کنارہ پر کپڑے دھوتے اور وضو کرتے ملے بہت ضعیف تھے ہرم پر یہ بے کسی اور ہیبت دیکھ کر رقت طاری ہوگئی آپ نے نظر اٹھا کر ہرم بن حیان تمھیں زندگی دے تمہارا کس طرح آنے ہوئے پہلے یہ بتا ہے کہ آپ کو میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر معلوم ہوگیا فرمایا اسی نے بتایا جس کے علم سے دنیا کی کوئی چیز باہر نہیں اور

تفسیر ام الکتاب

الحمد شریف کی تفسیر مسلمانوں کی ابتدائی تعلیم اسی سے شروع ہوتی ہو کوئی مسلمان ایسا نہیں ہوگا جس کو یہ صورت یاد نہ ہو لیکن آپ نے یہ سمجھا بھی کہ اس میں کیا معارف ہیں اس کتاب میں الحمد شریف کے متعلق اسقدر بیانات ہیں ... صفحے میں آگئے ہیں ... اسکی وہ وہ حکایتیں اور نکات لطیفہ ہیں کہ آپ وجد میں آجائینگے حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی لکھی ہوئی تفسیر عقائد کی آئینہ دار ہے اور اس میں ... ہی ہیں .. صفحہ کی ضخامت قیمت پہلے ... تھی اب مجلد ۱۲ / میں ملتی ہے۔

تفسیر اعوذ باللہ

یہ کتاب ... شیطان کی ... شیطان کی سوانح بھی اس میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کی تفسیر تا ... تک سلسلہ درج ہے شیطان کے بارے میں قرآن شریف کے اندر جس قدر آیات ہیں ان کی تفسیر اور مطالب کا بیان شیطان کی سوانحعمری آدم علیہ السلام کی تخلیق شیطان کی دشمنانہ قوت شیطان کی مکاریاں اور لطیف زبان تخلیق آدم سے تا ایندم اس میں جا بجا تفصیلی حکایات ہیں جن سے مطالب عام فہم ہوگئے ہیں آنحضرت اور صحابہ کے اقوال سے بیان کو ایسی دلچسپی دی گئی ہو جس سے خاص کیفیت پیدا ہوگئی ہے قیمت مجلد دس آنے محصولڈاک ۷ / کل ...

تفسیر سورہ یاسین

یہ تفسیر اس زمانہ میں لکھی گئی ہو جبکہ بغاوت ... کا زمانہ ہے قدم قدم پر ... عقلی دلائل مانگے گئے ہیں یہ تفسیر اس خیالات سے نازاں ہے کہ ہر بات کو معقول طریقہ پر سمجھا دیا ہے اور تفسیر ... عبدہ مصری کی تفسیر القرآن سے مستنبط ہے اور ایسے عجیب غریب طرز وسیرایہ میں ... اعمال کو ذہن نشین کیا گیا ہے کہ ... ایمان ... تفسیر کے لحاظ سے بھی یہ تفسیر بہت اہم ہے اور مفصل ہے ایک ایک بات کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے گویا بہت سی تفسیرات کا عطر ہی ہے قیمت ... محصولڈاک ۷ /

تفسیر بیان القرآن

اردو زبان میں سب سے بڑی تفسیر ... اب تک بھی ہوگا حضرت علامہ مولوی اشرفعلی صاحب کی تصنیف ہے اردو زبان میں حقائق و معارف قرآن معلوم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ قرآن پاک کی ایسی کامل تفسیر ہے کہ اس کے بعد کسی بڑی سے بڑی عربی تفسیر کی ورق گردانی کی ضرورت باقی نہیں رہتی بارہ جلدوں میں مکمل ہے ... ہے نہایت عمدہ کاغذ کتابت ... اصل ہے پہلے اس کا ہدیہ ... مجلدہ ہرتیں ... روپیہ میں ... سکی آرڈر کے ریل کے ذریعہ منگائیے۔

مناجات مقبول

۳۰۲ صفحہ کی مجلد کتاب ہے مترجمہ حضرت مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی کی مقبول کتاب ہو عربی سات دن کی اور نظم میں بہت ہی موثر مناجاتیں ہیں دعا مانگنے کے طریقے اور دنیا ... کی تیتیں کی حکایتیں پھر قرآن شریف سے سات دن کی ... کلام کی ... حضرت مولانا اشرفعلی صاحب نے جمع کیا ہے ... استغفار منزل پھر دعا ... تجوید اور منظوم ترجمہ درود شریف ... اشرفعلی صاحب ... موثر انداز میں بیان کی گئی ... مسلمانوں کے ... میں ... کیف دعا اس ... قابل ... دوسری کتاب نہیں ... قیمت ...

جواہر القرآن

قرآن وہ نعمت ہو جس سے امراض روحانی کو شفا حاصل ہوتی ہے قرآن شریف سے بڑھکر کوئی وظیفہ نہیں اور حوائج دینی و دنیاوی کے حصول کیلئے اس سے بڑھکر کوئی ذریعہ نہیں علمائے صالحین نے اس بحر ذخار میں غوطہ لگا کے جواہر القرآن نکالا ہے۔ ... کے لئے اس کے پڑھنے کا طریقہ ... فرمایا ہے کہ ... دن سے شروع کر کے جمعہ کے دن کے لئے تحمید ... قرآنی ہفتہ کے لئے استغفار ... تسبیحات ... توکل ... کے لئے ... تحلیلات جمعرات کے لئے دعوات مترجم ہے خوشخط ہے مجلد ہے اور قیمت صرف چھ آنے محصول ۷ /

دلائل الخیرات

حل مشکلات کے لئے بڑی اکسیر چیز ہے لیکن ... ہے کہ اس کا ... الفاظ کے ساتھ پڑھی جائے ایک ... اوصاف ... بیان کرنے کے لئے دفتر کے دفتر درکار ہیں حق ... دلائل الخیرات کا ... ہے اس کی کوئی حاجت ... نہیں ... مستفادہ کا اثر یہی ہے کہ ... رسول ... زیارت سے ... شرف ... ایسی نعمت ... اوراد کے سلسلہ میں اس کتاب کو بڑی اہمیت ہی ہے ۲۲۰ صفحات کی مترجم خوشخط کتاب ہے ... ہدیہ مجلد آٹھ آنے۔

محصول ۷ /

چوبیس قلم بارہ سورہ

یہ بہت ہی عمدہ ... بارہ سورہ ... ذیل بارہ سورتیں ہیں ... مجموعہ مترجم ... خوشخط ہے سورہ فتح سورہ یاسین سورہ مزمل سورۃ النساء سورہ رحمٰن سورہ واقعہ سورہ نوح سورہ کہف سورہ تغابن سورہ ملک ... خواص ہفت ہیکل ... دعائے ... نظر دعائے ... دعائے ... دعائے گنج العرش ... صفحات ... مقبول مجموعہ ہے ... خوشخط ... سے ... صفحہ ... خوشخط ہدیہ مجلد صرف چھ آنے محصولڈاک ۷ /

قرآنی دعائیں موثر

آپکی دعا کیوں قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ آپ دعا مانگنے کے طریقوں سے ناواقف ہوجائیں تو پھر خدا کے فضل سے آپکی ہر دعا قبول ہوگی ... بے اولاد ہوں گے تو صاحب اولاد بن جائینگے مفلس ہیں تو زردار بن جائینگے ... ملیں گے ... صاحب ... پریشان ہیں تو مطمئن ہو جائینگے ... کنجی قرآنی دعائیں ہے ... اس میں طریق دعا کے ساتھ قرآن پاک کی بہت سی مجرب دعائیں ہیں بہت ہی موثر کتاب ہے۔ قیمت صرف ... محصول ۷ / کل ۱۳ /

پیغمبری دعائیں

اس کتاب میں قرآن شریف سے رسول پاک کی دعائیں ... سلف اور بزرگان دین کے مجرب معمولات سے ... دعائیں ... لکھے گئے ہیں جن کے قبول ہونے ... آجتک کسی کو شبہ نہ ہوگا ان میں وہ دعائیں ہیں جن کو خود باری تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نیک بندوں کو تعلیم فرمائی ہیں یا وہ دعائیں ہیں جو آنحضرت نے مانگی ہیں اور صحابہ وازواج کو حضور نے تلقین کیں خدا کی اپنے رسولوں کو تعلیم کی ہوئی دعائیں جو آنحضرت نے مانگیں اور صحابہ وازواج کو یہ تلقین شدہ دعائیں جس قدر بھی موثر ہوں ... قیمت ... محصول ... کل ۱۳ /

مجموعہ اعمال قرآنی

آیات قرآنی سے تعویذات ... حضرت علامہ مولانا اشرفعلی صاحب تھانوی حضرت مولانا کے ... اسرار ربانی کا کون قائل نہیں ... قرآن شریف کے مخصوص اعمال کو یکجا کیا ہے اور دنیا کی ... ضروریات میں ایک بھی چیز ایسی نہیں ... جس کا ... امراض کی شفا ہے ... رفع ہے مقدمات کی جیت ... وظیفے ... ایک سو ... صفحہ کی مجلد کتاب ہے ... اصلی قیمت ۱۲ / لیکن ... سے چھ آنے میں ملتی ہے

اوراد و وظائف

... جس طرف سے ... دنیا کے سبب ... ہوجائیں ... اطمینان کی ... ایک دوسری ... اسکا نام اوراد و وظائف ... کان کا آخری ... ہے جہاں سے ... مشکلات ... عالت میں ہونے ... کرامات ... قیمت دس آنے محصول ۷ /

زمین سے آسمان کی طرف جارہی ہیں بہت متعجب ہوئے صبح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاکر رات کا ماجرا بیان کیا۔ یہ شمعیں نہیں بلکہ در حقیقت فرشتے تھے جو تلاوت قرآن سننے آئے تھے اور یہ سلسلہ برابر قائم رہتا اگر تم تلاوت میں برابر مصروف رہتے تو عجیب و غریب نظارے پیش نظر ہوتے!

حضرت ابوذر نے حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی مجھے کوئی نصیحت کیجئے فرمایا تقویٰ اختیار کرو کہ تقویٰ تمام نیکیوں کا سرتاج ہے عرض کیا کچھ اور فرمایئے ارشاد ہوا قرآن کی تلاوت کیا کرو کہ یہ تلاوت تمہارے لئے زمین و آسمان میں ذخیرہ ہے۔

اولیائے کرام عشاق ربانی ہیں قرآن کریم ان کی زندگیوں کا جزو لاینفک رہا ہے حضرت غوث الاعظم کی یہ حالت رہی ہے کہ پندرہ برس کامل ہر شب کو ایک ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر برابر پورا پورا قرآن ختم کرتے رہے ہیں۔ حضرت قطب الاقطاب صاحب اور حضرت بدرالدین اسحٰق نے حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کی امامت میں ایک شب کو دو رکعت میں دو قرآن ختم کئے اور دعا مانگی کہ بارالٰہا معاف کر کہ ہم بندے ہیں ہم سے کچھ حق بندگی ادا نہ ہو سکا۔ حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خود یہ حالت تھی کہ نماز میں قرآن پڑھتے تھے تو سینہ مبارک دیگ کی طرح جوش کھایا کرتا تھا فرمایا کرتے تھے مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔

قرآنی نصاب اور اس کی تعلیمی اہمیت

افسوس ہے کہ مسلمانوں نے قرآن کو بالکل بھلا رکھا ہے اور اس کے بھیلنے کی سب سے بڑی وجہ دینی علوم کے وہ انبار ہیں جو ہمارے علماء نے قرآنی شغف و عشق میں مرتب و تصنیف کر کے رکھ دیئے ہیں اب دینیات میں حدیث کی چھ مطول و ضخیم کتب ہیں تفسیر کی بڑی بڑی مجلدات ہیں فقہ اور شرح فقہ کا ایک طولانی ذخیرہ ہے اور نہ معلوم ہے بیان ہے اور خدا جانے کیا کیا ہے۔

لیکن ابتدائی دو ڈھائی سو برس تک مسلمانوں کا واحد دینی نصاب قرآن اور صرف قرآن تھا اور اسی نے مسلمانوں کو قدوسیوں کی ایک جماعت کی صورت میں منتقل کر دیا اور وہ بنا دیا جو آج تفسیر و حدیث کے انبار ہرگز نہیں بنا سکتے ہمارے نزدیک قرآن عالموں کے لئے نہیں بلکہ جاہلوں کے لئے نازل ہوا تھا اس کے اولین مخاطب بھی تھے اور دنیا جانتی ہے کہ وہ اس سے کس درجہ متاثر ہوتے تھے قرآن اپنی تفسیر آپ ہے اس کے لئے کسی مطول تفسیر کی کوئی اہم ضرورت نہیں قرآن اتنی جامع اور مختصر کتاب ہے کہ وہ تمام مدارس کا کورس بن سکتی ہے ہر مسلمان کو قرآن بامعنی پڑھنا اور اس کا دامن تھامے رہنا حفظ کرنا چاہئیں ہمیں کسی نے نہیں قرآن سے غفلت نے کھو دیا ہے

نبیوں کے قصے مجلد

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر بھی مبعوث ہوئے ہیں ان کا قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل مختصری کر بلکہ مستند احادیث سے مستنبط ہے ۴۶۷ صفحہ کی مجلد کتاب جو انبیا کے حالات ظاہر کر کے عجیب و غریب معارف پر پُر ہوں گے سب سے اہم ترین پہلو اس کتاب کا یہ ہے کہ دیگر امتوں کے سخت ترین ریاضات کے مقابلہ میں امت محمدی کی کیسی عبادتوں اور عمل ابدی سے عبادت الٰہی کی تشویق پیدا ہوتی ہے ضخیم کتاب اور یہ مجلد کتاب صرف بارہ آنے محصولڈاک ۹ر

الفاروق مجلد

مصنفہ علامہ شبلی نعمانی اس میں اسلام کے تاریخی و سیاسی جملہ واقعات مذکور ہیں حضرت عمر کا نسب نامہ اور بچپن سے اسلام لانے تک کے کل واقعات اسلام لانے کے بعد ان کے جملہ واقعات کی تشریح جو حضرت عمر سے متعلق ہیں اس ضمن میں رسول کریم اور جملہ اصحاب اور رفتار اسلام اور ہجرت کی کیفیت ہجرت کی تفصیل رسول کی وفات حضرت ابوبکر کی خلافت اسلامی قانون کا اجرا اکناف عالم پر اسلام کی چڑھائی اور فتوحات خصوصاً ایران کی ملک اسلامی حکومت میں شامل ہونا اور بیت المقدس کی فتح بہت جوش انگیز ہیں رعایتی قیمت صرف ۱۱ر

چھیانوے اولیا مجلد

کے حالات انکی کرامات ان کے خوارق انکی تعلیمات کی والہانہ تبلیغ اسلام ان کے اسرار باطنیہ ان کی روحانیت کا انکشاف اس کتاب سے ہوتا ہے انکا نام ہی تذکرۃ الاولیا ہے یہ وہ کتاب ہے جس میں اکابر اولیا امت کے حالات ہیں اس میں ہندوستان کے بھی ہیں اور ایران کے بھی عراق کے بھی ہیں اور شام کے بھی ہیں اس کے بعد اندلس کے بھی مشرق تریک بھی ہیں اس کے بعد یہ کتاب جو خدا رسیدہ لوگوں کا مجموعہ ہے اور اس کے پڑھنے سے نیا ہی رنگ پیدا ہوتا ہے ... صفحہ کی مجلد کتاب ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۹ر

امام ابوحنیفہ مجلد

کے حالات پڑھنے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ جن کی نسبت سے فخر کرتے ہیں انکی حالات سے بے خبر رہنا نہایت برا ہے موزوں ہو سیرۃ النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے مشکلات اور فقہ کے مسائل کے معلوم کرنے کیلئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں بہت سے نکات علمی بیان ہوئے ہیں کہ جس سے آدمی ششدر رہ جاتے ہیں ابوحنیفہ میں امام موصوف کا بے مثال امتیاز نظر آتا ہے ضخامت ۴۰۰ صفحات مجلد ہے قیمت صرف ۸ر محصول ۷ر

تاریخ اسلام (کامل)

مصنفہ سید محمد اظلم جناب مولانا شوق امرتسری حصہ اول اس میں سنہ ہجری سے ایک سو برس تک کے واقعات ہیں یکجا بیان کئے پورے حالات و واقعات ۹۰ صفحہ حصہ دوم اس میں حضرت ابوبکر صدیق حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی کی خلافت کے حالات ۱۸۰ صفحات حصہ سوم اس میں شہادت نامہ امام اور خلفائے بنی امیہ کے حالات نہایت وضاحت سے درج ہیں۔ حصہ چہارم اس میں خلفائے عباسیہ کی حکومت مع امیہ سلطنت اسپین کے حالات ۶۰ صفحہ حصہ پنجم میں سلاطین ترکی کے حالات ہیں۔ پانچوں حصے یکجا جلد میں قیمت ... روپیہ ...

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کے حالات سے کونسا عاشق رسول ہے جو مطلع ہونا نہیں چاہتا یہ اس جلیل القدر صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے ناز رسول کریم نے اٹھائے ہیں ۶۰ صفحہ کی کتاب ہے ہر صفحہ کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے مؤثر اور پُر خیر سوانح عمری ہے تاریخ اسلام کا بہت ہی مؤثر ٹکڑا ہے خلافت راشدہ کے بہت سے واقعات بھی اس کتاب میں درج ہیں ہر مسلمان کو یہ کتاب پڑھنی چاہیئے قیمت صرف ۶ر محصول ۶ر

کفرستان کے تین ولی

(۱) حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی پیدائش ہندوستان میں آپ کی آمد تبلیغی سرگرمیاں راجہ جادوگروں کے مقابلہ اور پرغلوص فی دین اللہ افواجاً ۲۔ سیرۃ بابا فرید گنج شکر آپ کے خاندانی حالات لقب کی وجہ خواجہ بختیار کاکی سے عقیدت جلد تبلیغ دین کرامات کا ظہور اور حیرت زدہ حالات۔ ۳۔ سیرۃ صابر کلیری آپ کے ابتدائی حالات دکھا ہے مرشد کا لنگر تقسیم کرنا اور خود نہ کھانا سابر کا لقب خرقہ خلافت حاصل کرنا کلیر شریف تشریف لے جانا اور جلالی کرامات کا ظہور نہیں ایک جگہ جمع کی گئی ہیں۔ قیمت صرف ۸ر

سچا شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی سب سے مؤثر سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے ایک واقعہ بھی غلط نہیں ہے ہر لفظ تاریخی مستند ہے اس میں غلطیاں نظر انداز رکھی ہیں یہ شہادت غلط روایات سے مبرا ہے مؤثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ ہی واقعہ شہادت آپ پڑھ لیں تو دامن واپس لے لیجئے ہر جزو قصہ پر انیس کے مرثیے ساتھ لگا دیئے ہیں اور تقریباً ہزار اشعار تو میر انیس کے ہیں ضخامت تین سو صفحات ایسا شہادت نامہ آپکی نظر سے نہ گذرا ہوگا۔ قیمت مجلد ... محصول ۸ر

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث اعظم کے ارشادات و مقالات کی اہمیت حضور کے معتقدین کے لئے جس قدر اہم ہے محتاج بیان نہیں ہے اس کا تقاضا ہے کہ ان تعلیمات کو ہر مسلمان کے گھر تک پہنچا دیا جائے حضور کی شخصیت کا اندازہ جو اس کتاب سے غوث پاک کے مواعظ شکوہ کر کے پہنچے ہیں کا اردو ترجمہ ہے غوث الاعظم کے معتقدین کے لئے ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان کے لئے سرمایہ ہے ... پاک کے ... اس کتاب کو پڑھ کر اپنے ... قیمت ۸ر

مقالات غریب نواز

اس میں ملک المشائخ سلطان الاولیا خواجہ معین الدین اجمیری کی سوانح حیات ہے اس کے بعد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی ... اور خواجہ کاکی اور خواجہ اجمیری کے تعلقات کا تذکرہ ہے اور خواجہ کاکی کا روزنامچہ ہے جس میں خواجہ اجمیری کی کتاب ... حضرت کے حالات عجیب ... ہیں بالجملہ ... خواجہ صاحب کے مقالات ہیں اور اس میں عجیب و غریب عارفانہ حقائق ہیں اور عبادات ... معاملات ہر چیز پر عجیب تصوف ہے ... ۱۲۷ صفحے۔ قیمت چھ آنے محصولڈاک ۶ر

مساوات المسلمین

فخر نسب پر زعم کرنے والے مساوات المسلمین پڑھیں کہ بعد کیسے شرمسار ہوتے جب انہوں نے حضور کا فرمان پڑھا کہ اسلام نے تمہاری جاہلیت کا غرور اور نسب کا افتخار مٹا دیا تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں ... مسلمانوں کے رواج پر ... اور ... بیٹوں کے بیٹے اپنی بے وجہ تمیز کرتے ... پہلے ہندوستان کے مسلمان ... اس کتاب نے ایسے مغرور انسانوں کی پول کھول دی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے قیمت ۶ر محصول ۶ر

شاہ جیلان

یا گیارہ مجالس یہ غوث اعظم کی ایسی سوانح عمری ہے جو علامہ سید ... مؤلف کتاب الاسلام نے لکھی ہے آپ غوث پاک کیوں کہے جاتے ہیں اسلئے بیان بڑی مستند ہے (۱) فضیلت قطبیت (۲) پیدائش (۳) رکنیت و غوثیت (۴) حلیہ مبارک (۵) آپکی تحصیل علم سیاحت جہاد و (۶) آپکا طریقہ (۷) آپکی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپکی عبادت (۱۱) آپ کی ازواج اور اولاد ضخامت ۸۸ صفحات قیمت چھ آنے ۶ر محصول ۶ر

نوید جاوید

یہ ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کتاب میں اولاً دنیا کے مذاہب اور ادیان اور ان کے اصول و فروع اور مختلف شاخوں کے موجد اور اقوام عالم کے بیان پر مشتمل ہے اور تمام مذاہب کا تذکرہ اور پھر اسلام سے ان سب کا موازنہ ہے نیز ابتدا آفرینش سے لے کر آج تک اور آج سے لیکر قیامت تک عقائد و اعتراضات عقلاً و نقلاً غیر مذاہب کے مقصد اسلام پر اور قرآن پر تمام ہی سب کے جواب ہے اور باطل مذاہب کے مقالات پڑھ کر اسلام کی دلیلی سے آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور اپنے اسلام پر ناز ہونے لگتا ہے۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ محصول[illegible]

اسلامی معاشرت

اسلام میں احکام جو خدا کے بتائے ہوئے طریقے ہیں کہ جن کا تعلق عبادات خواہ وہ ہر ایک کی فرد ہوں یا جماعت سے مسائل کے ساتھ ساتھ معاشرتی و دینی حیثیت بھی معلوم کیجئے آپ کا رہنا سہنا چلنا پھرنا سونا بیٹھنا سب عبادت ہو جاتا ہے یہ بہت ہی دلچسپ کتاب ہے اس کا پڑھنے والا اچھا باپ اچھا بیٹا بہترین خاوند عمدہ پڑوسی لائق شہری بن جاتا ہے دوسرے معنوں میں ایک شریف اور سچا مسلمان ہو جاتا ہے اس کے بعد اس کا ہر قدم اس جہاد کے برابر ہوتا ہے جو اسلام کے لئے میدان جنگ میں جائے۔ قیمت دس آنے محصول ۵ر

اسلامی میاں بیوی

کیسے ہوتے ہیں اور کیسے ہو سکتے ہیں یہ آپ کو اس کتاب میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہو گا آپ کا گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور اچھا خاوند جب ہی بن سکتا ہے جب اسلامی احکام اور خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے یہ اسلامی جوڑا ایک ایسا عمدہ ہو گا جس سے آئندہ نسلیں بہترین ہوں گی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو گا اس میں زن و شوہر کے فرائض شرعی بتائے گئے ہیں اس لئے ان پر عامل ہونے کے بعد کبھی لڑائی نہ ہو گی۔

قیمت ۸ر محصول ۶ر کل ۱۴ر

میاں بیوی کے حقوق

اسلامی میاں بیوی کیسے ہوتے ہیں اور کیسے [illegible] ہیں کہ کس طرح میاں بیوی کے فرائض سے معلوم ہو کہ جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اگر آپ اس کتاب کے عامل بن جائیں ایک اچھی بیوی اور اچھے خاوند جب ہی بن سکتے ہیں جب اسلامی احکام خدا کے بتائے ہوئے راستہ پر چلیں یہ اسلامی جوڑا ایسا عمدہ جوڑا ہو گا جس سے آئندہ نسلیں بہترین ہوں گی دنیا میں اسلام کا بول بالا ہو گا اس میں دونوں کے فرائض شرعی بتلائے گئے ہیں اس لئے ان کو پیش نظر رکھ کر میاں بیوی کی لڑائی بند ہو جائے گی۔ قیمت ۸ر

نماز حنفی مدلل

یہ وہ مقبول عام نماز کی کتاب ہے جو لاکھوں کی تعداد میں آج تک شائع ہو چکی ہے ۲۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے جو نماز کی معلومات کے سلسلہ میں اس سے بہتر کتاب آج تک طبع نہیں ہوئی اسمیں شروع سے لیکر جنازے کی نماز تک ہر قسم کے نماز کے حالات ہیں اور ہر نماز کے ضروری مسائل ساتھ ساتھ درج ہیں جا بجا ترغیب کے لئے قطعیں اور مستند احادیث سے اس کی فضیلتیں بھی ہیں غرضکہ جس مسلمان کے گھر میں یہ کتاب موجود ہو اس کو نماز کے کسی مسئلہ کے پوچھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

قیمت مجلد عہ

نماز کی سب سے بڑی کتاب

نماز کے متعلق صحیح بیان اس سے زیادہ آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیں گے اس میں نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات مفسدات مکروہات غرضیکہ ہر بیان مع اختلاف ائمہ اربعہ و دلائل و بیان قاطع اور علاوہ صلوٰۃ خمسہ ہر اقسام کی نمازیں اور احکام زکوٰۃ و مسائل حج آداب مسجد اسم اعظم ترغیب استغفار و تعلیم و تلقین ترکیب تجہیز و تکفین۔ غرضکہ ہر چیز نہایت بڑی شرح و بسط سے درج ہے اس کتاب میں ایک بہت بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ جا بجا مستند احادیث الکلام کی تاریخ بھی بتائی گئی ہے اعلیٰ کاغذ قیمت دو روپے عار

نماز کی پانچ کتابیں

یہ کتابیں نماز کی حقیقت اور مذہبی یکجائی کو مد نظر رکھ کر لکھائی گئی ہے اور اس قدر مقبول ہوئی ہے کہ سال بھر میں دو ایڈیشن نکل جاتے ہیں (۱) نماز کی حقیقت و فلسفہ عجیب و غریب کتاب ہے (۲) بے نماز اس جہاں میں اور بے نمازیوں کی سزا اس میں نمازیں (۳) نمازوں کی ترکیب اس میں تمام نمازوں کے پڑھنے کی ترکیب (۴) نمازیوں کی یہ کتاب پڑھ کر نماز پڑھنے کی خوب ترغیب ہوتی ہے (۵) مقتدی کی کتاب اس میں امامت یا مقتدی کی تفصیل ہے یہ سب کتابیں علیحدہ ہیں اب پانچوں ایک جگہ مجلد ہیں اور رعایتی قیمت عہ محصول ڈاک ۸ر

نماز کے پورے مسائل

آپ کو ایک ہی جگہ کسی کتاب میں مل سکتے ہیں تو وہ صرف رکن دین لوازم مجلد ہے جس کے پڑھنے سے نماز روزہ کی ذرہ ذرہ کیفیت معلوم ہو جاتی ہے اور کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ ایسا نہیں ہے جس کا حال اس کتاب میں نہ ہو اگر کسی نے پڑھی ہے تو یہ کتاب بھی منگا لیجئے ایک مرتبہ پڑھ لینے کے بعد آپ نماز کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے سے واقف ہو جائیں گے کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ ہر سال اس کی ہزاروں جلدیں چھپتی ہیں نماز کے لئے اس سے بہتر کتاب شاید ہی کوئی دوسری ہو ۲۰۲ صفحہ قیمت دس آنہ محصول ۵ر

مرنے سے پہلے

جو شخص بڑا کام کرتا ہے وہ گناہوں سے توبہ بھی کرتا ہے کہ موت کے وقت کی کسی کو خبر نہیں ہوتی اس لئے آپ یہ کتاب ضرور پڑھئے اس سے آپکو توبہ کی ضرورت توبہ کا عملی ثبوت توبہ کے فوائد توبہ کا اثر توبہ کیوں کی جائے تو یہ بھی تمام اوصاف سے بہتر مسلمانوں کے پاس علاوہ خدا اور رسول کے سب باتیں اس کتاب سے معلوم ہو جائیں گی مرنا بہر حال ضرور ہے اس کتاب کو پڑھ کر اور اس پر عمل کر کے مرے تو ہمیشہ ہمیشہ کی راحت ہے۔

قیمت دس آنے محصول ڈاک ۶ر کل ۱۰ر

مرنے کے بعد

کیا ہوتا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کو حل کرنے کے لئے ہر انسان بے چین ہے اس سلسلہ میں سب سے زیادہ صحیح معلومات اس کتاب میں ہیں فہرست مضامین یہ ہیں فلسفہ نزع فلسفہ تناسخ حقیقت موت علامات سکرات موت تلقین جسم سے روح کی پرواز حضرت آدم کی وفات بیان ملک الموت روح علیین ابرار مقربین ہر انسان کی روحیں سجین کفار کی ارواح سوال و جواب منکرین عالم برزخ عذاب و ثواب تجہیز و تکفین نماز جنازہ وغیرہ اور سب سے بہتر یہ حصہ ہے جو ادیا نے وفات کے بعد [illegible] قیمت ۱۲ر

تعزیرات دوزخ

اسکا دوسرا نام تنبیہ الغافلین ہے یہ کتاب پڑھ کر پکا گناہ گار بھی گناہ سے توبہ کر لیتا ہے یہ کتاب بڑی ہی بے خوف ہستی کا نپ اٹھے گی اسکی وعیدات سے کلیجہ کانپ جاتا ہے اس میں حسب ذیل بیانات ہیں تارک ایمان تارک نماز تارک سنت شرک و گناہ گناہ کبیرہ تعذیب کا بیان دنیا کی دوستی اور اس کی محبت قیامت کا بیان زنا کا بیان حج کا بیان خاوند بیوی کا بیان جھوٹ غیبت حسد چغلی تکبر خود غرضی و بد خلقی نیک اعمال کے قصے توبہ کرنا سود کھانے والوں کا حشر ثواب کا بیان جنت دوزخ کا بیان ۲۰۰ صفحات کی کتاب قیمت ۱۲ر محصول ۹ر

آداب عبادت

انسان کا ہر کام اگر خدا کے بتائے ہوئے طریقہ پر ہو عبادت ہے اور عبادت جبھی مقبول ہے جب اس کے آداب بجا لائے جائیں یہ کتاب حضرت امام محمد غزالی کی کتاب کا ترجمہ ہے اس میں حسب ذیل ابواب ہیں علم کا فضیلت آداب عبادت آداب نماز وغیرہ ہر ایک کے آداب بیان کئے گئے ہیں اور حضرت کے گناہ [illegible] کے گناہ خصائل کو مسلمانوں میں ہونا ضروری ہے [illegible] یہ کتاب ہر مسلمان کے گھر میں [illegible] بہت مفید ہے [illegible] قیمت [illegible]

کتاب کا مقصد خدمات کرنا اور اخلاق

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مولوی عبدالحمید خاں

چندہ سالانہ

فی پرچہ

دو آنہ

2

ONE RUPEE INDIA 1916

ترمذی شریف

کے لیے روپیہ پیشگی لینا شروع ہوگیا ہے کیونکہ خدا کے فضل سے مسلم شریف روانہ ہونی شروع ہوتی ہے۔ آپ اب بھی مسلم شریف کی رعایت میں شریک ہوسکتے ہیں اگر ترمذی شریف کے پیشگی ساڑھے تین روپے اور مسلم شریف کے لیے تین روپے کل ساڑھے چھ روپے بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں مسلم شریف ابھی روانہ ہوگی اور ترمذی چھپنے کے بعد محصول ڈاک کا صرف وی پی ہوگا۔ تنہا ترمذی شریف کے لیے صرف تین روپے بھیجئے چھپنے کے بعد اسکا ہدیہ چھ روپے ہوگا۔ چھ جلدوں کے خریدار کو ساتویں جلد مفت

منیجر رسالہ مولوی عبدالحمید خان کوچہ چیلان دہلی

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع میں چھپوایا

مولوی دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

مولوی

چھ پیسے بے کار جاتے ہیں جبکہ
خط میں نمبر خریداری نہیں ہوتا اس لئے کہ تبدیلی
پتہ کے وقت نمبر کی بہت ضرورت ہوتی ہے مجبوراً
نمبر خریداری حاصل کرنے کے لئے جوابی خط

جلد ۲۱ بابت ماہ شوال سنہ ۱۳۵۴ ہجری نمبر ۹

خطبہ

الحمد للہ الذی خالق اللیل والنہار ورب السموات والارض ورب العرش العظیم قال من اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی ولئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ محمد والہ وسلم۔

اما بعد۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرو اور شکر بجا لاؤ اس خدا کے برتر و توانا کا جس نے تمہارے آرام وراحت کے لئے رات اور کام ومعاش کے لئے دن پیدا کئے زمین سے الوان نعمت تمہارے لئے نکالیں اور آسمان کی سقف نیلگوں تمہارے سروں پر قائم کرکے نہ صرف یہ کہ اسے کواکب ولؤلؤ ہائے تابندہ سے آراستہ ومزین کیا بلکہ نظام شمسی قائم کرکے ہمارے لئے روشنی وحیات کا بھی اہتمام فرمایا واقعی وہ رب العرش العظیم ہے قادر مطلق ہے دانا وبینا ہے اور قدیر توانا ہے۔

برادران ملت! اس نے تمہاری ہدایت ورہنمائی کے لئے قرآن کریم جیسی بے مثل یکتا کتاب نازل کی اور اسی میں اس نے رشد وغی اور نیکی وبدی کی راہیں تمھیں دکھائیں اس نے بتایا واضح کیا اور جتایا کہ ا۔

سب سے بڑی چیز اور سب کا اہم شغل اس کی عبادت واطاعت ہے اور جس نے بھول گیا اس کی اطاعت وانقیاد سے روگردانی کی اس کی اوامر ونواہی کو گلدستہ طاق نسیاں بنا دیا اور اس کی عبادت سے گریز واعراض کیا یقیناً اس کو آسے حیات ما بعد الموت میں عذاب الیم سے دوچار ہونا پڑے گا آخر میں جہنم اور اس کی تمام اذیتیں اس کی قسمت بن کر رہ جائیں گی ایسے اس روز جبکہ تمام موتی اپنی قبور سے باز پرس کے لئے اٹھائے جائیں گے اور اپنے اعمال کے مطابق سزا وجزا کے مستحق ٹھیریں گے اندھے اٹھائے جائیں گے بلکہ ان کی دنیوی زندگی بھی ان پر دوبھر بنادی جائیگی اور وہ تنگی معاش میں مبتلا کردیئے جائیں گے۔

اللہ کا یہ حکم اور قرآن کی یہ آیت دنیا اور دنیا والوں کے سامنے کھلی ہوئی ہے پڑھنے والے پڑھتے ہیں دیکھتے نہیں مگر اس کے معانی ومطالب پر غور نہیں کرتے اگر انہوں نے اس راز کو سمجھ لیا ہوتا تو اس حکم کی تہ کو پہنچے ہوتے تو جس مرض میں مسلمانوں کے انبوہ کے انبوہ مبتلا ہیں اس سے نجات پاجاتے ہم دیکھتے ہیں کہ اس عہد میں اس ملک کے اندر مسلمانوں کی جماعات کی جماعات تنگی معاش کی شاکی ہیں مالی پریشانیوں میں مبتلا ہیں سب کچھ کرتی ہیں علاوہ اس کے جو کرنا چاہئے وہ نہیں کرتیں۔

برادران اسلام! کیا یہ امر افسوسناک نہیں کہ مخلوق خدا ایک صاف سیدھے اور اس کے بتائے ہوئے راستہ کو چھوڑ کر دوسری راہیں اختیار کرتی پھر رہی ہے اور اس راستے پر گامزن ہو رہی ہے جو منزل حقیقت پر پہنچانے کے بجائے اس سے دور لیجانے والی ہے کسی نے ایک بزرگ اور صاحب دل عارف سے پوچھا تھا کہ یہ تو بتایئے کہ آخر ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں تو انھوں نے کتنا بہتر اور صاف جواب دیا تھا کہ اس لئے قبول نہیں ہوتیں کہ تم اس کا رزق کھاتے ہو اور اس کا شکر یہ ادا نہیں کرتے خود کو اس کا بندہ کہتے ہو مگر اس کی بندگی سے قاصر رہتے ہو خدا کو اللہ کہتے ہو مگر اس کی عبادت نہیں کرتے اسے آقا جانتے ہو مگر اس کا کہنا نہیں مانتے اگر تم اس کا کہنا مانتے تو وہ ہزار بار تمہاری سنتا اور تمہاری دعائیں قبول کرتا یہ غور کیجئے کہ جواب آج بالکل ہماری حالت کے مطابق ہے یا نہیں جب ہم خود اس کا کہنا نہ مانیں تو اس سے قبولیت دعا کی بھی توقع نہ رکھیں وہ اپنے بندوں پر ماں باپ سے ستر درجہ زیادہ مہربان وشفیق ہے رؤف ورحیم ہے۔ ہماری بے چینیاں اور ہماری پریشانیاں دیکھکر وہ خود بے چین ہوجاتا ہے گلہ سے کیا کیا جائے کہ ہم نے خود اس کا کہنا ماننا چھوڑ دیا ہے۔

کوئی غلام وملازم اگر اپنے آقا کی نافرمانی کرکے اس سے حسن سلوک کی توقع رکھ سکتا ہے تو آپ بھی رکھئے کوئی بیٹا باپ کا کہنا نہ مانکر بھی اس کا محبوب رہسکتا ہو تو آپ خود کو خدا کا محبوب سمجھئے دنیا میں کیا ہو رہا ہے ذرہ برابر غفلت ذرہ برابر لغزش اور ذرہ برابر نافرمانی کی سزا بھی پوری آزادی اور پوری بے تکلفی کے ساتھ دیدی جاتی ہے وہ تو یوں کہئے کہ آقائے حقیقی بڑا ہی رحیم اور بے حد مہربان ہے ورنہ ہمارے اعمال تو ایسے تھے کہ ہمیں مثل کرتا ہمارے اور صحرائے عدم بنا کے جہنم کا ایندھن بنا دیا جاتا۔ کوئی ہمارا ملازم، ہمارا بھائی، ہمارا بیٹا ہمارا کہنا نہیں مانتا تو ہمیں اس پر کتنا غصہ آتا ہے اور اکثر تو یہ دل چاہتا ہے کہ ہم اسے نیست ونابود کر رکھدیں پھر غور کیجئے ہماری نافرمانیوں اور ہمارے کہنا نہ ماننے پر باری تعالیٰ کو کتنا غصہ آتا ہوگا جب ہم خود دوسروں کی نافرمانی کے متحمل نہیں ہوسکتے اور پھر ہمیں کیا حق ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے یہ توقع رکھیں کہ وہ ہماری نافرمانیوں کی پرواہ نہیں کریگا اور ہماری بے پروائیوں پر اسے عتاب نہ آئیگا۔

بھائیو یہ کوئی ریاضی کا لاینحل مسئلہ نہیں ہے اقلیدس کا کوئی پیچیدہ سوال نہیں سیاست کا کوئی الجھا ہوا معاملہ نہیں جسے سمجھنے میں دقت ودشواری ہو اور اس کی تہہ تک پہنچنے کے لئے کوئی بڑا دماغ ہی مخصوص ہو۔ یہ تو ایک عامی سے عامی بھی سمجھ سکتا ہے لیکن اس بدبختی وبدنصیبی اور کج فہمی کا کوئی علاج ہی نہیں کہ ہم عقل وفہم کی دولت رکھتے ہوئے بھی سمجھنے والی بات کو پھیر اور جو قدم اٹھائیں اس کی مرضی اور اس کے خلاف ہی اٹھائیں اس کا کہنا نہ مانیں اور پھر فائز المرامی کی امید رکھیں اللہ تعالیٰ نے تو پہلے ہی صاف طور

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع میں چھپوایا

ب کی تمام پریشانیوں، سوگ میگیوں اور فکر مندیوں کا خاتمہ ہو جائے گا جب آپ برائیوں سے بچنے کا عہد کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ خود آپ کو نیکیوں کی طرف مائل کر دیگا اور آپ کے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے گا۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہدایت شروع کی ہے تو اوامر سے پہلے نواہی پر زور دیا اور سب سے پیشتر آپ نے انسانی ذمائم و قبائح کے استیصال پر اپنی توجہات مرکوز کیں۔ چوری سے، غیبت سے، کینہ سے، حسد سے، شراب خواری سے، قمار بازی سے، فتنہ و فساد سے، شرک و بہتان سے، بددیانتی وغیرہ سے انسانوں کو روکا اور آپ یاد رکھیے کہ برائیوں اور گناہوں سے رکتے ہی وہ انسان جن کی ہستیاں مزبلۂ اخلاق بنی ہوئی تھیں ملکوتیت کی طرف مائل ہو گئیں اور ان کے اندر بلا کا تقویٰ پیدا ہو گیا قرآن کریم میں متقیوں سے بڑے بڑے اجر کا وعدہ کیا گیا ہے متقی کے اصلی معنے تو خدا ترس کے ہیں مگر اصطلاحاً متقی وہ ہے جو خدا سے ڈرے اور معاصی و ذمائم سے اپنا دامن پاک رکھے اور جو اللہ سے ڈریگا وہ ضرور برائیوں اور گناہوں سے خود کو بچائے رکھیگا روزے کی فلاسفی بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں لعلکم تتقون فرمائی ہے یعنی روزوں کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ بندے متقی ہو جائیں یا بالفاظ دیگر جملہ برائیوں اور شرارتوں اور گناہوں سے بچنے اور بچے رہنے کے عادی ہو جائیں اسی بنا پر تو عارف کامل حضرت سہیل نے فرمایا تھا کہ "دن بھر گناہوں سے بچنا رات بھر نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔"

عزیز بھائیو! اب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مذہب کا اصل الاصول روزے کا اصل الاصول حیات اسلامی کا اصل الاصول کیا ہے؟ برائیوں سے بچکر متقی بننا۔

لیکن میں افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ آجکل لوگوں نے اصل الاصول مذہب محض عبادات سمجھ رکھا ہے جیسے روزے رکھ لئے نماز پڑھ لی آئے گویا مغفرت اور دخول جنت کا پروانہ مل گیا اب وہ ہر حرکت ہر عمل اور ہر برائی کے لئے آزاد ہے۔ ایک اور خسارہ اور سب سے بڑا ذہنی فریب یہ ہے کہ لوگ زنا، شراب خواری، سود وغیرہ کو تو گناہ سمجھتے ہیں مگر غیبت، غصہ، کینہ، دروغ، حسد و عناد و ریا، و نمود و تکبر، دل آزاری، ترک صلۂ رحمی و بہتان اور افترا سوزنی کو تو سرے سے معیوب ہی نہیں سمجھتے یا یوں کہئے کہ ان معاصی کی عمومیت و کثرت نے ان کی بدنمائی اور ہیبتناکی کو لوگوں کی نظروں میں ختم کر دیا ہے لیکن روزہ ایک اہم عبادت ہے فرض ہے اور فرض بھی جلیل اور اس فرض کی تکمیل اس وقت تک ہرگز نہیں ہوتی جب تک انسان ان گناہوں سے نہ بچے۔

رمضان بخیر و خوبی گزر جانے کے بعد کم از کم ایک دفعہ تو آپ سوچیں اور غور کریں کہ آپ نے ان ذمائم کو کس حد تک ترک کیا اور اگر نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت پر کامل بھروسہ کر کے اب آپ ان سے توبہ کریں آپ کی محض ایک توبہ نصوح آپ کو کچھ سے کچھ بنا دیگی۔ حضرت فضیل بن عیاض جس وقت توبہ کر کے ایک یہودی کے پاس اپنا قصور معاف کرانے گئے ہیں تو اس نے آپ سے دوسرے روز صبح کے وقت آنے کو کہا اس وقت پہنچے تو کہا کہ ابھی ابھی سرہانے جو اشرفیوں کی تھیلی رکھی ہے وہ ذرا اٹھا دو آپ گئے اور تھیلی لا کر اس کی میز پر رکھ دی بولا فضیل واقعی تمہاری توبہ سچی توبہ ہے کیونکہ میں نے تورات میں لکھا دیکھا تھا کہ جب انسان سچے دل سے توبہ کر لیتا ہے تو پھر وہ اگر مٹی کو بھی ہاتھ لگائے تو سونا ہو جاتی ہے میں نے اسی امتحان کے لئے رات ریت بھر کر تھیلی سرہانے رکھ لی تھی جو اس وقت تمہارے ہاتھ لگانے سے ہی سونا ہو گئی۔ دیکھا آپ نے یہ چیز ہے توبہ! توبہ ہوتی ہے گناہوں اور برائیوں سے اور صرف ایک برائی چھوڑ دینے سے انسان میں اس قدر انقلاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلی توجہ خود کو گناہوں اور برائیوں سے بچانے کی کرو روزہ برائی چھڑانے میں سب سے مؤثر ہے خدائے تعالیٰ مسلمانوں کو نیک ہدایت دے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ الذی حمدا کثیرا طیبا کما امر واشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ الذی ارسلہ بالھدیٰ وصلی اللہ علی محمد وآلہ واصحابہ واولیاء امتہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

درود و سلام ہو رسول علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر جنھوں نے منصۂ شہود پر طلوع ہو کر ہمیں راہ راست دکھائی اور ہمارے سامنے حیات معاشری و منزلی کا ایسا کامل نمونہ پیش کیا ہے جس سے ہم تا قیام قیامت روشنی اور ہدایت حاصل کر سکتے اور اپنی زندگی میں ایک خوشگوار انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر جو ہماری ہدایت کے لئے اندھیری اور تاریک رات میں روشن ستارے ثابت ہوئے ہیں جنھیں دیکھکر اور جن کے حالات پڑھکر اور سنکر ہمارے قلوب میں انوار پیدا ہوتے ہیں اور یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مواعید و مواثیق جو اس نے قرآن کریم میں اپنے نیک بندوں سے کئے تھے وہ سب کے سب صحیح درست اور برحق ہیں جو لوگ معائب و مثالب میں لتھڑے ہوئے جنھیں دنیا بھر کی برائیاں اکٹھی اور مرکوز ہو گئی تھیں جب وہ ایک دفعہ برائیوں اور گناہوں سے توبہ کر کے اسلام لے آئے انھوں نے اپنی زندگیوں کو قرآنی سانچے میں ڈھال لیا اور معاصی سے نفور اور نیکیوں اور نیکوکاریوں کے خوگر بن گئے تو وہ جن کی زندگیاں ان کی نافرمانیوں اور بے اطاعتیوں کی وجہ سے ان کے لئے وبال جان بنی ہوئی تھیں اور وہ معیشۃ ضنکا کے مصداق بنے ہوئے تھے فی عیشۃ راضیۃ ہو گئے غلام غلامی کے شکنجوں سے نکل کر آقا بنے غریب مالی بیچارگیوں اور اقتصادی مشکلوں سے علیحدہ ہو کر اتنے دولتمند ہوئے جس کا تصور انھیں خواب میں بھی نہ ہو سکتا تھا اور نالائق گمراہ راست رو فرمانروا اور امیر ہو گئے۔ درود و سلام ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر جنھوں نے اپنی زندگیوں کے وہ شاندار نمونے ہمارے اور دنیا کے سامنے پیش کئے جن سے بہتر نمونے اس سے پیشتر دنیا نے کبھی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ

میں بروز قیامت تو وہ اندھا اٹھایا ہی جائے گا دنیا میں بھی اس کی زندگی مصائب و آلام حوادث و سوانح اور تنگی و پریشانی میں گذرے گی تو دیکھیے کہ گذر رہی ہے اور اس عہد میں تو یہ معلوم ہو رہا ہے کہ حقیقی راحت کا خاتمہ ہو گیا ہے آپ کہیں گے اور کہیں گے کیا ہے تکلفی کے ساتھ گستاخ بن کر اعتراض بھی جڑ دیں گے کہ آخر ہمارے ہی ساتھ کیوں یہ بے بنائی ہے ہمیں کیوں عتاب و عقاب کے لئے مخصوص کر رہے ہیں ہم توحید و رسالت کے معترف ہیں صاحب ایمان تو ہیں تو مسلمان تو ہیں لیکن ان پر کیوں کرم ہے ابر رحمت ان پر کیوں جھوم جھوم کر برستا ہے وہ کیوں حور و قصور کے مالک و حامل ہیں جو نہ مسلمان ہیں اور نہ اس کی توحید کے قائل و معترف ہیں۔

لیکن یہ اعتراض حقیقت پر نہیں بلکہ نافہمی پر مبنی ہوگا اس لئے کہ دنیا جانتی ہے کہ والدین کو اپنے بچے کی نالائقی کا جتنا رنج ہوتا ہے اتنا دوسرے کے بچوں کی آوارگی کا ہرگز نہیں ہوتا سزا بھی اپنے ہی بچوں کو دی جاتی ہے غیر تو پھر غیر ہیں مگر مسلمان تو اپنے ہیں جنہیں طوبیٰ لھم فی الدنیا والاخرۃ کا مصداق بننا چاہیے تھا وہی فبشرھم بعذاب الیم کے مستحق بننے لگیں تو کیوں نہ وہ خصوصیت کے ساتھ مورد عتاب ہوں پھر بھی حقیقی عیش نافرمانوں کو کبھی میسر ہی نہیں ہو سکتا اعتراض کے وقت اعتراض کرنے والوں کے سامنے مغرب ہوتا ہے۔

ضرور مغرب بظاہر عیش و عشرت کی بلندیوں پر فائز ہے مگر اس کا چین جو عبارت ہے عیش حقیقی سے وہ مغرب میں بالکل ہی ناپید ہے آپ مغرب والوں سے ان کے دلوں کی پوچھئے آپ کو حقیقت معلوم ہو جائے گی مشہور ہوا باز کرنل لنڈ برگ امریکہ چھوڑ کر لندن کو نقل وطن کر گیا کیونکہ امریکہ کے بد معاشوں سے اسے امان نہیں تھی خدا جانے مغرب میں کتنے لنڈ برگ اپنا عیش حیات کھوئے بیٹھے فان لہ معیشۃ ضنکا کے مصداق بنے ہوئے ہیں اس نافرمانی کے زمانہ میں بڑے بڑے دولتمند بڑے بڑے مدبر اور بڑے بڑے تاجر سب افکار شدیدہ میں مبتلا ہیں معاشرتی لطف سے محروم ہو گئے ہیں اور اصلی چین کسی کو بھی نصیب نہیں۔

برادران عزیز! ابھی ابھی رمضان المبارک کا مہینہ گذرا ہے آپ میں اکثر ایسے ہوں گے جنہوں نے لازماً روزے رکھے ہوں گے اور یہ بھی سمجھتے ہوں گے کہ انہوں نے اس طرح خود کو ثواب عظیم اور اجر جلیل کا مستحق بنا لیا سب کچھ کیا روزے بھی رکھے سحری بھی کھائی افطار بھی کئے اور قرآن مجید بھی پڑھا لیکن پوچھنا یہ ہے کہ آپ کے اندر اس ماہ مبارک میں کتنا انقلاب پیدا ہوا آپ کا دل کس حد تک بدلا آپ رذائل و قبائح سے کتنے بچے آپ نے عملاً کتنی نیکیاں کیں اور کس حد تک متقی بنے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود روزے کا مقصود یہ بتاتا ہے کہ اس سے مسلمانوں کے اندر خدا ترسی اور تقویٰ پیدا ہو۔ حضرت سہیل تستری نے یہ فرما کر بالکل منشائے ایزدی کی ترجمانی کی تھی کہ

"دن بھر گناہوں اور برائیوں سے بچنا رات بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے"

حضرت امام حسن اعتکاف میں تھے نماز میں مصروف تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص کی آواز سنی جو سوال کر رہا تھا آپ جلد جلد نماز ختم کر کے باہر نکل آئے اور سوال معلوم ہوا کہ ایک ضرورت مند کی حاجت روائی کے لئے جا رہے ہیں لوگوں نے سوال کیا کہ اے ابن رسول آپ اعتکاف سے بھی نکل گئے اور نماز بھی مختصر کر دی فرمایا بیشک ایسا ہی کیا مگر میرے نزدیک کسی کی حاجت روائی ایک ماہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ اب آپ اس کی روشنی میں اپنا جائزہ لیجئے اور سوچئے کہ آپ کا رمضان کیسا گذرا۔

کیا آپ نے محض یہی تو نہیں کیا کہ صرف دن کو فاقہ دن پر اکتفا کر لی ہو اگر کیا تو آپ سمجھ لیجئے کہ آپ کا کام پورا ہوا اور نہ منشائے ایزدی کی تکمیل اللہ تعالیٰ کو آپ کی نماز اور آپ کے روزوں کی چنداں ضرورت نہیں آپ سے فضول محنت و فاقے کرانا نہیں چاہتا اس نے رمضان کا مہینہ روزوں کے لئے اس لئے مقرر کیا ہے کہ آپ اسی مہینہ کے اندر نیکی اور نیکوکاری کی مشق کر کے اپنی گذشتہ سال کی خامیاں دور کریں اور آئندہ سال کے لئے تیار ہو جائیں اگر یہ نہیں ہوا اور آپ کے اندر تقویٰ پیدا نہیں ہوئی اور برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی توفیق اور عادت نہیں پڑی تو کچھ نہیں ہوا۔

آپ کسی گوشہ تنہائی میں خالی الذہن ہو کر بیٹھئے اور اپنے دل سے پوچھئے کہ آیا آپ بری باتوں کے سننے سے مجتنب رہے بری باتیں کرنے سے بچے۔ بری جگہ جانے سے محفوظ رہے۔ برے کاموں سے پورا احتراز برتا غیظ و غضب زیر دست آزاری غیبت و بدگوئی کینہ توزی و غرور اور حسد و عناد سے خود کو محفوظ رکھا اور ساتھ ہی نیک باتیں سننے اور نیک کام کرنے میں مشغول رہے اور آئندہ کے لئے عہد بھی کر لیا کہ آپ ہمیشہ برکار بند رہیں گے اور گناہوں سے بچیں گے اگر آپ نے یہ سب کچھ کر لیا تو آپ یقیناً فائز المرام ہیں آپ کے روزے بھی مقبول ہوئے اور نماز بھی اور انشاء اللہ تعالیٰ وہ زندگی میں بھی انقلاب پیدا کر دے گا اور آپ دنیا میں بھی آرام سے رہیں گے اور آخرت میں بھی نجات پائیں گے۔

برادران ملت! میں پھر کہتا ہوں کہ اگر روزے رکھنے کے ساتھ آپ عناد و حسد ریاء و نمود کبر و غرور لڑائی جھگڑے بدگوئی و غیبت میں اسی طرح مصروف رہے جن سے روزوں میں تکدر تھا برابر قائم رہا جھوٹ بھی بولتے رہے غصے بھی آتے رہے دیانت و امانت کا خیال نہ رکھا تو ویسے تو وہ واقعی بڑا غفور رحیم اور نکتہ نواز ہے مگر بظاہر آثار آپ نے ایک زریں موقعہ ہاتھ سے کھو دیا آپ بڑی حد تک خائب و خاسر رہے اور آپ کے روزے فاقے ہو گئے بہتوں نے غلط فہمی سے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نجات و مغفرت کے لئے محض روزہ و نماز کافی ہے نہیں اور ہرگز نہیں مذہب کا اصل الاصول یہ ہے۔ روزوں کا مقصد یہ ہے کہ انسان حتی الامکان ہر برائی سے مجتنب رہے اور ہر نیکی کے لئے تیار و مستعد پایا جائے اور اس کے اندر خدا ترسی و تقویٰ پیدا ہو مگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا ہے تو بھی مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ امید رکھیئے کہ خود اس نے فرمایا ہے لا تیئسوا من روح اللہ۔

آپ آج توبہ کر لیجئے اور عہد کر لیجئے کہ آپ اب سے حرام کو حرام اور حلال کو حلال سمجھیں گے نواہی کے قریب نہ پھٹکیں گے تو سمجھ لیجئے کہ آج ہی سے آپ پر سالہا سال کامرانی وا ہونے لگیں گے آپ کی دعائیں مقبول ہونے لگیں گی

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے ... سے چھپوا کر شائع کیا

نوجوانوں کا ایک جلسہ عظیم ترکِ مذہب کے مسئلہ پر غور کرنے کے لئے منعقد ہوا جس میں منوسمرتی اور ہندو مذہب کی دوسری تمام مقدس کتابیں جن میں اچھوت پن کی تعلیم دی گئی ہے، نذرِ آتش کر دی گئیں۔ ناسک ڈسٹرکٹ اچھوت یوتھ لیگ کے زیرِ اہتمام یہ جلسہ منعقد ہوا تھا جس میں غضب کا جوش پھیلا ہوا تھا۔ تقریروں میں ہندو شاستروں کی بھی مذمت کی گئی۔ ایک نوجوان نے کہیں اٹھ کر یہ کہہ دیا کہ ہندو مذہب کے ساتھ ایسا سلوک مناسب نہیں اس پر ہر طرف سے لے دے شروع ہو گئی اور اس کے جواب میں صاف اور غیر مبہم طور پر واضح کر دیا گیا کہ ہم لوگوں نے ترکِ مذہبِ ہنود کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ایک چتا تیار کر کے اس میں جوش کے ساتھ ہندو کتابیں پھینک دی گئیں۔ ایک قرارداد میں ہریجنوں کو تاکید کی گئی کہ وہ نہ ہندو مقدس مقامات کی زیارت کو جائیں، نہ ہندو تیرتھوں میں شرکت کریں، نہ ہندو تہواروں میں شریک ہوں اور نہ برہمن پیشواؤں کو کوئی پائی دیں۔ داخلۂ مندر کمیٹی اور ستیہ گرہ کمیٹی توڑنے کا بھی اعلان کیا گیا۔ ہریجن کہا کریں منوسمرتی ہی تو ہے جس میں لکھا ہوا ہے کہ "جو شودر بلند آواز سے برہمن وغیرہ کا نام لے بارہ انگل لمبی لوہے کی جلتی سلاخ اس کے منہ میں ڈال دے (منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱) اور اگر شودر برہمن کو اپدیش دے تو اس کے منہ میں تیل گرم کر کے ڈال دیا جائے (منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۲)"

ایک طرف تو جوش اور ہندو مذہب سے بیزاری و نفرت کا یہ عالم ہے دوسری طرف ناسک کانفرنس کے فیصلہ کے مطابق ہندو لیڈروں کا ایک وفد اس لئے عازمِ بمبئی ہوا ہے کہ وہ ڈاکٹر امبیدکر سے ملکر ان کے سامنے سوامی شنکر اچاریہ کی یہ تجویز پیش کرے کہ اچھوتوں کو ہندو مت کے ایک "جدید پنتھ" میں داخل کر لیا جائے گا اور سوامی جی اس کی پرشور تائید کر دیں گے۔ ایک طرف تو ہندو وفد ہندو مت میں "جدید پنتھ" کی "مجلسی انگلی" قائم کرنے کا مشورہ دینے کا مقدس فریضہ عمل ادا کرنے روانہ ہوا ہے اور دوسری طرف کانگریسی کہہ رہے ہیں کہ تبدیلِ مذہب سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا، اچھوتوں کو تو یہ چاہئیے کہ مذہبی بے انصافیوں کے خلاف جد و جہد کریں۔

مذہبی ضعف کی مجبوریاں ہمارے فاضل ہندو دوستوں کو کیسی کیسی مضحکہ خیز اور بے سود تجاویز و تدابیر پر آمادہ کر رہی ہیں۔ ہندو مذہب اچھوتوں کو مساوات دینے ہی کے کلیۃً منافی ہے اور یہ "مذہبی بے انصافیاں" ہندو دھرم کے "احکام و اوامر" کا درجہ رکھتی ہیں تو اچھوت ایک لاکھ برس بھی ان کے خلاف جد و جہد کریں اور زمین کی دھول آسمان کو پہنچا دیں نتیجہ صفر رہے گا۔ نہ "جدید پنتھ" کا قیام کچھ موثر ہو سکتا ہے اور نہ کوئی جد و جہد۔ ہندو دھرم کے احکام کے انکار دایا کر کے ہندو ہی نہیں رہ سکتے جب ایک دفعہ دھرم کی رو سے اچھوت ناپاک اور پلید قرار دیئے جا چکے ہیں تو اس مذہب کا کوئی فرزند اور کوئی پیرو ہندو رہتے ہوئے انھیں کیونکر پاک قرار دے سکتا ہے ہو سکتا تو ابتک ہو جاتا گاندھی جی کی مساعی کبھی کی کامیاب ہو چکی ہوتیں۔ ہندو کچھ ہی کریں منو کی رو سے اچھوت اچھوت ہی رہیں گے اور ہر سچا ہندو ان سے نفرت کرنے اور ان کے قدموں سے اپنے کنوؤں اور مندروں اور معبدوں کی سرزمین کو ناپاک ہونے سے بچانے کی سعی بلا ناغہ کرتا رہے گا۔

سیاسی مفاد کے لئے اچھوتوں کا ہندو رہنا ضروری ہے عہدِ قدیم میں ادنیٰ جاتیوں کی خدمت کے لئے "چوتھی قوم" بنا لئے گئے اور عہدِ جدید میں سیاسی تفوق کے لئے ان کا ہندو رہنا یا "جدید پنتھ" میں داخل ہونا ضروری ہے مگر اصلاً وہ ہندو نہیں بلکہ ہندوؤں کے ناپاک خادم ہیں۔ اب اچھوت اس غلامی کے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اور اسلام میں داخل ہو کر وہ انسانی رتبہ حاصل کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ انھیں ان پر غصہ آئے۔ قصور اچھوتوں کا نہیں بلکہ اس آئینِ مذہب کا ہے جس کی تنگ دلی نے سات کروڑ بندگانِ خدا کو اس روشنی کے زمانہ میں بھی غلاموں کیا حیوانوں سے بدتر صورت دے رکھی ہے ہمارے نزدیک تو ادنیٰ جاتیوں کی آنکھیں بھی اچھوتوں کے اس اعلان سے کھل جانی چاہئیں اور انھیں سمجھ لینا چاہئیے کہ دنیا میں مذہب جو زمانہ کا ساتھ نہ دے سکے اور جس میں فضیلت کا معیار نسل، خون، رنگ یا ذات پات ہو ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی سوکھی ہوئی لاش سے وہ برابر لپٹے رہیں انھیں بھی اسلام کے سایہ میں پناہ لینی چاہئیے جہاں معیارِ فضیلت محض تقویٰ و تہذیبِ نفس ہے۔ ہندوؤں کے اچھوت ہی نہیں ہندوؤں کی عورتوں میں بھی مساوات کی تشنگی پیدا ہو چکی ہے آج اچھوت اس کے خلاف کھڑے ہیں کل ان کی خواتین اس کے خلاف پرے باندھ کر آ جائیں گی اور پھر ہندو کو وہی کرنا پڑے گا جو اسلام نے عورتوں کے لئے کیا ہے یہ زمانہ کی صدا ہے وقت کا سیلاب ہے جسے دنیا کی کوئی قوت نہیں روک سکتی کاش ہمارے فاضل ہندو دوست اسے سمجھیں۔

حبش میں اطالیوں کی ہزیمت

ہم نے حبشہ و اطالیہ کی جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ بظاہر یہ جنگ "شیر اور بکری" کی جنگ معلوم ہوتی ہے مگر کیا تعجب ہے کہ اطالیہ کو اس میں شکست کی کھائی پڑے اسلئے کہ اول تو حبشی خود بہت دلیر اور جنگجو ہیں ان کے قلوب حریت و شجاعت کے جوش سے لبریز ہیں دوسرے اس خزانہ میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے کچھ اہم تبرکات اس کی عیسائیت کے باوجود نہایت احترام کے ساتھ اب تک محفوظ رکھے ہوئے ہیں اور تمام مسلمانوں کی دعائیں اس کے ساتھ ہیں۔ انسان صرف تدبیروں کا مالک ہے، وہ کوشش کر سکتا ہے لیکن ان کوششوں کو ثمر کرنا اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے کل تک اطالیہ کی فتوحات کی خبروں کا سیلاب تھا جو مشرق سے مغرب تک امنڈا چلا آ رہا تھا اور واقعی یہ معلوم ہو رہا تھا کہ یہ شیر اس بکری کو چند لمحوں میں اندر چبا کر رکھ دیگا لیکن آج حبشہ میں جنگ کا پانسہ بالکل پلٹا ہوا نظر آ رہا ہے شہنشاہ حبش نے اپنے ایک اعلان میں اطالوی ذرائع خبر رسانی کا پول ظاہر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اطالوی بے پر کی اڑانے میں بڑے مشاق ہیں پہلے اطالویوں نے ساسابانہ کی فتح کی شہرت دی پھر سرزار پر قبضہ کا اعلان کر دیا لیکن اصلاً دونوں باتیں قطعی غلط تھیں۔

وہ اسی طرح جھوٹی خبریں شائع کرتے رہتے ہیں اطالویوں نے ماکال پر قبضہ کر لیا تھا مگر حبشیوں نے آگے بڑھ کر اسے بھی فتح کر لیا اور جو پانی بھی ان سے چھین لیا اور سب سے اہم خبر یہ ہے کہ اطالوی فوج کے دیسی سپاہیوں نے بغاوت کر دی ہے تمبین میں متعین حبشی فوجوں نے اطالوی فوجوں پر شبخون مار کر شدید نقصان پہنچایا ابی سینا کے ہیڈ کوارٹر کی ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ حبشی فوجیں جنوب کی طرف بڑھتی چلی جا رہی ہیں انہوں نے جنگ کے بغیر جہانائی پر

سدرار

اچھوت اور تبدیل مذہب

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان تبدیل مذہب

ڈاکٹر امبیدکر کے اعلان تبدیل مذہب سے پوری ہندو دنیا میں ایک ہیجان عظیم برپا ہو گیا اور ہر شعبہ ہند جس کی کلاہ افتخار میں قیادت کا کوئی طرہ آویزاں ہے اپنی جگہ اس اعلان پر مضطرب اور محو تلاش بنا ہوا ہے اور بلند ہونا چاہیے کہ سیاسی حیثیت سے اچھوتوں کا یہ اقدام ہندو اکثریت کے لئے فی الحقیقت ایک مہلک ضرب سے کم نہیں گو ناگوں تدابیر کی جا رہی ہیں نئی اختراعوں سے کام لیا جا رہا ہے لیکن وہ جس راستہ پر گامزنی کا ارادہ کرتے ہیں وہیں ایک سنگ گراں سامنے نظر آ جاتا ہے کوئی سیاسی الجھن ہو تو اس کی تلافی کی صد ہزار راہیں نکالی جا سکتی ہیں لیکن جادۂ مذہب کے پیچ و خم کو درست کرنا ان کے قابو کی بات اور ان کے بس کا روگ نہیں جب "خشت اول" ہی "معمار دقت" نے ٹیڑھی رکھی تھی اور عمارت کے ثریا تک پہنچ جانے پر اس کی کجی و خمی کا احساس ہوا ہو تو اس کی درستی کی صورت انہدام کے بعد از سر نو تعمیر کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے۔ از سر نو جو تعمیر تیار ہوگی وہ لازماً تعمیر نو ہوگی بلکہ جدید منزل ہوگی۔

ایک طرف اچھوتوں کو زمانہ کے تغیر نے اپنی بیکسی کا احساس کرا دیا ہے اور دوسری طرف ہندو بھی انحطاط کی رفتار دیکھ کر پیش آنے والے تصور سے مضطرب ہیں کیا کریں مجبور ہیں اپنی مجبوری نہیں مذہب کی مجبوری ہے ہندو بھی اس وقت زبان سے اعتراف کریں یا نہ کریں مگر جانتے ہیں کہ اچھوتوں کا "دکھ" کا علاج صرف دائرہ اسلام کے سائے میں ممکن ہے اور بس اسی لئے وہ مضطرب ہیں اور کچھ سوجھتا نہیں اسلامی مساوات کو غلط صورت میں پیش کر کے انھیں اس اقدام عظیم سے روکنے کی سعی کی جا رہی ہے اور ساتھ ہی مسلمانوں سے بھی کہا جا رہا ہے کہ آپ لوگ ہندوؤں کے خانگی معاملہ میں خلل نہ دیں چنانچہ دیولالی میں اچھوتوں کا جو عظیم الشان جلسہ ہوا اس میں اتفاق سے کچھ مسلم صحافی بھی نمایاں تھے مسٹر پنڈارا سے برداشت نہ کر سکے اور انھوں نے گویا غیظ و غضب کے ساتھ مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"یہ خالص ہندو معاملہ ہے مسلمانوں کے لئے اس میں ناجائز طریق پر دخل دیکر اس سے استفادہ کی سعی اور اشتراق پر اظہار مسرت مناسب نہیں مسلمانوں کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ وہ اچھوتوں کو مسلمان بنا کر ہندو قوم کو نقصان پہنچائیں" ساتھ ہی مقرر نے اچھوتوں کو نصیحت کی کہ مسلمان ہونے سے ان کے موجودہ مصائب کا خاتمہ و سدباب ہرگز نہیں ہو سکتا وہاں بھی وہ کامل مساوات سے محروم رہیں گے اتنی بڑی جماعت مسلمان ہو کر پورے حقوق و مساوات سے مستفید نہیں ہو سکتی کہ ان کے اندر بھی فرقے اور پارٹیاں ہیں اور جھگڑے ہیں۔

اس جلسہ میں شیخ احمد نے پنڈت موصوف کے غلط تخیلات کی تردید کی اور اچھوتوں نے بھی کوئی اثر لئے بغیر ڈاکٹر امبیدکر کے مشورے پر عمل کا اظہار کر دیا جہاں تک ہندو قوم کو نقصان پہنچانے کے مقصد کا تعلق ہے ہم بھی اسے مناسب نہیں سمجھتے اور کسی قوم کے نقصان کی سعی شریفانہ فعل نہیں لیکن مسلمان ہندو قوم کو نقصان پہنچانے کے لئے نہیں بلکہ ان کے موجودہ مصائب کا سدباب و خاتمہ کرنے کے لئے بڑھ رہے ہیں انھیں یہ دیکھ کر دلی اذیت محسوس ہو رہی ہے کہ انسانوں کی مخلوق ہزارہا سال سے غیر فطری امتیازات اور خوفناک مصائب میں مبتلا ہے وہ جس مذہب میں ہے اس میں ان کے دکھ کا کوئی مداوا نہیں اس لئے انسانی فریضہ عمل یہی ہے کہ ان درماندگان حیات کی امداد کے لئے شریفانہ اقدام کیا جائے اور انھیں موجودہ اذیت سے نجات دلائی جائے ہم نے آج ہی مسٹر پنڈارا کی زبان سے یہ نہیں سنا بلکہ اس سے پہلے مختلف ہندو فاضلوں کی زبان سے سن چکے ہیں کہ تبدیل مذہب سے اچھوتوں کی حیثیت میں نہ کوئی فرق ہوگا اور نہ ان کے مصائب کے ازالہ کی صورت ہوگی ہم بتا دینا چاہتے ہیں کہ اگر فرق پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تبدیل مذہب کے ساتھ ان پر زر و دولت کے ابواب وا ہو جائیں گے اور وہ بیک جنبش دولتمند بن جائیں گے تو بالکل درست ہے اور پنڈت صاحب موصوف ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن یہ فرق جب ایک دولتمند قوم میں رہ کر ان کی حالت میں پیدا نہ ہوا تو مسلمانوں میں آ کر کب پیدا ہو سکتا ہے لیکن اگر فرق پیدا ہونے اور موجودہ مصائب سے بچنے کا مطلب یہ ہے کہ انھیں کامل مساوات نہ ہو سکے گی اور وہ پورے حقوق سے مستفید نہ ہو سکیں گے تو غلط اور بالکل غلط ہے۔

اچھوت ہزار برس سے ہندو دھرم کے پجاری چلے آ رہے ہیں مگر آج تک وہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ برہمن تو برہمن ایک ویش اور ایک کھتری کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کا حق بھی حاصل نہ کر سکے وہ ایک نجس جانور کتے کے سامنے برتن رکھ سکتے ہیں لیکن اچھوت کے قریب بھی نہیں لا سکتے لیکن مسلمان ہوتے ہی وہ ہمارے بڑے سے بڑے مسلمان مولانا ابوالکلام آزاد ڈاکٹر انصاری مولانا کفایت اللہ اور مولانا حسین احمد مدنی کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر کھانا تناول کر سکیں گے بڑے سے بڑے دولتمند اور بزرگ کے ساتھ دوش بدوش کھڑے ہو کر مسجد میں نماز پڑھ سکیں گے۔ ضرور مسلمانوں کے اندر فرقے ہیں لیکن ان میں کوئی اچھوت نہیں اسلام میں بنیاد مساوات کلمہ توحید ہے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد ہر مسجد میں داخل ہو سکیں گے ہر مدرسہ میں تعلیم حاصل کر سکیں گے ہر کنویں سے پانی بھر سکیں گے ہر جگہ شادی کر سکیں گے ہر مسلمان کے ساتھ کھا سکیں گے اور یہ ہرگز نہ ہوگا کہ کوئی شیخ سید مغل پٹھان، اہل حدیث دیوبندی وغیرہ مسجد میں آنے سے روکے بلکہ ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک ہوگا یہ وہ نعمت مساوات ہے جو اسلام کے سوا اچھوتوں کو اور کسی مذہب میں حاصل نہیں ہو سکتی۔

وقت کی اہم آواز

ناسک میں ناسک روڈ پر آٹھ [illegible] اچھوت

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب [illegible] پریس [illegible] سے چھپوایا

رہنا بہت مناسب نہیں کہ سب کا مفاد اسی میں مضمر ہے۔

تعلیم نسواں اور مسلمان

مسلمانوں نے انگریزی تعلیم سے غفلت شروع نہ کرنے میں جو غلطی کی تھی

اس کی پاداش میں وہ اب تک رسوائیاں برداشت کر رہے ہیں بعینہ یہی صورت تعلیم نسواں کے تعلق میں نظر آ رہی ہے ہندو اور سکھ عورتیں سرعت کے ساتھ مراحل ارتقا طے کر رہی ہیں لیکن مسلم خواتین ہنوز خواب غفلت میں بڑی خراٹے لے رہی ہیں پنجاب میں تعلیم نسواں کی جو حالت ہے اس کی چار سالہ روداد اس وقت ہمارے سامنے ہے عیسائیوں کو جانے دیجئے جہاں ۱۹۲۶ء میں ہندو اور سکھ زیر تعلیم لڑکیوں کی تعداد بالترتیب ۲۰۹۹۶ اور ۴۲۸۱ تھی وہاں ۱۹۳۲ء میں یہ تعداد بڑھ کر ۱۰۷۴۸ اور ۸۹۳۴ ہو گئی وہاں اس دوران میں مسلم لڑکیوں کی تعداد میں اضافہ تو ہوا مگر نسبتاً بہت کم یعنی ان کی تعداد ۱۲۶۱۷ سے ۱۵۱۰۹۷ ہو گئی لیکن اس کمی کی تمام ذمہ داری تنہا مسلمانوں ہی پر عاید نہیں ہوتی محکمہ تعلیم کے حکام بھی اس کے برابر کے نہیں بلکہ ان سے زیادہ اس کے ذمہ دار ہیں ہندوستان میں ہندو مسلمان سکھ عیسائی پارسی اور بدھ بہت سی قومیں آباد ہیں ان میں مسلمانوں کے سوا اور کسی قوم میں پردہ نہیں ان کی نوجوان لڑکیاں بھی آزادی کے ساتھ آ جا سکتی ہیں اور ہر قسم کے اسکولوں اور کالجوں میں بار پا سکتی ہیں مگر مسلمان سب کچھ گوارا کر سکتے ہیں مگر بے پردگی کے متحمل نہیں ہو سکتے ہندوستان میں بہت کم ایسے اسکول و کالج ہیں جن میں پردہ کا کافی معقول بندوبست ہے اس وجہ سے مسلم طالبات موجودہ تعلیم کے استفادہ سے محروم رہ جاتی ہیں اس کے علاوہ ایک اہم وجہ یہ بھی ہے کہ تمام زنانہ مدارس عیسائی استانیوں سے بھرے پڑے ہیں وہ حصول ملازمت کے لئے ہر ممکن سعی کر سکتی ہیں اور ان کا وہاں تک خود پہنچ جاتی ہیں مگر مسلم خواتین یہ نہیں کر سکتیں اگر اسکولوں اور کالجوں میں پردہ کا معقول بندوبست ہو اور مسلم استانیاں بھی کافی تعداد میں لی جائیں تو اس سے مسلمان لڑکیوں کی تعداد میں بھی کافی اور معقول اضافہ ہو جائے اور وہ ہرگز کسی سے پیچھے نہ رہیں اس زمانہ میں تعلیم نسواں کی بیحد ضرورت ہے اور کوئی قوم اس وقت تک شائستہ اور کارگزار ہستی کی حامل نہیں ہو سکتی اور نہ معقول ترقی کر سکتی ہے جب تک اس کی عورتیں تعلیم سے بہرہ ور نہ ہوں مسلمانوں کو طرف خاص توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے انہیں ایک طرف تو حکام پر زور ڈال کر اسکولوں اور کالجوں میں پردہ کا کافی اور معقول انتظام کرانا چاہئے اور دوسری طرف اپنی لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں تعلیم کے لئے بھیجنا چاہئے۔

فرقہ پرستی یا وطن پرستی

میسور کے قابل اور لائق دیوان سر اسمٰعیل نے طلبا کے سامنے

جو تقریر کی وہ بہت مفید نصائح پر مشتمل ہے مگر اس کے ایک حصہ کی اہمیت بہت زیادہ ہے جس میں آپ نے فرقہ پرستی اور صوبہ پرستی کو وقت کی دو سب سے بڑی آفتیں قرار دیا اور طلبا کو نصیحت کی کہ انہیں ان آفتوں سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے اس زمانہ میں بت پرستی اور پرستیوں کی ایسی بھرمار ہو چکی ہے کہ کوئی انسان بھی اس سے محفوظیت و بریت کا دعویٰ نہیں کر سکتا مسلمان دنیا میں صرف "خدا پرستی" کے لئے آئے تھے لیکن اب ان میں بھی کوئی "قوم پرست" اور کوئی "فرقہ پرست" کوئی "وطن پرست" ہے کوئی جاہ پرست کوئی صوبہ پرست ہے اور کوئی نفس پرست کوئی زر کا بندہ اور اچھا کر یہ نہیں کہتا کہ میں صرف خدا پرست ہوں اور مسلمانوں کو خدا پرست ہونے کے علاوہ اور کوئی پرست نہ ہونا چاہئے وطن پرستی ہو یا صوبہ پرستی چونکہ ان کی بنیاد صرف جغرافیائی حدود پر ہے اور دونوں ایک حد تک اگر اور خطرناک بھی سمجھے جائیں تو عصبیت کا رنگ ضرور لئے ہوئے سمجھے جائیں گے ایک وسیع حلقے میں تعصب برتتا ہے اور دوسرا تنگ دائرہ میں فرقہ پرستی کی بنیاد ضرور مذہبی عقیدہ پر ہے مگر یہ بھی بدترین تعصب ہے کیونکہ جس طرح ایک وطن پرست اپنے وطنی فرد کے مفاد کو غیر وطنی کے جائز مفاد پر مقدم رکھتا ہے اور صوبہ پرست اپنے صوبے والے کو ترجیح دیتا ہے اسی طرح فرقہ پرست اپنے فرقہ کے اور قوم پرست اپنی قوم کے مفاد کو بالاتر سمجھتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ اس سے حق و انصاف کا خون ہوتا ہے اب تک ہندوستان میں یہ حالت ہے ایک یورپین اور ہندوستانی کے جھگڑے میں موخر الذکر کے ساتھ شاذ ہی انصاف کی مقتضیات پوری ہوتی ہیں ایک بنگالی و مدراسی افسر جس محکمہ میں پہنچ جاتا ہے وہ بنگالیوں اور مدراسیوں ہی کو جائز و ناجائز طریق پر بھرنے کی سعی کرتا ہے یہ بلا ہم پر مغرب کی لائی ہوئی ہے جہاں جرمنوں، فرانسیسیوں انگریزوں اور روسیوں میں اسی قومیت و وطن پرستی نے بعد و افتراق اور تعصب و تنگدلی کے صدہا دیوار کھڑے کر کے ایک کو دوسرے کا دشمن بنا دیا ہے ہندوستان۔ ہندوستان جس طرح دنیا کا ایک حصہ ہے اسی طرح قوم اور فرقہ بھی انسانیت کی تقسیم ہے دونوں تنگ نظری کے مظہر ہیں دنیا میں صرف ایک مسلمان ہی وہ قوم ہے جس نے کبھی اس تفریق کو گوارا نہیں کیا کہ وہ سچے خدا پرست رہے اور اسی لئے انہوں نے ساری دنیا کو اپنا وطن اور ساری مخلوق کو اسی کی مخلوق سمجھا ہمارے یہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفۂ وقت ہیں ایک معمولی یہودی کے دعوے کے مقابلہ میں شکست ہوتی ہے زمانہ نے عثمان اور ایک بدو مساوی درجہ رکھتے ہیں کہ دونوں خدا کی مخلوق ہیں اور یہاں معیار سلوک حق و صداقت ہے نہ کہ وطن و قوم جیسا کہ دوسری قوموں میں ہے۔

سر گرجا شنکر باجپائی کی گرانمایہ نصائح

حکومت ہند کے رکن تعلیم سر

گرجا شنکر باجپائی نے علیگڑھ مسلم یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا کہ:-

ہندوؤں اور مسلمانوں کو اپنی اپنی کلچر اور اپنے اپنے مذہب پر پوری طرح قائم رہنا چاہئے اور ایک دوسرے کے جذبات کے احترام پر اتحاد قومی کی بنیاد رکھنی چاہئے علیگڑھ اور بنارس یونیورسٹی دونوں قومیت متحدہ ہند کی امید گاہیں ہیں مختلف قوموں کے زاویہ ہائے نگاہ میں جو فرق و تفاوت ہے وہی صداقت عالم ہے اور جس طرح موسیقی میں مختلف اونچے اور نیچے سروں کو ایک دوسرے کی آہنگ کے ساتھ ملا کر نغمہ پیدا کیا جاتا ہے اسی طرح مختلف انسانی تہذیبوں کو ہم آہنگی کے ساتھ ملایا جائے تو نسل انسانی کے لئے بہترین روحانی و ذہنی ارتقا کا سامان کیا جا سکتا ہے ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان اس ہم آہنگی کا ایک ذریعہ زبان اردو ہے جو دونوں قوموں کے درمیان تبادلہ خیالات کا ایک شائستہ ذریعہ ہے اور یہی زبان ہے جو ہندو آرین اور سامی قوموں کے اتحاد کی مظہر ہے اور جس کی موجودہ صورت کے قیام میں ہندوؤں اور مسلمانوں دونوں نے مل کر حصہ

قبضہ کرلیا ہے اور چھبیس ہزار حبشی فوج شاندار پیشقدمی کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی ہے ایک اور تارسلکی پیام مظہر ہے کہ حبش کے ہراول نے اطالیہ پر حملہ کرکے اس کی ستر بڑی موٹر لاریوں میں سے ترلیچہ پر قبضہ کرلیا اور ان پر جو سپاہ سوار تھی ان میں سے اکثر کو ہلاک کردیا اس جنگ میں سیکڑوں اطالوی قتل و مجروح ہوئے حبشیوں نے متعدد مقامات پر اطالویوں کا ہوائی جہازوں کو بھی گرالیا ہے۔

لوگ منتظر تھے کہ وہ ادیس ابابا کی فتح کی خبر سنیں گے اور اطالوی پیشقدمی کی خبروں کا سیلاب برپا ہوجائیگا لیکن مظلوموں کی سب سے بڑی حامی قوت دیکھئے کہ آج دنیا اطالوی پیشقدمی کے بجائے حبشیوں کی شاندار پیشقدمی اور فتوحات کی خبریں سن رہی ہے اور مسولینی کی معزز فوجیں حبشی شب خونوں سے پریشان اور بدحواس ہورہے ہیں اور اگر خدا نے چاہا تو ہم بہت جلد مسولینی کی اکڑی ہوئی گردن میں خم پیدا ہونے کی خبریں سنیں گے اور اطالیہ کو اپنی قوت و صولت کے باوجود شکست اٹھانی پڑے گی۔

چین پر جاپان کی ظالمانہ دستبرد

چین ایک بہت وسیع اور آباد ملک ہے لیکن اپنی بے تنظیمی اور تفرق و انتشار کے باعث ایک عرصہ سے وہ جاپان کی حرص استعمار کا شکار بنا ہوا ہے اس کے بہترین اور زرخیز صوبے منچوریا پر جاپان پہلے ہی قبضہ کرچکا ہے اور جمعیۃ الاقوام کی مخالفانہ آواز پر متنبہ ہونے کے بجائے اس سے استعفے دے چکا ہے اب جو اس نے دیکھا کہ نانکن اور ٹانکن کی حکومتوں میں باہم مصالحت ہوگئی ہے اور حکومت برطانیہ نے حکومت نانکن کو ایک کثیر رقم بطور قرضہ دینے پر بھی آمادگی ظاہر کردی ہے اسی سے جاپان نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر چین میں اور بالخصوص پیکنگ میں شورش شروع کردیئے اور شمالی ملک کے فوجی حکام کو الٹیمیٹم دیدیا کہ تم فوراً اقتدار جاپان کے آگے سر تسلیم خم کردو ورنہ اس کے نتائج کا خمیازہ اٹھانے کے لئے تیار ہوجاؤ اس کا منشا یہ ہے کہ وہ واقعات حاضرہ کی رفتار سے فائدہ اٹھاکر شمالی چین کے ان حصوں پر بھی قبضہ کرلے جو منچوریا کے جنوب میں واقع ہیں۔

اب رہ گیا یہ کہ جنیوا کی طرف سے کیا ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ دلیل و حجت کام نہیں آتی اور نہ کوئی عذر و بہانہ پیدا کرلینا کوئی مشکل ہوتا ہے جاپان نے پہلے ہی کیا کہا تھا کہ یہ کا ایک ملک علیحدہ اور سب واقعات کی طرح چین میں تسکین ہوگیا چین نے اس پر ہر طرح معاملہ کو درست اور اصلاح کرنے کی سعی کی مگر اب منہ کی کھا گئے ہیں وہ پہلے ہی منچوریا پر قبضہ کرکے وہاں اپنی مستقل حکومت قائم کرچکا ہے اس کے منہ کو خون لگ چکا ہے اب یہ دوسرے علاقہ چھینا ہے بغیر کب باز آنے والا ہے پھر اس سے بہتر موقع مل ہی سکتا تھا اور کل بھی کہاں مل سکتا تھا کہ اس وقت جمعیۃ اقوام عبث ہو یا طالبان کے معاملے اور دول یورپ آئندہ جنگ عظیم کے خطرہ میں مبتلا ہے برطانیہ بھی اطالیہ و حبشہ کی جنگ کے تصفیہ میں بری طرح مصروف ہے روس کچھ بول سکتا تھا لیکن یورپ کی تحریکات جدید نے فضا اسے بھی اس وقت کسی فوجی اقدام کی اجازت نہیں دے رہی نتیجہ ظاہر ہے کہ

جاپان مزید علاقہ پر بلا تامل قبضہ کرلیگا غریب چین کی حمایت کوئی نہیں کریگا اس عہد کو دور جمہوریت و مساوات کے عہد زرین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے لیکن اسی میں طاقتور قومیں کمزور دل کو نشانہ ظلم بناتی چلی جارہی ہیں اور دنیا والے خاموش بیٹھے ہوئے یہ خونیں تماشے دیکھ رہے ہیں

فضائے پنجاب کی پرآشوبی

پنجاب ایک زندہ دل صوبہ ہے زندہ دلان پنجاب کی ہوشمندی بھی مسلم ہے تعلیم و تجارت میں بھی اس نے نمایاں ترقی کی ہے مگر ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان اوصاف و خصوصیات کے باوجود اس صوبہ کی فضا وہاں کی بسنے والی قوموں کی باہم آویزش سے اکثر مکدر رہتی ہے اور کوئی نہ کوئی فتنہ اس سرزمین پر پیدا و نمودار ہوتا ہی رہتا ہے جس کی بنائے خاص یہ ہے کہ یہاں کے باشندوں کی فطرت میں فرقہ پرستی اس درجہ راسخ ہوچکی ہے کہ اگر اسے لاعلاج بھی کہا جائے تو غالباً غیر صحیح نہ ہوگا اس سلسلہ میں اس صوبہ کی تین بڑی قوموں مسلمانوں ہندوؤں اور سکھوں کسی کا بھی دامن اس مکروہ دھبہ اور گھناؤنے داغ سے پاک و مبرا نہیں بالخصوص ہمارے سکھ دوستوں کے بڑھے ہوئے حوصلوں اور بڑھتی غلط سرگرمیوں نے فضا کی ناسازگاری میں بڑا حصہ لیا ہے جو ہرگز ان کے لئے باعث فخر نہیں۔

سکھ خدا کو موحد کہتے ہیں ان میں مذہبیت کا بھی گہرا رنگ موجود ہے اس کا نتیجہ تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ دیگر مذاہب کے احساسات و عواطف کا احساس کرتے مگر ہو یہ رہا ہے کہ وہ خود حکومت ہنود اور مسلمانوں کسی کو خاطر میں نہیں لاتے اور وقتی جوش سے بے قابو ہو کر بہت جلد غلط راستے پر پڑ جاتے ہیں مسجد آخر خدا کا گھر ہی ہے مسلمان اس میں عبادت ہی کرتے ہیں مگر انہوں نے محض سرکاری عدالتوں کے فیصلوں کی آڑ لیکر ایک اچھی خاصی مسجد کو شہید کرکے اپنی ہمسایہ قوم کے قلوب میں ناسور ڈالدیئے اور پھر اب تک بھی وہ اپنی غلطی کو محسوس کرنے پر تیار نہیں ہوئے مسلمانوں کے بعض جلوس نکلے مگر حتی الامکان انہوں نے حزم و احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا امن و امان کی مقتضیات کو ہر طرح ملحوظ رکھا مگر دہلی کے بیان کے مطابق ان کا پہلا ہی جلوس سخت اشتعال انگیز صورت اختیار کئے ہوئے مسلمانوں اور ان کے مذہب کے متعلق سب و شتم کا سیلاب بہاتا ہوا نکلا نتیجہ یہ ہوا کہ دوسرے ہی روز ان کے ایک جتھے نے مسلم دوکانداروں پر حملہ کرکے ایک خوفناک فساد کے جہنم کو بھڑکا دیا جس میں متعدد قیمتی جانوں کا اتلاف ہوا اور بکثرت افراد مجروح ہوئے۔

سکھ چلتے ہیں تو ہندو کو ساتھ لے لیتے ہیں اس سے فضا اور مکدر ہوتی ہے مگر لطف یہ ہے کہ یہ حریت سوز صدائیں بھی بلند کرنے سے نہیں چوکتے کہ ہم مسلمانوں کو نہیں چاہتے انہیں عرب واپس کیا جائے کہ اس سے یہاں مسلم اکثریت قائم ہوئی جارہی ہے ہم صوبہ کی تینوں قوموں سے استدعا کرینگے کہ وہ ہوشمندانہ روش اختیار کریں اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ اپنے غلبہ و طاقت سے وہ دوسرے کو فنا کرسکتی ہے تو اس خیال کو جتنی جلد دماغوں سے دور کیا جاسکتا ہو دور کردیا جائے تینوں کو ایک ہی جگہ رہنا ہے کاش اب بھی ادر رواداری کی بات

معارف القرآن

(بسلسلہ گذشتہ)

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ

(ترجمہ) اور اللہ ہی کے پاس ہیں خزانے تمام مخفی اشیاء کے ان کو کوئی نہیں جانتا بجز اللہ تعالیٰ کے اور وہ تمام چیزوں کو جانتا ہے اور جو کچھ خشکی میں ہیں اور جو کچھ دریاؤں میں ہیں اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اس کو بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی خشک اور تر چیز گرتی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں ہیں

تفسیر:- بخاری کی روایت میں خود آنحضرتؐ نے ان غیب کی کنجیوں کی تفسیر ان پانچ چیزوں سے فرمائی ہے جن کا ذکر صراحت سے سورۂ لقمان میں آوے گا وہ پانچ چیزیں پہلی ایک قیامت کا وقت ہے کہ کب آویگی دوسرے مینہ کا حال کہ کب برسیگا تیسرے یہ کہ حاملہ عورت کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا ہے یا لڑکی، چوتھے یہ کہ کل کیا ہوگا پانچویں یہ کہ کون شخص کس سرزمین میں مریگا۔ شارحین کتب حدیث نے اور مفسرین نے لکھا ہے اور علم غیب کی باتیں اللہ تعالیٰ انبیاء کو بذریعہ وحی کے اور اولیاء کو بذریعہ الہام یا خواب کے ظاہر فرما دیتا ہے چنانچہ انبیاء نے عذاب قبر عذاب حشر کا حال دوزخ و جنت کا حال جو علم غیب میں سے ہے صراحت سے بیان کیا ہے، حضرت عیسیٰؑ لوگوں کو گھر کی رکھی ہوئی چیزیں بغیر دیکھے اور لوگوں کا کھانا پینا بتلا دیا کرتے تھے اور حضرت یوسفؑ نے ایک قیدی کا رہا ہو جانا اور دوسرے کا سولی پر چڑھایا جانا بتلا دیا تھا اور بعض اولیاء بھی بعضی آئندہ باتوں کو کرامت کے طور پر بیان کر دیتے ہیں فرق اسی قدر ہے کہ نبی کو جو غیب کا حال معلوم ہوتا ہے وہ وحی سے معلوم ہوتا ہے جو یقینی علم ہے اور اولیاء کو جو کچھ حال غیب کا معلوم ہوتا ہے وہ الہام یا خواب کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے جس میں مجتہد کے اجتہاد کی طرح غلطی کا احتمال ہے کس لئے کہ نبی کی وحی میں اسباب کی حفاظت کے لئے کہ اس میں شیطان کا کچھ تصرف نہ ہونے پائے خدا کی طرف سے فرشتے ہمیشہ خبرداری کیا کرتے ہیں جس کا ذکر سورہ جن میں آوے گا اور کبھی موقع پاکر نبی کی وحی میں اگر شیطان کچھ تصرف کرتا ہے تو خدا کی طرف سے فوراً اس کی اصلاح ہو جاتی ہے چنانچہ اس کا ذکر سورہ حج اور سورہ نجم میں آویگا ولی کے الہام اور خواب میں یہ حفاظت اور اصلاح نہیں ہے غرض یہ پانچ باتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے علم خاص میں رکھی ہیں اسی واسطے یہ پانچ باتیں غیب کی کنجیاں کہلاتی ہیں چنانچہ اسی بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے ایک شخص کی صورت میں آنحضرتؐ سے ایمان و اسلام کی چند باتیں پوچھیں آپ نے سب کے جواب دیئے جب حضرت جبرئیلؑ نے قیامت کا حال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پوچھنے والا اور بتانے والا دونوں اس سے بے خبر ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم غیب کا حال اور دنیا کے ذرہ ذرہ کا حال لوح محفوظ میں لکھے ہونے کا ذکر فرما کر یہ آیت اس تنبیہ کے لئے نازل فرمائی ہے کہ وہ غیب داں بھی ہے اور اس کے دفتر میں ذرہ ذرہ کا حساب بھی ہے ایک دن اس حساب کی جانچ ہونے والی ہے ہر شخص کو چاہیئے کہ جو کچھ دنیا میں کرے وہ حساب کا انجام یاد رکھ کے کرے حاصل مطلب یہ ہے کہ دریا اور جنگل میں جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ کے موافق ہے اور بستی یا جنگل میں جو درخت ہیں ان کے ایک ایک پتے اور گٹھلی یا دانہ کا حال اور دنیا کی ہر ایک خشک و تر شے سب اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ کے موافق ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم کے موافق لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے اس آیت سے ارسطو وغیرہ کا یہ قول غلط قرار پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سوا اپنی ذات کے اور دوسری چیزوں کا علم نہیں ہے اسی طرح وہ قول بھی غلط قرار پاتا ہے جو ارسطو کے بعد شیخ ابو علی سینا نے قرار دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات اور کلیات کا علم ہے جزئیات کا علم نہیں ہے یہ دونوں قول اس لئے غلط قرار پاتے ہیں کہ اس آیت کے موافق ایک ذرہ بھی اللہ کے علم سے باہر نہیں ہے بعض علماء کو یہ شبہ جو پیدا ہوا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو ذرہ ذرہ معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں بھول چوک بھی ممکن نہیں ہے تو پھر معلوم نہیں لوح محفوظ میں سب چیزوں کا حال لکھنے میں کیا حکمت ہے اس کا جواب اور علماء نے یہ دیا ہے کہ لوح محفوظ میں سب چیزوں کا حال لکھنے میں بڑی بڑی حکمتیں ہیں مثلاً یہ ایک کتنی بڑی حکمت ہے کہ جو فرشتے لوگوں کا نامہ اعمال لکھتے ہیں جب یہ فرشتے اس نامہ اعمال کو آسمان پر لیجاتے ہیں اور اس کا مقابلہ لوح محفوظ کے نوشتہ سے کرتے ہیں اور دونوں تحریروں میں مطابقت پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے علم غیب کی تصدیق انہیں زیادہ ہو جاتی ہے اس کے علاوہ اور بھی حکمتیں ہیں جو بڑی کتابوں میں ہیں۔ کھلی کتاب جو لوح محفوظ کو فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ علم الٰہی کے مطابق اس میں ہر چیز کی کھلی تفصیل لکھی ہوئی ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی حدیث صحیح مسلم کے حوالہ سے ایک جگہ گزر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار برس پہلے اپنے علم ازلی کے موافق دنیا کا تمام حال اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ لیا ہے یہ حدیث آیت کی گویا تفسیر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے علم ازلی سے باہر نہیں ہے کیونکہ لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اللہ کے علم کا نتیجہ ہے

وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ

سرگرجا شنکر باجپائی مدوبنگ اور ہندوستانی ایجنٹ کے علاوہ عمیق نظر و وسیع مطالعہ نادر بھی واقع ہوئے ہیں ان کے مذکورہ خیالات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ہندو مسلم معاملہ اور ملک کی ان ہر دو سب سے بڑی قوموں کے باہمی تعلقات کے مسئلہ پر پورا غور کیا ہے اور اس طور سے بعد وہ سمجھ گئے ہیں کہ ہندو مسلم دونوں ہی صورت میں باہم مل سکتے ہیں کہ دونوں اچھا ہے بجائے اپنے مذہب اور اپنے اپنے عقائد پر پوری طرح قائم رہیں اور ان پر قائم رہتے ہوئے ایک دوسرے کے احساسات و جذبات و عقائد کو ٹھیس نہ پہنچائیں کا پورا احترام ملحوظ رکھیں۔ زبان کا اشتراک بھی قومی اتحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے خوش قسمتی سے ہندوستان میں ایک ایسی زبان موجود ہے جو کسی ایک قوم کی زبان نہیں کہی جا سکتی جو ہندوستان ہی میں پیدا ہوئی ہندو مسلمانوں کے اشتراک اور میل جول سے پیدا ہوئی اور ہندوستان کے سوا اور کہیں نہیں بولی جاتی ہندی خالص ہندوؤں کی زبان ہے اور اردو کو اگرچہ مسلمان اپنی زبان سمجھتے ہیں مگر وہ ان کی زبان نہیں جب وہ یہاں آئے تو فارسی بولتے ہوئے آئے اور اشتراک قومی کے لئے اردو کو جنم دیا جس پر دونوں قوموں کا برابر حق ہے دونوں اس زبان کو جانتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں اس لئے سر موصوف کے نزدیک باہمی تبادلۂ خیالات کا بہترین ذریعہ یہی زبان ہو سکتی ہے۔

اگر واقعی ہندو اور مسلمان سر موصوف کی نصیحت پر عمل کریں اور عقل و ہوش سے کام لیں تو ہندوستان کا مستقبل روشن ہو جائے اور ہم منزل حریت سے بھی قریب ہو جائیں۔

حکومت نجد اور غیر ملکی کمپنیاں

حکومت نجد نے عرصہ ۱۹ء سے مغربی کمپنیوں کو وسیع اور بڑے ٹھیکے دینے شروع کر دئے ہیں امریکہ کی اسٹینڈرڈ آئل کمپنی کو تیل کا ٹھیکہ دیا گیا ہے جس نے خلیج فارس کے قریب کام شروع کر رکھا ہے اب اس نے انگریزی کمپنی کو اور کہیں لبنان حجاز میں کانکنی کا ٹھیکہ دیکر مسلمانوں میں ایک ہیجان عظیم پیدا کر دیا ہے عمان و مسقط وغیرہ میں بھی بیرونی کمپنیوں کو ٹھیکہ دینا مضرات و خطرات سے خالی نہ تھا مگر بہرحال وہ کے ساحلی مقامات تھے مگر ٹھیکہ دینا اگر برطانوی کمپنی کو ٹھیکہ دینا اور وہ بھی حجاز جیسی مقدس سرزمین پر ہر اعتبار سے قابل اعتراض اور پرخطر خطرات سے ظاہر یہ چیز یہ ہے ضرر نظر آتی ہیں مگر دنیا جانتی ہے کہ چین و ہندوستان، ایران و ترکی میں اس قسم کے ٹھیکے کس درجہ افسوسناک نتائج کے ذمہ دار رہ چکے ہیں اور ان کے ذریعہ سے کس طرح سیاسی اثر و نفوذ پیدا کر کے مداخلت کے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں اور کچھ نہیں تو سرزمین حجاز کو تو اس شر سے پاک رہنا چاہئے تھا کہا جاتا ہے کہ فوائد آمدنی بڑھانے کے لئے ایسا کیا گیا ہے مگر اس کی دوسری راہیں بھی تھیں مثلاً قربانی کے بکروں کی کھالوں کی حفاظت اور اس کے لئے اسلامی کمپنی قائم کر کے دنیائے اسلام سے اس کے حصوں کی خریداری کی اپیل، ہمیں نتیجہ اچھا نظر نہیں آتا خدا ارض مقدس کو شر اغیار سے محفوظ رکھے اور سلطان ابن سعود کو عقل دے کہ وہ اس باب میں ہوشمندانہ قدم اٹھائیں۔

فلسفہ تعلیم الاسلام

یہ ایک گرانمایہ اور نہایت مفید اور پر از معلومات کتاب ہے جو جناب محترم سید حمید صاحب شاہی امام جامع مسجد دہلی نے بڑی تحقیق و تدقیق کے ساتھ تالیف و تصنیف فرما کر کے ساتھ بالعموم اور فرزندان توحید کے سامنے بالخصوص پیش کی ہے جس کے اہم ترین کی بہترین اور بلند پایہ کتاب کا مطالعہ بالاستیعاب کیغور سے پڑھا بار بار دیکھ ہم دلی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ امام صاحب موصوف کے قلم سے ایسی کتاب نکلی ہے جس سے فی الحقیقت ایک طرف مسلمانان عالم مستفید ہوں گے اور دوسری طرف مادی دنیا بھی اس کے مطالعہ سے اسلام اور علماء اسلام کے متعلق صحیح اور خیال قائم کرنے کے قابل ہو جائیگی یہ مختصر ریزہ اور گہر بار کتاب میں عقاید اسلامیہ کو عقل و فلسفہ کی رو سے قرآن و احادیث کی روشنی میں کچھ اس انداز و نہج کے ساتھ لکھا گیا ہے اور اس خوبی و عمدگی سے ان پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ ہر دقیق سے دقیق تر اور عسیر الفہم سے عسیر الفہم مسئلہ صاف اور آئینہ ہوتا چلا گیا ہے۔

اس کی مابہ الامتیاز رعنائی و دلکشی یہ ہے کہ سہولت فہم کے لئے نہ صرف قرآنی حوالجات پر اکتفا کی ہے بلکہ زمانہ کے بڑے بڑے نامور علماء اور مغربی حکماء اور فلاسفروں کے اکتشافات ذہنی و علمی کی تصریحات سے بھی مسائل مہمہ کی حقانیت و صداقت کو ثابت کیا ہے۔ جبر و قدر، روح کی حقیقت، حیات مابعد الموت، میزان عمل، عالم برزخ، حشر و نشر، معجزات، خارق عادات، وحی، انسان و جن، وجود ملائکہ، حقیقت نبوت، تخلیق کائنات، توحید الٰہی اور ضرورت مذہب یہ مسائل اور وہ موضوع ہیں جن پر مشاہیر علماء کے خامہ فرسائی کرتے ہوئے تھک گئے ہیں اور منزل بہ منزل ٹھوکریں کھاتے ہوئے چلتے ہیں اور اگر کوئی کامیاب بھی ہوتا ہے تو اس کی یہ کامیابی صرف خواص تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے عوام الناس مستفید نہیں ہونے پاتے۔

یہ امام صاحب موصوف ہی کے ذہن رسا کی غرابت انگیزی اور کرشمہ کاری ہے کہ انہوں نے مارستان علم کو گلزار بصیرت بنا کر پیش کیا ہے وجود باری تعالیٰ ضرورت مذہب واقعہ معراج، معجزہ شق القمر اور مسئلہ جبر و قدر پر امام صاحب نے جو فاضلانہ تحقیقیں کی ہیں ان کے مطالعہ سے اسرار حقائق بے نقاب ہوتے چلے جاتے ہیں اور بیساختہ داد دینے کو دل چاہتا ہے اس کتاب کے مطالعہ سے گم کردہ راہ اصحاب کے سامنے بھی راہیں کھل جائینگی اور وہ سمجھنے پر مجبور ہونگے کہ اسلام کی ہر جزوی سے جزوی اور فرعی تعلیم بھی ایک سرچشمۂ حقیقت ہے پھر جو کچھ لکھا ہے عام فہم انداز میں لکھا ہے اور غیر ضروری طوالت اور دقیق بحثوں میں احتیاط اور گریز و اجتناب سے کام لیا ہے جن مسائل کی صداقت و حقانیت ابتک زیادہ تر ارباب شہود کے مشاہدوں ہی تک محدود تھی انھیں آپ نے بالکل یسیر الفہم بنا دیا ہے اور سب کچھ جدید انداز جدید طریق اور جدید روشنی میں لکھا ہے اہل علم حضرات سے ہم پرزور سفارش کریں گے کہ وہ اس بصیرت افروز اور اہم و مفید کتاب کی ایک ایک جلد ضرور منگا کر اس سے استفادہ کریں۔

سائز ۲۰×۲۶/۱۶ طباعت و کتابت روشن کاغذ سفید اور چکنا ضخامت ۳۱۵ قیمت مجلد صرف تین روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ حافظ سید عبد اللہ صاحب بخاری نبانادچیلی قبر امام منزل۔ دہلی۔

ترجمہ بخاری شریف اردو

(بسلسلہ گذشتہ)

۱۰۷۹۔ مجاہد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کے پاس ان کے فرودگاہ میں کوئی شخص آیا اور آپ سے بیان کیا کہ یہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ہیں حضرت ابن عمر کہتے ہیں میں (کعبہ کے) سامنے آیا تو میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ کعبہ سے باہر آچکے تھے اور بلال کو میں نے دروازے کے پاس کھڑا ہوا پایا تو میں نے کہا کہ اے بلال کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبے کے اندر نماز پڑھی ہے انھوں نے کہا ہاں میں نے کہا کس جگہ وہ بولے ان دونوں ستونوں کے درمیان میں پھر آپ باہر تشریف لے گئے اور دو رکعت نماز پڑھی کعبہ کے سامنے اور ابوہریرہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت چاشت کی وصیت فرمائی تھی اور عتبان بن مالک کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر دن چڑھے میرے ہاں تشریف لے گئے تو ہم لوگوں نے آپ کے پیچھے صف باندھی پھر آپ نے دو رکعت نماز پڑھی۔

باب۔ (سنت) فجر کی دو رکعتوں کے بعد باتیں کرنا درست ہے)

۱۰۸۰۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (سنت) فجر کی دو رکعتیں جب پڑھ چکتے تھے تو اگر میں جاگتی ہوتی تو مجھ سے باتیں کر لیتے تھے ورنہ لیٹ رہتے تھے۔

باب (سنت) فجر کی دونوں رکعتوں کا بالالتزام پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور بعض لوگوں نے اسے نفل کہا ہے۔

۱۰۸۱۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل پر اس قدر سخت التزام نہ کرتے تھے جیسا (سنت) فجر کی دونوں رکعتوں پر آپ التزام فرماتے تھے

باب (سنت) فجر کی دونوں رکعتوں میں کیا پڑھے

۱۰۸۲۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تیرہ رکعت پڑھتے تھے بعد اس کے جب صبح کی اذان سن لیتے تھے تو دو ہلکی سی رکعتیں پڑھ لیتے تھے۔

۱۰۸۳۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں رکعتوں کو جو نماز صبح سے پہلے پڑھی جاتی ہیں بہت ہلکی پڑھتے تھے یہاں تک کہ میں (اپنے دل میں) کہتی تھی کہ (شاید) آپ نے (صرف) ام القرآن (یعنی سورہ فاتحہ) پڑھی ہے۔

باب فرض نمازوں کے بعد نفل پڑھنا (ثابت ہے)

۱۰۸۴۔ حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشا کے بعد اور دو رکعت جمعہ کے بعد پڑھی ہیں لیکن مغرب اور عشا کے بعد تو آپ اپنے گھر میں پڑھتے تھے اور مجھ سے میری بہن (ام المومنین حضرت حفصہ) نے بیان کیا کہ فجر کی دو ہلکی سی رکعتیں

فجر کے بعد آپ پڑھتے تھے اور وہ ایک ایسا وقت تھا کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ جاتا تھا۔

باب جس نے فرض نماز کے بعد (کسی وجہ سے) نفل نماز نہ پڑھی (تو یہ بھی درست ہے)

۱۰۸۵۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ (ظہر اور عصر کی) ملا کر آٹھ رکعتیں اور (مغرب عشا کی) ملا کر سات رکعتیں پڑھیں (عمرو راوی حدیث) کہتے ہیں میں نے کہا کہ اے ابوالشعثا حضرت نے ظہر کی نماز اخیر وقت میں پڑھی ہوگی اور عصر کے اول وقت جلد پڑھ لی ہوگی اور مغرب کی اخیر وقت میں اور عشا کی اول وقت جلد پڑھ لی ہوگی ابوالشعثا نے کہا میں بھی ایسا ہی خیال کرتا ہوں۔

باب سفر میں نماز چاشت پڑھنا (ثابت ہے یا نہیں)

۱۰۸۶۔ مورق کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر سے پوچھا کیا آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں انھوں نے کہا نہیں میں نے کہا کہ حضرت عمر (پڑھتے تھے) انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا حضرت ابوبکر پڑھتے تھے انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے انہوں نے کہا میں خیال کرتا ہوں کہ نہیں۔

۱۰۸۷۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ کہتے ہیں کہ ہم سے کسی نے نہیں بیان کیا کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز چاشت پڑھتے دیکھا ہو سوا حضرت ام ہانی کے (صرف) انہوں نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن ان کے گھر میں تشریف لے گئے اور غسل فرمایا اور آٹھ رکعت نماز پڑھی (ام ہانی نے یہ بھی کہا کہ) میں نے اس سے ہلکی نماز پڑھتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی نہیں دیکھا سوا اس کے کہ آپ رکوع اور سجود تمام کر لیتے تھے (قرأت وغیرہ میں آپ نے بالکل طول نہیں دیا)۔

باب جس شخص نے نماز چاشت نہ پڑھی اور اس کے نہ پڑھنے کو جائز سمجھا اس نے صحیح خیال کیا۔

۱۰۸۸۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز چاشت پڑھتے نہیں دیکھا اور میں اس کو پڑھتی رہی

باب حضر میں نماز چاشت پڑھنا (حضرت سے ثابت ہے) اس کو عتبان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے

۱۰۸۹۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں مجھے میرے جانی دوست (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے تین باتوں کی وصیت فرمائی ہے میں انہیں نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ مر جاؤں (وہ تین باتیں یہ ہیں) ہر مہینے تین روزے رکھنا اور نماز چاشت کا پڑھنا اور وتر پڑھ کے سونا۔

۱۰۹۰۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ انصار میں سے ایک شخص نے

ثُمَّ يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ
ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ
وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝ ثُمَّ رُدُّوا إِلَى اللَّهِ
مَوْلَاهُمُ الْحَقِّ أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَاسِبِينَ ۝ قُلْ
مَن يُنَجِّيكُم مِّن ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا
وَخُفْيَةً لَّئِنْ أَنجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ
قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُم مِّنْهَا وَمِن كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنتُمْ تُشْرِكُونَ ۝

(ترجمہ) وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے اور جو کچھ تم دن میں کرتے ہو اس کو جانتا ہے پھر تم کو جگا اٹھاتا ہے تاکہ میعاد معین تمام کر دی جائے پھر اسی کی طرف تم کو جانا ہے پھر تم کو بتا دیگا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اور وہی اپنے بندوں کے اوپر غالب ہیں برتر ہیں اور تم پر نگہداشت رکھنے والے بھیجتے ہیں اور تم پر نگہداشت رکھنے والے بھیجتے ہیں یہاں تک کہ جب تم میں کسی کو موت آ پہنچتی ہے اس کی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے پھر سب اپنے حقیقی مالک کے پاس لائے جائینگے خوب سن لو کہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کا ہوگا اور وہ بہت جلد حساب لے لیگا آپ کہئے وہ کون ہے جو تم کو خشکی اور دریا کی ظلمت سے اس حالت میں نجات دیدیتا ہے کہ تم اس کو پکارتے ہو تذلل ظاہر کر کے اور چپکے چپکے کہ اگر آپ ہم کو اس سے نجات دیدیں تو ہم ضرور حق شناسی والوں سے ہو جاویں۔

تفسیر۔ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہر انسان کے سونے اور جاگنے کا ذکر فرمایا ہے تاکہ روز کے سونے اور جاگنے سے ہر عقلمند آدمی مرنے اور مر کر جینے کو قیاس کرے کیونکہ غور کیا جاوے تو روز کا سونا چھوٹی موت اور پھر جاگنا روز کا ایک چھوٹا حشر ہے کس لئے کہ جس طرح موت کے بعد آدمی کے مثلاً کان آنکھیں بیکار ہو جاتے ہیں وہی حال آدمی کا سونے میں ہو جاتا ہے پھر جس طرح جاگنے کے بعد آدمی کے حواس قائم ہو جاتے ہیں وہی حالت اس کی حشر میں ہوگی۔ تفسیر ابن مردویہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہر سوتے آدمی پر اللہ کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے جو سانس کی آمد و رفت کی خبر رکھتا ہے اور اگر اسی نیند کی حالت میں قبض روح کا حکم اللہ کا ہو جاتا ہے تو وہ فرشتہ باہر کو آیا ہوا سانس پھر اندر نہیں جانے دیتا جس سے روح قبض ہو جاتی ہے مسلمان اور کافر کی قبض روح کی حالت کے بیان میں بہت سی حدیثیں ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کی قبض روح کے لئے رحمت کے فرشتے کفن خوشبو لے کر آتے ہیں اور مرنے والے شخص کو جس دنیا میں آ کر رحمت الٰہی معلوم ہونے لگتی ہیں اس لئے وہ تمنا کرنے لگتا ہے کہ جلدی سے اس کی جان نکل جاوے تاکہ اس کو اور سعادت مومنین سے ملاقات نصیب ہو اور ملک الموت اور ان کے ساتھ کے فرشتے اس روح کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اے پاکیزہ روح جلدی نکل اور چل

بیٹھتے ہیں اس حالت میں روح کا تعلق جسم سے نکل جاتی ہے جس طرح کوئی پیشانی کے بال پکڑ کر کھینچ لے بالکل جدا ہو جاتا ہے اور کافر و منافق کی قبض روح کا معاملہ اس کے برعکس ہے اور ان دونوں طرح کی روحوں کی قبر حشر کا حال ہر ایک کے موقع پر آگے آوے گا۔ تفسیر ابن منذر اور تفسیر ابن ابی حاتم میں حضرت عبد اللہ بن عباس کا قول ہے کہ آدمی کے جسم میں ایک نفس ہے اور ایک روح سونے کی حالت میں نفس آدمی کے جسم سے نکل جاتا ہے اور روح قائم رہتی ہے لیکن صحیح بخاری و مسلم میں ابوہریرہؓ کی سونے کے وقت دعا کی ایک بڑی حدیث ہے جس کے ایک ٹکڑے کا حاصل یہ ہے کہ یا اللہ سونے کی حالت میں جو جسم سے جان الگ ہوتی ہے اگر تو اس کو روک رکھے تو اس پر رحم کر اور اگر وہ جان سونے کی حالت میں پھر جسم میں آوے تو اس کو نیک کاموں کے ادا کرنے کی توفیق دے اسی طرح نسائی میں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا سوتے وقت یوں کہنا چاہیے کہ یا اللہ تو نے ہی میری جان کو پیدا کیا ہے اور تو ہی کھینچتا ہے اور تیرے ہی حکم میں موت و حیات ہے سونے کے بعد اگر تو اس جان کو زندوں میں رکھے تو اس کو اپنی حفاظت میں رکھ اور اگر تو اس کو مردوں میں رکھے تو اس پر اپنی رحمت کر ابن حبان نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے ان حدیثوں کے موافق اکثر محدثین مفسرین نے اس قول کو قوی قرار دیا ہے کہ آدمی کے جسم میں فقط ایک روح ہے جو سونے کی حالت میں جسم سے الگ ہو جاتی ہے پھر اگر اس سونے کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اس روح کو روک رکھا تو آدمی سوتے میں مر جاتا ہے اور اگر سونے کی حالت کے بعد اس کے حکم سے وہ روح پھر انسان کے جسم میں آگئی تو وہ زندہ جاگ اٹھتا ہے رہی یہ بات کہ سوتے آدمی اور مردہ میں تو فرق ہے سوتے آدمی کی نبض چلتی رہتی ہے سانس چلتا رہتا ہے کھانا ہضم ہوتا ہے سوتے وقت جان کنی کی تکلیف آدمی کو نہیں ہوتی پھر موت اور نیند کی ایک سی حالت کیونکر ہو سکتی ہے خازن وغیرہ میں حضرت علیؓ کا قول ہے جس میں حضرت علیؓ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ سونے کی حالت میں روح کا تعلق جسم سے اس طرح باقی رہتا ہے جس طرح آفتاب آسمان پر ہے اور اس کی شعاع زمین پر پڑتی ہے اور موت کے وقت یہ تعلق اس طرح باقی نہیں رہتا جس طرح قیامت کے دن آفتاب کو آفتاب سے بالکل الگ کر دیا جائے گا اس سے زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی سورہ زمر میں آوے گی حاصل مطلب ان آیتوں کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے منکر حشر مشرک لوگوں کو ان آیتوں کو یوں قائل کیا ہے کہ جس صاحب قدرت نے سونے اور جاگنے کی حالت کو سب کی آنکھوں کے سامنے مرنے اور حشر کا نمونہ کے طور پر پیدا کیا ہے وہی ان حشر کے منکروں کو وقت مقررہ پر مرنے کے بعد زندہ کرے گا اور پوری حساب کتاب کے بعد ان کے اعمال کی ان کو سزا دیگا اس نے دنیا میں ہر نامہ اعمال کی حفاظت کے لئے اپنے فرشتے ہر ایک شخص کے پیچھے لگا رکھے ہیں اور جس طرح ... فرشتے موت کے وقت ان کی جان نکال لیتے ہیں اسی طرح ان کی دوبارہ ان کے جسم تیار ہو کر ان میں جان پڑ جاوے گی۔

باب الفقہ

(بسلسلہ گذشتہ)

باب الصوم

اگر کوئی شخص تمام ماہ رمضان دیوانہ رہا تو کل رمضان کے روزوں کی قضا اس کو نہیں دینی ہوگی اس کو روزے معاف ہیں۔

اگر رمضان کی پہلی رات افاقہ رہا اور تمام رمضان دیوانہ رہا یا رمضان میں کسی رات افاقہ ہوگیا پھر وہی حالت ہوگئی تب بھی نہ قضا دینی ہوگی نہ کفارہ اور اسی طرح اگر تمام رمضان دیوانہ رہا اور حضر روزہ میں بعد نصف کے دن غیر عمی دیوانگی جاتی رہی اب بھی یہی حکم ہے۔ امام مالک کہتے ہیں کہ اگر تمام ماہ رمضان میں دیوانہ رہا تو کل ماہ رمضان کی قضا اس کے ذمہ ہوگی۔

اگر کوئی کافر دار حرب میں مسلمان ہوگیا اور رمضان کے روزوں کے واجب ہونے کا حکم اس کو رمضان گذرنے کے بعد معلوم ہوا تو روزہ معاف ہے۔

فصل اول

لیلۃ القدر اور اس کے احکام

خلاصہ یہ لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وما ادراک ما لیلۃ القدر۔ سوال کیا جاتا ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے؟ پس ایسی رات کی تعریف و توصیف انسان کیا کر سکتا ہے۔ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ستائیسویں شب ماہ رمضان میں اغلب ہے کہ شب قدر ہو۔ اور آنحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس شب کو بیدار رہتے تھے اس رات سو رکعت پڑھے اگر نہ ہوسکے کم سے کم ستر اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ و انا انزلنا پڑھے اور پھر ایک مرتبہ استغفار پڑھے ایسا بھی ہوتا ہے کہ دو شخص ایک رات بھر جاگے ہیں اور ایک نے لیلۃ القدر کو پایا اور دوسرا محروم رہا۔

اعتکاف رمضان کے آخر عشرہ میں سنت مؤکدہ ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اکیسویں رمضان کو بعد نماز صبح اعتکاف میں بیٹھ جاتے تھے علماء حنفیہ چونکہ شب کو بھی روز کے ساتھ اعتکاف میں شامل کرتے ہیں لہذا جو نماز عصر مسجد اعتکاف میں داخل ہو جائے اور تمام شب مسجد میں رہے اور جائے اعتکاف میں صبح کی نماز کے بعد داخل ہو یہ شاید بہتر طریق ہو۔

لیلۃ القدر کیا ہے اور کب ہوتی ہے؟

لیلۃ القدر ایک رات ہے جو سال بھر کی تمام راتوں سے افضل ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق اور ملا علی وغیرہ نے لکھا ہے کہ اس کو شب قدر اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس رات اس سنت اللہ اعمال وغیرہ لکھے جاتے ہیں اور جو احکام سال بھر میں واقع ہونے ہیں لکھے جاتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ یہ نام اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ رات جلیل القدر ہے۔

لیلۃ القدر رمضان میں کسی رات میں ہوتی ہے۔ نزد امام ابو حنیفہ اور سال بھر میں کسی خاص رات میں ہوتی ہے نزد صاحبین لیلۃ القدر کے متعلق فتویٰ امام ابو حنیفہ کے قول پر ہے۔

باب الصوم

امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ لیلۃ القدر رمضان میں ہوتی ہے اور یہ نہیں معلوم کہ وہ رمضان کی کونسی رات ہے آگے پیچھے ہوتی رہتی ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے مگر اتنا فرق ہے کہ صاحبین کے نزدیک وہ ایک معین رات ہے آگے پیچھے نہیں ہوتی منظومہ اور اس کی شروح میں بھی یہی ذکر ہے۔ ملتقی البحار میں لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا قول راجح ہے محیط سرخسی میں لکھا ہے کہ فتویٰ اسی پر ہے۔

تشریح اگر کسی نے اپنے غلام سے کہا کہ تو لیلۃ القدر میں آزاد ہے تو اگر رمضان آنے سے پہلے کہا ہے تو رمضان گذر کر جب شوال کا چاند آئیگا تو وہ آزاد ہوگا۔ اور اگر رمضان کی ایک رات گذرنے کے بعد کہا ہے تو جب تک سال آئندہ کا رمضان نہ گذر لے اور شوال کا چاند نہ دکھائی دے لے جب تک وہ آزاد نہ ہوگا کیونکہ یہ احتمال کہ شاید رمضان کی پہلی رات میں لیلۃ القدر ہو چکی ہو اور اب سال آئندہ کی آخر تاریخ میں آئے یہ تو امام اعظم کے قول کے بموجب ہوا۔ صاحبین کے نزدیک جب سال آئندہ کے رمضان کی ایک رات گذرے گی تو وہ آزاد ہو جاوے گا۔

اس رات کو پوشیدہ رکھنے میں اللہ کی بڑی حکمت ہے کہ لوگ اکثر راتوں میں بیدار رہیں اور عبادت کریں اسی واسطے جمعہ کے دن بھی اجابت دعا کا خاص وقت مخفی رکھا ہے اور اسی واسطے حکمی نہ بتایا اسماء الٰہی میں سے اسم اعظم بھی پوشیدہ رکھا۔ بعض کتب فقہ صحاح ستہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ستائیسویں شب کو تمام شب بیدار رہتے تھے لوگوں کو چاہیے کہ ستائیسویں شب تمام رات جاگتے رہیں اور خدا کی عبادت میں مصروف رہے۔

لیلۃ القدر کے فضائل اور دعائیں

"شب مبارک"

تجلی الٰہی دنیا پر رہتی ہے (۲) عالم الارواح اور عالم ملائک آسمان سے زمین پر آکر صلحاء و عباد سے ملاقات کرتے ہیں اور اس سے ان کو عبادت کا لطف بہت آتا ہے۔ (۳) آسمان دنیا پر لوح محفوظ سے قرآن شریف اسی رات کو نازل ہوا تھا۔ یہی شب ہے جس میں فرشتے پیدا کئے گئے تھے

۵۔ بہشت کے پودے اسی رات لگائے گئے تھے۔

۶ اسی رات خلقت آدم کا مادہ جمع کیا گیا تھا۔

۷۔ ہر چیز اس رات خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہے چنانچہ بعض کشف والوں نے دیکھا ہے کہ درخت اس رات جھکے اور سجدہ کیا اور پھر کھڑے ہوگئے

۸ دعا اس شب مبارک میں مستجاب ہوتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ یعنی جس نے قیام کیا شب قدر کو ایمان سے اور طلب ثواب کی غرض سے معاف کئے گئے اس کے گذشتہ گناہ ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا [illegible] آدمی تھے (کہ میں
فربہی کے سبب سے آپ کے ہمراہ نماز کے لئے [illegible] نہیں [illegible]
آپ میرے گھر میں تشریف لا کر کسی مقام پر نماز پڑھ لیجئے میں وہیں نماز
پڑھ لیا کروں گا حضرت نے اسے منظور فرما لیا، چنانچہ اس شخص نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی دعوت کے لئے کھانا تیار کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے
گھر بلایا اور چٹائی کے ایک حصہ کو آپ کے لئے پانی چھڑک کے صاف اور
نرم کر دیا کسی شخص نے ابن جارود میں سے حضرت انس سے پوچھا کہ کیا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز چاشت پڑھا کرتے تھے حضرت انس نے کہا میں
نے اس دن کے سوا کبھی آپ کو (نماز چاشت) پڑھتے نہیں دیکھا۔

باب ظہر سے پہلے دو رکعتیں مسنون ہیں

۱۰۹۱ - حضرت ابن عمر کہتے ہیں نوافل کی دس رکعتیں (مسنون) ہیں دو رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد (جو آپ) اپنے گھر میں (پڑھا کرتے تھے) اور دو رکعتیں عشاء کے بعد (جو آپ اپنے گھر میں پڑھا کرتے تھے) اور دو رکعتیں نماز صبح سے پہلے اور وہ ایک ایسا وقت تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہ جاتا تھا (پس یہ دو رکعتیں میں نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھیں بلکہ) حفصہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب موذن اذان پڑھ چکتا تھا اور صبح ہو جاتی تھی اس وقت آپ دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

۱۰۹۲ - حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظہر سے پہلے چار رکعتیں کبھی نہ چھوڑتے تھے اور صبح سے پہلے دو رکعتیں۔[1]

باب مغرب (کی نماز) سے پہلے (نفل) نماز پڑھنا (کیسا ہے)

۱۰۹۳ - حضرت عبداللہ مزنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مغرب کی نماز سے پہلے نفل پڑھو (یہی) تین مرتبہ آپ نے فرمایا اور تیسری بار یہ فرمایا کہ جو شخص چاہے آپ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا کہ لوگ اس کو سنت سمجھ لیں (لہٰذا اختیار دے دیا) جس کا جی چاہے پڑھے جس کا جی نہ چاہے نہ پڑھے۔

۱۰۹۴ - عبداللہ مزنی کہتے ہیں میں حضرت عقبہ بن عامر جہنی (رضی اللہ عنہ) کے پاس حاضر ہوا اور میں نے کہا کہ کیا میں آپ کو ابو تمیم کی بات سے تعجب نہ دلاؤں وہ مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھا کرتے ہیں حضرت عقبہ نے کہا کہ اس میں کیا تعجب ہے ہم لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے یہ دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے میں نے کہا کہ اب کون چیز آپ کو مانع ہے انھوں نے کہا کہ کام (اب میرے ذمہ بہت ہو گیا ہے)۔

باب نوافل کا جماعت سے پڑھنا درست ہے اس کو حضرت انس اور حضرت عائشہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے۔

۱۰۹۵ - الزہری کہتے ہیں مجھے حضرت محمود بن ربیع انصاری نے خبر دی کہ انھیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یاد ہیں اور ایک کلی جو حضرت نے ان کے منہ پر کر دی تھی ان کے گھر کے کنوئیں سے (پانی لیکر) وہ بھی یاد ہے۔ اور عتبان بن مالک انصاری سے جو بدر میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے تھے روایت کی کہ میں اپنی قوم بنی سالم کو نماز پڑھایا کرتا تھا اور میرے اور ان کے درمیان ایک نالہ حائل تھا کہ جب مینہ برستے تھے تو وہ نالہ بھر جاتا تھا، مجھے دشوار تھا کہ اس کو عبور کرکے ان کی مسجد کی طرف جا سکوں پس میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ سے عرض کیا کہ اب میں اپنی بینائی میں کمزوری پاتا ہوں اور وہ وادی جو میرے اور میری قوم کے درمیان میں ہے جب مینہ برستے ہیں بہنے لگتی ہے اور اس کا عبور کرنا دشوار ہو جاتا ہے لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ آپ (میرے ہاں) تشریف لائیں اور میرے گھر میں کسی مقام پر نماز پڑھئے کہ میں اسی مقام کو (اپنے نماز پڑھنے کی) جگہ بنا لوں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ان شاء اللہ ایسا کروں گا۔ چنانچہ صبح کو دن چڑھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق میرے ہاں تشریف لائے پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے آپ کو اجازت دے دی آپ بیٹھے نہیں یہاں تک کہ فرمایا تم اپنے گھر کے کس مقام میں چاہتے ہو کہ میں نماز پڑھ دوں تو میں نے اس مقام کی طرف اشارہ کر دیا جہاں میں چاہتا تھا کہ آپ نماز پڑھ دیں پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور آپ نے تکبیر تحریمہ کہی اور ہم لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے صف باندھی آپ نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد سلام پھیر دیا جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم لوگوں نے بھی سلام پھیر دیا اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو خزیرہ کھانے کے لئے روک لیا جو آپ کے لئے تیار کیا جاتا تھا تو محلہ والوں نے جب یہ سنا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں ہیں تو چند لوگ ان میں سے (میرے گھر میں) آ گئے یہاں تک کہ گھر میں بہت آدمی ہو گئے تو ایک شخص نے ان میں سے کہا کہ مالک بن دخشن کہاں ہے ہم انھیں نہیں دیکھتے تو ان میں سے ایک شخص بولا کہ وہ منافق ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا نہ کہو کیا تم انھیں نہیں دیکھتے کہ انھوں نے لا الٰہ الا اللہ کہا ہے جس سے محض اللہ کی خوشنودی چاہتے ہیں تو اس شخص نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب واقف ہے لیکن ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ان کی محبت اور ان کی بات چیت منافقوں ہی کی طرح دیکھتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہے اور اس سے صرف اللہ کی رضا مندی چاہتا ہو اللہ اس کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے (محمود بن ربیع کہتے ہیں) میں نے یہ حدیث چند لوگوں سے بیان کی جن میں ابو ایوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بھی تھے اسی جہاد میں جس میں ان کی وفات ہوئی جس میں ابو ایوب نے وفات پائی اور وہ اس وقت روم میں یزید بن معاویہ کے ساتھ تھے ابو ایوب نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا کہ خدا کی قسم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف گمان نہیں کرتا کہ جو کچھ تم کہتے ہو آپ نے کہا ہو لہٰذا ابو ایوب کا انکار کرنا مجھ پر بہت شاق گذرا اور میں نے اللہ کے لئے نذر مانی کہ اگر اللہ نے مجھے سلامت رکھے گا یہاں تک کہ اس جہاد سے لوٹ کر (مدینہ منورہ) جاؤں تو میں عتبان بن

[1] حنفیہ کے نزدیک مغرب کی اذان کے بعد فرض سے پہلے کوئی نماز نفل درست نہیں کیونکہ [illegible] ہیں اس وقت نماز پڑھنے کی ممانعت مروی ہے [illegible]

[2] [illegible]

تذکرۃ الانبیا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ

نسبی خاندانی حالات حضرت ابراہیم بہت بڑے اور جلیل القدر پیغمبر گزرے ہیں اور انبیائے ایک بڑے سلسلہ نسل کے ابوالآبا اور بقول بعض مورخین کل نبی نوع جو ان کے بعد منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے جد اعلیٰ ہیں اس لئے آپ کا نسب نامہ پوری احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھا گیا ہے حضرت ابراہیم اور آپ کے آبا و اجداد سب عجمی تھے اور عجمی ہی زبان بولتے تھے سلسلہ نسب یہ ہے :-

حضرت ابراہیم بن تارح (آزر) بن ناحور بن ساروغ بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ طبری کا بیان ہے کہ شالخ اور ارفخشد کے مابین ایک پشت اور گزری ہے جس کا نام قینن تھا مگر چونکہ یہ بہت بڑا ساحر تھا اور اس نے الوہیت کا دعویٰ بھی کیا تھا اس لئے توریت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ فالغ اور عابر کے درمیان بھی ایک نام ترک ہو گیا ہے۔ توریت میں ایک عجب و غریب بات یہ بھی لکھی ہے کہ حضرت نوح کے انتقال کے وقت حضرت ابراہیم کی عمر ۵۲ برس کی تھی کیونکہ ارفخشد صلب سام سے طوفان کے دو برس بعد پیدا ہوئے ۳۵ برس کی عمر میں ارفخشد کے شالخ پیدا ہوا۔ شالخ سے تیس برس کی عمر میں عابر ہوا اور جب عابر کی عمر ۳۴ برس کی ہو چکی تو فالغ نے جنم لیا۔ تیس برس کی عمر میں ارغو۔ اور ارغو سے ۳۲ برس کی عمر میں ساروغ پھر ناحور اور پھر ۲۹ سال کی عمر میں تارح پیدا ہوا یہ تارح جب ۷۰ برس کے ہو چکے تو حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ اس حساب سے ولادت ابراہیم تک ۲۹۲ سال ہو سکے ہیں اور حضرت نوح طوفان کے بعد ۳۵۰ برس زندہ رہے تھے اس طرح تاریخی آپ کی عمر حضرت نوح کے انتقال کے وقت ۵۸ سال کی ہو جاتی ہے بہر کیف یہ سب ہی سامی النسل ہیں تمام سامی اولاد سام سے لڑ کر عرب میں چلے آئے تھے مگر آپ کا خاندان عجم میں رہ گیا تھا اور اولاد حام عراق میں فرمانروائی کر رہی تھی۔ علامہ ابن سلیم لکھتے ہیں کہ اولاد حام میں سے جس شخص نے سب سے پہلے شہنشاہی و سلطنت کی بنا میں استوار کیں وہ کنعان بن کوش بن حام بن نوح تھا یہ شام میں رہتا تھا اور وہیں سے چل کر ارض بابل میں آیا اور حکومت قائم کی اور یہیں اشارہ کرتی مرتع سیل میں ایک شہر آباد کیا نمرود اسی کا بیٹا تھا اولاد حام میں یہ پہلا ہے جس نے دین صابی اختیار کیا اور پھر اسی کی دیکھا دیکھی سامی النسل میں بھی صابی مذہب پھیلنے لگا۔

عبرانیوں کے جد اعلیٰ حضرت نوح کے جانشین ان کے منجھلے بیٹے سام ہوئے پھر ان کے بیٹے ارفخشد کو مع کوہلی وعبد اثبت ملی ارفخشد کے بیٹے شالخ جراغ کے ہیں اور وہی ملو بو جراغ تھے اس لئے کہ عابد و زاہد اپنا نظیر نہ رکھتے تھے پھر شالخ کی ارفخشد جانشین ہوئے جو بہت مرشد تھے ان کے بعد ان کے فرزند عابر بن شالخ کو مسند ملی عابر کا زمانہ انیوں کی لیکن نمرود سے لڑائی کا اتفاق تھا کہ نمرود حامی نے ان پر غالب آکر انہیں کرتا سے نکال دیا عابر اپنے خاندان کو لیکر فرات و دجلہ کے درمیانی علاقے مجلبل کی طرف چلے آئے اور یہاں آکر انہوں نے اپنی حکومت و دولت قائم کی بڑی شہرت پیدا کی اور اسی شہرت کی بنا پر اس کی تمام نسل عبرانی کے نام سے منسوب و مشہور ہوئی زبان و نسل کا نام بھی عبرانی ہوا اسی عبرانی زبان کو بڑی وسعت نصیب ہوئی اور شہرت بھی حاصل ہوا کہ زبور و توریت وغیرہ اسی زبان میں نازل ہو میں علماء تاریخ میں بڑی شہرت حاصل ہے

عابر کے انتقال پر فالغ سریر آرائے حکومت ہوا اس نے بھی بڑی شہرت حاصل کی اور ملک کو جاگیروں کے طور پر اولاد نوح میں تقسیم کیا اسی کے عہد میں نمرود نے بابل کے اندر وہ عظیم الشان محل تعمیر کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں آگیا ہے۔ فالغ کے بعد ارغو نہیں بلکہ اس کا دوسرا ملکان تاج و تخت ہوا اسی ملکان کے عہد میں اس خاندان پر برے دن آئے اور نبطی آگئے اور سلطنت مجلبل میں حکومت و فرمانروائی کرتے رہے اور خاندان عبرانی کی دنیوی سلطنت ختم ہو گئی۔ ملکان بحالت مایوسی ایک لڑکا تیانامی جو خضر کے نام سے بھی موسوم ہے چھوڑ کر مر گیا فالغ کا دوسرا بیٹا ارغو کلوذ کا بھانجا اور کلوذ الکاس نے دین الٰہی ترک کر کے صابی (نبطی) مذہب اختیار کر لیا۔ سام ارفخشد، شالخ عابر فالغ دین الٰہی پر تھے اور عابر کے وقت سے تو انہیں دنیوی اقتدار بھی نصیب ہو گیا تھا مگر فالغ کے بعد یہ چراغ جھلملانے لگا اس کے ایک بیٹے ملکان نے دنیوی اقتدار کھویا اور دوسرے بیٹے ارغو نے دین بھی گنوا دیا۔

فرمانروائے نبطی پر آسمانی قہر ارغو بن فالغ نے صابی مذہب اختیار کر کے صابیوں کی ایک لڑکی سے شادی کر لی اور اس نبطی بیوی ہی سے ساروغ، ساروغ سے ناحور اور ناحور سے حضرت ابراہیم کے والد تارح پیدا ہوئے گویا آپ کے خاندان میں صرف پانچ پشتوں سے کا بعد دین الٰہی موجود تھا اور فالغ کے بعد بت پرستی کا آغاز ہوا تھا۔ (ابن سعید)

تارح ہی تاریخ میں آزر کے نام سے مشہور ہیں انہی کو نمرود نے اپنے بیت الاصنام کا داروغہ مقرر کیا تھا

نبطی دراصل ابھی سامی النسل ہیں لوگ بابل ہی سے عبادت ہیں اور بیابان بابل ہی میں رہتے تھے نبیط کے پوتے سمریان ہی نے بن عابر کو ارض جزیرہ سے نکال کر اور ملکان بن فالغ کو شکست دیکر یہاں کی حکومت چھینی تھی جو بن جرموق کو عطا کر دی تھی اور ملکان پہاڑ پر چلا گیا تھا مگر اس پر قل نے اپنے ماموں سمریان بن نبیط سے بغاوت بغاوت کی اور بابل کا استقلال

دعا میں

حدیث میں وارد ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں شب قدر پاؤں تو کیا دعا کروں آپ نے فرمایا کہ یہ دعا مانگ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ فَاعْفُ عَنِّیْ لہذا لوگوں کو چاہیے کہ اس رات اس دعا کا ورد کریں۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ میں ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی اور سلمان رمضان کی ستائیسویں شب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ پر حاضر ہوئے اور تمام شب بیدار رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی تو آپ نے فرمایا کہ جو تمام شب بیدار نہ رہ سکے وہ سو رکعت پڑھے اور اگر اتنی طاقت نہ رکھے تو سترہ ہی پڑھ لے اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور انا انزلناہ پڑھے اور سب رکعتیں ختم کرنے پر ایک ہزار استغفر اللہ پڑھے۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ جو شخص شب قدر میں تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہے تو امید ہے کہ خدا تعالیٰ اس کو بخش دے۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ تمام شب تلاوت قرآن کرے کہ بہتر عبادات سے ہے۔

رمضان کی ستائیسویں شب رات کے زیادہ حصہ میں بیدار رہے اگر تمام رات نہ رہ سکے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو مغرب و عشا جماعت سے پڑھے یا کم سے کم عشا جماعت سے ضرور پڑھے تو ثواب لیلۃ القدر کا پائیگا اور پھر صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھی تو کیا ہی خوب ہے۔

فصل دوم

اعتکاف اور اسکے احکام

خلاصہ:۔ اعتکاف یہ ہے کہ کوئی شخص روزہ رکھکر (یا رمضان کے روزہ میں) اعتکاف کی نیت کرکے مسجد جامع میں جائے اور وہاں کم سے کم ایک ساعت خدا کی یاد میں مشغول رہے اور پھر نکل آئے۔ اعتکاف واجب میں روزہ شرط ہے اور پاک ہونا تو شرط ہے ہی لیکن اعتکاف نفل میں روزہ شرط نہیں ہے اعتکاف مرد بھی کر سکتا ہے اور عورت بھی بلکہ لڑکا نابالغ بھی ہاں عورت مسجد جامع میں اعتکاف نہ کرے بلکہ گھر میں جہاں وہ اکثر نماز پڑھا کرتی ہے۔ اعتکاف میں کھانے پینے کا کچھ پرہیز نہیں ہے ہاں مجامعت یا دواعی مجامعت سے پرہیز ضرور ہے اگر دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو اس میں پہلی اور بیچ کی رات بھی شامل ہے چاہیئے کہ وضو کرکے تیار ہو کر شام سے مسجد میں جا بیٹھے اعتکاف میں مسجد سے باہر کسی ضرورت کے واسطے بھی نہ نکلے جیسے نماز جنازہ یا عیادت مریض یا خود اپنی بیماری کی وجہ سے ورنہ اعتکاف فاسد ہو جائیگا اور اس کی قضا دینی ہوگی۔ پیشاب، پاخانہ، غسل جنابت، نماز جمعہ کے واسطے اگر باہر نکلے تو اعتکاف فاسد نہیں ہوگا۔

اعتکاف اور اسکے فضائل

اعتکاف کہتے ہیں مسجد میں ٹھیرنے کو با روزہ و بہ نیت عبادت۔ اعتکاف سنت مؤکدہ ہے۔

تشریح:۔ مصنف رمضان کے عشرہ آخر میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے روایت کیا ہے بخاری و مسلم نے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے تھے رمضان کے عشرہ آخر میں یہاں تک کہ اٹھا لیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج

نے اعتکاف کیا تو ... اعتکاف ... پہلے ... کیا کرتی تھیں رمضان المبارک کے علاوہ اور دنوں میں اعتکاف کرنے پر مواظبت ثابت نہیں ہے جیسا کہ شیخ ابن الہمام نے لکھا ہے

فضائل اعتکاف کے بیان میں

اعتکاف کرنے والا قرب الٰہی کی طلب میں اپنے تئیں بالکل خداوند تعالیٰ کی عبادت کے سپرد کر دیتا ہے اور دنیا کے تمام مشاغل سے کہ اللہ تعالیٰ سے دور کرنے والے ہیں اپنے تئیں دور رکھتا ہے معتکف کے کل اوقات نماز میں صرف ہوتے ہیں کیونکہ یا تو حقیقۃً نماز میں ہوتا ہے یا نماز کے انتظار میں رہتا ہے اور نماز کے انتظار کرنے والے کو نماز ہی کا ثواب ملتا ہے کیونکہ مقصد اصلی اعتکاف کے مشروع کرنے سے یہ ہے کہ معتکف جماعتوں کی نمازوں کا انتظار کرے۔

اعتکاف کرنے والا اپنے تئیں ان لوگوں کے مشابہ کر لیتا ہے جن کے حق میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون اور جن کے حق میں یہ فرمایا ہے یسبحون اللیل والنھار وھم لا یسأمون۔

اعتکاف کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ روزہ داروں میں شمولیت اور روزہ دار اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے۔

اعتکاف کون کر سکتا ہے

مسلمان ہو کافر نہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام۔ مسلمان ہونا شرط ہے کیونکہ کافر عبادت کی اہلیت نہیں رکھتا۔ مرد ہو یا عورت یا غلام لونڈی مرد ہونا اور آزاد ہونا بھی اعتکاف کے واسطے شرط نہیں ہے تو عورت کا اعتکاف اگر اس کا خاوند ہے تو باجازت خاوند اور غلام کا اعتکاف باجازت مالک صحیح ہے۔

صحیح العقل ہو مجنون نہ ہو۔ کیونکہ مجنون نیت کی اہلیت نہیں رکھتا۔

بالغ ہو یا نابالغ ہاں یہ ہے کہ عمر رسیدہ ہو۔

بالغ ہونا اعتکاف صحیح کے واسطے شرط نہیں ہے لہذا سمجھدار لڑکے کا بھی اعتکاف صحیح ہے۔ پاک ہو جنب نہ ہو نہ حائض ہو نہ نفاس ہو۔ جنابت اور حیض و نفاس کی حالت میں مسجد میں آنا منع ہے۔

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:۔

اعتکاف واجب۔ یعنی نذر کا اعتکاف چاہے خواہ کسی شرط پر موقوف ہو یا نہ ہو۔

اعتکاف سنت۔ وہ رمضان کے آخر عشرہ کا اعتکاف ہے (اور یہ سنت مؤکدہ ہے)

اعتکاف مستحب۔ وہ ان دونوں قسموں کے علاوہ ہے سوائے عشرہ اخیر رمضان کے اور دنوں میں آنحضرت سے مواظبت ثابت نہیں ہوئی جیسا کہ شیخ ابن الہمام نے ذکر کیا ہے۔

اعتکاف کے واسطے اجازت کی ضرورت ہے

عورت کا اعتکاف کے واسطے خاوند کی اجازت کی ضرورت ہے اور بغیر اس کے اس کا اعتکاف صحیح نہ ہوگا۔

اگر عورت کو خاوند نے اعتکاف کرنے کی اجازت دیدی ہو تو اس کے بعد پھر منع کر دینا اچھا نہ ہوگا اور اگر منع کرے تو اعتکاف صحیح نہیں ہوگا۔

تذکرۃ الصحابہ

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماں کی تربیت اور خاندانی عظمت

حضرت زبیر کا سلسلہ نسب قصی بن کلاب پرجا کر رسول کریم سے مل جاتا ہے جن کے آپ پھوپھی زاد بھائی بھی تھے۔ اس شرف کے علاوہ آپ حضرت صدیق اکبر کے داماد اور حضرت خدیجہ کے حقیقی بھتیجے بھی تھے گویا ذات نبوی کے ساتھ آپ کو متعدد نسبتیں حاصل تھیں آپ کی والدہ حضرت صفیہ نے آپ کی تربیت کچھ اس انداز و نہج پر کی تھی کہ آپ جوان ہو کر لازمی طور پر دلیر و باہمت اور اولوالعزم و حوصلہ مند ثابت ہوں۔ بچپن میں وہ آپ سے سخت سے سخت کام لیتیں اور بیدردانہ مارتی تھیں جب ایک دفعہ آپ کے چچا نوفل بن خویلد نے آپ کو پٹتے دیکھا تو انہوں نے ناراضی کیا اور کہا کہ کیا تم اس طرح بچہ کو مار ڈالوگی اور بنو ہاشم سے چاہتے ہو کہ تم انھیں سمجھاتے رہیں تو حضرت صفیہ نے ایک رجزیہ شعر میں اس کا یہ جواب دیا تھا۔

"جو یہ کہتا ہے کہ میں زبیر سے بغض رکھتی ہوں وہ غلط کہتا ہے میں تو اسے اس لئے مارتی ہوں کہ وہ بڑا عقلمند و دانا ہو اور فوجوں کو شکست دیکر مال غنیمت حاصل کرے۔"

استقامت و استقلال

سابقین اسلام میں وہ نمایاں تقدم کا شرف رکھتے ہیں ابھی صرف سولہ ہی برس کی عمر تھی کہ آپ کا قلب نور اسلام سے منور ہو گیا کمسنی ہی میں ایک دفعہ یہ سنکر کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین نے گرفتار کر لیا ہے برہنہ شمشیر ہاتھ میں لئے مجمع کو چیرتے ہوئے در اقدس پر پہنچے سرکار دوعالم اس پر جاں نثاری دیکھکر بہت خوش ہوئے اور دعا دی آپ کے چچا نے آپ کے اسلام لانے پر بڑی سختیاں کیں چٹائی میں لپیٹ کر باندھ دیتا اور اس قدر دھونی دیتا کہ دم گھٹنے لگتا مگر آپ یہی کہے جاتے کچھ کر دو اب تو کفر کا نشہ نہیں اتر سکتا۔

پہلے پہلے حبش کو ہجرت کی اور کچھ دنوں کے بعد واپس آکر سرکار دوعالم کے ساتھ مدینہ منورہ کو ہجرت فرما گئے۔ مکہ میں تو سرکار نے حضرت طلحہ کو آپ کا بھائی بنایا تھا مگر مدینہ پہنچنے پر سلسلہ مواخات کے سلسلہ میں آپ ایک معزز انصاری بزرگ حضرت سلمہ بن سلامہ کے بھائی قرار دیئے گئے خطرات کی مطلق پرواہ نہ کرتے تھے موت کا کوئی خوف آپ کو نہ تھا محاصرہ اسکندریہ کو دل کھینچتا و کھا۔ یہ سمجھتے ہوئے بھی کہ موقعہ نازک ہے سیڑھیاں لگا کر فصیل پر چڑھ گئے جب لوگوں نے کہا کہ قلعہ میں سخت طاعون پھیلا ہوا ہے تو فرمایا کہ پرواہ نہیں ہم یہاں طعن و طاعون ہی کے لئے آئے ہیں۔

دولتمندی و تجارت اور محاسن اخلاق

ذریعہ معاش تجارت ہی تھا اللہ کا کچھ ایسا فضل تھا جس کام میں ہاتھ ڈالا نقصان نہیں ہوا تجارت کے علاوہ مال غنیمت سے بھی بڑی دولت ملی تھی مدینہ میں گیارہ، بصرہ میں دو اور مصر و کوفہ میں ایک ایک مکان تھا علاوہ ازیں جاگیر ملی ہوئی تھی اطراف مدینہ میں ایک باغ تھا آپ کی تمام دولت کا اندازہ پانچ کروڑ دو لاکھ دینار سے کم نہ تھا اس تمول کے باوجود بھی آپ بائیس لاکھ کے مقروض تھے جس کی وجہ یہ تھی کہ لوگ آپ کے پاس کثرت سے امانتیں رکھتے تھے مگر آپ محتاط جسے یہ کہہ کر لیتے تھے کہ بھائی امانت کے طور پر نہیں قرض کے طور پر لیتا ہوں اس طرح بائیس لاکھ قرض ہو گیا مگر جائداد وسیع تھی آپ کے بعد حضرت عبداللہ ابن زبیر نے سب سے پہلے یہ قرض ادا کیا فتح خیبر کے بعد مجاہدین کو زمین کی تقسیم کے سلسلہ میں آپ کو بھی ایک وسیع و سرسبز قطعہ اراضی ملا تھا اطراف مدینہ میں بھی کھیت تھے فصل کی حفاظت اور کھیت کی نگرانی سب اوقات خود ہی کرتے تھے حضرت ابوبکرؓ نے بھی مقام جرف میں آپ کو ایک جاگیر عطا کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے مقام عقیق میں جاگیر دی جو اطراف مدینہ میں ایک نہایت خوش فضا میدان پر مشتمل تھی۔

آپ کے پاس ایک ہزار غلام تھے مگر ان کی اجرت سے جو کچھ ملتا وہ فوراً خیرات کر دیا راہ خدا میں ہزار ہا روپیہ خرچ کرتے تھے امانت و دیانت اور اخلاقی قابلیت کا عام شہرہ تھا اخلاقی نقطہ نظر سے آپ کا دامن بہت کچھ تقوی و پارسائی ایثار و شجاعت اور حق پسندی و بے خوفی خاص شیوہ تھا رقت قلب اور عبرت پذیری کا یہ عالم تھا کہ معمولی سے معمولی واقعہ سے دل کانپ اٹھتا تھا۔

عبادات و طاعات

اتنی عظمت و دولتمندی پر عبادات و ریاضت میں مشہور تھے نماز پڑھنے کھڑے ہوتے تھے تو بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ ہزار ہزار رکعت پڑھ کر اٹھے تقوی و پرہیزگاری آپ کی کتاب اخلاق کے روشن ترین ابواب میں خود بھی اس کا خیال رکھتے تھے اور دوسروں کو اس کی ہدایت کرتے رہتے تھے جب آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خلاف صف آرا ہوئے ہیں تو ایک شخص نے آکر کہا کہئے تو میں حضرت علی کا سر اڑا دوں؟ بولے یہ بتاؤ کہ تم تنہا ان کی اتنی عظیم فوج کا مقابلہ کیونکر کرسکو گے کہا میں ان کی فوج میں جاکر شامل ہو جاؤں گا اور کسی وقت موقع پاکر انھیں قتل کر ڈالوں گا فرمایا نہیں ہرگز نہیں کیا تم نے نہیں سنا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان قتل کی زنجیر ہے اس لئے کوئی مومن کسی کو اچانک بے خبری میں قتل نہ کرے۔

خشیت الٰہی کا یہ عالم ملاحظہ کیجئے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی انک میت وانہم میتون ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون الایۃ تو آپ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا کل قیامت کے روز ہم

فرمانروا بن گیا اور حکومت جرامقہ کا خاتمہ ہوا اب گویا دو حکومتیں قائم ہو گئیں ایک نبطی اور دوسری جرامقہ جس میں جرامقہ کو اختیار کی حیثیت حاصل ہو گئی موصل کا بیٹا مالق سر پر آرائے حکومت ہو کر بھی نبط سے خوب لڑتا رہا۔ اثور بن مالق نے بھی یہ سلسلہ جاری رکھا۔ نینوی بن اثور بن لاتی بن موصل نے تخت نشین ہوتے ہی موصل کے مقابلہ میں دنیا کا قدیم مشہور اور عظیم الشان شہر نینوا آباد کیا جو نہایت خوبصورت اور بارونق شہر تھا اسی نینوی کے پوتے سنجاریف بن اثور بن نینوی بن اثور نے شہر سنجار آباد کیا جو نہایت خوبصورت شہر تھا اور بیت المقدس پر حملہ کے سلسلہ میں بنی اسرائیل کے ہاتھوں سولی چڑھا۔

اس سنجاریف کی تباہی اور سولی پر چڑھنے کا قصہ بھی بہت عبرتناک ہے اس نے بیت المقدس پر حملہ کے وقت اپنے لشکر کی کثرت پر مغرور ہو کر کہا تھا کہ اب بتاؤ کہ تمہارا خدا کہاں ہے جو تمہیں میرے ہاتھوں سے بچا لے؟ فرمانروائے بیت المقدس نے اپنے عہد کے نبی سے سنجاریف کے یہ الفاظ دہرا کر امداد چاہی چنانچہ ان کی دعا سے اس کے لشکر پر ایسا وبال آیا کہ اس کے ایک لاکھ پچاسی ہزار لشکر میں سے صبح کو ایک بھی نہ بچا ابن سعید لکھتا ہے کہ اسے بیت المقدس ہی میں سولی پر چڑھا دیا گیا مگر ابن خلدون لکھتا ہے کہ یہ بھاگ کر نینوی میں آیا اور عین اس وقت جبکہ یہ بت کو سجدہ کر رہا تھا اپنے لڑکے ایسر بن سنجاریف کے ہاتھ سے قتل ہو گیا جو نینوا کا فرمانروا ہوا۔

عبرت کی ایک موثر داستان

خوب سمجھ لینا چاہیے کہ نینوا اور بابل

دنیا کے دو نہایت خوبصورت عدیم المثال اور عظیم الشان شہر تھے جن کو اہم تاریخی حیثیت حاصل ہے اور آج بھی دنیا والے ان کی خوبصورتی و رعنائی دولتمندی و وسعت اور رونق و تہذیب کے حالات حیرت و استعجاب سے پڑھتے ہیں ان کے متعلق مغرب میں بہت کچھ لکھا گیا ہے بہت کچھ تحقیقات ہوئی ہے اور کھدائی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ نینوی میں تو جرامقہ حکومت کرتے تھے اور بابل میں نبطی۔ اول الذکر پر سوریان بن نبیطن بانی حکمران رہی اور موخر الذکر پر موصل بن جرموق کی اول الذکر نامی تھا اور موخر الذکر بھانجہ لیکن سلطنت نینوی نے وہ عظمت و اقتدار حاصل کیا کہ نبطی چراغ تقریباً گل ہو گیا۔ بابل کی شہرت بعد کی باتیں ہیں۔ دنیا کا مشہور ظالم فرمانروا بخت نصر سنجاریف شہنشاہ نینوی ہی کا گورنر تھا (ابن خلدون)

جب سنجاریف کا آفتاب اقبال خط استوا پر چمک رہا تھا تو اس نے بابل پر فوج کشی کر کے نبطی سلطنت کو بھی سلطنت جرامقہ میں شامل کر لیا اور بخت نصر کو گورنر بابل مقرر کیا یہ کاسد بن حادی کی نسل سے تھا جو سام کی اولاد سے تھے شہنشاہ سنجاریف کے قتل کے بعد جس نے بنی اسرائیل کو بہت تنگ و مغلوب کر کے ان سے جزیہ لیا تھا سلطنت کو کمزور پا کر بخت نصر باغی ہو گیا اور تمام سلطنت پر قبضہ جما لیا اس نے ۴۵ برس بڑے شکوہ و شان سے حکومت کی فرمانروائی کی بیت المقدس کو کھنڈر بنا دیا ہزارہا یہودیوں کو قید کر کے بابل لے آیا سلطنت کو نہایت وسعت دی اسکی حکومت مصر و

سوڈان اور طرابلس پر بھی قائم ہو گئی تھی اس کے بعد مردوخ بخت نصر ۲۳ برس تک حکمران رہا اس کے بعد بیلشصر جاو بلت مرودخ بخت نصر حکمران ہوا اور ابھی تین ہی برس حکومت کرنے پایا تھا کہ دارا شاہ فارس حملہ آور ہو کر بابل کی اینٹ سے اینٹ بجا کر اس سلطنت پر قبضہ کر لیا جو آخر میں سکندر کے ہاتھوں تباہ ہوئی۔

بابل کے نبطیوں کو نینوا کے جرامقہ نے تباہ کیا جرامقہ کلدانیوں (بخت نصر کے) ہاتھوں برباد ہوئے۔ کلدانیوں کو کیانیوں (دارا) نے مٹایا اور کیانیوں کی سلطنت کا خاتمہ سکندر یونانی نے کر دیا یہ تمام خاندان ارض عالم کے بڑے باجبروت فرمانروا ہوئے ہیں لیکن زمانہ نے ان سب کو بری طرح تباہ کر دیا تلک الایام نداولها بین الناس

نمرود اور اس کا اقتدار

نمارد۔ عالم ملوک بابل ہی تھے جو نبطی نسل سے تھے بخت نصر بھی انہی میں سے تھا نمرود اصلی نام نہیں لقبی نام ہے جو ہر بادشاہ بابل کے ساتھ لاحق ہوتا تھا بابل میں جتنے فرمانروا ہوئے وہ سب نمرود ہی کہلاتے رہے اس خاندان نے تیرہ سو برس فرمانروائی کی (ابن خلدون)

حضرت ابراہیم کا مقابلہ جس نمرود سے ہوا وہ نمرود بن کنعان بن کوش بن حام بن نوح تھا (طبری)

اسی نے حضرت کے باپ تارخ آزر کو بلا کر اپنے بیت الاصنام کا داروغہ مقرر کیا تھا اس سے پہلے جتنے نمارد تخت نشین ہوئے وہ سب موحد تھے مگر نمرود بن کنعان نے دین صابی اختیار کر کے اسے بہت فروغ دیا اور بڑے بڑے بتخانے اور منادر تعمیر کرائے رومی مورخ سروشیوس نے بھی یہی لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتایا ہے کہ اس نے ایک مربع شکل کا شہر آباد کیا جس کی دیواریں پچاس گز عریض اور دو سو گز بلند تھیں اور شہر پناہ کا دور ۸۰ میل تھا جس میں سو دروازے تھے تانبے کے کواڑ لگے ہوئے تھے اسے شاہ فارس نے بعد کو مسمار کیا یہ صابی طلسمات و سحر میں ید طولیٰ رکھتے تھے نجوم میں بھی انہیں کمال حاصل تھا مصریوں نے بھی انہی سے جادو سیکھ کر یہ کمال پیدا کر لیا تھا کہ وہ بعد کو حضرت موسیٰ کے مقابلے پر آ گئے لوگ بابل و مصر سحر کی طرف خاص طور سے مائل تھے ہاروت و ماروت بھی انہی میں سے تھے (ابن خلدون)

حضرت ابراہیم نمرود بن کنعان بن کوش بن حام بن نوح کے عہد میں پیدا ہوئے طبری آپ کا مولد سرزمین سواد العراق کوثا کو بتاتا ہے کوئی کہتا ہے کہ آپ حران میں پیدا ہوئے مگر صحیح یہ ہے کہ آپ بابل ہی میں پیدا ہوئے اس عہد کے کاہنوں نے بتا دیا تھا کہ ایک لڑکا عنقریب پیدا ہونے والا ہے جو شاہی مذہب کی مخالفت کریگا اور بتوں کو توڑ دیگا اس پر نمرود نے صدہا بچے قتل کرا دیئے مگر قدرت کا مقابلہ کون کر سکتا ہے آپ پیدا ہوئے اور آپ کی والدہ نے خفیہ طور پر شہر کے قریب ایک غار میں جا کر وضع حمل کیا اسی غار میں آپ پرورش پانے لگے پڑے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ایک انگوٹھے میں شہد اور ایک میں دودھ پیدا کر دیا۔ (باقی آئندہ)

تذکرۂ اولیاء

حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی سہروردی

ولادت و فضل و علم

حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ اور اعاظم اولیائے ہند سے تھے دیلوں میں باز سفید آپ کا لقب ہے ملتان کے مشہور سہروردی خاندان کے سر سلسلہ آپ ہی ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ خدمات اسلامی کے پیش نظر ملتان کا یہ سہروردی خاندان دیگر سلاسل سے کسی طرح کم نہیں رہا۔ بڑے صاحب تصرف اور عارف باکمال گذرے ہیں آپ ۵۶۶ھ میں بمقام کروڑ ضلع میانوالی میں بعہد خسرو ملک غزنوی پیدا ہوئے جبکہ حضرت غریب نواز کو اجمیر میں قدم رنجہ فرمائے ہوئے ہنوز پانچ ہی سال کی مدت گذری تھی اور راجہ پرتھوی راج سے مقابلے ہو رہے تھے اور دہلی و اجمیر کیا پورا ہندوستان کفرستان بنا ہوا تھا صرف پنجاب میں دریائے ستلج تک خسرو ملک غزنوی آخر سلاطین غزنویہ کا قبضہ تھا آپ کے جد بزرگوار شیخ کمال الدین علی شاہ قریشی مکہ معظمہ سے نقل وطن کرکے خوارزم میں آ رہے تھے جب یہاں بھی حالات نے نازک صورت اختیار کی تو آپ ملتان تشریف لے آئے کہ یہ شہر ہندوستان کی ایک مغربی اسلامی ریاست کا دار السلطنت ہونے کی حیثیت سے اس وقت ہندوستان کے تمام شہروں میں ایک امتیازی درجہ رکھتا تھا۔ آپ کے والد کا نام شیخ وجیہ الدین ہے جن کی شادی آپ کی والدہ گرامی بی بی راستی دختر شیخ حسام الدین ترمذی سے ہی ہوئی تھی۔

والدین نے آپ کی تعلیم کی طرف خاص توجہ مبذول کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ابھی سن بلوغت کا بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ آپ نے قرآن حفظ کر لیا اور قرات میں بھی کمال پیدا کرکے قاری ہو گئے۔ عجیب اتفاق ہے کہ ہندوستان کے اولیائے متقدمین میں مشاہیر اولیاء کو بالعموم ماؤں ہی کی گود میں تربیت حاصل کرنی ہوئی اور بچپن ہی میں یتیم ہو گئے حضرت غوث الثقلین خواجہ غریب نواز حضرت قطب الاقطاب حضرت بابا فرید الدین گنج شکر سب یتیم تھے اور حضرت بہاء الدین ذکریا ملتانی بھی کم عمری ہی میں یتیم ہو گئے اور بی بی راستی نے آپ کو نہایت توجہ کے ساتھ پرورش کیا اور ابتدائی تعلیم کے بعد آپ کو حصول علم کے لئے خراسان روانہ کر دیا یہاں سے تکمیل علوم کے بعد مشاہیر صوفیا کی زیارت مقدسہ کرتے ہوئے حرمین شریفین گئے اور مدینہ منورہ میں کامل پانچ سال رہ کر شیخ کمال الدین محمد یمنی محدث سے حدیث صحیح کی۔

بیعت و خلافت

اس کے بعد آپ عازم بیت المقدس ہوئے اور وہاں اعاظم اولیا کی صحبت میں رہ کر بلاد اسلامیہ کی سیر کرتے ہوئے بغداد شریف آ گئے یہاں اس وقت حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کا حلقہ قائم تھا اور آپ کی نامی گرامی [illegible] اخلاق کی ہوتی تھی آپ بھی اس دربار میں حاضر ہوئے اور اتنے متاثر ہوئے کہ بیعت کر لی اور [illegible] دیکھئے کہ صرف ۱۷

ہی خدمت میں رہے ہیں کہ خرقہ خلافت مل گیا مگر یاد رہے کہ اندر چند ہی روز شیخ نے آپ کے تمام مراحل سلوک طے کرا دیئے ایک شب کو خواب میں دیکھا کہ ایک کشادہ نور میں منبر [illegible] کے ساتھ ایک منبر پر خلعت پر رسول کریم تشریف فرما ہیں جانب راست حضور شیخ الشیوخ دست بستہ حاضر ہیں برابر ہی چند خرقے آویزاں ہیں عین اسی وقت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بلایا اور بلا کر شیخ الشیوخ کے سپرد کیا اور فرمایا کہ یہ جو خرقے آویزاں ہیں ان میں سے ایک خرقہ بہاء الدین کو پہنا دو چنانچہ اسی وقت خرقہ اتار کر پہنا دیا گیا۔ صبح بیدار ہونے پر شیخ الشیوخ نے انہیں سامنے بلایا اور فرمایا کہ رات جو تمہیں خرقہ عطا ہوا تھا وہ یہ ہے تمہیں مبارک ہو [illegible] کے ہاتھ سے پہنایا جا رہا ہے اس وقت بہت سے طالب اور فقراء خلافت منتظر خانقاہ میں پڑے ہوئے تھے۔

انھیں آپ کو اتنی جلد نوازے جانے کا کھٹکا [illegible] حضرت شیخ الشیوخ نے انھیں بلا کر کہا کہ تمہیں کبیدہ ہونے کی ضرورت نہیں تمہاری مثال چوب تر کی ہے جس میں دیر کے بعد آگ لگتی ہے لیکن بہاء الدین چوب خشک تھا کہ آگ لگتے ہی بھڑک اٹھا اس کے علاوہ سب کچھ فضل الٰہی پر منحصر ہے سعی کو دخل نہیں۔

طاعات و عبادات

۶۱۴ھ میں شیخ الشیوخ نے آپ کو ملتان جانے اور وہاں خدمت خلق میں مصروف ہونے کی ہدایت کی چنانچہ آپ بغداد شریف سے عازم ہندوستان ہوئے اس وقت سلطان محمد غوری کی طرف سے امیر قباچہ ملتان کی گورنری پر مامور تھا مشائخین ملتان نے آپ کے ورود کی خبر معلوم کرکے ایک کٹورہ آپ کے پاس بھیجا جس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح یہ پیالہ دودھ سے لبریز ہے اسی طرح ملتان میں مشائخ موجود ہیں اب کسی کے لئے یہاں کوئی جگہ نہیں آپ نے اس کٹورے میں گلاب کا پھول ڈال کر بھیجا کہ گو جگہ نہیں مگر میں کسی پر بھاری نہ ہوں گا اور مثل پھول کے یہاں رہوں گا۔

حضرت سلطان المشائخ فرماتے ہیں کہ بابا صاحب کو افطار کرنا اور شیخ بہاء الدین کو نوم کم اور طاعات و عبادات زیادہ تھی یہ حالت تھی کہ دو رکعت میں قرآن کریم ختم فرمایا کرتے تھے رمضان شریف میں تو ہر رکعت میں ایک قرآن ختم فرمایا کرتے تھے ایک روز رمضان میں آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ میرا دوست ہے جو پوری شب دو رکعت نماز میں ختم کرے اور ہر رکعت میں ایک ایک قرآن ختم کرے چنانچہ آپ خود امام ہوئے اور خاص خاص مرید مقتدی ہو کر پیچھے کھڑے ہو گئے۔ یہ عالم تھا کہ تمام رات میں صرف دو رکعت نماز پڑھی اور دونوں رکعت میں دو قرآن اور چار پارے پڑھے۔ یہ تو ہمیشہ کا معمول تھا کہ زوال شب

[illegible]

اس کا حق دلا یا جائے گا یہ سنتے ہی آپ کے جسم پر [illegible]

لے وہ ساکیا رادہ کیا سخت موقعہ ہوگا۔

غزوات میں جانبازانہ شرکت

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جتنی جنگیں لڑیں آپ ان میں ممتاز طریقے پر شریک رہے غزوۂ بدر میں نہایت دلیری جانبازی کے ساتھ لڑے عبیدہ بن سعید زرہ پوش کی آنکھ میں اس زور سے نیزہ مار کر ہلاک ہوگیا لڑتے لڑتے تلوار میں دندانے پڑ گئے تھے اور تمام جسم زخموں سے چور چور ہو رہا تھا جنگ احد میں جو چودہ جاں نثار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد رہ گئے تھے ان میں ایک آپ بھی تھے غزوۂ خندق میں آپ اس حصہ پر مامور تھے جہاں عورتیں تھیں۔

اسی غزوہ میں سرکار نے آپ کو اپنے حواری کا بھی خطاب دیا تھا بنو قریظہ جیسے خوفناک دشمن کی خبر لانے کے لئے جب آپ نے کسی کو بھیجنا چاہا اور تین مرتبہ فرمایا کہ کون اس قسم کی خبر لائے گا تو ہر بار آپ ہی کھڑے ہوئے وقت بہت نازک تھا آپ کی اس دلیرانہ آمد و رفت سے سرکار اقدس اتنے مسرور ہوئے کہ آپ کے منہ سے بے اختیار فداک ابی وامی نکل گیا غزوۂ خیبر میں آپ نے غیر معمولی شجاعت و دلیری کا اظہار کیا جس وقت یہود کا رئیس مرحب یہودی مارا گیا ہے تو اس کا بھائی یاسر پر غضب ہوکر ھل من مبارز کا نعرہ بلند کرتا ہوا میدان میں آیا۔

یاسر اس قدر بہادر پھرتیلا اور قوی ہیکل تنومند جوان تھا آپ کی والدہ یہ دیکھ کر فوراً پکار اٹھیں کہ یا رسول اللہ میرا لخت جگر آج شہید ہو جائے گا۔ فرمایا نہیں زبیر ہی اسے قتل کرے گا چنانچہ آپ اس سے اس جرأت و بہادری کے ساتھ لڑے کہ سب عش عش کر اٹھے اور اسے واصل جہنم کرکے واپس ہوئے غزوہ خندق کے بعد غزوۂ بنو قریظہ اور بیعت رضوان میں بھی آپ شامل ہوئے آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

جنگ یرموک میں حیرت انگیز اقدام

فتح مکہ میں جو دستہ خود سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر کمان تھا اور اس کے علمبردار بھی آپ ہی تھے سکون و امن جو تم ہونے پر حضرت زبیر اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ گھوڑوں پر سوار بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے تو سرکار اقدس ان کی قدر افزائی کے لئے بر کھڑے ہو گئے اور خود اپنے دست مبارک سے ان کے چہرے کا گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا میں نے گھوڑوں کے لئے دو حصے اور سوار کے لئے ایک حصہ مقرر کیا ہے جو ان حصوں میں کمی کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نقصان پہنچائے گا۔

غزوۂ حنین میں عجیب واقعہ پیش آیا کفار کمین گاہوں میں چھپے ہوئے مسلمانوں کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے حضرت زبیر گھاٹی کے قریب جو پہنچے تو ایک شخص نے اپنے ساتھیوں سے پکار کر کہا

لات و عزیٰ کی قسم یہ طویل القامت سوار یقیناً زبیر ہے تیار ہو جاؤ کر اس کا حملہ بہت خطرناک ہوتا ہے ان کی آن میں سب کمین گاہوں سے [illegible]

[illegible] کے وقت نہایت نازک تھا مگر آپ استقامت سے [illegible] کرتے ہوئے ثابت قدم رہے اور جنگ کے غزوات میں بھی آپ شریک رہے جملہ غزوات میں آپ کا مرتبہ بلند تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی آپ کو اہتمام میں شامل کیا۔ عہد فاروقی میں آپ شامی رزمگاہوں میں شریک رہے یرموک کی جنگ میں آپ جانبازی کے ساتھ رومی فوج کے قلب کو چیرتے ہوئے اس پار سے اس پار نکل گئے واپس پلٹتے وقت رومیوں نے بڑھ کر آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور زخمی میں ایک سخت مجروح کر دیا گلوئے مبارک پر ایسے گہرے زخم تھے کہ اچھے ہونے پر بھی گڑھے باقی رہ گئے مگر کمال یہ دیکھئے کہ پھر بھی آپ صحیح سالم نکل گئے۔

جنگ جمل میں شہادت

حضرت عثمان کی انتہائی جاں نثاری تھا آپ شریک تھے مگر اس عہد میں آپ نے کسی ملکی مہم میں حصہ نہ لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے انتخاب میں مفسدین کے جبر سے آپ نے با دل ناخواستہ بیعت کر لی چار ماہ تک قیام امن کا انتظار کرکے آپ خود رفع شورش کے لئے کھڑے ہو گئے اور حضرت عائشہ کی قیادت میں آپ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ایک عظیم الشان لشکر لیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مقابلہ پر بڑھے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب آپ سے چند باتیں کیں اور ایک حدیث کا حوالہ دیا تو سارا جوش ختم ہو گیا اور حق پرستی کے جذبہ سے مجبور ہو کر اپنی غلطی پر متنبہ ہوئے اور میدان جنگ سے باگیں اٹھا دیں نماز پڑھتے کھڑے ہوئے سجدہ میں گئے تو عمرو بن جرموز نے تلوار سے سر کاٹ لیا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے جو سر گیا تو بیتاب ہو گئے اور فرمایا اے ابن صفیہ کے قاتل تجھے جہنم کی بشارت ہو چونسٹھ برس کی عمر میں ۳۶ھ میں وصال ہوا اور وادی السباع میں دفن ہوئے بیوی بچوں سے بہت محبت تھی عبداللہ بن زبیر کو بچپن جنگ میں ساتھ لیجاتے تھے کہ بہادر ہو۔

دولت و ثروت کے باوجود معاشرت نہایت سادہ تھی لباس و غذا میں تکلف نہ ہوتا تھا آلات حرب میں البتہ تکلف جائز سمجھتے تھے آپ کی تلوار کا قبضہ نقرئی تھا۔ البتہ میدان جنگ میں ریشمی کپڑے پہنتے تھے سرکار دوعالم نے انہیں اس کی اجازت دیدی تھی کئی شادیاں کیں جن سے بہت اولاد ہوئی۔

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام و عظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جن سے احادیث رسول جمع ہوئیں

(ایک جدید کتاب خاص ہدی کیلئے)

زر بن حبیش ۔ ابو مریم اسدی کوفی جاہلیت میں بھی یہ ساٹھ برس زندہ رہے تھے اسلام میں بھی یہ ساٹھ برس رہے اور عبداللہ بن مسعود کے یہ مشہور قاری شاگردوں میں سے ہیں حضرت عمر سے انہوں نے حدیث سنی تھی اور ان سے بہت تابعیوں نے روایت کی ہے۔ زِر زا کی زیر اور ری کی تشدید کے ساتھ ہے۔ اور حبیش ح کی پیش اور ب کی زبر اور ی کی سکون کے ساتھ ہے۔

زرارہ بن ابی اوفی ۔ ابو حاجب حرشی قاضی بصرہ ابن عباس وغیرہ بہت سے صحابہ سے انہوں نے روایت کی ہے منجملہ اور روایتوں کے ایک یہ روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے یہ عرض کیا کہ حضور خدا کو سب عملوں سے زیادہ کونسا عمل محبوب ہے حضرت نے فرمایا الحال المرتحل اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حال المرتحل کون شخص ہے فرمایا وہ جو قرآن شریف کو اول سے پڑھنا شروع کرے اور جب آخر تک پہنچے تو اول سے پھر شروع کرے قتادہ اور عوف وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے ایک دفعہ یہ امام تھے اور قرأت کر رہے تھے جس وقت اس آیت پر پہنچے فاذا نقر فی الناقور تو فوراً ایک چیخ مار کر مر گئے ۹۳ھ میں یہ واقعہ ہوا زمانہ ولید بن عبدالملک میں۔

زیاد بن حدیر ان کی کنیت ابو مغیرہ اسدی کوفی ہے یہ تابعی ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور شعبی وغیرہ بہت لوگوں نے ان سے حدیث بیان کی ہے۔ حدیر ح کی پیش اور دال کی زبر اور ی کی سکون اور حرف آخر رے ہے۔

زید بن اسلم ان کی کنیت ابو اسامہ ہے اور یہ حضرت عمر بن خطاب کے آزاد کردہ تھے مشہور تابعین میں سے ہیں اور جماعت صحابہ سے انہوں نے اور ان سے ثوری اور ایوب سختیانی اور مالک اور ابن عیینہ نے روایت کی ہے وفات ان کی ۱۳۶ھ میں ہوئی ہے۔

زید بن طلحہ بن رکانہ زرقی ہے انھوں نے اور ان سے مالک نے جماعت نے روایت کی ہے۔

زید بن یحییٰ دمشقی ان سے انہوں نے اور ان سے احمد اور دارمی نے روایت کی ہے اور یہ ثقہ ہے۔

ابو الزبیر محمد بن مسلم کی ہے حکیم بن حزام کے آزاد کردہ اور دوسرے طبقہ کی تابعی تھے جابر بن عبداللہ سے انھوں نے اور ان سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے ۱۲۸ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو الزناد عبداللہ بن ذکوان مدنی قریشی ہیں انس سے انھوں نے حدیث سنی ہے اور ان سے مالک اور احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کی ہے بخاری نے کہا ہے کہ ابو الزناد ثقہ اور عالم تھے ان کی حدیث پر یقین کیا گیا ہے مشائخ کے حالات اور حدیث پر جرح و تعدیل سے ان کو پوری واقفیت تھی ۶۵ ہجری میں یہ پیدا ہوئے تھے اور قریب ۱۳۰ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

فصل صحابیہ عورتوں کے بیان میں

زینب بنت جحش ۔ یہ ام المومنین یعنی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مقدسہ ہیں ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب حضرت کی پھوپھی تھیں پہلے ان کے خاوند زید بن حارثہ تھے پھر جب انھوں نے ان کو طلاق دیدی تب حضرت نے خود ان سے شادی کی اور حضرت کے بعد حضرت کی بی بیوں میں سے سب سے پہلے ان کا انتقال ہوا تھا زینب موصوفہ کا اصلی نام برہ تھا بعد میں حضرت نے ان کا نام زینب رکھا تھا حضرت عائشہ ان کی شان میں فرماتی ہیں کہ زینب سے دینداری اور تقویٰ اور سچ بولنے میں کوئی عورت بڑھکر نہ تھی یہ سب سے زیادہ اپنے ہاتھ سے محنت کرتی تھیں اور خدا کی راہ میں بہت صدقہ دیتیں اور خدا کے حضور میں تقرب حاصل کرنے کے واسطے اپنی جان کو نیک کاموں میں لگاتی تھیں وفات ان کی شہر مدینہ میں ۲۰ھ و بقول بعض ۲۱ھ میں ہوئی عمر ان کی کل ۵۳ سال کی ہوئی حضرت عائشہ اور ام حبیبہ نے ان سے روایت کی ہے۔

زینب بنت عبداللہ بن معاویہ ثقفیہ ۔ یہ عبداللہ بن مسعود کی بیوی ہیں اور ان سے ان کے خاوند اور ابو سعید اور ابو ہریرہ نے روایت کی ہے۔

زینب بنت ابی سلمہ ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں ان کا نام برہ تھا جس کو بدل کر حضرت نے زینب نام رکھا تھا زمین حبشہ میں یہ پیدا ہوئی تھیں اور پہلے ان کے خاوند عبداللہ بن عبد تھے یہ اپنے زمانہ کی کل عورتوں سے زیادہ سمجھدار تھیں بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے اور واقعہ حرہ کے بعد ان کا انتقال ہوا ہے۔

فصل تابعیہ عورتوں کے بیان میں

زینب بنت کعب بن عجرہ انصاریہ یہ بنی سالم بن عوف میں سے ہیں اور تابعیہ ہیں۔

فصل صحابہ کے بیان میں

سعد بن ابی وقاص ۔ ان کی کنیت ابو اسحاق ہے اور ان کے والد کا نام مالک بن وہیب زہری قرشی ہے اور عشرہ مبشرہ میں سے یہ مصروف

[illegible] اسے اور اس [illegible] کرکے [illegible] [illegible] ایک [illegible]

بارگاہ احدیت سے عیدی ملی

آپ [illegible] شہاب الدین سہروردی کے خلیفہ مولانا [illegible] عراقی جیسے عالم و شاعر تھے دمشق میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا [illegible] ایک [illegible] قلندروں کا [illegible] ہوا ان میں ایک حسین لڑکے پر دل و جان سے عاشق ہو گئے اور ایسی وارفتگی طاری ہوئی کہ اپنے عالمانہ وقار کو نظر انداز کرکے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اور داڑھی مونچھیں منڈا کر انہیں قلندروں میں مل گئے اور ایک مدت بعد شہر بہ شہر گھومتے اور خراسان و ہمدان ہو کے [illegible] ملتان آن پہونچے مسافروں کے قیام کے لئے آپ کی وسیع خانقاہ سے بہتر کوئی جگہ نہ تھی جہاں ہر قسم کے آرام کے علاوہ کھانا بھی ملتا تھا چنانچہ یہ سب قلندر بھی یہیں ٹھہرے آپ نے مولانا کو پہچان کر مخفی طور پر ایسا اثر ڈالا کہ وہ آپ کے پاس آئے اور پھر نہ اٹھے اور تمام شب آپ ہی کے پاس رہے صبح کو وہ قلندر ملتان سے چلے تو شعلۂ عشق پھر بھڑکا وہ دوڑے اور انہیں [illegible] جنگل میں بھاگتے دوڑتے تلاش کرتے رہے لیکن شاہ موتی کو خانقاہ ہی میں پایا یہ حالت اضطراب دیکھکر شیخ الاسلام بہاء الدین [illegible] کو ترس آگیا محبت نے جوش مارا اسی وقت ہاتھ کر گلے لگایا اور ایک ہی نظر میں مولانا کا سینہ اس لڑکے کی محبت سے صاف کرکے محبت الٰہی بھر دی۔

بادشاہ جب نوازنے پر آتے ہیں تو ہنسنے والے ہی کو شکوہ کرنا ہی [illegible] پیدا ہو جاتا ہے غور سے سینہ لبریز کیا ملبوس خاص عطا فرمایا اپنی صاحبزادی سے شادی کی اور خلافت عطا کرکے دمشق بھیجا۔ یا شیخ الاسلام کا ایک مرید لاہور میں رہا کرتا تھا جسے آپ زندہ دل کہا کرتے تھے آپ لاہور تشریف لے گئے عید کا چاند دیکھنے نکلے ایک ہجوم اس وقت آپ کے ساتھ تھا چاند دیکھکر آپ نے اوپر نظر اور عرض کی کہ :-

بارالٰہا ! آج عید کا دن ہے چاند دیکھکر دوست دوستوں سے مل رہے ہیں مبارک سلامت کا شور برپا ہے میں بیچارہ تیرے سوا کسی کو بھی دوست نہیں رکھتا تجھے تو اپنے خزانہ غیب سے عیدی عطا کر " اسی وقت ایک پرچہ کاغذ پر بخط سبز لکھا ہوا اتھا آپ کے ہاتھ میں آگیا کہ دوست ہم نے تجھے آتش دوزخ سے تمام [illegible] زندہ دل، حاضر تھا بولا حضور! آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے عیدی دی ہے آپ ہمارے خدا سے کہیے کہ ہمیں عیدی عطا فرمائیں آپ مسکرائے اور یہ پرچہ اس کو عطا فرما دیا کہ آپ نے یہ کہکر وہ پرچہ لے لیا کہ بروز حشر آگ [illegible]

تصرفات وکمالات

سلطان التمش سریر آرائے حکومت ہوا تو سندھ ملتان کے حاکم [illegible] نے بغاوت کا علم بلند کرنا چاہا اور خفیہ طور پر تیاریوں میں مصروف ہوا سلطان حضرت قطب الدین صاحب کا مرید تھا اور [illegible] بہت تھا اس کی مدارت لازمی تھی اس لئے آپ نے اور قاضی ملتان نے ایک اطلاع خط سلطان [illegible] جو حاکم کے ہاتھ آگیا حاکم غضبناک ہوا قاضی کو تو اپنے قتل کا یقین ہو [illegible] بار نہ بچ سکی بار آپ سے دلیرانہ فرمایا کہ ہاں یہ خط میرا ہے جسے [illegible] تیری کیا مجال ہے جو میرا کچھ کر سکے یہ الفاظ کچھ اس جلال [illegible]

کیسے [illegible] بہاء الدین کے [illegible] [illegible] ملتانی ہی [illegible] خواجہ کمال الدین [illegible] [illegible] جہاز میں [illegible] طوفان میں گھر گئے ان کے پیر کا نام [illegible] کے [illegible] گیلانی [illegible] آپ [illegible] ہو گیا اور آپ غائب ہو گئے ہندوستان پہنچ کر [illegible] گیلانی کے ہاتھ سات [illegible] اشرفیاں [illegible] [illegible] الدین آپ [illegible] طوفان ہی کے وقت دیکھا تھا [illegible] پہچان لیا آپ نے تمام اشرفیاں اسی وقت راہ خدا میں لٹا دیں شیخ اس دریائے سخاوت کو دیکھکر [illegible] کا جناب کچھ لٹا کر فقیری لیلیٰ [illegible] اور کمال کو پہنچے۔

شیخ صدر الدین [illegible] کا بیان ہے کہ میں مولانا نجم الدین سے تفسیر پڑھتا تھا آپ نے پوچھا کیا پڑھتے ہو جواب میں تفسیر کشاف [illegible] بتایا انہیں چونکہ [illegible] ذکر الٰہی میں مشغول ہو ان کے استاد کو بھی [illegible] گزارات کو ہی [illegible] کتابیں خود بخود جل گئیں اور ان کی اور کتاب کو آنچ تک نہ لگی۔

سید جلال الدین شریف سرخ بخاری کو قیام ملتان میں اپنے ملک کی سرداری یاد آئی آپ نے نور باطن سے معلوم فرما کے خادم سے کہا کہ خانقاہ سے کوڑے اٹھا کر جھاڑ دو سے جھاڑ دو دینے کے بعد ہی [illegible] تھا اور [illegible] کی برابر ادب سے سید صاحب اور درویشوں نے خوب کھانے کھائے [illegible] تو فرمایا سید صاحب بخارا کی برف [illegible] ملتان [illegible] [illegible]

ملتان کی شہرت اور امیرانہ تمول

آپ نے ملتان کو [illegible] عظیم الشان خانقاہ اور رفیع المنزلت مدرسہ قائم کیا تھا خانقاہ میں [illegible] وسیع لنگر [illegible] بھی مدرسہ میں علوم ظاہری کی تعلیم دی جاتی تھی تمام اسلامی دنیا میں آپ کی عظمت کا شہرہ پھیلا ہوا تھا اور ایشیا بھر میں آپ کے مرید پھیلے ہوئے تھے خود کی بیشمار قومیں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئیں نو مسلموں کی امداد میں آپ لاکھوں روپیہ خرچ کرتے تھے اشاعت اسلام کی کام آپ نے [illegible] طریقہ پر شروع کر رکھا تھا خاص اور قابل ذکر امر یہ ہے کہ آپ امیرانہ زندگی بسر کرتے تھے [illegible] محلوں میں رہتے تھے کروڑوں روپے کی جائداد کے مالک تھے لاکھوں روپیہ [illegible] میں آتا تھا آپ صرف ایک مریدنے لنگر خانہ کے خرچ کے لئے [illegible] لاکھ اشرفیاں پیش کی تھیں آپ کے محل میں زربفت کے پردے آویزاں رہتے [illegible] فرش و فروش تھے رنگا رنگ چھپر کھٹ پر مخملیں تکیے نفیس لباس [illegible] [illegible] اسد [illegible] بابا صاحب کے پاس ہو کر آئے [illegible] بابا صاحب [illegible] سرحد صوبہ ملتان تک تو سلامت رہی لیکن آگے بڑھتے ہی [illegible] آپ کو پکارا اسی وقت ایک سوار نے غیب سے نمودار ہو کر [illegible] جو پہنچا تو فرمایا سرخ کمبل اتار دو کہ یہ شیخ کا لباس ہے [illegible] آپ کے پاس بے قیاس خزانہ ہے اس کا خیال نہیں اور [illegible] [illegible] میں [illegible] ہو گیا وہ احسان [illegible] نے [illegible] ختم ہو گیا ہوتا ایک دفعہ آپ حجرے میں مشغول عبادت تھے کہ آپ کے فرزند [illegible] کو ایک سربمہر خط [illegible] [illegible] کا وقت [illegible] حبیب [illegible] ملی ہو [illegible]

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گزشتہ)

اس خطبہ سے فارغ ہو کر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے اور لوگوں سے خدا و رسول کی اطاعت کی بیعت لینے لگے جب آپ مردوں کی بیعت سے فارغ ہو چکے تو حضرت عمر فاروق کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور فرمایا صفوان بن امیہ نے کہ میں داخل ہوتے وقت مزاحمت کی تھی اور پھر تاب مقاومت نہ لا کر فرار ہو گیا تھا عمیر بن وہب جو صفوان کی قوم کے تھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور صفوان کے لئے امان طلب کی آپ نے اسکو چار مہینے کی مہلت دیدی عکرمہ بن ابو جہل کو بھی آپ نے معاف کر دیا اور یہ دونوں جنگ حنین کے بعد بخوشی مسلمان ہو گئے۔

فتح مکہ کے بعد ہر طرح امن و امان قائم ہو گیا فتنہ و بد امنی کا دور ختم ہو گیا اور سارا ملک عرب مطیع ہو گیا۔ اب کفار و مشرکین کو اسلام کو اچھی طرح سوچنے سمجھنے کا موقعہ مل گیا اور وہ یکے بعد دیگرے بخوشی اسلام قبول کرتے رہے فتح مکہ کے بعد آپ نے شہر میں منادی کرادی کہ کوئی مسلمان اپنے گھر میں بت باقی نہ رہنے دے پھر آپ نے نواح مکہ کے مشہور بت توڑنے اور بتخانوں کو منہدم کرنے کے لئے چھوٹے چھوٹے دستے مختلف اطراف میں روانہ کر دیے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عرب بت پرستی اور بتوں کی جھوٹی خدائی سے پاک ہو گیا گھر گھر آسمانی بادشاہت قائم ہو گئی ہر شخص محبت وحدانیت الٰہی کے نشہ سے جھومنے لگا اور اسلام کا بول بالا ہو گیا۔

قبائل نصر جشم اور سعد کی جنگی تیاریاں

فتح مکہ کے بعد آپ کو مکہ میں پندرہ روز قیام کرنا پڑا۔ اسلامی قوانین کا اجراء و نفوذ فرماتے رہے۔ جب انصار کے دل میں اس قیام سے یہ خدشہ پیدا ہوا کہ شاید اب آپ مکہ ہی میں رہ جائینگے اور مدینہ واپس نہ آئینگے ادھر ان قبائل میں پریشانی اور کھلبلی مچ گئی جو نہ مسلمانوں کے حلیف تھے اور نہ قریش کے انھیں یہ فکر پیدا ہوئی کہ مسلمان مکہ کے بعد اب ہم پر حملہ آور ہوں گے چنانچہ اس خیال سے بنو ہوازن کے سردار مالک بن عوف نے بنو ہوازن اور بنو ثقیف کے تمام قبائل کو آمادہ جنگ کر لیا ان کے ساتھ قبائل نصر جشم اور سعد بھی شریک ہو گئے اور مقام اوطاس میں ایک لشکر عظیم جمع ہو گیا آنحضرت صلعم کو بھی اس اجتماع کی خبر لگی تو آپ نے عبد اللہ بن ابی حدرد کو بطور جاسوس خبر لینے کے لئے روانہ کر دیا انہوں نے جا کر تمام حالات معلوم کئے اور واپس آکر بیان کیا کہ دشمنوں کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اور وہ جنگ کے لئے ہر طرح مستعد و تیار ہیں چنانچہ آپ نے جنگ کی تیاری کا حکم دیدیا دس ہزار مہاجرین و انصار تو آپ کے ہمراہ مدینہ سے آئے تھے اور دو ہزار اہل مکہ میں سے ہو گئے اس طرح کل بارہ ہزار کا لشکر آپ کے ہمراہ مکہ سے روانہ ہو گیا۔

آپ کو قبائل جشم کو تھامنے کی ضرورت سمجھ رہے تھے ہو سکے وادی حنین میں جا بیٹھا دشمنوں نے جب اسلامی لشکر کی آمد سنی تو وہ وادی حنین کے دونوں جانب کمینگاہوں میں چھپ کر مسلمانوں کے لشکر کا انتظار کرنے لگے ابھی صبح کاذب کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی کہ دشمنوں نے کمینگاہوں سے نکل کر اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا اس اچانک حملہ کا یہ نتیجہ ہوا کہ نو مسلمان جو مکہ سے شامل ہوئے تھے اور ابھی ان میں اسلامی استقامت کے جوہر نہ پیدا ہوئے تھے سراسیمہ ہو گئے اور بدحواس باختہ ہو کر بھاگے ان کو دیکھ کر مسلمان بھی منتشر ہونے لگے آنحضرت صلعم وادی کی داہنی جانب تھے اور آپ کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عباس حضرت فضل بن عباس اور ابوسفیان بن الحرث ہی تھے آپ سفید خچر دلدل پر سوار تھے یہ افراتفری کی حالت دیکھ کر آپ نے بلند آواز سے فرمایا انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب اس آواز نے کسی قدر مسلمانوں کی ہمت بندھا دی پھر آپ نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ مسلمانوں کو بلائیں حضرت عباس نے ہر قبیلے کا نام لے لیکر آواز دینی شروع کی جس کو سنکر مسلمان واپس ہوئے مگر دشمنوں کے حائل ہو جانے کی وجہ سے آنحضرت صلعم تک نہ پہنچ سکے اور وہیں دشمنوں سے لڑتے رہے آپ نے اسلام کیلئے اپنے خچر کو آگے بڑھایا اور دشمنوں پر سخت حملہ کر کے سامنے سے بھگا دیا۔ حضور کا نعرہ تکبیر سنکر مسلمانوں کی بھی ہمت بڑھی اور جگری کے ساتھ دشمنوں پر حملے کرنے لگے اور تھوڑی ہی دیر میں نقشہ بدل گیا آخر دشمنوں کو کامل ہزیمت ہوئی ہوازن کے بہت سے آدمی مارے گئے اور میدان چھوڑ کر بھاگ گئے یہی حال بنو ثقیف کا ہوا۔ بڑے بڑے سردار مارے گئے لیکن ان کا سپہ سالار اعظم مالک بن عوف فرار ہو کر طائف چلا گیا اور طائف والوں نے مفرورین کو اپنے یہاں پناہ دیکر شہر کے دروازے بند کر لئے مال غنیمت میں چھ ہزار قیدی چوبیس ہزار اونٹ چالیس ہزار سے زیادہ بکریاں اور چار ہزار اوقیہ چاندی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔

طائف کا محاصرہ

مالک بن عوف جو فرار ہو گیا تھا اس کا مرکز چونکہ طائف ہی تھا اس لئے باقی دشمنوں کو (ختم کرنے کے لئے) آپ طائف کی طرف روانہ ہو گئے راستہ میں مالک بن عوف کا قلعہ تھا آپ نے اس کو منہدم کرا دیا پھر قلعہ اللقم کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اسکے بعد آپ طائف پہنچ گئے۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ طائف والے مقابلہ پر آمادہ ہیں اس لئے آپ نے طائف کا محاصرہ کر لیا یہ محاصرہ بیس روز تک جاری رہا اس محاصرہ کے دوران میں طائف کے گرد و نواح کے علاقوں سے مختلف قبائل کے لوگ آ آکر مسلمان ہوتے رہے۔ اس محاصرہ سے سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اس علاقہ میں اسلام پھیل گیا۔ محاصرہ جاری تھا کہ آنحضرت صلعم نے اس وقت طائف کی فتح کا منظور نہ سمجھکر وہاں سے مراجعت کا حکم دیا اور مقام جعرانہ میں آکر اسیران جنگ اور مال غنیمت کی تقسیم فرمائی اسی جگہ قبیلہ ہوازن کی جانب سے وفد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور

بھی واقل میں کہتے ہیں کہ یہ تیسرے مسلمان تھے اور اول ہی اول جب
ستر ہو برس کی ان کی عمر تھی اسلام لائے تھے اور خدا کے راستے میں انہوں
نے سب سے پہلے تیر ملایا ہے اور کل جہادوں میں بھی یہ شریک تھے قبولیت
دعا ان کی مشہور ہے اور لوگ اسی باعث سے ان سے خوف کرتے تھے کیونکہ
ان کو خوف تھا کہیں یہ بددعا نہ کردیں اور اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے یہ دعا فرمائی تھی کہ اے خدا تو ان کے
تیر کو نشانہ سے خطا نہ کیجیو اور ان کی دعا کو قبول فرمائیو اور ان کے اور
زبیر کے واسطے حضرت نے ابویں کو جمع فرمایا تھا یعنی ان میں سے
ہر ایک سے آپ نے کہا تھا ارم فداک ابی وامی اور ان دونوں کے
سوا اور کسی کے واسطے نہیں فرمایا۔ سعد موصوف پستہ قد اور بھاری اور
تمام بدن پر ان کے بال تھے۔ مدینہ کے قریب ان کے محل ہی میں ان کا
انتقال ہوا اور وہاں کے لوگ ان کو کندھوں پر مدینہ شریف لے گئے اور
مروان بن حکم نے جو ان دنوں مدینہ کا والی تھا آپ کے جنازہ کی نماز
پڑھائی اور ۵۵ھ میں آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئے اور کچھ اوپر ستر
برس کی آپ کی عمر تھی اور کل عشرہ مبشرہ میں سب سے پیچھے آپ ہی کا انتقال
ہوا ہے حضرت عمر اور عثمان نے ان کو کوفہ کا والی بنا دیا تھا بہت
صحابہ اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے۔

سعد بن معاذ انصاری اشہلی اوسی یہ مدینہ شریف میں پہلے اور دوسرے
عقبہ کے درمیان میں اسلام لائے تھے اور انھیں کے اسلام لانے سے کل بنی
عبدالاشہل مسلمان ہوئے اور یہ پہلا گھرانا تھا جو انصار میں مسلمان ہوا تھا الغرض
سعد موصوف کا حضور نے سید الانصار نام رکھا تھا کیونکہ یہ اپنی قوم کے
شریف اور صاحب حکم اور سردار تھے اور بزرگان صحابہ میں سے گنے جاتے
تھے اور بدر اور احد کی لڑائیوں میں حضرت کے ساتھ تھے خندق کی جنگ
میں ان کی رگ اکحل میں تیر لگا تھا جس کے سبب سے خون نہ تھما اور ایک مہینہ
کے بعد ذیقعدہ ۵ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ عمر ان کی ۳۷ برس
کی تھی جنت البقیع میں یہ مدفون ہوئے بہت صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔

سعد بن خولہ جنگ بدر میں شریک تھے اور حجۃ الوداع میں مکہ شریف
میں ان کا انتقال ہوا۔

سعد بن عبادہ ان کی کنیت ابو ثابت انصاری ساعدی خزرجی ہے
منجملہ بارہ نقیبوں کے یہ ایک نقیب اور انصار کے سردار اور رئیس تھے ان
کی ساری قوم ان کو مانتی تھی بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے وفات
حضرت عمر کے تیسرے سال ملک شام میں بمقام شہر حوران ۱۵ھ میں
اور بقول بعض ۱۱ھ خلافت حضرت ابوبکر میں ان کا انتقال ہوا۔
سب کا اتفاق ہے کہ یہ غسلخانہ میں مرے ہوئے پائے گئے تھے اور سارا
جسم ان کا سبز ہو گیا تھا اور کوئی شخص وہاں موجود نہ تھا اور لوگوں نے سنا
کہ کوئی یہ شعر پڑھتا ہے مگر کوئی پڑھنے والا دکھائی نہیں دیتا ہے

قتلنا سید الخزرج سعد بن عبادۃ ۔۔۔ ورمیناہ بسہمین فلم نخط فوادہ

ف یعنی تیر مار۔ تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ یہ عرب کا ایک محاورہ ہو
جو اظہار محبت کے وقت بولا جاتا ہے

اور سے زکوٰۃ کے عامل ان کو ... نے قتل کیا ہے

سعد بن ربیع انصاری خزرجی احد کی لڑائی میں یہ شہید ہوئے
اور ان کے اور عبدالرحمن بن عوف کے درمیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے بھائی چارہ کر دیا تھا۔ سعد موصوف اور خارجہ بن زید ایک قبر میں دفن
کیے گئے ہیں۔

سعید بن اطول جہنی حضرت کے صحابی تھے اور ان سے ان کے بیٹے
عبداللہ اور ابونضرہ نے روایت کی ہے۔

سعید بن زید ان کی کنیت ابوالاعور عدوی قرشی ہے اور یہ عشرہ
مبشرہ میں سے ہیں پہلے ہی زمانہ میں اسلام لائے تھے اور کل مواقع میں
حضرت کے ساتھ تھے سوائے بدر کے کہ اس وقت یہ طلحہ بن عبیداللہ
کے ساتھ قافلہ قریش کی خبر لینے کو گئے تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مال غنیمت میں ان کا حصہ لگایا تھا۔ حضرت عمر کی بہن فاطمہ ان کی
زوجہ تھیں جن کے باعث سے حضرت عمر مسلمان ہوئے تھے سعید موصوف
گندم گوں اور دراز قد تھے وفات ان کی مقام عقیق میں ہوئی اور وہاں
سے ان کا جنازہ لا کر مدینہ شریف میں جنت البقیع کے اندر ۵۱ھ میں دفن
کیا گیا عمر ان کی کچھ اوپر ستر برس کی تھی بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

سعید بن حریث قرشی مخزومی یہ فتح مکہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہمراہ تھے اور اس وقت ان کی پندرہ برس کی عمر تھی اور آخر میں کوفہ چلے
گئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ ان کی قبر
جزیرہ میں ہے اور ان کے کوئی اولاد نہ تھی ان کے بھائی عمرو نے ان سے روایت
کی ہے۔

سعید بن عاص قرشی جس سال میں حضور نے ہجرت فرمائی ہے اسی
سال میں یہ پیدا ہوئے تھے اور یہ شرفائے قریش اور ان لوگوں میں سے ہیں
جنہوں نے حضرت عثمان کے واسطے قرآن شریف لکھے تھے اور حضرت
عثمان نے ان کو کوفہ کا عامل کر دیا تھا ملک طبرستان انہی کا فتح کیا ہوا ہے
۵۹ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔

سعید بن سعد بن عبادہ بعض کہتے ہیں کہ ان کو حضرت کی صحبت
نصیب ہوئی تھی انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے ان کے بیٹے شرحبیل
اور ابو امامہ بن سہل نے روایت کی ہے واقدی وغیرہ کہتے ہیں کہ ان کا صحابی
ہونا صحیح ہے اور حضرت علی نے ان کو یمن کا والی کر دیا تھا۔

سبرہ بن معبد جہنی یہ مدینہ کے رہنے والے تھے اور ان سے ان کے
بیٹے ربیع نے روایت کی ہے۔ مصریوں میں ان کا شمار ہے۔
سبرہ س کی زبر اور ب کی سکون کے ساتھ ہے۔

سہل بن سعد ساعدی انصاری کنیت ان کی ابوالعباس ہے پہلے ان کا
نام حزن تھا پھر بعد میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل رکھا تھا جب حضور کا
انتقال ہوا ہے تو یہ پندرہ برس کے تھے اور جب ان کا انتقال ہوا ہے تو یہ
اکانوے اور بقول بعض اٹھانوے سال کے تھے ان کے بیٹے عباس اور زہری اور
ابو حازم نے ان سے روایت کی ہے مدینہ کے صحابہ میں سب سے پیچھے ان کا انتقال
ہوا ہے

محک تقدس

نوشتہ مولوی ریاست علی صاحب جیلانی!

قال اللہ تبارک وتعالیٰ فی القرآن القدیم الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

حضرات برادران ملت! میرے آجکل اس مضمون کا عنوان عربی زبان کے دو الفاظ سے مرکب ہے یعنی ایک محک اور دوسرا تقدس ان دونوں لفظوں میں سے پہلا لفظ محک کے معنے کسوٹی کے ہیں اور کسوٹی اس پتھر کو کہتے ہیں جس پر گھس کر کھرا اور کھوٹا سونا پرکھا جاتا ہے اور دوسرے لفظ تقدس کے معنی پاکی کے ہیں مگر پاکی کس چیز اور کن باتوں سے یا ناگوار ناپسندیدہ ناستودہ اور بحکم شریعت اسلام ناجائز اور حرام بلکہ مشکوک و مشتبہ چیزوں سے اس کے بعد یہ معلوم ہو ضروری بات ہے کہ انسان کے واسطے وہ کونسی چیزیں ہیں جو ناپاک اور حرام و ناجائز ہیں جن سے بچکر ایک انسان شان تقدس حاصل کر سکتا ہے اس کا مختصر مگر جامع جواب یہ ہے کہ جن باتوں کو قرآن پاک نے ناپاک حرام اور ناجائز قرار دیا ہو اور اگر تفصیل چاہتے ہو تو یوں سمجھو جیسے کفر و شرک کے بعد خلاف سنت و بدعات کی آلائش مثلاً ناجائز قتل و غارتگری۔ حرامخوری حرامکاری قماربازی۔ شراب نوشی۔ چوری۔ رہزنی جھوٹ۔ غیبت۔ بہتان۔ مکر۔ دغا فریب بے ایمانی۔ بد دیانتی۔ بدعہدی۔ بدمعاملگی۔ بداندیشی۔ بدکاری مردم آزاری بے رحمی ترک نماز۔ ترک روزہ۔ ترک زکوٰۃ و خیرات و صدقات اور ترک حج وغیرہ وغیرہ۔

ان اقسام کی تمام باتوں اور چیزوں سے بچنا اور پرہیز کرنا تقدس ہے آیت کلام مجید میں نے اوپر تلاوت کی ہے چھٹے پارہ کے پانچویں رکوع میں ہے اس میں اللہ تبارک و تعالےٰ نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا ہے کہ "آج کے دن ہم نے تمہارے واسطے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تم پر پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا"۔ اگرچہ اس آیت میں مخاطب صرف حضور ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا گیا ہے مگر اس کا حکم عام ہے اور اس مخاطبت میں تمام امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہے اگرچہ کہیں کے رہنے والے ہوں۔

اس آیت میں باری تعالےٰ جل جلالہ و عم نوالہ و تقدس اسمائہ نے ہم تمام مسلمانوں سے صاف طور پر فرما دیا کہ ہم نے تمہارے تقدس حاصل کرنے کے تمام طریقے قرآن پاک میں مفصل طور پر بیان کر کے تمہارے واسطے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے اس میں کسی قسم کی خامی اور کسر باقی نہیں رہی جو قیامت تک کے واسطے کافی ہے پس اگر تم تقدس حاصل کرنا اور مقدس بننا چاہتے ہو تو بس قرآن پاک اور کمل تعلیمات قرآنی کے تمام احکام پر صدق دل سے ایمان لاؤ کسی قسم کا شک و شبہ نہ کرو صدق و خلوص کے ساتھ ان تمام احکام پر عمل کرو تم دین و دنیا میں مقدس ہو جاؤ گے اور میں سمجھتا ہوں کہ اچھا بدلہ اور صلہ پاؤ گا۔

تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو حضور خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ دوم حضرت سیدنا فاروق اعظم عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ رونے لگے حضور خاتم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے عمر کیوں روتے ہو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہم تو اپنے دین اور اپنے پاک ہونے کے لئے اور زیادتی کے خواہشمند تھے۔ اب جو اس کی تکمیل ہو گئی اور یہ ظاہر ہے کہ جو چیز کمال کو پہنچ جاتی ہے اس کے بعد پھر زوال اور نقصان کے اور کوئی مرتبہ نہیں چنانچہ یہی ہوا کہ اس آیت کے نزول کے بعد جو سب سے بڑا نقصان ہوا وہ یہ تھا کہ ہم میں سے حضور ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ گئے یعنی اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی روز تک اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز عالم رہے اس کے بعد ہماری آنکھوں سے اوجھل ہو کر اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ حضور خاتم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے کسی کے تقدس کو پرکھنے کی کسوٹی کلام ربانی اور اپنی احادیث جن کے مجموعہ کو شریعت اسلامی یا قانون اسلامی کہا جاتا ہے چھوڑ گئے ہیں جس کے ذریعہ سے ہر ایک مقدس صورت بزرگ کا تقدس پرکھا اور جانچا جا سکتا ہے۔

پس حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مقدس سے لیکر قیامت تک ہر مقدس صورت شخص کے واسطے قرآن و حدیث یعنی اس کے احکام بجا لانا تقدس کی ایک اعلیٰ کسوٹی ہے جس شخص نے ان احکام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پابندی کی وہ شخص باعتبار دیگر اشخاص کے مقدس اور مقتدر ہوگا۔

ان احکام میں جو حصول تقدس میں کام دیتے ہیں سب سے اہم اور اعظم حکم تو عقائد کا ہے اور عقائد کے اندر سب سے بڑی چیز توحید باری تعالےٰ عز اسمہ ہے جس کی نسبت حضور خاتم الانبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے وحدوا اللہ فان التوحید راس الطاعات یعنی خدا کو ایک جانو کیونکہ خدا کا ایک جاننا اور سمجھنا تمام اقسام کی عبادات و ریاضات سے اعلیٰ و افضل عبادت و ریاضت ہے۔ اور واضح رہے کہ سب سے بڑا معیار تقدس بھی یہی توحید ہے جس نے جس قدر اس کے سمجھنے میں کمی کی تقدس میں اتنا ہی کم رہا گو بصورت ظاہر مقدس معلوم ہوتا ہو۔

توحید باری تعالےٰ کا انحصار صرف اسی پر نہیں ہے کہ خدا ایک ہے اور بس نہیں بلکہ یہ بھی تسلیم کرنا ضروری ہے کہ خدا اللہ ایک اور یکتا ہونے کے مالک الملک لاشریک لہ ہے قدیر ہے سمیع ہے بصیر ہے قادر ہے علیم بذات الصدور ہے خلق کا حاجت روا مشکل کشا ہے ہم عزت و دولت دینے والا ہے اپنے ہر چاہنے کی پوری قدرت رکھتا ہے وہی مرادیں پوری کرتا ہے روزی رزق دینے والا اور اولاد دینے والا اس کو زندہ رکھنے والا اور لائق عبادت کے وہی ایک ذات پاک باری تعالےٰ ہی ہے اس کے سوا اس کے کارخانے میں کسی کو ایک تنکا تک کے برابر بھی کچھ اختیار نہیں ہے اگر وہ کسی کو کچھ نقصان پہنچانا

ظہر کے وقت جبکہ مسلمان نمازِ ظہر کے لئے جمع ہوں گے اس وقت اپنی درخواست پیش کرنا چنانچہ آپ نے نمازِ ظہر کے بعد مجمع عام سے فرمایا کہ خاندان ہاشم کے جو قیدی میرے اور عبدالمطلب کے حصہ میں آئے ہیں ان کو آزاد کرتا ہوں ان کا بچے ہمراہ لیجاؤ اس حکم کو سنکر تمام مہاجرین و انصار نے اپنے اپنے قیدیوں کو آزاد کر دیا اور اس طرح چھ ہزار قیدی فدیہ کے بغیر آزاد ہو گئے

ان قیدیوں میں ایک عورت شیما تھی جب یہ قیدی آپ کے سامنے پیش ہوئے تو شیما نے کہا کہ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں اور میرا نام شیما ہے حضور صلعم نے فرمایا اس کا کیا ثبوت ہے انہوں نے اپنی پیٹھ کھول کر دکھائی اور کہا اے رسول اللہ آپ نے ایک دفعہ بچپن میں میرے کاٹا تھا آپ یہ نشان دیکھکر رو پڑے اور فرمایا اس کا نشان اب تک موجود ہے پھر قریب بٹھایا اور محبت سے باتیں کیں۔ پھر آپ نے اپنی چادر بچھا دی اس پر بٹھایا اور فرمایا بہن چاہو میرے ساتھ رہو بہت سی بکریاں اور اونٹ انعام میں دیکر انکو گھر جانا پسند کیا اور آپ نے ان کو عزت و احترام کے ساتھ بھجوا دیا۔

مالِ غنیمت کے بارے میں انصار کی چہ میگوئیاں

مقام جعرانہ میں پہنچکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت تقسیم فرمایا چونکہ مکہ والے مولفۃ القلوب تھے اس لئے اولین میں زیادہ رقمیں دیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی اور دلنوازی ہو مکہ والے اکثر آپ کے رشتہ دار اور ہم وطن تھے انصار کے بعض نوجوانوں کو حضرت میں یہ بات کھٹک گئی اور وہ آپس میں چہ میگوئیاں کرنے لگے کہ آپ نے عطایا میں اپنے رشتہ داروں اور ہم وطنوں کو بلا استحقاق مال دیدیا اور ہم کو معمولی حصہ دیا حالانکہ عطیات کے ہم زیادہ مستحق تھے آپ کے تک بھی یہ خبر پہنچ گئی اس کے بعد حضور میں اور انصار میں جو سوال و جواب اور ایمان افروز گفتگو ہوئی وہ نظم میں ملاحظہ ہو جسکو مولانا سیماب اکبرآبادی نے اپنے انداز میں خوب نظم کیا ہے سنیئے

سنا حضور نے یہ ماجرا جو لوگوں سے … تو چل کے خیمہ میں آکر ہوئے ذرا فروز
بلایا سامنے انصار کو وہ آ بیٹھے … پھر ان سے آپ نے سارا یہ ماجرا پوچھا
وہ بولے کام ہے یہ دل چلے جوانوں کا … کسی نے جوش طبیعت میں کہدیا ہو گا
بزرگ قوم نہیں کرتی بدگمانی یہ … خموش ہیں جو ہیں انصار سر کشیدہ
کسی نے یوں کہا سچ سنا تو پھر … درست ہے کہ ہیں انصار آج رنجیدہ
حضور نے یہ بات فکر و غور کیا … پھر آپ نے یہ وہاں ان کے سامنے خطبہ
میں پوچھتا ہوں ذرا تم سے ایسا … جواب دو میری ہر بات کا مگر سچا
تم اس سے پہلے تھے گمراہ کیا یہ ٹھیک نہیں … خدا نے مجھکو بنایا تمہارا رہنما
تم اس سے پہلے تھے آوارہ و پراگندہ … خدا نے مجھکو عطا بخش اتفاق کیا
تم اس سے پہلے تھے مفلس غریب و محتاج … خدا نے میری وجہ سے دیا امیر بنا
حضور کہتے جو بات اس پہ ہاتھ … خدا کا فضل تھا اور مصطفیٰ کا
ملک کہتے تھے ان خدا اور اس کا رسول … سب پہ ہے جسکے ہمارے سر پر

پیمبر نے کہا اب بات مختصر ابلا … کہ سب ہیں
کہ اے انصار یہ وقت … مصیبت پہ
جو ہم پہ ہے ان … کہ اے انصار کیا ہے وقت رنج و غم
جو ہم پہ ہے لوگوں نے … کہ اے انصار یہ وقت دلی درد جگر
غریب اور ہلاک نہ دو … جواب مجھے تم سنو گے کانوں سے
کہوں کا ہم کہ جو کہتے ہو … مگر خدا یہ بتا میں تو مشتر انصار
کہ کیا پسند نہیں ان کو … کہ لوگ بکریاں اونٹ اور سیم و زر لیجائیں
وہ اپنے گھر میں اور تم لے جاؤ … یہیں کے جیج اٹھے مجمع سے انصار
کہا کہ ہم کو تو درکار ہے رسول … بہت سے روئے کہ تر ہو گئی داڑھی
مرد پہ اپنے بیت سے ہوئے … کسی کو جذب تھا درست ہو رہا تھا کوئی
زبان حال سے کہتی ہے نظر پرنم

جو تیرے کوچہ میں بستر لگائے بیٹھے ہیں
نہ ہاتھ دونوں جہان سے اٹھائے بیٹھے ہیں

سنی جو آپ نے انصار کی یہ تقریریں … تو جوش دل کو کیا دور چھپکے فرما
جو لوگ ہیں میرے ہمراہ آج نومسلم … کچھ ان کو حق کی بنا پر نہیں دیا
مگر ہے اس سے غرض ان قلوب کی تالیف … ابھی جھکے ہوا اسلام کی طرف مجھ

پھر آپ نے فرمایا کہ اگر ہجرت ایک تقدیری حکم نہ ہوتا تو میں بھی انصار ہی شامل ہوتا اگر انصار ایک راستہ پر چلیں اور دوسرے لوگ اور راستہ اختیار کریں تو میں یقیناً انصار کا راستہ اختیار کروں گا اس کے بعد آپ نے یوں دعا کی اے اللہ! انصار اور انصار کے لڑکوں پر رحم کر۔ سرور کائنات کی اس عزت افزائی اور دلنوازی سے انصار کو کتنی خوشی ہوئی ہوگی! اس کا اندازہ ہماری قدرت سے باہر ہے۔

جعرانہ سے دوبارہ مکہ میں داخلہ

اس کے بعد آپ جعرانہ سے مکہ کے عمرہ کی نیت حرم پاک میں ساختہ تشریف لائے عمرہ کی ادائیگی کے بعد آپ نے عتاب بن اسید کو مکہ کا عامل مقرر کیا اور معاذ بن جبل کو بغرض تعلیم قرآن مکہ والوں کے پاس چھوڑ دیا اور خود مہاجرین و انصار کے ساتھ مدینہ کو روانہ ہو گئے ۲۴ ذیقعدہ ۸ھ کو آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

یہاں عروہ بن مسعود ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مشرف باسلام ہو گئے اور عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنی قوم میں جاکر تبلیغ اسلام کروں آپ نے فرمایا کہ تیری قوم کو اس بات کا غرور ہے کہ مسلمان ان کو فتح نہیں کر سکے اگر تم ان کو اسلام کی دعوت دوگے تو وہ تم کو قتل کر دیں گے عروہ نے کہا میری قوم مجھ سے محبت کرتی ہے مجھے امید ہے کہ میری قوم میری اطاعت کرے گی اور میری مخالفت نہ کریگی غرض ان کے اصرار پر آپ نے اجازت دیدی یہ اجازت لیکر طائف میں آئے اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل طائف کو اسلام کی دعوت دی یہ سنتے ہی طائف والے سخت برہم ہوئے اور ان پر تیر برسانے لگے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے نزع کے وقت ان کے عزیزوں نے پوچھا کہ تم اپنے خون کے بارے میں کیا کہتے ہو تو انہوں نے کہا کہ یہ خدا کا انعام ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے شہادت نصیب کی میرے ساتھ ان شہیدوں کے ساتھ دفن کرنا جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ شہید ہوئے

ایک دفعہ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت مبارکہ میں ایک شخص نے ایک شخص کی بہت تعریف کی آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم اس کا پڑوسی ہے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا کیا تم اس کے ساتھ سفر میں ساتھ رہا عرض کیا نہیں پھر آپ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے اور اس کے کبھی کوئی معاملہ بیع و شرا کا ہوا ہے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو شاید تم نے اس کو یہ دیکھا ہوگا کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مسجد میں زیادہ حاضر باش رہتے ہیں عرض کیا جی ہاں یہی بات ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان باتوں سے یہ خیال کرنا چاہئے کہ فی الواقع یہ شخص مقدس ہے جب تک معاملات میں وہ سچا نہ ہو۔

درحقیقت انسان کے واسطے معاملات کی صفائی اور سچائی اس کے نیک اور مقدس ہونے کی جانچ کے واسطے ایک بہت بڑی کسوٹی ہے۔

آہ ہم میں بہت باوجود مقطع صورت و شکل کے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو اپنے کو سچا اور پکا مسلمان بتاتے ہیں مگر رشوت لیتے ہیں، سود کھاتے ہیں جا بجا حیلے ہیں شراب پیتے ہیں چوری کرتے ہیں ملک ایک دو دو بیویوں پر اپنا ایمان بیچ کر عدالتوں میں جا کر حلف جھوٹی گواہیاں دیتے ہیں اور طرہ یہ کہ ان پر ہوں مریدین و معتقدین بھی سمجھے رہتے ہیں کہ میاں صاحب یا مولانا صاحب نے جو کچھ فرمایا اور جو کچھ کیا وہی حق ہے۔ جب ہماری یہ حالت ہو گئی اور ہم شیطانوں کے آلہ میں شکار کھیلنے لگے تو ہمارے تمام جو سو برس کے ہم میں نہ وہ اولوالعزمیاں باقی رہیں نہ وہ ہمارے مضبوط عہد رہ گئے اور نہ اپنے اقوال کے پابند رہے یہی سب سے بڑا سبب ہماری ذلت و نکبت کا ہے اللہ نے اپنا قانون قرآن پاک ہمارے مقدس بنانے کو ہم پر نازل کر دیا اور اس کے پیغمبر حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اسوۂ حسنہ اور ارشادات سے اس ربانی قانون کی تشریح کر دی غرضکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنی تمام نعمتیں پوری کر دیں اس لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر سچ پوچھو تو بری الذمہ ہو گئے اب ہم جب تک اس قانون قرآن پاک کے رجوعین نہ بنائیں اور اوامر و نواہی پر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا نہ ہوں گے اور خلوص صدق کے ساتھ احکام خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نہ چلیں گے مقدس ہونا تو بڑی بات ہے ہمارے مسلمان ہونے میں بھی کلام ہو سکتا ہے۔ ہاں جب تک ہم مکروہات دنیا اور بدعات زمانہ سے قطعی طور پر احتراز نہ کریں گے اور اپنے دلوں میں صدق و اخلاص کی شان نہ پیدا کریں گے اور پھر وہ کام جو شریعت اسلام کے تحت میں ہیں بصدق دل نہ کئے جائیں گے اس وقت تک نہ ہمارے دین کے کام درست ہو سکتے ہیں اور نہ دنیا کے نہ ہماری عبادتوں کا کچھ اثر ہم پر ہوگا۔ تقدس کے جانچنے کی سب سے بہتر کسوٹی صدق ہے کیا کوئی شخص ہمارے حضور سے زیادہ مقدس ہوا یا ہو سکتا ہے میرا ایمان ہے کہ نہ ہوا ہے اور نہ آئندہ کبھی قیامت تک ہوگا پھر اپنی نبوت کے جانچنے کے واسطے قریش مکہ کے سامنے کونسی کسوٹی پیش کی تھی کیا وہ صداقت نہ تھی آپ نے قریش مکہ سے فرمایا کہ تم مجھ کو معاملہ کرنے اور گفتگو میں کیا سمجھتے ہو سچا یا جھوٹا؟

اس پر سب نے یک زبان کہا کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا ہی پایا اور قرآن پاک میں حضور کے بعد صدیقین ہی کا مرتبہ ہے صداقت صدیق کا درجہ بلند کر دیا ہے اصل حقیقت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بنا اسی صداقت پر ہے۔

اگر کوئی شخص محض بہ ظاہر ریا کاری و نمود و حصول عزت دنیاوی کے واسطے نیک اعمال ہو تو ایسے شخص کا شمار مقدسین میں نہیں ہو سکتا امت محمدیہ کی فضیلت اور دیگر امتوں پر محض اسی وجہ سے ہے کہ اس نے صداقت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں تمام امم سابقہ سے زیادہ حصہ لیا چنانچہ قرآن میں ارشاد ہوا ہے کہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنہون عن المنکر و تؤمنون باللہ یعنی تم تمام امتوں سے اس لئے بہتر ہو کہ لوگوں کو اچھے کام کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور صدق دل سے اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو مسلمان مسلمان میں خلاف حق بات دیکھے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے روکے اگر اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے منع کرے اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو اپنے دل ہی میں برا سمجھے اور یہ ظاہر ہے کہ برے کام کا ترک جو تا ہو وہ نہ کمال سے جو شخص خود نماز کا پابند نہ ہو اس کی نصیحت کا لوگوں پر کیا اثر ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ آجکل علماء کے مواعظ اور لیکچراروں کے لیکچر اور مضامین نگاروں کے مضامین کا ہمارے قلوب پر اثر نہیں ہوتا کیونکہ وہ خود عامل نہیں ہوتے۔

حضور کے زمانہ کا واقعہ ہے کہ ایک عورت نفس سے مغلوب ہو کر زنا کے فعل میں مبتلا ہو گئی اگرچہ اس کے اس فعل کی کسی کو خبر بھی نہ تھی مگر وہ محض صداقت کی وجہ سے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے جرم کی مقر ہو کر سزا پانے کی خواہش کی مگر چونکہ اس کے حمل تھا۔ اس وجہ سے وہ اس وقت سنگسار ہونے سے بچ گئی مگر بعد وضع حمل کے خود آکر سنگسار ہو گئی اللہ اکبر کیا صداقت تھی کیا آجکل کا مقدس بزرگ اپنے میں ایسی صداقت رکھتا ہے۔

حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صداقت ملاحظہ فرمائیے کہ اپنے نور نظر اور چہیتے بیٹے کو خلاف شریعت کام کی بنا پر مجمع عام میں اپنے ہاتھ سے سو درے مارے یہاں تک کہ اسی آزار میں بیٹے کا انتقال بھی ہو گیا مگر آپ نے کوئی رو رعایت روا نہ رکھی۔

خلیفہ مامون الرشید کے زمانہ خلافت میں مسئلہ خلق قرآن میں یہاں تک شدت کی نوبت جب پہنچ گئی اور لوگوں کو مجبور کیا جانے لگا کہ حدوث قرآن کا اقرار کریں اور جو اس مسئلہ سے انکار کرتا اس کو طرح طرح کے عذاب میں مبتلا کیا جانے لگا حتیٰ کہ حضرت امام احمد حنبل کو اس مسئلہ کے انکار کی بنا پر قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ ایسے پر آشوب زمانہ میں حضرت شیخ عبدالعزیز بن یحییٰ الکنانی یہ خبر پاکر مکہ معظمہ سے چل کر بغداد تشریف لائے اور دار الخلافت کی جامع مسجد میں مسئلہ خلق پر بحث کیا اور بالآخر یہ بھی گرفتار ہو گئے اور دربار مامون الرشید میں پہنچا دیئے گئے مامون الرشید کے سامنے بھی صداقت کا دامن نہ چھوٹا آخر اس صداقت پسندی کا نتیجہ یہ نکلا کہ خود مامون الرشید کو خود اس مسئلہ خلق قرآن سے انکار کرنا پڑا۔ یہ ہیں وہ مقدسین جن کی مثال آج کل بڑے سے بڑے میں نہیں ملتی۔ آخر میں میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے مضمون میں کسی بزرگ پر حملہ نہیں کیا البتہ میری نظر میں چند ایسی ہستیاں ہیں ضرور جو اپنے کو تقدس کے پردہ میں ہمیں نہیں معلوم کیا عمل کرتے رہتے ہیں میں دعا کرتا ہوں اور ناظرین بھی دعا کریں کہ اللہ ایسے حضرات کو نیک عمل کرنے اور اس مقدس شکل و صورت میں برے اعمال شنیع سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین۔

چاہے تو بھی اس کو روک نہیں سکتا اور اگر وہ کسی کو نفع پہنچانا چاہے تو بھی کوئی اس کو منع نہیں کر سکتا وہ مالک و مختار ہے اس کے کاموں میں چون و چرا کی مطلق گنجائش نہیں ہے اور مسلمانوں کا ہر تمام مسلمانوں کو اسی عقیدہ کے ساتھ زندہ رکھے اور اسی عقیدہ کے ساتھ اپنے جوارِ رحمت میں بلالے۔

اس توحید الٰہی کے بعد اللہ کے فرشتوں پر اس کی تمام کتابوں پر اس کے پیغمبروں پر نیز قیامت کے دن پر، ہر نیکی و بدی کا خدا کی قدرت سے ہونے پر مرنے کے بعد اپنے اچھے برے اعمال کی جزا و سزا پر قبر میں سوال نکیرین پر عذاب قبر پر جنت دوزخ پر پل صراط پر حوض کوثر پر بھی ایمان لانا ضروری بلکہ اشد ضروری ہے اس کے ساتھ ہی اس بات کا قائل ہونا بھی نہایت ضروری بات ہے کہ حضور سرورِ عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں خاتم المرسلین ہیں آپ کے بعد نبوت اور رسالت کا دروازہ قیامت تک کے واسطے بند ہو گیا اب تا قیامت کوئی نبی و رسول پیدا نہ ہوگا اگر کوئی شخص حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوے نبوت و رسالت کا کرے وہ جھوٹا دغاباز مکار فریبی اور خارج از اسلام ہے اور جو شخص ایسے دعویدار نبوت و رسالت کا قائل ہو اس کو بھی خارج از اسلام سمجھنا چاہیے۔

دنیا میں بہت سے ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو خدا کی توحید کے تو قائل ہیں مگر رسولوں کی رسالت کے قائل نہیں ہوتے اور یہ چاہتے ہیں کہ ہم خدا و رسول کے درمیان میں ایک جداگانہ نیا راستہ اختیار کریں اور صرف خدا کے قائل ہو کر خدا رسیدہ اور مقبول و مقدس ہو جائیں ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بالکل ناممکن ہے کیونکہ جب تک خدا کے بتائے احکام پر عمل نہیں کرتے جو رسولوں کی معرفت بندوں کو پہنچے ہیں اور حاضری دربار رب العالمین سے واقفیت ہی نہ ہوگی جو یہ رسول اپنے اعمال سے بتاتے ہیں تو پھر کس طرح حضوری میں ہونا ممکن ہو سکتا ہے ایسے لوگ بہ نص قرآنی مسلمان نہیں ہوتے دیکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے کہ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولئک ھم الکافرون حقا یعنی بیشک وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کرتے ہیں اور ارادہ کرتے ہیں کہ خدا اور اس کے درمیان فرق کر دیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض احکام پر ایمان لائیں گے اور بعض پر ایمان نہیں لائیں گے اور یہ چاہتے ہیں ان لوگوں (خدا و رسولوں) کے درمیان ایک نیا اور جداگانہ راستہ نکالیں بیشک ایسے تمام لوگ کافر ہیں۔

پس مسلمان اور مقدس بننے کے واسطے توحید باری تعالیٰ کے ساتھ تمام انبیاء سیدنا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خصوصاً حضور خاتم رسالت و النبوت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور رسالت کا قائل ہونا اور تسلیم کرنا اور آپ کو خاتم النبیین والمرسلین ماننا ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی یعنی قرآن پاک وہ خاتم الکتب ہے اس کے احکام و اوامر و نواہی ایسے کامل و مکمل ہیں کہ اس کے بعد کسی

تک کسی اور کتاب اور نئے احکام کے نازل ہونے کی ضرورت نہیں رہی اور نہ بعد نزول قرآن پاک کے کوئی نئی کتاب منجانب اللہ نازل ہوگی تمام مسلمانوں پر اس کے احکام کی پابندی فرض ہے۔

پس جب یہ باتیں قلب مومن میں پورا یقین پیدا کر دیں تو روحانی ترقی کے حصول کی عملی صورت کے ظہور کا وقت آ گیا جس کے واسطے تمام واجبات سے مقدم نماز پنجگانہ کے علاوہ بھی جس قدر نوافل پڑھی جا سکیں رمضان المبارک کے روزے بشرط نیت و تندرستی و بشرط تمول ادائے زکوٰۃ و بشرط استطاعت تمام عمر میں ایک دفعہ حج کرنا۔ اگر مقدرت ہو تو اور بھی حج کئے جا سکتے ہیں جو نوافل کے درجہ میں ہوں گے کیونکہ تمام عمر فرض حج ایک ہی بار کرنا ہے۔

ان ارکان چارگانہ کے بعد اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک امر و نہی کے سامنے بخلوص نیت اور صدق دل سے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ان اوامر و نواہی پر عمل کرنا اور برائیوں سے پرہیز کرنا ہے جس سے قلب میں ایک نور پیدا ہوگا جو اچھے اور برے کام کے سمجھنے میں مدد دیگا پھر تو برے کاموں کے خیال سے ظلمت اور اچھے کاموں کے خیال سے نورانیت کا احساس ہونا شروع ہو جائے گا۔ پس جن لوگوں میں یہ بات پیدا ہو جائے تو سمجھنا چاہیے کہ یہ لوگ مقدس ہیں مگر اس کے ساتھ ہی اس کے سمجھنے کے واسطے اور پہچاننے کے لیے اپنے قلب میں بھی استعداد کا ہونا ضروری ہے جس کی پاکیزگی سے کوئی مقدس شخص پہچانا جا سکے ورنہ مقدسین کو پہچاننا بہت مشکل کام ہے عام مسلمان نہیں پہچان سکتے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اولیائی تحت قبائی لا یعرفھم غیری یعنی میرے دوست میری قبا کے اندر پوشیدہ ہیں بس میں ہی ان کی حقیقت کو جانتا ہوں میرے سوا ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا۔

پس تقدس کی کسوٹی شریعت اسلام کی پابندی کا نام ہے اسی کے ذریعہ سے کسی کے تقدس کو پرکھا جا سکتا ہے اور یہ کسوٹی دو امور یعنی عبادت و دیانت اور معاملات پر مشتمل ہے۔ اس سے پہلے جس قدر امور بیان کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر وہ امور ہیں جو خاص خدا کی عبادت سے تعلق رکھتے ہیں اب ان امور کو بیان کیا جاتا ہے جو معاملات کے متعلق یعنی باہم انسانوں کے معاملات بیع و شرا نکاح و طلاق حاکمی و محکومی اور طرز معاشرت کے ہوتے ہیں ان میں بھی خدا کی مرضی اور جو ان کے متعلق اوامر و نواہی شریعت اسلامی میں ہیں ان کی پابندی کرنے کا اہتمام کرنا نہایت ضروری ہے جو مقدس بننے کے لئے بدنی عبادت سے بہت زیادہ کام دینے والے ہیں مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں بہت کم حضرات ایسے ہیں کہ جو باوجود مقدس صورت و لباس کے اس کسوٹی پر کھرے ثابت ہوں الا ماشاء اللہ البتہ ایسے حضرات آپ کو بہت نظر آئیں گے جو نمازیں بہت اور اوراد و وظائف بکثرت پڑھتے ہوں گے اور طوطے کی طرح قرآن پاک کی تلاوت بلا لحاظ صحیح و غلط کرتے ہوں گے وہ حضرات بھی ہوں گے [illegible] ان کو پکارا [illegible] گے اور اپنے تقدس کے اظہار کے لئے مقدس صورت و لباس بھی [illegible] گے [illegible] کو وعظ و نصیحت بھی کرتے ہوں گے مگر جب آپ ان کے کاروبار اور معاملات پر نظر ڈالیں گے تو وہ نہایت [illegible] معلوم ہوں گے۔ [illegible]

ہر شعبہ میں دونوں ہی مختلف کا حال ایک ہی ہے وہ سب کے سب بنیادی طور پر ساتھ کسی چیز کے طالب ہیں جو ان کے درد کا درمان کرے مگر انہیں خبر نہیں ہے کہ ان کا مطلوب کیا ہے اور کہاں ہے۔

یہ وقت ہے کہ مغربی قوموں کے سامنے قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ پیش کیا جائے اور انہیں بتلایا جائے کہ یہ ہے وہ مطلوب جس کی طلب میں تم لوگ بے قرار ہیں یہ ہے وہ راحت جس کے تم پیاسے ہو یہ ہے وہ شجر طیب جس کی اصل بھی صالح ہے اور شاخیں بھی صالح جس کے پھول خوشبودار بھی ہیں اور جس کے پھل میٹھے بھی ہیں اور جان بخش بھی جس کی ہوا لطیف بھی ہے اور روح پرور بھی یہاں تم کو حکمت ملے گی یہاں تم کو فکر و نظر کے لئے ایک صحیح نقطہ آغاز ملے گا یہاں تم کو وہ علم ملے گا جو نظری اور عملی دونوں قسم کے علوم کو ایک مستقیم مستحکم بنیاد فراہم کرتا ہے یہاں تم کو وہ ایمان ملے گا جو انسانی سیرت کی بہترین تشکیل کرتا ہے یہاں تم کو وہ روحانیت ملے گی جو راہبوں اور سنیاسیوں کے لئے نہیں بلکہ کار زار دنیا میں جد و جہد کرنے والوں کے لئے سکون قلب اور جمعیت خاطر کا سرچشمہ ہے یہاں تم کو اخلاق اور قانون کے وہ بلند اور پائیدار قواعد ملیں گے جو انسانی فطرت کے علم حقیقی پر مبنی ہیں اور خواہشات نفس کے اتباع میں بدل نہیں سکتے یہاں تم کو تہذیب و تمدن کے وہ صحیح اصول ملیں گے جو طبقات کے جعلی امتیازات اور اقوام کی وضعی تفریقوں کو مٹا کر خالص عقلی بنیادوں پر انسانی جمعیت کی تنظیم کرتے ہیں اور عدل و مساوات فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک ایسی پر امن اور متناسب فضا پیدا کر دیتے ہیں جس میں افراد اور طبقات اور قوموں کے درمیان حقوق کی کشمکش اور مفاد و مصالح کے تصادم اور اغراض و مقاصد کی جنگ کے لئے کوئی موقع باقی ہی نہیں رہتا اور سب کے سب باہمی تعاون کے ساتھ مشترک فلاح کے لئے خوش دلی اور اطمینان کے ساتھ عمل کر سکتے ہیں اگر تم ہلاکت سے بچنا چاہتے ہو تو قبل اس کے کہ تمہاری تہذیب ایک ہولناک صدمہ سے پاش پاش ہو کر تاریخ کی برباد شدہ تہذیبوں میں ایک کا اضافہ کرے تم کو چاہئے کہ اسلام کے خلاف ان جاہلانہ تعصبات کو جو تمہیں قرون وسطیٰ کے مذہبی دیوانوں سے ورثہ میں ملے ہیں اور جن کو تم نے اس تاریک دور کی تمام دوسری چیزوں سے قطع تعلق کرنے کے باوجود ابھی تک نہیں چھوڑا ہے اپنے دلوں سے نکال ڈالو اور کھلے دل کے ساتھ قرآن اور محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کو سنو، سمجھو اور قبول کرو۔

مسلمان قوموں کا حال مغربی قوموں کے حال سے مختلف ہے مرض اور ہے اور اسباب مرض بھی دوسرے ہیں مگر علاج ان کا بھی وہی ہے جو اہل مغرب کا ہے یعنی اس علم و ہدایت کی طرف رجوع جس کو اللہ نے اپنی آخری کتاب اور اپنے آخری نبی کے ذریعہ سے بھیجا ہے۔

اسلام کے ساتھ مغربی تہذیب کا تصادم جن حالات میں پیش آیا ہے وہ ان حالات سے بالکل مختلف ہیں جن میں اس سے پہلے اسلام اور دوسری تہذیبوں کے درمیان تصادم ہو چکا ہے یونانی ایرانی، فارسی، ہندی اور چینی تہذیبیں اس وقت اسلام سے ٹکرائیں جب وہ اپنے متبعین کی فکری و عملی قوتوں پر پورے طور سے قبضہ کئے ہوئے تھا مسلمانوں کا علم ان کے دل و دماغ میں بسا ہوا تھا طریقہ محمدی ان کی زندگی میں سرایت کئے ہوئے تھا اجتہاد کی زبردست روح ان کے اندر کار فرما تھی وہ علمی

اور مادی دونوں حیثیتوں سے دنیا میں ایک غالب قوم تھے اور تمام اقوام عالم کی پیشوائی کا منصب ان کو حاصل تھا ایسی حالت میں کوئی تہذیب ان کی تہذیب کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکی انہوں نے جس طرف رخ کیا قوموں کے خیالات نظریات علوم و اخلاق اور عادات اور طرز تمدن میں انقلاب پیدا کر دیا ان میں تاثر کی صلاحیت کم اور تاثیر کی قوت بہت زیادہ تھی جو کچھ انہوں نے دوسروں سے بہت کچھ لیا مگر ان کی تہذیب کا مزاج اس قدر طاقتور اور ضابطہ تھا کہ باہر سے جو چیز بھی اس میں آئی وہ اس کی طبیعت کے مطابق ڈھل گئی اور کسی بیرونی اثر سے اس میں سوء مزاج مختلف پیدا نہ ہو سکا بخلاف اس کے انہوں نے جو اثرات دوسروں پر ڈالے وہ انقلاب انگیز ثابت ہوئے بعض غیر مسلم تہذیبیں تو اسلام میں جذب ہو کر اپنی انفرادیت ہی کو بیٹھیں اور بعض جن میں زندگی کی طاقت زیادہ تھی وہ اسلام سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ ان کے اصولوں میں بہت کچھ تغیر واقع ہو گیا مگر یہ قصہ ہے جب کا کہ اسلام جوان تھا۔

مسلمان صدیوں تک دنیا میں علم اور تلوار کے ساتھ فرمانروائی کرتے رہے آخر تھک گئے ان کی روح جہاد مضمحل ہو گئی قوت اجتہاد شل ہو گئی جس کتاب نے ان کو علم کی روشنی اور عمل کی طاقت بخشی تھی اس کو انہوں نے محض ایک متبرک یادگار بنا کر غلافوں میں لپیٹ دیا جس ہادی اعظم کی سنت نے ان کی تہذیب کو ایک مکمل فکری و عملی نظام کی صورت میں متشکل کیا تھا اس کی پیروی کو انہوں نے چھوڑ دیا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی ترقی کی رفتار رک گئی بہتا ہوا دریا ایک جوہڑ کی صورت میں ٹھہر کر تالاب بن گیا امامت کے منصب سے مسلمان معزول ہوگئے دنیا کی قوموں پر ان کے افکار ان کے علوم اور ان کے تمدن اور ان کے سیاسی اقتدار نے جو تسلط پایا تھا اس کی گرفت ڈھیلی ہو گئی پھر اسلام کے بالمقابل ایک دوسری تہذیب نے جنم لیا جہاد اور اجتہاد کا جھنڈا جس کو مسلمانوں نے پھینک دیا تھا مغربی قوموں نے اٹھا لیا مسلمان سوتے رہے اور اہل مغرب اس جھنڈے کو لیکر علم و عمل کے میدان میں آگے بڑھے یہاں تک کہ امامت کا منصب جس سے مسلمان معزول ہو چکے تھے ان کو مل گیا ان کی تلوار نے دنیا کے سواد اعظم کو فتح کیا ان کے افکار و نظریات علوم و فنون اور اصول تہذیب و تمدن دنیا پر چھا گئے ان کی فرمانروائی نے صرف اجسام ہی کا نہیں بلکہ دل و دماغ کا بھی احاطہ کر لیا۔ آخر صدیوں کی نیند کے بعد جب مسلمانوں کی آنکھیں کھلیں تو انہوں نے دیکھا کہ میدان ہاتھ سے نکل چکا ہے دوسرے اس پر قابض ہو چکے ہیں اب علم ہے تو ان کا ہے تہذیب ہے تو ان کی ہے قانون ہے تو ان کا ہے حکومت ہے تو ان کی ہے مسلمانوں کے پاس کچھ بھی نہیں ایک شمع ہدایت ہے سو وہ بھی خاموش ہے۔

اب اسلام اور مغربی تہذیب کا تصادم ایک دوسرے ہی ڈھنگ پر ہو رہا ہے یقیناً مغربی تہذیب کسی حیثیت سے بھی اسلام کے مقابلہ کی تہذیب نہیں اگر تصادم اسلام سے ہو تو دنیا کی کوئی قوت اس کے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتی مگر اسلام ہے کہاں؟ مسلمانوں میں نہ اسلامی فکر ہے نہ اسلامی اخلاق، نہ اسلامی افکار رہیں نہ اسلامی اسپرٹ ہے اسلامی اداروں نہ ان کی مسجدوں میں ہے نہ مدرسوں میں نہ خانقاہوں میں عملی زندگی سے اسلام کا ربط باقی نہیں رہا اسلام کا قانون نہ ان کی شخصی زندگی ۔۔۔

شمع خموش

(از حضرت علامہ مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی مدیر ترجمان القرآن)

مشرق ہو یا مغرب، مسلمان ہوں یا غیر مسلم، بلا استثنا سب ایک ہی مصیبت میں گرفتار ہیں اور وہ یہ ہے کہ ان پر ایک ایسی تہذیب مسلط ہو گئی ہے جس نے سراسر مادیت کی آغوش میں پرورش پائی ہے۔ اس کی حکمت نظری و حکمت عملی دونوں کی عمارت غلط بنیادوں پر اٹھائی گئی ہے۔ اس کا فلسفہ، اس کا سائنس، اس کے اخلاق، اس کی معیشت، اس کی معاشرت، اس کی سیاست، اس کے قوانین، غرض اس کی ہر چیز ایک غلط نقطۂ آغاز سے چل کر ایک غلط رخ پر ترقی کرتی چلی گئی ہے اور اب اس مرحلہ پر پہنچ گئی ہے جہاں سے ہلاکت کی آخری منزل قریب نظر آ رہی ہے۔

اس تہذیب کا آغاز ایک ایسی قوم میں ہوا جس کے پاس درحقیقت حکمت الٰہی کا کوئی صاف اور پاکیزہ سرچشمہ نہ تھا۔ مذہبی پیشوا وہاں ضرور موجود تھے مگر ان کے پاس حکمت نہ تھی، ان کے پاس علم نہ تھا، ان کے پاس خدا کا قانون نہ تھا، محض ایک غلط مذہبی تخیل تھا جو فکر و عمل کی راہوں میں نوع انسانی کی پیشوائی کے رستے پر اگر چلنا چاہتا بھی تو نہ چلا سکتا۔ وہ صرف اتنا ہی کر سکتا تھا کہ علم و حکمت کی ترقی میں سد راہ بن جاتا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اور اس کی مزاحمت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ ترقی کرنا چاہتے تھے وہ مذہب اور مذہبیت کو ٹھکرا کر ایک دوسرے راستے پر نکل پڑے جس میں عقل، حس اور تجربے کے سوا کوئی اور چیز ان کی رہنما نہ تھی۔ یہ ناقابل اعتماد رہنما جو خود ہدایت اور نور کے محتاج تھے ان کے معتمد علیہ بن گئے اور انہی کی مدد سے انہوں نے فکر و نظر، تحقیق و اکتشاف اور تعمیر و تنظیم کی راہ میں چلنے کی سعی و جہد کی ابتدا کی۔ ہر میدان میں ایک غلط نقطۂ آغاز نصیب ہوا اور ان کی تمام ترقیات کا رخ ایک غلط منزل مقصود کی طرف پھر گیا۔ وہ الحاد اور مادیت کے نقطے سے چلے۔ انہوں نے کائنات کو اس نظر سے دیکھا کہ اس کا کوئی خدا نہیں ہے۔ آفاق اور انفس میں یہ سمجھ کر نظر کی کہ حقیقت جو کچھ بھی ہے مشاہدات اور محسوسات کی ہے اور اس ظاہری پردے کے پیچھے کچھ بھی نہیں۔ تجربہ اور قیاس سے انہوں نے قانون فطرت کو جانا اور پہچانا مگر اس کے فاطر تک نہ پہنچ سکے۔ انہوں نے موجودات کو اپنے لئے مسخر پایا اور ان سے کام لینا شروع کیا لیکن اس تخیل سے ان کے ذہن خالی تھے کہ وہ بالاصل ان اشیا کے مالک اور مختار نہیں ہیں بلکہ اصلی مالک کے خلیفہ ہیں۔ اس جہالت و غفلت نے انہیں ذمہ داری اور جوابدہی کے بنیادی تصور سے بیگانہ کر دیا اور اس کی وجہ سے ان کی تہذیب، انسان کے ذہن کی ساخت ہی غلط ہو گئی۔ وہ خدا کو چھوڑ کر خودی کے پرستار بن گئے اور خودی نے خدا بن کر ان کو فتنہ میں ڈال دیا۔ اب یہ اسی جھوٹے خدا کی بندگی ہے جو فکر و عمل کے ہر میدان میں ان کو ایسے راستوں پر لئے جا رہی ہے جن کے درمیانی مراحل تو نہایت خوش آیند اور نظر فریب ہیں مگر آخری منزل تباہی و ہلاکت کے سوا اور کوئی نہیں رہی ہے۔ انہوں نے سائنس کو انسان کی تباہی کا آلہ بنا لیا۔ اخلاق کو نفسانیت [illegible]، خلاعت اور بے قیدی کے سانچوں میں ڈھال دیا۔ معیشت پر سرمایہ داری اور خود غرضی کا شیطان مسلط کر دیا۔ معاشرت کی رگ رگ اور ریشہ ریشہ میں نفس پرستی، تن آسانی اور خودکامی کا زہر اتار دیا۔ سیاست کو قوم پرستی، وطنیت، رنگ و نسل کے امتیازات اور طاقت کی پرستش سے آلودہ کر کے انسانیت کے لئے ایک بدترین لعنت بنا دیا۔ غرض یہ کہ وہ تخم خبیث جو مغرب کی نشاۃ ثانیہ کے زمانہ میں بویا گیا تھا چند صدیوں کے اندر تمدن و تہذیب کا ایک عظیم الشان شجر خبیث بن کر اٹھا ہے جس کے پھل میٹھے مگر زہر آلود ہیں، جس کے پھول خوشنما مگر خاردار ہیں، جس کی شاخیں بہار کا منظر پیش کرتی ہیں مگر ایسی زہریلی ہوا اگل رہی ہیں جو نظر نہیں آتی اور اندر ہی اندر نوع بشری کے خون کو مسموم کئے جا رہی ہے۔

اہل مغرب جنہوں نے اس شجر خبیث کو اپنے ہاتھوں سے لگایا تھا اب خود اس سے بیزار ہیں۔ اس نے زندگی کے ہر شعبے میں ایسی الجھنیں اور پریشانیاں پیدا کر دی ہیں جن کو حل کرنے کی ہر کوشش بہت سی نئی الجھنیں پیدا کر دیتی ہے۔ جس شاخ کو کاٹتے ہیں اس کی جگہ بہت سی فاسد شاخیں نکل آتی ہیں۔ سرمایہ داری پر تیشہ چلایا تو بالشویت نمودار ہو گئی۔ جمہوریت پر ضرب لگائی تو ڈکٹیٹرشپ پھوٹ نکلی۔ اجتماعی مشکلات کو حل کرنا چاہا تو نسوانیت (Feminism) اور برتھ کنٹرول کا ظہور ہوا۔ اخلاقی مفاسد کا علاج کرنے کے لئے قوانین سے کام لینے کی کوشش کی تو قانون شکنی اور جرائم پیشگی نے سر اٹھایا۔ غرض فساد کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو تہذیب و تمدن کے اس درخت سے نکل رہا ہے اور اس نے مغربی زندگی کو سرتاپا مصائب و آلام کا ایک پھوڑا بنا دیا ہے جس کی ہر رگ میں ٹیس اور ہر ریشے میں دکھن ہے۔ مغربی قومیں درد سے بیتاب ہو رہی ہیں۔ ان کی روحیں کسی امرت رس کے لئے تڑپ رہی ہیں مگر ان کو خبر نہیں کہ امرت رس کہاں ہے۔ ان کی اکثریت ابھی تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہے کہ مصائب کا سرچشمہ اس شجر خبیث کی بعض شاخوں میں ہے، اس لئے وہ شاخیں کاٹنے میں اپنا وقت اور اپنی محنتیں ضائع کر رہی ہے مگر یہ نہیں سمجھتی کہ خرابی جو کچھ بھی ہے اس درخت کی جڑ میں ہے اور اصل فاسد سے فرع صالح نکلنے کی امید رکھنا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ دوسری طرف ایک قلیل جماعت ایسے صحیح العقل لوگوں کی بھی ہے جنہوں نے اس حقیقت کو پا لیا ہے کہ ان کے شجر تہذیب کی اصل ہی خراب ہے مگر وہ صدیوں تک اسی درخت کے سایہ میں پرورش پاتے رہے ہیں اور اسی کے ثمرات سے ان کی ہڈی بوٹی بنی ہوئی ہے اس لئے ان کے ذہن یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ اس اصل کے بجائے کونسی دوسری اصل ایسی ہو سکتی ہے جو صالح برگ و بار لانے کی قوت رکھتی

نہیں، دوسرا گروہ مسلمانوں کی علمی ادبی، تمدنی اور سیاسی گاڑی کو چلا رہا ہے مگر اسلام کے اصول و مبادی سے ناواقف ہے، اسلامی تہذیب کی اسپرٹ سے بیگانہ ہے اسلام کے اجتماعی نظام اور تمدنی قوانین سے ناآشنا ہے صرف دل کے ایک گوشہ میں ایمان کا تھوڑا بہت نور رکھتا ہے باقی تمام حیثیتوں سے اس میں اور ایک غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں مگر چونکہ علمی و عملی طاقت جو کچھ بھی ہے اسی گروہ کے ہاتھ میں ہے اور اسی کے دست و بازو میں گاڑی چلانے کی طاقت رکھتے ہیں اس لئے ملت کی گاڑی کو لیکر گمراہی کی نادیوں میں بھٹکتا چلا جا رہا ہے اور کوئی نہیں جو اس کو سیدھا رستہ بتائے۔

ہم اس حالت کو دیکھ رہے ہیں اور اس کا خوفناک انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اگرچہ رہنمائی کے لئے جس علم و فضل اور جامعیت کی ضرورت ہے وہ ہم کو حاصل نہیں نہ اتنی قوت میسر ہے کہ ایسے بگڑے ہوئے حالات میں اتنی بڑی قوم کی اصلاح کر سکیں لیکن اس کے دل میں ایک درد ہے اور یہی درد مجبور کرتا ہے کہ جو تھوڑا سا علم اور بصیرت اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے اس سے کام لیکر مسلمانوں کے ان دونوں گروہوں کو اسلامی تعلیم کے اصل منبع اور اسلامی تہذیب کے حقیقی اساس کی طرف رجوع کرانے کی دعوت دیں اور کامیابی و ناکامی سے بے پروا ہو کر اپنی سی کوشش کر دیکھیں یہ کام کی بندگی اور اپنی کنندگی کو دیکھ کر اپنی کوششیں خود ہم کو ہیچ معلوم ہوتی ہیں مگر کامیابی اور ناکامی جو کچھ ہے اس مالک حقیقی کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارا کام کوشش کرنا ہے اور اپنی حد تک ہم اپنی کوشش کے دائرے کو پھیلانا چاہتے ہیں۔

انشاء اللہ آئندہ مضمون میں ہم وہ تدابیر عمل بتائیں گے جو اس جمود میں یقینی تحرک پیدا کر دیگا۔

بخاری

سچے عاشق اپنے حبیب صلعم کی باتیں شوق سے سنتے اور ذوق سے پڑھتے ہیں

شریف میں رسول اللہ کی سب کی سب ہی سچی حدیثیں ہیں

ہمارا ایمان ہے کہ قرآن شریف کے بعد بخاری ہی مقدس کتاب ہے

جس کا پڑھنا عین ثواب جس کا سننا عین نجات اور جس پر عمل کرنا عین اسلام ہے

تک تو پورا ترجمہ صرف آپ کا ہی چھپا ہے اور یہ آپ کی ہی اعانت تھی جو اتنا بڑا کام ہو گیا

دبخاری شریف کے جس قدر ترجمے شایع ہوئے ہیں وہ قریب قریب سب ہی ادھورے یا مختصر ہوئے ہیں یہ ایک رسالہ مولوی رحیمیہ پریس کا نہیں آپ ناظرین مولوی کا وہ سچا اور اچھا کارنامہ ہے کہ میں بجا طور پر اس پر فخر کر سکتا ہوں سبحان اللہ جو مسلمان پڑھتا ہے دیکھا ہے رسول کا تابع ہو جاتا ہے ہر ایک کا شیدا ہوتا ہے اور اسلام کا سچا پیرو ہو کر خدا کے سچے رسول کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے پھر اس کے حسنات دنیا حسنات دین کے دروازے کھل جاتے ہیں بخاری شریف میں سب کچھ ہے۔ قرآن شریف کی سب سے اچھی تفسیر ہے ایسی تفسیر جو رسول کریم کی کی ہوئی ہو یہ فقہ کی سب سے بہتر کتاب ہے اس لئے کہ اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتب کیا ہے یہ دنیاوی معاشرت کا بہترین آئین اس لئے کہ آقائے نامدار نے مدون کیا ہے یہ اوراد و اعمال کا بہترین مجموعہ ہے اس لئے کہ حضور کے بتائے ہوئے وظائف اور اعمال اس میں ہیں غرض یہ سب کچھ ایسا مکمل اور احسن مجموعہ ہے اس لئے کہ اس کی تصدیق تو خدا نے فرمائی ہے ما ینطق عن الهوى۔ یہ تو قرآن ثانی ہے عربی میں تھی تو خال خال مسلمان استفادہ کرتے تھے یہ جن کو خدا نے عربی پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دی تھی اب وہ کون بدنصیب ایسا مسلمان ہوگا جو ایک بار اس کو پڑھ لینا اپنا دین اپنا ایمان اور اپنا اسلام نہ تصور کرتا ہو۔

ساتھ ہی

اور کس بات کا انتظار ہے کیا اس کا کہ کتاب ختم ہو جائے اور پھر آپ نہ خرید سکیں اس کا پہلا اڈیشن چھپنا تھا الحمد للہ ہاتھوں ہاتھ چھپ بھی رہا تھا کہ پیشگی قیمتیں وصول ہو گئیں اور چھپنے سے پہلے ہی بک گئی بہت سے منی آرڈر واپس کرنے پڑے دوسرا اڈیشن چھپا اور تیار ہے یہ کچھ کوئی سہل کام نہیں کہ آسانی سے چھپ جائے ہزار صفحہ کا کام ہے تینوں کا انحصار ہے اور ہونا بھی چاہئے ۳ ہزار صفحات کی کتاب ہے چھ ہزار روپیہ کا تو صرف کاغذ آتا ہے میری کیا ہستی ہو جو اتنا بڑا کام کر سکوں آپ لوگوں کا کام ہے جو لوگ پیشگی دیتے ہیں اور یہ چھپ جاتی ہے۔

تیس پارے

جیسے دس دس پاروں کی تین جلدیں تینوں مجلد جس میں پہلی جلد ۱۲۶۲ کی ہے اور ۳۰۵۳ حدیثیں ہیں دوسری جلد ۹۶۰ صفحہ کی ہے ۳۲۴۳ حدیثیں ہیں تیسری جلد ۸۶۷ صفحہ کی ہے اور ۲۵۱۰ حدیثیں ہیں اور یہی اس کے کامل ہونے کی پہچان ہے عربی بخاری کا ہدیہ بیس روپے ہے اب اردو کی سننے کا غذ ایسا اعلیٰ جیسا مولوی کا ٹائیٹل بہت اعلیٰ ہر ایک کی جلد میں کاغذ ہی ہونے میں سیر ہے اور تینوں جلدیں مجلد کامل ہدیہ صرف سات روپے اور محصول ڈاک عہ بار جلد منگانے پر خرچ کے بعد بہت زیادہ ان کا نمبر آسکتا ہے۔ جعفر نمبر صاحبوں کو پہنچتی ہے۔

ملنے کا پتہ — دفتر رسالہ مولوی جمعدار دہلی

جو ایسی حالت میں در اصل مقابلہ اسلام اور مغربی تہذیب کا نہیں ہے بلکہ مسلمانوں کی افسردہ، جامد اور پس ماندہ تہذیب کا ایک ایسی تہذیب سے مقابلہ ہے جس میں زندگی ہے، حرکت ہے، روشنی علم ہے، گرمی عمل ہے۔ ایسے نامساوی مقابلہ کا جو نتیجہ ہو سکتا ہے وہی ظاہر ہو رہا ہے۔ مسلمان پسپا ہو رہے ہیں، ان کی تہذیب شکست کھا رہی ہے، وہ آہستہ آہستہ مغربی تہذیب میں جذب ہوتے چلے جا رہے ہیں، ان کے دلوں اور دماغوں پر مغربیت مسلط ہو رہی ہے، ان کے ذہن مغربی سانچوں میں ڈھل رہے ہیں، ان کی فکری و نظری قوتیں مغربی اصولوں کے مطابق تربیت پا رہی ہیں، ان کے تصورات، ان کے اخلاق، ان کی معیشت، ان کی معاشرت، ان کی سیاست، ہر چیز مغربی رنگ میں رنگی جا رہی ہے اور ان کی نئی نسلیں اس تخیل کے ساتھ اٹھ رہی ہیں کہ زندگی کا حقیقی قانون وہی ہے جو مغرب سے ان کو مل رہا ہے۔ یہ شکست در اصل مسلمانوں کی شکست ہے مگر بدقسمتی سے اس کو اسلام کی شکست سمجھا جاتا ہے۔

ایک ملک نہیں جو اس مصیبت میں گرفتار ہو، ایک قوم نہیں جو اس خطرہ میں مبتلا ہو۔ آج تمام دنیائے اسلام اسی خوفناک انقلاب کے دور سے گزر رہی ہے۔ درحقیقت یہ علماء کا کام تھا کہ جب اس انقلاب کی ابتدا ہو رہی تھی اس وقت وہ بیدار ہوتے، آنے والی تہذیب کے اصول و مبادی کو سمجھتے، مغربی ممالک کا سفر کر کے ان علوم کا مطالعہ کرتے جن کی بنیاد پر یہ تہذیب اٹھی تھی، اجتہاد کی قوت سے کام لے کر ان کارآمد علمی اکتشافات اور عملی طریقوں کو اخذ کر لیتے جن کے بل پر مغربی قوموں نے ترقی کی تھی، اور ان نئے کل پرزوں کو اصول اسلام کے ماتحت مسلمانوں کے تعلیمی نظام اور ان کی تمدنی زندگی کی مشین میں اس طرح نصب کر دیتے کہ کئی صدیوں کے جمود سے جو نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہو جاتی اور اسلام کی گاڑی پھر سے زمانہ کی رفتار کے ساتھ چلنے لگتی۔ مگر افسوس کہ علماء (الا ماشاء اللہ) خود اسلام کی حقیقی روح سے خالی ہو چکے تھے۔ ان میں اجتہاد کی قوت نہ تھی، ان میں تفقہ نہ تھا، ان میں حکمت نہ تھی، ان میں عمل کی طاقت نہ تھی، ان میں یہ صلاحیت ہی نہ تھی کہ خدا کی کتاب اور رسول خدا کی علمی و عملی ہدایت سے اسلام کے دائمی اور لچکدار اصول اخذ کرتے اور زمانہ کے متغیر حالات میں ان سے کام لیتے۔ ان پر تو اسلاف کی اندھی تقلید کا مرض پوری طرح مسلط ہو چکا تھا جس کی وجہ سے وہ ہر چیز کو ان کتابوں میں تلاش کرتے تھے جو خدا کی کتابیں نہیں کہ زمانہ کی قیود سے بالاتر ہوتیں، اور ہر معاملہ میں ان انسانوں کی طرف رجوع کرتے تھے جو خدا کے نبی نہ تھے کہ ان کی بصیرت اوقات و حالات کی بندشوں سے بالکل آزاد ہوتی۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ ایسے وقت میں مسلمانوں کی کامیاب رہنمائی کر سکتے جبکہ زمانہ بالکل بدل چکا تھا اور علم و عمل کی دنیا میں ایسا عظیم تغیر واقع ہو چکا تھا جس کو خدا کی نظر تو دیکھ سکتی تھی مگر کسی غیر نبی انسان کی نظر میں یہ طاقت نہ تھی کہ قرنوں اور صدیوں کے پردے اٹھا کر اس تک پہنچ سکتی۔ اس میں شک نہیں کہ علماء نے نئی تہذیب کا مقابلہ کرنے کی کوشش ضرور کی مگر مقابلہ کے لئے جس سامان کی ضرورت تھی وہ ان کے پاس نہ تھا۔ حرکت کا مقابلہ جمود سے نہیں ہو سکتا تھا، رفتار زمانہ کو باتوں سے روکا نہ جا سکتا تھا، نئے اسلحہ کے سامنے فرسودہ اور زنگ آلود ہتھیار کام نہیں دے سکتے تھے۔ علماء نے جن طریقوں سے امت کی رہنمائی کرنی چاہی تھی وہ یہ تھے کہ ... جو اس کو معطل کر کے کب تک طوفان کے وجود سے انکار کر کے اس کے اثرات سے محفوظ رہتی۔ جس قوم پر تمدن و تہذیب کا جدید نظام سیاسی طاقت کے ساتھ محیط ہو چکا تھا وہ اپنی عملی زندگی کو مغلوبیت کی حالت میں اس سے کہاں تک بچا سکتی تھی۔ آخر کار وہی ہوا جو ایسے میں ہونا چاہئے تھا۔ سیاست کے میدان میں شکست کھانے کے بعد مسلمانوں نے علم اور تہذیب و تمدن کے میدان میں بھی شکست کھائی اور اب ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ دنیائے اسلام کے ہر خطہ میں مغربیت کا طوفان تیزی سے بڑھتا چلا جا رہا ہے جس کی رو میں بہتے بہتے مسلمانوں کی نئی نسلیں اسلام کے مرکز سے کوسوں دور نکل گئی ہیں۔

بدقسمتی یہ ہے کہ علماء اسلام کو ابھی تک اپنی غلطی کا احساس نہیں ہوا۔ قریب قریب ہر اسلامی ملک میں علماء کی جماعت اب بھی موجود ہے، وہ اسی روش پر قائم ہے اور اصرار و شدت کے ساتھ قائم ہے جس کی ابتدا میں ان کو ناکامی ہوئی تھی۔ چند مستثنیٰ شخصیتوں کو چھوڑ کر علماء کی حالت یہ ہے کہ وہ زمانہ کے موجودہ رجحانات اور تحریکات کی نبض شناسی کی قطعاً کوشش نہیں کرتے۔ جو جو چیزیں مسلمانوں کی نئی نسلوں کو اسلام سے بیگانہ کر رہی ہیں ان پر اظہار نفرت تو ان سے جتنا چاہئے کرا لیجئے لیکن ان کا تریاق بہم پہنچانے کی زحمت وہ نہیں اٹھا سکتے۔ جدید حالات نے جو پیچیدہ علمی و عملی مسائل پیدا کر دیئے ہیں ان کو حل کرنے میں ان حضرات کو ہمیشہ ناکامی ہوتی ہے کیونکہ ان کا حل اجتہاد کے بغیر ممکن نہیں اور اجتہاد کو یہ اپنے اوپر حرام کر چکے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات اور اس کے قوانین کو بیان کرنے کا جو طریقہ آج ہمارے علماء اختیار کر رہے ہیں وہ جدید تعلیم یافتہ لوگوں کو اسلام سے مانوس کرنے کے بجائے الٹا متنفر کر دیتا ہے اور بسا اوقات ان کے مواعظ سن کر یا ان کی تحریروں کو پڑھ کر بے اختیار یہ دعا نکلتی ہے کہ خدا کرے کسی غیر مسلم یا بھٹکے ہوئے مسلمان کے چشم و گوش تک یہ صدائے بے ہنگام نہ پہنچی ہو۔ انہوں نے اپنے اردگرد دو سو برس پرانی فضا پیدا کر رکھی ہے، اسی فضا میں سوچتے ہیں، اسی میں رہتے ہیں اور اسی کے مناسب حال باتیں کرتے ہیں۔ بلاشبہ علوم اسلامی کے جواہر آج دنیا میں انہی کے دم سے قائم ہیں اور جو کچھ دینی تعلیم پھیل رہی ہے انہی کے ذریعہ سے پھیل رہی ہے، لیکن دو سو برس کی جو وسیع خلیج انہوں نے اپنے اور زمانہ حال کے درمیان حائل کر رکھی ہے وہ اسلام اور جدید دنیا کے درمیان کوئی ربط قائم نہیں ہونے دیتی۔ جو اسلامی تعلیم کی طرف جاتا ہے وہ دنیا کے کسی کام کا نہیں رہتا، جو دنیا کے کام کا بننا چاہتا ہے وہ اسلامی تعلیم سے بالکل بیگانہ رہ جاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس وقت دنیائے اسلام میں ہر جگہ دو ایسے گروہ پائے جاتے ہیں جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک گروہ اسلامی علوم و ثقافت کا علمبردار ہے مگر زندگی کے کسی شعبہ میں اسلام کی رہنمائی کے قابل

اتحاد ہے۔ اشتراک ...

کرے اہم ترین بات یہی ہے اس معرکہ عمودی میں کسی گروہ کو نقصان پہنچا
اور تباہ کن سبب پھوٹ اور تفرقہ ہی ہو۔ قرآن حکیم نے قوموں کی ترقی و تنزل
اور سعادت و شقاوت کے جو اصول بیان فرمائے ہیں ان میں سب سے اہم اور
سب ضروری بنیادی جز اتفاق و اتحاد و افتراق و انتشار ہے اگر اتحاد
و اتفاق کو زیر عمل رکھا جائے تو ترقی سعادت اور عروج و سربلندی ہے ورنہ پست
و ذلت اور قعر ذلت یقینی۔ قرآن حکیم نے جابجا اتحاد و اتفاق کو قومی زندگی کی بنیاد
اور رحمت و نعمت بتایا ہے اور اس کو اپنے انعامات و احسانات عظیمہ میں
سے شمار کیا ہے کیونکہ یہ روح اگر قوم میں سے پرواز کر جائے تو اس کو دنیا میں
ہلاکت و تباہی نامرادی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے اور وہ قوم زندہ رہنے کی اہلیت
کھو بیٹھتی ہے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نے۔

واعتصموا بحبل الله جميعا ولا	اور مضبوط پکڑو اللہ کی رسی کو مل کر
تفرقوا واذكروا نعمت الله عليكم	اور پھوٹ مت ڈالو اور یاد کرو اللہ
اذ كنتم اعداء فالف بين قلوبكم	کی نعمت کو جو تم پر کی ہے جبکہ تھے
فاصبحتم بنعمته اخوانا وكنتم	تم ایک دوسرے کے دشمن پس الفت
على شفا حفرة من النار فانقذكم	محبت ڈال دی تمہارے دلوں میں پھر
منها كذلك يبين الله لكم	ہو گئے تم اس کی نعمت سے بھائی بھائی
اياته لعلكم تهتدون۔	اور تم تھے آگ کے گڑھے کے کنارے پر

پس بچا لیا تم کو اس نے اس سے اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے
لئے اپنی نشانیاں تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انتشار اور فساد کی زندگی کو ہلاکت و
تباہی کی ایک آگ بتائے ہیں کہ اس کے شعلوں کی لپیٹ میں آکر قوم کی خرمن
حیات جل کر سیاہ خاکستر کا ایک ڈھیر بن جاتی ہے۔

فساد اور افتراق کے ہوتے ہوئے قوم زندہ نہیں رہ سکتی۔ اسی قانون
فطرت سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی قومی زندگی کے عروج و سربلندی
کے لئے اتفاق و اتحاد رحمت حق تھی کہ جب تک ان میں یہ روح موجود
رہی وہ بام عروج پر رہے اور جب ان میں پھوٹ نے اپنا ڈیرا آ جمایا تو نحوست
و ادبار نے ان کو بام ترقی سے نیچے دے پٹکا اب اگرچہ قومی تنزل کے اسباب پر
کئی قسم کی قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں لیکن قرآن کریم نے صاف اور غیر مبہم الفاظ
میں بیان کر دیا ہے کہ قومی تباہی و بربادی کا سبب صرف یہی افتراق و انتشار ہے جو آج
بھی قوم پر چھایا ہوا ہے اور جس نے مسلمانوں کی حرکت و سربلندی اور نحوست کو جنم
دیا ہے۔ پس بحث کرتے ہوئے مسلمانوں کی حقیقی زندگی کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ مسلمانوں کی
قومیت ایسی ہے جیسے ایک جسم اور اس کے مختلف اعضاء اگر ایک عضو میں درد اٹھے
تو سارا جسم اسکو محسوس کرتا ہے اور اس کی بے چینی اور تکلیف میں اس طرح شریک ہوتا ہے
جیسے خود اس کے اندر وہ درد موجود ہے خود حضور کریم صلعم نے فرمایا ہے۔
لا تدخلون الجنة حتى تؤمنوا ولا تؤمنوا حتى تحابوا تم جنت میں ہرگز داخل
نہیں ہو سکتے جب تک ایمان نہ لاؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک آپس میں محبت نہ رکھو
... اور جنت میں داخل ہونا ... صرف عبادت ہی میں مصروف رہنے سے ہرگز
... جب تک تم آپس میں محبت نہ رکھو اور تم مومن جب ہی ہو سکو گے

... سے محبت ہے اسکا ... ہمدردی کا ... (جلد ... سربلند ...)
سے محبت پیدا کرو ... پس کوئی ... اہل ... نقصان پہنچانے سے ...
کہ ... زبان ... دوسرے کے لئے محبت آمیز کلمات کہے آپ نے مسلم
کی شان میں فرمایا کہ المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده یعنی مسلمان وہ ہے جس کے
ہاتھ اور زبان دونوں سے دوسرے مسلمان امن میں رہیں۔ اور پھر یوں فرمایا کہ ۔
لا يؤمن احدكم حتى يحب لاخيه ما يحب لنفسه تم میں سے کوئی مومن
نہیں ہو سکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے چاہتا ہے
پس اللہ اور اس کے رسول نے مسلمانوں کی قومی اور اجتماعی حیات کی بنیاد محبت
و برادری اور اتفاق و اتحاد پر رکھی ہے اور یہی اسلام اور اس کا ایمان ہے اور یہی
مسلم کی پہچان اور تکمیل ایمان کا جزو ٹھہری تو پھر وہ شخص جو ان اصول و قوانین
کے برعکس اپنے ہاتھوں سے جو مسلمانوں کی امداد اور دستگیری کے لئے وقف ہونے چاہئیے
تھے ان ہی کا گلا کاٹنے لگے تو اس سے بڑھ کر ظالم اور کون شخص ہو سکتا ہے۔

آج مسلمانوں نے اپنا وقت سرمایہ، جد و جہد فرقہ بندی اور شخصی عزت و فروغ
حاصل کرنے کے لئے وقف کی ہوئی ہیں آج مسلمانوں کے نزدیک فرقہ پرستی کا نام
ہے ہماری ان نا اہلیوں اور قرآن و حدیث سے ناواقفیتوں کی وجہ سے قومیت
کا شیرازہ پراگندہ ہو چکا ہے ہمارا وقت فاضل مباحثات میں صرف ہو رہا ہے آج
ایک طرف ایک دوسرے سے سر پھٹول کر رہے ہیں اور خود اغیار کے
ہاتھوں کٹ پتلی بنے ہوئے ان کے اشاروں پر ناچ رہے ہیں۔

آج ملت اسلامیہ کو نفس کے بندے شکم پرور، ذاتی وجاہت اور اپنی جاہ پرستی کے لئے
فرقہ پرست ملاؤں اور لیڈروں نے پامال کر دیا ہے آج مسلمانوں کے قلوب
اتحاد اور اخوت کی بارش اس لئے نہیں ہوتی کہ ہم سے قلوب اور ہمارے ماحول پر
بغض و عناد اور حسد و کینہ کے گہرے جذبات نے قبضہ کیا ہوا ہے ہم صاف و
صحیح بات سوچنے سے بالکل عاری ہو بیٹھے ہیں ہمارے فرقہ پرست ملا بات بات پر
حنفیت اور وہابیت کا سوال ابھار کر ہم کو آپس میں لڑنے مرنے پر آمادہ
کر دیتے ہیں اور اس طرح اس مذہب اسلام کی جس نے دنیا کو اتحاد و اخوت
کی دعوت دی کی جڑوں پر اپنے ہی ہاتھوں کلہاڑی چلاتے ہیں انہی کے اعمال
سیئہ کا یہ تباہی خیز نتیجہ ہے کہ ہمارے قومی و ملی مفاد کو انتہائی نقصان پہنچا اور اسلام
اس حالت کو پہنچ گیا ہے کہ دوسروں کی نظروں میں یہ دین برحق رسوا اور ذلیل ہو چکا
ہے مسلمانوں کی عزت گئی اور ان کی ساکھ لوٹ چکی اور اب موت یقینی ہو۔

ملت اسلامیہ ایک قدم بھی ترقی کی طرف نہیں بڑھ سکتی جب تک فرقہ
بند علماء اور پیشوایان مذہب اپنے ایمان فروشی وغیرہ سے تائب ہو کر
راہ راست پر نہ آئیں اور عوام جو نفس پرستوں کے پنجہ عقیدت میں گرفتار
ہو کر ہر جائز و ناجائز پر عامل ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں ان کا بھی
فرض ہے کہ وہ پھر اس مشعل ہدایت اور شمع سعادت کی روشنی میں حق
و باطل میں تمیز کرنا سیکھیں قرآن اپنا ہادی اور رہبر بنائیں اور تمام فرقوں
سے کٹ کر صرف ایک خدا کے ہو جائیں۔

اور پھر متحد و متفق ہو کر اغیار کے حملوں کا دفاع کی سعی کریں یہی ان
کے بام عروج پر پہنچنے کا واحد ذریعہ ہیں یہی ان کی ... کا ...
... ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

اتحاد اسلامی

(از وزیر محمد خان کیتی ورانی منشی فاضل کراچی)

اسلام کے درخشندہ و تاباں آفتاب کے طلوع ہونے سے قبل کا دور تاریخ عالم کا ایک ایسا تاریک اور سیاہ دور ہے کہ اس کی نظیر پیش کی ہی نہیں ملتی دنیا پر بسنے والے انسان اپنی اصلیت اور حقیقت کو بھول چکے تھے دنیا میں انسان حیوانی زندگی گذارتے تھے اور یہ دنیا بلا مبالغہ وحشی درندوں کا مسکن تھی تہذیب و تمدن کا نام بھی کوئی نہ جانتا تھا اور لوگ بلا قید و تہذیب ملت اور بلا پابندی رسم و رواج ایک آزادانہ حیات کے مالک تھے۔ مذاہب اس وقت بھی موجود تھے لیکن بالکل مسخ شدہ صورت میں اور پھر اس پر طرہ یہ کہ ہر مذہب کے تحت میں بےشمار اور ان گنت فرقہ بندیاں تھیں۔ ذات پات قوم و نسل اور تفضیل و تحقیر اور ادنیٰ و اعلیٰ کے متعصبانہ تفاوت کا کوئی اندازہ نہ تھا قبائل میں معاندانہ اختلافات اور خود ساختہ امتیازات ہر وقت اپنا کام کرتے رہتے تھے ہر جانب شخصی حکومتیں تھیں ہر طرف طوائف الملوکی کا بازار گرم تھا ہر چہار طرف بدنظمی و بدامنی کے بادل چھائے ہوئے تھے معاشرتی و معاشرتی۔ تمدنی اور اخلاقی پستیوں کا ٹھکانہ ہی نہ تھا۔ اور خونریزی و قتل چوری و رہزنی شراب نوشی قمار بازی۔ دختر کشی اور زناکاری جیسے افعال قبیحہ کا ارتکاب دنیا کے بسنے والوں کے نزدیک کسی قسم کا جرم نہیں تھا اور دنیا پر خدا کی خلافت قائم کرنے والوں نے جہالت کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں خدا کو بھی بھلا دیا ہوا تھا۔

اگرچہ تمام دنیا ان ظلمتوں میں ہلاکت کی ٹوئیاں مار رہی تھی لیکن عرب کی سرزمین مصائب و معاصی کا مرکز بنی ہوئی تھی جہالت و نادانی اور رذائل و معاصی کی تاریکیاں جو تمام عالم کو تاریک کئے ہوئے تھیں یہاں آکر تاریک سے تاریک تر ہو جاتی تھیں۔ اور بوجہ ایک دور دراز اور افتادہ علاقہ ہونے کے یہاں تہذیب و تمدن کے آفتاب عالمتاب کی کوئی شعاع ہزاروں برس سے نہیں پہنچی تھی اور عرصہ دراز سے یہ علاقہ انوار تمدن سے مستفید نہیں ہوا تھا زمین بھی زرخیز و زرریز نہ تھی کہ تجارتی سرگرمیاں دکھاتے اور نہ ہی ایسے وسائل مہیا تھے کہ صنعت و حرفت میں صاحب کمال ہوتے نہ علم سے آشنا تھے نہ تہذیب سے واقف اور نہ ہی احتیاج میں دوسرے ممالک کے محتاج رہتے تھے دنیا کی محتاج ترین قوم اگر کوئی تھی تو یہی تھی اور کسی در ماندہ و ذلیل کا رہن تھا تو یہی تھا کسی کے کان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ اس دور افتادہ تپتے ہوئے ریگستان میں جہاں پانی کا ایک قطرہ بھی نعمت غیر مترقبہ کا درجہ رکھتا تھا اور جہاں کی سب سے بڑی دولت چند کھجور اور کچھ اونٹ تھے تہذیب و تمدن اور علم و فضل کا ایک ایسا منور آفتاب طلوع ہوگا کہ اس کی ضیا سے سارا عالم تا ابد درخشندہ و منور رہ جائے گا اور یہ ذلیل قوم وہ قوم بنے گی کہ تمام دنیا اس کے زیر فرمان ہو جائیگی اور یہ علم و دانائی کے لئے صاحبان فہم و بصیرت ہوں گے کہ تمام دنیا کے معلم بنیں گے

ع شب کی خاموشی میں بھی ہنگامہ ہوتا ہیں۔

رات کی سیاہی کا پردہ چاک ہونے کا وقت نزدیک آچکا تھا اور آفتاب عالمتاب کی شعاعیں دنیا کی آنکھوں کو خیرہ کر دینے کے لئے بیتاب تھیں رحمت خداوندی جوش میں آئی قدرت نے اپنی محیر کن کرشمہ کاری دکھائی انسانیت کا خاتمہ ہو چکا تو غیرت حق کو حرکت ہوئی ابر رحمت برسنے کی بڑا اور دعائے خلیل اور نوید مسیحا پیدا ہوئے اس سے جو [illegible] ہوا اس توانا نے برتر و بالا نے ایک نبی ایک مشعل ہدایت اور ایک نور صداقت حضرت محمد مصطفی صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا بھولا ہوا فرض انسانیت یاد دلانے کے لئے مبعوث کیا کہ اسی نے دشمنی اور رنجش اور دائرہ انسانیت سے خارج انسانوں کو ایسا مکمل انسان بنا دیا کہ دنیا ان کی لونڈی اور حکومت غلام بن کر رہ گئی اور اس نبی کامل کو ایک لمحہ کہ دنیا ہی ہوا کہ اس نے عرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی اور وہ عرب جس پر صدیوں سے جہل چھایا ہوا تھا تہذیب و تمدن کا مرکز بن گیا۔

عربوں کے پاس یہی مشعل ہدایت تھی جس کی روشنی میں وہ اٹھے اور ایسے اٹھے کہ چار دانگ عالم میں اپنے نام کا سکہ جما کر بیٹھے ان کے اٹھنے نے ہی ایک ہلچل پیدا کر دی اور تمام کرہ ارضی پر زلزلہ طاری ہو گیا انہوں نے ہی ظلم کا سوز نکال کر دہر بہر کو اپنے رنگ میں رنگ دیا یہی وہ لوگ تھے جن کی صدا سے عرب کے مردہ دلوں نے بیدار ہو کر دنیا کو بیدار کیا اور ایسا بیدار کیا اس وقت کے جاگے اب بھی سونے سے ناواقف ہیں الغرض اس نبی اکمل نے دنیت اخلاق تجارت۔ سیاست۔ سپاہگری و حکمرانی کا وہ سبق پڑھایا کہ دنیا آج باوجود اپنی غیر محدود ترقیوں کے ان کمالات کی سند حاصل کرنے پر مجبور ہے جنہوں نے اپنے معلم حقیقی کی تعلیم سے حاصل کئے۔

جب تک ان کا دستور العمل اور ان کا رہبر و رہنما یہی قرآن کریم رہا اس وقت تک یہ قوم سربلند و سرفراز رہی عزت و عظمت اور دولت و ثروت ان کے قدموں سے لگی چلی آئی سیم و زر کا دریا تھا جو عرب میں بہہ رہا تھا سلاطین عالم۔ قیاصرہ و جبابرہ و شاہان وقت ان کے نام سے کانپتے تھے اور ان کی غلامی کو اپنے لئے باعث عزت و افتخار سمجھتے تھے جب تک مسلمان پوری صداقت سے اس کے احکام پر عامل رہے اور یہی ان کا شعار رہا کامیابی و کامرانیاں ان کے جلو میں رہیں اور ہر جگہ فتح و نصرت نے ان کے قدم چومے اور کاسرائیوں اور قیصروں نے ان کا خیر مقدم کیا لیکن جونہی انہوں نے اس صراط مستقیم سے منہ موڑا [illegible] ان کو [illegible] وقت آکر پڑنے لگے اور ان کی پستی ہونی دنیا اجڑنے لگی ان کی عزت و ناموس نشر و اشاعت میں [illegible] اقبال و دولت ان کی [illegible] رخصت ہونے لگیں اور اب ان کا اسلام [illegible] صرف اسلام کا نام باقی رہ گیا ہے۔

اب ہمارے اس تنزل کے اسباب [illegible] ایک [illegible]

قرآن کا سبق بھلا کر مغرب کی تہذیب اور اس کے تخیلات سے متاثر ہو کر عجیب عجیب طریقے سے اس کی تاویلیں کرتے ہیں اور تاویل کا انداز کہہ رہا ہے کہ وہ اپنے دل میں اس بات پر سخت شرمندہ ہیں کہ ان کے مذہب کی مقدس کتاب میں یہ آیت پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ فرنگی تہذیب نے عورت اور مرد کی مساوات کا جو صور پھونکا ہے اس سے یہ مرعوب زدہ ہو گئے ہیں اور ان کے دماغوں نے ان ٹھوس اور محکم عقلی اصولوں کو سمجھنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہنے دی ہے جن پر اسلام نے اپنے نظام معاشرت کو قائم کیا ہے۔

ان مختلف اسباب نے مل جل کر مسلمانوں کی حیات عائلی کو تباہی بدتر کر دیا ہے جتنی وہ کسی زمانہ میں بدترین جہالت اور اجنبی تمدنوں کے اثر سے ان کے ازدواجی معاملات میں جو پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کو سلجھانے سے موجودہ قانون اور اس قانون کو نافذ کرنے والی مشین نہ صرف قاصر ہے بلکہ اس کے قصور نے ان پیچیدگیوں پر بہت سی مزید الجھنوں کا اضافہ کر دیا ہے اور ناواقفیت کی وجہ سے مسلمانوں کی ایک جماعت یہ سمجھتی ہے کہ ان تمام خرابیوں کی وجہ اسلامی قانون کا نقص ہے اسی لئے ایک نئے قانون کی تدوین پر زور دیا جا رہا ہے حالانکہ درحقیقت اسلام میں ایک ایسا مکمل ازدواجی قانون موجود ہے جس میں زوجین کے لئے انصاف کے ساتھ واضح حقوق متعین کئے گئے ہیں ان حقوق کی حفاظت اور تعدی کی صورت میں خواہ عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے، دادرسی کا پورا انتظام کیا ہے اور کوئی ایسی پیچیدگی نہیں چھوڑی گئی ہے جس کو عدل کے ساتھ حل نہ کر دیا گیا ہو۔ لہذا مسلمانوں کو کسی نئے قانون کی ضرورت ہی نہیں اصلی ضرورت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ اسلام کا قانون ازدواج اپنی صحیح صورت میں پیش کیا جائے اور اس کو صحیح طریقے سے نافذ کرنے کی شکل پیدا کی جائے۔ یہ کام تنہا حکومت کے کرنے کا نہیں ہے سب سے پہلے علماء کا فرض ہے کہ … کر موجودہ زمانہ کے حالات و ضروریات کا لحاظ کرتے ہوئے اسلام کے قانون ازدواج کو ایسی صورت میں پیش کریں کہ مسلمانوں کے ازدواجی مسائل کی موجودہ پیچیدگیوں کو پوری طرح حل کیا جا سکے اس کے بعد عام مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے نظام معاشرت کو ان جاہلانہ رسموں اور جاہلی تصورات سے پاک کر دیں جن کو انہوں نے غیر اسلامی تمدنوں سے اخذ کیا ہے اور اسلامی قانون کے اصول اور … کے مطابق اپنے معاملات انجام دیں۔ پھر یہ حکومت کا … کہ اسلام کا جو قانون خود مسلمانوں کی طرف سے اس کے سامنے پیش کیا جائے اس کو (Personal law) کی حیثیت سے مسلمانوں کے ازدواجی معاملات میں نافذ کرے اور اس مجموعہ قانون کی پابندی چھوڑ دے جو بعض کتابوں … ناقص قیاسات اور فیصلوں کے غلط نظائر سے مرتب کیا گیا ہے۔

ضرورت … کو ملحوظ رکھ کر لکھا جا رہا ہے ہم آئندہ صفحات میں … ازدواج کا ایک پورا خاکہ پیش کرنا چاہتے ہیں جس میں … [illegible]

بیان کی جائیں گی حسب ضرورت ہم تشریح کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے فیصلوں کی نظیریں اور ائمہ سلف کے اجتہادی آراء بھی نقل کریں گے تاکہ ان سے جزئی مسائل مستنبط کرنے میں آسانی ہو آخر میں چند ایسی تجویزیں پیش کی جائیں گی جن سے شرع اسلامی کے مطابق مسلمانوں کے ازدواجی معاملات کی موجودہ الجھنیں دور کی جا سکتی ہیں۔

قانون ازدواج کے مقاصد

کسی قانون کو اس کی اصلی روح میں نافذ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے ان مقاصد کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے جن کے لئے وہ قانون بنایا گیا ہے کیونکہ قانون میں سب سے اہم چیز اس کا مقصد ہے۔ مقصد ہی کو پورا کرنے کے لئے اصول مقرر کئے جاتے ہیں اور ان اصول کے ماتحت احکام دیئے جاتے ہیں اگر کوئی شخص مقصد کو سمجھے بغیر احکام نافذ کریگا تو بہت ممکن ہے کہ کسی جزئی مسئلہ میں وہ ایسا حکم نافذ کر دے جس سے قانون کا اصلی مقصد ہی فوت ہو جائے۔ اسی طرح جو شخص قانون کے مقصد سے واقف نہ ہوگا وہ قانون کی صحیح اسپرٹ کے مطابق اس کا اتباع بھی نہ کر سکیگا۔ لہذا ہم پہلے ان مقاصد کی تشریح کریں گے جن کے لئے اسلام میں ازدواجی معاملات کے لئے قانون مقرر کیا گیا ہے۔

اخلاق و عفت کی صیانت

اسلامی قانون ازدواج کا پہلا مقصد اخلاق کا تحفظ ہے وہ زنا کو حرام قرار دیتا ہے اور نوع انسان کی دونوں صنفوں کو مجبور کرتا ہے کہ اپنے فطری تعلق کو ایک ایسے ضابطہ کا پابند بنا دیں جو ان کو فحش اور بے حیائی سے اور تمدن کو فساد سے محفوظ رکھنے والا ہو۔ اسی لئے قرآن مجید میں نکاح کو لفظ احصان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حصن قلعے کو کہتے ہیں اور احصان کے معنی قلعہ بندی کے ہیں۔ جو مرد نکاح کرتا ہے وہ محصن ہے گویا وہ ایک قلعہ تعمیر کرتا ہے اور جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ محصنہ ہے یعنی وہ اس قلعہ کی حفاظت میں آگئی ہے جو نکاح کی صورت میں اس کے نفس اور اس کے اخلاق کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ استعارہ صاف بتا رہا ہے کہ اسلام میں نکاح کا اولین مقصد اخلاق اور عصمت کا تحفظ ہے اور قانون ازدواج کا پہلا کام اس قلعہ کو مستحکم کرنا ہے جو نکاح کی صورت میں اس گراں قدر چیز کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے۔

احل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔	جو عورتیں تم پر حرام کی گئی ہیں ان کے ماسوا سب عورتیں تم پر حلال کر دی گئیں بشرطیکہ شہوت رانی کے لئے نہیں بلکہ قید نکاح میں لانے کے لئے تم اپنے اموال کے بدلے میں ان کو حاصل کرنا چاہو۔

پھر عورتوں کے لئے کہا:

فانکحوھن باذن اھلھن واتوھن اجورھن بالمعروف محصنت غیر مسافحت ولا متخذت اخدان	پس تم ان کے سرپرستوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور دستور کے مطابق ان کے مہر ادا کرو تاکہ …

حقوق الزوجین

نوشتہ علامہ حضرت مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی

ہر قوم کے تمدن کی شیرازہ بندی کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے ایک ایک جامع قانون جو اس کے مخصوص طرز تمدن کے مزاج کی رعایت ملحوظ رکھ کر بنایا گیا ہو۔ دوسرے ایک ایسی ہیئت حاکمہ جو اس قانون کو ٹھیک ٹھیک اس کی اسپرٹ میں نافذ کرنے والی ہو جس میں وہ وضع کیا گیا تھا بدقسمتی سے ہندوستان کے مسلمان اس وقت ان دونوں چیزوں سے محروم ہیں۔ بلا شبہ ان کے پاس کتابوں میں لکھا ہوا ایک قانون ضرور موجود ہے جو اسلامی تمدن و تہذیب کے مزاج سے پوری پوری مناسبت رکھتا ہے اور تمدن و معاشرت کے تمام پہلوؤں پر حاوی ہے مگر یہ قانون اب عملاً منسوخ ہو چکا ہے اور اس کی جگہ ایک ایسا قانون ان کے تمدنی معاملات پر فرمانروائی کر رہا ہے جو تمدن و معاشرت کے اکثر و بیشتر معاملات میں کلیۃً غیر اسلامی ہے اور بعض معاملات میں اگر اسلامی ہے بھی تو اوپر اسلامی [illegible] جس ہیئت حاکمہ کے تابع ہیں اس نے عملاً ان کی تمدنی زندگی کو دو شعبوں پر تقسیم کر دیا ہے ایک شعبہ وہ ہے جس میں اس نے ہندوستان کی دوسری قوموں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں پر بھی ایسے قوانین نافذ کر دیئے ہیں جو اسلامی تمدن کے مزاج سے کسی قسم کی مناسبت نہیں رکھتے دوسرا شعبہ وہ ہے جس میں اس نے اصولاً مسلمانوں کے اس حق کو تسلیم کیا ہے کہ ان پر اسلامی قانون نافذ کیا جائے مگر عملاً اس شعبہ میں بھی شریعت اسلامی کا نفاذ صحیح طریق پر نہیں کیا جاتا محمڈن لا کے نام سے جس قانون کو اس شعبہ میں نافذ کیا گیا ہے وہ اپنی شکل اور روح دونوں میں اصل اسلامی شریعت سے بہت کچھ مختلف ہے اس کے نفاذ کو صحیح معنوں میں شرع اسلامی کا نفاذ نہیں کہا جا سکتا۔

اس افسوسناک حالت نے مسلمانوں کی تمدنی زندگی کو جو نقصانات پہنچائے ہیں ان میں سب سے زیادہ اہم نقصان وہ ہے جس نے ہمارے گھروں کو دوزخ کا نمونہ بنا دیا ہے اور ہماری آبادی کے ایک بڑے حصہ کی زندگی کو نہ صرف تلخ بلکہ تباہ و برباد کر دیا ہے۔ عورت و مرد کا ازدواجی تعلق درحقیقت انسانی تمدن کا سنگ بنیاد ہے اور کوئی فرد خواہ وہ عورت ہو یا مرد اس کے قانون کے دائرے سے خارج نہیں ہو سکتا جو اس تعلق کو منضبط کرنے کے لئے بنایا گیا ہو کیونکہ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک عمر کے ہر حصہ میں یہ قانون کسی نہ کسی حیثیت سے انسان کی زندگی پر ضرور اثر انداز ہوتا ہے اگر وہ بچہ ہو تو ماں اور باپ کے تعلقات کی بندشوں میں بندھے گی اور اس کے قلب و روح کا سکون اور اس کی زندگی کا چین بڑی حد تک ان تعلقات کی بہتری پر منحصر ہو گا غرض قانون ازدواج ایک ایسا قانون ہے جو قوانین تمدن میں سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ وسیع الاثر ہے اسلام میں اسی قانون کی حقیقی اہمیت کو ملحوظ رکھکر اس کی تدوین نہایت صحیح اصولوں پر کی گئی تھی مگر اسلامی معاملات میں جو قانون نافذ ہے وہ نہ صالح ہے نہ جامع اس نے مسلمانوں کی تمدنی زندگی پر نہایت برا اثر ڈالا ہے کہ شاید کسی دوسرے قانون نے نہیں ڈالا مشکل ہی سے ہندوستان میں کوئی ایسا خوش قسمت خاندان مل سکیگا جس میں اس ناقص قانون کی بدولت کوئی زندگی تباہ نہ ہوئی ہو زندگیوں کا تباہ ہونا تو بہرحال ایک امر حقیر ہے اس سے زیادہ بڑی مصیبت یہ ہے کہ اس قانون کی خرابی نے بکثرت مسلمانوں کی عزت و ناموس کو تباہ کیا ہے اور ان کے اخلاق و ایمان کو برباد کر ڈالا اور جو گھرانے دین اور ان کی تہذیب کے محفوظ ترین قلعے تھے ان میں بھی بدچلنی اور ارتداد کے سیلاب کو پہنچا دیا۔

قانون اور اس کو نافذ کرنے والی مشین کے نقائص سے جو خرابیاں پیدا ہوئیں ان پر مزید تباہیوں سے اضافہ اس وجہ سے ہوا کہ ایک دینی تعلیم و تربیت کا فقدان جس کی بدولت مسلمان اسلام کے قانون ازدواج سے اس قدر بیگانہ ہو گئے کہ آج اچھے اچھے تعلیم یافتہ آدمی اس قانون کے معمولی مسائل تک سے ناواقف ہیں تفصیلات تو درکنار اس کے اصول تک کو جاننے اور سمجھنے والے مسلمان بہت کم ملیں گے حتی کہ وہ لوگ بھی جو عدالت کی کرسیوں پر بیٹھ کر ان کے معاملات نکاح و طلاق کا تصفیہ کرتے ہیں اسلامی قانون ازدواج کے مبادی تک سے ناواقف ہیں اس عام جہالت نے مسلمانوں کو اس قابل بھی نہ رکھا کہ وہ بطور خود اپنے ازدواجی تعلقات میں نہ صرف بہت سے ایسے رسمیات اور تمیات داخل ہو گئے ہیں جو اسلامی قانون ازدواج کے اصول اور اس کی اسپرٹ کے خلاف ہیں بلکہ سرے سے زوجیت کا اسلامی تصور ہی ان کی ایک بڑی اکثریت کے ذہن سے محو ہو گیا ہے کہیں ہندو تصور غالب آگیا ہے اور اس کا اثر یہ ہے کہ بیوی کو لونڈی اور شوہر کو آقا بلکہ دیوتا سمجھا جاتا ہے نکاح کی بندش انعقاد نہیں تو عملاً ناقابل فسخ ہے طلاق اور خلع اس قدر معیوب ہو گئے ہیں کہ جہاں ان کی ضرورت ہے وہاں بھی ان سے محض اس بنا پر احتراز کیا جاتا ہے کہ کہیں ناک نہ کٹ جائے خواہ در پردہ وہ سب کچھ کیا جائے جو درحقیقت طلاق اور خلع سے زیادہ بدتر ہے طلاق کو روکنے کے لئے مہر کی مقدار اس قدر بڑھا دی گئی ہے کہ شوہر کبھی طلاق دینے کی جرأت ہی نہ کرے اور منافرت کی صورت میں عورت کو معلق رکھ چھوڑنے پر مجبور ہو جائے۔ شوہر پرستی عورت کے مذاہب و اخلاقی فرائض میں داخل ہو گئی ہے سخت سے سخت حالات میں بھی وہ محض سوسائٹی کی لعنت و ملامت کے خوف سے طلاق یا خلع کا نام زبان پر نہیں لا سکتی حتی کہ اگر شوہر مر جائے تب بھی اس کا اخلاقی فرض یہ ہو گیا ہے کہ ہندو عورتوں کی طرح اس کے نام پر بیٹھی رہے کیونکہ بیوہ کا نکاح ثانی کرنا نہ صرف اس کے لئے بلکہ اس کے سارے خاندان کے لئے موجب ذلت ہے۔ دوسری طرف نئی نسلیں جو فرنگی تہذیب سے متاثر ہوئی ہیں ان کا حال یہ ہے کہ وہ ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف کا ورد کرتے ہیں اور وللرجال علیہن درجۃ پہنچکر ان کی زبانیں رک جاتی ہیں الرجال قوامون علی النساء کا ترجمہ ان کے نزدیک [illegible]

رہیں تو صلح و آشتی محبت اور عدل ہی کے ساتھ رہیں ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں اور آپس کے تعلقات میں فیاضانہ برتاؤ رکھیں لیکن اگر ایسا نہ کر سکیں تو پھر ان کی یکجائی سے جدائی بہتر ہے کیونکہ مودت و رحمت کی روح نکلنے کے بعد ازدواجی تعلق ایک مردہ جسم ہے جس کو اگر دفن نہ کر دیا جائے تو عفونت پھیلتی اور اس سے خانگی زندگی کی ساری فضا زہر آلود ہو جاتی ہے اسی لئے قرآن مجید کہتا ہے کہ:۔

وان تصلحوا و تتقوا فان الله کان غفورا رحیما وان یتفرقا یغن الله کلا من سعته	اگر آپس میں موافقت سے رہو اور ایک دوسرے پر زیادتی کرنے سے بچو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے اور زوجین

ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اللہ اپنے وسیع خزانہ غیب سے ہر ایک کی کفالت کرنے والا ہے“

پھر جگہ جگہ احکام بیان کرنے کے ساتھ تاکید کی گئی ہے کہ:۔

فامساک بمعروف او تسریح باحسان	یا تو نیکی کے ساتھ ان کو اپنے پاس رکھا جائے یا احسان (نیک برتاؤ) کے ساتھ رخصت کر دیا جائے“
فامسکوهن بمعروف او فارقوهن بمعروف۔	یا تو نیکی کے ساتھ ان کو اپنے پاس رکھو یا نیکی کے ساتھ ان سے جدا ہو جاؤ“
وعاشروهن بالمعروف	اپنی بیویوں سے نیک برتاؤ کرو
فامسکوهن بمعروف او سرحوهن بمعروف ولا تمسکوهن ضرارا لتعتدوا ومن یفعل ذالک فقد ظلم نفسه۔	یا تو نیکی کے ساتھ ان کو پاس رکھو یا نیکی کے ساتھ رخصت کر دو محض ستانے کے لئے ان کو نہ روکو کہ ان کی حق تلفی کرنے لگو اور جو ایسا کریگا

وہ اپنے نفس پر خود ظلم کریگا (یعنی اپنے آپ کو خدا کے عذاب کا مستحق بنائے گا) اور آپس کے تعلقات میں فضل کو نہ بھولو (یعنی فیاضی کا برتاؤ کرو)۔

طلاق رجعی کے احکام جہاں بیان کئے گئے ہیں وہاں رجوع کے لئے نیک نیتی کی شرط لگا دی گئی ہے یعنی دو طلاق دینے کے بعد تیسری طلاق سے پہلے شوہر کو حق ہے کہ اپنی بیوی کی طرف رجوع کرے مگر شرط یہ ہے کہ اس کی نیت صلح و آشتی کے ساتھ رہنے کی ہو نہ کہ ستانے اور لٹکائے رکھنے کی و بعولتهن احق بردهن فی ذالک ان ارادوا اصلاحا۔

پھر ایسی عورتوں کے ساتھ نکاح کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جو اپنے مذہب اپنے خیالات اور تمدن و معاشرت میں مسلمانوں سے اتنی مختلف ہیں کہ مسلمان ان سے محبت اور قلب و روح کی یکجہتی کے ساتھ ان سے میل نہیں کھا سکتے کیونکہ ایسی صورت میں ازدواج کا رشتہ کوئی صحیح تمدنی رشتہ نہ ہوگا بلکہ محض ایک شہوانی رشتہ بن جائے گا اور اس میں مودت و رحمت نہ ہوگی یا اگر ہوگی تو وہ اسلامی تہذیب و تمدن کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضر ہو جائے گی۔

ولا تنکحوا المشرکات حتی یؤمن ولامة مومنة خیر من مشرکة ولو اعجبتکم	مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں ایک مومن لونڈی ایک مشرکہ سے بہتر ہے اگرچہ وہ تم کو پسند ہو اور مشرک
ولا تنکحوا المشرکین حتی یؤمنوا ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم	مردوں سے اپنی عورتوں کی شادی نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ایک مومن غلام ایک مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تم کو پسند ہو۔

اہل کتاب کے معاملہ میں اگرچہ قانون اس کی اجازت دیتا ہے کہ ان کی عورتوں سے نکاح کر لیا جائے کیونکہ مذہب کے مبادی میں ایک حد تک ہمارے اور ان کے درمیان اشتراک ہے۔ مگر اس کو بھی اسلام میں پسندیدہ کی نظر سے نہیں دیکھا گیا ہے۔

کعب بن مالک نے ایک کتابیہ سے نکاح کرنا چاہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا اور ممانعت کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ:۔

انها لا تحصنك ”وہ تجھے محصن نہیں بنا سکتی کیونکہ تیرے اور اس کے درمیان مودت و رحمت نہ ہوگی جو احصان کی اصلی روح ہے حضرت حذیفہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کرنا چاہا تو حضرت عمرؓ نے ان کو لکھا کہ چھوڑ دو حضرت علیؓ اور حضرت ابن عمرؓ نے کتابیات سے نکاح کو صراحت مکروہ فرمایا ہے اور حضرت علیؓ نے کراہیت کی دلیل یہ پیش کی ہے کہ

لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حاد الله ورسوله	یعنی جو مومن ہے وہ ایسے لوگوں سے محبت نہیں کر سکتا جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہوں اور جب زوجین

میں محبت ہی نہ ہو تو ایسا نکاح کس کام کا“

غرض مندرجۂ بالا اشارات سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ صیانت اخلاق و عفت کے بعد دوسری چیز جو اسلام کے قانون ازدواج میں مقصدی اہمیت رکھتی ہے وہ زوجین کے درمیان مودت و رحمت ہے جب تک ان کے تعلقات میں اس چیز کے باقی رہنے کی امید ہو اسلامی قانون ان کے رشتۂ مناکحت کی حفاظت پر اپنی پوری قوت صرف کرتا ہے اور جب یہ مودت و رحمت باقی نہ رہے اور اس کی جگہ سرد مہری نفرت اور بیزاری پیدا ہو جائے تو قانون کا میلان رشتۂ نکاح کی گرہ کھول دینے کی طرف منعطف ہو جاتا ہے۔ یہ نکتہ بھی اس قابل ہے کہ اس کو ذہن نشین کر لیا جائے کیونکہ جو لوگ اس کو نظر انداز کر کے قانون اسلامی کے جزئیات پر منطبق کرتے ہیں وہ قدم قدم پر ایسی غلطیاں کر جاتے ہیں جن سے قانون کا اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

کیا آپ کو مولوی پسند ہے

(۲)

اور اس کا مطالعہ اپنے بھائیوں کے لئے اچھا سمجھتے ہیں تو ان کے نام و پتے لکھ بھیجئے یہاں سے ان کو ایک دو پرچے نمونۃً بھیجدیئے جائینگے اس کے بعد ان کی مذہبی خواہش خود ان کو خریدار بننے پر مجبور کریگی۔

مینیجر مولوی - دہلی

بدکاری کرنے والیاں ہو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

الیوم احل لکم الطیبٰت والمحصنٰت من المؤمنٰت والمحصنٰت من الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم اذا اٰتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسٰفحین ولا متخذی اخدان	آج تمہارے لئے تمام پاک چیزیں حلال کی گئیں اور پاکدامن عورتیں خواہ مومن ہوں یا اہل کتاب میں سے بشرطیکہ تم ان کے مہر ادا کرکے قید نکاح میں لانے والے ہو نہ کہ علانیہ یا چوری چھپے ناجائز تعلقات پیدا کرنے والے۔

ان آیات کے الفاظ اور معانی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نگاہ میں سب سے زیادہ اہمیت اس چیز کی ہے کہ مرد اور عورت کے ازدواجی تعلق میں احصان یعنی اخلاق اور عفت و عصمت کا پورا پورا تحفظ ہو۔ یہ ایسا مقصد ہے جس کے لئے ہر چیز کو قربان کیا جاسکتا ہے مگر کسی دوسری چیز کے لئے اس کو قربان نہیں کیا جاسکتا۔ زوجین کو نکاح کی قید میں اسی لئے مقید کیا جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کے اندر رہ کر اپنی فطرت کی داعیات کو پورا کریں لیکن اگر کسی قید نکاح میں ایسے حالات پیدا ہوجائیں جن سے حدود اللہ کے ٹوٹنے کا خوف ہو تو بجائے اس کے کہ نکاح کی ظاہری قید کو برقرار رکھنے کے لئے اللہ کی حدود کو قربان کیا جائے، بدرجہا بہتر یہ ہے کہ اللہ کی حدود پر ایسی قید نکاح کو قربان کردیا جائے۔ اسی لئے ایلا کرنے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ چار مہینے سے زیادہ اپنے عہد پر قائم نہ رہیں اگر وہ چار مہینے کی مدت گزرنے پر بھی رجوع نہ کریں تو انھیں ایسی عورت کو قید نکاح میں رکھنے کا کوئی حق نہیں ہے جس سے وہ ہم بستر نہیں ہونا چاہتے کیونکہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ عورت اپنے داعیات فطرت کو پورا کرنے کے لئے حدود اللہ کو توڑنے پر مجبور ہوگی جس کو اللہ کا قانون کسی حال میں گوارا نہیں کرسکتا۔ اسی طرح جو لوگ ایک سے زیادہ بیویاں کرتے ہیں ان کو سختی کے ساتھ تاکید کی گئی ہے کہ فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقۃ یعنی ایک عورت کی طرف بالکل اس طرح نہ جھک پڑو کہ دوسری عورت گویا معلق رہ جائے۔ اس حکم کا مقصد بھی یہی ہے کہ عورت کو ایسی حالت میں مبتلا نہ کیا جائے جس سے وہ حدود اللہ کو توڑنے پر مجبور ہو۔ ایسی حالت میں نکاح کی ظاہری قید برقرار رہنے سے بہتر ہے کہ اس کو توڑ دیا جائے اور عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرنے کے لئے آزاد ہوجائے۔ پھر عورت کو خلع کا حق بھی اسی مقصد کے تحت دیا گیا ہے۔ اگر ایک عورت کا کسی ایسے شخص کے پاس رہنا جس سے وہ خوش نہ ہو یا جس سے اس کے نفس کو اطمینان حاصل نہ ہوتا ہو اس کو ایسے حالات میں مبتلا کردیتا ہے جن میں حدود اللہ کے ٹوٹ جانے کا خوف ہو اس لئے ایسی عورت کو حق دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کو اس کا مال (جو مہر کی صورت میں دیا تھا) یا اس سے کم زیادہ دے کر قید نکاح سے رہائی حاصل کرے۔ قانون اسلامی کی ان دفعات کو آگے چل کر شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا جائے گا مگر یہاں ان مثالوں کو بیان کرنے سے اس حقیقت کو واضح کرنا مقصود ہے کہ اسلامی قانون نے اخلاق و عفت کی حفاظت کو سب چیزوں سے زیادہ اہمیت دی ہے اور گو وہ قید نکاح کو حتی الامکان برقرار رکھنے اور مستحکم کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن جہاں اس قید کے برقرار رہنے سے اخلاق و

عفت کو صدمہ پہنچنے کا اندیشہ ہو وہاں وہ اس بات کو گوارا نہیں کرتا کہ اخلاق کو کھول دیا جائے۔ منزل... اسلامی قانون کی دفعات تفصیل سے بیان کی جائیں گی ان کو سمجھنے اور ان کو قانون کی حیثیت سے ساتھ نافذ کرنے کے لئے اس نکتہ کو ذہن نشین کرلینا کافی ہے۔

مودت و رحمت

دوسرا اہم مقصد ہے کہ نوع انسانی کی صنفوں کے درمیان ازدواج کا تعلق مودت و رحمت کی بنیاد پر ہو تاکہ مناکحت سے تمدنی و تہذیبی مقاصد متعلق ہیں وہ حاصل ہوں اور زوجین ایک دوسرے سے بدرجہ اتم پورا کرسکیں انسان کو اپنی خانگی زندگی میں راحت، مسرت اور سکون و اطمینان حاصل ہوسکے جس کا حصول انھیں تمدن کے بالاتر مقاصد کے پورے کرنے کی قوت بہم پہنچانے کے لئے ضروری ہے۔ قرآن میں اس مقصد کو جس انداز سے بیان کیا گیا ہے اس پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کی نگاہ میں زوجیت کا تصور ہی محبت و رحمت ہے۔ زوجین بنائے ہی اسی لئے گئے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے پاس سکون حاصل کریں چنانچہ ارشاد ہے کہ:۔

ومن اٰیٰتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ	اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہارے لئے خود تم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے ہیں تاکہ تم ان کے

پاس سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کی ہے۔

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:۔

ھو الذی خلق لکم من نفس واحدۃ وجعل منھا زوجھا لیسکن الیھا۔	وہی ہے جس نے تم کو تن واحد سے پیدا کیا اور اس کے لئے خود اسی کی جنس سے ایک جوڑا بنایا تاکہ وہ اس کے پاس

سکون حاصل کرے۔

پھر ایک دوسرے پیرایہ میں زوجیت کے اس تصور کو یوں پیش کیا ہے:

ھن لباس لکم وانتم لباس لھن	وہ تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔

یہاں زوجین کو ایک دوسرے کا لباس کہا ہے۔ لباس وہ چیز ہے جو انسان کے جسم سے متصل رہتی ہے اس کی ستر پوشی کرتی ہے اس کو خارجی نقصانات سے بچاتی ہے اس لباس کے استعارہ کو زوجین کے لئے استعمال کرنے سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ان کے درمیان مناکحت کا تعلق اس حیثیت سے ویسا ہی تعلق ہونا چاہئے جیسا کہ جسم اور لباس کے درمیان ہے ان کے دل اور جان کی راحتیں ایک دوسرے کے متصل ہوں ایک دوسرے کی ستر پوشی کریں اور ایک دوسرے کو ان اثرات سے بچائیں جو ان کی طرح ان کے اخلاق پر مرتب ہونے والے ہوں یہی مقتضی ہے مودت و رحمت کا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے یہ ازدواجی تعلق کی اصل روح ہے اگر کسی ازدواج میں یہ روح نہیں ہے تو وہ ایک بے جان جسم ہے۔

اسلام میں ازدواجی تعلقات کے لئے جو قانون بنائے گئے ہیں ان سب میں اس مقصد کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ زوجین کو ایک دوسرے [illegible]

ردو بدل ... انسانی فطرت ... عیسائی ... کی ہدایت ہے کہ دشمن
[illegible]
جنگ کے لیے تیار رہتے ہیں ہندو سے مگر ہمیشہ لڑتے رہتے ہیں اور دشمن
تو دشمن آپس میں بھی غدر کے ساتھ جنگیں ہوتی رہتی ہیں۔

اگر یہ اعلیٰ تعلیم قابل عمل ہوتی تو یہ ہر حملہ آور کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو جاتے ... ایک صدی کی تمام تر ... طلب دوسرا پیش کئے بیٹھے ہیں چونکہ اس تعلیم پر اب تک کوئی عمل نہیں ہوا اس لئے ہمیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ عیسائی خود اپنی اس الہامی تعلیم کو ناقابل عمل تسلیم کرتے ہیں۔

اسلامی مسائل اور ہندو

ہندوؤں کے یہاں بیوگی کی تعلیم پر کون عمل کر رہا ہے وراثت طلاق، اخوت اور شادی بیوگان وہ مسائل ہیں جنہیں اسلامیوں سے اخذ کرنے کی مساعی کا سلسلہ برابر جاری ہے اور ان کے اپنے قانون ناقابل عمل تکلیف دہ اور ... ثابت ہو رہے ہیں عیسائیوں کے یہاں طلاق کہاں تھی کس سے یہ مسئلہ انہوں نے لے لیا۔ تجرد کی تعلیم پر کتنے عمل کرنے والے موجود ہیں ہر مذہب کے پیروؤں کو اپنے اپنے مذہب کے آئین ناقابل عمل دوبھر نظر آ رہے ہیں اور اس تہذیب و روشنی کے زمانہ میں ان پر اپنے مذہبی خامیوں کا عقدہ کھلتا چلا جا رہا ہے اچھوتوں ہی کی اصلاح میں کیا کیا مشکلات پیش آ رہی ہیں حالانکہ مسلمانوں کے یہاں ایک پیش پا افتادہ بات ہے سب جانتے اور دیکھتے ہیں پھر بھی غور نہیں کرتے اور ... اور غیر مسلمان جذبات کے سیلاب میں بہہ رہے ہیں۔

اچھی چیز وہ نہیں جو خیالاً اور لفظاً اور شکلاً اچھی ہے ... آدمی جتنا خوبصورت ہے اتنا ہی گھٹا بھی ہے ... خوبصورت دیکھ کر لوگ اس کی تعریف ... جنگل دیکھتے ہیں ایک خوشنما پھل ہے مگر اس کی خوشنمائی کسی کو دکھ میں نہیں ڈالتی اسی طرح ... تھپڑ اور عدم تشدد والی تعلیمات دیکھنے میں بہت اچھی اور دلفریب ہیں لیکن بالکل ناقابل عمل۔ انسانی جوش کا ایک خفیف اشتعال ان تعلیمات کے سارے تار و پود بکھیر کر رکھ دیتا ہے پھر اگر کم فہم اور کم ... افراد ان کی دلفریبیوں پر شیدا ہوتے تو یہی صبر تھا حیرت اور انتہائی حیرت تو یہ ہے کہ اکابر ... اس کی دلفریبیوں سے مسحور ہیں اور ... کبھی اصلی حقیقت پر غور کرنا تو کجا بعض اوقات اسلامی تعلیمات پر طعن کرنے لگتے ہیں ... عقل اور ... کا انہیں احساس تک نہیں ہوتا۔

عفو سے سلوک

اب دیکھنا یہ ہے کہ مخالفوں اور دشمنوں سے سلوک کے متعلق اسلام نے کیا تعلیم دیا ہے ... فرمایا ہے جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا و اصلح فاجره علی الله یعنی برائی کا بدلہ اسی قسم کی برائی ہے لیکن اگر کوئی معاف کر دے اور اس کی اصلاح ہو جائے تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص شرارت کرتا ہے تو غور کرو اس کی اصلاح کیونکر ہو سکتی ہے اگر وہ معاف کر دینے سے سدھر سکتا ہے تو اسے سزا دینا غلطی ہے اور اگر سزا دینے سے ... سکتا ہے تو شرارت معاف کرنا ... جیسا موقع ہو ویسا سلوک کرو۔ ... معانی و مطالب پر مشتمل ہے اور اس چھوٹی

کتاب میں انسانی فطرت کے ہر پہلو اور جوش و اشتعال کے تمام درجات کی رعایت ملحوظ رکھی ہے جب تک کسی انسان کو نقصان پہنچایا جاتا ہے کسی کی طرف سے اسے تکلیف پہنچتی ہے تو اسے فطرتاً جوش اور اشتعال پیدا ہوتا ہے اور دل چاہتا ہے کہ اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا جائے اس نے ایک تھپڑ رسید کیا ہے تو جواب میں اسے سو تھپڑ رسید کئے جائیں اسلام نے اس جوش اور اس اشتعال کی حد بندی کر دی اور حکم دیا کہ تمہیں نقصان پہنچا ہے تو تم دوسرے کو اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہو یہ نہیں کہ کلوخ انداز کی پاداش سنگ قرار دی جائے اگر زیادہ نقصان پہنچا دیا تو خود اس کے مجرم بن گئے۔ جبلہ بن ایہم کے احرام کا کونہ جب ایک دیہاتی کے پاؤں کے نیچے دب گیا اس نے مشتعل ہو کر اس کے ایک تھپڑ رسید کیا جس کی شکایت اس نے حضرت عمر فاروق سے کی تو آپ نے یہی حکم دیا تھا کہ اعرابی بھی جبلہ کے منہ پر اسی طرح تھپڑ مارے جبلہ امیر شام تھا نیا نیا مسلمان ہوا تھا اقتدار و حکومت کی شان دیکھ چکا تھا اس حکم کو سنکر حیران رہ گیا اور بولا کہ عرب کا ایک عامی اور میرے منہ پر تھپڑ رسید کرے ہم رومیوں میں تو ایسا نہیں ہو سکتا غریب کی مجال ہی کیا ہے جو امیر سے بدلہ اور انتقام کا تصور ہی دل میں لائے یہ تو بڑی ذلت ہے۔ حضرت عمر فاروق کہنے لگے کہ حضرت رومیوں میں کچھ ہوا کرے یہاں عیسائیوں میں کوئی دستور ہو ہمارے یہاں تو انصاف کے معاملہ میں امیر و غریب کا کوئی امتیاز نہیں۔

جبلہ سے یہ ذلت برداشت نہ ہو سکی وہ بدبخت تھا راتوں رات مدینہ منورہ سے بھاگ نکلا اور پھر عیسائی ہو گیا حضرت عمر نے اس امیر شام کا نکلنا اور بھاگنا گوارا کر لیا مگر نا انصافی اور اس حکم ربانی کے خلاف عمل ہرگز ہونے نہ دیا اس طرح آپ نے دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ اسلامی شریعت کی رو سے عدالت فوجداری مقدمات میں ملزم کو اتنی ہی سزا دے سکتی ہے جتنی کہ مستغیث کو تکلیف پہنچی ہے اس طرح نہ مستغیث کے قلب میں کوئی ملال رہ سکتا ہے اور نہ ملزم کو کوئی شکوہ ہو سکتا ہے جیسا کیا ویسا بھگتا ... تھپڑ کا یا گھونسا ... بادی النظر میں یہ بہت معمولی اور بہت آسان بات معلوم ہوتی ہے لیکن آسانی اور سہل الفہم ہونا ہی تو اسلامی تعلیمات کی خصوصیت ہے اور یہ ایک ایسی آسانی ہے جس کا پتہ دیگر مذاہب میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتا۔

... "السن بالسن" کان کے بدلے کان ناک کے بدلے ناک اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ کوئی زیادتی نہیں کوئی ظلم نہیں جیسا کیا ہے ویسا بھگتو۔ آج عام صورت جو ان حالات میں پیش آیا کرتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ کوئی ایک مارتا ہے تو دوسرا جوش میں آ کر چار مارتا ہے پہلے کے دل میں اس زیادتی کا کانٹا رہ جاتا ہے اور وہ چار کا بدلہ اس سے بیس کی فکر میں رہتا ہے اس طرح جھگڑا بڑھتا ہی چلا جاتا ہے دلوں میں کدورتیں پیدا ہوتی ہیں ... سے ان کے اثرات بھی ظاہر ہوتے ہیں اور رفتہ رفتہ یہ زہر تمام سوسائٹی میں سرایت کر جاتا ہے اور سینکڑوں ... اور جھگڑوں کا موجب بنتا ہے کوئی کسی کے گال پر طمانچہ مارتا ہے تو اسلام اس پر نہیں کہتا کہ تو دوسرا گال بھی اس کے سامنے کر دے اس لئے کہ یہ خلاف فطرت ہے۔

مخالفین سے برتاؤ

(از مولانا [illegible] صاحب مارہروی)

[illegible] نام کا کوئی اصول کوئی پہلو اور کوئی مسئلہ ایسا نہیں جو عقل سے مملو اور فطرت انسانی کے عین مطابق نہ ہو [illegible] مسلمانوں کی انتہائی بدبختی ہے کہ وہ ایک مکمل کتاب اور مکمل تعلیم [illegible] اور نادار ہوتے ہوئے بھی اسلام سے دور پڑے ہوئے ہیں اور بعض [illegible] لفاظی اور عبارت سے کام لیتے ہیں کہ وہ علانیہ اپنے اصول کی [illegible] یا یہ نہیں بھی تو دوسری قوم کے بالمقابل اصول کی تعریف پر اتر آتے [illegible] گاندھی جی نے ستیاگرہ یا مقاومت مجہول کا اصول عمل پیش کیا ہے ہندو [illegible] حضرت عیسیٰؑ کے اصول سلوک و تمکین سے مطابقت دیتے ہیں اور لطف یہ ہے کہ عیسائی مدبرین نے بھی بلا غور و خوض اسے سراہا اور گاندھی جی کو حضرت عیسیٰ کی تعلیم کا مثنیٰ قرار دینا شروع کر دیا ہے امریکہ یورپ کے آزاد رو اہل الرائے بیش مشاہیر گاندھی جی اور ان کی ستیہ گرہ کے متعلق علانیہ اس قسم کے مقالے اور مضامین لکھتے اور ہندو جانبدار انھیں مشہور انگریزی اخبارات کے حوالوں کے ساتھ طمطراق سے شائع کرتے ہیں صاف لکھا جاتا ہے کہ دنیا کے پہلے علمبردار امن حضرت عیسیٰؑ تھے اور دوسرے گاندھی جی ہیں۔

بڑے بڑے عاقل و دانا اور مدبر موجود ہیں اور کوئی ایک لمحہ اور ایک ساعت کے لئے بھی یہ غور نہیں کرتا کہ ہم کیا کہہ رہے ہیں؟ کیوں لکھ رہے ہیں؟ اور کس لئے انہیں علمبردار امن عالم قرار دیا جا رہا ہے؟ کیا اس لئے کہ حضرت عیسیٰ کی تعلیم یہ تھی کہ اگر تمہارے ایک گال پر کوئی تھپڑ مارے تو دوسرا گال سامنے کر دو؟ اور گاندھی جی کہتے ہیں کہ خواہ تم پر حکومت لاٹھیاں برسائے گولیاں چلائے کتنا ہی ظلم کرے مگر تم سر نہ اٹھاؤ اور خیال و اعتقاد تک میں دشمنی کا خیال دل میں نہ لاؤ۔ فی الواقع یہ تعلیم بادی النظر میں بہت بہتر اور بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور اس سے کوئی اور نتیجہ مرتب ہو یا نہ ہو لیکن گاندھی جی تو تعلیماً دنیا میں علمبردار امن مشہور ہو گئے اور امریکہ اور یورپ کے کچھ لوگوں نے آپ کو اور آپ کی تعلیم کو سراہ دیا۔ چشم ما روشن دل ما شاد ہمیں کسی کی شہرت و نمود سے کوئی رقابت نہیں بلکہ ہم وطنی اور ملکی اعتبار سے گاندھی جی کی اس عزت و شہرت کو ملک کے لئے بہتر اور قابل سرور سمجھتے ہیں لیکن ہمیں اس وقت دکھ اٹھتا ہے جب یہ تعریف یکتائی اور بے ہمتائی کا پہلو لئے ہوئے ہونے کے ساتھ ہم پر بدگمانی کی نظر آتی ہے اور لوگوں میں یہ خیال پیدا ہونے لگتا ہے کہ مسلمانوں کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تعلیم دی ہے وہ آگ اور خون جبر اور زبردستی کی تعلیم ہے۔

پروپگنڈے کی رو اور مسلمان

بعض مسلمانوں کو بھی ہم نے پروپگنڈے کی رو میں بہتے اور بغیر سوچے سمجھے تحسین کرتے دیکھا ہے اس پروپگنڈے کے دیکھتے ہی اور یورپین و امریکی [illegible] کے مضامین پڑھتے ہی انھیں اپنے مذہب اور اپنی مذہبی تعلیم کی طرف سے ایک شک سا پیدا ہوتا ہے برا خیال دماغ میں گھومنے لگتا ہے اور ان کے قلب میں جہاں عیسائیت اور گاندھی جی کی عظمت کا نقش قائم ہوتا ہے وہاں اپنے مذہب اور مذہبی تعلیم کی طرف سے انھیں ایک بدگمانی پیدا ہونے لگتی ہے۔ گو اس بدگمانی اور سوء ظنی کی عمر کتنی ہی کم ہو مگر پیدا ہوتی ہے اور اس کا پیدا ہونا ہی خطرناک امر ہے اور اسی خطرے نے ہمیں آج یہ مختصر مضمون سپرد قلم کرنے پر آمادہ کیا ہے۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ہندو اخبار نویس، ہندو لیڈر، یورپین نام نہاد [illegible] ہنگامہ پرور اور مسلم سادہ لوح اور اخبار بین سب ایک ہنگامے کی نذر ہو کر رہ گئے ہیں سب سطحی نظر سے دیکھتے اور سطحی خیال سے کام لیتے ہیں اخبار پڑھتے ہیں مضامین کا مطالعہ کرتے ہیں بحث و مباحثہ میں حصہ لیتے ہیں گفتگوئیں کرتے ہیں مگر کسی کو اتنا خیال نہیں آتا کہ یہ تو سوچیں کہ ہم کدھر کو جا رہے ہیں اور کس خیالی دنیا میں مسکن رکھتے ہیں۔ تسلیم ہے کہ ہجوم و ہنگامہ کے زمانہ میں جذبات کا سیلاب آتا ہے اور عقول کام کرنے سے عاجز و قاصر رہ جاتی ہیں ایسے مواقع پر دماغ کام نہیں کیا کرتے دل کی فرمانروائی ہوتی ہے مگر کبھی آخر دماغ دماغ ہے ایسی قدر ہنگامہ آرائی بھی نہیں البتہ ایک خوش اعتقادی ہے جس میں ہر شخص مبتلا ہو گیا ہے اور کوئی ایک تنقیدی نظر بھی نہیں اٹھتی ایک بھیڑ چال ہے کہ سب ایک ہی طرف منہ کئے چلے جا رہے ہیں اور پس و پیش کا کسی کو کسی لمحہ اور کسی وقت بھی بھول کر خیال نہیں آتا۔

ہمارا ان خوش اعتقاد افراد و حضرات سے یہ سوال ہے کہ آپ نے کبھی یہ بھی خیال کیا کہ یہ تعلیم قابل عمل بھی ہے کبھی کسی زمانہ میں اس پر عمل بھی ہوا ہے رومی سلطنت جو قدیم کی عیسائی سلطنت ہی تھی رچرڈ، فلپ، شارلیمین عیسائی فرمانروا ہی تھے انھیں بھی جانے دو [illegible] پوپ تو خالص مذہبی حکومت کے حامل تھے کیا انہوں نے اس تعلیم پر عمل کیا کیا جرمنی نے فرانس کے ایک صوبہ پر قبضہ کیا تو اسے فرانس نے دوسرا صوبہ بھی دے دیا کیا آسٹریا کے حملہ پر سرویا نے اس تعلیم کی پابندی کی اور کیا دنیا میں کوئی ایک متنفس بھی اس تعلیم پر عمل پیرا ہے کوئی ایک زمانہ اور ایک دور تو ایسا بتا دو جب کسی عیسائی نے اس پر عمل کیا فی الواقع ستیاگرہ کے بڑے بڑے شاندار مظاہرے ہندوستان میں [illegible] اور سرحدی افغانوں نے تو کمال ہی کر دیا لیکن کیا یہ سب دکھاوے اور ہنگامی سی کارروائیاں تھیں اور ہندوستان ہی میں ستیاگرہیوں کے ہاتھوں مرزاپور، بنارس، کانپور، لکھنؤ، بمبئی، کلکتہ اور دہلی میں [illegible]

ستیاگرہی کوئی فرشتوں کی [illegible] شیطانوں پر مشتمل تھے [illegible] کی اور کیوں کرتے جو چیز فطرت انسانی کے خلاف ہو [illegible] انسان پر نہیں کہا جا سکتا ایک شخص [illegible] کرنے کسی نے [illegible] درجہ [illegible]

ہندوستانی تہذیب اور اسلام

(اقتباس از خطبہ مسٹر این۔ سی۔ مہتہ آئی۔ سی۔ ایس۔ کے)

اسلام کی قوت اس کی سادگی اور حسن میں ہے سب سے زیادہ اس کی دعوت عمل اس تنبیہ میں مضمر تھی کہ قول اور عمل کی مطابقت ضروری ہے۔ اسلام نے بت پرستی، باطل توہمات اور مذہب میں چھپی ہوئی بربریت کو گوارا کرنے سے منکر رہا۔ اسلام کی سادہ تعلیم سے قدیم تہذیبیں حیرت زدہ ہو گئیں... عورتوں کو حق وراثت دیا گیا۔.. ہندو عورت کو شکتی یعنی قوت کا مظہر سمجھتے ہیں لیکن معاشرتی نظام میں اس کی جداگانہ حیثیت تسلیم کرنے کو تیار نہیں حالانکہ عورت کا مرد کے ساتھ حصہ پانا ایسا دعویٰ ہے جس کے جائز ہونے سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہندو ذہنیت ایک چالاک ذہنیت ہے نہ یا تو آپ کا دعویٰ تسلیم کرنے کو تیار ہو جاتا ہے یا منطق کے آخری حدود تک وہ استدلال کر سکتا ہے مگر اس حالت میں کہ قول اور عمل کی مطابقت کا مطالبہ نہ کیا جائے۔

نہ (مسلمان) آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ بت پرستی باطل عقائد اور دیوتا اصنام پر ایمان لانا کیا خسران عظیم ہے۔ نہ جانتے تھے کہ عوام کا ذہن اندرونی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتا اس کا نتیجہ جو ہونا تھا ہوا۔ ہندوستان کی دولت سے بہرہ مند مسلمانوں کو ظلمت کدے نظر آئے ان کو مسمار کر دینا جس بات کو ہندو مذہبی بے حرمتی سمجھتے تھے مسلمانوں کے نزدیک تبلیغ کا ایک مفید اور بہتر طریقہ تھا جس کی وجہ سے صدیوں کی گندگی آن واحد میں دور ہو جاتی... مسلمانوں کی بت شکنی تو سب جانتے ہیں لیکن بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ایک متقی مسلمان فرمانروا فیروز تغلق بڑے احترام اور احتیاط سے اشوک کے قران کا ستون میرٹھ سے دہلی لایا تھا............

ٹیپو سلطان کی نسبت طالب علمی میں جو رائے قائم کی تھی اس کو مد نظر رکھتے ہوئے مجھے بڑی حیرت اور خوشی ہوئی کہ میسور کے حیرت انگیز مندر اس بت شکن کے ہاتھوں محفوظ رہے۔ ہز اگزالٹڈ ہائی نس نظام حیدر آباد کی ان بیمثال مساعی سے کون ناواقف نہیں جو اجنتا اور ایلورا کے برہمنی اور بودھی آثار کے تحفظ میں کی گئیں ہیں اس پر تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اسلام نے ہندوستان میں کوئی نئی قوم آباد نہیں کی اسلام یہاں صرف ایک نورانی مشعل لایا تھا جس نے انسانی زندگی کی چھائی ہوئی ظلمتوں کو پاک کر دیا۔

یہ خیال غلط ہے کہ اسلام نے اس ملک کو پردے سے روشناس کیا عورتوں کی خانہ نشینی کا رواج تمام قدیم ملتوں میں پایا جاتا ہے اور ہندو تہذیب کے عروج کے زمانہ میں تمام احکام حفظ حق کے ساتھ اس پر عامل تھا یہاں پر ہندو مسلمانوں کے ازدواج کا ذکر بیجا نہ ہوگا بادشاہوں کی بین الملی شادیاں اتحاد کا باعث ہوئیں۔ یہ صرف ہندوؤں کی پستی کی دلیل اور باعث کا ثبوت تھیں کہ ان کی جماعتی تنظیم کا دائرہ خود ہندوؤں پر تنگ رہا ہے۔

ہندو مذہب کا اصل جوہر مختلف طبقوں کا فرق مراتب ہے۔ یہ سچ ہے کبھی کسی شاعر نے اچھوتوں اور مظلوم قوم کی آواز ذلیل قوموں کی حمایت میں بلند ہو جاتی تھی مگر خاندان کی پستی کی اس دنیا میں کوئی تلافی نہیں ہو سکتی تھی۔ اسلام کو مساوات پر اتنا اصرار تھا کہ اس میں تغیر کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ یہ بنیادی اصول ہندو تمدن کے لئے بالکل نئی چیز تھا لہذا اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ اشاعت مذہب میں اسلام کی کامیابی کا باعث پست اقوام کا اس میں بخشش حاصل ہونا تھا لیکن اگر یہ مزید داد نہ بھی ہوتی تو اسلام زیادہ تیزی کے ساتھ اشاعت پاتا۔

البیرونی نے لکھا ہے ہندو قوم مغرور اور خود پسند ہے نہ جب تک غیر قوموں سے مساویانہ سلوک نہ کریں گے اور کھانے پینے کے فرضی قیود کے پابند رہیں گے ان میں باہمی اتحاد و اتفاق ناممکن ہے۔ ایک ہزار سال گزر چکے ہیں مگر یہ قدیم پابندیاں اب بھی موجود ہیں۔ عہد وسطیٰ کے مسلمان کی ذہنی کیفیت تھی جو آج مغربی خیالات کے ہندوستانی کی ہے۔ نہ کبھی عمل شمال سے لوگوں کو ترک کرتا تھا کبھی جبر سے گرفتار سے کبھی اعتقاد نہیں بدلتا یہی وجہ ہے کہ اسلام بھی اپنی برکات سے پوری طرح فیضیاب نہیں کر سکا۔

آٹھویں صدی میں عربوں کی آمد سے لیکر سولہویں صدی تک جب مغلوں نے ہندوستان میں قدم رکھا ہے مختلف قسم کی تحریکات نمایاں نظر آتی ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ عوام الناس کا درجہ بلند کیا جائے... بھگتی کا مذہب اسلام کے سبب ہر دلعزیز ہوا... کبیر، راماننداور دادو یال اور ملک داس عوام ہی سے پیدا ہوئے اور توحید و مساوات کا پرچار کرنے لگے.. جین مذہب والے بڑے قدامت پسند ہیں گیارہویں صدی کے آخر میں رنگا شاہ نے ایک نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی جو لنکا مت کہلاتا ہے اور جس نے مندر اور مورت دونوں کو خیرباد کہہ دیا۔ مگر جو فرقے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں وہ رامانند کبیر اور نانک جیسے جہاں گرد فقراء اور کلاونتوں کی بدولت جاری ہوئے سکھوں کا وجود اسلام کے غیر ارادی مگر بہتر یادگار کارناموں میں سے ہے وشنو پرستی نے اس عام پسند مذہب نے جس کے علمبردار بنگال میں چیتن اور متھرا میں ولبھ چاریہ تھے غریب طبقے کی بڑی حمایت کی۔ ہندوستان کے شاعر اعظم تلسی داس نے رام بھگتی کا جو مسلک قائم کیا وہ بدقسمتی سے بہت ہی فلسفیانہ اور علم دشوار تھا کرشن بھگتی نسبتاً زیادہ ہر دلعزیز اور لوگوں کی طبعی آرام پسندی کے مناسب حال ثابت ہوئی۔ اس سلسلہ میں آریہ سماج کا ذکر بھی ضروری ہے جس کا وجود ہندو قوم کے تنزل اور اسلام کی طبعی قوت کا رہین منت ہے۔

اسلام کے آتے ہی قدیم ادبیات کا زوال شروع ہو گیا اور سنسکرت نہیں صدی اول میں آگئی مسلم بادشاہ اکثر عالم نواز ہوتے تھے سنسکرت کے چند مقبول شاہکار بالخصوص قصص عربوں تک کی وساطت سے بیرونی دنیا تک پہنچے سیاسی اقتدار کے دوش بدوش عربوں کی زبان بھی کسب علوم کا

[illegible]

سلسلہ گا اما اگر وہ قتل عمد کی ایک ہو ... قتل ہی کے لئے وہ سب ... تو
ایسے بے شک نہیں ہو سکتے انھیں تو فراموش ہی کیا جائیگا اور معاف کی طرف کو
لیکر مؤثر طریقے سے اسلام کہتا ہے تو بھی اس کے منہ پر طمانچہ مارا تھا بدلا لیں تو لوگ
غیرت سے ایسا کرسکتے ہیں لیکن اگر مقتول تھی اور جن کے قلب میں جوش ہے ان
کا کلیجہ بھی ٹھنڈا ہو گیا لیکن عام طور سے مشاہدہ ہے کہ انسان جوش میں جرم
تو کر ڈالتا ہے مگر بعد کو اسے ندامت ہوتی اور سوچتا ہے کہ یہ میں نے کیا کیا مجھ
سے بڑی غلطی اور حماقت ہوئی اب عدالت میں، پنچایت میں یا اپنے سامنے مظلوم
سے بیٹھ سے ملزم معافی مانگ رہا ہے اور ندامت کا اظہار کررہا ہے مستغیث
کا یہ حق بدستور قائم ہے کہ وہ ملزم سے اسی قدر بدلہ لیلے جس قدر اسے تکلیف پہنچی
ہے لیکن اگر اس کے دل میں رحم کا جذبہ پیدا ہو تو اس کے معاف کر دینے کا بھی پورا
اختیار ہے ۔

اگر اس نے جذبات عالیہ سے کام لیا ملزم کی ندامت منظور کرلی، معاف کردیا تو عدالت پنچایت بھی اُسے معاف کر دیگی کتنی بڑی حکمت ہے کہ یہ حکم نہیں دیا گیا کہ ہر ملزم کو ہر حالت میں ضرور ہی معاف کر دو نہایت عمدگی اور خوبی سے ترغیب دیدی ہے کہ اگر معاف کردیا تو اللہ تعالیٰ اس کا اجر و ثواب عطا کریگا ایک طرف تو مستغیث کو بدلے اور عفو کے اختیارات کامل دیکر اسے مطمئن کر دیا گیا اور دوسری طرف ملزم کے لئے بھی آسانی رکھدی کہ اگر اسے جرم پر ندامت ہے تو معافی مانگ لے اگر ملزم شریر نظر آئے تو بدلہ لے لو تمہیں اختیار ہے اور اگر نیک نظر آئے اصلاح ہوتی معلوم ہو تو معاف کر دو چونکہ معافی میں ایک حد تک اپنا بدلہ ترک کرنا پڑتا تھا اپنا حق چھوڑنا پڑتا تھا اس لئے اس پر اجر عظیم کا یقین دلایا گیا اجر کا ذکر نہ ہوتا تو کوئی معاف ہی نہ کیا کرتا ۔

منشائے ایزدی یہی تھا کہ نادم ملزم کو معاف کر دیا جائے تاکہ وہ اس سے بچکر آئندہ کے لئے متنبہ ہو جائے لیکن یہ تھا حقوق العباد اس لئے بندوں کی ترغیب کے اجر و ثواب کا وعدہ کیا گیا خدائے قدوس کو انسانی جان بھی عزیز ہے اور فی الواقع وہ قیمتی ہوتی ہے اس لئے یہاں بھی یہی حکم ہے کہ تمہیں اس کا حق تو ہے کہ اس قاتل سے قصاص لے سکتے ہو لیکن چاہو تو اسے معاوضہ لیکر اسے معاف کر سکتے ہو آج تمام دنیا میں یہ تحریک چلی ہوئی ہے کہ دار و رسن کی سزا وحشیانہ ہے ایک جان تو ضائع ہو گئی دوسری تو ضائع نہ کی جائے مگر جرم ثابت ہو جانے پر مستغیث یا عدالت عالیہ کو بھی معاف کردینے اور مجرم کی جان بچا لینے کا استحقاق نہیں لیکن اسلام نے یہاں بھی جان کی رعایت رکھی اگر صاف طور پر حکم دیا جاتا کہ قتل کے بدلے میں قتل کر دو تو مقتول کے ورثا کو کبیدگی پیدا ہوتی اور ان کا دل دکھتا اس لئے نہایت حکمت سے قصاص کا اصل حکم بھی دیدیا اور بچنے کا پہلو بھی رکھدیا کہ معاوضہ دیدو ورثائے مقتول کو خوش کرلو اور اپنی جان بچا لو آپ ہر مذہب کی تعلیم پر نگاہ ڈال جائیے کہیں آپ کو یہ سہل اور حکمت احکام نظر نہ آئینگے ۔

شدید جرائم اور حکم قرآنی

یہ تو عام معاملات عام جھگڑوں تک محدود تھا کو اب لواطت زنا ... کا مسئلہ لیجئے

[illegible] کو پہلے ... [illegible]
قتل تھے ... بالعموم کمسن ... شہوانی جذبہ کا شکار ہوتے ہیں ۔

کوب کے بھی بہت سے کم لوگ عادی ہوتے ہیں اب کسی سے زنا کا ارتکاب ہو گیا بدکاری کی تو اسلام ایسے مجرموں کو بخشنے کا روادار نہیں اس لئے کہ ان کے مرتکب بالعموم وہی شخص ہوتے ہیں جو پہلے سے عادی ہوتے ہیں جن کا شیوہ تاک جھانک ہوتا ہے اور پہلے خفیہ طور پر ایسی حرکات کے مرتکب ہو چکے ہوتے ہیں ان پر رحم کرنا گویا بد اخلاقی کو فروغ دینا ہے جب اسلام پکار کہہ چکا ہے کہ ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا زنا کے قریب بھی نہ پھٹکو یہ بہت ہی بُری بات اور شدید بے حیائی ہے "غض بصر" کا حکم دیکر اس کے محرکات بھی روک دیئے ہیں تمام بندوبست بھی کر دیئے ہیں پھر بھی کوئی نہیں مانتا تو اسے انتہائی شیطنت نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے ۔

بہرحال جس عورت کے ساتھ یہ جبر روا رکھا جاتا ہے سوسائٹی میں اس کی پوزیشن کسی نہ کسی نہج پر ضرور گر جاتی ہے اور بدنام ہوتی ہے جس کی بعد کوئی تلافی ہو سکتی ہے اور نہ ندامت ! اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ زنا غیر شادی شدہ پر کوئی رحم نہ کیا جائے بلکہ انھیں تازیانے لگاکر سنگسار کر کے ختم کردیا جائے۔ منکوحہ عورت سے زنا کرنا اور شدید خیال کیا گیا ہے اس لئے کہ حق اور عصمت دونوں پر حملہ ہے دوشیزہ سے تو شادی کر لینے کا بھی امکان ہے بہرکیف زنا زنا ہے اور یہ کسی قسم کی بدکاری اور بدفعلی کو معاف نہیں کیا گیا طرفین رضا مندی ہو یا نا رضا مندی تھوڑا سا فرق ضرور پڑ جائے گا مگر سزا لازمی طور پر ملیگی اور شدید ملیگی جو اکثر موت پر منتج ہوگی یہ صرف اس لئے کہ دوسروں کو عبرت ہو

اسلام عفت پاکیزگی روحانیت کی انتہائی حفاظت کرتا ہے اور حصول تقویٰ کا ممد و معاون ہے دیگر مذاہب تو صرف اتنا کہکر خاموش ہو گئے ہیں کہ بری بات سے بچو، بُرے عمل سے بچو ۔ اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ جہاں جھوٹ چوری حقوق عباد اور زنا سے بچنے کا حکم دیتا ہے وہاں وہ ان سے محفوظ رہنے کے طریقے بھی بتاتا ہے اور جہاں نماز روزے حج زکوٰۃ اور نیکی کی ہدایت کرتا ہے وہاں ان کے فوائد بھی بتاتا ہے کہ کیوں اور کس لئے ایسا کیا جائے دشمنوں حملہ آوروں اور جنگی قیدیوں کے متعلق ہر زمانہ اور ہر مذہب میں یہ حال ... ندوں کی سزا رہی ہے مگر اسلام اس موقع کو بندوں کے لئے محفوظ رکھے ہوئے صاف کہتا ہے کہ ان سے سلوک کرنا ہے کرو ان پر زیادتی نہ کرو اور اگر مناسب سمجھو تو انھیں فدیہ لیکر چھوڑ دو بوڑھوں بچوں عورتوں عبادت گزاروں اور کھیتی سے کوئی تعرض نہ کرو صرف محاربین کو تہ تیغ کرو اور قتل کرو اور اگر مناسب سمجھو تو فدیہ لیکر چھوڑ دو مقصد یہ کہ کسی قلب میں کسی کی طرف سے کوئی خلش نہ رہ جائے جو آئندہ جھگڑے کی بنا بن سکے غور کیجئے اس سے زیادہ جامع پر حکمت پاکیزہ آسان تعلیم کوئی اور ہو سکتی ہے ، تمام امن اس سے ہوتا ہے کہ ظالم کو ظالم کہکے حوالہ کردیا جائے اور اس کی سرشت اس کے اعمال ... ہو جو دنیا جانتے یا اس لئے کہ ظالم کے سامنے جدل بلکہ ساتھ سر جھکا دیا جائے کہ ... ایک اللہ والے بہادر لوگ سر نہیں جھکایا کرتے بلکہ معاف کیا کرتے ہیں ۔

شریعت بل

حقیقت اسلام

دنیا میں سچا مذہب تو اسلام ہی ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ہزار کوئی
ہ ہاتھ میں ایک سفید رنگ کا ٹکڑا ربڑ کا ٹکڑا ہے وہ کہے اپنی عقل سے
ہے اسے ہیرا یا الماس سمجھے ہوئے ہیں۔ اگر تحقیق سے دیکھا جائے تو الماس
مارے ہاتھ میں ہے باقی ساری مخلوق کے ہاتھ میں بلور ہے۔ نقیر کا یہ
دعویٰ ہے کہ دنیا میں اسلام ہی سچا مذہب ہے صرف نقیر کا دعویٰ نہیں
بلکہ بڑے بڑے پادری اور لیڈر جب یورپ امریکہ وغیرہ میں اپنے
ہے جلسوں میں تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دنیا میں
سچا مذہب تو اسلام ہی ہے بلکہ تمام دنیا نے جو کچھ سیکھا اسلام سے
سیکھا۔ دیکھو "سپرٹ آف اسلام" ڈاکٹر ملنیر صاحب جرمنی نے پنجاب یونیورسٹی
ان سرچشموں سے پانی پی کر ہم سیراب ہوئے تھے اب وہ سرچشمے خشک
ہو رہے ہیں اب ہمارا فرض ہے کہ ان سرچشموں کو سیراب کریں۔

ان سب کے دلوں میں یہی یقین ہے کہ دنیا میں سچا مذہب اسلام ہی
ہے یہ دوسری بات ہے کہ وہ بظاہر اپنی دنیاوی ضروریات یا رسم و رواج
کے سبب اسلام قبول نہ کریں مگر دل سے تو وہ بھی اسلام کی صداقت
کے قائل ہیں۔ پریوی کونسل لندن میں جب بڑے بڑے جج اپنے فیصلے
لکھنے لگتے ہیں تو وہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فتویٰ ہے
امام ابو یوسف کا یہ فتویٰ ہے ان کو یقین ہے کہ سچا مذہب اسلام ہی ہے مگر
وہ لوگ جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوئے جن کے ماں باپ مسلمان ان کے
مسلمانوں کے مرنے کے بعد قبریں بھی مسلمانوں کی پلید کریں گے ان کو
یقین نہیں کہ اسلام سچا مذہب ہو۔ العیاذ باللہ تعالیٰ بلکہ وہ جنٹلمین
آپس میں بیٹھے ہیں تو کہتے ہیں کہ تمہارے پاس صداقت اسلام کا
کیا ثبوت ہے۔

۲۔ ڈاکٹر ... صاحب ڈائرکٹر محکمہ تعلیم ہوئے ایک ان سے اپنے سررشتہ
... عزیز الدین صاحب مرحوم سے پوچھا کہ تمہارے پاس اسلام کے سچے ہونے
کا کیا ثبوت ہے ... بچارہ کچھ لاعلاج تو تھا نہیں چند فیلسوفی کی ڈاکٹر صاحب
... کو سمجھاتے ہیں۔ ولایت کی پارلیمنٹ میں سات سو ممبر ہیں ان کی
... ایک میں ساڑھے تین سو ممبر ہیں اور ساڑھے تین سو ممبر
بڑے بڑے نوجوانوں بیرسٹروں اپنا لاکھوں کے منتخب کرکے پارلیمنٹ
ممبر بنایا جاتا ہے ایک ایک آدمی کی عقل ایک ایک ہزار کے برابر سمجھی جاتی ہے
زیادہ سات سو ممبر سات لاکھ آدمیوں کی برابر ہوتے ہیں وہ پارلیمنٹ
... قانون پاس کر بیٹھتے ہیں اس کو ترمیم کرتے ایک سال نہیں گزرتا کہ
... کی غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں ... قانون منسوخ کرنا پڑتا
... میں کچھ ترمیم کرنی پڑتی ہے وہ سمجھتے ہیں اسے افسوس یہ قانون غلط
... سات لاکھ آدمیوں کی عقل کے مجموعہ کا یہ حال ہے کہ ان کا بنایا ہوا
... سا ... [illegible]

شریعت نے جنگل میں بیٹھ کر ایک قانون بنایا جس کو بنے ہوئے ساڑھے تیرہ
سو سال ہو گئے اب تک اس میں ایک غلطی بھی واقع نہیں ہوئی بلکہ دن بدن وہ
قانون شریعت ترقی پر ہے اس سے ثابت ہو گیا کہ دنیا میں سچا مذہب تو
اسلام ہی ہے۔

۳۔ دنیا میں مختلف فرقے اور دشمنان اسلام ہیں ان سب کے دلوں میں یہی یقین ہے
کہ سچا مذہب اسلام ہی ہے۔ لاہور دہاری منڈی کی مسجد پٹولیاں کے دروازے
پر شام کے وقت جا کر دیکھو ہندو مسلمان بلکہ آریوں کی بیبیوں عورتیں اپنے بچوں کو
لیکر دروازے پر کھڑی ہوتی ہیں جب نمازی نماز پڑھ کر نکلتے ہیں تو بڑی منت سے
درخواست کرتی ہیں کہ میرے بچے کو دم کر دو خدا اس کو شفا بخشے وہ عورتیں ہندو قسمت
اسلام ہیں مگر ان کے دلوں میں یقین راسخ ہو چکا ہے کہ سچا مذہب اسلام ہی ہے اسی
واسطے اپنے بچوں کو لیکر آتی ہیں کہ نمازیوں کے دم کرنے سے ہمارے بچوں کو شفا
ہو جائیگی اگر ان کو صداقت اسلام کا یقین نہ ہو تو وہ کیوں آئیں فقیر نے بارہا اپنی
آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جب مسلمان نمازی دم کر کے چلے جاتے ہیں اور جگہ خالی ہو جاتی
ہے تو جس جگہ نمازی جوتے اتارتے ہیں وہاں کی خاک لیکر وہ آریہ عورتیں اپنے
بچوں کے منہ پر ملتی ہیں اسلام کے سچا ہونے کا ان کے دلوں میں یہاں تک یقین
اور عقیدہ راسخ ہے کہ وہ سمجھتی ہیں کہ مسلمانوں کے قدم کرنے میں برکت ہے کہ
ان کے جوتوں کے تلے کی خاک اگر بچے کے چہرہ پہ لگ جائیگی تو اس کی برکت
سے خدا تعالیٰ بچے کو شفا بخشیں گے کیا کوئی شخص تمام ہندوستان میں
یہ نظیر پیش کر سکتا ہے کہ ابتدائے زمانہ سے لیکر آج تک کسی مسلمان عورت نے کسی
ٹھاکر دوارہ گوردوارہ یا شوالہ میں جا کر کسی پنڈت یا برہمن یا پجاری سے یہ کہا
کہ بچے کو میرے بچے کو دم کر تاکہ خدا اسے شفا بخشے مسلمان یا ان کی مستورات
کے دلوں میں جب ان کے مذہب کے سچا ہونے کا یقین ہی نہیں تو وہ جائیں تو
کیوں جائیں۔

اگر خامہ کسل است یک حرف بس است

۴۔ جب قرآن مجید نازل ہوا تو مصر میں سریانی زبان بولی جاتی تھی اور شام
میں عبرانی توریت شریف سریانی زبان میں تھا اور انجیل شریف عبرانی میں۔
قرآن شریف کے نازل ہونے پر خدا تعالیٰ نے جن زبانوں میں پہلی کتابیں نازل
کی تھیں وہ زبانیں اٹھالیں۔ آج ساری دنیا تلاش کر لو توریت شریف کی
آیت شریف جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی نہیں ملیگی اسی طرح انجیل شریف
کی آیت شریف جو خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی نہیں ملیگی مگر ہاں ان کے ترجمے
ہر قسم زبانوں میں ملیں گے خدا تعالیٰ نے ان دونوں مقدس کتابوں کو صفحہ ہستی
سے مٹا دیا یا اٹھا لیا حتیٰ کہ نہ صرف کتابوں کو اٹھا لیا بلکہ ان کی زبانوں کو بھی اٹھا لیا
جن میں یہ کتابیں تھیں۔ آج شام میں جا کر تلاش کرو ایک گھر میں بھی عبرانی
نہیں بولی جاتی اسی طرح سارا مصر کا ملک تلاش کرو ایک گھر میں بھی سریانی
... [illegible]

بین الاقوامی ذریعہ بن گئی ہندوستان کے پاس جو سرمایہ دھرم تھا وہ عربی مصنفوں کی کاوش سے مہذب دنیا کو دستیاب ہوا۔ ہندی ادبیات اور علوم میں انھوں نے جو اضافہ کیا وہ ایک جداگانہ چیز ہے۔ مسلمانوں کی شاعری کے فیض ہی سے رامائن مہابھارت اور پران عوام تک پہنچے امیر خسرو کو جدید ہندی کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ عبدالرحیم خانخاناں ہندی ادب کے چند مشاہیر اعظم میں سے ہیں جاہل گنواروں تک بھی رحیم کے دوہے یاد ہیں رحیم کا کوئی ہمسر نظر آتا ہے تو غیر فانی تلسی داس جو رحیم کا ہمعصر اور دوست ہے کبیر کی نسبت آپ کیا کہیں گے اس پر ہندو اور مسلمان دونوں کو دعویٰ ہے مگر بھگت ترنے میں مسلمان بھی شامل تھے جن میں رس خاں سب سے زیادہ مشہور ہے بہرحال اور اس کی قابلیت بھی شیخ رنگریزن بھی قابل ذکر ہے۔ یہ سب کے سب بہترین برج بھاشا لکھتے تھے۔

مسلمانوں کی علمی ذہنیت نے ادبیات میں تاریخ اور سیرت نگاری کا اضافہ کیا جو مسلمانوں کی آمد سے پہلے تقریباً مفقود تھی۔ بابر اور جہانگیر کی تزکیں دنیا کی بہترین سوانح عمریاں ہیں میری تمنا ہے کہ کلیتاً انھیں تیجن غابی تاریخ ہند کسی طرح ایسی دلچسپ نہ پائی جیسے بابر گلبدن بیگم اور جہانگیر کی دلآویز تحریریں۔

خوراک لباس اور خانہ داری کے سامان ہی بدل گئے جیتی کے برتن اور قالین استعمال ہونے لگے مسلمانوں کو نئی نئی لعنتوں سے نفرت تھی۔ استعمال جہاں بہت تھا شوکت شائستگی اور آسانی کے اسباب کرتا تھا کیونکہ مسلمان بالطبع وضعیت پسند ہوتے ہیں۔

مسلمانوں نے ہندوستانی موسیقی میں جو ترقیاں کیں ان میں بھی بہی عقل سلیم کار فرما نظر آتی ہے۔ ہندوستان کی پیچیدہ بین کو دیکھا گیا اور آسان اور خوبصورت ستار ایجاد کیا گیا یہ ترہ اور دلربا عہد اسلام میں رائج ہونے ہندو کے استغراق اور محویت میں مسلمانوں کی طبیعی خوش اور لذت حیات سے لطف اندوزی اضافہ ہوگئی۔ خیال اور ٹھمری جیسے فرحت افزا راگ ایجاد ہوئے کیونکہ گزشتہ پیش کے موجودہ حالات سے دلچسپی لینا اور ان کو اپنی مخصوص نوعیت کے مطابق نئی صورت دینا اسلام کا کمال ہے۔

ابھی تک اسلام کے اثرات کا ذکر بحال ماضی کیا گیا ہے اب مستقبل کا سوال پیدا ہوتا ہے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ روحانی قوت جس نے عملی انھ پاؤں کے انسان کو ہمت آفرین اور جانباز بنا دیا تھا عصر حاضر میں بھی کار ہائے عظیم ہند میں لاتی ہو اسلام کی تعلیم کسی مخصوص جماعت کی ملکیت نہیں ساری دنیا اس کی مشترکہ وراثت ہند وستان میں اسلام کی کامیابی سے صرف مسلمانوں ہی کو تعلق نہیں بلکہ ساری ہندوستانی قوم کو اس پر فخر ہیکتا ہے۔

قوانین مذاہب میں اسلام کا امتیاز

(از حضرت علامہ اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی)

نمبر ۱ قوانین بنی اسرائیل

اخلاق ۱۔ خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ تو محنت کر کے اپنے سارے کام کاج چھ دن تک کر لیکن ساتواں دن خدائے تعالیٰ کا سبت ہے اس میں کچھ کام نہ کر۔ تو اپنے ماں باپ کی عزت دے تاکہ تیری عمر اس زمین پر جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو۔ تو خون مت کر۔ تو زنا مت کر۔ تو چوری مت کر۔ تو اپنے پڑوسی پر جھوٹی گواہی مت دے۔ تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ مت کر۔ تو اپنے پڑوسی کی جورو اور اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے اور کسی چیز کا جو تیرے پڑوسی کی ہے لالچ مت کر۔ (خروج باب ۲۰)

۲۔ تو جادوگرنی کو جینے مت دے۔ جو کوئی چوپائے سے مباشرت کرے جان سے مارا جائے۔ جو کوئی فقط خداوند کے سوا کسی معبود کے لئے قربانی کرے وہ بالکل مار ڈالا جائے۔ تو مسافر کو ہرگز نہ ستا اور اس سے بدسلوکی نہ کر اس لئے کہ تم بھی زمین مصر میں مسافر تھے۔ (خروج باب ۲۲)

۳۔ تو کسی کی جھوٹی خبر مت اڑا۔ تو ظلم کی گواہی میں شریروں کا ساتھی مت ہو۔ تو کسی جھگڑے میں لوگوں کی کثرت کے سبب ان کی طرف مائل ہو کر ناحق مت بولو۔ اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو بے راہ جاتے دیکھے تو ضرور اسے اس کے پاس پہنچا۔ اگر تو اپنے دشمن کے گدھے کو دیکھے کہ بوجھ کے نیچے بیٹھ گیا تو تو اس کی مدد کر۔ (خروج باب ۲۳)

۴۔ خداوند نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ تم مصر کی زمین کے سے کام جس میں تم رہتے تھے نہ کیجیو اور تم زمین کنعان کے سے کام جہاں میں تمہیں لئے جاتا ہوں مت کیجیو اور تم ان کی رسموں پر نہ چلیو۔ تم میرے حکموں پر چلو اور میرے قوانین کو حفظ کرو اور ان پر عمل کرو کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں سو تم میرے قوانین و احکام پر عمل کرو کہ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔ (احبار باب ۱۸)

۵۔ تم میں سے ہر ایک اپنی ماں اور اپنے باپ سے ڈرتا رہے۔ تو بہرے کو مت کوس۔ تو وہ چیز جس سے ٹھوکر لگے اندھے کے آگے مت رکھ، اپنے خدا سے ڈرتا رہ۔

۶۔ مسکین کی مسکینی پر نظر کر اور بزرگ کی بزرگی کے سبب عزت نہ دے بلکہ انصاف سے اپنے بھائی کی عدالت کر اور حکومت میں بے انصافی مت کر۔ اپنے بھائی سے اپنے دل میں بغض نہ رکھ۔ اپنے بھائی کو نصیحت کر تاکہ تو اس کے سبب خطاکار نہ ٹھہرے۔ تو اپنی قوم کے فرزندوں سے بدلہ مت لے اور نہ ان کی طرف سے کینہ رکھ بلکہ اپنے بھائی کو اپنی طرح پیار کر۔

۷۔ اگر کوئی مسافر تمہاری زمین پر سکونت اختیار کرے تو تم اس کو مت ستاؤ بلکہ مسافر کو ایسا سمجھو کہ وہ تم میں پیدا ہوا ہے اور اسے پیار کرو جیسے اپنے آپ کو پیار کرتے ہو اس لئے کہ تم مصر کی سرزمین میں پردیسی تھے۔ (احبار باب ۱۹)

۸۔ [illegible]

نہیں سکتا۔ میں کوشش سے نگاہ رکھو اور ان کے مطابق عمل کرو جیسا کہ میں نے تمہیں حکم کیا ہے۔ دیکھو ہوشیاری سے کیجیو۔ تو اپنے غریب اور محتاج نوکر پر ظلم نہ کر خواہ وہ تیرے بھائیوں میں سے ہو خواہ پردیسیوں میں سے جو تیری زمین پر تیرے پھاٹکوں کے اندر رہتے ہوں۔ تو اسی دن ان کی مزدوری دے ڈالیو یعنی غروب آفتاب سے پہلے کیونکہ وہ غریب ہے اور اس کا دل اسی میں لگا ہے ایسا نہ ہو کہ وہ خدا سے تیری فریاد کرے اور تیرے لئے گناہ ٹھہرے۔

معاشرت (۱) اگر کوئی کسی چھوکری کو دھوکا دیکر اور پھسلا کر اس سے مباشرت کرے تو وہ اسے مہر دیکر اس سے نکاح کرے۔ اگر اس کا باپ ہرگز راضی نہ ہو کہ اسے اس کو دے تو وہ کنواریوں کے مہر کے موافق اسے نقدی دے۔ تم کسی بیوہ یا یتیم لڑکے کو دکھ مت دو۔ اگر تو ان کو کسی طور سے ستائیگا اور وہ مجھ سے فریاد کریں تو میں یقیناً ان کی فریاد سنونگا اور میرا قہر بھڑکیگا میں تمہیں تلوار سے مار ڈالوں گا اور تمہاری جوروئیں رانڈ اور تمہارے بچے لاوارث ہو جائینگے۔ تم میرے پاک لوگ ہو اور درندوں کا پھاڑا ہوا گوشت جو میدان میں پڑا ہو مت کھائیو تم اسے کتوں کو ڈالیو۔ (خروج باب ۲۲)

۲۔ تو رشوت نہ لیجیو کیونکہ رشوت دانشمندوں کو اندھا کرتا ہے اور صادقوں کی باتوں کو پھیر دیتی ہے۔ اور مسافر کو بھی تکلیف مت دیجیو کیونکہ تم مسافر کے دل کو جانتے ہو اس لئے کہ تم خود بھی زمین مصر میں مسافر تھے۔ چھ برس اپنی زمین میں کھیتی کر اور اس سے جو پیدا ہو جمع کر پر ساتویں برس اسے چھوڑ دے کہ پڑی رہے تاکہ تیری قوم کے مسکین اسے کھائیں اور جو ان سے بچے میدان کے چارپائے چریں۔ ایسا ہی اپنے انگور اور زیتون کا معاملہ کیجیو۔ چھ دن تک اپنا کاروبار کرنا اور ساتویں دن آرام کیجیو تاکہ تیرا بیل اور تیرا گدھا بھی آرام پائیں اور تیری لونڈی کا بیٹا اور مسافر تازہ دم ہو جائیں۔ (خروج باب ۲۳)

۳۔ خداوند نے موسیٰ اور ہارون کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم بنی اسرائیل سے کہو کہ سب چارپایوں میں سے جو زمین پر ہیں اور تمہیں ان کا کھانا روا ہے وہ یہ ہیں۔ سب چارپائے کھروالے جن کا کھر چرا ہوا ہو اور جگالی کرتے ہوں تم انہیں کھاؤ مگر ان میں سے جو صرف جگالی کرتے ہیں یا صرف کھر ان کے پھٹے ہوئے ہوتے ہیں ان کو نہ کھاؤ جیسے اونٹ وہ جگالی تو کرتا ہے مگر کھر اس کا چرا ہوا نہیں ہے سو وہ تمہارے لئے ناپاک ہے اور خرگوش کہ وہ جگالی کرتا ہے پر اس کا کھر چرا ہوا نہیں ہے وہ بھی تمہارے لئے ناپاک ہے اور سور کہ کھر اس کے پھٹے ہوئے ہیں پر وہ جگالی نہیں کرتا وہ بھی تمہارے لئے ناپاک ہے تم ان کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ اور ان کی لاشوں کو نہ چھوؤ کہ یہ تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ (احبار باب ۱۱)

ان سب میں سے جو پانیوں میں ہیں جن کا کھانا تمہیں روا ہے یہ ہیں: سب وہ جانور جن کے پر ہوں اور چھلکے ہوں سمندروں میں ہوں یا ندیوں میں

[illegible]

عربی کا فقرہ دورہ ہے یعنی عربی بولی جاتی ہے اور یہ دلیل صداقت اسلام کی دلیل تھی نہیں بلکہ معجزہ ہے قرآن شریف کا ایک نقطہ تو کیا زیر زبر میں آج تک کمی بیشی نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک ہوگی بلکہ قرآن مجید میں جو برکت و رحمت جو نازل ہوتی تھی وہی اب بھی ہے اور قیامت تک رہے گی جو شخص کہ قرآن شریف میں اب وہ رحمت و برکت نہیں یہ اسی کی حماقت ہے چونکہ ہماری زبانیں حرام کھا کھا کر پلید ہوگئی ہیں اس لئے ہمیں وہ رحمت و برکت نظر نہیں آتی اس کی مثال یوں سمجھو کہ جب بارش ہوتی ہے تو بارش کا پانی اگر پتھروں اور پہاڑوں پر پڑے تو بالکل پاک و صاف ہوتا ہے۔ وہی بارش کا پانی اگر گندگی کی جگہ پر پڑے تو پلید ہو جاتا ہے وہ پانی تو پاک تھا اسے پلید کس نے کیا۔ اس گندگی والی زمین نے اسی طرح خدا کا کلام پاک ہے

اس میں کہیں رحمت و برکت نظر نہیں آتی کیوں؟ یہ ہماری گندی زبانوں کی تاثیر ہے ورنہ اس میں وہی رحمت و برکت اب بھی ہے جو روز نازل میں تھی اور وہی رحمت و برکت قیامت تک رہے گی زبان کے پاک کرنے کے لئے آنحضرت صلعم نے دو اصول تعلیم فرمائے ہیں اکل حلال و صدق مقال آج یہ دونوں باتیں مسلمانوں میں مفقود ہوگئی ہیں اس لئے وہ رحمت و برکت ہمیں نظر نہیں آتی

۵۔ جرمنی نے قرآن مجید کی تعلیم اپنے مدرسوں میں لازمی کردی ہے اسی طرح جاپان نے اپنی تعلیم گاہوں میں قرآن مجید اور اسلامی تعلیم کو لازمی قرار دیا ہے مگر افسوس کہ مسلمانوں نے قرآن مجید پڑھنا چھوڑ دیا ہے۔ اگر کوئی بھولا بھٹکا مسلمان قرآن شریف اور دین کی تعلیم حاصل کرے ہمارے نیو جنٹلمین اسے کہتے ہیں کہ یہ اولڈ فیشن ہے پھر یاد رکھو کہ ہمارا خدا بھی اولڈ فیشن رسول بھی اولڈ فیشن اور کتاب بھی اولڈ فیشن۔ ہم کو جو خطاب دیئے جاتے ہیں وہ یہ ہیں: سنکی۔ ناکارہ۔ تنگ خیال مذہبی گھنٹہ لوں میں پھنسے ہوئے ضروریات زمانہ سے بے خبر مذہبی آدمی وغیرہ۔

۶۔ انگریزی قانون کی اگر کوئی شخص خلاف ورزی کرے تو اسے باغی کہا جاتا ہے اور اس کی سزا قتل ہے یا پھانسی ذرا غور کا مقام ہے جو اس قانون کی مخالفت کرے جو اٹل اور یقینی ہے وہ کس درجہ کا باغی ہوگا اور اسے کیا سزا ملنی چاہیئے شریعت کے مقابلہ میں رواج کیا چیز ہے۔ شریعت خدائی قانون ہے اور رواج چند دنیا کا بنایا ہوا ہے اور وہ خدائی قانون تمام دنیا کے لئے وضع کیا گیا ہے بلکہ اس قانون کی علت غائی یا غرض و غایت سارے رسم و رواج پر عمل کرنا صریح دیا گیا ہے اللھم احفظنا من کل بلاء الدنیا وعذاب الاخرۃ۔

۷۔ جو لوگ اٹل خدائی قانون پر رواج کو ترجیح دیتے ہیں وہ دیوانے ہیں نظیر دو مثالیں دیکر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے اگر ان دونوں باتوں کا جواب کوئی رواج پسند دیگا تو فقیر اس کو دس ہزار روپیہ دیگا۔

اول۔ فقیر ایک مرتبہ بمبئی میں تھا ایک سیٹھ صاحب کی عورت نے پوچھا کہ شریعت میں لڑکیوں کو حصہ پہنچتا ہے یا نہیں۔ فقیر نے کہا خداتعالیٰ نے ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہونے کی صورت میں دو حصے لڑکے کے لئے اور ایک حصہ لڑکی کے لئے مقرر کیا ہے۔ اس عورت نے کہا کہ آپ سیٹھ صاحب کو کیوں نہیں سمجھاتے فقیر نے کہا کہ وہ بھی تو سن رہے ہیں پھر اس عورت نے کہا یہ بات آج تک میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک ہی پیٹ سے دو بچے پیدا ہوں

ایک لڑکا اور ایک لڑکی۔ لڑکا تو تمام جائداد کا وارث ہو اور لڑکی محروم رہے یہ کیوں۔ فقیر نے سیٹھ صاحب سے کہا بولو۔ مگر وہ ایسے دم بخود ہے گویا مر ہی گئے۔

۲۰۰۔ مہاراجہ پرتاب سنگھ والئے جموں و کشمیر کے پاس ایک مقدمہ آیا ایک شخص مرگیا تھا۔ اور پیچھے ایک لڑکی اور ایک بھائی چھوڑ گیا تھا لڑکی نے دعویٰ کیا کہ میں اپنے باپ کی جائز وارث ہوں مجھے باپ کی میراث سے حصہ ملنا چاہیئے۔ تمام ماتحت عدالتوں نے اسے محروم کیا اور بھائی کو وارث قرار دیا آخر لڑکی نے مہاراجہ کے پاس اپیل کی متوفی کا بھائی لالہ دولت رام بیرسٹر راولپنڈی کو ایک ہزار روپے فی پیشی مقرر کر کے جموں لے گیا۔ مہاراج نے لڑکی کے چچا سے پوچھا:۔

تم کون؟

چچا۔ مسلمان۔

مہاراج۔ جب تمہارے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا کرتے ہو۔

چچا۔ مولوی صاحب آتے ہیں اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت پڑھتے ہیں۔ ساتویں دن عقیقہ کرتے ہیں دو بکرے ذبح کرتے ہیں ان کا گوشت مسکینوں میں تقسیم کرتے ہیں اور خود بھی کھاتے ہیں پھر اس کا سر منڈاتے ہیں، بالوں کو چاندی کے ساتھ تول کر کے مساکین کو دیتے ہیں بکرے کی ایک ران دایہ کو دیتے ہیں۔

مہاراج۔ شادی کے وقت کیا کرتے ہو۔

چچا۔ مولوی صاحب آتے ہیں شرع شریف کے مطابق نکاح پڑھتے ہیں

مہاراج۔ مرنے کے بعد کیا کرتے ہو؟

چچا۔ مولوی صاحب آکر میت کو غسل دیتے ہیں کفن پہناتے ہیں خوشبو لگاتے پھر اس کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور قبر کھود کر اسے دفن کر دیتے ہیں پھر صدقہ و خیرات مسکینوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

یہ ساری تقریر سن کر مہاراج نے دولت رام بیرسٹر سے کہا:۔

بولو اس کا جواب دو پیدا ہونے سے مرنے تک تمام رسم و رواج اسلامی قانون کے مطابق کرتے رہے اور جب لڑکی کو حصہ دینے کا وقت آیا تو ہندو لا یعنی ہندو قانون اختیار کرتے ہیں۔ اب دولت رام کیا بولتے سر نیچے ڈال دیا۔

مہاراج نے فیصلہ لکھا کہ یہ شخص مسلمان ہے اور مسلمانوں کا خدائی قانون یہ ہے کہ لڑکی کو باپ کی جائداد سے حصہ دیا جائے۔ یہ ان کی ہٹ دھرمی اور بد نیتی ہے۔ جب سارے رسم و رواج اور اصول پیدا ہونے سے مرنے تک اسلامی قانون کے مطابق کرتے رہے۔ لڑکیوں کو حصہ دیتے وقت ہندوؤں کا قانون انھوں نے کیسے لے لیا۔

میں لڑکی کو وارث قرار دیتا ہوں اور اس کے چچا کو محروم کرتا ہوں اور آئندہ قیامت تک ان کی قوم (راجپوت) میں لڑکیوں کو برابر حصہ ملنا چاہیئے۔ فقط۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم
کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

سے اور وہ مار کھانے سے ہی مر جائے تو اسے ضرور سزا دی جائے اس لئے کہ وہ اس کا مال ہے۔

۳۔ اگر لوگ جھگڑتے ہوں اور کسی حاملہ عورت کو دکھ پہنچائیں ایسا کہ اس کا حمل گر جائے پر وہ عورت ہلاک نہ ہو تو اُسے جس طرح کی سزا اس کا شوہر تجویز کرے ویسی ہی دی جائے اور وہ قاضیوں کی تجویز کے موافق جرمانہ ادا کرے اور اگر اس صدمہ سے ہلاک ہو جائے تو تو جان کے بدلے جان لے اور آنکھ کے بدلے آنکھ دانت کے بدلے دانت ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ (خروج ۲۱)

۴۔ اگر بیل مرد یا عورت کو سینگ مارے ایسا کہ وہ ہلاک ہو تو وہ بیل پتھراؤ سے مارا جائے اور اس کا گوشت کھایا نہ جائے اور بیل کا مالک بے گناہ ہے۔ لیکن اگر اس بیل کی پہلے سے سینگ مارنے کی عادت رکھتا تھا اور اُس کے مالک کو خبر دی گئی اور اس نے اسے باندھ نہ رکھا اور اس نے مرد یا عورت کو ہلاک کیا تو بیل پر پتھراؤ کیا جائے اور اس کا مالک بھی مارا جائے اور اگر اس سے خون بہا مانگا جائے تو اپنی جان چھڑانے کے لئے جتنا اس کے سر پر ٹھہرایا جائے پورا ادا کرے اگر بیل کسی کے غلام یا لونڈی کو سینگ مارے تو وہ ان کے مالک کو تیس مثقال چاندی دے اور بیل پتھراؤ سے مارا جائے۔ (۲۱)

۵۔ اگر کوئی کنواں کھودے یا کھولے اور اس کا منہ نہ ڈھانپے اور بیل یا گدھا اس میں گر جائے تو کنوئیں کا مالک بیل یا گدھے کے مالک کو قیمت ادا کرے اور جو جانور مر گیا ہے وہ اسی کا ہو۔

۶۔ اگر کسی کا بیل دوسرے کے بیل کو ایسا سینگ مارے کہ وہ ہلاک ہو جائے تو وہ دونوں والے بیل کو بیچیں اور اس کی قیمت آدھوں آدھ آپس میں بانٹ لیں اور دوسرا مرا ہوا بیل بھی ان میں آدھوں آدھ بانٹا جائے اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اس بیل کی سینگ مارنے کی عادت تھی اور اس کے مالک نے باندھ کر نہیں رکھا تو بیل کے بدلے بیل دے اور وہ مرا ہوا بیل اس کا مال ہو گا (۲۰)

۷۔ تو اپنے محتاج سے اسکے مقدمہ میں انصاف کو مت پھیر۔ جھوٹے معاملے سے دور رہو اور بے گناہ اور صادق کو قتل مت کیجیو کیونکہ میں شریر کی تصدیق نہیں کروں گا

۸۔ اولاد کے بدلے باپ دادے مارے نہ جائیں نہ باپ دادوں کے بدلے اولاد قتل کی جائے ہر ایک اپنے گناہ کے سبب مارا جائے گا۔

غلامی (۱) اگر تو عبرانی غلام مول لیوے تو وہ چھ برس تک تیری خدمت کرے اور ساتویں برس مفت آزاد ہو جائے اگر وہ جورو ساتھ لایا تھا تو اس کی جورو اس کے ساتھ جائے گی اور اگر اس کے آقا نے اس کا بیاہ کر دیا اور اس کی جورو نے اولاد جنی تو وہ جورو بچوں سمیت آقا کی ہو گی اور وہ اکیلا چلا جائے اور اگر یہ غلام صاف کہے کہ میں اپنے آقا اور اپنی جورو اور اپنے لڑکوں کو دوست رکھتا ہوں میں آزاد ہو کر چلا نہ جاؤں گا تو اس کا آقا اسے قاضیوں کے پاس لے جائے پھر اسے دروازہ پر لائے اور اس کا کان چھیدے اور وہ ہمیشہ اس کی غلامی کرے۔

۲۔ اگر کوئی اپنے غلام یا اپنی لونڈی کی آنکھ میں مارے کہ اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو اس کی آنکھ کے بدلے میں اسے آزاد کرے اگر کوئی اپنے غلام یا اپنی لونڈی کا دانت توڑ ڈالے تو اس کے دانت کے بدلے میں اسے آزاد کرے۔

۳۔ اگر کسی کا غلام اپنے آقا سے بھاگ کر تجھ سے پناہ مانگے تو تو اسے اس کے آقا کے حوالے مت کر وہ تیرے پاس جس جگہ چاہے تیرے ساتھ رہے تیرے ساتھ بھی کبھی

[illegible]

سود خوری (۱) اگر تو میرے لوگوں میں سے کسی کو جو تیرے آگے محتاج ہے کچھ قرض دے تو اس سے سود خواروں کی طرح سلوک مت کر اور اُس سے سود مت لے۔ (خروج باب ۲۲)

۲۔ خواہ تمہاری قوم کا آدمی ہو خواہ اجنبی مسافر ہو جب وہ محتاج ہو اور تہیدست ہو جائے تو اس کی دستگیری کر تاکہ وہ تیرے ساتھ زندگی بسر کرے تو اس سے سود اور نفع مت لے اور اپنے خدا سے ڈر تو اُسے سود پر روپیہ قرض نہ دے اور اُسے نفع کے لئے کھانا کھلا۔

۳۔ تو اپنے بھائی کو سود پر قرض نہ دیجیو نہ نقد کے سود پر نہ غلہ کے سود پر تو اجنبی کو سودی قرض دے سکتا ہے مگر اپنے بھائی کو سودی قرض مت دیجیو تاکہ خداوند تیرا خدا اس سرزمین میں جس کا تو وارث ہونے جاتا ہے ان سب کاموں میں جن میں تو ہاتھ لگا دے تجھے برکت دے۔ (باب استثناء باب ۲۳)

امانت (۱) اگر کوئی کسی کے پاس امانت رکھے اور وہ امانت چوری ہو جائے اور چور ہاتھ نہ لگے تو وہ امین قاضیوں کے آگے لایا جائے تاکہ یہ تحقیق کیا جائے کہ امین نے کچھ خیانت نہیں کی ہے

۲۔ اگر کوئی اپنے ہمسایہ کے پاس گدھا یا بیل یا بھیڑ یا کوئی جانور امانت رکھے اور وہ مر جائے یا چوٹ کھائے یا بغیر کسی کے دیکھے ہانکا جائے تو ان دونوں کے درمیان خداوند کی قسم سے فیصلہ کیا جائے کہ اس نے اپنے ہمسایہ کے مال پر ہاتھ نہیں بڑھایا اور مال کا مالک قبول کرے تب وہ اس کو لوٹا نہ دے۔ (خروج)

۳۔ اگر کوئی شخص اپنے ہمسایہ سے کچھ عاریت لیوے اور وہ زخمی ہو یا مر جائے اگر مالک اس کے ساتھ نہ تھا تو وہ اُس کا بدلہ دے اور اگر ساتھ تھا تو وہ لوٹا نہ دے اگر کرایہ لیا ہو تو یہ صرف اُس کے کرایہ کی اجرت دے۔

مسکین نوازی و خدا ترسی (۱) جب تو اپنی فصل کاٹے تو کھیت کے کونوں کو سب کا سب مت کاٹ لے اور نہ اپنے کھیت میں بالیں چن اور اپنے انگوروں کا ایک ایک دانہ نہ چن لے۔ چاہیئے کہ مسکینوں اور مسافروں کے لئے ان کو چھوڑ دے۔ میں خداوند تمہارا خدا ہوں۔

(۲) تو اپنے پڑوسی سے دغابازی نہ کر نہ اس سے کچھ چھین لے۔ مزدور کی مزدوری چاہیئے کہ ساری رات صبح تک تیرے پاس نہ رہے۔

قومی تنظیم (۱) بائبل کی کتاب خروج کے اٹھارہویں باب میں درج ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو مصر سے آزاد کرانے کے بعد خود ہی تمام قوم کے سردار اور اُن کے مقدمات کا فیصلہ کرنے والے تھے موسیٰ علیہ السلام کے خسر نے جو مدین سے چل کر ان سے ملنے آئے تھے موسیٰ علیہ السلام کو مشورہ دیا کہ تم اپنی جماعت میں سے جو نیک اور معزز اور عقلمند اور دیانتدار اشخاص ہوں ان کو چن لو اور دس دس پچاس پچاس سو سو اور ہزار ہزار پر ایک ایک شخص کو افسر بنا دو اور وہ ان کے مقدمات فیصل کیا کریں اور جو اہم معاملات ہوں وہ تمہارے پاس فیصلہ کے لئے آئیں چھوٹے بڑے تمام معاملات کا فیصلہ کرنا تمہاری طاقت سے باہر ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔

[illegible]

ہیں خواہ وہ سمندروں میں ہوں یا نہروں میں تم انہیں کھا سکتے ہو مگر وہ سب جانور جن کے پر اور چھلکے نہ ہوں سمندروں میں ہوں یا نہروں میں وہ سب جو پانی میں رینگتے ہیں اور وہ سب جاندار جو پانی میں رہتے ہیں وہ تمہارے لئے مکروہ ہیں اور پرندوں میں سے جن سے تم گھن کرو اور وہ کھائے نہ جائیں کیونکہ وہ مکروہ ہیں یعنی گدھ، عقاب، چیل، شاہین اور ان کی تمام اقسام، شتر مرغ، الو، کوئل، باز اور ان کی تمام اقسام، کوے اور ان کی تمام اقسام، سارس، چمگادڑ، مچھلی، بگلا، اور جیسے کیڑے مکوڑے جو چار پاؤں کے بل چلتے ہیں تمہارے لئے ناپاک ہیں، جھینگے، چوہا، گوہ اور اس کی اقسام حرام ہیں۔ چھپکلی، گرگٹ وغیرہ بھی حرام اور تمہارے لئے ناپاک ہیں۔ (احبار باب ۱۱)

۵۔ خداوند نے موسیٰ سے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ جو عورت حاملہ ہو اور لڑکا جنے وہ سات دن جیسے حیض کے دنوں میں رہتی ہے ناپاک رہے گی اور آٹھویں دن لڑکے کا ختنہ کیا جاوے بعد اس کے وہ اپنے آپ کو خون سے پاک کرنے کے لئے ۳۳ دن ٹھہری رہے اور کسی مقدس چیز کو نہ چھوئے اور اگر وہ لڑکی جنے تو دو ہفتے حیض کی طرح ناپاک رہے گی اور چھیاسٹھ دن اپنے آپ کو خون سے پاک کرنے کے لئے ٹھہری رہے گی اور جب اس کے پاک ہونے کے دن پورے ہو جائیں تو وہ ایک سالہ برہ سوختنی قربانی کے لئے اور کبوتر یا قمری خطا کی قربانی کے لئے جماعت کے خیمہ کے دروازے پر کاہن کے پاس لائے اور وہ اسے خداوند کے سامنے گذرانے (احبار باب ۱۲)

۶۔ تم اپنے سروں کے گوشے مت موڑو اور اپنی ڈاڑھی کے کونوں کو مت بگاڑو، تم کسی کے مرنے سے اپنے بدنوں کو نہ چیرو اور اپنے اوپر گودنے سے نشان نہ بناؤ، تم ان کی طرف جن کا دوست شیطان ہے توجہ نہ کرنا اور نہ جادوگروں کے طالب ہونا کہ ان کے سبب ناپاک ہو جاؤ گے۔ تو اس کے آگے جس کا سر سفید ہے اٹھ کھڑا ہونا اور بڈھے مرد کی عزت کرنا اور اپنے خدا سے ڈرنا۔ تم حکومت کرنے میں پیمائش کرنے میں، تولنے میں، ناپنے میں بے انصافی نہ کرو بلکہ تمہاری پوری ترازو اور پورے پاسنگ اور پوری پیمانہ ہو۔ (احبار باب ۱۹)

۷۔ جو کوئی اپنی ماں یا اپنے باپ پر لعنت کرے وہ مار ڈالا جائے گا اس کا خون اسی پر ہے (احبار باب ۲۰)

۸۔ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے اپنے گناہ کو اٹھائیگا اور وہ جو خدا کے نام پر کفر بکیگا جان سے مارا جائے گا ساری جماعت اسے سنگسار کریگی خواہ مسافر ہو خواہ دیسی جبکہ وہ خدا کے نام پر کفر بکے تو جان سے ضرور مارا جائیگا۔

۹۔ جب تو اپنے ہمسایہ کے تاکستان میں داخل ہو تو جتنے انگور چاہے اپنی خوشی سے کھا لیکن اپنے برتن میں نہ رکھ، جب تو اپنے ہمسایہ کے کھیت میں جائے تو اپنے ہاتھ سے بالیں توڑ مگر اپنے بھائی کا کھیت درانتی سے مت کاٹ

۱۰۔ اگر کوئی اپنی بیوی کو طلاق دے اور وہ جا کر کسی دوسرے مرد سے شادی کر لے اور پھر وہ بھی اسے طلاق دیدے یا شادی کے بعد وہ دوسرا مرد فوت ہو جائے تو پہلا خاوند پھر اس سے شادی نہ کرے۔ جب کسی کا نیا بیاہ ہو تو وہ جنگ کے لئے نہ نکلے اور نہ اس پر کسی کام کا بوجھ ڈالا جائے بلکہ سال بھر اپنے گھر میں فارغ رہے اور اپنی بیوی کی خاطر کرے۔ (استثنا باب ۲۴)

انسداد زنا

(۱) تو مرد کے ساتھ جس طرح عورت کے ساتھ ہوتا ہے مت سو یہ مکروہ ہے تو کسی حیوان سے نہ مباشرت کر تا کہ اپنے آپ کو گندہ کرے گا تم ان باتوں میں سے کسی میں اپنے آپ کو آلودہ نہ کرو کیونکہ ان باتوں سے وہ قومیں جنہیں میں تمہارے آگے نکالتا ہوں ناپاک ہوئیں (احبار باب ۱۸)

۲۔ زنا مت کرو اور نہ ایسے کاموں کے پاس جاؤ (احبار باب ۱۹)

۳۔ جو شخص دوسرے کی بیوی کے ساتھ زنا کرے تو زنا کرنے والا اور زنا کرنے والی دونوں قتل کئے جائیں، مرتکب لواطت کو قتل کیا جائے۔ جو شخص اپنی بیوی اور بیوی کی ماں دونوں کو رکھے اس کو جلایا جائے تاکہ تم میں بدکاری نہ پھیلے

۴۔ اگر کسی سردار کاہن کی بیٹی فاحشہ بنکر اپنے آپ کو بے حرمت کرے تو وہ اپنے باپ کو ذلیل کرتی ہے وہ آگ میں جلائی جائے (احبار ۲۰)

۵۔ اسرائیل کی بیٹیوں میں کوئی..... فاحشہ ہو نہ اسرائیل کے بیٹوں میں کوئی لوطی ہو تو کسی فاحشہ کی خرچی یا کتے کی قیمت کسی منت کے لئے اپنے خدا کے گھر میں داخل نہ کرنا خداوند تیرا خدا ان دونوں سے نفرت کرتا ہے (استثنا ۲۳)

چوری کا انسداد

(۱) اگر چور نقب زنی کرتے ہوئے دیکھا جائے اور کوئی مار بیٹھے اور وہ مر جائے تو اس کے لئے خون نہ کیا جائے (خروج ۲۲)

۲۔ اگر چوری کی چیز چور کے ہاتھ میں زندہ پائی جائے خواہ وہ بیل ہو یا گدھا خواہ بھیڑ تو وہ ایک ایک کے دو دو دے۔

۳۔ اگر کوئی تاکستان یا کھیت کھلائے اور اپنے چارپائے اس میں چھوڑ دے یا دوسروں کے کھیت میں چرائے تو اپنا اچھے سے اچھا کھیت اور بہتر سے بہتر انگوری باغ اس کے بدلے میں دے اگر آگ بھڑکے اور کانٹوں میں جا لگے ایسی کہ اناج کا کھیت جل جائے تو جس نے آگ لگائی وہ تاوان دے۔

۴۔ تم چوری نہ کرو۔ نہ جھوٹا معاملہ کرو نہ ایک دوسرے سے جھوٹ مت بولو۔ تم میرا نام لیکر جھوٹی قسم نہ کھاؤ (احبار ۱۹)

۵۔ تو اپنے تھیلے میں مختلف باٹ ایک بڑا ایک چھوٹا مت رکھیو تو ایک پورا اور ٹھیک باٹ اور پورا اور ٹھیک پیمانہ رکھیو تاکہ تیری عمر دراز ہو (استثنا)

تعزیرات اور عدل

(۱) جو کوئی مرد کسی مرد کو مارے اور وہ مر جائے تو وہ ضرور قتل کیا جائے اور اگر اس نے قتل کا قصد نہیں کیا اور خدا نے اسکے ہاتھ میں اسے گرفتار کرا دیا تو میں تیرے لئے ایک جگہ ٹھہراؤں گا کہ جس میں وہ بھاگے اگر کوئی شخص بدخواہی سے اپنے ہمسایہ پر چڑھ آئے کہ اسے مکر سے مار ڈالے تو اسے میری قربانگاہ سے جدا کر تاکہ وہ مرے اور وہ جو اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے البتہ مار ڈالا جائے۔ اور جو کوئی کسی کو چرا لیجائے اور اسے بیچ ڈالے یا وہ اس کے پاس سے پکڑا جائے تو وہ البتہ مار ڈالا جائے گا اور وہ جو اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے البتہ مار ڈالا جائے گا۔

۲۔ اگر دو شخص جھگڑیں اور ایک دوسرے کو پتھر یا مکا مارے اور وہ نہ مرے مگر صاحب فراش ہو جائے تو اگر وہ اٹھ کھڑا ہو اور لاٹھی لیکر باہر چلے تو وہ جس نے مارا تھا بے الزام ہے اور فقط اس کے کام کا حرج جو نقصان ہوا ہو بھر دے اور اسے بالکل تندرست کرا دے اور اگر کوئی اپنے غلام یا لونڈی کو لاٹھی

اپنے عمل اور اچھی نیکی کا رنگ سے امتیاز کیا پیدا کی اور فطری حیثیت سے ہر قوم ہر رنگ اور ہر خاندان یکساں ہے یہاں تک کہ کوئی بھی امتیاز نہیں امتیاز اگر آگے بڑھ کر پیدا ہوا اور وہ اس طرح کہ جس نے اپنی شرافت عمل سے نام پالیا آپ سے معزز ہو گیا جس نے اپنی آبرو گنوا دی اور برائیوں سے پستی کا ثبوت دیا آپ سے ذلیل ہو تا جاتا ہے۔

یہ کیا کہ ایک شخص اپنی آوارگیوں کے باوجود کسی بڑے نام والے خاندان میں اتفاقاً پیدا ہو جانے سے خواہ مخواہ بڑا مان لیا جائے اور دوسرا شخص اچھی نیکیوں اور شرافتوں کے باوجود اتنے بڑے نام والے خاندان میں سوء اتفاق سے نہ جنم لینے کی وجہ سے لامحالہ اچھوت اور ادنیٰ سمجھا جائے۔

قرآن اور مساوات

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے عمل کو شرافت عظمت کا ایسا یسیر الحصول معیار قرار دیکر جہاں تک ہر انسان پہنچ سکے کیا فرماتا ہے ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثیٰ وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا

یعنی جو شخص بھی نیک عمل کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان رکھتا ہو وہی جنت میں جائیگا اور اس پر تل برابر بھی ظلم نہ ہوگا۔

ومن یومن باللہ ویعمل صالحا یکفر عنہ سیئاتہ ویدخلہ جنت تجری من تحتہا الانہار خالدین فیہا ابدا ذالک الفوز العظیم (سورہ تغابن) یعنی جو خدا پر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں دور کر دیگا اور اسے ایسے باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ہمیشہ وہیں رہیں گے یہی بڑی کامیابی اور بڑی بامرادی ہے

من امن باللہ والیوم الاخر وعمل صالحا فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون۔ کوئی ہو جو بھی ایمان لائے اور اللہ کو معبود سمجھے یوم آخرت کو برحق جانے اور نیک عمل کرے اسے نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ رنجیدہ ہونا پڑیگا۔

الذین امنوا وعملوا الصالحات طوبیٰ لہم وحسن ماٰب جو لوگ بھی اللہ پر ایمان لائیں اور نیک کام کرتے رہیں ان کے لئے بشارت اور خوشحالی ہے دنیا میں ان کی زندگی اچھی بسر ہوگی اور مرنے کے بعد انھیں اچھی جگہ نصیب ہوگی۔ لہم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اس سے ڈرتے اور نیکیاں کرتے رہے ان کے لئے دنیا میں بھی خوشخبری و بشارت ہے اور آخرت میں بھی۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم تم لوگوں میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہی ہے جو متقی ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اسلام کے نزدیک شرف و فضیلت کا معیار وہ رکھا گیا ہے جو یسیر الحصول اور جسے ہر شخص حاصل کر سکتا ہے اسلام کے نزدیک جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرتا ہے اور نیک اور شریفانہ عمل کرتا ہے وہی قابل عزت ہے اور وہی بزرگ ہے۔ مختصر الفاظ میں شریف وہ ہے جو شریفانہ کام کرے نہ کہ جو کسی اونچے خاندان میں پیدا ہوا ہے یا جس کا رنگ سفید ہے یا وہ کسی نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ اسلام میں کوئی وہ چاہے کالا ہو یا گورا ہو، عربی ہو یا عجمی ہو، کسی بھی نسل سے ہو اگر وہ نیک کام کرتا ہے تو یقیناً وہ اللہ اور ہر ایک سے بڑا انسان ہے اس کی عزت پر مجبور ہے۔

عہد رسالت اور مساوات

دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آقا و غلام، بڑے چھوٹے اور امیر و غریب کی کوئی تمیز نہ تھی۔ یہاں کوئی افضل تھا نہ ادنیٰ۔ بلال و صہیب و سلمان غلام ہی تو تھے اور ابو سفیان وہ شخص تھے جنہیں تمام قریش کی سرداری کا منصب حاصل تھا مگر اسلام لاتے ہی سب ایک سطح پر آ گئے۔ ایک غلام کا رتبہ بھی کسی بڑے سے بڑے رئیس قریش سے کمتر نہ رہا۔ ایک دفعہ کہیں کسی مجلس میں صہیب کی زبان سے ابو سفیان کے لئے سخت الفاظ نکل گئے۔ ابو بکر صدیق اکبر نے انہیں ٹوکا کہ صہیب رئیس اعظم قریش کی شان میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہو۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم ہوا تو فرمایا:

کہیں تم نے انھیں ناراض تو نہیں کر دیا اگر ان کو ناراض کرنا خدا کا ناراض کرنا ہے۔ ابو بکر صدیق ڈر گئے اور اسی وقت جا کر معافی مانگی۔ (صحیح مسلم)

دیکھا آپ نے یہ ہے اسلام کا ثبوت۔ بانوئے اسلام حضرت ابو بکر صدیق اکبر جو دولت و فضل و تدبر میں ممتاز تھے ایک ایسے شخص کو جو غلام بھی ہے اور محتاج بھی ہے رئیس اعظم قریش ابو سفیان کے لئے سخت الفاظ استعمال کرنے پر ٹوکتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو غریبوں کی اتنی پاسداری ہے کہ یہ بھی اچھا نہیں معلوم ہوتا اور حضرت صدیق اکبر بھی یہ سنکر سہم جاتے ہیں اور اس وقت تک چین نہیں آتا جب تک جا کر ان سے معافی نہیں مانگ لیتے۔ بتائیے کہیں اس مساوات کی کوئی نظیر مل سکتی ہے جس کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاف طور پر فرما دیتے ہیں کہ غربا و مساکین کو ناراض کرنا خدا کو ناراض کرنا ہے۔

خود ہی اپنے لئے کوئی امتیاز روا نہ رکھتے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر اور غزوہ خندق کی کھدائی شروع ہوتی ہے تو ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم تمام مسلمانوں کی طرح اپنی حیثیت سے سب کام کرتے نظر آتے ہیں اور پتھر دوسروں سے بڑھ کر لاتے ہیں۔ ایک سفر میں آپ کہیں چلے جا رہے تھے کہ صحابہ کرام نے مل کر کھانا پکانے کا انتظام کیا اور کام باہم تقسیم کر لیا آپ نے فرمایا کہ میرے سپرد بھی کوئی کام کیجئے چنانچہ آپ کے سپرد لکڑیاں چن کر لانے کا کام سپرد ہوا۔ صحابیوں نے بہت اصرار کیا کہ ہم آپ کا کام خود ہی انجام دے لیں گے مگر آپ نے ہرگز منظور نہ کیا اور صاف فرما دیا کہ میں مسلمانوں کے مابین ہرگز کسی امتیاز کو روا نہ رکھونگا۔ اب سوچئے کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی امتیاز کو گوارا نہیں کرتے تو اور کس کی مجال اور کس کا زہرہ ہو سکتا ہے جو اس سے سوا ہو۔

افسوس ہے کہ آج مسلمانوں میں بھی امتیاز کی وبا پیدا ہو چلی ہے اور مشائخ علماء اور امراء اپنے لئے روحانی علمی اور مالی امتیازات پیدا کرتے چلے جا رہے ہیں جو غیر شرعی ہیں اور ملاحظہ فرمائیے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ شاندار و رفیع اور سربلند و معزز ہستی اور کس کی ہو سکتی ہے مگر آپ کی تواضع و مساوات پسندی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ جو کاشانہ نبوت سے باہر تشریف لائے تو لوگ آپ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ارشاد فرمایا کہ لوگ عجمیوں کی طرح تعظیم کے لئے نہ اٹھا کرو۔

فاتح مکہ یعنی فتح کے روز مسند نبوت پر بیٹھا ہوا ہے ظاہر ہے کہ فاتح سے زیادہ کس کا رعب و داب ہو سکتا ہے یا کیونکر خود مفتوحین کو مرعوب کرنے کے لیے کیا طریقہ ہائے عمل اختیار نہیں کئے جاتے لیکن آپ کی کیا حالت ہے کہ ایک شخص دربار نبوت میں آتا ہے اور آتے ہی رعب و دہشت سے کانپنے لگتا ہے فرمانے لگے کہ گھبراؤ نہیں میں کوئی فرشتہ نہیں ہوں میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا ہوا گو

مساوات اور اسلام

(از ماسٹر محمد حمزہ خاں صاحب جذبی نظامی مقام طیب ریلوے ضلع بلڈانہ۔ بہار)

فطری اور کسبی لیاقت و مساوات

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایہا الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا۔ لوگو ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہیں ذاتوں اور قبائل میں تقسیم کر دیا صرف اس لئے کہ تم میں باہم شناخت ہو سکے۔

شارع اسلام رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی بدولت جاہلیت کے غرور اور باپ دادا پر فخر کے عیب کو دور کر دیا ہے کیونکہ تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا ہیں۔ بیشک اللہ کے نزدیک وہی زیادہ معزز و شریف ہے جو زیادہ متقی ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" ان احکام سے دنیا میں سب سے پہلے وہ تمام فضیلتیں اور مفاخر معدوم ہو گئے جو شرافت نسب یا دولت و ثروت کی کثرت یا اتفاقی اور پیدائشی طور پر کسی قوم یا قبیلہ کی طرف منسوب ہونے یا ایسے ہی دیگر اسباب و علل سے پیدا ہو گئے تھے اور دنیا بھر پر مسلط تھے۔ اسلام نے چھوٹی شخصیتوں اور بڑی باتوں کو ذریعہ امتیاز قرار نہیں دیا بلکہ صاف بتا دیا اور جتا دیا کہ صرف فضائل و اعمال ہی ذریعہ امتیاز و عظمت ہیں۔ بالکل صاف الفاظ میں ارشاد ہوا اور خوب ارشاد ہوا "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز و موقر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ متقی و شریف ہو۔

دنیا نے صدہا امتیازات پیدا کر دیئے ہیں۔ رنگ، نسل، وطن، خاندان، ذات پات وغیرہ۔ کالا، گورا ہونا انسانی اختیار کا معاملہ نہیں۔ کسی اعلیٰ اور ادنیٰ خاندان میں یا قوم میں جنم لینا اپنے بس کی بات ہے؟ دنیا کا کوئی شخص نہ اپنے رنگ کو بدل سکتا ہے نہ اپنی نسل و قوم میں تغیر پیدا کر سکتا ہے اور نہ یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ خود کو کسی دولتمند خاندان کا فرد بنا لے۔ ہاں یہ اس کے اختیار میں ہے کہ وہ اچھے اعمال میں سبقت، بلندی اور اپنے اخلاق میں شرافت و عظمت پیدا کرے لیکن دنیا کی یہ حالت ہے کہ جو ایک دولتمند خاندان میں پیدا ہو گیا یا اس نے کسی اونچے گھرانے میں جنم لیا یا اس کا گورا رنگ واقع ہو گیا اسی کو شریف و عظیم کہنا شروع کر دیا۔

کتنی بڑی ناانصافی ہے کہ یورپ کا ایک سفید فام شخص محض اسلئے قابل عزت و بلند قرار دیا گیا کہ اس کا رنگ گورا واقع ہوا ہے اور افریقہ کا ایک شخص اسلئے رذیل اور کمتر قرار دیا گیا کہ اس کا رنگ کالا ہے۔ ایک اور انسان اسلئے بڑائی کا مستحق قرار پایا کہ اس نے برہمنوں میں جنم لیا اور اسی ملک کا ایک دوسرا شخص اچھوت اور شودر کہلایا گیا کہ قدرت نے اسے چماروں میں پیدا کیا۔ اس میں پیدا ہونے اور جنم لینے والے کا کیا قصور ہے؟ اگر اسے قصور قرار دیا جا سکتا ہے تو یہ قدرت کا قصور ہو سکتا ہے نہ کہ اس کا۔

پنڈت کرپا نند جیسے کتنے ہی بداعمال بد اخلاق شخص ہیں جنہیں دنیا شریف قرار دے رہی ہے کہ وہ ایک مدراسی برہمن خاندان میں پیدا ہوئے ہیں۔ مسٹر ... اس لئے شریف ہیں کہ وہ ایک دولتمند گھرانے میں جنم لیکر آئے ہیں۔ لارڈ سمن اس لئے شریف ہیں کہ ان کا رنگ گورا ہے مگر ڈاکٹر امبیڈکر اپنی لیاقت ذاتی اور شرافت عمل کے باوجود اس لئے اچھوت اور قابل نفرت ہیں کہ وہ ہریجنوں میں پیدا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اب ڈاکٹر امبیڈکر دس ہزار برس بھی کوشش کریں وہ کرشن کانت مالویہ کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتے اور اپنی تمام شرافتوں اور نیکوکاریوں کے باوجود نہیں پہنچ سکتے۔ مگر پنڈت کرپا نند اور پنڈت کرشن کانت مالویہ کتنی ہی بداعمالیاں بھی کریں وہ تو وہ ان کا اور ان کے خاندان کا ایک آوارہ منش لڑکا بھی ڈاکٹر امبیڈکر اور مہنت رام سے شریف و برتر سمجھا جائیگا اور وہ اپنی تمام اخلاقی پستیوں کے باوجود ان سے معزز و مشرف رہے گا۔ اب فرمایئے اس برہمنیت کا دماغ بدلیگا یا نہیں اور وہ یہ سوچیگا یا نہیں کہ جب میں بھی ایک ہی قاعدہ مسلمہ کے مطابق ایک ہی ملک میں ایک ہی مرد اور ایک ہی عورت کے امتزاج فطرت سے پیدا ہوا ہوں اور کسی طرح میں بھی کسی برہمن سے کم نہیں ہوں تو پھر شرافت برہمن زادہ ہی کی کلاہ کے لئے کیوں وقف ہو اور میں کس خطا پر اچھوت قرار دیکر راندہ درگاہ قرار دیا گیا ہوں۔ اس سوچ اور اس غور کے بعد اس کی طبیعت اس کے اندر غیظ و غضب کے جذبات کی تولید کا باعث نہ ہوگی اور وہ ایسے غیر منصفانہ مذہب سے متنفر ہو کر فوراً اس مذہب کی تلاش میں سرگرم سعی نہ ہوگا جس میں اس قسم کی ناانصافی کا سرے سے کوئی وجود ہی نہ ہو اور جس میں شامل ہو کر وہ بھی عزت و سربلندی کی زندگی بسر کرے۔

یہ تو محض ایک مثال ہے۔ کائنات انسانیت کے لاکھوں شریف گرامی اور اولو العزم فرزند صدیوں سے اس قسم کی الجھنوں اور محرومیوں میں مبتلا چلے آ رہے تھے۔ روسیوں میں، ساسانیوں میں، ہندیوں میں، عیسائیوں میں، یہودیوں میں، ہندوؤں میں یہ تفریق و برتری کی وبا بلا کی طرح مسلط تھی کہ اللہ کی مخلوق کا ایک بڑا حصہ ہر ملک و ہر قوم میں ان غیر فطری ناانصافیوں اور تفریقوں اور تلخ کامیوں کا شکار بنا ہوا تھا کہ افق نو امید سے آفتاب اسلام طلوع ہوا اور طلوع ہوتے ہی اس نے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" کا اعلان کیا اور بتایا کہ یہ جو معیار شرف دنیا اپنی کوتاہ فہمی سے بنائے بیٹھی ہے یہ بالکل لغو اور قطعیت کے ساتھ لایعنی ہیں۔ نسب و قبائل ذاتیں اور قومیں بنائے شرف اور معیار بزرگی نہیں بلکہ معیار تعارف ہیں ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ لوگ پہچانے جا سکیں اس لئے کہ جب سب انسان ایک ہی گروہ کی اولاد ہیں یک مرد ایک عورت سے پیدا ہوئے ہیں تو ان میں یکسانیت ہونی چاہیئے۔ وہ کہ فرق ہے وہ صرف قبائل اور خاندان ذات اور اقوام تو محض کسی ایک بڑے نام اور بڑے شخص کی اولاد کی تمیز کے لئے ہیں نہ کہ اعزاز و عظمت کے لئے۔ البتہ شریف اور برتر وہ ہے جس کے

کچھ دینے کے لئے تیار نہیں۔ اپنوں کا ساتھ جانے دیجئے کہ اپنوں کو تو سب ہی نوازتے رہتے ہیں اگرچہ اسلام کی تعلیم اس سلسلہ میں بھی بہت شاندار ہے مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ غیروں کے ساتھ اسلام کس سلوک کا حکم دیتا ہے۔ غیروں میں ہمیں کئی قسم کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے ان میں کچھ ہمارے دوست احباب ہوتے ہیں اور کچھ دشمن اور معاند ہوتے ہیں اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جن سے رشتہ انسانیت کے سوا ہمیں اور کوئی تعلق نہیں ہوتا حقیقت یہ ہے کہ یہ تیسرا طبقہ ہی وہ طبقہ ہے جس سے ہمارے دوست اور دشمن پیدا ہوتے ہیں اگر ہمارا سلوک بہتر اور مستحسن ہو اور رویہ اچھا ہے۔ اخلاق قابل تعریف ہے تو ہمارے دوستوں کی تعداد ہمارے دشمنوں سے بالیقین زیادہ ہوگی اور اسی نسبت سے ہمارے دشمنوں میں بھی برابر کمی پیدا ہوتی چلی جائے گی اسی لئے اسلام نے ہمیشگی اخلاق کے لئے اپنے پیروؤں پر خاص زور دیا ہے اور اگر سچ پوچھئے تو بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی مقصد ہی یہ بتایا گیا ہے کہ آپ لوگوں کے اخلاق درست کریں ان کی عادتیں سنواریں آپ سے کسی نے سوال کیا کہ نحوست کیا ہے آپ نے فرمایا کہ "اخلاق کا خراب ہونا" "بد خلق آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا" یہ بھی فرمایا کہ "بد خلقی نیک عمل ایسا اجاڑتی ہے جیسا سرکہ شہد کو بگاڑ دیتا ہے" ایک اور جگہ آپ نے پورے زور کے ساتھ فرمایا کہ:۔

"جو شخص اللہ کی مخلوق پر رحم نہیں کرتا خدا بھی اس پر رحم نہیں کرتا"

اور سنئے ارشاد ہوتا ہے کہ "تمہارا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک تم خدا کی مخلوق پر رحم نہ کرو" صحابہ نے عرض کیا کہ ہم سب پر رحم کرتے ہیں سرکار نے ارشاد فرمایا کہ "وہ رحم ایسا نہیں ہے کہ انسان اپنے دوستوں پر رحم کرے بلکہ میری مراد اس رحم سے ہے جس کا تعلق عام مخلوق سے ہو" "خرابی ان لوگوں کے لئے ہے جو عمداً و دانستہ اپنی غلطی اور ضد پر قائم رہیں" (ابن ماجہ) "جس شخص نے کسی ایسے انسان پر ظلم کیا جس کا اللہ کے سوا اور کوئی مددگار نہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گویا اس نے ظلم نہیں کیا بلکہ میرے غصہ کو بھڑکایا" (طبرانی)

تمام انسان اللہ کے عیال ہیں

آپ دنیا کے تمام مذاہب و اقوام کا لٹریچر دیکھ جائیے پڑھ جائیے مگر اسلام کی شاندار تعلیم کی نظیر آپ کو کہیں نہ ملے گی ذرا اس سبق کو تو دیکھئے اور اس کی عمومیت و شان تو دیکھئے کہ مسلمانوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ تم تمام مخلوق کے ساتھ بہتر سلوک سب کے ساتھ رحم و شفقت کیا کرو۔ یہ تو ایک مسلّمہ ہے "تمام انسان اللہ کے عیال ہیں (الخلق عیال اللہ)"۔

غور کیجئے جب انسان تمام انسانوں کو اللہ کے تمام بندوں کو خدا کی تمام مخلوق کو کسی استثناء کے بغیر اللہ کے عیال سمجھے گا تو وہ کیونکر کسی پر دست تظلم دراز کر سکے گا مسلمانوں کو یہ حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ تمام انسانوں کو خواہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان مسلم ہوں یا غیر مسلم ہندو ہوں یا بدھ عیسائی ہوں یا سکھ یہودی ہوں یا پارسی جین ہوں یا اچھوت گورے ہوں یا کالے اللہ کا کنبہ سمجھیں تو پھر کوئی مسلمان مسلمان رہتے ہوئے کیونکر کسی کی تحقیر کر سکتا ہے کیسے کسی ... [illegible] ... سے منع کر سکتا ہے ... [illegible]

"الخلق عیال اللہ" کے جزو میں اسلام کی عظمت و شرافت کا عطر کھینچ کر رکھ دیا ہے دنیا کے تمام معلمین مصلحین اور عقلاء و حکماء بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ایک لفظ کی معنویت و جامعیت کا جواب پیدا نہیں کر سکتے مسلمان کیونکر اپنے پرائے کی تمیز کر سکتے ہیں جبکہ سب عیال اللہ ہیں وہ نہ ہندوؤں کی طرح ہریجنوں کو اچھوت سمجھ سکتے ہیں نہ امریکیوں کی طرح حبشیوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ سکتے ہیں نہ یورپین کی طرح ایشیائیوں کو کمتر سمجھ سکتے ہیں نہ سرمایہ دار مزدوروں کی تحقیر کر سکتے ہیں ان کے نزدیک اعلیٰ و ادنیٰ۔ چھوٹے بڑے سبھی اور پولیس بھی دیگر سب یکساں ہیں اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ مسلمان اس حکم کے تحت عزیزوں اور غیر عزیزوں اور دشمنوں اور دوستوں میں بھی سلوک کرنے میں تفریق نہیں برت سکتا۔ پوری دنیا کے ادیان اور ایک اس اسلامی حکم کی جامعیت و عظمت کو کھلی آنکھوں دیکھئے اور عقل و ہوش سے اس پر نظر ڈالئے۔

مسلمانوں میں بھی فرقے ہیں چھوٹے بڑے ہیں مگر سلوک میں مسلمان ان کے ساتھ ہرگز حق کے معاملہ کے متعلق کوئی تمیز روا نہیں رکھ سکتا رکھے گا تو مورد عتاب بنے گا اسلام تو یہ حکم دے کر اپنے فریضہ سے آزاد ہو چکا اس نے واضح کر دیا بتا دیا کہ تمام انسان عیال اللہ ہیں اور سب اعتبار سے اچھے سلوک کے مستحق ہیں سمجھے جاتے ہیں غیروں سے زیادہ تعلق اخلاق ہی کا ہوتا ہے کوئی کسی کو کچھ دے نہیں تاہم انسانوں کی اچھائی برائی کا اندازہ محض ان کے اچھے اور برے اخلاق ہی سے لگایا جاتا ہے اگر کوئی شخص ہمارے پاس آئے اور ہم اس کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آئیں تو یقیناً ہمارے متعلق اچھا خیال قائم کرے گا اور اگر ہم اس کی طرف توجہ نہ کریں کشادہ پیشانی کے ساتھ نہ ملیں فراخدلی کے ساتھ پیش نہ آئیں تو وہ ضرور بددل ہوگا اور ہمارے پاس آنے اور ہم سے ملنے سے بھی گریز کرے گا اور ہمیں برا سمجھے گا گویا دنیا کے نزدیک تمام اچھائی اور برائی کے جانچنے اور اس کے متعلق رائے قائم کرنے کا معیار اخلاق اور محض اخلاق ہے لیکن مصیبت یہ ہے کہ آج کل گندم نمائی اور جو فروشی کا دور دورہ ہے۔

انسان نے اخلاق اور شیریں بیانی کو ایک چلتا ہوا جادو سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے اور اسے بھی ایک نفع اور نقصان کی چیز سمجھ لیا ہے۔ اخلاق کا مقصد ہرگز یہ نہ تھا کہ محض چرب زبانی سے دوسروں کو متاثر کرکے اپنا کام نکال لیا جائے اور زبان و دل میں کوئی تعلق قائم نہ رہے دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ۔ اسلام نے جس اخلاق کو سراہا ہے وہ مخلصانہ اخلاق ہے نہ کہ ریاکارانہ خوش خلقی آج کل یورپ میں یہی اخلاق ہے یہودیوں ہندوؤں سکھوں وغیرہ میں بھی اسی کا رواج ہے مغربیت کی تہذیب و الحاد نے سکھا دیا ہے کہ جس سے مطلب ہو صرف اپنا مفاد پیش نظر رکھو انتہا یہ ہے کہ اگر اپنے عیش و آرام اور اپنے فائدہ اور تسکین کے لئے دوسرے کے عیش و راحت کے کاشانے بھی برباد کرنے پڑیں تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں بلکہ یہ عین عقلمندی ہے آج سے پچاس برس پیشتر اسی ہندوستان میں جو خلوص و اخلاص پایا جاتا ہے اور بڑے چھوٹوں کے ساتھ جس کشادہ دلی کے ساتھ ملا کرتے تھے مغربی الحاد کی باد تند نے آ کر اسے تباہ کرکے رکھ دیا۔

برتنے کو ہر جگہ اخلاق برتے جاتے ہیں اور اچھے سلوک بھی روا رکھے جاتے ہیں لیکن یا تو یہ اپنے فائدہ کے لئے ہوتا ہے یا صرف یہ ان کے ساتھ رہتا کہ طاقت میں زیادہ ہوتے ہیں یا کم از کم یہ کہ برابر کی قوت رکھتے ہیں اور ان سے

بچا کر کھا لیکر تی تھی (شمائل ترمذی)

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ... ملازموں کو جلد دیا تعمیر کرتے ہیں اور لگ ہوتی ہوتی آ آکر بیٹھ جاتے ہیں۔ حضرت مخرمہ اس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب آپ اندر ہی تشریف لیجا چکے تھے۔ وہ بیٹے سے کہتے ہیں آواز دو اس کی ہمت نہیں پڑتی۔ مخرمہ فرماتے ہیں "بیٹا محمد جبار نہیں آواز دیدو" چنانچہ آواز پر آپ باہر تشریف لے آتے ہیں اور اس کی کچھ بھی خیال نہیں فرماتے۔ مخرمہ کو ایک قبا عنایت کرتے ہیں جس کی گھنڈیاں سونے کی لگی ہوتی ہیں (بخاری)

انسانی غرور و تمکنت کا خاص موقع اور خاص وقت ہوتا ہے جب وہ اپنے جلو میں ہزاروں انسانوں کی فوجیں دیکھتا ہے اور انھیں لئے ہوئے کسی شہر میں فاتحانہ داخل ہوتا ہے ایسے وقت میں بڑے بڑے ضابطہ دماغ قابو میں نہیں رہتے لیکن ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متواضعانہ خصوصیت اور جذبہ مساوات کے ظہور میں آنے اور نمایاں ہونے کا یہی وقت تھا شہر میں جب داخل ہوئے تو تواضع سے سر مبارک اتنا جھک گیا تھا کہ کجاوہ سے مل گیا تھا۔

خیبر کی فتح میں جب شہر میں داخل ہونے والا فاتح کسی عربی تازی گھوڑے پر سوار نہ تھا جس کی عنان زرین اور مطلا ہو بلکہ گدھے پر سوار تھا جس میں لگام کی جگہ کھجور بندھی ہوئی تھی۔ کوئی غریب سے غریب ہوتا تو آپ اس کی عیادت کو ضرور تشریف لیجاتے مفلس اور نادار دل کے یہاں جاکر ان کے برابر بیٹھ جاتے پھر مساوات پسندی کا یہ عالم تھا کہ بیٹھتے بھی تو اس طرح بیٹھتے کہ کوئی شناخت نہ کرسکتا تھا کسی مجمع میں جاتے تو اپنے لئے کسی امتیازی جگہ کو پسند نہ کرتے اور جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے (شمائل ترمذی) غلاموں اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھنے اور کوئی پرہیز نہ تھا گھر میں بھی یہ حالت تھی کہ خود جھاڑو دیتے کپڑوں کو پیوند لگاتے تمام کام کاج خود کرلیتے دودھ دوھ لیتے جوتا پھٹ جاتا تو آپ ہی گانٹھ لیتے اور بازار سے گھر کا سودا خود خرید لاتے۔ اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب کی شادی کس سے کرتے ہیں حضرت زید سے جو غلام ہیں۔

ارض مغرب اور مساوات

ارض عالم پر الکوں مسلکیت پیدا ہوئے بالٹسائی میزینی اور گریبالڈی، روسو، والٹیر اور فرینکلن وغیرہ آخر میں آپ گاندھی جی مہاتما جی کو بھی انھیں میں شمار کرلیجئے ان کے علاوہ انبیاء کرام بھی وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے سب نے مساوات کے لئے کام کیا اور دنیا کی حقیقی پیاس بجھانے کی سعی کی مگر ان کی تمام کوششیں اور مساعی یہ سب وقتی اور ہنگامی شئے ثابت ہوئیں اور دنیا والے بہت جلد ان کے دیئے ہوئے سبق کو بھول گئے آج ہندوستان کے اچھوت ہی مساوات کی تشنگی میں ممتاز نہیں دنیا صدیوں سے اس تشنگی کو محسوس کر رہی ہے اور اس کو فرو کرنے کی صدہا تدابیر عمل میں لائی گئیں اور بیشمار نسخے تلاش کئے گئے یہ نسخہ رو بہ عمل آیا لیکن اس سے کوئی نتیجہ بھی مرتب نہیں کہ رومیوں میں امراء اور غرباء کی تفریق تھی غلام اور عورت کی جان و مال سب پر آقا کا تسلط تھا۔ کاشتکار ہندوؤں کے قابو میں تھے۔ پھر استقلال امریکہ میں اس کی علاج سوچا گیا مگر نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات رہا۔ آج امریکہ کی حالت کیا ہے کچھ نہ پوچھئے حبشیوں نے شہریت کے حقوق حاصل کرلئے ہیں مگر سفید فام امریکن حبشیوں کے ساتھ انصاف نہ کرکے

اب انھیں مساوات کے حقوق دینے کے لئے تیار نہیں اور ان پر انسانی ظلم ہوتے رہتے ہیں

کوئی حبشی کسی امریکن کو قتل کردے تو امریکن ایک آفت برپا کردیتے ہیں۔ اخبارات میں برابر اس قسم کے واقعات چھپتے رہتے ہیں کہ امریکنوں نے جیلخانہ توڑ کر حبشی قاتل کو نکال لیا اور مقدمہ کے فیصلہ سے پیشتر میدان میں آ کے کسی تھم سے باندھ کر جلا دیا۔ انقلاب فرانس نظام جمہوریت ہی کا سبق پڑھانے کے لئے واقعہ ہوا تھا مگر اس سے بھی جمہور کی پیاس نہ بجھی۔ روسو کے لائحہ عمل اور کارل مارکس کے فلسفے نے بھی یورپ کی حالت میں کوئی تغیر پیدا نہ کیا اور جمہور کی حالت جیسی تھی ویسی ہی رہی اور حقیقی معنوں میں جمہوریت کبھی قائم نہ رہ سکی اور آگے بڑھئیے جمعیۃ الاقوام کی خوشنما اصطلاحات اور کس شان و شکوہ کے ساتھ قائم ہوئی تھی اور جنگ عظیمہ بھی چھوٹوں کو بڑوں کی دستبرد سے بچانے کے لئے لڑی گئی تھی، سیلف ڈیٹرمنیشن کا اصول کس طمطراق کے ساتھ پیش کیا گیا تھا۔ رفتہ رفتہ جا بجا بادشاہتوں کی جگہ جمہوریتیں قائم ہوئیں مگر کہہ سکتے ہو ان میں سے کسی کو بھی کامیابی نصیب ہوئی ہرگز نہیں جمہوریت ہے کیا یہی کہ قوت چند افراد کے ہاتھ سے نکل کر قوم و ملت کے ہاتھ میں آجائے، مساوات کیا ہے یہی کہ اس کے بندوں میں باہم کوئی تفریق باقی نہ رہے، حریت کے معنے یہی تو ہیں کہ ہر کہ و مہ فکر و عمل میں آزاد ہو پیرس میں جاکر دیکھئے ایوان سوویت کے دروازہ پر جلی حروف میں قومی حکومت کے مقاصد "جمہوریت مساوات اور حریت" مرقوم ہیں اور ایک فرانس کیا انگلستان جرمنی امریکہ وغیرہ سب خود کو ان سہ گانہ مقاصد کی تکمیل کے لئے وقف بتاتے ہیں علوم و فنون کی تعمیر انہی مقاصد کی تقویت کے لئے ہوئی ہے لیکن اس نے اصلاح کے بجائے دنیا کا دماغوں میں اور فرعونیت بھردی عمر میں آ اور جو میں نہ ... معاشرت کی بھو ... اگلے جیت نہ کے چین عدالتیں اور کچہریاں قائم ہوئیں ان کی بھرمار ہوئی تو انھوں نے دنیا کی اخلاقی حالت کو اور تباہ کردیا ... اور جھوٹ و فریب کی نئی نئی راہیں کھول کر رکھ دیں۔

سوشلزم اور مساوات

اور اوپر سے ہندو بھی ایسی زمگی انھیں مقاصد کے بنے ہوئے ہیں لیکن

جہاں پہلے مذہبی لارڈ اور دیوی للکی پیدا ہونے لگے تھے اور دنیا ان دو بانٹوں کے مابین پسی جارہی تھی تو اس کے بعد یہ نہیں کہ ایک پتھر کی جگہ دوسرا پتھر آموجود ہوا بلکہ الگ الگ اور بے شمار پتھروں کا ایک انبار لگ گیا نہ ہی لارڈ بے اثر ہونے لگے تو ان کی جگہ نیوی لارڈ معدہ ... تقسیم ہو کر ادھر سے کہیں زیادہ خوفناک صورت اختیار سامنے آگئے اب یہ حالت ہے کہ ایک طرف سرمایہ دار ہیں اور دوسری طرف مزدور ایک طرف حکام ہیں اور دوسری طرف عوام ہیں ایک طرف ظالم مرد ہیں اور دوسری طرف مظلوم عورتیں ایک طرف حکومت ہے اور دوسری طرف عوام ایک طرف اونچی ذات کے ہندو ہیں اور دوسری طرف ہریجن ایک طرف امیر ہیں اور دوسری طرف غریب ایک طرف طاقتور ہیں اور دوسری طرف کمزور انتہا یہ ہے کہ ہر ایک حصہ پر ... ذرہ کے لئے ایک مگر تیار ... ہے وقت آ گیا ہے ... دنیا ... [illegible]

[redacted]

اسلام تو ان لوگوں نے بھی قبول کیا جن پر مسلمانوں نے کبھی فوج کشی نہیں کی؟ لالہ لاجپت رائے بھی تاریخ ہند میں صاف لکھا ہے کہ اسلام کی اشاعت تلوار کی رہین منت نہیں ہے۔ پھر فیشر اللہ صاحب نے تو نہایت صفائی کے ساتھ کہا ہے کہ اگر خلفائے اسلام اپنے دل میں ٹھان لیتے تو وہ اپنی قلمرو سے عیسائی مذہب کو اسی طرح ملیامیٹ کر دیتے جس طرح بادشاہ فرڈیننڈ اور ملکہ ازابلا نے اسلام کو ہسپانیہ سے نکالا تھا۔ یا لوئی چہاردہم شاہ فرانس نے پروٹسٹنٹ کو اپنے ملک میں قانونی جرم قرار دیا تھا یا جس طرح سلطنت انگلستان نے ساڑھے تین سو برس یہودیوں کو اپنے ملک میں داخل نہ ہونے دیا۔ ایشیا میں اجنبی کلیساؤں کا زندہ رہنا اسلامی حکمرانوں کی مذہبی رواداری کا بین ثبوت ہے۔

اب دیکھئے کہ رسول کریم نے مفتوحوں اور مغلوبوں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھا۔ پورے جوش و زور میں آئے ظالم تھے اور جن طاقتوں سے لڑنا پڑا تھا وہ یہی تھیں جنہوں نے خود آپ کو اذیتیں پہنچائیں اور بلا وجہ قتل کر ڈالنے کی سعی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ تمام مسلمان بھڑکے ہوئے تھے لیکن بجھ گئے تو عیال اللہ مسلمانوں کے نزدیک تو سب اللہ کے بندے اور سب اچھے سلوک کے مستحق ہیں اسی لئے جنگ بدر کے جو قیدی گرفتار ہو کر آتے ہیں گو وہ تشنہ خون دشمن تھے مگر قتل کے بجائے حکم ہوا کہ انہیں آرام سے رکھو اور تواضع کرو۔ خود دشمن اسلام سر ولیم میور نے لکھا ہے کہ مسلمان خود پیدل چلے اور انہیں اونٹوں پر سوار کر لیا خود کھجوریں کھا کر پڑ رہتے تھے اور انہیں پیٹ بھر کر کھلاتے تھے۔

خیبر کے یہودیوں نے آپ کو اتنا تنگ کیا تھا کہ اور کوئی فاتح ہوتا تو بستی کی بستی میں آگ لگوا دیتا لیکن آپ نے سب کو امان دے دی۔

اسی طرح مکہ فتح کرنے والا اور کوئی ہوتا تو پہلا حکم یہ دیتا کہ ان کے زن و فرزند سب تلوار کے گھاٹ اتار دیئے جائیں اور قتل کیا جائے اور ان کے خون کی دھار ہمارے گھوڑے کے سینے تک پہنچائی جائے کہ انہوں نے مسلسل تیرہ سال تک دنیا کا کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو مسلمانوں پر روا نہ رکھا ہو اور اکیس سال تک مسلمانوں کے جان و مال کے دشمن بنے رہے تھے لیکن مکہ فتح ہوتا ہے تو ایک قطرہ خون بھی نہیں گرتا۔ لرزتے ہوئے شہریوں کو عفو عام کا مژدہ سنا کر زندہ کر دیا جاتا ہے۔ طائف والے خود حملہ کرنے بڑھے تھے ان کے چھ ہزار قیدی رحمت عالم کے حکم سے ان کی آن میں چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور کسی سے کچھ بازپرس نہیں کرتے کیا آپ کو دنیا کے کسی اور پیشوائے مذہب کی زندگی میں رحم و کرم کی ایسی شاندار مثالیں مل سکتی ہیں۔

صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں بھی یہی عنوان رہا۔ وہ بیت المقدس جو صدیوں سے یوسیوں عیسائیوں اور بت پرستوں کے ہاتھوں لٹتا تباہ ہوتا اور خون کے اچھلتے ہوئے سمندروں کا گہوارہ بنا چلا آ رہا تھا۔ حضرت عمر فاروق اعظم نے اسے فتح کیا تو خون کا ایک قطرہ بھی نہ گرا۔ صلیبیوں نے اس کے بعد کو فتح کیا تو ستر ہزار مسلمان قتل کر کے شہر کی گلیوں کو خون کی ندیاں بنا دیا مگر جب ہمارے صلاح الدین ایوبی نے فتح کیا تو کسی عیسائی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی جب ہی تو فرانسیسی مورخ موسیو لیبان نے تحیر و بعد حیرت کیا تھا کہا ہے کہ:

"دنیا کو مسلمانوں جیسے فاتح کبھی نصیب نہیں ہوئے۔"

خلفائے راشدین اور مساوات اسلام

(صحابہ کرام بھی آقوا سے آفتاب رسالت سے کسب ضیا کئے ہوئے تھے اس لئے خلق اللہ کی نفع رسانی و خدمتگذاری اور مساوات و تواضع ان میں بھی مثالی تھی حضرت صدیق اکبرؓ نزول وقت ہونے کے باوجود محلہ والیوں کی بکریاں دوہا کرتے تھے کہ لوگوں کی خدمت میں آپ کو بہت لطف آتا تھا حضرت فاروق اعظم کے رعب و داب کا ایک طرف تو یہ عالم تھا کہ محض ان کے نام سے قیصر و کسریٰ کی ایوان ہائے حکومت میں لرزہ پڑ جاتا تھا اور دوسری طرف خاکساری و تواضع کا یہ عالم تھا کہ خود مشک پر رکھتے بیوہ عورتوں کے لئے پانی بھرتے پھرتے تھے۔ مجاہدین کی بیویوں کے لئے بازار سے سودا سلف خرید کر لا دیتے تھے۔ بلاد شام مساوات کا مظاہرہ دیکھئے کہ اپنے ایام خلافت میں ایک غلام کو دیکھا پر سوار جاتے دیکھا تھک گئے تھے ساتھ بٹھا لینے کی درخواست کی وہ ذرا اتر پڑا۔ آپ نے کیا فرمایا نہیں میں بھی دب سے تمہیں تکلیف نہیں دینے کا تم جس طرح سوار تھے سوار ہو جاؤ میں پیچھے بیٹھ لوں گا۔ اسی طرح بیٹھے ہوئے مدینہ کی گلیوں میں آتے ہوئے لوگ امیر المؤمنین کو ایک غلام کے پیچھے دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ (کنز العمال جلد ۲ ص ۲۱۳)

بیت المقدس میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے ہیں تو اس عالم میں کہ آپ کا غلام اپنی باری سے اونٹ پر سوار تھا اور آپ مہار تھامے ہوئے تھے۔ ایسی مساوات کی کوئی قوم دنیا میں کوئی مثال پیش کر سکتی ہے نہیں اور ہرگز نہیں۔ خدا کی خلق مخلوق میں غلاموں سے زیادہ قابل رحم کوئی نہیں ہوگی؛ حضرت عمرؓ نے عنان خلافت ہاتھ میں لینے کے ساتھ تمام عربی غلاموں کو آزاد کرا دیا۔

عام غلاموں کو آزاد کرنا بہت مشکل تھا کہ لوگوں کا لاکھوں روپیہ ان کی خرید پر خرچ ہو چکا تھا تاہم پھر بھی آپ نے اتنا کر دیا کہ مجاہدین کی تنخواہیں مقرر ہوئیں تو آقا کے ساتھ اسی قدر اس کے غلام کی بھی تنخواہ مقرر ہوئی۔ (فتوح البلدان)

اکثر غلاموں کو بلا کر ساتھ کھانا کھلاتے۔ ایک شخص نے دعوت کی یعنی اس کی بیوی بیزار ہو گئے کہ اس نے دستر خوان پر اپنے غلاموں کو نہیں بٹھایا تھا آپ اکثر حاضرین کو سنایا کرتے تھے کہ جو لوگ غلاموں کو اپنے ساتھ کھانا نہ کھلانا عار سمجھتے ہیں خدا ان پر لعنت بھیجتا ہے بیوہ عورتوں کے سودے بازار سے لا دیتے اور غریبوں اور دردمندوں کی دلجوئی انتہائے زیادہ کرتے اور راتوں کو گشت کرتے پھرتے۔ تمام حکام کو حکم تھا کہ وہ کسی قسم کا امتیاز اور نمود و استثنا نہ کریں۔ شاہ و گدا، امیر و غریب اور مفلس و مالدار سب ایک حال میں نظر آتے اس عہد میں مساوات کا یہ حال تھا کہ قیصر و کسریٰ کے سفرا آتے تھے تو انہیں پتہ نہ چلتا تھا کہ شاہ کون ہے اور گدا کون ہے اور حقیقت حضرت عمرؓ نے خود نمونہ بن کر تمام مسلمانوں کو مساوات اسلامی کا ایسا درس دیا تھا کہ حاکم و محکوم، آقا و غلام میں مساوات پیدا ہو گئی تھی۔

حضرت بلالؓ کی بزرگانہ عظمت

ایک شخص کسی ضرورت سے حضرت حسنؓ کے پاس آیا آپ معتکف تھے اعتکاف کے دائرہ سے نکل کر اس کی حاجت براری کی لوگوں کے استفسار پر فرمایا کہ خدا کی راہ میں کسی کی حاجت پوری کرنا میرے نزدیک ایک مہینہ کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ (ابن عساکر جلد چہارم ص ۲۱۱)

حضرت حسینؓ ایک دفعہ کسی طرف جا رہے تھے راستہ میں سر راہ کچھ فقرا کھانا کھا رہے تھے انہوں نے آپ کو دیکھ کر دعوت دی آپ سواری سے اتر کر بے تکلفانہ شریک طعام ہو گئے فرمایا تکبر کرنے والوں کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ (ابن عساکر جلد چہارم)

سوں سے کوئی فعل اخلاق پر نہیں ہے
اخلاق کا نام اخلاق نہیں بلکہ اسے ریاکاری اور
خود غرضی معصیت اور لعنت ہے۔

مذاہب غیر اور مساوات

کون نہیں جانتا کہ اس عہد میں اگر
چند نفر کا فائدہ کرنے کے لئے کوئی
بنگلہ بنانے کے لئے یا کوئی کارخانہ قائم کرنے کے لئے اگر غریبوں کے کاس گھر
بھی اجاڑ کر رکھ دیئے گئے تو اس کی جنابِ پرواہ نہ ہوگی کہ اس سے کسی کا دل بھی دکھیگا
اور اس سے کسی کے جذبات کو بھی ٹھیس لگے گی اور یہ حالت ہے کہ غیر تو غیر اپنوں کے
ساتھ بھی یہی سلوک روا رکھا جاتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ ایسے شخص کو عقلمند کہا جاتا ہے
اور سب سے زیادہ عقلمند اسی کو سمجھا جاتا ہے جو انسان سے زیادہ انسانوں کو بیوقوف بنا کر
اپنا کام نکال سکے یہ اسی برتاؤ کا تو کرشمہ ہے کہ دنیا میں ہر طرف حقوق کی جنگ برپا
ہے کمزور لوگ سروں کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں مزدور سرمایہ داروں کے دست و گریبان
ہیں۔ اچھوت اعلیٰ ذات کے ہندو کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں اور عورتیں تک
مردوں کے خلاف محاذ قائم کئے ہوئے ہیں مگر امن بڑا اجڑ رہا ہے تمدن
کی ڈگمگ فسادات میں کھوکھلی ہوتی چلی جا رہی ہیں کوئی کسی سے مطمئن نہیں کسی کو
کسی پر اعتماد نہیں ایک عالمگیر مصیبت اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مقصد تو یہ تھا کہ دنیا میں امن قائم رہے اور بندے آرام و آسائش
کی زندگی بسر کریں زبردست زیردستوں کا خیال رکھیں اور کسی کے حقوق کی بنیاد
پر کوئی ضرب نہ پڑے لیکن ہو یہ رہا ہے کہ آفتاب کی روشنی اسی نیلگوں آسمان کے
نیچے حقوق پر دہاڑے ڈاکے پڑ رہے ہیں اور زبردستوں نے زیردستوں
پر رحم کے بجائے عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے اٹلی کا حبش پر، جاپان کا چین پر
جاپان کی یورش اور اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم زبردست آزاری کے اگر کامل
اور انتہائی دلدوز مظاہر نہیں تو یہ اور کیا ہے۔

طلوعِ اسلام سے پیشتر کمزوروں، مغلوبوں اور مفتوحوں کے ساتھ دنیا میں کہیں
نرمی نہیں برتی جاتی تھی اور نہ وہ کسی رحم و کرم کے سلوک کے مستحق سمجھے جاتے تھے۔
قابو پا جانے پر انھیں زندہ جلانا، غلام بنانا، طرح طرح کے عذابوں میں مبتلا کر کے مارنا
ذلیل کرنا اور ان کی مذہبیت اور قومیت کو مٹانا دنیا بھر میں ایک عام بات تھی
یہ صرف مسلمان اور صرف مسلمان ہی تھے جنھوں نے منصۂ شہود پر رونما ہو کر کمزوروں
مغلوبوں اور مفتوحوں کو نوازا۔ توراۃ (عہد نامہ) میں یہ ہدایت موجود ہے کہ دشمنوں
اور مفتوحوں کے لڑکوں اور بیاہی عورتوں کو قتل کر دو اور صرف کنواری لڑکیوں
کو اپنے لئے نکال لو۔ (عہد قدیم)

چنانچہ یہود نے اپنے زمانہ اقتدار و سطوت میں عیسائیت اور عیسائیوں کو
کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ پیل آف اسلام میں یہ الفاظ صراحتاً
تحریر ہے۔ "جو پیروان عیسائیت اپنا مذہب چھوڑ کر یہودی بننے سے انکار کرتے
تھے انھیں یہود بلا دریغ تلوار کی نذر کر دیتے تھے۔ ذونواس فرمانروائے یمن نے
مذہب یہود اختیار کیا تو اس نے عیسائیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا جبراً یہودی
بنانا شروع کیا نجران کے عیسائیوں کے انکار پر انھیں زندہ آگ میں جھونک دیا۔

ہندوؤں نے بھی کمزوروں، مغلوبوں اور غیر ہندوؤں پر ظلم کرنے میں کوئی
کمی نہ کی۔ لالہ لاجپت رائے نے اپنی تاریخ ہند میں اعتراف کیا ہے کہ ہندوؤں نے

بدھ مذہب کے پیروؤں پر اور بدھوں اور جینیوں نے ہندوؤں کو اپنے اپنے
عہدِ اقبال میں ایک دوسرے کو ستایا تھا اور مظالم میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا
باندیا خاندان کے زور و اقتدار کے زمانے میں جینیوں کو خوب تباہ کیا اور آٹھ ہزار
جینیوں کی کھالیں ایک وقت کھینچوائی گئیں نہایت عذاب کے ساتھ مارا اور پھر
شنکراچاریہ نے آقتدار حاصل کر کے بدھوں اور جینیوں پر کوئی ظلم ایسا نہ تھا جو
نہ کیا ہو آخر ان کے اقتدار کا بھی خاتمہ کر دیا (تاریخ ہند)

مالوہ کے بدھ مندر کو برہمنوں نے تہ و بالا کر دیا اور منہدم کر دیا۔ (تاریخ ہند)
چندیری، بنجپور اور سارنگ پور کی مسجدوں اور خانقاہوں کو رانا سین کا
میدنی رائے کے حکم سے گرا دیا گیا اور ان میں مویشی باندھے (فرشتہ)
راجہ دیو رائے نے فیروز آباد کی سلطنت کا کچھ حصہ فتح کر کے مساجد مسمار کیں اور مسلمانوں
کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ (فرشتہ)

راجپوتوں نے قاضیوں کو پکڑ کر ان کی داڑھیاں منڈوا دیں اور قرآن کی
جلدوں کو کنوئیں میں پھنکوا دیا (ٹاڈ راجستان جلد اول، صفحہ ۴۰۶)

انہی ہندوؤں نے ہندوستان کی اصلی قوموں اور کمزوروں کو محتاج بنا دیا
اچھوت خطاب دیا ان کو دائمی غلامی کے چکر میں ڈال کر اور شودر بنا کر ہندو بھی نہ
رکھا اور حیوانوں سے بدتر بنا دیا اور کوئی غلامی ہو تو اس سے آزادی بھی مل سکتی ہے
مگر مذہبی غلامی الٰہی پناہ انسانیت کے درجہ سے بھی گرا دیا۔

سکھوں نے بھی اپنے مختصر زمانہ اقتدار میں کوئی کمی نہ کی۔ گورو گوبند جی مسلمانوں
کے قتل کو ثواب عظیم اور اپنی نجات کا باعث سمجھتے تھے (تاریخ پنجاب کنہیا لال)
جنم ساکھی میں لکھا ہے کہ "ناصحی پر مسلمانوں کو تاپید کرنا فرض ہے"۔ بندہ بیراگی
نے جو مظالم برپا کئے ان کے تذکرہ سے بھی گھن آتی ہے۔

حضرت عیسیٰ کی تعلیم کو رحم و نرمی کا مظہر اتم بتایا جاتا ہے لیکن عیسائیوں نے
اپنے عروج کے سر دور میں بت پرستوں، یہودیوں اور مسلمانوں پر قہر و غضب کے
خنجر چلائے اور وہ مظالم برپا کئے رکھیں کہ تہذیب و انسانیت چیخ اٹھی لیکن
مسلمانوں کی مذہبی تعلیم ایسی ہی تھی کہ انہوں نے کبھی کمزوروں غیر مسلم مغلوبوں
کو نہ ستایا اور ان کے ساتھ ہمیشہ شریفانہ سلوک روا رکھا۔ ہندوستان میں جو
سلطان محمود غزنوی اور اورنگ زیب اور کچھ سلطان پر ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے
اور مندر منہدم کرنے کے الزام کس شدت کے ساتھ عائد کئے جاتے ہیں مگر ہمارے
زبان سے نہیں غیر مسلموں ہی کی زبان سے سنئے۔ الیگزنڈر ڈاؤ لکھتے ہیں کہ
"اورنگ زیب نے ہندوؤں اور غیر مذہب والوں کے ساتھ کبھی کوئی سختی
نہیں کی۔ (تاریخ ہند جلد ۳)

لالہ تلسی رام لکھتے ہیں کہ سلطان محمود نے نہ کسی ہندو کو ہندو ہونے کی بنا پر
قتل کیا اور نہ کسی کو جبراً اسلام میں داخل کیا" (تاریخ ہند تلسی رام)
ملک مدسین اپنی تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ۔ "سلطان محمود نے کسی ایک ہندو
کو بھی جنگ کے سوا قتل نہیں کیا"
مسٹر سیل لکھتے ہیں کہ وہ لوگ نہایت دھوکہ کھاتے ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ
مذہب اسلام بزور شمشیر پھیلا

خط و کتابت میں نمبر خریداری کا تحریر کرنا ضروری ہے ورنہ [illegible] خط بھیجنا

[illegible] کا بہادر و نامور ہیرو

بارہ ہزار مسلمانوں کا نوے ہزار عیسائیوں سے مقابلہ

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین کی خلافت و بادشاہت ضرور سرفراز فرمائیگا۔ اس وعدہ کو اللہ تعالیٰ نے صرف دو شرطوں سے مشروط کیا ہے ایمان اور عمل صالح۔ اسلام کہتا ہے کہ اپنے اندر یہی دو چیزیں پیدا کر لو اور تخت و تاج کے مالک بن جاؤ۔ اس وعدہ میں تعداد کی قید بالکل نہیں۔ یہ کہیں بھی نہیں کہا گیا کہ اگر تم آٹھ کروڑ یا چالیس کروڑ ہو۔ دعوٰی عمومی ہے یعنی اگر روئے زمین پر صرف ایک ہی مسلمان ہو اور اس میں ایمان کی جملہ صفات موجود ہوں تو یہ وعدہ ضرور پورا ہو کر رہیگا۔

مسلمان کی نظر اگر خدا پر ہو اور وہ اپنی قوتوں سے کام لے تو بس وہی ساری دنیا پر بھاری اور غالب ہوگا۔ دیکھئے جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداً اکیلے تھے مگر آپ نے عرب کی قسمت بدل دی اور تمام دنیا میں توحید کا رعب قائم کر دیا۔ جنگ بدر میں تین سو تیرہ مومنوں نے تیرہ سو کو تین تیرہ بارہ باٹ کر دیا۔ تاریخ اس قسم کے واقعات سے لبریز ہے کہ مسلمانوں کی قلت نے ہمیشہ کثرت پر فتح پائی۔ وہ اگرچہ قلیل تھے مگر تمام قومیں ان سے کانپتی تھیں۔ ہم ہی ایک ہیں [illegible] دیکھو کے کثرت والے چیخ اٹھتے تھے کہ وہ آگئے وحدت والے

وحدت والوں نے کثرت والوں کے ہمیشہ چھکے چھڑائے ہیں اور وہ باوجود بے سروسامان ہونے کے دنیا میں غالب حکمران بنکر رہے مگر جب مسلمانوں کے دماغوں میں بھی بے سروسامانی اور قلت کے خیال نے گھر کیا ہے وہ کثرت والوں سے لرزتے ہیں اور اپنی زندگی غلامی میں بسر کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اگر وہ اپنی تاریخ کو پیش نظر رکھیں اور ہندوستان میں اپنے اسلاف کے کارناموں کو چراغ راہ بنائیں تو ان کی تمام مشکلات حل ہو جائیں نہ انگریزوں سے ڈر کر ہندوؤں کا سہارا ڈھونڈیں اور نہ ہندوؤں کی کثرت سے خائف ہو کر انگریزوں کی گود میں پناہ لیں۔ اس سلسلے میں طارق ابن زیاد کا کارنامہ حیات ہماری آنکھیں کھولنے اور ہماری رگوں میں خون حیات دوڑانے کے لئے کافی ہے۔

اسپین کے میدان میں عربی شمشیر زنی کی پہلی جھلک

جب خدائے قدوس کو منظور ہوا کہ سرزمین اسپین میں توحید کی آواز بلند ہو تو اس نے خلیفہ دمشق ولید بن عبدالملک کے دل میں فتح اسپین کا خیال ڈالا۔ یا موسیٰ ابن نصیر گورنر افریقہ نے اپنا ایک قاصد بھیجکر اور تمام حالات سے خلیفہ اسلام کو مطلع کرکے اسپین پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی خلیفہ موصوف نے فوراً حملہ کی اجازت دیدی چنانچہ ۹۱ھ میں موسیٰ ابن نصیر نے پانچ سو سپاہیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو طریف کی ماتحتی میں روانہ کیا تاکہ وہ ساحل اسپین پر معمولی حملہ کرکے اور اپنی شمشیروں کی جھلک دکھلاکر چلا آئے اور جو حالات پیش آئیں ان سے مطلع کرے۔ [illegible] نے ان ہدایات کو پوری طرح سرانجام دیا اور واپس آیا۔ اس ابتدائی حملہ کے بعد گورنر افریقہ نے باقاعدہ اسپین پر حملہ کرنے کی تیاریاں

شروع کر دیں۔ تیاری کے بعد اسلامی فوج کا سپہ سالار طارق ابن زیاد کو منتخب کیا گیا کیونکہ وہ فوجی قابلیتوں میں اپنے اقران و امثال میں بے نظیر سمجھے جاتے تھے۔ ماتحت سات ہزار فوج دیکر موسیٰ ابن نصیر نے ساحل اندلس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور یہ سربکف مجاہد جوش و خروش کے ساتھ روانہ ہو گئے

تمام کشتیاں جلادی گئیں

طارق نے اپنی سات ہزار فوج کو پانچ کشتیوں میں سوار کرا کر آبنائے طارق کو عبور کرکے سرزمین اندلس پر اپنے ڈیرے خیمے نصب کئے اور اس فوج حق کو دیکھکر چہرۂ باطل کا رنگ فق ہو گیا تقدیر کفر الٹ گئی۔ ہر ذی حیات پر ایک تازگی کا رنگ پیدا ہو گیا اور شہر آفاق سے میدان گونج اٹھا ان اسلامیوں کے جہاں بھی قدم جاتے تھے تاج و تخت بے تعظیم ان کے قدموں پر جھک جاتے تھے اور باطل کی طاقت انہیں کا کلمہ پڑھنے لگتی تھی

عہد اول کے مسلمانوں میں جہاں اور بہت سے کمالات تھے وہاں ایک کمال یہ بھی تھا کہ ان کی قوت فیصلہ غضب کی تھی وہ جو فیصلہ کر لیتے تھے پھر کیا مجال جو اس کو دنیا کی کوئی طاقت یا ذاتی مصلحت دگرگوں کر سکے۔ ان کا فیصلہ اٹل ہوتا تھا اور زندہ و بہادر قوموں کی قوت فیصلہ ایسی ہی ہوا کرتی ہے جو جملہ کمالات کا سرچشمہ اور فتح و کامرانی کا ضمیمہ ہے۔ جس وقت اسلامی فوج نے ڈیرے خیمے نصب کر لئے اور کفر و اسلام کی آویزش کا اٹل فیصلہ ہو گیا تو طارق ابن زیاد نے اپنی فوج کو حکم دیا ؎

طارق نے یہ کہا کہ جلا دو جہاز کو — ناکام لوٹ کر نہ چلیں گے حجاز کو
یہ ملک دشمنان رسول خدا کا ہے — وہ سر کٹائے بڑھ کے جو طالب لقا کا ہو
جو آج ہچکچائے وہ بیشک لعین ہے — تلوار کی نظر تو سپاہی کا دین ہے
تم ساقی حجاز کے خدمت گذار ہو — جنبش ہو نیم تیغ تو مستانہ وار ہو

جس وقت طارق نے کشتیاں جلا دینے کا حکم دیا تو بعض فوجی افسروں کو اس عجیب و غریب حکم سے سخت تعجب ہوا! مگر تعمیل حکم ضروری تھی وہ اطاعت امیر کا راز اور اس کی عظمت و اہمیت اچھی طرح سمجھتے تھے۔ تاہم چند سوالوں نے دریافت کیا طارق آپنے یہ کیا کیا؟ اگر ہم کو شکست ہو گئی تو پھر کس طرح وطن کو واپس لوٹیں گے؟ مرد مجاہد متوکل اور بہادر طارق نے اس کے جواب میں فرمایا۔

"ہم یہاں اسلئے نہیں آئے کہ واپس پلٹکر یا بھاگ کر اپنے وطن کو واپس جائیں ہمارے آنے کے دو مقصد ہیں اول اسپین کی فتح تاکہ خدا کی زمین عدل سے بھر جائے اور ظلم و فساد کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جائے دوسرا مقصد یہ ہے کہ اگر ہمکو شکست ہو جائے تو ہم درجۂ شہادت حاصل کریں اور اس سرزمین پر اپنے خون کے قطرے ٹپکا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہو جائیں۔ یاد رکھو ہمارا وطن اب یہی سرزمین ہے یا تو اس کی خاطر مر مٹیں گے یا اس کو فتح کرکے دم لیں گے"

ایک مرتبہ امیر معاویہ نکلے عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے ہوئے تھے ابن عامر دیکھکر کھڑے ہو گئے معاویہ نے ابن عامر کو کھڑے ہوئے دیکھکر کہا کہ رسول کریم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس سے خوش ہوتا ہے کہ خدا کے بندے اس کی تعظیم میں کھڑے ہو جائیں تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (ادب المفرد)

غور کیجئے کہ حضرت بلال سیاہ فام اور حبشی غلام تھے نہ شکل و صورت تھی نہ مال و دولت اور نہ خاندانی شہرت مگر دل انوار عرفان سے منور تھا اور اس اعتبار سے تمام صحابہ میں بڑے وقار و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے جب آپ نے ایک موقع پر کھڑے ہو کر شادی کی خواہش کا اظہار کیا ہے تو بڑے بڑے شرفاء اور سرداران قریش کی گردنیں جھک گئیں۔ علامہ شبلی مرحوم نے اس واقعہ کو ایک مختصر نظم میں تحریر کیا ہے

بارگاہ نبوی کے جو موذن تھے بلالؓ — کر چکے تھے جو کئی سال غلامی میں بسر
جب یہ چاہا کہ کریں عقد مدینہ میں کہیں — جاکے انصار و مہاجر سے کہا یہ کھلکر
میں غلام حبشی اور حبشی زادہ بھی ہوں — یہ بھی سن لو کہ نہیں پاس مرے دولت و زر
ان فضائل پہ مجھے خواہش تزویج بھی ہے — ہے کوئی جس کو نہ ہو میری قرابت سے حذر
گردنیں جھک کے یہ سنتی تھیں کہ دل سے منظور — جس طرف خاص حبشی زادہ کی اٹھتی تھی نظر
عہد فاروق تھا جس دن کہ ہوئی انکی وفات — یہ کہا حضرت فاروق نے با دیدہ تر
اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر
اس مساوات پہ ہے عشق اسلام کو ناز — نہ کہ یورپ کی مساوات کہ ظاہر ہے

افسوس کہ آج مسلمانوں میں بھی امتیازات کی بدعت پیدا ہو چکی ہے اور ہندو ہمسایوں کی صحبت کے زیر اثر کسی حد تک ذات پات کے جزوی امتیاز اختیار کر گئے ہیں ادنیٰ پیشوں کے مسلمانوں دھوبیوں جلاہوں لوہاروں بڑھئیوں اور تیلیوں وغیرہ کو انھوں نے بھی ادنیٰ ذات سمجھنا شروع کر دیا ہے اور شرفاء کا ایک طبقہ علیحدہ جماعت بن گیا ہے حالانکہ اسلام میں شرفاء کا کوئی طبقہ نہیں مسلمانوں میں کوئی فرق نہ امتیاز نہیں سب عیال اللہ ہیں سب اللہ کے بندے ہیں شریف وہی ہے جس کے اعمال شریف ہیں اور بس!

مہذب دنیا اور مساوات

تمام اسلام کے اصول ایسے ہیں کہ مسلمان کتنے ہی گمراہ ہونے لگیں اسلام کا شجر ہر حالت میں سرسبز رہیگا سب کیلئے خدا ایک ہے اور ایک ہے رسول ایک ہے دین ایک ہے قرآن ایک ہے شاہ و گدا اور محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں آقا و غلام ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھا سکتے ہیں ایک ہی برتن میں کھا پی سکتے ہیں ہر مسلمان ہر خاندان میں شادی کر سکتا ہے ہر مسجد میں نماز پڑھ سکتا ہے احکام سب ایک ہیں عبادت ایک ہے کوئی چھوت چھات نہیں مسلمان کتنے ہی گمراہ ہو جائیں اسلام کا بول بالا ہمیشہ رہے گا اور جب تک اسلام قائم ہے مسلمان ہزار درجہ بد گمراہیوں میں مبتلا ہو کر بھی اسلامی اصول و احکام سے انحراف و انکار نہ کر سکیں گے اور دنیا والے ان کی مساوات کو ہمیشہ رشک و حیرت کی نظر سے دیکھتے رہیں گے۔ مغرب والے کہنے کو نہایت روشن خیال اور علمبردار حریت و مساوات ہیں مگر ایک ہی قوم اور ایک ہی مذہب کے غریب امیروں کے ہوٹلوں میں گھس سکتے ہیں اور نہ ان کے گرجاؤں میں بار پا سکتے ہیں اور نہ ان کا کوئی پرسان حال ہے اس بیسویں صدی میں بھی دنیا کے اندر رنگ و نسل اور ذات پات کی صدہا قیود موجود ہیں اور یہ امتیاز کالجوں اور اسکولوں گرجاؤں تک میں پہنچ گیا ہے

[illegible] ایک مہذب [illegible] ہندوستان کے [illegible] نے ٹھہرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ہندو اچھوتوں سے اس قدر گھن کھاتے ہیں کہ ان میں دھرم کا بھی یہی تقاضا ہے حتیٰ کہ ان کے مندروں میں اچھوت عبادت بھی نہیں کر سکتے ہیں اور [illegible] نہیں ہو سکتے اچھوتوں کی حالت تو بدرجہ ابتر و بدتر ہے ایک معمولی بنیا کتے کے سامنے اپنا برتن رکھ سکتا ہے مگر کسی اچھوت کو قریب بھی نہیں آنے دے سکتا۔ اور کیوں نہ آنے دے جبکہ ہندو دھرم ہی نے ہندوؤں کو ان سے نفرت کا سبق سکھا دیا ہے کہ:-

"شودر لڑکی کو برہمن پلنگ پر بٹھائے تو دوزخ میں جاتا ہے۔"
(منو ادھیائے ۳ شلوک ۱۷)

"جو شودر اہانت آمیز الفاظ سے برہمن وغیرہ کا نام لے ذات کے بارہ انگل لوہے کی جلتی سلاخ منہ میں ڈالدے" (منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۱)

"شودر برہمن کو دھرم کا اپدیش دے اس کے منہ کان میں تیل گرم کر کے ڈالدے"
(منوسمرتی ادھیائے ۸ شلوک ۲۷۲)

"برہمن کی سیوا شودر کا بڑا کرم ہے" (" " ۱۰ " ۱۲۳)

"نیچ ذات والا اونچوں کے کام کر کے دولت پیدا کرے تو راجہ اس سے چھین کر ملک سے نکال دے" (منو ادھیائے ۱۰ شلوک ۹۶)

ایک وہ مساوات ہے کہ غلام حبشی حضرت بلال جو غریب بھی ہیں مگر اپنے علم و تقویٰ سے وہ مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں کہ ان کی وفات پر حضرت فاروق اعظم منبر پر اشکبار حالت میں کھڑے ہو کر نہایت غم و کرب میں فرماتے ہیں ؎

اٹھ گیا آج زمانہ سے ہمارا آقا — اٹھ گیا آج نقیب حشم پیغمبر

وہ قریش جو اور تو اور خود مختلف قبائل میں بھی امتیاز برتنے کے خوگر تھے ان کا سپہ سالار بنتا ہے کون؟ حضرت اسامہ جو غلام ہیں۔ پھر یہی نہیں کہ بڑے بڑے سرداران قریش ان کی ماتحتی میں رکھ دیے جاتے ہیں بلکہ فوج روانہ ہوتے وقت حضرت صدیق اکبر دور تک رکاب تھامے ہوئے چلتے ہیں۔ فاتح شام و ایران حضرت فاروق اعظم بیت المقدس میں اس شان و افتخار کے ساتھ داخل ہوتے ہیں کہ غلام اونٹ پر سوار ہے اور خود اس کی مہار تھامے ہوئے ہیں اسلام میں شامل ہو کر تو غلام بھی آقا بن جاتے ہیں اور اپنے عمل سے ممتاز درجہ حاصل کر لیتے ہیں لیکن ہندو دھرم میں برہمن محض اپنے جنم سے جاتا ہے اور وہ ایسے ہیں جیسے انسان شودر کی لڑکی کو پلنگ پر بٹھانے کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے۔

غرضیکہ برہمن کو محض اپدیش دینے کی سزا منہ اور کان میں تیل ڈالے جانے اور نام لینے کی سزا جلتی سلاخ اور وہ بھی بارہ انگل کی منہ میں داخل کئے جانے کی صورت میں ملتی ہے اس غریب کا دھرم کرم جو کچھ ہے وہ برہمنوں کی خدمت ہے اور بس۔

آج اچھوتوں ہی میں نہیں مردوں اور عورتوں تک میں عدم مساوات کی بنا پر ایک اضطراب پیدا ہے جو روز بروز بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے اور ثابت کر رہا ہے کہ اس دنیا کے زمانہ میں کوئی اور مذہب زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا اور صرف ایک اسلام ہی وہ مذہب ہے جو دنیا کی مشکل دور کر سکتا ہے۔ میں پچھلے سال سے اس کے متعلق لکھ رہا ہوں زندگی اسی مقصد کے لئے وقف کر رکھی ہے اور جب تک سانس باقی ہے یہی سعی کرتا رہوں گا انشاء اللہ

ایران کی عورتیں

(ایک ایرانی سیاح کے چشم دید حالات)

چادر ایران کی تقریباً تمام عورتیں سیاہ چادر (برقعہ) اوڑھتی ہیں چادر (برقعہ) ریشمی یا سوتی ہوتی ہے جس کا ایک حصہ کمر سے باندھ لیا جاتا ہے اور وہ سر اور جسم پر اوڑھ لیا جاتا ہے اور ایک ہاتھ سے چہرے کے گرد یا چہرے پر تھام لیا جاتا ہے غریبوں میں جو لوگ انتہائی طور پر قدامت پسند ہیں وہ چہرہ کو کمل طور پر ڈھکنے کے لئے ایک لانبا سفید کپڑا (نقاب) ڈالے رہتے ہیں

خوشحال لوگوں نے ایک نیم شفاف سخت چوکور چیز کا استعمال شروع کیا ہے جسے پیچہ کہتے ہیں اسے عورتیں آنکھوں پر جھکائے رکھتی ہیں یہ چیز بیس سال ہوئے مراقش سے آکر ایران شاہ میں جاری ہوئی تھی اور رفتہ رفتہ مشرقی علاقوں میں بڑھتی بڑھتی اب ایران کے ہر شہر میں پائی جاتی ہے۔

دیہات میں بعض عورتیں جو چادر برقعہ پہنتی ہیں وہ موٹے گھر پر بنے ہوئے سوتی کپڑے کی ہوتی ہے اس میں خوشنما بیل اور بیلیں نہیں ہوتیں بیشتر اور عورتیں اسے اوڑھ کر بالکل ایک بدنما گٹھری سی معلوم ہوتی ہیں۔

قبائل کی کوئی عورت چادر نہیں اوڑھتی وہ دنیا کو بیباک نگاہوں سے دیکھتی ہے اور اپنا تمدن تو خوشرنگ لہنگا پہنے دلکش ادا سے گھومتی پھرتی ہے اس کا انداز رفتار ایران کی حسین ترین شے ہے۔

ایران کے شہروں میں ۲۰۰ سے لیکر ۳۰۰ میل تک کا فاصلہ ہے اور ابھی تک ان کے درمیان آمد و رفت بہت کم ہوتی ہے جس کا اثر یہ ہے کہ ہر شہر میں ایک انفرادی خصوصیت پائی جاتی ہے شیراز کی عورتیں لسبتاً زیادہ خوش مزاج اور ترقی پسند ہیں ان میں سے بعض عورتوں کو پولیس کے حاکم کی طرف سے بے برقعہ پھرنے کی اجازت ہے۔ اس دلفریب شہر میں بہت سی خواتین پیچہ کا استعمال نہیں کرتیں اور نہ اپنے چہروں کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں یزد شہر کی عورتیں زیادہ قدامت پسند ہیں یہ ایک سیاہ نقاب ڈالے رہتی ہیں اور اپنی آنکھوں تک کو ڈھک لیتی ہیں اصفہان کی عورتیں سخت پردے میں رہتی ہیں یہ چادر پیچہ اور موزے سب کچھ پہنے رہتی ہیں یہاں بے نقاب ہونا جرم ہے علاوہ مشہد کے (...) میں صرف ایک عورت کو بے نقاب پھرنے کی اجازت ہے اصفہان کے قریب ارمنیوں کا شہر جلفا ہے جہاں کی عیسائی عورتیں آزادانہ گھومتی پھرتی ہیں یہی وجہ ہے اجنبی کو جو اس علاقہ میں آتا ہے یہ گمان ہوتا ہے کہ مسلمان عورتیں بے پردہ ہو گئی ہیں۔

چادر اس بات کی علامت ہے کہ مرد اور عورت جدا جدا رہتے ہیں ایران میں آزادی سے میل جول نہیں ہوتا نوجوان مرد و عورت اس علیحدگی کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے اور غور و فکر کرنے والے لوگ جانتے ہیں کہ ... اہل ایران میں عمر رسیدہ لوگوں کی اکثریت اس بنیادی انقلاب کے لئے ابھی تیار نہیں ہے عورتیں برقعہ کی وجہ سے محفوظ ہیں شوہر باپ اور بیٹے داخل ہیں ... نہیں بلکہ ... غیر مرد سے کس طرح برتاؤ کرنا چاہئے اور یہی حال مردوں کا ہے اس لئے اگر آج چادر غائب ہو جائے تو مرد و عورت آپس کے تعلقات میں بالکل بچوں جیسی زندگی بسر کرنے لگیں یہ ایران کی ایک تعلیم یافتہ حسین خاتون کی رائے ہے تاہم اس کی طبیعت الجھتی ہے۔ لیکن وہ چاہتی ہے کہ ایران کی عورتیں منزل مقصود تک راہ میں مصائب سے دوچار ہوئے بغیر پہنچ جائیں۔

چادر اور مہذب طہران نہ صرف چادر کے معاملہ میں بلکہ دوسرے معاملات میں بھی طہران دوسرے مقامات کے مقابلے میں بہت آگے بڑھا ہوا ہے وہاں اگر کوئی عورت بے نقاب پھرنا چاہے تو وہ ایسا کر سکتی ہے اور اگر کوئی ملا یا شہری اسے دق کرے تو پولیس اس کی حفاظت کرے گی لیکن اس آزادی کے باوجود ہزار عورتوں میں سے صرف ایک سے زائد نہیں پایہ تخت میں بے نقاب پھرتی ہیں اکثر یہ بھی ہیٹ پہنے رہتی ہیں اور ان میں سے بہت سی فرانسیسی یا انگریزی بولتی ہیں تاکہ وہ غیر ملکی آبادی کا جزو سمجھی جائیں اس کے اسباب متعدد اور عجیب ہیں چادر کا استعمال ابتدا میں صرف امراء نے کیا تھا اور رفتہ رفتہ دوسری جماعتوں نے اسے اختیار کر لیا تھا اسکا یہ ہے اونچے طبقہ کی عورتوں کو برقعہ سے شمار مناسبت کی ہے اور برقعہ کی جماعت میں اعزاز حاصل ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو ترک کرنا مشکل معلوم ہوتا ہے دیہات میں بھی جہاں عورتیں عام طور پر بے نقاب ہوتی ہیں کسان اپنی خوشحالی بلند حیثیت کے اظہار کے لئے ایسے سیاہ لباس کو خریدنا جو تمام جسم کا پردہ کر سکے ضروری سمجھتا ہے۔

جدید فیشن کے کپڑے صرف دولتمند عورتیں پہن سکتی ہیں یہ وجہ ہے کہ اول تو یہ چیزیں مہنگی ہوتی ہیں پھر ان کے سینے والے کمیاب ہیں۔

بہت سی ایسی عورتیں ہیں اور ان میں نوجوان عورتیں بھی شامل ہیں جو برقعہ کی اس قدر عادی ہو گئی ہیں کہ وہ اسے پسند کرنے لگی ہیں پھر نوجوانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اسے قومی لباس سمجھتے ہیں اور اس کی حفاظت کو نئی قومی تحریک کا ایک جزو سمجھتے ہیں۔

شادی اکثر یورپ کے رہنے والوں کا خیال ہے کہ برقعہ کی سیاہی اور ہیئت یاس و تنگی کا ایک بیرونی مظہر ہے لیکن ان کا یہ خیال غلط ہے ایران کی ایک اوسط قسم کی عورت کا اگر یورپ کی اسی قسم کی عورت سے مقابلہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اول الذکر موخر الذکر کے مقابلہ میں زیادہ ناشاد نہیں رہتی اس کی وجہ یہ ہے کہ ایرانی عورت کی ضروریات بہت کم ہیں اس میں مختلف تمنائیں اور حوصلے اور جستجو نہیں ہوتیں وہ اپنی موجودہ زندگی پر قانع اور خوش مزاج ہوتی ہیں اور آئندہ کے لئے انہیں جو کچھ یقین ہوتا ہے بلکہ جو اس کے شوہر کی طرف سے ہوگ کرتے ہیں پھر بھی تعجب کے اعتبار سے دلکش ثابت ہوتی ہیں۔

شاہ ایران اور حکومت کی خواہش یہ ہے کہ عورتوں کی زندگی میں جدید تمدن کا رنگ پیدا ہو جائے ۱۹۳۵ء میں ایک قانون نافذ کیا گیا جس

ہمارے فلسفی شاعر اقبال نے اس واقعہ کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے

طارق چو بر کنارۂ اندلس سفینہ سوخت — گفتند کار تو بنگاہ خرد خطاست

دوریم از سواد وطن باز چون رسیم — ترک سبب ز روئے شریعت کجا رواست

خندید و دست خویش بشمشیر برد و گفت — ہر ملک ملک ماست کہ ملک خدائے ماست

یہ حقیقت ہے کہ عہد اول کے پاکباز مسلمان اپنی زندگی کا مقصد محض یہ سمجھتے تھے کہ دین حق کے قیام کا شوق کام میں ہر وقت ساعی و کوشاں رہیں اور اسی راہ میں ہو سکتا ہے وہ خدا کا نام بلند کرنا چاہتے تھے خدا نے ان کو بلند کر دیا اور پہاڑوں دریاؤں اور وادیوں تک کو ان کے ناموں سے مشہور کر دیا جس انتہائی کو طارق نے عبور کیا تھا اس کا نام آج تک طارق کے نام سے مشہور رہا اور جس پہاڑی سلسلہ میں آپ نے اپنے خیمے نصب کئے تھے وہ جبل طارق کے نام سے موسوم ہے یہ دونوں نام آج تک طارق فاتح اندلس کے نام اور ولولہ انگیز کارناموں کو یاد دلا رہے ہیں اور عہد اول کے مسلمانوں کی شوکت و عظمت کا نقارہ دریاؤں اور پہاڑوں پر ابھی تک بج رہا ہے کیا مسلمان اس سے کوئی عبرت و نصیحت حاصل کریں گے۔

بارہ ہزار فوج نوے ہزار لشکر سے بھڑ گئی

جب طارق سرزمین اندلس میں آگے بڑھا تو شاہ اسپین کے سپہ سالار نے سخت مقابلہ کیا مگر عربی شمشیروں اور سر بکف مجاہدوں کے سامنے کچھ پیش نہ گئی بالآخر اسپینی فوج میدان چھوڑ کر بھاگ نکلی عیسائی سپہ سالار نے شاہ اسپین کو لکھا کہ عربوں کا مقابلہ کرنا کچھ آسان کام نہیں میں ان کے زبردست حملوں کی تاب نہ لا سکا اور اسی لئے میدان چھوڑ کر چلا آیا ہوں ضرورت ہے کہ آپ بنفس نفیس اس جنگ میں شریک ہوں اگر آپ خود میدان کارزار میں آئیں گے تو ہمیں ضرور کامیابی ہوگی اس وحشتناک خبر سے شاہ اسپین سخت سراسیمہ ہوا اور مشورہ کے لئے وزراء کو طلب کیا سب کے مشورہ سے یہی رائے قرار پائی کہ اس جنگ میں خود شاہ اسپین شریک ہوں چنانچہ وادی لکہ کے کنارہ شاہ اسپین نوے ہزار فوج لیکر خیمہ زن ہو گیا۔

یہ واقعہ کچھ کم اہمیت نہیں رکھتا کہ شاہ اسپین نے جنگ میں حصہ لیا بلکہ یہ عربی شجاعت و بسالت کا ایک روشن ثبوت ہے کہ ان کے زبردست ابتدائی حملہ نے شاہ اسپین کو خود شریک ہونے پر مجبور کر دیا طارق کے پاس سات ہزار فوج تھی اور پانچ ہزار بعد میں آ گئی تھی اس طرح کل بارہ ہزار فوج ہو گئی تھی جو نوے ہزار کے مقابلہ میں کچھ حیثیت نہ رکھتی تھی مگر عہد اول کے مسلمان فتح و شکست قلت و کثرت سے نہیں بلکہ عزم و استقامت حق و صداقت اور کفر و ضلالت و بزدلی کو فتح و شکست کا سبب سمجھتے تھے۔

طارق نے جب عیسائیوں کی فوج پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ عربی فوج سے دس گنی ہے مگر کیا مجال جو ذرا بھی اپنی کمزوری کا خیال آیا ہو۔ عہد اول کے مسلمانوں کا یہ خصوصی امتیاز تھا کہ وہ بزدلی کے مفہوم تک سے نا آشنا تھے اعداد کو نتائج و عواقب کی ذرا پروا نہ تھی مسلمان اپنے سے دس گنی فوج کو دیکھ کر ذرا گھبرائے اور پوری قوت سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے آخر فریقین کی تلواریں میانوں سے نکل آئیں نشۂ فتح سے مدہوش ہو کر مسلمان عیسائیوں پر شکاری باز کی طرح ٹوٹ پڑے فریقین نے بے جگری اور شجاعت و شہامت سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا مسلمانوں کی شجاعت و استقلال کا اثر عیسائیوں کو [illegible] تعداد [illegible]

کے بعد جو صدمات پیش [illegible] یہ بھی نہ تھی کہ کون غالب ہوگا اور کون مغلوب وہ تو یہ طے کر چکے تھے کہ بغیر فتح کے تلواروں کو میانوں میں نہ کیا جائے گا اور بغیر جان دیئے میدان سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹیں گے۔

مختصر یہ کہ اگرچہ اسپین کا فتح کرنا بظاہر ناممکن تھا مگر اسلامی مجاہدوں نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا بالآخر سرزمین اسپین پر مسلمانوں کی فتح کا جھنڈا لہرایا اور توحید کے مقابلہ پر تثلیث کو بری طرح شکست ہوئی اور آنے والی نسلوں کو یہ سبق دیا کہ اگر مسلمان اپنی قوتوں سے کام لیں تو باوجود قلت اور بے سروسامانی کے دنیا کیا کچھ نہیں کر سکتے! ہاں اگر ان کے اسلامی جسد سے روح ایمان اور [illegible] نکل جائے تو وہ ساٹھ کروڑ ہوتے ہوئے بھی کسی ادنیٰ طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتے

فتح اسپین کے بعد مسلمانوں نے کیا کیا

اسلام اپنی حکومت و خلافت فخر و مباہات کے اظہار کے لئے کمزوروں اور بیکسوں کے حقوق غصب کرنے کے لئے کسی پر ظلم و ستم توڑنے اور کسی کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ عبدیت اور مجبوروں کے لئے اور ہمارے فسق و فجور کے نیست و نابود کرنے کے لئے چاہتا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنے نظام کی بقا اور حکومت الٰہیہ کے قیام کے لئے مسلمانوں سے حکومت و خلافت کا وعدہ کرتا ہے اور ان کی دینی و دنیوی سرفرازی و کامیابی کی ضمانت کرتا ہے۔

دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی امن و سلامتی کا مذہب ہے وہ جنگ و جہاد کا بھی حکم دیتا ہے اور امن و صلح کا بھی اس میں نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی ہے مسلمان دنیا میں صرف اپنی حفاظت اور کلمہ توحید کی اشاعت کے لئے دنیا میں بڑھے تھے کوئی دنیاوی طمع خونریزی کا شوق اور متعصبانہ جوش ان کے دل میں نہ تھا اسی بنا پر اسلام نے اپنی حکومت میں غیر مسلموں کو جو حقوق و مراعات دیئے ہیں دنیا کے کسی مذہب کسی تہذیب اور کسی حکومت نے کسی غیر قوم کو نہیں دیئے۔

ایک خدا پرست مسلمان فاتح سلطان محمد ثانی کہتا ہے "اگر خدا نے مجھے فتح دی تو ہر مسجد کے پاس ایک گرجا بنواؤں گا اور لوگوں کو اجازت دوں گا کہ جائیں مسجد کے محراب کے آگے سر جھکائیں اور چاہیں صلیب کے آگے" یہی غیر متعصبانہ مخلصانہ رعایا پروری اور فیاضانہ جذبہ صادق تھا جس نے کمزور و درماندہ قوموں کو اسلام کا گرویدہ بنایا اور یہی وہ تلوار عدل و انصاف تھی جس نے سرزمین یورپ میں صلیب پرستوں کو نیچا دکھایا۔ اگر مذکورہ بالا حقائق کے ماننے سے کسی کو انکار ہے تو دیکھے کہ اسپین کو فتح کر کے مسلمانوں نے کیا کیا؟ یہی کہ قیام امن و بسط عدل کے بعد تمام رعایا کو حریت ضمیر و آزادی کی نعمت سے مالا مال کر دیا۔ عیسائیوں کو اجازت دیدی گئی کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق اپنے قاضی اور مجسٹریٹ مقرر کریں جو عیسائی قانون کے مطابق عیسائیوں کے مقدمات کا فیصلہ کریں۔

انہوں نے آزادی ضمیر و استقلال مذہب کے ساتھ ساتھ عیسائیوں کا [illegible] بہت زیادہ کی چنانچہ اسلامی تعلیم اسلامی مساوات اسلامی رواداری اور اسلام کے سہل و معتدل و معقول اصول کی خوبیوں سے متاثر ہو کر اسپین کے اکثر عیسائیوں نے اسلام قبول کیا۔

روزمرہ کی زندگی

متضاد زندگی کے تجربات کو شروع ہوتی ہے اور غریب عورتیں قبرستان اور مردے قبرہ خانوں میں جاتے ہیں یہ بیان عورتوں کی اکثریت پر صادق آتا ہے پہلا پہل یہی خیال ہوتا ہے کہ اس سے ان کی زندگی میں اضمحلال پیدا ہو جاتا ہوگا مگر حقیقت ایرانیوں کو مدفنے اور مزارات کے گرد دل بہلا کر بیٹھنے سے بہت سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

تمام ایران کے متعلق ایک عام بیان دینا کسی شخص کے لئے ممکن نہیں ایران نہایت تیزی کے ساتھ بدل رہا ہے یہی وجہ ہے کہ وہاں قدیم ترین اور جدید ترین طریقے ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو بیک وقت نظر آتے ہیں لیکن جس بات کو یقین اور وثوق کے ساتھ کہا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ ملک کی بہترین اور مہذب ترین عورتوں کو اپنے نقائص کا احساس ہے اور وہ ان پر پردہ ڈالنا نہیں چاہتیں بلکہ ذاتی طور پر اپنے مختصر حلقہ میں اپنی بساط کے مطابق اصلاح کی پوری کوشش کرتی ہیں۔ اشتراک و اتحاد کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مختصر حلقہ سے باہر نہیں نکل سکتیں اسی لئے ان کی کوشش عام نہیں ہو سکتی۔ مغربی سیاحت افلاس، ابتری اور گندگی کی فراوانی سے اس درجہ متاثر ہو جاتے ہیں کہ وہ نہ صرف ان مسائل کو بیان کرنا بھول جاتے ہیں جو ان کے رفع کرنے کے لئے کی جا رہی ہیں بلکہ ان تمام دقتوں کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں جو اس کام کے کرنے میں عموماً پیش آتی ہیں ملکی نسل اور قوم کی تاریخ بہت مختصر ہے اس لئے ہمارے لئے یہ محسوس کرنا دشوار ہے کہ نہایت قدیم روایات لوگوں کے دلوں میں کس قدر راسخ طور پر جاگزیں ہو سکتی ہیں جب تک وہاں کی روح فرسا اور حد درجہ شکستہ اور مواعین زندگی بسر نہ کی جائے اس وقت تک انسانی قدامت پرستی اور جمود کا تخیل ممکن نہیں ہے۔

یورپ کے مقابلہ میں امیر و غریب کا فرق یہاں بہت زیادہ ہے غریب عورت لگاتار محنت کرتی رہتی ہے امیر عورت کسی کام میں ہاتھ نہیں لگاتی عام طور پر اس کی اجتماعی زندگی بہت سادہ ہوتی ہے وہ کھیل تفریح میں بہت حصہ لیتی ہے نہ سیر و سیاحت میں نہ خیر خیرات کے کاموں میں وقت صرف کرنا جانتی ہے ایک موٹی نے خوب کہا کہ وہ صرف میٹھا بولنا جانتی ہے مٹھائیاں کھاتی ہے اور دوسروں کے سلام قبول کرتی ہے مگر ان کے علاوہ کچھ غیر معمولی عورتیں بھی ہیں جو اپنی جائدادوں کا انتظام و انصرام نہایت قابلیت اور مردانہ سخت گیری سے کرتی ہیں یورپ کے جن لوگوں کو ان کے ساتھ تجارتی تعلقات رکھنا پڑے وہ ان کی دماغی صلاحیتوں کے معترف ہیں۔ طہران میں امراء کے یہاں برج کی مجلس جمی رہتی ہے اور رات کے کھانے کی دعوتیں ہوتی رہتی ہیں ان موقعوں پر ایرانی بیگمیں نہایت سلیقہ شعار اور دلکش میزبان ثابت ہوتی ہیں اور اپنی اس خدا داد قابلیت کو نمایاں کرنے کے لئے انہوں نے صدیوں سے عالمگیر شہرت حاصل کی ہے پوری طرح اہل ہونے کا سلیقہ ہے۔ ایک حسین باوقار ایرانی عورت دیکھنے کے لائق ہوتی ہے مگر ایسی عورتیں ابھی بہت کم ہیں جو تعلیم یافتہ عورتیں غیر مردوں سے تکلیف دہ حد تک بے تکلف ہو جاتی ہیں اس کا اظہار کرتی ہیں

بعض ایسی عورتیں بھی ہیں جو اپنے وقت کا بڑا حصہ باورچی خانہ میں صرف کرتی ہیں مٹھائیاں چٹنی مربے اچار بنانے میں ان کا خاص شغف ہوتا ہے۔ عام عورتیں اپنے مکان کی صفائی کی خاطر کئی گھنٹوں تک اپنے سستی لاپرواہ اور نااہل ملازموں کے کام کی نگرانی کرتی ہیں اور اس غرض کے لئے انہیں اپنے مکان کے وسیع صحنوں کے بہت چکر لگانے پڑتے ہیں۔

اس کے علاوہ بچوں پر ان کی خراب تربیت کی وجہ سے بہت سا وقت صرف کرنا پڑتا ہے ابتدا ہی سے ان کی عادتیں بگڑ جاتی ہیں جب کبھی روتے ہیں انہیں کھانے کو کچھ نہ کچھ دے دیا جاتا ہے یا گود یا گہوارے میں رکھے رہتے ہیں ان کی تربیت اس قدر ناقص ہوتی ہے کہ لڑکیاں ہمیشہ شرماتی ہیں اور پردہ کے باہر تو جھینپتی ہیں لیکن گھر میں عورتوں کے ساتھ وحشی درندوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں۔ ایک طرف میں بچے ہمیشہ بڑوں کے سامنے موجود رہتے ہیں تمیز سے بچے مہمانوں کے ساتھ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔

ایران میں ایک انجمن ملی خواتین ہے لیکن اس کے اراکین کی تعداد بجائے دونوں سے دو سو سے گھٹ کر صرف چالیس رہ گئی ہے یہ بہت قابل افسوس ہے کیونکہ اس انجمن کے اراکین اپنی تقریروں اور عورتوں کے مدارس قائم کرنے کے ذریعہ بہت اچھی خدمت انجام دے رہی تھیں۔ عورتوں کے دو اخبار ہیں جو عورتوں کی تعلیم و تربیت پر زور دیتے ہیں آئندہ ایران کی ایک زبردست شخصیت ایک بہت قابل خاتون ہیں ان کی زندگی ہر حیثیت مکمل ہے ان کے پانچ بچے ہیں وہ عورتوں کے مدرسہ میں تعلیم دیتی ہیں اور اپنے شوہر کے ساتھ اخبار کا کام بھی کرتی ہیں ان کا قول ہے کہ جب تک مجھے اپنے قوم کے بچوں کو ترقی کی طرف مائل رکھنے کے مواقع حاصل ہیں میں اپنی سادی زندگی پر قانع ہوں۔

سینما شہری عورتوں کی زندگی میں سینما سے بہت تبدیلی پیدا ہو گئی ہے بعض اضلاع میں عورتوں اور مردوں کی نشست کا علیحدہ علیحدہ انتظام ہے مگر طہران میں بعض وقت دونوں ساتھ ساتھ بیٹھتے ہیں۔

اس کے ذریعہ سے وہ عورتیں بھی جو پڑھ نہیں سکتیں طہران میں جو تہذیب و ترقی کا مرکز ہے پڑھی لکھی عورتوں کی تعداد دس فیصدی ہے عجیب و غریب زندگی کا مشاہدہ کر سکتی ہیں اور چونکہ ان کی قوت مشاہدہ تیز ہوتی ہے اس لئے ان کی نگاہ سے کوئی چیز نہیں بچتی۔ عورتوں میں سب سے زیادہ سینما کے ذریعہ پیدا ہو رہی ہے اسی کے ذریعہ انقلاب کے رونما ہونے کی توقع ہے آئندہ چند سالوں میں ایران میں یورپ سے زیادہ غیر مطمئن عورتیں نظر آئیں گی۔ لیکن اب سے پچاس سال بعد ایران کی عورت یورپ کے مقابلہ میں زیادہ مطمئن ہوگی۔

تعلیم عورتیں تعلیم میں مردوں سے بہت پیچھے ہیں وجہ یہ ہے کہ عورتوں کے مدرسے کمال میں قائم ہوئے ہیں تعداد میں کم ہیں اور ان کا معیار تعلیم پست ہے

موجودہ حالت کی بہت کافی اصلاح ہوئی ہے۔ ہرچند کہ قانون سے تو شادی کی عمر کا تعین نہیں ہوتا مگر عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ سولہ سال سے کم عمر میں شادی نہیں ہونی چاہیئے۔ عمر کا سرٹیفکیٹ بہت کم لوگوں کے پاس ہوتا ہے اس لئے عمر کا تعین اندازہ ہی کیا جاتا ہے جس قدر بڑا شہر ہوتا ہے اسی قدر شادی کی عمر کی زیادہ نگرانی کی جاتی ہے۔ لیکن چھوٹے چھوٹے گاؤں میں بھی جہاں طہران کی مداخلت کسان کو بیجا معلوم ہوتی ہے بہت سی مائیں اس بات سے خوش ہیں کہ قانون کے ذریعہ سے ان کی لڑکیوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

آجکل شادی کا اندراج ملا کے دفتر میں محکمہ کے ایک سول افسر کی موجودگی میں کیا جاتا ہے شادی کے کاغذات محفوظ رکھے جاتے ہیں نکاح عربی زبان میں پڑھا جاتا ہے نئے قانون میں مرد کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ دوسرے نکاح یا صیغہ (عارضی نکاح) سے پہلے وہ اپنی پہلی بیوی سے اجازت لے اور عورت کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر سے اس بات کا ایک حلفیہ بیان لے کہ وہ شادی شدہ ہے یا نہیں یہ بیان ملا کے روبرو لیا جاتا ہے مرد کو دوسرے نکاح کی صورت میں اس بات کی بھی شہادت پیش کرنی ہوتی ہے کہ وہ دو بیویوں کا سابق معیار زندگی کے مطابق کفیل ہو سکتا ہے نظری طور پر اس کے معنے یہ ہیں کہ تعدد ازدواج دو عورتوں کی اجازت سے ممکن ہے اکثر لوگ کہتے ہیں کہ شاذ ہی ایک عورت تعدد ازدواج کو گوارا کرتی ہے لیکن شوہر بیوی کو طلاق کی دھمکی دیکر شادی کی اجازت حاصل کر سکتا ہے اور اجتماعی و معاشی وجوہ کی بنا پر عورت کو یہ شادی گوارا کرنی پڑتی ہے عورت کو دوسری بیوی بننے کے لئے یہ کہکر راضی کیا جاتا ہے کہ شادی ہونے کے بعد پہلی بیوی کو طلاق دیدی جائے گی لیکن شادی ہو لینے کے بعد یا تو مہر کی ادائیگی سے بچنے کے لئے یا جذبہ ہمدردی کی بنا پر پہلی بیوی کو طلاق نہیں دی جاتی۔

اس میں شک نہیں کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں میلان یک زوجی کی طرف زیادہ ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ اس لئے ہے کہ ان میں ایک سے زیادہ بیوی رکھنے کی استطاعت نہیں ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ تجربہ کی بنا پر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ ایک بیوی والے گھروں کی زندگی متعدد بیوی والے گھروں کے مقابلہ میں زیادہ پر امن ہوتی ہے۔

طلاق آسانی سے دی جا سکتی ہے لیکن اس ضمن میں عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی گئی ہے شادی کے وقت ہر مرد کو کچھ نہ کچھ عورت کے لئے مہر مقرر کرنا پڑتا ہے بعض اوقات مہر کا ایک حصہ شادی کے وقت ادا کر دیا جاتا ہے مگر عام طور پر پوری رقم کی وصولیابی موت یا طلاق کے وقت تک ملتوی کر دی جاتی ہے لیکن مہر کی یہ رقم عموماً بہت زیادہ نہیں ہوتی اسکے ذریعہ سے عورت صرف چند سال تک زندگی گذار سکتی ہے طلاق عام طور پر مرد کی خواہش پر ہوتی ہے کیونکہ اگر عورت طلاق چاہتی ہے تو مہر کا حق زائل ہو جاتا ہے اور امیر نہ ہونے کی صورت میں معاشی مجبوریوں کی وجہ سے عورتیں ہر حالت میں رشتۂ ازدواج قائم رکھنا ہی پسند کرتی ہیں۔

عمر ہوشکل کے متعلق وہ کہ دینا اب جرم قرار دیدیا گیا ہے اس لئے

پرانے زمانے کے رواجات اب بھی بعض جگہ باقی ہیں جن میں بڑھیا عورت کو جو کچھ کم عمر شخص سے وابستہ کیا جاتا تھا اور جوان لڑکی کو ایک بڑھے سے وجیہ نوجوان کے بہانے سے منسلک کر دیا جاتا تھا۔

صیغہ (عارضی شادی)

لڑکی کے والدین کو ایک رقم دیکر ہر شخص عارضی شادی کر سکتا ہے جس کی مدت ایک دن سے ۹۹ سال تک ہو سکتی ہے۔ طے شدہ مدت کے بعد بیوی چلی جاتی ہے لیکن مرد بچوں کی کفالت کا ذمہ دار ہوتا ہے اور بچوں کی حیثیت بالکل وہی ہوتی ہے جو نکاحی بیوی کے بچوں کی۔ اس کے علاوہ مدت ختم ہونے کے بعد بھی تین مہینے تک مرد عورت کے نان نفقہ کا ذمہ دار ہوتا ہے عام طور پر صیغہ نچلے درجے کی عورتوں سے ہوتا ہے اور خیال میں غیر قبیلے کی عورتوں سے آج کل لوگ اس قسم کی شادی کے خلاف ہیں اور عجب نہیں کہ کچھ مدت کے بعد یہ غیر قانونی قرار دیدی جائے۔

موجودہ حالت میں ایک مسلم کسی غیر مسلم عورت سے شادی نہیں کر سکتا اس لئے ایرانی یورپ کی عورت سے طویل ترین مدت یعنی ۹۹ سال کیلئے صیغہ کرتا ہے۔ بعض مسلمان عورتیں بھی اپنی خوشی سے اسی قسم کا نکاح کرتی ہیں۔

زچگی اور بیماریاں

بلوغ کی اوسط عمر بارہ برس ہے نئے قانون سے پہلے شادی کے لئے بلوغ کا انتظار نہیں کیا جاتا تھا اور لڑکیاں بہت کم عمر میں مائیں بن جاتی تھیں ایسی صورت میں اس جسمانی نقصان کے علاوہ جو ایک مسن مرد کی ایک کمسن لڑکی سے شادی کا لازمی نتیجہ ہے پہلے بچے کی پیدائش عموماً بہت خطرناک اور تکلیف دہ ہوا کرتی تھی۔

طہران میں ضبط پیدائش کے ذرائع کا استعمال شروع ہو گیا ہے چھوٹے پیمانے پر دوسرے شہروں میں بھی یہ طریقے رائج ہو رہے ہیں لیکن عورتوں کو شکایت ہے کہ مرد امراض سے محفوظ رہنے کے لئے تو بعض طریقوں کا استعمال کرتے ہیں مگر حمل روکنے کے لئے نہیں کرتے۔ بڑے کنبوں کی زندگی ختم ہو جانے پر ممکن ہے عورتیں بیدار ہوں اور زیادہ تعلیم حاصل کریں اور خصوصاً [illegible] کی امداد کی کوشش کریں۔

بچوں کی شرح اموات ہیبتناک ہے بعض مدرسوں میں اصول حفظان صحت کا درس دیا جاتا ہے مشن کے مدرسے خصوصیت کیساتھ اچھا کام کر رہے ہیں عورت سے توقع کی جاتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سال بعد نکاح بچہ کی ماں بن جانا چاہیئے اور اگر ایسا نہیں ہوتا تو ایک طرف شوہر اور بیوی میں اور دوسری طرف بیوی اور سسرال والوں میں جنگ شروع ہو جاتی ہے اور طلاق یا دوسری شادی کی تیاری ہونے لگتی ہے۔

طبقہ متوسط کی عورتوں میں بیماری بہت زیادہ ہے جس کی وجہ ان کی غیر تندرست زندگی ہے برقعہ سے بھی تندرستی پر برا اثر پڑتا ہے بعض ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ عورتوں میں دق کا سبب یہی ہے اب عورتوں کو خود ڈاکٹر کے پاس جانے میں کوئی تامل نہیں ہوتا مگر کافی طبی امداد موجود نہیں ہے اور جہاں ہے وہاں لوگ ڈاکٹر کی فیس کی ادائیگی کے قابل نہیں ہوتے

قضیہ شہید گنج

(از جناب مولانا سید نذیر نیازی صاحب)

اس وقت مسلمانوں کے لئے سب سے اہم مسئلہ مسجد شہید گنج کی واگذاری کا ہے اور قدرتاً ان کا یہ مطالبہ قانوناً اور اخلاقاً ہر اعتبار سے حق بجانب ہے اسلئے کہ جب تک کسی وقف یا دینی عمارت کا وجود قائم ہے اس کی نوعیت وقف اور دینی عمارت ہی کی رہے گی زمانہ کی دستبرد اور حوادث روزگار سے اس میں کوئی فرق نہیں آسکتا اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاسی تغیرات اور حکومت کے ردوبدل سے قوموں کے آثار نشانات مٹ گئے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر کوئی وقف یا معبد کسی دوسری قوم کے ناجائز تصرف میں چلا گیا ہے تو اس کی بازیافت کی خواہش کو تعصب پر محمول کیا جائے۔ مسجد شہید گنج عبداللہ خان کوتوال شہر کے حکم سے تعمیر ہوئی یہ زمانہ شہنشاہ عالمگیر اورنگ زیب غازی کا تھا سید عبداللطیف رائے بہادر کنہیا لال صاحب تحقیقات چشتیہ اور دوسرے مورخین نے اپنی اپنی تصانیف میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اور آنریبل مسٹر جسٹس بلٹن پریذیڈنٹ گردوارہ ٹریبونل کو اس امر کا اعتراف ہے کہ متنازعہ مسجد مسجد ہی تھی۔ قانون کی نظر زیادہ تر اس پہلو پر رہی ہے کہ اس مسجد کا استعمال بحیثیت مسجد ایک مدت سے موقوف ہے لیکن اس عدم استعمال کا سبب صرف اس قدر ہے کہ اسلامی قوت کے زوال پر جب لاہور کی تخریب و انہدام کا سلسلہ شروع ہوا ہے تو اس سے بہت کم عمارات محفوظ رہیں یہ زمانہ سکھ مثلداروں کا تھا اور انھوں نے مساجد و مقابر سے حسب مطلب جو چاہا کام لیا رفتہ رفتہ سکھوں کے اس قتل کی یاد میں جو دیوان لکھپت رائے کی طرف منسوب ہے شہید گنج یعنی نخاس کے اس حصے کو جہاں میر منو کی عدالت مزار حضرت شاہ کاکو عبداللہ خان کا حمام اور مسجد واقع تھیں غیر معمولی اہمیت حاصل ہو گئی۔ رنجیت سنگھ نے یہاں ایک گردوارہ اور سمادھیں تعمیر کیں اسلئے کہ یہ سکھوں کی قتل گاہ لہٰذا ایک مقدس مقام تھا لیکن اس زمانہ میں بھی اکالی سکھوں کی سرگرمی میں کوئی فرق نہیں آیا اور جیسا کہ لطیف کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے یہی مقام شہید گنج ان کا ملجا و ماوی تھا بہر حال اس طرح مسجد شہید اور اس کی ملحقہ عمارات کو جو نقصان پہنچا اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں البتہ مسجد اس زمانہ میں بھی مسجد ہی رہی یہاں تک کہ آنریبل مسٹر جسٹس بلٹن کے سامنے بیان کیا گیا تھا کہ [illegible] میں سکھوں نے مسلمانوں کو اجازت دیدی تھی کہ وہ اس میں نماز ادا کر سکتے ہیں۔

اندریں حالات یہ کچھ مشکل نہیں تھا کہ اتحاد و مروت کے نام پر سکھ اس مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کر دیتے زیادہ نہیں تو کم از کم اس کے انہدام اور بے حرمتی ہی سے گریز کرتے ہندوستان کی رائے عامہ اس معاملہ میں مسلمانوں کا ساتھ دے سکتی تھی لیکن افسوس کہ انھوں نے وہ کیا جو اخلاق و رواداری کے آئین میں سب سے بڑا جرم ہے اور جس پر حکومت پنجاب نے ان کا قانونی حق تسلیم کرنے کے باوجود تنقید بھی کیا تھا۔ یہاں لاہور کے ان المناک حوادث کا تذکرہ بھی بے سود ہے جو کیفیت کے ایام میں پیش آئے اس لئے کہ یہ وقت ہنگامی کا تھا

اگر ایسا ہوتا تو وہ صورت حالات کیوں پیش آتی جس کا ہمیں بجا طور پر رنج ہے بہر کیف اب سوال مستقبل کا ہے جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ دیکھ کر اطمینان ہوتا ہے کہ ۲۰ ستمبر کو یوم شہید گنج کے سلسلہ میں انھوں نے جو زبردست مظاہرے ہندوستان کے اطراف و جوانب میں کئے ہیں وہ ان کی امن پسندی اور ضبط و تحمل کا ایک ناقابل انکار ثبوت ہیں ہمیں یقین ہے کہ اگر انہوں نے اپنے جذبات کو بے قابو نہ ہونے دیا اور مصلحت وقت کا لحاظ رکھا تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ اپنے مقصد میں ناکام رہیں۔

ہماری رائے میں اس وقت مسلمانوں کی توجہ سب سے پہلے ان مسائل پر ہونی چاہیے جن کو واقعات نے ایک مرتبہ پھر ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے ان میں سب سے اہم مسئلہ استحکام ملت کا ہے بیشک ملت کا استحکام ایک امارت یعنی اجتماع ملت کی ترتیب اور ربط و انضباط کے لئے ایک ہیئت اجتماعیہ ایک ملی ادارے کا مقتضی ہے لیکن اس کا قیام صرف اسی وقت ممکن ہے جب ہمارے ذہن میں لفظ ملت اور ملت کے مقاصد و مصالح کا صحیح تصور موجود ہو لہٰذا اس وقت جب یہ احساس عام ہو چلا ہے ہماری کوشش یہ ہونی چاہیے کہ ملت کی تمام جماعتیں اور اس کے مختلف عناصر ایک مرکز پر جمع ہو جائیں اور ان کا اتحاد ہو سکے کہ ملت کے اندر ایک حقیقی اور صحیح عمارت قائم ہو جائے بغیر جس کے حیات ملی کا وجود ناممکن ہے اس سے ہمیں اس نہایت ہی اہم اور پیچیدہ مسئلہ کو بھی حل کرنے میں مدد ملیگی کہ ہم اپنے برادران وطن سے کس اصول پر مفاہمت کریں۔ ہماری رائے میں مسلمانوں کی آئندہ زندگی کے لئے اس امر کا تصفیہ بہت ضروری ہے نہ مخلوط انتخاب اور مخلوط قومیت کے ساتھ مخلوط تعلیم اور مخلوط معاشرت کی جو تحریک اس وقت رائج ہے اس کا نتیجہ مسلمانوں کے لئے کچھ بہت زیادہ خوشگوار نہیں ہوگا ان دو نہایت اہم اور بنیادی مسائل کے علاوہ ہمیں اپنے اوقاف مساجد و مقابر وغیرہ کی حفاظت اور قانون شریعت کے نفاذ کے لئے رائے عامہ کی تربیت کرنی چاہیے حکومت نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس معاملہ میں ہر طرح مسلمانوں کی امداد پر آمادہ ہے ہمیں یقین ہے کہ کونسل اور اسمبلی کے مسلمان اراکین اس اشارہ سے فائدہ اٹھا کر اس نہایت اہم مسئلہ کو جلد سے جلد قانونی شکل دینے کی کوشش کرینگے۔ البتہ معاشی مقاطعہ کی وہ تحریک جو غالباً ہندوؤں کے غلط اقدامات کا نتیجہ ہے مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں یہ موقع ان ذرائع کو اختیار کرنے کا ہے جو صحیح معنوں میں ہماری معاشی ترقی کا باعث ہوں اس کے لئے محنت اور خاموشی سے کام کرنے کی ضرورت ہے اور اگر مسلمان سرمایہ دار ذرا سے ایثار سے کام لیں تو ملت کی بہت سی مشکلات کا خاتمہ ہو سکتا ہے ہمارا مطلب ہے وسیع تجارتی [illegible] سے کام لیا جائے۔

جہاں تک مسجد کی واگذاری کا تعلق ہے ہمارے نزدیک اس کے لئے بہت غور و فکر اور ہوشمندی کی ضرورت ہے ہمیں امید ہے کہ جن حضرات نے اس تحریک کی قیادت اپنے ذمہ لی ہے وہ کوئی ایسا قدم نہیں اٹھائیں گے جو مسلمانوں کے مفاد کے

انگریزی اور امریکی اسکولوں نے جو کام کیا ہے وہ تعریف سے بالا ہے اگر ان مدرسوں کی منتظم عورتوں کا اثر نہ ہوتا تو ایران شاہ راہ ترقی پر اس قدر آگے ہرگز نہ بڑھ سکتا۔ منتظم عورتوں نے لڑکیوں کو غور و فکر کرنا عملی آدمی بننا اور اپنی سیرت کو بنانا سکھایا ہے ایران کے بہت سے مدرسوں میں کپڑوں کی سلائی کھانا پکانا اور خانہ داری سکھایا جاتا ہے مگر عملی تعلیم کو ثانوی حیثیت حاصل ہے بجائے اس کے مشین سے چھوٹے بچے نے مدرسوں میں بہت زیادہ کام لیا جاتا ہے اس سے صرف کپڑے ہی نہیں سیے جاتے بلکہ کشیدہ بھی کاڑھا جاتا ہے۔ کشیدہ کا نازک کام کرنا شرافت اور اعزاز کی علامت سمجھا جاتا ہے اور یہ جاننے کے بعد کہ اس ملک میں کشیدہ کے کام کے بعض ایسے بہترین نمونے موجود ہیں جو دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ملتے ہمیں اس بات پر حیرت نہ کرنا چاہیے کہ جدید عورت ساٹن کے ایک چوکور ٹکڑے پر بنفشہ کے پھول سے بیلوں کو کھیلتے ہوئے اور گھڑ دوڑ کو بے ترتیبی سے گذرتے ہوئے دکھانے میں کئی گھنٹے صرف کر دیتی ہے جیسا کہ پیانو، چھوٹی ٹامن اور ایرانی ستار بجانا ایک دولتمند لڑکی کی مکمل تعلیم کے لازمی جزو ہیں۔

انگریزی اور فرانسیسی بولنے کی تمنا بہت سی عورتوں کو ہے اور ایران کی ترقی ان زبانوں کی بہت زیادہ رہین منت ہے۔ ایرانی زبان میں جدید کتابیں بہت کم ہیں لیکن جب ایک لڑکی یورپ کی کوئی زبان سیکھ لیتی ہے تو اسے نئی دنیا نظر آنے لگتی ہے۔

پیشوں کے مواقع تعلیم یافتہ عورتوں کو معلمہ یا دائی بننے کے مواقع حاصل ہیں ایران میں استانیوں کی تعلیم کا معقول انتظام نہیں ہے۔ طہران میں ٹرینگ کالج کے نام سے جو درسگاہ ہے وہ ایک معمولی مدرسہ ہے جس میں تعلیم اور نفسیات کے اسباق کا اضافہ کر دیا جاتا ہے اکثر صورتوں میں لوگ اپنی اہلیت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض خواہش کی بنا پر مدرس بنا دیئے جاتے ہیں لیکن ایسے لوگ بھی کافی تعداد میں دستیاب نہیں ہوتے۔

مشن اور طہران کے ہسپتالوں میں نرسوں کی اچھی تعلیم ہوتی ہے بہترین تعلیم فوجی ہسپتال میں ہوتی ہے جہاں ایک لیبارٹری کالج بھی ہے۔

دائیوں کی کمال تعلیم طہران کے صرف ایک ہسپتال میں ہوتی ہے اور وہاں بھی جب نئے ڈاکٹر نے جدید طریقوں کو رائج کرنا چاہا تو آدھی تو آدھی طالبات تعلیم چھوڑ کر چلی گئیں علاوہ ان کا ہم ہسپتال میں بھی ہم لباس پہنا ئیں گے جیسے ہم سڑک پر پہن کر گھومتے پھرتے ہیں ہم بستر دیکھائیں گے اور نہ بیڈ پین صاف کریں گے۔

توقع ہے کہ چند سال بعد یہ عذر باقی نہ رہیں گے اور محکمہ کے افسر ایسی دائیاں طیار کر کے بھیج سکیں گے جو ملک کی ماؤں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوں گی۔

طہران کے ٹیلیفون ایکسچینج میں تقریباً ایک سو بیس عورتیں محرروں کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں کچھ عورتیں جو عام طور پر اچھے طبقہ سے تعلق نہیں رکھتیں گانے والی ایکٹرسیں ہیں لیکن کسی صورت میں بھی صرف ایک پیشہ کے ذریعہ سے وہ پورے طور پر گذر اوقات نہیں کر سکتیں طہران میں دو مسلمان عورتوں کی دوکانیں بھی ہیں۔

صرف ایک بیوی پر قناعت کرنے سے آئندہ زندگی میں ایک نیا مسئلہ پیدا ہو جائے گا اور طبی حفاظت کے اضافہ سے عورتیں مرنے کے بجائے زندہ رہنا سیکھیں گی۔ اس وقت ان کے لئے کوئی ذریعہ معاش نکالنا پڑے گا مستقبل کے چند سالوں میں معلمہ اور نرس کی حیثیت سے ہزاروں عورتوں کی ضرورت ہوگی اور جب پردہ جاتا رہے گا تو اچھے کپڑے سینے والیوں اور ماہر شاطاؤں کی بھی ضرورت پیش آئیگی۔

مذہب ایران میں دنیا کے تمام دیگر ممالک کی طرح عورتیں مردوں کے مقابلے میں مذہب سے زیادہ وابستہ رہنا چاہتی ہیں مگر مذہب کے متعلق معقول علم ان میں سے صرف چند ہی کو حاصل ہے اور ایسی عورتوں کی کثرت ہے جو قرآن کو بھی نہیں پڑھ سکتیں۔ تعلیم یافتہ عورتوں سے مذہبی پابندی رخصت ہو رہی ہے لیکن لامذہبی صرف چند ہی میں پیدا ہوئی ہے۔ عورتیں بہائی مذہب کی طرف بہت مائل ہیں کیونکہ اس نئے مذہب سے ان کو مردوں کے مساوی درجہ انجمنوں کی شرکت تعلیم اور جنسی میل جول کا موقع ملتا ہے بہائی جماعت تمام ملک میں لڑکیوں کے مدرسے کھولنے کا کام بہت خوبی سے کر رہی ہیں میں نے ان کے مدرسوں میں بہت سی ذہین اور مخلص کارکن عورتوں کو دیکھا جو ہر چند علمی حیثیت سے تو غیر تربیت تھیں لیکن طالبات کی ترقی کے لئے سرگرمی سے کام کر رہی تھیں اور انھیں اس بات کا یقین تھا کہ قومی تبدیلی کے اس دور میں وہ ملک کی ایک نہایت اہم خدمت انجام دے رہی ہیں۔

مستقبل جو کچھ مغرب میں ہو رہا ہے مشرق میں بھی ہوگا لیکن ایرانی عورت غالباً بلا تحریک نسواں کی غیر فطری منزل سے گذرے ہوئے جس کی بنیاد اس سعی لا حاصل پر ہے کہ عورتیں آزاد عورتیں بننے کے بجائے مردوں میں اپنی آزادی تک پہنچ سکے گی کشمکش ہوگی یا ہوسپاب ہوگی لیکن اس میں شک نہیں کہ اگر حالات کی اصلاح ہوئی تو ہر طبقہ کی عورتوں کے لئے زندگی سے فائدہ اٹھانے کے مواقع اس وقت سے بہت زیادہ ہوں گے اور وہ اپنی قابلیت محنت اور ہوشیاری سے قوم کی ترقی کا اپنا کام بہت حسن و خوبی کے ساتھ انجام دے سکیں گی۔

(بقیہ مضمون صفحہ ۹۲۴) پر شروع کرنا ہوگا اور اس معاہدہ کو ختم کرنا ہوگا [illegible] لیکن سچ پوچھئے تو یہ قابل عمل نہیں ہے سو دیں اگر جمعیۃ صرف اعلان کر دے کہ وہ پابند ہے تو اٹلی نے ان کے دوسرے علاقوں کے ساتھ جو کیا ہے اس کے ساتھ بھی کر سکتا ہے اگر جمعیۃ یا جمعیۃ کا کوئی رکن اتنی قوت رکھتا ہے کہ اٹلی کو روک سکے اور اس قوت کے استعمال کے لئے بھی تیار ہے تو یہ بحر روم اور بحر احمر میں بحری ناکہ بندی کر کے اطالوی جہازوں کو سویز تک پہنچنے ہی نہ دے گا اس کے بعد دیکھ لیجئے آیا جنگ ہوتی ہے یا مسئلہ طے ہو جاتا ہے۔

عنبار کا حال کچھ ایسا عجیب ہے کہ بیضر بنکی نہیں کہ اس میں آسانی سے یہ نتیجہ
حل سکے کہ لاوار کچھ وہ کیا بظاہر کسی کو دیا جا سکتا ہے اور استفادہ کوئی امر پیش
ہے دوسرے جس کے خلاف یہ تدبیر اختیار کی جائے وہ یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اپنے
سابقہ قرضوں سے انکار کر بیٹھے۔ البتہ مالی تدابیر کو بہت زیادہ موثر بنایا جا سکتا
ہے اگر مظلوم قوم کے لئے زمانہ جنگ میں مالی آسانیوں کا انتظام کیا جا سکے۔ چنانچہ
۱۹۳۰ء میں مظلوم اقوام کی مالی امداد کے متعلق ایک معاہدہ کا مسودہ بنایا تھا اور
اس پر بہت سی ریاستوں کے دستخط بھی ثبت ہو چکے تھے جس میں اٹلی بھی شامل
ہے لیکن اس معاہدہ کا نفاذ ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اٹلی اور حبش
کے قضیہ میں حبش کو مالی امداد پہنچانے کے متعلق اراکین جمعیت کا رویہ کیا رہتا ہے۔

معاشی تدابیر میں سب سے پہلے تو یہ ہو سکتا ہے کہ جمعیت ان اسلحہ اور ان تمام
اشیاء خام کی برآمد ممنوع قرار دے جو جنگ کے لئے لابد ہیں لیکن اگر تمام اراکین جمعیت
عملاً ایسا کر بھی دیں تو بھی یہ تدبیر کارگر اسی وقت ہو سکتی ہے کہ جو ملک جمعیت کے رکن
نہیں ہیں مثلاً جرمنی، امریکہ، جاپان وہ بھی اس پر عمل کریں اگر یہ ایسا کرنے پر
آمادہ نہ ہوں تو جمعیت کو یہ طے کرنا ہوگا کہ بحری ناکہ بندی کی جائے یا نہیں ناکہ بندی
میں ان قوموں سے بھی جنگ کے امکانات پیدا ہو جائینگے۔

معاشی اعتبار سے اس سے زیادہ موثر تدبیر یہ ہے کہ اراکین جمعیت غاصب
ملک کے مال کی درآمد اپنے یہاں بند کر دیں اس میں عملی آسانیاں بھی ہیں اور ناکہ
بندی کی ضرورت بھی نہیں غاصب اس کی وجہ سے مبادلۂ خارجہ سے محروم ہو جاتا
ہے جس کے سبب وہ دوسرے ملکوں سے بھی آسانی سے مال نہیں خرید سکتا۔

مقاطعہ معاشی جو دفعہ ۱۶ کا منشا معلوم ہوتا ہے سو اس کی تاثیر میں کیا کلام
ہے مگر اس کی عملی دشواریاں بھی بے حساب ہیں۔ اس دفعہ کی رو سے تمام اراکین جمعیت کا فرض
ہے کہ فوراً غاصب ریاست سے تمام تعلقات تجارتی و مالی منقطع کر دیں اپنی رعایا
اور غاصب حکومت کی رعایا میں ہر قسم کا ربط و ضبط روک دیں اور غاصب حکومت
کی رعایا میں اور تمام دوسری حکومتوں کی رعایا کے درمیان مالی تجارتی اور شخصی
روابط روک دیں چاہے وہ حکومتیں جمعیت کی رکن ہوں یا نہ ہوں۔ لیکن
ایسی کارروائی کے امکانات بہت کم ہیں مقاطعہ کرنے سے بعض حکومتوں کو
کم اور بعض کو زیادہ نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جس کا انحصار غاصب کے ساتھ
تعلقات پر ہے پھر اس کے لئے ناکہ بندی ضروری ہو جاتی ہے جس میں صاف صاف
جنگ کی صورت نکل آتی ہے غاصب سے بھی اور دوسری ریاستوں سے بھی جو جمعیت
کی رکن نہیں ہیں۔

اور جمعیت کے دستور میں غالباً انھیں دشواریوں کا خیال کر کے فوجی تدابیر کا ذکر
کیا ہے چنانچہ اسی دفعہ ۱۶ میں ہے کہ ایسے حالات میں کونسل کا فرض ہوگا کہ
متعلقہ حکومتوں کو مشورہ دے کہ کس قدر بری بحری یا ہوائی فوج ہر رکن جمعیت کو
اس غرض سے فراہم کرنی ہوگی کہ دستور جمعیت کو برقرار رکھا جائے۔ لیکن مختلف
اراکین میں فوجی فراہمی کا تناسب مقرر کرنے کی دشواری کسی نئی بین الاقوامی
فوج کے اجتماع کی دقتیں پھر اس فوجی قوت کی قیادت کا مسئلہ ایسی عجیب
باتیں ہیں جو اس منصوبہ کو عمل کرنے میں حائل ہونگی۔

بالفعل اس وقت اٹلی کے خلاف برطانیہ کے سخت اصرار پر محض معاشی اور
مالی مراعات ختم کرنے کا فیصلہ ہوا ہے اس پر سخت اختلاف رائے ہے کہ یہ تدابیر
کس حد تک کامیاب ہونگی ایک طرف تو جمعیت جو دفعہ ۱۶ سے الگ کی تعمیل
کرانے کی تدبیریں سوچ رہی ہیں اور چاہتے ہیں کہ وہ قومیں بھی جو جمعیت کی رکن
نہیں کسی طرح اس بات پر مجبور کی جائیں کہ اٹلی کو مالی و معاشی مدد دینی اگر بند نہ کریں
تو انھیں روکا جائے۔ دوسری طرف وہ ہیں جو جانتے ہیں کہ ایسا کیا گیا تو ان
دوسری قوموں سے تصادم ہو جائیگا۔ اور کہ معاہدہ پیرس میں یہ عہد کر چکے ہیں
کہ سوائے اپنی ملکی حفاظت کے کسی حال میں جنگ نہ کرینگے لہذا دفعہ ۱۶ کے
ماتحت بھی جو کارروائی کوئی ریاست کرے وہ بس اپنے ہی علاقہ میں محدود ہو
اپنے ملک سے باہر کچھ کرنا ضروری نہ قرار دیا جائے۔

اس تذبذب اور اختلاف کی صورت میں ظاہر ہے کہ اٹلی کے خلاف معاشی
اور مالی دباؤ کی تدابیر بھی کچھ بہت موثر نہ ہونگی مگر پھر بھی اس لحاظ سے
اس میں شک نہیں کہ اٹلی و جمعیت نے فی الحقیقت دیگر بڑی حکومتوں کا برتاؤ
دیا ہے یوں ہی بڑوں کے جھگڑوں میں ایسی کارروائیاں چند بار ہو جائیں تو
شاید بین الاقوامی معاہدوں کی وقعت میں تھوڑا بہت اضافہ ہو۔ فی الحال اٹلی
نے اس معاشی دباؤ کے مقابلہ کا بھی کچھ نہ کچھ انتظام کر ہی لیا ہے چنانچہ اخیر اگست
میں مسولینی نے یہ بیان دیا تھا کہ "فاشستی حکومت اپنا فرض سمجھتی ہے کہ اطالوی
قوم کو یہ بتا دے کہ ملک کے اعلیٰ ترین فوجی حکام نے دوسری قوموں کے دباؤ
ڈالنے کے مسئلہ پر ہر طرح سے غور کر لیا ہے اور جہاں تک جنگی دباؤ کا تعلق ہے
ان کے مقابلہ کے لئے تمام ضروری فیصلے اور تدابیر کچھ عرصہ ہو چکا کی جا چکی
ہیں غذا کے مسئلہ پر بھی غور کیا جا چکا ہے اور اس سال ہماری فصل بہت اچھی
ہوئی ہے صنعتی مال کے متعلق حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ حال اور مستقبل کی
فوجی ضروریات کے لئے شہری آبادی کو اپنے صرف میں کمی کرنی ہوگی چنانچہ حکومت
نے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے:

(۱) جس شخص کی پردیس میں کوئی رقم یا تمسک ہو اسے لازمی طور پر حکومت کے سپرد کرنے اور تمام پردیسی قرضوں کے تمسکات نیز اطالوی قرضوں کے تمسکات کو ۹ سال کے اطالوی تمسکات میں تبدیل کرا دیا جائے جن پر ۵ فیصدی سود ملیگا۔

(۲) تمام تجارتی شرکتوں کا منافع عارضی طور پر ۶ فیصدی سے زیادہ نہ ہو پائیگا۔

(۳) منافع، سود اور تمسکات کی آمدنی پر ۱۰ فیصدی ٹیکس لیا جائے۔

(۴) ہفتہ کے ختم تک تمام موٹر سے چلنے والی گاڑیوں میں تیل کی جگہ اس کے بدل کا استعمال جاری کر دیا جائے۔

ان تدابیر سے اٹلی کو امید ہے کہ وہ معاشی اور مالی دباؤ کو کچھ عرصہ تک
جھیل لیگا اور اس عرصہ میں فرانس کسی نہ کسی نہج سے معاملہ طے کرا ہی دیگا۔
اور اس کے آثار ابھی ابتدا سے معلوم ہو رہے ہیں مسولینی نے شروع
سے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اس جنگ میں اٹلی زیادہ دن مبتلا نہیں رہنا چاہتا
اس کی مالی حالت کا تقاضا بھی ہے کہ جنگ طویل نہ ہو مگر ملک کی اندرونی سیاسی
حالت مجبور کرتی ہے کہ جنگ ہو اور اس میں فتح بھی ہو حبش کے ملک کو فتح کرنا بہت صبر
آزما اور دشوار کام ہے مگر حبش کی غیر منظم افواج پر ابتدائی حملوں میں فتح حاصل کرنا
بہت سہل ہے چنانچہ اٹلی یہ ابتدائی فتوحات حاصل کرنے کے بعد خوشی سے مصالحت پر تیار
ہو جائیگا مصالحت کے وقت چونکہ جمعیت کے فیصلوں اور دنیا کی رائے عامہ کے
خلاف ہونے کی وجہ سے اس کی اخلاقی قوت بہت کمزور ہوگی اس لئے حبش کی تقسیم

جنگ حبش

جمعیۃ اقوام اور جنگ حبش

اٹلی اور حبش میں بالآخر جنگ شروع ہو گئی بین الاقوامی مشورے سے

بس یہ کار نکلا کہ اٹلی نے پوری طرح تیاریاں کر لیں اور پھر دفعتہً مقرر پر فوجی اقدام شروع کر دیا جمعیۃ اقوام نے غالباً برطانوی اثر سے اٹلی پر نقض امن کا الزام لگوایا ہے اور اپنے دستور کی مختلف دفعات کے ماتحت اٹلی کے خلاف مناسب کارروائیوں کا مسئلہ درپیش ہے۔

جمعیۃ کے دستور کی جن دفعات کا ذکر اس سلسلہ میں آیا ہے وہ دفعہ ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۵ (شق ۴ و ۶ و ۷) اور دفعہ ۱۶ ہیں۔ دفعہ ۱۰ کی رو سے اراکین جمعیۃ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ باقی تمام اراکین جمعیۃ کی مملکت اور ان کی سیاسی خود مختاری کا احترام کریں اور بالخصوص خارجی حملوں سے محفوظ رکھیں اور اسی دفعہ میں یہ عام اور غیر متعین تشریح ہے اگر حملہ ہو جائے تو جمعیۃ کی کونسل ان تدابیر کے متعلق ہدایت کرے گی جن سے یہ فرض پورا کیا جا سکے۔

دفعہ ۱۱ کے الفاظ بھی بہت عام اور غیر واضح ہیں اس کی رو سے قوموں میں امن کے تحفظ کے لئے جمعیۃ ہر مناسب اور موثر تدبیر کیا کرے گی۔

دفعہ ۱۳ (شق ۴) کا منشاء یہ ہے کہ اگر کوئی ریاست کسی ثالثی یا عدالتی فیصلہ کو تسلیم نہ کرے تو جمعیۃ کی کونسل اس فیصلہ کو نافذ کرانے کی تدابیر تجویز کرے گی۔

دفعہ ۱۵ (شق ۶ و ۷) میں اراکین جمعیۃ اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ کسی تنازع میں وہ اس فریق کے خلاف جنگ نہ کریں گے جس نے جمعیۃ کی کونسل کی سفارشات کو تسلیم کر لیا ہو بشرطیکہ یہ سفارشیں فریقین کو چھوڑ کر باقی سب ریاستوں کی اتفاقی رائے منظور کی ہوں اور اگر یہ اتفاقی رائے نصیب نہ ہو تو پھر ہر ایک ریاست کا یہ حق محفوظ ہے کہ وہ حق و انصاف کے قیام کے لئے جو کارروائی مناسب سمجھے کرے۔

لیکن ان دفعات کی عدم وضاحت کے مقابلہ میں دفعہ ۱۶ بالکل واضح ہے اور اس میں حملہ آور کے خلاف کارروائیوں کی تفصیل ہے مگر ان کارروائیوں

کے اختیار کرنے کی شرط یہ ہے کہ جمعیۃ کا کوئی رکن دستور کی دفعات ۱۲، ۱۳، ۱۵ کی خلاف ورزی کر کے جنگ شروع کر دے ایسی صورت میں سمجھا جائیگا کہ اس نے تمام اراکین جمعیۃ کے خلاف ایک جنگی کارروائی کی ہے اس لئے وہ ذمہ داری لیتے ہیں کہ فوراً اس پر ایسا دباؤ ڈالیں کہ وہ قانون جمعیۃ کی پابندی پر مجبور ہو جائے اور پھر اس کے بعد اسی دفعہ میں دباؤ ڈالنے کی تدابیر کی تفصیل ہے اس دفعہ میں اہم بات یہ ہے کہ جس ریاست کے خلاف یہ تدابیر اختیار کی جائیں اس نے جنگ شروع کر دی ہو غالباً اسی خیال سے اٹلی نے جنگ تو شروع کر دی ہے مگر اعلان جنگ نہیں کیا۔

اس سلسلہ میں دباؤ ڈالنے کی جو تدابیر اختیار کی جا سکتی ہیں ان کی چار قسمیں کی گئی ہیں (۱) اخلاقی اور سیاسی تدابیر (۲) مالی اور معاشی تدابیر (۳) بین الاقوامی ناکہ بندی (۴) فوجی تدابیر۔

اخلاقی اور خالص سیاسی تدابیر اسی وقت تک کارگر ہو سکتی ہیں کہ سابقہ کسی کمزور سے ہو۔ اسی وقت بین الاقوامی رائے عامہ کا پاس بھی ضروری ہوتا ہے اور سیاسی تعلقات کے انقطاع کا ڈر بھی کچھ کارگر ہوتا ہے ورنہ جب کوئی طاقتور ریاست شرپر آمادہ ہوتی ہے تو وہ رائے عامہ اور سیاسی تعلقات کی زیادہ پرواہ نہیں کرتی نہ اس کا خیال رکھتی ہے کہ اس کے افعال کے نتائج کو اور حکومتیں تسلیم کریں گی یا نہیں جاپان نے چین میں جو کیا اس میں دنیا کی رائے عامہ کیا کر سکی جمعیۃ اقوام نے جب منچوکو کی ریاست کو اپنی قرارداد مورخہ ۱۱ فروری ۱۹۳۳ء کی رو سے تسلیم نہیں کیا تو کیا جاپان نے زبان حال سے یہ جواب دیا کہ مکروہ و شاد۔ لیکن بہرحال وضع داری کے سلسلہ میں یہ چیزیں بھی ابھی تک غاصب کو غصب سے روکنے کی تدابیر میں شمار ہوتی ہیں۔

مالی تدابیر میں طویل مدت کے لئے قرض اور تھوڑی مدت کے لئے ساہوکارہ اور تجارت میں ادھار کا انتظام کرنے سے انکار کرنا خاصی موثر تدبیر ثابت ہو سکتی ہے یہ دباؤ ضرورت پڑنے پر پہلے ڈالا جا سکتا ہے اور اگر بر وقت ڈالا جائے تو خاصا موثر ثابت ہو سکتا ہے لیکن اس میں بھی دشواریاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ اہل [illegible]

بقیہ مضمون صفحہ ۴۵

معاملہ ادلان کی آئندہ ترقی کے منافی ہو لیکن افسوس یہ ہے کہ یہ مسئلہ علم سیاسیات کا ہے اور جیسا کہ ہم نے کسی دوسرے موقع پر عرض کیا ہے عملی سیاسیات بحیثیت طلوع اسلام کے مقاصد میں داخل نہیں ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ پنجاب اور پنجاب میں بالخصوص لاہور کے اسلامی باشندوں کو ایک دوسرے کی مخالفت اور مذمت کی بجائے غیرت و خودداری کا یہ تقاضا ہے کہ اس ہنگامے کو جلد سے جلد ختم کر دیا جائے اتحاد و اتفاق سے کام لینا چاہیئے ان کے سامنے قانون اور امن کا راستہ کھلا ہوا ہے اور اس میں کامیابی کے بہت کافی امکانات بھی ہیں وہ نہایت تسلی سے بہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ اس معاملہ میں قانون کی جو تعبیر اب تک کی گئی ہے صحیح نہیں ہے علی ہذا پنجاب کی رائے عامہ کو کسی ٹھیک راستہ پر لگایا جائے تو ممکن نہیں کہ ہمارے اہل وطن اس مطالبہ کو جو سراسر انصاف اور حق پسندی پر مبنی ہے تسلیم کرنے سے انکار کر دیں۔ آخر میں ہم کانگریس اور مسلمان کانگریسیوں سے ایک بات عرض کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے مشلمان بھی شامل ہیں ہمارے نزدیک فرقہ وارانہ کشاکش کا سب سے بڑا سبب وہ سیاسی منافرت ہے جس میں بدقسمتی سے ہم مبتلا ہیں یہ موقع اس کی تفصیل کا نہیں ہم صرف یہ چاہتے ہیں کہ ارباب کانگریس مسئلہ شہید گنج میں اپنی خاموشی اور غیر جانبدارانہ رائے پر ذرا گہرے تدبر سے غور کریں کہ ہندوستان میں متحدہ قومیت کی پیدائش کے لئے فرقہ وارانہ فیصلہ اور جداگانہ طریق انتخاب کی مذمت بہت مدلل سکتی ہے اس سلسلہ میں کسی مفید اور عملی اقدام کی ضرورت نہیں پنجاب کانگریس کمیٹی کو لاہور میں مقابلۃً تحریک کے بعد یہ کہنے کی توفیق ہوئی کہ ہندو جیالوں کی یہ سرگرمیاں مفاد عامہ کیلئے مضر ہیں کیا اس سے پہلے جو کچھ ہوا وہ فلاح و بہبودی کے لئے مفید تھا ہندو اخبارات تو اس وقت [illegible]

ہی ولی زبان سے کہہ رہے تھے کہ سب کچھ فرقہ وارانہ فیصلہ کا نتیجہ ہے۔

[illegible]ب مولوی کا دو ترجمہ والا مستند مقبول قرآن مجید

[illegible]وی کے پاس ہزار خریدار حیرت میں ہیں

[illegible] روپے میں

کہ دو ترجمہ والا قرآن شریف جو ابتداء میں [illegible] روپے میں ہدیہ ہوتا تھا سالہا سال مولوی [illegible] نے ایسی حالت میں کہ کا[illegible]
تفسیری مستند علماء سے جدید طرز پر کھوائی اور جس کا قیمتی مقدمہ بھی دو [illegible] کا ہو سکتا تھا اگر تہائی [illegible]
شائع کر دیا۔ بیشتر حضرات کو تو یقین ہی نہیں کیا۔ اس لئے فی الواقعہ یہ سمجھ میں کسی کی بات نہ تھی، لیکن اس [illegible]
کہ اپنی خدا اور قرآن کی خیر خواہی تھی، ید اللہ علی الجماعۃ جس کام میں آپ سب کی متفقہ تائید شامل ہو جائے
تو پھر خدا کا فضل بھی ساتھ ہو جاتا ہے، یہ خدا کا ہی کا فضل تھا کہ اس [illegible] سب سے زیادہ یہی قرآن شریف
مقبول ہوا اب جبکہ مولوی کے ہر خریدار کے پاس پہنچ جاتے ہیں اس کا برابر اشتہار دیتا رہوں گا۔

[illegible]س قرآن مجید کا امتیاز

(۱) دو ترجموں میں پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے دوسرا مولانا حضرت اشرف علی صاحب کا (۲) حاشیہ نہایت عالم[illegible]
فہم اور سلیس ہے جو ہم نے بہت کافی خرچ کر کے جمعیۃ علمائے ہند کے دو مقتدر اراکین سے لکھوایا ہے اور اس وقت تو وہ تمام
[illegible]لوقت حواشی قرآن مجید میں بہت ممتاز ہے نمونہ زیریں سے اندازہ فرمالیجئے۔ (۳) ابتدا میں ۸۰ صفحات کا ایک مقدمہ ہے جو جو ہندوستانی نہیں یقین فرمائیے کہ ایسا مقدمہ کسی قرآن [illegible]
[illegible]آپ نے نہیں دیکھا ہوگا، کہنے کو تو یہ بات بھی کہی جا سکتی ہے، مگر اس کا مقدمہ بھی دو روپے سے کم نہیں، اس مقدمہ میں ۱۲ ابواب ہیں (۱) فضائل، تلاوت (۲) ابتدا قرآن اور تفسیر [illegible]
[illegible]ت (۲) آفرینش دنیا کے حالات قرآن مجید سے (۳) انبیاء علیہم السلام اور انکی امتوں کے حالات قرآن مجید سے (۴) صحف آسمانی اور قرآن مجید کا امتیاز (۵) تاریخ عرب [illegible]
[illegible]م اور قرآن کی انقلاب آفرینی (۶) بعثت نبوی اور قرآنی تعلیم کا اثر (۷) قرآن پاک کا نزول اور مسلمانوں کی پذیرائی (۸) خلفائے راشدین کے مفصل حالات اور قرآن کے [illegible]
[illegible] قرآن شریف کی مقبول دعائیں جو مسلمانوں کے عروج کی کفیل ہیں (۱۰) فہرست مطالبات قرآنیہ بحوالہ رکوعات و نمبرات صفحہ (۱۱) قرآن پاک کے مجرب اعمال (۱۲) خواص قرآنی آیتیں
[illegible]ن سابقہ کا یات قرآنی کے مجرب التعویذ نقوش ہیں (۱۳) تعویذات قرآنی آیتیں پورے قرآن شریف کی ہر سورت کے نقش ہیں (۱۴) فالنامہ قرآن مجید اس کا فالنامہ بہت ہی عجیب [illegible]
[illegible] کامیاں درباره تلاوت قرآن (۱۵) آداب تلاوت مع مسائل ضروریہ۔ یہ اس کے مقدمہ کا ایک ادنیٰ سا خاکہ ہے ذرا غور فرمائیے کہ کسی قرآن مجید میں آپ نے کبھی ایسا مقدمہ دیکھا [illegible]

[illegible]ع متن، مکمل حاشیہ، دو ترجمے، لاثانی ۸۰ صفحات کا مقدمہ کاغذ ولایتی، خاشدہ مجلد جرمی کال اور ہدیہ دو روپے [illegible]

قال الملا ۹ — منزل ۲ — ۲۴۱ — الاعراف ۷

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسیٰ
اور ہمارا رب گناہ معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گزرے اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْۢ بَعْدِيْ

طرف قوم اپنی کے غصے سے پچھتاتا ہوا کہا برا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے
واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے تو فرمایا تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ

کیا جلدی کی تم نے حکم رب اپنے سے اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا
کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کر لی اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهٗۤ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

کھینچتا تھا اس کو طرف اپنی کہا اے بیٹے ماں میری کے تحقیق اس قوم نے کمزور سمجھا مجھ کو اور
پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے ہارون نے کہا اے میرے ماں جائے بھائی ان لوگوں نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا اور

كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ

نزدیک تھے کہ مار ڈالیں مجھ کو [illegible] مت ہنسا مجھ پر دشمنوں کو اور مت کر مجھ کو

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر توریت لینے کے لئے حکم ہوا کہ چالیس روز تک ٹھہرو چنانچہ وہ لوگوں نے اپنے چالیس روز پورے کئے مگر درمیان میں سامری نے [illegible] دس روز اور بڑھ گئے ابھی آپ واپس نہ آئے تھے کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں اللہ تعالیٰ نے اس قصے سے باخبر کر دیا تھا جس کی وجہ سے آپ نہایت غصہ بھرے ہوئے آئے کہ قوم اتنی نشانیاں اللہ پاک کی دیکھ چکی ہے اور اس پر بھی کفر و شرک سے باز نہیں آئی اور آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے آنے کا انتظار بھی نہ کیا [illegible] یہ کہہ کر تختیاں جن میں توریت لکھی تھی [illegible] زمین پر پھینک دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت ان تختیوں کے ٹکڑے ہو گئے تھے پانچ ٹکڑے اللہ نے اٹھا لئے صرف [illegible] باقی رہ گیا تھا اور حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ توریت میں [illegible] اخبار بالغیب کا حصہ تھا وہ حصہ تو اٹھا لیا گیا

دوسرے حصے [illegible] آسانی [illegible] جنگ کے بعد معاملات [illegible] شاید یہی صورت پیش آئے

جاپان اور حبش

اٹلی اور حبش کی جنگ کے سلسلہ میں حبش کے ساتھ جاپانی ہمدردی کی خبریں بار بار اخبارات میں شائع ہوچکی ہیں پہلے سامان جنگ بھیجنے کی اطلاعیں آئیں پھر جاپانی فوجی افسروں کے وہاں پہنچنے کی خبر آئی ان خبروں کی تردید بھی کبھی کبھی شائع ہوئی لیکن یہ خبریں ایک ایک کرکے صحیح ہوں یا نہ ہوں اجمالی طور پر یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ جاپان ایشیائی اور افریقی اقوام کی سیادت کا خواب ضرور دیکھ رہا ہے کہ اس سیادت کے حصہ میں ہی اس کی روز افزوں صنعتی قوت کے لئے نئی نئی منڈیاں ملیں گی۔ حبش کے متعلق جن خبروں کا ذکر ہم نے کیا ان سے اس معاشی رابطہ کا جزوی اظہار ہوتا ہے جو پچھلے چند سال میں جاپان اور حبش کے درمیان قائم ہوگیا ہے۔

۱۹۳۰ء تک حبش کی کل درآمد تقریباً ۵۰ فیصد ہندوستان سے جاتا تھا اور صرف ۱۰ فیصد جاپان سے۔ آج حبش کے کپڑے کی منڈی میں جاپانی مال ۹۰ فیصد سے بھی زیادہ ہے۔ جاپانی فوجی انجینیروں کی جماعت بھی عرصہ سے وہاں گئی ہوئی ہے بظاہر اس غرض سے ہوائی جہازوں کے مرکز قائم کرنے میں حکومت کو مشورہ دے۔ ۱۹۳۳ء کے موسم میں حبشی وزیر خارجہ نے قاہرہ میں یہ بیان دیا کہ جاپانی اور حبش کی معاشی زندگی میں بہت اہم جزو بن گیا ہے۔ حبشی حکومت نے یہ اعلان کیا کہ روئی کی کاشت کے لئے حکومت نے ۲۰ لاکھ ایکڑ [illegible] زمین جاپان کو بلا کسی معاوضہ کے دی ہے اور اس کے بعد [illegible] سے معلوم ہوا کہ یہ تصدیق ابھی کیا گیا۔ اس کے علاوہ جاپانی تاجروں کو اور اہل صنعت کو ملک کے بعض حصوں میں مستقل بودوباش اختیار کرنے کا حق بھی دیا گیا ہے۔ ایک جاپانی صنعتی شراکت کو ۲ لاکھ ایکڑ زمین کا ٹھیکہ دیا گیا ہے اس شرط پر کہ حکومت کو پیداوار کا ۱۰ فی صدی بطور مالگذاری دیا جائے گا۔ چونکہ یہ علاقہ غیر آباد ہے اور [illegible] جس میں حبشی خوشی سے بستے نہیں اس لئے مارچ ۱۹۳۳ء میں حبش اور جاپان میں ایک اور معاہدہ ہوا کہ جاپانی کسان اس علاقہ میں آکر بس سکتے ہیں چنانچہ جاپانیوں کی روز افزوں تعداد وہاں بسنے کے لئے [illegible] بھیجی جارہی ہے۔ اس معاہدہ میں یہ قابل [illegible] بھی ہے کہ دونوں حکومتیں اپنے باشندوں میں مناکحت کے تعلقات [illegible] کی کوشش کریں گی۔

حبش نے جاپانی مال پر محصول درآمد میں بھی بہت کچھ کمی کردی ہے جس سے برطانوی اور اطالوی تجارت کو بہت نقصان پہنچا [illegible] جاپانی [illegible] منصوبہ [illegible]

نہر سویز اور جنگ حبش

اٹلی کے خلاف تعزیراتی اقدام کا جو چرچا عرصہ سے ہو رہا ہے ان میں ایک تدبیر نہر سویز کی بندش [illegible] مرتبہ رجحان کو برطانوی [illegible] عام میں مسٹر [illegible] اور مسٹر [illegible] نے اپنی تقریر [illegible] کی کہ اگر [illegible] جنگ شروع ہو جائے تو نہر سویز [illegible] جہازوں کے لئے بند کردیا جائے اس وقت سے اس مسئلہ پر بڑی دلچسپی [illegible] ہے جمعیۃ اقوام یا برطانیہ یا مصر کو اس کا حق ہے کہ نہر سویز کو بند کرے۔

نہر سویز ایک کمپنی کی ملک ہے جسے ۱۸۵۴ء اور ۱۸۵۶ء میں خدیو مصر نے [illegible] مراعات عطا کئے تھے اس شرکت پر فرانسیسی قانون کی دفعات کا [illegible] اس کا صدر مقام پیرس ہے لیکن چونکہ کمپنی کا مقام اسکندریہ [illegible] اسلئے مقامی نوعیت کے معاملات میں مصری عدالتوں کو حق سماعت حاصل [illegible] انتظام ۳۲ ڈائرکٹروں کے سپرد ہے جن میں سے ۲۱ فرانسیسی ہیں ۱۰ برطانوی اور ایک ولندیزی۔ مجملہ ۴ لاکھ حصوں کے ۲۷۶ [illegible] یعنی کوئی ۴۴ فی صدی [illegible] کے ہاتھ میں ہیں۔

نہر ۱۸۶۹ء میں کھل گئی تھی۔ ۱۸۸۲ء میں عرابی پاشا نے خدیو کے خلاف علم بغاوت بلند کیا تو اس وقت برطانوی فوجوں نے اس عذر پر کہ نہر خطرہ میں ہے اس پر قبضہ [illegible] نہر تین دن تک جہازوں کے لئے بند رہی اسی وقت سے نہر کی بین الاقوامی حیثیت کا مسئلہ سامنے آیا اور ۱۸۸۸ء میں برطانیہ جرمنی آسٹریا ہنگری اسپین فرانس ہالینڈ روس اور ترکی میں باہم ایک معاہدہ ہوا جس کا منشا یہ تھا کہ نہر سویز جنگ کے زمانہ میں یکساں طور پر سب جہازوں کے لئے کھلی رہے گی چاہے تجارتی چاہے جنگی۔ اس معاہدہ کی تصدیق برطانیہ نے مصری سیاست کی غیر یقینی حالت پر ملتوی رکھی اور کہیں ۱۹۰۴ء میں جا کر اس معاہدہ کو قبول کیا۔ اس معاہدہ کی دفعہ [illegible] کی رو سے مصری حکومت اس معاہدہ کو نافذ کرنے کے لئے مناسب کارروائی کرے گی اور اس کے وسائل کافی نہ ہوں گے تو سلطان ترکی سے مدد لیگی۔ مصری [illegible] کے لئے حکومت کو مناسب کارروائی کا اختیار ہے مگر پھر بھی نہر میں جہازوں کی آمد و رفت میں [illegible] نہ واقع ہونا چاہئے۔ نہر تاریخ میں صرف دو دفعہ بند ہوئی ہے ایک تو ۱۸۸۲ء میں خدیو کی حکومت سے سر ولسلی نے تین روز کے لئے اسے بند کر [illegible] اور دوسرے جنگ عظیم کے زمانہ میں جبکہ ترکی افواج کی نقل و حرکت کے باعث [illegible] اور نہر کی حفاظت خطرہ میں تھی مگر چند ہی روز بعد نہر پھر کھول دی گئی۔ اسپین اور امریکہ کی جنگ کے زمانہ میں اسپینی بیڑہ نہر میں سے گذرا ۱۸۹۸ء میں مصری حکومت نے اسپینی بیڑہ کو جو فلپائن جارہا تھا اس شرط پر کوئلہ لینے دیا کہ وہ اسپین کو واپس ہو جائے گا۔ روس اور جاپان کی جنگ میں ۱۹۰۴ء برطانیہ نے باوجود جاپان کا حلیف ہونے کے روسی بیڑہ کو نہر میں سے گذرنے دیا۔

غرض سوال یہ ہے کہ خواہ کیا وجوہ خطرہ میں ہو یا مصری حکومت کا نہر سویز کو بند کرنا معاہدہ کے خلاف ہوگا لیکن اٹلی کے خلاف اس حربہ کو استعمال کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ جمعیۃ اقوام اس بین الاقوامی معاہدہ کو اپنے دستور کی دفعہ ۲۰ کے ماتحت رد کرسکتی ہے جس میں سب اراکین جمعیت نے اس دستور کو قبول کرکے ان تمام معاہدوں کو رد کردینے کا اقرار کیا ہے جو اس کی دفعات سے متصادم ہوں لیکن قانونی تدبیر زیادہ صحیح معلوم نہیں ہوتی [illegible] کہ خود [illegible] معاہدہ [illegible] صحیح تسلیم [illegible] متصادم قرار [illegible] اٹلی کے ایک رسالہ [illegible] میں بڑی وضاحت سے بحث کی ہے لیکن جمعیۃ نہر سویز کو بند کرانا چاہے تو اسے اپنی دفعہ ۱۶ کے تحت پہلے اس ۱۸۸۸ء والے معاہدہ کو [illegible] کی بنا پر

حنفی مسلمانوں کے لئے فقہ کی سب سے مستند کتاب کنز الدقائق ہے جو امام اعظم کے خلیفہ امام محمد بن یوسف کی سب سے بہتر تالیف ہے اور بعد میں کی ساری کتابیں اسی کتاب کی مستند رہیں

کنز الدقائق کا ہی عام فہم ترجمہ ہے اور حنفی مسلمانوں میں اس کی مقبولیت کا اندازہ ... ہو سکتا ہے کہ ہندوستان کے مستند کتب فتاویٰ اس کے ترجمے ہیں ... لیکن ایسا سلیس ترجمہ جو ... ہندوستان کے ہر صوبے میں آسانی سے سمجھا جا سکے اور احادیث ... کی یہ کتاب ہے جو مجلد ہے اور جسے ہم صرف بارہ آنے میں محصول ڈاک ... رکھا ہے

اسلامی مسائل — مجلد

فہرست مضامین

کتاب الطہارت، فرائض واجبات سنن، اور نواقض وضو، احکام غسل، تیمم کرنے کا بیان، حیض کا بیان، نجاستوں کا بیان، نماز کے اوقات، اذان کا بیان، نماز کی شرائط، فرائض وواجبات نماز، امامت کا بیان، وضو ٹوٹنے کا بیان، مفسدات و مکروہات نماز، وتر اور نفل نماز، رکعتوں میں شریک ہونا، قضا نمازوں کا بیان، سجدہ سہو کا بیان، بیمار کی نماز کے مسائل، سجدہ تلاوت کا بیان، مسافر کی نماز کا بیان، دونوں عید کی نمازیں، جمعہ کی نماز کا بیان، چاند اور سورج گرہن، بارش طلب کرنے کی نماز، نماز خوف، جنازہ کے مسائل، ... ، شہید اسلام کا بیان، کعبہ میں نماز، کتاب الزکوٰۃ، جانوروں کی زکوٰۃ، گائے بیل کی زکوٰۃ، بکری بھیڑ کی زکوٰۃ، مال کی زکوٰۃ، زکوٰۃ وصول کرنے والے

دفینہ کے مسائل، دیوان ...، مصارف زکوٰۃ، صدقہ فطر، روزے کے مسائل، مفسدات وغیرہ، اعتکاف کے مسائل، احرام باندھنے کے مسائل، حج اور عمرہ کا بیان، حج کے لئے احرام، حج کے قصوروں کا بیان، میقات سے آگے جانا، احرام پر احرام باندھنا، حج میں رکاوٹیں، حج فوت ہو جانا، حج بدل کرانا، حرم میں جانور بھیجنا، نکاح کے مسائل، جن عورتوں سے نکاح جائز نہیں، عورت کا ولی، مہر کے مسائل، غلام باندی کے نکاح، کافر کا نکاح، دودھ پینے کے مسائل، عورتوں کی باری، طلاق کے مسائل، طلاق صریح کا بیان، خلوت سے پہلے طلاق، کنایہ یا اشارہ سے طلاق، تفویض طلاق، بیمار کی طلاق، مطلقہ کو پھر بیوی بنانا، ایلا کا بیان، عورت کا مال ...، ظہار کے مسائل، لعان کا بیان، ... آزاد غلام، آزاد کرنے کی قسم

... غلام کی، غلام کی خود مختاری، ام ولد لونڈی کا بیان، قسم کھانے کا بیان، مکان میں جانے کی قسم، کھانے پینے کی قسم کھانا، حدود کا بیان، نسب کا بیان، اولاد کی پرورش، بیوی کا نان نفقہ، غلام کو آزاد کرنا، طلاق دینے کی قسمیں، بیع وشری میں قسمیں، قتل کے مقدمات میں قسم، شراب کا بیان، زنا اور حد شرعی، مقدمہ زنا میں گواہی، شراب پینے والے کی حد، تہمت لگانے کا بیان، تعزیرات معینہ، چوری کا بیان، محفوظ مقامات پر چوری، ہاتھ کاٹنے کا بیان، رہزنی ڈاکہ، مال غنیمت کی تقسیم، کافروں کا خاتمہ، امان مانگ کر ...، خراج وجزیہ کا بیان، کافر پر جزیہ لگانا، جو مسلمان دین سے پھر جائے، باغیوں کا بیان، زندہ بچہ پڑا ہوا ملے، لاوارث چیز کا بیان، بھاگے ہوئے غلام کا بیان، گمشدہ شخص، شراکت کے مسائل، وقف کے مسائل

کتاب البیوع، مال واپس کرنا، دیکھ کر چیز خریدنا، خریدنے کے بعد نقص، بیع فاسد کا بیان، بیع واپس کرنا، حقوق کا بیان، بیع میں دوسرے کا حق، بیع کے متفرق مسائل، ضمانت کے مسائل، دو قرضوں کا ایک ...، حوالگی کا بیان، قاضی ہونے کا بیان، پنچایت کے مسائل، گواہی کے مسائل، کس کی شہادت قبول، گواہی کا اختلاف، شہادت پر شہادت، گواہی سے پھرنا، وکیل کرنے کے مسائل، خرید وفروخت کا وکیل، جھگڑا نمٹانے کا وکیل، وکیل برطرف کرنا، مدعی ومدعی علیہ، کتاب الدعویٰ، ایک چیز کے دو دعویدار، لونڈی کی اولاد، کتاب الاقرار، اقرار کے استثناء، بیمار کا اقرار، ملاپ کا بیان، وصی میں صلح کرنا، کتاب المضاربت، امانت کا بیان، کتاب العاریہ، ہبہ کا بیان، ہبہ لوٹانے کا بیان، اجارہ کا بیان

اختلاف اجارہ، اجارہ فاسدہ، اجیر کی ذمہ داری، اجارہ ٹوٹ جانا، غلام باندی آزاد کرنا، مکاتبت کا بیان، مکاتب کے حق کا بیان، ملکیت کا بیان وغیرہ، کتاب الحجر، لڑکے کا بالغ ہونا، غصب کرنے کا بیان، شفعہ کا بیان، شفعہ کا مطالبہ کرنا، شفعہ کے حق کا بیان، جن سے شفعہ کیا جاتا ہے، تقسیم کے مسائل، کھیتی کرنے کے مسائل، کتاب المساقات، ذبح کا بیان، حلال جانور کا بیان، حرام جانوروں کا بیان، قربانی کے مسائل، ممنوعہ اشیاء کا بیان، لباس کے احکام، عورت کو چھونے کا بیان، ... کا بیان، ...، آب پاشی کا بیان، شراب کے مسائل، شکار کے مسائل، رہن کے مسائل، کس کس چیز کا رہن، رہن کو قبضہ میں رکھنا، مرہون پر راہن کا ...، خون کرنے اور اعضاء کو، نقصان پہنچانے کا بیان، خون کا بدلہ، قتل سے کم درجہ کا بدلہ

خون بہا اور قتل کے سلسلے کے متعدد مسائل، پیٹ کا بچہ، راستہ میں علامت بنانا، ...، جانوروں سے نقصان، غلام کو غصب کرنا، خون کے مقدموں میں حلف، دانوں کو قسم دینا، وصیت کے مسائل، تہائی مال کی وصیت، بیماری میں غلام آزاد کرنا، رشتہ داروں کو تحفے، بچے کی وصیت کرنا، غلام کے حق الخدمت کی وصیت، ذمی کی وصیت کا بیان، ... کرنے کے مسائل، وصیت کے متعلق گواہی، خنثیٰ کے مسائل، متفرق مسائل، ترکہ کے مسائل

یہ بہت ہی مختصر فہرست مضامین ہے ورنہ ہر کتاب اور ہر باب اور ہر فصل میں متعدد متفرق مسائل ہیں جن کے عنوان نہیں دیے گئے۔ ... دینی اور دنیوی ضروریات کے سلسلے کا ایک مسئلہ بھی چھوڑا نہیں گیا ہے۔ ضخامت ... صفحات، کاغذ سفید جلد باریک

قیمت بارہ آنے محصول ڈاک علاوہ

ملنے کا پتہ:- دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

خطبات حیات

جمعہ عیدین کے متبرک خطبے
عربی — اردو — نظم — نثر

خطبات حاضرہ کے ... ادارہ مولوی نے ... شائع کئے ہیں اور علمائے اسلام اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ خطبات حیات ... سے بہت ... ہے۔ ہر خطبہ ... عربی مجید اور قرآن پاک کی آیات ... ہیں ... خطبہ کے علاوہ ... محسوس کریں ... خطبات حیات مسلمانوں کے لئے ایک نعمت ہوگی ... ایک نئی زندگی محسوس کرنے لگے ... چار سو ... صفحات ... قیمت مجلد صرف ایک روپیہ ... محصول ڈاک ...

محرم الحرام
۱ محرم کے اوصاف
۲ ...
۳ مسلمانوں کا ...
۴ آغاز سال محرم ...

صفر المظفر
۱ ضرورت مذہب
۲ تصور الٰہی
۳ اسلام کی توحید
۴ تردید شرک

ربیع الاول
۱ ...
۲ ...
۳ بانی اسلام کی عظمت
۴ ...

ربیع الثانی
۱ اتباع سنت اور مسلمان
۲ ...
۳ رسم ورواج کی لعنت
۴ اہل سنت کا امتیاز

جمادی الاولیٰ
۱ ...
۲ اسلام اور مال ودولت
۳ ترقی دولت کے ذرائع
۴ توکل و قناعت

جمادی الثانی
۱ بزرگان دین ...
۲ حضرت محبوب سبحانی
۳ حضرت خواجہ معین الدین
۴ ...

رجب
۱ معجزات انبیاء
۲ واقعہ معراج شریف
۳ معراج روحانی و جسمانی
۴ ...

شعبان
۱ حقیقت صلوٰۃ
۲ شعبان کی فضیلت
۳ ...
۴ اسلامی اخلاق ...

رمضان
۱ رمضان کی فضیلت
۲ زکوٰۃ کا نصاب ...
۳ زکوٰۃ ...
۴ لیلۃ القدر ...

شوال
۱ ...
۲ اسلامی جہاد
۳ اسوقت کا جہاد
۴ ...

ذی قعدہ
۱ حقوق العباد
۲ قوم کا مستقبل
۳ اسلامی پردہ
۴ حقوق والدین

ذی الحجہ
۱ ...
۲ فضائل و احکام عید
۳ عید الضحیٰ کا خطبہ
۴ قرآن پاک اور مسلمان

بڑی سوانح عمری رسول

یہ کتاب اپنی جامعیت اپنی سلاست زبان اور تحقیق کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز ہے تاریخ عرب اور میلاد رسول سے لیکر وفات تک کے حالات بشرح و بسط درج ہیں آپکی پیشانی رسول مصنف نے ایسے والہانہ انداز میں لکھا ہے کہ اسکا مطالعہ بیحد بصیرت افروز ہے گا۔ یوں تو آپ رسول مقبول کی صدہا سوانح عمریاں چھپی ہونگی لیکن اسکا مطالعہ آپکی حیات دینی میں خاص کشش پیدا کرے گا۔
ضخامت ۲۵۷ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

سیرۃ فاروق اعظم

کیا اسلاف کے اور کیا ہم ہیں جانتے ہو اسکا جواب یہی ہے اسمیں خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق کے مفصل حالات ہیں یہ وہ جلیل القدر صحابی ہیں جن کا ثانی دنیا پیدا نہیں ہوا غیروں کی فرضی ملا یا عمل پر بحث کرکے ذرا اس عمل فاروقی کے حالات پڑھو جب معلوم ہوگا کہ عمل کسے کہتے ہیں مساوات مساوات کے سامنے والو ذرا اس جلیل المرتبت صحابی کی شان مساوات دیکھو بیت المقدس میں شاہانہ داخلہ ہے اور کس طرح غلام سوار اور آقا پیادہ اور جمہوریت کے بڑے بادشاہ کے حالات پڑھو قیمت ۱۲ر

شہادت نامہ

سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے واقعہ شہادت کی سب سے بڑی مستند تاریخ ہے یہ کتاب ایک نثر ہی غلط نہیں جو ہر شہادت نامہ میں شہادت امام حسین میں غلطیاں لکھ دی ہیں موثر اس قدر ہے کہ ایک صفحہ بھی واقعہ شہادت کا بلا آنسو بہائے پڑھ نہیں سکتے۔ ہر موقع پر انیس کے مرثیے ساتھ لگا دیئے ہیں تقریباً ہزار اشعار تو صرف میر انیس کے ہیں ضخامت چار سو صفحہ۔ ایسا شہادت نامہ آپ کی نگاہ سے نہ گذرا ہوگا۔ قیمت مجلد ۱۲ر اور محصول ڈاک ۸ر

شاہ جیلان

ایک یہ مجالس یہ حضرت غوث الاعظم کی سوانح عمری ہے جو علامہ ... سید ... دنیائے اسلام نے آپ غوث پاک کے یہ کئی مجالس بڑی مستند ہیں (۱) نسب (۲) پیدائش (۳) کنیت (۴) علیہ مبارک و لباس اور خلق (۵) آپ کی تحصیل علوم و عبادت (۶) آپ کا طریقہ (۷) آپ کی فضیلت و برتری تمام اولیا پر (۸) تعلیمات غوث الاعظم (۹) کرامات غوث الاعظم (۱۰) آپ کی خلوت (۱۱) آپ کی ازدواج - قیمت صرف ۶ر محصول ڈاک ۶ر کل ۱۲ر

امام ابو حنیفہ

امام ابو حنیفہ کے حالات پڑھنے ہر مسلمان کیلئے ضروری ہیں جنکو جنکی نسبت یہ فخر حاصل ہے ان کے حالات ضرور پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے یہ تصانیف علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے علمی کارنامے مسائل وغیرہ دینی مسائل کے حل کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں کہ جس سے آدمی ششدر رہ جاتا ہے حقیقت میں امام موصوف کا یہ مابہ الامتیاز فن ہی ہے ضخامت ۳۰۰ صفحات مجلد ہے قیمت صرف ۸ر محصول ۶ر

ابو ذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابو ذر غفاری کے حالات سے کون سا عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں ہوتا ہو کہ اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جنکے ناز رسول کریم نے اٹھائے اور جن کو حضرت عثمان کے زمانہ میں ... کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام حالات کو قلمبند کیا ہے اور زبان میں سب مؤرخانہ اور بہتر سوانح عمری ہے اور تاریخ اسلام کا ایک عجیب ٹکڑا ہے۔ قیمت صرف چھ آنے محصول ڈاک چھ آنے کل ۱۲ر

یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

سیرت سلطانی

یعنی حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء کی سوانح عمری ابتدا سے انتہا تک کل سوانح عمری آپکے والدین اور آپکی پیدائش تعلیم ارادت سفر حج ... علم و حلم اور سخاوت ایثار ... شفقت عنایت و تابعین اسرار و نکات اور کرامات وغیرہ کا مفصل بیان ہے نیز آپکے اکابر خلفا اور تمام خواجگان چشت اور آپکے ہر عہد شاہان دہلی کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں اور علامت آستانہ شریف کے بھی مفصل حالات ہیں ۳۱۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے قیمت بارہ آنے ۱۲ر

کفرستان میں حق کی

... حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کی ... میں کی تبلیغی سرگرمیاں کرامات ... مقابلہ ... (۲) سیرۃ ... کی وجہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے عقیدت ... تبلیغ دین کرامات کا ظہور اور ... (۳) سیرت ... کی ابتدائی حالت ... مرشد کا ... کرنا اور خود نہ کھانا ... کا لقب پانا خرقہ خلافت حاصل کرنا ... شریف آمد اور ... کرامات کا ظہور ... کی قیمت صرف ... محصول ڈاک ... کل ...

نبیوں کے قرآنی قصے

حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر رسول کریم تک جس قدر نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ان کی قرآن شریف میں ذکر ہے سب کی مکمل سوانح عمری ہر ایک کی احادیث سے مستنبط ہے ۲۷۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے انبیا کے حالات ظاہر ہے کہ عجیب و غریب ہیں ... اہم ترین پہلو ... سینکڑوں ... کے تحت ترتیب روایات کے مقابل ... اہمیت مقبولیت آپکی تشریح ... ہے ایسی ضخیم کتاب ... مجلد ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر

تصوف کے دو حامی

مولانا روم جن کی مثنوی مشہور و معروف ہے انکی سوانح حیات علامہ شبلی کی تصنیف ہے اس میں آپ کی زندگی کے حالات کے مثنوی شریف کا ... اقتباس بھی ہے اس کی اہمیت تو مصنف کے نام سے ظاہر ہے قیمت صرف ۶ر

امام غزالی محی التصوف حضرت علامہ امام محمد غزالی کے حالات جو علامہ شبلی نے لکھے ہیں ... طریقت کی ... بحث ہے اور علامہ موصوف کی تصانیف اور تبحر علمی کا پورا تذکرہ ہے۔ بڑی مقبول کتاب ہے قیمت چھ آنے ۶ر دونوں ساتھ منگانے پر ۱۰ر محصول ۶ر

تین روحانی شاعر

سعدی حافظ خسرو

ان تینوں برگزیدہ شاعروں نے جو اسلام اور تاریخ کی خدمت کی وہ سب پر ظاہر ہے یہ شاعر ہی نہیں بلکہ زمرہ اولیا میں تھے علامہ شبلی نے ان تینوں کی مبسوط سوانح حیات قلمبند فرمائی جو مستند ہونے کے لحاظ سے کسی شبہ کی گنجائش نہیں رکھتی تینوں کی ضخامت ڈیڑھ سو صفحے کے قریب ہے علیحدہ علیحدہ بھی مل سکتی ہیں ہر ایک کی قیمت ۳ر آنے ہے اور تینوں ... تینوں جلدوں کا چھ آنے یہ سب کتابیں منیجر حمیدیہ پریس دہلی سے منگایئے

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی جلالت شان محتاج بیان نہیں یہ وہ کتاب ہے جو تمام عالم تصوف کی جان ہے یہی وہ کتاب ہے جو ... طریقت کو جاننے کے لئے ... ہے یہ وہ کتاب ہے جس سے ... تصوف شرق سے غرب تک اور شمال سے جنوب تک سیراب ہو رہی ہے کوئی صوفی ... ایسا نہیں جو اس کتاب سے مستغنی ہو صوفیوں کو اس کی ضرورت ... کو اس کی ضرورت ... اسکی شرح ... صفحات قیمت مجلد ... صرف ... محصول ڈاک دس آنے۔

امت کی مائیں

علامہ راشد الخیری کی تصنیف ہے امہات المومنین کی سوانح عمری ہے اس کتاب میں امہات کی کثرت کے مسئلہ کو حل کیا گیا ہے۔ اور جو دشمن رسول کریم کی ازدواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں ان کا منہ توڑ جواب ہے اس کتاب میں حضرت عائشہ، حضرت خدیجہ کی لائف بہت مبسوط اور مفصل آ گئی ہے کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ ان گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہے جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ کی ازدواجی زندگی ایسی نہیں ہے جس کو پڑھ کر انسان متاثر نہ ہو۔ قیمت ۱۲ ؍

صالح بیبیاں

مولف امہات المومنین حضرت مولانا مولوی احمد سعید صاحب کی تازہ تصنیف ہے مولوی صاحب ممدوح نے اس کتاب کو لکھ کر قوم پر بڑا احسان کیا ہے آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی لئے انکی خانگی زندگی بہت تلخ ہے اس کتاب میں حضرت مریم اور امہات المومنین کے علاوہ صد ہا دلیر خواتین کے صبر کے حالات ہیں ان سے نہ صرف کہانیوں کا لطف ملتا ہے بلکہ ہزار ہا مسائل خود بخود معلوم ہو جاتے ہیں، ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھ کر سنائے تو اس سے گھر کی خرابیاں دور ہو جائیں گی ۲۰۰ صفحات مجلد کتاب ۱۲ محصول ۲ ؍

میاں بیوی کے حقوق

حقیقت یہ ہے کہ وہ چیزیں جن کو دنیا نے حاصل کرنے میں بڑی بڑی قومیں مٹ گئیں اور سلطنتیں تباہ ہو گئیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں کی خانگی زندگی اگر تلخ ہے تو اس کی بنا یہ ہے کہ مرد اور عورت کے حصہ کے جو حقوق ہیں وہ غصب کرتے ہیں اگر ہر ایک اپنے حقوق و فرائض کا صحیح استعمال کرے تو جنت بن جائے۔ کتاب مذکور میں صراحت کے ساتھ میاں بیوی کے حقوق کی تعیین کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ہماری لڑائیوں کی بنیاد صرف اسلامی احکام کا نہ جاننا ہے۔ نہایت عمدہ کاغذ پر چھپی ہوئی ہے قیمت ۸ ؍ محصول ۲ ؍

چار تعلیم النسواں مجلد

عورتوں اور بچوں کے لئے نہایت مفید مذہبی اور اخلاقی (۱) اللہ پاک کی نعمتیں، پیغمبروں کے حالات، مقدس عورتیں، شہر خواتین ۲۰ صفحات (۲) اللہ کے احسانات، نبیوں کے مقدس حالات اور کارنامے، عورتوں کی خصوصیات، مذہبی (۳) ایمان، اسلام، قرآن، محرم کے حالات، روز مرہ کے کام آنے والی چیزیں اور اخلاقی سبق ۴۴ صفحے (۴) تعلیم، طریقہ زندگی، لباس، زیور، مہمان داری، صحابیات کا طریقہ زندگی۔ یہ چاروں کتابیں ۹۵ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد ہیں قیمت صرف ... محصول ۲ ؍

اسلامی میاں بیوی

ازدواجی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے یہ کتاب اپنی نوعیت میں لاجواب ہے۔ یہ کتاب میاں اور بیوی دونوں کے لئے بہتر ہے اگر دو نو اس کو اول سے آخر تک پڑھ کر اس پروگرام کو غور سے ذہن نشین کر لیں تو پھر ان کے گھر جنت بن جائیں۔ اس کتاب میں امہات المومنین کی ازدواجی زندگی اور انکی معاشرت دکھلانے کے بعد اسلامی قوانین و ہدایات معاشرت خصوصاً ازدواجی زندگی کے پر مسرت آئین بتلائے گئے ہیں۔ یہ کتاب میاں بیوی کے تعلقات کی تلخی کو دور کرنے کا آئینہ ہے اور اس سلسلہ کی اب تک جس قدر کتابیں چھپی ہیں سب سے بہتر ہے۔ قیمت ۱۲ ؍

بیویاں اور رانیاں

یہ تاریخ اسلام ہند کی سب سے جگمگاتی کتاب ہے جس میں زیادہ تر شاہی بیگمات کے حالات ہیں جو اپنے وقت میں یکتا تھیں، خصوصاً ان ہندو رانیوں کے حالات بہت دلچسپ ہیں جو شاہی خاندانوں میں بیاہی گئیں۔ یہ کتاب اس لئے اور بھی دلچسپ ہے کہ علاوہ سوانح اور حالات کے جگہ جگہ حسن و عشق کی کرشمہ کاریاں بھی اس میں نمایاں ہیں اور وہ حالات بہت ہی لطف خیز ہیں۔ ضخامت ۴۰۰ صفحات اپنی رنگینی عبارت کے باوجود قیمت صرف دس آنے محصول ڈاک ۴ ؍ کل ایک روپیہ

بیگمات شاہان اودھ

ہندوستان کا عیش پسند طبقہ اودھ تھا اور یہاں کے سلاطین اس صنف میں اپنا مثیل نہیں رکھتے تھے جہاں وہ حسن صورت کو نوازنے میں یکتا تھے وہاں حسن سیرت کے بھی قدر دان تھے اس کتاب میں ان خوبان تہاں کے حالات ہیں جنہوں نے اپنی خصوصیات کو چمکا کر حرم شاہی میں جگہ حاصل کی لیکن اور یہ سب وہ ہیں جو شاہی حرم میں داخل ہونے سے قبل غیر معروف تھیں۔ اسی لئے مستورات اور بیگمات کی تخصیص نہیں صرف اوصاف حسنہ جنہوں نے زمین سے آسمان پر پہنچا دیا ۱۱۲ صفحات قیمت صرف چھ آنے

اندلس کی شہزادی

جب مسلمانوں کی خانہ جنگیوں نے اندلس کی حکومت کو ان سے چھڑوایا اور عیسائیوں کے قبضہ میں چلا گیا اس وقت بھی ان کا کیرکٹر یہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے دغا نہیں کرتے تھے اور جبکہ ایک دشمن نے سلطنت غرناطہ پر حملہ کیا، تو ایک نوجوان لڑکی نے اپنے ملک کی خاطر ملک پر جان قربان کر دی یہاں عیسائی سپہ سالار دم چرا گئے تھے وہاں ایک پیروا آئی نے کہ اندلس کی جان بچائی تاریخی افسانہ ہے، دلچسپ لٹریچر ہے، کیونکہ مولانا راشد الخیری کی بہترین تصنیف ہے اور بہت ہی مقبول کتاب ہے قیمت صرف آٹھ آنے

تعلیم خانہ داری

کتنے گھر ہیں جو بیوی کی جہالت سے برباد ہیں عورت ہی چاہے تو گھر کو جنت بنا سکتی ہے اور چاہے دوزخ ہزاروں متمول خاندانوں کی خواتین جنکی یہی نا سلیقہ بیویاں باوجود کوشش کے بھی اپنے گھر کو سلیقہ سے نہیں چلا سکتیں۔ اس لئے کہ ان کے سامنے پر سلیقہ خانہ داری کا کوئی پروگرام ہی نہیں ہوا اور ہر عورت میں یہ جو ہر کہاں کہ وہ خود بخود تعلیم خانہ داری کی مالک ہو جائے۔ یہ کتاب آپ اپنی بیوی کو مطالعہ سے گذار دیں۔ تو آپکی خانگی زندگی میں ایک عجیب خوشگوار انقلاب ہو جائے۔ قیمت صرف ... محصول ڈاک ۲ ؍

مبلغ اسلام ...

حلیمہ خانم وہ عورت جس نے پچاس آریہ اپدیشک اور عیسائیوں سے مناظرہ کر کے اسلام کی سچائی کو ثابت کیا اور تھوڑے عرصہ میں بڑے زور و شور سے شکست دی، مع ہندی قیمت ۴ ؍

ساوتری ایک ہندو خاندان کا قبول اسلام اور اس وجہ سے اسلام قبول کیا کہ وہ بیاہی گئی اور پھر اس خاتون نے اسلام کی وہ خدمت کی جو جنم کے مسلمانوں سے نہ ہو سکی قیمت مع ہندی ۴ ؍

دونوں ساتھ منگائیں، تو قیمت دس آنے محصول ڈاک ۲ ؍

... کہانیاں

بچوں اور بچیوں کے اخلاق درست کرنے کے لئے انکو ابتدا سے رحمدل اور فیاض بنانے کے لئے یہ سولہ کہانیاں چھپوائی گئی ہے ہر ایک کہانی ۱۶ صفحہ کی ہے گویا یہ ۲۵۶ صفحہ کی مجلد کتاب ہے جس میں جو ذیل کہانیاں ہیں (۱) وفادار بیٹی (۲) چوردی کی بہو (۳) ننھے میاں (۴) رت جگے کی رات (۵) جن کٹنی (۶) جادوگرنی (۷) سوتیلی ماں (۸) سگھڑ بیٹی (۹) اڈی گرنی (۱۰) چار چور (۱۱) پلی مہمانی (۱۲) دولت کی پہچان (۱۳) پیالو کا گھٹا (۱۴) چوروں کا گھر (۱۵) فقیر کی جھونپڑی (۱۶) لاڈلی بیٹی سب یکجا مجلد قیمت دس آنے

صحت النساء ...

عورتوں کی صد ہا بیماریاں ایسی ہیں کہ جو بظاہر کچھ زیادہ اہم نہیں معلوم ہوتیں لیکن رفتہ رفتہ وہ خطرناک صورت اختیار کر لیتی ہیں اس طرح بہت سی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ عورتیں خود حیادار ہیں اس لئے وہ اکثر اپنی تکلیف کو پوشیدہ رکھتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ کتاب صحت النساء گھر میں رہے اور وہ اس کی ہدایات کے مطابق بیماری کے ابتدا میں ہی کچھ نہ کچھ مداوا کر لیں۔ بڑی ضخیم کتاب ہے اور قیمت صرف آٹھ آنہ ہے۔ علاج انگریزی یونانی سب طرح کے ہیں۔ آٹھ آنے محصول ۲ ؍

شوال ۱۳۵۲

مولانا اشرف علی صاحب کے ترجمہ کا بیشمار خوبیوں والا قرآن مجید

بہتر خوشنما اس سے زیادہ صحیح اس سے زیادہ سستا اس سے بہتر بامحاورہ ترجمۃ القرآن دوسرا ایک بھی قرآن نہیں ہے

ڈیڑھ روپیہ میں ملتا ہے

معاونین کا چھپوایا ہوا قرآن مجید

قرآن شریف انشاء اللہ ... یہ معاونین ... اسمیں ان لوگوں کی امداد شامل ہے جو خدا کے سچے دین کے سچے مددگار ہیں اور مولوی ... ہیں ان کا خلوص خدا کے ہاں مقبول ہے اس لئے انکی شرکت کا ہر ایک کام مقبول عام ہوتا ہے چونکہ اس کام میں بے شمار خدا والوں کی امداد ہے اس لئے اسکا نام ہی بے شمار خوبیوں والا قرآن ... اتنا سستا ہے کہ اس کی لاگت بھی ... سے زیادہ ہو جاتی اگر آپ لوگ مدد نہ کرتے تجربہ کے لئے بطور خود اسکی جلد ہی منگا کر ... ایک روپیہ آٹھ آنہ لیگا ... قرآن شریف تو دوسرا ہندوستان بھر میں نہیں ہے ... اس لئے کہ یہ آپ سے وابستہ امداد ہے اور آپ مولوی کے خریدار ہیں (۲) بہت سستا ہے ... صفحہ کا قرآن شریف ہے (۳) ۴ صفحہ کا مقدمہ ہے (۴) پورے چرمی کی نفرئی کار جلد ہے (۵) مولوی اشرف علی صاحب کا

آپکے پاس تو ضروری ہونا چاہئے

بامحاورہ صحیح اور مکمل ترجمہ ہے (۶) حاشیہ پر شان نزول ہے (۷) نہایت ہی صاف اور صحیح چھپائی ہے (۸) علامہ مولوی عبدالغنی صاحب جو نسخ نویسی میں یکتائے زمانہ ہیں ان کا خاص طور سے تحریر کردہ ہے (۹) کاغذ سفید ولایتی نارویجن کا ہے (۱۰) قرآن شریف پڑھنے کا ... ہے (۱۱) اس قرآن سے پورا ہو جاتا ہے یعنی اس کے مقدمہ میں قرآن شریف کی وہ خاص خاص دعائیں درج ہیں جو ہر ہر وقت پر کام آنے والی ہیں اور ... ایک بڑا ذخیرہ ... قرآن شریف میں ہے اور پھر یہ بھی کچھ نہیں قیمت صرف ڈیڑھ روپیہ محصولڈاک ۱۲ جانشدہ ... ہی ہے جس کا ہدیہ ... فرمائش کے وقت ... [illegible] مزید رعایت دس قرآن شریف منگائیں تو خاشدہ پندرہ روپیہ میں مل جائیں گے ریل کے ذریعہ منگائیں تو ... پیشگی بھیجے

بلا تلاوت

کے بھی آپ قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ ثواب کمانا چاہتے ہیں تو مساجد میں رکھنے کے لئے ہر پارہ کی علیحدہ علیحدہ جلدیں بھی بنی ہوئی ہیں وہ منگا کر مسجد میں دیدیجئے جبتک وہ پڑھا جائیگا آپ کا نام بھی پڑھنے والوں میں ہی شمار ہوگا۔

مرنے والے

عزیز کیلئے اس سے بہتر ثواب پہنچانے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ایک قرآن شریف انکے ایصال ثواب کے لئے مسجد میں دیدیں ہدیہ کامل ۳۰ پارے علیحدہ علیحدہ مجلد سوا دو روپے محصولڈاک ... کل چار روپے

حمیدیہ پریس دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

الحمد للہ رب العلمین ۝ الرحمن

سب تعریفیں اللہ کو لائق ہیں جو مربی ہیں ہر ہر عالم کے جو بڑے مہربان

الرحیم ۝ ملک یوم الدین ۝ ایاک

نہایت رحم والے ہیں جو مالک ہیں روز جزا کے ہم آپ ہی کی

نعبد و ایاک نستعین ۝ اھدنا

عبادت کرتے ہیں اور آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں بتلا دیجئے ہم کو

الصراط المستقیم ۝ صراط الذین

رستہ سیدھا رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ نے

انعمت علیھم ۝ غیر المغضوب

انعام فرمایا ہے نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا

علیھم و لا الضالین ۝

اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے

قاعدہ یسرنا القرآن

قرآن شریف پڑھانے کا مقبول اور بہترین قاعدہ ہے جو ہر سال تین چار لاکھ [illegible] ہوتا ہے اور جو مدرسہ اسکی خوبی سے واقف ہو گیا ہے اسی کو منگاتے ہیں بہت ہی آسان قاعدہ ہے اس کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ کتاب میں نقطے زیر زبر پیش اور حروف مرکبات کے پہچان لینے کے بعد مرکبات کے بتلانے کی کوئی ضرورت نہیں مصنف کا دعویٰ ہے کہ قاعدہ پڑھ لینے کے بعد [illegible] مہینے میں بچہ بغیر [illegible] کے قرآن شریف پڑھ سکتا ہے ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۳ [illegible] جلدیں محصولڈاک ایک جلد پر [illegible] جلد پر ۱۰

سلسلۂ [illegible]

جدید سلسلہ [illegible] کامل مجلد ۸ جس کو مسلمان بچوں کی تعلیم کے لئے ماہر حضرت مفتی [illegible] صاحب نے تالیف فرمایا اس کا پہلا حصہ ہے اول قاعدہ ہے اسکے بعد پہلا حصہ ہے اس میں عقائد کی ابتدائی باتیں ہیں اور طہارت [illegible] حصہ میں عقائد کی تفصیل اور نماز کا بیان تیسرا حصہ اس میں زکوٰۃ حج اور حقوق العباد وغیرہ [illegible] رسالوں کی تعداد تین لاکھ چون ہزار شائع ہو چکی ہے شاید ہی کوئی مکتب ایسا ہو جہاں یہ رائج نہ ہو پانچوں حصے ایک مجلد میں قیمت فی جلد مجلد [illegible] ایک روپیہ رعایتی قیمت مجلد ۸ محصول [illegible]

[illegible]

[illegible] کی مدد کے چند روز میں فارسی [illegible] کتاب ہے فارسی بول چال ہے جناب [illegible] نے علم فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کی جیسے [illegible] حضرات نے [illegible] انگریزی کے [illegible] زبان کے مفرد الفاظ کو گرامر کے لحاظ سے اردو معنی کے ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ [illegible] کی تعداد میں ہر قسم کے کاروباری خطوط کے [illegible] چٹھیاں تہنیت اور مبارکباد کی و تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کے ساتھ ہیں۔ قیمت ۱۲ محصولڈاک ۶ کل ۱۸

اردو خط و کتابت

لڑکیوں اور لڑکوں کے خط لکھنے کے لئے [illegible] کتاب ہیں جس [illegible] کا ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن بڑا مشکل ہے اور بعضوں کو اردو لکھنا پڑھنا آتا ہے مگر خط لکھنا نہیں آتا یہ کتاب لڑکیوں اور لڑکوں کو خط لکھنا سکھاتی ہے اور خطوط لکھنے کا ایسا انداز تحریر اس میں موجود ہے کہ بڑے سے بڑا دفتر چھوٹے سے خط میں بند کر دیا جاتا ہے ابتدا ہی سے اگر خط و کتابت کی بچوں کو مہارت ہو جائے تو آئندہ اس میں خوب چلتی ہے۔ ایک ایک کی قیمت ۶ دونوں ساتھ دس آنے محصول ۶

استاد عربی

[illegible] مدارس میں [illegible] نصاب ہے اور متعدد [illegible] نے صرف اس کی تعریف کی ہے بلکہ اس کو [illegible] کتاب بتایا ہے اگر آپ کو یہ شوق ہے کہ آپ اپنے رسول پاک کی زبان سے واقف ہو جائیں اور خدا کے مقدس فرمان قرآن کا صحیح مطلب اچھی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر دیکھئے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجئے انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آ جائے گی اور آپ محنت کریں تو صرف ۳ ماہ میں [illegible] عربی جان جائیں گے۔ قیمت صرف ۱۲ محصول ۶ کل ۱۸

استاد فارسی

[illegible] پروفیسر [illegible] ایم اے [illegible] ایم ایس سی۔ اس کتاب میں آٹھ باب ہیں باب علم الصوت یعنی انگریزی حروف کیونکر بولے جاتے ہیں باب صرف و نحو یعنی فقرے کیونکر بنتے ہیں باب [illegible] متعلق فعل کی مشق کرائی گئی ہے باب لغت [illegible] باب فقرے بنانا اور سمجھانا اور ان کے اصول باب روزمرہ کی بول چال باب مثلیں اور فقرے باب ترجمہ کرنیکی صورت باب اردو سے انگریزی بنانا خط و کتابت صرف اس ایک کتاب سے ایک ماہ میں بافی عمدہ انگریزی پڑھنی آ جاتی ہے ۴۰۰ صفحے قیمت صرف ۱۲

استاد تحریر

مدارس کے طلبا اور اساتذہ کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جو اپنی تحریر میں زور پیدا کرنا چاہتے ہیں یہ کتاب ہے اس قدر جلد مقبول ہوگئی کہ اس کے کامیاب ہونے کے متعلق شبہ نہیں ہا اس میں تحریر کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے مشاہیر اور مشہور اہل قلم کی تحریروں سے مطابق کیا ہے اور ابتدائی باتوں سے آخر تک تمام ضروری باتوں کو قلم بند کیا ہے اور یقین ہے کہ اس کتاب کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آپ کی تحریر میں وہ سب دلکشیاں پیدا ہو جائیں گی جو مشاہیر اہل قلم میں ہوتی ہیں۔ قیمت صرف ۱۲ محصول ۶

استاد تقریر

جادو بیانی وہ ہنر ہے جس سے حکومتیں بدل دی جاتی ہیں کے رخ پھیر دیئے ٹھنڈے مجمع کو شعلہ بار بنا دیتا ہے اپنے مشکل کو برف کر ڈالا جاتا ہے جادو بیانی کوئی بڑی بات نہیں جو نہ مل سکے آپ کے الفاظ بھی جادو بن سکتے ہیں اور ہر ایک حرف دلوں میں گھر کر سکتا ہے کتاب جادو بیانی منگا لیجئے اس کو پڑھئے اور اس کی ہدایتوں پر عمل کیجئے اور دیکھئے کہ دنیا کے ساحر خطیبوں کا انداز بیان کیا تھا تھوڑے دن بے تکلف [illegible] مشق کیجئے پھر دیکھئے آپ کیا ہو سکتے ہیں یہ کتاب واقعی جادو ہے۔ قیمت ۶ محصول صرف ۶ کل ۱۲

شرح کریما

حضرت خواجہ سعدی کی مقبول کتاب کریما کو [illegible] مسلمان بچہ جو پڑھتا ہے اخلاقی پند و موعظت کے مضامین اس سے بہتر اور جامع اور کسی کتاب میں نہیں شرح کریما میں پہلے فارسی اشعار ہیں ان کے تحت میں عام فہم اردو نظم میں ترجمہ ہے اس کے بعد نظم میں الفاظ کے معانی پھر لغات مشکل کی تحقیق درج ہے پھر مضامین کی تشریح آسان [illegible] میں ہے اور پیرا ہے [illegible] سے اخلاقی [illegible] اور دنیا [illegible] اور صلاح کی حکایات درج ہیں بچوں کو نیک چلن اور عالی خیال بنانا ہو تو یہ کتاب ضرور پڑھائیے ۲۰ صفحات قیمت ۵ آنے

کریم اللغات

فارسی زبان کے ۲ ہزار الفاظ کے لغات کی سستی کتاب ہے جو عمر ہی میں ہر جگہ روزمرہ بول چال میں ایسے الفاظ ہیں جو باوجود روزمرہ بولنے کے ان کے معنی سے واقف نہیں اور بعض مرتبہ ان کا استعمال غلط ہوتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں جب ایسا ہوتا ہے تو بڑا افسوس آتا ہے بڑی بات کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے کریم اللغات منگا کر اپنے مطالعہ میں رکھئے چار مہینوں میں آپ کی بول چال فقرہ پر نہایت شستہ و برجستہ ہو جائے گی مجلد ۲۰۰ صفحات قیمت ۱۲ محصول ۸ کل ۱۲

مساوات المسلمین

فخر نسب پر گھمنڈ کرنے والے مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد شرمسار ہوں گے جب کہ حضور کا فرمان [illegible] قریش قوم اور تمہاری جاہلیت کا [illegible] دیا تمام انسان آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے [illegible] میں مسلمانوں کے دماغ [illegible] بڑے بڑے باپوں کے بیٹے اپنی [illegible] شدید [illegible] اس کتاب کے [illegible] انسانوں کی برابری بتلایا ہے کہ اسلام [illegible] لعنت ہے۔ قیمت ۱۲ محصول ۸

دہلی کا دستر خوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین کتاب [illegible] مقبول ہوئی کہ حیرت ہے دہلی کا دستر خوان سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس میں چھوٹی چھوٹی بچیاں کم عمر بیبیاں [illegible] مرد بھی آسانی کے ساتھ [illegible] کھانے پکا لیتے ہیں [illegible] کتاب [illegible] مقبول ہو کر اب [illegible] خاصی تعداد میں فروخت ہو چکی ہے اس میں باورچی خانہ کا انتظام برتنوں کا سلیقہ کھانا پکانے کا طریقہ [illegible] قیمت ۸ محصول ڈاک ۶

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا

ماہوار جریدہ

مولوی

مدیر مسئول عبد الحمید خاں

فی پرچہ دو آنہ

2 ANNAS

چندہ سالانہ

ONE RUPEE INDIA 1916

ساڑھے تین روپے

مولوی شریف: اگر آپ ہر دو جلد مجلد پرچے لینا چاہتے ہوں تو آج ہی بذریعہ منی آرڈر تین روپے آٹھ آنے بھیجئے۔ عشرہ محرم تک یہ رعایت ہے اور اس رعایت کا یہ آخری اعلان ہے۔ عشرہ کے بعد تین روپے آٹھ آنے کا منی آرڈر واپس ہو جائے، اول تو ترنیدی ختم تک انشاء اللہ پوری ہو جائیگی اور [illegible] ہدیہ چھ روپے ہو جائیگا اور نہ بھی ہوئی۔ تو عشرہ کے بعد [illegible] قیمت ضرور بڑھ جائے گی ہو اس وقت منی آرڈر واپس ہوئے تو آپ کے دو آنے ضائع ہونگے اور مجھے صدمہ ہوگا۔ اگر آپ کو دونوں جلدوں کے منگانے کا خیال ہو تو پھر [illegible] بھیجا ہے وہ [illegible] بھیجئے ثواب بھی زیادہ ہوگا

منیجر رسالہ "مولوی" عبد الحمید خان کوچہ چیلان دہلی

عبدالحمید پرنٹر و پبلشر نے محبوب المطابع دہلی میں چھپوایا

اب [illegible] کی کا بابۂ مولوی کامل شروع ہو جائیگا انشاء اللہ

[illegible] سال نمبر محرم ختم ہو رہا ہے اور محرم ۱۳۵۵ھ سے مولوی کا بارھواں سال شروع ہوگا۔ اس زمانہ میں مولوی کی خدمات [illegible] اعانت [illegible] مولوی کی پذیرائی کی اب دو [illegible] مولوی کی اشاعت کم ہونے لگی ہے۔ جہاں اس کے قبول عام [illegible] آپ کے سپرد ہے وہاں [illegible] اشاعت [illegible] انشاء اللہ [illegible] چنانچہ اس سال بھی [illegible] محرم ۱۳۵۵ھ کا شہید نمبر [illegible] فہرست مضامین [illegible] خریدار [illegible]

فہرست مضامین مولوی شہید نمبر محرم ۱۳۵۵ھ جو جدید خریداروں کی ترغیب کے لیے آپ دکھا سکتے ہیں

باب ۱

بازار عرب کا شہید اعظم

میدان کربلا [illegible]

عربوں کی فطری عصبیت

بنو ہاشم اور بنی امیہ کی مخالفت

بنو امیہ کا عروج و [illegible]

مسلح اعظم کی وفات

باب ۲

خلافت کے لیے صحابہ کرام کے [illegible]

ابو بکر کی امامت کا حکم نبوی

حضرت ابو بکر کی [illegible]

حضرت صدیق اکبر [illegible]

حدیث [illegible]

بنو ہاشم [illegible] خلافت

خلافت [illegible]

حضرت علی [illegible]

حضرت ابو بکر [illegible]

باب ۳

حضرت فاروق اعظم کا انتخاب

حضرت فاروق کی خلافت

حضرت فاروق کے [illegible]

باب ۴

حضرت [illegible] انتخاب

انتخاب [illegible]

[illegible]

[illegible]

عبداللہ بن [illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ۵

فتنہ پرداز [illegible]

[illegible] کا سرکاری [illegible]

حضرت عثمان کے نرم [illegible] حضرت علی کی [illegible]

تحقیق حالات کے لیے [illegible]

[illegible] حضرت عثمان کی [illegible]

باب ۶

حضرت [illegible] شہادت

[illegible] شورش

[illegible]

[illegible]

[illegible]

باب ۷

حضرت عثمان پر الزامات کی حقیقت

[illegible]

عہد عثمان کے کارنامہ ہائے جلیل

حضرت عثمان کے فضائل و محاسن

باب ۸

[illegible] حضرت علی کا انتخاب

حضرت علی کو [illegible]

[illegible] حضرت [illegible]

کی [illegible]

[illegible]

حضرت [illegible] شہادت

[illegible]

باب ۹

جنگ [illegible]

[illegible]

جنگ کے [illegible]

عمرو بن العاص اور علوی لشکر

فیصلہ کے لیے ثالثوں کا تقرر

ثالثوں کے فیصلہ پر [illegible]

امیر معاویہ اور حضرت علی پر سب و شتم

[illegible] ستم پر [illegible]

باب ۱۰

حضرت علی کے خلاف بدظنی کے اسباب

بنی امیہ کا پروپیگنڈا

امیر معاویہ پر الزامات کی حقیقت

امیر معاویہ کے فضائل و محاسن

باب ۱۱

یزید کی [illegible] و عدم تدبر

کے [illegible]

حضرت حسین کے متعلق معاویہ کی وصیت

حضرت امام [illegible] کا مطالبہ

حضرت مسلم کے متعلق یزید کا حکم

حضرت مسلم کا [illegible] قتل

باب ۱۲

[illegible] رسول کا سفر

[illegible] کے [illegible]

[illegible] رسالت [illegible]

حضرت امام کے [illegible] سفر

[illegible] حضرت امام

کی تقریر

[illegible]

[illegible]

حضرت امام [illegible]

[illegible]

باب ۱۳

معرکہ شہادت و سعادت

[illegible] کی بے قراریاں

حضرت [illegible] کی محبت

رفقائے امام کا جانبازانہ جوش

[illegible] جنگ کی تیاریاں

باب ۱۴

[illegible]

[illegible] شہادت [illegible]

عبادت و [illegible] کی رات

حرب و ضرب کا آغاز [illegible]

لشکر [illegible] جانبازوں کا

حیرت انگیز مقابلہ

اہل بیت کے [illegible]

حضرت امام پر تیروں کی بارش

باب ۱۵

[illegible] رسالت کے [illegible] کی شہادتیں

حضرت علی اکبر کا سرفروشانہ جہاد

جگر [illegible] ریگزار کربلا میں

شہادت [illegible]

حیرت [illegible]

باب ۱۶

[illegible] رسول اکرم کا جسم اطہر [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] حسین کی [illegible]

[illegible]

حسن حسین کی قیامت خیز تڑپ

[illegible]

[illegible] کی [illegible]

[illegible] خلافت رسالت کا جلوس

[illegible] بازاروں میں

باب ۱۷

قافلہ مظلوم [illegible]

شہادت حسین پر یزید کے آنسو

[illegible] خلافت میں [illegible]

یزید کے طرز عمل پر تنقید و نظر

سانحہ شہادت کبریٰ پر ایک نظر

پڑھنے کے بعد ہی

آپ اس کی خوبیوں کا اندازہ [illegible] اس نمبر [illegible] اس مقدس نمبر کو کس [illegible] کتنا [illegible] سے [illegible] کیلئے، ہر عنوان کے [illegible] ہے، ہر واقعہ کی سند [illegible] بالکل [illegible] صحیح [illegible] حضرت ابوبکر [illegible] معاویہ پر [illegible] تعصب [illegible] قرآن [illegible] ہے۔ مثلاً حضرت [illegible] حضرت عثمان کی [illegible] حضرت امیر [illegible] [illegible] وغیرہ [illegible] ہے کہ مولوی [illegible] آپ کی توجہ [illegible] ہو جائے۔

ٹیلیفون نمبر ۵۵۶۶

تار کا پتہ
میڈیسنز

ماءاللحم خاص الخاص

یونانی دوافروشوں کا بھلا ہو چند بوتلیں چند ٹوٹے پھوٹے مرتبان رکھ کر ہر شخص ماءاللحم سہ آتشہ کا اعلان کرتا ہے کوئی قانون نہیں جو ان کو جھوٹ بولنے سے روک سکے حکیم اجمل خاں مرحوم کا خدا بھلا کرے جنہوں نے

ہندوستانی دواخانہ دہلی

قایم کرکے طب یونانی کی حفاظت کی اور شخصی نفع کی لعنت جو لالچی دوافروشوں کا شیوہ ہو چکی تھی اس سے اس دواخانہ کو پاک رکھا۔ اور ہندوستانی دواخانہ کی پوری آمدنی طبیہ کالج پر صرف کی آج ہم اس مرحوم کے نام لیوا ان کی روح کو شرمندہ نہیں کرتے۔ بلکہ ان کے مقصد کو پورا کر رہے ہیں۔ عرق ماءاللحم کی ہر ایک بوتل اس کی اچھی تصدیق کردے گی۔

جلد منگائیے اور استعمال فرمائیے سردی کا موسم اس کے استعمال کا صحیح وقت ہے

قیمت فی بوتل بارہ خوراک صرف پانچ روپے

ترکیب استعمال روزانہ صبح ۵ تولے عرق ماءاللحم میں ایک تولہ مصری ملا کر پیا کیجیے

ملنے کا پتہ

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

ماں باپ کی محبت تو تھی ہی لیکن شفقت پدری سے کہیں بڑھ کر محبت ہو جائے یہ
یعنی اس پیری میں بڑھاپے کا سہارا تا عمر کا باعث بھی ہے۔ محترم باپ محترم بیٹے کی زبان سے یہ
سن کر ... شکر بجا لاتے ہیں ... یا بنی من امر اللہ
بیٹے امتثال امر ربانی میں تو میرا بہت اچھا معین و مددگار رہے پھر اٹھتے ہیں
پتھر پر تیز کرتے ہیں بیٹے کے ہاتھ پاؤں مضبوطی کے ساتھ باندھتے ہیں اپنی
آنکھوں پہ پٹی باندھتے ہیں اور بسم اللہ کہہ کر چھری بیٹے کے حلق پر پھیر دیتے ہیں
باپ خنجر چلا دیتے ہیں اور جھٹ الگ کھڑے ہو کر اللہ کا شکر ادا کرنے لگتے ہیں
کہ اس نے امتثال امر کی توفیق عطا کی۔

تھوڑی دیر بعد پٹی کھولتے ہیں کہ اکلوتا اور جوان بیٹا ابھی تک ٹھنڈا ہو گیا ہوگا لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ ایک طرف فرزند سر جھکائے خاموش کھڑا ہے دوسری طرف جبرائیل امین کھڑے مسکرا رہے ہیں اور سامنے ایک دنبہ ذبح پڑا ہے حضرت ابراہیم نے جس وقت ذبح کرنے کے لئے تیر اٹھایا ہے آزمائش بندہ محترم پوری ہو چکی تھی اور جبرائیل امین کو حکم ہو چکا تھا کہ وہ جنت عدن میں پہنچ کر حضرت اسمٰعیل کو نیچے سے کھینچ لیں اور اس کے بجائے دنبہ رکھ دیں۔

یہ تھی ابراہیم کی شان اسلام! نمرود سے ٹکرانے کا حکم ہوا ٹکرا گئے۔ آگ میں گرنے کا حکم ہوا گر گئے۔ زن و فرزند کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آنے کا حکم ہوا چھوڑ آئے اکلوتے جوان بیٹے کی قربانی طلب ہوئی دے دی اور دنیا پر واضح کر دیا کہ اسلام یہی ہے اور مسلمان کی شان یہی ہونی چاہیئے کہ ہر حکم پر نتائج سے بے پرواہ ہو کر سر جھکا دے اسی قربانی کی یادگار کے طور پر ہر سال حج میں بھی قربانیاں کی جاتی ہیں اور مسلمان بھی عید الضحیٰ کے موقع پر طول و عرض عالم میں قربانیاں کرتے ہیں ...

برادران اسلام! آئین الٰہی یہی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے بندوں کی آزمائش کیا کرتا ہے اور جو جتنا زیادہ محترم و معزز ہوتا ہے اس سے اتنی ہی بڑی قربانی لی جاتی ہے آزمائشوں کے وقت تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سیلاب بلا ہے جو امنڈا چلا آرہا ہے ایک تاریک و طویل رات ہے جو نا آشنائے سحر ہے ایک مصیبت ہے بے پناہ ایک بحران ہے دائمی ایک آفت ہے جو تمام سلسلۂ آرزو و ارمان کو ختم کئے دیتی ہے اور نامرادی کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن جو بندے صبر و ضبط سے کام لیتے ہیں اور ہجوم مصائب میں مستقل رہتے ہیں وہ کامیاب ہو کر عطایائے ربانی کے مستحق ہو جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم کے سامنے نمرود ہے مارنے آگ میں جھونکے جانے اور ہاجرہ و اسمٰعیل کو میدان میں چھوڑ دینے کے وقت ظاہری بربادی و حقیقی تباہی کے سوا اور کیا نظر آرہا تھا جس وقت بیٹے کے حلق پہ خنجر رکھا ہے اس وقت زندگی کے تمام حاصل ... کے قطع کے سوا حضرت ابراہیم کو کیا نظر آرہا تھا ہر طرف اندھیرا ہی تاریکی مسلط تھی۔

لیکن تھوڑی دیر کے بعد دیکھا تو افق ... دنیا روشن تھی گلشن تمنا نے بہار ... شگفتہ تھا اور مستقبل منور جو نرگل اس وقت قائم تھا وہ آفتاب بن کر نکلا اور انعام و عطایا کی برکات کا نزول شروع ہوا۔ ایک بیٹے کو صرف راہ حق میں قربان کرنے چلے تھے اور اس ایک کے بعد نہیں اس ایک کے ساتھ دو بہتر و بہتر صد ہزار مایہ فرزندان گرامی پائے گیا کچھ بھی نہیں اور پایا سب کچھ گیا وبشر الصابرين الذين اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون اللہ کے لئے مخلصانہ قربانیوں کے کرنے والوں کو

انعامات الٰہیہ کی بنائیں اسی طرح پڑتی رہی ہیں جب حضرت ایوب کی آزمائش ہوئی تو دولت و ثروت گھر بار اہل و عیال میں سے کیا باقی رہ گیا تھا ایک جسم نزار باقی تھا وہ بھی کوڑھ کے کیڑوں سے پامال سا ہو گیا۔ مگر پھر ایک ایک ضیاع کے بدلے ہزار ہزار انعامات ملے اور ہزار ہزار برکات!

پھر عزیزان قوم! اپنے آقا و مولا کو دیکھو کہ میں عنوان حیات کس درجہ ... تھا جدھر جاتے ہیں گالیاں پڑتی ہیں جہاں پہنچتے ہیں اذیتیں پاتے ہیں ... کرتے ہیں پتھر برستے ہیں مسخرہ ہیں استہزا ہیں۔ اذیتیں ہیں قتل کی سازشیں ہیں دشمنوں کی یلغاریں ہیں ایک غمخوار بیوی تھیں وہ بھی داغ مفارقت دے گئیں کوئی بھی تھا جس پہ روشنی نظر آتی تھی مگر جوں ہی ہوتی آندھی اتری ہے تو جباران قریش کے سر فخر ہیں لاکھوں جاں نثار جلو میں ہیں ... گھر میں میں عرب کی فرمانروائی کا تاج سر پر ہے ... شب ... جانے والے فاقہ کش مسلمان حکمرانی کر رہے ہیں۔

کہئے سچ ہے یا نہیں کہ اس کی بارگاہ میں گوشت پوست نہیں نیت پہنچتی ہے تقویٰ پہنچتا ہے عمل کی روح پہنچی حضرت اسمٰعیل بچ گئے اور حضرت ابراہیم کی نیت قبول ہو گئی خدا کے لئے جو کوئی قربانی کرتا ہے قربانی کی نیت ہی ... ہے اور نیت تقویٰ پہنچ جاتا ہے مگر خدارا اپنے دلوں کو ٹٹولئے اپنی نیتوں کا جائزہ لیجئے قربانی کے وقت کتنوں کے سامنے اسوۂ ابراہیمی ہوتا ہے کتنے محض اللہ کے لئے مخلصانہ قربانی کرتے ہیں اور کتنے قلوب میں اس وقت ریا کھلا ہوتا ہے اور کتنے اپنے تمول و امارت کی نمائش دنیوی فخر اور گھر کی رونق کے لئے قربانیاں کرتے ہیں جانوروں کو سجا اور سنوار کر نکالتے ہیں اور قربانیوں کو تو جانے دیجئے اگر یہی قربانیاں خلوص نیت سے اللہ کے لئے کی جائیں تو سال بھر تک قربانی کرنے والے برکات الٰہیہ کے مورد بنے رہیں۔ کاش مسلمان سوچیں اور قربانی اور قربانی کے اس فلسفے سے سبق لیں۔

خطبہ ثانیہ

الحمد للہ حمداً کثیراً والصلوٰۃ والسلام علی نبیه وعلی آله واصحابه کثیراً کثیرا اور درود و سلام بھیجو حضور سرور کائنات فخر موجودات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے مبعوث ہو کر پہلی قربانی اور قربانی کے فلسفے سے روشناس کیا خود قربانیاں کیں اور قربانیوں کے نتائج حسنہ کے زندہ پیکر بن کر ہمارے سامنے آئے۔ درود و سلام بھیجو ام المومنین بی بی خدیجہ پر کہ انھوں نے ہمارے سرکار کے لئے اور اسلام کے لئے بلیغ ... قربانیاں کیں اور اپنا دین و دولت زر و مال اور عیش و آرام سب اللہ کی راہ میں قربان کر دیا اور تین برس تک مسلسل فاقہ کشی اور مصائب قید برداشت کئے۔

درود و سلام بھیجو حضرت امام حسین پر جنہوں نے میدان کربلا میں قربانی کے وہ شاندار اور فقید المثال مظاہر پیش کئے جن کی تجلیات سے ان کے نانا کی امت کے قلوب قیامت تک روشن اور اعدا کی آنکھیں حشر تک خیرہ رہیں گی انھوں نے سامنے اپنے بھائی بیٹے بھتیجے اور اعوان و انصار کو قربان کرایا اور آخر تمام مراحل طے کر کے خود بھی رضیات الٰہیہ پر قربان ہو گئے اور درود و سلام بھیجو اولیاء کرام و اصحاب و اولیاء اور رسول پر جن کی پوری زندگیاں تسلیم و رضا اور قربانی و ایثار کے بہترین و موثر نمونے ہمارے سامنے ہمارے اتباع کے لئے پیش کر گئیں اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر ولله الحمد اللہ تعالیٰ جل جلالہ ...

مولوی دہلی

جو ہر اسلامی مہینے کی بارہ تاریخ کو حمیدیہ پریس کوچہ چیلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

جلد ۲۲ — بابت ماہ ذوالحجہ سنہ ۱۳۵۱ ہجری — نمبر ۹

خطبہ

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ اما بعد قال اللہ تعالیٰ و نادیناہ ان یا ابراہیم قد صدقت الرؤیا وقال تعالیٰ لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها ولکن یناله التقوی منکم

برادران ملت! پورے ایک سال کے بعد وہ ساعت سعید پھر آئی جبکہ ہم سب کھڑے ہو کر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے جلیل القدر بیٹے اور فرزند حضرت اسمٰعیل کی عدیم المثال قربانیوں کی یادگار تازہ کرینگے اس تذکرہ یاد میں نہ صرف فرزندان توحید بلکہ مسیح سکوں کے لئے صد ہزار درس ہائے عبرت و موعظت پنہاں ہیں جانتے ہو کہ سیدنا ابراہیم کون تھے اور اللہ تعالیٰ نے کیوں انکی یادگار کو ابدیت کا جامہ پہنایا وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے عناصر پرستوں سے پکار کر کہدیا تھا کہ اے قوم جن چیزوں کو تم اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو اور اللہ کا شریک کیے ہو میں ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور انکی نجاستوں سے خود کو پاک کرتا ہوں اور میں ہر سمت سے اپنا رخ پھیر کر اسی کی طرف کرتا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور ہر طرف سے ہٹ کر ایک ہی طرف آتا ہوں اور مشرکوں سے علیحدگی کا اعلان کلیۃً کرتا ہوں۔ چونکہ انھوں نے سب کچھ چھوڑ کر اپنا رشتہ صرف اللہ ہی سے وابستہ کر لیا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں نوازا اور ان کی یادگار کو بقائے دوام کی صورت عطا کی۔

حج کس کی یادگار ہے؟ ابراہیم کی! قربانی کس کی یادگار ہے ابراہیم کی! مناسک حج کس کی یادگار ہیں ابراہیم کی۔ حجاز و عرب میں کس کی نسل پھیلی ہوئی ہے ابراہیم کی!

عزیزان ملت! آج سے چار ہزار سال پیشتر حضرت ابراہیم خواب میں دیکھتے ہیں کہ معشوق حقیقی کی طرف سے حکم دیا جا رہا ہے کہ ہماری راہ میں اپنی محبوب ترین متاع قربان کرو صاحب دل نبی تھے خیال کیا یہ محض خواب ہے حقیقت ہوتی تو بیداری میں حکم صادر ہو جاتا لیکن جب تین روز تک پیہم یہی خواب دیکھتے ہیں تو تاب نہیں رہتی اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ میری محبوب ترین متاع دنیوی کیا ہے؟ اکلوتے بیٹے سے زیادہ محبوب ترین شئے سمجھ میں نہیں آتی بڑھاپے کی آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد بڑھاپے میں کہیں جا کر آغوش میں مسکراتا ہوا چہرہ نظر آتا ہے۔ ابھی زبان بھی نہیں کھلنے پائی پاؤں بھی چلنے کے قابل نہیں ہوتا اس کی شگفتگیوں کی پوری بہار بھی نہیں دیکھنے پاتے کہ ان ماں بیٹوں کو وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آنے کا حکم ہوتا ہے سوچئے تو غور تو کیجئے کہ اس علم

پر جناب کے قلب مبارک پر کیا گذری ہوگی لیکن حکم تھا حکم! اللہ والے جانتے ہی نہ تھے مسلم کے معنی ہی یہ ہیں کہ ہر حکم پر بے چون و چرا سر جھکا دیا جائے جھکا دیا اور بیوی اور بچے اور جوان بیوی کو لیکر چل دئے۔

صاحبو دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے اور پھر سنئے کہ ایک بے آب و گیاہ میدان میں پہنچتے ہیں جہاں دور دور تک نہ سایہ ہے اور نہ سبزہ نہ درخت ہے اور نہ چشمہ وہاں دونوں کو چھوڑ کر چلنے لگتے ہیں محبوب بیوی دامن پکڑ لیتی ہے اور یکسانہ لہجہ میں کہتی ہے آپ اس بے آب و گیاہ میدان میں کیوں چھوڑے جاتے ہیں ہم یہاں کیا کر ینگے کس طرح جئیں گے کلیجہ منہ کو آ رہا تھا سانس گلے میں آ آ کر رک جاتا تھا دل سینہ میں پھڑک رہا تھا جواب کیا دیتے اور دینا بھی چاہتے تو نہ دے سکتے تھے ساکت و صامت کھڑے تھے آواز ہی منہ سے نہ نکلتی تھی۔ آخر حضرت ہاجرہ نے خود ہی کہا کہ آپ جب چپ ہیں کیا اللہ کا حکم ہے فرمایا ہاں میرے رب ہی نے حکم دیا ہے یہ جواب گویا مرہم زخم جگر بن گیا اور اس پاک باطن اور خدا دوست خاتون نے کہا تو لن یضیعنا بہتر تو وہ ہمیں ضائع نہ کریگا اور وہی ہماری حفاظت کریگا یہ کہا اور رضا مندانہ و متوکلانہ اپنی جگہ آ بیٹھیں۔

کون باپ یہ کر سکتا ہے کہ وہ زن و فرزند کو اس بیکسی میں مرنے کے لئے چھوڑ دے لیکن حضرت ابراہیم فرمانبردار تھے اس لئے تعمیل امر بھی ضروری تھی پھر بشر تھے، الفت شوہری اور شفقت پدری سے وقت رخصت دل ڈوبنے لگا آنکھیں نم ہو گئیں اور کھڑے ہو کر مضطربانہ یہ دعا مانگنے لگے ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون بار الٰہا میں نے اپنی اولاد کو اس بے آب و گیاہ میدان میں آباد کیا ہے تیرے گھر کے قریب میں بسایا ہے تاکہ یہ تیری نماز پڑھتے رہیں الٰہ العالمین تو لوگوں کے قلوب کو اس طرف پھیر انھیں روزی پہنچا پھل اور میوے پیدا کر تاکہ وہ تیرا شکر ادا کریں یہ کہا حضرت ابراہیم سینہ پر پتھر رکھے ہوئے واپس چلے گئے مگر دل سے نکلی ہوئی دعا قبول ہو چکی تھی یہاں تک قربانی کے ثمرے میں صحرا بیں چشمہ کو ثر جاری ہوا کعبہ شریف بن گیا مکہ آباد ہو گیا حضرت اسمٰعیل پل بڑھ کر جوان ہو گئے جوان ہونے تو باپ نے خواب میں دیکھا اور قربانی کے لئے تیز چھرا ایک رسی ہاتھ میں لیکر پہاڑ کے دامن میں جا پہنچے۔

برادران ملت! باپ بیٹے کا کا جوش فرمانبرداری ملاحظہ فرمائیے کہ بیٹا کہتا ہے ابا جان اچھا آنکھوں پر پٹی باندھ لیجئے اور میرے ہاتھ پاؤں مضبوط کر باندھ دیجئے

تھے۔ مسلمان [illegible] سے محروم ہونے کا قلق تھا
کہ دل بد [illegible] ہی کبھی
یہ سمجھتے کہ [illegible] مغربی تہذیب کا اثر
ان نئے نئے [illegible] ہے انھیں اپنی تہذیب سے محروم کر رہے
ہیں علامہ مرحوم کی ہر تحریر میں اس بات کا رونا ہوتا تھا کہ مسلمانوں کی معاشرت
رساں تہذیب [illegible] ہم اپنی تہذیب ہی کو نہیں بلکہ فی الحقیقت اپنی
قومی ہستی کو فنا کر رہے ہیں [illegible] مغرب ایک کتاب انھوں نے اسی مسئلہ
پر تصنیف کی تھی ان کی دلی تمنا یہ تھی کہ قوم کی بچیاں تعلیم سے ہرگز محروم نہ
رہیں [illegible] نعمتیں ہیں اور مہذب کہلانے کے بغیر صحت کبھی درست
نہیں رہ سکتی انھیں بالعقل کافی علم لیکن یہ تعلیم اور یہ [illegible] ہمارے اپنے
طرز پر ہو وہ چاہتے تھے کہ [illegible] کے لیے صرف ملتفت صحبت کا ایک مدتی
زیادہ دینگا ذریعہ بنکر نہ رہ جائیں بلکہ حقیقی معنوں میں ان کی زندگی کی شریک
ان کے گھروں کی رونق ان کی آمدنی کی محافظ ان کے بچوں کی ماں اور مربی
ہیں ان [illegible] فنا کر دینے والی تنگ اور مہذب بیویاں نہ بنا دیں انھیں
مغربی عورت کی یہ ادا کہ وہ ایک خوبصورت تتلی بنکر رہ گئی ہے جس کا کوئی
مقصد حیات نہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی تھی وہ ہندوستانی اور بالخصوص مسلمان
عورت کو ایک محنت کش اور مصروف کار شہد کی مکھی دیکھنا چاہتے تھے جو
کلی کلی رس لینے کے ساتھ اپنے لئے فراہمی معاش اور تعمیر مکان میں مصروف
رہتی ہے۔

اس خیال سے کہ ہندوستانی گھروں میں بعض عورتوں کے ساتھ انتہائی
بے رحمانہ رفتار کی جاتی ہے [illegible] دن رات خاوندوں کی خدمت واطاعت کرنے
کے باوجود بعض بیکس اور مظلوم عورتوں کا گالیاں کھانا اور پٹنا کوئی بہت
غیر معمولی باتیں نہیں ہیں علامہ مرحوم کا دل ہل جاتا تھا اور روح لرز جاتی
تھی وہ دل سے چاہتے تھے کہ ان بدبختوں کو کسی طرح ظالموں کے پنجوں سے نجات
ملے لیکن اس قدر دل دکھنے کے باوجود انھیں نجات کا یہ غلط راستہ ہرگز
پسند نہ تھا جو مغربی تہذیب ہماری عورتوں کو دکھا رہی ہے وہ عورتوں کی آزادی
کا مطلب یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ آوارہ گرد اور بے سری ہو جائیں بلکہ یہ کہ
ایک انسان ہونے کی حیثیت سے جو حقوق ان کو حاصل ہیں وہ پامال نہ ہوں اور وہ
سوسائٹی یا سماج میں انگشت نما ہونے کی بجائے سماج کے لئے باعث افتخار
ہوں [illegible] ہرگز یہ بات پسند نہیں کرتے تھے کہ خاوند ایک باسلیقہ
خدمتگار کی طرح بیوی کے جوتوں کے تسمے کھولا کریں لیکن وہ یہ ضرور چاہتے
تھے کہ شوہر بھی بیوی کو اپنی کنیز اور لونڈی خادمہ تصور کرنے کے بجائے اپنے گھر
کی ملکہ [illegible]

نجات کے مسئلہ [illegible] سے یہ غیر اسلامی دستور [illegible] چکا ہے
[illegible] کوئی حصہ نہیں [illegible] تعلیمات اسلامی
کے بالکل خلاف [illegible] علامہ راشد الخیری نے مسلمانان پنجاب کا ان حق تلفی
کی جانب توجہ دلائی [illegible] کوشش اور بہت کچھ دوڑ دھوپ کے بعد
[illegible] کے مسلمانوں [illegible] اس [illegible] زیادہ
[illegible]

ٹلانا چاہتا ہے اس سے انھیں محروم نہ رکھیں علامہ مرحوم کی یہ ایسی بات
ہے جس کے لئے انھیں پنجاب کی بیٹیاں [illegible] دعا دیا کریں گی۔

علامہ راشد الخیری ۱۸۶۸ء میں پیدا ہوئے آپ شمس العلماء مولانا نذیر احمد
صاحب کے بھتیجے تھے مروجہ فارسی اور عربی تعلیم کے علاوہ آپ نے
انگریزی کی بھی تعلیم حاصل کی اور زندگی کے ابتدائی دور میں ایک انگریزی دفتر
سے سلسلہ ملازمت ان کا تعلق بھی ہو چکا ہے لیکن ایک جمیل ادیب ایک
سچا شاعر اور ایک ہمدرد دینی قوم کا خیرخواہ دفتروں کے رجسٹر بھرنے اور صبح سے
شام تک آنے پائیوں کی رقمیں جمع کرنے سے کس طرح مطمئن ہو سکتا تھا
علامہ مرحوم کا دل بہت جلد اس ملازمت سے اکتا گیا اور انھوں نے
مخزن دہلی کے وسیلے سے اپنے خیالات اور اپنے جذبات اہل ملک تک
پہنچانے شروع کئے چند ہی روز میں ان کی پر درد تحریروں نے فضائے
علم و ادب میں ایک آگ سی لگا دی اب ان کے لئے ایک صاف اور ہموار
میدان مہیا ہو گیا کہ بطور خود کوئی اخبار یا رسالہ جاری کر کے اپنے خیالات کو
لوگوں تک پہنچائیں آپ نے ۱۹۰۸ء میں رسالہ "عصمت" جاری کیا جو پہلے
ہی دن سے مقبول عوام ہو گیا اور آج تک کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے "تمدن"
نامی ایک رسالہ آپ نے مردوں کے لئے بھی دہلی سے جاری کیا تھا لیکن وہ جاری
نہ رہ سکا اور چند روز بعد بند ہو گیا اس دوران میں آپ کی تصانیف کا سلسلہ
بھی برابر جاری رہا اور آپ نے کم و بیش ساٹھ کتابیں جن میں سے ہر ایک بجائے
خود ایک جوہر پارہ ادب ہے تصنیف کیں آپ کی تصانیف میں سے "صبح زندگی"
"شام زندگی" "منازل السائرہ" "سیدہ کا لال" اور "نوبت پنج روزہ" اس
قدر مقبول ہوئیں کہ اردو پڑھنے والے گھروں میں سے شاید ہی کوئی گھر ان سے
خالی ہو علامہ راشد الخیری کی تصانیف کی مقبولیت کا کچھ تھوڑا سا اندازہ
اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ کی بعض بعض کتابوں کے دس دس اور بلکہ شاید
پندرہ پندرہ ایڈیشن ان کی حیات ہی میں چھپ چکے تھے۔

"عصمت" کے اجرا کے کچھ عرصہ بعد علامہ مرحوم نے ایک رسالہ "بنات"
چھوٹی بچیوں کے لئے نکالا اور یہ بھی "عصمت" ہی کی طرح بہت جلد مشہور
اور مقبول ہو گیا جس وقت تک "عصمت" کا انتظام علامہ کے اپنے ہاتھ
میں تھا اس وقت تک اکثر ایسا ہوتا تھا کہ اس کی اشاعت کے متعلق کوئی
خاص پابندی ملحوظ نہ رکھی جاتی تھی اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ایک ادیب ایک
شاعر اور ایک دنیائے تخیل کے فرماں روا سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ
اپنے رسالہ کے تجارتی پہلو کا بھی کافی خیال رکھ سکیگا لیکن جب یہ انتظام
آپ کے فرزند اکبر جناب رازق الخیری کے ہاتھ میں آیا اس وقت سے "عصمت"
اور "بنات" دونوں نہایت پابندی وقت کے ساتھ نکل رہے ہیں اور ان کے
علاوہ زنانہ صنعت کے متعلق ایک رسالہ "جوہر نسواں" اور جاری کر دیا گیا

علامہ راشد الخیری کی چند خصوصیات تھیں وہ ہندوستان کی تہذیب
قدیم کا ایک نہایت سچا اور صحیح نمونہ تھے۔ کسر نفسی، وضعداری اور شرافت
ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی جس سے ان کے جتنے تعلقات ہو گئے وہ آخر
دم تک قائم رہے اور یہی وجہ ہے کہ ان کے نام دوست ان کے لئے آج آٹھ آٹھ
آنسو رو رہے ہیں حقیقت یہ ہے کہ علامہ مرحوم دہلی کی مٹتی ہوئی تہذیب

آہ! علامہ راشد الخیری

[illegible]

[illegible] انگلیاں کانپ رہی ہیں، انگلیاں قابو میں نہیں ہیں، زبان قلم جواب دے رہی ہے ہوش و حواس کا ٹھکانا نہیں [illegible] کس طرح اس [illegible] علامہ [illegible] ملک کے مشہور ترین مصنف و ادیب اور میرے محترم [illegible] بزرگ علامہ راشد الخیری کے انتقال پر ملال کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ مرحوم مولانا عارف ہسوی کی مجلس عزا ابھی برخاست نہیں ہوئی تھی اور یہ بدنصیب ابھی [illegible] کے غم میں مصروف تو [illegible] کہ ایک عارف مرحوم [illegible] کی ایک ایسی جگہ خالی ہو گئی کہ جس کا پر ہونا ناممکنات سے ہے۔

[illegible] کی بیسویں صبح کو اگر صبح قیامت کہا جائے تو اس لحاظ سے ہرگز ناموزوں نہ ہوگا کہ اس صبح کو ہندوستان بھر میں علامہ راشد الخیری کی وفات سے کہرام مچ گیا۔ ملک کے طول و عرض میں ڈھونڈے سے بھی کوئی ایسا گھر نہیں مل سکتا جہاں علامہ موصوف کا ماتم نہ کیا گیا ہو۔ اور جہاں بڑی بوڑھیوں، جوان عورتوں اور چھوٹی بچیوں نے انتہائی رنج و غم کی حالت میں ان کی موت پر آنسو نہ بہائے ہوں۔ ہاں! راشد الخیری ملک اور قوم کو اسی قدر عزیز تھا۔ بڑی بوڑھیاں روتی ہیں کہ اب ہمارے حقوق مردوں سے کون دلائے گا، جوان عورتوں کو غم ہے کہ ہمیں دنیا میں صحیح طریقے پر زندگی بسر کرنے کا راستہ کون بتائیگا، بچیاں سر پیٹ رہی ہیں کہ ہمیں اب اچھی اچھی پیاری پیاری کہانیاں کون سنائیگا!

اور یہ اظہار غم والم اور یہ علامہ کا ماتم فرقہ اناث ہی تک محدود نہیں ہے۔ مرد بھی شدت گریہ سے بیتاب ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ ہماری عورتوں کی اصلاح کر کے اب ہمارے گھروں کو رشک جنت کون بنائیگا۔ مصنف رو رہے ہیں کہ [illegible] "شام زندگی" اور "صبح زندگی" کی پر درد داستان سنانے والا اٹھ گیا۔ ادیبوں میں شور برپا ہے کہ آج تصویر غم کو حسین اور دلکش بنانے والا اٹھ گیا، اور میں؛ میں اس غم میں اشکبار ہوں کہ اب سچے سوز و گداز سے میرے دل کو تڑپانے والا اور فرصت کے اوقات میں اپنی بنائی ہوئی [illegible] کی تصویریں دکھا کر مجھے گھنٹوں رلانے والا اٹھ گیا! [illegible] اس لئے رو رہا ہوں کہ اب مجھ پر [illegible] شفقت [illegible] میری غلطیوں پر مجھے ٹوکنے اور میری فلاح و بہبود کی تدبیریں مجھے بتانے والا اٹھ گیا۔ علامہ راشد الخیری بوڑھوں میں بوڑھے، جوانوں میں جوان، اور بچوں میں بچے [illegible] جس صحبت میں بیٹھ گئے اسی کے مطابق ڈھل گئے۔ انہوں نے زندگی کا مفہوم [illegible] سمجھا تھا اور حق یہ ہے کہ جب تک زندہ رہے صحیح معنوں میں زندہ رہے۔ [illegible] ادب اور دنیائے علم نے جہاں آپ کو "مصور غم" کا خطاب دیا تھا اور جن کی [illegible] نے لاکھوں انسانوں کے دلوں کو گداز کر کے آنکھوں سے آنسو جاری کر دیئے [illegible] کے متعلق آپ یہ معلوم کر کے حیرت میں رہ جائیں گے کہ وہ خود بہت زندہ دل [illegible] مزاج بزرگ تھے اگرچہ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا [illegible]

[illegible] ان کی [illegible] طبیعت [illegible] غلط ہو جانے کے [illegible] بڑی بڑی تکلیفوں کا [illegible] انسان اکثر دوسروں کے [illegible] سے بے چین ہو کر اشکبار ہو جاتا [illegible] فرقہ اناث کا ہمدرد بنایا اور دنیا نے دیکھ لیا کہ مرحوم نے اپنی ساری زندگی اس کمزور فرقے کی حمایت میں صرف کر دی۔

علامہ راشد الخیری نے حمایت نسواں کی صدا اس زمانہ میں بلند کی تھی کہ جب اس کے سننے والے ملک میں بہت ہی کم تھے اور جبکہ [illegible] ایک ناخوشگوار [illegible] محسوس کی گئی [illegible] لوگوں نے اعتراضات بھی کئے، خاک بھی اڑائی اور جہاں تک ان کا بس چل سکا علامہ کی درد انگیز تحریروں کی طرف توجہ بھی نہ کی لیکن اس بلند ہمت انسان نے ہمت نہ ہاری اور یہی کیا:

"نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی"

اپنی آواز کو بلند تر اور اپنی نوا کو تلخ تر کر دیا۔ ملک میں بہرحال انسان ہی بستے تھے اور رسم و رواج نے انھیں عورتوں کی طرف سے خواہ کتنا ہی سنگدل بنا دیا ہو لیکن ان کے سینوں میں پتھر کے دل نہ تھے۔ [illegible] نغمہ [illegible] لگا۔ علامہ کی پرزور اور پر درد تحریروں نے لوگوں کے دل ہلا کر چھوڑ دئے اور ہندوستان کے اس سرے سے اس سرے تک ہمدردی نسواں کی ایک ہلکی سی ہی سہی لیکن حرکت پیدا کر دی [illegible] اس "بے زبان مخلوق" کو بھی لوگوں نے اولاد آدم اور اپنی ہی جیسی ہستیاں سمجھنا شروع کر دیا۔ وہی بیویاں اور وہی بیٹیاں جنہیں اس سے پہلے بھیڑ بکری خیال کیا جاتا تھا اب "زندگی کی شریک" اور "[illegible]" معلوم ہونے لگیں اور مردوں کی ایک اچھی خاصی تعداد ایسی پیدا ہو گئی جنہیں فرقہ نسواں سے ہمدردی تھی اور جنہیں ان کی مظلومی اور بیچارگی کا احساس تھا۔

لیکن عورتوں کو ان کے حقوق دلانے اور تعلیم و تربیت کے ذریعہ سے ان کی حالت کو بہتر بنانے سے علامہ مرحوم کا یہ منشا ہرگز نہ تھا کہ عورتیں آزاد ہو کر شتر بے مہار [illegible] ہو جائیں [illegible] تقلید مغرب سے انہیں سخت نفرت تھی جتنا ان عورتوں کے [illegible] جو چار دیواری کے اندر مقید [illegible] مردوں کے جبر و ظلم پر قربان کر دیتی ہیں اسی قدر انہیں ان [illegible] تعلیم یافتہ [illegible] بااخلاق [illegible] خواتین کے [illegible] جنہوں نے مغربی تہذیب کے چمکتے ہوئے پیتل کو غلطی سے سونا سمجھ لیا ہے [illegible] ہیں کہ اپنے دین و مذہب، اپنے رسم و رواج، اپنے تمدن و تہذیب حتی کہ اپنی فطرتی شرم و حیا کو بھی خیر باد کہہ [illegible] دوسری [illegible] نسبت زیادہ مہذب [illegible] حقیقت یہ ہے [illegible] علامہ مرحوم کو انتہائی [illegible]

[illegible]

[illegible] مسلم لیگ کے سکرٹری صاحب
سر محمد یعقوب نے فرمایا کہ جو دستور [illegible] ہے اس لئے
لوگوں [illegible] کی خاطر اس قانون کا بانی [illegible] مزدوری ہے
سمجھ میں نہیں آتا کہ سر یعقوب اس وقت ہندوستان میں تشریف رکھتے تھے یا
علاقہ [illegible] جب آپ نے فرمایا۔ سر یعقوب کو یہ
تو ضرور ہی معلوم ہوگا کہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں ہمیشہ مذہب
کی کار فرمائی رہی ہے اور جہاں کے باشندوں کے دلوں سے تہذیب مغرب کی
انتہائی کوشش کے باوجود بھی ہزاروں برس سے مذہب کی عظمت نہیں نکل سکی۔ سر
یعقوب اس سے بھی ناواقف نہ ہوں گے کہ ہندوستان کا کوئی مذہب بھی کمیونزم
کو اپنے آغوش میں لینے کے لئے تیار نہیں ورنہ شاید وہ آج تک یہاں کبھی کا پھیل چکا
ہوتا ایسی صورت میں ہندوستان میں رہ کر کمیونزم کے خوف سے سوتے سے چونک
پڑنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے مگر فی الحقیقت کچھ اس قسم کا اندیشہ موجود
ہیں تو کیا صحیح طریقہ علاج یہی ہے کہ اگر کسی کو زکام کی وجہ سے چھینکیں آرہی ہیں
تو اس کی ناک ہی کو ضد سے پکڑ کر بند کر دی جائے؟ کیا زیادہ صحیح اور بالکل بے ضرر طریقہ
علاج نہ ہوگا کہ ان اسباب کی تحقیق کی جائے جو لوگوں کو کمیونزم جیسا مسلک اختیار
کرنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور پھر ان اسباب کی بیخ کنی کے ذرائع تلاش کئے جائیں؟
کیا سر یعقوب اس سے واقف ہیں کہ ہندوستان کی تین چوتھائی آبادی بھوکا مر رہا
ہے اور وہ اگر کبھی کمیونسٹ بنے تو صرف اس بنا پر نہیں کہ مرا کیا نہ کرتا۔

محروم قوانین علاقے

نئے دستور کے مطابق ہندوستان کے بہت سے
چھوٹے چھوٹے اور بعض بعض بڑے اہم علاقے دستوری
قانون کی برکات سے محروم رہیں گے ان لوگوں کی محرومی کا باعث یہ بتلایا جاتا ہے کہ
وہ ابھی تک کافی تہذیب یافتہ نہیں ہیں۔ بالفاظ دیگر اس کے یہی معنی تو ہوئے کہ قانون
و ضابطہ کی ضرورت صرف مہذب قوموں یا تہذیب یافتہ جماعتوں کے لئے ہوتی ہے
غیر مہذب اور ترقی نا یافتہ جماعتیں تو خود ہی فطرت کے سکھائے ہوئے قوانین
پر عمل کر کے اپنی زندگیاں صحیح اور کامیاب طریقوں پر بسر کر لیتی ہیں اور انہیں ضابطہ
و قانون کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تہذیب کے متعلق جدید ترین انکشاف غالباً
یہی ہے۔ اس سے پیشتر تو انگریزی زبان میں "بے قانون" ان لوگوں کو
کہا جاتا تھا جنہیں ہم اپنی زبان میں جرائم پیشہ کہا کرتے ہیں۔ اگر بے قانون یا محروم
قانون ہونا اتنی ہی [illegible] ہے تو کیوں یہ بلا ان چند بدقسمت صوبوں کے سر ڈالی
جا رہی ہے جن کا بڑے سے بڑا گناہ صرف یہ ہے کہ ننگے بھوکے رہ کر اپنی زندگی
جنگلوں میں گذارا کرتے ہیں اور اتنی استطاعت نہیں رکھتے کہ یورپ کے بنے ہوئے
زرق برق لباس سے اپنے جسم کو ڈھکیں یا یورپ کی چمکدار اور خوبصورت چیزوں
سے گھروں کی آرائش کر سکیں۔ کیا لوگوں کو ضابطہ اور قانون سکھانے کی
بجائے یہی [illegible] ہے کہ انہیں "بے قانون" یا "محروم قانون" بنا دیا جائے۔

ہز ہائینس کیا فرماتے ہیں

حال میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کا جو جلسہ
جلسہ کس بنا پر ملتوی کیا گیا ہے اس کی مجلس
عاملہ کا جلسہ [illegible] کی صدارت سر آغا خاں نے فرمائی تھی بحیثیت صدر
جو خطبہ ارشاد فرمایا ہے اس کے پڑھنے سے [illegible] اگرچہ مسلم کانفرنس کے
جلسے [illegible] ہز ہائینس کی زبان سے اس قسم کی باتیں کیسی [illegible] حیثیت

ہے۔ چونکہ اس خطبہ میں نہایت صحیح خیالات کا اظہار کیا گیا ہے اگر اس پر
عمل ہو گا اس خطبہ میں جو پیش کیا گیا ہے مسلمانوں کا یا آل مسلم کانفرنس کا عمل
پھر ہندوستان کی ترقی اور خوشحالی کا زمانہ کچھ زیادہ دور نہیں ہے اس خطبہ
پر تبصرہ کرنے کے ضمن میں مسٹر مشیر حسین قدوائی نے جن خیالات کا اظہار کیا
ہے وہ بہت ہی معقولیت پر مبنی ہیں اور ہمارے خیال میں مسلم کانفرنس
کو ان کے مطابق عمل کرنے میں ذرا سا بھی پس و پیش نہ ہونا چاہئے۔
مسٹر مشیر حسین قدوائی کی تجویز یہ ہے کہ اگر فی الحقیقت ہز ہائینس آغا خان
صاحب واقعی مسلم کانفرنس سے وہ سب کام کرانا چاہتے ہیں جن کا ذکر ہز ہائینس کے
خطبے میں ہے تو بہترین صورت یہ ہوگی کہ مسلمان سیاسیات سے متعلق اپنے
تمام کام مسٹر جناح اور مسلم لیگ کے سپرد کر دیں۔ مسٹر جناح پر مسلمانوں کے ہر طبقے
کو اچھی طرح اعتماد اور بھروسا ہے۔ مسٹر جناح بھولا بھائی ڈیسائی سے مشورہ کر کے ایک
پروگرام بنا لیں اور بہتر سے بہترین طریق پر مسلمانوں کے سیاسی مسائل کو طے
کر دیں پسماندہ اور غریب جماعتوں کی بہبود کے کام کے لئے سب سے اچھا طریق کار
یہ ہوگا کہ مہاتما گاندھی کے ساتھ اشتراک عمل کیا جائے اور مشترکہ طور پر ہندو
مسلمانوں کی پسماندہ جماعتوں کی بہبودی کے ذرائع تجویز کئے جائیں۔ مسٹر قدوائی
کی رائے ہے کہ اگر مولانا شوکت علی صاحب بھی اس پروگرام میں کچھ کام لینا
ضروری ہو تو ان کے سپرد یہ خدمت کی جائے کہ وہ کسی جگہ بھی ہندو مسلم
فسادات ہونے نہ دیں۔

کوشش اتحاد

جنگ، خونریزی اور نفاق انسان کی طبعی خصلتیں نہیں ہیں
اور ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ آدمی ہمیشہ دوسروں سے لڑتا
ہی رہے بدقسمتی سے بعض ارباب غرض کی کوششوں نے دو سال کچھ عرصہ سے ملک
میں ایسی فضا پیدا کر دی تھی کہ جس نے ہندو مسلم اتحاد کے خیال کو ناممکن العمل سا بنا دیا
تھا اور بہی خواہان ملک ایک حد تک مایوس اور ناامید ہو کر بیٹھ رہے تھے اس
پر طرہ یہ ہوا کہ سکھوں نے مسجد شہید گنج کے متعلق عدم اندیشی اور مصلحت کوشی سے
کام لینے کے بجائے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل شکنی اور دل آزاری کی چنداں پروا نہ
کی اور اس طرح اس سلگتی ہوئی آگ کو اور بھی ہوا دی لیکن اب یہ امر باعث مسرت ہے
کہ ایک طرف تو ہز ہائینس سر آغا خاں نے مسلم کانفرنس کے لئے جو لائحہ عمل
پیش کیا ہے اس میں اس بات پر کافی زور دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کو دوسری قوموں
کے ساتھ متحد ہو کر ملک اور قوم کی بہبود کے لئے کوشش کرنی چاہئے اور دوسری
طرف مسٹر محمد علی جناح اس ارادے کے ساتھ اٹھے ہیں کہ مسلمانوں اور سکھوں میں
سمجھوتہ کرا کے اس ناخوشگوار قضیے کا فاتحہ کر دیں جس نے طرفین کی بہت سی
قیمتیں جانیں ضائع کیں اور جس کی وجہ سے بہی خواہان ملک کی توجہ
دوسری طرف منعطف ہو گئی ہے بلکہ ان کی راہ میں ایسی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں کہ
کوئی تعمیری کام کرنا ناممکن ہو گیا ہے۔ ہم ابھی اس مسئلہ کے متعلق کچھ زیادہ کہنا
نہیں چاہتے لیکن ہمیں توقع ضرور ہے کہ مسٹر جناح کی عقلمندی اور معاملہ فہمی
اس جھگڑے کو بوجہ احسن طے کرا دے گی اور ماسٹر تارا سنگھ صاحب اور دوسرے سکھ
لیڈر بھی صلح پسندی سے کام لیکر ایسا نہ کریں گے کہ وہ ایک چھوٹی چھوٹی اور غیر اہم
باتوں کے لئے یہ گفتگو منقطع ہو جائے اور فضا بدستور مکدر اور غبار آلود رہے۔ معلوم ہوا
ہے کہ مسٹر جناح اسی غرض کے لئے عنقریب لاہور تشریف لیجانے والے ہیں اور

کی یہاد دہی جو تھے جا نوروں سے کم گئی جو گئی وہ خود بھی نرم بار کرتے تھے کر ایسی دنیا کی تہذیب کی وہ جھلک نیاں باقی رہ گئی ہیں اب چند روز بعد یہ بھی نہ رہیں گی اور خاص دہلی میں جب سراغ لیکر ڈھونڈے تہذیب کا آدمی دیکھا گیا اپنے احباب سے انتہا درجے کی بے تکلفی برتتے تھے لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی تھا کہ جلدی کسی سے بے تکلف بھی نہیں ہوا کرتے تھے بلکہ ادھر آٹھ دس برس سے تو کچھ ایسی حالت ہو گئی تھی کہ نئے اور اجنبی لوگوں کی صحبت سے انھیں انتہائی وحشت ہوتی تھی اور ہمیشہ یہ دیکھا جاتا تھا کہ وہ اپنے کسی دوست کے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں بذلہ سنجی ہو رہی ہے اور علامہ پورے طور پر اس خاص مذاق کا لطف اٹھا رہے ہیں کہ اتفاق سے کوئی نیا آدمی آ گیا بس اب یہ ناممکن تھا کہ علامہ وہاں ٹھیریں، اسی وقت اٹھے، السلام علیک کہا اور یہ جا وہ جا۔

آہ! وہ نورانی صورت، وہ بھاری بھرکم سا جسم، وہ ہنستا ہوا چہرہ، وہ روشن اور کشادہ پیشانی اور وہ خوش خلقی کے ان کے انداز آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں کبھی کسی صحبت کا نقشہ آنکھوں کے سامنے آ جاتا ہے اور کبھی کسی جلسہ کا لیکن افسوس کہ نگاہ جلد ہی اس حد تک پہنچ کے باوجود علامہ راشد الخیری کہیں نظر نہیں آتے ان کی ہزاروں باتیں یاد آتی ہیں ان کے مسکراتے ہوئے ہونٹ نگاہ تخیل کے سامنے آ جاتے ہیں لیکن وہ ایک ایسی ہستی وہ ایک وجود جسے قدرت نے ہماری آنکھیں کھولنے اور ہمیں بیدار کرنے کی غرض سے دنیا میں بھیجا تھا اب کہیں نظر نہیں آتی۔

جائیے، جائیے اور ہنستے کھیلتے جائیے! رحمت باری بنا دامن کھولے آپکی منتظر ہے جائیے فردوس کے دروازے آپکے لئے کھلے اور رضوان آپکے استقبال کے لئے بیتاب ہے جائیے بہت سی ننھی ننھی یتیم بچیاں جو قوم کی بیدردیوں پر نثار ہو کر بن کھلے کلیوں کی طرح مرجھا گئی تھیں آپ کے دامن سے لپٹنے کے لئے بیقرار ہیں کیونکہ یہ دامن ان کی بہت سے بہنوں کو پناہ دے چکے ہیں۔ سدھاریئے سدھاریئے! دیکھئے وہ سامنے حوران جنت آپکی تعظیم کے لئے صف بستہ ہیں! آپنے اللہ کی بیکس مخلوق کے لئے آنکھوں سے بلبلت سے دریا بہائے تھے جائیے اور اب تسنیم و سلسبیل جیسی نہروں کو بہتا ہوا دیکھکر لطف اٹھایئے!

ہم پسماندگان راہ بھی کبھی نہ کبھی منزل پر پہنچ رہینگے۔ ہاں اگر ممکن ہو تو اس بارگاہ میں جہاں سے سبکو سب کچھ ملتا ہے اتنا عرض کر دیجئے کہ بار الہا اب اپنے ان گنہگار بندوں کے حال پر رحم فرما جو بامزاران اسلامی اپنےکو مسلمان سمجھے ہیں!! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک قوم پرست کی قوم سے غداری

اخبارات میں آپ پڑھ چکے ہونگے کہ مسٹر نیالداس نسچہ اسمبلی کے ایک رکن نے اسمبلی میں ایک مسودہ قانون اس مقصد سے پیش کیا تھا کہ وہ جنگامی قوانین کانگریس کی سرگرمیوں کو کچلنے کے لیے بنائے گئے تھے اور جنھیں بعد میں ملک کے مروجہ قانون کی صورت دیدی گئی تھی انھیں منسوخ کر دیا جائے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا کہ حکومت کا فائدہ یہ نہیں تھا نہ ہو لیکن حکام نے اس قوت سے جو انھیں آرڈی نینس کی بدولت حاصل ہو گئی تھی ناجائز فائدے اٹھائے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ ان آرڈینینسوں

ایک مسودہ جو [illegible] ہو کر کا ... کلکتہ کا پہلا انڈوی کو ... جیلوں کے [illegible] تحریک آزادی دبانی ... حد تک ضروری بھی لیکن اب جبکہ سول نافرمانی ... ملتوی کی جا چکی ہے کانگریس کی تحریک ختم ہو چکی تو ظاہر ہے کہ ان قوانین کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی جو ملک کے عام مروجہ قوانین نہ تھے بلکہ صرف عارضی طور پر نافذ کئے گئے تھے۔ مسٹر نیالداس کا یہ مسودہ شملہ کے اجلاس اسمبلی میں پیش ہو چکا تھا اور وہاں حکومت کو اس کی مخالفت میں شکست بھی اٹھانی پڑی تھی اب جبکہ وہ دہلی کے اجلاس میں پیش ہوا اور موافق و مخالف رائیں شمار کی گئیں تو چھیاسٹھ رائیں حکومت کی موافقت تھیں اور چھیاسٹھ ہی مسٹر نیالداس کے مسودۂ قانون کی موافقت میں گویا دونوں پلہ بالکل برابر تھا مجبوراً فیصلہ صدر اسمبلی کی رائے سے کیا گیا اور صدر روایات قدیمہ کے مطابق اس بات پر مجبور رہے کہ ایسے موقعوں پر جو حالات پیشتر سے ہوں انھیں کی موافقت میں رائے دیں اس طرح فیصلہ حکومت کے حق میں ہوا اور تنسیخ قانون کا مسودہ مسترد ہو گیا۔

یہ صورت حال کہ تنسیخ کے حامیوں کو چھیاسٹھ سے زیادہ رائیں نہ مل سکیں صرف اس لئے پیدا ہوئی کہ مسٹر دیوان چند ڈول رائے نے جو سندھ کے نمایندہ ہیں اس قانون کو منسوخ کرانے کی موافقت میں رائے نہ دی۔ مسٹر دیوان چند ڈول رائے کانگریس کی نیشنلسٹ پارٹی کے رکن ہیں اور ظاہر ہے کہ انھیں اس موقع پر اسی جماعت کا ساتھ دینا چاہیئے تھا جو ملک کو ایسے تکلیف دہ قانون سے نجات دلا رہی تھی لیکن انھوں نے اسے پسند نہ کیا، حالانکہ اسمبلی کے کانگریسی ممبروں نے ان کی انتہائی خوشامد کی لیکن ان کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا اور صرف اپنی ایک رائے کو روک کر انھوں نے ایک ایسے ضروری مسودہ قانون کو مسترد ہو جانے دیا۔

مسٹر دیوان چند ڈول رائے نے عذر گناہ بدتر از گناہ کے طور پر اپنا ایک بیان بھی شایع کر دیا ہے جس میں آپ کہتے ہیں کہ سندھ کے حالات مجھے اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ میں اس قانون کی تنسیخ کی موافقت میں رائے دوں۔ خوش قسمتی سے ان کے اس بیان کی تردید خود سندھ ہی کے ایک مشہور لیڈر نے کر دی ہے اس لئے ہم اس کی طرف توجہ کرنا ضروری نہیں سمجھتے معلوم ہوا ہے کہ کانگریس پارٹی نے ان سے جواب طلب کیا ہے کہ انھوں نے پارٹی سے یہ غداری کیوں کی۔

کمیونزم کا ہوا

ایک زمانہ تھا کہ جب ہر شخص کو ہر وقت یہی خوف لگا رہتا تھا کہ اب بہت جلد روس ہندوستان پر حملہ کرنے والا ہے کبھی کبھی تو کسی کسی محلے کے رپورٹر صاحب جن کی باخبری پر سارے محلے کو کامل اعتماد ہوتا تھا یہاں تک یہی سنا دیا کرتے تھے کہ روسی فوجیں کابل سے گذر گئی ہیں اور اب پشاور سے صرف تھوڑے ہی فاصلہ پر رہ گئی ہیں یورپ کی جنگ عظیم کے بعد جب زار اور زاریت ختم ہوئی تو روسی حملے کا ہوا بھی ختم ہو گیا اب حملہ لوٹ مار اس قسم کے ہنگامے سننے میں نہیں آتے لیکن اب ایک اور ہوا نکل آیا ہے اور وہ ایسا عجیب و غریب ہوا ہے کہ اس کے تخیل سے بڑے بڑے لوگ لرزہ براندام ہیں۔

حال اسمبلی میں مسٹر ... اس مسودۂ قانون کے متعلق جب بحث ہو رہی تھی

معارف القرآن

(سلسلہ گزشتہ)

وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهْوًا وَغَرَّتْهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ وَذَكِّرْ بِهِ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا كَسَبَتْ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ وَإِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا كَسَبُوا ۖ لَهُمْ شَرَابٌ مِنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝

(ترجمہ) اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو و لعب بنا رکھا ہے اور دنیوی زندگی نے ان کو دھوکہ میں ڈال رکھا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے نصیحت بھی کرتا رہ تاکہ کوئی شخص اپنے کردار کے سبب اس طرح نہ پھنس جاوے کہ کوئی غیر اللہ اس کا نہ مددگار ہو اور نہ سفارشی ہو اور یہ کیفیت ہو کہ اگر دنیا بھر کا معاوضہ بھی دے ڈالے تب بھی اس سے نہ لیا جاوے یہ ایسے ہی ہیں کہ اپنے کردار کے سبب پھنس گئے اور ان کے لئے نہایت تیز پانی پینے کے لئے ہوگا اور دردناک سزا ہوگی اپنے کفر کے سبب۔

تفسیر:- اوپر ذکر تھا کہ اہل مکہ کو آیات قرآنی کے مضمون کے موافق جس قدر سمجھایا جاتا تھا وہ اسی قدر ان آیتوں کو سخرا پن میں اڑاتے اور جھٹلاتے تھے اس آیہ میں ارشاد ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے دنیا کی زندگی کو کھانے پینے شراب خوری گانا اور بجانے کو اپنا دین ٹھہرا رکھا ہے اور اصل دین کی باتوں سے اور ان باتوں کی سزا و جزا کے لئے دوبارہ زندگی کے یہ لوگ منکر ہیں اب یہ تو ظاہر ہے کہ جس کے دل میں عقبیٰ کا یقین نہیں وہ عقبیٰ کی باتوں کو جلدی سے کیونکر مان سکتا ہے اس لئے رسول اللہ کے ان منکر قیامت لوگوں کو چند روز ان کے حال پر چھوڑ دیا جاوے مگر اتنی بات ان کو جتا دی جاوے کہ جس طرح کہ سخرا پن اور کھیل تماشے کو ان لوگوں نے اپنا دین ٹھہرا رکھا ہے اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے کھیل تماشے کے طور پر دنیا کو نہیں بنایا بلکہ دنیا کے پیدا کرنے کا نتیجہ وہی ہے جو گھڑی گھڑی ان لوگوں کو جتلایا جاتا ہے کہ دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد دنیا کے نیک و بد کو جزا و سزا کے لئے دوسرا جہان ضرور قائم ہوگا ورنہ دنیا کا پیدا کرنا ٹھکانے سے نہ لگے وہ دوسرا جہان ایسا ہوگا کہ جہاں ہر شخص اپنے عمل کے نتیجہ کا پابند کرایا جاوے گا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے والوں کا وہاں کوئی حامی و مددگار نہیں ہے تمام دنیا کا مال و متاع یہ لوگ سزا کے معاوضہ میں دینا چاہیں گے تو یہ معاوضہ ہرگز قبول نہ ہوگا کھولتا ہوا پانی پینا سینڈ کھانا ہمیشہ آگ میں جلنا یہی ایسے لوگوں کی سزا ہے۔ مسند امام احمد ترمذی مستدرک حاکم میں ابو امامہ سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کا وہ پانی ایسا کھولتا ہوا ہوگا کہ جب وہ پانی دوزخیوں کو پلایا جاویگا تو اس کی گرمی سے پیتے وقت ان کے منہ کی کھال جل کر گر پڑیگی اور پینے کے بعد ان کی انتڑیاں کٹ کر نکل پڑیں گی حاکم نے اس حدیث کو مسلم کی شرط پر صحیح کہا ہے ترمذی نسائی ابن ماجہ اور صحیح ابن حبان میں عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں کے کھانے کا تھوڑا سا سینڈ زمین پر آن پڑے تو اہل دنیا کی زندگی مشکل ہو جاوے ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے نعمان بن بشیر کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادنیٰ درجہ کا دوزخ کا عذاب یہ ہوگا کہ دوزخیوں کے پاؤں میں آگ کی جوتیاں پہنا دی جاویں گی جس کی گرمی سے ان کے سر کا بھیجا ابل ابل کر نکل پڑے گا یہ نمونہ تو ادنیٰ درجہ کا عذاب ہوا اب دوزخ کے اعلیٰ درجہ کے عذاب کا حال وہ دنیا کا کاروبار قائم رہنے کے لئے اللہ کے رسول نے نہ صحابہ کو بتلایا نہ اس کی روایت ہم لوگوں تک آئی چنانچہ صحیح بخاری و مسلم کے حوالہ سے انس بن مالک کی حدیث ایک جگہ گذر چکی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر دوزخ کے عذاب کی پوری تفصیل تم کو معلوم ہو جاتی تو تم دن رات رونے کے اور تم سے کچھ بھی نہ ہو سکے گا یہ حدیثیں دوزخ کے کھانے پینے اور اس کے عذاب کی گویا مختصر تفسیر ہے۔

قُلْ أَنَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ أَعْقَابِنَا بَعْدَ إِذْ هَدَانَا اللَّهُ كَالَّذِي اسْتَهْوَتْهُ الشَّيَاطِينُ فِي الْأَرْضِ حَيْرَانَ لَهُ أَصْحَابٌ يَدْعُونَهُ إِلَى الْهُدَى ائْتِنَا ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۖ وَأُمِرْنَا لِنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ وَأَنْ أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَاتَّقُوهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۖ وَيَوْمَ يَقُولُ كُنْ فَيَكُونُ ۚ قَوْلُهُ الْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ ۚ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝

(ترجمہ) آپ کہہ دیجئے کہ کیا ہم اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کریں کہ وہ نہ ہم کو نفع پہنچاوے اور نہ وہ ہم کو نقصان پہنچاوے اور کیا ہم الٹے پھر جاویں بعد اس کے کہ ہم کو خدا تعالیٰ نے ہدایت کر دی ہے جیسے کوئی شخص ہو کہ اس کو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو اس کے کچھ ساتھی بھی تھے کہ وہ اس کو ٹھیک رستہ کی طرف بلاتے ہیں کہ ہمارے پاس آ آپ کہہ دیجئے کہ یقینی بات ہے کہ راہ راست وہ خاص اللہ ہی کی راہ ہے اور ہم کو یہ حکم ہوا ہے کہ ہم پورے مطیع ہو جاویں پروردگار عالم کے اور یہ کہ نماز کی پابندی کرو اور اس سے ڈرو اور وہی ہے جس کے پاس تم سب جمع کئے جاؤ گے اور وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک پیدا کیا اور جس وقت اللہ تعالیٰ اتنا کہہ دیگا (حشر) تو ہو جا تو بس وہ ہو پڑے گا

[illegible]

[illegible] سے مصر میں بغاوت [illegible] کی بہت [illegible] بجائے سر فضل حسین [illegible] کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے [illegible] اس حقیقت کا اظہار ایک سے زیادہ مرتبہ کیا ہے کہ جداگانہ طریق انتخاب کسی صورت میں بھی ان قوموں کے لئے مفید نہیں ہو سکتا جو اقلیت میں ہیں اور ہمیشہ مسلمانوں کو یہی رائے دی گئی کہ جداگانہ طریق انتخاب پر اصرار کر کے وہ خود اپنا نقصان کر رہے ہیں بہرحال صبح کا بھولا اگر شام کو بھی گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہا جاتا ہمیں انتہائی خوشی ہوگی اگر سر فضل حسین صاحب اپنی اس نیک کوشش میں کامیاب ہو گئے۔

کانگریس میں عہدوں کا سوال

اگرچہ ملک میں اب بھی ایک جماعت ایسی موجود ہے جو حکومت وقت کے ساتھ کسی قسم کے تعاون کو جائز نہیں خیال کرتی لیکن اس کے باوجود چونکہ ایسے اصحاب کی تعداد زیادہ تھی جو حکومت کی قانون ساز مجلسوں میں جا کر ملک کی خدمت کرنے کو بہتر طریق کار خیال کرتے تھے اس لئے کانگریس نے اس بات کی اجازت دیدی تھی کہ کانگریس کے ممبر کونسلوں اور اسمبلی میں جائیں اور کانگریس ہی کی طرف سے جائیں۔ اسمبلی میں تو اس وقت ان لوگوں کی ایک اچھی خاصی جماعت ہے اور یہ کانگریس پارٹی ایک سے زائد موقعوں پر حکومت کو شکست دیکر اپنی طاقت کا ثبوت بھی دے چکی ہے اس مرتبہ انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس لکھنؤ میں منعقد ہونے والا ہے اور غالباً جو سب سے زیادہ اہم مسئلہ اس میں فیصلے کے لئے پیش کیا جائیگا وہ یہ ہوگا کہ آیا کانگریسی ممبروں کو وزارت کے عہدے قبول کرنے چاہئیں یا نہیں اس مسئلہ پر موافق اور مخالف دونوں جماعتوں کی تعداد بہت کافی ہے اور ہر فریق کے پاس اپنی رائے کی موافقت میں پرزور دلائل موجود ہیں ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ فیصلہ کیا ہوگا لیکن جو لوگ عہدے قبول کرنے کے مخالف ہیں ان سے ہم یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ وہ کوئی رائے قائم کرتے وقت مسٹر دیوان چمن لال نے اور مسٹر خالد لطیف گابا جیسے اصحاب کے طرز عمل کو ضرور پیش نظر رکھیں ظاہر ہے کہ ایک وزیر کی حیثیت میں اس قسم کی ذہنیت کے بزرگ بہت زیادہ مضرت رساں ثابت ہو سکتے ہیں اس کے علاوہ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ اس کام کو کلیتہً ان لوگوں کی رائے پر چھوڑ دیا جائے جو کانگریس کی طرف سے اسمبلی میں پہلے ہوتے ہیں اور جنہیں ان معاملات کا کافی تجربہ ہے انہی کی رائے عہدوں کے قبول یا نہ قبول کرنے کے متعلق زیادہ صائب اور صحیح ہو سکتی ہے۔

مصر کیا چاہتا ہے؟

کچھ عرصہ سے مصر کے طلبا نے مصر میں برطانوی تسلط کے خلاف تحریک جاری کر رکھی ہے اس تحریک نے ایک حد تک یہیں نتیجہ جو معلوم نہیں ہوا ہے وہ یہ ہے کہ طلب آزادی کے لئے مصر کی جماعتیں باہمی متفق اور متحد ہو گئی ہیں اور اس طرح متحدہ محاذ پیش کر کے انہوں نے اس اعتراض کو رفع کر دیا ہے کہ چونکہ مطالبہ متفقہ نہیں ہے اس لئے اس پر کوئی توجہ نہیں کی جا سکتی مصر کے نمائندوں کا ایک وفد اس وقت انگلستان میں موجود ہے اور اس وفد نے مذاکرات کے لئے لیبر پارٹی کو اپنے مطالبات سے آگاہ کر دیا ہے۔ مصر کے نمائندے

[illegible]

[illegible] کے متعلق [illegible] مصر کے [illegible] اس اعلان میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ مصر پر برطانوی سیادت [illegible] مصر کی آزاد اور خودمختار حکومت کے متعلق اعلان ہو چکا ہے اس اعلان کے بعد برطانیہ نے اپنے ان افسروں کو بھی واپس بلا لیا تھا جنہیں مصر سے تنخواہ ملتی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ سے برطانیہ نے اپنے یہ تمام وعدے اور یہ اعلان فراموش کر دئے اور مصر میں برطانوی افسروں کی تعداد پھر بڑھائی جا رہی ہے اور مصر کے ہر شعبے میں برطانوی اقتدار کو روز افزوں ترقی دی جا رہی ہے اس پر طرہ سر سیموئیل ہور کی وہ تقریر ہے جو وزیر خارجہ کی حیثیت سے انہوں نے گلڈ ہال میں کی تھی جس میں دستور اساسی کے انتخاب کے متعلق سب سے پہلے مصر کے حق قبولیت سے انکار کر دیا گیا۔ ان شکایات کے بعد وفد نے مصریوں کے مطالبات گنائے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ مصر کامل آزادی کا خواہاں ہے ایسی آزادی کہ وہ بطور ایک خود مختار سلطنت کے انجمن اقوام میں اپنا نمائندہ بھیج سکے۔ مصر ان تمام مراعات خصوصی کو منسوخ کرانا چاہتا ہے جو بحالات موجودہ یورپ کی مختلف سلطنتوں کو مصر میں حاصل ہیں اور مصر کی یہ خواہش ہے کہ سوڈان میں اس کے حقوق کو تسلیم کیا جائے۔

لیبر پارٹی نے ان مطالبات سے اظہار ہمدردی کیا ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ اس قسم کے اظہار ہمدردی کے کیا معنے ہوتے ہیں۔ برطانوی مدبرین مصر کے مسئلے کو اب تک برابر تعویق میں ڈالتے چلے آئے ہیں اور اگرچہ مصر نے اس وقت متحدہ محاذ بھی پیش کیا ہے پھر بھی یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ حکومت برطانیہ اس بات پر آمادہ ہو جائے گی کہ مصر کو کامل آزادی دیدے۔

اٹلی نے حبش پر حملہ کر کے صورت حالات بہت کچھ بدل دی ہے اور اب برطانوی حکومت اس بات پر رضامند نہیں ہو سکتی کہ نہر سویز کے کنارے اس کی فوج نہر کی حفاظت کے لئے پڑی رہے اور باقی مصر ہر معاملہ میں بالکل آزاد ہو جیسا کہ اس سے پیشتر مزدور پیشہ جماعت کی حکومت کے زمانہ میں طے ہو گیا تھا اب برطانیہ نہر سویز ہی کی حفاظت کے لئے اسی کو بھی ضروری خیال کر رہی ہے کہ بندرگاہ اسکندریہ پر اس کا قبضہ ہو اور مصر کی مغربی سرحد پر بھی برطانوی فوجیں موجود رہیں۔ رہا سوڈان کا معاملہ یہ گزشتہ معاہدہ کے موقع پر بھی طے نہ ہو سکا تھا اور اب بھی اس کا طے ہو جانا کوئی آسان کام نہیں ہے۔

بخاری شریف اردو

(بسلسلۂ گزشتہ)

باب۔ نماز میں کنکریوں کا چھونا کیا ہے۔

۱۱۱۳۔ حضرت معیقیب کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کی نسبت جو سجدہ کرتے وقت مٹی برابر کیا کرتا تھا یہ فرمایا کہ اگر تو (ضرورۃً) ایسا کرے تو ایک مرتبہ سے زیادہ نہ کیا کر۔

باب حالت نماز میں سجدہ کرنے کے لئے کپڑے کا بچھانا (جائز ہے)

۱۱۱۴۔ حضرت انس بن مالک کہتے ہیں کہ ہم جب گرمی کی شدت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھا کرتے تھے اور ہم میں سے کوئی شخص (مارے گرمی کے) اپنا چہرہ زمین پر نہ رکھ سکتا تھا تو وہ اپنا کپڑا بچھا لیتا تھا اور اس پر سجدہ کرتا تھا۔

باب نماز میں کس قدر کام جائز ہے

۱۱۱۵۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں اپنا پیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قبلہ (کی جانب) میں پھیلائے ہوتی تھی اور آپ نماز پڑھتے ہوتے تھے تو جب آپ سجدہ کرنے لگتے تھے مجھے دبا دیتے تھے میں اپنا پیر اٹھا لیتی تھی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تھے میں اپنا پیر پھیلا دیتی تھی۔

۱۱۱۶۔ حضرت ابوہریرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے (ایک مرتبہ) نماز پڑھی پھر اس کے فرمایا کہ شیطان (اس وقت) میرے سامنے آیا اور اس نے کوشش کی کہ میری نماز قطع کر دے مگر اللہ نے مجھے اس پر قابو دیا اور میں نے اسے دبا دیا اور بیشک میں نے ارادہ کیا کہ میں اسے (مسجد کے) کسی ستون سے باندھ دوں تاکہ صبح کو تم لوگ اسے دیکھو پھر میں نے سلیمان کا یہ قول یاد کیا کہ رب ھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی (لہٰذا) میں نے اسے چھوڑ دیا پس اللہ نے اسے ذلیل کر کے واپس کر دیا۔

باب۔ جب کوئی شخص نماز میں مشغول ہو اور اسی حالت میں اس کا (جانور) بھاگ جائے (تو کیا جائز ہے کہ نماز توڑ کے اس کے پکڑنے کے لئے چلا جائے) اور قتادہ نے کہا ہے کہ اگر چور نمازی کا کپڑا لے لے تو جائز ہے کہ وہ نماز کو چھوڑ دے اور چور کے پیچھے دوڑے۔

۱۱۱۷۔ ازرق بن قیس کہتے ہیں کہ ہم (مقام) اہواز میں خوارج سے جنگ کر رہے تھے اسی جنگ کے زمانہ میں (ایک دن) ایک نہر کے کنارے پر تھا کہ ایک شخص نماز پڑھتا ہوا آیا اس کی سواری کی لگام اس کے ہاتھ میں تھی سواری اس سے شوخی کر رہی تھی (آگے) بڑھی جاتی تھی اور وہ شخص اس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا شعبہ کہتے ہیں یہ شخص ابوبرزہ اسلمی تھے تو ایک شخص خوارج میں سے ان کی کیفیت دیکھ کر کہنے لگا کہ اے اللہ اس بڈھے کے ساتھ اپنے غضب کا معاملہ کر پھر جب حضرت ابوبرزہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا کہ میں نے تم لوگوں کا کہنا سن لیا اور بیشک میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چھ جہاد کئے ہیں یا سات یا آٹھ اور میں نے آپ کی آسانی دیکھی ہے اور بیشک مجھے یہ بات کہ میں اپنی سواری کے ہمراہ رہوں اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے چھوڑ دیتا اور وہ اپنے اصطبل میں چلی جاتی جو یہاں

ف۱؎ اے اللہ مجھے ایسی سلطنت عنایت فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے۔

سے بہت دور ہے، پھر مجھے تکلیف ہوتی۔

۱۱۱۸۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) آفتاب میں گرہن پڑا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (نماز پڑھنے) کھڑے ہو گئے پس آپ نے ایک بہت طویل سورت پڑھی پھر رکوع کیا اور طویل رکوع کیا پھر (رکوع سے) سر اٹھایا بعد اس کے دوسری سورت شروع کر دی بعد اس کے رکوع کیا یہاں تک کہ اسے ختم کر دیا اور سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں بھی ایسا ہی کیا بعد اس کے آپ نے فرمایا کہ شمس اور ماہتاب خدا کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں لہٰذا جب تم یہ کیفیت دیکھو تو نماز پڑھو یہاں تک کہ یہ کیفیت دور ہو جائے بیشک (اس وقت) میں نے اپنے اسی مقام میں کھڑے کھڑے تمام ان چیزوں کو دیکھ لیا جن کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے یہاں تک کہ جب جنت کو میں نے دیکھا تو میرے خیال میں آیا کہ میں جنت کے انگور کا کوئی خوشہ توڑ لوں یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں آگے بڑھ رہا ہوں اور بیشک میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو توڑے ڈالتا ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب تم نے مجھے دیکھا کہ میں پیچھے ہٹا اور میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا اور یہ عمرو بن لحی وہ شخص ہے جس نے بتوں کے نام پر جانوروں کے آزاد کرنے کی رسم ایجاد کی ہے۔

باب نماز میں پھونکنے اور تھوکنے کا جواز (ثابت ہے) اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کسوف میں اپنے سجدہ میں پھونکا (یعنی افّ افّ کہا)

۱۱۱۹۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قبلہ (کی جہت میں) کچھ تھوک (پڑا ہوا) دیکھا تو آپ مسجد والوں پر غضبناک ہوئے اور فرمایا کہ (نماز کی حالت میں) اللہ تم میں ہر شخص کے سامنے ہوتا ہے لہٰذا جب نماز میں ہو تو کوئی شخص نہ تھوکے یا یہ فرمایا کہ لعاب بلغم نہ گرائے پھر حضرت (منبر سے) اتر پڑے اور اس تھوک کو آپ نے اپنے ہاتھ سے کھرچ ڈالا اور حضرت ابن عمر نے (یہ حدیث بیان کر کے) کہا کہ جب تم میں سے کوئی شخص (حالت نماز میں) تھوکے تو اسے چاہیئے کہ اپنے بائیں جانب تھوکے۔

۱۱۲۰۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص تم میں سے نماز میں ہوتا ہے تو وہ اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہے لہٰذا اسے چاہیئے کہ نہ اپنے سامنے تھوکے اور نہ اپنی داہنی جانب بلکہ اپنی بائیں جانب اپنے بائیں پیر کے نیچے۔

باب جو شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نماز میں تالی بجا دے اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس مضمون کے راوی، بین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سہل بن سعد ہیں۔

باب جب نماز پڑھنے والے سے کہا جائے کہ آگے بڑھ جاؤ اور وہ آگے بڑھ جائے یا اس سے کہا جائے کہ ذرا انتظار کرو اور وہ انتظار کرے تو کچھ قباحت نہیں

ل۱؎ حنفیہ کے نزدیک یہ بات مکروہ ہے کہ امام نماز میں کسی کا انتظار کرے کیونکہ اس صورت میں نماز کے اندر دوسری طرف خیال رکھنا پڑے گا جس سے خشوع میں خلل آ جائیگا۔

[illegible]
اسی کی ہوگی نہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا اور ظاہر چیزوں کا اور وہی بڑی حکمت والا پوری خبر رکھنے والا"

تفسیر:- اسمٰعیل سدی نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ بعض مشرکین جدید مسلمانوں سے مکہ میں موقع پاکر فہمائش کے طور پر کہتے تھے کہ تم لوگ اپنا قدیمی دین کیوں چھوڑا اب بھی اپنے قدیمی دین پر آجاؤ اس پر اللہ نے یہ آیۃ نازل فرمائی حاصل معنے آیۃ کے یہ ہیں کہ باوجود قرآن کی ہدایت کے مشرکوں کے بہکانے سے پچھلے پاؤں دین اسلام سے ہٹنا ایسا ہی ہے جس طرح کوئی راہ گیر باوجود اس کے ساتھیوں کے راستہ بتلانے کے ٹیڑھے راستہ پر چلا جاوے اور منزل مقصود سے بھٹک جاوے اور بت پرستی اور دین اسلام دونوں کا خلاصہ یہی آیۃ میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرمادیا کہ دین اسلام میں اس خالق اور بادشاہ حقیقی کی اطاعت ہے جس نے زمین و آسمان پیدا کیا؟ اور دنیا کی عارضی مالکوں کے ہلاکت کے بعد پھر اس کا ملک اسی کے حوالہ میں رہے گا اور بت پرستی وہ طریقہ ہے جس میں خدا کی ناخوشنودی سے ضرر یقینی ہوتا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی بہت سی قومیں اللہ تعالیٰ کی ناخوشنودی کے سبب سے طرح طرح کے عذابوں میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوگئیں اور پتھروں سے نفع کی توقع کسی عقلمند کا کام نہیں ہے اس لئے یہ توقع خلاف عقل ہے اس کے علاوہ جب زمین و آسمان اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور سب ملک اسی کا ہے تو پھر ان مشرکوں نے بتوں کو کون سے استحقاق سے اپنا معبود قرار دیا ہے یہ ان سے پوچھنا ہے بعضے مفسروں نے کہا ہے کہ صور کے معنے یہاں صورت کے ہیں اور معنے آیت کے یوں بتلاتے ہیں کہ جب صورتوں میں روح پھونکی جاوے گی مگر یہ معنے صحیح حدیثوں کے مخالف ہیں اصل معنے وہی نرسنگے کے ہیں جس کی صراحت صحیح احادیث میں آچکی ہے کہ حضرت اسرافیل اس کو منہ میں لئے کھڑے اور ہر وقت اس کے پھونکنے کے حکم کے منتظر ہیں چنانچہ ابوداؤد ترمذی اور صحیح ابن حبان کے حوالہ سے عبداللہ بن عمرو بن العاص کی صور کی حدیث ایک جگہ گزر چکی ہے ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور ابن حبان کی سند بھی صحیح ہے اس سے اوپر کی آیۃ وذر الذین اتخذوا دینھم لعبا ولھوا اگرچہ بعض علماء نے آیت جہاد سے منسوخ کہا ہے لیکن صحیح مذہب یہی ہے کہ اس طرح کی درگزر کی آیتوں کے لئے ایک مدت مقرر تھی جس مدت کا حکم اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا تھا فاعفوا واصفحوا حتی یاتی اللہ بامرہ وہ امر الٰہی یعنی جہاد کا حکم جب آیا تو سب درگزر کی آیتوں کی مدت پوری ہوگئی غرض یہ سب آیتیں منقضی المدت ہیں منسوخ نہیں ہیں اور منسوخ آیت اور منقضی المدت آیت میں بڑا فرق ہے منسوخ پر عمل بالکل منع ہوجاتا ہے اور منقضی المدت آیۃ پر عمل اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ سبب نہ پایا جاوے جس سبب کی ضرورت سے وہ مدت قرار دی گئی تھی حاصل یہ ہے کہ جس زمانہ میں وہ سبب پایا جاوے گا پھر سبب کے زمانہ تک درگزر کی آیتوں کے موافق عمل کرنا ضرور ہے مثلاً اب کسی شہر یا ملک میں مسلمانوں کی حالت اسی طرح ضعیف ہوجاوے جس طرح ہجرت سے پہلے اس وقت کے مسلمانوں کی حالت مکہ میں تھی تو زمانہ ضعف تک پھر درگزر کا عمل حال کے مسلمانوں کے لئے فرض اور ضروری ہے رمضان کے روزے حج زکوٰۃ یہ سب چیزیں ہجرت کے بعد مدینہ میں فرض ہوئی ہیں اس لئے ان کی آیتوں میں فقط نماز کا ذکر فرمایا کیونکہ نماز وغیرہ معراج کی رات فرض ہو چکی تھی آگے فرمایا اس صاحب کے فقط ایک کن کے کلمہ کے فرمانے سے جس طرح یہ سب کچھ پیدا ہوگیا جو سب کی آنکھوں کے سامنے ہے اسی طرح وقت مقررہ پر اس کے حکم سے فوراً قیامت قائم ہو جاوے گی اور نیک و بد سب اس کے روبرو حاضر ہوں گے اور وہ ایسا صاحب تدبیر اور خبردار ہے اس کا کوئی کام بے فائدہ و کھیل تماشے کے طور پر نہیں ہے اس لئے اس نے نیک و بد کے نتیجہ کے طور پر روز جزا کو پیدا کیا ہے اور اس نتیجہ کے دن کا نام قیامت ہے اور قیامت کے آنے کی خبر جو قرآن میں دی گئی ہے وہ ایسی برحق ہے کہ دنیا کے انتظام پر غور کرنے کے بعد کوئی عقلمند انکار نہیں کرسکتا اس لئے کہ جس کی عقل ٹھکانے ہے نہ وہ خود کوئی بے ٹھکانے کام کرتا ہے نہ وہ اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسا کلمہ منہ سے نکال سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بغیر کسی نتیجہ کے کھیل تماشہ کے طور پر پیدا کیا ہے صحیح بخاری و مسلم میں ابن عمر کی حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے فنا ہوجانے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماوے گا آج وہ لوگ کہاں ہیں جن کو دنیا میں اپنی اپنی حکومت اور بادشاہت کا دعویٰ تھا پھر فرماوے گا اصل بادشاہت اللہ کی ذات کے لئے ہی زیبا ہے "ولہ الملک یوم ینفخ فی الصور" کی یہ حدیث گویا تفسیر ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو عارضی طور پر لوگ اپنی بادشاہت اور حکومت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں مگر اس دن سوا اللہ کی ذات کے اور کوئی نہ ہوگا "عالم الغیب والشھادہ" اس کا مطلب یہ ہے کہ سزا و جزا کے وقت کوئی ظاہری یا باطنی عمل اس سے چھپا نہ رہے گا۔

اسماء الرجال

ان صحابہ کرام عظام و تابعین عورتوں اور مردوں کے حالات جن سے احادیث رسول جمع ہوئیں

(از معجد یدکتاب خاص مولوی کے لئے)

سائب بن یزید ان کی کنیت ابو یزید کندی ہے۔ ہجرت کے دوسرے سال میں پیدا ہوئے تھے اور حجۃ الوداع میں اپنے والد کے ساتھ موجود تھے اور اس وقت سات برس کی ان کی عمر تھی۔ زہری اور محمد بن یوسف نے ان سے روایت کی ہے اور ۸۰ھ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ سوید بن قیس ان کی کنیت ابو صفوان ہے سماک بن حرب نے ان سے روایت کی ہے اور کوفیوں میں ان کا شمار ہے۔

ابو سیف القین یہ حضرت ابراہیم بن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رضاعی باپ ہیں ان کی بیوی ام بردہ نے ان کو دودھ پلایا تھا اور ان کا نام براء بن اوس انصاری ہے مگر کنیت ان کی زیادہ مشہور ہے۔

ابو سعید بن مالک انصاری خدری۔ ان کی بھی کنیت بہت مشہور ہے اور یہ نہایت بڑے فاضل اور عالم اور زیادہ حدیث روایت کرنے والے صحابہ میں سے ہیں بہت صحابہ اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے ۷۴ھ میں ان کا انتقال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئے عمر ان کی چوراسی برس کی تھی۔ خدری خ کی پیش اور د کی سکون کے ساتھ ہے۔

ابو سعید حارث بن معلی انصاری زرقی۔ چونسٹھ برس کی عمر پاکر ۷۴ھ میں انہوں نے انتقال کیا۔

ابو سعید بن ابی فضالہ حارث انصاری۔ ان کا نام اور ان کی کنیت ایک ہے اور اہل مدینہ میں ان کا شمار ہے۔ حدیث ان کی حمید بن جعفر نے اپنے باپ سے اور انہوں نے زیاد بن میناء سے روایت کی ہے۔ میناء کی زیر اور ی کی سکون اور آخر میں مد او قصر کے ساتھ ہے۔

ابو سلمہ بن عبد اللہ بن عبد الاسد المخزومی قرشی۔ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں والدہ ان کی برہ بنت عبد المطلب تھیں اور ام سلمہ کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے یہی خاوند تھے اور دس آدمیوں کے بعد اسلام لائے تھے اور اکثر واقعات میں یہ شریک ہوئے تھے یہاں تک کہ مدینہ میں ۴ھ ہجری میں انتقال فرمایا اور یہ اپنی کنیت کے ساتھ بہت مشہور ہیں۔

ابو سفیان بن صخر بن حرب اموی قرشی یہ معاویہ کے والد ہیں اور عام الفیل سے دس برس پہلے یہ پیدا ہوئے تھے جاہلیت کے زمانہ میں قریش کے بڑے سردار اور صاحب نشان تھے فتح مکہ کے بعد یہ مسلمان ہوئے حنین کی لڑائی میں یہ شریک ہوئے اور حضرت نے ان کو اس کے مال غنیمت میں سے سو اونٹ اور چالیس اوقیہ عنایت کرائے طائف کی لڑائی میں ابو سفیان موصوف کی ایک آنکھ پھوٹ گئی اور پھر یرموک کی لڑائی میں دوسری آنکھ بھی ان کی ایک پتھر سے پھوٹ گئی اور یہ بالکل اندھے ہوگئے عبد اللہ

[illegible] ۳۲ [illegible]

انتقال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب۔ حضرت رسول خدا کے چچا زاد بھائی ہیں اور دودھ بھائی ہیں کیونکہ حضرت کو اور ان کو دونوں کو حلیمہ بنت ذویب نے دودھ پلایا تھا بعض کہتے ہیں کہ ابو سفیان موصوف کا مغیرہ نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے یہ اچھے شاعر تھے پہلے انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کی تھی اور حسان بن ثابت نے اس کا جواب دیا تھا پھر بعد میں یہ اسلام لائے اور ان کا اسلام بہت عمدہ ہوا کہتے ہیں کہ انہوں نے کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حیا سے سر نہ اٹھایا تھا فتح مکہ کے سال میں یہ اسلام لائے تھے حضرت علیؓ نے ان سے کہا کہ تم حضرت کے سامنے جاؤ اور یہ کہو کہ تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا وَاِنْ کُنَّا لَخٰطِئِیْنَ[1] انہوں نے ایسا ہی کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ وَھُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ[2] اور آپ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور یہ مسلمان ہوگئے ان کے انتقال کا سبب یہ ہوا کہ جب یہ حج سے فارغ ہوئے تو حجام سے انہوں نے سر منڈایا حجام نے ایک مسہ بھی بالوں کے ساتھ مونڈ دیا جس سے یہ بیمار پڑے اور آخر مرض نے اس قدر طول پکڑا کہ مدینہ میں جاکر ۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا اور عقیل بن ابی طالب کے مکان میں مدفون ہوئے حضرت عمرؓ نے ان کے جنازہ کی نماز پڑھی۔

ابو السمح ان کا نام ایاد ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ آپ کے آزاد کردہ تھے کنیت ان کی بہت مشہور ہے یہ نہیں معلوم کہ ان کا انتقال کہاں ہوا۔ ایاد ہمزہ کی زیر اور ی کی تخفیف کے ساتھ ہے۔

ابو سہلہ سائب بن خلاد ان کا ذکر اسی حرف میں مذکور ہو چکا ہے۔

فصل تابعین کے بیان میں

سعید بن مسیب ان کی کنیت ابو محمد قرشی مخزومی مدنی ہے خلافت حضرت عمرؓ سے دو برس گزرے تھے جو یہ پیدا ہوئے سعید موصوف تابعین کے سردار اور فقہ اور حدیث اور زہد عبادت اور پرہیزگاری میں جامع تھے اور سب لوگوں سے زیادہ ابو ہریرہ کی حدیث اور حضرت عمرؓ

---

[1] یہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا قول ہے جبکہ انہوں نے حضرت یوسف کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا اور پھر ان کو وزارت مصر پر جلوہ گر دیکھا تو نہایت شرمندگی سے یہ کہا کہ قسم ہے خدا کی یقیناً خدا نے آپ کو ہم پر برگزیدہ کیا اور بیشک ہم خطاکار تھے۔

[2] اس کے جواب میں حضور نے فرمایا لا تثریب علیکم الیوم یعنی آج تم پر کچھ الزام نہیں کہ تم [illegible] خطا [illegible]

۱۱۲۱ حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نماز پڑھا کرتے تھے اور لوگ اپنے تہبند کو بوجہ چھوٹے ہونے کے اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے تھے پس عورتوں سے کہہ دیا گیا کہ اپنے سروں کو سجدہ سے اس وقت تک نہ اٹھانا اور منتظر رہنا یہانتک کہ مرد سیدھے بیٹھ جائیں۔

باب نماز میں سلام کا جواب نہ دینا چاہیے۔

۱۱۲۲ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا کرتا تھا حالانکہ آپ نماز میں ہوتے تھے پس آپ مجھے جواب دیا کرتے تھے پھر جب ہم حبش سے لوٹے میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا (اور بعد نماز کے) فرمایا کہ نماز میں (خدا کے ساتھ) مشغولی ہوتی ہے (دوسری طرف متوجہ نہ ہونا چاہیے)۔

۱۱۲۳ حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی کام کے لئے بھیجا چنانچہ میں گیا اور اس کام کو پورا کرکے لوٹا تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے مجھے سلام کا جواب نہیں دیا تو میرے دل میں اس قدر رنج (آیا کہ) جس کو اللہ خوب جانتا ہے پس میں نے اپنے دل میں کہا کہ شاید رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناخوش ہوگئے اس سبب سے کہ میں نے آپ کے پاس آنے میں دیر کر (دی) پھر میں نے آپ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا تو میرے دل میں پہلی مرتبہ سے بھی زیادہ رنج ہوا پھر میں نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے مجھے جواب دیا اور فرمایا کہ مجھے تمہارے سلام کا جواب دینے سے یہ امر مانع تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضرت اپنی سواری پر تھے اور قبلہ کی طرف منہ نہ تھا اس وجہ سے میں تمیز نہ کر سکا کہ آپ نماز میں ہیں۔

باب نماز میں ہاتھوں کو اٹھانا بوجہ کسی ضرورت کے جو نماز پڑھنے والے کو پیش آئے۔

۱۱۲۴ حضرت سہل بن سعد کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنی عمرو بن عوف (جو قبا میں رہتے تھے) ان میں باہم کچھ نزاع ہوگیا ہے تو آپ ان میں باہم صلح کرانے کے لئے مع اپنے چند اصحاب کے تشریف لے گئے۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (وہاں) روک لئے گئے اور نماز کا وقت آگیا تو بلال ابوبکر کے پاس آئے اور کہا کہ اے ابوبکر بیشک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں روک لئے گئے اور نماز کا وقت آگیا ہے تو کیا آپ لوگوں کی امامت کردیں گے انہوں نے جواب دیا کہ ہاں اگر تم چاہو گے (تو کردوں گا) چنانچہ بلال نے نماز کی اقامت کہی اور ابوبکر آگے بڑھ گئے اور سب (لوگوں) نے تکبیر (تحریمہ) کہی (اور نماز شروع ہوگئی) اور اسی حالت میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صفوں میں سے ہوتے ہوئے ان کو پھاڑتے ہوئے تشریف لے آئے یہانتک کہ آپ (پہلی) صف میں کھڑے ہوگئے۔ پس لوگوں نے تصفیح شروع کردی (سہل کہتے ہیں کہ تصفیح کے معنی تصفیق (یعنی تالی بجانا) سہل کہتے ہیں کہ ابوبکر اپنی نماز میں ادھر ادھر نہ دیکھتے تھے مگر جب لوگوں نے بہت تالیاں بجائیں تو انھوں نے دیکھا تو (کیا) دیکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (پیچھے تشریف رکھتے) ہیں ابوبکر نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں، تو آپ نے انہیں اشارہ کیا، انھیں حکم دیا کہ بدستور نماز پڑھاتے رہیں تو ابوبکر نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ کی تعریف بیان کی پھر پیچھے پیر ہٹا کر

پیچھے لوٹ آئے یہانتک کہ صف میں کھڑے ہوگئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی پھر جب آپ فارغ ہوگئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! تمہارا کیا حال ہے جب نماز میں کوئی بات تمہیں پیش آتی ہے تو تم تالی بجانے لگتے ہو تالیاں بجانا تو صرف عورتوں کے لئے ہے لہذا جس شخص کو نماز میں کوئی بات پیش آئے وہ سبحان اللہ کہے پھر آپ ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اے ابوبکر تمہیں کس بات نے منع کیا کہ تم نماز پڑھاتے جبکہ میں نے تمہیں اشارہ کیا تھا ابوبکر نے جواب دیا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ سزاوار نہیں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نماز پڑھائے۔

باب نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا ممنوع ہے

۱۱۲۵ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نماز میں کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے) ممانعت کردی گئی تھی۔

۱۱۲۶ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی ممانعت فرمائی تھی کہ کوئی شخص کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھے۔

باب نماز میں کوئی شخص کسی چیز کا خیال کرے (تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں) اور حضرت عمر نے فرمایا ہے کہ میں اپنے لشکر کی درستی کا خیال کیا کرتا ہوں حالانکہ میں نماز میں ہوتا ہوں۔

۱۱۲۷ حضرت عقبہ بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عصر کی نماز پڑھی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو بہت جلد کھڑے ہوگئے اور اپنی بعض بیبیوں کے پاس تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر آئے اور آپ نے لوگوں کے چہروں میں جلد تشریف لیجانے کے سبب سے تعجب کے آثار دیکھے تو فرمایا کہ مجھے نماز میں ایک سونے کا ٹکڑا جو ہمارے پاس تھا یاد آگیا تو میں نے برا سمجھا کہ وہ شام کو یا شب کو ہمارے ہاں رہے لہذا میں نے اس کے تقسیم کرنے کا حکم دیدیا۔

۱۱۲۸ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب نماز کی اذان دی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کے گوز کرتا ہوا بھاگتا ہے یہانتک کہ اذان کی آواز نہیں سنتا پھر جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو سامنے آجاتا ہے پھر جس وقت تکبیر کہی جاتی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے۔ پھر جب تکبیر کہنے والا سکوت کر لیتا ہے تو سامنے آجاتا ہے اور آدمی کے ساتھ رہتا ہے اس سے کہتا ہے فلاں بات یاد کر جو بات اسے یاد نہ ہوتی تھی یہانتک کہ وہ بھول جاتا ہے کہ کس قدر نماز پڑھی۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی کو یہ بات پیش آئے تو اسے چاہیے کہ وہ سجدے سہو کے کرلے۔ ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ سے اس کو سنا ہے۔

۱۱۲۹ حضرت ابوہریرہ نے (ایک مرتبہ) کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے بہت حدیثیں بیان کیں حالانکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال و احوال و اقوال یاد کرنے میں سب سے زیادہ کوشش کیا کرتا تھا چنانچہ ایک شخص سے ملاقات میں ملا اس سے کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شب کو عشاء کی نماز میں کونسی سورت پڑھی اس نے کہا مجھے معلوم نہیں میں نے کہا کہ کیا تم نماز میں نہ تھے

تذکرۃ الانبیاء

حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ

[حض]رت ہاجرہ کی للٰہیت

حضرت اسمٰعیل بطن ہاجرہؓ سے اس وقت پیدا ہوئے جبکہ حضرت ابراہیمؑ کی عمر ۹۰ [سا]ل کی ہو چکی تھی آپ نے ایک فرزند کے لئے دعا مانگی تھی اور آپ اُلٹی قبولیت کے ثمر شیریں تھے حضرت ہاجرہ کو فرعون نے بطور نذر پیش کیا تھا دس برس یہ حضرت سارہؓ کے پاس رہیں اس کے بعد اس خیال سے کہ شاید حضرت [ابرا]ہیمؑ کے انہی سے اولاد ہو جائے حضرت سارہؓ نے ان سے نکاح کی اجازت دی تھی کیونکہ خود حضرت سارہ کی عمر زیادہ ہو چکی تھی آپ کے پیدا ہوتے ہی وحی [ناز]ل ہوئی کہ اس کے بارہ لڑکے پیدا ہوں گے جن میں سے ہر ایک ایک [بڑ]ے سلسلہ اور بڑی نسل کا رئیس ہوگا اس کے بعد حضرت سارہ نے رشک [و غیر]ت سے متاثر ہو کر حضرت ابراہیمؑ پر زور دیا کہ وہ انھیں اپنے سے جدا کر دیں [حض]رت ابراہیمؑ فکر مند و متردد تھے کہ وحی آئی کہ اس معاملہ میں حضرت سارہ کا کہنا [مانو] چنانچہ آپ حضرت ہاجرہ کو خچر پر سوار کر کے ارض مکہ میں داخل ہوئے اور مقام [حر]م میں ٹھیکر اور انھیں یہیں چھوڑ کر واپس ہونے لگے۔ تو حضرت ہاجرہؓ نے [عر]ض کی کہ من امرک ان تترکنا بارض لیس فیہا زرع و لا ماء [ک]س کے کہنے سے ہمیں ایسی جگہ چھوڑے جاتے ہیں جہاں نہ کوئی درخت ہے اور [نہ پا]نی جب آپ خاموش رہے تو بولیں کیا اللہ تعالے نے حکم دیا ہے فرمایا نعم [ہ]ا امرنی بذلک اللہ تعالیٰ ہی کا حکم ہے یہ سنکر حضرت ہاجرہ بالکل مطمئن [ہو گئ]یں اور بولیں فانہ لن یضیعنا تو پھر ٹھیک ہے وہ کبھی ہمیں تباہ [نہ ہونے د]ے گا اس جواب سے حضرت ہاجرہؓ کی قوت ایمانی پر کتنی تیز روشنی پڑتی ہے۔

[اسمٰعیل]ؑ مکہ میں پرورش

حضرت ابراہیمؑ بچشم گریاں اپنی رفیقۂ حیات اور اکلوتے اور خورد سال بچے کو چھوڑ کر چلے گئے [تو تھوڑے ہی د]ین مشکیزے کے اندر پانی اور توشہ ختم ہو گیا اور حضرت اسمٰعیلؑ شدت تشنگی [سے] رونے لگے ماں کی ممتا بیقرار ہو گئیں پانی کی تلاش میں بحالت پریشانی [ک]بھی کوہ صفا پر چڑھ جاتیں اور جب وہاں پانی کا کوئی نشان نظر نہیں [آتا تو] پھر کوہ مروہ پر پہنچتیں اور پھر صفا پر آتیں اسی طرح سات پھیرے پورے [ہوئے اور ساتو]اں پھیرا شروع نہ ہونے پایا تھا کہ انہوں نے حضرت اسمٰعیل کو زیادہ روتے [دیکھا تو] قریب آئیں تو آپ کے پاؤں کے قریب ہی ایک چشمہ ابلتا دیکھا جو آج چشمہ [زمز]م کے نام سے مشہور ہے حضرت ہاجرہ نے شکر ادا کیا۔ (ابن خلدون)

[ا]سی وقت حضرت جبرائیل نے ظاہر فرمایا اس چشمہ سے اللہ تعالے کے مہمان [سیرا]ب ہوں گے اور کچھ مدت بعد حضرت ابراہیمؑ یہیں آ پہنچے اور دونوں باپ [بیٹے مل] کر یہیں اللہ کا گھر بنائیں گے اس وقت تک یہ جگہ بالکل ویران و غیر [آباد ت]ھی اتفاقاً ادھر سے قبیلہ جرہم کی ایک جماعت گذری اور چڑیوں کو اڑتے [دیکھ]ا بولے اس وادی میں تو دور دور تک کہیں پانی اور سبزے کا نشان نہیں [تھ]ا یہ پرندے یہاں کہاں سے آ گئے جستجو میں آگے بڑھے تو مقام حجر پہنچکر انھوں نے دیکھا کہ واقعی وہاں پانی کا ایک چشمہ ابل رہا ہے اور ایک جوان عورت ایک خورد سال بچے کو لئے ہوئے بیٹھی ہے اور زیادہ متحیر ہوتے حضرت ہاجرہ سے اجازت لیکر وہیں اقامت اختیار کرلی کہ عرب میں چشمہ آب بہت اہم چیز تھی اور ہے۔

قبیلہ جرہم میں شادی

قبیلہ جرہم کی اقامت اللہ کا فضل تھا اس سے حضرت ہاجرہ کی تنہائی بھی رفع ہو گئی اور شہر بھی آباد ہونے لگا۔ قبیلہ اشراف عرب سے تھا اور حضرت اسمٰعیل بھی اور حضرت ہاجرہ مصری تھیں چونکہ آپ اسی قبیلہ میں پرورش پا رہے تھے اس لئے آپ کو عربی زبان میں کمال حاصل ہو گیا اور اسی قبیلہ میں آپ کی شادی ہو گئی۔ حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو گیا اور وہ مقام حجر میں دفن کر دی گئیں ماں کے انتقال کے وقت آپکی عمر صرف پندرہ سال کی تھی کامل ابن اثیر میں لکھا ہے کہ والدہ کے مرنے کے بعد حضرت اسمٰعیل افسردہ رہنے لگے مکہ میں دل ہی نہ لگتا تھا چونکہ آپ اسی قبیلہ میں پڑھے پلے تھے بہت خوبصورت اور نیک سیرت تھے قبیلہ والوں کو آپ سے محبت ہو گئی تھی انھیں آپ کے عازم شام ہونے کا جو علم ہوا تو انھوں نے خاندان عمالقہ کی ایک لڑکی عمارہ بنت سعید سے شادی کر دی حضرت ابراہیمؑ حضرت سارہ سے اجازت لیکر شام سے مکہ آتے رہتے تھے اس مرتبہ جو آئے تو بیٹے جا چکے تھے بیٹا شکار کھیلنے گیا تھا گھر میں بہو موجود تھی حضرت نے ان سے بیٹے کی اشغال وغیرہ کے متعلق پوچھا تو یہ نہایت ترش مزاج تھیں کچھ خفگی سے پیش آئیں آخر آپ یہ کہکر تشریف لے گئے کہ اسمٰعیل سے کہدینا کہ وہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر دیں عمارہ نے آپ سے جو حالات بیان کئے تو فرمایا وہ میرے باپ تھے اور کہہ گئے ہیں کہ تمہیں طلاق دیدوں چنانچہ طلاق دیدی۔

پھر آپ نے سیدہ بنت مضاض بن عمرو جرہمی سے عقد کیا اب کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیمؑ تشریف لائے تو اتفاق سے پھر آپ گھر پر موجود نہ تھے اس مرتبہ بہو نے آپ کی بہت مدارات کی وضو کو گرم پانی پیش کیا دودھ گوشت جو حاضر تھا پیش کیا اور معذرت کرتی رہیں کہ معاف فرمایئے گیہوں تو ہمارے ملک میں پیدا ہی نہیں ہوتا ہماری گذر تو کھجوروں دودھ اور شکار کے گوشت پر ہے بہت دیر تک یہی رہیں مگر آپ ٹھہرے نہیں بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیکر چلے گئے رخصت کے وقت فرما گئے کہ اب تمہارے مکان کا آستانہ اچھا ہے اسے تبدیل نہ کرنا حضرت اسمٰعیلؑ واپس ہوئے تو آپ کی بیوی نے عرض کی کہ شام سے ایک بزرگ تشریف لائے تھے مجھ سے جتنی خاطر ہو سکی کی روانہ ہو گئے رخصت ہوتے فرما گئے کہ تمہارا شوہر آئے تو کہدینا کہ تمہارے مکان کے آستانہ کو میں نے بہت پسند کیا اب اسے تبدیل نہ کرنا فرمایا وہ بزرگ میرے والد تھے اور جو کچھ فرما گئے ہیں اس کا مقصد یہ ہے کہ تمہارا برتاؤ اور تمہارے خصائل انھیں بہت پسند آئے اور میں تمہیں کبھی اپنے پاس سے جدا نہ کروں۔

ـــــــ صحابیوں سے ملاقات کی ہے
ان سے حدیث روایت کی ہے اور خود ان سے زہری اور بہت سے تابعین نے
حدیث بیان کی ہے مکحول کہتے ہیں میں حدیث کی تلاش میں تمام زمین میں
پھرا ہوں مگر ابن المسیب جیسا میں نے کوئی عالم نہیں دیکھا ابن المسیب کہتے ہیں
میں نے چالیس حج کئے ہیں سنہ ۹۴ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

سعید بن عبد العزیز تنوخی دمشقی۔ اوزاعی اور ان کے بعد کے زمانہ میں یہ
ملک شام کے فقیہ تھے۔ احمد کہتے ہیں کہ ملک شام میں سعید موصوف اور اوزاعی
سے بڑھکر کوئی صحیح حدیث نہیں رکھتا ہے اور یہ اور اوزاعی میرے نزدیک
برابر ہیں سعید موصوف بہت رویا کرتے تھے کسی نے اس کا سبب پوچھا
کہا جب میں نماز پڑھتا ہوں جب ہی میرے سامنے جہنم آجاتا ہے۔ نسائی کہتے
ہیں یہ ثقہ اور ثابت شخص ہیں مکحول اور زہری سے انہوں نے اور ثوری
نے ان سے روایت کی ہے اور سنہ ۱۶۷ ہجری میں جب ان کی کچھ اوپر ستر برس
کی عمر تھی انہوں نے انتقال کیا۔

سعید بن ابی الحسن ابی الحسن کا نام یسار بصری ہے یہ تابعی ہیں ابن
عباس اور ابو ہریرہ سے انہوں نے اور ان سے قتادہ اور عوف نے روایت
کی ہے اپنے بھائی حسن بصری سے ایک سال پہلے یعنی سنہ ۱۰۰ ہجری میں
انہوں نے انتقال کیا۔

سعید بن حارث معلی انصاری حجازی۔ یہ مدینہ کے قاضی اور مشہور تابعین
ہیں۔ ابن عمرؓ اور ابو سعید اور جابر سے انہوں نے اور ان سے بہت لوگوں
نے روایت کی ہے۔

سعید بن ابی ہند عمر بن سمرہ کے آزاد کردہ ہیں ابو موسیٰ اور ابو ہریرہ اور
اور ابن عباس سے انہوں نے اور ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ اور نافع
بن جبیر نے روایت کی ہے اور سعید موصوف مشہور ثقہ تھے۔

سعید بن جبیر اسدی کوفی مشہور تابعیوں میں سے ہیں۔ ابن عباس اور
ابو مسعود اور ابن زبیر اور انس سے انہوں نے حدیث سنی ہے اور ان
سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے حجاج بن یوسف نے ان کو شعبان
سنہ ۹۵ھ میں شہید کیا اس وقت ان کی عمر ۴۹ برس کی تھی اور اسی سال
حجاج نے رمضان یا شوال میں انتقال کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کے
چھ مہینے بعد حجاج مرا ہے ان کے شہید کرنے کے وقت حجاج نے ان
سے کہا کہ اے سعید تم جس طرح جی چاہے مجھکو قتل کریں اسی طرح قیامت
میں تجھکو قتل کروں گا۔ حجاج نے کہا تم یہ چاہتے ہو کہ میں تجھکو معاف
کر دوں۔ انہوں نے کہا اگر میں معافی کا خواستگار ہوں تو خدا ہی سے ہوں
نہ تجھکو نہ چھوڑنے کا اختیار ہے اور نہ پکڑنے کا اختیار ہے حجاج نے حکم دیا
ان کو لیجا کر قتل کرو جب ان کو لوگ دروازے کے باہر لے گئے تو یہ ہنسے
لوگوں نے اس کا حجاج سے ذکر کیا حجاج نے پھر ان کو واپس بلایا اور ہنسنے کا
سبب پوچھا انہوں نے کہا مجھکو تیری خدا پر جرأت کرنے سے تعجب ہوا اس سبب
سے ہنسا اس نے نطع منگا کر دیں بچھوایا اور اس پر ان کو قتل کرنے کا حکم کیا
انہوں نے اس وقت یہ آیت پڑھی ”وانی وجہت“ الخ حجاج نے کہا قبلہ کی طرف
سے ان کا منہ پھیر دو انہوں نے کہا ”فاینما تولوا فثم وجہ اللہ“ اس نے کہا اوندھا
منہ کے بل لٹا دو انہوں نے کہا ”منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم“ الخ حجاج نے
ان کو ذبح کر ڈالو تو اس وقت انہوں نے کہا میں گواہی دیتا ہوں اور ایمان
لاتا ہوں کہ سوائے خدا کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد خدا کے
بندے اور اس کے رسول ہیں اور پھر سعید نے حجاج کو بددعا دی کہ اے خدا
تو اس کو میرے قتل کے بعد اور کسی کے قتل پر مسلط نہ کیجیو چنانچہ ایسا ہی ہوا
کہ ان کے بعد کسی کو حجاج قتل نہ کر سکا کہتے ہیں کہ سعید کے قتل کے بعد پندرہ
روز حجاج زندہ رہا اس کی موت کا سبب یہ ہوا کہ اس کے پیٹ کے اندر پھوڑا ہو گیا
تھا اس نے حکیم کو بلا کر دکھلایا حکیم نے تاگے میں گوشت کی بوٹی باندھ
کر اس کے حلق کے اندر اتاری اور پھر اس کو نکالا تو وہ خون میں لتھڑی ہوئی نکلی
حکیم سمجھ گیا کہ یہ بچنے والا نہیں ہے اور حجاج اپنی بقیہ زندگی میں کہا کرتا تھا کہ
سعید بن جبیر کو کیا ہوا ہے جب میں سوتا ہوں میرا پیر پکڑ کر جھنجھوڑ دیتا ہے
سعید موصوف کا مزار شہر واسط ملک عراق میں مشہور ہے اور لوگ اس کی زیارت
کرتے ہیں۔

سعید بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف زہری قرشی مدینہ کے قاضی اور
مدینہ کے فاضلوں میں سے تھے اپنے والد وغیرہ سے انہوں نے حدیث
سنی تھی۔ وفات ان کی سنہ ۱۲۵ھ میں جبکہ ان کی عمر ۷۲ برس کی تھی ہوئی ہے۔

سعید بن ہشام یہ بڑے جلیل القدر تابعی ہیں حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ
وغیرہ سے انہوں نے اور ان سے حسن نے حدیث سنی۔ حدیث ان کی اہل بصرہ
کے پاس ہے۔

سفیان بن دینار تمار کوفی۔ سعید بن جبیر اور مصعب بن سعد سے انہوں نے اور
ان سے ابن المبارک وغیرہ نے روایت کی ہے معاویہؓ کے زمانہ میں ان کی پیدائش
ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار شریف کی زیارت انہوں نے کی تھی۔

سفیان ثوری بن سعید کوفی۔ آپ امام المسلمین اور حجۃ اللہ علی الخلق ہیں
اپنے زمانہ میں فقہ و اجتہاد اور پرہیزگاری اور عبادت کے جامع تھے اور علم
حدیث وغیرہ علوم میں آپ بڑا نہایت ہے اور آپ کے ثقہ ہونے میں کسی کو
اختلاف نہیں ہے۔ سفیان ثوری امام مجتہدین اور اقطاب اسلام میں سے
ہیں سلیمان بن عبد الملک کے زمانہ سنہ ۹۷ ہجری میں آپ پیدا ہوئے آپ نے بہت
لوگوں سے آپ نے اور بہتوں نے آپ سے روایت کی ہے جن میں معمر اور اوزاعی
اور ابن جریج اور مالک اور شعبہ اور ابن عیینہ اور فضیل بن عیاض بھی ہیں وفات
ثوری موصوف کی بصرہ میں سنہ ۱۶۱ھ میں ہوئی۔

سفیان بن عیینہ ہلالی۔ یہ بنی ہلال کے آزاد کردہ ہیں پیدائش ان کی
کوفہ میں نصف شعبان سنہ ۱۰۷ھ میں ہوئی تھی اور یہ بڑے امام عالم ثابت
اور محبت تھے زہد و پرہیزگاری اور صحت حدیث پر ان کے اتفاق ہوا ہے زہری
اور بہت لوگوں سے انہوں نے اور ان سے ثوری اور اعمش اور شعبہ اور
شافعی اور احمد اور بہت لوگوں نے روایت کی ہے۔ لوگ کہتے تھے کہ اگر
مالک اور سفیان بن عیینہ نہ ہوتے تو بس حجاز کے علم کا خاتمہ تھا سفیان
موصوف نے مکہ میں سنہ ۱۹۸ھ ماہ رجب میں انتقال کیا اور حجون میں دفن
ہوئے۔

سفیان موصوف نے ستر حج کئے تھے۔

تذکرۂ اصحابہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ

ایثار و غیرت کے شاندار مظاہر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کا اصلی نام عبد عمرو تھا مسلمان ہونے کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ زہری خاندان کے چشم و چراغ تھے باپ کا نام عوف اور ماں کا نام شفا تھا۔ قریشی تھے فطرتاً نیک دل اور ہوشمند تھے زمانہ کفر میں بھی شریفانہ وضعداری کے ساتھ رہتے تھے اور شراب کو ہاتھ بھی نہ لگاتے تھے۔ تیس برس کی عمر تھی کہ آپ کو حضرت صدیق اکبرؓ کی رہنمائی سے صراط مستقیم نظر آئی اور آپ فرزندان توحید کی سنہری فہرست میں شامل ہو گئے کفار نے آپ کو بھی ستانا شروع کیا جس وجہ سے آپ حبش کو ہجرت کر گئے اور جب وہاں سے واپس آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عازم مدینہ ہوئے گویا آپ نے دو ہجرتیں کیں۔ آنحضرتؐ نے مدینہ پہنچ کر آپ کا رشتہ اخوت حضرت سعد بن الربیع انصاریؓ کے ساتھ قائم کیا جو اس وقت انصار میں سب سے بڑے دولتمند بزرگ تھے اور فیاضی و سیر چشمی میں نظیر نہ رکھتے تھے چنانچہ وہ آپ کو گھر لائے تمام چیزیں دکھائیں اور فرمایا کہ آج سے تم میرے بھائی ہو گئے میں اپنا نصف مال و متاع آپ کو تقسیم کئے دیتا ہوں میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک کو پسند کر لو جسے پسند کرو گے اسی کو طلاق دیکر تمہارے حوالہ کر دوں گا تم اس سے نکاح کر لینا۔

اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ صحابہ کیا چیز تھے رسول کریمؐ نے انھیں کیا بنا دیا تھا ذرا غور تو کیجئے کہیں دنیا میں اس سیر چشمی و برادر نوازی کی کوئی اور مثال مل سکتی ہے کوئی حقیقی بھائی کو بھی رضامندی و ایثار سے نصف نصف تقسیم کرنے پر راضی نہیں ہوتا یہاں یہ اپنے دینی بھائی کو مال تو مال ایک بیوی تک دینے کے لئے تیار ہو گئے تاکہ ان کے بھائی کو کوئی تکلیف محسوس نہ ہو اور وہ غریب الوطنی میں ذرہ برابر تکلیف بھی محسوس نہ کریں۔ واقعی انسان ہی تھے خدا جانے کیا تھے۔

تجارت و تموّل آپ حضرت سعد کا جذبہ اخوت و ایثار دیکھ چکے اب مہاجرین کرام کے جوہر استغنا یعنی حضرت عبدالرحمٰن کی شرافت غیرت انسانی اور اعتماد علی النفس کا بھی یہ شاندار اور حیرت انگیز مظاہرہ ملاحظہ کیجئے فرمانے لگے بھائی آپ نے واقعی حق اخوت ادا کر دیا اللہ آپ کے مال و متاع اور اہل و عیال میں برکت دے مجھے ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں مجھے تو آپ بازار دکھا دیں لوگوں نے آپ کو بنو قینقاع کا بازار بتلا دیا۔ بازار پہنچ کر ایک نگاہ ڈالی خرید و فروخت کا رنگ دیکھا دوسرے روز سے تجارت شروع کر دی گھی اور پنیر سے بیچ کر فروخت کئے کچھ عرصہ کے بعد جسم سے خوشبو آتی دیکھ کر رسول اللہؐ نے پوچھا کیا شادی کر لی ہے عرض کی ہاں ایک انصاری کی لڑکی سے گٹھلی کے برابر سونا مہر مقرر کرکے شادی کی ہے فرمایا ولیمہ کرو خواہ وہ ایک ہی بکری کا ہو رفتہ رفتہ دولتمند بن گئے اور جاگیریں بھی مل گئیں بہت سی اراضی خرید کر زراعت بھی وسیع پیمانہ پر شروع کرا دی اللہ تعالیٰ نے ایسی برکت دی تھی کہ خود فرماتے ہیں کہ پتھر بھی اٹھاتا تھا تو اس کے نیچے سے سونا نکلتا تھا ترکہ میں چار بیویاں تھیں ہر حصے میں اسی اسی ہزار دینار نقد آئے طلائی اینٹیں اس کے علاوہ تھیں جو کلہاڑی سے بمشکل کٹیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھ میں آبلے پڑ گئے وسیع قطعات اراضی کے علاوہ ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں اور سو گھوڑے بھی تھے جب آپ کا تجارتی قافلہ مدینہ میں آتا تو شور پڑ جاتا۔

اس دولتمندی پر بھی دستر خوان پر تکلف نہ ہوتا تھا اور جب کبھی قیمتی اور پر تکلف کھانا سامنے آ جاتا تھا تو گذشتہ فقر و فاقہ کو یاد کرکے احسان پذیری کے جذبے سے آنکھیں پرنم ہو جاتی تھیں لباس ریشمی بھی استعمال کرتے تھے کہ سرکار دو عالمؐ نے بربنائے خاص علالت آپ کو اس کی اجازت دیدی تھی حضرت عمر فاروقؓ نے آپ کے صاحبزادے ابو سلمہ کو ریشمی کرتہ پہنے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا کہ رسول اللہؐ نے تمہارے باپ کو اس کی اجازت دی تھی نہ کہ تمہیں۔

فیاضی و عبادت جوش سخاوت و فیاضی کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ آپ کا تجارتی قافلہ مدینہ آیا ہے تو غل پڑ گیا سات سو اونٹوں پر تو صرف گیہوں اور دیگر اشیائے خوردنی بار تھیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے آنحضرتؐ سے سنا ہے کہ عبدالرحمٰن جنت میں رینگتے ہوئے جائیں گے آپ کو جو اس کی اطلاع ملی تو خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔ اماں آپ گواہ رہیں کہ میں اس پورے تجارتی قافلہ کو اونٹوں اور مال و اسباب سمیت اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔ کیا دنیا کی اور کسی قوم میں سیر چشمی اور فیاضی کی ایسی مثالیں موجود ہیں۔ صحابہ کرام کی دولت کا راستہ ہی کھلا وقف تھی وہ ذات سے زیادہ قوم و ملت کو فائدہ پہنچانے میں ساعی رہتے تھے ایک دفعہ آپ نے اپنا نصف مال چار ہزار درہم اور بعد کو چالیس چالیس ہزار دینار راہ خدا میں دیئے اسی طرح جہاد کے لئے پانسو گھوڑے عطا کئے ایک ایک دن میں تیس تیس غلام آزاد کرتے تھے ایک مرتبہ حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ ایک زمین چالیس ہزار دینار کو فروخت کی اور یہ سب رقم کھڑے کھڑے راہ خدا میں لٹا دی انتقال کے وقت بھی پچاس ہزار دینار اور ایک ہزار گھوڑے خیرات کئے جو اصحاب بدر اس وقت زندہ تھے ان کے لئے چار چار سو دینار دئے جانیکی وصیت کی غرض کروڑوں روپیہ راہ خدا میں صرف کر گئے۔

جو اصحاب زندہ تھے سب نے اس سے فائدہ اٹھایا اور تو اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی حصہ لیا۔ امہات المومنین کے لئے بھی ایک وسیع و شاداب باغ کی وصیت کی جو چار لاکھ درہم میں فروخت ہوا۔ پہلے ہی بڑی بڑی رقوم پیش کر چکے تھے

[illegible] جبرئیل امین کے ساتھ مکہ آئے اور ابراہیمؑ نے اور حضرت اسمٰعیلؑ دونوں نے مل کر کعبہ شریف تعمیر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ تو پتھر چنتے اور رکھتے تھے اور حضرت اسمٰعیلؑ گارہ اور پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے کتنی مقدس عمارت ہے جو معبود حقیقی کے حکم سے تعمیر ہو رہی ہے اور جس کے معمار و مزدور دو جلیل القدر پیغمبر ہیں دونوں لگاتے جاتے تھے۔ وقت یہ دعا کرتے جاتے تھے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم پھر حضرت ابراہیمؑ کے کہنے اور جبرئیل امین کے بتانے پر آپ جبل ابو قبیس سے حجر اسود اٹھا لائے عمارت جبکہ تیار ہو گئی تو حضرت ابراہیمؑ پہاڑ کی ایک بلند چوٹی پر چڑھ گئے اور با آواز بلند فرمایا۔

یا ایها الناس ان الله قد بنا لکم بیتا و دعاکم الی حجة فاجیبوا

لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہاری عبادت و طواف کے لئے ایک گھر بنا دیا ہے اور تمہیں حج و زیارت کے لئے بلایا ہے تم آؤ اور حج کرو اس اعلان کے بعد کچھ لوگ آ گئے اور جو لوگ آپ پر ایمان لا چکے تھے انھوں نے آپ کے ساتھ مقامات منا و عرفات میں جا کر قربانی کی اور پھر بیت اللہ شریف کا طواف کیا یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ جرہم نسل عرب عاربہ میں سے تھا قحطان ابن عابر کا لڑکا ہے یمن میں رہتا تھا یعرب ابن قحطان نے جو عرب بادیہ کو تباہ کر کے عرب مستعربہ کا مورث ہوا اسے گورنر حجاز مقرر کیا تھا عبرانی نسل سے ہے۔

یہ قبیلہ تجارتی قبیلہ تھا۔ مال تجارت لئے ہوئے شام جا رہا تھا اسی کے رئیس نے حضرت ہاجرہ سے یہ کہلا اس نواح میں قیام و سکونت کی اجازت طلب کی تھی کہ ہمارے رہنے سے آپ کی تنہائی بھی دور ہو جائیگی دل بھی بہلے گا اور حضرت ہاجرہ نے اس شرط پر اجازت دیدی تھی کہ تولیت چشمہ پر میری رہیگی۔ قبیلہ جرہم نے اس شرط کو منظور کر لیا تھا اور وہ کچھ عرصہ بعد اپنے اہل و عیال اور مویشی لیکر یہیں آ بسا تھا اور مکہ اس طرح آباد ہو گیا تھا حضرت اسمٰعیلؑ ہی خاندان میں اس چشمہ اور بیت اللہ کی تولیت رہی پھر عزیزانہ تعلقات قائم ہو گئے حضرت ابراہیمؑ اور آپ پر ایمان لے آئے یہی لوگ کعبہ شریف کے پہلے طواف کرنے والے اور حضرت ابراہیمؑ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔

ذبح عظیم

پھر تو حج و طواف کا سلسلہ شروع ہو گیا ہر طرف سے مخلوق آنے لگی دین حنیف نے بہت ترقی کی شام کے حنیفی و ابراہیمی بھی حج کرنے آتے رہتے تھے دوسرے ہی سال حضرت ابراہیمؑ اور حضرت سارہ حج کے لئے آئیں حضرت اسمٰعیلؑ نے بے حد خاطر داری کی جس سے حضرت سارہ بھی بہت مسرور ہوئیں حضرت اسحاقؑ بھی ہر سال حج کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے حضرت اسمٰعیلؑ کو حضرت ابراہیمؑ نے باقاعدہ متولی بیت اللہ مقرر کیا تھا۔

بیت اللہ کی تعمیر کے بعد حضرت ابراہیمؑ کو حکم ہوا کہ ہماری راہ میں محبوب ترین شئے کی قربانی کرو۔ ان کے نزدیک محبوب ترین شئے حضرت اسمٰعیلؑ ہی تھے چنانچہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے جگر گوشہ حضرت اسمٰعیلؑ سے فرمایا کہ بیٹا ایک

[illegible] چنانچہ آپ جیسے ہی بیٹے کو لے کر چلے راستے میں شیطان نے ایک پیرمرد کی صورت ظاہر ہو کر کہا۔

"صاحبزادے کچھ علم بھی ہے کہ تمہارے باپ تمہیں کس غرض سے لئے جا رہے ہیں" فرمایا لکڑیاں کاٹنے کو۔ بولا تم بہت سادہ لوح ہو وہ تمہیں پر لیجا کر ذبح کرینگے۔ فرمایا بھلا اتنے شفیق ہو کر وہ مجھے ذبح کر سکتے ہیں! کوئی وجہ ہو سکتی ہے؟ بولا نہیں تمہارے باپ کو یہ وہم ہو گیا ہے کہ اللہ نے انھیں بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے یہ سنکر آپ نے بے تکلفی سے جواب دیا اگر اللہ کا حکم ہے تو بیشک ذبح ہونے کو بسر و چشم تیار ہوں شیطان یہ سنکر دم بخود ہو گیا اور حضرت ابراہیمؑ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا غور تو کیجئے بھلا اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ آپ جیسے نبی سے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ کرے اس خیال سے باز آئیے اور اپنے لاڈلے اور نوجوان فرزند کی جان نہ لیجئے۔ حضرت ابراہیمؑ نے اسے ایک ڈانٹ بتائی جس سے وہ فرار ہو گیا کچھ دور پہنچ کر فرمایا بیٹا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں اللہ کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں تمہاری کیا رائے ہے۔ فرزند بھی آخر کس کے تھے برجستہ جواب دیتے ہیں۔

یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصابرین۔

ابا جان آپ کو جو حکم ملا ہے اس کی تعمیل کیجئے میں انشاء اللہ تعالیٰ صابر رہونگا

نبوت و دعوت

خود حضرت اسمٰعیلؑ ہی نے عرض کی کہ ابا جان ہو سکے تو پہلے آپ میرے ہاتھ پاؤں اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں اور مجھے الٹا لٹا کر ذبح کریں کہ اگر کہیں بوقت ذبح آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑ گئی تو آپ کی محبت جوش مارے گی اور بہت ممکن ہے کہ پھر آپ کا ہاتھ بھی لرزنے لگے حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا نعم العون انت یا بنی علی امر اللہ اے بیٹے تو اللہ کے حکم کی تعمیل میں بہت بہتر مددگار ہے غرض یہ سب کچھ ہوا اور جب حضرت ابراہیمؑ آپ کو پچھاڑ کر تعمیل حکم ربانی پر تیار ہو گئے تو چھری الٹی چل گئی اور بقول بعض جبرئیل امین نے آپ کو جلدی سے نکال کر دنبہ زیر زانو رکھ دیا اور آپ محفوظ رہ گئے۔ ہم بارہا بتا چکے ہیں کہ ابتلائیں آتی ہیں تو اس دہشت خیزی کے ساتھ کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پرخچے اڑ کر رہ جائینگے لیکن جب انسان ثابت قدم رہتا ہے اور جو ہونا ہوتا ہے ہو جاتا ہے تو خیال بھی نہیں ہوتا کہ کیا تھا کیونکہ باری تعالیٰ کو صرف بندے کی آزمائش مقصود ہوتی ہے جوان بیٹے کا ذبح ہونا اور اپنا سر خود چھری کے نیچے رکھ دینا کتنی صبر آزما چیز تھی مگر جب رکھ دیا تو کچھ بھی نہ تھا ایک مدعا رہا تھا اور ایک سجدہ ریز شکر تھا۔ حضرت اسمٰعیلؑ کو خلعت نبوت عطا ہوا تو آپ بنی جرہم بنی عمالقہ اور اہل یمن کی ہدایت پر مامور ہوئے بنی عمالقہ اطراف عرب میں رہتے تھے بہت سے آپ پر ایمان لے آئے بروایت حضرت ابن اسحٰق ۱۳۰ برس کی عمر میں وصال ہوا اپنی والدہ محترمہ کے پہلو میں دفن ہوئے توریت میں آپکی عمر ۱۳۷ سال لکھی ہے آپکے بارہ فرزند چھوڑے جن میں سے نابت بیت اللہ کے متولی ہوئے آپ کی نسل کو بے حد ترقی ہوئی۔ حجاز تو سب کا سب آپ کی نسل سے تھا توریت کے مطابق آپکی اولاد بلاد حویلی و عراق و مصر کے ساحل تک پھیلی اکثر اہل علم کا تو یہ خیال ہے کہ حضرت اسمٰعیلؑ ہی بعد کے تمام عرب

ۃ الاولیاء

شیخ رکن الدین ابوالفتح سہروردی

ولادت علم و فضل: آپ شیخ صدرالدین عارف کے فرزند اور شیخ الاسلام حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی کے پوتے تھے آپ کی والدہ گرامی کو اسی سال جس میں حضرت آپ بطن مادری میں تھے کہ وہ چاند رات کے سلام کو حضور شیخ الاسلام کے پاس حاضر ہوئیں شیخ الاسلام کی جو نظر آپ پر پڑی کھڑے ہوگئے اور تعظیم کی یہ بلوی متحیر ہوگئیں اور دست بستہ عرض کی کہ اس تعظیم کی وجہ کیا ہے فرمایا یہ تعظیم تمہاری نہیں بلکہ اس بچہ کی ہے جو تمہارے بطن میں ہے اور جو میرے خاندان کا روشن چراغ ہوگا۔ پیدا ہونے کے بعد یہ صورت پیش آئی کہ ایک روز شیخ الاسلام حضرت بہاءالدین زکریا ملتانی اپنے چھپر کھٹ پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے تھے اور دستار مبارک پائے کے قریب رکھی ہوئی تھی اور شیخ صدرالدین نیچے فرش پر مؤدب بیٹھے ہوئے تھے آپ کی عمر ہنوز چار برس کی تھی کہ کھیلتے ہوئے آئے اور دادا کی دستار اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی شیخ صدرالدین نے چشم نمائی کی کہ دادا کا ادب کرو شیخ الاسلام نے فرمایا کہ اسے منع نہ کرو یہ میری دستار کا حقدار ہے میں نے یہ اسی کو عطا کی۔

غرض آپ پیدائشی ولی تھے اور بچپن ہی سے کرامات و خوارق کا اظہار شروع ہوگیا تھا جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ ہلال ایک روز افق پر بدر بنکر درخشاں ہوگا۔ آپ کا خطاب مخدوم رکن عالم تھا ۶۴۹ھ میں کتم عدم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے تھے شیخ ظہیر نے لکھا ہے کہ ایک ہرنوں کی ڈار سامنے سے گذری جو الملکرام کے بچے دوڑنا چاہتے تھے مگر باپ کے ڈر سے نہ اٹھے۔ وفور کے بعد انھوں نے انھیں پاس بلا کر ان سے قرآن پڑھانا شروع کیا تھے نہایت ذہین یہ حالت تھی کہ چار دفعہ ناظرہ پڑھنے سے ایک پارہ حفظ ہوجاتا تھا اس مرتبہ سات بار پڑھا مگر حفظ نہ ہوا شیخ متعجب ہوئے اور خادم کی طرف نظر انکار پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے۔

خادم نے عرض کی کہ کچھ دیر پہلے ہرنوں کی ایک ڈار اس طرف سے گذری تھی جس میں کچھ خوبصورت بچے بھی تھے شاید ان کا خیال ان بچوں میں پڑا ہے شیخ نے پوچھا کدھر گئے بولا دریا کی طرف جانب گئے ہیں اسی کی توجہ سے ایک ہرنی اپنے خوبصورت بچوں کو لئے ہوئے دوڑی ہوئی آئی اور سامنے آکر کھڑی ہوگئی مخدوم رکن عالم نے بچوں کو پکڑ کر گود میں لیا اس کی قدرت دیکھئے اسی وقت سبق یاد ہوگئے اس کے بعد ہرنی اپنے بچوں کو لیکر چلی گئی۔ دادا ہی کے شہرہ آفاق مدرسہ میں تکمیل علوم ظاہری کی اور جملہ علوم متداولہ قرأت تفسیر حدیث اور فقہ وغیرہ کے متبحر ہوگئے آپ کی تصنیف علمی کا دور دور تک شہرہ تھا۔

خانقاہ عالیہ اور ملتان: آپ کا مدرسہ آپ کی خانقاہ اور لنگر خانہ اس عہد میں بڑی شہرت رکھتا تھا مخدوم جہانیاں اور مولانا جیسے مشاہیر نے فضل حاصل کیا آپ ہی کی خانقاہ اور آپ ہی کے مدرسے کے تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ تھے آپ کا دائرہ ارادت بھی بہت وسیع تھا دور دور سے لوگ آتے اور مرید ہوتے ارادتمندوں اور مریدوں کی تعداد کا کوئی شمار نہ تھا بلاد اسلامیہ کے ہر حصے سے لوگ آتے اور آپ سے بیعت کرتے تھے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں آپ کی خدمات بہت شاندار ہیں پنجاب سے لیکر سندھ تک آپ کے فیض کا دریا لہرا رہا تھا۔

مدرسہ میں غیر ممالک تک کے طلبہ تعلیم پاتے تھے عظیم الشان عمارت وسیع اور مفید ترین نظم کثرت طلبہ زیر تعلیم تھے جنھیں مفت تعلیم ملتی تھی یہی نہیں کہ ان سے کسی قسم کی فیس نہ لی جاتی تھی بلکہ انھیں کتابیں کاغذ قلم اور دوات تک آپ ہی مہیا کرتے تھے ان کے قیام و آرام کے لئے خوبصورت پختہ ایوان بھی بنا ہوا تھا جس میں بیک وقت سینکڑوں طلبہ رہ سکتے تھے کھانے کی طرف سے بھی بے فکری تھی کہ لنگر موجود تھا پھر تعلیم بھی معمولی تعلیم نہیں وہ تعلیم جس سے منتہی مدرسے تک کے فارغ ہوئے امیر الاملاک مجلس قضا بنے اور مشہور آفاق عالم ہوئے بلاشبہ اس مدرسہ نے توسیع تعلیم اور نشر علوم میں بہترین خدمات انجام دیں دنیا اتنی ترقی کرگئی ہے کی بھی کوئی کمی نہیں رہی مگر اس وقت دنیا میں کوئی ایک مدرسہ بھی ایسا نہیں بتایا جاسکتا جہاں ہر کس و ناکس کو مفت تعلیم کے مواقع حاصل ہوں اور مفت بھی ایسی مفت کہ نہ صرف تعلیم ہی کے مصارف سے سبکدوشی ہو بلکہ تمام ضروریات زندگی کی طرف سے بے فکر ہوجائے پھر مسلمانوں اور غرباء کے لئے اس قسم کی تعلیم گاہیں کس قدر مفید و سودمند ہوتے ہوں گے اور ان سے اشاعت اسلام کے کام میں کتنی مدد ملتی ہوگی۔

پھر چونکہ خانقاہ یا مدرسہ اسی کے ساتھ ہی ساتھ تھا اس لئے اس میں طلبا کو سادگی و محنت اور اخلاق و پابندی شریعت کے ایسے موثر سبق ملتے تھے جو زندگی بھر بھلائے نہ بھولتے تھے اس کے علاوہ جب اساتذہ طلبا اور امیر و غریب سادہ ہی زندگی بسر کرتے ہوں سب ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھاتے ہوں ایک سا کھانا کھاتے ہوں ساتھ ساتھ عبادت کرتے ہوں سادہ زندگی کے شاندار نمونے رہتے ہیں تو لازمی ہے کہ ان کے اخلاق بھی بلند ہوں گے آج جو طلباء کو مغربی مدارس کی تعلیم کے زمانہ میں کھانا ملتا ہے وہ تو اخلاق پر اچھا اثر نہیں کرتا کہ وہ صدقہ ہے اور ناداروں اور مسکینوں کے لئے ہوتا ہے مگر لنگر تو وہ چیز تھی جس کا کھانا امراء کے لئے بھی باعث عزت سمجھا جاتا تھا اور تبرک کی حیثیت رکھتا تھا افسوس ہے کہ اب یہ مفید نظام قریب قریب معدوم ہو چکا ہے اور اب اس کی طرف کسی کو بھی توجہ نہیں رہی آپ کی خانقاہ میں روحانی تربیت کا بہترین اہتمام تھا جس سے بڑے بڑے اولیا نکلے ملتان کے خاندان سہروردی کے ان علوم ظاہری و باطنی کے مدارس نے مخلوق خدا کو بڑا فائدہ پہنچایا ملتان اس زمانہ میں عظیم الشان اسلامی شہر تھا اور یہ حالت ہوگئی تھی کہ یہاں بداخلاقیاں اور معاصی قریب قریب ناپید ہوگئے تھے امراء و غرباء سب نیک بن گئے تھے جو رئیس اور کبیر تھے تک شیخ جیلانی اور صاحب فضل کی طرف راغب

اور بے رحمت سے ایک جائداد اپنی کے لئے فروخت کا تھی جس کی قیمت ایک
چالیس ہزار دینار وصال کی چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ آپ کے صاحبزادے آپ کے
سے اظہار شکر کے طور پر کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کو سلسبیل
خلد سے سیراب کرے نمازیں پورے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھا کرتے تھے
نوافل کا بھی اہتمام رکھتے تھے مہینے میں متعدد روزے بھی رکھتے تھے مگر آپ کی
زندگی ہر اعتبار سے مکمل زندگی تھی حقیقت یہ ہے کہ سچے اور حقیقی مسلمان بھی
بزرگ تھے جو دنیا میں بھی عیش اور اولوالعزمی کے ساتھ بسر کر گئے اور آخرت
کی فائز المرامیاں بھی نصیب ہوئیں۔

فضائل اخلاق

فضائل و اخلاق کا باب بھی نہایت شاندار ہے خدا ترسی و خدا شناسی، رحم و کرم، صدق و عفاف
فیاضی و سیر چشمی غربا پروری و مساکین نوازی میں جواب نہ رکھتے تھے احباب
کی امداد بھی کشادہ دلی کے ساتھ کرتے تھے غربا کی تکلیف کے محض تصور سے
بے چین ہو جاتے تھے دن کو روزہ رکھا تھا شام کو کھانا جو سامنے آیا تو مسلمانوں
کا گزشتہ فقر و فاقہ یاد آگیا اور بے اختیار رونے لگے اور کہنے لگے کہ مصعب
بن عمیر مجھ سے کہیں زیادہ بہتر تھے لیکن شہید ہوئے تو کفن میسر تھا ایک
چادر بھی سر چھپاتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور پاؤں چھپاتے تھے تو سر
کھل جاتا تھا حضرت حمزہ بھی مجھ سے بہتر تھے اب ہمارے لئے دنیا کشادہ
ہو گئی ہے اور ہمیں اتنی نعمتیں ملی ہوئی ہیں کہ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہماری
نیکیوں کا معاوضہ یہی دنیا نہ بن جائے یہ کہا اور دیر تک روتے رہے
اور کھانا بھی نہ کھایا گیا اسی طرح ایک دفعہ پر تکلف کھانا سامنے آیا تو بے
اختیار رونے لگے نوفل بن ایاس کے استفسار پر فرمایا کہ سرکار دو عالم
صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اہل و عیال کو زندگی بھر شکم سیر ہو کر جو کی روٹی بھی
نہ ملی ہمیں اللہ تعالیٰ نے اتنی نعمتیں دی ہیں۔
صداقت شعار مشہور تھے اور لوگوں کو آپ کی اتنا اعتماد تھا کہ مرگی یا مرض الموت
ہونے کی صورت میں تنہا آپ کا بیان کافی سمجھا جاتا تھا ازواج مطہرات کی
بڑی خدمات انجام دیں مآل اندیشی اور اصابت رائے میں بھی شہرۂ آفاق تھے
چنانچہ حضرت عمرؓ نے انتخابی مجلس آپ ہی کی صدارت میں قائم کی تھی اور
وصیت کی تھی کہ عبدالرحمٰن بہت سلیم الطبع ہوشمند اور صائب الرائے ہیں
ان کی رائے غور سے سننا اور اگر انتخاب میں صورت مخالفت پیدا ہو تو جس
طرف عبدالرحمٰن ہوں اسی طرف ہونا چنانچہ آپ نے اس موقعہ نازک پر نہایت
لیاقت و ذہانت سے کام لیکر صورت حالات کو سنبھالا اور ہر طرح ضبط و
نظم قائم رکھا دنیا کا ہر واقعہ آپ کے لئے مرقع عبرت بنجاتا تھا ہیبت جلال
اپنی کو یاد کر کے رونے لگتے تھے علم و فضل میں بھی کمال رکھتے تھے رسول
سرور کے عاشق تھے اور ہر شخص سے نہایت اخلاق و ہمدردی کے ساتھ پیش
آتے تھے سرخ و سفید رنگ کے خوبصورت انسان تھے متعدد شادیاں کیں
جن سے بکثرت اولاد پیدا ہوئی بیوی بچوں سے لطف و محبت کے ساتھ پیش
آتے تھے۔

غزوات میں شرکت

آپ غزوات میں بھی آنحضرت کے دوش بدوش لڑتے رہے۔ بدر و احد کے معرکوں
میں ثابت قدمی و بہادری کے ساتھ لڑتے رہے احد میں سر کو بیس
زخم آئے تھے بالخصوص پاؤں میں تو اتنے گہرے زخم تھے کہ لنگ تا عمر
رہ گئی تھی۔
سنہ ۶ھ میں آپ دومۃ الجندل کی مہم پر مامور ہوئے سرکار دو عالم نے
خود عمامہ آپ کے سر پر باندھا اور علم ہاتھ میں دیکر فرمایا جاؤ فرمایا یوں
سے جہاد کرو مگر دیکھو کسی کے ساتھ دھوکے اور فریب سے پیش نہ آنا بچوں کو
قتل نہ کرنا انہیں دعوت اسلام دینا اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کے بادشاہ
کی لڑکی سے شادی کر لینا تین روز کی دعوت کے بعد قبیلہ کلب کا سردار
اصبغ بن عمرو الکلبی اور بہت سے لوگ جو عیسائی تھے بطیب خاطر مسلمان
ہو گئے آپ نے جزیہ دینا منظور کر لیا سردار کی لڑکی تماضر سے عقد کر لیا ابو سلمہ
اسی لڑکی کے بطن سے تھے جب حضرت خالد دعوت اسلام کے لئے قبیلہ
بنو جذیمہ کے پاس گئے تو قتل و خونریزی کی نوبت آئی اس قبیلہ اور آپ کے خاندان
میں دیرینہ عداوت چلی آتی تھی اس نے آپ کے باپ کو قتل کیا تھا آپ
نے فرمایا تھا . . . . . . کہ اے خالد! افسوس تم نے اسلام میں جاہلیت کا
بدلہ لیا۔ بدلے میں نے تمہارے باپ کے قاتل کو مارا فرمایا جیسا کہ اگر
حقیقت میں تم نے اپنے چچا فاکہ بن مغیرہ کا انتقام لیا دونوں کی گرم گفتگو
کی اطلاع سرکار دو عالم کو ہوئی تو ارشاد فرمایا بس خالد میرے اصحاب کو
چھیڑو اگر راہ خدا میں کوہ احد کی برابر بھی سونا خرچ کرے گا تو بھی ان کے برابر
نہ ہو گا حضرت صدیق اکبر کے ہاتھ پر بیعت کرنے والوں میں آپ کا نمبر ادھر تھا
غرض آپ تمام غزوات اہمات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک رہے

دانائی و ہوشمندی

حضرت صدیق اکبر کو آپ ہمیشہ کے مشورے دیتے رہتے تھے اور مجلس شوریٰ کے رکن رکین تھے حضرت
فاروق اعظم کے انتخاب کے متعلق استشارہ پر آپ نے فرمایا وہ قابل اور اہل
ضرور ہیں مگر مزاج میں سختی ہے۔
حضرت فاروق اعظم نے منصب خلافت پر فائز ہوتے ہی نظام خلافت
کو مرتب و منظم کرنے کے لئے جو مستقل مجلس شوریٰ قائم کی آپ اس کے نہایت
سرگرم اور صائب الرائے اور پرجوش رکن تھے بہت سے معاملات آپ ہی کی
رائے سے آخری طور پر فیصل ہوئے آپ علانیہ سب کی باتوں سے اختلاف کرتے
تھے چنانچہ آپ ایرانی مہم پر حضرت فاروق اعظم کے خود تشریف لیجانے کی
مخالفت شدت کے ساتھ کی اور آپ ہی کی رائے قائم رہی پھر آپ نے سعد بن
وقاص کے اس مہم پر مامور کئے جانے کی رائے دی جس پر سب نے اظہار
تحسین کیا جب شام میں سیلاب کے وبا کی خبر سنی تو جوش سے بیتاب ہو کر کہا
امیر المؤمنین آپ خود سپہ سالار نہیں اور مجھے ساتھ لے چلیں کیونکہ اگر خدا نخواستہ
اس جنگ میں ہمارے بھائیوں کا بال بیکا ہوا تو پھر جینا محال ہے لیکن ظاہر ہے کہ
یہ ایک جوشیلی رائے تھی جو مسترد ہو گئی حضرت عمر مسجد میں مجروح ہوئے ہیں تو
انہوں نے امامت آپ ہی کے سپرد کر دی اور بعد کو خود ہی اٹھا کر گھر لائے عہد
عثمانی میں خاموش زندگی بسر کی اور ۳۲ھ میں بعمر ۷۵ سال انتقال فرمایا حضرت
علی کرم اللہ وجہہ نے جنازہ پر کھڑے ہو کر فرمایا ابن عوف جاؤ آپ نے دنیا
کا صاف پانی پیا اور گدلا چھوڑ دیا حضرت سعد بن وقاص جنازہ اٹھا کر اور لائے

تاریخ اسلام

(بسلسلہ گزشتہ)

متخلفین غزوۂ تبوک اور قرآن

غزوۂ تبوک کی تفصیلات آپ معلوم کر چکے ہیں میں یہاں ذرا اور وضاحت کرنا چاہتا ہوں سنئے مقام تبوک، مدینہ طیبہ سے دور تھا گرمی کی اس زمانہ میں شدت تھی نیز مسلمانوں پر اس وقت تنگی ہی تھی غرض بہت سے موانع جمع تھے اس لئے حضورؐ نے اس غزوہ میں معمول سے زیادہ اہتمام فرمایا باوجود اہتمام اور اعلان عام کے بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ کے ہمراہ تھے اور بعض رہ گئے تھے رہنے والوں میں اکثر منافقین تھے، اور ان کے رہنے کی وجہ در پردہ اسلام دشمنی اور نفاق تھا مگر بعض صحابہ بھی رہ گئے تھے جس کی وجہ کسل تھی شاید انہوں نے بوجہ قرائن حالیہ و مقامیہ کے یہ سمجھا ہو کہ اس غزوہ میں سب کی شرکت ضروری نہیں لیکن چونکہ حضورؐ نے اس سفر کا مزید اہتمام فرمایا تھا اور اعلان عام کر دیا تھا اس تخلف پر عتاب ہوئی لیکن منافقین پر تو ملامت اور قسم کی تھی اور مخلصین پر بطور شکوہ کے اس لئے کہ شکایت محل محبت ہی پر ہو سکتی ہے ایسا عتاب منافی محبت اور شان اطاعت کے منافی نہیں ایسے مخلص کی شان میں کسی قسم کا شبہ نہ کرنا چاہیئے ایسا عتاب موجب نقص شان تو کیا بلکہ زیادتی خصوصیت کی علامت ہے اور اس میں بڑا لطف ہے جس کا مزہ کچھ وہی لوگ جانتے ہیں جو محبت کی چاشنی سے آشنا ہیں صوفیہ کرام کی اصطلاح میں ایسے حضرات کو محفوظ کہا جاتا ہے۔

غرض متخلفین جو کسل کے رہنے کو رہ گئے تھے لیکن بعد میں انہوں نے اپنے اس فعل پر حد سے زیادہ رنج و افسوس کیا چنانچہ بعض متخلفین نے اپنے عزیزوں سے کہا کہ ہمیں ستونوں سے باندھ دو عزیز بھی ایسے فرماں بردار تھے کہ انھوں نے بلا چون و چرا ان کو باندھ دیا اور اس سے غرض ان کی یہ تھی کہ اس طرح تلافی تقصیر کریں ان حضرات کے بارہ میں یہ آیت شریف نازل ہوئی۔

وآخرون اعترفوا بذنوبهم خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا عسى الله ان يتوب عليهم ان الله غفور رحيم	اور ایک گروہ ہے جنھوں نے اپنے گناہ کا اقرار کر لیا انھوں نے عمل صالح اور عمل بد دونوں کو خلط کر لیا ہے اللہ تعالیٰ عنقریب ان پر رحمت کے ساتھ

توجہ کرینگے اور اللہ پاک رحم فرمانے والے بخشنے والے ہیں۔

اس گروہ کے علاوہ بعض ایسے تھے کہ پہلے سے ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کیا کریں اور کیا نہ کریں مگر حضورؐ کی تشریف آوری پر سچ سچ کہہ دیا کہ ہم کسل سے رہ گئے تھے ان حضرات کو مہلت دی گئی اور ان کی شان میں ارشاد ہوا۔

وآخرون مرجون لامر الله اما يعذبهم واما يتوب	ایک اور گروہ ہے کہ اللہ کے حکم کے واسطے معاملہ ملتوی کئے گئے ہیں یا تو اللہ

تعالیٰ ان پر رجوع فرمائیں یا ان کو عذاب دیں۔

صحابہ کی شان اطاعت کا ایک ایمان افروز مظاہرہ

مخلصین کے اس گروہ کی نسبت بطور شکایت اور سرزنش کے حکم ہوا کہ ان سے کوئی نہ بولے نہ بولی نہ چالی اور نہ دوست رکھا اس حکم کے ملتے ہی کیا ہوا؟ واقعی تمام مسلمانوں نے ان لوگوں سے بولنا چھوڑ دیا اب یہ لوگ جدھر جاتے ہیں سناٹا اور سب کی زبانیں سلی ہوئی ہیں جماعت کی نماز پڑھنے جاتے ہیں تو وہاں خاموشی، گھر میں آتے ہیں تو سب چپ اور بازار میں جاتے ہیں تو سناٹا، غرض ان حضرات کی جان غضب میں آ گئی۔ مسلمانو! دیکھو یہ ہے اتباع رسول کا سچا جذبہ اور شان اطاعت مسلمانی کا دم بھرنے والو آؤ اور دیکھو اس کو کہتے ہیں مسلمانی جس نے صحابہ کو سعادت و ہدایت کے عرش اعظم پر پہنچایا، خدارا صحابہ کی اس ایمان افروز شان اطاعت سے سبق لو۔

یہ حضرات تمام دنیا کے مسلمانوں کی خاموشی پر تو خیر چار و ناچار صبر کر سکتے تھے مگر سب سے بڑا قہر یہ ہوا کہ تاجدار مدینہ کی نظر بھی پھر گئی ان حضرات میں سے ایک شخص کعب بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں اور ان کے دو دوست تھے یہ فرماتے ہیں کہ جب میں حضورؐ کی خدمت میں جاتا تو حضورؐ منہ پھیر لیتے لیکن جس وقت میں حضورؐ کی طرف نہ دیکھتا تو حضورؐ مجھ کو دیکھتے تھے اور میرے دونوں دوست چونکہ کمزور دل کے تھے وہ یہ حالت گوارا نہ کر سکتے تھے انہوں نے تو بس گھر میں بیٹھ کر رونا شروع کر دیا مجھے سب سے زیادہ فکر اس بات کا تھا اگر اس میعاد میں میرا انتقال ہو گیا تو میرا کیا حشر ہوگا اور اگر خدانخواستہ حضورؐ ہی کی وفات ہو گئی تو پھر اس حکم کو منسوخ کرنے والا کون ہوگا یہ تصور کر کے مجھے حد سے زیادہ قلق ہوتا تھا اور میری جان پر آ بنی تھی چنانچہ حق تعالیٰ نے بھی اس حالت کا بیان ان الفاظ میں کیا ہے۔

وضاقت عليهم الارض بما رحبت وضاقت عليهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا اليه	تنگ ہو گئی زمین ان پر باوجود اس کی کشادگی کے اور تنگ ہو گئیں ان پر ان کی جانیں اور انھوں نے گمان کر لیا کہ کوئی ٹھکانا نہیں اللہ سے مگر اسی کی طرف۔

سبحان اللہ ان حضرات کا کیا شاندار جذبۂ اطاعت تھا اور اس کے رسول سے کیا عشق تھا اور کیسی استقامت تھی جس پر ایمان کو وجد آتا ہے اور جلال ایمانی و اسلام شرم و ندامت سے منہ چھپا لیتا ہے۔

تھا اسی جوش صداقت پہ تو اسلام کو ناز
نہ کہ یہ تیرہ دلی کہ جہاں میں ممتاز

شاہ غسان کا خط کعب بن مالک کے نام

رقیبانہ چیلنج کے کہنے والے بادشاہ اور مستبد حکمران ہمیشہ ایسے موقعوں کی تاک میں رہتے ہیں کہ لوگوں کی باہمی

رہنمائی اور ایک طرف دہلی میں حضرت سلطان المشائخ کے فیوض و برکات کا غلغلہ اور قال اللہ و قال الرسول کا شور بلند تھا اور دوسری طرف ملتان میں حضرت مخدوم کی علم کی قندیل روشن تھی جس نے تمام فرزندان توحید کو خالص اسلامی رنگ میں رنگ دیا تھا اور عہد بہ عہد کثرت مسلمان کیے جا رہے تھے۔

مخدوم صاحب کو دربار شاہی میں بھی بڑا رسوخ حاصل تھا فرمانروا و امراء سب آپ کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے اور ہر کہ و مہ آپ کا انتہائی احترام کرتا تھا۔

سلطان علاء الدین خلجی ہندوستان کا نہایت باجبروت و مقتدر فرمانروا ہوا ہے جس کے نام سے بڑے بڑے فرمانروا لرزتے رہتے تھے اس کی یہ حالت تھی کہ جب آپ کے ورود دہلی کی خبر سنتا تو دور تک خود پیشوائی اور استقبال کو آتا اور دو دو لاکھ تنکہ نذرانہ پیش کرتا اس وقت کے دو لاکھ آجکل کے دو کروڑ نہیں تو ایک کروڑ سے تو کسی طرح بھی کم نہیں، مخدوم صاحب سلطان علاء الدین کے عہد میں دو بار اور سلطان قطب الدین کے عہد میں تین بار اور سلطان غیاث الدین تغلق کے عہد میں دو بار دہلی تشریف لائے اول الذکر سلطان نے دونوں مرتبہ آتے وقت دو دو لاکھ اور جاتے وقت پانچ پانچ لاکھ پیش کئے اور اسی طرح موخر الذکر دونوں بادشاہوں نے بھی خزانے پیش کئے لیکن آپنے انھیں رکھ نہیں لیا یہ بھی نہیں کیا کہ مدرسہ و خانقاہ کے خرچ کے لئے ملتان ہی لے گئے ہوں بلکہ وہیں کھڑے کھڑے غرباء و مساکین کو تقسیم کر دیا ان عقیدتوں اور فیاضیوں کی نظیر اسلام کے سوا کہیں نہیں مل سکتی!

یہ سب کچھ صوفیاء ہی کے دم سے تھا صوفیا کے عروج و کمال کے زمانہ میں اصلاح اخلاق و ہدایت خلق کا شاندار کام تو ہو ہی رہا تھا مگر ایک خاص بات یہ تھی کہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھوکا نہ سونے پاتا تھا اور غیر مستطیع اور غریب لوگ بھی ان فیاضیوں سے عیش و راحت کی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو جاتے تھے اور آج کی طرح یہ حالت نہ تھی کہ کوئی کمزور، دل اور غریبوں کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا۔ اب چشتی بزرگوں کی طرح فرمانرواؤں اور امراء کی صحبت سے قطعی احتراز نہ برتتے تھے اور نہ سہروردی سلسلہ میں یہ ممنوع ہے نہ اس سلسلہ میں تمول سے اجتناب لازمی ہے اور نہ امراء سے ملنا کا مدعا اس ملاقات سے ظاہری و دنیاوی اعزاز نہیں بلکہ مقصود ہدایت خلق ہے چنانچہ ایک روز سلطان علاء الدین تخت رواں پر سوار ایوان خاص کے باہر کھڑا تھا خلقت عرض و معروض کر رہی تھی مخدوم صاحب نے قریب پہنچتے ہی حاجب سے کہا کہ پہلے حاجتمندوں کی درخواستیں پیش کرو یہ غریب اور ضرورت مند ہیں۔ سلطان نے بھی چون و چرا نہ کی کہ آپ قریب ہی کھڑے تھے اور درخواستوں پر مناسب احکام صادر کر دیئے اس موقعہ پر آپ کی تشریف آوری کا مقصد ہی یہ تھا کہ حاجتمندوں کا کام عجلت کے ساتھ ہو جائے۔ آپنے اپنے دربار ہی رسوخ کو ہمیشہ مخلوق خدا کے فائدے کے لئے استعمال کیا اور دربار والے بھی آپکے اثر سے جلد کام کرنے پر مجبور ہوتے رہے۔

سلطان غیاث الدین تغلق کی دکن سے واپسی کے وقت آپ دہلی ہی موجود تھے۔ سلطان آکر ایک نو تعمیر کوشک سلطانی میں فروکش ہوا مخدوم صاحب بھی تشریف لے گئے اسی وقت شاہی دسترخوان آراستہ کیا گیا اور تمام امرائے سلطنت سلطان اور حضرت مخدوم صاحب کھانا کھانے

کے لئے بیٹھے مخدوم صاحب نے تھوڑا کھانا کھایا تھا کہ حضرت شیخ رکن عالم نے مخاطب ہوکر کہا آپ کھانا کھاتے جائیے اور میں چلے جاتے تھے۔ آپ نے سے کئی بار کہا کہ ساعت نحس ہے اس مکان سے جلد باہر آجانا چاہئے سلطان نے ہر بار یہی کہا کہ عجلت کیا ہے کھانے سے فراغت پالیں۔ مرتبہ بھی جب یہی جواب ملا تو آپ ہاتھ دھوئے بغیر وہاں سے اٹھ کر باہر اور فوراً چھت گر پڑی ۷۲۵ھ میں سلطان اس کے نیچے دب کر مر گیا یہ المشائخ کو تنگ کرنے کا ثمرہ بھی تھا۔

مخدوم صاحب حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء کے تھے اور دونوں میں باہم بہت محبت تھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے تو بھائی نظام الدین کی محبت ہی دہلی لاتی ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے یہ فرمایا تھی کہ میرے جنازہ کی نماز مخدوم صاحب پڑھائیں۔ مخدوم صاحب عیادت کے لئے بھی برابر آتے رہتے تھے۔ آپ ہی کے آغوش میں دم توڑا آپ ہی نے قبر میں اتارا اور آپ ہی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

ایک روز سلطان غیاث الدین تغلق نے مولانا ظہیر الدین کرنال سے پوچھا کہ آپ نے مخدوم صاحب کی کوئی کرامت بھی دیکھی ہے تو نے جواب دیا کہ اور تو کچھ جانتا نہیں ایک جمعہ کو میں نے ایک بے پناہ ہجوم ان کی قدمبوسی کے لئے جمع دیکھا اس وقت مجھے خیال ہوا کہ شیخ کے پاس شاید کوئی عمل تسخیر ہے کہ میری طرف باوجود مولوی ہونے کے کوئی متوجہ نہیں ہوتا۔

میں نے صبح مسائل استنشاق اور مضمضہ پوچھنے کا ارادہ کیا رات کو خواب میں دیکھا کہ شیخ نے مجھے حلوہ کھلایا ہے صبح اس کی شیرینی منہ میں موجود تھی خدمت میں جو حاضر ہوا تو خوش آمدید فرما کے از خود وہی مسئلہ چھیڑ دیا اور کہا کہ جنابت کی دو قسمیں ہیں جنابت تن اور جنابت دل جنابت تن قرب عورت سے ہوتی ہے جنابت دل بدکاروں اور فاسقوں کی صحبت سے جس طرح جسم پانی سے پاک ہوتا ہے اسی طرح دل نیک مردوں کی زیارت سے پاک ہوتا ہے غرض میرے تمام شکوک و استفسارات کے جواب از خود دے دیئے۔

آپ فیض ربانی کا ایک دریا اور قطب وقت تھے جو شخص کوئی حاجت لیکر آتا ضرور پوری ہوتی اسی لئے آپ قبلہ حاجات مشہور ہو گئے تھے آپ کی توجہ سے ہزاروں اولیا بن گئے۔ آخر وقت میں عزلت گزیں ہو گئے تھے ہر وقت استغراق و محویت طاری رہتی تھی۔

۱۶ رجب ۷۳۵ھ کو مولانا ظہیر الدین کو بعد عصر حجرے میں بلا کر تجہیز و تکفین کی بندوبست کر بعد نماز مغرب سجدہ میں رکھا اور جان بحق ہو گئے۔

[redacted]

حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی سیرت ایک نظر میں

ارض عالم کے تین مذاہب عظیم کا پیشوا

حضرت ابراہیم خلیل اللہ وہ معزز و محترم ہستی اور وہ پیغمبر جلیل ہیں جو آج سے چار ہزار سال پیشتر ملک عرب پر پوری تابانیوں اور کمال درخشانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوئے اور اپنی لافانیوں سے اس عہد کی بھری دنیا منور کیا اور ایک ایسا نمونہ عمل دنیا کے سامنے پیش کر گئے جس سے آج بھی کسب ضیا کیا جاسکتا ہے دنیا کے تین بڑے بڑے مذاہب والوں کے نزدیک آپ وسیع حیثیت رکھتے ہیں اور یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں تینوں قوموں کے محترم مذہبی پیشوا ہیں۔ ابوالانبیاء ابراہیم خلیل اللہ ہی صاحب وحی ہیں۔ توراۃ و انجیل میں ان جلیل القدر پیغمبر کے متعلق اشارات اور اجمالی حالات تو ملتے ہیں مگر ان کا طرز اور اس آئین و نہج پر کہ ان سے کوئی روشن سبق حاصل نہیں کیا جاسکتا لیکن قرآن کریم میں جا بجا آپ کا ذکر ہے اور اس مؤثر اور دلنشیں طریقہ پر ہے کہ پڑھنے پڑھنے والے کو روح میں بالیدگی سینہ میں انشراح اور قلب میں نور پیدا ہوتے لگتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک جگہ حضرت خلیل اللہ کے زبانی ارشاد پر روشنی ڈالی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ آپ نے اپنی بت پرست قوم سے کیا تخاطب کیا اور اس میں دنیا کے لئے کیا سبق چھوڑا فرماتے ہیں یا قوم انی بری مما تشرکون ۰ انی وجہت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین یعنی اے قوم والو سن لو اور جان لو کہ تم جنہیں اپنا معبود بنائے بیٹھے ہو وہ بالکل لایعنی اور لغو چیزیں ہیں اسی لئے میں ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا ہوں اور ان کی نجاستوں سے خود کو پاک کرتا ہوں اور ہر سمت سے الگ ہو کر اور ہر طرف سے منہ پھیر کر اسی کی طرف رجوع ہو گیا ہوں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہر جانب سے پھر کر اسی کی طرف آگیا ہوں اور شرک اور اس کی ذات و صفات میں شریک پیدا کرنے والوں سے کلیتہ علیحدگی کا اعلان کرتا ہوں۔"

اس ارشاد میں کتنا زور ہے اور اس تخاطب میں توحید پرستی کی کتنی ارفع شان نظر آرہی ہے۔ بت پرستی، تثلیث پرستی، ستارہ پرستی اور آتش پرستی ہر چیز کی اس میں شاندار تردید موجود ہے پھر یہ سب کچھ اس زمانہ میں اور اس قوم سے کہا جا رہا ہے جو کواکب پرستی اور بتوں کے سامنے سر بسجود ہونے کی نجاستوں میں ڈوبی ہوئی تھی۔ انتہا کی کمال تک تھی اور ہر طرف و ہر سمت شرک و ظلمت پرستی کا اندھیرا چھایا ہوا تھا پھر یہ صدا اس عہد میں بالکل ناموس صدا تھی جو پہلی شدولل اور طمطراقوں سے بلند کی گئی تھی آج بھی اس آواز اور اس ارشاد کو صحیح اسپرٹ میں سنیں اور اس کے مصداق بنجائیں تو بڑی فائز المرامیاں حاصل کر سکتے ہیں۔

تعلیمات ابراہیمی کا وجدانی طمطراق

حضرت خلیل کی تعلیم میں توحید کا یہ طمطراق

نظر آتا ہے کہ روح میں تازگی پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے اور آگے بڑھتے ہیں اور بجز اللہ اور ما سوا کی تمام زنجیروں کو ایک جھٹکے میں توڑ کر کوئی نسبت بھی باقی نہیں لگا چھوڑتے اور ہر مجازی تعلق سے ہی بے نیازی کامل برتتے ہوئے نکل جاتے ہیں۔

افرءیتم ما کنتم تعبدون انتم وآباءکم الاقدمون فانہم عدو لی الا رب العلمین الذی خلقنی فہو یہدین والذی ہو یطعمنی ویسقین واذا مرضت فہو یشفین والذی یمیتنی ثم یحیین والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین۔

یعنی کیا تم نہیں دیکھتے اور نہیں جانتے کہ خود تم اور تمہارے آباؤ اجداد جنہیں پوجتے اور جن کے سامنے سربسجود ہوتے تھے وہ میرے دشمن ہیں اور میں ان کی معاند ہوں صرف ایک پروردگار عالم میرا ولی و دوست ہے کیونکہ صرف اسی نے مجھے پیدا کیا اور اسی نے مجھے ہدایت دی وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب کبھی بیمار ہو کر صاحب فراش ہو جاتا ہوں تو وہی مجھے صحت و شفا عطا فرماتا ہے اور یہ کیا وہی مجھ پر موت طاری کرے گا اور وہی موت کے بعد پھر آخرت میں پھر زندہ بھی کرے گا۔ میں اس کی ذات گرامی سے پوری توقع رکھتا ہوں کل قیامت کے روز وہی میری خطاؤں کو معاف کرے گا۔"

یہ ہے شان حنیفیت و وحدانیت جو ان کے اوپر صرف طاری ہی نہ تھی بلکہ ان کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو چکی تھی ان کے قلب کو نورانی بنا رہی تھی اور جس سے اس عہد کی بت پرستیوں کے پرخچے اڑا کر فضا سے آسمانی میں گشت کرنے لگے تھے۔

یہ تعلیم تھی جناب عہد کلدانی میں دے رہے تھے اور بتا رہے تھے کہ خدا کام ہے جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے انسانی حالات صحت اور موت و حیات میں ستاروں اور بتوں کا کوئی حصہ نہیں۔ حالانکہ میں نسل ابراہیمی ہی آباد تھی جو شرک و بت پرستی کی نجاستوں میں اس حد تک مبتلا ہو چکی تھی کہ وہ تمام خسائر و فوائد کو بتوں ہی کی کارفرمائی سے منسوب کرنے کی عادی و خوگر ہو گئی تھی اور بھول گئی تھی کہ ان کے ابوالآباء کی تعلیم کیا تھی اور وہ توحید و حنیفیت کا کتنا بڑا معلم تھا۔

انہیں بتایا جا رہا تھا کہ تم اسی کی اولاد اور اسی کے نو فرزند ہو جو صبح اس وقت جبکہ وہ ایک تاریک غار میں زندگی کی بالکل ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا سوچ رہا تھا مگر اس کے اندر طلب حق اور جستجوئے حقیقت کا یہ جوش تھا کہ ستارہ کی تابانی دیکھ کر اس پر گمان ربوبیت ہوتا ہے مگر اس کے غروب کے ساتھ ہی زبان سے لا احب الافلین نکلتا ہے پھر ماہ درخشاں کی درخشندگی اس کے متعلق بھی یہی خیال قائم کرانی ہے اس کے غروب پر بھی وہی صدا بلند ہوتی ہے پھر آفتاب عالمتاب کے طلوع پر بھی یہی صورت پیش آتی ہے آخر آپ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں کہ فانی ہستیاں ہرگز ربوبیت کے منصب

نااتفاقی سے فائدہ اٹھائیں کسی بڑے شخص کی فکر کا ہم [illegible] اس بات کی
خبر شاہ غسان کو بھی ہوئی کہ محمد صلعم اور ان کے بعض ساتھیوں کو بہت رنج و
ملال ہو گیا ہے اس نے کعب بن مالک کے نام خط لکھا کہ مجھکو معلوم ہوا ہے کہ
تمہارے آقا نے تمہارے ساتھ سختی کا برتاؤ کیا ہے اور تمہاری قدر نہ جانی
اب یہاں آ جاؤ یہاں آپ کی قدر افزائی کی جائیگی۔

اب ذرا گفتگو کے علاوہ نظم و ضبط کا عملی مظاہرہ اور مسلمانوں کی حالت دیکھیے
جب یہ خط لیکر شاہ غسان کا آدمی مدینہ میں آیا ہے تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ
کعب بن مالک کہاں ہیں مگر کسی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا اللہ اکبر انضباط کا
اور احتیاط اس کو کہتے ہیں کہ ان کے متعلق بھی اگر کوئی پوچھتا تو جواب نہ دیتے
تھے شاہ غسان کا آدمی یہ حالت دیکھکر سخت متعجب اور پریشان ہوا لیکن
لوگوں نے اشارہ کنایہ سے بتلا دیا کہ کعب بن مالک یہ ہیں جب یہ خط انہوں
نے پڑھا تو پھوٹ کر رو پڑے اور کہا اللہ اکبر اب میں اس حالت کو پہنچ گیا کہ غیر
لوگ میرے بارے میں طمع کرنے لگے اس خط کا کوئی جواب نہ دیا اور خط کو تنور
میں جھونک دیا یہ حالت دیکھکر وہ آدمی واپس چلا گیا۔

غرض ان حضرات پر پچاس دن اسی طرح گذرے اس کے بعد حقتعالیٰ کی
رحمت ان پر متوجہ ہوئی اور اشارہ باری ہوا۔

لقد تاب الله على النبي والمهاجرين یعنی اللہ پاک نے انکی توبہ قبول کرلی۔

یہ خوشخبری سنکر ان حضرات کو بہت خوشی حاصل ہوئی اور وہ کچھ مال لیکر حضور
کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ ان کو نیک کاموں میں ہماری طرف سے صرف فرما دیجئے
چنانچہ کعب بن مالک نے اپنی توبہ قبول ہونے کی خوشی میں اپنا تمام مال حضور کے
سامنے لاکر پیش کیا کہ جہاں چاہیں صرف کر دیں کیونکہ اسی کی وجہ سے مجھے تخلف
کی خرابی کی نوبت آئی اور یہ وعید سننی پڑی۔

سبحان اللہ صحابہ کا کیا ایمان تھا۔ مسلمانوں کو یہ تفصیلات سامنے رکھکر
اپنے ایمان و عمل کا محاسبہ کرنا چاہیے کیونکہ اگر وہ زندہ ہو سکتے اور ترقی کر سکتے
ہیں تو صحابہ ہی کی پیروی اور تقلید سے ورنہ این خیال است و محال است و جنون

حاتم کی لڑکی دربار رسالتمآب میں

آپ کے تبوک سے واپس آنے پر پھر وفود کا سلسلہ شروع
ہو گیا وفود آنے اسلام قبول کرنے اور اطاعت کرنے لگے چنانچہ پہلے اہل طائف
کی طرف سے عبد یالیل کا وفد آیا آپ نے اس کے لئے مسجد میں ایک خیمہ
نصب کرا دیا اور عبد یالیل اور اس کے ساتھیوں نے اسلام قبول کیا اور
اپنی قوم کی طرف سے آنحضرت صلعم کے دست مبارک پر بیعت کی آپ نے
ان پر عثمان بن ابی العاص کو حاکم و عامل مقرر فرما کر روانہ کر دیا پھر آپ نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ایک جمعیت دیکر بلاد طے کی طرف روانہ کیا حضرت
علی جس وقت بلاد طے میں پہنچے تو عدی بن حاتم فرار ہو کر ملک شام کی طرف چلا گیا
اور حاتم کی لڑکی قید ہو گئی اور اس کے بعد حضرت علی مدینہ کو واپس آ گئے حضور
کے سامنے حاتم کی لڑکی کو پیش کیا گیا لڑکی نے عرض کیا کہ مجھپر احسان کیجئے آپ
نے فرمایا میں نے تم پر احسان کیا یعنی تم کو آزاد کر دیا اگر کوئی معتبر و معزز شخص ملے
تو میں تجھے اس کے ساتھ تیرے ملک کو واپس بھیجوں گا۔

ایسا ہی ہوا۔ اس لڑکی کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ پہنچا دیا گیا جب یہ
لڑکی اپنے بھائی عدی بن حاتم کے پاس پہنچی تو آپ کی [illegible]
نے حسن سلوک کیا یا اس نے کہا کہ [illegible] نہایت
اخلاق حسنہ کے مالک ہیں بہن کی اس گفتگو نے عدی کے دل میں شوق
پیدا کر دیا چنانچہ عدی یہ سنتے ہی آنحضرت کا حال [illegible] طرح
دوڑ کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اسکی بڑی عزت
کی اور اپنے مکان لیکر چلے آپ کے راستہ میں ایک ضعیف عورت آپکو ملی
آپ کو روک لیا آپ غور کے ساتھ اس کی باتیں دیر تک سنتے رہے
کے اس خلق نے عدی کے دل پر بہت اثر کیا عدی نے اسلام قبول
آپ سے بیعت کی اور اپنی قوم کی طرف واپس چلا۔

حضرت ابوبکر صدیق کو حج کا امیر بنا کر روانہ کیا گیا

عدی کے جانے کے بعد پھر وفود شروع ہو گیا تاریخ اسلام بھی عجیب ہے کہ جب جنگ و جدال کا دور شروع ہو جاتا
اسلام کی رفتار اشاعت رک جاتی تھی اور جبھی امن و امان کا دور
تھا اسلام کی قدرتی رفتار اشاعت بڑھ جاتی تھی تاریخ اسلام کا
کرنے والا اس حقیقت کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا اور یہ حقیقت اہل
منہ بند کرنے کے لئے کافی ہے جو اسلام کو بزور شمشیر پھیلانے کا طعنہ
غرض آپ کی خدمت میں وفود آتے اور اسلام قبول کرتے رہے
میں حج کا موسم آگیا حج کی ادائیگی بھی ضروری تھی اور آپ وفود کے
وجہ سے مدینہ سے جدا نہیں ہو سکتے تھے اس لئے آپ نے اپنا
ابوبکر صدیق کو حج کا امیر بنا دیا اور بیس اونٹ قربانی کے دیکر ان کو
اور اس طرح تین سو مسلمانوں کا قافلہ حج کے لئے روانہ ہو گیا حضرت
صدیق کی روانگی کے بعد سورہ براءت کی چالیس آیتیں نازل ہوئیں جن کے
احکام یہ تھے کہ اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں جن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد کیا ہے وہ اس کی مدت تک پورا
بیت اللہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کریں اور انہیں آیات میں زکوٰۃ کا
ہوا ان آیات کا اعلان حج کے موقع پر ضروری تھا اس لئے آپ نے حضرت
یہ آیتیں دیکر اور اپنی اونٹنی پر سوار کرکر مکہ کو روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ وہ جا
کر یہ احکام سب کو سنا دیں چنانچہ حضرت علی نہایت تیزی کے ساتھ
ذوالحلیفہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق کے قافلے سے آملے اور ساتھ ہی آگئے
حضرت ابوبکر صدیق نے دریافت کیا کہ آپ امیر ہو کر آئے ہیں یا مامور
علی نے جواب دیا کہ میں مامور ہو کر آیا ہوں مجھے تو آنحضرت صلعم نے
کہ میں سورہ براءت کی یہ آیتیں مجمع عام میں سنا دوں۔ حضرت ابوبکر نے
کی حیثیت سے ارکان حج ادا کرائے اور حضرت علی نے وہ آیتیں
اس سال کے مشہور واقعات یہ ہیں۔ حج اسی سال فرض ہوا۔ آپ کی
ام کلثوم کی وفات ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کو مناسک حج ادا
حج کے بعد تمام مشرکین کو صرف چار مہینے کی مہلت دی گئی اور اعلان کیا گیا
کے بعد اور [illegible] مشرک بیت اللہ میں [illegible] اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ جو
تھے وہ بھی اسلام میں داخل ہو گئے۔ اسی سال رئیس المنافقین عبد اللہ بن ا

منتقل ہوگا لہذا اس فرصت میں جو کچھ کرنا ہے کر لیجئے ورنہ اگر کہیں وہ پیدا ہوگیا تو پھر اس کے مقابلہ کی ہر سعی و کوشش بیکار ہو جائے گی [illegible] کی انتہا کے ۔ ۔ ۔ مطابق بابل کے مختلف علاقوں میں [illegible] ۔ والی انقرہ کی قیادت میں پچاس پچاس فوجیوں کو نگرانی پر متعین کر دیا کہ وہ تاریخ معینہ پر اپنے اپنے حلقہ کے تمام مردوں کو شہر سے باہر نکال دیں۔

چنانچہ اس شب معینہ کو ہر بالغ جوان اور بوڑھے کو باہر نکال کر شہر کے پھاٹک بند کر دیئے گئے پہرہ قائم ہو گیا اور عورتیں بچے علیحدہ علیحدہ بڑے بڑے محلوں اور سرکاری عمارتوں میں محصور کر دی گئیں۔ اور نمرود حکومت کا پورا انتظام تھا یہی ایک محل کی عورتوں پر نگراں کار مقرر ہوئے اور قضا و قدر [illegible] گیا یہاں پورے انتظام کے ساتھ ہوئیں اور ہر قدرت خداوندی سے عجب معاملہ پیش آیا کہ نصف شب کے وقت آزر کی بیوی کو کوئی ضروری بات کہنے کے لئے شوہر کے پاس آئیں آزر دیکھتے ہی خواہشات نفسانی سے مغلوب ہو گئے سمجھے یہ کیا ضرورت ہے کہ حمل بچا رہ جائے اور بچہ میرے ہی یہاں پیدا ہو اور جو پیدا ہونا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اسی وقت حمل رہ گیا اور تمام انتظامات اور پہرے دھرے ہی رہ گئے واللہ غالب علی امرہٖ۔

صبح کو نمرود اطمینان کے ساتھ اٹھا اور درباریوں سے کہنے لگا کہ کتنا بہتر انتظام ہوا اور میں نے کس طرح بچوں کی پیدائش کا سلسلہ روک دیا [illegible] کہ عین اسی وقت کاہنوں نے بڑے اضطراب کے عالم میں آکر اطلاع دی کہ وہ بچہ تو بطن مادر میں آگیا اب یہ آپ ہی جان سکتے ہیں کہ کس طرح آیا قدرت کے اس قدر زبردست ہزیمت پر بھی متنبہ ہونے کے بجائے نمرود نے فوراً دوسرا محاذ قائم کر دیا اور بہت سی تمام حاملہ عورتوں پر شاہی نگرانی قائم ہو گئی کہ جب بچہ پیدا ہو فوراً اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں ہزاروں بچے اس حکم کی زد میں آکر تہ تیغ ہوئے

ماں کی محبت مشہور ہے کہ جب تک حمل چھپا سکی چھپایا مگر تابکے شوہر سے چھپانا تو ممکن ہی نہ تھا ایک روز بیوی نے کہا حمل مجھے بھی ہے اور میں [illegible] سے بہت پریشان ہوں کہ بچہ پیدا ہوتے ہی مار ڈالا جائے گا ہمارے یہاں کوئی اولاد نہیں اسی آرزو میں زندگی گذار رہے ہیں یہ کوئی ضرور نہیں کہ [illegible] اسی شب کا ہو اور اس سے [illegible] بچہ پیدا ہو جس طرح ہو آپ اس راز کو ختم کیجئے آزر کو بھی اولاد کی تمنا تھی بیوی سے محبت تھی اس لئے بیوی [illegible] جیسے بت فروش و بت تراش ہی کے یہاں اب وہی بچہ پیدا ہوگا راز داری کا وعدہ کر لیا اور دونوں نے فصیل شہر کے [illegible] ایک غار بچہ کے ظاہر ہونے کے لئے منتخب کر لیا اور یہیں ایک شب کو حضرت خلیل کتم عدم سے منصۂ وجود پر جلوہ گر ہوئے۔

[illegible]ی طاقتوں کو شکست فاش

صد ہزار آغوش بچوں سے خالی کئے جا چکے تھے اور نمرود اپنے فرمان پر غرور و تکبر میں مست بیٹھا تھا کہ اب وہ بچہ سلطنت کی شمشیر بار ہاتھ سے محفوظ نہیں ہو سکتا کہ اس نے ولادت میں پیدا ہونے والے بچوں کے مار ڈالنے کا یہ پنا سلسلہ جاری تھا کہ [illegible] نے اطلاع دی کہ بچہ پیدا ہو گیا اور اب تک زندہ و سلامت موجود ہے اتنا ہی ہمارے علم

[illegible] کہ آپ کے لئے آپ ہی کے کسی درباری کے یہاں پیدا ہو چکا ہے [illegible] جدید سے نمرود کا کلیجہ دھک سے ہو گیا [illegible] ہی نگرانی پر متعین ہوئے مجھے نام بس [illegible] بھائی کچھ نہیں جانتا مجھے جس کے یہاں بھی بچہ پیدا ہو [illegible] اس کے تن نازک کو تلوار کے گھاٹ اتار دوں گا [illegible] قتل عام [illegible] رفتہ کچھ بحال ہوئی اس کے بعد ہی ایک روز [illegible] کہ بہت قتل عام ہو چکا اب میں اپنا حکم واپس لیتا [illegible] پیدا ہو چکا ہو [illegible] تدابیر تا کام ہو گئے اور جو پیدا ہو چکا اگر اب سلسلہ جاری رہا تو نسل کا خاتمہ ہو جائے گا میرا گمان ہے [illegible] نہیں ہوا کہیں [illegible] پیدا ہو [illegible] میں ضرور ہی پیدا ہوا ہے [illegible] گا کیا میری سلطنت اسے چیلنج کر دے گی چھپ تو سکیگا اب میں اس توہم [illegible] اپنا وقت [illegible] ہوتا ہوں اور نہ رفا [illegible] پریشانی مقصود ہے۔

[illegible] طریقہ اختیار کر لیا تھا کہ دن بھر گھر میں رہتیں اور اندھیرا پڑتے ہی غار میں پہنچ جاتیں اور [illegible] اس سے ڈھک کر واپس آجاتیں چونکہ آپ بہت خوبصورت بچے تھے اس لئے محبت اور بڑھتی جاتی تھی اور بعض اوقات نصف شب تک وہیں رہتی تھیں اپنے طور پر آپ کی والدہ نے اپنی ایک رازدار کنیز کی امداد سے غار کو بہت محفوظ بنا دیا تھا تاکہ [illegible] حقیقت یہ ہے کہ جسے خدا رکھے اسے کون چکھے یہ انتظام تو محض تھا آپ کی نشو و نما بھی نسبتاً سریع تھی رفتہ رفتہ بات پھیل [illegible] پورے پانچ سال آپ غار کے اندر رہے اور اس کے بعد آپ گھر لے آئے گئے [illegible] دنیاوی [illegible] کی ناقص اور نا ممکن شکست تھی کہ دنیا کی ایک با جبروت سلطنت اپنے تمام وسائل و ذرائع کے باوجود مشیت الٰہیہ پر موثر نہ ہو سکی۔

روحانی مجاہدے اور خلعت نبوت

اتنی سی عمر میں یہ حالت تھی کہ باپ کے ساتھ جاتے تو جس چیز پر نظر پڑتی اس کے متعلق سوالات کی بوچھار شروع کر دی نمرود [illegible] تھا اہل دل [illegible] سمجھ کر اسے پوجتے اور اس کے سامنے سجدہ کرتے تھے [illegible] خلیل اللہ کو بھی نمرود پرستی کی تعلیم شروع کر دی کہ اگر [illegible] آفتاب طلوع ہوتا ماہتاب نکلتا زہرہ و مشتری نظر آتے تو [illegible] باپ کو آتے [illegible] سامنے کھڑا کر کے کہتے دیکھا انھیں سجدہ کرو کیونکہ یہ موثر بالذات ہیں مگر آپ کبھی [illegible] ایک مرتبہ بھی سر نہ جھکایا باپ بہت زور دیتا تو فرماتے [illegible] ان کو سجدہ کروں آپ بھی انھیں بے فائدہ سجدے کرنے [illegible] باپ [illegible] تو خاموش ہو جاتے آپ کو اس غار سے محبت ہو گئی تھی بار بار جاتے رہتے۔

رفتہ رفتہ آپ پر سکر و شوق کا جذبہ غالب ہونے لگا اور جس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں مجاہدات شروع کئے تھے اسی طرح آپ نے اس غار میں مجاہدات شروع کر دیئے اور تربیت روحانی کا آغاز ہو گیا اسرار کھلنے لگے اور چہرۂ حقیقت بے نقاب ہونے لگا ایک شب کو اسی غار میں مصروف غور و فکر لیٹے ہوئے تھے کہ مشتری طلوع ہوا اس کی چمک دیکھ [illegible] کا طالب

[illegible] کہتا ہا سے [illegible] ان کی ربوبیت ہی ہے [illegible] دیر کے بعد جب یہ ستارہ غروب ہو گیا تو بولے لا احب الآفلین [illegible] نہیں کر سکتا پھر

اور دیکھا جو جانے کے قابل ہے۔

خاندانی شرافت اور جوہر ذاتی

بہ تمام آپ خصوصیات جو اس طلب ظاہر کرتے تھے، عرب سے جن کی فطرت میں آباء و اجداد کا احترام پورے طور پر راسخ تھا علاوہ ازیں خاص شغف رکھتے خاندانی شرافت کو جوہر ذاتی پر ہرگز فوقیت دینے کے عادی و خوگر تھے کہا جاتا ہے دینا قیما ابراھیم حنیفا وما کان من المشرکین قل انی صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین "یعنی سیدھا اور مضبوط راستہ حضرت خلیل اللہ ہی کا تھا جو مشرک تھا اور تمہاری طرح وغیر اللہ کے سامنے سر نہ جھکاتا تھا بلکہ وہ سچا توحید پرست تھا آپ بھی ان سے کہہ دیجئے کہ میری نمازیں میری قربانیاں میری زندگی اور میری موت تو تمام جہانوں دنیاؤں عالموں کے پروردگار ہی کے لئے ہیں جس کا کوئی بھی سہیم و شریک نہیں مجھے بھی اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں بھی اسی کا مطیع و فرمانبردار ہوں۔"

گویا دین اسلام کی بنیاد دین حنیف ہی کی بنیادوں پر رکھی گئی ہے یا یوں کہئے کہ یہ دین ابراہیمی ہی کی تجدید ہے جس کے علمبردار کی یہ حالت تھی کہ جب اس کے پروردگار نے اسے حکم دیا کہ میرا مطیع و فرمانبردار بنجاؤ تو اس نے ایک لمحہ کے تامل کے بغیر اس حکم پر اپنی گردن جھکا دی اور اقرار کیا کہ میں جہانوں کے پروردگار کا فرمانبردار بندہ ہوں اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العلمین۔

تمام قرآن اسی قسم کے بین اشارات اور محکم بیانات سے بھرا ہوا ہے اور صاف و واضح طور پر بتا رہا ہے ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین شاکرا لانعمہ یعنی حضرت خلیل اللہ تم سب کے پیشرو تھے رب قدیر کے فرمانبردار بندے تھے سب لوگ گمراہی کے ہو رہے تھے مشرک نہ تھے اور اللہ تعالیٰ کے احسانات کا برابر اور قائم تر کے ساتھ ہر حالت میں شکر ادا کرتے رہتے تھے۔

قرآن کریم کھلے الفاظ میں واضح کر رہا ہے اجتباہ وھداہ الی صراط مستقیم واتیناہ فی الدنیا حسنۃ وانہ فی الاخرۃ لمن الصالحین واوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا" یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو برگزیدہ منتخب کر لیا انہیں سیدھی راہ اور صراط مستقیم دکھائی۔

کارکنان قضا و قدر اور نمرود کی جنگ

حضرت خلیل اللہ منصۂ شہود پر

خاندانی عظمت و وقار

شنشان میں وہ بابل جو آج ایران کا ایک بڑا شہر ہے دنیا کی ایک باجبروت اور عظیم الشان کلدانی سلطنت کا دار الحکومت تھا اور اس زمانہ میں عروس البلاد کی حیثیت رکھتا تھا اور اتنا خوبصورت و وسیع شہر تھا کہ مورخین کے بیان کے مطابق

چنانچہ ... سلطنت ... دنیا ... حکمرانی ... جس کا مرکز گو عراق ہی تھا مگر اس کے باشندے ... اور ... پھیلے ہوئے تھے اور نمرود جیسے جاہ و جلال کے ساتھ فرمانروائی کر رہا تھا جو مذہب صابی کا پابند ہی نہیں مبلغ بھی تھا جس مذہب کو فرمانروا کی پشت پناہی حاصل ہو جائے پھر اسے پھیلنے سے کون روک سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام سلطنت میں بالعموم اور عراق میں بالخصوص کواکب پرستی کا بہت زور ہو گیا تھا جیسے برہنیم بالش ن مناد تھے اور خود بابل جس کے آغوش میں پچاس لاکھ افراد آسودہ تھے مداومت سے قیام پذیر تھا جس دین کو حضرت نوح علیہ السلام لے کر مبعوث ہوئے تھے اس کی جگہ صابی دینانے لے لی تھی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کی اتنی کثیر تعداد کی ضلالت و گمراہی پر ترس آیا اور آقائے حقیقی سے بندوں کے بچھڑ جانے کے خسارہ و نقصانات سے نہ دیکھے گئے اور اس نے ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے انہی میں سے ایک مرد جلیل حضرت خلیل اللہ کو پیدا کر کے ظلمت کدۂ عالم کو منور کرنے کا ارادہ کیا۔

حضرت خلیل اللہ کا ایسی مشرک و بت پرست اور مفسد قوم میں پیدا ہونا تعجبات سے تھا آپ کے باپ کا نام تارح آزر تھا جن کا سلسلہ نسب براہ راست حضرت نوح پر جا کر ختم ہوتا ہے بت تراشی میں کمال رکھنے کی وجہ سے آزاد لقب پایا اور اسی نام سے آج تک مشہور ہیں تورات کی روایت کے مطابق آزر کے تین فرزند ہوئے ہاران تو باپ کی زندگی ہی میں عالم جوانی میں اجل کی نذر ہو گیا صرف دو بیٹے ابراہیم اور ناحور زندہ رہے آزر بت تراشی کے علاوہ بہت دولتمند اور ذی اثر شخص تھا بتخانہ شاہی کا داروغہ تھا جو اس عہد میں ایک نہایت معزز عہدہ سمجھا جاتا ہے اور اسی وجہ سے دربار نمرود میں انہیں بڑا رسوخ حاصل ہو گیا تھا اور تجربہ و وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا تجارت بھی وسیع تھی اپنے نفیس بت بناتے اور تراشتے تھے جو بڑی قیمت پر فروخت ہوتے تھے غرض آزر بہت دولتمند بہت با رسوخ اور بہت عالی خاندان شخص تھے اور گویا تقدس کا درجہ بھی رکھتے تھے۔

غار میں پیدائش

اس زمانہ میں سحر و ساحری کا بہت زور اور بہت چرچا تھا اور اس عہد کے کاہن اور ماہرین نجوم اتنے مشاق تھے کہ اس کی کوئی ایک نظیر بھی ڈھونڈے نہیں مل سکتی۔

ابھی آپ پردۂ وجود پر نمایاں بھی نہ ہوئے تھے بطن مادر میں ہی صلب پدر سے آئے تھے کہ نجومیوں نے حاضر دربار ہو کر شہنشاہ نمرود سے کہا "جہاں پناہ! اسی سال ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے جو معلوم ہوتا ہے کہ بڑے جاہ و جلال کا انسان ہوگا مذہب صابی کی مخالفت قدرت کے ساتھ کریگا اور بتوں اور ہیکلوں کو توڑ دیگا اور شاہی دنیا کے خلاف ایک عظیم مخالفت بلند کریگا۔"

نمرود کو یہ سنکر بڑی فکر پیدا ہوئی اس نے اولین فرصت میں عمائدین سلطنت کو طلب کر کے ایک جلسہ مشورت منعقد کیا مختلف مشورے دیئے ان میں ایک ماہر نجوم بھی تھا اس نے کہا کہ مجھے زائچہ سے ٹھیک طور پر معلوم ہو گیا کہ یہ بچہ دو ماہ کے بعد فلاں تاریخ اور فلاں شب بطن مادر

بر تیار ہوتے گئے یہاں دعوت و تبلیغ کا آغاز ہو گیا اور اب آپ علانیہ و بعد و بیشتر تصاویر کے پجاری تھے یہ حالت دیکھ کر بھی آپ نے مباحثہ کے لئے آمادہ سخت شکست کی
قرآن کریم نے ان مباحث پر بھی ایک حد تک روشنی ڈالی ہے اذ قال لابیہ وقومہ ما ھذہ التماثیل التی انتم لھا عاکفون یعنی جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ تو بتاؤ ان بتوں اور تمثیلوں کو جو پوجتے ہیں تو ان کی اصلیت اور حقیقت ہی کیا ہے تو وہ اس سے عاجز ہو کر بولے قالوا وجدنا اباءنا لھا عابدین ہم نے آباؤ اجداد کو انہیں پوجتے دیکھا ہے اس لئے ہم بھی انہیں پوجنے لگے آپ برجستہ جواب دیتے ہیں قال لقد کنتم انتم واباءکم فی ضلال مبین یہ تو کوئی بات اور کوئی دلیل نہیں ہوئی تم خود بھی گمراہ ہو اور تمہارے آباؤ اجداد بھی صریح گمراہی میں مبتلا تھے اس پر ان کے کان کھڑے ہوئے اور پوچھا قالوا اجئتنا بالحق ام انت من اللاعبین۔ تم واقعی کوئی دین لیکر آئے ہو یا مذاق سے ایسا کہہ رہے ہو۔

آپ نے اس اشتباہ کو رفع کرنے کے لئے فوراً جواب دیا قال بل ربکم رب السموات والارض الذی فطرھن وانا علی ذٰلکم من الشاھدین تم جن کی پرستش کرتے ہو وہ حقیقت میں خدا نہیں تمہارا پروردگار تو وہی ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا یہی میرا ایمان ہے اور میں اسی کی تبلیغ کرتا ہوں۔

بتکدۂ شاہی کے بتوں کی درگت

ہم بتا چکے ہیں کہ حضرت خلیل اللہ ایک درباری امیر و داروغہ بتخانہ شاہی اور دولتمند و با رسوخ شخص کے چشم و چراغ تھے اس لئے ان کے خلاف قوم یکبارگی نہیں اٹھ کھڑی ہو سکتی تھی دوسرے بابل مکہ نہ تھا بلکہ ایک متمدن اور دنیا کا عظیم الشان شہر تھا اس لئے مخالفت میں بھی سب سے پہلے حکمران طاقت ہی کو کھڑا ہونا چاہیئے تھا قوم بے اختیار خود مکہ والوں کی طرح کچھ نہ کر سکتی تھی۔

اور کچھ دن گزرے تو انہوں نے سوچا کہ آپ کو ایک مرتبہ وہ اپنے خود تراشیدہ خداؤں اور بتوں کی عظمت و شان کی ایک جھلک دکھا کر مسحور کریں اور یہ آنکھ سے دیکھ کر سمجھ جائیں کہ یہ کیا ہستی و حیثیت رکھتے ہیں۔ بابل میں سال کے اندر دو عیدیں منائی جاتی تھیں ان دنوں میں بتکدے بھی آراستہ کئے جاتے تھے اور لوگ بتوں کو غسل دیکر زرق برق پوشاکیں پہنا کر اور انواع و اقسام کے کھانے ان کے سامنے رکھکر عید گاہ کو جایا کرتے تھے اور واپس لوٹکر پھر اسی کھانے کو لوگوں میں تبرک کا تقسیم کرایا جاتا تھا عید کی صبح کو بتکدوں کی آراستگی و تزئین سے فارغ ہو کر کچھ لوگوں نے آپ سے آکر کہا چلئے ہم آج آپ کو اپنے بتوں کا جلال دکھائیں انہیں تو آپ نے خود کو بیمار بتا کر ٹال دیا اور ان کی پشت موڑتے ہی دبی زبان سے فرمایا وتاللہ لاکیدن اصنامکم بعد ان تولوا مدبرین "خدا کی قسم تم ذرا یہاں سے ٹلو اور عید گاہ جاؤ تو میں تمہارے ان بتوں کا علاج کر دوں گا" پیچھے والے لوگوں نے ان الفاظ کو کچھ سن بھی لیا تھا مگر کچھ نہ سمجھ سکے تھے کہ اس کا کیا مطلب ہو سکتا ہے کچھ دیر بعد آپ شاہی بتکدے میں گئے جو خوبصورتی و زینت میں اس عہد کی یگانہ تاریخی عمارت تھی آپ نے دیکھا کہ درمیان میں بڑا بت ایک مرصع تاج اوڑھے بیٹھا ہے اور گرد و پیش چھوٹے چھوٹے بت گویا انہماک سے میں اس طرح سے رکھے ہوئے ہیں سامنے الوان نعمت چنی ہوئی ہیں آپ کو

یہ منظر کا نہ رنگ دیکھتے ہی ایک بار جھنجھلی پیدا ہوئی اور ان اصنام کو تعریضاً فرمایا الا تاکلون تم کھاتے کیوں نہیں؛ چپ ہو خاموش رہ کر بولے مالکم لا تنطقون بھلا بس کیا ہو گیا ہے جواب دیتے ہو اور نہ بولتے ہو اور پھر غصہ میں آ کر تیشہ لیکر سب کو مجروح کر دیا کسی کی ناک کاٹی کسی کا ہاتھ توڑا اور کسی کی ٹانگ شکستہ کر دی پھر تیشہ بڑے بت کے دوش پر رکھا اور سارا کھانا بھی اسی کے سامنے چن دیا۔

لوگ عید گاہ سے لوٹ کر بتوں کو سجدہ کرنے کے لئے جو بتکدے میں گئے تو غیظ و غضب سے بیتاب ہو کر چلا پڑے من فعل ھذا بالھتنا انہ لمن الظالمین کس ظالم نے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہ کام ابراہیم کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا وہ ہمیشہ بتوں سے متنفر ہے دوسرے نے کہا نہیں وہ متنفر ضرور کر رہا ہے مگر جھگڑا دل سے شروع علیحدہ رہتا ہے تیسرے نے کہا کہ یہ بالکل درست ہے مگر اس کے سوا بابل میں کوئی شخص بھی تو ایسا نہیں جو بتوں کے ساتھ یہ گستاخی روا رکھے اتنے میں آزر بھی آ گئے اور انہیں بھی یہ حالت دیکھ کر بہت صدمہ ہوا سمجھ تو گئے مگر چونکہ ان کے اوپر بھی آتا تھا کہ ان کے فرزند نے یہ جرأت کی اس لئے انہوں نے تحقیق کی لوگوں نے کہا کہ ہم نے تو خود تمہارے بیٹے کو ایسا کہتے سنا تھا ابراہیم بلائے گئے لوگوں نے ان سے پوچھا انت فعلت ھذا بالھتنا یا ابراھیم ابراہیم کیا تم نے ہمارے بتوں کے ساتھ یہ حرکت کی ہے آپ نے نہ انکار کیا نہ اقرار بلکہ فرمایا بل فعلہ کبیرھم ھذا فسئلوھم ان کانوا ینطقون یہ کام اور کسی کا نہیں اس سامنے والے بڑے بت کا معلوم ہوتا ہے جس نے غلبہ حرص سے اور سب بتوں کو مجروح کر کے سب کا کھانا چھین لیا ہے وہ دیکھو کھانا بھی سب کا اسی کے سامنے رکھا ہے اور تیشہ بھی اسی کی گردن پر ہے یہ بولتے ہوں گے تو خود ہی سب کچھ بتا دیں گے یہ جواب تبلیغ کا ایسا موثر طرز ادا تھا کہ ایک لمحہ کے لئے ان پرستاران اصنام کے قلب میں بھی توحید کی چنگاری روشن ہو گئی اور وہ سر بگریبان ہو گئے اور کہنے لگے کہ واقعی ہم ہی غلطی پر ہیں۔ مگر پھر اندھیرا چھا گیا اور کہہ اٹھے لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون تم جانتے ہو کہ یہ تو بت ہیں بول سکتے ہی نہیں سب کچھ بتا دیتے اور ان کے ساز تعقل پر مضراب لگنے کا وقت آ گیا تھا فرمایا پھر انہیں پوجتے کیوں ہو اور کیوں ان کے سامنے سجدہ ریز عبودیت ہوتے ہو؟ یہ کمال تبلیغ کہ جو بات کہنا چاہتے ہیں اسی کے مطابق سوال پر مجبور کر دیتے ہیں اور سب کچھ اعتراف کرا لیتے ہیں نہ اقرار کیا نہ انکار ان چیزوں سے کوئی تعلق ہی نہ تھا آپ کا مقصود تو تبلیغ اور محض تبلیغ تھا اور وہ ہر موقع پر اسی کے پہلو پیدا کر لیتے تھے ابراہیمی تبلیغ کی یہ ایک نمایاں خصوصیت تھی جس پر نہ تورات روشنی ڈال سکی اور نہ انجیل دنیا میں پہلی مرتبہ قرآن اور صرف قرآن نے دنیا کو اس سے روشناس کرا کر کم از کم یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے تو محویت و غور کا ایک موقع پیدا کر دیا پھر یہ سب کچھ سب سے پہلے کر کے بت پرستوں کے سامنے کہا گیا جو ابراہیم کی اولاد ہو کر نمرودی طور طریق اختیار کئے ہوئے تھے آج بھی دنیا کے اصنام پرست اور تثلیث پرست اور آتش پرست قومیں اس درس قرآنی سے سبق عبرت حاصل کر سکتی ہیں۔

[illegible] پر صادق آئی

عالمتاب اپنی پوری درخشانیوں کے ساتھ دریچۂ مشرق سے نمودار ہوا تو خوش ہوگئے ہوئے گوہر مراد ہاتھ آگیا ہو نہ ہو یہی میرا رب ہے مگر شام کو جب یہ بھی پردۂ مغرب میں روپوش ہو گیا تو گویا آپ کی نظر سے ایک پردہ سا ہٹ گیا اور سمجھ لیا کہ ذات جل شانہٗ ان سب سے ارفع و اعلیٰ ہے اور وہ وہی ہے جس نے ارض و سماجن و انس اور شجر و حجر کو پیدا کیا۔

گویا آپ اپنے رشد و فہم سے ذات باری کی حقیقت کو سمجھ گئے اور کہنے لگے لئن لم یھدنی ربی لاکونن من القوم الظالمین یعنی اگر میرا پروردگار مجھے ہدایت نہ دیتا تو اس وقت میں لازماً گمراہ قوموں میں شامل ہو جاتا مطلب یہ تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت نہ دیتا تو میں ضرور اجرام فلکی کو معبود اور مؤثر بالذات سمجھ کر انھیں پوجنے لگتا خدا ہی جانتا ہے کہ آپ کتنی مدت تک اس غار میں آتے جاتے رہے اور کب تک مصروف مجاہدہ و نیاز رہے ہم تو صرف اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ یہیں سے روحانی کمالات حاصل کر کے اور شرف نبوت سے سرفراز ہو کر نکلے۔

خود قرآن کریم غار میں آپکے کمالات روحانی پر روشنی ڈال رہا ہے وکذالک نری ابرٰھیم ملکوت السمٰوات والارض ولیکون من الموقنین یعنی ہم نے اسی طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی سلطنت ملائکہ و فردوس اور عرش و کرسی سب کا مشاہدہ کرا دیا تاکہ اُسے ہماری قدرت کاملہ کے متعلق کامل یقین ہو جائے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں روحانی مجاہدات اور عرفانی مشاہدات ہی سے حاصل ہوتی ہیں جو انبیا اور ان کے بعد اولیا کا طغرائے امتیاز ہے۔

تبلیغ کے دلچسپ آئین و طریق

غالباً آپ کو بہت چھوٹی عمر میں نبوت حاصل ہو چکی تھی اسی لئے آپ کی دعوت اور آئین تبلیغ میں طفلانہ دلچسپیاں اور ایک ہلکی سی فاضلانہ ظرافت ہر جگہ ابتدائی زمانہ میں نمایاں ہے تبلیغ و اصلاح پہلے گھر ہی سے شروع ہوتی ہو اس لئے آپ نے بھی سب سے پہلے گھر ہی میں کام شروع کیا باپ کو چڑانے اور اسی انداز میں اس پر مخلوق پرستی کی لغویت ظاہر کرنے کے لئے نمرود کا بل عابدانہ سے فرماتے کہ اے نمرود کے رب مجھے کامیابی عطا فرمایئے فلاں نعمت عطا کر۔ باپ چڑ جاتا ڈانٹتا تو آپ خاموش ہو جاتے اور غصہ اترنے پر پھر آہستگی سے پوچھتے ابا جان آخر آپ نمرود کے رب سے میری دعا مانگنے پر برہم کیوں ہوتے ہیں نمرود بھی تو ہم ہی جیسا انسان ہے اس کے کوئی دس ہاتھ پاؤں تو ہیں نہیں اگر وہ ہم ہی جیسا انسان ہے اور یقیناً ہے تو کیا اسے اپنی زندگی کے حفظ و بقا کے لئے کسی مربی اور خدا کی ضرورت نہیں پھر آپ کو اُسے کیوں نہ پوجتے اور انھیں پرستش میں مؤثر بھی بتاتے ہیں لیکن اتنا سمجھا دیجئے کہ ان میں یہ اثر کس نے پیدا کیا کہاں سے آگیا۔ آزر بھلا اس پیغمبرانہ استدلال کا کیا جواب دے سکتے تھے کبھی چپ ہو جاتے اور کبھی ٹال دیتے۔

آپ فرماتے تو پھر آپ مجھے اپنے خدا نمرود ہی کے پاس لے چلیں شاید وہی میری تسلی کر سکے آپ خاموش رہیں میں خود ہی اس سے گفتگو کر لوں گا آپ کا انہیں ہرج ہی کیا ہے آزر اور نمرود کا دربار اور ابراہیم جیسے موحد بیٹے کو لیجانے کیونکر ممکن تھا اتنی ہمت کہاں تھی انکار کر دیتے تو پھر آپ ہی نے

ساتھ ایک سوال کر دیتے پھر پوچھتے کہ اچھا ابا جان آپ کا خدا نمرود کہاں ہے اس سوال کا جواب اثبات ہی میں ہوتا چاہئے تھا اثبات پر جواب پاکر فرماتے خوب خدا ہے کہ جو حکم ہی ہے کیا اگر غائب ہے تو ختم ہو خدائی اور محتاج ہے یہ دونوں متراوف چیزیں ہیں جو ہر شئے کا اظہار کرتی ہیں حضرت خلیل اللہ تھے بڑے خوبصورت و خوش رو و خوش گو جوان وہیں فرما فرما کر حق و صداقت بیاں تھے آزر جھنجھلا پڑتا برہم ہو جاتے مگر باپ تھے محبت آجاتی آخر الامر انھیں بھی ان بحثوں میں لطف آنے لگا مگر آپ کے استدلال کا جواب ان کے پاس کوئی نہ تھا آزر کو بت تراشی میں کمال حاصل تھا بھی ان کے تراشے ہوئے بہت بڑی قیمت میں فروخت ہوتے تھے اور اس سے انھیں وسیع آمدنی تھی آزر بت بنا کر آپ کو فروخت کے لئے دیتے آپ بلا تامل انھیں لیکر بازار چلے جاتے اور ایک مرکزی جگہ کھڑے ہو کر آواز لگاتے من یشتری ما لا یضرہٗ ولا ینفعہٗ کوئی ہے جو میرے پاس آئے اور ایسی چیز خریدے جو نفع و نقصان کی کوئی قدرت نہیں رکھتی عمر بھی کم تھی ہنس ہنس کر یہ فرماتے جاتے لوگ اسے مذاق پر محمول کرتے تاہم فروخت میں کمی ہونے لگی پھر دوسری شوخی یہ تھی کہ لاتے وقت راستہ کی ندی یا نہر پر کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے ان بتوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر پانی میں ڈبوتے ہنستے اور کہتے جاتے اشربی اشربی پی لے پی لے لوگ دیکھ کر ہنستے بھی تعجب بھی کرتے اور جھلاتے بھی مگر اس سے تو آپ کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں پر بت پرستی کی لغویت واضح کریں آزر کے کانوں میں یہ باتیں پہنچیں لوگوں نے بھی دیکھا جس پر چہ میگوئیاں ہونے لگیں لوگوں میں جوش و ناراضگی کے جذبات بھی پیدا ہونے اور بحث و تمحیص کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ابراہیمی دعوت کے دلچسپ طور و آئین

اصنام پرستی کے خلاف پرشور تبلیغ

آزر نے آپ کی بحثوں اور طریقہ ہائے تبلیغ سے تنگ آکر اپنے تامل یا حجاب سے انھیں ٹھکرا دیا آپ تو خدا سے بھی چاہتے تھے ان سے بڑے بڑے مباحث رہے لیکن آپ کی بحث اس درجہ لطیف و دلچسپ اور پرزور ہوتی کہ بڑے بڑے فضلا و اکابر کو خاموش ہونا پڑتا فرماتے اچھا میں کوکب درخشاں کو اب مانے لیتا ہوں مگر اس شرط پر کہ وہ اپنی ربوبیت اور یکساں حالت پر قائم رہے لیکن دیکھا یہ جاتا ہے کہ ماہتاب درخشاں کے افق پر طلوع ہوتے ہی اس کی ضیاء و روشنی فنا ہو جاتی ہے اسی طرح آفتاب جہانتاب کی روشنی ضیائے ماہ کو فنا کر دیتی ہے آفتاب غروب ہو کر اپنی روشنی کھو بیٹھتا ہے تو کیا میں آپ کے کہنے پر انھیں رب مان لوں کیا اچھے معبود ہیں جو یکے بعد دیگرے سامنے فنا ہوتے اور اپنی خصوصیات کھوتے چلے جاتے ہیں خدا نہیں کا عیب ان کی ربوبیت و معبودیت کی کھلی ہوئی تنقیص کر رہا ہے معبود وہی ہو سکتا ہے جس کی حالت میں کوئی تغیر و فرق نہ واقع ہو پھر فرمایا میں تو سب سے علیحدہ ہو کر اسی کے سامنے سر جھکاتا ہوں جس نے زمین و آسمان پیدا کئے سب طرف سے ٹوٹ کر اسی کا ہو رہ گیا ہوں اور شرک سے قطعاً بری ہوں اس پر سب کے منہ بند ہو گئے آزر بیٹے کے خیالات و عقائد کی اصلاح کے لئے مجالس بحث و تمحیص آراستہ کرنے

ختم ہو چکی تھیں آقا نے بندے کی خلت و فدویت کا امتحان لے لیا تھا بندہ کو جو کرنا تھا کر لیا تھا اب آقا کی کارفرمائی کا وقت تھا چنانچہ جناب باری سے آگ کے نام حکم صادر ہوتا ہے یا نار کونی بردا و سلاماً علیٰ ابراہیم ابھی آپ آگ سے مس بھی نہ ہونے پائے تھے کہ آگ ٹھنڈی ہو کر گلزار خلیل ہو گئی نمرود کو کچھ خبر نہ تھی کہ کیا ہوا اور وہ یہ سمجھ کر خاموش ہو گیا کہ آپ جل کر بھسم ہو گئے ہوں گے۔

نمرود کا اعتراف و عجز

ایک روز نمرود بلند و بالا محل کی بالائی منزل پر جو چڑھا تو دیکھا کہ حضرت خلیل اللہ بھڑکتی ہوئی آگ میں صحیح و سلامت بیٹھے ہوئے ہیں کلیجہ دھک سے ہو گیا اب وہ یقین کر سکتا تھا نہ انکار درباریوں کو بلا کر کہا کہ مجھے شک ہوتا ہے کہ ابراہیم زندہ ہے بولے جہاں پناہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ اتنی تیز ناک آگ میں وہ اب تک زندہ باقی ہو تسلی نہ ہوئی تو اس نے آگ کے قریب ہی ایک بہت بلند مینار تعمیر کرایا اس پر چڑھ کر جو دیکھا تو حیرت زدہ رہ گیا آپ کے گرد و پیش چمن کھلا ہوا ہے اور آپ اس کے درمیان بڑے کروفر کے ساتھ ایک تخت پر جلوہ افروز ہیں ایک اور شخص پاس ہی بیٹھا ہوا ہے جس کے ساتھ اطمینان تمام کے ساتھ باتیں کر رہے ہیں اب ضبط کی طاقت نہ رہی اور وہیں سے پکار اٹھا ابراہیم واقعی تیرا خدا بہت بڑا اور بہت طاقتور ہے جس نے تجھے ایسی خطرناک آگ سے بھی بچا لیا۔ فرمایا بیشک وہ بڑی قدرت و قوت والا ہے اس کے بعد آپ ملتہب شعلوں پر چل کر باہر نکل گئے بابل بھر میں ایک شور برپا ہو گیا اور لوگوں کے انبوہ کے انبوہ اس حیرت افروز منظر کو دیکھنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

اب کیا تھا نمرود کا سارا نشہ الوہیت ہرن ہو چکا تھا۔ بولا ابراہیم تو جس کی طرف مجھے بلاتے ہو اور دعوت دیتے ہو اتنی مدت تک خدائی کرنے کے بعد اس پر ایمان تو لا نہیں سکتا مگر چونکہ اس کی عظمت کا معترف ہو چکا ہوں اس لئے اس کے نام پر قربانی ضرور کرنا چاہتا ہوں قربانی نمرود کے عجز کی ایک بہترین مظاہرہ تھا فرمایا کوئی قربانی قبول نہیں ہو گی تاوقتیکہ اس پر ایمان نہ لائے گا بولا یہ تو میری شان کے خلاف ہے کہ اتنی مدت تک خدائی کرنے کے بعد اب کسی اور کو خدا کہوں۔ افسوس کہ توحید و حقانیت کا ایک شعلہ اس کے قلب میں فروزاں ہو کر بجھ گیا تاہم اس نے چار ہزار گائیں اسی وقت ذبح کیں اور پھر آپ سے کوئی تعرض نہ کیا اس معجزہ ابراہیمی کو دیکھ کر بکثرت لوگ ایمان لائے اور آپ بابل میں تبلیغ کرتے رہے۔

حران و مصر کو ہجرت کا حکم

کچھ عرصہ کے بعد ہجرت کا حکم آ گیا اور آپ بابل سے ہجرت کر کے اپنے خاندان سمیت حران چلے آئے جو اس وقت خود ایک عظیم الشان شہر تھا یہیں حضرت سارہ کے ساتھ آپ کی شادی ہو گئی جو شاہ حران کی چچا زاد بہن تھیں اور آپ ان سے آئی تھیں عرصہ تک آپ یہیں دعوت تبلیغ میں مصروف رہے مگر اس کے بعد چونکہ وہاں کے کفار نے ان پر فتنہ زنی شروع کر دی تھی اس آپ حضرت سارہ کے کہنے سے حران چھوڑ کر وہاں سے نقل مکان کر کے کنعان کو ہجرت کر گئے آپ کے والد آزر کا تو حران ہی میں انتقال ہو چکا تھا۔ بقیہ خاندان آپ کے ساتھ تھا۔

اس وقت آپ کی عمر ۷۵ سال کی ہو چکی تھی اس عمر میں آپ ارض کنعان میں آئے اور اس جگہ فروکش ہوئے جہاں بیت المقدس واقع ہے یہیں اور اسی وقت آپ کو اللہ کی طرف سے بشارت ملی کہ تمہاری نسل بکثرت بڑھے اور پھلے پھولے گی اور ملک و دولت بھی عطا ہو گی۔

یہاں کچھ ہی مدت تبلیغ کرنے پائے تھے کہ کنعان میں شدت کا قحط پڑ گیا اس لئے آپ بمنشاء و مصلحت حکم الٰہی پھر ارض مصر کی طرف روانہ ہوئے جہاں فراعنہ مصر کی حکمرانی تھی اس وقت جو فرعون مصر کا فرمانروا تھا وہ نہایت شہوت پرست اور آوارہ مزاج شخص تھا جس کی لڑکی اور عورت کے حسن و جمال کی تعریف سن لیتا اسے زبردستی پکڑ کر داخل حرم کرتا فرعون کی اس بد اطواری کا شہرہ کنعان تک پہنچا ہوا تھا اور آپ کی رفیقہ حیات حضرت سارہ تھیں حسن و جمال میں عدیم المثال حکم الٰہی صادر ہو چکا تھا جانا ضروری تھا اس لئے آپ نے یہ ارادہ کر لیا کہ راستے میں کوئی پوچھے گا تو بہن بتاؤں گا یہ توریت کی روایت ہے جو صحیح نہیں ہے آپ کو خیال تو ضرور ہوا مگر حکم الٰہی کی مطابقت میں چل کھڑے ہوئے۔ مصر پہنچ کر آپ نے بالکل ایک غیر معلوم جگہ سکونت اختیار کی تاہم حضرت سارہ کے حسن و جمال کا شہرہ فرعون کے گوش زد ہو گیا اور اس نے دونوں کو حاضر دربار ہونے کا حکم بھیجا انہوں نے جب استفسار حال کیا تو فرمایا کہ میں ملک اشور کا رہنے والا ہوں پھرتا پھراتا تیرے ملک میں چلا آیا ہوں اس طرح اور اس حیلہ سے فرعون نے حضرت سارہ کو دیکھ کر یہ اندازہ کر لیا کہ اس کے حرم میں ایک بھی اتنی حسین خاتون نہیں۔

چنانچہ آپ کے دربار سے نکلتے ہی فرعون نے حضرت سارہ کو گرفتار کرا لیا اور اپنے قلعہ میں بلایا جس وقت اس نے حضرت سارہ کی طرف بری نیت سے ہاتھ بڑھایا خشک ہو گیا کیونکہ گرفتاری کے وقت انھوں نے دعا مانگی تھی کہ الٰہی میری عصمت کو اس ظالم کے دست تطاول سے بچا جو حضرت سارہ کے معافی مانگنے پر اس کا ہاتھ درست ہو گیا تین مرتبہ ایسا ہی ہوا چوتھی مرتبہ فرعون نے انکی عظمت و بزرگی سے متاثر ہو کر آپ کو باعزاز تمام واپس کر دیا بلکہ حضرت بی بی ہاجرہ کو آپ کے سامنے بطور نذر پیش کیا۔

مصر میں کچھ مدت تک فرائض تبلیغ ادا کر کے آپ مراجعت فرمائے شام ہوئے اور مقام خلیل میں قیام کیا یہیں حضرت لوط جو آپ کے بھتیجے تھے آپ سے جدا ہو کر بحر لوط کی طرف چلے گئے اور آپ نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی حضرت سارہ سے شادی ہی کے وقت عہد و قول و قرار ہو چکے تھے کہ وہ عقد و مناکحت کے بعد ... باندیاں رکھیں گے دس برس کے بعد حضرت سارہ نے ... ساری ... سے کوئی اولاد ہو جائے آپ کو حضرت ہاجرہ سے نکاح کی اجازت دیدی اس نکاح کے وقت آپ کی عمر ۸۶ سال کی تھی ... کا زمانہ شروع ہو چکا تھا۔

ابتلاء و امتحان کا عہد مستقل

حضرت ہاجرہ کے ذریعہ اعتماد علی اللہ کا شاندار نظارہ

شادی کے بعد ... حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے

دربار نمرود میں حضرت خلیل اللہ کا مباحثہ
وحدانیت پر لطیف استدلالات

آپ نے دیکھا کہ نمرود کی بت شکنی کے متعلق اصنام پرستی کی لغویت کو لوگوں پر واضح کرنے کے لئے آپ نے کتنا بہترین طریقہ اختیار کیا تھا کہ خود انھیں کو اور خود انھیں کو ملزم گردانکر یہ سوچنے کا موقع پیدا کردیا کہ یہ جس بت ہرگز قابل نہیں کہ انھیں پوجا جائے پھر یہ کہ اقرار کرتے ہیں نہ انکار بلکہ سارا الزام بڑے بت پر رکھکر ان کی رگ غیرت کو چھیڑتے ہیں اقرار یا انکار میں ہرگز وہ لطف نہ تھا جو اس ابہام میں پیدا ہو گیا اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ نفسیات انسانی پر آپ کی گہری نظر تھی۔

پھر جب آپ گرفتار ہو کر دربار نمرود میں پہنچتے ہیں تو وہ بھی آپ سے وہی سوال کرتا ہے کہ کیا تو نے اس جرم کا ارتکاب کیا ہے اور آپ کا جواب بھی وہی ہوتا ہے کہ یہ کام بڑے بت کا ہے آپ اقرار کرتے یا انکار نمرود کی طرف سے ہرگز جواب نہ مل سکتا تھا کہ اس کا تو تجھے بھی علم ہے کہ یہ بت بول نہیں سکتے اس طرح آپ نے خود نمرود کی زبان سے بتوں کی بے بسی کا اعتراف کرا لیا اور اس نے نادانستہ طور پر اعتراف کر بھی لیا اور اس اعتراف نے آپ کے لئے دنیا کے اس عظیم الشان فرمانروا کے سامنے اظہار حق کا ایک زریں موقع پیدا کر دیا اور خدا لگے سوچنے اور اپنے عقیدہ کی لغویت پر غور کرنے کی مہلت بھی نمرود نے ٹال کر کہا کہ تو بتا کہ واقعہ سے کیا۔

اب بھی آپ انکار و اقرار دونوں کو چھوڑ کر وہی طریقہ اختیار کرتے ہیں اور اس کی قوت تخیلہ پر ضرب لگاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

افتعبدون من دون اللہ ما لا ینفعکم شیئا ولا یضرکم اف لکم ولما تعبدون من دون اللہ افلا تعقلون اگر یہی بات ہے کہ یہ بول نہیں سکتے پھر آخر یہ تو بتاؤ کہ تم انھیں پوجتے کیوں ہو اور کیوں ایسی چیزوں کی پرستش کرتے ہو جو نہ تمھیں فائدہ ہی پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان افسوس ہے تمہاری عقل پر اور تمہارے معبودوں پر کیا تم اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھتے اس طرح آپ نے اپنی تدبیر سے نمرود کا خیال پروردگار کی طرف منتقل کرا ہی دیا اور نمرود غضبناک لہجہ میں تھا مگر یہ سوال کرنے پر مجبور ہو ہی گیا کہ "من ربک" تیرا پروردگار کون ہے! آپ نے اس پر پورے سکون کے ساتھ جواب دیا "ربی الذی یحیی ویمیت" میرا پروردگار وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے شہنشاہانہ غرور کے ساتھ نمرود جواب دیتا "انا احی وامیت" یہ کیا بات ہے یہ تو میں بھی کرتا ہوں جلاتا بھی ہوں اور مارتا بھی ہوں۔

مگر یہاں نمرود ایک ٹھوکر کھا چکا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ جس طرح وہ اسباب کے توسط سے مارتا اور جلاتا ہے میں بھی یہی کر سکتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ میں یہ بھی قدرت ہے کہ وہ اسباب وعلل کے بغیر بھی سب کچھ کر سکتا ہے چونکہ یہ ایک وسیع الذیل مضمون تھا اس لئے آپ نے طویل بحث میں الجھا کر وقت کو ضائع کرنے کے بجائے مناسب یہی سمجھا کہ ایک اور بات اس کے سامنے پیش کر دیں چنانچہ فرمایا:۔

فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فأت بها من المغرب

ب اللہ فبھت الذی کفر پھر نمرود کا کوئی جواب نہ بن پڑا وہ ششدر رہ گیا اور ایک نمرود کا فخر اور الوہیت کا زعم ریت کی دیوار ثابت ہوا کہ سکتہ کہا "یہ ایک اتنا مختصر اور سیدھا سادھا سوال تھا جو کسی قسم کی پیچیدگی سے نہ الجھا رہا تھا اور اس کا جواب زبان سے نہیں عمل سے دیا جا سکتا تھا اور بحث کو ختم کر کے رکھ دینے والا تھا نمرود اسے سنکر دم بخود رہ گیا اس کا دربار عقلا و حکماء و فضلا سے بھرا پڑا تھا مگر کس میں طاقت تھی کہ اس کا جواب دے سکے ہر طرف ایک سناٹا چھا گیا اور سب نے بزبان حال اعتراف کر لیا پھر یہ دیکھئے کہ آپ نے پر سطوت شہنشاہ کے سامنے آ کر بخوف کس دلیری اور کس لیاقت کے ساتھ بحث کرتے ہیں اور دنیا کو ناطقہ بند کر کے رکھ دیتے ہیں۔

"آتش نمرود و گلزار خلیل"
تسلیم و رضا کے نہایت عظیم الشان مظاہر

نمرود اتنے طنطنہ کا فرمانروا تھا کہ اپنے زعم و اقتدار اور غرور فانی و سائل کے باعث میں خدائی اور الوہیت کا دعویٰ کر کے لوگوں سے اپنے سامنے سجدہ کراتا تھا کسی کا زہرہ نہ تھا کہ اس کے سامنے آنکھ اٹھا سکے اسے جو بھرے دربار میں یہ خفت و ندامت اٹھانی پڑی تو وہ آگ بگولا ہو گیا آپ نے اس کے دستور کے مطابق دربار میں داخلے کے وقت سجدہ کیا تھا اور نہ واپسی پر رخصت کی اجازت طلب کی بلکہ یونہی چلے آئے اس کے بعد نمرود نے اپنے امراء سے مشورہ کر کے قتل کی سزا تجویز کی ایک درباری جلاد آپ کو قتل کرنے کے لئے چلا مگر دربار سے نکلتے ہی زمین پر گر کر غش کھا گیا اس سے لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی آخر آگ میں جلا دینے کی رائے طے پائی دوسرے دن آپ شہر سے باہر لے گئے اور شہر کے باہر شہر کے تمام مردوں، عورتوں اور بچوں نے میلوں میں لکڑیاں جمع کر کے آگ لگا دی گئی اور جب آگ بھڑک کر ایک پہاڑ بن گئی تو ابراہیم لائے گئے آپ کا محافظ دستہ نمرود کو دیکھتے ہی تعظیم کو گر پڑا مگر آپ پورے سکون و اطمینان کے ساتھ کھڑے رہے اور ہونٹوں پر بجائے خوف کے پہلے ہی کی طرح تبسم کھیل رہا تھا۔

نمرود نے آگے بڑھ کر آپ سے کہا۔ "دیکھوں اب تیرا خدا تجھے اس آگ کے سمندر میں غرق ہونے سے کیسے بچا لیتا ہے" فرمایا اس میں قوت تو ہے مگر بچانے اور نہ بچانے کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا وہ مالک و مختار ہے جو مجھے گوارا کرے گا اس کی مرضی یہی ہے کہ میں آگ میں ڈال دیا جاؤں تو مجھے بلا چوں و چرا اس میں کوئی عذر نہیں ہو سکتا لکھا ہے کہ اس وقت جن و ملائک کیا پوری کائنات میں ایک شور محشر برپا تھا اور آپ و ملائک دربار احدیت میں عرض کر رہے تھے کہ حکم ہو تو ہم خلیل اللہ کی امداد کریں ارشاد ہوا جاؤ ان سے پوچھو اور وہ امداد طلب کریں تو انہیں امداد پہنچاؤ چنانچہ سب باری باری آپ کے سامنے حاضر ہوئے اور آپ سب سے یہی کہتے رہے کہ ضرورت تو ہے مگر تم سے نہیں پھر جس وقت آپ کو منجنیق میں رکھکر آگ میں پھینکنے لگے تو عرض کی بار الٰہا! آسمانوں میں تیری ہی بادشاہت ہے اور زمین پر بھی تیرا ہی سکہ رواں ہے تو بہت اچھا مددگار ہے آپ آگ کے اس سمندر میں منجنیق میں رکھکر پھینک دیئے گئے آزمائش و ابتلا کی گھڑیاں

چلی جائیں بچہ کا بھی خیال تھا اور پانی کی جستجو بھی اللہ تعالیٰ کو اپنی صابرہ شکر گذار بندی کی یہ سعی و طلب اسقدر پسند آئی کہ وہاں پسند آگئی۔

ساتویں دفعہ جو لوٹ کر آئیں تو دیکھا کہ بچہ کے قدموں کے پاس ایک چشمہ آب ابل رہا ہے خوش ہو گئیں اللہ کا شکر ادا کیا اور جلد جلد چشمہ کے ارد گرد پشتہ بنا دیا تاکہ پانی بہ کر ختم نہ ہو جائے گرمی اور عرب کی گرمی خود بھی پیاسی تھیں بچہ کو بھی پلایا اور آپ بھی پیا اور پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا ذکر کے شکر و سپاس میں معروف ہو گئیں۔

حضرت اسمٰعیل کی پرورش و تزویج

اب ابواب فتوح وا ہو چکے تھے چشمے کے نمودار ہوتے ہی پرندوں کا اجتماع بھی شروع ہو گیا تھا۔ قبیلہ جرہم بسلسلہ روزگار شام کی طرف چلا جا رہا تھا اس نواح سے اس کا گذر ہوا دیکھا کہ پرندے اڑ رہے ہیں کہنے لگے کہ گو یہ میدان چٹیل ہے مگر ضرور ادھر کہیں پانی معلوم ہوتا ہے تلاش میں نکلے تو انہیں مقام حجر میں ایک چشمہ بہتا ہوا نظر آیا جس کے پاس تنہا ایک عورت اور ایک شیر خوار بچہ بھی ہے چنانچہ حضرت ہاجرہ سے اجازت لیکر اس قبیلہ نے وہیں قیام و مسکن اختیار کر لیا اس سے حضرت ہاجرہ کی تنہائی کی اذیتیں بھی ختم ہو گئیں اور اس قبیلہ کی عورتیں بھی آپ کے پاس آنے لگیں اطراف میں خاصی آبادی ہو گئی۔ حضرت اسمٰعیل عجمی تھے مگر اس قبیلہ میں پرورش پانے کے باعث عربی خوب سیکھ گئے پندرہ ہی برس کے ہونے پائے تھے کہ محترم والدہ کا انتقال ہو گیا حضرت اسمٰعیل کے لئے جو کچھ تھیں والدہ ہی تھیں اتنا صدمہ ہوا کہ یہاں سے دل اچاٹ ہو گیا اور عزم سفر شام کر لیا۔

قبیلہ والوں کو آپ سے بڑی محبت ہو گئی تھی اس لئے آپکے سفر کے ارادہ کی خبر سنکر وہ بہت پریشان و مغموم ہوئے جب آپ سمجھانے سے نہ مانے تو انہوں نے اس خیال سے کہ آپ ارادہ سفر ملتوی کر دیں قبیلہ کی ایک لڑکی سے آپ کی شادی کر دی کچھ مدت بعد حضرت خلیل اللہ تشریف لائے گھر میں صرف آپ کی بیوی عمارہ تھیں پوچھا اسمٰعیل کہاں ہیں اور ہاجرہ کا کیا حال ہے عمارہ نے یہ تو بتا دیا کہ ہاجرہ کا انتقال ہو گیا اور اسمٰعیل شکار کھیلنے گئے ہیں لیکن گفتگو اس طرح کی اور ترش روئی کے ساتھ کی کہ حضرت ابراہیم کو ناگوار رہا اور چلتے وقت کہہ گئے کہ اسمٰعیل آئیں تو کہہ دینا کہ اپنے گھر کا دروازہ تبدیل کر دو جب حضرت اسمٰعیل نے آکر یہ سنا تو فرمانے لگے کہ وہ میرے باپ تھے جو مذکورہ الفاظ میں تمہیں طلاق دینے کی ہدایت کر گئے ہیں چنانچہ آپ نے طلاق دیکر اسی قبیلہ کی ایک اور لڑکی سیدہ بنت مضاض سے عقد کر لیا کچھ عرصہ بعد حضرت ابراہیم حضرت سارہ سے اجازت لیکر پھر بیٹے کو دیکھنے آئے مگر اتفاق سے اس روز بھی آپ گھر پر نہ تھے لیکن سیدہ نے ان کی بہت خاطر و مدارات کی ہاتھ منہ دھونے کو گرم پانی پیش کیا اور بھنا ہوا گوشت سامنے رکھکر عجز و انکسار کے ساتھ بولیں کہ آپ ہمارے شاہی مہمان ہیں، وہاں تو سب کچھ مہیا ہوتا ہے یہاں ہماری یہ حالت ہے کہ ہم صرف دودھ کھجور وغیرہ اور شکار کے گوشت پر بسر کرتے ہیں مجبور ہوں اور شرمندگی ہے کہ آپ کی مناسب حال دعوت نہ ہو سکی۔

حضرت ابراہیم خوش ہو کر فرمانے لگے کہ اچھا اسمٰعیل آئے تو کہہ دینا کہ اب تمہارے گھر کا دروازہ اچھا ہے اسے قائم رکھنا آپ کی واپسی پر سیدہ نے عرض کی کہ کوئی شاہی پیر مرد مہمان کے طور پر آئے تھے میں نے مزید قیام کے لئے اصرار بھی کیا مگر وہ ٹھہر نہ سکے اور یہ فرما گئے ہیں ارشاد ہوا کہ وہ میرے باپ تھے تم سے بہت خوش ہو گئے ہیں اور مجھے ان الفاظ میں حکم دے گئے ہیں کہ اب میں تمہیں اپنے سے جدا نہ کروں اللہ کی حکمت کو کون سمجھ سکتا ہے حضرت ہاجرہ کا اخراج کس درجہ المناک تھا لیکن یہ کتنی کامیابیوں کا باعث بن گیا حضرت ہاجرہ خود نہایت حسین و متقی خاتون تھیں ذات باری سے عشق تھا جس کا بدلہ یہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام اور یادگار کو بقائے دوام کا درجہ عطا کیا۔ سعی صفا و مروہ کی تک کی آبادی چاہ زمزم انہی کی یادگار ہیں۔

حضرت ابراہیم حضرت ہاجرہ کو وادی مکہ میں چھوڑ کر عازم شام ہوئے اور فلسطین میں قیام کیا اور وہاں سے آگے بڑھے گھر پہنچے تو آپ کے یہاں کچھ مہمان آئے جن کی پر تکلف دعوت آپ نے کی لیکن انہوں نے دستر خوان سے ہاتھ کھینچ لیا اس زمانہ میں دستور تھا کہ جس سے دشمنی ہوتی تھی یا نقصان پہنچانا مقصود ہوتا تھا اس کے یہاں کھانا کھاتے تھے آپ یہ دیکھ کر متحیر ہوئے کہ اجنبی مہمان اور یہ دشمنی اس پر مہمانوں نے کہا کہ آپ کو نہ حیرت و تعجب کا اظہار کریں ہم دشمن نہیں بلکہ ملائکہ ہیں آپ کے بھتیجے حضرت لوط اہل موتفکہ کی ہدایت پر مامور ہوئے تھے مگر چونکہ انہوں نے ان کی ایک نہ سنی اور برابر اپنی شیطنت کاریوں میں مصروف ہیں اس لئے ہم ان کو تختہ الٹنے جا رہے ہیں حضرت سارہ قریب ہی کھڑی تھیں یہ سنکر مسکرانے لگیں۔

عین اسی وقت انہوں نے بشارت دی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ کے یہاں سارہ کے بطن سے حضرت اسحاق اور ان کے یہاں حضرت یعقوب پیدا ہوں گے حضرت سارہ کی عمر ۹۰ برس کی ہو چکی تھی اس لئے ازراہ حیرت و مسرت سے چلا اٹھیں یا ویلتی ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ان ھذا لشیء عجیب کیا میرے بطن سے بیٹا پیدا ہوگا حالانکہ میں خود بھی بڑھیا ہوں اور میرا شوہر بھی بوڑھا ہو چکا ہے فی الواقع یہ تو عجیب امر ہے ملائکہ نے جواب دیا اتعجبین من امر اللہ کیا آپ اللہ کے حکم و قدرت پر اظہار استعجاب کر رہی ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا بشرناک بالحق فلا تکن من القانطین ہم نے آپ کو بھی بشارت دی ہے آپ بڑھاپے کی وجہ سے فضل الٰہی سے مایوس نہ ہوں۔ کیا خوب نقد سودا ہے اس ہاتھ دو اور اس ہاتھ لو۔ ادھر آپ حضرت اسمٰعیل کی مفارقت کی داغ سینہ پر لئے چلے آرہے ہیں ادھر دوسرے بیٹے کے ولادت کی بشارت مل رہی ہے اللہ اسی طرح اپنے فرمانبرداروں کو نوازتا ہے۔

تعمیر بیت اللہ شریف اور حج کا لزوم

حضرت اسمٰعیل بلوغت کو پہنچے تو حضرت خلیل اللہ پر وحی نازل ہوئی کہ مکہ جاؤ اور باپ بیٹے دونوں مل کر کعبہ شریف تعمیر کرو چنانچہ حضرت مکہ پہنچے لائق فرزند سے گلے مل کر مسرور ہوئے اور دونوں نے تعمیر کعبہ شروع کر دی اسمٰعیل گارہ بناتے تھے

گے جن میں سے ہر ایک بیٹا ایک نئے سلسلہ کا سردار ہوگا۔ اس بشارت پر حضرت سارہ کو رشک پیدا ہوا اور انہوں نے مذکورہ قول و قرار کے مطابق حضرت ابراہیم سے کہا کہ آپ ہاجرہ اور اس کے بیٹے کو گھر سے نکال کر کہیں باہر چھوڑ آئیں۔ بڑا پے کی شادی جوانی میں ہوئی، اکلوتا فرزند آخری عمر میں جا کر نخل تمنا بار آور ہوا تھا کہ یہ ہدایت ہوئی جسے سن کر آپ قدرتی طور سے پریشان ہو گئے گھر کے چراغ کو کون باہر نکالے اور کس دل سے نکالے لیکن مستزاد یہ کہ وحی نازل ہوتی ہے کہ اس باب میں سارہ کا کہنا مانو۔

آگ میں گر کر جسمانی آزمائش میں پورے اتر چکے تھے آوارہ وطنی کی صعوبات بھی برداشت کی تھیں گھر سے بے گھر ہو گئے تھے مال و دولت ضائع ہو چکی تھی تمدن کی آزمائش مصر میں ہو چکی تھی ہر قسم کے امتحان ہو چکے تھے لیکن ابھی یہ سلسلہ طویل ختم ہونے کو نہ آیا تھا اب حکم ہوتا ہے کہ جوان بیوی اور اکلوتے بچے کو بھی گھر سے نکالا۔ جس میں بظاہر ان کے تباہ ہو جانے کے امکانات نظر آ رہے تھے مگر آپ تو اب سب کچھ اللہ کے حوالے کر چکے تھے نزول وحی پر چون و چرا کی گنجائش نہ رہی آپ بیوی بچے کو خچر پر سوار کرا کے چلے اور اس بے آب و گیاہ میدان میں پہنچے جہاں کعبہ شریف ہے اور مکہ معظمہ آباد ہے اس عہد میں یہاں ایک چٹیل میدان تھا اور دور دور تک آبادیوں اور انسانوں کا کوئی وجود نہ تھا۔

جب آپ اس ویرانہ میں حضرت ہاجرہ کو چھوڑ کر واپس ہونے لگے تو انہوں نے سراسیمہ ہو کر آپ کا دامن پکڑ لیا اور بد حواس ہو کر پوچھا من امرك ان تتركنا بارض ليس فيها ذرع ولا ماء آپ کو کس نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں ایک ایسے میدان میں تن تنہا چھوڑ کر واپس چلے جائیں جہاں نہ کوئی درخت ہے اور نہ پانی آپ پر فرط رنج و صدمہ کا غلبہ تھا کچھ جواب نہ دیا خاموش کھڑے رہے پھر پوچھا کہ آپ کو خدا نے حکم دیا ہے فرمایا "ہاں" اس جواب نے گویا آپ کے زخم جگر پر مرہم رکھ دیا بولیں تو جائیے جب اس نے حکم دیا ہے تو وہ ہمیں ہرگز ضائع نہ ہونے دیگا اور خود ہی ساری حفاظت کریگا ایمان و ایقان کا یہ کتنا شاندار مظاہرہ تھا آپ کو بھی اس جواب سے گونہ تسکین ہوئی مگر پھر بھی یہ بڑی ہمت و حوصلہ کا کام تھا الفت شوہری اور شفقت پدری نے قدم پکڑ لئے تھے کیا کرتے آقا کا حکم تھا آخر چلتے وقت مضطربانہ دعا مانگی ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تہوی الیہم وارزقہم من الثمرات لعلہم یشکرون یعنی بار الٰہا میں نے تیرے اس میدان میں اپنی اولاد کو آباد کیا ہے جو بالکل بے آب و گیاہ ہے اور جہاں نہ سبزہ ہے نہ زراعت تیرے محترم گھر ہی کے قریب انھیں بسایا ہے تاکہ یہ تیری نماز پڑھتے رہیں۔ الٰہ العالمین تو لوگوں کے قلوب کو اس طرف پھیر انھیں روزی پہنچا پھل اور میوے پیدا کر کہ وہ تیرے شکر گزار بندے بن کر تیرا شکر ادا کرتے رہیں"

اس دعا کی تڑپ اور سوز محسوس کیجئے جو انتہائے اضطراب و الم میں ایک دکھے ہوئے دل سے نکل رہی اور اس کا مانگنے والا خود تسلیم و رضا ابراہیم سے بڑھ کر

[illegible] حالت میں دعا قبول نہ ہوتی اس لئے کہ خدا ایسی ہی دعا اپنے خاص بندوں کی قبول کرتا ہے چنانچہ یہ دعا بھی قبول ہوئی [illegible] مقبول ہونا تھا کہ ایک لہلہاتا چمن بن گئی شہر بھی آباد ہو گیا لوگوں کے قلوب اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور چشمہ بھی پھوٹ نکلا۔

بے آب و گیاہ وادی میں چشمہ آب کا ظہور

اس کے بعد خلیل اللہ سینے پر صبر کی سل رکھے ہوئے اپنے اس اکلوتے فرزند اور اپنی زندگی کی تنہا ساتھی کو اس وادی بے آب و گیاہ میں چھوڑ کر چلے گئے اللہ تعالیٰ بندوں کو کچھ چھینتا نہیں یہ اس کی شان آقائی کے خلاف ہے البتہ آزمائش و امتحان کے لئے عارضی طور پر لے لیتا ہے اور جب بندہ امتحان میں پورا اترتا ہے تو پھر نہیں کہ چھینی ہوئی چیزیں واپس مل جاتی ہیں بلکہ اس سے ہزار گونہ زیادہ نعمائے و حسنات کی بارش شروع ہو جاتی ہے حضرت خلیل اللہ کا امتحان لیا گیا ان کی بہترین محبوبات جوان بیوی اور اکلوتا فرزند ان سے چھین لئے گئے مگر اس کے بعد اس کا کام تھا اس لئے اس نے ان کی اس قربانی کو یادگار بنا دیا۔

ایک چٹیل میدان ہے نہ آدمی نہ آدم زاد نہ چرند اور نہ پرند نہ درخت اور نہ سبزہ نہ پانی اور نہ عمارت آباد ہیں اتنے طویل سفر [illegible] میں اللہ کی بندی ہاجرہ اپنے شیر خوار بچے کو لئے صرف اللہ سے لو لگائے بیٹھی ہے ایک شاہی خاندان کی چشم و چراغ پہلے غلامی کے بندھنوں میں جکڑ کر فرعون کے محل میں آئیں شہنشاہوں کے غلام بھی بڑی چیز ہوتے ہیں مگر شاہی کے بعد غلامی تو بڑی خوفناک ہوتی ہے وہاں سے قسمت نے یاوری کی تو وقت کے پیغمبر خلیل اللہ کی رفیقہ حیات کی خدمت کا فرض قدرت نے سپرد کیا گو یہاں وہ آرام نہ تھا مگر پیغمبر کے گھر میں سکون و اطمینان اور روحانی طمانیت کی دولت ضرور نصیب ہو گئی پھر بے بسی و بیکسی کی طویل مدت کاٹنے کے بعد اس کی قسمت کے نخل میں پھول کھلا حرم پیغمبری اللہ تعالیٰ نے گود بھی بھری۔

وقت آیا تھا کہ اب عیش و آسائش کی کامرانیوں سے شاد کام ہو کر بقیہ زندگی نصیب ہوتی مگر آفریں ہے اس خاتون جلیل پر کہ ہر حالت میں راضی برضا ہے اور حرف شکایت زبان پر نہیں [illegible] کرکے گزارا [illegible] کے سوا اس ظلمت کدہ آلام میں روشنی کا اور کوئی سامان نہ تھا اللہ ہی جانتا ہے کہ اس تاریک رات میں بی بی ہاجرہ کے دل پر کیا بیتا مامتیں [illegible] ہوں گی مگر اسے لو لگی ہوئی تھی اس پر بھروسہ تھا بچے کو سینہ سے لگائے بیٹھی تھیں اسی عالم میں صبح ہوئی آفتاب بلند ہو گیا اور جو زاد راہ ساتھ تھا وہ بھی ختم ہو گیا اور اب اللہ کے سوا کچھ بھی پاس نہ رہا لیکن اب بھی روحانی سکون تھا اللہ پر بھروسہ و سہارا دیکھنے والا کچھ رہا تھا اور بھروسہ کرنے والی بھروسہ کیے بیٹھی تھی کہ ابراہیم پر تشنگی کا غلبہ ہوا پھر سخت تشنگی ہو گئی تنہا خاتون جنگل کی رہنے والی اس جنگل اور بے آب و گیاہ میدان میں کیا کرے لینے اور جگر گوشہ اٹھا لائی مگر بچے کی بیقراری و تشنگی دیکھی جانے والی چیز نہ تھی نہ دیکھی گئی انھیں اور مامتا کے جوش میں پانی کی بے سود تلاش شروع کر دی کبھی دوڑ کر صفا پر چڑھ جاتیں اور کبھی بچہ کے قریب آ کر اور آ کر دیکھ کر وہ مروہ پر دوڑ کر

عشق حقیقی کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ عشق مجازی کی منزلوں سے گزر کر آپ نے بہت سے مشکل فیصلے ہوں گے آج عشق حقیقی کا کیا بھی ہے۔ قربانی اور وفاداری کی تکمیل دیکھئے کہ کس مسرت و جوش کے ساتھ ایک اپنا بیٹا پیچھے رکھ دیتے ہیں یہ سب سے بڑا ہے تو جوان اور لائق فرزند کو معشوق کی خوشنودی کے لئے ذبح کرنے پر تیار ہے اور پھر خوف ہے کہ کہیں ہاتھ سے جاتا نہ رہے تو بندہ محبوب ازلی تو خوش ہو جائے گا چنانچہ آپ نے جب بیٹے کی آمادگی دیکھی تو پکار اٹھے نعم العون یا بنی علی امر اللہ اے لخت جگر اس کے حکم کی تعمیل میں تو بہت اچھا معین ہے اس کے بعد آپ نے بیٹے کے ہاتھ پاؤں رسی سے کس کر باندھ دیئے اور پھر شکم کے بل لٹا کر چھری کو تیز کرنے لگے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھنے لگے اس منظر کو دیکھنے والا آسمان تھا زمین پر کوئی انسان تو ضرور نہ تھا لیکن یقین کیجئے کہ جن و ملائک کے پرے کے پرے اسے دیکھنے کے لئے کھڑے ہوئے تھے اور فرش سے عرش تک ایک شور برپا تھا اور سب بڑی چیز یہی ہے کہ خود ذات باری نے سارا عالم ہی جو سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے جس سے اس منظر کی اہمیت بہت بڑھ گئی تھی۔

حضرت ابراہیم آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے ایک والہانہ جوش کے ساتھ بڑھے اور عجلت و سرعت کے ساتھ چھری پھیر کر الگ کھڑے ہو گئے کہ اس وقت پٹی کھولیں جب لاش ٹھنڈی ہو چکی ہو یہ شان ابراہیمی دیکھئے کہ چھری پھیر کر کھڑے اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ تو نے مجھے تعمیل حکم اور امتثال امر کی توفیق عطا کی یہ رنج نہیں ہے کہ نخل حیات کا دامن دنیا و اب پھول ٹوٹ گیا کچھ دیر کے بعد آنکھوں سے پٹی جو ہٹاتے ہیں تو ایک طرف جبرئیل امین کھڑے مسکراتے نظر آتے ہیں دوسری طرف حضرت اسمٰعیل مودب سر جھکا ایستادہ دکھائی دیتے ہیں اور تیسری طرف ایک دنبہ ذبیحہ پڑا ہوا نظر پڑا ہوا نظروں کے سامنے آتا ہے دنیا کے تھیٹر میں صد ہزار تماشے ہوئے اور حقیقی و مصنوعی تماشے ابتک برابر ہوتے رہتے ہیں پردہ اٹھتے ہی عجیب اور حیرت بار مناظر سامنے آجاتے ہیں مگر جو تماشا منیٰ میں ہوا اور آنکھ کھولکر جو کچھ حضرت خلیل اللہ نے دیکھا وہ کسی نے نہ دیکھا ہوگا خود قدرت رب جلیل بھی آپ کے تحیر و استعجاب پر ہنس پڑی۔

منظر کی چھائی ہوئی حیرت کے سناٹے کو توڑنے کے لئے آخر جبرئیل امین بڑھے اور بڑھ کر کہا کہ:-

معشوق حقیقی اور فاطر السموات والارض نے فرمایا کہ تم نے بیشک میرے حکم کی پوری پوری میری محبت اور میرے عشق کا سچا ثبوت پیش کر دیا میری خوشنودی حاصل کرلی اور تم امتحان محبت میں کامل نکلے۔ مقصد تمہارے جگر کو تمہارے سینے سے کھینچنا نہ تھا بلکہ محبت کا امتحان لینا تھا وہ لے لیا اور تم اب تمہیں بالکل آمادہ دیکھ لیا تو اسمٰعیل کو نئی زندگی عطا کر دی اور بیٹے کے بجائے اس کے بدلے ایک دنبہ ذبح کرا دیا گیا تم تو اپنا کام کر ہی چکے تھے اس کے بعد وہی ہو گزرا تھا وہ ہونے کی بات

آپ یہ سنکر فوراً سجدے میں گر پڑے اور اس بندہ پروری کا شکریہ آنسوؤں سے ادا کیا لوگ کہہ پاکرتے ہیں کہ وہ دوستوں کو بدر بدر رسوا کیا کرتا ہے اور دشمنوں کا کہنا تو بیشک سچ ہے یہ ٹھیک ہے رسوا کرنا اس کی شان کریمی کے منافی ہے وہ کبھی

رسوا نہیں کرتا رسوا ہونے والے خود رسوا ہوتے ہیں وہ تو صرف امتحان لیتا ہے اور امتحان کے بعد اس سے ہزار گنا زیادہ دیدیتا ہے۔ رہا خوف و دہشت کا سوال تو کوئی انسانی ہستی کبھی بھی اس سے محفوظ نہیں رہ سکی حوادث سے دنیا واقف نہیں ہوئے باقی خواص اولیاء کی زندگیاں سب کے سامنے ہیں یہ اور بات ہے کسی پر کم گذرے اور کسی پر زیادہ تو ظاہر ہے کہ جتنا بڑا ہوتا ہے اس سے اتنا ہی بڑا امتحان بھی لیا جاتا ہے پھر ایک اور نکتہ بھی ہے آپ دنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ اگر کسی معشوق سے کہا جائے کہ تیرا عاشق عشق و محبت کے لطف اٹھا رہا ہے تو پرواہ کرنا تو ایک طرف اسے الٹا اس سے نفرت ہو گی برعکس ازیں اس کے شور و شیون اور مصیبت و اذیت کی خبر سنے گا تو خوش ہو گا اور متاثر ہوئے بغیر نہ رہے گا یہی صورت عاشقان خدا کے سامنے پیش ہوتی ہے۔ لیکن پھر یہی ہے کہ جب مشاہدہ جمال اور وصال کا وقت آتا ہے تو ساری اذیتیں معدوم ہو جاتی ہیں اور عشاق سرمدی کی جو لطف ملاکشی میں آتا وہ عیش آرام میں ہرگز نصیب نہیں یہ حضرت ابراہیمی کا دل جانتا ہوگا کہ آپ کو اطاعت امر ربی میں کتنا لطف حاصل ہوتا ہوگا اور کیا لذت ملتی ہوں گی۔

ازواج واولاد اور فضائل اخلاق

حضرت اسمٰعیل کی عمر ۱۳ برس کی ہو گئی تو حضرت اسحٰق کو لد ہوئے ۱۲۷ برس کی عمر میں حضرت سارہ کا انتقال ہوگیا اس کے بعد حضرت خلیل اللہ نے متعدد شادیاں کیں اور ....

اور ان سے متعدد اولادیں ہوئیں۔ اسی طرح حضرت خلیل اللہ ڈیڑھ سو برس تک تبلیغ کرتے رہے اس دوران میں بڑے بڑے فاضل افراد سے مناظرے بھی ہوئے اور تبلیغ بھی رہی ویسے عام مواعظ کے لئے کوئی وقت نہ تھا اکثر روزانہ تقریریں کیا کرتے تھے تاہم یہ جو وعظ فرمایا کرتے تھے وہ نہایت موثر و بلیغ ہوتا تھا اور اس میں ہزاروں لوگوں کا اجتماع ہوتا تھا حج کے موسم میں بھی ہر کر آپ وعظ فرماتے تھے ہر سال حج کو جایا کرتے تھے بڑے اولوالعزم اور جلیل پیغمبر گذرے ہیں حضرت نوح کے بعد جتنے انبیاء اور مبعوث ہوئے وہ سب آپ ہی کی اولاد میں تھے اس لئے آپ ابوالانبیاء مشہور ہیں ابراہیمی دین حنیف ایک اساسی دین ہے بعد کے تمام ادیان یا تو اسی کے متبع تھے یا اسی کی بنیاد پر قائم ہیں۔ اسلام یہی ملت ابراہیمی ہی کا دوسرا نام ہے صرف چند اہم ترامیم حالات زمانہ کے مطابق اس میں کرائی گئی ہیں اصول ایک ہی صرف فروعات میں فرق ہے اس وقت اسلام میں نماز و حج کی صورت ہے وہی دین حنیف میں بھی تھی۔

آپ پر بھی صحائف نازل ہوئے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ سب کے سب بائبل میں موجود ہے لیکن اصل صورت اور اصلی زبان مفقود ہے بہت بڑے بلند پایہ عارف کامل تھے رات رات بھر نمازوں میں مصروف رہتے تھے روزے بہت رکھتے تھے گو اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا تھا جاہ و حشم بھی تھی مگر معاشرت بالکل سادہ تھی اس عہد کے دولتمندوں میں آپ کا شمار تھا وسیع قطعات ارض و املاک کے مالک تھے اونٹوں اور بکریوں کے ریوڑ کے ریوڑ آپ کے پاس تھے جن کی نسلیں بڑھتیں اور آپ کی دولتمندی میں اضافہ کرتی رہتیں تھیں دسترخوان بہت

پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے اور آپ انہیں چنتے اور دیوار بناتے چلے جاتے تھے
زبان مبارک پر یہی دعا تھی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم
دیوار بلند ہو گئی اور ہاتھ نہ پہنچ سکا تو آپ نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر آگے
بنانا شروع کر دیا اسی لئے اس مقام کو آج تک "مقام ابراہیم" کہا جاتا ہے
تکمیل تعمیر کے بعد آپ نے اسمٰعیلؑ سے کہا کوئی منتخب اور خوبصورت پتھر اٹھا کر
لاؤ تاکہ میں اسے متعادر کن پر رکھ دوں اور اس سے امتیاز ہو سکے چنانچہ
حکم الٰہی سے سنگ اسود مل گیا جسے ملائکہ نے رکھ دیا تھا یہی وہ سنگ اسود ہے
جس پر حجاج طواف کے وقت بوسہ دیتے جاتے ہیں۔

علامہ ازرقی کے بیان کے مطابق اس تعمیر کا طول سنگ اسود سے لیکر
"رکن شامی تک بتیس گز اور میزاب کی طرف سے رکن عراقی تک بائیس گز
تھا کل عمارت نہ گز کی تھی دروازہ کرسی پر نہ تھا زمین کے برابر تھا چھت
تھی اور نہ کواڑ دروازہ ہی کی سمت اندر کی طرف ایک کنواں اس غرض سے
بنوایا گیا تھا کہ جو تحائف حجاج کے ذریعہ آئیں وہ اس کنوئیں میں محفوظ رکھے
جائیں یہ حرم محترم کی بالکل ابتدائی صورت تھی آج تو اس کی عمارت بہت
وسیع اور بہت شاندار ہے جیسا کہ ہم آگے چل کر واضح کریں گے۔

عمارت بنکر تیار ہو جانے پر دونوں نے حج کیا اس کے بعد آپ قریب کے پہاڑ کی
بلند ترین چوٹی پر کھڑے ہوئے اور بہ آواز بلند پکارا کہ:-

یا ایھا الناس ان اللہ قد بنا لکم بیتا و دعاکم الی حجۃ فلبیہ

یعنی اللہ تعالے نے تمہارے لئے یہ گھر بنا دیا ہے اور تمہیں اس کی زیارت و حج
کے لئے دعوت دی لوگو اس دعوت پر لبیک کہو اور اس کی زیارت کے لئے آؤ
عراق سے لیکر حجاز و شام مصر اور شمالی حجاز میں دین حنیف آپ کی تبلیغ سے
پھیل گیا تھا اور برابر پھیلتا چلا جاتا تھا مکہ میں بھی بہت سے لوگ آپ پر
ایمان لے آئے تھے چنانچہ اس منادی عام کے بعد آپ اپنے پیرودں کو لیکر میدان
عرفات اور منا میں گئے قربانی کی طواف کیا اس کے بعد عازم شام ہوئے ہر سال
آپ اپنے پیروؤں کے ساتھ مکہ معظمہ حج کے لئے آیا کرتے تھے رفتہ رفتہ ہزاروں
مخلوق ہر سال حج کو آنے لگی اور اس گھر کو لازوال شہرت و تقدس حاصل ہو گیا

باپ کی چھری بیٹے کے حلق پر

امر الٰہی کی بے چون و چرا تعمیل

حضرت اسمٰعیل کعبہ شریف کے متولی تھے اور پوری قابلیت کے ساتھ مفوضہ
خدمات انجام دیکر بوڑھے باپ کی مسرتوں میں اضافہ کرتے رہتے تھے کچھ مدت
بعد حضرت خلیل اللہ نے خواب میں دیکھا اور تین روز متواتر دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی
طرف سے حکم دیا جا رہا ہے کہ تمہیں جو چیز دنیا میں سب سے محبوب ہو اسے ہماری راہ
میں ہماری خوشنودی کے لئے قربان کر دو صرف اتنا ہی اشارہ تھا کوئی تصریح نہ
تھی کہ کیا چیز قربان کی جائے پہلے آپ اس خیال میں رہے کہ دی آئی چاہیے
شاید یہ خواب محض خیال ہی ہو مگر جب آپ کو یقین ہو گیا تو آپ اپنی محبوب
ترین چیز اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیل کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے کے لئے
تیار ہو گئے چنانچہ آپ نے اپنے نور نظر کو بلا کر خواب سنایا اور پھر پوچھا کہ بتاؤ
تمہاری اپنی مرضی کیا ہے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ آپ نے کہا بچہ بیٹھیں

بلا کر ایک رسی اور ایک تیز چھری لانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جنگل چل کر لکڑیاں
کاٹیں گے یہ تو بہانا تھا بلکہ راز داری تھی تاکہ خبر عام نہ ہو سکے اور پانے کا
بے کر بیٹے کے قتل کا ہی خیال ہو دونوں باپ بیٹے چلے تو شیطان کو بڑی
فکر پیدا ہوئی ایک پیر مرد کی صورت میں متمثل ہو کر پہلے حضرت اسمٰعیل کے
پاس آیا جو اپنے باپ کے پیچھے فاصلے پر جا رہے تھے اور بولا صاحبزادے کچھ خبر
بھی ہے تمہارے باپ تمہیں کہاں لئے جا رہے ہیں فرمایا جنگل سے لکڑیاں کاٹنے
جا رہے ہیں شیطان نے سنجیدہ اور ملول صورت بنا کر کہا افسوس تم بھی کتنے نیک
دل اور سادہ لوح صاحبزادے ہو کچھ سمجھتے ہی نہیں یہ تو تمہیں ذبح کرنے لے چلے
ہیں فرمایا کیوں بکتے ہو میرے باپ کو مجھ سے بہت محبت ہے ان سے ایسی
توقع ہرگز نہیں ہو سکتی پھر ذبح کرنا کیوں کوئی وجہ بھی ہو بولا نہیں بوڑھے
تو ہو ہی گئے ہیں عقل ٹھکانے نہیں رہی انہیں یہ وہم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالے
نے خواب میں انہیں تمہیں قربان کرنے کا حکم دیا ہے فرمایا مگر اللہ کا حکم ہو
تو مجھے بھی ذبح ہونے میں ہرگز کوئی عذر نہ ہونا چاہئیے شیطان سناٹے میں
آگیا اور خاموش چلا گیا۔

اس کے بعد یہ مردود حضرت خلیلؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:-
"بڑے میاں! آخر تمہیں بڑھاپے میں وہم کیا پیدا ہو گیا ہے بھلا اللہ
تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ جانور ذبح کئے جاتے ہوئے انسانوں اور انسان
کی قربانی طلب کرے پھر قربانی بھی فرزند دلبند کی قربانی کیوں خوبصورت و
فرمانبردار بیٹے کے گلے پر بڑھاپے میں چھری پھیرتے ہو" آپ نے وہیں آپ
نے ایک ڈانٹ بتائی کہ مردود تو شیطان ہے اور مجھے فریب دینے کے لئے
ہمدرد بنکر آیا ہے چل دور ہو اور میرے سامنے سے ہٹ جا شیطان مایوس
ہو کر چل دیا۔ بھلا اللہ کے نیک بندے کب شیطان کے فریب میں آسکتے تھے۔
کچھ دور جا کر آپ رکے اور بیٹے سے فرمایا یا بنی انی اری فی المنام ان
اذبحک فانظر ماذا تری لخت جگر میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں
تجھے راہ خدا میں قربان و ذبح کر رہا ہوں اب بتاؤ کہ اس کے متعلق تمہاری رائے
کیا ہے عرض کی یا ابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من
الصابرین ابا جان اللہ تعالے نے آپ کو جو حکم دیا ہے آپ اسے ضرور پورا کیجئے
آپ ان شاء اللہ تعالے مجھے صابر پائیں گے اور میں پورے حوصلہ کے ساتھ
آپکی چھری کے نیچے جان دوں گا اللہ اللہ کتنے بزرگ تھے یہ دونوں باپ
بیٹے اور کس طرح انہوں نے خود کو مرضیات الٰہیہ کے سامنے ڈال رکھا تھا باپ بیٹے
کی جوانی اللہ کی راہ میں قربان کر رہا ہے اور بیٹا اپنے شباب و زندگی کو اس کی راہ
کرنے پر ہمہ تن تیار و مستعد ہے دونوں جب منا میں پہنچے تو دونوں اللہ کے حقیقی
کی منشا کے مطابق تعمیل امر الٰہی کے لئے جوش سے تیار ہو گئے حضرت اسمٰعیل نے عرض
کی کہ ابا جان میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں
اور مجھے رسی باندھ کر لٹا دیں مبادا کہ بوقت ذبح آپ کی نظر میرے چہرے پر پڑ جائے
اور محبت پدری کا جوش آپ کے ارادے میں ضعف کا باعث بن جائے اور ہاتھ پاؤں کس کر
باندھ دیں تاکہ آپ کو میرے تڑپنے کا احساس نہ ہو۔

حضرت اسمٰعیلؑ کو ذبح کرنے پر آمادگی

منا کے میدان میں آج سے پانچ ہزار برس پیشتر

مسائل قربانی و عید

(از حضرت مولانا مولوی شیخ محمد ریاست علی صاحب قلندری خیرآبادی)

حضور سرور انبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یوم نحر یعنی عید الاضحیٰ کے دن کوئی عمل انسان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور تحقیق قربانی کا جانور قیامت کے دن اپنے سینگوں کھروں اور بالوں سمیت آئیگا اور قربانی کرنے والے کی نیکیوں کے ساتھ وزن کیا جائے گا پس اس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا۔ اور فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے قبولیت کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے پس چاہیئے کہ قربانی نہایت خوشی اور رضائے الٰہی کے ساتھ کر اس کو ایک قسم کا بوجھ اور تاوان اور نقصان نہ سمجھے۔ اور فرمایا کہ اپنی قربانی کے جانوروں کو خوب کھلا پلا کر موٹا تازہ کر دیکھو کہ بعد حشر وہ پل صراط پر تمہاری سواری کے کام آویں گے۔ اور ارشاد فرمایا کہ جس کو قربانی کرنے کی مقدرت ہو اور پھر بھی وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہمارے ساتھ نماز پڑھنے عید گاہ میں ہی نہ آئے۔

مسئلہ قربانی ہر مسلمان مقیم صاحب نصاب ذی استطاعت پر کہ جس کے پاس ۷½ تولہ سونا یا ۵۲½ تولے چاندی ہو یعنی ایسا شخص ہو کہ اس پر زکوٰۃ فرض ہو واجب ہے قربانی کرنے میں مال نصاب کا مثل مسئلہ زکوٰۃ کے سال بھر قائم رہنا شرط نہیں ہے مسئلہ اگر کسی شخص کے پاس مال نصاب موجود نہ ہو پھر بھی قربانی کرنا چاہے تو کر سکتا ہے مگر شریعت اسلام نے اس کو یہ تکلیف نہیں دی ہے اگر جی چاہے کرے ثواب ہے نہ جی چاہے نہ کرے عذاب اور گناہ نہیں مسئلہ نابالغ یتیم صاحب نصاب کی طرف سے اس کا ولی قربانی کر سکتا ہے مسئلہ جس شخص کو قربانی کرنا ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ یکم ذی الحجہ سے قربانی کرنے تک حجامت بنوانے ناخن ترشوانے بعد قربانی یہ کام کرے مگر یہ کام فرض واجب اور سنت نہیں ہے اگر اس پر عمل کریگا ثواب کا مستحق ہوگا ورنہ گنہگار نہ ہوگا مسئلہ جو شخص قربانی کرنے کا مقدور نہیں رکھتا اس کو چاہیئے کہ ذی الحجہ یعنی چاند دیکھنے کے بعد سے عید الاضحیٰ کی نماز پڑھنے تک نہ حجامت بنوائے نہ ناخن کٹوائے بعد نماز کے سر منڈا ڈالے اور ناخن کٹوائے تو اس کو قربانی کا ثواب ملیگا۔

مسئلہ قربانی اپنے گھر کے سب لوگوں کی طرف سے کرنا ضروری نہیں ہے لیکن کر دے تو جائز ہے مسئلہ اگر کسی شخص نے اپنے کسی مرے ہوئے عزیز کی طرف سے بلا وصیت کے خواہ ماں باپ ہی ہوں قربانی کی تو جائز ہے اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اگر مرنے والے نے وصیت کی ہے تو اس میں سے کھانا منع ہے تمام گوشت فقرا و مساکین کو تقسیم کر دینا چاہیئے مسئلہ جو لوگ صاحب نصاب تو نہیں ہیں مگر وہ قربانی کرنا چاہتے ہیں تو کر سکتے ہیں مگر قرض لے کر خواہ قرض سودی ہو یا بلا سود کسی طرح کا ہو قربانی کرنا جائز نہیں ہے نہ ضرورت ہے مسئلہ قربانی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ بعد نماز سے بارہ ذی الحجہ سورج غروب ہونے سے پہلے ہو سکتی ہے اس کے بعد نہیں اگر کسی معقول وجہ سے بارہ تاریخ غروب آفتاب سے پہلے تک قربانی نہ کر سکا تو اب وہ قربانی کا جانور یا جانور کی قیمت کی خیرات کر دے قربانی کا ثواب ملیگا مسئلہ جس شہر میں عید الاضحیٰ کی نماز ہوتی ہو وہاں کے سب لوگ قبل نماز پڑھنے کے قربانی نہیں کر سکتے ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ نماز پڑھنے کے بعد قربانی کریں مگر جو لوگ دوسری جگہ سے نماز پڑھنے آتے ہیں اور ان کے یہاں نماز نہیں ہوتی بعد طلوع آفتاب نماز پڑھنے سے پہلے قربانی کر سکتے ہیں اس کے بعد نماز کے واسطے جائیں مسئلہ چونکہ بقر عید کے دن مثل عید الفطر کے صبح سے بقر عید تک کچھ کھانا پینا منع ہے اس لئے جو شخص نماز پڑھنے کے بعد قربانی کرے اس کو چاہیئے کہ سب سے پہلے کچھ کھائے وہ قربانی میں سے کھائے اور اگر دسویں تاریخ قربانی نہیں کر سکتا تو جو چاہے کھائے پیئے سوا حرام چیزوں کے مسئلہ بکرا بکری مینڈھا بھیڑ دنبہ دنبی ایک سال کا ہونا چاہیئے مگر مینڈھا یا دنبہ جو عمر میں ایک سال سے کم ہے مگر بوجہ اپنی فربہی کے ایک سال کا معلوم ہوتا ہے تو قربانی کیا جا سکتا ہے نر ہو یا مادہ گائے۔ بیل بھینس بھینسا دو سال کا اونٹ نر ہو یا مادہ پانچ سال کا ہونا چاہیئے اس سے کم عمر کے جانور کی قربانی جائز نہیں مسئلہ ان مذکورہ جانوروں کے سوا اور کسی جانور کی اگرچہ وہ ذبیحہ ہوں قربانی جائز نہیں۔ مسئلہ بکرا بکری۔ مینڈھا بھیڑ دنبہ اور دنبی ایک راس ایک ہی شخص کی طرف سے ہو سکتی ہے مگر گائے بیل بھینس بھینسا اونٹ اور اونٹنی میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں مگر سب کی نیت قربانی ہی کی ہو گی ورنہ سب حصہ داروں کی قربانی باطل ہو جائیگی البتہ اگر کوئی شخص بہ نیت عقیقہ شریک ہونا چاہے تو اسے شریک کیا جا سکتا ہے مسئلہ قربانی کے تمام شریک دار گوشت کو تول کر تقسیم کریں اندازاً یا ڈھیر لگا کر یعنی ڈال کر تقسیم کرنا جائز نہیں ہے۔ مسئلہ قربانی کا گوشت خواہ حصہ کا ہو یا پوری راس کا تین حصوں میں تقسیم کرکے ایک حصہ محتاجوں فقیروں مسکینوں بیواؤں یتیموں کو تقسیم کر دے اور دو حصوں میں خود بھی کھائے اور اپنے عزیزوں دوستوں کو بانٹے۔ مسئلہ قربانی کا جانور خوب موٹا تازہ ہونا چاہیئے کوئی اعضا اس کے خراب نہ ہوں بیمار کمزور لاغر یا لنگڑا ہو جو مذبح تک نہ چل سکے یا کانا اندھا کان ناک دم سینگ تھن یا کوئی اور عضو تہائی سے زیادہ کٹا ہوا نہ ہو یا جس کے کان یا دانت سرے سے پیدا ہی نہ ہوئے ہوں یا بھیڑ بکری دنبی کا ایک تھن اور گائے بھینس اونٹنی کے دو تھن خود سوکھ گئے یا علاج سے سکھا دیئے گئے ہوں اور ان میں دودھ نہ اتر سکتا ہو اس طرح کے تمام جانوروں کی قربانی درست نہیں لیکن اگر کسی جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہو یا کسی جانور کا اس قدر سینگ ٹوٹا ہو کہ اندر کا گودا ثابت ہو ایسے جانور کی قربانی درست ہے اور خصی جانور بھی قربانی کیا جا سکتا ہے مسئلہ قربانی اپنے ہاتھ سے کرنا چاہیئے اگر خود نہ کر سکے تو کسی اور کو قربانی کرنے کی اجازت دے اور جب وہ ذبح کرے تو خود کو سامنے کھڑا رہنا چاہیئے بغیر اجازت یا سامنے موجود ہونے کے قربانی جائز نہیں مسئلہ گھر کے پلے ہوئے جانور کی قربانی میں نسبت مول کے جانور کی قربانی کے ثواب زیادہ ہے لہٰذا جہاں تک ممکن ہو گھر ہی کا پالا ہوا جانور قربان کرکے زیادہ ثواب حاصل کرے مسئلہ قربانی کے جانور کو بھوکا پیاسا ذبح نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کو کھلا پلا کر ذبح کرنا چاہیئے مسئلہ جو شخص

سنا میں قربانی کیا ہیں سب آپ کی یادگار ہیں، مکہ کی آبادی، بیت اللہ شریف کا وجود سب کچھ آپ ہی کی یادگار کر رہے ہیں ان سے بھی بلند ترین انعام یہ تھا کہ آپ کی اولاد میں انبیا و صلحا کی پاکیزہ نسلیں پیدا ہوئیں حضرت اسمعیل کی اولاد میں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نبی آیا جو ساری امت کے سردار ہیں اور ان کی امت کے صدہا اولیاء و عرفاء ہیں جن میں سے ہر ایک [illegible] انبیاء بنی اسرائیل ہیں اور حضرت اسحق کی اولاد میں حضرت یعقوب یوسف موسیٰ داؤد اور سلیمان جیسے پیغمبر بھی ہیں اس کے علاوہ آپ کی نسل کو بھی وہ ترقی ہوئی جو اور کسی محترم ہستی کی نسل کو نصیب نہیں ہوئی آج تک آپ کی نسل بڑی سے بڑی تعداد میں موجود ہے۔

یہ کتنے بڑے انعامات ہیں صرف آپ کی قربانیاں بہت عظیم اور آپ کے امتحانات بہت شدید تھے مگر ان کے عوض میں اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو انبیاء و اولیا و صلحاء کی نسلیں دین اور بقائے دوام کا خلعت عطا کیا آپ کی یادگاروں کو ابدی صورت دی زمین باغات دولت مواشی بیوی اولاد وغیرہ انعامات عطا کئے وہ ان سے بھی کہیں زیادہ تھے۔ دیکھا آپ نے اللہ تعالیٰ کتنا نوازنے والا ہے وہ تکلیف پہنچاتا اور نقصان بھی پہنچاتا تو عارضی طور پر محض بندوں کے آزمانے کو لیکن جب

[illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] ہیں آزمائش کیا ہر چند قصور [illegible] ملتے ہی کچھ وہ دیتا ہے ان آزمائش کے لئے سب کچھ دیتا ہے جیسا اعتماد کرو آزمائش کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پھٹ پڑا ہے یا زمین کے نیچے سے پہاڑ اُبھرنے لگتے ہیں دولت کا ہر چیز تباہ ہو جاتی ہے زندگی ویران و برباد ہونے والی ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے مگر طوفان کے گذرنے پر جب صاف ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کچھ بھی نہ تھا ایک خواب تھا جو کی سرمستی و سرشاری میں دیکھ رہے تھے آنکھ کھل گئی تو کچھ نہ تھا صبح کی نماز کے لئے علی الصباح اٹھنا ابتدا میں کتنا ناگوار ہوتا ہے مگر دیر بعد کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا اور دن بھر طبیعت مسرور و مرتاح رہتی ہے۔

مسلمانو! حضرت خلیل اللہ کی زندگی سے سبق لو اور اللہ تعالیٰ اس نمونہ کو تمہارے سامنے پیش کر کے تمہیں جو کچھ سکھانا چاہتا ہے وہ سیکھو سمجھو کہ اسلام کہلانے کے معنی یہی ہیں کہ اپنی مرضیات کو مرضیات الٰہیہ کا تابع بنا دو اسکا فیصلہ خواہ کچھ ہو اور آزمائش و ابتلا میں صبر و ثبات سے کام لو اس پر بھروسہ کرو اس کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور خوب سمجھ لو کہ اسے اپنے بندوں سے جتنی محبت ہے کسی مخلوق کو کسی مخلوق کے ساتھ ہرگز نہیں ہو سکتی۔

عید الفطر کے دن عیدگاہ جاتے وقت راستہ میں تکبیر بالاخفاء آہستہ آہستہ کہنا چاہیے لیکن عید الاضحیٰ میں آواز کے ساتھ کہنا چاہیے عید الفطر کی نماز بغیر معقول شرعی عذر دوسرے دن نہیں ہو سکتی لیکن عید الاضحیٰ کی نماز بغیر کسی عذر کے ذی الحجہ کی دس تاریخ سے لیکر ۱۲ تاریخ تک ہو سکتی ہے بالکل جائز ہے۔ عید الفطر شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتی ہے اور یہ عید ذی الحجہ کی ۱۰ تاریخ کو منائی جاتی ہے اور اس عید کا نام بوجہ صدقہ فطر دینے کے عید الفطر نام ہے اور اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جو لوگ رمضان شریف کے پورے مہینے کے روزے رکھے رہے تھے وہ لوگ اس عید کو روزہ افطار کرواتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام عید الفطر ہوا اور عید الاضحیٰ میں چونکہ قربانی ہوتی ہے اور قربانی کے جانور کو اضحیہ کہتے ہیں اس وجہ سے اس عید کا نام عید الاضحیٰ یا عید قربان یا بقرعید ہو گیا ان اختلافات کے سوا دونوں عیدوں میں کوئی فرق نہیں ہے **مسئلہ** جس طرح عید الفطر کی دو رکعت نماز اور اس کا خطبہ (اولیٰ یا ثانی) سننا واجب ہے اس طرح عید الاضحیٰ کو بھی نماز اور خطبہ واجب ہے بغیر خطبہ سنے عیدگاہ سے جانا نہ چاہیے ورنہ آدھا ثواب ملیگا اور جس وقت خطبہ ہونے لگے بالکل خاموش ہو کے سنے بات کرنا منع ہے بلکہ اگر کوئی دوسرا شخص باتیں یا کانا پھوسی کرنے لگے تو اس کو آواز سے منع بھی نہ کرے ہاں اشارہ سے منع کرنے میں مضائقہ نہیں اگر دور ہونے کی وجہ سے خطبہ سنائی نہ دیتا ہو تب بھی خاموش رہنا چاہیے خطبہ سننے کا ثواب برابر ملیگا **مسئلہ** نماز عیدین .... (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کے لئے جماعت شرط ہے بغیر جماعت کے جائز نہیں اگر کسی کو ایک جگہ نماز نہ ملے تو دوسری جگہ تلاش کرے پھر بھی کہیں نہ ملے تو اس نماز کی قضا بھی نہیں ہے البتہ اگر تین چار آدمیوں کو کہیں نماز نہ ملی ہو ان میں سے کسی میں نماز پڑھانے اور خطبہ پڑھنے کی قابلیت ہو اور ابھی نماز کا وقت بھی باقی ہو تو علاوہ اس جگہ کے جہاں ہو چکی ہے دوسری جگہ جماعت سے نماز دوبارہ پڑھی جا سکتی ہے۔

عیدین کی نماز کا وقت طلوع آفتاب کے بعد سے دوپہر ہونے کے پہلے تک ہے اس درمیان میں جس وقت چاہیے پڑھی جا سکتی ہے بہ نسبت نماز عید الفطر کے عید الاضحیٰ کی نماز ذرا جلدی پڑھنا بہتر ہے کیونکہ جو لوگ قربانی کرنے والے ہیں ان کو کھانے وغیرہ کی دیر ہوگی اس لئے کہ وہ اپنی قربانی کے گوشت سے کھائیں گے لہذا اگر فراغ کر کے گوشت پکانے میں بہت عرصہ ہو جائیگا۔ **مسئلہ** سال میں پانچ دن ایسے ہیں جن میں روزہ رکھنا حرام ہے ایک عید الفطر کا دن اور ذی الحجہ کی دس تاریخ بقرعید کے دن اور اس کی گیارہ تاریخ، بارہ تاریخ اور ۱۳ تاریخ غرض ان تاریخوں میں روزہ حرام ہے البتہ یکم ذی الحجہ سے ۹ ذی الحجہ تک روزے رکھے جا سکتے ہیں بلکہ ۹ ذی الحجہ یعنی عرفہ کے دن کے روزہ کا بہت ثواب ہے لیکن چونکہ نفل کا ایک روزہ رکھنا یہودیوں سے مشابہت ہے کیونکہ وہ ایک ہی روزہ رکھتے ہیں لہذا مسلمانوں کو دو روزے ایک آٹھ تاریخ کو اور دوسرا ۹ تاریخ کو عرفہ کو رکھنا چاہیے **مسئلہ** عیدگاہ یا جو جگہ نماز کے لئے مقرر ہو وہاں جب نماز عید کے سوا تحیۃ سنت و فرض کے کوئی نماز نفل پڑھنا جائز نہیں **تنبیہہ** نماز عیدین کے نیز مسبوق وغیرہ کی نماز کے طریقے بذریعہ رسالہ مولوی بابت ماہ شعبان عرض کر چکا ہوں لہذا اس کو مزید معلومات کے واسطے دیکھنا چاہیے **مسئلہ** ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک جس کو ایام تشریق کہتے ہیں ہر نماز فرض با جماعت کے بعد یہ تکبیر کہنا چاہیے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر و للہ الحمد۔

قربانی کا جانور ذبح کرے اس کو باوضو ہو کر ذبح کرنا چاہیے اور جانور کو تھامنے والا بھی باوضو ہو مسئلہ ذبح کرتے وقت جانور کو بائیں پہلو پر قبلہ رخ لٹائے اور ذبح کرنے والا اپنا داہنا پاؤں اس کے شانے پر رکھ کر قربانی کی دعا پڑھے اور بسم اللہ اللہ اکبر کہتا ہوا تیز چھری سے جلد ذبح کرے اور جانور کا تھامنے والا بھی بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے قربانی کی دعا یہ ہے اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔

مسئلہ بعد قربانی ذبح کر لے کے اگر قربانی اپنی طرف سے کی ہو تو یہ دعا اس طرح پڑھے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور اگر کسی دوسرے ایک شخص[1] کی طرف سے قربانی کی تو یہ دعا اس طرح پڑھے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ خَلِیْلِکَ اِبْرَاھِیْمَ وَحَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ عَلَیْھِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اور لفظ فلاں کی جگہ نام قربانی کرنے والے اور اس کے باپ کا لے اس طرح پر کہ جیسے عبدالرحیم ابن عبدالکریم غرضکہ اسی طرح پر جو قربانی کرنے والے کا نام اور اس کے باپ کا نام ہو لے مسئلہ بد قصاب کو مزدوری گوشت یا کھال کی قیمت میں سے نہیں دینا چاہیے البتہ بطور دوستانہ یا بطور محتاجی کے گوشت دینا جائز ہے بشرطیکہ وہ غریب اور محتاج ہو مسئلہ قربانی کی کھال یا کی قیمت مسجد کے کسی کام میں صرف نہیں ہو سکتی کیونکہ مسجد کسی کی ملکیت نہیں ہے کھال کی قیمت تو ایسے لوگوں کو دینا چاہیے جو اس کا مالک ہو کر حسب مرضی خود صرف کر سکے پس مناسب ہے کہ فقیروں محتاجوں یتیموں اور مسکینوں اور .... بیوہ کو دینا چاہیے قربانی کے جانور کا بچا ہوا دانہ چارہ اور رسی بھی خیرات کر دینا چاہیے۔ تنبیہ چونکہ اسلام نے ہمیں رواداری کا سبق پڑھایا ہے اور کسی کی دل آزاری کو جائز نہیں رکھا اور نہ اسلام میں نام و نمود اور ریاکاری درست ہے اس لئے کوئی قربانی کے جانوروں کو زرالٹش کے ساتھ آراستہ و پیراستہ کرکے مذبح کو نہ لیجائے کیونکہ اس سے ریاکاری کا بھی ثبوت ہوتا ہے اور نام و نمود کا بھی اہانت دشمن کی دل آزاری بھی ہوتی ہے اور رواداری بالکل غائب ہو جاتی ہے اور بعض حالات کی وجہ سے کشت و خون اور ہلاکت کے اسباب پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور خواہ مخواہ کا جھگڑا مول لینا ہے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے وانفقوا فی سبیل اللہ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ واحسنوا ان اللہ یحب المحسنین لوگوں اس کی راہ میں لا بھی جان و مال خرچ کرتے رہو اور اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور لوگوں سے احسان کیا کرو بیشک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اسلام نے اپنے متبعین کو سوائے مدافعانہ جنگ کے جارحانہ جنگ کرنے کی اجازت نہیں دی یعنی جنگ میں پہل کرنے کی اجازت نہیں دی اگر کوئی شخص تم سے جنگ چھیڑے تو تم اس کا جواب دو اور جنگ دفع کرنے اور اپنے کو بچانے کے واسطے جنگ کر سکتے ہو نام و نمود اور ریاکاری کے متعلق بہت احادیث شریفہ وارد ہوئی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد موجود ہے کہ جس نے نماز پڑھی دکھانے کو اس نے شرک کیا اور جس نے روزہ رکھا دکھانے کو اس نے بھی شرک کیا اور جس نے صدقہ کیا دکھانے کو اس نے بھی شرک کیا پس ہر مسلمان کو ایسے کاموں سے بچنا چاہیے کہ جن میں شرک کے شبہ کا بھی احتمال ہو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نیک توفیق عطا فرمائے۔

چونکہ اوپر سے بیان قربانی کا چلا آرہا تھا اس لئے اسی سلسلہ میں یہ قربانی کے مسائل بیان کر دیئے اس کے بعد اب میں کچھ احکام اور مسائل عید اضحیٰ کے بیان کرتا ہوں وما توفیقی الا باللہ۔

عید قربان کو عید الاضحیٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں قربانی کی جاتی ہے اور عربی لغت میں اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو ایام قربانی میں اس کے نام پر ذبح کیا جائے پس اسی نسبت سے اس کا نام عید الاضحیٰ ہو گیا جو لوگ اس کو عید الضحیٰ کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں عید الضحیٰ کے معنے ہیں صبح کی عید تو عید الفطر بھی صبح ہی ہوتی ہے اس کو بھی عید الضحیٰ کہنے میں کچھ مضائقہ نہ ہونا چاہیے مگر ایسا نہیں ہے بلکہ دونوں عیدوں کے نام نسبتی ہیں اور اسی نسبت سے ان کے نام رکھے گئے ہیں مثلاً رمضان شریف کے بعد والی عید میں چونکہ فطرہ یعنے صدقہ فطر دیا جاتا ہے اس وجہ سے اس کا نام عید الفطر ہوا اور عید قربان میں قربانی کی جاتی ہے اس میں بکری بکرا گائے وغیرہ قربان کئے جاتے ہیں جن کو عربی میں اضحیہ کہتے ہیں اس وجہ سے اس کا نام عید الاضحیٰ یا عید قربان یا قربہ ہو گیا عرب میں یہ مثل کہاوت بولی جاتی ہے ضحی فلان بشاۃ او بقرۃ من الاضحیۃ یعنی فلاں شخص نے قربانی کی بکری یا گائے ذبح کی پس اس عید الاضحیٰ کو عید الضحیٰ نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ ایک مہمل اور بے معنی بات ہے عید الاضحیٰ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ جس طرح عید الفطر کے دن حجامت بنوانا ناخن ترشوانا اور قربانی کرنے والے ان دونوں باتوں کو نہ کریں غسل کرنا مسواک کرنا عمدہ پاک و صاف جو میسر ہو کپڑا پہننا سر اور ڈاڑھی کے بالوں میں تیل لگانا کنگھی کرنا آنکھوں میں سرمہ لگانا کپڑوں میں خوشبو یعنی عطر وغیرہ لگانا عیدگاہ یا بصورت مجبوری عیدگاہ نہ ہونے کی وجہ سے شہر یا محلہ کی مسجد میں یا جو جگہ نماز کے واسطے مقرر کی گئی ہے نماز پڑھنے کے واسطے باوجود مقدور کے پیدل جانا جاتے وقت راستے میں بخلاف عید الفطر کے بلند آواز سے تکبیر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد پڑھتے ہوئے جانا کہ جب عیدگاہ کے اندر کہنا موقوف ہو ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے مکان کو واپس آنا یہ باتیں سنت ہیں اسی طرح یہ تمام باتیں عید الاضحیٰ میں بھی سنت ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ میں فرق صرف اتنا ہے کہ عید الفطر کے دن نماز سے پہلے کچھ میٹھی چیز کھا لینا چاہیے مگر عید الاضحیٰ کے دن تا وقتیکہ نماز نہ پڑھ لے کچھ بھی کھانا جائز نہیں چاہے قربانی کرے یا نہ کرے دونوں کے واسطے ایک ہی حکم ہے

---

[1] اگر قربانی میں سات آدمی شریک ہوں اور انہیں میں کا ایک شخص ذبح کرنے والا ہو تو بجائے لفظ منی کے منا کہے جو جمع کا صیغہ ہے ۱۲

[2] اگر ایک غیر شریک چند شرکا کی طرف سے کرے تو جتنے شریک ہوں ان کی ہی وضع ہے اور ہر شخص کا نام مع ولدیت کے لے۔

آپ نے چالیس ہزار درہم نثار کئے (طبقات ابن سعد)

(۲) حضرت عمرؓ نے ام کلثوم سے نکاح کرتے وقت چالیس ہزار درہم مہر نقد عطا کیا (طبقات ابن سعد)

(۳) حضرت عثمانؓ نے اپنی شہادت کے بعد تین کروڑ پانچ لاکھ دینار اور ایک ہزار اونٹ چھوڑے (ابن سعد)

(۴) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی وفات کے وقت ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں ایک سو گھوڑے اور کئی لاکھ اشرفیاں چھوڑیں آپ کی چار بیویاں تھیں ہر ایک کو بتیسواں حصہ ترکہ میں ملا لیکن پھر بھی ایک لاکھ اشرفیاں ترکہ میں ملیں (طبقات ابن سعد)

(۵) حضرت طلحہ نے بائیس لاکھ درہم دو لاکھ دینار اور تین کروڑ درہم کی جائداد چھوڑی۔

(۶) حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں ہر ایک کو ترکہ میں بتیسواں حصہ ملا ہر بیوی کو ایک کے حصے میں گیارہ گیارہ لاکھ درہم آئے۔ تین کروڑ ۲ لاکھ کی جائداد چھوڑی۔

(۷) حضرت سعد بن وقاص کی دولتمندی کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ان کے نقد مال کی زکوٰۃ ہر سال پانچ ہزار درہم ہوتی تھی اور ڈھائی لاکھ نقد چھوڑ کر مرے۔

(۸) حضرت ابوہریرہ جب بحرین سے آئے تھے تو ان کے پاس چار لاکھ درہم نقد تھے۔

(۹) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس چالیس ہزار سے زائد نقد مال تھا۔

یہ تھے اسلام اور قرآن کا عکس یہ تھے اسوۂ حسنہ کے پیرو یہ تھے ہمارے اسلاف جنھوں نے یہ دنیا بھی مسخر رکھی اور آخرت میں بھی سرخرو ہوں گے۔

کیا ہم ان آفتاب نبوت سے مستنیر شخصیتوں سے زیادہ عالم و فقیہ ہیں کیا ہم نے ہی قرآن اور حدیث کو اپنے اصلی رنگ میں پہچانا ہے۔ کیا ہم زیادہ متقی ہیں یا ہم ہی زیادہ اللہ اور اس کے رسول کے عاشق ہیں کیا ہمیں ہی ان کی خوشنودی عزیز ہے۔ کیا وہ حدیث

الا ان الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا ذکر اللہ وما والاہ (مشکوٰۃ)	خبردار یہ دنیا ملعون ہے اور اس کے سب ساز و سامان ملعون ہیں مگر اللہ تعالےٰ کا ذکر اور وہ بات جو اس کو پسند ہو۔

کے معنے سے بے خبر تھے یا ان کو اس پر عمل کرنا ناپسند تھا۔ یا کیا وہ تارک حدیث تھے کہ انہوں نے حدیث

الدنیا سجن المومن وجنۃ الکافر (مشکوٰۃ)	دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے واسطے جنت ہے

پر عمل نہ کیا جس طرح کہ ہم کرتے ہیں۔ نہیں اگر ہم بھی قرآن و حدیث کو اسی طرح سمجھتے جس طرح انہوں نے سمجھا ہم بھی اسی طرح اس پر عمل کرتے جس طرح انھوں نے کیا اگر ہم کو بھی صحابہ کرام کا سا ایمان اور تقویٰ ہوتا ہم بھی ویسے ہی متقی ہوتے تو ہم بھی یقیناً ویسے ہی معزز ہوتے ویسے ہی سربلند سرفراز ہوتے ویسے ہی صاحب دنیا و آخرت ہوتے۔

تقویٰ لیکن نہیں۔ ہم نے تقویٰ کے معنے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے دنیا کے مفہوم تک ہم نہیں پہنچ سکے۔ ہم نے مال و دولت کو دنیا قرار دے لیا ہے اور مال و دولت کا ترک کرنا ہمارا تقویٰ ہے حالانکہ یہ فطرت کے منافی ہے۔ انسانی زندگی کے لئے دنیا اور اس کے قیام و بقا کے لئے کسب دولت و زر طاقت و غلبہ کے لئے جد و جہد کرنا اسی طرح لازمی ہے جس طرح ہوا پانی کا موجود ہونا ہماری زیست کے لئے۔

ہم کو فرمان ربی ہوتا ہے کہ تم اپنے خدا سے دنیاوی نعمتوں کے حصول کی دعا مانگا کرو اور ہمیں یہ دعا سکھلائی اور ساتھ ہی حکم دیا کہ جن رات میں بتیس دفعہ یہ کہا کرو۔

ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاٰخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار	اے ہمارے رب ہم کو دنیا میں بھی اچھی چیزیں عطا کر اور آخرت میں بھی اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا

تقویٰ یہ نہیں ہے کہ ضروریات زندگی مہیا نہ کی جائیں دولت نہ کمائی جائے اپنے قیام و بقا کے لئے جد و جہد نہ کی جائے اور بیکار پڑے ہوئے دوسروں کے پس خوردہ پر نظریں جمائے بیٹھے رہیں بلکہ تقویٰ یہ ہے کہ دنیا میں سربلند رہو معزز ہو سرخرو ہو۔ دولت کے ساتھ کھیلو۔ سونا اچھالو۔ اور جو تمہارے گھروں میں صحابہ کرام کی طرح سونے چاندی کے دریا بہتے ہوں لیکن اس کے باوجود تمہاری یہ حالت ہو کہ

کسریٰ کا تاج ہو ذرے کو پاؤں کے تلے | اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا
اور دل کے واسطے ہو زمین سیم و زر و گہر | اپنا یہ حال ہے کہ ہے جو ٹھاٹ بچھا ہوا

تقویٰ یہ ہے کہ تمہاری دولت تمہارے زر و جواہر سے لبریز خزانے تمہاری ثروت تمہاری اولاد یہانتک کہ تمہاری جانیں بھی صرف تمہارے ہی لئے نہ ہوں بلکہ یہ سب کچھ راہ خدا میں صرف ہو۔ دین کے لئے وقف ہو اسلام کے لئے مخصوص ہو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہر وقت مستعد و تیار ہو تمہاری زندگی اور اس کا ہر لمحہ تمہارے آرام کی خاطر نہیں بلکہ دوسرے کی آسائش و تن پروری کے لئے محنت و مشقت میں گذرے

مال را کز بہر دیں باشی حمول | نعم مال صالح خواندش رسول

تمہارے پاس دولت ہو لیکن تمہارے دل میں اس کی محبت نہ ہو بلکہ خدا کی محبت ہو۔ مال اور زن و فرزند کا عشق تمھیں یاد خدا سے غافل نہ کرے بلکہ جب حق و باطل کا مقابلہ ہو جس وقت راہ خدا میں تمہارے مال و دولت زن و فرزند اور تمہاری اپنی جان کی ضرورت ہو تو بلا تامل قربان کر دی جائے۔

ان اللہ اشترٰی من المومنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ

ایک مسلم اسی وقت مومن و متقی ہو سکتا ہے جب ان چیزوں کو اللہ کی راہ میں قربان کر دے اور اگر اس نے ان کی محبت کو دل میں جگہ دی تو وہ اس کے لئے فساد کا موجب بنے گا اسی لئے فرمایا اللہ تعالےٰ نے انما اموالکم واولادکم فتنۃ بیشک تمہارے مال اور تمہاری جانیں تمہاری آزمائش کے واسطے ہیں انہی کے ذریعہ تمہارے ایمان اور تقویٰ کا امتحان لیا جاتا ہے جس کے دل میں دنیا کی محبت گھر کر گئی اس کے دل میں خدا کی محبت داخل نہیں ہو سکتی اور یہ خدا سے غفلت ہی دنیا ہے

چیست دنیا از خدا غافل بدن | نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مال و دولت کے حصول کی کوشش ہی نہ کی جائے اور ان کو ترک کر دینا ہی افضل ہے نہیں بلکہ دنیا میں رہتے ہوئے ترک تمنا ہو نا معاصی و ذنوب کے گرداب میں پھنسے ہوئے ہونے کے باوجود اس سے

ایمان و اثمارہٗ

(از جناب مدیر محمد افتخار علی صدانی منشی فاضل۔ کوہاٹ)

عمل دل کی گواہی اور قلب کی تصدیق یا اخلاص فی الامر اسی وقت درجۂ یقین کو پہنچیگا جب اس کے ساتھ عمل بھی ہو۔ ایمان بغیر عمل کے اس جسم بے جان کی مانند ہے جس میں روح نہ ہو۔ ایمان تب ہی مکمل ہوگا جب تصدیق قلب اور عمل دونوں موجود ہوں اگر اس میں تصدیق قلب ہو لیکن عمل نہ ہو تو ایمان کچھ بھی فائدہ نہ دیگا۔ ایمان کی حیات اس کی زندگی۔ اس کی روح اور اس کی جان عمل ہے ایمان کی لذت عمل ہی میں مضمر ہے ؎

لذت ایمان فزاید در عمل   مردہ آں ایمان کہ نامد در عمل

جو شخص ایمان رکھتا ہے لیکن عمل سے عاری ہے اس کی مثال ایک ایسے درخت کی ہے جس کو پانی سے سیراب نہیں کیا جاتا تو یہ امر یقینی ہے کہ وہ درخت ایک روز خشک ہو کر گر جائے گا اس لئے جو شخص ایمان لاتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ میں اعمال صالحہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کیونکہ اسی سے اس کا ایمان قائم رہتا ہے اور بدون اس کے ایمان سلامت نہیں رہ سکتا حقیقی کامیابی و فوز المرامی کے مالک اور نجات و فلاح کے مستحق وہی لوگ ہیں جن کے اعمال صحیح ہیں۔ انہی لوگوں کے لئے دنیا میں مسرت و شادمانی ہے اور آخرت میں جنات و انہار کی بشارت ملی۔

وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار۔	جو لوگ ایمان لائے اور بہ عمدہ عمل کئے ان کو خوشخبری سنا دو کہ ان کے واسطے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں
وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض۔	تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ان سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کو زمین میں خلیفہ و حاکم مقرر کرے گا
الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون الذین امنوا وکانوا یتقون لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ	خبردار ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر کچھ خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور تقویٰ اختیار کیا ان کے

واسطے اس دنیا میں بھی بشارتیں ہیں اور آخرت میں بھی۔

الغرض صحیح مومن بننے کے لئے عمل بہت ضروری ہے اور عزت و مروت حکومت و دولت اور دین و دنیا کی نجات کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے مومن باعمل کے ساتھ مختص کر دیا ہے یہی وہ روح ایمان ہے جو کسی قوم سے نکل جانے کو ذلت و نکبت اور غربت و افلاس کی گھٹائیں اور نحوست و ادبار کی بدلیاں اس پر چھا جاتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ وہ قوم دنیا سے حرف غلط کی طرح مٹ کر فنا ہو جاتی ہے۔

دنیاوی کامرانی اور عمل

آج شومیٔ قسمت سے عمل صالح کو ارکان اسلام کے پورا کرنے اور بلندی صوم و صلوٰۃ تک محدود کر دیا گیا ہے آج مسلمانوں کے نزدیک کلمۂ طیبہ کا صرف ادا کرنا یا زکوٰۃ و فریضۂ حج نجات اخروی کے لئے کافی ہے ان کا یقین ہے کہ من قال لا الہ الا اللہ فدخل الجنۃ صرف زبان سے لا الہ الا اللہ کہنا دخول جنت کی ضمانت ہے چند مخصوص عبادتوں کو کاہلی و سستی سے ادا کر دینا اعضاء کو معطل کر دینا دنیا اور اس کی نعمتوں کو ترک کر دینا جو بیس گھنٹے گوشہ نشینی اختیار کئے بیٹھے رہنا رہبانیت پر جان دینا اور مسجد کے گوشوں میں بیٹھ کر صرف زبان سے یاد حق کرنا ہی اعمال صالحہ کا صحیح مفہوم ہے الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب کے خلاف نفرت اور عمل کی تعمیل ہی ان کے نزدیک تقویٰ کا آخری زینہ ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے دنیوی شوکت و سطوت اور شان و شکوہ کسی کے لئے حرام نہیں کی بلکہ صاف فرمایا گیا ہے۔

قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبت من الرزق قل ھی للذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیمۃ۔	کہدو کہ خدا کی بنائی زینت کو کس نے حرام کیا ہے اور کھانے کی پاکیزہ چیزوں کو کس نے بند کیا ہے انہیں خبردار کر دو کہ یہ تمام چیزیں دنیا میں ایمان والوں کے لئے ہیں اور قیامت میں تو

بلا شرکت غیرے خالصاً انہی کو ملیں گی۔"

اگر دنیا میں غربت و افلاس کی زندگی بسر کرنا نعمائے الٰہی سے روگردانی کرنا اپنے وجود کو معطل اور بیکار کر کے ؎

جو مل گیا وہ کھانا و آنا کو ناجینا   اس کے سوا بتاؤں کیا کام تم سے اپنا

یہی اسلامی تقویٰ ہے تو ان عاملان قرآن کی زندگی پر غور کیجئے جو قرآن کی تعلیم کا صحیح نمونہ اور اس کا سچا فوٹو تھے وہ وہ تھے جو باللیل رہبان وبالنھار فرسان کے لقب سے ملقب تھے جہاں وہ اقیموا الصلوٰۃ لذکری پر ایمان رکھتے تھے وہاں وہ

فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ	جب نماز پڑھ لیا کرو تو منتشر ہو جاؤ اور حصول معاش میں جد و جہد کرو۔

پر صدق دل سے یقین رکھتے تھے اور صرف ایمان ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ عمل بھی کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ حکومت ان کو ملی فتح و نصرت ان کو نصیب ہوئی دولت و ثروت کی بارشیں ان پر برسیں اور ان الارض یرثھا عبادی الصالحون بیشک زمین کے وارث میرے صالح بندے ہیں" کے فرمان الٰہی کے مطابق خلافت ارضی کے مالک وہ رہے حکومتیں ان کے قبضہ میں رہیں اور دنیا کی کامرانیوں کے مالک وہی رہے اور انفرادی طور پر بھی ہر قسم کی نعمت ان کے پاس تھی مثال کے طور پر چند صحابہ کرام کی دنیوی شوکت کا مختصر ذکر یہ ہے :-

(۱) حضرت ابو بکر صدیق کے پاس سب سے زیادہ مال تھا مسلمان ہوتے وقت

حقوق الزوجین

(از حضرت علامہ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی مدیر اعظم ترجمان القرآن)

اثر شرعی طلاق اور خلع کی بحث میں قانون اسلامی کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں ان سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ یہ ...ن اس قاعدہ کلیہ پر وضع کیا گیا ہے کہ عورت و مرد کا ازدواجی تعلق ...ر رہے تو حدود اللہ کی حفاظت اور مودت و رحمت کے ساتھ قائم رہے جس ...ن میں امساک بالمعروف کے جامع لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے اور اگر اس طرح باہم مل کر رہنا ممکن نہ ہو تو تسریح باحسان ہونا چاہیئے یعنی جو میاں ...سیدھی طرح مل کر رہ سکتے ہوں وہ سیدھی طرح الگ ہو جائیں تو ...صورتیں پیدا نہ ہونے پائیں کہ ان کے اختلافات سے نہ صرف ان کی اپنی ...تلخ ہو بلکہ خاندانوں میں فتنے برپا ہوں سوسائٹی میں گندے اخلاقی ...سد کی اشاعت ہو اور آئندہ نسلوں تک ان کے برے اثرات متعدی ...نیں انہیں خرابیوں کا سد باب کرنے کے لئے شریعت نے مرد کو طلاق عورت کو خلع کا حق دیا ہے تاکہ اگر وہ خود تسریح باحسان کے اصول پر ...ر سکیں لیکن بہت سی ایسی جھگڑالو طبیعتیں بھی ہوتی ہیں جو خود امساک ...روف پر عمل کر سکتی ہیں اور نہ تسریح باحسان پر آمادہ ہوتی ہیں نیز انفرادی ...ت میں ایسی صورتیں بھی پیش آجاتی ہیں جن میں زوجین کے درمیان حقوق کے باب میں اختلافات واقع ہوتا ہے یا امساک بالمعروف اور ...ح باحسان دونوں پر عمل کرنا ان کے لئے ممکن نہیں ہوتا اس لئے شریعت نے طلاق اور خلع کے علاوہ ایک تیسرا طریقہ بھی حقوق کے تصفیہ اور ...ی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا ہے جس کا نام قضاء شرعی ہے۔

...بل اس کے کہ ان مسائل کو بیان کیا جائے جو قضاء شرعی سے تعلق ...ہیں چند اصولی مباحث کی توضیح ضروری ہے۔

مسلا غلط

...ت کیلئے اولین شرط قضاء شرعی کی جو شرائط تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہیں ان میں اس کی اطلاع ہے کہ قاضی لازماً مسلمان ہونا چاہیئے۔ اس کی اگر یہ بھی دیکھا جائے فقہا نے بتصریح بیان کیا ہے یعنی یہ کہ اصول شرع کس قسم کے ہیں: وہ ...ن میں مسلمانوں پر غیر مسلم حاکم کا حکم خواہ وہ نافذ ہو لیکن اثبات بل ان کی شرع نہیں ہو سکتا مثلاً اگر ایک غیر مسلم حاکم ایک قوی یا ضعیف ہے بیرونی اس کا یہ حکم احکام شرع کے مطابق ہی کیسا ہی تفریق واقع ہوتا ہے اور عام ...ہی کیوں نہ ہو جائے لیکن در حقیقت نہ میں کیا تغیرات رونما ہوئے ہیں ...نگاہ میں وہ عورت کے لئے دوسرے حالات پر نظر رکھی جائے فریقین نکاح کر لی تو اس کا نکاح باطل ہوگا شرعی و تمدنی حیثیت گزشتہ تاریخ ...لادی جائز ہوگی ممکن ہے کہ اس نے جو کوئی عام حالت سب بیگانہ وقال کرائے ...کیا لیکن اگر مسلمانوں کا یہ حق تسلیم ہے کہ ملک میں ان پر قانون کا نفاذ کس طریقہ سے ...ہنا کے شخصی قانون کے مطابق ٹھیک ٹھیک پورا ہو جائے اور معمول ...ہی قانون کے قواعد میں سے ایک اہم۔

نظریات کی بنا پر ساقط کر دیا جائے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جن مسائل کا تصفیہ قاضی کے فیصلہ پر چھوڑا گیا ہے ان کے لئے اگرچہ شریعت میں مفصل قوانین موجود ہیں لیکن شخصی معاملات میں ہر مقدمہ کے مخصوص حالات کو پیش نظر رکھ کر ان قوانین کی صحیح تعبیر و تنقید اور اصول قانون سے حسب موقع جزئیات کی استنباط اور درج فقہ کے مطابق مفصل خصوصیات کے جملہ شرائط کا لحاظ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ قاضی میں قوت اجتہاد اور اس کے ساتھ اعتقاداً اس قانون کا احترام بھی موجود ہو جس کو نافذ کرنے کے لئے وہ منصب قضاء پر مامور ہوا ہے اور یہ دونوں باتیں اسی شخص میں متحقق ہو سکتی ہیں جو نہ صرف مسلمان ہو اسلامی قانون کے اصول و فروع پر حاوی ہو اس کی اسپرٹ کو اچھی طرح سمجھتا ہو اس کے اصل ماخذ پر دست رس رکھتا ہو اور مسلم سوسائٹی کے نظام ترکیبی سے اندرونی طور پر بھی واقف ہو ایک غیر مسلم جج میں ان صفات کا پایا جانا کسی طرح ممکن نہیں اور اس وجہ سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ مسلمانوں کے شرعی قضایا کا صحیح فیصلہ کر سکے گا۔

ہندوستان میں قضاء شرعی نہ ہونے کے نقصانات

ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم ہونے کے بعد بھی ۱۸۶۳ء تک مسلمانوں کے شرعی معاملات کی تصفیہ مسلمان قاضی ہی کرتے تھے جن کا انتخاب علماء کے گروہ میں سے کیا جاتا تھا لیکن اس کے بعد منصب قضاء توڑ دیا گیا اور عام دیوانی معاملات کی ... حکم جو بعض ملک جس سوسائٹی اور جس خاص مقدمہ میں خلا رکھ دیئے گئے ہیں اس کی کونسی کونسی خصوصیات کو ملحوظ رکھ کر اس حکم کے عموم میں اصول شریعت کے ماتحت تخصیص کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شریعت کے مقاصد میں سے کوئی مقصد فوت نہ ہونے پائے اور اصول میں کسی اصل کی خلاف ورزی لازم نہ آئے جہاں تک حکام عدالت کا تعلق ہے ان کی معذوری تو ظاہر ہے رہے علماء تو ان میں سے بعض تو اس سے زیادہ کی استعداد ہی نہیں رکھتے کہ قدیم کتب فقہ میں جو جزئیات جس عبارت کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں ان کو ٹھیک ٹھیک اسی عبارت کے ساتھ نکال کر پیش کر دیا کریں اور بعض کو اگرچہ اللہ تعالیٰ نے وسعت نظر اور تفقہ فی الدین سے سرفراز کیا ہے لیکن فرداً فرداً ان میں سے کسی میں اتنی جرأت نہیں کہ کسی مسئلہ میں تفقہ سے کام لیکر کسی قدیم جزئیہ کی عبارت سے یک سر مو بھی انحراف کر جائیں کیونکہ ایک طرف تو خود انہیں اپنے مبتلائے غلط ہونے کا خوف اس جرأت سے باز رکھتا ہے اور دوسری طرف یہ خوف دامنگیر رہتا ہے کہ دوسرے علماء کی طرف سے ان پر عدم مقلدیت کا الزام لگا دیا جائے گا اس کا علاج بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہر صوبہ کے جلیل القدر اور بااثر علماء کی ایک جماعت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے اور اجتماعی تو

بہ بخت رہا اہل کا یہ جوگی ہیں تصائل پر عامل ہونا ہی کمال بشر بند صبن الباتہ
ہے جو دنیا کو ترک کر کے کسی جنگل میں بیٹھ کر دعوئ تقوئ و پارسائی عین نادانی
و بزدلی سے بہادر وہ ہے جو دولت کے ساتھ شب و روز کھیلتا ہے لیکن اپنے
لئے صرف بقدر قوت لایموت خرچ کرتا ہے سادہ زندگی بسر کرتا ہے اور
باقی سارا خدا میں صرف کر دیتا ہے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی
تمام دولت تہ و رسالت میں نثار کر کے کہا ہے

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

تقوی یہ نہیں ہے کہ خود ہاتھ پیر نہ ہلائے اور دوسروں کے احسان کا منتظر رہے بلکہ تقوی یہ ہے کہ محنت کرے دولت کمائے لیکن خود بھوکا رہے

اور غریب کو پیٹ بھر کر کھلائے سہ

راہ میں اس قادر مطلق کی سرقربان کر
اس کے بندوں کے جہانتک ہو سکے احسان کر

الغرض تقوی کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ دنیوی نعمتوں کو حاصل کیا جائے اور پھر ان کی خوشنودی رب العالمین کی خاطر ذوق شوق سے خرچ کرے اور اللہ پر خرچ کرنا یہ ہے کہ اس کے بندوں پر خرچ کیا جائے کیونکہ جو اللہ کے بندوں سے احسان کرتا ہے جو ان کی مدد کرتا ہے ان کی آسائش کی خاطر اپنی ذات کو تکلیف میں ڈالتا ہے وہی خدا کا بندہ ہے وہی مومن ہے اور وہی مستحق نجات ہے سہ

خدا کے بندے تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا

آہ! کاہل مسلم نے اس دنیا کو اپنی کاہلی اور سستی کے باعث ترک کر دینا اس کو فتنہ قرار دیکر اپنے عدم استقلال، بہمت اور اپنی کمزوری و ناطاقتی کے باعث غربت و افلاس میں زندگی بسر کرنا ہی عین ایمان اور نجات اخروی کا نشان سمجھ رکھا ہے ان کی زبان پر الدنیا سجن المؤمن وجنت الکافر کے الفاظ چڑھے ہوئے ہیں لیکن ان کی کور ذوقی اور جاہلیت پر جتنا ماتم بھی کیا جائے کم ہے انہوں نے اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ دنیا کو قید خانہ سمجھ کر اس سے بچ نکلنے کے لئے دنیاوی لذائذ سے متلذذ ہونے سے اعراض کرنا شروع کر دیا افسوس انہوں نے انصاف نہ کیا کہ دنیا اگر مومن کے لئے زندان کیوں ہونے لگی جب خود

خداوند تعالے فرماتے ہیں کہ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون دنیا اور نعماتے عالم میرے خاص اور مقرب بندوں کے لئے ہیں یہ ان ہی کا مال ہے اور وہی اس سے بہرہ اندوز ہوں گے یہ ان کی آسائش اور ان کی اکل و شرب کے لئے ہیں اور اس لئے ہیں کہ اس سے لطف اندوز ہونے کے بعد میرا شکریہ ادا کریں اور یہ بھی فرمایا لئن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہارے سے اور زیادہ اگر تم انعامات خداوندی سے بہرہ وافر حاصل کرو تو معبود کے حضور عبودیت کی شان پیدا کرو اور رب ذو الجلال کا شکریہ ادا کرو کہ تم کو نعمتوں کا اہل بنایا لیکن

ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ | اگر تم نے ناشکری کی تو میرا عذاب بہت سخت ہے۔

تم ناشکری اور کفران نعمت نہ کرو جب کبھی تم نے میری ان نعمتوں کو ٹھکرایا جن کو میں نے تمہارے لئے زینت بنایا اور تم اس سے منہ پھیر کر بھاگ گئے تم نے اس کو الدنیا جیفة وطالبھا کلاب سمجھ کر اس سے اعراض کیا تو میرا عذاب تم پر نازل ہوگا اور وہ بہت سخت ہوگا۔

کیا ایسا شخص جو اس دنیا میں ذلت وخواری میں زندگی گزارتے ہوئے رخصت ہو جاتا ہے اس کو یقین اس امر کا ہوتا ہے کہ یہاں کی تکالیف و خوشدلی فردا کا کفارہ ہوں نہیں تو وہ شخص یقیناً دھوکہ میں رہا جس کو یہاں کی مسرتوں سے بہرہ وافر نہیں ملا وہ بالضرور آخرت میں بھی خائب و خاسر ہوگا کیونکہ وہ مومن نہیں مرا۔ اگر وہ باایمان ہوتا تو اس چند روزہ زندگی میں بھی اس کو اس کے اعمال کا اجر مل جاتا کیونکہ اللہ تعالے بہت جلد بدلہ دینے والے ہیں یہاں ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا رہنا نہیں بلکہ نقدا نقد سودا ہے اس ہاتھ عمل کرو اور دوسرے سے اس کا اجر پالو۔ والذین امنوا وھاجروا وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقا لھم مغفرة ورزق کریم۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور جن لوگوں نے مہاجرین کو جگہ دی اور ان کی مدد کی یہی سچے مومن ہیں اور

معاملات کے لئے اسی مجموعہ کو محمدن لا کی مستند کتاب قرار دیا جائے گا اور اس کے خلاف کسی عدالت کے سابقہ نظائر یا محمدن لا کی مستند کتب کے بیانات قابل اعتبار نہ ہوں گے۔

کہا جا سکتا ہے کہ جب ہماری کتب فقہ میں تمام مسائل تفصیل کے ساتھ موجود ہیں تو ایک نیا مجموعہ مرتب کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض صرف سطحی ہی نہیں بلکہ ایک گروہ کی ذہنیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یقین ہے کہ یہ تجویز کی ضرور مخالفت کی جائے گی اس لئے ہم اختصار کے ساتھ وہ وجوہ بیان کرتے ہیں جن کی بنا پر ہمارے نزدیک یہ کام ضروری ہے۔

یہ بات تو سرسری نظر میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ فقہ کی کتابوں میں مسائل منتشر ہیں قدیم طرز بیان وانداز ترتیب پر لکھے ہوئے ہیں اور ایسی زبان میں ہیں جس سے اس ملک کے قانون پیشہ اصحاب اور حکام عدالت عموماً واقف نہیں ہیں آجکل کے لوگوں کو نہ اتنی فرصت کہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے مبسوطات کی طرف مراجعت کر سکیں نہ اتنی استعداد کہ ان کو سمجھ سکیں ایسی حالت میں جب کوئی پیچیدہ مقدمہ ان کے سامنے پیش ہوتا ہے تو وہ مجبور ہوتے ہیں کہ علماء سے فتویٰ لیں۔ فتویٰ کی صحت کا دارا مدار اس پر ہے کہ مفتی کے سامنے مقدمہ کی پوری روداد ہو اور وہ تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھ کر شرعی حکم بیان کرے لیکن بہت کم معاملات ایسے ہیں اس طرح فتوے حاصل کئے جاتے ہیں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ہر فریق کے وکلاء صورت مقدمہ کو اپنی اغراض کے مطابق ڈھال کر مفتی کے سامنے پیش کرتے ہیں اور مفید مطلب فتوے حاصل کرکے عدالتوں کے سامنے لیجاتے ہیں جن سے درحقیقت اغراض انصاف کے لئے کوئی رہنمائی نہیں ہو سکتی ان خرابیوں کا علاج ایک مستند مجموعہ قوانین کے بغیر کسی طرح ممکن نہیں۔

لیکن اس سے زیادہ اہم وجہ یہ ہے کہ قدیم فقہی کتابوں میں جتنے احکام بیان کئے گئے ہیں ان میں زیادہ تر عام انسانی حالات کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان احکام کو لفظ بلفظ لیکر ہر جگہ ہر معاملہ پر بے تکلف جاری کر دینا اصولاً غلط ہے ان کی صحیح تنقید موقوف ہے اس پر کہ:۔

اولاً جس اسلامی جماعت میں ان کو نافذ کیا جا رہا ہے اس کی اخلاقی تمدنی معاشرتی اور معاشی حالت کو پیش نظر رکھا جائے یہ بھی دیکھا جائے کہ ان کے اجتماعی عادات وخصائل اور رسم ورواج کس قسم کے ہیں وہ کس ماحول میں رہتے ہیں اس ماحول کے ان پر کیا اثرات ہیں ان کی سیرت اور ان کے معاملات میں اسلام کا اثر کس قدر قوی یا ضعیف ہے بیرونی اثرات سے ان کے اسلامی خصائص میں کس قدر فرق واقع ہوا ہے اور عام تمدنی حالات سے معاملات کی فقہی حیثیت میں کیا تغیرات رونما ہوئے ہیں

ثانیاً ہر مقدمہ کے مخصوص انفرادی حالات پر نظر رکھی جائے فریقین کی سیرت عمر تعلیم جسمانی حالات معاشی وتمدنی حیثیت گزشتہ تاریخ خاندانی روایات اور ان کے طبقہ کی عام حالت سب پر نگاہ ڈال کر رائے قائم کی جائے کہ ایک خاص جزئی معاملہ میں ان پر قانون کا نفاذ کس طریقہ سے کیا جائے جس سے قانون کا مقصد بھی ٹھیک ٹھیک پورا ہو جائے اور اصل قانون سے انحراف بھی نہ ہونے پائے۔

ان دونوں پہلوؤں کو نظر انداز کرکے اگر کوئی شخص فقہ کی کسی پرانی کتاب میں سے ایک جزئیہ نکالے اور آنکھیں بند کرکے اس کو ہر اس مقدمہ میں جو اس جزئیہ سے تعلق رکھتا ہو چسپاں کرتا چلا جائے تو اس کی مثال ٹھیک ایسی ہوگی جیسے بقراط اور جالینوس کے نسخے لیکر بیٹھ جائے اور ملک کی آب وہوا موسم مریضوں کے مزاج اور امراض کی جداگانہ کیفیتوں سے آنکھیں بند کرکے ان نسخوں کو برتنا شروع کر دے اطبائے قدیم کے مرتب ہوئے نسخے اپنی جگہ نہایت صحیح اور حکیمانہ سہی مگر وہ اس لئے مرتب نہیں کئے گئے تھے کہ جاہل عطار ان کو برتیں؛ انھیں استعمال کرنے کے لئے بھی علم تجربہ حکمت اور سوجھ بوجھ کی ضرورت ہے بالکل اسی طرح ائمہ مجتہدین نے شریعت کے قواعد اور اساسی احکام سے جو جزئی مسائل مستنبط کئے ہیں وہ اپنی جگہ نہایت درست سہی لیکن یہ بات تو ان بزرگوں کے حاشیہ خیال میں بھی نہ ہوگی کہ ان اجتہادی احکام کو تفقہ اور تدبر کے بغیر اس طرح استعمال کیا جائے گا جیسے ڈاکٹر کی کتاب کو ایک جاہل چپراسی ہر لفافہ پر لگاتا چلا جاتا ہے۔

قانون اسلام ایسے حکیمانہ اصول پر بنایا گیا تھا کہ اس کے ماتحت کسی مرد یا عورت کا مجبوراً بداخلاقی میں مبتلا ہونا یا سوسائٹی میں موجب فتنہ وفساد بننا قریب قریب محال تھا اور یہ تو بالکل ہی ناممکن تھا کہ اس قانون کی کسی سختی سے مجبور ہو کر کوئی مسلمان عورت یا مرد دائرہ اسلام سے نکل جائے لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں نہ صرف بیشمار خانگی جھگڑے بلکہ سخت اخلاقی مفاسد حتیٰ کہ ارتداد تک کے واقعات محض اس وجہ سے رونما ہو رہے ہیں کہ اکثر معاملات میں قانون اسلام کے تحت لوگوں کیلئے اور عادلانہ فیصلہ حاصل کرنا محال ہو گیا ہے۔ تفقہ اور تدبر نہ مفتیوں میں ہے نہ حکام عدالت میں ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں دیکھتا کہ ہر ایک عام حکم کو جس ملک جس سوسائٹی اور جس خاص مقدمہ میں نافذ کر رہے ہیں اس کی کونسی کونسی خصوصیات کو ملحوظ رکھکر اس حکم کے عموم میں اصول شریعت کے ماتحت تخصیص کرنے کی ضرورت ہے تاکہ شریعت کے مقاصد میں سے کوئی مقصد فوت نہ ہونے پائے اور اصول میں کسی اصل کی خلاف ورزی لازم نہ آئے جہاں تک حکام عدالت کا تعلق ہے ان کی معذوری تو ظاہر ہے رہے علماء تو ان میں سے بعض تو اس سے زیادہ کی استعداد ہی نہیں رکھتے کہ قدیم کتب فقہ میں جو جزئیات جس عبارت کے ساتھ لکھے ہوئے ہیں ان کو ٹھیک ٹھیک اسی عبارت کے ساتھ نکال کر پیش کر دیا کریں اور بعض کو اگرچہ اللہ تعالیٰ نے وسعت نظر اور تفقہ فی الدین سے سرفراز کیا ہے لیکن فرداً فرداً ان میں سے کسی میں اتنی جرأت نہیں کہ کسی مسئلہ میں تفقہ سے کام لیکر کسی قدیم جزئیہ کی عبارت سے یک سر مو بھی انحراف کر جائیں کیونکہ ایک طرف تو خود انھیں اپنے مبتلائے غلط ہونے کا خوف اس جرأت سے باز رکھتا ہے اور دوسری طرف یہ خوف دامنگیر رہتا ہے کہ دوسرے علماء کی طرف سے ان پر غیر مقلدیت کا الزام لگا دیا جائے گا اس کا علاج بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ ہر صوبہ کے جلیل القدر اور بااثر علماء کی ایک جماعت اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے اور اجتماعی غور

یلی جس کی کتاب فتاوی عالمگیری کے اقتباسات کے ترجمہ سے ماخوذ ہے اور میکناٹن جس کی کتاب بھی ناقص معلومات اور اس پر ناقص فہم و تعبیر کے ساتھ مرتب کی گئی ہے انگریزی عدالتیں خود بھی ان معلومات کی اس ناقص کا اعتراف کرتی ہیں چنانچہ جسٹس مارکبی ایک مقدمہ کے فیصلہ میں لکھتا ہے :-

"شرع اسلام کو معلوم کرنے کے جو ذرائع عدالت کو حاصل ہیں وہ اس قدر تنگ اور محدود ہیں کہ میں اس سے تعلق رکھنے والے مسائل کے تصفیہ سے بچنے کے ہر طریقہ کو اختیار کرنے پر مجبور تھا اکثر حالات میں"

مگر ایسی محدود معلومات کے ساتھ یہ عدالتیں اسلامی قانون میں اجتہاد کرنے کی جرأت کرتی ہیں اور اس کے حدود سے تجاوز کر لینے میں ان کو کوئی تامل نہیں ہوتا کیونکہ نہ اس قانون کا احترام ان کے عقائد میں داخل ہے اور نہ حکومت مسلطہ کے نظام عدلیہ کی طرف سے ان پر کوئی ایسی پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ اس قانون کے حدود سے تجاوز نہ کر سکیں۔ ایک مقدمہ کے فیصلہ میں چیف جسٹس گارتھ نے جو الفاظ لکھے ہیں وہ ان عدالتوں کی صحیح پوزیشن کو نمایاں کرنے کے لئے کافی ہیں:-

"قانون اسلام جس کی طرف ہمیں توجہ دلائی گئی ہے اور جو قدیم کتابوں میں مندرج ہے اب سے صدیوں پہلے بغداد اور دوسرے اسلامی ممالک میں جاری ہوا تھا جن کے قانونی اور تمدنی حالات ہندوستان کے حالات سے بالکل مختلف تھے اگرچہ ہم ایسے مقدمات میں جو مسلمانوں کے درمیان ہوتے ہیں... حتی الامکان احکام شرع اسلامی کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اول تو یہی معلوم کرنا مشکل ہے کہ دراصل وہ احکام کیا تھے پھر ان اختلافات میں تطبیق دینا بھی مشکل ہے جو اکابر مجتہدین یعنی امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ کے درمیان بکثرت پیش آئے ہیں اس لئے امکانی حد تک ہمیں نہ رکھا ہے ان کی زبان ہم آہنگ کرنے کی کوشش

وحشت انگیز کے الفاظ جڑے ہوئے ہیں لیکن ان کی کور ذوقی اور جاہلیت پر جتنا ماتم بھی کیا جائے کم ہے انہوں نے اس کا صحیح مفہوم سمجھنے کی کوشش نہیں کی بلکہ دنیا کو قید خانہ سمجھ کر اس سے بچ نکلنے کے لئے دنیا اور اس کی لذات سے متلذذ ہونے سے اعراض کرنا شروع کر دیا افسوس انہوں نے انصاف نہ کیا کہ دنیا آخر مومن کے لئے زندان کیوں ہو گئی جب غور

کرنے اور قانونی وسائل سے ان کو عدالتوں میں رائج کرانے سے حکومت سے یہ اصول تسلیم کرا لینا ضروری ہے کہ مسلمانوں کے مقدمات کا تصفیہ مسلم حاکم کے سوا کوئی اور نہیں کر سکتا اگر حکومت مسلم کے لئے تقرر قاضی شرعی کے اس پرانے طریقے کو پھر تازہ کر دے جو سنہ تک برٹش انڈیا میں قائم تھا اور جس پر اب بھی فلپائن، جاوا، الجزائر، شام، فلسطین، یوگوسلیویا، پولینڈ اور دوسرے اسلامی ممالک میں غیر مسلم حکومتیں عامل ہیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں لیکن اگر حکام کو اس میں تامل ہو تو مسلمانوں کی شرعی مشکلات کو دور کرنے کی دوسری صورت یہ ہے کہ مذہب مالکی کے مطابق ہر ضلع میں تین مسلمانوں کی پنچایت مقرر کی جائے جس کے ارکان برضا اس ضلع کے مسلمانوں کو ہو اور جن میں سے کم از کم ایک رکن مستند عالم دین ہو پھر ایک مخصوص قانون کے ذریعہ سے اس پنچایتی نظام کو تسلیم کرایا جائے جس میں اس امر کی تصریح ہو کہ مسلمانوں کے معاملات نکاح و طلاق وغیرہ میں پنچایت کے فیصلہ کی حیثیت عدالتی فیصلوں کی سی ہوگی اور انگریزی عدالتوں میں اس کے خلاف کوئی چارہ جوئی نہ ہو سکے گی صرف انگریزی عدالتوں میں جو مقدمات نکاح و طلاق وغیرہ پیش ہوں گے ان کو بھی پنچایتوں کی طرف منتقل کر دیا جائیگا برٹش انڈیا کے علاوہ غیر مسلم ریاستوں میں اور ان اسلامی ریاستوں میں جنہوں نے انگریزی حکومت کی تقلید میں قضائے شرعی کو موقوف کر کے شرعی معاملات کو عام دیوانی عدالتوں کے دائرہ سماعت میں داخل کر دیا ہے اصلاح معاملات کے لئے سب سے پہلے یہی کوشش ہونی چاہئے یا تو قضائے شرعی کا بندوبست کیا جائے یا پھر پنچایتی سسٹم قائم کر کے اس کو از روئے قانون تسلیم کرایا جائے جب تک یہ نہ ہوگا مجلس ہائے وضع قوانین میں کسی مسودہ قانون کو پیش اور پاس کرا لینا اسلامی اغراض کے لئے ہرگز سود مند نہ ہوگا۔

ایک جدید مجموعہ قوانین کی ضرورت

انتظام قضائے شرعی کے ساتھ ساتھ سب سے اہم چیز جو ضروری ہے اور نہایت ضروری ہے وہ ایک ایسا مجموعہ قوانین یا تدوین ہے جس میں مسلمانوں کے شرعی معاملات کے متعلق اور جو ہوں گے ایسا دفعات کی شکل میں تشریحات سمیت مرتب کر دیا جائے تاکہ اور جن لوگوں نے اب موجودہ انگریزی محمڈن لاء کی جگہ اس کو رواج دیا بھی ایسے ایک مجموعہ قوانین کی ضرورت محسوس کی گئی ماخذ سے تمام ضروری قوانین یکجا مرتب کر دئیے

انتخاب صحاح عشرہ یعنی حدیث شریف کی دس مستند

مشکوٰۃ

ترجمہ اردو

شریف ہے اس کا بھی اردو ترجمہ ہو گیا ہے اور یہ حسب ذیل کتب حدیث کا ایسا ہے لندن یا شاہی صدارت میں علماء مصر

جیسا (۱) بخاری (۲) مسلم (۳) ترمذی (۴) ابوداؤد (۵) ابن ماجہ (۶) اور اس مجلس کے مرتب کئے ہوئے مجموعہ کو سرکاری

(۹) امام احمد بن حنبل (۱۰) مسند بیہقی و دارقطنی - اس میں دینی دنیاوی کیا گیا ضرورت ہے کہ ہندوستان میں بھی

کی تعداد جن کی تعداد پانچ ہزار نو سو پچانوے ۵۹۹۵ ہے صاحب مشکوٰۃ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنا انتخاب ہر گروہ کے چند علماء چند ماہرین قانون کے

ود کتاب ضعیف بھی ہو لیا پر کھا ہوا انتخاب اور روح پرور عطر ہے کہ مشام جان معطر ہو جاتی ہے پرکھ اور سچائی تشریحات کے ساتھ مرتب کریں اس ضابطہ کو

مری بیں آخر میں ان کے احوال ان کی تعداد بہت بیان ہوتی ہے اور یہ کسب چاہ سو مرد اور عورتیں ہیں اور ابتدائی مختلف جماعتوں کے علماء کی رائے دریافت

بھیجا ہیں اس کتاب کی ضخامت گیارہ سو صفحات ہے مجلد حرمی ہے اور اب رعایتی قیمت تین روپیہ ہے اور یہ تمام سلطانوں کے اس پر نظرثانی کی جائے اور

گی پھر چار روپے ہو جائے گی محصول ڈاک ۱۱ اور اس کے علاوہ | مرتب ہو جائے تو مجالس قانون ساز میں

بیعی مع پیسہ بھیجئے اور کتابوں کے ملنے کا پتہ یہ ہے | منیجر رسالہ مولوی حمیدیہ | پیش کیا جائے کہ آئندہ سے مسلمانوں کے شرعی

آئین مذاہب میں اسلام کا امتیاز

(از حضرت علامہ اکبر شاہ خاں صاحب نجیب آبادی)

نمبر ۳

قدیم رومی قوانین روما کی مشہور سلطنت جو دنیا کے ایک وسیع رقبہ پر عرصہ دراز تک قائم رہی اس کا بانی رومیولس نامی ایک شخص تھا جس کا زمانہ آٹھویں صدی قبل مسیح بتایا جاتا ہے اسی کو رومیوں کا سب سے پہلا مقنن اور پہلا بادشاہ کہا جاتا ہے اس کی سوانح عمری جو حکیم پلوٹارک یونانی نے اپنی کتاب پیرلل لائوز میں لکھی ہے غالباً سب سے زیادہ مستند تاریخ ہے جو رومیولس کے متعلق دستیاب ہو سکتی ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رومیولس نے روما شہر کی آبادی میں بڑی ہمت اور دانائی سے کام لیا اور جبر و طاقت سے اپنا کام نکالنے میں دریغ نہیں کیا رومیولس کو مذہبی آدمی کہا جا سکتا ہے لیکن اس کا مذہب بت پرستی یا آتش پرستی یا شگون پرستی تھا چونکہ وہ تاریخی زمانے سے پہلے کا آدمی ہے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ اس زمانے میں انسانی اخلاق و تمدن ابتدائی حالت میں تھا اور رومیولس نے جو کچھ کیا وہ مناسب تھا لیکن اس کے قوانین کو کسی اعتبار سے بھی بے عیب اور ناقابل اعتراض نہیں کہا جا سکتا ویسٹل ورجن بنانے کی رسم یعنی کنواری عورتوں کی زندگی کو آتشکدہ یا عبادت خانے کی خدمت کے لئے وقف کر کے برباد کر دینا اگر رومیولس ہی کی ایجاد ہے تو یہ سخت ظالمانہ فعل تھا ہم کو اس کی سلطنت اور ان قوانین سے جو اس کی طرف مشتبہ طور پر منسوب کئے جاتے ہیں زیادہ بحث و غور کی ضرورت نہیں ہاں اس کا جانشین نیوما پومپیلیس اور اس کے قوانین کسی قدر توجہ کے مستحق ہیں نیوما جو روم کی سبائنی قوم سے تعلق رکھتا تھا رعایا اور روسائے ملک کے متفقہ انتخاب سے بادشاہ بنایا گیا تھا وہ مذہب سے زیادہ متاثر تھا وہ اگرچہ دیوتاؤں کو اور بتوں کو جبراً ہٹا نہ سکا لیکن ایک واجب الوجود خدا کا قائل تھا رومیولس کی حفاظت جان کے لئے ایک محافظ دستہ رہتا تھا نیوما نے اس محافظ دستہ کو موقوف کر دیا چونکہ اس کی سلطنت ظالمانہ نہ تھی لہٰذا اس کو رعایا پر اعتماد اور رعایا کو اس سے محبت تھی اس نے بتوں اور بت خانوں کی طرف سے رومیوں کی توجہ ہٹانے اور خالق ارض و سما کی طرف ان کو متوجہ کرنے کی کوشش کی اور اس کوشش میں یہاں تک کامیابی حاصل کی کہ بت خانوں کو بتوں سے خالی کر دیا اس نے رومیوں کے اخلاق اور شریفانہ جذبات کو بہت ترقی دی نیوما کے مذہب میں ایرانی و اسرائیلی مذہب کا مجموعی رنگ نمایاں اور آئین سلطنت میں لینت نرمی اور شفقت علی خلق اللہ غالب تھی لیکن حیرت ہوتی ہے کہ اس نے آتشکدہ کی محافظ کنواری عورتوں کے متعلق مراسم کو دفع نہ کیا بلکہ ان کے متعلق قوانین بھی وضع کئے جن کی تفصیل اس طرح بیان کی گئی ہے کہ یہ کنواری عورتیں تیس برس تک کنواری رہنے کی قسم کھاتی تھیں ابتدائی دس برس میں وہ اپنے فرائض متعلقہ آتشکدہ کے بجالانے کی تعلیم پاتی تھیں پھر دس برس تک فرائض کی ادائیگی میں مصروف رہتی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اور اس کے بعد دس برس تک دوسری کنواریوں کے تعلیم دینے میں مصروف رہتی تھیں اس طرح تیس سال گزار دینے کے بعد وہ متاہل زندگی بسر کرنے کا حق رکھتی تھیں لیکن اس حق و اجازت سے بہت کم فائدہ اٹھایا جاتا تھا اور عموماً یہ عورتیں تجرد ہی کی زندگی بسر کرتی تھیں اس راہبانہ زندگی بسر کرنے کے صلہ میں ان کو یہ رعایت حاصل تھی کہ ان کی تعظیم و تکریم ہر مجلس میں بدرجہ غایت ملحوظ رکھی جاتی تھی ان کی سفارش سے کسی مجرم کی جان بچ سکتی تھی مگر سب سے زیادہ سخت سزا یہ تھی کہ اگر کوئی عورت اپنی مذکورہ قسم توڑ دے تو زندہ دفن کر دی جاتی تھی ایک زندہ عورت کو درگور کرنے کی رسم نہایت سنگدلی کے ساتھ ادا کی جاتی تھی مردوں کی تدفین و تکفین کے قواعد و مراسم بھی نیوما نے تجویز و مروج کئے تھے تین سال تک کے بچوں کا سوگ نہیں کیا جاتا تھا دس سال یا زیادہ عمر کے فوت شدگان کا سوگ دس مہینے تک کیا جاتا تھا خاوند کے مرنے کے بعد مدت سوگ گزرنے پر بیوہ عورت شادی کر سکتی اور مدت سوگ کے اندر ہی شادی کرنا چاہتی تو ایک گابھن گائے کی قربانی کرنی پڑتی تھی علماء کو قوانین نیوما نے بعض خصوصی اختیارات و حقوق عطا کئے تھے عبادات اور مذہبی پابندی کی طرف نیوما نے رعایا کو خاص طور پر متوجہ کر دیا تھا خاندانی اور نسلی جماعتوں کی جگہ پیشہ اور حرفت کے اعتبار سے شیرازہ بندی کی گئی تھی اور اس شیرازہ بندی کو قومی شیرازہ بندی کا مرتبہ حاصل ہو گیا تھا جس سے انتظام سلطنت کو بہت تقویت حاصل ہوئی تھی شمسی سال کو بارہ مہینوں میں تقسیم کرنے کا موجد بھی نیوما ہی کو بتایا گیا ہے بہرحال قوانین نیوما نے رومیوں میں نیک دلی خوش اخلاقی اور تہذیب کو ترقی دی اس کا اثر ملک پر عرصہ دراز تک باقی رہا معاشرت میں سادگی اور عدل و انصاف کی قدر و قیمت پیدا ہوئی نیوما کے بعد بھی روما میں بعض ایسے فرمانروا پیدا ہوئے کہ انہوں نے آئین عدالت کو رواج دیا اور رومی قوم میں جمہوری سلطنت قائم کرنے کی استعداد پیدا ہوئی اور چند ہی روز کے بعد روما میں جمہوری سلطنت بآسانی قائم ہو سکی رومیوں کی سلطنت نے جمہوری بن کر خوب ترقی کی لیکن رومیوں کا سلوک مفتوح اقوام کے ساتھ استبدادی اور ظالمانہ تھا اور اسی لئے ان کی سلطنت میں زوال و انحطاط نے دخل پایا قرطاجنہ مصری یونانی اور بعض ایشیائی اقوام پر رومیوں نے چیرہ دست ہو کر بڑے بڑے مظالم روا رکھے بالخصوص عیسائی مذہب اور عیسائی جماعت کو خاص طور پر رومی مظالم کا تختہ مشق بننا پڑا رومیوں کی روز افزوں فتوحات نے ان کے جنگی جذبات کو حد سے زیادہ ابھارا اور غلاموں کو جو عموماً مفتوح

دارے کام لیں غیر شرعی معاملات کے لئے ایسا ضابطہ بنائے جو مسلمانان ہند کی موجودہ اخلاقی تمدنی اور معاشی حالت سے مناسبت رکھتا ہو اور جس میں اتنی لچک بھی ہو کہ مخصوص انفرادی حالات میں اصول کے تحت جزئی احکام کے اندر مناسب تغیر کیا جا سکے۔

اگر کوئی شخص اس طریقہ کو "غیر مقلدیت" قرار دیتا ہے تو ہم کہیں گے کہ وہ غلطی پر ہے وہ نہیں سمجھتا کہ ائمہ مجتہدین کی تقلید اور انبیاء کی تقلید میں کیا فرق ہونا چاہیے وہ نہیں جانتا کہ جاہل کی تقلید اور عالم محقق کی تقلید میں کیا فرق ہونا چاہیے اسے اتنا فرق بھی نہیں کہ کسی مذہب فقہی کا اتباع کرنے کے معنی کیا ہیں اس نے تقلید کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ اپنے مذہب فقہی کو بمنزلہ دین اور اس مذہب کے امام کو بمنزلہ نبی اور اس کے مسائل کو نصوص کتاب اللہ کی طرح اٹل سمجھا جائے اور یہ بات عقیدہ کے طور پر دل میں بٹھالی جائے کہ اس مذہب کے کسی مسئلہ میں اصلاح و ترمیم اور اضافہ فرض کرنا اس پر تحقیق اور تنقید کی نظر ڈالنا بھی گناہ عظیم ہے اور کسی مسئلہ میں اس مذہب کے کسی جزئیہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب فقہی سے کوئی جزئیہ اخذ کرنا زمانہ اجتہاد یعنی چوتھی صدی ہجری تک تو حلال تھا مگر اب اس کے بعد حرام ہو گیا لیکن اس طرح کی تقلید علماء سلف میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں اور نہ اس کے لئے کوئی شرعی ثبوت کہیں سے مل سکتا ہے امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ نے سینکڑوں مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کیا اور اس کے باوجود وہ حنفیت سے خارج نہ ہوئے علمائے احناف نے امام اعظم اور ان کے تلامذہ کے اختلافات میں سے بعض کو بعض پر ترجیح دی ہے اور بعض کو ترک کر کے بعض کو مفتی بہ قرار دیا مگر اس تحقیق و تنقید کے باوجود کوئی ان کو غیر مقلد نہیں کہہ سکتا چوتھی صدی ہجری سے لیکر آٹھویں اور نویں صدی تک کے علماء احناف متقدمین کے اجتہادی مسائل میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے تغیر و تبدل کرتے رہے اور بوقت ضرورت دوسرے ائمہ مجتہدین کے دوسرے مذاہب سے مسائل اخذ کر کے ان کے مطابق فتوے دیتے رہے مگر کسی نے اس اجتہاد پر غیر مقلدیت کا حکم نہیں لگایا کسی میں یہ جرأت نہیں کہ ابو اللیث سمرقندی شمس الائمہ سرخسی صاحب ہدایہ قاضی خاں، صاحب کنز علامہ شامی اور ایسے ہی دوسرے علماء کو محض اس بنا پر غیر مقلد کہہ سکے کہ انہوں نے مذہب حنفی کے مسائل میں اپنے زمانہ کے حالات و ضروریات کے لحاظ سے لچک پیدا کی اور جن معاملات میں اس مذہب کے بعض احکام کو موجب ضرر یا عام حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ناقابل عمل پایا ان میں دوسرے مذاہب فقہیہ کے مطابق فتویٰ دیا اور اس بات کو مذہب حنفی کے اصول میں داخل کر لیا کہ بوقت ضرورت مذہب غیر پر عمل کرنا اور فتویٰ دینا جائز ہے بشرطیکہ اس میں اتباع ہوا نہ ہو۔

اس میں شک نہیں کہ اگر لوگ بطور خود اپنی ضرورتوں کے مواقع پر دوسرے مذاہب کے مطابق عمل کرنے لگیں اور اپنے مذہب کی جزئیات سے فائدہ اٹھانے میں آزادی برتیں تو اندیشہ ہے کہ اس سے اتباع ہوا، تلفیق، خرق اجماع اور تتبع رخص اور تلاعب کا دروازہ کھل جائے گا اور معاملات میں سخت ابتری پیدا ہو گی لیکن اگر علمائے دین تقویٰ اور نیک نیتی کے ساتھ باہم مشورہ کر کے زمانہ کی ضروریات اور حالات کا لحاظ کرتے ہوئے ایسا کریں گے تو اس میں دینی یا دنیاوی نقصان کا اندیشہ نہیں بلکہ اگر کسی مسئلہ میں ان سے غلطی بھی ہو تو نصوص صریحہ اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حق تعالیٰ معاف فرمائے گا اور ان کی نیک نیتی کا ان کو اجر دے گا اس راہ کو اختیار کرنے میں تو زیادہ سے زیادہ اتنا ہی خطرہ ہے کہ ایک جماعت ان کی مخالفت پر کمربستہ ہو گی اور ان کے متبعین میں سے بھی ایک گروہ ان سے بدظن ہو جائے گا۔ لیکن اس سے بڑا خطرہ اس راستہ کو طے نہ کرنے میں ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مسلمان اپنی ضرورتوں سے تنگ آ کر قانون اسلامی کی بجائے ہوائے نفس کا اتباع کریں گے اور آزادانہ تلاعب بالدین اور حدود اللہ کی خلاف ورزی اور دین و اخلاق کی خرابی اور کفر و معصیت کی وبائیں پھیلیں گی اور عیسائی قوموں کی طرح وہ بھی اپنے مذہب کے قانون کو چھوڑ کر انسانی قوانین کو اختیار کریں گے تو قیامت کے روز حق تعالیٰ کے سامنے ان گنہگاروں کے ساتھ ان کے دینی پیشوا بھی پکڑے آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ کیا ہم نے تم کو علم و عقل سے اسی لئے سرفراز کیا تھا کہ تم اس وقت کام نہ آؤ؟ کیا ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی سنت تمہارے پاس اسی لئے تھی کہ تم اس کو لئے بیٹھے رہو اور مسلمان گمراہی میں مبتلا ہو جائیں؟ ہم نے اپنے دین کو یسر بنایا تھا تم کو کیا حق تھا کہ اسے عسر بنا دو؟ ہم نے تم کو قرآن اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا حکم دیا تھا تم نے یہ کہاں سے فرض کر لیا کہ ان دونوں سے بڑھ کر اپنے اسلاف کی پیروی کرو؟ ہم نے ہر مشکل کا علاج قرآن میں رکھا تھا تم سے کس نے کہا تھا کہ اس کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اپنے لئے انسانوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو کافی سمجھو؟ اس بازپرس کے جواب میں امید نہیں کہ کسی عالم دین کو کنز الدقائق اور ہدایہ اور عالمگیری کے مصنفین کے دامنوں میں پناہ مل سکے گی۔ البتہ جہلاء کو یہ جواب دہی کرنے کا موقع ضرور مل جائے گا کہ

ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ربنا آتهم ضعفین من العذاب والعنهم لعنا کبیرا۔

یہ ضمنی بحثیں چونکہ ضروری اور اہم تھیں اور ان کا تفصیلی بیان ناگزیر تھا اس لئے ان کو اتنی جگہ دینی پڑی اس کے بعد ہم اپنے اصل بحث کی طرف رجوع کریں گے۔

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے

کہ مولوی کا ہر پرانا پرچہ نئے پرچے کے آنے تک ختم ہو جاتا ہے یا زیادہ سے زیادہ تاریخ اشاعت سے دو ماہ تک باقی رہ جاتا ہے اس لئے آپ شکایت کے وقت اس کا ضرور لحاظ فرما لیا کریں اور قدیم پرچوں کی شکایت نہ کریں۔ (منیجر مولوی)

[illegible] اسپارٹا [illegible]
[illegible] ملک [illegible] اسپارٹا [illegible]
کے ملک کی پیداوار ہر ملک جاتے تھے [illegible]
[illegible] متاعیں عیش و عشرت کی ترغیب دینے والے [illegible]
[illegible] اسپارٹا کے لوگوں کے مخصوص اخلاق جو
لائیکرگس [illegible] باہر کے اثر سے محفوظ ہو گئے اور جفاکشی
سپاہیانہ زندگی کے لئے سہولتیں میسر آئیں۔

زرپرستی و عیش پسندی کو فنا کرنے کے بعد لائیکرگس نے یہ قانون جاری کیا کہ مرد ایک ہی قسم کی سادہ غذا ایک جگہ بیٹھ کر کھائیں چنانچہ ہر محلہ میں باورچی خانہ اور ڈائننگ ہال قائم ہوا تنخواہ دار باورچی مقررہ قسم کا سادہ کھانا تیار کرتے اور وقت پر سب لوگ ایک ہی دسترخوان پر بیٹھ کر کھاتے اس باورچی خانہ میں ہر شخص کو مقررہ وزن کا غلہ اور سامان ماہانہ یا سالانہ داخل کرنا پڑتا تھا مردوں کے لئے گھروں میں کھانا کھانا جرم قرار دیا گیا سب کو ساتھ کھانا اور خوب پیٹ بھر کر کھانا لازمی تھا اگر کوئی شخص کم کھاتا تو اس پر [illegible] لگایا جاتا اس کی تحقیر کی جاتی کہ کہیں چھپ کر گھر میں تو کھانا نہیں کھا لیا اس کھانے کی مساوات نے بہت سے لوگوں کو شکایت کا موقع دیا اور لائیکرگس کے خلاف شورش برپا ہوئی جس میں لائیکرگس کی ایک آنکھ بھی [illegible] گئی مگر آخر کار وہ اپنی اس تجویز میں بھی کامیاب ہوا اور لوگ عادی ہو گئے مشترکہ باورچی خانے اور دسترخوان پر بیٹھنے کے بھی کچھ قواعد تھے جن کی تفصیل غیر ضروری ہے۔

رات کو روشنی لے کر چلنا ناجائز تھا اندھیرے میں بلا تکلف چلنے پھرنے [illegible] خطرات سے خوف زدہ نہ ہونے کی نوجوانوں کو خاص طور پر تعلیم دی جاتی تھی [illegible] چوری کرنا سکھایا جاتا تھا لیکن اگر چوری کرتے ہوئے وہ پکڑے جائیں انہیں سخت سزا دی جاتی تھی تاکہ وہ دشمن پر کامیاب چھاپہ مارنے اور نقصان پہنچانے [illegible] قابلیت پیدا کر سکیں قوت برداشت کے بڑھانے کیلئے مختلف تدابیر زیر عمل لائی [illegible] تھیں خاص خاص تہواروں اور تقریبوں میں لڑکوں کی قوت برداشت کا امتحان [illegible] کے لئے ان کے جسم پر اس قدر کوڑے لگائے جاتے تھے کہ بعض مر بھی جاتے تھے [illegible] لڑکوں کے والدین کی موجودگی میں ہوتا تھا اور وہ دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے [illegible] جفاکشی اور صعوبات کے برداشت کی مشق کے لئے مختلف قسم کے کھیل رائج تھے۔

[illegible] کی تعلیم کے لئے ابتداء سے تعلیم دی جاتی تھی اور کوئی اسپارٹی ہار کے [illegible] فرار کرنے کو کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا اس کے لئے بھی مختلف امتحانات اور مختلف تدابیر [illegible] عزت افزائیوں سے کام لیا جاتا تھا (۸) ہمسایہ اور رقیب قوموں میں اسپارٹا والوں کے [illegible] فن جنگ اور طریقہ نبرد آزمائی سے واقف ہو سکیں اس کیلئے ایک خاص طریقہ بھی [illegible] کیا گیا تھا کہ کسی ایک ہی غنیم سے بار بار عرصہ تک سلسلہ جنگ جاری رکھا جائے۔ لائیکرگس نے نیوگ کی خلاف فطرت بے حیائی کو جائز رکھا تھا اس کے قانون [illegible] شوہر کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی دوسرے مرد کے پاس حاملہ ہونے کیلئے [illegible] اور یہ بے حیائی اور بے غیرتی محض اس لئے گوارا کی گئی کہ زیادہ تندرست بچے حاصل [illegible] ہو سکیں نیز مجھ کو یہ موقع بھی اس کے قانون نے دیا تھا کہ وہ کسی عورت کو خوبصورت [illegible] دیکھ کر اس کے خاوند سے عارضی استعمال کے لئے مانگ لے

(۱۱) لائیکرگس نے [illegible] کہ بچہ [illegible] پیدا ہو [illegible] بچہ کا معائنہ [illegible] ایک مجلس [illegible] اگر بچہ کے اعضا مضبوط ہوتے اور بچہ تندرست و توانا ہوتا [illegible] تو فوج کا بہترین سپاہی [illegible] تو بچہ پرورش ہونے کے لئے ماں باپ کو واپس دیا جاتا اور اگر اس کے اعضا کمزور نظر آتے اور اس کے طاقتور اور جنگی آدمی بننے کی توقع نہ ہوتی تو اس کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا (۱۲) تمام وہ اعمال و افعال اور وہ باتیں عیب قرار دی گئی تھیں جو مساوات کے خلاف اور امیری غریبی کا امتیاز پیدا کرنے والی ہوں۔

(۱۳) ہر شخص کو اپنی زندگی کے مقاصد خود متعین کرنے اور اپنی حسب منشا زندگی بسر کرنے کا اختیار نہ تھا بلکہ وہ اپنے تمام اعمال و افعال میں مقاصد قومی کو تقویت پہنچانے اور اپنے آپ کو اپنی قوم کا ایک غلام سمجھنے کے لئے مجبور تھا۔

(۱۴) اسپارٹا کے کسی شخص کو ملک سے باہر سیر و سیاحت کی غرض سے جانے کی اجازت نہ تھی اور نہ باہر کے کسی شخص کو اسپارٹا میں آنے کی اجازت تھی۔

(۱۵) قانون نے یہ بھی اجازت دی تھی کہ اسپارٹی نوجوانوں کی ایک جماعت عمال حکومت سے لائسنس یا اجازت نامہ حاصل کر کے ہیلاٹ قوم کے لوگوں کا (جو کاشتکاری و خدمت گزاری کے کاموں پر متعین اور اسپارٹی لوگوں کے غلام تھے) شکار کھیلیں اور ان بے گناہوں پر جب کہ وہ کھیتوں میں مصروف کاشتکاری ہوں حملہ آور ہو کر قتل کریں اور ان کے مرنے اور تڑپنے کا تماشا دیکھیں بعض اوقات ان بد نصیب ہیلاٹ قوم کے لوگوں کو شراب پلا کر اور حد سے زیادہ مخمور بنا کر شہر کے گلی کوچوں اور بازاروں میں پھرایا جاتا اور ان کی اس بری حالت کا تماشا دکھا کر لوگوں کو کثرت شراب خوری سے بچنے کی ترغیب دی جاتی تھی۔

لائیکرگس کے مجوزہ قوانین نے اسپارٹی لوگوں میں جنگی جذبہ اور جنگی حمیت و صلاحیت بدرجہ اتم پیدا کر دی تھی ان کے عیش و عشرت اور آرام طلبی سے دور رہنے کا مقصد بھی یہی تھا لیکن ساتھ ہی ملک کے قدیم اور اصلی باشندے جن کو ہیلاٹ کہا جاتا تھا اور جو تعداد میں اس شریر قوم سے کم نہ تھے بلکہ زیادہ تھے اس قدر مجروح و مذبوح بنائے گئے تھے اور ان پر اس قدر ظلم و ستم روا رکھا گیا تھا کہ اس سے زیادہ مظالم ایک قوم دوسری قوم پر نہیں کر سکتی جنگی جذبہ کی آبیاری اور اپنی قوم میں ملی اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے اعتبار سے لائیکرگس کی جس قدر چاہو تعریف و توصیف کر سکتے ہو لیکن جہاں تک انسانیت کا تعلق ہے لائیکرگس کے قوانین ہرگز دستور العمل زندگی نہیں بن سکتے اور نیوگ وغیرہ کی رسم و بے حیائی فطرت انسانی کو کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتی اسپارٹی عورتوں کی . . . . . . اس حالت پر جب غور کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے شوہروں کے لڑائی میں مارے جانے کے بعد اپنے غلاموں سے ہمبستر ہو کر فوج کے لئے بچے پیدا کر سکتی تھیں تو ان قوانین کے غیر فطری اور نہایت ہی نامعقول ہونے کا فتویٰ صادر کرنے میں کسی عقلمند آدمی کو تامل نہیں ہو سکتا غالباً قوانین لائیکرگس اور اسپارٹا کے اثر کا نتیجہ ہے کہ ملک یونان میں بعد کے تاریخی زمانے میں بھی طوائف بننا عورتوں کے لئے معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا قدیم زمانہ کے ایک سب سے زیادہ مشہور نظام اخلاق نظام تمدن اور نظام سلطنت کا نمونہ جو زیادہ سے زیادہ معتبر ذرائع سے معلوم ہو سکتا تھا قارئین کرام کے سامنے ہے اس میں بعض باتیں یقیناً قابل تعریف بھی ہیں۔

اقوام کے افراد ہوتے تھے اس ورثہ کو تبدیل کیا گیا کہ ... حالت میں پہنچا دیا گیا انہیں خیالات کا مجموعہ رومی سلطنت کا زوال اور اس کا پارہ پارہ ہو کر بکھر جانا ہوا تھا تاہم عیسائیت نے فروغ پایا اور سلطنت کے دو حصوں میں تقسیم ہو جانے کے بعد مشرقی سلطنت عیسائی سلطنت بن گئی اور خود روما اور اٹلی میں عیسائیت پھیل گئی لیکن اب عیسائیت خالص عیسائیت نہیں رہی تھی بلکہ عیسائیت اور بت پرستی کا ایک مجموعہ تھا جس کو عیسائیت کے نام سے یاد کیا گیا مفتوح اقوام کے ساتھ رومی کما حقہ عمل کا برتاؤ بھی نہیں کر سکے۔ رومیوں کے ایک اشہر مقنن اور سحر گفتار عالم سسرو کا قول ہے کہ:۔

"انسان سلطنتوں کی بنیاد ڈالنے اور ان کے قائم رکھنے کی کوشش میں سب سے زیادہ خدا کی مرضی کو پورا کرنے والا ہے۔"

رومیوں کے ذہنی قویٰ اور ان کے اخلاقی خصائل سب سے زیادہ قوانین سلطنت سے مناسبت رکھنے والے تھے عام طور پر رومیوں کے قوانین سلطنت یونانیوں کے مقابلہ میں زیادہ عادلانہ اور فطرت انسانی کے زیادہ متوازی تھے تاہم قومی تفریق کا سلسلہ ان میں موجود رہا رومہ کے قوانین سلطنت میں بمقابلہ یونانی قوانین کے شخصی جائداد، خاندانی حقوق اور افراد کی آزادی بہت کچھ محفوظ نہیں ہوا رومیوں کے آئین و قوانین سلطنت روما کو وسیع کرنے اور اقوام و ممالک کو اپنے زیر اقتدار لانے کی قابلیت زیادہ رکھتے تھے۔ بخلاف یونانیوں کے کہ انہوں نے شخصی زندگی تک کبھی قانون سلطنت کی گرفت سے باہر نہیں رکھا تھا اور زیادہ تر اپنے محدود ملک اور مخصوص قوم ہی کی تنظیم میں اپنی قوت کو صرف کیا۔

اسپارٹا کے مقنن لائیکرگس کا قانون سلطنت

تاریخی زمانے سے پہلے یونان قدیم کا مشہور مقنن لائیکرگس گزرا ہے اس زمانہ میں یونان کے صوبہ اسپارٹا میں ایک خود مختار و آزاد حکومت قائم تھی اسپارٹا میں بیک وقت دو بادشاہ مل کر حکومت کیا کرتے تھے لائیکرگس کا بڑا بھائی پولی ڈکٹیس جو ان دو بادشاہوں میں سے ایک تھا جب فوت ہوا تو لائیکرگس کو بادشاہت سپرد ہوئی لیکن اس نے صرف آٹھ مہینے بادشاہ رہنے کے بعد اپنے نوزائیدہ بھتیجے کے لئے بادشاہت ترک کر کے خود اس کی اتالیقی پسند کی اور اپنے ملک کی فلاح و بہبود کے لئے کریٹ، مصر، شام، ایشیائے کوچک اور اٹلی وغیرہ کا سفر اختیار کیا اور ان تمام ممالک کے قوانین سلطنت کا بنظر غور معائنہ کیا اور ان ملکوں کے علماء و حکماء سے فیض حاصل کرنے میں مطلق کوتاہی نہیں کی بعض روایتوں میں اس کا ہندوستان تک آنا اور یہاں کے علماء سے ملنا بھی بیان کیا گیا ہے اس طرح عرصہ دراز تک اپنے ملک کی سود و بہبود کے لئے ایک بہتر سے بہتر لائحہ عمل لیکر واپس آیا اور چونکہ اہل ملک اس سے خوش اور اس کی دیانت داری و ملک سے محبت سے آگاہ تھے اور اس کو امور سلطنت میں پہلے ہی سے کافی رسوخ و اقتدار حاصل تھا لہٰذا اس نے آتے ہی اپنے ملک کے لئے ایک نظام سلطنت اور نظام اخلاق [illegible] کہ انسان ... زیادہ عرصہ تک ... سب ... صرف ... کی تمام ... رہی ... دنیا میں مشہور ہوئی اور عزت حاصل ہوئی لائیکرگس اپنے (قوانین) کی وجہ سے مشاہیر عالم میں شمار ہوتا ہے۔ لائیکرگس نے یہ قوانین کس زمانے میں بنائے اور اسپارٹا میں رائج کئے اس کا بالکل صحیح اور قطعی تعین نہیں کیا جا سکتا لیکن غالب گمان یہ ہے کہ لائیکرگس حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آٹھ سو سال پہلے گزرا ہے اس زمانہ میں یونان کے لوگ اپالو دیوتا کی پرستش کرتے تھے جس کا مندر ڈلفی پہاڑ پر تھا لائیکرگس نے بھی اپنے مذکورہ سفر و سیاحت سے واپس آکر اپولو ڈلفی کے مندر پہنچ کر استخارہ کیا اور وہاں سے اجازت ملنے کے بعد اپنے تجویز کردہ قانونوں کا دستور العمل بنانے میں کامیاب ہوا۔

(۱) لائیکرگس نے بادشاہوں کے اقتدار کو محدود اور کم کرنے کے لئے تیس یا اٹھائیس منتخب لوگوں کی ایک کونسل بنائی اس کونسل کے اختیارات بادشاہوں کے اختیارات سے کم نہ تھے اس طرح عوام کو بادشاہ کے خلاف شکایت و بغاوت کی ضرورت ہی نہ رہی۔

(۲) اس کونسل اور بادشاہوں کی حمایت حاصل کرنے کے بعد لائیکرگس نے آرائش و زیبائش کے کم کرنے اور سادگی پیدا کرنے والے احکام جاری کئے یہاں تک کہ شاہی محلات اور دربار کے مکان یا دیوان خانے کی شکوہ بھی معمولی لوگوں کے مساکن سے مشابہ بنا دیا۔

(۳) پھر اس نے مالکان اراضی کی تمام اراضیات کو ضبط کر کے ملک کا تمام مزروعہ رقبہ نو ہزار مساوی قطعات میں تقسیم کر کے ہر شخص کو ایک ایک سپرد کر دیا اس طرح ملکیت اراضی کے اعتبار سے کسی کو کسی پر فوقیت نہ رہی ہر قطعہ کا رقبہ اس قدر تھا کہ اس میں ستر اسی من غلہ سالانہ پیدا ہو سکے اور یہ ایک خاندان کی سالانہ ضروریات کے لئے کافی ہو زمینوں میں غلہ پیدا کرنے کا کام ہیلاٹ قوم کے افراد کو سپرد ہوا جو اسپارٹا کی قدیم قوم تھی اور اس کو اسپارٹا کی قوم نے اس طرح اپنا غلام و محکوم بنا رکھا تھا جس طرح ہندوستان میں آریوں نے اچھوت اقوام کو اپنا غلام و خادم بنا لیا تھا یہ غلام غلہ پیدا کرتے اور اسپارٹا کے سپاہیوں کو اپنا حصہ دے کر گزارہ کرتے اور محنت کرتے تھے۔

(۴) غیر منقولہ جائداد کی اس مساوی تقسیم سے فارغ ہو کر اس نے جائداد منقولہ کی بھی مساوی تقسیم ضروری سمجھی اس کے لئے یہ ترکیب عمل میں لائی کہ سونے چاندی کے سکوں کو متروک و ناجائز قرار دیکر لوہے کے سکے رواج دیا گیا چاندی سونے کے تمام سکے لوگوں سے لے لئے گئے یہ لوہے کے سکے اس قدر وزنی اور بڑے بنائے گئے کہ بیس تیس اشرفی کے مساوی قیمت کے سکے رکھنے کے لئے ایک بڑی کوٹھری درکار ہوتی تھی اور ان کے ذرا سے روپے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے لئے بیلوں اور گاڑیوں کی ضرورت پیش آتی تھی نتیجہ یہ ہوا کہ چوری اور رشوت وغیرہ کا خود بخود انسداد ہو گیا اور دولت جمع کرنے کا شوق لوگوں کے دلوں

[redacted]

ہر کا نعرہ تو ایک ہوتا ہے ، ایک سے بولتے ہوئے ہیں لیکن ان کے دل بالکل الگ الگ ہیں :

تحسبہم جمیعا وقلوبہم شتّٰی | تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل جدا ہیں

کیا وہ قوم قیامت تک کبھی بھی سرسبز و شاداب ہو سکتی ہے جس کی تاریخ میں ایک دفعہ بھی اسپین کا واقعہ ہو چکا ہو اور جس کے دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہیں اور بنتے جا رہے ہوں ۔

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب ، یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو ، پر عمل نہ کر سکتی ہو ۔

کیا وہ قوم جس کے اوقاف و املاک (خصوصاً حجاز ریلوے جو بیرونی مسلمانوں اور غریب مسلمانوں کے پیسہ پیسہ سے تیار ہوئی ہے اور جو تمام مسلمانوں کی ملک ہے) پر غاصبوں کا قبضہ ہو اپنے کو کچھ بھی سمجھ سکتی ہے اور کیا وہ قوم جس کے ملک لاوارث مردہ کے مال کی طرح دوسروں میں تقسیم ہو سکتے ہیں زندہ کہلانے کی مستحق ہے

حسرت کیوں ہوتی ہے؟

حالات کا جتنا علم بڑھتا جاتا ہے اتنی ہی آنکھیں سے پردہ ہٹتے جاتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے اور اس میں اکثر اطمینان کے بجائے حیرت اور مسرت کے بجائے حسرت پیدا ہوتی جاتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا و لبکیتم کثیرا اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور زیادہ روتے :

میں اپنے مطلب کو ایک مثال کے ذریعہ سے واضح کرنا چاہتا ہوں آپ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف پیر مرد کے جوان جوان توانا و تندرست بیٹے پوتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڈھا ہے یہ اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہو گا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے ۔ ایسے اقبال مند تھوڑے ہوتے ہیں اس کی سچی قسمت کا کیا ٹھکانا ہے مگر جب وہ پیر مرد ان کو دیکھتا ہے تو دل بیٹھ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوئے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں وہ کہتا ہے کہ کاش کہ یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہو کر بھی میرے نہیں ۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے اسلام جب اپنی اولاد پر نظر ڈالتا ہے تو دیکھتا ہے بہت ہیں اگر کاغذ کے ہوتے تو ان سے بہت کچھ ہی کافی تھے یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں اور میرے ہی کہلاتے ہیں لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے جب پردہ ہٹ جائے اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا نقائص کا عیوب اور گناہوں کا انبار لگا ہوا ہے اور ان تنگ برق لباسوں میں بہت سے جاہل اور اندھے ہیں ۔

لیکن اگر ہماری آنکھ پر پردہ پڑا ہوا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے وہ دریں نہیں دیکھتا نام نہیں پوچھتا وہ دل اور عمل کو دیکھتا ہے ان اللہ لا ینظر الی صورکم و اموالکم ولکن ینظر الی قلوبکم و اعمالکم تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال

دیکھتا ہے ، وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں انسانوں کا دریا کر کٹ ہیں جن میں نام لے اور کام کے موتی بہت تھوڑے ہیں ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے والے لگن پر ٹوٹ پڑتے ہیں ۔ ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے ؟ فرمایا نہیں تم بہت ہو گے لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا اور ان کا رعب تمہارے دلوں پر پڑ جائے گا ۔ تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہو جاؤ گے ۔ چنانچہ آج ہم بھی دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ :-

۱۔ ہم میں سے بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنے نہیں جانتے اور توحید و رسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ یاد نہیں ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے ایسے بھی بکثرت ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے صریح شرک و بت پرستی میں مبتلا ہیں ۔

۲۔ ہم میں سینکڑوں ایسے ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکہ میں ملا ہے اس کے متعلق ان کو کوئی علم نہیں وہ نہیں جانتے کہ قرآن سے کیا چاہتا ہے اسلام کے کیا حقوق اور فرائض ہیں اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی درستی یا فرق کیا یا نہیں ۔

۳۔ ہم میں ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت اسلامی نہیں اور ان کے رسم و رواج شادی و غمی تمدن و معاشرت وضع قطع نشست و برخاست اور معاملات و تعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا ۔

۴۔ ہم میں اکثر ایسے ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مفید نہیں ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے ۔

۵۔ ہم میں ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت عزت اور کامیابی کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں ۔

۶۔ ہم میں بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر خریدا جا سکتا ہے ۔

۷۔ ہم میں ایسے بہت زیادہ ہیں جن کو اسلام کے ساتھ کوئی دلچسپی نہیں ہے اور مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی اور محبت نہیں ان کو ان کے مشکلات و ضروریات کا کوئی علم نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہاں کہاں بستے ہیں اور وہ ان کے لئے کیا کیا کر سکتے ہیں ۔

۸۔ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں ۔

۹۔ ایسے بہت ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں ، انھیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت غلبہ اور ترقی کے دیکھنے کا کہیں کوئی شوق اور ارمان پیدا ہوتا اور نہ موجودہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے ان کو یہ چیز کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی بہت سے ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں کہ

مدوجزر اسلام پر مسرت حیرت حسرت

(از جناب مولینا ابوالحسن علی صاحب ندوۃ العلماء لکھنؤ)

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اس بات کہیں مسلمانوں کی تعداد پر نظر کرا اور ایک جگہ ان کا کوئی مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں۔ مسرت حیرت اور حسرت۔

مسرت کیوں ہوتی ہے مسرت اس پر ہے کہ ایک وقت تھا جبکہ روئے زمین پر کل گنے ہوئے انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتی تھی۔

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنهون عن المنكر وتؤمنون بالله (آل عمران) — تم جو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئیں عالم میں اچھے کاموں کو حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اور جب کو قریبی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلنی تھیں جنہوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری سے دشمنی مول لی تھی۔ مدینہ میں رسول اللہ کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا۔ پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ تھی دوسری میں چھ سو اور سات سو کے درمیان تھی اور تیسری مرتبہ شمار میں ڈیڑھ ہزار تھے۔ اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ تعالے کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دشمنوں کا خوف لگا رہتا تھا۔

مسرت یہ ہے کہ آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی تعداد میں نظر آسکتی ہیں جن سے بہت کر کو دیکھنے کے لیے آنکھیں ترستی تھیں اور صحابہ بعد بھی نظر نہیں آتی تھیں اور ان کے زرق برق لباس اور بیش قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ کا نازنین بانکا امیرزادہ مصعب بن عمیر کہ جو حسن و ناز کی گلیوں میں نکلتا تھا تو دو دو سو روپے سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی اور آگے پیچھے غلام ہوتے تھے اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبت تھی اور جس کے ہاتھ میں جنگ احد میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا جب احد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے ترکہ میں اور مسلمانوں کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کفن دے سکیں صرف ایک کمبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر چھپاتے ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور جب پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سر چھپا دو اور پیروں پر گھاس ڈال دو۔

مسرت یہ ہے کہ آج مسلمانوں پر یہ حالت باقی نہیں ہے آج وہ نسبتاً بہت زیادہ خوشحال ہیں فارغ البال ہیں اور ہر طرح آسودہ ہیں۔

حیرت کیوں ہوتی ہے حیرت اس امر پر ہوتی ہے کہ ان شتربانوں اور خانہ بدوشوں کی یہ کایا پلٹ ہوئی کہ پلک جھپکانے میں شتربان جہاں بان بن گئے قیصر و کسریٰ کے تاج ہیروں سے روندے زمین کا جغرافیہ بدل دیا دنیا کی تاریخ بدل دی پھر دیکھئے کہ یہ تھا ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے بھی پیچھے ہٹ گئے وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی۔

حیرت اس کی ہے کہ جب وہ مٹھی بھر تھے ایک گھر بھی نہیں تھے تو بکھرے ہوئے تھے مگر ایک جگہ پر ان سے خالی نہ تھی اور جب وہ دنیا کی طرح ہوئے تو ان کا نشان نہیں ملتا۔ سب سے بڑھ کر حیرت اس کی ہے کہ وہ بھی سب زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کہ سب کے سب مسلمان کہلاتے ہیں حیرت ہے کہ یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے بظاہر وہ اس سے کوسوں دور معلوم ہوتا ہے جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہو چکی ہے یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گرانبار ذمہ دار اور مصروف قوم ہے جو روئے زمین سے برائی اور بداخلاقی دور کرنے اور ظلم مٹانے کے لئے نیکی کی اشاعت مظلوم کی حمایت امن کی حفاظت کے لیے بھیجی گئی ہے کیا یہ اپنا کام ختم کر چکے کیا دنیا سے برائیاں اور بداخلاقیاں دور ہو چکیں؟ کیا اب کسی پر ظلم اور کسی پر ظلم نہیں ہوتا۔ کیا انہی کے حقیقی بھائیوں کے ساتھ مراکش، الجزائر، تونس، طرابلس، بخارا، سمرقند وغیرہ میں جانوروں سے بدسلوک کیا جا رہا ہے دشمنوں کو ان کی حالت پر رحم آ رہا ہے اور یہ چین سے سونے والوں کی نیند اچاٹ ہو جاتی ہے اور کھانے پینے میں مزا نہیں آتا ان کو اس کی خبر نہیں یا اثر نہیں دونوں حد درجہ حیرتناک۔ کیا یہ جن کے چہروں پر فاتحانہ مسرت نہیں ہے کام آتی سکراہٹ آنکھوں میں شادمانی کی چمک ہے دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بدبخت قوم ہے جس پر بعد روئے زمین تنگ ہوتی جا رہی ہے اور جس کے وہ ملک ہاتھ سے نکل گئے جو دل کے ٹکڑوں اور اولاد سے بڑھ کر تھے جن کے ایک ایک بالشت کی قیمت مسلمانوں نے خالد و ابو عبیدہ سعد و معاذ و محمد بن قاسم و نورالدین و صلاح الدین کی جان اور خون سے ادا کی تھی جن میں کا ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے کاش کہ ان میں کا ایک بھی ہوتا اور ان میں کا کوئی بھی نہ ہوتا۔

کیا یہ وہی قوم ہے جس کی عورتیں جن کی آبرو جن کے نبی کا ناموس جن کا قبلہ کعبہ اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں اور جن کی زندگی اور موت جن کے قلب و دماغ اور جن کی اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں ہے۔

کیا یہ وجیہ چہرے یہ شاندار و باوقار صورتیں یہ بارعب جسم وہی ہیں جو تجربہ کار دشمن دوست کی نظروں میں سب زیادہ حقیر بے وقار اور بے رعب ہیں۔

واذا رایتهم تعجبك اجسامهم وان يقولوا تسمع لقولهم كانهم خشب مسندة يحسبون كل صيحة عليهم (المنافقون) — اور جب تم ان کو دیکھو گے ان کے جسم تجھے بھلے معلوم ہوں گے اور جب یہ کچھ کہنے لگیں گے تو تم کان لگا کر سنو گے گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں ...

حقیقت کیا ہے گویا کہ یہ ٹیک لگائی ہوئی لکڑیاں ہیں ہر آواز کو اپنے خلاف سمجھتے ہیں۔

اور کیا یہ کا وہ ہے کہ ان کا ندا ہے پہلے یہ پہلو کھوٹے ہیں اور یہاں سے باہر عاقبت میں اور عدالتوں سے باہر دشمنوں کی طرح آپ میں لڑتے جھگڑتے ...

اصلاح مسلمین و تبلیغ اسلام

(مولانا محمد الحق صاحب انجینئری محمود دہلی)

چند سال ہوئے شدھی اور سنگٹھن کا طوفان کس زور شور سے اٹھا تھا اور ہندوؤں اور مسلمانوں میں کتنا جوش اور ہیجان پیدا ہو چکا تھا بلا مبالغہ مسلمانوں نے تبلیغ کے لئے ہزار ہا روپیہ دیا ہزار ہا کارکن کام کرنے کے لئے نکل پڑے اور پورے جوش کے ساتھ کام کیا گیا حقیقت یہ ہے کہ کسی مقصد میں کامیابی کے لئے جتنی چیزوں کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ حسن اتفاق سے سب فراہم ہو گئی تھیں اگر سلیقہ کے ساتھ کام کیا جاتا تو اس سے بڑے کام لئے جا سکتے تھے لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو اس سے اتنا فائدہ تو ضرور پہنچا کہ شدھی تائل کی ہمتیں پست ہو گئیں اور بہت سے مسلمان ہندو دھرم میں داخل ہونے سے محفوظ رہ گئے مگر بطانت امر پر غور کیا جائے تو صاف واضح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ ہندو اور مسلمانوں میں بہت ہی کم ایسے مخلص فی اللہ میدان میں آئے تھے اور اعلے آگے بڑھے تھے کہ وہ دوسروں کے مفاد کے لئے کام کریں اور دوسروں کو راہ نجات دکھائیں ہندوؤں کے سامنے تو یہ مقصد تھا کہ دس فیصدی کے جھگڑے کو مٹا دیں اور سیاسی غلبہ حاصل کر کے اور اپنی تعداد بڑھا کے ہندوستان میں اپنی اکثریت اور اقتدار کو مستحکم کریں اور مسلم کارفرماؤں کے سامنے یہ غایت تھی کہ وہ ہر میدان میں ہندوؤں کو شکست دے کر شہرت حاصل کریں۔ یہ کوئی بھی نہ جانتا تھا کہ اللہ کے دین کو فروغ حاصل ہو اور گمراہوں کو صراط مستقیم پر لا کر کھڑا کریں۔

مصالحت باہمی کے ثمرات تلخ

چونکہ نیتیں بخیر نہ تھیں اسلئے دونوں پارٹیاں بڑی بڑی معرکہ آرائیاں ہوئیں مقابلے کئے گئے اور دونوں تھک کر بیٹھ گئے البتہ یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ وہ آگ اب تک شہروں کی چہار دیواری تک محدود تھی وہ دیہات کے جھونپڑوں کو بھی جلانے لگی وہاں بھی ہندو مسلم تفریق پیدا ہو گئی اور ایک تلخ یادگار باقی رہ گئی کام کرنے کے لئے روپیہ کارکن اور جوش موجود ہو پھر کامیابی میں کوئی شک نہیں رہ جاتا یہ سب چیزیں ہمارے تبلیغی دور میں موجود تھیں میسر تھا مگر روح نہ تھی یعنی نیتوں میں خلوص نہ تھا یہی کا سبب ہے کہ نتیجے طریقہ پر پیدا تھا۔

فہرستیں تو بڑی بڑی چھپیں لیکن غور سے دیکھا جائے تو اس یلغار و دوڑ اور سعی و جہد میں پچاس ہزار بھی مسلمان ہو کے اسلام کے نیچے لائے گئے یہ بھی ہوا کہ زیادہ سے زیادہ اتنا تو ہوتا جو برائے نام مسلمان تھے انہیں کو مسلمان بنا لیا جاتا ہمیں کسی فرد اور جماعت پر حملہ مقصود نہیں صرف حقیقت مقصود ہے ہمیں اعتراف ہے کہ کام کرنے والوں میں مخلص بھی تھے مگر بات یہ ہے کہ جوش و اخلاص اور سعی تبلیغ کا یہ کوئی مظاہرہ تو نہ تھا کہ عین میدان کارزار میں حنفی و غیر مقلد اور قادیانی غیر قادیانی کے جھگڑے چھڑ گئے اور اپنی فوج آپس ہی میں لڑنے جھگڑنے لگی۔ کیا اس سے یہ واضح نہ ہوتا تھا کہ ایک جماعت کامیابی کا سہرا اپنے ہی سر باندھنا چاہتی تھی۔

تبلیغ کی اہمیت

تبلیغ کی ضرورت اس وقت بھی تھی اور اب بھی ہے ہمیشہ تھی اور ہمیشہ رہے گی کوئی سمجھے یا نہ سمجھے یہ تو ایک فریضہ اسلام ہے لیکن اس وقت حالات اس درجہ نازک ہو چکے ہیں کہ مسلمانوں کو دوہرا کام کرنا ہے ایک دوسروں کو مسلمان بنانا اور دوسرے مسلمانوں کو مسلمان بنانا بلکہ ہمارے نزدیک مؤخر الذکر ضرورت پہلی ضرورت سے زیادہ اہم صورت اختیار کر چکی ہے جب گھر ہی میں آگ لگ رہی ہو تو دوسرے گھر کی طرف کون متوجہ ہوتا ہے اور ہو تو اسے ایک کھلی ہوئی نادانی کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ حقیقت پر نظر کی جائے تو مسلمانوں میں سے ایک کثیر و عظیم جماعت ایسی نکلے گی جو توحید کا اسم اکبر تک بھی نہیں جانتی اور اس میں صرف مسلمان کہلانے اور مردم شماری کے خانے میں مسلمان لکھے جانے کے سوا اسلامیت کا کوئی رنگ اور کوئی شائبہ موجود نہیں وہ سرے سے جانتے ہی نہیں کہ اسلام کیا ہے انتہا یہ ہے کہ وہ مسلم کہلا کر بھی پتھروں کی پرستش کرتی ہے اور تو اور بعض تو عمل تو درکنار ناموں اور صورتوں میں بھی اسلامیت کی کوئی حیثیت نظر نہیں آتی۔

مقصد تبلیغ محض آبادی بڑھانا نہیں، یہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والوں کی تعداد زیادہ ہو جائے بلکہ یہ ہے کہ خدائے ذو الجلال کے آستانہ عالیہ پر جبین نیاز رگڑنے اور سجدہ ریز عبودیت ہونے والے بڑھیں دنیا میں اس کی پرستش ہو اور کثرت کے ساتھ ہو اس کی خداوندی کا اقرار ہو اور وسعت کے ساتھ ہو اسی کے شعائر اور اسی کے آئین پر عمل ہو اور شان و فراوانی کے ساتھ ہو یہ نہیں تو تبلیغ فضول اور جدوجہد بیکار ہے جب اس کے کہلانے اور اس کو پوجنے والے ہی غفلت و ضلالت کی گہرائیوں میں ڈوبے ہوئے ہیں جو حلقہ بگوش اسلام کہلاتے ہیں وہی اسلام سے دور پڑے ہوئے ہیں تو غیروں کو اس فوج میں بھرتی کرتے رہنا اور انہیں بھلا دینا کوئی ایک انسان بھی ایسا نہ ہوگا جو مناسب سمجھے دوسروں کو اسلام میں لانا تو بہرکیف محنت و مشقت کا کام ہے جو بہر نوع ہے لیکن اپنوں کو اپنا اور اپنا بنانا تو چنداں مشکل نہیں بلکہ آسان امر ہے البتہ یہ کام خاموشی اور بے جوشی کے ساتھ کرنے کا ہے۔ اس میں وہ نام اور وہ شہرت ہرگز نصیب نہیں ہو سکتی جو دیگر مذاہب کے افراد کو حلقہ بگوش اسلام بنانے میں ہو سکتی ہے ایک میں سکون و بے جوشی ہے اور دوسرے میں شہرت اور ہنگامے۔

اسلام کا آسان راستہ

ہماری تبلیغی انجمنیں جس کام میں مصروف ہیں انہیں آپ کرنے دیجئے آپ ان کی جتنی امداد کر سکیں اس سے بھی گریز نہ کیجئے لیکن اب دوسروں کو تکتے رہنے اور باہر والوں پر بھروسہ کرنے کے بجائے آپ اپنے اپنے بازوؤں اور اپنی ہمتوں پر اعتماد

وہ اپنی قیمت نہیں جانتے اپنی تاریخ اپنا ماضی اپنے اسلاف اور اپنے بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور نہ ان کو ان کی پیروی کا شوق ہے اور نہ کھوئی ہوئی چیزوں کا افسوس ان کے سامنے اسلام کا کوئی اصلی نمونہ اور اس کا کوئی بلند تخیل نہیں اس لئے وہ بہت دل شکستہ اور مایوس ہیں۔

ان ہم میں اکثر ایسے ہیں جو محض دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے نہ اس پر فخر و شکر ہے نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا نور و برکت ہوتا ہے۔

بتائیے کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کیا خوشی ہو حقیقت میں آجکل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں وہاں عقائد و خیالات کا عجائب خانہ دینی و روحانی امراض کا بیمار خانہ عیوب کا بازار لگ جاتا ہے مگر

یہ رونے کی جا ہے تماشہ نہیں ہے۔

عبرت حاصل کرو اب سخت حیرت و حسرت کے بعد عبرت ہی کا درجہ ہے مبارک ہیں وہ لوگ جو اس درجہ کو بھی طے کریں

ان فی ذلک لعبرة لاولی الابصار۔

آئیے ہم اپنا مقابلہ اسلام کے پہلے نمونوں سے کریں

۱۔ صحابہ گنتی کے تھے اور تمام دنیا پر بھاری تھے۔	۱۔ ہم لاتعداد ہیں اور زمین پر بوجھ ہو رہے ہیں۔
۲۔ صحابہ بادشاہوں پر سلطنت کرتے تھے	۲۔ ہمیں غلاموں اور غلاموں کے غلاموں کی غلامی بھی بڑی دقت سے نصیب ہوتی ہے۔
۳۔ صحابہ کچھ نہ تھے اور سب کچھ ہو گئے	۳۔ ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔
۴۔ صحابہ کی دنیا عزت اور اطمینان سے بسر ہوتی تھی اور آخرت اس سے کہیں بہتر ہے	۴۔ ہماری زندگی سخت ذلت فکر اور پریشانی سے گذرتی ہے اور آخرت کی امید بھی بظاہر اچھی نہیں۔

اب ہمیں غور کرنا چاہئے کہ یہ کس چیز کی نحوست اور کس چیز کی برکت تھی صحابہ کے پاس کونسا کیمیا کا نسخہ تھا کہ کرامت تھی ان کی زندگی میں جیتے جیتے کیا انقلاب ہوا جس نے دنیا میں انقلاب پیدا کر دیا ان کی پوری زندگی کا بطور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سے کوئی تعجب کی بات نہیں واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی وقوت عقل و ارادہ دل و دماغ مرضی و خواہش بلکہ پوری مشین کی کنجی ایک انسان کو سپرد کر دی تھی جو معصوم تھا خود دنیا کا بہترین تھا اور اس کے مشورہ و حکم سے کام کرتا تھا جس سے غلطی ہونی ممکن نہیں اسی کی دی ہوئی بات کرتا تھا اسی کی روشنی میں چلتا تھا وما ینطق عن الھوی۔ ان ھو الا وحی یوحی۔ رسول اپنی خواہشات سے بات نہیں کرتا اس کی گفتگو صرف وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے، وہی ان کو اٹھاتا تھا بٹھاتا تھا چلاتا تھا پھراتا تھا جاگتا تھا سلاتا تھا۔

بجھ سکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی
شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی
جہاں کر دیا نرم نرما گئے وہ
جہاں کر دیا گرم گرما گئے وہ

پھر دنیا کی کونسی قوت، کونسی عقل تھی جو ان کا مقابلہ کر سکتی وہ خدا کی تقدیر اور قضا مبرم بن گئے تھے جو ٹل نہیں سکتی تھی وہ خود کیا کر رہے تھے اللہ اور اس کا رسول کر رہا تھا۔

جس وقت اس نادان کمسن بچے (امت) نے اس اتالیق اعظم اس مربی اکبر اس دانائے جہاں مدینہ کی انگلی چھوڑی وہ پیچیدہ گلیوں میں بھیڑ میں اٹک گیا وہ جتنا چلتا ہے اپنے گھر سے دور ہوتا جاتا ہے پہلا تالیہ اسود ہوتا ہے کہ کوئی اس کا ہاتھ نہیں پکڑتا یہ بھوکا ہے اور پیاسا ہے مگر کسی کو اس پر ترس نہیں آتا۔

وہ اتالیق اب بھی اپنے تمام لوگوں سے اس بچے سے زیادہ قریب ہے، زیادہ شفیق ہے، جن کی صورت یہ تکتا ہے مگر وہ منہ پھیر لیتے ہیں، جن کا ہاتھ یہ پکڑنا چاہتا ہے مگر وہ چھڑا لیتے ہیں، لیکن وہ بچہ اس کی طرف کسی طرح سے متوجہ نہیں ہوتا۔

معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں اور ان میں جو فرق ہے وہ اتباع کا ہے وہ نسخہ کیمیا (قرآن) اب بھی موجود ہے استعمال کرنے کی دیر ہے نسخہ استعمال کرنے والا اور نسخہ پڑھنے والا کیا برابر ہو سکتے ہیں نہیں برابر نہیں ہو سکتے نسخہ استعمال کرنے والا ہی فائدہ اٹھا سکتا ہے محض پڑھنے والا کچھ فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔

قرآن مجید پڑھو یا پڑھوا کر سنو فرائض و احکام کی فہرست دیکھو جو کمی ہو پوری کرو اپنی اصلاح کرو کہ تمہاری اصلاح اسی طرح ہوگی۔

صوفیائے کرام کی تبلیغ

حضرت خواجہ معین الدین چشتی جب ہندوستان تشریف لائے تو ہندوستان میں ہر طرف ایک گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا تھا حضرت بابا فرید جب پاکپتن تشریف لے گئے ہیں تو وہاں ہر طرف شیطانوں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں ان دونوں کے پاس نہ فوج تھا اور نہ صرف اعتقاد عمل اور اخلاص و جوش کی صلاحیتیں ساتھ تھیں اور خود تعلیم اسلام کے زندہ پیکر تھے نہ کبھی کسی رکن اسلام کے فلسفہ پر بحث ہوئی اور نہ مناظرے کئے گئے مگر دیکھتے دیکھتے تھوڑے عرصہ میں تمام شہر آغوش اسلام میں تھے وہی خدا ہے اور وہی قرآن اور وہی اسلام پھر آج کیوں کامیابی نہیں ہوتی اسی لئے ہمارے اعمال اس تعلیم سے بالکل مختلف ہیں جو ہم دوسروں کے سامنے پیش کرتے ہیں دنیا کے سامنے تعلیم آتی ہے مگر اس تعلیم کا نمونہ نہیں آتا یہی وجہ ہے کہ ہمیں ناکامی ہوتی ہے ممکن ہے کہ آپ کو یہ خیال پیدا ہو کہ یہ لوگ تو بزرگ تھے خدا رسیدہ تھے فقیر تھے روحانیت و معرفت میں بلند مرتبہ رکھتے تھے اس لئے ان کی بات اور زبان میں اثر پیدا ہو گیا تھا لیکن ان تاجروں کے متعلق آپ کیا کہیں گے جو ملیبار سرانديب جاوا اور چین میں تجارت کرتے تھے سر سے پاؤں تک دنیا داریوں میں غرق تھے دولت دنیا کی بھی فراوانی تھی زن و فرزند تھے ان کی زبان اور فرصت کے لمحوں کی تبلیغ سے کیوں لاکھوں مسلمان ہو گئے اسی لئے کہ ان کی زندگی شریعت اسلامیہ کے قالب میں ڈھلی ہوئی تھی یہ تعلیم اسلام کا خود کامل نمونہ تھے ان کے اخلاق و عادات ان کے اقوال و اعمال ان کی عبادات و معاملات ان کی باہمی رواداریاں اور شریفانہ ہمدردیاں خود ایک زندہ تبلیغ کا درجہ رکھتی تھیں لوگ انہیں دیکھ کر صداقت اسلام کے معترف ہوتے اور مسلمان ہو جاتے اب جو عبادت گزار خدا پرست اور بزرگ بھی سامنے آتے ہیں وہ بھی ہر پہلو سے ایک مکمل نمونہ نہیں ہوتے۔

عبادت گزار ہیں تو اخلاق درست نہیں نرمی ہمدردی اور ایثار کی فقدان ہے خوش اخلاق ہیں تو معاملات صاف نہیں معاملات بھی صاف ہیں تو ارادوں میں پختگی طبیعتوں میں استقلال اور دلوں میں جوش و خلوص نہیں اثر ہو تو کیونکر ہو۔

عزم راسخ کی ضرورت

ہم کہہ چکے ہیں عملیات اخلاقی اور معاشی وغیرہ کوئی مشکل و دشوار امر نہیں ان کے لئے صرف ایک عزم کی ضرورت ہے اگر چند مسلمان ہی مسلمان بننے کا ارادہ کر لیں جوش و صداقت کے ساتھ کمربستہ ہو جائیں تو ایک قلیل وقفہ میں ملت کی حالت بدل سکتی ہے ہر قصبہ اور ہر شہر میں صرف چار آدمیوں کی ضرورت ہے جو ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود کے لئے اپنی زندگی وقف کر دیں اس طرح نہیں کہ وہ اپنا تمام وقت اسی مقصد کی تکمیل میں صرف کریں کمائیں محنت کریں بال بچے پالیں حسب حیثیت کھائیں پہنیں ملیں جلیں صرف اتنا کریں کہ سادہ اسلام کا ایک مکلف نہیں سادہ نمونہ بن جائیں۔

پانچوں وقت کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں۔ روزوں میں اپنی طبائع کو اور زیادہ منکسر و نرم بنائیں زکوٰۃ دیتے رہیں ضرورتمندوں اور کمزوروں کی امکانی اعانت و حمایت کریں سب سے اخلاق اور خندہ پیشانی کے ساتھ ملیں صاف رہیں شراب جوا غیبت و عیب جوئی حسد و ریا کینہ و فساد سے بچیں انکساری و ایثار سے کام لیں رسوم غیر شرعی سے اجتناب کلی رکھیں اور اپنے فرصت کے اوقات میں محلہ والوں کو نیکیوں کی تلقین کرتے رہیں جو ارکان اسلام کے پابند نہ ہوں انہیں پابند بنانے کی کوشش کریں جو تعلیم اسلام سے بیگانہ ہوں انہیں اخلاص و سادگی کے ساتھ تعلیم کریں غرور و نخوت کو پاس نہ آنے دیں اور اس امر سے نہ گھبرائیں کہ کوئی سنتا نہیں۔ ہدایت دینے والا خدا ہدایت دیگا کامیابی اسی کے ہاتھ میں ہے آپ کو کامیابی و ناکامی سے نہیں کام سے غرض ہونی چاہیئے کامیابی اللہ کے اختیار میں ہے آپ اپنا فرض ادا کیجئے یہ بہت آسان مگر نہایت متبرک و ضروری خدمت ہے۔ اصلاح مسلمین اور تبلیغ اسلام دونوں نہایت اہم اور بہ وقت کرنے کے کام ہیں ان کی طرف مسلمانوں کو اپنی اولین فرصت میں متوجہ ہونا چاہیئے کہ اس سے تمہارا پروردگار بھی تم سے خوش ہوگا اور خود کو اور قوم کو بھی فائدہ پہنچے گا۔

بقیہ مضمون صفحہ ۵۸)

ملکوں کے سبب کھانے بڑھانے کی تدبیر پر بحث کر کے سر ہربرٹ اسے تقریباً بالکل ناقابل عمل بتاتے ہیں کہ حبش جیسے غیر ترقی یافتہ ملک کا رقبہ چھیننے تک کے لئے بھی ایک ظالمانہ جنگ کی ضرورت ہے؟ نوآبادیوں کو جمعیۃ اقوام کے سپرد کر دینے کا بھی امکان نہیں۔ سر ہربرٹ کے نزدیک حل یہ ہے کہ بجائے سیاسی اور ملکی حل کے معاشی حل کی صورت نکالی جائے اس لئے کہ مسئلہ دراصل ممکنات غذا اور صنعت کے لئے کافی خام اجناس کا مسئلہ ہے تاکہ سب ملکوں کی آبادی بھی نہیں کہ زندہ رہ سکے بلکہ ترقی بھی کر سکے۔ دنیا اس وقت غذا اور اجناس خام سے بھری پڑی ہے اور ان کی رسد میں اضافہ کے امکانات تو بے اندازہ ہیں مشکل یہ ہے کہ کسی کو غذا اور اجناس خام مہیا نہیں ہو سکتیں جب تک ان کی قیمت ادا نہ کی جائے اور ان کی قیمت زر مبادلہ میں ادا نہیں کی جا سکتی جب تک کہ زر مبادلہ کی مقدار اتنی نہ بڑھا دی جائے کہ اس اضافہ کی وجہ وہ بالکل بے قدر ہو جائے

صاف بات یہ ہے کہ ان کی قیمت اگر ادا ہو سکتی ہے تو دوسرے اجناس سے یا خدمات سے اور معاشی قومیت کے مسلک نے اجناس اور خدمات کے ادھر سے ادھر جانے پر جا بجا پابندیاں عائد کر دی ہیں، اصل معاملہ یہ ہے اور نتیجہ بھی بالکل صاف ہے یعنی ہماری کوشش کا خاص مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ ان پابندیوں کو ہٹایا یا یہ نہیں تو کم تو ضرور کیا جائے۔

جب تک دنیا اور جمعیۃ اقوام سر ہربرٹ کے مشورہ پر عمل کرنے کے لئے آمادہ ہوں اٹلی تو وہ ناانصافی کو مٹانے کے لئے ناانصافی اور ظلم ہی کے نسخے استعمال کر رہا ہے اور اس سے روکنے والے بھی اس ناانصافی کی وجہ کو تسلیم کر کے اس نسخے کے استعمال کی مخالفت سے رفتہ رفتہ دستکش ہی ہوتے معلوم ہوتے ہیں۔ خدا رحم کرے۔

کیجئے اور اللہ پر بھروسہ کر کے آپ خود حسبِ اپنی طور پر کام شروع کر دیجئے مسلم اور غیر مسلم نوعیت کو نظر انداز کیجئے۔ چار بھائیوں کو ساتھ ملا کر کے کام شروع کر دیجئے ڈالئے پہلے چار ہم خیال آپ کی صحبت میں ہوں گے اور آپ کے دست و بازو آپ کا پہلا کام یہ ہونا چاہئے کہ آپ اس کے لئے اپنے اندر اتنا انقلاب اور اتنی ہمت پیدا کر لیجئے کہ غیر شرعی امور اور شہرت و نمود کے کام میں اعزا، و اقارب اہلِ محلہ اور اہلِ برادری کے مطاعن سے متاثر نہ ہوں اور جو قدم اٹھائیں شریعت غرائے اسلامیہ کی روشنی میں اٹھائیں۔

ہمیں علم ہے کہ بعض کوتاہ اندیش علماء اور مشیر ندوۃ العلماء نے آپ کے سامنے شریعت اسلامیہ کو ایک ہوا بنا کر پیش کیا ہے جس کی وجہ سے یہ عام خیال پیدا ہو گیا ہے کہ اس زمانہ میں شریعت پر چلنا غیر ممکن ہے ہمنے خود لوگوں کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اس زمانہ میں شریعت پر کون چل سکتا ہے یہ تو بال سے باریک اور تلوار سے تیز ہے آپ کے سامنے محتاط بزرگوں کے عمل کے نظائر قصوں اور حکایتوں کی صورت میں بھی پیش کی گئی ہیں جن سے شریعت کے غیر ممکن العمل ہونے کے متعلق جمہور کا خیال پختہ ہو گیا ہے عشاق اور خواص کے عمل تو خواص ہی کے لئے ہیں لیکن شریعت اسلامیہ جس کا نام ہے وہ ہرگز کوئی مشکل اور ناقابل چیز نہیں بلکہ آسان راہ ہے اتنی آسان راہ جس سے آسان کوئی راہ متصور نہیں ہو سکتی الدین یسر قول مبری ہے جسے کوئی غلط بتانے اور غلط کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

آسان سے آسان اصول

دن رات کے چوبیس گھنٹے میں صرف ایک گھنٹہ پانچ نمازوں کے لئے وقف کر دینا سال کے بارہ مہینے میں ایک مہینے کے روزے رکھ لینا سال بھر کی پس انداز رقم میں صرف ڈھائی فیصدی رقم اس کے نام پر بطور زکوٰۃ اپنے ہی غریب عزیزوں کو دیدینا اللہ کو معبود مطلق اور رسول کریم کو نبی برحق سمجھنا ان میں کونسی ایسی بات ہے جو غیر ممکن ہو یا تو ایک طرح مشکل بھی ہو رہا محاسب زنا چوری قتل فساد جھوٹ غیبت لڑائی جھگڑا یہ چیزیں ہمارے قانون ملکی میں بھی جرم ہیں اور کوئی انہیں مشکل جانتا ہوا نظر نہیں آتا ریا نمود غرور حسد غصہ فریب وعدہ خلافی غیبت عیب جوئی طعنہ زنی استہزا انھیں دنیا بھر برا کہتی ہے برے ہی انھیں برائی کہتے ہیں ان سے بچنا بھی کوئی مشکل نہیں گویا توحید رسالت روزہ نماز زکوٰۃ اور برائیوں سے بچنا اور نیکیاں کرنا ہی اسلام ہے اور بس جس کے لئے ایک پختہ ارادہ اور ایک عزم کے سوا کسی چیز کی ضرورت نہیں۔

خدا معلوم مسلمانوں نے اسلام کو کیوں مشکل سمجھ لیا اس سے زیادہ آسان تو دنیا میں کوئی مذہب بھی نہیں۔

تبلیغ کو بھی صد ہا الجھنوں میں جکڑ دیا گیا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی تبلیغی زندگی ہمارے سامنے ہے چند باتیں تھیں جنھیں سادگی کے ساتھ پیش کر دیا جاتا تھا اللہ ایک ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں نماز پڑھو روزہ رکھو زکوٰۃ دو زنا نہ کرو چوری اور ڈکیتی سے بچو اولاد کو قتل نہ کرو آپ نے یہ چیزیں پیش کر دیں لوگوں نے منظور کر لیں مسلمان ہو گئے عقل کار فرمائیاں کتنی ہی کر لو قضا و قدر حیات

ہوتی جس پر دل ٹھہر جائے گو وہی جیسے اور فروعی مسائل کے فلسفہ اور اہمیت پر بحثیں کرتے ہیں کر لیجئے بحث مباحثہ ایک نکتہ پہلو میں سے طویل ہو سکتی ہے لیکن اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا بلکہ عقلوں کا اختلاف الٹا گمراہ کر دیتا ہے حقیقت بہرحال حقیقت ہے متکلمین اور فلاسفروں نے خدائے قدوس کی قدرت و صفات کی حدود پر بہت کچھ خیال آرائیاں کیں لیکن نتیجہ کیا نکلا کچھ نہیں مرکزی نقطہ وہی رہا کہ خدا ایک ہے اور صاحبِ صمدیت ہے۔

اصلاح نفس کا تقدم

بہرکیف آج بھی تبلیغ کی صورت وہی ہونی چاہئے جو قرن اول کے ساتھ مختص تھی کہ سادگی کے ساتھ اصول اسلام پیش کئے جائیں اور انھیں ارکان اسلام کا پابند بنا دیا جائے اور بس۔ لیکن اس سے بھی زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ برائے نام مسلمانوں کو مسلمان بنایا جائے اور انھیں ارکان اسلام کا پابند بنایا جائے آپ اور آپ کے چار ہم خیال صرف اتنا کریں کہ صرف ارکان اسلام کے پابند رہیں اور معاملات و اخلاق میں ان کا دامن صاف رہے جمہور کو آپ کی حسن نیت اور حسن عمل کا یقین ہو پھر سب کام ہو سکتا ہے مشکل تو یہ ہے اور مصیبت یہی ہے کہ کام کرنے والے جس امر کی نصیحت دوسروں کو کرتے ہیں اس بیان کا عامل خود نہیں ہوتا۔ ایک بد اخلاق اگر ایک شخص کو اخلاق کی نصیحت کرے تو کیا اس کا خاک اثر ہوا ایک باپ ہے خود شراب پیتا ہے اور بیٹے کو اس سے بچنے کی نصیحت کرتا ہے کیا اس نصیحت کے وقت بیٹے کو یہ خیال نہیں آئیگا کہ ابا جان مجھے تو نصیحت کرتے ہیں مگر خود ساغر و مینا میں غرق رہتے ہیں وہ بظاہر تامل بھی کرے مگر بباطن کبھی وہ اس سے بچنے کی سعی نہ کرے گا۔

قرآن کریم میں خدا اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ جو خود نہیں کرتے وہ کہتے کیوں ہو کسی باخدا بزرگ کی بارگاہ میں ایک عورت آئی اور عرض کی کہ آپ میرے بیٹے کو نصیحت کیجئے کہ یہ گڑ نہ کھائے آپ نے فرمایا اچھا کل آنا دوسرے روز آپ نے اسے سمجھا دیا وہ کہنے لگی حضور یہ کیا بات ہے کل آپ نے کچھ نہ فرمایا آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں خود گڑ کھاتا تھا تیرے بیٹے کو کیونکر ممانعت کرتا اب جبکہ میں نے اسے چھوڑ دیا تو سمجھا دیا اس کے یہ معنی نہیں کہ کام کے نہ کرنے کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا جس پر کہنے والا خود عمل کر رہا ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اس کا یہ عمل عام نگاہوں سے پوشیدہ ہو بلکہ یہ ہے کہ کہنے سمجھانے اور نصیحت کرنے والے کے دل میں جوش پیدا نہیں ہوتا۔

الغرض جب تک خود پر مالگرمہ نہ ہو وہ دوسری چیز کیا گرم کر سکتا جب کوئی کام جوش اور خلوص کے ساتھ کیا جاتا ہے کسی کی نصیحت کی جاتی ہے تو اس کا اثر بھی ضرور اور گہرا ہوتا ہے جو دل سے نکلتی ہے دل پر ہی جا کر بیٹھتی ہے ہمارے اسلاف کو کیوں ہر کام میں کامیابی ہوتی تھی اسی لئے ان کے ارادوں میں پختگی نیتوں میں پاکیزگی حوصلوں میں بلندی اور نیتوں میں صداقت تھی اللہ پر بھروسہ کرتے تھے ہم میں یہ باتیں نہیں اس لئے اثر نہیں ہوتا ان کی شان دیکھ کر ہی نہیں سنکر دور بیٹھے ہوئے غیر مسلم معتقد ہو کر حلقہ اسلام میں آتے چلے جاتے تھے ایک صدی گزرنے پائی تھی انہوں نے ایران و روم تک اسلام پھیلا دیا اور ہماری صدیوں کی سعی و جہد بھی بارآور نہ ہوئی اس کا سبب صرف ہماری بداعمالیاں ہیں۔

بھی چین میں تعلیم یافتہ طبقہ کا بہت بڑا حصہ جاپانی اثر میں ہے ان لوگوں نے جاپانی مدارس میں پڑھا ہے جاپانی بے تکلفی سے بولتے ہیں اور جنہیں جاپان کے اثر میں رہنے سے شخصی فوائد کی توقع ہے ان لوگوں سے جاپان کو بڑی مدد ملی ہے امریکہ اور مغربی ممالک میں پڑھے ہوئے لوگوں کا اثر انہوں نے بہت کچھ کم کر دیا ہے اور آج بھی باوجود جاپان کی مخالفانہ سیاست کے پہلے سے بہت زیادہ تعداد چینی نوجوانوں کی جاپانی مدارس میں جا رہی ہے اور جاپان ان کے لئے ہر طرح کی آسانیاں بہم پہنچا رہا ہے اور اس بات کے قرائن نہایت قوی ہیں کہ جاپان شمالی چینی صوبوں میں اپنے موافق حکومتیں قائم کرا سکے گا۔ اور یہ اندرونی سیاست ہماس کے باعث چیانگ کائی شیک پر ایسا دباؤ ڈال سکے گا کہ وہ کسی طرح ہاتھ سے نہ نکل سکے اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ خود چیانگ کائی شیک کی تعلیم بھی جاپان ہی میں ہوئی ہے۔

چنانچہ اس دباؤ نے ۱۹۳۴ء میں چین کے نظام محاصل پر یہ اثر کیا کہ جاپان کے موافق کر لیا اس سے یہ بھی ہو سکتا ہے آئندہ چینی محاصل کی نگرانی پر ایک برطانوی افسر کی جگہ کوئی جاپانی مامور ہو۔ اگر اس سے یہ کام لیا جا سکتا ہے تو غالباً یہ لیا جائے گا کہ برطانیہ اور امریکہ اور دوسری مغربی قوموں کو چین معاشی مراعات دینے سے انکار کرے

اس صورت حال کو انگریزوں نے سب سے پہلے سمجھا ہے اور وہ اگر ایک طرف جاپان کے مقابلہ کے لئے اپنی قوت کے بڑھانے کی تدبیر سوچ رہے ہیں تو دوسری طرف چین میں اپنے موجودہ سرمایہ کی حفاظت اور اپنی موجودہ تجارت کے قیام کے لئے جاپان سے سمجھوتے کی فکر میں بھی ہیں انگلستان کا نہایت باثر سیاسی پرچہ راؤنڈ ٹیبل اپنی ستمبر کی اشاعت میں لکھتا ہے

”جاپان کے متعلق ہم اس وقت جو بھی بحری اور بری انتظامات کرتے ہوں اس میں شک نہیں کہ مسئلہ چین کا کوئی مستقل حل اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہماری عام سیاست سے یہ نتیجہ نہ نکل پائے کہ بحر الکاہل کے علاقے میں ہم جاپان سے ان مشکلات کے باب میں جو ہمارے اور جاپان کے تعلقات کو برابر کشیدہ کرتی رہتی ہیں کوئی مفاہمت کر لیں۔“

دنیا کی یہ سب سے قوی سلطنت جاپان سے کیوں مفاہمت چاہتی ہے اس لئے کہ جیسا ہم نے اوپر بتلایا جاپان نے اپنی سیاست سے چین کو بالکل اپنا دست نگر بنا لیا ہے اور برطانیہ نے اس ملک میں مدتوں کی کوشش سے اپنی تجارت قائم کی ہے اور سرمایہ لگایا ہے چین میں اس وقت سالانہ کوئی ۲۰ کروڑ روپے کا انگریزی مال جاتا ہے اور اس سے بھی زیادہ یعنی کوئی ڈھائی ارب روپے سے بھی زیادہ انگریزی سرمایہ چین میں لگا ہوا ہے چین کی موجودہ معاشی حالت سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں اشیاء صرف کی کھپت ایک عرصے تک نہ بڑھ سکے گی لیکن اشیاء دولت آفرین کی مانگ زیادہ ہوگی یعنی سرمایہ لگانے کے امکانات اور بڑھیں گے لیکن ایسا کرنے میں جاپان سے تصادم ہوگا جاپان کسی دوسرے ملک سے چین میں سرمایہ کی درآمد کو اس لئے شبہ کی نظر سے دیکھتا ہے کہ غالباً یہ معاشی اثر اس کے خلاف کام میں لایا جائے گا خود جاپان کی کوشش ہے کہ چین کو سب سرمایہ خود ہی فراہم کرے اور یہ اسی لئے آسانی سے ممکن ہے کہ خود دوسرے ملکوں سے سرمایہ حاصل کر کے اسے چین میں

رہا ہے لیکن دوسروں کو براہ راست وہاں سرمایہ نہیں لگانے دیتا جاپان کے پاس خود بھی تو کچھ زیادہ فاضل سرمایہ نہیں ہے

اس حقیقت پر انگریز مدبران سیاست جاپان سے سمجھوتے کی بنا رکھنا چاہتے ہیں چنانچہ راؤنڈ ٹیبل جو ان معاملات میں سب سے بہتر معلومات رکھنے والا پرچہ ہے لکھتا ہے :۔

”جاپان کو جلد یا دیر میں بدیسی سرمایہ درکار ہوگا اپنی بڑھتی ہوئی تجارت خصوصاً کو ملکی منڈی پہنچانے کے لئے اسے سرمایہ کی ضرورت ہوگی منچوریا کے لئے سرمایہ چاہئے اور چونکہ چین کے وسائل پر اس کا انحصار بڑھے گا تو ان کو ترقی دینے کے لئے بھی سرمایہ مطلوب ہوگا۔

پھر جب دنیا کی دوسری منڈیوں میں اس کے مال کی کھپت آخری منزل تک ترقی کر چکے گی تو وہ چین ہی میں اپنی صنعتی پیداوار کے لئے منڈی کی تلاش کرے گا اور اس کے لئے چینی معیشت کو ترقی دینے کی ضرورت ہوگی اور یہ اسی طرح ممکن ہے کہ چین میں سرمایہ لگایا جائے۔ لہذا آخر کار چین میں ہمارے اور جاپان کے مقاصد میں اختلاف کی حد ایک جگہ پہنچ کر ہی باقی جائے گی

اس لئے ۱۹۳۶ء کے بعد چین میں ہمارا مقصد صاف صاف یہ ہونا چاہئے کہ ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ چینی تعاون اور مناسب تحفظ کے ساتھ ساتھ مغربی سرمایہ بھی جاپان کی مدد اور رضامندی سے چین کے وسائل کو ترقی دینے میں کام آئے۔ جاپان کی چین میں دوہری حیثیت ہے ایشیا کے قائد کی اور کاروبار میں شریک کی ہمارا فائدہ اس میں ہے کہ اس کی دوسری حیثیت کو تقویت پہنچائیں جہاں تک حفاظت سے ایسا ممکن ہو اپنے تجارتی اغراض کو جاپان کے تمدنی اغراض سے مطابق کر لیں اور اسے یقین دلائیں کہ خود اس کے لئے سب سے بہتر سیاست یہی ہے کہ وہ شنگھائی کے عظیم الشان تجارتی عمارت میں مغرب کو اپنا ساتھی بنائے اور چینیوں کی اشتراک کو ترقی دینے میں مدد کرے۔“

قوموں اور ملکوں کی تقسیم پر کس سکون اور اطمینان قلب کے ساتھ اظہار خیال کیا گیا ہے۔

ایک چینی اخبار سے اقتباس

اس سلسلے میں تین سین کے ایک مشہور چینی اخبار آئی شی پاؤ سے ذیل کا اقتباس دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

کئی سال سے جاپان اور برطانیہ کے تعلقات کچھ مذبذب ہیں اور ظاہر تو یہ ہوتا ہے کہ مخالفت کے اسباب موافقت کے اسباب سے زیادہ ہیں لیکن یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ طرفین اس صورت حال سے مطمئن نہیں ہیں چنانچہ جاپان کے وزیر خارجہ نے اس اہم مسئلہ پر خاص توجہ شروع کر دی ہے لندن کے جاپانی سفیر مسٹر مٹسو دیرا کو جاپان بلا لیا گیا ہے تاکہ ان کی مدد سے تعلقات میں کوئی خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کی مستقل تدبیر نکالی جائے لندن میں جو جاپانی مشیر تجارتی رہتا ہے وہ بھی ٹوکیو بلا لیا گیا ہے اور خیال ہے کہ ان کوششوں میں اچھی کامیابی ہوگی سر لیتھ راس جو چین تشریف لائے ہیں کہ یہاں کے معاشی حالات کا مطالعہ فرمائیں ان کی تشریف آوری بھی بڑی حد تک اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے یہی وجہ ہے کہ وہ براہ راست چین تشریف لائے نہ راہ میں امریکہ میں قیام فرمایا گئے تو دو ہفتے کے لئے جاپان گئے تاکہ وہاں عہدہ داروں اور ساہوکاروں سے ان خیالات پر تبادلہ خیالات کر سکیں جن میں انگلستان اور جاپان

چین، جاپان اور دول مغرب

شخصیت انفرادی کی طرح شخصیت قومی بھی اپنے بقا و نمو کے لئے قوت کی محتاج ہوتی ہے اور جب یہ قوت نہیں رہتی تو اس کے اجزائے ترکیبی میں انحطاط اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور وہ ان چیزوں کی طرح جن کے عمل میں کسی مرکزی ارادہ کی کارفرمائی نہیں ہوتی اوروں کا آلۂ کار بن کر رہ جاتی ہیں تا آنکہ مقاصد میں ایک بے مقصد بے شعور تنکا۔

یہی وجہ ہے کہ آج چین کا مسئلہ حبش کی طرح دراصل ان شکاریوں میں باہمی سمجھوتہ یا تکرار کا مسئلہ ہے جو اسے اپنے کام میں لانا چاہتے ہیں یعنی چین کا مسئلہ روس و جاپان کا مسئلہ ہے انگلستان و جاپان کا مسئلہ ہے اگر نہیں ہے تو چین کا مسئلہ نہیں ہے

قدیم تاریخ کے دہرانے سے کچھ حاصل نہیں یہ سب کو معلوم ہے کہ سنہ ۱۹۲۲ء سے دول مغرب اور امریکہ نے چین کے مسئلہ کو یوں طے کر رکھا تھا کہ چین کی خود مختاری کی ضمانت ہونی چاہئیے اور بحر الکاہل میں قوتوں کا ایک ایسا توازن قائم کرنا چاہئیے کہ کسی کا پلہ بھاری نہ ہو اور بحری قوت میں ایک مقررہ تناسب کو سب تسلیم کریں خصوصاً جاپان امریکہ اور برطانیہ کے بیڑوں کی قوت میں ایک خاص تناسب مقرر کر دیا جائے سنہ ۱۹۳۶ء تک جاپان امریکہ اور برطانیہ کے بیڑوں کی قوت میں ایک خاص تناسب مقرر کر دیا جائے۔ سنہ ۱۹۳۱ء تک مسئلہ کا یہ حل کارگر ثابت ہوا لیکن سنہ ۱۹۳۱ء کے نصف آخر میں جاپان نے اس سیاست کا آغاز کیا جس سے اس حل کی ساری کی ساری بنیادیں دیکھتے دیکھتے ختم ہو گئیں چین کی خود مختاری کا خاتمہ ہو گیا اور اسی کے ساتھ بحر الکاہل میں توازن قوتی کا اب دول مغرب اگر اس حل کا کوئی حل سوچنا چاہیں تو انہیں جاپان سے معاہدہ کرنا ہوگا کہ اب چین کا مسئلہ درحقیقت جاپان کا مسئلہ ہے

چین کا علاقہ چھین کر جاپان نے اپنی قیادت میں منچوکو کی ریاست قائم کر دی جس کا پہلا اثر تو یہ ہوا کہ مشرق بعید میں روسی اثر کو ایک ضرب کاری لگی روس کی مشرقی توسیع کے مقابلے میں ہی جاپان کی ابھرتی ہوئی قوت نے ترقی کی تھی اور آج یہ ترقی اس درجے کو پہنچ گئی ہے کہ اس نے روسی توسیع کو تقریباً بند کر دیا ہے اور تیس برس سے جس ریل کا معاملہ روس اور جاپان کے تعلقات کو کشیدہ بنائے ہوئے تھا یعنی مشرقی چینی ریلوے اسے روس نے جاپان کے ہاتھ بیچ ڈالا ہے اس میں شک نہیں کہ اب بھی بہت سے مسائل ہیں جن پر روس اور جاپان میں اختلاف ہو سکتا ہے لیکن اس ریل کا معاملہ طے ہو جانے کے بعد ان دونوں میں جنگ کے امکانات بہت کم ہو گئے ہیں اس لئے کہ جاپان کو اس علاقہ میں غیر معمولی تقویت حاصل ہو گئی چین میں تسلط قائم کر کے اس نے روس کو اپنے مقابلہ میں کمزور کر دیا ہے اور روس سے کشیدگی کو کم کر کے اپنے مقابلہ میں روسی چین کا سہارا بھی بہت کچھ چھین لیا ہے۔

منچوکو کے قیام سے ایک بات یہ اور پیدا ہو گئی کہ چین کے مقابلے میں جاپان کو ایک بڑی کامیابی حاصل ہو گئی ہے آئندہ چین کے شمال میں بھی جاپانی قوت موجود ہوگی اور اگر جاپانی اثر کا یہ علاقہ منگولیا تک پھیل گیا تو روس چین سے بالکل جدا ہو جائے گا غرض جاپان نے اپنی سیاست اور اپنی فوجی اور بحری قوت سے چین میں اپنے قدم ایسے جما لئے ہیں کہ مغربی قوتوں کو اگر چین میں تجارت کرنی ہو یا اپنا سرمایہ لگانا ہو تو جاپان کی رضامندی کا حاصل کرنا لازمی ہے۔ جاپان کے ظلم پر چین میں یقینی غصہ ہے لیکن پھر بھی یہ دونوں قومیں ایشیائی ہیں بلحاظ تمدن رشتے انہیں باہم ملائے ہوئے ہیں اور جاپان کا یہ حوصلہ کہ وہ اس سارے علاقے کا قائد ہو جائے ایسا ہے جس کے پورا ہونے میں اب دول مغرب زیادہ عرصہ تک حائل نہیں ہو سکتیں خود چینی بھی شاید مغربی تسلط پر جاپانی تسلط ہی کو ترجیح دیں گے۔

چنانچہ جاپان نے اب صاف صاف اس بات کا اعلان بھی کرنا شروع کر دیا ہے کہ کوئی مغربی قوت چین میں معاشی یا سیاسی اثر بڑھانے کی فکر جاپان کی رضامندی کے بغیر نہ کرے۔ سنہ ۱۹۳۴ء میں جب مجلس اقوام کے ماہرین مغربی اور وسطی چین میں بہت سی معاشی تجاویز پر غور کر رہے تھے تو جاپان نے اس پر سخت ناخوشی کا اظہار کیا اور اس کے اخباروں نے صاف صاف لکھا کہ جاپان چین میں برطانیہ اور امریکہ کے ساتھ مساویانہ حیثیت سے تعاون پر تیار نہیں۔ انہیں پہلے جاپان کی قیادت کو تسلیم کرنا ہوگا اور جاپان کا یہ دعویٰ محض سخن پروری نہیں ہے وہ اس کی تدبیریں کر رہے ہیں اور کامیابی سے کر رہے ہیں انہوں نے چین کی طوائف الملوکی سے فائدہ اٹھایا ہے اور تمام صوبوں میں ایسی حکومتیں قائم کرنے کی تدبیریں کیں ہیں جو جاپان کو ہر طرح کی معاشی اور سیاسی مراعات دینے پر مجبور ہوں اور اتنی مضبوط نہ ہوں کہ جاپان کی قوت کا مقابلہ کر سکیں۔ چین میں مرکزی حکومت کو کمزور کر کے صوبوں کی حکومتوں کو اپنے اثر میں لینا چاہتا ہے یہی اس نے شمالی چین میں کیا ہے فی الحال تو وہ شمالی اور وسطی چین میں اسی قسم کا بالواسطہ تسلط چاہتا ہے [illegible] لکھا ہے ممکن ہے کہ اگر اس تدبیر سے جاپانی اغراض پوری طرح حاصل نہ ہو سکیں تو بلاواسطہ تسلط کا مسئلہ بھی سامنے آئے۔

چین کے شمالی صوبوں میں جاپان کی یہ تدبیر بڑی حد تک کامیاب ہوئی ہے جنوبی چین میں جاپان کا اثر کم ہے لیکن پھر بھی خارجی سیاست کے انقلابی فوکین میں اس کے قدم جمے ہوئے ہیں کینٹن اور کوانگسی کے جنوبی صوبے میں بھی اس کے کارندے مصروف ہیں اور ضرورت پڑے تو جاپان کانکنی تک کی قوت کو بہت نقصان پہنچا سکتے ہیں اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان سب باتوں سے چین میں ایک تنفس پیدا ہوگی کہ یہ تدبیریں زیادہ عرصہ تک کامیاب نہ ہو سکیں گی وہ غالباً حقائق سے پوری طرح واقف نہیں

شودر

(از جناب محمد شریف صاحب نسیم متعلم اسلامیہ کالج لاہور)

شودر کے لئے شبستان محمانہ ہے … وہ انسانی ستم اس بستی کا دل بیگانہ ہے

اتوار کا دن تھا رات کو بارش ہو چکی تھی وجہ سے ہلکے ہلکے بادل آسمان پر چھائے ہوئے تھے … کی طرح ادھر ادھر گھوم رہے تھے جب پاس کے مندر کا گھنٹی بج رہی تھی۔ موہنا مندر کے پروہت کی اکلوتی لڑکی ابھی سو رہی تھی کہ مندر کی گھنٹی کی آواز سن کر چونک پڑی۔

"ماتا! ماتا! پتاجی چلے گئے؟"

"وہ تو دیر کے مندر جا پہنچے ہوں گے" اس کی ماں نے جواب دیا۔

"مجھے ساتھ کیوں نہیں لے گئے۔ میں نے تو آپ کو کہا تھا کہ مجھے بھی ان کے ساتھ بھیج دینا!"

"بیٹی وہ آج سویرے اٹھے تھے اور جاتی دفعہ یہ کہہ گئے تھے کہ موہنا کو کچھ ناشتہ دے دو کھلا کر بھیج دینا اب تم اٹھو، ہاتھ منہ دھو کر کپڑے پہن لو پھر مندر چلے جانا تمہارے پتاجی تمہارا وہاں انتظار کر رہے ہوں گے۔"

موہنا جلدی جلدی تیار ہوئی اور مندر کی طرف چل پڑی مندر گاؤں کے جنوب کی طرف ان کے گھر سے قریباً آدھ میل کے فاصلہ پر تھا مندر کے پاس ہی ایک پانی سے بھری جھیل تھی جھیل کے اردگرد چھوٹے چھوٹے درخت تھے گاؤں کے چھوٹے بچے عام طور پر برسات کے دنوں میں اس جھیل کے کنارے کھیلا کرتے تھے موہنا اکثر مندر کو آتے جاتے اس جھیل کے صاف و شفاف پانی درختوں کے نیچے کھڑے ہو کر بہت دیر تک دیکھا کرتی تھی لڑکوں کو اس میں نہاتے اور اچھلتے دیکھ کر اسے بے حد مسرت ہوتی۔ مندر کے قریب پہنچ کر اسے کچھ خیال آیا کہ وہ جھیل کی طرف چل پڑی۔

وہاں پر ایک چھوٹا سا لڑکا جو موہنا کا ہم عمر تھا اکیلا ہی نہا رہا تھا کبھی اوپر اچھلتا کبھی غوطہ لگاتا کبھی پانی اچھالتا تھا موہنا نزدیک ہو کر دیکھنے لگی … اور کنارے کی طرف بڑھی کہ پاؤں پھسلا اور پانی میں آ رہی اگرچہ کنارے پر پانی زیادہ نہیں تھا لیکن پھر بھی تمام کپڑے بھیگ گئے موہنا پہلے باہر نکل کر رونا شروع کرنے لگی لیکن جب اس لڑکے نے زور سے قہقہہ لگایا تو وہ بھی ہنس پڑی کمسن لڑکے نے کنول کے پھول توڑے اور لا کر موہنا کے پاس ڈھیر کر دیئے۔

"کل میں یہاں نہانے آیا تو ایک جگہ میں بگلے کے بچے دیکھے تھے لیکن میں نہیں دکھاؤں گا"

"نہ دکھاؤ گے تو میں خود ڈھونڈ لوں گی"

"اونہوں تم تو سال بھر ڈھونڈتی رہو تو پھر بھی نہ ملیں لیکن اگر وعدہ کرو کہ کسی کو نہیں بتاؤ گی تو میں تم کو ابھی دکھا دیتا ہوں"

"اچھا میں وعدہ کرتی ہوں"

لڑکا بھاگ کر پاس ہی ایک جھاڑی میں سے بگلے کے بچے پکڑ لایا اور موہنا کے پاس رکھ دیئے۔

"یہ چھوٹے کیوں … ہیں" موہنا نے حیران ہو کر پوچھا "ان کو کیا ہو گیا ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا "نہیں تم غلط کہتی ہو یہ تو بھگوان جی کا … رہے ہیں"

"بھگوان جی کون ہے؟" معصوم لڑکے نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہوں ہوں! تمہیں بھگوان جی کا پتہ نہیں! بھگوان جی نے تو ہمیں بھی بنایا ہے تمہیں بھی بھگوان جی نے بنایا ہے ہاں اور مجھے تمہیں بھی اور ان پھولوں کو" "یہ سب ان کے بنائے ہوئے ہیں پتاجی کہتے تھے کہ سب چیزیں بھگوان کی بنائی ہوئی ہیں"

"وہ بھگوان کہاں ہے"

"میں تمہیں ہر روز مندر میں دکھاتی ہوں چلو تمہیں بھی دکھاؤں" موہنا نے پھول اٹھائے اور لڑکے نے بگلے کے بچوں کو گھونسلے میں رکھا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔

مندر میں پہنچے تو وہاں سے تمام پجاری جا چکے تھے فقط ایک نگہبان دیوار کے ساتھ بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ دونوں بچے چپکے سے مندر کے اندر داخل ہوئے مندر کے اندر چونکہ عجیب و غریب اور ہیبت ناک تصویریں اور بت تھے اس لئے معصوم لڑکا پہلے تو گھبرایا لیکن جب لڑکی نے بتایا کہ ان سے ڈرنے کی کوئی بات نہیں یہ سب اچھے دیوتا ہیں تو دل میں کچھ حوصلہ پیدا ہوا۔

"لیکن بھگوان جی کہاں ہیں؟" لڑکے نے پھر سوال کیا

"وہ درمیان میں دیکھو سب سے اونچے بھگوان جی ہیں" لڑکا آہستہ آہستہ آگے بڑھا اور ڈرتے ڈرتے بڑے بت کے بدن پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

"بھگوان جی تو بڑے سخت ہیں" اس نے جھجک کر کہا "یہ دیکھو ان کے پیر پر کس قدر میل جم رہی ہے دیکھو بھگوان جی کے آگے پڑے ہوئے ہیں لیکن بھگوان جی ان کو ہاتھ بھی نہیں لگاتے تم نے کہا تھا کہ بھگوان جی نے ہم کو بنایا ہے لیکن بھگوان جی بولتے کیوں نہیں اور یہ سو رہے ہیں" یہ کہہ کر لڑکے نے پہلے تو شانے ہلائے لیکن بھاری پتھر کہاں ہلتا تھا پھر کانوں کے پاس منہ لیجا کر پہلے آہستہ پھر زور زور "بھگوان جی بھگوان جی" کہنے لگا۔

"ایسا کرنے سے بھگوان جی خفا ہو جائیں گے ان کے سامنے کھڑے ہو کر پتاجی یہ شلوک پڑھا کرتے ہیں آؤ ہم بھی پڑھیں"

دونوں نے مل کر سنسکرت میں … جس سے لڑکا بالکل ناآشنا تھا ایک بھجن گانا شروع کیا آگے آگے لڑکی پڑھتی تھی اور ساتھ ساتھ لڑکا ذہین ہونے کے باعث لڑکے نے فوراً ہی اسے حفظ کر لیا اور پھر دونوں پہلے آہستہ اور پھر اونچی آواز میں گانے لگے۔ ان کی آواز سن کر مندر کا نگہبان جاگ اٹھا اور جب دیکھا کہ پروہت کی لڑکی کے ساتھ ایک اور لڑکا میلے پرانے کپڑے پہنے بڑے بت کے سامنے گا رہا ہے

"تمہارا نام کیا ہے اور تم موہنا کے ساتھ کیسے آئے"

"میرا نام مادھو ہے" لڑکے نے جواب دیا "میں بھگوان کو دیکھنے کے لئے آیا تھا۔"

"تم کون ذات ہو؟" اس کے جواب میں مادھو خاموش رہا

"تمہارا باپ کیا کام کرتا ہے" پجاری نے پھر پوچھا "وہ جوتے بنایا کرتا ہے"

یہ سنتے ہی پجاری پر بجلی کی طرح گر پڑی اس نے معصوم لڑکے کو پہلے تو دھکا دے کر زمین پر دے مارا پھر گھونسے کے جوتے وغیرہ سے غریب کی جس قدر ہو سکی تواضع

[redacted]

اغراض میں شریک ہیں۔

برطانیہ کی اس کوشش کی اصل وجہ یہ ہے کہ وہ مشرق بعید میں اپنی تجارت اور اپنی نوآبادیوں کی حفاظت چاہتا ہے اور خصوصاً شمالی چین میں اپنے معاشی اور تجارتی مفاد کو محفوظ کرنے کی فکر میں ہے اور اس کے لئے جاپان کو سے صلاح و مشورہ ضروری ہے اصل سوال یہ ہے کہ جاپان برطانیہ سے کیا مانگتا ہے اور آیا برطانیہ اس مطالبے کو پورا کر سکتا ہے یا نہیں؟"

پھر ٹوکیو کے مراسلات اور اخباروں کے مضامین سے اقتباسات دیکر یہ جریدہ اپنا خیال ظاہر کرتا ہے کہ جاپان برطانیہ سے یہ مطالبہ کریگا کہ وہ مشرقی ایشیا میں جاپان کی مخصوص حیثیت کو باضابطہ تسلیم کرے اور وہاں اپنے مفاد کی ترویج میں اس حد تک کرے جہاں تک کہ جاپانی تعاون کے ساتھ ممکن ہو مزید براں مشرقی ایشیا کی منڈیوں کو دوسری قوموں کے لئے کھلا رکھنے کے سلسلے میں جاپان برطانیہ سے یہ چاہے گا کہ جاپانیوں کو برطانوی نوآبادیوں میں ہجرت کر جانے اور اس کے تجارتی مال کو وہاں کی منڈیوں میں مقابلہ کا حق حاصل ہو۔

اس جریدے کے خیال میں انگلستان پہلے مطالبے کو مان لیگا اس لئے کہ انگلستان کی سیاست کی بنا اتفاق پر ہے اور واقعات کا تقاضا یہی ہے کہ اسے مانے بجز کوئی اور چارہ ہی نہیں جاپان کو جو حیثیت حاصل ہے وہ تو حاصل ہے ہی کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے لیکن دوسرے مطالبے کی نوعیت اور ہے اس باب میں تقاضا کی نوآبادیاں اس کو رد کریں گی اور خود اس کے معاشی اغراض اسے تسلیم کرنے سے باز رکھیں گے جاپانی برطانوی تعلقات کو استوار کرنے میں یہی دشواری ہو اور اسی وجہ سے اس باب میں زیادہ امیدیں نہیں باندھی جا سکتیں لیکن اگر فرض کیجئے کہ یہ سمجھوتا ہو گیا تو بھی اس کے معنے چینی نقطۂ نظر سے یہ ہونگے کہ شمالی چین پر معاشی تسلط میں جاپان کے ساتھ اور بھی شریک ہو جائینگے اور اس کا اقتدار بلا شرکت غیرے نہ ہوگا مگر اس سے چین کو فائدہ؟

اپنے نوشتہ تقدیر کو بھی قومی کس سکون و اطمینان سے پڑھ سکتا ہو۔

حبش اور جمعیۃ اقوام

جمعیۃ اقوام نے اپنے قیام کے بعد پہلی مرتبہ سیاست کی حقیقی گتھی کو سلجھانے کی کوشش کی تھی اور ہر چند کہ اٹلی کے مقابلہ میں برطانیہ کی انصاف پسندی کے محرکات باطنی دنیا کی نظروں سے بالکل چھپے ہوئے نہ تھے مگر پھر بھی تعجب تھا کہ انگلستان کی قیادت میں یہ جمعیت جس کے متعلق کہنے والے نے سچ کہا تھا کہ یہ تقسیم غنائم کیلئے ساختہ ہے محض حبش کی حمایت کے لئے نہیں بلکہ حق و انصاف کی تائید میں اپنے ایک با اثر رکن اٹلی کی ناجائز حرکت کے خلاف اٹھی ہے پہلی مرتبہ غاصب کو غاصب بتایا گیا اور اس کے غصب کو روکنے کی تدبیریں بھی ہوئیں مگر افسوس کہ انصاف دوستی اور حق پسندی کا یہ تجربہ زیادہ دن نہ چل سکا اور یہ توقع کہ دنیا کی تو میں اس جمعیت کے ذریعہ آئندہ قومی حملوں کا انسداد کر سکیں گی بظاہر عرصے کے لئے ختم ہوگئی اور جیسا کہ ہم نے ان صفحات میں پہلے چند بار لکھا تھا کہ فرانس نے اٹلی کی نجی دوستی کا حق ادا کیا اور انگلستان کو بھی اس پر آمادہ کر لیا کہ ایسے شرائط صلح پیش کئے جائیں جو اٹلی کے لئے قابل قبول ہوں۔ ان سطور کو لکھتے وقت ان برطانوی فرانسیسی تجاویز کے متعلق نہ جمعیت نے کوئی فیصلہ کیا ہے نہ اٹلی نے مگر فیصلہ کچھ ہو یہ بات اپنی جگہ پر ہے کہ انگلستان جس نے حبش کی حمایت میں

دنیا کی اخلاقی رہنمائی کا کام اپنے سر لیا تھا اس سے بالکل کنارہ کش ہو گیا اور اس کو فرانس کے خطرے سے جو مجبوراً اس نے پیش کیا وہ تسلیم کہ ان سے بہر لاٹھی والے کی بھینس کے اصول کی تصدیق ہوئی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ اطالوی اخبارات کا یہ طعن کہ اگر حبشہ کی جگہ برطانیہ ہوتا تو اسے بھی کسی کی حمایت کی ضرورت نہ ہوتی اپنی کامیابی کو جانا کچھ بے جا نہیں معلوم ہوتا۔

واقعہ یہ ہے کہ اس وقت حبش کی کمزوری اور اٹلی کی سینہ زوری کی وجہ سے دنیا کی رائے عامہ اٹلی کے کس قدر بھی خلاف ہو لیکن جمعیۃ اقوام اس وقت تک اس رائے عامہ سے پورا کام نہیں لے سکے گی جب تک کہ اقوام کی سیاسی اور معاشی ناانصافیوں اور حق تلفیوں کو رفع کرنے کی کوئی صورت نہ نکلے اور جبکہ اس کا قاعدہ ہے کہ پہلے ان کے تلف شدہ حق پورے ہوں گے جن میں قوت ہے کمزور کے حقوق کے احترام کی منزل تو بہت دور ہے کون جانتا ہے کہ انصاف سے محروم اسے اس منزل تک کب پہنچنے دیگی۔ مال قوت والوں کو ان کا حق ملنے کا وقت قریب ہے اور شاید انگلستان نے اپنی جدید تجاویز میں اٹلی کا یہ حق تسلیم کیا ہے۔

انگلستان کے مشہور لبرل سیاسی سر ہربرٹ سیمول نے نومبر کے سائنٹفک میگزین پرچہ میں جمعیۃ اقوام کے مستقبل پر ایک مضمون میں باوجود اٹلی کے خلاف اظہار کی مذمت کرنے کے لکھتے ہیں کہ اس پہلو پر روشنی ڈالی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلستان کے مفکرین سیاسی کے ذہن میں پہلی بار کھلے طور سے یہ بات موجود تھی کہ اخلاقی اصولوں سے جہاں تک کام نکل سکے نکالو مگر سیاسی قوتوں کی بنیادی تقسیم کو بھی نظرانداز نہ کرو اٹلی کو دبا دو دب جائے تو اچھا ہے ورنہ دبنے کو خود دب جاؤ۔

سر ہربرٹ لکھتے ہیں کہ کرۂ ارض میں خشکی کا رقبہ کوئی ۵۵ ملین مربع میل ہے اس میں سے ۱۲½ ملین سلطنت برطانیہ کے زیر نگین ہے ۸½ ملین روس کے ½ ملین فرانسیسی سلطنت کے ۳½ ملین ریاستہائے متحدہ امریکہ کے ۴½ ملین چین کے پاس ہے دشمنوں کو چھوڑ دیا یعنی ان پانچ دول کے پاس ۵۵ ملین میں سے ۳۴ ملین مربع میل ہیں یعنی کل کا ۶۲% بلجیم، ہالینڈ اور پرتگال کی نوآبادیوں میں ۴½ ملین مربع میل چلے جاتے ہیں اور یوں دنیا کا ۷۰ فیصد ان دول کے پاس آجاتا ہے۔

دول اس صورت حال سے غیر مطمئن ہیں وہ کہتی ہیں کہ جو یورپی ریاستیں اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں مضبوط تھیں اور جنہوں نے اپنے مواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھایا وہ نہایت آسانی سے یہ کہہ سکتی ہیں کہ بیسویں صدی کا حال مختلف ہے جمعیۃ اقوام کے قیام سے ایک نئے نظام کا آغاز ہوتا ہے اور اب ملکی گیری کا عہد ختم ہو چکا تو کیا اس کے معنے یہ ہیں کہ دنیا کا نقشہ اتفاق سے جو ۱۹۱۹ء میں تھا ہمیشہ کے لئے وہی رہے گا سو سال بعد بھی وہی اور ۵۰۰ سال بعد بھی وہی! یہ دول یہ بھی کہتی ہیں کہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ لوگ جن کے پاس دنیا کا بڑا حصہ ہے اپنے پھیلاؤ کے سلسلے کو اپنی ہی حدود کے اندر رکھنے کی کس طرح کوشش کر رہے ہیں آپ ہمارے آدمیوں کو ہجرت کر کے اپنے ملک میں بسنے ہی نہیں دیتے پھر آخر ہمارے ۹۰ ملین جاپانی، ۷۰ ملین جرمن، ۴۰ ملین اطالوی اور ۳۰ ملین پول کیسے جئیں اور پنپیں! اس مسئلہ کے حل کے

خلش تھی جسے وہ الفاظ میں خیال کرتی تھی اس کی روح میں ایک نغمہ تھا جس کا سننے والا کوئی نہیں تھا اس کا دل محبت، طاعت اور عبودیت کے پاکیزہ جذبات سے لبریز تھا لیکن اسے ایسا کوئی نظر نہ آتا تھا جس سے وہ ان جذبات کا اظہار کر سکتی کبھی کبھی وہ مندر جاتی اور معمول کے مطابق جھیل کے کنارے کھڑے ہو کر کنول کے پھول دیکھا کرتی۔

تقریباً چار سال کے بعد موہنا ایک دن مندر سے اکیلی واپس آرہی تھی جھیل کے کنارے درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ایک کمسن نوجوان گا رہا تھا موہنا گھر جا رہی تھی لیکن اس کی آواز کچھ ایسی دلکش معلوم ہوئی کہ جھیل کی طرف مڑی اور چپکے سے آہستہ آہستہ قدم بڑھاتی ہوئی اس کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی وہ اپنی دھن میں گا رہا تھا موہنا پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو رہی تھی۔

یہ وہی بھجن تھا جو کہ چار سال پہلے موہنا نے مادھو کے ساتھ مندر میں گایا تھا اس بھجن نے اس پر ایک گہرا اثر کیا نوجوان نے بھجن ختم کیا لیکن جب پیچھے مڑ کر موہنا کو کھڑے دیکھا تو گھبرایا اور جھجکا لیکن فوراً ہی پہچان گیا۔

"موہنا تم یہاں کیسے؟" "میں! مادھو میں کئی بار یہاں آچکی ہوں لیکن تم کو بہت دنوں کے بعد دیکھا، تم اتنی دیر کہاں رہے ہو؟ جس دن تمہیں مندر سے مار پڑی میں اس سے اگلے دن آکر بہت دیر تک تمہارا انتظار کرتی رہی لیکن تم نہ آئے۔"

"مجھے میرے پتا نے منع کر دیا تھا جب میں نے اس کو سارا واقعہ سنایا تو اس نے یہ کہا تھا کہ ہم اچھوت ہیں ہم برہمنوں کے مندروں کے پاس نہیں جا سکتے اور نہ ہی برہمنوں کے پاس کھڑے ہو کر باتیں کر سکتے ہیں ہم سے ان کے کتے بھی اچھے ہیں" یہ لفظ مادھو نے کچھ انداز سے کہے کہ موہنا پر اثر کئے بغیر نہ رہے۔

"نہیں مادھو یہ بات غلط ہے میں نے کئی بار سوچا لیکن میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم میں اور برہمنوں میں کیا فرق ہے میں نے تمہیں بھجن گاتے ہوئے سنا تمہاری آواز مندر کے تمام پجاریوں سے بہتر ہے یہ بھجن تمہیں ابھی تک کیسے یاد رہا؟"

"میں ہر روز اپنے گھر میں دیوتا کے سامنے بیٹھ کر گایا کرتا ہوں" مادھو نے جواب دیا۔

"دیوتا تم کہاں سے لائے؟"

"میں نے پتھر سے خود تراشا تھا وہ تمہارے دیوتا سے بہت چھوٹا ہے اگر تم دیکھنا پسند کرو تو میں ابھی اپنے گھر سے اٹھا لاتا ہوں وہ دیکھو سامنے ہمارا گھر ہے" یہ کہہ کر وہ اٹھا اور جھیل کے پاس والی ایک جھونپڑی سے ایک بت اٹھا لایا۔

"چونکہ مجھے اچھا پتھر نہ مل سکا اس لئے میں نے اچھا دیوتا نہیں تراشا اب میں نے چند پیسے جمع کئے ہیں اور میں سنگ مرمر خریدوں گا اور ایک ایسا دیوتا بناؤں گا جو کہ تمہیں بھی اچھا لگے لیکن موہنا مجھے ایک ہی بھجن آتا ہے مجھے چند بھجن اور سکھا دو تو میں تمہارا احسان کبھی نہ بھولوں گا۔"

موہنا شاید انکار کر دیتی لیکن مادھو کی ملتجی اور منتجی نگاہوں کے سامنے انکار نہ کر سکی اور آئندہ ہر اتوار کو مندر سے واپس آتے ہوئے تھوڑا بہت بھجن سکھانے کا وعدہ کر کے رخصت ہوئی۔

چند مہینوں میں مادھو نے جتنے راگ اور بھجن موہنا کو آتے تھے حفظ کر لئے اس کے بعد دو معصوم دلوں میں ایسی دیوار حائل ہو گئی جسے حیا کہا جاتا ہے

موہنا کے ساتھ مادھو کی ملاقات دنوں سے ہفتوں اور ہفتوں سے مہینوں اور سالوں میں تبدیل ہو گئی۔ مادھو ایک خوش وضع نوجوان بن چکا تھا موہنا کے اثرات نے اسے ایک زبردست شخصیت کا مالک بنا دیا تھا وہ اپنے وقت کا اکثر حصہ سنگ تراشی میں صرف کیا کرتا اس نے ایک حسین و معصوم اور محبت کرنے والا دیوتا بنانے کی بارہا کوشش کی لیکن ناکام رہا جتنا وہ سنگ تراشی میں ماہر ہوتا جاتا تھا اتنا ہی دیوتا کا تخیل اس کے دماغ میں بلند ہوتا جاتا تھا وہ ہر روز جھیل پر جاتا لیکن موہنا کو وہاں نہ پاتا کئی مہینے ناکام واپس آنے پر مایوس ہو گیا اور اس نے وہاں پر جانا چھوڑ دیا اس نے ایک نہایت اعلیٰ سنگ مرمر خریدا اور اپنے من کے دیوتا کے بنانے میں مصروف ہو گیا جس کا تصور اسے ہر وقت بے چین رکھتا تھا۔

اس دفعہ وہ ناکام نہ رہا اس نے ایک خوبصورت بت تراشا جسے تمام فنکار [illegible] مندر یا مہیلا لگتا تھا اس نے اسے تمام دیوتاؤں سے بلند جگہ پر رکھا ہر روز تازہ پھول لا کر اس پر چڑھاتا اس کے سامنے بھجن گاتا اس کی پوجا کرنے سے اسے ایک مسرت حاصل ہوتی تھی۔ یہ بت موہنا کا مجسمہ تھا ضعیف باپ کو اس کی حرکات ناپسند تھیں اور ڈر تھا اگر کسی برہمن پر راز فاش ہو گیا تو قیامت ٹوٹ پڑے گی وہ بیٹے کو اکثر سمجھاتا کہ ہمارا کام محنت مزدوری سے پیٹ پالنا ہے ہمیں ان شغلوں سے کیا واسطہ لیکن جس چیز کی جستجو مادھو کو بے قرار رکھتی تھی وہ بوڑھے باپ کے تحمل سے بھی باہر تھی آخر اس نے تنگ آکر بیٹے کو سمجھانا چھوڑ دیا بلکہ آہستہ آہستہ خود بھی اس کے ہاتھ کے بنائے ہوئے دیوتاؤں میں دلچسپی لینے لگا موت موقع اور محل نہیں دیکھتی مادھو کو اپنے باپ سے جدا ہونا پڑا۔ چونکہ اس کی ماں بچپن ہی میں فوت ہو چکی تھی اس لئے وہ دنیا میں اکیلا تھا اب اس کے لئے موہنا کے بت کے سوا کوئی اور دلچسپی کا سامان نہ تھا۔ وہ بہت سویرے اٹھتا اور نہا دھو کر موہنا کے مجسمے کے سامنے دو زانو بیٹھ جاتا وہ نہایت سوز و گداز سے بھجن گاتا اور بت کو پہروں ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہتا یہاں تک کہ اس کی آنکھیں تھک جاتیں اور سامنے ایک سیاہی سی طاری ہو جاتی اس سیاہی میں اکثر اسے ایسا معلوم ہوتا کہ مجسمہ ایک متحرک تصویر بن کر اسے مادھو مادھو پکار رہا ہے یہ کیفیت اس درجہ تک پہنچ گئی کہ مجسمہ دیکھتے ہی موہنا اس کے دل و دماغ پر ایسا تسلط کر لیتی کہ اس کے لئے یہ اندازہ کرنا مشکل ہو جاتا کہ وہ موہنا کو دیکھ رہا ہے یا موہنا اسے دیکھ رہی ہے۔

ایک دفعہ موہنا جھیل پر آئی مادھو کو وہاں نہ پا کر ایک نامعلوم جذبات کی کشش اسے مادھو کی جھونپڑی کی طرف لے گئی اس نے جھونپڑی کے باہر سے مادھو کو نہایت دلفریب آواز میں گاتے ہوئے سنا وہ آہستہ آہستہ ڈرتے ڈرتے جھونپڑی میں داخل ہوئی وہاں جا کر دیکھا کہ مادھو ایک مجسمے کے سامنے جو کہ اس نے تمام ٹھاکروں سے اونچی جگہ پر رکھا تھا دو زانو بیٹھا ہوا پر سوز آواز میں گا رہا ہے موہنا جھجکتے ہوئے قدم اور آگے بڑھی مادھو نے پاؤں کی آواز سنی اور جب پیچھے مڑ کر موہنا کو دیکھا تو [illegible] کے ساتھ آنکھیں جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"مادھو یہ کس کی مورتی ہے" موہنا نے کانپتی ہوئی آواز میں پوچھا۔

مادھو نے آہستہ سے آنکھیں اوپر اٹھائیں اور پھر نیچے جھکا لیں "موہنا [illegible] ہوتا ہیں لے بہت سوچا میں نے بہت ٹھاکر بنائے لیکن مجھے دنیا میں تمہارے سوا کوئی ایسا نظر نہ آیا جس کی مورتی مجھے پیاری لگے جس کے سامنے میں دو زانو ہو

کہ لیکن اس کا طیش کسی طرح کم نہ ہوتا تھا۔ "شودر بچہ، ناچ کمینے کتے تجھے دیوتاؤں کے پاس کھڑا ہونے کی جرأت کیسے ہوئی؟"

لڑکا جب کچھ ملک کی شدت اور کچھ پریشانی کی اور گھبراہٹ کی وجہ سے بیہوش ہو گیا تو نگہبان نے اٹھا کر اسے مندر کی چاردیواری کے باہر پھینک دیا۔ لڑکے کو جب تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو موہنا کو اپنے اوپر جھکے ہوئے دیکھا اس کی سیاہ آنکھوں سے آنسو موتیوں کی طرح بہ رہے تھے اس کا گلابی چہرہ زرد ہو رہا تھا۔

"تمہیں زیادہ چوٹ تو نہیں لگی مجھے پتہ ہوتا تو میں تم کو یہاں کیوں لاتی میں نے جب اس سے پوچھا کہ تم کو اتنا کیوں مارا تو اس نے یہ کہا کہ تم شودر ہو مندر تمہارے قدموں سے ناپاک ہو جاتا ہے۔"

"میرے پاؤں گندے تو نہیں تھے میں تو ابھی ابھی نہایا تھا۔"

"اچھا میں کل پتاجی سے پوچھوں گی کہ تم کو اتنی مار کیوں پڑی اور اسے سزا دلواؤں گی۔"

۲- عین دوپہر کے وقت موہنا اپنے گھر پہنچی ماں اور باپ نہایت بیتابی سے اس کا انتظار کر رہے تھے۔

"موہنا تم نے اتنی دیر کہاں لگائی؟" باپ نے محبت بھری آواز سے پوچھا۔

"پتاجی۔ میں جھیل میں گئی تھی اور وہاں پر۔۔۔" "اور وہاں پر کیا ہوا؟"

موہنا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن اس کی آواز بیٹھ گئی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور گلابی دوپٹے میں اپنے معصوم چہرے کو چھپا کر ہچکیاں لینے لگی۔

"ہاں ہاں تم تو رو رہی ہو بتاؤ تو سہی کیا ہوا؟"

"بیٹی بتاتی کیوں نہیں" ماں نے کہا "کس موئے کی شامت آئی ہے کہ تجھے کچھ کہا"

موہنا کی طبیعت ذرا سنبھلی اور پھر کہنا شروع کیا جب میں جھیل پر پہنچی تو وہاں پر ایک لڑکا نہا رہا تھا اس نے مجھے کنول کے پھول دیئے اور گلے کے نیچے دکھائے اس نے مجھے بتایا کہ میں نے بھگوان جی کو نہیں دیکھا میں اسے بھگوان جی دکھانے کے لئے اپنے ساتھ مندر میں لے گئی وہاں پر ہم دیوتا کو دیکھ رہے تھے کہ نگہبان نے آکر اسے بہت مارا اور جب وہ گر پڑا تو اٹھا کر اسے باہر پھینک دیا اور مجھے بھی گھورتے ہوئے کہا کہ تم ایک اچھوت کو ساتھ کیوں لے آئی ہو۔

"اچھوت!" پروہت نے گھبرا کر کہا "تمہیں پتہ نہیں کہ اچھوت کو مندر میں لے جانا کتنا پاپ ہے اور یہ پھول تم نے ایک اچھوت کے ہاتھ سے لئے ہیں آہ بھگوان ہم پر دیا کر۔۔۔ اوہ!!! اوہ!!! اوہ! تم ابھی بیٹی کو نہلا کر کپڑے پہنا۔ یہ ناپاک ہو گئی ہیں۔ موہنا ان پھولوں کو فوراً پھینک دو یہ ناپاک ہیں۔"

"نہیں پتاجی یہ تو اس نے بہت صاف پانی سے توڑے تھے۔"

"پانی صاف ہو یا گدلا لیکن ایک شودر کے ہاتھ سے توڑے ہوئے پھول ہمیشہ ناپاک رہتے ہیں۔"

"پتاجی اس کے ہاتھ بھی بہت صاف تھے جب میں گئی تھی وہ نہا رہا تھا۔"

"ایک شودر نہا کر بھی صاف نہیں ہو سکتا کچھ بھی کرے وہ شودر کا شودر ہی رہے گا"

یہ کہتے ہوئے پروہت نے موہنا کے ہاتھ سے پھول چھین کر باہر صحن میں پھینک دیئے صحن میں ایک گائے کھڑی تھی پھول دیکھ کر لپکی [illegible] چلانا شروع کیا۔ ماتا! ماتا! یہ پھول نہ کھانا یہ ایک شودر کے چھوئے ہوئے ہیں ناپاک ہو جاؤ گی ... بھوکی تھی ایک آن کی آن میں ہڑپ کر گئی۔

"موہنا، موہنا تم نے کتنا پاپ کیا ہے کہ گئو ماتا کو شودر کے ہاتھ کے پھول کھلا

دیئے۔" "پتاجی میں نے ابھی کہا نا ہوں آخر ہم اس کے ودھ ہیں [illegible] پتاجی بھگوان نے ان کو بھی تو ہماری طرح ہی بنایا ہے پھر ان کے ہاتھ سے کوئی چیز ناپاک کیسے ہو جاتی ہے ان کے پاؤں ناپاک کیسے ہیں سب ہماری طرح ہیں ان کے جانے سے مندر کیسے ناپاک ہو جاتے ہیں ان کی آواز سن کر دیوتا ناراض کیوں ہو جاتے ہیں کیا ان کو بھگوان جی نے نہیں بنایا۔"

"ان کو بھگوان جی نے بنایا ہے لیکن جو مٹی ان کو لگائی ہے وہ گندی ہے۔"

"بھگوان جی نے ان کو گندی مٹی کیوں لگائی صاف کیوں نہیں لگائی؟"

"بیٹیا وہ ہماری سیوا اور غلامی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، اگر بھگوان صاف مٹی لگاتا تو ہماری سیوا کون کرتا۔"

موہنی یہ سن کر خاموش ہو گئی لیکن وہ ایسے بھگوان کو جس نے کسی کو صاف کسی کو گندی مٹی سے پیدا کیا ہو دل ہی دل میں کوس رہی تھی۔ اس دن سے تنہائی میں اکثر اس بات پر بہت غور کیا کرتی اس کے دل میں بھگوان ایک عظیم الشان لیکن ہیبت ناک، ایک زبردست مگر ناانصاف [illegible]

ایک دفعہ ایک سنگ تراش ایک سنگ مرمر کا بت تراش کر لایا موہنا کے والد نے اسے بہت سی قیمت پر خرید کر گھر میں رکھ لیا۔ تمام گھر والوں کی طرح موہنا بھی ہر روز اس کی پوجا کرتی تھی۔ ایک دن اس کے سامنے تنہا شیریں آواز میں بھجن گا رہی تھی گاتے گاتے اس پر وہ کیفیت طاری ہو گئی جو بعض اوقات گویوں پر ان کے اپنے ہی راگ سے پیدا ہو جاتی ہے موہنا نے راگ ختم کرکے آنکھیں دیوتا کی طرف اٹھائیں اور دیر تک اس کو دیکھ کر "اچھے دیوتا! بتاؤ میرا بھجن پسند کیا؟ کیا آپ خوش ہیں؟ بولتے کیوں نہیں کیا آپ ناراض ہیں؟ اچھا میں پھر گاتی ہوں۔"

موہنا نے بھجن دوبارہ شروع کیا اور آواز بلند کرنے کی کوشش کی لیکن اس کی آواز اس کے قابو میں نہ تھی اس پر ایک عجیب ایک گھبراہٹ اور سنسنی طاری ہو گئی گلا بیٹھ گیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے وہ گھبرا کر باہر نکلی اس کے گھر کے پاس ہی ایک آم کے درخت پر ایک کوئل "کو ہو، کو ہو" کے نغمے الاپ رہی تھی موہنا دیر تک کھڑی اسے سنتی رہی کیا کوئل بھی کسی دیوتا کے لئے بھجن گا رہی ہے اس کے دل میں یہ خیال بار بار آتا تھا یہ آواز اسے اپنی آواز سے کہیں زیادہ دلفریب معلوم ہوتی تھی کوئل کا بھگوان کون ہے؟ کیا دیوتا جن کی میں پوجا کرتی ہوں؟ "نہیں ہرگز نہیں" اس کے ضمیر نے آواز دی۔

۳- اس کے بعد دن گزرتے گئے اس کے ساتھ ہی موہنا کے خیالات میں بھی ایک عجیب تغیر پیدا ہوتا گیا۔ اس کے معمول میں سنگ مرمر کے دیوتا کی پرستش کم ہوتی گئی وہ دن کے وقت سورج اور رات کو چاند اور ستارے دیکھتی وہ اسے پتھر کے دیوتا سے کہیں زیادہ خوشنما لگتے وہ کسی ایسے دیوتا کی جستجو میں تھی کہ جو چاند سے زیادہ خوشنما سورج سے زیادہ جاہ و جلال رکھنے والا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبت کرنے والا ہو اس نے کئی بار چکنی مٹی لے کر طرح طرح کے بت بنائے لیکن اس کی طبیعت کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔

کچھ عرصے کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ اس کے دیوتا یا بھگوان کا تصور جو اس کے دل میں تھا اس کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں سے کہیں بلند تھا اس کے بعد اس کی ناکامی نے اداسی اور افسردگی کی صورت اختیار کر لی اس کے دل میں

لاشہ پچھاڑ کے ادھر باپ گر پڑے — غل ڈالا مقتل میں کہ شبیر گر پڑے
بیہوش تھا جو ساعت کمال کے بعد جب — دیکھا کہ مضطرب ہیں شبیہ رسول رب
آنسو بہا کے رکھ دیئے بیٹے کے لب پہ لب — چلانے لگے کہ چھوڑ چلا ہم کو یہ غضب
دل سے لگے بیٹے کی مسرت کا ارد — باہیں اٹھا کے باپ کی گردن میں ڈال دو

امام عالی مقام کی صدائے درد و غم کو سن کر جناب علی اکبر نے آنکھیں کھول دیں گویا کہ دیا مدد کے منتظر تھیں ابھی تک جان آنکھوں میں آئی ہوئی تھی۔

اکبر نے آنکھیں کھول کے دیکھا رخ پدر — گالوں پہ اشک آنکھوں سے ٹپکے ادھر ادھر
فرمایا شہ نے زانو پہ رکھ کر سر پسر — روتے ہو کس کے واسطے اے غیرت قمر
بیال سے اپنا لکھ کے آل پیمبر سن لیجیئے — غم ماں کا ہو تو آؤ تمہیں گھر میں لے چلیں
کی عرض مہلت اتنی کہاں اے امام — اب کیجئے قبلہ رو کہ نکلتا ہے تن سے دم
دولت ملی کہ دیکھ لئے آپ کے قدم — غم ہے نہ کچھ فراق ہے کچھ نہیں ہے غم
ساتھ آئے مجھے جو چاہنے والے حضور کر — روتا ہوں اس سے کہ اکیلے حضور ہیں
شہ نے کہا کہ میرے لئے جیتا نہ دو بس — ہو گئے جہاں سے جاتے ہیں تھوڑا سا پیش ہیں
دنیا کی آرزو ہے نہ جینے کی کچھ ہوس — میرے لئے ہے اب دم خنجر ہر اک نفس
اکبر ترے الم سے جگر چاک چاک ہے — جب زندہ ہو تو باپ کے سینے پہ خاک ہے
یہ بات سن کے لینے لگا ہچکیاں پسر — سوکھی زباں دکھائی کہ پیاسا ہوں لب پہ پر
ندوی اجل کی چھا گئی چہرے پہ سر بسر — دو بار رو لی کہ راہ کے کروٹ ادھر ادھر
دنیا سے انتقال ہوا نور عین کا — ہنگام ظہر تھا کہ لٹا گھر حسین کا

ناظرین کرام ذرا غور کریں اور امام مظلوم کی بے کسی اور درد و غم حسین کا اس وقت اندازہ لگاؤ دل پر صبح سے اس وقت تک آپ نے کتنے زخم کھائے کیا ان صدموں کے مقابلہ میں جان دینا اور مرنا آسان نہیں ہے؟ مددگاروں کا مرنا بھائیوں کا، عزیزوں کا صدمہ بھتیجوں کا داغ اور اب آخر میں جوان فرزند کا اس بے کسی و بے بسی میں بچھڑنا الٰہی! کبھی کس طرح ایک ایک قطرہ آب کو ترس ترس کر سب کا اور آپ سب کی جان نا تواں پر تھا کسی کو صرف شوہر کا غم کسی کو صرف بیٹے کا غم کسی کو بھائیوں کا غم مگر اکیلے ان حسین تھے جو سب کا غم اٹھائے ہیں جتنے تیر اب تک الگ الگ شہیدوں پر لگے تھے جتنی تلواریں شہداء کے جسموں پر لگی تھیں جتنے نیزے اور برچھیاں علیحدہ علیحدہ مسلموں پر چلیں تھیں سب حسین مظلوم کے دل و جگر کے پار ہو گئیں جو زخم جس شہید کے جسم پر تھا وہ حسین کے دل پر بھی تھا غرضیکہ مظلوم دو جہاں امام علیہ السلام کا درد و غم لا محدود تھا اس پر سب سے آخر میں فرزند جوان کی موت اور موت بھی ایسی دردناک حالات کے ساتھ کہ سارا جسم تیروں کی چھلنی تمام بدن گرد اور خون سے تر اور تمام اعضاء زخموں سے چور تھا اس حالت میں فرزند دلبند کو خاک و خون میں تڑپتا اور زمین پر پڑا ہوا ایڑیاں رگڑتا دیکھ کر جو حال امام عالی مقام کا ہوا ہو گا کس کا کلیجہ ہے جو بیان کر سکے۔

دیکھی عجیب حالت فرزند نوجواں — پیکاں گلے میں ہونٹوں پہ نکلی ہوئی زباں
تن پر جراحت تیر و خنجر و سناں — گردن تھی کج پھری ہوئی آنکھوں میں تھی نشاں
ماتھوں سے مرتیوں کے جو آنسو ٹپکے تو — چہرہ سفید خاک میں تکیہ کئے ہوئے

اس حالت کو دیکھ کر اس مظلوم باپ پر کیا بیتی ہو گی جس کا آخری سہارا اس طرح کربلا کی گرم و تپتی ہوئی ریت پر تڑپ رہا ہو گا اس بے کسی کو دیکھو کہ اس وقت کوئی مددگار اتنا بھی نہیں کہ فرزند کی لاش ہی کو اٹھا دے سکے خیمہ تک پہنچا دے چار سکتے نہ جے پر جنازہ اٹھانا میسر نہیں کم از کم ایک اکیلی تو ہوتا ٹوٹ کے کر باپ کو بیٹے کی لاش اٹھانے اور خیمہ تک پہنچانے میں مدد دیتا مگر افسوس یہی مظلومیت اور یہ ہی بیکسی انتہا کی تھی۔ نہیں اور امام عالی مقام کو تنہا جوان بیٹے کی لاش خیمہ تک لانی پڑی بہت کو میدان میں کیسے چھوڑ دیتے کیا ممکن تھا کہ کوئی دشمن لاشہ علی اکبر کو بعد زندگی کے جسم کو بیکار حضرت خیمہ کی طرف چلے ہیں اور خیمہ میں اطلاع ہوئی کہ جناب امام عالی مقام یعنی بیکس و مظلوم باپ شہید بیٹے کی لاش لا رہا ہے اس وقت خیمہ اطہر میں جو قیامت برپا ہوئی ہو گی کیا کوئی اس حسرت و یاس کا اندازہ لگا سکتا ہے؟ ماں کی ممتا بھری کی چاہت اور سکینہ معصومہ کی محبت اگر لاش کو دیکھ کر مضطرب و بیقرار ہو کر سر پیٹنے لگیں تو کون سا حیرت کا مقام ہے رانڈ بیبیوں یتیم بچوں اور غریب الوطن سیدانیوں میں قیامت برپا ہوئی ہو تو کونسی تعجب کی بات ہے کیا یہ کیفیت نہ ہوئی ہو گی ؎

لاش کے پاس ہائے علی اکبر کہہ کے ماں گری — ہاتھوں سے دل پکڑ کے پھوپھی تو مچل گری
دل پر ہر ایک کے برق غم نوجواں گری — غش ہو کے یاں گری کوئی اور کوئی وہاں گری
چھوٹی بہن جو لاشہ سے اکبر لپٹ گئی — اک حشر ہو گیا صف ماتم الٹ گئی

مادر اکبر کا بین

ہر لاکھ نہ دکھا سکیں کہ حضرت علی اکبر کی ماں گرامی کی حالت کا نقشہ دکھائیں مگر یہ ممکن ہی نہیں میر انیس علیہ الرحمہ نے کوشش کی ہے خدا ان کو اجر جزیل عطا فرمائے اس کو ملاحظہ فرمایئے اس سے کچھ تو ہلکا اور دھندلا سا خاکہ پیش نظر ہو جاتا ہے ؎

چلاتی تھی ارے مرا پیارا ہے کس طرف — اے آسماں وہ عرش کا تارا ہے کس طرف
اے ابر شام چاند ہمارا ہے کس طرف — اے ارض کربلا وہ سہارا ہے کس طرف
ہے ہے نشاں نہیں ہے جہان میں جہان کی — میت کدھر کو ہے مرے گھر بار جان کی
اے میرے لمبے گیسوؤں والے کدھر ہے تو — ہے ہے مری غریبی کے پالے کدھر ہے تو
واری کہاں لگے تجھے بھالے کدھر ہے تو — گر کے پھر بھی جگر کو سنبھالے کدھر ہے تو
اٹھارہ برس جواں تک کہاں ہو گئی تجھے — اے نور عین کس کی نظر کھا گئی تجھے
ہے ہے مرے سعید وہ رشید و حسین جواں — خوش خو جواں غریب جواں مہ جبیں جواں
صفدر جواں شکیل جواں نازنیں جواں — کس نے تجھے مٹا دیا اے حسیں جواں
آغاز تھیں سینہ ابھی ایسے سن پہ تجھے — تجھے مرنے ابھی تو سہرا مرنے تجھے

حضرت علی اکبر کی موت ایسی موت نہ تھی جس کا غم کسی کے لئے بھی قابل برداشت ہوتا مگر سید العابدین نے فرمایا اور سیدانیوں کو یہ کہہ کر صبر کی تلقین کی کہ علی اکبر علیہ السلام تو جانے سے پہلے جو وصیت کی تھی وہ یہی تھی کہ ماں اور پھوپھی سے کہہ دیجئے گا کہ وہ صبر فرمائیں اور میرے ماتم میں منہ پر طمانچے نہ ماریں سینہ کوبی نہ کریں اور بال نہ نوچیں۔ دیکھیں سیدانیوں نے اس وصیت کی تعمیل کی اگرچہ دل پھٹے جاتے تھے جگر کے ٹکڑے ہو رہے لیکن زبان اور ہاتھ سرد ہے آشنا نہ تھیں آنسو ہی کی ایک دریا جاری تھی آہ و نالہ سے مرغان صحرا کے دل دہل رہے تھے مگر کیا مجال کہ خاندان رسالت کے عفت مآب کے منہ سے ایک لفظ زبان سے نکل جائے جناب امام حسین کے دل پر جو صدمہ گزرا اس کا اندازہ صرف اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آپ کے ریش شریف کے بال صبح تک سیاہ تھے لیکن فرزند جوان کی موت سے یکایک سفید ہو گئے

حضرت ام لیلیٰ جناب شہربانو اپنے فرزند علی اکبر کے غم میں پہلی ہی دن بے حال میں سے پاس امام عالی مقام تشریف لے گئے جو آپ کو دیکھ کر اور بھی بے قرار ہو گئیں جوانا مرگ بیٹے کو یاد کر کے رونے لگیں یہ وقت بہت دردناک تھا مگر ہمارا قلم اتنی ہمت نہیں رکھتا کہ اس کو قلمبند کریں میر انیس کی زبان سے سن لیجئے۔

سچا شہادت نامہ

امام ہمام سیدنا حسین علیہ السلام کی دردناک اور الم انگیز شہادت ایسی جانگسل شہادت تھی جس پر تیرہ سو برس سے برابر لکھا جا رہا ہے اور تا قیامت برابر لکھا جائیگا اور دنیا کا کوئی بھی بڑا سے بڑا حسین بیان قلم کبھی نہیں ادا کر سکیگا لیکن افسوس یہ ہے کہ اب تک بہت ہی کم کتابیں ایسی ہونگی جو شہادت حسین کا صحیح آئینہ ہوں شیعوں کو چھوڑتے ہوئے سنی بھائیوں کی بھی اس پر کافی اور شہادت نامہ کے سلسلہ میں جو کتابیں لکھی گئی ہیں ان میں اکثر وہ ہیں جو فرسودہ غلط روایات اور فرضی حکایات سے بھری ہیں بعض میں حسب الحمیہ کے غلط سے امور کو اس وجہ سے علحدہ کر دیا حضرت عثمان کو بھی نہ چھوڑا گیا بعض کتابوں کو غیر معمولی دردناک بنانے کے لئے ایسے بیہودہ اور غیر فطری جذبات کا اظہار کیا ہے جو قرین قیاس ہی نہیں ہیں میں نے سچا شہادت نامہ میں سب باتوں کو ملحوظ رکھا ہے واقعات شہادت پر سب سے بڑی کتاب ہے اس سے بڑا شہادت نامہ ہے ہر بات کی کتب سے ماخوذ ہے اس لئے سچا شہادت نامہ سب واقعات کے حالات کی صحیح روشنی ہے اس لئے موثر شہادت نامہ ہے گو واقعہ کی المناکی کم نہیں لیکن میر انیس کے صحیح شعر اور بالکل نئی چیزیں شامل کر دی ہیں اس لئے یہ دردناک شہادت نامہ بھی ہے آپ لوگ اس سال سے مدد ہوگا میں اپنی کسی خدمت کو خود نہیں سراہتا آپ خود ہی تعریف فرماتے ہیں اس لئے اس کتاب کے متعلق مجھے یقین ہے کہ آپ بہت پسند فرمائینگے دوسرا اس میں سب سے بڑی خصوصیت جو ہے وہ یہ بالکل ختم ہوگا اب یہ عہد ہیں اگر اجتماع مسلمین میں یہ شہادت نامہ پڑھا جائے تو قدرتی طور پر لوگ اتباع حسین میں فنا کا راز اپنا لیں پھر مسلمان بن جائیں اور انشاءاللہ مومن کی شور عبث سے دل کا اسلامی رنگ دور ہو جائے مجلد کتاب ہے اور مجلد کی قیمت صرف ایک روپیہ دو آنے ہے در حقیقت اس میں فخر کے ہیں بڑا سچا، موثر اور دردناک ہونے کے ثبوت میں ایک ٹکڑا پیش کرتا ہوں پوری کتاب کے متعلق آپ خود ہی اندازہ فرمالیں گے۔

پیاسا فرزند تشنہ کام باپ کے پاس

حضرت علی اکبر تشنہ لب پیاس کی شدت سے اس قدر بے حال ہوئے کہ دشمنوں پر حملے کرتے اور زخم پر زخم کھاتے ہوئے والد تشنہ کام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بابا جان سے عرض کیا کہ اے فرزند ساقی کوثر اے شاہ مجبور پیاس نے تو مجھکو ہلاک کر ڈالا اور لوہے کے بوجھ نے اور بھی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے کیا تھوڑے سے پانی کا بندوبست ہو سکتا ہے کہ تازہ دم ہو کر ان دشمنوں پر اور زیادہ خدمت کی تو صفہ کر دوں۔

کیسی بے کسی اور کس درجہ بے بسی کا عالم تھا اس مظلومیت کا کیا ٹھکانا کہ ساقی کوثر کے فرزند سے اس کا جگر گوشہ ایک جام آب طلب کرتا ہے اور مرنے سے چند لمحے پہلے مگر مظلوم باپ کی اتنی قدرت نہیں کہ بیٹے کا حلق تر کر سکے پانی کہاں تھا مظلوم حسین بیٹے کی پیاس بجھاتا فرزند دلبند کی فریاد کانوں میں آئی اور ساتھ ہی نظر اٹھی تو دیکھا کہ بیٹا لہو میں تر اور کپڑے خون میں شرابور ہیں حسرت و یاس میں جواب دیا جان پدر کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علی اصغر اور سکینہ پیاس کے مارے تڑپ ہی رہے ہیں پانی کہاں ہے جو تم کو دوں اے فرزند دلبند مجھ پر تمہیں میرے نانا رسول اللہ اور پدر علی مرتضیٰ پر بھی یہ نہایت شاق ہے کہ تو استدعا کرے اور وہ جواب نہ دیں اور تو دہ کر پکارے اور کوئی جواب نہ دے۔

پھر آپ نے حضرت علی اکبر کی زبان اپنے دہن مبارک میں لیلیا سمیں تری کہاں سے آتی حضرت علی اکبر نے کہا بابا جان آپ کی زبان مبارک تو مجھ سے بھی زیادہ خشک ہے اس کے بعد جناب امام عالی مقام نے اپنی انگلی سے اتار کر ایک انگوٹھی دی کہ اس کو منہ میں رکھو تو اس کے رکھنے سے فی الجملہ تسکین حاصل ہوگی اور فرمایا تم کو خدا کو سونپتا ہوں جاکر دشمنان دین سے لڑو یقین کرو کہ تمہارے جد امجد ساقی کوثر محمد رسول اللہ عنقریب تم کو ایک ایسا جام پلائینگے کہ پھر تمہیں تشنگی کی شکایت نہ ہوگی۔

حضرت علی اکبر انگوٹھی کو چوستے رہے جو فی الحقیقت حقیقی کی ہوگی جس کا خاصہ رفع تشنگی ہے میدان کارزار میں لوٹے اب پیاس کی قدرے سکون تھا اس دفعہ بھی آپ نے اس زور کا حملہ لشکر شام پر کیا کہ نامردوں کے چھکے چھوٹ گئے بے اندازہ دشمنان خدا کو قتل کیا جو سامنے آیا اسے موت کے گھاٹ اتارا اور جس نے سر بلند کیا اس کا سر قلم کر دیا بعض مورخین کا بیان ہے کہ ۸۲ اور بعض کا یہ کہ ۵۰ گمراہوں کو آپ نے فی النار کیا۔

بالآخر دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا تیروں کی بارش سے پہلے ہی آپ کو زخمی کر چکے تھے اب تلواروں اور نیزوں سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا جب بالکل ہی بے حال اور زین سے فرش زمین پر بیٹھنے گرنے لگا تو امام عالی مقام کو پکارا یا ابتاہ ادرکنی یعنی بدر گرامی قدر اپنے فرزند کی خبر لیجئے اور اس تشنہ دیدار کو آخری دفعہ روئے اقدس سے حظ شریف فرمائیے اور دیکھئے کہ جد امجد جناب محمد رسول اللہ جام کوثر لئے کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں حسین جلد آؤ

زبان حال سے جگر کی فریاد کانوں میں پہنچی تو امام مظلوم نے بے ساختہ فرمایا آہ میرے پیارے بچے، آہ میرے دل کے ٹکڑے، اور آہ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک، بیٹا اب تیرے بغیر میری زندگی بے لطف ہے۔

یا ابتاہ ادرکنی کی صدا سنتے ہی میدان کی طرف امام عالی مقام دوڑے اس موقع کی تصویر میر انیس کے قلم سے ملاحظہ فرمائیے۔

جس دم سنی حسین نے یہ جاں گزا صدا	صابر اگرچہ تھے پہ کلیجہ الٹ گیا
ہاتھوں سے دل کو تھام کے دوڑے برہنہ پا	نعرہ کیا کہ ہائے علی اکبر کدھر گیا
لِلّٰہ غریب و بیکس و تنہا سے جائیو	آئے ضعیف باپ تو دنیا سے جائیو
ہے ہے مرے شفیق مرے ہر بال پسر	مہ رو پسر سعید پسر قدرداں پسر
ہاں کا حسین باپ کا آرام جاں پسر	ہم تو پسر شہید پسر نوجواں پسر
مقتل کدھر ہے کوئی بتاتا نہیں مجھے	اے نور عین کچھ نظر آتا نہیں مجھے
جلد بتا کہ ہے کدھر تجھ کو پکارتا	اک بار یہ کہو کہ پدر ہم پکارتا
اے شیر سید الشہداء کہہ کے پکار	صدقے پدر باپ یا ابتاہ کہہ کر پکار
میری بھی جان تن سے تیرے ساتھ جائیگی	مر جاؤں گا یہیں جو آواز آئے گی
کچھ ہوش دشت میں ہے نہ تمیز جہاں ہے	زخمی نہ تشنہ ادھر و یاس ہوں
تھامے ہوئے دو دل کو عزیزوں سے اداس ہو	دم توڑ دو تم تو سب سے اور پاس ہو
کیونکر قرار دے دل ناصبور کو	واں کھینچ لائی بو لہو کے آنکھوں کے نور کو
دل سے یہ بات کہہ کے چہلے نہ بکر بر	بیٹے کی لاش پاس جا کے دیکھی بیوں تو
اٹھایا دل میں اس کو خم ہو گئی کمر	دیکھا جو زخم سینہ سے تیر چلا کر

[illegible] مقبول رسالہ مولوی کا اپنا متوسط دو ترجمہ والا قرآن

مولوی کے بائیس ہزار خریدار جس میں ہیں گے کہ دو ترجمہ والا قرآن شریف جو اہتمام سے ... روپیہ ... رسالہ مولوی ... [illegible]
تفسیری مستند علماء سے ... حاشیہ پر لکھائی اور جس کا مقدمہ بھی دو روپیہ کا ہو سکتا تھا ... [illegible]
شائع کر دیا ... قرآن ... نہیں کرتے اس لئے کوئی اوا قرآن ... ترجمہ میں کرنے کی بات ہی نہ تھی لیکن ... [illegible]
اس کو اپنی ... اور وقت کی خبر ہی نہ تھی ید اللہ علی الجماعۃ ... کام میں آپ سب کی متفقہ ... [illegible]
ہو جائے تو پھر خدا کا فضل بھی ساتھ ہو جاتا ہے۔ یہ خدا ہی کا فضل تھا کہ گذشتہ رمضان میں ... [illegible]
یہی قرآن مقبول ہوا۔ اب جب تک مولوی کے ہر خریدار کے پاس پہنچ جائے اس کا برابر اشتہار ہوتا رہے گا

دو روپے میں مجلد

اس قرآن مجید کا امتیاز

(۱) دو ترجموں میں پہلا ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا ہے دوسرا مولانا اشرف علی صاحب کا (۲) حاشیہ نہایت عام فہم سلیس ہے جو میں نے بہت کانٹ چھانٹ کر کے جمعیۃ علمائے ہند کے دو معتمد ارکان سے لکھوایا ہے اور اس وقت تو وہ تمام ... اس وقت ... قرآن مجید میں بہت ممتاز ہے۔ نمونہ زیر نظر ہے اندازہ فرمالیجے (۳) ابتدا میں ... صفحات کا ایک مقدمہ ہے جو خود تاریخی ... ایسا مقدمہ کسی ... میں آپ نے نہیں دیکھا ہوگا۔ ... کتاب بھی لکھ ... مقدمہ بھی دو روپیہ سے کم نہیں اس مقدمہ میں ۲۶ ابواب ہیں (۱) فضائل تلاوت، آداب قرآن ... اور قرأت (۲) آفرینش دنیا کے حالات قرآن مجید سے (۳) انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کے حالات قرآن مجید سے (۴) صحف آسمانی اور قرآن مجید کا امتیاز (۵) ... قبل اسلام ... کی ... (۶) بعثت نبوی اور قرآنی تعلیم کا اثر (۷) قرآن پاک کا نزول اور مسلمانوں کی پذیرائی (۸) خلفائے راشدین کے ... حالات (۹) ... قرآن شریف کی مقبول دعائیں جو مسلمانوں کے عروج کی کفیل ہیں (۱۰) فہرست مطالبات قرآنیہ بحوالہ رکوعات و نمبرات صفحہ (۱۱) قرآن پاک کے مجرب اعمال (۱۲) ... میں متفرق سائنٹیفک آیات قرآنی کے محیر العقول خواص ہیں (۱۳) تعویزات قرآنی ... قرآن شریف کی ہر سورت کے نقش ہیں (۱۴) فالنامہ قرآن مجید اس کا فالنامہ نہایت ... ہے (۱۵) ... (۱۶) آداب تلاوت ... مسائل ضروریہ ... اس کے مقدمہ کا ایک ہلکا سا خاکہ ہے ذرا غور فرمائیے آپ نے ایسا مقدمہ کہیں دیکھا ہے

صحیح متن۔ مکمل حاشیہ۔ دو ترجمے۔ لاثانی اسی صفحات کا مقدمہ کاغذ ولایتی خاشدہ مجلد جرمی ہدیہ دو روپے

رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰى

رب ہمارا اور نہ بخشے گا ہم کو البتہ ہو جاویں گے ہم ٹوٹا پانے والوں سے اور جب پھر آیا موسیٰ

اور ہمارا ... معاف نہ کرے تو ہم بالکل گئے گذرے ... اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف

إِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ أَسِفًا ۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِيْ مِنْ بَعْدِيْ ۚ

طرف قوم اپنی کے غصے سے ... کہا بُرا ہے جو کچھ جانشینی کی تم نے میری پیچھے میرے سے

... غصہ ... میں بھرے ہوئے ... تم نے میرے بعد یہ بڑی نامعقول حرکت کی

أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۚ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيْهِ

کیا جلدی کی تم نے ... رب اپنے کے ... اور ڈال دیں تختیاں اور پکڑا سر بھائی اپنے کا

... بڑی ... جلدی سے ... تختیاں ایک طرف ... اور اپنے بھائی کا سر

يَجُرُّهٗٓ إِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ أُمَّ إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَ

... کہا ... ماں کے جائے ... اس قوم نے ... نادان سمجھا مجھ کو اور

... [illegible]

كَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ۡ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْأَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِيْ

... [illegible]

... [illegible]

ف حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ... طور پر توریت لینے کے لئے ... چالیس روز تک ٹھہر رہنا ہوا انہوں نے اپنے چالیس روز پورے کئے ... درمیان میں ... کی ... دس روز اور بڑھ گئے ... کہ یہاں قوم نے گوسالہ پرستی شروع کر دی جب واپس آئے تو آپ کو وہیں ... سے ... با خبر کر دیا تھا ... آپ نہایت غصہ ... کہ قوم اتنی نشانیاں ... پھر ... اور اس پر ... شرک ... ہیں ... آپ ... کے ... ان کو ... سمجھ چکے ہیں۔

حضرت ابن عباس ... اس وقت ... تختیاں ... ٹوٹ گئیں ... اٹھا لی ... حضرت ... توریت ... اٹھا لیا ... [illegible]

ریت پہ سوئے ہوئے ہیں شاہ خوش خصال — کیا کلمہ گو ہیں خاک پہ بکھرے ہوئے ...

شبیر بیٹھے کہتے تھے یہ رو کے با صد ملال — اے مرے لال ہوش میں آؤ یہ کیا ہے حال
سچ ہے فلک نے تم کو بڑے دکھ دکھائے ہیں — صاحب اٹھو ہم آپ کی رخصت کو آئے ہیں
سن کر صدا حسین کی چونکی وہ نوحہ گر — کی عرض سر جھکا کے قدم پہ بچشم تر
تنہا حضور آئے ہیں باندھے ہوئے کمر — صاحب کہاں ہیں منتوں والا مرا پسر
ایسے نہیں وہ دکھ میں جدا ہوں گے باپ سے — بچھڑے ہوں گے کبھی زندگی میں آپ سے
اے جان فاطمہ مرا پیارا کدھر گیا — اماں کی زندگی کا سہارا کدھر گیا
وہ تین دن کی پیاس کا مارا کدھر گیا — سیدانیوں کی آنکھ کا تارا کدھر گیا
مرضی ہو اپنے سوختہ کو میں دیکھ لوں — اک بار پھر شبیہ محمد کو دیکھ لوں
وہ گورا گورا چاند سا مکھڑا دکھائیں پھر — لیلیٰ میں گیسوؤں کی بلائیں کو جائیں پھر
مجھ کو خیریت سے غرض ہے نہیں پھر — خوشبو میں تن کی سونگھ لوں جنگل بسائیں پھر
تڑپے ہے مجھ دل تو لیجے اجازت حضور سے — میں دیکھ لوں گی در پہ کھڑے ہو کے دور سے
گر ہیں خفا تو آئیں میں اللہ کر نثار ہوں — ان کی خطا نہیں ہے میں تقصیر وار ہوں
داسی ہوں آئی آپ کی خدمت گزار ہوں — اب رحم کیجئے کہ بہت بے قرار ہوں
تکلیف گرچہ ہوگی شہ مشرقین کو — لے آئیے منا کے مرے نور عین کو
باتیں یہ سن کے کہنے لگے شاہ بحر و بر — یارب جدا نہ ہو کسی ماں سے جوان پسر
بانو کسے بلاؤں کہاں ہے وہ سیم بر — ہم شکل مصطفیٰ تو گئے فاطمہ کے گھر
ہوگا یہیں صبر کرتے ہیں جو حق شناس ہیں — جس نے تصدق یار ہوا اب انہی کے پاس ہیں
جاگے ہوئے تھے رات کے نیند آگئی انہیں — بس ہے منافقوں کی نظر لگ گئی انہیں
مخفی بہت کیا پہ اجل آگئی انہیں — صحرائے کربلا کی فضا بھا گئی انہیں
زندہ نہ ہوگا لال اگر مر بھی جاؤں گی — اب تو کوئی گھڑی میں میں بھی پاؤں گی
جاتے ہیں ہم وہاں کہ جہاں ہے وہ لالہ فام — دیدہ ہے اپنے لال کو دنیا ہو کچھ پیام
سن کر یہ ذکر ہوش میں آئی وہ تشنہ کام — سمجھی کہ گھر تباہ ہوا اب چلے امام
خنجر سے حلق شاہ کے کٹنے کا طور ہے — بستی اجڑنے کے تخت الٹنے کا طور ہے
دامن پکڑ کے شاہ کا بولی وہ دل فگار — اے ابن فاطمہ یہ کنیز آپ پر نثار
بعد آپ کے جو لوٹنے آئیں ستم شعار — بیٹھے کہاں یہ بیکس و غمگین و سوگوار
کچھ حق میں اس کنیز کے فرما کے جائیے — صاحب کسی جگہ مجھے بٹھلا کے جائیے
فرمایا شہ نے حافظ و حامی ہے ذوالجلال — زہرا کی بیٹیوں کی رہو تم شریک حال
زینب کو دیکھیو سر پہ نہ بھائی نہ وہ لال — صاحب تمہارا ساتھ ہے عابد سا خوش خصال
بے وارثوں کا وارث و والی الٰہ ہے — دیکھو ڈگے نہ پاؤں کہ مشکل کی راہ ہے
لو الوداع! لاشوں پہ اب آ کے رو دیجو — لیکن نہ خاک اڑا کے نہ چلا کے رو دیجو
زانو پہ سر کو شرم سے نیہوڑا کے رو دیجو — قبر رسول پاک کے ہاں جا کے رو دیجو
لٹنے میں صبر شکر تباہی میں چاہیے — مدنا البشر کو نعمت الٰہی میں چاہیے

امام تشنہ کام کا اطمینان بیت کرا ہے ایک ایک کر کے سب کو علی قدر مراتب تسکین و تسلی دی اور حق کی وصیت اور صبر کی تلقین فرمائی آپ اس وقت کوہ عزم و وفا تھے چہرہ پہ اگرچہ آثار غم و ملال تھے مگر عظمت و جلال حق کی تصویر تھے شوق لقائے رب سے مضطرب الحال تھے اور میدان کی طرف جانے میں عجلت فرما رہے تھے۔

اس سے آگے اصل کتاب میں پڑھئے یہ سب سے بڑا سچا شہادت نامہ ہے۔

قیمت مجلد ایک روپیہ دو آنے محصول ... حمیدیہ پریس دہلی سے منگائیے

... [illegible] ...

ابھی نہیں ہوا ہو گا کہ ہم نے اپنی خوشی سے لیے ہیں کہ ہم قوموں کے ہاتھ بک جاتے ہیں؟ میں نے کئی برس دیوتاؤں کی پوجا کی لیکن مجھے وہ سکون جو کہ مجھے اس مورتی کے سامنے سر جھکا کر ہوتا ہے، موہنا کچ جانا۔ لیکن موہنا اس سے زیادہ نہ سن سکی اس کا دل دھڑک رہا تھا اس کے ہونٹ بند رہتے تھے اس کی بڑی بڑی سیاہ آنکھوں میں آنسو جمع ہو رہے تھے کچھ بولنا چاہا لیکن اس کی آواز بیٹھ گئی تھی ... ہوئے ان کی آنکھ میں ملا ہو کو حیران اور پریشان چھوڑ کر نظروں سے غائب

۵ جیت کا دن اس دن تھا علاقہ کا سب سے بڑا پروہت جو کہ بڑے بڑے مقدمہ کا فیصلہ کیا کرتا تھا آج چبوترہ پر آیا ہوا تھا بہت سے مرد اور عورتیں اس کے گرد جمع تھے بڑا پروہت غیر معمولی طور سے موٹا تھا وہ کرسی عدالت پہ نہایت ہیبتناک معلوم ہوتا تھا۔ دو سپاہیوں نے ایک قیدی کو جکڑا ہوا پروہت کے سامنے پیش کیا۔

"اس کا جرم کیا ہے؟" پروہت نے حاکمانہ انداز میں پوچھا۔

"حضور اس کے گھر سے بہت سے ٹھاکر ملے ہیں اور یہ شودر ہو کر سنسکرت پڑھ رہا تھا" ایک سپاہی نے جواب دیا۔

"اس نے سنسکرت کہاں سے سیکھی" "حضور اس کا گھر مندر کے نزدیک ہے تو معلوم ہے کہ یہ مندر کے پیچھے چھپ کر سنا کرتا تھا" "اے ناپاک شودر جو الزام تجھ پر لگا ہے صحیح ہے؟ ذلیل کتے تجھے مقدس دیوتاؤں کو گھر میں رکھنے اور سنسکرت کے پڑھنے کی کیسی جرات ہوئی کیا تو نے اسے بچایا؟ تجھے کچھ کہنا ہے؟" "میں کچھ نہیں کہنا چاہتا" "اسے زندہ آگ میں جلا دو یہی اس کی سزا ہے" سپاہی اس قیدی کو پروہت کے سامنے سے گھسیٹ رہے تھے کوئی اس پر تھوکتا اور کوئی خاک پھینکتا تھا اس وقت ایک نوجوان مجمع کو چیرتی ہوئی داخل ہوئی اور اس نے ہاتھ اٹھا کر کہا کہ ٹھہرو! اس نوجوان کا کوئی قصور ہے اس نے بڑے پروہت کو مخاطب کرتے ہوئے کہا "یہ میرا قصور ہے میں نے اسے پڑھنے بھیجا تھا اور میں نے ہی اسے مندر دکھایا تھا" مجمع پر ایک سکوت طاری ہو گیا۔

"کیا یہ انسان نہیں ہیں" لڑکی نے آواز بلند کرتے ہوئے کہا "کیا بھگوان نے ان کو ہاتھ منہ آنکھیں اور کان ہماری طرح نہیں دیے کیا ان کے پہلو میں دل اور دل میں احساس نہیں کیا بھگوان تک پہنچنے کے راستے کی ضرورت نہیں کیا یہ ہماری طرح دیکھتے، محسوس نہیں کرتے اگر یہ ہر بات میں ہماری طرح ہیں تو تم ان کے ساتھ اتنا برا سلوک کیوں کرتے ہو۔ تم رنگ و نسل کی تقسیم کر کے مذہب کا نام بگاڑتے ہو تمہارا مذہب انسانیت کے نام پر ایک بدنما دھبہ ہے تم زندہ ... اور مسکینوں کے لیے باعث لعنت ہو تم اپنا جھوٹا وقار رکھنے کے لیے دوسروں پر ظلم کرتے ہو اور ان کو تباہ و برباد کرتے ہو لیکن یاد رکھو کہ وہ دن آنے والا ہے جبکہ تم خود دوسروں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے اگر تم نے اس نوجوان کو زندہ جلانے کی سزا دی ہو تو میں کہ اس سے زیادہ قصوروار ہوں تو مجھے بھی یہی سزا ملنی چاہیے" موہنا کی جوش بھری تقریر سے مجمع پر سکتہ طاری ہو گیا خود اس کا باپ بھی وہیں موجود تھا لیکن بیٹی کی زبان بند کرنے کی جرات نہ ہوئی بڑے پروہت پر کچھ ایسی گھبراہٹ طاری ہوئی کہ وہ دیر تک کوئی بات نہ کر سکا اس نے مقدمہ کا فیصلہ اگلے دن پر ملتوی کر کے جلسے کو برخاست کیا۔ مگر علاقہ کے سرکردہ برہمنوں نے مل کر موہنا اور ملا ہو کو مذہب کی توہین کی بنا پر زندہ جلائے جانے کی سزا دی۔ دونوں ایک دوسرے کے مقابل چتا پر جکڑ دیے گئے آگ کے شعلے قریب آ چکے تھے دونوں ایک دوسرے کو دیر تک دیکھتے رہے اور پھر دونوں نے آنکھیں آسمان کی طرف اٹھا لیں اور ... [illegible]

[illegible] غوث پاک

[illegible] حضرت پیر دستگیر [illegible] ہوتی [illegible] نہیں ہوئی [illegible] جناب [illegible] حالات [illegible] اس کتاب میں [illegible] کی اشاعت کی گئی [illegible] کتاب اور قیمت [illegible]

سیرت نظامی

یعنی سلطان المشائخ محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کی ابتداء سے انتہا تک کی تاریخ عمری ہے آپ کے حالات اور آپ کی پیدائش [illegible] مجاہدہ فتوحات حالات اتباع لنگر خانہ [illegible] خرقہ خلافت وظائف ارشاد و تلقین [illegible] کرامات [illegible] ہے نیز آپکے اکابرین خلفاء اور تمام خواجگان چشت اور آپ کے ہمعصر شاہان دہلی کے حالات بھی شامل ہیں اور عمارت آستانہ شریف کی مکمل حال ہے ۱۲۳ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اور قیمت صرف ۱۲ محصول ۷

امام ابو حنیفہ

کے حالات پڑھنے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہیں کیونکہ حنفی کی نسبت سے وہ فخر کرتے ہیں ان کے حالات سے بے خبر رہنا نہایت ہی نا موزوں ہے سیرت النعمان علامہ شبلی مرحوم کی تصنیف ہے امام صاحب کے حالات علمی کارنامے [illegible] حنیفہ پر مسائل کے حل کرنے کے لئے سب سے بہتر کتاب ہے فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں ایسے ایسے نکات علمی بیان ہوئے ہیں کہ جس سے آدمی ششدر رہ جائے اور حقیقت میں امام صاحب کا اعلیٰ تیار فن بھی ہے ضخامت [illegible] صفحہ مجلد ہے قیمت صرف ۸ محصول ۶

حضرت ابوذر غفاری

عاشق رسول کی کہانی عاشق رسول کی زبانی حضرت ابوذر غفاری کی سے بڑھ کر کونسا عاشق رسول ہے جو مطلع نہیں ہونا چاہتا یہ اس جلیل صحابی کی سوانح عمری ہے جس کے [illegible] اٹھانے میں ۲۴ صفحہ کی کتاب ہے اور موصوف کی زندگی کے تمام جزئیات کو قلمبند کیا ہے اردو زبان میں سب سے مؤثر اور [illegible] سوانح عمری ہے تاریخ اسلام کا بہت ہی مؤثر گراں [illegible] خلافت راشدہ کے بہت سے اہم واقعات بھی اس کتاب میں درج ہیں قیمت صرف [illegible] محصول [illegible] کل ۱۲

تاریخ مدینہ

[illegible] مدینہ منورہ [illegible] حالات [illegible] مسلمان ہے جسے [illegible] شہر میں مدینہ کے حالات پڑھنے کا شوق نہ ہو [illegible] کو جس کو حضور سے محبت ہے اسے شہر مدینہ تاریخی حالات پڑھنے کا شوق ہوگا [illegible] کی مستند کتابوں سے مدینہ منورہ کے [illegible] کتاب تیار کرائی [illegible] عہد مبارک سے [illegible] سلطان [illegible] تمام حالات کا اقتباس ہے بہت مقبول ہے قیمت [illegible] محصول [illegible] ۶

تاریخ مکہ معظمہ

یہ بے نظیر کتاب ہے جس میں جزیرۃ العرب کے [illegible] حالات معلوم ہو جاتے ہیں [illegible] مکمل تاریخ [illegible] حضرت ابراہیم کا [illegible] تاریخ [illegible] کی حقیقت سے واقف ہونا ضروری ہے اس تاریخ حج و مناسک [illegible] پوری تفصیل [illegible] خانہ کعبہ [illegible] چاہ زمزم [illegible] ضروری مقامات کے فوٹو بھی ہیں قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

تاریخ [illegible] ترکی

دیکھئے کس طرح سلطان عثمان اول نے [illegible] سلطنت عثمانیہ کی بنیاد ڈالی اور کس طرح سلطانوں کی مجاہدانہ [illegible] گردشتان اسلام کا مقابلہ کیا [illegible] اس اسلامی سلطنت کو ملیا میٹ کرنے کے لئے کیا کیا منصوبے باندھے لیکن ترکوں نے [illegible] سے مقابلہ کیا وہ حیرت انگیز تھا ایک طرف [illegible] عیسائی اور دوسری طرف چند مجاہدین آخر حق کو فتح ہوئی اس کتاب میں [illegible] بادشاہ ہوئے حالات ہیں اور ترکان احرار کا تذکرہ بھی ہے اور فوٹو بھی ہیں قیمت [illegible] محصول ۸

[illegible] اعظم

سوانح عمری [illegible] آپ کو معلوم ہوگا کہ کس طرح [illegible] نے مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا عزم بالجزم کیا اور کس طرح سلطان غازی نے [illegible] ان دشمنان اسلام کا نیست و نابود کر کے ان کی آرزوؤں کو خاک میں ملا دیا [illegible] مسلمانوں کی بہادری اور عیسائیوں کی [illegible] کے وہ سین آپ کی آنکھوں کے سامنے [illegible] [illegible] بارگاہ رسول [illegible] کا [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible] کل [illegible]

[illegible] مدلل

[illegible] مقبول عام نماز کی کتاب ہے [illegible] آجتک [illegible] ہو چکی ہے [illegible] صفحہ کی کتاب ہے [illegible] معلومات کے سلسلہ میں [illegible] آجتک شائع نہیں ہوئی [illegible] نماز کے [illegible] مسائل [illegible] درج [illegible] قیمت [illegible] محصول [illegible] ۱۲

مناجات مقبول

۱۹۲ صفحہ کی مجلد مولانا اشرف علی صاحب کی مرتبہ کی مقبول کتاب ہے اول سات دن کی [illegible] بہت ہی مؤثر مناجاتیں [illegible] دعائیں [illegible] حضرت مولانا اشرف علی صاحب [illegible] منزل [illegible] استعاذہ [illegible] [illegible] صاحب [illegible] میں بیان کی گئی ہیں تاکہ [illegible] سکے پر عمل ہیں۔ قیمت فی جلد [illegible] محصول ۶

فالنامہ ناصری

ہر کام شروع کرنے سے پہلے احسن طریقہ یہ ہے کہ استخارہ کر لیا کریں تاکہ اس کام کا انجام [illegible] نہ ہو تو اس کو ترک کر دیا جائے اس میں حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب استخارہ [illegible] کا ترجمہ ہے اور اس کے علاوہ [illegible] فالنامہ [illegible] دیوان حافظ [illegible] کر دیا ہے [illegible] بہت ہی مقبول ہے [illegible] قیمت ۸ محصول ۶

مساوات المسلمین

[illegible] مساوات المسلمین پڑھنے کے بعد [illegible] قریش قوم [illegible] تمہاری جاہلیت کا [illegible] ختم ہو گیا تمام انسان آدم کی نسل ہیں اور آدم مٹی سے بنے [illegible] مسلمانوں [illegible] اس کتاب [illegible] کی پول کھول دی ہے اور بتلایا ہے کہ اسلام اس لعنت سے پاک ہے قیمت ۶ محصول ۶

کتاب الاسلام

اسلامی معلومات کی اردو زبان میں مستند کتاب جس میں تمام مسائل کے ساتھ عقلی دلائل ہیں اور کو تمام مذاہب پر ثابت کیا ہو پینتالیس برس سے چھپ رہی ہے ۴۰۰ صفحہ کی مجلد کتاب ہے اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ہر سال اس کا ایک اڈیشن فروخت ہو جاتا ہے اور سند یہ ہے کہ سرحد کے علاقہ قلات و بہاول پور وغیرہ اور دہلی کے مدارس میں داخل ہے اور بار بار شائع ہوتی ہے مسلمانوں کے لئے بیش قیمت تحفہ ہے اور مسرحد کے طلبا کو ہدیہ ہیں قیمت مجلد چار روپیہ محصول ڈاک ۱۲

بہشتی زیور کامل

مجلد نہایت اعلیٰ یہ مشہور کتاب ہے جس کے گیارہ حصے ہیں (۱) الف ب وغیرہ (۲) طہارت نماز روزہ کے مسائل (۳) زکوٰۃ حج وغیرہ (۴) طلاق نکاح عدت وغیرہ حقوق معاشرت (۵) اصلاح رسوم حصہ اصلاح اخلاق حصہ اصلاح رسول موجہ شادی و غمی (۶) مشکلات و نصیحت حصہ طب و علاج حصہ دعا وغیرہ حصہ بیبیوں کے لئے خاص خاص مسائل یہ سب ایک جلد میں ہیں ضخامت ۸۰۰ صفحات قیمت مجلد ... محصول ۱۲

دینی ضروریات

[illegible]

اسلامی ...

[illegible]

شرح مثنوی مولانا روم

مثنوی شریف کی اعلیٰ شرح ... تصوف کی جان ہے یہ کتاب ... [illegible]

صفحات قیمت مجلد ... محصول ڈاک ۱۰

خاتمۃ التصوف

مسائل طریقت ... [illegible]

وعظ سعید

یہ کتاب ... [illegible]

مقالات غریب نواز

[illegible]

مقالات غوث پاک

سیدنا غوث الاعظم کے ارشادات ... [illegible]

کتاب تعویذات

[illegible]

خواب نامہ صدیقی

[illegible]

مجموعہ عمل قرآنی

[illegible]

اسلامی مسائل

حنفی مسائل فقہ کی مستند کتاب کنز الدقائق ہی جو امام اعظم [illegible]

[illegible] ابو حنیفہ [illegible] فقہ کی ساری کتابوں کی جان ہے [illegible]

[illegible] مستند علماء [illegible] مسلمانوں [illegible]

[illegible] کتاب [illegible] ترجمہ [illegible]

[illegible] ہر خاص و عام [illegible] مسائل سے [illegible]

[illegible] قیمت [illegible] بارہ آنے [illegible] کل سوا روپیہ [illegible] حمیدیہ پریس دہلی

فہرست مضامین مختصر

یہ بہت ہی مختصر فہرست مضامین ہے ورنہ ہر کتاب اور ہر باب اور ہر فصل میں متعدد متفرق مسائل ہیں جو [illegible] عنوان نہیں دیئے گئے غرضکہ دینی اور دنیوی ضرورت کے سلسلے کی کوئی بات ایسی نہیں جو اس کتاب میں موجود نہ ہو۔ کاغذ سفید جلد پارچہ نقش و نگار [illegible]

قیمت بارہ آنے محصول ڈاک ۴ آنے، کل سوا روپیہ

خطبات حیات

[illegible] مسلمانوں کے [illegible] خطبات [illegible] جمعہ کے خطبوں کا [illegible] اصل مقصد [illegible] مسلمانوں کے لئے [illegible] خطبات [illegible] زندگی پیدا [illegible] اس کتاب کا [illegible] اور دلنشین ہے [illegible] قیمت [illegible] کل [illegible] صفحات

رجب	محرم الحرام
۱۔ معجزات انبیا	۱۔ محرم کے ارشادات
۲۔ واقعہ معراج	۲۔ [illegible]
۳۔ معراج [illegible]	۳۔ [illegible] جہاد نبوی
۴۔ مومنوں کی معراج	۴۔ آغاز سال محرم
شعبان	**صفر**
۱۔ حقیقت صلوٰۃ	۱۔ ضرورت مذہب
۲۔ شعبان کی فضیلت	۲۔ تصور الٰہی
۳۔ طہارت [illegible]	۳۔ اسلامی توحید
۴۔ مومنوں کی معراج	۴۔ تردید شرک
رمضان	**ربیع الاول**
۱۔ رمضان کی فضیلت	۱۔ [illegible]
۲۔ زکوٰۃ [illegible]	۲۔ شرک و توحید
۳۔ زکوٰۃ [illegible]	۳۔ [illegible] اسلام [illegible]
۴۔ لیلۃ القدر [illegible]	۴۔ [illegible] میلاد
شوال	**ربیع الثانی**
۱۔ جنت کا [illegible]	۱۔ اتباع سنت
۲۔ اسلامی جہاد	۲۔ اتباع رسول [illegible]
۳۔ اسوۂ [illegible] جہاد	۳۔ رسم و رواج کی لعنت
۴۔ [illegible]	۴۔ اہل سنت [illegible]
ذی قعدہ	**جمادی الاول**
۱۔ حقوق العباد	۱۔ [illegible]
۲۔ [illegible] کا مستقبل	۲۔ اسلام اور [illegible]
۳۔ اسلامی پردہ	۳۔ ترقی دولت کے [illegible]
۴۔ حقوق [illegible]	۴۔ توکل و قناعت
ذو الحجہ	**جمادی الثانی**
۱۔ [illegible] حج اور اس کی [illegible]	۱۔ بزرگان دین و اولیا
۲۔ [illegible]	۲۔ حضرت محبوب سبحانی
۳۔ عید الاضحیٰ [illegible]	۳۔ حضرت خواجہ معین الدین
۴۔ قربانی [illegible]	۴۔ حضرت [illegible]

ایک [illegible] خطبہ ہر [illegible] جمعہ کے لئے

ملنے کا پتہ دفتر رسالہ مولوی حمیدیہ پریس دہلی

مصائب اہل بیت

ملک عدم حسین اردو زبان میں اپنی نوع کی پہلی کتاب

جو صدہا کتابوں کے مطالعہ سے جمع ہوئی ہے

جس میں حالات شہادت امام علیہ السلام ... [illegible]

... یہ کتاب لکھی گئی ہے ... [illegible]

... ضخیم کتاب تیار ہوئی ہے ۴۴۲ صفحات کی مجلد کتاب ہے ... صرف ایک روپیہ محصول ڈاک ۸ علاوہ

فہرست مضامین

... علی

فہرست مضامین

[illegible] تعلیم الاسلام

[illegible]

یسرنا القرآن قاعدہ

[illegible] اس بہترین قاعدہ [illegible] ... کی مدد سے قرآن شریف پڑھنے لگتا ہے۔ ضخامت ۴۰ صفحے قیمت ۳ ر [illegible]

شرح کریما

حضرت خواجہ سعدی کی مقبول کتاب کریما کو [illegible] سلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہو۔ اخلاقی پند و موعظت کے مضامین اس سے بہتر بیان نہیں کئے جا سکتے ... کریما میں پہلے فارسی اشعار ہیں اس کے بعد ان کا سلیس اردو نظم میں ترجمہ ہے ... حل لغات ... قرآن و حدیث سے تطابق ... اگر آپ ... چلن اور اعلیٰ خیال بنانا چاہتے ہیں تو یہ کتاب ضرور پڑھائیے ۱۶۸ صفحات قیمت ۸ر

فارسی بول چال

بلا استاد کی مدد کے چند روز میں فارسی سکھانے والی کتاب یہ فارسی بول چال ہے جو جناب ... صاحب ... فارسی کی اعلیٰ ڈگری حاصل کئے ہوئے ... مصنف نے ... کے بعد ... کو گرامر کے قاعدے ... ساتھ درج کیا ہے اس کے بعد مرکب الفاظ ... کی تعداد میں لکھ کر ترجمہ کر دیا ہے ... نمونے ... چٹھیاں ... اور مبارکباد تعزیت وغیرہ کے نمونے اردو میں ترجمہ کے ساتھ ہیں۔ قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۶ر کل ایک روپیہ دو آنے۔

استاد تفسیر

[illegible] ... قیمت ۲ر محصول ۶ر کل ۱۲ر

استاد حدیث

مدارس کے طلبا اور اساتذہ کے لئے ... نئی تحریریں ... یہ کتاب ... مقبول ہو چکی ہے ... تحریروں کے تمام پہلوؤں کو نمایاں کر کے ... دلکشیاں ... قیمت صرف ۲ر محصول ۶ر

استاد عربی

اب اکثر مدارس میں داخل نصاب ہو اور مستند اساتذہ نے نہ صرف اس کی تعریف کی ہو بلکہ اس کو بہترین کتاب بتایا ہے۔ اگر آپ کو شوق ہو کہ آپ اپنے رسول پاک کی زبان سے واقف ہو جائیں اور ... اس مقدس زبان قرآن کو ... زبان کی طرح پڑھنے لگیں تو اس کتاب کو منگا کر رکھ لیجئے اور تھوڑا تھوڑا پڑھ لیجئے۔ انشاء اللہ چند ماہ میں آپ کو عربی پڑھنی آ جائیگی اور آپ محنت کریں تو صرف ۳ ماہ میں خاصی اچھی عربی آ جائے گی۔

قیمت صرف ۱۲ر محصول ۶ر کل ۱۸ر

استاد انگریزی

مصنفہ ماسٹر ... جناب ... بی اے بی ٹی ... اس کتاب میں ... باب ہیں باب اول ... انگریزی حروف ... باب دوم ... باب سوم ... باب چہارم ... باب پنجم ... باب ششم ... باب ہفتم ... باب ہشتم ... باب نہم ... انگریزی بنانا ... ایک کتاب ایک ماہ میں باقاعدہ انگریزی ... ۲۰۰ صفحے قیمت صرف ...

[illegible] روزگار

[illegible] ... قیمت صرف ... محصول ۶ر

جدید [illegible] خانہ

[illegible] ... قیمت صرف ... محصول ... کل ...

دہلی کا دسترخوان

دہلی کی ایک ممتاز خاتون کی تحریر کردہ کھانا پکانے کی بہترین ... کتاب ... دہلی کا دسترخوان نہ سہل اور آسان کھانا پکانے کی کتاب ہے جس میں چھوٹی چھوٹی ترکیبیں ... لیتے ہیں ... یہی وہ کتاب ہے ... فروخت ہو رہی ہے ... خانہ کا انتظام ... کا سلیقہ کھانا پکانا ... قیمت ... محصول ...

اردو خط و کتابت

لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے علیحدہ علیحدہ کتابیں ... ہر شخص لکھ سکتا ہے لیکن ... اردو لکھنا پڑھنا آتا ہے لیکن خط لکھنا نہیں ... یہ کتاب ... خط و کتابت ... انداز تحریر اس میں موجود ہے ... خطوط ... اگر خط و کتابت کی ... ہو جائے ... الگ الگ قیمت چھ آنے دونوں ساتھ ... محصول ... کل ...

پانچ مقدس بیبیاں

۱۔ ام المومنین [illegible] نبی کریم کی تمام عمر کی [illegible] نہایت عجیب انداز بیان میں ۷۲ صفحے۔
۲۔ صدیقہ الرسول رفیق الرسول سیدہ حضرت [illegible] صدیقہ کے حالات نہایت دلچسپ و ترب [illegible] صفحے
۳۔ خاتون [illegible] الاسلام حضرت [illegible] کی [illegible] کے چیدہ چیدہ واقعات اور [illegible] کے موافق
۴۔ جامع القرآن [illegible] اور [illegible] کی [illegible] رکھکر حضرت عثمان کے حالات لکھے ہیں۔
۵۔ [illegible] حضرت علی اور حضرت [illegible] کے حالات اور میاں بیوی کے تعلقات [illegible] کتابیں ایک مجلد [illegible] صفحات قیمت ۱۲ [illegible]

امت کی مائیں

[illegible]
[illegible] کتاب [illegible]
مسئلہ کو حل کیا ہے اور جو [illegible] رسول کریم کی ازواج مطہرات پر اعتراض کرتے ہیں ان کا [illegible] جواب اس کتاب میں حضرت عائشہ حضرت [illegible] کی [illegible] بہت مبسوط ہے کتاب پڑھنے ہی سے اس کی خوبی معلوم ہوگی یہ ان کے گھروں میں یہ کتاب بہت مفید ہوگی جہاں میاں بیوی میں جھگڑا رہتا ہے کیونکہ رسول اللہ کی ازواج کی زندگی ایسی نہیں ہے جس سے ان کا متبع بلا تاثر ہوئے رہ جائے قیمت ۱۲ر

چھوٹا تحفہ ادب

[illegible] کے حالات [illegible] اور [illegible]
کی [illegible] تبلیغ اسلام کے [illegible]
[illegible]
[illegible]
اولیا اللہ کے [illegible] ایک ہندوستان کی ہیں اور میاں کے [illegible] ہیں بہت سے بہی [illegible] کی بہی [illegible] کے بہی [illegible] بہی ہیں اور عجیب بہی یہ کتاب [illegible] کا مجلد آئینہ ہے اور اس کے پڑھنے سے [illegible] کا زنگ دور ہوتا ہے۔ [illegible] کتاب ہے قیمت [illegible] محصول ڈاک و [illegible]

[illegible] کے [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] احادیث سے [illegible] ۲۷ [illegible]
کی مجلد کتاب ہے جو انبیاء کے حالات ظاہر ہے [illegible] عجیب طریب [illegible] ہو [illegible] بہترین [illegible] کی [illegible] سخت ترین ریاضات کے [illegible] کی عبادتوں اور [illegible] عبادت کی ترغیب ہوتی ہے [illegible] کتاب [illegible] کتاب صرف [illegible] محصول ڈاک [illegible]

میاں بیوی کے حقوق

حقوق ہی وہ چیز ہیں جن کو دنیا نے [illegible] ہے گھر ہی نہیں قوموں ملکوں اور سلطنتوں کی [illegible] ہوئے ہیں مسلمانوں کی خانگی زندگی آج [illegible] چین ہے تو اس کی بنا یہی ہے کہ مرد و عورت اسلام کے عطا کئے ہوئے حقوق و فرائض کو صحیح استعمال [illegible] چین ہی چین ہو۔ کتاب مندرجہ عنوان میں نہایت صراحت کے ساتھ میاں بیوی کے حقوق کی [illegible] کی گئی ہے اور بتلایا گیا ہے کہ ہماری [illegible] لڑائیوں کی بنیاد صرف اسلامی احکام سے ناواقفیت ہے، خالص مذہبی نقطہ نظر سے لکھی ہوئی ہے قیمت صرف [illegible] علاوہ محصول ڈاک ۲ر

اسلامی میاں بیوی

ازدواجی تعلقات کو خوشگوار بنانے کے لئے یہ کتاب اپنی نوعیت میں لاجواب ہے یہ کتاب میاں اور بیوی دونوں کے لئے بہتر ہے اگر دونوں اس کو اس کے پروگرام کو بغور ذہن نشین کر لیں تو [illegible] ان کے گھر جنت بن جائیں اس کتاب میں اقوام عالم کی ازدواجی زندگی اور ان کی معاشرت دکھا کے بعد اسلامی قوانین و ہدایات معاشرت [illegible] ازدواجی زندگی کے پر مسرت آئین بتلائے گئے ہیں یہ کتاب میاں بیوی کے تعلقات کی [illegible] ارتقا کی آئینہ ہے اور اس سلسلہ کی [illegible] کتابیں چھپی ہیں سب سے بہتر ہے قیمت ۱۲ر محصول [illegible]

[illegible] تعلیم نسواں

[illegible] اور بچیوں کے لئے بے نظیر اخلاقی سیٹ۔
۱۔ امہات کی صفتیں [illegible] پیغمبروں کے علاوہ مقدس عورتیں مشہور خواتین ۳۲ صفحے۔
۲۔ [illegible] کے احسانات نبیوں کے مقدس [illegible] کا زمانہ عورتوں کی خصوصیات مذہبی ۸ صفحے
۳۔ ایمان اسلام قرآن [illegible] کے حالات [illegible] لگنے والی جنتریں اور اخلاقی سبق وغیرہ ۷ صفحے
۴۔ تعلیم طریقہ زندگی لباس وزیور صحابیات [illegible] اور صحابیات کا طریق زندگی۔ یہ چاروں کتابیں ۷۵ صفحات کی ہیں اور ایک جگہ مجلد [illegible] قیمت رعایتی ۱۰ر محصول ۷ر

صابر بیبیاں

مولفہ [illegible] سید حضرت مولانا [illegible] کی [illegible] تصنیف ہے مصنف موصوف نے اس کتاب کو لکھکر عورتوں پر بڑا احسان کیا ہے کہ آجکل کی عورتیں بہت بے صبر ہیں اور اسی وجہ سے ان کی خانگی [illegible] بہت کچھ [illegible] ہیں حضرت بیگم [illegible] المومنین کے علاوہ صابرہ بیبیوں کے عجیب کے حالات ہیں اس سے نہ صرف حکایتوں کا لطف ملتا ہے بلکہ بہت سے مسائل عورتوں کو معلوم ہو جاتے ہیں ہر مرد اپنی بیوی کو یہ کتاب پڑھنے کو دے [illegible] تو اس سے گھر کی فضا میں [illegible] دور ہو جائیگی ۲۷۰ صفحات قیمت مجلد ۱۲ر محصول ۶ر

کیف مواصلت

[illegible] لطف و سرور [illegible] کیف میں [illegible] چیز کیا ہے اور جوان مرد کے لئے عورت سے مواصلت اور بیوی سے کیف اور سرور ہے جس پر دنیا کی بقا کا دار و مدار ہے [illegible] فطرت کی بیہودہ دنیا میں ہزاروں ہستیاں ایسی ہیں جو صرف [illegible] ہیں جو صرف [illegible] طریق پر دنیا کی آبادی میں اضافہ کر کے چلی بستے ہیں لیکن یوں زندگی تو جانور بھی گزار لیتے ہیں بات تو یہ ہے کہ اس کیف پرور شیریں حیات سے اس درجہ تمتع حاصل کیا جائے جو [illegible] حیات سے مستند ہو یہ کتاب مواصلت [illegible] اس کو [illegible] و [illegible] لذت ہی لذت ہو قیمت [illegible]

بہار شباب

مصنف کتابوں میں [illegible] اسلوب بیان کو امتیاز [illegible] ہے جذبات کی عکاسی سے بیحیز مطالعہ کے لئے [illegible] ہی لذیذ کیوں نہ ہو لیکن اس فانی انسان [illegible] ساخت ہے جس کے [illegible] انسان جوانی دیوانی [illegible] میں دیکھکر جا سکتا ہے کہ یہ لذات [illegible] عہد شباب میں بلا [illegible] ہے جوانی کی [illegible] رنگینیاں اور اس کو [illegible] کے لئے بڑے بڑے تجربہ [illegible] نسخے بتایا [illegible] افزودہ کی [illegible] کی [illegible] کیفیات کو مردوں پر آئینہ کر دیا ہے [illegible] عریاں [illegible] ہیں قیمت [illegible] محصول ۲ر

[illegible] ہو کر شادی ستر

[illegible]
[illegible] رجوع [illegible] کے سرچشمہ [illegible] انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ [illegible] جو ایک نوجوان کے ذہن میں [illegible] کبھی ہی شاید [illegible] ہی نہ ہوں [illegible] نقش [illegible] عورت کے [illegible] لذت [illegible] اور اس طرح [illegible] نہانی کو [illegible] کرنے کے [illegible] گر بتائے ہیں اور ہر علاج کے [illegible] وصل میں بیان [illegible] مقویات [illegible] مقوی ہے قیمت [illegible] محصول ڈاک [illegible]

طلوع شباب

عورت جب جوانی پر آتی ہے تو [illegible] کا اندازہ اس کتاب سے ہوگا [illegible] باتیں ہیں کہ آپ عورت کی حیات معلوم کر [illegible] رہ جائیں گے ایک نوجوان [illegible] کی [illegible] قدم رکھے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اگر وہ دوشیزہ کے اندرونی جذبات سے آگاہ ہو کر اس باغ حسن کی خوشہ چینی کر سکتا [illegible] لذت [illegible] ایک دوسرے کا [illegible] گا۔ ایسی وابستگی ہوگی [illegible] اور کبھی [illegible] نہ ہوگی۔
قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۲ر

تلاوت آسان

قرآن شریف [illegible] کا سستے [illegible]

[illegible]

کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے ہوا [illegible] ایک دفعہ کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے کے وقت غلط پڑھنے کا امکان ہی باقی نہیں رہ گیا، اس لئے کہ اس میں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک چھپے ہیں، اور سطریں

الٓمٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِ

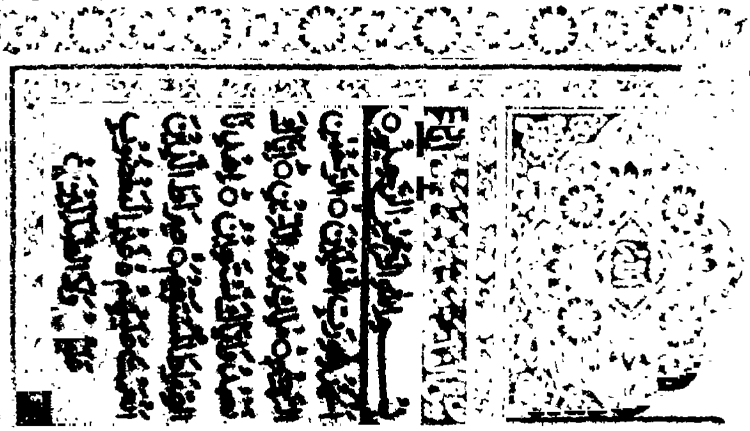
يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمائیے، آپ ہی بتلائیے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور ٹھیک پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن [illegible] کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے، یہ ۲۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۰ صفحہ کا ہے اسی لئے [illegible] عام طور پر پورا قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے [illegible] ہدیہ ایک جلد سوا روپیہ، پانچ جلد [illegible] دس جلد دس روپے [illegible] زیادہ ریل کے [illegible] ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے [illegible]

آ گئے [illegible] فوٹو بلاک پریس کے شاندار [illegible] مجلد

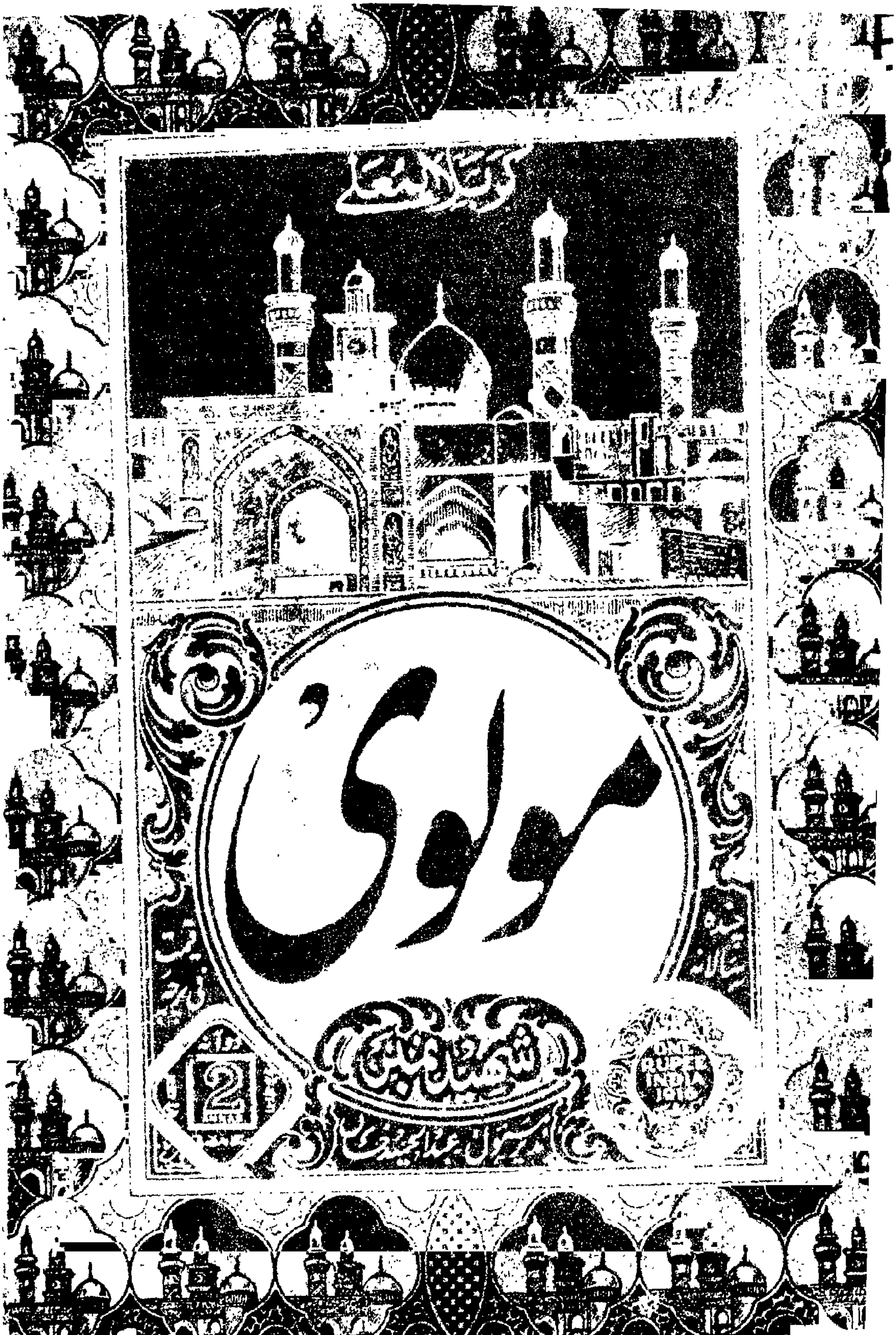
[illegible] ایک پارہ [illegible] سنہری [illegible]

مولوی کا [illegible]



[illegible]

مینو [illegible] سے منگائیے


مولوی
2

ہمالیہ پہاڑ جہاں سونے چاندی اور لوہے کی کانیں موجود ہیں وہاں ان کا ست

[illegible] گزشتہ اتفاقا تقریباً عرصہ چالیس سال سے منگا کر بذریعہ [illegible] تیار کرتے ہیں [illegible] ہندوستان [illegible]

اور جس کے ہزارہا سارٹیفکیٹ موجود ہیں

اصلی سلاجیت

[illegible] دور کرنے والی تمام قسم کی بیماریوں [illegible] اقسام جریان سیلان بول [illegible]

حکیم و ڈاکٹروں نے متفق ہو کر تجربہ کر کے یہ ظاہر کر دیا ہے کہ دنیا بھر کی ادویات میں شدہ سلاجیت کی برابر [illegible] کے جریان کو دفع کر کے طاقت دینے والی کوئی دوا نہیں جسکے استعمال سے بوڑھے جوان اور جوان نوجوان نظر آتے ہیں اور جیا خود ایک ہی سے خاص نظر آتا ہے اس سے سستی اور کمزوری یکایک غائب ہو جاتی ہے کچھ دن استعمال کرنے سے ہر قسم کی دھات جریان کمزوری خواب میں احتلام ہونا نطفہ پتلا پڑنا پیشاب کے ساتھ دھات کا آنا پیشاب میں شکر کا جانا بار بار پیشاب کا مثانہ کی کمزوری نامردی نا طاقتی ہر قسم کی تھکاوٹ درد دماغی کمزوریاں سر کا چکرانا پاگل پن مرگی وغیرہ ہمیشہ کے لئے دور ہو جاتے ہیں منی اور پتلی دھات کو طاقتور بناتا ہے اس کے استعمال سے نیا خون پیدا ہوتا ہے دل و دماغ اور جسم میں طاقت اور آنکھوں میں روشنی بدن میں پھرتی اور چستی چہرہ پر رونق آجاتی ہے ایک ہی خوراک میں پیشاب کی جلن کرا پیلی رنگت دور ہو جاتی ہے سات دن کے استعمال سے پرانے سے پرانے سوزاک کو آرام ہو جاتا ہے ویسے ہی خونی و بادی بواسیر کو دور کر دیتا ہے ہر قسم کے درد و ہاتھ پاؤں کمر پسلی کا درد پرانی چوٹ کا درد یعنی جسم کی ہر چوٹ کو اور درم نزلہ کھانسی زکام اور کف تپ دق دمہ بدن پتلا پڑنا پیٹ اور سل کی بیماری کو دور کرنے کی خاص طاقت اور خاص اثر رکھتا ہے۔

اس کے اوصاف یونانی و مصری طب و حکمت کی بڑی بڑی کتابوں میں لکھے ہیں دنیا کی کوئی بیماری نہیں جس کو سلاجیت سے نفع نہ پہنچے یہ گردوں کی کمزوری اور پیشاب کے ساتھ سفیدی آنے کو دور کرنے کی خاص دوا ہے۔

ہر سال جو شخص کہ ہماری سلاجیت کو ایک ماہ میں پانچ تولہ کھاتا رہے اور بچوں کو بھی کھلاتا رہے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچ کر موٹا تازہ تندرست رہے گا اور عمر بھی زیادہ ہو گی ترکیب استعمال چھ زبانوں میں چھپی ہوئی ہے جو ساتھ بھیجی جاتی ہے اور قیمت بھی بغرض فائدہ عام خاص بہت کم رکھی گئی ہے۔

ایک سیر	چالیس تولے	بیس تولے	دس تولہ	قیمت ۵ تولہ
تیس روپے [illegible]	ساڑھے پندرہ روپے	آٹھ روپے (دھنی)	سوا چار روپے للعہ	سوا دو روپے عہ

پتہ: ہمالیہ ڈپو ہردوار ضلع سہارنپور

مصدقہ

[illegible] ہماری سلاجیت [illegible] بذریعہ دیو بند یونیورسٹی مسرت شدہ یا فتہ جناب مفتی مولانا سید قاسم علی ازہری الحمد و صدر انجمن طلبار مراد آباد تحریر فرماتے ہیں آپ کی سلاجیت میں نے ذاتی طور پر بھی استعمال کیا نیز اکثر مریضوں کو استعمال کرایا بڑی مسرت کے ساتھ منیجر ہمالہ ڈپو ہردوار [illegible] کو آپ کا صاف شدہ سلاجیت فی الواقع بہت مفید اور بہتر چیز ہے جریان سوزاک قیلۃ المار [illegible] ایک [illegible] پانی آجاتا اور ریح الکلیہ غرضکہ امراض مثانہ کے لئے بہترین چیز ہے

[illegible] نے محبوب المطابع میں چھپوایا

بارگاہِ رسالت میں حاضری کا وقت پھر آگیا مولود نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا قدیم نذرانہ

رسول نمبر صلی اللہ علیہ وسلم

تیار کرنے میں شریک ہو کر میلاد نبوی کی دھوم مچا دیجئے اس دفعہ

شائع کیا گیا ہے کہ ہندوستان کا ہر مسلمان اور رسول کریم کی سیرت پڑھنے کا مشتاق پکار اٹھے

اطلع البدر علینا واختفت منہ الکواکب

یعنی اس سال کا رسول نمبر ایسا بے مثال بن کر چمکے کہ اس کے سامنے سب ستارے مخفی ہو جائیں۔ ہم سب مل کر بہت کچھ کر سکتے ہیں

نئی شان کا نیا رسول نمبر ہونا چاہئے۔ اس مرتبہ بجائے متفرق مضامین کے پوری سیرت مسلسل لکھوائی ہے اور مولود مبارک سے لے کر وصال تک مسلسل واقعات حیات مقدسہ اور آخر میں اسلامی تعلیمات کا تذکرہ ہے جو حضور کا اسوۂ حسنہ ہے۔ اس مرتبہ کا رسول نمبر گویا اسلام کی ابتدائی تاریخ ہوگی۔ اور ہر مسلمان کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ ہماری کیونکر ابتدا ہوئی۔ اور اسلام کیونکر آیا، کس طرح بڑھا۔ اور کیونکر پھیلا۔ چونکہ اس سال کا رسول نمبر اگر غیر مسلم بھائیوں کو پڑھنے کے لئے دیا جائے تو بہت مفید ثابت ہو۔ اور وہ لوگ بھی اسلام کی سچائی اس کی سادگی۔ اور بالکل فطری مذہب ہونے کے قائل ہو جائیں اور اسلام و تلوار کے الزام وہی کے متعلق تو ہزاروں سال اس رسول نمبر کے ذریعے سے جا سکتے ہیں۔ ایشیائی پیغمبران سلف میں مسلمانوں کا امتیازی درجہ ہی تو ہے کہ وہ تھوڑی سی سعی کے بدلے میں بڑے سے بڑے انعام الٰہی کے مستحق ہو جاتے ہیں، پھر بڑی ہی بدبختی ہے کہ ہم ایسے مواقعہ کو یونہی ٹال دیں۔ رسول نمبر کی اشاعت تبلیغ اسلام کا بڑا اچھا ذریعہ ہے۔ اور پھر خرچ بھی کچھ نہیں، دو چار احباب کو خریدار بنانے میں تھوڑی سی کاوش ضرور ہے اور یہ کاوش ہی ذخائر اخروی کو بڑھا دیتی ہے۔

روپیہ فراہم کرنا ہے، ہزاروں کا کام ہے۔ ظاہر ہے کہ میں اکیلا تو یہ کر سکتا ہی نہیں، اور سب مل کر یہ کام کر لیں

سب سے بڑا کام تو پھر سب سے چھوٹا کام یہی رہ جاتا ہے، بات بھی دیکھا جائے تو کوئی اہم نہیں صرف اتنا ہو جائے کہ رسول نمبر جن لوگوں کو وی پی جانا چاہئے وہ وی پی نہ منگائیں بلکہ روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیج دیں، کیونکہ وی پی تیاری کے بعد ہوگا۔ اور اس کا روپیہ کہیں ربیع الاول کے آخر میں وصول ہوگا۔ اور اخراجات سب پہلے ہوتے ہیں۔ اس لئے روپیہ کی ابھی کی ضرورت ہے آپ پہلے سے بھیج دیں تو سب سے بڑا مرحلہ طے ہو جائے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک روپیہ بھیجنے سے کام نہ چلے گا۔ اس طرح تو صرف چار ہزار ہی روپے آسکتے ہیں، اور کام ہے ہزار سے بھی زیادہ کا۔ اس لئے جدید خریدار فراہم کیجئے اس دفعہ تو بہت ہی ضرورت ہے کم از کم دو جدید خریداروں کے روپے تو آپ کے روپے کے ساتھ ضرور ہی آئیں، اور حتی الامکان منی آرڈر تین روپے کا ہی ہو آپ جانتے ہیں کہ کاغذ بھی رسول نمبر کا اچھا ہوتا ہے عکسی فوٹو بھی ہوتے ہیں چھپائی بھی ممتاز ہوتی ہے، اور یہ سب کا کام زیادہ روپیہ لگانے سے ہی ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ منی آرڈر بھیجنے میں ۳ کا فائدہ بھی تو ہے وی پی ۳؍ میں پہنچے گا اور منی آرڈر ۲؍ میں آجائے گا رسول نمبر ۲۰۰ صفحہ کا ہوتا ہے۔ اور سیرۃ النبی علامہ شبلی جلد اول میں وصال رسول تک ہی حالات ہیں جو پانچ روپے کی ہے اور اس کی ضخامت بھی شاید چار سو یا کچھ کم بیش صفحات ہیں۔ آخر آپ ہی میں کے ہزاروں بھائی اس کو منگاتے ہیں۔ کیوں صرف اس لئے کہ وہ مستند ہے۔ اب رسول نمبر کو دیکھئے کہ وہ مستند بھی ہے اور حالات بھی لکھے ہیں، فوٹو مستزاد اور پھر ایک روپے میں بلکہ دس پرچے اور بھی۔ گھر کی مرغی دال برابر ہوتی ہے۔ انسان مردہ پرست ہے میرے مرنے کے بعد آپ اس کی قدر کریں گے۔ غرض اب تو سب سے اہم بات یہ ہے کہ تین روپے کسی نہ کسی طرح سے بھیج دیجئے۔ سارا مقصد یہی ہے کہ کام چلنا شروع ہو

رسول نمبر ۱۳۵۵ھ کے مضامین کی فہرست ملاحظہ فرمائیے کتنی بلند پایہ سیرۃ رسول ہے

داستان خلیل و قربانی [illegible]	حضرت عیسیٰ کی پیشین گوئی	ولادت و طفولیت	تیرہ شریف
حضرت عیسیٰ کی بشارت	شرافت نسبی	اللہ کا رسول آغوش حلیمہ میں	کاروباری مشاغل
حضرت موسیٰ کی پیشین گوئی	ہاشم کے اولو العزمانہ کارنامے	بحیرا راہب کی بشارت	زمانہ قبل نبوت
حضرت سلیمان کی پیشین گوئی	عبدالمطلب کی شان و صولت	شباب و جوانی	سلطنت قیصر و کسریٰ
یسعیاہ کی پیشین گوئی	شرح فضائل کے اقوام کی حقیقت	کعبہ میں قیام امن کی اساس	ہند، چین، سیام، جاپان

ٹیلیفون نمبر ۵۶۶ تار کا پتہ ہینڈی سنز

ماء اللحم خاص الخاص

یونانی دوافروشوں کا بھلا ہو چند بوتلیں چند ٹوٹے پھوٹے مرتبان رکھہ کر ہر شخص ماء اللحم سہ آتشہ کا اعلان کرتا ہے کوئی قانون نہیں جو ان کو جھوٹ بولنے سے روک سکے حکیم اجمل خاں مرحوم کا خدا بھلا کرے جنھوں نے

ہندوستانی دواخانہ دہلی

قائم کر کے طب یونانی کی حفاظت کی اور شخصی نفع کی لعنت جو اچھی دوافروشوں کا شیوہ ہو چلی تھی اس سے اس دواخانہ کو پاک رکھا اور ہندوستانی دواخانہ کی پوری آمدنی طبیہ کالج پر صرف کی آج ہم اس مرحوم کے نام لیوا ان کی روح کو شرمندہ نہیں کرتے بلکہ ان کے مقصد کو پورا کر رہے ہیں۔ عرق ماء اللحم کی ہر ایک بوتل اس کی اچھی تصدیق کر دے گی۔

جلد منگائیے اور استعمال کیجئے سردی کا موسم اسکے استعمال کا صحیح وقت ہے

قیمت فی بوتل بارہ خوراک صرف پانچروپے

ترکیب استعمال روزانہ دو تولے عرق ماء اللحم میں ایک تولہ مصری ملا کر پیا کیجئے۔

ملنے کا پتہ

ہندوستانی دواخانہ پوسٹ بکس نمبر ۲۲ دہلی

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

شاہ است حسینؑ
بادشاہ است حسینؑ
دین است حسینؑ
دین پناہ است حسینؑ

سر داد نہ داد
دست در دست یزید
حقا کہ بنائے
لا الہ است حسینؑ

رسالہ مولوی دہلی کا

شہید نمبر ۱۳۵۵ھ

جلد ۲۲ — بابت ماہ محرم الحرام ۱۳۵۵ھ — نمبر ۱

ریگزار عرب کا شہید اعظم

باب اوّل

نوشتہ مولانا محمد انوار الحق صاحب الخیری دہلوی

میدان کربلا کی خوننابہ فشانی حضرت امام حسینؑ کی ذات گرامی سی لیے شرف و فضیلت کی حامل نہیں کہ آپ حضرت خاتون جنت سیدۃ النساء بی بی کے جگر گوشہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیر خدا کے فرزند اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نبیرہ محترم تھے بلکہ اس لئے دنیائے اسلام میں آپ کو وقعت عظیم حاصل ہے کہ آپ اوصاف الٰہی اور فضائل نوع بشری میں درجۂ کمال پر فائز تھے، اسی لئے آپ کی مدحت سرائی نہیں کی جاتی کہ آپ اس عہد کی ایک باجبروت سلطنت سے ٹکرائے اور تحفظ جان و مال کے مواقع موجود رکھتے ہوئے شجاعت ستبداد سے میدان کربلا میں شہید ہو گئے حالانکہ عوام کے نزدیک آپ کی کلاہ افتخار کا زرین طرہ یہی ہے بلکہ ہمارے نزدیک آپ کی عظمت ذاتی اور جلالت شان کا نقطۂ اساسی یہ تھا کہ آپ دنیا کے عظیم المرتبت مجاہد، لاثانی شجاع، عدیم المثال مستقل مزاج، ثابت قدم، فقید النظیر صابر و صاحب ہمت اور حق و صداقت کے معاملہ میں دنیا جہان دنیا اور خزائن دنیا کو ٹھکرا کر رکھ دینے والے بزرگ جلیل تھے اور یہی آپ کا سب سے بڑا جوہر شرف تھا اور اسی کا ایک مظاہرہ غیر فانی حادثۂ کربلا بھی تھا۔

جب حضرت امام حسنؓ نے دستبرداری خلافت کا ارادہ ظاہر کیا تھا تب چونکہ امیر معاویہؓ کے عزم و ارادہ کو قرین حق نہ سمجھتے تھے اس لئے آپ نے نہایت سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی پھر جب بھائی نے لوا نشت بتائی تو آپ انکی فرمانبرداری واطاعت کو بھی حق سمجھ کر خاموش ہو گئے اور ان کے بعد معاویہؓ کی شان میں کبھی ناملائم لفظ بھی استعمال نہیں کیا پھر جب امیر معاویہؓ نے یزید کی بیعت کے لئے ایک ہزار سواروں کی جمعیت کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں اور آپ کو نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ بلایا اور انتہائی ترغیب و ملاطفت کے ساتھ سمجھایا ہے تو آپ نے اس ترغیب عظیم کو بھی حق کی چٹان پر سے پٹخ دیا نہ پہلے بیعت پر زور دیا تو محض خونریزی مسلمین سے بچنے کے لئے آپ کو معظمہ چلے آئے آخر کربلائے معلی میں اپنے تمام کنبہ کے ساتھ پورے استقلال و پامردی کے ساتھ کٹ گئے مگر جسے ناحق سمجھتے تھے اس کے سامنے کبھی سر نہ جھکایا۔

آج دنیا والے اس مجاہد جلیل کی مظلومی کا ماتم کرتے ہیں اور ماتم بھی اس طرح جس سے آپ کے استقلال و عزیمت کی توہین ہوتی ہے اور جس نے اس سانحہ عظیم کے تمام روشن پہلو گرد آلود ہو کر رہ جاتے ہیں اور کسی کو اس کے سوا آپ کی ذات گرامی یا آپ کی شہادت میں اور کچھ نظر ہی نہیں آتا کہ آپ مظلومانہ شہید کئے گئے اور بس کہنے والے اتنا ہی سمجھتے ہیں کہ آپ کو آپ کے کنبہ سمیت کوفیوں اور شامیوں نے گھیر کر مظلومانہ شہید کر دیا اور اس پر جتنا ماتم کیا جائے اتنا ہی حق ہے لیکن واقعہ جس طرح سمجھا گیا ہے اس طرح نہیں امیر معاویہؓ بھی آپ کا احترام کرتے تھے حتی کہ یزید کو وصیت کر گئے تھے کہ یہ عراق والوں کی تحریک پر ادعائے خلافت کے ساتھ مقابلے پر بھی ہوں تو درگزر سے کام لیں کیونکہ آپ نبیرۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں نیز اور بڑے طاقتور بھی ہیں یہ واقعہ عظیم اس مذہبی رنگ آگیا ہے اور ابتداء سے یہ رنگ اس سے علیحدہ نہیں ہوا اس لئے اسباب شہادت میں بھی اسلامی دنیا کبھی متفق نہیں۔

صرف اس واقعہ میں تفاوت قلبی معرکہ فرمانروائی اور اسی قسم کے کئی رنگ پائے جاتے ہیں مگر اس کے حقیقی اسباب عمل اور ہی تھے جن پر ہم ان

مصر و ایران و عرب کی حالت
عرب کی تمدنی اور اخلاقی حالت
عرب کی تہذیب

نزولِ وحی

غارِ حرا میں مشاہدۂ جمال
برقِ جمالِ ربانی

دعوتِ تبلیغ کا آغاز

اعزاز و اقارب کو دعوتِ اسلام
حضرت حمزہ و عمر کا اسلام
ضعیف اور غلام مسلمانوں پر ظلم
جلاوطنی قریش کی پیروی ... سیاست

آفتابِ رسالت پر ...

دستم کی گھٹائیں
ہلاکت کی دھمکی
تبلیغی سرگرمیاں
ثبات و استقلال کا مظاہرہ
قید و بند و بائیکاٹ
حضرت ابو طالب و خدیجہ کا انتقال
طائف میں وعظ و ... سنگباری
قتل کی ناپاک سازش
مدینہ میں قریش و یہود کی یورش

قریش کی مخالفت

... کے اسباب

[illegible]

کا معیار حرم کی وسعت
اصنام پرستی کا وسیع جال
عناد و مخالفت کے اور باعث
ہجرتِ حبشہ
نجاشی کی حق پرستی و قبولِ اسلام
مسلمانوں کی دوسری ہجرت
زمانہ حال کے مسلمانوں کو ہجرت

یثرب میں عہدِ ہدایت

انصار کی برات
مدینہ میں اسلام کی پہلی کرن
بیعتِ عقبہ اور مدینہ والوں کا ...
کو مسلمانوں سے ہجرت کا حکم
غارِ ثور میں پوشیدگی
قصبہ قبا میں قیام
مدینہ میں عدیم المثال استقبال
ابو ایوب انصاری کی میزبانی

مسجدِ نبوی کی تعمیر
کا شانۂ نبوت کی سادگی

مواخاۃ اسلام کا مساوات ...

ایثار و نثار کے مظاہر
رشتۂ مواخاۃ کی اسکیم
انصار کا جذبۂ اخوت

جہاد و جنگ کا آغاز

مخالفین کا منافقانہ برتاؤ
جہاد کے متعلق وحی
قریش کو مصالحت پر مجبور کرنے کی ...

کفر و اسلام کا پہلا معرکہ

جنگِ بدر
منافقین کی ریشہ دوانیاں
جنگِ بدر کے حقیقی اسباب
ابو جہل کی نیت
قریش اور مسلمانوں کا لشکر
میدانِ جنگ میں رسول کی دعا
چہ سالارانِ قریش کا قتل
... سردارانِ قریش کا قتل
اسیرانِ بدر کے ساتھ سلوک
... بدر اور قرآنی تصریحات
مخالفین کے اعتراضات حقائق
کی روشنی میں

جنگِ بدر کے نتائج

غزوات دیگر

غزوہ سویق
غزوہ بنو نضیر
غزوہ بنو مصطلق
یہود و قبائلِ عرب سے خوفناک
جنگ
جنگ و قتل بنو قریظہ
غزوہ خیبر

صلح حدیبیہ

پابندیٔ عہد کا شاندار مظاہرہ
فتح مکہ اور عفوِ عام
ابو سفیان پر خاص کرم
رسولِ کریم کی پیغمبرانہ تقریر
عفوِ عام کا عدیم المثال اعلان

... کا اسلام
... و دفع ... اور ...
... فتح اور ...
بت پرستی کی فنا ...
عیسائی ... کو ... دعوت
شہنشاہ ... کا خط ...
اسلامی ... کی ...

غزوہ حنین و طائف

اہلِ غنیمت ...
امیران جنگ اور دیگر اقوام

حجۃ الوداع

آفتابِ نبوت کا غروب

کارنامہ ہائے زندگی

تبلیغ و اشاعتِ اسلام
... کا اسلام
تین سلاطین کا اظہارِ عقیدت
حضرت خالد اور عمرو بن العاص
کا اسلام
اسلام کی ابتدائی اشاعت
قبائل اشہر، اوس، جہینہ
میں اسلام
قبائلِ مدینہ کا اسلام
فتح مکہ کے بعد اسلام کی رفتار
دعاۃ اسلام کے اوصاف
تبلیغ اسلام کے لئے مساعی
مرکزِ تہذیب عالم میں اسلام
یمن میں اسلام
امرائے فارس کا اسلام
بحرین اور دیگر قبیلہ فارس
میں اسلام
نجران و عمان میں اسلام
... و شام کا اسلام
... میں اسلام
بنو سعد کا اسلام
طائف میں اسلام
حضر موت میں اسلام
عذرہ و ... کی وحدانیت
کا اعلان

قیام امن اور

... نظام
...
اولین منظم حکومت کی تشکیل
... کے اصلاحات
... کے اصلاحات ...
پولیس و عدالت
محکمہ تعلیم و ...
محکمہ تعلیم و معلمین کا تقرر
محکمہ احتساب کا قیام
ملک کی ... اور ... کا انتظام
غیر اقوام سے معاہدات
محاصل و ...
... اور فوجی مصارف

انتظامی مشاغل

... مردم شماری
دینی اور دنیاوی ... حضور کی تعلیم
کا موثر ... ?

تاسیس شریعت

نماز کے متعلق ابتدائی حکم
احکامِ نماز کا تدریجی ...
نماز کی تکمیل صورت
روزہ اور اس کی تدریجی فرضیت
زکوٰۃ کے متعلق احکام تبلیغی
وراثت و وصیت
قتل و خونریزی کی پاداش
تسلسل و چوری و رہزنی
زنا کا انسداد
مے نوشی و قمار بازی کا ...
تہمت کی سزا
حفاظت جان و مال و آبرو
اسلام اور فرق مراتب
دیگر مذاہب و اقوام کا ...
عورتوں اور غلاموں
کی اصلاح
بچوں ... اور ...
سے سلوک
میدانِ جنگ ... سلوک
حیوانات کے ... استعمال

... نبوت ...

اقتصادی اصلاح

... ہمدردی کا اہتمام
... مسائل ...
... دولت ...
... کا ...
... ساتھ سہولت ...
... اور فرائض

تمدن و اخلاق

آثار و افتراق کا استعمال
فرصت کا استعمال
مذہب و اخلاق اور ... کی
تعلیم

ترقیٔ تعلیم کی مساعی

مسجد نبوی کا جامعہ
صفہ والوں کا افلاس اور
حضور کی تعلیم
اہل صفہ کی عظمت کا منظر
اعتراف

دربار رسالت کا جلال ...

... بھی ... ذہنی ...
شگفتہ مزاجی اور ...
دنیا ... محبت کے فیض

عبادات و طاعات

جوشِ طاعت و عبادات
شوقِ عبادت و ...
خشیت و بکا
محبت و توکل
زکوٰۃ و تقلیل غذا
آقائے عالم کی حیات ...
ازواجِ مطہرات
باہمی رشک اور دلوں کی حالت
دنیوی آلائش سے اجتناب
سادگی یا تکلفات سے تنفر

معجزاتِ نبوی

معجزہ ...
معجزہ شق القمر وغیرہ

فضائل و اخلاق

حسنِ خلق

...
جہاد و ...
...
...
سادگی و ...
...
...
...
جہاد مروت
...
خیالات

[illegible]

یہ ایک ...
سے صرف ...
آپ کیا کرتے ...
ہی صرف ایک
خیال نہیں کر سکا
...

ان کو علیحدہ کیا گیا ایک کا نام ہاشم رکھا گیا دوسرے کا امیہ۔ اس عہد کے کاہن نے اس وقت پیشنگوئی کر دی کہ خدا خیر کرے شگون اچھا نہیں ہوا دونوں بھائی تلوار سے جدا ہوئے تلوار سے جدا کئے گئے۔ ان کی اولاد میں تلوار ہی چلتی رہے گی۔

وقتی طور پر یہ بات ہنسی میں اڑ گئی بھلی بات ہی عبد مناف نے مسکرا دیئے مگر اتفاق یہ پیشنگوئی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور شہادت عظمیٰ کے واقعہ نے تو اس بات پر مہر ثبت کر دی اور دونوں کے مابین خون کے دریا حائل ہو گئے۔ عبد مناف کے انتقال پر تولیت کعبہ شریف کے متعلق جھگڑا امیہ میں تنازعہ پیدا ہوا۔ امیہ کی انتہائی جارحیت کے باوجود ہاشم اپنے رسوخ و اثر کی وجہ سے متولی منتخب ہو گئے جس کے رنج و حسد نے امیہ کے قلب میں اپنے حقیقی بھائی کے خلاف مخالفت و معاندت کے شعلے بھڑکا دیئے مگر مجبور تھا دل کی دل میں لئے چلا گیا غیر ممکن تھا کہ باپ کا تنفس بیٹے کے قلب کو غیر متاثر نہ کرتا۔ امیہ کا بیٹا حرب بڑا جوانمرد شجاع انسان تھے۔ حرب فجار میں قریش کی سپہ سالاری کا منصب اسی کو عطا ہوا تھا ہاشم کے بیٹے عبدالمطلب تھے یہ بھی اپنی لیاقت و دانائی سے مشہور ہو گئے۔ اسلام میں اور عرب میں کشمکش کا سلسلہ جاری رہا اور دونوں کے قلوب میں آگ سلگتی رہی مگر ابھی تک ہاشمی اقتدار اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ قائم تھا لیکن ابو طالب کے وقت میں یہ زوال پذیر ہو گیا اس لئے یہ دولت مند نہ تھے ان کے بھائی عباس دولتمند تھے لیکن فیاض نہ تھے۔ ابولہب میں اکڑ زیادہ تھی تاہم عبدالمطلب کے زمانہ تک بنو ہاشم کا اقتدار قائم رہا۔

اب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہو چکے تھے آپ نے اعلان نبوت جب کیا تو امیہ کے پوتے ابوسفیان کو اپنے حریف ہاشمیوں کو شکست دینے اور ذلیل کرنے کا ایک موقعہ ہاتھ آ گیا۔ بنو امیہ اس کی قیادت میں کمربستہ ہو گئے اور انہوں نے تمام قریش کو مقابلہ پر کھڑا کر دیا اور حضور رسالتمآب کے ستانے میں یہ لوگ پیش پیش نظر آنے لگے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ام المومنین حضرت بی بی خدیجہ کو جو آبائی قبرستان میں دفن کرنے کی مخالفت پوری شدت و شقاوت کے ساتھ کی۔ اس سے ہاشمی وقار کو سخت صدمہ پہنچا اور یہ پہلی کامیابی تھی جو بنو ہاشم پر بنو امیہ نے حاصل کی لوگ سمجھتے ہیں کہ مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو مخالفت ہوئی اور جو اذیتیں پہنچیں ان کی تہہ میں محض مذہبی اختلافات ہی کا عنصر غالب تھا لیکن اگر نظر غائر سے دیکھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ اس میں بھی نسلی عناد کی کرشمہ کاریاں شدت کے ساتھ مصروف کار نظر آتی تھیں گویا حضرت امام حسین تنہا اس معاندت نسلی کے شکار نہیں ہے بلکہ ذات اقدس ہی اسی کے آماجگاہ بنی رہی۔ آپ کو ستانے والے اور سخت سے سخت اذیت پہنچانے والوں میں بنی امیہ کے چشم و چراغ ہی نمایاں رہے۔

بنو امیہ کا عروج و انحطاط

بنو امیہ سمجھتے تھے کہ اگر اعلان نبوت کامیاب ہو گیا تو ہمارے سر ریف کی جو شکست جیسا سالہا سال سے آ رہی ہے اور عرب والوں کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی ذلیل نہ تھی کہ انہیں اپنے حریف کے سامنے جھکنا پڑے اس لئے بنو امیہ مذہبی جوش سے زیادہ اس جذبہ عصبیت سے مغلوب ہو کر اپنی پوری قوت

وشیطنت کے ساتھ سرگرم اذیت رسانی رہے۔ مزید رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کے مذہبی اقتصادی اور مالی اسباب بھی تھے لیکن یہ عناد نسلی بھی ان سے کسی طرح کم نہیں بلکہ بڑھا ہوا تھا اور اس دیرینہ عداوت نے بار بار مخالفت کو خوب بھڑکا دیا تھا۔ جب تک ابوسفیان جیتا رہا اس وقت تک بنو امیہ میں کوئی ایک فرد بھی اتنا ممتاز نہیں گزرا جو بنو ہاشم کے مقابلہ میں کوئی اقتدار اور نمود حاصل کر سکے لیکن اس کی شیطنت کارانہ سرگرمیوں اور مخالفانہ کاروائیوں نے اس میں ایک امتیاز پیدا کر دیا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اعلان رسالت بنو امیہ کے اقتدار کے لئے ایک مژدہ بن گیا لوگ اپنے بتوں کی مذمت اپنے مذہب کی تباہی کے تصور کعبہ معظمہ کے طلسم اصنام کی شکستگی اور اس کی وجہ سے عرب پر چھائے ہوئے احترام و اثر کی معدومیت کے خیال سے خوف بجگر تھے ہی چاہتے تھے کہ یہ اسلام کا سیلاب جو اپنے ہی ریلے میں قدیم عزت و وقار شرف و افتخار اور اثر و اقتدار کو بہالے جانے کی دھمکی دے رہا ہے کسی طرح رک جائے۔ بنو امیہ کو اس کے خلاف جو سینہ سپر سرگرمی کا اور مصروف پیکار دیکھتے تھے تو ان کے قلب میں ان کی عزت پیدا ہوتی تھی۔

ادھر غزوہ بدر میں قریش کے تمام بڑے بڑے سردار یک سب معدوم ہو گئے اور ابوسفیان کو بیک زقند تمام قریش کی سرداری کا منصب حاصل ہو گیا یہ حقیقت ہے کہ بنو امیہ میں ابوسفیان بہت لائق مدبر اور ہوشمند و دولتمند شخص تھا اور یہ اس کی لیاقت و تدبیر ہی کا کرشمہ تھا کہ اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اس وقت بھی جب آپ ہجرت فرما چکے تھے عرب کی تمام طاقتوں کو متحد کر دیا یہودیوں کی دولت قریش کا اثر اور قبائل کی شجاعت سب مل کر اسلام کے استیصال پر آمادہ ہو گئیں تو بہت سی جنگیں لڑی گئیں مگر ابوسفیان کی تدبیر و لیاقت کا یہ کچھ کم شاندار مظاہرہ نہ تھا کہ اگر مکہ کے بڑے بڑے مقتدر و سالار اہل بہشت تھے تو وہ احزاب پر پورے عرب کی قوت و جبروت کے ساتھ میں ہزار جوان بیک وقت اسلام پر چڑھا لایا جو عرب کی تاریخ میں ایک نادر الوقوع واقعہ تھا وہ تو اسکی امداد شامل حال تھی جو اس سیلاب عظیم سے اسلام قائم رہ گیا ورنہ ابوسفیان نے طوفانی تدبیر و قوت کا ایک طوفان برپا کر ہی دیا تھا!

اس حضرت کی بیوی ہندہ نے ہی حضرت امیر حمزہ کو غزوہ احد میں اپنے غلام سے شہید کرا کر اور خود ان کا کلیجہ چبا کر اپنے انتہائی شیطنت کارانہ عناد میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بنو امیہ کا عناد بنو ہاشم سے کس حد تک بڑھا ہوا تھا اور نوبت کہاں تک پہنچ چکی تھی انفرادی اذیتوں کے زمانہ میں بھی یہ لوگ سب سے آگے رہے اور جنگ و جدال کا وقت آیا تو بھی علمبرداری و قیادت کے فرائض انہی نے انجام دیئے واقعہ یہ ہے کہ بیس سال کا زمانہ ایسا گذرا کہ پورے عرب میں بنو امیہ کا طوطی بولتا رہا اور وہ بنو ہاشم پر پورے طور پر غالب آ گئے مگر بنو ہاشم نے ان کے اقتدار کے آگے سر نہ جھکایا اور مدینہ چلے گئے۔ فتح مکہ کے ساتھ ان کے اقتدار کا آفتاب بھی غروب ہو گیا۔ ابوسفیان کے کان میں جو لشکر اسلام کی یلغار کی بھنک پڑی تو وہ سراغ رسانی کے لئے تنہا نکل کھڑا ہوا اور ادھر حضرت عباس اس خیال سے روانہ ہوئے کہ کوئی شخص مل جائے

ہیں مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ سانحہ عظیم جو پیش آیا
ہے حضرت حسین کے نعروں سے ہی مشکل تھا ... ہاشمی ...
کے شعور کی ترویج کی نذر کر دیا جائے بلکہ اس قابل ہے کہ اس سے عصری ...
اور ہر فرسنگ ... کیا جائے جو یہ ... سو برس فرزندان توحید کو سبق
دیتا رہا اور قیامت تک برابر دیتا رہے گا۔

عربوں کی فطری عصبیت

سانحہ شہادت دنیا کے سامنے کسی رنگ میں بھی آیا ہو اور خواہ یہ اثر ... سیاسی لبادے میں ملبوس نظر آتا ہو مگر حقیقت میں یہ محض نسلی عناد و عصبیت کا ایک ہوش ربا اور قیامت خیز کرشمہ تھا۔

یہ سنتے اور پڑھتے ہی آپ کے دماغ میں مختلف مناظر گھومنے اور مختلف خیالات گشت لگانے لگیں گے اور بہت ممکن ہے کہ آپ یہ بھی کہہ اٹھیں کہ نسلی عناد ہرگز اتنے شدید تر حوادث پر منتج نہیں ہوا کرتا۔ ضرور یہ عناد مذہبی ... نے بڑی بڑی ہولناک صورتیں اختیار کیں یا ذاتی یا خاندانی ... کے راجہ ... محض تعصب مذہبی ہی کی بنا پر آٹھ ہزار زندہ چینیوں کی کھالیں کھنچوائی تھیں۔ یمن کے ذو نواس نے نجران کے عیسائیوں کو اسی جرم پر زندہ آگ میں جلایا تھا۔ بیت المقدس میں ستر ہزار مسلمان اسی کی بھینٹ پر قربان ہوئے تھے۔ بندہ بیراگی نے سرہند کی جامع مسجد میں مسلمانوں کو ان کے دھرم سے بلوا کر تعصباً ہی قتل عام کرایا۔ یورپ اور ایشیا میں صدیوں مذہب ہی کے لئے خون کے سمندر بہائے گئے۔ ملک کے لئے بھی جنگ مہابھارت اور محاربہ عظیم یورپ اور اسی قسم کی ... ہندی اور یورپین جنگوں کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ اگلی نخل کے کرشمے بھی دنیا نے بہت دیکھے ہیں رنگ کی جنگوں سے تہذیب جدید کا دامن ... رہ گئیں جنگ ہائے عناد نسلی! تو بادی النظر میں گو یہ چیز بہت سبب ضرر نظر آتی ہے مگر خوب سمجھ لیجئے کہ اس نے کاشانہ ہائے عالم کو اجاڑ کر اور ویران کر کے رکھ دیا ہے۔ آسٹریلیا، کینیڈا، امریکہ اور افریقہ وغیرہ میں اسی نے آگ لگائی اور بستیوں کی بستیاں اور شہر کے شہر اور نسلوں کی نسلیں نیست و نابود کر کے رکھ دیں اور ان پر ترحم کرنا شعار انسانیت سے بعید سمجھا گیا۔ انتہا یہ ہے کہ جرمنی فرانس کا محض اس لئے دشمن ہے کہ یہ دوسری نسل سے تعلق رکھتا ہے۔ یورپ اور امریکہ ... روسیوں اور انگریزوں، جاپانیوں اور چینیوں، اطالویوں اور حبشیوں میں ... باوجود شدید نسلی منافرت موجود ہے اسی کی بدولت لوگ بموں سے اڑائے گئے زندہ آگ میں جھونکے گئے کتوں سے پھڑوائے گئے اور غلام بنا کر ... نجات ... گئے۔

یورپ والے ایشیا والوں کو مذہبی بنا پر نہیں محض نسلی بنا پر تنفر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ آج اطالیہ حبشہ کے علاوہ اگر کہیں بلغاریہ یا یونان پر حملہ کرتا تو یورپ بھر میں جنگ کے شعلے بھڑک اٹھتے مگر جنگ چونکہ ایک غیر نسل کے خلاف چھیڑی گئی ہے اس لئے عملی حیثیت سے سب خاموش رہے۔

یوں تو اس لعنت سے دنیا کا کوئی حصہ بھی پاک نہ تھا مگر عرب میں تو ایک قیامت برپا تھی۔ قبیلہ قبیلہ کے خون کا پیاسا تھا ایک ہی قبیلہ مختلف ذیلی خاندانوں میں تقسیم ہو جاتا تھا اور خالص ایک ہی نسل کے جزوی فرق کی بنا پر باہم حریف بن جاتے تھے۔ حرب بسوس اسی عصبیت نسلی کا کرشمہ تھی۔ حرب فجار ... سالہا سال کی ... جس کے ... حرب بسوس ...
جب بسوس ... کے لئے ... جذبہ انتقام کی تسکین کے لئے سالہا سال جنگیں ... رہا تھا اور قبائل کے قبائل ... رہتے تھے ... قبیلے کے آدمی کو دوسرے قبیلے کے آدمی نے ... پلنے والے ... کا نعرہ لگانے کا سنتے ہی اس کا قبیلہ انتقام پر آمادہ ہو جاتا خواہ کسی ... نہ تھا ... صدیوں سے اس قبائلی جنگ ... نتیجہ ... خون کی دھار بہتی رہتی تھی اور امن و امان کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے۔

مشہور ہے کہ کوئی جنگ ہو نسلی ہو یا مذہبی ہو گی ... غلبہ عناد کا جذبہ ہی ... ہوتا ہے اور ایک دوسرے کی ... مادی مفاد کے لئے اپنی اقتدار کی ... دستی ... چاہتا ہے۔ بنو ہاشم میں بھی شدید عداوت تھی اور امیہ کے وقت سے یہ خون ... پیتے چلے آ رہے تھے۔ بنو ہاشم کے اقتدار کا گوشہ کلاہ فلک الافلاک ... پر لگا ہوا ... بس نہیں چلتا تھا اس لئے گھونٹ پی کر رہ جاتے تھے۔ اسلام نے اس جذبہ عناد کو بہت حد تک ... مگر کچھ عرصے کے بعد ... پھر عود کر آیا اور اقتدار و سلطنت کی ترغیب نے تیز سے تیز تر بنا دیا۔ ... کاری تھی کہ حضرت امام حسین جیسی ... ہستی عصبیت سے ... ذبح ہو کر رہ گئی اور جذبات کو اس طرح بھڑکا گئی کہ ... نہ بجھی اور سب سے بڑا نقصان یہ پہنچا کہ اس عصبیت نسلی نے مذہب کی خوفناک صورت اختیار کر کے شجر اسلام کی جڑ پر تیشہ زنی شروع کر دی۔ حقیقت کو نہ سمجھا اور جوش میں کسی نے ... میں اترنے کی کوشش نہ کی۔ شیعہ سنی اور خوارج میں تقسیم ہو کر رہ گیا۔ اول الذکر ہاشمیوں کا حامی اور آخر الذکر ... اموی ... اس وقت تو ایک مدت تک بڑے جوش و اقتدار پر رہے مگر آجکل ان ... بہت کم ہے۔

اب ہم اس اجمال کی تفصیل پر آ رہے ہیں اور دنیا کو بتانا چاہتے ہیں کہ عناد نسلی نے کیا کیا خونباریاں کیں اور یہ اسلام کو کتنا نقصان پہنچا گیا۔

بنو ہاشم اور بنو امیہ کی معاندت کے اسباب و علل

(طبری) ... ہے کہ بنو امیہ اور بنو ہاشم کے جد اعلیٰ عبد مناف قریش میں سب سے ... اور بڑے پر جوش و شجاع شخص تھے بیت اللہ شریف کے متولی ہونے کی وجہ سے ان کا اثر عالمگیر ہو گیا تھا اور نہ صرف قریش بلکہ پورے عرب ... وقار کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے یہاں ایک دفعہ دو بچے ... ساتھ توام پیدا ہوئے۔ عجیب ماجرا یہ تھا کہ ان دونوں کی پیشانیاں ... جڑی ہوئی تھیں۔ جڑے ہوئے ہونے کا یہ واقعہ فوراً شہر بھر میں شہرت پا گیا ... لوگ جوق جوق دیکھنے آنے لگے عبد مناف نے تلوار ہاتھ میں ...

[illegible] ... کی تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت ... لیکن وہ کہتا ہی غلط ہے کہ اس عالم میں ... اسی ہی کے ... ہے کہ ہم اجتہاد کرتے تھے۔

باب ۳

مصلح اعظم کی وفات جگر پاش

خلافت کے لئے صحابہ کرام کا مبارک اقدام

ابوبکرؓ کی امامت کا حکم نبوی

سنہ ۱۰ھ میں رسول کریم حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے گئے حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ ہمرکاب تھے واپس آتے ہی آپ نے جو طویل خطبہ ارشاد فرمایا اس کے دوران میں کہا کہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا تھا کہ وہ عقبیٰ و دنیا میں سے کسی ایک کو اختیار کرے اس نے عقبیٰ کو ترجیح دی۔

حضرت صدیق اکبر راز شناس نبوت تھے یہ الفاظ سنتے ہی ان پر ایک رقت طاری ہو گئی اور صحابہ متحیر ہو رہے تھے کہ اشکباری کا یہ کون سا موقع تھا (بخاری شریف)۔

لیکن حضرت صدیق اکبرؓ اپنی فراست سے سمجھ گئے تھے کہ اس کا یہ کیا مطلب ہے؟ اور وہ "بندہ" سے مراد خود ذات اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس تقریر کے بعد ہی رسول کریمؐ صاحب فراش ہو گئے افاقہ کے بجائے مرض میں روز بروز ترقی ہوتا چلا گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ مسجد میں آنے اور امامت کرنے سے معذور ہو گئے حکم دیا کہ ابوبکرؓ امامت کی خدمات انجام دیں حضرت عائشہؓ جو سمجھتی تھیں کہ یہ امامت کتنی بڑی اور قیمتی اہم چیز ہے انہیں اسی لئے اس وقت خیال گذرا کہ اگر یہ شرف ابوبکر کو عطا ہوا تو وہ مسند خلافت پر بٹھائے جائیں گے اس لئے خود بھی عرض کی اور حضرت حفصہؓ سے بھی کہلوایا کہ وہ تو بہت رقیق القلب ہیں یہ منصب جلیل حضرت فاروق اعظمؓ کو عطا کیا جائے اس پر سرکار دو عالم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آگیا حکم دیا کہ نہیں یہ خدمت ابوبکرؓ ہی انجام دیں گے اور تم وہی ہو جنہوں نے حضرت یوسف کو دق کر دیا تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کو علم ہوا تو انہوں نے بھی حضرت فاروق اعظمؓ سے یہی فرمایا کہ آپ نماز پڑھائیں مگر انہوں نے جواب دیا کہ آپ مجھ سے زیادہ مستحق ہیں۔

آخر حضرت ابوبکرؓ ہی نے نماز پڑھائی ایک روز وہ نماز پڑھا رہے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ افاقہ ہونے کے باعث مسجد میں تشریف لائے یہ دیکھ کر حضرت صدیق نے پیچھے ہٹنا چاہا آپ نے اشارے سے منع فرمایا اور خود ان کی امامت میں ان کے اقتدا میں نماز پڑھی

یہ مستند اور بالکل صحیح واقعات ہیں حضرت عائشہؓ کے منع کرنے پر سرکار اقدس کی برہمی اور حضرت ابوبکرؓ کے تامل پر بھی سرکار دو عالم کا اصرار اور پھر ایک دفعہ خود مسجد میں آکر انہی کے اقتدا میں نماز ادا کرنا واضح کر رہا ہے کہ کارکنان قضا و قدر نے اپنا فیصلہ کر لیا تھا اور جو کچھ علم میں آچکا تھا اور دور صدیقی سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا جس کا سب سے بڑا ثبوت یہی ہے کہ نہ صرف یہ کہ آپ خود حضرت ابوبکرؓ ہی کی امامت پر اصرار کرتے ہیں حالانکہ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن عباس جیسے فضلا اور آپ کے چچیرے بھائی موجود ہوتے ہیں کہ تیمارداری پر مامور تھے بلکہ آپ خود بھی تشریف لا کر انہی کے اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں یا اس کی طرف سے پڑھ ہو جاتی ہے

یہ ایک کھلا ہوا اشارہ تھا کہ جن کی اقتدا میں خود حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نماز ادا کر رہے ہیں انہی کے اقتدا میں آئندہ مسلمان نماز ادا کریں گے اور چونکہ نماز پڑھانا خلیفہ وقت ہی کے ساتھ مخصوص تھا اس لئے وہی خلیفہ ہوں گے اور ہوں گے کیا ہمارے نزدیک تو آپ کا مسجد میں آنا اور حضرت ابوبکرؓ کے اقتدا میں نماز پڑھنا گویا دین کا ظاہری چارج تفویض کرنا تھا۔

ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ امام وہی ہو سکتا ہے جو سب سے بہتر ہو اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے یہ بھی واضح کر دیا کہ امت میں سب سے بہتر اور منصب امامت کے اہل حضرت ابوبکر صدیق کے سوا اور کوئی نہیں یہ حکم متفق علیہ طور پر اس وقت دیا گیا تھا جب آپ کے ہوش و حواس درست تھے اور نماز بھی آپ نے افاقہ ہی کی حالت میں پڑھی تھی اگر آپ کا مقصد واضح یہی ہوتا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی خلیفہ ہوں تو آپ انہیں کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے جو مسلمانوں کے لئے دین و دنیا سے محترم و برتر چیز ہے جب نماز کی امامت کا مسئلہ آپ نے اپنے طرز عمل سے طے کر دیا تو خلافت تو بعد ہی کی چیز ہے اور دین کا معاملہ طے ہو جانے کے بعد امامت دنیا کا معاملہ زیادہ اہم اور الجھا ہوا نہیں رہ سکتا پھر آپ پیغمبر جلیل تھے آپ کا کوئی حکم منشائے ربانی کے خلاف نہ ہو سکتا تھا اور یہ جو کچھ بھی ہوا عین اسی کے مطابق ہوا۔

اجتماع سقیفہ بنو ساعدہ میں

ابوبکرؓ کی مدبرانہ کارفرمائی

حضرت ابوبکر صدیقؓ مقام سنح سے واپس آئے تو آفتاب رسالت غروب ہو چکا تھا اور مسجد کے دروازہ پر ایک کہرام برپا تھا کسی سے کچھ نہ کہا سیدھے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے پیشانی کو بوسہ دیا اور رو کر کہا

"میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ پر دو موتیں جمع نہ ہوں گی وہ موت جو آپ کے لئے مقدر تھی اس کا مزہ آپ چکھ چکے اس کے بعد پھر کوئی موت نہ آئے گی" پھر چادر ڈال کر باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حضرت فاروق اعظمؓ فرط جوش میں توازن دماغی کھو بیٹھے ہیں اور لوگوں کو قسم کھا کھا کر یقین دلا رہے ہیں کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا حضرت ابوبکرؓ نے جو یہ حال دیکھا تو حضرت عمرؓ سے فرمایا عمر بیٹھ جاؤ انہوں نے عالم وارفتگی میں اس کا کچھ خیال نہ کیا اور الگ ہٹ کر دوسری تقریر شروع کر دی مگر اب تمام مجمع حضرت ابوبکر صدیق کی طرف جھک پڑا اور حضرت عمرؓ تنہا رہ گئے آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ:

"لوگو! اگر تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پرستش کرتے تھے تو بیشک وہ مر گئے اگر ان کی نہیں خدا کی پرستش کرتے تھے تو وہ زندہ ہے ہمیشہ زندہ رہے گا اور وہ برتر و توانا ہے۔ سنو اور غور و توجہ سے سن لو کہ وہ فرماتا ہے کہ محمد صرف ایک رسول ہیں ان سے پیشتر اور بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔"

آپ کی اس تقریر پر سارا مجمع مطمئن ہو گیا بالخصوص آپ نے جو آیت پڑھی تھی ایسی باموقع تھی کہ اسی وقت زبان زد خاص و عام ہو گئی حضرت عبداللہ

تو اس کے تو دیکھا ابوسفیان کے پاس پہنچے اور کہا کہ تیری تمام ہرزہ ... چکا مناسب یہی ہے کہ اپنی شیطنت کاریوں سے توبہ کر کے اب آستانہ نبوت پر گردن جھکا دے ورنہ کل سپیدہ سحری کے طلوع کے ساتھ ہی تیری اکڑی ہوئی گردن سپید ہی کر دی جائے گی اور تیری اور تیرے رفقاء کی لاشیں خون کے ایک ناپیدا کنار سمندر میں تیرتی پھر رہی ہونگی۔

اتفاقاً دونوں کی ملاقات ہوگئی ایک وہ ہاشمی کا محترم چشم و چراغ تھا اور دوسرا خاندان بنو امیہ ہی نہیں پورے قریش کا قائد اعظم۔ حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو جو پیغام دیا تو اس کا منہ وفور حیرت سے کھلا کا کھلا رہ گیا حواس جلتے رہے اسے اس کا وہم و گمان تک بھی نہ تھا اپنی آرزوؤں کی کتنی نفسانی لاش سامنے پڑی نظر آئی لیکن اپنے منتشر حواس کو جمع کر کے بولا پھر کیا کروں۔ فرمایا میرے خچر پر سوار ہوکر دربار رسالت کو چل۔ راستے میں حضرت فاروق اعظمؓ مل گئے اس دشمن اسلام کی صورت دیکھتے ہی ان کے نائرہ غضب میں اشتعال پیدا ہوگیا اور قتل کرنے کو شمشیر بکف آگے بڑھے مگر حضرت عباسؓ خچر کو بسرعت رفتار نکال لے گئے حضرت فاروق اعظم بھی تعاقب میں روانہ ہوئے اور چند لمحوں کے بعد ہی پہنچ گئے اور عرض کی کہ یہ معاند اسلام خود قابو میں آگیا ہے اجازت دیجئے کہ ایک وار میں اس کا سر اڑا دوں وہ ابوسفیان جس کی سطوت وہیبت کی دھاک پورے عرب پر مستولی تھی اس وقت تھر تھر کانپ رہا تھا موت آنکھوں کے سامنے تھی اور اپنا اعمالنامہ بھی۔ کیا توقع ہو سکتی تھی کہ حریف قبیلہ کا سردار معاف کر دیگا بخش دیگا۔

اب کفر و اسلام کا فرق مشاہدہ کیجئے کہ حضرت عباسؓ یہی فرماتے ہیں کہ میں اسے اپنی پناہ میں لے چکا ہوں یہ سنکر ابوسفیان کی جان میں جان آئی، سرکار اقدسؐ نے مصلحتاً اسے ایک شب حضرت عباسؓ کے پاس رہنے کی اجازت دیدی تاکہ یہ سطوت اسلام اور شان لشکر توحید کا برائی العین کرلے واقعی اُس نے لشکر اسلام میں آکر مساوات وحریت اسلام اور جوش مسلمین کے جو عدیم المثال منظر دیکھے جو پہلی مرتبہ دیکھے تو قلب پر لرزہ طاری ہوگیا ہیبت اسلام سے کانپ اٹھا سمجھ گیا کہ سردار بنو ہاشم سردار عالم بن چکا فی الحقیقت اس کے ساتھ ربانی نصرت ہے بنو امیہ اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے صبح ہوتے ہی دربار رسالت میں پہنچکر گردن جھکادی اور اسلام قبول کر لیا سردار بنو امیہ نے جو کچھ کیا تھا وہ آپ دیکھ چکے ہیں اب سردار بنو ہاشم کے کرم پر نظر ڈالیے کہ قابو پاکر اعدائے اسلام کے بجائے ان پر انعام واکرام کی بارشیں شروع کر دیتے ہیں، پناہ ملتی ہے تو ہاشمی آغوش ہی میں اور حسن نصیب ہوتا ہے تو اسی آستانہ پر آکر۔

ہاشمیوں کی امیہ نوازیاں

اسلام نے تو ہر فساد کا خاتمہ کر دیا تھا یہاں رنگ نسل خون دولت خاندان فرقہ اور قبیلہ کے امتیازات کوئی چیز ہی نہ تھے یہاں بڑا آدمی تھا تو اسی کے لئے اور عزت تھی تو اسی کے لئے جو یہاں معزز وہی تھا جو زیادہ متقی اور زیادہ مہذب تھا۔ ابوسفیان نے کلمہ کیا پڑھ لیا اسلام کیسے آیا کہ مسلمانوں کے گلزار کا ایک پھول بن گیا۔

مسلمانوں میں آقا و غلام حاکم و محکوم بڑے اور چھوٹے سب ایک سطح پر تھے حسب نسب ریاست و ثروت اور وجاہت ... رہ گئے تھے کینہ عناد ... لئے ہمیشہ تھا جو کچھ تھا اسلام کے لئے تھا۔ ہاشمیوں سے ہاشمی ہونے کی وجہ سے محبت تھی اور نہ امویوں سے اموی ہونے کی بنا پر کوئی عداوت تھی تمام اسلامی ایک کنبہ اور ایک قبیلہ کے افراد تھے اور یہ سب مساویانہ اور برادرانہ زندگی بسر کر رہے تھے ابوسفیان جو مسلمان ہوئے تو بنو ہاشمی بھول گئے کہ یہ اموی ہیں بلکہ اپنے قلب و جگر ... گئے کہ ... وحیرت کی نظر سے دیکھئے سردار بنو ہاشم حکم دیتے ہیں کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا اسے امان دی جائے گی ظاہر ہے کہ ابوسفیان کا گھر کسی بنو ہاشم فاتح کے کسی سربلند عزیز کا گھر نہ تھا بلکہ اس کا گھر تھا جس کی سرزمین سے اسلام کے خلاف فتنوں اور معاندتوں کے چشمے ابلتے رہتے تھے جس کی بیوی ... ہند نے فاتح اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے عم حقیقی کو احد میں نہ صرف شہید کرایا تھا بلکہ بہیمانہ جوش انتقام میں کچا کلیجہ منہ بھر کر چبایا تھا اور جس کے غلام وحشی نے خنجر سے ہلاک کیا تھا۔

پھر اسلام کے دامان عفو کی وسعت کو دیکھئے کہ یہی ہندہ زوجہ ابوسفیان اور یہی وحشی غلام ابوسفیان دونوں دربار رسالت سے پروانہ عفو حاصل کرتے ہیں حالانکہ اس عہد کے ملکی دستور و آئین انتقام کے ماتحت یہ نہ صرف یہی بلکہ تمام بنو امیہ گردن زدنی و کشتنی تھے اور اگر انہیں ایسا ہی اقتدار حاصل ہوتا تو وہ بنو ہاشم کے ساتھ قرابتداری کے باوجود رعایت تو ایک طرف رہی وہ کرتے جس پر زمین کے جسم پر بھی لرزہ طاری ہو جاتا نہ صرف بنو امیہ بلکہ ان کے تمام حلیف رفقا اور تمام قریش جو برابر کے مجرم تھے اس وقت اقتدار ہاشمی میں نہ صرف معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ سینے سے لگائے جاتے ہیں برابر کی عزت و تکریم کے مستحق ٹھیرتے ہیں اور جو ہاشمی ہیں اور ان میں کسی اعتبار اور کسی پہلو سے کوئی فرق نمایاں نہیں رکھا جاتا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بار بار فرماتے ہیں اور علانیہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں مفاخر نسلی اور انتقامات قبائلی کوئی چیز نہیں بے حقیقت ہیں سب سے بڑی عزت ہوتی کی تمیز نسل کی نہیں قبیلہ کی نہیں اسلام کی عزت ہے اور جو مسلمان کہ توحید پرست ہو وہی سب سے زیادہ معزز ہے اور محترم!

محبت کی پینگیں بڑھنے لگیں اسی ابوسفیان کی دختر جو سالہا سال استیصال اسلام اور اغتنام بنو ہاشم کی سعی میں مصروف رہ چکا تھا اور اسی ہندہ کی بیٹی جس نے خاندان ہاشمی کے نونہال حضرت حمزہ کو قتل کرا کر ان کی لاش کا مثلہ کیا تھا اور کچا کلیجہ چبایا تھا ام المومنین حضرت ام حبیبہ بنکر کاشانہ نبوت میں آتی ہیں اور سرور کائنات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ایک اموی ہی بزرگ حضرت عثمان غنیؓ کے حبالۂ عقد میں آتی ہیں یہ کتنا بڑا اعزاز تھا جو امویوں کو حاصل ہوا لیکن اس کے باوجود نسلی عناد وعداوت کی آگ کبھی بجھی ... تھی مگر اندر ہی اندر سلگتی رہی اور ... اس ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ... گیا تھا حضور سرور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو ... دیا

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب ابوبکرؓ کی بیعت ہو گئی تو حضرت علیؓ نے اس بیعت کو پسند نہیں کیا جب حضرت ابوبکرؓ نے بلوا کر پوچھا کہ کیا آپ کو میری بیعت سے انکار ہے؟ کیا آپ کو میری خلافت پسند نہیں ہے؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں آپ کی امارت کو ناپسند نہیں کرتا لیکن میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں مسجد کے سوا اپنی چادر نہ اوڑھوں گا (طبقات ابن سعد)

اگرچہ اس بیان سے تاخیر کی وجہ واضح ہو جاتی ہے تاہم ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ باغ فدک اور مسئلہ وراثت کے جھگڑے نے خلیفہ اول کی طرف سے حضرت بی بی فاطمہؓ کے دل میں کچھ ملال پیدا کر دیا تھا اس لئے بہت ممکن ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محض اُن کے پاس خاطر سے بیعت میں دیر کی ہو چنانچہ ان کا انتقال ہو گیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت ابوبکرؓ سے تنہائی میں ان کے فضل و شرف کا اعتراف فرمایا اور کہا کہ:-

"خدا نے آپ کو جو درجہ عطا کیا ہے ہم اس پر ہرگز حسد نہیں کرتے لیکن خلافت کے معاملہ میں ہماری حق تلفی ہوئی کیونکہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرابت یا رشتہ داری کی بنا پر ہم اس میں یقیناً اپنا حصہ سمجھتے تھے۔"

حضرت علیؓ نے یہ سب کچھ ایسے انداز سے کہا کہ حضرت صدیق اکبر اشکبار ہو گئے اور آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے فرمایا کہ:-

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں اپنے رشتہ داروں سے زیادہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے رشتہ داروں کو عزیز رکھتا ہوں اور رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی متروکہ جائداد کا جھگڑا تو اس میں میں نے رسول کریمؐ کے طرزِ عمل سے سرِمو انحراف نہیں کیا" غرض اس طرح دوستانہ شکوہ گلہ سے دونوں کا آئینۂ دل صاف ہو گیا نماز ظہر کے بعد حضرت ابوبکر نے مجمع عام میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق عذرخواہی کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے شاندار الفاظ میں حضرت صدیق اکبر کے فضل و شرف کا اعتراف کیا۔

باغ فدک اور مسئلہ خمس کے واقعات و منازعات نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے عزیزوں اور رشتہ داروں میں ضرور کچھ غلط فہمی پیدا کی تھی بالخصوص حضرت بی بی فاطمہ کو تو اس کا نہایت رنج تھا لیکن حضرت صدیق اکبر ہمیشہ آخر وقت تک ان کے ساتھ لطف و محبت کا سلوک کرتے رہے اور وفات کے وقت سیدہ جنت سے خود جا کر ان کا آئینۂ دل بھی صاف کرا دیا۔

حدیث قرطاس اور حضرات عمرؓ و علیؓ

امت اسلامی سنی اور شیعہ فرقوں میں منقسم تو بہت بعد کو ہوئی لیکن اختلاف شروع عہد نبوی سے کی جاتی ہے اور دونوں میں سب سے زیادہ مابہ النزاع جو چیز بنی ہوئی ہے وہ حدیث قرطاس ہے حالانکہ ذرا بھی غور کیا جائے تو اس باہمی اختلاف کی اتنی بلند و بالا عمارات کھڑی کر لی جائیں مگر ... نہایت معمولی چیز ہے حدیث مبارک یہ ہے:-

"حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ وفات نبوی کے وقت جب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے کاشانہ مبارک میں لوگ جمع تھے اس وقت انہوں نے فرمایا کہ کاغذ لاؤ تاکہ میں تمہیں ایک ایسی تحریر لکھ دوں جس کے بعد تم گمراہ نہ ہو سکو۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے اس پر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت درد و مرض کا غلبہ ہے ہمارے پاس قرآن ہے اور وہی ہمارے لئے کافی ہے۔"

اس حدیث کا دوسرا ٹکڑا یہ ہے کہ:-

"اس حکم پر دو فریق ہو گئے ایک فریق کو اصرار تھا کہ حکم کی تعمیل ضروری ہے اور کاغذ منگا لینا چاہیے دوسرا فریق کہتا تھا کہ ہمارے لئے صرف قرآن کافی ہے اختلاف پر شور و غل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا:-

"میرے پاس سے چلے جاؤ۔"

شیعہ بڑی شد و مد کے ساتھ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ایسی تحریر سے روکنا جو لازماً ضروریات دینیہ سے متعلق تھی اور جس کی وجہ سے مسلمان گمراہی سے محفوظ رہ سکتے تھے روکنا نہایت نامناسب اور صریحاً ظلم تھا حضرت عمرؓ سمجھ گئے تھے اور انہیں یاد ہو چکا تھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاغذ اسی لئے منگا رہے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنا جانشین اور خلیفہ بنا جائیں یہی وجہ تھی کہ انہوں نے وہ تحریر نہ لکھنے دی اور حسبنا کتاب اللہ کہہ کر خواہ مخواہ اختلاف بھی پیدا کر دیا اور حضور کے ناراض ہونے کا باعث بھی بنے کتنی لایعنی بات ہے کہ محض ایک وہم و گمان پر اختلافات کی دنیائیں آباد کر لی جائیں۔

مانا کہ حضرت عمر فاروق نے روکا تھا اور اسی اخلاص و یقین کے ساتھ روکا تھا اور اس وقت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی ناراضگی کے باعث حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ کچھ نہ کہہ سکے تھے اور اختلاف پیدا ہو گیا تھا لیکن اس کے بعد بھی تو پانچ روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے اور یہی بزرگ خلوت و جلوت میں ہمہ وقت تیمارداری رہے اس دوران میں انہیں کاغذ لکھا لینے میں کون امر مانع رہا کہ یہ واقعہ جمعرات کا ہے اور دوشنبہ کو آپ کا وصال ہوا ہے اول تو بنو ہاشم بہترین قریش تھے ان کی شجاعت کی بھی دھاک بیٹھی ہوئی تھی ان کا قبیلہ بھی بڑا ہوا تھا۔ سمجھتے کہ منشائے نبوی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو خلافت سپرد کرنا ہے تو یہ پنجروزہ مدت تو ایک طرف وہ اسی وقت کاغذ و قلم لیکر حاضر ہو جاتے عرب میں افراد کا معاملہ قبائل کا معاملہ ہوتا تھا۔ اپنے قبیلہ کے اقتدار کو گوارا کیا جاتا تھا کوئی بھی گوارا نہیں کر سکتا تھا حضرت عمرؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کوئی عناد نہ تھا اور حضرت ابوبکرؓ سے خاص عزیزداری نہ تھی کہ وہ ایسا کرتے

کرتے تو اپنے لئے کرتے اس کا کوئی امکان نہ تھا آخر انہیں ایسا کرنے سے ذاتی طور پر کیا فائدہ پہنچ سکتا تھا انسان کی نیت اور انسان کا طرزِ عمل دیکھا جاتا ہے انسان جو کچھ کرتا ہے اپنی ذات اپنی اولاد یا اپنے قبیلہ کے لئے کرتا ہے ایسے ہونے کا کوئی امکان نہ تھا طرزِ عمل دیکھئے کہ حضرت ابوبکرؓ خود فرماتے ہیں کہ تم لوگ حضرت عمرؓ کے ہاتھ پر بیعت کرو ذاتی مفاد پیش نظر ہوتا تو اس سے بہتر اور کونسا موقعہ تھا مگر آپ خود ایک غیر قبیلہ کے بزرگ کو خود پر ترجیح دیکر اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور خود خلیفہ ہو کر فقیرانہ زندگی گزارتے ہیں اپنی اولاد سے اولاد رسول کو ہر معاملہ میں ترجیح دیتے ہیں

ہیں کہ انصار کی قسم ہم لوگوں [illegible]
نہیں ہوئی تھی۔“ (بخاری باب مرض النبی)

ادہر منافقین تو تاک میں لگے ہی ہوئے تھے وفات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر جو مشہور ہوئی تو انھوں نے چپکے چپکے انصار کو ابھارا کہ اب موقع ہے کہ تم اپنی خدمات کا صلہ حاصل کرو جو بہت شاندار ہیں اور تم نے وہ کام کیا جو کوئی نہ کر سکتا تھا سب کچھ تمہارا ہی کیا دھرا ہے اب یقیناً خلافت کے مستحق تم ہی ہو۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ تم اس زرین موقع کو ہاتھ سے جانے دو اور فرصت کو مغتنم سمجھ کر اپنا خلیفہ اپنوں میں سے منتخب کر لو منافقین پہنچ گئے چنانچہ مدینہ میں خلافت کا فتنہ ان کی انگیخت پر شروع ہو گیا تمام انصار سقیفہ بنو ساعدہ میں جمع ہو گئے اور خلافت کے مسئلہ پر زور شور کے ساتھ بحث چھڑ گئی قریب تھا کہ مہاجرین کے بلا علم و اطلاع انصار حضرت سعد بن عبادہؓ کا انتخاب کر لیں اور بیعت ہو جائے لیکن حضرت ابو بکر عین وقت پر حضرت فاروق اعظم اور مہاجرین کرام کو لئے ہوئے عین وقت پر پہنچ گئے اگر نہ پہنچ جاتے تو یقیناً مہاجرین و انصار کی اخوت کے پرخچے اڑ کر رہ جاتے اور دونوں میں جنگ چھڑ جاتی اور اسلام کا چراغ گل ہو کر رہ جاتا وہ تو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی تدبیر کارگر ہو گئی۔

حضرت ابو بکرؓ نے جس وقت یہ اطلاع پائی وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عبد اللہ بن عباسؓ حضرت اسامہ اور حضرت فضل بن عباسؓ کو تجہیز و تکفین پر مامور کر کے اور عجلت کے ساتھ روانہ ہوئے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کو غسل دیا حضرت اسامہ پانی ڈالتے جا رہے تھے اور حضرت عباس کے دونوں فرزند عبد اللہ اور فضل ہلاتے جا رہے تھے۔

حضرت ابو بکر صدیق جو سقیفہ بنو ساعدہ میں جو پہنچے تو انصار کو اپنے اصرار پر دیکھ کر فرمایا کہ ایک امیر ہمارا ہو اور ایک تمہارا یہ وہ عمل تو ظاہر ہے کہ نقصان رساں تھی مگر یہ ممکن تھا کہ انصار کرام ہی میں سے کوئی بزرگ خلیفہ منتخب ہو جاتے لیکن مشکل یہ تھی کہ قبائل عرب اور بالخصوص قریش ان کے سامنے گردن جھکانے اور ان کی اطاعت کرنے پر آمادہ نہ ہوتے یہ بھی ہو جاتا تو ان کے اندر بھی ایک اور غرض دو فریق تھے اور دونوں میں عداوت تھی ایک کے ہاتھ میں عنان اقتدار آتے دیکھ کر دوسرا قبیلہ مخالفت میں کھڑا ہو جاتا حضرت ابو بکر صدیق اکبر نے عواقب امور پر ایک نظر ڈال کر نزاکت حالات کا اندازہ کیا اور فرمایا:-

”مناسب یہ ہے کہ امراء ہماری جماعت سے ہوں اور وزراء آپ کی جماعت سے“ اس پر حضرت حباب بن المنذر انصاری بول اٹھے ”نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ایک امیر ہماری جماعت سے ہو اور دوسرا امیر آپ کی جماعت سے“ جب حضرت ابو بکرؓ نے یہ رنگ اور جوش و خروش دیکھا تو بڑی ہوشمندی کے ساتھ بڑھ کر انصار کے فضائل کا شاندار اعتراف کیا اور فرمایا کہ:-

”صاحبو! سنو۔ مجھے آپ کے محامد و فضائل سے ہرگز انکار نہیں آپ وہی بزرگ ہیں جنھوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین کی شاندار مہمان نوازی کی اور ایک سخت نازک وقت میں ہمارے پشت و پناہ ہے مگر مشکل تو یہ ہے ہم تو سب کچھ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے لیکن ہر اعرب قریش کے

[illegible]
اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی امامت کی بنا پر ان کی جانشینی اور خلافت کا استحقاق رکھتے ہیں غور کر کے کوئی بات زبان سے نکالئے اور پھر کوئی فیصلہ کیجئے۔“

سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا۔

”یہ دیکھو حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ موجود ہیں ان دونوں میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کرو حضرت عمر فاروقؓ نے بھی اس موقع پر انتہائی دانائی و تدبر سے کام لیا اور بحث کو مختصر اور فیصلہ کو عاجل کرنے کے لئے پیش قدمی سے کام لیا اور فرمایا آپ ہم سب میں بہتر و فائق ہیں اور آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں کہ آپ ہم لوگوں میں بہترین شخص ہیں اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔“

چونکہ اس پورے مجمع میں کوئی ایک شخص بھی حضرت صدیق اکبر سے زیادہ باعزت نہ تھا اس لئے اس انتخاب کو سب نے بنظر استحسان دیکھا اور تمام خلقت بیعت کے لئے یکبارگی ٹوٹ پڑی اور اٹھتا ہوا طوفان دفعۃً رک گیا بنو ہاشم کے با اخلاص و قرابتدار حضور رسالت مآب بستر تجہیز و تکفین میں مصروف رہے

حضرت صدیق اکبرؓ کی بیعت عام

دوسرے روز مسجد نبوی میں بیعت عامہ ہوئی

اور حضرت صدیق اکبر نے اپنے اس طرز عمل کی یوں توضیح کی۔

” صاحبو! میں تم لوگوں پر حاکم اور تمہارا امیر منتخب کیا گیا ہوں حالانکہ میں تم لوگوں میں سب سے بہتر نہیں ہوں اگر میں اچھا کام کروں تو تم میری اطاعت و اعانت کرو اور اگر برائی کی طرف جاؤں تو تم مجھے سیدھا کر دو صدق امانت ہے اور کذب خیانت ہے ان شاء اللہ تمہارا قوی فرد بھی میرے نزدیک ضعیف ہے یہاں تک کہ میں اس سے دوسروں کا حق دلوا دوں جو قوم جہاد فی سبیل اللہ چھوڑ دیتی ہے اس کو خدا ذلیل و خوار کر دیتا ہے جس قوم میں بدکاری عام ہو جاتی ہے خدا اس کی مصیبت کو بھی عام کر دیتا ہے میں خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو لیکن جب میں خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری اطاعت واجب نہیں۔ نماز پڑھتے رہو خدا تم پر رحم کرے۔“

تمام مسلمانوں نے حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور مسند خلافت پر متمکن ہو گئے تاہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ان کے ساتھ بعض دوسرے صحابہ نے کچھ دنوں تک بیعت نہیں کی تھی وہ توقف اور ایک حدیث طالب بحث ہے جس نے تاریخ اسلام میں عجیب و غریب مباحث پیدا کر دیئے ہیں دل کی حالت کا علم تو خدا کو ہے ممکن ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تعلقات کی بنا پر خلافت کے آرزو مند ہوں اور اس انتخاب کو اپنی حق تلفی بھی سمجھتے ہوں تاہم ان کا حق پرست دل نفسانیت سے پاک تھا اس لئے یہ کسی طرح قیاس میں نہیں آتا کہ محض اسی آرزو نے انھیں چند ماہ تک جمہور مسلمین سے انحراف پر مائل رکھا ہو اس بنا پر یہ کہنا چاہئے کہ خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس توقف کی خود کیا وجہ بیان کی ہے ابن سعد کی روایت ہے کہ:-

[illegible] کر دیا

پھر حضور نے ... کے ساتھ امامت نماز کا حکم دیا اور اُن کے انتقال تک آپ کا نماز پڑھنا مسلسل تیرہ وقت کی نمازوں میں امامت بیان ... مگر ... دیا تھا جو مسلمانوں کے لئے انتخاب کو کافی تھا۔

پھر آپ نے کسی ایک شخص سے کاغذ نہیں مانگا تھا بلکہ تمام مسلمانوں سے کہ آپ نے لفظ "ائتونی" استعمال کیا تھا تو کیا یہ سمجھ لیا جائے کہ تمام مسلمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عناد رکھتے تھے اور انہیں آپ کے حکم کی خلاف ورزی کا اعتنا نہیں رکھتے تھے اور ہرگز نہیں حقیقت یہ ہے کہ سب نے حضرت خاص تو ضرورت کے نہ رہنے کو بہتر سمجھا اور تکلیف دینا مناسب خیال کیا پھر سب کی بات یہ ہے کہ لوگ جس وقت اس پر نظر ڈالتے ہیں یہ بھول جاتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری ایک عام مسلمان جیسے شخص کی بیماری نہیں تھی بلکہ آپ کی حیثیت عام مسلمانوں جیسی نہیں تھی آپ صاحب وحی پیغمبر تھے اگر آپ کا ارادہ واقعی حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو خلیفہ بنانا ہوتا تو دیکھئے کون سی قوت آپ کو اس تحریر سے روک سکتی تھی دراصل آپ تحریر لکھ بھی دیتے خواہ وہ کسی کے حق میں ہوتی تو خلافت میں جمہوریت کی شکل باقی نہ رہتی البتہ آپ نے اشارہ کر ہی دیا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق کو امامت کے فرائض انجام دینے پر مامور کیا تھا۔

خلافت نبوی اور رسول کریم کا اشارہ و عمل

علاوہ ازیں اور بھی ایسی صحیح احادیث ملتی ہیں جن سے یہ صاف واضح ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم حضرت ابوبکر ہی کو خلیفہ بنانے کا ارادہ رکھتے تھے یا یوں کہئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آئندہ انتظامات کی حالت سے متعلق مطلع فرما دیا تھا سنئے اور دیکھئے کہ بخاری اور مسلم کی تصریحات کیا ہیں۔

"بیماری کی ابتدائی حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے فرمایا کہ اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ کہ میں تمہارے باپ کے لئے خلافت نامہ لکھ دوں پھر خود ہی فرمایا اس کی چنداں ضرورت نہیں مسلمان ان کے سوا اور کسی کو اپنا امیر مقرر نہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت بھی یہی ہے"

یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے سوال کیا کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ خود بناتے تو کسے بناتے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق کو پھر پوچھا ان کے بعد کسے بناتے؟ فرمایا حضرت عمر فاروق اعظم کو جبیر بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی فرمایا پھر آنا اس نے عرض کی کہ اگر اس وقت میں نے آپ کو نہ پایا تو اس صورت میں کیا کروں۔ فرمایا ابوبکر صدیق کے پاس آنا۔ (بخاری)

ابن عساکر نے حضرت عبداللہ بن عباس سے جو روایت کی ہے اس میں اسی روایت کی ذیل میں یہ الفاظ اور زیادہ نظر آتے ہیں کہ ابوبکر کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے خلیفہ ہیں۔

جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتل نے نیزہ مارا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیجئے فرمایا کہ جو شخص مجھ سے اچھا تھا یعنی ابوبکر اس نے مجھے اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا مگر میں تمہیں یونہی چھوڑے جاتا ہوں کیونکہ تمہیں اس شخص نے بھی تو یونہی چھوڑ کر رحلت فرمائی تھی جو مجھ سے بہت ہی اچھا تھا یعنی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

اس سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنے وصال کے وقت خلیفہ تو خود کسی کو مقرر نہ کیا تھا مگر قبل از وصال مختلف اشارات و کنایات میں یہ ظاہر فرما دیا تھا کہ ترتیب خلافت کیا ہوگی اور خلافت راشدہ کا زمانہ کب تک رہے گا امام اشعری نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ابوبکر کو امامت نماز کا حکم دینا اور ان کا نماز پڑھانا ثابت کر رہا ہے کہ آپ کا منشا کیا تھا حالانکہ اس وقت ان کے علاوہ تمام مہاجرین و انصار موجود تھے مگر آپ کی نظر انتخاب پڑی تو حضرت ابوبکر ہی پر۔

پھر اسے آپ اس حدیث کی روشنی میں دیکھئے کہ "قوم و ملت کی امامت وہی شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہو" آپ ہی حضرت ابوبکر کو امامت نماز کا حکم دیتے ہیں اور اس طرح واضح کر دیتے ہیں کہ حضرت ابوبکر سب سے زیادہ عالم قرآن تھے شیعہ اور سنیوں میں سب سے زیادہ مابہ النزاع شئے یہی ہے وہ حدیث قرطاس پر زور دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا حق تھی جو محض حضرت عمر کی سازش اور بیوقت کی مداخلت سے جاتی رہی۔

اس سے یہی نہیں کہ وہ شیخین کرام پر حملہ کرتے ہیں بلکہ نادانستگی میں وہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور تمام صحابہ کرام پر حملہ کر جاتے ہیں اور کسی نہ کسی طرح نبوت پر بھی ان کی زد پڑتی چلی جاتی ہے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ رسالت بہت کمزور تھی اور آپ اللہ کو اور خواص صحابہ کرام کی ذہنیتوں اور نیتوں اور دلوں میں بھی کوئی تغیر پیدا نہیں کر سکے تھے جو مدتوں آپ کے گرد و پیش اور ہم صحبت رہے کیونکہ انہوں نے آپ کی آنکھیں بند ہوتے ہی خام درون اپنے چہرے بے نقاب کر لئے اور خود آپ کی اولاد کو اس کے حق سے محروم کر دینے اور خود آپ کے حکم سے ہی اعراض کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو تو یہ ماننا ہی اور تمام مذاہب کے افراد اسے تسلیم کرتے چلے آ رہے ہیں کہ حقیقی اطاعت آپ کے صحابہ نے آپ کی کی اور کسی نبی یا پیغمبر کے صحابیوں نے نہ کی مگر شیعہ خیالات کے دعوی سے یہ ناز باقی نہیں رہتا اور خاندان نبوت بالکل کمزور و بزدل ثابت ہوتا ہے حالانکہ بنو ہاشم جرأت و جلادت میں ہمیشہ ممتاز رہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اس طرح خدانخواستہ بزدل ثابت ہوتے ہیں۔

صاف معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ان کی محرومی پر خوش تھے یا سازش میں شریک ہوئے یا بالفاظ دیگر رسول کریم کی آنکھیں بند ہوتے ہی وہ سب کچھ بھول گئے تھے نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ جو اسد اللہ الغالب کے لقب سے ملقب تھے اور اپنی پرآشوب خلافت کے نازک زمانہ میں بھی کسی سے نہ دبے ان کے دعوے کی روشنی میں اس وقت کتنے بزدل اور کمزور نظر آتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے مسلمان اور خود شیخین کرام خاندان نبوت کے عاشق تھے وہ پسینے کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار تھے مگر انتخاب جو ہوا وہ جمہوری تھا

[illegible]

ہیں، عملی لیاقت کے باوجود جن بندوں کو خلافت کے لئے نامزد کرتے ہیں [illegible] ان کا نامزدی نہیں رکھتے اور پوری طاقت و شکوہ کے ساتھ خلافت کرتے ہیں تو بنایا تو بنانے والے حضرت عمرؓ تھے ایسا کسی عناد پر یا کسی مفاد ذاتی و خاندانی کے لئے کیا اور اگر کوئی ایسی چیز موجود نہیں تو ماننا پڑے گا کہ انہوں نے حضور نبی کریم کو تکلیف سے بچانے ہی کے لئے ایسا کیا اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کے بیان سے اس کی تردید ہوتی ہے کہ حضور نبی کریم کا منشا لکھانے کا یہ تھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے خلافت نامہ لکھتا تھا جیسا کہ صحیح بخاری باب المغازی میں حضرت عبداللہ بن عباس ہی سے روایت ہے کہ:

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لوگوں نے پوچھا کہ یا ابا الحسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے فرمایا بحمد اللہ اب تو بخیر ہیں۔ تو [illegible] راستے میں حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ تم نہیں دیکھتے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا وقت رحلت قریب ہے خدا کی قسم تین روز کے بعد ہی دوسرے کے تابع فرمان ہو گے میرا گمان ہے کہ اس مرض سے جاں بر نہ ہو سکیں گے میں وہ تمام علامات کو بھی پہچانتا ہوں جو آل عبدالمطلب کے چہروں پر آخری وقت میں نمایاں ہوتی ہیں تم ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چلو ہم وہاں چلکر دریافت کریں گے کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا اگر خلافت ہم میں رہی تو ہمیں اس کا علم ہو جائے گا اور کسی اور میں ہوئی تو ہم عرض کریں گے کہ آپ ہمارے لئے وصیت فرما دیں تو آپ ضرور ہمارے لئے وصیت کر دیں گے اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اگر ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت کے لئے کہا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ کبھی ہمیں خلافت نہ دیں گے اس لئے میں تو ہرگز ایسا نہ کروں گا۔

بنو ہاشم اور آرزوئے خلافت

اس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ بنو ہاشم چاہتے تو ضرور تھے کہ خلافت انہیں ملے جیسا کہ ہم ناصح کر چکے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا تھا کہ ہم آپ کی امارت پر حسد نہیں کرتے مگر اس میں ہماری حق تلفی ضرور ہوئی۔ آج دین و دنیا کی جو تفریق نظر آ رہی ہے اس عہد میں یہ چیز نہ تھی اور حقوق طلبی دنیا طلبی کے مترادف نہیں سمجھی جاتی تھی کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت بی بی فاطمہ جیسی بلند ترین خاتون مسلمانوں کو باغ فدک مل جانے اور اس معمولی متروکہ جائداد کے محروم ہو جانے کا اتنا اثر لے سکتی تھیں کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق سے انتہائی ناراض ہو جاتیں اگر وہ نہ سمجھتیں جبکہ آجکل کے مسلمانوں کے خاندانوں میں ایسی مثالیں عموماً سامنے آتی رہتی ہیں کہ بہنیں اپنی دلچسپ ترین جائداد بھی اپنے محبوب بھائیوں کے حق میں چھوڑ دیتی ہیں لیکن اس دور میں اپنے حق کے لئے رونا خواہ وہ ایک انچ زمین ہو یا دس لاکھ ایکڑ زمین عین ایمان سمجھا جاتا تھا حضرت خاتون جنت باغ فدک کو اپنا حق سمجھتی تھیں اس لئے اگرچہ یہ عام مسلمانوں ہی کی ملکیت بنا مگر آپ کو رنج پہنچا۔

اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی چچیرے بھائی اور داماد ہونے

[illegible]

[illegible] کوئی الگ نہ ہو سکا [illegible] حضرت [illegible] آپ کو [illegible] یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو بنایا چاہتیں اس لئے آپ ہی کو تنہا خلیفہ ہونا ہی چاہئے تھا۔

حق یہ ہے کہ معاملہ میں اہلیت و صلاحیت کا سوال باقی نہیں رہتا قرابت کے اعتبار سے خلافت کے آرزو مند تھے اور اسے اپنا حق سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس اسی لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر زور دے رہے تھے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حالت قلب ہی ایک خود رشتہ داری کے اعتبار سے خلافت کے آرزو مند ہی سکتے کہ یہ بڑی نعمت تھی اور نعمت کا آرزو مند کون نہیں ہو سکتا دوسری طرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام زندگی ان کے سامنے تھی وہ نہیں بھولے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مسلمانوں اور ان کے مفاد کے سامنے اپنی اکلوتی بیٹی کی ضروریات کی بھی کبھی پرواہ نہیں کی تھی جب بی بی فاطمہؓ نے اپنے لئے ایک کنیز طلب کی تھی اور اپنے ہاتھوں کے چھالے دکھائے تھے تو آپ نے اس کا کچھ بھی اثر نہ لیا اور صاف صاف الفاظ میں انکار کے ساتھ فرمایا تھا کہ:

"یہ نہیں ہو سکتا کہ میں تمہیں دوں اور اصحاب صفہ فاقے کرتے رہیں جب تک میں ان کی ضروریات اور احتیاجات کا انتظام نہ کر لوں گا اس وقت تک تمہیں کچھ نہ دوں گا"

وہ یہ بھی جانتے تھے کہ حضور حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کو کس قدر عزیز رکھتے ہیں اور مسلمان اپنی آنکھوں یہ سب کچھ دیکھ چکے ہیں وہ معمر ہیں بزرگ بھی ہیں اور جلیل القدر بھی تو یہ امکان ہے کہ حضور اسی طرف راغب ہوں معاملہ اسی طرح چھوٹ جانے کی صورت میں تو اس کا امکان بھی ہے کہ کبھی خلافت و امارت مل جائے اور اگر کہیں انکار کر دیا تو پھر اس کا بھی امکان نہ رہے گا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ انہیں اپنی خلافت کے متعلق ہرگز یقین نہ تھا خیال ضرور تھا کہ شاید اللہ کر دے یقین ہوتا تو وہ کبھی "شبہ و خطرہ" کا اظہار نہ کرتے یقین ہو بھی کس طرح سکتا تھا جبکہ انہوں نے حیات نبوی میں کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ آپ مسلمانوں سے زیادہ اپنے رشتہ داروں کی طرف مائل ہیں۔

حضرت صدیق اکبرؓ کے منتخب ہو جانے پر ضرور انہیں افسوس ہوا اگر یہ کہا جائے کہ [illegible] نہیں تو وہ اس کے امیدوار ضرور تھے اور داماد اور چچیرے بھائی ہونے کی وجہ سے خود کو بھی اس کا حقدار ہی سمجھتے تھے امید ٹوٹنے پر جو افسوس ہوا کرتا ہے وہ انہیں بھی ہوا ایک تو اتنے بزرگ [illegible] علیہ وسلم کا وصال ہی کچھ کم صدمہ نہ تھا پھر خلافت و امارت بھی نہ ملی جو داماد کے اعتبار سے انہیں کو ملنی چاہئے تھی لیکن خلافت اور وہ بھی ایک نبی کی خلافت کوئی خاندانی چیز تو تھی نہیں اور جائداد بھی ہوتی تو نبی کی جائداد اور عام مسلمانوں کی جائداد میں فرق تھا خلافت کو خاندانی بنانا تو جائداد بھی عام مسلمانوں کی چیز بن گئی مسلمان بھی یادداشت اس آئین رسالت سے [illegible]

...ن کے ملفوظات تو ثبوت ہے ہی فضائل شیخین ثابت ہو رہے ہیں۔
... حضرت ابو بکر نے اتنی تفصیل کے ساتھ اس بحث پر اظہار خیال کیا گیا
... ثابت ہے کہ حضرت صدیق اکبر کو مردوں میں غلاموں میں حضرت
... عورتوں میں ام المومنین حضرت خدیجہ اور بچوں میں حضرت سب سے پہلے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسلام لائے اور بقول حضرت ملا شیخ ولی اللہ
... سب سے پہلے اسلام لانا اس لئے وجہ فضیلت ہے کہ جو سب سے پہلے
... بعد اہل مکہ کے اسلام کا باعث بنا چنانچہ تاریخ و سیر کی کتب سے
... ہے کہ حضرت ابو بکر کی تبلیغ سے عثمان بن عفان، عثمان بن مظعون
... عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن وقاص اور ان کی سائی جمیلہ سے مشرف باسلام
... اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ:۔
... جب انصار نے حضرت ابو بکر سے کہا ہے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو
... اور ایک امیر تم میں سے تو حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کیا تمہیں علم
... ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر ہی کو امامت کا حکم دیا
... کے باوجود تم میں سے کس کا دل گوارا کرتا ہے کہ وہ ان پر سبقت لیجانے
... کر سب نے کہا بیشک ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں دوسری مستند
... روایت ہے کہ حضرت فاروق اعظم نے انصار سے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کی
... معلوم نہیں ہے تو ابو بکر کو یہ حکم ملا تھا یا نہیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں
... بات میں یہ جواب پاکر حضرت فاروق نے سب لوگوں سے کہا کہ تو پھر کیا تمہارا
... گوارا کرتا ہے کہ جس جگہ انھیں حضور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کھڑا
... گئے ہیں وہاں سے تم انھیں ہٹا دو اس پر سب کے سب گھبرا اٹھے کہ نہیں تو
... نہیں ہم خدا سے مغفرت مانگتے ہیں (اسد الغابہ جلد سوم)

جس بیان سے حضرت فاروق اعظم نے جمہور صحابہ کو ساکت اور مطمئن کر دیا
... حالانکہ وہ دوسرے انتخاب میں سرگرمی کے ساتھ مصروف تھے تعجب
... ہے کہ آج ہمارے شیعہ بھائی اس سے مطمئن نہیں ہوتے۔ اس وقت حضرت
... فاروق اعظم نے دلیل ہی ایسی دی تھی کہ کسی کے پاس اس کا جواب نہ تھا یہ
... وہ فضائل کی بحث ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ حضرت
ابو بکر کو اعزاز کے ساتھ کھڑا کر گئے تھے وہاں ان کا کھڑا ہونا ایک گوارا
... کر لیکن اس عہد میں کوئی بھی یہ نہ کہہ سکا کہ ہم اسے گوارا کریں
... بلکہ وہ خلیفہ ہوتے تو لازماً انہیں اس جگہ سے ہٹانا پڑتا اور امامت
... کرنا پڑتا۔

اسد الغابہ میں یہ بھی تصریح ہے کہ حضرت علی تعبو ہاشم زبیر خالد بن سعید
... العاص اور سعد بن عبادہ انصاری کے سوا اس وقت سب نے بیعت
... کی اور چھ ماہ کے بعد موخر الذکر بزرگ کے سوا مذکورہ بزرگ بیعت ہو گئے۔
... حدیث ضرور صحیح ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے چھ ماہ بعد بیعت
... تمام شروط حدیث کے اعتبار سے اسے صحیح کہا جا سکے مگر حضرت
... شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ازالۃ
الخفا میں ایک اور حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تین
... دن کے بعد بیعت کی تھی اس حدیث کے مطابق صحیح اور روایتاً کمزور

ہونے کے وجود موجود ہیں البتہ یہ کہ اس عہد میں نماز جماعت سے پڑھی جاتی
لازماً آپ پانچوں وقت آپ مسجد میں حضرت ابو بکر سے ملتے ہی ہوں گے
اور اس صورت میں مطلوں میں بار ہا گفتگو بھی ہوتی ہوگی یہ تو ممکن ہی نہیں کہ
بات چیت ترک کر دی ہو تا بیا چھ مہینے تک مسلمانوں کے اجماع سے منتخب
خلیفہ امام برحق اور پھر حضرت ابو بکر جیسے سابق بالاسلام اور بزرگ سے
بیعت نہ کرنا اور خطا پر اصرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان سے بہت
بعید معلوم ہوتا ہے شائق روایت صحیحہ میں وارد ہے کہ حضرت صدیق اکبر
نے حاضرین بیعت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہ دیکھا تو پوچھا کہ علی کہاں
ہیں لوگ بلا لائے تو پوچھا کہ اے ابن عم رسول خدا کیا تم چاہتے ہو کہ مسلمانوں
میں تمہاری وجہ سے تفرقہ پڑے انہوں نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں چاہتا
پھر انھوں نے بیعت کر لی اسی طرح حضرت زبیر سے بھی گفتگو ہوئی اور انہوں
نے بھی بیعت کر لی اس سے صاف ظاہر ہے کہ توقف بیعت کو بہت
زمانہ نہیں گزرا۔

مختصر یہ کہ حضرت ابو بکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت رکھتے
تھے یار غار نبوی تھے مشیر خاص رسالت تھے سب سے پہلے مسلمان تھے رسول
کریم کے خسر تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہت زیادہ معمر تھے اس لئے
ان کا خلیفہ ہونا بالکل درست اور انتخاب بالکل جائز تھا۔

حضرت ابو بکرؓ کے کارنامہ ہائے جلیل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت
کے وقت ہی زمانہ پر آشوب تھا اور حضرت صدیق اکبر کے بھی مسند آرائے
خلافت ہوتے وقت مطلع حیات نیب گھٹاؤں سے گھرا ہوا تھا اور خطرات و
مہالک کے پہاڑ سامنے آکھڑے ہوئے تھے ایک طرف مدعیان نبوت پیدا
ہو گئے تھے دوسری طرف مرتدین اسلام نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا تیسری
طرف منکرین زکوٰۃ شور برپا کئے ہوئے تھے ان مشکلات و صعوبات کے
ساتھ حضرت اسامہ بن زید کی مہم بھی درپیش تھی جنھیں حضور نبی کریم اپنی زندگی
ہی میں شام پر حملہ کا حکم دے چکے تھے صحابہ کرام بھی گھبرائے ہوئے تھے کہ اس
مہم کو ملتوی کر کے پہلے مدعیان نبوت و مرتدین سے نبٹ لیا جائے کہ اس
نازک وقت میں اسلامی لشکر کا باہر جانا مناسب نہیں آپ عاشق رسول
تھے برہم ہو کر فرمایا کہ:۔

"خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے کہ درندے آکر
میری ٹانگ کھینچنے لگیں جب بھی میں اس مہم کو نہیں روک سکتا"

اس سے آپ کے عزم و استقلال اور خطرات کے مقابلہ پر آمادگی کے جو ہر
کتنی تیز روشنی پڑتی ہے آپ نے لشکر بھیجا اور فتح حاصل کی اس کے بعد مدعیان
نبوت سے پر خطر جنگیں کر کے ان کا خاتمہ کیا پھر مرتدین کی طرف متوجہ ہوئے
کہ بہت سے سرداران عرب دین چھوڑ کر اپنے اپنے علاقہ کے فرمانروا بن
بیٹھے تھے ان کی سرکوبی کے بعد مانعین زکوٰۃ کی طرف عنان توجہ مبذول
کی چونکہ یہ لوگ توحید و رسالت کے معترف تھے اس لئے صحابہ میں اختلاف
پیدا ہوا اور حضرت عمرؓ جیسے اہل الرائے اور متشدد بزرگ نے بھی حضرت
صدیق اکبر سے عرض کیا۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خلیفہ [illegible]
اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو خلیفہ بنانا چاہئے [illegible] دینداری تو
عرب بنانے پر کہہ رہے ہوتے کہ یہ جو حیثیت ذاتی علم و فضیلت کے لئے تھا
اور رسالت ایک انفرادی حوصلہ مندی سے نہ ہو کوئی چیز نہ رہ جاتی۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ بنو امیہ خلافت پر مگر ہوئے بگڑ بگاڑ سکتے لیکن یہ
نقصان کتنا بڑا ہوتا کہ پھر خلافت سلطنت اور بادشاہت بنجاتی اور قیصر و کسریٰ
کی طرح یہ بھی ایک گھر کی چیز ہو کر رہ جاتی۔ جمہوریت جس پر اسلام کو ناز
ہے باقی نہ رہتی۔ یہ کتنی بڑی ناز بات ہے کہ رسول کریم کے بعد مسلمان ایک
غیر قبیلے کے مسلم بزرگ کو خلیفہ منتخب کرتے ہیں اس خلیفہ کے بعد جو خلیفہ
ہوتا ہے وہ ایک اور قبیلہ عدی کا چشم و چراغ ہوتا ہے پھر بنو امیہ میں خلافت
آتی ہے اس کے بعد بنو ہاشم اپنے نمبر پر اس شرف سے مشرف ہوتے ہیں
اور تمام دنیا اس نظام جمہوریت کو سراہنے پر مجبور نظر آتی ہے مگر شیعہ
بھائیوں کو کون سمجھائے وہ جوش محبت اہل بیت میں اس نکتہ اور مصالح
اور ان مفاد پر نظر نہیں رکھتے اور نادانستگی میں خود بنو ہاشم کی جماعت
پر بھی حملہ کر جاتے ہیں۔

حضرت علی پر شیخین کی فضیلت

ایک خاص امر وضاحت طلب ہے کہ حضرت علی کرم اللہ
کی فضیلت میں گو آج بہت سی احادیث ملتی ہیں جن سے اور کچھ نہیں تو لوگ
یہ ضرور سمجھنے لگے ہیں کہ وہ شیخین کرام سے افضل و برتر تھے اور اہل باطل
یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت علی کرم اللہ
وجہہ ہی مستحق خلافت تھے [illegible] ان کے ہوتے ہوئے دوسروں کی خلافت صحیح
نہیں ہو سکتی اور نیز یہ کہ جتنی خلافتیں ماقبل ہوئیں وہ سب ناجائز تھیں بعض
یہ کہہ دیتے ہیں کہ ناجائز نہ سہی صحیح مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تمام دیگر صحابہ
سے افضل ضرور تھے علماء کے نزدیک یہ دونوں فرقے راہ راست پر نہیں
پہلا فرقہ تو شیعہ تبرائی ہے اور دوسرا تفضیلی شیعہ کے نام سے موسوم ہے
ہم ان شبہات کے ازالہ کے طور پر بتانا چاہتے ہیں کہ جس چیز کی ضرورت
زیادہ ہو یا جس کے متعلق کوئی واقعہ درپیش ہوتا ہے فطرتاً طبائع عام اس
کی طرف زیادہ متوجہ بھی ہوتی ہیں وہ شہرت پذیر بھی زیادہ ہوتی ہے ایسی چیز
محفوظ بھی زیادہ رہتی ہیں اور ان کا چرچا بھی زیادہ ہوتا ہے یہ ایک قاعدہ
کلیہ ہے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو چکا تھا کہ ایک زمانہ
میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عام مخالفت بھی ہوگی اور لوگ ان کے
مقابلہ پر آکر لڑیں گے یہی اس لئے آپ کے فضائل پر خصوصیت کے
ساتھ زیادہ زور دیا گیا۔

چنانچہ وہ زمانہ آیا تو حق پرستوں نے ان کی اشاعت میں خاص کوشش
کی تدوین حدیث کے وقت تک بنو امیہ کی وجہ سے حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی مخالفت کا کچھ اثر قائم تھا اس لئے محدثین نے بھی ان کے فضائل
جمع کرنے اور انہیں رواج دینے میں خاص سعی کی فضائل کی احادیث پر
زیادہ توجہ [illegible] کی چنداں ضرورت نہیں سمجھی گئی اس لئے ان دلائل کی نسبت
متعلق بھی کچھ ایسا التفات نہ کیا گیا حالانکہ ان راویوں میں بہت سے

[illegible]
کرم اللہ وجہہ کے فضائل میں جو [illegible] درج کی ہیں [illegible]
نے بلا تنقید کے وقت ان میں ضعیف احادیث بھی جمع کر [illegible]
ان کے فضائل و مناقب سے کسی کو انکار نہیں اور جیسا کہ [illegible]
ہیں ان کی ضرورت بھی تھی شیخین کرام کے فضائل کے [illegible]
تھے خلافت [illegible] کی جاری تھی کہ مسلمانوں کی بڑی جماعت
مخالف ہو گئی تھی اس کے باوجود [illegible] سے دیکھا جائے تو حضرت علی
وجہہ کے فضائل شیخین کرام سے زیادہ مستند طور پر نہیں [illegible] فرقہ
صرف اس قدر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل کی روایتیں بعد
متکثر مروجہ ہیں اور ان میں سے اکثر ضعیف ہیں اور شیخین کرام کے فضائل
کی روایتوں کی اسانید میں گو وہ کثیر نہیں مگر صحت و ثقاہت کا وصف
ان میں غالب ہے اسی وجہ سے سلف سے لیکر آج تک اہل سنت کا اس پر
اجماع رہا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں سب سے بہتر
و برتر حضرت ابوبکر صدیق ہیں ان کے بعد بالترتیب حضرت عمرؓ و عثمانؓ
و علیؓ ہیں اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے گمراہ ہیں یہ بھی غلط ہے کہ صوفیا
کرام حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سب سے افضل جانتے ہیں کیونکہ ان کا [illegible]
نے اپنی تحریرات میں اس کی صاف تصریح کر دی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینۃ العلم کا باب فرمایا گیا ہے وہ بھی
یہ بڑی فضیلت ہے مگر شیخین کرام کو اس سے بھی بڑا مرتبہ عنایت ہوا حضرت
ابوبکر صدیقؓ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
"جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا تھا وہ میں نے ابوبکر صدیق
کے سینے میں ڈال دیا۔" اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق
تو وہ مدینۃ العلم یعنی علم کا ایک شہر کا شہر تھے۔ اسی طرح جب حضرت فاروق
اعظم نے خواب میں زرہ پہنے ہوئے دیکھا جو پیروں تک لٹک رہی تھی تو
رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ "علم ہے" اس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ وہ از سرتا پا علم تھے اور علم سے لبریز۔

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اللہ اور
رسول کا محب و محبوب فرمایا ہے یہ تو سب کو معلوم ہے لیکن کم لوگ یہ جانتے
ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق میں خلیل رسول اللہ کی صلاحیت بتائی اور
اور سرور دو جہاں نے انہیں خلیل نہ بنانے کا عذر یہ فرمایا کہ "اللہ کے سوا کسی
کو میں خلیل نہیں بنا سکتا۔" اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ رسول کریم علیہ
الصلوٰۃ والتسلیم کو حضرت صدیقؓ سے اتنی محبت تھی کہ اللہ کے سوا کسی سے
نہ تھی۔ حدیث غدیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ضرور مسلمانوں کا مولا
فرمایا لیکن حضرت ابوبکرؓ اس صفت میں بھی بڑھ گئے کہ فرمایا ارحم امتی
بامتی ابوبکر یعنی ابوبکر میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ہیں اگر حضرت
علی کرم اللہ وجہہ "محب مسلمین" ہیں تو حضرت صدیق اکبر ارحم امتہ ہیں۔
حدیث منزلت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ میں [illegible] کی
صلاحیت ارشاد ہوئی تو حضرت فاروق میں نبوت [illegible]
فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہوتا ہے لو کان بعدی نبی لکان عمر [illegible] میرے

حضرت ... اکثریت سے اتفاق کیا ... بیعت کے بعد ... جو ... مسلم ... سب حضرت عمر ہی کے ... سمجھتے تھے اس وقت بھی عام ... کوئی مسند خلافت پر ... حضرت ابوبکر ؓ کے وصال کے بعد ہی سب نے حضرت فاروق اعظم ؓ کے ہاتھ پر بیعت کرلی جن میں حضرت ... اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تھے بیشک حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ... میں بہت تمام اکابر صحابہ کو بلا کر حضرت عمر ؓ کے متعلق مشورہ لیا تھا اور مجمع عام میں بھی اعلان کرتے ہیں مگر کوئی ایک آواز بھی مخالفت میں بلند نہیں ہوئی اور نہ کوئی یہ کہتا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ کے ساتھ بار بار ناانصافی ہو رہی ہے یہی نہیں حضرت ابوبکر ایک دفعہ نہیں دو دفعہ مجمع عام میں اعلان کرتے ہیں کہ

"میں نے اسے منتخب کیا ہے جو تم لوگوں میں سب سے بہتر ہے"

اور کوئی ایک آواز بھی بلند نہیں ہوتی اور کوئی یہ نہیں کہتا کہ ان سے بھی بہتر یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ موجود ہیں؟ یہ نہ سمجھئے کہ اس عہد کی حکومت کوئی مستبد حکومت تھی کہ کسی کو مجال دم زدن نہ تھی۔ حضرت امیر معاویہ ؓ تک کے عہد میں ایک ایک بڑھیا آتی تھی اور بیرانہ جو کچھ ہوتا تھا کہہ جاتی تھی حضرت فاروق اعظم کی بھی یہی حالت رہی۔ عربوں کی فطرت ہی بے خوف تھی ہم مسلمان آج ہندوستان میں بیٹھ کر ان حالات کا اندازہ نہیں کر سکتے اور اعتراض کر دیتے ہیں اس وقت کے مسلمان سچے اور بے خوف مسلمان تھے حضرات ابوبکر ؓ عمر و عثمان ؓ و علی ؓ سب کو اچھی طرح جانتے تھے اگر وہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ؓ کو بہتر نہ سمجھتے تو کبھی منتخب نہ کرتے۔

دوسرے ہمارے سامنے جمہوری نظام نہیں بادشاہی نظام اور ملوکیت کا آئین ہوتا تو یقیناً حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے زیادہ کوئی مستحق نہ تھا کہ یہ ذاتی چیز ہوتی اور خاندانی وراثت کا باہر جانا یقیناً غصب حقوق کے ہم معنی ہوتا ہے جمہوریت میں یہ نہیں ہوتا یہاں تو کوئی ہو جو اکثریت حاصل کر گیا وہی خلیفہ منتخب ہو گیا اور جسے جمہور نے حکمرانی کے لئے بہتر سمجھا اسے منتخب کر دیا شیعہ حضرات خلافت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی چیز سمجھ کر اعتراض کرتے ہیں ورنہ جمہوری نقطہ نگاہ سے کسی طرح پر بھی یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نام نہ لے سکتے تھے اور نہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان کی حق تلفی ہوئی۔ جمہوریت میں سب کا حق ہوتا ہے خلافت کے حقدار تھے تو تمام مسلمان تھے نہ کہ محض حضرت علی ؓ آج بھی شیعہ حضرات خلافت اور اس کے انتخاب پر جمہوریت کی عینک لگا کر نظر ڈالیں تو انہیں یقیناً تسلیم کرنا پڑے گا کہ جو کچھ ہوا صحیح ہوا یہ ساری باتیں ملوکیت اور جمہوریت میں عدم تمیز کے باعث پیدا ہوتی ہیں۔

شیعہ خلافت کو ملوکیت و سلطنت اور خاندانی چیز سمجھ کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حقدار سمجھتے ہیں اور اہل سنت والجماعت اسے جمہوری چیز اور جمہور کی سمجھ کر اس میں کسی فرد واحد کا مخصوص حق نہیں سمجھتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ... ہی تھے تو جمہوریت کو گزشتہ دور کی جمہوریت سے کیا تعلق یہاں تو جو منتخب ہو گیا وہی حقدار ہے۔ صحابہ کرام حضور نبی کریم کی آنکھیں دیکھے ہوئے تھے ان کے تربیت یافتہ تھے۔ بنوامیہ بنو ہاشم کے حریف بن گئے تھے لیکن عام مسلمانوں کے متعلق یہ خیال قطعاً غلط ہے کہ وہ سب کے سب ہاشمی گروہی کشمکش میں الجھ گئے ذاتی اعتبار سے تمام صحابہ کرام اور بالخصوص خلفاء عاشق اہل بیت ہیں ان کا ہر طرح خیال رکھا رشتہ داریاں کیں مگر جمہوری اور سیاسی اعتبار سے انہوں نے وہی کیا جو جمہوریت و اسلام کا تقاضا تھا اس نکتہ کو سمجھئے اور اس پر گہری نظر ڈالئے۔

حضرت فاروق اعظم کی خلافت

تاریخ شاہد ہے اور پوری دنیا اور دنیا کی ہسٹری اس حقیقت پر گواہ ہے کہ مسلمانوں کے یہ جمہوری انتخابات کتنے شاندار اور عدیم المثال تھے اور انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ یہ دونوں انتخاب وقت کے بہترین انتخاب تھے حضرت ابوبکر ؓ نے مرتدین، مدعین اور منکرین کی سرکشی اور خوفناک بغاوتوں کو ختم کر کے اور جمہوریت و نظام جمہوریت کی داغ بیل ڈال کر اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور حضرت فاروق اعظم ؓ نے اسے ہر طرح منظم و قوی کر کے اسے اس عہد کی سب سے مضبوط سب سے شاندار اور سب سے بہتر بااثر اور باجبروت طاقت بنا دیا۔ واقعی حضرت ابوبکر ؓ اور مسلمانوں کی توقعات کے مطابق حضرت فاروق اعظم اس عہد کے مسلمانوں میں "بہترین مسلمان" ثابت ہوئے اور اپنے دس سالہ عہد حکمرانی و خلافت میں ان کی زیر قیادت و رایت مسلمانوں نے اپنے جوش و ثبات اور استقلال کے باعث روم و ایران کے دفتر کے دفتر الٹ کر رکھ دیئے کیا دنیا کی کوئی تاریخ ایسی مثال پیش کر سکتی ہے کہ چند صحرا نشینوں نے ایک قلیل وقت و مدت میں روئے زمین عالم پر اتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہو۔ سکندر، چنگیز اور تیمور نے بھی بلاشبہ ایک عالم کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔

وہ ایک طوفان کی طرح اٹھے اور ظلم، تعدی اور خونخواری و سلب و نہب کے دردناک مناظر دکھاتے ہوئے ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ کی طرف گزر گئے سکندر نے شام میں شہر صور فتح کیا ہے تو صرف اسی ایک شہر سے تیس ہزار بے گناہ مخلوق کو لونڈی غلام بنا کر فروخت کر ڈالا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ ایک ہزار اکابر شہریوں کے سر کٹوا کر شہر پناہ کی دیوار پر آویزاں کرا دیئے ایران میں پہنچ کر شہر اصطخر پر تسلط پایا تو اس شہر میں جتنے بھی مرد ملے سب کے سر قلم کرائے۔ چنگیز اور تیمور کی خونخواریوں کا تصور بھی جسم پر لرزہ طاری کر دینے کے لئے کافی ہے جدھر نکل گئے خون کے دریا بہاتے گئے گویا یہ وہ مچھلیاں تھیں جن کے تیرنے اور گزرنے کے لئے ہر جگہ اور ہر میدان میں خون کے دریاؤں کی روانی و فراوانی کی ضرورت تھی حضرت فاروق اعظم کی کشورستانی سے انکی فتوحات کو کوئی دور کی بھی نسبت نہیں۔

فتوحات فاروقی میں ظلم و تعدی کا کوئی ایک واقعہ بھی ڈھونڈے نہیں مل سکتا انہوں نے تو اپنی عساکر کو بطور خاص ہدایات دے رکھی تھیں کہ بوڑھوں بچوں عورتوں اور مذہبی پیشواؤں سے قطعاً کوئی تعرض نہ کیا جائے قتل عام تو ایک طرف درختوں کے کاٹنے تک کی اجازت نہ تھی غیر اقوام تک مسلمانوں کی حکومت کو خدا کی رحمت تصور کرنے اور کہنے لگی تھیں ان کی وسیع سلطنت کی بنیاد عدل و انصاف اور مساوات پر قائم ہوئی تھی ان کے عہد میں روم و شام، ایران اور مصر وغیرہ کامل طور پر فتح ہو گئے اور ان کی خلافت بہت شاندار ہوئی بہترین انتظام کے بہترین آئین بنائے اور بہترین طریقہ

لیکن حضرت صدیق اکبر کا عزم، تدبر، دلیری، ارادہ و استقلال اس اختلاف رائے سے
قدم بھر متاثر نہ ہوا اور صاف الفاظ میں فرمایا کہ:
"خدا کی قسم اگر بکری کا ایک بچہ بھی جو رسول کریم کو زکوٰۃ میں دیا جاتا تھا مجھ
سے کوئی انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔"
چنانچہ اس تشدد کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ نے ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں
تمام شورشوں و بغاوتوں کا خاتمہ کر دیا اور اس کے فوراً بعد روم و ایران
پر فوجیں بھیج کر دنیا کی دو سب سے بڑی فرمانرواؤں سے ٹکرا گئے اور ان کے
بڑے بڑے علاقے فتح کر لئے حقیقت یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی زندگی
عظیم الشان کارناموں سے لبریز ہے بالخصوص یہ کہ صرف سوا دو برس ہی کے
ایک قلیل وقفہ مدت ہی میں آپ نے اپنے مساعی جمیلہ کے وہ لازوال
نقش و نگار چھوڑے جو تا قیام قیامت صفحہ ہستی سے محو و معدوم نہیں ہو سکتے
رسول کریم کے بعد سرزمین عرب ایک دفعہ پھر ضلالت و گمراہی کا گہوارہ
بن گئی تھی اور طبری کے بیان کے مطابق قریش و ثقیف کے سوا تمام عرب
اسلام سے باغی ہو گیا تھا مدعیان نبوت کی فوجیں علیحدہ ملک میں شورش
برپا کئے ہوئے تھیں اور اس سے زیادہ اور کیا ہے کہ منکرین زکوٰۃ خود
مدینہ منورہ کو لوٹنے کی دھمکیاں دے رہے تھے اور شمع اسلام چراغ سحری
کی صورت اختیار کر چکی تھی لیکن یہ صرف حضرت ابوبکر کی سیاست و تدبیر
اور غیر معمولی استقلال ہی کا ثمرہ تھا کہ یہ گل ہونے سے بچ گئی تھی گویا آپ
نے اسلام کو دوبارہ زندہ کیا اور پوری دنیا نے آپ کے اس احسان کا اعتراف
کیا اور آپ کی سیاست کی تعریف کی۔

زندگی بھر اصحاب کبار کے مشورہ سے کام کرتے رہے ملک کا بہترین
انتظام کیا ذاتی معاملات میں رفق و نرمی سے کام لیتے تھے لیکن مذہب و
حکومت کے معاملہ میں کسی قسم کی مداہنت کو کبھی روا نہ رکھتے تھے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ "اپنی صحبت اور مالی امداد کے
اعتبار سے ابوبکر میرا سب سے بڑا محسن ہے اگر میں خدا کے سوا اور کسی کو دوست
بنا سکتا تو ابوبکر کو بناتا" (بخاری جلد اول مناقب ابوبکر)

اس غیر معمولی تقرب و رسوخ کی بنا پر صحابہ کرام جب رسول کریم کو برہم دیکھتے
تو آپ ہی کی وساطت سے عفو و درگزر کی درخواست پیش کرتے تھے۔ ایک
دفعہ حکم فرمایا تھا کہ ابوبکرؓ کے دروازہ کے سوا مسجد کے اطراف میں جتنے دروازے
ہیں بند کر دیئے جائیں (بخاری جلد ا صفحہ [illegible])

"ایک دفعہ عمرو بن العاص نے پوچھا کہ مردوں میں آپ کو سب سے زیادہ
محبوب کون ہے تو ارشاد ہوا ابوبکرؓ" (بخاری جلد اول ص [illegible])

ایک دفعہ حضرت علی نے ابوجہل بن ہشام کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا یہ بات
مرضی کے خلاف تھی حضرت علی چہرہ مبارک پر برہمی کے آثار نمایاں دیکھ کر
باہر چلے آئے اور حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لیکر پھر حاضر ہوئے تو چہرہ بشاش ہو گیا۔

تقریر و خطابت، شعر و سخن، علم الانساب، تعبیر رؤیا، علم تفسیر، اجتہاد اور
اختلاف و توفیق میں اپنا نظیر نہ رکھتے تھے۔ عرب کے سب سے مقبول ماہر تھے

... صرف یہ چیزیں پائی گئیں ایک [illegible] اونٹ [illegible]
نہایت سادہ تھا دستر خوان پر معمولی [illegible]
کرتے تھے وفات کے وقت حضرت عائشہؓ سے فرمایا جب [illegible]
میرے سپرد کیا ہے میں نے معمولی سے معمولی غذا پر [illegible]
پر قناعت کر لی ہے یا یہ حالت تھی کہ دولت کے انبار لگے رہتے تھے
فیاضی کے بہاؤ کی تین تین وقت کے فاقے ہوتے تھے۔ [illegible]
ابن سعد نے لکھا ہے کہ خلیفہ مقرر ہو جانے پر صحابہ نے آپ کے
بیت المال سے روزانہ آدھی بکری کا گوشت اور کپڑا اور [illegible] مقرر کر دو
دو چادریں پھٹ جاتیں [illegible] جاتیں تو انہیں واپس کر کے دوسری [illegible]
ایک بکری بھی تاجر کی معاشرت و معاش کا یہ عنوان تھا بالآخر [illegible]
تدبیر خلیفہ الاول نے ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا۔

باب ۳

حضرت فاروق اعظم کا انتخاب

صرف سوا دو برس شاندار طریق پر حکمرانی و خلافت کرنے کے بعد حضرت صدیق
اکبر علیل ہو گئے اور امت کے لئے حضرت فاروق اعظم کو نامزد کر دیا جب صحت
کی طرف سے مایوسی ہوئی تو صحابہ کرام کو بلا کر گفتگو کی اور اپنے جانشین کے
حضرت فاروق اعظم کا نام پیش کیا حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا:
"عمرؓ کی اہلیت و لیاقت میں تو کسے شبہ ہو سکتا ہے لیکن وہ کسی قدر سخت
گیر اور متشدد ہیں۔" حضرت عثمان غنیؓ نے عرض کی "میرے نزدیک عمرؓ کا
ظاہر سے باطن اچھا ہے" لیکن بعض صحابہ عمرؓ کی سخت مزاجی اور [illegible] کے باعث
متامل تھے چنانچہ حضرت طلحہ عیادت کے لئے آئے تو شکایت کی کہ:
"آپ عمرؓ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں حالانکہ جب وہ آپ کے سامنے تھے اس وقت
تھے خدا ہی جانے اب کیا کر بیٹھیں گے" حضرت ابوبکرؓ نے کہا "جب ان پر
کا بار پڑے گا تو خود ان کو نرم ہونا پڑے گا" اسی طرح ایک صحابی بولے:
"آپ عمرؓ کے تشدد سے واقف ہونے کے باوجود انہیں خلیفہ بناتے ہیں ذرا
سوچ لیجئے آپ خدا کے یہاں جا رہے ہیں وہاں اس کا کیا جواب دیں گے"
حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا میں عرض کروں گا "رب العالمین! میں نے تیرے
بندوں میں اس کو خلافت کے لئے منتخب کیا ہے جو ان میں سب سے اچھا [illegible]"
جب آپ نے سب کی تشفی کر دی اور سب مطمئن ہو گئے تو حضرت عثمان غنیؓ کو
بلا کر عہد نامہ خلافت لکھانا شروع کیا۔

ابتدائی الفاظ لکھے جا چکے تھے کہ غش آ گیا حضرت عثمانؓ نے یہ دیکھ کر
عمر کا نام اپنی طرف سے بڑھا دیا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو حضرت عثمان
غنی سے کہا کہ پڑھ کر سناؤ سنکر بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور فرمایا کہ
خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے میرے دل کی بات لکھ دی تکمیل کے بعد حکم
دیا کہ اسے مجمع عام میں سنا دیا جائے پھر خود بالاخانہ پر تشریف لا کر تمام
حاضرین سے فرمایا کہ میں نے اپنے کسی عزیز یا بھائی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا ہے
بلکہ ایسے منتخب کیا ہے جو تم لوگوں میں سب سے بہتر ہے" تمام حاضرین اس وقت [illegible]

جب کے خلیفہ بنے ہیں نے شمار کیا تو ان کے تہ بند میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے ... حضرت انس بن مالک ... کہتے ہیں کہ زمانہ خلافت میں میں نے ان کی قمیص کے مونڈھے پر تہ بہ تہ پیوند لگے ہوئے دیکھے۔

شیعہ بزرگ حضرت فاروق اعظمؓ کو دشمن اہل بیت کہتے ہیں لیکن آپ عاشق رسول اور جان نثار اہل بیت تھے فتح مدائن کے بعد مال غنیمت آیا تو حضرت فاروق اعظمؓ نے حضرات حسن و حسین کو دو ہزار دو ہزار درہم عطا کئے اور اپنے بیٹے کو صرف پانچ سو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کی کہ:۔

جب یہ دونوں بچے تھے اس وقت بھی میں رسول اللہ کے ساتھ پیش پیش رہا ہوں فرمایا بیشک لیکن ان کے بزرگوں کا جو رتبہ ہے نہ تیرے باپ دادا کا نہیں پھر تیرا ان کا کیا مقابلہ!

وصال نبوی کے بعد داخلی توازن قائم نہ رہا تھا قسمیں کھا کھا کر اعلان کر رہے تھے کہ جو کہیگا کہ میرا محبوب آقا دنیا سے اٹھ گیا تو اس کا سر اڑا دوں گا۔ جب کبھی عہد رسالت یاد آجاتا تھا تو روتے روتے بیتاب ہو جاتے تھے ایک دفعہ سفر شام میں حضرت بلالؓ نے اذان جو دی تو رسول اللہ یاد آگئے اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔ (فتوح الشام ازدی)

اتباع سنت ہی کے جوش میں تمام عمر فقیرانہ گذاری خشوع و خضوع کیا تھا رات رات بھر نمازیں پڑھتے رہتے تھے خوف قیامت سے لرزاں و ترساں رہتے تھے جب کوئی ایسی آیت سنتے تو روتے روتے ہچکی بندھ جاتی آنکھیں سوج جاتیں۔ (بخاری۔ موطا۔ کنز العمال)

غرض یہ کہ حضرت فاروق اعظمؓ علمی اجتہادی سیاسی اخلاقی ہر اعتبار سے دنیا کے بہت بڑے انسان و فرمانروا گذرے ہیں۔ تدبر و سیاست میں یگانہ روزگار تھے عدل و انصاف میں تا قیامت مثل ہیں، انتظام و رفاہ عام میں جواب نہیں، ساڑھے دس برس اس شکوہ و شان جبروت جلال عدل و انصاف اور انتظام و لیاقت کے ساتھ دنیا کے ایک وسیع حصہ پر فرمانروائی کی کہ دنیا والے آج تک متحیر ہیں۔

باب ۴
حضرت خلیفہ ثالث کا انتخاب

حضرت فاروق اعظمؓ نے ۶۳ برس کی عمر میں عین اس وقت کہ نماز کی امامت کے لئے آگے بڑھے عصر کا وقت تھا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کے پارسی غلام فیروز نے حبشی خنجر سے متواتر چھ وار کئے جن سے دونوں پہلو زخمی ہوئے اور پیٹ میں زیر ناف بڑا زخم لگا اس بدبخت نے شکایت کی تھی کہ میرے آقا مجھ سے روزانہ لیتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں، انہوں نے اس بنا پر دعوی غلط ہے کہا کہ یہ نجاری، نقاشی اور آہنگری جانتا تھا سے اتنا ناگوار گذرا کہ اس نے دوسرے روز شہید کر دیا۔ حضرت کعب بن احبارؓ نے دوسرے ہی روز عرض کر دی تھی کہ آپ کی زندگی میں صرف تین روز باقی رہ گئے ہیں توبہ کر لیجئے۔ علامہ ابن خلدون نے اپنی مستند و مشہور تاریخ میں انتخاب خلافت عثمانؓ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے ہم اسی سے واقعات اخذ کر رہے ہیں کہ یہ تاریخ دنیائے اسلام میں سب سے زیادہ مستند تاریخ مانی جاتی ہے۔

مجروح ہو جانے کے بعد حضرت فاروق اعظمؓ اپنی زندگی سے مایوس ہو کر ابو طلحہ انصاری اور مقداد بن الاسود کو حکم دیا کہ:۔

"تم علیؓ، عثمانؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ اور طلحہؓ کو انتخاب خلیفہ کے لئے ایک مکان کے اندر ایک صحبت میں جمع کرنا اور دروازہ پر رکھنا ان کے پاس دوسرا کوئی دوسرا شخص نہ جانے پائے صرف تین روز کی مہلت دینا اور تاکید کر دینا کہ اس دوران میں اپنے میں سے جسے چاہیں اتفاق آرا خلیفہ منتخب کر لیں اور اگر اتفاق آرا نہ ہو سکے تو کثرت آرا پر عمل پیرا ہوں درصورت مساوات یعنی اگر دو مخصوص کی برابر رائیں ملیں تو عبداللہ بن عمرؓ کو حکم مقرر کر دیا جائے اس ہدایت کے ساتھ کہ دوامی ترجیح کے ساتھ رائے دیں جبکہ ہیں حضرت عبدالرحمن بن عوف شامل ہوں۔ اس سہ روزہ مدت میں امامت کے فرائض صہیبؓ ادا کریں اور نماز پڑھائیں اس مدت میں طلحہ آجائیں جو باہر گئے ہوئے ہیں تو انہیں بھی شریک شوریٰ کر لیا جائے ورنہ پھر ان کے انتظار کی چنداں ضرورت نہیں جو موجود ہوں وہی اس تدبیر کار میں شریک رہیں۔"

حضرت فاروق اعظمؓ کے اس حکم کے مطابق مذکورہ بزرگوں کو مطلع کر دیا اور ایک روایت کے مطابق وہ مسور بن مخرمہ اور بقول بعض ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کاشانہ معلے میں اپنا جلسہ کرنے کی ہدایت کر دی اور وہیں سب بزرگ جمع ہو گئے۔

اندر جلسہ ہو رہا تھا اور سب بزرگ مصروف بحث تمحیص تھے کہ دروازہ پر عمرو بن العاص اور مغیرہ بن شعبہؓ آ بیٹھے گئے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو انھیں بیٹھا دیکھکر برہمی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تم دروازہ پر اس ارادہ سے آ بیٹھے ہو کہ کل لوگوں سے کہنے لگو کہ ہم بھی شریک شوریٰ تھے۔ اس کے بعد انھیں وہاں سے اٹھا دیا اور مجلس شوریٰ میں آ کر بحث و تمحیص میں شریک ہو گئے۔

جب دیکھا کہ باہمی بحث تمحیص کا کوئی نتیجہ مترتب ہوتا نظر نہیں آتا تو عبدالرحمن بن عوف نہایت ایثار و تدبر سے کام لیکر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ:

"میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی شخص بھی اس امر کے لئے تیار ہے کہ وہ امیدواری خلافت سے دستبردار ہو جائے کیونکہ جو شخص بھی اس کا اعلان کرے گا اسے اس امر کا اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اپنے موجودہ رفقا میں سے جسے سب سے افضل و لائق سمجھے اسے خلافت کے لئے منتخب کرنے کا انصرام کرے اور اس الجھن کو اپنے ناخن تدبیر سے سلجھائے۔"

اس کا جواب کسی طرف سے بھی کچھ نہ ملا اور کوئی بھی امیدواری خلافت سے دستبرداری کے لئے تیار نہ ہوا تو حضرت عبدالرحمن نے پھر فرمایا کہ:۔

"اچھا میں امیدواری خلافت سے اپنی دستبرداری کا اعلان کرتا ہوں اور اگر آپ منظور کریں تو میں اس خدمت کو انجام دینے کے لئے تیار ہوں۔" اس پر سب نے اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نفیاً و اثباتاً کوئی جواب نہیں دیا خاموش و ساکت بیٹھے رہے۔ عبدالرحمن نے

فرمانروائی کی میں کیا ضرورت ہے [illegible]

حضرت فاروق اعظمؓ کی خلافت [illegible] جمہوری طرز حکومت کے بالکل مشابہ تھی تمام ملکی و قومی مسائل مجلس شوریٰ میں پیش ہوتے پاتے تھے جس میں مہاجرین و انصار کے منتخب لوگ یا اہل الرائے شریک ہوا کرتے تھے اور تمام معاملات کا فیصلہ بحث و مباحثے کے بعد اتفاق آراء یا کثرت آراء سے کیا کرتے تھے اس کے ممتاز و مشہور ارکان حضرت عثمانؓ، علیؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ تھے۔

مجلس شوریٰ کے علاوہ مجلس عام بھی تھی جس میں مہاجرین و انصار کے علاوہ تمام سرداران قبائل شریک ہوتے تھے نہایت اہم امور پیش آجانے پر مجلس عام طلب کی جاتی تھی۔ ایک تیسری مجلس اور تھی جس میں صرف مہاجرین شریک ہوا کرتے تھے یہ گویا مجلس خاص تھی۔

بیت المال کے متعلق انتہائی احتیاط برتتے تھے آپ کی صاحبزادی ام المومنین حضرت حفصہؓ مال غنیمت کی تقسیم سنکر آئیں اور کہا میں ذوی القربیٰ میں سے ہوں مجھے بھی اس میں سے کچھ عنایت ہو فرمایا بیشک تمہارا حق ہے مگر میرے خاص مال میں یہ تو مسلمانوں کا مال ہے افسوس ہے تم نے اپنے باپ کو دھوکہ دینا چاہا خفیف ہو کر چلی گئیں۔

بیمار پڑے، لوگوں نے علاج کے لئے شہد تجویز کیا بیت المال میں شہد موجود تھا بلا اجازت لے نہ سکتے تھے مسجد نبوی میں آکر لوگوں سے کہا اگر آپ اجازت دیں تو بیت المال سے تھوڑا شہد لے لوں۔ یہ تھا احتیاط کا عالم۔

حضرت فاروق اعظمؓ کے فضائل اخلاق

معاش کا اصلی ذریعہ تجارت تھا خلافت ملی تو فاقے ہونے لگے صحابہؓ نے یہ دیکھکر اتنی تنخواہ مقرر کردی جو معمولی لباس طعام کے لئے کافی ہو ۱۵ھ میں لوگوں کے وظیفے مقرر ہوئے تو حضرت فاروق اعظمؓ کے لئے بھی ساڑھے بارہ سو روپے سالانہ وظیفہ مقرر ہوا۔ گو دنیا کا یہ فرمانروا تھا جنکے نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ پڑ جاتا تھا سو روپے ماہوار پر اپنے وسیع خاندان کی کفالت کرتا تھا غذا نہایت سادہ تھی صرف روٹی اور روغن زیتون پر گذارہ تھا کبھی کبھی گوشت، دودھ اور سرکہ بھی دسترخوان پر ہوتا تھا لباس بھی نہایت معمولی ہوتا تھا صرف ایک قمیص اور ایک تہبند پر اکتفا کرتے تھے سر پر عمامہ ہوتا تھا اور جوتے قدیم عربی وضع کا پہنتے تھے۔

عہد فاروقی میں شاہ و گدا امیر و غریب سب یکساں حال میں نظر آتے تھے عمال اور عہدیداروں کو حکم تھا تاکید تھی کہ کسی طرح کا امتیاز اور نمود اختیار نہ کریں تعظیم و تکریم کو بھی پسند نہ کرتے تھے زید بن ثابتؓ قاضی مدینہ کی عدالت میں گئے تو انہوں نے تعظیم کے لئے جگہ خالی کردی فرمایا اس مقدمہ میں تم نے یہ پہلی ناانصافی کی یہ کہکر اپنے فریق مخالف کے برابر بیٹھ گئے۔

آپ کا مقولہ تھا کہ "اگر میں عیش و تنعم کی زندگی بسر کروں اور لوگ مصیبت و افلاس میں رہیں تو پھر مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا۔"

سفر شام میں لذیذ و نفیس کھانے پیش کئے گئے تو پوچھا عام مسلمانوں کو بھی یہ الوان نعمت میسر ہیں عرض کی ہر شخص کے لئے یہ کس طرح ممکن ہے؟

[illegible] سفر آتے تھے [illegible] نے [illegible] مسلمانوں کو سلامت [illegible] عاقبت [illegible] ایک صاحب اور [illegible] کے ساتھ [illegible] کیا کہ آپ انصاف سے حکم نہیں کرتے غضبناک ہوگئے حر نے کہا امیر المومنین اللہ نے فرمایا ہے خذ العفو وأمر بالعرف وأعرض عن الجاهلين یہ شخص جاہل ہے یہ سنکر غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔

ہر لمحہ نفع رسانی خلق میں مصروف رہتے تھے مجاہدین کے گھر جاتے اور سودا سلف بازار سے خرید کر دے آتے خطوط گھر والوں کو پہنچا آتے اپنی معمولی مصروفیت میں بھی بیکس اور اپاہج آدمیوں کی خدمت کے لیے وقت نکال لیتے مدینہ کے اکثر نابینا اور ضعیف اشخاص آپ کی خدمتگذاری کے ممنون تھے لطف یہ ہے کہ خود ان لوگوں کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ یہ خدمتگذار کون ہے ایک نابینا ضعیفہ کی خدمت کے لئے روزانہ جایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک اعرابی نے نہایت رقت انگیز اشعار سنا کر دست سوال دراز کیا بہت روئے اور قمیص اتار کر دیدی۔

ایک دفعہ رات کے گشت میں ایک بدو کے خیمہ سے رونے کی آواز سنی دریافت پر یہ معلوم ہوا کہ اس کی عورت دردزہ میں مبتلا ہے لوٹ کر ام کلثوم اپنی بیوی کو لیکر پہنچے تھوڑی دیر بعد بچہ پیدا ہوا ام کلثوم بنت علیؓ نے پکار کر کہا امیر المومنین اپنے دوست کو مبارکباد دیجئے لڑکا پیدا ہوا ہے بدو امیر المومنین کا نام سنکر چونک پڑا گھبرا گیا فرمایا کچھ خیال نہ کرو کل میرے پاس آنا بچہ کا وظیفہ مقرر کردوں گا۔

ایک دفعہ گشت کرتے ہوئے مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام حرار میں پہنچے دیکھا کہ ایک عورت پکا رہی ہے اور پاس دو تین بچے رو رہے ہیں پوچھا تو معلوم ہوا بھوک سے تڑپ رہے ہیں بہلانے کے لئے خالی ہانڈی چڑھا دی ہے فوراً لوٹے، آٹا، گھی، گوشت، کھجوریں لیکر چلے غلام اسلم نے کہا میں لئے چلتا ہوں فرمایا قیامت میں میرا بار تم نہیں اٹھاؤ گے حرار پہنچکر سامان عورت کو دیا خود چولہا جھونکتے تھے منہ سرخ ہو ہو جاتا تھا کھانا تیار ہوا تو بچے کھا کر اچھلنے کودنے لگے۔ حضرت فاروق اعظم انہیں دیکھتے تھے اور خوش ہوتے تھے۔

اپنے عہد میں ہر جگہ لنگر خانے، مسافر خانے اور یتیم خانے قائم کر دیئے تھے فقراء مساکین اور مجبور و لاچار آدمیوں کے روزینے مقرر کر دیئے تھے عراق عجم کے معرکہ میں نعمان اور دیگر مسلمان شہید ہوئے تو [illegible] قطار قطار روتے، قحط پڑا تو [illegible] رہتے تھے کہیں بیٹے کے ہاتھ میں خربوزہ دیکھا تو خفا ہوئے کہ قوم تو فاقہ مست ہے اور تو تکلفات سے لطف حاصل کرتا ہے ایک شخص کی ضیافت سے [illegible] زوجہ سے برافروختہ ہو کر اٹھ گئے کہ اس نے اپنے دسترخوان پر علاوہ [illegible] دی تھی کپڑے پھٹ جاتے تھے تو بیت المال پر بار نہ پڑنے کے خیال سے انہی پر پیوند پر پیوند لگاتے چلے جاتے تھے خود حضرت حسن کا بیان ہے کہ

اس عہد کے مطابق کام کرینگے مجمع عام میں اس کا اقرار کیجئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صاف صاف اقرار نہیں کیا اور کہا کہ میں عہد کرتا ہوں کہ اپنے علم و طاقت کے موافق عمل کروں گا"

یہ سننے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمان غنی کو بلا کر ان سے بھی یہی الفاظ کہے جس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ :۔

"بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں انشاء اللہ تعالےٰ ایسا ہی کروں گا جیسا آپ فرما رہے ہیں"

اس پر اسی وقت حضرت عبدالرحمٰن نے بیعت کرلی اور اس کے بعد لوگ جوق جوق بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے حضرت علیؓ نے بھی بیعت کرلی بیعت عامہ کے بعد حضرت طلحہؓ واپس آئے جو خلافت کے لئے نامزد کئے گئے تھے مگر باہر گئے ہوئے تھے وہ حضرت عثمانؓ کے پاس گئے تو حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اگر تمہیں میری بیعت سے انکار ہو تو میں بیعت واپس کردوں بولے جب آپ کی خلافت پر اجماع ہو گیا تو میں بھی اس پر راضی ہوں۔

عمرو بن العاص کی فریب دہی کے الزام کی حقیقت

کہا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے سرداران قبائل سے مشورہ کے سلسلہ میں ابوسفیان اور عمرو بن العاص سے بھی مشورہ ہوا دونوں نے عثمانؓ کے متعلق رائے دی ابوسفیانؓ نے عمرو بن العاص سے تنہائی میں کہا کہ عثمان بہت نرم اور بھولے آدمی ہیں ایسا نہ ہو کہ کہیں بات بگڑ جائے چنانچہ موخر الذکر نے آکر حضرت علی کو پٹی پڑھائی کہ کل جو تم سے کہا جائے اس کا اقرار فوراً کر لینا اور نہ صاف صاف عہد کرنا بلکہ کہدینا کہ اپنی استطاعت کے مطابق کام کروں گا تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ تم خود خلافت کے آرزو مند ہو دوسری طرف حضرت عثمان غنیؓ سے کہدیا کہ تم صاف اقرار کر لینا چنانچہ انہی کے مشورہ کے مطابق حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے صاف صاف اقرار نہ کیا مگر یہ داستان جیسی غلط معلوم ہوتی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ معمولی عقل و فہم کے انسان نہیں تھے بحر العلوم تھے سردار بنو ہاشم تھے تربیت یافتہ آغوش نبوت تھے ہمارے نزدیک جو لوگ ایسا کہتے اور باور کرتے ہیں وہ گویا خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نااہلیت ثابت کرتے ہیں اول تو حضرت عمرو بن العاص کی باتوں ہی میں آجانا اور اتنی موٹی بات بھی نہ سمجھنا عقل میں نہیں آتا پھر بات وہ بجائے خود وزنی نہیں لوگوں نے آپ کی مظلومی اور بنو امیہ کی ... کے لئے ایسا مشہور کر دیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ اس طرح نادانستہ خود ... کی نااہلیت کے گواہ و معترف بن رہے ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے ... انہوں نے ایسا کیوں کہا ہمارے نزدیک اس سے ان کا منشاء تھا ... الامکان اور اپنی فہم و عقل کے مطابق وہ ایسا ہی کرینگے گویا کوئی ... تھا وہاں صرف حضرت عثمانؓ نے صاف اقرار کیا ابن خلدون نے سرے سے ... واقعہ کو اپنی تاریخ میں درج ہی نہیں کیا ان کی عادت ہے کہ وہ غیر ... مستند واقعات کو درج تاریخ نہیں کیا کرتے ان کے نزدیک یہ ... غلط ہی ہوگا اسی لئے درج نہیں کیا ہوگا بہرکیف اس مرتبہ حضرت ... کرم اللہ وجہہ کے منتخب ہو جانے کے قوی امکانات پیدا ہو گئے تھے۔

کثرت رائے انہی کی طرف تھی اور کثرت رائے کیا تھی وہ بیعت کے لئے بلا لئے گئے تھے۔

پھر بھی منتخب نہ ہونے سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اللہ ہی کو منظور نہ تھا مگر اس سے حضرت عثمان غنی کی عظمت پر کوئی حرف نہیں آتا کہ جمہور کا رجحان ان کی طرف ہی تھا اور سب نے بے چون و چرا ان کی بیعت کرلی اور خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی اپنے بعد انہی کو بہترین سمجھتے تھے مگر جو کچھ بھی ہوا اسی کا ... سے بنو امیہ اور بنو ہاشم کی عداوتیں ابھر آئیں اور کشمکش کا ایک مخفی سلسلہ شروع ہو گیا بنو ہاشم کو اس ناکامی کا بہت افسوس ہوا اور بنو امیہ کے حوصلے بڑھ گئے اس کے باوجود علانیہ اظہار کی جرأت اب بھی کسی کو نہ تھی اور نہ ہو سکتی تھی۔

حوادث و فتن کا آغاز

حضرت عثمانؓ کی دوازدہ سالہ خلافت کے ابتدائی چھ سال تو کامل امن و سکون کے ساتھ گذر گئے حکومت کے عمدہ نظم و نسق تجارت کی ترقی فتوحات کی وسعت وظائف کی بیشی اور مال غنیمت کی فراوانی نے ملک میں فارغ البالی نیز عیش و تنعم کو عام کر دیا، مدینہ قصور و ایوان کا شہر بن گیا ہر طرف سے ہن برسنے لگا۔

عہد عثمانی کے آخری حصہ میں شر و فساد کے جو شعلے بھڑکے وہ حقیقت اسی فراوانی دولت کے لوازم کے اثرات تھے بقول ... دولت کی فراوانی کا ایک لازمی نتیجہ ہوتا ہے کہ تمام قوم کے فوائد کے مقابلہ میں ہر جماعت اور ہر شخص اپنے جماعتی اور شخصی فوائد کو ترجیح دینے لگتا ہے اس طرح باہم بغض و عناد پیدا ہوتا ہے، قومی وحدت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے اور انحطاط شروع ہو جاتا ہے اسی لئے تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا مجھے تمہارے فقر و فاقہ سے کوئی خوف نہیں بلکہ میں تمہاری دولتمندی ہی کے خطرات سے ڈرتا ہوں اس کے علاوہ تولید فتنہ و فساد کے اور وجوہ اور علل و اسباب بھی تھے جنہیں ہم درج ذیل کرتے ہیں :۔

(۱) فیضان نبوت سے براہ راست مستفیض ہونے والے صحابہ کرام کی نسل تقریباً ختم ہو چکی تھی جو تھے وہ اپنی کبر سنی و ضعیفی کے باعث عزلت نشین ہو چکے تھے ان کی اولاد زہد و اتقا میں اسلاف کی کامل نمونہ نہ تھی اور نہ رعایا سے وہ سلوک کر سکتی تھی۔

(۲) امامت و خلافت کے لئے قریش کا خاندان مخصوص ہو کر رہ گیا تھا بڑے بڑے عہدے زیادہ تر انہی کو ملتے تھے قبائل عرب خیال کرنے لگے تھے کہ فتوحات میں جب خون ہمارا بہتا ہے تو وظائف و مناصب میں کوئی تفریق نہ ہونی چاہئے

(۳) مفتوح اقوام کو انتقام کا موقع نہ دیکھ کر ہر جگہ مصروف سازش ہو چکی تھیں جن میں یہودی و مجوسی پیش پیش تھے۔

(۴) حضرت عثمان کی فطری نرم دلی، نیک نفسی اور مروت اشرار کی ہمت افزائی کا باعث بن رہی تھی۔

(۵) امیر ہونے کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کے جذبات خاندان والوں کے ساتھ خیرخواہانہ تھے۔ خود بھی دولتمند تھے ذاتی طور پر ان کی امداد کرتے اور فائدہ پہنچاتے رہتے تھے اشرار پروپیگنڈا کرتے تھے کہ یہ سب کچھ بیت المال سے ہو رہا ہے

(۶) دوسری نسل میں اطاعت امیر کا وہ مذہبی جذبہ نہ تھا جو ان کے اسلاف میں تھا اس لئے مجبوراً خاندانی عصبیت سے کام لینا پڑ رہا تھا بنو امیہ ہی سے

وجہہ ... سیدنا ابوالحسن! اب ہم کیا کہہ سکتے ہیں؟ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں کہا کہ میں بھی سب سے مستحق ہوں مگر اس شرط کے ساتھ کہ آپ اسی وقت اس امر کا اقرار کریں کہ آپ جو فیصلہ کریں گے بے رو رعایت کریں گے کہ کسی خواہش نفسانی اور جذبہ اقربا پروری کو اس میں دخل نہ ہو گا۔ حق کہو گے اور اللہ حق میں نہ کسی کی ملامت سے خائف ہو گے اور نہ نصیحت سے متاثر ہو گے۔

چونکہ اس وقت انتخاب میں گرمی پیدا ہو گئی تھی، اور ہر قبیلہ اپنے قبیلہ کے امیدوار کی کامیابی کے لئے ساعی تھا جیسا کہ مواقع انتخاب پر بالعموم ہوا کرتا ہے بنو امیہ بھی میدان میں آ گئے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کامیاب کرانے کے لئے ساعی تھے ہر طرف سے سعی و جہد کا سلسلہ جاری تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اندیشہ تھا کہ کہیں یہ چپقلش ناکامی کا باعث نہ ہو جائے جو کچھ ہو رہی ہو اس لئے انہوں نے یہ عہد لینا مناسب سمجھا۔

لیکن یہاں تو ایثار کا مظاہرہ پہلے ہی ہو چکا تھا اقرار کر لیا اور اس کے بعد فرمایا کہ:۔

"اچھا آپ بھی اب اقرار کریں کہ آپ ہر طرح ہمارا ساتھ دیں گے جو کوئی ہماری رائے سے اختلاف کریگا اس سے معارضہ کریں گے اور جسے ہم خلافت کے لئے منتخب کرینگے اسے آپ بھی پسند کرینگے"۔

جب ان دونوں بزرگوں میں اور حاضرین جلسہ میں باہم عہد و میثاق استوار ہو گیا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو علیحدہ بلا کر فرمایا۔ "تم قرابت داری رسول کریم، سبقت اسلام اور حسن مساعی دین کی بنا پر ضرور خلافت کے زیادہ مستحق ہو اور تم سے زیادہ اور کوئی اس منصب کے لئے موزوں نہیں لیکن اب یہ بتاؤ کہ جو لوگ خلافت کے لئے نامزد کئے گئے ہیں ان میں سے تمہارے بعد سب سے زیادہ موزوں کون ہے؟ اور کسے تمہارے بعد خلافت کا استحقاق تمہارے نزدیک سب سے زیادہ حاصل ہے"۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا "عثمان غنی"۔ پھر اسی طرح حضرت عثمان غنی کو تخلیہ میں بلا کر فرمایا کہ تم اپنی دینی و ملی خدمات قرابت داری رسول اکرم سبقت اسلام کے باعث ضرور خلافت کے لئے مستحق و موزوں ہو مگر یہ تو بتاؤ آپ کے بعد اس عہدہ جلیلہ کے لئے آپ کے نزدیک سب سے زیادہ موزوں و مستحق کون ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بے تکلف فرمایا کہ اپنے بعد میں سب سے زیادہ موزوں و مستحق حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سمجھتا ہوں"۔

اس کے بعد جلسہ برخاست ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے حتی الامکان مدینہ کے اہل الرائے بزرگوں سے ملاقاتیں کیں ان کا نقطہ نظر معلوم کیا ... تک کیسا استصواب عامہ کا یہ سلسلہ برابر جاری رہا قبائل عرب کے جو سردار رئیس وغیرہ سے دارالخلافہ میں موجود تھے یا آئے ہوئے تھے ان سے بھی اس میں مشورہ کیا۔

مسور بن مخرمہ کے مکان پر جہاں جلسہ ہائے شوریٰ منعقد ہوتے تھے بلا کر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن وقاص کو بلایا اور فرمایا کہ بحث و استصواب عامہ اور غور و تامل کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ لوگوں کا اتفاق حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر ہو رہا ہے یا تم لوگ کیا کہتے ہو"۔ ان بزرگوں نے جواب دیا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ منتخب کر دیں ہم اس پر اتفاق کرتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمن نے یہ بھی فرمایا کہ بہتر یہ تھا کہ آپ ہی سب سے اپنی خلافت کی بیعت لیکر ہمیں ان جھگڑوں سے آزاد کر دیتے"۔ فرمایا "یہ نہیں ہو سکتا میں پہلے ہی اس امر سے خوشی سے الگ ہو گیا ہوں اور دستبرداری دے چکا ہوں اس لئے کہ نامزد لوگوں میں سے کسی ایک کو منتخب کر دوں اس کے بعد حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلایا گیا ان سے باتیں کرتے رہے یہاں تک اسی میں گزر گئی اور رات بھی ختم ہو گئی زبیر و سعد کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو انتخاب کرنے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طاقت بڑھ گئی۔

انتخاب خلیفہ کیلئے انتخابی سرگرمیاں

رات بھر حضرت عبدالرحمن بن عوف مصروف عمل رہے عوام میں سے کسی کو یہ علم نہ تھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے انتہائی رازداری سے کام لیا جا رہا تھا تاہم عوام آخری فیصلہ سننے کے لئے بیتاب تھے آخر صبح ہی نماز فجر کے بعد منادی عام ہوئی اور ابھی پورا ایک ... بھی نہ گزرنے پایا تھا کہ مسجد نبوی میں مہاجرین و انصار و عام افراد کا ایک سیلاب آ گیا اور مسجد کھچا کھچ بھر گئی حضرت عبدالرحمن بن عوف نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا کہ:۔

"ہم چھ آدمیوں کو امیر المومنین نے خلافت کے لئے نامزد کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ ہم سب اپنے میں سے ایک شخص کو اتفاق آراء یا کثرت آراء سے خلیفہ منتخب کر لینا اور پھر جو مخالفت کرے اسے قتل کر دینا اتفاق نہ ہوتا دیکھ کر میں نے تجویز پیش کی کہ امیدواروں میں سے کوئی ایک شخص علیحدہ ہو کر اور خلافت سے دستبردار ہو کر خود کسی ایک کو کثرت آراء سے منتخب کر دے کوئی اس پر راضی نہ ہوا تو میں خود دستبردار ہو گیا اور امیدواروں نے مجھے انتخاب کا حق دے دیا ان امیدواروں اکابر صحابہ اور اہل الرائے بزرگوں سے استفسار اور غور و تامل کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اتفاق رائے علی و عثمان پر ہوتی ہے اور ان میں سے کوئی ایک تمہارا خلیفہ منتخب ہونا چاہئے اب بتاؤ کہ تمہاری رائے کیا ہے اور تم کسے امیر بنانا چاہتے ہو"۔

حضرت عمار بن یاسر نے حضرت علی کا نام تجویز کیا۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے کہا کہ اگر قریش کے اختلاف کا اندیشہ نہ ہو تو میں تجویز کرتا ہوں کہ حضرت عثمان غنی کو خلیفہ منتخب کیا جائے عبداللہ بن ربیعہ نے اس رائے کی تائید کی اس پر عمار و ابن ابی سرح میں سخت کلامی ہوئی لوگوں میں جوش پیدا ہوا۔

یہ چل چلاؤ دیکھ کر حضرت سعد بن ابی وقاص نے کھڑے ہو کر کہا کہ:۔

"آپ کو انتخاب کا حق مل چکا ہے تو پھر آپ کیوں دیر اور تامل کر رہے ہیں آپ خود جلد دونوں میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب کر دیں ورنہ فتنہ پیدا ہو جائے گا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف نے فرمایا کہ "میں اپنے طور پر انتخاب کر چکا ہوں اور رائے بھی قائم کر لی ہے اور ابھی اس کا اعلان کئے دیتا ہوں۔ لوگو لمحہ بھر صبر کرو"۔ اس پر سب ساکت ہو گئے اور حضرت عبدالرحمن بن عوف نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو آواز دیکر اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کہا:۔

"فرمائیے تمہیں اس شرط پر خلافت دی جاتی ہے کہ آپ کتاب و سنت کو

مخالفانہ اتحاد کی سعی شروع کر دی۔

حقانیت پر مالک جو کچھ کہتا تھا وہ بھی نمک میں کہتا تھا اس نے حضرت ابوذر پر یہ دھن تھا کہ امیر معاویہ مسلمانوں کے مال و متاع سے اپنا گھر بھرتے ہیں وہ بیت المال کو بتاتے تو مسلمانوں کا مال ہیں مگر سعی یہ کرتے ہیں کہ اس پر ان کا کوئی حق نہ رہے امیر معاویہ تو عہد فاروقی سے تزک و احتشام کے ساتھ رہتے تھے کھلی ہوئی بات تھی ابوذر اس دام میں آگئے امیر معاویہؓ کے پاس پہنچ کر اعتراض جڑ دیا امیر معاویہ نے سمجھایا شام کی سرحد کی نگرانی کا نقطہ نظر ہی دوسرا تھا یہ تزک و احتشام پسند کرتے تھے اور نہ وہ اسے چھوڑ سکتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ انھوں نے بھی علانیہ معاویہ کے معائب بیان کرنا شروع کر دیئے اور ایک طرح شام میں بھی ابن سبا کو ایک بنا بنایا معاون کار کن نصیب ہو گیا اور سبائیت ہی کا کام شروع ہو گیا پھر ابن سبا ابو درداء اور عبادہ بن صامت کے پاس آیا مگر یہ ان کے دام میں نہ آئے اور موخر الذکر اسے پکڑے کھینچتے ہوئے امیر معاویہ کے پاس لائے اور کہا کہ واللہ یہی وہ فتنہ پرداز مفسد ہے کہ جس نے ابوذر غفاری کو آپ کے خلاف کیا ہے اور پٹی پڑھا کر آپ کے پاس بھیجا اور پورا مخالف بنا دیا ہے" (ابن خلدون)

جب حضرت ابوذر باز ہی نہ آئے تو امیر المومنین کے پاس امیر معاویہ نے شکایت لکھ بھیجی امیر المومنین نے طلب کر کے جواب طلب کیا انہوں نے وہی کہا جس پر زور دیا "ابوذر! یہ تو بالکل غیر ممکن ہے کہ عوام الناس زہد و ورع کی اس حد تک پہنچ جائیں کہ دوسرے روز کے لئے ان کے پاس کھانے کو نہ ہو یہ سعی کروں کہ وہ شریعت غرا کے خلاف کوئی کام نہ کرنے پائیں میں بھی اسی سعی میں مصروف ہوں۔ ابوذر بولے والله میں تو دولتمندوں اور امراء سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گا جب تک وہ اپنا تمام مال و اسباب اپنے ہمسایوں دوستوں اور عزیزوں کے لئے وقف نہ کر دیں اس پر کعب بن احبار بول اٹھے "جس نے اپنے فرائض ادا کر دیئے اس نے تو یا کل حقوق ادا کر دیئے" ابوذر نے لپک کر حضرت کعبؓ کا گریبان پکڑ لیا سخت و سست کہا اور مارا اور یہ الفاظ کہے کہ اے یہودی بچے تو اس معاملہ میں مجھ سے کب گفتگو کر سکتا ہے۔ امیر المومنین کے بالمواجہ یہ گستاخی و زیادتی کتنی غیر موزوں اور اشتعال انگیز تھی، بہت ناگوار گذرا، مگر حلم و حیا اور رسول اکرم کے عاشق ہونے کی رعایت سے کچھ نہ بولے تاہم بہت نادم تھے حضرت کعبؓ نے بھی معاف کر دیا اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے خود ہی مدینے سے چلے جانے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ۔

"مجھ سے رسول کریمؐ نے فرمایا تھا کہ جس وقت مدینہ میں تعمیرات کا سلسلہ سلع تک پہنچ جائے اس وقت تم مدینہ سے چلا جائیو"

حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذر کو اجازت دیدی اور وظیفہ مقرر کر کے ایک اونٹ اور دو غلام عطا کر دیئے۔ (ابن خلدون جلد چہارم)

حضرت ابوذرؓ کے ابن سبا کے ہاتھ میں آنے شام میں فتنہ پھیلانے حضرت عثمانؓ کے سمجھانے پر باز آنے حضرت کعبؓ کو مارنے اور پھر خود ہی اجازت طلب کر کے مدینہ سے چلے جانے کے تمام حالات علامہ عبدالرحمن بن خلدون نے لکھے ہیں پھر یہ کہنا کہاں ہے زیادتی ہوئی کتنی زیادتی ہے سبائیوں نے اس پر بھی یہ پروپیگنڈا شروع کیا کہ حضرت عثمان اور امیر معاویہؓ نے بلاوجہ انھیں نکالا اور ایسے بڑے عاشق رسول کے ساتھ زیادتی کی اس سے مسلمانوں میں اور بد دلی پیدا ہوئی اور تو اور خود حضرت خواجہ حسن نظامی صاحب قبلہ نے محرم نامہ میں لکھا ہے کہ۔

"امیر معاویہؓ نے محض اس وجہ سے ان کی شکایت امیر المومنین کو لکھ بھیجی کہ وہ انھیں ان کی کمزوریوں اور لغزشوں پر علانیہ اور بھری مجلسوں میں ٹوک دیتے تھے اور انھیں خفیف ہونا پڑتا تھا حضرت عثمانؓ نے انھیں واپس بلا لیا جس سے معاویہ اور شامی امراء بہت خوش ہوئے حضرت ابوذر سمجھتے تھے کہ اب بھی رسول اللہ کا سا زمانہ ہے میں دین کی خاطر بگڑوں گا تو میری طرفداری کی جائے گی مگر یہ نہ جانتے تھے کہ تمہارا ناز اٹھانے والے قبر میں چلے گئے اب کس بل پر یہ مزاج کرتے ہو، امیر معاویہؓ نے سواری اور خرچ دینا چاہا مگر ابوذرؓ ایسے خفا تھے کہ پیدل چل کھڑے ہوئے اور بات کے پورے ایسے کہ پیدل ہی مدینہ پہنچے سمجھے ہوں گے کہ حضرت عثمانؓ نے میرے اور رسول خدا کے راز و نیاز دیکھے ہیں پاس جا نکلوں گا تو افسوس کریں گے وہاں الٹا شکوہ سنا کہ تم نے معاویہ کے ساتھ کیوں زیادتی کی ان کو تاب نہ رہی اور عرض کی میں نے رسول اللہ سے سنا ہے کہ ابوذر اکیلا رہے گا اور اکیلا مریگا لہٰذا مجھے کسی تنہا مقام پر جانے کی اجازت دیجئے چنانچہ کچھ بکریاں اور خرچ دے کر رخصت کر دیا بیچارے ایک معمولی سی بستی میں جا کر رہے اور وہیں عالم غربت میں وفات پائی اس واقعہ سے صحابہ کرام کو بہت صدمہ ہوا اور یہ سرد مہری دیکھ کر وہ حضرت عثمان سے بگڑ گئے" (محرم نامہ صفحہ ۲۹)

ضرور محرم نامہ میں حضرت ابوذرؓ کو حضرت عثمانؓ کے ربذہ کی طرف جلا وطن کرنے کا ذکر نہیں بلکہ بے بسی کا ذکر ہے اور وہ بھی نہایت موثر پیرایہ میں لیکن ہم ابن خلدون کے حوالہ سے بتا چکے ہیں کہ صحیح واقعات کیا ہیں۔ یہ واقعہ ۳۰ھ کا ہے۔

طبقات ابن سعد میں بھی دولتمندوں کے خلاف ان کے وعظ کہنے امیر معاویہؓ سے بحث کرنے اور متشدد ہونے کا ذکر موجود ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ۔

"جب حضرت عثمانؓ نے حضرت ابوذرؓ کو تحقیقات کے لئے طلب کیا ہے اور سامنے بلا کر کہا ہے کہ آپ میرے پاس رہیئے آپ کے تمام مصارف کا میں کفیل ہوں مگر انھوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ تمہاری دنیا کی مجھ کو ضرورت نہیں"

کوفہ کے افسر پولیس پر مفسدین کا حملہ
مصر میں محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی حذیفہ

شام میں ابوذرؓ کے متشددانہ عمل و اشاعت کا اجتماعی تذکرہ اور کوفہ کے فتنہ پردازوں کی جلا وطنی کا مختصر حال ہم بتا چکے ہیں مگر کوفہ کی اہمیت کے اعتبار سے اس کے متعلق مزید تصریح کی ضرورت ہے ولید بن عقبہ کی بالزام شراب خوری معزولی کے بعد سعید بن عاص گورنر مقرر ہوئے جنہوں نے رؤسا و شہر اور مفسدہ سے اتنے تعلقات بڑھائے کہ ہر رات کو اس کے قصر میں بے تکلفانہ صحبتیں رہنے لگیں مذاق ہی میں طعن و تشنیع کی نوبت بھی پہنچ جاتی تھی۔

ایک روز کہیں سعید کی زبان سے ھذا السواد بستان قریش نکل گیا اشتر بولا جسے اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے زور سے عنایت کیا ہے تم اسے اپنی قوم کا بستان خیال کرتے ہو اس پر شور و غل مچ گیا عبدالرحمن اسدی پولیس افسر نے جو شور و غل مچانے سے روکا تو لوگوں نے اتنا مارا کہ وہ بیہوش ہو گیا اس

وہاں سکا کہ تھے زیادہ تعداد میں سلے جانے سے تاکہ تا وشمنی میں نہ آئے پاسے ان سب اسباب وعلل کی بنا پر مختلف جماعتوں میں اضطراب پیدا ہو رہا تھا ان کے مقاصد و اغراض بالکل جداگانہ تھے۔

بنو ہاشم بنو امیہ کے عروج و اقتدار کو ناپسند کرتے تھے اور مناصب خلافت کا سب سے زیادہ مستحق خود کو سمجھتے تھے۔

عام قبائل عرب قریش کے تسلط و اقتدار کو ناپسند کرتے تھے اور مناصب و وظائف میں خود کو برابر کا مستحق خیال کرتے تھے مجوسی چاہتے تھے کہ حکومت اس خاندان میں منتقل ہو جائے کی امداد سے بڑے تاکہ وہ ممنون ہو کر ان کے ساتھ زیادہ مراعات کرے یہودی چاہتے تھے کہ اسلام میں تفرقہ پڑ کر یہ قوت ہی سرے سے پاش پاش ہو کر رہ جائے۔

ہر جماعت اپنے مختلف اغراض و مقاصد کو لئے ہوئے مصروف کار ہو گئی انھوں نے حصول مقصد کے لئے کیا کیا؟

نہ صرف یہ کہ خفیہ ریشہ دوانیاں شروع کر دیں عمال اور عہدیداروں کے خلاف سازشیں کیں امیر المومنین کو بھی بدنام کرنے اور ان کی ذات گرامی پر بیجا الزام لگانے لگے کوفہ میں جو انقلاب پسند جماعت قائم ہوئی اس کے قابل ذکر رکن اشتر نخعی، ابن ذی الحبکہ، جندب، صعصعہ، ابن الکوا، کمیل اور عمیر بن ضابی تھے یہ امارت قریش کے خلاف مصروف عمل تھے۔

اس کے پہلے ہدف سعید بن عاص والی کوفہ تھے اور ان کے خلاف نئی نئی اور نئی تدبیر سوچتے تھے ساتھ ہی قریش کے خلاف بھی پروپیگنڈا کرتے تھے عمائدین کوفہ ہی کی شکایت پر دس میڈر شام کو جلا وطن ہوئے۔ اسی طرح مصر میں ایک جماعت قائم تھی اور وہ بھی جلا وطن ہوئے۔

عبداللہ بن سبا کی فتنہ پردازی

عبداللہ بن سبا جو ابن السوداء کے نام سے مصروف تھا اس کی شیطنت کاریوں کے باعث مصر سازش کا سب سے بڑا مرکز بن گیا ابن خلدون نے لکھا ہے کہ یہ یہودی تھا عہد عثمانی ہی میں مدینہ ہی میں آکر محض حصول زر و مال کے لئے مسلمان ہوا مگر قلب برابر تاریک رہا محبت اہل بیت کے پردے میں نہ صرف امیر المومنین حضرت عثمان غنی کے خلاف یاوہ گوئی کرتا تھا بلکہ حضرت شیخین کرام کے بھی معائب علانیہ بیان کرتا تھا۔ خفیہ طور پر اہل بیت اطہار کی دعوت دیتا اور کہتا تھا کہ رسول کریم حضرت عیسیٰ کی طرح پھر واپس آئیں گے حضرت علی کرم اللہ وجہہ وصی رسول ہیں اور حضرات شیخین کرام اور عثمان نے غصباً خلافت حاصل کی ہے۔

اس یہودی الاصل نومسلم کو حیرت انگیز سازشی دماغ ملا تھا اس نے بہت جلد اپنی تعجب خیز سازشانہ قوت عمل سے مختلف الخیال مفسدین اور انقلابیوں کو ایک مرکز پر متفق کر دیا اور اسے موثر اور مقبول عام بنانے کے لئے مذہبیات میں رخنہ انداز ہو کر عجیب و غریب عقائد اختراع کر کے رکھ دیئے اور ان کی خفیہ اشاعت شروع کر دی موجودہ شیعی فرقہ کے عقائد کی جستجو کیجئے تو ان کی اصل آپ کو اسی عبداللہ بن سبا کی فتنہ پردازیوں میں ملے گی جو استیصال اسلام کے لئے اس نے شروع کی تھیں۔

گو ملک میں پھیلی ہوئی جماعتیں مفسدین کے نقطہ ہائے نظر مختلف تھے مثلاً کوفہ والے زبیر کے حامی تھے بصرہ والے طلحہ کو پسند کرتے تھے مصر والے حضرت علی کے عقیدتمند تھے۔ بعض اطراف والے تمام قریش ہی سے متنفر تھے اور بعض سرے سے عربوں ہی کے معاند بنے ہوئے تھے لیکن ان سب کا ایک مشترک مقصد حضرت عثمان اور بنو امیہ کا استیصال تھا ابن سبا نے پوری چالاکی سے سب کو اسی مقصد پر متحد کر کے اپنی قوت بڑھالی تھی اس طرح جب وہ سب کو اس ایک مقصد پر متحد کر چکا تو جو کمی اس عہد میں کمی کیا تھی اس نے تمام ملک میں اپنے ایجنٹ سفراء اور داعی پھیلا دیئے تاکہ جا بجا شاخیں پیدا کر دیں ان کو وہ ہدایت کرتا تھا کہ جہاں پہنچو حسب ذیل طریقوں سے پوری ہوشمندی و ہوشیاری سے کام لو۔

(۱) مشفقانہ و بزرگانہ وضع بنائے رہیں اور دینداری کی تعلیم سے عوام و خواص کو معتقد بنائیں۔

(۲) عثمانی عاملوں اور عہدیداروں کو تنگ اور بدنام کرنے میں ہر ممکن سعی سے کام لیتے رہیں۔

(۳) ہر مقام پر ہر جلسہ اور ہر وعظ میں محبت اہل بیت کی آڑ لیکر حضرت عثمان کی اقربا نوازی، ناانصافی اور بنو امیہ کی زیادتی کی داستانیں بیان کریں۔

اس پر نہایت سرگرمی سے عمل کیا گیا حضرت ابو موسیٰ اشعری گورنر بصرہ انہی ریشہ دوانیوں کی بنا پر معزول ہوئے اور ولید بن عقبہ گورنر کوفہ پر شراب خوری کا الزام عائد ہو کر حد جاری ہوئی۔ حضرت ابو فد محمد بن ابو بکر اور محمد بن ابی حذیفہ جیسے مقدسین بھی ان کے دام تزویر میں پھنسے ہو خوا الذکر ہر دو اصحاب نے مصر میں عبداللہ بن سعد بن ابی سرح گورنر مصر کو تنگ کرنا شروع کیا انتہا یہ ہے کہ نماز میں بے موقع تکبیریں بلند کر کے برہمی پیدا کرتے گورنر کی علانیہ مذمت کرتے قیصر روم کے خلاف گورنر مصر کی قیادت میں بحری بیڑہ روانہ ہوتا ہے تو یہ دونوں مجاہدین کو بھڑکاتے ہیں علانیہ کہتے ہیں کہ رومیوں کے خلاف جہاد کو جاتے ہو حالانکہ خود مدینہ میں مجاہدین کی ضرورت ہے کیونکہ ظالم امیر المومنین کو معزول کرنا سب سے بڑی خدمت اسلام ہے دیکھتے نہیں کہ اس نے سنت شیخین کرام کو ترک کر کے صحابہ کبار کو معزول کیا اور ان کی جگہ اپنے افراد و اقارب کو مقرر کر کے خودمختار بنا دیا۔

اس سے بھی بڑھکر یہ کہ ابن ابی حذیفہ اور ابن ابی بکر بیڑے کے تعاقب میں ایک کشتی کے ذریعہ روانہ ہوئے اور جہاں لشکر نمودار ہوا وہاں مجاہدین کو بھڑکایا اس کی کامیابی پر لوگوں نے ملامت کی تو بولے ہم اس جہاد میں کیا حصہ لے سکتے جس کا انتظام عثمان کے اہتمام سے ہوا اسی طرح جب ابن ابی سرح امیر لشکر مقرر ہوا تو حسب معمول انھوں نے عثمان کے معائب کی داستان چھیڑ دی اور گورنر نے کہا امیر المومنین کا ڈر نہ ہوتا تو تمہیں اس مفسدہ پردازی کا مزہ چکھا دیتا۔

حضرت ابوذر کا قصہ

حضرت ابوذر غفاری بڑے نامور اور عاشق رسول صحابی تھے امور دینی اور دنیوی میں بڑی سختی سے کام لیتے تھے ان کا قول تھا کہ کسی شخص کے پاس ایک دن سے زیادہ مال نہ رہنا چاہیئے ورنہ وہ الذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم کے مطابق عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا عبداللہ ابن سبا یہ سنکر شام آیا اور ان کے خیالات و تقدس

عبداللہ بن عمرؓ نے رائے دی کہ لوگوں کو جہاد میں مصروف کر دیجئے کہ یہ لوگ فارغ نہ بیٹھیں۔

سعید بن عاص نے کہا کہ مفسدین کے سرغناؤں کو قتل کر ڈالئے کہ اس سے ان کی جمعیت پست ہو جائیگی اور امن قائم ہو جائے گا۔

امیر معاویہؓ نے کہا کہ ہر گورنر کو اپنے اپنے صوبہ میں قیام امن کے بے حد اختیار عطا فرما دیجئے میں اپنے صوبہ کو صاف کر دوں گا۔

عبداللہ بن سعد نے کہا کہ یہ لوگ طامع ہیں انھیں زر پاشی سے اپنا حامی بنا لیجئے۔

ابن خلدون نے عمرو بن عاص کی اس رائے کا ذکر نہیں کیا کہ عدل و انصاف سے حکومت کیجئے یا مستعفی ہو جائیے جسے بقول انہوں نے خود نمائشی بتایا تھا اور جس کا ذکر ابن اثیر نے تاریخ کامل میں کیا ہے۔

اس میں کوئی بات طے نہ ہوئی صورت کے اعتبار و لحاظ سے معاویہ و سعید کی آراء بہت مناسب وقت نہیں یہ گویا سرکاری جلسہ تھا جو بے نتیجہ برخاست ہو گیا حضرت عثمانؓ خود ایک اسکیم سوچنے میں مصروف ہو گئے اور تمام عمال کو واپس کر دیا۔ سعید بن العاص اس جلسے سے واپس گئے جب ہی مفسدین کوفہ نے انھیں واپس کر دیا اور ان کی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کا تقرر ہوا۔

اسی اثناء میں عبداللہ بن سبا کے متعلدین اکناف و اطراف میں منتشر ہو گئے اور ہر طرف سب و شتم طعن و تشنیع اور اشاعت و مذمت کا بازار گرم ہو گیا اور روزانہ دور دراز گوشہ ہائے سلطنت سے فساد کی خبریں پہنچنے لگیں اور اب مدینہ میں بھی سرگرمیاں شروع ہو گئیں عثمانؓ اور عمال پر یہاں بھی زبان طعن دراز ہونے لگی پروپیگنڈہ کا اثر بے پناہ ہے جب یہ وسعت اختیار کر لیتا ہے تو پھر دماغوں سے حق و باطل کی تمیز محو کر دیتا ہے عوام تو عوام بعض اہل علم کو صحیح تصور کرنے لگتے ہیں زید بن ثابتؓ ابو سعید اسدی کعب بن مالک اور حسان بن ثابت جیسے جلیل القدر صحابہ کرام نے مدینہ میں لوگوں کو زبان طعن و تشنیع دراز کرنے سے بہت روکا مگر کسی نے ایک نہ سنی اور اس طوفان میں سنتا ہی کون؟ (ابن خلدون جلد چہارم)

عثمانؓ کے نرم برتاؤ پر علیؓ کی نصیحت

عوام کی ایک جماعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حضرت عثمانؓ کی شکایت بیان کیں اور بتایا کہ ان امور کی بنا پر وہ ان کے مخالف ہو گئے ہیں چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جملہ امور بیان کر کے فرمایا اور کہا کہ:۔

حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ عمال کے ساتھ موقعہ موقعہ سے سختی و نرمی کا سلوک کرتے تھے اگر آپ نے بھی ایسا ہی نہیں کیا اور وہی طریق عمل اختیار کیا تو سلطنت و خلافت کے لئے شدید اندیشے پیدا ہو جائیں گے۔

اس کے جواب میں حضرت عثمان غنی نے فرمایا کہ:۔

حضرت فاروق اعظمؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو گورنر مقرر کیا تھا میں نے بھی گورنر امیر معاویہ بھی انہی کے مقرر کردہ گورنر تھے میں نے بھی انھیں بحال رکھا عبداللہ بن عامر کا معاملہ تو اس کی قرابت کا حال آپ کو خود ہی معلوم ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ:۔

حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو مامور کیا لیکن وہ جسے مامور کرتے تھے اس کی گوشمالی پر بھی ہر وقت تیار رہتے تھے اور معمولی سے معمولی بات پر بھی کارروائی کرنے کو تیار رہتے تھے برعکس ازیں آپ نرمی برتتے ہیں عمرؓ کے عمال عمرؓ سے اتنے ڈرتے تھے جتنا کہ ان کا اپنا غلام پرنا بھی نہیں ڈرتا تھا لیکن آپ کے زمانہ میں وہ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور آپ سے منسوب آپ کی طرف کر دیتے ہیں اور آپ کچھ خیال نہیں کرتے دونوں بزرگوں میں کچھ دیر اسی قسم کی گفتگو رہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ چلے آئے اور حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد میں لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں مخالفین کے الزامات و مطاعن کے جواب دیے اور فرمایا کہ:۔

"لوگو! واقعی تم لوگ میرے لطف و نرمی کے باعث بہت جری ہو گئے ہو ورنہ فاروق اعظمؓ کے عہد خلافت میں تمھیں کبھی چون و چرا کی بھی جرات نہ ہوئی تھی مناسب یہ ہے کہ تم اپنے خیالات میں تغیر پیدا کر لو اپنی رائے سے رجوع کرو اپنے کام کو اپنے امراء کے سپرد کر دو جنھیں میں نے تم پر مامور کیا ہے۔"

اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کبار حضرت عثمانؓ کو صرف نرم برتاؤ کا قصوروار سمجھتے تھے اور ہمارے نزدیک بھی صرف آپ کی نیک نفسی اور نیک دلی اور نرم برتاؤ ہی مفسدین کی ہمت اور عمال کی بے راہ روی کا ضامن تھا اور بس!

تحقیق حالات کے لئے وفود کی روانگی

اب حضرت عثمان غنیؓ اصلاح احوال کی فکر میں مصروف ہو گئے تھے مگر دوسری طرف شورش کی چنگاری شعلہ جوالہ بنتی چلی جا رہی تھی سبائی سازشوں اور مفسدین میں دور دور تک سرگرمی کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا تھا مفسدین کی ہمتیں آسمان پر تھیں مدینہ میں روزانہ اطراف سے خبریں پہنچ رہی تھیں اس سے مدینہ والوں میں اضطراب پیدا ہوا تو اکٹھے ہو کر کاشانہ خلافت میں پہنچے امیر المومنین صورت حالات سے بالکل ناواقف تھے کچھ خبر نہ تھی اپنی اسکیمیں سوچ رہے تھے یہ سنکر فرمایا تم سب لوگ ارباب رائے ہو مشورہ دو کیا جائے حضرت طلحہ نے مشورہ دیا کہ عام حالات کی تحقیقات کے لئے مختلف حصص ملک میں وفود روانہ کئے جائیں۔

سب نے تائید کی چنانچہ ۳۵ھ میں محمد بن مسلمہ کو کوفہ اسامہ بن زید کو بصرہ عمار بن یاسر کو مصر اور عبداللہ بن عمر کو شام کے صوبوں میں تحقیق حال کے لئے مامور ہوئے بعض دیگر صحابہ اسی طرح دیگر اطراف میں بھیجے گئے۔

یہ سب نہایت مقدس اور جلیل القدر صحابہ تھے ساتھ ہی دوسری طرف تمام ممالک محروسہ میں روانہ کئے گئے عام فرمان میں لکھا تھا کہ:۔

"مجھے متواتر یہ اطلاعات پہنچ رہی ہیں کہ میرے عمال کا رویہ عام رعایا کے ساتھ اچھا نہیں ہے ان کی ذات سے لوگوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اس لئے میں نے تمام عمال کو احکام بھیج دیئے ہیں کہ وہ سب حج کے موقع پر یہاں جمع ہوں جس کسی شخص کو میرے کسی عامل سے نقصان پہنچا ہو یا اس پر کسی کا کوئی حق ہو یا اس کے خلاف کوئی شکایت کرنی چاہتا ہو وہ موسم حج میں آکر میرے سامنے پیش ہو اور اپنا حق مجھ سے یا میرے عامل سے وصول کرے ہر شکایت کے لئے تصدیق و ثبوت کی بھی ضرورت ہے میں اپنی رعایا کا

بعد سعید خود یہاں مقرر کر دیا اور ان کی بجٹیں موقوف کر دیں اس پر یہ لوگ اور مشتعل ہوئے، مجلس چار آدمی جمع ہوتے سعید امیر المومنین کی برائیاں شروع ہو جاتیں اور لوگ جمع ہو گئے سعید کی پشت پر دس لیڈر جلا وطن ہو کر شام گئے امیر معاویہ نے ان کی انتہائی خاطر و تکریم کی ایک روز انہوں نے سمجھایا کہ تم قریش کی برائیاں نہ کرو وہ تمہارے سپر ہیں انہیں کے باعث یہ اعزاز نصیب ہوا ہے اور اسلام کی دولت ملی ہے مگر وہ جوش پر تھے اور بگڑے یہاں سے انہیں حمص کو جلا وطن کر دیا وہاں کے گورنر عبدالرحمن بن خالد نے ان کے ساتھ وہ سختی کی کہ ہوش ٹھکانے ہو گئے۔ اشتر تو یہ کر کے حضرت عثمانؓ کے پاس چلے گئے باقی عذر خواہ ہو کر کوفہ واپس ہوئے مگر شرارت کی پھر حمص جلا وطن ہونے ہی ہوتا رہا۔

مفسدین کوفہ کی بیباکانہ شورشیں

عبداللہ بن سبا بصری میں آکر حکیم بن جبلہ عبدی کے مکان پر فروکش ہوا اور حضرت عثمانؓ کے طعن و تشنیع اور اہل بیت اطہار کی حمایت کی تعلیم شروع کر دی مگر جب پتہ لگا تو ابن جبلہ نے اسے نکال باہر کیا۔

پھر بصری سے کوفہ پہنچا وہاں بھی فتنہ برپا کرنے پر کار لگ گیا اور عازم مصر ہوا جو اس کا مرکز ہی تھا یہاں پہنچتے ہی اس نے کوفہ بصری وغیرہ کے مفسدین جماعت سے مکاتبت شروع کر دی اور خفیہ خفیہ انہیں حضرت عثمانؓ اور عمال عثمانی کے خلاف طعن و تشنیع پر برابر ابھارتا رہا۔ بصری میں حمران بن ابان ابن سبا کا خاص دوست بنا ہوا تھا سبائی پروپیگنڈا کے زیر اثر جب چاروں طرف حضرت عثمانؓ اور عمال عثمان پر طعن و تشنیع کا سیلاب امنڈنے لگا تو سعید بن عاص گورنر کوفہ نے ۳۴ھ میں اشعث بن قیس کو آذربائیجان، سعید بن قیس کو رے، نسیر عجلی کو ہمدان، سائب بن اقرع کو اصفہان، حکیم بن سلامہ کو موصل اور جریر بن عبداللہ کو قرقیسیا کا والی مقرر کر کے اور صیغہ جنگ کے اختیار قعقاع بن عمرو کو اور اپنی کوفہ کی نیابت عمرو بن حریث کو سپرد کر کے عازم مدینہ ہوئے میدان خالی دیکھ کر مفسدین نے علانیہ طعن و تشنیع اور شور برپا شروع کر دیا۔

یزید بن قیس نے تو خروج ہی کر دیا اور وہ سب لوگ اس کے ساتھ ہو گئے جو ابن سبا سے مکاتبت و خط و کتابت رکھتے تھے۔ قعقاع نے گرفتار کیا تو کہا میں کچھ بُرا ارادہ نہیں رکھتا صرف گورنر کی شکایات کا اظہار مقصود ہے رہائی پاکر یزید نے اس گروہ کو جو حمص میں تھا خفیہ طور پر بلا لیا چنانچہ اشتر وغیرہ کوفہ پہنچ گئے مفسدین کی تعداد بہت کثیر ہو گئی یزید نے جامع مسجد میں اعلان کر دیا کہ سعید بن عاص کو روکنے کے لیے جس کا دل چاہے وہ ہم سے مل جائے عمرو بن حریث نے روکنا چاہا تو قعقاع نے صاف کہہ دیا کہ اب یہ سیلاب روکے نہ رکے گا صبر کرو؟ یہ حالت تھی کہ شہر کا شہر امنڈ پڑا تھا اور نائب گورنر کے پاس شرفاء و رؤسا کے سوا کوئی نہ رہ گیا تھا۔ یہ اجتماع عظیم قادسیہ کے قریب جرعہ میں فروکش ہو گیا سعید بن عاص یہیں گئے تو انہوں نے صاف کہہ دیا کہ واپس جائیے ہمیں آپ کی ضرورت نہیں امیر المومنین ابو موسیٰؓ کو بھیجیں غلام نے جرأت کر کے کہا کہ وہ واپس نہیں جاسکتے تو اس کو اشتر نے اس کی ٹانگیں پکڑ کر اونٹ سے کھینچ لیا اور قتل کر دیا۔ حضرت عثمانؓ نے اب بھی کچھ نہ کہا اور ابو موسیٰ اشعری کو گورنر بنا کر بھیج دیا۔

مدینہ بھی سازش سے خالی نہ تھا آخری سال ۳۵ھ میں تو مفسدین مدینہ نے بیرونی مفسدین کی امداد سے پوری ہمت سے ان کا حملہ شروع کر دیا عثمانؓ پر دست درازی شروع کر دی چنانچہ ایک دفعہ جمعہ کے خطبہ کے وقت جبکہ ابھی حمد و ثنا ہی شروع کی تھی ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ:

"عثمانؓ کتاب اللہ کو اپنا مسلک بناؤ" اس پیکر تحمل نے صرف کہا کہ بیٹھ جاؤ، اس نے پھر کھڑے ہو کر وہی کہا اور وہی جواب پایا سازش ہو چکی تھی مفسدین نے نرغہ کر کے سنگریزوں اور پتھروں کی بارش کی کہ نائب رسول بے ہوش ہو کر گر پڑے مگر صبر و تحمل کا یہ حیرت انگیز مظاہرہ کہ اتنی شدید دست درازی پر بھی غصہ نہ آیا (ابن اثیر جلد سوم ص ۷۷)

بعض مورخین کے بیان کے مطابق مفسدین کوفہ نے امیر المومنینؓ کو [illegible] کرنے کے لیے عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری روانہ کیا اور اس نے مسجد پہنچ کر حضرت عثمانؓ سے علانیہ کہا کہ:

"تم نے بڑے بڑے ناروا افعال کئے ہیں اور لوگوں کی ان پر کڑی نظر رہی ہیں اس سے ڈرو اور توبہ کرو۔" حضرت عثمانؓ نے کہا:—

"لوگو سنتے ہو کہ یہ شخص مجھ سے کیا کہہ رہا ہے تم لوگ ایسا سمجھتے ہو کہ یہ متقی و متعبد ہو مگر یہ خود اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتا" عامر نے اسی وقت جواب دیا کہ میں [illegible] بیشک اللہ تعالیٰ ظالموں پر تباہی لانے والا ہے۔"

مفسدین ساتھ تھے، عامر کو کوئی خوف نہ تھا اس لیے اس نے علانیہ گستاخ باتیں کیں۔

باب ۵

فتنہ پردازوں کی فتنہ پردازی کا سیلاب

مدینہ میں گورنروں کا سرکاری جلسہ

تفصیلی حالات کے [illegible] کی گنجائش نہیں [illegible] اسلام کی یہی حالت تھی سبائی پروپیگنڈے نے ملک میں ہر جگہ سازشیں [illegible] کر رکھی تھیں ہر طرف شور و فساد کی پیہم خبریں پہنچ رہی تھیں گورنر و حکام حضرتؓ کی نرم دلی سے مجبور تھے اور اس نرم دلی ہی نے ان کے حوصلے بڑھا رکھے تھے ورنہ کوئی حکومت چند لمحہ بھی ان شورشوں کی متحمل نہ ہو سکتی تھی اور سبائی کارکن اور مفسدوں کو زندہ نہ چھوڑ سکتی تھی یہاں تو تمام شکایات بے سر و پا غلط تھیں اور صحیح بھی ہوتیں تو اس بے امنی کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے جو گوارا کیے رہے امیر المومنینؓ کی نیک نفسی نے [illegible] اس راز کو نہ سمجھ سکا کہ بدوں کے ساتھ نیکی نیکوں کے ساتھ دشمنی اور اپنی خودکشی کے مترادف ہے۔"

جب حالات قابو سے باہر ہو گئے تو مدینہ میں ایک مجلس شوریٰ منعقد ہوئی جس کے شرکاء میں امیر معاویہ گورنر شام، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح گورنر مصر، سعید بن عاص سابق گورنر عراق اور عمرو بن عاص سابق گورنر مصر کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں حضرت عثمانؓ نے مختصر تقریر کے بعد سب سے رائے طلب کیں اور فرمایا:—

"تم لوگ میرا سلوک دیکھتے ہو اس پر گونا گوں الزامات کا ہدف بنایا جا رہا ہے لہٰذا میرے عمال کو بھی بتاؤ کیا تدبیر اختیار کی جائے؟"

[illegible] کا نہیں۔

بلوائیوں میں سے ایک گروہ نے [illegible] عامل [illegible] ہوتے ہی [illegible] لیکن اتفاق تھا کہ اس وقت حملہ نہ کر سکے [illegible] کر دی اور جمع ہونے کے لئے ایک روز معین کر لیا۔

بلوائیان مصر میں سے کنانہ بن بشر، سودان، قتیرہ اور عبدالرحمٰن بن عدیس کی قیادت میں [illegible] کی تعداد میں تھے۔ بلوائیان کوفہ سے زید بن صوحان، اشتر، زیاد بن النضر اور عبداللہ بن الاصم کے ہمراہ اسی تعداد میں آئے۔

بلوائیان بصرہ سے حکیم بن جبلہ، ذریح بن عباد، بشر بن شریح، ابن المحرش، حرقوص بن زہیر کی سرکردگی میں تعداد مذکور چلے، مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر ذوخشب میں ان سب نے قیام کیا۔

بلوائیوں کی مکاری اور کاشانہ عثمانؓ کا محاصرہ

یہ تمام گروہ اظہار ارادہ حج شوال ۳۵ھ میں مدینہ کی طرف روانہ ہوئے تھے کچھ لوگ ذوخشب میں اترے اور کچھ اعوص میں مقیم ہو گئے عام بلوائی ذوالمروہ میں فروکش ہوگئے ان میں بصری کچھ طلحہؓ اور مصری علیؓ کی طرف رجحان رکھتے تھے زیاد بن النضر اور عبداللہ بن الاصم نے لوگوں سے کہا کہ:

"دیکھو عجلت نہ کرو جب تک ہم مدینہ جا کر حالات معلوم نہ کر لیں خاموش رہو کیونکہ ہمیں اطلاع مل چکی ہے کہ مدینہ میں ہمارے خلاف صف آرائی ہو رہی ہے اور اگر یہ سچ ہے تو پھر واللہ ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے" چنانچہ سب خاموش ہو گئے۔

زیاد و عبداللہ دونوں مل کر حضرات علیؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور امہات المومنین کے پاس گئے اور کہا کہ ہم لوگ حج کے ارادہ سے آئے ہیں نیز بعض عمال عثمان کی شکایت بھی کرنی ہے ان بزرگوں نے انھیں اس سے روکا۔ انھوں نے واپس جا کر باہم مشورہ کیا کہ ہر فریق اپنے معتقد علیہ کے پاس جائے اور ہر ممکن و جائز و ناجائز وسیلہ سے مکر سے فریب سے انھیں اپنا ہمنوا بنانے کی سعی کرے چنانچہ چند مصری حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم عثمانؓ سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لے لیجئے ہم واپس چلے جائیں گے حضرت علیؓ یہ سنکر غصہ سے کانپنے لگے اور چلا کر فرمایا کہ:

"بیشک لشکریان ذوالمروہ و ذوخشب و اعوص رسول کریم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہیں صالحین کو علم ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اور آئندہ ہرگز میرے سامنے ایسی بات نہ کہنا"

اسی طرح بصریوں اور کوفیوں کی جماعت کے آدمی حضرات طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس گئے یہی کہا اور ایسی ہی ڈانٹ سنی جب یہ مکاریاں بیکار گئیں تو اپنے لشکروں میں واپس چلے گئے اہل مدینہ بھی متفرق ہو گئے۔

لیکن دوسرے روز اندھیرے ہی تکبیروں کی آوازوں سے لوگ چونک پڑے دیکھا تو حضرت عثمانؓ کے مکان کا محاصرہ ہو چکا تھا اور یہ منادی ہو رہی تھی کہ جو شخص مقابلہ نہ کریگا اس سے کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔

چند روز تو انھوں نے نماز پڑھنے سے روکا اور نہ حضرت عثمانؓ کے کسی سے بات کرنے پر کوئی پابندی لگائی مگر محاصرہ قائم رہا۔

جعلی خط کا فرضی افسانہ

یہ قصہ زور شور کے ساتھ مشہور ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا بجا کہ انھیں واپس کر دیا تھا مگر راستہ میں انھیں ایک ناقہ سوار عجلت سے جاتا ہوا ملا شبہ پر روک کر تلاشی لی تو اس کے پاس سے فرمان شاہی نکلا جس میں لکھا تھا کہ انھیں مصر پہنچتے ہی قتل کر دو اس سے ہم اشتعال میں آ گئے ہیں کہ اس فریب کاری کا [illegible] جب حضرت عثمان سے ذکر ہوا تو انھوں نے کسی ایسے فرمان سے لاعلمی ظاہر کی اور حلف اٹھا لیا اس پر لوگوں نے قیاس کیا کہ یہ مروان کی شرارت ہے اس پر انھوں نے مروان کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔

بعض مورخین نے بھی یہ واقعہ کسی نہ کسی صورت میں لکھا ہے اور یہ ایک مسلمہ صداقت و حقیقت کی صورت اختیار کر گیا ہے لیکن علامہ ابن خلدون نے اسے کوئی اہمیت نہیں دی ہے اور انداز تحریر سے واضح ہو رہا ہے کہ بلوائیوں کی یہ بھی ایک مکاری تھی چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

"محاصرہ کی اثنا میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بلوائیوں اور فتنہ پردازوں سے پوچھا کہ تم تو چلے گئے تھے پھر واپس آ دھمکے انھوں نے کہا کہ ہم نے ایک قاصد کے ہاتھ سے ایک خط پایا ہے جس میں ہمارے قتل کا حکم تھا اسی طرح بصریوں نے طلحہؓ سے اور کوفیوں نے زبیرؓ سے وہی بات کہی ہر ایک یہی کہہ رہا تھا کہ ہم اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے آئے ہیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم بصریوں اور کوفیوں کو کس طرح معلوم ہو گیا کہ مصریوں کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے حالانکہ تم کئی منزلوں دور تھے تینوں ایک وقت معین پر یہاں کیسے پہنچ گئے لہذا اب یہ امر روز روشن سے زیادہ روشن ہے کہ تم لوگوں کی نیتیں ہرگز صاف نہیں۔ بلوائی بولے جو چاہو خیال کرو مگر ہمیں اس شخص (حضرت عثمانؓ) کی طرف [illegible] اشارہ ہے، معزول کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔" (ابن خلدون جلد چہارم)

اس عبارت کو بار بار پڑھئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی معاملہ فہمی و فاضلانہ جرح کی بلندی و دقیقہ رسی پر غور کیجئے کہ انھوں نے ترتیب واقعات سے حادثہ کی حقیقت و اصلیت کو کتنا الم نشرح کیا اور اس طرح کیا کہ ہر کہ و مہ بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ پھر علامہ ابن خلدون کی تحقیق کی داد دیجئے ظاہر ہے کہ جب تینوں بلوائی جماعتیں مختلف سمتوں میں روانہ ہوئیں تو قاصد مصر کے سفر میں مصریوں کو تو پھر مصریوں ہی کو آنا چاہئے تھا کچھ دیر بھی لگتی تو بھی قیاس کیا جا سکتا تھا کہ انھوں نے اطلاع دی ہوگی لیکن عجلت کے ساتھ آنا اور اتنی ہی مدت میں آ جانا جتنی کہ سفر کے لئے کافی ہو سکتی تھی اور تینوں کا بیک وقت آنا شبہ کی بات تھی جس کی تہ تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا دماغ فوراً پہنچ گیا اور اسی بنا پر انھوں نے سوالات کر کے انھیں لاجواب کر دیا اس سے قطعی طور پر واضح ہو گیا کہ مصری حضرت عثمانؓ پر حملہ کا قطعی ارادہ کئے ہوئے تھے پہلے انھوں نے بیک وقت پہنچنے کا ارادہ کیا مگر نہ پہنچ سکے پھر بارادہ حج آئے تو چونکہ حضرت عثمانؓ کی طرف سے ان کے حسب منشا اصلاح کا اعلان ہو گیا اسے مجبوراً واپس جانا پڑا اگر یہ اصلاح کے خواہشمند ہوتے تو مطمئن ہو جاتے۔

اب صاف معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے تھوڑی دور پہنچ کر پھر مشورہ کیا ہوگا اور یہ طے پایا ہوگا کہ خلیفہ کا فرضی خط [illegible] مشہور کر دیا جائے کہ اس طرح بہت ممکن ہے کہ مدینہ کے لوگ بھی حامی بن جائیں اور حصول مقصد میں آسانی

دل سے بہی خواہ ہوں امان کی ہر شکایت پر پوری ہمدردی و توجہ سے غور کروں گا اور ظالم سے مظلوم کا حق دلاؤں گا۔"

سب لوگ تو ایسے نہ تھے عام رعایا تو مطمئن تھی اس نے امیر المومنین کا جو یہ فرمان پڑھا تو لوگوں پر رقت طاری ہو گئی اور وہ حضرت عثمانؓ کو دعائیں دینے لگے۔

عمال و عوام کے جلسہ میں عثمانؓ کی موثر تقریر

موسم حج کے مطابق ابن عامر، ابن سعد، ابن ابی سرح، معاویہ، سعید بن العاص، عمرو بن العاص مدینہ آ گئے ان کے آتے ہی ایک جلسہ خاص منعقد ہوا جس میں حضرت عثمان غنیؓ نے فرمایا کہ:-

"افسوس ہے کہ تمہاری بد سلوکی، ایذا رسانی اور سرد مہری کی شکایات تواتر کے ساتھ مجھ تک پہنچ رہی ہیں، واللہ مجھے خود اس امر کا خیال ہے کہ کہیں ان لوگوں کی شکایات حق نہ ثابت ہوں اور تم مجرم نہ نکلو۔"

چونکہ تحقیق حالات کے لئے وفود کی صورت میں مختلف صوبوں کو روانہ کئے گئے تھے انھوں نے دربار خلافت میں آکر صاف کہہ دیا تھا کہ ہم نے آپ کے عمال میں کوئی برائی نہ دیکھی اور نہ خواص و عوام کو ان کا شاکی پایا، الزامات غلط ہیں البتہ ایک عمار بن یاسرؓ نے تاخیر کی تھی وہ مصر پہنچ کر ابن سبا اور اس کے رفقاء خالد بن ملجم، سودان بن حمران اور کنانہ بن بشر کے ہتھے چڑھ گئے تھے اور انھوں نے انہیں اپنا ہمنوا بنا لیا تھا۔

ان تحقیقات کا نتیجہ سب کو معلوم تھا اسی بنا پر سب نے کہا کہ آپ کو اپنے معتبر اور معتمد وفود سے پہلے ہی علم ہو چکا ہے کہ ہمارے خلاف تمام شکایات بے اصل ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ "یہ امر ضرر پہنچانے والا ہے اور فتنہ انگیز کھلنے والا ہے۔ میں یہ ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کے کھلنے کے متعلق مجھ پر کوئی الزام باقی رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے عمل اور میری نیت سے خوب واقف ہے کہ میں لوگوں کے ساتھ خیر و بھلائی کے سوا اور کچھ نہیں کیا یہ سب کچھ ایک اجتماع عظیمہ میں ہوا کسی کی طرف سے کوئی شکایت پیش نہیں ہوئی سب خاموش رہے۔" (ابن خلدون جلد چہارم)

واضح رہے کہ یہ جلسہ خاص عوام و خواص پر مشتمل تھا لوگوں کو شکایات پیش کرنے کی عام اجازت تھی مگر اس وقت کوئی کچھ نہ کہہ سکا اور کہہ کیا سکتا کسی کے سامنے کوئی حقیقی شکایت ہوتی تو کوئی اس وقت زبان کشا ہوتا۔

حج سے فارغ ہو کر سب مدینہ آ چکے تھے دار الخلافہ میں بڑا اجتماع تھا۔ امیر معاویہؓ نے ایک جلسہ خاص میں کہا کہ:-

"آپ لوگ ارباب حل و عقد اور اصحاب رسول اکرمؐ میں آپ ہی نے انہیں خلافت کے لئے منتخب کیا ہے اب وہ بوڑھے ہو گئے ہیں اور ان کے متعلق طرح طرح کی باتیں مشہور ہو رہی ہیں اگر آپ نے اس کے متعلق کوئی فیصلہ کیا ہے تو میں موجود ہوں رہا یہ امر کہ کسی کو خلافت و امارت کی آرزو ہو تو واللہ تم لوگ پشت پھیر کر لوگوں کے بھاگنے کے سوا اور کچھ نہ دیکھو گے۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس فقرہ پر امیر معاویہؓ کو ڈانٹ دیا۔

اسی جلسہ میں حضرت عثمانؓ نے یہ بھی فرمایا کہ:-

"میرے پیشتر جو دو بزرگ خلافت کر چکے ہیں انھوں نے بخیال احتیاط اقارب کو نہیں پوچھا حالانکہ رسول اکرمؐ اپنے قرابت داروں کا خیال کرتے اور انھیں دیتے تھے میرے اعزا و اقارب بھی غریب ہیں اس لئے اپنا ہاتھ ان کے لئے کھول دیا ہے اب اگر تم میرے فعل و عمل میں غلطی پاؤ تو مجھ سے فرماؤ۔"

لوگوں نے کہا آپ نے عبد اللہ بن خالد بن اسید کو پچاس ہزار اور مروان کو پندرہ ہزار دیا فرمایا میں ان سے یہ رقوم واپس لینے والا ہوں پس سب راضی اور خوش ہو گئے جلسہ ختم ہو گیا اور سب اٹھ کر اپنے اپنے گھر کو چلے گئے۔ (ابن خلدون جلد چہارم)

باب

حضرت ذی النورینؓ کی مظلومانہ شہادت

مدینہ پر بلوائیوں کی یورش

محرکین و مخالفین باہم مشورہ کر چکے تھے کہ جس وقت تمام عمال عثمانی مدینہ سے واپس ہو جائیں اس وقت حضرت عثمانؓ پر دفعتہً حملہ کر دیا جائے۔ امیر معاویہؓ نے صورت حالات کی نزاکت کو سمجھ لیا تھا اس لئے انہوں نے عرض کیا کہ آپ میرے ساتھ شام تشریف لے چلیں کہ وہاں کی تمام رعایا مطیع فرمان ہے۔ فرمایا "دیار رسولؐ نہیں چھوڑ سکتا" عرض کی "تو میں آپ کی حفاظت کیلئے ایک لشکر جرار بھیج دیتا ہوں" فرمایا "میں رسول اکرمؐ کے ہمسایوں کو تنگ کرنا نہیں چاہتا" عرض کی "واللہ آپ دھوکا کھائیں گے یا انتزاع خلافت ہوگا" حضرت عثمانؓ حسبی اللہ ونعم الوکیل کہکر خاموش ہو گئے تو امیر معاویہؓ حضرات علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ سے ملے اور ان سے حفاظت و حمایت کی درخواست کر کے واپس چلے گئے۔ ابن اثیر کا بیان ہے کہ بصرہ، کوفہ اور مصر کے فتنہ پردازوں نے باہمی قرار داد کے مطابق حاجیوں کی وضع میں مدینہ کا رخ کیا۔ تین میل کے فاصلہ پر قیام کیا اور حضرات طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور علیؓ کے پاس باری باری جا کر ان کی وساطت سے معاملات کا فیصلہ کرانا چاہا۔ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ میں تمام جائز معاملات تسلیم کرنے کو تیار ہوں آپ انھیں سمجھا کر واپس کر دیں چنانچہ ان کے سمجھانے سے واپس ہو گئے۔ (ابن اثیر جلد سوم)

طبری نے لکھا ہے کہ حضرت عثمانؓ نے جمعہ کے روز ایک خطبہ دیا جس میں تفصیل کے ساتھ اپنی اصلاحی اسکیم اور اپنے آئندہ طرز عمل کی توضیح کی جس سے بنو امیہ کا بھی زور ٹوٹتا تھا اور منازعات کا بھی خاتمہ ہوتا تھا مگر کیا دیکھتے ہیں کہ مدینہ کی گلیوں میں شور تکبیر برپا ہے اور سواروں کا ایک سیلاب امنڈ آیا ہے حضرت علیؓ کے پوچھنے پر بتایا کہ ہمیں راستے میں ایک قاصد ملا جس کے پاس سے ایک فرمان برآمد ہوا جس میں ہدایت تھی کہ ہم لوگوں کی گردنیں مار دی جائیں چنانچہ ہم اس فریب کاری کا انتقام لینے آئے ہیں حضرت عثمانؓ نے لاعلمی ظاہر کی لوگ سمجھ گئے کہ مروان کی شرارت ہے لیکن مفسدوں نے خلع خلافت پر زور دیا حضرت عثمانؓ نے انکار کر دیا کہ جو خلعت مجھے خدا نے

چند افراد ... حضرت نائلہ زوجہ عثمان رض ... برابر ملامت کرتے ... اس انتشار میں ... قصر خلافت کے معاملہ ... مروان سے فرمایا ... بہرکیف تو اطاعت بہت کچھ حضرت علی کو ... اطلاع ... کر رہے اور عبدالرحمن بن اسود نے کہا کہ آپ ... حضرت علی کا ... گھر میں بیٹھ رہے ... شکوہ کیا کہ ... انھیں واپس کر دیا مگر ... کا رخ پھیر دیا ہے۔

غصہ میں اٹھے ہوئے عثمان رض کے پاس آئے اور کہا کہ آپ تو بالکل مروان کے ہاتھ میں ہیں وہ جو چاہتا ہے آپ سے کرا لیتا ہے ایسی صورت میں میرے مشورے اور استمداد بیکار ہے یہ آپ کو خوار کر کر رہے گا مروان آپ کے نازل شرف کے در پے ہے اور وہ آپ کی رائے پر مسلط ہو گیا ہے اس لئے اب میں آج کے بعد آپ کے پاس نہ آؤں گا میں نے صورت حالات کو سکون پذیر کیا تھا لیکن آپ نے ... اور ان سے بد سلوکی کر کے پھر آگ کو تیز تر کر دیا حضرت نائلہ تمام گفتگو سن رہی تھیں انھوں نے بھی مروان کی مذمت کی اور کہا کہ آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی سے مشورہ و استصواب کرتے رہیں

حضرت علی رض کو بلایا نہ آئے تو وہ خود مکان پر گئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا "افسوس کل آپ نے رسول اللہ کے منبر پر کھڑے ہو کر کیا وعدہ کیا تھا اس کے بعد ہی مروان نے اور کچھ ابھی نہیں آپ ہی کے دروازہ پر کھڑے ہو کر لوگوں کو بلا سب دشنام کی اور سخت و سست کہا فرمایا کہ

"وہ قسمیں اس کی وجہ سے بہت خفت و ندامت اٹھا رہا ہوں اور اسی کی وجہ سے لوگوں کو میرے اوپر اتنی جرات ہوئی ہے اب میں معذرت کرتا ہوں آئندہ آپ کی رائے پر عمل کروں گا" حضرت علی رض نے جواب دیا کہ "مفسدین کو ہٹا دینا کوئی بڑی بات نہیں لیکن مصیبت تو یہی ہے کہ ایک وقت میں آپ کے فرمانے پر جو اصلاحی قدم اٹھاتا ہوں دوسرے وقت مروان آپ کے پاس پہنچ کر سارے کرائے کو خاک میں ملا دیتا ہے اور آپ وہی کرنے لگتے ہیں جو وہ کہتا ہے اس وقت آپ کو یہ خیال تک نہیں رہتا کہ آپ اس سے پہلے کیا فرما چکے ہیں"

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علی محاصرہ کے وقت خیبر میں تھے واپس آئے تو لوگوں کو بلوائیوں کے پاس مجتمع پایا حضرت عثمان رض آپ سے ملے فرمایا آپ پر میرے بہت حقوق ہیں بھائی ہیں قرابتدار ہیں ہم لف ہیں اگر یہی زمانۂ جاہلیت بھی ہوتا تو بنی عبد مناف کے لئے یہ امر باعث ننگ تھا کہ بنو ہاشم ان کے قبضہ سے حکومت چھین لیں حضرت علی رض طلحہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا آپ کا جواب دیا یعنی "ما مس الحزام الطبیین یا ابا حسن" یعنی کار بجان اور کار بدیہ استخوان کا معاملہ ہے آپ کیا سمجھے حضرت علی رض بیت المال کی طرف گئے اور لوگوں کو کچھ لے دلا کر ہٹا دیا۔

بعض نے لکھا ہے کہ جب بلوائیان مصر مدینہ منورہ کی طرف لوٹے تو محمد بن مسلمہ کو بھیجا انھوں نے ایک خط دکھا کر کہا کہ یہ غلام عثمان رض کے پاس سے ... ہے جب ہم تلاشی پر ہاتھ آیا اس میں عبدالرحمن بن عدیس عمرو بن الحمق

کے دروازے لگانے کے لئے بلوائی ... اور بعض کو سولی دینے کا حکم تھا۔ بعض کا بیان ہے کہ یہ خط ابو الاعور سلمی کے پاس سے برآمد ہوا تھا جسکے ملتے ہی بلوائی لوٹے اور ان کے ساتھ ہی کوفی و بصری بھی واپس ہوئے اور عقد الاستقصار محمد بن مسلمہ سے بیان کیا کہ ہم نے علی سعد بن وقاص اور سعید بن زید سے اس کے متعلق گفتگو کی ہے انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ علی عثمان رض سے گفتگو کریں گے مناسب ہے کہ علی تمہی ہمارے ساتھ چلیں اس کے بعد چند بلوائی اکابر علی و محمد کو لیکر عثمان کے پاس گئے دونوں کے پوچھنے پر حضرت عثمان رض نے قسم کھا کر اس کے علم سے ہی انکار کیا۔ محمد بن مسلم نے اسی وقت کہا کہ یہ شرارت مروان کی ہے۔

اس کے بعد مصری مفسدین کا ایک اور گروہ آیا ابن عدیس نے ابن ابی سرح گورنر مصر کی شکایت کی کہ جب اس پر اعتراض کرتے ہیں کہتا ہے امیرالمومنین نے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ عثمان رض کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ہم آپ کے قتل کو آئے تھے مگر علی و محمد رض نے سمجھا کر ہمیں واپس کیا اس وعدے کے ساتھ کہ ہم شکایات رفع کرا دیں گے راستہ میں ہمیں خط ملا انکار پر بولے اس پر تو تمہاری مہر ہے تمہارا غلام لیکر گیا ہے اور آپ کو اطلاع نہیں اب آپ خواہ جھوٹے ہوں یا سچے خلافت آپ سے لے لینا ہر کیف ضروری ہے کہ جھوٹا امیرالمومنین نہیں ہو سکتا ہے اور سچے ہونے پر آپ کا ضعف اس درجہ بڑھ گیا ہے کہ جس کا جو جی چاہتا ہے کر گذرتا ہے فرمایا کہ "میں خود تو منصب خلافت ہرگز ترک کروں گا البتہ غلطی سے توبہ کروں گا ابن عدیس نے کہا کہ ہم خلافت چھین لیں گے یا قتل کر دیں گے اور اپنے آخری قطرۂ خون تک لڑیں گے اعوان و مددگاروں میں سے جو لڑے گا اس سے ہی لڑیں گے فرمایا "مجھے کسی کو لڑانا اور مقابلہ کرانا ہوتا تو اب تک میں تمہارے خلاف لشکر مرتب کر لیتا اس کے فوراً بعد شور و غل بلند ہو گیا جسکے دل میں جو آتا تھا کہتا حضرت علی رض اٹھے اور بلوائیوں کو وہاں سے نکال کر چلے آئے مگر اس کے بعد دوبارہ محاصرہ ہو گیا۔

بلوائیوں کے محاصرہ کر لینے کے بعد ہی حضرت عثمان رض نے حضرات علی و طلحہ و زبیر رض کو بلوا بھیجا اہل مدینہ بھی آ گئے آپ نے باہر نکل کر سب کے سامنے یہ تقریر کی "اہل مدینہ میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ میرے بعد تم پر کوئی اچھا خلیفہ مقرر ہو" وفور تاثر سے اس کے بعد اور کچھ نہ کہہ سکے سر جھکائے کھڑے رہے مگر تھوڑی دیر کے بعد پھر بولے "میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم نے مجھے امت کے مشورہ کے بغیر منتخب کیا ہے؟ لیکن تین باتوں کے سوا اور کسی کا قتل کرنا جائز ہی نہیں۔ زانی محصن، مرتد، اور قاتل بغیر حق میں ان میں سے ہر الزام سے بری ہوں۔ اگر تم مجھے قتل کر دو گے تو گویا تلوار اپنی گردنوں پر رکھ لو گے اور اللہ تعالیٰ پھر تم سے اختلاف کو نہ ہٹائیگا وغیرہ"

بلوائیوں نے جواب دیا کہ

"درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک بلا بنا کر بندوں کو اس میں مبتلا کر دیا ہے تم ضرور سابق الاسلام ہو نیک ہو مگر تم نے بڑی بڑی ناروا باتیں کی ہیں جو لوگ فساد کے بانی ہیں ان سے کنارہ کشی ہو امارت کا نشہ تمہیں لئے ہوا ہے تم رشتہ داروں کو لاد رکھا ہے اگر خلافت سے دست بردار ہو جاؤ گے تو پھر تو یہ لوگ ہمارے مقابلہ پر نہ آئیں گے"

خاص مفسدین کی یہ ایک بہت بڑی چال تھی وہ حضرت عثمان کو محاصرہ میں لے کر دقیقہ رسی اور باریک بینی کے آگے سمجھ لیا ورنہ یہ چال ضرور ایسی تھی کہ اگر چل جاتی تو مدینہ والے بھی لازماً خلاف ہو جاتے۔ اصلیت وہی تھی کہ ان کا مقصد محض شر انگیزی تھا سبائی گروہ اصلاح کا نہیں فتنہ خیزی کا آرزومند تھا وہ اسی سے کی۔

خلیفہ وقت پر حرم نبوی میں وحشیانہ سنگباری اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی

شروع میں تو یہ مفسدین بھی خود حضرت عثمان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان کی "مصلحت کی چال" کو فرضی و مکارانہ ثابت کر دیا تو مدینہ والوں کی طرف سے متوقع مزاحمت سے مایوس اور مقابلہ کے خطرات سے خائف ہو کر انہوں نے لوگوں کو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے روکنا شروع کر دیا۔

اب تک کوئی ایسا واقعہ نہ تدبیر اختیار نہ کی گئی تھی اور نہ حضرت عثمان نے مدینہ ہی میں کسی کو مقابلہ کی اجازت دی تھی مگر اب صورت حالات کی نزاکت محسوس کر کے حضرت عثمانؓ نے مختلف گورنروں کے نام متعدد فرامین صادر کئے اور انہیں دار الخلافہ کی صورت حالات سے مطلع کیا اس پر گورنر شام امیر معاویہؓ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو گورنر مصر عبداللہ بن ابی سرح نے معاویہ بن خدیج کو روانہ کیا اور کوفہ سے قعقاع بن عمرو مدینہ روانہ ہوئے دوسری طرف کوفہ میں صحابہ عقبہ بن عامر عبداللہ بن ابی اوفی اور حنظلہ کاتب وحی اور تابعین مسروق اسود شریح اور عبداللہ بن حکیم، بصرہ میں صحابہ سے عمران بن حصین انس بن مالک ہشام بن عامر اور تابعین سے کعب بن سور ہرم بن حیان وغیرہ لوگوں کو مدینہ والوں کی امداد پر ابھارنے لگے اسی طرح مصر و شام میں بھی کام شروع ہو گیا۔

جمعہ کو حضرت عثمانؓ نماز پڑھا کر خطبہ دینے کو منبر پر چڑھے اور فرمایا:—

یا ہولاء اللہ اللہ فواللہ ان اہل المدینۃ لیعلمون انکم ملعونون علی لسان محمد فامحوا الخطایا بالصواب۔

محمد بن مسلمہ نے اٹھ کر کہا انا اشہد بذالک حکیم بن جبلہ نے انہیں بٹھا دیا زید بن ثابت اٹھے انہیں محمد بن ابی قتیبہ نے بٹھا دیا پھر مفسدین میں جوش جو پیدا ہوا تو یہ جوش کر کے منبر کی طرف بڑھے مگر لوگوں نے سنگریزے مار کر انہیں مسجد سے باہر نکال دیا مفسدین نے بھی حضرت عثمانؓ پر سنگباری کی جس کے صدمہ سے آپ بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت امام حسین حضرت زیدؓ بن ثابت اور ابوہریرہؓ کو بہت غصہ آیا مفسدین کی یہ شیطنت گستاخی باعث اشتعال تھی اور وہ ان کے مقابلے کے لئے کمر بستہ ہو گئے اور خود امیر المومنین کا لشکر گھر پر آئے حضرت عثمانؓ کو پتہ چلا آیا اور صحابہ کرام کو جوش میں بھرا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ انہیں واپس بلا لو میں لڑائی و مقابلہ کی اجازت نہیں دیتا۔ (ابن خلدون جلد چہارم)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت طلحہ عیادت کے لئے گئے تو وہاں کچھ بنو امیہ بیٹھے ہوئے تھے اور مروان بھی ان لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر کہا کہ:—

تم نے ہمیں ہلاک کر ڈالا تمہیں نے یہ کارروائیاں کیں اگر تم فائز المرام ہو گئے مقصد حاصل کر لیا تو تم دنیا کو اپنا مطیع کر لو گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ترک

کوئی جواب نہیں دیا اور غصہ میں بھرے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے بھی ساتھ چلے گئے۔ (ابن خلدون جلد چہارم)

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بنو امیہ خصوصاً مروان وغیرہ اس بات سے ایک طرف تو وہ سمجھتے تھے کہ عثمانؓ کی خلافت کا سقوط بنو امیہ بنو ہاشم کے عروج کا پیش خیمہ ہے کہ ان کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتخاب کا قوی امکان تھا دوسری طرف وہ یہ بھی دیکھ کر فکر مند تھے کہ مفسدین ان کا نام کیوں لے رہے تھے وہ طیش اور غصہ میں آ رہے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ بٹاتے تھے پروپیگنڈا کی رو سے بنو امیہ کا یہ خیال نہ تھا مروان اور معاویہ وغیرہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بد ظن ہوتے چلے جا رہے تھے حالانکہ ان کا دامن صاف تھا۔

تمام واقعات کا استقصاء کرتے ہوئے علامہ عبدالرحمن بن خلدون لکھتے ہیں آپ غور سے پڑھئے کہتے ہیں بلوائیان مصر نے کیا وہی دو حضرات علیؓ و زبیرؓ و طلحہ کو ملانا چاہا تھا اور ناکام واپس ہو کر چلے گئے ہیں اس ارادہ سے آئے ہیں کہ یا تو عثمانؓ خلافت سے دستبردار ہو جائیں تمام عمال کو برخاست کر دیں اور ان دونوں میں سے کوئی بات نہ کریں تو جائیں حضرت عثمان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا کہ آپ ہی ان کو سمجھا کر انہیں واپس کر دیں حضرت علی نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی آپ کو سمجھایا تھا مگر آپ کو مروان معاویہ ابن عامر اور ابن سرح کے اشاروں پر چلنے سے باز نہ رکھ سکا کیا کروں؟

حضرت عثمانؓ نے فرمایا در آئندہ ان لوگوں کے کہنے پر عمل نہ کروں گا اور آپ جو مشورہ دیا کرینگے وہی کیا کروں گا۔"

اس پر حضرت علی سعید بن زید حکیم بن حزام جبیر بن مطعم زید بن ثابت مالک سعد بن العاص اور ان وغیرہ میں مہاجرین و انصار کو لیکر گئے حضرت علیؓ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے سمجھایا اور کہا کہ سب شکایتیں دور ہو جائیں گی۔ بلوائیان مصر لوٹ گئے مگر ابن عدیس بصرے لوٹا محمد بن مسلمہ نے میں تم سے کچھ کہنے کو روکتا ہوں فرمایا اسے شعلہ سامار سے منحرف نہ ہونا چاہئے واپس چلا گیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عثمانؓ سے بلوائیوں کے واپس ہونے کی اطلاع کی۔

مروان نے دوسرے روز عثمانؓ سے کہا کہ آپ دیار مصر سے حج کے لئے آنے سے پیشتر ایک تقریر میں اعلان کر دیجئے کہ مصر والے اس لئے واپس گئے کہ انہیں ملی ہوئی خبریں بے اصل ثابت ہوئیں ورنہ خدا جانے کیا مصیبت ہو۔ انہوں نے تقریر کر دی چاروں طرف سے آوازیں بلند ہوئیں یا عثمان اللہ سے ڈر اور توبہ کر۔ پہلا فقرہ عمرو بن العاص نے کہا تھا۔ عثمان نے توبہ کر لی۔ عمرو عاص فلسطین چلے گئے اس کے چند روز ہی بعد مفسدین پھر آ گئے اور محاصرہ کر لیا۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے سمجھانے سے عثمانؓ نے توبہ کا اقرار کیا کہ:—

واللہ اگر میں تمہیں راضی رکھوں گا تم سے کوئی امر نہ چھپاؤں گا اگر حق کی خاطر مجھے غلاموں کی طرح بھی لوٹنا پڑا تو بھی لوٹوں گا اور اطاعت کروں گا۔ خلیفہ کا یہ خطبہ اتنا مؤثر تھا کہ لوگ رو پڑے اور وہ خود بھی روتے رہے فضا صاف ہو گئی نیز

[illegible] تیار ہو لیا۔

حضرت عثمانؓ پر الزامات کی حقیقت

عمال کی معزولی اور کنبہ پروری کے الزام

اب دیکھنا یہ ہے کہ اتنا بڑا سانحہ کن الزامات کی بنا پر قائم ہوا اور کن امور پر مفسدین کو اتنا اشتعال ہوا۔ پہلا اعتراض یہ ہے کہ کبار صحابہ مثلاً حضرت مغیرہ، ابوموسیٰ، عمرو بن العاص، عمار بن یاسر، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن ارقم کو معزول کرکے اپنے کنبے کے نااہل افراد کو مامور کیا لیکن اگر یہ الزام ہے تو اس سے بری کون ہے۔ حضرت فاروق اعظمؓ نے خالد فاتح شام، سعد فاتح ایران اور مغیرہ جیسے اہل افراد کو معزول کیا خود [illegible] حضرت علیؓ نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی تمام عمال عثمانؓ کو یکلخت معزول کرکے [illegible] عطا کئے۔ عمرو بن العاص تو اموی ہی تھے، ایالات میں اضافہ کر سکتا [illegible] کے عوام ان میں ذمیوں سے نامناسب سلوک رکھنے کی بنا پر معزول ہوئے حالانکہ ابن سرح نے بہت کافی اضافہ کیا۔

ابوموسیٰ کے خلاف بصریوں کے ایک وفد نے آکر مدینہ میں بہ نفس شکایات کی تھیں عبداللہ بن ارقم ضعف اور بڑھاپے کے باعث علیحدہ ہوئے۔

حضرت عمار عہد فاروقی ہی میں معزول ہو چکے تھے حضرت مغیرہ پر رشوت ستانی کا الزام قائم ہوا جو واقعی بہتان تھا لیکن اس لئے معزول ہوئے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن وقاصؓ کے تقرر کی وصیت کی تھی۔

حضرت سعدؓ نے بیت المال سے ایک بیش قرار رقم قرض لی اور اس کے ادا کرنے میں تساہل کرتے رہے اور مہتمم سے سخت کلامی کی نوبت پہنچی (طبری)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود غالباً بوجہ معزول ہوئے کہ ان کی سختی کی وجہ سے لوگوں نے ان کی طرف سے اس درجہ بدگمان کردیا تھا کہ معزولی ناگزیر ہوگئی تھی۔

ولید بن عقبہ، عبداللہ بن ابی سرح، سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر انتظام و سیاست اور فتوحات میں ممتاز تھے امیر معاویہ عہد فاروقی ہی سے شام کے گورنر تھے اور ولید بن عقبہ بھی جزیرہ کے عامل رہ چکے تھے۔ سعید بن العاص وہ تھے جنہوں نے طبرستان اور آرمینیہ فتح کیا تھا اور عبداللہ ابن سرح نے طرابلس و قبرص کو فتح کرکے داخل سلطنت اسلام کیا تھا۔ یہ چیزیں ان کی نااہلی و ناتجربہ کاری ثابت کر رہی ہیں؟

عبداللہ بن عامر والی بصرہ اگرچہ کمسن نوجوان تھے لیکن اپنی فطری لیاقت سے کابل، ہرات، سجستان اور نیشاپور کو اپنے شجاعانہ کارناموں سے مسخر کرکے رکھ دیا تھا خود سمجھ کر کیا یہ اوصاف ان کی والیوں کی اہلیت و تجربہ کے شاہد نہیں۔

یہ تھا صحابہ کی معزولی اور نااہل و ناتجربہ کار افراد کو مقرر کرنے کا جواب رہا رشتہ داروں اور کنبہ داروں کے لحاظ کا سوال تو شیخین کرام تو ضرور اس معاملہ میں محتاط تھے وہ اپنے اعزاء و اقارب کے لئے ہمیشہ کوتاہ دست رہے لیکن حضرت عثمانؓ سادہ طبع اور نیک نفس بزرگ تھے وہ اپنے اہل قرابت کو فائدہ پہنچانا صلہ رحم جانتے تھے ان سے جب اس کا شکوہ کیا گیا تو صحابہ کرام کو جمع کرکے فرمایا اور خدا [illegible] پوچھا بتاؤ کہ:-

رسول اللہ قریش کو تمام اہل عرب پر ترجیح نہ دیتے تھے اور کیا قریش میں سے بنو ہاشم کا خیال سب سے زیادہ نہ رکھتے تھے لوگ چپ رہے تو فرمایا کہ اگر جنت کی کنجی میرے ہاتھ میں ہوتی تو تمام بنو امیہ کو اس میں بھر دیتا۔

یہ اس وقت کی ایک اجتہادی رائے تھی عام لوگ اس سے متفق ہوں یا نہ ہوں مگر اس سے ان کے فضل و کمال کا دامن داغدار نہیں ہو سکتا۔

ایک موقعہ پر فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ میں اپنے خاندان والوں سے محبت کرتا ہوں لیکن میری محبت نے مجھے ظلم و ناانصافی پر مائل نہیں کیا ہے میں صرف ان کے حقوق ادا کرتا ہوں اور جو کچھ دیتا ہوں اپنے مال سے دیتا ہوں مسلمانوں کے مال کو میں اپنے اور دوسروں دونوں کے لئے حلال نہیں سمجھتا۔

الزام یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ بیت المال کا روپیہ عزیزوں میں بانٹتے تھے مروان کو طرابلس کے مال غنیمت سے خمس دیدیا وغیرہ۔

لیکن مروان ان کا داماد تھا اسے جہیز میں ایک لاکھ دیا طرابلس کے مال غنیمت کا خمس مروان نے پانچ لاکھ میں خرید لیا تھا۔

اسی طرح ابن سرح سے پہلے ہی وعدہ کر لیا گیا تھا اس لئے اسے خمس کا خمس دیا گیا لوگوں نے شکایت کی تو آپ نے واپس کرا دیا۔ عبداللہ بن خالد کو تین لاکھ دینے کی شکایت پر صاف فرما دیا تھا کہ یہ قرض دیا گیا ہے۔

زید بن ثابت کو بیت المال سے ایک لاکھ دینے کی روایت [illegible] رنگ آمیزی سے کچھ کا کچھ کرتے رہتے تھے۔

اپنے قرابتداروں اور حاشیہ نشینوں کو اطراف ملک میں وسیع قطعات زمین مرحمت فرمانے کے الزام کی حقیقت یہ ہے۔

عہد عثمانی میں بہت سے اہل یمن اپنا سب کچھ چھوڑ کر مدینہ چلے آئے تھے حضرت عثمانؓ نے اراضی نزول سے ان کی سہولت کے لئے ان کی یمنی [illegible] تبادلہ کرایا تھا مثلاً حضرت علیؓ کو ایک قطعہ زمین دیا تو اس کے معاوضہ میں کندہ میں ان کی جائداد لی۔ عراق کی غیر آباد زمینوں کو جنہوں نے قابل زراعت بنایا انہی کو دیدی گئیں یہ کوئی رعایت نہیں تھی۔

غرض یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ پر بیہودہ الزامات عائد کئے جاتے تھے اور ان کے ہر فعل کو رنگ آمیزی کے ساتھ برے رنگ میں پیش کیا جاتا تھا مقصد یہی تھا کہ انہیں اور ان کے عمال کو بدنام کیا جائے اور تو اور حضرت ابوذرؓ کے قصہ کو لوگوں نے کیا سے کیا بنادیا اور ذرا ذرا سی باتوں کو بہت بڑھا کر بیان کرنے لگے مثلاً رسول کریم کی انگشتری کا کھو جانا اور منیٰ میں پوری نماز نہ پڑھنا۔ کچھ ہو اگر حضرت عثمانؓ سختی سے کام لیتے اور ابتداء ہی میں مفسدین کے گلے دبا دیتے تو یہ فتنہ ہرگز نہ اٹھتا آپ بہت نیک نفس رحمدل اور نرم طبیعت [illegible] اس سے لوگ دلیر ہوگئے ادھر مروان بھی انہیں [illegible] بنائے ہوئے تھے جو چاہتے تھے کرا لیتے تھے یہ بھی آپ کی نیک نفسی ہی تھی [illegible] اگر سختی سے کام لیتے تو وہ کیا کر [illegible] نہ بچا سکتا تھا لیکن آپ [illegible] خونریزی گوارا ہی نہ کرتے تھے آخر وقت [illegible] ناموں کو بھی روکتے رہے اصلیت یہ ہے کہ آپ کو اپنی شہادت کا یقین تھا ورنہ [illegible] کی صد ہزار [illegible] تھیں ایک اشارہ میں کام ہو سکتا تھا اور تو اور مدینے والے [illegible] حکم دیدیتے تو وہ [illegible] اٹھا کر رکھ دیتے منتظر یہ کہ آپ کی نیک نفسی اور [illegible]

حضرت عثمانؓ کا محاصرہ ہوا بعد جو گھر میں گھسے ... چالیس روز محاصرہ رہا

مفسد صوبوں سے فوجیں روانہ ہونے کی خبر سن کر پانی بھی بند کر دیا حضرت عثمانؓ نے اطلاع بھجوائی حضرت علیؓ نے جا کر سمجھایا کہ تمہارا یہ فعل نہ کافروں سے مشابہ ہے اور نہ مسلمانوں جیسے نہ مانا تو واپس آ گئے اس کے بعد ام المومنین حضرت ام حبیبہ کھانے پینے کا سامان لیکر گئیں تو ایک مفسد نے جو ان کا بھی احترام نہیں طاق رکھنا خچر کی لگام کاٹ دی اس کے نتیجہ پر مار دہ گرنے لگیں بعض ساتھ والوں نے سنبھال لیا حضرت عثمانؓ نے چھت پر بالا خانے سے تقریر کی اس کا کچھ اثر ہوا تھا کہ اشتر نے پھر مخالفت کر دیا حضرت عبداللہ ابن عباسؓ دروازہ پر پہرہ دے رہے تھے امیر حج مقرر ہوئے تو فرمایا کہ مجھے بلوائیوں سے جہاد حج سے زیادہ محبوب ہے مگر حضرت عثمانؓ نے قسم دے کر بھجوایا دروازہ پر حفاظت کرنے حضرات حسن، ابن زبیر، محمد بن طلحہؓ متعین تھے۔

مفسدین کو صوبوں سے فوجیں آنے کا کھٹکا تھا اور ڈر تھا کہ بڑے گھر نہ رہ بند لوگوں نے گھر کے پیچھے ہٹا دیا انہوں نے دروازہ کو آگ لگا دی اور گھس کر ظاہر نہ مکان میں تمام مصروف تھے دونوں کچھ نہ بولے مگر سلام پھیرتے ہی نکل گئے یہ قرآن شریف پڑھنے لگے آپ سب کو لڑنے سے روک چکے تھے مدینہ میں ملاکا کوئی شخص تھا مغیرہ بن الاخنس لڑ کر شہید ہو گئے ابوہریرہ بھی تلوار سونت کر پہنچ کر آپ نے قسم دلا کر روک دیتے تھے یہ جوش دیکھ کر بلوائی عمرو بن الحزم کے مکان کی پشت کی طرف سے سیڑھی لگا کر چڑھ گئے کسی کو خبر نہ ہوئی۔

چند مفسدین گھسے بعد دیگرے پہنچا خلیفہ خلافت پر مقرر ہوا اور بحث کی ان کا منشا قتل کرنے کا نہ تھا محمد بن ابی بکرؓ نے داڑھی پکڑ کر کہا تجھے معاویہ، سعید ابن سرح نے نہ بچایا اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس ہے آخر وہ ایک فقرہ پر شرمندہ ہو کر چلے آئے اس کے بعد مفسدین کا ایک گروہ آیا اور نہایت بیدردی سے شہید کر دیا خون کے قطرے قرآن شریف پر گرے بلوائیوں نے گھر کے غلاموں سے مقابلہ کیا عورتوں کے کپڑے سامان سب لوٹ لیا حضرت نائلہ کی چادر بھی اتار لی۔ (ابن خلدون جلد چہارم)

لباعات قتل میں سودان بن حمران غافقی، قتیرہ، عمرو بن الحمق اور کنانہ بن بشر شریک تھے کنانہ نے تلوار کا وار کیا۔ ابن الحمق نے نیزے کے نو وار کئے غافقی نے لوہے کا گرز مارا۔ حضرت نائلہ کی انگلیاں کٹ گئیں عمرو بن صابی نے پسلیاں توڑ ڈالیں سودان و قتیرہ بھی مارے گئے۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو بروز جمعہ شہادت ہوئی تین روز تک نعش بے گور و کفن پڑی رہی

دوران محاصرہ میں مدینہ والوں کا عالم

دوران محاصرہ میں مدینہ کی حالت پر آشوب تھی اکابر صحابہ گوشہ گیر ہو گئے تھے ذمہ دار اصحاب میں اس وقت تین صحابہ موجود تھے حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جو نہ واقعات پر قابو رکھتے تھے اور نہ بے تعلق رہ سکتے تھے کیونکہ ایک حد تک انہی کی زیر نگرانی تھے ان تینوں نے اپنے صاحبزادوں کو حضرت عثمانؓ کی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا باغیوں نے یہ دیکھ کر کہ موسم حج چند روز میں ختم ہوا چاہتا ہے اور اس کے بعد لوگ مدینہ کا رخ کریں گے ... کی بھی آمد کی خبر آ چکی قتل کے منصوبے شروع کر دیئے مغیرہ بن شعبہ نے ... کہ آپ حق پر ہیں آپ کے حامی ... کی ایک طاقتور جماعت موجود ہے ...

مرحبا کہہ کر ... باہر ... شام ... چلے جائیں ... چاہیے یہ ہے کہ ... باہر ... چلے جائیے وہاں حضرت معاویہ ہیں ... رہیں آپ نے انکار کر دیا۔

قصر خلافت بہت وسیع تھا گھر میں صحابہ اور غلام سب ملا کر سات سو افراد کی جمعیت موجود تھی جو ساعت سو افراد مقابل تھی انہوں نے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی زیر قیادت مقابلہ کی اجازت چاہی مگر انہیں بھی خدا کا واسطہ دیکر منع کر دیا۔ پھر حضرت زید بن ثابتؓ نے آکر کہا کہ انصار دروازے پر کھڑے ہیں اور اجازت مقابلہ چاہتے ہیں لیکن آپ نے انہیں بھی اجازت نہ دی۔

اگر حضرت عثمانؓ چاہتے اور ایک حکم دے دیتے تو ... مفسدین کا سر کچل کر رکھ دیتے مگر آپ خونریزی کا ... ذکر کرتے تھے رسول کریم کی پیشگوئی کے مطابق انہیں اپنی شہادت کا یقین تھا۔

شہید ہونے والے جمعہ کے دن صبح سے پہلے تھوڑی دیر ... خواب دیکھا رسول کریم فرما رہے ہیں عثمان عجلت کرو تمہارے افطار کے ہم منتظر ہیں حضرات شیخین بھی ساتھ تھے۔ چنانچہ آپ نے صبح ہی سے تیاری کر لی تھی عصر کے وقت شہید ہو گئے اس بیکسی کی موت پر عالم امکان نے ماتم کیا اور ارض و سما میں کہرام مچ گیا حرم رسول میں قیامت برپا تھی باغیوں کی حکومت تھی سنیچر اور اتوار کی درمیانی رات کو چند افراد جان ہتھیلی پر رکھ کر تجہیز و تکفین کو نکلے اور اسی طرح خون کے قطرے ... کپڑوں میں چار آدمیوں نے مل کر جنازہ اٹھایا اور کابل سے مراکش تک کے فرمانروا کے جنازہ کی نماز صرف سترہ آدمیوں نے مل کر پڑھی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس مجسمہ ... دبا دیا اور ... مظلومی و بیکسی کو سپرد خاک کیا گیا مسلمانوں کو وہم و گمان بھی نہ تھا کہ باغی اس حد تک جرأت کریں گے جس نے سنا وہ انگشت بدندان رہ گیا ان لوگوں نے بھی جو ان کے طرز حکومت سے کسی قدر شاکی بھی تھے انہوں نے بھی آپ کی اس المناک موت پر سوگواری کے الفاظ ... میں ایک سلسلے کا عالم تھا ... ہے کہ خود مسلمان ہی اس ... تھے حضرت ابو حمید ساعدی نے قسم کھائی کہ اب جب تک جیوں گا ہنسی کا منہ نہ دیکھوں گا حضرت عبداللہ بن سلام نے کہا آہ آج عرب کی قوت کا خاتمہ ہو گیا حضرت حذیفہؓ نے فرمایا آہ عثمان کے قتل سے اسلام میں وہ رخنہ پڑ گیا جو اب قیامت تک بند نہ ہوگا۔

حضرت عمرؓ کے بہنوئی سعید بن زید نے کہا لوگو اگر کوہ احد تمہاری اس بداعمالی کے سبب تم پر پھٹ کر گر پڑے تو اس کو یہ حق ہے۔ خالد بن عدی نے کہا۔ افسوس رسول کریم کی جانشینی جاتی رہی جو بہت روئے۔ حضرت زید بن ثابت تمام دن روتے رہے حضرت علیؓ نے اللہ اکبر فرمایا خداوندا میں عثمانؓ کے خون سے بری ہوں حضرت ابوہریرہؓ کا یہ حال تھا کہ جب اس سانحہ کا ذکر آ جاتا تو دھاڑیں مار مار کے روتے۔

امیر معاویہؓ نے شام سے حبیب بن مسلمہ اور عبداللہ بن عامر نے بصرہ سے مجاشع بن مسعود کو بڑے لشکر دیکر مدینہ کی طرف روانہ کر دیا تھا مگر اول الذکر وادی القریٰ میں اور موخر الذکر ربذہ میں پہنچے تھے انہیں شہادت کا حال معلوم ہوا اس لئے وہ وہیں سے واپس ہو گئے۔ بہرکیف عبداللہ بن سبا کا مطلب اس سے پورا ہو گیا اور اسلام چار فرقوں میں بٹ گیا سنی، شیعہ اور خارجی و عثمانی

عہد عثمانی کے کارنامے

[illegible] ایک دنیا فاروقی سلطنت [illegible] وانتظام اور حکومت و فتوحات کو تسلیم کرتی ہے مگر انھیں بحال و مستحکم رکھنا حضرت عثمان کا سب سے بڑا کارنامہ ہے ملک سکندر و چنگیز و تیمور کی وسیع فتوحات نقش برآب اور وقتی ثابت ہو چکی تھیں لیکن فاروق اعظم کے بعد حضرت عثمان نے نہ صرف انھیں قائم رکھا بلکہ ہر شعبہ کو وسعت دی اور خوب منظم کیا۔

فاروق اعظم کے انتقال کے بعد مصر میں بغاوتیں ہوئیں آرمینیہ اور آذربائیجان والوں نے خراج بند کیا اہل خراسان نے سرکشی کی مگر آپ نے انھیں نہایت لیاقت و دانائی سے فرد کیا فتوحات کا دائرہ بھی وسیع ہو گیا ایران کی فتح مکمل ہوئی افغانستان خراسان اور ترکستان کا ایک حصہ قبضہ میں آیا ... ... آرمینیہ اور آذربائیجان کی فتح ہو کر اسلامی سرحد کوہ قاف تک پہنچ گئی طرابلس برقہ اور مراکش فتح ہوئے ایشیائے کوچک کا ایک خطہ فتح کر کے شام میں شامل کیا۔ بحری فتوحات کا تو آغاز ہی آپ کے عہد میں ہوا اور اتنی ترقی دی کہ رومیوں کو گھبرا دیا آتنا تو ضرور ہے کہ تاریخ الحکومت مروان نے حضرت عثمان کے اعتبار سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دربار خلافت میں پورا رسوخ پیدا کر لیا تھا اور اسی نے برہمی پیدا کر دی تاہم آپ جب بھی کبھی کسی امر کی طرف توجہ دلائے گئے فوراً تدارک پر تیار ہو گئے مجلس شوریٰ بھی موجود تھی عمال حکومت کی بھی مجلس تھی طبعاً نرم طبیعت تھے تاہم ملکی معاملات میں تشدد، احتساب اور نکتہ چینی کو شعار بنا رکھا تھا ولید بن عقبہ کو بادہ نوشی کے جرم میں معزول کر کے علانیہ حد جاری کی ابو موسیٰ اشعری نے امیرانہ طمطراق اختیار کیا تو معزول کر دیا عمرو بن عاص مصر کی مالیات نہ بڑھا سکے تو علیحدہ کئے گئے دریافت حال اور نگرانی کے لئے وفود مامور کرتے تھے اطراف ملک کی خبریں برابر پوچھتے اور غور سے سنتے رہتے تھے۔

تمام صوبجات میں سرکاری دفاتر کے لئے عمارتیں بنائیں رفاہ عام کیلئے سڑکیں پل اور مسجدیں تعمیر کرائیں راستوں کو آرام دہ بنانے کے لئے چوکیاں سرائے اور چشمے تیار کرائے کوہ [illegible] عظیم الشان نہاں نمانہ تعمیر کرایا سیلاب روکنے کے لئے بند بنوائے۔

مسجد نبوی کو وسعت دیکر از سر نو تعمیر کرایا بیت المال میں ترقی ہوئی تو [illegible] میں سو سو درہم کا اضافہ کیا عہد فاروقی میں ہر ماہ رمضان وودو درہم عوام کو ایک ایک درہم روزانہ ملتا تھا حضرت عثمان نے کئی نا بھی مقرر کر دیا۔ نظم و نسق کو منضبط کیا فوجی چھاؤنیاں قائم کیں گھوڑوں اور اونٹوں کی پرورش و پرداخت کے لئے نہایت وسیع چراگاہیں بنوائیں قرآن کو موجودہ صورت و ترتیب میں پیش کیا اور اس کی نقول تمام ممالک میں بھجوائیں۔

سوچئے کہ اس استحکام و سیاست اور اس لیاقت و ہوشمندی کا فرمانروا کوئی بے بصیرت یا غفلت شعار بیت کے الزام سے متہم کر سکتا ہے حالانکہ صاف ثابت ہو رہا ہے کہ آپ بنظیر مدبر و منتظم نہایت ممتاز اور نہایت لائق حکمران تھے۔

حضرت عثمان کے فضائل و محاسن

آپ انشاپرداز تھے اور فصاحت و بلاغت میں [illegible] آپ کا تب [illegible] تھے [illegible] حضرت [illegible] کو ترجیح مسائل [illegible] ملکہ رکھتے تھے [illegible] رسول خدا پر [illegible] سکتہ لگتے [illegible] آپ کی زبان [illegible] اشتہا [illegible] الحال علیہ

خوف خدا سے آبدیدہ رہتے موت قبر اور آخرت کا خیال [illegible] کسی کا جنازہ دیکھتے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے قبر دیکھ کر رو دیتے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اس سے گزر گئے تو کامیاب ہو جائیں گے عاشق رسول تھے حیا کا یہ عالم تھا کہ تنہائی اور بند کمرے میں بھی برہنہ نہ ہوتے تھے فیاض کا یہ حال تھا کہ گھر میں نبیوں لونڈی غلام تھے مگر اپنا کام آپ کر لیتے تھے بیت المال سے کبھی ایک حبہ نہ لیا عرب میں سب سے زیادہ دولتمند تھے اور لاکھوں روپیہ راہ خدا میں خرچ کرتے رہتے بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتے رہتے تھے دوستوں کو ضرورت کے وقت بڑی بڑی رقمیں قرض دیتے تھے اور بسا اوقات واپس نہیں لیتے تھے نہایت متحمل مزاج و صابر تھے رات کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے کبھی کبھی رات بھر جاگتے اور ایک ہی رکعت میں قرآن ختم کرتے عموماً روزہ دار رہتے عرب کے سب سے بڑے دولتمند تاجر تھے عمدہ اچھے کپڑے پہنتے عطر ملتے تکلفات سے پرہیز کرتے۔

سابق الاسلام ہیں اسلام لانے والوں میں آپ کا چوتھا نمبر ہے دو ہجرتیں کیں ایک حبش کی طرف دوسری مدینہ کو رسول کریم فرمایا کرتے تھے کہ حضرت لوط اور حضرت ابراہیم کے بعد عثمان پہلے شخص ہیں جنھوں نے اہل و عیال سمیت ہجرت کی رسول کریم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے عقد میں آئیں فرمایا میرے چالیس لڑکیاں بھی ہوتیں تو یکے بعد دیگرے عثمان سے عقد کر دیتا فرمایا مجھے جبرئیل امین نے اللہ تعالیٰ کا پیغام دیا ہے کہ میں کلثوم کا عقد آپ عثمان سے کر دوں زمانہ جاہلیت میں بھی نہ کبھی زنا کیا اور نہ شراب پی آپ کے یہ فضائل ہیں جو حضرت عثمان کے لئے مخصوص ہیں اور حضرت علی سے ممتاز کرتے ہیں۔

باب

شیر خدا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انتخاب

حضرت علی کو ابن عباس کا مدبرانہ مشورہ

بعد شہادت عثمان حضرت طلحہ و زبیر اور مہاجرین و انصار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے خلیفہ ہونے پر اصرار کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا میں تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت کر لوں گا مگر سب نے بیعت کر لی عبد اللہ بن عمر نے انکار کیا تو اشتر نے کہا کہ اجازت دیجئے کہ میں انھیں قتل کر دوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا نہیں میں ان کا ضامن ہوں مگر کچھ لوگوں نے تخلف کیا۔

بعض لوگ نے لکھا ہے کہ بعد شہادت پانچ روز تک غافقی بن حرب مدینہ منورہ کا امیر رہا پھر لوگ جمع ہو کر حضرت علی کے پاس آئے حضرات طلحہ و زبیر و سعد ابن عمر کے پاس گئے سب نے انکار کیا تو یہ پریشان ہوئے اہل مدینہ کو جمع

ان بچوں کے لیے جن کا ذہن خراب ہو اور اردو خواں بھائی جو بغیر استاد

مدد کے صاف اور صحیح قرآن شریف پڑھنا چاہیں، اور وہ نہیں جو قرآن بھول چکے ہیں، پھر بلا دقت یاد کرنا چاہیں

تلاوت آسان قرآن شریف منگائیں جو اسی کام کیلئے خاص طور

چھپوا کر منگوایا گیا ہے، اور خاص طور پر جانچ کر لی گئی ہے کہ بالکل صحیح ہے

ہر معمولی قرآن شریف میں یہ بات کہاں، اس کی کتابت مذکورہ باتوں کو ذہن میں

رکھ کر کی گئی ہے، اور حقیقت یہ ہے، کہ اگر آپ غور فرمائیں تو آپ کے مولوی نے یہ بہت ہی بڑا اور مفید کام کیا ہے، اس قرآن شریف میں تلاوت کرنے

غلط پڑھنے کا احتمال ہی باقی ہی نہ رہے گا، اس لئے کہ اس میں حرفوں کا اشتباہ بالکل نہیں، اور اعراب بالکل ٹھیک ٹھیک لگے ہوئے ہیں، دد

الٓمٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ

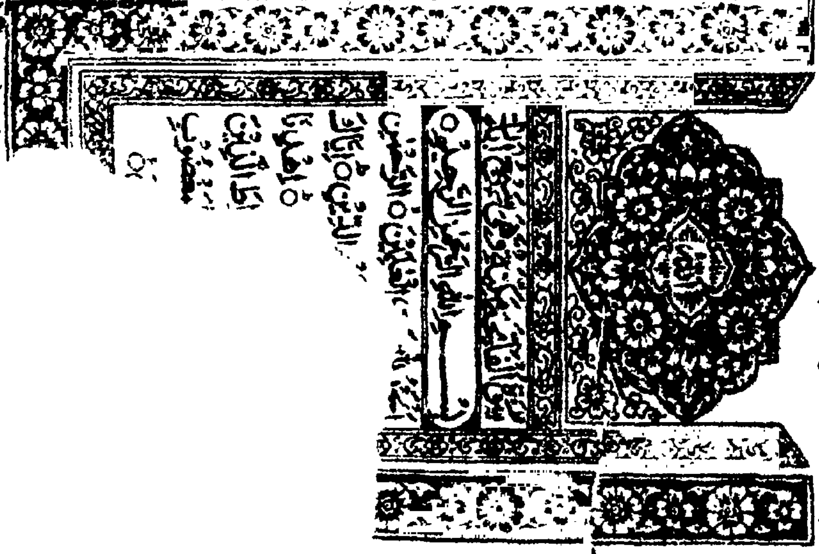
نمونہ طرز کتابت ملاحظہ فرمایئے، آپ ہی بتلایئے، کہ یہ سطریں آپ نے کس آسانی سے پڑھ لیں، اور کیسی صحیح پڑھیں، اسی طرح آپ کو ہی نہیں بچوں، ان لوگوں کو جنہوں نے قرآن شریف نہیں پڑھا ہے، صرف اردو پڑھ لیتے ہیں اور سب قرآن بھولی ہوئی عورتوں کو اس کا پڑھنا آسان اور سہل ہے ۲۰ صفحہ کا قرآن شریف ہے ہر پارہ ۲۴ صفحہ کا ہے اسی لئے اتنا کشادہ لکھا ہوا ہے عام طور پر معمولی قرآن شریف ۵۰۰ صفحات کے ہوتے ہیں یہ ڈیوڑھا ہے **ھدیہ** ایک جلد سوا روپیہ پانچ جلد پانچ روپے دس آنے، دس جلد دس روپے مجلد چرمی کامل نقرئی جالدار محصول ڈاک ایک قرآن دو سے زیادہ ریل کے ذریعہ منگایئے قیمت میں ایک پائی کا فرق نہ ہوگا، ریل کے لئے مقررہ قیمتوں سے ۸ زائد بلوے خرچ پیکنگ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہئے

۳۰ پاروں والا پر نہ ہے مثال کا رسالہ حمائل

حیرت سے پڑھئے اور داد دیجئے ایک پارہ نہیں تیسوں پارے مجلد سنہری آٹھ آنے میں

مولوی کا

کار نمایاں کیسا نرالا جواہرات جیسے ہوتے ہیں، اس حمائل کو اصلی صورت میں دیکھیں تو آپ بھی حیرت میں رہ جائیں ایسی درخشندہ ایسا کاغذ اور سنہری مجلد اور بہ صرف آٹھ آنے لطف یہ کہ آج اگر [illegible] کر اس کا یقین ہی نہیں آتا اور وہ پوچھتے ہیں یہ ہر ایک پارہ ہے کہ [illegible] قرآن شریف کا۔



سمجھتے ہیں کہ اب تک تو حضرت طلحہ اور زبیرؓ ہی ہم لوگوں کی طلب کر رہے تھے لیکن آج حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسباکٹر دیا ہے ... ہماری خون تار پر ہوگی اس لئے ان تینوں کا خاتمہ کر دینا چاہیے۔ عبداللہ بن سبا نے اشتر کی یہ بات سنکر کہا ہماری صرف ڈھائی ہزار کی جمعیت ہے وہ ان ہزاروں کے مقابلہ میں کیا کر سکتی ہے۔ علباء بن الہیثم نے کہا چلئے ہم ان میں سے کسی ایک کو مالک بنا لیں۔ عبداللہ بن سبا نے کہا کیا کہتے ہو پھر تو وہ ہم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیں گے۔ عدی ابن حاتم بولے تو ہمارے پاس بھی ہتھیار اور سواریاں کافی ہیں ہم بھی لڑیں گے۔

سالم بن ثعلبہ نے رائے دی ... تو مناسب ہے کیوں نہ ہم کسی طرف کو نکل جائیں
بانی فتنہ اور مشہور مفسد عبداللہ بن سبا نے کہا کہ:

"بھائیو تمہاری عزت اسی میں ہے کہ مصالحت نہ ہونے دو ان میں مل جل کر تدبیر کرو کہ کل جب فریقین میدان میں مجتمع ہوں تو ان دونوں میں کسی حکمت سے جنگ کرا دو اس سے وہ غافل ہو جائیں گے دونوں ایک دوسرے کو الزام لگا بیٹھیں گے تمہارا کام بن جائے گا اور تم اس جرم سے محفوظ رہو گے۔"

آخر عبداللہ بن سبا کے مشورہ سے ان لوگوں نے حضرت عائشہ کی فوج پر شبخون مارا شور و غل سنکر حضرت زبیرؓ و طلحہؓ نے فرمایا افسوس علی خونریزی کے بغیر نہ مانیں گے۔ اسی طرح حضرت علی نے جب فریق مخالف کی طرف سے جنگ کا آغاز دیکھا جیسا ایک طرح ... گیا تھا تو انہوں نے بھی وہی الفاظ کہے دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو ملزم سمجھ لیا اصلیت کسی پر بھی منکشف نہ ہوئی تاہم ... میں منادی ہوگئی کہ نہ بھاگنے والوں کا تعاقب کیا جائے نہ کسی زخمی پر حملہ ہو اور نہ کسی کا مال چھینا جائے اور لڑائی زور و شور کے ساتھ شروع ہوگئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بلا کے شجاع ... تھے اصحاب جمل بھاگ نکلے مگر پھر لوٹے اور پھر زور شور کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی حضرت عائشہ سے مسلمانوں کی یہ خونریزی نہ دیکھی گئی انہوں نے کعب بن سور کو قرآن شریف بلند کرنے کا حکم دیا۔ فتنہ پرداز سبائی اب علوی لشکر میں ... ہمدردی ثابت کر کے شریک ہو گئے تھے جب آگے بڑھے وہ پھر بڑھے اور انہوں نے کعب پر تیر باری کر کے انہیں شہید کر دیا۔ انتہا یہ ہے کہ سیاہ قلب سبائیوں نے ام المومنین کے احترام کو بھی ملحوظ نہ رکھا۔ ایک طرف تو مسلمانوں کے جوش کا یہ عالم تھا کہ ان کے ناقہ کے گرد و پیش مسلمان برابر کٹ کٹ کر رہے تھے سد سکندری بنکر دشمنوں کو اس کی طرف بڑھنے سے روکے ہوئے تھے بنو ضبہ نے حیرت انگیز شجاعت کا اظہار کیا اور جب تک ایک بھی زندہ رہا پشت نہ پھیری۔

بکر بن وائل اور بنو ضبہ نے حلقہ میں لے رکھا تھا ... لڑ رہے تھے ... کی حیثیت تھی عبداللہ بن زبیرؓ ناقہ کی نکیل پکڑے ہوئے تھے وہ زخمی ہو کر گرے تو دوسرے نے پکڑ لی وہ مارا گیا تو تیسرے نے بڑھ کر پکڑ لی غرض باری باری ستر افراد نے حیرت انگیز جرات و جانبازی سے خود کو قربان کر دیا لیکن پھر بھی ہمت اور استقلال میں فرق نہ آیا بصرہ کا شہسوار عمرو بن یثربی اس جوش کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ جو سامنے آتا تھا مارا جاتا تھا۔

... سے ہماری بہتری ہے! ماں بچوں کو طلاق اور اپنے بہتر رزق سے بے نیاز نہیں سمجھتی رکھتے گھوڑے ... جانے ... اس کی ... اور کالی کا ... ہے

... حضرت علیؓ نے ... شہید ... ابن زبیر ...
... سے ... ہمارے ساتھ ...

بجھ ہو کر حضرت علیؓ کے شانہ پر ایک شخص نے ... کاٹ دیا جو بلبلا کر بیٹھ گیا۔ دوسری طرف ان ... تیر باری شروع ... کی طرف ... گرفتار کرنا چاہتے تھے اور گستاخی کی فکر میں تھے ... کیا توقع تھی کہ یہ گستاخی نہ کرتے جبکہ یہ محض خدا ... ام المومنین ام حبیبہ سے گستاخانہ پیش آ چکے تھے ... ان کے خچر کی کونچ کاٹ کر بھگا چکے تھے اس پر ام المومنین نے بلند آواز سے اپنے لشکریوں کو ... اور بددعا کرنے لگیں اہل لشکر نے بلند آواز سے بددعا شروع کر دی ... کی گھبراہٹ اور ان کی آوازوں سے میدان گونج اٹھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جو سنا تو انہوں نے بھی لعنت بھیجی کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ حرکت سبائیوں کے سوا اور کسی سے ممکن نہیں (ابن خلدون جلد چہارم)

حضرات زبیرؓ و طلحہؓ کی شہادت

مروان بن حکم ... عبداللہ بن ... کے جسم پر بہتر زخم تھے حضرت ام المومنینؓ کے ناقہ کے گرتے ہی جنگ کا فیصلہ ہو گیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔

یہاں اس امر کی وضاحت کی ضرورت ہے کہ حضور نبی کریم نے پہلے ہی بہت سی باتیں بتا دی تھیں چنانچہ حضرت زبیرؓ و طلحہؓ پہلے ہی میدان جنگ سے چلے گئے تھے حضرت علی نے حضرت زبیرؓ کو سامنے پاکر یاد دلایا تھا کہ وہ دن یاد ہے جب رسول کریم نے تم سے پوچھا تھا کہ کیا تم علی کو دوست رکھتے ہو ... پھر فرمایا تھا کہ تم ایک روز اس سے ناحق لڑو گے فرمایا ہاں مجھے یاد آ گیا۔

حضرت زبیر غلطی محسوس کرنے پر واپس مڑے حضرت طلحہ نے انہیں جاتے دیکھکر خود بھی چلنے لگے مروان بن حکم نے یہ دیکھکر ایسا زہر میں بجھا تیر مارا جو گھٹنے میں ترازو ہوگیا جس سے بصرہ پہنچتے ہی انتقال ہوگیا۔ حضرت زبیرؓ کے متعلق ابن اثیر نے لکھا ہے ... نماز پڑھ رہے تھے عمارہ نے وار کر کے سر کاٹ لیا ... میں گیا تھا حضرت علیؓ کے پاس سر لیکر پہنچا تو فرمایا ابن صفیہ کے قاتل کو جہنم کی بشارت ہو۔ ابن خلدون نے حضرت طلحہؓ کے تیر مارنے والے کا نام نہیں لکھا۔ حضرت عائشہؓ بھی غلطی محسوس کر چکی تھیں پہلے تو خواب ... جنگ ... حضرت زبیرؓ کے جاتے ہی جنگ شروع ہو گئی تھی سبائیوں نے تیر باری شروع کر دی تھی۔

ناقہ کے گرتے ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے محمد بن ابی بکر کو ... ہمشیرہ کی خبرگیری کا حکم دیا اور اسی وقت منادی کرا دی کہ کسی کا تعاقب نہ ہو اور نہ کوئی ... پھر خود حاضر ہو کر مزاج پرسی کی اور عرض کی ... فرمایا ... حضرت علیؓ نے ... فرمایا ... سے ... بیس سال ... حضرت علی ... سنا تو انہوں نے بھی یہی فرمایا (ابن خلدون کا بیان ہے)

ویتفکرون فی خلق السموات والارض ربنا ما خلقت هذا باطلا

یعنی بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات دن کے اختلاف میں البتہ نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو ذکر کرتے ہیں اللہ کا کھڑے اور بیٹھے اور اپنی کروٹ پر لیٹے اور غور کرتے ہیں آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے پیدا کیا ہے بیہودہ نہیں ہے۔ اس وقت تک جس قدر علوم انسان نے حاصل کئے ہیں وہ سب ثابت و سیار کی اشکال و حرکات کے مشاہدہ کرنے اور ان پر غور و فکر کرنے اور جس قدر کرہ ارض پر مظاہر قدرت ہیں ان سب کے مطالعے اور تجربات کے ذریعہ سے حاصل کئے ہیں اور آیت مذکورہ بالا میں یہی بات ظاہر کی گئی ہے کہ مظاہر قدرت پر ہر وقت غور و فکر کرو اور اس کے ذریعہ سے نئی نئی معلومات حاصل کرو اس سے تم کو خدا کی عظمت و شان کا بھی یقین حاصل ہوگا اور فائدے بھی حاصل ہوں گے اور یہ خیال نہ کرو کہ یہ سب چیزیں بیکار ہیں تم جس قدر ان پر غور و فکر کروگے اور جس قدر ان کے متعلق تحقیق و تفتیش کروگے اسی قدر تمہیں ان کے نئے نئے خواص اور نئے نئے استعمال معلوم ہوں گے اور اسی قدر تم ان سے زیادہ فائدہ اٹھاؤگے کیونکہ تمام چیزیں تمہارے ہی فائدہ کے لئے بنائی گئی ہیں جیسا کہ فرمایا هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعا یعنی جو کچھ دنیا میں ہے خدا نے تمہارے واسطے پیدا کیا ہے چنانچہ خلافت بنی امیہ اور بنی عباسیہ کے زمانہ میں مسلمانوں نے اس ارشاد الٰہی کی پوری تعمیل کی اور اس کے ذریعہ سے جو کچھ ترقی انہوں نے کی وہ آج کسی سے پوشیدہ نہیں ہے مگر خلفائے بنی عباسیہ کے آخر زمانہ میں مسلمانوں میں مذہب اور عبادت کا مفہوم محض چند مقررہ رسموں میں تبدیل ہوگیا اور علوم کا حاصل کرنا کفر و الحاد سمجھا جانے لگا اسی زمانہ سے انکی پستی کا آغاز ہوگیا۔

عمل صالح کی تیسری شکل تنظیم ہے۔ تنظیم سے مراد یہ ہے کہ کسی جماعت انسانی میں جو شخص اپنی جماعت کی صحیح رہبری کی اہلیت رکھتا ہو اس کو اپنا رہبر بنا کر باقی تمام جماعت اس کے احکام کی متفقہ طور پر پیروی کرے۔ تاریخ ہم کو بتلاتی ہے کہ دنیا میں ایسی قوموں نے ترقی کی ہے جنہوں نے ایک قابل رہبر کے ماتحت اپنے اندر ایک مکمل تنظیم قائم کر لی ہے۔ انسان کے علاوہ ہم بعض ان جانوروں میں بھی ایسی تنظیم پاتے ہیں جو انسانوں کی طرح ایک اجتماعی زندگی بسر کرتے ہیں شہد کی مکھی کو دیکھئے کہ وہ اپنے ایک سردار کے ماتحت کس قدر منظم زندگی بسر کرتی ہے جس سے اس کی طاقت اس قدر قوی ہو گئی ہے کہ دوسرے جانوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے بعض اوقات اشرف المخلوقات انسان بھی اس کی تنظیم سے ایسا عاجز آ جاتا ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا چنانچہ اخبارات میں اس قسم کی خبریں اکثر شائع ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں مقام پر فلاں شخص کو شہد کی مکھیوں نے ہلاک کر دیا۔ تنظیم ایسی ہی چیز ہے کہ کمزور ترین ہستی کو بڑی سے بڑی طاقتور کہلانے والی ہستی پر غالب کر دیتی ہے برخلاف اس کے کوئی جماعت تعداد میں کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ایک چھوٹی سی منظم جماعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور یہ تماشا آج کل ہم روز مرہ ہمارے مشاہدہ میں آتے ہیں چین کتنی بڑی سلطنت ہے اور اس کی آبادی کتنی زیادہ ہے لیکن اس میں چونکہ کوئی صحیح [illegible] اور [illegible] پوری تنظیم کے ماتحت بھی نہیں ہو سکتا جیسا کہ جاپان کی ایک چھوٹی سی منظم سلطنت نے اس کو کس قدر ذلیل کر رکھا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصول تنظیم ایک جماعت یا قوم کی بقا کے لئے اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ [illegible] چنانچہ کلام مجید میں تنظیم کے متعلق یہ حکم نازل ہوا ہے ان الله یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اهلها واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل یعنی تحقیق اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت ان کے سپرد کرو جو اس کے اہل ہیں اور لوگوں کے درمیان انصاف کریں۔ اس آیت کا صاف الفاظ میں یہ مطلب ہے کہ قوم کی رہبری اور سرداری جو ایک قسم کی امانت ہے وہ ایسے لوگوں کے سپرد کی جانی چاہئے جو اس کی اہلیت رکھتے ہیں۔

یہ ہیں وہ زبردست اصول جو اسلام نے مسلمانوں کی قومی زندگی کے استحکام اور ترقی کے واسطے پیش کئے یعنی یکجہتی علم اور تنظیم اور یہ تینوں اصول گویا نعبدون کی اجمالی تفسیر ہے اور یہی مقصد حیات کہا جا سکتا ہے جس کو [illegible] کر کے انسان اپنی جسمانی، دماغی اور اخلاقی حالت کو مکمل بنا کر ایک تنظیم کے ماتحت یکجہتی کے ساتھ جماعت انسانی کے زیادہ سے زیادہ افراد کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ فرمایا۔ ان اکرمکم عند الله اتقکم یعنی اس کے نزدیک سب سے زیادہ قابل عزت وہ ہے جو سب سے زیادہ نیکی کی زندگی بسر کرتا ہے ان اصول کے علاوہ اور جو کچھ کلام مجید میں اوامر و نواہی کے طور پر احکام صادر ہوتے ہیں وہ سب مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے تفصیلی ذرائع ہیں۔ بہرحال جس انسانی جماعت کے اکثر افراد ان مذکورہ بالا اصول کو اپنی زندگی کا مقصد یا نصب العین بناتے ہیں وہی صالح ہیں اور یعبدون کی صحیح طور پر پیروی کرتے ہیں اور وہی قانون فطرت یا حکم الٰہی کے مطابق اس دنیا میں امن و خوشی عزت اور حکومت کی شکل میں اجر پانے کے مستحق ہیں اور آخرت میں بھی اجر پائیں گے یہ وہ حقیقت ہے جس سے کوئی انصاف پسند انسان انکار نہیں کر سکتا اور جس کی تصدیق کلام مجید ان الفاظ میں کرتا ہے وانتم الاعلون ان کنتم مومنین یعنی اگر تم حقیقت میں مومن ہو تو تم سب پر غالب آؤ گے۔ پس معلوم ہوا کہ انسان کی زندگی کا مقصد عمل صالح کرنا ہے جو عمل صالح کے ذریعے سے نہیں کہ انسان اس دنیا میں سرخرو ہوتا ہے وہ امن و خوشی اور عزت و حکومت کی زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ یہ تو عمل صالح کا محض مادی حاصل ہے روحانی خوشی جو عبادت کا اس سے حاصل ہوتی ہے وہ خدا کا دیدار ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملا صالحا یعنی جو چاہتا ہے کہ اپنے رب کا چہرہ دیکھے اس کو چاہیے کہ عمل صالح کرے۔

اب اس سے بڑھ کر اور کیا روشن دلیلیں اس بات کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں کہ انسانی زندگی کا مقصد عمل صالح کرنا ہے جس کو خدا نے لیعبدون کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اور جس کی تعلیم تمام کلام مجید میں جا بجا موجود ہے۔

جائے اور اس میں کسی قسم کی مخالفت کو دخل نہ دیا جائے۔

غور کیجئے یہ کس کے الفاظ ہیں؟ کس کے سامنے کہے جا رہے ہیں؟ اور کہاں کہے جا رہے ہیں!

تعلیم سے مسلمانوں کی قطعی علیحدگی

کیا ان بیباک و دہلا دینے والے الفاظ اور بے لاگ تقریر کے بعد بھی آپ یہ توقع کر سکتے تھے کہ مسلمان خود کو سمندر کی لہروں کی نذر کر دیں گے اور اپنے بچوں کو بھیجکر عیسائی بننے اور ایمان کی گرانمایہ دولت لٹنے دیں۔ حکومت کا مقصد کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی مسلمان بھڑک گئے اور انگریزی تعلیم سے اجتناب برتنے لگے اب آپ اسے قومی غرور کہہ لیں، تعصب سمجھ لیں یا غیر تمندانہ تصور فرمائیں اس کے ثبوت میں ہم مشہور امریکن لیڈی مس میو کی کتاب "مادر ہند" کا حوالہ دیتے ہیں جنہوں نے کتاب مذکور کے صفحہ (۲۸۹) پر لکھا ہے کہ "مسلمان ابتدا میں انگریزی تعلیم سے علیحدہ رہے اس لئے کہ وہ اسے مذہب مسیحیت کی تعلیم سمجھتے تھے اور اپنے بچوں کو پادریوں کے زیر اثر نہ رکھنا چاہتے تھے۔"

اسے ہندوؤں کی زمانہ شناسی کہئے یا ضمیر ناشناسی کہ انہوں نے اپنے دیرینہ نقصان پہنچنے کی چنداں پرواہ نہ کی اور اپنے احتجاج کو بے اثر اور انگریزی اقتدار کو بڑھتا ہوا دیکھ کر انہوں نے انگریزی تعلیم سیکھنی شروع کر دی اور خود کو مشنریوں کے رحم پر چھوڑ دیا اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہئے تھا کہ وہ آگے نکل گئے اور مسلمان پیچھے رہ گئے۔

عدالتوں سے فارسی کا اخراج

مسلمانوں کے لئے دوسری بربادکن چیز عدالتی زبان کا انگریزی ہونا تھی مدت دراز سے ہندوستان میں فارسی کو سرکاری اور عدالتی زبان ہونے کا منصب حاصل تھا ۱۸۰۳ء میں انگریزوں اور شاہ عالم ثانی کے درمیان جو معاہدہ طے پایا تھا اس میں انگریزوں نے اقرار کیا تھا کہ دفاتر کی زبان فارسی ہی رہے گی لیکن ابھی پوری تہائی صدی بھی نہ گذرنے پائی تھی کہ ۱۸۳۷ء کے ایکٹ ۲۹ کی رو سے دفاتر کی زبان فارسی کو بدل کر انگریزی کر دی گئی مسلمانوں کی طرف سے کچھ بہت احتجاج ہوئے مگر ایک وسیع کینی جبر کے ساتھ معمولی تھا مگر باعتبار نتائج بہت تباہی خیز۔ اب مسلمان نظم و نسق حکومت سے بھی علیحدہ رہنے پر مجبور ہو گئے۔ ہندو انگریزی سیکھ گئے تھے تمام عدالتی اور سرکاری کاروبار انگریزی میں ہونے لگا اس لئے ہندو بہت ترقی کر گئے تجارت میں، آڑھت میں، درآمد و برآمد میں ایجنسیوں میں انہیں بہت آسانیاں ہو گئیں اور دفاتر میں ان کا طوطی بولنے لگا۔ اور مسلمان معطل ہو کر رہ گئے۔

مسلم پسماندگی تعلیم کا سرکاری احساس

جب انگریزوں نے دیکھا کہ مسلمان تعلیم جدید سے بحیثیت قوم علیحدہ ہیں اور وہ بہت پیچھے رہ گئے ہیں تو انہیں بھی اپنی ہنگامہ پروری کی اس حماقت کا احساس ہوا ۱۸۷۱ء میں گورنمنٹ آف انڈیا نے لکھا کہ مسلمان بہت پیچھے رہ گئے ہیں اگر ان کی پسماندگی دور کرنے کے لئے کوئی تجویز کی جائے گی تو اس پر خاص توجہ مبذول کی جائے گی اس لئے کہ وہ آبادی ہند کا ایک بہت بڑا جزو ہیں۔ سو دو سال کے بعد ۱۸۸۲ء میں یو پی کے مسلمانوں کی پسماندگی تعلیم کا ملاحظہ افسوس کے بعد ان کی ترقی کے لئے چند

اصول قرار دئیے لیکن نتیجہ پھر بھی نکلا مسلمانوں کی اس علیحدگی کا قدرتی نتیجہ یہ ہونا ہی تھا کہ تمام انگریزی اسکول ہندو طلبہ اور طالب علموں سے لبریز ہوتے اور مسلمانوں سے خالی۔ اس کا الزام تھا تو انگریزی حکام پر مگر سر ولیم ہنٹر کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ مسلمانوں کی ہمدردی کرتے کرتے آخر سارا الزام تعصب دیا ہندوؤں کے سر ۱۸۷۱ء میں لکھا کہ چالاک ہندوؤں نے تمام ملک کو ایسے اسکولوں سے پاٹ دیا ہے جو انہیں کی ضروریات کے مطابق ہیں اور مسلمانوں کے قطعاً حسب حال نہیں حکومت کے اسکولوں کی زبان بھی ہندی ہے اور استاد بھی ہندو۔

حکومت مدراس نے علانیہ الزام تو کسی پر نہ رکھا مگر ان الفاظ میں حقیقت کا اعتراف کر لیا کہ موجودہ نظام تعلیم بالکل ہندو ضروریات کے مطابق ہے مسلمانوں کو اس میں کوئی دخل نہیں وہ صرف تماشائی بنے ہوئے رہ گئے ہیں اس حالت میں اسکولوں کے اندر مسلمانوں کی کمی تعداد چنداں حیرت انگیز نہیں البتہ ان کا ان میں ہونا ضرور تعجب انگیز ہے۔"

ہندو اجارہ داروں کی کارفرمائی

۲۰ سال کے بعد ۱۸۸۲ء میں حکومت نے اپنا الزام ہندوؤں کے سر رکھنے کے بعد ایک تعلیمی کمیشن مقرر کیا جس نے مسلمانوں کی ترقی تعلیم کے لئے جو سفارشیں کیں ان کا خلاصہ یہ ہے کہ وظائف دیئے جائیں فیسیں معاف کی جائیں درسی مکاتب کی امداد کی جائے، اردو زبان ذریعہ تعلیم ہے میونسپل کمیٹیاں اور صوبجاتی حکومتوں کے مالیہ پر ان کے مصارف کا بار رہے ان کے معائنہ کے لئے افسر مقرر کئے جائیں اور ملازمتوں میں مسلمانوں کو واجبی حصہ دیا جائے ان سفارشات پر عمل کرانے کے لئے حکومت کی طرف سے احکام بھی صادر ہوئے لیکن اب حکومت انگریزی کے زیر سایہ گویا ہندو حکومت قائم ہو چکی تھی افسر انگریز تھے مگر ان کے سکریٹری، ہیڈ کلرک، سپرنٹنڈنٹ اور مینکار سب ہندو تھے جو اپنی منفعت انفرادی کو خطرے میں نہ ڈال سکتے تھے ان سفارشوں کا کوئی خاص نتیجہ برآمد نہ ہوا کیونکہ پانچ برس بعد ۱۸۸۷ء میں مسلم اکثریت والے صوبے بنگال کی یہ حالت پائی گئی کہ ۲۰۴ ڈپٹی انسپکٹروں میں (۲) (۹۰) سب ڈپٹی انسپکٹروں میں (۹) اور (۲۰۹) معلموں میں صرف ۱۱ مسلمان تھے صوبہ متحدہ کے متعلق بھی لارڈ میسٹن کی حکومت نے تسلیم کیا کہ ۱۸۸۲ء کے تعلیمی کمیشن کی سفارشات کے سلسلہ میں یہاں کوئی تغیر نہیں ہوا اسی سے دیگر صوبجات ہند کی حالت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے اور ہو بھی کیونکر سکتا تھا کیونکہ تمام دفاتر پر تو ہندو قابض ہو چکے تھے اور تو اور خود حکومت ہند نے اپنے مراسلہ مورخہ ۱۹ جون ۱۹۱۳ء میں صورت حالات یوں بے نقاب کر دی کہ نقشوں کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت ہند کے بدیہی احکام کے باوجود (۴۳۹) استادوں میں مسلمان استادوں کی تعداد صرف ۲۶ ہے۔

تعلیمی ترقی کے بجائے تنزل

ان تمام امور کے باوجود تعلیم میں ترقی ہونا تھا اور الٹا تنزل ہوا چنانچہ ۱۹۱۳ء میں مولوی کرامت حسین کی کمیٹی نے یہ انکشاف کیا کہ ... میں مسلمان بچوں کی تعداد گذشتہ اٹھارہ سال میں (۲۶ر۳۳) فیصدی سے